تورج نامہ

دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

مخفی نرہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ دریاے ناپیداکنار ہے جسکے تہلے تک لنگر فکر کا پہونچنا بسا دشوار ہے جن حضرات شایقین نے اس داستان کو ملاحظہ فرمایا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ نہین ہے ہر ایک داستان کی جلد کا کسقدر حجم ہے اور انکی اصل فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے جو کہ ان داستانون کو تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کیواسطے تصنیف و تدوین کیا اسکی تکمیل مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین

نمبر دفتر	نام داستان	تعداد جلد	نمبر دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	یک جلد	ششم	صندلی نامہ	ایک جلد
سوم	بالاباختر	یک جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	ایک جلد
				اسکے بعد ہرمز نامہ متعلقہ جلد دوم نوشیروان	

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور نوشیروان نامہ سے لیکر تورج نامہ تک یہ جلدین اختتام کو پہونچکر جلوہ افروز بزم مشتاقان ہوئین بالفعل تورج نامہ جو دو جلدون مین منقسم ہے

جلد اول جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت شاعر خوش بیان ماہر شیرین زبان منشی بہارے مرزا صاحب نے باعانت داستانگوے بیبدل نیز کامل خوش تقریر شیخ تصدق حسین صاحب کے جانب نولکشور پریس بزبان اردو سلیس ترجمہ فرمایا

اور بار دوم ماہ اپریل سنہ [illegible]ء

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے ست کلید در گنج حکیم • بسم اللہ الرحمن الرحیم • مفتاح کنوز حضرت علیم و حکیم قادر و توانا کی حمد و ثنا ہے جس کے تمام قصر معلومات پر پہونچنے سے کمند فہم و ادراک کوتاہی کرتی ہے اور بحر ناپیدا کنار کنہ ذات کی غواصی مین جزیرہ یونان کے رہنے والون کی عقل پانی بھرتی ہے نظم ای در طلب تو خانہ بر دوش سحاب • باران قطرہ در رہت سالک آب • ہر باد کو موج خیز جبس نفس باند • در تقبۂ بحر خرقہ پوشان حباب • سبحان اللہ و بحمدہ کیا معبود حقیقی ہے جسنے دو حرف کاف و نون سے اس عالم کون و فساد کو آراستہ فرمایا اور آیات باہرات واسطے رفع خیالات باطلہ کے نازل فرمائین جسکا حکم محکم ہر موجود پر جاری ہے جسکی حکمت کاملہ ہر ذرہ مین ساری ہے اُسکی ادنے صنعت مین ہر ایک اعلے صناع دنگ ہے ہر وقت اُسکی قدرت کا نرالا رنگ ہے نظم

جمال و عظمت دادار و خالق ملکوت

خیال کر کے یہ کہتا ہون باللہ ہے جبروت
محیط اسمین ہے تمثال جلوۂ واجب
مدام مشغلۂ سیر گلشن لاہوت
کہ جسمین بیکرون حورین ہزارہا غلمان
عطا کرے جو تفضل سے قدسیونکا قوت
بیان ذات کے اوصاف کس سے ہون اللہ

نمود سطوت پروردگار ہے دیکھو
اگرچہ آئینۂ ممکنات ہے ناسوت
حسن حسین کی خاطر سے بخش دیگا
ہر ایک خلق قرین بدون دانش و بروت
بغیر اُسکے کرم کے نہین ہے آتی بت
صفات جسکی ہین حال عرش مین مبہوت

جہان تلک کہ کرے کام یہ نظر کاسوت
رہے کریم کہ کردیون کو جسنے دیا
گنہگارون کو قصر زبرجد و یاقوت
یقین ہے یہ کہ سبحان ربی الاعلے
ہزار گرچہ پڑھا کیجیے دعای قنوت
بشر کی کیا مجال ہے کہ ایک شمہ حال

اُسکی داستان قدرت کا بیان کر سکے اگر ہزار سال اس وادی ناپیدا کنار مین رہروی کرے تب بھی منزل مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات مفخر موجودات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفے علیہ الاف التحیۃ و الثنا

درود نامحدود اس مقبول بارگاہ رب ودود سر آرائے بزم نبوت مسند نشین بارگاہ رسالت کو سزاوار ہی جسنے
گم گشتگان راہ نادانی کو دانائی کا رستہ دکھایا حق پرستی کا قانون سکھایا جسکے نہیب شمشیر سے طلسم کفر و
ضلالت شکست ہوا بڑے بڑے ساحران غدار و جفاکاران مکار کا حوصلہ پست ہوا معجزنمائی کی برکت
سے مشرف بدین اسلام ہوئے کلمۂ طیبہ پڑھکے از سر صدق ایمان لائے وہ کون سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ الاف التحیۃ والثنا جو تمام نبیوں سے بہتر اور کل ہادیوں سے برتر ہین ؎ فرستادۂ خاص پروردگار

رسانندۂ حجت ہستوار / گرانمایہ تر تاج آزادگان
بارایش نام او نقش بست / ضمان دار عالم سیہ تا سفید
زمینے باصل آسمانی بفرع / چراغے کہ تا او فروزد دخت نور
سپیدی بر چشم شناسیان / لب از یاد مے پر از نوش حی
زمین بر فلک پنج نوبت زنش / شب از چتر معراج او سایہ

گرامی تر از آدمی زادگان / محمد کازل تا ابد ہر چہ ہست
شفاعت کن روز بیم و امید / درختے سہی سرو در باغ شرع
ز چشم جہان روشنی بود دور / سیاہی دہ خال عباسیان
تن از آب حیوان سیہ پوش رخ / فلک بر زمین چار طاق افگنش
فرازان نردبان آسمان پایہ / صلوۃ اللہ علیہ و علی الہ

السلام الی یوم القیام

منقبت امام ہمام مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اور ہزار ہزار تعریف و توصیف یعسوب الدین نور دیدۂ اہل یقین شیر خدا علی مرتضےٰ کی شان مین واجب لازم
ہی جنکی خاک در کا ہر ذرہ آفتاب عالمتاب کو ضیا بخشتا ہی اور عاکفان عتبہ والا کی جناب مین آفتاب

بصداق جبین سائی کرتا ہی نظم / آنکہ او زیب ہل اتی آمد / نفس پیغمبر خدا آمد
شہر علم ست ذات پیغمبر / در آن مرتضےٰ علی حیدر / ہر کرا حب مرتضےٰ نبود
بیشک او عارف خدا نبود / باب جنات را از و مفتاح / طاق لاہوت را از و مصباح

خلق را ہست رہنما بخدا / اصل یار بنا بر و ابدا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

ناظرین عالی وقار و شائقین والا تبار کی خدمت مین یہ حقیر سراپا تقصیر خاکپائے صاحبان علم و کمال
زلہ ربائے خوان کرم ارباب جود و نوال بے بساط و بے بضاعت سرگشتہ وادی حیرت ناآشنائے
بحر خندانی ازل کوئین شیخ تصدق حسین عرض پیرا ہی کہ ترجمہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کا
بفرط قدرشناسی جناب مستطاب والا مرتب عالی منزلت قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس
ذی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ و جلال بدر کامل برج دولت و اقبال مخزن علم و شعور جناب منشی نولکشور
صاحب سی۔ آئی مرحوم آغاز ہوا تھا اور کئی جلدین اسکی مثل نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ
و طلسم ہوشربا ہر ہفت جلد اختتام کو بہونچی تھین مگر بقیہ تین جلدین یعنے صندلی نامہ و نوروز نامہ و لعلنامہ
بعہد دولت رئیس باکرم زیب دہ مسند امارت گوہر بحر سخاوت صدر نشین دولت و اقبال آبروے
بزم شوکت و اجلال دیباچہ نسخہ رافت و قدردانی عنوان صحیفۂ نوازش و مہربانی مہر سپہر جود و کرم

عطارد تحریر خورشید حشم عقدہ کشائے مشکلات عاجزان بر آرندۂ حاجات درماندگان جناب فیضماب
بابو پراگ نراین صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ادام اللہ شوکتہم بہ نگرانی و انتظام سخنور بیبدل
مولوی محمد اسمعیل صاحب متخلص بہ اثر اہلکار قدیم مطبع اودھ اخبار تکمیل کو پہونچین اور دو جلدین حلیۂ طبع
سے آراستہ ہو کر نور افزاے چشم مشتاقان ہوئین یعنے دفتر ششم صندلی نامہ اور دفتر ہفتم تورج نامہ
بجمیع وجوہ مکمل ہو کر رونق انجمن شائقین ذی وقار ہوا اور دفتر ہشتم لعلنامہ بھی انشاء اللہ چند عرصہ مین جلوہ افروز
بزم مشتاقان ہوگا صانع نادر نگار نقشبند اعجوبہ کار نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے ذات
والا صفات سرچشمہ تفضلات ممدوح والا شان مالک مطبع فیض مرجع مین عجیب جوہر ذاتی و کمالات
صفاتی عنایت فرمائے ہین کہ زبان خامہ تحریر سے قاصر ہے اقبال دست بستہ ہر لحظہ غلامی مین حاضر ہے نظم

بر دولت وصف و ستایش ز خیز تحریر
کہ ذات او شدہ ملجای ہر غریب و امیر
شریف گوہر درج شرافت و الطاف
رئیس ابن رئیس و امیر ابن امیر
بہر کجا کند ابر نوال او بارش
شدہ ست حاتم طی غرق لجۂ تشویر
توئی کہ بر در تو ہر عاجزان حاصل
کہ روشن ست بآفاق مثل ماہ منیر

بدہر نیست کسی ورا خوش سیر و نظیر
زبان زد ہمہ خلقت لطف و نعمائش
کہ بر سپہر سخا ہست ماہ پر تنویر
شود ز جنبش لبہاش زیست بیکاران
شوند ہمسر اہل دول غریب و فقیر
چو نام نامی او شد پراگ نارائن
مراد و حاجت و دولت بعزت و توقیر
اثر شدہ ست چو مداح تو مناسب

سحاب جود و سخا ہست بحر لطف و کرم
بر آسمان مروت بسان مہر منیر
بدیع جوہر اعراض فضل شد ذاتش
ہمین سزد کہ بعیسے اگر کند تقریر
ز جوش بحر و سخا و عطا و ہمت او
چرا نہ شاد شوند از درش غریب و امیر
بہ شیخ علم و سخا و مروت و جودت
کنی ز لطف و عنایت معافی تقصیر

تا زوال شموس دولتہ طالعہ خداوند عالم اس رئیس والا شان عالی خاندان کے جمیع مقاصد دلی بر لائے
اور اس سے زائد مراتب اعلی پر فائض المرام فرمائے واقع مین عجیب ذات فیض آیات نفع رسان ارباب
حاجات ہے کہ ہر ایک شخص آپکے حسن اخلاق اور محاسن اوصاف کا معترف و مداح ہے عالی حوصلگی اور بلند
ہمتی کی اگر تعریف قلمبند کیجاوے دفتر داستان ناتمام رہجائے اور اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کی بخوبی
پوری توصیف نہو سکے بیدار مغزی اور حسن انتظام مطبع کا تذکرہ اگر معرض تحریر مین آئے دوسرا دفتر
اور طیار ہوجائے اور عمدگی انتظام و نظم و نسق مطبع عالی کی توصیف و ثنا ناتمام رہجائے غرض کہ اس
ہیچمدان خاکپائے نازک خیالان کی کیا مجال ہے کہ ممدوح والا شان کی جو مجمع اوصاف اور منبع جود و اخلاق
ہین مدحت سرائی کا دم بھر سکے بہر حال خاموشی از ثنائے تو حد ثنای تو دعای تزائد اقبال تضاعف حشمت
و اجلال پر عنان خامہ مدحت ختامہ کو روک لے اور گرم خیز وادی قصہ خوانی ہو یعنے اصل مقصد
کی طرف رجوع کرے

ناظرین باتمکین واقف ہونگے کہ دفتر صندلی نامہ اس مقام پر اختتام پذیر ہوا ہے کہ آنا نسیم کا اور خبر دینا
لاہوت کو کہ عروج بن بروج بن عوج عنق واسطے مدد خداوند کے آتا ہے یعنے نسیم اگر خبر دیتا ہے کہ اسوقت
مین شاہ کیکاوس کے پاس سے آتا تھا کہ کیکاوس مع عروج خان مسبوق الذکر آپکی مدد کے لیے آتا ہے اور
کل کیفیت اسکے تزک و احتشام اور کثرت فوج و سپاہ کی بیان کی یہ حال سنکر لاہوت کا بہت خوش ہونا
اور طبل شادمانی پر چوب دلوانا اور جاسوسان لشکر اسلام کا خبر لیکر امیر ثانی کی خدمت مین ان اخبار کو عرض کرنا

واضح ہو کہ لاہوت تک عمل جسکا ذکر صندلی نامہ مین کیا گیا ہی پیشتر زرنقاب نے جاکے طلسم نارنج کی جانب
بصلاح جمشید جابلقا جاتا ہی اور بیان صاحبقران ثانی کا ذکر ہوتا ہی

آغاز داستان حیرت بیان شہریار باوقار شہزادہ نامدار مسند آرای اریکۂ جہانبانی یعنی حمزۂ ثانی کے ذکر مین اور احوال طلسم نارنج کا

یہ روشن ہی چراغ عاشقی اک ماہ پیکر کا
کیا ہی نام آئینہ نے روشن کیا سکندر کا
توکل پیشہ کو حاصل ہی لذت خوان غیبی سے
غرض کیا بولتا ہی ان دنون طوطی کبوتر کا
اٹھائے کسطرح کوہ غم جانکاہ فرقت کے
نظر مین میکشون کے جام ہی لبریز ساغر کا
خط جانان کے غم مین ہو گیا تھا بسکہ کاہیدہ
فلک پر نور کب ہوتا ہی خورشید منور کا

کہ جسکو خوف باران کا نہ ڈر ہی باد صرصر کا
تماشا چاندنی کا کسطرح وہ مہر وش دیکھے
شکر سے طفل کو شیرین سوا ہی شیر مادر کا
فنا کے بعد بھی بانا فقیری کا رہے باقی
کہا مینے ای صنم کوئی کلیجہ لائے پتھر کا
کہین حاصل ہوئی ہی آجتک کسکو بھی آسایش
اٹھایا دوش پر چیونٹی نے لاشہ جسم لاغر کا
زہے فرقت کی تیزی شمار ندارسمک کی کیش

جہان مین صحبت اہل صفا ہی موجب شہرت
گران ہی بوجھ جس نازک بدن پر سر کی چادر کا
پئے ارسال خط پھرتے ہین سب عشاق تم اپنے
مریدون کو کفن درکار ہی مرشد کے بستر کا
صراحی بے ترے خالی پڑی ہی بزم مین ساقی
زمانہ مین بنایا کس نے تکیہ تیر کے پر کا
سدا اہل یقین کو فیض ہی روشن جانو تے
کیا ہی فیصلہ جس شیر نے بازو کبوتر کا

راویان روایات حیرت انگیز و حاکیان حکایات تعجب خیز احوال خیر مآل خلاصہ دودمان صاحبقرانی یعنی حمزۂ ثانی کا
پانچ ہزار پانچ سو کمین سرداران دلاور و پہلوانان نامور دربار در بار مین جلوہ فرما ہین یہ سب سرداران نامدار و پہلوانان
جرار اپنے اپنے مرتبے کے لایق جابجا بیٹھے ہین کہ حمزۂ ثانی نے ارشاد کیا ای حاضرین ایکمرتبہ مین نے قبلہ دوجہان
حمزۂ صاحبقران کے زبان معجز بیان سے سنا تھا کہ آیندہ ایک زمانہ مین ایک شخص جانشین حمزۂ ثانی ہوگا اور وہی
طلسم نارنج پر از آلام و رنج کو فتح کریگا آیا تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اس مہم کو سر کرے میرے دل مین فکر ہے ابھی یہ
کلام تمام نہین ہوا تھا کہ رستم ثانی آمادۂ جانفشانی ہوا اور اپنی جگہ سے اٹھ کے دست ادب بستہ سامنے اس شہریار باوقار
کے آیا۔ کلمات دعائیہ زبان پر لایا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام اس کام کو انجام دے شاید ان برگزیدۂ کردگار صاحبقران
روزگار نے اس ذرۂ بیمقدار کی خبر دی ہو۔ قضا نے طلسم نارنج کی میرے نام مقرر کردی ہو۔ حمزۂ ثانی نے فرمایا پھر دیر کیا ہی
بسم اللہ کرو۔ رستم ثانی نے مجرا کیا اور بعجلت تمام سفر کا سامان درست کیا اور رخصت ہوکے روانہ ہوا بعد قطع مراحل اور
طی منازل کے در بند طلسم پر پہونچ کے دلیرانہ داخل طلسم ہوا اور مفقود الخبر ہوگیا تین روز کے بعد حمزۂ ثانی نے خواجہ
سیاوش و خواجہ بزرگ امید و دولا گہر و علقمہ اسطرلابی و حکیم افلاطون زمان کو طلب فرمایا حسب الامر
حاضر ہوے مجرا گاہ سے آداب بجا لائے حکم بیٹھنے کا صادر ہوا اپنے اپنے مرتبے کے موافق مقامات مقررہ پر متمکن ہوے
حمزۂ ثانی نے فرمایا کہ رستم واسطے فتح کرنے طلسم نارنج کے گیا ہی آپ حضرات از روے رمل آیندہ کا حال استخراج
کرین کہ انکے حق مین کیا ہوتا ہی ہر ایک نے اپنی انگلیون پر سبع سیارہ یعنی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد قمر زحل
کو شمار کیا پھر قرعہ پھینک کے زایچہ کیا اور متفق اللفظ اس طرح گویا ہوے کہ ای شاہ والا جاہ رستم مدد کا طالب ہی
حمزۂ ثانی نے جانب دست چپ نظر کی اور فرمایا کہ کسکو دعواے جانفشانی ہی کہ رستم کی مدد کو جاوے یہ سنکے قاسم
اٹھ کھڑا ہوا اور خدمت والا منزلت مین عرض پیرا ہوا کہ یہ کام غلام سے متعلق ہی حمزۂ ثانی نے بخوشی تمام رخصت کیا
یہ بھی مثل رستم ثانی کے مصائب سفر اٹھا کے بخوف و خطر داخل طلسم ہوا اور پھر خبر نیک و بد اسکی بھی نہ معلوم ہوئی
بعد چند روز کے پھر حمزۂ ثانی نے خواجہ زادون کو طلب فرمایا اور کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ یہ بھی خواہان

استعانت ہین حمزۂ ثانی نے فرمایا کہ کون مدد کو جانے کا خواستگار ہی فیہور نور گاآنکھ اٹھا ہوا اور پایۂ تخت کو بوسہ
دیکے اسطرح عرض رسا ہوا کہ ؎ الٰہی تا جہان باشد تو باشی ۔ اس خادم کی مدت سے آرزو ہی کہ کسیطرح طلسم نارنج کی
سیر کیسے اگر حکم والا نافذ ہو تو ابھی جانے کو موجود ہی حمزۂ ثانی نے اسے بھی رخصت کیا غرض یہ بھی مثل رستم و قاسم
کے داخل طلسم ہوا خلاصہ یہ کہ اسی طرح تمام سرداران دست چپ یکے بعد دیگرے گئے اور طلسم مین پہونچ کے محصور
ہوگئے پھر بادشاہ نے خواجہ زادون کو طلب کیا اور کیفیت کا استفسار چاہا خواجہ زادون نے بالاتفاق دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار وہ سب مدد کے خواہان ہین اب بادشاہ نے دست راست کیطرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ
کہو اب تمسے بھی کوئی ایسا ہی کہ ان سب مفقود الخبرون کی مدد کے واسطے جائے اس مرتبہ بدیع الزمان والاشان
فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار اب میری باری ہی مین جاؤنگا اور حکم والا کو بسر و چشم بجالاؤنگا
بادشاہ نے فرمایا خدا حافظ و ناصر خلاصہ یہ کہ یہ بھی مثل سرداران دست چپ بادیہ گردی و صحرا نوردی کا تعب اٹھا کے
طلسم مین داخل ہوگئے اور انکی بھی مطلق خبر نہ معلوم ہوئی پھر خواجہ زادے بلائے گئے اور استفسار حال کیا گیا
خواجہ زادون نے پھر اسیطرح خواستگاری مدد کا حال بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ اسقدر مدد تو جا چکی ہی انھون
نے کہا ہان ابھی اور بھی مدد درکار ہی قاعدے سے جیسا ظاہر ہوا عرض کیا گیا حتی کہ تمام سرداران دست راست
مثل نور الدہر اور طہماسپ اور سکندر و سعید طوقی وغیرہ بھی یکے بعد دیگرے داخل طلسم ہو کے مفقود الخبر ہوگئے
پھر حمزۂ ثانی نے خواجہ زادون سے رفتگان طلسم نارنج کا حال پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ فاتح طلسم نارنج کا کون ہی
خواجہ زادون نے سات ستارہ بارہ برج پر نظر کی اور قرعہ وغیرہ پھینک کے ازروے قواعد بتایا کہ دراصل
فاتح طلسم نارنج کا شہزادہ بدیع الملک ہی اور وہی آپ کا جانشین ہی حمزۂ ثانی نے خوش ہو کے کہا بہتر ہوا کہ یہ بھی
معلوم ہوگیا بقیہ اس داستان کا دوسرے وقت پر ذکر کیا جاویگا

اب دو کلمہ داستان مظالم شاہ کے معرض تحریر مین آتے ہین

ایک دن کی رات مین عجیب بات تھی آسمان کے کھلے ہوے ستارون پر کوئی مہ جبین کی افشان بھری پیشانی
سمجھ کے نظر دھوکا کھاتی تھی چودھوین رات کے چاند نے بھی عجب طرح کا سماں دکھایا بس قدرت خدا نظر آتی تھی مظالم شاہ
چاندنی کی سیر دیکھنے بام قصر پر آیا ادھر ادھر پھرا چاہا بیٹھ جاؤن پھر خیال آیا کہ بیٹھنا کیسا آج کی رات سیر مین بسر کرونگا
خیال مین مبتلا تھا کہ یکایک مہر نوش کے قصر کیطرف سے آواز نغمہ و سرود گوش زد ہوئی صندلی نامہ مین جسکا نام ملکہ مہر شیرین بھی
تحریر ہوا ہی القصہ اس صداے خوش آیند کو سنکے مظالم شاہ ملکہ مہر نوش کیجانب متوجہ ہوا بدین خیال کہ چند
لمحہ محفل ملکہ مین دل بہلاؤن اور اپنی بیٹی کو بھی ایک نظر دیکھ آؤن جب قصر مین پہونچ کے داخل مجلس عیش و نشاط ہوا
دیکھا کہ کشندہ زلازل بدیع اختر پہلوے دختر مین بیٹھا ہی اب تاب تحمل نہ رہی آتش غیرت کا نون سینہ مین مشتعل ہوگئی ادھر
مہر نوش نے جو اپنے باپ کو اس طرف آتے دیکھا سہم گئی اور مثل بید کانپنے لگی مظالم شاہ از سرتا پا غیظ و
غضب مین تو تھا ہی شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے دوڑا ادھر شاہزادہ نے جو یہ رنگ دیکھا نہایت عجلت سے اٹھ کے
عقاب اس زاغ ناہنجار سے لپٹ گیا اور چاہا کہ اٹھا کر دے مارون کہ پیوند زمین ہو جائے مگر یہ خیال آیا کہ
ملکہ مہر نوش کیا کہیگی آخر بدیع الملک نے مظالم شاہ کو آہستہ زمین پر بٹھا دیا اور فرمایا کہ اے شخص تو باطمینان
تمام مجلس عیش و عشرت مین بیٹھ اور چند جام مے لالہ فام بے خدشہ انجام نوش جان کر تو میری نسبت کسی اور طرح کا خیال اپنے
دل مین نہ لا نا یقین سمجھ کہ تیری بیٹی اس وقت تک بجنسہ سر بمہر ہی اور بے اجازت تیری اسکو اپنے اوپر حرام سمجھتا ہون

اطمینان رکھو یہ تقریر سُن کے مظالم شاہ کا غصہ کسی قدر کم ہوا بیٹھ گیا شاہزادہ نے تیز تگ عیار سے اشارہ کیا کہ
اسے شراب کے دو چار جام پلا تیز تگ عیار نے مظالم شاہ سے مخاطب ہو کے کہا ای شہریار یہ بیٹی کا مقدمہ ہی بیٹھا
نہیں رہیگا ضرور ایک روز کسی سے منعقد کیجیے گا پھر تردد کس بات کا ہی آگاہ رہیے کہ ایسا شاہزادہ قمر طلعت عالی نسب
کہین نہ پایئے گا بالفرض زمین و آسمان کے قلابے بھی ملایئے گا ہر طرح مناسب و مصلحت یہ ہی کہ بسم اللہ کر اور اُس غنچۂ
نودمیدہ چمن زیبائی کو اس گلبن شاخسار رعنائی کے ساتھ پیوند کر دے اور تو بھی گلہاے باغ سے دامن امید کو بھر
اور خارستان ضلالت سے باہر آ مظالم شاہ کو اس بات کے سننے کی تاب کہان اُسنے بنظر غیظ و غضب تیز تگ کے دیکھا تیز تگ
عیار سمجھ گیا کہ مظالم شاہ برخاستہ خاطر ہو گیا کہا ای بادشاہ اگر میری گذارش آپ کے مزاج کے خلاف ہی تو معاف کیجے مجھسے
غلطی ہوئی اب مین کچھ نہ کہونگا انشاء اللہ عنقریب وہ وقت آتا ہی کہ آپ خود اپنی زبان سے اسلام پکارین گے احباب
رقص و سرود سے دل کو محظوظ کیجیے یہ کہا اور طنبورا اُٹھا کر سرائندگی مین مصروف ہوا اور جام شروع ہوا چند لمحہ تک
یہی کیفیت رہی جب تمام اہل محفل کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اور جھومنے لگے شاہزادہ بدیع الملک نے
موقع پا کر چند کلمے وحدانیت خداے بے ہمتا مین بکمال فصاحت و سلاست بیان کیے تمام اہل مجلس عالم وجد مین جھومے
اور خوش ہوے مظالم شاہ نے کہا کہ یہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہی اسکے قبول کرنے مین تو مجھکو بھی کچھ عذر نہیں ہی لیکن
میرا قبول کرنا ایک شرط سے مشروط ہی اور وہ شرط سن لو قریب اس شہر کے ایک درہ ہی اُسمین سے ایک شیر
نکلتا ہی تمام بدن کے بال اُس شیر کے سفید ہین لیکن اُس شیر کی دم مرصع بمروارید ہی جو کوئی شخص اُس سے جو کچھ طلب کرتا
ہی وہ شیر فوراً منھ سے اُگل دیتا ہی اور اُس شیر مین یہ بھی صفت ہی کہ جو کوئی اُس سے دعا مانگتا ہی فوراً اسکی دعا قبول ہو جاتی
ہی اور مدعاے دلی بر آتا ہی اُس درہ مین جانا تو چندان وقت طلب امر نہیں ہی ہر شخص جا سکتا ہی ہان مشکل یہ ہی کہ جو کوئی
درہ مین جاتا ہی پھر واپس نہیں آتا اگر تو اُس درہ مین جاے اور اندرون درہ کے حالات دریافت کرے اور مجھسے
آکے بیان کر دے تو پھر مجھکو کوئی عذر اسلام قبول کرنے مین نہو گا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ہان مین اس
شرط کے پورا کرنے کو مستعد ہون ضرور داخل درہ ہونگا اور وہان کے حالات سے اطلاع دونگا تیز تگ انگشت
بدندان ہوا اور کہا زنہار ایسا خیال بھی دل مین نہ لانا وہ درہ محض درہ نہیں ہی بلکہ دروازۂ طلسم ہی یہ ناہنجار آپکو دھوکا
دیتا ہی اور دیدہ و دانستہ بلا مین مبتلا کرنا چاہتا ہی مصرعہ پیش از وقوع واقعہ در فکر خویش باش + بدیع الملک ہنسا
اور کہا ای تیز تگ کبھی وہ شخص دھوکا نہیں اُٹھاتا جو راہ راست پر جاتا ہی اگر کسی مہم کے سر ہو جانے سے اسلام مین ترقی
ہوتی ہو کسطرح مہم کے سر ہونے مین پہلو تہی کیجاوے ای تیز تگ تو خاطر جمع رکھ انشاء اللہ المستعان ہی ضرور اس طلسم کو
توڑونگا اور اس گم گشتہ کو ہرگز راہ ضلالت مین نہ چھوڑونگا یہ کہکر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور لباس و اسلحہ نو سے تن کو آراستہ
کیا اور چست ہو کے مظالم شاہ کے روبرو آیا اور بطریق اسلام سلام کر کے کہا ہان مین اُس درہ مین جانے کو موجود ہون
کوئی شخص میرے ہمراہ کر دے تاکہ وہ مجھے اُس درہ کو دکھا دے اور میرے جانے کے بعد مجھے یہ خوف ہی تو میرے
ہم مذہبون پر شدت کریگا مظالم شاہ نے کہا کیا مجال جو کچھ زبان سے بھی کہون بدیع الملک نے کہا اگر خلاف اسکے
کریگا تو یقین جاننا کہ تیری نسل سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا مظالم شاہ نے کہا صاف صاف تو یہ بات ہی اور اسے
پختہ وعدہ سمجھو کہ چھ مہینے تک اِن لوگون سے کچھ نہ بولونگا بلکہ نہایت خاطرداری اور عزت سے پیش آؤنگا ہان بعد
گذرنے چھ مہینہ کے مجکو اختیار ہی جسطرح چاہونگا پیش آؤنگا شاہزادہ نے کہا ہان مجکو بھی یہ منظور ہی اور وہ شجاعت
تجسم سوار ہو کے مع راہبر قریب درہ پہونچا اور پھر مسلمانون کی سفارش کر کے داخل درہ ہوا مظالم شاہ واپس ہو کے

اپنے شہر مین آیا چندروز کے بعد اسکا بیٹا زال زل شکار سے واپس آیا اور اپنے باپ سے پوچھا کہ مین نے سنا ہی
کہ میرا بھائی زلازل میرے دیکھنے کو آیا ہی پھر وہ کہان ہی اُسکے دیکھنے کا مین بہت مشتاق ہون مظالم شاہ آبدیدہ ہوا
اور کہا ای فرزند شاید تجھکو نہین خبر ہی کہ یہان کیا واقعہ گذرا بدیع الملک نام حمزہ کا پوتا اس شہر مین آیا زلازل اُس سے
مقابل ہوا بعد رد و بدل بدیع الملک نے اُسکا سر کاٹ لیا اور اس بات کے واسطے مستعد ہوگیا کہ تمام شہر مسلمان ہوجاے
ورنہ سبکو تہ تیغ کرنا چاہا مین نے نہایت مضطر و پریشان ہوکے بہزار مکر و فریب اُسے طلسم مین ڈال دیا زال اپنے باپ
کی زبانی اُس حال کو سُن کے خاموش ہو رہا اور محل مین جانے کے واسطے سوار ہوا اثناے راہ مین قارن نے
آکے مجرا کیا اور کہا شہریار غضب ہوگیا تمام عزت خاک مین مل گئی جس خداپرست کی تعریف آپکے پدر بزرگوار کرتے تھے
اُسکے ہاتھون وہ ہتک ہوئی ہی کہ بس کیا کہون آپ موجود ہی نہ تھے اگر آپ بھی موجود ہوتے تو یقین ہی نصیب اعدا
نوبت بجان پہونچتی اے شہریار غضب کو سنو تو اس مجہول النسب نے ناموس سلطانی تک کی پردہ دری کی اور اب
کیا کہون کہنے سے بات پرائی ہوتی ہی مگر واقعی بات کیونکر نہ کہی جاوے اور کہا تو کیا ذکر خود آپکے پدر والاگہر نے
دیدہ و دانستہ نقاب تغافل مُنھ پر ڈالی زال نے جو اس واقعہ کا حال سُنا غیظ مین آلودہ ہوکے مار دم بریدہ کیطرح
پیچ و تاب کھایا اور کہا مجھ سے مفصل تو بیان کر یہ تو نے ایک مبہم بات کہدی قارن نے تمام کیفیت بدیع الملک کے
آنے کی اور شہزادے کے گرفتار کرنے کی اور اپنا زخمی ہونا اور ملکہ مہروش کے ساتھ مے نوشی تک حال حرف بحرف
بیان کیا زال کو اور بھی زیادہ طیش آیا ایک ایک فقرہ نے آتش غضب کو بھڑکایا منھ لال ہوا عجب حال ہوا اور تو کچھ
نہ بن آیا تلوار کو تولتا ہوا حرم سرا کی طرف چلا اس ارادہ سے کہ آج ملکہ مہروش کو ضرور ہلاک کردے یہ خبر مظالم شاہ
کو پہونچی بہت گھبرایا آخر بعجلت تمام اپنے تئین زال کے پاس پہونچایا بہت کچھ سمجھایا اُسنے کچھ نہ مانا باپ کو محل جانا اور
کہا ای پدر بزرگوار اُس گیسو بریدہ کا مرنا ہزار درجہ جینے سے بہتر و افضل ہی اُسنے تمام خاندان کی ناک کٹوائی یہ کیا
اُسکے دل مین سمائی افسوس ہارے جیسے اتنا نہ خیال آیا کہ ایک شخص مجہول النسب جو خداے نادیدہ کو اپنا معبود
سمجھے اور ہم اُس سے گرم صحبت ہوے ہین اول تو دین برباد ہوتا ہی کوئی بھی اسطرح دیدہ و دانستہ اپنی آبرو کھوتا ہی
دوسرے شیشۂ عصمت سنگ ملامت سے چکنا چور ہوگا تمام عالم مین یہ مشہور ہوگا کہ مہروش نے ایک مسافر سے
آشنائی کی باپ اور بھائی کی ناک کٹوائی جب اُسنے ہم چشمون مین میری آنکھ نیچی ہونے کا سامان کیا تو مین کیسے اُسے زندہ
چھوڑونگا آپ اس مقدمہ مین مطلق دخل نہ دین اس بارہ مین سمجھانا بجھانا اور غصہ دلانا ہی قسم ہی آپکے حقوق کی مین
ہرگز نہ مانونگا کہیے گا تو مین آپکو اپنا دشمن جانونگا خود اپنے ہاتھ سے خنجر مارونگا ابھی جان دیدونگا مظالم شاہ
مجبور ہوا لیکن دل بہت ناصبور ہوا ناچار خاموش ہو رہا یہ واقعہ ملکہ کے گوش زد ہوا کہ زال بارادۂ قتل آپکے آتا ہی
یہ سُنتے ہی اُس صنم کو غیظ آیا جسم نازنین مثل بید تھرایا عارض رنگین جو رشک یاسمن تھے غیرت دہ لالہ ہوے دل و جگر
سینہ مین تہ و بالا ہو گئے غلامون کو حکم دیا کہ سب مسلح ہوکے جاوین زال کو راہ مین روکین دلیرانہ لڑین خبردار
یہانتک آنے نہ پاوے چاہے سب کی جان جاوے پھر کنیزون کی جانب خطاب کیا کہ ہان تم بھی مردانہ لباس مین جاؤ اور
زال کے روکنے مین شریک ہو غرض کہ سب کنیزین دایہ سمیت بلباس مردانہ ہمراہ تیز تنگ غضب کی راہ سے
نکلکر روانہ ہوئین یہان زال حرم مین پہونچا ملکہ کو نہ پایا لوگون سے استفسار کیا معلوم ہوا کہ وہ خداپرست کے ہمراہ
درۂ شیران کی طرف گئی ہی زال بھی تعاقب مین روانہ ہوا ابھی ملکہ دامن درۂ شیران تک پہونچی تھی کہ یہ بھی تعاقب
مین پہونچا ملکہ کو اور کوئی تدبیر نہ بن آئی مع تمام اپنے ہمراہیون کے درہ مین در آئی زال نے جو دیکھا کہ ملکہ درہ کے اندر

اسنے بھی ارادہ کیا کہ درہ مین داخل ہو مظالم شاہ دوڑ کے لپٹ گیا اور کہا ای فرزند اب اس ارادہ سے
تو باز آ کیونکہ اس درہ کے اندر سے ملکہ مہروش زندہ واپس نہ آئیگی پھر تو خواہ مخواہ اپنی جان کیون ضائع
کرتا ہی کیا تو نہین جانتا آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہی جو اس درہ کے اندر ذرا داخل ہوا پھر وہ واپس نہ آیا اب تو یہ چلے خود
سمجھ لے کہ ہمنے گویا اُسے مارڈالا زال نے اپنے باپ کے کہنے کی طرف کچھ اعتنا نہ کی اور بلا تکلف درہ کے
اندر داخل ہو گیا مظالم شاہ بغور و فکر بسیار سمجھا کہ یہ آگ قارن ملعون نے لگائی ہی اسکو قتل کرنا چاہیے
بدین خیال اُسکو اپنے قریب بلایا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قارن مظالم شاہ کے ارادہ سے آگاہ ہو گیا جان
کے خوف سے یہ بھی درہ مین جا گا مظالم شاہ متاسف ہو کے رہگیا اب قصد کیا کہ اپنے شہر مین آئے اثنای
راہ مین دیکھا دور سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہی چند لمحہ تک حیرت سے اُس گرد کو دیکھتا رہا یکایک دامن گرد
چاک ہوا اور ایک جوان خوش رو دوادو چلا آتا ہی جب قریب پہونچا مظالم شاہ سے پوچھا کہ یہ مقام کونسا
ہی اور اس مقام کا کیا نام ہی اور یہ جو تم اُداس معلوم ہوتے ہو اسکا کیا سبب ہی کچھ تو بیان کرو مظالم شاہ نے
کہا ای جوان آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہی اور پریشانی کو جو تو پوچھتا ہی تو اسکا سبب یہ ہی کہ مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون
جو ملک یہان سے بہت قریب ہی چنانچہ میرے ملک مین حمزہ کا پوتا بدیع الملک نام آیا مین نے اُسے گرفتار
کیا لیکن میری ایک بیٹی ملکہ مہروش نام اُسپر فریفتہ ہو گئی اور عیار سے چرا منگایا مین نے ایک روز اُس ناشدنی
کی محفل مین بدیع الملک کو دیکھا اور قصد اُسکے ہلاک کرنے کا کیا کیا کہون کہ کیسا وہ مضبوط و زبردست ہی مجھے
اُسنے پکڑ لیا لیکن میرے ہلاک کرنے سے باز رہا بلکہ بمدارا و خاطرداری پیش آیا اور مجھسے کہا کہ خدای نادیدہ کی پرستش
کر مین اس شرط پر مسلمان ہونے کو راضی ہوا کہ اگر تو طلسم شیران کو فتح کرے چنانچہ وہ اس شرط پر راضی ہو گیا اور طلسم مین
داخل ہو گیا اب سنو کہ میرا ایک بیٹا زال نامے شکار کو گیا تھا جب شکار سے واپس آیا تمام قصہ گذشتہ اُسکے
گوش زد ہوا جس سے اُسکو بہت غصہ آیا اور اپنی بہن ملکہ مہروش کے قتل پر آمادہ ہو گیا ملکہ بھی جان کے خوف سے
بادشاہزادہ کی الفت مین داخل طلسم ہوئی زال بھی اُسکے تعاقب مین گرفتار طلسم ہو گیا پس یہ سبب ہی میری اسقدر پریشانی
کا واضح ہو کہ یہ جوان وہی عیار ہی جسکو حمزہ ثانی نے واسطے تلاش شاہزادہ بدیع الملک کے بھیجا تھا نام اُس عیار کا
شاپور ہی پھر اُس جوان نے پوچھا کہ اس واقعہ کو کس قدر عرصہ گذرا علی الخصوص شاہزادہ کو داخل طلسم ہوے
کتنا عرصہ ہوا مظالم شاہ نے کہا تین دن کا واقعہ ہی شاپور بیتابانہ طلسم مین چلا گیا کیونکہ اپنے آقا کی مفارقت مین بہت
بیقرار تھا اب اس حال کو یہین چھوڑا اور حال شاہزادہ کا بیان کیا جاتا ہی تین روز کے بعد ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا
وہان ایک غار نظر آیا جو نہایت عمیق تھا شاہزادہ اُس غار کے کنارہ پر استادہ ہو کے محو تماشا ہوا یکایک ایک شخص مسن سفید
ریش پہاڑ پر سے اُترا اور شاہزادہ سے بطریق اسلام سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو اور یہ کونسا
مقام ہی وہ مرد مسن متبسم ہوا اور کہا کہ مرد مسلمان ہون اور یہ مقام طلسم شیران کے نام سے مشہور ہی حضرت سلیمان علی نبینا
وعلیہ السلام نے اس طلسم کو تیار کیا خیر یہ حال تو مجھ سے تمنے سنا اب بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس طرح اس بلا مین
مبتلا ہونے کا اتفاق ہوا بدیع الملک نے جواب دیا کہ ای شخص تو حال پوچھتا ہی اور یہان گرسنگی ہلاک کیے ڈالتی ہی
پہلے کچھ کھانے پینے کی سبیل ہونا چاہیے بعدہ اگر پوچھا جائے تو بیان کرسکتا ہون ابھی مجھ مین تاب بات کرنے کی
نہین وہ مرد ضعیف چلا گیا اور ایک گردہ نان اور کباب پیش کیے شاہزادہ نے اُسے نوش فرمایا بمجرد تناول کے
بیہوشی طاری ہوئی بعد چند ساعت کے ہوش آیا دیکھا انواع اقسام کے کھانے پینے کی چیزین مہیا ہین

اور ایک گروہ زن و مرد چابک دست مصروف خرام ہو اپنے پاؤن کو جو خیال کیا بالکل بیکار پایا دریاے تردد کا
آشنا ہوا کہ خداوندا یہ کیا سامان پیش نظر ہو اسی اثنا مین دیکھا سامنے سے ایک نازنین مع اپنی دایہ اور کنیزون کے
چلی آتی ہو جو خدمتی کہ خدمت پر مامور تھے اُنھون نے ملکہ کو لاکر پہلو مین شاہزادہ کے بٹھایا شاہزادہ نہایت متعجب ہوا
اور پوچھا تم ایسی نازنین یہان کیونکر آئین کیا سبب ہو کون ایسا شخص تھا جسنے تمکو اس بلا مین مبتلا کیا ملکہ نے اپنے
بھائی کا شکار سے آنا اور باپ سے زلازل کا حال پوچھنا باپ کا واقعہ کو بیان کرنا پھر قارن سے مفصل حال
سنکر آمادہ قتل ہوکے حرم کی طرف آنا خود سنکر بخوف جان نقب کی راہ سے بھاگنا عقب مین زلال کا پہونچنا اس باغ پر اس گ
روہ کے اندر چلا آنا بیان کیا اور کہا یقین ہو کہ وہ بھی قریب تر ہو پہنچے ہنوز یہ ذکر تمامی کو نہین پہونچا تھا کہ سامنے سے زلال
بھی نمودار ہوا جیسے ہی شاہزادہ پر زلال کی نظر پڑی دیکھا ایک جوان خوش رو جبین ہو فر شاہی چہرہ سے نمایان عظمت و شان
ہر ایک طرح سے عیان جب سے ایکطرح کی محبت زلال کے دل مین پیدا ہوگئی شاہزادہ نے جو زلال کی صورت دیکھی ملکہ سے کہا تمہارا
بھائی ایک جوان صالح اور جری معلوم ہوتا ہو انشاءاللہ تعالیٰ اسے دائرہ اسلام مین لاتا ہون لیکن جیسے ہی زلال کی نظر تیز رنگ پر
پڑی بآواز مہیب پکارا کہ او مفسد کہان جاتا ہو یہ تمام فساد تیری ذات سے پیدا ہوا ہو اگر تجھے قتل نہ کیا تو مین مرد نہین تیز رنگ نے
جواب دیا کہ مجھے تجھ سے کچھ خوف نہین ہو میرا آقا سلامت ہو تو کسکی مجال ہو کہ مجھکو نظر تیز سے دیکھ سکے یقین ہو کہ اگر کوئی
شخص میری خصومت دل مین رکھے خود ہی سزا کو پہونچ جاے پھر مین اپنی حفاظت کیون کرون اور اب خاموش
ہو اور کوئی کلمہ خلاف زبان سے نکالا تو میرا آقا سزا دیگا اور سزا بھی وہ جو مدت العمر یاد رہے زلال کو یہ گفتگو تیز رنگ
کی بہت ناگوار معلوم ہوئی مگر چونکہ خاصہ اُس مقام کا یہ تھا کہ جو وہان پہونچا اسکے پاؤن بیکار ہو گئے اس سبب سے مجبور تھا جو
مقولات اور میوہ جات واسطے شاہزادہ کے چنے ہوے تھے اُنمین سے ایک سیب اُٹھا کر تیز رنگ کی پیشانی پر مارا جو
خدام اور غلام وغیرہ موجود تھے دوڑ پڑے اور زلال کا ہاتھ پکڑ لیا اور بہت کچھ سخت و سست کہا لیکن اُسکے پیر چونکہ قابو مین
نہ تھے اور بالکل بیکار ہو گئے تھے بدین وجہ کچھ نہ بنا سکا جب تیز رنگ نے قارن ملعون کو دیکھا کہا کہ او سگ ناپاک
تجھکو خبر نہ تھی کہ تو بھی یہان موجود ہو قارن نے کہا ای تیز رنگ تو اسقدر بیباک نہ بدزبانی کیون کرتا ہو تجھکو اپنی
جان کا کچھ خوف و خیال نہین ہو تیز رنگ نے کہا او گیدی یہ تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہو پہلے تو یہ بیان کر
کہ تو میرا کیا بنا سکتا ہو مین تو کسی کو ایسا نہین دیکھتا کہ جو مجھے کسی طرح کی گزند پہونچا سکیگا تیرے آقا نے مجھے ایک سیب
کھینچ کے مارا مجھے مطلق آسیب نہین پہونچا پھر تو کس مزرعہ کا سگ مردار خوار ہو زلال نے غصہ سے اور زیادہ تاؤ پیچ کھایا اور
قاب مین سے ہاتھ بڑھا کے ایک ہی اُٹھائی اور تیز رنگ کے سینہ کی طرف پھینکی تمام ملازم جسطرح پہلے مرتبہ زلال سے
پیش آئے تھے اُسیطرح پھر آئے لعنت ملامت کی اسی عرصہ مین شہزادہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ شاہ پور کو لیے ہوے
آئے اُسنے بدیع الملک کو سلام کیا شہزادہ بدیع الملک نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب سلام دیا اور کہا
بھائی جان کیا خبر ہو شاہ پور نے عرض کی کہ ای شہریار جس روز سے حضور نے کنگرہ ملعون کے ہاتھ سے زخم کھایا اور کرب حضور
کو یہاں سے آیا غلام بھی تعاقب مین باہر آیا پھر ایک بار دوسرے محلے مین گیا وہان دیکھا کہ اختر جادو با ساحران بے دین جنگ
آمادہ مبارزت موجود ہو مقابلہ ہوا اور بہتیرے جانثار طرفین کی ضایع ہوئی مین عفریان نابکار و مخالفان غدار کو بضرب
شمشیر آبدار ہلاک کیا دو مرتبہ وہ تروج نام ایک کافر سیہ فام مقابل مین آیا جان نثار نے اُسکا کام تمام کیا جب معلوم ہوا
کہ حضور تشریف لے گئے ہین یہ ذرہ بیمقدار بھی ہمراہ جان نثاری مین کشان کشان یہانتک پہونچا خلاصہ ہوا کہ وہان کی خبر
مطلق نہین معلوم ہوئی کہ اب وہان کیا رنگ ہو شاہزادہ نے دست شفقت اُسکے سر پر رکھا اور بہت مہربانی اور

داداری سے پیش آیا القصہ سات روز گذر گئے جب آٹھوان روز آیا کچھ لوگ آئے اور شاہزادہ کو مع ہمراہیون کے
اور زال اور قارن کو بھی ہمراہ اپنے لے گئے ایک مقام پر شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک شیر سفید ہے نہایت تناور اور
توانا زیر درخت تنومند درخت سے پشت لگائے بیٹھا ہے اور اُسکے برابر ایک کرسی مرصع پر ایک شخص ضعیف و نحیف جسنے
کر لب غار شاہزادہ کو روٹی کھلائی تھی بیٹھا ہوا ہے شیر نے اُس سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ ای افسون کچھ تحقیق ہے کہ یہ سب
کون لوگ ہین اور کہانکے رہنے والے ہین افسون نے جواب دیا کہ یہ جوان خوشرو قوی بازو حمزہ کا پوتا
بدیع الملک نام ہے اور یہ جو دوسرا جوان ہے یہ مظالم شاہ کا بیٹا زال نام ہے اور یہ عورت اس زال کی بہن ہے اسیطرح
سبکے پتے دیے بعد اسکے ہر ایک کا دین و آئین بیان کیا شیر نے کہا نہین صاحب مجھکو کسی کے دین و آئین سے کچھ غرض
نہین ہے اور ان سب سے خطاب کیا کہ اگر تم لوگ اپنی زندگی چاہتے ہو اور طلسم کی سیر بھی مطلوب ہے تو جادہ محنت
کو نہ چھوڑو اور غذیہ لطیف تمھارے واسطے ہم عنایت کرینگے اور اگر تمکو یہ منظور نہین ہے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو
اور جیتے جی اپنے تئین رو لو کیونکہ ہر چند جد و جہد عمل مین لاؤگے اور ہاتھ پاؤن مارو گے مگر چاہیے کہ اس
طلسم سے نجات ملے تو یہ ضرور اس طلسم مین سر ٹکرا کے مر جاؤ گے بیرون طلسم جانے کی بار نہ پاؤ گے بدیع الملک نے
کہا پھر کیا کرنا چاہیے بادشاہ طلسم نے جواب دیا کہ اس پہاڑ پر ایک باغ ہے جسمین بیشتر کنوین اور حوض خالی ہین تم سبکو
چاہیے کہ کنوؤن سے پانی نکالو اور حوض مین بھرو جب حوض لبالب ہو جاوین اُس وقت تمام باغ مین آبپاشی
کرو اس محنت کا عوض یہ ہے کہ جان سلامت بچیگی اور کھانے کو بھی مل جاویگا اور اُسکے ضمن مین یہ باغ بھی ہو جائیگا
اتو یہان آنیکا اتفاق ہو ہی گیا ہے بندہ خوب مار کھاتا ہے چونکہ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا بخوف جان سبنے اس
محنت کو منظور کیا تا اینکہ باغ مین سب آئے اور پانی کنوؤن سے کھینچنے مین مصروف ہوئے جب حوض لبریز ہو
پھر درختون مین پانی دینا شروع کیا اور زمین پر بھی پھیرا کہ شام ہوگئی سب نے ارادہ کیا کہ یہین تمام رات بسر کرین
قدرت خدا کو دیکھیں نگہبان باغ آئے اور کہا کہ رات کو یہان قیام کا حکم نہین ہے سب نے کہا پھر کہان جائین ہم کو
اور کوئی جگہ بتاؤ اُن نگہبانون نے جگہ بتائی وہان اب جبکے قیام کیا مگر اُس مقام مین دیکھا کہ شمار مین جسقدر آدمی
ہین اسیقدر کھانا بھی وہان موجود ہے سب بھوکے تھے کھانا کھایا شہزادہ نے رزاق مطلق کا شکر ادا کیا چونکہ محنت
کرتے کرتے بہت تھک گئے تھے کھانے سے فارغ ہوتے ہی نیند نے غلبہ کیا بیخبر سو گئے علی الصباح شاہزادہ
بیدار ہوا نماز صبح پڑھی پھر سبکے بعد دیگرے بیدار ہوئے اور حسب دستور باغ مین آکے آبکشی اور آبپاشی مین
مصروف ہوئے اسی محنت مین ایک مدت بسر ہوئی جو شاہزادہ کے واسطے کھانا لاتا تھا اُس سے ایک روز شاہزادہ
نے پوچھا کہ کیا سبب ہے جو شب کو اس باغ مین قیام کی ممانعت ہے اُسنے کہا ای شہریار اصل حقیقت اسکی یہ ہے
کہ جو شخص اس طلسم کا بانی ہے اُسنے بذریعہ تحریر کتابون مین اس بات کی خبر دی ہے کہ جو شخص غیر اس باغ مین شب کو مقیم ہوگا وہی
اس طلسم کو درہم و برہم کریگا یہی وجہ ہے کہ کسی غیر شخص کو اس باغ مین شبکو قیام کرنیکی ممانعت ہے یہ سنکے شاہزادہ
نے اپنے خود اس بات کا تہیہ کر لیا کہ کسی طرح اس باغ مین شب باش ہونا چاہیے ملکہ مہر دوش نے شاہزادہ کے اس
ارادہ سے مطلع ہوکے منع کیا بلکہ مجبور کیا یہ کہکے کہ ہرگز نہین جانا ہوگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر وقت موقع کا
متلاشی رہا ایک روز ملکہ کو غافل پاکے اپنے مقام سے اُٹھا اور محافظون کی نظر بچا کے در باغ پر آیا اسی طرح در
باغ کی نظر سے پوشیدہ اندرون باغ داخل ہو گیا اُدھر محافظون کو جو شک معلوم ہوا سبکو شمار کیا شاہزادہ کو
نہ پایا سب سے پوچھا کہان ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا جب زیادہ اصرار کیا قارن نے کہا غالب گمان یہ ہے کہ

کہ شاہزادہ باغ مین ہوگا محافظون کو سخت تردد پیدا ہوا اتنے کہ جانب باغ نہایت غضب مین آلودہ روانہ ہوئے شاہزادہ
اس خیال مین تھا کہ اگر باغ مین شب بسر ہو جائیگی تو طلسم کی فتاحی میسر ہوگی پس سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا دیکھا
ایک گنبد مرتفع بنا ہوا ہی دربہاے شدادی و طغراہاے سلیمانی قفلہاے زر سرخ سے مزین ہین اور کوئی قفل نشتر کی
ران سے کم نہین ہی اور ایک مرد پیر خوش وضع کو دیکھا کہ آگے گنبد کے بیٹھا ہی شاہزادہ نے سلام کیا اُسنے
جواب سلام دیا اور کہا ای جوان مین اسوقت تجھکو یہان دیکھ کے کمال حیرت مین مبتلا ہون آخر بتلا کہ تو کہ تو کون ہی
اور کیا سمجھ کے تو شب باش ہوا ہی کیا تو اپنی جان سے بالکل بیزار ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین اس باغ مین اسوجہ
سے شب باش ہوا ہون کہ طلسم کو فتح کرون اور جسطرح ممکن ہوگا طلسم کو فتح کرونگا اُس بڈھے نے کہا اگر یہی ارادہ ہی
تو کوئی نشانی طلسم کشائی کی ہونا چاہیے شاہزادہ نے پوچھا وہ نشانی کیا ہی بڈھے نے کہا قفل طلسمی کو بزور بازو توڑے
شاہزادہ نے کہا صرف اقیام کرنیکی حالت مین تو ایسا سخت اعتراض کیا گیا ہی اب اگر اس قفل پر زور کرون تو کسقدر تعرض
کیا جاویگا بڈھے نے کہا اگر قفل پر زور کروگے تو کچھ تعرض نہین کیا جاویگا بشرطیکہ قفل ٹوٹ جاوے شاہزادہ نے
اُس قفل پر دونون ہاتھون سے اسقدر زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اپنی جگہ سے متحرک ہوتا مگر اُس قفل نے کچھ بھی جنبش
نہ کی بڈھے نے کہا ای جوان کیا وجہ ہی کہ اسکو تو نہ توڑ سکا پھر تو کیون یہان آیا شاہزادہ نہایت منفعل ہوکے خاموش
ہو رہا اُس بڈھے نے متبسم ہوکے کہا خیر اب تو یہان آنے کا اتفاق ہو ہی گیا ہی بے مقصد حاصل ہوے چلے جانا کم ہمتی
کی بات ہی طلسم کشائی کا ارادہ کیا ہی تو پورا کرنا چاہیے ہمت بلند دار اگر قفل نہین کھلا ہی نہ سہی اور کوئی فکر کر جا اور طرف کی
سیر کر میرا گمان یہ ہی کہ تو محفوظ نہین رہیگا آج نہین تو کل ضرور اپنی خودسری کی سزا پائیگا طلسم کشائی کا خیال آسان
نہین ہی شاہزادہ شرمندگی مین مبتلا چبوترہ سے نیچے اترا پہلو مین ایک دروازہ دیکھا اس دروازہ مین زر سرخ کا
قفل لگا تھا اور اُسپر لکھا تھا کون ہی جو طلسم کشائی کا ارادہ رکھتا ہی یہان آوے اور اس قفل پر زور کرے جب یہ قفل
ٹوٹ جاے دروازہ کھولکر اندر داخل ہو وہان زمین کے نیچے عمین قطعہ مکان پائیگا بدیع الملک اس عبارت قفل کو پڑھکر
نہایت مسرور ہوا اور قفل کو گرفت مین لاکے بسم اللہ کہکے ایسا ایک زور کیا کہ قفل ٹوٹ گیا بس خوشی سے دل باغ باغ ہوگیا
دروازہ کھولا اندر دروازہ کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان ہی نہایت صاف و شفاف اور صحن مکان مین ایک حوض
ہی ہشت گوشہ مملو از آب صاف و خنک اور وسط حوض مین ایک ستون ہفت جوش بلند و مرتفع نصب ہی اور کنارہاے حوض
پر تدروہاے زر سرخ صناعان چابک دست و نازک خیال نے بنا کے بٹھا دی ہین جنکی منقارون اور سوراخہاے بینی
و گوش سے قطرات آب جاری ہی بس اور کوئی شی نظر نہ آئی شاہزادہ کو حیرت ہوئی کہ اس جد و جہد سے یہانتک پہونچا
اور ایسا مختصر سامان نظر آیا یہ کیا رمز ہی آخر گھبرا کے ارادہ کیا کہ یہانسے واپس چلنا چاہیے مڑکے جو دیکھا تو جس دروازہ
سے آیا ہوا تھا وہ غائب ہو گیا اور بھی مایوسی نے گھیرا یقین ہو گیا کہ اب یہان سے رہائی نہین ہوگی جب نہین تو اب
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھ ہذا خیال آیا کہ نماز تو پڑھ لو اسی حوض سے وضو کیا بہزار خضوع و خشوع نماز پڑھی بعد فراغ
نماز دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور بالحاح و زاری دعا مانگنا شروع کی کہ ای کس بیکسان و ای حامی دردمندان
اگر میری قضا اسی مقام پر مقرر ہی تو کیا چارہ ہی لیکن تو وہ مسبب الاسباب و خالق مطلق ہی کہ جسوقت جو کچھ چاہے
وہی ہو جاے گدا بادشاہ ہو جاے اور بادشاہ فقیر ہو جاے تو میری نیت سے خوب واقف ہی کہ مجکو طولانی زندگی کی
ہوس نہین ہی البتہ طلسم کشائی کا آرزومند ہون ای برآرندہ مرادات بجز تیرے کوئی فریادرس نہین میری مدد کر
گر ہنوز یہ دعا ختم نہین ہوئی تھی کہ بالاے سر سے آواز آئی کہ ای شاہزادہ دامن صبر کو دست استقلال سے نہ چھوڑ

اور شیشۂ امید کو سنگ مایوسی سے نہ توڑو شہزادہ نے متعجب ہوکے سر اُٹھاکے دیکھا ایک پیر سبز پوش کو بالاے
ہوا معلق پایا پہنے علاوہ عبا و قبا اور عمامہ کے عصا بھی ہاتھ میں سبز تھا اور کہہ رہا تھا کہ ای فرزند مطمئن رہ یہ طلسم خاص
تیرے نام پر باندھا گیا ہے کچھ اندیشہ نہ کر بلا تکلف یہ ستون اکھاڑ لے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لیکن جو چار
پریزاد قید ہیں اُنکے کہنے کے خلاف ہرگز نہ کرنا اور آگاہ ہو کہ میں خضر ہوں تیری رہنمائی کے واسطے آیا ہوں یہ
کہہ کر شاہزادہ کی نظر سے غائب ہو گئے شہزادہ بدیع الملک بہت خوش ہوا اور مطلب کے حاصل ہونے کی امید
ہوئی فوراً اُس حوض میں اُتر گیا اور اِس ستون کو گرفت میں لاکے ایک زور جو کیا ستون اکھڑ آیا ادھر ستون نکلا
اُدھر تمام حوض کا پانی خشک ہو گیا اب جو خیال کر کے دیکھا تو دیوار حوض میں جانب شمال ایک دریچہ نظر آیا اُسکو
کھول کر اندر داخل ہوا دیکھا ایک زینہ نہایت پاکیزہ تعمیر ہے شہزادہ زینہ سے نیچے اُترا ایک نقب بہت وسیع دیکھی
کہ سوار مع مرکب چلا جاے اور قریب قریب دیوار نقب سنگ یشب اور سنگ مرمر و یاقوت و سماق وغیرہ کی صاف و شفاف
بنی ہے شاہزادہ نقب میں داخل ہوئے ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دروازہ ملا جسکے دونوں پٹ کھلے ہوے تھے
شاہزادہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اُس دروازہ میں قدم رکھا عجیب سامان دیکھا کہ اندرون مکان چار تخت بچھے
ہوے ہیں اور ہر تخت پر ایک ایک پریزاد مسلسل و مطوق ہے شاہزادہ متعجب ہوا پھر سمجھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہے جو کچھ ہوگا
انشاءاللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائیگا صاحب سلامت تو کر دوں تا اینکہ سلام کیا پریزادوں نے جواب سلام دیا دیکھا ایک محبوب
سراپا ناز و انداز آفتاب مثال مہ خصال ہے کہ جسکے شعشۂ حسن و جمال سے تمام مکان منور ہو رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ای شخص تو
کون ہے اور کس آفت میں مبتلا ہو کر یہاں تک پہونچا ہے خیر اب میں اس سوال کا بھی جواب نہیں چاہتی کیونکہ دیر ہوگی
اور دیر ہونے میں ضرر ہے تو جلد یہاں سے چلا جا ورنہ ہلاک ہو جائیگا یہ مقام جبار دیو کا ہے اگر وہ تجھے دیکھ لیگا تو ہرگز
زندہ نہیں رکھیگا شاہزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ میں بھی خاص جبار ہی کے قتل کرنے کو اس مقام محدوش میں وارد ہوا ہوں
میں یہاں سے ہرگز نہیں جا سکتا کسی کا خوف دلانا بالکل بیکار ہے میں جبار کو تہ تیغ ضرور کرونگا اور تمکو بھی قید سے
چھڑاؤنگا کیا تمکو نہیں معلوم ہے میں کسی اور کا فرستادہ نہیں ہوں خاص حضرت خضر علیہ السلام کا فرستادہ ہوں میں کسی
مہم سے ہراسان نہیں ہوں کیونکہ امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا ہوں طلسم کشائی خاص میرا کام ہے اور بدیع الملک
میرا نام ہے تمھارے کہنے کے خلاف کبھی کچھ نہ کرونگا اور حسب الامر جناب خضر تمھارے کہنے کے موافق عمل کرونگا ہاں اب
تم اپنی سرگذشت بیان کرو اور چارہ جوئی میں مصروف ہو اُنھوں نے کہا کہ آگاہ ہو ہم چاروں بادشاہ ہیں چار رکن
عالم کے اور اب اس دیو کی قید میں مبتلا ہیں رہا ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے ہاں اس صورت سے ہماری رہائی ممکن ہے کہ وہ
دیو جان سے مارا جاے شاہزادہ نے کہا انشاءاللہ الرحمن ہم اُس دیو کو آنے تو دو تو سہی کہ اُس عفریت کو ایک ہی
ہاتھ میں دو لخت کر دوں اُنھوں نے جواب دیا کہ تمھارے بھی دلی امیدیں برآئینگی اگر تم ہماری رہائی کی کوشش
کروگے مگر مشکل امر یہ ہے کہ اُس دیو کا ہلاک ہونا قیاس میں نہیں آتا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ دیو حی العموم ہے اور
سے ہلاک نہیں ہو سکتا ہاں اگر تیغ حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام دستیاب ہو جاے تو غالباً ہلاک ہو جائیگا
ای جوان آگاہ ہو کہ اُن حضرت کی سات تیغیں ہیں منجملہ اُن سب کے ایک یہ تیغ ہے جسکا نام بالا نشان سلیمانی ہے اور
اُسی تیغ سے اس دیو کی ہلاکت ممکن ہے چنانچہ وہ تیغ خود اُسی کے پاس ہے شاہزادہ نے کہا یہ تو تمھاری زبانی مجھکو
معلوم ہوا لیکن یہ بھی کچھ کہہ سکتے ہو وہ کون ایسا موقع ہوگا جو ہم اُسے ہلاک کر سکینگے اُنھوں نے کہا ہاں معقول
موقع یہ ہے کہ جب وہ دیو آئیگا ہم سب کو کھانا دیگا اور سو رہیگا بس اُس حالت میں اگر ممکن ہو قتل کرنا کسی گوشہ

مین پوشیدہ ہو رہو اس وقت شاہزادہ کو خیال آیا کہ یہ کونسی مردانگی ہی کہ اُسے عالم خواب مین ہلاک کرون آخر کنیز
کہا کہ نہین صاحب مجکو عالم خواب مین اُسے ہلاک کرنا ہرگز منظور نہین ہی اُن پریزادون نے کہا تو پھر اسکا ہلاک ہونا بھی
ممکن نہین ہی کیونکہ بغیر اُسکے خواب آلودہ ہوے تلوار نہین ملسکتی اور جبتک تلوار نہین ملیگی وہ ہلاک نہین ہوگا اور اگر یہ
خیال ہی کہ کسی اور حربہ سے کام لینگے یقین سمجھو کہ اور کوئی حربہ اُسپر کارگر نہین ہوگا اور بالفرض عالم خواب مین اُسے
ہلاک کرنا خلاف مردانگی معلوم ہوتا ہی عالم خواب مین پہلے اُس سے تلوار لے لو بعدہ عالم بیداری مین اُسے ہلاک کرنا
شاہزادہ کو یہ رائے پسند آئی اور کہا ہان اسکا مضائقہ نہین یہ کہکے ایک محفوظ گوشہ مین پوشیدہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد
دیو جبار نابکار آیا اور قیدیون کو قسم طعام سے جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا کھلایا پھر تخت پر دراز ہوا صورت تقاضاے معلق نیند
بھی آ ہی گئی شاہزادہ کمینگاہ سے باہر آیا اور اُس دیو کی کمر سے تیغ بلاشان سلیمان باسانی لیکر اپنے قبضہ مین کی اور سرہانے
اُسکے باطمینان تمام استادہ ہو کے ٹھوکر سے اُسے بیدار اور خواب خرگوش سے اُسے ہوشیار کیا اور بآواز بلند کہا کہ
او خفتہ بخت ذرا چونک دایہ اجل کنار عاطفت پھیلاے کھڑی ہی اور کہتی ہی آمین لوری دیکر ایسا سلاؤن کہ پھر قیامت
تک بیدار نہ ہو دیو جبار نے فوراً گھبرا کے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک جوان تیغ بلاشان سلیمانی ہاتھ مین لیے سرہانے
کھڑا ہی فوراً اُٹھ کے بلا کی طرح شاہزادہ کی طرف اُڑا کہ تیغ بلاشان چھین کے اپنے قبضہ مین لے اور ادھر شاہزادہ نے
ارادہ کیا کہ پہلا ہی ایک وار ایسا لگاؤن کہ یہ مردک دو ٹکڑے ہو جاے مگر دونون کا خیال غلط رہا دیو جبار برق وار
لپکتا تھا کسی طرح زد پر نہ آتا تھا ادھر شاہزادہ بھی پھکیت پھیت فن مین دیو فلک سے بھی زیادہ اس سے تلوار
چھین جانا سخت دشوار تھے کہ بعد ردوبدل بسیار کشتی کی نوبت پہونچی دیر تک گاؤزوریان رہین ایک جگہ پر دیو نے
دستی کی اور زبردستی شہزادے کی پشت پر آیا چاہتا تھا کہ ایک اُکھیڑ مارے شاہزادہ نے بہزار چستی وچالاکی ہاتھ بڑھا کے
اُسے گردن پر رکھا اور سر اپنا اُسکے سینے مین لگا کر وہین سے دھوبی پاٹ کیا لیکن دیو زمین تک آتے آتے پٹ ہو گیا
شاہزادہ نے چھوڑ دیا اور علٰحدہ ہو کے درست استادہ ہو کے پھر حملہ کیا اور پھر دونون لپٹ گئے اب کی مرتبہ شاہزادہ نے
بغلی ڈوب کے بسرعت تمام اُکھیڑ ماری اور کمر تک لایا اور پھر ایک اور زور کر کے سینہ تک بلند کیا اور تیسرے زور مین
سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا جبار بیشتر ہی بیحواس ہو چکا تھا اس مرتبہ چارون شانے چت آ رہا شاہزادہ
سینہ پر سوار ہو گیا اور چاہا کہ تیغ بلاشان سلیمانی سے سر اُس خود سر کا تن سے جدا کرے جبار نے کہا اے جوان مجکو ناحق کیا
کرتا ہی مین مسلمان ہونے کو راضی ہون شاہزادہ نے اُسے چھوڑ دیا جبار جست کر کے علٰحدہ کھڑا ہو گیا اور کہا اے انسان
ضعیف البنیان مین تو جاتا ہون تو یہین رہ کیونکہ بسبب تشنگی و گرسنگی کے خود ہی ہلاک ہو جائیگا یہ کہکر وہ ملعون چلا گیا
شاہزادہ کو نہایت صدمہ ہوا اور اُن پریزادون کے پاس آ کے تمام و کمال واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اُنھون نے جواب دیا
کہ خود کردہ را علاجے نیست حالانکہ خود حضرت نے بتاکید کہہ دیا تھا کہ بے مشورت پریزادون کے کوئی کام نہ کرنا اور خود
بھی اپنی زبان سے اقرار کیا تھا کہ مین بغیر تمھارے مشورہ کے کوئی کام نہ کرونگا اور پھر اس تمام فہمایش کو فراموش
کیا اے شہریار یہ بہت بڑی مہم تھی جسکو سہل سمجھ کے اپنی رائے سے کام لیا جسکا یہ نتیجہ دیکھا البتہ دشمن قوی تھا اور اسکو
گرفتار کر کے چھوڑ دیا بیشک اب ہم اور آپ بھی تشنگی اور گرسنگی کی تاب نہ لا کے ہلاک ہو جائینگے شہزادہ نے کہا خیر
پھر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا تاہم مین بالکل ناامید نہین ہون دیکھون وہ میرے ہاتھ سے کس طرح زندہ رہتا ہی اب بھی نہین
پھر بھی خداے بزرگ ست مگر اس مرتبہ مین عہد کرتا ہون کہ اگر ہاتھ آ گیا تو بغیر مشورہ تمھارے کوئی کام نہ کرونگا اُن
پریزادون نے کہا بس اب اُسکا دستیاب ہونا محالات سے سمجھو اور بالفرض ہوئی تو تاہم کسطرح مل سکتا ہی غرض کہ

تین شب و روز ان سبکو بے آب و دانہ گذر گئے شاہزادہ اسقدر اُس دیو کا متلاشی تھا کہ شب و روز مین ایک لحظہ بھی
نسویا بدین خیال کہ شاید میری غفلت مین جبار دیو آجاوے اور مجھے میری غفلت مین بدلہ لے لیکن جبار دیو بھی
اس عرصہ مین نہ آیا چوتھے روز شاہزادہ پر بھوک اور پیاس نے ایسا غلبہ کیا کہ تاب ضبط نہ رہی مگر چارہ کیا اور نیند
کے سبب جداگانہ حال غیر تھا لمحہ کے لحہ آنکھ جھپک گئی یہ بھی اتفاق امر تھا کہ جبار دیو شاہزادہ کی غفلت کے وقت مین
آپہونچا اور قابو پاکے تیغ بلا نشان سلیمانی شاہزادہ کی کمر سے کھول لے گیا جب شاہزادہ بیدار ہوا اور تیغ کو کمر مین نہ پایا
بہت افسوس کیا اور کہا وائے برباد گرفتاری ہاتھ سے گئی وہ جیسے پاس رہتی ضرور وہ تیغ کی تلاش مین آتا اب ہرگز دستیاب
نہوگا سخت غلطی مجھ سے ظہور مین آئی اب بغیر ہلاک ہوئے چارہ نہین مفت جان ضایع ہوئی حضرت خضر نے کہہ دیا
تھا کہ پریزادون کے خلاف کام نکرنا اب بیدار رہنا بیکار ہے کیونکہ نہ وہ یہان آئیگا اور نہ کسیطرح کا مجھکو صدمہ پہونچیگا یہ خیال
کرکے سو رہا عالم غفلت مین جبار پھر آیا اور شاہزادہ کو مضبوط باندھ کے جانب آسمان روانہ ہوا اثنائے راہ مین شاہزادہ
کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار بلا پایا ہرچند چاہا کہ زور و طاقت سے کام لون مگر کچھ نہوا اور جبار نابکار گرفتہ و بستہ لیے
ہوئے ایک جانب چلا جاتا تھا چلتے جاتے ایک ایسے پہاڑ پر پہونچا کہ سہ چہار جانب اُس پہاڑ کے دریا موج
تھا وہان شہزادہ کو چھوڑ دیا شہزادہ نے کہا بھی کہ تو نے مجھ سے بڑی دغا کی میری جرأت کو دیکھ اگر چاہتا تو تجھے عالم خواب
مین ہلاک کرتا مگر خلاف مردانگی سمجھکے باز رہا اور تجکو بیدار کر کے تجھسے مقابلہ کیا یہ کیا مردانگی ہے کہ اُسکے عوض
مین تو نے عالم خواب مین مجھسے یہ بدلا لیا اُس دیو ملعون نے مطلق اس بات کا جواب ندیا اور کہا بھی تو یہ کہا کہ
ای آدمی تیری جتنے دن کی زندگی ہے تو یہین تمام کر یہ کہا اور وہان سے چلا گیا شہزادہ بدیع الملک ایک طرف
روانہ ہوا اور چاہا کہ اگر کسی طرف راستہ ہو تو نکل جاؤن مگر راہ نہ پائی بہت حیران و سرگردان ہوا آخرالامر ایک درخت
کو زمین سے اُکھاڑا اور اُسکو دریا مین ڈالدیا اُس درخت پر سوار ہوکے پانی پر روانہ ہوا وہ درخت ایک جزیرہ کے
کنارے جا لگا بدیع الملک درخت سے اُترکے اُس جزیرہ مین آیا اور سیر کرنے لگا یکایک ایک شیر پر نظر پڑی کہ وہ اسطرف
چلا آتا ہے جب وہ شیر قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھا بآواز بلند کہا ای خیرہ سر تو کون ہے اور کیونکر اس مرغزار
مین تیرا آنا ہوا شہزادہ بدیع الملک نے جو اُس شیر کو انسان کی طرح بات کرتے دیکھا غرق بحر حیرت و تعجب ہو گیا اور
کہا ای شیر آگاہ ہو کہ مین اس جگہ اپنے اختیار سے نہین آیا ہون بلکہ باختیار قضا و قدر یہانتک پہونچا ہون اُس شیر
نے کہا خیر اب تیرا آنا جس طرح ہوا ہو لیکن خیریت اسی مین ہے کہ جس طرح یہان آیا ہے اُسی طرح یہان سے چلا جا
ورنہ تیری جان سلامت نہین رہیگی شہزادہ نے کہا مین یہان مرد مسافر ہون اپنے اختیار سے آیا تھا اور نہ
اپنے اختیار سے جا سکتا ہون اور جاؤن تو کہان جاؤن یہ سنکے وہ شیر غیظ و غضب مین آ کر وہ شہزادہ بدیع الملک
کی طرف آیا تا کہ شہزادہ کو ہلاک کرے شاہزادہ نے بجز اسکے کوئی علاج نہ دیکھا کہ شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی
اور ایک وار شیر پر کیا جس سے اُس شیر کا ایک کان کٹ گیا بس کان کٹنا تھا کہ یکایک اُسکے پر پیدا ہو گئے
اور ہوا پر اُڑا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد بارہ ہزار شیرون کی جمعیت سے آیا اور شاہزادہ بدیع الملک سے
جنگ کے واسطے مستعد ہوا پھر تو شاہزادہ نے یکے بعد دیگرے شیر کو قتل کرنا شروع کیا طرفہ تر یہ امر تھا کہ جسقدر
شیر قتل ہوتے تھے اُس سے اور شیر زیادہ ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ دو پہر تک وہ تمام جنگل اور شیرون سے
مملو ہو گیا شاہزادہ ان شیرون کو قتل کرتے کرتے عاجز ہو گیا ناگاہ ہوائے آسمان سے ایک تھا بدار شیر سوار پیدا ہوا
اور اُسنے ایک نعرہ مارا کہ باش او خیرہ سر تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور کیون ہمارے تمام لشکر کو ہلاک کیے ڈالتا

ہر چند ان شیروں نے غصہ کیا اور کلمات سخت و درشت کہے وہ سب شیر خاموش ایک جانب استادہ ہو گئے وہ نقابدار
تیغ آبدار میان سے کھینچ کے شاہزادہ کی جانب حملہ آور ہوا شاہزادہ نے بچالاکی تمام اُسکے ہاتھ کو مضبوط گرفت
میں لا کے وہ تلوار ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی اور اُسکی کمربند میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا اور
دو چار چرخ دیکے زمین پر مارا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو گیا اور کہا کیوں اب کیا کہتا ہے نقابدار نے کہا کہ مجکو نوفل
بن عجیل ماہرو کہتے ہیں اے شہریار آپ کا کیا نام ہے شہزادہ نے کہا مجکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہیں نوفل
نے کہا اے شہریار بلند وقار میں نے بجائے خود عہد کیا تھا کہ جب کسی سے مقابلہ میں پسپا ہونگا اُسکا مطیع فرمان ہو جاونگا
اللہ یہ بیان کرو کہ یہاں کس طرح آنے کا اتفاق ہوا شاہزادہ بدیع الملک نے اول سے آخر تک اپنی تمام سرگذشت
بیان کی حتی کہ طلسم شیران کے ذکر کی نوبت آئی نقابدار نے کہا اے شہریار دراصل یہ شیر نہیں بلکہ قوم جن سے
ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے یہ اجنہ شیر کی صورت ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ جب کوئی طلسم شیران کو
فتح کریگا تمام اجنہ اپنی صورت اصلی پر ہو جاوینگے اے شہریار اگر تم طلسم فتح کر دوگے تو یہ تمام شیر اپنی اصلی صورت پر
آجاوینگے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر واقعی یہ امر ہے تو پھر کسیطرح مجکو طلسم میں پہونچاؤ تا کہ میں طلسم کو فتح
کروں نوفل نے کہا شہریار یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ اُسکو شہرستان قاف کہتے ہیں وہانکا حاکم و فرمانروا کئی
ہزار دیو و پری پر حکومت کرتا ہے اور خداپرست ہے اور میرا تابع فرمان ہے اُسکا نام اعمال شاہ ہے دو چار روز وہان ہم
اور بسر کر کے بعدہ ہم تم کو طلسم میں پہونچا دینگے شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ سیر و تفریح میں چار روز بسر کیے پانچویں
روز شیر پر سوار ہو کے شہرستان قاف کی جانب روانہ ہوئے جب خبر اعمال شاہ کو پہونچی کہ نوفل آتا ہے اور اسکے ساتھ
ایک مہمان معزز بھی ہے اعمال شاہ باجاہ و حشم استقبال کے واسطے آیا اور بکمال اعزاز و احترام اپنے شہر میں لایا
اعمال شاہ نے جو شہزادہ کو نوفل کے ہمراہ ایک جوان باشوکت و شان دیکھا نوفل سے پوچھا کہ اے شہریار یہ
جوان کون ہے جو ہمراہ ہے نوفل نے کہا اے اعمال شاہ یہ وہ شاہزادہ والاجاہ ہے کہ جسکے تمام اہل قاف درہم تم
ملازم ہیں اعمال شاہ بار دیگر اُٹھ کھڑا ہوا اور شہزادہ کی تعظیم بجالایا اور عظیم الشان ایک قصر شاہزادہ کے قیام
اور دعوت کے واسطے مقرر کیا اور چند پریزاد جو حسن و جمال میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھیں خدمت کے واسطے
مقرر کیں شاہزادہ نے اُس قصر عالیشان میں قیام کیا اور نوفل بھی اُسی قصر میں مقیم ہوا ہر وقت پریزادان
شوخ و شنگ رقص و سرود کا ہنگامہ گرم کرتی ہیں اور بانواع و اقسام کی غزلیں گاتی ہیں مگر قاعدہ ہے کہ تعلق دلی
انسان کو کسی پہلو قرار نہیں لینے دیتا اگرچہ اُسکے روبرو کیسے ہی سامان عجیب و غریب نمایاں ہوں ؎ مجھے ست
کہ دل راضی رہے آرام + وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد + وہ تعلق دلی ملکہ مہروش کا ہے کہ کسی پہلو قرار نہیں
آتا لحظہ بلحظہ رنگ دگرگوں ہوا جاتا ہے بظاہر اُس ہنگامہ رقص و سرود کیجانب نظر ہے مگر خیال محبوبہ میں دل تہ و بالا ہوا جاتا ہے
ہر چند شاہزادہ بجائے خود کہتا ہے کہ ؎ دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے + آخر اس درد کی دوا کیا ہے + جو کچھ
ہونا ہے وہ تو ضرور ہوگا پھر اس بیقراری سے کیا فائدہ مگر استغفر اللہ اس فہمایش سے کیا ہوتا ہے ؎ تصور بندھ گیا جب
اُس صنم کا دل کا نہ تھا بیچنے چشم نم کا دیکھا یک اس حال پر اختلال شاہزادہ بدیع الملک پر نوفل کی نظر گئی بہت پریشان ہوا
دل میں انواع اقسام کے خیال دسیسے لیکے کوئی بات سمجھ میں نہ آئی آخر شہزادہ کی خدمت میں اس طرح گویا ہوا کہ اے
عالیجاہ والا بارگاہ میں عرصہ سے اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ باوجود اس تماشہ اور اس طرح کے ہنگامہ رقص و
سرود کے آپ مغموم و محزون معلوم ہوتے ہیں اور بار بار آنکھوں کی طرف رومال لیجاتے ہیں اسکا کیا سبب ہے شہزادہ بدیع الملک نے

کہا ای نوفل کیا بیان کرون بجھے کہ سہ
دل ست اینکہ عشقش نظر کردہ است
کہ افروخت از بال کاشانہ را
نوفل نے کہا ای شہریار والا تبار سہ

دل ست اینکہ گردید زاری فروش
پر از ملامت بہ بر کردہ است
دل ست اینکہ نار بتان می کشد
ہو ہر دولت بود چون سایہ ہما

وزو گرم گردید بازار جوش
دل ست اینکہ دل دادہ پروانہ را
دل ست اینکہ تشویش جان می کشد
بہ ہر ہر آن بود می کہ تو ظل ہمایون گستری

آپ کی تشریف آوری ہمارے واسطے باعث عزت افزائی ہی اس اعتبار سے ہمارا منصب یہ ہی کہ آپکے واسطے ایسا سامان مہیا کرین کہ خوش و مسرور رہون نہ یہ کہ آپ مغموم دلخون رہون آخر ارشاد تو ہو کہ کس خیال مین دل صفا منزل پر انتشار غلبہ کیے ہوئے ہی اس طرح کی خیالی باتین اگرچہ آتش شوق پر ہوائے تند کا کام دے رہی تھین مگر وہ اسکے سوا کیا کہتا کہ پیاری ملکہ مہر نوش تیرا خیال کسی وقت میرا ساتھ نہین چھوڑتا جیسا کہ اسوقت میرا حال ہی اور نوفل کے اصرار پر ہر نوع کہنا بھی پڑا کہ ای نوفل حقیقت امر یہ ہی کہ مین ملکہ مہر نوش دختر مظالم شاہ کا دلدادہ ہون چنانچہ اسوقت بھی اس محبوبہ سراپا ناز و انداز کے خیال نے دل بتہ و بالا کر دیا نوفل نے کہا پھر یہ بات تو چندان دشوار نہین ہی اگر حکم ہو مین ابھی ملکہ مہر نوش بنت مظالم شاہ کو بلا بھیجون کیونکہ مین ہر طرح آپکی خوشی کا خواہان ہون یہ سنتے ہی شہزادہ کی جان مین جان تازہ آگئی اور کہا ای نوفل بخدا یہ بہت بڑا احسان ہوگا اگر میری محبوبہ یہان مجھ تک پہونچے نوفل نے اسیوقت اپنے بازو سے ایک بال نکالا اور اسکو آگ پر رکھا فوراً مشعر جادو حاضر ہوا اور بکمال ادب نوفل کو سلام کر کے کہا کیا حکم ہی اور کیون مجھکو طلب فرمایا ہی تابع فرمان حاضر ہی نوفل نے کہا ای مشعر میرے یہان ایک مہمان سراپا عز و شان وارد ہوا ہی اسکی خاطرداری ہم پر فرض ہی مجھکو بھی اسی واسطے بلایا ہی کہ اسکے متعلق کچھ کام کر اور وہ کام یہ ہی کہ تو ابھی طلسم شیران مین جا وہان اس شکل و شمائل کی ایک نازنین مہ جبین آب کشتی مہر مصروف ہی اسکو لے آ حتی الامکان اس کام مین کوشش کر اور کوئی عذر درمیان مین نہ لا اسنشد ضرورت ہی مشعر نے بسر و چشم قبول کیا اور اسی وقت طلسم شیران مین پہونچا اور تلاش کر کے ملکہ مہر نوش کو لے آیا بدیع الملک اپنی مطلوبہ دلنواز کو دیکھ کے بہت خوش ہوا نوفل نے متبسم ہو کے کہا شہریارا ابتو کوئی وجہ ملال کی نہین ہی شوق سے اپنی محبوبہ کو دیکھیے باتون سے دل خوش کیجیے مین ہر طرح آپ کی خوشی و سرور کا خواہان ہون شہزادہ نوفل کا بہت مشکور ہوا اور پھر ہنگامہ رقص و سرود گرم ہوا انواع و اقسام کی گفت و شنید کی نوبت آئی ملکہ نے کہا شہریارم آپکو منع کرتے تھے کہ آپ باغ مین شب کو قیام کرنے کا ارادہ ہرگز نہ کیجیے گا مگر آپ نے نہ مانا جسکا یہ نتیجہ دیکھا کہ ہم کہین اور آپ کہین شہزادہ نے کہا ہان اگرچہ مین بھی سمجھتا تھا کہ مین بالکل واقف کار ہون ایسے مقام مخدوش مین دیدہ و دانستہ داخل ہو جانا قرین عقل نہین ہی پھر بھی سپاہیانہ رنگ و عالی ہمتی سے یہ بعید تھا کہ مین خائف ہو کے خاموش ہو رہتا اور بالفرض مین اُس ارادہ کو عمل مین نہ بھی لاتا پھر وہان کیا راحت و آسایش تھی جیسا کہ تم خود جانتی ہو تاہم اُس وقت کی جرأت کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہان با عز و احترام ہون البتہ تمہاری مفارقت شاق و ناگوار تھی خدا کے فضل و کرم سے ایسا سبب بھی پیدا ہو گیا کہ تم مجھ تک پہونچین ہان ایک ملال اور بھی باقی ہی ملکہ نے پوچھا کہ وہ کیا شاہزادہ نے کہا وہ ملال یہ ہی کہ میرا عیار طرار سرہنگ جرار یعنی شاپور میرے پاس نہین کسطرح وہ بھی مجھ تک پہونچ جائے تو بہتر امر ہی ملکہ نے کہا ہان شاپور بھی اسیطرح آسکتا ہی جسطرح مین یہان تک پہونچی شاہزادہ نے کہا خیر اس بات کی بھی فرمایش کرونگا دوسرے روز نوفل سے کہا بھائی جان میرے سبب سے تمکو بہت تکلیف ہوئی خیر خداوند عالم تمکو اس مہمان نوازی کا عوض نیک دیگا نوفل نے دست بستہ کہا ای شہزادہ والا قدر آپ کیون خفیف و معقول کرتے ہین مجھکو اپنا ادنی خادم سمجھیے اور خادم کا فرض یہ ہی کہ وہ اپنے مخدوم کی خدمت کرے اور ابھی تو مین نے کوئی ایسی خدمت نہین کی ہی کہ آپ میری تعریف کرین شاہزادہ

بدیع الملک نے کہا نہیں صاحب سچی بات کا اقرار کرنا چاہیے مین ضرور تمہارا ممنون ہوا اور اچھا اس قصہ کو ملتوی رکھو اور ایک کام میرا اور بھی کرو نوفل نے کہا ارشاد فرمائیے کہ وہ کام کیا ہی شہزادہ نے کہا وہ کام یہ ہی کہ میشتر مجکو یاد نہ رہا کہ مین کہتا اُسی طلسم مین میرا عیار شاپور نامے بھی ہی اگر وہ بھی مجھ تک پہونچ جاتا تو میرا دل خوب بہلتا اور چند روز تمہارے شہر مین سیر تماشے کا کچھ لطف حاصل ہوتا نوفل نے بار دیگر اُسی ترکیب سے مشعر کو بلایا مشعر نے آکے نوفل کو سلام کیا اور کہا شہریار آج کس کام کے واسطے طلب فرمایا نوفل نے کہا ای مشعر کل مین نے مجکو بلا یا ایک کام لیا دوسرا کام سہو کیا آج وہ دوسرا کام یاد آیا اُسی طلسم مین جہان سے ملکہ مہر نوش بنت ظالم شاہ کو لایا تھا شاپور عیار کو بھی لا دے وہ بھی وہان قید ہی مین تیرا نہایت ممنون و مشکور ہونگا مشعر تا دیر سکوت مین مبتلا رہا نوفل نے اُسکے سکوت سے متعجب ہوکے پوچھا کہ سکوت کی کیا وجہ ہی مشعر نے کہا کہ سکوت اس بات کا ہی کہ اول مرتبہ جو مین ملکہ کو طلسم سے لے آیا محافظ طلسم غافل تھے کام نکل گیا اور اگر دیکھ لیتے تو ضرور مجکو ہلاک کرتے اب مین یہ سوچ رہا ہون کہ شاید اب مین جاؤن اور مجھکو دیکھ لین تو جان سلامت رہنا دشوار ہوگا اور یہ ممکن نہین ہی کہ آپ کا فرمانا بجا نہ لاؤن اگرچہ مین ہلاک بھی ہو جاؤن نوفل نے کہا مین یہ نہین چاہتا ہون کہ تیری جان ضایع ہو جاے اگر تو نہین جا سکتا کسی اور تدبیر سے بلا دے مشعر نے کہا شہریار مین خود جاتا ہون جو کچھ ہو یہ کہا اور جانب طلسمات روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل طلسم شیران مین داخل ہوا اور جس حلیہ کو نوفل نے بیان کر دیا تھا اُسکے موافق شاپور کو تلاش کیا اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیچلا حسب اتفاق اس مرتبہ جادوان طلسم خبردار تھے اُنھون نے جو مشعر کو دیکھا کہ شاپور کو لیے جاتا ہی غل و شور کرتے ہوے مشعر پر آگئے تعاقب مین دوڑے چونکہ مشعر شاپور عیار کو بجالاکی تمام اُٹھا لیچلا تھا ہر چند سب نے جد و جہد کی مشعر کو نہ پایا اور مشعر شاپور کو لیے ہوے طلسم کے باہر نکل آیا مگر جادوان طلسم بیرون طلسم بھی تعاقب سے باز نہ آئے تا اینکہ مشعر نے سوا اسکے چارہ نہ دیکھا کہ شاپور کو چھوڑ کے آمادہ حرب ہوا ادھر شاپور نے جو موقع پایا مانند برق لامع وہان سے نکل گیا ادھر ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا مشعر تنہا تھا جادوان طلسم کی کثرت تھی مشہور ہی کہ ایک تنہا دو سے مقابلہ نہین کر سکتا نہ کہ متعدد کا مقابلہ نتیجہ یہ ہوا کہ جادوان طلسم نے تھوڑی دیر مین مشعر کا کام تمام کیا اور سر اُسکا تن سے جدا کرکے ایک رقعہ لکھا اور سر مشعر اور وہ رقعہ اعمال شاہ کے جلوخانہ مین پھینکدیا اور وہان سے چلے گئے جب صبح ہوئی شہزادہ بدیع الملک اور نوفل اعمال شاہ کی مجلس مین آئے انواع و اقسام کی باتین شروع ہوئین ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ ملازمان شاہی ایک سر لیے چلے آتے ہین سب متعجب ہوے جب وہ ملازمان شاہی قریب آئے ہر ایک حاضر مجلس سر مشعر کو دیکھکے متعجب ہوا ادھر ملازمان شاہی نے وہ رقعہ بھی بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بآواز اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ آگاہ ہو ای اعمال شاہ ہمکو تیری کارروائی کا حال معلوم ہوا یہ کیا بیہودہ حرکت کی کہ مشعر بیہودہ سر کو یہان بھیجا اور وہ ہمکو بیخبر پاکے ملکہ مہر نوش دختر ظالم شاہ کو قید سے رہا کر لیگیا اور مطلق اس بات کا خیال نہ کیا کہ اس چالاکی کا نتیجہ کیا ہوگا یہ طلسم اس واسطے نہین بنا ہی کہ ہر کہ و مہ داخل طلسم ہوکے جو کچھ چاہے چرا لیجائے طرفہ تر یہ کہ ایک مرتبہ کی چوری پر اکتفا کی نہ کی دوسری مرتبہ پھر جرأت کی اور چاہتا تھا کہ شاپور کو بھی بیرون طلسم لیجاوے اس مرتبہ ہمنے دیکھ لیا اور اس بدبخت کو ہلاک کیا اور دختر ظالم شاہ تو ہمارے ہاتھ سے نکل ہی گئی پھر اب سے تین مہینہ تک تو ہم کچھ نہین بولتے کیونکہ پھیر گران ہی بعد تین مہینہ کے اگر ہم تیری تمام مملکت کو تباہ و برباد نہ کرین تو ہم شیر جہان آفرین نہین جب اس طرح کا مضمون اعمال شاہ نے پڑھا خوف سے رنگ زرد ہو گیا شہزادہ نے کہا کیون خیریت ہی اعمال شاہ نے وہ رقعہ شہزادہ کو دیا شاہزادہ نے اس رقعہ کو از اول تا آخر پڑھکے کہا پھر کیا تردد کی بات ہی تین مہینہ تک صاحب تھا اپنی مجبوری

ظاہر کرتا ہوا انشاء اللہ تعالیٰ تین مہینہ کی مدت گذرنے کے قبل ہی اگر طلسم کو درہم و برہم نہ کردون تو کچھ نام نہ کیا اور
بدیع الملک اپنا نام نہ رکھون یہ حال یہان ملتوی رکھا جاتا ہی

اب کچھ حال شہرستان قاف کا معرض تسطیر مین آتا ہی۔ تاجداران اقلیم فصاحت و باج گیران مملکت بلاغت
اس داستان غرابت عنوان مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ شہرستان قاف کے قریب ایک شہر ہی نہایت وسیع
و عریض اور نام اسکا عریان کوہ ہی کیونکہ اُس شہر وسیع الفضا مین بیشتر پہاڑ واقع ہین حاکم و فرمانروا وہان کا ملک
طوفان پریزاد ہی حضرت سلیمان کے زمانہ سے اس وقت تک باپ دادا اعمال شاہ کے ملک طوفان پریزاد کے
باپ دادا کو خراج دیتے رہے ہین چنانچہ اس وقت بھی اعمال شاہ اُسکو خراج دیتا ہی جب ملک طوفان پریزاد حاکم
عریان کوہ کو یہ خبر پہونچی کہ نوفل اور اعمال شاہ مین نہایت درجہ ربط و ضبط بڑھ گیا اور انواع و اقسام سے اُن دونون
مین مشورہ ہوتے ہین اسکو بہت ناگوار معلوم ہوا اور اپنے ارکین سلطنت سے اس بارہ مین مشورہ کیا کہ اس
بارہ مین کیا کرنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ ای شہریار عالی وقار سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل چو پُر شد
نشاید گذشتن بہ پیل۔ ابھی ابتدا ہی اگر کسی کا بندوبست ہو جاوے تو آیندہ کے واسطے مفید ہی ورنہ ایک روز
ضرور نتیجہ بظہور مین آئیگا آیندہ اختیار بدست مختار ملک طوفان نے کہا ہان مین بھی اسی تردد مین مبتلا ہون غرضکہ
بعد گفت و شنید بسیار ملک طوفان نے اعمال شاہ کو اس مضمون کا ایک نامہ لکھا کہ ای اعمال شاہ مدت
دراز سے تم ہمارے تابع فرمان ہو تاہم ہمنے ہمیشہ تمھاری رعایت پر نظر رکھی اور تمھاری حکومت برقرار رکھنے کی غرض
سے تمھارے دشمن سے برسر پرخاش اور تمھاری حمایت کرنے کو بدل مستعد و آمادہ ہے جیسا کہ تم خود بھی بجائے خود
سمجھتے ہوگے نظر برین تمھارا بھی یہ فرض ہی کہ کوئی مشورہ بغیر ہماری اطلاع اور شرکت کے عمل مین نہ لاؤ آجکل
ہماری سماعت مین گذرا ہی کہ تم نوفل سے کسی طرح کا مشورہ کرتے ہو اور نوفل سے تمھاری ملاقات کو طول
کھنچ گیا اور اس طرح کے مراسم دوستی عمل مین آتے ہین بہتر یہ ہی کہ بمجرد پہونچنے اس تحریر کے اپنے اُس مشورہ سے
اطلاع دو ورنہ منتظر جنگ رہو جب اسطرح کی تحریر اعمال شاہ کی نظر سے گذری نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا
اور نوفل سے کہا تمھاری رائے اس بارہ مین کیا ہی آیا اس تحریر کا جواب دینا چاہیے یا سکوت اختیار کیا جاوے اور اگر
جواب دیا جاوے تو کیا نوفل نے کہا میری رائے اس بارہ مین سکوت کی ہی بالفرض جنگ ہوگی باشد اور ابکی مرتبہ خراج
بھی نہ بھیجا جاوے اعمال شاہ نے بنا بر مشورہ کے سکوت اختیار کیا وہان طوفان نے جواب کا انتظار کرکے
سامان جنگ مہیا کیا طرفین مین مقام جنگ تجویز ہوکے روز مقررہ پر صف آرائی ہوئی اور کشت و خون کی نوبت آئی
نتیجہ یہ ہوا کہ اعمال شاہ غالب آیا ملک طوفان نے پسپا ہوکے درخواست کی کہ جسطرح تمھارے یہان سے
ہمکو خراج وصول ہوتا تھا اسی طرح اب ہم تمکو خراج دینگے اعمال شاہ نے قبول کیا لیکن جب خراج دینے کا وقت
آیا ملک طوفان نے سرکشی پر کمر باندھی بیٹے سباک دیو و افغان دیو خوار و بلوت آہنی شاخ کے نام نامے
لکھے جنکا مضمون یہ تھا کہ اسوقت ضرورت مین کون ایسا یار دوست ہی جو میری مدد و حمایت کے واسطے مستعد ہی مین نے
اعمال شاہ سے مجبوری حالت مین خراج گذاری کا وعدہ کیا اور اب وقت خراج ادا کرنے کا آگیا ہی عنقریب
اعمال شاہ مجھسے خراج طلب کریگا جب خراج نہ پہونچیگا لشکر کشی کی نوبت آئیگی اور تمام ملک و مال میرا تباہ و تاراج
ہوگا اس مضمون کے نامہ کو پڑھ کے سباک دیو بلوت آہنی شاخ و افغان دیو خوار لشکر ہائے جرار لیکر
ملک طوفان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا شہریار کیا مجال اعمال شاہ کی جو عریان کوہ سے

خراج وصول کر سکے ہم سب جان دینے کو آمادہ ہین پہلی ہی مرتبہ یہ قصہ فیصل ہو گیا ہوتا لیکن کہ اس وقت اطلاع نہوئی
ملک طوفان نے کہا خیر اب سہی چنانچہ اپنے لشکر کو بھی ساز و سامان جنگ سے آراستہ کیا اور عریان کوہ سے کوچ
کیا بعد قطع منازل و طی مراحل چند روز کے بعد نواح شہرستان مین پہونچا یہ خبر اعمال شاہ کو پہونچی کہ طوفان نے
پھر بغاوت پر کمر باندھی با لشکر بیکران و فوج گران یہ بھی غنیم کے مقابلہ مین خیمہ زن ہوا اور تحریرا یہ پیام بھیجا کہ کیا وجہ اس
لشکر کشی کی ہی طوفان نے بھی تحریرا جواب دیا کہ ہمکو خراج دینا نہین منظور ہی اعمال شاہ خاموش ہو رہا شب کو
طوفان نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا شب ہی کو بلوت آہنی شاخ ملک طوفان کے پاس آیا اس وقت
ملک طوفان اپنے خیمہ مین تنہا بیٹھا تھا پوچھا ای بلوت دلاور اسوقت یہان کہان آئے بلوت نے کہا مین اسوقت
اس بات کی اطلاع کے واسطے آیا ہون کہ کل کے ہنگامہ حرب کی ابتدا مجھسے ہوگی قبل میرے کوئی مستعد جنگ
نہو ملک طوفان نے بلوت کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا برادر اس بارہ مین مجھسے پوچھنے کی کیا
ضرورت ہی صبح کو طرفین مین جب صف آرائی ہو چکی اول جو شخص کہ میدان مین آیا وہ بلوت آہنی شاخ تھا اور مبارز
طلب ہوا ادھر لشکر اعمال شاہ سے نوفل مقابلہ کے واسطے آیا اور بہ آواز بلند پکارا کہ سہ بیار آنچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران * بلوت آہنی شاخ نے کہا ای نوفل تو ہی اس فساد کا باعث ہوا ہی ابتدا مین بھی
مین نے سنا تھا کہ تو نے اعمال شاہ کو جنگ کا مشورہ دیا تھا دیکھون آج تو میرے ہاتھ سے کس طرح جان
سلامت لے جاتا ہی یہ کہا اور اس دیو قوی ہیکل نے بچستی تمام نوفل کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور سیدھا ہاتھ
پر بلند کر لیا اور اسے اٹھائے ہوئے ملک طوفان کی خدمت مین پہونچا اور کہا شہریار دیکھو مین اس فتنہ پرداز
کو لے آیا اب اختیار ہی چاہو قتل کرو ورنہ قید و بند مین رکھو ملک طوفان نے گرفتاری کا حکم دیا اور بلوت
بار دیگر میدان حرب مین آیا اور دوسرا ہمقابل طلب کیا اس مرتبہ شہزادہ بدیع الملک نے اعمال شاہ
سے اجازت چاہی اعمال شاہ نے کہا ای شاہزادہ والا قدر مین خوب جانتا ہون کہ تم ایک جوان جری و دلاور
ہو مگر اس دیو قوی الجثہ سے مقابلہ کرنا ہرگز قرین عقل نہین ہی شہزادہ بدیع الملک نے اصرار بلیغ کیا جس سے
اعمال شاہ مجبور ہو گیا اور کہا اگر یہی منظور ہی تو مجھکو کچھ عذر نہین ہی شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ مین ہرگز اس قدر
اصرار نہ کرتا اگر میرا دوست نوفل گرفتار نہو جاتا اگرچہ یہ دیو قوی الجثہ ہی لیکن مین بھی اسکے مقابلہ سے عاجز نہین ہون
یہ کہا اور میدان حرب و ضرب مین آکے رد و بدل مین مصروف ہوا بلوت نے بقوت تمام دار شمشاد کا وار کیا شاہزادہ
بھی فن جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اس دیو زبردست کے وار کو رد کیا اور ایک ہی ضرب بے پناہ مین اسکا
کام تمام کیا اعمال شاہ شاہزادہ بدیع الملک کے اس زور خداداد سے بہت متعجب ہوا اور بآواز بلند کلمات تحسین و
آفرین زبان پر جاری کر کے کہا ای شاہزادہ والا قدر اگرچہ ہوس بات ہمین قدر بس ست اب دوسرے کسی لشکری کو
ہنگامہ حرب گرم کرنے دو اور خود تھوڑی دیر استراحت کر لو بار دیگر کسی سے مرد مقابل ہونا شاہزادہ دلاور نے
مطلق اعتنا نہ کی اور اسی طرح آمادہ حرب رہا پھر دوسرا دیو قوی شکل آیا اور شاہزادہ بدیع الملک کی صورت
دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای آدمی تو خواہ مخواہ اجل کو اپنا دامنگیر کرتا ہی جا اور کسی دوسرے پہلوان زبردست کو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیج شاہزادہ نے مطلق جواب نہ دیا اور پہلے ہی ایک ضرب زبردست مین اسکو از سر تا پا دو حصہ
کیا اس روز چالیس نفر دیوان پیل زور و کوہ پیکر دیوان ملک طوفان کے شاہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ
سے یکے بعد دیگرے ہلاک ہوئے چونکہ آفتاب قریب غروب تھا اور آثار تاریکی شب کے نمایان ہو گئے تھے

طبل بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے ملک طوفان متعجب تھا اور ہر ایک سے کہتا تھا کہ
یہ کس قوم و قبیلہ کا انسان ہے جسنے اس قدر دیوان قوی کو ہلاک کیا اگر یہی حال ہے تو فتح سے ناامید ہو رہنا چاہیے
ہر ایک لشکری ملک طوفان کو امید دلاتا تھا اور کہتا تھا کہ ای بادشاہ یہ ایک امر اتفاقی تھا ہر روز عید نیست
کہ حلوا خوردکسے • آج نہیں کل اُس انسان قوی بازو سے اُسکی بیباکی کا عوض لے لینگے چنانچہ دوسرے روز پھر
نقارہ جنگ بجا اور دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوگئے لشکر طوفان شاہ سے افغان دیوخوار میدان میں آیا
اور مرد مقابل طلب کیا ادھر سے بھی ایک نرہ دیو اسکے مقابلے کے واسطے آیا افغان دیوخوار نے کہا ہاں حملہ کر اُسنے
کہا پہلے تو حملہ کر افغان نے جھپٹ کے اُسکی دونوں شاخوں میں پنجہ ڈال دیا اور بزور بازوے زبردست اُسکو سر سے
بلند کر لیا اُس دیو نے ایک چیخ ماری افغان نے زمین پر مار کے سینہ پر مقام نشست قرار دی اور سر اسکا تن سے
جدا کر کے منھ میں رکھ کے نگل گیا بعدہ بند بند اُس دیو کا جدا کیا اور مع استخوان کھا گیا اور نعرہ مارا کہ منم افغان دیوخوار
برہم کنندہ فوج جرار ای اعمال شاہ کدھر ہے وہ انسان ضعیف البنیان جسنے کل بلوت آہنی شاخ ایسے دیو
زبردست کو بمکر و فریب ہلاک کیا سہ نوبت او گذشت نوبت ماست • آج آوے اور میرا مقابلہ کرے دیکھوں کیسا
جری و زور آور ہے تو سہی دانت کو بھی حرکت نہ دوں اور مسلم نگل جاؤں اس مرتبہ بھی اعمال شاہ نے منع کیا مگر
شہزادہ بدیع الملک نے مطلق اعتنا نہ کی اور اسپ پری نژاد پر سوار ہو کے افغان دیوخوار کا مقابل ہوا
اور باواز کہا او خیرہ سر مغرور یہ کیا کلمات زبان پر جاری کرتا تھا لے میں تیرا حریف آپہونچا افغان نے کہا ای انسان زبان
بند کر اور حملہ آور ہو شاہزادہ نے فرمایا تیرا یہ خیال ہے کہ دانت بھی نہ لگاؤنگا نگل لونگا پھر حملہ آوری کی کیا ضرورت ہے
افغان ہاتھ ملا کے بعد ہاں شاہزادہ کی طرف جھپٹا جب قریب پہونچا چاہا کہ لپٹ جاوے شاہزادہ نے جگہ خالی
کر کے اور پیچھے تمام پشت کی طرف آ کے اس زور سے مکا اُسکی پشت پر مارا کہ اوندھے منھ زمین پر آرہا شاہزادہ
متبسم ہوا اور کہا او بیہودہ گو تو تو مجھے نگل لینے کو لپکتا تھا اب تو خود زمین کا نوالہ ہونے کو چلا افغان بار دگر سنبھل کے
شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب آکے دار شمشاد کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اس مرتبہ بھی جگہ خالی کی اور
دار شمشاد اُسکی نصف زمین میں غرق ہوگئی افغان دیوخوار دار کھینچنے میں مصروف ہوا اس طرف شاہزادہ نے
وقت فرصت کو غنیمت جانا اور ایک ہی ضرب تیغ آبدار میں اسکو دو پرکالہ کیا پھر دونوں لشکروں میں غلغلہ عظیم برپا
ہوا ہر ایک ادنی و اعلی کی زبان پر شاہزادہ بدیع الملک کی صفائی دست زبردست کی تعریف تھی ادھر افغان دیوخوار
کا دو پرکالہ ہونا تھا کہ دیو افلاک آہن تن نام ایک دیو کوہ پیکر میدان میں آیا جسکے تمام بدن پر بال تھے اور شاہزادہ
سے زور دست و بازو میں مصروف ہوا ایسے انواع و اقسام کی بست و کشاد رہی آخر شاہزادہ بدیع الملک نے اُسکو زمین
پر مارا اور اُسکے ایک پاؤں کو اپنے پاؤں کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤں دونوں ہاتھوں سے گرفت میں لا کے
مثل کرباس کے دریدہ کر ڈالا اور ایک حصہ اُٹھا کے جانب دست راست پھینکا اور دوسرا حصہ جانب دست چپ
اُسکے بعد دیو سیاہ کہ تمام ملک طوفان میں جان قاف و عفریت ثانی مشہور تھا اور سات سو پچاس گز
کا قد تھا تنا تنا ہا بصدائے زہرہ شگاف کہتا ہوا میدان میں آیا اور آتے ہی دار شمشاد کا وار شہزادہ بدیع الملک
پر کیا شاہزادہ نے اُسکے وار کو رد کر کے ایک ضرب تیغ اس قوت سے اُسکے سر پر لگائی کہ نصف سر اُسکا شگافتہ ہو گیا
وہ دیو بزدل باوجود اُس اپنے تن و توش کے تاب اُس زخم سر کی نہ لایا اور شاہزادہ کے مقابلہ سے بھاگ کے
لشکر طوفان میں جا چھپا وہاں لشکر میں سب نے اُس دیو کو بدحواس اور اُسکے سر سے دریاے خون جاری

دیکھا سب کے حواس جاتے رہے اور ارادہ کیا کہ اس مقام سے بھاگیں ملک طوفان فوج کا حال بدرنگ دیکھ کے
وسط فوج میں مقام بلند پر استادہ ہوا اور بآواز بلند کہا ای اہل فوج عریان کوہ خبردار بد دل نہونا اگر دیو
سا ک غلط گمانی سے تمام عریان کوہ میں جان قاف و عفریت ثانی مشہور تھا مگر آج اُسنے بزدلی اپنی ظاہر کر دی
کہ تاب زخم سر نہ لا سکا اور حریف ضعیف البنیان کے مقابلہ سے بھاگا مقتضاے جرات و دلاوری یہ ہی کہ اسکی بزدلی کی
جانب مطلق اعتنا نہ کی جاوے اور باستقلال تمام اس انسان ضعیف البنیان کو ہر چہار جانب سے گھیر کے اسکو سر بسا
کر دیا جاوے ورنہ باشندگان عریان کوہ ہمیشہ کے واسطے بدنام ہو جاوینگے کہ ایک انسان مشت استخوان سے تاب
مقابلہ نہ لا سکے اس طرح کی تقریر طوفان شاہ کی اس تقریر سے تمام کے دل میں ایک نوع کی جرات پیدا ہو گئی اور گیر و
بزن کہتے ہوے آندھی کی طرح دوڑے اور شاہزادہ بدیع الملک کو گھیر لیا شہزادہ نے جو یہ رنگ دیکھا تیغ دبیر
کو مستحکم سنبھال کے فوج طوفان شاہ میں در آیا اعمال شاہ نے جو یہ جنگ مغلوبہ دیکھی یہ کہکے کہ غضب ہوا ایسا
نہ ہو شاہزادہ دلاور ہلاک ہو جاے بعجلت تمام سرداران فوج کو حکم دیا کہ جلدی شاہزادہ کی مدد کرو ایسا نہو کہ فوج
مخالف سے کسی طرح کی اُس دلاور کو گزند پہونچے تا اینکہ یہ فوج بھی حملہ آور ہوئی جسکی تعداد بنا بر تحریر بعض مورخان
صداقت بیان سات لاکھ کئی ہزار تھی اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اعمال شاہ کی تحریک سے سات لاکھ
دیوان قوی ہیکل کی جمعیت شاہزادہ بدیع الملک کی حمایت کے واسطے پہونچی اور علاوہ اس تعداد کے بکثرت
فوج اعمال شاہ کی اُس مقام پر آمادہ کار تھی القصہ تا غروب آفتاب فوج طرفین میں وہ جنگ مغلوبہ ہوئی اور
اس غضب کا کشت و خون ہوا کہ پناہ بخدا ذات خدا کشتون کے پشتے سرون کے انبار ہو گئے اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا
خون کا بہ رہا ہی ہر طرف صداے گیر و بزن بلند تھی جب بالکل تاریکی ہو گئی نقارہ بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے
اپنے مقام قیام پر چلے آئے شاہزادہ بدیع الملک بھی بارگاہ اعمال شاہ میں آکے استراحت گزین ہوا

غریب کو دل اہل صفا میں راہ نہیں
حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہیں
کھڑے ہیں کھولے ہوے اپنے سینو کو عاشق
قد بلند سے کوتاہ مد آہ نہیں
صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہی
دکھاؤں کسکو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہیں

یہ دشت وہ ہی جہاں آب زیر کاہ نہیں
ٹوٹے تارے پلک پلک کے دکھائے ہیں دل
تمہاری تیغ کے زخموں کی بند راہ نہیں
غریب کو مگرین قتل خط وہ پرزے کرکے
عمل جو نیک نہ ہون تو ایسی خوابگاہ نہیں
فقیر بن کے قدم مار اسمین ای آتش

بدن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں
وہ کون ہی کہ خداے جو داد خواہ نہیں
نہ ہوئے گوش زد یار تو تعجب ہی
مرا گناہ ہی قاصد کا کچھ گناہ نہیں
جھک جھک کے نکلنے کا حال کھل جاتا
طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہیں

تواریخ پیر اسے مرد سخندان ، چنین آشکارا اندر از پنہان ، کہ ایک بادشاہ تھا عالی مقام ملک داد بخش نام اسکی ایک
دختر تھی نام اسکا روان بخش تھا حسن و جمال میں یکتا ناز و انداز میں بے ہمتا کرشمہ صفاے دل تجلی زار سینہ مظہر انور سے

خیال از جلوہ او روح پرور
دہن از نام او لبریز کوثر
بعجز او ملم شدہ فکرت اندیش
توان گشتن مرید طالع خویش

جس روز یہ ہنگامہ برپا ہوا اسی روز ملک داد بخش مع دختر اعمال شاہ کی ملاقات کو آیا اور بعد صاحب سلامت دو برو
شاہزادہ بدیع الملک کے مقیم ہوا شاہزادہ کی نظر جو روان بخش دختر ملک داد بخش پر پڑی بس عجیب حال ہوا سہ

صبر رخصت ہوا نگاہ کے ساتھ
ہوش جاتا رہا اک آہ کے ساتھ
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز
رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز

ہر چند دل میں کہا ای بدیع الملک اس راہ پر خطر میں قدم رکھنا دیدہ و دانستہ جان سے ہاتھ دھونا ہی مگر اثر نہ ہوا
ادھر روان بخش بھی شاہزادہ کو دیکھ کے ہزار جان و دل فریفتہ ہو گئی اور دزدیدہ نگاہوں سے شاہزادہ کو دیکھ رہی تھی

کسی کو ان دونون کے راز مخفی سے مطلق اطلاع نہ تھی نیرنگ ساز فلک جب کوئی شعبدۂ غریب چاہتا ہی پردہ سے نکالے
پہلے سب کی نظر بندی کرتا ہی غفلت کا افسون پھونکتا ہی ٭ قضا دستی ست پنج انگشت دارد ٭ چو خواہد از کسے کارے
برآرد ٭ دو بر چشمش نہد دیگر دو بر گوش ٭ یکے بر لب نہد گوید کہ خاموش ٭ ملک دادبخش نے جو شاہزادہ کو ایک جوان
وجیہ خوش شرد دیکھا اعمال شاہ سے پوچھا کہ شہریارا یہ جوان ذیوقار کون ہی اعمال شاہ نے کہا ای دادبخش تم اس
جوان عالی خاندان والا دودمان کو نہین جانتے بس یہ سمجھو کہ برہم کن صفوف مصاف اولاد زلزلۂ قاف سے ہی
کئی روز کا زمانہ گذرا کہ میرے یہان مہمان ہی اور ہر روز دیوان کوہ پیکر دغم نشان قوی ہیکل سے ہنگامہ حرب وضرب گرم
کرتا ہی اور صدہا دیوون کو ہلاک کرتا ہی آجتک ہماری نظر سے قوم انسان مین کوئی صاحب دست زبردست ایسا نہین
گذرا جب اس طرح کے اوصاف دلیری و جوانمردی ملک دادبخش نے اعمال شاہ کی زبان سے سُنے اُسکے بھی دل
مین ایک نوع کی محبت شاہزادۂ بدیع الملک کی پیدا ہوئی فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلام کر کے
شاہزادۂ بدیع الملک سے بغلگیر ہوا شہزادہ بدیع الملک کا قاعدہ تھا کہ تمام روز حرب وضرب وغیرہ
مین مصروف رہتا تھا ادھر آفتاب قریب غروب ہوا اور تمام کامون کو چھوڑ کے ملکہ ماہ وش کے پاس چلا آتا
اور تمام شب ملکہ کے پاس بسر کرتا تھا آج جو ملکہ روان بخش دختر ملک دادبخش کو دیکھا ایسا از خود رفتہ ہوا کہ پہر
رات سے زیادہ گذر گئی پھر بھی اعمال شاہ کی بارگاہ سے باہر نہ آیا کبھی خود روان بخش کی جانب دیکھ لیتا تھا
اور کبھی روان بخش شاہزادہ کی طرف دیکھ لیتی تھی حتی کہ اعمال شاہ کو خیال آیا کہ اسقدر رات گذر گئی
اور شاہزادہ والا جاہ بیدار ہی ایسا نہ ہو کہ ماندہ و کسلمند ہو جاے یہ خیال کر کے عرض کیا کہ شہریارا کچھ معلوم
ہی کہ کسقدر رات آئی ہی اب اپنی خوابگاہ مین تشریف لیجائیے چند ساعت استراحت فرمائیے زیادہ بیدار رہنا انسان کے
واسطے علالت کا سبب ہی اگر نصیب دشمنان زیادہ ماندگی غالب آگئی تو سخت زحمت ہوگی مجھکو صرف تا درستی مزاج
کا خیال ہی بدیع الملک نے کہا نہین صاحب مجھ مین ماندگی کیا راہ پائیگی اگر ایک ہفتہ تک تمام شب
بیدار رہون تو بھی ماندہ نہین ہو سکتا اعمال شاہ نے کہا اختیار بدست مختار ہی یہ کہا اور بارگاہ سے اُٹھ گیا اعمال
شاہ کے اُٹھنے سے مجلس برہم ہو گئی تمام حاضرین بارگاہ اپنے اپنے مقام پر جاکے سو رہے اب بارگاہ مین صرف
بدیع الملک تنہا رہگیا محبت بُری بلا ہی محبوب کے چلے جانے سے دل تہ و بالا ہو گیا مگر چارہ کیا تھا پھر بھی چند ساعت
وہین بیٹھا رہا اور انواع اقسام کے خیال دل مین وسیع کیے کوئی تدبیر اُسوقت ایسی سمجھ مین نہ آئی جس سے دل بیقرار
کو کونہ قرار آتا بمجبوری وہان سے اُٹھ کے ملکہ ماہ نوش کے پاس آیا مگر خیال محبوب جدیدہ دل مین سمایا ہوا تھا
کسی پہلو قرار نہ آیا ہر مرتبہ دل چاہتا تھا کہ چلو اور روان بخش کو تلاش کر کے کسی طرح اُسکے پاس پہونچو اور کبھی
اشعار عاشقانہ موثرانہ لہجہ مین پڑھتا ملکہ ماہ نوش نے جو شاہزادۂ بدیع الملک کا آج یہ نیا رنگ دیکھا کہ پہلے
سے سخنان محبت نہین اور نہ التفات و اختلاط بہت متعجب ہوئی چاہا کہ کچھ استفسار حال کرے مگر بسبب شرم دیں کہ خاموش
ہو رہی کبھی شاہزادہ کے اُداس بشرہ کی جانب نظر کرتی تھی اور عاشقانہ اشعار کو سُنکے طرح طرح کی باتون کا خیال
آتا تھا رات زیادہ آگئی نیند نے غلبہ کیا سو گئی دستور تھا کہ صبح کو جب شاہزادہ بیدار ہوتا ہاتھ منھ دھونے مین کچھ بھی دن
چڑھ جاتا تھا پہر دن چڑھنے کے بعد دربار اعمال شاہ مین جانے کی نوبت آتی تھی اس مرتبہ صبح سویرے ہنوز ملکہ
ماہ نوش لب بیدار نہوئی تھی شاہزادہ بدیع الملک لباس زیب بدن کرکے بعجلت تمام دربار اعمال شاہ مین
آکے بیٹھ رہا بعدہ اعمال شاہ و ملک دادبخش مع دختر دربار مین آئے دیکھا شہزادہ بدیع الملک دربار مین موجود ہی

سلام باہمی روان بخش نے گوشۂ چشم سے شاہزادہ کو سلام کیا جسے شاہزادۂ بدیع الملک کی آتش محبت پے ہوا
کا کام کیا تمام دن تو دربار مین گذرا جب شام ہوئی پھر حسب دستور سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے
بعد شہزادہ بھی ملکہ ماہ نوش لب کے پاس چلا آیا مگر اُسیطرح مغموم و محزون کبھی اپنے نصیبون پر اشک گلرنگ
بہاے خار خار الم سے چرخ جفاکار کے شکوے کرنے لگا۔ شعر: آن میوہ کز خامی بہ بستان ہوس ماندم +
تربس کہ ایام بامن کرد سروے نیم رس ماندم + کبھی کہتا تھا زمانہ کا عجب رنگ ہے محبت ایسی شی جسکو سب ہی خوب جانتے ہین
مگر اہل عقل کہتے ہین کہ اس طرح کی محبت ہمارے واسطے ننگ ہے۔ شعر: این اہل زمانہ درد تا کم کردند

برخاست کہ زندہ زیر خاکم کردند	از چار طرف غبار دلہا چندان	این مسیح عبث عبث بلا کم کردند

اسی غم جانکاہ مین مبتلا رہا ظاہر مین ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا تھا مگر باطن مین خون خشک ہوا جاتا تھا
کبھی آہ کرتا اور کہتا تھا۔ شعر:

امروز شدہ نالہ گشت سو جان ما را	کاہیدہ ز عشق تو تن و جان ما را

دور از گل رعنا ز تو گوئی تن زار خار یست فتادہ در گریبان ما را ملکہ مہر نوش شہزادہ کی صورت دیکھتی
ہے اور خاموش ہو رہتی ہے اور بجاے خود کہتی ہے کہ مین پوچھون تو کیا پوچھون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا رمز ہے اُدھر کا حال
سُنیے کہ جب روان بخش اپنے گھر مین آئی چونکہ محبت یہان بھی دل مین گھر چکی تھی بہت گھبرائی زبان حال سے کہتی
تھی۔ شعر: خوش شاد تھے و خرم روزگار سے مدہ کہ یارے برخوردار از وصل یارے + بسکہ مشتاق دیدۂ محبوب دمساز تھی تاب ضبط نہ
لاسکی ایک گوشۂ تنہائی مین اپنی دایہ کو لیگئی اور آہستہ کہا اے مادر گرامی تمنے مجھکو پالا گود مین کھلایا تمہارا مجھپر حق ہے اور
اور تم سے پیراحق ہے اگر کسی کو کسی طرح کا ملال ہوتا ہے اُسکا رفیق ملال کے دفع کرنے مین دل سے کوشش کرتا ہے دایہ نے
کہا قربانت شوم کچھ تو کہو کہ نصیب دشمنان کیا ایسا ملال ہے جس سے تمہارا چہرہ دیکھتی ہون فق ہے اور خراب حال ہے اگر کسی
نے کچھ کہا ہو اُسکو سزا دلواؤن کسی نے کچھ چھین لیا ہو اُسکی ویسی تدبیر کرون ملکہ روان بخش نے کہا دایہ جان میری بات
امانت سمجھنا خبردار کسی سے نہ کہنا اور تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا۔ شعر: انکہ ہونی ہون کو تاکت ہین
سب کوے + ان ہونی ہونی نہین ہونی ہوئی سو ہوے + اور بالفرض تم میری غلطی سمجھتی ہو پھر۔ شعر: ہرچہ بادا باد ما
مرکب بسپر انداختم + دایہ نے دونون ہاتھ کانون پر رکھے اور کہا جان مادر اتنیو جو کچھ کہا کہا لیکن بار دیگر ایسا ذکر میرے
گوش زد نہ کرنا مین کیا جانون محبت کس جانور کا نام ہے اور الفت کسکو کہتے ہین وہ عقلمند کیا جو عقل سے کام نہ لے اور
بیہودگی کے درپے ہو جاے بھلا عام لوگون مین سے کسی کی دختر اس طرح کے کلام زبان پر لاے تو ہو سکتا ہے
ملک داد بخش ایسے بادشاہ عالی جاہ کی دختر اور آدمی زاد پر فریفتگی ظاہر کرو اسکے کیا معنی روان بخش
آبدیدہ ہوئی اور کہا اے مادر گرامی یہ جو کچھ تم نے کہا سچ کہا مگر مین نے کہانیون مین سُنا ہے کہ رسم و راہ محبت مین سبھی
مجبور ہین دیدہ و دانستہ کون ایسا ہوگا جو اپنے کو بلا مین مبتلا کریگا ہان اگر اختیاری امر ہو تو محل شکایت ہے مین نے
اپنے پدر عالی مقدار سے یہ نہین کہا تھا کہ مجھکو اقبال شاہ کے دربار مین ہمراہ لے چلو اور نہ اُنھین کو یہ معلوم تھا یہ
بخت و اتفاق ہے کہ مین دام محبت مین گرفتار ہو گئی اگر کوئی چارہ کار نظر نہ آیا تو ضرور ہلاکت کا سامنا ہے دایہ کو غصہ
آگیا اور کہا او شوخ دیدہ مین نے کہدیا کہ اس خیال بیہودہ سے درگذر مگر تجھکو مطلق خیال نہین تیری ایسی ہی محبت
میرے دل مین جاگزین ہے کہ تیرے سمجھانے ہی پر اکتفا کرتی ہون کیا ہوا اگر ابھی تیرے باپ سے اطلاع کر دون
اور خبردار تو مجھ سے اس بارہ مین کسی طرح کی امید نہ رکھنا مین تیرے باپ کی قدیم نمک خوار ہون بڑھاپے مین
ایسی نمک حرامی نہ ہوگی اور بجاے خود سمجھ تو کہ اگر مین اس بارہ مین کسی طرح کی کوشش کرون اور یہ

عقل نہین کہ یہ راز پوشیدہ رہے پھر میرا اور تیرا کیا حال ہوگا جب ملک داد بخش کو خبر ہو چکی اس نازنین نے دایہ
کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا اے مادر مہربان اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ادا ہوا اگر میری زندگی چاہتی ہو اس بارہ مین
کوئی تدبیر نکالو اور یہ جو تم کہتی ہو کہ آدمی پر فریفتہ ہوئی تو اسکا یہ جواب ہے کہ ملکہ آسمان پری جو ہماری بادشاہ
ہے وہ کیون جد بدیع الملک سے راضی ہو گئی جد بدیع الملک کیا آدمی زادہ تھا اس طرح کے اصرار سے دایہ
مجبور ہو گئی اور تا دیر سکوت مین سرنگون رہی بعد ازان کہا خیر تیری خاطر مجکو عزیز ہے خاموش ہو رہو یہ ناموس کا معاملہ
ہے دیوار ہم گوش دارد بجاے خود فکر کرون گی اگر کوئی تدبیر درست سمجھ مین آئیگی تو تجھے کہون گی روان بخش نے
موتیون کا ہار جو پہنے تھی اپنی گردن سے اتار کے دایہ کی گردن مین ڈال دیا اور نہایت منت سے کہا دایہ جان
دوسرے وقت پر ہول ذکر واسی وقت کوئی ایسی تدبیر مجکو بتاؤ جس سے میرے دل کو قرار آوے دایہ نے
نفس سرد بھر کے کہا اے نور نظر افسوس کہ تو میری بھی جان کی درپے ہو گئی خیر سن ایک تدبیر میری سمجھ مین آئی ہے وہ
یہ ہے کہ جس حویلی مین شہزادہ مقیم ہے اسمین درختان گل بکثرت ہین گلچینی کے بہانہ سے وہان جاؤن گی تو بھی
میرے ہمراہ چلنا روان بخش بہت خوش ہوئی غرضکہ تمام رات اضطراب و بیقراری مین گذری صبح
ہوتے ہی روان بخش دایہ کے پاس پہونچی اور آہستہ کہا اے مادر چلنا ہے تو چلو دایہ نے اور بھی چند
پریزادون کو مع روان بخش اپنے ہمراہ لیا اور بدیع الملک کی حویلی کی طرف گلچینی کے بہانہ روانہ ہوئی
یہان شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا ہوا یاد دلدار مین محو تھا یکایک دیکھتا ہے کہ روان بخش
چند پریزادون کے ہمراہ چلی آتی ہے اور آتے ہی گلچینی مین مصروف ہو گئی ملکہ مہر نوش لب کی نظر سے پوشیدہ
ہر بار روان بخش کی طرف نظر جانے لگی اور روان بخش بھی شاہزادہ کی طرف دیکھتی جاتی تھی اور پھول چنتی جاتی
تھی کبھی چنے ہوے پھولون کو دانستہ گرا دیتی تھی اور متبسم ہو کے از سر نو پھول چنتی تھی جس سے مفہوم ہوتا تھا
کہ برائے نام پھول چنتی ہے ایک مرتبہ ملکہ مہر نوش لب نے شہزادہ کو دیکھ لیا کہ روان بخش کی طرف
رغبت سے دیکھتا ہے سمجھ گئی کہ اسی پریزاد کی محبت مین شہزادہ مبتلا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دو روز سے میری
جانب ویسا ملتفت نہین جیسا پیشتر تھا اور بالکل مضطرب و بیقرار ہو رہا ہے آخر شہزادہ سے کہا شہریار میرا
دل چاہتا ہے کہ چند روز ان پریزادون سے گرم صحبت ہون اور انکو اپنے یہان مہمان رکھون بشرطیکہ تم کو
ناگوار نہ ہو میرا تمھارا دونون کا گفت و شنید سے دل بہلے گا شہزادہ بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے
شوق سے انکو مہمان رکھو ملکہ مہر نوش لب روان بخش کی جانب متوجہ ہوئی اور کہا اے خواہر ہم بھی یہان
مسافرانہ وارد ہین اور شاید تم بھی مسافر ہو اتفاق سے ہمارا تمھارا سامنا ہو گیا ہے اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھو تو تھوڑی
دیر کے واسطے ہمارے پاس بھی چلی آؤ کچھ باتین کرین اور ہم تم دل بہلائین اُدھر روان بخش کی تو مراد دلی
یہی تھی متبسم ہو کے کہا کچھ مضائقہ نہین ہے یہ کہا اور ہزار ناز و انداز سے ملکہ مہر نوش لب کے پہلو مین شاہزادہ کے
روبرو آکے بیٹھ گئی ملکہ مہر نوش لب روان بخش سے بولی کہ بہن تم یہان توقف کرو مین آتی ہون شاہزادہ کو
علحدہ لے آئی اور کہا شہریار مین پیشتر ہی تمھارے انداز سکوت سے سمجھ گئی تھی کہ تم کسی کے فریفتہ معلوم ہوتے ہو مگر
اس خیال سے کہ تمکو ناگوار ہوگا مین نے سکوت کیا اب مجکو بخوبی دریافت ہو گیا کہ تم خاص اسی پریزاد پر فریفتہ
ہو گئے اور اسی کی مفارقت مین تمھارا حال دگرگون ہے اس واسطے مین نے اسکو اپنے پاس بلایا ہے اب جو کچھ
مین اس پریزاد سے کہون تم برا نہ ماننا شاہزادہ خاموش ہو رہا ملکہ مہر نوش لب اور شہزادہ دونون پھر اپنی جگہ پر

آنے کیضے تھا مہر نوش لب نے روان بخش سے کہا اگر اس حویلی مین بھولکر اس کثرت سے نہ ہوسے تو کیون تم
یہان آتین اور کس طرح ہماری تم سے ملاقات ہوتی روان بخش نے متبسم ہوکے کہا مین بھولون کا تو ایک بہانہ ہی
لیکن اصل بات یہ ہی کہ تمھاری محبت ہمکو یہان کھینچ لائی ملکہ مہر نوش لب روان بخش سے یہ سُنکے خوب ہنسی اور کہا
ہان بہن یہ تم نے سچ کہا مگر تھوڑا اس مین جھوٹ بھی ہی بے شبہ بھولون کا بہانہ تھا مگر میری محبت تم کو نہین کھینچ لائی ہان
محبت ضرور تم کو کھینچ لائی مین سمجھتی ہون کسی اور کی محبت سہی ای خواہر تم تو تم اگر تم ایسی ہزار پریزادون پر فریفتہ ہوجاے
اور پاس اپنے آنے تو مین سب کی کنیزی خرید کرنے کو موجود ہون اور اس بیسے کہنے کو معمولی کہنا نہ سمجھ یہی
بات یقین سمجھ لو روان بخش نے کہا بہن یہ تم کیا کہتی ہو مجکو تم خود اپنی ایک ادنی کنیز سمجھو شہزادہ بدیع الملک کو
مہر نوش لب کے اس طرز کلام سے دل مین بہت خوش ہوا اور ہزار ہزار آفرین کی اور کہا حقیقت امر یہ ہی کہ
اگر ہزار در ہزار محبوبان سراپا ناز و انداز و نازنینان دلنواز کا دل دادہ ہونگا اور وہ سب میرے قبضہ و اختیار
مین آئینگی تو سب کی سردار مین تمھین کو سمجھونگا اس بارہ مین قوم اناث سے آدمی زاد ہو یا پریزاد کوئی ایسا نہین جسکو
دوسرے سے رشک و حسد نہین ہوتا مگر تمھارا خیال بالخصوص اس بارہ مین قابل تعریف ہی اب روان بخش کی دعوت
کرنا چاہیے چنانچہ مجلس رقص و سرود آراستہ کی گئی پریزادان رقاصہ و خوش گلو و خوش آواز نے طرح طرح کی
عاشقانہ غزلین گائین تین شبانہ روز اسی طرح کا ہنگامہ گرم رہا چوتھے روز روان بخش نے ملکہ مہر نوش لب سے
کہا ای ملکہ اب مجکو رخصت کرو زندہ ہین تو پھر آئینگے ملکہ مہر نوش نے کہا بہن ابھی اور کچھ دن یہان دل بہلاؤ رقص و سرود
کے جلسہ سے دل خوش کرو نہین معلوم اب کب بار دیگر ہم سے ملاقات کرنیکا اتفاق ہو روان بخش نے کہا ہان یہ صحیح
ہی مگر اب زیادہ توقف نہین کر سکتی کیونکہ مین یہان اس ارادہ سے نہین آئی تھی کہ دو چار روز توقف ہوگا تمھاری
خاطر سے اسقدر توقف کا اتفاق ہوگیا ملکہ مہر نوش لب نے بمجبوری روان بخش کو رخصت کیا اور کہا ای خواہر روان بخش
تم غیریت نہ سمجھنا جس وقت دل چاہے بلا تکلف چلی آنا اور اس گھر کو اپنا گھر سمجھنا مین تمھاری خوش خلقی اور محبت سے
بیحد آپکی ممنون ہون روان بخش یہ کہکے کہ واہ یہ تو مجکو کہنا چاہیے تھا رخصت ہوئی اور اپنے مقام پر چلی گئی
پیشتر ذکر ہوا ہی ہنگام مقابلہ طوفان شاہ حاکم عریان کوہ سباک دیو کوہ پیکر جو تمام عریان کوہ مین جانبازی
اور عفریت ثانی مشہور تھا شاہزادہ بدیع الملک دلاور کے دست زبردست سے شمشیر آبدار کا سر پر زخم کاری
کھاکے لشکر طوفان شاہ مین جا چھپا تھا وہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اُسکا بیٹا مقابل دیو نام آیا اور سباک دیو
کو سلام کیا اور اُسکا سر زخمی دیکھکے متعجب ہوا پوچھا یہ کیا ہوا سباک دیو نے کہا ای فرزند میدان حرب و ضرب
مین جو کچھ ہونا ہی وہ ہوا مقابل دیو نے پوچھا کہ وہ کون ایسا دیو زبردست تھا جسنے ایسی ضرب شدید پہونچائی سباک
نے کہا ہان پدر کیا کہون مفصل حال بیان کرنے مین شرم دامنگیر ہوتی ہی مقابل دیو بہت مضطر ہوا اور کہا ای پدر بزرگوار
کچھ تو بیان کرو وہ کون ہی اور اُسکا کیا نام ہی سباک دیو نے کہا ای فرزند وہ دیوزاد نہین ایک آدم زاد ہی اور اُسکا نام
بدیع الملک ہی یہ سُنکے مقابل دیو بہت برہم ہوا اور کہا آدم زاد کی یہ طاقت نہین ہوسکتی کہ وہ اسطرح زخمی
کرسکے ہان کوئی اور سبب ایسا ہوا جس سے زخم کاری لگا سباک دیو نے کہا ای فرزند تجکو نہین معلوم کہ وہ آدم زاد
کیسا جری اور نہ زور ہی پیشتر مین بھی اُسکی کوئی وقعت نہ سمجھتا تھا مگر جب مقابلہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ آدمی ایسا زبردست
ہی مقابل نے کہا اب مین جاتا ہون پہلے اُس آدم زاد سے عوض لے لون تو پھر یہان آؤنگا ہرچند سباک دیو نے
اصرار کیا کہ جلدی کیا ہی چلے جانا مگر اُسنے نہ مانا آدھی رات گذری تھی کہ مقابل دیو وہاں سے روانہ ہوکے شہزادہ بدیع الملک کے

محل مین ہوا تھا شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے ساتھ خوابگاہ مین بیخبر سو رہا ہی جون ہی اُس دیو کی نظر
مہر نوش لب پر پڑی ہزار جان اُس نازنین پر فریفتہ ہو گیا سوچا کہ اس نازنین کو نہین رہنے دون اور اس آدمی زاد
کو بیدار کرون نہین معلوم کیا صورت پیش آئے بہتر یہ ہی کہ پہلے اس نازنین کو یہان سے لے جاؤن پھر اُس
آدم زادے سے سمجھ لون چنانچہ شہزادہ کو عالم خواب مین رکھا اور ملکہ مہر نوش لب کو بآہستگی تمام اُٹھائے ہوے
جزیرۂ شبنم مین لایا جب جزیرۂ شبنم مین پہونچے کہ ملکہ مہر نوش لب خواب سے بیدار ہوئی متعجب ہو کے مقابل دیو کی
صورت دیکھی اور کہا تو کون ہی اور مجکو یہان کون لایا جو مقابل دیو نے کہا مین مقابل دیو ہون اور ای نازنین مین ہی
مجکو یہان لایا ہون اس سبب سے کہ جس جوان آدم زادے کے ساتھ تو سو رہی تھی اُسنے میرے باپ سیاگ دیو کو
زخمی کیا ہی اُس سے بدلہ لینے تیرے محل مین گیا تھا جب تجکو دیکھا تیرا دلدادہ ہو گیا حتی کہ ابھی اس جوان سے بدلہ
لینا ملتوی رکھا اور تجکو یہان اُٹھا لایا اب مجکو اجازت دے کہ مین تجھسے اپنی مراد حاصل کرون اور ای نازنین
تو خوب جانتی ہی کہ اس وقت تو ہر طرح سے میرے قبضے مین ہی تیرا انکار عبث ہوگا ملکہ آبدیدہ ہوئی اور کہا او
ظالم تو نے بڑا ظلم کیا کہ مجکو اُس جوان کے پاس سے یہان لے آیا مین اُس جوان آدم زاد کی مطلوب ہون
کسی غیر کا دست گستاخ ہرگز نہین میری جانب دراز ہو سکتا اگرچہ اسوقت مین تیرے قبضہ مین ہون پھر قبضہ سے
کیا فائدہ کہ جب مجبوری کی حالت مین اپنی ہلاکت کے درپے ہو جاؤنگی ہان اُسوقت تیرا کہنا بجا ہوتا جب مجھ شاہزادہ
ذیجاہ بیٹے بدیع الملک والا بارگاہ کے مطلوب نہ ہوتی مقابل دیو نے کہا ای نازنین مین تیرا مطلب
سمجھ گیا تیرا یہ خیال ہی کہ جب اُس جوان کا سامنا ہوگا تجھے شرم آئیگی آگاہ ہو کہ مین اُس آدمزادے سے ضرور اپنے
باپ کا عوض لونگا اور ایسا عوض لونگا کہ مدت العمر تیرا اور اُسکا سامنا نہوگا اور اچھا شبہہ کیون باقی رہے مین جاتا
ہون اور پہلے اُس جوان آدمزاد ہی کا کام تمام کیے آتا ہون یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوا اُسطرف کا حال سنیے
کہ جب صبح ہوئی حسب دستور وقت مقررہ پر شہزادہ بدیع الملک خواب سے بیدار ہوا پہلو مین نظر کی ملکہ
مہر نوش لب کو نہ پایا ہمہ تن حیرت ہو گیا طرح طرح کے خیال پیدا ہوے کوئی بات قابل یقین سمجھ مین نہ آئی گھبرایا ہوا
اعمال شاہ کی بارگاہ مین آیا اعمال شاہ نے جو شاہزادہ بدیع الملک کو پریشان حال دیکھا اپنی جگہ سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار کیون خیریت تو ہی تم اسقدر بدحواس کیون ہو شاہزادہ اعمال شاہ کو خلوت مین لے گیا
اور حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ ملکہ مہر نوش لب کو کون لے گیا اعمال شاہ بھی غریق بحر
حیرت ہو گیا کہا شب کو کوئی اجنبی تمھارے یہان آیا تھا شہزادہ نے کہا کوئی نہین بعد ازان شہزادہ اور اعمال شاہ خلوت
سے باہر چلے آئے اور تا دیر سکوت مین دونون بیٹھے رہے اور حاضرین دربار شہزادہ اور اعمال شاہ کی سکوت کو
خاموش بیٹھے دیکھ رہے تھے مجال دم زدن نہ تھی شہزادہ نے کہا ای اعمال شاہ اب مین باعلان کہتا ہون سنو اگر
میری معشوقہ کو خوابگاہ سے کوئی لے گیا ہی بہتر یہ ہی کہ جس طرح لے گیا ہی اسی طرح خود پہنچا دے مین اقرار کرتا ہون کہ
کسی طرح کا تعرض اُس سے نہین کرونگا ورنہ یہ ممکن نہین کہ مین تجسس و تلاش کرون اور وہ نہ ملے اُس وقت اُس
لیجانے والے کو اس ذلت اور سختی سے ہلاک کرونگا کہ جانوران ہوائی اور صحرائی تک اسکے حال خراب پہ
افسوس کرینگے اس بات کو خوب اچھی جگہ سمجھے کہ مین بدیع الملک اپنے نام کا ہون خیر اچھا کیا جو کچھ کیا جسوقت شہزادہ
بدیع الملک نے اس طرح کے کلمات غیظ و غضب کے ملک داد بخش مردان جنگی جو وہان موجود تھا دل مین
اس بات کا گمان گذرا کہ شاید شہزادہ بدیع الملک مجکو سنا کے اس طرح کہتا ہی الہ میری طرف اُسکا خیال ہی

کیونکہ مین ملکہ مہر نوش لب کے پاس جا کے بیٹھی تھی اور ملکہ مہر نوش نہایت لطف و محبت سے پیش آتی تھی
اسوقت تو اسی طرح کا خیال کر کے خاموش رہی اور شہزادہ بدیع الملک کی صورت حیرت سے دیکھا کی جب
شہزادہ اپنی بارگاہ مین گیا روان بخش شب کی نظر سے پوشیدہ فوراً شاہزادہ کے پاس آئی اور صورت حال کو
پوچھا شاہزادہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا اس بارہ مین بہت متعجب ہون کہ کون ایسا مکار بے ایمان
تھا جسنے میری محبوبہ آرام جان کو مجھسے چھڑایا ابھی تو مین خاموش ہون البتہ سراغ مل جاوے تو کس بدبخت کو بتاؤن
اگر میری غفلت مین یہ حرکت نالائق کی تو کیا کی ہان لطف اُسوقت تھا کہ میری بیداری کی حالت مین حملہ کیا ہوتا تو
معلوم ہو جاتا یہ پیشہ محض بزدلون کا ہی روان بخش نے اول بہت افسوس کے کلمات کہے بعد ازان کہا
شہریار اگر تمکو میری جانب کسی طرح کا گمان ہو تو مین جسطرح کہو قسم کھانے کو موجود ہون کہ مجکو مطلق اس واقعہ سے
اطلاع نہین ہی اور نہ مین کسی طرح کی اس مقدمہ مین شریک ہون کیونکہ ہر ایک فعل کی اُسکے ضمن مین مصلحت
ہوتی ہی جس غرض سے وہ کام کیا جاتا ہی اور یہ ظاہر ہو کہ ہنگام ملاقات خواہر مہر نوش لب جس لطف و خوبی اور
بے تکلفی سے مجھسے پیش آئین اور یہ مجھ کو یقین ہو کہ میری ملاقات سے خوش ہوئین اور ہرگز میری مفارقت
وہ نہین چاہتی تھین پھر یہ حیرت ہی کہ وہ کون ایسا موذی تھا جس نے اس طرح کی حرکت ناشایستگی شہزادہ
بدیع الملک نے کہا نہین صاحب اس بارہ مین تمھارا کیا دخل ہی اور تم سے اس مقدمہ مین کیا تعلق ہی
اگر تم کو بالفرض لے جانا منظور ہوتا تو مانع کون تھا تین روز تم ہمارے یہان مقیم رہین ممکن تھا کہ تم بھی ملکہ کو اپنے
یہان لیجاتین پوشیدہ لیجانے کی کیا ضرورت تھی میرا ہرگز تمھاری جانب گمان نہین اور یہ فعل تو قوم اناث کا
کسی طرح عقل مین نہین آتا ہان ہونگے تو قوم مذکور ہی سے کوئی حضرت ہونگے خیر کبھی تو ملینگے اس گفت و شنید
مین شاہزادہ بدیع الملک سوئے دیکھو تو تھا ہی یکایک بے خبر سو گیا روان بخش شہزادہ کو سوتا دیکھ کے اپنے
یہان چلی آئی اُسوقت شاہزادہ کی بے خبری مین مقابل دیو آیا دیکھا شہزادہ بے خبر سو رہا ہی مقابل نے قریب آ کے
شہزادہ کو طوق و زنجیر مین خوب مستحکم جکڑا تا کہ اگر شاہزادہ بیدار بھی ہو جائے تو کھل نہ سکے اور اسی طرح
گرفتہ و بستہ ملکہ مہر نوش لب کے پاس لایا اور پوچھا ای ملکہ تم اس جوان کو پہچانتی ہو ملکہ مہر نوش نے کہا ہان
مین اس جوان کو خوب پہچانتی ہون اس جوان کی مین مطلوب ہون محض بیکار تو نے اس جوان کو یہان لا کے
تکلیف دی مقابل دیو نے کہا ای ملکہ پہلے اس جوان کی تو مطلوب تھی اور اب میری مطلوب ہو اب ہرگز
امید مت رکھو اس جوان کی بار دیگر مطلوب ہوگی تیری خاطر سے مین اس جوان کو یہان لایا ہون اب مین ابھی اس
جوان کو تیرے روبرو ہلاک کرتا ہون بعد تجھسے کام دل حاصل کرونگا یہ کہا اور اپنے خنجر کو پتھر پر تیز کرنے لگا
تا کہ شہزادہ کو ہلاک کرے ملکہ مہر نوش لب نے بمنت و زاری کہا ای شاہ دیوان مجھ کو تو اپنی ادنی خادمہ
سمجھ لیکن اس جوان آدمزاد کو ہلاک نہ کر اگر تجھ کو مال و متاع کی ضرورت ہو اور لینا چاہتا ہی تو مین اقرار کرتی ہون کہ
جو کچھ کہیگا دونگی اس عرصہ مین یکایک شہزادہ بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ملکہ ایک دیو سے منت
کرتی ہی اور زار و قطار روتی ہی اُس شہزادہ عالی وقار نے تڑپ کے دست و پا کو ایک جھٹکا جو دیا تمام بند دست و پا
ٹوٹ گئے اور دوڑ کے دست زبردست سے ایک گھونسا مارا کہ مقابل دیو منھ کے بل گرے پھر نہ اٹھا دو تین
موت کی ہچکیان آئین اور دم نکل گیا یہ دیکھ کے ملکہ کے ہوش درست ہوئے کہا شہریار کار سے
کردی اب یہان سے نکل چلنے کی کیا تدبیر کروگے کیونکہ دریا حائل ہی شہزادہ نے کہا توقف کرو اسکی تدبیر

ہو جاتی ہے چنانچہ چند درختوں کو بیخ سے کندہ کیا اور انکو ملا کے باندھا اسپر دونوں طالب و مطلوب بیٹھ کے دریا میں
روانہ ہوئے جس طرف موج دریا بہاتی تھی دونوں چلے جاتے تھے انکو تو یونہی بہا رہنے دیجیے اور دو کلمہ شہزادہ
نوفل کے سماعت کیجیے راوی کہتا ہے کہ جب نوفل کو میدان حرب میں بہوت دیو قوی ہیکل نے گرفتار کر کے طوفان شاہ حاکم
کوہ بیابان کوہ کے پاس بھیجا طوفان شاہ نے نوفل کو وہاں رکھنا مناسب نہ جانا بعجلت تمام گرفتہ کیے ہوئے بیابان کوہ
اپنے دار السلطنت میں بھیجا اور قمر رخ نام اپنے فرزند کو رقعہ لکھا کہ نوفل تمہاری حراست میں بھیجا جاتا ہے اسکو ہوشیاری سے
قید رکھنا قمر رخ نے حسب فرمان اپنے باپ کی تاکید سے نوفل کی حراست میں نہایت اہتمام کیا اور اپنی بہن ملائم پری نام دختر طوفان
شاہ سے یہی حال کو بیان کیا اور کہا اے خواہر نہیں معلوم کیا وجہ ہے کہ اس قیدی کو اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ قتل کیا یہاں
بھیج دیا ہے اور اسکی قید کی بابت تاکید لکھا ہے کہ خبردار رہنا نہیں معلوم کس طرح کا قیدی ہے ملائم پری دختر طوفان نے
کہا برادر میں بھی دیکھوں کہ وہ کس طرح کا قیدی ہے جسکے واسطے اسقدر اہتمام کیا گیا ہے قمر رخ نے کہا میں نے اس قیدی
کو اپنے مکان ہی کے ایک درجہ میں قید کیا ہے جب جاہو دیکھو حالانکہ پیشتر ملائم پری نوفل کو دیکھ کے فریفتہ ہو چکی تھی
اسوقت اپنے بھائی کے بیان پر تجاہل کیا مطلب یہ تھا کہ کسی طرح شاہزادہ نوفل کو دیکھوں جب قمر رخ نے اجازت
دیدی کہ جب چاہو دیکھلو پوشیدہ قید میں شاہزادہ نوفل کے پاس جانا شروع کیا اور بجائے خود دیکھ لیا کہ جب کبھی
قمر رخ دیکھ لیگا اس سے کہدینگے کہ تیری اجازت کے موافق اس قیدی کو دیکھنے آئی ہوں کچھ عرصہ تو اسی انتظام
میں گذرا کہ ملائم پری شاہزادہ نوفل کے پاس جایا کی آخر نوفل کو قید خانہ سے نکالکے اپنے یہاں لے آئی اور
قمر رخ کو مطلق خبر نہ ہوئی جب حسب معمول قمر رخ قید خانہ میں آیا دیکھا نوفل نہیں ہے بہت گھبرایا ہر ایک ملازم سے حال
دریافت کیا سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا خداوند نعمت یہ ممکن نہیں کہ کوئی غیر یہاں آیا ہو اگر آتا بھی تو ہمکو ضرور
اطلاع ہوتی اور ہمنے اس قیدی ہی کو جاتے دیکھا اندرونی حالات کی ہمکو اطلاع نہیں ہے قمر رخ جابجا ڈھونڈھتا
تلاش کرتا ملائم پری کے یہاں بھی آیا دیکھا نوفل ملائم پری کے پہلو میں بیٹھا ہوا بے تکلف باتیں کر رہا ہے بس
اس حال کو دیکھ کے از سر تا پا غیظ و غضب میں ہو گیا فوراً تیغ آبدار میان سے کھینچ لی اور چاہتا تھا کہ شہزادہ نوفل کے
اوپر وار کرے شاہزادہ نوفل بعجلت تمام اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کے قمر رخ کی تیغ اسکے ہاتھ سے چھین لی
اور اسی طاقت سے اسکی کمر پر وار کیا کہ دو حصہ ہو گیا ملائم پری گھبرا گئی اور کہا اے شہریار یہ واقعہ بیکار تو ہوا ہی
مگر اس کا نتیجہ کیا ہوگا بالیقین طوفان شاہ کو خبر پہنچیگی وہ ضرور تمکو ہلاک کریگا اور تم تنہا ہو کیا کر سکوگے خیر اسپر جو کچھ ہوا
وہ ہوا میرے خیال میں ایک تدبیر آئی ہے تم یہیں توقف کرو میں جاتی ہوں گھبراتا نہیں عنقریب آتی ہوں یہ کہا اور
بعجلت الاکلام باہر آ کے چار ہزار پریزادوں کو جمع کیا ان سب سے کہا کہ خبردار میں جو کچھ کہوں اس پر عمل کرنا ورنہ
سب کو ہلاک کرنے کی کوشش کرونگی اور شہزادہ نوفل کو وہاں لا کے سب سے کہا خبردار تم سب اس ذوالجاہ
کی اطاعت قبول کرو سب نے کہا اے ملکہ ہم ہر طرح تمہاری حاکم و فرمان روا ہو جو کچھ حکم ہو اس کی تعمیل سے ہم سب
انکار نہیں کر سکتے ملائم پری نے شہزادہ نوفل کو تخت پر بٹھایا اور وہاں سے روانہ ہو کے جزیرہ کی بلور میں پہنچ
قیام کیا اب اس طرف کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ جب مقابل دیو پسر ساک لیکے شہزادہ بدیع الملک کو بھی
جزیرہ و شنم میں لے گیا اور صبح کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل ملکہ مہر نوش لب غائب ہو گئی اور آج شہزادہ بدیع الملک
بھی غائب ہو گیا خوابگاہ میں نہیں ہے اکال شاہ نے بھی یہ خبر سنی کمال حیرت ہو گیا ہر ایک سے کہتا تھا یارو یہ کیا
قیامت ہو کہ دونوں طالب مطلوب غائب ہو گئے اب بڑی مصیبت کا سامنا ہوا وہی ایسا جوان تھا جس سے

سباک ایسے دیو کو وہ پیکر کو زخمی کرے جنگا یارہ کسی کی مجال نہ تھی اب جو میدان حرب مین سباک دیو آئیگا اور
مقابل طلب کریگا تو کون اسکے مقابلہ کو جا سکتا ہی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم سب ہلاک ہونگے اور کوئی چارہ نظر نہ آئیگا نوفل نے
اپنے دوست دلی کو پہلے ہاتھ سے کھویا اب یہ جوان دلاور بھی غائب ہوگیا مشیران سلطنت سے عرض کیا ای بادشاہ
امین شک نہین کہ اُس شہزادہ کی غیبت مین یہ صورت بد پیش آئیگی بہتر یہ ہی کہ رات کو یہان سے کوچ کرنا چاہیے اور قلعہ
حصن آہنی مین جا کے متیر ہونا چاہیے واضح ہو کہ قلعہ حصن آہنی نام ایک قلعہ ہی جسکو حضرت سلیمان علی نبینا
و علیہ السلام نے مثل طلسم کے بنایا ہی اور اس قلعہ کی خاصیت یہ مقرر کی ہی کہ جو کوئی اُس قلعہ مین پناہ لیتا ہی اور
فوج مخالف اُس قلعہ کو ہر چہار جانب سے گھیر لیتی ہی اندرون قلعہ جو ایک میل واقع ہی اُس میل پر ایک شخص جا کے
آگ روشن کرتا ہی پھر روشن ہونے آگ کے قلعہ کے تمام برجون سے بائین قلعہ منقوش کی طرح آگ برسنا شروع
ہو جاتی ہی جس سے بیرونی فوج جل کے خاک سیاہ ہو جاتی ہی چنانچہ اعمال شاہ بنا بر مشورہ مشیران سلطنت
تمام فوج ہمراہ لیکے اُسی قلعہ حصن آہنی مین پناہ گزین ہوا وہان شہزادہ بدیع الملک درختان بستہ پر مع ملکہ
مہر نوش لب سوار سطح آب پر چلا جاتا تھا اور باگ اُس مرکب کی قضا و قدر کے ہاتھ مین تھی رفتہ رفتہ وہ درختان
بستہ ایک جزیرہ کے قریب پہونچے شاہزادہ اور ملکہ اُس جزیرہ کو دور سے دیکھ کے خوش ہوے اور قصد
کیا کہ اگر یہ درختان بستہ کنارہ اس جزیرہ کے پہونچ جاوین تو اسی جزیرہ مین مقیم ہون اُسوقت ہوا بھی کم تھی جس سے
دریا مین اسقدر طغیانی بھی نہ تھی اور وہ درختان بستہ بھی قریب کنارہ کے پہونچ گئے تھے شاہزادہ بدیع الملک
جست کرکے دریا کے کنارہ پہونچا ملکہ مہر نوش لب نے توقف کیا تاکہ بخوبی کنارہ پر پہونچ جاؤن تو مین بھی اُتر دن
دفعتًا ایک جھکڑ چلا اور ساتھ اُس جھکڑ کے ایسا موجہ آیا کہ ملکہ مہر نوش لب کو دور بہلے گیا شاہزادہ نے جو ملکہ کو اپنے
سے جدا اُسی طرح سطح آب پر روان دیکھا زار و قطار رونا شروع کیا جبتک ملکہ مہر نوش لب نظر آئی اُسی جگہ ٹھہرا
رہا جب ملکہ نظر سے غائب ہوگئی یہ اشعار پڑھتا ہوا ایک جانب روانہ ہوا ؎

جانم بلب از غم جدائی — ای راحت جان من کجائی
در دام تو قید خود رہائی — از زلف تو چون دلم برآید
دارم نفسی لیسینہ موہوم — از جور دہی یکی نہ دارد
آن ہم نفسے ست کرنیائی — این ناز و ادا و دلربائی
پاے من و دامن بیابان — دست من و چاک در گریبان

حیران و سرگردان چلا جاتا تھا کہ یک دور سے قصر بلور نظر آیا اُسکی سفیدی اور تابندگی
سے کمال درجہ حیرت ہوئی بے اختیار دل نے چاہا کہ کسی طرح جلدی اس قصر عجیب مین پہونچون جب قریب پہونچا
دیکھا نہایت عالیشان ایک قصر بلورین ہی اور اندرون قصر سے انواع و اقسام کے باجون کی آواز آرہی ہی شہزادہ
اُس قصر کے اندر پہونچا دیکھا نوفل مع لالہ پری کے ساتھ ایک عالی شان مجلس آراستہ کئے ہوے بیٹھا ہی جونہی نوفل
کی نظر شہزادہ بدیع الملک پر پڑی بے تحاشا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار عالی وقار آپ یہان کہان آئے یہان
استراحت فرمائیے شہزادہ بدیع الملک آبدیدہ ہوگیا اور کہا ای نوفل کیا خاک استراحت کرون مین تو طرفہ
مصیبت مین مبتلا ہو گیا نوفل نے کہا شہریار فرمائیے کیا طرفہ مصیبت ہی شہزادہ نے کہا ملکہ مہر نوش لب اس دریا مین
مجھسے جدا ہو گئی اب مدت العمر مجکو یہ امید نہین ہی کہ ملکہ مجھسے ملیگی نوفل نے مفصل حقیقت پوچھی شہزادہ نے کہا کہ پہلے
اپنے پریزادون سے کہو کہ وہ تجسس و تلاش کرین شاید ملکہ دستیاب ہو جائے نوفل نے بہت مناسب کہکے
چند پریزادون کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور لب دریا جاکے ملکہ کا سراغ لگاؤ وہ پریزادین گئین اور بعد جد و جہد
لب بارہ واپس آئین کہا کہ شہریار ملکہ کا کہین ہم پتہ نہین ہی ہر چند ہمنے تجسس و تلاش کی کچھ سراغ نہ ملا ناچار واپس آئے

شہزادہ بدیع الملک نے عرض پرداز ہو کے کہا خیر جو کچھ خدا کی مرضی ہو نوفل نے پوچھا شہریار اب یہ ارشاد ہو کہ یہان
کس طرح وارد ہونے کا اتفاق ہوا بدیع الملک نے مفصلہ مقابل دیو اور اسکو جزیرہ شبنم مین ہلاک کرنا اور
اپنا اور ملکہ مہر نوش لب کا درختان بستہ پر سوار ہو کے روانہ ہونا اور ملکہ کا جدا ہونا مفصل بیان کیا نوفل نے پوچھا
کہ اعمال شاہ کا حال آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہان ہے اور آتش جنگ و حرب کا کیا نتیجہ ہوا شہزادہ نے کہا برادر آج
تین روز کا عرصہ ہوا کہ مین اعمال شاہ کے لشکر سے جدا ہون اِس درمیان کی کچھ مجکو مطلق اطلاع نہین ہے ہان
اگر تم چاہو تو اعمال شاہ کا حال معلوم ہو سکتا ہے یعنے کسی پریزاد کو بھیجو نوفل نے ایک پریزاد ہوشیار کو قریب
بلایا اور کہا جاؤ بہت جلد اعمال شاہ کے حال کی مفصل خبر لاؤ کہ وہ مع لشکر فی الحال کس کیفیت مین ہے وہ پریزاد
حسب الحکم نوفل اُسی وقت روانہ ہوگیا

اب کچھ حال اعمال شاہ کا بیان کیا جاتا ہے القصہ اعمال شاہ بمقتضائے وقت و بہر نوع مناسب سمجھ کے
قلعہ حصن آہنی مین مقیم ہوا یہ خبر طوفان شاہ کو پہونچی کہ بدیع الملک غائب ہو گیا اور اعمال شاہ نے
خائف ہو کے حصن آہنی مین جا کے پناہ لی ہے طوفان شاہ نے سباک دیو کو ہمراہ لیا اور وہان سے کوچ
کر کے زیر حصن آہنی پہونچا اور چہار جانب سے اُس قلعہ کو گھیر لیا ہر چند کوشش کی کہ کسیطرح قلعہ کے اندر داخل
ہو جاے مگر اعمال شاہ نے اندرون قلعہ بخوبی بند و بست کر لیا تھا قلعہ مین داخل نہ ہو سکا پھر یورش کا حکم دیا
اعمال شاہ نے بجز اِسکے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ ایک شخص کو اُسی میل پر بھیجا اُسنے میل پر آگ روشن کی بمجرد
اس عمل کے بحکمت حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام قلعہ کے تمام برجون سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے
بیشتر لشکری طوفان شاہ کے جل کے خاک سیاہ ہوگئے طوفان شاہ اس طرح کی آتش باری سے گھبرا گیا
اور فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ کے پاس سے علیحدہ مقیم ہو ورنہ تمام لشکر خاک سیاہ ہو جائیگا یہان بیرون قلعہ یہ ہنگامہ
برپا تھا اودھر جس پریزاد کو نوفل نے واسطے خبر اعمال شاہ کے بھیجا تھا وہ واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک
سے کہا اے شہریار اعمال شاہ حصن آہنی مین قلعہ بند ہے اور سباک دیو نام کی سرکردگی سے بکثرت فوج اُس
قلعہ کو گھیرے ہوے ہے یہ واقعہ مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جو واپس آ کے حضور کو اطلاع دی شہزادہ
بدیع الملک نے نوفل سے مشورہ کیا کہ اس بارہ مین کیا کرنا چاہیے یہ تو ظاہر ہے کہ اعمال شاہ خائف
ہو کے قلعہ حصن آہنی مین پناہ گزین ہوا ہے اگر چند روز یہی حال رہا بالیقین مغلوب ہو جائیگا نوفل نے کہا شہریار
ابھی آپ خود ہی پریشان ہین ورنہ ایسی حالت مین اعمال شاہ کی مدد تو ضرور ہے شہزادہ نے کہا نہین صاحب اگرچہ
مین پریشان ہون مگر جانا ضرور ہے یہ کہا اور تخت روان پر سوار ہو کے روانہ ہوا وہان جب بیرون قلعہ آتشباری
ہونا شروع ہوئی اور ملک طوفان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ قلعہ سے علیحدہ مقیم ہو تمام فوج قلعہ سے علیحدہ چلی
آئی اور وہ رات اسی طرح بسر کی دوسرے روز صبح کو ملک طوفان نے پھر یورش کا حکم دیا سباک دیو عمود گران
کو سنبھال کے قلعہ کی جانب متوجہ ہوا یکایک دور سے بگولہ گرد نمایان ہوا اہل لشکر اُس گرد کی جانب متوجہ
ہو کے دیکھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا دیکھا شہزادہ بدیع الملک عالیمقدار اسپ صبا رفتار پر
سوار برابر چلا آتا ہے طوفان شاہ شہزادہ کے آنے سے نہایت متعجب ہوا اور سباک دیو سے کہا اے پہلوان
نامدار اب ذرا ہوشیار و خبردار رہنا کیونکہ پہلے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہے سباک دیو نے کہا اے بادشاہ
پیشتر اپنی غلطی سے مین زخمی ہوا اب ممکن نہین ہے کہ یہ آدم زاد میرے ہاتھ سے زندہ بچ جاے یہ گفتگو ہو رہی تھی

کہ شہزادہ بدیع الملک دلاور میدان حرب میں پہونچ گیا اور باواز پکارا کہ آگاہ ہو ای طوفان شاہ میں سرکوب شہزادہ
وہ بہرام زن صفوف کفار آپہونچا کہاں ہو سباک ناپاک اُس روز تو میرے روبرو سے بھاگ گیا اب اگر اسکے حواس
درست ہو گئے ہوں تو میرے مقابلہ میں پھر آوے ورنہ اور کوئی کوہ پیکر میرے مقابلہ کو آئے سباک دیو
شہزادہ کی اس تقریر کو سُنکے مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے آکے کہا
ای آدم زاد میں تو مدت سے تیرا اشتیاقی تھا بیار آنچہ داری ز مردی نشان مکان کیانی و گرز گران +
شاہزادہ نے ایک نعرہ مارا کہ باش او نابکار میں تیرا حریف آپہونچا دیکھوں آج تو کس طرح میرے روبرو سے
جان سلامت لیجاتا ہو سباک دیو نے عمود کا وار کیا شہزادہ نے اُس ضرب عمود کو سپر پر رد کیا اور کہا ہاں
اب دوسرا وار کر سباک دیو نے غصہ میں دوسرا وار اُسی عمود کا کیا شہزادہ نے اس مرتبہ جو اس دیو نے وار
کیا اس طرح جگہ خالی کی کہ سباک مع عمود زمین پر آرہا اور وہ ضرب عمود زمین پر پڑی شاہزادہ نے اُس کو
سنبھلنے کی مہلت نہ دی یہ کہکے کہ سے زدی ضرب خود ضرب بازوش کن ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اسکی کمر پر لگایا کہ دو ٹکڑے
ہو گیا طوفان شاہ نے جو سباک کو دو حصہ دیکھا اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ خبردار یہ آدم زاد زندہ نہ جانے پاے
ہر چہار جانب سے گھیر کے کشتہ کر دو چنانچہ تمام فوج شاہزادہ پر حملہ آور ہوئی شہزادہ نے داد مردی و مردانگی
دی کہ باید و شاید پہلے شمشیر آبدار سے تکر سنبھال کے اُس فوج میں در آیا اور جو زد پر آگیا اسکو دو ٹکڑے کر ڈالا حتی کہ
تمام فوج طوفان شاہ کا رخ پھر گیا اور بے تحاشا بھاگی طوفان شاہ کو بجز اسکے کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ دیو ہزارہ
ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے پہونچا ادھر اعمال شاہ کو وقتاً فوقتاً اندرون قلعہ خبر پہونچتی تھی جب اُسکو
معلوم ہوا کہ سباک دیو شہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور تمام فوج طوفان شاہ کی فراری
ہو گئی دروازہ قلعہ کا کھلوا کے باہر آیا اور شہزادہ کی ملازمت حاصل کر کے کہا ای دلاور والا قدر ہم تو مع فوج
اپنی زندگی سے نا امید ہو چکے تھے کیونکہ سباک دیو ہماری ہلاکت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا اور تم
ایسے بہادر یگانہ یہاں تشریف نہ رکھتے تھے مجبوری ہم نے اس قلعہ میں پناہ لی تھی پھر کب تک اس قلعہ میں
محصور رہتے شاہزادہ بدیع الملک سے کہا ای بادشاہ ابھی اطمینان نہیں ہو سکتا ہے تا وقتیکہ یہ نہ معلوم ہو جائے
کہ طوفان شاہ بھاگ کے کہاں گیا ہی ممکن ہی کہ دوسرے وقت وہ یورش کرے اعمال شاہ نے کہا
شہریارا اگر یہ خیال ہے تو طوفان شاہ کا سراغ لگانا چاہیے شاہزادہ بدیع الملک سے ایک دیو کو طوفان شاہ
کی خبر کے واسطے بھیجا وہ دیو روانہ ہوا اور بعد تجسس و تلاش بسیار واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی
خدمت میں عرض کی کہ ای شہریار حسب الحکم والا جلوا ازروے تحقیق یہ دریافت ہوا ہی کہ طوفان شاہ دیو
ہزارہ ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے گیا ہی اور دیو ہزارہ ہزار دست سمندون ہزاری
کا بھائی ہی اعمال شاہ اس خبر وحشت اثر کو سُنکے بہت گھبرایا اور شہزادہ سے کہا ای شہریار اگرچہ طوفان شاہ
یہاں سے بھاگ گیا ہی لیکن بے شبہ اب سخت مصیبت کا سامنا ہونے والا ہی اول تو دیو ہزارہ ہزار دست
ایک دیو کوہ پیکر ہی علاوہ بریں اسکے ہزار ہاتھ ہیں ان ہزاروں ہاتھ سے حریف کا مقابلہ کرتا ہی شہزادہ بدیع الملک
تا دیر سکوت میں سرنگوں رہا بعدہ کہا ای اعمال شاہ کچھ تردد کا محل نہیں ہی اگر اُسکے ہزار ہاتھ ہیں فرض کیا
اسکے لاکھوں ہاتھ ہیں باشد خدا سے ما بزرگ ست ہاں یہ بات ضرور قابل افسوس ہے کہ ابھی تک تھانے ملک
سے نظر دور نہیں ہوا اب مصلحت وقت یہ ہی کہ توقف نہ کرو تم بھی طوفان شاہ کے تعاقب میں روانہ ہو جاؤ کہ

اعمال شاہ نے کہا اے دلاور تمھارے فرمانے سے مین تعاقب کو قبول کرتا ہون اگر مین تنہا ہوتا تو ہرگز اسطرح کی جرأت نہ کرتا شہزادہ نے فرمایا کچھ خائف نہ ہو ؎ بہ بینی کہ تا گردگار جہان ❊ درین آشکارا چہ دارد نہان ❊ غرض بعد اس گفت وشنید کے یہ سب وہان سے کوچ کر کے ہزارہ ہزاردست کی طرف روانہ ہوے اب کچھ حال ہزارہ ہزاردست دیو کی جنگ و جدل کا ناظرین والاتمکین کے روبرو مسطور ہوتا ہے

کے سینے سے تیرا تیر جب اے جنگجو نکلا
خدا جانے کہان کا چاند آج اے ماہرو نکلا
ہو عشرت طلب کرتے تھے ناحق آسمان سے ہم
رہی حسرت کہ دم میرا نہ تیرے روبرو نکلا
خجل اپنے گناہون سے ہون مین یانتک کہ جب رویا
گر فسادلین جو کا شانہ وہ ہرگز کبھو نکلا

دہان زخم سے خون ہو کے حرف آرزو نکلا
پھرا گرد آسمان کی شوق مین تیرے ہی سرگردان
کہ آخر جب اسے دیکھا فقط خالی سبو نکلا
کہین تجھکو نہ پایا گرچہ مینے اک جہان ڈھونڈھا
تو جو آنسو مری آنکھون سے نکلا سرخ رو نکلا
اسے عیار پایا یار سے مجھے ذوق ہم جستجو

مرا گر تیر استرل گاہ ہو ایسے کمان طالع
اگر خورشید نکلا تیرا گرم جستجو نکلا
ترے آتے ہی آتے کام آخر ہو گیا میرا
پھر آخر دل ہی مین کیا جل ہی مین سے تو نکلا
لکھے سب ناخن تیر اور ٹوٹے سر سوزن
جسے یان دست تھنے اپنا جانا وہ عدو نکلا

راویان اخبار رنگین و ناقلان آثار حیرت آگین جناب ملا جلال بیگ بہرائی اس داستان مین اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب سباک یک بیک دست زبردست شاہزادہ بدیع الملک سے ہلاک ہو گیا طوفان شاہ سراسیمہ ہو کے ہزارہ ہزاردست کی طرف بھاگا ہزاردست کی سرحد مین پہونچ کے معلوم ہوا کہ ہزارہ شکار کو گیا ہے طوفان شاہ نے چاہا کہ اثناے شکار ہی مین ہزارہ سے ملاقات کرون مگر مشیرون کے مشورے سے توقف کیا جب ہزارہ ہزاردست شکار سے فراغ ہو کے اپنے مکان پر پہونچا طوفان شاہ کو دیکھ کے اُسکے پاؤن پر گر پڑا اور کہا اے بادشاہ آخر کیا ایسی مصیبت تجھ پر پڑی کہ تم اسطرح بے حال و بدحواس یہان آئے وہ تمھارا جاہ و حشم کیا ہوا راوی کہتا ہے کہ ہزارہ ہزاردست دیو اگرچہ بہت بڑا زبردست اور عجیب الخلقت دیو ہے مگر طوفان شاہ کا تابع فرمان و خراجگزار ہے یہی وجہ ہے جو ملک طوفان کو اس حال سے دیکھ کے متعجب ہوا اور پاؤن پر گرا القصہ ملک طوفان نے کہا اے ہزارہ ہزاردست کیا پوچھتا ہے کہ کیون سراسیمہ و بدحواس آیا ہون اعمال شاہ جو میرا تابع فرمان تھا اُس کے یہان ایک آدمزاد آیا ہوا ہے اعمال شاہ سے خراج کے واسطے جنگ ہوئی اُس جوان آدمزاد نے ہنگام حرب و ضرب افغان دیوخوار و سباک دیو و بلوت آہنی شاخ ایسے زبردست دیوون کو ہلاک کیا ہے کہ اب میری شکست کی نوبت آئی اگر یہی حال اُسی جوان آدمزاد کی حرب و ضرب کا رہا تو کسطرح عریان کوہ مین میری حکومت رہ سکتی ہے مین تیرے پاس اس غرض سے آیا ہون کہ تو مجھکو مدد دے ہزارہ ہزاردست بہت متعجب ہوا اور کہا اے بادشاہ آدمزاد اور دیوزاد کا مقابلہ کیا تہین معلوم کیا سبب جو سباک ایسا دیو اُس آدمزاد کے ہاتھ سے کشتہ ہو گیا اور مجھکو مطلق اس ہنگامہ آرائی کی خبر نہ تھی ورنہ مین بغیر تمھاری اطلاع کے ہنگامہ کارزار مین پہونچتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہے خاطر جمع رکھو مین اُس جوان آدمزاد سے سباک وغیرہ کا بدلا لے لونگا اور تجھ ہی سرزادہ نگا طوفان شاہ نے کہا اے ہزارہ یہ تو کیا کہتا ہے وہ جوان آدمزاد بلاے بیدرمان ہے تو نے اُسکی صفائی دست کو دیکھا نہین ہے ورنہ ہرگز تو اسطرح نہ کہتا بظاہر حال تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آدمزاد کی کیا وقعت ہے لیکن جب ہنگامہ رزم گرم ہوتا ہے اُس وقت اُسکی جنگ و حرب سے حواس باختہ ہوتے ہین ہزارہ نے کہا خیر ؎ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ❊ مین بھی اُسکو دیکھون تو معلوم ہو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک ہرکارہ دوان دوان آیا اور بوقت عرض سے اس طرح گویا ہوا کہ جہان پناہ بدیع الملک اور

اعمال شاہ برابر بیٹے آنے ہیچ اور عنقریب یہان پہونچتے ہین ہزارہ ہزار دست نے کہا اعمال شاہ کو مین بھی
جانتا ہون یہ بدیع الملک کون ہی جو آتا ہی طوفان شاہ نے کہا ای ہزارہ مین ابھی اسی بدیع الملک کا
ذکر کر رہا تھا یہی آدم زاد بلاے روزگار ہی یہ کہا اور تھر تھر مثل بید خوف سے کانپنے لگا ہزارہ متبسم ہوا اور کہا
تعجب ہی تمسا ایک بادشاہ عالیجاہ ایک آدم زاد کے نام سے اسقدر خائف ہوا آتا ہی تو آنے دو وہ آدم زاد کیا
کریگا ای طوفان شاہ جو مین کہتا ہون جا ہوا سکو لکھ لو کہ کل کی میدانداری مین اگر اسیطرح ان آدمزادون کو مع اعمال
شاہ گرفتہ وبستہ کرکے تمھارے حوالہ نہ کرون تو مین ہزارہ ہزار دست نہین الغرض اعمال شاہ شہزادۂ بدیع الملک
اپنا تمام لشکر لیکے ہزارہ ہزار دست کی سرحد مین داخل ہوے اور اپنی فوج کو ہزارہ ہزار دست کی فوج کے
روبرو مقابل کیا راوی کہتا ہی کہ ہزارہ ہزار دست دیو کے ملازمون مین سے موران دیو نام بھی ایک ملازم تھا کنارہ
دریا کے نہنگ نہی کے شکار مین مصروف تھا اُسنے ایک نہنگ کلان کا شکار کیا تھا اور چاہتا تھا کہ اس نہنگ کو
اُٹھالاے یکایک اُسکی نظر دریا کی جانب گئی دیکھا وہ بہتا چلا آتا ہی موران متحیر ہوا کہ یہ کیا شی ہی نہنگ کو ایکطرف رکھدیا
اور منتظر رہا کہ اس شی کو دیکھ لون تو چلون جب وہ شی قریب آئی نہنگ نے دیکھا کہ ایک درخت ہی اسپر ایک نازنین بیٹھی ہوئی ہی
اگرچہ دریا کے خوف سے اُسکے بشرہ پر اُداسی چھائی ہوئی ہی تاہم چہرہ مثل آفتاب درخشان ہی موران دیو دریا مین
اُتر گیا اور اُس درخت کو کنارہ پر کھینچ لایا اور اُس نازنین کو درخت پر سے اُتار کے دریا کے کنارہ بٹھایا اور بغور اُسکی
صورت دیکھ کے کہا ای نازنین تو کون ہی اور کیا ایسی آفت تجھپر نازل ہوئی جو باین صورت زیبا اس بلا مین مبتلا ہو کے
یہانتک پہونچی تیری اس بیکسی پر میرا دل آب ہو گیا وہ نازنین ایسی ضعیف وناتوان تھی کہ ہرچند چاہا ارادہ کیا کچھ جواب
دے مگر آواز نہ نکل سکی البتہ اشک حسرت رخسارۂ گلگون پر جاری ہوگئے موران دیو خاموش ہو رہا اور چند
لمحے کے بعد پھر کہا ای مہجبین مین نے تجھ سے تیرا حال پوچھا تو نے کچھ بیان نہ کیا اُس نازنین نے نہایت آہستہ سے
کہا ای شاہ دیوان مجھ مین زیادہ طاقت گفتار نہین ہی جو تمام حال مفصل بیان کرون ہان اسقدر کہہ سکتی ہون کہ مین مظلوم شاہ
کی دختر بداختر ہون اور شہزادۂ بدیع الملک کی مطلوبہ ہون یہ کہا اور چونکہ بخارات دریا سرایت کر گئے تھے اس
نازنین پر غشی طاری ہو گئی موران دیو ملکہ مہر نوش لب پر ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا اُسوقت سوچا کہ اگر مین اسکو
اپنے گھر لیجاؤن یہ خبر پوشیدہ نہین رہیگی ضرور نشر ہوگی اور ہزارہ ہزار دست کے بھی گوش زد ہوگی وہ شکایت
کریگا اور کہیگا کہ ایسی نازنین سراپا حسن وناز تجکو دستیاب ہوئی اور تو نے مجکو مطلق خبر نہ کی بلکہ کیا عجب ہی جو وہ میری
ضرر یا ہلاکت کے درپے ہو جاے نظر برین جملہ حالات بہر جہت مناسب یہ ہی کہ اُسکو اطلاع دیجاے یہ سوچ کے
ہزارہ کے پاس آیا اور کہا ای شاہ دیوان فی الحال ایک نازنین مجکو دستیاب ہوئی ہی کیا کہون کہ کیسا حسن و
جمال رکھتی ہی مین اُسکو دیکھتے ہی اُسپر فریفتہ ہو گیا ہزارہ نے کہا کہ مین اُس نازنین کے حسن وجمال کو دیکھنا
چاہتا ہون موران دل مین کھٹکا کہ اگر اُس نازنین کو دکھاؤن شاید یہ بھی اُسپر فریفتہ ہو جاے کہا ای شاہ دیوان
وہ نازنین ہرگز نہ آئیگی اور بالفرض مین اُسے بجبر یہان لے بھی آؤن پھر تیرا فائدہ کیا ہوگا جبکہ وہ میری محبوبہ ہی
ہزارہ نے غضب کے لہجہ مین کہا خاموش باش جو مین حکم دیتا ہون اُسکی تعمیل کر ورنہ سزاے معقول دیجاویگی موران
مجبور ہوا اور ملکہ مہر نوش لب کو ہزارہ ہزار دست کی خدمت مین حاضر کیا ہزارہ کی نظر پڑنا تھی کہ وہ بھی ملکہ پر فریفتہ
ہو گیا پوچھا تو اس نازنین کو کہان سے لایا موران نے کہا مین ایکروز شکار ماہی و نہنگ کے واسطے گیا تھا
پس دریا سے یہ نازنین مجکو دستیاب ہوئی اب میرا حال یہ ہی کہ ایک لمحہ اسکو نہین دیکھتا ہون تو بیقرار ہو جاتا ہون

ہزارہ نے کہا واہ یہ نازنین تیری دلبستگی کے قابل ہرگز نہیں ہے تو اس سے دست بردار ہو اور مجھ کو دیدے کہ یہ
نازنین میری خدمت میں رہے اور میں اسکی صحبت سے محظوظ ہوں موران دیو نے کہا ای شاہ دیوان یہ کس طرح
ہو سکتا ہے کہ میں اس نازنین پر عاشق ہوں اور تجھ کو دیدوں علاوہ اسکے تو ایک بادشاہ ذی اقتدار ہے تجھ کو ایسی
ہزارہا نازنین دستیاب ہو سکتی ہیں مجھکو البتہ کوئی نازنین نہیں ملسکتی ہزارہ دیو کو غصہ آیا اُسکے روبرو ستر من کا
ایک گرز رکھا تھا اسکو اُٹھا موران کے سر پر مارا موران نے جگہ خالی کی وہ گرز گران سر ایک اور دیو کے کلہ پر
پڑا کہ اُسکا کلہ پاش پاش ہو گیا اور موران خائف و لرزان وہان سے بھاگا اور شہزادہ بدیع الملک کے پاس
آکے سلام کیا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہے اور کیون آیا ہے موران نے کہا شہریار تمھاری کوئی معشوقہ مہر نوش لب
نامے تھی شاہزادہ نے فرمایا تو اس نازنین کو کیا جانے موران دیو نے کہا سنو میں نے اُس نازنین کو دریا پار
سے پایا تھا اور تمام حقیقت بیان کی شہزادہ نے پوچھا اب وہ نازنین کہان ہے موران دیو نے کہا اُس نازنین کو
ہزارہ ہزار دست دیو نے مجھ سے چھین لیا ہے اگر ممکن ہو تو تم اُس سے لے لو اور اب میں مسلمان ہو کے تمھاری
خدمت میں رہنا چاہتا ہون شہزادہ نے اُسکی درخواست کو بدل قبول کیا اور ارکان مذہب اسلام تعلیم کیے
اسکی نشست کے واسطے ایک مقام خاص مقرر کیا اب اُس طرف کا حال سُنیے کہ جب ملکہ مہر نوش لب کو ہزارہ
دیو نے موران سے چھین لیا اور موران دیو وہان سے بھاگ کے شہزادۂ بدیع الملک کے پاس آکے
مسلمان ہوا یہ خبر ہزارہ کو پہونچی اُسکو اُسکے مشیرون نے رائے دی کہ یہان عنقریب ہنگامہ برپا ہونے والا
ہے اس نازنین کو یہان مقیم کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے کہیں بھیج دینا چاہیے لعل دیو نام ایک دیو زبردست کہ
اُس ملک کے اکابرین سے تھا اُسکی جانب ہزارہ دیو متوجہ ہوا اور کہا ای لعل دیو میری رائے یہ ہے کہ تو اس
نازنین کو اپنے یہان لے جا کے چھپا رکھ اور ہر طرح سے اس نازنین کی نگرانی کرنا جب میں شہزادۂ بدیع الملک
کے قصے سے فارغ ہونگا اُسوقت اس نازنین کو تجھ سے لونگا لعل دیو نے قبول کیا اور ملکہ مہر نوش لب کو
اپنے گھر کی طرف لے چلا اثنائے راہ میں دیکھا دیو قہار فیل سر چلا آتا ہے لعل دیو نے چاہا کہ ملکہ مہر نوش لب
کو اُس سے چھپائے مگر دیو قہار فیل سر نے ملکہ کو دیکھ لیا اور لعل دیو کے قریب آکے کہا اے خیرہ سر یہ کون نازنین
ہے جسکو تو اس طرح چھپائے لیے جاتا ہے لعل دیو نے کہا تیرا کیا مطلب ہے جو تو پوچھتا ہے میں کسی نازنین کو چھپائے
لیے جاتا ہون دیو قہار نے کہا مجھکو ضرور دیکھنا ہوگا ورنہ میں آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا ای قہار تو کیون
متعرض ہوتا ہے یہ نازنین اور کوئی نہیں ہے خاص ہزارہ ہزار دست دیو کی معشوقہ ہے بمصلحت اس نازنین کو
اپنے یہان لیے جاتا ہون دیو قہار نے کہا ای لعل دیو یہ نازنین ہزارہ کی معشوقہ ہو یا صد ہزارہ دیو کی خیریت اسی میں
ہے کہ تو اُسے میرے حوالہ کر ورنہ تو یہان سے سلامت نہ جائیگا اور میں اس نازنین پر فریفتہ ہو گیا ہون ایک قدم
بھی آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا ای قہار دیو یہ امر مجھسے کسیطرح ممکن نہیں کہ ہزارہ دیو کی معشوقہ کو تیرے
حوالہ کر دون یہ کہا اور ملکہ مہر نوش لب کو اپنی پس پشت استادہ کر کے قہار دیو کے قریب آکھڑا ہوا اور کہا کس طرح
اس نازنین کو لیگا قہار دیو ملکہ کی طرف جھپٹا لعل دیو نے دوڑ کے اُسکے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا قہار نے کہا ای
لعل دیو کیون تیری قضا دامنگیر ہوا ہے اسی میں تیری خیریت ہے کہ اس نازنین سے دست بردار ہو لعل دیو نے گرز گران
سر کا وار کرنا چاہا تھا کہ قہار دیو نے دو قدم پسپا ہو کے ایک ایسا وار تیغہ کا اُسپر کیا کہ لعل دیو دو ہم کالہ ہو گیا
ہر چند کہ قہار دیو ہزارہ ہزار دست دیو کی مدد کے واسطے آیا تھا لیکن جب ملکہ مہر نوش لب ایسی نازنین سراپا

حسن و ناز اس طرح دستیاب ہوئی ہزارہ ہزار دست دیو کی مدد سے بازآیا اور ملکہ کو لیے ہوے اپنے ملک
کی طرف مراجعت کی یہ خبر ہزارہ ہزار دست دیو کو پہونچی کہ وہ نازنین اس طرح قہار دیو کے قبضہ مین آگئی بہت
غیظ و غضب مین آلودہ ہوا چاہا کہ پہلے قہار دیو سے مقابلہ کرے اور ملکہ کو چھین لے مگر پھر جلے خود سمجھا کہ یہ قصہ
بعد کو بھی طے ہو سکتا ہے پہلے بدیع الملک ہی سے مقابلہ کر لینا چاہیے بعد فتح و ظفر قہار دیو کے حال کی خبر لیجاوےگی
اور طوفان شاہ سے کہا اے بادشاہ مین جاتا ہون عنقریب اُس آدمی زاد کو گرفتہ و بستہ کرکے لاتا ہون اور
تیرے حوالہ کرتا ہون راوی کہتا ہے کہ ہزارہ ہزار دست دیو جس وقت کہین جاتا ہے ہزار نفر دیوان جرار انواع
و اقسام کے حربون سے آراستہ ہوکے اسکے ہمراہ چلتے ہین غرض کہ ہزارہ دیو انھین ہزار نفر دیوون کو ہمراہ
لیجا اپنے طلب سے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل شاہزادہ بدیع الملک کے لشکر کے روبرو مقیم ہوا اور ایک دیو
کو شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہون چند لمحہ کے واسطے میرے پاس
جلد آ وہ دیو لشکر مین آیا اور چاہا کہ شہزادہ کے دربار مین داخل ہو درباری مانع ہوے اور کہا تو کون ہے اور کیون آیا
ہے اُس دیو نے کہا مین شاہ دیوان یعنے ہزارہ ہزار دست دیو کا بھیجا ہوا آیا ہون اور ایک پیغام بھی لایا ہون
دربانون نے کہا وہ پیغام کیا ہے اُسنے کہا وہ پیغام تمسے بیان کرنے کا نہین ہے خود تمھارے مالک سے کہونگا دربانون
نے کہا یہین توقف کر اور شہزادہ بدیع الملک کو اطلاع دی شہزادہ نے حکم دیا کہ اُس دیو کو بُلاؤ وہ دیو دربار مین
آیا شہزادہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا
مین ہزارہ ہزار دست دیو شاہ دیوان کا ملازم ہون ہمارے مالک نے پیام دیا ہے کہ مجھکو کچھ کہنا ہے چند
لمحہ کے واسطے یہان آؤ شہزادہ نے فرمایا ہماری طرف سے اپنے مالک سے کہہ ہمارے آنے کی کچھ ضرورت
نہین ہے اگر کچھ کہنا ہے تو خود یہان آ اُس دیو نے نہایت چین بر جبین ہو کے کہا کہ ہمارے مالک کی
یہ وقعت نہین ہے کہ ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کے یہان آئے شاہزادہ نے جانب راست ایک ملازم
کی طرف دیکھا اور اس دیو کی طرف اشارہ کرکے کہا گیر این قرساق را اُسنے چند قدم بڑھ کے اِس زور سے
ایک گھونسا اُسکی ناک پر مارا کہ ناک بالکل مسطح ہو گئی وہ دیو دونون ہاتھ منھ پر رکھے جانب ہزارہ دیو بھاگا اور
تمام روداد بیان کی ہزارہ اور زیادہ غضب آلودہ ہوا اور اُسی وقت شاہزادہ بدیع الملک کے دربار مین آیا
شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت دیو ہے جسکے دونون شانون سے دو دو ہاتھ نکلے ہین اور ہر ہاتھ سے ہزارون
ہاتھ مثل شاخہاے درخت نکلے ہین پانچ سو سر ہین ہر ایک سر مثل گنبد کے درازی رکھتا ہے جنمین ہزار آنکھین ہین جنسے
خدا کی قدرت نظر آتی ہے ہزارہ ہزار دست نے اعمال شاہ کی طرف دیکھ کے کہا اے بادشاہ وہ بدیع الملک نام
کون آدم زاد ہے جسنے سباک ایسے اکثر دیوان زبردست کو ہلاک کیا ہے شاہزادہ بدیع الملک خالق قدر نے
ہزارہ ہزار دست کے اس طرح کے استفسار سے ایک بلند نعرہ مارا اور کہا او نابکار منم بدیع الملک کیا
کہنا چاہتا ہے جلد کہہ ہزارہ ہزار دست نے جب بدیع الملک کی آواز سُنی بکمال حیرت و تعجب شہزادہ بدیع الملک
کی صورت دیکھی اور کہا اے آدم زاد اپنے قد و قامت کو دیکھ اور اس اپنے طرز کلام کو دیکھ شہزادہ نے دوسرا
نعرہ مار کے کہا خاموش باش او مردود ہزارہ بدکارہ طول کلام سے کچھ کام نہین اگر مردی و مردانگی سے بہرہ
رکھتا ہے سہ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ؛ ہزارہ دیو نے کہا اے جوان تو میری نظر مین کمال درجہ خوبصورت
معلوم ہوتا ہے اور تیری صورت پر مجکو رحم آتا ہے تجکو بھی چاہیے کہ اپنے دست و پاے ضعیف پر رحم کر اور یہان سے

چلا جاتا ہین ہرگز مجھسے کسی طرح کا تعرض نہ کرونگا اور اعمال شاہ سے باہم بیٹھے شہزادہ سے کہا ای بیہودہ گو مجھکو بہت
افسوس اس بات کا ہے کہ تو میرے یہان آیا ہوا ہے ورنہ مین اسیوقت تجھسے سمجھ لیتا اور تجھکو بتلا دیتا اچھا اب تو سخن تراشی
نکر اپنے لشکر مین جاکے نقارۂ جنگ بجانے کا حکم دے انشاء اللہ الرحمن کل میری ضعیفی و شہ زوری کا حال دریافت
ہو جائیگا ہزارہ دیو وہان سے چلا آیا اور حکم دیا کہ نقارۂ جنگ بجایا جاوے اُدھر نقارۂ جنگ پر چوب پڑی اُدھر
دونون طرف کے لشکرون مین تیاری جنگ شروع ہو گئی تمام شب ہر ایک لشکری اپنے اپنے اسلحہ درست و
آراستہ کرتا رہا تا اینکہ صبح کا ستارہ چمکا سپیدۂ صبح نمایان ہوا تاریکی کا دَور ختم ہوا روشنی کا عمل شروع ہوا دونون طرف
فوجون مین صف آرائی ہوئی ہزارہ دیو نے اپنے ہاتھون مین ہزار پتھر اٹھائے اور وسط میدان مین آ کے
پکارا کہ کہان ہے وہ آدم زاد ضعیف البنیاد آوے اور میرا مقابلہ کرے شہزادۂ بدیع الملک نے نوفل کی طرف دیکھا
اور کہا برادر مین بڑھتا ہون تم خبردار ہوشیار رہنا نوفل نے کہا شہریار مجھے فرمانے کی کچھ ضرورت نہین ہے البتہ
تمکو بھی خبرداری و ہوشیاری چاہیے یہ ہزارہ دیو ایک بلاے بیدرمان ہے یہ تو ظاہر ہے کہ دیو اور آدم زاد
کا مقابلہ کیا مزید بران دیو بھی وہ جو ہزار ہاتھ رکھتا ہے شہزادہ نے فرمایا مجھکو اُسکے ہزار ہاتھ کا کچھ خیال نہین ہے ا
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست • اگر لاکھ ہاتھ ہوتے تو مطلق کسی طرح کا خیال دل مین نہ لاتا تم یہ کام کرو کہ ہزار
نفر دیو اسنے ہمراہ لو اور اُن ہزار نفر مین ہر ایک کے ہاتھ مین ایک عمود اور ایک زنجیر رہے • بیم کہ تا کردگار جہان ہے
درین آشکارا چہ دارد نہان • یہ کہا اور مرکب صبا رفتار پر سوار ہوکے مثیر جو کہ دفعتاً ہزارہ ہزار دست سکندر
جا پہونچا ہزارہ دیو نے جو شاہزادہ کو اپنے قریب دیکھا اپنے تمام ہاتھون کے پتھر ایک ہی مرتبہ شاہزادہ کی طرف
پھینک دیے شہزادۂ بدیع الملک نے اس طرح سپر کی آڑ کی کہ وہ سب پتھر خالی گئے اور ہر چہار جانب شاہزادہ
کے پتھرون کا تودہ بن گیا شاہزادہ نے اپنے رہوار کی راہبری کا اُن پتھرون کو مانع دیکھا رہوار سے اس
تودہ سنگ پر کود پڑا اور ایسا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ ہزارہ دیو کا بند بند کانپ گیا شہزادہ نے بار دیگر
بآواز سخت کہا کہ اے نابکار زبان دراز اب تیری وہ یاوہ گوئی کہان گئی اور خائف کیون ہوا اپنے حواس درست کر
تا کہ چند حملے کے رد و بدل سے کچھ لطف حاصل ہو ہزارہ دیو کے حواس باختہ تھے جواب کیا دیتا اُسی طرح اپنی جگہ پر
قائم رہا مگر خائف و لرزان اُدھر نوفل نے آواز دی کہ اے شہریار یہ موقع توقف کا ہرگز نہین ہے بگیر این قرمساق را
شہزادہ جھپٹ تمام ہزارہ دیو کے قریب آیا اور دونون ہاتھون اُسکے گرفت مین لا کے گرد سر چرخ دینا شروع کیا
یہانتک کہ ہزارہ بالکل سست ہو گیا پس اللہ اکبر کہکے بقوت خداداد زمین پر مارا یہ معلوم ہوا کہ زمین پر پہاڑ پھٹ پڑا
شہزادہ ہزارہ دیو کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور بآواز بلند کہا ہان برادر نوفل لاؤ اُن زنجیرون کو وہ ہزار نفر دیو
تو پیشتر ہی سے منتظر وقت تھے سب ایک بار دوڑے اور وہ زنجیرین شاہزادۂ بدیع الملک کو دین شاہزادہ
نے پہلے ایک زنجیر سے اُسکے دو ہاتھ باندھے جیسے شاخ ہاے درخت کی طرح تمام ہاتھ نکلے ہوے تھے اُسکے
بعد ہر ایک زنجیر سے دو دو ہاتھ ملا کے مستحکم باندھے اسی طرح اُسکے تمام دست و پا کو مضبوط باندھا اور
تمام زنجیرون کے سرے نوفل کے ہاتھ مین دیے اور تمام دیوان حامل زنجیر کو حکم دیا کہ جسوقت ہزارہ دیو
اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت کرے بلا تامل اپنے گرز سے اسکے دست و پا کو نرم کرین اس کام کے
بعد شہزادۂ بدیع الملک بخط مستقیم لشکر طوفان شاہ مین در آیا مع مرزا اعمال شاہ اور ملک داد بخش
بھی اپنی فوجین لیے ہوے شہزادہ کی مدد کے واسطے آئے ملک طوفان نے پکار کے کہا او بدیع الملک

اگر جناب درب کی خواہش ہے تو ابھی غلوبہ کا ارادہ نہ کر علحدہ اپنی فوج کے قریب استادہ ہو شہزادہ علحدہ چلا
اور کہا اے طوفان شاہ تیری مرضی کے موافق مین تیری فوج سے علحدہ ہون اب بیان کر کس طرح جنگ چاہتا ہے
ملک طوفان نے کہا اے بدیع الملک اب تو غضب کیا ہے بیکار اپنے دست و بازو کو زیادہ تکلیف نہ دے اور
میری اطاعت قبول کر لے مین اقرار کرتا ہون کہ تجھے اور تیری خاطر سے اعمال شاہ سے بھی کسیطرح کا تعرض
نہ کرونگا اے بدیع الملک زمانہ کی نیرنگیان ہر وقت عجیب و غریب پیش نظر ہوتی ہین یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ اب بھی
تو فتحیاب ہو اگرچہ ہزارہ ہزار دست دیو کو تو نے بستہ و گرفتہ کر لیا شاہزادہ بدیع الملک نے جواب دیا کہ اے
اجل گرفتہ تیری اس طرح کی تقریر بزدلی پر محمول ہے مین ہرگز نہین تھکا ہون ہزارہ ایسے ہزار دیو ہون تو بھی خدا
کے فضل سے اُن سب کو گرفتہ و بستہ کرنے کو موجود ہون اور تیری کیا حقیقت ہے جو تیری اطاعت قبول کر لون طوفان
نے اپنے ایک لشکری سے اشارہ کیا کہ تو بدیع الملک کے روبرو جا کے گفت و شنید مین مصروف کر اور مین
اسکے عقب مین جا کے اُسپر وار کرونگا بغیر حیلہ کے یہ جوان ہلاک نہ ہوگا بعض بعض سردارون نے طوفان شاہ
کو منع کیا کہ اس طرح کی جنگ تم ایسے بادشاہون کی عزت و عظمت کے خلاف ہے طوفان شاہ کو اُن سردارون
کے اس کلام سے غیرت آئی اور شہزادہ بدیع الملک کے قریب آکے کہا ہان وار کر شاہزادہ نے فرمایا
ہم لوگ جنگ مین سبقت کرنا معیوب جانتے ہین اگر تو جرأت رکھتا ہے تو وار کر ملک طوفان نے جھنجھلا کے تیغ
کو بلند کیا اور بقوت تمام شہزادہ پر وار کیا شہزادہ نے اُس ضرب تیغ کو سپر پر رد کیا مع ہذا ایک ایسی اوجھ
دی کہ طوفان شاہ کی ناک اُڑ گئی اُسنے دوسرا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اُس وار کو بھی رد کیا اور بآواز
بلند کہا خبردار ہوشیار ہو جا سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن * هم درین دم دنیا فراموش کن * ملک طوفان
حواس باختہ تو ہو ہی چکا تھا شہزادہ کی صدائے غضبناک سے خائف ہوا چند قدم پسپا ہو گیا شہزادہ نے بڑھ کر
ایک ایسا وار زمین دوز کیا کہ چارون پیر مرکب کے قلم ہو گئے طوفان شاہ پیادہ ہو گیا اور بآواز بلند اپنی فوج
کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے بدبختو کیا دیکھتے ہو جلد دوسرا مرکب لاؤ شاہزادہ دلاور نے کہا کیون گھبراتا ہے جبتک
تیرے واسطے مرکب نہ آئیگا مین تجھپر وار نہین کرونگا تا اینکہ ملازم دوسرا مرکب لائے اور طوفان کو اُسپر سوار کیا
شہزادہ نے فرمایا پھر خبردار ہو جا مین وار کرتا ہون طوفان شاہ نے خود جھپٹ کے شاہزادہ پر وار کیا
شاہزادہ نے اُس وار کو رد کر کے اس صفائی دست سے تلوار کا وار اُسکے سر پر کیا کہ طوفان شاہ مع مرکب
چار پرکالہ ہو گیا لشکر طوفان شاہ مین طوفان شاہ کے ہلاک ہونے سے ایک شور بلند ہوا اور تمام سردارون
فوج نے فوج کو جرأت دلا کے شہزادہ پر دھاوا کیا اور ہر چہار جانب سے گھیر لیا ادھر بھی اعمال شاہ اور
ملک داد بخش کی فوج مسلح و مکمل تھی سب شہزادہ کی حمایت کو پہونچے اور جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی تا دیر بزن
و بگیر کی آواز بلند رہی کثرت گرد و غبار سے زمین و آسمان ایک ہو رہا تھا کسی کو یگانہ و بیگانہ کی خبر نہ تھی کہ کون کہان
گر پڑا مارا گیا کوئی منہ پر چڑھ آیا اور روہین زمین پر گرنے کا دھماکا ہوا بیشتر فوج طوفان شاہ کی گریز کر گئی
اور اکثر لشکری کشتہ ہوئے بقیہ کو شاہزادہ بدیع الملک دلاور نے گرفتار کر لیا اور علی العموم حکم دیدیا کہ
گرفتاران فوج طوفان شاہ سے جو کوئی مسلمان ہو جائیگا اُسکو قید بند سے رہا کر دیا جاویگا اور جو
مسلمان نہو گا دو تین روز تک گرفتار رہیگا چوتھے روز جیسا کچھ اُسکے بارہ مین مناسب سمجھا جاویگا عمل
کیا جاویگا چنانچہ تمام گرفتارون نے وحدانیت خدا کا اقرار کیا اور مسلمان ہو کے رہا ہوئے شاہزادہ کو

بدیع الملک نے مظفر و منصور وہان سے مراجعت کی اور بارگاہ اعمال شاہ میں آکے قیام کیا تمام حاضرین
دربار نے شہزادہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا ای شہریار عالی وقار یہ حضور ہی کا کام تھا کہ ہزارہ ایسے دیو بلاے
بے درمان کو گرفتہ و بستہ کر لیا ورنہ کیا مجال کسی کی تھی کہ اُسکے روبرو ایک لمحہ بھی قیام کر سکتا شاہزادہ نے فرمایا
صاحبو میری کیا وقعت ہے جو ایسی جرأت کر سکتا البتہ خداے وحدہ لاشریک کا فضل شامل حال تھا اور بزرگون
کی دعا کا اثر تھا اور اعمال شاہ کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای اعمال شاہ الحمد للہ کہ یہ مرحلہ طے ہوا اب قہار دیو
کا قصہ باقی ہے اعمال شاہ نے کہا شہریار میرے نزدیک عجلت نہ کرنا چاہیے چندے روز استراحت فرمائیے

بعدہ اختیار ہے جس مرحلہ کو چاہنا	طے کرنا بزرگون سے سنا ہے ـــ	عنان دل بکف صبر دہ کہ رشت باید
کہ گوے عیش بچوگان چہ بربائی	شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال	تو دست پای نزنی زان خطر برون نائی
مکن شتاب وز آئین حلم روے متاب	کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی	شاہزادہ نے فرمایا ہان یہ سب

سچ ہے مگر فضل خدا شامل حال رہنا چاہیے اور ای اعمال شاہ صبر و سکون کے بھی موقع ہوتے ہیں یہ محل صبر
و سکون کا نہیں ہے جیسا کہ تم بھی بخوبی واقف ہو آنچہ عیان است چہ حاجت بہ بیان + انشاء اللہ تعالے
کل ہی لشکر کشی قہار رجیل سر دیو پر بھی کی جاویگی اعمال شاہ نے کہا جو کچھ مجکو عرض کرنا تھا وہ عرض کر دیا آیندہ
اختیار بدست مختار راوی کہتا ہے کہ اعمال شاہ کے دربار میں اُسوقت ملازمان دیو قہار سے ایک دیو بیٹھا ہوا
شہزادہ بدیع الملک کی گفتگو سن رہا تھا اسوقت تو خاموش بیٹھا سُنا کیا جب دربار برخاست ہوا یہ دیو
وہان سے بخط مستقیم قہار دیو کے پاس آیا اور اعمال شاہ کے دربار کے تمام حالات بیان کرکے بدیع الملک
کا بھی حال بیان کیا اور کہا کہ عنقریب وہ آدمزاد یہان بھی حملہ آور ہوا چاہتا ہے ای قہار اگرچہ وہ آدمزاد ایک مشت
استخوان ہے مگر اس واقعہ سے کہ ہزارہ ہزار دست ایسے دیو زبردست کو اُسنے بستہ کر لیا اُسکی مردانگی و زور واضح
ظاہر ہے ہرگز خاموش اور غافل بیٹھے رہنے کا موقع نہیں ہے بہ عجلت سامان حرب و ضرب سے مکمل و درست ہو رہنا
چاہیے دیو قہار اس طرح کی خبر کو سن کے بہت خائف ہوا اور تا دیر سکوت میں سرنگون بیٹھا رہا اُسکا ایک وزیر معروف
اختر شمار نامے بھی موجود تھا جب اُسنے قہار کو خاموش دیکھا عرض کی ای شاہ دیوان یہ محل سکوت نہیں ہے جو کچھ
مشورہ کرنا ہو اُس سے فراغت کرکے مستعد رہنا چاہیے ایسا نہو کہ وقت پر کوئی صورت دگرگون نظر آئے قہار
دیو نے کہا ای معروف مین اسوقت اسی فکر مین مبتلا ہون کہ جو حالات اُس آدم زاد کے ساعت میں گذرے ہیں
تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کیسا ہی بند و بست و انتظام کیا جاویگا لیکن نتیجہ بخیر نظر نہیں آتا ہزارہ ہزار دست کے
مقابلہ میں میری کیا ہستی ہے معروف اختر شمار وزیر نے کہا ای بادشاہ یہ خیال بہت صحیح ہے جسقدر اخبار مجکو پہونچے
اُنسے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی ایسا مقابل نہین ہے الجن سے وہ آدمزاد پسپا ہوا ہو قہار دیو نے کہا آخر تو کوئی ایسی راے
دے سکتا ہے کہ اُس آدم زاد کے دست زبردست سے محفوظ رہ سکون معروف اختر شمار نے بعد تامل بسیار عرض کی کہ
ہان راے تو ہے لیکن ناگوار خاطر نہو تو ظاہر کردون ورنہ بیکار اور جو کچھ ہونا ہے وہ تو ضرور ہی ہوگا قہار نے کہا
میں اجازت دیتا ہون تو بلا تکلف بیان کر معروف اختر شمار وزیر نے کہا وہ راے یہ ہے کہ قبل ہنگامہ آرائی کے
باعلان دین اسلام قبول کر لیا جاوے قہار کو غصہ آیا اور بآواز بلند کہا ای معروف نادر جو کچھ تیری راے ہوتی اُسکو
قبول کر لیتا لیکن اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے اسلام قبول کرنا ہرگز گوارا نہیں ہے ہان یہ ممکن ہے کہ اُس آدمزاد
کی اطاعت بمجبوری اختیار کرون اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُس نازنین کو باوجود افراط محبت کے اُسکو حوالہ کر دون

معروف وزیر نے کہا میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ ایک نازنین نہین ایسی ہزار نازنین اُس آدم زاد کو دیجاویگی اور
اطاعت بھی قبول کریجاویگی مگر مفر کی صورت کسی طرح نظر نہ آئیگی اور اصل امر تو یہ ہے کہ دین و ایمان کے بارہ مین آبا
اجداد کا خیال بالکل خلاف ہے ہر وقت حق کا متلاشی رہنا چاہیے مین نے جانتک دین اسلام کو دریافت کیا اُس سے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ دین حق صحیح یہی ہے اس مرتبہ قہار نے بغیظ و غضب معروف وزیر کی صورت دیکھی گر اس خیال سے
خاموش ہو رہا کہ ایک واقعہ عظیم درپیش ہے معروف اختر شمار قہار کو غضب آلود دیکھ کے قہار کے پاس سے چلا آیا
بعد چلے جانے معروف وزیر کے قہار نے اور ارا کین سے مشورہ کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے کسی نے کہا
اے شاہ دیوان بے شبہہ مذہب غیر اختیار کرنا تو نہایت معیوب امر ہے کسی نے کہا بیکار خیال کو منتشر کرتا ہے جب وقت
آئیگا جیسا مناسب ہوگا اُسپر عمل کیا جاویگا آخر ہم جان نثار دم کے تو نہین جبتک جان مین جان ہے ممکن کیا جو کوئی اس
سرحد مین قدم رکھ سکے یہ ظاہر ہے کہ وہ آدم زاد بلائے بے درمان ہے جسنے ہزارہ ہزار دست کو گرفتار کر لیا اچھا
جب ہم جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم کر کے عاجز ہو جائین اُسوقت بمجبوری اطاعت قبول کر لینگے قہار دیو کے انتشار
کو اس رائے سے بھی سکون نہوا اور ایک ملازم سے کہا جلد معروف اختر شمار وزیر کو بلا لا جب معروف آیا
قہار نے کہا اس امر مین تیری کیا رائے ہے کہ ہنگامہ حرب و ضرب گرم کرنے کے بعد اگر کچھ رنگ دگرگون نظر آوے
اُسوقت بہر نوع اُس آدم زاد کی اطاعت قبول کیجاوے معروف نے کہا قوم آدم زاد مین یہ مشہور ہے کہ دنیا مین
تین طرح کے آدمی ہین ایک عقلمند دوسرے بیوقوف تیسرے نہ عقلمند نہ بیوقوف عقلمند وہ ہے جو قبل کسی طرح کی مصیبت
مین مبتلا ہونے کے اپنا بندوبست کرے اور بیوقوف وہ ہے جو نہ قبل کسی طرح کا سبب نجات مہیا کرے اور نہ ہنگام
مصیبت کوئی چارہ جوئی کر سکے اور نہ عقلمند نہ بیوقوف وہ ہے جو قبل از نزول آفت کوئی بندوبست نہ کرے البتہ
ضرورت کے وقت اپنی جان بچا لینے کی تدبیر پیدا کرے پس جب ظاہر اور بخوبی واضح ہے کہ اُس آدمزاد کا مقابلہ کسیطرح ممکن
نہین اور ہر طرح حرب و ضرب مین نقصان ہے تو پھر یہ عقل کا مقتضا کب ہے کہ ہزارہا جانین تلف کیجاوین اور بیعزتی ہو اور
بھی طرح طرح کا نقصان ہو اُسوقت بہزار ذلت و خواری اطاعت اختیار کیجاوے میری تو پیشتر بھی یہی رائے تھی اور ابھی
یہی رائے ہے کہ اگر مقابلہ کی قابلیت نہین ہے تو پیشتر ہی اطاعت قبول کر لیجاوے قہار دیو نے ناچار معروف اختر شمار
وزیر کی رائے کو قبول کیا اور کہا اے معروف اُس نازنین کے بارہ مین تیری کیا رائے ہے اُسکو آدم زاد کے حوالہ
کرنا چاہیے یا سکوت کیا جاوے جسوقت وہ آدم زاد طلب کرے اُس نازنین کو بھیج دیا جاوے معروف وزیر متبسم ہوا
اور کہا اے بادشاہ اس بارہ مین رائے لینے کی کیا ضرورت ہے وہ کون ایسا ہے کہ جسکی محبوبہ کو کوئی دوسرا اپنے قبضہ مین رکھے
اور وہ خوش و راضی رہے اُس نازنین کو ایک محافہ مین سوار کر کے بعزت اُس آدم زاد کے پاس بھیجدینا چاہیے قہار
دیو نے معروف وزیر کی رائے کے موافق ایک محافہ زرنگار و پر تکلف مین ملکہ مہر نوش لب کو سوار کیا اور
ستر ہزار دیوان قوی ہیکل کی جمعیت کو ہمراہ لیکے شاہزادہ بدیع الملک کی طرف روانہ ہوا یہان بھی خبرداروں نے
شہزادہ کو خبر پہونچائی کہ دیو قہار بجمعیت کثیر اطاعت قبول کرنے کو آتا ہے شہزادہ نے اعمال شاہ سے کہا میری سمجھ مین
نہین آتا کہ دیو قہار کس طرح کی اطاعت قبول کرنے کو آتا ہے حالانکہ میری محبوبہ آرام جان ابتک اُسکے قبضہ مین ہے
اعمال شاہ نے ایک دیو کو بھیجا کہ جلد بتفصیل خبر لا کہ قہار دیو کس ارادہ سے آتا ہے اور اگر واقعی شہزادہ کی اطاعت
قبول کرنے آتا ہے تو ملکہ کو کیون نہین بھیجدیا دیو بعجلت تمام دو منزلہ سہ منزلہ راہ طے کرتا ہوا آپہونچا اور جملہ حالات
تفصیلی دریافت کر کے واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین عرض کی کہ شہر یار ملکہ مہر نوش لب بعزت

تمام ایک عمادی پر تکلف مین سوار قمار دیو کے ہمراہ ہوا اور بجرد لاوردور ان قمار دیو ضرور دائرہ اسلام مین بھی داخل ہوگا
یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا قمار دیو مع جمعیت جب قریب پہونچا شہزادہ نے باہتمام تمام اسکا استقبال کیا اور
اپنے دربار مین مناسب معقول جگہ دی ادھر ملکہ مہر نوش عماری زرنگار سے اترکے محل مین داخل ہوئی شہزادے
قمار دیو سے کہا ہان ای قمار بیان کر دکیا ارادہ ہے قمار نے دست بستہ عرض کی مین بہر نوع مطیع فرمان ہون
جو حکم ہو بجالاؤن شاہزادہ نے اصول دین وغیرہ تلقین کرکے اسکو مسلمان کیا چونکہ شوق دید محبوبہ آرام جان چین
بیقرار ہو رہا تھا دربار مین زیادہ قیام نہ کر سکا محل مین داخل ہوا ادھر ملکہ بھی شہزادہ کی فراق مین آتش در رفتہ ہو رہی تھی
شہزادہ کو آتا دیکھکے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی دونون طالب و مطلوب جو مدت سے غم ہجر مین مبتلا تھے خوب
گلے ملے اور شکایت کے دفتر کھلے ہر ایک نے اپنی اپنی مجبوری کا حال بیان کیا بعد ازان شاہزادہ دربار
مین پھر آیا قمار دیو کو ہزارہ ہزار دست کی قید و بند کا داروغہ مقرر کیا اعمال خنام نے کہا شہریارا ارشاد
فرمایئے کیا ارادہ ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا ارادہ یہ ہے کہ اب مین نوفل کو ہمراہ لیکے پردۂ دنیا کی طرف
جاتا ہون تمکو چاہیے کہ اپنی مملکت اور رعایان کو کما حقہ بندوبست کرکے روان بخش کو عماری مین سوار کرکے
تم اور ملک داد بخش مع قمار چیل سے دیو قید و بند ہزارہ ہزار دست دیو کو اپنی تحویل مین لینا اور پردہ
دنیا مین قریب طلسم شیران کے آکے مجھسے ملاقات کرنا اور اگر حسب الاتفاق وہان مجھسے ملاقات نہو تو جا بلقا
مین آنا انہون نے قبول کیا اس فرمایش کے بعد شہزادہ بدیع الملک پردۂ دنیا کی طرف روانہ ہوا اور نوفل
مع شیران نوفل کہ یہ سب قوم جنات سے تھے طلسم جہان آفرین کی طرف راہی ہوے

اس داستان حیرت عنوان کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہے اور عالی منزلت والا تبار سرکوب اشرار و کفار
حامی دین سبحانی تائید یافتہ آسمانی یعنی حمزۂ ثانی کے حال خیریت اشتمال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے
نازِ عشاق اور ہے انداز جانان اور ہے
جان تو راسیر ہے عاشق ہیر عاشق آدمی
سنبلستان اور ہے زلف زلیخان اور ہے
فرق ہر شاہ و گدا مین قول شاعر ہی یہی

وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے
ایک صفت وہان گرا تھا یہان گرے دکھا خلق
سرو بستان اور ہے سرو خرامان اور ہے
ناتراشیدہ ہے یہ اور وہ ہے ساچے مین ڈھلا
شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے

خاک جنت مین ملیگا لعبت دون لعل را
چاہ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے
گرچہ دونون ہین کہ غلطان مین لیکن فرق ہے
شاخ مرجان اور ہے لعل بدخشان اور ہے
تاجداران اقلیم جادو ہانی و ساحران

سلکت تحریر کلام داستان عجب خیز و قصہ حیرت انگیز کے بیان مین اسطرح گویا ہوے ہین کہ جب شاہزادہ با فر و شوکت
لشکر با فتح و نصرت مین رو برو لشکر کفار و صفوف اشرار کے وارد ہوا ایکا ایک فوج کفار و بدکار سے صدا ئے نقارہ خوشی
و خرمی بلند ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے راست و چپ دیکھا اور پوچھا کہ یہ صدائے نقارہ بشارت کیون
بلند ہے ہرکارے دوڑے ہنوز وہ واپس نہین آئے تھے کہ عمر ثانی آ پہونچے شہزادہ نے استفسار حال کیا عمر
ثانی نے عرض کی کہ اے اسعد مبارک پے شنفتا ہے کہ حاصل ہے کنندہ اختران آسمان از رفعت نیک اختری گبران
بدبخت کی نصرت و حمایت کے واسطے دیوانہ آیا ہی گبران بدگر دار اسکے آنے سے بہت خوش ہوے ہین اسی سبب سے
نقارہ شادمانی بجایا اور ای شہریار وہ مکار و بد کاسہ کیون نہ خوش ہون اس دیوانہ کا قد نصف کوس کا
طول رکھتا ہی شہزادہ نے متحیر ہوکے کہا کہ ای عمر یہ دیوانہ کون ہی اور کہان سے آیا ہی عمر ثانی نے عرض کی اس

دیوانہ کو کیکاؤس پردہ ظلمات سے لایا ہے اور یہ وہ دیوانہ ہے جسکے باپ کو شاہزادہ شیرل نے امیر عظم کے
روبرو ہلاک کیا تھا اس خبر کو سُنکے شہزادہ خاموش ہو رہا واضح ہو کہ ملک کیکاؤس کا ایک عیار جو شمیم نام اور
شمیم عیار قسیم کا بھائی شمیم عیار کسی ضرورت سے سبا ئل کی طرف جا نکلا وہاں خواجہ عمرو کا سیراقی عیاری لیکے
اپنے قریب تھی کیا اور لشکر اسلام مین داخل ہوکے خیمہ رستم ثانی کے قریب پہونچا پاسبانان خیمہ کو لخلخہ کی
بیہوش کیا اور خیمہ مین داخل ہوکے شہزادہ رستم کو بھی بیہوش کیا اور گلیم عیاری مین لپیٹ کے پشتارہ
اپنی پیٹھ پر رکھا اور وہاں سے روانہ ہوا ابھی لشکر اسلام کے چار سو ہوک سے نہین گذرنے پایا تھا دیکھا سامنے سے
سیارہ ثانی عیار شہزادہ رستم چلا آتا ہے شمیم عیار نے چاہا کہ سیارہ ثانی عیار کی نظر بچا کے نکل جاؤن
مگر ممکن نہوا کہ سیارہ ثانی قریب آپہونچا اُسنے جو ایک سیہ پوش کو پشتارہ بردوش دیکھا تو آواز بلند کہا اوش
او نابکار اس پشتارہ مین کیا ہے اور کہاں لیے جاتا ہے شمیم سیارہ وہین ٹھہر گیا اور کہا تو کون ہے جو مجھسے اس پشتارہ کا
حال پوچھتا ہے اس پشتارہ مین کچھ ہے اور مین کہین لیے جاتا ہون سیارہ ثانی نے قرینہ سے دریافت کیا کہ ضرور
یہ کوئی عیار ہے کہا جبتک مجھکو حقیقت حال دریافت نہوگی مین ہرگز تجھکو یہان سے نہ بڑھنے دونگا شمیم نے
وہان سے بھاگنا چاہا سیارہ ثانی نے حلقہ کمند پھینکا اور اُسکو لپیٹ کر لیا بعد اُس پشتارہ کو کھولا دیکھا تو
شہزادہ رستم ہے ایک مکا شمیم کے کلّہ پر مارا اور کہا او گرہ بکار تجھکو یہ خبر نہ تھی کہ تو نے یہ چالاکی کی پھر سیارہ عیار نے
جلد سے فتیلہ رفع بیہوشی روشن کیا اور شہزادہ رستم کو ہوش مین لایا رستم نے جو آنکھ کھولی دیکھا سیارہ ثانی
عیار کھڑا ہوا ہے اور مین گلیم عیاری سے باہر لایا گیا ہون پس سیارہ ثانی عیار کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای
سیارہ اسوقت مین کہاں آگیا ہون اور یہ گلیم عیاری کیسی ہے جسمین لپٹا ہوا تھا سیارہ عیار نے کہا شہزادہ
تم ہی غور فرماؤ کہ یہ کیا واقعہ ہے شہزادہ رستم نے کہا مین کیا جانون مجھکو مطلق خبر نہین ہے ہان مجھکو یہ بخوبی یاد ہے کہ
مین اپنے خیمہ مین تھا یکایک اپنے کو یہان پایا سیارہ عیار نے کہا مجھکو بھی اس حال کی مطلق خبر نہین ہے مین
چلا یہ پھر رہا تھا یکایک دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بر پشت چلا آتا ہے مین نے اُسکو ٹوکا چلے وہ مجھ سے جنگ پر
آمادہ ہوا اور چاہا کہ نکل جاؤن مین نے اُسکو نہ چھوڑا اور کمند سے بستہ کر لیا جب پشتارہ کو کھولا تو آپکو بیہوش
دیکھا فتیلہ رفع بیہوشی سے آپکو ہوش مین لایا شہزادہ رستم نے کہا اس حقیقت سے تو ظاہر ہے کہ وہ عیار تھا اچھا وہ
کہاں ہے مین بھی دیکھون سیارہ عیار نے کہا وہ کہین گیا نہین ہے یہین موجود ہے یہ کہا اور شمیم بن نسیم عیار کو اسی طرح
کمند سے بندھا ہوا شاہزادہ رستم کے روبرو حاضر کیا شاہزادہ رستم نے شمیم کو ایک جوان نہایت چست و چالاک
دیکھا اور زیادہ تر تعجب اس بات سے ہوا کہ شمیم کو کسوت اسے خواجہ عمرو سے آراستہ دیکھا شہزادہ نے پوچھا اے
جوان چالاک و مکار تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور کیا وجہ ہے جو تو مجھکو پشتارہ کرکے لیچلا تھا اور کہاں لیچلا تھا
اُسنے مطلق جواب نہ دیا اسی طرح نظر نیچی کیے خاموش رہا شاہزادہ رستم نے سیارہ سے پوچھا کہ یہ کیون
نہین جواب دیتا سیارہ شمیم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تو جواب کیون نہین دیتا بیان کر تو کون ہے جب شمیم عیار نے
پھر بھی کچھ جواب نہ دیا سیارہ نے شمیم کا کان نوچ لیا اور کہا اگر تو اب بھی جواب نہ دیگا تو ذرہ ذرہ تجھے تکّہ سے
پوچھونگا شمیم نے چین بر جبین ہوکے کہا تو کیا پوچھتا ہے سن لے میرا نام شمیم ہے اور ملک کیکاؤس کا
عیار ہون میرے باپ کا صاحب طبع سلیم حضرت نسیم نام تھا یہ سنکے رستم کو تاب ضبط نہ رہی بیتحاشا
ہنس دیا اور سیارہ سے کہا صاحب طبع سلیم کے صاحبزادے ایسی شقی دلئیم ہین دکھائی دیتا اور شمیم سے کہا

امر واقعی یہ ہی کہ مین اسی وقت بہر نوع تجھے قتل کرتا مگر تو نے اپنے باپ کا نام ایسی عزت و صفت کے ساتھ لیا کہ مجکو
ہنسی آگئی علیٰ ہذا اسکا عوض یہ ہی کہ اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو مین تجھسے کچھ تعرض نہ کرون شمیم نے کہا
واہ یہ تو خوب کہا کہ دین اسلام قبول کرلو کچھ اور فرمایش کی ہوتی تو مین قبول بھی کرلیتا یہ میرے اُستاد نے نہین
پڑھایا ہی کہ جب کسیوقت مین مجبور ہو جاتا تو اپنا مذہب بدل دیتا۔ تو مجھسے نہ کبھی ہوا ہی اور نہ کبھی ہوگا سیارہ نے
کہا پھر کیا یہ منظور ہی کہ اسیوقت ہلاک کیا جاوے شمیم نے کہا بھلا کسیکو بھی اپنا ہلاک کرنا منظور ہوا ہی یا کبھی کو ہوگا
شہزادہ رستم نے پوچھا یہ تو نے کچھ نہ بیان کیا کہ میرے بیہوش کرکے لیجانے مین کیا امر منظور تھا شمیم نے کہا مین
کچھ نہین جانتا سیارہ نے کہا شہریار یہ مردک اسطرح حرف بکیگا بیکار اس سے بات کرکے سخن پریشانی کرتا ہی تو جو
اسکے بارہ مین منظور ہو حکم فرماو شہزادہ نے کہا یہی مناسب ہی کہ اسکا کام تمام کیا جاویگا مگر پھر پوچھو کہ دین اسلام
قبول کرنے مین اسے کیا عذر ہی سیارہ نے شمشیر آبدار میان سے کھینچی اور بلند کرکے کہا قبول کیا کہتا ہی شمیم نے
پھر کچھ جواب نہ دیا سیارہ نے ایک ہی ضرب شمشیر مین شمیم کا کام تمام کیا شہزادہ رستم ثانی نے سیارہ کی
عیاری کی طرف دیکھا اور کہا کچھ معلوم ہی کہ یہ جو اسکے تن مردہ پر آراستہ ہی یہ کسکی کسوت ہی سیارہ نے کہا ہان
اے والا گہر مین خوب اس کسوت کو پہچانتا ہون یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہی شہزادہ نے کہا دیر کیون کرتے ہو
اسکے تن سے علیحدہ کرلو اور خود پہنو یہ اس کسوت کا مالک نہین ہو سکتا سیارہ نے اس تمام سامان عیاری کو
اسکے جسم سے علیحدہ کرلیا اور اپنے تن پر اس کسوت کو آراستہ کرکے بکمال ادب تسلیم عرض کی اور متبسم ہوکے
کہا زہے رحمت و عنایت حق بحقدار رسید مگر یہ تو ارشاد ہو کہ کسوت خواجہ عمرو میرے ہی پاس رہیگی یا پھر
لیجاویگی رستم ثانی نے کہا اے سیارہ وہ کون ہی جو اس کسوت کو تجھسے لے لیگا اور کیا وہ کسی کے پہننے کی ہی تو
چالاک ہی بزور بازو دلی ہو سیارہ نے کہا مجکو اگر خیال ہی تو چالاک بن عمرو کا خیال ہی کہ چالاک جس وقت دیکھیگا فورًا
چھین لیگا رستم ثانی نے کہا اگرچہ چالاک کچھ کہیگا تو اسکا جواب پائیگا آج تو نہین البتہ کل انشاء اللہ بارگاہ سلیمانی مین
چلینگے اور ظل سبحانی جناب حمزہ ثانی کی خدمت والا منزلت مین شمیم کا سر پیش کرینگے تو بھی اسی کسوت سے آراستہ
ہوکر میرے ہمراہ چلنا وہان جسکو جو کچھ کہنا ہوگا کہیگا سیارہ عیار نے وہ رات تو اسی خیال مین بسر کی صبح کو
کہ جہان پر غرور بیافت از سرچشمۂ خورشید فیض وجود مین شاہزادہ رستم عازم بارگاہ ہوا سیارہ سے
کہا تو بھی تیار ہو چنانچہ سیارہ عیار اسی کسوت سے آراستہ سر شمیم لیے ہوے ہمراہ ہوا رستم ثانی داخل بارگاہ
سلیمانی ہوا دیکھا تمام دربار روسا سے علما امراے کرام سے مملو ہی سب اپنے اپنے مرتبے کے موافق زرنگار
کرسیون پر راست و چپ کمال جاہ و حشم سے بیٹھے ہین اور حاکم حکومت عمرانی وشید بناے جہانبانی یعنی جناب
حمزہ ثانی بکمال استغنا بمقام صدر مین جلوہ افروز ہین سیارہ عیار نہایت چستی اور چالاکی سے سر شمیم کا لیے قریب
حمزہ ثانی کے گیا اور سر پیشکش کیا حمزہ ثانی نے بغور اس سر کو دیکھا پوچھا یہ کسکا سر ہی سیارہ تو سر کو
پیش کرکے خاموش ہو رہا مگر شاہزادہ رستم نے کہا شہریار یہ سر ایک عیار کا ہی جس نے شب کو مجھے بیہوش کیا
اور پشتارہ باندھ کے خیمہ سے اُٹھالے گیا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ سیارہ عیار راہ مین مل گیا کہ اُسنے مجھکو
اُس ظالم کے دست ظلم سے رہا کیا اور اسکو قتل کیا ورنہ مین اسکے ہاتھ سے ہرگز زندہ نہ بچتا حمزہ ثانی نے
پوچھا صاحب سر کا نام کیا ہی شاہزادہ رستم نے کہا اسکا نام شمیم ہی اور اے شہریار جب اسکو سیارہ نے گرفتار
کیا ہی اور اُس سے اسکا نام پوچھا ہی تو اُسنے اپنا نام بتاکے اپنے باپ کا نام کمال عزت سے لیا یعنی کہا میرا نام شمیم ہی

اور میرے باپ کا نام صاحب قلیچ سلیم حضرت نسیم تھا یہ سنکے حمزہ ثانی بھی متبسم ہوئے راوی کہتا ہے کہ چالاک
بن عمرو بھی بارگاہ میں موجود تھا اُسنے سیارہ ثانی کو از سرتا پا کسوت ہائے خواجہ سے آراستہ دیکھا ہمہ تن
غیظ و غضب ہو گیا کبھی اُس کسوت کو دیکھا کبھی تیز نظر سے سیارہ ثانی کی صورت دیکھی اور سرخ ہو گیا بلکہ حاضرین
بارگاہ کی بھی نظر چالاک بن عمرو کی طرف پڑی متعجب ہوئے ایک نے دوسرے سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اور
پھر چالاک کی طرف دیکھا آخر الامر تا بضبط نہ رہی با تکلف پکار کے کہا ای سیارہ ثانی ذرا میری طرف بھی
متوجہ ہو سیارہ نے مڑکے چالاک کی صورت دیکھی اور خاموش ہو رہا چالاک نے بار دیگر کہا ای سیارہ
میں تجھ سے کہتا ہوں سیارہ نے کہا کہو کہ تو کیا کہتا ہے میں متوجہ ہوں چالاک نے کہا جو تو کسوت ہائے عیاری
پہنے ہوئے ہے کسکی ملک ہے ستارہ ثانی نے کہا کسیکے ملک کا ہو مگر اب تو اس کسوت کا مالک میں ہوں القبض دلیل الملک
جس چیز پر جس شخص کا قبضہ ہوتا ہے وہی اُسکا مالک سمجھا جاتا ہے چالاک نے کہا یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہے اُسکا مالک میں
ہو سکتا ہوں سیارہ نے کہا یہ کوئی بات نہیں ہے کہ خواجہ عمرو کی کسوت ہے اسواسطے تو ہی مالک ہوتا ہے اور بالفرض
تو ہی مالک ہو سکتا ہے پھر کیوں نہ مالک ہوا چونکہ اس کسوت کو میرے زیب تن ہونا مقرر تھا اسکا یہ سامان ہوا کہ شمیم
عیار اس کسوت کو لایا میں نے شمیم بن نسیم کو ہلاک کیا اور کسوت کو اپنے زیب تن کیا اُس طرف رستم ثانی
اس گفتگو کو سن رہا تھا اور گوشہ چشم سے چالاک کو دیکھ رہا تھا جب چالاک نے یہ کہا کہ ای سیارہ ہر حالت میں
اس کسوت کا مالک میں ہی ہو سکتا ہوں رستم ثانی سے ضبط نہ ہو سکا ڈانٹ کے کہا خاموش دروغ گو کیا بیکار غوغا
مچا رکھا ہے تو نہیں جانتا کہ اس قسم کی چیزوں کا مالک وہی ہو سکتا ہے جو جرأت و دلاوری سے بہرہ رکھتا ہے جب
میرے عیار نے جوانمردی سے اس کسوت کو حاصل کیا تو پھر کیا اعتراض کا محل ہے چالاک نے غضب آلود
نگاہ سے رستم ثانی کو دیکھا اور کہا کیوں بیکار سننا چاہتے ہو ابھی ساری حقیقت بیان کر دوں تو معلوم ہو جائے
رستم ثانی نے کہا کیا حقیقت بیان کریگا بیان کر میں ضرور سننا چاہتا ہوں چالاک نے کہا اگر سننا چاہتے ہو تو سنو تم کیوں اس
بارہ میں دخل دیتے ہو یہ بھی دنگل کا مقدمہ ہوا کہ تمہارے باپ نے تمام عمر تو مسلمان کشی کی جب صاحبقران
کعبہ اللہ کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے یہ عیاری کی کہ شہریار جہان شاہزادہ نور الدہر سے تخشی پر کمر باندھی
اس بارہ میں تمہارے دخل دینے سے میں ہرگز باز نہ آؤنگا یہ کسوت میرا مال ہے میں اسکو ضرور لونگا میں کسی سے
خائف نہ ہونگا سیارہ کی کیا وقعت ہے کہ مجھکو کسوت نہ دے اور ای رستم ثانی یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تمہارا کوئی
حق نہیں ہے کہ سیارہ کی طرف سے کچھ کہو رستم ثانی نے کہا واہ یہ خوب کہا کہ میرے کہنے کا حق نہیں ہے ای خیرہ سر مجھکو
خوب معلوم ہے کہ عنقریب تو اپنی کو خاک و خون میں آلودہ دیکھیگا اور سے انجام عیان ست چہ حاجت بہ بیان اگر کسوت
خواجہ کی لینا چاہیگا تو معلوم ہو جائیگا قران وہاں موجود تھا اُسنے جو رنگ دگرگون دیکھا رستم ثانی کے قریب آیا
اور کہا ای رستم دلاور چالاک سچ کہتا ہے کہ یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تم اس بارہ میں دخل نہ دو دونوں عیار باہم سمجھ
لینگے معلوم ہوتا ہے کہ اس یراق عیاری کے بارہ میں جو کچھ خواجہ عمر نے کہا ہے اُس سے تمکو اطلاع نہیں ہے آگاہ ہو ای رستم
ثانی خواجہ عمر نے کہا ہے کہ اس یراق عیاری کا وہی مالک ہو سکتا ہے جو بلا شور کو ہلاک کرے اب بتا دو کہ اس شرط کے مطابق
سیارہ ثانی کیا دعوے رکھتا ہے یہ کہا اور سیارہ ثانی کے پاس آئے کہا ای بابا سیارہ ثانی جو کچھ میں کہوں اُسپر عمل کرو
یعنی خواجہ عمر کی یراق عیاری کو اتار ڈالو رستم ثانی نے کہا ای قران ذرا میری طرف متوجہ ہو قران نے
کہا ارشاد فرماؤ رستم ثانی نے کہا جو گفتگو اسوقت کر رہا ہے اُسکی خصوصیت سے نہایت بعید ہے جو تو ہمارے ساتھ

رکھتا ہی یہ عجیب بات ہی جو ہمارے مدبر ستیارہ ثانی سے کہتا ہی کہ یراق خواجہ عمرو کو اُتار ڈالو قران نے کہا ای
رستم ثانی یہ تمہارا خیال بہت صحیح ہی کہ تمسے زیادہ خصوصیت رکھتا ہون اسکا مقتضا یہ تھا کہ مین تمہاری طرفداری
کرتا لیکن یہ بھی بجاے خود سمجھے رہو کہ مین اس خصوصیت کے اعتبار سے کبھی راستی کو ہاتھ سے نہ دونگا صریح
خواجہ عمرو کا قول مجھے یاد ہی پھر کیونکر کہون کہ ای ستیارہ تم یراق عیاری نہ دو بعد اسکے گفت وشنید کے قران
ستیارہ کے قریب آیا اور کہا ای ستیارہ ثانی اب دیر نہ کر ستیارہ نے رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم نے
سکوت کیا ستیارہ نے تمام یراق عیاری اُتارے اور قران کے حوالہ کیے قران نے اُس تمام سامان عیاری
کو لیکے خزانہ مین امانت رکھا اور اس قصہ کو اس طرح پاک کیا اب اس طرف کا حال سُنیے کہ جب عروج دیوانہ لشکر
کبران مین وارد ہوا اور نقارہ شادمانی بج چکا کبردن نے کہا ای عروج تجھکو یہ خوب معلوم ہی کہ خداپرستون کے لشکر
نے تیرے باپ کو ہلاک کیا ہی اب وہ وقت آگیا ہی کہ تو خداپرستون سے اُس شدت کا عوض لے عروج دیوانہ نے
کہا پھر کس طرح خداپرستون سے عوض لیا جاوے کبردن نے کہا اس سے بہتر کوئی عوض نہین ہی کہ شب کے وقت خداپرستون
کے لشکر پر پتھر برساؤ جب اُسکے تشدد کا خیال آتا ہی کیا کہین کہ کیسا قلق ہوتا ہی عروج دیوانہ نے قبول کیا اور آدھی
شب مین لشکر کفار سے باہر آیا ایک پہاڑ کی جانب چلا اور بلندی کو پہونچ کے بہت بھاری ایک پتھر پہاڑ سے
توڑا اور ہاتھ مین سنبھالا عمرو ثانی اُسوقت وہان موجود تھا جسکی تمام بلاخور کی صورت سے مشابہ ہوکے عروج
دیوانہ کے روبرو آیا جو زنگ کہ اُسکی گردن مین آویزان تھا اُسکی زنجیر کو حرکت دی جس سے زنگ بجا دیوانہ نے
کہا کون ہی جو مجھسے کچھ کہنا چاہتا ہی یہ کہا اور ہاتھ بڑھایا عمرو ثانی بصورت بلاخور تو قریب موجود ہی تھا دیوانہ کے
ہاتھ مین آگیا دیوانہ نے عمرو ثانی کو اپنے کان مین رکھ لیا عمرو ثانی نے اُس کے کان مین باطمینان تمام قیام کیا اور
کہا ای عروج کیکاؤس اور لاہوت استفسار فرماتے ہین کہ کس طرف کا قصد ہی عروج دیوانہ نے کہا پوچھنے کی
کیا ضرورت ہی خداپرستون کے لشکر کی طرف جاتا ہون عمرو ثانی نے کہا کیکاؤس و لاہوت کہتے ہین اس طرف
خداپرستون کا لشکر نہین ہی بلکہ پشت کی جانب ہی راوی کہتا ہی کہ دیوانہ کی پشت کی جانب لشکر کبران تھا عروج کو کیا
خبر تھی کہ مجھکو بہکایا چاہتا ہی اُسنے جانب پشت رخ پھیرا اور وہ سنگ گران بقوت تمام لاہوت کے لشکر پر مارا
جس سے پچاس ہزار سوار پراٹھا ہو گئے عروج دیوانہ پھر پہاڑ کی طرف چلا تاکہ دوسرا پتھر لاوے عمرو ثانی وہان حمزہ کی
خدمت مین پہونچا اور دست بستہ عرض کی ؎ خسروا مہر سپہرت بندہ باد ✦ روزگارت فرخ و فرخندہ باد ✦ اگرچہ یہ ذرہ بیمقدار آپکے
کسی لائق نہین سمجھتا ہی لیکن جسپر کہ خورشید نے سایہ دولت ارزانی فرمایا ہو تو کیا عجب ہی جو کوئی کام مجھ ہیچکارہ سے انجام پذیر
ہو جاے حضور کے اقبال سے خادم داعیہ کرتا ہی کہ قبل کیطرف سے اسپ پہونچنے کے سنگ وجود مخالف کو راہ سے اُٹھا کے پھینکدیگا
اور چمن حکومت وکامرانی کو خار آزار سے اُسکے پاک کریگا ؎ سگ کیست روباہ نازورمند ✦ کہ شیر ژیان را رساند گزند ✦ ذرا حضور
تکلیف کرین اور چلکے تماشاے عجیب ملاحظہ فرمائین حمزہ ثانی مع ہمراہیان جانباز سوار ہوا اور ایک بلند مقام پر استادہ ہو
حقیقت حال کا معائنہ کرنے لگا اتنے مین دیکھا کہ عروج دیوانہ نے پہاڑ سے ایک سنگ گران توڑا اور لشکر کفار پر مارا جس سے ہزارہا لشکری
فوج کفار کے پیوند زمین ہوگئے راوی کہتا ہی کہ اس شب کو سات آٹھ پتھر عروج دیوانہ نے پہاڑ سے لاکے فوج کفار پر مارے
جس سے چوتھائی لشکر مردہ ہوگیا اور تمام لشکر کفار مین صداے واویلا بلند ہوئی اور سب پکار پکار کے
کہتے تھے کہ ای عروج یہ کیا قیامت ہی کہ اپنے ہی لشکر کا خاتمہ کیے دیتا ہی یہ ہماری مدد وحمایت کو آیا ہی یا ہم سبکو خاک سیاہ
کرنے آیا ہی حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی قہقہے مار رہے تھے اور کہتے تھے یہ عجیب طرح کی عیاری عمرو ثانی سے ظہور مین

آئی ہی کیون نہین عقل کو باری تعالے نے ایسا ہی مرتبہ عنایت فرمایا ہی قطعہ

بہ پیشکاری عقل شریف ورای درست
توان کمند تصرف بر آسمان افگند
اگر نہ دیدۂ دل برکشاید از حکمت
نظر بسوے معانی نمی توان افگند

اور عقل بھی عمر و ثانی ایسے عیار کامل الفن کی دوسرے روز دن کو عروج دیوانہ بارگاہ گبران مین آیا اور دیکھا تمام اہل دربار نے دیوانہ کی صورت دیکھ کے دلمین ہزار ہزار تفرین کی حتی کہ بلاشور بھی دربار مین وارد ہوا دیکھا عروج دیوانہ بیٹھا ہوا ہی بلاشور نے کہا ای عروج تو واقعی دیوانہ ہی ارے کمبخت تو نے ہماری تمام فوج کو زخمی کیا اور جو تھا حصہ فوج کا تو بالکل پیوند خاک ہو گیا یعنی تو نے جو پتھر پھینکا ہمارے ہی فوج کیطرف پھینکا لشکر اسلام کو مطلق گزند نہ پہونچی حالانکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ تمام مسلمانون کو سنگسار کر دونگا عروج دیوانہ کو غصہ آ گیا کہا کمبخت تو اور تیرا باپ پہلا پتھر جب مین نے پہاڑ سے توڑا اور پھینکنے چلا اسوقت خود تو نے پیغام دیا کہ اس طرف فوج اسلام نہین ہی بلکہ پس پشت ہی اور اب مجھسے شکایت کرتا ہی اس صورت مین اگر تیری فوج ہلاک ہوئی تو میری پاپوش سے تو خود اس ہلاکت کا باعث ہوا بلاشور نے کہا مین نے ہرگز تجھکو پیغام نہین دیا نہین معلوم تجھکو کسنے بہکایا بختگان نے پیغام کے لفظ کو سنکے کان کھڑے کیے اور لاہوت کی طرف دیکھ کے کہا ای خداوند زادے یہ پیغام کا کیا ذکر ہی اسنے کہا مین کیا جانون عروج جو کچھ کہتا ہی وہی مین نے بھی سُنا ہان مجھ کو بھی معلوم ہی کہ ہماری طرف سے کوئی پیغام لیکے نہین گیا بختگان نے کہا ہان یہ تو مجھکو بھی معلوم ہی کہ یہان سے کسی نے پیغام نہین دیا مگر تیری سمجھ مین کچھ آتا ہی کہ یہ کیا واقعہ ہی لاہوت نے کہا میری سمجھ مین کچھ نہین آیا بختگان نے کہا خداوندزادہ یہ پیغام کا کام عیاران لشکر اسلام کا ہی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ جب عروج دیوانہ پتھر لیکے لشکر اسلام کی طرف پھینکنے چلا لشکر اسلام سے کوئی عیار آیا اور آسنے عروج دیوانہ کو بہکایا کہ اس طرف نہین پس پشت لشکر اسلام ہی پس آسنے ہماری طرف پتھر پھینکنا شروع کر دیے لاہوت نے کہا بیشک یہی کارروائی ہوئی ہی پھر اب کیا کیا جاوے بختگان نے کہا اب یہ کیا جاوے کہ نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا جاوے تاکہ دیوانہ میدان مین جاکے خداپرستون سے کارزار کرکے شب کے بہکانے کا عوض ایجان کا لے چنانچہ یہ سب کفار اس کارسازی مین مصروف ہوے

شاپور کا طلسم سے نجات پانا اور مروج دین سبحانی یعنی حمزۂ ثانی کی خدمت والا منزلت مین پہونچنا اور جنگ وحرب کفار بدکردار کا حال بیان کیا جاتا ہی

بزم مین رنگین خیالون سے جو ہو روشن چراغ
پرتو مہتاب سے بن جاتے ہین پروانے چراغ
دل ہمارا مردہ ہی سینہ ہمارا گور ہی
آتش افروزی سے ہونے کا نہین ممکن چراغ
دھیان آ جاتا ہے جو مضمون چراغ کشتہ کا
لعل لب کو مین نے جانا لال پر روشن چراغ
سیکڑون پروانون کو اسنے کیا خاک سیاہ
رات ہو جاے تو دکھلاے تجھے رہزن چراغ
داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین

سنبلستان ہو شبستان ہالۂ گلشن چراغ
روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین
داغ سینہ کا ہی گویا گور پر روشن چراغ
صبح تک چلتی ہی آہون سے ہماری باد تند
واسطے تشبیہ کے ہووین گل کس کے چراغ
دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال ابروے دوست
موم کر سکتا نہین ہے یہ دل آہن چراغ
دوستداری کھنچنے سے آشنا ہووے اگر
غم نہین ہو سکا نہ ہون اپنے سر مدفن چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین بن گئین
تیرے صدقے کا ہی [illegible] چراغ
یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
شام سے فانوس رکھتی ہی تہ دامن چراغ
کنج زر رنگ طلائی نے کیا منھ یار کا
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ
منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
اپنی چربی سے جلا راہ مین دشمن چراغ
جوہریان بازار معانی وصیرفیان عیار

گلدستہ دانی نقد سخن کو اس رنگ سے رائج کرتے ہین کہ جب شاپور کو مشعر جادو طلسم سے باہر لایا اور خود جادو دان تسخیر

جہان آفرین کے ساتھ سے ہلاک ہوا محمور جادو جو شیر جہان آفرین کا وزیر تھا شاپور کے پاس پہونچا اور کہا کہ ای
جوان خبردار جانب دست راست جانے کا قصد نہ کرنا ورنہ بار دیگر طلسم میں گرفتار ہو جائے گا البتہ دست چپ جسقدر
بھاگا جائے بھاگ شاپور نے حیرت سے محمور وزیر کو دیکھا اور کہا تو کون ہے جو اس حالت اضطراب میں میری
حمایت کرتا ہے محمور نے کہا میں کوئی ہوں مگر اسوقت میں تیری دوستی کی راہ سے ہدایت کرتا ہوں اگر میری ہدایت
کے موافق عمل کریگا طلسم سے نجات پائیگا ورنہ ضرور پھر طلسم میں گرفتار ہو جائیگا ۔ مثل کہ گفتہ اند عزیزان ۔
مکن گوش دل بسیار بجا ہے سرانگشت ندامت ۔ اور اے جوان بس اب دیر نکر بھاگ اور اگرچہ تو تھک بھی جائے مگر
ہمت کو نہ ہارنا ۔ در ہر کارے پردلی بباید نخست ۔ نباید زدل شکستہ تدبیر درست ۔ شاپور نے پھر نام پوچھا محمور
وزیر نے کہا کہ میں شیر جہان آفرین کا وزیر ہوں اور میرا نام محمور ہے شاپور نے مذہب کے بارہ میں سوال کیا
اُسنے کہا میں مسلمان ہوں شاپور نے محمور وزیر کو ہزاروں دعائیں دین اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اثنائے
راہ میں انواع و اقسام کے واقعہ روبکار ہوے سب کو طے کرتا ہوا چند روز کے بعد لشکر اسلام میں پہونچا اور حمزۂ ثانی
شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے شاپور اسقدر عرصہ سے تو کہاں تھا شاپور نے کہا اے شہریار اس زمانہ میں میں
شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت میں تھا اسکے بعد از اول تا آخر تمام سرگذشت بیان کی حمزۂ ثانی نے شاہزادہ
کی بہت تعریف کی اور کہا خداوند عالم اُسکی عمر میں برکت عطا فرمائے اے شاپور بس یہ سمجھ لو کہ لشکر اسلام کی رونق ہے
تو شہزادہ بدیع الملک کے دم سے شاپور نے کہا لاریب فیہ والا قدر ایک شجاع زمانہ و دلیر یگانہ ہے یہ خبر نور الدہر
اور بدیع الزمان کو بھی پہونچی سب نے آ کے استفسار حال کیا شاپور نے ہر ایک کے روبرو حال بیان کیا سب
خوش ہوے حمزۂ ثانی نے کہا اے شاپور جس دیوانہ کو تمنے ہلاک کیا تھا اُس کے بیٹے کو فلک لیکا دس
لایا ہے اُسکا قد بھی مثل اپنے باپ کے بہت طویل ہے شاپور نے کہا کیا تردد کی بات ہے بادشاہ کے اقبال سے وہ بھی
ہلاک کیا جاویگا حمزۂ ثانی نے کہا ہاں خدا کی ذات سے ہمکو بھی امید ہے لیکن اُسکا مقابلہ کرنا خالی از وقت نہیں ہے
عمرو ثانی نے کہا شہریار کچھ وقت کی بات نہیں ہے شب کی سنگ باری کا تدارک کسکی سمجھ میں آتا تھا مگر خدا کے
فضل سے اُسکا ایسا تدارک ہو گیا کہ جسکا گمان بھی نہ تھا یعنی یہ بھی کوئی قیاس کی بات ہے کہ فوج اسلام کی ہلاکت
کا اُسنے ارادہ کیا اور خود لشکر کفار کی ہلاکت کا باعث ہو گیا حمزۂ ثانی نے فرمایا اے شاپور بخدا کہ عمرو ثانی
نے عجب عیاری کی بعدہ تمام حقیقت عیاری بیان کی جس سے شاپور نے بھی قہقہہ لگایا اور کہا بیشک عیاری اسکا
نام ہے ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نقارہ جنگ کی آواز گوش زد ہوئی حمزۂ ثانی نے عمرو ثانی سے کہا جا کر
دیکھنا لشکر کفار میں کسکے نام سے طبل جنگ بجا عمرو ثانی گیا اور مفصل حال دریافت کر کے حمزۂ ثانی کی خدمت
میں عرض کی کہ شہریار جس بات کا ذکر تھا وہی پیش آئی یعنی آج اس دیوانہ کے نام نقارہ جنگ بجا ہے حمزۂ ثانی نے کہا
پھر کیا ہو گا اُس بلائے بے درمان کا کون مقابلہ کریگا شاپور نے کہا شہریار اگر عمرو ثانی اپنی عیاری دکھا چکے ہیں تو
ایکی مرتبہ میں کوشش کروں لیکن دیکھئے نتیجہ کی خبر خدا کو ہے حمزۂ ثانی نے شاپور کی ہمت مردانہ پر ہزار ہزار آفرین
کی اور کہا خیر دیدہ شود چہ مے شود عرض کہ شاپور نے تمام شب یہ کارروائی کی کہ ہزار گز کی چوڑائی میں ایک عمیق کنوان
کھودا اور اُس کنوئیں کو باروت کے بھرے ہوے بوروں سے پُر کیا اور اُسی کنوئیں سے ملی ہوئی ایک
نقب تیار کی اُسکو بھی باروت سے بھرا اور اپنے چند شاگردوں کو اُس نقب پر مقرر کیا اور اُنسے کہدیا کہ
جسوقت وہ دیوانہ کوئیں میں گرے تم فتیلہ سے آگ دیدینا بعدہ اُس کنوئیں کو خس و خاشاک سے چھپا دیا

اُس طرف لشکر مخالف میں ہر ایک دیوانہ سے کہتا تھا اب ذرا نبرد آرائی و ہوشیاری سے کام کرنا ایسا نہو کہ جبکی
طرح دن کو بھی اپنی جان کی ہلاکت کے درپے ہو جاؤ دیوانہ نے کہا کیا خوب مجھکو دیوانہ بنایا ہی کفار نے کہا بیشک ہم
مجھکو دیوانہ سمجھتے ہیں اگر دیوانہ نہوتا تو کیوں ایسی غلطی کرتا دیوانہ نے کہا میں دیوانہ نہیں تھا تم خود دیوانے تھے
کہ میرا کہنا نہ مانا لشکر اسلام کی جانب سے پھر واسکے اپنی فوج کو ہلاک کروایا الحاصل تمام شب لشکر دن میں سامان
حرب و ضرب مہیا و درست ہوتا رہا صبح کو دونوں طرف صف آرائی ہوئی لشکر کفار سے اول جو میدان میں آیا وہ
عروج بن بروج تھا تمام میدان معرکہ میں زلزلہ پیدا ہو گیا گویا آثار قیامت ظاہر تھے دیوانہ کی آواز نہ تھی صور
اسرافیل پھونکتا معلوم ہوتا تھا آتے ہی نعرہ مارا کہ اے لشکر خدا پرست اگر نہیں جانتے ہو تو آگاہ ہو میں ہوں عروج
بن بروج دیوانہ جب سے میرے باپ کو تم ایسے آدم زاد دشت استخوان اور خدا سے نادیدہ کی بندگی کرنے والوں
نے ہلاک کیا ہی کیا کہوں کیسا ملال ہی آج دیکھنا کہ کیسا تم سے انتقام لیتا ہوں ورنہ خیریت اسی میں ہی کہ تم
میں سے جس نے میرے باپ کو ہلاک کیا اُس کو میرے حوالہ کر دو اور حوالہ کرنا اگر منظور ہو تو کسیکو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیجو دیکھوں وہ کیسا دلاور و جری ہی آج یا تو میں اُس سے اپنے باپ کے خون کا بدلا لونگا
یا اپنے باپ کی طرح میں بھی اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا مگر یہ خیال رہے کہ میرا ہلاک ہونا ایسا ویسا نہیں ہی
تمام روے زمین کو متزلزل کر دونگا حمزۂ ثانی کے حواس مختل تھے کہ سکتے تھے دیکھیے کیا ہوتا ہی جب عروج
نے مرد مقابل طلب کیا حمزۂ ثانی نے شاپور کی طرف دیکھا چستی تمام شاپور حمزۂ ثانی کے قریب آیا اور
کہا کیا حکم ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا حکم کو پوچھتے ہو دیکھتے ہو کہ یہ پہاڑ اپنا مرد مقابل طلب کرتا ہی اب اسکا مرد مقابل
کون ایسا پہاڑ ہی جو ہو شاپور متبسم ہوا اور کہا شہریار متردد نہوں میں اس مرد کے مقابلہ کو جاتا ہوں اور اگر خدا نے
چاہا تو عنقریب اسکا کام تمام کرتا ہوں حمزہ نے کہا ارے صاحب یہ کیا کہتے ہو خدا کو اگرچہ نہیں دیکھا ہی لیکن عقل سے
ضرور پہچانا ہی کہاں تم اے تن ناتوان کہاں وہ ایک کوہ گران شاپور نے کہا شہریار اجازت تو دیں پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیں کہ کیا ہوتا ہی حمزۂ ثانی نے بہزار مجبوری اجازت دی اور تمام حاضرین نے شاپور کے حق میں
دعاے خیر کی شاپور حمزۂ ثانی کو بکمال ادب تسلیم عرض کرکے اور خدا حافظ کہکے عازم میدان ہوا اور عروج
بن بروج دیوانہ کے روبرو بکمال استغنا استادہ ہوکے کہا او مغرور کہ کیا کہتا ہی میں تیرا سر کوب آپہونچا دیوانہ نے
آنکھیں پھاڑ کے اور متعجب ہوکے ہر چہار جانب دیکھا اور بادل کی طرح گرج کے کہا یہ آواز کہاں سے آئی وہ
کون ایسا میرا مقابل ہی جو نظر تک نہیں آتا مقابلہ کیونکر کریگا شاپور نے کہا او اجل گرفتہ تجھکو نظر کیا آویگا ملک الموت
نے تو ابھی سے تجھے اندھا کر دیا قاعدہ ہی جب کسیکی موت قریب ہوتی ہی پہلے وہ اندھا ہو جاتا ہی پس اسی طرح اپنی
نسبت بھی سمجھ لے یہ کہکے سہ یکے نعرہ زد آن پل اندر مصاف ٭ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ٭ چنان نعرہ پیچید کوہ و دشت ٭
کہ آوازش از آسمان در گذشت ٭ عروج بن بروج اسی طرح پہاڑ کی طرح اپنی جگہ قائم رہا مطلق اعتنا نکی شاپور دلاور
نے قدم آگے بڑھایا ۔ ارادہ کرد کہ از دست دیو پرستانہ بکشد ہمت و جرأت بر آسمان رسانید ٭ عروج پیچھے ہٹا اور بکمال
تمرد کہا کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی اپنے قد و قامت کو دیکھو اور اس جرأت کو دیکھو بروج میرا باپ تم خدا پرستوں
کے ہاتھ سے کیا ہلاک ہو گیا کہ اب ہر ایک کو مقابلہ میں جرأت بڑھ گئی شاپور نے ایک پتھر اُٹھا کر اُسکے منھ میں
پھینکا وہ اُس پتھر کو چبانے لگا آنکھیں بند کر لیں جیسے دستور ہی کہ دیو لڑنے میں اور کھانے میں آنکھیں بند کر لیتے ہیں غرضکہ
وہ پتھر چبا تا جاتا اور کہتا تھا اے آدمزاد تیرا سارا بدن ہڈی ہی گوشت نام کو نہیں اور ہڈی بھی اور آدمیوں سے

خلاف تخت ابو مرد جس دن ایک بچہ لو کا نہیں وہ آنکھیں بند کیے یہ کہہ رہا تھا شاپور نے فرصت کو غنیمت جانا جست
کر کے قریب گیا اور وہیں زور سے خنجر اسکی ران پر مارا کہ دستہ تک غرق ہو گیا اور پھر اپنی جگہ پر چلا آیا دیوانہ نے
اپنا پاؤں اٹھا کے زمین پر دے مارا جس سے زمین لرز گئی اور کہا او آدمی تو موجود ہے میری آنکھیں بند ہیں تحقیق میں
سمجھتا تھا کہ تجھکو چبا رہا ہوں شاید تیرے ساتھ کوئی غلام تھا جسکو میں چبا گیا اور یہ میری ران میں کیا چیز چبھ گئی
ران پر ہاتھ پھیرا ہاتھ خون میں تر ہو گیا کہا اُف اُف خون نکل رہا ہے شاپور نے تماشا تاک کے ایک ڈھیلا پتھر
اسکے منھ کی طرف پھینکا بکی مرتبہ پتھر کے صدمہ سے اسکے دو دانت ٹوٹ گئے اس پتھر کو غور سے دیکھ کے کہا
ارے آدمی اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو میرے منھ میں کچھ پھینکتا ہے اب میں تیرا کام تمام کرنے کے واسطے آنکھ کھولکر
دیکھ کر تجھکو نگلے لیتا ہوں شاپور نے ایک درخت کا ٹھنٹھا توڑا اور اسکی طرف پھینک کے کہا اسنے انگل سے مجھے
کیا نگلیگا عروج دیوانہ نے اس ٹہنے کو دیکھ کے قہقہہ مارا اور کہا کہ آدمی ہے شاپور نے کہا ایسا آدمی ہوں کہ تیرے
باپ کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہے تھوڑی ہی دیر میں تجھکو تیری اجل نوالہ کریگی عروج اس ٹہنے کو منھ تک لیجانے
میں مصروف ہوا اور بدستور آنکھیں بند کرلیں شاپور پھر بڑھا اور دوسری ران میں بھی خنجر مارا یہ بھی دستہ تک
غرق ہو گیا اور دریا دونوں رانوں سے جاری تھے دیوانہ نے دوسری ران پر ہاتھ رکھا اور ہاتھ کو خون میں تر
دیکھ کے کہا اُف اُف دوسری ران میں بھی کچھ چبھ گیا عروج نے جھلا کے شاپور کی جانب ہاتھ بڑھایا اور
چاہا کہ شاپور کو منھ میں رکھ کے نگل جاؤں شاپور نے اپنی جگہ سے گریز کی عروج نے شاپور کا تعاقب کیا شاپور
نے تمام میدان میں اسکو دو تین چکر دیے اور خوب سرگردان کیا جس سے عروج جھلا گیا اور بے تحاشا دوڑا
اس مرتبہ شاپور نے چستی تمام اپنے کو اس کنوئیں کے قریب پہونچایا جو خس و خاشاک سے چھپا ہوا تھا
اور وہاں سے ایک جست جو کی کنوئیں کے اس پار پہونچا دیوانہ تعاقب میں بے تحاشا دوڑتا چلا آتا تھا اسکو کیا
معلوم تھا کہ اس خس و خاشاک کے نیچے کیا ہے جیسے ہی خس و خاشاک پر اسکا پاؤں پڑا دھم سے کنوئیں میں
جا رہا شاپور نے قریب اس کنوئیں کے آکے بقوت تمام ایک پتھر اسکے سینہ پر مارا جس سے اسکو تخت صدمہ
پہونچا پھر پے در پے بکثرت پتھر اس کنوئیں میں پھینکے جس سے دیوانہ کا اس کنوئیں سے نکلنا مشکل ہو گیا اسوقت
دیوانہ نے کنوئیں میں سے پکار کے کہا او آدم زاد تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا میں کیا جانتا تھا کہ تو نے میرے
واسطے ایسا بندوبست کر رکھا ہے ورنہ میں ہرگز تجھکو مہلت نہ دیتا پہلے ہی نوالہ کر لیتا فوج کفار میں جو یہ خبر مشتہر ہوئی
کہ دیوانہ گرفتار کر لیا گیا پانچ ہزار نفر دیوان پینار قامت کوہ پیکر بہیئت مجموعی وار شمشاد ارہ پشت ننگ بھالا ہیول
لیے غل مچاتے چیخیں مارتے ہر جانب سے اس مرکز دائرہ شجاعت یعنے شاپور پر ان دیوؤں کو اپنی جانب آندھی
کی طرح آتے دیکھ کے بآواز بلند پکارا کہ اے حامیان دین یزدانی و اے تابعان حکومت حمزہ ثانی جلد یہاں پہونچو ورنہ
یہ شکار ہاتھ سے نکل جاویگا اور دوسری آواز اپنے شاگردوں کو دی کہ جلد فتیلہ سے سرنگ میں آگ دو ادھر
حمزہ ثانی نے ایک فوج شیر شاپور کی مدد کے واسطے بھیجی ادھر شاگردوں نے بہ حکم استاد فتیلہ سے سرنگ
میں آگ دی اور ایک دفعہ باروت اڑی اسکے زور میں دیوانہ جانب آسمان اڑا اور پھر آسمان سے زمین پر
پہاڑ کی طرح گرا اور روح اسکی درمیان راہ ہی میں مالک کی ملک ہوئی فوج اسلام نے ان کفار ان حملہ آور کو
روکا شاپور دیوانہ کے پاس آیا اور سر تن سے جدا کرکے بمشکل تمام لایا اور حمزہ ثانی کے مرکب کے پاؤں پر
ڈال دیا اور کہا اے شہریار بلند وقار ہزار ہزار شکر اس پروردگار قادر توانا کا کہ جو کچھ میں نے تہیہ کیا تھا وہ پورا کر سکا

حمزہ ثانی سر دیوانہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور مرکب سے اُتر کے شاپور کو گود میں اٹھا لیا اور اُسی وقت
نہایت گران قیمت ایک خلعت خاص شاپور کو دیا اور بارگاہ سلیمانی میں آ کے قرار لیا نوبت شادمانی کی صدا
بلند ہوئی رقص و سرود کی محفل آراستہ ہونے کا بندوبست شروع ہو گیا جو آیا پہلے شاپور سے بخوشی و خرمی بغلگیر
ہوا پھر مدح و ثنا سے پردلی و جوان مردی شاپور میں اس طرح گویا ہوا واہ واہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے این کار از تو آید
و مردان چنین کنند ۔ کار نمایاں اسی کو کہتے ہیں اس وقت رستم و افراسیاب زندہ ہوتے تو اس بہادری کی داد
دیتے کسی نے کہا نہیں صاحب افلاطون و فیثاغورث اس حکمت کو دیکھتے تو البتہ تعریف کرتے
بغیر اس تدبیر کے کسی طرح دیوانہ کشتہ نہ ہوتا خدا نے عقل کل بھی کیا شرف بخشا ہے شاپور نے کہا صاحبو میں کیا
اور میری تدبیر کیا اور ایسے پہاڑ کے مقابلے میں زور و طاقت کا ذکر کرنا تو بالکل ہی عبث ہے اصل امر یہ ہے کہ انسان
خاکی بنیان کے اختیار میں کوئی فعل نہیں ہے جو چاہتا ہے وہی وحدہ لاشریک کرتا ہے ہاں دنیا عالم اسباب ہے ہر حالت میں ایک
سبب پیدا ہو جاتا ہے ۔ گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست ۔ ور نیز بد ست ہم بہ تقصیر تو نیست ۔ تسلیم و رضا
پیشہ کن و شاد بزی ۔ کین نیک و بد جہان بہ تقدیر تو نیست ۔ حمزہ ثانی نے کہا ہاں صاحب یہ سب سچ ہے مگر
جرأت و دلیری بھی کوئی شے ہے اگرچہ وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے سچ پوچھو تو میں بالکل ناامید ہو گیا تھا اور
کیوں ناامید نہ ہوتا کہ اسکا مقابل کوئی نظر نہ آتا تھا خداوند عالم ہر وقت میں اپنے بندہ کا حامی و نگہبان ہے اس طرف
کفار میں کھلبلی مچ گئی ہر ایک ہیجان ہو رہا تھا دلوں میں ہول سمایا ہوا تھا کوئی کہتا یہاں سے بھاگو کوئی کہتا تھا
یہاں سے ہرگز نہ بھاگو جان دیدو بھاگ کے کہاں جاؤ گے خدا پرستوں کے ہاتھ سے یہاں جاؤ گے جان
نہیں بچیگی واہ رے خداوند ابلیس تجھ سے دیوانہ کی بڑی قدرت سے دیوانہ کے ایسے دست و بازو نے ایسی طاقت
دی جسکا مقابلہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کون کر سکے گا اور پھر اسکو اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک کروا دیا کسی نے کہا
چپ رہو کفر نہ بکو حقیقت کی آنکھ کھولو اور دیکھو یہ بھی خداوند ابلیس نے اپنی قدرت نمائی کی ہے کہ دیوانہ ایسی طاقت
والے کو اپنے ضعیف الجثہ کے ہاتھ سے ہلاک کروایا خداوند ابلیس کو اس بارہ میں الزام نہ دو بلکہ دیوانہ ہی نے
دیوانگی کی کہ آدم زاد کو مہلت دی اُسکے دام فریب میں گرفتار ہو گیا اگر پہلے اسکا کام تمام کرتا تو کیوں یہ صورت بد
پیش نظر ہوتی اور وہ تو ہلاک ہو گیا اب بھی تو کسی کو کچھ فکر نہیں ہے ایک نے کہا اچھا اب کیا فکر کی جاوے اسے
اس بات پر قرار پائی کہ جابلقا چلو اور وہاں پہونچ کے قلعہ بند ہونا چاہیے لشکر اسلام ہمارے استیصال پر آمادہ ہے
ضرور ہم سب ہلاک کیے جاوینگے چنانچہ وہ سب جابلقا میں آ کے قلعہ بند ہو گئے لشکر اسلام میں ایک دن
ایک رات ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا لولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش گلو و خوش آہنگ نے ایسا گایا
اور طرح طرح کے باجوں کو بجایا کہ سب پر محویت کا رنگ طاری ہو گیا انعام تقسیم ہوئے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے
بشرے سے خوشی و فرحت نمایاں تھی دوسرے روز جب بارگاہ سلیمانی میں حمزہ ثانی رونق افروز ہوئے بعد انواع و اقسام کے
حرف و حکایات کے شاپور اپنی جگہ سے اٹھا حمزہ ثانی نے فرمایا کیوں کیا قصد ہے شاپور نے عرض کی میں چاہتا ہوں
عرصے سے شاہزادہ معز و یگانہ دہر بدیع الملک کی خبر نہیں معلوم ہوئی ہے کہ اُس والا منزلت عالی مرتبت کی خبر
خیر و عافیت دریافت کر آؤں ضرور ہے کہ والا شان کیا واقعات پیش آئے ہونگے حمزہ ثانی نے کہا اے شاپور تم سے نزدیک تر ابھی توقف
کرو کل دو کل ہی کے اثر کو اپنے اعضا سے دور ہو جانے دو پھر اختیار ہے شاپور نے کہا حضرت اب توقف نہیں کر سکتا
ضرور جاؤنگا حمزہ ثانی نے مجبوری اجازت دی اور کہا اے شاپور جب شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو میرا

سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ مجھکو تمھارا کمال اشتیاق ہے بے دیدار سے غریب سے ایں دیدار کے بغیر افسوس کہ تمنے بالکل فراموش
کیا تم لیسے عالی جاہ سے مذمت بعید ہے میں بھی جانتا ہوں کہ کاربار سے موقع سے اسقدر فرصت نہ ملی ہوگی
کہ ملاقات کی نوبت آتی مگر زندگی کا کیا اعتبار ہے آج زندہ ہیں کل نوع دیگر پیش آیا تو حسرت ہی رہ گئی شاپور بہت متاثر
ہو کے رخصت ہوا اور جانب نگارستان و جابلقا کے روانہ ہو گیا بعد جانے شاپور کے حمزہ ثانی عمرو ثانی کیطرف متوجہ
ہوے اور کہا اے عمرو ثانی تمھاری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ میں آج کس جگہ بیٹھا ہوں اور تم کس جگہ بیٹھے ہو عمرو ثانی نے
عرض کی شہریار ارشاد کی کیا ضرورت ہے ظاہر ہے کہ آپ آج امیر حمزہ والا قدر کے مرتبہ پر فائز ہیں اور بندہ بھی اگرچہ کسی طرح کی
قابلیت نہیں رکھتا ہے تاہم خدا کے فضل اور آپ ایسے عالی جاہ کے اقبال سے خواجہ عمرو بلند توقیر کے مقام پر ہے حمزہ ثانی
نے کہا یہ تم خود جانتے ہو پھر یہ بھی بتاؤ کہ جو شخص جسکی جگہ مقیم ہوتا ہے اسکے کام کا وہ ذمہ دار ہوتا ہے یا نہیں عمرو ثانی نے
کہا بیشک ذمہ دار ہوتا ہے یہ کہا اور عمرو ثانی نے تمام عیاروں کو جمع کیا اور کہا اے یاران من و اے سرہنگان پر فن کمال
فن وہنر اسیکا نام ہے کہ جب وہ فن اپنی جاے مناسب پر صرف کیا جاوے ورنہ وہ فن نہیں ہے تم لوگ لشکر اسلام میں
اسی واسطے مقرر ہو کہ جب کوئی وقت پیش آئے اسکو اپنی عیاری و چالاکی سے دفع کرو اور ہر وقت بہی خواہ لشکر
اسلام ہو سب نے کہا بیشک عمرو ثانی نے کہا پھر اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر شخص اپنے مرتبے کی ترقی
چاہتا ہے سب نے کہا یہ صحیح ہے عمرو ثانی نے کہا فی الحال بلا شور کا علاج در پیش ہے جو کوئی ایسے علاج میں کامیاب
ہوگا اسکا مرتبہ بالا ہوگا بابا میں نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ جس طرح ممکن ہوگا بلا شور کا کام تمام کرونگا اور
عنقریب اسی غرض سے روانہ ہوتا ہوں جسکو کسی طرح کی جرأت ہو وہ میرے ہمراہ چلے اور یہ اطلاع میں نے
خاص اسی غرض سے دی ہے کہ ایسا نہو کوئی میرے جانے کے بعد اس بات کی شکایت کرے کہ عمرو ثانی بلا شور
کے ہلاک کرنے کو چلا گیا اور ہمکو اطلاع نہ دی اس مضمون کو سنتے ہی سات سو عیاران چابک دست و طرار
اٹھ کھڑے ہوے اور کہا اے عمرو ثانی خوب ہوا کہ تمنے ہمکو اطلاع دیدی ورنہ ہم بالکل غافل رہتے اور
تمھارے جانے کے بعد ہمکو افسوس ہوتا چلو ہم سب بسر و چشم اس مردود کا کام تمام کرنے اور اسلام کی حمایت
کرنے کو موجود ہیں عمرو ثانی نے کہا چلو پھر کیا دیر ہے چنانچہ یہ سب عمرو ثانی کے ہمراہ روانہ ہوئے عمرو ثانی کے جانے
کے بعد چالاک بن عمرو کو بھی جرأت ہوئی اسنے بھی اپنے موافق سرہنگوں سے مشورہ کیا کہ عمرو ثانی بلا شور
کے ہلاک کرنے کو گئے ہیں اب تم لوگوں کا کیا ارادہ ہے یہی موقع ہے جسمیں عمرو ثانی کا اور ہمارا امتحان ہو جائیگا اگر
تم لوگوں کی راے ہو تو پھر چلیں اور بلا شور کا کام تمام کر کے ترقی منصب اور خلعت و انعام کے مستحق ہوں سبنے
ہمزبان ہو کر کہا اے چالاک ضرور چلو ہم سب تمھارے ہمراہ ہیں چنانچہ چالاک بھی سات سو سرہنگوں کو
ہمراہ لیکے روانہ ہوا چالاک بن عمرو کے جانے کے بعد شاپور عیار ایرج نے بھی سات سو عیار اپنے ہمراہ
لیے اور بلا شور کی ہلاکت کا تہیہ کر کے روانہ ہوا اسی طرح سیارہ ثانی بھی سات سو عیار لیکے روانہ ہوا ادھر لشکر کے
شاگردان بلا شور سے دو شاگرد تھے فیروز نقاب و الماس جب یہ دونوں بارگاہ سلیمانی میں موجود تھے اور انہیں
کے سامنے یہ سب عیار یکے بعد دیگرے جانب بلا شور روانہ ہوے یہ دونوں بعجلت تمام جانب بلا شور
روانہ ہوے اور قبل اسکے کہ یہ عیار وہاں پہونچیں یہ دونوں بلا شور کے پاس پہونچ گئے اور کہا استاد کیا
بیخبر بیٹھے ہو اپنی خیریت چاہتے ہو تو اپنی حفاظت کا کچھ تدارک کر لو بلا شور نے کہا کچھ مفصل بیان کرو کہ یہ مجمل
تقریر میری سمجھ میں نہیں آتی انھوں نے کہا مفصل یہ ہے کہ حسب اتفاق ہمارا گزر خدا پرستوں کی بارگاہ میں ہو گیا وہان

تمہارا ذکر سنا بلاشور نے کہا کیا ہمارا ذکر سنا انھون نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا لشکر اسلام کے عیارون
نے تمہارے قتل و ہلاکت پر مستحکم کمر باندھ لی ہی اور ایک نے دوسرے سے قسم کھائی ہی کہ جس طرح ممکن ہوگا
بلاشور کو زندہ نہ چھوڑینگے بلاشور اس خبر کو اپنے شاگردون کی زبانی سُنکے بید کی طرح کانپنے لگا چہرہ پر
مردنی چھاگئی حیرت سے فیروز نقاب اور الماس چپ کی صورت دیکھی کہا سچ کہتے ہو انھون نے کہا جھوٹ کا
کیا محل ہی اور عیان را چہ حاجت بیان عنقریب وہ عیار یہان پہونچتے ہین جھوٹ سچ معلوم ہوا جاتا ہی بلاشور نے
کہا پھر اسکا کوئی تدارک بھی تمہاری سمجھ مین آیا انھون نے کہا تدارک ہمکو کیا معلوم بجاے خود جیسا مناسب سمجھو عمل
مین لاؤ ہمنے اپنا فرض ادا کردیا کہ خداپرستون کے لشکر کی تحقیق خبر تمکو پہونچادی بلاشور گھبرایا ہوا وہان سے
محل مین داخل ہوا ماں کے پاس آیا جسکا نام بدرقہ تھا اُسنے پریشانی کا سبب پوچھا کہا کیا پوچھتی ہو بس
اجل کے پنجہ مین مجھکو سمجھو اُسنے کہا ای بلاشور کچھ اُسکا علاج نہین ہی اُسنے کہا میری سمجھ مین کوئی علاج نہین
آتا بدرقہ نے کہا تو مفصل بیان کر تو شاید مین کوئی تدارک کرسکون بلاشور نے تمام حقیقت فیروز نقاب اور
الماس جب زبانی بیان کی اور کہا ای مادر مسلمانون کے نام سے مجھے میری روح فنا ہوا کی اور ان کمبختون کا سامنا
ہی بدرقہ نے کہا مطمئن رہ مین اسکا بندوبست کرونگی اُسنے کہا تم قوم اناث سے ہو کیا کرسکتی ہو ہم سے عاجز ہوگئے ہین
بدرقہ نے کہا تو بالکل نادان ہی جو کام جسکے فہم مین آجاتا ہی وہ اس کام کو بخوبی انجام دیسکتا ہی تیری سمجھ ہی مین کچھ نہین آتا
بلاشور خاموش ہو رہا بدرقہ اُسیوقت وہانسے بتبدیل لباس شہر کے باہر آئی پیرزال کہن سال کی صورت سے مشابہ ہوئی ہاتھ مین عصا لیے
پیری کیا کانپتی لپ لپ ... راہ مین بیٹھی جس طرف وہ عیار گزرنے والے تھے اور زار و قطار روتی جاتی تھی دونون ہاتھونسے پیریشان
تھی بالون کو نوچتی تھی سینے جو عیار سمت سے گزرا وہ چالاک بن عمرو تھا دیکھا ایک پیرزال تباہ حال بیٹھی نوحہ زاری کررہی ہی
چالاک بدرقہ کے قریب آیا کہا ای مادر مہربان کیون بیٹھی ہو اور اسقدر نوحہ وزاری مین کیون مصروف ہو اُسنے مطلق التفات
نکی اور اُسیطرح زار و قطار روتی رہی بلکہ چالاک کے استفسار حال سے آواز گریہ کو اور زیادہ بلند کیا چالاک
کو اُس بیچارہ کے حال پر اختلال پر بہت افسوس ہوا دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ ضعیفہ کس بلاے عظیم و مصیبت سخت
مین مبتلا ہوگئی جو اسقدر تباہ حال ہی دست بستہ کہا ای مادر گرامی قدر کچھ بیان تو کیجیے کیا ایسا کوہ مصیبت ٹوٹ پڑا جو تونے
اپنے کو اسقدر ہلاک کر رکھا ہی شاید تیرے بیان کرنے سے ہم اس مصیبت کا کوئی تدارک کرسکین بدرقہ نے
بہ آواز دردناک کہا ای فرزند جو آفت مجھپر گزرنا تھی وہ گزر گئی اب کیا اسکا تدارک ہوسکتا ہی بقول شخصے کہ
در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را اگر مین اپنی مصیبت کو بیان کرون بجز اسکے کہ تجھکو
بھی ملال ہو اور کیا ہوسکتا ہی چالاک نے کہا اگر اس مصیبت کا کوئی تدارک ہم سے نہو سکیگا تو خیر سن ہی لینگے
بدرقہ نے کہا خیر سن میرا ایک نور نظر لخت جگر تھا جو میرے اس پیرانہ سالی کا سہارا تھا اور ہزار محنت و مشقت
اُسکو پالا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا یہ کہا اور پھر رونا شروع کیا چالاک نے کہا پھر یہ بھی بیان کرو کہ وہ لڑکا کیا ہوا
اُسنے کہا ای فرزند اس بلاشور حرامزادہ بدکار کا برا ہو کہ اس ظالم نے میری ضعیفی پر مطلق رحم نہ کیا
بے جرم و خطا اُسکو مار ڈالا اس واقعہ کو پورا ایک سال کا عرصہ گذرا جیسے مین اُسکی فراق مین رویا کرتی ہون کیا کرون
بس سے کیون آج تک اسی انتظار مین رہتی کہ کوئی ایسا اُس ملعون کا سرکوب مل جاتا جو اُس شقی سے اس
ظلم بیجا کا عوض لیتا تا کہ میرے دل بیقرار کو کچھ قرار آتا اب مین نے سنا کہ عیاران لشکر اسلام نے تہیہ کیا ہی کہ
اس موذی کو ہلاک کرین بلاشور نے عیاران لشکر حمزہ کی آمد سنکے تمام شہر کے دروازہ بند کروا دیے ہین مین

یہاں اس ارادے سے آئی ہوں کہ اگر سرہنگان لشکر اسلام چاہیں تو میں انکی راہبری کروں اور انکو بلاشور تک پہونچا دوں
تاکہ میرے بھی دل کے پھپھولے پھوٹیں مگر اسوقت میں اس خیال میں مبتلا ہوں کہ میرا بیچارہ جگر تو ہلاک ہو گیا وہ کسیطرح
زندہ نہیں ہوسکتا اب اگر بلاشور لوذی کا سر کٹ گیا تو کیا یہ کہا پھر بدستور رونا شروع کیا چالاک نے کہا ای
مادر تو خاموش ہو رہ دیکھ میں کیسا عوض بلاشور سے لیتا ہوں تو ضرور میری راہبری کر بدرقہ نے نام پوچھا
کہا مجھے چالاک بن عمرو کہتے ہیں بدرقہ مکارہ نے کہا میں نے تو اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا تھا از بسکہ تو طالب مجھ میرا
پرسان حال ہوا ای بیٹے میں بھی تجھے بلاشور کی خاص نشستگاہ میں پہونچا دونگی چنانچہ چالاک کو مع ان سات سو سرہنگوں کے
نقب کی راہ سے قلعہ میں لائی اور تنہا وہ ایک مکان عالیشان میں لا کے مقیم کیا اور کہا یہ مکان خاص بلاشور کی
استراحت کا ہی جس وقت وہ یہاں وارد ہو بلا تامل تمام اسکا کام تمام کرو لیکن اسکا سر مجھکو ضرور دکھانا تاکہ میرے دل بیقرار
کو کسیقدر تسکین ہو اور ای فرزند تو بخوف و خطر یہاں مقیم ہو میں تیرے واسطے اکل و شرب کا سامان لینے جاتی ہوں اور
اس کام کے انجام پانے کے بعد تجکو اسی راہ سے دہیں پہونچا دونگی تو اپنے مقام قیام کی راہ لینا چالاک بن عمرو اس حیلہ
سے بالکل لاعلم تھا اُسنے قبول کر لیا بدرقہ گئی اور متعدد خوان انواع و اقسام کے کھانے لائی سب نے سیر ہو کے
کھانا کھایا بعد فراغ طعام بدرقہ نے بلاشور کی شکایت کا پھر دفتر کھولا جس سے چالاک بن عمرو کو یقین ہو گیا کہ یہ
ضعیفہ بہت دردرسیدہ ہی اور بلاشور کے ہاتھ سے عاجز ہی چونکہ وہ مکارہ کھانے میں بیہوشی مخلوط کر کے لائی تھی چندہی
لمحہ کے بعد وہ سب مع سات سو بیہوش ہو گئے بدرقہ نے سب کو طوق و زنجیر پہنا کے اُسی مکان میں قید کیا اور بار دیگر
اُسی نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور گریہ و زاری میں مصروف ہوئی اس مرتبہ سیارہ ثانی کا اُس طرف سے
گذر ہوا سیارہ نے ایک عیار کو بھیجا کہ دیکھ یہ ضعیفہ کیوں گریہ و زاری کر رہی ہی وہ عیار آیا اور مستفسر حال
ہوا اُسنے زیادہ فریاد و واویلا کی بعد اصرار بسیار بدستور اول مصنوعی کیفیت بیان کی وہ عیار واپس گیا اور سیارہ
سے اس حقیقت کو بیان کیا سیارہ بھی اس کیفیت سے لاعلم تھا عیار کی زبانی اس مصنوعی کیفیت کو سُن کے
متاسف ہوا کہا میں خود چلتا ہوں اور بدرقہ کے پاس آ کے کہا ای مادر کیا واقعی بلاشور سے تو انتقام لینا چاہتی
ہی اُسنے بہ آواز محزون و غمگین کہا ای فرزند اگرچہ بلاشور لوذی سے انتقام لینا عبث ہی تاہم اگر کوئی میرا حامی
ہو جائے اور اسکو ہلاک کرنے کا تہیہ کرے تو میں اسکو ایسی مدد دوں کہ بلاشور کے ہلاک کرنے میں ذرا دقت
نہو اور میں بھی خوش ہوں سیارہ ثانی نے کہا ای مادر مہربان تیری کیفیت سُن کے اور تیرا رنج و ملال دیکھ کے
میرا دل آب ہو گیا میں ضرور بلاشور سے تیری مظلومی کا انتقام لونگا تو میری راہبری کر بدرقہ سیارہ ثانی کو بھی
بہمراہی ان پانچ سو سرہنگوں کے مکان میں لیگئی اور انکو بھی طعام بیہوشی آمیز کھلا کے بیہوش کیا اور طوق و زنجیر
میں بستہ کر کے قید کر لیا تیسری مرتبہ پھر نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور رونے پیٹنے میں مصروف ہوئی اتفاقاً
شاپور بن عمرو کو تمام سرہنگوں کے ساتھ طوق و زنجیر میں بستہ کر کے محبوس کیا چوتھی مرتبہ بھی بدستور اُسی نقب
کی راہ سے بیرون شہر آئی اور بحال خراب واویلا کی آواز بلند کی اس مرتبہ عمرو ثانی کا سامنا ہوا چونکہ عمرو ثانی کی
عیاری اپنے باپ عمرو عیار سرہنگ طرار کی عیاری سے کم نہ تھی نہایت ہوشیار اور چالاک تھا بدرقہ کے [illegible] اول ہی مرتبہ بغور
از سرتا پا بدرقہ کو دیکھا اور اپنے سرہنگان ہمراہی سے بذریعہ سرگوشی کہا کہ بچا یہ تو ذرا تم بھی بخوبی غور کر لو یہ عورت کچھ
یا ایسے بھید میں کچھ رنگ دگرگوں ہی ان سبھوں نے کہا ای یگانہ روزگار عیار ہی و فارس میدان طراری اگرچہ ہم کچھ زیادہ تو نہیں
کہہ سکتے لیکن قرینے سے ضرور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زن پیر از قوم اناث سے ہی عمرو ثانی نے کہا [illegible]

بھی تمھارا یہ قیاس صحیح ہوا اچھا پھر اس سے کچھ اسکا حال پوچھو راوی لکھتا ہے کہ جب عمرو ثانی نے اپنے سرہنگوں سے
بذریعہ سرگوشی کہا تو بدرقہ مکارہ بھی کچھ سمجھی چنانچہ اس مرتبہ اُسنے بدرجا گریہ وزاری کی ایک سرہنگ قریب آیا
اور کہا ای ضعیفہ کیا تجپر آفت نازل ہوئی جو تونے اپنا ایسا خراب حال کیا ہے اُسنے کہا ای فرزند کیا پوچھتے ہو بلاشور
موذی نے مجھکو زندہ درگور کر دیا کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو اُس ظالم کا سر کاٹ لے اسکے بعد بدستور کیفیت مصنوعی بیان
کی اور اپنا سینہ کھول کر ایک دو ہتھڑ سینہ پر مارا اور کہا ہاے غضب میرا اکلوتا فرزند اُس جابر کے ہاتھ
سے ہلاک ہو گیا اور مین اُسکا غم سہنے کو زندہ رہی واضح ہو کہ بدرقہ کا سینہ کھول کے دوہتڑ مارنا یہ بھی خالی رمز
سے نہ تھا یعنے عمرو ثانی کی سرگوشی سے وہ سمجھی کہ یہ عیار لوگ ہین ایسا نہو کہ مجھکو بھی کوئی عیار سمجھے ہون اور مشکوک
ہو کے میرے دام مکر مین گرفتار نہون فلہذا ان سب کو سینہ دکھا دینا چاہیے تاکہ میری نسبت عیاری کا گمان
نہ رہے اُدھر جب عیارون نے سینہ اس مکارہ کا دیکھا سب کو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ کوئی ستم رسیدہ عورت ہے اور
عمرو ثانی کی طرف گوشۂ چشم سے اشارہ کیا عمرو ثانی نے بھی اشارہ سے کہا کہ ہان مین نے دیکھا اور بدرقہ سے کہا
ہان بیان کر تیرا کیا مطلب ہے اُسنے آنکھون سے آنسو پاک کیے اور کہا ای فرزند میرے مطلب کو کیا پوچھتا ہے ظاہر ہے
کہ جبتک بلاشور بھی میرے فرزند کی طرح ہلاک نہوگا میرے دل کو کس طرح قرار آ سکتا ہے عمرو ثانی کو نہ تامل ہوا اور
کہا اچھا چل بتا وہ کونسا مقام ہے جہان سے بلاشور بسہولت ہلاک ہو سکتا ہے بدرقہ عمرو ثانی کو اُس نقب کی راہ سے
مکان مین لائی عمرو ثانی نے دیکھا ایک محل عالیشان ہے جسکا ایک ایک گوشہ جملہ سامان آرایش و زیبایش و ہر ضرورت
سے آراستہ ہے بدرقہ نے کہا یہ مقام بلاشور کی استراحت کا ہے جس وقت وہ یہان آئیگا مین تم کو مطلع کر دونگی اور
ای فرزندو تم منزلین طے کرتے چلے آتے ہو اس فرش پر بلاتکلف استراحت کرو ابھی بلاشور کے آنے مین عرصہ
ہے اور مین جاتی ہون تمھارے واسطے کچھ اکل و شرب کا سامان لاتی ہون عمرو ثانی نے کہا ای مادر تو خود اپنے
غم و ملال مفارقت فرزندی مین مبتلا ہے بیکار تکلیف ہوگی خاموش رہ پھر کسی وقت کھانا کھا لینگے اُسنے کہا بیٹا نہین
یہ کیا بات ہے کہ تو میرے واسطے ایسے امر عظیم کا درپے ہوا ہے اور مین تیری کچھ بھی ضیافت نہ کرون کچھ عرصہ نہ ہوگا مین
ابھی آتی ہون یہ کہا وہان سے چلی گئی اُسکے جانے کے بعد عمرو ثانی نے اپنے سرہنگان ہمراہی سے کہا بھائیو اگرچہ
یہ تحقیق ہو گیا کہ یہ پیرزال قوم اناث سے ہے لیکن پھر بھی میرا دل یہ کہتا ہے کہ ابتو یہان آ گئے لیکن اسکا لایا ہوا کھانا نہ کھا
سب نے کہا ای عمرو والا قدر ہمارے نزدیک تو کھانے سے انکار بالکل بیکار ہے آیندہ جیسی تمھاری راے عمرو ثانی نے
کہا میری راے تو یہی ہے سب نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے یکایک بدرقہ خوانہاے متعدد پر از طعامہاے رنگارنگ لائی
اور کہا لو بیٹا کھاؤ اس رنگارنگ کے کھانے کو دیکھ کے عمرو ثانی کو اور بھی توحش ہوا اور مکرر اشارہ سے کہا کہ ہرگز
یہ کھانا نہ کھاؤ سب نے کہا ای مادر مہربان یہ وقت کھانے کا نہین ہے ابتو تھوڑی سی رات باقی ہے دن کو جیسا کچھ
مناسب ہوگا کھینگے اس مرتبہ بدرقہ نے عمرو ثانی کے پانون پر سر رکھ دیا اور کہا ای فرزند تجھکو عمر دیدہ ضعیفہ کی دلشکنی
نہ کرنا مہمان پر میزبان کی خاطرداری فرض ہے علاوہ اسکے ابھی مجھکو بہت کچھ کام کرنا ہے پھر نہین معلوم کب اکل و شرب کی نوبت
آئے کھانا کھا کے فارغ ہو رہے تو مین تجھکو اُس مقام پر لے چلون جہان بلاشور مع تمام شاگردون کے آکے
استراحت کرتا ہے بلکہ یہی وقت ہے کچھ عجب نہین کہ وہ موذی وہان آکے سو گیا ہو اُسوقت یکایک عمرو ثانی کی نظر
بدرقہ کے حدقۂ چشم پر پڑی فوراً دل مین سمجھ گیا کہ اور کوئی نہین بلاشور کی مان ہے ہمکو گرفتار کرنا چاہتی ہے اس
چالاکی سے خنجر اُس کی گردن پر مارا کہ کسی کو مطلق خبر نہوئی اور اس مکارہ کا سر دس بارہ قدم کے فاصلہ پر جا گرا اتمام

سرہنگان ہمراہی عمرو کی اس حرکت سے متعجب ہوے کہا اے عمرو والاقدر تمھاری یہ حرکت ہماری سمجھ مین نہ آئی اگر تم پیر اس
پیرزال کی طرف سے مشکوک تھے تو پیشتر ہی اسکے ہمراہ آنے سے انکار کیا ہوتا عمرو ثانی متبسم ہوا اور کہا بھائیو
مین اُسیوقت مشکوک ہوگیا تھا جب سرراہ میری نظر اسکی صورت پر پڑی تھی مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا چونکہ پیشتر مجھ کو دریافت
ہوگیا تھا کہ یہ قوم اناث سے ضرور ہی بدین وجہ حقیقت امر کو دریافت کرکے اور اپنے شک کو رفع کرنے کی غرض سے
چلا آیا ورنہ اگر اسکا مونث ہونا تحقیق نہ ہو جاتا تو مین ہرگز اندرون نقب قدم نہ رکھتا سب نے کہا آخر کہو تو اسوقت
تمنے کیا دیکھا عمرو ثانی نے بدرقہ کا سر اُٹھا کے دیکھایا اور کہا بغور اسکی آنکھون کی طرف تو نظر کرو بعض نے
کہا ہم نہین سمجھے بعضون نے کہا ہان اسکی آنکھ کا حدقہ کچھ شناسا تو معلوم ہوتا ہی مگر یہ نہین کہہ سکتے کہ اسکو کہان دیکھا
ہی عمرو ثانی نے کہا یہ بلاشور ثانی کی مان ہی ہم سب کو گرفتار کرنا چاہتی تھی سب نے کہا بیشبہہ تمھارا خیال صحیح
ہی واقعی تمھارے سبب سے اس وقت جان بچ گئی ورنہ نہین معلوم اس وقت کس خرابی کا سامنا ہوتا عمرو ثانی
نے کہا اب یہان توقف نہ کرو جو کچھ لینا ہو یہان سے لو اور اسکو کسی جاے محفوظ مین دفن کردو بعدہ کارمرجوعہ
کی طرف متوجہ ہو چنانچہ تمام سرہنگ آمادہ دست برد ہوگئے جو کچھ جسنے پایا اُٹھا لیا اور بیرون شہر جاکے زمین مین
دفن کردیا ضرغام شیردل مال کی تلاش مین ایک کوٹھری کے قریب گیا دیکھا ایک بھاری قفل اُسکے دروازہ
مین آویزان ہی ہرچند کوشش کی نہ کھلا اور دو سرہنگ شریک ہوے بہزار مشکل قفل توڑا دروازہ کھولا
زینہ نظر آیا معلوم ہوا تہخانہ ہی ضرغام سمجھا اس تہخانہ مین بکثرت مال ہی اندرون تہخانہ جانے کا ارادہ کیا اندھیرے
کے سبب سے جرأت آگے بڑھنے کی نہوئی دوسرے سرہنگ سے کہا دیکھو تو سہی میری نظر اسوقت مجھ کو دھوکا
دیرہی ہی کچھ نظر نہین آتا دوسرے عیار نے کہا یہی حال میرا بھی ہی ضرغام نے جرأت کرکے دو زینے طے کیے کہا
اے کس وقت میری آنکھون کو مجھ سے مذاق سوجھا ہی اور ایک زینہ طے کیا اور کہا یار دمیرا دم گھٹا جاتا ہی تیز دو
عیار نے ضرغام کا ہاتھ پکڑلیا اور کہا زیادہ جرأت نہ کرو نہین معلوم اسقدر اندھیرا کیون ہی تھوڑی دیر صبر کرو پھر
آگے بڑھنا گو ضرغام کو بہت ردکا زیادہ تر خیال اس بات کا تھا کہ یہ حریف کا مکان ہی نہین معلوم کیا صورت
پیش آئے اُس طرف کا حال سُنیے کہ شاپور بن عمرو کو بیہوشی سے کچھ افاقہ ہوا تھا اپنی گرفتاری پر نہایت متاسف
ہو رہا تھا اور دل مین کہہ رہا تھا کہ دیکھیے اب کسطرح یہان سے نجات ملتی ہی اس مکارہ نے بڑا مکر کیا اور دوسرے
سرہنگون کا نہین معلوم کیا حال ہوا کیا عجب ہی جو ہمین وہ بھی قید ہون تاریکی کے سبب سے کسی کو نہ دیکھ سکا
یکایک اندرون تہخانہ آدمی کی چاپ معلوم ہوئی سمجھا اس قیدخانہ کے نگران ہونگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی آہستہ
کہا کون ہی اس عرصہ مین ضرغام تہخانہ کے اندر پہونچ چکا تھا آدمی کی آواز سُنکے اُلٹا پھرا اور باہر آکے کہا بھائیو
اِس تہخانہ مین مال تو نہین معلوم ہوتا پھر رنگ دگرگون ہی سب نے پوچھا کیون مفصل حال بیان کر ضرغام نے کہا
اس تہخانہ مین آدمی کی آواز معلوم ہوئی سب نے کہا روشنی لیچلکے دیکھنا چاہیے متعدد مشعلین روشن کرکے
اُس تہخانہ مین لے گئے دیکھا ہزارہا لاشین پڑی ہین اور ایک شخص بیٹھا ہی روشنی مین شاپور بن عمرو نے ضرغام
کو پہچانا دوڑکے لپٹ گیا ضرغام نے گھبراکے پوچھا تو کون ہی شاپور نے کہا اے ضرغام گھبرا نہین مین ہون شاپور
بن عمرو ضرغام متعجب ہوا اور کہا اے شاپور تم یہان کہان شاپور نے مجمل کیفیت بیان کی اور کہا صرف
مین ہی اس تہخانہ مین قید نہین ہون میرے ہمراہی بھی یہین ہین چنانچہ روشنی مین سبکو دیکھا اور فتیلہ رفع بیہوشی
سے تمام سرہنگون کو ہوش مین لاے سب نے عمرو ثانی کا شکریہ ادا کیا اور بلاشور ثانی کی ماں [illegible] ہمارہ

آگ لگا دی اور سب وہاں سے نکل کے پوشیدہ تمام شہر میں متفرق ہوگئے جب دن ہوا یہ خبر بلاشور کو پہونچی کہ
آج رات کو تیرے گھر میں آگ دیدی گئی بلاشور ثانی نے کہا جاؤ اور مفصل کیفیت دریافت کرکے آؤ ایک ساعت مخبر نے
کہ حریف تیرے گھر میں آ گئے انہوں نے تیری ماں کو جان سے مارا اور تیرے گھر میں آگ دیدی بلاشور
نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ہائے غضب میری ماں میری رفاقت میں ہلاک ہوئی اب ان
خدا پرستوں کے ہاتھ سے جان سلامت رہتی نہیں معلوم ہوتی اور ہر چند اپنی حفاظت کی تدبیر سوچی کچھ
سمجھ میں نہ آیا آخر اپنے عیاروں کو بلایا اور کہا ای فلاں عیاران لشکر اسلام کی چالاکی کا حال تمنے سنا ہوگا
کہ میری ماں کو ہلاک کیا اور گھر میں آگ دیدی حالانکہ میری ماں نے انکے گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی
اب تمکو بھی چاہیے کہ ان عیاروں کو گرفتار کرکے ہلاک کرو وہ عیار اسی شہر میں میری ہلاکت کی تدبیر سوچ رہے
ہونگے وہ عیار اس طرف روانہ ہوے ادھر بلاشور بھی چند عیاران چست و چالاک کو ہمراہ لیکے شہر میں نظربازی
کے واسطے نکلا جسپر کچھ شبہہ ہوا وہیں اُسے گرفتار کیا تھے کہ حمام کے دروازہ پر پہونچا تمام حامی اٹھ کھڑے ہوے
اور دست بستہ عرض کی کہ حمام تیار ہے حضور تشریف لائیں بلاشور نے جامہ خانہ میں جاکے کپڑے اتارے لنگ
باندھا اور چند اپنے معتمدوں اور عیاران مسلح و مکمل کو حمام کے دروازہ پر نگہبان مقرر کرکے حمام میں داخل ہوا
ادھر یہ تمام عیاران لشکر اسلام بلاشور کی فکر میں پوشیدہ پھر رہے تھے اور بانواع و اقسام کے اہل حرفہ کی
صورت سے مشابہ تھے تاکہ کوئی اہل شہر نہ پہچانے عمرو ثانی سرمہ فروش کی قطع بنائے چوک میں سرمہ کی پڑیاں فروخت
کر رہا تھا اور مجمع کثیر میں اپنے سرمہ کی تعریف کر رہا تھا اُس مجمع میں بلاشور کا ایک لازم بھی تھا اُس کو اُس کے
لباس سے عمرو نے پہچانا اسنے بھی ایک پڑیا سرمہ کی عمرو سے خریدی عمرو نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا میں
بلاشور کا لازم ہوں عمرو نے کہا آج تو دربار میں نہیں گیا اُسنے کہا آج کل بلاشور سخت تردد میں مبتلا ہے عمرو نے
سبب تردد پوچھا اُسنے کہا اس شہر پر مسلمانوں کی چڑھائی ہے چنانچہ ہزارہا عیاران لشکر اسلام بلاشور کی ہلاکت
کے درپے ہوکے آئے ہیں کل شب کو بلاشور کے گھر میں آگ لگادی اُسکی ماں کو ہلاک کیا بلاشور نے بھی
اپنے عیار لشکر اسلام کے عیاروں کی تلاش میں بھیجے ہیں اور خود بھی چند عیاروں کو ہمراہ لیے شہر میں نظربازی
کرتا پھرتا ہے چنانچہ اسوقت بلاشور ثانی حمام میں گیا ہے میں وہیں جاتا ہوں اور یہ خبر تو تمام شہر میں مشہور ہے کیا تجکو نہیں
معلوم ہے عمرو ثانی نے کہا اس کیفیت کو تو میں نے بھی کسی قدر سنا ہے لیکن اس تفصیل سے اسوقت اطلاع ہوئی وہ
لازم اسطرف روانہ ہوا عمرو ثانی نے جو بلاشور کے حمام خانے میں جانے کی خبر سنی فوراً حمام کی راہ لی جب قریب
حمام پہونچا دیکھا چند نگران مسلح و مکمل دروازہ حمام پر بیٹھے ہیں متردد ہوا کہ حمام میں کیونکر داخل ہوں اور یہ بھی خیال آیا کہ
شاید کوئی اور حمام ہو ایک مزدور حمام کے آتش دان میں آگ روشن کر رہا تھا اُس سے کہا برادر آج حمام ابھی تک
گرم نہیں ہوا اُس مزدور نے کہا کہ حمام تو گرم ہو گیا ہے بلاشور کی وجہ سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے عمرو ثانی خاموش
ہو رہا اور وہیں ایک جانب متوقف ہوا یہانتک کہ وہ مزدور آگ روشن کرکے اور آتش دان کو بند کرکے
چلا گیا عمرو ثانی نے آتش دان کو کھولا اور بعجلت تمام آتشدان کی آگ سرد کی اور اندرون آتشدان شگافتہ کرکے
حمام میں داخل ہوا دیکھا بلاشور دراز ہے اور ایک حامی اُسکے سینہ پر بیٹھا ہوا مالش کر رہا ہے یکایک بلاشور کی
نظر عمرو ثانی پر پڑی گھگھی بندھ گئی بہزار دشواری کہا آپ کون صاحب ہیں عمرو ثانی نے کہا ہم تیری روح قبض
کرنے آئے ہیں یہ کہا اور ایک ہی وار میں سر تن سے جدا کیا اور وہ سر دست چپ میں لیے ہوے باہر نکلا

اسکے عیاروں اور معتمدوں سے جو بلاشور کا سر عمرو کے ہاتھ میں دیکھا ایک ہی مرتبہ سب دوڑ پڑے راوی کہتا ہے کہ
جب عمرو ثانی کو اُس ملازم بلاشور سے یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ بلاشور صافی حمام میں ہے عمرو ثانی اُس حمام کی
جانب روانہ ہوا جو سلطان عیار راہ میں ملا اُس سے اس بات کی اطلاع کر دی تھی کہ میں نے سُنا ہے بلاشور اسوقت
حمام صافی میں ہے میں اُسکی فکر میں جاتا ہوں تم سب دروازہ حمام صافی پر پوشیدہ موجود رہو چنانچہ چالاک
بن عمرو و شاپور و سیارہ ثانی مع دو ہزار آٹھ سو عیاران ہمراہی کے جا بجا قریب دروازہ حمام کے پوشیدہ
موجود تھے جو وقت عیاران و شاگردان و معتمدین بلاشور عمرو پر حملہ آور ہوئے ہیں یہ سب عیاران لشکر اسلام
بھی آموجود ہوئے اور دروازہ حمام پر رد و بدل شروع ہو گئی اور اسی طرح رد و بدل کرتے ہوئے در شہر پناہ
پر پہونچے تا اینکہ دروازہ کو توڑ کے اور قلعہ سے باہر آکے بعد وجد تمام اپنے کو صحیح و سلامت حمزۂ ثانی کی خدمت
میں پہونچایا اور بلاشور ثانی کے سر کو حمزۂ ثانی کی خدمت میں پیش کش کیا حمزۂ ثانی بلاشور کا سر کٹا دیکھ کے
بہت خوش ہوئے خلعت گران بہا عمرو ثانی کو مرحمت کیا عمرو ثانی کی عیاری کی تعریف کی سعد شہریار نے کہا اے
یا عمرو ثانی جانشینی عمرو تمکو مبارک ہو واقعی ثابت کر دی سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند عمرو ثانی
بکمال ادب آداب بجالایا اور ثنا و صفت حمزۂ ثانی کی بیان کر کے کہا اے والا رتبت و عالی منزلت میری کیا حقیقت
حقیقت تھی کہ مجھسے ایسا کار نمایاں ظہور میں آتا البتہ خداوند جل علا نے میری مدد و حمایت کی یہ بھی ایک اتفاقی امر
تھا کہ صدقہ چشم پر اُس مکارہ کے میری نظر پڑ گئی جس سے مجھکو یقین ہو گیا کہ یہ پیرزال کوئی ستم رسیدہ نہیں بلکہ
بلاشور ثانی کی مادر ناپاک ہے ورنہ جسطرح اور سرہنگ اُسکے دام مکر میں گرفتار ہو گئے تھے میں بھی گرفتار ہو جاتا اور
پھر رہائی دشوار تھی خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان ہے اس گفت و شنید کے بعد صندوق کسوت
عیاری خواجہ عمرو آیا اور یراق عیاری سے عمرو ثانی کو آراستہ کر کے کرسی ہد ہد پر بجائے خواجہ بٹھایا پہلے جو
شخص عمرو ثانی کی بیعت کے واسطے آیا وہ چالاک بن عمرو تھا بعدہ سیارہ ثانی ضرغام و قران و شاپور وغیرہ
تمام سرہنگ یکے بعد دیگرے عمرو ثانی کے پاس آئے اور رسم بیعت ادا کر کے مبارکباد دی قائم مقامی خواجہ دی
اور اطاعت قبول کی حمزۂ ثانی نے سلطان سعد بن قباد سے کہا اے شہریار تم نے دیکھا کہ عمرو ثانی سے کیسا کار نمایاں
ظہور میں آیا اسوقت خواجہ ہوتے تو اس عیاری کی عمرو ثانی کو داد دیتے سلطان بن قباد نے کہا کیا شک ہے
حمزۂ ثانی نے کہا ہر ایک شخص کے عطیہ کے عوض مساوی کو شکر کہتے ہیں اور یہ شکر بندوں اور خدا اور باہمی تمام بندوں
میں شامل ہے اگر کسی شخص نے کسی اپنے دوست کو کوئی شی عطا کی اُس دوست نے کہا میں تمہارا شکر گذار ہوں واہ یہ ایک کہی
کہ میں آپ کا شکر گذار ہوں اب وہ بیچارہ اس لفظی شکریہ کو اوڑھے یا لپیٹے یا بچھائے بلکہ دوسرے کسی وقت میں وہ دوست
کوئی ایسی شی یا اُسکے مقابلہ میں کوئی دوسری شی دے تب شکریہ ہوگا سلطان سعد نے کہا شہریار یہ تو حق ہے سنا
لیکن اصل مطلب تو ارشاد ہو حمزۂ ثانی نے کہا مطلب یہ ہے کہ عمرو ثانی سے جو کام ظہور میں آیا ہے وہ قابل قدر ہے یعنی
عمرو ثانی کی دعوت کے واسطے ایک محفل عیش آراستہ کرنی فکر کرو اور اسکا اہتمام اپنے ذمہ لو سلطان سعد بن قباد
نے قبول کیا اور ایک مقام محفل کے واسطے مقرر کر کے طرح طرح کے کھانے پکوائے زنان رقاصہ و مطربہ کو بلایا

ہنگامۂ رقص و سرود شروع ہوا اور یہ غزل ایک مطربہ نے بکمال خوبی گائی سے | بزم کی کار مین آخر ہوئی مرحبا قاتل
یا مین شگفتگی کی حق نگہدار رہا قاتل | زرو قمر نیچے بلا خورشید شام و صبح کر دی | مبارکباد ہر دست تو این رنگ حنا قاتل
نشاں دھکا رہ دا ہر گز خوش بلاشاں دم | ہر ست گرد ہم نے یکدم سے آگئی جدا قاتل | در بیچ مرا پاس ادب ہر وقت منظور ست

تو ای ہمزد بجان دخون چو بسمل نیست وپا قاتل
تو وعدہ کردہ خونریزی من وصد گونہ مطلوبی
نیازم را بود نازتو فردا خون بہا قاتل

برنگ گوسپند عید قربانم درین وادی
بمقتولے محبت خون من باشد روا قاتل
زبس مشتاق دیدار تو مردن دوست میدارم

بر آہ و نالہ می گوید کجا قاتل کجا قاتل
اگر طبع تو خونریزی بہار خرمی داند
سر و شمشیر و دشت و ایک تنہا قاتل با قاتل

تمام حاضرین جلسہ بیخود ہوگئے اور عمرو ثانی کا بیخودی سے یہ حال تھا کہ قریب تھا بیراق عیاری خواجہ عمرو و انعام مین دیدے بازار و نمین آئینہ بندی کا حکم تھا کوے سے کوا چھلتا تھا ہوا کو رستہ نہ ملتا تھا بڑی آبادی اور گہما گہمی تھی ؎

چہ گویم زآمین بازار ہا
نہ بازار ہا تازہ گلزار ہا
بطول ملاقات شیدائیان
بعرض خیالات سودائیان

زبس زیور و زیب رشک سپہر
بہر جا دکاکین پر از ماہ و مہر
بسود از بس دلبری کردہ اند
ہمہ روز چہرہ روشنتری کردہ اند

تمام جہان کی چیزین موجود جابجا خریداروں کا ہجوم تھا مہ یہ کہ تین شب و روز جشن عظیم برپا رہا چوتھے روز حمزۂ ثانی نے کہا ارے یار واب کچھ اُن گبرون کی بھی خبر لوگے یا اسی جشن مین مصروف رہو گے اکثر ملازم گئے اور خبر لائے کہ آج رات کو اُن گبرون نے اپنے کو طلسم ناریخ مین گرادیا ہے حمزۂ ثانی بدیع الزمان کی طرف متوجہ ہوے اور کہا اے دلاور ؎ خدا کی بندہ نوازی کا شکر ہو کیونکر ؎ جسنے آج تک تو اپنے فضل و کرم سے دشمنون پر غالب رکھا مگر اب ضروری کام یہ ہے کہ اُن گمراہون کو ہدایت کیجادے ہر طرح انکو راہ راست پر لانا چاہیے ؎ دریاے قہر حق کی تلاطم سے بعد مرگ ؎ بیشک یہی عمل ہے سفینہ نجات کا ؎ ورنہ تمام عمر ضائع ہے بدیع الزمان نے بہزار آرزو منظور کیا اور اُسیوقت وہان سے کوچ کرکے جابلقا مین پہونچا اہل شہر کو جمع کیا اور خود مجمع کے بیچ مین قیام کیا پہلے حمد خدا اور بعدہ پیغمبر کی تعریف بیان کی پھر منقبت علیؑ ولی خدا و وصی رسولؐ مین گویا ہوا اور کہا اے حاضرین جو مین کہتا ہون اُسکے سُننے کے واسطے چند لمحہ آمادہ ہو جاؤ اور گوش دل سے سُنو جس ذات مجمع صفات کو مین معبود برحق جانتا ہون اور اُسکی قدرت کو مانتا ہون اُسکے فضل و کرم سے امید رکھتا ہون کہ تم حق و باطل مین امتیاز کروگے اور سچی بات کو سچا جانوگے ؎ بندہ چہ دعوی کند حکم خداوند راست ؎ دیکھو تم سب آجتک گمراہی مین مبتلا رہے چندروزہ زندگی ہے اس سے زیادہ کیا لغو بات ہوگی کہ بجاے خود سمجھ لیا کہ جو کچھ ہمارے باپ دادا کا دین ہے وہی ہمارا دین ہے جہانتک ممکن ہو حق کا متلاشی رہنا چاہیے مین سچ کہتا ہون اور تحقیق کرکے کہتا ہون اور تعصب کو اپنے دل سے برطرف کرکے کہتا ہون معبود برحق رحیم و کریم قادر مطلق وہ ہے جسنے آسمان و زمین مہر و ماہ لوح و قلم کو تمکو ہمکو پیدا کیا ہے جو عالم مین نظر آتا ہے اُسکی قدرت کے آثار ہین اُسکے کارخانے بیحد ہین ؎

انجم آراے آسمان بلند
ہم زمین ساز و ہم فلک پیوند
بود نی را ہمیشہ بود از و
بود نی تا بود را وجود از وی

ہرچہ ہست از بلندی و پستی
ہمہ زو یافت صورت ہستی
قادر لم یزل حکیم و علیم
خالق الخلق واجب التعظیم

اے حاضرین اگر تم ذات معبود واجب الوجود کو پہچانو تو جانو کہ زندگی کی کیا لذت ہے اور کس طرح کی اس دین مین برکت ہے بدیع الزمان کی اس تقریر مختصر نے اُن کافرون پر اُسوقت ایسا اثر کیا کہ ہر ایک نے بہ آواز بلند کہا اے جوان عالیشان فصیح البیان تیری باتین دل مین تاثیر کرتی ہین روح کو ایک طرح کا نشاط ہوتا ہے اثناے تقریر مین ارادہ تھا کہ دو روز کی مہلت مانگین اور باہم مشورہ کرکے کہین مگر اب ہم بجان و دل مستعد و آمادہ ہین ہان بیان کرو کیا مذہب ہے اور اُسکے ارکان کیا ہین شاہزادہ نے کلمہ طیبہ پڑھا کے اُن سبکو اصول دین تعلیم کیے اور بھی چند مسائل اسلام کے سُنا کے پھر دوسری جگہ آیا اور وہان بھی مجمع مین حمد خدا و نعت محمد مصطفیؐ و منقبت علی مرتضیٰؑ کے بعد دلائل دین اسلام کے حق ہونے کے بیان کیے جس سے وہ بھی تمام مجمع مسلمان ہو گیا حتی کہ

اسی طرح تمام جابلقا مین دین اسلام کو رواج دیا اور مظفر و منصور حمزۂ ثانی کی خدمت مین واپس گیا اور کہا سے نور مہر
فلک از روشنی رائے تو باد + سرمۂ اہل شرف خاک کف پائے تو باد + حسب الحکم والا و بر طبق رائے معلے رواج
دین اسلام کی بابت کوشش کی گئی خداوند تعالے کے فضل بے نہایت و رحمت بے غایت سے اہل جابلقا کی
ایسی توفیق آسمانی رفیق ہوئی کہ غالبًا سب دائرۂ اسلام مین داخل ہو گئے اب جو کچھ حکم والا ہو اُسکی تعمیل واجب
بھی جاوے حمزۂ ثانی نے کہا ای دلاور زمان دبہادر دوران سے چشم بدان زجاہ و جلال تو دور باد +
در دولت تو اہل جہان را سرور باد + اب اُن گبرون کی بھی خبر لینا چاہیے کہ جو بسبب خوف کے طلسم نارنج مین
چلے گئے ہین ورنہ وہ دولت دین حق سے محروم رہجاوینگے شہزادۂ بدیع الزمان نے قبول کیا اور بعجلت
تمام سامان سفر مہیا کر کے دوسرے ہی روز وہان سے جانب طلسم نارنج روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل
لب جو پہونچا حامی دین سبحانی جناب حمزۂ ثانی نے بھی کوچ کر کے قریب لب جو قیام کیا دیکھا ایک دریاے
مختصر ہے جسکا پانی نہایت صاف و سفید ہے پانی کے ساتھ بکثرت نارنج روان ہین تمام لشکر شاہی دریا کنارے
تماشا دیکھنے آیا بعض نے چند نارنج پانی سے نکال لیے اور متعجب ہو کے کہا ای فلان دیکھنا کیا خوشنما
نارنج ہین انکا ذائقہ نہین معلوم کیسا ہے کسی نے کہا چکھو تو ذائقہ کا حال معلوم ہو کسی نے کہا خبردار
نہ کھانا نہین معلوم انکا اثر کیا ظہور مین آوے ہو سکتا ہے کہ یہ نارنج طلسمی ہون کسی نے کہا یہ نارنج کسی آدمی کے
بنائے ہین جو طلسمی ہین درخت کے ہین اس سے اور طلسم سے کیا نسبت حتی کہ ایک لشکری نے ایک نارنج پر
منہ مارا اُسکو دیکھ کے دوسرے نے بھی چکھا بس پھر تو نارنج خوری شروع ہو گئی فی الحقیقت وہ نارنج خاص ایک
خاصیت رکھتے تھے جسکے سبب سے جسنے نارنج کھایا دیوانون کی طرح بکنے لگا کسی نے گنا شروع کیا لینا لینا
جانے نپائے کوئی کہتا تھا ہٹو بچو آپ آتے ہین کوئی چیخ کے کہتا تھا ابے اُلو ہشو چلو یہ کیا فضول بکتا ہے
خاموش رہ کوئی کہتا تھا واہ کیا کہنا یہ تو سب حماقت کی گٹھریان اور خرافت کے تودے ہو گئے غرضکہ
اسی طرح ہر ایک فضول بکتا تھا اور قول و فعل دونون کا انتظام نہ رہا تھا یہ خبر حمزۂ ثانی کو پہونچی سخت تردد ہوا
خواجہ والا گہر خواجہ گرامی دریادل خواجہ سیاوش کو طلب کیا اُنکے روبرو اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا ای
واقفان رموز فضل و کمال و ای عالمان علوم حقیقت حال و استقبال اپنے پدر والا قدر کے روزنامچہ سے اس بات
کو دریافت کرو کہ یہ لشکر جو دیوانہ ہو گیا ہے اسکا اصل سبب کیا ہے اور یہ سب بار دیگر اپنی حالت اصلی کیطرف
عود کرینگے یا اسی طرح دیوانہ وار خود رفتہ رہینگے خواجہ زادون نے روزنامچہ کو دیکھا اور بعد استخراج امور مستفسرہ
عرض کی کہ سے ای مبارک پے شہنشاہی کہ حاسل میکنند + اختران آسمان از طلعت نیک اختری + لشکر کے دیوانہ
ہونیکا سبب وہی نارنج ہین اگر انہین نارنج کے پوست ان دیوانون کو کھلائے جائین تو اپنی حالت پر آجائین حمزۂ
ثانی نے فان دیوانون کو پوست نارنج کھلانیکا حکم دیا جس سے سب کے حواس درست ہو گئے حمزۂ ثانی نے پھر سب کو
جمع کیا اور کہا ای دلاورو ہم یہان گبرون کی خبر گیری کے واسطے آئے ہین اور اُن گبرون کی خبر گیری اس طلسم کے
شکست ہونے پر موقوف ہے اب تم مین سے کون ایسا ہے جو اس طلسم کے فتح پر کمر ہمت کو مضبوط باندھ سکتا ہے اور
ان گبرون کو گرفتہ و بستہ کر کے ہماری خدمت مین پہونچا سکتا ہے تاکہ دین اسلام اُنکو تعلیم کیا جاوے بعض مورخین
کا یہ مقولہ ہے کہ پہلے سلیمان ثانی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یہ کام اس خادم جان نثار کا ہے چنانچہ چار سو مصاحبون کو
ہمراہ لیکے جانب دریا روانہ ہوا اور جب مفقود الخبر ہو گیا تو خواجہ زادون کی ہدایت کے موافق بغرض مدد

بدیع الزمان کی نوبت آئی اور یہ شہزادہ بھی جب داخل طلسم ہوئے مفقود الخبر ہو گیا پھر خواجہ زادون کی ہدایت سے
بغرض مدد کمک قاسم بھیجا گیا جیسا کہ شروع کتاب مین اسکا ذکر ہو چکا ہی تکرار بیکار سمجھ کے اختصار پر اکتفا کی راوی
کہتا ہی ایک ہزار دو سو ستر بادشاہ اور پانچ سو پچاس گردن کش اور ستائیس فرزندان امیر والا تو قیر کے بعد دیگرے روانہ ہو
سلیمان ثانی اُس درہ طلسم مین چلا جاتا تھا انیس روز تک راہ طلسم طی کی ایک مقام پر دیکھا کہ چند نازنینان حور وش
پانی بھر رہی ہین جون ہی اُنکی نظر سلیمان ثانی پر پڑی سب نے پکار کے کہا اے جوان نادان کہان چلا جاتا ہی تجکو خبر
نہین ہی بسمت تیری جان ضایع ہو جائیگی خیریت اسی مین ہی کہ جسطرف سے آیا ہی اُسی طرف پھر جا ورنہ عنقریب تجھ مین
طاقت بازگشت نہین رہیگی آگاہ ہو اے جوان ہم جو کچھ کہتے ہین تیری دوستی کی راہ سے کہتے ہین نہ کسی اور غرض سے سلیمان
ثانی نے کہا اگرچہ اس مقام پر پہونچ کے کوئی واپس نہین جا سکتا لیکن مین خود اس مقام سے واپس جانے کا
ارادہ نہین رکھتا اُن نازنینون نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہی تو کچھ سامان اکل و شرب اپنے ساتھ لے لے سلیمان ثانی
نے کہا جو کچھ مین اپنے ہمراہ لایا ہون وہ موجود ہی اس سے زیادہ سامان لینے کو واپس نہین جاؤنگا پس وہ نازنین
نظر سے غائب ہو گئین سلیمان ثانی آگے بڑھا اور تین روز تک اور چلتا رہا یکایک دور سے ایک باغ دکھائی دیا
سلیمان ثانی قریب اُس باغ کے گیا چند درخت نارنج کے دیکھے جنکے نیچے فرش پاکیزہ و پر تکلف بچھا تھا ہر درخت مین
پانچ پانچ سات سات قفس ہائے برنجی آویزان ہین جن مین خوش رنگ و خوش آہنگ جانور چہچہا رہے ہین فرش پر ہر درخت
کے تنہ کے قریب خوش رنگ مختصر قالین بچھے ہین اور مقام صدر مین وسیع و پر تکلف قالین پر ایک نازنین سراپا
حسن و ناز بہزار کرشمہ و انداز بیٹھی ہی اور چار سو نازنینان سنبل مو عنبر مو گرد اُسکے بیٹھی ہین اور بیچ مین اُن نازنینون
کے نارنج کا ڈھیر لگا ہی اور ایک ایک نارنج سب کے ہاتھ مین ہی اُس نازنین صدر نشین نے یکایک سلیمان ثانی کو دیکھا اپنی
جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور بآواز بلند کہا اے جوان تو کون ہی اور کیونکر یہان تک پہونچا سلیمان ثانی نے بغور اُس
نازنین کو دیکھا اور کہا صاحب تم کون ہو اور کس واسطے میرے نام و نشان کو پوچھتی ہو اُسنے کہا میری کوئی
غرض نہین ہی البتہ اسواسطے پوچھا کہ یہ مقام خونخوار ہرگز کسی کے وارد ہونے کے قابل نہین ہی اگر نادانستہ یہان
وارد ہونے کا اتفاق ہو گیا ہی تو پھر جا اب آگے قدم نہ بڑھاتا سلیمان ثانی نے کہا سبحان اللہ اسقدر کوشش
کے بعد تو یہان تک پہونچا ہون اور پھر یہان سے واپس چلا جاؤن یہ ہرگز نہین ہو سکتا اُس نازنین نے کہا واپس
چلا جا دیدہ و دانستہ مبتلائے بلا ہونا ہرگز قرین عقل نہین ہی تو نہین جانتا یہان انواع و اقسام کے واقعات طلسمی
درپیش ہونگے جنمین مطلق عقل کو دخل نہوگا سلیمان ثانی نے کہا اے تاجدار اقلیم دلبری و دلربائی تو محض بیکار میرے
حال سے متعرض ہوتی ہی مین خاص اسی طلسم کے فتح کرنے کا تہیہ کیے ہون اگر واقعات طلسمی پیش آئینگے باشد مجکو
کچھ تردد نہین ہی اُس نازنین نے کہا پھر تو جان کہین سے تجکو سمجھا دیا یہ کہا اور اپنے ہاتھ کا نارنج آسمان کی طرف
پھینکا اُسکو دیکھ کے تمام نازنینون نے اپنے اپنے ہاتھ کے نارنج جانب آسمان کے پھینکے پھر دا اس حرکت سے ایک شور
غوغا اُٹھا اور زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا سلیمان ثانی گھبرایا اور دلمین کہا خداوند تو ہی اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان
ہی دیکھیے اس تاریکی کا کیا نتیجہ ہوتا ہی تھوڑی دیر تک وہ تاریکی رہی بعدہ روشنی ہونا شروع ہوئی اب جو سلیمان ثانی نے
غور سے دیکھا اپنے کو ایک باغ مین دیکھا جسمین درختان نارنج بکثرت ہین اور سامنے سے ایک زنگی نہایت سیاہ فام کریہ المنظر
آتے دیکھا کہ بجز یک تنہ دو شد اُس زنگی نے آتے ہی ہاتھ مین چاق کو سنبھالا اور سلیمان کے قریب آ کے کہا
کیون جی تم یہان کیون آئے ہو سلیمان نے کہا خوب کیا جو ہم آئے تو کون ہی بولا اُسنے کہا مین تو یہان رہتا ہون

بیکار رہو چنچہ جو سلیمان نے کہا مین بھی اپنی خوشی سے چلا آیا تو بھی بیکار پوچھتا ہی زنگی نے کہا اچھا آئے تو آئے اب کب جاؤ گے سلیمان نے کہا مین ہرگز نہین جاؤنگا اور کبھی نہین جاؤنگا زنگی نے کہا اگر نہین جاؤ گے تو ان درختون کے نارنج چنو سلیمان نے کہا مین نارنج چننے تو آیا نہین ہون اگر ایسی ہی ضرورت نارنج چنوانے کی ہی تو کوئی مزدور بلواؤ یہ کام ہمارا نہین ہی زنگی بولا ضرور چنو گے اور کیا اپنی خوشی سے نہ چنو گے بس کہدیا جلدی چنو سلیمان ثانی بھی درست ہوکے اُسکے روبرو کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ سر تو بکتا کیا ہی ہم ہرگز نارنج نہین چنین گے زنگی جبتک تمام قریب سلیمان کے آیا اور اس تیزی سے وہ چماق سلیمان پر مارا کہ سلیمان کو مطلق خبر نہوئی کہ اس زنگی نے کب ہاتھ اُٹھایا اور کب قریب آیا طرفہ تر یہ کہ پہلے تو سلیمان تہیہ کیے ہوئے تھا کہ ہرگز نارنج نہ چنین گے لیکن چماق کی ضرب کھاتے ہی کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ بے اختیار زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ ای شاہ زنگیان توقف کر اور چماق کو روک جو کچھ تیرا حکم ہوگا اُسکو بجا لاؤنگا زنگی نے کہا بس یہی حکم ہی کہ نارنج چنو اور ایک مقام کا نشان دیا کہ یہان تمام نارنجون کا ڈھیر لگاؤ سلیمان اپنے ہمراہیون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا بھائیو کیا دیکھتے ہو ان نارنجون کو چنو اُن سب نے انکار کیا اور کہا ای سلیمان تم مزدورون کا کام کرو ہمسے امید نہ رکھو وہ زنگی اُن سب کے قریب گیا اور کہا تم بھی نارنج چنو انھون نے کہا اسکا عوض ہمکو کیا ملیگا زنگی بولا عوض مزدور کو ملتا ہی تم سب مزدور نہین ہو سب نے کہا جب ہم مزدور نہین ہین تو کیون نارنج چننے کی فرمایش کیجاتی ہی زنگی بولا یہان پہونچنے کا یہی نتیجہ ہی کہ تم مزدور بنو انھون نے کہا ہرگز نہین چنین گے زنگی نے اُن کو بھی ایک ایک چماق مارا بس جسپر چماق پڑا اُسنے فوراً کہا اچھا ہم نارنج چننے کو موجود ہین چنانچہ سلیمان ثانی مع ہمراہی نارنج چننے مین مصروف ہوا پھر بدیع الزمان کی نوبت آئی اُس زنگی سے انکا بھی سامنا ہوا اور بعد گفت و شنید بسیار چماق کی نوبت آئی آخر الامر بدیع الزمان بھی مع ہمراہی نارنج چننے مین مصروف ہوے کہانتک بالتفصیل ہر ایک سردار و فرزند امیر کے اس مقام پر وارد ہونے اور نارنج چننے کا حال مذکور ہو خلاصہ یہ کہ سب ہی یہان آئے اور سب اپنی اپنی باری آکے بہت کچھ عرض کی گر انجام یہی ہوا کہ سب نارنج چننے کے واسطے مجبور ہوے حتی کہ جناب حمزۂ ثانی ظل سبحانی بھی خواجہ زادون کے مشورہ سے اس طرف وارد ہوے پہلے تو وہین بہت کچھ گفت و شنید کی نوبت آئی جہان وہ نازنین چار سو نازنینون کے ساتھ بیٹھی تھی حمزۂ ثانی کو اپنے اعزاز و احترام کا خیال تھا مگر وہ نازنین صدر نشین اُسی طرح پیش آئی جس طرح سلیمان ثانی سے پیش آئی تھی حتے زنگی کا سامنا ہوا زنگی کہتا تھا کہ زیادہ گویائی نہ کرو نارنج چنو اور اُس مقام پر ڈھیر کرو حمزۂ ثانی کہتے تھے کہ مین ہرگز مزدورون کا کام نہین کرونگا آخر الامر چماق کی نوبت آئی انھون نے بھی اُسی طرح کہا ای شہنشاہ زنگیان جو کچھ حکم کر اُسکی تعمیل مین مجکو کچھ عذر نہین ہی اُس زنگی نے کہا نارنج چنو اور اس جگہ ڈھیر کرو حمزۂ ثانی بھی مع ہمراہی نارنج چننے مین مصروف ہوے

اب ان تمام سرداران و فرزندان امیر کو مع حمزۂ ثانی ظل سبحانی کے نارنج چننے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور شہزادہ والا قدر بدیع الملک دلاور کا حال خیریت اشتمال قلمبند ہوتا ہی

زمان بہارست عہد شباب
زدہ خیمہ ابر ہوا سو بسو
اگر نشۂ مے نہ دارد بسے
ازین آب داری بر آتش مناب

گناہ است ساقی نہ خوردن شراب
تو ہم خیمہ بر بادہ زن چون حباب
چرا لالہ مست است و نرگس خراب
کہ آتش توان سرد کردن ز آب

مے لعل در جام گلگون بریز
شب و روز در دست دار و قدح
تو ای زاہدا مرد زی نوش کن
بقول تو گر می حرام آمدہ

مہ نو بخورشید کن ہم رکاب
گل و آفتاب و گل ماہتاب
بخود حکم کہ فرداست یوم الحساب
چرا در بہشت است جوئے شراب

چہ فصل بہارست یارب کہ شد	دل گل تر از آتش و تاب	تو اے پیر اے مرد سخندان	چنین آشکارا نمند از نہان

کہ جب شہزادہ عالی قدر بدیع الملک دلاور اور نوفل ملکہ ماہ نوش لب کے ہمراہ لیکر نگارستان سے
قریب پہونچے ہرکارون نے خبر دی کہ مظالم شاہ قلعہ بند ہوا اور ایک گبر نے قلعہ پر یورش کی ہی بدیع الملک نے
اور کچھ حقیقت حال دریافت کی ہرکارون نے کہا اور کچھ ہمکو نہین معلوم ہوا شاہزادہ اس قصہ کی حقیقت کو دریافت ہی
کر رہا تھا کیا دیکھتا ہی کہ ایک طرف سے نظر کردہ شاہ یزدان مہتر شاپور شیر دل چلا آتا ہی جب شاپور قریب آیا زمین
خدمت کو بوسہ دیا آداب بجالایا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ یارب نہال دولت تو سر سبز باد و درخت تمنا بر رخ بخت تو بار آرد
اور کہا ہزار ہزار شکر اُس کریم کارساز کا کہ بار دیگر دیدار فرحت آثار حضور سے آنکھیں روشن ہوئین شہزادہ نے کہا اے مہتر
تم کہان تھے مین نے تمکو طلسم مین چھوڑا تھا شاپور نے آنا مشتر کا اور اپنا طلسم سے رہا ہونا اور حمزۂ ثانی کی خدمت مین
پہونچنا اور عروج بن بروج دیوانہ کو ہلاک کرنا از اول تا آخر شاہزادۂ بدیع الملک کی خدمت مین بیان کیا شاہزادہ
نے شاپور شیر دل کی قوت دست و بازو اور فکر و تدبیر کی بہت تعریف کی اور کہا اے مہتر شاپور تمکو کچھ معلوم ہی کہ اس قلعہ
پر جو گبر نے یورش کی ہی اسکا کیا سبب ہی اور یہ گبر کون ہی اُسنے کہا اے شہریار عالی تبار مظالم شاہ بشارت کے ذریعہ سے
مسلمان ہوگیا ہی اور یہ گبر جو قلعہ پر یورش کر رہا ہی اسکا نام فیلا سر ہی اور اسکے باپ کا نام خون آشام تھا خون آشام
مظالم شاہ کے دربار مین پرانے نیزہ کی طرح چیر ڈالا گیا تھا فیلان سر بیٹا خون آشام اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا
ہی اور مظالم شاہ سے برسر پیکار ہی اور حکم ہو تو مین اُس نابکار کو اسکی سرکشی کی سزا دون شہزادہ نے فرمایا اے شاپور ابھی
تم توقف کرو اسکے لیے مین اسکو سزا دے دون تو پھر تو جرأت کرنا یہ کہا اور مرکب برق کردار پر سوار ہوکے نزدیک گیا اور
کہا او نابکار زشتی و بدکار مین تیرے باپ کا قاتل آ پہونچا فیلان سر نے جب شہزادہ بدیع الملک کو دیکھا مرکب کی باگ
پھیری شہزادہ کے قریب آیا اور کہا اے جوان بیباک تو کون ہی اپنا نام و نشان بیان کر شاہزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ مین
بدیع الملک بن نور الدہر ہون اور اگر زیادہ تر مجھے آگاہ ہونا چاہتا ہی تو سُن جسنے تیرے باپ کو قتل کر پاش ریزہ
کیا وہ مین ہی ہون فیلا سر شہزادہ کی یہ تقریر سُنکے بہت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور شل بید لرزنے لگا بدیع الملک
نے اُسکو لرزتے دیکھا دیکھ کے پوچھا تیرا کیا حال ہی اُسنے کہا اچھا حال ہی اگر واقعی تو میرے باپ کا قاتل ہی تو آ حملہ کر
شہزادہ نے کہا ہم مسلمانون کا یہ قاعدہ نہین ہی کہ خود سبقت کرین اگر تو جرأت رکھتا ہی ع بیار آنچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران و فیلان سر نے اپنی تیغ کو بلند کیا اور شہزادۂ بدیع الملک کی جانب بے تحاشا جھپٹا
جب قریب آگیا اور شہزادہ پر وار کیا شہزادہ نے قبل اسکے کہ وہ تیغ جسم سے مَس ہو کھینچی تمام اُسکے ہاتھ سے
تیغ چھین لی مع ہذا اُسی تیغ کا وار کمر پر کیا کہ وہ مثل خیار تر قلم ہوگیا اُسکے لشکر نے جو یہ حال دیکھا سب نے یکبارگی
بدیع الملک پر حملہ کیا چونکہ سردار انکا بدیع الملک کے دست زبردست سے ہلاک ہو چکا تھا بے سر فوج کیا
کام کر سکتی ہی ہرچند اس فوج نے کوشش کی مگر شاہزادہ سے پیش رفت نہ گئی آخر کو گریز کی نوبت آئی میدان صاف
ہوگیا بدیع الملک نے دست غارت دراز کیا تمام مال و متاع اُس فوج کا اپنے قبضہ مین لایا مظالم شاہ نے
بالائے قلعہ سے اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا دوری کے سبب سے نظر کام نہ کرتی تھی متعجب تھا کہ نہین معلوم یہ کون جوان ہی
آخر ہمراہیون سے کہا اے فلان دیکھو کون ہی ہمکو تو بدیع کی شباہت معلوم ہوتی ہی اُن سب نے بغور دیکھ کے
کہا واقعی ہمارا بھی یہی خیال ہی جب کچھ بھی تصدیق ہو گئی بہت خوش ہوا دروازہ قلعہ کا کھولا باہر آیا شاہزادہ
کی خدمت مین پہونچا زمین خدمت کو بوسہ دیا شاہزادہ مظالم شاہ سے بغلگیر ہوا بعدہ وہ دونون فوج باہم روانہ ہوئے

مصر دار العشرت میں آکے قرار کیا مظالم شاہ سے عرض کیا ای شہزادہ فلک رفعت مریخ صولت زہے بخت تمام بریں جرات
و شجاعت تم تو طلسم میں قید تھے اس طرف کس طرح وارد ہونے کا اتفاق ہو گیا اصل حقیقت یہ ہے کہ میں مجبوری قلعہ بند ہو گیا تھا
اور کوئی صورت فتح قالف سے رہائی کی نظر نہ آتی تھی اسکو آسمانی مدد کہنا چاہیے کہ تم ایسے دلاور یہاں پہونچگئے شاہزادہ
بدیع الملک نے اپنا طلسم سے باہر آنا اور پردہ قاف میں جانا اور دیوان خونخوار سے جنگ کرنا اور ہزارہ ہزار دست
سے مقابلہ کرنا اور پھر ہزارہ کو گرفتار کرنا بالتصریح مظالم شاہ کے روبرو بیان کیا اور کہا ای بادشاہ اور جو واقعات
گذرے وہ گذرے لیکن ہزارہ ہزار دست دیو کے مقابلہ میں سخت وقت پیش آئی بارے ہزار ہزار شکر اُس
کریم کارساز کی درگاہ بے نیاز میں کہ اُس مرحلہ سے بھی نجات پائی ہے کہ بصحت و سلامتی تمسے ملاقات ہوئی مظالم
شاہ حیرت سے شاہزادہ بدیع الملک کی صورت دیکھتا تھا اور دل میں کہ رہا تھا کہ بظاہر یہ جوان بصورت انسان یک
مشت استخوان ہے لیکن اس جوان کا دیوان کوہ پیکر فیل قوت کے مقابل میں سر بر ہونا خود امر ہے علی الخصوص ہزارہ ہزار دست
ایسے دیو بلاے بے درمان کا مقابلہ کرنا مزید بران اُسکو گرفتار کر لینا تو کسی طرح قیاس میں نہیں آتا اگرچہ واقعی
امر ہے اور بدیع الملک سے کہا ای شہریار سچ تو یوں ہے کہ سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اگر آسمانی تائید
پر نظر کرکے ان واقعات کو سُنا جاے تو قیاس میں آسکتا ہے ورنہ یہ جملہ واقعات قیاس سے باہر ہیں بعد اس
گفتگو کے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا گیا خوانساے طعام آئے دسترخوان بچھا خوان کھولے گئے دسترخوان پر
طرح طرح کا کھانا چنا گیا سب کھانے سے فراغت پائی رقص و نواے ہنگامہ گرم ہوا شام تک طرح طرح
کے باجے بجے گانے گاے گئے شب کو شاہزادہ محل میں ملکہ ماہ نوش لب کے پاس گیا طرح طرح کی باتیں
ہوا کیں جب زیادہ رات گئی نیند کا غلبہ ہوا دونوں بستر خواب پر دراز ہوے دوسرے روز شاہزادہ سے مع
شاپور شیر دل اور نوفل کو ہمراہ لیا اور طلسم کی طرف روانہ ہوا اور راہ طے کرکے اُس درہ میں داخل ہوا اُس قلندر
کے قریب پہونچے جسکا ذکر سابق میں قلمبند ہو چکا ہے شہزادہ نے کہا ای برادر شاپور دیکھو یہ قلندر وہی ہے جسنے ہمکو
اور تمکو حلواے تازہ کھانے کو دیا تھا شاپور نے کہا ای شہزادہ والا قدر بیشک یہ وہی قلندر ہے شہزادہ نے کہا
اب پھر حلوا کھانا چاہیے تاکہ طلسم میں پہونچیں یہانتک کہ اُس قلندر سے روٹی اور حلوا لیا کھایا از خود رفتگی
طاری ہوئی پھر ہوش آیا آنکھ کھول کر دیکھا ایک جگہ تیرہ و تار میں ہیں یکایک چند شخص آسے اور انکو شیر جہان آفرین
کی خدمت میں لے گئے اور جو لوگ لے گئے تھے اُنھوں نے شیر جہان آفرین کی خدمت میں عرض کی کہ ای
شہریار یہ لوگ آئے اور اُنھوں نے نان و حلوا کھایا اب ان کے بارہ میں کیا حکم ہے شیر جہان آفرین نے کہا
ان سب کو باغ او رکام لو شاہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے دست و پاے بند کھولدیے گئے اور گلچینی کی
فرمایش ہوئی ہے کہ یہ سب پھول چننے میں مصروف ہوے تا اینکہ ایک ہفتہ گلچینی میں گذرا آٹھویں روز سیر ہا
کردیے گئے شاہزادہ بدیع الملک نے اپنے ساتھیوں سے کہا بھائیو آج میرا ساتھ نہ چھوڑنا اُنھوں نے کہا
کیا مجال شاہزادہ سب کو ہمراہ لیے ہوے اُس قصر میں پہونچا دیکھا کہ وہی پیر مرد بیٹھا ہوا ہے تختہ رمل آگے رکھا ہے
اور قرعہ ہاتھ میں ہے شاہزادہ سامنے اُس پیر مرد کے گیا اور سلام برسم اسلام کرکے روبرو اس پیر مرد کے
بیٹھ گیا اس پیر مرد نے بغور شاہزادہ کی صورت دیکھی اور کہا تم کون ہو اور کیوں یہاں آئے ہو شاہزادہ نے
کہا ای معظم ذات کرم صفات میں بدیع الملک بن نور الدہر ہوں تحفہ ہاے طلسم لینے یہاں آیا ہوں اُس پیر مرد
نے متبسم ہوکے کہا چہ خوش یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حسب الطلب تمھارے تحفہاے طلسم تمکو دیدوں اگر

تخھاے طلسم کے خواستگار ہو تو کوئی نشانی مجکو دو تاکہ تم کو تخھاے طلسم لینے کا مستحق سمجھون کوئی دعوے سچ نہین
ہوتا جب تک کہ اسکی دلیل پیش نہ کیجاوے بدیع الملک نے کہا اے بزرگ یہ دو گواہ میرے ساتھ ہین جو
کچھ منظور ہو ان سے پوچھ لو پیر مرد نے کہا اے جوان تو بالکل نادانون کی طرح باتین کرتا ہو یہان گواہی کی مطلق
ضرورت نہین ہو دو نہین دو سو گواہ ہون ہان اگر کوئی نشانی تیرے پاس ہو تو اُسے پیش کر بدیع الملک نے
سر سے پگڑی اُتاری اور خال سبز اور رگ ہاشمی کو دکھاکے کہا اے بزرگ اس سے زیادہ نشانی کیا ہوگی اور
اگر اور بھی نشانی کی ضرورت ہو تو میرے خط و خال کو دیکھ لو بس اور کیا چاہتے ہو پیر مرد نے
چین بر جبین ہوکے اور شاہزادہ کو بنظر تیز دیکھ کے کہا واہ تم عجب طرح کے مرد آدمی ہو سوال از آسمان جواب
از ریسمان ہم کچھ کہتے ہین تم کچھ تقریر کرتے ہو مین صریحی نشانی تخھاے طلسم پانے کی مانگتا ہون تمنے پگڑی اُتار کے
سر سے نشانون اور رگون کو دکھانا شروع کر دیا مین کیا جانون کہ خال کیسے اور خط کیسا ارے بھی نشانی لاؤ
جو مجھ سے تخھاے طلسم طلب کرتے ہو شاہزادہ نے اپنے دونون ہاتھ آگے بڑھا دیے اور پیشانی کیطرف
اشارہ کرکے کہا ہاتھ کی اور پیشانی کی لکیرون کو دیکھو اور ان لکیرون سے استخراج کرو کہ مین تخھاے طلسم
پانے کا مستحق ہون یا نہین کیونکہ تم رمل وغیرہ کے علوم سے بخوبی آگاہ ہو اُس پیر مرد نے اس مرتبہ اپنی نظر نیچی
کر لی اور کہا اپنے ہاتھون اور پاؤن کی لکیرین کیسی اور کو دکھاؤ مین نہین پہچانتا نشانی لاؤ اسی طرح شاہزادہ
نے بیشتر نشانات دکھائے مگر اُس پیر مرد نے کسی نشان کو قبول نہ کیا مہتر شاپور نے کہا شہریار اب یہان توقف
بیکار ہو یہ بزرگ ہرگز کچھ نہ دینگے شہزادہ وہان سے روانہ ہوا قریب گنبد کے آیا دیکھا در گنبد مین ایک
بھاری قفل لگا ہو اور بالاے گنبد اور دروازہ کے اوپر یہ عبارت لکھی ہو کہ بغرض آگاہی صاحب
ضرورت اطلاع دیجاتی ہو کہ اصل مقصود شکنندہ طلسم کا اس گنبد کے اندر موجود ہو شاہزادہ بدیع الملک
اس عبارت کو پڑھ کے بہت خوش ہوا اور شاپور سے کہا برادر اس قفل کے توڑنے کی کوشش کرو
شاپور نے بقوت تمام اُس قفل کو گرفت مین لاکے دو تین مرتبہ حرکت دی قفل نہ کھلا پھر نوفل بڑھا اور
اُسنے بھی زور آزمائی کی پھر بھی قفل نہ کھلا جب سب اپنی باری زور آزمائی کر چکے اور قفل بجنسہ بند رہا
بدیع الملک نے کہا بھائیو اب میری باری ہو یہ کہکے قفل سے قریب آیا اور مستحکم گرفت مین لاکے اور الا اللہ کہکے
جو زور کیا قفل شکستہ ہو کے دھم سے زمین پر گر پڑا شاہزادہ نے اُس گنبد کا دروازہ کھولا مع یاران ہمراہی اندر
داخل ہوا اسی ایوان اور اسی حوض کو دیکھا کہ طاؤس بذرین دخوش قطع حوض کے فوارہ پر بیٹھا ہوا رقص کر رہا ہو شاہزادہ
جست مار کے اُس حوض مین کودا اور قریب فوارہ پہونچ کے فوارہ کو گرفت مین لایا اور بقوت دست و بازو فوارہ
کو تہ حوض سے نکال لیا اور حوض کے کنارے پھینک دیا چونکہ مہتر شاپور اور نوفل دونون حوض کے
کنارے کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے جب وہ فوارہ حوض سے نکل آیا دفعتاً تمام پانی حوض کا غائب ہو گیا
اور ایک دروازہ اندرون حوض نمودار ہوا شاہزادہ نے دروازہ کو کھولا اندرون دروازہ نقب دکھائی دی
شاہزادہ نے شاپور اور نوفل اپنے یاران ہمراہی کو بلایا اُنھون نے تامل کیا شاہزادہ نے باصرار کہا
تم لوگ خائف کیون ہوتے ہو بلا تکلف چلے آؤ یہ سب کہکے کہ آنچہ رضاے مولیٰ از ہمہ اولیٰ حوض مین اُترکے
شاہزادہ کے قریب گئے شاہزادہ ان سب کو اپنے ہمراہ لیکے دروازہ مین داخل ہوا اور پھر نقب مین
پہونچا اور راہ نقب طے کرکے باغ مین نکلا اور سیر گلگشت مین مصروف ہوا کبھی جانب مشرق بسر کی کبھی جانب

جنوب بھی جانب شمال بھی کی سیر باغ کرتا ہوا اُس قصر کے قریب پہونچا کہ جہان چار سو پریزاد بیٹھی تھین لیکن اس مرتبہ
اُن پریزادون کو بہ نسبت قبل کے پریشان دیکھا اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب مجروح بھی ہین جیسے ہی ستہ ہوئی اُن
پریزادون نے جو شہزادہ کو دیکھا بہت منغض ہوئین اور بہ آواز بلند کہا اے جوان تو کیون بار دیگر اس طرف آیا
تو یہان سے چلا جا سچ کہا ہے کہ اُس دوست نادان سے دشمن ہزار درجہ بہتر ہے جو دانا ہو ؎ صحبت سفلہ چو انگشت نا
نقصان ہو گرم سوزد دہن و سرد کند جامہ سیاہ ٭ شاہزادہ بدیع الملک کو اُن پریزادون کی اس تقریر سے
اور زیادہ حیرت ہوئی کہا صاحبو مین نے کیا ایسی نادانی کی جو تم میری مذمت کرتی ہو اُن پریزادون نے کہا
اِس سے زیادہ تیری نادانی کیا ہوگی کہ پیشتر ہی سے ہم گرفتار بلا ہین تیری خود رائی سے اب ہم اس حال کو پہونچے
ہین تو دیکھ رہا ہے شاہزادہ نے کہا مفصل کہو یہ حال تمہارا کس سبب سے ہوا ہے پریزادون نے کہا جس روز سے کہ تجکو
جبار اُٹھا لے گیا ہر روز وہ ظالم ہمیں زد و کوب کرتا ہے اور سخت اذیت پہونچاتا ہے اور ہمسے کہتا ہے کہ اے بدبختو تمنے
بدیع الملک کو مشورہ دیا کہ وہ مجکو ہلاک کرے اور میری ہلاکت کی تدبیر بھی تمھین نے بتائی ورنہ اُسکو کیا معلوم
تھا اور کیا جان رکھتا تھا کہ میری ہلاکت کے درپے ہو سکتا اے جوان اگرچہ جبار دیو تجکو لے گیا مگر پھر بھی تو اُسکے دست
جبر سے رہا ہو گیا کہ بار دیگر یہان آیا ہم آج تک اس رہنمائی کی سزا مین مبتلا ہین تو بیان کر کہ جبار کے ہاتھ سے
کیونکر رہا ہوا اور اس مدت تک کہان کہان پھرا اور کیا کیا واقعات پیش آئے اور اب کیا ارادہ ہے بدیع الملک
نے از اول تا آخر اپنی کیفیت بیان کی اور کہا اول مرتبہ تو بیشک مجھ سے غلطی ہو گئی اب جو کچھ تم کہو گی اُسپر عمل کرونگا
اُن پریزادون نے کہا من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ ٭ ہمکو خوف ہے کہ بار دیگر بھی اگر تو نے غلطی کی تو شاید جبار دیو
کے ہاتھ سے تو زندہ نہ رہے بدیع الملک نے کہا تم مطمئن رہو انشاء اللہ اس مرتبہ غلطی نہ ہوگی پریزادون نے کہا
خیر بہتر تجھے اختیار ہے اب جبار دیو آئیگا تجکو چاہیے کہ اُسکی تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لے اور پھر اُس موذی کو فرصت
نہ دی بعجلت تمام اُس کی کمر پر وار کر جب وہ ہلاک ہو جائیگا اور ہم اس مصیبت سے رہا ہو جائینگے ہم وعدہ
کرتے ہین کہ اپنے ملک مین پہونچکے اور اپنا لشکر فراہم کر کے جنگ شیران مین ہم تیری مدد کرینگے ہنوز یہ باتین ہو
رہی تھین کہ ہوائے تند چلی اُن پریزادون نے کہا اے جوان ہوشیار ہو جا وہ موذی آتا ہے یکایک ہوا سے آسمان
سے جبار آیا اور بدیع الملک کو دیکھ کے کہا او اجل گرفتہ انسان تو بار دیگر یہان آیا اس مرتبہ تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اول
مرتبہ تو خیر تیری جوانی پر مجکو رحم آ گیا تھا جو مین نے تجکو زندہ و سلامت چھوڑ دیا اس مرتبہ ان بدبختو نکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا
جنکی ہدایت سے تو نے میری ہلاکت کا سامان مہیا کیا تھا اگرچہ تو باین قلیل القامتی و کم جثی جری دلیر ہے مع ہذا تو نادان
بھی ہے جو تو غافل ہو گیا تھا خیر اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے شہزادہ نے کہا او مغرور اگرچہ مین اول مرتبہ غافل ہو گیا
تھا لیکن اس مرتبہ تیرا خود میرے ہاتھ سے زندہ رہنا دشوار ہے جبار دیو نے جھنجھلا کے شہزادہ پر تیغ کا وار کیا بدیع الملک
نے نہایت چستی سے اُس تیغ کا قبضہ مع بند دست مضبوط گرفت مین لایا اور بزور دست و بازو ایسا فشار دیا کہ وہ تیغ
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری بدیع الملک نے اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا اور دوڑ کے وہ تیغ اپنے قبضہ مین لایا
جبار دیو نے فرصت کو غنیمت جانا اور خائف ہو کے وہان سے غائب ہو گیا شہزادہ نے مڑ کے دیکھا جبار کو نہ پایا
حیران ہو گیا اُن پریزادون نے پھر زبان ملامت کھولی اور کہا اے جوان واقعی تو بالکل نادان ہے یہ کیا کیا کہ تیغ
دست سے چھینی مگر اُسکو رہا کر دیا بدیع الملک نے کہا تم سب بیکار خفا ہوتی ہو یہ تم بھی جانتی ہو کہ جبار بغیر
اس تیغ کے کسی حربہ سے ہلاک نہین ہو سکتا اگر مین اس تیغ کو اُٹھا لے نہ جاتا اور اُس سے دست دگر بیان ہو جاتا

تو کیا کر سکتا تھا انجام یہ ہوا کہ تیغ بھی میرے ہاتھ نہ آئی پریزادون نے کہا خیر گذشت آنچہ گذشت اب بخوبی ہوشیار
رہو ایسا نہو کہ اس مرتبہ بھی تیغ ہاتھ سے نکل جاوے بدیع الملک بکمال ہوشیاری اُسی جگہ مقیم رہا راوی کہتا ہی
کہ جبار دیو کی موت ازبسکہ اُسی تیغ کی ضرب سے مقرر تھی اور وہ بھی بخوبی آگاہ تھا بدین وجہ اُس تیغ کے ہاتھ سے
نکل جانے کے سبب سے بدحواس ہو گیا اور ہر چہار جانب دوڑتا پھرتا تھا اور طرح طرح کی تدبیرین سوچتا تھا کہ
کسی طرح وہ تیغ ہاتھ آجاوے چنانچہ دو مرتبہ بدیع الملک کے پاس بھی آیا کہ شاہزادہ کو غافل پاکر تیغ لیجاوے
مگر موقع نہ پایا ادھر شاہزادہ اول مرتبہ اپنی غفلت کی سزا پاچکا تھا نہایت ہوشیاری سے وہان مقیم تھا مزید بران
وہ پریزادین ہوشیاری کے باب مین تاکید کیے جاتی تھین جب جبار دیو کی سمجھ مین کوئی تدبیر دستیاب ہونے کی
نہ آئی گھبرایا ہوا اپنی محبوبہ کے پاس آیا جسکا نام معنبر جادو تھا اُسنے متفکر و بدحواس دیکھکے حال پوچھا
جبار دیو نے کہا ای آرام جان و ای راحت روح و رواں کیا حال پوچھتی ہو عنقریب تو یہ خبر سُنے گی کہ جبار ہلاک
ہو گیا اور اُسکا گوشت و پوست جانوران صحرائی کھا گئے معنبر جادو نے کہا آخر مفصل بیان تو کر کیا ایسا سبب
واقع ہوا جو تجکو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا جبار نے کہا ایک آدمزاد اِس مقام مین وارد ہو گیا ہی نہین معلوم
کس قسم کا انسان ہی کہ دیوزادے کے مقابلہ مین سربر ہو جاتا ہی اول مرتبہ بھی اُسنے میری تیغ مجھسے چھین لی تھی
مگر میرا طالع یاور تھا جو وہ تیغ مجکو مل گئی اِس مرتبہ پھر وہ آدم زاد آیا ہی اور میری تیغ پھر مجھسے چھین لی اور ای
معنبر راحت دل و جگر میرا ہلاک ہونا اُسی تیغ سے مقرر ہی اگر وہ تیغ میرے ہاتھ سے نکل نہ جاتی تو مجکو کسی طرح کا
خوف نہ تھا اگرچہ وہ آدم زاد کیسا ہی زبردست و زور آور ہوتا معنبر جادو نے متعجب ہو کے کہا واہ تو دیوزاد اور
جوان آدم زاد تو بھی تو اُسکے مقابلے سے عاجز ہو جنے کہ اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اگر اُس تیغ سے تیری ہلاکت
مقرر ہی تو تو نے وہ تیغ اُسکو کیون دیدی جبار نے کہا ای آرام جان کوئی بھی اپنے کو دیدہ و دانستہ ہلاک کرتا ہی
اُسکے مقابلہ مین ایسا ہی عاجز ہو گیا جو تیغ میرے ہاتھ سے نکل گئی معنبر جادو نے کہا بتا وہ کہان ہی مین جاتی ہون
اور اُس آدم زاد کو گرفتہ و بستہ کر کے تیری خدمت مین حاضر کرتی ہون جبار دیو نے کہا وہ طلسم مین موجود ہی اور
ای معنبر وہ جوان تنہا نہین ہی دو رفیق بھی اُسکے ہمراہ ہین معنبر نے کہا وہ رفیق بھی آدم زاد ہی ہین یا کوئی اور
ہین اُسنے کہا ہان وہ بھی آدم زاد ہی ہین میرے خیال مین تو غیر ممکن ہی کہ تو اُس آدم زاد کو گرفتہ و بستہ کر لاسکے
کیونکہ جب مین اُسکے مقابلے مین پسپا ہو گیا تو تیرا سربر ہونا کب عقل مین آتا ہی اُسنے کہا خیر اب تو مین جاتی ہون
یہ کہا اور وہان سے روانہ ہو کے داخل طلسم ہوئی دیکھا واقعی تین آدم زاد اُس قصر مین موجود ہین در قصر پر
قیام کر کے معنبر نے دستک دی ایک جانور مثل چڑیا اُڑتا ہوا آیا اور کہا ای معنبر کیا حکم ہی معنبر نے کہا ای پہان جادو
اس قصر مین سے ایک چیز مجکو لیجانا ہی تو اپنا عمل کر پھر ان جادو واڑا اور اُس قصر کے گرد تین تا دے لیے دفعتاً
تمام قصر مین تاریکی ہو گئی معنبر جادو قصر مین گئی اور اُس تاریکی مین سب کی نظر سے پوشیدہ نوفل کو اُٹھا لیگئی اور کہا ای
جبار یہ آدمزاد موجود ہی جسطرح تیرا دل چاہے اُس سے پیش آ جبار دیو نے نوفل کو دیکھ کے کہا ای معنبر یہ آدمزاد
وہ نہین ہی جسنے تلوار لے لی ہی بلکہ یہ اُسکا رفیق ہی معنبر جادو پھر وہان سے طلسم مین آئی دستک دی پہان جادو موجود
ہوا اور کہا کیا حکم ہی معنبر جادو نے کہا پھر مجکو طلسم سے ایک شی لینے کی ضرورت ہی چنانچہ ... اسنے پھر مین ... کیتا ... ری ...
اس مرتبہ معنبر جادو شاہپور شیر دل کو لائی اور کہا دیکھ یہ آدمی زاد ہی جسنے تلوار لے لی جبار نے کہا ای آرام جان
یہ بھی وہ آدم زاد کا رفیق و ہمدم ہی اس سے بھی مجکو کچھ تعرض نہین ہی اسکے علاوہ جو ... آدم زاد ہی اُسکو لا

تو کام بنے معنبر جادوگر نے یہ چاہا کہ شہزادہ بدیع الملک کو اٹھا لائے وہان اتفاق قضا و قدر سے رنگ دگرگون
ہو گیا اشعار

دوران کہ بصد طلسم سازیست / از پردہ او ہزار بازیست

صد رنگ برآورد زمانہ / نیرنگ قضا نقش پرداز

تا دیدہ عبرتے کنم باز / بازیچہ او این طلسم خانہ

یعنی جونہی معنبر جادو
کی نظر بدیع الملک کے جمال جہان آرا پر پڑی ہزار جان و دل فریفتہ ہو گئی بیتابانہ شہزادہ کے قریب آئی پاؤن
پر سر رکھ دیا شہزادہ نے متحیر ہو کے اسکی صورت دیکھی اور بے اختیار زبان سے نکلا تو کون ہی ہٹ ادہر سے
معنبر جادو بدیع الملک کے پاس سے علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور دست بستہ کہا سہ کہ ای شہریار فلک اقتدار
سکندر سے ہون تیرے بندے ہزارہ یہ شوکت یہ اقبال دایم رہے مصداق زمانہ مین خوار۔ ہے میرا نام معنبر جادو ہی اور
مین جبار دیو کی مطلوبہ ہون اور جبار وہ دیو ہی جسکی تیغ تو نے چھین لی ہی اُسنے مجھ سے اس حال کو بیان کیا تھا
اُس سے وعدہ کیا کہ مین اُس جوان کو گرفتہ و بستہ کر لاؤنگی چنانچہ دو آدمیون کو عالم تاریکی مین یہان سے
اُسکے اوپر دیکھی اسنے ہر ایک کی صورت دیکھکے کہا کہ یہ اُس جوان کا رفیق ہی اب تیرے گرفتار کرنے کو
آئی لیکن جب تیری صورت زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہو گئی اب تیری خدمت مین حاضر ہون
جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن اگر اس طلسم مین مجھ سے کسی طرح کی مدد کا طالب ہو حکم کر مین ابھی مدد کرنے کو موجود ہون
بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ مین ہرگز تجھ سے کسی طرح کی مدد کا خواہان نہین ہون خداے ما بس ست۔ ان
اللہ علی کل شیء قدیر۔ علاوہ اسکے مجھے اس بات کا بھی خیال ہی کہ اگر مین تجھ سے کسی کام کی فرمایش کرون تو
اُسکے عوض مین مجھسے امید وصال کی رکھیگی مین مرد مسلمان ہون مجکو کسی جادوگرنی سے اختلاط ہرگز پسند نہین جا
اپنا کام کر اور اگر مجکو یہان سے لیجانے کا ارادہ ہی تو مین مانع نہین اگر تجھ سے ممکن ہو بلا تکلف مجکو لیجا معنبر جادو نے
کہا ای جوان تو میری نسبت اور کسی طرح کا گمان نہ کر مین واقعی تیری شیفتہ ہون اب جبار کو پاپوش کی برابر بھی
نہین سمجھتی تیرا حکم بجا لانے کو دل و جان سے حاضر ہون اگر تیرا یہ خیال ہی کہ مین کسی وقت تجھسے خواہان وصال ہونگی
مین وعدہ کرتی ہون کہ بغیر مرضی تیرے ہرگز خواہان وصال نہونگی البتہ تیرے دیدار فرحت آثار سے دل خوش
کرنے پر اکتفا کرونگی شاہزادہ نے کہا واقعی مین جو کچھ کہونگا اُسپر عمل کریگی اُسنے کہا سر آنکھون سے شاہزادہ نے
کہا اگر جبار دیو ہی کی نسبت مجکو کچھ حکم دون بس تو اپنا رفیق مجھ سے رعایت کریگی معنبر جادو نے کہا ہرگز نہین عاشق
کرونگی ہان فرماؤ کیا مطلب ہی بدیع الملک نے کہا پہلا مطلب میرا تو یہی ہی کہ جبار دیو تک مجکو پہونچا دے
تاکہ اُس کو قتل کرون اور طلسم فتح ہو دوسرا مطلب یہ ہی کہ مین اپنے رفیقون کو بہ کمال کوشش یہان تک
لایا ہون دو مرتبہ کی تاریکی مین وہ دونون غائب ہو گئے مجکو کمال تردد ہی کوئی ایسی سبیل کر کہ وہ دونون رفیق
مجھ تک پہونچ جائین یہ مقام طلسم ہی ایسا نہ ہو کہ اُن دونون کو یہان کسیطرح کا گزند پہونچے معنبر نے کہا شہریار مطمئن
رہ جبار دیو اور وہ دونون رفیق میرے یہان موجود ہین میرے یہان چلو اور بلا تکلف جبار کو قتل کرو اور
اُن دونون رفیقون کو وہان سے لے آؤ اُس طرف پریزادون مین بذریعہ سرگوشی باتین ہونے لگین جس سے
شہزادہ کے دل مین شک پیدا ہوا پوچھا تم سب کیا باتین کر رہے ہو اُنھون نے اشارہ سے شاہزادہ کو قریب
اپنے بلایا اور آہستہ کہا شہریار اگرچہ یہ معنبر جادو تم پر اپنا شیفتہ ہونا ظاہر کرتی ہی مگر اسکے باطن کے حال
سے اسلام اطلاع نہ ممکن ہی کہ تمکو اسی حیلہ سے اپنے یہان لیجاکے اور وہان بدی کرے ہمارے نزدیک تمھارا
اُسکے گھر جانا یا [illegible] مناسب ہی آیندہ اختیار [illegible] تمھارا اور اگر [illegible] مشورہ درست ہو اور بجا ہو وسے

خیال کر سکتے ہو کہ یہ بے دل ست لگی ہو کہ مین فریفتہ ہون اور بالفرض اپنے مکون مین بکر و فریب بھی پہنچ جاؤ تو گرفتہ نہین
ہو جا سکتی تم پہلے جادو ہم مکر رکتے ہین کہ جا نا تو بہت خبردار و ہوشیار رہنا ای شہریار یہ بھی ہم جتائے دیتے ہین
کہ تم اس جادوگری کے مکون مین پہونچ کے جب جبار کو قتل کرنا تو اُسکے بالون مین تلاش کرنا ایک مہرہ نکلیگا
اُسے بحفاظت اپنے قبضہ مین رکھنا جب پیر ریل انداز کے پاس پہونچنا وہ بزرگ تجھے نشانی مانگیگا تم اُس مہرہ
کو اُسے دیدینا وہ پیر ریل انداز تمام تمھارے طلسم تمھارے حوالہ کردیگا بدیع الملک نے کہا افسوس مجکو نہین
معلوم تھا کہ وہ پیر مرد مجھسے اِس نشانی کو مانگتا ہو وہ جب نشانی طلب کرتا تھا مین ہر ایک عضو کے نشانات کو دکھا
دیتا تھا اور وہ منغض ہوکے کہتا تھا کہ مین اس نشانات کو نہین سمجھتا کوئی نشانی لاؤ اُن پریزادون نے کہا شہریار
وہ پیر مرد اسی مہرہ کو مانگتا تھا غرضکہ معنبر جادو شاہزادہ بدیع الملک کو اپنے یہان اُٹھا لیگئی جون ہی جبار
دیو کی نظر بدیع الملک پر پڑی غضب آلودہ آواز سے کہا کیون ای آدمزاد تو نے میری تیغ مجھسے چھین لی اب
بتا کہ مین تجکو کسطرح ہلاک کرون اور تو اپنے کو بڑا شجاع و دلیر سمجھے ہوے تھا اب کیونکر میری محبوبہ آرام جان
کے قبضہ مین آگیا معنبر جادو نے کہا او نابکار یہ کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہی توبہ کر کان پکڑ خبردار
کوئی خلاف کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا جبار نے کہا یہ تو کیا کہتی ہو کیا تو اس جوان کو ہلاک کرنے کی غرض سے
نہین لائی ہو معنبر جادو نے کہا مین خاص تیرے ہلاک کروانے کو اسے لائی ہون جبار نے کہا ای آرام جان تجھسے
مجکو ایسی امید نہ تھی معنبر نے کہا اب تو مجھسے ایسی ہی امید رکھ کہ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا او نابکار اب تو
معنبر جادو سے یہ نہ کہ جو کچھ کہنا ہو مجھسے کہ جبار دیو نے کہا ای آدمزاد اگرچہ تو نے میری تیغ لے لی ہی پھر بھی کیا کرسکتا
ہی شاہزادہ نے کہا مین یہ کرسکتا ہون یہ کہا اور اسی تیغ بلا شان سلیمانی کا وار کیا کہ مثل خیار تر دو پر کالہ ہوگیا
اور معنبر سے کہا وہ دونون ہمارے رفیق کہان ہین معنبر جادو نے کہا سامنے کوٹھری مین ہین جو مقفل ہی شاہزادہ
نے قفل کی کنجی مانگی معنبر نے کہا کنجی میرے پاس نہین ہی جبار ہی کے پاس تھی شاہزادہ نے جبار مقتول کی کمر
سے کنجی نکالی قفل کھول کے کوٹھری مین گیا دیکھا نوفل اور شاپور مضمحل ایک طرف سکوت مین بیٹھے ہین شاہزادہ
نے کہا ارے بھائیو یہان بیٹھے کیا کر رہے ہو چلو اُن دونون نے کہا شہریار گرسنگی سے حال خراب ہی کچھ
کھانا مرحمت فرماؤ شاہزادہ نے معنبر سے کہا وہ چند جانورون کے کچھ کوفتے اور چند روغنی روٹیان اور ایک
ظرف مین پانی لائی نوفل اور شاپور نے کھانا کھایا پانی پیا اور شکر خدا بجالاکے کہا شہریار اگر تھوڑی دیر
یہان اور تشریف نہ لاتے تو ہم دونون شدت گرسنگی سے ہلاک ہوجاتے معنبر جادو نے کہا ای دلاور والا قدر
جبار تیغ کے چھن جانے سے ایسا بدحواس تھا کہ اسکو خود کھانے پینے کا خیال نہ تھا اور کا کیا ذکر شاہزادہ
نے کہا ای معنبر اب تو سب کو اُسی قصر مین اُن پریزادون کے پاس پہونچا دے اُس نے کہا شہریار مین
تمھارے فرمانے کے موافق اپنے پرانے محب جبار کے قتل پر راضی ہو گئی یہانتک کہ تم نے اُس کو
ہلاک کیا اب میری خاطر سے میری معافی قبول فرماؤ اور دو چار روز یہان استراحت کرو شہزادہ نے کہا ای معنبر
مین نے پیشتر ہی کہدیا تھا کہ اپنے کام کے کسی قسم کی غرض کی مجھسے امید نہ رکھنا مگر کیا کرون مجھے توقف و معافی
کی درخواست کرتی ہو معنبر نے کہا شہریار تم بجاے خود درست نہ سمجھو بلکہ مین استراحت کو اس واسطے
کہتی ہون کہ آمد و رفت و جنگ و جدل کی وجہ سے کسل و کاہلی اعضا مین راہ پا گئی ہو گی بدیع الملک نے
کہا میرے اعضا مین کسل و کاہلی نے مطلق راہ نہین پائی ہی ورنہ مین ضرور تیری معافی قبول کرتا معنبر نے کہا

خیر اختیار ہو اور شاہزادہ کو مع رفقا پریزادون کے پاس پہونچا دیا اُن پریزادون نے کہا ای شہریار بارے بخیر و عافیت
آنے کہو اُس موذی کو ہلاک کیا اور وہ تیغ واسطے شہزادے کہا شکر ہی اُس خدا عز و جل کا مین بصحت و عافیت
وہان سے واپس بھی آیا اور جبار کو بھی ہلاک کیا تیغ بلاشان بھی اس وقت تک میرے قبضہ مین ہی کل کا حال
خدا کو معلوم ہی اب تم آزاد ہو جہان جا ہو جاؤ یہ کہا اور اُن پریزادون کو قید و بند سے خلاص کیا اُن پریزادون نے
ہزارون دعائین دین اور کہا اب تم کو چاہیے کہ اُس پیر مرد رہال دو قرصہ انداز کے پاس جاؤ جو کلید بردار ہی حضرت
سلیمان علی نبینا علیہ السلام کا اور ہم یہان سے اپنے اپنے ملک کو جاتے ہین وہان پہونچ کے لشکر جمع کرین گے اور
ضیغم جادو کے مقابلہ مین ہم تمھاری مدد کرینگے بدیع الملک نے اُن پریزادون کو رخصت کیا اور معنبر جادو
سے کہا تو ہم کو اس پیر مرد کلید بردار کے پاس لیچل راوی کہتا ہی کہ جبار دیو کا ایک رشتہ کا بھائی تھا قتال دیو وہ
بھی معنبر جادو پر فریفتہ تھا از بسکہ جبار کے سبب سے وہ معنبر تک نہ آسکتا تھا اور ہمیشہ جبار سے خائف رہتا تھا
یکایک اُسکو خبر پہونچی کہ ایک آدم زاد طلسم مین وارد ہوا ہی اور اکثر دیوون کو اُسنے ہلاک کیا ہی چنانچہ جبار کو بھی
اُسنے تیغ بلاشان سلیمانی سے ہلاک کیا اور تیغ بلاشان مع مہرہ اُسکے قبضہ مین ہی اور معنبر جادو اُس پر فریفتہ
ہو گئی ہی اور معنبر جادو ہی نے اُس آدم زاد کی رہنمائی مین جبار دیو کو قتل کرایا اور اب معنبر اُس آدم زاد
کے ہمراہ ہی قتال دیو بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ جبار ہلاک ہو گیا معنبر تک پہونچنے کا راستہ کھلا اب
معنبر جادو میرے ہاتھ سے کہان جاتی ہی آدم زاد کی کیا وقعت ہی کہ میرا مقابلہ کریگا مین ضرور معنبر سے اپنی
دل کی مراد حاصل کرونگا یہ کہکے گرز گاؤ سر ہاتھ مین سنبھالا اور اپنے مقام سے جانب طلسم روانہ ہوا اور یہ کم وقت
معنبر کے پاس پہونچا کہ بدیع الملک کہہ رہا تھا کہ ای معنبر اب تو ہمکو مع رفقا پیرمرد کلید بردار کے پاس پہونچا دے
اور معنبر جادو نے ارادہ کیا تھا کہ بدیع الملک کو مع رفقا اُٹھا لے چلے کہ قتال دیو نے بہ آواز بلند کہا ای
معنبر خبردار ابھی یہان سے حرکت نہ کرنا مین آپہونچا ای دلبر معنبر تجھکو اس بات کا مطلق خیال نہین ہی کہ مدت
تیرے فراق مین مبتلا رہا اور آج جو میرے نصیب جاگے کہ جبار میرا رقیب ہلاک ہو گیا تو نے مجھکو اپنے دل سے
بالکل فراموش کر دیا اور چلی جاتی ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ اس جوان آدم زاد کی رفاقت سے باز آ اور میرے
یہان چل تا کہ مدت مدید کی حسرتین دل کی نکلین خلوت مین تیرے درمیان دور شراب چلے معنبر جادو نے
قتال کی صورت دیکھی اور کہا کہ تو دیوانہ ہو گیا ہی جا اپنا کام کر اور اپنی جان کی خیریت مانگ ورنہ تیرے
بھائی جبار کی طرح تیرا بھی حال ہوگا اگرچہ تو مدت سے میرا طالب و خواہشمند ہی لیکن اب مین نے اس جوان
آدم زاد کی رفاقت کا وعدہ کر لیا ہی تیری مراد بر آنا محال ہی قتال نے کہا ای معنبر مین تجکو یہان سے ہرگز نہین
جانے دونگا اور تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ جوان آدم زاد ہی اس ضعیف الجثہ سے کیا تیرا مطلب بر آئیگا پہونچی
ہی معنبر جادو نے برہم ہو کے کہا مردے جا ئیگا نہین معلوم ہوتا ہی تیری بھی شامت آہی گئی قتال نے کہا ای
معنبر مدت کے بعد تجھ سے اسقدر باتین کرنے کا موقع ملا ہی جو تیرا دل چاہے کہہ لے اگر تو دو چار پاپوشین بھی مار لیگی
تو مین کچھ نہ کہونگا یہ کہکے اپنا وہ منکا سا سر جھکا دیا شاپور وہان موجود تھا بدیع الملک نے شاپور کی طرف اشارہ
کیا شاپور نے قریب جا کے ایک دھول اُسکے سر پر دی قتال سمجھا کہ معنبر جادو نے از راہ خوش طبعی دھول لگائی ہی اسی
حالت خمیدہ سری مین کہا ای آرام جان دلبر معنبر اور بھی ہین تو آج تیرے ہاتھ سے خوب مار کھاؤنگا آخر تو مجھے
تھا اس مرتبہ بدیع الملک نے نوفل کو اشارہ کیا نوفل نے بھی قریب آکے بقوت تمام اُسکے سر پر ایک دھول دی

اُس نیو بجیلے نے کہا ای دلبر معنبر اور یہی بجیر شاپور نے ایک دھول دی کہ اُسی طرح باری باری قتال کے سر پر دھولین
پڑنا شروع ہوئین جب دونون رفیق بدیع الملک کے تھک گئے علیحدہ چلے آئے مگر وہ سر جھکاسے یہی کئے گیا کہ
ای آرام جان اور یہی جب قتال نے معنبر کو بہت عاجز کیا بدیع الملک کو غصہ آیا کہا ادیجیا تو مانتا نہین جادور
ہو نیا نے قتال دیو شہزادہ کی طرف گھور کے کہنے لگا ای آدم زاد تیری کیا حقیقت ہی جو تو مجھے تعرض کرتا ہی شہزادہ
متبسم ہوا اور کہا او مردک بیجیا ہزارون دھولین ہماری کھا چکا اور پھر کہتا ہی کہ کیا وقعت ہی کیا تو ہماری وقعت کو دیکھیگا
معنبر جادو نے کہا ای شہریار یہ قتال ہمیشہ کا جوتی خورہ ہی یہ اس طرح ہرگز نہین مانیگا ایک ضرب تیغ بلاشان
سے اسکا کام بھی تمام کرو قتال نے کہا ای معنبر تو ہی جسقدر منظور ہی مجھے مار ان آدم زادون سے کیون کہتی ہی اس
مرتبہ شاپور دلاور نے پس پشت جا کے اس زور سے دھول لگائی کہ قتال دیو اوندھے منھ گرتے گرتے آپ
سنبھل بے اور پس پشت مڑ کے دیکھا آدم زاد ہی غضب آلود ہو کے گرز گاو سر کو سنبھالا اور کہا او آدم زاد بیباک
یہ کیا حرکت تھی دون یہ گرز تیرے سر پر کہ ایک سر کے سولہ سر ہو جائین بدیع الملک دلاور آگے بڑھا اور قریب
اُسکے جا کے اور یہ کہکے کہ سب مزہین تو غلط تھین سے یہ صحیح ہی تیغ بلاشان کا ایک ایسا وار لگایا کہ دو ٹکڑے
ہو گیا اور معنبر جادو سے کہا ای معنبر اب ہم سب کو جلد اُس پیر مرد کلید بردار کے پاس پہونچا دے ایسا نہو کہ
درمیان مین کوئی اور جادو معرکہ حائل ہو جاے معنبر جادو نے بدیع الملک کو مع رفقاے ہمراہی وہانسے لیجا کے
تھوڑی دیر مین پیر رمل انداز کے پاس پہونچا دیا راوی کہتا ہی کہ ابھی تک شیر جہان آفرین کو جسکا اصل نام
ضیغم جادو تھا شہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے وارد طلسم ہونے کی خبر نہین پہونچی تھی لیکن اب یکایک خبر پہونچی
کہ چند آدم زاد جری و شجاع وارد طلسم ہوے ہین جنکے ہاتھ سے جبار دیو اور اُسکا بھائی قتال ہلاک ہوے اور
جبار دیو سے حریفون نے علاوہ تیغ بلاشان سلیمانی کے مہرہ بھی لے لیا ضیغم جادو نے دونون ہاتھ سر پر مارے
اور نفس سرد بھر کے بصد افسوس و درد کہا ہاے غضب کیا طلسم کی مدت پوری ہو گئی جو ایسے واقعات جانکاہ
سُنائی دیتے ہین پھر اُسکے منھ سے دھوان نکلنا شروع ہوا اُس دھوین سے ایک لاکھ ساحران مہیب شکل ظاہر
ہوے اور کہا ای خداوند کیا حکم ہی غلام حاضر ہین ضیغم جادو نے توقف کا حکم دیا سردارون کو بلایا وہ حاضر ہوے
ضیغم نے کہا ای سرداران لشکر جادوان کچھ تم نے سُنا اُنھون نے کہا خداوند کچھ نہین ضیغم جادو نے واردان طلسم کا
حال بیان کیا اور کہا کہ جبار دیو کا مہرہ بھی لے گئے چلو حریفون سے تعرض کرین اُنھون نے کہا ہم سب جان نثار
موجود ہین واضح ہو کہ شیر جہان آفرین جسکا اصل نام ضیغم جادو ہی ایک شیر سفید ہی اور اسکا قد برابر مجموعہ چار
قد فیل کے ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکا سر آسمان سے جا لگا ہی غرضکہ ایک لاکھ ساحران مہیب شکل کی جمعیت سے ضیغم جادو
بدیع الملک کیطرف روانہ ہوا وہان شہزادہ بدیع الملک اُس پیر رمل انداز کے پاس پہونچا اور بطریق
اہل اسلام سلام کیا اُسنے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان اب تو کہان آیا ہی اور کیون آیا بدیع الملک نے کہا ای
بزرگ ذات تجھی کیواسطے آیا ہون مین بدیع الملک بن نور الدہر ہون جو پیشتر بھی آیا تھا مگر تجھ سے نملا اب پھر آیا ہون
اُس پیر رمل انداز نے شاہزادہ کو از سر تا پا بغور دیکھا اور کہا تجھے اپنے اعضا کے نشانات دکھانا شروع کر دیے مطلب
کوئی اور اُسیطرح کے نشانات تجویز کر آنے ہو سکے مین جو پیشتر کہتا تھا وہی اب بھی کہتا ہون کہ مجھکو نشانی مطلوب ہی
شاہزادہ نے کہا نہین صاحب اب مین اُسی طرح کے نشانات نہین دکھاونگا یہ کہا اور بغل مین ہاتھ لیجا کے مہرہ نکالا
اُس پیر مرد کے روبرو لیجا کے کہا ای بزرگ دیکھو یہ نشانی مطلوب ہی جونہی اُس پیر مرد کی نظر اُس مہرہ پر پڑی

اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بکمال ادب و تعظیم شاہزادہ بدیع الملک کو سلام کر کے کہا ای شہریار معظم ذات
و ای شاہزادہ مکرم صفات آفرین باد ہمت ہاے مردانہ جرأت دلیرانہ مین جو پیشتر سے نشانی نشانی کہہ رہا ہون میری
مراد اُس نشانی سے یہی مہرہ تھا جو تمھارے پاس موجود ہی یہان بدیع الملک وہ پیر مرد درد دل اندازہ کر رہا تھا
کہ یکایک ضیغم جادو مع ساحران ہمراہی وہان پہونچا جونہی پیر مرد نے اُسکو دیکھا شہزادہ سے کہا ای جوان اقبال نشان
ہوشیار ہو جاؤ اور اس مہرہ کو بکمال ہوشیاری اپنی بغل مین چھپا لو تم کو ابھی ان ساحران نابکار سے جنگ کرنا ہی یہ
ضیغم جادو اس قدر جمعیت لے کے خاص اس غرض سے یہان آیا ہی کہ جس طرح ممکن ہو اس مہرہ کو تم سے لے لے
اگر یہ مہرہ تمھارے ہاتھ سے نکل جاویگا تو پھر تمکو کنجی وغیرہ ہرگز نہین ملیگی جس وقت ضیغم جادو کے مقدمہ سے
فارغ ہونا پھر اس مہرہ کو بشرطیکہ تمھارے پاس رہجائے مجھے دینا اور ای جوان یہ بھی ہم تم کو بتائے دیتے ہین کہ
اُسے جبار دیو کی تیغ بلاشان سے ضیغم جادو کا مقابلہ کرنا ایک اعتبار سے یہ تیغ بلاشان بھی کلید فتح طلسم ہی
شاہزادہ بدیع الملک نے دامن گردانے ختان کی آستینون کو بھی کہنیون تک چڑھایا تیغ بلاشان سلیمانی کو
علم کر لیا نوفل و شاپور نے کہا ای شہریار ہمارے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی بدیع الملک نے کہا ای برادر بس یہی
حکم ہی کہ ہمارے ساتھ آؤ اور ان قرمساقون کو مارو نوفل و شاپور شیر دل ہمراہ ہوے بدیع الملک لشکر
ساحران مین آیا اور تیغ بلاشان سلیمانی علم کر کے کہا آج کون ہی میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے ضیغم
جادو کے لشکر مین ایک سبع خوک دندان جادو نام اور پہلوان و جادوگر تھا کہ مدت ہاے مدید سے ضیغم جادو کی سرکار
مین بیش قرار وظیفہ پاتا تھا اور ضیغم کو اُسپر بڑا اعتماد تھا جب بدیع الملک نے میدان مین آ کے مقابل طلب کیا ضیغم
جادو نے سبع خوک دندان جادو کو بلایا اور کہا ای سبع مدت سے تو ہمارے یہان رہتا ہی اور باوجود
وظیفہ بیش قرار بجز خورد و خواب کے کوئی کام متعلق نہین رہا آج سخت واقعہ درپیش ہی کہ یہ آدمزاد جبار دیو کو
ہلاک کر کے ہم سے برسر مقابلہ ہی جا اُس آدم زاد کا کام تمام کر اور اُس سے تیغ بلاشان اور وہ مہرہ اپنے قبضہ مین
لے سبع خوک دندان نے چین بر جبین ہو کے کہا ای شہنشاہ جادوان کیا مجھے ایک ادنی آدم زاد کی فرمایش کرتا ہی
آدم زاد سے مقابلہ کرنا شرم کی بات ہی ضیغم نے کہا ای سبع تیرا یہ خیال بالکل خام ہی اگرچہ وہ آدم زاد ہی مگر یہ تو
سمجھ لے کہ وہ کیسا بلاے بے درمان آدم زاد ہی جسنے جبار ایسے دیو زبردست کو ہلاک کیا اور مہرہ لے لیا جو فتح
طلسم کی کنجی ہو سکتی ہی خداوند سامری بزرگ کا اگر فضل شامل حال ہی تو یہ آدم زاد تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا تو
ضرور جا اور مقابل ہو سبع جادو بکمال استغنا وہان سے روانہ ہوا اور بدیع الملک کے مقابلہ مین آ کے کہا او
آدمزاد اجل گرفتہ کیون تیری قضا دامنگیر ہی خداوند جل الجبار کا فضل اپنے شریک حال سمجھ جو میرے دل مین تیری
ہلاکت کا افسوس ہی لا مہرہ اور تیغ بلاشان مجکو دیدے اور تو جس طرف سے آیا ہی اُس طرف پھر جا اپنے خداوند
بزرگ کے پاے مبارک کی قسم کھاتا ہون کہ مین تجھسے ہرگز تعرض نہین کرونگا ورنہ یاد رکھ ایسی فضیحتی سے تجھے ہلاک
کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرینگے بدیع الملک نے باواز بلند قہقہہ مارا اور کہا او
ملعون یہ تو کیا بیہودہ بکتا ہی تو کیا بلا ہی اور وہ تیرا خداوند جل الجبار کیا پوچ ہی لائق پرستش وہ خالق ارض و سما
رزاق دنیا و ما فیہا ہی جسکی ذات والا صفات بے مثل و بے مانند ہی علیم و رحیم و کریم ظلم سے متنفر عدل پسند ہی
نہین کوئی اُسکا ہمتا نہ کوئی شریک وہی ذات ہی وحدہ لاشریک عالم کا پیدا کرنے والا ہی جو کوئی ذی عقل و
شعور ہو کے اپنے معبود حقیقی اور خالق حقیقی کو نہ پہچانے اور پہچاننے کا ارادہ بھی نہ کرے وہ حیوان سے بدتر ہی اور

مردود دور از رب ودود دیجھے سن سے خدا ہی + خورشید ز ستارہ و ماہ + کہ ہین تمام یہ سب ہستی خدا پہ
گواہ + خداوہ ہی کہ جو فہم بشر سے خارج ہو + اسی کا سکہ قدرت جہان مین رائج ہی + خداوہ ہی کہ جو پردہ کو نہ نکلکے
ہزار صورت زیبندہ آشکار کرے + خداوہی ہی کہ بندہ پر جب عنایت کی + طریق بتا ہے وہ راست پر ہدایت کی
سبع جادو شہزادہ کی اِس تقریر کو سُن سکے از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا کہا او آدمزاد تو بڑا لسان و چالاک
معلوم ہوتا ہی یہ وقت خداے نادیدہ اور خداوندیت بزرگ مین حق و ناحق کے تصفیہ کا نہین ہی ہوشیار ہو جااو
میرا وار روک یہ کہکے وار شمشاد یہ کچھ بڑ بڑایا بعدہ اُسپر دار شمشاد کا وار کیا بدیع الملک نے تیغ بلاشان پہ
دار روکا اور یہ کہکے کہ سے زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن + ایک ایسا وار تیغ
بلاشان کا اُسپر کیا کہ دو لخت ہوکے زمین پر گرا سبع جادو کے ہلاک ہوتے سے ضیغم جادو کی تمام فوج مین ہم
کی آواز بلند ہوئی جس سے انسان کا دل دہل جاے نوفل نے شاپور سے پوچھا یہ جو ہو کی آواز کیسی ہی
شاپور نے کہا اِس ہو ہو کی حقیقت تو مجکو بھی نہین معلوم ہی البتہ قیاس یہ کہتا ہی کہ یہ جیوان ضایل اپنی زبان
مین اسی طرح افسوس کرتے ہونگے خلاصہ یہ کہ سبع جادو کیطرح بیشتر جادوگر شہزادہ کے مقابلہ مین آئے اور تیغ
سے دریغ سے مالک کے ملک مین پہونچے یکایک جانب شرق سے ایک لکہ ابر کا نمایان ہوا جس سے گمان ہوا
کہ پانی برسیگا اور ہوا تند چلی تمام میدان حرب گرد باد ہو گیا بدیع الملک حیران ہوا کہ یہ کیا سامان
ہی دفعتاً دیکھا کہ چارسو پریزادون کا غول ہوا سے آسمان سے نازل ہوا جسکے ساتھ بکثرت فوج و لشکر ہوا اور
آتے ہی وہ پریزاد مع فوج و لشکر جادوان نابکار کے لشکر مین در آئے لیکن ضیغم جادو بدیع الملک کے
پاس پہونچا اور غراتا ہوا شہزادہ کی جانب دوڑا شاپور نے گھبرا کے کہا اے شہریار بہت خبردار رہ ضیغم جادو
یہی ہی بدیع الملک نے فوراً تیغ بلاشان کا ایسا زبردست وار کیا کہ اگرچہ بطور حرکت اضطراری کے
تھا مگر ضیغم جادو پر کارگر ہو گیا جس سے ضیغم جادو دو مرتبہ زمین پر گرکے تڑپا آخر کو اُس نابکار کی روح ناپاک
فی النار ہو گئی پھر تو جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی ضیغم جادو کے لشکر مین ایسی ابتری اور انتشار ہوا کہ آپسین
جو جسکے سامنے آگیا اُسے اُسکو وہین جہنم نصیب کیا جس سے بکثرت جادوگر فنا ہو گئے اور باقی بھاگ کھڑے
ہوے جب لشکر جادو سے میدان صاف و پاک ہو گیا شہزادہ بدیع الملک نے مظفر و منصور وہان سے
مراجعت کی اور اُس پیر مرد صاحب کلید کے پاس آکے کہا اے بزرگ بس اب کیا دیر ہی حق حقدار کو پہونچا چاہیے
وہ پیر مرد شہزادہ کے آنے سے تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا اپنے پہلو مین نہایت عزت و حرمت سے بٹھلا کے کہا کہ سے
اے مبارک سپے شہنشاہی کہ حاصل میکنند + اختران آسمان از رفعت نیک اختری + مور دولت شود چون
سایہ پر ہما + بہر ان بومی کہ تو ظل جہان گستری + من چہ گویم در کمال کبریاے حضرت + آفرین بادا آفرین
بر ہر چہ گویم برتری + مبارک مبارک کہ تمنے طلسم کو فتح کیا اب اُس نشانی کو جو مہرہ تمھارے پاس ہی
مجکو دو تاکہ تمھارے طلسم میں تمکو دون شہزادہ نے مہرہ بغل سے نکالا اور پیر مرد کو دیا پیر مرد اُس مہرہ کو
لیکے بہت خوش ہوا اور اُس مہرہ کو چھپا کے بغل مین رکھ لیا اور کنجی بغل سے نکالی اُس قفل کو کھولا اندر آیا
بدیع الملک بھی اندرون قصر داخل ہوا راوی کہتا ہی کہ چارسو حجرے تھے ہر حجرہ لالی آبدار و لعل بے شب چراغ
سے مملو تھا پریزاد تمام صندوق خزانون کے باہر اُٹھا لائے اور ہر صندوق کو کھولکے بدیع الملک کو
دکھا دیا سب صندوق میں ایک صندوق بہت بڑا تھا پیر مرد نے خزانہ دار کو بلایا اور شہزادہ سے کہا

ای شہریار یہ خزانہ دار ہی اس سے جو کچھ منظور ہو پوچھ تو شہزادہ نے اُس خزانہ دار سے اُس بڑے صندوق کا
حال پوچھا اُس خزانہ دار نے پیر مرد کی طرف اشارہ کیا اور کہا شہریار مجھسے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہین ہی
اصل خزانہ دار یہی بزرگ ہی شاہزادہ نے اُس پیر مرد سے اُس صندوق کا حال پوچھا پیر مرد نے چند لمحہ سکوت کیا پھر
صندوق کے پاس آیا اُسکا قفل کھولا صندوق مین سے ایک ہیکل نکالی جسمین ایک ہزار ایک دانہ یاقوت احمر
کا تھا اور ہر دانہ کے ایک طرف اسماے بزرگ کندہ تھے اور ایک طرف لوح طلسم کے دستیاب ہونے کا حال
لکھا تھا پیر مرد افسر خزانہ دار نے کہا شہریار پہلی خاصیت اِس ہیکل کی یہ ہی کہ اگر تمام جہان جادو گرون سے مملو
ہو جاے اور وہ سب جادو گر سحر کرین تو بھی صاحب ہیکل پر سحر کا اثر نہو اور ایک ہزار ایک طلسم کی مالک یہ لوح ہی
اُن تمام ایک ہزار ایک طلسمون مین سے ہر ایک طلسم کی لوح اِس ہیکل کے ذریعہ سے دستیاب ہوتی ہی بدیع الملک
اِس ہیکل کے دستیاب ہونے سے بہت خوش ہوا ہیکل کو گلے مین پہن لیا پھر ایک صندوق کھول کے ایک
دستہ یراق سلیمانی کا نکالا اور بخوشی تمام وہ بھی پہنا پیر مرد نے کہا اب ارشاد ہو خزانہ مطلوبہ پایا شہزادہ نے
اقرار کیا کہ ہان پایا پیر مرد نے کہا رسید مرحمت ہو شاہزادہ نے رسید لکھی اور اُسپر اپنی مہر ثبت کر کے پیر مرد
کلید بردار کے حوالہ کی پیر مرد نے بکمال ادب تسلیم بجالا کے رسید اپنے ہاتھ مین لی اور وہانسے دفعتًا غائب ہو گیا
شاپور نے کہا شہریار تیز تگ عیار اور زال بن مظالم شاہ کے بارہ مین کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا
برادر اُن دونون کو بھی قید طلسم سے نجات دینا مقدم امر ہی لیکن یہ نہین معلوم کہ وہ دونون یہان کہان ہین نوفل
اور شاپور نے تجسس و تلاش کر کے اُنکا پتہ لگایا بدیع الملک نے اُن دونون کو بھی قید سے رہا کیا اور تمام
خزانہ کو اپنے ساتھ لیکے جانب نگارستان کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل قریب نگارستان پہونچا مظالم
شاہ اپنے قصر مین اپنی جلیسون اور انیسون سے سرگرم صحبت تھا اور یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم شاہزادہ
بدیع الملک کس مرحلہ کے طی کرنے مین مصروف ہی یکایک ہرکارہ آیا اور خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الملک
مع نوفل و شاپور و تحفہاے طلسمی اسطرف چلا آتا ہی مظالم شاہ خوش ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا اور مع جاہ و حشم وہانسے
روانہ ہو کے بدیع الملک کا استقبال کیا اور بکمال تعظیم و تکریم اپنے قصر مین لا کے بٹھایا تمام نگارستان مین ایک
دھوم ہو گئی کہ شہزادہ بدیع الملک تحفہاے طلسمی لایا ہی مبارک سلامت کی صدائین بلند ہوئین شہزادہ نے
مبلغ خطیر انعام و اکرام مین صرف کیا مظالم شاہ نے صحبت جشن قرار دی تمام قصر آراستہ کیا گیا محفل رقص و سرود منعقد ہوئی
مطربان خوش گلو و خوش آواز نے طرح طرح کے گانے گائے دن عید کی طرح بسر ہوا رات کو شب برات کا سما
دکھائی دیا جتنے شیر تھے اصل مین وہ شیر نہ تھے اثر طلسمی سے بصورت شیر تھے جب طلسم فتح ہو گیا وہ بھی اپنی اصلی
صورت پر آ گئے تھے دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک نے مظالم شاہ سے کہا ای بادشاہ ابتو وقعت و
حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی ہو گی ہزار ہزار شکر اُس عز اسمہ کی بارگاہ بے نیاز مین کہ مجھ ایسے
ناچیز کی سبب سے گونہ اسلام کی ترقی ہوئی بڑے بڑے سرکش خود سر راہ ضلالت سے روگردان ہوے مگر افسوس
کہ تمھارا فرزند دلبند ابھی ضلالت و گمراہی مین مبتلا ہی اس بارہ مین میری تحریک کی مطلق ضرورت نہین ہی در انحالیکہ تم
ایسے اُسکے بزرگ حق پسند موجود ہو مظالم شاہ نے زال کیطرف دیکھا اشارہ سے کہا کہ مسلمان ہو جا زال اسیطرح
سکوت مین بیٹھا رہا باپ کے اشارہ کی جانب مطلق اعتنا نہ کی مظالم شاہ نے باعلان کہا ای زال چند روزہ زندگی
ہی ہر کس و ناکس کو چاہیے کہ حتے الامکان امر حق کی کوشش و جستجو مین مستعد ہو نہ یہ کہ کوئی راہ حق مین لیجائے

کوشش کرے اور دین برحق کیجانب ہدایت فرماے طریق ضلالت سے راہ راست پر لاے اور پھر بھی گمراہی کو چھوڑے سے برین عقل و دانش باید گریست + ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہی کہ ہم بھی اس حالت مین مبتلا تھے بارے توفیق آسمانی رفیق ہوئی اور خود بھی حق پسندی کو اپنے دل مین جگہ دی تا اینکہ گرداب ضلالت سے نجات ملی میری سمجھ مین نہین آتا کہ تو نے اسقدر کیون سکوت اختیار کیا ہی اے فرزند تو بھی اس دین حق یعنے اسلام کو بصفائی قلب قبول کر زال نے کہا اے پدر سچ پوچھو تو یہ امر ہی کہ اپنا دین چھوڑ کے دوسرا دین اختیار کرنے کو ہرگز دل گوارا نہین کرتا مظالم شاہ نے کہا اے فرزند یہ تو نے سچ کہا مگر عقل کا مقتضا یہ ہرگز نہین ہی کہ اگر کوئی کسی بدافعالی مین مصروف ہو اور وہ بخوبی سمجھتا ہو کہ یہ بدافعالی ہی اور اسکا نتیجہ بھی بدہی ظہور مین آئیگا اور پھر بھی اس بدافعالی سے اجتناب نہ کرے زال نے کہا اچھا پھر تم نے تو دین اسلام قبول کر لیا بس کافی ہی اب میرے اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت ہی مظالم شاہ کو زال کے اس جواب سے بہت غصہ آیا پھر ضبط کر کے کہا اے زال مجھے تجھ سے ہرگز اس طرح کے جواب کی امید نہ تھی تجکو میری بزرگی کا بھی خیال نہ آیا اور مجکو ایسا بیباکانہ جواب دیا آگاہ ہو کہ تجکو دین اسلام ضرور قبول کرنا پڑیگا جسطرح قبول کرے زال نے کہا اے پدر یہ دین و مذہب کا معاملہ ہی خداوند بت بزرگ نے مجکو بھی عقل دی ہی میرے نزدیک مذہب و ملت کے مقدمہ مین باپ بیٹا دونون برابر ہین اور جو تمنے کہا کہ ضرور دین اسلام قبول کرنا ہوگا آگاہ ہو کہ مین ہرگز نہین اسلام قبول کرونگا یہی ہلاک کیا جاؤنگا باشد خداوند بت بزرگ مجکو اس ہلاکت کا عوض نیک دیگا مظالم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا اُدھر بدیع الملک کو بھی خداوند بت بزرگ کا نام سنکے غصہ آیا مظالم شاہ نے زال سے کہا دیکھ ابھی خیریت ہی اسلام قبول کرنے یہ دین اسلام ہی کی برکت تھی جو تو نے اُس قید شدید سے نجات پائی بت بزرگ کوئی شی نہین ہی ظاہر ہی کہ پتھر کنکر سے کیا ہو سکتا ہی ایک شی بے حس و حرکت ہی جسکا جسطرف دل چاہے اُٹھا کے پھینکدے زال نے کہا اے پدر بس اب خداوند بت بزرگ کی شان مین کلمات نازیبا نہ کہو مظالم شاہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوے غیظ مین اُٹھا اور اراد قرساق کیکے چاہتا تھا کہ زال پر وار کرے شاہزادہ نے بپاس خیال مظالم شاہ کو روکا اور کہا توقف کرو اور زال کیطرف متوجہ ہوکے کہا مین تجھ سے یہ پوچھتا ہون کہ تو محض اس خیال سے کہ دین قدیم ہی دین اسلام نہین قبول کرتا ہی یا اپنے دین کے حق ہونے کے کچھ دلائل بھی رکھتا ہی زال نے کہا میرے مذہب کے حق ہونے کی کوئی دلیل میرے پاس نہین ہی مگر مین ضرور اپنے دین کو بلا دلیل مدلل حق سمجھتا ہون سہ مین ابلیس پر ویسے قربان ہون بھلا کسطرح سے مسلمان ہون + شہزادہ خاموش ہو رہا مظالم شاہ نے بار دیگر تلوار کا وار کرنا چاہا زال بھاگا مظالم شاہ نے تعاقب کیا تا اینکہ زال کے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی ضرب شمشیر مین زال کا کام تمام کیا زال زمین پر گر کے تڑپنے لگا مظالم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے مگر اسوقت اُس مسلمان پاک اعتقاد نے جانب آسمان سر بلند کیا اور کہا خداوندا تو میری نیت سے خوب واقف ہی کہ مین نے اپنے فرزند کو محض تیری خوشنودی کے واسطے ہلاک کیا ہی مین چاہتا ہون کہ اسکے عوض مین مجکو ایسا صبر عنایت فرما کہ بار دیگر مجکو خیال بھی زال کی ہلاکت کا نہ آوے بدیع الملک نے مظالم شاہ کی خوش اعتقادی کی تعریف کی اور کہا اے بادشاہ بخدا کہ کام سے کر دی مجکو ہرگز ایسی امید نہ تھی جیسا کچھ تم سے ظہور مین آیا القصہ دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک نے پریزادون کو رخصت کیا اور نوفل نے بھی لشکر اجنہ کو رخصت کیا شہزادہ نے ملکہ ماہ نوش لب اور مظالم شاہ کو ساتھ لیکے اپنے لشکر ظفر پیکر کیجانب کوچ کیا اور مسافت راہ طے کر کے سعد شہریار کے پاس پہونچا اور ہنگام ملاقات

حمزۂ ثانی کی خبر پوچھی سعد شہریار نے کہا اے شاہزادہ بدیع الملک حضرت ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی اُن گبرون کے
تعاقب مین داخل طلسم ناریج ہوگئے ہین اس واقعہ کو چھ مہینے کا عرصہ گذرا ہی آجتک نہ اُس والا جاہ کی خبر معلوم ہوئی
اور نہ اُس بلند مرتبت کے رفقا کا حال دریافت ہوا یہ مجھکو بخوبی معلوم ہی کہ حضرت حمزۂ ثانی نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو
کوئی طلسم ناریج کو فتح کریگا وہی جانشین میرا ہوگا بدیع الملک نے کہا میری کیا وقعت و حقیقت ہی کہ اُس شہریار
والا تبار کا جانشین ہوسکون مگر اُسکے یہ معنی نہین ہین کہ مین طلسم کشائی سے عاجز ہون اگر طلسم کشائی کا عوض نہ بھی
مقرر کرتے تو مین فتح طلسم کے واسطے موجود تھا ٭ ہر کار کہ ہمت بستہ گردد ٭ اگر خار بود گلدستہ گردد ٭ جس کام
کے انجام مین انسان اپنی کمر کو مضبوط باندھتا ہی کچھ نہ کچھ اُس کام کا سرانجام نیک ہو ہی جاتا ہی اب مین جاتا ہون
انشاء اللہ الرحمٰن طلسم ناریج کو فتح کرونگا سعد شہریار نے کہا اے عالی ہمت یہ تو مین جانتا ہون کہ تم صاحب ہمت ہو مگر اسقدر
عجلت کی کیا ضرورت ہی ابھی مسافت عظیم طی کیے چلے آتے ہو چندے استراحت کرلو تو پھر اختیار ہی بدیع الملک
نے کہا شہریارا استراحت سے اور کام سے کیا نسبت سعد نے کہا اختیار ہی نوفل نے کہا میرے بارہ مین کیا حکم
ہی بدیع الملک نے کہا تم سب کو اپنے فعل کا اختیار ہی مین جبریہ اپنے ساتھ نہین لیجاسکتا بہتر تو یہ ہی کہ تم یہان
توقف کرو نوفل نے کہا جو چاہو ارشاد فرماؤ مگر مین دامن دولت کو ہرگز نہ چھوڑونگا ضرور ہمراہ چلونگا شاپور شیر دل
نے کہا اے شاہزادہ ثریا بارگاہ ایسا ہی قیاس میری نسبت بھی فرمائیے یعنی مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون
شاہزادہ خاموش ہو رہا ٭ روز دیگر کین جہان با غرور ٭ یافت از سر چشمۂ خورشید نور ٭ علی الصباح سامان سفر
درست و تیار کیا گیا بدیع الملک سعد شہریار سے رخصت ہوا اور مع یاران ہمراہی بسم اللہ کہکے جانب طلسم روانہ ہوا

طلسم ناریج مین داخل ہونا شاہزادہ عدو گیر یعنی بدیع الملک والا توقیر کا مع نوفل و شاپور شیر دل اور ملاقات کرنا حضرت ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی و اپنے پدر والا گہر یعنے نور الدہر سے اور بھی واقعات طلسمی وہان کے مسطور ہوتے ہین

باغ عالم مین نہین کون ثناخوان تیرا
حق تو یہ ہی کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا
تو ہی مطلوب ہی سب سے اعلیٰ ہو کہ ادنیٰ اے حسین
سرو آزاد بھی ہی بندۂ احسان تیرا
کون عالم مین ہی ایسا جو نہین سر بسجود
کلمہ پڑھتے ہین سُنتے ہین جو قرآن تیرا
عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر
چاک رہتا ہی مرے یار گریبان تیرا

ذکر کرتا ہی ہر اک مرغ خوش الحان تیرا
گل کو خوش رنگی مین نسبت گل رنگین سے نہین
دم بھرا کرتے ہین مور اور سلیمان تیرا
بات بے مصلحت و وقت نہین کی تونے
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا
جسم خاکی سے ہی دشوار رسائی تجھ تک
پردہ بو علی سے ہوا حسن پنہان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہی تو اے محبوب
طرہ سنبل سے ہی گیسوے پریشان تیرا
لالہ ہی ایک نہین یار غلام داغی
عین حکمت ہی وہ جو کچھ کہ ہی فرمان تیرا
خوش بیان لائے ہین ایمان کلام اقدس
اگر اذکر نہین مجھ سکتی ہی دامان تیرا
گلسن کی رشک کا دیوانہ ہی تو اے آتش

راویان روایت رنگین تراز بوستان و حاکیان حکایات شیرین تراز شہد
نوش لبان چہرۂ شاہد مقصود سے اس طرح نقاب اٹھاتے ہین کہ شہزادہ بدیع الملک مع نوفل و شاپور خیر خواہ
جانب طلسم ناریج چلا جاتا ہی اثناے راہ مین اپنے ہمراہیون سے بر سبیل تذکرہ یہ بھی کہتا تھا کہ یار و جناب حمزۂ ثانی
نے بیکار طلسم مین جانے کی تکلیف گوارا کی ان مراحل کو جسطرح ممکن ہو تا ہم طی کر لیتے ہین جناب نہین معلوم والا جاہ
عالی بارگاہ کس حالت مین مبتلا ہی طلسم مین ادنیٰ و اعلیٰ سب یکسان ہین نوفل و شاپور دونون ہمراہی جواب
دیتے تھے کہ اے شہریار ہر ایک ادنیٰ کی یہی خواہش ہوتی ہی کہ مجھسے کارنمایان ظہور مین آئے اور حمزۂ ثانی تو ظاہر ہی

کہ آج امیر کے جانشین ہین کیونکر ممکن ہی کہ ایسے امور مین سکوت اختیار کرین جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی اوس سے ہر نوع
اوسی مرتبہ کے موافق حرکات ظہور مین آتے ہین سب ہی واقف ہین کہ سہ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد
بگزاف ۔ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ۔ غرضکہ اسی طرح کی گفت و شنید مین تمام راہ طی ہوئی بدیع الملک مع ہمراہی
طلسم تاریخ مین پہونچا اور اوس مقام پر پہونچا جہان حمزۂ ثانی اور تمام ہمراہی اپنے اپنے دامنون کو گردانے
پھر اکڑو بیٹھے ہوے کچھ جھکے ہوے تاریخ چن رہے تھے اور اس طرح تاریخ چننے مین مصروف تھے کہ مطلق
کسی کا خیال نہ تھا شاہزادہ نے دور سے دیکھا کہ کچھ آدمی نظر آتے ہین شاپور سے کہا برادر دیکھو تو یہ
آدمی ہین یا میری نظر غلطی کرتی ہی شاپور اور نوفل نے بغور دیکھ کے کہا شہریار بیشک یہ آدمی ہی ہین اور
میرا گمان یہ ہی کہ یہ آدمی اور کوئی نہین جناب حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی ہین جب تھوڑی دور اور آگے بڑھے
شاہزادہ نے کہا ای برادر شاپور بیشک یہ وہی والا قدر ہی اور سب کے ساتھ تاریخ چننے مین مصروف ہی اور متبسم ہو کے
کہا واہ طلسم کا بھی عجب کارخانہ ہی کہان جانشین امیر اور کہان یہ تاریخ چینی مزدورون کا کام جب بالکل قریب پہونچے
تو یکایک حمزۂ ثانی نے شہزادہ کو دیکھا بیتابانہ دوڑ کے بدیع الملک کو گود مین اوٹھا لیا پیشانی اور آنکھون پر بوسہ
دیکے کہا ہائے مین اسوقت تاریخ چینی مین ایسا محو تھا کہ مطلق تمھارا خیال نہ تھا شہزادہ بدیع الملک نے بکمال ادب
سلام کیا اور کہا جان مخدوم وہان خادم حمزۂ ثانی کی پشت کیجانب نورالدہر بھی تاریخ چینی مین مصروف تھے وہ
بھی فرزند دلبند کو دیکھ کے بیتاب ہو گئے اور آتے ہی بدیع الملک کو گود مین اوٹھا کے دیدہ بوسی کی اور مزاج
کی خیر و عافیت پوچھی بدیع الملک نے دست بستہ کہا الحمد للہ پھر تمام ہمراہیون سے ملاقات ہوئی اور ایک دوسرے
کو دیکھ کے خوش و خرم ہوا حتی کہ بدیع الملک رستم ثانی کے پاس آیا رستم ثانی شاہزادہ کو دیکھ کے چین بر
جبین ہوا اور دل مین کہا استغفر اللہ یہ کشتی گیر زادہ اسوقت یہان کہان نازل ہوا ابتک تو خیر جو کچھ ہونیوالا تھا وہ ہوا
لیکن دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کیا خوب ہو اگر بدیع الملک یہان سے کسیطرح واپس جاے شہزادہ نے رستم ثانی کو دیکھکر
کہا ای برادر رستم کو خیریت تو ہو رستم ثانی نے کہا اگرچہ خیریت نہین لیکن کوئی درد بھی نہین ہی بدیع الملک متبسم
ہوا اور کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ کوئی درد نہین ہی اور خدا نکرے کہ کوئی درد ہو تمھارا بدخواہ کون ہی لیکن اپنے
منصبی کام کی انجام دہی مین تو مصروف ہو رستم ثانی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا ای بدیع الملک مین ہی اپنے
منصبی کام کی انجام دہی مین مصروف نہین ہون تمھارے باپ دادا تک اپنے اپنے منصبی کام کے انجام دہی مین
مصروف ہین یعنے مزدورون کی طرح تاریخ چینی کر رہے ہین پہلے انکی خیر و عافیت پوچھو تو پھر میری خیر و عافیت
پوچھنا انکی نسبت سے میری تاریخ چینی کوئی بھی مضائقہ نہین رکھتی اور گھبراتے کیون ہو دیکھو تم بھی عنقریب تاریخ چینی
مین مصروف ہوا چاہتے ہو جب یہان پہونچ گئے تو پھر کہان بچ کے جاؤ گے ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے
وہی حبشی ہاتھ مین چابک لیے ہوے آتا دکھائی دیا رستم ثانی نے کہا لیجیے وہ آپکے عزت دینے والے آ گئے آپ سے
تاریخ چینی کو نہین کہین گے بلکہ آپکے واسطے جواہر نگار کرسی لیے آتے ہین بکمال عزت آپکو اوس کرسی پر بٹھا دینگے تاکہ
آپ یہان بیٹھ کے اپنے پدر بزرگوار کے منصبی کام کے انجام دہی کا تماشا دیکھین اور خوش ہون اس عرصہ مین وہ
حبشی چابک در دست قریب آیا اور بدیع الملک سے کہا او خیرہ سر یہ کیا بیہودہ حرکت ہی کہ میرے مزدورونکو
باتون مین مشغول کرتا ہی کام نہین کرنے دیتا بدیع الملک پہلے خود سمجھا کہ اگر اس حبشی کی بے ادبانہ تقریر
کی شکایت کرتا ہون شاید یہ برخاستہ خاطر ہو کے مجھسے بھی تاریخ چینی کرے اس خیال سے درگذر کی اور کہا تو کیا

کہ اچھا مین ان مزدورون سے بات نہ کرونگا تاکہ کام مین خلل واقع نہو اُس حبشی نے غضبناک آواز سے کہا نہین
مجھے بھی ان مزدورون کے ساتھ کام کرنا ہوگا یہان پہونچکے کوئی اس کام سے معذور نہین رہ سکتا بدیع الملک نے
کہا تو غصہ نہ کر اگر کام لینا منظور ہی تو مین ایک تدبیر بتاتا ہون اس سے کام زیادہ ہوگا حبشی نے کہا کہ وہ تدبیر کیا
ہی بدیع الملک نے کہا مین اُن لوگون کے کام کی نگرانی کرتا ہون اور تاکید کرونگا کہ جلد نارنج چنو بس اس تدبیر
سے اسقدر کام ہوگا کہ میرے شریک ہوجانے مین ہرگز اسقدر نہو گا زنگی نے کہا زیادہ باتین نہ بنا تو بھی کام کر بدیع الملک
نے کہا اچھا مین اس سے بھی ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہون زنگی نے چیخ کے کہا چپ رہ اور ایک ضرب چابق شہزادہ کے
لگائی شہزادہ بھی مع یاران ہمراہی نارنج چینی مین مصروف ہوگیا رستم ثانی نے تبسم ہوکے کہا ای بدیع الملک
کہو وہ شاہزادگی تمھاری کیا ہوئی بہت تدبیرین کین مگر کوئی تدبیر کارگر نہوئی اپنے پدر اور پدر کلان پر حاکم بنا چاہتے
تھے جب جانتے کہ اپنے اس منصبی کام کے انجام دہی مین معذور رہتے اب کہو کیسا مزاج ہو انسان کو چاہیے
کہ ہروقت سوچ سمجھکے کیا کہون تمھارے بزرگون کا خیال ہی ورنہ ایسی کہتا کہ تم ہمیشہ یاد رکھتے بدیع الملک
نے رستم ثانی کی صورت دیکھی اور دم بخود رہا اور چھ روز تک اُن سب کے ساتھ نارنج چینی مین مصروف رہا ساتوین روز
رستم ثانی سے کہا ای برادر رستم اگرچہ آج ساتوان روز ہی کہ مین تمھارے سات نارنج چینی کر رہا ہون مگر یار اب مین
اس نارنج چینی سے عاجز ہوگیا ہون رستم ثانی نے کہا اس نارنج چینی سے کون شخص عاجز نہین ہی پھر کیا ہوسکتا ہی
بدیع الملک نے کہا بھی کچھ ہوسکتا ہی تدبیر شرط ہی رستم نے کہا اسقدر تدبیرین کین تو کیا بنا یا اب تدبیر کروگے
تو کیا بنا لوگے بدیع الملک نے کہا خیر تم ہی سمجھو اُس روز بدیع الملک سب کے ساتھ نارنج چنتے چنتے سب کی
نظر سے پوشیدہ اُس باغ کے ایک جانب روانہ ہوا چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا چشمہ ہی اُس چشمہ کے
کنارہ قیام کیا کپڑے اتارکے کنارے رکھے چشمہ مین بسم اللہ کہکے اُترا غسل کیا ایک طرف صاف و شفاف
ایک صفہ تھا اُسپر نماز پڑھی بعد فراغ نماز دونون ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور اس طرح مناجات شروع
کی کہ ای تاب و توان ناتوان و ای چارہ ساز بیچارگان تو ہی ہروقت مصیبت و عاجزی مین اپنے بندہ کا حامی و
مددگار ہی از زمین تا چرخ برین ہر شی پر تیری حکومت ہی اور تو ہی ہر طرح مالک و مختار ہی ؎ ای تو مرے دم بہ
آہی ہی ؏ گویا ہنگام جانکنی ہی + اس عالم بیچارگی مین اگر تجھ ایسے حاکم سے نہ کہون تو کیا کرون اگرچہ ؎ خداوند
مائی و من بندہ ایم + ہمیشہ بحکمت سرافگندہ ایم + مگر اب اس ناچیز کو نارنج چینی کی ذلت و ضیقی سے نجات دے
ہنوز یہ مناجات ختم نہوئی تھی کہ بمصداق ؎ فضل الٰہی چو کند کار خویش + مژدہ دولت برساند سروش + گوش
حق نیوش شاہزادہ بدیع مین غیب سے یہ آواز آئی کہ ای بدیع الملک تجھ مین اسقدر نسیان نے راہ پائی تعجب ہی
کیا تجھے نہین معلوم ہی کہ جو ہیکل تو پہنے ہوے ہی وہی کلید فتح طلسم ہی ہر ایک اُسکے حکم کی تعمیل ان مقامون مین مجھ
پر فرض ہی ہان اُس حکم کے خلاف جب تو کوئی کام عمل مین لائیگا بلا شبہ دھوکا اُٹھائیگا اب شہزادہ کو ہیکل کا خیال
آیا اپنے اوپر ہزار ہزار نفرین کی ہیکل کو گلے سے اُتارا تمام دانون پر نظر کی جس دانہ پر لوح طلسم کے دستیاب
ہونے کا حال لکھا تھا اُسکو غور سے دیکھا لکھا تھا ای جوان اسوقت جس مقام پر بیٹھا ہی بس اسی طرح بیٹھا رہ اور
تین طرف نظر کر جو تمھارا رخ جانب شمال ہو اُس طرف جا اور تین روز برابر راہ طی کر تین روز کے بعد ایک ایسے
مقام پر پہونچیگا جہان ایک ایوان عالیشان واقع ہی غور سے دیکھنا کہ سامنے اُس ایوان کے ایک درخت
سرو ہوگا اُسکے عقب مین پوشیدہ ہوجانا چند لمحہ کے بعد ایک مرغ سفید دکھائی دیگا جسکا قد ہاتھی کے برابر ہوگا

وہ مرغ سپید درختان نارنج کو جڑسے کندہ کرنا شروع کریگا جب اُس درخت سرو کے قریب آئے جسکے عقب مین تو پوشیدہ
ہوا اور تیرا سامنا ہو یہ آواز بلند کہنا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی وہ بہت خوش ہوکے کہیگا
ای جوان مین تجھسے بہت خوش ہوا اگر تونے مجکو شرمندہ کیا خیر اپنا مطلب بیان کر تو کہنا کہ ای مرغ خوش خبر
مجکو اُس جگہ پہونچادے جو مقام طلسم کشا کا ہی وہ مرغ سفید اُڑجائیگا اسی طرح تین مرتبہ آمد و رفت کریگا چوتھے
روز مجکو لے جائیگا اور تیرا مطلب حاصل ہوجائیگا یعنے طلسم باطل ہوجائیگا بدیع الملک نے ہیکل کو پہن لیا
اور وہان سے روانہ ہوا تین شب و روز طی مراحل مین مصروف رہا چوتھے روز ایک قصر عالیشان دکھائی دیا شوق آید
سے زیادہ تر قدم بڑھایا شہزادہ قریب اُس قصر بلند کے پہونچا روبرو قصر کے درخت سرو کو بھی پایا اپنے کو اُسکی
آڑ مین چھپایا اور اُس مرغ سفید کا منتظر رہا زیادہ عرصہ قیام کو نہ گذرا تھا کہ ہوا کا سناٹا معلوم ہوا بعد ازاں وہ
مرغ سفید آیا جسکا قد ہاتھی کے برابر تھا اور آتے ہی ان درختان نارنج کو جڑسے اکھاڑنا شروع کیا جتنے کہ اُس
درخت سرو کی نوبت آئی جسکے تنہ کی آڑ مین شاہزادہ پوشیدہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا چاہتا تھا کہ اُس درخت کو مع
بیخ زمین سے نکال لے یکایک بدیع الملک درخت سرو کی آڑ سے اُس مرغ سفید کے روبرو آیا اور یہ آواز
بلند کہا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی جونہی اُس مرغ سفید و فیل قامت نے
سلام کی آواز سنی اُسی لہجہ سے اُسنے بھی کہا علیک السلام ای شہریار فرخ قدم تونے مجکو مشکور اور شرمندۂ احسان
کیا اب جو کچھ ارشاد فرماؤ اُسکی تعمیل واجب جانون بدیع الملک نے کہا ای مرغ خوش خبر مجکو مقام طلسم کشا مین
پہونچادے مجکو وہان جانے کی اشد ضرورت ہی یہ سُن کے وہ مرغ سفید یا تو شہزادہ کے روبرو بکمال مستعدی
موجود تھا اور پوچھ رہا تھا کہ کیا حکم ہی نام مقام طلسم کشا سنتے ہی پھر نہ ٹھہرا فوراً پرواز کی اور وہان سے چلا گیا
بدیع الملک کو اُس مرغ عجیب الخلقت کی اس حرکت پر ہنسی آئی دل مین کہا سبحان اللہ ابھی یہ جانور کہہ رہا تھا کہ
جو حکم ہو اُسکو بجالاؤن طلسم کشا کا نام کیا لیا گویا کوئی کلمہ فحش زبان پر جاری کیا کہ جسکو نہ سن سکا خیر وہ دن وہین بسر کیا
حالانکہ وہان کے قیام سے طبیعت کارہ تھی مگر چارہ کیا تھا ہیکل سے ہدایت ہوچکی تھی دوسرے روز وہ مرغ سفید پھر
آیا بدیع الملک پھر اُسکے روبرو گیا اور کہا سلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی اُسنے پھر مثل سابق
کے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان تونے مجکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ اُسکو عمل مین لاؤن شاہزادہ نے پھر وہی
درخواست پیش کی کہ مجکو مقام طلسم کشا مین پہونچادے وہ مرغ سفید پھر وہان سے غائب ہوگیا غرضکہ تین شب و روز
مین چند مرتبہ آیا اور ہر مرتبہ شاہزادہ سے کہا مجکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ جب شاہزادہ نے کہا کہ مجکو مقام
طلسم کشا مین پہونچادے فوراً وہان سے روانہ ہوگیا چوتھے روز جب مرغ سفید آیا اور شہزادہ نے سلام کیا اور
اُسنے جواب سلام کے بعد کہا تونے مجکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا ای مرغ خوش خبر کیا خاک
حکم فرماؤن جب مقام طلسم کشا کا ذکر آتا ہی تو پہلے غائب ہوجاتا ہی اور ہر روز مجھسے یہی درخواست کرتا ہی کہ کچھ حکم
فرماؤ اب تو ہی بتا کہ کیا حکم فرماؤن میری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ تو ازراہ مذاق کہتا ہی کہ شرمندۂ احسان کیا کچھ حکم دو
یا درحقیقت تو کہتا ہی اگر دراصل کہتا ہی تو کیون نہین مجکو مقام طلسم کشا مین پہونچا دیتا اگر اس مرتبہ بھی تو چلا گیا اور
پھر آنکے پوچھیگا تو مین واقعی مذاق سمجھ کے خاموش ہورہونگا کچھ نہ کہونگا بدیع الملک کی اِس تقریر کو وہ مرغ سفید
سنتا رہا اور بغور شاہزادہ کو دیکھتا رہا جب شاہزادہ اپنی تقریر کو ختم کرچکا وہ مرغ سفید قریب بدیع الملک
کے آیا اور گردن جھکاکے کہا ای شہریار تمھاری خاطر مجکو ہر طرح منظور ہی آؤ میری گردن پر سوار ہو بدیع الملک اُس

مرغ سفید کی گردن پر سوار ہو گیا اُس مرغ فیل قامت نے وہان سے پرواز کی اور اُس مقام پر آیا جہان حمزۂ ثانی اور
اُنکے تمام ہمراہی نارنج چینی مین مصروف تھے یکایک حمزۂ ثانی کی نظر اُس مرغ قوی الجثہ پر پڑی فی العجلہ دیکھا شہزادہ
بدیع الملک اُس مرغ کی گردن پر باطمینان تمام سوار ہی بہت تعجب ہوا پھر دل مین کہا ای حمزہ یہ جوان مرغ سوار
بدیع الملک نہ ہوگا کوئی اہل طلسم سے ہوگا جو بدیع الملک کی صورت سے مشابہ ہی منجملہ تمام رموز طلسم سے
یہ بھی کوئی رمز ہوگا جب بدیع الملک نے حمزۂ ثانی کو بہ کمال ادب و تعظیم تسلیم کی اُس وقت حمزۂ ثانی
کو یقین ہوا کہ یہ کوئی جوان نہین ہی بدیع الملک ہی ہی کہا ای فرزند تم تو ہمارے پاس تھے اور نارنج چینی
مین ہماری طرح مصروف تھے یکایک کہان غائب ہوگئے اور اسقدر عرصہ تک کہان کہان پھرے اور یہ کیا واقعہ
ہی جو تم اِس جانور عجیب الخلقت پر سوار ہو بدیع الملک نے کہا ای جناب معظم و مکرم بے شبہہ مین بھی آپکے
ساتھ نارنج چینی مین مصروف تھا یکایک میرا دم گھبرایا اِس خیال سے کہ آخر کب تک اِس مزدوری و محنت
مین زندگی بسر کرونگا ناچار آپ سب صاحبون کی نظر سے پوشیدہ ایک جانب روانہ ہوگیا تمام حال
بیان کرنے کی تو مجکو فرصت نہین ہی صرف اسقدر عرض کیے دیتا ہون کہ انجام کار یہ سواری مجکو میسر آگئی ہی
طلسم کی کوشش مین جاتا ہون آپ سب صاحب میرے حق مین دعاے خیر کرین اور رخصت دین تاکہ مین منزل
مقصود کی راہ لون اگر زندہ رہونگا تو پھر کبھی آپکے دیدار فرحت آثار سے آنکھین روشن و منور ہونگی حمزۂ
ثانی نے کہا خیر ای فرزند جا خداوند عالم مجکو تیرے مطلب پر جلد فائز کرے اور صحیح و سلامت بار دیگر مجھے
ملائے اسی طرح حمزۂ ثانی کے تمام یاران ہمراہی نے بدیع الملک کے حق مین دعاے خیر کی لیکن رستم ثانی
دل مین کہہ رہا تھا کہ ای رستم بدیع الملک کے ہاتھ سے یہ طلسم محفوظ رہنا نہین معلوم ہوتا ضرور اِس طلسم کو شہزادہ
فتح کریگا اور ہم سب اسکے آزاد کردہ سمجھے جاوینگے اگر ایسا ہوا تو کچھ بھی نہوا کیا ایسی تدبیر عمل مین لاؤن کہ بدیع الملک
کی کوشش سے پیشتر ہمارے ہاتھ سے یہ طلسم فتح ہوجاے اسی طرح سے خیالات وسیع کرتے کرتے طبیعت مین
وحشت جو سمائی درختان نارنج کو مع بیخ زمین سے کندہ کرنا شروع کردیا حمزۂ ثانی اور تمام یاران ہمراہی کے
دل مین ہول سمایا سب رستم ثانی کے قریب آئے اور کہا ای رستم یہ معاملہ طلسم ہی یہان سے یقین جان سلامت
پہونچنا دشوار ہی نہ یہ کہ بے سمجھے بوجھے کوئی حرکت عمل مین لانا یہ کیا غضب کرتے ہو کہ درختان نارنج کو زمین سے
مع بیخ کندہ کررہے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ درختان نارنج عام قسم کے ہین ارے یہ زمین طلسم ہی یہان کا ایک ایک
ذرہ رموز طلسم سے مملو ہی اِس حرکت سے باز آؤ ورنہ تمہارے ساتھ ہم سب بھی گرفتار بلا ہوجاوینگے اگر تم بدیع الملک کا
مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو یہ خیال تمہارا عبث ہی کیا تمہارے گوش زد وہ خبرین نہین ہوئی ہین جو از روے قواعد
علم رمل دریافت کی گئی ہین ای مرد خدا کار بوزینہ نیست نجاری رستم نے کہا ای شہریار عالی تبار یہ کار بوزینہ نیست نجاری
ایسا کیا مین بوزینہ ہون حمزۂ ثانی نے کہا ای عزیز تمکو بوزینہ نہین کہتا ہون بلکہ مین نے ایک مثل کہی ہی جو تمہاری
میری سماعت مین گذر چکی ہی سب اس تصریح کے سننے کے مشتاق ہوئے حمزۂ ثانی نے کہا دو بڑھئی ایک بڑے تختے
کو آرہ سے شگافتہ کررہے تھے درخت پر ایک بندر بیٹھا دیکھ رہا تھا دونون نجار پیشاب کرنے گئے بندر درخت سے اُترا
اور اُس تختے پر بیٹھ کے جا بجا خود بھی آرہ کھینچے مگر آرہ کو کھینچنا بھول گیا وہ کھونٹی جو شگاف کے کشادہ رہنے کے
واسطے نجارون نے لگائی تھی اُسکو کھینچ لیا اُسکے انثیین جو شگاف مین آویزان تھے شگاف چوب کے ملجانے سے
پھنس گئے ہرچند وہ بندر اُچکا چیخا مگر نجات نہ ملی اُن نجارون نے آکے اِس بندر کو خوب مارا فی الحال یہ مثل

تمھارے حال سے مطابق پاتا ہون جو کام جس سے مخصوص ہی وہ اُسی سے خوب انجام پاتا ہی رستم ثانی نے اِس
بات کا مطلق جواب نہ دیا دل مین کہتا تھا کہ اگرچہ بدیع الملک ہمسے علٰحدہ جا کے مرغ سفید پر سوار ہوکے ہمارے
دکھانے کو آیا لیکن ہم بھی اپنی کوشش سے باز نہ آوینگے اور اسیطرح بدستور درختان نارنج کو زمین سے کندہ کرنے
مین مصروف رہا ناگاہ ایک درخت نارنج کو جو زمین سے کندہ کیا دہانہ نقب نمودار ہوا رستم ثانی نے خوش ہوکے
اور زیادہ زمین کو کھودا پھر تو بخوبی نقب کا دروازہ ظاہر ہوا رستم بلا تکلف اُس نقب مین داخل ہوا حمزہ ثانی
وغیرہ منع کرتے رہے کہ ای رستم یہ تو کیا کرتا ہی دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت مین ڈالتا ہی نہین معلوم یہ نقب کیسی
ہی اور تو کس بلا مین مبتلا ہو جاے رستم ثانی نے کچھ خیال نہ کیا نقب مین داخل ہوکے غائب ہو گیا جب انتہاے
نقب پر پہونچا دیکھا ایک تہ خانہ بنا ہوا ہی اور اُس تہخانہ مین کسی آدمی کا گذر معلوم ہوتا ہی وہین ٹھہرا اور بغور دیکھنا
شروع کیا کہ کیا واقعہ ہی کچھ پتا نہ معلوم ہوا اور آگے بڑھا دیکھا ایک شخص نہایت وجیہ و شکیل مسلسل بطوق و
زنجیر ہی رستم ثانی روبرو اُسکے گیا اور کہا ای شخص تو کون ہی جو اس طرح مقام تاریک مین مقید ہی اور کس جرم
مین یہ سزا تجھے دیگئی ہی اُسنے نفس سرد بھر کے کہا ای شخص مین تیرا نہایت ممنون و مشکور ہون کہ تو نے اسقدر
جدوجہد کرکے اپنے کو یہانتک پہونچایا اور میرا مستفسر حال ہوا ورنہ کون کسکی خبر لیتا ہی آگاہ ہو کہ مین جنات کا
بادشاہ ہون میرا نام حرملیہ جنی ہی ای جوان تو بتا کہ کون ہی اور کیونکر اس مقام مخدوش مین وارد ہوا رستم ثانی نے
کہا ای بادشاہ مین نبیرۂ زال زر قاف اور سلیمان کوچک ہون چاہتا ہون کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہو حرملیہ جنی
نے کہا زہے جرأت و خہے شجاعت کہ تو اس طلسم کے واسطے مستعد ہوا ضرور اس طلسم کو فتح کر ای شہریار تو مجھ کو
اس قید و بند سے رہا کر دے مین تجھکو کوہ قاف مین لیجاؤنگا اور وہان پہونچ کے اپنے تمام لشکر کو فراہم کر دونگا
پھر مین مع لشکر یہان آؤنگا اور فتح طلسم مین تیرا معین ہونگا رستم ثانی نے اُسکے وعدہ کو قبول کرلیا اور اُسے قید و بند سے
رہا کردیا حرملیہ جنی اُس قید سے رہا ہوتے ہی فوراً پریزاد کی صورت ہو گیا اور رستم ثانی کے قریب آکے کہا ای شہریار
ہوشیار ہوجاؤ مین تم کو لیجایا چاہتا ہون رستم نے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون جہان بہا ہو لے چلو حرملیہ جنی رستم کے کمربند
مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لے چلا اور اُس طرف سے گذرا جس طرف حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی نارنج چننے مین مصروف
تھے رستم ثانی نے بآواز بلند کہا ای شہریار بلند مرتبت آگاہ ہو کہ مجکو حرملیہ جنی کوہ قاف کی طرف لیے جاتا ہی
کہان ہین بدیع الملک کہ وہ مرغ سفید کی سواری پر بڑا فخر کرتے تھے بندہ بھی ایک بادشاہ جنات پر سوار ہی
اور اُسکی راے کے موافق کوہ قاف کو جاتا ہون جسوقت کوہ قاف سے مراجعت کرکے یہان پہونچونگا بس تم
یقین کرلینا کہ اب طلسم مرتب نہین رہ سکتا ضرور اسکی مدت العمر تمام ہوگئی اور بدیع الملک سے ملاقات ہو تو
میرا حال ضرور اس شہزادہ کے روبرو بیان کرنے کے قابل ہی اس تقریر کے بعد دفعتاً رستم ثانی غائب ہو گیا
سب کو حیرت تھی کہ یہ کیا واقعہ ہی قواعد علم رمل وغیرہ سے تو یہ دریافت ہوچکا ہی کہ فاتح طلسم شاہزادہ بدیع الملک
ہی رستم کو یہ طاقت کیونکر میسر آگئی کہ بادشاہ جنات اُسکو کوہ قاف لے گیا اُدھر شاہزادہ بدیع الملک کا حال سنیے
کہ وہ مرغ سفید خوش خبر کی گردن پر سوار چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک سرزمین پر وارد ہوا جو بالکل سیاہ تھی شہزادہ
کو اُس زمین کی سیاہی سے تعجب ہوا پوچھا ای مرغ خوش خبر یہ کون مقام ہی جسکی زمین بالکل سیاہ مین نے مدت العمر
اس رنگ کی زمین نہین دیکھی مرغ خوش خبر نے کہا اس مقام کا نام بیابان فیل ہی بدیع الملک نے کہا ذرا
قیام کر کہ مین اس زمین کا رنگ بخوبی دیکھ لون وہ مرغ عجیب الخلقت زمین پر اُترا شاہزادہ نے بغور اُس زمین کو دیکھا

اور تعجب کیا وہ مرغ شہزادہ کو لیئے پھر جانب ہوا روانہ ہوا اور جست وخیز چلا جاتا تھا درمیان راہ مین پھر ایک مین
پر اُترا اور کہا ای شہزادہ بلند مرتبت کچھ تمکو معلوم ہی کہ اب تم کہان وارد ہو بدیع الملک سے اپنی لاعلمی ظاہر
کی مرغ خوش خبر نے کہا آگاہ ہو کہ یہ دیار مشرق ہی بیابان فیلان جہان کی زمین تمنے سیاہ دیکھی تھی وہ
یہان سے ایک سال کی راہ ہی اور طلسم سے بیابان فیلان ایک سال کی راہ ہی اس حساب سے اب
طلسم یہان سے دو برس کی راہ ہی جو اسقدر جلد طی ہو گئی غرضکہ اسی طرح بعجلت تمام وہ مرغ سفید شاہزادہ
بدیع الملک کو لیے چلا جاتا تھا راوی کہتا ہی کہ وہ مرغ سفید شاہزادہ کو طلسم سے بارہ سال کی راہ
لے گیا ہر ایک مقام پر پہونچ کے بدیع الملک مرغ سفید سے اُس مقام کا نام ونشان پوچھتا اور مرغ
بالتصریح بیان کرتا تھا یہانتک کہ ایک جزیرہ مین گذر ہوا شہزادہ نے دیکھا کہ وہ جزیرہ نہایت سرسبز و
شاداب ہی ہر طرف نہرین جاری ذرہ ذرہ مین بادبہاری ساری طرح طرح کے جانوران خوشرنگ
وخوش آواز درختون پر بیٹھے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اور طرفہ تر یہ کہ بیشتر جانور اُنمین درختون پر بیٹھے
ہوے باہم انسان کی طرح گفتگو کر رہے تھے جب اُن جانوران عجیب الخلقت نے بدیع الملک کو دیکھا
کہ مرغ سفید کی گردن پر سوار چلا آتا ہی بہت متعجب ہوے اور آپس مین ایک نے دوسرے سے کہا ای
فلان آج اس مرغ سفید کو کیا ہو گیا ہی کہ بسہولیت تمام بہت احتیاط سے اِس آدم زاد کو اپنی گردن
پر سوار کر کے یہان لایا ہی دوسرے نے کہا ای فلان تم پوچھو اول سے باواز بلند کہا ای مرغ کیون
اِس جوان آدم زاد کو یہان لایا ہی مرغ خوش خبر نے جواب دیا کہ برادر مین ہرگز اس جوان کو یہان
کبھی نہ لاتا مگر اِسی وجہ سے مجبور ہو گیا کہ تین روز تک پے در پے اس جوان نے تقاضا کیا اس عرصے
مین ہرچند مین نے طرح دی مگر اسنے نہ مانا مجبور ہو کر اسکو یہان لایا ہون بعد ازان اُس مرغ خوشخبر
نے شہزادہ بدیع الملک کو اُس مقام پر اپنی گردن سے اُتار دیا اور کہا شہریار بس یہانتک
میرے اختیار مین تیرا لانا تھا اب مین مجبور ہون ممکن نہین کہ ایک قدم بھی یہان سے آگے بڑھ سکون
بدیع الملک نے بکمال سماجت کہا ای طائر مہربان مین تیرا کمال درجہ ممنون ہون کہ تو نے محنت
گوارا کر کے مجھکو یہانتک پہونچایا مگر اب یہ بھی بتا کہ تو آگے بڑھجانے سے کیون عاجز ہی اور مین یہان
مقیم رہ کے بیچارہ ہوا جاتا ہون کوئی تو ایسی تدبیر بتا کہ مین اپنے مطلب پر فائز ہو سکون وہ مرغ سفید
تا دیر کچھ سوچا کیا آخر اپنے پرون مین سے ایک پر شہزادہ کو دیا اور کہا اس پر کو بحفاظت اپنے
پاس رکھو کسی اشد ضرورت کے وقت مین اگر میری ضرورت ہو اس پر کو آگ پر رکھنا فوراً حاضر خدمت
ہو جاؤنگا یہ کہا اور وہانسے چلا گیا بدیع الملک مجبوراً اُس جزیرہ مین ایک جانب روانہ ہوا افتان وخیزان چلا جاتا
تھا دور سے ایک منارہ بلند دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہان یہ منارہ کیسا ہی قریب پہونچا معلوم ہوا وہ منارہ
نہین ہی دیو ہی جسکا رنگ زعفران سرخ کے مانند ہی اُس دیو نے شہزادہ کو دیکھ کر کہا ای آدمی تو بہت اچھے
وقت آیا مین زخمی اور بہت بیچین تھا فکر کر رہا تھا کہ زخمون کے اندمال ہونے کی کیا تدبیر کرون تو میرے زخم
کا علاج آگیا ہی میرے قریب آ کہ تجھے کھا کر اچھا ہو جاؤن شہزادہ نے کہا تو مجھکو نہین کھا سکتا اُس دیو نے کہا کیون
نہین کھا سکتا تو کون ہی شہزادہ نے کہا مین نبیرۂ زلزلہ قاف اور سلیمان کو جگر ہون اُس دیو نے کہا ای جوان آدمزاد
اگر تو ایسا معزز ومحترم آدمی ہی پھر کیون اسقدر محنت ومشقت گوارا کر کے یہان آیا شہزادہ نے کہا ای دیو جنگ

مین اس مقام محنت انجام مین نہ آتا مگر طلسم کشا کی ضرورت نے مجکو مجبور کیا اور یہ تیر اتمام بدن زخمی کیون ہی دیو خوب رویا اور کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی یہ حال میرا عشق و محبت کے ہاتھ سے ہوا ہی شہزادہ سمجھا کہ عشق و محبت کسی نازنین حسینہ کا نام ہی جسپر یہ دیو عاشق ہو گیا ہی اور اُسکے سبب سے اِسکا یہ حال ہوا اور اُس دیو سے کہا آخر وہ عشق و محبت کہان ہی دیو نے کہا اصل حقیقت یہ ہی کہ اُس دریا سے ایک جانور نکلتا ہی جسکا سر شیر کے سر کے مثل ہی اور جسم گائے کے مشابہ اور پانون اژدہے کے پانون کے مشابہ اور ریش آدمی کی ریش کے مشابہ ہی اس جانور کے پاس ایک موتی ہی جسکی صورت آدمی کی صورت سے مشابہ ہی بلکہ بالکل آدمی ہی کا چہرہ کہنا چاہیے اور آدمی بھی وہ جو حسن و جمال مین یکتا ہو مین اُس گوہر پر بہزار جان و دل فریفتہ ہون اسکی مفارقت مین کسی پہلو قرار نہین آتا کیا کرون کیونکر میرا مطلوب مجھ تک پہونچے کوئی ایسا حامی و مددگار میرا نہین ہی جو اسوقت عاجزی مین میری حمایت کرے وہ جانور عجیب الخلقت ہر شب کو دریا سے نکل کے اس جزیرہ مین آتا ہی اس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیتا ہی جس سے تمام جزیرہ روشن ہو جاتا ہی اور خود تمام جزیرہ مین چرتا پھرتا ہی چونکہ مین اُس گوہر پر عاشق ہون چاہتا ہون کہ اُس گوہر کو اُٹھا لیجاؤن وہ جانور بے تحاشا دوڑ کے میرے قریب آتا ہی اور مجھپر حملہ کرتا ہی یہانتک مجکو زخمی کرتا ہی کہ مین بیہوش ہو کے گر پڑتا ہون اور وہ اُس گوہر کو لیکے دریا مین چلا جاتا ہی جبتک بیہوش رہتا ہون مجکو کچھ خبر نہین رہتی جب ہوش آتا ہی اُسوقت مجکو معلوم ہوتا ہی کہ اُس جانور نے مجکو اسقدر زخمی کیا جیسا کہ تو مجکو اسوقت دیکھ رہا ہی مین نے سُنا ہی کہ آدمی کا گوشت کھانے سے زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہی اسی وجہ سے مجکو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور تیرے کھانیکا ارادہ کیا مگر تو یہ دعوہ کرتا ہی کہ مین بیرہ زلزلۂ قاف اور سلیمان ثانی ہون میں بیرہ زلزلۂ قاف اور سلیمان کو جبتک مجکو اُسیوقت سمجھونگا کہ تجھسے ایسے مرتبہ کے لایق کچھ کام ظاہر ہون صرف زبان سے کہدینا کافی نہین ہو سکتا شاہزادہ نے کہا وہ کونسا اہم کام ہی جسکو تو اُس مرتبہ کے لایق سمجھتا ہی اُس دیو نے کہا ایک یہی کام ہی کہ وہ جانور دریائی ہلاک ہو جاے اور وہ گوہر مجکو ملجاوے ورنہ میرا وہی ارادہ ہی جو مین نے تجھسے پہلے ظاہر کیا تھا شاہزادہ نے کہا ای دیو اگر اس مرتبہ کا یقین اسی شرط پر موقوف ہی تو مین موجود ہون اس مہم کے سر کرنیکا عوض کیا ہی دیو نے کہا جو کچھ کہ شاہزادہ نے کہا مین وعدہ کرتا ہون کہ انشاء اللہ الرحمٰن اُس جانور کو ہلاک کرونگا اور اُس گوہر کو تجھے دونگا اسکے عوض مین تو مجکو مقام طلسم کشا مین پہونچا دے دیو نے کہا ای آدمزاد تو یقین سمجھ کہ اگر وہ گوہر مجکو ملجاویگا اور وہ جانور ہلاک ہو جاویگا کیونکہ جانور کے زندہ رہنے مین خدشہ ہی مین ضرور تجکو مقام طلسم کشا مین پہونچا دونگا اور مقام طلسم کشا پر بھی موقوف نہین ہی جہان کہدیگا وہان پہونچا دونگا شاہزادہ خاموش ہو رہا اور اُسی مقام مین موجود رہا یہانتک کہ رات ہو گئی تاریکی شب مین دیکھا کہ وہ جانور دریائی دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ اُس گوہر شبچراغ کی روشنی سے تمام میدان مین گویا دن ہو گیا پہلے وہ جانور ہر چہار جانب نگران ہوا بعدہ اُس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیا اور خود مشغول چرا ہوا دیو نے کہا شہزادہ دیکھو مین اسی گوہر تابان پر عاشق ہون بس یہ جانور اسیطرح یہان آتا ہی اور اُس گوہر کو اسیطرح بلندی پر رکھ کے مشغول چرا ہوتا ہی اور میرا کچھ بس نہین چلتا کہ اس گوہر کو لے لون شہزادہ نے کہا ای دیو آخر یہ جانور کسطرح حملہ آور ہوتا ہی دیو نے کہا بالضرب کلہ حملہ کرتا ہی شاہزادہ نے کہا خیر دیدہ شود چہ میشود اور اُس گوہر تابان کیطرف روانہ ہوا اُس جانور نے جو دیکھا کہ ایک آدمی گوہر کیجانب جاتا ہی ہنوز شہزادہ اُس گوہر تک پہونچنے نہین پایا تھا کہ شاہزادہ کا سد راہ ہوا شاہزادہ اسی مقام پر ٹھہر گیا کہ دیکھون کیا کرتا ہی وہ جانور بھی اسی جگہ ٹھہر گیا اُسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ گوہر کے لینے کا مانع ہی شاہزادہ نے تنگ چڑھایا اُس جانور نے شاہزادہ کے قریب آ کے پشت شاہزادہ کیجانب پھیر کے دولتی اُچھالی شاہزادہ نے سپر پر روکی وہ سخت صدمہ سپر پر پہونچا اُس جانور عجیب الخلقت نے دوسری جست ملکہ کا وار کیا شہزادہ نے پھر سپر پر ضرب کلہ کو دفع کیا اور اس مرتبہ بھالا کی تمام

اسکے دونوں پاؤں گرفت میں لایا اور چرخ دینا شروع کیا ہر چند وہ جانور تڑپا اور چاہا کہ رہا ہو جاؤں مگر نہ ہا ہمت مجسم نے مجبور
آخر الامر ایک پتھر کی چٹان پر بقوت تمام مارا جسکے صدمہ سے تمام استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے اور اسیوقت بیجان ہو گیا شہزادہ نے اسکو
چھوڑا اور اُس گوہر تابان کی جانب متوجہ ہوا اُس دیو نے باواز بلند کہا اے آدمزاد خبردار تو اُس گوہر کے پاس نہ جانا اور
ہرگز ہاتھ نہ لگانا میں اُٹھائے لیتا ہوں شہزادہ نے متعجب ہو کے اُس دیو کی صورت دیکھی اور کہا او بے ایمان تیرے ہی واسطے میں نے
یہ کوشش کی اُس کوشش کا یہی عوض ہے کہ تو مجھسے ایسا بدگمان ہے توقف کر کہ میں دیکھوں یہ کیا شے ہے اُسنے کہا شہریار میں
بدگمان نہیں ہوں بلکہ جب تو نے میرے واسطے کوشش کی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میں ہی پہلے اپنے مطلوب کو ہاتھ میں لوں
شاہزادہ نے مطلق اُسکے کہنے کیجانب اعتنا نہ کی اور جاتے ہی وہ گوہر آبدار اٹھا لیا دیکھا کہ واقعی گویا آدمی زاد کو گوہر آبدار
سے تراشا ہے اُدھر وہ دیو دوان دوان شاہزادہ کے قریب آپہونچا اور کہا اے شہریار لاؤ میری امانت میرے حوالہ کرو
میں اسکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہوں شاہزادہ نے کہا او گیدی تو اسقدر بیتاب کیوں ہوا جاتا ہے کیا میں اسے
کھا لونگا یا تجکو نہ دونگا اُسنے ہزار عاجزی شاہزادہ کے پاؤں پر سر رکھدیا اور کہا شہریار برا ماننے کی بات نہیں ہے میں
مدت سے اسکی جستجو و تلاش میں سرگردان ہوں پھر تم ہی سمجھو کہ جو کوئی کسی شے کی [illegible] میں ایسا سرگردان ہوگا اور طرح
طرح کی اذیت کا متحمل ہو چکا ہوگا اگر وہ شے اُس تک پہونچ جائیگی تو کیسا بیتاب ہو کے اُسکو لیگا اور وہ کسطرح چاہیگا کہ وہ شے
ایک لمحہ بھی کسی دوسرے کے قبضے میں رہے شاہزادہ نے استغفر اللہ کہکے وہ گوہر تابان اُس دیو کے ہاتھ میں دیدیا اور کہا
لے اسے اپنے پیٹ میں رکھ لے ایسا نہو کہیں ہوا لگ جاوے دیو نارنجات نے وہ گوہر خوش ہو کے شاہزادہ کے ہاتھ سے
لے لیا اور فوراً چلتا ہوا شاہزادہ نے کہا او گیدی یہ کیا حرکت ہے کہ گوہر لیکے جاتا ہے تو بڑا دغاباز معلوم ہوتا ہے اسیواسطے
تو مجھسے مانگتا تھا اگر میں نہ دیتا پس تو کیا کرتا اور اب بھی ممکن ہے کہ تجھسے یہ گوہر چھین لوں کچھ یاد ہے کہ تو نے مجھسے کیا
وعدہ کیا تھا دیو نارنجات نے مطلق جواب نہ دیا اور وہاں سے چلا گیا شاہزادہ نے اُسکی اس بیوفائی پر ہزار ہزار
نفرین کی اور کہا نیکی کا زمانہ نہیں ہے ہرگز کسی سے نیکی نہ کرنا چاہیے پہر بھر کے بعد دیو نارنجات پھر آیا اور وہ گوہر
شاہزادہ کو دیدیا اور کہا شہریار میری مراد صرف اسی قدر تھی کہ کسی طرح یہ گوہر مجکو دستیاب ہو جاوے تو میں اُسکے
منھ پر منھ رکھوں دو چار بوسہ لب و رخسار کے لوں عجلت کی یہی وجہ تھی تم نہیں معلوم کیا سمجھے خوش کیا کہ جو بد دل
ہوکے وہ گوہر مجکو دیا اب تمھاری وجہ سے میری مراد حاصل ہوگئی یہ گوہر موجود ہے اپنے پاس رکھو اور مجکو جو کچھ حکم ہو
اسکو عمل میں لاؤں شہزادہ نے بار دیگر اُس گوہر کو غور سے دیکھکے جیب میں رکھ لیا اور دیو سے کہا میرا یہی حکم ہے کہ مجکو
طلسم کشا کے پاس پہونچا دے جس سے جو کچھ وعدہ کرے اُسکا وفا کرنا بہ ضرور ہے بیوفائی عورتوں کا کام ہے وعدہ وفا کرنا
مردونکا دستور ہے + ہر یار کہ یار نیست دشمن بہ ازو + ہر تیغ کہ تیز نیست سوزن بہ ازو + شرط است کہ مرد ہر چہ گوید کند +
ہر مرد کہ گوید و نکند زن بہ ازو + دیو نے کہا پھر مجکو کب انکار ہے چلو لیچلوں مگر یہ خیال رہے کہ مقام محمدوش کی زمین
ہے اگر کچھ صدمہ پہونچے تو مجھسے شکایت نہ کرنا اپنی فرمایش کا ہر وقت خیال رکھنا اور میرے اسوقت کے کہنے کو فراموش
نہ کرنا شاہزادہ نے کہا اے نارنجات دنیا میں بجز رحمت و تکلیف کے کیا ہے خداوند عالم کی حمایت پر بھروسہ ہے کیا عجب ہے اگر وہ
حوامیہ میری وہاں بھی مدد و حمایت کرے دیو نے کہا تم جانو اور شہزادہ کو لیکر وہاں سے روانہ ہوا ہر مقام کی سیر دکھاتا اور کیفیت
بیان کرتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک مقام پر لایا وہاں ایک صفہ صاف و شفاف بنا ہوا تھا درمیان صفہ سپید کنارے سیاہ
چاروں گوشوں پر چار گلدستے پچہ کاری کے بنے ہوئے اُس صفہ پر ایک گنبد وسیع سایہ کیے ہوئے بالائے گنبد ایک درخت سرو
نہایت سبز و شاداب از سر تا پا سڈول نہ ایک شاخ حد سے زیادہ نہ کم اور اُس درخت سرو پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا اسکی منقار میں

ایک تاریخ پہونچی نارنجات نے شہزادہ کو وہان مقیم کیا اور کہا شہریار تمھارے حکم کے موافق ہر آفتون سے بچا کر بہونچا
انجام مین نے منزل مقصود پر پہونچا دیا شہزادہ نے کہا ای نارنجات مجکو کیا معلوم کہ یہ کون مقام ہے کچھ بیان تو کر دو سے
کہا وہ دیکھو گنبد پر درخت سرو ہے اور اُس درخت پر طاؤس ہے جسکی منقار مین تاریخ ہے بس یہی تاریخ طلسم کشا ہے مجھ اس
حال کے بیان کر دینے کے اور کسی طرح کی قدرت مجھ مین نہین ہے ورنہ تم میرے محسن ہو ضرور مین تمھاری حمایت کر
اور بھی جو کام میرے کرنے کا ہے اُسمین ہرگز کمی نہین کرونگا ہان اگر تم مین طاقت ہو تو اس تاریخ طلسم کشا کو اس طاؤس
کی منقار سے لو اور طلسم کو فتح کرو شاہزادہ نے دیکھا کہ ہزارون پتھر کے آدمی اُس صفہ پر پڑے ہوے ہین
بہت حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے اور اب یہان کیا کرنا چاہیے دفعتًا خیال آیا کہ ہیکل کو دیکھنا چاہیے چنانچہ
ہیکل کو نکالا اور اُس لعل کی طرف نظر کی لکھا تھا کہ ای جوان جس وقت تو گنبد اور درخت سرو کے قریب پہونچے
اُس درخت کی جانب راست ایک کنیر کا درخت ہوگا اُسمین سے ایک باریک ٹہنی کاٹنا مگر بالائی حصہ اُس ٹہنی
کا دو شاخہ ہو اُس ٹہنی کو مثل تیر کے درست کرنا اُس تیر دو شاخہ پر یہ اسم پڑھنا پھر اُس تیر دو زبان کو طاؤس
کی دونون آنکھون پر مارے قدرت خدا کا تماشا دیکھنا فقط شاہزادہ تلاش کرکے اُس درخت کنیر کے قریب
گیا باریک ٹہنی کاٹی تیر دو زبانہ تیار کیا اس پر وہ اسم پڑھا طاؤس کے سامنے آیا اور نشانہ تاک کے وہ تیر
دو زبان طاؤس پر مارا جس سے طاؤس کی دونون آنکھین بیکار ہو گئین فورًا وہ تاریخ اُسکی منقار سے زمین پر گرا
اگرچہ اُس تاریخ کے زمین پر گرنے کی بالکل آواز نہ معلوم ہوئی مع ہذا اسی وقت علیحدہ آواز مہتا سنے کی محسوس
ہوئی سامنے سیاہی دکھائی دی ہوا سے تند کا جھونکا چلا مگر وہ سیاہی اسی طرف بڑھتی معلوم ہوئی اب تو حس سے
گھبرا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے پھر ہیکل کے لعل کی طرف نظر کی ہنوز سطح کو بخوبی دیکھا بھی نہ تھا کہ وہ تاریکی قریب آگئی شہزادہ
نے اس خیال سے کہ نہین معلوم اس تاریکی مین کیا سانحہ درکار ہو ہیکل کو پھر جیب مین رکھ لیا وہ تاریکی ایسی محیط
ہوئی کہ جس طرف نگاہ کی کچھ محسوس نہوا ایسلیے کہ ہر چہ بادا باد اسی جگہ مقیم رہا جب ارادہ کیا کہ اس تاریکی مین گرتا پڑتا
اُس تاریخ تک پہونچون اور تاریخ طلسم کشا کو قبضہ مین لاؤن مگر پھر خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہے تاریکی مین اندھون کیطرح کہان
ٹٹولون نہین معلوم کیا ہو اور کس جگہ پہونچون کس خرابی مین مبتلا ہو جاؤن بہتر یہی ہے کہ یہین مقیم رہون حتی کہ وہ تاریکی کم ہونا
شروع ہوئی اور کچھ کچھ نظر آنے لگا اب جو تاریخ کی طرف دیکھا اس تاریخ طلسم کشا کے قریب ایک دیو قوی ہیکل بیٹھا ہے
جسکا سر ہاتھی کا ہے اور علاوہ خرطوم کے اُسکے سر کے بالائی حصہ پر ایک نوجوان آدمی کا چہرہ نکلا ہوا ہے جسکی
سیاہ ڈاڑھی بقدر ایک وجب کے ہے اور مونچھین بھی بہت بڑی بڑی ہین شاہزادہ نے اُسکی صورت دیکھ کے کہا۔ الہم
احفظنا دیکھیے اسکے قصہ سے کب پیچھا چھوٹے اور کس طرح نجات ملتی ہے مگر دیو نے پہلے خرطوم کو اپنی ڈاڑھی پر پھیرا بعد طلال
سہوایت کہا ای جوان آدمزاد تو باوجود اپنے ضعیف الجثہ ہونے کے بڑا جری ہے کہ یہان تک اپنے کو پہونچایا اور اس
تاریخ کو قبضہ مین لانے کی تدبیر پیدا کرلی مگر تو اس بات سے بالکل غافل تھا کہ مین بہت بڑا محافظ اس تاریخ کا مقرر ہون
ازبسکہ تجھ مین ایک جزو ذی مشابہت میری ہے اس لحاظ سے تجکو آگاہ کرتا ہون کہ اپنی زندگی چاہتا ہے تو اس امر محال
سے باز آ اور جس طرف سے آیا ہے اُسی طرف واپس جا ورنہ تاریخ ملنے کا تو کیا ذکر تو زندہ نرہ سکیگا تو اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے
کہ جو کوئی کسی کام کے انجام دہی کا ارادہ کرتا ہے وہ پہلے یہ سمجھ لیتا ہے کہ آیا ہم مین اُس کام کے انجام دینے کی طاقت کافی ہے
یا نہین تو کیا سمجھ کے یہان آیا اور اس تاریخ کو طاؤس کی منقار سے گرا دیا شاہزادہ نے کہا مین خاص اس تاریخ کی تلاش مین
یہان تک پہونچا اور ارادہ کیے ہوے ہون کہ جبتک اس تاریخ کو نہ لیلونگا یہان سے واپس ہرگز ہرگز نہین جاؤنگا اُس دیو نے کہا

پھر نارنج تو موجود ہی اگر لے سکتا ہو تو لے شاہزادہ تلوار کو بلند کیے ہوے قریب اُس دیو کے گیا اور چاہتا تھا کہ نارنج
کو اُٹھالے اُس دیو نے خرطوم سے شاہزادہ کو بیپا کر دیا شہزادہ نے غضب آلود ہو کے شمشیر آبدار کا وار
اُس کی خرطوم پر کیا یہ معلوم ہوا کہ تلوار پتھر پر پڑی دیو کو شمہ گزند نہ پہونچا تب شاہزادہ کے حواس باختہ ہوے
اُس دیو نے بہ آواز بلند کہا ای آدم زاد بس لے چکا اس نارنج کو اب بھی اس ارادہ سے باز آ ورنہ مفت
ہلاک ہو جائیگا اور ای جوان آدم زاد یہ بھی بخوبی یاد رکھ کہ مین ہرگز تجھپر حملہ نہین کرونگا مع ہذا تجکو نارنج بھی نہین
لینے دونگا شہزادہ نے بعد غور و فکر بسیار پھر ہیکل کو جیب سے نکالا سطح لعل پر نگاہ کی لکھا تھا کہ ای جوان فیلان
تیرا سد راہ ہوگا ہر چند کہ فیلان سے تجکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچیگی تاہم نارنج طلسم کشا کو تیرے ہاتھ مین
نہین آنے دیگا اور اُسپر تیرا کوئی حربہ بھی کارگر نہ ہوگا ہان اُسے تیر دو زبان کی متعدد ضربون سے اُسکا کام تمام
ہو سکتا ہو شاہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اور ایسی تیر دو زبان کو جو نارنج سے علحدہ پڑا تھا وہان جا کے
اُٹھا لیا اور فیلان کے قریب جا کے اسکے جسم پر پے در پے ضربین لگانا شروع کین ہر ضرب مین اُسکا گوشت روئی
کی طرح اُڑتا تھا حتے کہ تھوڑی ہی دیر مین فنا ہو گیا شہزادہ نے دوڑ کے اس نارنج کو اُٹھا لیا اور بحفاظت
تمام اپنی جیب مین رکھ لیا اُس طرف وہ تمام مرد مان سنگی اپنی اصلی صورت پر آ گئے کسی نے بہ آواز بلند کہا ای جوان
تو ہمیشہ زندگی بعیش و راحت بسر کرے کہ تو نے ہماری جان بخشی کی ورنہ ہم ہمیشہ بے حس و حرکت رہتے کسی نے کہا
ای جوان تیرا اقبال روز افزون ہو کہ تو ہماری گلو خلاصی کا باعث اس وقت مین ہوا جبکہ کسی کو ہمارے نیک و بد
کی خبر نہ تھی اور آج تک کوئی ہماری فریاد رسی کو نہ پہونچا اسی طرح سب نے شاہزادہ کو دعائین دین اور احسان کا
شکریہ ادا کیا شہزادہ نے کہا تم سب کون ہو انھون نے کہا ای ہمارے محسن ہم سب سلاطین کوہ قاف ہین اب ہم سب
اپنی دار السلطنت مین جا کے اپنی فوج جمع کرینگے جس وقت صنعان شاہ سے ہنگامۂ حرب و ضرب گرم ہوگا ہم سب
تیری مدد کرینگے یہ کہا اور وہ سب اپنی اپنی دار الحکومت کی جانب وہان سے روانہ ہوگئے یہان شاہزادہ کی
خدمت مین دیو نار بجات آیا اور کہا کیا حکم ہو شاہزادہ نے کہا حکم یہ ہو کہ کہین سے تھوڑی آگ لاؤ دیو نار بجات
آگ لایا شہزادہ نے بال مرغ خوش خبر کو آگ پر رکھا جون ہی پر کا دھوان اُٹھا فوراً مرغ خوش خبر آ موجود ہوا
اور عرض کی ای شہریار والا تبار کیا حکم ہو شہزادہ نے کہا ای مرغ خوش خبر بحمد اللہ یہان کا قصہ تو پاک ہوا اور
نارنج طلسم کشا بھی ہاتھ آ گیا چنانچہ میرے پاس موجود ہو اب یہان سے چلنا چاہیے مرغ خوش خبر نے اُس عالیجاہ کو
اپنی گردن پر سوار کیا اور مع دیو نار بجات وہان سے جانب ظلمات روانہ ہوا

اب شہزادہ بدیع الملک کو مرغ خوش خبر کی گردن پر سوار جانب ظلمات روان رکھا جاتا ہی اور اُس طرف کا حال بیان کیا جاتا ہی جہان حمزۂ ثانی وغیرہ نارنج چھینی مین مصروف ہین

کسی طرح سے کھلا نہ عقدہ بہت ہین دلتنگ اس جہان سے
کوئی بتا دے وہان کا رستہ جہان کے آ کے ہین ہم جہان سے

جو دوست تھے پایا انکو دشمن عزیز خانہ خراب دیکھے
نکل گئی جان جیسے تن سے نکالتے ہین اُسے مکان سے

جہان مین سمجھتے تھے اپنے ساتھی ہوے وہ ملک عدم کو راہی
کوئی نہ بولا کہ ایک بیکس غریب چھوٹا ہو کاروان سے

بلا کشون پہ جفائین کرنے سے چرخ کج رو کبھی نہ چوکا
مرے ہی جانب ہوا رخ اُسکا چلا ہی جو تیر اس کمان سے

فراق مین ایک رشک لیلی کے سر بسر جو انکل گئے ہین
ہمارا قصہ بھی دوستو کم نہین ہی مجنون کی داستان سے

ہزار ہوسی دشمنون سے چاہا کہ حسن بے پردہ جلوہ گر ہو
تجلی برق شعلہ خو کا حجاب اُٹھا نہ درمیان سے

کون جو حق حق مری زبان کو نہین ہے یارا بیان کا قدی | زمین کو سے صنم کا رتبہ کہین ہو دہ چند آسمان سے

راویان روایات عجیب و محرران مضامین غریب اس حال بخت اشتمال کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ حمزۂ ثانی
نارنج چینی مین مصروف تھے کہ چند حبشی اہل طلسم سے وہان آئے اور غضب آلود آواز سے کہا ای خیرہ سرو تمھارا کام
نارنج چینی تھا یہ درخت کیون زمین سے علحدہ کیے ہین شرط ہے کہ اسی طرح تمھارے سرون کو تن سے جدا کرون
حمزۂ ثانی نے کہا بھائیو یہ درخت ہمنے نہین زمین سے علحدہ کیے تم دیکھ رہے ہو کہ ہم نارنج چینی مین مصروف
ہین ان زنگیان طلسمی نے کہا آخر وہ کون بیہودہ تھا جسنے یہ حرکت بیہودہ کی اُسکو ہمارے سامنے لاؤ معقول سزا دین
حمزۂ ثانی نے کہا بھائیو جسنے یہ درخت کندہ کیے ہین اُسنے حرملۂ حبشی کو رہا کیا اور اب کوہ قاف کی طرف گیا ہوا
ہے اُن حبشیون نے کہا یہ سب تمھارا حیلہ و حوالہ ہے ہم خوب جانتے ہین کہ یہ تمھاری ہی شرارت ہے اور حمزۂ ثانی اور
تمام یاران ہمراہی کو بستہ کرکے قید کر لیا ہر چند سب نے عذر کیا کہ یہ حرکت ہماری ہرگز نہ تھی ہمکو بیکار بستہ و گرفتہ
کر لیا ہے اُن زنگیون نے مطلق نہ سنا یہی کہا کہ اگر تمھاری حرکت نہ تھی تو اُس شریر کو ہمارے روبرو حاضر کرو اس حیلہ
سے تمھاری رہائی نہین ہو سکتی راوی کہتا ہے کہ اس طرف شہزادہ بدیع الملک کو وہ مرغ خوش خبر طلسمات مین
لا یا دیو نارنجات بھی ہمراہ تھا شہزادہ نے دیکھا ایک باغ ہے نہایت سرسبز و شاداب نہرین ہر طرف جاری ذرہ ذرہ
مین تر و تازگی ساری ہے

سر سبز ہا در کنار بہار
دل لالہ از عشق خود داغدار
بہ ہزاران دل غنچہ بر
جام گل آتشین مست جوش

بگلزارش افگندہ عنبر شاہا
در جام جمشید از عنبرش
معطر مشام از شمیم سمن
بہ چشمک زنی نرگس پرخمار

ہر غنچہ دہن بستہ گل از نشاط
زند جیب خورشید نیلوفرش
ہر لطف ز ریحان نسیم ختن
نظر کردہ نرگس مست بار

صبا مست افتادہ در سبزہ زار
ز ہر برگ آثار حسن آشکار
ز باچین ز شبنم مزین بہ بر
ز ہر سو آوردہ مرغان خروش

اس باغ ہمیشہ بہار مین بہ نسبت اور درختان و گل و ثمر کے درختان نارنج بکثرت
تھے یکایک آواز طراق طراق پیدا ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے ہر چہار جانب باغ مین دیکھا اُس آواز کی
تو کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی البتہ ایک جانب دیکھا کہ ایک نقابدار بلباس طلاکار چلا آتا ہے اور آتے ہی اُس نے
درختون کو زمین سے کندہ کرنا شروع کیا شہزادہ تا دیر اس تماشے کو دیکھتا رہا یہانتک کہ وہ نقابدار شہزادہ کے
قریب پہونچا بدیع الملک نے کہا ای جوان یہ کیا کرتا ہے کہ ان درختان طلسمی کو زمین سے کندہ کر رہا ہے اگر طلسم کشا کو
اپنے پاس رکھتا ہے تو کچھ مضائقہ نہین شوق سے اُن درختان نارنج کو کندہ کرکے طلسم کو فتح کر اگر طلسم کشا نہین رکھتا
تو یہ ایک فعل عبث ہے نقابدار نے شہزادہ کو از سرتا پا بغور دیکھا سلام کرکے کہا ای جوان طلسم کشا کیا شی ہے میں نے
طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا ظاہر ہے کہ طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین اور پھر یہ جرأت کی کہ درختان
طلسم کو کندہ کرنا شروع کر دیا آگاہ ہو ای نقابدار وہ طلسم کشا میرے پاس ہے انشاء اللہ الرحمن اس طلسم کو مین فتح
کرونگا نقابدار نے کہا ای جوان تمھارا نام کیا ہے شہزادہ نے کہا مجکو بدیع الملک کہتے ہین نقابدار یہ سنکے
شہزادہ کے قریب آیا اور بکمال ادب دوسرا سلام کیا اور کہا جانم فدا اسے تو بادہ بہت مبارک بات ہے تم اس طلسم کو
فتح کرو شہزادہ نے کہا تم کون ہو اور کیا نام ہے اُسنے کہا ای والا منزلت مین جو کوئی ہون مگر تمھارے خادمون مین سے
ایک مین بھی ادنی خادم ہون قبل مین مین نے شیلگون شاہ کو مطیع فرمان کیا تھا اور اژدر درشیلگونیہ کو ہلاک
کیا تھا اور تمھاری یہی ہوا داری مین تین شب و روز تک رستم سے ہنگامہ جنگ کشتی گرم رکھا آخر لا مرمجکو کوہ قاف
کی طرف اُٹھا لے گئے فی الحال مین نے تمھارے اقبال سے کوہ قاف کے ایک قلعہ کو مسخر کیا ہے اور لشکر جن کو

ہمراہ چلنے اس طرف کا عزم کیا یہان تک ایسے جوان ذیشان کی ملازمت حاصل ہوئی شہزادہ نے کہا ہان ای نقابدار بیشتر
تمھارے اوصاف میری ساعت مین گذرے ہین اچھا یہ تو مین نے سنا لیکن اب بتاؤ کہ تمھارا کیا ارادہ ہی نقابدار نے
کہا یہی ارادہ ہی کہ اب تمھارے دامن دولت سے وابستہ ہون بشرطیکہ یہ امر تمھارے خلاف طبع نہو شہزادہ نے کہا
کیا مضائقہ ہی اور اس مین خلاف طبع ہونے کی کیا وجہ ہی نقابدار نے اپنے لشکر ہمراہی کو رخصت کرکے شہزادہ
بدیع الملک کی ملازمت اختیار کی ہنوز ایک ساعت کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ چند حمال سرون پر کھانے
کے خوان اُٹھائے ہوے آموجود ہوے نقابدار نے اشارہ کیا جو حمال کہ اُن مین کسی قدر ممتاز تھا قریب آیا دسترخوان
بچھایا خوانون کے سرپوش کھولے انواع و اقسام کے کھانے ظروف نقرئی و غوری مین سجے کسی مین پلاؤ کسی مین
زردہ کسی مین متنجن کسی مین کوفتے کسی مین فیرنی کسی مین قورمان اسی طرح جملہ اقسام کے کھانے چنے اُس
حمال نے سب کھانون کو دسترخوان پر چنا نقابدار نے کہا ای والا منزلت نان و نمک حاضر ہی نوش فرماؤ شہزادہ
نے پہلے عذر بارد کیا بعدہ کھانا کھایا بعد فراغ طعام اُس باغ کی سیر کی یہانتک کہ رات ہوگئی شہزادہ اور مرغ خوشخبر
اور دیو نارنجات وغیرہ سب سو رہے بعدہ شہزادہ جاگا دیکھا تو وہان کوئی نہین ہی متحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی ابھی ہم سب
ساتھ سوے تھے ان سب کو کون لیگیا نقابدار شہزادہ کے قریب بیخبر سو رہا تھا اسکے چہرہ سے نقاب علٰحدہ ہوگئی شہزادہ
کی نظر اسکی صورت پر پڑی دیکھا ایک نازنین ہی ایسی صاحب حسن و جمال کہ ایسا حسن و جمال کبھی نظر سے نہ گذرا تھا
طراز حسن خداداد ہی جسکے دیکھنے سے آنکھون کو سیری نہین ہوتی ؎ بتے کز دیدن آن شکل درخسارہ ٭ بہ بندد زاہد
صدسالہ زنارہ ٭ زلفین ہین یا دو کالے لہرا رہے ہین پیشانی لوح طلسم حیرت آنکھون مین وہ جادو بھرا ہی جسکے آگے
سحر سامری ہراد شکو سلا ہی تیر مژگان دل مین دو سار ہو سے کو لیس تیغ ابرو خونریز بینی الف آفتاب قیامت لب آتش تر
؎ در تنگی آن دہن سخن نیست ٭ خاموش کہ جاے دم زدن نیست ٭ دہن اُس زہرہ شمائل کا کنوان بابل کا زندان
ہاروت و ماروت دردندان شفاف گردن پر ہزارون کا خون گریبان صاف ساعد و بازو تصویر کلائیان شاخ مرجان
سے بہجہ گربیان ستان بہار جادو کے ترنج یا شعبدے کے دو نارنج کیسی چکیان جنپر دل لٹو ہوا جاتا ہی اُچک لیجیے یہی دل
چاہتا ہی عاشق کے دل مین آتیان ہین چھاونی چھاتیان ہین شکم ایسا کہ جو دیکھے پیٹ پکڑے دوڑا پھرے ناف معدن
حسن سے طور انون کے آئینہ سکندر منش کو حیران کردین ساقون کی مچھلیان ماہی سقنقور سے خراج لین پاؤن
جسکے ہاتھ آے کیا کیا جے اُٹھاے یہ سراپا جو معرض تسطیر مین آیا فقط نفس الامری تھا نہین تو ؎ تنش را
پیرہن عریان ندیدہ ٭ چو جان اندر تن و تن جان ندیدہ ٭ سادہ مگر نہایت پر تکلف و قیمتی لباس اور پوشیدہ زیور
مرصع سے آراستہ اُسکے اوپر سپاہیانہ لباس پہنے ہوے چند اسلحہ بھی زیب تن کیے ہوے بکمال انداز دلیری اور
دلربائی بیخبر سو رہی تھی ہزار جان و دل فریفتہ ہوگیا حسن ملکہ ماہ نوش لب و روان بخش کو بھی بھولا بار بار یہین
کہتا تھا ای بدیع الملک یہ نازنین ہی یا خدا کی قدرت ہی نہین معلوم کون ہی کہان رہتی ہی اس مقام مین اسکا کیونکر
گذر ہوگیا جب کچھ سمجھ مین نہ آیا خاموش ہو رہا مگر نظر اسی محبوبہ دل آرام کے چہرہ روشن کیجانب تھی یہانتک کہ رات
گذر گئی ؎ زبان آتشین خصلت چو مرغ صبح شد نالان ٭ عزاب شب بزیر طشت گردآن بیضا پنہان ٭ عیان شد مشتری از
جیش بہ سودا از میان برخاست ٭ فرو بستند نقادان حلوی را در دکان ٭ کہ وہ نازنین خواب سے بیدار ہوئی اور گھبراکے نقاب
کو چہرہ زیبا پر گرا لیا شہزادہ نے کہا ای نقابدار اسقدر اپنے کو نہ پوشیدہ کر درحقیقت امر سے مجکو اطلاع ہوگئی سچ بتا کہ تو
کس گلستان حسن و جمال کا پھول ہی جسکے ایک نظارہ نے میرے دل کو تہ و بالا کردیا نقابدار نے کہا شہریار اصل امر یہ ہی

کہ مین کرب کی دختر ہون ہلال کے بطن سے پیدا ہوئی ہون راوی کہتا ہی کہ ادھر بدیع الملک اس نازنین
پر عاشق ہو گیا ادھر یہ نازنین نقابدار بھی شہزادہ پر فریفتہ ہو گئی چونکہ بدیع الملک شب کو نازنین نقابدار کیصورت
زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا کیا دن کو شہزادہ پر خواب نے غلبہ کیا نازنین نے نقابدار سے کہا اِس وقت مجھپر
خواب غلبہ کیے ہوے ہی اجازت ہو تو تھوڑی دیر سو رہون اُس نازنین نے کہا بسم اللہ شوق سے استراحت فرمائیے
شہزادہ سو گیا وہ نازنین بیدار رہی ہنوز چند لمحہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ کوئی آیا اور نقابدار کے کمر بند مین ہاتھ ڈالکے
اُسکو اُٹھا لیگیا جسوقت اُٹھا لے چلا صرف اسقدر آواز آئی کہ ای شہریار مدد کرو مجھے یہ لیے جاتی ہی شاہزادہ خواب
سے بیدار ہوا اس عرصہ مین دیکھا نقابدار غائب ہی شہزادہ ہمہ تن محو حیرت تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی وہ دونون دل
غائب ہو گئے اب نقابدار کو بھی کوئی لیگیا دست افسوس ملتا تھا اور بجاے خود کہتا تھا ای بدیع الملک اُس
دلربا کا بیتاب کہان ملسکتا ہو سے حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ، کبھی
یہ کہتا سے بسکہ در چشم و دلم ہر لحظہ ای یارم توئی + ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی + یکایک ترنج کا خیال آیا جیب
مین سے ترنج طلسم کشا کو نکالا غور سے دیکھا وہ ترنج طلاے خالص کا بنا ہوا تھا فکر ہوئی کہ اسے کھولنا چاہیے
ہر طرف دیکھا کسی طرف کھلنے کا نشان نہ پایا دونون ہاتھون مین رکھ کے زور کیا پھر بھی نہ کھلا کہا واہ عجیب طرح
سے بنایا ہی اگر ترنج طلسمی ہی تو اسکو کھلنا چاہیے اگر بانیان طلسم نے مذاق کیا ہو تو اسکا ذکر نہین اُسوقت پھر ہیکل سے
مشورہ کرنے کا خیال آیا جیب سے اُسے نکالا دانہ یاقوت پر نظر کی لکھا دیکھا کہ ای جوان جسوقت نارنج طلسم کشا تجھے دستیاب
ہو اور کسی طرح نہ کھل سکے بد دل نہ ہونا اگرچہ اُس نارنج طلسمی کا کھلنا پُر ضرور ہی لیکن وہ مشروط ہی اُس درخت
سرو کے کندہ ہونے سے اور درخت سرو تیری طاقت سے کندہ ہو سکتا ہی اُسکے نیچے تہخانہ دکھائی دیگا بلا تکلف
اُس تہخانہ مین اُترنا وہان یہ لوح کھل سکتی ہی شہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اُس درخت کے قریب پہونچا
بغل مین لے کے ایک زور جو کیا جڑ سے باہر نکل آیا اُسکو کنارہ پر پھینک دیا دیکھا واقعی حسب ہدایت ہیکل
تہخانہ نمایان ہی بسم اللہ کہکے تہخانہ مین داخل ہوا جیب سے نارنج طلسم کشا کو نکالا اب جو نظر کی کھلنے کا نشان
ظاہر پایا گونہ دباؤ مین نارنج از خود کھل گیا اندرون نارنج سے ایک انگشتری نکلی اُس انگوٹھی پر لکھا دیکھا ای جوان
ذیشان مبارک ہو کہ تجھ کو یہ انگشتری ملی اب تو پوست نارنج کو جیب مین محفوظ رکھ اور اِس نقب مین داخل ہو
بیخوف و خطر راہ طی کرنا اثناے راہ مین ایک اژدہا تیرے سد راہ ہو گا تو بالکل خائف نہ ہونا اُس اژدہے سے
کہنا کہ ای اژدر میرے سد راہ کیون ہوتا ہی درانحالیکہ جملہ مراحل مصیبت و منازل مشقت کو طی کرکے مین یہانتک
پہونچا ہون وہ اژدہا کہیگا کوئی نشانی رکھتا ہی تو کہ چاہیے کہ اُس پوست نارنج کو دے دے وہ اُس مقام سے
غائب ہو جائیگا تو نقب مین قدم آگے بڑھاتا یہانتک کہ نیک اندیش نام وزیر کے پاس پہونچیگا نیک اندیش
مرد مسلمان ہی جو کچھ نیک اندیش راے دے اُسکے موافق عمل کرنا خدا چاہیگا تو طلسم کی فتح تیرے نام پر مقرر
ہو جائیگی شہزادہ بدیع الملک نے بخوشی تمام وہ انگشتری طلسمی ہاتھ مین پہن لی اور وہان سے روانہ ہوا اور
چلا جاتا تھا اور بجاے خود یہ خیال کر رہا تھا کہ دیکھیے وہ اژدر کہان ملتا ہی اور کس طرح پیش آتا ہی یکایک
وہ اژدہا دکھائی دیا اُسکے جثہ کی درازی اس اندازہ سے معلوم ہو سکتی ہی کہ اُسکا منہ پھاٹک کے مثل تھا
اور دور تک اُسکے منہ سے شعلہ کی لپک جاتی تھی بدیع الملک خائف ہو کے ٹھہر گیا جونہی اُس اژدر نے
شاہزادہ کو دیکھا بلا کی طرح دوڑا اور چاہا کہ نگل جاے شاہزادہ نے بآواز بلند کہا ای اژدر توقف کر جو کچھ

جو کچھ مین کہتا ہون اُسے سُن سلے اژدہے نے کہا کیا کہتا ہی جو کچھ کہنا ہو جلدی کہہ یہ مقام زیادہ توقف کا نہین ہی
شاہزادہ نے کہا تو کیون مجھپر حملہ کرتا ہی اُسنے کہا یہان تک کسی کے آسنے کا حکم نہین ہو اول تو یہان آ ہی کون سکتا
ہو اور بالفرض کوئی آبھی گیا بس اُسکی یہی سزا ہی کہ اُسکو نگل جاؤن بدیع الملک نے کہا مین جلے العموم
واردان طلسم سے نہین ہون بلکہ خاص میری سرنوشت مین یہان تک پہونچنا مقرر تھا بلکہ اس طلسم کا فتح ہونا بھی
میری ہی کوشش پر موقوف ہی یہی وجہ ہی کہ جملہ آفات طلسم سے محفوظ رہ کے مین یہان تک پہونچا ہون اژدہے
نے کہا اگر تو جلے العموم واردان طلسم سے نہین ہی کوئی آدم زاد ہو تو اس کی دلیل پیش کر بدیع الملک نے کہا
بس یہ کافی ہو کہ مین صحیح و سلامت یہان تک پہونچا اژدر نے کہا یہ دلیل کافی نہین ہی کوئی نشانی ہونا چاہیے
شاہزادہ نے جیب سے پوست نارنج طلسم کشا اُس کے روبرو پھینک دیا اور کہا لے یہ نشانی بھی موجود ہی
اژدر نے پہلے اُس پوست نارنج کو غور سے دیکھا اور شاہزادہ کو دیکھا پھر اُس پوست کو اُٹھا کے نگل لیا
ہنوز بدیع الملک اُس کو دیکھ ہی رہا تھا اور خیال تھا کہ یہ میرے سامنے سے واپس جائیگا مگر وہ اژدہا چلا تو
نہ معلوم ہوا دفعتاً نظر سے غائب ہو گیا جس سے شاہزادہ کو تعجب ہوا اور آگے قدم بڑھایا آخر اُس تعجب
مین چلا جاتا تھا کہ ایک باغ مین پہونچا اُس باغ کی سرسبزی و شادابی کا بیان حوالۂ قصہ خوان انجمن
باغ ایک قصر نہایت خوش نما و عالی شان دیکھا جو کبھی نظر سے نہ گذرا تھا علاوہ بلندی کے ہر ایک کلگہ
اس کا آفتاب عالمتاب کے مانند چمکتا تھا **نظم**

پر از رونق از قصر خورنق فزون ستونہا ز سنگینی بیستون
ز نوروز مین خشت و منقش بیان نشانات شود آنکہ آسمان
یہ قصر و منظر کہ از قدر و شان نسیمے کند پیش او آسمان
زخارا تراشان فرہاد زور ازین قصر شیرین در آفاق شور
بعالم فروزی در آفاق طاق نور از مہ تو نسخہ پیش طاق

ایک نازنین چنبل مو عنبر بو تخت طلائی پر بہزار رعنائی و دلربائی جلوہ افروز ہو در قصر پر ایک دیو کوہ پیکر دار شمشاد
کندھے پر رکھے ہوے ہر چہار جانب نگران استادہ ہو جون ہی اُس دیو نے شاہزادہ بدیع الملک کو دیکھا
ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا اور کہا او آدم زاد ضعیف البنیاد کیون اس طرف بیباکانہ چلا آتا ہی خبردار آگے قدم
نہ بڑھانا ورنہ سخت سزا پائیگا شہزادہ نے مطلق اعتنا نہ کی اور آگے قدم بڑھایا اُس دیو نے کہا او اجل گرفتہ
تو نہین مانیگا یہ کہکے دار شمشاد کا وار کیا شہزادہ نے اُس حربہ کو سپر پر رد کیا اور کہا خبردار ہو جا سے زدی
ضرب خود ضرب مانوش کن + خم دین و دنیا فراموش کن + اور شمشیر آبدار کا وار کیا اُس دیو نے بھی دار شمشاد
پر حربہ کو رد کیا شہزادہ نے بجالاکی تمام اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کہکے دیو کو سر سے بلند کر لیا
اور چاہتا تھا کہ گرد سر چرخ دیکے زمین پر مارے اس دیو نے کہا ای آدم زاد توقف کیجیے کچھ کہتا ہی بدیع الملک
نے آہستہ اُسکو زمین پر رکھ دیا اور کہا ہان کہ کیا کہتا ہی دیو نے کہا تیری زبان پر جو نام خدا جاری ہوا تو معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہی
اب یہ بھی بیان کر کہ کس قوم و قبیلہ سے ہو شاہزادہ نے کہا ہان مین خدا پرست ہون نبیرۂ زلزلہ قاف و سلیمان
کوچک دیو نے خوش ہو کے ہاتھ بڑھایا اور کہا آ مصافحہ کر مین بھی مسلمان اور اس نازنین کا ملازم ہون جو قصر مین مقیم ہی
شاہزادہ نے کہا یہ نازنین کون ہی دیو نے کہا مین اس نازنین پر عاشق تھا اسی وجہ سے اُسے کوہ قاف
سے لے آیا اور اس طلسم مین پوشیدہ ہو رہا تھا مگر افسوس کہ یہان بھی میرا مطلب حاصل نہوا سے من درچہ خیالم و
فلک درچہ خیال + کار یکہ خدا کند فلک را چہ مجال + مین نے اپنی سی کوشش کی مگر مشیت باری مین نہین
گذرا تھا کہ مین اس نازنین سے کام دل حاصل کرون کاش کے اس طلسم مین پناہ نہ لیتا کیونکہ جو مصیبت بیرون طلسم

پیش آنے والی تھی وہی مصیبت یہان بھی پیش آئی کہ ایان عجم سے صنعان شاہ بادشاہ طلسم کو میرے اور اس
نازنین کے یہان آنے کی خبر ہوئی صنعان شاہ نے مجکو اور اس نازنین کو اپنے روبرو بلایا اور بہت برہم ہو کے
کہا تو کیون اس طلسم مین آیا مین نے تمام حقیقت کو بیان کر دیا اُسنے کہا کہ یہ طلسم ہر کوہ و مہ کے پناہ کی جگہ نہین
ہی تو یہان محفوظ نہین رہ سکتا مین نے بہت کچھ منت و سماجت کی صنعان شاہ نے رغبت کی نظر سے اس
نازنین کو دیکھا اور مجھسے کہا خیر اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہی تو اس نازنین کو مجھے دیدے میری طبیعت کا میلان
اسکی جانب ہو گیا ہی مین نے کہا اے بادشاہ جلسے انصاف ہی کہ مین کس محنت و مشقت سے اسے پردہ قاف
سے لایا ہون اور تیری حکومت مین پناہ کی ہی تجکو چاہیے کہ ہمکو مہمان سمجھ کے ہماری رعایت کرنہ یہ کہ ہماری مطلوبہ کو
تہ سے طلب کرتا ہی اور اپنی مطلوبہ قرار دیتا ہی اگر تجکو خدا نے ہر طرح کی قدرت اور حکومت عطا فرمائی ہی تو تجکو چاہیے
کہ اپنے زیر دستون پر شفقت و مہربانی کرنہ یہ کہ ایسا شدید ظلم کرنے کے درپے ہو صنعان شاہ نے میرے
کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی کہا یہ سال میرے قران کا ہی مین ہرگز اس نازنین سے دست بردار نہ ہونگا اور
قصر مین اس نازنین کو مقیم کر کے مجھ سے کہا کہ جا اس نازنین کی خدمتگزاری مین مصروف ہو اور خبردار اس
نازنین سے کسی نوع کی خلاف حرکت کا خیال بھی دل مین نہ لانا ورنہ ایسی خرابی سے ہلاک کردونگا کہ جانوران
صحرائی کو تیرے حال پر افسوس ہوگا اور اب مین خدا پرستون کا قصہ فیصل کرنیکا تہیہ کیے ہون اس کام ضروری
سے فارغ ہو کے تجکو اطلاع دونگا اور وقت پر تو اس نازنین کو فوراً میری خدمت مین حاضر کر دینا اے شہریار اگرچہ
اس نازنین کو صنعان شاہ نے اپنی محبوبہ قرار دیا ہی مگر اصل امر یہ ہی کہ مین اور یہ اس قصر مین دونون قید مین ہین
کہین نہین جا سکتے ورنہ مین یہان سے اب تک کبکا غائب ہو گیا ہوتا اور یہ نازنین بھی میرے ساتھ ہوتی اے جوان
تیرے بشرہ سے آثار اقبال مندی اور ہونہاری کے ظاہر ہوتے ہین میری خوبی قسمت ہی کہ ایسے وقت مجبوری
مین تیری ملازمت حاصل ہوئی کیا عجب ہی کہ تیرے قدم مبارک کی برکت سے مین اپنے مطلب پر فائز ہون
یعنے میری مطلوبہ مجکو ملجاوے اور اے شہریار مین یہ بھی گزارش کیے دیتا ہون کہ میری مطلوبہ اسوقت تک مجکو نہین
ملسکتی جب تک صنعان شاہ ظالم ہلاک نہ ہوگا اگر یہ کام میرا ہو گیا تو مدت العمر تیرا بندۂ احسان رہونگا ورنہ زندگی
مین مجکو اس غم جانکاہ سے نجات ملنا دشوار ہی بالیقین اسی قید مصیبت مین ایک روز ہلاک ہو جاؤنگا شاہزادے
نے دیو کو بہت کچھ دلاسا دیا اور کہا اے اخراج مطمئن رہ اگر خدا نے چاہا تو یہ نازنین جو تیری مطلوبہ ہی تجکو دلوا دونگا
اب سردست یہ کام کر کہ مجکو نیک اندیش وزیر کے پاس پہنچا دے پھر تو مین صنعان شاہ کا علاج
کر ہی لونگا دیکھون وہ میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی ع بینی کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان
اخراج دیو نے شاہزادہ کے دست حق پرست پر بوسہ دیا اور ہاتھ اٹھا کے دعا دی ع الٰہی تا جہان
باشد تو باشی + اور کہا بسر و چشم نیک اندیش وزیر کے پاس لے چلنے کو موجود ہون بسم اللہ اور گردن پر
سوار کر کے نیک اندیش وزیر کے مکان کی جانب روانہ ہوا نیک اندیش وزیر اپنے مکان مین موجود
تھا جو اخراج دیو شہزادہ کو لیے ہوے پہونچا جون ہی نیک اندیش وزیر کی نظر بدیع الملک پر پڑی
فوراً تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور نہایت اعزاز و احترام سے معقول جگہ پر بٹھایا اور کہا اے شہزادۂ
والا تبار مجکو تمہارا مدت دراز سے اشد انتظار تھا زہے نصیب میرے کہ آج غریب خانہ کو اپنے فیض قدم
مبارک سے عزت بخشی ع یارب بہ نہال دولت تو سرفراز باد + در باغ برخ بخت تو ابزاد + حقتعالےٰ

تمام مقاصد دلی بر لاسکے آئینہ مراد مین رخ مطلوب دکھانے بدیع الملک نے کہا ای نیک اندیش کیا کہون کہ کیسے
کیسے مخصمون مین مبتلا رہنے کا اتفاق رہا بارے خدا خدا کرکے یہانتک پہونچنے کا اتفاق ہوا نیک اندیش وزیر
نے کہا ایسے معزز و محترم کا یہ مکان کفش خانہ ہی یہان تکلیف فرمائی میری عزت بڑھائی اب جو کچھ ارشاد
ہو اسکو بجا لاؤن بدیع الملک نے کہا فی الحال تو میرا یہی ارادہ ہی کہ صنعان شاہ کی ملاقات کو جاؤن بعدہ
جیسا کچھ مناسب ہوگا اُس کے موافق کیا جاویگا نیک اندیش نے کہا یہ کچھ دشوار امر نہین ہی یہ بھی اتفاقی
امر ہی کہ کل ہی صنعان شاہ کی عدالت کا دن ہی انشاء اللہ کل ہی مین تمکو دربار مین لے چلونگا مگر شہریار
چند شرائط ہین اُن کو گزارش کر دینا میرا فرض ہی آیندہ ماننے نہ ماننے کا تمکو اختیار ہی بدیع الملک
نے وہ شرائط پوچھے نیک اندیش نے کہا پہلی شرط یہ ہی کہ اگرچہ تم بھی ایک جوان ذی مرتبت و ذیشان
ہو تاہم مقتضا یہ ہی کہ جس وقت صنعان شاہ کا سامنا ہو اُس کو سلام کرنا بدیع الملک نے کہا کیا مضایقہ
ہی نیک اندیش نے کہا دوسری شرط یہ ہی کہ جس وقت تم وہان موجود ہوگے صنعان شاہ تمکو جام
مین شربت دیگا تم جام مین شربت نہ پینا بلکہ قاشق لے کے اُس مین شربت پینا بعدہ جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا
غرضکہ وہ بقیہ دن اور انواع و اقسام کے حرف و حکایات مین تمام ہوا شام ہوئی دسترخوان بچھا انواع
و اقسام کا کھانا چنا گیا بدیع الملک اور نیک اندیش وزیر نے ساتھ کھانا کھایا شب بھی ایک ہی جگہ دونون
نے بسر کی صبح کو بدیع الملک نے حمام کیا لباس پر تکلف سے آراستہ ہوکے نیک اندیش وزیر کے
ہمراہ صنعان شاہ کے دربار کی جانب روانہ ہوا نیک اندیش اور شاہزادہ دونون اُس وقت صنعان
شاہ کے دربار مین پہونچے کہ صنعان شاہ عدالت کر رہا تھا یہ دونون ایک جانب بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد
صنعان شاہ شاہزادہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای جوان تو کون ہی بدیع الملک نے صنعان شاہ کو
سلام کیا اور کہا کہ مین ایک مسافر ہون صنعان شاہ نے شہزادہ کو دیکھا بعدہ ایک جادوگر سے کہا
ای فلان یہ جوان ہمارا مہمان ہی اس کو ایک جام شربت پلانا چاہیے اُس جادوگر نے فوراً جام شربت سے
لبریز کرکے شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے وہ جام شربت لے لیا اور چند لمحہ تک اُس جام کو ہاتھ مین لیے
اُسی طرح بیٹھا رہا صنعان شاہ نے جو دیکھا کہ شہزادہ نے شربت نہین پیا اُسی طرح ہاتھ مین جام لیے بیٹھا ہی
کہا ای جوان جبکہ تو ہمارا مہمان ہی پھر کیا وجہ ہی جو شربت نہین پیتا بدیع الملک نے کہا شہریار مین اس جام سے
شربت نہین پیونگا صنعان شاہ نے کہا نہین ہماری خوشی یہ ہی کہ جام ہی مین شربت پی لے شاہزادہ نے
کہا میری کیا مجال کہ اس جام مین شربت پی لون ہان قاشق ہو تو مضایقہ نہین صنعان شاہ نے شہزادے
بدیع الملک کی فراست اور دانائی کی کمال تعریف کی اور ایک ملازم سے کہا جلد قاشق لا کے اس
جوان کو شربت پلا اُس ملازم نے فوراً قاشق حاضر کی شہزادہ نے اُس قاشق مین شربت کو اُنڈیل لیا اور
نوش کیا صنعان شاہ نیک اندیش وزیر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای وزیر یہ مہمان عجیب باتمیز جوان ہی
اسکے بشرہ سے بھی علامت زیرکی اور دانائی کی معلوم ہوتی ہی اور ایسا ہی کچھ ظاہر بھی ہوا کہ باوجود میرے
اصرار کے اپنے جام مین شربت نہ پیا ہم چاہتے ہین کہ ہر روز ہمارے دربار مین اس جوان مہمان کو اپنے ہمراہ
لایا کر ہم اسکی تمیز سے بہت خوش ہین نیک اندیش نے دست بستہ کہا ع گل ریاض جلالت ہمیشہ خندان باد
نسیم طلعت تو آرام دردمندان باد یہ بہت بہتر بہت مبارک اس اثنا مین صنعان شاہ کو قیدیون کا

خیال آیا حکم کیا جلد قیدیون کو لاؤ کیون دیر کی ہی یکایک عدالت مین قیدی داخل ہوے حمزۂ ثانی مع یاران
ہمراہی جب عدالت مین آئے انھون نے بطرز اسلام صنعان شاہ کو سلام کیا صنعان شاہ نے کہا ای خدا پرستو
تمہے اور لاہوتک سے باہم کیون دشمنی ہی شہزادہ نے کہا شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ ہم لوگ مسلمان
ہین اور یہ نابکار الوہیت کا دعوی پیش کرتے ہین ہم کیونکر اس طرح کی لغویات سُن سکتے ہین ناچار ہم سب
اسکی ہلاکت کے درپے ہو گئے صنعان شاہ لاہوتک کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یہ خدا پرست تو یہ بیان
کرتے ہین جو کچھ تو نے سُنا اب تو اپنی حقیقت بیان کر لاہوتک سرنگون سکوت مین بیٹھا رہا مطلق جواب نہ دیا
صنعان شاہ نے بار دیگر پوچھا کہ آخر کچھ بیان تو کر یہ کیا واقعہ ہی لاہوتک پھر بھی خاموش رہا مرداق شاہ
اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ لاہوتک رعب وداب عدالت سے کچھ نہین کہہ سکتا مجھ سے
سُن پہلے یہ بتا کہ کچھ تجھ کو معلوم ہی کہ نوشیروان کو کسنے ہلاک کیا آگاہ ہو کہ نوشیروان کے قاتل یہی ذات
شریف مسلمان تھے بلکہ وزیر کو بھی ہلاک کیا اس ظلم کا کچھ ٹھکانا ہی اور ڈھٹائی تو دیکھو کہ اپنے ملک ومسکن
کو چھوڑ کے کہان سے کہان نازل ہوے انھین لوگون سے جان بچا کے ہم یہان آ گئے تھے اور مفر کی
جگہ یہی تھی کہ یہ غیر حاکم کی حکومت ہی یہان ہماری جان بچ جائیگی مگر انھون نے یہان بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا اب
بادشاہ کی جانب سے پناہ کے امیدوار ہین اُس وقت کسی نے اپنے منھ پر تھپڑ مارے اور کہا افسوس کوئی
صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی کسی نے بآواز بلند رونا شروع کیا اور کہا بس اب جان نہین بچیگی صنعان
شاہ نے حمزۂ ثانی کی جانب دیکھا اور کہا ای فرقۂ خدا پرست کیون تمنے ان بیچارون کو ہلاک کر رکھا ہی
تمکو چاہیے کہ ضرور ملک باختر کو چھوڑ دو اور سرحد ایران کو چلے جاؤ اور اگر منظور ہو تو ملک ایران اور
باختر دونون لاہوتک کے حوالہ کر دو یہ فتنہ وفساد پیدا کر کے کیون اپنے کو اور اُن کو زحمت مین مبتلا کرتے
ہو حمزۂ ثانی نے کہا ای صنعان شاہ ہم کو بدل قبول ومنظور ہی مگر شرط یہ ہی کہ لاہوتک مسلمان ہو جائے
اور ملک ایران اور باختر پر کیا موقوف ہی ہم خود اس کی ملازمت اختیار کرنے کو موجود ہین مگر ہان اُسی وقت
کہ جب دائرۂ اسلام مین داخل ہو جاے ورنہ لاہوتک کو ہم سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا چاہیے صنعان
شاہ نے اس جواب کو سُن کے بغیظ وغضب حمزۂ ثانی کو دیکھا اور حکم دیا کہ لے جاؤ ان خدا پرستون
کو قید مین رکھو کل کے روز ان کو تیرباران کرنے کا حکم دینگے اور لاہوتک کا ملک اُسکے حوالہ کر دیا جاویگا
اسکے کیا معنی کہ ہم کہتے ہین اور یہ مسلمان نہین مانتے اور خدا پرستی کا حیلہ کرتے ہین جو کچھ ہم کہینگے وہی ہوگا اور
ہرزدوران نامے ایک سپہ سالار فوج صنعانی تھا اسکی طرف دیکھ کے کہا ای ہرزدوران کیا دیکھتا ہی ان
خدا پرستون کی بندی کا اہتمام تیرے حوالہ ہی جا انھین قید شدید مین رکھ مگر کامل حفاظت رکھنا کل تو یہ ہلاک
ہو وینگے ہرزدوران ان سردارون کی بندی کو اپنے یہان لے گیا اور ایک مکان محفوظ ومستحکم مین بند کر کے
محافظ مقرر کر دیے لاہوتک نے کہا ای بادشاہ غلام کے بارہ مین کیا حکم ہی صنعان شاہ نے کہا
تیرے بارہ مین یہ حکم ہی کہ تجکو خلاص کیا اور ہماری مجلس مین حاضر رہ لاہوتک نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم
اور مجلس مین بیٹھ گیا نیک اندیش وزیر نے جو وہانکا یہ رنگ دیکھا شہزادہ بدیع الملک سے اشارتاً کہا
شہریار اب یہان توقف مناسب نہین ہی چلو شہزادہ اُٹھا نیک اندیش بھی اُٹھا دونون وہان سے چلے آئے
جب مکان پر پہنچے نیک اندیش نے کہا ای شہزادہ دیکھا تم نے صنعان شاہ کو کسقدر مسلمانون سے

پر فاش رکھتا ہی اور لا ہوتمک کی طرفداری پر آمادہ ہی مین نے اسوقت بجز سکوت کے چارہ نہ دیکھا اگر کچھ بھی کہتا تو
صنعان شاہ برخاستہ خاطر ہو جاتا اور پھر کسی طرح میری طرف سے صاف نہ ہوتا شاہزادہ نے کہا ای وزیر صاحب
تدبیر بجا ہی مگر یہ امید نہ تھی کہ صنعان شاہ کی عدالت مین جا کے یہ صورت پیش آئیگی مگر ہان ایک نوع سے
وہان جانے مین یہ فائدہ ہوا کہ حقیقت حال دریافت ہو گئی ورنہ یہ امر مبہم رہتا آج کی شب کوئی ایسی تدبیر عمل مین
لانا چاہیے کہ ہمارے تمام سردار اُس قید شدید سے رہا ہو جائین مین نے تو اُسی وقت ارادہ کیا تھا کہ اُن سرداران
کو قید مین نہ جانے دون مگر اس خیال سے خاموش رہا کہ عجلت مین ہمیشہ کام خراب ہوتا ہی اور سہولت سے بگڑا
کام بن جاتا ہی (التانی من الرحمٰن والعجلۃ من الشیطان) اور بزرگون کا یہ بھی مقولہ ہی کہ سہ عنان دل کف صبر
گرفت باید ۔ کہ گوی عیش بچوگان جد بربائی ۔ متاز توسن غفلت بعرصہ تعجیل ۔ کہ آخر افگندت بر زمین برسوائی ۔
شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال ۔ تو دست و پاے زنی زان خطر برون نائی ۔ مکن شتاب در آئین حلم روے
شتاب ۔ کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی ۔ نیک اندیش نے کہا شہریار واقعی اسوقت قرین مصلحت یہی تھا کہ سکوت
کیا جاوے کیونکہ اب اسوقت کوئی نہ کوئی تدبیر اُن سردارون کے رہائی کی تجویز ہو سکتی ہی مگر سخت دقت یہ درپیش
ہی کہ وہ سردار مزدوران کے گھر مین قید ہین شاہزادہ نے کہا کیا مزدوران کے گھر مین کسی طرح رسائی نہین
ہو سکتی نیک اندیش نے کہا بیشک دشوار ہی حسب اتفاق اُسوقت صنعان شاہ محلسرا کے دروازہ کے
[illegible] کسی ضرورت سے آیا ہوا تھا نیک اندیش کے کلام کی آواز سنکے سکوت مین وہان بیٹھ رہا جب تمام تقریر
بدیع الملک اور نیک اندیش وزیر کی سن لی یکایک وہین سے بآواز بلند کہا کہ ای وزیر نمک حرام تجھ سے مجھ کو
اس طرح کی امید نہ تھی کہ باوجود سالہاے دراز کے نمک خواری کی تو دفعتاً عدو بدستون کی طرفداری کے لیے
آمادہ ہو جائیگا اور ہمارے نمک کا مطلق لحاظ نہ کریگا اور ای وزیر اس جوان خداپرست کی تو کیا حقیقت ہی کہ مزدوران
سے لگتے اُن سردارون کو لیجائیگا اگرچہ کیسی ہی فکر کرے اور خیر مجھ کو اُس جوان سے تو چندان محل تعرض نہین
ہی کہ وہ اپنے سردارون کی رہائی کے لیے درپے ہی البتہ تیری نمک خواری سے یہ امر بہت بعید معلوم ہوا اسکا
عوض یہ ہی کہ اسوقت تو نہین صبح کو تجھ سے سخت جواب لیا جاویگا اور سزاے معقول تجویز کیجاویگی نیک اندیش
وزیر صنعان شاہ کی یہ تقریر سنکے کانپ گیا صنعان شاہ وہان سے اُسی وقت مزدوران کے گھر گیا اور اُس سے
کہا کہ ای مزدوران آگاہ ہو کہ نیک اندیش وزیر ہم سے برگشتہ ہو گیا ہی اور بہت خبردار و ہوشیار رہنا کیونکہ
وہ جوان جو فتاحی طلسم کا دعوی کیے ہوے اپنے سردارون کی رہائی کی کوشش مین ہی اور نیک اندیش
وزیر اُس کو مدد دینے کے درپے ہی تجھ کو چاہیے کہ شب تو جس طرح ہو بسر کر صبح کو نیک اندیش وزیر اُس جوان کو
گرفتہ و بستہ کر کے ہماری خدمت مین حاضر کر اور خبردار نیک اندیش وزیر کے کسی حیلہ کو ساعت مین نہ لانا یہ کہا اور
صنعان شاہ وہان سے چلا آیا صبح کو مزدوران حسب الحکم نیک اندیش وزیر کے یہان پہونچا دیکھا بدیع الملک
بھی وہان بیٹھا ہی از سرتا پا غیظ و غضب مین ہو گیا کہا ای نیک اندیش بد اندیش صنعان شاہ یہ کیا بیہودگی ہی کہ
تو نے بادشاہ کے مخالف سے موافقت پیدا کی ہی اور اُسکو بادشاہ کے خلاف طرح طرح کے مشورے دیتا ہی تجھ کو
معلوم ہی کہ بادشاہ نے تیری نسبت مجھکو کیا حکم دیا ہی نیک اندیش نے کہا ای مزدوران مجھکو خوب معلوم ہی
جو کچھ بادشاہ نے تجھکو حکم دیا ہی اُسکی تعمیل کیون نہین کرتا مزدوران چونکہ اسوقت تنہا آیا تھا سوچا کہ اگر اسوقت
دست و بازو سے کام لیتا ہون بجز خفیف ہونے کے کچھ فائدہ نہ ہوگا لہذا برین چند حرف جیب سے نکالے

اور اُسپر کچھ افسون پڑھکے شاہزادہ کی جانب پھینکے شہزادے کے پاس ہیکل وانگشتری طلسمی جو موجود تھی اسکی برکت سے
سحر کا اثر مطلق نہ ہوا پھر کچھ کٹ دست پر لکھا اور جانب آسمان ہاتھ بلند کرکے پھونکا پھر بھی کچھ اثر نہ ہوا نیک اندیش
وزیر ہر مرتبہ بدیع الملک کی جانب اشارہ کرتا تھا کہ خبردار رہنا شہزادہ بھی اشارہ سے کہتا تھا کہ ہان خبردار
ہون جب مزدوران سحر سے عاجز آیا کہا اے آدم زاد تجھ مین تیری رعایت کرتا ہون اب بھی خیریت ہے اگر تو بہولیت
میرے ہمراہ صنعان شاہ کے روبرو چلنے پر راضی ہو شہزادہ نے کہا او مردود دور ہو میرے سامنے سے
تیری کیا طاقت ہے کہ مجھکو مجبور کرکے صنعان شاہ جابر کے روبرو لے جاوے اگر تو میرے گرفتار
کرنے کو آیا ہے پھر دیر کیون کی ہے اس مرتبہ مزدوران شمشیر آبدار علم کرکے شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب
تھا کہ وار کرے شاہزادہ بھتیر و چالاکی اُسکے قریب پہونچا ایک ہاتھ سے اُسکے بند دست کو گرفت مین لایا اور دوسرے
ہاتھ سے اس قوت سے تمانچہ اُسکے کلہ پر مارا کہ مزدوران منھ کے بھل زمین پر آرہا اور بیہوش ہو گیا
اور چند ساعت تک اسی طرح بیہوش پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا شاہزادہ بدیع الملک قریب
موجود ہے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ پھر اسی طرح آنکھ بند کرلی چند مرتبہ ایسا ہی ہوا شاہزادہ نے کہا او کیدی
یہ کیا بزدلی ہے کہ آنکھیں کھولتا ہے اور پھر بند کرلیتا ہے اگر کچھ حوصلہ ہے اٹھ اور پھر مقابلہ کر مزدوران نے آہستہ
کہا اے جوان مین اب ہرگز یہان سے نہین اُٹھونگا اسی صورت سے افتادہ رہونگا شہزادہ مسکرایا اور کہا
او مردود اگر نہین اُٹھیگا تو اذیت یہونچاؤنگا اُسنے کہا مجھے خوف ہے کہ مین اُٹھونگا تو مجکو ہلاک کردیگا بدیع الملک
نے کہا آخر کبتک پڑا رہیگا کبھی اُٹھیگا ضرور پھر اسی وقت ہلاک کردونگا ہان اگر تو مسلمان ہو جائیگا تو مین ہرگز
تجھسے تعرض نہین کرونگا مزدوران نے کہا اے جوان اگر میری رہائی مسلمان ہونے پر موقوف ہے تو مین دین
اسلام کو قبول کرتا ہون میری جان بخشی کر شاہزادہ نے اسی حالت مین کلمۂ طیبہ پڑھاکے اُس کو مسلمان کیا
نیک اندیش وزیر نے کہا اے مزدوران سرداران اسلام جو تیری حراست مین ہین اُنکو رہا کردے اور
ملک قرطاس بادشاہ طلسم بھی تیری حراست مین ہے اُسکو بھی رہا کردے مزدوران نے کہا اے وزیر یہ سب مجکو
منظور ہے لیکن صنعان شاہ جب اُن قیدیون کو مجھسے طلب کریگا اُسوقت مین کیا جواب دونگا لا محالہ اس جرم کے
عوض مین ہلاک کیا جاؤنگا بدیع الملک نے کہا تو کچھ خوف نہ کر جسوقت صنعان شاہ تجھ سے قیدیونکو طلب کریگا
پس اُس کی جواب دہی ہمارے ذمہ ہے تجھ سے کچھ کام نہین ہے مزدوران اُسیوقت اپنے مکان پر پہونچا اور
حمزۂ ثانی کو مع مردان ہمراہی قید و بند سے رہا کردیا اور یراق و اسلحہ اپنے پاس سے دیئے لیکن قرطاس
کی مجلس مین جو گیا قرطاس کو نہ پایا ۔ نہایت حیرت ہو گیا دل مین کہا نہین معلوم یہ قیدی یہانسے کہان چلا گیا
حمزۂ ثانی نے پوچھا کہ میری غیبت مین یہان کوئی آیا تھا حمزۂ ثانی نے کہا ہان لاچی نام جادو یہان آیا تھا وہ
قرطاس کو یہان سے اُٹھالے گیا اور لاچی حصار کی طرف گیا ہے مزدوران متاسف ہوکے خاموش ہو رہا
اور حمزۂ ثانی کو مع یاران ہمراہی نیک اندیش وزیر کے گھر مین لایا نیک اندیش نے کہا ملک قرطاس
کو کیون نہین لایا اُس نے کہا ملک قرطاس میرے یہان قید ضرور تھا مگر مین یہانسے جو گیا اُسکو نہ پایا
ان سردارون کی زبانی معلوم ہوا کہ قرطاس کو لاچی جادو اُٹھالے گیا نیک اندیش نے بدیع الملک
کی جانب دیکھا اور کہا شہریار بڑا غضب ہوا ملک قرطاس ہی تو گوہر مقصود تھا جسکو لاچی جادو اُٹھا لیگیا
بدیع الملک نے کہا اے نیک اندیش کوئی تدبیر ایسی ہو سکتی ہے کہ مین لاچی جادو کے یہان پہونچ جاؤن

پھر تو ہین قرطاس کو آپکے یہان سے لے ہی اوڑنگا نیک اندیش نے کہا ایسا خیال بھی نکرنا یہ ممکن ہو کہ تم لاچی
جادو کے یہان پہونچ جاؤ مگر مشکل یہ ہو کہ تم چند شخص ہو اور وہان اس وقت سات ہزار جادوگرون کا مجمع ہو جنمین
ہر ایک جادوگری مین لکل ہو شیطان تک کو سبق دینے کا ارادہ رکھتا ہو اُسوقت کیا ہوگا جب اپنے سحر و افسون
سے کام لینے کے تکو مجبور کرینگے میری ہرگز راے نہین ہو کہ تم لاچی جادو کے یہان جانے کا ارادہ کرو اور یہ
بھی کچھ تم کو خبر ہو کہ ملک قرطاس اول بادشاہ طلسم ہو صنعان شاہ ایسے اُسکے دربان ہین اُس کی کیا مجال
کہ ملک قرطاس کو گرفتار کر سکتا اصل سبب ملک قرطاس بادشاہ طلسم کی گرفتاری کا لاچی جادو ہی ہو کیونکہ
لاچی صنعان شاہ پر فریفتہ ہو اُسنے اپنے محبوب کے پاس بزور سحر ملک قرطاس کو گرفتار کیا اور صنعان شاہ
کی حکومت کو زبردست کیا اُس وقت صنعان شاہ چار لاکھ جادوگرون کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہو اور
یہ زبردست حکومت صنعان شاہ کو لاچی ہی کے سبب سے حاصل ہو اگر ملک قرطاس صنعان شاہ
کی قید و بند سے رہا ہو جاے تو اس وقت تمام فوج صنعان شاہ سے برخاستہ ہو کے کنارہ اختیار
کرے اور یہ مشکل ہو کیونکہ لاچی مردود اُسکا دلدادہ ہو شہزادہ بدیع الملک نے کہا کچھ نل تردد نہین ہو اگر
لاچی صنعان کا دلدادہ ہو باشد انشاء اللہ الرحمن اول لاچی ہی کا علاج کرونگا دیکھون میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہو تم سب تیار ہو جاؤ حمزۂ ثانی نے کہا اے دلاور اگرچہ یراق و اسلحہ مزدوران نے ہم سب کو دیے
ہین مگر پھر بھی بیشتر سامان حرب کی ضرورت ہو یہ کہان سے آئیگا بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد نہین ہو
خدا سے مایوس مت نیک اندیش نے کہا اے والا منزلت سامان ضرورت کی طرف سے مطمئن رہو تمہارے
اقبال سے سب موجود ہو مگر پھر بھی جمعیت کثیر کی ضرورت ہو اس کا کیا تدارک ہوگا بدیع الملک نے کہا
اے وزیر بس یہ یاران ہمراہی کافی ہین زیادہ جمعیت کی کچھ ضرورت نہین ہو نیک اندیش نے کہا بہتر ہو اور
اپنے اصطبل سے گھوڑے منگا کے سب کو تقسیم کیے سب اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کے لاچی کے
قلعہ کے برابر پہونچے دیکھا قلعہ کا دروازہ بند ہو دوسری جانب قلعہ کے گئے اُدھر بھی دروازہ بند پایا
حمزۂ ثانی نے کہا کسی طرح اندرون قلعہ کا حال دریافت ہونا چاہیے کہ کیا بندوبست ہو بدیع الملک
نے بالاے قلعہ کمند پھنکوائی ایک ہمراہی آہستہ اُسکے ذریعہ سے دیوار قلعہ پر گیا اور فوراً واپس آیا
بدیع الملک نے پوچھا کیا دیکھا اُسنے کہا شہریارا اندرون قلعہ چار ہزار کے قریب جادوگرون کی جمعیت
ہو پوچھا لاچی کو بھی دیکھا اُسنے کہا ہان لاچی جادو بھی قلعہ مین موجود ہو اور سب آمادۂ جنگ معلوم ہوتے
ہین شاید اُنکو پہلے ہی ہمارے اِس طرف آنے کی خبر پہونچ گئی حمزۂ ثانی نے کہا کیا عجب ہو مگر اب اندرون
قلعہ پہونچنے کی کیا تدبیر کی جاوے اُسوقت بعضون کی یہ راے ہوئی کہ یہان سے واپس چلنا چاہیے کیونکہ
مجمع کثیر قلعہ مین موجود ہو اگر اُن جادوگرون نے اندرون قلعہ سے سحر و افسون کا عمل جاری کرنا شروع کر دیا
تو خالی از دقت نہین ہو اگر کھلے میدان مین مقابلہ ہوتا تو ممکن تھا بدیع الملک نے کہا سبحان اللہ جب
یہانتک پہونچ گئے تو یہان سے بے نیل مرام واپس جانا کیا ❊ ببینم کہ تا کردگار جہان ❊ درین آشکار
چہ دارد نہان ❊ پھر ہر چہار جانب قلعہ کے گشت کی ایک مقام بلند پایا وہان سب کو بلایا اور کہا ہان اے دلاورو
اپنے اپنے مرکب کو مہمیز کرو اور خود بھی اپنے مرکب کو مہمیز کیا بعضے مرکب پرندون کے مثل قلعہ مین جا پہونچے
بعضے قلعہ کے باہر رہگئے جادوان قلعہ نے جو ان سب کو قلعہ مین دیکھا ایک ہی مرتبہ سب نے غوغا مچایا

اور سحر و افسون کا ہنگامہ گرم کیا جسکے سبب سے جتنے سرداروں کے دست و پا جیس ہو گئے دھڑا دھڑ زمین پر
گر کے پکارے شہریار اب ہم مجبور ہین شہزادہ نے جلدی سے قلعہ کا ایک دروازہ کھول دیا جو سردار باہر
تھے وہ بھی قلعہ مین داخل ہو گئے ہر طرف دوڑ دھوپ ہونے لگی لاچی جادو نے پکارا ای جوان تو قلعہ
مین داخل نہین ہوا ای اجل کے پنجہ مین آگیا ہے عنقریب تو ہلاک ہوا چاہتا ہی دیکھ تیرے بیشتر ہمراہی جیس
زمین پر افتادہ ہین جب نہین تو اب تو بھی انھین کے مثل جیس و حرکت ہوا چاہتا ہی یہ غیر مانوس الفاظ زبان پر
جاری کرنا شروع کیے جسکے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی افسون پڑھ رہا ہی اسوقت بدیع الملک کو انگشتری
کا خیال آیا جو قارن نے دی تھی انگشتری کو ہاتھ سے اُتارا جو اسم اُسپر لکھا تھا پڑھا فوراً چار نرہ دیو سولہ ہزار نرہ دیو
کی جمعیت سے آموجود ہوے سب نے عرض کی کیا حکم ہی اُس طرف لاچی جادو نے جو اسقدر نرہ دیوون کی
جمعیت دیکھی گھبرا گیا اور تمام اپنے ہمراہیون کو قلعہ کی دیوارون پر چڑھانے لگا شہزادہ نے اُن دیوون سے
کہا تم سب ہمارے ہمراہیون کے بچانے کی تدبیر کرو اُن دیوون نے ساحرون کے قریب آکے دار شمشاد
کے وار اُنپر کرنا شروع کیے بکثرت جادوگر کشتہ ہوے اور بیشتر اُن دیوون کے نوالہ ہو گئے جب لاچی نے
دیکھا کہ تمام جادوگر کشتہ ہو گئے قلعہ پر سے نیچے اُترا اور بدیع الملک کے قریب آکے کہا ای خیرہ سر یہ کیا فتنہ و
فساد تو نے برپا کر رکھا ہی اگر مجھکو اسقدر دیوان خونخوار کی جمعیت لانا تھی تو مجھکو پیشتر سے کیون نہ اطلاع کی کہ
مین بھی اپنا سامان درست کر لیتا ان دیوون کو منع کر کہ یہ حملہ سے باز آئین اور تو مجھ سے مقابلہ کر تنہا تنہا سے
مقابلہ کرتا ہی یہ نہین کہ ہزارون پر کرورون ٹوٹ پڑین بدیع الملک نے کہا او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی
عنقریب تو جہنم واصل ہوا چاہتا ہی اور اگر تجھکو مجھسے تنہا مقابلہ کرنا منظور ہی تو سہ بیارانچہ داری بنمودی نشان
کمان کیانی و گرز گران ۔ لاچی جادو نے پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور شاہزادہ کی جانب پھونکا چونکہ رد سحر کا
سامان موجود تھا مطلق اثر نہوا شاہزادہ نے فرمایا او مردود اب تو حوصلہ پورا کر چکا ابھی باقی ہی یہ کیا تو بد بد کرتا
ہی اگر مرد میدان ہی تو مردانہ کوئی وار کر اس بڑ بڑانے سے کیا فائدہ لاچی جادو او ر زیادہ بدیع الملک
کے قریب آیا اور چاہا کہ کوئی افسون قریب سے پھونکے بدیع الملک نے افسون پھونکنے کی فرصت نہ دی اور
ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر کیا کہ برابر دو حصہ ہو گیا جو یاران ہمراہی بدیع الملک کے لاچی کے
سحر سے جیس و حرکت ہو گئے تھے لاچی جادو کے ہلاک ہو جانے سے اپنی حالت اصلی پر آگئے سب نے
بالاتفاق تمام دروازے قلعہ کے توڑ ڈالے اور قلعہ کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جو ساحر باقی رہگئے تھے اُنکو
ہلاک کیا بڑے بڑے کوٹھے بھاری قفلون سے بند تھے اُن سب قفلون کو تیر سے توڑا اور ہر طرح کا اسباب
بیش قیمت اپنے قبضہ مین لائے ایک کوٹھے مین دروازہ مستحکم مقفل دیکھا اُس قفل کو بھی توڑا تہ خانہ
معلوم ہوا مشعلین روشن کین اندر دیکھا تو فقابد ار زرین پوش اور مرغ خوشنجر اور دیونا رنجات اور قرطاس
شاہ سب گرفتہ و بستہ ہین بدیع الملک نے سب کو اُس قید و بند سے نجات دی ملک قرطاس عرصہ سے قید
تھا اُسنے جو اس قید شدید سے رہائی پائی بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا سعادتی تا جہان
باشد تو باشی ۔ ای شہریار عالی تبار یہ بندہ عاجز مدت مدید سے اس قید کی بلا مین مبتلا تھا اور ہرگز اُمید
رہائی کی نہ تھی بارے تم ایسے عالی ہمم میری رہائی کے باعث ہوے اسکے عوض مین تا زندہ ام بندہ ام
بدیع الملک نے کہا ای ملک قرطاس اس رہائی کا شکریہ نہین ہی کہ تم میری اطاعت کا اقرار کرو بلکہ اُس

خدا اسم سے شکر گذار ہو جسنے مجھ ایسے ضعیف و ناتوان کو ایسی طاقت عنایت فرمائی کہ مین ہیا خاک ہو سکا اور ایسے ساحران زبردست کو ہلاک کیا اور محض لفظ شکر کے زبان پر جاری کرنے سے ادا ے شکر نہین ہو سکتا بلکہ اُس کی وحدانیت اور قدرت و جلال کا سچے دل سے اقرار کرنا چاہیے اور دین مبین اسلام کے احاطہ مین داخل ہونا چاہیے ملک قرطاس نے کہا واقعی وہ خدا صاحب قدرت و جلال وحدہ لاشریک ہی جسنے تم ایسے جوان کو یہ طاقت و قدرت عطا فرمائی اور جسکے تم قائل ہو شہزادہ نے کہا اُس وحدہ لاشریک کے مقربان بارگاہ کا بھی اقرار فرض ہی قرطاس شاہ نے تصریح پوچھی بدیع الملک نے سب کے اسماے مبارک زبان پر جاری کیے ملک قرطاس نے سب کا اقرار کیا اور بصدق دل مسلمان ہوا اب سب باطمینان تمام وہان مقیم ہوے پھر مرغ خوشخبر نے شاہزادہ کی صفت و ثنا کی اور کہا اگر اجازت ہو مین جاؤن اور اپنی فوج کو مدد کے واسطے لاؤن شہزادہ نے بخوشی اجازت دی دیو نار نجات نے کہا شہریار غلام بھی فوج و لشکر رکھتا ہی اگر حکم ہو مین بھی جاؤن اور اپنے لشکر کو مدد کے واسطے لاؤن تاکہ فرقۂ اشرار سے مقابلہ و مجادلہ مین حضور کی اعانت کرے چنانچہ بدیع الملک نے اُسے بھی رخصت کیا بدیع الملک نیک اندیش وزیر کیجانب متوجہ ہوا اور کہا اے وزیر صائب تدبیر بحمد اللہ یہ قصہ تو فیصل ہو گیا اُسکے بعد کیا کرنا چاہیے نیک اندیش نے کہا یہ قصہ تو ایسا نہ تھا جیسا آیندہ قصہ پیش ہونے والا ہی شہزادہ نے پوچھا وہ قصہ کون سا ہی وزیر نے کہا وہ قصہ صنعان شاہ کا ہی فوج و لشکر کی جانب سے تو مجکو اطمینان ہو گیا ہی کیونکہ جسطرح لاچی جادو کے مقابلہ مین مدد پہونچ گئی اُسی طرح شاید صنعان شاہ کے بھی مقابلہ مین مدد پہونچ جائیگی مگر پھر بھی یہ کام اہم ہی اگرچہ لاچی جادو جسپر صنعان شاہ کو بہت بھروسہ تھا وہ ہلاک ہو گیا ہی اور اے عالیجاہ اِس بارہ مین بہت عجلت کرنا چاہیے کیونکہ یہ تو آپکو بھی بخوبی معلوم ہی کہ صنعان شاہ میرا جانی دشمن ہو گیا ہی اگر دیر ہوئی تو میری خیریت نہین ہی بدیع الملک ہنسا اور کہا اے نیک اندیش مطمئن رہو کیا مجال صنعان شاہ کی جو تمکو نظر بد سے بھی دیکھے اور مین توقف بھی نہین کرونگا اُسی وقت صنعان شاہ کی بھی خبر لیتا ہون چنانچہ اُسی وقت صنعان شاہ کیجانب کوچ کیا وہان صنعان شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا گرم صحبت تھا کہ یکایک ایک جادوگر تباہ حال گریان و نالان صنعان شاہ کے پاس پہونچا صنعان شاہ اُسکا حال تباہ دیکھکے گھبرا گیا اور کہا اے فلان یہ کیا مصیبت تجھپر نازل ہوئی جو اِس حال خراب سے یہان آیا ہی اُس جادوگر نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا شہریار بیٹھے ہو غضب ہو گیا لاچی تمھارا طالب مسلمانون کے ہاتھ سے خداوند برتر بزرگ کی خدمت مین پہونچا اور قرطاس شاہ کو بھی مسلمانون نے قید و بند سے رہا کر دیا اور اب یہان بھی عنقریب لشکر کشی ہوا چاہتی ہی اِس خبر وحشت اثر کو سُنکے صنعان شاہ کے چہرہ پر مردنی چھا گئی اور شدت خوف سے بید کی طرح کانپنے لگا چونکہ لشکر کثیر رکھتا تھا انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا فوراً حکم دیا کہ فوج تیار ہو اور سرداران لشکر کو بلا کے کہا اے بہادرو عرصہ سے تم ہمارے تابع فرمان ہو اور ہمیشہ طرح طرح کی رعایتین ہمیشہ مرعی رکھین اب وقت آگیا ہی تم ہمارے اِس حق سے ادا ہو یہ بات بھی تمپر مخفی نہ رہے کہ اگرچہ وہ جوان فاتح طلسم باوجود ضعیف الجثہ ہونے کے ایک بلاے بے درمان ہی کہ اُسنے لاچی جادو ایسے زبردست ساحر کو ہلاک کیا اور قرطاس شاہ وغیرہ کو ہماری قید سے آزاد کر لے گیا تاہم تمھاری فوج کی تعداد کثیر ہی اور بیشتر فوج جو قرطاس شاہ کے قید ہونے سے ہماری تابع ہو گئی اور اب بھی موجود ہی اگر تم سب ہمت کو نہ ہارو گے اور دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین حرب و ضرب کرو گے ضرور

فوج قرطاس بھی تمھاری حامی ہوگی تاوقتیکہ فتح پاؤ گے ورنہ وہ لشکری بھی بزدل ہو کے بھاگ جاینگے اور تم بھی اپنی
ہلاکت کے درپے ہوگے اسقدر اطلاع کردینا ضروری تھا آیندہ تم جانو اُن سب نے بالاتفاق کہا ای بادشاہ
اس بارہ مین ہم کو سمجھانے کی کچھ ضرورت نہین ہی جب تک دم مین دم ہی حریف کے مقابلہ مین ایک قدم بھی
پسپا نہونگے بعد ازان صنعان شاہ مع فوج مسلح و مکمل بدیع الملک کیطرف روانہ ہوا اور قریب پہونچ کے
ایک جانب میدان وسیع مین خیمہ زن ہوا یہ خبر بدیع الملک کو پہونچی ایک سردار کی زبانی صنعان شاہ
کو یہ پیام بھیجا کہ ای صنعان شاہ اگرچہ اس حالت مین کسی طرح کی گفت و شنید ایک فعل عبث ہی کیونکہ جب بجا
خود تہیہ کرلیا ہو اُسوقت فوج و لشکر لے کے اس طرف کوچ کیا ہی تاہم ہم مسلمان لوگ ہین حجت تمام کر کے ہر کسی کی
سزا ہی کے واسطے آمادہ ہوتے ہین بنا بر علی ہذا اطلاع دیتے ہین کہ اگر کسی نوع سے دائرہ اسلام مین
داخل ہونا ممکن ہو تو ہم جنگ و حرب سے باز آتے ہین ورنہ بغیر جنگ و حرب چارہ کیا ہی جب یہ پیام صنعان شاہ کو
پہونچا اُسنے اپنے سردارون سے کہا کہ دیکھو وہ جوان گریز کیا چاہتا ہی کیونکہ اُسکا پیام بھیجنا دلیل اس بات کی ہی
کہ وہ ہمارے مقابلہ سے عاجز ہی بس اب اپنی فتح سمجھو اور بدیع الملک کے پاس یہ جواب بھیجا کہ اس حیلہ و حوالہ
سے کیا فائدہ ہم نہین جانتے کہ اسلام کسکو کہتے ہین ای جوان اگر جنگ و حرب سے عاجز آیا ہی بس ہمارے قیدیون
کو اُسیطرح گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے پاس بھیج دے اور خود جس طرف سے آیا ہی واپس جا ورنہ جنگ و حرب کے
واسطے تو ہم آئے ہی ہین پوچھنے کی کیا ضرورت ہی بدیع الملک بہتر ہی کہکے خاموش ہو رہا شب کو لشکر طرفین مین
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تمام شب حرب و ضرب کی تیاری رہی صبح کو لشکر طرفین مین صف آرائی ہوئی بدیع الملک
حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریار اگرچہ پیش دستی کرنا معیوب ہی تاہم مجکو اس بات کا خیال
ہی کہ اس طلسم کی فتح میرے نام پر مقرر ہی جو کچھ ہونے والا ہو اس سے جلد فراغت ہو جائے تو بہتر ہی فلہذا
حکم ہو تو مین حریف کے مقابلہ کو جاؤن حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کی جراٴت و ہمت کی تعریف کی اور کہا ای
فرزند خداوند عالم تیری عمر دراز کرے اور تیرے مراتب مین اور زیادہ ترقی ہو بخدا کہ مین تجھسے بہت راضی ہون
اگر تو سبقت کرنا چاہتا ہی تو مین مانع نہین جا تجکو حافظ حقیقی کے حفظ و امان مین سونپا شہزادہ نے بہ ادب تمام سلام
کیا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان حرب مین آیا ہنوز لشکر صنعان سے کوئی مرد مقابل نہ آنے پایا تھا کہ ایک
جانب سے ہوائے تند آتی معلوم ہوئی بدیع الملک متحیر ہو کے اُس جانب متوجہ ہوا دیکھا ہوائے آسمان سے
رستم ثانی مع چالیس ہزار اجنہ کے زمین پر آیا اور بہ آواز بلند بدیع الملک سے کہا ای پہلوان زادہ جنگ
و حرب کے بارہ مین انسان کو گو نہ تمیز و شعور ہونا لازم ہی؎ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد + جادوگردن
کو سزائے معقول دیسکتا ہون یہ کہا اور رستم ثانی نے جنگ مغلوبہ کرنا شروع کردی بدیع الملک تماشا
دیکھتا رہا چونکہ صنعان شاہ کی فوج بکثرت تھی مزید بران تمام لشکر فن سحر مین کامل تھا تھوڑے عرصہ مین رستم ثانی
مع فوج ہمراہی بیکار ہوگیا اگرچہ بدیع الملک بھی وہان موجود تھا اور اُسپر بھی سحر کا حملہ ہوا ازبسکہ طلسم کشا پاس
موجود تھا کسی ساحر کے عمل نے اُسپر اثر نہ کیا چونکہ قرطاس شاہ بھی بدیع الملک کے پاس موجود تھا اور فوج
قرطاس شاہ کی صنعان شاہ کی جانب تھی قرطاسی فوج نے جو اپنے بادشاہ یعنی قرطاس شاہ کو رہا دیکھا سب نے
آپس مین بہ آواز بلند کہا ای فلان ہمارا بادشاہ قید نہین ہی وہ دیکھو اُس طرف موجود ہی جہان ہمارا کیا کام ہی یہ کہا اور
سب ایک ہی مرتبہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے قرطاس شاہ کے پاس چلے آئے قرطاس شاہ نے اپنے

لشکر سے کہا ای دلاورو تمنے اس صنعان شاہ کی نمک حرامی دیکھی کہ مجکو بھی گرفتار کیا اور تم سب کو دھوکا دیکے
اپنی فوج مین شامل کر لیا بارے اس جوان عالیشان کی مدد حمایت سے مین رہا ہوا اب تمھاری نمک حلالی کا اقتضا
یہ ہے کہ صنعان شاہ کو ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ دو فوراً اسکے ہلاک کرنے یا گرفتار کر لینے کو مستعد ہو جاؤ یہ
سنا تھا کہ لشکر قرطاس بمدد شاہزادۂ بدیع الملک فوج صنعان شاہ پر حملہ آور ہوا اس اثنا مین دیو
نارنجات چالیس ہزار نرہ دیو کی جماعت ہمراہ لیے آپہونچا اور دولت امیر صاحبقران و تیغ بدیع الملک
والا شان کہتا ہوا ساحرون کے لشکر پر حملہ آور ہوا مع ہذا دوسرا الکہ ابر نمایان ہوا اس مرتبہ خوش خبر چالیس ہزار
اجنہ کی جمعیت سے شاہزادۂ بدیع الملک کی مدد کو پہونچا اور بہ آواز بلند کہا ای مسلمانو خداوند عالم تمھاری ہمت
مین بلندی اور اقبال مین زیادہ ترقی عطا فرمائے جہانتک ممکن ہو جلد ان ساحران مکار و کفار بد شعار کا قصہ
پاک کرو اور خود نعرۂ رعد آسا مارکے فوج مخالف مین در آیا ادھر فوج اسلام ساحرون پر حملہ آور ہوئی سب برجا
کو شمشیر او کار کرد + یکے را دو کرد و دو را چار کرد + گر تیغ او آیت سجدہ بود + کہ بودش سر سرکشان در سجود + غرض دم بھر
مین کئی سو ساحر خاک ہلاک پر گرا ڈالے فوج ساحر بھی لڑائی مین جان لڑا رہے ہوے تھی کسی طرح اپنی جگہ سے
ہٹتی نہ تھی حملہ پر حملہ کر رہی تھی مع ہذا سحر کا بھی عمل جاری تھا فوج اسلام مین بعضے ضرب تیغ و نیزہ و تیر سے
ہلاک ہوسکتے تھے اور بعضے سحر و افسون سے بیحس و حرکت ہوے جاسکتے تھے مگر بدیع الملک کو طلسم کشا
وغیرہ کے سبب سے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچتا تھا تھکنے کے سوا اور کوئی زحمت نہ تھی مردانہ متواتر حملے کر رہا تھا
گہے بہ نیزہ گہے با عمود گاہ بہ تیغ + برائے قتل عدو دست او نداشت دریغ + بدست و باش زدی صد ہزار بوسہ
زمین + شدی تصدق او دمبدم سپہر برین + حمزۂ ثانی دور سے اس شیر بیشۂ شجاعت کی جنگ و حرب کا تماشا
دیکھ رہے تھے اور بار بار آفرین کرتے جاتے تھے حیفان جنی ایک جن نہایت زبردست حمزۂ ثانی کے پاس
موجود تھا بیتاب ہو گیا ارادہ کیا کہ صاحبقران کی کمک کرے اسماک دیو نے منع کیا ای برادر بدیع الملک
ہرگز ہماری مدد کا محتاج نہین ہے تونے نہین دیکھا کہ تہ ماسے کیا کیا کارہائے نمایان ظہور مین آئے اور اسوقت کسقدر
ساحر ہلاک کیے سو طرح سے اس دلاور نے جنگ کی کیسی نہ چلی ہم سب سے چند مرتبہ باشارہ کہا کہ تم سب
یہین ٹھہرے رہو خلاصہ یہ کہ اسی طرح ایک شبانہ روز جنگ مغلوبہ قایم رہی دوسرے روز اُن گبرون کے
حواس باختہ ہوگئے پھر تو یہ نوبت ہوئی کہ جو وار کیا خالی گیا ایک طرف سے صنعان شاہ جنگ کنان پہونچا
اور دوسری طرف سے بدیع الملک وار کرتا ہوا آیا شہزادہ نے ایک نعرہ رعد آسا مارا اسدی کی نعرہ زد
آن یل اندر مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف + چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت + کہ آوازش از آسمان برگذشت +
پھر کہا او مکار و بدکار خوب ہوا کہ تو آگیا دیر سے مین تجھی کو ڈھونڈھتا تھا صنعان شاہ نے شمشیر آبدار کا وار
بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اپنی سپر پر سے اُس وار کو رد کیا اور کہا خبردار ہو جا سہ زدی ضرب خود
ضرب ما نوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن + اور ایک وار تیغ بیدریغ کا ایسا کیا کہ صنعان شاہ دو ٹکڑے ہو گیا
اہل لشکر صنعانی نے جو صنعان کو ہلاک ہوتے دیکھا پہلے ہی جو اس باختہ ہو چکے تھے اب یکبارگی رو بفرار لائے
بعضے گھوڑون کی ٹاپون مین کچل گئے اور بعضے جو گھوڑون پر بیٹھے تھے وہ شتر بے مہار کی طرح بھاگے اور بیشتر
گرفتار کر لیے گئے شاہزادہ بدیع الملک کو حمزۂ ثانی نے گود مین اُٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے
کہا ای دلاور بدیع الملک شاباش و مرحبا + این کار از تو آید و مردان چنین کنند + بعدہ تمام فوج اسلام مظفر و

منصور اپنے مقام قیام پر چلی آئی شاہزادہ بدیع الملک نے اُن گرفتہ وبستہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا دیکھو تمھارے بادشاہ کو ہمنے پیشتر ہی پیام بھیجا تھا کہ اگر مسلمان ہو نا گوارا کرو تو ہم کسی طرح کا تعرض نہ کرینگے مگر اُس
متکبر نے ہماری حجت پر مطلق اعتنا نہ کی پھر کہا مجکو خوب معلوم ہو کہ یہ حرکت ابلیس ملعون کی تھی کہ صنعان شاہ
کے دل مین جگہ کر لی یہان تک کہ اُسکو ہلاک کروایا ورنہ صنعان شاہ کو اس نتیجہ کی ضرور اطلاع تھی اور
میری حقیقت سے بخوبی آگاہ تھا بس اب اسکے سوا اور کیا کہون کہ سب لعن کی بوچھار ہو اُسپر اور اُس کے
ماں باپ پر اب ہم تم سب کے روبرو بھی اُسی طرح حجت تمام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر تم دین اسلام کو اختیار
کرو اور صدق دل سے خدا کی خدائی اور محمد کی بادشاہی اور علی مرتضیٰ کی ولایت کے قائل ہو جاؤ تو خیر
تمھاری جان بخشی ہو ورنہ تم بخوبی سمجھ لو کہ کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے سب نے بالاتفاق کہا ای شہریار ہم سب
تابع فرمان ہین جو حکم ہو بجا لاوینگے شاہزادہ نے کہا نہین ہم تم کو تابع فرمان کرنا نہین چاہتے بلکہ تم سب کو راہ راست
پر لانا مقصود ہی تم سب مطیع فرمان جسکے چاہو ہو جاؤ لیکن دین اسلام کو سچے دل سے قبول کرو اُن سب نے
کلمۂ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوگئے اُس طرف لاہوتک کو جو یہ خبر پہونچی کہ صنعان شاہ مسلمانون کے ہاتھ
سے ہلاک ہو گیا اور مسلمانون نے طلسم کو فتح کر لیا عنقریب تیری شامت بھی آتی ہی بد حواس ہو گیا اُسیوقت
طلسم سے نکل کے سیدھا حصن آہنی کی جانب بھاگا بعد اس فتح کے قرطاس شاہ نے باطمینان تمام
طلسم کے خزانہ جو مدت ہاے مدید سے مقفل و مدفون تھے کھولے اور تمام مال و اسباب طلسمی لا کے
حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کے روبرو ڈھیر کیا جو چیز تھی نایاب و بیش قیمت تھی اور ادنیٰ ادنیٰ شی میں وہ وہ
صنعتین تھین کہ دیکھنے والا محو حیرت ہو جاتا تھا بدیع الملک نے حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کیا کہ شہریار
یہ خزانہ طلسمی حاضر ہی بسم اللہ اسکو اپنے تحت و تصرف مین لائیے حمزۂ ثانی نے کہا ای دلاور مین اس خزانہ کو
کیونکر لے سکتا ہون جو باعث اس خزانہ کے حاصل ہونے کا ہی وہی اسکا مالک بھی ہو سکتا ہی بس تم کو
مبارک ہو تمنے لیا گویا مین نے لیا رستم ثانی بھی موجود تھے حمزۂ ثانی کی طرف دیکھ کے آہستہ کہا شہریار
تم خود کیون نہین لے لیتے بیکار انکار کرتے ہو اسقدر مال کثیر ہو اور اگر نہین لینا منظور ہی تو مجکو دیدو آخر
مین بھی اس طلسم کے فتح مین ساعی رہا ہون مگر حمزۂ ثانی چونکہ بدیع الملک کی جانب متوجہ تھے اُنھون
نے رستم کی اس تقریر کو نہین سُنا جب حمزۂ ثانی نے اُس خزانۂ طلسمی کے لینے سے بالکل انکار کیا
بدیع الملک نے وہ خزانہ ملک قرطاس کو دیدیا اور وہان کا حاکم و فرمانبردار بھی اُسی کو کر دیا ہر چند
ملک قرطاس نے انکار کیا اور کہا شہریار مین یونھین بار احسان سے سر نہین اُٹھا سکتا اس خزانہ کی کیا
ضرورت ہی شہزادہ نے نہ مانا کہا ای قرطاس اب ہم تجکو خزانہ دے چکے جو شی کسی کو بخش دیجاوے اُسکا واپس کرنا
رکیک بات ہی قرطاس شاہ خاموش ہو رہا دیو نارنجات بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا عرض کی
غلام کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ٹھہر وہ بیٹھ گیا شہزادہ نے نارنجات کے بارہ مین سفارشی خط آسمان
پری کو لکھا لفافہ کر کے نارنجات کو دیا اور کہا ای نارنجات اس خط مین مین نے بطور خود جو کچھ مناسب و
مصلحت وقت سمجھا لکھ دیا ہی انشاءاللہ مفید ہوگا اور اب تو روانہ ہو یہان کچھ تیری ضرورت نہین ہی دیو نارنجات
نے دعاے ترقی دولت و جاہ دی سلام کر کے روانہ ہو گیا بعدہ اگرچہ مرغ خوشخبر صنعان شاہ کے میدان
جنگ مین صف آرا ہونے کے وقت اپنی اصلی صورت پر آگیا اور لمحہ لمحہ بصورت جانور ہو جاتا تھا مگر اب

صنعان شاہ کے ہلاک ہو جانے کے بعد وہی اصلی صورت بلی وہی بچہ کبھی بصورت جانور نمودار ہو اسکو بھی شہزادہ بدیع الملک
نے رخصت کیا چنانچہ اسنے باصرار تمام کہا شہریار ابھی جلدی کیا ہے شہزادہ سے کہا نہیں اب تم اپنے مقام قیام پر جا کے
استراحت کرو میرے سبب سے تمکو بہت تکلیف ہوئی ہے اب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں ہے بہنگام ضرورت
اطلاع دیجاویگی حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ فتح طلسم شہزادہ بدیع الملک کے نام لکھی جاوے اور یہ مضمون قلمبند ہو جانا
چاہیئے کہ میں حمزۂ ثانی اور تمام سرداران دست چپ و دست راست سب شہزادہ بدیع الملک کی سعی و کوشش سے
طلسم مجنون کی بلا سے رہا ہوئے پس ان سب گروہ کو آزاد کردۂ بدیع الملک سمجھنا چاہیئے تقریر سنکے رستم
ثانی اور سرداران دست چپ کو کمال حیرت ہوئی ایک نے ایک کی صورت دیکھی گوشۂ چشم سے اشارے ہوئے حمزۂ
ثانی سے فرمایا اے حاضرین آگاہ ہو مجھکو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کی بشارت اسطرح ہوئی ہے کہ جو شخص طلسم
تاریک کو فتح کریگا وہی میرا قائم مقام و جانشین ہوگا پھر کس طرح اس بارہ میں تسلی کر سکتا ہوں اور شہزادہ بدیع الملک
کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے ہمانہ اقبال و منظر کردۂ فضل ذوالجلال میرے قریب آؤ میں تمکو ذرا لگا کے حقیقی پر متمکن کردوں اور
خود ملاحظہ حیثیت اختیار کردن بدیع الملک نے دست بستہ عرض کی ۔

جہانت بکام و خدا یار باد	کہ ای پادشاہ فلک اقتدار
سے رکاز تست در عہد ور	کلاہ از سر و سرو تن یار دور

اس بندۂ بیمقدار کی کیا وقعت و حقیقت ہے کہ ایسی جرأت عمل میں لا سکے یہ انتہائے درجہ الطاف و محبت کا باعث
ہے جو ایسا ارشاد ہوتا ہے ورنہ میں بجان خادم کہ ہستم میں خود ایک ادنیٰ خادم ہوں میری نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے
میرا خیال ہے کہ اس خادم سے اس وقت خوش طبعی کی جاتی ہے حمزۂ ثانی نے پھر کچھ نہ کہا اور حکم دیا کہ اس فتح و ظفر
کا جشن کیا جاوے چنانچہ نہایت درجہ اہتمام و انتظام عمل میں لایا گیا تمام محلے آئین بند کیے گئے تمام راستے
بازار کی تمام دکانیں تمامی سے سنہری روپہلی گوٹا کناری و نقش و نگار طلا کار سے آئینوں سے آراستہ ہوئیں محلہ در محلہ
بس طائفے بھیجے گئے ایک ایک مکان تجویز ہوا تھا جس میں ہر قسم کی جنس ارسال کی گئی حکم عام تھا کہ کوئی اپنے
یہاں سے نہ کھانے رات دن ہزاروں باورچی پکاتے تھے خوان تقسیم ہوتے تھے شہر سے بارگاہ تک زربفت
و اطلس و زردوزی کا فرش ہوا اور دو رستہ روشنی کے خاطر تر ہوئے نقارخانہ جا بجا لگے استادہ آئین فوج
کے لوگ افسر رسالہ دار رقص و رباب شراب و کباب میں مشغول ایک قصر خاص مقرر کیا تھا اندرون قصر باغ کی
آراستگی قدرتی میووں پر شجر کی ٹہنیاں چڑھی ہوئی روشوں پر طلائی نقرئی مرصعی تصویریں قد آدم استادہ تھیں
بلند بحر سے مرصع نگار چھوٹے ہوئے اطراف میں کئی ہزار خبان بارہ دریاں فرش طلوکانہ شیشہ آلات سے آراستہ
آئین اعلیٰ عمدہ وار عیش و طرب میں مصروف بارہ ہزار خلعت بیش بہا معہ جواہرات تیار ہوئے کہ سبکو دیے جاینگے
مشغول نازنینان گلعذار ہے محفل خاص کے واسطے عام کے لیے ہزاروں معین ہوئے جا بجا نوبت خانہ بیدار تھا۔

عجب جشن عالی تھا آراستہ	ہر اک تھا جواہر سے پیراستہ	نئے رنگ کی محفل دلکشا	بہشت بریں گر کہیں ہو بجا
خوش الحان ہر اک سمت اک نازنین	کہیں ناچتی تھی کوئی مہ جبین	شہنشاہ آفاق صاحبقران	کرم میں جو تھا غیرت بحر و کان
دیا تھا انعام ہر ایک کو	کہ حاجت نہ آئے کبھی پھر کسو	الٰہی ہوا ہر کسیکو گہر	کہ سکو عنایت کیا مال و زر

القصہ دن عید رات شب برات تھی بعد فراغ اس جشن کے ایک روز حمزۂ ثانی دربار میں جلوہ
افروز تھے دائیں بائیں کرسیوں نگھوں پر تمام سردار و افسر اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھے ہوئے انواع
اقسام کے حرف و حکایات میں مصروف تھے حمزۂ ثانی نے فرمایا اے دلاورو کچھ لاہوت مردود کی بھی خبر ہے

حالانکہ عیار ایک کھڑوہ ہوا عرض کی شہریار یہ خادم جاتا ہے اور لاہوت کی خبر لاتا ہے اسی وقت روانہ ہوا اور خبر لایا کہ لاہوت
معہ لشکر کفار کے آہنی حصار میں جا چھپا ہے حمزۂ ثانی نے فرمایا ہمارے دوستوں میں سے جو شخص لاہوت مردود کو گرفتہ
دبستہ کر لاوے یا اُس نابکار کو ہلاک کرے ہم اس کو خلعت سے سرفراز کریں گے بس ہی اُس شخص کو اپنا جانشین کرونگا رستم ثانی
اٹھا اور عرض کی کہ بندۂ سرکار مبارک بے شہنشاہی کے حاصل ہی کشتہ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ہے غلام اس کام
کو انجام دیگا حمزۂ ثانی نے اجازت دی رستم مرکب پر سوار ہوئے ہمراہی فوج کثیر جسکی تعداد بنا بر بیشتر روایات
کے چالیس ہزار تھی آہنی حصار کی جانب رہ نورد ہوا رستم ثانی کے جانے کے بعد بعض سرداروں نے شہزادہ
بدیع الملک سے آہستہ کہا ای شاہزادہ خوش بادہ سادہ تعجب ہے کہ رستم ثانی لاہوت کے گرفتار کرنے کو گیا اور
تم خاموش ہو رہے حالانکہ جو کام ایسے نمایاں تمہاری ذات ستودہ صفات سے ظہور میں آئے ظاہر ہوا اور
رستم نے ہر چند کوشش کی کوئی نتیجہ نیک ظہور میں نہ آیا اس بات کو سب ہی جانتے ہیں ہمارے نزدیک
بہتر یہ بات تھی کہ قبل رستم کے تمہی اس کام کے انجام دینے کو مستعد ہوتے ابھی بدیع الملک نے ان
سرداروں کو جواب نہیں دیا تھا کہ حمزۂ ثانی شہزادہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا ای بدیع الملک دلاور بنا بر
میرے ایما کے رستم ثانی لاہوت کی گرفتاری کو گیا تمہارا ارادہ نہیں ہے بدیع الملک نے عرض کی شہریار
یہ خادم حکم والا کا تابع ہے جو ارشاد ہوا اُسے بسر و چشم بجا لانے کو اپنا فخر سمجھتا ہے مجھے کب ارشاد ہوا تھا جو میں
لاہوت کا قصہ فیصل کرنے کو جاتا اب ارشاد ہوا ابھی جاتا ہوں چنانچہ بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکے بدیع الملک بھی روانہ ہوا

داستان کشتہ شدن لاہوت مکار و دیگر کبران بدکردار از دست زبردست خدا پرستان جلادت شعار و تسلیم آمدن سعادت آثار سہ

جلب آشنا ہیں دو جہاں تیری کم آشنائی کا
گرفتار آہنی زنجیر کا وہ بے طلائی کا
فراق یار میں مرتے ہیں آخر زندگانی کی
کوئی اپنے خانہ کار خانہ ہے خدائی کا
وصال یار کا وعدہ ہوا ہے فردائے قیامت پر
یہ حنا بنا ہے انگشت حنائی کا
شکست خاطر احباب ہوتی ہے دوستی سے
تماشا دیکھتا ہے حسن آئینہ خود نمائی کا
نہیں دیکھا ہے لیکن مجھکو چاہا ہے آتش نے

نہایت شک ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا
تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
رہا ہے صد حیف شوق قالب کی جدائی کا
نکل ای جان تن سے تا وصل یار ہو
یقین مجھکو نہیں ہے کہ تک اپنی رسائی کا
نہیں ممکن تیری تقدیر کی لکیر اجابت سے کھینچیں
تو وہ میں ترستا ہی یار شرمندہ رسوائی کا
کف افسوس ملوا آتی ہے تیری پاک دامانی
بجا ہی ای صنم جو مجھکو دعوی ہے خدائی کا

اسیر ہو دست تیرے عاشق و معشوق دونوں ہیں
دو دن چلتی ہے چار دن کی آشنائی کا
نظر آئی ہیں ہر سو صورتیں ہی صورتیں مجھکو
چمن کی سیر ہو کیا بلبل کی رہائی کا
دکھایا حسن سے اعجاز وہی کہ ملک قدرت نے
بنایا ہے بت پر نقش یا اپنی جبہ سائی کا
دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہی
بنا کر خانۂ عصمت کو جا ہے پارسائی کا
دفتر کشایان اخبار گذشتہ طلسم بندان

آغاز داستان این قصۂ غریب اور کہانی عجیب کو یون نوک ریز قلم نادر رقم کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ بدیع الملک بیچ
سواران ہمراہی لاہوت مردود کی گرفتاری کے واسطے روانہ ہو چکا تو والد کے دل میں انواع انواع طرح کے
خیالات پیدا ہوئے ہر چند چاہا خاموش رہے مگر صبر نہ ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور حمزۂ ثانی کی خدمت میں
عرض کی شہریار اگر رستم ثانی ہی لاہوت کا قصہ پاک کرنے جاتا تو کچھ تردد نہ تھا رستم کے بعد بدیع الملک کا
بھی لاہوت کی گرفتاری کو جانا خالی از خدشہ نہیں ہے آپ بدیع الملک سے کہ رنج سے بخوبی آگاہ ہیں
کہ وہ ایک جوان کم عمل و بے دماغ ہے کبھی اپنی جانب سے آمادہ فساد نہیں ہوتا اور رستم ثانی جوان تند خو ہے اگر وہاں

کوئی ایسی صورت پیش آئی کہ رستم ثانی کچھ کہہ سکتا اور بدیع الملک بھی جوان دلیر تو وہ تاب سماعت نہ لا سکا
اور جواب معقول نہ پایا جو رستم ثانی کہہ سکا پھر اسکا انجام کیا ہوگا کہ ہم ہیں سے جہان کو نا انکو جو دیکھا جو رفت وگذشت
کریگا یہ بیکار آپس میں فساد مچیگا اور یہ بہتر ہو گا حمزہ ثانی نے فرمایا ای نور الدہر یہ خیال تمہارا بہت صحیح ہی تم اور رستم ثانی
جا اور جا جو کچھ دل میں تمہاری گذرتا ہی تم اب سے ہو بجے بشیر ہی یہ خیال ہوا تھا سو وہ دونون سے چلے گئے لیکن
خود جاتا ہون یہ کہا اور دم کے دم سوار ہو کے روانہ ہوا آدم ہو مقدار رستم ثانی راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ رستم
بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک حصار کے پہونچا اور چہار جانب قلعہ کے گشت کر کے پھر ایک مقام پر خیمہ زن
ہو کر اندرون خیمہ مسند استراحت پر در آمد ہوا اور طرح طرح کی فکرین سوچنے لگا اتنے میں سیارہ ثانی عیار آیا رستم نے کہا
کیون خیریت ہی کدھر آئے سیارہ ثانی نے کہا ہان خیریت ہی بدیع الملک بھی آیا ہی یہ خبر سنکے رستم اٹھ بیٹھا
کہا اے سیارہ واقعی بدیع الملک بھی آیا ہی سیارہ ثانی نے کہا میان راہ یہان خود دیکھ لو گے رستم نے کہا
شاید کسی اور کام کو اس طرف آیا ہو گا سیارہ نے کہا مجھکو یہ خبر بھی دریافت ہوئی ہی کہ بدیع الملک کسی اور
کام کے واسطے نہیں آیا خاص اسی کام کو آیا ہی جس کام کو تم یہان آئے ہو رستم ثانی تادیر سرنگون سکوت میں بیٹھا رہا
سیارہ نے کہا متردد کیا ہی اگر بدیع الملک بھی اسی کام کو آیا ہی یا نہیں رستم نے کہا ای عیار اطرار یہ خبر مجھکو بشیر جس امور میں
ہیچ بھی کوشش کی اور بدیع الملک نے بھی ہمت فتح مندی میں بدیع الملک کو حاصل ہوئی مجھکو ہرگز نہیں ای سیارہ
میرے واسطے کبھی کوئی کام تو نے نہین کیا ہی سیارہ نے کہا جو کچھ حکم ہو گا اسکی تعمیل میں ہرگز دریغ نہ کرونگا ارشاد
ہو رستم ثانی نے کہا آج میں تجھسے یہ کام لینا چاہتا ہون کہ تو جا اور درمیان راہ میں بدیع الملک سے ملاقات
کر کے کوئی ایسی عیاری عمل میں لا کر بدیع الملک بیابان میں خوب سرگردان ہو ای سیارہ ثانی
خوب یاد رکھ کہ اگر اس قسم کی کوئی تدبیر عمل میں لائیگا اور بدیع الملک یہان پہونچ جائیگا بالیقین باوجود تمام
کوششون کے انجام میں نے سبقت آسکے ہاتھ ہو گا اور میری کوششین سب عبث ہونگی سیارہ ثانی نے
کہا خیر تمہاری خاطر مجھکو عزیز ہی جاتا ہون اور کوئی تدبیر کرتا ہون اسیوقت وہان سے آسکے عمر ثانی کی صورت
مشابہ ہوا بدیع الملک کی خدمت میں پہونچا بدیع الملک نے متعجب ہو کے کہا ای عمر ثانی تم کہان تھے
مدت سے ملاقات نہیں ہوئی سیارہ نے کہا خیر یار کیا عرض کرون اسی لاہوت مردک کی تلاش میں گیا تھا پہلے سنا کہ
وہ حصن آہنی میں جا چھپا ہی وہان پہنچا اسکو چھپایا جا بجا سرگردان پھرا آخر سراغ لگانے سے دریافت ہوا
کہ وہ مردودی خوش آب میں چھپا تا ہے پھر بھی خوش آب میں اسکا قیام ہو دریافت ہو جائے تو کیون میں
اس قدر سرگردان ہوتا کیا عرض کرون کہ حصن آہنی تک پہونچنے میں کیسی کیسی دقتیں پیش آئی ہین جنکو میں ہی
خوب جانتا ہون بدیع الملک نے کہا ای عمر ثانی خوب ہوا کہ تم اثنائے راہ میں بیک مل گئے اور یہ حال
معلوم ہو گیا ورنہ میں بھی بیکار زحمت اٹھاتا اور واپس آتا اور یہان یہ تو کہو رستم ثانی بھی لاہوت کی تلاش میں
گئے ہوئے ہیں ان کا کچھ حال معلوم ہی کہ کہان ہیں سیارہ ثانی نے کہا ہان خوب معلوم ہی وہ بھی قلعہ آہنی کی طرف
گئے ہین اثنائے راہ میں دور سے میں نے انکو دیکھا تھا میں نے دانستہ ان سے ملاقات نہ کی ضرور وہ بھی
سرگردان ہونگے لاہوت کا سراغ کہین نہین ملیگا بدیع الملک نے کہا میرے ساتھ چل کے میری راہبری کر
اگر لاہوت خوش آب میں جا چھپا ہی تو وہین چلنا چاہیے سیارہ پیش پیش روانہ ہوا اور بیابان ویران کی راہ
لی آسکے عقب میں بدیع الملک بھی روانہ ہوا وہ تمام دن راہ روی میں بسر ہوا وہ بیابان تھا کہ پناہ بذات خود

بجز ریگستان کے درخت نام کو نہ تھا آفتاب کی تمازت ہوا کی حرارت گرد و غبار کا اڑنا حواس باختہ کیے دیتا تھا ایک
آفتاب قریب غروب ہوا بدیع الملک نے کہا اے عمر ثانی شب کو کسی مقام پر قیام کرنا چاہیے اب تو ماندگی سے
حال خراب ہے سیارہ نے کہا شہریار یہ مقام توقف کا نہیں ہے آگے بڑھیے اگر کوئی چشمہ دکھلائی دیگا تو قیام کا مضایقہ
نہیں ہے بدیع الملک خاموش ہو رہا اور بدستور راہ روی میں مصروف رہا تمام شب راہ طے کی تھی کہ صبح ہو گئی سیارہ
عیار وہان سے غائب ہو گیا بدیع الملک نے ہمراہیون سے پوچھا سب نے لاعلمی ظاہر کی دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ سرحد خوش آب یہی ہے مظفر شاہ خوش آبی شہر کے دروازہ بند کرکے بیٹھا ہوا تھا یکایک اسکو
بدیع الملک کے ورود کی خبر پہونچی اسنے شہر کے دروازہ کھول دیے اور اپنی تمام فوج ہمراہ لیکے استقبال
کے واسطے آیا اور بہزار تعظیم و تکریم شہر مین لیگیا بدیع الملک نے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہے بازارون مین کثرت ہے جابجا
خرید و فروخت ہو رہی ہے علی الخصوص چوک کی آبادی قابل تعریف ہے چوڑی سڑک دو طرفہ دکانین ایک طرف از یک
جانب بزازہ کہین تنبولی دوکانون پر بیٹھے پان بنا رہے ہین کہین سنار بیٹھے زیور طلائی گھڑ رہے ہین کسی جا حلوائیون
نے جھمکڑے لگائے ہین کسی کمرہ کے نیچے نوجوان طرحدار ذوق و خوش طبعی کر رہے ہین بدیع الملک مظفر شاہ
خوش آبی کے ساتھ سیر کرتا ہوا اسکے دربار مین آیا ادھر ادھر کی باتین ہوئین لاہوت کے ذکر کی نوبت آئی
مظفر شاہ خوش آبی نے کہا وہ یہان کہان معلوم ہوتا ہے تمکو دھوکا دیا صحرا نوردی کی زحمت مین مبتلا کیا اسقدر
تو مجھکو بھی خبر ہے کہ لاہوت طلسم سے نکل کے قلعہ آہنی مین گیا ہے وہین ہوگا بدیع الملک نے مذہب کا استفسار
کیا مظفر شاہ نے کہا وہی مذہب ہے جو بزرگون کا تھا شاہزادہ نے دین اسلام کی بزرگی بیان کی پھر خدا کی
وحدانیت اور پیغمبرون کی ضرورت کے دلائل پیش کیے مظفر شاہ خوش آبی نے کہا شہریار ہمکو اپنے مذہب
کے حق و غیر حق ہونے کا تو مطلق حال نہین معلوم ہے البتہ ابتدائے عمر مین جو کچھ بزرگون نے تعلیم کر دیا تھا اپنے
ہم مذہبون سے سنا ہے وہی یاد ہے ہان اس وقت تمھارے دلائل پیش کرنے سے تو ضروری خیال ہوتا ہے کہ تمھارا ہی
مذہب حق ہے شاہزادہ نے کہا اے بادشاہ ذی جاہ حقیقت امر یہ ہے کہ دنیا کے علائق انسان کو راہ راست سے
منحرف رکھتے ہین ہر شخص کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنی حالت پر نظر رکھے دولت دین حق کو کسی وقت مین ہاتھ سے نہ
دے ورنہ انجام مین بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہین آتا شہزادہ کی اسوقت تقریر مختصر نے مظفر شاہ کے
دل پر ایسا اثر کیا کہ اسنے دین اسلام کی ارکان بیان کرنے کی درخواست کی شاہزادہ نے اصول و
فروع بیان کیے مظفر شاہ نے اپنی لوح دل پر لکھ لیے اور بصفائی قلب مسلمان ہو ضیافت کرنا چاہی تھی
مگر شاہزادہ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کے قلعہ آہنی کی جانب روانہ ہوا اب اس طرف کا حال سنیے سیارہ
ثانی وہان سے غائب ہو کے رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا رستم نے کہا اے سیارہ ثانی کہو کیا کار روائی کی
سیارہ نے کہا حسب ایما تمھارے مین بدیع الملک کے پاس پہونچا اور بیابان مین سرگردان کرکے وہان سے
چلا آیا اب مجھکو نہین معلوم کہ بدیع الملک کہان ہے اور کیا صورت پیش آئی کیا عجب ہے اگر ابتک اسی بیابان مین
سرگردان ہو رستم ثانی بہت خوش ہوا سیارہ کو اسکی عیاری کی تعریف کرکے انعام دیا اور اسی وقت حکم دیا کہ
نقارہ جنگ بجایا جائے دوسرے روز مرکب پر سوار ہو کے قلعہ آہنی پر دھاوا کیا دوپہر تک نیزہ و تفنگ
رہی لاہوت بھی اندرون قلعہ سے جواب ترکی بترکی دیتا رہا رستم نے چاہا کہ قلعہ مین پہونچ کے لاہوت کا
قصہ منفصل کرون مگر کوئی راستہ قلعہ مین داخل ہونے کا نہ ملا ناچار بہزار جد و جہد قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور شہر مین

داخل ہوا لاہوت سمجھا کہ اب یہ مسلمان اسکا ہاتھ سے فرخ ملیتی دوسرا دروازہ کھول کے قلعہ سے باہر نکلے خوش آسمان کی جانب
بھاگا فوج حقیقہ قلعہ نے جو دیکھا کہ حریف کی فوج قلعہ میں داخل ہوگئی اور قلعہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہین انھون نے
بھی ہاتھ ملاکے جان لڑادی خوب کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا کشتون کے پشتے اور سرون کے ڈھیر ہر طرف دکھائی
دیے مگر لاہوت کے بھاگ جانے سے بے دل تھے تاب قیام میدان کے نہ پا کر مسلمانون کا عمل ہوا
بلکہ دائرہ اسلام میں داخل کیا لاہوت کے تعاقب میں روانہ ہوئے خیز خیز چلے جاتے تھے ادھر لاہوت بھی
پیش پیش بھاگا چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں لاہوت کو ایک گرد تیرہ نظر آئی اگرچہ وہ گرد تیرہ شاہزادہ بدیع الملک
ہی کے اس طرف آنے کی تھی مگر اسکو اور اسکے ہمراہیون کو اسکی خبر نہ تھی اس طرف بدیع الملک کو خبر پہونچ گئی کہ
کفار اس طرف دوڑے چلے آتے ہین تمام ہمراہیون سے بآواز بلند کہا اے دلاورو و شیر دل وہوشیار ہوجاؤ گبران نابکار
سے چلے آتے ہین ہرگز کوئی گبر اس طرف کا زندہ و سلامت نہ جانے پاسے تاانکہ وہ گبر قریب آپہونچے بدیع الملک
شمشیر آبدار کھینچ کے … بے تحاشا لشکر کفار کی جانب جھپٹا وہ گبر بھی آمادہ پیکار ہوگئے تکبیر و برزن کی آواز بلند ہوئی
سوارون میں پیادہ اور پیادون میں سوار مل گئے ایک کو ایک کی خبر نہ تھی اس اثنا میں رستم ثانی بھی مع فوج ہمراہی
آپہونچا دیکھا ہنگامہ کشت و خون گرم ہے بدیع الملک داد مردانگی دے رہا ہے وہ بھی آمادہ حرب ہوگیا اور کوشش
کر رہا تھا کہ کسی طرح لاہوت میرے ہاتھ آجاوے اور لاہوت کا یہ حال تھا کہ شمشیر آبدار تولے ہوئے
کبھی اس صف میں آتا ہے کبھی اس صف میں جاتا ہے اور کبھی خائف ہوئے پس پشت دیکھتا ہے کہ ایسا نہ ہو
کہ کوئی خداپرست مجھ تک پہونچ جاے اسکا یہی خیال پیش آیا کہ رستم ثانی موقع پاکے لاہوت کے قریب
آگیا فوراً لاہوت کی کمر میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرنا چاہا مگر بدیع الملک بھی قریب پہونچ گیا منتظر تھا
کہ رستم لاہوت کو سر سے بلند کرے تو میں رستم کو مع لاہوت سر سے بلند کرلون حسب اتفاق اس وقت
حمزہ ثانی قریب رستم کے پہونچے اور ایسا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ رستم کے ہاتھ سے لاہوت کا کمربند چھوٹ
گیا تمام گبر بھاگے اور لاہوت بھی قریب تھا کہ بھاگ جاے مگر بدیع الملک قریب اسکے پہونچ گیا تھا جلدی ہی
لاہوت کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا اور بہ یکی تمام اسکو سر سے بلند کرلیا اسی طرح تمام سردارون نے ایک ایک
گبر کو ہاتھ پر اٹھا لیا اور تمام میدان میں لیے پھرے بعد ازان سبکو گرفتہ و بستہ کرکے با فتح و ظفر وہان سے
روانہ ہوئے اور جابلقا میں آکے بارگاہ سلیمانی میں قرار لیا ایک دن استراحت میں بسر کیا دوسرے روز
حکم دیا کہ ان گبران گرفتہ و بستہ کو ہمارے روبرو لاؤ حسب الحکم تمام کافر بدیع الملک کے روبرو حاضر کیے
گئے شاہزادہ نے دین اسلام کی دعوت کی کسی نے قبول نہ کیا شہزادہ نے پوچھا جمشید جابلقا و ملک کیکاؤس
و مجنون شاہ یہ تینون گبر کہان ہین انکو بھی لاؤ تاکہ انپر بھی حجت تمام ہوجاے ملازمون نے انکو بھی حاضر کیا
شاہزادہ نے کہا اے جمشید تو کیون اپنی جان کے درپے ہے اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کے دلائل رکھتا ہے
بلا تکلف بیان کر ہم ان دلائل کو رد کرکے دین اسلام کے حق ہونے کو ثابت کرینگے اور اگر کچھ بھی دلائل نہین ہین
تو دین اسلام قبول کر ورنہ ہم تجھکو ضرور ہلاک کرینگے جمشید جابلقا نے مطلق جواب نہ دیا شاہزادہ ملک کیکاؤس
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا تو اس بارہ میں کیا کہتا ہے اسنے کہا جو کچھ پوچھو بدیع الملک نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہون کہ اگر
دین اسلام قبول کرنا منظور ہو تو خیر ورنہ اپنے قتل پر راضی ہو اسنے بھی کچھ جواب نہ دیا شہزادہ نے مجنون شاہ
سے کہا تو بھی یہی کہیگا مجنون شاہ نے کہا اے بدیع الملک ایمان کا صدقہ جان ہے بدیع الملک نے کہا

اور حکم دیا کہ ان تینوں کو چار سوے شہر جابلقا میں لے جا کے دار پر کھینچا اور تیر باران کرو بعدہ یہاں سے کوچ کر کے
سابل کی طرف روانہ ہوے حمزۂ ثانی نے شہر جابلقا کو رستم ثانی کے حوالہ کیا اور زنگارستان و جابلقا شہزادہ
بدیع الملک کے نام مقرر کیا چند روز کے بعد سابل میں وارد ہوا اہوت وتختگان کو مع پیران نابکار سابل
میں تیرباران کیا بعدہ فزوالامان میں آئے مظالم شاہ نے حمزۂ ثانی کی خدمت میں عرض کی کہ ای شہریار عالی تبار
عمر اعداے تو شمشیر شمارا ہمہ سال + عہد اقبال تو توفیق بقا را ام ارباب + مجلس را زہرہ قوال و مگس رانند حل
آبدارت ابر نیسان و خواست آفتاب + بندہ نے اپنی دختر لخت جگر کو شہزادہ بدیع الملک کی کنیزی میں دیا ہے
حمزۂ ثانی نے فرمایا ای مظالم شاہ کیا بدیع الملک نے اوس سے نکاح کر لیا ہی یا ابھی نہیں [illegible] مظالم شاہ نے
کہا ای والا منزلت اگرچہ میری دختر بدیع الملک ہی سے منسوب ہے مگر مجھکو یہ بھی یقین ہی کہ اس مناکحت کو شہزادہ
نے حضور ہی کی اجازت پر موقوف رکھا ہی حمزۂ ثانی بدیع الملک سے بہت خوش و رضامند ہوے اور کہا میرے نزدیک
اب مناکحت سے فراغ حاصل کر لینا چاہیے مظالم شاہ نے کہا حضور کو اختیار ہی میرے نزدیک بھی مناسب
ہی جو حضور کی راے ہی حمزۂ ثانی نے سامان عروسی کا حکم دیا ایک قصر خاص اس شادی کے واسطے آراستہ
کیا گیا اور جملہ سامان ضروری بنہایت تکلف و اہتمام سے مہیا ہوا روز سعید و ساعت حمید میں شہزادہ بدیع الملک
کا عقد ملکہ ماہ نوش لب سے ہوا بعد فراغ اس عروسی کے ایک روز حمزۂ ثانی بارگاہ فلک پایگاہ میں مسند
حکومت پر بیٹھا تھا ناگاہ آسمان سیاہ ہوگیا سب متحیر تھے کہ یہ کیا واقعہ ہی کہ آفتاب ایک نوع کی سیاہی میں پوشیدہ
ہوگیا بدیع الملک نے دیکھا کہ اعمال شاہ اور ملک داد بخش وہاں پہونچے بدیع الملک نے حمزۂ ثانی
کی خدمت میں عرض کی شہریار حضور کے اقبال روز افزون کی بدولت یہ دونوں ملازمان بارگاہ کا ہی یعنی اعمال شاہ
اور ملک داد بخش کا ورود ہوا ہی اور انکے ساتھ ہزارہ ہزار دست دیو بھی ہی جو ان دونوں بادشاہوں کی حراست
میں ہی حمزۂ ثانی نے متعجب ہوکے فرمایا اے بدیع الملک یہ دیو کس قسم کا ہی جسکا نام ہزارہ ہزار دست
دیو ہی کہا اس دیو کے متعدد ہاتھ ہیں شاہزادہ نے عرض کی ہزارہ دیو موجود ہی حضور ملاحظہ فرمائیں حمزۂ ثانی نے
فرمایا اچھا [illegible] دیوان ایک جانب استادہ کیا جاوے اور ہزارہ کو ہمارے روبرو لاؤ ہم ہزارہ دیو کے
دیکھنے کے بہت مشتاق ہیں شہزادہ نے تمام لشکر کو ایک جانب مقیم کیا بعض سرداران لشکر دربار میں آئے
حمزۂ ثانی نے ان سبکو بنیم تخت مرحمت کیے سب آداب تسلیمات بجا لا کے نیم تختوں پر بیٹھے دیو قہار جبل پر اپنے
چالیسوں ہاتھوں میں عمود لیے ہوے اور ہزارہ ہزار دست کو مقید کیے ہوے حمزۂ ثانی کے روبرو
حاضر ہوا حمزۂ ثانی کی نظر جو ہزارہ ہزار دست پر پڑی بہت حیرت ہوئی کہا اللہ اکبر یہ دیو ہی یا کوئی آفت
ہی آخر اسکو کیونکر اور کس دلاور نے گرفتار کیا ہی اعمال شاہ نے کہا ای شہریار عالی مقدار ایسے زبردست دیو
کو گرفتار کرنے کی طاقت بجز بدیع الملک دلاور کے کوئی اور بھی رکھ سکتا ہی اس دیو کے قد و قامت پر نظر نہ کرنا چاہیے
خدا کی قدرت پر خیال کرنا چاہیے کہ آپنے ایسے زبردست دیوون پر انسان ایک مشت خاک کو غالب کیا حمزۂ
ثانی نے فرمایا جسوقت یہ ہزارہ گرفتار کیا گیا ہی بدیع الملک کے کسقدر مددگار تھے اور اسکے گرفتار کرنے
میں کسقدر فوج کام آئی ہوگی اعمال شاہ نے کہا اگرچہ کثیر التعداد لشکر موجود تھا جب یہ ہزارہ دیو گرفتار ہوا ہی
مگر فوج و لشکر کا دخل اسکی گرفتاری میں مطلق نہیں ہوا شہزادہ بدیع الملک دلاور نے تنہا بزور بازو [illegible] اسکو
گرفتار کیا ہی اور مقابلہ بھی تنہا ہی کیا اسوقت دربار میں عجیب کیفیت تھی تمام افسران فوج و سرداران لشکر سے

دربار میں تھا جن میں ایک سے ایک زبردست و قوی ہیکل و شجاع و دلیر تھا جس وقت ہزارہ دیو پر نظر پڑی کسی سے
تن بدن کا ہوش بکلی رخصت ہو گیا ہر ایک ہزارہ کو دیکھ کے محو حیرت تھا اور ہزارہ دیو گھبرا گھبرا کے ہر ایک کی صورت
دیکھتا تھا جس سے بے اختیار ہنسی آتی تھی بیشتر سردار باوصف ہی موجود تھے اگرچہ حمزۂ ثانی کے رعب و داب سے
کچھ نہ کہہ سکتے تھے لیکن باہم چپکے چپکے اشارے ہزارہ دیو پر کرتے تھے اور جب ہزارہ سے نظر چار ہو جاتی تھی اسکے
سامنے جاتی بھیانک صورت بناتے تھے کہ وہ بخوبی گھورتا تھا اور گرفتہ و بستہ ہونے کے سبب سے اُسکا کچھ
بس نہ چلتا تھا اس وقت حمزۂ ثانی اور تمام سردار بدیع الملک کی جرأت و شجاعت کی تعریف کر رہے تھے
اور کہتے تھے کہ شجاعت و دلیری بدیع الملک پر ختم ہے یہ خدا کی شان قابل غور ہے کہ ایک انسان ضعیف البنیان ایسے
دیو بلائے بے درمان کو گرفتار کرے حمزۂ ثانی بار بار بدیع الملک کی طرف متوجہ ہو کے کہتے تھے کہ مرحبا اور
شاباش اے جوانمرد این کار از تو آید و مردان چنین کنند بدیع الملک حمزۂ ثانی کو بکمال ادب تسلیم کرتا تھا اور
دست بستہ کہتا تھا کہ میں کیا اور میری جرأت کیا یہ سب بارگاہ والا کی اقبال مندی ہے بعضے سردار یہ کہتے تھے کہ
اے شہریار ہم اکثر اس دیو کو دیکھ کر عجیب الخلقت کا نام زبان ہما جعفران سے سنتے تھے ہزار دست سنا کرتے
تھے مگر بچشم خود دیکھا نہ تھا بیجا ہے خود سے کہتے تھے کہ وہ دیو ہزار دست نہیں معلوم کس قطع کا ہو آج بدیع الملک
کی بدولت آج سے اپنی آنکھ سے دیکھا یہ دیو ہے یا کوئی بلائے آسمانی ہے خداوند عالم اپنے بندوں کو اپنی
حفظ و امان میں رکھے خدا نہ کرے کہ ایسی بلا کا سامنا کسی انسان سے ہو حمزۂ ثانی نے ہزارہ دیو کو قریب
اپنے طلب کیا جب وہ آیا کہا تو کیا مذہب رکھتا ہے ہزارہ نے سر ہلایا مطلب یہ تھا کہ میں نہیں سمجھا حمزۂ ثانی
نے پھر کہا میں یہ پوچھتا ہوں کہ تو کسکو سب سے زیادہ بزرگ و برتر جانتا ہے جسکے سامنے سر جھکاتا ہے ہزارہ
نے کہا جو مجھ سے بڑا ہو حمزۂ ثانی نے کہا تو اپنے سے بڑا اسکو سمجھتا ہے اُس نے کہا پہاڑ کو جو مجھ سے بدرجہا بلند ہے
حمزۂ ثانی نے کہا پہاڑ کی یہ وقعت ہے کہ ایک ادنی آدمی اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے پھر وہ بڑا کاہے سے ہے
اُس نے کہا وہ بڑا اس سبب سے ہے کہ اُس سے بلند و بالا کوئی شے نہیں ہے حمزۂ ثانی نے کہا اُس سے بلند
آسمان ہے اُس نے کہا آسمان کو ہم دیکھ نہیں سکتے پھر جسکو دیکھ نہیں سکتے اُسکی بندگی کیا حمزۂ ثانی نے کہا مسلم پہاڑ
کی بندگی کرتا ہے یا اسکے ٹکڑے کی بھی ہزارہ نے کہا پتھر کا ٹکڑا بھی پہاڑ کا جزو ہے اس واسطے اُسکی بھی بندگی لازم ہے
بدیع الملک نے کہا شہا یہ مردود اسی طرح ہر حرف بیگانہ بیکار مہمل خرافتی ہے اسکا جہنم واصل ہی کرنا مناسب ہے
حمزۂ ثانی نے کہا اے بدیع الملک حجت تمام کر لینا چاہیے اور ہزارہ سے کہا اے ہزارہ اب ہم اور کچھ نہیں
پوچھنا چاہتے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ تو مسلمان ہوگا یا نہیں ہزارہ نے کہا میں خدائے نادیدہ کی بندگی ہرگز
پسند نہ کرونگا حمزۂ ثانی نے کہا اندھوں کو وہ خدائے وحدہٗ لا شریک نہیں دکھائی دیتا ورنہ وہ ہر جگہ موجود ہے
جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہے وہ ہر وقت اور ہر جگہ دیکھتا ہے ہزارہ نے کہا مجھکو نہیں دکھائی دیتا پھر میں کس طرح
اُسکا قائل ہو جاؤں اور تم سچے ہو اندھوں کو وہ خدا نہیں دکھائی دیتا پھر میں تو آنکھیں رکھتا ہوں ہرگز اندھا
نہیں ہوں مجھے کیوں نہ دکھائی دیتا ہے تم دکھائی دیتے ہو اور جو یہاں موجود ہیں سب مجھے دکھائی دیتے ہیں
حمزۂ ثانی نے برہم ہو کے کہا خاموش رہ بے خبر و ارباب فضول مت بک اور اہل دربار سے کہا کون ہے ایسا قوی دست
کہ ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ میں اسکا کام تمام کر دے کسیکی جرأت نہ ہوئی کہ ہزارہ ہزار دست پر تیغ کا وار
کرے بدیع الملک اُٹھ کھڑا ہوا اور حمزۂ ثانی کے روبرو آ کے کہا اگر حکم ہو تو میں اس نوبت میں

اور قتل ہوا حمزۂ ثانی نے اجازت دی بدیع الملک شہزادہ کے قریب آیا اور کہا او اجل رسیدہ دیکھو اب بھی
خیریت ہے اگر تو مسلمان ہو جاوے اُسنے کہا نہیں معلوم تو کیا بکتا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا شہزادہ نے کہا
خیر ابھی تک تیری سمجھ میں نہیں آیا ہے اب سمجھ جائیگا یہ کہکر اُسکی کمربند میں ہاتھ ڈال کے بزور دست و بازو سر سے
بلند کر لیا اور تمام حاضرین کو دکھا کے زمین پر مارا جس سے وہ بیہوش ہو گیا بعدہ ایک پاؤن اُس کا اپنے پاؤن
کے نیچے دبایا اور دوسرا اُٹھا کے کس دونون ہاتھون کی گرفت میں لا کے مثل کرباس کہنہ دو حصے کر دیا
ایک حصہ جانب راست پھینک دیا اور دوسرا جانب چپ اور حمزۂ ثانی کے روبرو آ کے سلام کیا حمزۂ ثانی
اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بدیع الملک کو گود میں اُٹھا کے چند بوسے پیشانی و چشم پر دیئے
اور تمام حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای حاضرین اگرچہ یہ مسلم ہے کہ ع آنچہ عیان ست چہ حاجت
بہ بیان ہے تمام حاضرین وقت جانتے ہی ہونگے کہ یہ جوان دلاور جری جس مرتبہ کا ہے تاہم بہ اعلان میں یہ بات
کو کہتا ہون کہ بدیع الملک پشت و پناہ لشکر اسلام اور ازبر دہم سبکی ہے اگرچہ اور بھی جری دلاور لشکر اسلام
میں ہیں مگر جو اقبال مندی اس جوان کو حاصل ہے وہ ہرگز کسیکو نہیں حاصل ہے اور بالیقین یہی میرا جانشین
نظر آتا ہے بعدہ خلعت خاصہ بدیع الملک کو مرحمت فرمایا ملک داد بخش بھی اُسوقت دربار میں حاضر تھا
بدیع الملک کے زور و طاقت سے بہت خوش ہوا جب حمزۂ ثانی نے خلعت خاصہ مرحمت فرمایا اور کمال بہ
بدیع الملک کی تعریف کی ملک داد بخش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا حمزۂ ثانی کی خدمت میں عرض کی کہ اگر حکم والا ہو
تو یہ خادم بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہے حمزۂ ثانی نے اجازت دی ملک داد بخش نے کہا اصل امر یہ ہے کہ جو جرات و طاقت
اسوقت بدیع الملک کو حاصل ہے وہ جرأت و طاقت یہان کسیکو حاصل نہیں ہے یون تو بجاے خود ہر شخص
اپنے کو بہت کچھ سمجھتا ہے لیکن سمجھ لینے سے کیا فائدہ میں بھی بدیع الملک کے احسان کا قائل ہون اور دلیل
قائل ہونے کی یہ ہے کہ میں اپنی دختر پارہ جگر کو بدیع الملک کی کنیزی میں دیتا ہون چنانچہ دوسرے [illegible]
کا سامان مہیا ہونا شروع ہوا خلاصہ یہ کہ بہت دھوم سے یہ عقد بھی شاہزادہ بدیع الملک کا ہوا ہزارہا
جوڑے ملازمون کو دئے بیشمار انعام تقسیم ہوئے مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوئیں عیش و عشرت کی باتیں
آئین تا اینکہ ہنگامہ شادی فرو ہوا چند روز تک ملک داد بخش اور اعمال شاہ کا قیام رہا بعدہ یہ دونون
بادشاہ رخصت ہو کے قاف کیجانب روانہ ہوگئے ایک روز ایرج نوجوان قزوال ان میں اندرون محل سرا بیٹھا ہوا
تھا ایکایک اُسکی نظر ایک نازنین پر پڑی ہزار جان سے فریفتہ ہوگیا دل بیقرار ہونے لگا بیدین نمط بے رنگ
چہرہ سے اُڑ گیا پروانۂ مملکت دل میں قرار کا خون ہوگیا بیقراری کا عمل ہوا راوی کہتا ہے وہ نازنین گرتاج نام بدیع الزمان
کی دختر تھی جسوقت ایرج نوجوان کی نظر گرتاج پر پڑی اسکو مطلق ایرج نوجوان کا خیال نہ تھا اور ایرج نوجوان
کی نظر اسی نازنین مہ لقا کی طرف دوختہ ہوگئی تھی ہر مرتبہ ایرج چاہتا تھا کہ ہرچند باد باد اس حور وش سے دست و بغل
ہو جاؤں مگر پھر ضبط کرتا تھا کہ نہیں معلوم کس خرابی کا سامنا ہو جاوے آخر گرتاج بنت بدیع الزمان نے بھی بذریعہ
نظر سے ایرج کو دیکھا کہ میری جانب بغور دیکھ رہا ہے وہان سے اٹھ کے اپنی محل سرا میں چلی گئی اب تو
یہان ملاقات کی نوبت پہونچی چہرہ پر مردنی چھا گئی گریبان تک ہاتھ جانے لگا ندیمون نے استفسار مزاج کیا
ایرج نے حقیقت امر کو بیان کرنا مناسب نہ جانا کہا خیریت ہے اسوقت از خود دل رنجیدہ ہو گیا ہے خود میں حیرت
میں ہون کہ مجھکو کیا ہو گیا ابھی اچھا خاصہ بیٹھا ہوا تھا کیا تم نہیں دیکھ رہے تھے انھون نے کہا پھر طبیب کا

بند و بست کیا جاوے ایرج نے کہا کچھ طبیب کی ضرورت نہیں ہے از خود مزاج درست ہو جاویگا سب خاموش ہو رہے
مگر لب مہ تغیر ہو گیا تھا کہ غشی کی نوبت پہونچی اب سب گھبرا کے حکیموں کو بلایا انھوں نے نبض دیکھی انواع اقسام
کے مرض تجویز کیے لیکن اصل مرض تشخیص نہ ہوا دوا تیار ہوئی پلانا چاہا غشی تھی دوا کیونکر پلائی جاوے تجویز ہوا کہ
غشی سے افاقہ ہو تو پلائی جاوے تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے آنکھ کھولی سب نے اصرار کیا کہ دوا نوش
فرمائیے ایرج نے آہستہ کہا بلا وجہ کیوں مجھکو پریشان کرتے ہو میں اس دوا کو نہ پیونگا اپنے مرض کو میں ہی خوب
سمجھتا ہوں یہ کہا اور مصرع پڑھا قصۂ درد نہ کہا جائے ستمگار نگاہ ناز کا لگا ہے چشم نم کار پرستاروں کو اور زیادہ حیرت
ہوئی کسی نے کہا دماغ خراب ہو گیا ہے کسی نے کہا کسی جن یا پری کا سایہ ہے فلاں عامل اپنے فن میں کامل ہے
اسکو بلاؤ کوئی مجرب تعویذ لکھوا دے ابھی حال معلوم ہو جائیگا اور فائدہ بھی ہوگا ایرج پر پھر غشی طاری ہوئی ملازم
عامل کے یہاں دوڑتے ہوئے گئے اور اُسیوقت اپنے ہمراہ لائے عامل نے کتاب کھولی زائچہ کھینچا ایرج کے
ہاتھ میں زنجیر رکھ کے پھینکا کچھ حساب کیا تعویذ لکھا کہا اسکو پانی میں گھول کے پلا دو خدا نے چاہا تو فائدہ ہوگا اس
جوان پر پری کا سایہ ہے جان کی خیریت ہے چند روز کی زحمت ہے پھر خوشی ہوگی یہ کہکے وہ چلا گیا عامل کی اس تقریر
سے کسی کو تسکین نہ ہوئی سب متحیر تھے کہ یہ کونسا مرض ہے کوئی کہتا تھا کہ ہم جن پری کے قائل نہیں ہیں کوئی
کہتا تھا اگر جن پری کے قائل نہیں حکیم صاحب نے کیا بنا دیا کوئی کہتا تھا صاحب جو جس فن کا ماہر ہوگا وہ اپنے فن کے
موافق تجویز کریگا عامل ہو یا طبیب دوسرے روز حمزۂ ثانی کو ایرج کی علالت کی خبر پہونچی اور یہ بھی بیان کیا گیا
کہ طبیب اور عامل کی یہ رائے ہے حمزۂ ثانی کو کمال تاسف ہوا ملک قاسم کو قریب بلایا اور کہا ایرج نوجوان کی
نصیب دشمنان طبیعت ناساز ہے میں خود ایرج کی عیادت کو جاتا مگر بوجہ چند در چند میرا جانا نہیں ہو سکتا میری طرف
سے تم جاؤ اور ایرج نوجوان کے حال کی صحیح صحیح خبر مجھسے بیان کرو ایرج نوجوان کے پرستاروں سے میری طرف
سے یہ ضرور کہدینا کہ خبردار علاج میں غفلت نہ کرنا جس چیز کی ضرورت ہو کوشش کر کے بہم پہونچانا اور اگر بہم نہ پہونچے
تو مجھے اطلاع دینا ملک قاسم وہاں سے ایرج کے پاس آیا حال دیکھا ایرج نوجوان پر اُسوقت بھی غشی طاری
تھی بار بار ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرتا تھا اور کبھی نہایت درد کی آواز سے کراہتا تھا ملک قاسم نے ایرج کا شانہ
ہلایا آواز دی ایرج نے آنکھ کھولی ملک قاسم نے کہا کیسا مزاج ہے ایرج نے نفس سرد بھر کے حسرت کی نظر
سے ملک قاسم کو دیکھا آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے آہستہ کہا کیا پوچھتے ہو یارو مجھ جسم ناتوان کی ✦
رگ رگ میں نیش تقسیم ہے کیسے کہاں کہاں کی ٭ ملک قاسم نے کہا آخر معلوم تو ہو کہاں درد ہے کیا بے چینی ہے تا کہ
اسکے موافق علاج کیا جاوے حمزۂ ثانی کو خبر علالت سنکے بہت تردد ہے استفسار حال مزاج کے واسطے
مجھکو بھیجا ہے ایرج نے کہا ٭ ملک قاسم سے کہ کہیں درد ہو دوا کیجیے ٭ دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجیے ٭ ملک قاسم
نے کہا آخر دل کے بے چین ہونے کی کوئی وجہ بھی ہے وہ سبب جس سے دل بے چین ہوتا ہے یا کوئی مرض جسمانی ہے یا نفسانی
اگر کوئی مرض جسمانی ہو اسکو بیان کرنا چاہیے یا کوئی مرض نفسانی ہو جس سے مطلع کرنا چاہیے ورنہ سکوت میں
مفت جان ضائع ہو جائے گی اور کسی طرح جان کا ضائع کرنا ہرگز قرین عقل نہیں ہے ایرج نے اس مرتبہ مطلق جواب
نہ دیا اور بیہوش ہو گیا ملک قاسم کو اُسکے قرائن سے ثابت ہو گیا کہ ضرور ایرج نوجوان کسی نازنین پر فریفتہ
ہو گیا ہے حاضرین سے اُسوقت پوچھا کہ یہ کیفیت ایرج کی کب سے ہے اور اس علالت سے پیشتر کس کس شخص سے
ملاقات ہوئی انھوں نے کہا یہی سب لوگ آتے گئے جو روز آتے جاتے تھے ہمیں کسی خاص شخص سے ملاقات نہیں

بروی ملک قاسم نے کہا تم اتنش سے تو کوئی نہین یہان آیا تھا انھون نے کہا ہان گمر تاج دختر بدیع الزمان
بضرورت یہان آئی تھی ملک قاسم نے کہا بس ہم سمجھ گئے خبردار اب کوئی دوا ایرج نوجوان کو نہ پلائی جاوے
سبب مرض کو تشخیص کر لیا اور ایرج کے کان مین آہستہ کہا اے جوان اگرچہ تو نے مرض نفسانی کو ظاہر نہین کیا ہی مگر اسے
سمجھ گئے تو نے گمر تاج بنت بدیع الزمان کو تو نہین دیکھا ایرج نے مسکرا کے ملک قاسم کی صورت دیکھی
اور پھر آنکھین بند کر لین ملک قاسم وہان سے حمزۂ ثانی کی خدمت مین آیا حمزۂ ثانی نے کہا اے ملک قاسم
کہو ایرج نوجوان کا حال کیا ہی خداوند کرے کوئی مرض شدید تو نہین ہی ملک قاسم نے کہا شہریار بہت
مطمئن رہین خداوند کرے کوئی ایسا مرض نہین ہی جس سے کچھ خدشہ کا گمان ہو سبب ہان خفیف ایک نوع کا مرض
ہی جو شہریار کی ادنی توجہ سے زائل ہو سکتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا مین کسی مرض کا علاج کیا جانون ملک قاسم نے
کہا یہی حضور فرماتے رہین لیکن جب عرض کرونگا تو حضور سمجھ جاینگے کہ ہان میری توجہ سے یہ مرض زائل ہو سکتا ہی اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ ایرج نوجوان کو کوئی مرض جسمانی نہین عارض ہی بلکہ مرض نفسانی عارض ہو گیا ہی حمزۂ ثانی
نے کہا آخر بیان تو کرو کیا مرض ہی ملک قاسم متبسم ہوا اور کہا تخلیہ مین عرض کرونگا حمزۂ ثانی ملک قاسم کو تخلیہ
مین لے گئے اور کہا ہان بیان کرو ملک قاسم نے پہلے جو حالت معائنہ کی تھی بیان کی بعدہٗ کہا کہ ایرج نوجوان
گمر تاج بنت بدیع الزمان پر فریفتہ ہو گیا ہی اسکا علاج حضور ہی پر محول ہی حمزۂ ثانی انگشت بدندان ہوئے
اور کہا اے ملک قاسم یہ کیا نادانی کی حرکت ہی فرض کرو کہ مین بدیع الزمان سے کچھ نہین کہہ سکتا اور کہون بھی
لیکن بدیع الزمان منظور نہ کرے پھر کیا ہو انسان کا مقتضائے انسانیت یہ ہی کہ ہر ایک امر مین مناسبات
کو ہاتھ سے نہ دے سعدی نہ ہر جا مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن ملک قاسم نے حمزۂ ثانی
کی تمام تقریر سن کر کہا اگر اجازت ہو تو مین بھی کچھ عرض کرون حمزہ نے کہا کہو ملک قاسم نے کہا خداوند نعمت اصل
یہ ہی کہ عشق و محبت مین ادنی و اعلیٰ سب ہی مجبور ہین دل پر کسیکا اختیار ہی خطا معاف خانہ کرے کہ دل از خود رفتہ
ہو جائے رہتی ہی یاد ابروے دلبر تمام رات کشتی ہی زندگی پہ خنجر تمام ہوتا حمزۂ ثانی تادیر سکوت مین بیٹھے رہے
اسکے بعد بدیع الزمان کو طلب کیا اور کہا اے برادر بدیع الزمان تمھے تمھاری دختر نیک اختر کی ایک نسبت گمرا
پیام قبول کرنا منظور کرنا ہوگا بدیع الزمان نے کہا شہریار گمر تاج آپ کی کنیز ہی ارشاد ہو وہ کون شخص ہی
حمزۂ ثانی نے ایرج نوجوان کا نام لیا اور کہا جب گمر تاج کا کسی اور سے منعقد کرنا ضروری ہی پھر ایرج کے
ساتھ کیون نہ منعقد کرو اگر کوئی امر مقام ہو تو اسکا دریافت لازم ہی مگر کا وہ جو تم بھی ایرج کے حرکات
و سکنات سے یقیناً واقف ہوگے بدیع الزمان تھوڑی دیر تامل کیے کہا اس وقت مین اس بات کا جواب نہین
دے سکتا البتہ دوسرے وقت عرض کرونگا اور زیادہ تر ضرورت دوسرے پر محول کرنے کی یہ ہی کہ اس باب مین
نور الدہر اور بدیع الملک سے بھی مشورہ کرنا ضرور ہی دیکھون وہ کیا اپنی رائے ظاہر کرتے ہین حمزۂ
ثانی خاموش ہو رہے بدیع الزمان اپنے مقام قیام پر چلے آئے اور اسی وقت شہزادہ بدیع الملک نور الدہر
اور اسکو بلا بلا کے اس حال کو بیان کیا اور کہا حمزۂ ثانی اس بارہ مین مجھکو مجبور کرتے ہین تم سب کی کیا
رائے ہی نور الدہر نے کہا اے شہریار عالی مقدار اس بارہ مین مجھے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی حمزۂ ثانی
ہمارا بادشاہ ہی جو کچھ آنحضرت عالیجاہ کی رائے ہی بہت مناسب ہی لیکن اسکے بعد یہ شبہ ہے بہت یہ ہی نور الدہر
نے کہا وہ خیرہ دوسرے معلوم ہوا ہی کہ تو پہلوانان دست چپ سے ڈرتا ہی ایرج کیا وقعت رکھتا ہی کہ گمر تاج

سے نکاح کر دیگا اگر حمزۂ ثانی سنتے ہین تو کہا کرین زنہ کے گئے سے کیا ہوتا ہر شخص کو اپنے فعل کا اختیار ہے خبردار اور
بسامان حسنۂ ثانی اس بارہ مین کچہ کہین تو انکے صاف حاف یہ کہدینا کہ قمر تاج کا اختیار اسعد کو ہی جو کچہ کرنا ہو اس سے
کہو مجہسے جو وقت کہین سنکے ہین جواب دے دونگا جو کہ رات زیادہ گئی تہی ہر ایک شخص پر خواب کا غلبہ تہا سب
اپنے اپنے مقام استراحت پر جاکے سو رہے ہر ایک نے عالم خواب مین یہ دیکہا کہ امیر حمزہ صاحبقران تشریف
لائے ہین اور کہتے ہین میری بہی یہی راے ہے کہ قمر تاج کا نکاح ایرج نوجوان سے ہو جاے آخر ایرج
مین کیا نقص ہے جو بعض شخص اس مناکحت کے خلاف ہین خبردار کوئی اس
بارہ مین مخل نہو جب صبح ہوئی سبکو خواب شب کا خیال آیا سب خود متنبہ ہوے حمزۂ ثانی کی خدمت
مین آئے حمزۂ ثانی نے بدیع الزمان سے پوچہا کیا راے قرار پائی بدیع الزمان نے کہا شہریار
کیا عرض کرون کل جن لوگون سے مشورہ کیا بعض ان مین سے مناکحت کے بارہ مین خلاف تہے لیکن شب کو
جناب امیر حمزہ تشریف لاے اور تاکید کی کہ ضرور قمر تاج ایرج سے منسوب کی جاوے اب میری جرأت نہین
ہوئی کہ خلاف حکم امیر عمل مین لاسکون حمزۂ ثانی نے کہا مین نے بہی شب کو اسی طرح کا خواب دیکہا ہی جواب
تاجبخش نے کہا امر وزنا بفردا مکن بدیع الزمان نے کہا حضور کو اختیار ہی حمزۂ ثانی نے ایرج کو طلب
کیا پہر بدیع الزمان کو اشارہ کیا بدیع الزمان نے خلعت دامادی منگایا ایرج کو دیا ایرج نوجوان
نے حمزۂ ثانی اور بدیع الزمان بکمال تعظیم تسلیم کی اور دل مین بہت خوش و مسرور ہوا دونون جانب سامان
شادی تیار ہونا شروع ہوا خلاصہ یہ کہ چالیس روز تک ہنگامۂ عروسی گرم رہا اور ساعت سعید و آوان حمید مین ایرج
نوجوان کے ساتہ قمر تاج بنت بدیع الزمان منعقد کی گئی

اب تاجدار اقلیم جہانبانی یعنی حمزۂ ثانی کا لشکر بے شب کو غائب ہو جانا اور سرداران دست راست اور دست چپ یعنی شاہزادۂ بدیع الملک و شاہزادۂ رستم ثانی وغیرہ مین ہنگامۂ پیکار گرم ہونا بیان کیا جاتا ہی

تیری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین
پہیر کہا کہا کے ترے کوچہ کو جاتا ہون مین
سر نرگس پہ کہ شکل بنتا ہی تو کہتا ہی وہ ترک
شکر کرتا ہون اگر داغ بہی کہاتا ہون مین
سب کا قلب تا ہی گلگشت کو وہ شکر بعد
شر مین مست جو گرتا ہوا اوٹہاتا ہون مین
لیسا مقصود سے کسو نے مین شب خوش
بیا آہنگ عشاق آواز کن
یک نغمۂ دل کش بندہ کن

خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین
سینہ صافی سے ہی آئینہ کو یہ حاصل
آنکہ یہ تیغ لڑاے تو لڑاتا ہون مین
ساقیا جام کو اللہ سلامت رکہے
بلبلون کو گلستان سے اوڑاتا ہون مین
شمع کی طرح سے جلتے گئے شعلہ بدن
جانسے کی طرح جہتے راہ مین پہنچاتا ہون
سرت گرم اے مطرب خوش زر و
ز چشم یکش ہوز نم زندہ کن

ہنسے دور جو کعبہ کو بتا ہی مین نے
جیسا دیکہو کوئی ویسا نظر آتا ہون مین
شدت عشق بہی ممکن نہین بے فضل خدا
بیتہ مین ہر خبر اسکی سناتا ہون مین
سلاقی سیکدہ نے مجہکو یہ خدمت دی ہی
سوز کش دل کو زبان پر نہین لاتا ہون مین
مغنی بیا نغمہ را سا ز کن +
کہ در غولہ خوانی ورم غولہ موسے
اسیر ہو وزان ستغام قانون سلامین

دانایان دکان سخن ترانہ غریب اور شعبۂ عجیب زیر و صدا نالہ سیدنوا کو اس طرح زیور گوش اہل وجد
سماع کرتے ہین کہ جب قمر تاج بنت بدیع الزمان ایرج نوجوان سے منعقد ہو گئی اور ہنگامۂ جشن تمام ہوا
سب مہمان اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے ایک روز حمزۂ ثانی بیٹہے بیٹہے کہ سب جانبازون کو طلب کیا

انہین سے چالیس ملازمون کو پیشتر کیا اور کہا تمکو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا تیار رہو جس وقت ہم
حکم دین تم سب فوراً حاضر ہو ان سب نے کہا بہت مناسب ہی ہم ہر وقت تابع فرمان ہین جب رات
ہوئی حمزۂ ثانی نے اُن چالیسون ملازمون کو ساتھ لیا اور وہان سے روانہ ہو گئے صبح کو خبر
مشتہر ہوئی کہ حمزۂ ثانی لشکر مین نہین ہین سب کو نہین بیٹھے سے گئے ایک نے دوسرے سے کہا کچھ
تمکو معلوم ہی اُس نے کہا سبحان اللہ جان تو وہان مین مجھکو کیا معلوم کہ وہ عالی مرتبت کس طرف
چلا گیا اور بس فکر مین گیا ہی اس خبر کو سعد شہریار نے بھی سنا شہزادۂ بدیع الملک کے پاس
پہونچا کہا کچھ تمکو حمزۂ ثانی کا حال معلوم ہی بدیع الملک نے بھی لاعلمی ظاہر کی سعد نے کہا میری راے ہی کہ حمزہ لشکر مین
رونق افروز نہین ہین بے سردار فوج کا رہنا مناسب نہین ہی تمکو حمزۂ ثانی اپنا جانشین قرار دیگئے ہین بہتر ہی کہ تم دنگل آصفی پر تمکن
ہو جب حمزۂ ثانی آجائینگے اسوقت [illegible] بدیع الملک نے کہا یہ سب سچ ہی لیکن میرے نزدیک ابھی اسقدر
عجلت نامناسب ہی تم شناخت دیکھتے ہو کہ سرداران دست چپ ہر وقت میری طرف کس نظر سے دیکھتے ہین تعجیل کا
نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہی [illegible] وقت کی تعجیل تو ضرور ہی تخت خرابی کا باعث ہی سعد نے کہا اسکا تجربہ
سطرح بہتر و مناسب ہی اب تم [illegible] اس پر عمل کرو بدیع الملک نے کہا تم جانو اور دنگل آصفی پر قیام کیا اس
طرف سرداران دست چپ نے جو یہ رنگ دیکھا بہت برہم ہوے سب ملک قاسم کے خیمہ مین جمع ہوے
اور کہا دیکھا تم نے اے ملک قاسم سعد کو کیا منصب تھا کہ بدیع الملک کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہے اور [illegible]
جو دعوی حکومت حمزۂ ثانی پر وہ رکھتے ہین وہی ہم بھی رکھتے ہین تم بتاؤ کہ اس حرکت نامعقول کے عوض مین
ہم کیا کرین ملک قاسم نے کہا بھائی ہم کچھ نہین کہتے حمزۂ ثانی موجود نہین ہین اگر اسعد نے بدیع الملک
کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہی تم بھی کسیکو دنگل پر بٹھا دو مگر یہ یاد رکھو کہ اس طرح کے اختلاف کا نتیجہ بہتر نہوگا آئندہ
اختیار ہی اُن سردارون نے کہا یہ تو ہم بھی سمجھتے ہین مگر جب اُن سبکو اس خرابی کا خیال نہین ہی تو ہم کیون خیال
کرین اگر اسعد نے بدیع الملک کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہی ہم شاہزادہ رستم ثانی کو دنگل پر بٹھاے
دیتے ہین جسکو کچھ اعتراض ہوگا ہم سے سمجھ لیگا ملک قاسم نے سکوت کیا اُن سب نے اُسیوقت جاکے رستم
ثانی کو بھی دنگل پر بٹھا دیا اور حضور مین پیش [illegible] ہو کے مطیع فرمان ہوئے اُس طرف شاہزادہ بدیع الملک دنگل
آصفی پر جلوہ فگن تھا اور تمام سرداران دست راست بھی موجود تھے ناگاہ ایک ستیارۂ ثانی بارگاہ مین بلا تکلف چلا آیا
اور جام کاسۂ عفریت اٹھا لے گیا اور یہ کہتا ہوا کہ ای نالائقان دست راست تمھارا کیا منصب ہی کہ اس جام کاسۂ
عفریت کو اپنے قبضہ مین لیے ہو جسکا منصب ہی اُسکے پاس اس جام کو لیے جاتا ہون اگر کوئی تم مین سے
اس جام کے لینے کا منصب رکھتا ہی مجھ سے لے لے شاپور شیر دل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور شہزادے
کی خدمت مین عرض کی کہ کیا حکم ہی ستیارہ جام کاسۂ عفریت لیے جاتا ہی اور ہم سب کو نالائق قرار دیتا ہی خود لائق
بنتا ہی شہزادے نے کہا ای شاپور پوچھتے کیا ہو اگر لے سکتے ہو جام کو لے لو اگرچہ مجھکو اس جام کا خیال چندان
نہین ہی تاہم یہ خیال ہی کہ اس طرح یہان سے کسی شی کا لیجانا سخت توہین ہی شاپور شیر دل بعجلت تمام اُسکے تعاقب
مین چلا وہان رستم ثانی دنگل پر بیٹھا تھا کہ ستیارۂ ثانی دربار مین رستم ثانی کے روبرو حاضر ہوا اور عرض
کی ای مالک تاج و تخت حمزۂ ثانی مین اس وقت جام بوسی کی غرض سے گیا تھا تو دیکھا کہ نالائقان دست راست
باطمینان بیٹھے اس جام مین مے کشی کر رہے ہین یہ دیکھ کے مجھ سے تحمل نہو سکا [illegible] آپکے ہاتھ سے

جام چھین لیا کیسی جرأت مجھسے تعرض کرنے کی نہ ہوئی بلکہ مین نے چلتے وقت یہ بھی کہا کہ نالایقون کی مے نوشی
کے قابل یہ جام نہین ہی نالایقون کے واسطے یہ جام لیے جاتا ہون جس کو کچھ دعوی ہو وہ مجھ سے یہ جام لے لے
کسی نے مطلق جواب نہ دیا اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کی رستم ثانی سیارہ سے بہت خوش ہوا کہا ای سیارہ
طرار کارے کردی تیرا ہی یہ کام تھا کہ یہ جام وہان سے لے آیا دوسرے کی ایسی جرأت ہرگز نہ ہوتی واقعی یہ جام
لایق وفایق سلاطین کے مے نوشی کے قابل ہی نالایقون کے واسطے نہین ہی جلدی اسکو شراب سے مملو کر کے
مجھے دے کہ پیون سیارہ نے بعجلت تمام اُس جام کو شراب سے پر کر کے رستم ثانی کو دیا رستم چاہتا تھا کہ
منھ کے قریب لے جاوے یکایک باش باش کی صدا بلند ہوئی اور ایسی صداے سخت آئی کہ رستم اُس
جام کا پینا بھول گیا متعجب ہو کے ہر چہار جانب دیکھنے لگا یکایک شاپور شیر دل دربار مین آیا سیارہ کی گردن
کو بغل مین لا کے فشار دیا جس سے اُسکے حواس باختہ ہوگئے اور اُسی طرح رستم ثانی کے قریب آیا وہ جام
شراب رستم کے ہاتھ سے لے لیا اور فوراً منھ لگا کے پی گیا پھر نعرہ مار کے کہا ای باجیہ تمھاری بھی یہ حقیقت ہی
کہ اس جام مین شراب پیو دیکھو مین جام کلہ عفریت اور سیارہ کو باہر لیے جاتا ہون جو اپنی زندگی سے عاجز
ہو وہ مجھ سے تعرض کرے اور ابھی سیارہ مردود سے تو مجھے بہت بڑا عوض لینا ہی اس نے شاہزادہ
بدیع الملک کو بڑا دھوکا دیا ہی مع ہذا اُسنے بدیع الملک دلاور کی خدمت مین گستاخی بھی کی رستم
ثانی اس واقعہ کو دیکھ کے از سرتا پا غیظ ہوگیا بچالاکی تمام اپنے مرکب پر سوار ہو کے شاپور شیر دل سے
تعاقب مین چلا راوی کہتا ہی کہ اسوقت ایرج اور سرداران دست چپ و راست بھی آپہونچے تھے شاپور
شیر دل تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ رستم قریب آپہونچا شاپور بہت متردد ہوا رستم نے نعرہ مارا کہ ای دزد کہان
جاتا ہی میرے ہاتھ سے اگر بدیع الملک کے شکم مین بھی جا چھپے گا تو مین زندہ نہ چھوڑون گا یہ کہا اور
چلہ کمان مین تیر جوڑا شاپور نے پیچھے پھر کے دیکھا کہ رستم نے تیر چلہ کمان مین جوڑا ہی اور قریب ہی کہ
نشانہ ہو جاؤن بسبب خوف کے وہ جام اُس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا اس عرصہ مین سیارہ بھی شاپور
سے جدا ہو گیا شاپور نے چاہا کہ جام کو اٹھاؤن رستم قریب پہونچ گیا شاپور کی گردن مین ہاتھ ڈال کے
اس زور سے ڈھکیلا کہ شاپور دور تک لڑھکتا چلا گیا اور خود بھی چند قدم اُس کے ساتھ گیا سیارہ جام
کے قریب تھا اُس نے چاہا کہ جام کو اٹھائے ناگاہ ایک نقابدار نمودار ہوا اُس نے آتے ہی ایک
طمانچہ سیارہ کے مارا اور وہ جام اُس کے ہاتھ سے چھین لے گیا اب ایک دوسرے کا منھ دیکھ کے رہ گئے
اور اپنے اپنے مقام پر چلے آئے شاپور شیر دل بدیع الملک کی خدمت مین آیا اور کہا شہریار بہتر ہوا
کہ وہ جام ہی ندارد ہو گیا اس سے بہتر ہی کہ اُن بدبختون کے ہاتھ مین ہوتا رستم ثانی کو اُس نقابدار پیادہ
کے لیجانے کا کمال افسوس ہوا سیارہ کو لشکر مین لے آیا اور حکم دیا کہ نقارۂ جنگ بدیع الملک سے
مقابلے کے واسطے بجایا جاوے جون ہی بدیع الملک نے نقارۂ رزمی کی آواز سنی اپنے سرداران ہمراہی سے
کہا دیکھو ان بدبختون کی بیہودگی کو آپ کو جانتے ہین کہ آپس مین کشت و خون ہوا اچھا بہتر ہی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ
جنگ بجایا جاوے یہی تو ہی ہی کل ان نمک حرامون کو سزاے معقول دونگا غرضکہ یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاریان رہین سہ روز دیگر کہ جان پر غرور دریافت از ہر ترقیہ
خورشید نور علی الصباح میدان جدال مین صف آرائیان ہوئین اور اُدھر سے رستم ثانی اپنی بارگاہ سے نکلکے

تیز رفتار صرصر کردار پر سوار ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے دربار سے برآمد ہو کے اور عنبر اشہب کی
پشت پر آکے اُسکی باگ لی۔

زرنگش ہوس کردہ قیصر کمر
نوید شبک رو چو باد بہار
بجو از نعل زینان جست شرار
سیہ جبین بقصد از دو برجا
کہ شرارہ در بر پشت نہنگ
ز سر تا قدم غرق زر و گہر
کلاہیان مار تا غول مین ہویدا

اب اِدھر بھی تمام فوج آمادہ جنگ ہے اور ادھر بھی صرف حشر کی دیر ہے اندرون فوج ایک ایک غول سرداروں کا
ہے جن مین ہر ایک دریائے آہن مین غرق ہو سے

ز زرین کلاہان آہن قبا
شدہ آن جا یگہ جام گیتی نما
تبرزین آہن سپر ہلے زرہ
ہلالی بدست آفتابے بسر

شہزادہ بدیع الملک نے اپنے یہان کے علم کا
شقہ کھولا چلے جو شخص کہ بدیع الملک کی طرف سے میدان نبرد مین آیا وہ اسد دلاور تھا حربگاہ مین استادہ
ہو کے پکارا کہ ای رستم کون ہے پیرا مرد مقابل آوے مجھ سے مقابلہ کرے ابھی رستم ثانی کی طرف سے اسد کے
مقابلہ کو کوئی نہین آیا تھا کہ ایک جانب تنق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اُس گرد کی طرف نگران ہوے جب ان
گرد چاک ہوا نقابدار سبز پوش مع چالیس نقابداران ہمراہی نمودار ہوا اور میدان معرکہ مین پہونچ کے
بدیع الملک کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای نالائق یہ کیا بیہودگی ہے کہ آپس کا پاس ولحاظ بالای
طاق رکھ کے رستم ثانی سے جنگ کرنے کا تہیہ کر لیا یہ امر ہرگز قرین انسانیت نہین ہے مجھ کو خوب معلوم ہے
جس لایق تم نالایق ہو اور ضرور وہی عمل مین آئیگا اور رستم ثانی کے لشکر مین آکے رستم ثانی کو سلام کیا
اور کہا ای شہریار عالی تبار تمھاری تکلیف گوارا کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے تم باطمینان یہان مقیم رہو اور تماشا
دیکھو کو اپنا خدمت گزار مجھو جس بیباکی سے بدیع الملک مع فوج و لشکر تمھارے مقابلہ کو آیا ہے دیکھنا
کہ مین کیسی سزاے معقول اُسکو اور اُسکے ہمراہیون کو دیتا ہون رستم ثانی نے بکمال عاجزی کہا ای
نقابدار یہ تمھاری انسانیت ہے جو تم خواہ مخواہ میری طرفداری پر آمادہ ہوگئے ورنہ مین نے کوئی ضیافت
بھی تمہاری نہین کی نقابدار نے کہا کچھ ضیافت کی ضرورت نہین ہے بندہ ہی تابع فرمان ہون یہ کہا اور مرکب
کو مہمیز کیے ہوے اسد کے قریب پہونچا بآواز بلند کہا ای خیرہ سر نالایق تو سخت شریر معلوم ہوتا ہے جو بیعت
کی سے بیار انچہ داری زمردی نشان و کمان کیانی و گرز گران و اسد نقابدار کی یہ تقریر سن کے نہایت غضبناک
ہوا چند قدم سے جھپٹ کے شمشیر آبدار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار ہاتھ بڑھا کے اسد کے بند دست
کو گرفت مین لایا اور دوسرے ہاتھ کو اسد کی کمربند پر ڈال کے سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مارا چند پیادہ پہونچے
اسد کو گرفتہ وبستہ کر لیا داراب کشور کشا کو اسد کے گرفتار ہو جانے سے کمال صدمہ ہوا اپنے مرکب کو
بے تحاشا اُڑاتا ہوا نقابدار کے قریب آیا اور حملہ کیا نقابدار نے اُس کا حملہ رد کر کے اُس کو بھی سر سے
بلند کر لیا اور گرفتہ وبستہ کر کے رستم ثانی کے پاس بھیج دیا چونکہ آفتاب قریب غروب تھا میدان سے مراجعت
کر کے رستم ثانی کے پاس پہونچا کہا شہریار آج اسقدر جنگ و حرب کے کام کو انجام دیا ہے کل کے روز بقیہ
مخالف حرامون کو انکی سرکشی کی سزا دونگا اور ایسی سزاے معقول دونگا کہ مدت العمر یاد رکھیں گے تم روز اسیح
نقارہ جنگ بجاتے رہو اور مین عین وقت پر پہونچ جایا کرونگا یہ کہہ کے عنان مرکب پھیری اور جس طرف
سے آیا تھا اُسی طرف روانہ ہو گیا بدیع الملک نہایت محزون و ملول میدان جنگ سے واپس آیا
اُدھر رستم ثانی خوش و مسرور اپنی بارگاہ مین پہونچا سرداران ہمراہی سے کہا دیکھو یہ ہم سب کی اقبال مندی ہے
کہ وقت پر غیب سے نقابدار آگیا اور میدان اپنے ہاتھ رکھا ورنہ نہین معلوم کس طرح دن تمام ہوتا اور

کیسی کوشش کرنا پڑی اور کل کی میدانداری کا بھی وعدہ کر گیا ہی مجکو یقین ہی کہ کل بھی ضرور اُسے سبنے کہا بیشک
آئیگا رستم ثانی نے آج پھر نقارۂ جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو پھر میدان حرب مین دونون طرف صف آرائی
ہوئی آج ایرج نوجوان نے سبقت کی اور مرد مقابل کو طلب کیا بدیع الملک کے لشکر سے نور الدہر
اُسکے مقابلہ کو جانیوالا تھا ہنوز ایرج کے مقابل مین پہونچا نہ تھا کہ پھر گرد نمایان ہوئی آج نقابدار سرخ پوش
چالیس نقابدارون کو ہمراہ لے وارد میدان ہوا اور اُسنے رستم ثانی کے لشکر کی جانب متوجہ ہوکے کہا
ای خیرہ سر تمکو شرم نہین آتی کہ شہریار زمان شہزادہ بدیع الملک کو اپنا ہمسر مقرر کرتے ہو دیکھو اس
بیہودگی کی آج تمکو کیسی سزاے معقول دیتا ہون بعدہ شہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا
شہریار تمھاری تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت نہین ہی ایسی حالت مین کہ یہ ہوا خواہ تمھارا موجود ہی جاؤ اپنی
بارگاہ مین استراحت فرماؤ مین ان سرکشون سے سمجھ لونگا ان نالائقون کی کیا وقعت ہی کہ تم ایسے عالیجاہ
کے مقابلہ مین سر اٹھا سکین ؎ ببین کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان + تو سہی کہ ان سبکو
گرفتہ وبستہ کرکے تمھاری خدمت مین نہ پہونچاؤن اُسوقت تمکو اختیار ہوگا چاہنا سب کو ہلاک کرنا ورنہ
گرفتہ وبستہ رکھنا بدیع الملک نے کہا ای نقابدار ابھی چلے آتے ہو اعضا مین کسل وکاہلی نے راہ پائی
ہوگی تھوڑی دیر استراحت کرو جبتک ہمارے لشکر سے کوئی سردار ہنگامۂ جنگ وحرب کو گرم کریگا نقابدار نے
کہا شہریارا ہم ایسے خیرخواہون کو استراحت سے کیا کام ہماری استراحت یہی ہی کہ تم ایسے والا قدر کا ہم سے
کوئی کام انجام پاجاے اُس طرف رستم ثانی نے جو دیکھا کہ آج نقابدار سرخ پوش وارد میدان ہوا ہی اور بدیع الملک
کی طرفداری پر آمادہ ہی بہت متعجب ہوا اور اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یہ طرفہ ماجرا ہی کہ آج بدیع الملک
کو مدد غیبی پہونچی حالانکہ نقابدار سبز پوش نے کل وعدہ کیا تھا کہ ہم کل پھر آئینگے آج اسوقت تک اُسکا پتہ نہین ہی
اُن سبنے کہا شہریارا ہم سبھی حیرت مین ہین سبھی مبتلا ہین نہین معلوم یہ کیا رمز ہی اس اثنا مین نقابدار سرخ پوش
گھوڑا دوڑاتا ہوا ایرج کے روبرو آیا اور کہا او کرپاس فروش تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ رستم کی طرفداری پر
آمادہ ہوکے بدیع الملک ایسے جوان اقبالمند کو یا اُسکے سرداران ہمراہی کو کسی طرح کی گزند پہونچا سکیگا کیا
تجکو نہین معلوم ہی کہ بدیع الملک کس مرتبہ کا جوان ہی یاد رکھو تم سب اپنی نادانی وسرکشی کی سزاے معقول
پاؤگے ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ایرج نے جو نقابدار کی یہ تقریر سنی بہت برہم ہوا اور شمشیر
آبدار کا وار بے تحاشا نقابدار سرخ پوش پر کیا نقابدار نے بیچ تلم ایرج کا ہاتھ مع تیغ گرفت مین لایا اور دوسرے
ہاتھ سے کمربند کو گرفت مین لا کے سر سے بلند کیا گرد سر چند مرتبہ گردش دی پھر زمین پر مار کے
گرفتہ وبستہ کیا اور بدیع الملک کے لشکر مین بھیج دیا اہل لشکر بدیع الملک نے ایرج کے گرفتار ہونے کیجانب
مطلق اعتنا نہ کی اُدھر نقابدار سرخ پوش ایرج کے گرفتہ وبستہ کرنے کے بعد رستم ثانی کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا ای رستم اگر تو نے اپنے سرداران ہمراہی کو بھیجا تو کیا اگر تو مرد میدان ہی اور کچھ بھی جرأت رکھتا ہی
بذات خود میرے مقابلہ مین آ ملک قاسم کو نقابدار کی اس طرح کی گفتگو ناگوار معلوم ہوئی رستم ثانی سے
کہا شہریار مجکو اجازت میدان دو رستم نے کہا ای برادر قاسم تمکو اختیار ہی ملک قاسم مسلح ومکمل نقابدار
کے مقابلہ مین آیا نقابدار نے ملک قاسم کو بھی گرفتار کر لیا بعدہ بدیع الملک سے کہا شہریار آج مین
اسی قدر تمھاری خدمتگزاری پر اکتفا کرتا ہون انشاء اللہ الرحمن کل پھر حاضر خدمت ہو کے ان سرکشون کو اُنکی

دغابازی کی سزا دونگا اور اسی طرح ہر روز نقارہ جنگ بجایا جاوے مین رستم ثانی سے سمجھ لونگا تم کو کچھ غرض نہین ہی
یہ کہکے وہ جس طرف سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہوگیا راوی کہتا ہی کہ نقابدار سبزپوش و سرخ پوش کوئی غیر
شخص نہ تھا خود حمزۂ ثانی تھے کبھی سبزپوش ہوکے رستم ثانی کی طرف آئے اور کبھی سرخ پوش ہوکے بدیع الملک
کے شریک ہوے پہلوانان دست چپ کو گرفتار کیا سب دونون کی میدان داریون مین حمزۂ ثانی نے سات سو
بادشاہون اور پانچ سو چھپن پہلوانون کو مع سات نفر فرزندان امیر کے گرفتار کیا اور جس روز رستم ثانی سے مقابلہ
اس روز صبح سے دوپہر تک ردوبدل رہی پھر کشتی کی نوبت آئی تا اینکہ رستم ثانی کو بھی گرفتار کیا آخری روز دو
تھا کہ دونون جانب کے پہلوان اور سردار گرفتار ہوگئے تھے مجبورًا بدیع الملک مقابل ہوا تین روز تک
کشتی ہوتی رہی چوتھے روز جب کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا آسمان سے پنجہ نمودار ہوا اور بدیع الملک کو
اٹھا لیگیا حمزۂ ثانی بہت پریشان ہوا کہ نہین معلوم یہ بدیع الملک کو کون لے گیا شب کو خواب مین دیکھا کہ
امیر آئے ہین اور کہتے ہین ای حمزہ تم اسقدر پریشان کیون ہوا اس ردوبدل مین یہی مناسب تھا جو ظہور مین آیا
کیا تمکو ابھی تک نہین معلوم ہی کہ بدیع الملک تمھارے بعد تمھارا جانشین اور صاحبقران ہوگا اسکی نظر کشی
کس طرح کیجاتی ناچار یہ تدبیر کی بعد اس طرح کی گرفتاری کی جب لشکرون نے دیکھا کہ ہمارے سردار تو سب گرفتار
ہوگئے سب ایک جا جمع ہوے آپس مین کہا بھائیو جسکی سبب سے فساد تھا انمین سے نہ کوئی یہان ہی اور نہ وہان
پھر باہم بیکار کشت و خون کرنا چلو ہم سب سعد شہریار کے پاس چلین چنانچہ یہ سب سعد شہریار کے پاس آئے اور
مطیع فرمان ہوے دوسرے دن ایک اور نقابدار بارگاہ سلیمانی مین آیا اور بلا تکلف دنگل آصفی پر بیٹھ گیا
سعد شہریار نے کہا ای خیرہ سر تو کون ہی کہ حمزۂ ثانی کی جگہ تو بیباکانہ بیٹھ گیا نقابدار نے اپنے چہرہ سے
نقاب دور کی سعد شہریار کیا دیکھتا ہی کہ حمزۂ ثانی دنگل آصفی پر رونق افروز ہین سعد شہریار نے باادب
تمام تسلیم عرض کی اور کہا مجھکو نہین معلوم تھا کہ نقاب کے پردہ مین حضرت ہین معاف فرمائیے گا خوب کیا جوان
سرکشون کو قرار واقعی سزا دی ہر ایک کا دماغ نخوت و غرور سے پر تھا حمزہ نے پھر نقاب چہرہ پر ڈالی اور
حکم دیا کہ لاؤ گرفتارون کو حسب الحکم تمام پہلوان طوق و زنجیر مین گرفتار حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر کیے گئے
شاہزادہ نے فرمایا ای خیرہ سرو یہ کیا نالائق حرکت تھی کہ تم سب بے سبب خود چشمی کا دعوی کرکے کشت و خون
کی نوبت پہونچائی توبہ کرو اور اپنی خطاے گذشتہ کی معافی چاہو تاکہ تمھاری رہائی ہو ورنہ یقین سمجھو کہ بلا رعایت
تم سب کو قتل کرونگا تمام قیدی متعجب تھے کہ نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی کہ اس طرح کی حکومت ثابت کرتا ہی
ملک قاسم نے کہا ای نقابدار مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیجیے نقابدار نے کہا اجازت ہی جو کچھ منظور ہو کہو
ملک قاسم نے کہا اپنے چہرہ سے نقاب دور کرو تاکہ ہم دیکھین تم کون ہو اور اگر یہ منظور نہو اپنا نام و نشان بتاؤ اسوقت
جو کچھ کہوگے ہم عفو تقصیر چاہینگے نقابدار نے کہا ہم تمھارے تابع نہین ہین کہ جو کچھ تم کہو اسپر عمل کرین البتہ ہم تمھارے
حاکم ہین ہمارے حکم کی تعمیل تمپر فرض ہی ملک قاسم نے کہا ہان یہ سب سچ ہی یہ بات حکمانہ نہین عرض کیجاتی صرف
علم ہونے کی غرض ہی نقابدار نے یکایک نقاب چہرہ سے دور کی سب نے دیکھا حمزۂ ثانی ہین بس حمزہ کے پاؤن
پر گر پڑے اور عذر کیا کہ واقعی ہم سب سے بڑی خطا ہوئی کہ آپ کی غیبت مین ہنگامہ حرب و ضرب گرم کیا حمزۂ ثانی
نے ان سب کو قید و بند سے رہا کرکے خلعت دیا اور کہا ہمکو ہرگز یہ امید نہ تھی کہ ہماری غیبت مین اس طرح کا
فتنہ و فساد برپا کروگے وہ آدمی کیا جو آدمیت کے حرکات عمل مین نہ لائے اگر مین اس ہنگامہ مین ہر ایک کو

گرفتار نہ کرتا تو ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہلاک ہوجاتے سب نے منفعل ہو کے سر جھکا لیا ابھی یہ باتین
ہو ہی رہی تھین کہ درگہ سالار موقف عرض مین آ کے اس طرح گویا ہوا ع یارب نہال دولت تو سرفراز باد
دریاے فتح بر رخ بخت تو باز باد • ایک دیو در دولت پر حاضر ہوا اور حضوری چاہتا ہی حمزۂ ثانی نے
پوچھا کس کام کو آیا ہی درگہ سالار نے عرض کی اُس دیو کا بیان یہ ہی کہ آسمان پری کا فرستادہ ہون
ایک نامہ بھی بنام نامی جناب حمزۂ ثانی لایا ہون اور اصل حقیقت سے جان نثار کو اطلاع نہین کہ وہ
دیو کسکا بھیجا ہوا ہی اور کیون آیا ہی جونہی آسمان پری کا نام سُنا حکم دیا بلاؤ اُسی وقت دیو داخل بارگاہ
ہوا آداب بجالایا ہاتھ اُٹھا کے دعا دی ع جلوہ ترا قایم رہے اے نور تجلی • یہ شعشعہ دایم رہے اے نور تجلی
غلام آسمان پری کا بھیجا ہوا حاضر خدمت والا ہوا ہی یہ لیجئے آسمان پری کا نامہ دیا حمزۂ ثانی نے نامہ لیا
لفافہ کو چاک کیا نامہ کھولا لکھا تھا اے تاجدار اقلیم شاہنشاہی و اے باجگیر مملکت جہان پناہی قمقمہ سہ چشمی کے
چار لڑکون نے مجھپر لشکر کشی کی ہی میرے لشکر کے بیشتر سردار معرض ہلاکت مین آ گئے اگر یہی حال ہی تو عنقریب
تمام فوج کام آجاویگی تم کو چاہیئے کہ بمجرد دیکھنے اس نامہ کے بہت جلد فرزندان امیر سے کسی کو میری مدد
کے واسطے یہان بھیجو جب از اول تا آخر وہ نامہ حمزۂ ثانی نے پڑھ لیا میر منشی کو دیا اور کہا بآواز بلند
حاضرین کو یہ نامہ سُنا دو میر منشی نے نامہ پڑھا سب نے سُنا علمشاہ رومی اور عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے
ہوے اور کہا شہریار اگر حکم والا ہو تو ہم جاوین اور آسمان پری کی طرف سے اُن ہرزہ دیون کو سزاے
معقول دین حمزۂ ثانی نے خوش ہو کے اُن کو رخصت کیا اور یہ کہدیا کہ خبردار آسمان پری کی حکومت
کو شمہ گزند نہ پہونچنے پائے جس قدر مدد کی ضرورت ہو ہم کو اطلاع دینا یہ سردار اُس طرف روانہ ہوے
یہان دوسرا نامہ سبائل کی جانب سے پہونچا حاکم سبائل نے حمزۂ ثانی کے نام لکھا تھا کہ علقمہ بن
لاہوت نے پانچ لاکھ کی جمعیت سے ہم پر یورش کیا ہی اور نتیجہ بد نظر آتا ہی جلد میری مدد کے واسطے
کسی کو بھیجو اگر کچھ بھی دیر ہو گی تو تمام فوج میری ہلاک ہوجائیگی یہ نامہ بھی میر منشی کے ذریعے سے تمام
حاضرین دربار کو سُنایا اس مرتبہ نورالدہر کھڑا ہوا اور کہا اے شہریار یہ خدمت میرے متعلق کیجاوے
انشاء اللہ مین ملک سبائل کے قصہ کو پاک کر دونگا طہماس بھی اپنی جگہ سے اُٹھا اور عرض کی غلام
کو اجازت ملے کہ نورالدہر کے ہمراہ ملک سبائل مین جاوے حمزۂ ثانی نے دونون سردارون
کو بھی رخصت دی چنانچہ نورالدہر ستر ہزار کی جمعیت سے سبائل کی طرف روانہ ہوا اور طہماس
نورالدہر کے ہمراہ تھا بعد طے مراحل و قطع منازل قریب سبائل کے پہونچا دیکھا کفاران بدکار
و گبران اشرار سبائل پر متواتر حملہ کر رہے ہین حاکم سبائل پر عرصہ تنگ کر دیا ہی نورالدہر نے
اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یہ وقت حاکم سبائل سے ملاقات کرنے کا نہین ہی بہتر ہی کہ لشکر کفار مین
تلوارین چلا کے در آؤ اُدھر علقمہ بن لاہوت کو خبر پہونچی اُسنے ایک سوار کی زبانی پیام بھیجا کہ ہم حاکم
سبائل سے کام رکھتے ہین تمھارا کیا ارادہ ہی اگر تم ہمسے تعرض نہ کرو تو ہم بھی تمسے نہ بولین نورالدہر
نے یہ جواب دیا کہ ہم خاص تیری سرکوبی کو آئے ہین وہ سوار علقمہ تک پہونچ کے یہ جواب دینے نہ پایا تھا
کہ نورالدہر نے علقمہ کی فوج پر حملہ کیا تا اینکہ علقمہ کے قریب پہونچا اور کہا او گبر تو نے حاکم سبائل پر
یورش نہین کی اپنی قضا بلائی ہی مین تیرا سرکوب آپہونچا علقمہ نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہی نورالدہر

نے کہا ہم مسلمان تیری جان کے خواہان ہین علقمہ نے کہا ہم مسلمانون سے جنگ کرنا اپنے واسطے ننگ سمجھتے
ہین نورالدہر نے کہا ہم ایسے کفار کی سرکوبی اپنا فخر سمجھتے ہین علقمہ نے کہا توقف کر مین تیرے مقابلہ کے
واسطے کسی پہلوان کو بھیجتا ہون نورالدہر نے کہا تو اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی علقمہ سمجھا کہ یہ مجھ کو
بھاگنے نہین دیگا بے تحاشا شمشیر آبدار کا وار کیا نورالدہر نے اُسکی ضرب کو سپر رد کیا اور اپنی تیغ کا بے دریغ
وار کیا جسکے صدمے سے علقمہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور روح نجس جہنم مین پہونچی فوج کفار علقمہ کے ہلاک ہونے
سے بے تحاشا بھاگی نورالدہر نے تعاقب کیا ہزارون کو گرفتار کیا بیشتر جان سے ہلاک ہوے باقی بھاگ گئے
دوسرے روز اُن قیدیون کو دعوت اسلام کی چونکہ سب مجبور و لاچار تھے مسلمان ہو گئے شہر پر دست غارت
دراز کیا شاہی خزانہ اور اسکے تمام مال پر قبضہ کیا ہزارون صندوق تھے سب صندوقون کو کھولا ایک صندوق
مین سے کرب نکلا نورالدہر متحیر ہوا پوچھا شہریار تم یہان کسطرح آئے اور کیونکر ان گبرون نے گرفتار کر لیا
کرب نے کہا ای شہریار عالیمقدار حقیقت واقعہ یہ ہی کہ مین سعد بن قباد کے ساتھ ملک ایران گیا تھا
ایران اور توران دونون ملکون کو مسخر کیا بعد بندوبست کامل مراجعت کی یہان پہونچا شب کو عیار آئے اور
یقین جاری عالم خواب مین مجھے چرا لیگئے جب بیدار ہوا اپنے کو قید و بند مین پایا اس واقعہ کو ایک سال
کا عرصہ گذرا اس زمانہ مین کیا عرض کرون کہ کیسی کیسی اذیت ان گبرون نے مجھے دی ہی مگر مجبور تھا بجز تحمل چارہ
کیا تھا آج میری رہائی تمھاری کوشش و سعی پر موقوف تھی نورالدہر نے کہا ای کرب مجھ کو مطلق اطلاع
نہ تھی کہ تم اسطرح یہان مقید ہو یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بعد فتح ان خزانون کیجانب دست تصرف دراز کیا
منجملہ صندوقہا سے مال ایک صندوق مین سے تم برآمد ہوے کرب نے کہا شہریار مین کمال درجہ تمھارا ممنون
و مشکور ہون اب بیان کرو کیا ارادہ ہی نورالدہر نے کہا ابھی تو یہان قیام کرنے کا ارادہ ہی بعدہ جیسا
کچھ مناسب معلوم ہوگا عمل مین لایا جاویگا غرضکہ یہ سب لوگ سبائل مین ساکن ہوے اور وعظ و پند کی
مجلس آراستہ ہوتی تھی جو کفار بزور مسلمان ہوے تھے اُنکے عقائد درست ہونے کی یہ تدبیر کی تھی ایک روز
مجلس وعظ منعقد تھی اذن عام تھا جو چاہتا تھا بلا تکلف اُس مجلس مین چلا آتا تھا وعظ سنتا تھا ایک بڈھا
خم کمر پرانے میلے پھٹے کپڑے پہنے ہوے ہاتھ مین ایک ساز کہنہ و شکستہ پرانے میلے چیتھڑون سے لپٹا ہوا
مجلس کے کنارے کھڑا ہوا بغور وعظ سننے لگا جب وہ مجلس برخاست ہوئی اور تمام حاضرین مجلس اپنے اپنے
مقام قیام کو جانا شروع ہوے نورالدہر نے ملازمون سے کہا وہ بڈھا جو کنارے کھڑا ہوا ہی اُسکو جانے نہ دینا ہمارے
پاس لے آؤ ملازم حسب الحکم اُس بڈھے کے پاس گئے اور کہا چلو ہمارے مالک نے تم کو یاد کیا ہی
اُس بڈھے نے متبسم ہو کے ملازمون کیطرف دیکھا اور کہا مجھے تمھارے مالک کا کیا کام متعلق ہی اُنھون نے کہا یہ
ہمکو نہین معلوم ہی اُسنے کہا ہم تمھارے مالک کو نہین جانتے ملازمون نے کہا ہمارے مالک کو تمام شہر جانتا
ہی تم نہین جانتے اُس بڈھے نے کہا ہان تمام شہر جانتا ہوگا ہمکو یہ بھی نہین معلوم مگر ہم تمھارے مالک کو نہین جانتے ان
ملازمون نے کہا زیادہ گویائی سے کچھ کام نہین نکلیگا چلنا ہی تو چلو نہین تو ہم تمکو مجبور کر کے لیچلینگے اُس بڈھے
نے کہا اگر تم مجکو مجبور کرنے کو آمادہ ہو تو خیر چلو وہ ملازم اس بڈھے کو نورالدہر کے پاس لیگئے بڈھے نے
نورالدہر کو بطرز اسلام سلام کیا اور بیٹھ گیا نورالدہر نے پوچھا تو کون ہی اور کہان رہتا ہی اُس بڈھے
نے کہا مجکو نوازہ مطرب کہتے ہین اسی جنگل مین رہتا ہون نورالدہر نے کہا تو اسوقت کہان آیا اُسنے کہا

ہین اسوقت ایک رئیس کے یہان جانے کو تھا یہان یہ مجلس وعظ دیکھی ٹھہر گیا نور الدہر نے کہا پھر کیا سُنا اُسنے
کہا جو کچھ بیان کیا گیا وہ سُنا اصل حقیقت یہ ہی کہ دین و مذہب کے بارہ مین ہر ایک مذہب کا مجتہد اپنے مذہب کے
صحیح و برحق ہونے کو مدلل بیان کرتا ہی میرا نوے بجا نوے سال کا سن ہوا اکثر مذہبون کی مجلس وعظ دیکھا مین
گیا ہر ایک کو اپنے مذہب کا طرفدار دیکھا نور الدہر نے کہا اچھا پھر تیرا کیا مذہب ہی اُس نے کہا میرا
مذہب اگرچہ مسلمان ہی اور اور مذہبون کے مقابلہ مین اس کے اصول و قواعد کو مستحکم سمجھتا ہون مگر
بعض امور تمام مذہبون سے مشارکت رکھتے ہین اُنکو اختیار کرنے کو فرض سمجھتا ہون مثلاً خوش خلقی
اور کسی دوسرے پر احسان کرنا اور اُسکا عوض نہ چاہنا ہر حالت مین خدا کو فراموش نہ کرنا نور الدہر نے پوچھا
یہ کپڑے مین لپٹی ہوئی تمھارے پاس کیا شی ہی اُسنے کہا یہ باجا ہی اسکو کبھی کبھی بجا کے اپنا دل خوش کر لیتا ہون نور الدہر
نے کہا مین بھی اس ساز کو سن سکتا ہون اُس بڈھے نے کہا تم ہمارے مالک ہو تم کیا تمھارے ادنےٰ خادم کی تعمیل حکم
کو حاضر ہون یہ کہا اور بغل سے ساز کو نکال کے پوشش اُتاری سُر درست کیے یہ غزل شمس تبریزی کی گائی غزل

چہ تدبیر ای مسلمانان کہ من خود را نمی دانم
نہ ترسا نہ یہودی ام نہ گبرم نہ مسلمانم
نہ شرقی ام نہ غربی ام نہ بری ام نہ بحری ام
نہ از ملک عراقی ام نہ از خاک خراسانم
نہ از خاکم نہ از بادم نہ از آبم نہ از آتش
نہ از آدم نہ حوا ام نہ از فردوس رضوانم
دوئی را چون بدر کردم ہمہ عالم یکی دیدم
یکی بینم یکی دانم یکی گویم یکی خوانم
مکانم لامکان نہ باشد نشانم بے نشان باشد
نہ تن باشد نہ جان باشد چہ باشد جان جانانم
اگر در عمر خود یکدم ہی بے یاری برآوردم
ازان وقت وزان ساعت پشیمانم پشیمانم ✽
الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم
بجز مستی و مدہوشی دگر چیزی نمیدانم

اس غزل کو اس لطف و خوبی سے
گایا کہ سب حاضرین کو حیرت ہو گئے نور الدہر نے بہت کچھ انعام دیا اور بھی حاضرین نے علی قدر مراتب انعام دیا
نوازندہ مطربی نے کہا حضرت یہ گانا بجانا میرا تو کچھ بھی نہ تھا ہان اگر میرے اُستاد کو سُنیے تو بہت طبیعت محظوظ ہو
نور الدہر نے کہا اُسکا کیا نام ہی اور کیونکر مجھ تک پہونچ سکتا ہی اُسنے کہا میرے اُستاد کا نام سازندہ مطربی ہی آج
تو نہین کل ضرور اپنے ہمراہ لاؤنگا بشرطیکہ وہ راضی ہو جائے بعض وقت میرے اُستاد کا دماغ صحیح نہین ہوتا اور
ہان خداوندا مجھے اسوقت یاد آگیا اگر اُستاد کے کمال سے محظوظ ہونا مقصود ہی تو اُنکی کسی حرکت نامناسب پر خیال نہ
کیا جاوے نور الدہر نے کہا خیر لاؤ تو نوازندہ مطربی نے سلام کیا اور روانہ ہو گیا راوی لکھتا ہی کہ ناظمہ بن
لا دوستے کے چند عیار پیشہ ملازم ہین اُنھون نے بعد ہلاک ہونے ناظمہ کے یہ رائے قرار دی کہ کسی تدبیر سے نور الدہر
اور اُسکے یاران ہمراہی کو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ مسلمانون کا نشان نہ باقی رہے جو فوج سے سردار یہان باقی رہجا دیگی
اُسکا پسپا کرنا سہل ہوگا چنانچہ نوازندہ مطربی جسنے اپنا نام بتایا اور گانا بجایا یہ وہی اُن عیارون مین سے ایک
عیار تھا سہ بجز این جملہ پیش تو کردم بیان ✽ کنون آمدم بر سر داستان ✽ غرضکہ دوسرے روز نوازندہ مطربی
اپنے اُستاد سازندہ مطربی کو لایا اور کہا حضور یہی میرے اُستاد با کمال ہین جنکے لانیکا وعدہ کیا تھا نور الدہر
نے دیکھا کہ ایک پیر فرتوت ہی اُنسی طرح کے کثیف بوسیدہ کپڑے پہنے ہوے بغل مین شکستہ و کہنہ باجا ہاتھ مین جریب کانپتا ہوا
از خمیدہ آتے ہی نور الدہر کو سلام کیا کہا تمنے مجکو بلایا ہی نور الدہر نے حیرت سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا ہان ہمنے
بلایا تھا تیرے کمال کا کمال اشتیاق ہی تیرے شاگرد نے تیری بہت تعریف کی سازندہ مطربی نے کہا نوازندہ نے
باطل بیہودگی کی جو میری تعریف کی مین ہرگز اُس تعریف کے قابل نہین ہون جو اُسنے بیان کی میرے کمال کی تعریف وہ
شخص کر سکتا ہی جو خود صاحب کمال ہو نادان کی تعریف کیا نور الدہر اور جملہ حاضرین کو بہت تعجب ہوا ایک نے

دوسرے سے کہ معلوم ہوتا ہے یہ شخص جو گویا ہے ہم تو اسکے شاگردی کو اکمل سمجھتے تھے اب اس سے فرمایش کرنا چاہیے
نورالدہر نے کہا اے سازندۂ مطربی اب آیا ہے تو کچھ شروع کر اُسنے کہا کیا خوب یہ بھی کوئی بھلا ہے کا کام ہے کہ
گانا او سے دو تین دن ابھی توقف کرو دن مقرر کرو مقام خاص قرار دو میری مرضی تلاش کرو اگر گاؤں بجاؤں تو سنو
نورالدہر نے بجائے خود کہا سبحان اللہ اسکا ساز سننے کا ارادہ کیا گویا درد سر مول لیا اور سازندۂ مطربی سے کہا اے
تمام امور طے کرو سازندہ نے کہا آج نہیں کل یہ کہا اور اٹھ کھڑا ہوا سب نے کہا کہاں جاتے ہو ابھی آئے ہو توقف کرو
چلے جانا اگر مرضی ہو ساز کو بجانا نہیں تو نہ بجانا اُسنے کسی کا کہنا نہ سنا اٹھا چلا گیا نوازندۂ مطربی بیٹھا رہا کہا کیوں حضور
نے ملاحظہ فرمایا میں نے پیشتر سے عرض کیا تھا کہ میرے اُستاد کا دماغ صحیح نہیں ہے نورالدہر نے کہا اگر یہی حال ہے
تو کاہے کو اُسکا باجا سن سکیں گے نوازندہ نے کہا حضور مطمئن رہیں وہ ضرور باجا بجائیگا مگر یہ خیال رہے کہ اُسکی
مرضی کے خلاف کوئی بات نہو اگر باجے کیجانب دل سے متوجہ ہو گیا تو حضور ملاحظہ فرمائیں گے کہ کیسا باکمال شخص
ہے خلاصہ دوسرے روز پھر سازندۂ مطربی اپنے شاگرد نوازندۂ مطربی کے ساتھ آیا آج یہ دونوں عیاران
مکار ساز و سامان عیاری سے درست ہو کے آئے جب نورالدہر کے روبرو آکے بیٹھے سازندۂ مطربی نے
کہا شہریار پھر باجا سننا چاہتے ہو تو ہر چہار جانب میرے پردے ڈال دو اور تمام سامعین بیرون پردہ بیٹھ کے
باجا سنیں نوازندہ نے نورالدہر کی جانب اشارہ کیا نورالدہر نے منظور کیا کہا پھر اسی وقت پردوں کا
بند و بست کیا جاوے سازندۂ مصنوعی نے کہا کیا مضائقہ ہے نورالدہر نے ملازموں کو حکم دیا ہر چہار جانب
اُس مکان کے پردے گھیر دیے گئے نوازندۂ مطربی بھی بیرون پردہ بیٹھا اور کہا اُستاد میں پردہ میں آسکتا ہوں
یا میرے واسطے بھی ممانعت ہے سازندہ نے کہا کیا مضائقہ ہے تو چاہتا ہے تو چلا آ دیکھ میں کس طرح باجا بجاتا ہوں
آج ایسا باجا بجاؤنگا جو تیرے واسطے نیا سبق ہوگا نوازندہ بھی پردہ میں چلا گیا اور سازندہ نے باجا بجانا شروع
کیا اور خوب بجایا بلکہ نوازندہ بھی اپنے باجے سے سنگت کر کے کیفیت کو دوبالا کر دیتا تھا تمام حاضرین خوب محظوظ
ہوے یکایک اُس لطف و کیفیت میں تراق تراق دو آوازیں آئیں اور تمام اُس مکان میں دھواں بھر گیا مع ذا
جس قدر سامعین وہاں بیٹھے تھے مع نورالدہر بیہوش ہو گئے یہ دونوں عیار پردہ کے باہر آئے اور چاہا کہ
عالم بیہوشی میں سب کا کام تمام کریں طہماس باہر کسی ضرورت کو گیا تھا حسب اتفاق وہ آگیا دیکھا کہ نورالدہر
مع یاران ہمراہی سب مردہ کی طرح بیحس و حرکت پڑے ہیں اور دو شخص ہاتھوں میں حربے لیے ہوے نورالدہر
کے پاس بیٹھے ہوے کچھ مشورہ کر رہے ہیں اور قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب نورالدہر کو ہلاک کیا چاہتے
ہیں طہماس نے قریب جاکے کہا اے خیرہ سرو تم کون ہو اور یہ کیا واقعہ ہے نوازندہ بھاگا اور سازندہ طہماس پر
حملہ آور ہوا اور چاہا کہ اس جوان کا کام تمام کرکے ان سب بیہوشوں کی خبر لوں بعد رد و بدل طہماس نے ایک ضرب
تیغ میں اُسکا کام تمام کیا دیکھا پردہ میں دو باجے رکھے ہیں اور ایک تھیلا رکھا ہے اُس تھیلے کو جو کھولا سامان عیاری
نکلا معلوم ہوا کہ یہ دونوں عیار تھے رفع بیہوشی کا بخوبی تدارک کیا سب ہوش میں آئے نورالدہر نے کہا
اے طہماس تم کہاں اور ہم سب کس حال میں مبتلا تھے طہماس نے کہا جس حال میں ہم تھے ظاہر ہے اگر میں ایک
لحظہ اور یہاں نہ آتا تو ان دونوں عیاروں نے تم سب کا کام تمام کیا تھا اور کمال حیرت ہے کہ تم لوگوں کو مطلق
اس بات کا خیال نہ رہا کہ یہ غیر مقام ہے دشمنوں کا جا بجا قیام ہے نورالدہر نے کہا کیا خبر تھی کہ یہ دونوں
عیار مکار ہیں خیر یہ معلوم ہو گیا کہ ابھی یہاں ہمارے دشمن جان سے موجود ہیں اور چھوڑ کے دینے کے در پے ہیں

عیار کی لاش کو زمین میں دبا دیا اور سامان عیاری پر قبضہ کیا اُس روز سے سب خبردار و ہوشیار رہے دوسرے عیار کا
ہر چند سراغ لگایا کہیں ہاتھ نہ آیا

نور الدہر اور طماس وغیرہ کو ملک سبائل میں مقیم رکھا جاتا ہے اور دیکھنا حال حامی دین متین اہل ولوع بدعت و کفر و ظلام شہریار باشوکت و فرزند حمزۂ ثانی نامور اور شہزادہ آسمان وقار بدیع الملک فی الاتبار کا معرض تسطیر میں آتا ہے

شب چو گشاد از نسیم نافہ مشک تتار
عود قماری بسوخت مجمر شب از بہار
سوسن تر بر شگفت در چمن آسمان
زہرہ و لیلان سمن خری چون ارغوان
از صدف روزگار ریخت بگردون درر
لعل مرصع نمود شکل ثریا گہر
خسرو تخت افق بہر شہان بار داد
بخشش زرینہ کرد دست چو حاتم گشاد
قبہ افلاک او کلہ طاؤس رنگ
ایچو سلیمان نکرد گرچہ شتاب و درنگ

سنبل شب داد بوی غالیہ زلف یار
باد چو عطار شد در چمن روزگار
لالہ و نسرین نمود چرخ در بوستان
نعش شمالی چو گل جوزا چون گلستان
گوہر کانی نمود در شب از ان بار خر
زرین چشمہ بر آسمان رفتہ نماندہ اثر
تاج ملمع بزر بر سر خود برنہاد
انجم کہ آن شب ستدر وز بتاراج داد
در عیش شد روان راست چو تیر خدنگ
خسرو دی چو تیغ زد بشہنشاہ زنگ

عنبر سارا فشاند طرہ شب بر بہار
ساختہ مشک و عبیر طبلہ عنبری
شکل بر ہ چو بوی چرخ چو آب روان
مرطبیان نجوم ہمچو گل عبہری
سمط لآلی کشاد جیش جہہ تا سحر
چونکہ کشید آفتاب خنجر اسکندری
رایت زرین فراشت چون علم کیقباد
کرد بہ تخت افق بر سر یاران سری
لشکر آرد چو خصم لشکر او را بچنگ
زد شہ زنگی گریخت راست چو دیو از پری

زبان داستان بزم گفتگو وسخن پردازان محفل نیرنگ وجادو نگاران فصاحت ترین نکتہ سنجان بلاغت آئین جن میں سے
ایک یہ شعر پڑھتا ہے شعر سخن چہ عرض کنم بر جلیسے کہ جہل ٭ زبانگ خر نشناسد نطق عیسے را ٭ دوسرا اس
بیت کا مضمون ادا کرتا ہے بیت در گنج خیالم بہرہ نا قابلان ٭ این طلسم تازہ را بر نام قابل بستہ ام ٭ قفل
ابجد خاموشی کو سیسے کلک کی نوک سے اس طرح کھولتے ہیں اور جنس گرانمایہ ہنر کو سنگھاسے لعل وگہر سے
میزان خرد میں یوں تولتے ہیں کہ جب فلک آستان ثریا مکان زیب اورنگ شاہی رونق وسادہ ظل الہی
حاجت روائے مرادمندان رحم فرمائے حال زار مستمندان یعنے شہزادہ حمزۂ ثانی فلک مکان نے نور الدہر
اور طماس کو ملک سبائل کی جانب رخصت کیا خود گرد و نواح **ذو الامان** میں وارد ہوا شب کو عجیب
وحشتناک خواب دیکھا صبح کو بیدار ہوا پہر دن چڑھے تک اُس خواب کا خیال بندھا رہا طبیعت میں انتشار
پیدا ہوا ہر چند دل کو بہلایا نہ بہلا تمام یاران ہمراہی کو ساتھ لیا شکارگاہ میں پہونچا ایک طرف چند آہوان
صحرائی دیکھے رستم ثانی نے اُن کی جانب گھوڑا ڈالا تھوڑی دیر میں سب کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا ادھر
حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی شکار پر عرصہ میں مصروف رہے بعدہ اپنے لشکر کی جانب مراجعت کی
اثنائے راہ میں تیرہ گرد نمایاں ہوا حمزہ نے خبرداروں کو خبر کے واسطے بھیجا انھوں نے آکے خبر دی اتنے میں
غضنفر جوپان نامے ایک گبر چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے ہوئے قریب آگیا اور نعرہ مارا کہ اے
خدائے نادیدہ کی پرستش کرنیوالو منم بندہ از بندگان **فرعون شاہ** میں تمھاری ترکی تمام کرنے آیا ہوں
بہت دن تم نے سر اٹھایا ہے ہزار ہا بت بزرگ کے مقربون کو ہلاک کیا ہے بادشاہ **فرعون شاہ** کو بعض
منجمان کامل الفن نے یہ خبر دی کہ تیرے ملک کی طرف دو جوان آتے ہیں ایک کا نام **بدیع الملک** دوسرے کا نام

رستم ثانی ہو خدا پرستون کا ارادہ ہو کہ تیرے ملک مین دین اسلام کو رواج دین اور تیرے سجدہ سے ہر ایک کو
مانع ہون اور اس ملک پر اپنا قبضہ کرین ہمارے بادشاہ نے بنظر پیش بینی ہم کو اس طرف بھیجا ہی کہ ہم قبل وہان کے
پہونچنے کے اس قصہ کو فیصل کرین اب تم کو لازم ہی کہ تم اُن دونون جوانون کو ہمارے حوالہ کردو اس
صورت مین ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمھارے حال سے مطلق تعرض نہ کرین گے جس طرف سے آئے ہین
بلا تکلف اُسی طرف واپس جائین گے درصورت خلاف تم یقین سمجھو کہ ہم تم مین سے ایک بد معاش کو بھی
زندہ نہ رکھین گے جلد اس تقریر کا جواب معقول دو ورنہ آمادۂ حرب و پیکار ہو حمزۂ ثانی نے فرمایا اُن
نجومیون نے جو کچھ خبر دی ہی بہت صحیح ہی مگر یہ بتا کہ تو کس طرح اُن دونون جوانون کو ہم سے لیگا اُس نے کہا
جس طرح دوگے اُسی طرح لین گے اگر خوشی سے دوگے تو بھی لین گے اور ناخوشی سے دوگے تو لین گے
حمزۂ ثانی نے کہا استغفر اللہ تیری کیا مجال ہی جو تو ہم مین سے کسی ادنے کو بھی لے جاسکے وہ دونون
جوان تو ایک نوع کا مرتبہ رکھتے ہین غضنفر چوپان مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا حمزۂ ثانی نے
اپنے ہمراہیون سے کہا ای دلاورو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اس مردک کو گرفتہ و بستہ کرکے ہماری خدمت
مین حاضر کرے تورج ماہرو حمزۂ ثانی کے قریب آیا اور کہا بندہ کو اجازت فرمائی جاوے حمزۂ ثانی
نے اجازت دی تورج ماہرو شمشیر آبدار علم کرکے غضنفر کے روبرو آیا اور کہا سے بیار انچہ داری
زمردی نشان۔ کمان کیانی و گرز گران غضنفر نے تلوار کا وار کیا تورج ماہرو نے اُس وار کو سپر پہ
رد کیا اور خود بھی تلوار کا وار کیا اُس نے بھی اُس وار کو سپر ہی پر رد کیا اور کہا ای جوان کیون اپنی ہلاکت
کے درپے ہی اگر خیریت چاہتا ہی تو اپنی جگہ قایم رہ تا اینکہ ہم تجکو گرفتار کرلین تورج ماہرو نے دوسرا وار
کیا غضنفر نے اُس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار غضنفر نے تورج کے کمربند مین ہاتھ
ڈال کے سر سے بلند کرلیا اور پھر آہستہ زمین پر رکھ کے بستہ کیا اور اپنے ہمراہیون کے حوالے کردیا
تورج ماہرو کے گرفتار ہونے سے حمزۂ ثانی کو سخت تردد ہوا کہا دیکھیے اس جنگ کا انجام کیا ہوتا ہی
پہلے ہی مرتبہ تورج ماہرو ایسا بہادر گرفتار ہوگیا داراب کشورکشا نے کہا ای شہریار عالیمقدار
کچھ تردد کی بات نہین ہی اگر تورج گرفتار ہوگیا اس مرتبہ مجکو جنگ و حرب کی اجازت دیجیے حمزۂ ثانی
نے کہا خدا حافظ و ناصر جاؤ اور اس گبر خنزیر کا کام تمام کردو یا زندہ گرفتار کرلاؤ داراب کشورکشا نے
کہا انشاء اللہ تعالے اور غضنفر کے سامنے آکے رد و بدل مین مصروف ہوا چند حملہ داراب کشورکشا کے
غضنفر نے رد کیے اور کہا ای جوان تیرا کیا نام ہی داراب کشورکشا نے کہا تجھے نام سے کیا کام ہی غضنفر
نے کہا نام سے تو کچھ کام نہین ہی مگر مطلب میرا یہ ہی کہ تو بیکار اپنے دست و پا کو تکلیف دیتا ہی بخوشی اجازت
دے کہ مین تجھے گرفتار کرلون داراب نے برہم ہوکے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر تجھ مین طاقت ہی گرفتار کرلے اور اگر
جنگ و حرب سے عاجز ہوگیا ہی تو دیکھ غضنفر نے پھر تلوار کا وار کیا داراب نے اُس وار کو بھی رد کیا
خلاصہ یہ کہ داراب کشورکشا بھی مثل تورج ماہرو کے گرفتار ہوگیا اور مثل اسکے دو اور سردار بھی گرفتار
ہوگئے ان چار سردارون کے گرفتار ہونے سے حمزۂ ثانی نہایت حواس باختہ ہوگئے غضنفر نے باواز بلند
کہا ای خدا پرستو ابھی خیریت ہی کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا ہی اگر خیریت چاہتے ہو تو اُن دونون جوانون کو ہمارے
حوالہ کردو ورنہ اگر آج نہین تو کل کی میدان داری مین ضرور اُن دونون جوانون کو گرفتہ و بستہ کرلین گے

ہم خاص اسی ارادہ سے آئے ہیں حمزۂ ثانی کی طرف سے کچھ جواب نہیں دیا گیا غضنفر نے گھوڑے کی باگ
پھیری اور جس راہ سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہو گیا حمزۂ ثانی حیران اور پریشان اپنے لشکر میں آیا ابھی زیادہ
عرصہ نہ گذرا تھا کہ پھر تق گرد نمایاں ہوا خبرداروں کو خبر کے واسطے بھیجا وہ گئے اور خبر لائے کہ فرعون شاہ
کی فرستادہ ایک لاکھ فوج اور آئی ہے جسکے سردار کا نام قنطور پوش ہے پس قنطور قریب آیا اور حمزۂ ثانی کے لشکر
کے روبرو خیمہ زن ہوا پھر تق گرد نمایاں ہوا حمزۂ ثانی نے کہا دیکھو یہ تق کیسا ہے معلوم ہوا کہ اب مخالف نشین
فوج کثیر ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے چنانچہ وہ بھی روبرو لشکر اسلام خیمہ زن ہوا اور اسی طرح منصور نگہبان
بھی فوج کثیر ہمراہ لیے قریب ہی خیمہ زن ہوا اب تمام میدان فوج و لشکر سے مملو ہو گیا اسی شب کو فوج
مخالف میں نقارۂ رزمی پر چوب پڑی حمزۂ ثانی نے تمام سرداروں کو جمع کیا اور کہا دلاورو مجکو اس جنگ
وحرب کا رنگ بد نظر آتا ہے خدا خیر کرے سب نے بالاتفاق کہا شہریار کچھ تردد کا محل نہیں ہے کچھ ضرر نہیں
ہے کہ تورج و داراب وغیرہ گرفتار ہو گئے تو سب گرفتار ہی ہو جائیں گے خداوند عالم حامی و مددگار
ہے جنگ وحرب کا یہی نتیجہ ہے کہ کوئی گرفتار ہوتا ہے کوئی ہلاک ہوتا ہے کیا عجب ہے اگر آج کی میدان داری
غضنفر کے ہاتھ رہی ہے تو کل کی میدان داری ہمارے ہاتھ رہے حمزۂ ثانی نے نفس سرد بھر کے کہا ہاں
جو کچھ تم کہتے ہو شاید کل ایسا ہی کچھ ظہور میں آوے لیکن سچ پوچھو تو جو خیال میرے دل میں ظہور کر رہے ہیں
انکو میں ہی خوب جانتا ہوں حاصل کلام تمام شب حمزۂ ثانی کو اسی امید و بیم میں گذری ہر مرتبہ یہ حکم صادر
ہوتا تھا کہ راتوں رات اپنے اپنے حرب و ضرب کو بخوبی درست کر لو اور بخوبی ہوشیار رہو نہیں معلوم صبح کو
کیا صورت پیش آوے سفیدۂ روز دیگر کین جہان پر غرور • یافت از سر چشمۂ خورشید نور • دونوں طرف کے
لشکر میدان میں صف آرا ہوئے آج پھر غضنفر چوپان میدان میں آیا اور مرد مقابل طلب کیا اسطرف
سے بدیع الزمان مقابلہ کے واسطے گیا تا دیر دونوں بہادروں میں رد و بدل رہی غضنفر نے کہا ای
جوان تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں آگاہ ہو کہ میں غضنفر ہوں اور فرعون شاہ کا ملازم ہوں اور میں وہ پہلوان
کہ کل میدان میں تیری طرف کے چند سرداروں کو گرفتہ و بستہ کر لیا بدیع الزمان نے کہا او مغرور کیا کہتا
ہے یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ وہ سردار گرفتار ہو گئے آج حقیقت معلوم ہو جائیگی غضنفر نے تیغ شمشیر آبدار کا وار کیا
اسکو تہ بدیع الزمان نے جو جگہ خالی کی اس کی تلوار مرکب کے پچھلے پاؤں پر پڑی بدیع الزمان مرکب
سے کود پڑا غضنفر بھی اپنے گھوڑے سے کود پڑا دونوں میں زور دست و بازو ہونا شروع ہوا بعد کشش و کوشش
بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ غضنفر چوپان نے بدیع الزمان کو بھی گرفتہ و بستہ کر لیا راوی کہتا ہے کہ اس روز کی بھی
میدان داری میں ستر سردار امیر کے گرفتہ و بستہ ہو گئے تھے بعد طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام
قیام کو واپس گئے اسی طرح سات روز تک پے در پے جنگ ہوئی تمام سردار و پہلوان امیر کے گرفتار ہو گئے
اور غضنفر ہی نے ان سب کو گرفتار کیا اب لشکر اسلام میں صرف حمزۂ ثانی اور سعد شہریار باقی رہ گئے
حمزۂ ثانی نے اس انتشار میں سعد شہریار سے کہا ای برادر دیکھو میں پیشتر ہی سے کہتا تھا کہ اس جنگ
وحرب کا نتیجہ بد نظر آتا ہے دیکھ لیجئے کہ اس غضنفر ملعون نے تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار کر لیے کچھ عقل کام
نہیں کرتی کہ یہ کیا معاملہ ہے حیف کہ لشکر اسلام پر ادبار کی گھٹا چھا گئی سعد شہریار نے کہا ای امیر
والا توقیر ہر وقت میں خدا کو یاد رکھنا چاہیے اور کسی وقت میں اس کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے

حمزۂ ثانی نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہی آخر تم ہی بتاؤ کہ اس وقت کی موجودہ حالت سے کیا عقل مین آتا ہی
سعد شہریار نے کہا موجودہ حالت سے جو کچھ عقل مین آتا ہی ظاہر ہی لیکن خدا کی قدرت مین عقل کا کیا
دخل ہی بیشتر ایسے موقع ہوتے ہین کہ بالکل ناامیدی ہوتی ہی یکایک ایسی امید قوی ہو جاتی ہی کہ بڑے
بڑے عقلمندون کی عقل چرخ ہو جاتی ہی اور جگر کپانے لگتی ہی میرے نزدیک اس وقت خواجہ زادون
سے اس بارہ مین استفسار کرنا چاہیے دیکھیے وہ کیا بیان کرتے ہین اسی وقت خواجہ سیاوش اور
خواجہ گرانی دریادل طلب ہوے حمزۂ ثانی نے انکی نہایت تعظیم و تکریم کی اور کہا اے ای جو جمیع
آخرین سرتاپا صدق و صفا + وے جو عقل اولین باتا بسر فضل و ہنر + یہ تو ظاہر ہی کہ خداوند عالم کی سلطنت
مین کسکو دخل ہی اور اسکی مشیت مین عقل دوربین کیا کام کر سکتی ہی پھر بھی قوانین و ضوابط مقررہ حکماے
متقدمین قلب حزین کی تسکین کے واسطے عمدہ نسخہ معلوم ہوتا ہی تمھارے پاس روزنامچہ بزرجمہر کا ہی اسکو
دیکھو اور دریافت کرو کہ گبران بدکار و مکار کی جنگ و حرب کا نتیجہ کیا ہوگا خواجہ زادون نے روزنامچہ کو
بغور نگاہ کی بعدہ کاغذ پر کچھ لکھا اور علم رمل کے بموجب نتیجہ استخراج کرکے تا دیر انگشت بدندان حیرت مین
خاموش بیٹھے رہے حمزۂ ثانی کے دل مین توحش تو پہلے ہی سے تھا اب اور زیادہ تردد غالب ہوا کہا
ای معظم ذات و کرم صفات سکوت سے کیا فائدہ جو کچھ ازروے قواعد دریافت ہوا ہی بیان کرو اور
تمھارے استخراج نتیجہ پر کیا موقوف ہی مجھکو تو قراین سے پیشتر ہی دریافت ہو گیا کہ اس جنگ و حرب کا نتیجہ
بہتر نہوگا خواجہ زادون نے کہا اے ای جو وہم از افتتاح آزمایش دوربین + وی جو عقل از ابتداے آفرینش کاردان
ہمکو ازروے روزنامچہ وغیرہ یہ دریافت ہوا ہی کہ تم مع حمزۂ ثانی نقل سبحانی ان گبران مغرور کے ہاتھ سے گرفتار
ہو جاؤ گے اور فوج فرعونی ذوالامان کو خاک سیاہ کر دیگی فی الحال قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہی کہ خواتین و پردہ نشین
کو نگارستان جابلقا مین بھیجدو کہ وہان کسی طرح کا ضرر متصور نہین ہی کیونکہ وہ مظالم شاہ کا پایہ تخت ہی اور خود
ملک سبائل کیجانب روانہ ہو جاؤ یہان تم مین سے کسی کا قیام کرنا مناسب نہین ہی آیندہ اختیار ہی حمزۂ ثانی نے
کہا نہین صاحب اختیار کیجیے یہان کسیطرح قیام کرنا مناسب نہین ہی چنانچہ اسیوقت محملے طلب ہوے زنان
پردہ نشین سوار کی گئین اور مظفر بن جعفر اور شاہ سلیمان فارسی کو ہمراہ کرکے مع خزائن و اموال نگارستان
کیطرف روانہ کر دی گئین اسطرف کا حال سنیے کہ اسی شب کو ان سب کے روانہ ہونے کی خبر شیاطین کو پہونچ گئی
انھون نے اپنے یہانسے ایک عیار کو بھیجا کہ جا بفن عیاری اسی شب مین امیر لشکر کو گرفتار کر لا ایسا نہو
کہ وہ بھی نکل جاوے چنانچہ وہ عیار آیا اور حمزۂ ثانی کو گرفتار کرکے لے گیا اور گرفتہ و بستہ قنطورہ پوش اور
محاذ نشین کی خدمت مین پیش کیا ان شیطانون نے حکم دیا کہ بحفاظت تمام اس جوان کو قید رکھو یہان جب
صبح ہوئی یکایک سعد شہریار کو خبر پہونچی کہ حمزۂ ثانی لشکر مین نہین ہی نہین معلوم وہ شہریار کہان غائب ہوگیا
سعد شہریار گھبرا گیا اور تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چنانچہ سب نے اسباب سفر باندھا اور سعد شہریار کے ساتھ
سبائل کی طرف روانہ ہوگئے قنطورہ پوش نے بھی سنا کہ سعد شہریار سردار لشکر اسلام مع تمام
فوج و لشکر یہان سے بھاگ گیا اسنے اسی وقت حکم دیا کہ ذوالامان پر دھاوا کیا جاوے اگر کوئی
سردار لشکر اسلام کا مل جاوے اسکو گرفتار کر لو اور تمام ذوالامان کو تباہ اور برباد کردو تمام
فوج شیاطین ایک ہی مرتبہ دوڑی اور تھوڑی ہی دیر مین ذوالامان کو خاک سیاہ کر دیا بعد ازان

وہاں سے کوچ کرکے جانب فرعونیہ روانہ ہوئے لیکن رستم ثانی ان آہوان صحرائی کی فکر میں دوڑ دھوپ کرتا رہا وہ آہو
دستیاب نہ ہوئے تا اینکہ تین روز گذر گئے چوتھے روز ایک آہو کو شکار کیا کباب پکائے خوب سیر ہو کے کھائے اور اپنے
لشکر کی راہ لی اثنائے راہ میں سیارہ کا ثانی سے ملاقات ہوئی پوچھا کہاں جاتا ہے اُسنے کہا شہریار کچھ تمکو خبر بھی ہے غضب
ہو گیا رستم ثانی نے متحیر ہو کے کہا کیوں خیریت ہے کیا غضب ہو گیا سیارہ کا ثانی نے کہا افسوس تمکو خبر نہیں ہے شہسوار
قطورہ پوش و محافہ نشین بارہ ہزار فوج جرار و آتش بار لیکے آئے اور تمام سرداران فوج اسلام کو مع حمزہ ثانی
گرفتار کر کے لے گئے مزید براں تمام ذوالامان کو خاک سیاہ کر دیا اور اب وہ سب شیاطین فرعونیہ کی جانب روانہ ہو گئے
ہیں اس خبر وحشت اثر کو سنکے رستم ثانی ہمہ تن حیرت ہو گیا اور بعد تامل بسیار خود بھی سبا کل کی جانب روانہ ہو گیا

باز آمدم بمقدمۂ شاہزادہ بدیع الملک

جب بدیع الملک کو جنگ حمزہ ثانی میں پہنچے گیا ایک کوہ بلند پر چھوڑ دیا اور یہ کہدیا کہ جا حمزہ کے لشکر پر
ایک آفت عظیم نازل ہوئی ہے شاہزادے نے دیکھا سامنے ایک گھوڑا ساز طلائی سے آراستہ کھڑا ہوا ہے
شاہزادہ بسم اللہ کہکے اس گھوڑے پر سوار ہوا اور چاہتا تھا کہ مہمیز کرے سامنے ایک ہرن دکھائی دیا اسکے تعاقب
میں گھوڑا ابھارا یا وہ ہرن ہوا ہو گیا تین شب و روز شاہزادہ سرگردان رہا لیکن بار دیگر اُس ہرن کا پتہ نہ لگا چوتھے روز
ایک ہرن شکار کیا اُسکے کباب لگائے ہنوز کباب کھانے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص عیار وضع چلا
آتا ہے جب قریب آیا دیکھا واقعی شبرنگ بن قران چلا آتا ہے شبرنگ نے بھی شہزادہ کو پہچانا سلام کیا شہزادہ نے بعد
جواب سلام کے کہا اے شبرنگ تم یہاں کہاں شبرنگ نے کہا شہریار کیا پوچھتے ہو طرفہ مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں: اچھا جا
ہے کچھ کھاکے سو رہوں نہایت مضطر و بیقرار ہوں بدیع الملک نے کہا اے شبرنگ کیوں خیر تو ہے تمہاری تقریر سے مجھے
محسوس ہوتی ہے کہ کچھ کیا واقعہ ہے جسکے واسطے تم جان سے عاجز ہو اُسنے کہا یہاں سے قریب ایک ملک ہے جو افراقیہ نام
سے مشہور ہے اس ملک کا والی و زبان روا مکرم شاہ ہے اور معروف شاہ دوسرا بادشاہ امر پرست ہے اسکی بھی عمل
اسی ملک سے ملی ہوئی ہے چونکہ معروف شاہ صاحب فوج اور لشکر کثیر ہے ملک بھی اسکا افراقیہ سے بہت وسیع ہے
اُسنے با فوج کثیر ملک افراقیہ پر یورش کی مکرم شاہ از بسکہ اُسقدر فوج و لشکر نہ رکھتا تھا تاب مقابلہ نہ لاکے
قلعہ بند ہو گیا ہے اب میری مصیبت کی تفصیل سنو کہ ایک روز سیر کے واسطے دریا کنارے چلا جاتا تھا قریب دریا کے
ایک قصر ہے نہایت عالیشان و وسیع اُسکے دروازے دریا کی طرف واقع ہیں عجیب فرحت خیز مقام سیر ہے اکثر مکرم شاہ
بھی اُس قصر میں بیٹھتا ہے اور دریا کی سیر کرتا ہے اُس روز دختر مکرم شاہ دریا کی سیر کے واسطے اُس قصر میں آئی حسب اتفاق
میں اللہ بھی زیر قصر ہوا عورتوں کی آواز میرے کان میں آئی جانب قصر دیکھا بالائے قصر ایک مرصع کرسی پر مکرم شاہ
کی دختر بیٹھی ہوئی سیر دریا کر رہی تھی میری اسکی چار آنکھیں ہوئیں اُف اُف کیا عرض کروں کہ اسی نازنین کی نظر نے
کیسے زہر بجھے تیر کا کام دل پر کیا بس سے صبر رخصت ہوا ناگاہ کے ساتھ ہی ہوش جاتا رہا اک آہ کے ساتھ ہی اُس
نازنین نے نامحرم کے خیال سے دروازہ قصر کا بند کر لیا میں تا دیر زیر قصر اسی انتظار میں ٹھہرا رہا کہ شاید بار دیگر وہ نازنین
دروازہ کھولے اور میں ایک نظر اور اُسے دیکھ لوں مگر دروازہ نہ کھلا ناچار و ناچار بادل ناخواستہ چلا آیا اثنائے راہ
میں خیال آیا کہ نہیں معلوم وہ نازنین شب و روز وہیں رہتی ہے یا صرف سیر کی غرض سے وہاں آئی تھی اس بات کو دریافت
کر لینا چاہیے بہزار شوق و آرزو پھر اسی قصر کے نیچے پہونچا جانب جنوب قصر کا بڑا دروازہ تھا دیکھا ایک عورت اُس دالان
سے برآمد ہوئی میں بیتابانہ دوڑتا ہوا اُس عورت کے قریب گیا اور پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے اُسنے کہا یہ شاہی مکان ہے یہی

کہا تم یہین رہتی ہو اُس عورت نے کہا مین کرم شاہ کی بیٹی کی نوکر ہون آج وہ سیر کے واسطے اس شہر مین آئی ہے شام
کو اپنے محل مین چلی جاویگی اُسی کے ہمراہ مین بھی آئی ہون بلکہ ملکہ سواری ہوا چاہتی ہے تم کیون پوچھتے ہو مین نے کہا
مین نے خاص کسی غرض سے نہین پوچھا ہے تمکو یہان دیکھا اس سبب سے پوچھا وہ عورت چلی گئی مین باہر دروازہ کے سامنے
چلا آیا اور منتظر دیدار مطلوب تا دیر وہان کھڑا رہا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ محافہ زر نگار آیا اور دختر کرم شاہ سوار ہو کے
چلی اور مین بھی اُسی محافہ کے عقب مین دور دور چلا جاتا تھا کہ کوئی متعرض نہو تا اینکہ وہ محافہ اندرون محل پہونچا وہان
مین نہ پہونچ سکا اپنی کم نصیبی پر متاسف ہو کے خاموش ہو رہا مگر دلکو کسی پہلو قرار نہین ہی ہزار ہزار تدبیرین سوچین مگر
کوئی تدبیر کارگر سمجھ مین نہ آئی اب مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون شہریار اگر تم چاہو تو اُس نازنین کا وصال حاصل
ہو جائے ورنہ خیال خام تو یہی ہے کہان کرم شاہ کی دختر اور کہان مین کوچہ گرد شاہزادہ بدیع الملک نے شبرنگ کی
صورت دیکھی اور متبسم ہو کے کہا کیا خوب ایسے ہی دل کو سخت تنبیہ کرتے ہین جو بیجا فریفتہ ہو جانے کی خو رکھتا ہے شبرنگ
نے کہا اب جو کچھ ارشاد ہو تنبیہ کی جائے اور اصل تو یہ ہے کہ میرا دل میرے اختیار ہی مین نہین ہے تنبیہ کس کو کی جائے
ہان تمکو اختیار ہے بدیع الملک نے کہا خیر صبر کرو خداوند عالم مسبب الاسباب ہے اور یہان سے سوار ہو کے افراقیہ
کی جانب روانہ ہوا جب قریب ملک افراقیہ کے پہونچا دیکھا واقعی معروف شاہ قلعہ کو ہر چہار جانب سے گھیرے پڑے
ہے اور کرم شاہ قلعہ مین چھپا بیٹھا ہے دروازے قلعہ کے بند ہین بدیع الملک نے زیر قلعہ استادہ ہو کے نعرہ مارا
کہ او معروف شاہ یہ کیا بیہودگی ہے کہ کرم شاہ اس قلعہ مین بند ہے اور تو ہر چہار جانب قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے
خیریت اسی مین ہے کہ اس محاصرہ سے باز آ ورنہ اس سرکشی کا نتیجہ بد دیکھیگا معروف شاہ بدیع الملک کے قریب آیا
اور کہا ای جوان تعجب ہے کہ تو یک بینی و دو گوش یہان آیا ہے اور تجکو مطلق خیال نہین ہے کہ ہم فوج کثیر ہمراہ رکھتے ہین
جس طرح چاہین تجکو ہلاک کرین بدیع الملک نے کہا او متکبر تو ہرگز اپنے دل مین یہ نہ خیال لانا کہ مین تنہا ہون
عنقریب میری فوج یہان پہنچتی ہے تیرا نشان تک باقی نہین رہیگا معروف شاہ نے کہا اچھا جب تک تیری فوج
یہان تک پہونچے جائے تیرے فنون حرب و ضرب کا کسی قدر امتحان ہو جائے بعد ازان پھر اسی فوج کے ساتھ مقابلہ
کرونگا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ بدیع الملک اور معروف شاہ نے اپنی اپنی تلوارین علم کرلین
معروف شاہ کہتا تھا کہ ای جوان پہلے تو وار کر بدیع الملک کہتا تھا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہین ہے کہ
ہم سبقت کرین معروف شاہ نے شمشیر آبدار کا وار بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اُسکا وار کو سپر پر روکا اور کہا
سے زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ۔ بمردی و دنیا فراموش کن ۔ چنانچہ پہلی ہی مرتبہ ایک وار تیغ کا ایسا بیدریغ کیا کہ معروف
شاہ بیجان ہو کے زمین پر گرا معروف شاہ نے چاہا کہ ہر چہار جانب سے بدیع الملک کو گھیر کے ہلاک کرے مگر
وہ دلاور دوران تلوار لے کے جو فوج مین در آیا تو بھاگڑ پڑ گئی اُسکی فوج سے کوئی چارہ نہ دیکھا مع ہذا بدیع الملک
نے اُس فوج منتشر الحواس کا اس قدر تعاقب کیا کہ فوج کئی فرسخ ملک افراقیہ سے دور ہو گئی بدیع الملک افراقیہ
مین آیا کرم شاہ شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا ای جوان بلند اقبال مین تمھارا کمال درجہ ممنون و مشکور
ہون کہ تمنے مجکو اور میرے تمام ملک کو تباہی سے بچایا ورنہ معروف شاہ ہرگز رعایت نکرتا تمام شہر کو خاک سیاہ کر دیتا
تا زندہ ام بندہ ام مدت العمر تمھاری اطاعت و فرمان برداری سے باہر نہ ہونگا بدیع الملک نے کہا ای کرم شاہ
مین کیا اور میری شکر گذاری کیا البتہ اُس خدائے بزرگ کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ جسنے میری مدد کی جسے کہ تمام
فوج معروف شاہ کی مجھ تن تنہا سے بھاگ گئی ورنہ مشہور ہے کہ تنہا دو سے مقابلہ نہین کرسکتا نہ کہ ہزار جان بان

ایک فرمایش میری ہے اگر قبول کرو تو مین بیان کرون مکرم شاہ نے کہا جو کچھ ارشاد ہو حتی کہ اگر میرا سر بھی کام آجاوے
تو حاضر ہے شاہزادے نے کہا تمھارا سر تمکو مبارک البتہ مین چاہتا ہون کہ اپنی دختر نیک اختر کے عقد کا اختیار مجھکو
دیدو تاکہ جسکے ساتھ مجھے منظور ہو اُسے منسوب کردون مکرم شاہ نے کہا ای دلاور دوران اگرچہ دختر کا معاملہ بہت
نازک ہے مگر مین بخوشی کہتا ہون کہ اُسکو جس سے چاہو منسوب کردو مجکو مطلق عذر نہوگا شہزادے نے اُسیوقت شبرنگ
کی تقریب کی مکرم شاہ نے کہا بہت مناسب ہے شاہزادہ وہان سے اپنے مقام قیام پر چلا آیا شبرنگ سے کہا
کہو تم خوش ہوے مین نے تمھاری مطلوبہ کے بارے مین مکرم شاہ سے منظوری لے لی شبرنگ نے شہزادے کے
پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا ای شہریار یہ عقدہ لاحل تھا تمھاری بدولت حل ہوا ورنہ مین تو بالکل ناامید ہو چکا تھا اور
وہان مکرم شاہ کو اپنی دختر کی شادی کا بڑا حوصلہ تھا مزید بران بدیع الملک کی خوشی مدنظر تھی اُسکی شادی
مین بہت بڑا سامان کیا تمام شہر مین آئینہ بندی ہوئی اونے ادنے کو بیش قیمت جوڑے دیے بحساب بخت ہوئی ساعت
سعید و آوان حمید مین دختر مکرم شاہ شبرنگ سے منعقد ہوئی اُس طرف شاہپور شیردل بدیع الملک کی جستجو
مین پریشان پھر رہا تھا حسب الاتفاق اُسکا اُس طرف بھی گذر ہو گیا بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے
حالات پوچھے شاہپور شیردل نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی کہ حمزۂ ثانی اس طرح فلان مقام پر مقیم ہوے قنطورہ
پوش اس طرح آیا اور اُسنے اپنے بادشاہ فرعون کے حکم کی اس طرح تعمیل کی تمام سرداران لشکر اسلام اس طرح
قنطورہ پوش کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئے حتی کہ حمزۂ ثانی بھی گرفتہ و بستہ کرکے فرعون شاہ کے پاس بھیجدیے گئے
اور تمام ذوالامان اُن شیاطین کے ہاتھ سے مسمار ہو گیا بدیع الملک کو یہ حال سُن کے بہت افسوس ہوا
اُسیوقت وہان سے کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد اپنے پدر والا قدر کی ملازمت سے
بہرہ یاب ہوا اور سعد شہریار سے ملا اور رستم ثانی بھی پہونچ گیا تھا بدیع الملک اور رستم ثانی دونون گلے ملے
ہوے اور سعد شہریار نے کہا ای دلاور کس طرف کا ارادہ ہے رستم ثانی نے کہا میرا ارادہ تو پیشتر سے یہی ہے کہ امیر
کو کفار کی قید سے رہا کرنا چاہیے اب بدیع الملک کی نسبت مین کچھ نہین کہہ سکتا بدیع الملک نے کہا
مین بھی اسی کام کو مقدم سمجھتا ہون چنانچہ دونون جوان سعد شہریار سے رخصت ہوے اور یہ کہکے روانہ ہو گئے
کہ ہم جاتے ہین آپ ازسرنو ذوالامان کی درستی مین مصروف رہیے بعدہ آپ بھی آہستہ آہستہ آئیے گا تھوڑی
دور تک دونون مرکبون پر سوار ساتھ رہے پھر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا بدیع الملک خیزاخیز چلا جاتا تھا سامنے
چند درخت خرما دکھائی دیے وہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا سردار قافلہ فرعون پرست تھا بدیع الملک کے اُسکی
فرعون پرستی کی مطلق خبر نہ تھی جب قریب اُس قافلہ کے پہونچا سردار قافلہ نے استقبال کیا اور نہایت خلق و خاطرداری
سے پیش آیا پوچھا تم کون ہو اور کہان جاتے ہو بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور تمام واقعہ گذشتہ کو بالتصریح بیان
کیا اُسیوقت سے سردار قافلہ کے دل کدورت منزل مین بدی نے راہ پائی بدیع الملک نے رخصت ہونا چاہا
اُس نابکار نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم ایسے عالیجاہ و والا بارگاہ کی قدم بوسی حاصل ہوئی ہے اور رخصت کردون
آج توقف فرماؤ تاکہ نان و نمک کی شرکت سے میری عزت بڑھ جاوے کل کے روز اختیار ہے منظور ہو رخصت ہو جانا نہین تو چار
روز باہمی حرف و حکایت سے دل بہلانا شعر صحبت ہم نفسان طرب آمادہ کجا • بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا •
شہزادے نے کہا زیادہ توقف کسی طرح نہین ہو سکتا اُس عالیجاہ کو قید کفار سے نجات دینا ہے سردار قافلہ نے
کہا بجا ہے لیکن آج میری خاطر سے یہان توقف کرنا تم پر فرض ہے بدیع الملک خاموش ہو رہا اُس نابکار نے نہایت

تکلف سے کھانا کھایا انہین بیہوشی کا ہوش آئی بدیع الملک اس کھانے کو کھا کر بیہوش ہو گیا خواجہ بازارگان نے عالم بیہوشی مین
شاہزادے کو طوق و زنجیر مین خوب بستہ کر کے ایک صندوق مین بند کیا اور مقفل کر کے فرعون شاہ کے پاس بھیج دیا

اب اس صندوق کو راہ مین رکھا جاتا ہی اور رستم ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

کہ شاہزادہ رستم ثانی منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا یکایک اسکا گذر ایک جزیرہ مین ہوا وہان ہارون نامے ایک
ڈاکو رہتا تھا اسکو جب رستم ثانی کے آنے کی خبر پہونچی بارہ ہزار دزدان نابکار کی جمعیت ہمراہ لیکے رستم ثانی
کے مقابلہ کو آیا اور کہا اے جوان اپنا گھوڑا اور اسلحہ وغیرہ ہمکو دے دے اور جس طرف جاتا ہی چلا جا ہم مطلق تعرض
نہ کرینگے ورنہ یہان سے زندہ جانا مشکل ہی رستم ثانی نے کہا او نابکار ہمارے مرکب و اسلحہ مین تیرا کیا حق ہی
جو تو مانگتا ہی کہا ہان میرا حق کچھ نہین ہی لیکن میرا پیشہ یہی ہی کہ جو کچھ جسکے پاس ہو چھین لون اسمین میرا پورا حق ہی
جس طرح دیگا لونگا شہزادے نے کہا تو مجھسے دور کیون کھڑا ہی قریب آ وہ ڈاکو قریب آیا اور کہا کیا کہتا ہی شہزادے
نے جھپٹ کر تمام اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور کہا او نابکار مین ہون رستم ثانی بن ایرج نوجوان
اس طرف سے میرا گذر اس وجہ سے ہوا کہ مین فرعون کے مقابلہ کو جاتا تھا یہان تو خواہ مخواہ متعرض ہوا پس اگر
تو مسلمان ہو جاوے تو رہا کر دونگا ورنہ اس زور سے خاک پر مارونگا کہ تیرے استخوان سرمہ سا ہو جائین گے
ہارون نے کہا اے جوان مین مسلمان ہوتا ہون مجھے رہا کر دے رستم ثانی نے اسی حالت مین کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور
آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا اپنے تمام ہمراہیون کو اطلاع دے کہ سب دین اسلام اختیار کرین اُسنے آواز بلند سے سب
کہا مجھ پر عظمت و حقیت دین اسلام کی حالی ہو گئی تم سب کو چاہیے کہ بخلوص نیت دائرۂ اسلام مین داخل ہو جاؤ چنانچہ
سب مسلمان ہو گئے ہنوز رستم ثانی وہین مقیم تھا کہ ایک سوداگر کا ورود ہوا سردار قافلہ کا نام خواجہ عبد الکریم تھا
رستم ثانی نے دیکھا کہ جس طرح بدیع الملک کے سر پر جانوران پرند کا سایہ تھا اُسیطرح اس قافلہ کے سر پر بھی جانوران
پرند کا سایہ ہی شاہزادہ سمجھا کہ شاید اس قافلہ مین بدیع الملک ہی سوار ہو کے قافلہ مین آیا سردار قافلہ سے ملاقات
کی اُسکے ساتھ ایک صندوق دیکھا جسپر جانوران پرند جمع ہو رہے تھے دل مین شک گذرا یہ واقعہ خالی از
رمز نہین ہی بعد انواع و اقسام کی حرف و حکایات کے کہا اے خواجہ مین اس صندوق کو دیر سے دیکھ رہا ہون کہ
اسپر جانور سایہ کیے ہوے ہین یہ کیا معاملہ ہی خواجہ عبد الکریم کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ جوان بھی خدا پرست ہی
بلا تکلف تمام حقیقت بیان کر دی رستم نے کہا کہ اُس جوان کی کیا قطع و وضع ہی جسکو اس صندوق مین بند کیا
ہی خواجہ نے زبانی تمام حلیہ بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا کہ اس کار نمایان کے عوض مین فرعون شاہ سے
بہت کچھ انعام ملیگا رستم ثانی نے بدیع الملک کا حلیہ صحیح پایا دل مین کہا ضرور اس ظالم نے شہزادے کو گرفتار
کیا ہی کہا اے خواجہ کسی صورت سے یہ ممکن ہی کہ اس جوان کو صندوق مین سے نکال کے دکھا دو اُسنے کہا اب
یہ صندوق فرعون شاہ ہی کے روبرو کھولا جائیگا رستم ثانی نے اصرار کیا خواجہ نے کہا یہ کسی طرح ممکن
نہین ہی رستم ثانی نے کہا تیری کیا مجال ہی جو تو اُس جوان کو مجھے نہ دکھائے خواجہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا دیکھون تو کیونکر اُس جوان کو دیکھتا ہی رستم ثانی نے خواجہ عبد الکریم کا کان بقوت تمام پکڑ لیا اور سر
جھکا کے اس زور سے اسکی پیٹھ پر گھونسا مارا کہ اسکے منہ سے خون جاری ہو گیا اہل قافلہ نے جو خواجہ کو
مردہ پایا ایکہی دفعہ سب نے رستم پر حملہ کیا رستم ثانی نے شمشیر آبدار کو میان سے کھینچ لیا اور جو سامنے آیا
اُسکو ایک ہی وار مین دو لخت کر دیا یہان تک کہ تمام قافلہ کشتہ ہو گیا رستم ثانی اُس صندوق کے پاس آیا

قفل کھولا ڈھکنا اٹھا کے کیا دیکھتا ہے کہ وہی شہزادہ بدیع الملک مضبوط بندھا ہوا بیہوش صندوق میں پڑا ہے حکم دیا کہ جلدی
شہزادے کو اس صندوق سے نکالو اور دست و پا کھولو لوگوں نے صندوق سے نکالا بند کھولے عرق رفع
بیہوشی چھڑکا شہزادہ ہوش میں آیا دیکھا کہ قریب ایک صندوق رکھا ہے اور رستم ثانی بیٹھا ہوا غور سے دیکھ رہا
ہے کہا اے برادر رستم تم یہاں کہاں اور یہ صندوق کیسا ہے اور میں کس حال میں مبتلا ہوں رستم نے تمام وقعہ
بالتصریح بیان کیا اور کہا اے کشتی گیرزادے میں نے تجھکو صندوق کی قید سے رہائی دی اب تو میرا آزاد کردہ ہے
ہے بدیع الملک نے کہا اے رستم اگرچہ تو نے مجھکو قید صندوق سے خلاص کیا مگر یہ کام ایسا نہیں کیا ہے کہ میں تیرا ممنون
ہوں کیونکہ تو میرا ملازم ہے تو نے اپنے منصبی کام کو انجام دیا رستم ثانی نے کہا اے کشتی گیرزادے یہ گمان تیرا بالکل غلط ہے
میں ہرگز تیرا ملازم نہیں ہوں بدیع الملک نے کہا ضرور تو میرا ملازم ہے تیرے انکار سے کیا ہوتا ہے تو نے حق نمک
ادا کیا ورنہ نمک حرام کہا جاتا غرضکہ اسی طرح کی گفت و شنید ان دونوں میں تا دیر رہی رستم ثانی نے خواجہ عبدالکریم
کا تمام اسباب ہارون دزد کو دیدیا اور کہا اے ہارون یہ برکت دین اسلام کی ہے کہ تجکو اسقدر مال دستیاب ہے اگر
تو مدت العمر دزدی کرتا تو اسقدر مال کبھی دستیاب نہوتا اب تم اسی جزیرہ میں مقیم رہو مگر خیال رہے کہ آیندہ
کسی وارد و صادر کے مال کیطرف نظر بد سے نہ دیکھنا یہ کہا اور دونوں شہزادے وہاں سے روانہ ہوے اور مسافت
دور و دراز طے کر کے چند روز کے بعد شہر الماسیہ میں پہونچے جسکا حاکم فرزان رود الماس کور کے نام سے مشہور تھا دیکھا
شہر بہت آباد ہے بازار میں متعدد ہیں خصوصاً چوک کی آبادی اور گمگمی قابل دید ہے ہر ایک راہرو کی حالت سے
معلوم ہوتا ہے کہ خوش اور غنی ہے نوجوان آپس میں خوش فعلی کرتے چلے جاتے ہیں ہر طرف عالیشان عمارتیں نظر آتی ہیں
بازار میں سیر کرتے اور ہر طرف بغور دیکھتے چلے جاتے تھے ایک شخص سوداگر وضع قریب آیا اور کہا اے شاہزادو سلام علیک
دونوں نے جواب سلام دیا اور بحیرت اسکی صورت دیکھی اس شخص نے کہا شہریار کس طرف کہاں چلے جاتے ہو میرے ساتھ
آؤ بدیع الملک نے رستم سے کہا کیا اے بھائی تم اس شخص کو پہچانتے ہو رستم نے کہا میں نے کبھی اسکی صورت نہیں دیکھی
نہیں معلوم کون ہے اور کیوں بلاتا ہے اس مرد سوداگر وضع نے کہا بیشک اپنے دل میں نہ لایئے بیخوف و خطر میرے ساتھ
چلے آیئے بدیع الملک نے کہا چلو دیکھیے کہاں لیجاتا ہے چنانچہ دونوں شہزادے اسکے ہمراہ چلے وہ شخص ان دونوں کو اپنے
مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور کہا اے رستم اور اے بدیع الملک بابا اسوقت دونوں کہاں چلے جاتے تھے اب
ان دونوں کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا کہا اے خواجہ پہلے یہ بتاؤ کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم دونوں کا نام رستم اور بدیع الملک ہے خواجہ
متبسم ہوا اور کہا واقعی تمکو تعجب ہوا ہوگا اصل حقیقت یہ ہے کہ مجکو حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کی بشارت ہوئی ہے میں
پسر خواجہ بہلول ہوں صاحبقران والاشان میرے پدر محترم کو بھائی کہکر خطاب کرتے تھے بدیع الملک نے نام پوچھا کہا مجکو
خواجہ مسعود کہتے ہیں رستم نے پوچھا اے خواجہ مسعود فلاں مقام پر سر راہ جو ہجوم آدمیوں کا تھا وہاں کیا تھا خواجہ مسعود نے کہا
شہریار معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی حقیقت سے تمکو اطلاع نہیں ہے رستم ثانی نے کہا مجکو کیا معلوم خواجہ مسعود نے کہا میں اسیوجہ سے تم
دونوں کو بازار سے لے آیا اے شہریار سر بازار جس جگہ ہجوم دیکھا ہے وہ بتخانہ ہے کاری صورت کے بت نصب کیے ہیں اور جادوگروں نے
ان دونوں بتوں میں یہ صفت پیدا کی ہے کہ اگر فرعون پرست انکے روبرو جاتے ہیں تو دونوں بت اپنی جگہ پر برقرار رہتے ہیں
اور اگر کوئی اسکے روبرو جاتا ہے دونوں بت فوراً منہ پھیر لیتے ہیں اور تمام جادوگروں اور نجومیوں نے فرعون کو خبر دی ہے کہ بدیع الملک
اور رستم ثانی اول الماسیہ میں پہونچینگے بعدہ تیرے ملک میں آئینگے ان دونوں کا آنا خالی از زحمت نہیں ہے یہ تیرے بنیاد کو بیخ
و بنیاد سے نابود کرینگے اور دین اسلام کو رواج دینگے اس پیشین گوئی سے فرعون سخت تردد میں مبتلا ہے طرح طرح کے بند و بست

کر رہا ہے جا بجا فوجین مقرر کی ہین اور جاسوس بھیجے ہین کہ جہان شہزادہ یا رستم کو پاؤ گرفتار کر لاؤ چنانچہ یہان بھی اسی کام کے
واسطے لشکر مقرر ہوا اور شب و روز دونون جوانون کی جستجو ہے رستم ثانی نے کہا ای خواجہ مجکو نہین معلوم تھا کہ وہان جاؤ اس غرض
سے پہونچنے ہی ضرور جا کر دیکھتے خواجہ مسعود نے کہا خوب ہوا کہ تم وہان نہین گئے ورنہ دونون پتلے ضرور تمکو دیکھکے روگردانی
کرتے اور تم گرفتار ہو جاتے رستم نے کہا استغفر اللہ کیا مجال کسی کی جو نظر بد سے بھی دیکھ سکے یہ کہا اور اٹھ کھڑا ہوا خواجہ نے
کہا کہان جاتے ہو رستم نے کہا انھین پتلونکے پاس جاتا ہون خواجہ نے کہا خبردار ایسی جرأت نکرنا رستم نے کہا تم بیکار
مانع ہوتے ہو مین ضرور جاؤنگا غرضکہ خواجہ نے ہرچند منع کیا رستم نے نہ مانا تصویرونکی جانب روانہ ہوا اور بدیع الملک
بھی رستم کے ہمراہ روانہ ہوا اتنا اینکہ دونون شہزادہ اُس ہجوم کو علحدہ کرکے تصویرونکے قریب پہونچے جونہین تصویرونکا
سامنا ہوا دونون تصویرون نے فوراً روگردانی کی تمام مجمع بدیع الملک اور رستم ثانی کی صورت دیکھنے لگا اُسیوقت
یہ خبر والی شہر کو پہونچی اُسنے فوج کو حکم بھیجا کہ جلد ان دونون جوانونکو گرفتار کر لو اس عرصہ مین وہ دونون جوان خواجہ مسعود
کے مکان پر پہونچے خواجہ مسعود نے پوچھا کہ ہان بدیع الملک نے کہا ای خواجہ واقعی اُن دونون پتلون نے ہمکو دیکھ کے
روگردانی کی تمام لوگ ہماری صورت دیکھنے لگے اور ہر شخص ہماری جانب اشارہ کرکے کہتا تھا کہ وہ دونون جوان یہی ہین
اور کیا عجب کہ ہماری گرفتاری کو فوج بھی آتی ہو خواجہ نے کہا مین پیشتر ہی کہتا تھا تمنے نہ مانا اب جلدی اکل و شرب سے
فارغ ہو جاؤ اور متنظر ہو اور ای جوانو یہ بتاؤ کہ تمنے اپنے بچنے کی کیا تدبیر سوچی ہے بدیع الملک نے کہا خدا لے مالک است خواجہ نے کھانا
منگایا دونون شہزادہ کھانا کھانے بیٹھے ہنوز فراغت نہین ہوئی تھی کہ فوج نے خواجہ کے مکان کو آگھیر لیا اور بعض گہر مین پہنچ گیا کہ خواجہ
کے گھر مین دیوارون پر چڑھ کے کودین خواجہ نے منع کیا ادھر بدیع الملک اور رستم نے کھانے کو چھوڑ دیا تلوارین کھینچکے دروازے
باہر نکل آئے بس پھر تو کشتونکے پشتے ہونا شروع ہو گئے تھوڑی دیر مین تمام فوج بھاگ گئی اور یہ ہر طرح محفوظ و سلامت خواجہ کے
گھر مین آکر ٹھہرے خواجہ نے کہا ای جوانو تم یہ نہ سمجھو کہ فوج بھاگ گئی ہے عنقریب پھر حملہ ہوا چاہتا ہے اس تم تب ان مکارون نے
یہ تدبیر کی کہ ہزارہا سپاہیونے مکان کو گھیر لیا اور مکان کے کسیکو خبر نہوئی اور بیرونی دروازہ قفل لگا دیا تاکہ یہ جوان باہر نہ آئین اور
دیوارون پر سپاہی ایک ہی مرتبہ چڑھ آئے اور چاہتے تھے کہ مکان مین کود پڑین اور گرفتار کرلین مگر انھون نے تلوارین کھینچکے
بالاے دیوار وار کرنا شروع کر دیے اکثر لشکری بالاے دیوار کشتہ ہوکے نیچے گری اور بیشتر جان بچا کے بھاگ گئے خلاصہ یہ
تین روز تک یہی ہنگامہ رہا اور طرح طرح کی فکرین گرفتاری کی کیجاتی تھین آخرنا کی چوتھے روز یہ دونون شہزادے گرفتار ہو گئے
جب گرفتہ و بستہ کرکے الماس گور کے روبرو پیش کیے گئے الماس گور نے بکمال غیظ و غضب دونون قیدیون کی جانب
دیکھا اور کہا ای جوانو تمہارا مذہب کیا ہے دونون نے بالاتفاق کہا ہم مسلمان ہین الماس گور نے کہا ای سرکشو تمکو کچھ خیال اس
بات کا نہ ہوا کہ اس ملک مین ہم گرفتار ہو جائینگے بلا تکلف یہان چلے آئے دیکھنا تم اس سرکشی کے عوض کیسے عذاب سخت سے
ہلاک کیے جاتے ہو یہ کہا اور اُسیوقت دونون شہزادون کو گرفتار کیے ہوے جانب فرعونیہ روانہ ہوا اور ان دونون کو
جس وسیع پنجرے مین بند کیا تھا وہ پنجرہ ساختہ تھا قران نے یہ تدبیر کی کہ راتون رات نقب کھودی سر نقب پنجرے کی تہ مین
نکالا تہ پنجرے کی چوبی تھی اُسکو کاٹ کے دونون کو نکال لے گیا اور تاریکی شب ہی مین دو گھوڑے اور دو یراق مہیا کیے
دونون نے دو یراق زیب تن کیے اور گھوڑون پر سوار ہوکے اور قران کو یہان چھوڑ کے روانہ ہوے جب در شہر پر
پہونچے وہان دوراہہ تھا ایک راہرو سے پوچھا یہ دونون راہین کسطرف گئی ہین اُسنے کہا یہ دونون راہین فرعونیہ کیطرف
گئی ہین رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ دو راہین ہین ایک طرف تم جاؤ اور ایک طرف مین جاتا ہون دیکھین قسمت کیا
کار نمایان ظہور مین آتا ہے اور ہم کیا کر سکتے ہین چنانچہ ایک جانب بدیع الملک روانہ ہوا اور دوسری راہ مین رستم ثانی

نے قدم بڑھایا چند روز کے بعد بدیع الملک فرعونیہ کے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ شہر فرعونیہ مین داخل ہو دیکھا بیرون
در شہر فرعونیہ ایک تکیہ واقع ہی اُسمین فقیر مقیم مین ایک فقیر جو مالک اُس تکیہ کا تھا بدیع الملک کے قریب آیا اور کہا سلام علیک
بدیع الملک نے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہی جو مجکو سلام کیا قلندر نے کہا مین تکیہ کا مالک ہون چاہتا ہون کہ آج
تم ایسے جوان ذیشان میرے کلبۂ خانہ مین مہمان رہیں میری عزت افزائی فرمائین کل تکو اختیار ہی جسطرف چاہنا چلے جانا
شہزادے نے بجائے خود استشارہ کیا بعدہ کہا خیر تیری خاطر مجکو عزیز ہی اگرچہ کہ مجکو فرصت بہت کم ہی وہ فقیر شاہزادے کو
تکیہ مین لایا بٹھایا بدیع الملک نے کہا اے شاہ قلندران تمنے برسم اسلام سلام کیا کیا تم مسلمان ہو اُسنے کہا ہان مین مسلمان ہون
بلکہ تمھارے نام سے بھی آگاہ ہون شہزادے نے پوچھا میرا کیا نام ہی اُسنے کہا تمھارا نام نامی بدیع الملک ہی اور یہ نام مجکو از رو
بشارت حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام سے معلوم ہوا ہی جس کام کو واسطے بیان کے ہو اُس سے بھی مجھے اطلاع ہی اور بھی ایک خبر ہی جو
میرے پاس ہی اگر فرماؤ تو بیان کرون شاہزادہ مستفسر ہوا اُسنے کہا فرعون شاہ کا ایک نبیرہ ہی خواجہ یاقوت نام وہ بھی مسلمان
ہی اگر تکو منظور ہو تو مین کل تکو وزیر فرعون کے پاس لیچلون اُس سے ملاقات کرو اور بہتر تو یہ ہی کہ جو کچھ کام کرو اُسی کے مشورے کے
موافق کرو شہزادے نے قبول کیا شب اُسی تکیہ مین بسر کی انواع اقسام کی باتین رہین صبح کو وہ فقیر شہزادے کو خواجہ یاقوت
وزیر فرعون کے یہان لایا جونہین خواجہ یاقوت کی نظر بدیع الملک پر پڑی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور بعزت تمام صدر مین جگہ
دی اور کہا مزاج شریف شہزادے نے کہا الحمد للہ پھر پوچھا حضور کا کیا ارادہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی اگر تکو بھی اطلاع ہو
خواجہ یاقوت نے کہا ہان مجھکو اطلاع ہی پھر تم بھی بیان کرو شہزادے نے کیفیت خلاصہ حال بیان کیا اور کہا اے خواجہ اس بارے
مین تمھارا مشورہ بھی لینا مقصود ہی خواجہ یاقوت نے کہا اے شہریار مین کیا اور میرا مشورہ کیا تکو میری عزت افزائی منظور ہی جو
ایسا ارشاد فرماتے ہو آج شب کو یہان تشریف رکھو جو کچھ میری سمجھ مین آئیگا عرض کیا جائیگا غرضکہ شب کو بعد فراغ طعام وزیر اطمینان
سے شہزادے کے پاس بیٹھا اور کہا شہریار میری رائے یہ ہی کہ میرے ساتھ فرعون شاہ کے دربار مین چلو اور اُس کو اور کیفیت دربار کو دیکھو
جو کوئی مجھسے تمھارا حال استفسار کریگا مین کہونگا میرے برادرزادے ہین شہزادے نے خواجہ یاقوت کی بات قبول کی اور شب وہین قیام کیا

اب حال رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی

سخندانیکہ معنی ساز کردہ سخن را اینچنین آغاز کردہ کہ بعد طی مراحل بسیار رستم بھی نواحی فرعونیہ مین پہونچا صحرا مین دور سے
دیکھا کہ ایک جوان لباس مکلف در بر و تاج مرصع بر سر صید و شکار مین مصروف ہی ناگاہ جھاڑی مین سے ایک شیر ڈکارتا ہوا
نکلا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان پر حملہ کرے رستم ثانی بعجلت تمام اُس جوان کے قریب پہونچ گیا اور پچھلے دونون پاؤن گرفت
مین لاکر چرخ دینا شروع کیا پھر بقوت تمام اس زور سے مارا کہ شیر نقش زمین ہو گیا اور وہ جوان خوف سے بھاگا جب نکل گیا
سمجھا کہ اُس جوان سے شیر کا مقابلہ ہو گیا غالباً اُسکی جانب متوجہ ہو کر ایک بلندی پر استادہ ہو کے تماشہ دیکھنے لگا جب
دیکھا کہ اُس جوان نے شیر کو ہلاک کیا ہی دوڑتا ہوا رستم ثانی کے قریب آیا دست بستہ کہا اے جوان تو انسان ہی یا کوئی فرشتہ
جنبی ہی جو انسان کی صورت سے مشابہ ہو کے اس بیچارگی کی حالت مین میرا حامی ہوا انسان سے کسیطرح ممکن نہین ہی کہ
اسطرح کا مقابلہ کرے رستم ثانی متبسم ہوا اور کہا اے برادر فی الحقیقت مین آدمی ہی ہون مشیت خدا مین تیرا ہلاک ہونا مقرر
نہ تھا جو اسوقت مین پہونچ گیا اُس جوان نے رستم ثانی کی طاقت کی بہت تعریف کی پھر اپنے سر سے تاج اُتار کر رستم کے سر پر رکھ
کہا تو میرا برادر حقیقی سے بھی زیادہ عزیز ہی کیونکہ جان سب کو عزیز ہوتی ہی تو نے میرے واسطے اپنی جان کا بھی پاس نہ کیا ایسی
حالت مین تجھ سے زیادہ کسکو عزیز سمجھ سکتا ہون یہ کہا اور اپنے ہمراہ رستم ثانی کو اپنے مکان پر لے گیا
اب حال حیرت اشتمال شاہزادۂ بدیع الملک اور شاہزادۂ رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی کہ

فرعونیہ میں پہونچے کیا واقعات پیش آئے

سرکشی اور جواب کسی کو روا مجھ کو
آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجھ کو
عشق ابرو کے جنون میں جو چلا شہر سے میں
آج ہو تجھ سے زیادہ غم فرسودا مجھکو
روٹھکر اپنے صنم سے جو چلا میں افسوس
آکے موسی نے دکھایا ید بیضا مجھکو
اس مسیحا سے جو ہو رشتۂ الفت تا صبح

ساتھ خوش آئے نہ جب گردن مینا مجھکو
نکہت گل کی طرح باغ جہان میں ہو محیط
دم شمشیر ہوا جب وہ صحرا مجھ کو
زاہدا کعبہ کو میخانے سے جانا ہی محال
نہ پکارا کوئی ناقوس کلیسا مجھکو
نسخے میں دائرہ زنجیر طبیبو لکھو
ناتوانی نے کیا سوزن جیسا مجھکو

ہاتھ پر رکھکے دیا جام شراب پر نور
مجھے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجھ کو
صبح محشر سے ہوا صبح شب وصل بکر شیخ
ہر اک شیشۂ مے آئینہ پایا مجھ کو
دست پیغام بر یار میں مکتوب نہیں
ہو گیا خال تہ زلف کا سودا مجھکو
بہار پیرایان بساطین حکایات رنگین چمن

آرایان حدائق روایات عیش قرین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہیں کہ جب خسرو شاہ بن قہرمان خواہرزادہ فرعون رستم ثانی کو اپنے گھر لے گیا اور اسکے باپ یعنی قہرمان نے رستم ثانی کو دیکھا خسرو شاہ سے پوچھا اے فرزند یہ جوان کون ہے خسرو شاہ نے کہا اے پدر آج اگر یہ جوان مجھ تک نہ پہونچتا تو میں ضرور ہلاک ہو جاتا قہرمان نے کہا کیون خسرو شاہ نے کہا اصلیت اس واقعہ کی یہ ہے کہ میں شکار کو گیا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک طرف جھاڑی سے نر شیر نکلا اور میری طرف جھپٹا قریب تھا کہ وہ شیر مجھکو ہلاک کرے حسب اتفاق یہ جوان مجھ تک پہونچ گیا اور اس نر شیر کو ہلاک کیا اور میں زندہ و سلامت رہا میں نے اس جوان کو اپنا بھائی قرار دیا ہے قہرمان اٹھا رستم کے گرد پھرا اور کہا اے فرزند اگر اس جوان نے تیری جان بچائی تو میں نے بھی اسے اپنی فرزندی میں قبول کیا یہ وہ دن ہے کہ فرعون کو خبر پہونچی کہ محافہ نشین اور قنطورہ پوش کل کے روز مع فوج و لشکر یہان پہونچ جائینگے نواح فرعونیہ میں داخل ہو چکے ہیں القصہ دوسرے روز خواجہ یاقوت نے شہزادے کو لباس پر تکلف پہنایا شہزادے کو ہمراہ لیا دربار فرعونیہ میں پہونچا اسکو سجدہ کر کے اپنی جگہ بیٹھا شہزادے کو بھی اپنے پاس ہی بٹھا لیا فرعون شہزادے کو دیکھ کے مثل بید کانپنے لگا وزیر سے پوچھا اے خواجہ یاقوت یہ جوان کون ہے اسکو میں نے کبھی نہیں دیکھا خواجہ نے کہا اے شہریار افسوس تم اس طرح ان کو بھول گئے یہ وہ ہی برادر زادہ میرا ہے جو دریا میں غرق ہو گیا تھا قبل اسکے میں نے بارہا خدمت میں عرض کیا ہے کہ میرا برادر زادہ دریا میں غرق ہو گیا ہے میں اسکی مفارقت میں بہت بیقرار ہوں اپنی قدرت خداوندی سے اسے زندہ کر دو اور مجھ تک پہونچا دو خداوند نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ضرور اسے زندہ کر دینگے چنانچہ حسب وعدہ خداوند نے اپنی قدرت سے اسے زندہ کر دیا اور پھر مجھ سے استفسار کرتا ہے کہ یہ جوان کون ہے فرعون نے گھبرا کے کہا ہاں ہاں میں بھول گیا تھا اب یاد آیا بیشک میں نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی طرح ان کو زندہ دریا سے نکالا ہے راوی کہتا ہے کہ قہرمان وزیر کی خواہر فرعون شاہ کے گھر میں تھی اسوجہ سے قہرمان فرعون شاہ کا وزیر دست چپ تھا اور خواجہ یاقوت از بسکہ بڑا دانا شخص تھا یہ فرعون کا وزیر دست راست تھا القصہ قہرمان وزیر دست چپ بھی رستم ثانی کو ہمراہ لیے ہوے دربار فرعون شاہ میں لایا فرعون شاہ نے رستم ثانی کی صورت دیکھی اور کہا اے قہرمان یہ جوان کون ہے جسکو تو اپنے ہمراہ لایا ہے قہرمان نے کہا کہ خداوند تیری خیریت ہوئی مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت کل میرا لڑکا شکار کے واسطے گیا تھا وہان ایک نر شیر آگیا اور چاہتا تھا کہ تیرے فرزند کو ہلاک کرے یہ جوان پہونچا اور شیر کو ہلاک کر کے تیرے فرزند کو ہلاکت سے بچا لیا میں نے اسے اپنی فرزندی میں قبول کیا ہے فرعون یہ سنکے خاموش ہو رہا یکایک ہرکارے آئے موقف عرض میں استادہ ہوے دعا و ثنا سے خداوندی زبان پر جاری کی اور ہاتھ اٹھا کر دعا دی پھر کہا اے خداوند محافہ نشین اور قنطورہ پوش آگئے اور عنقریب ملازمت خداوندی حاصل کیا چاہتے ہیں فرعون شاہ بہت خوش ہوا اور کہا مجھکو بھی انکا انتظار تھا اگر اب بھی نہ آتے تو بلا بھیجتا ابھی فرعون

یہ کہہ رہا تھا کہ محافہ نشین نقاب پوش داخل دربار ہوا اور فرعون کے روبرو سجدے کو جھکا پھر اپنی جگہ پر بیٹھا بعد ازان
چوبان و منصور کلہ بان و قنطور پوش آئے اور سجدہ کیا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے محافہ نشین اُٹھا عرض کی یا
خداوند خدا پرست حاضر ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی فرعون نے کہا آج اُنکو اپنی حراست مین رکھو کل
جسطرح مناسب سمجھونگا باغچہ بہشت مین بیٹھ کے اُنکے قصے کو فیصل کرونگا محافہ نشین حسب الحکم فرعون اپنے گھر چلا آیا
وہان فرعون نے شیربانون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شیرون کی لڑائی دکھاؤ شیربانون نے دو شیر حاضر کیے کٹہرے کھولدیے
گئے ایک دوسرے پر جھپٹا اسنے اسکے چلت دی اُسنے اُسکے اور مہیب آواز سے ڈکارنے لگے دفعتاً دونون
فرعون کی طرف جھپٹے اُسکا دم فنا ہونے لگا گھبرا کے کہا ارے کوئی دوڑو اور میری جان بچاؤ شیر اس طرف
آتے ہین حالانکہ صدہا ملازم جمع تھے مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اُن شیرون کو روکتا بدیع الملک دلاور موجود تھا
اُس شیر بیشہ شجاعت نے جست کی شیرونکے قریب پہونچا شیرون نے چاہا کہ بدیع الملک پر حملہ کرین شہزادے نے
نہایت چالاکی سے ایک شیر کے پچھلے دونون پاؤن مضبوط گرفت مین لاکے کھینچے پھر اُس شیر کو دوسرے شیر پر دے مارا
دونون بیجان ہوگئے تمام فرعون پرستون مین شہزادے کی جرأت وطاقت کی تعریف کا غل ہوا شہزادہ وہان سے
چلا آیا اور اپنی جگہ پر قیام کیا ہر ادنے اور اعلے کی نظر شاہزادے کی جانب تھی باہم سرگوشیان ہورہی تھین کوئی کہتا
تھا عجیب الخلقت انسان ہی دونون شیرونکو کس چالاکی سے ہلاک کیا انسان ایک شیر سے مقابلہ نہین کرسکتا ہی اسنے دو
کو ہلاک کیا کسی نے کہا اس جوان مین کوئی سمایا ہوا ہی فرعون شاہ نے خلعت خاصہ طلب کیا شہزادہ بدیع الملک
کو دیا بعد ازان دربار برخاست ہوا فرعون شاہ اپنی محلسرا مین گیا خواجہ یاقوت بھی بدیع الملک کے ہمراہ لیے ہوئے
اپنے مکان پر آیا شام ہوئی بعد فراغ طعام انواع واقسام کی باتین رہین خواجہ یاقوت نے کہا ای دلاور دوران اگرچہ
پہلے بھی فرعون کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ تمھاری ہیبت اُسکے دلمین سمائی ہوئی ہی مگر آج کے تمھارے کارنمایان
نے اُسکے دل پر پورا سکہ عظمت وہیبت کا بٹھا دیا بدیع الملک نے اُسکے جواب مین کلمات انکساری زبان پر جاری کیے
اور کہا ای خواجہ قابل تعریف اُس [illegible] کی قدرت وشان ہی جسنے انسان ضعیف البنیان کو جملہ موجودات پر شرف بخشا
اور فضلنا بعضکم علی بعض فرمایا اور مین کیا اور میرا کارنمایان کیا بڑے بڑے صاحب قدرت وعظمت انسان اُسنے خلق
فرمائے ہین اسطرح کی گفت وشنید مین رات زیادہ گئی دونون اپنے بستر خواب پر دراز ہوئے صبح کو فرعون شاہ باغیچہ بہشت
مین آکے مقیم ہوا خواجہ یاقوت بھی حوائج ضروری سے فارغ ہوکے مع بدیع الملک باغچہ بہشت مین آیا اُدھر قہرمان زر
دست چپ رستم ثانی کو ہمراہ لایا اور اپنی جگہ پر بیٹھا فرعون شاہ نے حکم دیا کہ خدائے نادیدہ کی پرستش کرنیوالون
کو لاؤ چنانچہ تمام سردار فرعون کے روبرو حاضر کیے گئے حمزۂ ثانی نے فرعون کو بہ رسم اسلام سلام کیا غضنفر چوبان
نے چوب دستی سے حمزۂ ثانی کو اذیت پہونچائی اور کہا یہ کیا بیہودگی ہی کہ خداوند کے روبرو خدائے نادیدہ کا نام لیتا ہی
خبردار اب خدائے نادیدہ کا نام نہ لینا فرعون نے برہم ہوکے کہا ای غضنفر چوبان یہ کیا نادانی ہی کہ ہمارے بندون
کو اذیت پہونچاتا ہی اگرچہ اُنکی بھی یہ نادانی ہی کہ ہمارے روبرو خدائے نادیدہ کا نام لیا پھر بھی ہم ہرگز نہین گوارا کرینگے
کہ اُنکو تکلیف ہو نہایت شرم کی بات ہی کہ جو اپنی قدرت سے پیدا کرے اور پھر اُسی کی اذیت پر راضی ہوجائے اُن
سب خدائے نادیدہ کے پرستش کرنیوالون کو الماس کوہ مین قید کرو چنانچہ حمزۂ ثانی اور تمام سردار فرعون
کے حکم سے الماس کوہ مین قید کیے گئے اور بدیع الملک اور رستم ثانی اُنکی رہائی کے واسطے الماس کوہ کی
طرف چلے خلاصہ یہ کہ سب سردار گرفتہ وبستہ الماس کوہ کی جانب روانہ ہوئے رستم ثانی اور شہزادہ بدیع الملک

ہاتھ دھو بیٹھا غرض وہ خناس بانچوں فرعون میں مقیم رہے یکایک فرعون اُٹھا اور تخت قدرت پر سوار ہوکے محل کی جانب روانہ ہوا تمام جادوگرون نے اپنے مکان کی راہ لی اور رستم ثانی اور بدیع الملک بھی وہان سے چلے آئے تمام شب رستم کو یہ فکر رہی کہ تمام سردار المالس کی قید سے رہا ہونے کو گئے ہیں کوئی تدبیر ایسی ہو کہ انکو قید سے رہائی ملے چنانچہ صبح ہوئی اسباب درست کیا اور مرکب پر سوار ہوکے المالس کی جانب روانہ ہوا

راوی رستم ثانی کو المالس کی جانب سرداران لشکر اسلام کی رہائی کی فکر میں روان رکھتا ہی اور کچھ حال عزابت اشتغال شاہزادہ بدیع الملک کا معرض تحریر میں لاتا ہی

ان لبون ہوتا ہی یون سودے میں کسے یار کے
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے
چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشائے چمن
کوہ و صحرا و علاقے ہین یہ اس سرکار کے
ہم کو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
طے جتنے ہین وہ جوبان ہین تری دستار کے
کچھ جو غیرت ہی تو ای سفاک دار او بھی
ڈھیر ہوکر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
سوزش دل کا بیان کرتا ہون مین دیوانہ آج

دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے
چھوڑ کے ہمنے امیری کی فقیری اختیار
خار و گل دونون بغل پرورد ہین گلزار کے
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہی دماغ
لن ترانی کہنے ہو سائل ہین جو دیدار کے
حسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل کو بھرے
زخم دیکھے ہنستے ہین منھ پر تری تلوار کے
کام ہی اتنے سے عالم سے کچھ مطلب نہین
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

لالہ بھی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا ہین
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو جھاڑ مار کے
کس طرف جلوے ہین ہمکو دیکھیے سلطان عشق
غنچے یا پھلکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے
خواہ مرد ارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
سیر ہو نکلے نہین بھوکے ترے دیدار کے
جو کوئی بیٹھا نہ اُٹھا پھر وہ میٹھے کی طرح
مشتری یوسف کے ہین خیمہ ان نہین بازار کے
سرد ہوگی گرم بازاری تری پروانہ آج

شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت کے گھر میں سو رہا تھا یکایک خواب سے بیدار ہوا اپنے کو ایک مقام پر پایا سامنے دیکھا کہ نہایت چست و چالاک ایک عیار یہ کھڑا ہی شہزادے نے متعجب ہوکے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی اُسنے کہا شہریار میرا نام کلس ہی اور اس مقام کا نام جو پوچھتے ہو تو صبر کرو میرے بتانے کی ضرورت نہین ہی خود تم کو معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے غیظ و غضب میں آلودہ ہوکے کہا لیکن یہ کیا بات ہی کہ خود معلوم ہو جائیگا اگر معلوم ہی تو کیون نہین بتاتا اُس نے کہا تم برخاستہ بے کار ہوتے ہو مین نے تو کہا کہ خود معلوم ہو جائیگا دیر کچھ نہین ہی عنقریب معلوم ہوا جاتا ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک جانب سے جھم جھم کی صدا گوش زد ہوئی شہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین حور لقا سراپا ناز و ادا ہمراہی چند مہوشان عنبر بو و گل رخان سنبل مو پرورش دلفریب و لطاز ہمہ زینت و زیب چلی آتی ہی جب قریب آئی شاہزادے کو سلام کیا اور کچھ ایسے انداز محبوبی سے سلام کیا کہ بدیع الملک بہزار جان و دل اُس پر فریفتہ ہو گیا ہر مرتبہ دل کا تقاضا تھا کہ صبر محال ہی دست گستاخ دراز کرو مگر پھر اپنے اوپر ملامت کی اور کہا ہرگز ایسی بیہودگی جائز نہین آپ سے گذر جانا ہمیشہ ذلت و فضیحت کا سبب ہوتا ہی نہایت سہولیت سے کہا ای تاجدار اقلیم خوبی وای سریر آرای مملکت محبوبی تو کون ہی اور اس طرف آنے کا کیا سبب ہوا وہ نازنین اپنے نوجوان ہمراہیون کی جانب دیکھکے متبسم ہوئی شہزادے نے کہا واہ یہ طرفہ امر ہی کہ مین تجھسے نام پوچھتا ہون اور تو دوسری جانب متوجہ ہو گئی اُس نازنین سراپا حسن و ناز نے سر جھکا لیا ہمراہیون میں سے ایک نے کہا ای ملکہ یہ جوان تجھسے نام پوچھتا ہی اسکو نام سے کیون نہین آگاہ کرتی ہو اُس نازنین نے آہستہ جواب دیا کہ تو اپنا نام بتادے سب نے ایک مرتبہ قہقہہ مارا اور کہا ای ملکہ یہ جوان خاص تیرا نام پوچھتا ہی ہم اپنا نام کیونکر بتادین شہزادہ اُس نازنین کی اس طرح کی شوخی پر از خود رفتہ ہوا جاتا تھا جب دیکھا کہ یہ نازنین اپنا نام نہین بتاتی کہا مصرع عجب واقعہ و طرفہ ماجرائے ہست + کیا ہی نسخہ ہون

جو تم سب میری باتون پر ہنستی ہو اُس نازنین نے کہا اے جوان تو ہرگز اس طرح کا خیال دل مین نہ لا ناہم ہرگز تجھ کو مسخرہ
نہین سمجھتے یہ آپس کی شوخی تھی جسپر ہنسی آگئی آگاہ ہو کہ مین خداوند فرعون کی دختر ملکہ غزال چشم نام سے
مشہور ہون کل جسوقت تو خواجہ یاقوت وزیر دست راست کے ہمراہ باغچۂ بہشت کی طرف جاتا تھا مین نے تجھ کو
دیکھا تھا اُسی وقت سے میرا دل چاہتا تھا کہ مین تجھ سے کلام کرون مگر کوئی تدبیر بن نہ آئی جب بہت مضطر ہوئی
کلس نام عیار کو جو اسوقت تیرے روبرو کھڑا ہی تیرے لینے کو بھیجا یہ عیار میرا ملازم ہی تجھ کو یہان لے آیا
اب مین تجھ سے پوچھتی ہون سچ بتا تو کون ہی اور کہان کا باشندہ ہی بدیع الملک نے کہا اے آرام جان
اپنا نام بتانے مین مجھ کو کچھ عذر نہین ہی البتہ یہ خیال ہی کہ مین نام بتاؤن اور تو میری دشمن ہو جائے تو پھر سخت
مصیبت کا سامنا ہو اس سے یہی بہتر ہی کہ اس سوال سے درگذر ملکہ نے کہا پہلے تو نہین لیکن اس عذر بارد
سے معلوم ہوتا ہی کہ تو مجھ سے مسخرگی کرتا ہی اسکے کیا معنی کہ تیرا نام سنکے مین تیری دشمن ہو جاؤنگی شہزادے نے
کہا بخدا یہ مسخرگی نہین ہی اور نہ کسی طرح کی خوش طبعی ہی یقین سمجھ کہ میرا نام سنکے تیری یہ نظر نہ رہیگی جو اسوقت
ہی ملکہ غزال چشم نے کہا اے جوان تو ہر طرح مطمئن رہ بالفرض اگر تو میرے باپ فرعون شاہ کی ہلاکت کا
درپے ہو جائیگا تو بھی مین تیری دشمن نہ ہونگی شاہزادے نے کہا غالبا سنا ہوگا کہ تیرے باپ کو نجومون نے
خبر دی ہی کہ خداپرستون کی فوج سے دو شخص تیرے ملک مین آئینگے ہنگامہ کشت وخون گرم کرینگے
تجھکو ہلاک کرینگے اور تمام ملک مین دین اسلام کو رواج دینگے اے نازنین آگاہ ہو بنا برآن یقین کرلی
کہ اُن دونون مین سے ایک مین ہون اور میرا نام بدیع الملک ہی ملکہ غزال چشم نے پوچھا اُس جوان
دوسرے کا کیا نام ہی شہزادے نے کہا اُس دوسرے جوان کا نام رستم ثانی ہی چونکہ تیرے باپ نے فوج اسلام
کے سردارون اور بیشتر ہمارے عزیزون کو قید کیا ہی ہم دونون اُن سب کی رہائی کے واسطے آئے ہین غزال چشم
اس تقریر کو سنکے سخت حیرت ہو گئی شہزادے نے سبب حیرت کا پوچھا اُسنے کہا اصل یہ ہی کہ مجھکو مطلق اس واقعہ کی
اطلاع نہ تھی تو سچ کہتا تھا کہ میرا اظہار حقیقت سبب اشتعال طبع ہی چونکہ تیری الفت میرے دل مین جا کر گئی مجبور ہون
ورنہ ضرور مجھے یہ سر پرخاش ہوتی بدیع الملک نے کہا پھر اب تیرا کیا ارادہ ہی ملکہ غزال چشم نے کہا دستور ہی کہ ہر
شخص کے دل کا خیال دوسرے کے دل پر اثر کرتا ہی ظاہر ہی کہ مین تجھپر فریفتہ ہون بالیقین تجھکو بھی گونہ میرا خیال
ہوگا ایسی حالت مین مجھے استفسار کی کیا ضرورت ہی جو تیرا ارادہ ہی وہی ارادہ میرا سمجھ بدیع الملک نے کہا میرا
ارادہ ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہی اسکی دلیل یہ ہی کہ جب میرا نام سنکے تجھکو تردد ہوا تو میرا ارادہ سنکے کیونکر موافق
ہوگی غزال چشم نے کہا اے جوان تجھ ایسے شخص کے اس کلام سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہی قاعدہ ہی کہ جس امر مین
کوئی چارہ نہین اُسکو ہر طرح اختیار کرنا لازم آتا ہی علی الخصوص الفت ومحبت جس سے سب مجبور ہین عام اس سے
کہ ادنی ہو یا اعلی شعر من ازان حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم ٭ کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخارا
جب مین ایسی دختر فرعون اپنے نام وناموس سے قطع تعلق کرکے تیری محبت مین گرفتار ہو گئی تو تیرے ہی ہم
ارادہ ہونے مین تجھکو کیا تردد ہی اب طول کلام سے کام نہ رکھ بلا کم وکاست بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی شہزادے نے
کہا اصل ارادہ میرا دین اسلام کے رواج دینے کا ہی اگر تو دین اسلام قبول کرے فہو المراد ورنہ میرے تیرے
درمیان بجز مفارقت کے چارہ نہین ہی غزال چشم نے کہا اے جوان عشق ومحبت مین دین ومذہب کا کیا دخل
تاہم جیسی ہی مین خود ویسی ہون خود اس بارے مین بیکار اصرار کرتا ہی اور عبث درپے ہی ہان کچھ اور ارادہ ظاہر کر

شاہزادے نے کہا یہ ارادہ میرا مقدم ہے چند روزہ زندگی ہے عشق و محبت سے آخرت میں امید بخشش کی ہرگز نہیں ہوگی
ہر شخص کو چاہیے کہ ہر حالت میں اپنے انجام پر نظر رکھے مرنا برحق ہے قیامت برحق ہے پرسش اعمال برحق ہے بالفرض
ہزار برس کی بھی زندگی ہو پھر بھی ایک روز ذائقۃ الموت کا سامنا ہوتا ہے کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام
جملہ موجودات کیواسطے فنا لازم ہے صرف ذات واجب الوجود اس سے مستثنیٰ ہے جو واحد و لاشریک ہے ملکہ غزال چشم
شہزادے کی یہ تمام تقریر سنکر آخر کہا ای جوان بیان کر دین اسلام کے ارکان کیا ہیں شہزادے نے دین اسلام کی حقیقت
کو مدلل بیان کیا پھر ارکان و اصول و فروع کو بالتصریح بیان کیا ملکہ غزال چشم مع نازنینان ہمراہی مسلمان ہوئی بعد
بدیع الملک کلس عیار کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای عیار طرار تیرا کیا ارادہ ہے کلس عیار نے کہا میں ملکہ کا
تابع فرمان ہوں شہزادے نے کہا تیری ملکہ تو مسلمان ہو گئی غالبا تو بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوگا اور ملکہ
غزال چشم نے اشارہ کیا چنانچہ کلس عیار بھی مسلمان ہو گیا ملکہ نے پوشیدہ محفل عیش منعقد کی تمام نازنینین
خوب خوب گائیں انواع و اقسام کے پر تکلف کھانے پکے شہزادے کی دعوت ہوئی تین روز تک ہنگامۂ نشاط گرم
رہا دن کو عید معلوم ہوتی تھی رات کو شب برات کا سا بندھا تھا بدیع الملک اور ملکہ غزال چشم گو ہر دو ش دونوں
ایک دوسرے کو دیکھ کے دل خوش ہوتے چوتھے روز بدیع الملک کو گونہ تردد لاحق ہوا ملکہ نے سبب استفسار کیا
شہزادے نے کہا ای آرام جان کیا پوچھتی ہو تمہاری خاطر سے میں اس صحبت نشاط و طرب میں شریک ہو گیا ورنہ اصل غرض
میری جد و جہد کی یہ ہرگز نہیں ہے جو موجود ہے بلکہ جب مجکو خیال آتا ہے کہ تمام سرداران لشکر اسلام اور اکثر بزرگ تیرے
تیرے باپ کے حکم سے الماس کوہ میں مقید ہیں کیا کہوں کیسا ملال ہوتا ہے تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ میں خاص
اُن سب قیدیوں کی رہائی کے واسطے آیا ہوں مصمم ارادہ کیے ہوں کہ اُن بارہ ہزار فوج آتشبار کو برہم کروں اور سرداران
لشکر اسلام و جدان کرام کو اس قید و بند سے آزاد کروں اگر تجھکو کچھ حال الماس کوہ کا معلوم ہو بیان کر اور یہ بتا کہ اُن
قیدیوں کو کسطرح رہائی ملے اُس نے کہا شہریار بخدا مجکو الماس کوہ کی مطلق خبر نہیں ہے ورنہ میں ضرور بیان کر دیتی شہزادے نے
کہا خیر مجبوری ہے اب مجکو خواجہ یاقوت کے یہاں پہنچا دے غزال چشم نے کہا آیندہ ملاقات کب ہوگی شہزادے نے
کہا انشاء اللہ آیندہ پھر ملاقات ہوگی بشرطیکہ تمام سرداران لشکر اسلام قید و بند فرعون سے رہا ہو گئے اور اگر خدا نکردہ
نوع دیگر پیش آیا یعنی وہ سردار تیرے رہا نہوے تو مشکل ہے غزال چشم نے کہا ای جوان مجکو اسقدر بے اعتنائی زیبا نہیں ہے
میں نے نہایت جرأت کر کے تجھکو یہاں بلایا ہے شہزادے نے کہا میں بالکل مجبور ہوں اگر مجکو ایسی ضرورت لاحق نہوتی تو مجکو
ہرگز ابھی یہاں سے نہ جاتا ملکہ غزال چشم مجبور ہوئی کلس عیار کیجانب اشارہ کیا کلس عیار نے بحفاظت تمام شاہزادے کو
خواجہ یاقوت ذی دست راستے یہاں پہونچا دیا خواجہ یاقوت نے جو شہزادے کو پانچ روز کے بعد دیکھا نہایت
متعجب ہو کے کہا ای شہریار تمکو خوب معلوم ہے کہ اس شہر فرعونیہ میں جسقدر لوگ تمہارے دشمن ہیں مگر تمکو کچھ خیال اس
بات کا نہیں ہے آج پانچ روز کے بعد یہاں تشریف لائے ہو کہاں تھے جو نہیں آنا ہوا شہزادے نے غزال چشم دختر
فرعون شاہ کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ابھی میں جبر سے یہاں تک پہونچا ہوں ورنہ غزال چشم مجکو زیادہ قیام کے
واسطے مجبور کر رہی تھی اور یہ پوچھا ای خواجہ الماس کوہ کے مقدمے کی بھی خبر ہو اور یہ بھی کچھ حال معلوم ہے کہ وہ سردار کہاں
ہیں اور کسطرح مقید ہیں خواجہ یاقوت نے کہا ای شہریار مجکو الماس کوہ وغیرہ کے مقدمے کی مطلق اطلاع نہیں ہے
ہاں ممکن ہے کہ میں فرعون شاہ سے تمہارے روبرو اس حال کو دریافت کروں غالب گمان ہے کہ فرعون
کل حال مفصل بیان کر دیگا پس تمہارا مطلب حاصل ہو جائیگا چنانچہ وہ شب انواع و اقسام کے حرف و حکایات میں

بسر ہوئی صبح کو خواجہ یاقوت مع بدیع الملک کے دربار فرعون شاہ مین پہونچا اپنی جگہ پر بیٹھا آج خواجہ یاقوت
کے بشرے سے آثار تردد معلوم ہوتے تھے فرعون نے کہا ای وزیر خیر باشد تیری صورت سے دریافت ہوتا ہی کہ تجکو
کسی نوع کا تردد ہی بیان کر یہ کیا واقعہ ہی خواجہ یاقوت نے کہا واقعی مجکو نہایت تردد لاحق ہو گیا ہی سبب اسکا یہ ہی
کہ جو خداپرست الماس کوہ مین قید کیے گئے ہین اُنکے عیارون کی تعداد کثیر ہی اور ہر ایک عیار اپنی فن عیاری
مین مثل اور نظیر نہین رکھتا ہی ممکن ہی کہ اُن عیارون مین سے کوئی عیار الماس کوہ مین پہونچ جائے اور اُن
قیدیون کو رہا کر لے جائے اُس وقت سخت خرابی کا سامنا ہوگا فرعون شاہ یہ سُنکے متامل ہوا بعدہ کہا ای
خواجہ الماس کوہ کی دو راہین ہین ایک راہ خشکی کی ہی اُسطرف طلسم ہی دوسری راہ تری کی ہی اُسطرف بھی طلسم ہی
کون ایسا ہی جو الماس کوہ مین جا سکتا ہی البتہ وہ شخص وہان پہونچ سکتا ہی جو اُن راہون کے طلسم کو
توڑے اور ساز مشوش کو ہلاک کرے بغیر اسکے کوئی الماس کوہ مین نہین جا سکتا اور خداپرستون کو نہین
رہا کر سکتا خواجہ یاقوت نے متعجب ہوکے پوچھا ای خداوند وہ ساز مشوش کہان ہی جسکا ابھی نام لیا فرعون
نے کہا تعجب ہی کہ آج تک تو ساز مشوش سے واقف نہین ہوا خواجہ یاقوت نے کہا ای خداوند اگرچہ مین تیرا پیغمبر
ہون اور تیری تعلیم کے موافق بیشتر رموز کی اطلاع ہی لیکن اسقدر دسترس نہین ہی کہ علم خداوندی مین پورا
پورا دخل ہو جائے ہان اگر مفصل بیان ہو تو معلوم ہو فرعون شاہ نے کہا بیشک یہ حال تجکو نہ معلوم ہوگا سُن
ای خواجہ جانب شمال ایک شہر ہی نہایت وسیع و آباد اہل شہر خوش و خرم پروردۂ دنیا ہین اُس شہر وسیع کا نام ملک
مراد ہی اُس شہر کا والی و فرمانروا ایک بادشاہ عالی جاہ ہی کسی کا خراج گزار و تابع فرمان نہین ہی خود
مختاری کے ساتھ حکومت کرتا ہی علاوہ حشم و خدم اور آبادی خزانہ کی صرف سات لاکھ اُسکے فوج کے
سوارون کی تعداد ہی پیادون کا ذکر نہین اُسکے ملک کی سرحد مین دار السلطنت سے چند فرسنگ کے فاصلے
پر ایک دریا واقع ہی اندرون دریا ایک گنبد ہی بلندی اُس گنبد کی قریب ایک ہزار سات سو گز کے ہی
گرد اُس گنبد کے وہ دریا بہ نسبت اور مقامات کے بہت زیادہ گہرا ہی ہر وقت اُس گنبد کے گرد پانی چکر کھایا
کرتا ہی ہر ایک کی جرأت اُس گنبد کے قریب جانے کی نہین ہوتی ای خواجہ تمام دن اُس مقام پر سناٹا رہتا
ہی رات کو اُس گنبد سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہی اُس ہاتھ مین گوہر شب چراغ ہوتا ہی جسکی روشنی تین فرسنگ تک
جاتی ہی تمام شہر مراد مین اُسی گوہر شب چراغ سے روشنی ہوتی ہی چراغ روشن کرنے کی کچھ ضرورت نہین
ہوتی اور ایسی تیز روشنی ہوتی ہی کہ شب کو بھی روز روشن کا سمان ہوتا ہی ہر شخص اُس روشنی کے سبب سے
مثل دن کے شب کو بھی کام کر سکتا ہی اگر اتفاقاً کسی اہل شہر نے چراغ روشن کیا بس فوراً اُس گنبد طلسمی
سے ایک تلوار پیدا ہوتی ہی جسکے وار سے چراغ روشن کرنے والا ہلاک ہو جاتا ہی اور وہ چراغ بھی
گل ہو جاتا ہی بیشتر ایسا اتفاق ہوا اب کسی شخص کی جرأت چراغ روشن کرنے کی نہین ہوتی اُسی مخالف مین
ساز مشوش بھی رہتا ہی ای خواجہ یہ مقدمہ طی ہونا بہت دشوار ہی صرف ساز مشوش ہی کے ہلاک ہونے پر
طلسم کا شکست ہونا موقوف نہین ہی بلکہ ساز مشوش کے ہلاک ہونے کے بعد ابر نمودار ہونگے جن پر خاص فتح
طلسم موقوف ہی اگر کوئی شخص چاہے کہ ساز مشوش ہلاک نہ کیا جائے اور وہ ابر نمودار ہو جائین ممکن نہین
خواجہ یاقوت نے کہا ای خداوند اسوقت تیرے اس بیان سے مجکو اطمینان ہوا ورنہ مین سمجھا تھا کہ مسلمان
آگئے ہین اُنکے عیار اپنے کمال فن عیاری سے اُن قیدیون کو رہا کر لے جاوینگے کیا کہون کہ تمام رات

اس فکر مین نیند نہ آتی تھی یہان تک کہ صبح ہو جاتی تھی دن کو بھی اس خیال مین مبتلا رہتا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ایسا نہو کہ خداوند کی محنت رائگان ہو جاے فرعون ہنسا اور کہا ای خواجہ ہماری قدرت کا کوئی ایسا فعل نہین ہی جو مستولد نہو یہ سب کرشمہ میری ہی قدرت کا ہی خواجہ یاقوت نے کہا بہت درست ارشاد ہوا مجھکو خوب معلوم ہی اور کسطرح نہ معلوم ہو مین تو تیرا پیغمبر ہون شب کو خواجہ یاقوت فرعون کے پاس سے اپنے گھر مین آیا بدیع الملک نے کہا ای خواجہ اب مجھکو اجازت دو تا کہ مین شہر مراد کی سیر کرون خواجہ یاقوت نے کہا شہریار اسقدر عجلت نہ چاہیے بزرگون کا قول نہین سنا ہی قطعہ

شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال
کہ آخر افگندت بر زمین برسوائی
عنان دل بجہان صبر دہ گرت باید
تو دست و پای نزنی زان خطر برون نائی
مکن شتاب در آئین حلم رو بے متاب
کہ گوے عیش بچوگان جہد بربائی
عنان ز توسن غفلت بعرصۂ تعجیل
اگر بغیر صبر و سکون نیست رسم دانائی

مین نے بجاے خود ایک فکر قرار دی ہی جس کے سبب تم شہر مراد مین مع فوج و لشکر جاؤ گے اور کام حسب مراد انجام پائیگا بے سروسامانی سے جانا ہرگز قرین عقل نہین ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ بزرگون کا قول بہت صحیح ہی مگر مین نے بھی بجاے خود ایک فکر قرار دی ہی جسکے واسطے فوج و لشکر کی کچھ ضرورت نہین ہی انشاء اللہ بے سروسامانی ہی سبب مراد حاصل ہونے کی ہوگی خواجہ نے کہا تمکو اختیار ہی میرے نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا اُسکا ذکر کیا آیندہ تو دانی و کار تو الغرض دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت سے رخصت ہوکے شہر مراد کی جانب روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک باغ کے پہونچا جہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا قریب قافلے کے پہونچ کے اہل قافلہ سے ایک شخص کو قریب اپنے بُلایا اور پوچھا ای برادر کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ قافلہ کسکا ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے از سرتا پا شہزادے کو دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلے کا حال پوچھتے ہو شہزادے نے کہا مین کوئی ہون تمکو اگر معلوم ہو تو بیان کرو وہ شخص قافلے مین واپس گیا اور ایک اور شخص کو اپنے ہمراہ لایا اُس سے کہا یہ جوان ہمسے اس قافلے کا حال دریافت کرتا ہی اور اگر اس جوان کا حال دریافت کرتے ہین تو کچھ نہین بیان کرتا دوسرے شخص نے کہا پھر کیا مضائقہ ہی اور شہزادے کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای جوان یہ قافلہ شہر مراد کیجانب جاتا ہی اور اس قافلے کا سردار خواجہ سالار نام ہی شہزادے نے کہا ہم تمھارے سردار سے ملاقات کر سکتے ہین اُسنے کہا ہان مگر ہم سردار قافلہ سے اجازت لے لین شہزادے نے کہا کیا مضائقہ ہی وہ دونون شخص خواجہ سالار بربری کے پاس گئے اور حقیقت حال کو بیان کیا خواجہ سالار بربری بھی شہزادے کی ملاقات کا مشتاق ہوا اور کہا لاؤ اُس جوان کو کہان ہی وہ دونون شخص شہزادے کے پاس آئے کہا چلو ہمارے سردار نے تمکو بُلایا ہی شہزادہ اُن دونون کے ہمراہ خواجہ سالار بربری کے پاس قافلے مین گیا جونہین خواجہ سالار بربری کی نظر شہزادے کی ہیبت پر پڑی سمجھا کوئی رہزن ہی باواز بلند کہا ای فلان اس جوان کو یہان نہ لاؤ وہین مقیم رہنے دو مین خود وہین آکے اس سے ملاقات کرونگا وہ دونون شخص اہل قافلہ شہزادے کو پھر اُسی مقام پر لے آئے اور کہا ای جوان یہ بات برا ماننے کی نہین ہی نہین معلوم ہمارے سردار کے دل مین کیا شک گذرا جو واپس کیا اس عرصے مین خواجہ سالار بربری خود شہزادے کے پاس آیا اور کہا ای جوان مین چاہتا ہون کہ تو اپنے ہمراہیون کو خبر نہ کر جس چیز کی ضرورت ہو بلا تکلف ہمسے مانگ لے ورنہ بیکار کشت و خون ہوگا اور مطلب وہی حاصل ہوگا جو مین اسوقت کہرہا ہون بدیع الملک سمجھ گیا کہ یہ لوگ مجھکو قزاق جانتے ہین کہا ای خواجہ تم بیکار میری جانب سے مشکوک ہو مین قزاق و راہزن نہین ہون جو راہ زنی کے واسطے آیا ہون بلکہ مین مسافر ہون خواجہ بربری نے کہا اگر تم مسافر ہو تو بتاؤ کسطرف کا عزم ہی بدیع الملک نے کہا بالفعل مین شہر مراد

طرف جانیکا ارادہ رکھتا ہون ازبسکہ کوئی رفیق ہمراہ نہین رکھتا ہون تمکو یہان مقیم دیکھا اس خیال سے کہ شاید تم میری ہمراہی قبول کرو تمھاری ملاقات کا خواہان ہوا خواجہ نے پوچھا تمھارا کیا نام ہی شہزادے نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہین جو ہین خواجہ بربری نے نام شہزادے کا سُنا شہزادے کے پاؤن پر گر پڑا اور دست بستہ کہا ای شہریار مین بھی مسلمان ہون اور میرا وطن ملک بربر ہی زہے نصیب میرے کہ تم ایسے عالیجاہ کی شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا بدیع الملک بھی خواجہ کے مسلمان ہونیکا حال سُن کے بہت خوش ہوا اور متبسم ہو کے کہا ای خواجہ تمنے مجھکو قزاق ہی قرار دے لیا تھا خواجہ نے منفعل ہو کے کہا ای شہریار معاف فرمائیے مین نے لاعلمی کی حالت مین ایسا خیال کیا پھر اپنے ساتھ شہزادے کو خیمہ مین لے گیا مسند پر بٹھایا اور خود دلازمونکی طرح خدمت بجالایا انواع واقسام کی باتین شروع ہوئین اہل قافلے سے جو کوئی آتا تھا بکمال ادب بدیع الملک کو سلام کرتا تھا

اب کچھ حال حیرت اشتمال شہزادہ والاشان رستم ثانی بن ایرج نوجوان معرض بیان مین آتا ہی

اس چمن میں ہین جو بیشمار درخت
ہیں سے سوز دون سے کیا نسبت
سر نکالے جو باغ میں ہیں کھڑے
نخل تن یان ہمیشہ ہی پرداغ

ہے کمان مثل قد یار درخت
ہیں چمن انسان اور چنار درخت
کھڑے ہین تیرا انتظار درخت
پھول لاتے ہین ایکبار درخت

وہ جو ہا سرو قد ہو بے سایہ
آنکھیں بادام ہین زنخدان سیب
مجھکو شاخون کی جا دکھاتی ہی
تا قیامت خلل نہین ناسخ

صدقے ہین لاکھ سایہ دار درخت
قد جانان ہی میوہ دار درخت
ہجر کی تیغ آبدار درخت
نخل غم کیا ہی پائدار درخت

مرآت ضمیران صفاپرور وگلچین فردوشان نورگستر بہار پیرایان فیض رسان چمن آرایان باغ جہان نقشبندان بدیع اخبار چہرہ پردازان غریب آثار دست باری انگشت قلم سے واہنامے نقاط پر بسبب گردانی ابر نیسان کرم سے اصداف قلوب پر درافشانی زبان سحر بیان حکمت توامان سے معجز بیانی اس روشن دلی اور سرسبزی رازدانی سے فرماتے ہین کہ جب رستم ثانی شہر فرعونیہ سے باہر آیا الماس کوہ کی راہ لی چیزا خیز چلا جاتا تھا ایک قافلے کے قریب پہونچا اہل قافلہ سے اُس قافلہ کا حال پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ یہ قافلہ کس طرف جائیگا اُنھون نے کہا ای جوان الماس کوہ کے قریب ایک شہر کافوریہ نام سے مشہور ہی یہ قافلہ وہین جائیگا رستم ثانی اس حال کو سُن کے بہت خوش ہوا اور کہا ہم سالار قافلے سے ملاقات کر سکتے ہین اُن سب نے کہا کیا مضایقہ ہی ہم جاتے ہین قافلہ سالار کو خبر کرتے ہین تم یہین مقیم رہو سالار قافلہ جو کچھ جواب دیگا اُسکے موافق عمل کرینگے چنانچہ ایک شخص سالار قافلہ کے پاس گیا اور کہا ای خواجہ اسوقت ایک جوان اسطرف وارد ہوا ہی اور تمسے ملاقات کرنا چاہتا ہی خواجہ نے کہا وہ جوان خاص میری ملاقات کو اسطرف آیا ہی یا حسب اتفاق اسطرف وارد ہو گیا ہی اُسنے کہا اس حال کو مفصل مین نہین بیان کر سکتا مگر قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ خاص تمھاری ملاقات کو اسطرف نہین آیا ہی خواجہ نے کہا اُس جوان کی وضع وقطع کیا ہی اُسنے رستم کا حلیہ بیان کیا خواجہ چند لمحہ متامل ہوا بعدہ کہا اچھا جاؤ اُس جوان کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ رستم ثانی سالار قافلے کے پاس آیا جو ہین خواجہ کی نظر رستم ثانی کی صورت پر پڑی تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا نہایت ادب سے اپنے پہلو مین جگہ دی کہا ای جوان تم کون ہو اور کسطرح اسطرف آنیکا اتفاق ہوا رستم ثانی نے کہا ای خواجہ مثل تمھارے مین بھی تجارت پیشہ ہون حسب اتفاق اسطرف گذر ہوا تمسے ملاقات ہوئی خواجہ نے بغور رستم کی صورت دیکھی کہا ای جوان تعجب ہی کہ تم مجھسے اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو حالانکہ مجکو قبل تمھارے یہان پہونچنے کے تمھاری خبر ہو چکی تھی شہزادہ رستم ثانی نے پوچھا کیا خبر ہو چکی تھی اُسنے کہا مطلب یہ بتاؤ کہ تم رستم بن ایرج ہو یا نہین رستم بہت متعجب ہوا کہا ای خواجہ واقعی میرا

یہی نام ہی سچ بتاؤ لیے کیے کہا اُسنے کہا شہریار مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشارت دی ہی کہ رستم ثانی سرداران لشکر
اسلام کی خلاصی کی غرض سے الماس کوہ کو جاتا ہی عنقریب یہان پہونچا چاہتا ہی اُس سے ملاقات کرنا وہ مجھکو
ہمراہ لے کے الماس کوہ کی طرف جائیگا آج دوسرا روز ہی کہ تیرے انتظار مین مقیم ہون بارے تو یہان پہونچا
جسوقت مجھکو لوگون نے خبر دی اُسی وقت مجھکو شک گذرا تھا آج کا روز تو یہین بسر کرنا چاہیے کل دربند کافوریہ
کی طرف روانہ ہونگے رستم ثانی نے کہا ای خواجہ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو خواجہ فضل کہتے ہین شاہزادہ
رستم ثانی بہت خوش ہوا وہ رات اُسی جگہ بسر ہوئی طرح طرح کی باتین رہین شعر روز دیگر کین جہان پر غرور
یافت از سرچشمہ خورشید نور صبح کو سامان سفر درست ہوا جانوران باربرداری اسباب سے بار کیے گئے اور الماس کوہ
کی جانب کوچ کیا چند منزلین طی کی تھین کہ ایک دریا دور سے نظر آیا جب کنارے دریا کے پہونچے کشتیان
کرایہ کی اُنمین سب سوار ہوے کشتیان ایک جانب دریا مین روانہ ہوئین ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ہوا
تند چلی کشتیان متوحش ہوے باواز بلند کہا اب لوگ ہوشیار ہو جائین طوفان آیا ہی موج بڑا ہوا کے جھونکے سے کشتیان
تہ و بالا ہونا شروع ہوئین ہر ایک ملاح نے عنان کشتی قضا و قدر کے سپرد کی سواران کشتی گھبرائے ہوے ہر چہار جا
رونے پیٹتے تھے دفعتاً تمام کشتیان منقلب ہو کے دریا مین غرق ہو گئین رستم ثانی کی بھی کشتی غرق ہو گئی اور غرق
ہوتے ہی رستم ثانی نے جو آنکھ کھولی اپنے کو طوق و زنجیر مین بستہ پایا غریق بحر حیرت ہو گیا دل مین کہا خداوندا یہ کیا
معاملہ ہی این گل دیگر شگفت اسی سے زمانے کو بوقلمون کہا ہی یہان ہر لمحہ نیا رنگ پیش نظر ہوتا ہی کہان تو یہ خیال
تھا کہ غیب سے یہ سامان پیدا ہوا کہ ایک معین و مددگار مل گیا ہی سرداران لشکر اسلام کی رہائی مین سہولت ہو گی
کچھ خود کوشش کرین گے کچھ خواجہ فضل معین ہوگا رہنمائی کافی ہو گی کہان یہ طرفہ ماجرا پیش نظر ہی کہ دریا کا سفر کرنا
اختیار کیا کشتیون پر سوار ہوے حسب اتفاق طوفان کا بھی آنا ضروری تھا دیکھیے اس قید و بند سے کب اور
کسطرح رہائی ملتی ہی مصرع من چہ خیالم و فلک در چہ خیال خواجہ فضل بھی موجود نہین ہی جس سے اس حال کی حقیقت
پوچھین شکایت کرین خداوند تو ہی اپنے بندے کا حامی و مددگار ہی ہر ایک مبتلائے مصیبت و زحمت کو نجات دینے والا
ہی شعر نداریم غیر از تو فریاد رس ۔ توئی عاصیان را خطا بخش و بس ۔ اب شہزادے کا یہ حال ہی کہ کبھی اپنے دست و پا کی
طرف دیکھتا ہی اور کبھی طوق و زنجیر کیطرف نظر کرتا ہی اور خیال کرتا ہی کہ مین ابھی غرق دریا ہو گیا تھا اس طلسم سے طوق
و زنجیر مین بستہ کرنے والا کون تھا راوی کہتا ہی کہ یہان طلسم ہی اور آخرجہ ماہی خوار نام اس طلسم کا داروغہ ہی آ
کو اسیر گرفتہ و بستہ آخرجہ ماہی خوار زنگی کے پاس لائے آخرجہ زنگی اُسوقت کسی ضروری کام مین معروف
تھا الغرض تنفید ہو رہی تھی رستم ثانی اُسی طرح گرفتہ و بستہ گنہگارون کی طرح استادہ رہا جب آخرجہ ماہی خوار
فارغ ہوا رستم ثانی کی طرف متوجہ ہوا اور سراپا بغور دیکھ کے کہا ای جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی رستم
ثانی نے کہا کون کی نسبت تو کیا حال بیان کرون البتہ یہ کہہ سکتا ہون کہ مجھکو رستم ثانی کہتے ہین آخرجہ
ماہی خوار نے متبسم ہو کے کہا ہم مجھکو معلوم ہی کہ تو کسطرح گرفتار ہوا اور کس نے تجھکو گرفتار کیا رستم ثانی نے
کہا اس بات کو بھی مین مفصل نہین بیان کر سکتا اسقدر مجھکو معلوم ہی کہ مین ایک طرف چلا جاتا تھا ایک قافلے
کو دیکھا سالار قافلہ سے ملاقات کی وہ دلداری سے پیش آیا مین اُسکے ساتھ روانہ ہوا اثنائے راہ مین
دریا حائل تھا کشتیان کرایہ کین دریا مین روانہ ہوا طوفان آیا سب کشتیان غرق ہو گئین میری کشتی بھی
غرق دریا ہو گئی مین سمجھتا تھا کہ ہلاک ہو گیا لیکن آنکھ جو کھولی اپنے کو گرفتہ و بستہ پایا جسطرح تو اسوقت مجھکو

دیکھ رہا ہی آخر جیہ زنگی اپنے ملازمون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اس جوان کو بادشاہ کی خدمت مین لے جاؤ
بادشاہ کا نام ملک کافور تھا غرضکہ رستم ثانی کو ملک کافور کے روبرو لائے ملک کافور نے رستم ثانی کی
طرف متوجہ ہو کے کہا ای جوان تو کون ہی ملازمون نے عرض کی شہریار یہ جوان وہ ہی کہ فرعون شاہ کو
منجمون نے بطور پیشین گوئی یہ خبر دی تھی کہ دو جوان تیرے ملک مین آئینگے اور وہ دونون تجھکو تخت سلطنت سے
تختۂ تابوت پر پہونچا دینگے مملکت فرعونیہ کو اسلام آباد کرینگے فرعون پرستی کی بنا کو نیست نابود کرینگے
ملک کافور نے کہا وہ دوسرا جوان کہان ہی اور اسکا کیا نام ہی ملازمون نے کہا اُس جوان کا نام بدیع الملک ہی
اُسکا ابھی پتا نہین لگا ہی ملک کافور نے رستم ثانی سے کہا ای جوان تو اپنے کو دیکھ رہا ہی کہ کسطرح گرفتار و مجبور میرے
روبرو کھڑا ہی اس حالت مین تیرا کیا ارادہ ہی رستم ثانی نے کہا ای بادشاہ میرا ارادہ تو جو کچھ ہی وہ ہی مگر اپنا مطلب
بیان کر اُسنے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ اپنے دین آبائی سے دست بردار ہو اور بصفائی قلب و خلوص نیت دین
فرعون کو قبول کر یاد رکھ فرعون ایسا خداوند اب نہین دستیاب ہوگا رستم ثانی نے کہا استغفر اللہ ای
کافور شاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم گرفتہ و بستہ مجبور تیرے روبرو استادہ ہین تو اپنے دین حق کو چھوڑ دینگے
ہم خدا پرست ہین ہمنے فرعون ایسے صدہا کتون کو ہلاک کیا ہی اور کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ فرعون ہمارے ہاتھ سے
زندہ بچ جائیگا دیکھنا کہ کس ذلت و فضیحت سے اُسکا بھی کام تمام کرتا ہون ملک کافور نے کہا ای جوان تو نہین
جانتا کہ تو ہر طرح میرے اختیار مین ہی اگر حکم دون تو ابھی ایک لمحہ مین تو ہلاک کیا جاتا ہی تو اپنے کو دیکھ اور فرعون
ایسے خداوند کی نسبت ایسے کلمات گستاخانہ کہنے کو دیکھ اگرچہ مین بھی کچھ تعرض نہ کرون پھر بھی خداوند فرعون
مین بڑی قدرت و طاقت ہی اگر اُسکا قہر نازل ہو جاے تو ابھی تو خاک سیاہ ہو جاے مگر یہ کہ اُسکا رحم و کرم
ہر بندے کے حال پر بیحد و نہایت ہی رستم ثانی نے کہا تو اُسکا معتقد ہو جو کچھ دل مین آتا ہی کہتا ہی لیکن مین تو
اُسے مزبلہ کے سگ خارشتی سے بھی بدتر سمجھتا ہون چونکہ ملک کافور کے تمام ملازم فرعون پرست تھے
سب نے بالاتفاق کہا ای بادشاہ اس جوان سے زیادہ باتین کرکے خداوند فرعون کے حق مین کلمات نازیبا
سُننا ہرگز قرین عقل نہین ہی بہتر یہ ہی کہ یا تو اس جوان کو اسکی گستاخی کی سزا سے سخت دیجاے یا اور جو حکم مناسب
ہو وہ صادر فرمایا جاے ملک کافور نے کہا ابھی اسکو اس گستاخی کی سزا دینا نامناسب معلوم ہوتا ہی لیجاؤ اسکو
قید کرو ملازم کشان کشان شہزادے کو قیدخانے مین لائے اور ہر چہار جانب اُس قیدخانے کے پہرے مقرر کیے
راوی کہتا ہی کہ اُسوقت کافور شاہ کے دربار مین ایک فقیر رندمشرب موجود تھا جسکی تمام عمر دزدی اور رندی مین
گذری تھی اُسنے جو رستم ثانی کے کلمات بیباکانہ اور دلیرانہ کافور شاہ کے روبرو سُنے دل مین کہا یہ شخص بڑا
جری اور دلیر معلوم ہوتا ہی حالانکہ بستہ و گرفتہ ہی پھر بھی تیور پر میل نہین ایسے شخص کو رفاقت مین لینا بہت بہتر بات
ہی یہ سب گدھے مجمع مین انکو اس جوان کی کیا قدر و قیمت معلوم ہوگی جب تک کافور شاہ اور رستم ثانی مین گفتگو ہوتی رہی
یہ خاموش بیٹھا رہا جب رستم ثانی کو قیدخانے مین لے گئے یہ بھی وہان سے اُٹھا اور عقب مین رستم کے روانہ ہوا
جب رستم ثانی قیدخانے مین داخل ہو چکا یہ اپنے مکان پر چلا آیا اور دل مین سوچتا تھا کہ کیا ایسی
تدبیر عمل مین لاؤن جو یہ جوان دستیاب ہو آخر راتون رات اپنے مکان سے اُس قیدخانے تک
نقب کھودی تا اینکہ سر نقب قیدخانے مین کھلا اور وہ فقیر قیدخانے مین داخل ہوا رستم ثانی نے جو ایک
شخص غیر کو نقب سے نکل کے اپنے قریب آتے دیکھا متعجب ہو کے کہا تو کون ہی اُس نے کہا ای جوان گھبراؤ نہین

مین کوئی تیرا ایذا دہندہ نہین ہون بلکہ تیرے دوستون سے ہون رستم ثانی نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کہ تو کون ہی اور
کیون قیدخانے مین اسوقت میرے پاس آیا ہی اُسنے کہا بس خاموش رہو جو حقیقت ہو تم پر ظاہر ہو جائیگی اور
قید و بند کو شہزادۂ رستم کے دست و پا سے وا کیا پھر کہا چلو اس نقب سے میرے ہمراہ مکان پر پہونچ کے
کیفیت بیان کرونگا یہان توقف کرنا مناسب نہین ہی ہر چہار جانب نگران بیٹھے ہین مبادا میری تمھاری آواز
سنین تو سخت قباحت ہو تم تو خیر لیکن مین ہرگز زندہ نہین بچونگا شہزادۂ رستم اُس فقیر کے ہمراہ نقب کی راہ
سے فقیر کے مکان پر آیا دیکھا مکان نہایت پر تکلف ہی فرش صاف و سفید بچھا ہوا ہی صدر مین مسند تکیہ لگا ہی
فقیر نے شاہزادے کو مقام صدر مین بٹھایا اور خود مودبانہ ملازمون کی طرح شاہزادے کے روبرو دوزانو
بیٹھا شہزادے نے کہا ہان اے عزیز بیان کر تو کون ہی جو اس دلداری سے ایسے وقت سخت مین مجھسے پیش آیا
اور غرض اس جفاکشی کی کیا اُس فقیر رندمشرب نے دست بستہ کہا ای جوان ذیشان تو کل کے روز کافور شاہ
کے روبرو مجرمون کی طرح گرفتہ کر کے لایا گیا تھا ہرچند کہ کافور شاہ نے تجھکو بہت کچھ سخت و سست کہا لیکن
تو نے بھی اسکو جواب ترکی بہ ترکی دیا حالانکہ تو گرفتہ و بستہ اُسکے روبرو استادہ تھا بس مجھکو تیری اُسوقت کی
دلیری بہت پسند آئی کیونکہ مین وہان موجود تھا اور تمام گفتگو میری موجودگی مین ہوئی مین متحیر تھا کہ کس طرح تجھکو
اس قید سے رہا کرون بارے یہ تدبیر میری سمجھ مین آئی جو مین تجھکو نقب کے ذریعے سے رہا کر لایا اگرچہ مین ایک
مرد فقیر رندمشرب ہون اور میرا پیشہ نہایت ذلیل و خراب ہی مگر کیا کہون کہ مین کس وجہ سے تجھسے خوش ہون
میرا دل اُسی وقت چاہتا تھا کہ تجھکو رہا کرنے کی کوشش کرون مگر یہ سمجھکے خاموش ہو رہا کہ شاہی دربار ہی
سب متفق مین تنہا کیا کر سکتا ہون خواہ مخواہ اپنے کو تکلیف دینا ہی اور مطلب کا حاصل ہونا محال ہی شعر
ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ٭ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد ٭ شاہزادے نے نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو مظفر دزد کہتے
ہین شہزادہ بہت خوش ہوا اور کہا اے عزیز مظفر مین تیرا ممنون و مشکور ہون کہ تو نے اس دفت ناچاری
مین مجھکو مدد دی اب یہ بیان کر کہ تیرا مذہب کیا ہی اُسنے کہا میرے مذہب کو کچھ نہ پوچھو اگرچہ مین بھی مثل ملک کافور
وغیرہ کے فرعون پرست ہون لیکن اصل امر یہ ہی کہ مین ان بدبختون کو بالکل ہیچ پوچ سمجھتا ہون فرعون شاہ
کیا بلا پوش ہو جسکو سب خداوند سمجھتے ہین اور ملک کافور کیا چیز ہی این ہمہ شکل پر اسے اکل سمجھو لیکن
اور سے لوٹ مار کے نہ لایا دو گھڑی بھوش ہیچ بول کے لوٹ کر کے ان سب کا گلا گھونٹا اور جو کچھ ملا کھایا یون
تو میری نیت پیشتر سے تھی کہ دین و مذہب کے بارے مین دریافت کرون مگر ایسا کوئی موقع نہ ملا اب تم بتاؤ کہ
تمھارا کیا مذہب ہی شہزادے نے کہا برادر مین مسلمان ہون خدا واحد و لاشریک اور عادل و حاضر و ناظر
قادر مطلق و غائب او ہر جگہ موجود و علام الغیوب ستار العیوب علیم و حکیم خبیر و بصیر جانتا ہون اُسکے انبیا
و اولیا و اوصیا کو رموز الٰہی کا ماہر جملہ عیوب سے پاک و طاہر سمجھتا ہون اگرچہ مال دنیا سے کچھ ایسا میرے پاس
نہین ہی کہ تیری مدد کے عوض مین تیرے لائق کچھ دون مگر دولت دین سے مالا مال ہون اگرچہ مال دنیا سے
اس دولت کی کوئی نسبت نہین ہی کیونکہ مال دنیا معرض زوال و انتقال مین ہی اور یہ دولت روزافزون ٭
لازوال ہی نہ چوری جانے کا کھٹکا ہی اور نہ کسی اور طرح سے اسکے تلف ہو جانے کا ڈر ہی جسکی قدر و قیمت کو
اس وقت پر کیا موقوف ہی [illegible] وقت مین خوب سمجھتا ہون لیکن تو اس دولت کی قدر و قیمت سے آگاہ نہین ہی
لیکن مین چاہتا ہون کہ اس وقت [illegible] بھی اس دولت کی قدر و قیمت [illegible]

ضائع نہ کرا اور اپنی اس محنت شاقہ کا معقول عوض سمجھ آگاہ ہو اے عزیز یہ اسی دولت کی برکت ہے جو کافور شاہ کو
بلا خوف و تردد دلیرانہ جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا ورنہ وہ وقت ایسا نہ تھا جو کوئی زبان ہلا سکتا میں سمجھا ہوا
تھا کہ میرا خالق و قادر مطلق میرا حامی و مددگار ہے کافور کیا شے ہے اسی قبیل سے رستم ثانی نے کچھ ایسی تقریر
دین و مذہب کے بارے میں مظفر دزد کے روبرو کی کہ وہ مسلمان ہونے کو بخوشی خاطر راضی ہو گیا رستم ثانی نے
پہلے اُسے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا پھر کچھ اصول و فروع و دلائل حقیقت اسلام بیان کیے جنکو مظفر دزد اپنے
لوح دل پر نقش کرتا گیا اور مسلمان ہوا راوی کہتا ہے کہ جب رستم ثانی کافور شاہ کے روبرو گرفتہ و بستہ
کر کے لایا گیا اور بعد گفتگو رستم کو قید خانے میں بھیجنے کا حکم دیا رستم قید خانے کی طرف روانہ ہوا اُسطرف
کافور نے فرعون شاہ کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ بعد توصیف بیحد لات و تعریف بے حد منات
بفضل بت بزرگ و عنایت خداوند سترگ اُن دونوں جوانان باشوکت و شان میں سے جن کی نسبت
منجمان فاضل و پیشین گویان کامل نے خبر دی تھی کہ سر اٹھائیں گے اور مملکت فرعونیہ میں اسلام کو رواج
دیں گے اور قیامت ڈھائیں گے ایک جوان رستم نام مجھکو دستیاب ہوا ہے اسوقت تک میں نے بحفاظت
تمام مقید رکھا ہے بنا بر اطلاع دہی عریضہ بجنس دنا پاک یہ ناچیز ذرہ خاک خداوند اندیشہ ناک کے
جاسے ضرور کے لازموں کے حضور میں پیش کرتا ہے قوی امید ہے کہ جلد اسکا جواب حاصل ہوگا اور یہ
نامہ ضلالت ختامہ ایک لازم تیز و چالاک کے ہاتھ فرعون کو بھیجا ملک فرعون کافور شاہ کے نامے
کو پڑھکے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا خوشی میں قہقہہ مارا دو تین مرتبہ بندر کی طرح اُچھلا کودا پھر منشی کیطرف
متوجہ ہوا کہا کافور شاہ کے نامے کا جواب لکھو کہ اے کافور شاہ بندۂ ما بدولت خداوندی قدرت جلال
کا اور زیادہ مقرر ہو یہ ہماری ہی مشیت تھی جسنے اُس جوان کو بہانے سے حلیل کے وہاں بھیجا تا کہ تجھسے کار نمایان
ظہور میں آنے اور تو اُسکے صلے میں ہمارا نظر کردہ ہو ہمارے درگاہ عظمت پناہ کے مقربوں کی فہرست میں
تیرا نام بھی داخل ہو دیکھو ہمارا کتنا بڑا رحم و کرم تیرے حال پر ہے جلد اُس جوان خداے نادیدہ کی پرستش
کرنے والے کو ہمارے پاس بھیج دے اور وہ نامہ فرعون شاہ نے شیاطین عیار کے ہاتھ ملک کافور کو بھیجا
اور اُس عیار سے بتاکید یہ کہدیا کہ ملک کافور جس قیدی کو تیرے سپرد کرے اُسکو بحفاظت میرے پاس پہونچا

اب اس عیار فرستادۂ فرعون شاہ کو اثناے راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور کافور شاہ کیطرف کا حال مذکور ہوتا ہے

سخن زران و ایان سخن پرور این چنین مروی ست کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ روی ست جب کافور شاہ شہزادہ
رستم کو قید خانے میں بھیج چکا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھکے روانہ کر دیا دل میں بہت خوش تھا
کہ عنقریب بارگاہ فرعونی سے میرے واسطے بطور انعام کچھ آتا ہوگا یا کوئی خطاب خاص ملے اور بارگاہ
فرعونی میں اول کرسی میری ہوگی مجھسے بڑھکے مقرب خداوند فرعون کون ہو سکتا ہے اسی طرح کے
خیالات مزخرفت میں تمام رات بسر کی علی الصباح خوابگاہ سے اُٹھا دربار میں پہونچا تمام درباری جمع
ہوئے کافور بار بار ہر ایک سے پوچھتا تھا اے فلاں خداوند فرعون کا کوئی نامہ تو ابھی نہیں آیا ہر ایک
متعجب ہوکے یہ کہتا تھا کہ اے بادشاہ ابھی جواب نامہ کیا کل یہاں سے نامہ گیا ہے آج جواب کیونکر آسکتا ہے
مملکت فرعونیہ کچھ ایسی قریب نہیں ہے جو اب آئے گا تو تین چار روز میں آئے گا و بارہم محافظان قید خانہ نے

محبس کا دروازہ کھولا تاکہ قیدی کی خبر لین رستم ثانی کو نہ پایا ایک نے دوسرے سے کہا ای فلان وہ قیدی کہین
نہین نہین معلوم ہوتا ہی کیا ہوا کیا کسی اور جگہ قید کیا گیا ہی دوسرے نے کہا کیا خوب اسی محبس مین قید تھا ای
کل کا ذکر ہی کیا کوئی سوئی ہی کہ نہین ملتی ڈھونڈھو اور جہان ہو پیدا کرو نہین ملک کافور زندہ نہین
چھوڑے گا نہین معلوم کس خرابی سے تو ایک قیدی ہاتھ آیا اب آپس مین منت دلکد کی نوبت آئی سر
پھوٹے ہاتھ پاؤن ٹوٹے ایک نے دوسرے کو ملزم ٹھہرایا کہ ایک دربار مین ملک کافور کو یہ خبر پہونچی کہ جس
قیدی کو کل قید کرنے کا حکم دیا تھا وہ قیدخانے سے خود بھاگ گیا یا اُسے کوئی دوسرا شخص چھڑا لے گیا
محبس کا قفل اُسی طرح بند رہا دروازے پر نگہبان بہت ہوشیاری سے موجود رہے ہر جگہ ڈھونڈھا کہین پتا
نہین پایا اگر خود بھاگا تو کس طرف سے بھاگا اگر کوئی دوسرا شخص بھگا لے گیا تو کس طرف سے لے گیا آدمی
تھا بھنگا نہ تھا ملک کافور نے دست افسوس ملے ایک ایک کی طرف نظر غیظ وغضب سے دیکھا اور کہا اُس
قیدی کو جلد حاضر کرو نہین سب کو کچا چبا ڈالونگا ہر ایک کے گھر بھر کو کولھو مین پلواؤنگا گھرون کو آگ سے
جلواؤنگا یہان سے بہت خوب بہت خوب کہہ کے لے گئے وہان لے جا کر اپنے باپ کو رہا کر دیا جوان
شاندار دیکھا داماد بنانے کی تجویز ٹھہرائی ہوگی خداوند کی مار تمہاری جانون پر بڑے بڑا غضب کیا کہین کا
نہ رکھا جلد جاؤ جہان سے بنے ڈھونڈھ کے لاؤ مین نہ مانونگا تم سب کی شرارت اس واقعے مین شامل ہی
یہی سبب ہی جو وہ کل دلیرانہ گفتگو کر رہا تھا ورنہ قیدی کی اسقدر مجال کہ پہلے ہی اُس سے یہ شُن تھا
تھا اب مجھکو دریافت ہوا کہ اگر اُسکے قتل کا حکم دیتا تو کوئی اُسے قتل نہ کرتا قتل گاہ سے غائب ہو جاتا یہ کہکے
غصے مین ہونٹ چبانے لگا بے اختیاری مین تھرتھرانے لگا تلوار کو میان سے کھینچا کہا آج سب کو قتل کرونگا
مجھکو چراغ دیا ہی کا ? شکے مین خداوند فرعون کو نامہ لکھتا اب اُسکو کیا جواب دون کا عزت کا سامان
کیا تھا ذلت کا سامنا کرنا پڑا سب کے سر کاٹ کے فرعون کے پاس بھیجونگا کہ ان سب نمک حرامون نے
سازش کر کے اُسے غائب کیا ہی بعضے مصاحبون نے دست بستہ بکمال سہولیت عرض کی کہ ای خداوند نعمت
بیرو شد واقعی بڑا غضب ہوا کہ شکار ہاتھ مین آکر نکل گیا ساتھ اسکے قابل غور یہ بات بھی ہی کہ زندان خانہ مقفل
رہا کوئی دیوار کسی طرف سے شکستہ نہین ہوئی پہرے متعدد ہر چہار جانب محبس کے رات بھر روند پھرتے
رہے پھر کیونکر غائب ہو گیا ملک کافور نے کہا مجھسے پوچھتے ہو نمکین مردکون محافظون سے پوچھو اور کہا
کیا معلوم یہ سب بند و بست فقط زبانی جمع خرچ ہی نہ تم وہان موجود تھے نہ ہم مصاحبون نے کہا ای بادشاہ
محض زبانی خرچ کی تو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ملک کافور نے کہا پھر تم ہی بتاؤ وہ قیدی کیا ہوا اُن
مصاحبون نے پہلے باہم سرگوشی کی بعدہ کہا واقعی کوئی شخص اُس قیدی کو چرا لے گیا اور یہ اور
کسی کا کام نہین ہی مظفر دزد کا کام معلوم ہوتا ہی کل مظفر دزد بحیرت اُس جوان کو دیکھ بھی رہا تھا اور
کچھ دبی زبان سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جوان کسی شریف قوم سے معلوم ہوتا ہی علے العموم آدمیون مین سے
نہین ہی اُسکو بلا کے پوچھا جاے شاید اُس سے کچھ پتا مل جاے ملک کافور نے کہا اچھا مظفر دزد
کو ہمارے روبرو جلد حاضر کرو ملازم گئے اور مظفر دزد کے دروازے پر جا کے دق الباب کیا مظفر دزد
دروازے سے باہر آیا پوچھا تم لوگ کون ہو اور کیون آئے ہو سب نے کہا ہم ملک کافور کے بھیجے
ہوئے آئے ہین تجھکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی مظفر ایک لاؤ بالی آدمی تھا اُسنے کہا بادشاہ کا کوئی کام

متعلق نہیں ہی پھر کیون بلایا ہی جاؤ کہدو جب فرصت ہوگی کسی وقت چلے آوینگے وہ ملازم واپس گئے اور ملک
کافور سے کہا مظفر زرد اسوقت کسی ضروری کام مین مصروف ہی فرصت سے آنے کا وعدہ کیا ہی ملک کافور
نے کہا ارے نمک حرام وہ کام کیسا اس کام سے بڑھکے بھی کوئی کام ہو سکتا ہی جاؤ اُسکو ابھی لے آؤ وہ ملازم
پھر گئے اور مظفر سے کہا جلد چلو بادشاہ نے ابھی بلایا ہی اگر کوئی ضروری کام ہو اُسے ملتوی کرو بادشاہ
کے کام سے بڑھکے کوئی کام نہین ہو سکتا ہی مظفر نے آہستہ کہا میان کہو تو وہ ضروری کیا کام ہی جسکے واسطے
بادشاہ نے اس شدت سے یاد کیا ہی ملازمان شاہی نے کہا یہ ہم کچھ نہین جانتے تمکو چلنا ہوگا اُسنے کہا یار تم
اسقدر گھبرائے ہوئے کیون ہو چلنے سے مین نے کب انکار کیا اب نہین تھوڑی دیر کے بعد سہی سب نے
مظفر کی کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور کہا بس اسی مین خیریت ہی کہ چلے چلو ابھی چلے آؤ ورنہ بہتر نہ ہوگا مظفر نے کہا
اچھا ٹھہرو کپڑے تو پہن لون سب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر جلدی آؤ مظفر نے کہا ابھی اور گھر مین جاکے
کپڑے پہنے باہر آیا سب کے ہمراہ ملک کافور کے دربار مین پہونچا ملک کافور نے مظفر سے کہا ای
مظفر کل تو یہان موجود تھا جو ایک جوان مقید کرکے لایا گیا تھا اور بعد گفت وشنید بسیار اُس کو قید کرنے کا
مین نے حکم دیا تھا چنانچہ یہ سب ملازم اُس کو محبس مین لے گئے اور دروازہ محبس کا مقفل کرکے ہر چہار جانب
محبس کے رات بھر نگہبانی کی صبح کو محبس اُس قیدی سے خالی پایا یہان سب کی عقل حیران ہی کہ یہ کیا طلسم
ہی اگر کہین وہ جوان خود بھاگ گیا تو کس طرح اس بندوبست سے بھاگ گیا اگر کہین کہ کوئی شخص اُس کو
بھگا لے گیا تو وہ کون شخص ہی جو بھگا لے گیا اور کس طرح بھگا لے گیا تو اس بارے مین کیا کہتا ہی
اُس نے کہا یہ گول گول باتین تو مین سمجھتا نہین اصل مطلب اپنا کہو کہ مجھے کیون بلایا ہی وہ تو جو کچھ ہوا وہ
ہوا وہ جوان خود بھاگ گیا تو اور اگر کوئی دوسرا شخص اُس کو بھگا لے گیا تو ہر طرح وہ محبس شاہی مین نہین
ہی ملک کافور نے کہا اگر اصل مطلب پوچھنا چاہتا ہی جو تیرے خلاف نہ ہو تو کہا جاے اُس نے کہا ضرور
میرے خلاف نہ ہوگا ملک کافور نے کہا یہان سب کا خیال یہ ہی کہ اُس قیدی کے غائب ہونے کا
سبب تو ہی مظفر زرد نے کہا کیا خوب جس طرح میری نسبت سب نے خیال کیا ہی اُسی طرح ممکن ہی کہ مین بھی
سب کی نسبت خیال کرون کہ اُس قیدی کے غائب ہونے کے سبب یہ سب ہین صاحب کوئی دلیل ہونا چاہیے
کوئی دعوی بلا دلیل کے صحیح نہین ہوتا اور ملازمون کی طرف متوجہ ہوکے کہا قفل محبس کا بند پایا سب نے
کہا ہان مظفر نے کہا محبس کی دیوارین سب محفوظ پائین سب نے کہا بےشک مظفر نے کہا شب کو کسی وقت
محبس کا قفل کھلا تھا سب نے کہا ہرگز نہین مظفر نے کہا خوب دیکھ کے قیدی کو محبس مین بند کیا تھا سب نے
کہا البتہ مظفر نے کہا قیدی کو محبس مین بند کرتے وقت مجھکو اُس کے قریب کہین دیکھا تھا سب نے کہا ہرگز
نہین دیکھا مظفر نے کہا پھر کیا مجھ پر کیا مزخرف بکتے ہو ضرور تم سب کی سازش ہی تم خود ہی پیدا کر سکتے ہو اور کہان سے
لاؤگے یہ کہا اور اپنے یہان چلا آیا رستم ثانی نے پوچھا ای عیار مظفر کہان گئے تھے مظفر نے کہا ای
جوان کیا پوچھتے ہو ملک کافور کے یہان بڑے بڑے مرشد جمع ہین سب بالاتفاق بادشاہ سے کہتے
ہین کہ وہ جوان مظفر کے سبب سے غائب ہو گیا اور اُسکے یہان ہی مگر مین نے انکار کیا رستم ثانی نے کہا
بیکار انکار کیا ہین تو خدا سے چاہتا ہون کہ کسی طرح ملک کافور کے دربار مین پہونچون اُس وقت مین
طوق و زنجیر مین بستہ تھا اسوجہ سے محض زبانی گفتگو پر اکتفا ہوئی ورنہ اُسیوقت فیصلہ ہو جاتا مظفر زرد نے کہا

ای جوان کیا کہتا ہی ایک کے واسطے دو کافی ہوتے ہین تو تنہا وہان صد ہا بلکہ ہزار ہا کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہی
رستم ثانی نے کہا ای برادر یہ کیا کہتے ہو سامنا ہو جائیگا تو انشاء اللہ حال معلوم ہو جائیگا اُس طرف کا
حال سُنیے کہ جب مظفر اپنے مکان کو چلا آیا اُنھین مصاحبون نے ملک کافور سے کہا ہمارا مشورہ یہ ہی
کہ وہ جوان مظفر ہی کے یہان ہی ملک کافور نے کہا اگر یہ کہتے ہو تو ممکن ہی کہ مین ہر چہار طرف سے مظفر
کے مکان کو گھر والون اور کچھ لوگ مکان کے اندر جا کے تلاش کرین مگر اس تدبیر مین یہ نقص ہی کہ اگر ہمارا خیال
غلط نکلا تو یہ دوسری ندامت ہوگی ان سب نے کہا پہلے مظفر کو بلا کے حجت تمام کر لی جاوے بعدہ یہ تدبیر
عمل مین لائی جاوے ملک کافور نے بار دیگر لازمون کو بھیجا لازم گئے اور مظفر کو آواز دی مظفر گھر
مین موجود تھا اور رستم ثانی سے یہی باتین کر رہا تھا جو ہین اُن لازمان شاہی کی آواز سُنی کہا ای
جوان دیکھو وہ لازم پھر آئے ہین غالباً بادشاہ نے مجھے پھر اسی واسطے بلایا ہوگا رستم ثانی نے کہا ای
برادر اس مرتبہ تو ہرگز انکار نہ کرنا پھر تو جو کچھ ہوگا وہ ہوگا مظفر نے کہا بہتر یہ کہا اور باہر آکے کہا اب کیا ہی
اُن سب نے کہا پھر ملک کافور نے یاد کیا ہی مظفر اُن سب کے ساتھ پھر ملک کافور کے پاس پہونچا ملک
کافور نے کہا ای مظفر ہمکو قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان کو تو ہی رہا کر لے گیا مظفر نے کہا ای
بادشاہ واقعی اُس جوان کو مین رہا کر لے گیا میرے گھر مین موجود ہی بادشاہ نے لازمون کو حکم دیا جلد جاؤ
اُس جوان کو گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے حضور مین حاضر کرو مظفر نے کہا ای بادشاہ دران حالیکہ مین اقرار
کرتا ہون پھر کیا ضرور لازمون کے بھیجنے کی ہی مین جاتا ہون اپنے ہمراہ لیے آتا ہون جب وہ یہان
آجاوے اُس وقت اختیار ہی ملک کافور نے لازمون کو منع کر دیا اور مظفر دزد سے کہا اچھا کیا مضائقہ
ہی تو ہی اپنے ہمراہ لے آ مظفر مکان پر آیا شہزادے سے کہا چلو بادشاہ نے طلب کیا ہی شہزادے
نے کہا حاضر و چلین یہ کہہ کے اُٹھ کھڑا ہوا یراق زیب تن کیے مظفر دزد بھی ہمراہ ہوا شہزادہ دربار
مین ملک کافور کے آیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ لے گیا جو ہین ملک کافور کی نظر شاہزادہ رستم پر پڑی پکار کے
کہا لینا اس جوان کو جانے نہ دینا ایسا نہو یہ جوان پھر ہاتھ سے نکل جاوے تمام لازم ہر چہار جانب سے شہزادے
کی طرف دوڑے رستم ثانی جست کر کے تخت ملک کافور پر پہونچا اور کافور کی کمر مین ہاتھ ڈالکے بسہولت تمام سر
سے بلند کر لیا اور دست راست مین شمشیر آبدار علم کر کے اُن گبرون کے مجمع مین در آیا مظفر نے جو دیکھا کہ
رستم ثانی آمادہ حرب ہی اور ملک کافور کو بجائے سپر ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہی خود بھی اُس مجمع مین در آیا مگر
تمام لازمون پر رستم ثانی کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کسی کی شہزادے کے قریب آنے کی جرات نہوئی سب
ایک جا جمع ہوے اور باواز بلند کہا ای بادشاہ اگرچہ تو اس جوان کے قبضے مین ہی مگر ہم اس غرض سے علٰحدہ
ہین کہ شاید ہمارا تعرض کرنا تیرے خلاف ہو اگر تیری رائے ہو تو ہم اس جوان پر حملہ کرین یہ تو ہم خوب جانتے
ہین کہ اگر خداوند فرعون تیری مدد کریگا تو تیری جان اس جوان کے دست زبردست سے بچ جائیگی ورنہ
مشکل ہی ملک کافور نے کہا ہزار ہزار لعنت ہی خداوند فرعون پر اگر اُسکو کسی طرح کی قدرت حاصل ہوتی
تو مین اس نوبت کو کیون پہونچتا اور رستم ثانی سے کہا ای جوان تجھسے پناہ مانگتا ہون چند لمحہ کی مہلت دے
مجھکو تجھسے کہنا ہی شہزادے نے یہ سُنتے ہی ملک کافور کو زمین پر رکھ دیا اور کہا بیان کر کیا کہتا ہی لازمون نے ملک
کافور کے قریب آنا چاہا شہزادے نے کہا ای کافور اپنے لازمون کو منع کر ورنہ یقین سمجھ کہ مین تجھکو اور تیرے تمام لازمونکو

سزا ہے سخت دونگا ملک کافور نے ملازمون سے کہا خبردار قدم آگے نہ بڑھانا اپنی جگہ پر مقیم رہو اور شہزادے سے کہا ای جوان اسوقت سے مجھکو خداوند فرعون کی خداوندی کی حقیقت دریافت ہو گئی بیان کر تیرا مذہب کیا ہی مین بھی تیرے مذہب کو اختیار کرونگا شہزادے نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اُسنے باواز بلند کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس عرصے مین تمام فوج کافورشاہ کی جسکی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تھی آکے جمع ہو گئی اور چاہا کہ رستم ثانی پر حملہ کرے رستم ثانی بھی شمشیر آبدار تول کے آمادہ پیکار ہو گیا ملک کافور نے تمام لشکر سے کہا خبردار اس جوان سے کسی طرح کا تعرض نہ کرنا ورنہ بجز ہلاک ہونے کے کچھ فائدہ نہوگا دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاک کرنا ہرگز مناسب نہین ہی اور اگر تمکو کسی طرح کا خیال فرعون کی خداوندی کا ہو تو مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ یہ خیال محض ہیچ و پوچ ہی فرعون مین کسی طرح کی طاقت نہین ہی ہان اگر طاقت ہی تو اُس خدا ہے بزرگ مین ہی جسکی پرستش یہ جوان کرتا ہی مین تم سب کو ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس جوان کے مذہب کو اختیار کرو جسطرح مین نے اُسکا مذہب اختیار کیا ہی چنانچہ تمام لشکر مسلمان ہوا ملک فرعون رستم ثانی کو دربار مین لایا اور تخت حکومت پر بٹھا کے خود دست بستہ مثل ملازمان ادنی کے شہزادے کے روبرو استادہ ہوا

اس حال فیروزی آل کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور بار دیگر شاہزادہ دلاور بدیع الملک والا گہر کے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

ابھی سے رنگ یہ گل کا ہے نشہ ہے مل کا
زمانہ یہی ہے جسکو عشق اُس کا ذکی کا کل کا
کبھی کہسار مین جانا کبھی وادی مین آ رہنا
کہون کشتہ مین ای غافل تری تیغ تغافل کا
نہین آغاز خطا اس رشک گل کے دی زمین کے

وہی نالہ ہے بلبل کا وہی نغمہ ہے قلقل کا
سُنا جب سے کہ وہ گھر مین نہین ہین تو ہے قدر رو
رہا وحشت مین بھی عالم ترقی و تنزل کا
معاذ اللہ ای رشک چمن ہے کسقدر سوزش
دلا یہ برگ گل ہے عکس ہے مژگان بلبل کا

ابھی سانپ نکلے شکل ضحاک انکی گدی سے
درجانان فوج فوراشک سے درہن گیا پل کا
فرشتے مقبول کر مجھکو اُٹھائینگے نہ محشر مین
سمندر بن گیا بلبل ہمارے ہاتھ کے گل کا
راویان حیرت بیان سخنوران [illegible]

ندرت توامان اسطرح نوک ریز خامہ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک خواجہ سالار بربری کے ساتھ چند روز تک گرم صحبت رہا خواجہ سالار بربری نہایت خاطرداری و مدارات سے پیش آیا بعد ازان دونون وہان سے روانہ ہوئے منزلین طی کرتے چلے جاتے تھے اثنائے راہ مین ایک جگہ توقف کیا وہان سے قریب ایک عمارت عالیشان نظر آئی خواجہ سالار بربری نے کہا ای جوان یہ عمارت اس جگہ کیسی ہی کیا کوئی امیر کبیر یہان رہتا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ جان تم دیکھتے ہی ہون مجھکو کیا معلوم کہ یہ عمارت کیسی ہی اور مالک اس عمارت کا کون ہی خواجہ سالار نے کہا مجھکو اس عمارت کے طرز سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ قلعہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی ہنوز چند لمحے بھی توقف کو نہ گذرے تھے کہ زیر دیوار قلعہ دیکھا کہ ایک شخص ایک طفل دہ سالہ کو لیے چلا آتا ہی اور لڑکا نہایت درد آمیز آواز سے زار و قطار رو رہا ہی پائین قلعہ ایک مقام پر عمیق ایک خندق ہی وہ شخص اُس لڑکے کو لیے ہوئے اُس خندق کے قریب آیا اور نہایت بے دردی سے لڑکے کو خندق مین گرا دیا اور خود وہان سے غائب ہو گیا اب اُس لڑکے کے رونے کی بھی آواز موقوف ہو گئی شہزادے کو کمال حیرت ہوئی خواجہ سالار بربری سے کہا ای خواجہ کچھ تمھاری سمجھ مین آیا کہ یہ کیا واقعہ ہی اس معصوم کو اس سنگدل نے خندق مین کیون گرا دیا خواجہ سالار بربری نے کہا شہریار مین متعجب ہون کہ یہ کیا امر ہی کیا عجب ہی اگر یہ شخص کوئی دزد ہو یہ لڑکا کچھ زیور وغیرہ پہنے ہوگا زیور

اُسے لے آیا اور زیور لے کے اُسے اِس خندق مین گرا دیا تاکہ افشاے راز نہ ہو چلو اِس خندق مین اگر وہ
لڑکا زندہ ہو تو نکال لین حقیقت امر کو اُس سے دریافت کرین یہ دونون اُس خندق کے قریب آئے چونکہ اُس
خندق مین بسبب عمیق ہونے کے اندھیرا تھا کچھ نہ معلوم ہوا شاہزادے نے کہا ای خواجہ وہ لڑکا اِس
خندق مین گر کے بیجان ہو گیا ہوگا یہ کہا اور تاسف کرتے ہوے دونون جاے قیام پہ چلے آئے سامنے
دیکھا ایک مرد اور ایک عورت ہو دونون زار قطار روتے اور پیٹتے چلے آتے ہین جب وہ دونون زن اور مرد قریب
آئے شہزادے نے سبب گریہ پوچھا اُن دونون نے کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی آج دوسرا روز ہی کہ ہمارا لڑکا
غائب ہو گیا ہی کل سے ہم دونون سرگردان پھر رہے ہین کہین سُراغ نہین ملتا وہی ایک ہم دونون کی زندگی کا
سہارا تھا ہزار نازو نعمت و مشقت و محنت سے اُسے پالا تھا کیا کہین کہ اُسکی مفارقت سے کسطرح دل تہ و بالا
ہو رہا ہی عمر مین قریب ایک دہ ہی اُسمین ہم رستے ہین شہزادے نے پوچھا تمہارا لڑکا کچھ زیور کسی قسم سے بھی
پہنے تھا اُن دونون زن و مرد نے کہا اور تو کچھ نہین البتہ ایک زنجیر طلائی اُسکے گلے مین پڑی تھی شہزادے
نے کہا ہان ہمکو معلوم ہو گیا آگاہ ہو کہ وہ لڑکا اس غار مین ہی ایک شخص اُسے گرا کے چلا گیا اب معلوم ہوا کہ
وہ دزد تھا اگر پیشتر معلوم ہوتا تو اُس لڑکے کو چھین لیتے اُن دونون زن و مرد نے دست بستہ و بکمال الحاح
و زاری کہا ای جوان مجھپر احسان کر دو بتاؤ وہ مقام کون سا ہی شہزادہ اُن دونون کو ہمراہ لے کے اُس مقام پر
آیا جہان سے اُس لڑکے کو گرا دیا تھا چونکہ وہ مغاک نہایت گہرا اور تاریک تھا کسی کی جرات اندرون مغاک
جانے کی نہ ہوئی اُس مرد نے درخت کی تازہ شاخون سے ایک ٹوکری بنائی رسی باندھی عورت کو ٹوکری مین
بٹھایا اور مغاک مین پہونچایا جب وہ عورت اندر پہونچی لڑکے کو بے ہوش پایا ابھی بے جان ہی پکار کے کہا
ہان میرا لڑکا یہان موجود ہی اور اُسکو گود مین لے کے ٹوکری مین بیٹھی شاہزادے اور اُس مرد نے رسی کھینچی لڑکا
باہر آیا دیکھا گلے مین وہ زنجیر طلائی نہین ہی وہ مرد شہزادے کے دست گریبان ہوا اور کہا ای جوان یہ فعل
تیرا ہی کہ اِس لڑکے کے گلے سے زنجیر طلائی اتار لی اور اِس معصوم کو گڑھے مین گرا دیا لا میری وہ زنجیر طلائی دے
اور میرے ساتھ حاکم کے روبرو چل مین تجھکو رہا نہ کرونگا خواجہ سالار بربری نے کہا ای شخص تیرا خیال
کس طرف ہی یہ جوان اس مرتبے کا نہین ہی کہ ایسی بیہودہ حرکت عمل مین لائیگا اُسنے کہا اگر یہ جوان
اس حرکت کا باعث نہین ہوا ہی تو اُس شخص کا نشان دے جس نے یہ ظلم کیا شہزادے نے کہا ای شخص
مجھکو کیا معلوم کہ وہ شخص کون تھا اور چند لمحہ توقف کر تیرا لڑکا بے جان نہین ہو گیا ہی بے ہوش ہی ہوش
آئے تو یہ تمام حقیقت مفصل بیان کر دیگا غرضکہ چند ساعت کے بعد اِس لڑکے کو ہوش آیا اُس سے استفسار
حال کیا اُسنے تمام حقیقت مفصل بیان کی اور شہزادے کو کہا کہ مین نے اسوقت سے سوا کبھی ان کی صورت
بھی نہین دیکھی اُس لڑکے کے باپ نے بہت کچھ معذرت کی اور کہا مین اُسوقت اسکے بیہوش ہونے سے
ایسا گھبرا گیا تھا کہ مطلق نیک و بد کی تمیز نہ تھی شہزادے نے کہا اب مین تجھکو رہا نہ کرونگا جب تک کہ تجھکو
مسلمان نہ کر دونگا اُسنے کہا پہلے اپنے مذہب کے عقائد کو بیان کرو اور حقیقت کو بہ دلائل واضح اظہار کرو
تو مضائقہ نہین شاہزادے نے نہایت فصاحت سے دین اسلام کے حق ہونے کو ثابت کیا وہ شخص مسلمان
ہوا اور شہزادے سے رخصت ہو کے اپنے مقام قیام کی راہ لی یہان شہزادے نے دیکھا سامنے
ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی خواجہ سالار بربری سے کہا ای خواجہ یہ گرد کیسی ہی معلوم ہوتا ہی کچھ سوار اسطرف

چلے آتے ہین خواجہ سے کہا کیا عجب ہی یکایک دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ چالیس سوارون کا مجمع چلا آتا ہی اور وہ
سوار برابر قافلے کے پہونچے نعرہ مارا کہ ای تاجرو تم کیون اس طرف آئے کہ تم نہین جانتے کہ اس طرف سے
کوئی صاحب مال بخیریت نہین گذر سکتا لاؤ جسقدر مال و اسباب تمھارے پاس ہی ہمکو دے دو ورنہ تمھاری
خیریت نہین ہی تمام اہل قافلہ سراسیمہ و حیران ہوے خواجہ سالار نے بدیع الملک سے کہا ای شہزادے یہ
دوسری مصیبت نازل ہوئی پہلا وہ واقعہ کہ لڑکے کو کسی نے گڑھے مین پھینکا اور الزام ہماری طرف عائد
کیا گیا اب یہ واقعہ روبکار ہوا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ مطمئن رہو کیا مجال ان نابکارون کی جو
ہمکو کسی طرح کی گزند پہونچا سکین بعد ازان مرکب راہزنون کی جانب مہمیز کیا اور قریب پہونچ کے آواز
بلند کہا کون ہی تم سب کا سردار ہمارے روبرو آئے سردار اُن راہزنون کا شہزادے کے قریب
آیا اور کہا ہم ہین ان سب کے سردار کہہ کیا کہتا ہی شہزادے نے کہا تیرا کیا مطلب ہی اسنے کہا ہمارا مطلب
یہ ہی کہ تمام مال و اسباب قافلہ کا لے لین اگر کوئی اہل قافلہ سے کسی طرح کا تعرض کرے اسکو ہلاک
کرین شہزادے نے کہا پھر اگر یہی ارادہ ہی تو دیر کیون کرتا ہی وہ جھنجھلا کے شہزادے کے قریب آیا تاکہ
وار کرے شہزادے نے پھرتی تمام اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرلیا اور تلوار علم کرکے
اُسکے سواران ہمراہی کے مجمع مین در آیا اُس دزد نے اپنے ہمراہیون سے پکار کے کہا ای یارو بیکار تمھارا
جد و جہد کرنا ہی اس جوان سے تم مین سے کوئی سر سبز نہ ہوگا بیکار جانین تلف ہونگی اور شہزادے سے
کہا ای جوان تجھکو قسم ہی اُس شخص کی جسکو تو زیادہ دوست رکھتا ہی سچ بتا تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی
شہزادے نے کہا ای دزد آگاہ ہو کہ مین ایک بندۂ حقیر و ذلیل اپنے خداے وحدہ لاشریک کا ہون البتہ
دین اسلام کے رواج دینے مین کمرہمت کو مستحکم باندھے ہوے ہون خدا کے فضل سے اسوقت تک
میرا ارادہ استحکام کو پہونچتا جاتا ہی میرا نام بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان ہی ای دزد اگرچہ تو
اسوقت ہر طرح میرے قبضہ و اختیار مین ہی اور یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ تیرے پیشے کے اعتبار سے
تجھسے کسی طرح کی امید نہین ہوسکتی تاہم اگر دین اسلام اختیار کرنیکا اقرار کرے تو مین تجھکو رہا کردون اُس
دزد نے کہا مین بیشک دین اسلام قبول کرنے کو آمادہ ہون شہزادے نے فوراً اُسکو بسہولیت تمام زمین پر
رکھ دیا اُس دزد نے بحیرت شہزادے کو از سرتا پا دیکھ کے کہا ای جوان مجھے حیرت ہی کہ تو انسان ہی یا کوئی
فرشتہ انسان کی صورت سے مشابہ ہوکے پردۂ دنیا پر آیا ہی اچھا اپنے مذہب کے عقائد بیان کر
شاہزادے نے اول کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ مختصر دلائل دین اسلام کے حق ہونے مین بیان کیے بعدہ
پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی اور کون ہی اُسنے کہا شہریار میرا قصہ عجیب ہی آگاہ ہو یہان سے قریب ایک
شہر ہی شہر مراد نام وہان کے حاکم و فرمانروا کو ملک مراد کہتے ہین میرے پدر معظم خواجہ بہرام نام ملک
مراد کے وزیر ہین اور مین باتفاق قضا و قدر ملک مراد کی دختر رشک قمر پر ہزار جان فریفتہ ہون شعر
ہی جب سے بلاے عشق درپی ٭ کاکل کی طرح سے ہون پریشان ٭ جبکسی کی زبانی کہین اُس محبوبۂ آرام جان
کی ذکر سنتا اُسکی طرف ہمہ تن متوجہ ہوگیا اور کہا ان سے باز گو از قصۂ آن آفتاب ٭ تا شود کم زندگی از
اضطراب ٭ باز گو از داستان دل ستان ٭ باز گو از قصۂ جان جہان ٭ تھوڑے ہی زمانے مین مین ہجر
مین زرد ہوگیا فراق مین شمع کی طرح دل ہی دل مین گھلنے لگا کبھی خلوت سے نکلتا رات دن رویا کرتا

بات کا کیا ذکر وہی ہر دم فکر نوبت باینجا رسید کہ بدر سے ہلال ہو کر ستارے کی طرح جھلملاے وبال ہر لمحہ مجھہ
اضطراب انتشار بڑھا کرتا یہ دوہا پڑھا کرتا دوہا پریتم آؤ نین مین مین موند مین لون۔ نا مین دیکھون اور کو
نا توہی دیکھن دون۔ یہ کہا اور نفس سرد بھر کے یاد محبوب مین آبدیدہ ہو گیا اور کہا شعر کہ ای شہریار سعادت قرین
زر روے تو روشن زمان و زمین۔ اب سنو کہ اس نواح مین ایک گاؤن ہی وہان ایک دزد سرکش پانچ سو
آدمیون کی جمعیت سے مقیم ہی بڑا ظالم بے دین ہی اسنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جو کوئی اُسطرف سے گذرتا ہی
اُسکو لوٹ لیتا ہی اور نہایت بیدردی سے ہلاک کرتا ہی اگرچہ فرعون بھی ہو تو وہ خائف نہین ہوتا ہزارون
تاجر ہلاک ہوے بیشتر مالدار نان شبینہ کو محتاج ہوگئے اُسکی سرکشی سے بادشاہ تنگ عاجز ہی صد بار مرتبہ فوج
بھیجی کہ اُسکو گرفتار کر لاؤ یا موقع مل جاے تو ہلاک کرو مگر ممکن نہوا صدہا آدمیون سے وعدہ کیا کہ جو کوئی
اسکو گرفتار کر لائیگا یا ہلاک کریگا اُس کو مال دنیا سے مالا مال کر دونگا مین نے درخواست کی کہ یہ خدمت
میرے سپرد ہو مین ضرور بادشاہ کے اقبال سے اُسے ہلاک کر دونگا یا گرفتار کر لاؤنگا ہر طرح اس قصہ کے
پاک کرنے کو مستعد ہون مراد شاہ میرے اس ارادے سے بہت خوش ہوا اور کہا جسقدر اس قصہ کے
پاک ہونے مین مدد کی ضرورت ہوگی مین مہیا کر دونگا مین نے کہا مگر یہ معاملہ ایک شرط سے مشروط ہی مراد شاہ
نے کہا بیان کرو وہ شرط کیا ہی مین اُس دزد کی شرارت سے بہت عاجز ہون حتے الامکان اُس شرط کے
پورا کرنے مین قصور نہ کرونگا مین نے کہا وہ شرط ایک اعتبار سے مشکل ہی اور ایک اعتبار سے سہل ہی اور اس وقت
شرط کا اعلان نامناسب معلوم ہوتا ہی بذریعہ تحریر مطلع کر دونگا غرضکہ بذریعہ تحریر مراد شاہ کو مطلع کیا کہ اگر یہ کام
مجھسے انجام پا جاوے تو شاہزادی کو مجھسے منسوب کر دینا مراد شاہ نے ارکان سلطنت سے اس بارے مین مشورہ
کیا سبنے یہی راے دی کہ شرط منظور کر لینا مناسب ہی اسواسطے کہ اول تو اُس دزد سے سر بر ہونا دشوار
امر ہی اور بالفرض حسب مراد کام انجام پایا تو شہر مین امن و امان ہو جائیگی شاہزادی کی شادی ایک دن
احد محمود سے ہونا ضروری امر ہی پھر ایک کام ہی انجام پایا سہی ای شہریار اُس دزد کا اگر یہی غلبہ رہا تو چند
روز مین حکومت کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جائیگی ناچار بادشاہ نے اس شرط کو منظور کر لیا حتے کہ مین بارہ ہزار
سوار کی جمعیت ہمراہ لے کے اُس دزد کا متعرض حال ہوا اول اُس دزد نے مجھکو سمجھایا کہ اس خیال خام سے
در گذر ورنہ انجام بہتر نہوگا بارہ ہزار سوار کیا اگر بارہ لاکھ کی جمعیت بھی تیرے ہمراہ ہوگی تو میرے مقابلے
مین سر بر نہوگا مین اپنے ارادے پر مستقیم رہا مگر نتیجہ وہی ہوا جو اس دزد نے کہا تھا یعنی بعد جنگ و جدل پسپا
مین پسپا ہوا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ اُسکے مردمان ہمراہی نہایت قوی اور دلیر ہین اور خود بھی ایک پہلوان بینظیر
ہی میرے پسپا ہونے کی خبر بادشاہ کو پہونچی وہ بھی بہت متاسف ہوا مین نے بسبب شرم کے مراد شاہ کا ساتھ
کیا اور دوسری مرتبہ اور زیادہ فوج سامان ہمراہ لے کے اُس دزد کا مقابلہ کیا اولا اس مرتبہ بھی اُس دزد نے
مجھکو سمجھایا کہ اس زحمت کو بیکار گوارا کرتا ہی اب بھی وہی نتیجہ حاصل ہوگا جو اول مرتبہ حاصل ہوا مین نے
اُسکے کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی اور اس مرتبہ بہت کوشش کی مگر نتیجہ شکست ہی ہوا ایک مرتبہ شبخون
مارا پھر بھی اُس دزد کو نہ پایا اور اُس پہلوان بے مثل نے مع مردمان ہمراہی وہ داد مردانگی دی کہ جیسا
چاہیے اسی طرح چند مرتبہ مین نے حملہ کیا لیکن اُسکے دامن کو میرے ہاتھ کی ہوا تک نہ لگی اور اُن بارہ
پندرہ ہزار سوارون مین سے صرف یہ چالیس سوار میرے ہمراہ رہگئے ہین باقی سب اُس ظالم کے ہاتھ سے قتل

قتل ہو گئے مین نے بسبب خوف و حیلکے اپنے مسکن کی سکونت کو ترک کر دیا اور کسی کا سامنا نہ کیا جب یہ خبر میرے پدر معظم کو پہونچی وہ مجھسے بہت ناراض ہوے اور میرے نام عتاب آمیز ایک نامہ لکھا جسکا مضمون یہ کہ او ناشدنی بیہودہ بے وقوف کیا تجھکو خبر نہ تھی کہ بادشاہ نے کیسی کیسی کوششین اُس دزد کی گرفتاری و ہلاکت کی کین مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو بجاے خود کیا سمجھا جو اس امر محال کا درپی ہوا اور مفت فوج شاہی کو ہلاک کرا دیا اور اب منھ چھپاتا پھرتا ہی کب تک منھ چھپائیگا جس دن سامنا ہو جائیگا اُسی دن بادشاہ اس نادانی کے عوض مین تجھکو ہلاک کریگا اگر غیرت رکھتا ہی اور جان بچانا چاہتا ہی تو اب مدت العمر یہان کسی کو منھ نہ دکھانا ای شہریار جب سے مین یہان مقیم ہون اور مجبوری حالت مین خود بھی قزاقی پیشہ اختیار کیا ہی اسواسطے کہ جن لوگون پر میری بسر اوقات کا مدار ہی وہ سب مجھسے برخاستہ ہین اور میرا نام قارن بن بہرام ہی اصل پیشہ میرا قزاقی ہرگز نہین ہی مجبوری کی حالت مین بجز اس پیشے کے کوئی چارہ نہ دیکھا آج تک کوئی ایسا حامی و مددگار پیدا نہ ہوا کہ مجھکو اس زحمت سے نجات دیتا مین اُسکا مشکور رہوتا ای شہریار یہ بھی عرض کر دینے کے قابل بات ہی کہ مین اُس وقت تک ہرگز اس زحمت و مصیبت سے نجات نہین پا سکتا جب تک کہ وہ دزد گرفتار نہین ہوتا اور صرف یہی زحمت نہین ہی کہ کسی کو صورت نہین دکھا سکتا اور یہ پیشہ بد اختیار کیے ہوے ہون بہت بڑی زحمت یہ ہی کہ جب اُس محبوبہ آرام جان کا خیال آتا ہی دل چاہتا ہی اپنے کو ہلاک کرون یا جسطرح ممکن ہو اُس تک پہونچون کاشکے اگر وہ دزد گرفتار و ہلاک ہوا ہوتا تو مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا تاکہ اس کاہش جان سے نجات ملتی سچ کہا ہی **نظم**

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
کہین سینے مین آہ سرد ہوا
گہہ تک اسکو داغ کا پایا
ہی کسی لب پہ ناتوان کے آہ
کہین افغان مرغ گلشن ہی
کہین وجہ ہی جان پرغم کا
تک زخم سینہ ریشان ہی
شوق کی اک نگاہ ہی یہ کہین

ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا
گہہ چشم نگاہ چراغ کا پایا
کہین باعث ہی دل کی تنگی کا
کہین قمری کا طوق گردن ہی
آرزو ہی امیدوارون کی
نگہ یاس مہر کیشان ہی
ہی کہین دل جگر کی بے تابی

دل مین جا کر کہین تو درد ہوا
کہین سر مین جنون ہو کے رہا
ہی کسی دل مین ناز جان کاہ
کہین موجب شکستہ رنگی کا
کہین شیون ہی اہل ماتم کا
درد مندی جگر فگارون کی
حسرت آلودہ آہ ہی یہ کہین
ہی کسی مضطرب کی بے خوابی

ای شہریار والا تبار کہان تک اپنی کاہش جان اور اس عشق غارت گر دین و ایمان کے ماجرے کو بیان کرون اشعار خار خار دل عریان ہی۔ انتظار بلا نصیبان ہی۔ ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہی۔ کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہی۔ بدیع الملک کو اُس جوان گرفتار بلاے محبت کے حال پُر اضطراب پر نہایت افسوس ہوا کہا خیر یہ تو مین نے سُنا اب اپنی دلی خواہش بیان کر اُسنے کہا ای جوان اقبال نشان مصرعہ آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان۔ اگر تمھاری کوشش و سعی سے وہ دزد ہلاک ہو جائیگا اور میری محبوبہ و مطلوبہ یعنی دختر سرادشاہ مجھ تک پہونچ جائیگی تو مدت العمر بندۂ احسان رہونگا شہزادے نے کہا مجھ مین تو یہ قابلیت نہین ہی جو کسی کی مطلب براری کر سکون البتہ اُس خداے قادر و توانا سے اپنے مطلب دلی پر فائز ہونے کی امید رکھ کیا عجب ہی کہ میری کوشش پر اس کام کا انجام پانا مقرر ہو قارن نے کہا خیر خدا ایسا ہی کرے دوسرے روز کوچ کیا جب اُس مقام کے قریب

پہونچا کہ جہان وہ دزد رہتا تھا اُس دزد کے نام رقعہ لکھا کہ ہم یہان وارد ہوے ہین اور خاص تجھے پکڑنے کو
آئے ہین بمجرد دیکھنے اِس رقعہ کے اپنے کو یہان پہونچا وہ دزد اِس مضمون کے رقعہ کو پڑھ کے آگ ہو گیا
اور اُسی وقت اپنے ہمراہیون کو بلا کے کہا تم مین سے کوئی راقم رقعہ کو پہچانتا ہو سب نے کہا ہم نے کبھی
بدیع الملک کو دیکھا ہی نہین اُس دزد نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ راقم رقعے کی اجل قریب ہو جو اِس طرح
بے باکانہ یہان چلا آیا ہو جلد تم سب مسلح اور مکمل ہو آناً فاناً سب تیار ہو گئے وہ دزد سب کو ہمراہ
لے کے شہزادے کے روبرو خیمہ زن ہوا اور بآواز بلند کہا کہان ہو بدیع الملک راقم رقعہ آوے
اور جو کچھ اُسے کہنا ہو ہمسے کہے شہزادہ قریب آیا اور کہا ہم ہین بدیع الملک راقم رقعہ ہمکو تجھسے کہنا یہ
ہو کہ یہ جو تو بندگان خدا کا مال بجبر لیتا ہو اور مفت اُن کی جانین تلف کرنے پر آمادہ ہو تجھکو کچھ خوف خدا نہین
ہو خیر گذشتہ کی بابت تو ہم کچھ نہین کہنا چاہتے البتہ آیندہ ایسی حرکات ظلم سے باز آ ورنہ سزائے سخت پاویگا
اُس دزد نے کہا پیشتر لوگ مجھکو سزائے سخت دینے کے درپے ہو چکے ہین اب تو باقی ہو جب مین نے
ملک مراد ایسے بادشاہ کی وقعت نہ جانی تو تو کیا حقیقت رکھتا ہو خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے
ہو اب مین تجھسے کہتا ہون کہ جو کچھ تیرے پاس مال و اسباب ہو میرے حوالے کر اور جس طرف سے آیا
ہو اُسی طرف واپس جا مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہو بدین وجہ تیری جان سے تعرض نہ کرونگا ورنہ
آمادۂ پیکار ہو جو زبردست ہوگا وہ غالب آئیگا بدیع الملک نے کہا تو میری جوانی پر رحم نہ کر جو کچھ تیرے
امکان مین ہو عمل مین لا وہ دزد پانچ سو مردان جنگی کی جمعیت سے بدیع الملک پر حملہ آور ہوا بدیع الملک
بھی تیغ علم کرکے مستعد جنگ ہوا اتنا دیر ردو بدل رہی اُس دزد نے شہزادے پر وار کیا شہزادے
نے اُس کا وار سپر پر رد کیا مع ہذا اپنی تیغ آبدار کا ایک ایسا زبردست وار اُس پر کیا کہ وہ شریر بدذات
مع مرکب چار پارچے ہوکے زمین پر گرا اُس لشکر نے بڑی جرأت کی کہ اپنے سردار کے ہلاک ہو جانے پر بھی بیدل
نہ ہوے اُسی طرح داد مردانگی دیتے رہے حتی کہ شہزادے کے ہاتھ سے ہلاک ہو گئے جب چند نفر باقی رہ گئے
اور پھر بھی جنگ و حرب سے باز نہ آئے شاہزادے نے پکار کے کہا کیون اپنے کو ہلاک کرنے کے درپے ہو میری اطاعت
قبول کر لو پہلے تو اُنھون نے تامل کیا بعدہ اطاعت قبول کی شہزادے نے کہا دین اسلام بھی قبول کرو اُنھون نے
کہا اطاعت تو ہمنے قبول کر لی دین و مذہب کے بارے مین کیون تعرض کیا جاتا ہو شہزادے نے کہا دین
اسلام ضرور قبول کرنا ہوگا غرضکہ دو آدمیون نے دین اسلام قبول کیا باقی انکار کی حالت مین وہ بھی شہزادے
کے ہاتھ سے ہلاک ہوے بعد اطمینان شہزادہ قلعے مین آیا وہ دونون شخص راہبر ہوے جا بجا دفینون
کو اُنھون کا پتہ دیا ہر ایک دروازے کا قفل توڑا گیا مال کثیر شہزادے کے ہاتھ آیا شہزادے نے وہ تمام
مال تاجرونکو تقسیم کر دیا اور وہان سے کوچ کرکے شہر مراد کے قریب پہونچا اُدھر مراد شاہ کو خبر ہو چکی کہ وہ دزد
جسنے تمام شہر مراد مین انتشار پیدا کر رکھا تھا قارن کی کوشش سے ہلاک ہو گیا اُسنے خواجہ بہرام وزیر کو
بلایا اور کہا مین نے سنا ہو کہ تیرے فرزند کے ہاتھ سے وہ دزد ہلاک ہو گیا خواجہ بہرام نے کہا کہ اے شہریار
مین نے بھی یہ خبر سُنی ہو بلکہ قارن یہان پہونچا چاہتا ہو اور اُسی وقت بہرام اپنے فرزند کے استقبال کے
واسطے روانہ ہوا اثنائے راہ مین جب ملاقات ہوئی قارن کو سینے سے لگایا اور خوش ہوکے کہا اے فرزند
مین نے سُنا ہو کہ تو نے اُس دزد کو ہلاک کیا کیا ایسی تدبیر عمل مین لایا کیونکہ عرصے سے تو اسی فکر مین تھا لیکن کوئی تدبیر

ہین نہ آئی تھی مجکو محرمہ خبر پہونچی ہی قارن سے کہا اے بہادر واقعی مین ہمیشہ اُس دزد کی تلاش مین رہا لیکن سے الحال
جو وہ ہلاک ہوا اُسکا باعث یہ جوان ہی جو میرے روبرو بیٹھا ہی اسی والا قدر کے ہاتھ سے وہ موذی ہلاک ہوا ہی
اور اسی جوان کے سبب سے میری عزت و آبرو باقی رہگئی ورنہ اب تو مین نے تہیہ کر لیا تھا کہ جب عزیزون دوستون
سے آنکھ چار نہین ہو سکتی تو بیکار جینا ہی ضرور اپنے کو ہلاک کرونگا خواجہ بہرام نے جب یہ مضمون قارن کی زبانی سُنا
شہزادے کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے شہریار ہم تیری تشریف آوری سے بہت خوش ہوے تیرا وارد
ہونا اس ملک مین باد و طلسم گنبد سے درپیچ فتح کرنا اور ساز شوش کا ہلاک کرنا تجھکو مبارک ہو کیون نہین جو لوگ تائید
یافتہ غیب ہوتے ہین یہ وقت اُنکے دست زبردست سے ایسے ہی کار نمایان ظہور مین آیا کرتے ہین اے جوان تیرے مفصل
بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی مجکو پیشتر تیرے حالات سے اطلاع ہی بلکہ تیرے نام سے بھی مجکو اطلاع ہو گئی ہی شاہزادے
نے کہا اے خواجہ تم کو کسطرح معلوم ہو گیا کہ مین خاص اس ارادے سے یہان آیا ہون خواجہ بہرام وزیر زادہ شاہ
نے کہا اے والا منزلت و عالی مرتبت مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین بشارت دی ہی کہ ایک
جوان یہان اس ارادے سے آتا ہی اور نام نامی اُسکا بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان ہی کیا
عجب ہی اگر نام تمھارا یہی ہو شہزادے نے کہا ہان واقعی میرا نام بدیع الملک ہی اور میرے پدر والا گہر کا نام بھی
نور الدہر بن بدیع الزمان ہی خواجہ بہرام شہزادے سے بغلگیر ہوا اور اپنے ہمراہ مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم
سے پیش آیا لوازم مہمانی مہیا کیے اور بکمال انکساری کہا اے شہریار والا تبار مین تمھاری اس مرحمت کا نہایت مشکور ہون
اور مدت العمر ممنون رہونگا کہ تمنے بجد و جہد تمام میرے عزیز کو عزت بخشی اور اُسکی آبرو رکھ لی اب مین چاہتا ہون
کہ ملک مرادے سے تمھاری ملاقات ہو بالیقین وہ بہت خوش ہوگا جب سنے گا کہ یہ اہم کام تمھاری کوشش
سے انجام پذیر ہوا شہزادے نے کہا کیا مضائقہ ہی دوسرے روز وہ شہزادے اور قارن کو ملک مرادے کے پاس
لے گیا ملک مرادے قارن کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے قارن بہت دنون کے بعد مجکو دیکھا کہو اُس دزد
کو کیا کیا قارن نے کہا اے شہریار یہ جوان جو میرے ہمراہ ہی اسنے بکمال مردانگی اُس دزد کو مع فوج ہلاک کیا
ملک مرادے نے ازسرتاپا بغور شہزادے کو دیکھا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہی بدیع الملک نے کہا سُنا ہوگا کہ
فرعون شاہ کو نجومیون نے خبر دی تھی کہ دو جوان مملکت فرعونیہ مین آئینگے اور تمام فرعونیہ کو زیر و زبر کرکے
دین اسلام کو رواج دینگے اور فرعون پرستی کو نیست و نابود کر دینگے ان دونون جوانون مین سے ایک کا نام
بدیع الملک ہی اور دوسرے کا نام رستم ثانی آگاہ ہو کہ وہ بدیع الملک مین ہون اور رستم ثانی میرا چھوٹا بھائی
ہی وہ فی الحال الماس کوہ کی طرف گیا ہوا ہی تاکہ سرداران لشکر اسلام کو قید و بند سے رہا کرے اور میرا آنیکا اتفاق ادھر
ہوا ہی اور مصمم ارادہ کیے ہوے ہون کہ ساز شوش کو ہلاک کرون اور جو اُسکے شریک حامی ہین ان سب کو سزاے معقول دون
لیکن یہ واقعہ درپیش ہوا اُسکے طے کرنے مین مصروف ہو گیا چونکہ اس سے فراغت ہو گئی ہی اب انشاء اللہ ساز شوش کی
خبر لونگا ملک مرادے نے کہا اے جوان تو میرے روبرو اسطرح بیباکانہ کلام کر رہا ہی تو نہین جانتا کہ مین اسوقت سات لاکھ
سواران آتشبار و پہلوانان نامدار کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہون اور کثرت سامان جنگ و حرب میرے پاس طیار رہتی
ہی تو ایک تن تنہا و ایک سے کے واسطے دو کافی ہین مثل مشہور ہی اگر ابھی ذرا اشارہ کر دون تو ایک لمحہ کے عرصے مین تیرا نشان
تک باقی نہ رہے مجکو خوب یقین ہی کہ تیرے دماغ مین خلل ہی جو ایسی تنہائی کی حالت مین اسطرح بیباکانہ اپنے خیال محال
کو ظاہر کرتا ہی خبردار اب اسطرح کی بیہودہ گوئی نہ کرنا مین مجبور ہون کہ تو نے اُس دزد کو ہلاک کیا ہی جسکے سبب میری

حکومت مین خلل تھا یہ کام میرا تھا کہ تو نے بکوشش تمام انجام دیا ورنہ مین اس تیری بیہودہ گوئی کی سزا دیتا مع ہذا یہ بھی
تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون آیندہ ایسی بیہودگی کی حالت مین مجھسے رعایت کی امید نہ رکھنا شہزادے نے کہا اے
ملک مراد تیرا خیال کسطرف ہے تو مجھکو کہتا ہے کہ تیرے دماغ مین خلل ہے لیکن فی الحقیقت تیرے دماغ مین خلل ہے تو اپنے
زور وطاقت کا کیا ذکر کرتا ہے کہ سات لاکھ کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہون مین نے ایسے بادشاہ بہت دیکھے ہین زیادی جمعیت
سے اطمینان ہو سکتا ہے البتہ بذاتہ قابلیت ہونا چاہیے اور اے ملک مراد تیرے زور وطاقت کی حقیقت ظاہر ہے کہ باوجود
سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت کے ایک ادنی دزد کا مقابلہ نہ ہو سکا اور مین نے خدائے قدیر کے فضل سے اُسکو
پہلے ہی حملے مین ہلاک کیا میرے نزدیک تو یہ سب زبانی جمع خرچ ہے مقابلہ ہو تو معلوم ہو جائے ملک مراد نے کہا مقابلہ
فوجون مین ہوتا ہے تنہا سے مقابلہ کیا کیا جائے صرف یہ مقابلہ ہے کہ حکم دون کہ اس جوان کو گرفتار کر لو اور تو مجبور ولاچار
ہوکے خواستگار عفو ہو اس مرتبہ بدیع الملک ہمہ تن غیظ وغضب ہو گیا تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او نابکار یہ
کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہے خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تیرا تن سر سے جدا ہوگا اور یہین سے آواز دے
اپنے اُن نابکار مددگارون کو جن پر تیرا پورا بھروسا ہے کہ وہ تیرے حکم سے مجھکو گرفتار کر لین تاکہ جو حقیقت ہے ابھی
ظاہر ہو جائے ملک مراد نے قہقہہ مارا اور بہ ہولیت کہا اے جوان مین جانتا ہون کہ تو ایک مرد جری ہے بیکار تو
برخاستہ ہو گیا مین تجھسے ہرگز جنگ کرنا نہیں چاہتا لیکن اگر تو اپنی پوری وقعت مجھپر ظاہر کیا چاہتا ہے تو جو کام
مین کہون اُسکو انجام دے بعدہ مجھکو تو اپنا مطیع فرمان سمجھ اور اگر تو مجھکو مسلمان کرنا چاہے تو بھی قبول کرونگا شہزادے
نے کہا وہ کام کیا ہے جلد بیان کر اُسنے کہا کام یہ ہے کہ اس طلسم کو فتح کرا دے راوی کہتا ہے کہ اگرچہ ملک مراد اُس طلسم کا
مفتوح ہونا چاہتا تھا مع ہذا یہ بھی اُسکو یقین تھا کہ اس طلسم کا فتح ہونا ایک امر محال ہے اور شہزادے کی ہیبت
اُسکے دل پر طاری تھی نظر بران اُسکا مقصود تھا کہ جب اس جوان سے یہ طلسم فتح نہ ہو سکے گا لامحالا کسی آفت
طلسمی مین مبتلا ہوکے ہلاک ہو جائیگا اور بالفرض زندہ بھی رہیگا تو بھی مجھسے کسی امر کی امید نہ رکھ سکے گا مگر
بدیع الملک نے فوراً اقرار کر لیا کہ مین اس طلسم کو ضرور فتح کرونگا مجھکو اسکا بندوبست دکھا دیا جائے تاکہ مین
فتح طلسم کا کام شروع کرون ملک مراد نے کہا اے جوان والا شان جب رات ہوتی ہے یہ گنبد جو اس دجلہ آب
مین ہے اُسمین سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہے اور ایک گوہر شب چراغ اُس ہاتھ مین ہوتا ہے جسکی تین فرسنگ تک روشنی
پھیلتی ہے بس اُس وقت میری تمام حکومت مین جو کوئی شخص چراغ روشن کرتا ہے اُس گنبد سے ایک تیغ نمودار
ہوتی ہے اور اُس چراغ روشن کرنے والے کا سر تن سے جدا کرتی ہے اور چراغ کو بجھا دیتی ہے مع ہذا صدائے
سکاک سکاک بلند ہوتی ہے اور اُس گنبد سے شور وغوغا بھی بلند ہوتا ہے اور طرح طرح کی مہیب وخوفناک
آوازین آتی ہین جس سے تمام رعایائے شہر مراد کا دل دہلتا ہے ہرچند کہ بیشتر اوقات اس واقعے کی حقیقت
دریافت کرنے کی کوشش کی مگر ازبسکہ معاملہ طلسمی ہے کوئی سبب نہ دریافت ہوا نہیں معلوم یہ کیا رمز
ہے شاہزادے نے چاہا کہ اسی وقت اُس طلسم کی طرف روانہ ہو مگر ملک مراد مانع ہوا اور کہا
آج توقف کرو اگر کچھ ارادہ ہے تو کل پر موقوف رکھو شہزادہ خاموش ہو رہا اُس روز ملک مراد نے نہایت اہتمام
سے شہزادے کی دعوت کی طرح طرح کے پر تکلف کھانے کھلوائے شب کو رقص وسرود کی بھی محفل منعقد
کی لولیان شوخ وشنگ ومطربان خوش گلو وخوش آہنگ نے خوب خوب گانے گائے جس سے
شاہزادہ بہت محظوظ ہوا انعام دینا چاہا ملک مراد مانع ہوا اپنے یہان سے اُن سب کو خلعت وانعام دلوایا

نصف شب تک یہ ہنگامہ گرم رہا بعدہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مقام قیام کو گئے شاہزادہ بھی اپنے بستر استراحت پر دراز ہوا اگر بقیہ شب اس خیال میں گذاری کہ واللہ اعلم وہ طلسم کسطرح کا ہی کیا مصیبت پیش آئے شعر روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز ۔ کرد صندوق سینہ را سر باز ۔ اول وقت صبح کو شاہزادہ اٹھا وضو کیا نماز صبح پڑھی بعدہ درگاہ خدا میں اسطرح مناجات شروع کی ای خالق ارض و سما و ای مالک ہر دو سرا تو ہر وقت میں اپنے

نظم

بندے کا حامی و مددگار ہی	عیسیٰ کو آسمان پر تو نے چڑھا دیا	موسیٰ نبی کے ہاتھ میں دی مشعل ضیا
یونس رہے نہ پیٹ میں مچھلی کے مبتلا	کچھ کر سکی نہ آتش سوزان خلیل کا	واسطہ اپنے قدرت و جلال کا

اور واسطہ اپنے مقربان باکمال کا تو اپنا ایسا فضل شامل حال کر کہ میں اس طلسم کو فتح کروں تاکہ ان گم گشتگان وادی ضلالت کے روبرو سرخرو ہوں اور تیرے دین متین کو رواج دوں اور تیری پرستش کی رغبت دلاؤں ورنہ سخت ذلت کا سامنا ہوگا بعد ازاں شہزادہ مصلے پر سے اٹھا لباس نو اور اسلحہ ضرورت سے آراستہ ہوکے ملک مراد کے پاس آیا اور کہا ای بادشاہ اب میں فتح طلسم کے لیے جاتا ہوں اگر زندگی باقی ہو تو بار دیگر بفتح و فیروزی ملاقات ہوگی ورنہ خیر جو کچھ خداے وحدہ لاشریک کی مرضی ہوگی اُس کا سامنا ہوگا ملک مراد نے کہا بہتر ہی شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا جانب طلسم معین کی کنارے اُس دجلۂ آب کے پہونچا اُس وقت چند ملازمان شاہی بھی ہمراہ تھے اُن سے شہزادے نے کہا جلد جاؤ اور ملک مراد سے اجازت لیکے ایک ایسے قیدی کو لاؤ جو قتل ہونے کے لائق ہو وہ ملازم گیا اور حسب اجازت شاہی واجب القتل قیدی کو لایا شہزادے نے اُس قیدی کو ایک زورق پر بٹھایا اور کہا اس کشتی کو گنبد کے قریب لیجا غرضکہ وہ کشتی گنبد طلسمی کی جانب روانہ ہوئی ہنوز قریب گنبد نہیں پہونچی تھی کہ ہاتھ اُس گنبد طلسمی سے پیدا ہوا اور قریب کشتی کے آکے فوراً اُس کشتی کو غرق کر دیا وروہیں آواز سکاک سکاک پیدا ہوئی تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند ساعت کے بعد وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی کا عمل ہوا ایک نے دوسرے کو دیکھا اس عرصے میں ملک مراد بھی وہاں آ پہونچا اب جو شہزادۂ بدیع الملک بغور دیکھتا ہی تو لاش اُس سوار کشتی کی گویا کسی نے پانی کے اندر سے اوپر اُچھال دی اور اُس کا سر گنبد پر آویزان ہی شہزادہ ملک مراد کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای بادشاہ اس طلسم کی اس علامت سے تعجب ہوتا ہی یا کوئی اور بھی علامت ہی ملک مراد نے کہا ای جوان یہ جو سامنے درہ دکھائی دیتا ہی اس میں ایک میل فولادی واقع ہی جو کوئی وہاں جاتا ہی پھر واپس نہیں آتا یہ رمز بھی آج تک دریافت نہ ہوا اور کیونکر دریافت ہو درانحالیکہ کوئی واپس نہیں آیا شہزادے نے کہا میں جاتا ہوں ملک مراد نے کہا میں اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا تم کو اختیار ہی اصل واقعہ جو کچھ تھا اُس سے مطلع کر دیا شہزادے نے کہا خداوند عالم میرا حافظ ہی یہ کہا اور جانب درہ روانہ ہوا درہ میں داخل ہوکے میل کے قریب پہونچا وہاں سے چاہتا تھا کہ آگے بڑھے یکایک بالاے ہوا سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور شہزادے کو مرکب سے اُٹھا کے لے گیا اب جو شاہزادے نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک باغ میں پایا جس میں ہر طرف نہریں جاری سراسر قدرت باری بیچ باغ میں ایک قصر عالی شان واقع ہی سر بفلک کشیدہ درخت سرسبز و شاداب دیواروں سے اونچے معلوم ہوتے تھے عمارتیں عجب طرح کی و نقاشی ہر برج منطقۃ البروج کا ہمسر بوٹے خوش سے

دماغ معطر ابیات

بنا سے تھے کیا خوب دیوار و در
کے تو کہ تختے تھے گلزار کے

نہ تھا قصر تھا رشک باغ جہان
نہ اُٹھتی تھی جن پہ ہرگز نظر

ہوا جسکی تھی رشک عنبر فشان
جہان تک کہ رستے تھے بازار کے

شہزادہ دروازہ قصر مین پہونچا دیکھا ایوان بزرگ مین نازنینان
صاحب جمال و حور رشید رویان پری تمثال کا مجمع ہی ایک سے ایک بہتر خوب تر کا کرتی شفقی دہانی صندلی
سردئی آسمانی جوڑے بھاری بھاری پہنے ہوے دریا سے جواہر مین غرق مخمل کا رنگ بادشاہون کا سا کئی کئی
کنیزین ہاتھون مین عہدے لیے بہت سی دست بستہ استادہ کچھ مقرب جواہر نگار کرسیون پر جلوہ نما ایک
عورت سن رسیدہ سرخ و سفید حسینہ و جمیلہ لباس مکلف پہنے تخت الماس پر متمکن جو ان ملکہ تخت نشین نے شہزادے
کو دیکھا پکار کے کہا اورے دیکھنا یہ کون غیر مرد ہی جو بغیر اطلاع یہان چلا آیا ہی چند خواصین اُسکی طرف دوڑین
اور قریب پہونچ کے شاہزادے کے لپٹ گئین اور کہا تو کون ہی جو یہان آیا ہی اور کیون آیا ہی یہان کسی
غیر کے آنے کی اجازت نہین ہی ملکہ تخت نشین نے کہا اس جوان کو صدمہ نہ پہونچاؤ میرے پاس لے آؤ وہ
خواصین شہزادے کو اُسکے پاس لے گئین اُسنے بھی وہی سوال کیا کہ تو کون ہی اور یہان کیون آیا ہی شہزادہ
اُس مجمع حسینان جہان کو دیکھ کے ہمہ تن حیرت تھا کچھ جواب نہ دیا اُس ملکہ تخت نشین نے کہا یہ جوان کسی قدر
منتشر معلوم ہوتا ہی اسکے واسطے ایک کرسی لاؤ اُسپر بٹھاؤ جب اسکے حواس درست ہو نگے اُسوقت اسکا
حال اس سے پوچھین گے ایک خواص کرسی زرین مرصع لائی شہزادے کو بٹھایا اُسوقت شہزادے نے وہ
سامان دیکھا جو کسی کو خواب مین بھی نہ دکھائی دیا ہوگا اندرون قصر زمرد کے جھاڑ الماس تراش جن جیسے
اُنکی گرد دار دیکھ نہ سکے اندھا ہو جانے لگے ایسے خوش نما کہ غنچۂ دل کو کنول کی طرح کھلا دین یاقوت کی ہانڈیان
کیسی گول کہ اپنی مدور ہونے کے رشک سے افلاک کو ہلا دین شمعدانے ہوی کے فتیلے رشتہ دار شعلۂ طور
اور شمع کے سامنے نور صبح کا نور خوش رنگ پھولون کے ہزارون گلدستے مرصع قرینے سے رکھے ہوے عود عنبر
کی مجمرین ہوا عطر آمیز سارا قصر عنبر بیز چارون طرف باغ نزہت افزا روشون پر آتشبازی کا تماشا ہزار کس کس
رنگ کے پھول دے رہے تھے پھلجھڑیان نور کی مہتاب سے چاندنی میلی وہ کرتا ہوا آتشبازی اور بادشاہ کا اتارا
اُس ہوائیون کا چھوٹنا عجب کیفیت طرفہ سما نور کی زمین نور کا آسمان سامنے ناچ ہو رہا تھا گرد ملال دلون سے
دور ہوا تھا موج خیزی رطوبت نغمات سے کاسۂ خشک رباب سیراب آتش افزوزی صوت گلو سوز سے مرغ مرغ ہوا
پر کباب ایک سگر خسار جسکی آواز سے بلبل کی آواز مین پڑی گھٹتی تھی لاہی کی پشواز سرخ مغرق پہنے گلے مین لڑے
ہوے کس انداز دلبری و دل ربائی سے یہ غزل گا رہی تھی غزل

سرکو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم
اُسنے وعدہ گھر مین آنے کا کیا
تابہ مقدور اُسکو بہلاتے ہین ہم
وصل مین بھی یان ہی عالم ہجر کا
چاندنی رات کو نہین جلاتے ہین ہم

یاد آتے ہین وہ عارض پھول سے
آپ سے باہر ہوے جاتے ہین ہم
وصل کی باتین ہین کیا کیا نہین
اُسکو پاکر کھوئے سے جاتے ہین ہم
ہان صنم کو لگ رہا ہی جل بجھاؤ

جب تری فرقت سے گھبراتے ہین ہم
باغ مین جا جا کے گل کھاتے ہین ہم
دل کسی صورت بہلتا ہی نہین
چلے درگاہ پر نہین منہ جو آتے ہین ہم
یاد آتا ہی وہ کھڑا چاند سا
اب بھی آتا ہی تو آجاتے ہین ہم

اتنے مین ساقی لالہ فام مرصع صراحی و بلورین جام لیے ہوے آئی ایک سرے سے سبکو ساغر دیتی چلی گئی شاہزادے کو
بھی کہ یہ بنت العنب کو طلاق دیچکا ہی اُسکو نہ دی اور کسی نے بھی نہ کہا ملکہ تخت نشین نے شہزادے کیطرف دیکھا پھر اُسکی خواہش

سے کہا کہ تو یہ خواب دیکھ رہا ہی اور شراب مین بھی خوب نشہ نہین ہی مجھے راس نہ آیگی کو ہم جلتے ہین تیرا جی لوٹ رہا ہی دین کیونکر صاف کور ی اتر جاویگی گر تیری ضیافت ہمپر واجب ہی اس گفتگو پر شاہزادہ کو حیرت تھی دل سے کہتا تھا الٰہی یہ خواب کیسا ہی کوئی اسکا حال کہنے والا نہین کیا کہون مین آپ کو بیداری سے زیادہ ہوشیار جانتا ہون

ازدو ہا از ہجوم بیخودی پامال شد	درحق من انچہ غفلت کرد آگاہی کرد

دو ساعتین کامل گذری ہونگی کہ ایک تخت آیا سراپا زبرجد نگار تھا میری کرسی کے روبرو بچھا یا گیا دو شمعین کافوری ہر ایک اتنی بڑی جیسے سرو کا درخت اُس تخت کے راس وچپ روشن ہوئین دفعتًا غل ہوا اُس طرف جو دیکھتا ہون نازنین خردسال صاحب جمال تیرہ چودہ برس سے سن کوئی زیادہ نہین زنگار رنگ لباس پہنے زیور مرصع سے آراستہ ہر ایک کے ہاتھ مین شمع مرصع لگن لئی ہزار چلی آتی ہین اور صف بستہ کھڑی ہوتی جاتی ہین اُن دخترون مین ایک دختر ماہ پیکر آفتاب منظر **نظم**

دو ابرو ہر یکے مشکین ہلالے	فگندہ سایہ ہر یک بر غزالی	درخشش ہر یکے چرخ یمانی	سواد از بلاے آسمانی
دو نرگس تازہ در باغ شگفتہ	کہ آہو در ریاضی مست خفتہ	چو مژگان لشکر ترکان خونریز	بخون خلق کردہ اشتہا تیز
نگاہش بیدلا نرا بر سر خشم	دلے درد لنوازی گوشہ چشم	برخ چون گل بقامت چون صنوبر	سراپایش ہمہ محبوب خوشتر

شاید دس برس کا اُسکا سن وسال ہو تاج مرصع جسکی چمک مین نگاہ نہ ٹھہر سکتی تھی بالاے سر لباس شاہانہ در بر موتیون مین سفید غرق دریاے جواہر اس ادا سے سامنے آئی کہ تقریر سے محال ہی جو اُسکی صفت ادا ہوسکے تخت پر بیٹھی جونہین شاہزادہ کی نظر اُسکی شمع رخسار پڑی بے رنگ پروانہ جلنے لگی رنگ رو متغیر ہوا کہ قریب تھا کہ آسمان تک نالے جائین زمین پر اشک گرے مثل خس وخاشاک بہاے جاوین لیکن حیرت کا وہ جوش تھا کہ مانند صورت دیوار خاموش تھا کبھی نیچی نگاہ کر لیتا تھا کبھی اُس مہ جبین کی طرف گوشہ چشم سے دیکھ لیتا تھا وہ بھی تو لڑکی تھی بچپنے کی باتین کرتی تھی پر کوئی حرکت ناز وانداز سے خالی نہ تھی جب شاہزادہ اُسکو دیکھتا تھا وہ بھی اُسے دیکھتی تھی تبسم کرتی تھی شاہزادہ کا یہ حال تھا کہ کبھی مرجاتا تھا اور کبھی جی اُٹھتا تھا اسکے بعد کچھ رسم ہوا کی طالع مبارک یاد دکا یکے کئی ساعت تک وہ سرو نوخیز شاہزادہ کے سامنے بیٹھی رہی آخر اُس تخت سے اُٹھی ملکہ تخت نشین کے پہلو مین جا بیٹھی شہزادہ کی نگاہ آڑ کے سبب سے اُس تک نہ جاسکی شاہزادہ جھک جھک کے اُسے دیکھنے لگا کئی نازنین جو شاہزادہ کے قریب کھڑی تھین بازو پکڑ کے بٹھاتی تھین اور کہتی تھین ای جوان اپنی جگہ بیٹھا رہ یہ کیا بے ادبی ہی کہ اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہی شاہزادہ اُن کی صورت دیکھتا تھا اور خاموش تھا کچھ کہہ نہ سکتا تھا تھوڑی دیر سکوت کرتا تھا بعدہ بے اختیاری مین پھر اُسی طرح جھک جھک کے جھانکنے لگا اُن نازنینون نے پھر بازو پکڑ کے بٹھا دیا اور کہا ای جوان جو کچھ کہتے ہین اُسکو تو سنتا نہین ارے بیوقوف یہ جو دیکھ رہا ہی خواب ہی اور اسکا تعلق اس طلسم سے ہی جسمین تو وارد ہی یہ بھی غنیمت سمجھ جو تو یہان بٹھایا گیا ہی ورنہ نہین معلوم کس نوبت کو پہونچتا اس کیفیت کا کچھ اعتبار نہین ہی اسپر مطلق اعتماد نہ کر جسکو بقا نہ ہو اُسپر فنا ہو اگر دل مین محبت چلی آتی ہی جانے دے جی سے نکال ڈال نہین تو ہلاک ہوگا مفت جان برباد ہو جائیگی آخر شاہزادہ سے ضبط نہو سکا کہا سمجھانے والیو کیا نصیحت کرتی ہو یہ خواب کیسا ہی جسکا خیال شاید کبھی میرے دل سے فراموش نہوگا بعد اتنا تو کہو کہ دراصل یہ ساتھ کیا ہی اور یہ مکان کیسا ہی یہ ملکہ تخت نشین کون ہی یہ دختر ماہ پیکر کسکی ہی جس ضرورت کیواسطے یہ واقعہ رو بکار ہوا ہی وہ ضرورت کیا ہی نازنین بولین تو اپنے حواس نہین ہی جو کچھ ہم سمجھاتے ہین اُسپر اعتنا نہین کرتا اور پھر پوچھتا ہی کہ یہ واقعہ کیا ہی خاموش رہ ابھی جو کچھ حال ہی ظاہر ہوا جاتا ہی مگر بار دیگر ہم تیرے گوش گزار کیے دیتے ہین

کہ یہ واقعہ جو بطور خواب کے دیکھ رہا ہی طلسمی ہی اسکو بقا نہین ہی شاہزادہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اُن نازنینون مین سے ایک کو رحم آیا کہا ای جوان توقف کر مین ملکہ کو اس حال سے مطلع کرتی ہون کہ یہ جوان مستفسر حال ہی شاید وہ کچھ ایسا جواب دے جو تیری تسکین خاطر کو کافی ہو یہ کہا اور وہ نازنین اُس ملکہ تخت نشین کے قریب گئی اور حقیقت حال کو بیان کیا ملکہ تخت نشین نے کہا کہدو اُس جوان سے کہ اس استفسار سے کچھ فائدہ نہین ہی یہ مقام طلسمی ہی اسکے متعلق تمام واقعات روبکار نہین ہین جو تجھکو بیان قیام کی اجازت دی تو مستفسر حال ہی حالانکہ تیری صورت پر رحم آیا جو ہم خلاف قانون طلسم عمل مین لائے اور تجھکو مقیم کیا ہم خود تجھسے تیرا حال پوچھنے کو ہین ہمسے مستفسر حال ہی وہ نازنین شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای جوان ملکہ نے وہی جواب دیا جو کچھ پہلے تجھسے کہا تھا شاہزادہ نے کہا ای نازنین اسقدر مجھپر احسان اور کرو کہ اُس ملکہ تخت نشین سے پوچھے کہ کسی طرح یہ بھی ممکن ہی کہ اُس نازنین کے ساتھ میرا عقد ہو جائے جو ابھی نیم تخت پر میرے روبرو بیٹھی تھی اُس نازنین نے کہا ای گل دیگر شگفت شاید تیری اجل ہی دامنگیر ہی جو اسطرح کا سودا تیرے سر مین سمایا ہی کہان وہ نازنین باغ ہو تمکین اور کہان تو ایک مرد کوچہ گرد شاہزادہ پھر آبدیدہ ہوا اور بہزار منت و سماجت کہا ای نازنین برائے خدا تو میرا یہ پیام ملکہ کو پہونچا دے وہ مجبور ہو کے پھر ملکہ کے پاس گئی اور کہا ای ملکہ عالم وہ جوان اس نازنین کی خواستگاری کرتا ہی جو ابھی یہان وارد ہوئی یہ سُنکے ملکہ تخت نشین از سرتا پا غیظ و غضب ہو گئی اور تخت پر سے اُٹھکے شاہزادہ کے پاس آئی کہا کیا کہتا ہی شاہزادہ خائف ہوا اور کہا ای ملکہ یہ بات کچھ برہم ہونے کی نہین ہی ایک امر کی درخواست کی ہی قبول کرنے اور نہ کرنیکا تمکو اختیار ہی اور اگر تمکو میری یہ درخواست خلاف معلوم ہوئی خیر معاف فرماؤ اب ایسی حرکت نہو گی ملکہ نے کہا بس خاموش رہ خبردار ایسے کلمہ بیہودہ زبان پر نہ جاری کرنا تو نہین جانتا کہ تو قوم خاکی سے ہی اور وہ نازنین قوم آتشی ہی تجھکو اُس سے کیا نسبت یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شاہزادہ کو ہوش آ گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو اُسی باغ مین پایا نہ وہ قصر تھا اور نہ وہ نازنین تھی اُس باغ مین ایک باغبان تھا ہر طرف درختون مین پانی دیتا پھرتا تھا جونہین شاہزادہ کو دیکھا بیلچہ لیکے شاہزادہ کیطرف دوڑا اور قریب آکے کہا ای خیرہ سر تیرہ روزگار کیا بیکار تو اس باغ مین پھر رہا ہی بیلچہ لے اور کام کر شاہزادہ اُس باغبان کی صورت دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا کیا بکتا ہی مین تیری طرح کوئی مزدور ہون جو بیلچہ لیکے باغ کی درستی مین مصروف ہون جا اپنا کام کر ورنہ اسی بیلچہ سے تیرا کام تمام کر دونگا تو نہین جانتا کہ مین اس مقام مین خاص اس طلسم کے فتح کرنے کو آیا ہون باغبان نے کہا او بیوقوف تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ طلسم دوم کا نہین ہی اسکا فتح ہونا بہت دشوار ہی اور خیر مجھکو اس سے کچھ کام نہین ہی تو کسی کام کیواسطے آیا ہو اب تو تیرا ورود باغ مین ہوا ہی اس باغ کا مالک مین ہون تجھسے اس باغ کا کام ضرور لونگا شاہزادہ نے شمشیر آبدار کا وار اُس باغبان پر کیا باغبان نے وہ وار اُسی بیلچہ پر رد کیا مع ہذا ایک طمانچہ بدیع الملک کے کلہ پر مارا طمانچہ کا کلہ پر پڑنا تھا کہ پہلے تو بہت ہی انکار تھا اب فورا بیلچہ لیکے باغ مین کام کرنا شروع کر دیا

اب کچھ حال شاہزادہ بدیع الملک کا باغبانی مین مصروف ہونا اور شاہزادہ رستم ثانی کا بیان کیا جاتا ہی

چہرہ بنمود از نہان رخت کشید چون بجل
دیدہ روز ببستہ زیج بر آید احول
روز چون کرم بریشم ہمہ بر خویش تنند
می نہ گنجد لبصراحی وصراحی بہ بغل

شب شود کم رخ در روز شود مستقبل
مردم دیدہ آن ز الکرا بچشف
ہر چہ شب بدکند از معدہ چو زنبور عسل
عرق از شبنم گل داغ شود بر رخ حور

چشمہ شب تنگ شود دائرہ مردم چشم
بچند دیدہ این روغن و دریا بغل
وقت آن نیست کنون از اثر عیش و نشاط
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

چمن آید بہ چمن بہر تماشاے جمال
شاید از باز شود عقدۂ ما از خجل
زلف گیسو لبیان بستہ در آید بچمن

بلبل آید بہ برت بلبل بہ نواے غزل
بسکہ بر خار گلے کردہ عجب نیست اگر
تا لبالب کند از سنبل و گل جیب و بغل

انبساطی ست ازین فصل کہ یکباد شکل
یاسمین بشگفد از نشتر زنبور عسل
بہار ہمراہان بساطین حکایات رنگین و

چمن آرایان حدائق روایات حیرت آگین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہیں کہ رستم ثانی نے کافوریہ کو مسخر کیا اور کافور شاہ تین لاکھ پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے مسلمان ہوا اور شاہزادہ ہمراہی لشکر بیشمار روانہ کوچ کرکے الماس کوہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ بالاے کوہ قلعہ واقع ہے اور بارہ ہزار ابر آتشبار سایہ کیے ہوے ہیں شاہزادہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر قلعہ کیطرف روانہ ہو ہنوز وہ لشکر بالاے کوہ قلعہ کے قریب نہیں پہونچا تھا کہ اُن ابرہاے آتشبار سے ایک ابر جدا ہوا اور لشکر رستم کے سر پر قایم ہوا اور بارہ ہزار ہاتھ اس ابر سے پیدا ہوے ہر ایک نے ایک ایک لشکری کو اٹھانا شروع کیا یہانتک کہ تمام بارہ ہزار لشکر رستم کو وہ ہاتھ جانب ہوا اٹھا لیگئے اور فوراً ہی سب کو بالاے ہوا سے زمین کیطرف پھینکدیا تمام لشکر ایکبارگی مرتبہ ہلاک ہوگیا شاہزادۂ رستم اس واقعہ کو دیکھکے گھبرا گیا اور قلعہ کو چھوڑ کے دور جا کے مقیم ہوا یکایک اُس ابر سے آواز آئی کہ ای ملک کافور تو نے خوب کیا کہ خدا پرستوں سے موافقت کرلی دیکھ تو کیسی سزا اسکے سخت تجکو دیجاتی ہے بعد ازان

وہ ابر بالاے ہوا غائب ہوا

نظم

ساغر مے ہوا ہاتھ سے ساقی کے نصیب
ہو اگر ذکر چمن میں تری زیبائی کا
باغبان دیکھے اگر تو گلشن کی بہار
چشم نرگس میں نہیں نام ہے بینائی کا
تو بھی آ دیکھ کہ سب دیکھ رہے ہیں اور ترک
تیری تقریر سے دم بند ہے گویائی کا

ذر نہیں اسکو ذرا بھی میری رسوائی کا
رنگ بدلا نہ کبھی چرخ مینائی کا
اہل دنیا ہیں گردش میں یوسف کے عزیز
ہو نہ ملہ یہ کبھی ہو چمن آرائی کا
برگ گل بھی جو زبان اہل سخن بنجائے
سر بازار تماشا ترے سودائی کا

ہو وہی طور تغافل بت ہرجائی کا
رشک ہے ای گل تر خشک ہوں نسرین و سمن
دست بیجائی کو بھی دیکھا نہ کسی بیجائی کا
اس سے آنکھ کو تری دیکھ کر تشبیہ
نہ بیان ہو کبھی عالم تری رعنائی کا
کیا زبان کھول سکیگا کوئی منہ تو دیکھیں

مستانیان طریق نکتہ پذیری و اشراقیان خلوتکدہ روشن ضمیری جادو زبانان ہنگامہ سحر بیانی معجز بیانان معرکہ علو و کمال اصلاح لوح دل بخط سرّ سخن کے راز لکھتے ہیں کہ جب مروج دین متین اسلام دافع زنگ کفر و ظلام چشم و چراغ جہانبانی یعنے رستم ثانی قلعہ سے دور جاکے مقیم ہوا اُسوقت شیاطین عیار فرعون کے پاس پہونچا دیکھا ملک کافور بیٹھا ہے اور سامنے ملک کافور کے رستم ثانی بیٹھا ہے شیاطین عیار نے چاہا کہ یہانسے چلا جاؤں اور فرعون کو اس حال کی خبر کردوں ملک کافور نے شیاطین عیار کو دیکھ لیا کہا ای شیاطین اب یہانسے جانیکا قصد نہ کرنا اور فرعون پرستی پر ہزار حرت کیجے دین اسلام کو قبول کرو ورنہ تمہارا یہانسے زندہ جانا مشکل ہوگا شیاطین نے کہا ای ملک کافور مجکو اس خیال سے باز رکھو اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں فرعون کو اس حال سے مطلع کرونگا تو میں قسم کھاتا ہوں خداوند فرعون کے حق کی کہ میں ہرگز کسیطرح کا ذکر نہ کرونگا ملک کافور نے کہا مجکو اسکی پروا ہرگز نہیں ہے کہ تو فرعون کو میرے حال سے مطلع کریگا البتہ میرا ارادہ تجکو مسلمان کرنیکا ہے اگر بخوشی مسلمان ہو تو گوارا کرونگا تو المراد ورنہ میں بغیر تجکو مسلمان کیے نہ رہونگا شیاطین نے چاہا کہ وہانسے گریز کرے مگر ملک کافور نے عقب میں دوڑا اور پکڑ لایا جب شیاطین عیار نے دیکھا کہ اب یہانسے رہائی مشکل ہے مجبوری کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہوا ملک کافور نے کہا ای شیاطین مجکو ہرگز یقین نہیں ہے کہ تو بصفائی قلب مسلمان ہوا ہو شاہزادہ نے کہا ای ملک کافور اس امر کے درپے نہو تربیت اسلام پر مدار رکھا ہے ہر بالفرض

شیاطین بصفائی قلب مسلمان نہین ہوا ہی کسیوقت مین اسکی سزا سے سخت پائیگا ملک کافور خاموش ہو رہا تمام
دن شیاطین عیار بہین رہا شب کو سب کی نظر سے پوشیدہ جانب فرعونیہ گریز کی فرعون کے پاس
پہونچا اُسنے کہا کیا خبر لایا ہی شیاطین نے کہا ای خداوند نہین معلوم آجکل کیا تیری مشیت مین گذرا ہی جو دشمن
ہر روز کامیاب ہوتے جاتے ہین اگر یہی حال ہی تو چندروز مین مملکت فرعونیہ پر دشمنون کا قبضہ ہو جائے گا
فرعون نے کہا ای شیاطین ہماری مشیت مین جو کچھ گذرا ہی وہ تو گذرا ہی لیکن تو بیان تو کر کیا واقعہ دیکھا جس
دشمنون کی کامیابی معلوم ہوئی شیاطین عیار نے کہا اس سے زیادہ دشمنو کی کامیابی کیا ہوگی کہ ملک کافور
ایسا خاص بندہ خدا پرستون کے بہکانے سے مسلمان ہو گیا اور رستم ثانی الماس کوہ کو گھیرے ہوئے ہی جلد
خداوند کو خبر لینا چاہیے ورنہ عنقریب خداوندی تری کی تمام ہوا چاہتی ہی فرعون دلمین نہایت متوحش ہوا لیکن
ظاہر مین کمال بے اعتنائی سے کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی اور محافہ نشین کیطرف متوجہ ہوکے کہا ای محافہ نشین تو
دیکھتا ہی یہ شیاطین کیا کہتا ہی اُسنے کہا کیا عجب ہی جو اسکا کہنا سچ ہو فرعون نے کہا اگر شیاطین کا کہنا سچ ہی
پس تو جا اور رستم کو گرفتہ و بستہ کرکے ہماری خدمت مین حاضر کر اور ای محافہ نشین اگرچہ شیاطین بیان کرتا ہی
لیکن اگر تو بچشم خود دیکھتا کہ ملک کافور مسلمان ہو گیا ہی اور ہماری پرستش سے قطع نظر کی ہی تو بلا تکلف اس نالائق کو
ہلاک کرنا اس بارہ مین مجھسے مطلق استفسار کی ضرورت نہین ہی جب میری پرستش سے اُسنے قطع نظر کی تو پھر اُسکے
بارہ مین رعایت کی کیا ضرورت ہی محافہ نشین نے کہا بہت خوب اور اسیوقت مع قنطورہ پوش و غضنفر شاہ
چوبان و منصور گلہ بان سوار ہوکے روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل چندروز کے عرصہ مین رستم ثانی کے
لشکر کے قریب پہونچا اور آتے ہی نقارہ جنگ بجایا رستم ثانی کو کمال حیرت ہوئی کہ یہ کون ہی جس نے میرے
مقابلہ مین آتے ہی نقارہ جنگ بجایا خبرداران بعجلت تمام گئے اور خبر لائے کہ محافہ نشین اور قنطورہ پوش اور
غضنفر شاہ چوبان اور منصور گلہ بان کو فرعون شاہ نے مقابلہ کیواسطے بھیجا ہی رستم نے بھی اُسیوقت

نقارہ جنگ بجوایا شعر | روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز | کرد صندوق سینہ را سرباز | علی الصباح میدان حرب
مین صف آرائی ہوئی شعر | رستم سوران دران بہن دشت | زمین جنبش شد و آسمان گشت | لشکر اسلام سے پہلے رستم

میدان مین آیا اور اسطرف سے قنطورہ پوش مقابلہ کو آیا اور باواز بلند کہا ای خدائے نادیدہ کی پرستش کرنیوالے
تو جو اس سرزمین پر وارد ہوا ہی تو کیا یہ یقین جانتا ہی کہ اپنی دلی مراد حاصل کریگا تو نہین جانتا کہ خداوند فرعون
کیا قدرت و اختیار رکھتا ہی آگاہ ہو کہ فرعون نے مجھکو خاص تیرے گرفتار کرنے کو بھیجا ہی دیکھون میرے ہاتھ
سے تو کہان جان بچاکے جاتا ہی رستم ثانی نے کہا او کافر بدکار کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہی زبان ببند
و دست بگشا سہ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ قنطورہ پوش نے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم
نے اپنی تلوار پر اُسکا وار رد کیا اور کہا سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ٭ غم دین و دنیا فراموش کن ٭ یہ
کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا اُسنے بھی جگہ خالی کی جس سے خود تو محفوظ رہا لیکن مرکب کا سر چاک ہو گیا قنطورہ پوش
کو پیادہ پا دیکھا باواز بلند اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد دوسرا مرکب قنطورہ پوش کیواسطے لیجاؤ ملازمون
نے بجالائی تمام دوسرا مرکب قنطورہ پوش کے پاس پہونچایا قنطورہ پوش اس مرکب کی پشت پر سوار
ہوکے پھر دوچار ہوا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار قنطورہ پوش نے رستم کو گرفت میں لاکے سر سے بلند
کر لیا بعدہ گرفتہ و بستہ کرکے محافہ نشین کی خدمت مین بھیجدیا محافہ نشین رستم کی گرفتاری سے بہت

خوش ہوا اور ایک مقام بلند پر آئے کہا ای کافور شاہ نمک حرام حق فراموش اس سے زیادہ کیا بیہودگی ہوگی
کہ اپنے خداوند قدیم سے رو گردانی کی اور خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کی اطاعت قبول کر لی
تو نے خداوند فرعون کی قدرت دیکھی کہ کسطرح رستم کو گرفتار کر لیا اگر خداوند کی مشیت مین گذرا تو آج
نہین کل ضرور تجھکو بھی گرفتار کرونگا اور فوراً ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤنگا بعدہ نقارہ بازگشت بجا دونون لشکر
اپنے مقام قیام کو چلے آئے محافہ نشین اپنے خیمہ مین آیا اور حکم دیا کہ رستم کو ہمارے روبرو لاؤ ملازمون نے
اُسی طرح بستہ رستم کو محافہ نشین کی خدمت مین حاضر کیا محافہ نشین نے جو رستم کی صورت دیکھی ایک
نوع کی محبت اسکے دل کدورت منزل مین پیدا ہو گئی کہا ای رستم مجھکو فرعون سے تاکیدی حکم دیا ہے کہ رستم کا
سر تن سے جدا کر کے جلد میری خدمت مین حاضر کر تو اب تو ہی بتا کہ ایسی حالت مین مین کیا کرون اگر فرعون کی
عدول حکمی کرتا ہون تو اُسکے قہر و غضب کا خوف ہے اگر تعمیل حکم کرتا ہون تیری جوانی پر رحم آتا ہے اور اصل امر یہ
ہے کہ مین تیری صورت زیبا پر فریفتہ بھی ہون ورنہ اب تک تیرا سر تن سے جدا کر کے کب کا خداوند فرعون
کی خدمت مین بھیج چکا ہوتا رستم متبسم ہوا اور کہا آخر اپنا مطلب تو بیان کر یہ تو مین سمجھ گیا کہ نہ تو مجھکو ہلاک کرنا چاہتا
ہے اور نہ رہا کرنا چاہتا ہے محافہ نشین نے کہا ای جوان اصل مطلب میرا یہ ہے کہ اگر تو میری مراد حاصل ہونے
پر راضی ہو جاے تو مین ان تمام ایران آتش پارہ کو سرنگون کر دون اور جو کچھ تیرا مطلب ہو اسکے بر لانے کو
دل و جان سے مستعد ہون اور شاید تو میری حقیقت حال سے واقف نہین ہے آگاہ ہو کہ مین سازمشوش کی دختر
ہون میرے پدر یعنے سازمشوش نے بارہ ہزار ابر آتشبار خاص خداوند فرعون کے واسطے مہیا کیے ہین
سازمشوش کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میرا ابھی لڑکپن ہے کچھ ایسی دراز سن نہین ہون صرف سات
سو برس کی عمر ہے دودھ کے دانت ٹوٹنا شروع ہوے ہین ای جوان اگر تو مجھکو خوش کرے تو مین تیرے
تمام سردارون کو قید و بند سے رہا کر دون اور ہر ایک تیرے کام کو بسر و چشم انجام دینے کو تیار ہون اگر
تو میری خواہش پوری نہ کریگا تو مدت العمر متاسف رہیگا بشرطیکہ یہان سے زندہ رہا ہو گیا اول تو تیرا
زندہ رہا ہونا ایک امر محال ہے درانحالیکہ تو میری مخالفت پر آمادہ ہو مجھ ایسی کم سن دختر کسکو میسر آتی ہے
زہے نصیب تیرے کہ مین اس کم سنی مین خود تجھ سے درخواست کرتی ہون اگر نہ مانے تو تجھسے بدنصیب کون
ہو سکتا ہے شاہزادہ رستم نے کہا ای ملعونہ سات سو برس کا سن بتاتی ہے اور پھر اپنے کو کم سن جانتی ہے مین کبھی
تیری درخواست کو قبول نہین کر سکتا ہان اگر میری بھی آٹھ سات ہزار برس کی عمر ہوتی اس وقت مین تجھ کو
کم سن سمجھتا اب تو مین تجھکو ہزار بڑھیون کی بڑھیا سمجھتا ہون قطع نظر اسکے میرے دادا نے بھی کسی
جادوگرنی سے اختلاط نہین کیا ہے مین کب مختلط ہو سکتا ہون مین تجھکو ایک بلاے بے درمان سمجھتا ہون
اختلاط کا اب رہا یہ امر کہ مین تیری قید مین ہون تجھکو ہر طرح کا اختیار ہے جو کچھ تجھسے ہو سکے عمل مین لا
مطلق رعایت نہ کر اُس ملعونہ نے کہا ای جوان تیری عدول حکمی کی یہ حالت ہے تو یہی ہوگا ایک سیہ
نگار نے آواز دی کہ کوئی یہان ہے ایک جادوگر حاضر ہوا اور کہا کیا حکم ہے کہنے لگی اس جوان کو
لیجا اور ہمارے خیمے کی طناب مین باندھ دے چنانچہ اُس جادوگر بدکار نے رستم ثانی کو لیجا کے خیمے کے
خیمے کی طناب مین باندھ دیا جب رات ہوئی سیہ اپنے بستر راحت استراحت پر دراز ہوئی اور رستم سو رہی
خواب سے گھبرا کے اٹھ بیٹھی اور آواز دی ای غریب تو کدھر ہے رستم ثانی نے دیکھا کہ ایک زنی سیہ فام

ظاہر ہوا اور کہا ای ملکہ مین حاضر ہون کیا حکم ہی سیمہ جنبہ نے کہا ای غزبون کسی طرف سے آدمی کی بو آتی ہی
دیکھو تو یہان کوئی آدمی ہی غزبون نے کہا ایک آدمی تو یہان موجود ہی اُسی کی بو آتی ہوگی سیمہ نے کہا
ہی تو مجھکو بھی معلوم ہی کہ رستم یہان طناب خیمہ مین بندھا ہی علاوہ رستم کے اور کوئی آدمی میری بارگاہ
مین آیا ہی تو دیکھو تو سہی غزبون نے کہا ای ملکہ کہان دیکھون یہان تو کوئی دکھائی نہین دیتا سیمہ نے کہا مجھکو
پلنگ کے نیچے کھٹکا معلوم ہوتا ہی غزبون نے پلنگ کے نیچے ہاتھ بڑھایا ایک جوان کی گردن پکڑ کے باہر
کھینچ لیا اور پکار کے کہا ای ملکہ تو سچ کہتی تھی دوسرا آدمی بھی یہان موجود ہی یہ کہان سے آیا سیمہ نے کہا ای
جوان تو کون ہی اُسنے کہا مجھکو مظفر دزد کہتے ہین مین ہی وہ شخص ہون جسنے رستم کو ملک کافوری قید سے
رہا کیا اور اب یہان پہونچا سیمہ نے کہا مجھکو کچھ خوف نہین ہی تو یہ دلیری کی کہ یہان چلا آیا اور اب پھر
کیا رستم کو میری قید سے رہا کرنے آیا ہی مظفر نے کہا کیا تو اس بارہ مین کچھ شک بھی رکھتی ہی سیمہ نے
حکم دیا کہ اس دزد کو لیجاؤ اور رستم کے ساتھ اسکو بھی بستہ کرو بعد ازان پھر اُسی طرح خواب مرگ مین
مبتلا ہوگئی راوی کہتا ہی کہ اس ہنگام مین مہتر قران بارگاہ مین پہونچا دیکھا سیمہ بیخبر سو رہی ہی اور رستم ثانی
اور مظفر دزد دونون مجرمون کی طرح بندھے ہوے ہین مہتر قران پہلے رستم ثانی کے پاس آیا اور
آہستہ کہا ای شہریار کہو اس وقت کیا ارادہ ہی رستم نے کہا ای مہتر قران یہ وقت کسی بات کے استفسار کا
نہین ہی ایسے مین وہ ملعونہ بیخبر سو رہی ہی جو کچھ ہو سکے جلد عمل مین لا ورنہ پھر کوئی تدبیر کارگر نہوگی مہتر قران
سیمہ کے قریب گیا دارو بیہوشی سنگھائی جب یقین ہو گیا کہ اب بغیر دارو رفع بیہوشی ہوش مین
نہین آسکتی رستم ثانی اور مظفر دزد کے دست و پا سے بند کھولے اُنھین بندون سے سیمہ کو بستہ کیا
اور مع رستم و مظفر رستم ثانی کے لشکر مین لے آیا سیمہ کو ایک جاے محفوظ مین محبوس کیا اور سب
اپنے اپنے بستر استراحت پر جاکے سو رہے جب صبح ہوئی سب بیدار ہوے رستم نے مہتر قران
سے کہا ای قران سیمہ بھی بیدار ہوئی اُس نے کہا شہریار سیمہ پر دارو بیہوشی کا اثر ہی جب تک
رفع بیہوشی کام مین نہ لائی جاوے گی سیمہ ہوش مین نہ آئیگی رستم نے کہا اُس بیحیا کو لاؤ اُس سے
باتین کرین مہتر گیا اور سیمہ کو رفع بیہوشی سے ہوش مین لایا بعدہ شاہزادہ رستم کی خدمت مین حاضر کیا رستم
سیمہ کو دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای ملعونہ کہہ تو اس وقت اپنے کو کس حال مین دیکھتی ہی کل تو بہت
خوش تھی جبکہ مجھکو گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا آج بتا کہ مجھکو کیسی سخت سزا دون سیمہ نے بڑے زور سے قہقہہ
مارا اور کہا ای رستم معلوم ہوا کہ تو مجھ کو گرفتار کرکے بہت خوش ہی ابھی مجھکو حقیقت امر سے اطلاع نہین
ہی شاہزادہ نے کہا ای ملعونہ یہ کیا بیہودہ کہتی ہی وہ حقیقت امر کیا ہی جسکی مجھکو اطلاع نہین ہی اس وقت
مین یہ دیکھ رہا ہون کہ تو بستہ میرے روبرو موجود ہی اُس نے کہا اس بستہ ہونے کا تماشا دیکھو رستم
ثانی نے کہا ہان اسنے کہا یہ تو سب دیکھ رہے ہو کہ مین بظاہر بستہ ہون میرے پاس سے علحدہ ہوجاؤ
تو پھر دیکھو مہتر قران نے کہا ای شاہزادے یہ بیحیا فریب دیتی ہی شاہزادے نے کہا کیا فریب دے سکتی
ہی درانحالیکہ بخوبی بستہ ہی سب اسکے پاس سے علحدہ ہوجاؤ دیکھین یہ کیا تماشا دکھاتی ہی چنانچہ تمام محافظ
اُس کو اسی طرح بستہ چھوڑ کے چند قدم کے فاصلے پر علحدہ چلے آے سیمہ نے اس طرح اپنے
دست و پا کو جھٹکا کہ فوراً تمام بند کھل کے زمین پر گر پڑے اور سیمہ کبوتری کی صورت سے مشابہ ہو کے

جانب لشکر روسے ہوا ایران ہوئی اپنے لشکر میں پہونچ کے دم لیا

آغاز داستان شہریار نور الدہر

راویان شیرین سخن فرماید * شرح این داستان چنین کردند * کہ شہریار اور نور الدہر برابر قلعہ ذوالامان کے پہونچ
سعد سے حکم دیا کہ ذوالامان کو از سر نو دوبارہ بدستور سابق آراستہ کرو نور الدہر نے کہا یا شہریار والا تبار تم
ذوالامان کی درستی میں مصروف ہو میں جاتا ہوں جب ذوالامان کی آرایش و درستی سے فارغ ہو نا تم بھی لیکن
نہضت کرنا غرضکہ دوسرے روز نور الدہر اور کرب اور طما سب سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے
جانب فرعونیہ روانہ ہوئے اور بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد شہر الماسیہ کے قریب پہونچے
الماس گور وہانکا حاکم و فرمانروا تھا وہ اپنے دربار میں باطمینان تمام بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ہرکارہ آیا اور وقف
عرض سے اس طرح گویا ہوا کہ ای شہریار فلک اقتدار فی الحال نور الدہر نامے ایک شخص وارد سرزمین
الماسیہ ہوا ہے اور فوج کثیر اسکے ہمراہ ہے واجب جانکر عرض پیرا ہوں اب بجائے خود جو کچھ مناسب ہو حکم
صادر فرمایا جاوے الماس گور حاکم الماسیہ اس خبر کو سنکے بہت متردد ہوا مشیروں سے مشورہ کیا کہ کیا
کیا جاوے اُن سب نے بالاتفاق یہ راے دی کہ نور الدہر کے ورود کا نتیجہ بہتر نہیں معلوم ہوتا ہے بہر حال
قلعہ میں قیام کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے چنانچہ الماس گور قلعہ بند ہو گیا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھا کہ ای
خداوند اپنے بندوں کی خبر لو عنقریب الماسیہ پر آفت عظیم نازل ہوا چاہتی ہے خدا پرست اپنے نام کے
ہیں فرعون پرستی کے نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں چنانچہ نور الدہر نام خدا پرست با فوج کثیر سے ملک
میں وارد ہوا ہے بمجرد اسکے پہونچنے کے یہ نامہ لکھا ہے اگر ذرا بھی غفلت کی تو شہر الماسیہ تہ و بالا ہو جاویگا
اور خدا پرستوں کی حکومت قایم ہو جاویگی بعجلت تمام مجھکو مدد پہونچنا چاہیے فرعون نے جواب نامہ لکھا
کہ ای بندہ خاص ہمارے الماس تیرا نامہ ہم کو پہونچا حال معلوم ہوا تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم خدا پرستوں
کی طرف سے غافل ہیں ہم کو بخوبی اُن کے آنے کی خبر ہے اگر نور الدہر نام خدا پرست وارد سرزمین
الماسیہ ہوا ہے تو اُسکے مقابلہ میں آمادہ پیکار رہو اور مطلق کسی طرح کے خوف و تردد کو اپنے دل میں
دخل نہ دے جس وقت مدد کی ضرورت ہوگی فوراً پہونچیگی جب یہ جواب الماس گور کو پہونچا نہایت برہم ہوا
اور دوسرا نامہ لکھا کہ ای خداوند میں نے جو نامہ لکھا تھا وہ صرف جواب کے واسطے اور زبانی جمع خرچ کیواسطے
نہیں بھیجا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ مجھکو مدد پہونچے اب پھر اس امر کی درخواست ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے
مجھ تک مدد پہونچے اس مرتبہ جو اس مضمون کا نامہ ملک فرعون کو پہونچا بارہ ہزار سواران آتشبار کی جمعیت
الماس گور کی مدد کے واسطے جانب الماسیہ روانہ کی الماس گور فرعون کی مدد بھیجنے سے بہت خوش
ہوا ادھر دوسرے روز نور الدہر نے قلعہ پر یورش کی اثناے یورش میں خبر پہونچی کہ فرعون نے بارہ ہزار
سوار کی جمعیت الماس گور کی مدد کے واسطے بھیجی ہے نور الدہر نے کہا کیا مضایقہ ہے خداے لم یزل سے
مع ہذا بارہ ہزار ابر غرش کناں وارد ہوئے اور بالاے قلعہ مقیم ہوئے اُنھیں سے ایک ابر جدا ہوا اور شاہزادہ
کے لشکر پر سایہ فگن ہوا انھیں سے بارہ ہزار ہاتھ پیدا ہوئے اور نور الدہر کے بارہ ہزار لشکر کو ایک ہی
مرتبہ بالاے آسمان اُٹھا لے گئے اور چند لمحہ کے بعد ان سب کو زمین کیطرف پھینکا جس سے سب ہلاک ہو گئے
شاہزادہ نے جو اس حال کو دیکھا قلعہ سے علحدہ چلا آیا یکایک اُس ابر سے آواز آئی کہ ای خدا پرستو اگر تم

پیشتر ہی قلعہ کے قریب نہ آنے تو ہم کچھ تعرض تمھارے حال سے نہ کرتے اب خبردار قریب قلعہ کے نہ جانا ورنہ
تم سب ہلاک کیے جاؤ گے ہم خوب جانتے ہیں کہ خداوند فرعون کی قدرت وجلال کا مطلق خوف تمھارے دلمین
نہیں ورنہ ہرگز اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرتے فرعون کی قدرت کو تمنے دیکھا کہ کس طرح تمکو ہلاک کیا
نور الدہر کو مع یاران ہمراہی یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور سعد شہریار کے متعلق خامہ فرسائی کیجاتی ہی
از راویان سخن پرور این چنین پر ویست و کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رو یست و راویان روایات عجب خیز و
ناقلان حکایات حیرت انگیز اس داستان ندرت توامان یوہ اسطرح گویا ہوے ہین کہ سعد شہریار چند روز مین قلعہ
ذو الامان کو آراستہ کرکے اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلمان کو ناموس کا انتظام حوالہ کرکے مع لشکر قیامت
اثر فرعونیہ کیطرف روانہ ہوا اور منازل و صعب طی کرکے ارجن کوہ کے قریب پہونچا ملک ارجن کو سعد شہریار
کے ورود کی خبر پہونچی اُسنے بھی فرعون شاہ کو نامہ لکھا کہ ای خداوند مجھکو جس بات کا خیال و خوف تھا اُسکا
سامنا ہو گیا یعنے سعد نامے خدا پرست مع فوج کثیر یہان آیا ہی عنقریب ہنگامہ جنگ گرم ہوا چاہتا ہی جلد مجھکو
مدد بھیجئے ورنہ خدا پرستون کے ہاتھ سے میری حکومت مین خلل آیا چاہتا ہی اور ای خداوند اور مجھکو تعجب اس
بات کا ہی کہ تو نے اپنی مشیت مین یہ کیا مقرر کیا ہی جو خدا پرست صحیح وسلامت یہانتک پہونچے اُنھون نے
جسوقت اسطرف آنیکا ارادہ کیا تھا اُسیوقت اُنکو کیون نہ مجبور کر دیا جو یہانتک نہ پہونچتے اور میرے انتشار
کا سبب ہوتے مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہو کہ وہ اپنا کام کر گذرین اور تو خواب خرگوش مین رہے فرعون شاہ
نے اس مضمون کا نامہ پڑھ کے بارہ ہزار ابر ارجن شاہ کی مدد کو اسطرف بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ای ہمارے بندہ
خاص ملک ارجن تو گھبرا نہین ہماری مشیت مین جو مصلحت گذری ہی اس سے تجھکو اطلاع نہین ہی اگر سعد خدا پرست
ارجن کوہ مین پہونچ گیا ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ بھی ہمارا ہی فعل ہی ہم چاہتے ہین کہ وہ سب وہان پہونچ کے
ہلاک ہون اور یہ فتح تیرے نام پر مقرر ہو چنانچہ وہ ابر بھی فوج اسلام پر مسلط ہوا اور بدستور بارہ ہزار ہاتھ ابر سے
پیدا ہوے اور تمام لشکر کو زمین پر مار کے ہلاک کیا سعد شہریار بھی اس واقعہ سے بہت خائف ہوا اور ارجن
حصار کوہ چھوڑ کے وہان سے دور تر مقیم ہوا ناگاہ اس ابر سے یہ آواز آئی کہ ای سعد کیون ارجن حصار
سے دور چلا گیا اگر مرد میدان ہی تو وہین ٹھیر رہ دیکھ خداوند فرعون کی قدرت کو کہ اُسنے اپنی قدرت سے
کسطرح بسہولت تیری تمام فوج کو ہلاک کیا اور ہر وقت اسیطرح کا اختیار رکھتا ہی

اب سعد شہریار کو بھی ارجن کوہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہی اور حال لندھور بن سعدان کا بیان ہوتا ہی

مجکو ہمیشہ غیر کا کھٹکا لگا رہا + + +
فرق آیا نہ کبھی مین جو لشما لگا رہا
سر کو پٹک پٹک کے قفس مین ہم مر نہ جاسکے
برسون تمھاری گھات مین سد با لگا رہا
الدھر شہر مین رہا اُنکے بنا کو سے

کیسا ہمارے دلمین یہ کانٹا لگا رہا
اقرار اُسنے کب کیا انکار کے سوا
صیاد کو مرے بھی یہ کھٹکا لگا رہا
مشتاق دید سیکڑوں آکے چلے گئے
دامن کو یونہی میری آنکھون سے بہا لگا رہا

آغاز ذا ایک دار مین دو گھڑے کر کیجے
صحبت رہی گریہ کلیجہ لگا رہا
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آئے ہو
دن رات کوے یار مین میلا لگا رہا
جو ہر بات بازار معانی و صرافان

دار العیار ہمہ دانی اس حال فیروزی مآل کو اس رنگ سے مسطور کرتے ہین کہ جب پہلوان دوران سر آمد دلاوران
جہان یعنے لندھور بن سعدان مشیہ بنا کے جانبازی یعنے حمزہ ثانی سے رخصت ہوا چند روز کے بعد
سراندیپ مین پہونچے ہندوستان کا بندوبست کیا ایک روز میر منشی سے کہا کہ تمام سلاطین ہندوستان

سب کو خبر دو کہ فلان روز سب یہان آکے جمع ہون چنانچہ جابجا اطلاع ہو گئی روز معینہ کو سب آکے جمع ہوے
لندھور بن سعدان نے اُن سب سے کہا کہ اے یارو دنیا مین انسان کو زندگی کا کیا بھروسا ہو سکتا ہی کچھ تو کچھ آخرت
کی خبر بھی ضروری ہی ورنہ بعد مین بجز افسوس و حسرت کے کچھ نہین ہو سکتا مجھکو ایک حکیم کا قول یاد ہی وہ فرماتا ہی
مین نے چار لاکھ کلمے حکمت کے جمع کیے ہین جن مین سے چار کلمون کو یادگار رکھا اور سب کو بیکار سمجھ کے بھلا دیا
ان چار مین سے بھی دو بھلا دینے کے قابل ہین اور دو یاد رکھنے کے قابل ہین یعنے خدا اور موت کو یاد رکھنا چاہیے
اور جو کوئی اپنے سے برائی کرے اور جو کسی پر خود احسان کرے ان دونون کو بھلا دینا چاہیے بنابرین دونون
دل لگے یاد رکھنے کے یہ معنی نہین ہین کہ صرف یادہی رکھا جاوے بلکہ اُسکے موافق کچھ کام کیا جاے میرے دل
مین بہتر خیال آیا کہ موجودہ کامون کا بندوبست کرکے حج کا عازم ہون اگرچہ بعض اسباب مانع ہوے لیکن
اب مصمم ارادہ ہی کہ اپنے اس خیال کو عمل مین لاؤن فی الحال ہندوستان کا انتظام درپیش ہی اسکے
واسطے میری یہ راے ہی کہ اپنی جگہ اپنی دختر نیک اختر کو ہندوستان کی حاکم و فرمانروا مقرر کرکے حضرت
رسالتمآب کی خدمت بابرکت مین اور کعبۃ اللہ کو جاؤن تم لوگون کو خاص اس واسطے یہان آنے کی تکلیف
دی ہی کہ اس بارہ مین تمھاری کیا راے ہی اُن سب نے کہا شہریارا درحقیقت ایسے سفر صعب کا اختیار کرلینا خالی از
وقت نہین ہی اگرچہ یہ بہت صحیح بات ہی کہ زندگی مین انسان کو سفر آخرت کا خیال رکھنا چاہیے اور حج ہر شخص
پر واجب نہین ہی تاہم لوگون کا خیال یہ ہی کہ اگر ذخیرۂ آخرت مہیا کرنے کی ضرورت ہی تو صرف حج ہی ذخیرۂ
آخرت نہین ہو سکتا عدل گستری غریب نوازی رعایا پروری رحم شعاری بھی ذخیرۂ آخرت مین شامل ہی اگرچہ
شہریاران تمام اوصاف سے متصف ہین تاہم ایسے امور مین زیادہ ترقی کیجاوے تو زیادہ بہتر ہی لندھور
بن سعدان نے کہا اے یاران من دنیا کے تعلقات مین مبتلا ہوکے انجام بخیر ہونا بہت مشکل امر ہی اگرچہ
کوئی شخص نہایت درجہ احتیاط سے کام لے اور ہر وقت اس بارہ مین غور و فکر کرتا رہے پھر بھی لاعلمی مین
گمان ہی کہ غلطی ہو جاے اس سے بہتر یہ ہی کہ اُن تعلقات سے کنارہ کیا جاوے جن مین خدشہ لغزش ہونے کا
ہی جہانتک ممکن ہو اُن سب نے کہا جیسے تو بہتر ہی عرض کر دیا لندھور بن سعدان اپنی دختر نیک اختر یعنے
خسرو شیرین دخت کے پاس آیا اور کہا اے نور نظر میرا ارادہ کعبۃ اللہ جانیکا ہی تمکو بجاے خود ہندوستان
کی فرمانروائی پر مقرر کیے جاتا ہون خسرو شیرین دخت آبدیدہ ہوئی اور کہا اے پدر والا قدر اگرچہ مین انتظام
ملک سے عاجز نہین ہون تاہم تمھاری مفارقت مجھ پر نہایت شاق ہی لندھور بن سعدان نے کہا اے فرزند
چندروز کا سفر ہی پھر تو ہم یہان پہونچ ہی جاوینگے خسرو شیرین دخت خاموش ہو رہی لندھور بن
سعدان نے اسباب سفر مہیا کرنا شروع کیا یہان تک کہ ایک تاریخ مقرر کرکے اور خسرو شیرین دخت کو
نقاب پوش و تاج بر سر بر حکومت پر بٹھلا کے تنہا کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہونے کا عازم ہوا اور تمام
یاران موجودہ سے کہا آگاہ ہو مین تم سب سے رخصت ہوتا ہون مجھکو تنہا جانا مقصود ہی اُن سب نے کہا شہریارا
ایسے سفر دور و دراز مین تنہا جانا ہرگز قرین مصلحت نہین ہی لندھور نے کہا اگرچہ تم لوگون کے نزدیک تنہا
جانا خلاف عقل ہی لیکن میرے نزدیک یہی مناسب ہی اور اے یارو میرا اسی وقت روانہ ہونیکا ارادہ تھا
لیکن بوجوہات چند در چند اسوقت کی روانگی ملتوی رہی آخر شب کو روانہ ہونگا تم لوگون سے اسیوقت رخصت
ہوتا ہون کیونکہ اب تمھین تکلیف دینا عبث ہی اُن سب نے کہا تکلیف کیا معنے ہم اُسوقت بھی حاضر ہونگے

لندھور نے کہا اس وقت کسی کے ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اس بارہ میں بھی تم لوگوں کا اصرار بیکار ہے وہ سب
خاموش ہو رہے سرِ شام سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے شب کو لندھور نے خسرو شیرین دخت سے کہا اے فرزند
اس وقت تک میں نے اس راز کو تم سے پوشیدہ رکھا مگر اس راز سے تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ میں سب سے رخصت
ہو چکا ہوں اور سب کو معلوم ہے کہ میں آخر شب کو عازم سفر ہونگا میں تہ خانہ میں چھپا جاتا ہوں کل تو جب وقت
تخت حکومت پر بیٹھنا سب سے کہنا کہ اے حاضرین میرے باپ آخر شب کو کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہو گئے
ہیں اور تم کو دعا کہی ہے اور کہا ہے کہ تم لوگ میرے کہے سنے کو معاف کرنا اگر زندہ رہیں گے تو پھر تم سے آملیں گے
مگر اے فرزند خبردار اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا خسرو شیرین دخت نے قبول کیا جب دن ہوا شیرین دخت تخت
حکومت پر بیٹھی تمام سلاطین مثل جیپال شاہ اور بختیار شاہ اور اختیار شاہ بن بختیار شاہ کے دربار میں
آئے اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھ گئے اس نے کہا اے حاضرین آخر شب میرے باپ کعبۃ اللہ کی جانب روانہ
ہو گئے بر وقت روانگی تم سب کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ میں نے سفر دور و دراز اختیار کیا ہے نہیں معلوم
کب واپس آنے کا اتفاق ہو زندگی کا کیا اعتبار ہے پس میرے کہنے سنے کو معاف کرنا سب نے بطور سلام
سر پر ہاتھ رکھے اور کہا اے ملکہ تمہارے پدر والاقدر نے جو کچھ کہا ہے ہم معاف کرتے ہیں ہم سب انکے کعبۃ اللہ
جانے سے نہایت ملول ہیں ہر چند ہم لوگوں نے سمجھایا مگر ایسی حالت میں کیا چارہ ہے جب وہ نہ مانیں ناچار
خاموش ہو رہے اب یہ دستور مقرر ہے کہ روز خسرو شیرین دخت تخت شاہی پر جلوہ گر ہوتی ہے اور انتظام سلطنت
میں ہمہ تن مصروف رہتی ہے چند روز اسی انتظام سے بسر ہوئے روز شب کو لندھور تہ خانے سے پوشیدہ
خسرو شیرین دخت کے پاس آتا ہے اور بعد استفسار امور ضروری پھر تہ خانے میں چلا جاتا ہے ایک روز
جیپال شاہ نے سب کو جمع کیا اور کہا لندھور بن سعدان نے ایسا سفر دور و دراز اختیار کیا ہے اور اپنے
عوض میں اپنی دختر یعنی خسرو شیرین دخت کو تخت حکومت پر بٹھایا ہے اگرچہ خسرو شیرین دخت انتظام سلطنت کی
قابلیت رکھتی ہے جیسا کہ ظاہر ہے تاہم عورت کی متابعت و فرمانبرداری دل قبول نہیں کرتا بعضوں نے کہا پھر
کیا مطلب ہے بعضوں نے کہا ہم تمہاری راے سے موافق ہیں جو کچھ کہو اسپر عمل کریں جیپال شاہ نے کہا اگر
تم سب مجھسے موافق ہو تو میں اس بارہ میں کچھ تدبیر کروں سب نے کہا بیشک ہم موافق ہیں جیپال شاہ خاموش ہو رہا
دوسرے روز جب خسرو شیرین دخت تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور دربار میں سب جمع ہوئے جیپال شاہ
بھی آیا اور اپنی جگہ بیٹھ کے کہا اے یاران میں چند روز سے ایک امر کی بابت ذکر کرتا تھا مگر موقع نہ ملا جو میں کہتا
آج میں مصمم ارادہ کر کے آیا ہوں کہ اس ذکر کو بیان کروں سب نے کہا اے جیپال شاہ بیان کرو وہ کیا ذکر
ہے جیپال شاہ نے کہا اصل امر یہ ہے کہ دختر لندھور بن سعدان اگرچہ ایک لائق و فائق عورت ہے تاہم عورت
کی متابعت کو ہرگز دل گوارا نہیں کرتا ہاں ایک طرح سے متابعت قبول کی جاتی ہے کہ دختر لندھور کسی سے
نکاح کرے اس صورت میں اگرچہ دختر لندھور ہی اس مملکت کی حاکم ہوگی لیکن انتظام سلطنت اسکے شوہر
کے متعلق ہوگا اور جو کچھ اسکو کہنا ہوگا اس سے کہیں گے شیرین دخت نے بغور و تامل جیپال شاہ کی تقریر کو
سنا اور کہا جیپال شاہ اگرچہ یہ کلمہ میری زبان سے نکلنا زیبا نہیں معلوم ہوتا تاہم میں تجھسے پوچھتی ہوں کہ تیرے
نزدیک میرے شوہر ہونے کے واسطے کون مناسب ہے جیپال شاہ نے کہا اے ملکہ مجھ سے اس بارہ میں استفسار
کی کیا ضرورت ہے اپنا اپنا مناسب کو اختیار ہے ممکن ہے کہ میں کسی کو تجویز کروں اور وہ تمہاری پسند خاطر نہ ہو

خسرو شیرین دخت نے کہا اگرچہ مین انکار ہی کرونگی مگر معلوم تو ہو کہ وہ کون ہی جسکو تو نے تجویز کیا ہی جیپال
شاہ نے کہا اے ملکہ میرے نزدیک اختیار شاہ بن بختیار شاہ سے زیادہ لائق و فائق کوئی نہین ہی لیکن
نہین جانتا کہ تمہارا خیال اُسکی نسبت کیا ہی شیرین دخت نے کہا اے جیپال شاہ اگر تو اختیار شاہ کو میرے
شوہر ہونے کے لائق سمجھتا ہی تو خیر کیا مضائقہ ہی مین بھی اپنے مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کرلون
کل مین اسکا جواب دونگی جیپال شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی جب دربار کا وقت تمام ہوا اہل دربار اپنے
اپنے مقام قیام کو واپس گئے ملکہ بھی اپنے محل مین آئی چند ساعت توقف کرکے تہ خانے مین لندھور بن سعدان
کے پاس گئی اور تمام واقعہ بیان کیا اور کہا اے پدر والا قدر جیپال شاہ نے میرے استفسار پر اُس شخص کا بھی
ذکر کیا جسکو میرے شوہر ہونیکے لیے تجویز کیا ہی لندھور نے کہا وہ کون ہی اُسنے کہا اختیار شاہ بن بختیار شاہ کو
لندھور نے نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوکے کہا خیر صبح تو ہولے دیکھو اُن بدبختون کو کیسی سزاے معقول دیتا ہون
مین نے اسی واسطے یہ غیبت اختیار کی تھی کہ دیکھون یہ سب کسطرح سے پیش آتے ہین پس وہی خیال میرا پیش آیا
دوسرے روز دربار کے وقت لندھور بن سعدان تہ خانے سے باہر آیا لباس نو سے آراستہ ہو تاج شاہی
سر پر رکھا اور دربار مین آ کے تخت حکومت پر بیٹھ گیا حاضرین نے جو لندھور کو دیکھا ہمہ تن حیرت ہوگئے ایک نے
دوسرے سے سرگوشی کی چند لمحے کے بعد اختیار شاہ اور بختیار شاہ اور جیپال شاہ بھی گلگونہ خانہ مین آئے دیکھا
خسرو ہند تخت حکومت پر متمکن ہی جیپال شاہ نے کمال ادب سلام کیا خسرو نے کھینچی تمام تلوار کا ایک ایسا
وار کیا کہ جیپال شاہ دو لخت ہوکے زمین پر گرا اختیار شاہ اور بختیار شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا فوراً ملازمان
شاہی نے اُن دونون کو گرفتہ و بستہ کرلیا لندھور بن سعدان نے کہا ایہا الناس نہایت تعجب کی بات ہی
کہ میری نظر سے غائب ہوتے ہی تم سب مجھسے خلاف ہوگئے اور ہر شخص بجاے خود مختار ہوگیا اور طرح طرح کی
فتنہ پردازی شروع کردی اگر مین واقعی بہانے کعبۃ اللہ کیطرف روانہ ہوتا تو نہین معلوم کیا فتنہ و فساد برپا کرتے
تمام اہل دربار سرنگون خاموش تھے بعد ازان لندھور بن سعدان انتظام حکومت مین مصروف ہوا دوسرے روز
اپنی دختر خسرو شیرین دخت کی شادی کی فکر پیدا ہوئی اپنے معتمدین کو جمع کرکے کہا اگرچہ جیپال شاہ نے میری
غیبت مین شیرین دخت کی شادی سے نسبت تحریک کی مگر یہ فعل بدنفسی پر محمول تھا تاہم شیرین دخت
کی شادی ایک امر ضروری ہی لہذا اس فرض سے ادا ہوجانا ضروری ہی سب نے بالاتفاق کہا اے شہریار اس
بارہ مین مشورہ کی کیا ضرورت ہی البتہ بیٹی کے مقدمہ مین اس بات کا ضرور خیال رہنا چاہیے کہ ایسے شخص سے
نسبت کیجاوے جو تین صفتون سے متصف ہو جسطرح نگینہ مین تین صفتین دیکھی جاتی ہین رنگ سنگ ڈھنگ
انسان کا رنگ یہ ہی کہ صاحب علم و ہنر ہو سنگ یہ ہی کہ شریف قوم سے ہو ڈھنگ یہ ہی کہ غیرت رکھتا ہو یعنی ابنا
جنس مین اُسکا طرز معاشرت مستحسن سمجھا جاتا ہو لندھور نے کہا پھر یہ بھی بتاؤ کہ تمہاری نظر مین ان صفتون سے کون
ایسا شخص متصف ہی جو شیرین دخت کی نسبت کے واسطے تجویز کیا جاوے اُن سب نے کہا ہمارے نزدیک
محمود شاہ سے بہتر کوئی شخص نہین ہی لندھور نے اُسی وقت حامد شاہ بادشاہ ہندوستان کے نام نامہ
لکھا جسمین اس نسبت کا بھی ذکر تھا مضمون نامہ کو باعتبار طوالت قصہ موقوف رکھا خلاصہ یہ کہ حامد شاہ نے
جواب نامہ حسب دلخواہ لندھور کے بھیجا دیگر امور متعلقہ عروسی بھی بذریعہ تحریر طے ہوکے بساعت سعید
و آوان حمیدہ یہ تقریب عمل مین آئی یعنی خسرو شیرین دخت محمود شاہ بن حامد شاہ سے منعقد ہوئی بہت

کچھ انتظام و اہتمام اس تقریب میں ہوا بعد نکاح مبارک و سلامت کا غل ہوا انعام و اکرام تقسیم ہوئے راوی
لکھتا ہے کہ جدایل خان ہندی لندھور بن سعدان کا بھانجہ ایک نہایت شریر ساحر تھا ہمیشہ لندھور بن
سعدان کو اُسکی طرف سے خدشہ لگا رہتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ لندھور کی بہن جدالہ نام بڑی علامہ مکارہ
عورت تھی بیشتر لندھور اُسپر ملامت کرتا تھا کہ انسان کو چندروزہ زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے تو جو کفر و ضلالت
میں اپنی زندگی بسر کرتی ہے اسکو تو نے کیا بہتر سمجھا ہے میری فہمایش کی یہ غرض ہے کہ مجھکو تجھسے حقیقی نسبت ہے جب مجھکو
تیری اس کجفہمی کا خیال آتا ہے نہایت افسوس ہوتا ہے اور شرمندگی ہوتی ہے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اُسپر
عمل کر اور انجام کی اپنے خبر لے جدالہ اگرچہ لندھور کو اُسکی فہمایش کا جواب نہ دیتی تھی البتہ دلمیں تاؤ پیچ کھایا کرتی
تھی ایک مرتبہ جدالہ نے اپنے بیٹے جدایل خان ہندی سے اس بارہ میں ذکر کیا کہ میرا بھائی لندھور ہمیشہ مجھ کو
بیہودہ فہمایش کیا کرتا ہے مجھکو بہت ناگوار ہوتا ہے جدایل نے کہا اے مادر لندھور کو تیری فہمایش سے کیا علاقہ ہے اگر تجھکو
اُسکی فہمایش ناگوار معلوم ہوتی تو کیوں اُسکو منع نہیں کر دیتی تاکہ بار دیگر اُسکو جرأت نہو اب کی جو لندھور فہمایش کرے
تو ضرور جواب صاف دینا جدالہ اپنے بیٹے سے اس بات کو سنکے خاموش ہو رہی ایک روز حسب اتفاق پھر سامنا
ہوا لندھور نے موافق دستور ملامت کی جدالہ نے برہم ہو کے کہا اے لندھور تو جو مجھے ہر مرتبہ فہمایش اور ملامت
کیا کرتا ہے اس سے کیا فائدہ جیسے برے میں خود سمجھی ہوں خود خبردار اس بارہ میں آیندہ مجھے کچھ نہ کہنا ورنہ نتیجہ بہتر
نہوگا لندھور نے کہا کیا نتیجہ بہتر نہوگا جدالہ نے کہا بس یہ سمجھ لے کہ کشت و خون کی نوبت آجائیگی لندھور نے
کہا میں کشت و خون سے نہیں ڈرتا ہوں اس مرتبہ جدایل خان ہندی بھی جدالہ کے ساتھ تھا اُسنے لندھور
سے باوازِ بلند کہا اے لندھور اگر تو کشت و خون سے نہیں ڈرتا تو ہم کو بھی اسیطرح ہے کیا وجہ ہے جو تو میری مادر
کو فہمایش کیا کرتا ہے لندھور نے بغیظ و غضب جدایل خان کی صورت دیکھی اور کہا او جدایل نالائق یہ تو
کیا بکتا ہے جدایل خان نے کہا خبردار اب زیادہ گوئی نہ کرنا اور اسوقت کا اگر بدلہ نہ لیا تو میں جدایل خان نہیں یہ
کہکے وہاں سے دونوں ماں بیٹے چلے گئے اُس روز سے لندھور کو جدایل خان کیطرف سے خدشہ رہا بعد فراغ
عروسی خسرو و شیرین دخت لندھور نے جدایل خان کے نام نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زمانہ میں میرے
تیرے درمیان شکر رنجی ہو گئی تھی اور تو نے کہا تھا کہ کسی وقت میں اسکا عوض لونگا مجھکو اسوقت سے ابتک اس
بات کا خیال ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اب فیصلہ ہو جانا چاہیے کیونکہ ہر وقت کا خدشہ اچھا نہیں ہے کہ دلمیں
باقی رہ جاے اور اے جدایل خان یہ تو نہ سمجھنا کہ میں ہر طرح جنگ و حرب ہی کے واسطے مستعد ہوں کیونکہ میں
اُس بےتہذیبی کے سبب سے برخاستہ نہیں ہوا ہوں جو تو عمل میں لایا اور میری بزرگی کا ہرگز تجھکو خیال نہوا بلکہ میری
غرض اصلی یہ ہے کہ تو راہ راست اختیار کر اور اپنی مادر ملعونہ کو بھی فہمایش کر ورنہ جنگ و حرب کیواسطے آمادہ ہوں
اس ذریعہ سے حق و باطل کا امتیاز بھی حاصل ہو جائیگا اور زور و طاقت کی بھی حقیقت دریافت ہو جاویگی جیسے جو کچھ
ہے تو نے میری بزرگی بالاے طاق رکھی اور مادر ملعونہ کی طرفداری پر آمادہ ہو گیا جوں ہی یہ مضمون کا نامہ جدایل ہندی
کو پہونچا از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا جدالہ کے پاس جاکے کہا اے مادر لندھور اپنے زور و طاقت پر بہت مغرور
ہے اُسنے اس مضمون کا نامہ لکھا ہے اور اُس نامہ کو پڑھ کے سنایا جدالہ نے کہا تیرا کیا ارادہ ہے جدایل خان
ہندی نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ واقعی یہ خدشہ ہمیشہ باقی رہیگا بہتر یہ ہے کہ لندھور سے مقابلہ کروں جو کچھ میں
کسیوقت ہونا ہے وہ ابھی ہو جاے یہی کہ وہ زبردست ہے باشد جدالہ ساحرہ نے کہا اے جدایل میں نے تجھے اسی غرض سے

تیرے ارادہ کو پہونچا تھا اگر اپنا ارادہ جنگ وجدل کا ظاہر نہ کرتا تو مجھکو نہایت ملال ہوتا تو بلا تکلف لندھور سے
مقابلہ کرتا اگر وہ زور وطاقت رکھتا ہی تو مین بھی افسون وسحر مین کسی قدر ملکہ رکھتی ہون اگر میرا افسون وسحر کام کر گیا تو
لندھور بن سعدان باوجود زور وطاقت کے کیا کر سکتا ہی ای فرزند تو بوقت جنگ وحرب صرف اسقدر خیال
رکھنا بلا تکلف کسی طرح لندھور کے قریب پہونچ جانا اور جو کچھ مین بتاؤن اُسکو عمل مین لانا یقین کامل ہی کہ
اُسوقت کا تماشا دیکھنے کے قابل ہوگا جدایل خان نے کہا اگر یہ ارادہ ہی تو مین ابھی لندھور کو جواب نامہ لکھتا ہون
جدالہ نے کہا تو شوق سے جواب ترکی بہ ترکی لکھ جدایل خان نے جواب لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای لندھور مجھ کو
قسم ہی اُسی خدای نادیدہ کی جسکی تو پرستش کرتا ہی تو ہرگز قرابت وعزیزداری کا خیال نہ کرنا جسطرح تجھکو منظور ہو
مجھسے سمجھ لے مین خود اس بارہ مین تجھکو پیغام بھیجنا چاہتا تھا بارے تو نے خود تحریک کی اس جواب کو پڑھ کے
لندھور کو تعجب ہوا شیرون اور سردارون سے کہا ای یارو جدایل خان کی یہ طاقت نہ تھی کہ مجھکو اسطرح کا
جواب لکھتا مین تو یہ سمجھا تھا کہ میرے نامہ کو پڑھ کے اپنی گستاخی کی معذرت کے واسطے آئیگا بالیقین یہ شرارت
اُسکی مادر ملعونہ کی ہی کیونکہ اُسکو اپنے سحر وساحری پر بہت گھمنڈ ہی خیر کیا مضایقہ ہی ع بہ بینم کہ تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ سب نے کہا شہریار ضرور اس خلاف شعار سے مقابلہ کرنا چاہیے چنانچہ جنگ وحرب
کی تیاری شروع ہو گئی تا اینکہ جدایل خان مقابلے کے واسطے آیا اور ایک میدان وسیع مین خیمہ زن ہوا
ایک خاص خیمے مین جدالہ ملعونہ بھی مقیم ہوئی اُسنے لندھور بن سعدان کو بلا بھیجا لندھور بن سعدان
اُسکے خیمے مین گیا جدالہ نے کہا ای لندھور آگاہ ہو اگرچہ تو جدایل کے مقابلہ مین زبردست ہی مگر یاد
رکھ کہ اس زور وطاقت سے کچھ فائدہ نہوگا بیکار اپنے کو معرض ہلاکت مین لاتا ہی لندھور نے کہا مین اس
بارہ مین اس سے زیادہ کچھ نہین کہ سکتا کہ تو راہ ضلالت کو چھوڑ دے ورنہ از خود معاملہ کو یکسان ہو جانے دے
جدالہ نے کہا اچھا اب تو یہان سے چلا جا صرف یہی کہنا تھا جو تجھکو بلایا لندھور چلا آیا شب کو طرفین کے
لشکر مین طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی پہلا جو شخص لشکر مخالف سے نکلا وہ جدایل خان
ہندی تھا بآواز بلند پکارا کہ ای لندھور تو اپنے زور وطاقت مین بہت مغرور ہی ع بیار آنچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ۔ لندھور فوراً مسلح ومکمل ہوکے اُسکے مقابلے مین آیا بعد رد وبدل بسیار لندھور نے
چاہا کہ جدایل خان ہندی کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرے جدایل خان نے اپنی مادر ملعونہ
کا تعلیم کیا ہوا افسون پڑھ کے پھونکا جسکا یہ اثر ہوا کہ لندھور کا ہاتھ اُسکے کمربند سے مس ہوتے ہی مجہول گیا اس
واقعہ سے لندھور کے ہاتھ پاؤن پھول گئے کہا او ساحر بدکار یہ کونسی مردانگی ہی کہ سحر وافسون سے کام لیتا ہی
اگر مرد میدان ہی تو زور دست بازو سے کام لے فنون سپاہگری کو کام مین لا یہ کیا کہ جب سے میرے مقابلہ کو آیا ہی سانپ
کی طرح پھنکار رہا ہی جدایل خان کو غیرت آئی سحر وافسون سے باز آیا اور پھر رد وبدل شروع ہوئی اس
مرتبہ بھی لندھور بن سعدان نے اُسکو سر سے بلند کر لیا ہوتا مگر جدایل بھی فن جنگ سے ماہر تھا لندھور کے
قبضہ سے نکل گیا شام ہو گئی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام کو واپس گئے شب کو جدایل خان
ہندی نے جدالہ سے کہا ای مادر آج تیرا افسون لندھور پر صرف اسقدر کارگر ہوا کہ میرا کمربند اُسکے ہاتھ مین
آکے نکل گیا مین نے کوئی ایسا موقع نہین پایا کہ لندھور کو گرفتار کر لیتا یا ہلاک کرتا مع ہذا بعد کو مجھے شرم بھی آئی
کہ میدان حرب مین افسون وسحر سے کام لینا بالکل نامردی ہی جدالہ نے کہا ای جدایل خان یہ تیرا خیال ہی

ضرر رسان ہو اسواسطے کہ لندھور مجھ سے بدرجہا زبردست ہی پھر زور وطاقت مین اُس سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا
ہی البتہ اگر کام نکالنا چاہتا ہی تو سحر وافسون سے کام لے ورنہ اس مقابلہ سے تو یہ بہتر ہو کہ بسہولت اپنے کو لندھور
کے حوالے کردے جدایل نے بعد غور وفکر کہا مجھے ممکن نہین ہی کہ سحر وافسون سے کام لون تمام رات یہان بیٹھے
مین یہی گفتگو رہی دوسرے روز جدایل خان نے مقابلہ ملتوی رکھا ادھر لندھور بن سعدان کا ہاتھ بھی بیکار
تھا ہزار ہزار ترکیبین عمل مین آئین طرح طرح کے علاج ہوے کچھ فائدہ نہوا لندھور نے کہا یارو واقعی یہ تمام تدبیرین
بیکار ہین اس سے کچھ فائدہ نہوگا سحر وافسون کے مقابلہ مین دوا وعلاج کا کیا کام ہی سب نے کہا آخر پھر کیا ہو لندھور نے
کہا اسکا یہ علاج ہو کہ کوئی تعویذ دافع سحر وافسون ہاتھ پر باندھا جاوے یا اس قسم کی کوئی دعا پڑھی جاوے لوگ عامل
کی تجسس وتلاش مین گئے اُسکو لائے حال پوچھا عامل نے کہا واقعی افسون کا اثر ہی غرضکہ دو تعویذ لکھے ایک ہاتھ
پر باندھا دوسرا جلایا گیا ہاتھ ہیئت اصلی پر آیا لندھور نے کہا بڑی مشکل پیش آئی اگر جدایل خان کے سحر وافسون کا
یہی حال رہا تو کیونکر اُس سے مقابلہ ہو سکیگا آج ہاتھ بیکار ہو گیا ہی کل از سرتا پا بے حرکت ہو جاونگا عامل سے کہا
کوئی ایسا تعویذ دو کہ مجھپر کسی کا سحر وافسون اثر نکرے اُسنے ایک دعا لکھی اور کہا شہریارا اس دعا کا یہ خاصہ ہی کہ
جب کسی ساحر سے مقابلہ ہو اس تعویذ کو از سرتا پا مس کر لینا چاہیے جہان جہان یہ تعویذ مس ہوگا وہانتک سحر وافسون
اثر نکریگا تیسرے روز پھر طرفین کے لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوے لندھور نے اس تعویذ کو از سرتا پا مس کیا
اور میدان مین آکے باواز بلند پکارا کہان ہو جدایل خان بے ایمان آوے اور آج پھر میرا مقابل ہو یہ خبر جدایل کو
پہونچی جدالہ سے کہا جا لندھور کا مقابلہ کر اُسنے کہا کیا جاؤن اور کس طرح مقابلہ کرون نہ سحر وافسون سے کام
لے سکتا ہون اور نہ زور وطاقت مین سر ہو سکتا جدالہ نے کہا اگر ایسا ہی خیال تھا تو پیشتر جنگ وحرب کا ارادہ کیا
ہوتا بیکار یہان آیا اور اپنے ساتھ مجکو بھی زحمت مین پھنسایا جدایل خان نے کہا پھر اب کیا ممکن نہین ہو جدالہ نے
کہا تف ہی تیری مردانگی پر کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ یہان سے صحیح وسلامت واپس چلا جاویگا ہان اس صورت سے رفع شر
ممکن ہی کہ مین اور تو دونون اسلام اختیار کر لین جدایل خان نے کہا نا صاحب یہ کسی طرح ممکن نہین جدالہ نے
کہا یہ بھی ممکن نہین ہی تو مقابلہ کر اُسنے کہا کیونکر مقابلہ کرون جدالہ نے کہا چل مین تیرے ساتھ چلتی ہون اگر مجکو
سحر وافسون سے کام لینا ناگوار ہی زور دست بازو سے کام لے مین تو دلندھور کی جانب افسون پڑھ کے
پھونکونگی جدایل نے کہا اسکا مضائقہ نہین ہو جدالہ نے ایک ناقہ طلب کیا اُسپر عماری کسوا کے سوار ہوئی اور
جدایل کے ہمراہ میدان حرب مین پہونچی جاتے ہی کچھ پڑھا اور اپنے ہاتھ کو چہار جانب تین مرتبہ گردش دی تین
تالیان بجائین لندھور اُس ناقہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا دل مین کہا عجب نہین اس عماری مین جدالہ مکارہ
ہو دیکھیے کیا قیامت برپا کرتی ہی اور جدایل خان ہندی سے کہا آج تو نے اسقدر دیر کیون کی جدایل خان
نے کہا ای لندھور آج مین تیرے واسطے پورا بندوبست کرکے آیا ہون اور اس امر کی تو مجھے قسم لے کہ مین آج
سحر وافسون سے کام نہ لونگا لندھور نے کہا مجکو قسم لینے کی کچھ ضرورت نہین ہی تو بلا تکلف سحر وافسون سے کام
لے خداے بزرگ ست بس زبان ببند وبازو کشا جدایل خان نے شمشیر آبدار کا وار لندھور پر کیا لندھور
نے بسہولت تمام اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اُسطرف جدالہ نے جو دیکھا جدایل خان کا زد ہوتے دیکھا ایک ایسا
افسون پڑھ کے پھونکا کہ اگر لندھور اُس تعویذ سے مس نہوتا تو بالکل بےحس وحرکت ہو جاتا تاہم چونکہ آنکھون سے وہ
تعویذ مس نہوا تھا دونون آنکھون کا نور زائل ہو گیا اب لندھور بن سعدان کی یہ صورت ہی کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر

سے ہر طرف دیکھتا ہی مگر کچھ نظر نہین آتا اہل لشکر کو اس حال کی خبر نہ تھی کہ وہ لندھور تک پہونچ کے اُسکی مدد کرتے
لندھور سمجھ گیا کہ میری نظر پر سحر اثر کر گیا ہی مجبور ہو کے بے تحاشا دو چار وار شمشیر آبدار کے ہر چہار جانب کیے
اسکے ہاتھ کی گردش سے جدایل خان کو بخوبی یقین ہو گیا کہ ضرور لندھور کی بینائی زائل ہو گئی قریب آ کے
لندھور کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈال کے مرکب سے زمین پر لایا اور بخوبی بستہ کر کے اپنے لشکر
مین بھیج دیا ساتھ ہی طبل بازگشت بجوا دیا ہرچند لندھور کے لشکر نے چاہا کہ ہنگامہ کارزار گرم کرین مگر ممکن نہ ہوا
کیونکہ سردار فوج گرفتار ہو گیا تھا سوچے کہ اسوقت کی ہنگامہ آرائی کا نہین معلوم کیا نتیجہ ہو مجبور ہو کے اپنے مقام
قیام مین چلے آئے وہان جدالہ بجیائے لندھور کو اُسیطرح گرفتہ و بستہ اپنے روبرو طلب کیا اور کہا ای لندھور
دیکھا تو نے کہ تجکو کسطرح ہمنے گرفتار کر لیا یہ تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ دیکھا اگر تو اُسیوقت میرے کہنے پر عمل کرتا تو کیون
تو آج اس نوبت کو پہونچتا اُس خدا کی بندگی کیا جسکو دیکھ نہین سکتے اب اسوقت کسکا دین سچا ہی لندھور نے کہا
او مکارہ اندھے بھتے ہین اُنکو وہ خدائے وحدہ لاشریک ہرگز نہین دکھائی دیتا جدالہ نے کہا ای لندھور تیری
زبان درازی اب بھی نہین جاتی بتا تو اندھا ہی یا ہم لندھور نے کہا ہمارے دل کی آنکھین اُس خدائے قادر
و توانا کو دیکھ رہی ہین جدالہ ساحرہ نے کہا لیجاؤ اسے بحفاظت تمام قید رکھو جبتک کہ اسکی نسبت ہمارا کوئی خاص
حکم نہ پہونچے لندھور اُسی حالت کو ای ہین جدالہ کی جانب جھپٹا اور اُسکے قریب جا کے بندھے ہوئے ہاتھون
سے ایسا اُسکا گلا گھونٹا کہ اسیوقت اُسکا دم نکل گیا جدایل خان بہت برہم ہوا چاہا کہ لندھور کو بھی ہلاک کرے
مگر بعض سردارون نے سمجھایا کہ ای جدایل خان لندھور تیرا قیدی ہی مرد پیر ان بالکل اندھا ہی اگر اسکو
ہلاک کریگا تو بدنامی ہوگی کہ یہ کونسی جوانمردی ہی کہ اسطرح کے مجبور قیدی سے بدلہ لیا رہا یہ امر کہ تیری مادر ناپاک کو
ہلاک کیا اس بارہ مین تیرا کچھ دخل نہین ہی اسواسطے کہ اگرچہ جدالہ تیری مان تھی تو لندھور کی بھی بہن تھی کیا بھائی
بہنون مین لڑائی نہین ہوتی اگر لندھور نے ہلاک کیا تو اپنی بہن کو سمجھ کیا اسطرح کی فہمایش سے جدایل خان
خاموش ہو رہا اور لندھور کو نہایت تیرہ و تاریک مکان مین بہزار محنت و مشقت مقید کیا خسرو شیرین دہن
کو اپنے باپ کے مقید ہونے کی جو خبر پہونچی بہت گریہ و زاری کی آخر اپنے شوہر محمود شاہ سے کہا افسوس باوجود
تمھاری اس قرابت کے میرا پدر والاقدر دشمنون کی قید سخت مین مبتلا ہی جلد اُس معزز و مکرم کی رہائی کی فکر
کرو ورنہ مین ہلاک ہو جاؤنگی محمود شاہ نے سمجھایا کہ ای ملکہ تمھارے باپ ہرگز گرفتار نہ ہوتے اگر جدالہ کے سحر
افسون کا دخل نہ ہوتا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ سحر و افسون کے مقابلہ مین کسی کے زور و طاقت کی کیا وقعت ہی میرے
دل مین پیشتر ہی اس بات کا خیال آیا تھا کہ جدایل خان سے مقابلہ کر کے تمھارے باپ کو اُس قید سے رہا کرون لیکن اعلا
امر یہ ہی کہ سحر و افسون کے خیال سے خاموش ہو رہا اور ای ملکہ تمھارے باپ نے آنکھ نابینائی اور قید ہو جانے کی حالت مین وہ
کارنمایان کیا کہ مجکو حیرت ہو گئی یعنے جدالہ کو ہلاک کیا بہر حال سلطنت پدر ہو مجکو اس بات کا بہت خیال ہی اور مین فکر کر رہا ہون

ابحال شاہزادہ بدیع الملک کا مذکور ہوتا ہی

راویان اخبار عجیبہ و محرران مضامین غریب اس واقعہ کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک جب
اس باغبان نے مجبور کرنے سے اُس باغ طلسمی کی درستی مین مصروف ہوا دو روز تک بدستور باغبانی مین مصروف رہا
تیسرے روز ایک جانور عجیب الخلقت کو دیکھا کہ ایک درخت پر آ کے بیٹھا اور بزبان انسانی کہا ای جوان سلام علیک
شاہزادہ سمجھا کہ کوئی انسان اس درخت پر ہی جو مجکو سلام کرتا ہی سر اُٹھا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہی جانور ہی جسنے

سلام علیک کی کہا علیکم السلام ای طائر خوش رنگ تو کون ہی اور کیون مجکو سلام کرتا ہی اُس نے کہا ای جوان
مثل تیرے مین بھی مسلمان ہون طائر جنی میرا نام ہی جب سے اس طلسم کی بنا قرار پائی ہی مین اسی صورت سے
جابجا سیر کرتا پھرتا ہون جس وقت اس طلسم کے فتح ہونے کی نوبت آئیگی کیا عجب ہی کہ مین بھی اپنی صورت اصلی پر
آجاؤن شاہزادہ نے کہا ای برادر طائر جنی کچھ تجکو معلوم ہی کہ اس طلسم کے فتح ہونے کی کب نوبت آئیگی اُس نے
کہا ای جوان میرے خیال مین تو عنقریب اس طلسم کے فتح کی نوبت آیا چاہتی ہی اب تو بھی اپنا نام و نشان بتا
شاہزادہ نے کہا مجکو بدیع الملک کہتے ہین محض دین اسلام کی رواج کے غرض سے اس مقام تک پہونچا
ہون تین روز سے اس باغ کی درستی مین مصروف ہون لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ انجام اس باغبانی کا کیا ہوگا اُس
طائر خوش رنگ نے کہا انشاء اللہ انجام بہتر ہوگا شاہزادہ نے کہا ای طائر جنی اگر تو مسلمان ہی بالیقین تجکو
پاس و لحاظ اہل اسلام کا ہوگا مین چاہتا ہون کہ اس طلسم کو فتح کرون اگر تو میرا اس کام مین معین ہو تو کیا عجب
ہی کہ مین کامیاب ہو کے تیرا ممنون ہون طائر جنی نے بلند قہقہہ مارا اور کہا ای جوان یہ کیون نہین کہتا کہ اس طلسم کا
کام تمام کرنے آیا ہون خیر تو بھی کیا یاد کریگا دیکھ جہان تو کھڑا ہی یہان کیا دکھائی دیتا ہی شاہزادہ نے دیکھا
زیر پا ایک سنگ سفید بچھا ہوا ہی شاہزادہ نے کہا ای برادر یہ پتھر ہی اسکو کیا کرون طائر جنی نے کہا اس پتھر کو
اُٹھا زینہ نمودار ہوگا تہ خانہ کا زینہ ہی بلا تردد تہ خانہ مین اُتر جانا یہ کہکے طائر جنی اُڑ گیا شاہزادہ نے وہان سے
پتھر ہٹایا زینہ دکھائی دیا اُس زینہ پر سے تہ خانہ مین پہونچا وہان دروازہ دیکھا اسکو کھولا ایک باغ مین پہونچا جو کثرت
درختان گل و ثمر و سرو و صنوبر سے سرسبز و شاداب تھا اور قدرت خدا کو یاد دلاتا تھا وسط باغ مین ایک قصر رفیع
واقع تھا اندرون قصر سے طرح طرح کے باجون کی آواز آرہی تھی شاہزادہ اُس قصر مین داخل ہوا دیکھا ایک نازنین
سراپا ناز و انداز تخت طلائی و مرصع پہ بہزار عز و تمکین بیٹھی ہی سامنے چند نازنین رقص و نوا مین مصروف ہین اور
بھی بہت نازنینین ہین جو عالم محویت مین بیٹھی ہین اور پس پشت وہی طائر خوش رنگ بھی بیٹھا ہی جونہین شاہزادہ
کو اُس نازنین نے دیکھا اشارہ سے رقص و سرود کو موقوف کیا اس مرتبہ پھر اُس طائر خوش رنگ نے کہا
السلام علیک ای جوان شاہزادہ نے کہا علیکم السلام بعدہ اُس نازنین تخت نشین سے طائر جنی نے کہا ای ملکہ
جوان وہی ہی جسکا مین ذکر کر رہا تھا اُس نازنین نے سروقد اُٹھکر شاہزادے کی تعظیم کی اور اپنے پہلو مین بٹھا لیا
شاہزادہ نے کہا ای خاتون اول تو مجکو یہ بتا کہ اس طائر خوش رنگ نے تجھسے کیا کہا جو تو نے بلا تکلف مجکو اپنے
پہلو مین جگہہ دی دیگر یہ کہ مین یہان رقص و سرود کے لالچ سے نہین آیا ہون جو دل بہلاؤن بلکہ ضروری کام
سے آیا ہون اور وہ ضروری کام یہ ہی کہ خاص اس طلسم کے فتح کی غرض سے آیا ہون اگر اس بارہ مین تو میری
کچھ مدد کر سکے تو خیر ورنہ مجکو رخصت کر کہ مین اپنے مقصود کی تلاش مین اور کسی طرف جاؤن اُس نازنین نے کہا ای
جوان تیرا مقصود یہین ہی کہین اور جانے کی ضرورت نہین ہی قبل تیرے آنے کے مجکو اس طائر خوش رنگ نے
اطلاع دی تھی کہ ایک جوان ذیشان جو اس طلسم کو فتح کرنا چاہتا ہی وہ خدا پرست ہی مین تیرے یہان آنے سے
بہت خوش ہوئی چونکہ مجکو پیشتر سے معلوم ہو گیا تھا کہ تو مسلمان ہی اور اکثر مسلمان غنا کو حرام جانتے ہین اسواسطے
مین نے یہان تیرے آنے سے رقص و نوا کو موقوف کر دیا اگر تو اجازت دے تو پھر رقص و نوا شروع ہو
اس جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد مین تجھسے تیری ضرورت کی باتین کرونگی شاہزادہ نے کہا کیا مضائقہ
ہی مین نے ابھی دعاے توبہ نہین پڑھی جو ایسے جلسہ سے احتراز کرون اُس نازنین نے نازنینان رقاصہ

اور مطربہ کی جانب اشارہ کیا بس سور باجے بجنے لگے اور گانا شروع ہو گیا شاہزادہ بدیع الملک نے
اُس قصر کی آرایش اور اُس رقص و نوا کے جلسہ کو بغور و تعجب دیکھا تھوڑی دیر کے بعد وہ جلسہ برخاست
ہوا وہ نازنین شاہزادہ کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ اصل حقیقت میری یہ ہی کہ میں بادشاہ چین کی دختر
ہوں ایک دیو خونخوار جس کو سازمشوش کہتے ہیں شاید مجھ کو یہاں لے آیا ہی ہر چند اُس نے مجھ سے
کسی طرح کا تعرض نہیں کیا ہی صرف شب کو یہاں آتا ہی اور علحدہ سو رہتا ہی میں بھی ایک طرف
مسہری پہ سو رہتی ہوں صبح کو وہ دیو یہاں سے چلا جاتا ہی جو کچھ ضروری سامان میرے واسطے درکار ہوتا ہی
اُس کو وہ مہیا کر دیتا ہی آج پانچ سال کا عرصہ اس واقعہ کو گذرا ابتدا میں بہت مضطرب و
محزون رہتی تھی اُس نے مجھ کو بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ میں صرف تیری صورت پر فریفتہ ہوں اسواسطے
یہاں لایا ہوں میں نے اُس کو کچھ جواب نہ دیا آخرکار وہ مجھ کو مغموم و محزون دیکھ کے اِس طائر
عجیب الخلقت کو میرے پاس لایا اور کہا کہ تو اسی سے عالم تنہائی میں باتیں کر کے دل بہلایا کر
چنانچہ اسی طائر کی وجہ سے میرا وہ حزن والم برطرف ہوا اس نے بھی مجھ کو بہت کچھ سمجھایا کہ اگر قسمت
میں رہائی مقرر ہی تو کبھی وطن پہونچ جانا ہوگا ورنہ خیر انچہ مرضی مولے از ہمہ اولے یہ حزن والم
تھا کیونکہ مجھ کو کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا مجبور و خاموش ہو رہی اور دل بہلانے میں مصروف ہو گئی
چند روز کے بعد وہ حزن و اندوہ بھی دفع ہو گیا تاہم جب اپنے وطن کا خیال آتا ہی کیا
کہوں کہ کیسا قلق دل پر مستولی ہوتا ہی حالانکہ مجھ کو یہاں کسی نوع کی تکلیف نہیں ہی خدمتی متعدد
مقرر ہیں مکان ایسا پر تکلف ہی جو تو دیکھ رہا ہی علے ہذا تمام راحت و آسایش کا سامان مہیا ہی سچ
کہا ہی ع حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر ؛ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ؛ یوسف کہ بمصر
بادشاہی میکرد می گفت گدا بودن کنعان خوشتر ؛ اور اے جوان اسی طائر جنی کی فہمایش سے میں مسلمان بھی
ہوئی ہوں ہمیشہ لطیفۂ غیبی کے منتظر رہی بارے آج تم ایسے جوان ہم مشرب کی صورت نظر آئی شاید
تمھاری سعی و کوشش سے میری بھی مراد حاصل ہو جائے کہ میں اپنے وطن میں پہونچ جاؤں
بس اب میں اپنی داستان کو ختم کر چکی اب جو کچھ استفسار حال کرنا ہو اس طائر سے ممکن ہی
شاہزادہ بدیع الملک طائر جنی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے برادر زہے نصیب تیرے کہ تو
ایک بندۂ خدا کو راہ راست پر لایا تیری ہدایت کی بناء پر میں یہاں تک پہونچا اب کیا ہدایت
کرتا ہی اُس نے کہا اے جوان آگاہ ہو کہ جس دیو نے اس نازنین کو ملک چین سے لا کے یہاں
مقیم کیا ہی اس کی ہلاکت پر اس طلسم کی فتح موقوف ہی اور اُس دیو کا ہلاک کرنا چنداں وقت طلب امر
بھی نہیں ہی سامنے جو حجرہ ہی اُس میں ایک مختصر پتھر کا حوض پانی سے مملو ہی شب کو جس وقت دیو آئے
اور بستر خواب پر دراز ہو تو آہستہ اُس حوض سے پانی لانا اور اُس دیو پر چھڑک دینا اس
عمل سے وہ دیو فوراً راکھ ہو جائے گا مع ہذا یہ طلسم بھی برطرف ہو جائے گا بعدہ میں تحائف
طلسمی کا نشان دونگا شاہزادے نے تمام بقیہ دن وہیں بسر کیا جب شب کو اُس دیو کے آنیکا
وقت آیا شاہزادہ علحدہ ایک حجرہ میں پوشیدہ ہو گیا چند لمحہ کے بعد تند و تیز ہوا کا ایک جھونکا
چلا شاہزادہ گھبرا کے اُس حجرہ سے باہر آیا کہا اے خاتون کیا آندھی آئی ہی اس نازنین نے کہا

ای جوان جلد اس حجرہ مین پوشیدہ ہو یہ ہوا کا جو تکا نہین ہوا اُس دیو کی آمد کی علامت ہی اگر وہ تجھے یہان
دیکھ لیگا نہ تجھے زندہ چھوڑے گا اور نہ مجھے ہرچند شاہزادے نے اصرار کیا کہ ای خاتون میرے
سامنے اُس دیو کو آنے دے مین سمجھ لونگا اُس نازنین نے نہ مانا حتے کہ شاہزادے کے پاؤن
پر سر رکھ دیا مجبوری شاہزادہ حجرے مین چلا گیا اس عرصے مین وہ دیو آ پہونچا پہلے اُس نازنین
کے پاس آیا مزاج کی خیر و عافیت پوچھی بعدہ اُس باغ مین ہر چہار جانب سیر کرنے لگا حتے
کہ پہر رات گذر گئی دیو ایک حجرے مین آ کے سو رہا نصف شب کو شاہزادہ اُس نازنین کے قریب
آیا اور آہستہ کہا ای خاتون اب تیری اجازت ہی اُسنے کہا ہان شاہزادۂ بدیع الملک اُس حجرہ
مین حوض کے قریب پہونچا دست پاک کو حوض مین تر کیا پھر دوسرے حجرے مین اُس دیو کے قریب
گیا اور دست پاک کو از سرتا پا اُس پر نچوڑ دیا بمجرد اس عمل کے وہ دیو از سرتا پا شعلہ ہو گیا اور چند
لمحے کے عرصے مین شاہزادہ بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی اور نہ قصر بلند ہی صرف ایک میدان
وسیع الفضا ہی جسمین خود ہی اور وہ نازنین ہی مع ہذا دیکھا کہ ایک مرد نوجوان سفید پوش سامنے
سے چلا آتا ہی اور شاہزادے کے قریب آ کے پاؤن پر سر رکھدیا بدیع الملک نے کہا تو کون
ہی اُس نے کہا ای جوان مین وہی طائر جنی ہون تیرے قدم مبارک کی برکت سے آج کئی سو برس
کے بعد اپنی اصلی صورت پر آیا اب میرا ایک سخن ہی یہ کہکے جیب سے چند کنجیان نکالین اور
شاہزادہ کے حوالہ کر کے کہا یہ کنجیان اُس طلسم کے خزانے کی ہین جہان تو مقیم ہو یہین خزانہ ہی
جس وقت مطلوب ہو اس مقام کو کھودنا مکان نمودار ہوگا اُس مین متعدد کوٹھریان مقفل ملین گی اُن
قفلون کی یہ کنجیان ہین شاہزادہ نے وہ کنجیان لے لین اور کہا ای برادر اس طلسم کے فتح ہو جانے
کے بعد اب تو کس نام سے مشہور ہی اُس نے کہا میرا اصل نام ہی سمجھنا چاہیے کیونکہ جب
پیدا ہوا ہون اسی طلسم مین رہا اور یہین ہوش سنبھالا اور وہی نام میرا مقرر رہا شاہزادہ
نے کہا خیر یہ کنجیان تو مین نے لین لیکن ابھی مجھ کو مال و دولت کی کچھ ضرورت نہین ہی جب
ضرورت دیکھا جاوے گا فی الحال تجھ سے میرا یہ کام متعلق ہی کہ اول تو اس خاتون کو اسکے
وطن پہونچا دے بعدہ مجھکو شہر مراد مین پہونچا دے طائر جنی نے چند ہی لمحہ کے عرصے مین اُس
نازنین کو ملک چین مین پہونچا دیا اور وہان سے واپس آ کے چند ہی لمحہ کے عرصہ مین بدیع الملک
کو بھی شہر مراد مین پہونچایا ملک مراد کو پیشتر ہی فتح طلسم گنبد بے در کا حال دریافت ہو گیا تھا
کیونکہ جو کیفیت موجودگی طلسم مین تھی وہ برطرف ہو گئی تھی جب شاہزادۂ بدیع الملک سے
ملاقات ہوئی بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ مجھ کو تمھاری اس عظمت و شان سے مطلق اطلاع
نہ تھی اب مجھ کو اصول و فروع دین اسلام سے مطلع کرو شاہزادہ نے پہلے اسے کلمہ
طیبہ تعلیم کیا بعدہ اصول و فروع دین تعلیم کیے ملک مراد بصفائی نیت دائرۂ اسلام مین
داخل ہوا نہایت اہتمام و انتظام سے شاہزادۂ بدیع الملک کی ضیافت کی بعد فراغ ضیافت
باصرار تمام شاہزادہ وہان سے رخصت ہوکے بعد طی مراحل و قطع منازل قلعۂ الماسیہ کے
قریب پہونچا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی حال دریافت کیا رستم ثانی نے تمام حقیقت سیمہ

دفتر ساز شوش کی بیان کی جس سے بدیع الملک کو کمال حیرت ہوئی

اب شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو قلعۂ الماسیہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہی اور حال لندھور بن سعدان کا مسطور ہوتا ہی

سخندانیکہ معنی ساز کردہ + سخن را این چنین آغاز کردہ + کہ جب خسرو شیرین دخت دختر لندھور بن سعدان نے محمود شاہ اپنے شوہر کو بہت غیرت دلائی محمود شاہ بمجبوری جدایل خان ہندی سے عازم نبرد ہوا میدان میں دونوں طرف صفیں آراستہ ہوئیں لڑائی شروع ہوئی محمود شاہ نے داد مردی و مردانگی دی کشتوں کے پشتے ہوے خون کے دریا بہے آخر الامر محمود شاہ پسپا ہوا دوسرے روز پھر ہنگامۂ پیکار گرم ہوا کشت و خون کی نوبت آئی اس مرتبہ بھی محمود شاہ پسپا ہوا تیسرے روز کی میدان داری میں ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ بذات خدا محمود شاہ تاب قیام نہ لایا بمجبوری وہاں سے گریزکی جدایل خان ہندی نے اس قدر تعاقب کیا کہ محمود شاہ ہندوستان میں کسی جگہ قیام نہ کرسکا وہاں سے بھاگ کے فرعونیہ میں قریب الماس کوہ کے قرار لیا شاہزادہ کی بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے سبب اس طرف آنے کا پوچھا محمود شاہ نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ میں ہرگز لندھور بن سعدان کی رہائی کے درپی نہوتا مگر کیا کروں کہ میری اہلیہ مجھ کو مجبور کیے ہوے ہی شاہزادے نے کہا اُس کا مجبور کرنا بجا ہی اولاد پر فرض ہی کہ والدین اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو جس طرح ممکن ہو اُنکی مدد کریں میں یہاں ایسے ضروری کام سے مقیم ہوں کہ کسی طرح یہاں سے حرکت نہیں کرسکتا ورنہ ابھی تیرے ہمراہ چلتا اور جدایل خان ہندی سے اُسکے ظلم و بدعت کا عوض لیتا تاہم توقف کر اگر خدا لے جاتا تو میں کوشش کرکے لندھور کو اُس کی قید سے رہا کردونگا محمود شاہ نے دست بستہ کہا شہریار اگر تمھاری کوشش سے یہ کام انجام پاوےگا تو مدت العمر ممنون و مشکور ہونگا ورنہ میری اہلیہ میری عافیت تنگ کردیگی شب و روز گریہ و زاری میں مبتلا رہتی ہی اور مجھکو بھی پریشان کرتی ہی بدیع الملک کو محمود شاہ کے حال پُر اضطراب پر رحم آگیا کہا ای محمود شاہ تو مطمئن رہ عنقریب ہی کہ لندھور کی رہائی کے واسطے چلتا ہوں چنانچہ دوسرے ہی روز رستم ثانی سے یہ کہکے کہ تم الماس کوہ کی خبر رکھنا میں ہندوستان کی طرف جاتا ہوں اور انشاءاللہ بہت جلد واپس آؤنگا اور اسباب سفر مہیا کرکے محمود شاہ کے ہمراہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور یہاں پہونچ کے جدایل خان ہندی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو لندھور کو صحیح و سلامت ہمارے پاس بھیج دے ورنہ تیرے حق میں بہتر نہوگا اور او مکار و بدکار یہ کیا بیہودہ حرکت ہی کہ جنگ و حرب میں سحر و افسون سے کام لیتا ہی اور بندگان خدا کو مبتلاے بلا کرتا ہی جدایل خان ہندی نے اس پیام کا یہ جواب کہلا بھیجا کہ جنگ و حرب میں ہر شخص اپنی فتح کا خواستگار رہتا ہی میں نے کسی اور صورت سے فتح پانا محال سمجھا سحر و افسون سے کام لیا اگر کسی اور کی شامت دامنگیر ہوگی وہ بھی مجھ سے برسر تعرض ہوگا یہ جواب بدیع الملک کو بہت ناگوار خاطر ہوا شب کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اُس طرف جدایل خان ہندی نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو

دونون لشکر میدان حرب مین صف آرا ہوے پہلے جو شخص مقابلے کو نکلا وہ جدایل خان تھا اُس کے روبرو بدیع الملک گیا اور کہا ای جدایل خان دیکھ اپنی خیر و عافیت کا خواہان ہی تو لندھور بن سعدان کو رہا کر دے جدایل خان نے بھی اُسی لہجہ سے کہا ای جوان دیکھ اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو اِس بارے مین دخل نہ دے ورنہ تو خود اپنی ہلاکت کا سبب ہوگا راوی کہتا ہی کہ جدایل خان ہندی کے پاس بہت کچھ فوج تھی پہلے ہی لندھور کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا مگر اُس کی مادر ناپاک کے سحر و افسون کے سبب سے لندھور کو گرفتار کر لے گیا شاہزادہ بدیع الملک نے جو اُس کی فوج کا شمار کم دیکھا اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب بالاتفاق اِس مردود کی فوج پر حملہ آور ہو چنانچہ مسلمانون کی فوج بڑھی اُس طرف جدایل خان نے بھی اپنی فوج کا دل بڑھانے کو بآواز بلند کہا ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید اپنی تعداد کی قلت پر نظر نہ کرو چنانچہ وہ تمام گبر شاہزادہ بدیع الملک کے لشکر کی طرف جھپٹے ادھر بھی اُن کو جواب ترکی بہ ترکی دیا نتیجہ یہ ہوا کہ جدایل خان اُس ہنگامہ مین پامال سم اسپان ہو گیا اور اُسکی فوج کچھ تو گرفتار ہو گئی اور کچھ قتل ہوئی اور باقی نے فرار پر قرار لیا بدیع الملک محبس مین پہونچا دیکھا لندھور طوق و زنجیر مین بستہ آنکھین بند کیے بیٹھا ہی شاہزادہ نے آنکھین بند کرنے کا سبب پوچھا محمود شاہ نے کہا شہریار جدالہ ساحرہ کے سحر سے بالکل نور زایل ہو گیا اور اِس بارہ مین غلطی بھی ہو گئی اور وہ غلطی یہ ہی کہ ایک عامل زبردست کامل الفن نے ایک تعویذ دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ جس جس عضو سے یہ تعویذ مس ہو جاے گا اُسپر سحر و افسون کا صدمہ نہ پہونچے گا چنانچہ بر وقت مقابلہ تمام عضو اِس تعویذ سے مس کیے گئے البتہ آنکھون کا خیال نہ رہا تا اینکہ آنکھون پر اُسکا سحر کام کر گیا شاہزادہ نے پوچھا وہ تعویذ کہان ہی محمود شاہ شیرین دخت اپنی بی بی سے وہ تعویذ لے آیا شاہزادہ نے وہ تعویذ لندھور کی آنکھون سے مس کیا فوراً اثر سحر زایل ہو گیا اور آنکھون مین بینائی عود کر آئی جون ہی لندھور کی نظر بدیع الملک پر پڑی باادب تمام سلام کیا اور کہا ؎ کہ ای شہریار سعادت قرین ✦ ز روے تو روشن زمان و زمین ✦ یہ تمھارے قدم کی برکت کا سبب تھا جو مین اِس قید و مصیبت سے رہا ہو گیا ورنہ مشکل امر تھا ظاہر ہی کہ سحر و افسون کے مقابلہ مین زور و طاقت سے کیا کام نکل سکتا ہی بدیع الملک نے کہا ای لندھور تجھکو اُسی وقت چاہیے تھا کہ جہان تمام جسم سے اُس تعویذ کو مس کر لیا تھا وہان آنکھون کو مس کر لیتا لندھور نے کہا شہریار بخدا مجکو آنکھون کا خیال نہ رہا اُس غفلت کی یہ سزا پائی شاہزادہ نے اُن گبرون کو جو گرفتار کیے گئے تھے اپنے روبرو طلب کیا اور دعوت اسلام کی بعضون نے اسلام قبول کیا اُنکو رہائی ملی بعضون نے انکار کیا وہ قتل کیے گئے لندھور نے بڑی دھوم سے بدیع الملک کی دعوت کی بعدہ شاہزادہ مظفر و منصور قلعہ الماسیہ کی جانب راہی ہوا وہان پہونچ کے دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اُسیطرح قلعہ کے قریب مقیم ہی شب کو کبھی بالاے قلعہ اسقدر روشنی معلوم ہوتی ہی کہ گویا تمام قلعہ مین آگ لگ گئی اور کبھی ایسی مہیب آوازین آتی ہین کہ زہرہ آب ہوا جاتا ہی اور دن کو لاکھون ابرپارے آتشبار آتے ہین اور لاکھون ہاتھ اُس ابر مین سے نمایان ہوتے ہین اور پھر غایب ہو جاتے ہین اور کبھی یہ آواز آتی ہی کہ ای خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو کیون اپنی ہلاکت کے درپے ہو اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو

تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ سزاے اعمال کو پہونچوگے ہم چاہتے ہین کہ ایک ہی مرتبہ تم سب کو زمین سے
اٹھا کے پھر زمین پر دے ماریں مگر پھر تمھاری مجبورانہ حالتون پر افسوس آتا ہی خاموش ہو رہتے
ہین بس یہ سمجھ لو کہ تم سب کی جان خداوند فرعون کے قبضۂ قدرت مین ہی جو لوگ اس مقام پر مقیم ہین
ہر وقت خائف و ترسان ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بدیع الملک نے بجاے خود یہ خیال کر کے کہ ان
ابرون سے تو کسی طرح بس نہین چلیگا اور نہ ہم بظاہر قلعۂ الماسیہ مین پہونچ سکتے ہین چند معتمدین کو ہمراہ
لے کے ایک طرف چلا گیا اور رستم ثانی اور اُسکے ہمراہیون سے کہدیا کہ تم سب ہماری تلاش مین نہ رہنا
ایک مقام محفوظ مین جا کے آہستہ اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اپنے مقام پر نقب کھودو تا اینکہ سر نقب قلعۂ
الماسیہ کے اندر نکلے تمام ہمراہی نقب کنی مین مصروف ہو گئے تین روز کے عرصے مین نقب قلعۂ
الماسیہ تک پہونچی مگر سر نقب کو کھولنا ملتوی رکھا اور شاہزادے سے کہا شہریار ہمارا کام ختم ہوا اب
یہ بتاؤ کہ سر نقب کس طرح وا کیا جاوے اس واسطے کہ صدہا گبر ہر وقت ہر طرف قلعہ مین گشت
کرتے رہتے ہین ہمیشہ کو ہمنے باتین کرتے سنا ہی اگر ہم نقب کو وا کر دین اور وہ ملعون دیکھ لین تو ہماری
محنت ضائع ہو جائیگی بلکہ کیا عجب ہی جو ہم بھی ہلاک کیے جاوین شاہزادے نے کہا تم مین سے کوئی
شخص سر نقب پر باریک سوراخ بناے اور اس سوراخ کے ذریعہ سے دیکھے کہ اندرون قلعہ
الماسیہ کون گوشہ محفوظ ہی جہان سر نقب نکالنے سے کسی کو خبر نہوگی چنانچہ یہ تدبیر عمل مین لائی گئی
اور ایک حجرۂ تاریک مین سر نقب کو نکالا جو شخص سر نقب پر پہونچا اُلٹے پاؤن پلٹ آیا بدیع الملک نے
سبب پوچھا کہا شہریار کسکی مجال ہی جو وہان قیام کرسکے ہزارہا جادوگر خونخوار و بد ہیبت ہر وقت اور ہر جگہ
نگران ہین اگر اُنکو اس نقب کا حال معلوم ہو گیا تو قیامت برپا ہو جائیگی جب شاہزادہ نے دیکھا کہ کوئی
متنفس اس حجرہ مین قیام کی جرأت نہین شاہزادہ نے کہا یارو تم مین سے ایک کی جرأت نہین ہوتی
ابھی سے تمھارا یہ حال ہی ہنگام مقابلہ کیا کروگے سب نے کہا شہریار میدان حرب مین اُنسے مقابلہ کرنا
سہل ہی اس وجہ سے کہ سب ایک حال مین ہونگے اندرون نقب ایک آدمی سے زیادہ نہین جا سکتا اسوجہ
سے جرأت نہین ہوتی مبادا اُنھون نے دیکھ لیا تو مفت جان جائیگی مزید بران یہ کوشش بیکار ہو جاویگی
کیونکہ وہ پھر اسی نقب کو باقی رکھین گے شاہزادہ نے کہا اچھا چلو سب سے مقدم ہم چلتے ہین چنانچہ شاہزادہ
نقب مین داخل ہوا اور سر نقب مین پہونچ کے اُس حجرہ مین قیام کیا اور ہر ایک سے آہستہ کہا تم سب
یہان مقیم رہو جب وہ حجرہ مملو ہو گیا جب تک دن کی روشنی رہی سب وہین مقیم رہے نصف شب کو
بدیع الملک نے کہا یارو یہ وقت مردانگی کا ہی میری راے یہ ہی کہ تم سب ایک مرتبہ تلوارین سنبھال کے
حجرہ سے باہر نکلو مطلق آواز نہ نکالنا بلاے آسمانی کی طرح جو سامنے آئے اُسپر یورش کرو چنانچہ ایک ہی
مرتبہ تلوارین میان سے کھینچ کے حجرہ کے باہر نکلے اور تمام سپاہیون کو ہلاک کیا یہانتک کہ صبح ہو گئی
دیکھا ایک حجرہ تاریک ہی اُسکے ہر چہار جانب نہایت عمیق دو خندقین ہین ایک پانی سے مملو ہی اور
دوسری مین آگ روشن ہی ہر چند اُس پانی سے آگ کو بجھایا لیکن کسی طرح وہ آگ نہ بجھی معلوم
ہوا کہ یہ سحر کا کرشمہ ہی اور اسی حجرہ مین سب سردار قید ہین بدیع الملک کمال حیرت مین مبتلا کنارہ خندق
کے کھڑا تھا اور انواع و اقسام کی تدبیرین سوچتا تھا مگر کوئی تدبیر درست سمجھ مین نہ آتی تھی اور تمام ہمراہی

اسکی طرح غریق بحر حیرت استادہ تھے بعضے بطور خیر خواہی دست بستہ کہتے تھے کہ شہریارا اگر حکم ہو تو ہم اس صندوق مین کود دین بدیع الملک کہتا تھا کہ بھائیو جہان عقل کام نہین کرتی وہان خواہ مخواہ جان ضائع کرنے سے کیا فائدہ چند ساعت کامل شاہزادہ متحیر استادہ رہا آخر الامر کوئی تدبیر معقول سمجھ مین نہ آئی وہین جانب قلعہ قبلہ خاک پر سجدہ کو جھک گیا اور بکمال رجوع قلب اسطرح دعا مانگنا شروع کی کہ ای خالق سبحان وای مالک ہر دو جہان تو وہی ہے یونسؑ کو شکم ماہی سے رہا کیا تو ہی نے ابراہیمؑ پر آتش سوزان کو گلزار بنایا اسوقت مجبوری مین بجز تیرے کون حامی و مددگار ہو سکتا ہے وہ کون ہے جو بتلے مجکو کس سے یہ راز منکشف ہو بعد اس طرح کی مناجات کے خود بخود دل مین خیال آیا کہ ای بدیع الملک جکو کلام خدا بخوبی یاد ہے اُس سے بڑھ کے کس شے مین اثر ہوگا افسون کیا چیز ہے سحر کیا مال ہے چنانچہ بعض آیات قرآنی زبان پر جاری کیے فوراً وہ پانی غائب ہو گیا اور وہ آگ بھی بجھ گئی سب اُس حجرے کے قریب گئے دیکھا ایک قفل آہنی نہایت گران وزن حجرہ کے دروازے مین لگا ہے سب نے بالاتفاق اُس قفل کلان وگران پر زور کیا پتھرون سے کوٹا مگر مطلق اثر نہوا مین وعن رہا شاہزادہ نے اللہ اکبر کہہ کے جو زور کیا قفل کے دو ٹکڑے ہو گئے دروازہ کھولا تاریکی تھی کہ پناہ بذات خدا آواز دی کہ یہان کوئی ہے تمام سردار مضمحل و نیم جان ہو رہے تھے اس آواز سے بسبب خوف کے اُنکا اور بھی غیر حال ہو گیا دل مین سمجھے ملک گئے سمجھے کوئی آفت تازہ نازل ہونے والی ہے جو ملازمان فرعون یہان آئے ہین کسی نے جواب نہ دیا دم بخود تھے شاہزادہ نے کہا یارو یہان کچھ نہ دکھائی دیگا روشنی لاؤ فوراً مشعلین روشن ہوئین روشنی مین پہلے حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کو دیکھا دوڑ کے شاہزادہ سے لپٹ گیا پھر اور سردار شاہزادے سے ملاقی ہوئے تمام گرفتاران دام مصیبت مین جان تازہ پائی بدیع الملک نے اُن سب کے بند توڑے اپنے ہمراہ سب کو حجرہ سے باہر لایا حمزۂ ثانی نے کہا ای بدیع الملک کیا اس قلعہ مین اب کوئی نہین ہے جو تم اسطرح بلا تکلف مقیم ہو شاہزادہ نے اُن مقتولون کی لاشون کو دکھا کے کہا شہریار یہ سب موجود ہین دیکھ لو حمزۂ ثانی لشکر مین آئے بارگاہ آراستہ ہوئی مسند حکومت پر قیام کیا رستم ثانی نے دست بستہ عرض کی ای شہریار عالی وقار غلام کو اجازت ملے تاکہ فرعون کے قصہ کو پاک کرے بعض سردار رستم ثانی کی صورت دیکھ کے مسکرائے بعضون نے کہا مسکرانے کی کیا بات ہے کیا اس دلاور دوران سے کارہائے نمایان ظہور مین نہین آئے ہین کسی نے کہا کیون نہین کسی نے آہستہ کہا بدیع الملک کے مقابلہ مین جیسے کارہائے نمایاں ظہور مین آئے ہین ظاہر ہے آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان۔ حمزۂ ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے جاؤ رستم ثانی نے ایک فوج کثیر ہمراہ لی اور دار السلطنت فرعونیہ کی جانب راہی ہوا وہان فرعون کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی با فوج کثیر فرعونیہ کے غارت کرنے کو آتا ہے اُس نے اپنے ایک معزز سردار کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ ای خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والے کیون تو اپنی خرابی اور ہلاکت کے درپے ہے جو فرعون ایسے خداوند کے مقابلہ کو اسطرف آتا ہے یہ انتہا کے درجہ رحم خداوندی ہے کہ تیرے اسطرف آنے پر بھی فہمایش کی جاتی ہے ورنہ ممکن تھا کہ مین اُسوقت ملک الموت تیرے پاس بھیج دیتا جسوقت تو اپنے مقام قیام اسطرف کا عازم ہوا تھا اور اب بھی ممکن ہے مگر ہم خداوند کا یہ

پیشہ نہیں ہو کہ بیکا یا سلب نے بندہ کو پنجۂ اجل میں گرفتار کر دیں بس خیریت اسی میں ہو کہ اس طرف سے
عزم کو فسخ کر اور واپس جا جس وقت اُس ملازم فرعون کی زبانی یہ تقریر رستم ثانی نے سُنی کہا او مردود
دور ہو میرے سامنے سے خداوند خداوند خداوند کا سگا ملک الموت اس گھر کا چیلا ہو کہ جب چاہے
کسی کے پاس بھیج دے جا کہدے کہ وہی ملک الموت عنقریب تیرا ٹیٹوا لیا چاہتا ہو اور تو ہو کیا پلید
جو کوئی تیرا بندہ ہوگا وہ لازم فرعون فرعون کے واپس گیا اور جواب پیام بیان کیا فرعون
اس جواب کو سُن کے بہت ہنسا حاضرین دربار سے کہا تم سب دیکھتے ہو کہ یہ سب میرے بندے میری
شان میں کیسے کیسے گستاخانہ کلمے کہتے ہیں مگر میں اپنے رحم و کرم سے ہرگز باز نہ آؤنگا تم ہی بتاؤ کہ میں
ایسا خداوند ہوکے اپنے رحم و کرم پر نظر نہ کروں اور اُن کے اعمال پر خیال کروں نا صاحب مجھسے یہ
ہرگز نہوگا یہاں رستم ثانی نے بیشتر سرداران لشکر کو ایک جا جمع کیا اور کہا ای یاران و مددگاران
دین اسلام و ای جان نثاران دم و جان ملت ملک العلام تم خوب جانتے ہو کہ بدیع الملک کے طرفداروں
کی نظر میری طرف کیسی حقارت و تضحیک کی ہو حالانکہ خدا کے فضل سے میں نے بھی وہ کارہاے نمایان
کیے ہیں کہ ہر ایک سے ممکن نہیں پھر بھی میری وقعت و حقیقت اُنکی نظر میں نہیں ہو فی الحال میں نے جو
فرعون شاہ کے قصہ فیصل کرنے میں بدیع الملک پر سبقت کی ہو اسکا خاص سبب یہ ہو کہ یہ ایک
امر عظیم ہو اگر میری کد و کوشش سے یہ کام انجام پا گیا تو بس یہ سمجھو کہ دربار حمزۂ ثانی میں کوئی مجھسے
نظر نہ ملا سکیگا تم لوگوں سے اس حقیقت کے بیان کرنے میں غرض یہ ہو کہ تم بھی دنیا میں نام اور عزت کے
خواہان ہوگے جیسا کہ ہر شخص کا قاعدہ ہو پس میں ہمہ تن فرعون شاہ کی گرفتاری و ہلاکت کے
درپے ہوں اگر تم بھی میرے ہی سی کر ہمت مستحکم کرلو تو سب سہل ہو سہ دو دل یک شود بشکند کوہ را مشہور
ہو یہاں اسوقت کثیر التعداد دلاوران نمودار و نامداران و بہادران شجاعت و جلالت شعار جمع ہیں سب
نے بالاتفاق کہا شہریارا اس بارہ میں فہمایش کی مطلق ضرورت نہیں ہو ہم سب تعمیل حکم کے واسطے بجان و
دل مستعد ہیں اگر حکم ہو تو آگ کے دریا میں در آئیں لشکر فرعونی کیا مال ہو رستم ثانی خاموش ہو رہا
دارالسلطنت فرعونیہ کے قریب ایک باغ واقع تھا اُس باغ میں ایک قصر عالیشان بنا ہوا تھا بیشتر اوقات
فرعون اُس قصر بلند میں آکے مقیم ہوتا تھا اور اُس باغ کی سیر سے دل خوش کرتا تھا کسیقدر فوج اُس
باغ میں بھی مقیم رہتی تھی جب رستم ثانی قریب اُس باغ کے پہونچا اور باغ میں فوج کے مقیم ہونے کی خبر سُنی سمجھا
عجب نہیں کہ فرعون یہیں رہتا ہو ایک شخص اُسطرف سے چلا آتا تھا اُسکو بلا کے پوچھا یہ باغ و قصر کسکا
ہو اور کون اسمیں مقیم ہو اُسنے کہا یہ قصر فرعون شاہ کا ہو یہ فوج بھی فرعون کی ہو رستم ثانی نے مع
فوج ہمراہی وہیں قیام کیا اور اپنی فوج میں حکم دیا کہ میرے نزدیک توقف کا موقع نہیں ہو کیونکہ
اگر فرعون کو ہمارے یہاں آنے کی خبر پہونچ جائیگی نہیں معلوم کیا صورت پیش آئے بس ابھی وقت
فوج فرعونی میں حملہ کرو اور ایسا زبردست حملہ کرو کہ فوج فرعونی پسپا ہو جائے اور اس قصر میں پہونچ کے
فرعون کو ہلاک کریں تمام فوج اس حکم کی تعمیل کو آمادہ ہو گئی چنانچہ اُسیوقت اُس باغ کو ہر چہار
جانب سے گھیر لیا وہ فوج متعینہ فرعون بھی آمادہ پیکار ہو گئی ایک ہنگامہ عظیم برپا ہو گیا لاشوں کے
پشتے اور سروں کے انبار لگ گئے ہر طرف گیر و بزن کی آواز بلند تھی فوج اسلام لڑائی میں جان لڑانے

تھی ہر شخص یہ سمجھے ہوئے تھا کہ آج خاتمہ ہے جو ہونا ہو وہ ہو جائے یا خود قتل ہو کے باغ بہشت کی سیر لے
یا فرعون کو قتل کر کے مالک کے حوالہ کیا اسی خیال میں جو سامنے آگیا اُسپر بے تحاشا شمشیر آبدار کا
وار کیا ؎ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد * یکے را دو کرد و دو را چار کرد * نوبت باینجا رسید کہ فوج فرعونی
پسپا ہوئی رستم ثانی بلا تکلف اُس قصر میں پہونچا دیکھا قصر جملہ سامان زینت و زیبایش و ضرورت سے
آراستہ و پیراستہ ہے کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہے اور چند شخص نہایت وجیہہ صورت لباس مکلف
واسلحہ مرصع سے پیراستہ بیٹھے ہوے کچھ باتیں کر رہے ہیں جنمیں سے ایک کی صورت اور شان و شوکت
سے یقین ہو گیا کہ یہی فرعون ہے جاتے ہی اُن سب کو تہ تیغ کیا اور جسکو فرعون سمجھے ہوے تھا اُسکا
سر بکمال احتیاط اپنی تحویل میں لیا اور اپنے مقام قیام پر آکے اسیوقت کوچ کا حکم دیا ادہر حمزۂ ثانی
کو خبر پہونچ گئی کہ رستم ثانی نے فرعون کو ہلاک کیا اور اُسکا سر نذر کے واسطے لاتا ہے اور عنقریب پہونچا
چاہتا ہے اب تو سرداران لشکر اسلام کے حواس باختہ ہو گئے سب حمزۂ ثانی کے پاس آکے جمع ہوے
اور کہا شہریار اس مرتبہ تو رستم ثانی گوی سبقت لے گیا ہمکو ہرگز اُسکی ذات سے ایسی امید نہ تھی ہم سمجھے
تھے کہ فرعون شاہ کا قصہ بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے پاک ہوگا حمزۂ ثانی نے کہا یارو رستم ثانی
بھی جرأت و دلاوری میں بدیع الملک سے پایہ کمی کا نہیں رکھتا ہے بہت سے کارہاے نمایان اُس سے
ظہور میں آئے ہیں سرداروں نے کہا شہریار ہمکو خیال ہے کہ شاید آپنے بدیع الملک کی نسبت کہا تھا
کہ ہمکو تحقیق ہو چکا ہے کہ بدیع الملک ہمارا جانشین ہوگا یہ واقعہ تو اُس پیشین گوئی سے بالکل خلاف معلوم
ہوتا ہے حمزۂ ثانی نے کہا مشیت باری میں کسکو دخل ہے یہ باتیں ہنوز ہو رہی تھیں کہ رستم ثانی دربار میں آیا
اور کہا شہریار یہ سر فرعون کا حاضر ہے حمزۂ ثانی نے رستم کو سینہ سے لگا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دیے
کہا ای رستم ؎ این کار از تو آمد و مردان چنین کنند * مجکو ہرگز امید نہ تھی کہ ایسا کار نمایان تیرے
دست زبردست سے ظہور میں آیگا رستم ثانی نے عرض کی شہریار میں کیا اور میرا کام کیا یہ سب حضور کے اقبال کا
سبب ہے حمزۂ ثانی نے کہا نہیں صاحب جرأت و دلاوری بھی کوئی شے ہے تمہارا یہ کام نہایت قابل تعریف
ہے راوی کہتا ہے کہ حمزۂ ثانی کے دل میں جو خدشہ فرعون کا مدت سے پیدا ہو گیا تھا اب بالکل برطرف
ہو گیا بار بار رستم ثانی کی جرأت کی تعریف کرتا تھا پھر بارگاہ میں قیام کیا اور رستم سے کہا ای دلاور
دوران ہمنے اس کار نمایان کے عوض میں تمام ملک کو شہر فرعونیہ اور جملہ مال و اسباب فرعون شاہ تمکو
بخشا رستم نے نہایت ادب سے تسلیم عرض کی اور دست بستہ کہا کچھ اور بھی عرض کرتا ہے حمزۂ ثانی
نے کہا کیا رستم ثانی نے کہا شہریار دختر فرعون ملکہ غزال گوہر پوش کہ اُسپر میں فریفتہ ہون مدعا یہ کہ مال و
اسباب فرعون مجکو مرحمت ہوا ہے ملکہ غزال بھی مجکو مرحمت ہو جائے اور اس بارہ میں مجکو امید ہے کہ کوئی عذر نہ کیا جاوے
ایرج موجود تھا اُسنے جو رستم ثانی کی یہ درخواست سنی از سر تا پا حیرت ہو گیا حمزۂ ثانی کو اس حال کی مطلق اطلاع نہ
تھی کہ بدیع الملک ملکہ غزال پر فریفتہ ہے رستم سے کہا ای دلاور میں نے تیری یہ بھی درخواست قبول کی ملکہ غزال
کو بھی تجھے بخشا رستم ثانی نے بکمال ادب تسلیمات عرض کی، مُعرف خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ رستم ثانی علاوہ مال و اسباب
فرعون کے ملکہ غزال کو بھی حمزۂ ثانی نے دیدیا شاہزادہ بدیع الملک کو نہایت ملال ہوا ارادہ کیا کہ اسیوقت
رستم ثانی سے تعرض کرے کہ یکایک خود خیال کیا کہ ابھی تعرض کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ وقت جیسا کچھ مناسب

ہوگا عمل مین لایا جاویگا جس وقت رستم ثانی و حمزۂ ثانی نے ملکہ غزال گوہر پوش کو بخشا ہی اُسوقت پہلوانان
دست راست سے کوئی بھی حمزۂ ثانی کے پاس نہ تھا رستم ثانی نے وقت فرصت کو غنیمت جانا عرض کیا
شہریارا آج جو مجھکو اسقدر سرفرازی بخشی گئی ہی یہ سب پہلوانان دست راست حسد کرتے ہین اور حضور کی بیجا
فیاضی پر طرح طرح سے اعتراض کرتے ہین نہین معلوم ان بدمغزون کے دل مین کیسے کیسے خیالات بیہودہ
سما گئے ہین علے الخصوص بدیع الملک کے خیالون کی نسبت تو مین کچھ عرض ہی نہین کرسکتا حمزۂ ثانی
نے عمرو ثانی کو طلب کیا اور کہا ای عمرو مین نے سُنا ہی کہ بدیع الملک میری طرف سے بدگمان ہی اپنے
نزدیک مین نے کوئی ایسا کام نہین کیا ہی کہ جو بدیع الملک کے خلاف ہو تم بدیع الملک کے پاس جاؤ
اور اُسکو میرے پاس لے آؤ مین اُس سے پوچھونگا کہ کیا وجہ مجھسے برخاستہ خاطر ہونے کی ہی عمرو ثانی اُٹھ کے
شاہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا بدیع الملک چونکہ پہلے سے منغض تھا عمرو ثانی کو دیکھ کے
کہا ای عمرو کیا ہی جو تم اس وقت میرے پاس آئے ہو عمرو ثانی نے کہا مین اسوقت حمزۂ ثانی کا فرستادہ
آیا ہون بدیع الملک نے کہا تعجب ہی کہ حمزۂ ثانی نے تمکو میرے پاس بھیجا فی الحال جو خیال اور پاس
پہلوانان دست چپ کا حمزۂ ثانی کو ہی وہ کسی کو نہین ہی عمرو ثانی نے کہا مین اس بارہ مین تو کچھ نہین کہ سکتا
البتہ یہ کہنے آیا ہون کہ حمزۂ ثانی نے بلایا ہی اسد نے کہا ای عمرو ثانی مین کسیطرح حمزۂ ثانی کی خدمت مین
نہین جاسکتا کیا حمزۂ ثانی کو یہی زیبا تھا کہ قلعہ فرعون اور تمام مال و اسباب فرعون تو رستم کو دیا ہی تھا ملکہ
غزال گوہر پوش ناموس بدیع الملک کو بھی رستم کے حوالہ کردیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا کہ
بدیع الملک اس خبر کو سُن کے کیا کہیگا عمرو ثانی نے کہا ای اسد تعجب ہی کہ تم حمزۂ ثانی کی عدول حکمی
کرتے ہو تمپر فرض ہی کہ بنابر حکم حمزہ فوراً دربار مین حاضر ہو اسد نے کہا ہم ہرگز حمزۂ ثانی کے دربار مین نہین
جاینگے عمرو ثانی نے کہا ای اسد تمکو ضرور چلنا ہوگا حمزۂ ثانی کا حکم ہی عوام الناس سے کسی کا حکم نہین ہی
اسد نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور عمرو ثانی کی طرف نگاہ تیز و تند دیکھ کے کہا ای خیرہ سر دور ہو یہان سے
ورنہ ایک ہی وار مین دو پرکالہ ہو جائیگا کیا خوب ایسی حکومت حمزۂ ثانی کی رستم پر ہو سکتی ہی جسکو ہر ایک
کا حق تلف ہوتا ہی عمرو ثانی حمزۂ ثانی کی خدمت مین آیا حمزہ نے پوچھا ای عمرو بدیع الملک کو اپنے
ہمراہ کیون نہ لائے عمرو ثانی نے کہا شہریار بدیع الملک برخاستہ خاطر معلوم ہوتا ہی مین نے ہرچند اصرار کیا مگر
اسنے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حمزۂ ثانی نے پوچھا کوئی وجہ بھی برخاستہ خاطر ہونے کی دریافت ہوئی عمرو ثانی
نے کہا حضرت اسد نے مجھسے اسقدر کہا کہ حمزۂ ثانی نے شہر فرعونیہ اور تمام مال و اسباب فرعون رستم کو بخشا
خیر کیا مضائقہ ہی خوب کیا اختیار بدست مختار مشہور ہی لیکن اسکے کیا معنی کہ ملکہ غزال گوہر پوش جو بدیع الملک
کی ناموس ہی اُسکو بھی رستم ثانی کے حوالے کردیا مزید بران حمزۂ ثانی اپنے روبرو طلب فرماتے ہین ہم ہرگز
حمزۂ ثانی کے سامنے نہ جائینگے بس ای شہریار وہ سب اسی طرح کی شکایت کرتے ہین اور یہان کسیطرح نہین
آتے رستم ثانی کو موقع ملا کہا شہریار وہ لوگ بڑے مغرور و متکبر ہین کیا اُنسے آدمیت کی امید رکھی جاسکتی ہی
استغفر اللہ وہ آدمی کیا جسمین بوئے آدمیت نہو حضور کا طلب فرمانا اور اُنکا جواب صاف دینا قابل لحاظ ہی
ہو والامر تحت اس روز سے بدیع الملک زیادہ تر خودسر ہوگیا ہی جب حضور کے مقابلہ مین لپیا ہوا نہین
شک نہین کہ ہنگام مقابلہ حضور نے رعایت کی مگر کچھ صلاحیت ہوتی تو بجائے خود دیکھتا عالی ظرف و کم ظرف

اسی سبب سے مراد ہی بڑے ظرف مین اگر کوئی شی رکھی جاتی ہی اسکا پتہ بھی نہین معلوم ہوتا لیکن چھوٹے ظرف
مین کم شی بھی اُبل پڑتی ہی اسی طرح انسان کا خاصہ ہی اگر عالی ظرف ہی کسی قدر مرتبہ حاصل ہونے پر پھولتا نہین
ہوتی اور جو کم ظرف ہوتا ہی اگر کسیقدر بھی رتبہ حاصل ہو گیا بس از خود رفتہ ہو گیا ہر وقت یہی خیال رہتا ہی کہ
ہمچو من دیگرے نیست یہی حال بدیع الملک کا سمجھنا چاہیے اب وہ اپنے مقابلہ مین کسی کی کچھ وقعت نہین
سمجھتا حمزۂ ثانی بنظر حیرت رستم ثانی کی صورت دیکھتا اور بدیع الملک کی غیبت سُنتا رہا بعدہ رستم ثانی
اُٹھ کے اپنے خیمہ مین گیا میر منشی کو بلایا کہا میری طرف سے بدیع الملک کو نامہ لکھ مگر اس بات کا خیال رہے
کہ نامہ مین کوئی لفظ ایسی نہو کہ جس سے بدیع الملک کے مقابلہ مین پایہ کمی کا رہے خدا کے فضل سے آج
مین حمزۂ ثانی کے تقرب کا مرتبہ حاصل کیے ہون میر منشی نے نامہ تیار کیا رستم ثانی کے ملاحظہ مین پیش کیا
رستم نے بغور تمام نامہ کو پڑھا اپنی مہر ثبت کی اور کہا کوئی ہی ملازمون نے دست بستہ عرض کی حاضر ہین
رستم نے کہا تم سے کام نہین ہی اس کام کے واسطے کوئی لائق ہی شخص ہونا چاہیے دیکھو علمشاہ رومی کا
سپہ سالار یلدرم خان نامے کہان ہی ایک ملازم نے بعجلت تمام یلدرم خان کو بلایا رستم ثانی نے کہا ای
یلدرم خان یہ نامہ بدیع الملک کے پاس لیجا اگرچہ امر تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ اس رسالت
مین وہان کوئی ایسی بات نہو جسمین کسی طرح کے ذم کا پہلو نکلے یا کسی نوع کی اہانت ہو یلدرم خان پہلے
علمشاہ سے دست بستہ عرض کی ای شاہزادہ والاجاہ آپ بخوبی مطمئن رہین مین نہایت شان و شوکت سے
اس رسالت کو انجام دونگا یہ کہا اور نامہ لے کے روانہ ہوا یکایک بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی
نے یلدرم خان کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہی اور نہایت اہتمام سے وہ لکھا گیا ہی اور حامل نامہ کو بہت کچھ
فہمایش کی گئی ہی بلکہ چالیس سوار بھی اُس نامہ بر کے ہمراہ روانہ کیے ہین بدیع الملک کو تردد ہوا کہا یہ تو
مجکو خوب معلوم ہی کہ ان پہلوانان دست چپ کی بدنفسی کسی طرح رفع نہوگی نہین معلوم کس بارہ مین نامہ لکھا
ہی اور پھر اس اہتمام سے نامہ بھیجا ہی یہ رسالت خالی از علت نہین ہی تمام حاضرین نے کہا بے شبہہ کسی
خاص بارہ مین نامہ لکھا ہوگا اگر پہلوانان دست چپ کی بدنفسی رفع نہوگی تو ضرور ایک نہ ایک دن اپنی بدنفسی
کی سزا پائینگے اسد نے کہا یارو بیکار گفت و شنید کو طول دیتے ہو اگر نامہ آتا ہی آنے دو لیکن میری
راے یہ ہی کہ اس مقدمہ مین مجھ کو کفیل کر دو جسطرح کا مناسب سمجھونگا جواب دونگا تم مین سے کسی کو
کچھ غرض نہین نور الدہر نے کہا ای بدیع الملک تم کو اس بارہ مین کیا عذر ہی اسد کے حوالہ اس مقدمہ
کو کر دو بدیع الملک نے کہا مجھ کو عذر نہین ہی نور الدہر نے کہا ای اسد ہم تجھسے کہتے ہین کہ اس مقدمہ
کو تم اپنے حوالہ سمجھو جو کچھ مناسب سمجھو جواب دو ہمسے کچھ غرض نہین ہی اسد چوب در دست استادہ تھا کہ
ہرکارے نے خبر دی کہ یلدرم حامل نامہ آ پہونچا اسد نے کہا آنے دو یلدرم خان آیا باواز بلند کہا
سلام علیک سب نے جواب سلام دیا یلدرم خان شاہزادہ بدیع الملک کے قریب گیا چاہتا تھا
کہ بدیع الملک کو نامہ دے کہ اسد قریب اُسکے پہونچا اور نعرہ مارا کہ ای یلدرم خان کہان بڑھا جاتا ہی
اسطرف آ مجھ کو نامہ دے تو نہین جانتا ہی کہ اس رسالت کا کفیل مین مقرر ہوا ہون یلدرم خان نے بحیرت
اسد کی صورت دیکھی اور کہا ای اسد یہ نامہ رستم ثانی کا ہی اور خاص شاہزادہ بدیع الملک کے نام ہی ہم
جسکے نام کا نامہ ہی اُسی کو دینا چاہیے تمکو کیونکر دیدون اور ای اسد یہ معاملہ نامہ و پیام ہی مقدمہ حرب و پیکار

نہین ہی کہ نعرہ زنی کرتا ہی مجھکو کیا معلوم تھا کہ تم اس بارہ مین کفیل ہوے ہوتا ہم اس نامہ کو مین تجھین نہین
دے سکتا اگر کہو تو واپس لے جاؤن اور ای اسد کیا ہو اگر مین بھی تمھاری طرح نعرہ زنی شروع کردن
نورالدہر نے کہا ای یلدرم خان یہ موقع نعرہ زنی کا نہین ہی اور اسد نے نعرہ نہین مارا ہی گو نہ بلند آواز
سے کہا کہ نامہ مجھے دیدو اور واقعی اس بارہ مین اسد ہی کفیل ہوا ہی کچھ مضائقہ نہین ہی نامہ دے دو
یلدرم خان نے کہا ہان تو پھر بسہولت مجھ سے کیون نہین کہا جاتا ہی اور نامہ اسد کو دیدیا اسد نے نامہ
لے لیا اور کہا ای یلدرم خان اگر تجھ سے بسہولت نہ کہا جاوے تو کیا کر سکتا ہی یلدرم خان نے کہا
اسکی کیا ضرورت ہی کہ مین کہون یہ کر سکتا ہون البتہ ہر وقت جو کچھ ہو سکے وہی صحیح ہی تمام حاضرین نے جو
رنگ دگرگون دیکھا کہا اس قصہ سے کیا کام ہی ضروری کام سے کام رکھنا چاہیے یلدرم خان نے کہا پھر
یہ تو مطلب میرا بھی ہی اسد کو نہین معلوم کیا ہو گیا ہی کہ خواہ مخواہ برخاستہ خاطر ہی اسد نے کہا ہان اس
برخاستہ خاطر ہونیکا حال اسوقت تجھ کو معلوم ہو جاتا جو تیرا حق زایل کرکے دوسرے کو دیدیا جاتا یلدرم خان
نے کہا کہ کسکا حق زایل کرکے کسکو دیدیا گیا اسد نے کہا شاید تجھ کو نہین معلوم ہی نورالدہر نے کہا ای اسد
مین کہتا ہون کہ اسوقت اسطرح کی باتون کا کیا موقع ہی دیکھو نامہ مین کیا لکھا ہی اسد نورالدہر کے قریب
آیا اور کان مین کہا صاحب آپ سے بیشتر کہدیا تھا کہ اس بارہ مین صرف مین کفیل ہونگا کسی دوسرے
کو سروکار نہین ہی اسکی کیا وجہ ہی جو دخل دیا جاتا ہی نورالدہر نے کان مین کہا ای اسد میری غرض صرف
یہ ہی کہ ایسا نہو کہ فساد کو طول ہو جائے اور جو کچھ ہونا ہی وہ تو کسی نہ کسی وقت ضروری ہوگا اسد نے کہا
مین نے پیشتر ہی گوش گذار کر دیا تھا نورالدہر نے کہا خیر تو دانی وکار تو بدیع الملک نے کہا ای اسد
نامہ کو پڑھ کے سناؤ کیا لکھا ہی اسد نے سر نامہ چاک کیا نامہ کو کھولا باواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا
الحمد للہ الذی یسبح لہ الارض والسماء والصلوۃ علی محمد خیر الانبیا اما بعد منم راقم رستم اعنی مقرب
بارگاہ سلطانی رستم ثانی بدیع الملک کے مع یاران دیگر مسموع ہو اور بخوبی واضح رہے کہ مین نے آجتک
تم سب کی طرف سے دل صفا منزل مین بدی کا خیال بھی نہین آنے دیا اور اسوقت تک اسپہ جمے ہون
کہ حتے الامکان کبھی بدی نہ کرونگا اسی طرح تمسے بھی امید رکھتا ہون جب مین تمسے صاف ہون بس
تمکو بھی لازم ہی کہ میری جانب سے حاضر و غائب کسی طرح کا بغض و کینہ نہ رکھو ای بدیع الملک اسکے
کیا معنی کہ حمزۂ ثانی نے حکم طلب صادر فرمایا اور تمنے عدول حکمی کی تمھاری عقل و فراست سے نہایت بعید
ہی تمھارا فرض یہ ہی کہ ہر روز بدستور قدیم بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہو جسطرح کہ آجتک بادشاہان اسلام کا دستور
مقرر چلا آتا ہی میرے نزدیک تو آجتک ایسی عدول حکمی سلاطین ماضیہ مین سے کسی نے نہ کی ہوگی اور اگر
تمھارے دل مین ملال اس بات کا ہی کہ حمزۂ ثانی نے شہر فرعونیہ و مال فرعون مجھکو بخشا ہی یہ بالکل بیجا بات
ہی حق مجھکو اور سید اس بارہ مین کسی کا کیا دخل ہی حمزۂ ثانی نے مجھ ہی کو اس مرحمت کے لائق سمجھا اگر
حمزۂ ثانی کی ایسی نظر رحمت اور سرداران دیلوانان پہ ہوتی تو تمکو کسی طرح کا ملال نہوتا حمزۂ ثانی آج عالم
وقت ہین جو کچھ جسکو چاہین دے دین ای بدیع الملک بمجرد دیکھنے اس تحریر کے جلد اپنے کو دربار مین پہونچاؤ
ایک لمحہ کا بھی تامل نہ کرنا اب بھی تم دربار مین حاضر نہوگے تو کل اس عدول حکمی کا نتیجہ بہتر نہ دیکھوگے اسوقت
جو تامل کیا گیا فقط رعایت منظور تھی لیکن رعایت کی بھی حد ہی اس سے زیادہ رعایت نہین ہو سکتی والسلام

اسد نے اس نامہ کو پڑھ کے اسیوقت چاک کر ڈالا اور کہا جسنے ہمارے نام یہ خط لکھا ہی بہت سا جھک مارا ہی نامہ
نہیں لکھا پتھر سے سر پھوڑا ہی دربار حمزۂ ثانی کے آنیوالے ہم اور کسی کے بوکھلانے کی کیا وجہ ایسے بازاری
کتے بہت بھونکتے ہیں منظور ہوگا دربار میں آئیں گے دل نہ چاہیگا ہرگز نہ آئینگے اگر حمزۂ ثانی شکایت کرینگے
جیسا کچھ مناسب ہوگا جواب دیا جاویگا اور کسی کی ہم حقیقت نہیں سمجھتے کہ کیا پوچھ ہی ای یلدرم خان جا
اور اس خط کے کاتب سے اسیطرح کہدے یلدرم خان نے جو رستم ثانی کا نامہ چاک کرتے دیکھا از سرتا پا
غیظ و غضب ہوگیا کہا ای اسد تمھاری شان و مرتبہ کے یہ امر بالکل خلاف ہی اول نامہ لینے کا وہ طرز کہ گویا بالکل
از خود رفتہ ہیں نے اسوقت بھی طرح دی دوسری یہ حرکت خلاف کہ ایک سردار معزز و مقرب رتبۂ شاہی کا نامہ
اس توہین سے چاک کر ڈالا کوئی ادنی شخص بھی اس توہین کو گوارا نہ کریگا اسد نے کہا اگر اس توہین کو
گوارا نہ کریگا اپنا سر کھائیگا اور کیا کر سکتا ہی اور اگر کچھ کر سکتا ہی تو بس تاخیر بیکار ہی یلدرم خان نے کہا ای اسد
مجھکو خوب معلوم ہی کہ تم فساد پر آمادہ ہو اب تک تو میں نے ہر طرح تحمل کیا مگر اب مجھکو تاب تحمل نہیں ہی اسد
نے کہا ای یلدرم تو تحمل کیا کر سکتا ہی البتہ ہمنے تامل کیا ورنہ حقیقت معلوم ہوجاتی یلدرم نے کہا تحمل کے
یہی معنی ہیں کہ سر دربار نامہ کو پرزے پرزے کر ڈالا اگر میں اس اہانت کا تعرض کروں تو کیا ہو اسد نے کہا
وہی ہو جو ہونا چاہیے یلدرم خان نے باواز بلند کہا ای اسد بس خبردار اب کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکالنا
ورنہ بری طرح پیش آؤنگا اسد نے جھپٹ کے ایک گھونسہ یلدرم کی گردن پر مارا تھا دوسرا گھونسہ اسی قدر
سے اُسکی گردن ہی پر رسید کیا کہ یلدرم خان اوندھے منھ زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا باہر یلدرم خان کے
سواران ہمراہی کھڑے تھے انکو مطلق خبر نہ تھی کہ یلدرم خان بیہوش پڑا ہی غرضکہ اسد نے حکم دیا کہ جلد زنانہ
لباس لاؤ ایک ساعت کے بعد یلدرم خان کو غش سے افاقہ ہوا چاہتا تھا کہ سنبھلے اسد نے کہا اسکو بستہ کرلو
ملازموں نے فورًا یلدرم خان کو بستہ کیا اور اسد کے حکم سے وہ لباس زنانہ یلدرم خان کو پھر پہنادیا باہر
کسی نے اُن سواروں کو اطلاع دی کہ تم یہاں مقیم ہو وہاں کی بھی تمکو کچھ خبر ہی تمھارے سردار کو زنانہ لباس پہنادیا
گیا ہی اُن سبنے اندر آنیکا ارادہ کیا دربانوں نے روکا وہ سب سوار مقابلہ پر آمادہ ہوے اسد کو خبر ہوئی کہ
یلدرم خان کے سواران ہمراہی برسر فساد ہیں اسد باہر آیا پوچھا کیا ہی سواروں نے کہا ہم یلدرم خان کے
ہمراہ آئے ہیں کیا وجہ ہی کہ یلدرم خان کو اسقدر عرصہ ہوگیا ابھی تک جواب نامہ نہیں حاصل ہوا اسد نے
کہا جواب نامہ تو حاصل ہوگیا اور انعام رسالت بھی مل چکا صرف تمکو انعام دینا ہی شاہزادہ بدیع الملک
کا حکم ہی کہ یلدرم کے سواران ہمراہی کو بھی انعام دینا چاہیے وہ سب انعام کی امید میں ایک جانب استادہ
ہوگئے آپس میں کہتے تھے کہ بدیع الملک بڑا دل چالاک شخص ہی ہم لوگ صرف یلدرم کے ہمراہ آئے ہیں مگر ہم
سب کو انعام کا حکم دیا یکایک ایک گروہ بدیع الملک کے ملازموں کا آیا اور اُن سب سواروں کو گھوڑوں پر سے اتار کے
بستہ کرلیا ہر چند سواروں نے کہا ای یارو یہ کیا بدعت ہی شاہزادہ بدیع الملک نے ہمکو انعام دینے کا حکم دیا ہی جاو شہزادہ
سے پوچھو تو ملازموں نے کہا بیشک ہم بھی جانتے ہیں کہ انعام کا حکم دیا ہی گھبراؤ نہیں انعام بھی ملیگا تمھارے سردار
کو تو انعام رسالت مل چکا اب تمھاری باری ہی غرضکہ سب سواروں کو گرفتہ و بستہ کرکے بدیع الملک کے روبرو
حاضر کیا بدیع الملک نے سب کو ایک نظر سرسری سے دیکھا اسد نے حکم دیا کہ ان سب کو زنانہ لباس پہناؤ
ملازموں نے انکو بھی زنانہ لباس پہنایا اسد نے سواروں اور یلدرم خان سے کہا ای خیرہ سرو بس اس رسالت کا انعام

بہت مناسب ہو اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس جاؤ اور اس انعام کو دکھاؤ اور اُس سے یہ کہدو کہ
اس انعام کے عوض مین جو کچھ تجھسے ہو سکے ہرگز دریغ نہ کر ورنہ ہم تجھکو مرد نہ سمجھینگے اسیطرح کے لباس کے
قابل تجھکو بھی سمجھینگے اور یہ بھی کہدینا کہ ای رستم ہمارے حق مین خواہ مخواہ متمسک ہوکے ہرگز بہتر نتیجہ نہین دیکھ سکتا
نور الدہر نے کہا ای اسد میرے نزدیک بہتر یہ ہو کہ جہان زنانہ لباس پہنایا ہو ڈاڑھی و مونچھون کی بھی خبر
لے لینا چاہیے اسد نے کہا ڈاڑھی تو نہین البتہ مونچھون کو اُڑا دینا چاہیے چنانچہ سب کی مونچھین استرے سے
صاف کی گئین اور اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس بھیجا رستم ثانی نے جو یلدرم خان کو لباس زنانہ آتے
دیکھا کہا ای عورت تو سخت بیحیا ہو کہ ہم غیرون کے سامنے بلا تکلف چلی آتی ہو یلدرم خان نے کہا شہریار مین عورت
نہین ہون یلدرم خان ہون تمہارا نامہ اسد نے نہایت ذلت سے پرزہ پرزہ کرکے پھینک دیا اور بہت
کچھ کلمات نامناسب زبان پر جاری کیے جسکا ذکر سبب بے ادبی کے اعادہ نہین کر سکتا رستم ثانی نے کہا نامہ
کو تو چاک کیا لیکن تیری یہ کیا صورت ہو تجھسے مین نے اسی واسطے پیشتر کہدیا تھا کہ خبردار کوئی بات ذلت و فضیحتی
کی ظہور مین نہ آئے اُسکے عوض مین تو نے اپنی یہ صورت بنائی کیا تو بدیع الملک کے پاس بھی اسی صورت
سے گیا تھا یلدرم خان نے کہا شہریار مین نے تو جو کچھ کہا تھا وہ کہا تھا اب تو میری یہ صورت بدیع الملک
کے یہان بنائی گئی اور بدیع الملک نے کہا ہو کہ رستم سے جو کچھ میرے حق مین برائی ہو سکے ہرگز کوتاہی
نہ کرے رستم ثانی نے غیظ و غضب سے مثل مار سنگ خوردہ پیچ و تاب کھایا اور بنگاہ تیز و تند یلدرم خان کی
صورت دیکھ کے کہا او نامرد تو نے اپنی یہ صورت بنوائی اور کچھ نہ ہو سکا اگر تو ایسا ہی مجبور ہو گیا تھا تو خود کو
ہلاک کیون نہ کیا بایں صورت زنانہ یہان آنے کی کیا ضرورت تھی یلدرم خان نے ای شاہزادہ والاجاہ
مین اپنی خوشی سے یہانتک نہین پہونچا ہون بلکہ بدیع الملک کے ملازمون نے مجھے یہان تک پہونچایا مین
تو چاہتا تھا کہ بدیع الملک کے روبرو کشت و خون کی نوبت پہونچ جائے مگر کیا کرون کہ مین وہان تن تنہا
تھا رستم نے کہا مین نے چالیس سوار کس واسطے تیرے ہمراہ کر دیے تھے یلدرم خان نے کہا سوار باہر
کھڑے تھے اُسوقت وہ مجھ تک نہ پہونچ سکے رستم ثانی نے کہا ای یلدرم اگر تجھکو بدیع الملک کی سرکار
سے یہ انعام ملا ہو تو مین بھی تجھے انعام دیتا ہون یہ کہا اور شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے ایک ہی وار مین
یلدرم خان کو دو لخت کیا بعدہ اُن چالیس سواران ہمراہی کو بلوا دیکھا وہ بھی اسیطرح لباس زنانہ سے
آراستہ ہین اور مونچھین ندارد ہین کہا کیا خوب یک نشد دو شد ارے کمبختو تم پر کیا آفت نازل ہوئی اُن سب نے
کہا شہریار جو کچھ آفت نازل ہوئی ظاہر ہے آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان رستم ثانی نے کہا تم
سب نے اپنی یہ صورت بنوائی تلوار سے کیون نہ کام لیا اُن سب نے کہا کیا عرض کرین ہمکو ہنگامہ جنگ گرم کرنے کا
موقع نہ ملا ورنہ ہم کبھی نہ بچتے رستم نے کہا اگر ہنگامہ آرائی کا موقع نہ ملا تھا تو وہین مر کیون نہ گئے انھون نے
کہا کس طرح مر جاتے دم لینے کی بھی مہلت نہ ملی فوراً گرفتار کر لیے گئے اور یہ لباس زنانہ پہنا کے یہان بھیج
دیے گئے رستم ثانی نے اُن چالیس سوارون کو بھی تہ تیغ کیا راوی کہتا ہو کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون شہر
زرعونیہ مین تھا اور مال و اسباب خزانہ فرعون اُسی کی تحویل مین تھا اور شاہزادہ بدیع الملک سے کوئی
مواصلت رکھتا تھا حسب اتفاق اُسکا اس طرف ورود ہوا شاہزادہ بدیع الملک سے بھی ملاقات کی اثنائے
حرف و حکایات مین بدیع الملک سے کہا ای والا منزلت مجھکو ایک امر مین نہایت تعجب ہو اور وہ تعریف

بیجا نہین ہی بدیع الملک نے استفسار کیا کیا خواجہ یاقوت نے کہا مین بجاے خود سمجھے ہوے تھا کہ بالضرور
فرعون شاہ کی موت تمھارے دست زبردست پر موقوف ہی لیکن تم اس معاملہ مین کامیاب ہوسکے
رستم گوی سبقت لے گیا اور مین نے سنا ہی اس کارنمایان کے صلہ مین حمزۂ ثانی نے تمام اسباب فرعون
اور ملک فرعونیہ رستم کو بخشا خیر اس بارے مین جاے دم زدن نہین ہی حمزۂ ثانی مالک و مختار ہین جو کچھ
جسے چاہین بخشدین اور بے شبہہ رستم ثانی نے کام بھی ایسا ہی کیا ہی لیکن اے بدیع الملک مین نے سنا
ہی کہ حمزۂ ثانی نے دختر فرعون یعنے ملکہ غزال گوہر پوش کو بھی رستم کے حوالہ کیا ہی یہ ظاہر ہی کہ مین ابھی
ملک فرعونیہ مین اپنی عہدۂ وزارت پر ممتاز ہون اور تمام اسباب فرعون میری تحویل مین ہی چاہیے
کہ ملکہ غزال کو رستم کے قبضہ مین دیدون پامال کو دون استغفر اللہ میرا سر ملکہ غزال گوہر پوش کے
ساتھ ہی اگر میرا سر ہوگا تو ملکہ غزال بھی رستم کے پاس ہوگی بدیع الملک خواجہ یاقوت کی یہ تقریر دوستانہ
سن کے بہت خوش ہوا اور کہا اے خواجہ اصل امر یہ ہی کہ مجھ کو تم سے اسطرح کی دوستی کی ہرگز امید نہ تھی اور تم
اس بارہ مین کیا برخاستہ خاطر ہو مین خود اس خبر کو سنکے از خود رفتہ ہو رہا ہون بخدا مجھ کو اس بات کا مطلق
خیال نہین ہی کہ رستم کو حمزۂ ثانی نے مال فرعون بخش دیا باشد مگر انکو یہ زیبا ہرگز نہ تھا کہ میری ناموس دوسرے
کے نامزد کردی اس سے بڑھ کے انسان کے واسطے ذلت نہین ہی کیا مین حمزۂ ثانی کی اس بخشش کو جائز
رکھونگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ خواجہ یاقوت نے کہا اے شاہزادہ پہلے بجاے خود یہ سمجھ لو کہ اگرچہ یہ ناموس
کا مقدمہ ہی تاہم یہ آپس کا معاملہ ہی تم اور رستم دونون ایک ہی سرکار کے نظر کردہ ہو غیر کے مقابلہ مین ایک سوئی
کی فکر کی جاتی ہی لیکن آپس مین گونہ فہم و فراست کی ضرورت ہوتی ہی فلہذا اس بارہ مین مشورہ کر لو کہ کیا
عمل مین لائی جاوے کہ اس ہنگامہ کو طول نہو اور حسب مراد کام بھی انجام پاجاوے بدیع الملک نے کہا
اے خواجہ میری سمجھ مین کوئی بات ایسی نہین آتی کہ جس سے یہ مقدمہ بسہولت طے ہو جائے ہان یہ بات بجاے خود
مقرر کر لی ہی کہ جہانتک ممکن ہو ملکہ غزال گوہر پوش کو رستم تک نہ جانے دینا چاہیے اور جو کچھ تمھارا
مشورہ ہو اُسے بھی بیان کرو خواجہ یاقوت نے بعد تامل بسیار کہا توقف کرو مین شہر مین جاتا ہون اور
کوئی تدبیر کرتا ہون غرضکہ اسی وقت شہر فرعونیہ مین پہونچا ایک نامہ حمزۂ ثانی کے نام لکھا قاصد کے ہاتھ
حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا وہ قاصد سے حمزۂ ثانی کو پہونچا یا حمزۂ ثانی نے سر نامہ چاک کر کے نامہ
کھولا لکھا تھا کہ بعد حمد خداوند دوسرا و نعت جناب محمد مصطفٰے و منقبت علی مرتضٰے علیہ الف الف تحیۃ و ثنا
تب کتابت ہذا مین ہون خواجہ یاقوت نام وزیر مملکت فرعونیہ خدمت شریف حضرت اقدس و اعلی مین
گزارش ہی کہ سلف سے اس بات کی شہرت ہی کہ بڑون کی بڑی بات علی الخصوص بادشاہان خود مختار و سلاطین
نصفت شعار اپنی دریا دلی سے جو کچھ جسکو چاہتے ہین تفویض فرماتے ہین ہر وقت باب فیض و کرم کو وا
رکھتے ہین کوئی متنفس مجال تعرض نہین رکھ سکتا فی الحال جو مال و اسباب فرعون دست اختیار خادمان
دولت ابد مدت مین آیا ہی اگرچہ مین حکومت فرعونیہ کا دستور راست ہون اور تمام دولت و حکومت
فرعونیہ میری ہی تحویل مین ہی تاہم مالک و مختار حضرت والا مرتبت ہین جو کچھ جسکو چاہین مرحمت فرمائین
کوئی مانع نہین ہوسکتا ہان ایک امر مین کمال درجہ حیرت دامنگیر ہی وہ یہ ہی کہ ملکہ غزال گوہر پوش دختر
فرعون شاہزادہ بدیع الملک کی ناموس ہی حالانکہ اُسکی نسبت میرے نام کوئی حکم ابھی نہین صادر ہوا

ہر گیر بجز لقمۂ بانظ اجنبی سے عریضہ ہیں یہ لکھتا ہون کہ اگر کسی وقت مین ملکۂ غزال کی طلبی ہوئی تو مین
اسکی ترسیل سے معذور رہونگا یہ مقدمہ بحث طلب ہی اسکا تصفیہ ضروری ہی مین نے سنا ہی کہ ملکۂ غزال کے
بارے مین کچھ گفتگو کی نوبت آچکی ہی یہ وجہ اس ذکر کے قلمبند کرنے کے ہوئی بمصداق انی جاعل فی
الارض خلیفۃ فاحکم بین الناس بالحق مجھکو یقین کامل ہی کہ ہر ایک حکم کے صدور مین ہمیشہ عدل و انصاف
شامل رہیگا علی الخصوص ملکۂ غزال گوہر پوش کے بارہ مین خلاصہ اس تقریر طولانی کا یہ ہی کہ اگر بدیع الملک
اپنے حق کا مستحق رہا فہو المراد چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ ملکۂ غزال گوہر پوش سے قطعی ملک فرعونیہ
اور مال و اسباب فرعون سے اپنے کو دست بردار سمجھنا چاہیے جبتک میرے قالب مین جان ہی ہرگز ملکۂ
غزال گوہر پوش اور ملک فرعونیہ اور مال و اسباب فرعون کسی کو نہ دونگا عام اس سے کہ رستم ثانی
ہو یا کوئی اور ہو اس بارہ مین مجھکو اپنی طاقت کا اندازہ کرنا ہی سے ببینم کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا
چہ دارد نہان ٭ فرعون کی نسبت تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن قلعۂ فرعونیہ و مال فرعون بغیر میری رضامندی
کے لینا سہل امر نہین ہی جب وقت طلبی آئیگا اسوقت حقیقت دریافت ہو جائیگی والتسلیم جب اس مضمون
کا نامہ حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم ثانی اٹھکر کھڑا ہوا اور دست بستہ بکمال ادب
اس طرح عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار سعادت قرین ٭ از روے تو روشن زمان و زمین ٭ کیا کچھ میری نسبت
بھی اس نامہ مین لکھا ہی اگر مجھکو سلام لکھا ہی تو علیکم السلام اگر کچھ فرمایش کی ہو تو ارشاد ہو مہیا کرکے بھیجدیجاوے
حمزۂ ثانی نے فرمایا اے رستم سلام کیسا یہ نامہ از اول تا آخر تمھارے ہی بارہ مین لکھا ہی یہ کہا اور وہ نامہ
رستم ثانی کے ہاتھ مین دیکے کہا پڑھو کیا لکھا ہی رستم نے نامہ کو پڑھا اور تھوڑی دیر سکوت مین بیٹھا رہا
حمزۂ ثانی نے فرمایا اے رستم کیا ملکۂ غزال گوہر پوش بدیع الملک سے بھی کچھ سابقہ رکھتی ہی جو اس بارہ
مین اس طرح کی تحریر خواجہ یاقوت وزیر کی آئی ہی سچ کہو یہ کیا واقعہ ہی مجھکو اس مقدمہ سے مطلق اطلاع
نہ تھی استغفر اللہ میرا یہ پیشہ نہین ہی کہ کسی کا حق زائل کرون علے الخصوص ناموس کے بارے مین
رستم ثانی نے عرض کی شہریارا یہ قصہ طولانی ہی خلاصہ سب کا یہ ہی کہ مین اور بدیع الملک دونون
اول شہر فرعونیہ مین داخل ہوے تھے مین قہرمان خونخوار کے یہان مقیم ہوا اور بدیع الملک
خواجہ یاقوت وزیر فرعون کا مہمان ہوا اس طرح کی تحریر طرفداری سے ثابت ہوتا ہی کہ خواجہ
یاقوت بدیع الملک کا دوست و خیر خواہ ہی جب حضور کی مرحمت و عنایت کی خبر بدیع الملک
کو پہونچی ہوگی از راہ حسد خود تو کچھ نہ کہہ سکا خواجہ یاقوت سے شکایت کی ہوگی خواجہ یاقوت نے
اسکی خاطر سے یہ نامہ لکھا ہی ورنہ ملکۂ غزال گوہر پوش بدیع الملک کو کیا جانے اسنے بدیع الملک کے
خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا خواہ مخواہ بدیع الملک پر کیا موقوف ہی جس شخص کا دل چاہے ملکۂ غزال کو
کو اپنا حق ٹھہرا لے اور اپنے سے جو لوگ موافق ہون انکو بہکا کے ہنگامۂ جنگ برپا کرنے کا سامان مہیا کرے
حمزۂ ثانی نے کہا ہان یہ حال اب معلوم ہوا کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون بدیع الملک کا ہوا خواہ ہی
بلکہ سچا دوست سمجھنا چاہیے کیونکہ بدیع الملک کے واسطے ہنگامۂ جنگ گرم کرنے کو آمادہ ہی اے رستم
میری راے یہ ہی کہ آج تو نہین لیکن کل یہان سے قلعۂ فرعونیہ کی جانب کوچ کرو اگر خواجہ یاقوت تمسے
کسی طرح کا تعرض کرے فوراً اسکو قتل کر دو مطلق رعایت نہ کرنا اسلیے کیا معنی کہ بدیع الملک کا ایسا طرفدار

ہو گیا کہ سراسر جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو گیا اور اے رستم ثانی اگر کوئی شخص تمھارا سدّ راہ ہوگا بس
میں سمجھونگا تم کو اُس سے کچھ سروکار نہیں ہے رستم ثانی "بہت خوب" کہ کے خاموش ہو رہا ؎
چو روز دگر خسرو خاوری • برآمد برین تخت نیلوفری • جہان گشت از ظلمت شب رہا • ہمہ نور گردید ارض و سما
رستم ثانی سوار ہوکے فرعونیہ کی جانب روانہ ہوا بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی فرعونیہ
کی جانب چلا ہے اور حمزۂ ثانی نے خواجہ یاقوت کی نسبت یہ حکم دیا ہے کہ اگر تمھارے خلاف اُس سے
کوئی حرکت ظہور میں آئے پس اُس کو بلا تکلف ہلاک کرو بدیع الملک اُنھیں یاران دست راست
کو ہمراہ لے کے سوار ہوا اور اثناے راہ میں قیام کیا اس عرصہ میں رستم ثانی بھی وہاں پہونچا دیکھا
بدیع الملک درمیان راہ میں مقیم ہے سمجھا کہ سدّ راہ ہوا ہے مرکب کو تیز کر کے بدیع الملک کے سامنے
آیا اور کہا اے بدیع الملک تمھارا اس طرف آنے کا کیا کام تھا علی الخصوص ایسے میں کہ جب میں اُس طرف
کو عازم ہوا میں خوب جانتا ہوں جس ارادہ سے تم آئے ہو بیکار تھے اپنے دست و پا کو تکلیف دی
خیریت اسی میں ہے کہ تم یہاں سے واپس جاؤ بدیع الملک نے کہا کیا تیری شامت آئی ہے جو بیہودہ گوئی
پر آمادہ ہوا ہے رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک اس گفتگو سے کچھ کام نہیں نکلیگا اگر مرد میدان ہو
میرے روبرو مقابلہ کو آ شاہزادۂ بدیع الملک مرکب کو اُڑاتا ہوا قریب رستم کے آیا اور کہا او
غاصب کہہ کیا کہتا ہے رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک کیوں تو ایسے کلمات نازیبا میری نسبت اپنی
زبان پر جاری کرتا ہے میں نے کسکا مال غصب کر لیا ہاں حمزۂ ثانی نے اپنی خوشی سے جو کچھ دیا وہ لے لیا
پھر پھیر کیا موقوف ہے حمزۂ ثانی جسکو جو کچھ مرحمت فرمائیں وہ لے بدیع الملک نے کہا اے رستم
اس معاملہ کا فیصلہ تو بس اسی طرح ہو سکتا ہے ؎ بیار آنچہ داری ز مردی نشان • کمان کیانی و گرز گران •
یہ کہا اور نیزہ کا وار رستم پر کیا رستم نے اُس وار کو رد کیا اور کہا ؎ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن •
ہمہ دین و دنیا فراموش کن • بعدہ شمشیر آبدار کا وار کیا بدیع الملک نے بھی رستم کے وار کو رد کیا
خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار دونوں جوان مرکب سے زمین پر آئے اور جنگ زور دست و بازو میں
مصروف ہوئے عمرو ثانی دوان دوان حمزۂ ثانی کے پاس پہونچا اور کہا اے شہریار عالی مقدار
حضور کیا بے خبر بیٹھے ہیں وہاں دونوں سردار آپس میں ہلاک ہوئے جاتے ہیں حمزۂ ثانی نے کہا
اے عمرو کیا بدیع الملک اور رستم کی بابت ذکر کرتے ہو عمرو ثانی نے کہا حضور ہاں حمزہ نے کہا جو
امر میرے دل میں پیشتر سے خطور کیے ہوئے تھا وہی ظہور میں آیا اور حکم دیا جلد مرکب دیوزاد حاضر کرو
فوراً مرکب دیوزاد حاضر ہوا حمزۂ ثانی سوار ہوئے اور اس ہنگامہ میں پہونچے دیکھا بدیع الملک
اور رستم دونوں گاؤ زوریاں کر رہے ہیں بدیع الملک کہہ رہا ہے اے رستم تیرے سبب سے مجھکو سخت
صدمہ پہونچا ہے میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا اور رستم کہہ رہا ہے اے بدیع الملک تو نے مجھکو خواہ مخواہ
غاصب ٹھہرایا ہے میں اُسکے عوض میں ضرور تجھکو سزاے سخت دونگا حمزۂ ثانی قریب آئے اور بقوت
تمام ایک تازیانہ بدیع الملک کی پشت پر مارا بدیع الملک از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا چاہتا
تھا کہ حمزۂ ثانی سے دست و گریبان ہو جائے مگر پھر ضبط کیا البتہ تازیانے کو گرفت میں لا کے
اس زور سے جھٹکا دیا کہ حمزۂ ثانی کے ہاتھ سے نکل کے دور جا کے گرا اور کہا اے حمزہ بجاے خود

اس بات کا کبھی خیال و ملال دل مین تھے کسی طرح کا پایہ کچھ کا رکھتا ہون مجکو بہت افسوس اس بات کا ہو کہ تمہین نے منع کیا ہر ورنہ ہنگام مقابلہ حقیقت دریافت ہو جاتی اور بہت زیادہ تر وجہ میری طرح دینے کی یہ ہو کہ تم میرے بزرگون کے بزرگ ہو یہ کہا اور آبدیدہ ہو کے خاموش ہو رہا بعد حمزہ ثانی رستم کی طرف متوجہ ہوگئے اور تازیانہ اُٹھا کے چاہتے تھے کہ رستم کی پشت پر وار کرین کہ ایرج بزودی تمام حمزہ ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی شہریار حسب الحکم لایہ ہنگام آرائی کی گئی ہو کیونکہ علم ہوا تھا کہ فرقہ جادو اگر کوئی سدراہ ہوگا تو مین سمجھ لونگا اس صورت مین رستم ثانی بالکل بے قصور ہو وہ مستحق تازیانہ کی ضرب کا نہین ہو آیندہ حضور کو اختیار ہو جو کچھ واجب تھا عرض کیا کیا حمزہ ثانی نے وہ تازیانہ ایرج کی پشت پر مارا اور کہا ای خیرہ سر اور عالم اس سے کہ کسی کی خطا ہوا اور کوئی بے خطا ہو مگر بیشتر دیکھا ہے کہ تم سب آمادہ فساد رہتے ہو ہمارے حکم مین یہ بات ہرگز نہین آتی آخر کیا وجہ ہو ایرج تازیانہ کی تکلیف سے تملا گیا بعد عرض کی شہریارا اسکی وجہ تو بہت ظاہر ہو غلام کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہو حمزہ ثانی نے مرکب کی باگ کو پھیرا اور کہا ہم جاتے ہین تم سب خیرہ سرون کو چاہیے کہ جلد دربار مین حاضر ہونا کہ اس باہمی قصہ کا فیصلہ کیا جائے یہ کہا اور بارگاہ سلیمانی کی راہ لی بدیع الملک نے کہا ای رستم کہو کیا ارادہ ہو آیا میرا تمھارا فیصلہ حمزہ ثانی کے روبرو ہوگا یا اسی وقت فیصلہ ہو جائے کیونکہ جب اس مقدمہ کا ایک سو فیصلہ کرنا ہر طرح مقصود ہو تو پھر کسی سے فیصلہ کی کیا ضرورت ہو رستم نے کہا مین تو یہی چاہتا تھا کہ حمزہ ثانی اس مقدمہ کا فیصلہ کرین لیکن اگر تمھاری خوشی خود ہی فیصلہ کر لینے کی ہو تو مین کیا عذر کر سکتا ہون ایرج نے کہا ای رستم باہمی فیصلہ ہرگز درست نہین اور بدیع الملک سے بھی کہا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر یہی تھا کہ حمزہ ثانی اس مقدمہ کو فیصل کرے بدیع الملک نے کہا اگر تم سب کی یہی رائے ہو تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہو یہ کہا اور بدیع الملک مع یاران ہمراہی اپنے مقام قیام مین واپس آیا ہر شخص نے حمزہ ثانی کی ناخوشی کی شکایت کرنا شروع کی بدیع الملک نے کہا ای یارو حمزہ ثانی اس بارہ مین کیا کر سکتے ہین ذرا انکا لیکن انکے گوش زد یہی کیا گیا ہو کہ مسلک غزال گوہر پوش کو بدیع الملک سے کچھ نسبت نہین ہو

اب بدیع الملک و رستم ثانی کو اپنے اپنے مقام مین مقیم اور انواع اقسام کے اذکار و افکار مین مصروف رکھا جاتا ہو اور حمزہ ثانی کے دربار کا ذکر کیا جاتا ہو

ہو جیسے دشت یار مین ساغر شراب کا
کنج قفس مین حوض بھرا ہو گلاب کا
وصل صنم جو دیکھیے حور جنت ہو
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا
رستے مین سجدہ انکی طرف کیا سمجھ کے لوگ
ٹوٹا طلسم چہرہ جو ٹوٹا نقاب کا
جو چاہین لکھ لین کاتب اعمال ہا بدن
وابستہ یہ طلسم ہو لوح کتاب کا

کوزی کا ہو گیا ہو کٹورہ گلاب کا
دریا سے خون کیا ہو تری تشنگی نے رواں
غافل بھی کہا ہو نقطہ ہماری کتاب کا
حرص و ہوس کو سینہ مین غافل جگہ دو
کعبہ ہو نام ایک گشت خراب کا
دریا مین غسل کے لیے اترا جو وہ صنم
دیکھونگا روز حشر مین کاغذ حساب کا
آتش کی التجا ہو یہی تجھ سے یا علی

صیاد نے قتل بلبل کے واسطے
حاصل رہا ہو رتبہ سرون کو حباب کا
سیکھے سکے مین مجھے نشہ لیگیا
مطلب کو فوت کرتا ہو تیرا کتاب کا
سینے کا حقد اسکو سمجھو نہ ای صبا
ناقوس کے جلیون نے بجایا حباب کا
جاہے غلط جہل تو تفصیل فکر کر
صدمہ تو ہو فشار لحد کے عذاب کا

آرایندہ آرایان مملکت نکتہ پروری و تاجداران اقلیم دقیقہ یابی دعوی گستری ان مقامین تازہ مین یون قلم فرسائی
کرتے ہین کہ جب آفتاب برج شرف در مکنون و یک بحث سد بیضہ جہانبانی یعنے حمزہ ثانی بارگاہ سلیمانی
مین آکے مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے تمام سرداران نامدار و پہلوانان نمودار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق
جا بجا کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے حمزہ ثانی بدیع الملک اور رستم ثانی کے مقدمہ کو بغور و تامل سوچ
رہے تھے تمام دربار سکوت کے عالم مین تھا یکایک حمزہ ثانی نے سعد شہریار کو قریب بلایا اور کہا ای سعد
مین اس بارہ مین کمال درجہ متردد ہون کچھ حقیقت اس واقعہ کی دریافت نہ ہوئی تمکو اگر کچھ معلوم ہو تو
بیان کرو سعد شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار عالی تبار سے نور مہر و فلک از روشنی رایت تو باد
سرمہ اہل شرف خاک کف پاے تو باد وہ مجکو بیشتر حالات سے شاہزادہ بدیع الملک کے اطلاع ہی اور اس
شاہزادہ کے مزاج مین بھی دخل رکھتا ہون یعنے بدیع الملک ایک جوان سنجیدہ و حلیم ہی نخوت اسکے
مزاج مین نام کو نہین ہی اور لوگون کی نسبت مین کچھ نہین عرض کر سکتا حمزہ ثانی نے کہا صاحب قاعی ہی واقعہ
موجودہ کے بابت اگر کچھ تمکو دریافت ہو تو بیان کرو سعد شہریار نے کہا ای والا مرتبت سے چشم بدان
زجاہ و جلال تو دور باد + در دولت تو اہل جہان را سر دربار باد + امر صحیح یہ ہی کہ ملکہ غزال گوہر پوش کو جو
شاہزادہ بدیع الملک کی مطلوبہ ہی کسی دوسرے شخص کا اس بارہ مین علق دخل نہین ہی بالکل بیچارہ ہی
جوان نے تازیانہ کھائے اور آزردہ کیا گیا چونکہ استفسار کیا گیا اس وجہ سے اصل حال کے بیان کرنے کی جرات ہوئی
اور نہ مین خاموش تھا اور بجاے خود یہ سمجھ چکا تھا کہ دور یک ست مجھی کی آج نہین کل حقیقت حال کا اعلان ہو جائیگا
حمزہ ثانی انگشت بدندان ہوئے اور کہا ای سعد واقعی اگر ملکہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کی مطلوبہ
ہی تو اس بیچارہ پر بڑا ظلم ہوگیا مگر میری طرح طرح کے شکوک دل مین خطور کرتے ہین سخت حیرت کی یہ بات
ہی کہ رستم ثانی کا بیان ہی کہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کو جانتی بھی نہین ہی سعد شہریار نے کہا شہریار
جو کچھ ارشاد ہوا یہ بہت درست ہی مگر سے آنکہ عیانست چہ حاجت بہ بیان ہی غزال گوہر پوش کو بلا کے
اسی سے کیون نہ دریافت کر لیا جائے اگر وہ بدیع الملک کو پہچانتی ہوگی تو جھوٹ سچ کا حال دریافت
ہو جائیگا حمزہ ثانی نے عمر ثانی کو بلایا اور کہا جاؤ بدیع الملک کے پاس ہو ور ہمارے پاس لے آؤ آج ہم اس
مقدمہ کا فیصلہ کرینگے عمر ثانی بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا ای شاہزادہ والا جاہ تمکو حمزہ ثانی نے
یاد فرمایا ہی بدیع الملک نے عمر ثانی کی صورت دیکھی اور کہا ای عمر ثانی ہم اس نوکری سے دست بردار
ہوئے جو کوئی حمزہ صاحبقران کا نوکر ہو اس کو سمجھا دو اور ای عمر ثانی ہماری طرف سے صاف لفظون مین یہ
کہدینا کہ حمزہ صاحبقران اب ہمارے حال سے مطلق تعرض نہ کرین ورنہ نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ یا تو حمزہ صاحبقران
میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے یا مین انکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا آج تک مین نے انکی بزرگی کا پاس کیا
لیکن اب مین نے بزرگی اور خوردی کے لحاظ کو بالاے طاق رکھا جو خدا کے بندے ہین وہی مین ہون لحاظ و
پاس بزرگی اس بزرگ کا رکھا جاتا ہی جو خوردون کی خوردی کا بھی پاس لحاظ رکھتا ہو ورنہ خوردون کی نسبت خلل ہی تمام
کی بے تمیزی کی شکایتین ہوتی ہین اور بزرگ تلاش ان شکایتون کی جانب التفات نہین کرتے عمر ثانی بدیع الملک کی کلام
کو بسکوت مین سنا کیا بعد کہا ای بدیع الملک جو کچھ تمنے کہا مین نے بخوبی سنا اور واقعی امر یہ ہی کہ جو کچھ تمنے بیان کیا ہم
تو یہ امر ہی کہ حمزہ صاحبقران کو نہ تمسے کسی نوع کی خصومت ہی اور نہ کسی اور پہلوان و سردار سے اگر حمزہ سے کوئی خلل

جہاں پرواز ظہور میں آیا تو اسکی نسبت گمان غالب یہ ہو سکتا ہے کہ آپکی لاعلمی کا سبب تھا اسکا دفعیہ بعد تحقیق دریافت
ہو سکتا ہے سر دست تو تمہاری زبانی حمزۂ ثانی کی شکایت جو کوئی سنیگا وہی کہیگا کہ سخن خطا بزرگان گرفتن
خطاست یہ قطع نظر ان جملہ امور کے بالفرض حمزۂ صاحبقران نے تم پر ظلم کیا ہو وہ بزرگ ہیں ایک وقت
خشم خانی کر بیٹھے دوسرے وقت بکمال شفقت تمہارے سر و چشم کو بوسہ دینگے بدیع الملک نے کہا اے عمر اب یہ
خیالات بالکل مشکوک ہو گئے ہیں اس طول و کلام کو محض لاحاصل سمجھتا ہوں بیکار مغز خواشی کرتا کچھ فائدہ نہوگا
میں ہرگز اب حمزۂ صاحبقران کی خدمت میں نہ جاؤنگا حمزۂ صاحبقران خوش ہوں یا ناراض ہوں مجھے
مطلق پروا نہیں ہے جو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یکدست عمر ثانی نے پھر فہمایش شروع کی بدیع الملک نے
کہا اس بارہ میں اب تمہاری زیادہ گوئی بھی تمہاری نادانی پر محمول کرتا ہوں پس کہدیا جاؤ اپنے ضروری کام
میں مصروف ہو مجھے مطلق سروکار نہ رکھو عمر ثانی نے کہا اے بدیع الملک تم مجھکو نادان سمجھو یا مجنون
تصور کرو مگر میں یہ کہونگا کہ اسوقت تمہاری عقل بھی بالکل جاتی رہی ہے بدیع الملک نے پاپوش سے خلاف ہو
کہا اور اسی وقت حکم کوچ دیا اسباب سفر کے پشتارے بندھنا شروع ہو گئے عمر ثانی نے کہا دیکھو میں واپس
جاتا ہوں اور حمزۂ صاحبقران سے صاف صاف یہی کہے دیتا ہوں کہ وہ نہیں آتے ہیں بدیع الملک
نے کہا ہاں جاؤ یہی کہدو اور تمام یاران دست راست کو ہمراہ لے کے نگارستان جابلقا کی جانب روانہ ہوگیا
تھوڑی دور تک عمر ثانی ہمراہ گیا اور سمجھاتا رہا کہ اے بدیع الملک دیکھو یہ کیا کرتے ہو تمہاری اس عمل کی
سے حمزۂ صاحبقران کو بہت ملال ہوگا بدیع الملک نے کہا اگر حمزۂ صاحبقران کو ملال ہوگا تو زیادہ سے
نسبت کہ میری تنخواہ موقوف کر دینگے اور اگر فوج و لشکر میری گرفتاری کو بھیجینگے کچھ مضائقہ نہیں
مجکو مجبور کر کے لیجا دینگے چلا جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا اور آبدیدہ ہو کے کہا اے عمر کیونکہ حمزۂ صاحبقران
اور انکے مقربان بارگاہ نے میرے دل و جگر میں پھپھولے ڈال دیئے ہیں میں ہی ایسا شخص ہوں کہ اب تک
برداشت کرتا رہا دوسرا ہوتا تو ابتک کب کا فیصلہ ہو گیا ہوتا اور سخت کشت و خون کی نوبت آجاتی عمر ثانی
مجبور ہو کے واپس آیا حمزۂ ثانی کی خدمت میں آ کے کہا اے شہریار میں نے ہر چند بدیع الملک کو سمجھایا مگر وہ
ایسا برخاستہ خاطر ہے کہ میرے اصرار کی جانب مطلق اعتنا نہ کی بلکہ وہ اسوقت مع جملہ یاران دست راست باختر
کی جانب کوچ کر گیا اور بدیع الملک نے یہ بھی کہا کہ میں نے حمزۂ صاحبقران کی نوکری چھوڑی اے
شہریار میری فہمایش پر آج بدیع الملک آبدیدہ ہو گیا نہیں معلوم کیا ایسا سخت ملال اسکو ہے جو بجائے حیرت
عرض کروں اسکے آبدیدہ ہونے پر میرا دل آب ہو گیا ہر چند روکا مگر نہ مانا ناچار واپس آیا حمزۂ ثانی اس
خبر کو سن کے نہایت آزردہ خاطر ہوئے اور کوئی فکر بھی پیدا ہوئی کہا اے عمر ثانی خیریت یہ ہوئی کہ فرعون ناصر کا بیٹا
اور نہ بدیع الملک کے برخاستہ ہو کے چلے جانے میں سخت دقت واقع ہوتی تاہم بدیع الملک کے غصہ کا فرو کرنا
ازحد ضروری ہے جب میں باختر کو جاؤنگا اسوقت اسکے غصہ کے فرو کرنے کی تدبیر کیجاویگی ہنوز یہ گفتگو ہو رہی تھی
کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعونیہ آتا ہے حمزۂ ثانی خاموش ہو رہے خواجہ یاقوت دربار میں
داخل ہوا اور باادب تمام سلام کیا حمزۂ ثانی نے جواب سلام دیا اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ یاقوت بیٹھ
سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا حمزۂ ثانی نے کہا اے خواجہ اسوقت کیسے آپکا اتفاق ہوا خواجہ یاقوت نے کہا کیا عرض کروں
فی الحال طرفہ ماجرا دیکھا ہے پہلے دور کہ رشتہ ماہر ایجاب ہے کہ ستارۂ علم نجوم کا بہت شوق ہے آج وہ حسب اتفاق تا ہرے

پاس آیا انواع اقسام کے حرف و حکایات کے بعد میں نے اپنے طالع کی کیفیت پوچھی اُسنے قواعد نجوم سے آئندہ کے حالات
بیان کیے مع ہذا یہ بھی بیان کیا کہ تمہارا خانہ ملازمت ہنوز سب طرح درست ہے میں نے کہا اگرچہ میں ابھی تک ذات فرعونیہ
پر معتقد ہوں مگر اب فرعون کہاں ہے کہا وہ فرعون موجود ہے اور اسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مقرر ہے
میں تا دیر غریق بحر حیرت رہا اور اپنے بھائی سے بحث کرتا رہا کہ یہ کس طرح ممکن ہو اُسنے کہا اسکو میں نہیں جانتا کہ ممکن ہے
یا نہیں لیکن فرعون ابھی موجود ہے عنقریب ظاہر ہوا چاہتا ہے اور کہا اس جادو کی اسکے ہمراہ ہوگا اور یہ بھی کہا
کہ حمزہ صاحبقران پر سخت یورش کریگا حتیٰ کہ حمزہ صاحبقران پر عرصہ تنگ ہو جائیگا حمزہ ثانی تبسم کرکے
اور کہا اے خواجہ فرعون جہنم واصل ہوا اسکا زندہ ہونا محالات سے ہے علم نجوم کا کچھ اعتبار نہیں ہے ایک ذرہ کو
پہاڑ کہا جاتا ہے اسی لئے بیشتر احکام میری سماعت میں گذرے ہیں خواجہ یاقوت نے کہا ایسا خیال ہرگز نہ کیجیے
یہ نہیں بہت صحیح ہے اور اسمیں مبالغہ کا بالکل دخل نہیں ہے حمزہ ثانی نے کہا تحقیق کیونکر تحقیق ہوا کہ یہ امر صحیح ہے یاقوت
نے کہا جسطرح اسوقت شہریار یقین نہیں کرتے میرا بھی اسوقت یہی حال تھا چونکہ مجھکو اس فن میں کوئی دخل ہے میرے
بھائی نے کہا برادر اگر تمکو یقین نہیں ہے تم خود دیکھ لو چنانچہ میں نے حساب لگایا میرے بھائی نے مجھکو مدد دی اور کس
قاعدہ کو سمجھاتا گیا نتیجہ وہی نکلا جو اُسنے بیان کیا بس مجھکو یقین ہو گیا اے شہریار اس علم کو غلط سمجھ کے غفلت کرنا ہرگز
مناسب نہیں ہے اور جب یہ مقرر ہو چکا ہے کہ اسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مخصوص ہے تو ضرور بدیع الملک
ہی کو اسکی ہلاکت کی کوشش کرنا چاہیے ورنہ اس معاملہ کو طول ہوگا اسوقت میں خاص اس وجہ سے یاددہی
اطلاع دینے کو حاضر ہوا کہ بدیع الملک فی الحال برخاستہ خاطر ہو رہا ہے اگر نئے پہلو تہی کی تو غضب ہو جائیگا
اور کسی سردار و پہلوان کی طاقت نہیں ہے کہ فرعون کے مقابلہ میں سر بر ہو سکے ہر ایک کی بات ہر ایک کے ساتھ
ہے حمزہ ثانی نے کہا اے خواجہ بڑا غضب ہو گیا بدیع الملک یہاں سے برخاستہ ہو کے مع سرداران دست راست
باختر کی جانب روانہ ہو گیا مجھکو کیا خبر تھی ورنہ میں ہرگز اُسکو یہاں سے جانے نہ دیتا خواجہ یاقوت نے کہا
بیشک اب سخت خرابی کا سامنا ہوگا ہاں یہ تو بیان فرماؤ کہ بدیع الملک و رستم کے باہمی قصہ کا کیا فیصلہ
ہوا حمزہ ثانی نے کہا ابھی تو سبب بدیع الملک کے برخاستہ ہو کے چلے جانے کا ہوا ابھی تک وہ معاملہ موقوف
بحث میں ہے اگر سچ پوچھو تو مجھکو اس حال سے مطلق اطلاع نہیں ہے کہ آیا حق کس کی جانب ہے تم کیا کہتے ہو
آیا غزال گوہر پوش بدیع الملک کی مطلوبہ ہے یا رستم ثانی کی خواجہ یاقوت وزیر نے کہا سچ یہ ہے کہ
جوانان دست چپ ہمیشہ سے دغاباز حیلہ ساز ہیں اور جوانان دست راست ہمیشہ غازی و راست باز رہے
ہیں نہیں معلوم اُنکے نفوس میں کہاں کی خباثت بھری ہوئی ہے کہ کسی طرح دفع نہیں ہوتی میں نے بیشتر دیکھا ہے کہ بعض
آدمی ہمیشہ دغابازی اور فاسقی ہی سے اپنا کام بنایا کرتے ہیں رستم ثانی وہاں موجود تھا خواجہ یاقوت کے
اس کلام سے از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا اور کہا اے خواجہ یاقوت اسطرح بلا تکلف کسی کی نسبت خلاف کلمے زبان پر
جاری کرنا بہتر نہیں ہوتا ہے آخر کیا دغابازی پہلوانان دست چپ سے ظہور میں آئی ہے جو تو اس طرح بیباکانہ اُنکو متہم کرتا ہے
خبردار اب ایسے کلمات ناز یبا سرداروں کی نسبت زبان پر نہ لانا ورنہ بہت خراب نتیجہ دیکھیگا خواجہ یاقوت نے کہا
اے رستم دیکھو تو ابھی بیہودگی جو لوگ ذرہ سے کوہ بھی ہو رہے ہیں ہر ایک کو سچ سمجھ کے مُنہ سے نکالتے ہیں
رستم نے کہا تو نے جو پہلوانان دست چپ کو دغاباز و حیلہ ساز کہا یہ سچ سمجھ کے کہا خواجہ یاقوت نے کہا ہاں یہ بات
تو نے معقول کہی دعوی بغیر دلیل کے کبھی صحیح نہیں ہوتا کاش کے تو پہلے ہی مجھے مہلت پوچھتا اے رستم شاید

تو سمجھنا چاہتا ہے کہ میں تیری حقیقت حال سے آگاہ نہیں ہون اب تجھے پہلوانان دست چپ کی دغا بازی و
حیلہ سازی کا ثبوت دون اُسکے بعد اگر جھوٹ نکلے تو بس آپ بگولا ہو جانا ای رستم علمشاہ رومی کو تو جانتا ہی
یا نہیں اُسنے کہا ہان خوب جانتا ہون خواجہ یاقوت نے کہا وہی علمشاہ رومی جسکو تو جانتا ہو اُسنے ایک زمانہ
میں اپنے گلے میں بت لٹکائے زنار پہنا پایہ تخت صلصال میں مدت تک مسلمانون کو ہلاک کرتا رہا ہزارہا بیگناہون
کا خون اپنی گردن پر لیا بعدہ جب ملک قاسم نے انتظام میں دخل دیا کوچک باختر میں شاہزادہ
بدیع الملک کے ہر ایک کام میں فتنہ و فساد برپا کرتا رہا جب تیرا باپ ایرج کامیاب ہوا امیر والا توقیر کے
تمام کامون کو ابتر کرتا رہا اور اپنی مان پر عاشق ہو گیا حتی کہ بارہ برس تک اُسکے عشق میں مجنون و دیوانہ رہا یہانتک
کہ تو پیدا ہوا اب تو اپنے کو دیکھ اور شاہزادہ بدیع الملک سے دعوی ہمچشمی کو دیکھ اور تونے صرف ہمچشمی پر اکتفا کرتا
مزید بران اسکی ناموس کو قبضہ میں لانے کا بندوبست کیا حالانکہ اسکی ناموس تیری مادر ہوتی اور وہ تیرا چچا ہوا کیونکہ
تیرے باپ کا بھائی ہوا ای رستم کیون تو نے اپنے بزرگون کا پوست کندہ حال بیان کروا یا مجکو بہت کچھ یاد ہی اگر کہو تو
اسی طرح اور کچھ بھی بیان کرون خلاصہ تیرے تمام خاندانی حالات کا یہ ہی کہ سلسلہ تیری نسل میں شورہ پشتی چلی آتی
ہی آج یہ کوئی نئی بات نہیں ہی اس سے کہتے تیری نسل کی کیفیت نہ معلوم ہو مجھے کیا پوچھتا ہی کہ پہلوانان
دست چپ نے کیا دغا بازی و حیلہ سازی کی تو ہی انصاف سے کہہ سکتا ہی اس سے زیادہ دغا بازی و حیلہ سازی
کیا ہوگی مجکو تعجب ہی کہ آج تک تیرے ساتھ میں بدیع الملک کس طرح زندہ رہا ہلاک کیون نہ ہو گیا حالانکہ یہ
مجکو یقین ہی کہ تو شب و روز اسکی ہلاکت کی فکر میں ہوگا و لا حول و لا قوۃ الا باللہ شعر انسان کیا جسمین انسانیت کی بو
نہ پائی جائے آدمی را آدمیت لازم است + عود اگر بو نباشد ہیزم است + یہ کہکے خواجہ یاقوت سعد شہریار
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا شہریار رستم تو اسوقت میں وہان تھے اگر میں جھوٹ کہتا ہون تو تم مجکو شہریار والا تبار
کے روبرو قائل کردو اور کاذب بنا دو میں تو سب کے روبرو کہتا ہون پوشیدہ نہیں کہتا سعد شہریار پر کیا
موقوف ہی اور بھی بیشتر حاضرین آگاہ ہونگے اگرچہ بمصلحت اسوقت سکوت کرین سعد شہریار نے کہا ای خواجہ
اسمین مطلق شک و شبہ نہیں کہ تمنے جو کچھ کہا سچ کہا بعدہ خواجہ یاقوت نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا ای شاہزادہ
ایرج نوجوان تھوڑا سا حضرت بادشاہ اسلام کے سامنے چلے آؤ ایرج نوجوان اپنی جگہ سے اُٹھا اور حمزہ ثانی
کے روبرو آیا خواجہ یاقوت نے کہا ای ایرج اس وقت حق حق بات زبان سے نکالنا ایک روز جب کہ ملکہ
سے ملاقات کرتا ہی پہلے یہ بتا دو کہ تم اور رستم ثانی فرعون کی قید سخت میں مبتلا تھے یا نہیں تھے ایرج نوجوان
نے کہا اگرچہ میں اس حال کو پوشیدہ بھی کرون لیکن کیونکر پوشیدہ ہو سکتا ہی در انحالیکہ سب ہی آگاہ ہیں خواجہ
یاقوت نے پوچھا اچھا اب یہ بھی بتا دو کہ اس قید سخت سے کس نے خلاص کیا ایرج نے کہا ہم لوگون کو
کلس نام عیار ملکہ غزال گوہر پوش نے اس قید سے رہا کیا تھا خواجہ یاقوت نے کہا اب یہ بھی ازراہ مہربانی
بیان کر دو کہ کلس عیار ملکہ غزال نے جو تمھین قید سے رہا کیا اسکا کیا سبب تھا آیا تمھے کلس سے قرابت تھی یا
کلس تمھارا نوکر تھا یا تم میں سے کسی پر ملکہ غزال فریفتہ تھی جسکی رعایت سے کلس اُسکے عیار نے
خلاص کیا ایرج نوجوان نے کہا ان تمام باتون میں سے کوئی بات نہ تھی خواجہ نے کہا اچھا علاوہ ان اسباب
کے کوئی اور سبب واقعی بیان کرو جسکے سبب ملکہ کے عیار نے تمھین رہا کیا ایرج نوجوان نے سر نیچا کر لیا
حمزہ ثانی نے کہا ای ایرج یہ کیا معنی کہ تو نے سر نیچا کر لیا خواجہ کیا سوال کرتا ہی جو کچھ مجکو معلوم ہو صاف

صاف بیان کرے کوئی تجھسے کسیطرح کا تعرض نہین کریگا ایرج نوجوان نے کہا استغفر اللہ کیا ارشاد ہوتا ہی مجھ
حضور کے مجھسے تعرض کوئی کیا کر سکتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا جب یہ سمجھتا ہی پھر کیون سرنگون ہوتا ہی مجھکو قسم ہی
صاحبقران کے جان کی جو کچھ غلط سچا حال معلوم ہو بیان کرے اگر تو نہ بیان کریگا مجھکو کمال صدمہ ہوگا تو نہین دیکھتا ہی کہ
آپس مین کیسے کیسے فساد برپا ہو رہے ہین تیرے ہی سبب سے یہ مقدمہ فیصل ہو اسی ایرج نوجوان نے کہا شہریار
سچ تو یہ ہی کہ جب کلس عیار ملکہ غزال نے ہمکو قید فرعون سے رہا کیا کلس ہمارے پاس آیا اور کہا آگاہ ہو چونکہ
تم برادران بدیع الملک سے ہو اس وجہ سے ہمنے تمکو اس قید و بند سے خلاص کیا رستم ثانی نے جو ملکہ کو دیکھا
اسکی صورت پر فریفتہ ہو گیا مجھکو قرینہ سے دریافت ہو گیا کہ رستم ملکہ غزال پر عاشق ہو گیا اسی طرف متوجہ ہی
مین نے منع کیا کہ ای رستم یہ بات بالکل بیجا ہی یہی غنیمت جانو کہ اس قید سخت سے رہا ہو گئے رستم ثانی
نے میرا کہنا نہ مانا ملکہ غزال سے کہا ای نازنین مین بھی بدیع الملک کا بھائی ہون مجھکو اپنی غلامی کیواسطے
قبول کر ملکہ نے کہا ای شاہزادہ چونکہ تمھاری خوشی اسی مین ہی پس مجھکو بھی کوئی عذر نہین ہر طرح مجھکو رضامند سمجھ
یہ کہکے چند جام بادۂ گلفام بیہوشی آمیز کے لبالب رستم کو اور مجھے دیے رستم ثانی اس بادہ پیمائی کو
رضامندی کی دلیل سمجھے جب تک حواس درست رہے مزاق کرتے رہے جب بیہوشی نے اپنا
عمل شروع کیا ملکہ نے دو مرکب سبک رفتار طلب کیے ان مرکبون پر ہمکو اسی حالت بیخودی مین سوار کرکے شہر [illegible]
سے باہر نکلوا دیا آخر ہم ہوش کی حالت مین سنبھل کے ان مرکبون پر سوار ہوئے اور طوفان جنگی کے ساتھ
بدیع الملک کے لشکر کی جانب راہی ہوئے بس اسقدر حال تو مجھکو بچشم دیدہ معلوم ہی جو بیان کیا اور کچھ مجھکو
نہین معلوم ہی آیندہ صاحبقران والا شان کو اختیار ہی اس صورت مین ملکہ غزال کو جسکا حق سمجھین اسے
بخشدین جب حمزۂ ثانی نے یہ قصہ اس تفصیل سے سنا نہایت برہم ہوا رستم ثانی کی طرف بنظر غیظ و غضب دیکھکے
کہا او نامرد دروغگو اگر یہ واقعہ اس طرح کا تھا جسکو تو بھی بخوبی جانتا تھا پس کیا وجہ تھی جو تو نے کہا دختر
فرعون ملکہ غزال کو مجھے بخشدو ورنہ خواجہ یاقوت وزیر کا یہان ورود ہوتا نہ اس بھید کا انکشاف ہوتا ظاہر کہ
خواجہ یاقوت کے دغاباز کہنے پر برخاستہ ہوا رستم ثانی خجالت سے عرق عرق ہو گیا سر جھکائے ہوئے سکوت
مین بیٹھا تھا حمزۂ ثانی نے چاہا کہ تازیانے سے مثل بدیع الملک کے رستم ثانی کی بھی خبر لے سعد شہریار
نے بمصلحت کہا شہریار رہنے دیجیے کچھ عرض کرتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا سعد نے کہا یہان نہین تخلیہ مین عرض کرونگا
حمزہ اور سعد دونون مقام تخلیہ مین گئے سعد نے کہا مین نے صرف اس غرض سے تکلیف دی کہ اگرچہ رستم ثانی
نے سخت تقصیر کیا اور واقعی رستم نے بدیع الملک پر بڑا ظلم کیا جسکی سزا جتنی کچھ ہو سکتی ہی لیکن فی الحال
سکوت کرنا قرین مصلحت ہی وہ مصلحت یہ ہی کہ اگر قول خواجہ یاقوت بحکم نجوم صحیح ہوا اور فرعون پھر خود ادہر ہوا
تو پہلوانان دست راست تو اس طرح برخاستہ ہو کے چلے گئے ہین اسوقت پہلوانان دست چپ بھی برخاست
ہو جائینگے پھر تنہا کیا کام ہو سکتا ہی اور مجھکو بھی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ واقعی فرعون [illegible] ہو کے
خروج کریگا ایسے احکام نجوم کے غلط نہین ہوتے اور خواجہ ایک مرد [illegible] ہی شاید کوئی لغو خبر ہرگز
زبان سے نہین نکالیگا جب اسکو یقین ہو گیا ہی تب اسنے بیان کیا حمزۂ ثانی نے کہا ای سعد واقعی
تمھاری راے بہت صائب ہی خوب کیا جو تمنے اس راے سے مجھے اطلاع دی ورنہ مجھکو رستم کی اس
بیہودہ حرکت سے ایسا غصہ آیا ہی کہ بس نہین چلتا ہی تازیانون سے اسکی کھال اڑا دون سعد شہریار

نے کہا بغیر ضبط اسوقت کوئی چارہ نہیں حمزہ ثانی نے سکوت کیا اور اپنی جگہ آکے بیٹھ رہے چند لمحہ تک سرنگون
سکوت میں بیٹھے رہے پھر حکم دیا کہ کشتی لاؤ ملازموں نے کشتی حاضر کی خواجہ یاقوت کو خلعت رخصت ہوا
خواجہ نے بادب تمام تسلیم عرض کی اور کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں مگر از روے نجوم جو کچھ میں نے خبر دی ہے
اسکا ضرور خیال رہے حمزہ ثانی نے کہا ہاں مجھکو بخوبی خیال ہے خواجہ سلام کرکے روانہ ہو گیا اب حمزہ ثانی
کا یہ حال ہے کہ غمگین و بدحواس نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن طرح طرح کے خطرے دل میں پیدا ہوتے
ہیں جسکا علاج سمجھ میں نہیں آتا اسی حالت انتشار میں اٹھا خیمہ میں آیا بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتاً نیند کا
غلبہ ہوا بے خبر سو گیا خواب میں دیکھا کہ امیر صاحبقران تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں اے فرزند تجھسے
بڑی غلطی ہوئی انسان کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کے ہر ایک بات پر عمل کرے یہ نہیں کہ جو سمجھ میں آیا بغیر مشورہ
اسپر عمل کر لیا جسکا نتیجہ بجز خرابی کے اور کچھ نہیں ہوتا یہ کیا غضب کیا کہ بدیع الملک کو آزردہ کرکے
نکال دیا اور صرف آزردہ اسی پر نہیں کیا کہ اسکے ناموس کو رستم کی درخواست پر رستم کو بخشدیا بلکہ اس
بیچارے کو تازیانہ سے ایذا پہونچائی حالانکہ وہ بالکل بیقصور تھا اے فرزند کیا تم سمجھتے ہو کہ بدیع الملک
سے ملاقات کرکے اُسے رضامند کرلوگے استغفر اللہ بالفرض بدیع الملک اپنی سعادتمندی سے رضامند بھی
ہو جائے گا تو بھی جسقدر اذیت تیرے ہاتھ سے بدیع الملک کو ہوئی ہے اسی کے موافق اسکا عوض
تجھے بھی ضرور ملیگا یعنے تجھے بھی اذیت ہمسنگی میں خاص اسی اطلاع کیواسطے آیا تھا اب میں جاتا ہوں
خداوند عالم تیرا حافظ و نگہبان ہے اور بار دیگر میں تجھے سمجھاے جاتا ہوں کہ کوئی کام نہ کر جبتک اسکو بخوبی
سوچ سمجھ کے انتیجہ نہ نکال لے اب تو بدیع الملک ناراض ہو کے چلا ہی گیا ہے مگر جب اس سے ملاقات
ہو اسکے راضی ہونے کی کوشش کرنا وہ جوان نہایت دانشمند اور حلیم ہے کیا عجب ہے اگر تیرے راضی کرنے
سے راضی ہو جائے اور گرد ملال کو اپنے دل سے دھو ڈالے بعد ازاں نظر سے غائب ہوگئے حمزہ ثانی
گھبرا کے خواب سے بیدار ہوئے خواب کا خیال بندھا اور زیادہ انتشار پیدا ہوا کہا دیکھیے اب خدا کیا
دکھاتا ہے غلطی تو بیشک ضرور ہوئی الانسان مرکب من الخطاء والنسیان آدمی سے خطا ہو ہی جاتی ہے مگر
بسبب خوف کے لرزے جاتے تھے

اب حمزہ ثانی کو فکر و تردد میں مبتلا رکھا جاتا ہے اور فرعون شاہ کا حال مسطور ہوتا ہے

چلی ہے ایسی زمانہ میں کچھ ہوا الٹی
زبان کبھی نہ دم عرض مدعا الٹی
نگاہ ناز کی ترچھی پھری صنم کی ہیں
نصیب اپنے پھرے قسمت لکھا الٹی
خلاف وضع ہے انسان کیواسطے یہ سب
خیال وصل میں ہیں ہجر میں روا الٹی
سخن پرداز این شیوہ حکایت

کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا الٹی
نہ روز ہجر ہی کچھ خوب ہے نہ شام فراق
خلاف عشوہ و انداز ہے ادا الٹی
کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسم حسرت یار
بدن کی زیب ہوئے کبھی قبا الٹی
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہمسے اے آتش
چنین کرد از سخن سنجان روایت

بیان حالت دل جیش کیا ہو نہ سکا
طلسم بخت یہ سیدھی ہوئے یا الٹی
ہمارے خون میں ہیں دست و پا قاتل کے
در قبول سے ٹکرا کے پھر دعا الٹی
شب فراق میں ہم نے جو منہ لپیٹا ہے
زمانہ پھر گیا کیسی چلی ہوا الٹی
کہ فرعون شاہ آہن حصار

میں تھا یکایک کیا دیکھتا ہے کہ جیران کوہ سے گرد پیدا ہوئی جب وہ گرد نزدیک ہوئی دامن گرد چاک ہوا
مطول شاہ و طول بن طال بن مطلول و جیان نگی سات لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے اسطرف آتے معلوم ہوئے

جب قریب پہونچے دولاسب نے بہت مجوسی مجلس میں اعتقاد فرعون کے روبرو سر نیاز جھکایا پھر اپنی سواری
سے نیچے بعد دیگرے فرعون ملعون کو سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کے اسطرح دعا مانگی ای خداوند
تیری محبت ہمارے دلوں میں جگہ کرے تیرا اعتقاد بھی ترقی کرتا رہے تو اپنے بندوں کو اپنے دل سے
کبھی نہ بھلانا ہمیشہ حاضر و غائب عنایت و رحمت کی نظر رکھنا ہم تیرے بندے تیرے سوا کسی کو نہیں سمجھتے
ہر دم تیرا ہی دم بھرتے ہیں تیری ہی یاد رکھتے ہیں زندگی میں ہمکو آباد و شاد رکھنا مرنے کے بعد اپنی ارم کے
کسی گوشہ میں ہمکو بھی جگہ دینا اس اثنا میں یکایک شیاطین آیا اور موقف عرض سے اسطرح گویا ہوا ای
سب قوتوں اور قدرتوں کے مالک تو سب اچھی چیزوں کا دینے والا اور بنانے والا ہے اپنے نام کی محبت
ہمارے دلوں میں پیدا کر ہم میں سچی دینداری بڑھا ساری نیکیوں کی ہم میں تربیت کر فی الحال ایک خبر تازہ
گوش گذار حضرت اعلی کیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ سر دست خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والوں میں بہت بڑا
انقلاب پیدا ہو گیا ہے فرعون شاہ نے کہا ای شیاطین بندۂ خاص قدیم الاختصاص جلد بیان کر وہ کیا
انقلاب خداپرستوں کے لشکر میں پیدا ہو گیا ہے شیاطین بولا نتیجہ اس انقلاب کا یہ ہے بدیع الملک
نامے جو تیرا بندہ ہے اور تجھ سے منحرف ہے وہ باختر کی جانب کوچ کر گیا ہے اور حمزۂ ثانی جو خداپرستوں کا سردار اعلیٰ
ہے اور جسکو تو نے اپنی قدرت کاملہ سے بہت کچھ نوازہ ہے وہ مع سرداران دست چپ فرعونیہ میں
وارد ہوا ہے و رحب جان کے عوض کیا آیندہ اختیار بدست مختار فرعون اس خبر انقلاب کے مارے خوشی
کے بہت کچھ بندر کیطرح اچھلا کودا شیاطین نے کہا ای خداوند یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ صرف اچھلنے کودنے
پر اکتفا کیجاوے بلکہ اس بارہ میں کچھ تدارک کرنا چاہیے اگرچہ قدرت خداوند ہر وقت غالب ہے اور کوئی
کیا کر سکتا ہے تاہم تو نے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے ایسا نہو کہ تیرے دشمنوں کے ہاتھ سے ایسا کچھ سبب پیدا ہو
کہ خداوندی کسی طرح کی تضحیک و تذلیل ہو جائے اور خداوند کو صدمہ پہونچے علی الخصوص خدائے نادیدہ
کے پرستش کرنے والوں کی جلد خبر لینا چاہیے کہ انکے حرکات بیشتر خداوند کے انتظام میں خلل پیدا
کرنے والے ہیں فرعون نے سر ہلایا کہا ہان تو سچ کہتا ہے میں اسکا انتظام کرتا ہوں چنانچہ اسیوقت حکم
کوچ دیا فوراً سامان سفر جانوران باربردار پر بار کیا گیا بکثرت فوج ساتھ ہولی فرعونیہ کے جانب کوچ کیا
کناس جادو ساتھ تھا جب تھوڑی راہ طی ہوئی اسنے کہا ای خداوند میرے بارہ میں کیا حکم ہے آیا ہمراہ
رہوں یا یہیں مقیم رہوں فرعون نے کہا ای کناس تیرا میرے ہمراہ چلنا ضروری ہے کناس نے کہا
بہت مناسب ور ساتھ ساتھ وہ بھی روانہ ہوا اثنائے راہ میں فرعون کچھ سوچا پھر اپنی شاخ سے
ایک بال نوچا آگ نکالی اسمیں ڈالدیا اسکا جلنا تھا کہ سامنے سے محافہ نشین نمودار ہوا آتے ہی فرعون
کو سجدہ کیا دعا و ثنائے خداوندی بجا لایا اور دست بستہ عرض کی یا خداوند کیا ارشاد ہوتا ہے فرعون نے
کہا ای محافہ نشین فی الحال میری سماعت میں گذرا ہے کہ بدیع الملک نامے غدار پرست باختر کی جانب
گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ فرعونیہ جاؤں تجکو خاص اسواسطے بلایا ہے کہ تیری صلاح لوں آیا میری رائے درست ہے
یا تو اس سے خلاف ہے اسنے کہا ای خداوند یہ رائے بہت مناسب ہے میں تجھسے اتفاق کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ بعد
قطع مراحل و طی منازل چند روز کے بعد فرعون لشکر حمزۂ ثانی کے قریب پہونچا اور روبرو لشکر اسلام کے خیمہ زن ہوا
سرداران لشکر اسلام متعجب ہوئے کہ نہیں معلوم یہ کون بادشاہ مع فوج و لشکر کثیر یہاں آیا ہے خبرداروں کو

خبر کے واسطے بھیجا انھون نے آنکے خبر دی کہ فرعون یہان وارد ہوا ہی اور یہ سب
بیٹھے اُسی کے استادہ ہین یہ خبر حمزہ ثانی کو بھی پہونچی غرض بحر حیرت ہو گیا رستم ثانی
کو بلایا کہا ای رستم خوش ہو کہ فرعون پھر پیدا ہو گیا اگرچہ ہم خداے قادر و توانا پر
بھروسہ کیے ہوئے ہین کہ سہ دشمن اگر قوی است نگہبان قوی ترست + لیکن تمسے اسوقت بیان
کرنے کی یہ غرض ہی کہ کیا خوب فرعون کا قصہ پاک کیا ای رستم تمھارا جو کام ہی وہ ایسا
ہی غلط ہی ای رستم ثانی تمنے فرعون کو جہنم واصل کیا تھا اب یہ فرعون کہان سے آگیا
کیا وہ فرعون نہ تھا کسی راہ گیر کو گرفتار کیا تھا اور بغرض دفع الوقتی فرعون قرار دے کے
اُسکو ہلاک کیا ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ تم لوگ کس طرح کی کارروائی کیا کرتے ہو
اور بجاے خود کیا سمجھتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ ایسی لغو کارروائیون پر فخر کرتے ہو اور
ہوس مین کشت و خون کرنے پر آمادہ رہتے ہو اُس وقت رستم ثانی کا یہ حال تھا
کہ گویا جان نہین ہی سر جھکاے بیٹھا تھا وہان فرعون نے حمزہ ثانی کے نام نامہ لکھا شہبر دیوانہ
کے ہاتھ حمزہ ثانی کی خدمت مین بھیجا حمزہ ثانی نے سرنامہ چاک کیا نامہ کو کھولا لکھا تھا
ہزار ہزار تعریف اُس بت بزرگ کی جسکا نام لات واسطے ہی جسنے پانی پر زمین کو بچھایا
ہی زمین پر آسمان کو چھتری کی طرح چھایا ہی درمیان زمین و آسمان کے جمادات نباتات حیوانات
کو بنایا مجھکو جملہ موجودات پر شرف بخشکے اپنا مرتبہ عنایت فرمایا دونون جہان کی حکومت بخشی
بنابران استفسار کیا جاتا ہی ای حمزہ ثانی کیا تجھکو مثل زمرد شاہ وغیرہ کافرون کے بجاے خود
سمجھ لیا ہی جو بغیر اطلاع و اجازت اس طرف چلا آیا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کس درجہ
کی حکومت بت بزرگ نے مرحمت کی ہی آگاہ ہو ای حمزہ ثانی فی الحال میرے غضب کا
دریا جوش پر ہی تجھکو میرے قہر و غضب سے ڈرنا چاہیے خیریت اسی مین ہی کہ بلا تکلف چلا آ اور
مجھکو سجدہ کر اگر تجھکو خیال ہی کہ جو گناہ تو نے کیا اُسکا عوض لونگا مین قسم کھاتا ہون اپنے عزت
و جلال کی کہ مین تیرے تمام گناہان گذشتہ سے درگذر ونگا اور مطلق تعرض نہین کرونگا اگرچہ
تو نے میری بہت کچھ تقصیری کی ہی جسکے عوض مین تیرا جو حال اور جس طرح کا عذاب سخت نازل
کرون بجا ہی مگر مین بہت بڑا رحم دل ہون میرے رحم کے مقابلہ مین تیرے گناہون کی کچھ
وقعت نہین ہی ہر وقت مین اپنے رحم کی طرف نظر کرتا ہون کسی کے گناہون کا مطلق خیال
نہین کرتا ہون فقط جب اس خط کا مضمون حمزہ ثانی کی نظر سے گذرا کمال درجہ طبیعت مین اشتعال
پیدا ہوا فوراً نامہ کو چاک کر ڈالا اور دیوانہ کی طرف دیکھ کے کہا ای شہبر یہ نامہ کسکا تھا
جو نے مجھکو دیا شہبر دیوانہ نے کہا ای شہریار تعجب ہی کہ تمنے نامہ کو از اول تا آخر دیکھا اور
پھر پوچھتے ہو کہ یہ نامہ کسکا تھا حمزہ ثانی نے کہا مین نے نامہ کو بیشک پڑھا مگر مین
پوچھتا ہون تو کاتب کا نام تو لے شہبر نے کہا یہ نامہ اُس شخص کا ہی جو آج تمام زمین و آسمان کا حاکم ہی
جو تمام خلقت عالم کا خداوند ہی جسکے قدرت و جلال سے اسکے بندہ جو اعتقاد صادق رکھتے
ہین بخوبی واقف ہین حمزہ ثانی نے کہا وہ کس مرتبہ کا سگ خارشتی ہی وہ کیا جوتی کی نوک ہی

اُسنے کیا جھک مارا جو اس طرح کا نامہ لکھا اور ویسے ہی مزخرف اُسکے معتقد ہیں جو اُسکو خداوند
کہتے ہیں جو اُسکی قدرت کے قائل ہیں شہر دیوانہ حیرت سے حمزۂ ثانی کی صورت دیکھنے لگا کہا
شہریار یہ کیا کہتے ہو تمکو کچھ خوف نہیں اگر خداوند کا غضب اسی وقت نازل ہو جائے تو تعجب نہیں
حمزۂ ثانی نے آواز بلند کہا خاموش ہو کیا مزخرف بکتا ہی شہر دیوانہ نے کہا خیر میں تو جو کچھ مزخرف
بکتا ہوں بکتا ہوں مگر اس نامہ کا جواب تو دو حمزۂ ثانی نے کہا جا اس نامہ کا جواب کہدے کہ نامہ و پیام
کی کچھ ضرورت نہیں ہی آمادۂ حرب ہو دیکھوں کیا تو قدرت و طاقت رکھتا ہی اور کیسا خداوندی کا
دعوے کرتا ہی شہر دیوانہ حمزۂ ثانی سے یہ جواب لیکے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا ہنوز
حمزۂ ثانی کے لشکر کے طلایہ سے باہر نہیں گیا تھا کیا دیکھتا ہی کہ خسرو بن قہرمان حمزۂ ثانی کے لشکر
میں چلا آتا ہی شہر دیوانہ نے حیرت سے اسکی صورت دیکھی اور کہا ای خسرو تو خداوند فرعون کا
وزیر اعظم اور خواہر زادہ بھی ہی تجکو خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والوں سے کیا کام ہی جو تو
یہاں آیا ہی تعجب یہ ہی کہ خدا پرست فرعون پرستوں کے دشمن جان ہیں لیکن تجھے کسی طرح کا عرض
نہیں کرتے سچ بتا یہ کیا واقعہ ہی خسرو بن قہرمان نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او قبیح نابکار
یہ تو کیا بکتا ہی کیا تو مجکو فرعون پرست سمجھتا ہی میں تین حرف کہتا ہوں ایسے خداوند پر اور اُسکے
معتقدوں پر میں خدا پرست ہوں اور خدا پرستوں کا مطیع ہوں شہر نے کہا ان سچ کہو مجکو ہرگز
یقین نہیں ہی خسرو نے شمشیر آبدار کا وار شہر دیوانہ کے سر پر کیا اور کہا اب تجکو یقین آجاویگا
راوی کہتا ہی کہ وہ وار ایسا خفیف تھا کہ شہر دیوانہ کے ہوش و حواس بجا رہے اگرچہ سر کے
زخم سے پرنالہ کیطرح خون جاری ہوا شہر نے اسی حالت مجروحی میں ہاتھ بڑھا کے خسرو
بن قہرمان کا کمربند پکڑ لیا اور خسرو کے ہاتھ سے تلوار چھین کے دور پھینکدی اور بغل میں مستحکم
لیکے فرعون کی خدمت میں آیا فرعون نے جو شہر دیوانہ کو اس ہیئت سے آتے دیکھا
کہا ای دیوانہ یہ کیا واقعہ ہی کہ تو خسرو کو بغل میں دبائے ہوئے ہی شہر نے کہا ای خداوند
پہلے اپنے نامے کا جواب سنو حمزۂ ثانی نے تمھاری شان میں جو جو کلمات ناسزا کہے ہیں
میری مجال نہیں کہ زبان پر لا سکوں میں نے جواب نامہ مانگا کہا بس جواب نامہ یہی ہی کہ حرب و
ضرب کے واسطے آمادہ ہو میں اس جواب کو سن کے واپس چلا تھا کہ خسرو کو لشکر اسلام
میں دیکھا متعجب ہوکے پوچھا ای خسرو تو یہاں کہاں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے کس طرح سلامت
رہا خسرو نے کہا میں بھی مسلمان ہوں اور تلوار کا وار میرے سر پر کیا جس سے میرا سر زخمی
ہو گیا میں نے چاہا کہ میں بھی اپنا وار کروں مگر پھر خیال آیا کہ اس معاملہ کو خداوند ہی پر محول رکھنا
مناسب ہی چنانچہ خسرو کو بغل میں دبا کے یہاں لے آیا فرعون نے کہا ای خسرو یہ شہر دیوانہ
تیری نسبت کیا کہتا ہی آیا یہ سچ ہی یا اتہام ہی خسرو نے کہا ہرگز اتہام نہیں ہی ای فرعون ملعون
ہزار جان سے قربان ہوں مذہب اسلام پر فرعون نے کہا ای خسرو تو یہ کیا کہ رہا ہی معلوم ہوتا
ہو تیرے حواس درست نہیں ہیں خسرو نے کہا میرے حواس ہر طرح درست ہیں تو البتہ ازلی
بے بد حواس پیدا ہوا ہی فرعون نے حکم دیا کہ اسی وقت خسرو کو ہلاک کر دو واقعی یہ مسلمان ہو

کے بہکانے مین آگیا فوراً جلاد حاضر ہوا اور خسرو بن قہرمان کا سرتن سے جدا کیا یہ خبر
حمزۂ صاحبقران کو جو پہنچی کہ خسرو بن قہرمان جو ہوا داران رستم ثانی سے تھا فرعون
کے حکم سے قتل کیا گیا اور سبب ہلاکت اسکا شبہر دیوانہ ہوا ہی کیونکہ جسوقت شبہر دیوانہ یہان
سے اپنے لشکر کی جانب چلا تھا خسرو کو لشکر اسلام مین دیکھکے متعجب ہوا بعد گفت و شنید
بسیار شبہر دیوانہ خسرو کو گرفتار کرکے لے گیا اور فرعون کے روبرو اُسکے مسلمان ہونے کی حقیقت
بیان کی حمزۂ ثانی کو بہت ملال ہوا رستم ثانی اسوقت دربار مین موجود تھا آہستہ وہان سے
اٹھا اور باہر آکے مسلح و مکمل مرکب پر سوار ہوا بارگاہ فرعون کی راہ لی تا اینکہ دربانان دربار فرعون
مین ہو پہنچا فرعون کو بطریق اسلام سلام کیا فرعون نے رستم ثانی کو دیکھ کے کہا
ای خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والے تعجب ہی کہ تو یہان آیا بیان کر کسواسطے
آیا ہی رستم ثانی نے کہا شبہر دیوانہ کہان ہی جو خسرو بن قہرمان کو لایا ہی مین نے سُنا ہی
کہ خسرو کو اس ملعون نے ہلاک کروایا شبہر دیوانہ موجود تھا کہا ای خداپرست تیری یہ طاقت
ہی کہ فرعون کے دربار مین میرا نام اس بے تکلفی سے لے رستم ثانی نے کہا تو ایسی کیا
وقعت رکھتا ہی جو تیرا نام دربار مین نہ لیا جاوے شبہر نے کہا مین ایسی وقعت رکھتا ہون کہ
اسوقت چاہون جسطرح ہلاک کرون رستم ثانی نے کہا او نابکار تو زبان ہی سے کہتا ہی یا کچھ
جرات بھی رکھتا ہی شبہر دیوانہ نے تلوار علم کرکے رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے بسہولت
اسکا وار رد کیا اور اسی پھرتی سے تیغ آبدار کا اسپر وار کیا کہ دو پرکالے ہوکے زمین پر گرا بعدہ
اسی تیغ کا وار فرعون پر کیا فرعون جست کرکے تخت سے علحدہ ہوگیا اور تخت دو حصہ
ہوگیا پھر بارگاہ سے باہر آکے مرکب پر سوار ہوا تمام دربار مین ایک شور عظیم برپا ہوا ہر طرف
سے آواز آرہی تھی کہ لینا یہ خداپرست زندہ نہ جانے پاوے اور چار جانب سے رستم کو
گھیر لیا رستم نے اسوقت کمال دلیری سے ہر چہار جانب تلوار کے وار کرنا شروع کیے جسپر تلوار کی
پڑی دو لخت ہوکے دھم سے زمین پر گر پڑا اسطرح ہر جانب شمشیر کا وار کر کے راہ دو گز دو چار گز
اور اسیطرح پر وار کرتا ہوا اس مجمع سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی فرعون نے اپنے ملازمون سے برہم
ہوکے کہا ای نابکارو تف ہی تمہاری مردی پر کہ ایک شخص نے یہ ہنگامہ برپا کیا اور زندہ یہان سے نکل گیا اگر
یہی حال رہا تو تو کس طرح خداپرستون کے ہاتھ سے مملکت فرعونیہ محفوظ رہ سکتی ہی سب نے کہا
خداوندا اس خداپرست نے نہین معلوم کیا سحر پڑھا کہ ہم لوگون کو اسوقت کچھ نظر نہ آتا تھا
یہانتک کہ ہمکو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ خداپرست کس وقت یہان سے چلا گیا اور ای خداوند
ہماری نسبت یہ شکایت ہی کہ ہمسے کچھ نہو سکا لیکن قدرت خداوندی نے بھی تو اسوقت خبر
نہ لی فرعون نے کہا او نابکارو بد اعتقاد کیا گستاخی سے کلمے زبان پر لاتے ہو قدرت خداوندی
ایسے خفیف واقعون کے واسطے نہین ہی البتہ کوئی مہم اہم ہو اسوقت رعب و جلال خداوندی
کام مین لایا جاتا ہی اور ہمارے قدرت و جلال کی اسوقت ضرورت ہی کیا تھی درآنحالیکہ
وہ ایک تنہا شخص اور تم اسقدر کثیر مجمع رکھتے تھے ہمارے انصاف سے بالکل بعید تھا کہ ہم

اسوقت اگر اپنا قہر و غضب نازل کرتے خراب تو جو کچھ ہماری قسمت مین گذرا تھا وہ ہوا جاؤ
لشکر مین طبل تمہاری ہوا اواب جو کچھ ہونا ہے وہ کل ہوگا ہمکو یقین ہو گیا ہے کہ جبتک یہ خباثت
اپنی سزائے اعمال کو نہین پہونچین گے ہرگز اس طرح کی بیہودگیون سے باز نہ آوینگے
ہم اپنا رحم و کرم انکے شامل حال رکھتے ہین تو یہ ہماری قدرت و طاقت کی وقعت نہین سمجھتے
چنانچہ اسی وقت طبل تمہاری پر چوب پڑی یہ خبر حمزہ ثانی کو ہوئی کہ لشکر فرعون مین
طبل جنگ بجا حمزہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاوے نقارچی نے نقارہ پر
چوب لگائی سه دل زن دل زد به تحسین او + جبین دین او دین او دین باد + اس تماشین تحقیق کردنا
ہوا دونون لشکر اسکی گرد کی جانب متوجہ ہوئے دیکھا ایک نازنین چست و چالاک چوب عیاری در دست
بہ ارتہ و دو استغنا نمودار ہوئی اور آتے ہی پہلے اسطرح ہر چہار جانب بنظر تماشہ دیکھ سے کچھ پھر ایک
لشکری سے پوچھا کہ یہ دونون لشکر کسکے ہین آنے اشارہ سے بتایا کہ یہ لشکر فرعون شاہ کا ہے
اور وہ لشکر خدا پرستون کا ہے وہ نازنین فرعون کے لشکر مین آئی اور ایک فیل بلند کوہی پر سوار ہو کے
فرعون کے قریب پہونچی فرعون اسکو دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا نازنین ہاتھی پر سے اتری
فرعون کے پاس آئی اور فرعون کے کان مین کچھ کہا پھر فرعون نے سر ہلا کے اسکے کان مین کچھ کہا
اس نازنین نے بھی سر ہلایا اور بار دیگر فرعون کے کان مین کچھ کہا فرعون نے ہان کہکے سر ہلایا اور
جسطرف سے آئی تھی اسیطرف کو روانہ ہو گئی حمزہ ثانی نے جو اس واقعہ کو دیکھا کمال درجہ حیرت ہوئی عیاران
لشکر اسلام کو طلب کیا کہا دیکھو یہ کون نازنین ہے جسنے فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اور پھر جسطرف
سے آئی تھی اسی طرف روانہ ہو گئی اور یہ بھی دریافت کرنا کہ اس نازنین نے فرعون سے
کیا کہا عیاران بجا لائی تمام اس نازنین کے عقب مین روانہ ہوئے یہان لشکر فرعون سے
حیران زنگی لشکر سے باہر آیا اور آواز بلند کہا اے خدا پرستو تم ہمیشہ خدائے نا دیدہ
کی پرستش کرتے رہے خداوند فرعون کی اطاعت و پرستش اختیار کرو کی اگر نہین
جانتے ہو تو جانو مین ہون حیران زنگی کون ہے میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے
رستم ثانی نے حمزہ ثانی سے اجازت میدان چاہی حمزہ نے کہا اے رستم تم ابھی فرعون
کے دربار مین مرحلہ طے کرکے آئے ہو فی الحال میری رائے نہین ہے کہ تم حیران زنگی سے مقابلہ
کو جاؤ کسی اور پہلوان کو حیران زنگی کے مقابلہ کے واسطے بھیجو سالم زنگی ایک پہلوان
جو اسوقت حمزہ ثانی کے پاس موجود تھا اسنے عرض کی شہریار مین حیران زنگی کے مقابلے
کو موجود ہون مین عرصہ سے اس موقع کا منتظر تھا کہ ان فرعون پرستون کو سزائے
مقتول دون بارے یہ بہتر موقع ہاتھ آگیا حمزہ ثانی نے کہا اے سالم زنگی تو ہی جا اور
اس زنگی ملعون کو سزائے مقتول دے سالم زنگی مسلح و مکمل ہو کے حیران زنگی کے مقابلہ مین
آیا اور آواز بلند کہا اے فرعون پرست کافر مین ہون تیرا مرد مقابل آ اور مقابلہ کر سه
بیا رانچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + حیران زنگی نے کہا اے سالم
پہلے مین تجھسے کچھ کلام کرنا چاہتا ہون بعدہ حرب و ضرب کی نوبت آئیگی سالم زنگی نے

کہا جو کچھ کہنا ہو کہہ حیران زنگی نے کہا اے سالم زنگی یہ جو تو نے اپنی تمام زندگی خدائے نادیدہ کی پرستش
میں ضائع کردی اس سے تجھے کیا فائدہ ہوا میری رائے یہ ہے کہ اب بھی تو فرعون کی قدرت وجلال کا معتقد
ہو جا تاکہ تیری عاقبت بخیر ہو جائے سالم نے چین بر جبین ہو کے کہا چپ رہ بے کیا واہی تباہی
بکتا ہے فرعون پلید کیا حقیقت رکھتا ہے جس کا کوئی معتقد ہوگا جو کچھ تجھے کہنا تھا وہ کہا اور میں نے
سن لیا اب کچھ نہ کہنا دست و شمشیر سے کام لے حیران زنگی نے شمشیر آبدار کا وار کیا سالم زنگی
نے بہ پشت شمشیر آبدار پر رد کیا اور اپنا وار کیا حیران زنگی بھی ایک پہلوان جری تھا اسنے بھی
سالم زنگی کا وار رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی جب کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا دونوں
پہلوان پشت مرکب سے زمین پر آئے اور زور و بہت و بازو میں مصروف ہوئے اور تا دیر اس
طرح کی بھی کشش و کوشش رہی آخر حیران زنگی نے سالم زنگی کو سر سے بلند کر لیا اور کہا
اے سالم دیکھ اب بھی خیریت ہے اگر تو خداوند فرعون پر ایمان لائے سالم نے کہا او نابکار تو
کیا بیہودہ بکتا ہے با ایمان دنیا سے سفر کرنا ہم فخر سمجھتے ہیں حیران زنگی نے برہم ہو کے سالم کو
زمین پر مارا جسکے صدمے سے اسکی روح تن سے مفارقت کر کے جنت میں پہونچی رستم ثانی کو
سالم کے ہلاک ہونے سے سخت ملال ہوا جھنجھلا کے حیران زنگی کے روبرو آئے اور کہا باش او
نابکار و مکار تو نے سالم کو ہلاک کر کے مجھکو بہت ملول کیا اب مجھ سے مقابلہ کر دیکھوں تو میرے
ہاتھ سے کہاں جان سلامت لے جاتا ہے حیران زنگی نے تلوار کا وار کیا رستم نے اس وار
کو رد کیا اسی طرح تا دیر نیزہ و عمود و تیغ سے رد و بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا آخر
کشتی کی نوبت آئی اور تا غروب آفتاب کشش و کوشش رہی دونوں جوان پھر بھی برابر رہے
چونکہ شب تاریک نے خوب پھیل گئی رستم ثانی نے ارادہ کیا کہ اسوقت طبل بازگشت
بجوا کے اس قصہ کو ملتوی رکھوں مگر یہ خیال آیا کہ جو کچھ کل ہونا ہے وہ آج ہی ہو جائے مع ہذا
دفعتاً اسکے کمربند میں ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کے بسہولت سر سے بلند
کر لیا اور اسی صورت سے حمزہ ثانی کی خدمت میں آیا لشکر فرعونی نے جو حیران زنگی کو
رستم ثانی کے ہاتھ پر دیکھا اور اندھیرا معلوم ہوا نقارہ بازگشت بجا کے اپنے مقام قیام پر
چلے گئے ادھر حمزہ ثانی بارگاہ میں آ کے مسند حکومت پر متمکن ہوئے رستم ثانی نے روبرو
طاقت کی منفعت و ثنا کی خلعت گرانبہا بے بہا مرحمت کیا اور حکم دیا کہ حیران زنگی کو
ہمارے روبرو حاضر کرو ملازموں نے حیران کو بستہ و گرفتہ حمزہ ثانی کے روبرو حاضر کیا
حمزہ ثانی نے کہا اے حیران زنگی تو نے ہمارے لشکر کے بڑے زبردست پہلوان کو جسکا
نام سالم زنگی تھا ہلاک کیا حالانکہ سالم زنگی بھی ایک جوان دلاور تھا نہیں معلوم کیا ایسا
سبب ہوا جو وہ تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تاہم تو اگر دین اسلام اختیار کر لے تو میں تجھکو
رہا کردوں حیران زنگی نے کہا اے خدا پرستو نہیں معلوم خداوند فرعون کی مشیت میں کیا
گذرا تھا جو میں تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا ورنہ میں ایسا کم زور نہ تھا جو با ایں سہولت
گرفتار ہو جاتا اب تم بیکار دین اسلام کی دعوت کرتے ہو میرے دل میں ایسی وقعت

مذہب فرعونی کی سمائی ہوئی ہے کسی مذہب کی وقعت نظر میں نہیں سماتی جو کچھ تم سے ہو سکے اے لعین الملعون سنکر حمزہ ثانی نے فرمایا او ملعون اگر تو دین اسلام اختیار نہ کریگا تو ضرور تہ تیغ ہوگا حیران زنگی نے کہا میں ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا حمزہ نے حکم قتل دیا جلاد حاضر ہوا

اب کچھ حال سیارہ ثانی کے واقعہ کا بیان ہوتا ہے

حکایتہا کہ مستانہ ز جام وحدت دیگر
ابو زاں جان بر لب آید دمادم تی دیگر
بر تیغ قتل مردگان چون شمع مارا زندگی از لم
شود در عالم جان زندہ در دم ہر یکی دیگر
ز تیغ اشک بالا دوزد شب گشت عالم

الستم ہے ساقیا امروز آن ناز عالمی دیگر
بہجران آمدہ ... ز عالم زین بکوم
درین محفل نباشد غیر از نیم بلکے دنیا
بروز وصل ودیدار ہم غم روز جدائی را
شود ای ... سیراب ... بیتی دیگر

لو وقت واپسین شاید دم تیغ تو بنوازد
جہانی کن بنازا تو برآور آدمی دیگر
سن آن زلف را بر چہرہ جانان ... ہم
شب ہجران نہ فکر و فصل ... دیگر

کا جداران اقلیم فصاحت و باجگیران مملکت و بلاغت اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح رقم فرماتے ہیں کہ سیارہ ثانی اُس نازنین کے تعقب میں حیران چلا جاتا تھا اگرچہ وہ نازنین نہایت تیزی سے راہ طے کر کے چلی جاتی تھی تاہم سیارہ بھی ایک عیار چالاک تھا پیشدستی کے ارادہ سے چلا جاتا تھا حتیٰ کہ دور اُس نازنین کے آگے بڑھ گیا اور بچالاکی تمام راہ میں دام بچھا کے خاک میں چھپا دیا جب وہ نازنین حلقہ ہائے کمند پر پہونچی سیارہ نے کمند کو کھینچ لیا نازنین اُس دام میں پھنس کے زمین پر گری سیارہ جست مار کے نازنین کے قریب پہونچا اور اسکے سینہ پر سوار ہو گیا اُس نازنین نے کہا اے ظالم بے رحم یہ کیا ظلم مجھ پر کرتا ہے سیارہ نے مطلق اسکو جواب نہ دیا اور دست و گلو بستہ حمزہ ثانی کی خدمت میں لایا یہ وہ وقت ہے کہ حیران زنگی کی ہلاکت کے واسطے جلاد طلب ہوا تھا حمزہ ثانی نے جو سیارہ ثانی کو اس ہیئت سے دیکھا کہ ایک نازنین کو بستہ و گرفتہ دوش پر لادے ہوئے ہے متعجب ہوا کہا اے سیارہ ثانی آج یہ کیا شے ہے جو تم اپنی پشت پر لادے ہوئے ہو سیارہ نے نازنین بستہ کو حمزہ ثانی کے روبرو رکھ دیا حمزہ نے بغور دیکھ کے کہا آخر یہ مفصل حال بھی کہو کے سیارہ ثانی نے عرض کی شہریارا یہ ایک واقعہ عجیب ہے اگر سماعت فرمایئے تو عجب ہے حمزہ ثانی نے کہا بیان کرو اُس نے کہا حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے یہ ایک نازنین ہے جسکو میں گرفتار کر لایا ہوں یہ نازنین فرعون شاہ کے پاس آئی فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا تھا اور واپس چلی گئی میں نے تعاقب کیا اگرچہ وہ بہت تیز رفتار تھی مگر میں نے بھی نہایت جد و جہد کر کے اپنے کو اُس تک پہونچایا کمند میں گرفتار کیا حمزہ ثانی نے کہا اے سیارہ میں تیری اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اچھا اب اسکے بند کھولو اسے ہوش میں لاؤ سیارہ نے عرض کی شہریارا اسکے بند کھولنا ابھی مصلحت نہیں ہے ہاں ہوش میں لانا چنداں مضائقہ نہیں رکھتا ہے یہ کہا اور فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا نازنین نے آنکھ کھولی ہر چہار جانب ہر ایک کی صورت کو دیکھا پھر کہا کون مکار مجکو یہاں لایا سیارہ ثانی نے کہا اے نازنین تو اسقدر کیوں برخاستہ خاطر ہوتی ہے میں تجکو لایا ہوں اُسنے کہا تو اسطرح کہتا ہے کہ گویا بہت ان

مجکو لانے کا قصد رکھتا ہی بیان کر کیونکر یہان لایا حمزہ ثانی نے کہا ای نازنین تو اُس سے کیا پوچھتی
ہی مجھ سے پوچھ مجکو اسواسطے لایا ہی کہ تجھ سے استفسار کیا جاوے اُس بات کا جو تو نے کہی تھی
فرعون سے کہی اور فرعون نے اُس بات کے قبول مین سر ہلایا نازنین نے کہا ای خدا پرستو یہ
تمھارے دل مین کیا سمایا ہی کہ خداوند فرعون کے کامون مین دخل دینا چاہتے ہو جو کچھ مین نے
کہا بات درست تھی فرعون سے کہا جسکو فرعون نے قبول کیا تم کو کیا فکر پڑی جو مجھ سے پوچھتے ہو
مجکو تمھارے اطوار بہتر نہین معلوم ہوتے حمزہ ثانی نے کہا ای عورت تو بڑی بیباک و دلیر معلوم ہوتی
ہی کہ باوجود ہمارے اختیار مین ہونے کے پھر بھی کلمہ بیجا بکا کرتی ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ جو
کچھ تو نے فرعون سے کہا ہی ہمارے سامنے بیان کر دے اُسنے کہا مین قدرت خداوند فرعون
کی قائل ہون پھر مین بیباک اور دلیر نہ ہونگی تو کون ہوگا اور تم بجائے خود یہ ہرگز خیال نہ کرنا کہ
مین تمھاری قید مین ہون میرے نزدیک کوئی حقیقت اس قید و بند کی نہین ہی حمزہ ثانی نے کہا کیا
تو اپنی رہائی پر اختیار رکھتی ہی اُسنے کہا بیشک اور حیران زری کی طرف دیکھ کے کہا ای خدا
پرستو تم نے حیران ملازم فرعون کو گرفتار کر رکھا ہی دیکھو مین سچ کہتی ہون اسکو رہا کر دو
ورنہ مین خود اس بارہ مین کوشش کرونگی حمزہ ثانی نے کہا پھر دیر کیون کرتی ہی جو کچھ
طاقت ہو صرف کر اس نازنین نے اس طرح اپنے دست و پا فشردہ کیے کہ تمام بند اُسکے
ہاتھ پاؤن سے گر گئے اور جست مار کے حیران زری کے پاس پہونچی کسیکی تمام حیران کو
اُٹھا کے بغل مین دبایا اور بارگاہ سلیمانی سے نکل کے اسطرح غائب ہو گئی کہ گویا وہان تھی
ہی نہین حمزہ ثانی نے ہر چند غل مچایا کہ لینا یہ نکل کر جادوگرنی جانے نہ پائے مگر اس چالاکی
سے اُسنے یہ کام کیا کہ کسی کو مجال کسی طرح کے تعرض کی نہوئی بعد اسکے جانے کے حمزہ نے اہل
دربار سے کہا یارو اس نازنین کا کہنا سچ ہوا تم سب کس خواب خرگوش مین تھے کہ کسی نے اسکو
گرفتار نہ کیا سب نے متفق اللفظ کہا شہریار ہم کو اسکی اس چالاکی کاروائی پر ایسی حیرت ہوئی
کہ ہم نہین کہہ سکتے کہ اسوقت ہم کہان تھے حمزہ ثانی نے کلمات حیرت و تعجب زبان پر جاری
کیے اور کہا دیکھیے فرعون شاہ کا قصہ کسطرح پاک ہوتا ہی پیشتر سمجھا تھا کہ اب مین نے اُسکے
مکر سے نجات پائی مگر طرفہ واقعہ ہی کہ وہ پھر نمودار ہوا اب اُس طرف کا حال سنیے کہ فرعون
اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا یکایک محافہ نشین کی طرف دیکھا اور کہا ای جان من تم نے اس
بارہ مین کیون اسقدر تغافل کو دخل دیا ہی دیکھو خدا پرست روز بروز غالب آتے جاتے ہین اگر
یہی حال رہا تو چند روز مین ہماری ترقی تمام ہو جائیگی محافہ نشین نے کہا ای خداوند قدرت
خداوندی کے نزدیک خدا پرستون کے قصہ کا پاک کرنا کچھ مشکل امر نہین ہی مگر یہ بیان مشیت خداوندی
مین یہ کسطرح گذر سکتا ہی کہ خدا پرستون کے ہاتھ سے کسی طرح کا ضرر پہونچ سکے فرعون نے کہا ای
جان خداوندی کے خیمہ مشیت خداوندی مین خداوند کے خلاف کوئی امر ظہور مین آنا غیر ممکن ہی مگر اس
بات کو تم سمجھنا چاہیے کہ ہم نے دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی اور یہ سب انتظام عالم ہی اس اعتبار
سے کیا تعجب ہی اگر کسی زحمت کے متحمل ہونے کو آمادہ ہو جاؤن علاوہ اسکے بعض اوقات اپنے

بندون کی خوشی کا بھی خواہان ہو جاتا ہون نظر برین جملہ حالات تجھکو غافل رہنا نہ چاہیے اگر سلطنت فرعونی
کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے گا پس تجھکو بھی ضرور صدمہ پہونچے گا محافہ نشین نے کہا ای خداوند مین نے
بارہا اس بارہ مین فکر کی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تدبیر کیجیے اور بہت بڑی مشکل اس امر مین ہے
کہ حمزہ ثانی اسمائے باطل السحر کو پڑھتا ہے اسواسطے میرے نزدیک یہ بات مناسب ہے کہ تم
حمزہ ثانی کی فکر کرو اور علاوہ حمزہ ثانی کے تمام خداپرستون کا ذمہ ہم نے لیا فرعون شیاطین کی
جانب متوجہ ہوا کہا ای شیاطین کو ہمارے معتقدین سے ہے علاوہ برین مال دنیا سے بھی بہرہ مند
ہوتا ہے لیکن کسی ایسے اہم کام مین ہمارے دخل نہین دیا ہے جسکی ہم نے اشد ضرورت کی حالت
مین فرمایش کی ہو شیاطین نے کہا ای خداوند ہم ہر طرح تابع فرمان ہین جو حکم ہوگا اُسی کو بسر و چشم
بجا لاینگے فرعون نے کہا حکم یہ ہے کہ ہم خداپرستون کے قصے سے بہت نالان ہین اور سب سے زیادہ
سبب اس فساد کا حمزہ ثانی ہے اگر تو حمزہ کو گرفتار کر لائے تو مین تجھ سے بہت خوش ہون
شیاطین نے کہا ای خداوند یہ بندہ ذلیل تیرا حسب الحکم خداوندی کوشش کرے گا آیندہ
مشیت خداوندی یہ کہہ کے خاموش ہو رہا شب کو بعد نصف شب عمر ثانی کی صورت سے مشابہ
ہوکے حمزہ ثانی کے محل کے دروازہ پر پہونچا دربان نے پوچھا تو کون ہے کہا مین ہون عمر اُسنے کہا
ای عمر معاف کرنا مجکو معلوم نہ تھا اور اسوقت تم کہان شیاطین نے کہا مین اسوقت حمزہ ثانی
کے کام کو گیا تھا دوسرا دربان کھڑا تھا اُسنے کہا ای عمر تم سر شام یہان آئے پھر تم کو جاتے نہین
دیکھا شیاطین نے کہا واہ مین تیرے سامنے گیا تھا تجھے خیال نہین ہے دربان خاموش
ہو رہے شیاطین محل مین داخل ہوا واضح رہے کہ اس روز عمر ثانی وہین تھا شیاطین نے
چونکہ دربان کی زبانی سنا تھا کہ عمر ثانی سر شام آیا ہے اسکو فکر ہوئی کہ پہلے عمر ثانی کو تلاش کر
کے قبضہ مین لانا چاہیے بعدہ حمزہ ثانی کی فکر کیجیے کیونکہ اگر حسب خواہش کام درست
نہ ہوگا اور سب بیدار ہو گئے تو مین اور کچھ تدبیر عمل مین لاؤنگا اگر عمر ثانی بھی سب کے
ساتھ بیدار ہو جائے گا تو مجھسے خداپرست واقف ہوے مجھے زندہ نہ چھوڑین گے
چنانچہ عمر ثانی کو تلاش کرتا ہوا ایک حجرہ مین آیا دیکھا عمر بیخبر سو رہا ہے دارو بے
ہوشی اسکو سونگھائی جب یقین ہو گیا کہ اب یہ کسی طرح بیدار نہین ہو سکتا بیہوشی
عمل کر گئی ہوگی عمر کے ہاتھ پاؤن باندھ کے ایک کوٹھری مین بند کر دیا اب آیا
حمزہ ثانی کی خوابگاہ مین کامی نامے ایک پہلوان حمزہ ثانی کا نہایت معتمد
تھا دستور تھا کہ جب حمزہ ثانی خوابگاہ مین جاتے تھے کامی پاسبانی کرتا
تھا چنانچہ اسوقت بھی پہرہ پر تھا کامی نے شیاطین کو دیکھ کے آہستہ کہا ای
عمر تم اسوقت یہان کہان شیاطین نے کہا ای پہلوان زمان مجکو اس بات کا
شک گذرا کہ حمزہ ثانی اور فرعون شاہ کے درمیان جو قصہ حیرت افزا
پیش نظر ہے اُس سے جسقدر مجکو آگاہی ہے دوسرے کو نہین ہے کیا عجب ہے
اگر کوئی عیار فرعون کا آیا ہوا اور حمزہ ثانی کو گرفتار کر لیجاوے پس یہان کی خبر لینا چاہیے

اور تم کو بھی ہوشیار کر دینا چاہیے کامی نے کہا اے عمر ثانی اگرچہ تم کو اس قصہ سے بخوبی آگاہی ہے لیکن
میں بھی ایسا غافل نہیں کہ فرعون کا کوئی عیار یہاں آکے حمزہ کو چھڑا لیجاویگا شیاطین نے کہا پھر بھی
احتیاط لازم ہے دشمن اگرچہ کیسا ہی حقیر و مجبور ہو لیکن ہر وقت خیال رکھنا چاہیے کامی نے کہا خیر کیا
مضائقہ ہے القصہ شیاطین بعد اس گفت و شنید کے حمزہ ثانی کی خوابگاہ کے قریب ایک حجرہ میں گیا
اور بستر خواب کو درست کر کے کامی کے پاس آیا اور کہا اے کامی واقعی تو نہایت ہوشیاری رکھتا
ہے اب تو میں حجرہ ہی میں بسر رات کرونگا تجھ پر بھی خواب غلبہ کیے ہے بہتر ہوگا اگر تو تھوڑی دیر بستر
پر استراحت کرے میں یہاں اسوقت تک پاسبانی کرونگا کامی نے قبول کر لیا اور اس حجرہ میں جا کر
فورًا سو گیا اور شیاطین سے بتاکید کہدیا کہ اے عمر ثانی تم بہت خبردار رہنا شیاطین نے کہا
تمھارے تاکید کی کچھ ضرورت نہیں ہے ادھر کامی حجرہ میں گیا یہاں شیاطین مکار نے حمزہ کو عالم خواب
میں دارو بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور دیوار میں نقب لگا کے پشتارہ بدوش وہاں سے
روانہ ہوا لشکر کفار میں پہونچ کے دم لیا تمام کبرا پشتارہ کے جمع ہو گئے اور کہا اے شیاطین اس
پشتارہ میں کیا لایا ہے شیاطین نے کہا خاموش رہو خداوند فرعون کے روبرو پشتارہ کا حال عیاں
ہو جائے گا غرضکہ صبح ہوئی شیاطین فرعون کے دربار میں پشتارہ لیے ہوئے آیا اور کہا اے خداوند بسبب انقلاب
حمزہ ثانی حاضر ہے فرعون خوشی سے اچھل پڑا اور شیاطین سے کہا اے بندہ خاص ہمارے کام تو نے کر دی
اور اسکی وقت خلعت گران بہا مرحمت کیا اور چالاکی و ہوشیاری کی تعریف کی شیاطین نے دارو ے
رفع بیہوشی سے حمزہ کو ہوشیار کیا حمزہ کو جو ہوش آیا دیکھا زنجیر و طوق میں مسلسل ہوں اور سامنے
تخت پر فرعون مغرور بیٹھا ہوا ہے اور قریب ہی شیاطین بھی کھڑا ہے بجائے خود کہا غضب ہوا
کہ میں ان بگڑے ہاتھوں گرفتار ہو گیا دیکھیے ان ظالموں کے ہاتھ سے کس طرح رہا ہوتا ہوں اور فرعون کو
ہر سہا سلام کر کے شیاطین کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے شیاطین تو نے بڑی مکاری کی شیاطین
ہنسا اور کہا اے حمزہ یہ فعل میرا نہیں ہے بلکہ مشیت خداوندی میں یوں ہی گذرا تھا اور یہ نتیجہ اس
بات کا ہے کہ تم قدرت خداوند کے قائل نہیں ہو اب بھی خیریت ہے اگر خداے نادیدہ کی پرستش
سے باز آؤ اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ ورنہ ذرا خیال کہ تم ہمارے قبضہ میں آگئے ہو بھلا اگر یہ رہنا
منظور ہو تو دو صورت اول میں بھی خداوند سے تمھارے بارہ میں سفارش کرونگا حمزہ ثانی کو غصہ
آگیا کہا او بد مکار خاموش ہو یہ کیا بیہودہ بات زبان پر لاتا ہے تیرا خداوند کیا حقیقت و قوت
رکھتا ہے جو میں اس پر ایمان لاؤں میں بندہ خاص اسی خداے واحد لاشریک کا ہوں جسکے قبضہ
قدرت میں ہماری تیری اور فرعون کی جان ہے یہ بھی ایک اتفاقی امر ہے بلکہ عین مصلحت باری تعالے
سمجھنا چاہیے جو میں تیرے قبضہ میں آگیا اور تو ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں جو تیرے قبضہ میں آگیا ہوں
تو اپنے خداے قادر توانا سے منحرف ہو جاؤنگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ خداوند عالم ہر وقت اپنے
بندہ کا حامی و مددگار ہے اگرچہ کیسی ہی قید و بند میں مبتلا ہو حمزہ ثانی کی اس تقریر سے فرعون
ہمہ تن غیظ و غضب ہو گیا کہا اے حمزہ تو میرے روبرو اس طرح مجبور و لاچار کھڑا ہے اور ایسے
کلمات تمردی زبان پر جاری کرتا ہے اگر تو خداے نادیدہ کا قائل ہے تو بتا اس خدا سے

نادیدہ نے تیری کیا مدد کی حمزہ ثانی نے کہا اس خدائے بزرگ نے میری یہ مدد کی کہ میں اسوقت تک
زندہ و سلامت ہوں حالانکہ تیری قید میں ہوں فرعون نے کہا یہ کوئی کرامات تیرے خدائے نادیدہ کی
نہیں ہے بلکہ میں ہی نے اسوقت تک فروگذاشت کی ورنہ تو کبھی کا ہلاک ہو گیا ہوتا اور بالفرض تو جیا
نادیدہ ہی کے سبب سے زندہ رہا اب عنقریب میں جلاد کو حکم قتل دیتا ہوں دیکھوں خدائے نادیدہ کیونکر تیری حمایت
کرتا ہے اس اثنا میں خواجہ یاقوت دربار میں آیا اول فرعون کو سجدہ کیا پھر ثنا و صفت خداوندی بجا لایا فرعون
خواجہ یاقوت کی صورت دیکھ کے سوچا کہا اے خواجہ یاقوت تو اسوقت خوب آیا میں کچھ تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں
خواجہ یاقوت نے کہا جو کچھ ارشاد ہو فرعون نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو خداپرست ہو گیا ہے اور خداپرستوں کی
طرفداری کی طرف مائل ہے خواجہ یاقوت نے کہا اے خداوند جو کچھ ارشاد ہوا اسمیں کچھ درست ہے اور کچھ نادرست
بھی ہے یہ جو ارشاد ہوا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اسمیں کچھ شک نہیں ہے بے شبہ میں مسلمان ہو گیا اور اسلام بنا بر
مصلحت کے ہے اگر میں مسلمانوں کے سامنے ظاہرا مسلمان نہ ہوتا تو ہرگز ان کے ہاتھ سے زندہ نہ رہتا پھر جان سبکو عزیز
ہوتی ہے اور یہ جو ارشاد ہوا کہ میں مسلمانوں کی طرفداری کی طرف مائل ہوں اسکی اصلیت کچھ نہیں ہے اور اگر اصلیت
ہے تو اسکی دلیل ہونا چاہیے اور اصل امر تو یہ ہے کہ مشیت خداوندی میں جو کچھ گذرا ہے وہ تو گذر رہا ہے کیونکہ
دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہے اگر میں خداپرست نہ ہو جاتا تو قطع نظر میرے ہلاک ہو جانے کی شہر فرعونیہ اور
تمام قلمرو خداوندی میں بہت بڑا خلل پہنچتا فرعون شاہ نے کہا بے شبہ یہ تدبیر تیری بہت معقول ہے یہ
کہکے خلعت طلب کیا خواجہ یاقوت کو دیا خواجہ خلعت پہن کے کرسی پر بیٹھا اب جو نظر اٹھا کے دیکھا حمزہ
ثانی کو طوق و زنجیر آہنی میں بستہ پایا متعجب ہوکے کہا اے خداوند یہ کون مجرم ہے فرعون نے کہا کیا تو نہیں
جانتا خواجہ نے کہا ہاں کچھ تو شناسا معلوم ہوتا ہے مگر بالتصریح اسوقت نہیں کہہ سکتا کہ کون ہے فرعون
نے کہا خداپرستوں کا بادشاہ حمزہ صاحبقران نام ہے خواجہ نے کہا اسکی نسبت کیا ارادہ ہے فرعون نے
کہا اسیوقت اس فسادی کو ہلاک کرنے کا ارادہ ہے اگر تو اسوقت یہاں نہ آتا یا دیر میں آتا تو اب تک ہلاک
ہوگیا ہوتا خواجہ نے کہا ہاں اے خداوند ایسے فسادی آدمی کا ہلاک ہی کرنا مناسب ہے مگر اس بارہ میں عجلت
کرنا بالکل نامناسب ہے فرعون نے سبب پوچھا خواجہ نے کہا سبب اسکا یہ ہے کہ بدیع الملک ہنوز
راہ میں ہے اگر اسکی ہلاکت کی خبر بدیع الملک کے گوش زد ہوگی بلا توقف اسطرف چلا آئیگا اور شہر فرعونیہ
میں انقلاب عظیم پیدا کردے گا فرعون نے کہا میں تو یہی چاہتا تھا کہ اسوقت اسکا قصہ تمام کر دونگا مگر تیری
رائے نہیں ہے پھر کیا کرنا چاہیے خواجہ یاقوت نے کہا سردست اس خداپرست کو مقید رکھنا چاہیے اور
دوسرے خداپرستوں کی گرفتاری کی کوشش میں رہنا چاہیے جب چند خداپرست جمع ہو جائینگے ایک ہی
مرتبہ سبکو ہلاک کرنا فرعون نے کہا خیر یونہی سہی لیکن مجھے اس بات کا خیال ہے کہ عیاران لشکر اسلام بڑے
چالاک اور ہوشیار ہیں اس عالم بیکاری میں کیا عجب ہے کہ کچھ عیاری کام میں لائیں اور حمزہ کو قید سے
رہا کر لیجاویں اسوقت بجز افسوس و پشیمانی کے کچھ نہیں حاصل ہوگا خواجہ نے کہا اگرچہ عیاران لشکر اسلام
نہایت چست و چالاک ہیں پر ممکن نہیں حمزہ کی قید و بند میں ایسی غفلت کیجاوے کہ انکی عیاری کارگر
ہو جاوے فرعون نے کہا اے خواجہ ظاہر ہے کہ میں بذات خود تو قید و بند کی نگرانی نہیں کر سکتا ہاں شیاطین
وغیرہ اس بارہ میں باہتمام بلیغ کریں تو ممکن ہے شیاطین نے کہا اے خداوند ہمہ جہت مطمئن رہنا چاہیے

اگر مشیت خداوندی مین کچھ راہ ہی تو کوئی دقیقہ نگرانی مین فروگذاشت نہین کرونگا فرعون نے کہا خیر تو دانی و
کار تو۔ مگر حتے الامکان تو اسکی قید مین وہ اہتمام ہو جو اسکے باپ کے قید کی نسبت اہل عجم نے اہتمام کیا تھا اور
چار پہر تو قید کرنا بہت ہی الیسب دوار ہے شیاطین حمزہ کو لے گئے ایک قفس آہنی مین بند کرکے ستون کی
ایک چوب نصب کی اسپر قفس کو آویزان کیا اور بارہ ہزار دیوون کو نگرانی کیواسطے مقرر کرکے حیران زنگی
کو ان سب کا افسر کردیا اور حیران زنگی کو بھی بخوبی فہمائش کردی کہ حمزہ کی قید و بند مین بہت ہوشیاری
رکھنا مسطور ہے اہل اسلام نے جو حمزۂ ثانی کے گم ہو جانے کی خبر سُنی بہت حیران ہوئے علی الخصوص سعد
شہریار کو نہایت ملال ہوا اور رستم ثانی سے کہا ای رستم دیکھا تم نے فرعون کی عیاری کا نتیجہ ہی تھا کہ ایک یہ
خبر پہونچی کہ عمر ثانی علحدہ حجرہ مین بیہوش ہی سعد شہریار اور رستم ثانی دونون اس حجرہ مین گئے عمر ثانی
کو بیہوش دیکھ کے کہا بے شبہہ یہ کارروائی عیاران فرعون کی ہی اور دفع بیہوشی سے عمر ثانی کو ہوش مین
لائے حال پوچھا عمر ثانی نے کہا شہریار مجھکو مطلق خبر نہین ہی البتہ شب کو یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ فرعون
کے عیارون مین کوئی میرے پاس آیا ہی اور مجھکو گرفتار و بستہ کرکے اس حجرہ مین ڈالدیا اور حمزۂ ثانی کو لے
لیکے یہان سے لے گیا سعد شہریار نے کہا ای عمر تم خواب بیان کرتے تھے اور یہ اپنی اصل واقعہ یہی ہی
حافظ حقیقی حمزۂ ثانی کو دشمنون کے ظلم و بدعت سے محفوظ رکھے عمر ثانی نے کہا شہریار تسکین رکھئے
انشاء اللہ تعالی کل ہی حمزہ صاحبقران کو فرعون ملعون کی قید سے رہا کرتا ہون اور اس ملعون کو اسکے
اعمال کی سزا دیتا ہون اُسطرف وہ ساحرہ فرعون شاہ کی خدمت مین آئی اور فرعون کے کان مین خبر
کہی فرعون نے بطرز اقرار سر ہلایا کان مین مخفی خبر کہکے فرعون کے پاس سے رخصت ہو کے چلی گئی فرعون
نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاوے چنانچہ نقارہ پر چوب پڑی اُسطرف سعد شہریار نقارۂ
جنگ کی آواز سُنکے رستم کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا رائے ہی رستم نے کہا شہریار اسکے کیا راے پوچھنی
ہی کہ یہان بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا جاوے آخر یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی صدہا زنگی اہل ہند تحسین
و بیہی دین و دین او دین ادوہ تمام رات دونون لشکرون مین جنگ و حرب کی تیاری رہی صبح روز دیگر کہ صبح
شعبدہ باز مکر و صندوق سینہ لاسر یا اور علی الصباح دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے اول جو شخص
کہ عازم میدان ہوا وہ خود فرعون شاہ تھا آتے ہی میدان مین نعرہ مارا کہ صابر ستو کج مین پھر تمھاری فہمائش
کے واسطے تمھارے روبرو آیا ہون دیکھو میری قدرت و جلال کو کہ کسطرح تمھارے سردار انکے کو گرفتار
کرلیا مجکو یقین ہی کہ اب تو تم میرے معتقد ہو گئے ہو گے زہے نصیب تمھارے کہ تم میرے معتقد ہو کے مجکو
سجدہ کرو اور ہمارے بندون کی جانین ضائع ہونے سے بچاؤ ہمارے رحم و کرم کو دیکھو کہ ایسی ایسی
حالتون مین بس ہم تمھاری فہمائش پر آمادہ ہوتے ہین اگر اب بھی مجھ سے خلاف رہو گے تو کیا عجب ہی کہ اگر
میرا دریاے قہر و غضب جوش مین آجاوے تورج ماہرو لشکر اسلام سے باہر آیا اور باواز بلند
کہا ای فرعون ہزار ہزار لعنت تیری خداوندی پر کہ حمزہ صاحبقران کو بہ مکر و فریب عالم غفلت
مین گرفتار کیا اگر ہم سب مثل حمزۂ ثانی کے گرفتار ہو جاینگے تب بھی ایک شمہ تیری وقعت ہماری
نظر مین نہ سمائیگی فرعون نے کہا خیر جو کچھ تجھے کہنا تھا وہ کہہ چکا اسکے آگے بڑھو اور حملہ کرو تو سہی کہ تجھے
بھی مثل حمزہ کے گرفتار کرون تورج ماہرو نے تلوار کا وار کیا فرعون نے وار کو رد کرکے کہا بس اسیقدر

جو حملہ کیا تھا یا ابھی باقی ہے تورج ماہروے نے زہر ہی ہے پھر دو پہر اڑا لیا یا فرعون نے اس مار کو بھی مثل سابق رد کیا
اسی طرح مین وار تورج ماہرو نے کیے اور فرعون نے ہر وار کو رد کیا البتہ تورج ماہرو کے کمر بند ہین
ہاتھ ڈال کے بسبکی تمام سر سے بلند کر لیا اور کہا اے خدا ے نابودہ کے پرستش کرنیوالے اب بھی خیر ہیں ہے
اگر تو مجھ ایسے صاحب قدرت خداوند کی بندگی اختیار کرے تورج نے اسکا پھر کچھ جواب نہ دیا فرعون
نے تورج کو زمین پر مار کے مستحکم بستہ کر لیا اپنے لشکر مین لے آیا اور بانواع اقسام کی ملامت تورج ماہرو
کو کی کہا اے پہلوان تو نے میری قدرت کو دیکھا اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہے تورج نے اسوقت
بھی کچھ جواب نہ دیا بعد گرفتار ہو جانے تورج کے سعد شہریار کو تردد بیحد ہوا اور ارادہ کیا کہ آسمان پہ سالار
لشکر کا سر تاب تحمل نہ لا سکا اپنی جگہ سے طیش مین آ کے اٹھ کھڑا ہوا سعد شہریار نے کہا اے گنارہ جن آسمانی
مسلمان کیا ارادہ ہے گنارہ نے کہا شہریار مجھکو اجازت حرب ملے تاکہ ان گبرون کو سزا اپنے عمل کی دون
ورنہ اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ بہتر نہ ہوگا سعد شہریار نے کہا اے گنارہ ہر چند میرا ارادہ نہیں ہے کہ
اہل اسلام کو ان گبران مکار سے کسی طرح کا صدمہ پہونچے پر پھر بھی چارہ کیا ہے جس امر مین کچھ چارہ نہین
ہوتا اسکو ہر طرح اختیار ہی کرنا پڑتا ہے گنارہ نے کہا لاریب یہی ہے اور مستعد جنگ ہو کے لشکر کفار کیجانب روانہ ہوا

اب کچھ حال عمر ثانی کی عیاری کا مسطور ہوتا ہے

تورج بندگی ہو اسطرح خدا کیطرف
نگاہ لطف نے دیکھے جو تو کد اکیطرف
خدا نے درد محبت عطا کیا ہے جسے
نہوگا میل طبیعت کو پھر دوا کیطرف
فراق یار مین رہتا ہے یون تصور گور
جیسے ارض دوان ہو کارو ہما کیطرف

پھرے نہ پھر جیسے جبہ اکیطرف
کہان وہ زلف کہان خون نافہ ہوا
اسے توجہ خاطر نہین دوا کیطرف
کریگا یاوری جنگ غیر مین امداد
خیال جیسے مسافر کو ہو سرا کیطرف
وہ مست خراب جہان بتکدہ مین ہوئی آتش

ابعید کیا ہے مروت سے ہوئی دشمن
جو شک نجمہ ہوئی وہ ہوگی مین خطا کیطرف
ملا جو تم نے لہو دست حنا مین عاشق کا
جو آشنا ہین وہ ہوگے نہین آشنا کیطرف
اسیر ہوگا ہم سفر روح پیکر خاکی
اجل پرست ہے چلا خانۂ خدا کیطرف

راوی شیرین بیان مرد سخندان یہ چنین آشکارا کند راز جہان کہ جب تاجدار اقلیم جہانبانی نے حمزہ ثانی کو
بسبب نقش عیار فرعون عالم خواب مین گرا لیگیا اور جسکو لشکر اسلام مین یہ خبر مشہور ہوئی ہے ایک قفس کو تخت
انتشار پیدا ہوا عمر ثانی نے بھی سعد شہریار کو خدا سے امید دلائی کہ شاید اس غم سے فضل و کرم سے
میری کوشش اپنی کارگر ہو جاے کہ حمزہ ثانی قید فرعون سے رہا ہو جائین چنانچہ بادشاہ سے رخصت
ہو کے فرعون کے لشکر مین آیا بارگاہ کے دروازہ پر استادہ رہا اور اسقدر توقف کیا کہ آدھی رات گذر گئی
قریب اس چوب بلند کے آیا جسمین حمزہ ثانی کا قفس آہنی آویزان تھا اور اس چوب بلند پر چڑھنا چاہا لیکن
جب حمزہ ثانی کو قفس آہنی مین بند کرکے اس چوب مین آویزان کیا تھا اسے ایک نگاہ دار
سامری بھی منتظر اختیار اس چوب پر زیر قفس آہنی نقش عیاری چسپان کر دیا تھا جونہی عمر ثانی چوب
بلند پر قریب سامری کے پہونچا سامری نے عمر ثانی کا حلقوم لیا اور کہا او چور بدمعاش مجھکو مطلق اطلاع
نہ تھی کہ تو اسطرح کی چالاکی عمل مین لاویگا عمر ثانی نے بھی سامری کا مشو لیا اور دونون نے ہاتھ چوب پر سے
چھوڑ دیے اس سات سو گز کی بلندی سے غلطان و پیچان زمین کیطرف چلے مگر اسطرح کہ سامری
نیچے اور عمر ثانی اوپر تھا سامری کے جسم پر دھچکا آئی اسوقت بیتاب ہوا غل مچایا کہ اے

فرعون نے بند و جلدی دو ڈیوڑھی پر یہ مہمان آگر اس چوب پر چڑھا خود بھی گرا اُسکو بھی گرایا خبردار جانے نہ پائے سر سے
بہت چوٹ آئی ہے اور ات ات کر کے زمین پر دوبارہ ہو گیا مرد ... ان زنگی دوڑے چاہا کہ عمر ثانی کو گرفتار کرین اس
فارس میدان دلاوری اور شیر بیشہ سرہنگی و عیاری نے دس لقو زنگیون کو سر کیا زیادہ توقف مناسب نہ جانا
نکل لا لائی تمام وہان سے بھاگ کھڑا ہوا فرعون بیٹھا ہوا تھا کہ وہی نازنین آئی اور بدستور فرعون کے کان
مین کچھ کہکے جسطرف سے آئی تھی اسطرف کو روانہ ہو گئی مہتر قران نے اسکا تعاقب کیا تین روز تک
اُسکے تعاقب مین طی الارض کرتا رہا اور درمیان راہ مین بہت وسیع ایک پہاڑ واقع تھا وہ نازنین اُس پہاڑ
کے درہ مین چلی گئی اور غائب ہو گئی ہر چند مہتر قران نے تفحص کیا کہین پتہ نہ ملا بہت پریشان ہوا ادھر
ادھر تلاش کرتا چلا جاتا تھا دیکھا ایک طرف سے شیاطین خبر خبر چلا آتا ہے قران سمجھا کہ اسوقت شیاطین
سے دوچار ہونا خالی از خطر نہین ہے ایک پتھر کی آڑ مین چھپ گیا قریب اُس پہاڑ کے ایک باغ وسیع تھا
شیاطین اُس باغ مین گیا مہتر قران نے چاہا کہ خود بھی اُس باغ مین داخل ہو تاکہ شیاطین کا سراغ لگائے
ہر چند اُسنے کوشش کی اُس باغ مین داخل نہ ہو سکا اسی تردد مین مبتلا تھا کہ دیکھا شیاطین نے اُس
باغ کا دروازہ کھولا باہر آیا مہتر قران پھر ایک طرف پوشیدہ ہو گیا شیاطین جسطرف سے آیا تھا اسطرف
روانہ ہو گیا اُسکے چلے جانے کے بعد مہتر قران باغ کے دروازہ کے پاس آیا سوچ رہا تھا کہ دروازہ مین
داخل ہو جائے یا یہین توقف کرنا مصلحت ہے تاکہ کسی وارد و صادر سے اس باغ کی کیفیت دریافت کرون
اس اثنا مین اُس باغ کا دروازہ پھر کھلا ایک شخص نے اُس دروازہ سے باہر آکے کہا اے قران سلام علیک
قران نے جواب سلام دیا پھر اُس شخص نے کہا اے قران تم دروازہ باغ پر کیون کھڑے ہو قران نے کہا مین دیر
سے اس فکر مین مبتلا ہون کہ کسطرح اس باغ مین داخل ہون اُسنے کہا کیا مشکل امر ہے آؤ مین تمھین لیچلون
یہ کہا اور مہتر قران کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکے باغ مین داخل ہوا دیکھا عجب باغ پر بہار ہے درختان گل
ثمر بلند ہین ہر چہار جانب نہرین جاری خلاصہ یہ کہ سرتاسر قدرت باری۔ وہ جوان مہتر قران کو ہر طرف کی
سیر کرکے محظوظ کرتا ہوا ایک گوشۂ باغ مین لایا اور صفۂ سنگ مرمر پر خود بھی بیٹھا اور مہتر قران کو بھی وہان بٹھایا
مہتر قران نے کہا اے بہادر مین تمھارا بکمال ممنون ہون کہ تمھارے سبب سے اس باغ پر بہار کی سیر سے
خوش دل و مسرور ہوا مگر اب یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس وجہ سے تمھارے یہان مقیم ہونے کا اتفاق
ہوا اُس جوان نے نفس سرد بھر کے کہا اے قران کیا میرے یہان قیام کی کیفیت کو پوچھتے ہو عجب مصیبت
مین مبتلا ہون مہتر قران نے استفسار حال مین مبالغہ کیا اُس جوان نے کہا اصل واقعہ میرا یہ ہے کہ
مین عزیز مصر کا فرزند ہون سالم شاہ مصری کے نام سے مشہور ہون آج پانچ سال کا زمانہ منقضی ہوا کہ مین
اس باغ مین قید ہون کتاس جادو مجھ پر عاشق ہے یہ باغ اسی کا ہے ہر روز وہ میرے پاس آتی ہے بعد
استفسار حال مجھ سے اس بات کی درخواست کرتی ہے کہ تو میرے مطلب دل پر مجھے فائز کر بعد ازان جو
کچھ تو کہیگا اسپر عمل کرونگی اور کبھی تیری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرونگی مین نے آجتک اسکی اس
درخواست کو قبول نہین کیا اور کسطرح قبول کرون درانحالیکہ مین مسلمان ہون جب مین محض انکار
ہی کرتا رہا اُسنے مجھ سے کشیدہ خاطر ہو کے اس باغ کی باغبانی کا کام لینا شروع کیا اور صرف مجھکو کچھ لینے ہی
پر قناعت کی اے قران کیا کہون کہ کس زحمت و مصیبت مین شب و روز گذرتے ہین ایسی خراب زندگی

سے تو موت ہزار درجہ بہتر ہے صدہا مرتبہ اس بات کا ارادہ مصمم کر لیا کہ خودکشی کروں مگر پھر خیال آیا دریں حالت اگر
موت آتا تو ہرگز بیفائدہ کہ پیش خدا ناخوش ہوں اور عاقبت خراب کروں ابھی چار پانچ روز کا عرصہ گذرا کہ
کناس جادو چار ہزار جادوگروں کو اس باغ میں لائی تھی انھیں سے کچھ اس باغ میں مقیم رہے اور باقی اس
قصر میں ٹھہرے مہتر قران نے پوچھا وہ جادوگر کسواسطے یہاں آئے تھے سالم مصری نے کہا وہ سب نابکار
خاص اس غرض سے آئے تھے کہ فرعون پر سحر کریں چنانچہ ان ساحروں کے سحر کا نتیجہ ہے کہ فرعون مسلمانوں کا
جانی دشمن ہوگیا نیز غالب آیا اور استحکام ہے اور چالیس نفر جادو ایسے اسکے شریک ہیں کہ ہر ایک ان
میں سحر و افسوں میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا چنانچہ اژدھا جادو و احسود جادو و تلندک جادو کئی روز کے
عرصہ سے اسوقت تک اس قصر میں بیٹھے ہوئے سحر و افسوں پڑھتے ہیں اور فرعون کیطرف دم کرتے ہیں
ہر چند کہ مجھکو انکی یہ حرکت بہت ناگوار ہے اسواسطے کہ بندگان خدا کی ضرر و ہلاکت کا باعث ہے مگر کیا چارہ ہے
بحیرت ان بدبختوں کی صورت دیکھتا ہوں اور دم بخود رہتا ہوں اگر مجھکو بھی اختیار ہو تو انھیں سے ایک
ایک نابکار کو ایسی سزائے سخت دوں کہ جو انکے وہم و گمان میں بھی نہ ہو مہتر قران نے کہا ای سالم شاہ
خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایک اپنے ہم مشرب سے یہاں ملاقات ہو گئی اگرچہ تم یہاں قید ہو تاہم
حسب مراد کوئی تدبیر ہو سکتی ہے سالم شاہ مصری نے کہا جو تدبیر کہو میں بھی شریک ہوں میری
دلی خواہش یہ ہے کہ کسی طرح یہ جادوان مکار ہلاک ہو جائیں اور مسلمانوں کو انکی ضرر رسانی سے نجات ہے
مہتر قران نے کہا اگر میں کوئی چیز دوں اسکے اکل و شرب میں مخلوط کر سکتے ہو سالم شاہ نے کہا کچھ مشکل نہیں
ہے ای قران اگرچہ میں نے کناس جادو کو اسکی خواہش پوری نہ کرکے اپنے سے ناخوش کر رکھا ہے تاہم اسکے
معتبروں میں سے ایک میں بھی ہوں قران نے ایک مشت بیہوشی سالم شاہ کو دی اسنے جاکے دارو
بیہوشی کو شراب کے خم میں مخلوط کر دیا اور چلا آیا دونوں میں انواع و اقسام کی باتیں رہیں جب پہر رات
گذر گئی قران نے کہا ای سالم شاہ چلو قصر میں دیکھیں وہاں کیا رنگ ہے سالم شاہ مہتر قران کو ساتھ
لیکے آہستہ اور سب کی نظر سے پوشیدہ قصر میں پہونچا مہتر قران نے دیکھا کہ چند جادوان مکار مردہ پڑے
ہیں اور تمام بدن پر زخم کاری ہیں بہت متعجب ہوا دل میں کہا میں نے دارو بیہوشی سالم شاہ
کو دی تھی ان بدبختوں کو نہیں معلوم کس نے زخمی کیا جب اس قصر میں اور آگے بڑھا کیا دیکھتا ہے کہ اجروس
خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے جادوؤں کے قتل و قمع میں مصروف ہے اجروس کو مہتر قران کے آنے کی مطلق خبر
نہ ہوئی قران قریب اجروس کے گیا اور کہا سلام علیک اجروس نے چونک کے مہتر قران کو دیکھا کہا آہا
خلیفہ علیکم السلام تم کہاں مہتر قران نے کہا برادر میں تو جہاں ہوں وہاں ہوں پہلے تم بتاؤ کہ اس قدر
عرصہ سے کہاں تھے اجروس نے کہا ای خلیفہ اسوقت تمھارے ملاقی ہونے سے میرے دل میں شک
پیدا ہوا ہے پہلے میرے دل سے اس شک کو رفع کرو تو میں تم سے اپنا حال کہوں ورنہ اسوقت سخت
خرابی پیش آنے والی ہے مہتر قران نے کہا ای اجروس اس بات کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا صاف
کہو تو سمجھوں اجروس نے کہا میرا مطلب صاف یہ ہے کہ یہاں جادوؤں کا مجمع ہے اور جادو بھی وہ جادو
جو فن افسوں و سحر میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے مبادا تم مہتر قران اصلی نہ ہو اور کسی ساحر نے
تمھاری صورت سے مشابہ ہو کے مجھکو فریب دینا چاہا ہو اور اس صورت سے اپنا کام نکالنا

مقصود ہو تو مین پیشتر سے اس بحث کو کیون نہ طے کرون ای قران اگر تم اپنا اصلی ہونا ثابت نہ کر سکوگے اور مجکو
مطمئن نہ کر دوگے تو مین اسی طرح پیش آؤنگا جسطرح ان جادوگرون ناہنجار سے پیش آیا ہون مہتر قران نے
بلند قہقہہ مارا اور کہا ای اجروس واقعی تمھارا گمان بہت صحیح ہی اور ایسا ممکن ہی مگر یہ تو بتاؤ کہ مین کسطرح
اپنا قران اصلی ہونا ثابت کرون اجروس نے کہا ہان یہ امر کچھ مشکل نہین ہی اگر قران اصلی ہو تو بہ سبب
مسلمان ہونے کے مسائل مذہب اسلام سے واقف ہوگے اور اگر کوئی جادوگر مہتر قران کی شکل و شمائل سے
مشابہ ہوکے آیا ہوگا تو ہرگز تمام مسائل مذہب اسلام سے واقف نہ ہوگا مہتر قران نے کہا اچھا پوچھو
کون سا مسئلہ پوچھتے ہو اجروس نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد وہ کون دو فرشتے ہین جو سوال
کرینگے قران نے کہا وہ دو فرشتے منکر و نکیر نام سے مشہور ہین اجروس نے کہا اچھا یہ بھی بیان کرو کہ
وہ دونون منکر و نکیر کیا سوال کرینگے اور مرد ایماندار کیا جواب دیگا اور پھر جواب درست دینے
پر کیا ہوگا مگر ای خلیفہ مشرح بیان کرنا تاکہ مجکو تمھارے اصلی مہتر قران ہونے کا یقین ہوجاے
مہتر قران نے کہا سنو جب مرد مومن مرجائےگا تو قبر مین منکر و نکیر آوینگے اور حکم خدا سے زندہ
کرکے پوچھینگے کہ تو کس کا بندہ ہی (جواب) اس خداے واحد لاشریک کا جو دونون جہان کا
خالق مطلق ہی (سوال) تیرا نبی کون ہی (جواب) محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (سوال) تیرے
دین کا کیا نام ہی (جواب) میرا دین اسلام ہی (سوال) تو کس کتاب آسمانی کا قائل ہی جسپر تونے اپنے دین
عمل کا مدار رکھا (جواب) میری کتاب قران ہی اگرچہ زبور توریت انجیل وغیرہ بھی کتابین آسمانی ہین لیکن
قران نے سب کو منسوخ کردیا (سوال) تیرا قبلہ کیا ہی (جواب) میرا قبلہ کعبہ متبرکہ ہی (سوال) تیرا امام اول
کون ہی (جواب) غالب کل غالب علی ابن ابی طالب (سوال) دوسرا امام کون ہی (جواب) حضرت امام حسن
(سوال) تیسرا امام (جواب) حضرت امام حسین (سوال) چوتھا امام (جواب) امام زین العابدین (سوال)
پانچوان امام (جواب) امام محمد باقر (سوال) چھٹا امام (جواب) امام جعفر صادق (سوال) ساتوان امام (جواب) حضرت موسی
کاظم (سوال) آٹھوان امام (جواب) حضرت امام موسے رضا (سوال) نوان امام (جواب) امام محمد تقی (سوال)
دسوان امام (جواب) حضرت امام علی نقی (سوال) گیارھوان امام (جواب) حضرت امام حسن عسکری (سوال)
بارھوان امام (جواب) حضرت مہدی آخر الزمان (سوال) اور چارون خلفای راشدین قاتل الکفرہ والفسقہ کا کیا
نام ہی (جواب) خلیفہ اول کا اسم گرامی ابوبکر صدیق خلیفہ دوم کا نام عمر فاروق اور خلیفہ سوم کا نام حضرت عثمان غنی اور
خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضے رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی جب اسطرح کے جواب درست نکیرین کو ملجاوینگے تو وہ بالکل اسکی شفقت کرینگے
کہ بس اب بخوف و خطر و براحت تمام آرام کر اور ایسے مومنون کی روحین قیامت تک وادی السلام مین رہینگی وادی السلام ایک صحرا ہے
حق و دق نجف کی پشت پر واقع ہی اور نجف وہ مقام ہی جہان امام اول کا مزار مقدس واقع ہی اجروس نے کہا اگر جواب غلط کوئیگا
مہتر قران نے کہا جواب درست نہ ملنے کی حالت مین نکیرین کہینگے کہ ای ملعون تجھپر ہزار لعنت ہو کہ تونے ایک جواب بھی درست نہ دیا
اور عذاب سخت اسپر ہوگا تمام قبر اسکی آگ سے مملو ہوجائیگی اور ایسے لوگون کی روحین وادی برہوت مین قیامت تک رہینگی
وادی برہوت وہ ایک جنگل ہی جو ملک یمن مین واقع ہی اجروس مہتر قران سے بغلگیر ہوا اور کہا ای خلیفہ یہ بات برا ماننے
کی نہین ہی تم بخوبی سمجھتے ہو کہ میرا خیال ہرگز بیجا نہ تھا اب مجکو یقین ہوگیا کہ تم مہتر قران ہی ہو مہتر
قران نے کہا برادر تم ہرگز اس بات کا خیال دل مین نہ لاؤ کہ مین تمھارے ان سوالون سے ناخوش ہوا

بلکہ تمھاری اس ہمدردی و راستی سے خوش ہوا وہ آدمی کیا جو ہر امر میں آگے کے ہر ایک پہلو کو سوچتا سمجھتا نہ
رہے اور انجام پر نظر نہ رکھے ؏ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ ہاں اب بیان کرو تمھارا یہاں آنا کس
طرح ہوا اجروس نے کہا اے مہتر میں شہزادہ نورالدہر کے ساتھ تھا شب کو حمزۂ ثانی کی نسبت
نہایت متوحش خواب دیکھا صبح کو اسطرف کا عازم ہوا اور بجد وکد تمام اپنے کو یہاں تک پہونچایا حاصل
کلام بعد اس گفت و شنید کے مہتر قران اور سالم شاہ اور اجروس تلواریں کھینچ کر بڑھے اور طرفۃ العین
میں چار ہزار جادوگران مکار کو تہ تیغ کیا اور کناس جادو اور اسکے چالیسوں شاگردان ہمراہی کے بھی سر
تن سے جدا کیے بعد فراغ قلع و قمع باغ سے باہر آئے اجروس نے کہا اے خلیفہ افسوس ہے کہ حمزۂ ثانی
کی رہائی خاص بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہے ورنہ ہم تم چل کے حمزۂ ثانی کو قید و بند
فرعونی سے رہا کرتے عرصہ زیادہ ہوتا جاتا ہے حمزۂ ثانی نہیں معلوم کس تعب و مصیبت میں مبتلا ہے
جہانتک ممکن ہو انکی رہائی میں تعجیل کرنا چاہیے اگر بدیع الملک کا انتظار کرتے ہیں نہیں معلوم
بدیع الملک کب آئے لہذا میں بدیع الملک کے لینے کو جاتا ہوں یہ کہکے اجروس نظر سے غائب
ہو گیا مہتر قران اور سالم شاہ سب کے سب ایک جا ہوکے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوئے سعد
شہریار کی خدمت میں پہونچے زمین خدمت کو بوسہ دیا سعد شہریار نے پوچھا اے قران تم کہاں تھے
بہت عرصے کے بعد آئے اور یہ تو کہو کہ اسقدر عرصے کے بعد آئے کچھ کام بھی کر لائے یا کوئی تدبیر ایسی سوچی
جو حمزۂ ثانی کی رہائی کا سبب ہو قران نے کہا شہریار کناس جادو اور اسکے شاگردوں کے سر لائے
ہیں یہ وہ جادوگر ہیں کہ جنکے جادو کے سبب سے جب فرعون مسلمانوں کے مقابلہ میں آیا غالب رہا
سعد شہریار نے فی الفور ان سروں کو دیکھا اور کہا اے قران ان سروں کو زیادہ تر تشہیر کرو کسی قدر انکا
پوشیدہ رکھنا بہتر ہے قران نے اسی وقت ان سروں کو ایک گوشہ میں رکھوا دیا سعد شہریار نے کہا ہاں اب
لشکر میں نقارۂ جنگ بجا دو حکم کی دیر تھی بجا یکبار ز نقارہ آواز آمد برون ٭ ہمہ کوہ و دشت و در گردون روان ٭
فرعون نے نقارۂ اسلام سنکے اپنے لشکر نکبت اثر میں بھی نقارۂ جنگ بجوایا شب کو دونوں طرف جنگ کی
تیاریاں ہوتی رہیں صبح کو میدان جنگ میں دونوں طرف کے لشکروں میں صف آرائی ہو چکی پہلے جو شخص
لشکر کفار سے نکلا وہ فرعون تھا۔ واضح رہے کہ جب لشکر اسلام کے مقابلہ میں لشکر کفار صف آرا ہوتا
تھا بیشتر فرعون ہی مقابلہ کو آتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ کناس جادو نے فرعون کو سمجھا دیا تھا کہ
خداوندا اگرچہ قدرت خداوندی بہت کچھ ہے اسکو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی خداوند نے
دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہے اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو اپنے تیری مشیت میں یہی گذرا تھا حالانکہ اسکا
خراب اثر تجھ تک پہونچنے والا معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ ہنگام حرب و پیکار خداوند بذات خود مسلمانوں پر
حملہ آور ہو کیونکہ سحر و افسوں خاص تیرے نام پر پڑھا جاتا ہے علاوہ تیرے جو کوئی مسلمانوں کے مقابلہ
میں جائے گا ضرور ہلاک ہو جائے گا یہ سبب تھا جو فرعون بے خوف و تردد مسلمانوں سے مقابلہ کرنے
کو آمادہ ہو جاتا تھا چنانچہ اب بھی وہی صف کفار سے نکلکے لشکر اسلام کے روبرو آیا اور باواز بلند
کہا اے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو کیوں اپنی ہلاکت کے درپے ہو اب بھی میری
نمایش کرو اور میری خداوندی کے قائل ہو جاؤ میں خوب جانتا ہوں کہ اسطرح کی

تمہارا کچھ بس ہرگز تم پر اثر نہ کرے گی لیکن جب میں اپنے بندون کو برابر سمجھتا ہون اور سب کی بھلائی پر نظر رکھتا ہون تو
اسطرح نظر رسہ پر کر تجھ کو تمام دکھون بان میری نعمتین باتوقت تم پر اثر کرینگی جب تم اسکو گرفتار کر کے میں مقید
کرونگا اور طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاونگا رستم ثانی سعد شہریار کے پاس آیا اور کہا شہریارا
مین فرعون سے مقابلہ کیا چاہتا ہون ہر چہ باداباد یہی تاکہ مین بھی مثل حمزہ کے گرفتار ہو جاونگا یا شد
حمزہ ثانی کے ساتھ قید ہو کے شاید ہم دونون کی صورت رہائی پیدا ہو جائے سعد شہریار نے کہا ای شہزادہ
رستم تم اسقدر ناامید کیون ہو صاحب قدرت عالم جانا جاتی و مددگار ہے اور یقین سمجھو تم اس مرتبہ فرعون پر فتح
پاوگے حمزہ ثانی کے گرفتار ہو جانے اور فرعون کے غلبہ پانے کی وجہ اب مجھکو دریافت ہوئی ہے انشاء اللہ
اب وہ غلبہ فرعون کو میسر نہ ہوگا جاو میدان میں فرعون کا مقابلہ کرو رستم ثانی مسلح و مکمل ہو کے صف
لشکر سے نکلا اور فرعون کے قریب آ کے کہا او کافر بد کیش ہے تو کیا فضول بکا کرتا ہے کہ مین خداوند ہون اور
ہمیں ایسا ہوں سہ بیار انچہ داری از مردی نشان + کمان کیانی دگر زہ گران + فرعون ہنسا اور کہا ای
رستم کیون شامت آئی ہے اپنے خداوند صاحب قدرت وجلال کی خدمت مین ایسی گستاخی کرتا ہے کیا
کہون کہ مجھے اپنے رحم وکرم کا خیال آجاتا ہے ورنہ ابھی حقیقت میرے قہر وجلال کی ظاہر ہو جاتی رستم
نے کہا او خر بے دم تو کیا اور تیرا قہر وجلال کیا اگر سچا ہے تو اسی طرح خواہ مخواہ زبان کو تھکائے گا فرعون
نے کہا اچھا وار کر کیا میں بھی اپنے جلال کی شان تو دکھا ہی دونگا رستم ثانی نے کھینچ کے تمام شمشیر آبدار سے
وار کیا مگر وہ بیکار گیا مین حرب سے بخوبی باہر تھا بسہولت تمام رستم کے وار کو رد کیا اور کہا اب کچھ
اور حوصلہ بھی رکھتا ہے یا بس رستم ثانی نے دوسرا وار کیا اسنے اس وار کو بھی رد کیا رستم ثانی نے
جھنجھلا کے تیسرا وار کیا فرعون نے اس وار کو بھی اسی طرح رد کیا اس مرتبہ رستم ثانی اچھل کے فرعون
کیطرف جھپٹا اور فرعون کے قریب پہنچ کے اسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکر اسکو تمام سر سے بلند کر لیا اور
اسیطرح ہاتھ پر اٹھائے ہوئے سعد شہریار کے پاس آیا سعد بہت خوش ہوا اسی وقت نقارہ ہائے شادیانہ
بجوا دیا اور اپنی بارگاہ میں جا کے حکم دیا کہ لاؤ ہمارے سامنے فرعون کو ملازم گرفتہ و دستہ بستہ ہوئے فرعون کو
بستہ کیے ہوئے فرعون کو لائے سعد بادشاہ نے فرعون کیطرف دیکھ کے کہا او فرعون کہاں ہیں تیرے
اور ساتھی جو تیرے خداوندی کے قائل ہوگئے تھے تو اسنے پوچھون کہ خداوندی کا دعوی کیا ہوا اور وہ
جبروت وجلال کیا ہوگا جس سے ہر ایک کو ڈرایا جاتا تھا او ای فرعون تو ہی بتا کہ تیری مشیت مین یہ
کیا گذرا کہ ہماری قید و بند مین مبتلا ہو گیا بس اب خیریت اسی میں ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہو اور اس خیال
فرخرفت سے درگذر کہ میں سب کا خداوند ہون اور سب میرے بندے ہیں فرعون نے کہا ای بندگان من یہ
کیا کہتے ہو یہ سب میری مشیت مین ہی گذرا تھا جو تم دیکھ رہے ہو ہمارے تم اب ذرا دم میں قہر وجلال
سے اگرچہ میں گرفتار ہو گیا ہوں اس بات کا مطلق خیال دل میں نہ لاو خداوندی کے لاکھوں کرشمے ہیں
سعد شہریار نے کہا تو اسی طرح فرخرفت بکے جائے گا اور باواز کہا ارے کوئی ہے جاؤ جلدی جلاد کو
بلالاؤ جلاد حاضر ہوا سعد شہریار نے فرعون کی طرف اشارہ کر کے کہا اس خیرہ سر کو جلد ہلاک کر یہ
نابکار جب تک ہلاک نہ ہو جائے گا اپنی بیہودگی سے نہ چھوڑے گا اور میرے دل کا خار شہ اور صدمہ ہرگز
دفع نہ ہوگا جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت بہت مناسب ہے اور جو تو ہو گیا یہ فرعون کو

تھا اسکے جی چاہتا تھا اسکا سر تن سے جدا کرے کہ یکایک ایک جانب سے آواز ہائے ہائے کی گوش زد ہوئی
جلاد اور تمام حاضرین متعجب ہوئے ادہر اودہر دیکھنے لگے سعد شہریار نے کہا ابھی یہ ملعون ہلاک نہیں
ہوا یہ آواز ہائے ہائے کی جو کہ غیب سے آرہی ہے زاری کرتا ہے کہ جس وقت فرعون کی ہلاکت کا وقت آیا وہی
ناز نین عیار پوشیدہ خنجر عریان ہاتھ میں لیے ہوئے دربار کے دروازہ پر پہونچی دربان مانع ہوے اُسنے بلا
تکلف ہی خنجر سے ہلاک کیا چنانچہ تین دربان آناً فاناً خنجر سے ہلاک کرکے فرعون کے قریب پہونچی فوراً
اُسکے کمربند میں ہاتھ ڈال دیا اور جس طرف سے آئی تھی اسی طرف اُٹھا کے لیکے چلی گئی اسکے جانے کے
بعد سعد شہریار نے حاضرین سے کہا طرفہ واقعہ ہے کہ تم لوگ اسقدر موجود تھے اور کسی نے کچھ نہ کیا
سب نے کہا کہ ہم بیکار کیا کہتے ہو کیا تم موجود نہ تھے ہم گویا اسوقت گویا خواب دیکھ رہے تھے اسکے
چلے جانے کے بعد خیال آیا کہ تعرض کرنا چاہیے تھا لیکن اسوقت ایسی کچھ حیرت دامنگیر ہوئی کہ کچھ تماشا دیکھنے
کے سوا کچھ نہ بن پڑا سعد شہریار نے کہا ہاں میرا بھی یہی حال تھا اسکو بھی معاملہ سحر و افسوں کہنا چاہیے ورنہ
تنہا ایسی عیار کا اسقدر آدمیوں میں سے جرأت کرنا اور کسی کا تعرض نہ کرنا عقل میں نہیں آتا وہاں ناز نین عیار
لشکر سے فرعون کو لیجانے کے بعد پہر کچھ عرصہ گذرا تھا کہ محافہ نشین کا نقاب ڈالے ہوئے ورود ہوا
فرعون پیوستہ میں آتے ہی سجدہ کیا اور کہا اے خداوند کیا کہیے تیری مشیت میں گذرتے ہیں اب
کیا حکم ہوتا ہے فرعون نے کہا جو کچھ مناسب ہو کرو پہلا کلام یہی سمجھو کہ خدا پرستوں کو سزا ہو بجائے اُنھوں نے
میری خداوندی میں رخنہ ڈالنے پر کمر باندھی ہے جس طرح سے ذلیل و خفیف کرنا چاہتے ہیں اگر ہم کو انکی اسطرح کی جرأت
اور ضرر رسانی کی خبر ہوتی تو ہم ہرگز انکو آدمی کی صورت میں نہ پیدا کرتے اب بھی ان سب کا نیست و نابود
کر دینا میری قدرت سے نزدیک کوئی بات نہیں ہے مگر پہر خیال آتا ہے کہ پیدا کرکے اسطرح پیش آنا رحم و کرم کے
خلاف ہے محافہ نشین نے نقارہ جنگ بجوایا اور خود میدان میں جاکے با آواز بلند کہا اے خدا پرستو آگاہ ہو کہ تم
خداوند فرعون کے مقابلہ ہوے ہو کر سبقت نہیں لیجا سکتے کیا تم کو اس سے کام ہے جو تم خداوند کو اُسکے
مکان اُٹھانے کے لیے طرح طرح کی تکلیفیں دیتے ہیں یعنی ہلاکت کے درپے ہوے مگر خداوند کو کسی کی مجال ہے جو ہلاک
کرسکے خواہ مخواہ تم نے بڑی عافیت خواب کی لیکن یہ بات تو خداوند فرعون کی قدرت پر حوالی ہوئی کی
بات ہوئی دیکھو اب بھی جرأت ہو اگر تم اسکی بندگی کے واسطے مستعد ہو جاؤ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہاری سفارش
کرکے تمہارے تمام گناہوں کو معاف کروا دینگے ملک قاسم کو تاب ضبط نہ رہی محافہ نشین کے
قریب آکے کہا او زن فساق اس بیہودہ گوئی سے کیا فائدہ اگر کچھ زور دست بازو رکھتا ہے تو مردوں کے
مقابلہ میں آ اور جوہر شجاعت دکھا محافہ نشین نے وار کیا ملک قاسم نے اس وار کو رد کیا اور اپنا وار
کیا محافہ نشین نے بھی ملک قاسم کے وار کو رد کیا اسی رد و بدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک قاسم محافہ نشین
کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا بعدہ محافہ نشین نے پہر با آواز بلند کہا اے خدا پرستو تم کو اگر دعوے دلاوری اور
بہادری ہے تو کوئی میرے مقابلہ کو آوے ورنہ میری اطاعت قبول کرے جو کچھ میں کہوں اُس پر عمل
کرے اس مرتبہ علم شاہ مسلح و مکمل محافہ نشین کے مقابلہ میں آیا اور رد و بدل شروع ہوئی آخر
علم شاہ بھی محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا دن تمام ہو گیا تھا دونوں لشکروں میں نقارہ
بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے دوسرے روز بھی اسی طرح

ہنگامہ آرائی رہی چند مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے مگر اُس برج سے نہایت بہادری سے محافظ نشین کا
مقابلہ کیا ہر وار مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب محافظ نشین کا کام تمام ہو گیا مگر محافظ نشین کو مین پیروزی نہین معلوم
ہوا وہان سے حاصل ہو لیا تھا کہ تمام پہرہ دارون کو بسہولت پر لیا مگر ان امیر رج کو گرفتار کر لیا ہمہ شیخ
کو آیا وہ بھی بعد رد و بدل بسیار محافظ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا سعد شہریار کو امیر شیخ اور مخمل
وغیرہ سے گرفتار ہو جانے سے اور بھی زیادہ ملال ہوا

اس حال کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہے اور تورج بدرک کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

جو گذری مجھپر مت اس سے کہو ہوا سو ہوا ❊ بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا ❊ مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
لہو کے میرے تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا ❊ پہنچ چکا ہے سر زخم دل تلک یارو ❊ کوئی سیو کوئی مرہم رکھو ہوا سو ہوا ❊
کہے ہے سنکے مری سرگذشت وہ بیرحم ❊ یہ کون ذکر ہے جانے بھی دو ہوا سو ہوا ❊ خدا کیواسطے آ درگذر گنہ سے مرے
نہ ہوگا پھر کبھو اے تندخو ہوا سو ہوا ❊ یہ کون حال ہے احوال دل پہ اے آنکھو ❊ نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا
دیا اسے دل و دین اب یہ جان ہے سودا ❊ پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا ❊ سخن ورانِ کہن سعی بسیار کردہ ❊ سخن را
چنین آغاز کردہ ❊ کہ جب تورج بدرک دختر بادشاہ روم کو اپنے قبضہ مین لایا فوج کثیر جمع کی اور
ملک مدائن پر حملہ کیا سعد بن قباد کو خبر پہونچی فوج کثیر ہمراہ لیکر مقابلہ کو آیا وہ موسم برشگال کا تھا
دونون لشکرون کے درمیان مین دریا حائل تھا سعد نے تورج بدرک کی فوج مقیم تھی اُس طرف سعد
بن قباد بارہ ہزار فوج جرار اور بکثرت فیلان جنگی کی قطار لیے ہوئے کنارے دریا کے مقیم تھا شب کی تاریکی
سناٹا اور دریا کا شور ہوا کا جھکڑ رعد کا سننا تمام متنفس کا دل لرزا دیتا تھا جب نصف شب گذر
گئی سعد بن قباد نے ایک سردار جلادت نام کو طلب کیا جسکو جلدی خود بہت جری و تجربہ کار سمجھتا تھا اس سے
اُسنے کہا اے جلادت تم کو معلوم ہے سرکار شاہی کا نمکخوار ہے تورج بدرک ملک مدائن پر لشکرکشی کے ارادہ
سے آیا ہے اُسکے پاس ہمارا نامہ اسی وقت لے جا اور جواب نامہ لیکے راتون رات واپس آ راوی کہتا ہے کہ سعد
بن قباد کے پاس ایک گھوڑی عربی نژاد نہایت چست و چالاک تھی جلادت مدت سے اُس گھوڑی کا
خواستگار تھا بلکہ سعد بن قباد سے ایک مرتبہ اُسکو طلب بھی کیا تھا چونکہ وہ گھوڑی اصل و نسب کی بہت
درست اور ہر طرح قابل تعریف تھی سعد بن قباد بھی اُس گھوڑی کو بہت دوست رکھتا تھا جلادت کی
درخواست پر سکوت اختیار کیا مگر اسوقت وہ گھوڑی جلادت کے حوالے کی اور کہا اے جلادت تو سمجھ لے اسوقت کی
رسالت کے معاوضہ مین تجھکو علاوہ اس گھوڑی کے مال سے مستغنی کر دونگا یا رسالت کا خیال رہے کہ جس وقت
تورج بدرک کے لشکر مین پہونچنا اگر وہان موقع سمجھے تو تورج کو ہلاک کر کے اسکا سر لے آنا کیونکہ یہ وقت شب
اور تیرہ و تار ہے سب اپنی اپنی جگہ مطمئن مقیم ہونگے ممکن ہے تو تورج کو مارے جلادت نے سعد سے عہد
کیا اور گھوڑی کی پشت پر سوار ہو کے اسی وقت شب مین دریا سے عبور کیا اور لشکر تورج مین پہونچکے اسکا
موقع و محل کو تلاش کیا جب تورج کی بارگاہ کا موقع دیکھا ایک لشکری سے ملاقات کی اُسنے کہا تو کون ہے
اور یہان ایسی شب تاریک مین یہان آیا ہے تجھکو اپنی جان کے تلف ہونے کا خوف و خطر نہین ہے جلادت
نے کہا اے برادر مین سعد بن قباد کا ملازم قدیم ہون اور معتمد علیہ ہون نامہ لیکر آیا ہون یہ خبر تورج بدرک کو
پہونچی متعجب ہو کر کہا کہ اُسے بلاؤ وہ نامہ بر کہان ہے جلد لا کر اُسے حاضر کرو جلادت تورج بدرک

کے قیصر مین پہونچا نامہ دیا اور کہا کہ یہ نامہ نامی سعد بن قباد کا ہے اسی وقت اسکا جواب یا لکھا کہ تورج بدرک
نے نامہ کو لکھوایا بعد القاب آداب ما وجب مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ ای تورج ہم کو بخوبی تحقیق ہے کہ تو ملک
ہمارے پر یورش کرنے کے ارادہ سے آیا ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے ہم بھی مستعد و آمادہ ہین مگر ہماری غرض یہ ہے
کہ جب جنگ و حرب ہی کرنا منظور ہے تو صبح پر موقوف رکھنا کیا ضرور ہے اسی وقت سے جنگ شروع ہو جاے
تو بہتر ہے ہم چاہتے ہین کہ بعجلت تمام یہ معاملہ یکسو ہو جاے تورج بدرک نے جواب دیا کہ سعد
بن قباد سے کہدے کہ ہان ہم بھی یہی چاہتے ہین جلادت جواب نامہ لیکے پلٹا پھر اسی طرح بمشکل تمام
اس پار آیا اور سعد بن قباد کو نامہ دیکے کہا شہریار مجکو کوئی ایسا موقع نہ ملا کہ تورج کو ہلاک کر سکتا اسکا
سر لاتا ناچار نامہ کے جواب ہی پر اکتفا کی سعد بن قباد نے پوچھا اسطرف کیا سامان ہو رہا ہے اور تیرے
نزدیک تورج بدرک کے ہمراہ کس قدر فوج ہوگی جلادت نے کہا میرے نزدیک تورج کی فوج
قریب دو لاکھ کے ہوگی اور اگرچہ تاریکی شب ہے مگر سب مسلح و مکمل ہین سعد بن قباد نے جلادت کو
بہت کچھ انعام دیا اور نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اور نقارہ رزمی پر چوب پڑی تھی کہ اسطرف سے
بھی نقارہ رزمی کی صدا گوش زد ہوئی قباد نے تمام ہاتھیون کی قطار مشعلبردار اس پار روانہ کی اسکے
عقب مین مع تمام فوج خود بھی روانہ ہوا اور اس پار پہونچتے ہی تورج پر حملہ آور ہوا فوج تورج نے
بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا تمام شب اس طوفان مین ہنگامہ کشت و خون گرم رہا یہانتک کہ صبح ہوگئی
تورج بدرک بذات خود مقابلہ کو آیا اسطرف سے سعد بن قباد مقابلہ کو نکلا تا دیر ان دونون مین شمشیر
و نیزہ وغیرہ کی لڑائی ہوتی رہی آخر دونون جوان پشت اسپ سے زمین پر آگئے گاؤ زوریان شروع
ہوئین نتیجہ یہ ہوا کہ تورج سعد بن قباد کو گرفتہ و بستہ کرکے اپنے لشکر مین لے گیا سعد بن قباد کے
گرفتار ہو جانے سے کیو نوجوان سپہ سالار سعد بن قباد کو سخت تردد ہوا اپنی ماتحت فوج
سے کہا اے دلاورو اگر سعد بن قباد تمہارا فرمانروا دشمنوں کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا ہے تم اس بات
کا مطلق خیال دل مین نہ لاؤ اور مردانہ اور دلیرانہ فوج مخالف سے مقابلہ کرو ایک روز مرنا ضرور
ہے اگر سعد بن قباد کو تورج کی قید سے رہا کر لیا تو المراد ورنہ ہر چہ بادا باد سمجھو اتنی بات یہ ذکر رہ
جائے گا کہ سعد بن قباد کے لشکر نے اپنے فرمانروا کے رہا کرنے مین بڑی کوشش کی مگر افسوس
کامیاب نہ ہوئے یہ تقریر سنکے سب کے دلون مین ایک طرح کا خیال مردانگی سمایا کہا ہم سب
جان نثار حاضر ہین تورج بدرک اور اسکی فوج کیا ہے اگر حکم ہو تو آگ کے دریا مین کود پڑین کیو نوجوان
نے کہا یہ تو میرے دلکو یقین ہے مگر احتیاطا مین نے اس بات کا ذکر کیا بعد ازان کیو نوجوان نے
تمام فوج کو ہمراہ لیکے تورج کی فوج پر حملہ کیا ہزارون بندگان خدا کی جانین تلف ہوئین آخر الامر
کیو نوجوان کو بھی تورج بدرک نے گرفتار کر لیا اور چند روز مین ایران اور توران کو بھی فتح کر لیا پھر
پایہ تخت رستم شاہی کاؤلنگی مین پہونچا رستم خان کاؤلنگی بھی فوج کثیر ہمراہ لیکے
تورج بدرک کا مقابل ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی آخر الامر رستم خان بھی مثل سعد بن قباد
اور کیو نوجوان سپہ سالار کے گرفتار ہو گیا تورج بدرک ملک [illegible] مین پہونچا اور بعد جد و جہد لیا اس
وہان بھی بت پرستی کو رواج دیا ہر چند اہل شہر نے بجائے خود عہد کر لیا تھا کہ جان ضائع

ہو جاوے تو بہتر ہے لیکن بت پرستی ہرگز نہیں اختیار کیجاوے گی افسوس کہ وہ اپنے عہد کو پورا کر سکے بعض
باعتقاد صادق بت پرست ہو گئے اور بعضے تقیہ کے عالم میں رہے تورج بت پرستی کی ترویج سے فراغت
کر کے چند روز درمیان دریا کے مقیم رہا بعد اسکے جک باختر میں پہونچکے ہنگامہ آرائی کی تا اینکہ کامل خان و
عاقل خان و بوزخان و خورشید خان بن تنجاب کو بزور شجاعت گرفتار کیا اور کوچک باختر پر بھی
قبضہ کر لیا بعد ہفت ورجند باختر کو بھی مسخر کیا تا اینکہ سبائل کے قریب پہونچا یہ خبر شاہ سلیمان کو پہونچی کہ
تورج بدرگ اسطرف آتا ہے وہ ایک ہی شقی و بدذات ہے جلد شہر کا بندوبست کیا جاوے اور کاملی تدارک ہو
ورنہ اسکا سیلاب روکنا بہتر نہ ہوگا شاہ سلیمان نہایت متفکر ہوا ہر شخص سے اس بارہ میں مشورہ لیا کہ کیا تدبیر
مستعمل عمل میں لاویں تاکہ تورج کی شرارت بدذاتی سے محفوظ رہیں ہر ایک نے اپنی اپنی راے جداگانہ بیان کی
شاہ سلیمان نے بجاے خود یہ فکر سوچی کہ ملک سبائل میں اخی سلیمان کو اپنی جگہ چھوڑا اور خود مشعل نامی سپہ روانے
کے نامہ لیکے تورج بدرگ کے پاس آیا اور ایک صندوق پر از جواہر بطور نذر تورج کے پیشکش کیے بعدہ نامہ تورج
کے ہاتھ میں دیا اور کہا اے تورج شاہ سلیمان نے یہ نامہ بھیجا ہے تورج بدرگ نے سر نامہ چاک کیا لکھا تھا ہزار ہزار
ہزار تعریف لات و منات کی جنکی قدرت و طاقت سے ایک زمانہ واقف ہے اسی طرح آتش کو سالک کی بھی صفت
و ثنا کی جنہنے آج ہم کو وہ قدرت بخشی ہے کہ ہم جو چاہیں کر لیں اور ہم بھی بتان بزرگ کے لطف کردہ ہیں بنابر ان اطلاع
دیجاتی ہے کہ اے تورج بدرگ در اصل میں بادشاہ فارس ہوں میرے باپ دادا بھی اصل میں بت پرست تھے
لیکن افسوس ہے کہ یہ خدا پرست ہر طرح زبردست ہیں اور مجھ میں اسقدر طاقت نہیں ہے کہ خدا پرستوں کے
سامنے دم مار سکوں اور ہمارا اسردار بھی کوئی نہ تھا جسکی سرپرستی سے ہم کچھ کر سکتے بارے تمہارا اسطرف وارد
ہونے کا اتفاق ہوا ہم بہت خوش ہوئے ہمارا بہت دل چاہتا تھا کہ ہم تم تک پہونچتے لیکن اس بات سے مجبور
ہیں کہ چند پہلوان ہماری نگرانی کے واسطے خدا پرستوں نے مقرر کر دیے ہیں اگر انکو کچھ بھی شبہ میرے تمہاری
طرف میلان کا ظاہر ہو جاوے تو ہرگز زندہ نہ چھوڑیں ایسی حالت میں بجز سکوت کے کیا چارہ ہے میں چاہتا ہوں
کہ تمہارے پاس آؤں مگر کیا کروں کہ اگر خدا پرستوں کو معلوم ہو جائیگا بیشک میری ہلاکت کے درپے ہو جاوینگے
اور اسوقت کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا تم کو چاہیے بمجرد دیکھنے اس تحریر کے فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ تاکہ ہم
اور تم باتفاق یکدیگر خدا پرستوں سے انکی سرکشی کا عوض لیں اور سبائل میں بت پرستی کو رواج دیں ہمارے
تمہارے متفق ہو جانے میں خداوند بت بزرگ کا خوش ہونا متصور ہے فقط جب اس مضمون کا نامہ تورج
کی نظر سے گذرا بہت خوش ہوا اور کہا اے سفید ریش تو کون ہے اسنے کہا اے تورج بدرگ میں شاہ سلیمان کا
دادا ہوں اور خدمت وزارت کو بھی بجا لاتا ہوں تورج نے خلعت گران بہا اسکو دیا اور کہا تم جاؤ اور
کہدو کہ جب میں ملک سبائل میں پہونچونگا قلعہ میں بھی آؤنگا شاہ سلیمان فوراً تورج سے رخصت ہو کے
ملک سبائل کیجانب روانہ ہو گیا خیر اخیر چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں اہرمن فیل پا عیار رو اکل شاہ
ملازم تورج چلا جاتا تھا اسنے جو شاہ سلیمان کو دیکھا کہ تورج کیطرف سے چلا آتا ہے بہت متعجب ہوا
بعجلت تمام تورج کے پاس گیا اور کہا اے تورج اسوقت میں نے شاہ سلیمان کو اسطرف سے جاتے دیکھا نہایت
متعجب ہوا کہ یہ اسطرف کیوں آیا تھا تورج نے کہا اے اہرمن شاہ سلیمان یہاں کہاں البتہ شاہ سلیمان کا
وزیر یہاں آیا تھا اور ایک نامہ بھی شاہ سلیمان کا لایا تھا ابھی یہاں سے گیا ہے شاید وہی ہمرہ ہوگا جسے تجھے

شاہ سلیمان کا دھوکا ہوا اہرمن فیل پا نے پوچھا مضمون اس نامہ کا کیا تھا تورج نے اُس نامہ کے مضمون
کو سنایا اہرمن فیل پا نے کہا اے تورج میں ہرگز نہیں کہہ سکتا ہوں کہ وہ نامہ بر شاہ سلیمان کا وزیر تھا بالضرور
خود شاہ سلیمان تھا میں نے بخوبی اُسے غور سے دیکھا شاہ سلیمان بذات خود تھا اور یہ ایک حیلہ تھا کہ نامہ خود
لایا غرض اسکی یہ ہے کہ تم کو سبایل میں لیجا کے گرفتار کرے تورج نے اسیوقت اسلحہ سے اپنے کو آراستہ کیا اور سلیمان شاہ
کے تعقب میں روانہ ہوا اور شاہ سلیمان بھی تیز تیز چلا جاتا تھا حتی کہ تورج بدرک بعد جد و جہد تمام شاہ سلیمان کے
قریب پہونچ گیا نعرہ مارا کہ باش او سیر پاچہ سفید اب میں تجکو کب چھوڑتا ہوں مجکو کیا معلوم تھا کہ تو اس عیاری سے
میرے پاس آئے گا اور میری ہلاکت کے درپے ہو جائیگا ورنہ میں اسی وقت تجھے ہلاک کرتا اہرمن اگر نہ جانے دیتا اب
بھی خیریت ہوئی کہ میرے عیار طرار نے تجھے دیکھ لیا اور مجکو تیری مکاری کی اطلاع دی یہ کہا اور مرکب کو دوڑا کے شاہ سلیمان
کے روبرو آیا شاہ سلیمان نے جب دیکھا کہ یہ مورک سد راہ ہوا ہے اور بغیر رد و بدل کوئی چارہ نہیں ہے تیر سہ پہلو کو خانہ
کمان میں جوڑ کے تورج بدرک کی جانب رہا کیا وہ تیر تورج پر نہ پڑا البتہ تورج کے مرکب کی پیشانی پر پڑا اور اسکی
دم سے گذر گیا اور مرکب بیجان ہوکے دیوار کی طرح دھڑ سے زمین پر گرا مع ہذا تورج بھی جست کر کے پشت اسپ
سے زمین پر آیا اور نہ تحیت صدمہ پہونچا ادھر شاہ سلیمان نے جب اسقدر فرصت پائی وہان سے چلدیا اہرمن وہان
موجود تھا تورج بدرک کو پیادہ پا دیکھ کے دوڑان دوڑان گیا اور دوسرا مرکب حاضر کیا تورج سوار ہوا اور پھر
شاہ سلیمان کے تعاقب میں روانہ ہوا دل میں کہتا تھا کہ افسوس میرا مرکب تیر کھا کے ہلاک ہو گیا ورنہ شاہ سلیمان
کو زندہ نہ جانے دیتا سلیمان تیز تیز چلا جاتا تھا اور ہر مرتبہ عقب کیجانب پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا یکایک
سامنے دور سے ستون گرد نمایان ہوا دل نے کہا اب تک شدہ و نشد نہیں معلوم یہ گرد کیسی ہے مبادا کوئی دشمن میرا ہو اور
میرا سد راہ ہوا تو اس جانب تورج بدرک کا خوف ہے تو اب کسی طرح جان نہیں بچے گی کیا معلوم تھا کہ ایسا تجدید
ظہور میں آویگا ورنہ کیوں ایسی جرأت کرتا تا اینکہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا تو قارن بن زلازل بن بدر اسی
ہزار سواران جرار و آتش بار کی جمعیت ہمراہ لیے چلا آتا ہے اور آتے ہی شاہ سلیمان کا سد راہ ہوا شاہ سلیمان
نے نفس سرد بھر کے بجائے خود کہا اے سلیمان جو کچھ میں ابھی سوچ رہا تھا اسکا سامنا ہوا اب کہاں بھاگ کے
جا سکتا ہوں عنقریب تورج بدرک یہاں پہونچا چاہتا ہے دونوں سے ایک ضرور میری ہلاکت کا باعث ہوگا
قارن نے باواز بلند کہا اے شاہ سلیمان میں تو تیری تلاش میں تھا بارے تو مجکو ملگیا اب میں تجکو زندہ نہیں
چھوڑونگا اگر خیریت چاہتا ہے تو جسطرح اسوقت کھڑا ہے اسی طرح مقیم رہ تا کہ میں تجھے گرفتار کر لوں اگر تو کسیطرح
کا حوصلہ رکھتا ہے مجکو یہ بھی منظور ہے لیکن بجائے خود تو یہ بخوبی سمجھ لے کہ تو میرے ہاتھ سے صحیح و سلامت
جان نہیں لے جاوے گا شاہ سلیمان نے اسکی بات کا تو کوئی جواب نہ دیا البتہ بقوت تمام شمشیر آبدار
کا وار قارن پر کیا قارن بھی فن سپہ گری سے ماہر تھا اُسنے بسہولیت و درستی جو اس شاہ سلیمان
کے وار کو رد کیا اور کہا اے شاہ سلیمان بس یہی تجھ میں جرأت تھی یا اور بھی ہے شاہ سلیمان کا
اسکے اس طعن سے غصہ آیا دوسرا وار اُسکے سر پر کیا اس نے اُس وار کو بھی رد کیا پھر بچالاکی تمام
قریب آ کے شاہ سلیمان کے کمربند میں ہاتھ ڈال دیا اور سر سے بلند کر کے کہا اے شاہ سلیمان
دیکھا تو نے میرے مقابلہ کے نتیجہ کو کاش کہ تو پہلے ہی میرے مقابلے سے باز آیا ہوتا تو کیوں
اس قدر طول کھینچتا بتا تجھے زمین پر دے ماروں کہ تیرے تمام اعضا شکستہ ہو جائیں

شاہ سلیمان کے حواس باختہ ہو گئے قارن نے جب کچھ جواب نہ پایا شاہ سلیمان کو پست کرکے روانہ ہوا اور اثنائے راہ میں دیکھا تورج بدرگ چلا آتا ہے اسنے جو دیکھا کہ شاہ سلیمان کو گرفتار کر لیا ہے قارن کے قریب جا کے کہا یہ کون ہے جسکو تو نے گرفتار کیا ہے اُسنے کہا کون ہے تو کون ہے تورج نے کہا میں اسکے گرفتار کرنے کا حق رکھتا ہوں یہ میرا دشمن ہے اسی میں خیریت سمجھ کہ اسکو میرے حوالہ کر دے اور تو بت پرست ہو جا اور اگر تو میرے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہتا ہے پس آ میرا مقابلہ کر قارن نے کہا اے تورج تو بیکار اس بارہ میں جد و جہد کرتا ہے میں شاہ سلیمان کو ہرگز تیرے حوالے نہ کرونگا دریا خیال کر میں نے بکوشش تمام گرفتار کیا ہے کیونکر دے سکتا ہوں اور اگر تجھکو مجھ سے جنگ و حرب کرنا منظور ہے بس میں عاجز نہیں ہوں

سہ بیا را بچہ داری زمردی نشان + بگمان کیانی و گرز گران +

تورج نے خنجر کا وار قارن پر کیا قارن نے اس وار کو رد کرکے تلوار کا وار کیا تورج نے بھی اس وار کو بپشت شمشیر رد کیا قارن نے دوسرا وار کیا تورج بدرگ نے اس وار کو بھی رد کیا حتے کہ تین وار قارن کے تورج نے رد کیے چوتھا وار کرنے کو تھا کہ تورج نے اُسکے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا قارن بھی نہایت چست و چالاک تھا اُسنے اُسکے کمربند کی جانب ہاتھ بڑھایا دونوں میں کشتی و زور یان خوب ہونے لگیں کبھی یہ اسکو چند قدم پسپا کرتا تھا اور کبھی وہ اسے پسپا کرتا تھا حتے کہ ایک شبانہ روز جنگ زور دست و بازو ہوتی رہی تیسرے دن دو پہر تک یہی حال رہا بعد زوال آفتاب تورج بدرگ نے قارن کو سر سے بلند کر لیا اور کہا اے قارن اب تو اپنے ارادہ کو ظاہر کر اگر مجھ سے مخالفت کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے بیان کر کہ میں تیرا کام تمام کروں اور اگر مجھ سے موافقت کرنا چاہتا ہے تو میں رہا کروں قارن نے کہا اے تورج پہلے اس امر سے مجھے اطلاع دے کہ میں کیا کہوں جس سے تم مجھے اپنے سے موافق سمجھو گے تورج نے کہا میں اپنے سے موافق سمجھوں اگر تو بت پرستی اختیار کرے قارن نے کہا مجھے منظور ہے تورج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا کہ میں یکہ و تنہا سبائل میں جاتا ہوں میرے جانے کے بعد تو بھی وہاں پہونچ جا قارن نے قبول کیا تورج یکہ و تنہا سبائل میں پہونچا جب دروازہ سبائل میں داخل ہوا باواز بلند کہا کون ہے میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے ورنہ میری اطاعت اختیار کرے اخی سہمان آیا اور مقابلہ کیا تا دیر دونوں میں رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ تورج نے ایسا وار تلوار کا کیا کہ اخی سہمان دو لخت ہو کے زمین پر گرا بعضوں نے اخی سہمان کا عوض لینا چاہا تورج نے دلیرانہ انکو بھی ہلاک کیا اس عرصہ میں قارن بھی مدد کو پہونچ گیا تمام رعایائے سبائل خوف جان سے بت پرست ہو گئی اور تورج کا لشکر بھی سبائل میں پہونچ گیا تورج نے باطمینان تمام سبائل کا بندوبست کیا بعدہ ذوالامان کی جانب روانہ ہوا تورج بدرگ کو ذوالامان کی جانب روان رکھا جاتا ہے اور حال شاہزادہ بدیع الملک کا بیان لکھا جاتا ہے

رسید دلکو شوق فغان نہیں میرے لب تک آئی دعا نہیں — وہ نہیں ہیں جنکی زبان ہیں وہ جو ہیں ہیں جنمیں صدا نہیں
نہ تجھے ومانع نگاہ ہے نہ کسی کو تاب جمال ہے — انھیں کس طرح سے دکھاؤں میں وہ جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں
عجب اسکا کیا نہ سماؤں میں جو خیال دشمن و دوست میں — وہ تمام ہوں کہ گذر نہیں وہ مکان ہوں کہ پتا نہیں
یہ خلاف ہو لیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی — کوئی گل کھلے بھی تو بو نہ دے کہیں حسن ہے تو وفا نہیں

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو — کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہیں
مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا — نہیں ایسا کوئی زمانہ میں مرے حال پر جو ہنسا نہیں
مرے آگے اسکو وثوق ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی — یہ ہجوم جلوۂ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہیں
چلیں لاکھ سیکڑوں مدعیان چلیں گرچہ لاکھ ہواے فلک — بھڑک اٹھے آتش طور پھر کوئی اسطرح کی ہوا نہیں

سخن سنج دانا ے معنی زیب + عروس سخن را چنین داد زیب + کہ جب شاہزادہ نامدار یعنی بدیع الملک عالی وقار مع یاران دست راست حمزۂ ثانی سے برخاستہ خاطر ہوکے نگارستان کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ میں انواع و اقسام کے واقعات روبکار ہوئے چندروز کے بعد ایک بحر مواج کے کنارے پہونچا ایک کشتی پر سوار ہوا کشتی روانہ ہوئی دو پہر تک وہ کشتی بہمہ جہت محفوظ سطح آب پر روان رہی یکایک ہواے تند کا جھونکا آیا ملاح نے کہا ہوا کا رخ خراب ہے طوفان کے آثار معلوم ہوتے ہیں سواران کشتی خبردار ہو جائیں یکایک طوفان آیا عنان کشتی ملاح کے اختیار سے رہا ہو گئی اب یہ حال ہے کہ کشتی کبھی جانب مشرق تہ و بالا ہوتی چلی جاتی ہے اور کبھی جانب مغرب و تاریکی اسقدر پھیلی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا القصہ روز اور تمام رات یہی عالم رہا بدیع الملک اور تمام یاران ہمراہی زندگی سے ناامید ہوئے کلمہ طیبہ پڑھکے ایک نے دوسرے کو آگاہ کیا اور کہا یارو تم میں سے اگر کوئی زندہ و سلامت ساحل نجات پر پہونچ جاے تو ہمارے متعلقین کو ہمارے حال کی خبر کر دے صبح کو وہ طوفان برطرف ہوا روشنی ہوتی کشتی ایک جزیرہ کے کنارے پہونچی کشتی سے اترے چند قدم راہ طے کی تھی کہ دیکھا ایک قافلہ تاجروں کا مقیم ہے شاہزادے نے شاپور کو بھیجا کہ اس قافلہ کی کیفیت دریافت کر لاؤ شاپور اس قافلہ میں پہونچا ایک شخص سے جو اسی قافلہ کا تھا پوچھا برادر یہ قافلہ کس کا ہے اسنے از سرتا پا شاپور کو غور سے دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلہ کا حال دریافت کرتے ہو شاپور نے کہا برادر کچھ مضائقہ نہیں ہے اگر تم اس قافلہ کی کیفیت بیان کرو گے اسنے کہا کیوں نہیں مضائقہ ہے اگر تم لوٹ لینے کے ارادہ سے اس قافلہ کا حال پوچھتے ہو شاپور ہنسا اور کہا یہ تمھارا فقط خیال ہے خیر نہ بیان کرو صرف یہ بیان کر دو کہ یہ قافلہ کسطرف سے آیا ہے اسنے کہا یہ قافلہ کوچک باختر کی طرف سے آیا ہے شاپور بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اہل قافلہ حقیقت حال کو قافلے کے نہیں بیان کرتے صرف اسقدر دریافت ہوا ہے کہ یہ قافلہ کوچک باختر کیجانب سے چلا آتا ہے بدیع الملک نے کہا قافلہ سالار سے ملاقات کرنا چاہیے تاکہ کچھ حال کوچک باختر کا دریافت کریں شاپور نے کہا مشکل ہے قافلہ سالار یہاں آنے سے انکار کرے تو تعجب نہیں جب حقیقت حال قافلہ کو بیان کرنے میں انکار ہے تو یہاں آنا کیسا مگر جاتا ہوں تا ایندہ بار دیگر قافلہ میں پہونچا لوگوں نے پوچھا تو کون ہے اور کیوں آیا ہے شاپور نے کہا میں اس قافلہ کے خواجہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں اہل قافلہ نے سالار قافلہ کو اطلاع دی کہ ایک شخص ملاقات کو آیا ہے اسنے شاپور کو اپنے پاس بلایا قافلہ میں آنے کا سبب پوچھا شاپور نے خلاصہ حال جسطرح مناسب جانا بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ بدیع الملک تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے سالار قافلہ نے بعد تامل بسیار کہا بہتر ہے چلو اور شاپور کے ہمراہ ہوا شاپور خواجہ کو بدیع الملک کے پاس لایا خواجہ نے بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا بدیع الملک نے جواب دیکے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے خواجہ میں نے تم کو اسوقت خاص اس

غرض سے یہاں آنے کی تکلیف دی ہے کہ میں نے سنا ہے تم کوچک باختر سے آئے ہو اور مجکو کوچک باختر
کا حال دریافت کرنا منظور ہے اگر تم مناسب جانو تو بیان کر دو اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہو اور تمھارا نام
کیا ہے سالار قافلہ نے کہا اے شہریار والا اعتبار آگاہ ہو کہ میں خواجہ قاروش کا بیٹا ہوں اور میرا نام خواجہ ادہم
ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ فی الحال تورج خان نام ایک بت پرست نمودار ہوا ہے اسنے ابتدا ہندوستان
سے خروج کیا چار ہزار جزیرہ ہندوستان کے سخر کیے ایران میں پہونچا اور وہاں ہنگامہ عظیم برپا کر کے توران
میں آیا اور وہاں بھی خوب ہنگامہ برپا کر کے بت پرستی کو رواج دیا پھر وہاں سے پایہ تخت کاونلی
میں آیا اور رستم خان کو بجد و جہد تمام گرفتار کیا پھر کوچک باختر میں پہونچا اور لسیر نتجاب کو قید کیا اور تمام کوچک باختر
میں بت پرستی کو رواج دیا اسکے بعد ہفت دربند باختر کیطرف متوجہ ہوا وہاں کا حال مجکو معلوم نہیں کیونکہ وہ
ہفت دربند باختر میں پہونچا ہی تھا جو میرا وہاں سے چلا آنا ہوا اب مجکو وہاں کا حال مطلق نہیں معلوم ہے بدیع الملک
ادہم کیطرف متوجہ ہوا اور کہا شہریار یہ وجہ تھی کہ خداوند عالم نے مجکو یہاں پہونچایا نورالدہر نے کہا ہاں یہی وجہ ہے
پس اسیوقت اسباب سفر باندھا گیا اور اسبائل اور ذوی الامان کی طرف روانہ ہو گئے

اب انکو ذوی الامان اور سبائل کیطرف متوجہ رہنے دیا جاتا ہے اور فرعون شاہ کا حال قلمبند کیا جاتا ہے

کہ محافہ نشین فرعون کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور تواریخ السامری کی باتیں ہو رہی تھیں یکایک فرعون
محافہ نشین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا جان من تجکو کیا ہو گیا ہے کہ تیری توجہ میری جانب نہیں ہے اگر کوئی وجہ
خاص ہو تو بیان کرو خدا ہے خداوند صاحب قدرت و جلال سے ایسی بے التفاتی کرنا بندگان
صاحب اخلاص سے نہایت بعید ہے محافہ نشین نے کہا اے خداوند میں تمام سرداران حمزہ کو گرفتار اور بستہ کر کے تیرے
حوالہ کرتا ہوں مجکو اختیار ہے اگر منظور ہو انکو ہلاک کر ورنہ قید و بند میں رکھو لیکن شرط یہ ہے کہ رستم ثانی کا
تعلق اپنے سے نہ رکھو اسکا ہمہ جہت اختیار مجکو دے اس شرط کا منظور کرنا ضرور تجھ پر فرض ہے ورنہ تو
جانی و کار تو فرعون نے قبول کیا اور کہا ہاں ضرور یہ شرط مجکو منظور ہے محافہ نشین نے کہا کہ مجکو بھی
کچھ عذر نہیں ہے اور اسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب جابجا سامان جنگ مہیا اور آراستہ
کیا گیا صبح کو دونوں لشکر میدان حرب میں آکر صف آرا ہوئے اول جس شخص نے میدان کا ارادہ کیا وہ
محافہ نشین تھا اور باواز بلند کہا اے خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج تک تم کو خداوند فرعون کی
جانب سے تعلیم و تلقین کی گئی تم نے خداے نادیدہ کی پرستش کو چھوڑا نہ خداوند بزرگ کی قدرت
اور جلال پر اعتقاد نہ لائے اسوقت بھی تم کو حسب دستور انعام اور تفہیم کیجاتی ہے کہ اپنے گناہ گذشتہ
کی معافی مانگو اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ اس صورت سے تم سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا جائیگا
ورنہ یہی گھڑی ہے یہی میدان ہے تمھارے افعال کی سزا دیجائیگی یہ کلمات سنکے ملک قاسم کو تحمل کی
طاقت نہ رہی فی الفور مرکب مہمیز کر کے میدان میں آیا اور کہا او مکار یہ کیا کلمات بے معنی و بیہودہ زبان
پر جاری کرتا ہے ع بیار آنچہ داری ز مردی بکوش + کمان کیانی و گرز گران + محافہ نشین نے ہمجا یہ
شمشیر آبدار کا وار کیا ملک قاسم نے اس وار کو پشت شمشیر سے رد کیا اور کہا سہ ز دی حرب
بخود حرب بیا نوش کن + غم و درد دنیا فراموش کن + اور خنجر سر تیز کا وار کیا محافہ نشین نے بہ
چستی اور یہ چالاکی اس وار کو رد کیا ملک قاسم نے غصہ میں دوسرا وار اسی وقت پھر کیا

اسنے اس وار کو نہایت خوبصورتی سے روکلیا کہ دیکھنے والوں کی زبان پر واہ واہ کی صدا ہر چہار طرف سے
بلند تھی سنتے کہ ملک قاسم کے تین وار بھی در پے دیے اور قریب آکے کمربند میں ہاتھ ڈال کے سر سے
بلند کیا اور کہا ای خداپرست اب بھی خیریت ہی اگر تو خداوند فرعون پر ایمان لا ورنہ اس زور سے زمین پر
دے مارونگا کہ تو نقش زمین ہو جائیگا ملک قاسم نے اس بات کا کچھ نہ جواب دیا محافہ نشین نے
اسکے سکوت کے سبب سے برہم ہوکے اس زور سے زمین پر مارا کہ ملک قاسم قریب تھا کہ ہلاک
ہو جائے بعد ازان محافہ نشین نے اسکو گرفتہ و بستہ کرکے فرعون کی خدمت میں بھیجدیا اور بار دیگر آواز بلند
کہا کہ ای خداپرستو اب تم میں سے کون ایسا پہلوان ہی کہ جو میرے مقابلہ میں آوے یہ سنکر اب کی بار
علم شاہ رومی میدان میں آیا اور باآواز بلند کہا منم علم شاہ رومی شیر فیل زور + خلاصہ کہ ان دونون میں
بھی بہت کچھ رد و بدل ہوئی او نتیجہ یہ ہوا کہ علم شاہ رومی بھی محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا
راویان اخبار زمانہ اور محرران مضامین بے اندازہ اس مقام پر اس طرح پر قلم فرسا ہوتے ہیں کہ اسی
طرح پر درپے سات روز تک جنگ و حرب رہی اور مآل یہ ہوا کہ محافہ نشین نے تمام سرداران دست
چپ کو مع ایرج گرفتار کرلیا اب لشکر اسلام میں مع سعد شہریار چار شخص رہ گئے ایک
نجیل یا ہر دوسرا سلیمان ثانی تیسرا رستم ثانی چوتھا سعد شہریار لیکن جب یہ سب بارگاہ
میں آئے نہایت متردد اور متوحش تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ یارو نتیجہ اس واقعہ کا کیا ظہور
میں آئیگا اس وقت تو بجز خرابی کے کوئی صورت بھلائی کی نظر نہیں آتی چند شخص خیرخواہ اسلام
باقی رہ گئے ہیں انکی مددگاری میں بالیقین وہ بھی گرفتار ہو جاوینگے یا ہلاک ہونگے غرض جو کچھ تھے
ظہور میں آیا عجیب رنگ ہی سچ کہا ہی بیت من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال + کارے کہ خدا
کند فلک را چہ مجال + سعد بادشاہ نے کہا نتیجہ اس خرابی کا اسطرح پر دریافت ہوگا جاؤ
خواجہ سبا نخش اور خواجہ وریا دل کو لے آؤ ملازم فوراً گئے اور خواجہ زادون کو لے آئے خواجہ
زادون نے سعد کو سلام کیا سعد شہریار نے بعد جواب سلام کے کہا ای واقفان رموز باطنی فی الحال
جو کچھ واقعات درپیش ہوئے اس سے یقیناً تم کو اطلاع ہی اور اس سے بھی واقف ہوگئے کہ
جو کچھ آج تک نقصانات وقوع میں آئے اور آئین فی الحال سوائے خرابی کے کوئی بھلائی کی
صورت نظر نہیں آتی لطیفہ غیبی کا ذکر نہیں تم کو اسوقت خاص اس غرض سے تکلیف دی
ہی کہ آزادی علم رمل اور قواعد نجوم سے دریافت کرو کہ آیندہ کیا نتیجہ ظہور میں آئیگا یعنی فرعون
ملعون کے مقابلہ میں کون سبقت لیجائیگا اور حمزہ ثانی فرعون کی قید سے رہائی پاوینگے
یا نہیں اور اگر رہائی پاوینگے تو کسکی کوشش سے خواجہ زادون نے نقشہ کھینچا قواعد نجوم
جاری کیے بروج کا حساب لگایا اور نتیجہ استخراج کرکے کہا ای مبارک پی شہنشاہی کہ حاصل
میکنند + اختران آسمان از طلعتت نیک اختری + ہم کو از روے رمل اور قواعد نجوم کے یہ دریافت
ہوا ہی کہ ہزار رستم ثانی اور آپ کد و کوشش کرینگے یا علاوہ رستم ثانی کے تم میں سے کوئی
کیسی ہی کوشش کرے گا مگر حمزہ ثانی کا فرعون کی قید سے رہا ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہی
البتہ شہریار والا تبار بدیع الملک عالی وقار اگر ذرا سی بھی توجہ میں مصروف ہونگے تو یہ عقدہ

بسہولت تمام حل ہو جاویگی کیونکہ از روے رمل معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ ثانی کا رہا ہونا قید فرعون سے
خاص شہزادہ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی جلدی کسی شخص کو بدیع الملک کی خدمت
مین بھیجنا چاہیے تاکہ وہ حمزہ دہ کے قید ہونے کی اسکو اطلاع دے اور وہ دلاور دوران یہان آکر
حمزہ ثانی کو قید فرعون شاہ سے رہا کرسکے اور ای شہریار والا تبار علاوہ اس سوال کے جو تم نے
اسوقت کیا ہی ایک اور خبر تازہ ہم تم کو دیتے ہین کہ ملک باختر مین ایک گبر بد شعار ہندوستان سے
خروج کرکے آیا ہی اُسنے ایران اور توران اور ممالک کوچک باختر تک ایک قیامت عظیم برپا کر رکھی ہی
جہان جاتا ہی بت پرستی کو رواج دیتا ہی اور خدا پرستون کو گرفتار اور ہلاک کرنے پر آمادہ ہی بہت سے بندگان
خدا اُسکے دست ظلم سے ہلاک ہوگئے اور اکثر تباہ و برباد ہوگئے اور جو بچ رہے واضح رہے کہ وہ گبر کوئی غیر
نہین ہی بلکہ اولاد اکبر سے ہی انشاء اللہ الرحمان جسوقت بدیع الملک کی کوشش سے صاحبقران
قید و بند سے رہا ہونگے اور ذو الامان مین پہونچ گئے وہ گبر بد کیش بھی شہزادہ بدیع الملک
کے ہاتھ سے گرفتار ہوگا اور بندگان خدا کو اسکی شرارت سے امان ملیگی بس اسقدر علم رمل سے
حال دریافت ہوا جو معروض بیان مین آیا سعد بادشاہ اپنے یاران ہمراہی کی طرف متوجہ ہوا اور
کہا کہ تمہاری کیا راے ہی آیا شہزادہ بدیع الملک کے پاس کوئی آدمی زبانی خبر کے واسطے
بھیجا جاوے یا بذریعہ تحریر اطلاع دیجاوے سب نے متفق اللفظ کہا ہمارے نزدیک بذریعہ
تحریر ہی اطلاع دینا مناسب ہی چنانچہ میر منشی کو حکم دیا کہ جلد نامہ تیار کرو میر منشی نے اسیوقت
نامہ تیار کیا اور سعد بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا سعد بادشاہ نے از اول تا آخر اس نامہ
کو دیکھا اور آخر مین اپنی مہر ثبت کرکے عمر ثانی کو دیا اور کہا کہ ای عمر ثانی تم دیکھتے ہو کہ مسلمانون
کی ترقی عنقریب تمام ہوا چاہتی ہی جسطرح اور مسلمان گرفتار ہوگئے یا کہین ہمارا بھی یہی حال
ہوتا ہی بس اس نامہ بری کے واسطے تمہین مناسب معلوم ہوتے ہو بعجلت تمام جسطرح ممکن ہو
اس نامہ کو شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین پہونچا دو عمر ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ ای
شہریار مین خادم غلام بارگاہ ہون کسی حکم کی تعمیل مین عذر نہین کر سکتا مگر قابل غور یہ بات ہی کہ
ذو الامان یہان سے ایک برس کی راہ ہی آمد و رفت کے لیے دو برس چاہیے ایک برس جانے
کے واسطے اور ایک برس واپس آنے کے واسطے پس اس صورت مین سفر تو ممکن ہی میری سمجھ مین
بجدا میسم + اسکا مضمون صادق آیا سعد شہریار کو تردد ہوا خواجہ نادون نے کہا ای عمر ثانی
نے جہاز اس نامہ بری کے واسطے دو سال کا مقصود کار ہی لیکن ہماری راے یہ ہی کہ تم تری کی راہ سے قطع
نظر کرو اور خشکی کی راہ اختیار کرو مگر اس بات کا خیال رکھو کہ خشکی کی راہ مین آتشین بجد ہین اس
راہ سے کوئی نہین جاتا ہی اور بالفرض اگر کسی نے اس راہ کو اختیار بھی کیا تو یہ خرابی واقع ہوئی
ہی کہ جو گرد راہ روی سیر سے اڑتی ہی اگر اسکی آنکھ مین پڑتی ہی فوراً نابینا کر دیتی ہی پس اگر اس
راہ کو اختیار کرو تو یہ خیال رکھو کہ اس گرد کا اثر تمہاری آنکھ تک نہ پہونچنے پاے خواجہ عمر
نے کہا ای واقف رموز باطنی بھلا یہ کیونکر ممکن ہی کہ مین اس راہ کو اختیار کرون اور گرد راہ
سے محفوظ رہون اسلیے یہ معنی نہین ہین لہذا انکھون کے خوف سے سعد شہریار کے حکم کی

تعمیل سے چشم پوشی کرون بلکہ ایک واقعی امر کا اعلان کیا ہے اور تعمیل حکم کے واسطے بسر و چشم موجود ہون
بالفرض زوال بینائی کیا جان کا بھی ضرر ہو خواجہ زادون نے کہا ای خواجہ عمرو گھبراؤ نہین ہمارے پاس ایک
روغن ہے اور ایک سرمہ ہے جسوقت اُس راہ مین قدم رکھو اُس روغن کو اپنے کف پا مین مل لو اور وہ سرمہ
آنکھون مین لگا لو اس صورت مین ہرگز اس راہ کی گرد تمھاری آنکھون کو کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچا سکیگی
اور نہ کسی دوسرے اعضا کو تمھارے ضرر پہونچے گا خواجہ عمرو نے کہا کیا مضائقہ ہے خواجہ زادون نے
روغن و سرمہ دیا خواجہ عمرو نے اُس سرمہ کو آنکھون مین لگایا روغن کو کف پا مین ملا اور کچھ روغن
وسرمہ اپنے پاس رکھ کے روانہ ہوا

اب خواجہ عمرو کو نامہ لیے ہوئے اس راہ پر خطر مین روان کیا جاتا ہے اور کورج کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

راوی لکھتا ہے کہ کورج چند روز کے بعد ملک سبا کل مین پہونچا اور بندوبست کامل کر کے وہان سے
ذوی الامان کیطرف روانہ ہوا یہ خبر مظفر بن ضیغم کو پہونچی کہ شاہ سلیمان بھی گرفتار ہو گیا اور تمام
ملک سبا کل پر کورج نے قبضہ کر لیا ہے مظفر بن ضیغم اس خبر کو سنکے بہت متوحش ہوا اور تدبیر
فکر مین سر بزانو بیٹھا رہا آخر اپنی جگہ سے اٹھا اور مزدورون کو بلایا قلعہ کے ہر چہار جانب عمیق خندق
کھدوائی اسکو پانی سے مملو کیا پھر قلعہ مین داخل ہوا دروازے قلعہ کے بند کروا دیے دوسرا ہی روز تھا کہ
کورج پندرہ لاکھ سوار ہمراہ لیے ہوئے آ پہونچا لوگون نے خبر پہونچائی کہ مظفر بن ضیغم قلعہ بند ہو گیا ہے
اور ہر چہار جانب قلعہ کے عمیق خندق مین پانی بھرا ہوا ہے جسکے سبب سے قلعہ مین داخل ہونا محال ہے
کورج نے بکمال تمرد کہا کچھ تردد کی بات نہین ہے اور تمام سواران ہمراہی سے قلعہ ذوی الامان کا
محاصرہ کر لیا اسوقت چار ہزار بادشاہان ایران و توران و ہندوستان و عرب باختر کورج کی قید مین
ہین اس کور مکار نے اس وجہ کی بنا پر قلعہ ذوی الامان کے ضرور حاکم ہو سکتا اور مظفر بن ضیغم کو بھی
گرفتار کر لینگے زیر قلعہ مقیم ہوئے نقارہ جنگ بجوایا صبح کو قلعہ ذوی الامان پر دھاوا کیا اگرچہ بسبب
حائل ہونے خندق کے قلعہ مین داخل نہ ہو سکتا تھا اور نہ کسی فصیل پر قلعہ کے کسی ذریعہ سے
پہونچ سکتا تھا مگر اسقدر تیر و تفنگ کی بوچھار قلعہ پر کی کہ مظفر بن ضیغم اگرچہ محصور و محفوظ تھا تاہم
قلعہ مین کچھ توقف نہ کر سکا مردان ہمراہی کو حکم دیا کہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ جاؤ اور ان بدبختون پر تم
بھی تیر و تفنگ کا مینہ برساؤ غرض کہ دو پہر تک اسقدر تیر و تفنگ کی کثرت رہی کہ ممکن نہ تھا
جو قلعہ پر پرندہ پر مار سکے یا مین قلعہ فوج کبر کے حواس باختہ ہوئے جاتے تھے اور اندرون قلعہ
مظفر بن ضیغم خود بھی لڑائی مین جان لڑا رہے ہوئے تھا بیرون قلعہ کورج بدرگ مردانہ و دلیرانہ جنگ
کر رہا تھا اپنے تمام لشکر کو حملہ کرنے سے منع کیا اور خود سپر بائین ہاتھ مین اور تلوار دہنے ہاتھ مین
لیکے مردانہ و دلیرانہ قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور بجوشش تمام خندق کے کنارے پہونچ
وہان قلعے کو ہر چہار جانب دیکھ کے چاہتا تھا کہ جست کر کے قلعہ پر پہونچے کہ ناگاہ دیکھا
کہ دروازہ قلعہ کا کھلا اور مظفر بن ضیغم قلعہ سے باہر آیا خندق پہ تختے رکھ کے پل باندھا
اور قریب کورج کے آکے کہا او نابکار و ناپاک مجھکو خوب معلوم ہے کہ تیرا ارادہ قلعہ
مین داخل ہونے کا ہے مین تیرا حریف آ پہونچا کورج نے کہا اے مظفر کیون آیا ہے کیا

ہلاکت سے کیوں ڈرتا ہے خیریت اسی میں ہے کہ میری اطاعت قبول کر اور قلعہ سے دست بردار ہو مظفر نے
تیغ آبدار کا وار تورج پر کیا تورج بدرگ نے ہاتھ بڑھا کے مظفر کی تیغ ہاتھ سے چھین لی اور دور
پھینک کے کہا دیکھا اے مظفر اب بھی خیریت ہے مظفر نے خنجر کا وار کیا تورج نے خنجر کو بھی چھین
کے دور پھینک دیا اور کمربند میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا پھر زمین پر مار کے ایک پاؤں پر اپنا
پاؤں رکھا اور دوسرے پاؤں کو گرفت میں لا کے مظفر کو مثل کرپاس کے دو حصے کیا مظفر کے
ہمراہیوں نے جو اس واقعہ کو دیکھا تمام قلعہ میں ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا بعد اس کے تورج بدرگ قلعہ
کی جانب متوجہ ہوا اس اثنا میں تحقیق گرد پیدا ہوا تورج بدرگ متعجب ہو کے دیکھنے لگا جب
دامن گرد چاک ہوا بدیع الملک اور نور الدہر و بدیع الزمان و اسد غازی و ارب دلاور
ہمراہی فوج کثیر نمایان ہوئے جب قریب پہونچ گئے دیکھا تورج بدرگ عنقریب قلعہ ذوالامان
میں داخل ہوا چاہتا ہے سب نے آپس میں کہا اے فلان خیریت ہوئی کہ ہم اس وقت یہاں
پہونچ گئے ورنہ ناموس برباد جاتا شہزادہ فوج کفار کے تعاقب میں روانہ ہوا اور کہا لعینان
نابکاروں کو جانے نہ دینا تمام لشکر اسلام نے فوج کفار پر حملہ کیا اسطرف تورج بدرگ نے
جو شہزادہ کو اپنی فوج پر حملہ آور دیکھا قلعہ سے واپس آیا اور جنگ مغلوبہ میں شامل ہو گیا دیکھا
ایک جوان بست سالہ شمشیر آبدار کو لیے ہوئے آمادہ پیکار ہے ہر جا کہ شمشیر دو کارش
رسید دو کرد دو پارہ کرد + تورج نے نعرہ مارا کہ او خیرہ سر یہ کیا بے جا تفتہ پردازی ہے اور از حد
جعل سازی اور مکاری ہے کہ میری فوج کے حواس باختہ کر دیے ہیں بدیع الملک نے جب
تورج بدرگ کو دیکھا کہا او نابکار تو کہاں تھا میں تو تیری تلاش ہی میں تھا ہزار ہزار شکر اس
خدائے بزرگ کا کہ میں تجھ سا سرکوب آپہنچا ورنہ قلعہ ذوالامان کو تو تباہ و برباد کر دیتا تورج
نے کہا میری جوانمردی پر تجھ کو غرور آیا ہے شہزادہ نے کہا او مغرور زبان بند کر بازو بکشا تورج بدرگ
نے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے اسکے وار کو سپر پر روکا اور اسکے گریبان میں ہاتھ ڈال کے ایسا
جھٹکا دیا کہ پشت مرکب سے زمین پر آرہا تورج بچالاکی تمام اچھل کے پشت مرکب پر آ بیٹھا اور
رد و بدل ہونے لگی تورج نے تلوار کا وار کیا تھا کہ شہزادہ نے اسکی کلائی کو گرفت
میں لا کے تکان دی اس طرف تورج بھی طاقت کو کام میں لایا اور اسکو زور دونوں طرف
سے کشش و کوشش ہوئی کہ دونوں مرکبوں کے زانو زمین سے مس ہو گئے دونوں پشت
مرکب سے زمین پر آگئے اور جنگ زور دست بازو میں مصروف ہو گئے ایک طرف لشکر
اسلام صف بستہ استادہ تھا دوسری جانب لشکر کفار تماشا دیکھ رہا تھا فوج
کفار سے کچھ لوگ تورج بدرگ کی مدد کو بڑھے تھے کہ لشکر اسلام کے سرداروں
نے باواز بلند کہا اے نابکارو خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تم سب اپنے
سر پاؤں پر دیکھو گے ادھر شہزادہ بدیع الملک نے تورج سے کہا او مردود اپنے
اہل لشکر کو منع کر ورنہ جنگ مغلوبہ کی نوبت ابھی آجاوے گی اور میرے تیرے
درمیان زور و طاقت کا اندازہ نہ معلوم ہو گا تورج بدرگ نے باواز بلند اپنے

لشکر سے کہا ای بہادرو ابھی تمھارے کارہاے نمایان کا وقت نہین آیا ہے تھوڑی دیر توقف کرو مین اس
جوان کا قصہ پاک کرلون تو پھر تمھاری باری آوے گی اس فہمایش سے فوج کفار اپنی جگہ ٹھہری القصہ
تین شبانہ روز تورج بدرگ اور شہزادہ بدیع الملک مین کشش و کوشش ہوتی رہی خوب
خوب بست و کشاد رہی اگرچہ شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان دلاور اور بہادر دوران تھا مگر
تورج بدرگ بھی شاہزادہ کو خوب خوب جواب دیتا تھا چوتھے روز بھی جب کوئی غالب و مغلوب
نہ ہوا اسد نے باواز بلند کہا ای بدیع الملک مجکو نہایت تعجب ہے کہ تم اس گبر کے مقابلہ
مین اب تک سرخرو نہین ہوے حالانکہ آج چوتھا روز اس ہنگامہ کو ہوا میرے نزدیک یہ
عوض ہوا کہ تم سے کچھ جو بابت ہم پچھی رستم ثانی سے کرتے رہے ای بدیع الملک سو قت
سے خیال رکھو آیندہ کبھی کسی کے مقابلہ مین غرور اور دعوے بمعنی نہ کرنا اور تورج بدرگ
سے کہا ای کیہ نہاد مجکو ہرگز امید نہ تھی کہ تو بدیع الملک کے مقابلہ مین ایسے زور و طاقت
کو کام مین لاسکے گا یہ کلام اسد کا شہزادہ بدیع الملک کو بہت ناگوار معلوم ہوا غیظ و غضب
مین آلودہ ہوکے دل مین مناجات کی کہ ای بیکسان و ای چارہ بیچارگان تو میری عزت اور
آبرو رکھ لے اور اس گبر و مکار پر مجکو فتحیاب کر دفعتاً ایسا موقع ملا کہ بدیع الملک نے
اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور الف سر سے بلند کر لیا اور پھر بقوت تمام زمین پر مار کے
خوب مستحکم رسی سے بستہ کر لیا اور لشکر مین بھیجدیا بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ
اور قارن وغیرہ گبرون نے جب تورج کو بستہ دیکھا نہایت برہم ہوے اور ایک ہی
مرتبہ بدیع الملک کی جانب دوڑے بدیع الملک بھی دلیرانہ اُنکی طرف جھپٹا اس اثنا مین
اسد اور گرب بھی شہزادہ کی مدد کو پہنچ گئے گرب غازی کا سامنا قارن بن زلازل کا ہوا
گرب نے نعرہ مارا کہ تم سے گرب شہسوار سے پلا پڑا ہے نظر کردہ شیر پروردگار ہے قارن
نے گرب پر تیغ کا وار کیا گرب نے اس وار کو سپر پر روکا اور اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکے زمین پر مارا
اور گرفتہ و بستہ کرکے لشکر مین لے آیا بعدہ اسد میدان مین آیا اسکے مقابلہ مین بربر شاہ آیا اور خوب
رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے بربر شاہ کو گرفتار کرلیا پھر نور الدہر میدان مین آیا اور باواز
بلند پکارا کہ ای گبرون اب تم مین سے کس کی شامت دامنگیر ہے جو میرے مقابلہ کو آتا ہے اسکے
مقابلہ کے واسطے بختیار شاہ آیا اور کہا ای جوان مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر نور الدہر نے کہا
تونے دیکھا تیرے ہمراہیون کو ہم مسلمانون نے کسطرح گرفتہ و بستہ کر لیا اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے
تو دایرہ اسلام مین داخل ہو ورنہ سے بیارا تخجہ واری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران +
بختیار شاہ نے تلوار کا وار کیا نور الدہر نے اسکے وار کو رد کیا اور ایسی تگاوری اس کے
گھوڑے کو دی کہ اُسکا گھوڑا اگے کو گرتے بچا آخر سنبھل کے چراغ پا ہوکے بھاگا بختیار شاہ
پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم سے زمین پر گرا نور الدہر آتے ہی اسکے سینہ پر سوار ہو گیا
اور گرفتہ و بستہ کر لیا پھر داراب کشور کشا اور اختیار کا مقابلہ ہوا دیر تک رد و بدل رہی آخر
داراب شاہ نے بھی اختیار شاہ کو گرفتار کرلیا تو نوبت بدینجا رسید کہ لشکر کفار بہ کثرت

ہلاک ہوا اور بیشتر گرفتار کیے گئے اور بعضوں نے اسلام قبول کیا باقی نے فرار پر قرار لیا اور نکل گئے شاہزادہ بدیع الملک و یاران با فتح و نصرت سے تمام مال و اسباب لوٹ کر بارگاہ پادشاہی خاقون میں پہونچے بادشاہان ایران و توران کو قید و بند سے رہا کیا سب کو خلعت دیا پادشاہی بارگاہ میں آکے مسند حکومت پر متمکن ہوئے اس ہنگامہ آرائی کے ذکر ہونے لگے اسوقت عمر ثانی سعد شہریار کا نامہ لیے ہوئے پہونچا موقف میں استادہ ہوکے آداب بجا لایا پھر دعا دے کے سعد شہریار کا نامہ کھڑی سے نکالا بدیع الملک کے ہاتھ میں دیا بدیع الملک نے سر نامہ پڑھ کے نام کی تعظیم کی پھر ملفوفہ وا کیا از اول تا آخر نامہ کو پڑھا لکھا تھا سپاس حمدان سلطان عالم را که عالم پرورست بخدا انس و دو را ه ایمان انس و جان را رہبر ست + بادشاہ بادشاہان جان نگار انس و جان + آنکه باشتی بر زبان از آب حیوان خوشترست والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خیر البشر و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد اے شہریار زمان شہنشہ بدیع الملک نوجوان بعد سلام سنت الاسلام ضروری پیام آنکه فلان روز فلان تاریخ فرعون ملعون ہمراہ لشکر فراوان آیا اور حمزہ ثانی کو در بند عقابین پہنچایا اور ایرج و ملک قاسم و علم شاہ رومی و ایرج ماہرو و تمام پہلوانان دست چپ فرعون ملعون کی قید میں مبتلا ہوئے ہیں اور محافظ نشین نے ہم پر خیانت عبیر بادا کر رکھی ہے اسوقت جس زحمت اور خرابی میں ہم مبتلا ہو گئے تھے اسکو ہمیں خوب جانتے تھے حالت اضطراب میں ہم نے خواجہ زادوں کو بلا کے حال دریافت کیا انھوں نے از روئے علم رمل حکم لگایا کہ یہ نصر ہرگز اس طرح رفع نہ ہوگا اور کسی طرح سرداران لشکر اسلام قید فرعون سے رہا نہونگے جب تک شہزادہ بدیع الملک اس بارہ میں مدد و کوشش نہ کرینگے اور پھر رسہ کر زیجی نہ کر استخراج کیا اور اچھا لیکہ اس عقدہ کا حل ہونا تمھاری کوشش پر موقوف ہے پس بمجرد دیکھنے اس نامہ کے جس ضروری کام میں مصروف ہو اسکو چھوڑ کے اسطرف روانہ ہو اور جہانتک ممکن ہو جلد یہان پہونچو اے شہزادہ والا تبار اس بات کو بخوبی یاد رکھو کہ اگر جلد یہان پہونچ گئے فہو المراد ورنہ آیندہ ہمارے تمھارے ملاقات قیامت میں ہوگی آیندہ تم کو اختیار ہے جب اس مضمون کا نامہ شہزادہ بدیع الملک کی نظر سے گذرا آنکھوں میں آنسو بھر آئے نور الدہر کی طرف دیکھا نور الدہر نے کہا اس نامہ میں کیا لکھا ہے اور کس کا نامہ ہے بدیع الملک نے کہا اے شہریار یہ نامہ سعد شہریار نے میرے نام لکھا ہے بعدہ وہ نامہ دیا نور الدہر نے بھی اس نامہ کو پڑھا اور کہا افسوس کیا زمانہ کی نیرنگیاں ہیں اسد نے پوچھا کیا ہوا نور الدہر نے کہا اس نامہ میں سعد شہریار نے لکھا ہے کہ فرعون نے حمزہ ثانی کو بالائے عقابین قید خانہ میں بند کیا ہے اسد نے بھی بہت افسوس کیا بدیع الملک نے نور الدہر سے کہا اے شہریار اس صورت میں کیا ارشاد ہوتا ہے اسد نے کہا اے شہزادہ بدیع الملک اگرچہ بنا بر تحریر سعد شہریار حمزہ ثانی کا بالائے عقابین گرفتار ہونا دریافت ہوا اور تم پر اس والا جاہ کی رہائی کو مقرر بتایا ہے مگر یہ بھی یاد ہے کہ حمزہ ثانی نے کیا سلوک تمھارے ساتھ کیا انکو یہی زیبا تھا کہ بیہودہ گو لوگوں کے کہنے پر عمل کیا اور جھوٹ سچ میں امتیاز نہ کر سکے انسان کو چاہیے کہ ہر ایک معاملہ میں حق کو ہاتھ سے نہ دے اگر تمھاری مدد و کوشش سے حمزہ ثانی رہا بھی ہو گئے تو آیندہ انسے بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے اور کیا اسوقت تک تم سے کوئی کار نمایان ظہور میں نہیں آیا پھر کیا قدر دانی تمھاری حمزہ ثانی نے کی کیا اسی کو قدر دانی کہتے

ہیں کہ تمہارے حق کو خواہ مخواہ رستم ثانی کی جانب منتقل کر دیا حالانکہ دلائل بین موجود تھے
بدیع الملک نے کہا ای شہزادہ اسند لوازم انسانی سے یہ امر بھی ہے کہ کبھی اپنی نیک نفسی سے باز نہ
آسکے اگر حمزہ ثانی نے ہمارے اور تمہارے ساتھ نیکی نہیں کی ہے باشد ہم لوگ لازم نہیں ہے کہ اس والاجاہ
کی برابری کریں تم نہیں جانتے ہو وہ کس مرتبہ کا شخص ہے بس ایسا ذی مرتبہ شخص ہے کہ امیر بلند توقیر
لشکر صاحبقران نے اپنا جانشین کیا ہے اور ہم سب انکے تابع فرمان ہیں بدیع الملک نے کہا ہاں
اس امر تو ہم بھی [illegible] نے شاہ سلیمان کو خلعت رہائی کا دیا اور بختیار شاہ اور
بختیار شاہ اور بہرہ شاہ کو شاہ سلیمان کے حوالے کر کے کہا ای سلیمان شاہ تم ذوالامان کو جاؤ اور ای بادشاہ
ذوالامان تم ہمارے [illegible] صاحبقران کے ہو ہماری طرف سے خاتونوں کو دعا کہہ دینا اور ذوالامان
میں مقیم رہنا شاہ سلیمان نے کہا ای ذوالاجاہ آپکا تو حمزہ ثانی سے رہائی کی فکر میں فرعونیہ یہاں سے
جانے کا ارادہ ہے مگر یہ تو ارشاد ہو کہ ذوالامان میں تشریف آوری کا کب ارادہ ہے بدیع الملک نے
کہا انشاء اللہ تعالی رہا ہونے کے بعد حمزہ ثانی کے میں ذوالامان میں آؤنگا سعد بن قباد اور رستم خان
اور کابل خان بھی موجود تھے انھوں نے کہا ای شہریار ہمارے بارے میں کیا ارادہ ہے بدیع الملک
نے کہا ای یارو تم سب اپنی اپنی فوجیں لے کے اپنے ملک کو واپس جاؤ اگر زندہ ہیں تو پھر تم سب سے
ملاقات ہوجائیگی ان سب نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے ہم بھی تمہارے ساتھ حمزہ ثانی کی خدمت
میں چلیں گے بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا تم سے کہا آئندہ تم کو اختیار
ہے اگر میرے ہمراہ چلنے کا ارادہ ہے تو میں مانع نہیں ہوں غرضکہ وہ دن اسباب سفر کے باندھنے میں گذرا
دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک تورج کو ہمراہ لے کے فرعونیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ
میں دریا حائل تھا سب کشتی پر سوار ہوکے چلے تورج کو دیو بن قندز کے حوالے کیا تھا دیوانہ لنگر آہن
ہاتھ میں لیے ہوئے شب و روز اسکی پاسبانی کرتا تھا اور بدیع الملک سے ہر روز کہتا تھا کہ ای شہریار
والاتبار اس ناپاک کا زندہ رکھنا ہرگز مصلحت نہیں ہے بدیع الملک کہتا تھا ای دیوانہ اسکے خال و خط
اولاد صاحبقران کے مشابہ ہیں اس لحاظ سے اسکی ہلاکت میں تامل کیا ہے اور ارادہ ہے کہ اسکو بادشاہ اسلام
کی خدمت میں لے چلیں اس جواب سے دیوانہ خاموش ہو رہتا تھا اب یہ جزیرہ کے برابر پہونچے شب کو
ایک جائے محفوظ میں قیام کیا نصف شب کو یکایک غلغلہ لشکر اسلام میں بلند ہوا کہ تورج شب کو
غائب ہو گیا دیو بن قندز شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا ای شہریار میں شب و روز اسکی نگرانی
میں ہوشیاری تمام مصروف رہتا تھا ایک لمحہ بھی منظر احتیاط اپنی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیتا تھا آج
میں خیمہ سے بول کی ضرورت سے باہر گیا میں سمجھا کہ ہر چہار جانب خیمہ کے لوگ موجود ہیں کون لیجا سکتا ہے اور
کسطرح کوئی لیجا سکتا ہے لیکن جب بول سے فارغ ہو کے خیمہ میں آیا اسکو مع طوق و زنجیر آہنی نہ دیکھا کچھ عقل
کام نہیں کرتی کہ کون لے گیا اور کسطرح تورج خیمہ سے غائب ہو گیا اسقدر قصور مجھ سے ہوا ہے اسکے عوض میں جو سزا
دیجاوے مناسب ہے شہزادہ شاپور کیطرف متوجہ ہوا اور کہا ای شاپور تو اسقدر لشکر سے غافل ہو گیا کہ آج تورج کو
حریف موقع پاکے چرا لیگئے شاپور اس خیمہ میں آیا جہاں سے تورج غائب ہو گیا تھا پاؤں کے نشان دیکھ کے
شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار میں سمجھ گیا جو تورج کے غائب ہونے کا سبب ہوا شہزادہ نے پوچھا

جہان سے تورج غائب ہو گیا پاؤن سے نشان دیکھے شہزادے کے پاس آیا اور عرض کی شہریار مین سمجھ گیا جو
تورج کے غائب ہو جانے کا سبب ہوا شہزادے نے پوچھا کون سبب ہوا اُسنے کہا یہ حرکت اُسکے عیار
اہرمن فیل پا کی ہے کیونکہ خیمہ مین جا بجا اُسکے پاؤن کے نشان موجود ہین شہزادہ اُس خیمہ مین آیا شبلور
نے پاؤن کے نشان دکھائے شہزادہ بدیع الملک سوار ہوئے تورج کی تلاش مین لشکر سے باہر آیا اور اُس
جزیرہ مین پھرتا رہا ناگاہ چالیس آدمیون کے مجمع کو دیکھا کہ چلے آتے ہین جب قریب پہونچے شہزادہ
بدیع الملک کو دیکھ کے سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور کہا کیون بھائیو تم کون ہو اور کہان
چلے ہو انھون نے کہا ہم لوگ تاجر ہین اور اہل اسلام سے ہین اس جزیرہ مین ایک وزد رہتا ہے آشوب وزد
نام سے مشہور ہے اے جوان ہم بارہ ہزار آدمیون کا گروہ تھا تجارت کے واسطے انواع اقسام کی جنس ہمراہ
تھی نقد روپیہ بھی ہمراہ تھا اس وزد نے آکے بسہولت ہم سے ملاقات کی ہم نے مرد معقول سمجھ کر اسکی
خاطرداری و مدارات کی وہ اسطرح ہمارا تمام حال دریافت کر کے گیا ہم کو مطلق اس بات کی اطلاع نہ ہوئی کہ
یہ وزد ہے کیونکہ اُسکے لباس کا طرز شائستہ اور گفتار کا طریقہ نہایت سلیس تھا دوسرے روز اُسنے شب خون مارا
ہم سب [illegible] اُس سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوئے اور جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی وہ وزد با سامان
خوب درست کر کے آیا تھا ہم سب عالم غفلت مین تھے اسیوقت خواب سے بیدار ہوئے تھے اچھی طرح
سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ یہ آفت نازل ہوئی نوبت باینجا رسید کہ بیشتر اہل قافلہ ہلاک ہوئے بقیہ کو
گرفتہ و بستہ کر کے لے گئے اور مال نقد و جنس کو لوٹ لیا اس وزد کا مسکن آہنی کمر نام ایک قلعہ ہے اسی
قلعہ مین لے جا کے ہم سبکو قید کیا صبح کو اس وزد نے ہم سب کے قتل کرنے کا حکم دیا جلاد آچکا تھا قریب
تھا کہ ہم سب ہلاک کیے جاوین اسیوقت ایک پیادہ بلند بالا پشتارہ بدوش آیا اور وہ پشتارہ دوش
پر سے اُتار کے اس وزد کے روبرو رکھدیا اس وزد نے پوچھا اس پشتارہ مین کیا ہے اُس پیادہ نے کہا میرا
نام اہرمن فیل پا ہے اور اس پشتارہ مین تورج بدرگ صاحبقران ہے کہ بدیع الملک کی
قید مین مبتلا تھا آج شب کو اسے مین نے اسکی قید سے رہا کیا ہے اُس وزد نے کہا پشتارہ کو کھول
مین بھی اسے دیکھنا چاہتا ہون اہرمن فیل پا نے پشتارہ کھولا تورج بدرگ کو پشتارہ سے باہر
نکالا اس وزد نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہے تورج نے کہا مین بت پرست ہون چونکہ وہ وزد بھی بت
پرست تھا اُسکو تورج بدرگ کے حال پر رحم آیا کہا اے تورج بدرگ اگر تو ہماری ملازمت
گوارا کرے تو ہم تجھے اپنے مردان ہمراہی پر سردار مقرر کر دین تورج بدرگ نے منظور کر لیا اس وزد
نے تورج بدرگ کو اپنے آدمیون پر سردار مقرر کیا اور اُسکو بہت ہوشیار سمجھتا تھا بیشتر امور مین
اُس سے مشورہ لیا کرتا تھا تاجرون کا بیان ہے جب ہم نے دیکھا کہ تورج بدرگ کو وہ وزد بہت
مانتا ہے ایک روز موقع پا کے اس سے کہا اے تورج ہم کچھ تجھ سے کہنا چاہتے ہین اُسنے کہا کہو ہم
نے کہا اے تورج ہم تم دونون ہم مشرب ہین یعنے تو بھی بت پرست ہے اور ہم بھی بت پرست
ہین ہم عرصے سے بلا وجہ وزد کے سبب یہان مقید ہین طرح طرح کی شدت کے متحمل ہوتے ہین
چونکہ تو بھی قید بدیع سے رہا کیا گیا ہے تجکو سختی قید کی حقیقت خوب معلوم ہوئی ہم چاہتے
ہین کہ کسی تدبیر سے اپنی رہائی کے صدقے مین ہم کو بھی اس مصیبت قید سے نجات دلوا

تورج بدرگ کو ہمارے حال زار پر رحم آیا کہا اچھا صبر کرو ہم تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ اُس دزد سے
ہماری سفارش کی اور کہا اور تھا لیکن ان لوگون کا مال چھین لیا ہی پھر انکے قید کرنے کی کیا ضرورت ہی
میرے نزدیک انکا رہا کر دینا مناسب ہی تمام دزد بدکار نے کہا ہمارے یہان کا دستور نہین ہی کہ جسکا
مال چھین لین اُسکو رہا کر دین کیونکہ یہ لوگ ہماری رہزنی کا حال اورون سے بیان کرتے ہین لوگ اسطرف
کے آنے سے پرہیز کرتے ہین چنانچہ یہ لوگ اگرچہ بے قصور ہین لیکن یہی خیال ہی کہ یہ اپنے گرفتار
کرنے اور مال و اسباب لٹ جانے کی خبر تمام ہین مشہور کرینگے پھر کوئی تاجر یا صاحب مال اس راستہ
سے نہ گذریگا ہماری روزی مین خلل پیدا ہوگا تورج نے کہا ہان یہ بات بہت صحیح ہی لیکن از بس کہ
ہم نے سفارش چاہی ہی اور تو ہماری بات کو سنتا بھی ہی لہذا ہماری خوشی اسی مین ہی کہ انکی رہائی ہو
اُس دزد نے دیر تک فکر کی آخر کہا اے تورج مین ان سوداگرون کو ہرگز رہا نہ کرتا لیکن تیری سفارش
سے مجبور ہون یہ کہا اور ہم کو قید و بند سے رہا کر دیا اور کہا جلد اس قلعہ مین سے نکل جاؤ پس ہم نے جو
قلعہ سے نکلنے کا اشارہ پایا وہان سے بھاگے یہان آکے دم لیا تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی بدیع الملک
نے اُس تمام داستان کو سنکے ان سب کی کچھ قدر روپیہ سے مدد کی بعدہ وہان سے روانہ ہوکے قلعہ
آہنی کے قریب پہونچا اور ہر چہار طرف سے اُس پہاڑ کو گھیر لیا یکایک خبر تورج بدرگ کو پہونچی
فوراً چالیس ہزار قزاقی اپنے ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا اول بدیع الملک کے پاس یہ پیغام بھیجا
کہ اگر میرے بھاگنے کے سبب سے تو نے یہان ہنگامہ آرائی چاہی ہی تو یہ محض بیکار ہی اسواسطے کہ
اب تو مین رہا ہو آیا خواہ کسی طرح اور کسی سبب سے رہا ہوا ہو اگر اور کسی وجہ سے تو نے ایسا ارادہ
کیا ہی تو خیر کچھ مضائقہ نہین ہی بدیع الملک نے اس پیام کا کچھ جواب نہ دیا تورج بدرگ نے
نقارہ جنگ بجوایا دوسرے روز میدان مین ہر دو لشکر کے صف آرائی کی اسد میدان مین بڑھے چک و یک
سے مسلح ہوکر آیا اور بعد رد و بدل بسیار زخمی ہوا بعدہ کرب میدان مین آیا وہ بھی زخمی ہوا راوی کہتا
ہی کہ پندرہ روز تک تورج نے میدان داری کی جسمین علاوہ بدیع الملک کے تمام سرداران
اسلام اور ہزارہا فوج کے لوگ تورج کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوئے کہ ظاہراً انکی زندگی دشوار
معلوم ہوتی تھی ایک روز تورج بدرگ نے آشوب دزد سے کہا کہ تیرے لشکر مین کوئی نجومی
بھی اپنے فن مین کامل ہی اُسنے کہا کہ ایک بہت بڑا جفردان ہی وہ قواعد نجوم سے مطلب بخوبی
استخراج کر سکتا ہی تورج نے کہا اُسے ابھی بلاؤ وہ نجومی اسیوقت حاضر ہوا تورج بدرگ نے اُسکو
بہت خاطر سے اپنے پاس بٹھلایا اور کہا کہ اے نجومی ایک مطلب ہمارا ہی اسکو اپنے قواعد نجوم سے
دیکھو کہ بدیع الملک کے اور میرے طالع کیسے ہین آیا مین بدیع الملک پر غالب رہونگا
یا بدیع الملک مجھ پر غالب رہیگا نجومی نے تورج بدرگ سے عرض کیا کہ دو روز مین جیسا کہ
احوال قواعد نجوم سے معلوم ہوگا عرض کرونگا تورج نے اس بات کو منظور کیا نجومی رخصت ہوکے
اپنے جلد پر گیا اور بڑے غور اور فکر سے دیکھ کر تورج خان کے پاس آیا اور کہا کہ خداوند نعمت مین نے
کمال غور سے حساب لگایا اُسکا نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ ہر طرح سے بدیع الملک کا طالع زبردست
ہی ہر وقت اور ہر ساعت وہی فتح مند رہیگا اور ضرور ایک وقت ایسا آیا چاہتا ہی

کہ تمھارے مالک پر بدیع الملک کا قبضہ ہو گا ابتدا مین شاید ایسی صورتین پیدا ہوتی رہین جن سے
معلوم ہو گا کہ غلبہ ہم کو حاصل ہی لیکن نتیجہ ضرور بدیع الملک کے موافق ہو گا تورج کو بہت ملال ہوا
لیکن زمانہ کی نیرنگیان ہمیشہ عجیب ہوتی رہتی ہین غرضکہ تورج بدرگ اسی غم و ملال مین مبتلا تھا کہ
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی نجومی نے تو میرے خلاف خبر دی ہی اور اسی رنج کیوجہ سے سکوت مین بیٹھا تھا دیکھا
اہرمن پشتارہ بدوش چلا آتا ہی اور اسنے وہی پشتارہ تورج بدرگ کے روبرو رکھدیا تورج نے کہا اے
اہرمن یہ کیا شی پشتارہ مین لایا ہی اسنے کہا اے تورج بدرگ آج مین بدیع الملک کو خوابگاہ سے
چرا لایا اسوقت تورج بدرگ فیلبند دروازہ پر بیٹھا تھا اہرمن سے اس خبر کو سنکے بہت خوش
ہوا کہا اے اہرمن مین تیری اس کارروائی سے بہت خوش ہوا خوب ہوشیاری سے رکھنا ایسا نہ ہو کہ
جسطرح تو مجکو خبر لایا ہی اسی طرح اسکا عیار اسکو چرا لے جاوے اچھا اب بدیع الملک کو خوب
مضبوط باندھکے ہوش مین لا اہرمن نے بدیع الملک کے دست و پا کو زیادہ جکڑا اور ہوش مین
لایا بدیع الملک نے اپنے کو عجیب حالت مین پایا اور سامنے دیکھا تورج بیٹھا ہی تورج نے کہا اے
بدیع الملک دیکھو اسوقت تم اپنے کو کس حال مین پاتے ہو اب تم زیردست ہو یا مین تم کو میری
طاقت و اختیار سے مطلق اطلاع نہ تھی شہزادہ بدیع الملک نے کہا او نامرد یہ کیا بیہودہ حرکت ہی کہ
مردون کو نامردی سے گرفتار کرتا ہی اور پھر پوچھتا ہی کہ اپنے تئین کس حال مین دیکھتے ہو تجکو شرم نہین
آتی اگر مرد میدان ہوتا تو عالم بیداری مین مقابلہ کرتا اور زیر دست و پا کو گرفتار کرتا تو مضائقہ نہ تھا اور
اسوقت پوچھنا درست تھا کہ تم کس حال مین مبتلا ہو بدیع الملک کی اس تقریر سے تورج بہت
شرمندہ ہوا اور تا دیر سرنگون بیٹھا رہا بعد ازان بدیع الملک کیطرف دیکھکے کہا اے بدیع الملک
اگرچہ اہرمن تم کو عالم خواب مین گرفتار کر لایا مگر اس بات کو سمجھو کہ حریف کے مقابلہ مین مکر و فریب
سے کام لینا مضائقہ نہین رکھتا کون عقلمند ایسا ہو گا جو فریب سے قطع نظر کرکے اپنے کو موقع ہلاکت
مین رہنا گوارا کرے گا خیر اسوقت اس بحث سے کچھ فائدہ نہین ہی بلکہ ضروری جو بات ہی اسکا ذکر
کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اب تم میرے اختیار مین ہو اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بہت
بزرگ کو بخلوص اعتقاد سجدہ کرو ورنہ یقین سمجھو کہ اب تمھارا زندہ رہنا محالات سے ہی شہزادہ
بدیع الملک نے تورج کو ہزار ہا دشنام ہاے مغلظہ دین اور کہا او پلید تو ہرگز اس بات کا
خیال نہ کرنا کہ مین تیری قید و بند مین مبتلا ہون مین اس خداے وحدہ لاشریک صاحب
قدرت و جلال کا بندہ ہون جسکے قبضہ قدرت مین تمام جانداروں کی جان ہی اور جو ہر طرح کی
قدرت رکھتا ہی اگر ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤن اور پھر مجھسے سوال کیا جاوے کہ تو کس کا
بندہ ہی مین یہی کہونگا کہ مین اسی خدا کا بندہ ہون جسکی آج تک بندگی کی تورج نے کہا
دیکھون اس وقت وہ خداے نادیدہ کیا تیری مدد کرتا ہی اور جلاد کو طلب کیا اب اس
طرف سنیے کہ جب رات گذر گئی اور صبح ہوئی کہ یکایک لشکر اسلام مین بہت گھبراہٹ
کے ساتھ ایک شور بلند ہوا یہ خبر نور الدہر کے بھی گوش گذار ہوئی تمام سرداران
ایک جا جمع ہوے ہر ایک نے متعجب ہوکے کہا طرفہ معاملہ ہی شہزادہ بدیع الملک

کا نشان ہے غائب ہو جاتا کسی طرح عقل مین نہین آتا پس شاپور آیا اور ماہر من فیل پا کے پانون
کے نشان محسوس کرکے کہا مین سمجھ گیا لوگون نے پوچھا کیا سمجھ گیا اُسنے کہا شہزادہ کو ماہر من فیلپا
لے گیا ہی اُسکے پانون کے نشان معلوم ہوتے ہین نور الدہر کو خبر کی گئی کہ شاپور کا قیاس اہرمن
فیل پا کی نسبت ہی نور الدہر نے شاپور کو بلایا پوچھا اُسنے وہی اپنا قیاس بیان کیا نور الدہر
نے کہا ای یارو نوروج بڑا مکار و فریبی ہی بیشتر اُسکو اہرمن فیل پا پکڑا لے گیا تھا اب اُسنے
شہزادہ بدیع الملک کو بھی اہرمن فیل پا کے ذریعہ سے چرا منگایا خداوند عالم شہزادہ
بدیع الملک کی جان کا حافظ و نگہبان ہو ورنہ نوروج حرامی کے دست ظلم سے اُسکا زندہ
و سلامت رہنا محال ہی تمام سرداران لشکر اسلام گھبرا گئے ہر ایک نے دست بستہ کہا شہریار
ہم لوگ تابع فرمان ہین جو حکم ہوا اُسکو بسر و چشم بجا لاوین اسمین شک نہین کہ شہزادہ بدیع الملک
بڑے ظالم کے ہاتھ مین پہونچا ہی نور الدہر نے کہا ای یارو مجھسے اس بارہ مین پوچھنے کی کیا
ضرورت ہی جو کچھ تدبیر بکار آمد ہو اُسے عمل مین لاؤ اصل غرض یہ ہی کہ کسی طرح بدیع الملک اُن
گبران مکار کے ہاتھ سے محفوظ رہا ہو جائے وہ سب یاران ہمراہی مرکبون پر سوار ہوکے اور قلعہ
کی جانب مہم کی لیکن سب سے پیشتر دیوبن قند زر چوب بہ سیت آہنی لیے ہوئے روانہ ہوا وہان
بحکم نوروج جلاد بغرض قتل شہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا اور نوروج نے حکم دیا کہ جلد اس خدا پر
کا سر تن سے جدا کر اُسوقت آشوب وزرد وہان موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ عنقریب جلاد اپنا کام
کیا چاہتا ہی شہزادہ کی جانب متوجہ ہوا اور آہستہ کہا ای جوان تو بالفرض خدا پرست کا قائل ہی اور اپنے
خدا بر حق سمجھتا ہی تاہم تونے عقلمندون کی زبان سے یہ نہین سُنا ہی کہ اُنھون نے کہا ہی مصرع روا است شر
قلیلی از برای خیر کثیر کیون اپنے کو مفت ہلاک کرتا ہی اگر صرف اسیقدر کہدے مین جان بخشی ہی کہ مین بت
پرست ہوتا ہون تو کیون تامل کرتا ہی کہدے آیندہ تجھے اختیار رہیگا تیرے بطون سے کسے اطلاع ہوگی اور
اصل بات تو یہ ہی کہ اگر نوروج کی خوشی تیرے بت پرست ہی ہونے مین ہی پس گو بت پرست ہو جا ظاہر الی
بندی کی بت پرستی ہی کی سہی شہزادہ بدیع الملک کو آشوب وزرد کی مذہب کی بابت اسطرح کی
تقریر بہت ناگوار معلوم ہوئی کہا او کافر ملعون مجھکو میرے قصے سے کیا کام ہی تو میرا ناصح بنا ہی جو مجھکو نصیحت کرتا ہی
مجھکو اختیار ہی جو مذہب چاہون اختیار کرون غیر اب اسطرح کی بیہودہ بات میرے روبرو زبان سے نہ نکالنا
ورنہ اگرچہ مین گرفتار ہون لیکن جو کچھ مجھسے تیرے حق مین ہو سکیگا کسیطرح سے دریغ نہ کرونگا چنانچہ آشوب
وزرد شہزادہ کے اسطرح کے جواب سنکے بہت غیظ و غضب مین آیا اور نہایت برہم ہوا وہ اُسوقت شغل
مےخواری مین مصروف تھا جو جام مے اُسکے ہاتھ مین تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو پیوے اُس زور سے شہزادہ
کے منہ پر کھینچ مارا کہ شہزادہ بسبب پہونچنے ضرب شدید کے بیہوش ہو گیا اور خون مثل پرنالے کے
جاری ہوا جب شہزادے کو ہوش آیا اور اپنی پیشانی سے خون جاری دیکھا از حد غصہ مین آیا اور از سرتا
پا مثل بید کے کانپنے لگا اور طوق و زنجیر مین دونون ہاتھ کرکے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے جو زور
کیا طوق و زنجیر مثل تار عنکبوت کے تار تار ہو گیا اور تمام بند بھی ٹوٹ گئے اُٹھ کر ایک طمانچہ اور ایک
لات ایسے زور سے جلاد کے منہ پر ماری کہ وہ اس جگہ پر ہاتھ رکھ کے بیہوش ہو گیا آشوب وزرد

نے جو شہزادہ کو بند ہاے آہنی سے رہا دیکھا تھا کہ یہ تو ان یہاں قیامت برپا کرتا معلوم ہوتا ہے ایک نعرہ مارا
کہ باش او خدا پرست اگرچہ تو نے بند ہاے آہنی کو شکست کیا لیکن میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے یہ کہا
اور تلوار کا وار شہزادہ پر کیا ہنوز وہ تلوار شہزادہ پر نہ آنے پائی تھی کہ اس دلاور دوران و بہادر زمان نے
بچستی تمام دست چپ اسکی کلائی پر ڈال دیا اور گرفت میں لا کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ تلوار اُس کے
ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری اور منھ کے بل زمین پر گرنے کو تھا کہ شہزادے نے دست راست
سے ایک سنگھوا ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر نحس پر مارا کہ سر اسکا کدو سے شکستہ کی طرح
پاش پاش ہو گیا اور ہاے ہاے کی آواز بڑے زور سے بلند کی تورج گھبرا کے اپنی جگہ سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ سر خدا پرست تیری ذات سے مجھکو سخت صدمے اور رنج و تکلیفیں پہونچتی
ہیں تو میری جہانداری میں رخنہ اندازی کرتا ہے اور آتے ہی ایک لگڑ شاہزادے کی پشت پر
مارا شاہزادہ اسکی جانب پھرا اور اُسکے نشست کو رد کرکے بقوت تمام اُسکے بھی گردن پر اس زور
سے لگا مارا کہ تورج تیورا گیا اور تمام جہان اسکی آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا حتے کہ فیل بند
دروازہ پر قیام نہ کر سکا بالاے قلعہ سے نیچے خندق میں جا رہا خدا کی قدرت سے اُس وقت
دیو بن قند زو ہاں پہونچ گیا تھا تورج کو جو اُسنے خندق میں گرتے دیکھا قریب تھا کہ تورج
خندق سے باہر آئے اُسنے مہلت نہ دی اندرون خندق پہونچ کے چوب دست آہنی سے
ایسے خوب کوفتہ کیا یہانتک کہ وہ بیہوش ہو کے زمین پر گرا دیو نے اپنی زنجیر سے اُس کے
دست و پا خوب مضبوط باندھے اور اسی وقت لشکر میں لے آیا وہاں اور سردار جو بعد
دیو بن قند کے روانہ ہوئے تھے قلعہ تک پہونچ گئے اور ضرب ہاے گرز وغیرہ سے قلعہ کے
دروازہ کو شکستہ کیا اندر قلعہ کے پہونچے بدیع الملک سے ملاقات ہوئی تمام آہنی کمر کو
مسمار کیا کل اہل قلعہ بھاگے جسنے ذرا بھی تعرض کیا وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا
اُن سب میں ایک طفل نوخیز نہایت وجیہ و شکیل تھا سیہ بالاے سرش ز ہوشمندی +
میتافت ستارہ بلندی + جو نہیں اُسکو معلوم ہوا کہ تورج گرفتار ہو گیا شہزادہ بدیع الملک
کے پاؤں پر گرا اور دست بستہ کہا اے والا قدر میں ایک مرد مسلمان کا لڑکا ہوں اس کافر
بد کیش کے دست ظلم سے نہایت مصیبت اور زحمت میں مبتلا ہو لیا ہوں ہزار ہزار
شکر اُس قادر لم یزل کی درگاہ بے نیاز میں کہ وہ ملعون نطفۂ شیطان تمہارے دست حق
پرست سے گرفتہ و بستہ ہو گیا اور میں نے اس مصیبت سے نجات پائی مگر جو صدمہ کہ اس
تورج ملعون کے ہاتھ سے مجھکو پہونچ چکا ہے کیا بیان کروں اور اسکا دفعیہ کسی طرح ممکن نہیں
ہو سکتا ہے یہ کہکے وہ لڑکا نہایت درد کی آواز سے رونے لگا شہزادہ بدیع الملک
نے بہت تشفی کی اور دلدہی دیکر اسکے سر پر دست شفقت اپنا پھیرا اور کہا تو کیوں اسقدر زار و
زار روتا ہے کچھ اپنی اصل کیفیت تو بیان کر اُسنے کہا کہ میرا نام سعید ہے میرا باپ تاجر پیشہ
خواجہ شریف نام سے مشہور تھا حسب اتفاق بقصد تجارت اسکا گذر اسطرف
سے ہوا اس تورج حرامزادہ کم بخت نے اُسکو ہلاک کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا

اور مجھے زندہ رکھا ہر روز مجھ سے ساقی گری کا کام لیتا تھا جب مین اپنے وطن کا نام لیتا تھا مجھکو
چوب دست سے منہ پہ پہونچاتا تھا اور کہتا تھا کہ تو اس بات کو غنیمت نہین جانتا کہ مین نے
تجھے زندہ رکھا خبردار اپنے وطن کا نام نہ لینا ورنہ ایک روز تجھے بھی ہلاک کرونگا مین یہ کلام
اسکے سنکے خاموش ہو رہتا تھا آج تمھارے قدم کی برکت سے امید ہوئی کہ مین اپنے وطن
مین ضرور پہونچا دیا جاؤنگا کیونکہ مین نے سُنا ہی کہ تم بھی خداپرست ہو ای عالی منزلت میری
ایک بہن وطن مین ہی وہ مجھسے نہایت مانوس ہی جب میرا پدر مقتول بعزم تجارت سفر کا
عازم ہوا تھا مین نے اس سے اس بات کی درخواست کی کہ مین بھی ہمراہ چلونگا اسنے مجکو بہت
سمجھایا کہ سفر مین انواع اقسام کی تکلیفین ہوتی ہین علاوہ برین تو اپنے گھر سے کبھی باہر نہین
نکلا ہی مین اگر جاتا ہون تو بضرورت جاتا ہون انشاء اللہ چند روز کے عرصہ مین پھر واپس
آؤنگا مین نے نہ مانا ناچار وہ مجھے ہمراہ لے چلنے کے واسطے راضی ہوا جبکہ وطن سے
کوچ کرنے کا وقت آیا مین اپنی مان سے رخصت ہوا وہ میری مفارقت مین نہایت
بیتاب ہوئی مین نے اُسکی بیتابی کی جانب مطلق خیال نہ کیا اس روز میری بہن اپنے چچا
کے یہان مہمان گئی تھی اس سبب سے اسکو میرے جانے کی مطلق خبر نہ ہوئی میری مان
نے بھی مجکو بہت کچھ سمجھایا کہ ای سعید تو ابھی کم سن ہی ابھی اپنے باپ کے ہمراہ جانے کا
قصد نہ کر مگر مین نے ایک نہ سُنی ناچار میرا پدر مقتول مجکو ہمراہ لے کے روانہ ہوا یہان
یہ مصیبت نازل ہوئی کہ وہ قتل ہوا اور مین اسکی قید مین پھنسا شہزادہ بدیع الملک
کو اس طفل کے حال پُر اضطراب پر نہایت افسوس ہوا اسکو بہت کچھ مال و اسباب دیا
اور چند سوارون کو ہمراہ کرکے کہا کہ اس لڑکے کو اسکے وطن مین بحفاظت تمام پہونچا دو اس
لڑکے نے دست بستہ کہا ای معظم ذات و مکرم صفات مین تمھارا نہایت ممنون و مشکور ہوا
لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ اب پھر بھی قدمبوسی حاصل ہوگی بدیع الملک نے کہا ہان جو
سوار تیرے ہمراہ ہی مین جاتے ہین جب تجھے پہونچا کے واپس آئینگے ہم انسے تیرا پتہ دریافت
کرلینگے اگر موقع کبھی ہاتھ آوے گا تو ہم تیرے مکان پر آوینگے اور ای سعید ہم تیرے وطن ضرور
چلینگے مگر کیا کرین کہ ہم کو مطلق فرصت نہین ہی وہ لڑکا بدیع الملک سے اسوقت بدیدۂ
گریان رخصت ہوا اور ان سوارون کے ہمراہ اپنے ملک کی طرف راہی ہوا بدیع الملک
اپنے لشکر مین آیا اور تورج کو باستحکام تمام بستہ کرکے یہان سے روانہ ہوا اور سفر دریا
طی کرکے ساحل مراد پر پہونچا اور وہان سے روانہ ہوکے بعد قطع مراحل سخت و دشوار گذار
ایک قلعہ کے قریب پہونچا جسکا نام سامانیہ تھا اور حاکم و فرمانروا اس قلعہ کا سامان زنگی
نام چالیس ہزار سواران جرار کی جمعیت رکھتا تھا یکایک اسکو خبر پہونچی کہ خداپرست
فی الحال نہایت مستعدی سے دین اسلام کو رواج دے رہے ہین اور مملکت فرعونیہ
کی تباہی کے درپے ہین چنانچہ ایک فوج کثیر اس طرف وارد ہوئی ہی اور اسکا مصمم ارادہ
یہ ہی کہ فرعونیہ مین پہونچ کے فرعون شاہ سے مقابلہ کرین سامان زنگی اس خبر کو

سنکے نہایت برہم ہوا اور اپنے دربار مین سب سے کہا کیا خوب یہ خدا پرست بجاے خود اپنے کو کیا سمجھے ہین جو ایسے امراہم کا ارادہ کیا ہی خداوند فرعون اس مرتبہ کا خداوند نہین ہی کہ خدا پرستون کا گروہ اسکو کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکے پہلے خداوند کے ہم ایسے بندون سے مقابلہ کر سکے پھر فرعونیہ مین جاکے خداوند سے مقابلہ کرے یہ کہا اور اسیوقت فوج مین کمر بندی کا حکم دیا اور خبر منگوائی کہ دیکھو خدا پرستون کا وہ گروہ کہان مقیم ہی خبرداروں نے آکر خبر دی کہ خدا پرست قریب قلعہ خیمہ زن ہین اور ایسا بند و بست عالی فوج کے چار جانب کیا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا یہ سنکے اس زنگی کی طبیعت مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا اور تمام فوج کو ہمراہ لے کے قلعہ کے باہر شہزادہ بدیع الملک کے لشکر کے روبرو خود بھی خیمہ زن ہوا اور ایک نامہ اس مضمون کا بدیع الملک کے نام بھیجا کہ ہم نے سنا ہی تو خدا پرست ہی اور خدا پرستی کو رواج دینا چاہتا ہی اس غرض سے مملکت فرعونیہ کی جانب عزم رکھتا ہی تاکہ خداوند فرعون سے مقابلہ کرے تیری کیا قدرت و طاقت ہی کہ ایسے زبردست خداوند سے مقابلہ کر سکے جسکے ہم ایسے ہزارہا بندے ہین اگر واقعی تیرا ارادہ خداوند سے مقابلہ کرنے کا ہی تو پہلے ہم سے یہان مقابلہ کر لے لیکن وہان پہونچ کے ایسی بے ادبی کرنا اور اے خدا پرست یہ بھی تو بخوبی سمجھے رہنا کہ جس طرح تو اپنے دین خدا پرستی کو رواج دینا چاہتا ہی اور فرعون پرستون کا دشمن جان ہی اسی طرح ہم بھی مذہب فرعونی کو رواج دینا چاہتے ہین اور خدا پرستون کے دشمن جان ہین جہانتک ممکن ہوگا خدا پرستون کے نام و نشان کو نیست و نابود کر دینگے اس مضمون کے نامہ کو ایک زنگی کے ہاتھ شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور کہا جلد اسکا جواب لا وہ زنگی نامہ لیے ہوئے خدا پرستون کے لشکر مین آیا اہل لشکر نے جو اس وحشی صورت حبشی کو آتے دیکھا کہا وہین ٹھہر جا پہلے یہ بتا کہ تو کون ہی اور یہان کس کام کے واسطے آیا ہی اُسنے کہا مین سامان زنگی حاکم قلعہ سامانیہ کا ملازم ہون اُسکا نامہ خدا پرستون کے نام لایا ہون تمھارا سردار کہان ہی اُسکے پاس مجھے لے چلو سامان زنگی کے نامہ کا جواب کون اہل لشکر نے کہا اچھا تو یہین ٹھہر جا اور بدیع الملک کے پاس جاکے کہا اے شہریار یہ جو سامنے عالیشان قلعہ نظر آتا ہی اسکے حاکم کا نام سامان زنگی ہی اُسنے اپنے ملازم کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہی مگر وہ نامہ بر زنگی ہی ہم نے ہرچند چاہا کہ اس سے نامہ لے کر حضور مین پیش کرین وہ ہم کو نامہ نہین دیتا اور خود حضوری چاہتا ہی بدیع الملک نے کہا بلاؤ کہان ہی وہ زنگی اسیوقت حاضر ہوا اور فرعون پرستون کی طرح شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ کو یہ حرکت اسکی نہایت ناگوار معلوم ہوئی اور برہم ہوکے اُس سے کہا تو کون ہی اسنے کہا کہ مین سامان زنگی کا نوکر ہون اور ایک نامہ تمھارے نام لایا ہون یہ کہکے پگڑی سے نامہ نکالا بدیع الملک کو دیا شہزادہ نے سرنامہ پڑھا لفافہ چاک کرکے نامہ کو آغاز سے انجام تک پڑھا مضمون نامہ سے اور زیادہ مزاج برہم ہوا کہا یہ کیا جھک مارا ہی اور نامہ کو اسکے سامنے چاک کرکے کہا جا اُس کبر سے کہدے کہ نامہ و پیام کی کچھ ضرورت نہین ہی جنگ کے واسطے آمادہ ہو ہم نہین جانتے کہ فرعون کیا پا پوش ہی اور فرعون پرستی کیا بلا ہی اس زنگی نامہ بر نے کہا اگر جواب تحریری ہوتا تو بہتر تھا شہزادے نے کہا ہم کو سامان زنگی کی طرح خبط نہین ہی کہ اسطرح کی بیہودگی مین اپنا وقت ضائع کرین جا زبانی ہی جواب

بھاگی ہی وہ زنگی سامان زنگی کے پاس آیا اور کہا ای بادشاہ خدا پرست بڑے مغرور ہین مین گیا اون
کہ کس استغنا کے ساتھ نامہ کا زبانی جواب دیا ہی بعدہ جواب کو بیان کیا سامان زنگی نے کہا وہ
مغرور ہین تو اپنے غرور کی سزا پاوینگے ابھی انکو خداوند فرعون کی قدرت کا حال معلوم نہین ہی
عنقریب معلوم ہوجائے گا یہ کہا اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو میدان مین
آکے صف آرا ہوا اودھر شاہزادہ بدیع الملک بھی اُسکے مقابلہ مین صف آرا ہوا اور لشکر اسلام سے
پہلے کیو نوجوان سپہ سالار سعد بن قباد میدان مین آیا اور باواز بلند پکارا کہ ای گبرو تم مین سب سے
زیادہ پہلوان فن حرب کا ماہر کون ہی وہ میدان جنگ مین آوے اور میرا مقابلہ کرے دیکھون قدرت
فرعونی کا کیا کرشمہ دکھاتا ہی یہ سنکے خود سامان زنگی مسلح و مکمل ہوکے اُسکے روبرو آیا اور کہا ای خدا
پرستو کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو سچ کہتا ہون کہ تمھاری بخشش تا وقتیکہ خداوند فرعون نہ
چاہے گا ہرگز نہ ہوگی اور جس خدا کی تم پرستش کرتے ہو درانحالیکہ اُسکو کسی نے دیکھا ہی نہین ہی پھر
کسطرح اس سے بخشش کی امید ہو سکتی ہی اپنے اپنے کان پکڑو اور توبہ کرو اور خداوند فرعون پر ایمان
لاکے اس سے گناہان گذشتہ کی معافی چاہو کیو نوجوان نے قہقہہ مارا اور کہا او ملعون شیطان تو
آدمی ہی یا جہنم سوختہ ہی بس زیادہ گوئی سے کچھ فائدہ نہین ہی زبان را بند کن و بازو را بکشا ہم نے
تجھ ایسے بہتیرے فرعون پرست دیکھے ہین سامان زنگی نے تلوار کا وار کیا کیو نوجوان نے اس وار کو
باسانی پشت شمشیر پر رد کیا مع ہذا سامان زنگی نے دوسرا وار کیا کیو نوجوان نے اس وار کو بھی
رد کیا اسی طرح تین وار سامان زنگی کے رد کیے اور مرکب کو مہمیز کرکے ایسی تگاور اُسکے مرکب
کو دی کہ سامان زنگی پشت مرکب سے اوندھے منھ زمین پر آیا چوٹ ایسی آئی کہ آنکھون کے
نیچے تاریکی چھا گئی مگر پھر سنبھل کے زمین پر کھڑا ہو لیا اور مرکب اس گبر کا چراغ پا ہوکے بھاگا
کیو نوجوان بھی پشت مرکب سے زمین پر کودا دونون زور دست و بازو مین مصروف ہوئے
اس کشش و کوشش مین سامان زنگی نے کہا ای خدا پرست دیکھو اب بھی خیریت ہی اس
معصیت سے باز آؤ دین و دنیا جو کچھ ہی خداوند فرعون ہی کی بندگی مین حاصل ہو سکتا ہی
کیو نوجوان سپہ سالار نے جھلا کے دونون ہتھے سامان زنگی کے گانٹھ لیے اور چاہتا
تھا کہ اسکو زمین پر دے مارون سامان زنگی بھی نہایت قوی ہیکل حبشی تھا اور فن سپاہگری
اور کشتی سے بخوبی ماہر تھا ایسا زور کیا کہ دونون ہتھے کھل گئے غروب آفتاب تک یہی
بست و کشاد رہی آخر کیو نوجوان نے سامان زنگی کو کولے پر لاد کے زمین پر دے مارا اور
جست کرکے دونون ہاتھ اور گردن خوب مضبوط باندھ کے شہزادہ بدیع الملک
کی خدمت مین لے آیا بدیع الملک نے کیو اصفہانی کے زور و طاقت کی بہت
تعریف کی خلعت خاصہ سے سرفراز کیا اور کہا ای کیو واقعی کار کردی بہ این کار
از تو آید و مردان چنین کنند بے شبہہ سامان زنگی تجھ سے کہین جسیم ہی کیو نوجوان
نے کہا ای شہریار مین کیا اور میری طاقت کیا البتہ اقبال شہریاری تھا جو یہ گبر
گرفتار ہو گیا بدیع الملک نے دربار مین قیام کیا اور حکم دیا کہ سامان زنگی کو حاضر کرو

ملازم گئے اور سامان زنگی کو اسی طرح گرفتہ و بستہ شہزادہ کی خدمت مین لے گئے شہزادہ نے از
سرتاپا سامان زنگی کو دیکھا اور کہا اے سامان تو نے برکت دین اسلام کی دیکھی کہ کیونکر صفائی
تیرے تن و توش سے کس قدر رم ہوا اور وہ کس طرح تجھے گرفتار کر لایا بس اب بہتری اسی مین ہے کہ
بصفائے قلب دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا زندہ رہنا غیر ممکن ہے سامان زنگی نے کہا اے شہریار
واقعی میرے دل مین ایسی عظمت خداوند فرعون کی سمائی ہوئی تھی کہ مین اسکو بیان نہین کر سکتا
اور مین خوب سمجھتا تھا کہ خداوند میری ہر وقت مین مدد و حمایت کرے گا لیکن اب اپنے گرفتار
ہو جانے سے طرفہ حیرت مین مبتلا ہون شہزادہ نے کہا اے سامان مین تجھ سے سچ کہتا ہون کہ
فرعون ایک انسان ہے اُس مین یہ طاقت کیونکر ممکن ہے کہ مصیبت مین کسی انسان کی مدد و حمایت
کر سکے البتہ صاحب قدرت و طاقت خاص وہی خدا ہے بزرگ ہے جسنے زمین و آسمان پیدا کیا
ہے سامان سمجھا کہ اس وقت بجز مسلمان ہونے کے کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم
ہوتی ناچار اسلام قبول کرنے کا اقبال کیا شاہزادہ نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور دین اسلام کے
اصول و فروع سے آگاہی بخشی اور حکم دیا کہ ہان سامان زنگی کے بند کھولدو فوراً دست و
پا سے بند کھولدیے گئے تمام دن سامان زنگی لشکر مین موجود رہا جب رات ہوئی موقع
پا کے یہان سے بھاگا اور رستامانیہ مین پہونچ کے قلعہ بند ہو گیا رات کو کسی نے خبر دی
صبح کو اُسے غائب پایا شہزادہ بدیع الملک کو خبر کی کہ سامان زنگی جو گرفتار ہو کے مسلمان
ہوا تھا شب کو یہان سے غائب ہو گیا ہم لوگون کو اسکا خیال نہ رہا اس نظر سے کہ اب تو
یہ مسلمان ہو گیا ہے مگر اُسکے اس فریب کی خبر نہ تھی بدیع الملک نے کہا جاؤ تلاش کرو دیکھو
کہان بھاگ کے گیا ہے لوگ اسکی تلاش مین چہار طرف گئے اور کہا شہریار سامان زنگی یہان
سے بھاگ کے قلعہ مین جا چھپا ہے اور قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے حال سے تعرض کیا
جاوے گا تو وہ پھر بمقابلہ پیش آوے گا بدیع الملک نے کہا خیر وہ مکار میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہے ہم مسلمانی ہین ظاہر پر اعتبار کر لیتے ہین کیا معلوم تھا کہ اُسنے اپنے بھاگنے
کے واسطے یہ کارروائی کی کہ ہمارے سامنے مسلمان ہو گیا اور غافل پا کے بھاگ گیا آج
نہین انشاءاللہ تعالیٰ کل اُس سے اُسکی مکاری اور بداندیشی کا عوض لیا جاوے گا راوی
کہتا ہے کہ سامان زنگی کی ایک معشوقہ بھی ہے رضوانہ جادو نام سے مشہور ہے وہان سے
قریب ایک پہاڑ سامان کوہ نام سے مشہور ہے رضوانہ جادو اُس پہاڑ پر ایک قصر عالیشان
مین قیام پذیر ہے علاوہ اُس قدر کوہ رفیع کے اور بھی عمارت اُسکی مملوکہ پہاڑ پر واقع ہے اور
شب و روز رضوانہ پہاڑ ہی پر رہتی ہے جب سامان زنگی یہان سے شب کو بھاگا اپنے
قلعہ مین ایک ملازم کو رضوانہ جادو کے پاس بھیجا کہ اُسکو اسی وقت یہان لے آ مین نے عرصے
سے اُسے دیکھا بھی نہین ہے بہت مشتاق دید ہون وہ ملازم گیا اور رضوانہ جادو کو سامان زنگی
کے پاس لے آیا سامان زنگی نے اپنی مطلوبہ سے کہا اے رضوانہ جادو تو خوب واقف
ہے کہ مین تیرا طالب ہون اور مجھکو جسقدر تیری محبت ہے اُسکو تو ہی خوب جانتی ہے

ایسی حالت مین میرا کام گویا تیرا کام ہی اور تیرا کام گویا میرا کام ہی فی الحال خدا پرستون نے بہت سر اُٹھایا
ہی چنانچہ ان دونون یہان وارد ہوے اور ارادہ کیے ہوے ہین کہ فرعونیہ مین پہونچکے خداوند فرعون سے
مقابلہ کرین اور دین اسلام کو بخوبی رواج دین جب مجکو پیشتر یہ خبر معلوم ہوئی قلعہ سے باہر آیا اور اُنکے
مقابلہ مین صف آرائی کی خداوند فرعون کی مشیت مین ایسا گذرا کہ مین مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا
وہان مسلمانون نے مجھسے مسلمان ہونے کو کہا مین نے بخوف جان مسلمان ہونا قبول کر لیا بلکہ
مسلمانون کا کلمہ پڑھا اور اُس دین کے اصول و فروع بھی سیکھے شب کو موقع پاکے مسلمانون مین سے
بھاگ آیا ہون یہ مجکو خوب یقین ہی کہ مسلمان مجکو زندہ نہ چھوڑینگے اس مرتبہ پھر مین گرفتار ہوجاؤنگا اور
ضرور ہلاک کیا جاؤنگا پس تجکو اسوقت خاص اس غرض سے بلایا ہی کہ جسطرح ممکن ہو مجکو مسلمانون
کے پنجۂ زبردست سے نجات دلوا اور میری فریاد کو پہونچ ای رضوانہ اگر تو میرے حال کی جانب التفات
نہ کریگی اور غفلت اختیار کریگی انجام مین بہت افسوس کریگی مجھ ایسا چاہنے والا مدت العمر تجکو نہ ملے گا
رضوانہ نے کہا ای ساسان غفلت کیا معنے جو کچھ تو حکم فرمائے اسکی تعمیل کے واسطے بسر و چشم موجود ہون
یہان یہ گفت و شنید ہو رہی تھی یکایک ہوا سے آسمان سے ایک کبوتری پیدا ہوئی اور رضوانہ کے قریب
آکے دو تین غلطکیان لگائین اور نازنین سراپا ناز و تمکین کی صورت سے متشابہ ہوکے رضوانہ کے قریب
بیٹھ گئی رضوانہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور پھر اس نازنین چاردہ سالہ کے روبرو بیٹھ گئی اور اُسکی
جانب متوجہ ہوکے کہا ای خواہر عزیز کیا تو خورشید ہی اس نازنین نے کہا ہان ای خواہر مین ہی خورشید
ہون رضوانہ نے خوش ہوکے اُسکو گلے سے لگا لیا اور بہت پیار اور اخلاص کی باتین اُس سے
کین اور کہا ای خواہر خوش آمدی و صفا آوردی کہو تمھاری والدۂ گرامی اور خالہ صاحبہ خیر و عافیت سے
ہین اُسنے جواب دیا ہان خواہر سب تمکو دعا کہتی ہین رضوانہ نے کہا کچھ تمکو ہندوستان کی بھی خبر
ہی اُسنے کہا جدالہ اور اُسکا بیٹا جدائل خان ہلاک ہوا لندھور بن سعدان جدائل خان کی قید
سے رہا ہوا پس خورشید کے پہلو مین رضوانہ خود بھی بیٹھ گئی دونون مے کشی مین مصروف ہوئین جب
ساسان زنگی نے دونون کی حالت نشے مین دیکھا پھر وہی تقریر شروع کی اور کہا ای آرام جان
اس بارہ مین سکوت نہ کر جلد کوئی تدبیر عمل مین لا خورشید نے یکبارگی کان کھڑے کیے اور
کہا ای خواہر رضوانہ یہ کیا باتین ہو رہی ہین ذرا مجھسے تو کہو مین بھی سنون یا میرے سننے کے لائق
نہین ہین رضوانہ نے کہا ای خواہر خورشید کیا کہون جب سے مین یہان آئی ہون اس ساسان
زنگی نے بلبلک کے میرا دماغ خالی کر دیا ہی خورشید نے کہا کچھ حال مفصل کہو رضوانہ نے
کہا مفصل حال یہ ہی کہ آج کل خدا پرستون کا دور ہی جسطرف جاتے ہین آفت عظیم برپا
کرتے ہین اس ساسان زنگی کو بھی گرفتار کر لے گئے تھے لیکن یہ اپنی چالاکی سے رہا ہوا اب یہ
کہتا ہی اگرچہ مین رہا ہو آیا ہون لیکن یہ رہائی قابل اعتبار نہین ہی ہر وقت مجکو کھٹکا لگا رہتا ہی کہ
خدا پرست یہان آکر گرفتار کر لے جائینگے اور اس مرتبہ بھاگ جانے کی سزا یہ دینگے
کہ مجکو جان سے ہلاک کر ڈالینگے اور میری بوٹیان کاٹ کاٹ چیلون اور کوون کو دینگے اس
واسطے کوشش کر کے میری جان بچا خورشید نے کہا ای خواہر رضوانہ پھر تمھارا کیا ارادہ ہی

اسنے کہا مین اپنے ارادے کو کیا ظاہر کرون اگرچہ ساسان سے مجکو ایک طرح کی محبت ہی تاہم اس بات کا بھی خیال ہی کہ مسلمان اپنے نام کے ہین اگر مین نے کوشش کرکے کوئی وار اپنا کیا اور وہ وار خالی گیا تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اُنکے ہاتھ سے زندہ بچنا محال ہی مگر پھر یہ بھی خیال ہی کہ اس بارے مین کوشش نہ کرون تو کیا کرون ساسان کی جان ضائع ہوگی میرا دل کا چھیتا ہی اگر اسکی جان پر آبنی تو مین بھی زندہ نہ رہونگی خورشید نے کہا ای خواہر بے شبہہ اس بارہ مین کوشش کرنا چاہیے یہ خبر تو میرے بھی گوش گذار ہوئی ہی کہ مسلمان ہر جگہ فتنہ و فساد برپا کر رہے ہین اگر تو اس بارہ مین کوشش کرنے کو آمادہ ہو تو مین بھی شریک ہوتی ہون رضوانہ نے کہا ہان صرف یہ تدبیر کرونگی کہ مسلمانون کے سردار کو اُٹھا لاؤنگی تاکہ اس ہنگامہ کو طول نہ کھنچے جب سردار گرفتار ہو جائیگا پھر کسی کو جرأت ہنگامہ آرائی کی نہ ہوگی غرضکہ رضوانہ اور خورشید دونون نے بالاتفاق کوشش کرنے کا اقرار کیا جس سے ساسان کو گونہ تسکین ہوئی ست شوریدہ سر قدسی شور دگرے دارد + گویا کہ زبخت خود پنہان خبرے دارد + من تائب و من زاہد لیکن چہ کنم دل را + با طرۂ کفر خوبان ذوق دیدہ سرے دارد + من دیدہ فرو بستم خود گو چہ کنم کان مہ + در چشم شبان تنہا در دل گذرے دارد + مرغان خوش الحان شدند در باغ سخن لیکن + نالیدن این بلبل شور دگرے دارد + صد بلبل و صد قمری بر سو بفغان آید + فریاد جنون ما بشنو اثرے دارد +

یا بر سر خاک ما کستاخ تو نغمہ غافل	تھا ستر پر وانہ ہر جا شرے دارد	پلا مجکو ساقی شراب سخن
کہ مفتوح ہی جس سے باب سخن	سخن کی مجھے فکر دن رات ہی	سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی
کہان رستم و کیو و افراسیاب	سخن ہی سے ہی یادیہ مثل خواب	سخن سنج دانا سے معنی فریب
عروس سخن را حسین وا ز زیب		

بیان سے اس داستان ندرت بیان قصۂ غرابت توامان کو راویان صادق آثار و ناقلان راست گفتار خامہ مشکبار سے یون زیب صفحۂ قرطاس کا طور کرتے ہین کہ جب دن گذرکے رات ہوئی اُس رات کو دلپون فقد نادرہ کہو نوجوان شہزادے کے خیمہ مین مہمان تھے شاپور شیر دل نہایت خوش تھا ایک ساز بجا رہا تھا اہل مجلس سے ہر ایک کی زبان پر واہ واہ جاری تھی یکایک شاپور شیر دل نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

وحشت اسکا جان ہو توا ہی ہر دائمہ پیر کی	اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی	بیہودہ گفتگو نہیں مرد فقیر کی
سیدھی ہی سمجھے تو الٹی لکیر کی	صحرا سے لے چلا ہی مجھے شہر کی طرف	کم عقل ہو گئی ہی جنون مین شریر کی
بے بالے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے	مولا مرے سوال ہی صورت فقیر کی	پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
تاخیر اسمین بھی ہی دعا سے امیر کی	غافل نہ مثل برق ہو شادی سے غم کا	یا مان عمر سے ہی گل آدم خمیر کی
دیوانہ کس کریم کے دروازہ کا ہو دل	زنجیر مین ہمارے صدا ہی نفیر کی	اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت
جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی	خاک شہید ناز سے بھی ہوئی پیلے	رنگ اسمین ہی گل کا بو ہی عبیر کی
دم بند اسکا زمزمون سے مین کر دیا	آواز پھر چھو گئی ہمصفیر کی	وہ لعل لعل لب ہو مرے شاہ حسن کا
سو مین بھکے ملتی ہی گدڑی فقیر کی	دیکھا شیر کا رشتہ دیوانہ کا کوئی	اُس بادشاہ کو نہیں حاجت وزیر کی
پھیرا ہی دمین سے جا کے برہمن کو دیر مین	لی ہی قسم بتون سے خدائے کبیر کی	جس تو وہ مین شریک ہوئی پائی خاک سے

حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیری
اس ماہ چاردہ کو جو ہے وصل کمال حسن
طفلی مین تجھ پہ بال پہنتی تھی بیری کی
سودے راہ یار کا اللہ رے آخر
آتش سمع ہے ذات سمیع و بصیر کی

اسکے تھکلے ہوے کمان پاتے جاتے
زخمین مقابل سینہ روشن ضمیر کی
بنی شرار ہوں سے نیاز آئے آسمان
چارہ نہیں جو ہم سے تیرے زمین ... کی

اول کی کچھ خبر ہے نہ ہم کو اخیر کی
تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون
لو کہ مزاجی ہم کو خوش آئی ہے پیر کی
اس کو جو ... سا نہ تو لکھا ہی ...

اس غزل کو شاپور سیر دل نے اس لطف و خوبی سے گایا اور
اسکے ساتھ ساز کو اسطرح بجایا کہ ہر شخص پر محویت طاری ہو گئی کسی کو اپنے تن بدن کی خبر
نہ رہی اسوقت رضوانشاہ اور خورشید دونون یہان پہونچین اس ارادہ سے کہ شاہزادہ کو اٹھا
لے جاوین یہان جو انھون نے محفل پر محویت کا عالم طاری دیکھا بارگاہ کی چھت پر بیٹھکے
تماشا دیکھنے لگین شاپور سیر دل کی ساز نوازی سے انپر بھی محویت طاری ہو گئی دیوبن قندزی بھی
اس محفل عیش و طرب مین شریک تھا جونہی خورشید کی نظر دیوبن قندزی پر پڑی ہزار جان سے
دل اسیر و فریفتہ ہو گئی سب دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز + رنگ چہرے سے کر گیا پرواز + اس
طرف رضوانشاہ کی نظر کیوں نوجوان پر پڑی وہ بھی دل دادہ اسکی ہو گئی اور خرمن صبر و قرار مین
شعلے اٹھنے لگے + عجب ست کہ دل رانمی نماید آرام + ورنہ چیست کہ آسودگی نمی خواہد + رضوا
نہ نے خورشید کی صورت دیکھی اور خورشید نے رضوانشاہ کی صورت دیکھی رضوانشاہ نے
کہا ای خواہر خورشید اسوقت تیرے چہرہ پر تغیر معلوم ہوتا ہی اسنے کہا ای خواہر میرے
چہرہ پر تو تغیر نہین معلوم ہوتا ہی البتہ تیرے چہرے کا خون کچھ خشک معلوم ہوتا ہی رضوانشاہ
نے متبسم ہوکے کہا ای خورشید واقعی اسوقت سخت تردد اور انتشار پیدا ہو گیا ہی کچھ
سمجھ مین نہین آتا خورشید نے کہا یہی حال میرا بھی ہی پھر رضوانشاہ نے کہا تیرا حال میرا سا نہین
ہی بلکہ تیرے چہرے پر آثار شیفتگی کے معلوم ہوتے ہین بالیقین تو اہل محفل مین سے کسی پر فریفتہ
ہو گئی ہی اسنے کہا اگر مین انمین سے کسی پر فریفتہ ہو گئی ہون پس تو بھی ان مین سے کسی پر دلدادہ
ہو گئی ہی پھر رضوانشاہ نے نفس سرد کھینچ کے کہا کہ ای خواہر واقعی مین انمین سے ایک جوان پر
فریفتہ ہو گئی ہون خورشید نے کہا مین بھی اسی بلا مین مبتلا ہو گئی ہون رضوانشاہ نے
کہا کچھ کیا صلاح ہی اسنے کہا صلاح یہ ہی کہ اپنے اپنے مطلوب کو یہان سے اٹھا لے چلو
غرضکہ جب نصف شب گذر گئی سب اہل محفل اپنی اپنی خوابگاہ مین جاکے دراز ہوے
یہ دونون نیچے سے اترین اور دیوبن قندزی اور کیوں نوجوان کو اٹھا لے گئین سامان کوہ
مین آکے رضوانشاہ نے اپنے قصر مین قرار لیا دونون نے ان دونون کو ہوشیار کیا جونہی
دیوبن قندزی کی آنکھ کھلی اور خورشید کی صورت دیکھی بہت متعجب ہوکر تحیر مین غوطہ
زن ہوا اور بڑی دیر تک اسپر عالم محویت کا طاری رہا اور ہوش آیا منہہ پر گلاب و کیوڑا چھڑکا آخر الامر
اسکی صورت زیبا جہان آرا پر فریفتہ ہوکے دست گستاخ دراز کیا اور بوسہ بازی کا بازار گرم کیا
اس طرف کیوں نوجوان رضوانشاہ کو دیکھ کے از خود رفتہ ہو گیا اور دونون ہاتھ رضوانشاہ کے
گلے مین ڈال کے چند بوسے لب لعلین کے لیے اور کہا ای نازنین مین اسوقت خواب

دیکھ رہا ہوں یا عالم بیداری میں تجکو دیکھ رہا ہوں اگر عالم بیداری ہے پس کسطرح یہاں آیا اور مجھ تک کسطرح
پہونچا رضوانہ نے کہا اس قصہ سے تجکو کیا کام ہے بس یہ سمجھ کہ تو بڑا صاحب نصیب تھا جو میری صحبت
تجکو نصیب ہوئی اسطرف کا حال سنیے کہ رات گذر گئی اور صبح ہوئی سب بیدار ہوئے کیو نوجوان اور دیو بن فندز
کو خوابگاہ میں نہ پایا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے کون یہاں آیا جو ان دونون کو یہان سے لے گیا یا
وہ خود اگر یہانسے چلے گئے تو کہان چلے گئے اور کیون چلے گئے شہزادہ بدیع الملک کو خبر کی وہ والا جاہ
بھی بہت متعجب ہوا شاپور شیردل کو طلب کیا اور کہا اے شاپور معلوم ہوتا ہے کہ تو نے فن عیاری کو فراموش
کیا ابھی کل کا ذکر ہے کہ تو مجلس حمزۂ ثانی میں ترانی سے دعوے بیچی کا کرتا تھا آج کا یہ واقعہ ہے کہ تو یہان
موجود ہے اور کیو نوجوان اور دیو بن فندز کو کوئی آکے چرا لے گیا اور تجکو مطلق خبر نہ ہوئی اگر یہی حال ہے تو تمام
مسلمان یہان سے غائب ہو جائینگے اور کسی کو کانون کان خبر نہ ہوگی شاپور کا یہ حال تھا زبان سے کچھ
نہ کہتا تھا سرنگون غریق بحر حیرت تھا بدیع الملک نے کہا اے شاپور سکوت میں کیا ہے ہم کو اس بات
کا جواب کیون نہیں دیتا شاپور نے کہا اے شہریار میں کیا جواب دون واقعی حیرت خیز واقعہ ہے خیر اب
میں ان دونون کی تلاش میں جاتا ہون یہ کہا اور ان دونون کی تلاش میں روانہ ہوا شاہزادہ بدیع الملک
بھی مرکب پر سوار ہوا اور نور الدہر کو ہمراہ لیکے کیو نوجوان اور دیو بن فندز کی تلاش و جستجو میں روانہ
ہوا تا اینکہ شاہان کوہ کے قریب پہونچا دیکھا بہت بلند ایک پہاڑ ہے اور اسپر بالائے کوہ قصر و عمارت
واقع ہے شہزادہ اس پہاڑ پر گیا ارادہ کیا کہ اندرون قصر داخل ہون مگر پھر خیال آیا کہ نہیں معلوم کسکا
مکان ہے اور صاحب مکان اس بے باکی سے خوش ہو کسطرح پیش آوے دروازہ کی درار سے اندرون
قصر جو نگاہ کی دیکھا دیو بن فندز اور کیو نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں بلا تکلف دروازہ کھول کے قصر
میں داخل ہوا کیو نوجوان اور دیو بن فندز نے جو شہزادے کو دیکھا بنظر تعظیم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے
ہوئے بعد ادائے آداب و تسلیمات مقدم شہزادے کو بٹھایا اور خود سامنے بیٹھے اسوقت بدیع الملک
نے پوچھا اے یارو تم یہان کہان آئے اور کیونکر پہنچے شب کو تم مجلس نوا میں بیٹھے تھے صبح کو خبر سنی کہ
تم دونون خوابگاہ سے غائب ہو گئے شاپور شیردل سے میں نے بے انتہا شکایت کی کہ
تیری موجودگی میں مسلمانون کا غائب ہو جانا تعجب خیز امر ہے وہ بیچارہ بہت منفعل ہوا اور اسیوقت
تمہاری تلاش میں روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد میں بھی تمہاری تلاش میں نکلا یہان پہونچا دروازہ
کی درار سے تم کو یہان بیٹھے دیکھا انھون نے کہا شہریار واقعی حیرت کا مقام ہے اب یہان چند لمحہ
توقف فرمائیے تو ہم اپنی سرگذشت بیان کریں شاہزادہ نے کہا اچھا میں متوقف ہون بعدہ وہ
تمام جادوگر اٹھے اور شاہزادہ کی خدمت بجالانے لگے کیو نوجوان نے رضوانہ کی جانب اشارہ کرکے کہا
شہریار ہماری حقیقت کو ہماری مطلوبہ سے پوچھو شہزادہ رضوانہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اچھا
تو ہی اس واقعہ کو بیان کر رضوانہ نے کہا اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے کہ میں تمہارے لینے کے
واسطے گئی تھی وہان مجلس نوا میں کیو نوجوان کو دیکھا اسکی صورت پر فریفتہ ہو گئی اور چونکہ میری
خواہر خورشید بھی میرے ہمراہ تھی وہ اس دوسرے جوان دیو بن فندز پر فریفتہ ہو گئی بیشتر ہم
دونون نے آپس میں اس راز کو پوشیدہ کیا مگر عشق و مشک کا ایک خاصہ ہے ایک دوسرے سے

حال سے واقف ہوگئے ہم دونون اپنے اپنے مطلوبون کو لیے آئے ہم سمجھتے تھے کہ جب یہ دونون جوان
ہوشیار ہونگے ہماری اس حرکت سے نہایت برہم ہونگے لیکن عالم ہوشیاری مین انھون نے کچھ
نہین کہا بلکہ ہم کو دیکھتے ہی مختلط ہوگئے گویا برسون سے آشنا سا ہین بدیع الملک نے کہا ای رضوانہ
اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی خورشید نے عرض کیا شہریار اب حضور سے امید ہی کہ یہ جوان مجکو بخشدیا جاوے
شہزادہ نے کہا بخشنے کی کیا ضرورت ہی دونون جوان تم دونون کے اختیار مین ہین خورشید نے کہا ہان
یہ تو درست ارشاد ہوا لیکن اب چونکہ حضور یہان تشریف لے آئے ہین اس وجہ سے حضور کی اجازت
ضروردرکار ہی بدیع الملک نے کہا اگر یہی مرضی ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی لیکن ایک شرط ہی اُسنے
کہا ارشاد ہو کیا شرط ہی شہزادے نے کہا اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو مین خود تیرا عقد اس جوان
کے ساتھ کردون خورشید نے کہا شہریار مجکو دین اسلام کے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین ہی
لیکن ایک میری بات قبول فرمائی جاوے شہزادے نے اُس شرط کو پوچھا خورشید نے کہا شرط
یہ ہی کہ مسلمانون مین جادو سحر ناجائز سمجھا جاتا ہی اگر مین مسلمان ہو کے جادو کا شغل جاری رکھون
تو مجھ سے تعرض نہ کیا جاوے شہزادے نے کہا بے شبہ مسلمان جادو کو ناجائز سمجھتے مین جیسا کہ تجکو
خود معلوم ہی اس بارہ مین مجکو تردد ہی خورشید نے کہا شہریار مین علم نجوم مین مہارت کامل رکھتی ہون
مین نے اپنے علم سے دریافت کیا ہی کہ یہ تورج جو تمھاری قید مین ہی اس سے مسلمانون کو سخت صدمہ
پہونچیگا اور تمھاری قید سے رہا ہوکے طلسم ہزار دیک مین پوشیدہ ہوگا ستر ہزار جادو اس طلسم مین
سکونت رکھتے ہین میرا جادو اُس طلسم مین تمھارے کام آوے گا ورنہ مجکو کچھ عذر نہین ہی درحالیکہ مین دیو
بن قندز پر فریفتہ ہون مجکو جادو سے بھی تائب ہونے مین کچھ عذر نہین ہی بدیع الملک نے کہا
ای خورشید اگر واقعی تیرا جادو اُسوقت مین کام آوے گا پس جائز ہی بلکہ اور زیادہ مہارت اس فن
مین پیدا کر اُسنے کہا مجکو بخوبی مہارت ہی مطمئن رہو شہزادہ دیو بن قندز کیطرف متوجہ ہوا اور کہا ای دیو
اس ساحرہ سے عقد کرنا منظور ہی دیو بن قندز نے کہا ہان مجکو منظور ہی شہزادہ نے اُسیوقت خورشید
کا عقد دیو بن قندز کے ساتھ پڑھ دیا بعدہ رضوانہ کیطرف متوجہ ہوا اور کہا تیرا کیا ارادہ ہی رضوانہ
نے کہا میرا بھی یہی ارادہ ہی کہ مدت العمر کیو نوجوان کے ساتھ بسر کرون اُسکو مجھے بخشدو
کیو نوجوان نے کہا ای شہریار پہلے مجھ سے سُن لو اگرچہ رضوانہ مجھ پر فریفتہ ہی اور مین بھی اس سے
انکار نہین کرتا ہون لیکن یہ امر مجکو ملحوظ خاطر رہے کہ اگر رضوانہ مجھ سے منعقد کی گئی تو مین تم سے مفارقت
ہرگز اختیار نہین کرونگا اگر رضوانہ کو یہ امر منظور ہی اور یہ میری خواہش ہو تو لشکر اسلام مین ہر وقت میرے
ساتھ رہے اور اگر اُسکا یہ ارادہ ہی کہ مجکو اور کسی طرف لے جاوے تو مین صاف کہتا ہون کہ ہرگز
مجھے اُس سے عقد کرنا منظور نہین ہی رضوانہ نے کہا ای شہریار اگرچہ مین کیو نوجوان پر فریفتہ
ہون اور ہر طرح سے اُسکی خدمت مین حاضر رہنے کو مستعد ہون لیکن مین بھی فی الحال اس سے
عقد کرنا نہین چاہتی بیشتر میرا ارادہ ہی کہ طلسم ہزار یک بے در مین جاکر بیٹھی جب تم
فتح طلسم سے فراغت حاصل کروگے اُس وقت میرا عقد کیو نوجوان کے ساتھ کر دینا
شہزادہ نے قبول کیا اور خورشید دیو بن قندز کو اپنے ہمراہ لے کے اور بدیع الملک

سے رخصت ہوکے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئی شہزادہ گیو کو جوان کو ہمراہ لے کے قلعہ سامانیہ کے آیا اور آتے ہی قلعہ پر چڑھاوا کیا سامان زنگی نے بہت کچھ جد و جہد کی مگر کوئی صورت مفر کی نظر نہ آئی شہزادہ بکوشش تمام قلعہ کے دروازہ کو توڑ کے اندرون قلعہ پہونچا سامان زنگی کو گرفتار کر لیا اور اہل قلعہ کو مسلمان کر کے اپنی بارگاہ میں آیا اور حکم دیا کہ سامان زنگی کو لاؤ جب سامان زنگی بستہ و گرفتہ آیا شہزادہ نے کہا ای سامان تو نے بڑی مکاری کی کہ بظاہر مسلمان ہوا اور شبکو سب کی نظر سے پوشیدہ یہان سے چلا گیا تو سمجھتا تھا کہ مین قلعہ مین محفوظ رہونگا دیکھا تو نے کہ مین نے کس طرح بار دیگر تجھے گرفتار کر لیا اور وہ جو رفو واقعہ تیری مطلوبہ تھی اور تو نے بمنت و سماجت اسکی مدد چاہی تھی پھر اُسنے تیری کیا مدد کی معلوم ہوتا ہی کہ تو اُسکے بھروسے پر یہان سے بھاگ کے قلعہ مین چھپ رہا تھا لعنت ہو تیری اس مکاری پر جو تو عمل مین لایا اب بتا تیرا کیا ارادہ ہی سامان نے شہزادے کو کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے جلاد کو حکم قتل دیا جلاد نے فوراً ایک ہی وار مین سامان زنگی کا سر تن سے جدا کیا بعد فراغ قتل سامان زنگی شاہزادہ نے

رخصت سفر بند ھوایا اور روانہ ہوا

اب شہزادہ بدیع الملک کو قلعہ سامانیہ سے کوچ کر کے روان رکھا جاتا ہی اور داستان لشکر اسلام کی طرف بار دگر توجہ کی جاتی ہی

خاک مین تجھکو ملانا ایسا اکھاڑا چاہیے
یکو رہا تو سرو کو جیسے اکھاڑا چاہیے
اور محتو کی ہماری قبر مین حاجت نہین
چادر مہتاب کو بھی آج پھاڑا چاہیے
گر چلی تو تیری زلف پایک عالم کو خراب
یا نہین ہنستے مین گل کو منہ بگاڑا چاہیے
تنگ اس وحشت کدہ مین ہو گیا دم دوستون
ہم کو گور ہی چاہیے سر زندہ گاڑا چاہیے
مر گیا ہون غم حسرت نظارہ جانان مین
جو تو نے بیکسو مین آج جھاڑا چاہیے
اڑنی زہ پرو نے کشتی پہلوان عشق ہی
اڑنے کشتی دیو ہستی کو پچھاڑا چاہیے
کیون نہ ردہ مین کچھ کہ ہم کو بھی جانا لگا
داد محبوب کا کوئی کواڑا چاہیے
آج تہہ سے لا فرق سے جب نظام آیا نہین
شہر خاموشان کو بھی چلکر اجاڑا چاہیے
کوئی سیدھی بات صاحب کو نظر آتی نہین
عرش کی سقف محدب کو بگاڑا چاہیے
آج اس محبوب کے دلکو سخر کیجیے
مین لعبہ مین مرے لاشے کو گاڑا چاہیے
جل رہا ہی دیدہ خونبار اب تار نگاہ
تم کو ناسخ راجہ اندر کا اکھاڑا چاہیے
وہ سہی قد کرے کے ورزش عب بار رو نہر چڑھا
دیدہ تر سے دریا مین کرارا چاہیے
کی شب مہتاب وقت مین لقا تھا کجون
لگے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑا چاہیے
تخم ہنا کیون بو تا قاتل پاس ہی تیغ نگاہ
آبلی بوخشان کو گہرا بھی اڑا چاہیے
اشکون نے ہجر مین برسات رکھی سال بھر
عرش اعظم پر نشان نالے کا گاڑا چاہیے
غضب کو بہلیا سب جو تو ڑا ہی حرم
ہی محرم اس پری پیکر کو تاڑا چاہیے
الغرض سینہ صافان نیج نفس او

نکات خواطر افتاب طبعان حقیقت رس پر مرتسم و منقش ہو کہ جب محافہ نشین نے تمام سرداران دست چپ کو باندھے فرعون سے حوالے کیا شب کو نقارہ جنگ بجایا دوسرے روز صبح کو بعد صف آرائی میدان حرب مین آکے کہا ای خدا پرستو میرا مرد مقابل کون ہی آوے اور میرا مقابلہ کیسے لشکر سعد شہریار سے رستم ثانی میدان مین آیا اور چاہتا تھا کہ تیغ آبدار نکالے محافہ نشین پر کرے محافہ نشین نے ایک اسم پڑھا رستم ثانی کی جانب پھونکا رستم ثانی بالکل بیحس ہو گیا محافہ نشین نے ایک بال سر سے توڑا اُس سے دونون ہاتھ رستم کے مستحکم

باندھو یہے اور دل میں سے تپاک اور کہا ای جوان میں مدت سے تیرے عشق میں بیقرار ہوں خداوند فرعون
کے فضل و کرم سے آج تجھکو گرفتار کرکے اپنے طرز ناز میں آ اور ایک شب میری مراد دلی بر لا اسکے بعد
جو کچھ تیری حاجت ہوگی اسکے رفع کرنے میں تن بسر و چشم کوشش کروں گی رستم ثانی نے کہا ای
محافہ نشین میں ہرگز تجھسے اختلاط زن و بیگانہ میں نہیں جانتا تو کون ہی محافہ نشین نے رستم ثانی کے
پالون پر سر رکھ دیا اور کہا ای جوان کیون تو میری ہلاکت کے درپے ہی میرے حال زار پر رحم کر رستم ثانی
نے کہا اگر تیری ہلاکت منظور ہی تو مجھکو اسکی بھی پروا نہیں ہی غرضکہ جسقدر محافہ نشین اصرار کرتی تھی اسیقدر
شہزادہ رستم انکار کرتا تھا محافہ نشین عاجز ہو کے مع رستم ثانی اپنے گھر میں پہونچی یہان سعد
بادشاہ نے جب دیکھا کہ ایک رستم ثانی فقط باقی رہ گیا تھا اسکو بھی محافہ نشین نے گرفتار کر لیا
بہت متفکر ہوا آخر الامر وہان سے کوچ کیا اور فرعونیہ میں آکے قلعہ میں مقیم ہوا اور دروازہ قلعے کے
چہار طرف سے بند کر لیے یہ خبر فرعون کو پہونچی کہ خداپرستون کا بادشاہ قلعہ بند ہوا ہی فرعون نے
کہا یارو یہ کیا ماجرا ہی کہ محافہ نشین نے رستم ثانی کو گرفتار کیا اور اپنے گھر لے جا کے وہین مقیم ہی ہمسے ملاقات
بھی نہیں کی معلوم نہیں کیا واقعہ روبکار ہوا اگر اسطرح دیگر پیش آیا تو غضب ہو جائے گا راوی کہتا ہی مجلس
فرعون میں ایک گبر تھا صور بن اسرافیل نام اسنے فرعون سے کہا ای خداوند نقارہ جنگ میرے
نام بجایا جاوے تو ان خداپرستون کو سزا دے معقول دون فرعون نے کہا ای صور تیرا السلطنت خیال ہی لیکن
تجھکے دل میں آوے خداپرستون کی نسبت کہہ لیکن خداپرستون سے مقابلہ کرنا سہل نہیں ہی اسنے
کہا ای خداوند اگر خداپرستون کے لشکر کو زیر و زبر نہ کرون تو صور نہیں میرا قاعدہ ہی کہ اول تو مین اپنی
زبان سے کچھ نہیں کہتا ہون اگر کہتا ہون تو اسکے موافق عمل ضرور کرتا ہون فرعون نے کہا ای صور
اگر تیرا یہی ارادہ ہی تو مانع کون ہی اور حکم دیا کہ صور کے نام طبل بجایا جاوے چنانچہ صور کے نام
طبل جنگ بجایا گیا دوسرے روز صبح کو صور قلعہ کے قریب آیا اور لڑائی شروع ہوئی صور خندق کے
کنارہ پہونچا اور چست مارکے چاہا کہ خندق سے پار نکل جائے سعد بادشاہ نے ایک تیر اسطرح تاک
اسکی چھاتی پر مارا کہ اسکے سینے کو چیر گیا صور بن اسرافیل بے حال ہو کے خندق میں گرا اور روح
ناپاک اسکی مالک کی ملک میں پہونچی گبرون میں ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا فرعون نے صور کے ہلاک
ہونے سے اپنے لشکر میں طبل بازگشت بجوایا اور اپنے مقام کو چلا آیا نہایت متعجب ہوا بار بار
کہتا تھا یارو صور ایسے نبرد آزما کا ہلاک ہونا عجب خیر نہیں معلوم ہوا کہ اب حکومت فرعونی پر
زوال آیا چاہتا ہی دوسرے روز فرعون اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ایک پیادہ آیا اسنے ایک نامہ
فرعون کو دیا فرعون نے سرنامہ پڑھ کے چاک کیا ملفوفہ کھولا لکھا تھا کہ ای خداوند مین ہمیں خشک دیوزاد
اور ہمارے ساتھ مشغول فرلوزاد بھی ہی ہم دونون ستر لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے تیری مدد
کو آتے ہین اور یہ پیادہ جو تیری خدمت میں بھیجا ہی اسکا نام بہرام خنجر یار ہی اگرچہ وہ تنہا ہی لیکن
در حقیقت چار ہزار پیادونکی جمعیت اپنے ساتھ رکھتا ہی اور خاص تیری مدد کے واسطے آیا ہی اور
اسکی فوج نے بڑی بڑی لڑائیان فتح کی ہین اس لڑائی کی اسکے نزدیک کچھ حقیقت نہین ہی حضور کے
اقبال سے کل تک ہم بھی آپ کی خدمت میں پہونچینگے فرعون اس خط کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور

اُس نامہ بر کو ایک خلعت گران بہا دے کے رخصت لیا دوسرے روز یہ خبر وہان پہونچے فرعون کی
ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے فرعون نے کہا ای گبر ہزار ہزار شکر اُس بت بزرگ کی درگاہ بے نیاز
مین کہ تم اسوقت میری مدد کو پہونچے لیکن دیو سار کیون نہین آیا ان سب نے کہا ای خداوند ہم پہونچ گئے
ہین دیو سار بھی ہمارے عقب مین آتا ہے اور اُسکے ہمراہ سات لاکھ سواران جرار بھی ہین فرعون اُس
خوشخبری کو سنکے بہت خوش ہوا اور اسیوقت حکم دیا کہ طبل کہاری بجایا جاوے پس گبرون نے طبل جنگ
بجایا دوسرے روز صبح کو فرعونیہ پر لشکر کشی کی اور قلعہ پر دھاوا کیا ایک طرف سے منقوش دیوزاد اور
دوسری طرف سے ہشنگ دیوزاد قلعہ کی جانب اس صورت سے کہ دونے ہاتھو مین گرز گران اور بائین ہاتھ
مین سپر چہرہ کی آڑ کیے ہوئے چلے جلتے تھے اس شور و ہنگامہ کی آواز محافہ نشین کے گوش زد ہوئی گوش
ہوسکے پوچھا یہ کیسا شور ہے لوگون نے کہا ای نازنین فی الحال ہشنگ دیوزاد اور منقوش دیوزاد فرعون شاہ
کی مدد کے واسطے وہانسے آئے ہین اُسنے کہا یہ تو معلوم ہوا کہ وہ دونون دیوزاد خداوند فرعون کی مدد کے
واسطے آئے ہین لیکن شور و غوغا اسقدر کیون ہے انھون نے کہا شور و غل کی یہ وجہ ہے کہ مسعد بادشاہ کے
مقابلہ مین گبرون نے ہنگامہ آرائی کی ہے اور جنگ کرتے ہوئے قلعے کے قریب پہونچ گئے ہین آج
اُنکا یہ ارادہ ہے کہ قلعے کے دروازہ کو جسطرح ممکن ہو توڑ والین اور قلعہ مین داخل ہو جائین آج بہت
بڑا یورش ہے مسلمانون کی خیریت نہین معلوم ہوتی اور ان دونون دیوزادون کے پہونچ جانے سے
فرعون شاہ کو بڑی تقویت حاصل ہوئی ہے یہ وجہ ہے جو فرعون قلعہ مین داخل ہونے کا ارادہ
مصمم کیے ہوئے ہے رستم ثانی چونکہ ایک جاے محفوظ مین مقیم تھا اُسکو اس واردات کی
حقیقت معلوم نہ تھی محافہ نشین متردد و متشر رستم ثانی کے پاس آئی اور کہا ای جوان تجھ کو
اپنے مردمان ہمراہی کی بھی خبر ہے رستم ثانی نے کہا ای محافہ نشین مجھکو کیا خبر ہے ذرا خیال کہ مین
تیری قید مین ہون کہین نہین جا سکتا اُسنے کہا ای جوان آج تو مسلمانون کی خیریت نہین معلوم
ہوتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ فرعون کی مدد کے واسطے دو دیوزاد نہایت شجاع اور زبردست قوی
ہیکل ہمراہی افواج کثیر آگئے ہین رستم ثانی کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای محافہ نشین
ذرا خیال کہ تو میرے عشق و محبت کا دعوے کرتی ہے اور پھر مجھکو رنج و ملال بھی پہونچاتی ہے
محافہ نشین نے کہا ای جوان مین نے تجھے کیا رنج و ملال پہونچایا رستم ثانی نے کہا یہ طرفہ
بات ہے کہ ہمارے بادشاہ کی خبر بد سنائی اور پھر کہتی ہے کہ مین نے کیا رنج و ملال پہونچایا
محافہ نشین نے کہا ای جوان اگر کسی طرح کا صدمہ پہونچے گا تو تیرے بادشاہ کو پہونچیگا تو ہر
طرح محفوظ رہیگا رستم ثانی نے کہا او مخبہ ہزار ہزار لعنت ہے تیرے اس خیال بیہودہ پر ہمارے بادشاہ
کو خدا ناکردہ کسی طرح کا صدمہ پہونچے گا اور ہم مطمئن رہینگے اگر اسوقت مین بھی تو ہمارے کام نہ آئی
تو آیندہ ہم تجھسے کیا امید رکھین ہے عشق و محبت مین جان دینے کو آمادہ ہو جاتے ہین لیکن
تیری محبت عجیب طرح کی ہے محافہ نشین نے کہا ای رستم ثانی تو جو بات کہتا ہے اپنے ہی
مطلب کی کہتا ہے فرض کیا کہ عشق و محبت مین جان کا پاس نہین ہوتا ہے لیکن یہ بھی قاعدہ تو ہے
کہ طالب سے عشق و محبت کے اثر سے مطلوب بھی طالب کی خوشی کا خواہان ہو جاتا ہے اسقدر

عرصے سے تو میرے پاس ہے اور کس کس طرح مین نے تجھ سے کہا کہ زیادہ نہین ایک ہی مرتبہ میری مراد
دلی بر لا مین تیری عاشق ہون مگر تو نے مطلق میری درخواست کیجانب اعتنا نہ کی یہ دستور اہل جہان کے
عشق و محبت کا ہے اور خیر مین یہانتک کہتی ہون کہ اگرچہ تو نے اسوقت تک میری درخواست کیجانب
اعتنا نہین کی لیکن اب بھی اگر تو میرے دل خوش کرنے کو آمادہ ہو جاے پس کچھ دیر نہ ہوگی طرفۃ العین
مین خداوند فرعون اور اسکے تمام مددگارون کو نیست و نابود کر دونگی اور تجکو اس ملک کا بادشاہ
کر دونگی بغیر میری درخواست قبول کیے تو جسقدر اس بارہ مین کہے گا مین ہرگز نہ سنونگی
ای جوان تو عشق و محبت کے اثر کو کیا کم سمجھتا ہے کہ مین اپنے خداوند قدیم یعنے فرعون شاہ کی خداوندی
سے قطع نظر کرتی ہون اور تیرے حسب مراد کام کے انجام دینے کو موجود ہون دنیا مین ہر شخص
اپنے دین و مذہب کا جسقدر پاس کرتا ہے اسقدر کسی کا پاس نہین کرتا ای جوان تیرا خیال
نہین معلوم کس طرف ہے جو تو میری درخواست کو قبول نہین کرتا مسلمان کتنی ہی کوشش کرینگے
لیکن فرعون کے مقابلہ مین ہرگز سر بر نہ ہونگے مین اگر انکی حمایت کو موجود ہو جاؤنگی تو البتہ
انکا کام بن سکتا ہے رستم بغور محافہ نشین کی تقریر سنا کیا بعد تامل بسیار کہا ای محافہ نشین مین
ہرگز تیری درخواست قبول نہ کرتا مگر میرے بادشاہ کے خیال نے مجکو مجبور کیا ہے اب مین اقرار
کرتا ہون کہ اگر تو اس بارہ مین میری مدد کریگی تو مین ضرور تیری درخواست کو قبول کرونگا اور
تیرا مطلب بخوبی حاصل ہو جائیگا قبل اس قصہ کے پاک ہونے کے مجھسے کچھ امید نہ رکھ
محافہ نشین نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے یہ کہا اور دو مرکب طلب کیے ایک پر خود سوار ہوئی دوسرے
مرکب پر رستم کو سوار کیا قریب قلعہ کے پہونچی اپنے سر سے ایک بال توڑا رستم کو مضبوط باندھ
ایک بلند پشتہ پر رستم کو بٹھا کے کہا ای جوان تو یہان بیٹھ کے تماشہ دیکھ کہ مین کیا تدبیر عمل
مین لاتی ہون خیر تو بھی کیا یاد کرے گا کہ میری مطلوبہ نے عشق و محبت کی وجہ سے کیا کار نمایان
کیا اسطرف ہشتنگ دیوزاد اور فسقوس دیوزاد دونون خندق کے کنارہ پہونچے تھے کہ سعد بادشاہ
سمجھا کہ عنقریب ہم مسلمانون کا کام تمام ہوتا ہے اسلیے اسوقت کوئی تدبیر بن نہ آئی بجز اسکے
کہ دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور اسطرح درگاہ باری مین مناجات شروع کی کہ ای چارہ
بیچارگان و ای مدد بیکسان تو ہی ہر وقت مصیبت مین اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہے ۔ نداریم
غیر از تو فریاد رس + توئی عاصیان را خطا بخش و بس + تو نے حضرت ابراہیم پر نار کو گلزار کیا تو نے
حضرت یونس کو شکم ماہی سے بہمہ خیر و خوبی نجات بخشی واسطہ اپنی قدرت و جلال کا اور واسطہ
اپنے مقربان بارگاہ کا اسوقت مصیبت و مجبوری مین میری مدد و حمایت کر ہنوز یہ مناجات ختم
نہین ہونے پائی تھی کہ مشرق گرد نمایان ہوا سب اس گرد کی جانب متوجہ ہوے تا اینکہ دامن گرد
چاک ہوا اور رایت نصرت اثر شاہزادہ بدیع الملک دور سے نمایان ہوا سب سے پیشتر
عمر ثانی سعد شہریار کی خدمت مین پہونچا سعد شہریار عمر ثانی کو دیکھ کے خاک پر سجدہ کو جھک
گیا اور کہا خداوندا شکر ہے کہ تو نے دعا میری قبول کی بعدہ عمر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای
عمر ثانی تم ہی صرف یہان پہونچے ہو یا شہزادہ بدیع الملک بھی اسطرف آیا ہے عمر ثانی نے

کہا شہریار شہزادہ بدیع الملک سامنے چلا آتا ہے یہ سنکے شہزادہ سعد شہریار کے پاس پہونچا بکمال ادب
سلام کیا سعد شہریار نے جواب سلام دیا اور کہا ای بدیع الملک خداوند تمہاری عمر میں برکت عطا
فرماے کہ عین وقت پر یہاں پہونچے ورنہ اپنا کام تمام ہوتے میں کچھ عرصہ باقی نہ تھا شہزادہ نے کہا ای بادشاہ
اب دیر کیا ہے قلعہ کا دروازہ کھولدینا چاہیے سعد شہریار نے افراط مسرت سے نقارہ فتح بجوایا اور قلعہ کا
دروازہ کھلوا دیا بکثرت فوج قلعہ سے باہر نکلی جونہی شاہزادہ بدیع الملک مع فوج ہمراہی میدان
میں پہونچا دیکھا عقابین میں حمزہ ثانی گرفتار ہیں اور گرمی آفتاب سے نہایت بیقرار ہو رہے ہیں اُسوقت حمزہ ثانی
نے بھی بدیع الملک کو دیکھا بہت خوش ہوا دل میں کہتا تھا کہ بارے بدیع الملک یہاں پہونچ گیا
ہے کیا عجب ہے اگر میں اس مصیبت سے رہائی پا جاؤں یکایک حمزہ ثانی نے عقابین سے دیکھا کہ
بدیع الملک نہایت مغموم و محزون پشت مرکب سے زمین پر آیا اور جانب عقابین بکمال ادب سلام کیا
بعدہ باواز بلند کہا ای جانبازان دین سلام و ای بندگان خداوند ملک العلام ہمیشہ زمانہ گردون دون و زمانہ بوقلمون
کی نیرنگیاں کہ حمزہ ثانی ایسا بادشاہ عالیجاہ کس مصیبت اور زحمت میں فی الحال مبتلا ہوگیا ہے اگر کوئی ادنی
شخص اسطرح کی قید سخت میں مبتلا ہوجاتا تو محل استعجاب نہ تھا اب تم سب کو لازم ہے کہ بالاتفاق ایسی کوشش
کرو کہ حمزہ ثانی اس مصیبت سے رہا ہوجائے اس والاجاہ کا حق تم لوگوں پر بہت کچھ ہے اسوقت مصلحت انکی
کا اقتضا یہ ہے کہ جب تک فرعون کو گرفتار یا ہلاک نہ کرو یہاں سے حرکت نہ کرو سب نے قبول کیا اور
ایک ہی مرتبہ اللہ اکبر کہکے لشکر فرعون پر حملہ کیا فرعون کو جب معلوم ہوا کہ بدیع الملک آپہونچا
مثل بید کے کانپنے لگا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا ارے یارو جلد کوشش کرو بدیع الملک آگیا
ہے سخت ہنگامہ آرائی کا سامنا ہے اگر تھوڑا بھی تساہل کروگے بالیقین تمہاری شامت آجاویگی اور میری
خداوندی کی تو وہی نوبت ہوگی جو میری مشیت میں گذر چکا ہے اور محافہ نشین کی جانب دیکھکے کہا جان
من افسوس صد ہزار افسوس دونوں ہاتھوں سے سر پیٹ لیا محافہ نشین نے کہا ای خداوند کیوں ایسی
جان ہلاک کیے ڈالتا ہے کچھ بیان تو کر فرعون نے کہا ہاے ہاے کیا پوچھتی ہے غضب ہوگیا اور تو نے
ابتک کوئی تدبیر نہیں کی ہوتے تمہیں دیکھا بدیع الملک آپہونچا محافہ نشین نے کہا بدیع الملک آگیا تو
کیا ہوگا تو اپنی مشیت میں یہ تو دیکھ کہ بدیع الملک بھی مثل حمزہ ثانی کے گرفتار ہوجاے فرعون نے
کہا جان من مشیت کا ذکر کیا ہے جو کچھ مشیت میں گذرنا تھا وہ تو ابتداے خلقت عالم ہی میں گذر چکا ہے
اب کیا قدرت کا لیجے دنیا اور عرض اسباب خلق کیا ہے اس اعتبار سے تجھ پر فرض ہے کہ تو کوشش کر اس
کوشش میں میری قدرت کی برکت شامل ہوسکتی ہے محافہ نشین نے کہا ای فرعون اگر تیری کوشش
وسعی کی ضرورت ہے تو کیا مضائقہ ہے میں بھی موجود ہوں اگر تو چاہتا ہے تو میں پہلے سر بدیع الملک کا
تیری خدمت میں حاضر کرتی ہوں بعدہ تجھ سے ملاقات کرونگی یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کرکے شہزادہ بدیع الملک
کے پاس پہونچی اور نعرہ مارا کہ باش ای جوان یہ کیا بیہودگی و بیباکی ہے کہ خداوند فرعون کی تعظیم و تکریم سے
قطع نظر کرکے اسکے بندوں سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے یہاں سے آیا ہے واپس جا ورنہ تیرا زندہ رہنا
دشوار ہے اور اگر زیادہ تر خداوند فرعون کو اپنے رحم و کرم کا پاس ہوگا تو جسطرح حمزہ کو گرفتار
کیا گیا ہے اسی طرح تو بھی گرفتہ و بستہ کرکے قید کیا جاوے گا بدیع الملک نے اسکی اسطرح

کی تقریر سنکے تبسم کیا اور کہا خوب بات کہا یہ تو نے کیا بکا مین نے نہین سنا پھر محافہ نشین نے اس فریب
تیغ کا وار کیا شہزادہ نے اُس وار کو سپر پر روکا اور فوراً شمشیر علم کرکے ایک ہی مرتبہ مین اس ملعونہ کو
دو لخت کر دیا رستم ثانی جو اسکے رو برو سر نیچے بستہ تھا اُس ملعونہ کے ہلاک ہوتے ہی قید سے رہا ہو گیا
وہ بھی مرکب پر سوار ہو کے جنگ مین شریک ہوا ایک جانب سے نورالدہر بڑھا دوسری جانب سے
جنگ و حرب کرتا ہوا مطول شاہ بڑھا دونون مین رد و بدل ہونا شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ نورالدہر
نے اُسکو گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ اے مطول تیرا کیا ارادہ ہے آیا مسلمان ہوگا یا نہین اُسنے کہا اے
جوان جنگ سے اور مذہب سے کیا نسبت عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود نورالدہر نے کہا
یہان بہت بڑی نسبت ہی ہے اگر مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو مین تجھے رہا کر دون مطول نے
کہا اے جوان مین اپنے مذہب کو ہرگز نہین بدلونگا نورالدہر نے کہا اگر تو اپنے مذہب الحاد کو نہین
بدلے گا تو مین تجھے زندہ بھی نہ چھوڑونگا مطول نے کہا تجھے اختیار ہے نورالدہر نے ایک ہی مرتبہ
مین اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکا بیٹا طول بن مطول اپنے باپ کو مقتول دیکھ کے تلوار علم کیے
دیوانون کی طرح دوڑا اور اُسنے ارادہ کیا تھا کہ نورالدہر پر عالم غفلت مین وار کرے اور اپنے پدر
مقتول کا عوض لے اسد نے دیکھ لیا قبل اسکے کہ طول بن مطول نورالدہر تک پہونچے اسد
تلوار کھینچے ہوئے قریب اسکے پہونچ گیا اور نعرہ مارا کہ او اجل گرفتہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ ابھی سر
اپنے پاؤن پر دیکھے گا طول بن مطول ایسا گھبرایا کہ اچھی طرح اسد کی صورت بھی نہ دیکھی بے تحاشا
تلوار کا وار کیا اسد نے اُسکے وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور عقرب سلیمانی کا ایسا وار اسکے حمائل پر
مارا کہ آڑا دو حصہ ہو کے زمین پر گرا اس عرصہ مین آفتاب قریب غروب پہونچا طبل بازگشت بجا
دونون لشکر اپنے اپنے مقام کو گئے شب کو بدیع الملک اپنے خیمہ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا ایک آدمی
اسد کی صورت سے مشابہ ہو کے خیمہ مین آیا اور ہر چہار جانب دیکھ کے شہزادہ کی خوابگاہ کی طرف چلا
گیا بدیع الملک سمجھا کہ شاید اسد کسی ضرورت سے آیا ہوگا پھر سوچا کہ اسوقت اسد کا کیا
کام ہے جو آیا ہے آواز دی کہ اے اسد تم اسوقت کیون آئے ہو کچھ آواز نہ آئی شاہزادہ نے بار دیگر
آواز دی پھر کچھ جواب نہ پایا اب تو بدیع الملک کے دل مین توہم پیدا ہوا کہا ایسا نہو فرعون
ملعون کے عیارون مین سے کوئی عیار آیا ہو اپنی جگہ سے اٹھا اور در خیمہ سے ایک سپاہی کو اندر
بلا کے کہا دیکھو ہماری خوابگاہ مین کون گیا ہے وہ سپاہی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا بدیع الملک
نے پوچھا کون ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا کیا اسد آیا ہے اُسنے کہا شہریار وہان کوئی
بھی نہین ہے شہزادے نے کہا کیا خوب میرے سامنے اسد اندر خوابگاہ کے گیا ہے تو کہتا ہے کہ وہان کوئی
نہین ہے ضرور وہان کوئی ہے سپاہی نے کہا کیونکر عرض کرون مین نہین کوئی اور جا کے دیکھے شاہزادہ نے
دوسرے سپاہی کو بلایا اور کہا دیکھو ہماری خوابگاہ مین کون ہے وہ بھی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا پوچھا کون
ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا خود چلکے دیکھینگے اور خوابگاہ مین پہونچا ہر چہار جانب دیکھا
کسی کو نہ پایا کہا یہ کیا امر ہے کہ میرے سامنے اسد آیا ہے اور یہان سے اسطرح چلا گیا کہ مین نے نہ دیکھا اور اگر
گیا ہے تو اور کسی طرف سے گیا ہے میرے سامنے سے نہین گیا ایک پلنگ کے نیچے جو جھک کے

نگاہ کی دیکھا ایک آدمی سفید چادر مین لپٹا ہوا اسطرح پڑا ہی کہ معلوم ہوتا ہی کوئی شے رکھی ہی شہزادہ نے
کہا یہ پلنگ کے نیچے کیا شے رکھی ہی ایک ملازم نے چوب دست سے اسے ڈھکیلا کہا یہ کوئی شے نہین ہی
آدمی معلوم ہوتا ہی دوسرے ملازم نے چادر کو گرفت مین لاکے کھینچا اور اُسے جو کھولا دیکھا ایک جوان خوش رو
نہایت قوی ہیکل سامان عیاری سے آراستہ ہی اور قریب تھا کہ بدیع الملک پر خنجر کا وار کرے ایک
ملازم نے جانب پشت سے خنجر چھین لیا پھر تو اسقدر لاتین لگین کہ اسکی خراب حالت بنائی گئی
کہ قریب المرگ ہو گیا بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی تو اُسنے کہا مین ایک ادنی بندہ ہون بندگان
خداوند فرعون سے بدیع الملک نے کہا او مردود تو اس نوبت کو پہونچا مگر فرعون ملعون کی
خداوندی کو نہین بھولا اچھا یہ بتا کہ تو کس ارادہ سے یہان آیا تھا اُسنے کہا خاص بدیع الملک
کے ہلاک کرنے کو آیا تھا جب خداوند فرعون نے گریہ و زاری کرنا شروع کی اپنے بندگان خاص
سے کہا تم اسقدر میرے بندے ہو مگر تم مین کوئی ایسی قابلیت نہین رکھتا کہ بدیع الملک
میرے دشمن جان کو ہلاک کرے تاکہ مثل مرتبہ کے اسے بھی منتخب کرون جب خداوند نے حال زار پر رحم کیا
مین نے کہا ای خداوند تو گھبرا نہین اگر تو نے دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہی تو مین بدیع الملک کی
ہلاکت کا سبب ہوا جاتا ہون اُسنے میری جرأت پر بہت تحسین و آفرین کی مین اپنا سامان عیاری
لے کے یہان پہونچا بدیع الملک نے کہا تو اندرون خیمہ کسطرح پہونچا حالانکہ در خیمہ پر آدمی موجود تھے
اُسنے کہا اس سے کیا بحث ہی مین جسطرح ممکن ہوا یہان پہونچ گیا اور افسوس کہ تم نے مجھکو دیکھ لیا ورنہ
اب تک مین تمھارا کام تمام کر چکا ہوتا بدیع الملک نے کہا بلاؤ جلاد کو اسکو قتل کرے اور ایک
ملازم سے کہا اسکو باہر لے جاؤ اگر دین اسلام قبول کرے تو رہا کر دینا ورنہ جلاد کو حکم تیغ بیدریغ سے اسکے
کام تمام ہو وہ ملازم خیمہ کے باہر لے گیا اور پوچھا تو کیا کہتا ہی آیا مسلمان ہوگا یا ہلاک منظور ہی اُسنے کہا مین
ایسے خداوند صاحب قدرت و جلال کی بندگی چھوڑ کے خداے نادیدہ کی ہرگز بندگی نہین کرونگا یہ کہتا
تھا کہ جلاد نے ایک ہی وار مین سر اُسکا تن سے جدا کر کے جہنم واصل کیا شب کو پھر طبل جنگ بجا
صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی اسد میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اسطرف سے قاتل جادو
ایک پہلوان زبردست مقابلہ کو آیا اول بہت رد و بدل ہوئی آخر اسد دلاور نے اسکو ہاتھون پر بلند
کر لیا اور اس زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا پھر دوسرا جادو آیا وہ بھی ہلاک کیا گیا اسی طرح
چند جادوان نابکار آئے اور یکے بعد دیگرے جہنم واصل کیے گئے تھے کہ شام ہو گئی اور طبل بازگشت
بجنے کے بعد سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے اسیطرح تیسرے روز بھی صف آرائی ہونے کے بعد جنگ و
جدال ہوئی اور شام کو طبل بازگشت بجا چوتھے روز چند جادوون کے جہنم واصل ہونے کے بعد شاہزادہ
بدیع الملک جنگ کرتا ہوا چوب عقابین کے قریب پہونچ گیا پس فوراً چوب کو بغل مین لیکے مع
نعش زمین سے اُکھاڑ لیا اور اپنے لشکر مین لے آیا تمام جادوان مکار غضب مین شاہزادہ کے دوڑے
اور نور الدہر اور سعد دلاور نے ان سبکو پسپا کیا یہانتک کہ فرعون شکست کھا کے بیابان کیجانب
بھاگا اور مسلمان مظفر و منصور میدان حرب سے واپس آئے یہان عقابین کو جو غور سے دیکھا حمزہ ثانی کی
نعش بھی بالائے چوب عقابین پایا تمام مسلمان غریق بحر حیرت ہو گئے نور الدہر نے کہا ای بابا بدیع الملک

کیا تم نے حمزہ ثانی کو بالائے عقابین نہیں دیکھا تھا شہزادہ نے کہا اوں روز حمزہ ثانی کو بالائے عقابین
قفس میں ضرور دیکھا تھا بلکہ سلام بھی کیا تھا دوسرے روز بالائے عقابین غور سے نہیں دیکھا کیونکہ مجھے
یہ خیال تھا کہ حمزہ ثانی حسب دستور شخص اول ہوگا نہیں معلوم ان گبران نابکار نے حمزہ ثانی کو کہاں
مقید کیا ہی اور یاران ہمراہی سے کہا جہانتک ہم بوجھ سکتے تھے اُسکے خلاف ظنون میں یا جاؤ فرعون ملعون کے
قید خانہ کی خبر لو یاران دست چپ قید خانہ میں بہنے انگور ہار کر و سب لوگ قید خانہ پہونچے ہر چند تجسس
و تلاش کیا قید خانہ میں کسی کو نہ پایا بے نیل مرام واپس آئے اور بدیع الملک کی خدمت میں عرض کیا
شہریار وہان قید خانہ میں کوئی نہیں ہے بجز یاران دست چپ میں سے کوئی ہو شہزادہ نے کہا
معلوم ہوتا ہی فرعون ملعون کان سکبوا نے ہمراہ لے گیا ہی اب فرعون کی خبر لینا چاہیے پس عیاران
لشکر فرعون کی فکر میں روانہ ہوئے اور شاہزادہ بدیع الملک بانج و حضرت سعد شہریار کی ملازمت
میں حاضر ہوا سعد شہریار نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک مجکو تم سے بڑی شکایت ہی اور ہرگز
مجکو تم سے ایسی امید نہ تھی یعنی اسطرح تم یہان سے چلے گئے کہ گویا کبھی کی ملاقات و شناسائی نہ تھی دنیا میں
دستور ہی کہ جب کوئی کہیں جاتا ہی تو اپنے عزیزوں و دوستون سے ملاقات کرکے اور رخصت ہوکے جاتا ہی
یہ نہیں کہ دفعتاً بغیر اطلاع چلے گئے بدیع الملک نے کہا شہریار سے درست ارشاد ہوا مگر اسطرح میرا
جانا بے سبب نہ تھا سعد شہریار نے کہا ہان وہ سبب تو مجکو بخوبی معلوم تھا مگر اُس سبب کے یہ معنے نہ تھے کہ
تم کسی سے رخصت نہ ہوئے حتے کہ مجھ سے بھی ملاقات نہ کی بدیع الملک نے کہا بیشک وہ سبب ایسا ہی تھا
اگر بیان کرون تو شاید شہریار قبول کرلین سعد شہریار نے کہا مجکو معلوم ہی بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہی بدیع الملک
نے کہا میرے خیال میں وہ سبب نہیں ہی جو شہریار کو معلوم ہی سعد شہریار نے کہا اچھا بیان کرو وہ کون
سبب تھا جو مجکو معلوم نہ تھا بدیع الملک نے کہا تورج نام ایک بت پرست ہندوستان سے
خروج کرکے ایران میں آیا اور وہان کشت و خون بسیار رسم بت پرستی کو رواج دیا پھر وہان سے
توران اور کوچلک باختر میں پہونچا اور وہان بھی بت پرستی کو رواج دیا چاہتے کہ ہفت در بند باختر اور
سبائل کو بھی مسخر کیا پھر وہان سے قلعہ ذوالامان میں پہونچا اور منظر بن ضیغم کے قلعہ ذوالامان کے خندق
کے کنارہ مثل پارچہ کہنہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شہریار خیریت یہ ہوئی کہ میں وقت پر پہونچ گیا جو اُسکے آتش
اور غلبہ کا بندوبست کیا ورنہ علاوہ تسخیر تمام ممالک و رواج بت پرستی تمہاری ناموس تک کو سخت
صدمہ پہونچتا خدا کے فضل سے بجد و جہد تمام گرفتار کیا اُسی اثنا میں شہریار والا تبار کا سرفراز نامہ
وارد ہوا میرا ارادہ تھا کہ قلعہ ذوالامان میں داخل ہون اور خود وہان کا بندوبست کرون لیکن مضمون نامہ
سے مطلع ہوکے ایک لحظہ کا توقف نہ کیا فوراً اس جانب راہی ہوا اور یہان پہونچا مگر نہایت
افسوس کی بات ہی کہ جس غرض کے واسطے اسقدر عجلت کی وہی غرض حاصل نہ ہوئی یعنی حمزہ صاحبقران
اس ملعون کی قید طلسم سے رہا نہ ہوئے اس صورت میں اپنی تمام اس محنت و مشقت کو ضایع
سمجھتا ہون سعد شہریار نے کہا ای بابا بدیع الملک واقعی اگر تم نے اس طرح کے کام
کو انجام دیا تو واقعی کارے کردی خداوند عالم تیری ہمت اور جرات میں اور زیادہ برکت
عنایت فرمائے کیا تورج بت پرست کو جو گرفتار کیا ہی ہمراہ ہی بدیع الملک نے کہا موجود

ہے سعد شہریار نے کہا ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں شاہزادے نے حکم دیا تورج حاضر ہوا سعد شہریار
نے دیکھا ایک گوری ہیکل کستبر گردن فراخ سینہ دراز سر جوان ہے جس شخص نے تورج کو دیکھا
شہزادہ بدیع الملک کی جوانمردی پر ہزار تحسین و آفرین کی سعد شہریار نے کہا کہ اے حامیان دین
اسلام مجکو نہیں معلوم تھا کہ یہ بہت ہی سست ایسا کو جیسا ایسا جوان ہے اسکی قید و بند میں نہایت اہتمام کرنا
لازم ہے ورنہ ضعیف بندوں کا شکست کرنا اسکے نزدیک کوئی بات نہیں ہے غرضکہ شہزادہ بدیع الملک نے
مع یاران ہمراہی زمین میں قیام کیا شب کو لشکر اسلام کے گرد طلایہ پھرتا تھا ایک شب کو قارن بن اسفندیار
گرد لشکر طلایہ میں مشغول تھا کہ یکایک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز گوش زد ہوئی قارن چند قدم آگے
بڑھا تاکہ معلوم ہو یہ سوار کدھر جاتے ہیں راوی کہتا ہے کہ دیو سوار برادر ہوشنگ نوزاد و شقوش
دیوزاد و سات لاکھ سواران جرار و آتشبار کی جمعیت سے پہونچا ہے وہ تمام لشکر قریب لشکر اسلام کے
پہونچنے نہ پایا تھا کہ قارن بن اسفندیار شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان
میں قریب اس فوج کثیر کے پہونچا اور باواز بلند کہا کہ اے خود سرو اس طرف کہاں چلے آتے ہو یہاں لشکر
اسلام مقیم ہے اور جس غرض سے اسطرف آئے ہو ہمیں مطلع کرو دیو سوار قریب آیا اور کہا اے جوان تو
بیکار منع کرتا ہے ہم اپنے برادران حقیقی کے خون کا عوض لینے آئے ہیں جب سے یہ واقعہ ہمارے
گوش زد ہوا ہے دل خون ہو گیا ہے اگر ہم کو روکنے کی کوئی جرات رکھتا ہے بس یہی گروہ ہے یہی میدان
قارن بن اسفندیار نے کہا بھلا کس شخص نے اسطرف آنیگا مانع ہو میں ہی ہوں کیا مجال ہے جو کوئی
موجود ہوں میں تو ایک قدم آگے بڑھ سکے دیو سوار نے کہا کہ دیکھوں تو کیونکر مانع ہو سکتا ہے قارن
نے تیغ آبدار کا وار اسپر زور سے کیا دیو سوار نے اسکی تیغ کو اپنی شمشیر پر رد کرکے عمود گاؤسر قارن کے
سر پر اس زور سے مارا کہ قارن اپنے مرکب کے پیٹ میں دھنس گیا اس ہنگامہ آرائی کی خبر لشکر
اسلام میں پہونچی لشکر قارن کام آیا اور قارن کی نعش کو اٹھا لے گیا چونکہ صبح قریب تھی لوگوں نے
نورالدہر کی خدمت میں عرض کی کہ بڑا غضب ہوا نورالدہر نے گھبرا کر کہا کہ کیوں خیریت تو ہے مسلمانوں
نے کہا کہ اے شہریار قارن بن اسفندیار تمہارے لشکر کا سپہ سالار دیو سوار برادر ہوشنگ کے
ہاتھ سے ایک ضرب گرز میں ہلاک ہو گیا نورالدہر نے کہا کیونکر ان لوگوں نے کہا مفصل حال تو ابھی
دریافت نہیں ہوا ہے لیکن یہ بخوبی معلوم ہے کہ قارن شب کو لشکر اسلام کے طلایہ میں مصروف تھا اور بہت
بندوبست کر رہا تھا بالیقین دیو سوار مع فوج اسطرف وارد ہوا ہوگا اور قارن اسطرف آنے سے مانع
ہوا ہوگا اس بحث میں خوب رد و بدل ہوئی ہے حتے کہ دیو سوار کے ہاتھ سے قارن ہلاک ہوا نورالدہر
کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ قارن کو بہت دوست رکھتا تھا اس عرصہ میں بدیع الملک خواب سے
بیدار ہوا اور ضروریات سے فراغت کرکے خوابگاہ سے باہر آیا دیکھا کہ نورالدہر چشم پر آب سکوت میں سر
جھکائے بیٹھا ہے بدیع الملک نے حال دریافت کیا نورالدہر نے از اول تا آخر حال بیان کیا جب سب
حقیقت مفصل سماعت میں گذری سلاح جنگ زیب تن کیے بدیع الزمان نے کہا اے فرزند بدیع الملک
ابھی تم خواب سے بیدار ہوئے ہو اور ابھی اپنے کو مسلح اور مکمل کیا خیر باشد کہاں کا ارادہ کیا ہے اور کدھر
جاتے ہو مجھ سے کہو کہ شاید وقتا فوقتا کوئی ضرورت پیش ہو بدیع الملک نے کہا اے شہریار اسوقت

نورالدہر کے چشم پر آب ہونے سبب میرا دل بھی بھر آیا میں چاہتا ہوں تاکہ اس دیوسار ہرکارہ بدکار کو اسکی
اس بیباکی کی سزا دوں اور قارن کے خون ناحق کا عوض اس سے لوں اسطرف دیوسار چاہتا تھا کہ
لشکر اسلام کے مقابلہ میں آکے ہنگامہ پیکار گرم کرے اور اپنے بھائیوں کے خون کا عوض لے
تھا کہ یک شہزادہ بدیع الملک قریب اسکے پہونچا اور باواز بلند پکارا کہ ہاش او مردود ظالم یہ کیا نامردی
تھی کہ صبح کا انتظار نہ کیا شب ہی کو ایسی بیہودگی شروع کردی اور قارن ہمارے رفیق کو ہلاک کیا
دیوسار بدیع الملک کے سامنے اپنے مردان ہمراہی کے صف باندھکے استادہ ہوا اور کہا
ای جوان ہم بغرض صلح یہاں نہیں آئے ہیں بلکہ اپنے بھائیوں کے خون کا عوض لینے آئے ہیں
پس ہم کو اس سے کیا بحث ہو کہ صبح کا انتظار کریں قارن بن اسفندیار پر کیا موقوف تھا جو
کوئی ہمارے سامنے آتا اسکو ہلاک کرتے اور اب بھی مستعد ہیں جہاں تک ممکن ہوگا تم مسلمانوں
کی ہلاکت میں دریغ نکرینگے اور ای جوان تو قارن بن اسفندیار کے ناحق قتل کرنے کی شکایت
کرتا ہے اور اسکا ذکر نہیں کرتا کہ تو نے اور تیرے تمام ہمراہی نے ہمارے بھائیوں کو ہلاک کیا
بدیع الملک نے کہا او بدمغز او ناتمیز تیرے بھائیوں کو اگر قتل کیا تو پوشیدہ نہیں قتل کیا
سب کے سامنے دن کو روز روشن ہوئی تاب مقابلہ نہ لا اسکے حریف کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے
لیکن قارن کو جو تو نے ہلاک کیا یہ امر بالکل بدعت و ظلم پر مبنی تھا کیونکہ نیند کی غفلت کی تھی اور
لشکر اسلام مصروف خواب تھا اسی اثنا میں معتوق گرد نمایاں ہوا دو کون طرف سے لشکر اسکو دیکھنے لگے جب
دامن گرد کا چاک ہوا نقابدار چالیس سواران لعل پوش کی جمعیت سے نمودار ہوا اور قریب لشکر اسلام کے
پہونچ کے بدیع الملک کیطرف متوجہ ہوکے کہا ای کشتی گیر زادے تو ڑا خود سر و مغرور ہے تیری کیا حقیقت
اور حقیقت ہی کیا جو تو رستم ثانی اور تورج نوجوان سے دعوی ہمسری کا کریگا یہ بھی ان نوجوانوں کی ہمت
تھی جو وہ تجھ سے بر سر مقابلہ نہیں ہوئے اور چشم پوشی کرتے ہیں ورنہ ابتک اس دعوے ہمسری کی حقیقت
معلوم ہو جاتی آدمی کو چاہیئے اپنی حد و قابلیت کیطرف نظر رکھے یہ نہیں کہ خود ادنے ہو اور اعلے سے
مقابلہ کے واسطے آمادہ ہو جائے ہاں ادنے بھی اعلے ہو سکتا ہے اگر اعلے کے مثل کوشش کرے ویسے
کارہای نمایاں اپنے سے ظاہر کرے سے تکیہ بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی
ہمہ آمادہ کنی + افسوس دیوسار کا تقدمہ ایسا درپیش ہی ہم تجھسے ابھی نہیں سمجھ سکتے ورنہ ابھی اس
ہمسری کی حقیقت معلوم ہو جاتی پھر بھی کچھ دور نہ سمجھ بعد فیصلہ دیوسار تجھسے سمجھ لیا جائیگا یہ کہا اور
وہ نقابدار مرکب کو دوڑاتا ہوا دیوسار کے مقابلہ میں آیا او کہا او دیوسار نابکار تجھکو کسطرح جنگ کرنا مقصود
ہے آیا فردا فردا جنگ مطلوب ہے یا جنگ مغلوبہ چاہتا ہے دیوسار نے کہا ای نقابدار میں ہر طرح پر موجود
ہوں میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے مجھ سے تجھ سے مقابلہ ہو بعدہ جنگ مغلوبہ کی نوبت آئے نقابدار
نے کہا یہی سہی آ اپنا وار کر دیوسار نے عمود کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اس وار کو رد کیا اور کہا اگر تجھ
جراءت رہتی ہے دکھلا دیوسار نے دوسرا وار اسی عمود کا کیا نقابدار نے اس مرتبہ حملہ خالی کی دیو
دیوسار منہ کے بھل زمین پر آیا نقابدار نے کہا او جوان سنبھل کیوں منہ کے بھل گرتا ہے یہ بات
سننے دیوسار کو غصہ آیا اور زور سے سنبھل کے کہا ای نقابدار خبردار ہو جا اب کی وار میں

غیر مروت ہے کہ چپ رہیں ہم لقابدار نے کہا اول دو واروں کے مثل یہ تیسرا وار ہوگا دیوسار نے بقوت تمام
تیسرا وار اسی زور کا کیا اُس بہادر نے پھر جگہ خالی دی دیوسار پھر منھ کے بل زمین پر آیا اس مرتبہ لقابدار
بھی پشت مرکب سے زمین پر آیا دونوں میں جنگ دست و بازو شروع ہوئی یہانتک کہ شام
ہو گئی شاہ چین رامز رشاد اور اخطر لقابدار نے کہا اے دیوسار اگر تجکو دم لینا منظور ہو تو ہم اجازت دیتے
ہیں کہ تو دم لے لے دیوسار نے کہا اے لقابدار خوب ہوا کہ تو جنگ زور سے گھبرا گیا لقابدار
نے کہا کہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا اگر تو ایک ماہ کامل اسی طرح کشتی میں مصروف رہے گا تو ہم کو عذر نہ
ہوگا دیوسار نے کہا پھر کیا ہے اور بست و کشاد شروع ہوئی یہانتک کہ دوسرے روز کی شام ہوئی
اور پھر بھی کوئی پسپا نہ ہوا اب تو دیوسار گھبرا گیا اور کہا اے لقابدار کل تو نے دم لینے کی درخواست کی تھی
آج میں درخواست کرتا ہوں کہ تھوڑی دیر دم لے لے اور کسی قدر خورد و نوش کے بعد از سر نو کشتی کا
ہنگامہ گرم ہو لقابدار نے کہا اے دیوسار ہم تجھسے خیر کیا مضائقہ ہے دم لے لے دیوسار زمین پر بیٹھ
گیا اور کتے کی طرح ہانپنے لگا اور ملازم کو بلا کے کہا جلد کچھ کھانے کو لا وہ فوراً عمدہ کھانا لایا
دیوسار نے کہا اے لقابدار تو بھی کچھ کھالے اُسنے کہا مجکو مطلق اشتہا نہیں ہے دیوسار
نے کھانا کھایا اور پانی پی کے پھر کشتی میں مصروف ہوا تمام شب اور تیسرا دن بھی کشتی میں
بسر ہوا جب شام ہوئی لقابدار نے دیوسار کی طاقت میں ضعف معلوم کی یکایک اُسکو سر سے بلند
کر لیا اور زمین پر مار کے خوب مستحکم بستہ کیا بعدہ اپنے لشکر میں بھیجدیا لشکر دیوسار نے جو اپنے
سردار کو گرفتار دیکھا تو سب نے یکلخت ہجوم کی لقابدار پر یورش کرنا چاہی لقابدار نے بائیں ہاتھ
میں سپر لی اور داہنے ہاتھ میں تلوار علم کر کے اُس ساٹھ لاکھ سپاہ کے مجمع میں در آیا اور اُسکا لشکر
بھی اُسکی مدد کے واسطے بے دریغ گیا چونکہ دیوسار کی فوج بے سر ہو چلی تھی چند لمحہ مقابلہ کیا
آخر تاب ضرب مردانہ نہ لا کے بھاگنا شروع ہوئی حتے کہ سب لشکر دیوسار کا فراری ہو گیا
جب لقابدار کو اس جانب سے اطمینان ہوا مراجعت کر کے بدیع الملک کی طرف متوجہ
ہوا اور دور سے آواز دی کہا اے بدیع الملک دیوسار کے قصہ سے ہم نے فراغت پائی
اب اگر آج شب کو تو ہمارے خیمہ میں آ کے ہم سے ملاقات کرے تیرا عین کرم ہے اور اگر آج شب کو
ممکن نہ ہو تو خیر مجبوری ہے کل ضرور تو ہمارے یہاں آنا کیونکہ تجھ سے بہت ضروری ایک کام
متعلق ہے یہ کہکر ایک جانب میدان میں قیام کیا جب وہ شب گذر گئی دن کو شہزادہ
بدیع الملک سمند پر سوار ہو کے لقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوا قبل روانگی بعض خیر خواہوں
نے کہا اے شہزادہ لقابدار اول تو معلوم نہیں کہ کون ہے اور بالفرض معلوم بھی ہو تو حریف کے
پاس تنہا بلا طلب اُسکے چلا جانا ہرگز قرین مصلحت نہیں ہے اور اگر چلنا ہی منظور ہے تو چند دوست
ساتھ چلنا چاہیے بدیع الملک ایک مرد جری و دلیر تھا اُسنے ان لوگوں کی نمائش کی
جانب مطلق توجہ نہ کی صرف اسقدر کہدیا کہ خداوند عالم ہمارا حافظ و نگہبان ہے ہاں تم لوگ
صرف اسقدر خیال رکھنا کہ جب تک میں لقابدار کے پاس سے واپس نہ آؤں کسی قدر
ہوشیاری رکھنا اور سب مسلح و مکمل رہنا تاکہ عند الضرورت تاخیر نہ ہو غرضکہ لقابدار کے

خیمہ کے قریب پہونچا خبرداروں نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ بدیع الملک اسطرف آتا ہے نقابدار نے
تا طناب خیمہ شہزادے کا استقبال کیا اور اپنی بارگاہ میں لاکے نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور
ساقیان سیمین ساق کو اشارہ کیا انھوں نے بادۂ ریحانی سے جام زرین کو لبریز کیا اور شہزادے
کو دیا شہزادے نے وہ جام نوش کیا اسی طرح چند جام کی نوبت آئی تھے کہ شہزادے کے دماغ میں چندان
گرمی پیدا ہوئی نقابدار نے کہا اے بدیع الملک میں نے جو تم کو آج تکلیف دی اسکی خاص غرض
یہ ہے کہ میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں اور وہ باتیں یہ ہیں کہ تمھاری اس وجاہت اور شجاعت پر
حیف ہے کہ تم شاہزادہ رستم اور ایرج کی اطاعت قبول نہیں کرتے ہو یہی وجہ ہے کہ تمھاری شجاعت
اور دلیری کو فروغ نہیں ہوتا اگر تم اس امر کو بھی اختیار کر لو تو پھر دیکھو تمھاری جرات و دلاوری کا آوازہ
کہاں تک پہونچتا ہے شاہزادہ بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا اے نقابدار رستم کیا وقعت و حقیقت
رکھتا ہے جو میں اسکی متابعت اختیار کروں خود رستم اور اسکا باپ دادا بلکہ پردادا تک ہمارے آزاد
کیے ہوئے ہیں اور خیر اب مجھ سے اس بارہ میں کچھ نہ کہنا جو کچھ کہنا تھا کہا اور میں نے سنا یہ گفتگو
ہو ہی رہی تھی کہ اسد آیا بدیع الملک اسد کی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے اسد نامدار
خوش آمدی اسد بھی بیٹھ گیا نقابدار نے کہا اے جوان یہ کون شخص ہیں کچھ انکی تعریف کرو بدیع الملک
نے کہا انکا نام شہزادہ اسد ہے نقابدار نے کہا یہ وہی اسد ہے جسکا نام دیوانہ میں درج ہے جس نے
مدت العمر قزاقی و قطع الطریقی کی اسد نے کہا ہاں میں وہی اسد ہوں جسکے ہاتھ سے بارہ برس تک
ایرج خون رویا اور ہر وقت دغدغہ میں رہتا تھا نقابدار نے کہا اے جوان مجھکو چاہیے کہ جوانمردوں کے
نام اس طرح میں سے نہ لے اسد نے کہا میں نے ایرج کا نام لیا اور خلاصہ کیفیت اسکی بیان کی اسمیں توہین کو
کیا دخل ہے نقابدار نے کہا توہین کیوں نہیں ہے ایرج وہ شخص ہے کہ جسنے بارہ برس تک صاحبقران
سے خراج لیا اسکی حکومت کا آوازہ دور دور پہونچا اسد نے کہا ہاں وہی ایرج جسکی ماں پر میں عاشق
تھا نقابدار نے شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اسد نے کہا یہ کچھ برا ماننے کی بات نہیں ہے جو کچھ
جسکا حال ہوتا ہے اسی طرح بیان کیا جاتا ہے اگر جنگ کا ہنگامہ گرم کرنے کا ارادہ ہے تو اس حیلہ کی کیا ضرورت
ہے ورنہ ہیکار دست بقبضہ ہے نقابدار نے کہا یہ دست بقبضہ ہونے کا موقع نہیں ہے کہ ایک بات
کو فرو گذاشت کیا تو نے اسی طرح کی دوسری بات کہی کہاں تک کوئی سن سکتا ہے ایرج کا یہ مرتبہ
نہیں ہے کہ اسکی نسبت اسطرح کے کلمات ناشایستہ سنکے خاموش ہو رہوں خیر اب بھی خیریت ہے
کہ اسطرح گستاخی کا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا میں نے اسوقت تک جو تامل کیا اسکے خاص سبب
یہ ہے کہ بدیع الملک کو میں نے بتاکید یہاں بلوایا ہے اور وہ جوان میری حسب خواہش چلا آیا مجھے
تامل اور تغافل نہ کیا اسد نے کہا اے نقابدار اور تو خیر لیکن ایرج کی مادر کے عشق و محبت کا حال
کسی طرح نہیں بھولتا ہے اس مرتبہ نقابدار نے تلوار میان سے کھینچ لی اسد سمجھا کہ اس مرتبہ نقابدار
ضرور وار کریگا بعجلت تمام تلوار علم کر کے نقابدار کی طرف جھپٹا بدیع الملک نے اسد کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا شہریار یہ نامناسب بات ہو جائے خود سمجھو کہ جب ہم اسکے یہاں تھوڑی دیر کے
واسطے مہمان آئے ہیں تو کیونکر اپنی طرف سے سبقت کر سکتے ہیں علاوہ اسکے بجائے

تو دیکھو کہ یہ غرض محال ہے کچھ تم نے کہا سچ کہا ایک زن جو کچھ تم نے کلمات ایرج کی نسبت کہے ایرج کے
دوستوں کو ناگوار معلوم ہوئے یا نہیں یا سب ساکت ہو گیا لشکر اسلام میں یہ فکر پیدا ہوئی کہ شہزادہ بدیع الملک
اور اسد نقابدار کے خیمہ میں سے گئے ہوئے ہیں نہیں معلوم کیا صورت پیش آئی ابھی تک نقابدار کی حقیقت
دریافت نہیں ہوئی ہے وہاں کی خبر لینا چاہیے بدیع الزمان نے کہا میں جاتا ہوں چنانچہ بدیع الزمان
اپنے یاران ہمراہی کو لے کے نقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوئے یہاں بدیع الملک اسد عمیجد بیٹھا تھا
کہ بدیع الزمان مع ہمراہیوں پہنچے بدیع الملک نے بدیع الزمان کو دیکھ کے تعظیم دی بدیع الزمان
بھی وہاں مقیم ہوا اسوقت دیکھا کہ رستم ثانی آیا نقابدار نے جو رستم ثانی کو آتے دیکھا اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑا ہوا اور بمقتضائے تعظیم و تکریم بسیار باواز بلند کہا ارے کوئی ہے دنگل لاؤ فوراً دنگل حاضر ہوا اس
دنگل کو تمام حاضرین سے بلند اور مقدم تر بچھایا اور نہایت عزت سے رستم ثانی کو اسپر بٹھایا رستم ثانی
نے کہا ای نقابدار روا تھا لیکہ حمزہ ثانی نے مجھ کو اس جوان سے مقدم نہیں بٹھایا تو میں بھی ہرگز اس
جوان سے مقدم نہیں بیٹھونگا نقابدار نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ اگرچہ حمزہ ثانی نے تم کو مقدم
نہیں بٹھایا ہے لیکن ہم تم کو مقدم بٹھلاتے ہیں جب حمزہ ثانی کی خدمت میں جانا جہاں چاہنا بیٹھنا
رستم ثانی نے کہا ای نقابدار اس بارہ میں تمہارا اصرار بالکل بیکار ہے میں ہرگز نہیں مانونگا یہ کہا اور
دنگل وہاں سے اٹھوا کے پائین دست شاہزادہ بدیع الملک کے بیٹھ گیا نقابدار نے کہا ای
بدیع الملک میں نے سنا ہے کہ جب تورج سے تم نے مقابلہ کیا تو تین روز کی کشش و کوشش
میں تم نے اسے گرفتار کیا اور میں نے بھی دیو سار کو تین روز کی کشش میں گرفتار کیا ہم دیو سار
کو بلاتے ہیں تم تورج کو بلاؤ اور ان دونوں میں مقابلہ ہو اگر تورج دیو سار پر غالب ہو لیں ہم
اور رستم ثانی تمہاری اطاعت قبول کر بیٹھے اور اگر دیو سار تورج پر غالب ہو بس تم اور تمام
یاران دست راست رستم ثانی کی اطاعت قبول کرو میرے نزدیک یہ فیصلہ بہت مناسب ہے
اگر تم بھی قبول کرو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے اور اسیوقت تورج کو بلا کے اُسکے
دست و پا سے بند کھول دیے اُدھر نقابدار نے حکم دیا کہ دیو سار کو جلد حاضر کرو دیو سار بستہ
اور زنجیر حاضر ہوا نقابدار نے اُسکے بھی دست و پا سے بند کھول دیے اور کہا ای دیو سار آج تیری
زور و طاقت کا حال دریافت کرتا ہے اگر حریف پر غالب آیا یقین سمجھ ایسا انعام پاوے گا کہ
مدت العمر یاد رکھیگا وہاں بدیع الملک نے تورج سے کہا ای تورج آج ہماری فتح تیرے
زور و طاقت پر موقوف و منحصر ہے فی الجملہ دیو سار کو زنجیر و بستہ کر لا تورج دیو سار کے
سامنے آیا دونوں جانب دونوں کے طرفدار تماشا دیکھنے لگے تورج نے دیو سار کی طرف
دیکھ کے کہا ای دیو سار وار کر دیو سار نے کہا ہم ہرگز سبقت نہیں کرینگے تورج نے کہا
اگر تو سبقت نہیں کرتا ہے تو میں ہی سبقت کرتا ہوں یہ کہا اور تلوار کا وار فوراً دیو سار پر کیا
دیو سار نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور اپنا وار کیا تورج نے بھی دیو سار کے وار کو
رد کیا اسی طرح چند وار ایک نے دوسرے پہ کیے اور رد ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ تورج نے دیو سار
کو سر سے بلند کر لیا پھر بقوت تمام زمین پر دے مارا جسکے صدمہ سے دیو سار نیم جان ہو گیا

تورج نے دلیوسار کا ایک پانوں اپنے پانوں سے دبایا اور دوسرا پانوں دونوں ہاتھوں کی
گرفت میں لاکے پرانے کپڑے کی طرح دو حصہ کیا ایک حصہ ایک جانب اٹھا کے پھینک دیا اور
دوسرا حصہ دوسری جانب پھینک دیا اور نقابدار کی جانب متوجہ ہوکے کہا اے نقابدار اس دلیوسار
نامرد کو تونے دو روز میں پسپا کیا تھا نقابدار نے کہا تین روز میں تورج نے کہا اے نقابدار میں تجھ
جیسے سے قید میں ہوں اور طرح طرح کی مصیبت میں مبتلا رہا پھر تونے دیکھا کہ کسقدر جلد میں نے
اسکا کام تمام کیا یعنے ایک روز کا بھی عرصہ نہ ہوا تیرے مقابلہ میں تین روز کا طول کیوں کھینچا
اگر میں اس مدت تک قید میں نہ رہتا تو اسقدر بھی عرصہ نہ ہوتا نقابدار نقابدار شرم و انفعال سے
عرق میں غرق ہو گیا بدیع الملک بہت خوش ہوا دونوں ہاتھ تورج کے چوم لیے اور کہا اے
تورج خان ہزار ہزار آفرین تیری اس زور و طاقت پر بے شبہ تو مرد جری اور بہادر ہے بیشک
تو اپنے خیل میں اپنے وقت کا صاحبقران ہے یہ کہکے دست افسوس ملے اور کہا حیف صد
حیف کہ تو مسلمان نہیں ہے اور نہ اب اسلام قبول کرتا ہے ورنہ میں تیرے ساتھ صیغہ اخوت
پڑھتا اور اپنے بھائی سے بھی زیادہ تجھکو سمجھتا ہم تجھکو حکم دیتے ہیں کہ آج کو ہماری مجلس میں بغیر
بند کے قیام کر اور بجائے خود اس بات کو سمجھتا اور سوچتا رہ کہ دین اسلام کے اختیار کرنے میں
کیا مضائقہ ہے اس واسطے کہ آج سے ہم تجھکو مطلق تکلیف نہ پہونچائینگے اور کسی حالت
میں مجبور نہ کرینگے تورج نے کہا اے شہریار فی الحال میں نے بجائے خود عہد کر لیا ہے کہ جبتک
حمزہ تم تک نہ پہونچینگے میں تمھارے لشکر سے کہیں نہ جاؤنگا بدیع الملک نے
تورج کو خلعت دیا اور اس وقت اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اور نقابدار کی طرف متوجہ ہوکے
کہا اے نقابدار اب کیا انتظار ہے نقابدار نے کہا اے جوان مجھے انتظار نہیں ہے میں اپنے عہد پر
قائم ہوں یعنے میں تیری ہواداری میں موجود ہوں اور رستم ثانی کو بھی اپنا ہوادار سمجھتا ہوں میں
تمکو رستم ثانی پر سبقت نہیں دے سکتا البتہ آج تک تمکو رستم ثانی سے کم مرتبہ سمجھا تھا
آج سے برابر سمجھونگا میرا مقصود اصلی یہ تھا کہ تم سے مقابلہ کرتا مگر اب جرات مقابلہ کی
نہیں ہوئی ادھر تورج نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا چونکہ بند و ست وغیرہ وا ہو چکے
تھے پیشاب کے بہانہ سے بارگاہ کے باہر گیا وہاں دیکھا اسپ خاصہ بدیع الملک تیار
طیار ہے تورج نے اسکی باگ ہاتھ میں لی اور پشت مرکب پر سوار ہوکر مانند برق لامع نکل گیا
جلوخانہ بدیع الملک میں شور و غوغا بلند ہوا بیشتر ملازم اسکے تعاقب میں گئے مگر
واپس آئے زیادہ وجہ خوف کی یہ تھی کہ ہر شخص بجائے خود سمجھتا تھا کہ اس جوان کی قوت
طاقت مقدور انسانی سے بدرجہا زیادہ ہے مبادا ہم پر حملہ کرے تو ہم کسی طرح اسکے ہاتھ سے
جانبر نہیں ہو سکینگے اور یہ بھی وجہ تھی کہ اسپ خاصہ کی پشت پر سوار تھا پیادہ پا کیا
کوئی علی العموم سوار بھی اس تک نہ پہونچ سکتا یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو پہونچی
بہت متاسف ہوا اور اسیوقت گھوڑے پر سوار ہوکے اسکی تلاش میں گیا اور ہر طرف
تلاش کیا مگر کہیں اسکے پانوں کے نشان تک کا پتہ نہ ملا ناچار شاہزادہ نقابدار کی بارگاہ میں

واپس آیا لقا بدار سے کہا ای جوان تم کہاں سے لیے تھے شہزادہ نے کہا کورج کی تلاش میں گیا تھا اور ای لقا بدار
کورج قید میں تیری وجہ سے میری قید سے رہا ہو گیا ورنہ میں ہرگز اسکو رہا نہ ہونے دیتا اسکی قید و بند میں
اہتمام بلیغ کیا گیا تھا اسوقت کے کار نمایاں سے میں ایسا خوش ہوا کہ مجکو اسکی قید و بند کا مطلق خیال
نہ رہا اور اسنے اسوقت باتیں بھی ایسی کہیں کہ مجکو انکی صداقت کا یقین ہو گیا لقا بدار نے کہا شہریار کیوں اسقدر
متردد اور پریشان ہوتے ہو جو شے ہاتھ سے نکل جائے اور پھر اسکے دستیاب ہونے کی امید نہ ہو تو متردد ہونے کا
محل ہو ورنہ کیا تھا لیکن وہ تمہارا شکار ہے تمہارے ہاتھ سے کہاں جا سکتا ہے ایک نہ ایک روز تم کو پھر دستیاب
ہو جائے گا بدیع الملک نے کہا ای لقا بدار کیا بتاؤں کہ کس کوشش و سعی سے میں نے اسے
گرفتار کیا تھا افسوس میری قید سے رہا ہو گیا لقا بدار نے کہا ای شہریار مجکو کوہ قاف میں ایک بہت
ضروری کام ہے جسکی وجہ سے یہاں میرا قیام نہیں ہو سکتا میں چلتا ہوں جسوقت حمزہ ثانی قید و بند
کے مجنوں سے رہا ہونگے میں بھی تمہاری خدمت میں حاضر ہونگا یہ کہکے لقا بدار مع یاران ہمراہی مرکب پر
سوار ہوا اور روانہ ہو گیا شہزادہ اور اسکے یاران ہمراہی سعد بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لقا بدار
کی حقیقت بیان کی سعد بادشاہ نے کہا بدیع الملک آخر تم کو کچھ حقیقت اُس لقا بدار کی دریافت
ہوئی کہ کون تھا اور کہاں آیا تھا اور رستم ثانی اُس تک کیونکر پہونچا اور رستم ثانی کی طرفداری کسنے کس وجہ
سے کی بدیع الملک نے کہا شہریار مجکو یہ کیفیت مطلق دریافت نہیں ہوئی البتہ اسقدر عرض کر سکتا ہوں
کہ نہایت تعصبانہ طرفداری رستم ثانی کی کرتا تھا اور اپنی شرط کے پورے ہونے پر بھی مجھے میں اگر رستم ثانی
کو مجھسے موخر نہ ٹھہرایا مجبوری کی حالت میں اقرار بھی کیا تو یہ کہ خیر اب آج سے ہم تم کو رستم ثانی کے برابر
سمجھیں گے اور خیر جو کچھ تھا عرض کیا نہایت افسوس کی صرف یہ بات ہے کہ کورج میرے ہاتھ سے
مفت نکل گیا اب اسکا ہاتھ آنا نہایت دشوار ہے سعد شہریار نے کہا واقعی تمہارا کہنا بہت صحیح ہے راوی
کہتا ہے کہ جب کورج غائب ہو گیا اور بدیع الملک سامنے فرعون کے مقیم ہوا ایک روز شب کو رستم ثانی
بستر خواب سے غائب ہو گیا جب صبح ہوئی یہ خبر شہزادہ بدیع الملک اور سعد شہریار کو پہونچی سعد
شہریار نے شاپور کو طلب کیا اور کہا ای شاپور جلد رستم ثانی کی خبر تحقیق کر اسکو کون لے گیا شاپور
رستم ثانی کے خیمہ میں آیا اور ان مقامات کو دیکھا جہاں سے رستم ثانی غائب ہو گیا تھا بعدہ شہزادہ کے پاس
پہونچا اور کہا ای والا جاہ مجکو معلوم ہو گیا جو سبب رستم ثانی کے غائب ہو جانے کا ہوا ہے شہزادہ
نے کہا بیان کر اسنے کہا شہریار بالیقین رستم ثانی کو رنجور عیار لے گیا ہے شہزادہ نے کہا وہ عیار کس کا ہے
شاپور شیر دل نے کہا رنجور مطوق شاہ کا عیار ہے اور اگر میرے قیاس کے موافق رنجور عیار
مطوق شاہ رستم ثانی کو چرا لے گیا تو ضرور فرعون شاہ کی خدمت میں پہونچایا ہوگا شہزادہ
نے کہا اگر یہی قیاس درست ہے تو آج شب کو بھی رنجور آئے گا بس آج اسکو گرفتار کر لو اُس سے
جملہ حالات دریافت ہو جائینگے اور فرعون شاہ کی بھی خبر معلوم ہو جائے گی جہاں وہ گیا ہوگا
شاپور شیر دل نے کہا کہ بیشک تمہارا قیاس بہت ٹھیک ہے اب یہ شبہ ہے اگر رستم ثانی کو لے گیا
ہے تو آج تم کو لینے آئے گا میں اسکو گرفتار کر لونگا شہزادہ نے کہا ای شاپور اگر تم رنجور کے گرفتار
کرنے کا وعدہ کرتے ہو تو بخوبی خبردار ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ رستم ثانی کی طرح ہم میں

جیسے کسی کو دے جاسے اور صبح کو بجز کف افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئے میں رستم کے واقعہ سے بہت خائف
ہو گیا ہوں شاپور نے کہا آپ مطمئن رہیں اگر خدا نے چاہا تو آج اُسے گرفتار ہی کرونگا غرضکہ دن گذر گیا شام
ہوئی شاپور شیر دل شہزادہ بدیع الملک کے خیمہ کے پاس آیا پاسبانان خیمہ سے کہا آج شبکو تم سب
سو رہو ہم یہاں پہرہ دینگے اندرون خیمہ کے آکے شہزادہ بدیع الملک سے کہا شہریار تم بھی سو رہو
شہزادہ بستر خواب پر آکے دراز ہوا اگرچہ بسبب خوف کے نیند نہ آئی تاہم آنکھیں بند کرکے اپنے کو خواب آلودہ
بنایا شاپور شہزادے کے تخت کے قریب کمین گاہ میں چھپ رہا ہر طرف نظر جاری ہی ہر آدھر ذرا
کھٹکا ہوا اور خیال ہوا کہ رنجور عیار آگیا یہانتک کہ قریب نصف شب کے گذری اب شاپور
کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ میں یہان اُسکے انتظار میں بیٹھا رہوں اور وہ
اپنا کام کرتا جاوے کیونکہ نصف شب گذر چکی ہے اور اُسکا نشان نہیں معلوم ہوتا ہنوز اسی
خیال میں مبتلا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مرتبہ ہر چہار طرف خیمہ کو دیکھو آئے کیا دیکھتا ہے کہ
کسی نے خیمہ کو چاک کیا شاپور مستعد ہوکے بیٹھا اور اُسی جانب بغور دیکھ رہا ہے پھر دیکھا کہ
ایک سیاہ پوش خیمہ میں شہزادہ بدیع الملک کے سرہانے آکے بیٹھا دیکھا شاہزادہ بیخبر
سو رہا ہے اور نغمہ خواب بلند ہے جس مقام پر خیمہ کو چاک کیا تھا وہان پھر گیا اور وہان سے واپس
آکے چاہتا تھا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بیہوش کرکے اٹھانے جاتے ہے کہ یک بیک شاپور
کمین گاہ سے مثل برق تڑپ کے نکلا اور آتے ہی اُس سیاہ پوش کی گردن کو گرفت میں لاکے
زمین پر دے مارا اور بچالاکی تمام دست و پا اُسکے مستحکم باندھ لیے اور اُسے لے جاکے اپنے
مقام قیام پہ قرار لیا تمام شب اُسکی نگرانی میں بسر کی طرفہ تر یہ امر ہے کہ جب شاپور شیر دل اپنے
مقام قیام پر اُسے لے گیا اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور تو کیون آیا تھا اُسنے غصہ میں آکے جواب دیا
کہ میرا نام جو کچھ ہو وہ ہے لیکن تیرا سر کاٹنے آیا تھا شاپور کو اُسکا جواب بہت ناگوار گذرا کہا او پاجی
کیا کہوں کہ ابھی شہزادہ کی خدمت میں تجھے پیش کرنا ہے ورنہ تیرے اس جواب سخت کے عوض میں
ابھی تیرا سر تجھ سے چلتا اُسنے کہا اگر تو میرا سر تجھ سے نہیں چل سکتا تو میرے عوض اپنا خود سر تجھ
سے چل لے شاپور نے کہا اے کمبخت تیری شامت آئی ہے تو نہیں جانتا کہ اسوقت ہر طرح
میرے اختیار میں ہے چاہوں ابھی تجھے ہلاک کرون اُسنے کہا بیجا خوش ہو کہ تقدیر کے زور اور سے
جو میرے آنے کے وقت بیدار ہوگئے ورنہ تم سے اور تمہارے گروہ مثال بدیع الملک سے
سمجھتا اور اسوقت پوچھتا کہ کہو کیسا مزاج شریف ہے شاپور نے کہا خیر اسوقت میں تیری
گستاخی کا تحمل کرتا ہوں صبح ہو تو شہزادے کے روبرو میں تیرا مزاج پوچھوں اُسنے کہا تم پر کیا
موقوف ہے جتنے ہیں سب گستاخی کا تحمل کرتے ہیں اور شاہزادہ کے روبرو میرے بستہ و
گرفتہ ہونے کی حالت میں اگر مزاج پوچھا تو کیا کمال کیا یہ بھی نامردی کی دلیل ہے ہان
اگر میں رہا ہوتا اور اسوقت مزاج پوچھتے تو لطف مزاج پرسی کا تھا شاپور نے کہا تو نے
رستم ثانی کو عالم خواب میں جو گرفتار کیا یہ مردانگی تھی یا شہزادہ بدیع الملک کو
بھی عالم خواب میں گرفتار کرنے آیا تھا یہ بھی مردانگی تھی ہزار ہزار لعنت تیری اس مردانگی پر

دیکھو مردانگی اسکو کہتے ہین کہ مجھکو جیتے جی ہوشیار ہونے کی حالت مین گرفتار کر لیا اس بات کا اسنے مطلق
جواب نہ دیا اور شاہزادہ بدیع الملک آخر شب بیدار ہوا دیکھا خیمہ مین کوئی نہین ہے متردد ہوا کہ ایسا
نہو کہ وہ عیار مکار شاپور شیر دل کو گرفتار کر کے لے گیا ہو کیونکہ اگر شاپور اسکو گرفتار کرتا تو یہین موجود
ہوتا یا گرفتار نہ بھی کرتا تو یہان موجود ہوتا اس فکر و تردد مین خیمہ کے باہر گیا دیکھا تمام نگہبانان خیمہ بے خبر سو رہے
ہین سب کو بیدار کیا اور کہا تم سب بیخبر سو رہے ہو پہرہ پر تھے اُنھون نے کہا شہریار ہماری کیا خطا ہے
ہم پہرہ پر موجود تھے شاپور شیر دل نے کہا تم سب سو رہو آج شب کو ہم خود خیمہ کی نگہبانی کرینگے
اب شاہزادہ کو یقین ہو گیا کہ ضرور شاپور شیر دل کو وہ عیار اٹھا لے گیا بقیہ شب اسی تردد مین بسر
کی صبح کو بارگاہ سلیمانی مین آ کے قیام کیا اور بھی سردار بارگاہ مین حاضر ہوئے شاہزادہ نے کہا تم
لوگون کو شاپور کا بھی حال کچھ معلوم ہے انھون نے کہا شہریار ہم کو کیا معلوم ہم نے کل یہ سنا تھا کہ
شاپور شہزادہ کے خیمہ مین رنجور عیار کے گرفتار کرنے کو مقیم ہے بدیع الملک نے کہا بے شبہہ
شاپور میرے خیمہ مین شب کو مقیم تھا مگر مجھ سے کہا تم سو رہو مین اسکی گھات مین بیٹھا ہون مین
سو رہا آخر شب میری آنکھ کھل گئی وہان اسکو نہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ رنجور اسکو بھی لے گیا انھون نے
کہا شہریار یہ طرفہ امر ہے کہ شاپور شیر دل رنجور کے شکار کو بیٹھا تھا خود شکار ہو گیا یہ باتین ہو رہی
تھین کہ یکایک سامنے دیکھا شاپور شیر دل ایک سیاہ پوش کو بستہ کیے ہوئے لیے آتا ہے
اور آتے ہی بدیع الملک کی خدمت مین پیش کیا بدیع الملک نے پوچھا یہ کون ہے
شاپور شیر دل نے کہا اس سے خود پوچھو بدیع الملک اُس سیاہ پوش کی جانب متوجہ
ہوا کہا تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے رنجور نے کہا اس استفسار کی کیا ضرورت ہے اب مین تمھارے
اختیار مین ہون میرے بارہ مین جو چاہو حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا یہ کیا لغو بکتا ہے شاپور شیر دل
نے کہا اے شہریار یہ اسی طرح لغو و فضول بکتا ہے ابھی کیا بکا ہے اور بکے گا اور اسی طرح بیہودہ گوئی مین
اسنے صبح کی شہزادہ پھر سیاہ پوش کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا تو اپنا ہلاک ہونا چاہتا ہے
اُسنے جواب دیا کیا مین نام اور پتا اپنا بتا دونگا تو مجھے رہا کر دوگے اگر اقرار کرو تو مضائقہ نہین ہے
بیان کر دونگا ورنہ خواہ مخواہ زبان تھکانے سے کیا فائدہ شہزادہ نے کہا ہان رہا کر دونگا سیاہ پوش
نے کہا دیکھو مجھ سے بدعہدی نہ کرنا مین راست راست اپنی حقیقت بیان کرتا ہون شہزادہ
نے کہا بیان کر تو اسنے کہا شہریار اصل امر یہ ہے کہ مین مطول شاہ کا عیار ہون جو نور الدہر کے
ہاتھ سے ہلاک ہوا فرعون نے مجھکو لالچ دیا اور کہا بدیع الملک کو کسی طرح گرفتار کر لا
پہلی مرتبہ مین رستم ثانی کو گرفتار کرنے گیا اسنے کہا خیر رستم کو گرفتار کر لایا یہ بھی اچھا کیا اب
بدیع الملک کو ضرور لا مین شب کو آیا تھا کہ تمھین گرفتار کر کے لے جاؤن مین خود گرفتار ہو گیا
شاہزادہ نے کہا اب یہ بھی بیان کر کہ فرعون کہان ہے اُسنے کہا فرعونیہ کی جانب اس سے
بارہ فرسنگ کی دوری پر بارونیہ نام ایک شہر ہے وہان فرعون موجود ہے سات سو سرداران
سست چپ اُسکی قید مین ہین شہزادہ نے کہا تیرا نام کیا ہے اسنے کہا مجکو رنجور عیار
کہتے ہین بس اب مجکو رہا کر دو مین نے راست راست حال بیان کر دیا شہزادہ شاپور شیر دل

کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا رائے ہی شاپور نے کہا شہریار میری رائے اسکے رہا کر دینے کی ہرگز نہیں ہی
شاہزادے نے کہا ای شاپور اگرچہ اس کا رہا کر دینا مناسب نہیں ہی لیکن مین اس سے اقرار کر چکا ہون
اب خلاف عہد کرنا ہرگز دل گوارا نہین کرتا اور مین بجائے خود یہ سمجھتا ہون کہ یہ عیار پیشہ ہی اگر اسکو رہا
کر دونگا تو یہ کیا کر سکتا ہی شاپور نے کہا اختیار ہی شہزادے نے اُسکے بند کھلوا دئیے اور کہا جسطرف تیرا
جی چاہے جا اور خود بارونیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ مین ایک جانب سے گرد پیدا ہوئی شاہزادہ
نے مخبرون کو خبر کے واسطے بھیجا وہ دوان دوان گئے اور خبر لائے کہ لقا بدار سرخ پوش خیزاخیز اسطرف
چلا آتا ہی جب لقا بدار قریب پہونچا شہزادہ کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور کہا ای بہادر
کہان گیا تھا اُسنے کہا ای شہریار مین کوہ قاف کی جانب گیا ہوا تھا کیونکہ ایک ضرورت لاحق ہوئی
تھی بعد فراغ اب حاضر خدمت ہوا ہون شہزادہ نے کہا اب کیا ارادہ ہی لقا بدار سرخ پوش نے کہا
جو کچھ ارشاد ہو شاہزادہ نے کہا میرے ہمراہ چلو غرضکہ دونون روانہ ہوئے اور بعد طی مراحل قریب بارونیہ
کے پہونچے قلعہ کے روبرو قیام کیا اس قلعہ کے حاکم کا نام قہقہہ رومین تن تھا اُسنے جو لشکر ورودی
خبر سُنی گرگ پر سوار ہوکے قلعہ سے باہر آیا اور بدیع الملک پر نعرہ مارا کہ ای خدا پرست تو کیون
یہان آیا ہی تو نہین جانتا ہی کہ ہم یہان کے حاکم و مختار ہین بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہان تک
نہین پہونچ سکتا ہی اپنی خیریت چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا ورنہ اگر مرد میدان ہی تو اسقدر بلہ کر
بدیع الملک اسکے روبرو آیا اور کہا او پلید تم کو خوب معلوم ہی کہ تو اس قلعہ کا حاکم ہی مگر ہم بھی تیرے
سر کو سنبل آ پہونچے تجکو البتہ نہین معلوم ہی کہ تیری نسبت اس قلعہ پر ہمارا کیا حق ہی بس وہ حق ہم
یہان تک کھینچ لایا ہی قہقہہ رومین تن شہزادے کی اس تقریر سے ہنسا اور کہا ای خدا پرست تیرا اس قلعہ
پر کیا حق ہی ہم پدر تا بہ پدر یہان کے حاکم ہین تو نے اسوقت ایسی بات کہی ہی جسپر میرے گرگ
کو ہنسی آئے تو عجب نہین بدیع الملک نے کہا او کیدی تیرے گرگ کو خود تیری بیہودگی پر ہنسی
آتی ہی مین ایک سچا حق ظاہر کرتا ہون قہقہہ رومین تن نے کہا بیان کر کیا سچا حق ظاہر کرتا ہی شہزادہ
نے کہا جملہ ثروت اور حکومت کا وہ شخص منصب رکھتا ہی جو اس خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی کرتا
ہی اور جو شرک و کفر مین مبتلا ہی اُسکو لذات نعمات دنیا سے کیا نسبت قہقہہ نے کہا ای بدیع الملک
لات و منات کے فضل و کرم سے آجتک اس قلعہ پر حاکم رہا اور انکا فضل و کرم شامل حال رہا
تو آیندہ بھی حاکم رہونگا شہزادے نے کہا خیر سے ... تا کرد نگار جہان + زرین آتشکدا چہ دارد
شہان + بیازار نجہ داری زمر و نشان + ہمان کیانی و گرز گران ... یہ سُنکے قہقہہ شہزادہ کے قریب آیا اور
میل آہنی ... لیا شہزادے نے اس وار کو سپر پر روکا اور شمشیر آبدار کا وار زمین دوز اس شب کی
سے کیا کہ چارون پاؤن گرگ کے قلم ہوگئے اور قہقہہ پشت گرگ سے زمین پر آیا شہزادے نے نیزہ کو
اسکے کمربند پر مارا اور اسی طرح نیزہ علم کئے ہوئے اپنے لشکر مین چلا آیا تمام مسلمان گرد نیزہ کے
جمع ہوئے شہزادے نے کہا ای یارو اس کبر و مغرور کم بخت کو نیزہ پر سے اُتار کے دست و
بستہ کر لو چنانچہ سب نے متفق ہو کے اُس کو نیزہ پر سے اتارا اور مشکین بستہ کر لیا اور
جلدی محفوظ مین رکھدیا اُس طرف شہزادہ بدیع الملک بارگاہ ... مین ... ہوا حکم دیا

قہقہہ کو لاؤ قہقہہ اسی طرح بستہ و گرفتہ حاضر ہوا شہزادے نے پوچھا ای قہقہہ تو اول مرتبہ ہنگام مقابلہ
بہت ہنسا تھا اب بتا کہ تو کسطرح گرفتار ہو گیا قہقہہ نے کہا ای شہریار مین اسطرح گرفتار ہو گیا جسطرح حرب
و ضرب کا قاعدہ ہی کوئی خاص طریقہ نہ تھا شہزادہ نے کہا میری غرض یہ ہی کہ تو اپنی حکومت قلعہ پر
بہت مغرور تھا اور بتون کی حمایت پر بھروسہ رکھتا تھا حالانکہ پتھر کسیکی حمایت کیا کر سکتا ہی وہ
خود دوسرے کے ہاتھ کا محتاج ہی خیر اب اس قصہ سے کچھ کام نہین ہی یہ بتا کہ تیرا کیا ارادہ ہی اگر تجھکو
اپنی جان عزیز ہی اور عاقبت بخیر ہونا چاہتا ہی تو دین اسلام قبول کر ورنہ عنقریب اپنے کو تہ تیغ سمجھ اور
ای قہقہہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ میری اس کفر و الحاد کی حالت مین شمہ رعایت
نہین کرونگا قہقہہ نے بجز اسلام قبول کیے چارہ نہ دیکھا بخوف جان مسلمان ہوا شہزادہ اُسکے مسلمان
ہونے سے بہت خوش ہوا اور کہا ای قہقہہ بس اب تو ہماری طرف سے ہر طرح مطمئن رہ اُسنے کہا
شہریار مین تمھارا نہایت ممنون و مشکور ہون کہ تمھاری بدولت اس ضلالت و گمراہی سے نجات
پاکے عاقبت بخیر ہوئی خداے تعالیٰ کی درگاہ سے تم کو اس کار خیر کے عوض مین بہت کچھ ثواب
ملے گا اگر حکم ہو تو اپنے لشکر و اہل قلعہ کو بھی راہ راست پر آنے کی ہدایت کرون اس صورت مین ہم
تم دونون بہت کچھ ثواب پاوینگے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ میری ہدایت کرنے سے وہ لوگ بہت
جلد راہ راست پر آجاوینگے اور بخوبی دین اسلام کو رواج ہو جائے گا شہزادے نے کہا کیا مضایقہ
ہی مگر بار دیگر کب ملاقات ہوگی اُسنے کہا کچھ زیادہ عرصہ درکار نہین ہی سب کو ہدایت و تلقین کر کے
کل ہی حاضر خدمت ہونگا اور ان سب کو اپنے ہمراہ لاؤنگا شہزادے نے بخوشی خاطر اجازت
دی قہقہہ قہقہے لگاتا ہوا اور اُچھلتا کودتا تلبیترے بدلتا بہت جلد وہان سے روانہ ہوا اثناے راہ
مین لوگون نے پوچھا تو اسقدر خوش کیون ہی اُسنے جواب دیا کہ اس سے زیادہ خوشی کا سبب کیا
ہو سکتا ہی کہ کفر و ضلالت سے نجات پاکے دولت اسلام سے بہرہ یاب ہوا اور عاقبت بخیر ہوئی
غرضکہ جب قلعہ مین پہونچا اُسیوقت دربار مین تمام ارکین حکومت کو جمع کیا اور کہا ای یاران من
خدا پرستون کی زور اور طاقت اور اقبال مندی کا حال تم نے دیکھا کہ مجھکو کسطرح بسہولت گرفتار
کر لیا اور وہان مجھسے یہ کہا کہ دین اسلام کے قبول کرنے مین اس قید و بند سے نجات ملنا ممکن ہی
لیکن خلاف اسکے کسی طرح نجات پانا ممکن نہین ہی بلکہ عنقریب تہ تیغ سمجھنا چاہیے مین نے مصلحت
وقت سمجھ کے مسلمانون کے روبرو مسلمان ہو جانا مقدم سمجھا کہ تم کو بھی دائرہ اسلام مین داخل
کرنے کا وعدہ اُنسے کر لیا ہی اور اُن سے وعدہ کیا ہی کہ مین اپنی بارگاہ مین جا کر کل ملازمون اور
ہمنشینون اور سردارون کو ترغیب دے کر دین اسلام قبول کراؤنگا اسمین سر مو فرق نہ ہوگا
اور اگر فرق ہو تو چاہیے میرا سر بھیجیگا مجھکو اسوقت کسی طرح کا عذر نہ ہوگا اب وہان کے لوگون کو
میرا انتظار ہوگا کہ سب آدمیون کو ہمراہ اپنے لیے آتا ہوگا اور اگر مین نے وعدہ خلافی کی تو بڑا
فساد ہوگا اور میری جان کے لالے پڑ جاوینگے سب لوگ اسمین غور اور فکر کر کے مجھے راے دو
کہ اس مقدمہ مین کیا کرنا چاہیے اُن سب شخصون نے بعد غور اور فکر کے بالاتفاق ہمزبان
ہو کے اسطرح عرض کیا کہ خداوند نعمت حریف کے مقابلہ مین جنگ و حرب کے ہزارون فنون

کام مین لائے جاتے ہین بجملہ انکے ایک یہ بھی فن ہی کہ بظاہر مسلمان ہوگئے اور اپنی جان بچائی اب
وہان واپس جانا ہرگز مصلحت نہین ہی قہقہہ کی رعایا مین سے ایک تاجر پیشہ نہایت مالدار اور مسن
خواجہ فہیم نام مرد مسلمان تھا بیشتر اوقات اہم مشورون مین قہقہہ اُس تاجر خواجہ فہیم کو شریک کرلیا
کرتا تھا قہقہہ نے اُسکو بھی بلایا اور راے لی اُسنے کہا ای بادشاہ میری راے مین جو کچھ مناسب
معلوم ہوگا وہی عرض کرونگا ورا تنا لیکہ ایک مرتبہ مسلمانون نے غلبہ پایا اور گرفتار کرلے گئے اگر
اس مرتبہ بھی سرتابی کیجاوے گی تو مسلمان نہایت برہم ہونگے اور ہنگامہ حرب وپیکار گرم کرکے
اہل قلعہ سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے اور اُسوقت کوئی عہد سچ بھی کیا جاوے گا تو وہ جھوٹ
سمجھینگے اور ہمیشہ کو اعتبار جاتا رہے گا اس سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ بہر نوع انکی اطاعت
قبول کیجاوے بعض بعض نہایت برہم ہوئے اور کہا ای بادشاہ خواجہ فہیم سے اسبارہ مین راے
لینا بالکل خلاف ہی اس واسطے کہ وہ خود مسلمان ہی وہ ہر مرتبہ یہی راے دیگا کہ مسلمانون
سے موافقت کرنا مناسب ہی قہقہہ رویین تن نے کہا ہان میرا بھی یہی خیال ہی کہ مسلمانون
سے موافقت کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہی چنانچہ مسلمانون کی بغاوت کو دل مین جگہ دیکے
اور اس راے کو مقرر کرکے تمام دروازون کو بند کروا کے قلعہ بند ہوگیا یہان شہزادہ
بدیع الملک تمام روز انتظار کرتا رہا جب رات ہوئی اور قہقہہ رویین تن واپس نہ آیا
شہزادے نے شاپور شیر دل سے کہا کہ ای شاپور قہقہہ رویین تن اب تک واپس نہین
آیا معلوم ہوتا ہی کہ صبح کو وہ آوے گا شاپور شیر دل نے کہا شہریار تمھارا کسطرف خیال ہی
قہقہہ ہرگز نہین واپس آوے گا وہ قلعہ مین پہونچ کے پھر باغی ہوگیا اور اسوقت فقط جان کے
خوف سے مسلمان ہوگیا تھا ای شہریار میرے نزدیک اسکو ابھی رہا کرنا ہرگز مناسب نہ تھا اگر
اہل قلعہ کو مسلمان کرنا مقصود تھا تو خود تکلیف گوارا کی ہوتی قہقہہ کی عدم موجودگی مین بسہولت
تمام اہل قلعہ دائرہ اسلام مین داخل ہوجاتے اور اب پھر وہی دقت پیش ہی جو قبل مین تھی
شہزادے نے کہا ای شاپور دین اسلام کا مدار ظاہر پر ہی اسکے بطون کا کس کو معلوم تھا
خیر اگر وہ فریب دے کے یہان سے قلعہ مین جا چھپا ہی تو کیا مضائقہ ہی آج نہین کل اسکے
بارہ مین سمجھا جاوے گا الغرض دوسرے روز شاہزادہ مرکب پر سوار ہوکے مع یاران ہمراہی
قریب قلعہ کے آیا اور دروازہ قلعہ کے روبرو استادہ ہوکے قلعہ کو دیکھا معلوم ہوا قلعہ بہت
بلند و مستحکم ہی اسطرح قلعہ مین گذر نہین ہوسکتا ہی وہان سے واپس آکے دربار مین قیام کیا
اور شاپور سے کہا ای شاپور قلعہ تخمیناً چالیس پچاس گز بلند اور نہایت مستحکم معلوم ہوتا ہی
فلہذا آج شب کو کسی طرح قلعہ مین پہونچینگے اور سعد شہریار سے کہا شہریار تم مع لشکر
تیار و مستعد رہو جسوقت ہم قلعہ مین پہونچ جائین تم بیرون قلعہ حملہ کیے اور قلعہ کا
دروازہ توڑ کر اندرون قلعہ داخل ہوا اور میری مدد کو پہونچو سعد شہریار نے قبول کیا
پس شب کو شہزادہ بدیع الملک مع شاپور شیر دل اس پہاڑ کے قریب پہونچا دیکھا ایک
سوار گرد قلعہ کے گشت کر رہا ہی شہزادہ نے باواز بلند کہا ای سوار تو کون ہی جو اسوقت یہان

گشت کر رہا ہے اُس سوار نے شہزادے کی آواز پہچانی کہا ای شہریار مطمئن رہو کوئی غیر نہین ہی مین ہون نقابدار
ایک عرصہ ہوا کہ اس قلعہ کے گرد پھر رہا ہون مگر اوس کا پتہ نہین ملتا کہ قلعہ مین داخل ہون شاید تمکو معلوم ہو
شاہزادہ نے کہا مجکو اس قلعہ کی راہ معلوم ہی نقابدار نے کہا اچھا پھر مجکو بھی ساتھ لو شاہزادہ نے کہا کیا
مضائقہ ہی تم بھی آؤ شہزادہ بدیع الملک ان سبکو ہمراہ لیے ہوئے بلندی کوہ پر پہونچا شاپور شیر دل
سے کہا ای شاپور تمھارے اندازہ مین یہان سے قلعہ کی دیوار کسقدر بلند ہوگی اُسنے کہا شہریار میرے
نزدیک یہان سے اس دیوار قلعہ کی بلندی چالیس گز ہوگی اور فصیل قلعہ کو یہان سے ساٹھ گز سمجھنا چاہیے
اگر کوئی جست کرے تو ایسی جست ہونا چاہیے جو ساٹھ ستر گز بلند ہو شاہزادہ نے کہا اے شاپور
کچھ جرأت ہی اُسنے کہا شہریار تعمیل حکم مین مجکو کچھ عذر نہین ہی لیکن قیاس مین نہین آتا کہ مین جست
کرکے بالائے فصیل پہونچ جاؤنگا شاہزادہ متبسم ہوا اور دامن گردان کے دونون پائون قائم کیے اور
مثل پلنگ جست کرکے فصیل قلعہ پر پہونچا مع ہذا نقابدار نے بھی جست کی وہ بھی فصیل قلعہ پر پہونچا
شاپور کو جرأت ہوئی اُسنے بھی دامن گردان کے جست کی قریب تھا کہ زیر قلعہ آرہے مگر بالائے دیوار
ہاتھ پہونچ گیا چستی و چالاکی تمام یہ بھی فصیل پر پہونچا یہ سب بالاتفاق قلعہ مین پہونچے اور اُس
دروازہ کی جانب آئے جہان لشکر اسلام مقیم تھا اہل قلعہ نے جوان دلاورون کو قلعہ مین دیکھا سب نے
تلوارین میان سے کھینچ لین اور بالاتفاق حملہ آور ہوے ان دلاورون نے بھی داد مردی و مردانگی دینا
شروع کردی شہزادہ بدیع الملک اسوقت برق کی طرح مرکب کو چمکاتا ہوا اور تلوار علم
کیے ہوئے کبھی اس غول مین تھا اور کبھی اس مجمع مین در آیا ہے بہر جا کہ شمشیر او کار کرد * یکے را
دو کرد و دو را چار کرد * اس اثنا مین شہزادے نے شاپور شیر دل کو آواز دی کہ جلد سفید مہرہ سے
کام لو شاپور نے سفید مہرہ بغل سے نکالا اور پھونکا بیرون قلعہ تمام لشکر مسلمانون کا گوش بر آواز
تھا جونہی سفید مہرہ کی آواز اور شہزادہ نور الدہر کی صدا اُنکے گوش زد ہوئی ایک ہی مرتبہ گھوڑون
کو دوڑاتے ہوئے دروازہ قلعہ پر آ پہونچے اور ضرب ہائے شمشیر سے دروازہ کو توڑ کے بلا تکلف
قلعہ مین داخل ہوگئے فرعون ملعون اور سرداران فوج کفار نے دیکھا کہ مسلمان مع فوج قلعہ
مین داخل ہوگئے ان سے مقابلہ کرکے سر بر ہونا غیر ممکن ہی ان مکارون نے حمزۂ ثانی و یاران بستہ
و گرفتہ کو ساتھ لیا اور قلعہ کا دوسرا دروازہ کھول کے بہ پروین حصار کی جانب گریز کی اور
رستم ثانی وغیرہ کو طوق و زنجیر مین سلسل اونٹون پر سوار کیے ہوئے خیز اخیز چلا جاتا تھا لیکن
راہ مین ایک لمحہ بھی دم نہ لیتا تھا ہر مرتبہ اُسکے دل مین خیال آتا تھا کہ مبادا بدیع الملک مجھ تک
پہونچ جائے اور گرفتار کرلے اسوقت کسی صورت سے رہائی ممکن نہ ہوگی اور اپنے معتقدون
مین مطعون ہونگا کہ خداوند ایسا صاحب قدرت خدا پرستون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا
اثنائے راہ مین درخت بکثرت تھے رستم ثانی کے دل مین اسوقت اس بات نے خطور کیا
کہ ای رستم ثانی اب تو فرعون کی قید مین مبتلا ہی فی الحال کوئی صورت رہائی کی نظر نہین آتی
اگر فرعون شاہ ہمکو ہمراہ لے کے وہانسے گریز کر گیا تو شاید بدیع الملک کی کوشش اور سعی سے
رہا ہو جائے اور اب بھی کچھ عجب نہین ہی کہ بدیع الملک کی کوشش اور سعی بلیغ سے رہا ہوان مین

رہائی ہرگز دل گوارا نہیں کرتا ہے بیشتر اوقات بدیع الملک کے مقابلہ میں خفت حاصل ہوئی ہے بہتر یہ ہے کہ اب کی مرتبہ جو اپنا اونٹ کسی درخت کے نیچے سے گذرے کسی شاخ درخت کو گرفت میں لا کے درخت میں آویزان ہو رہنا چاہیے چنانچہ ایسی ہی تدبیر عمل میں لایا کہ ایک درخت کی کندہ شاخ میں آویزان ہو گیا اور جس اونٹ کی پشت پر سوار تھا وہ اونٹ نکل گیا رستم ثانی اُس شاخ پر چڑھ گیا جب تک فرعون نظر کے سامنے رہا رستم ثانی اُس درخت پر پوشیدہ بیٹھا رہا جب فرعون دور نکل گیا رستم درخت پر سے زمین پر کود! اور تنہ درخت وغیرہ پر مار کے بند ہائے دست و پا کو توڑا پھر خیال آیا کہ اُس خدائے قادر و توانا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بغیر کوشش و سعی بدیع الملک کے مین فرعون کی قید سے رہا ہو گیا اب کچھ ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ بدیع الملک یہاں تک پہونچنے بھی نہ پائے اور فرعون کا قصہ پاک ہو جائے تاکہ بدیع الملک پر اپنے کو سبقت رہے چنانچہ سر و پا برہنہ روانہ ہوا اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ قید و بند فرعون سے اس طرح رہائی ہوئی اگر فرعون کے بارہ میں کچھ کوشش کرتا ہے تو اسکے واسطے سامان و یراق درکار ہے اور یہاں کچھ بھی نہیں صرف ایک بنی دو گوش ہیں ایک درخت کے قریب پہونچا اسکو مع بیخ زمین سے اکھیڑ لیا پھر اسکو دوسرے درخت پر مارا تا اینکہ تمام شاخ و برگ وغیرہ سے پاک ہو گیا اُس تنہ کو دوش پر رکھ کے روانہ ہوا۔

اب رستم ثانی کو فرعون شاہ کی فکر میں مبتلا روان رکھا جاتا ہے اور شاہزادہ عالی وقار بدیع الملک نامدار کا حال خیریت اشتمال بیان کیا جاتا ہے

دیدہ اعمٰے ہوئے روشن تری تنویر سے
پختہ ہوتے ہیں ثمر خورشید کی تاثیر سے
اپنی صورت دیکھ کر وہ آپ دیوانہ ہوا
سلسلے ہیں طرز فغان ہم بلبل تصویر سے
مجھ پر سعو آ کو کرین محتسب کو سنگسار
شیر کو لائے ہیں قابو میں بشر تدبیر سے
بند ہوتے مضمون میری وحشت پر زور کا
شجرہ ملعونہ ناگون ہوا اُس پیر سے
نگار زندہ نقش معنی فریب

گوش کر کان جواہر بنگئے تقریر سے
آئینہ خانہ ہے عالم عکس فگن ہے وہی
آسمہ شاید بنا ہے آہن زنجیر سے
لے گئے ایمان و سیم کو صنم بیر خدا
تیج رستے ہیں سنگ پہنچا نہ کی تعمیر سے
پائے ذاغعد ہوتے ہیں پڑے نگوے سنگ کا
مثل سودائی اگر باندھے کوئی زنجیر سے
در ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی
عروس سخن را چنین داد زیب

کیوں نہ داغ عشق سے ہو رو خطائی عشق کی
ہے فروغ مہر و ذرات الٰہی تنویر سے
فاش ہو باغ جہاں میں راز دل ممکن نہیں
امن ہے سودائیوں کو جرم کی تعزیر سے
پھول آشنا نہ مضطر کیا ہے وہ رعنا غزال
خط وہ لیتا ہی نہیں کیا فائدہ تحریر سے
سرو قد اُس نوجوان کا بس ہے مجھ آزاد کو
لکھنؤ میں آئی ہے روح غنی کشمیر سے

کہ شاہزادہ ثریا وسادہ نے جسکی ہمت و جرات کے سامنے رستم و اسفندیار قائم نہیں رہ سکتے اُسیر ہزار ہزار تحسین و لاکھ لاکھ آفرین سے ہمیشہ حق تعالے شاد و بامراد و دل اورا + بفضل خویشتن آسان نماید مشکل اورا + جب ہارو نیہ کو مسخر کیا اور تمام اہل ہارو نیہ کو مسلمان کیا کہا اب فرعون کی خبر لینا چاہیے نہیں معلوم کہان ہے شاپور شیر دل نے عرض کی شہریار مجھکو معلوم ہے کہ تھوڑے روز ہوئے کہ وہ نابکار ملعون و فیطان پروردہ حصار کی جانب ضحاک شاہ کے پایہ تخت میں گیا ہے بدیع الملک اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سعد شہریار کی جانب

متوجہ ہوکے کہا اے بادشاہ زمانہ کا عجیب و غریب رنگ ہے جس کام مین جسقدر تعجیل کرو اسی قدر اسمین تاخیر
ہوتی ہے کسقدر عرصے سے اس بات مین کوشش کر رہا ہون کہ کسی طرح حمزہ ثانی کو فرعون شاہ کی
قید سے جلد رہا کرون مگر ہنوز روز اول ہے بجد و جہد تمام اپنے کو قلعہ مین پہونچایا حالانکہ اُس قلعہ مستحکم مین
پہونچنا میرا ہی کام تھا پھر بھی حمزہ ثانی کو ہمراہ لے کے فرعون بھاگ گیا اب تم مقدمہ لشکر کو ہمراہ
لے کے بعد مین آنا مین پیشتر جاتا ہون کیا عجب ہے اگر اس مرتبہ حمزہ ثانی فرعون کی قید سے رہا ہو جائے
سعد شہریار نے کہا اے بدیع الملک دلاور اپنے ہمراہ کسقدر فوج لیجاوگے بدیع الملک نے
کہا مین اپنے ہمراہ ایک آدمی کو بھی نہین لے جاؤنگا سعد شہریار نے کہا میری رائے تنہا جانے کی
نہین ہے آیندہ تم کو اختیار ہے بدیع الملک نے کہا خداوند عالم اپنے بندے کا حامی اور مددگار ہے
یہ کہا اور یکہ و تنہا پرورش حصار کی جانب روانہ ہوا مسطرف رستم ثانی راہ مین چلا جاتا تھا تاآنکہ لشکر
کے قریب پہونچا پہرون چڑھا تھا کہ دیکھا ایک فوج کثیر مقیم ہے اُس لشکر مین آیا اہل لشکر مین سے جسنے
رستم ثانی کو دیکھا متعجب ہوا اور بجائے خود خیال کیا کہ یہ جوان فرزندان امیر سے مشابہ ہے یہ یہان کسطرح
آیا کیا دیوانہ ہو گیا ہے رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا ایک نقابدار سرخ پوش بارگاہ مین متمکن تھا
رستم ثانی نے بطریق سلام سلام کیا نقابدار نے بعد جواب سلام کہا اے جوان تو کون ہے اور یہان کیون
آیا ہے رستم ثانی نے کہا اے نقابدار مین رستم بن کورج ہون نقابدار نے جون ہی رستم ثانی کا نام سنا
کہا اے رستم یہان تو کیون آیا ہے بلا تاخیر یہان سے چلا جا مین تیری صورت نہین دیکھنا چاہتا مین خاص
بدیع الملک دلاور کا خیر خواہ و شریک ہون اے رستم ثانی اگر تو میرے سامنے سے نہ چلا
جائے گا تو مین تجکو بہت سخت سزا دونگا مین ہرگز تجھ سے خوش نہین ہون ذرا [illegible] اپنی حقیقت
کی طرف نظر نہین کرتا اور بدیع الملک سے دعوے ہمچشمی کرتا ہے مین اسوجہ سے مجبور ہون کہ تجھ
سے امیر حمزہ صاحبقران سے ایک نوع کی نسبت ہے ورنہ مین تجکو ایسی سخت سزا دیتا
کہ مدت العمر تو یاد رکھتا تجکو ہنوز کون سا مقولہ نہین یاد ہے کہ انھون نے فرمایا ہے ع تکیہ بر جائے
بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ۔ رستم ثانی نے کہا اے خیرہ سر یہ کیا
دیوانگی ہے کہ مجکو دیکھتے ہی از خود رفتہ ہو گیا اور بیہودہ لاف و گزاف بکنا شروع کر دیا بدیع الملک
مین کیا فوق اور کیا فضلیت ہے جو مجھ مین نہین ہے ہان اسقدر فرق اور تفاوت ضرور ہے کہ مین حمزہ
صاحبقران کے یاران دست چپ مین سے ہون اور بدیع الملک دست راست مین
سے ہے جو دست راست کو دست چپ پر کچھ ایسا فوق نہین ہے جسکا مین خیال کرون مزید بران
اگر بدیع الملک سے کارہائے نمایان ظہور مین آئے ہین تو اسیقدر مین نے بھی اہم کام انجام
دیے ہین مین تیری کچھ پرواہ نہین رکھتا تیری میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور بدیع الملک
کی وقعت ہے نقابدار اپنی جگہ سے برہم اور غصہ مین ہو کے ہتھیار کی اُٹھ کھڑا ہوا اور رستم ثانی کیجانب
بے تحاشا زور مین دوڑا اور ادھر سے رستم ثانی بھی اسکی جانب جھپٹا دونون مین جنگ زور
وسعت و بازو شروع ہوئی رستم ثانی ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ اے نقابدار تعجب ہے کہ تو مجکو امیر
حمزہ صاحبقران کی نسبت سے تجکو بھی پہچانتا ہے اور پھر اسقدر مجھ سے پرخاش طلب ہے

نقابدار لیتا تھا ہان مین بخوبی پہچانتا ہون لیکن مین طرفدار شہزادہ بدیع الملک کا ہون اور تماش سے
عوض ہے بخشی کرتا ہی مجکو یہ امر بہت ناگوار ہی رستم ثانی کہتا تھا کہ اگر تجکو میرا عوض ہے بخشی ناگوار ہی تو
مجکو بھی تیری حرکت بیہودہ ناگوار ہی اور پھر کشتی اور کوشش مین مصروف ہوجاتا تھا راوی کہتا
ہی کہ تین شب و روز تک یہ کشتی رہی اور کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا چوتھے روز رستم ثانی نے
بجاے خود خیال کیا کہ مین اس طرف خاص غرض سے آیا تھا کہ حمزہ ثانی فرعون شاہ کی قید مین
مبتلا ہین نہین معلوم اس والاجاہ پر کیا مصیبت گذرتی ہوگی اسکو بکوشش تمام رہا کرنا چاہیے
قبل اسکے کہ بدیع الملک کوشش کرکے اس عالی منزلت کو رہا کرے یہان یہ نقابدار خیرہ سر جو
بدیع الملک کشتی گیر زادہ کا ہوا خواہ ہی میرا سدراہ ہوا ہی اور چار روز کا عرصہ گذر گیا ہی مین یہان
اس قصہ کے فیصل کرنے مین مصروف رہونگا وہان بدیع الملک اپنا کام انجام دے لیگا نظر بران
باواز بلند نعرہ مارا کہ باش اے خیرہ سر طرفدار کشتی گیر زادہ اور نقابدار کے کمربند کو گرفت مین لاکے الله اکبر کہکے
سر سے بلند کیا اور چاہتا تھا کہ نقابدار کو بقوت تمام زمین پر مارے کہ نقش زمین ہوجاے نقابدار نے کہا
اے رستم ثانی از راستی کہ بر راستی مین نے اپنے قصور کی سزا پائی اب میری جان تیرے قبضہ مین ہی
معاف کر اور مجھے رہا کردے رستم ثانی نے کہا تو کون ہی نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی رستم ثانی نے
دیکھا کہ وہ نقابدار مہر اسپ بن مہر باسپ ہی شہزادہ رستم نے کہا اے مہر اسپ تیرے بجنگ و حرب
پیش آنے کی کیا وجہ تھی اسنے کہا اے شہریار اصل امر یہ ہی کہ مین نے صرف تمھارے زور و طاقت کی آزمائش
کی غرض سے مقابلہ کیا ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی پس رستم ثانی کو ایک خلعت گران بہا دیا اور اسکے زور و
طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا اے شہریار مجکو گمان نہ تھا کہ تم ایسے صاحب زور و طاقت ہوگے رستم ثانی
نے کہا اب اس قصہ کو ملتوی رکھو اور یہ کہو کہ تمھارا کیا ارادہ ہی مہر اسپ نے کہا شہریار جو ارادہ تمھارا ہو
وہی ارادہ میرا بھی سمجھو رستم ثانی نے کہا مین اس طرف خاص اس ارادہ سے وارد ہوا تھا کہ حمزہ ثانی کو
فرعون کی قید شدید سے رہا کرون یہان تمھارا سامنا ہوا اب میری راے یہ ہی کہ ہم تم دونون باہم
پروین حصار مین چلین اور اس والاجاہ کی رہائی کی فکر کرین مہر اسپ نے کہا کیا مضائقہ وہ رات
وہین بسر کی انواع و اقسام کی گفت و شنید آپس مین رہی دوسرے روز شاہزادہ رستم کوچ کرکے
روانہ ہوا چونکہ پروین حصار کا اس مقام سے بہت دور دراز کا فاصلہ تھا کئی روز راہ روی مین گذر
گئے اور جو کچھ راہ کے چلنے مین تکلیف گذری اسکا کیا ذکر ہی ایک روز اثناے راہ طی الارض مین دور
ایک بگولہ گرد کا نمایان ہوا رستم ثانی نے کہا اے مہر اسپ یہ تحقیق کر لیا ہی اسنے کہا اے شہریار معلوم
ہوتا ہی کہ لشکر فرعون کہین سے واپس آتا ہی یا کسی بادشاہ کی فوج فرعون کی مدد کے واسطے آتی ہی اسکے
سوا کچھ سمجھ مین نہین آتا حتے کہ وہ اس گرد چاک ہوا شہزادہ رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ بلند وقار
بدیع الملک عالیتبار خیرہ خیز چلا آتا ہی جسکے سر پر ایک ہزار طیور سایہ کیے ہوے اور ہیکل
ہزار دانہ لال گردن مین حتی کل لباس لال و مروارید زیب بدن مرکب عراقی پر سوار پیش و
پس راستہ و چپ خدم و حشم کی کثرت ہی جون ہی شہزادہ بدیع الملک کی نظر رستم ثانی
پر پڑی بغور دیکھکے پہچان لیے محاشا مرکب کو دوڑاتا ہوا رستم ثانی کے قریب پہنچا

اور کہا ای برادر رستم تم یہان کہان مجکو حیرت ہی کہ یہ خواب ہی یا بیداری مدہوش ہون یا ہوشیاری کے عالم مین تم کو دیکھ رہا ہون شہزادہ رستم ہنسا اور کہا ای شہریار مطمئن رہو یہ خواب نہین ہی بلکہ بیداری کا عالم ہی مین واقعی فرعون کی قید مین مبتلا تھا جب تم نے لشکر فرعونی کو پسپا کیا فرعون ہم سب قیدیون کو ہمراہ لے کے بھاگا تھا ہم سب قیدی اونٹون پر سوار تھے اثناے راہ مین ایک درخت کے نیچے سے ہمارا اونٹ گذرا مین نے سوچا کہ اب اس قید شدید سے رہا ہونا امر محال ہی اگر کسی تدبیر سے رہائی ممکن ہو تو کیون تساہل کیا جاے اگر خدا نے چاہا تو حمزہ ثانی بھی قید فرعون سے رہا ہو جائینگے نظر بران مین اُس درخت کی ایک شاخ سے لپٹ گیا وہ اونٹ اس درخت کے نیچے سے گذرا مین اُس درخت پر چڑھ گیا اسی طرح تمام قصہ کو بالتفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک نے مہر اسپ کا حال پوچھا کہا انکا حال کچھ نہ پوچھو انھون نے میری تذلیل و تضحیک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا تھا ہزار ہزار شکر اُس کریم کارساز کا کہ اسنے اسکے مقابلہ مین میری آبرو رکھ لی ای بدیع الملک مین صاف کہتا ہون کہ اگر مین مہر اسپ کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا تو یہ ہرگز رعایت کو دخل نہ دیتا اسی طرح تمام سرگذشت کو تصریحاً بیان کیا بدیع الملک نے رستم ثانی کی جرأت و ہمت کی تعریف کی اور کہا ای برادر فرعون نابکار پروین حصار مین پناہ گزین ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ تم اس فوج کو اپنے ہمراہ لو اور پروین حصار کی جانب روانہ ہو اور مین یکہ و تنہا جاتا ہون دیکھون مجھ سے کیا کارروائی ظہور مین آتی ہی اور تم کیا کار نمایان کرتے ہو رستم ثانی مرکب کو دوڑاتا ہوا مہر اسپ کے قریب آیا اور مہر اسپ کی جانب متوجہ ہوکے کہا ای مہر اسپ تم یہین مقیم رہو اور اسقدر انتظار کرو کہ بادشاہ لشکر اسلام یہان پہونچے اُسکے ہمراہ وہان تم آنا مین بدیع الملک کے ہمراہ جاتا ہون دیکھون پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی حمزہ صاحبقران کو فرعون کی قید مین بہت عرصہ گذرا ہی مین چاہتا ہون جہان تک ممکن ہو جلد فرعون کا قصہ پاک ہو تاکہ وہ عالی جاہ اُس قید مصیبت سے نجات پاوے یہ کہہ کے اور مرکب کو مہمیز کرکے بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اب آگے اسکا بیان ہوگا

داستان جانا بدیع الملک اور رستم ثانی کا پروین حصار کیطرف

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
گھر جو بے یار ہی ویران تصور مین مدام
دل ہی دل مین اسے ہم یاد کیا کرتے ہین
ہوتے ہین چاہتے ہی مکتب مین پرورد خونریز
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین
تنگ کام اسکا کہین ہے فلک نہ رہتا ہون

سرو کو صدقہ مین آزاد کیا کرتے ہین
نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین
گذرے ہین کوچۂ قاتل سے صبا تجھ سے
کیا یہ جلاد نگہ استاد کیا کرتے ہین
ملک الموت کا کہیے انھین تو ہی بجا
جھوٹے وعدون سے جو وہ شاد کیا کرتے ہین

زلف قنبر تک کو ہم یاد کیا کرتے ہین
دیکھ کے برق کو فریاد کیا کرتے ہین
رشک سے لیتے نہین نام کہین اپنا کوئی
تہمت قتل کو جو برباد کیا کرتے ہین
پھونکتے ہین نالۂ سوزان سے اگر چاہین نفس
قتل بے تیغ پریزاد کیا کرتے ہین
قمر دیوان ہی کیا ساحت اے ناسخ

جو کہ قرآن پہ ایزاد کیب کرتے ہیں ۔ عارفان رموز خوش بیانی و واقفان عموز نکتہ دانی مثل ملا حسین
طوطی و حاجی شہاب الدین ہمدانی اس مقام سے داستان ندرت بیان و قصۂ حیرت عنوان کو اس
طرح مرتبط کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ فلک شوکت یعنے بدیع الملک بلند رفعت مع ہمراہی
شاہزادہ رستم ثانی پریرو چن حصار کے حوالی میں پہونچا دیکھا کہ فرعون شاہ مع فوج و لشکر شکارگاہ
میں مصروف ہے اور چونکہ مسلمانوں کی پرورش کا دغدغہ اسکے دل میں سمایا ہوا ہے بنا برآن بنظر احتیاط گردا
گرد سے لشکر حلقہ کیے ہوئے ہے شہزادہ بدیع الملک نے کہا اے برادر رستم تم سمجھے یہ فوج و لشکر کس کا
ہے اور یہ کون مقام ہے اُسنے کہا اے شہریار میں نہیں سمجھا شہزادہ بدیع الملک نے کہا یہ فوج و لشکر
خود فرعون کا ہے اور وہ سامنے جو فوج کو حلقہ کیے دیکھتے ہو یہیں فرعون ہے اور فوج کو حفاظت کے
واسطے اپنے گرد حلقہ کیے ہوئے ہے تاکہ مسلمانوں میں سے کوئی کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا سکے غرض اونکا عالم
مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ضرور پیدا ہو جائے گا جو یہ کافر ملعون اپنے کفر و الحاد کی سزا بے معقول
پائے گا افسوس میرے ہاتھ سے اس مرتبہ نکل گیا ورنہ اب تک کب کا اس قصہ کو پاک کیا ہوتا
رستم ثانی نے کہا اے شہریار پھر کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا وہ جو سامنے بلند ٹیلہ ہے وہاں چلکے
تماشا دیکھنا چاہیے کہ یہ ملعون کسطرح شکار کرتا ہے چنانچہ یہ دونوں جوان بڑی محنت اور مشقت سے
اس ٹیلہ پر آکے مقیم ہوئے اور فرعون کے صید و شکار کا تماشا دیکھنے لگے یکایک فرعون کی بھی
نظر دور سے ان دونوں جوانوں پر پڑی مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ ہزار ہا نور انکے سر پر سایہ کیے ہیں پس
یہ دیکھتے ہی خوف کے سبب سے زرد ہو گیا اور مثل بید کے کانپنے لگا شیاطین کو قریب اپنے طلب
کیا اور کہا اے شیاطین دیکھو تو یہ دونوں سوار کون ہیں جو اس پشتہ پر مقیم ہیں آیا انکو پہچانتا ہے یا نہیں
پہچانتا اگر پہچانتا ہے تو بتا یہ کون ہیں ان دونوں سواروں کو دیکھ کے میرے دل میں ہول پیدا ہو گیا ہے
اور نہایت پریشان اور خوف زدہ ہوں جب تک ان دونوں کا حال بخوبی دریافت نہ ہو جائے گا میرا
دل صید و شکار میں ہرگز مصروف نہ ہوگا یہ کہکے بہ سبب خوف کے زار زار رونے لگا اور کہا اے میرے
خداوند بزرگ تجھکو کچھ بھی میری راحت و آسایش کا نہیں خیال ہے ہائے افسوس جہان جاتا ہوں وہاں
ایک نہ ایک دغدغہ میرے دل کے دہلا دینے کے واسطے پیدا ہو جاتا ہے شیاطین نے بھی بغور و تامل جانب
پشتہ نگاہ کی اور کہا اے خداوند کیا صید و شکار میں مصروف ہے تیرے بندوں کے جوتیاں کھانے کا
کچھ سامان نظر آتا ہے فرعون نے کہا اے شیاطین کچھ مفصل حال کہو تو سہی کیا سامان تجھکو نظر آیا اُسنے
کہا اے خداوند نعمت میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے جو کچھ حال ہے وہ آپکے روبرو ہے آنچہ
عیان ست چہ حاجت بہ بیان ۔ آج کل جب غور کرتا ہوں تیری مشیت میں یہی گذرتا معلوم ہوتا
ہے کہ خداوند کے بندوں کو جہاں تک ممکن ہو جوتیاں کھلاؤ ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ بلند پشتہ پر جانب
جنوب جو جوان ٹھہرا ہے وہ بدیع الملک ہے اور جانب مشرق جو جوان ہے وہ رستم ثانی ہے ہم مسلمانوں
سے پیر چلہ محفوظ اور بے خطر سمجھ کے واسطے جان بچانے کے آئے تھے معلوم نہیں کہ ہمارے
خداوند کو کیا منظور ہے یہاں بھی وہی سامنا نظر آتا ہے فرعون نے شیاطین کو بہت
دلاسا و تشفی دے کر کہا کہ ٹھہرو تم نہیں ہوش و حواس درست رکھو مگر یہی دونوں جوان ہیں انکا

گرفتار کرلینا کیا مشکل امر ہے اور اپنے لشکر کو فوراً حکم دیا کہ بہت جلد ان دونون سوارون کو گرفتار کرلو اگر زندہ
گرفتار نہ ہوسکین تو بلا تکلف ہلاک کرنے کو آمادہ ہوجاؤ اب تک تو بمقتضائے رحم اپنے بندے
سمجھکے چشم پوشی کرتے رہے مگر اب تم مطلق رعایت نہ کیجیے پس قہقہہ روئین تن کے ساتھ سامان خونخوار
فوج بیشمار ہمراہ لیکے ان دونون جوانون کی جانب بے تحاشا دوڑا جب ان دونون جوانون نے یہ
سامان طوفان بے تمیزی دیکھا بدیع الملک نے کہا اے برادر رستم خبردار ہوجاؤ یہ فوج کبر اسی
جانب آتی ہے رستم ثانی نے بدیع الملک کا ہاتھ چھوڑ دیا اور دونون نے تلوارین نیامون سے
کھینچ کے ایک نعرہ اللہ اکبر کیسے مارا اور لشکر کفار مین در آئے رستم ثانی کا سامنا سامان بے سامان
نے ہوا سامان نے تلوار کا وار رستم ثانی پر کیا رستم نے اس وار کو سپر پر روکا اور ایسا ہاتھ بر دست وار اس
کی کمر پر کیا کہ فوراً قلم ہوکے زمین پر گرا قہقہہ روئین تن نے جو سامان کو اس صفائی سے قتل ہوتے
دیکھا نہایت غیظ وغضب مین آلودہ ہوکے رستم ثانی کے روبرو آیا اور کہا اے رستم ثانی تو نے
سامان کو بحیلہ قتل کیا آ میرا مقابلہ کر دیکھون تو کیسا مرد میدان دلاور ہے رستم ثانی نے کہا
او بے ایمان ملعون دروغ گو سامان کے جہنم واصل ہونے مین حیلہ کا کیا دخل تھا اگر تو مجھ سے
مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو آ مجھے کچھ عذر نہین ہے کیا راہ داری زمردی نشان • اس تقریر کو سنکے
شاہزادہ بدیع الملک قہقہہ روئین تن کے قریب آیا اور کہا او قہقہہ کیا تو رستم ثانی
سے بحث کرتا ہے سامان مقتول اس بہادر کا حصہ تھا تو میرا حصہ ہے مجھ سے مقابلہ کر قہقہہ نے
کہا تو کیا بنائے گا آ تو ہی سہی یہ کہا اور جو میل آہنی کہ اسکے ہاتھ مین تھا اسکو چرخ دیکے
اس زور سے شاہزادہ بدیع الملک کے سر پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش پاش ہوجاتا مگر اس
والا جاہ عالی بارگاہ بہادر یگانہ شجاع زمانہ نے اس میل آہن کو اپنے تک آنے بھی نہ دیا مثل برق
لپک کے بائین ہاتھ سے اسکے ہاتھ کو ایسی جھٹکی زور سے دی کہ وہ میل آہن ہاتھ سے چھوٹ
کے دور جا کے گرا اور ہاتھ شقی ملعون کا جھولا تھا کیا سا تھی اسکے شاہزادے نے دست
راست سے ایک تھپڑ اسکے کلہ پر اس زور سے مارا کہ تڑاقے کی آواز بلند ہوئی تمام مرد بلان
فوج دہل گئے اور وہ خود بھی متعجب ہوا العارہ شاہزادہ نے اسکے بند کمر مین ہاتھ ڈالکے
اسکی تمام سر سے بلند کر لیا اور کہا او قہقہہ اب بتا تجھکو کہان پھینکون اور کس طرح تجھکو ہلاک
کرون قہقہہ کو اسوقت گمان تھا کہ اگرچہ اس جوان نے مجھکو سر سے بلند کر لیا ہے لیکن ابھی
ہلاک نہین کرے گا کہا اے جوان اگرچہ حسب اتفاق تو نے مجھکو سر سے بلند کر لیا ہے لیکن مین
پر آؤن تو بتاؤن شاہزادے نے کہا او ملعون ابھی تجھے گمان باقی ہے کہ زمین پر آکے پھر لڑونگا او
شقی زمین پر آکے تجھ مین جان بھی باقی رہے گی دیکھ ابھی زمین پر پھینکتا ہون جلد آتا ہے یہ کہا اور
اس زور سے زمین پر دے مارا کہ تمام اعضائے قہقہہ شکستہ ہوگئے اور اسکے حواس خمسہ
باقی نہ رہے شاہزادہ بدیع الملک نے اسیوقت اسکے سینہ پر سوار ہوکے کہا اے دروغ
اب زمین پر آنے کا حال تجھے معلوم ہوا ہوگا اسوقت قہقہہ مین مجال جواب دینے
کی نہ تھی کہ کچھ اپنی زبان سے جواب دیتا شاہزادہ نے قہقہہ کا ایک پالون اپنے

پانون کے پیچھے رکھا اور اُسکا دوسرا پانون گرفت مین لاکے زور جو کرتا ہی تو فوراً مثل کریاس
دوبارہ ہو گیا شاہزادہ نے ایک حصہ ایک جانب پھینک دیا اور دوسرا دوسری
جانب پھینک کے کہا خس کم جہان پاک اے برادر رستم ثانی بس اب توقف کا
موقع نہین ہی اور مرکب پر سوار ہوکے لشکر کفار مین در آیا اُس طرف جب تک سامان
شہزادہ رستم کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اور قہقہہ روئین تن بدیع الملک سے
مقابل رہا فرعون تماشا دیکھتا رہا جب قہقہہ بھی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک
ہو گیا فرعون خبر الگیا فوراً عنان مرکب کو پھیر کے پروین حصار کی جانب بھاگا اور قلعہ مین
داخل ہو گیا اور شیاطین سے کہا اے بندۂ خاص من تو نے دیکھا کہ ان دونون خداپرستون
نے سامان اور قہقہہ روئین تن ایسے زبردست پہلوانون کو ہلاک کیا وای بربادی و برخرابی
بس میری خداوندی کی خیریت نہین معلوم ہوتی ہی کس ساعت سے ان خداپرستون کا
مقابلہ شروع ہوا ہی کہ ہر مرتبہ وہ غالب رہتے ہین شیاطین نے کہا ان خداپرستون کے
پاس کوئی ایسا زبردست افسون ہی جسکے ذریعہ سے خداوند کا فضل اُنکے شامل حال
ہو جاتا ہی فرعون نے کہا یہ بھی صحیح ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک پیادہ دوڑتا ہوا قلعہ مین
فرعون کے پاس آیا اور کہا اے خداوند غضب ہوا خداپرست اسطرف تیز اتیز چلے آتے
ہین اور نہایت اہتمام و انتظام سے آتے ہین اور کہین ذرا بھی توقف نہین کرتے اے خداوند
اس مرتبہ خیریت نہین معلوم ہوتی ہی فرعون نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازون کو خوب اچھی
طرح سے بند کر کے بہت بھاری سب دروازون مین قفل ڈالدو چنانچہ تمام دروازے قلعہ
کے مقفل کر دیے گئے تین روز تک فرعون کے دل مین ہول سمایا رہا کہ عنقریب مسلمان
قلعہ مین پہونچا چاہتے ہین

اب فرعون ملعون کو قلعہ پروین حصار مین مقیم رکھا جاتا ہی اور کچھ حال بدمآل بدبخت سگ سیرت تورج بدرگ کا قلم بند ہوتا ہی

حکمرانی پر ہوا میل سلیمان بہار
بےبقائی ہی ہستی شبنم سے یاران بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار
آب جو مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
نقشبندان خزان مین نقشبندان بہار

عشق ہیچان بنگ بطغرای فرمان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کی جانئیے
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
نخل ماتم شیطرح آرون بوستان ہر چمن

زخم خندان یار بن ہی روے خندان بہار
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
کیا سمجھ کر روندتے ہین مجکو سیار چمن
لالۂ آتش فشان ہی شمع ایوان بہار
رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوے
از سر او از خزان آتش نہ فشایان بہار

گلدستہ بندان گلستان معانی و چمن آرایان بوستان ہمدانی سبزہ زار مضامین کو زبان قلم و
قلم زبان سے صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب تورج بدرگ شاہزادہ بدیع الملک
کے مرکب صبا رفتار برق کردار پر سوار ہوا اور لشکر نقابدار سے بھاگ کے جانب بیابان
روانہ ہوا تیز اتیز چلا جاتا تھا ناگاہ تورج بدرگ کا گذر ایک لشکر کے قریب ہوا جب

وہان پہونچا دیکھا کہ ایک جوان اسپ چست وچالاک پر سوار اسطرف چلا آتا ہی گھوڑا دوڑاتا ہوا تورج بدرگ
کے قریب آیا اور کہا باش ای جوان کہان بیباکانہ اسطرف چلا آتا ہی تورج بدرگ نے کہا ای برادر مین تیرے
لشکر کے یہان مقیم ہونے کی وجہسے نہین آیا ہون اور نہ مجکو اس لشکر سے کچھ کام ہی البتہ حسب اتفاق
اسطرف وارد ہوگیا اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھے تو بتادے کہ لشکر کسکا ہی اگر تو کچھ مضائقہ سمجھتا ہی تو مین زیادہ مصر
نہ ہونگا اُسنے کہا ہم کو کچھ عذر نہین ہی آگاہ ہو یہ لشکر قباد شاہ آہن حصاری کا ہی جو فرعون شاہ
کا سپہ سالار ہی تورج نے پوچھا قباد شاہ آہن حصاری کی بارگاہ کس مقام پر ہی اُسنے اشارہ کرکے
کہا وہ ہی تو اپنا مطلب بیان کر تورج نے کہا میرا جو کچھ مطلب ہی ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی تو تردد کو دل مین
جگہ نہ دے اُسنے کہا اگر تجکو قباد شاہ سے کچھ کہنا ہی تو ہم سے بیان کر اُسکی خدمت مین عرض کرین
تورج نے کہا مین خود کہونگا یہ کہا اور قباد شاہ کی بارگاہ مین داخل ہوکے قباد شاہ کے روبرو
پہونچا قباد شاہ نے جو ایک اجنبی شخص کو بارگاہ مین دیکھا کہا ای جوان تو کون ہی جو اس طرح
بے تکلف بارگاہ مین چلا آیا اور داروگہ سالار سے کہا تو کیسا بیوقوف اور بے تمیز اور بے شعور ہی کہ
ایک غیر شخص کو بلا اطلاع بارگاہ مین آنے کی اجازت دیدی تو نے اپنے دل مین کچھ میرا خوف
نہ کیا اُسنے عرض کیا کہ خداوند مین نے چند مرتبہ اس جوان سے کہا کہ تو یہان چند ساعت توقف کر
مین پیشتر تیرے آنے کی اطلاع کرکے اجازت حاصل کرلون تو پھر تجھے اختیار ہی اسنے نہ مانا بلکہ آمادہ
جنگ ہوا اور دو چار کلمہ ناشایستہ زبان سے نکالے اور بیباکانہ بارگاہ مین چلا آیا قباد شاہ
تورج بدرگ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای جوان تو نہایت بیباک اور چالاک معلوم ہوتا ہی
جلد بتا تیرا کیا نام ہی اور تو کس غرض سے یہان آیا ہی تورج بدرگ نے کہا ای شہریار مجکو تورج خان
صاحبقران کہتے ہین قباد شاہ نے کہا تو بالکل غلط اور لغو کہتا ہی تو ہرگز تورج خان نہین ہی اس
فریب سے اپنے کسی کام کو بنانا چاہتا ہی اسواسطے کہ تورج خان شہزادہ عرصہ دراز سے
بدیع الملک کے لشکر مین قید ہی تورج نے کہا ای شہریار آپ متعجب نہ ہون مین کسی طرح کا
فریب نہین کرتا ہون وہی تورج خان ہون جسکو شاہزادہ بدیع الملک نے قید کیا تھا اب
مین نے موقع پاکر چستی وچالاکی وہان سے گریز کی قباد شاہ نے کہا مجکو تجھپر شبہ ہوتا ہی کہ
مبادا مسلمانون کا کوئی عیار تورج کی صورت سے مشابہ ہوکے یہان آیا ہی تورج نے کہا ای
قباد شاہ خداوند فرعون کے حق کی قسم ہی مین مسلمانون کا عیار نہین ہون اصلی تورج ہون
قباد شاہ نے کہا اگر تو واقعی تورج اصلی ہی پھر میرے لشکر مین آنے کی کیا وجہ ہی اُسنے کہا کہ
مین نے پیشتر ہی حضور کی خدمت مین عرض کردیا تھا کہ بدیع الملک کی قید سے خلاص ہوکے
گریز کی اور فرعون شاہ کی تلاش مین اس طرف گذر ہوا یہان فوج ولشکر دیکھا اب ارادہ یہ ہی
کہ خداوند فرعون شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکے اُنسے عرض کرون کہ مین آپکو بار ددون اور
مسلمانون کے سر اُٹھانے کا اُنسے قصاص لون قباد شاہ کو تورج بدرگ کے کلام سے
بوے صداقت محسوس ہوئی فرعون شاہ نے اسیوقت اُٹھکے تعظیم کی اور ایک مناسب
معقول جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا اور بعد مزاج پرسی کے اُس سے دریافت کیا کہ ای تورج خان

بدیع الملک کی قید سے رہائی کا کیا سبب ہو تورج نے مفصل کیفیت بیان کی قباد شاہ نے کہا ای
تورج خان نہین معلوم خداوند فرعون کی مشیت مین کیا گذرا ہے کہ مسلمانون کی ترقی روز افزون ہے اور
فرعون پرستون کو ادبار گھیرے ہوئے ہے بلکہ روز بروز ہر طرح کی مصیبتین اور آفتین پیش آتی ہین تورج بدرگ
نے کہا ای بادشاہ عرصہ سے اسی فکر و خیال مین مین بھی مبتلا ہون کچھ عقل کام نہین کرتی معلوم نہین کہ
کیا شدنی ہے مگر مجھے اس بات کا خیال آتا ہے کہ ع رموز مملکت خویش خسروان دانند + مجھکو خداوند
کی مصلحت ان واقعات مین شامل ہوگی قباد شاہ نے کہا بس یہی مصلحت شامل ہے کہ ہم اسکے بندے
لتے بلی کیطرح ہلاک کیے جائینگے اور کوئی مصلحت نہین معلوم ہوتی بعدہ حکم دیا کہ جلد منجمون کو بلاؤ
حسب الحکم فوراً منجم حاضر ہوئے قباد شاہ نے کہا ای تورج اگر تو خداوند فرعون کی کمک کے
واسطے جاتا ہے اور خدا پرستون سے قصاص لینے کا ارادہ مصمم کیے ہوئے ہے تو پہلے ان منجمون
سے سوال کر دیکھو از روے علم رمل یہ کیا جواب دیتے ہین تورج منجمون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا
ای عالمان علم نجوم مین مسلمانون سے مقابلہ کرنا چاہتا ہون تم اپنے قواعد سے دریافت کرو
کہ نتیجہ کیا ہوگا آیا مسلمانون پر مین غالب آؤنگا یا نہین منجمون نے کاغذ پر کچھ لکھا اور خوب غور و
فکر سے حساب لگایا اور بتایا کہ ہمارے قاعدہ نجوم سے یہ استخراج ہوتا ہے کہ تورج ایک پہلوان
زبردست ہے اسکی اولی کوشش سے بکثرت فرزندان امیر کا خون ہوگا علی الخصوص بر ترین حصار
مین بیشتر مسلمان اسکے ہاتھ سے شہید ہو جائینگے اور قباد شاہ سے کہا ای بادشاہ اگر تم
تورج کو فرعون کی خدمت مین لے جاؤ گے تو فرعون تم سے بہت خوش ہوگا بہر نوع تورج
کا طالع بہت زبردست ہے غالباً اسکا شریک بھی بہت خوش ہوگا قباد شاہ منجمون سے
اس حکم سے بہت خوش ہوا فی الفور خلعت کی کشتیان آئین سب منجمون کو خلعت و انعام دیا
بلکہ غریبون اور محتاجون کو روپیہ تقسیم کیا اور تورج بدرگ کو بھی خلعت گران بہا دے کے
اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ایک روز وہان قیام کیا دوسرے روز بیرون حصار کیجانب روانہ ہوا

باز آمدم بر مقدمہ شہزادہ بدیع الملک و شہزادہ رستم ثانی

رراویان سخن پرور این چنین مرویست اگرچہ اختصار سخن بہتر از زیادہ گوئیست + واضح ہو کہ
رستم ثانی اور شہزادہ بدیع الملک نے جب تورج کو درہم و برہم کر دیا اور شکست دیکر
ایک جا جمع ہوئے رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک تم نے دیکھا کہ مجھ سے کیسے کیسے
کام ظہور مین آئے بدیع الملک نے بہت ثنا و صفت کی اور کہا ای رستم ثانی واقعی عجیب
کارہاے نمایان ظہور مین آئے لیکن تم نے میرے کامون کو دیکھا یا نہین رستم ثانی نے کہا
کیون نہین تم نے بھی کارہاے نمایان کیے لیکن یہ اثر میرے نمک کا تھا بدیع الملک متبسم ہوا
اور کہا کیون نہین لیکن جو کارہاے نمایان تم سے ظہور مین آئے اسکا سبب بھی میرا نمک ہے
رستم ثانی نے کہا شاید ایسا ہو غرضکہ دونون قلعہ مین داخل ہوئے ایک سراے مین
دونون نے قیام کیا اپنے اپنے مرکبون کو باندھ دیا اور خود بازار مین سیر کے واسطے آئے دیکھا بازار
بہت آباد ہے بزازہ صرافہ جوہری بازار چاندی بازار وغیرہ سب علحدہ علحدہ ہر طرف لکھا تھی خرید و

زر خشت کی کارگری ہے حلوائی اپنی دوکان پر بیٹھے ہوے پان بنا رہے ہین اور حلوائی تھالون مین انواع واقسام
کی مٹھائی آراستہ کیے ہوئے پوریان تل رہے ہین یہ دونون جوان اس بازار کی آبادی اور کیفیت
دیکھکے بہت حیران ہوئے آخر ایک جوہری کی دوکان پر بیٹھکے تماشا دیکھنے لگے حسب اتفاق
اسطرف سے شیاطین کا گذر ہوا دونون جوانون کو جوہری کی دوکان پر بیٹھا دیکھکے بجائے خود
تدبیر سوچتا ہوا چند قدم آگے بڑھ گیا اور ایک مقام پر توقف کیا اس اثنا مین رنجور بھی پہونچا شیاطین
رنجور کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور کہا اے رنجور تو اسوقت خوب آگیا مین تیرے انتظار مین تھا
اسنے کہا کیا ہے شیاطین نے کہا فلان جوہری کی دوکان پر بدیع الملک اور رستم ثانی
دونون بیٹھے ہین مین انکو دیکھکے آگے بڑھ آیا ہون کہ شاید مجھکو دیکھکر پہچانین تو علیحدہ کسی جاے
محفوظ مین بیٹھو اور دیکھتا رہ کہ وہ کہان جاتے ہین جسوقت وہ اپنی جگہ سے اٹھین تو بھی انکے
عقب مین روانہ ہونا اور دونون کا مقام قیام دریافت کرکے مجھکو اطلاع دینا رنجور نے قبول کیا
اور اس جوہری کی دوکان کے قریب جاکے مقیم ہوا چند ساعت کے بعد شاہزادہ بدیع الملک
اور رستم ثانی دونون اس دوکان پر سے اٹھے اور کاروان سراے کی جانب روانہ ہوئے
رنجور بھی پوشیدہ انکے عقب مین روانہ ہوا جب یہ دونون شاہزادہ قافلہ سراے مین داخل
ہوگئے رنجور وہان سے واپس آیا شیاطین نے پوچھا اے رنجور کیا خبر لایا کچھ معلوم ہوا
کہان وہ دونون مقیم ہین اسنے کہا ہان معلوم ہوا فلان سراے مین مقیم ہین شیاطین نابکار
پوشیدہ اس سراے مین آیا پیشتر دربان سراے سے پوچھا کہ یہان فی الحال دو جوان وارد
ہوئے ہین جنکا یہ حلیہ ہے اسنے کہا ہان ہین شیاطین نے کہا کچھ تجھکو معلوم ہے کہ وہ دونون جوان کون
ہین اسنے کہا یہ مجھکو نہین معلوم ہے شیاطین نابکار نے کہا اے فلان اگر تجھے نہین معلوم ہے تو ہمسے سن
اور آگاہ ہو کہ یہ دونون جوان ضحاک شاہ اور شداد اور فرعون شاہ کے دشمن جان ہین دربان یہ سنکے چین
بجبین ہوا اور کہا اگر یہ دونون ایسے ہین تو انکو یہان سے جانے کی مہلت نہ دینا چاہیے بلکہ ہلاک
کرنا چاہیے شیاطین نے کہا اس بات کے ہم ذمہ دار ہین البتہ تجھسے اسقدر کام لینا چاہتے
ہین کہ جسوقت یہ دونون جوان کھانا منگاوین فوراً ہمکو خبر دینا اسنے قبول کیا شیاطین وہان
سے چلا آیا جب رات ہوئی ان دونون جوانون نے دربان کو بلایا اور چند دینار دے کے کہا ہمارے
واسطے کھانا لے آ وہ نابکار اسوقت کا منتظر تھا دینارون کو لے کے شیاطین کے پاس آیا
اور کہا اے شیاطین چونکہ ہمنے تجھسے وعدہ کیا تھا پس ہم تیرے پاس آئے ہین یہ دینار
ان دونون جوانون نے بازار سے کھانا لانے کے واسطے دیے ہین شیاطین نے کہا
اچھا تو جا اور بازار سے کھانا لے آ وہ گیا اور بازار سے طعام خرید لایا شیاطین ملعون
نے اس کھانے مین داروے بیہوشی مخلوط کی اور دربان سے کہا لے اس کھانے کو
انہین دے دربان گیا اور ان جوانون کو وہ بیہوشی آمیز کھانا دیا انھون نے کہا اے
شخص تجکو بہت دیر ہوئی حالانکہ بازار قریب ہے اسنے کہا دیر اس سبب سے ہوئی کہ
کھانا تیار نہ تھا اپنے سامنے تازہ پکواکے لایا ہون بدیع الملک و رستم نے بلا تکلف

وہ کھانا کھایا شہزادہ رستم ثانی نے کہا ای برادر بدیع الملک کچھ عجیب مزہ کا کھانا ہے مجھ مین نہین
آتا ہے بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی بازاری کھانے کی کیا شکایت یہ کہکے کھا رہے تھے
تھوڑی ہی دیر کے بعد انگڑائیان اور جماہیان آنا شروع ہوئین رستم نے کہا مزہ تو مزہ اس
کھانے کی یہ کیا خاصیت ہے کہ دست و پا مین کسل پیدا ہو گیا اور بے اختیار دل چاہتا ہے کہ سو رہون
بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی بخدا میرا بھی یہی حال ہے ہنوز یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ
دفعتاً ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ کسی کو مطلق خبر نہ رہی اسطرف شیاطین منتظر وقت تھا کہ دربان
بیہوشی کی خبر آکے دے گا جب دیر ہوئی سرا سے مین خود آیا دیکھا دونون جوان بیہوش ہین مرکب
و یراق انکے دربان کو دیے اور وہ ملعون ان شاہزادون کو گرفتہ و بستہ کرکے فرعون کی خدمت
مین لایا فرعون نے جو دو پشتارے دیکھے کہا ای شیاطین آج تو یہ کیا لایا ہے اُسنے کہا خداوندا
آج تیرا بڑا فضل و کرم میرے شامل حال ہو گیا کہ بسہولت یہ دونون خدا پرست میرے ہاتھ آگئے
اُسنے پوچھا یہ کون خدا پرست ہین اُسنے کہا ایک پشتارہ مین بدیع الملک ہے اور دوسرے
مین رستم ثانی یہ سنکے فرعون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شیاطین قسم ہے اپنی قدرت
اور جلال کی عجب کام تو نے کر دیا کیون نہین تجھ ہی ایسے بندون سے ہماری خداوندی قائم ہے
بعد ازان حکم دیا کہ لے جاؤ ان دونون خدا پرستون کو بیچ چوک مین دار پر کھینچ کے تیر باران کرو مگر ای بندگان
من خوب خبرداری اور ہوشیاری رکھنا یہ خدا پرست اگرچہ گرفتہ و بستہ تمہارے اختیار مین ہین
تاہم انکو بلاے بیدرمان سمجھنا پس ان دونون جوانون کو اور زیادہ تر زنجیرون مین جکڑا اور سامان بے نوا
و امداد و حوالہ خونریز یہ کبران نابکاران جوانون کو لیے ہوئے چارسوق شہر مین لائے دو دارون کو
نصب کیا دونون جوانون کو دارون مین آویختہ کیا راوی کہتا ہے کہ چارسوق شہر کے روبرو ایک
قلعہ ہے کہ جو بالا حصار کے نام سے مشہور ہے اُس قلعہ مین حارث قلعہ دار ضحاک شاہ کیطرف
سے حکمرانی کرتا ہے اسکا ایک لڑکا ہے الیاس بن حارث نام اُسنے اپنے لڑکے سے کہا ای
الیاس یہ کیا واقعہ ہے یہ کون جوانان باشوکت و شان ہین جو اس بے وردی سے ہلاک کیے
جاتے ہین الیاس نے کہا ای پدر اور تو مجھے نہین معلوم ہے ہان اسقدر میری سماعت مین گذرا
ہے کہ یہ دونون جوان خدا پرست ہین فرعون شاہ کے حکم سے دار پر نصب کیے گئے ہین اور یہ بھی
فرعون کا حکم ہے کہ انکو تیر باران کرو حارث قلعہ دار نے کہا ای فرزند اگرچہ یہ جوان خدا پرست
ہین اور فرعون اپنے کو خداوند [illegible] تاہم یہ ایسے جوان وجیہ و خوبصورت اس قابل
نہین ہین کہ مسلمان ہونے کے جرم مین ہلاک کیے جائین عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود فرعون کو
چاہیے تھا کہ ان دونون کو فہمایش کرکے اپنی فوج مین اعلے عہدے دیتا نہ یہ کہ بایں ذلت ہلاک کرتا
ہے اُسنے لشکر کا ایک سردار بھی اس مقام پر موجود تھا اُسنے کہا شہریار واقعی یہ جوان بڑے جری اور
دلاور ہین ابھی کل کی بات ہے کہ فرعون شاہ شکارگاہ مین مصروف صید تھا کہ دونون وہان
پہونچ گئے قریب تھا کہ یہ فرعون شاہ کو گرفتار کرلین لیکن فرعون اپنے لشکر کے اعلے عہدہ دارون
کو ان جوانون کے ہاتھ سے کشتہ دیکھ کے وہان سے بھاگا اور شہر مین آکے دم لیا

حارث قلعہ دار نے پوچھا وہ سردار لشکر فرعون سے کون تھے اُس سردار نے جو ہنوز زندہ بچا تھا کہ الیاس
نے کہا اے پدر ان سرداران لشکر فرعونی کے نام مجکو معلوم ہین ان مین سے ایک کا نام قہقہہ رویین تن
تھا دوسرے کا نام سامان خونخوار تھا حارث نے کہا پھر یہ جوان کسطرح گرفتار کیے گئے اُس سردار
نے کہا شہریاران جوانون کو شیاطین نے مکر و فریب سے گرفتار کیا ہے یعنی یہ جوان فرعون کی تلاش مین
آئے تھے شیاطین نے دربان بنکے ساز کرکے انکو طعام بیہوشی آمیز کھلادیا اور عالم
بیہوشی مین انکو گرفتار کر لیا حارث قلعہ دار بہت متاسف ہوا اور کہا افسوس ان جوانونکو اس
طرح فریب دیا یہ کیا نامردی کا شیوہ ہے اگر انسے مقابلہ کیا ہوتا اور بمردانگی انکو گرفتار کیا ہوتا اے فرزند میرا
دل بے اختیار چاہتا ہے کہ مدد دون اور جہانتک ممکن ہو انکی خلاصی مین کوشش کرون ان ایسے
جوانون کے ساتھ احسان کرنا ہرگز ضائع نہوگا الیاس نے کہا اے پدر مین بھی اس راے سے موافق
ہون مگر یہ محذور ہے کہ فرعون سے خواہ مخواہ خصومت پیدا ہوجائیگی اور ہنگامہ عظیم برپا ہوگا حارث
نے کہا اگر فرعون شاہ سے خصومت پیدا ہوجائیگی تو کیا ہوگا جو کچھ ہونا ہوگا سو ہوگا تو کیا کر دیگا الیاس
نے کہا اگر یہی راے مقرر ہے تو دیر کیون کیجاے ایسا نہو کہ یہ جوان باشوکت و شان ہلاک
ہوجاوین حارث قلعہ دار فوراً قلعہ مین پہونچا اور حکم دیا کہ تمام فوج تیار ہو اس اثنا مین مہتر قران اور
شاپور بھی وہان پہونچے دیکھا کہ دونون شاہزادے دو دارون مین نصب ہین دونون کے دل ان
شاہزادون کی بے بسی پر آب ہوگئے بیتحاشا دونون خلاصی کے واسطے دوڑے سامان بے قواعد
نے جو دیکھا کہ دو جوان بلند و بالا ان بستگان دار کی جانب آتے ہین اور انکی رہائی کا ارادہ کیے ہوئے
ہین تلوار علم کرکے شاپور کی جانب متوجہ ہوکے نعرہ مارا کہ اے خیرہ سر اسطرف کہان چلا آتا ہے یہ
دونون جوان فرعون شاہ کے قیدی ہین خبردار انکے بارہ مین کسی طرح کا خیال دل مین نہ لانا
ورنہ بہت برا نتیجہ دیکھے گا شاپور نے شہزادون کی جانب سے اپنا رخ پھیرا اور بعجلت تمام
سامان بے قواعد کے پاس پہونچکے اس قوت سے خنجر آبدار کا وار اسپر کیا کہ سامان کا سر اور
ایک ہاتھ تن سے علحدہ ہوکے چند قدم کے فاصلہ پر جا گرا خونریز نے جو سامان بے قواعد
کا یہ حال دیکھا غیظ و غضب مین آلودہ ہوکے شاپور کی طرف جھپٹا قران وہین موجود تھا اُسنے
نعرہ مارا کہ او نابکار کیون اُس جوان کیجانب متوجہ ہوتا ہے تیرا مرد مقابل مین ہون امداد خونریز نے
کہا اچھا اگر تو میرا مرد مقابل ہوتا ہے تو آ تو ہی سہی یہ کہکے قران کی جانب مرکب کو مہمیز کیا ہنوز مرکب
قران تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ قران خود اُسکے قریب پہونچ گیا اور مرکب کے تنگ مین ہاتھ
ڈالکے بسبکی تمام مرکب کو مع سوار سر سے بلند کر لیا اور اس قوت سے زمین پر پٹکا کہ راکب و
مرکب دونون نقش زمین ہوگئے اور باواز بلند کہا اے گبران نابکار دیکھو اسلام کی برکت کو اور
خداے وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ ورنہ اسی طرح تم سب ہلاک ہوگے ان شیاطین لعین
کے گوش ناحق نیوش تک یہ آواز جب پہونچی ہے انھون نے جو سامان بے قواعد اور
امداد خونریز کو بے جان دیکھا شاپور اور قران کی جانب سب ایک ہی دفعہ حملہ آور
ہوئے اور سب نے باواز بلند کہا اے فرعون کے بندون یہ جرات و دلاوری کا وقت ہے

یعنی ان خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کو یہان سے زندہ نہ جانے دینا اب جنگ مغلوبہ
شروع ہو گئی شاپور و قران کا اسوقت یہ حال تھا کہ تلوارین علم کیے ہوے ہر طرف دشمنون
کے دھجڑ لگا رہے تھے اور سرون کا مینھ برس رہا تھا سے مہر جا کہ آہنگ شمشیر او کار کرد + یکے را
دو کرد و دو را چار کرد + پیش و پس راست و چپ دو تلوارین تھین بڑی چمک دمک سے چل رہی
تھین گویا دو بجلیان کوند رہی تھین حارث قلعہ دار اور الیاس بن حارث دونون اس لڑائی
کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور شاپور و قران کی مردانگی و دلیری کی داد دے رہے تھے یکایک
حارث قلعہ دار نے الیاس سے کہا اے فرزند اس سے زیادہ کون وقت ہوگا جو ہم ان دونون
جوانان وجیہ و خوبصورت کو رہا کر سکے یہ کہا اور فوج قلعہ کو حکم دیا کہ جاؤ ان دونون جوانون
کو دار سے خلاص کر لاؤ چنانچہ تمام فوج مقیم قلعہ جو پیشتر سے مسلح و مکمل تھی مثل موج دریا قلعہ
سے باہر آئی اور دونون دارون کو حلقہ مین لے لیا ملازمان فرعون سے جو کوئی اُنکے قریب آیا
اُسکو جہنم واصل کیا اور شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو اس قید و بند سے رہا
کرکے قلعہ مین لے گئے شاپور اور قران نے جو شہزادہ بدیع الملک اور شہزادہ رستم ثانی کو
قید و بند سے رہا پایا شاپور نے قران سے کہا اے قران اب بیکار جد و جہد کرتا ہے مطلب حاصل
ہو گیا اب ان گبرون کو تھوڑی دور تک پسپا کرکے دم لو راوی کہتا ہے کہ فوج فرعونی بار بار پسپا
ہوئی تھی لیکن پھر دم لے لے شاپور اور قران پر حملہ آور ہوئی تھی یہان تک کہ رات ہو گئی
اب جو پسپا ہوئی تو پھر حملہ نہ کر سکی شاپور اور قران نے بھی اُنکے کشت و خون سے ہاتھ
اُٹھایا یکایک فرعون شاہ کو خبر پہونچی کہ وہ دونون جوان رہا ہو گئے اُنکے ہلاک کرنے کی
نوبت نہ آئی فرعون نے کہا افسوس تم بندگان خاص نے بڑی غفلت کی کہ وہ دونون جوان بلا سے
بیدرمان قید و بند سے رہا ہو گئے شیاطین نے کہا اے خداوند جب تک مشیت خداوندی
مین مسلمانون کا نیست و نابود ہونا نہ گذرے گا ہر اور ہر مرتبہ مسلمان گرفتار ہونگے اور پھر
زندہ و سلامت رہا ہو جائینگے فرعون نے کہا اے شیاطین تو سچ کہتا ہے مگر کیا کرون جب
اپنی خداوندی و رحیمی کی جانب نظر کرتا ہون تو بندگان گنہگار کے حال پر رحم آجاتا ہے ابتدا
مین ہرگز اپنے رحم و کرم کا خیال نہین رہتا ایسی حالت مین تو ہی بتا کہ کیا کرون شیاطین
نے کہا اے خداوند تو کچھ نہ کر بس اسی طرح رحم و کرم پر نظر کرتے کرتے خود کو مع خداوندی خاک
مین ملا دینا میرے نزدیک اس سے تو یہ بہتر ہے کہ خداوند لاچنے کہ مسلمانون کے ہاتھ مین دیدے
اور یہ کہدے کہ اپنی مرضی کے موافق جو حال چاہو بناؤ فرعون نے دست تاسف ملکے
کہا کچھ کیا کرون واضح رہے کہ اگرچہ بظاہر سب کے سامنے اپنی خداوندی کا اعلان کرتا
تھا لیکن باطن سے خوف سے زیرجامہ نجس ہوا جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا اے فرعون ان
مسلمانون کے ہاتھ سے کسی طرح مفر نہین ملتا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس اثنا مین قباد شاہ
توُرج خان کو ہمراہ لیے ہوے فرعون کی خدمت مین حاضر ہوا اور بہ کمال خلوص سجدہ
کرکے کہا اے خداوند یہ بندہ حقیر حضوری مین حاضر ہے فرعون نے جو تورج کو دیکھا کہا اے قباد شاہ

تیرے ہمراہ یہ جوان کون ہی اسکے بشرہ سے اس خلوص کا حال دریافت ہوتا ہی جو میری خداوندی سے تعلق
رکھتا ہی مہبادو شاہ نے کہا ای خداوند خود اس اپنے بندہ صادق الاختصاص سے دریافت کیجیے فرعون
نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تورج کی جانب متوجہ ہوکے کہا ہان ای ہمارے بندہ بیان کر تو کون ہی تورج
بارک مے نے کہا ای خداوند میرا نام تورج خان صاحبقران ہی مین نے خداوند کے فضل و کرم سے
ہندوستان سا ایران۔ توران۔ کوچک باختر۔ وغیرہ خداپرستون کے ملکون کو زیروزبر کرکے مسخر کیا اور
صرف تسخیر ممالک ہی پر اکتفا نہین کی جہانتک ممکن ہوا بت پرستی کو بھی رواج دیا لیکن جب بدیع الملک
نے مجکو گرفتار کرکے اسطرف کوچ کیا تو مین پہلے ہی سے سمجھ چکا تھا کہ اب میرا خلاص ہونا خداپرستون
کی قید سے امر محال ہی لیکن قدرت خداوندی پر جو نظر رکھی تھی خداوند کے فضل و کرم سے اُس قید و
بند سے رہا ہو گیا اور خداوند کی خدمت مین سجدہ کے واسطے حاضر ہوا اب بھی خداپرستون سے مقابلہ
کرنے کی جرات رکھتا ہون بشرطیکہ فضل و کرم خداوندی میرے شامل حال رہے اور دعوے کرتا
ہون کہ ضرور خداپرست میرے مقابلہ کی تاب نہ لاسکینگے فرعون اپنے ملازمون کی جانب
متوجہ ہوا اور کہا جلد منجمون کو حاضر کرو بعض سرداران نے کہا ای خداوند منجمون کی کیا ضرورت ہی خود
تجھے معلوم ہوگا جو کچھ تیری مشیت مین ازل سے گذرا ہو گا فرعون نے کہا ای فلان تم کس قدر بیوقوف ہو
ہوا اسقدر عمر کی بات کہین یاد رہ سکتی ہی غرضکہ منجم حاضر ہوئے فرعون نے کہا ای منجمان کامل
اگرچہ مجکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہی اور سب طرح کی آئندہ و گذشتہ خبرین مجھے معلوم ہین پھر بھی تم
اپنے قاعدہ نجوم سے اس بات کو دریافت کرو کہ یہ جوان جو میرے روبرو بیٹھا ہی مسلمانون سے
مقابلہ مین سربر ہوگا یا پسپا ہوگا منجمون نے تورج کو دیکھ کے کہا کہ تمہارا کیا نام ہی تورج نے کہا مین
تورج خان کے نام سے مشہور ہون منجمون نے کاغذ پر نقش کھینچا اور انگلیون پر حساب کیا اور
بہت غور و فکر کے بعد کہا ای فرعون شاہ ہمارے قاعدہ نجوم سے یہ دریافت ہوا ہی کہ یہ جوان
خداپرستون کو پسپا کرے گا اور بکثرت خداپرست اسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے علی الخصوص فرزندان
حمزہ زیادہ تر اسکے ہاتھ سے شہید ہونگے لیکن ای فرعون شاہ نتیجہ اسکا بہتر نہ ہوگا فرعون نے
کہا نتیجہ کیا خراب ہوگا انھون نے کہا کہ اسکا نتیجہ یہ ہی کہ یہ جوان بدیع الملک نامے ایک شاہزادہ
کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا ہان فی الحال اسکے طالع بہت زبردست معلوم ہوتے ہین کہ جو کام
شروع کرے گا ضرور کامیاب ہوگا فرعون شاہ اس بات کو سنکے تورج کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا ای تورج خان اگرچہ ان منجمون نے نتیجہ خراب بیان کیا ہی مگر فی الحال تیرے طالع زبردست
بتلائے ہین اسواسطے ہم تجکو اپنی فوج کی سپہ سالاری کے عہدہ سے سرفراز کرتے ہین تجکو چاہیے
کہ بعد قتل کرنے مسلمانون کے خوب ہوشیاری رکھنا ہم تیری حمایت کو موجود ہین کیا ممکن ہی جو
کوئی تجکو گزند پہونچا سکے ملک الموت ہمارے اختیار مین ہی ہم اُس سے بتاکید کہدینگے کہ خبردار
تورج خان کے حال سے کبھی متعرض نہ ہونا یہ کہا اور خلعت سپہ سالاری دیکے اُسے اپنے قریب نہایت
عزت سے بٹھایا اس اثنا مین شیاطین آیا اور کہا ای خداوند بدیع الملک اور رستم کو حارث قلعہ دار
نے رہا کیا ہی اور باغی ہوکے قلعہ مین قیام کیا ہی اگرچہ حارث قلعہ دار سے ایسی امید نہ تھی مگر چونکہ

مشیت خداوندی مین یہی گذرا ہوگا حارث کے بارہ مین جو کچھ مناسب ہو عمل مین لایا جاوے بلکہ یہ
بخوبی خیال رہے کہ حارث سے امید نیکی کی نہ رکھنا چاہیے جب تورج بدرگ نے شیاطین کی زبانی
یہ حال سنا کہا ای شیاطین کہان ہی بدیع الملک مین تو اسکی تلاش مین ہون مجکو اُس سے بہت
خدشہ ہی چنانچہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہی کہ پہلے اُسی کا کام تمام کرون بعدہ اور مسلمانون سے سمجھا جائے گا
شیاطین نے کہا ای تورج خان بدیع الملک ابھی تک تو بالا حصار مین ہی آیندہ کا حال نہین
معلوم تورج بدرگ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند مین بدیع الملک اور رستم ثانی کی فکر مین جاتا
ہون فرعون نے کہا ای بندہ خاص ہمارے اگر تیرا یہ ارادہ ہی مین بھی تیرے ہمراہ چلتا ہون یہ کہا اور یہ
دونون نابکار مرکبون پر سوار ہو کے روانہ ہوئے اور قلعہ کے قریب آکے بیرون قلعہ دروازے کے سامنے
استادہ ہوئے اور باواز بلند نعرہ مارا کہ ای بدیع الملک اور رستم کیا عورتون کیطرح قلعہ کی
چار دیواری مین مقیم ہو مین نے تیری بہادری اور دلاوری بہت کچھ سنی ہی اگر مرد میدان ہو تو میرے روبرو
آ اور مقابلہ کر حسب اتفاق اُسوقت قلعہ کے دروازہ کے قریب ہی رستم اور بدیع الملک بیٹھے
تھے جونہین تورج بدرگ کے اسطرح کے نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی رستم ثانی اُٹھ کھڑا ہوا اور
مرکب پر سوار ہو کے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ سے باہر آئے بدیع الملک نے کہا ای برادر رستم کیا ارادہ
ہی رستم نے کہا تم نے نہین سنا کہ بیرون قلعہ تورج بدرگ کیا بیہودہ بک رہا ہی اور ہم کو مقابلہ کے
واسطے طلب کرتا ہی بدیع الملک نے کہا برادر شاید تم کو نہین معلوم ہی کہ یہ نابکار کیسا صاحب
زور و طاقت ہی اگر تورج بدرگ حرامی کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو مین مانع نہ ہوتا مگر اسکے بارہ مین ہرگز
میری راے نہین ہی کہ تم اسکے مقابلہ کے واسطے جاؤ تم یہان توقف کرو مین مرکب پر سوار ہو کے اسکے
مقابلہ کے واسطے جاتا ہون رستم ثانی نے کہا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین فرض کرو کہ تم یہان موجود نہوتے
اور یہ نابکار مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا تو پھر کیا ہوتا بدیع الملک نے کہا اس حالت مین تم کو اختیار
تھا علاوہ برین اُس حالت مین مجبوری تھی لیکن اسوقت تو کسی طرح کی مجبوری نہین ہی رستم ثانی
نے کہا کہ فرض کرو مجھکو اسوقت بالکل مجبوری کی حالت ہی یہ کہا اور قلعہ کا دروازہ کھولکے
باہر آیا اور تورج بدرگ سے روبرو آکے کہا او نابکار تو کیا بکتا تھا مین تیرا سرکوب آپہونچا ہو
شیار آنچہ داری ز مردی نشان * تورج بدرگ نے کہا نیزہ کا وار کیا رستم ثانی نے تلوار کے وار
سے نیزہ کو قلم کیا تورج خان نے گرز گاؤ سر کا وار کیا رستم ثانی نے اسکے وار کو بھی سپر پر رد کیا
اور خود بھی شمشیر آبدار کا وار کیا چونکہ تورج بدرگ بھی فنون حرب سے بخوبی ماہر تھا اور بہ نسبت
تمام رستم ثانی کی ضرب کو رد کیا اور ایسا وار شمشیر آبدار کا وار کیا کہ رستم ثانی مجروح ہو گیا اور
ارادہ کیا تھا کہ زخم کو باندھے کہ تورج سے بدلا لے اسطرف تورج نے ارادہ کیا تھا کہ دوسرا
وار رستم پر کرے بدیع الملک اُسکے ارادہ سے مطلع ہو کے فوراً رستم ثانی کے قریب
پہونچا اور عنان مرکب کو پھیر کے رستم ثانی کو قلعہ مین لایا رستم ثانی نے کہا ای برادر بدیع الملک
تم نے سچ کہا تھا کہ تورج بدرگ ایک بلاے بے درمان اور آفت ناگہان ہی اُس
نابکار حرامی نے اس چالاکی سے تلوار کا وار کیا کہ مین روک نہ سکا بدیع الملک نے

کہا ہان جنگ و حرب مین بیشتر ایسے واقعات پیش آتے ہین اب مین جاتا ہون انشاء اللہ تعالےٰ اسکو
سزاے معقول دونگا رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک مجکو تورج نابکار سے حرب و ضرب کی
حقیقت دریافت ہو گئی ہے ابھی میری ہرگز راے نہین ہے کہ تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اسقدر توقف کرو کہ زخم
مندمل ہو جائے میری راے یہ ہے کہ بالاتفاق اُس سے مقابلہ کیا جاے بدیع الملک متبسم ہوا اور
کہا مطمئن رہو مجکو اُسکے طرز حرب کا بخوبی حال معلوم ہے یہ کہا اور قلعہ سے باہر آکے تورج بدرگ پر
نعرہ مارا کہ باش او فراری نابکار دیکھون آج میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے جسقدر مین تیرا مداح تھا
اور تجکو جری اور دلاور جانتا تھا اُس سے بدرجہا زیادہ تجکو قابل ملامت و نفرین سمجھتا ہون اور بزدل
جانتا ہون او بیاجی مکار اگر مردِ مردانہ تھا تو گرفتہ و بستہ ہو کے دین اسلام کیون قبول کیا تھا اور
جب مسلمان ہو گیا تھا تو لڑ پڑ کر تا چہ معنی دارد در مردان نمیرسد دار تا ہرگز یہ پیشہ نہین ہے تا تورج بدرگ
نے بقہر و غضب بدیع الملک کی صورت دیکھی اور کہا اے بدیع الملک تم ایسے دانشمند
کی زبان سے ایسی تقریر بیمعنی بالکل نازیبا معلوم ہوتی ہے مین تم سے پوچھتا ہون کہ وہ کون عقلمند
ہوگا کہ دشمن کے ہاتھ مین گرفتار ہو جاے گا اور امکان کی حالت مین اپنی رہائی سے درگذر کریگا
اگر مین اُس روز یہ کارروائی نہ کرتا تو ہرگز میری رہائی نہ ہوتی اسمین بزدلی کا کیا دخل ہے فنون حرب
و ضرب مین سے ایک فن یہ بھی ہے کہ اگر دشمن کی قید مین مبتلا ہو جاے تو جس طرح سے مکر و
فریب سے ممکن ہو اپنے کو رہا کرے اور میرے نزدیک اُس سے بڑھ کے کوئی بیوقوف نہین
کہ غیرت کے واسطے اپنی جان کو ضائع کر دے بدیع الملک نے کہا خیر تو اسی طرح سمجھ
اور یہ طول کلام سے کچھ کام نہین ہے ۔ بیارا پنجہ داری زمردی نشان + تورج نابکار نے بے تحاشا
اُسی شمشیر خون آلودہ کا وار شہزادہ پر کیا حسب اتفاق بدیع الملک اس ضرب کو رد
نہ کر سکا مثل رستم ثانی کے زخمی ہوا اور نہایت خفت حاصل ہوئی تورج ملعون
او جرأت سے ارادہ کیا کہ اور ایک وار کرون تاکہ بدیع الملک ہلاک ہو جاے اسوقت
شاپور شیردل تورج کے قریب پہونچ گیا اول شہزادہ بدیع الملک سے کہا اے شاہزادہ
والاقدر تم گھبرانا نہین مین اس نابکار کا سر کوب آپ ہون بعدہ تورج سے کہا او بیحیا و بے ایمان
تو نے مکر و فریب سے شہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو مجروح کیا آ مجھ سے مقابلہ کر
دیکھون تو کیسا مرد میدان ہے ۔ نوبت دگر گشت نوبت ما ست + تورج بدرگ شاپور شیردل
کو دیکھ کے ہنسا اور کہا معلوم ہوا کہ تیری قضا ہی دامنگیر ہوئی ہے جو مجھ سے دوچار ہوا ہے ابھی تجکو
میرے زور و طاقت کا حال بخوبی نہین معلوم ہوا ہے ورنہ ہرگز ایسی جرأت نہ کرتا دیکھ بدیع الملک
کا وہان زخم کیا کہہ رہا ہے شاپور نے اس بات کا مطلق جواب نہ دیا اور بہ چالاکی تمام چند
قدم آگے بڑھ کے اس طرح تورج کے مرکب کے تنگ مین ہاتھ ڈالا کہ تورج بدرگ
کو مطلق خبر نہ ہوئی اور فوراً مرکب کو مع تورج بدرگ ہاتھ پر اُٹھا لیا اور لشکر فرعون
کی جانب متوجہ ہو کے کہا کہ اے گبران نابکار و اے ظالمان بدکار دیکھو دین اسلام کی برکت کو
کہ مین نے کس سبکی سے کیسے زبردست پہلوان کو مع مرکب زمین سے اُٹھا لیا ہے اور

سر سے بہت بلند کر کے کہا کہ عنقریب زمین پر دے مارتا ہوں دونوں راکب و مرکب لقمۂ زمین ہو جاتے
فرعون نے جو یہ حال دیکھا کہ عنقریب تورج خان ایسا سپہ سالار ہلاک ہوا چاہتا ہے اُسی وقت
شیاطین سے کہا کہ اے بندۂ خاص کچھ ایسی تدبیر کر کہ یہ سپہ سالار ہمارا اس جوان کے ہاتھ سے
زندہ بچے منجموں نے کہا تھا کہ تورج کے ہاتھ سے بیشتر مسلمان ہلاک ہونگے یہ کیا سامان ہے
کہ عنقریب وہ خود ہلاک ہوا چاہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ منجم نے حساب غلط کیا تھا اور یہ ایسا ظہور میں
نہ آتا شیاطین نے ایک پہلوان سے کہا اے فلان تو مدت مدید سے خداوند فرعون کا ملازم ہے اور نمک
کھاتا ہے اور اسوقت تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تورج خان کو اس جوان کے ہاتھ سے بچا کے
خداوند کو اپنے سے خوش کرے وہ پہلوان اس ارادہ سے شاپور کے قریب آیا کہ تلوار کے ایک وار
میں شاپور کا کام تمام کرے اور تورج خان کو ہلاکت سے بچا لے شاپور نے اُن دونوں راکب و مرکب
کو اسی زور سے اس پہلوان پر مارا کہ اسی وقت جہنم واصل ہو گیا اور تورج بدرگ زندہ بچا بس زمین
پر آتے ہی بخط مستقیم اپنے لشکر کی جانب بھاگا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ پہلے دو جوانوں کو میں نے زخمی کیا
تھا لیکن یہ جوان نہیں معلوم کسطرح کا بلائے بیدرمان ہے کہ اسنے مجکو مع مرکب سر سے بلند کر لیا ہزار ہزار
شکر اُس خداوند فرعون کا ہے کہ اُسنے کمک بھیج کے میری جان بچائی اسطرف شاہزادہ بدیع الملک نے
بحالت مجروحی اپنے کو قلعہ میں پہونچایا رستم ثانی کو بدیع الملک کے مجروح ہونے کی خبر پہونچ چکی
تھی بدیع الملک کو دیکھ کے کہا اے بہادر تم نے دیدہ و دانستہ اپنے کو مجروح کیا میں نے بیشتر ہی
کہا تھا کہ تورج ایک بلائے بیدرمان و آفت ناگہان ہے اُس سے تم نے تنہا مقابلہ کرنا چاہا تھا یہ امر
ہرگز قرین مصلحت نہ تھا مگر تم نے میرے کہنے کو نہ سنا ہر چند تم کو فہمائش کی آخرکار زخمی ہو کر واپس آئے
سچ کہا ہے ع آنچہ دانا کند کند ناداں - لیک بعد از خرابی بسیار - اگر شاپور شیر دل وہاں نہ پہونچ جاتا
تو کیا ہوتا شہزادہ بدیع الملک نے کہا اے رستم میرا اسطرح مجروح ہونا مقرر تھا جو کسطرح میں
زخمی نہ ہوتا مگر واہ رے شاپور شیر دل کیا اسوقت چالاکی کو کام میں لایا اور اس ظالم شیطان
بد ذات کے ہاتھ سے میری جان بچائی اگر تھوڑی دیر اور شاپور شیر دل نہ آتا تو واقعی میں میرا کام
تمام ہو جاتا کیونکہ دوسرے وار کے واسطے تورج تلوار علم کر چکا تھا ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر
گذشت - وہاں بیرون قلعہ فرعون اور تورج بدرگ مقیم ہیں شیاطین نے فرعون کو خبر پہونچائی
کہ اے خداوند نعمت غضب ہو گیا خدا پرستوں کا لشکر بہت وافر یہاں پہونچ گیا ہے بہت ہوشیاری
کرنا چاہیئے فرعون اس خبر وحشت اثر کو سُنکے بہت سراسیمہ ہوا اور ضحاک کی جانب متوجہ ہو کے
کہا کہ اے ضحاک خدا پرستوں کی فوج بہت کثرت سے آگئی ہے عنقریب کشت و خون کا بازار گرم ہو گا
ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان قیدیوں کو رہا کر لیجاوینگے بہتر ہے کہ تو تو شتابی ان مسلمانان
مقید کو لیکے بہت جلد اور بہوشیاری تمام مستجاب شاہ کی مملکت میں چلا جا اُس قلعہ کو میں نے
اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور بہت مستحکم طیار کیا ہے وہاں پر پرندہ پر نہ مار سکیگا وہ قلعہ کہ طلسم ہوان
کے قریب واقع ہے ان قیدیوں کو مستجاب شاہ کے حوالہ کر دینا اور یہ کہدینا کہ انکو تمھارے سپرد
کیے جاتا ہوں یہ کہکے بہت عجلت کے ساتھ میرے پاس واپس آنا ضحاک نے قبول کیا

اور قید حمزۂ ثانی کو مع یاران دیگر اپنے ہمراہ لے کے کمال حفاظت و نجابت سنجا پیری کی جانب روانہ ہوا
فرعون نے تورج بدرگ سے کہا ای شہسوار قدرت مجھکو رای دے کہ اب کیا کرنا چاہیے تورج
نے کہا ای خداوند میری رای یہ ہے کہ تو لشکر اسلام کا قصہ فیصل کرنے مین مصروف ہو مین اسکا ذمہ دار
ہون کہ بدیع الملک اور رستم ثانی کا کام تمام کرونگا پھر تیری مدد کے واسطے آؤنگا فرعون نے قبول
کیا فوج کثیر ہمراہ لے کے سعد بادشاہ کے مقابلہ مین مقیم ہوا شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا دوسرے
روز دیکھو کہ چرخ شعبدہ باز نے صندوق بیضہ را سر باز کیا علی الصباح میدان مین صف آرائی ہوئی لشکر اسلام
کے لشکر سے داراب کشورگیر نے عزم میدان کیا اور نعرہ مارا کہ منم داراب کشورگیر سرکوب دلیران شریر
ای فرعون جلد میرے مقابلہ کے واسطے کسی نابکار ملعون کو بھیج کہ مین اسکو جہنم کیطرف بھیجون لشکر فرعون
سے لجہ بن ارقم مقابلہ کے واسطے آیا اور کہا ای خدا پرست مین ہون تیرا مرد مقابل آ حرب مین مصروف
ہو مگر یہ یاد رکھو کہ اگر جنگ سے عاجز ہونا تو فرعون پرستی مین بخشش سمجھنا داراب کشورگیر نے کہا
او ملعون ہزار ہزار لعنت تجھ پر اور فرعون پر زبان بہ بند و بازو بکشا لجہ بن ارقم نے تلوار کا وار کیا
داراب نے اس وار کو سپر پر رد کیا لجہ بن ارقم نے دوسرا وار کیا داراب نے اس وار کو بھی رد کیا
اسی طرح تین وار اس گبر کے داراب نے رد کیے بعدہ داراب دلاور نے ایک ایسا وار شمشیر
آبدار کا اسکے بیاض گردن پر کیا کہ سر لجہ بن ارقم مغرور کا برگ درخت کی طرح زمین پر گرا شعشعہ
بن ارقم برادر لجہ بن ارقم نے جو اپنے بھائی کا سر خاک پر دیکھا جہان اسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا
فرعون سے کہا ای خداوند جلد مجھکو اجازت دے تاکہ اپنے بھائی کا عوض اس خدا پرست سے لون
فرعون نے بخوشی اجازت دی شعشعہ بن ارقم داراب کشورگیر کے روبرو آیا اور کہا او خدا سے
ناواقف کی پرستش کرنے والے تو نے سخت صدمہ مجھکو دیا ہے مین بھی تیرے عزیزوں اور اقرباؤن کو ایسا ہی
صدمہ دونگا یہ کہا اور تلوار کا وار کیا داراب کشورگیر نے اس وار کو سپر پر رد کر کے ایک ہی وار مین
اسکو بھی جہنم واصل کیا بعدہ خاطی پہلوان شعشعہ کا بھتیجا داراب کشورگیر کے مقابلہ کے واسطے
آیا اور باواز بلند پکارا کہ ای جوان تو نے میرے دو چچا ہلاک کیے ہین دیکھون میرے مقابلہ مین کس طرح
سر بر ہوتا ہے داراب کشورگیر نے کہا تیرے چچا تجھکو یاد کرتے ہین کہ انہین عنقریب بہت تجھکو انسے
ملائے دیتا ہون خاطی پہلوان نے تیر چلہ کمان مین جوڑا اور قریب تھا کہ داراب کشورگیر کی جانب
رہا کرے داراب قریب اسکے پہونچ گیا اور کمان کو گرفت مین لا کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ خاطی
پہلوان پشت مرکب سے منہ کے بل زمین پر گرا داراب بھی اپنے مرکب سے زمین پر آیا خاطی
سوچا کہ داراب مجھکو گرفتار کرے گا جلد اٹھ کھڑا ہوا دونون بزور دست و بازو مین مصروف ہوئے
تادیر نشست و کشش رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا آخر داراب کشورگیر نے اسکے کمربند مین ہاتھ
ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور کہا او گبر مغرور بتا تیرا کیا ارادہ ہے اگر مسلمان ہونے کا اقرار کامل طور پر کرے تو
البتہ تو رہا ہو سکتا ہے ورنہ تو عنقریب اپنے دونون چچاؤن سے ملاقی ہوگا خاطی پہلوان نے غصہ ہو کر
جواب دیا کہ ای جوان مجھکو اپنے چچاؤن کا ایسا صدمہ نہین ہے کہ انکی مفارقت مین زندہ رہنا پسند
کرون علاوہ برین جب تیرے مقابلہ مین سر بر نہ ہوا تو اب اپنے ہمجنسون کو کیا منہ دکھاؤنگا

داراب کشورگیر نے کہا اگر مسلمان ہو گا تو ہم اسکا بازو بستہ کر دینگے خاطی نے کہا اے جوان مجھکو مسلمان
ہونا منظور نہیں ہے خداوند فرعون کی ایسی عظمت و شان میرے دل میں نہیں سمائی ہے کہ میں اُسکی بندگی سے
قطع نظر کرکے خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کر لوں داراب نے کہا ابھی معلوم ہو گا یہ کہا اور اس
زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا غرضکہ تا غروب آفتاب اسی طرح داراب کشورگیر نے پندرہ
پہلوانان نامدار کو داخل جہنم واصل کیے فرعون نے جو پے در پے پندرہ دلیر ہلاک ہوتے دیکھے گھبرا گھبرا کے
ایک ایک سے کہتا تھا ارے یارو یہ کیا غضب ہے جو پہلوان ان مسلمانوں کے مقابلہ کو جاتا ہے
ہلاک ہوتا ہے کاش ازل میں جو کچھ میری مشیت میں گذرا تھا اُسکو لکھ رکھتا اور ہر وقت اسکی ترمیم
کرتا رہتا شیطلین نے کہا اے خداوند کیا اب ممکن نہیں ہے فرعون نے کہا اب بھی ممکن ہے مگر مجھکو
مطلق یاد نہیں ہے کہ میں نے آیندہ کیا مقرر کیا ہے بعد ازان نقارہ بازگشت بجنے کا حکم دیا دونوں فریق
اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے ادھر سعد شہریار نے داراب کشورگیر کو گلے سے لگا لیا اور
اُسکے زور و طاقت کی بہت تعریف کی داراب نے کہا اے شہریار میں کیا اور میری طاقت کیا یہ سب
برکت اسلام کا سبب ہے جب رات زیادہ آئی سعد شہریار نے نقارہ رزمی بجوایا اسطرف لشکر
کفار میں بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے پہلے جو شخص لشکر
اسلام سے باہر آیا طہماس تھا فوج کفار سے مخبوط پہلوان اُسکے مقابلہ کو آیا تادیر رد و بدل رہی آخر
طہماس نے مخبوط کو ایک ضرب تیغ بے دریغ سے دو پرکالے کیے آج کی میدان داری میں
طہماس نے بیس کفار جہنم واصل کیے فرعون نقارہ بازگشت بجا کے اپنے مقام پر چلا آیا
اور میر منشی سے کہا جلد ایک نامہ تورج خان کے نام لکھو جسکا یہ مضمون ہو کہ یہاں خدا پرستوں نے
قیامت برپا کر رکھی ہے اگر یہی حال اور دو چار روز رہیگا بالیقین تمام ہمارے بندے ہلاک ہو جاوینگے اور پھر کوئی
چارہ کار نظر نہ آئے گا جب اس مضمون کا نامہ تورج بدرگ کو پہونچا اُسنے جواب میں بعد صفت و ثنائے
خداوندی خداوند کو لکھا کہ اے فرعون مجھکو کمال حیرت ہے کہ باوجود اسقدر فوج و لشکر کے مسلمانوں کی قیامت برپا
کرنے کی کچھ بھی شکایت ہے علاوہ برین قدرت خداوندی کے روبرو مسلمانوں کے حرب و ضرب کی کیا وقعت و
حقیقت ہے میں خوب جانتا ہوں مسلمانوں کے مقابلہ میں رحم و کرم کو دخل دیا جاتا ہے اے خداوند وہ بندگان
منحرف تیرے ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ انپر رحم کیا جاوے وہ اس قابل ہیں کہ ایک چشم زدن میں اُن
سب کو خاک سیاہ کر دیا جاوے جب اسطرح کا جواب نامہ فرعون کو پہونچا نہایت غیظ و غضب میں
آلودہ ہوا اور دوسرا نامہ تورج بدرگ کو اس مضمون کا لکھا اے تورج خان اگرچہ میں ہر طرح کی قدرت
مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے کی رکھتا ہوں مگر ہمارے مصلحت کو تو کیا سمجھ سکتا ہے علاوہ برین میں نے
نامہ اول اس غرض سے نہیں بھیجا تھا کہ تو اسکا جواب مجھے لکھ یہ غرض تھی کہ بعجلت تمام اپنے کو
میرے پاس پہونچاو بلکہ کھانا وہاں کھاتا تو پانی یہاں پی اپنے آنے میں ایکدم کی تاخیر اور
تساہل نہ کرنا اور اگر دیر ہوگی تو معلوم نہیں یہاں کیا آفت برپا ہو جائے گی جب اس مضمون
کو میر منشی نے بعبارت سلیس اور بخط نستعلیق بہت عمدہ کاغذ پر صاف کر کے پاس
تورج بدرگ کے بھیجا اور اس ناپاک ملعون شیطان نے اول سے آخر تک پڑھ

اور اسکے مضمون سے بخوبی آگاہی ہوئی تورج وہان سے روانہ ہوا اور فرعون کی خدمت مین پہونچا فرعون
اسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور تمام کیفیت پہلوانون کے قتل ہونے کی بیان کی چونکہ رات ہو گئی
تھی تورج بدرگ نے اسی وقت طبل جنگ بجوایا صبح کو مسلح و مکمل ہوکے میدان مین آیا اور باواز بلند
پکارا کہ ای خداپرستو تم نے بہت سر اٹھایا ہی میری غیبت مین تم نے بکثرت خداوند فرعون کے چند و
ہلاک کیا ہی اب مین آگیا ہون دیکھون تم کس طرح میرے مقابلہ مین سربر ہوتے ہو سعید نامی ایک
پہلوان لشکر اسلام سے باہر آیا دونون مین رد و بدل شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ سعید تورج بدرگ
کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہوا پھر دوسرا پہلوان لشکر اسلام سے باہر آیا اور تورج خان کے
ہاتھ سے زخمی ہوکے پشت مرکب سے زمین پر گرا مسلمان پہونچ گئے اور اسکو اٹھا لائے اسیطرح
تیس چالیس شخص مسلمان تورج نے زخمی اور ہلاک کیے شہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی
مجروح قلعہ مین مقیم تھے شاپور شہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا شہزادہ نے
خیر و عافیت پوچھی شاپور نے کہا ای شہزادہ عالی جاہ کیا پوچھتے ہو پہلے اس سے تو خیر و عافیت
تھی بیشتر کفار مسلمانون کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے لیکن جب سے تورج بدرگ
لشکر فرعون مین آیا ہی بکثرت مسلمان اس نابکار کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہو چکے
ہین یہان تک کہ سعید نوجوان بھی اس پلید کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا شہزادہ بدیع الملک
کو سعید کے ہلاک ہونے کی خبر سنکے بہت صدمہ ہوا کیونکہ شاہزادہ اس نوجوان کو بہت
ہونہار جانتا تھا کہا ای شاپور بخدا اسوقت مجکو بہت رنج و ملال ہوا افسوس تورج بدرگ
یہان نہین ہی ورنہ اسیوقت اس سے بہت بری طرح سعید نوجوان کا عوض لیتا مگر پھر بھی
میرے ہاتھ سے کہان جائے گا یہ کہا اور زخم کو خوب مضبوط باندھ کے اور مسلح و مکمل ہوکے قلعہ
سے باہر جانے کا ارادہ کیا رستم ثانی نے کہا ای برادر کہان کا ارادہ ہی شاہزادہ نے کہا
ای رستم ثانی ہم تم یہان مجروح بیٹھے ہوئے ہین وہان بیرون قلعہ تورج بدرگ نے بیشتر
مسلمانون کو ہلاک کیا اور اکثر اس نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ہین سب تو خیر لیکن مجکو
سعید نوجوان کے ہلاک ہونے کا کمال افسوس ہی جبکہ اس نوجوان کی پیشانی سے آثار ہونہاری
کے محسوس ہوتے تھے اب مین چاہتا ہون کہ تورج نابکار سے اُس کے ظلم و بدعت کا عوض
لون رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک اس حالت مجروحی مین تورج کے مقابلہ کے
واسطے جانا ہرگز مناسب نہین ہی اگر خدا ناکردہ نوعدیگر پیش آیا تو غضب ہو جائے گا چندے
اور توقف کرو کہ یہ زخم مندمل ہو جائین بعد ہم تم بالاتفاق اس نابکار سے مقابلہ کرینگے
بدیع الملک نے کہا ای رستم اب اگر کچھ بھی توقف کیا جائے گا بالیقین تمام
مسلمان اس نابکار کے ہاتھ سے شہید ہو جائینگے اگر باری تعالے کی مشیت مین میرا ہلاک
ہونا نہین لکھا ہی تو تورج ملعون پر کیا موقوف ہی اس نابکار کے مثل ہزار پہلوانان
جنگ آزمودہ بھی ایک موے سر کو صدمہ نہین پہونچا سکتے اور اگر میرا جام عمر لبریز ہی ہو چکا
ہی تو اس نابکار سے مقابلہ نہ بھی ہوتا ہم مین زندہ نہین رہ سکتا رستم ثانی خاموش ہو رہا

شہزادہ بدیع الملک نقاب تحویر ڈال کے قلعہ سے باہر آیا جب پروین حشمت آئی حد سے کسیقدر
دور نکل آیا نقاب چہرہ سے دور کی اور لشکر کی جانب راہی ہوا ادھر وہ شب کو تورج بدرگ
نے نقارہ رزمی بجایا صبح کو میدان حرب میں استادہ ہو آواز کہ رہا ہے کہ اے خدا پرستو دیکھو خداوند فرعون کی
قدرت و عظمت کو کہ کسطرح تمہارے لشکری زخمی و ہلاک ہوئے اب بھی خیریت ہے اگر تم خدائے نادیدہ
کی بندگی ترک کرکے خداوند فرعون کو اپنا معبود سمجھو اور اسکی پرستش و بندگی میں بتقصیر عمر اپنی بسر کرو ورنہ
یقین سمجھو کہ تم میں ایک بھی زندہ نہ رہے گا اور میں قسم کھاتا ہوں خداوند کی کہ میں ہرگز کسیطرح کی
رعایت نہ کرونگا اہل اسلام اس نابکار کے کلمات تمرد آمیز سنتے تھے لیکن کسیکو جرأت نہ ہوتی تھی کہ
اس مردود کے مقابلہ کو جاتا وجہ یہ تھی کہ جو مقابلہ کو آتا تھا ہلاک ہوجاتا تھا تورج بکمال استغنا ہر طرف
نشست لگاتا پھرتا تھا اور اپنا مرد مقابل طلب کر رہا تھا یکایک دور سے ایک گرد کو دیکھ کر دونوں لشکر
متحیر ہوئے فرعون سمجھا کہ میری مدد کے واسطے میرا کوئی ہوا خواہ آتا ہے اور اہل اسلام دل میں کہہ رہے تھے
کہ کیا عجب ہے اگر باری تعالے نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا ہو اور کسی ایسے مرد جری کو ہماری مدد کے
واسطے یہاں بھیجا ہو تاکہ فرعون کو اُسکے کفر و الحاد کی سزا بہ منقول پہنچے کہ ناگاہ من گرد چاک ہوا
شہزادہ بدیع الملک اسی حیثیت سے نمودار ہوا کہ مسلح و مکمل ایک ہزار ابلق سپاہ اُسکے سر پر
سایہ کیے ہوئے شاپور شیر دل پشینہ پشت مرکب پر سوار ساتھ شہزادہ اور لشکر اسلام نے جو
شہزادہ کو اسطرف آتے دیکھا بہت خوش ہوئے گویا جان تازہ قالب میں آگئی اہل لشکر نے باادب
تمام سلام کیا شہزادہ ان سبکو جواب دینے کے بعد تعظیم بادشاہ بجالایا اور وہیں سے مرکب کی باگ
پھیر کے تورج بدرگ کے قریب آیا جونہی تورج نابکار گمراہ کی نظر شاہزادہ کی صورت زیبا پر پڑی
ازسرتاپا لرزہ ہوگیا اپنی گردن کھس سے جھٹ اتارے قاش زین پر رکھے ان بتوں کو بکمال خلوص اور
مودب ہوکے سجدہ کیا اور کہا اے لات و مناۃ میں کیا تمہاری قدرت اور عظمت ہے کہ میں عرصہ
دراز سے بدیع الملک کو یاد کر رہا تھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ہر طرف دیکھا کرتا تھا کہیں
اُسکا پتہ و نشان نہ ملتا تھا اور کبھی یہ میرے دل میں آتا تھا کہ شاید اُس زخم کاری کے سبب
سے زیادہ تکلیف میں ہو یا ہلاک ہوگیا ہو بارے تمہارے کرم و رحم کے سبب سے وہ خود بخود
یہاں آیا یہ آپ ہی کی قدرت کا سبب ہے یہ کہکے بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا
اے جوان خدا پرست اب تیرا زخم کیسا ہے شاید مندمل ہوگیا ہے کہ جو میرے مقابلہ کے واسطے آیا ہے
افسوس صد افسوس کہ دوسرا تو تیغ وار کرنے کا نہ ملا ورنہ اب تک کبکا اپنے مقر اصلی کو پہنچ جاتا
خیر کچھ مضائقہ نہیں جب نہ سہی تو اب سہی بدیع الملک نے کہا او نابکار تو کیا بیہودہ کلمات
زبان سے نکالتا ہے جنگ و حرب میں مجروح ہونا مردوں کا جوہر ہے لیکن میری جوانمردی اور دلاوری کو
تونے دیکھا تیرا دل ہی جانتا ہوگا میں بھی چوروں کی طرح کہیں سے بھاگا نہیں میدان جنگ سے
بھاگ جانا نامردوں کا کام ہے تورج نے کہا اے بدیع الملک اگر جنگ و حرب میں مجروح ہونا
مردوں کا جوہر ہے تو حریف کے قبضہ میں آکے کسی حیلہ و فریب سے بھاگ جانا بھی مردانگی کے
جوہر میں داخل ہے شاہزادے نے کہا خیر تو یہی سمجھ لے گر زبان بہ بند و بارہ بلبلتا تورج نے کہا

یہان مین بس یہی چاہتا ہون ع بیا با نخجر و دی زور دی نشان * شہزادہ نے کہا وہ پاک ہی خدا پرست ہین ہمارا شیوہ ہمیشہ سے پیش دستی کا
نہین ہی بلکہ یہ طریقہ کفار کا ہی توزج نے قبوز زمین سے عمود نکالا اور چند قدم پیچھے ہٹ گئے دونون ہاتھون
سے اُسے سنبھالا اور بلاے بے درمان کی طرح شہزادہ کی جانب جھپٹا آتے ہی چاہا کہ شہزادہ پر وار کرے
شہزادہ نے بسبکی تمام اسقدر اس نابکار کے قریب پہونچ گیا کہ چاہتا تو عمود اسکے ہاتھ سے چھین لیتا مگر ایسی
ایک جھٹکی دی کہ وہ عمود اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گرا توزج نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ
نے کہا او نابکار اپنا عمود اٹھا لے ایسا نہ ہو کہ تو کسی وقت مین یہ شکایت پیش کرے کہ تمام حربون
مین سے ایک حربہ کم ہوگیا تھا اور بخوبی مطمئن رہ جب تک تو ہماری طرف متوجہ نہ ہوگا ہم ہرگز تجھ پر وار نہ
کرینگے توزج نے قبول کیا اور پشت مرکب سے زمین پر آکے اپنا عمود اٹھا لیا اور بار دیگر اُسی عمود کا
وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کیا لیکن اُس جھکان سے وہ زخم پھٹ گیا اور گریبان تک
خون بہ آیا شہزادہ نے چشم و ابرو سے خون کو پاک کیا اور کہا او نابکار ہوشیار باش ع زدی ضرب بخور
ضرب بانوش کن + عم دین و دنیا فراموش کن * اور تلوار کو علم کرکے اس سبکی سے وار کیا کہ توزج نابکار کا
سر ابرو تک شگافتہ ہوگیا شہزادہ مرکب کی باگ پھیر کے علحدہ چلا آیا توزج نے اپنے زخم سر کو خوب
مضبوط باندھا اور تیغ علم کیے ہوئے بدیع الملک کے قریب آکے کہا ای بدیع الملک تو نے
اسوقت سخت غلطی کی جسکا نقصان جلد تجھکو پہونچا یہ کہا اور تیغ کا وار شاہزادہ پر کیا شہزادہ نے اس
وار کو سپر پر روکا مگر سپر نے خطا کی وہ تیغ شاہزادہ کے شانہ پر پہونچی دست چپ بیکار ہوگیا کیونکہ
گوشت کو شگافتہ کیے استخوان تک پہونچ گئی ایک زخم تو شاہزادہ کے سر لگا تھا یہ دوسرا زخم بازو پر
پہونچا درد سے بیتاب ہوگیا اور اسی حالت درد مین غضب آلود ہوکے تیغ توزج کے قریب پہونچ گیا
اسی تیغ کا وار توزج پر کیا جس سے سر ناپاک اسکا تربوز کی طرح چارپارہ ہوگیا فرعون ملعون نے جو توزج
کا یہ حال خراب دیکھا بیقرار ہوکے نوبت نوازا اور بآواز بلند کہا لینا اس خدا پرست کو اسنے توزج خان کو جان بلب
کر دیا تمام فوج کفار بدیع الملک کی جانب بے تحاشا دوڑی اسطرف سعد شہریار نے جو کفار کے یورش کو
دیکھا کہا ای حامیان دین اسلام کس خیال مین ہو شہزادہ بدیع الملک پر ان نابکارون نے یورش کی ہی جلد
شہزادہ کی مدد کرو چنانچہ وہ سب شہزادہ کی مدد کو پہونچے اور جنگ واقع ہوئی کہ رستم ستوران دران مین
شعر + ز زمین شش شد و آسمان گشت ہشت * چونکہ آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا فرعون نے
نقارۂ بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ مین آکے قرار لیا اسطرف لشکر اسلام بھی اپنے مقام قیام پر واپس
آیا شہزادہ بدیع الملک غائب ہوگیا لیکن شہزادہ بدیع الملک کے غائب ہونے سے سبکو حیرت ہوئی
سعد شہریار نے کہا آخر تم لوگون نے شہزادہ کو کہان چھوڑا ان سب نے کہا شہریار کیا تمامین جب ہم میدان مین
تھے شہزادہ کو دیکھتے تھے کہ وہان سے مراجعت کی پھر ہم کو خبر نہین ہی سعد شہریار نے ہرکارون کو بلایا اور کہا جلد
فرعون کے لشکر مین جاؤ اور دریافت کرو کہ شاہزادہ وہان کہین تو نہین ہی ہرکارے حسب الحکم گئے اور
واپس آکے خبر دی کہ شاہزادہ کا کہین پتہ نہین ہی اور خود توزج بدرگ بھی لشکر فرعون مین نہین ہی پھر
سعد شہریار نے لوگون کو شہزادہ کی تلاش مین بھیجا راوی کہتا ہی کہ رستم قلعہ مین شدت درد جراحت
سے بیہوش تھا یکایک آنکھ کھولی بدیع الملک کو نہ دیکھا حارث قلعہ دار سے پوچھا کہ بدیع کہان ہی

حارث قلعہ دار نے کہا شہریار کی جرأت تھی کہ تورج بدرگ نے لشکر اسلام کے بیشتر مسلمان ہلاک کیے
ہیں جتنے کہ اب تورج سے کسی کو مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی وہ دلاور دوماں باوجود مجروح ہونے کے اس
خبر کو سنکے تاب تحمل نہ لایا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور مسلح و مکمل ہو کے قلعہ سے روانہ ہوا وہاں جب فرعون شاہ
بارگاہ میں آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا حسب اتفاق اسوقت ضحاک شاہ نے پوچھا فرعون شاہ نے کہا ای ضحاک شاہ
حمزہ ثانی کو مع دیگر مسلمانوں کے گرفتہ و بستہ سنجاب شاہ کے حوالہ کر دیا ہے کہا ہاں ای خداوند ان سب قیدیوں کو
سنجابیہ میں پہونچا دیا ای خداوند میں اسوقت تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو تو خدا پرستوں کی
قید و بند میں مبالغہ کرتا ہے اس میں کیا منفعت سمجھتا ہے اور خدا پرست تیرے بندوں میں جسے گرفتار کرتے ہیں
اسکو بلا تکلف قتل کرتے ہیں فرعون نے کہا بیشک تیرا سوال بہت صحیح ہے ضرور مسلمانوں کو ہلاک کرونگا
خسرو بن ضحاک اسوقت موجود تھا فرعون نے کہا ای ضحاک میں ابھی تقدیر نامہ لکھتا ہوں چنانچہ
اسیوقت تقدیر نامہ لکھا اور خسرو بن ضحاک کو دے کر کہا ای خسرو تو جلد جا اور فوراً ان خدا پرستوں کو
قتل کر کے سر انکے ہماری خدمت میں پہونچا خسرو نے کہا ای خداوند اگرچہ وہ خدا پرست گرفتہ و بستہ
ہیں لیکن اس حالت میں بھی انکو ہلاک کرنا خالی از وقت نہیں ہے فرعون نے کہا تو کیا کہتا ہے میں تیرا
مطلب نہیں سمجھا خسرو نے کہا مطلب یہ ہے کہ تنہا کسی کی مجال نہیں کہ ان مسلمانوں کو ہلاک کر سکے فرعون نے
کہا میں یہ کب کہتا ہوں کہ تو تنہا جا کے انکو ہلاک کر جسقدر فوج و لشکر تجھے مطلوب ہو ہمراہ لے چنانچہ خسرو پچاس
ہزار سواروں کی جمعیت اپنے ہمراہ لیکے شہر سنجابیہ کی جانب روانہ ہوا اس جانب کا حال سماعت فرمایئے کہ
جب رستم پرویں حصار سے باہر آیا تو دیکھا مہتر قران سامنے سے چلا آتا ہے اور قریب پہونچکے آتے ہی خدمت
کو بوسہ دیا رستم ثانی نے کہا ای قران کیا خبر ہے قران نے کہا شہریار کیا عرض کروں ابھی کل کا ذکر ہے کہ بدیع الملک
حالت مجروحی میں تورج کا مقابل ہوا اور زخم تورج بدرگ کے سر پر پہونچانے اور بہ عجائب سے گیا طرفہ تر یہ ہے
کہ خود تورج بھی لشکر فرعون سے غائب ہو گیا اور ایک خبر تازہ اور بھی ہے کہ حمزہ ثانی اور دیگر مردان ہمراہی کو
گرفتہ و بستہ کر کے فرعون نے شہر سنجاب میں بھیجا تھا لیکن فی الحال نامہ قتل سرداران لشکر اسلام لکھ کے
خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ بھیجا ہے اور پچاس ہزار سواروں کی جمعیت اسکے ہمراہ کر دی ہے تاکہ ان
خدا پرستان عنید کو قتل کر کے انکے سر لے آئے اس واقعہ کو میں ابھی دیکھے چلا آتا ہوں رستم ثانی نے کہا ای
قران خوب وقت پر یہاں پہونچا حاصل کلام رستم ثانی وہاں سے روانہ ہو کے خسرو کے لشکر میں داخل
ہوا اور ہیئت کو بدل کے اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور مہتر قران سعد بادشاہ کے لشکر کی جانب راہی ہوا
رستم ثانی خسرو کے لشکر میں چلا جاتا تھا شیاطین خسرو کے لشکر کے ساتھ تھا اس نے کمال قرینہ سے
پہچان لیا کہ ضرور یہ جوان رستم ثانی ہے جو ہیئت تبدیل کیے لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے اوسنے ملسول نامے
ایک سردار لشکر کفار سے کہا ای ملسول تو اس جوان کو پہچانتا ہے ملسول نے کہا ای شیاطین ہرچند کہ مجھکو
بیشتر خیال نہ تھا لیکن تیرے مشتبہ کرنے سے اس جوان کی نسبت میرے دل میں کچھ شک گذرتا ہے میں نہیں جانتا
کہ کون ہے شیاطین نے کہا اگر نہیں جانتا تو مجھ سے سن یہ جوان رستم ثانی ہے اسکا یہاں آنا خالی از علت نہیں ہے
مگر وقت طلب یہ امر ہے کہ اگر اس سے کچھ کہتا ہوں بالیقین یہ ابھی تمام لشکر کو درہم برہم کر دیگا اور خود صحیح و سلامت
یہاں سے نکل جاویگا ملسول نے کہا ای شیاطین اگر اس جوان سے کچھ تعرض نہ کریگا پھر بھی لشکر فرعون

تو یہ صدمہ پہونچائیگا اس سے بہتر یہی ہے کہ اس حال کی خبر خسرو کو کرنا چاہیے دیکھیں وہ کیا کہتا ہے شیاطین خسرو
کے پاس آیا لیکن نہایت بدحواس خسرو نے کہا ای شیاطین سوگت تیرے بشرہ سے آثار بدحواسی کے محسوس
ہوتے ہیں پوچھا تو کیا خبر ہے اُسنے کہا ای خسرو کیا کہوں سخت خرابی کا سامنا ہے گو یہ مشکل وگر گو یہ مشکل اور ملکسول
کیجانب اشارہ کرکے کہا اس سے پوچھ لو ملکسول نے خسرو کو علحدہ لے گیا اور کہا شیاطین کہتا ہے کہ رستم ثانی ہیئت
تبدیل کیے ہوے لشکر میں موجود ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کچھ بھی اُسکے حال سے تعرض کیا بس تمام فوج کو درہم
برہم کرکے نکل جائیگا اور کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگا خسرو شیاطین کے پاس آیا اور کہا کیا واقعی یہی امر ہے
جو ملکسول بیان کرتا ہے شیاطین نے کہا ع آنچہ عیان است چہ حاجت بہ بیان + موجود ہے دیکھو گے خسرو
نے کہا اچھا ضرور دیکھونگا شیاطین خسرو کو ایک سراپردہ خیمہ کی پشت کی طرف لایا اور اشارہ سے کہا وہ جو وہ
سامنے موجود ہے جو ہیں خسرو کی نظر رستم ثانی پر پڑی خوف سے بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا ای شیاطین آج تک
یہ جو جہان رستم ثانی ہے اب بتا کیا کروں شیاطین نے کہا جو کچھ ہو سکے وہ کرنا چاہیے خسرو نے کہا مجھ سے کچھ نہیں
ہو سکتا ہاں تو ہی ایسا کچھ مکر و فریب عمل میں لا جس سے وہ گرفتار ہو جاوے شیاطین نے بعد غور و فکر بسیار خسرو
کو ایک ایسی تدبیر بتائی جسکو سنکے خسرو شہزادہ رستم ثانی کے قریب آیا اور آتے ہی زمین خدمت کو بوسہ دیکے بکمال
عاجزی کہا ای شاہزادہ والا تبار رستم ثانی نامدار ہمارے نصیب و بخت کی خوبی طالع ہمارا ہے کہ تم نے قدم رنجہ فرمایا مجھکو
عزت بخشی ع ای مبارک پی شہنشاہی کہ حاصل می کنند + اختران آسمان از طلعت نیک اختری + کاش کے اس خادم
کو تم نے مشتری اپنے تشریف آوری کی اطلاع دی ہوتی تا کہ بشرف ملازمت سے بہرہ یاب ہوتے رستم ثانی نے جو
خسرو کی اسطرح کی تقریر سنی کمال متعجب ہوا کہا ای خسرو یہ تو نے کسطرح جانا کہ میں رستم ثانی ہی ہوں اگر میں
واقعی رستم ثانی ہوتا تو اسطرح تیرے لشکر کے ساتھ کیوں آتا خسرو نے کہا شہریار ایسا نہیں کہ آپکو مجھ سے مخفی کرتے
ہو میں بخوبی آگاہ ہوں کہ تم رستم ثانی ہو اور مجکو ہرگز معلوم ہوا آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجھکو بشارت
دی کہ رستم ثانی تیرے لشکر میں موجود ہے تو اسکی ملازمت نہیں بجا لاتا بس یہ سبب ہے جو میں تمکو رستم ثانی سمجھتا ہوں
خداوند عالم کو میری عاقبت بخیر کرنا تھی جو تم ایسے صادق الایمان کو مجھ تک پہونچایا عرصہ سے میری دلی تمنا تھی کہ کوئی
خدا پرست ایسا ملے جو دین اسلام کے اصول و فروع سے آگاہ کرے تا کہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوں پیشتر لوگ
فرعون رشاہ کو خداوند کہتے تھے لیکن میں تو اُسے مثل عوام الناس کے سمجھتا ہوں ورنہ وہ بھی کافر سخت خواہ مخواہ
بندگان خدا کو بہکاتا ہے اور اپنی خداوندی کا معتقد کرتا ہے حالانکہ اُسکی خداوندی کا آجتک کچھ ظہور نہوا لعنت ہے
ایسی خداوندی پر جو محض برائے نام ہو اور کسیطرح کی قابلیت نرکھے غرضکہ اس قبیل سے ایسے مکر و فریب کی باتیں
اُس مکار نے کہیں کہ شاہزادہ رستم ثانی کو اُسکے راہ راست پر آنے کا یقین کامل ہو گیا کہا ای خسرو اب بتا تیرا کیا
ارادہ ہے اُسنے کہا جو ارشاد ہو رستم ثانی نے کہا اگر واقعی تو راہ ضلالت کو ترک کرکے شاہراہ مستقیم پر آنا چاہتا ہے تو
میں ابھی تجھے تلقین و تعلیم کرنے کو موجود ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ بلا فصل اصول و فروع دین
اسلام و بیشتر عقائد تعلیم کیے خسرو دل میں مکر رکھکے بظاہر مسلمان ہوا اور رستم ثانی کو ہمراہ لاکے ایک
مقام مناسب میں مقیم ہوا دعوت و ضیافت کا سامان حسب مراتب اہتمام و تکلف کیے کیا نہایت لطیف و
بامزہ طرح طرح کا کھانا پکوایا شب کو محفل عیش و نشاط قرار دی زر خطیر صرف کرکے اونچے اونچے
بلوائے بہت وسیع ایک خیمہ نصب کیا اسمیں فرش صاف و سفید بچھوایا ہر چہار جانب

طہرانی قالین بچھوائے صدر مین سرخ کاشانی مخمل پر بھاری زردوزی کا مسند تکیہ لگایا تمام خیمہ کو جھاڑ فانوس وغیرہ
قیمتی شیشہ آلات سے آراستہ کرکے موم و کافوری شمعون کی روشنی کی بیچ بیچ مین ایک لگن جھمجھی انگیٹھی مین عنبر و اگر سلگایا
ہر چہار جانب خوشبودار پھولون کے ڈھیر تھے خیمہ کی قناتون پر عطر چھڑکا ہوا بیرون خیمہ نوبت رکھی چھڑکاؤ ہوا جابجا پہرہ
مقرر کیے چوبدار خدمتگار حقہ بردار وغیرہ نقشی خنجر بصاحب عزت پیل نوج کے اعلے عہدہ دار وغیرہ وغیرہ سے
پر تکلف لباس سے آراستہ اور زیور قیمتی وردیون سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنے اپنے عہدہ پر مستعد ہوئے اسیطرح
جب سب طرح اندرون و بیرون خیمے آراستگی ہو گئی دو تین گھڑی رات گئے خسرو مکار و بے ایمان شاہزادہ
رستم ثانی کو خیمہ مین لایا اور بکمال تعظیم و تکریم اس مسند تکلف پر بٹھایا اسی خیمہ سے ملا ہوا ایک اور خیمہ بھی نصب
کیا تھا اسمین کھانا کھلانے کا سامان تھا پلاؤ چلاؤ مرغ پلاؤ انناس پلاؤ متنجن زعفران سفیدہ قلیا قورما دو پیازہ
شیرمال باقرخانی پوریان کچوریان کباب کہنے قورمہ فرنی شیر برنج سب طرح کے اچار طرح طرح کے مربے وغیرہ
صد ہا طرح کی خوشبو و خوش رنگ بامزہ کھانے دسترخوان پر نہایت صفائی اور ترتیب سے چنے گئے دفعتاً حکم ہوا کہ غلامانہ
طائفہ جلد تیار ہو کے آ گئے ایک نازنین مہ لقا سراپا حسن و صفا جسکا ہر ایک عضو سانچہ مین ڈھلا معلوم
ہوتا تھا از سر تا پا قدرت صانع حقیقی کا نمونہ تھا زیور جواہر نگار مین غرق پیشواز رو پائجامہ مستی بھاری کارچوبی
جسمین بیرون گنگر ہلسے ہر آبدار لگے ہوئے اسیطرح زمرد و یاقوت و الماس کو قیاس کرنا چاہیے دھانی کار جے کے
دوپٹہ کی گاتی پڑی ہوئی جسکی بھاری سنہری کا غاتی اور صرف کچے بور بھاری آنچل پلو کی جھلا جھلی اس تیز و زر
جواہرات و سفیدار و شنی کے سبب سے لکلوخیرہ کیے دیتی تھی جھم جھم کرتی یہان چلی آئی ایک ایک گبر ملعون کی طرف
کنکھیون سے دیکھتی مسکراتی بھی راست دیکھ دیتی بھاتی کبھی کسی گبر کو تاکتی سازندون کی آڑ سے جھانکتی
جھومتی جھامتی کمر کی لچک دکھاتی آموجود ہوئی سازندون مین سے ایک نے طبلے کی ٹھک سنائی کسی نے سارنگی
کے سُر چھیڑے پیرزین کرکے سارنگی کو شمالی کی بچہ نے ٹھنک ٹھنک تھن تھن کی پھر غزل شروع ہوئی غزل

یہ چشم جانان اور یہ چشم غزالان اور یہ	وضع انسان اور یہ ترکیب جیوان اور یہ	خاک جنت مین لیگا بعد مردن دل مرا
ناز غلمان اور یہ انداز انسان اور یہ	تا تراشیدہ یہ پیر اور وہ سانچے مین ڈھلا	شکل غمر جان اور یہ دست جینان اور یہ
ایک یوسف وان گرا تھا یہان گرتے ہین لاکھ	چاہ کنعان اور یہ چاہ زنخدان اور یہ	جانور اسیر ہین عاشق اسیر عاشق آدمی
سرو گلستان اور یہ سرو خرامان اور یہ	گرچہ دونون فلک پر مکان ہین لیکن فرق ہے	سنبلستان اور یہ زلف پریشان اور یہ
فرق ہے شاہ و گدا مین قول شاعر ہے یہی	شیر قالین اور یہ شیر نیستان اور یہ	چونکہ مقام ہین سنبل مو نہایت خوش آیا

وہ خوش گلو تھی اس غزل کو ایسا گائی کہ تمام اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہو گیا اسی اثنا مین خسرو مکار رومال نکال کر روانی
کرکے محفل مین شاہزادہ رستم کے قریب آیا اور دست بستہ کہا شہریار زمان دو گھڑی حاضر ہوا ہون سے علیحدہ غلام نوازی فرمائی ہے امید
ہون کہ اسقدر اور بھی تکلیف گوارا فرمائیے ہر چند شاہزادہ نے انکار کیا کہ مجھکو بھوک نہین ہے لیکن اس مکار نے دو بارہ اصرار
تمام اُس خیمہ مین لے گیا جہان وہ کھانا دسترخوان پر پُر تکلف تمام چنا ہوا تھا شاہزادہ نے چند لقمہ اُس کھانے کے
تناول کیے اور ہاتھ دھو کے پھر محفل مین چلا آیا ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ خسرو صراحی و جام لیے ہوئے جسمین
شراب بیہوشی مخلوط تھی پھر آیا اور لیجیے والا شریف نوش فرمائیے شاہزادہ نے انکار کیا اسنے کہا شہریار یہ وہ
چیز نہین ہے جسکی شریعت اسلام مین ممانعت ہے بلکہ یہ ایک نوع کا شربت ہے جس سے اعضائی کاہلی
رفع ہو جاتی ہے ورنہ استغفراللہ مین کبھی نہ تکلیف دیتا شہزادہ نے ایک جام بیہوشی مخلوط

سے جو اپنے سردار کو ہلاک دیکھا سب نے بالاتفاق نقابدار پر حملہ کیا نقابدار نے انکو دم لینے کی بھی مہلت نہ دی
اسقدر تلوار کے وار کیے کہ ان سب کے حواس جاتے رہے آخر فوج بے سردار بھی تاب مقابلہ نہ لا کر رو بفرار لائی بیشتر
تہ تیغ ہو کے جہنم واصل ہوئے فراریوں کے ساتھ شیاطین بھی بھاگا نقابدار اس مقام پر آیا جہاں رستم ثانی
طوق و زنجیر میں بستہ تھا رستم نے جو نقابدار کو دیکھا کہا ای جوانمرد تو کون ہے نقابدار نے کہا ای شہریار پیشتر میں
تمہارا بدخواہ تھا لیکن اب میں شاہزادہ بدیع الملک کا ہواخواہ ہوں اور یہ اسی شاہزادہ عالیجاہ کی محبت
کا سبب ہے کہ تم کو قید سے رہا کرتا ہوں رستم ثانی نقابدار کی یہ تقریر سنکے آبدیدہ ہو گیا اور کہا ای جوان دلاور دوران
تجھکو قسم ہے شاہزادہ بدیع الملک کے سر اقدس کی کہ اپنی تلوار کا ایک وار ایسا مجھ پر لگا کہ سر میرا تن سے جدا
ہو جائے کیونکہ مجھکو قید و بند کی اسطرح کی رہائی سے ہر طرح یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں نقابدار
ہنسا اور رستم ثانی کے دست و پا کے بند کھول دیے رستم ثانی نے کہا ای جوان تو نے میرا کہنا نہ سنا نقابدار نے
کہا بس اب خاموش ہو زیادہ گویائی کی ضرورت نہیں ہے یہ بتاؤ کسطرف کا ارادہ ہے رستم ثانی نے کہا مقدم کام
یہی ہے کہ قلعہ سنجاب میں پہونچکے حمزہ ثانی کی رہائی کی تدبیر کروں نقابدار نے کہا اگر یہی ارادہ ہے تو میں ہمراہ
ہوں چنانچہ دونوں بالاتفاق یکدیگر وہاں سے روانہ ہوئے اور بعد طے مراحل و قطع منازل قریب قلعہ سنجاب کے
پہونچے سنجاب شاہ کو خبر پہونچی قلعہ سے باہر آیا اور آواز دی کہا ای جوانو تم کون ہو جو یہاں آئے اور
کسواسطے آئے ہو دونوں نے بالاتفاق کہا ای سنجاب شاہ ہم تجھکو صرف اس بات کی اطلاع دینے آئے ہیں کہ
اگر تو اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہے تو بخلوص اعتقاد مسلمان ہو اور ہمارے سرداروں کو قید و بند سے خلاص کر دے ورنہ
جو سزا تجھکو ملے اسکے لائق اپنے کو سمجھنا سنجاب شاہ نے رستم ثانی کیجانب متوجہ ہو کے کہا ای جوان اس خلاف
کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے دین اور مذہب کے بارہ میں زور اور ظلم کی کیا ضرورت ہے دو شخص آپس میں لڑتے ہیں
پھر ایک پسپا ہوتا ہے ہاں اگر تو اپنے مذہب کو سچ اور برحق سمجھتا ہے تو کوئی ایسا کار نمایاں دکھلا کہ یقین ہو جائے
رستم ثانی نے کہا کیا کار نمایاں چاہتا ہے سنجاب شاہ نے کہا میرے قلعہ کے پرے وہ جو نیستان ہے ہمیشہ تیرہ دم
دو سو فرسخ تک چلا گیا ہے روز ہر روز دن چڑھے ایک آہو اس نیستان سے نکلتا ہے عجیب و رنگ آمیز و حیرت خیز آدمی اسے
دیکھتا ہے کہ دل ہل جاتا ہے اگر تو اس آہو کو گرفتار کرے یا ہلاک کرے پس سمجھونگا کہ بیشک تیرا دین و مذہب برحق ہے اور
میں وعدہ کرتا ہوں بلا تردد مسلمان ہو جاؤنگا اور اگر اس ہرن کو ہلاک یا گرفتار نہ کر سکے گا پس میں ہرگز تیرے
مذہب کو اختیار نہیں کرونگا اور اگر مجھکو مسلمان ہونے کیواسطے مجبور کرے گا میرے شہر کو تہ و بالا کرے گا پس
یقین سمجھ لے کہ جسقدر مسلمان میرے یہاں قید ہیں سب کو قتل کرونگا رستم ثانی نے کہا ای سنجاب شاہ ہم کو
تیری یہ شرط قبول و منظور ہے سنجاب شاہ نے کہا ای جوان یقین سمجھ کہ ہم کو بھی اسوقت مسلمان ہونے میں
کوئی عذر نہ ہوگا رستم ثانی اسروز خاموش ہو رہا دوسرے روز اس نیستان کیطرف گیا ایک بلند
پشتہ پر متوقف ہوا اور نیستان کی جانب نگاہ کی تا دیر دیکھتا رہا یکایک کیا دیکھتا ہے کہ ایک آہو
خوشرنگ متناسب الاعضا سامنے سے چلا آتا ہے اور پشتہ کے قریب آکے ٹھہرا اور حسب بیان
سنجاب شاہ اس آواز حزین و دردناک سے چیخا کہ شاہزادہ رستم کے دل پر بھی اثر غم و ملال کا
چھا گیا بعدہ وہ آہو چاہتا تھا کہ بھاگ جائے کہ وہ شیر بیشہ جلادت جست مار کے قریب
اسکے پہونچا غرض کمند کا پھندا اسکے اوپر پھینکا اس کمند کا ہاتھ سے رہا ہونا تھا کہ حلقہ کمند میں

تو ورستم ثانی بھی بستہ ہو گیا اور وہ آہو بھی کمند سے لپٹا تھا کہ اسکے ساتھ رستم بھی کھنچا چلا گیا جب اس نیستان مین
دونون پہونچے غیب سے اس نیستان مین آگ لگ گئی اور وہ آگ اسقدر بھڑکی کہ وہ صدہا کوس کا جنگل آگ
سے بھر گیا اسکے شعلے آسمان تک جاتے تھے طبقہ جہنم معلوم ہوتا تھا پہر پہر کے بعد وہ آگ از خود بجھ گئی ہے جو لقابدار
نے بغور نظر کی معلوم ہوا کہ وہ تمام میدان نیستان سیاہ ہے لیکن رستم ثانی کا کہین نشان نہین ہے نہایت تعجب ہوا
دل مین کہا کہ نہ شد دو شد یہ کیا سامان پیش نظر ہے نہین معلوم رستم ثانی اس آگ مین جل گیا یا شہزادہ
کو کوئی اٹھا لے گیا الغرض روتا اور تمام شب وہین بسر کی دوم صبح کو دیکھا کہ وہ نیستان بھی اسیطرح موجود ہے اور
اس سیاہی کا مطلق نشان نہین ہے اور زیادہ حیرت نے گھیرا دل مین کہا آج خود بھی اس آہو پر حملہ کر کے دیکھین کیا
ہوتا ہے چنانچہ کمند کو حلقہ کر کے گھات مین بیٹھا حسب دستور آہو آیا اور رو رو کی آواز سے جو لقابدار نے حلقہ کمند
کمند کو پھینکا آہو اور خود کو بھی کمند مین گرفتار پایا اور مثل رستم ثانی لے گیا اسکا شکر وہین آکے مقیم ہوا

باز آمدم بر مقصد مع دیوانہ سگ نورج بدرگ کہ از دست شہزادہ عالیمقدار بدیع الملک الاستاد روح تا زخم بر سر خوردہ

پہ صنعت ہو بہو جو حسن جہان گل رسیدہ ہون	بلبل نہین ہون طائر رنگ پریدہ ہون	کیون تیرے نقل جو نشتر سوہاست خشک ہوا
کیا مین بھی مثل شیشہ غم سے ہر یدہ ہون	مثل غم شراب خرابات دہر مین	زاہد برائے بادہ ہی مین آفریدہ ہون
لو بنا مین سبکو چھوڑ کے ملک عدم کی راہ	ہر چند کہ قافلہ مین ہون لیکن جریدہ ہون	طاقت پہ طاق ابروے خمدار یار پر
محراب کی صحبت کہین وہ خمیدہ ہون	پیر اعلام پچھے کنعان فقط نہین	کیسی ہے مشتری بھی مین تیری خریدہ ہون
وہ آفتاب ہون جو افق با ہے وقت	با خندہ صبح مین بھی گریبان دریدہ ہون	سنو جو کہ شیشہ کہان ہے قدح کہان
سمجھا ہو بزم بادہ مین ہوش ہی پیادہ ہون	ہر گز مجھے نظر نہین آتا ہو جو غیر	عالم تمام ایک بدن ہے مین دیدہ ہون
سودا سے عشق غیر کہان ہے برنگ گل	اپنے ہی حسن پر مین نگہ جان دیدہ ہون	لیکن نہین ہے ضبط فغان جستہ ہو تو ہو
بے اختیار صورت مو ورمیدہ ہون	ہنستا ہون مین نکل کے اب معلوم پہ ہون	باہم جہان مین مثل انار رسیدہ ہون
تھا چاک جیب صبح تو شہرہ ای جنون	ہون تیرہ بخت شام پہ بیان دریدہ ہون	گر جان جائے غم نہین ایلچی بات جائے

تا صبح وہ جمع ہر آہو مین بھی کشیدہ ہون ۔ باغبان بن گلستان خوش بیانی دو چمن آرایان بوستان ہمہ دانی گلہائے مضامین رنگین
کو سبد ورق پر مرتب کر کے سطر سے بیش کش ناظرین والا گروہ شائقین عالی نظر کرتے ہین کہ جب دیوانہ سگ نورج بدرگ
شہزادہ والا رتبت عالی مرتبت شجاع زمان اعنی بدیع الملک ذیشان کے دست زبردست سے مجروح ہو کے
حواس باختہ ہو گیا مرکب اس نابکار مکار کا چونکہ پامال ہوا ایک جانب لیکے بھاگا تین روز تک برابر راہ بادیہ طے کرتا رہا
چوتھے روز ایک صحرائے لق و دق مین پہونچا جہان سبزہ بکثرت روئیدہ تھا چونکہ بھوکا بہت تھا مصروف چراگاہ
ہوا نورج کا سر شگافتہ تھا چار روز کے تکان سے اور زیادہ بیحال ہو گیا تھا پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم
سے اس صحرا مین گرا اور بیہوش ہو گیا ایک جگہ پڑا ہے مرکب دوسری طرف سبزہ زار مین چرتا پھرتا ہے راوی کہتا ہے
کہ اس نواح مین اسکندریہ نام ایک ملک وسیع و عریض واقع ہے اُس ملک کا فرمانروا اُس شکار گاہ مین مصروف
صید تھا ایک آہو کے تعاقب مین مرکب بے تحاشا دوڑائے چلا جاتا تھا اس بیشہ مین سے گذر ہوا دیکھا ایک
جوان جسکے سر پر دو زخم ہین بیہوش زمین پر پڑا ہے اور ایک مرکب ایک جانب چرتا پھرتا ہے چونکہ وہ ہرن دور
نکل گیا تھا اسکے تعاقب سے قطع نظر کی اور وہان سے مراجعت کر کے اپنے عمر وہان ہمراہی مین آیا اور
حقیقت بیان کی وہ سب بادشاہ کے ساتھ اس مقام پر آئے کیفیت مشاہدہ کی متعجب ہوئے بادشاہ

نے حکم دیا کہ اس جوان کو ہمراہ لے چلو چند ملازم آئے اور تورج کو اٹھا لے گئے جب اسکندریہ مین پہونچے جراح بلائے
گئے زخمون پر مرہم رکھا گیا مرغ کا شوربا پلایا گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد اس جوان کو تندرست کرو جس شے کی ضرورت
ہو ہماری سرکار سے بلا تکلف لو چند روز کے بعد تورج تندرست و تازہ ہو گیا سکندر شاہ کو خبر پہونچی کہ وہ
جوان تندرست ہو گیا ہی بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آکے کہا ای جوان تو کون ہی
اور تیرا کیا نام ہی تورج بدرگ نے کہا ای بادشاہ مجھکو تورج صاحبقران کہتے ہین سکندر شاہ نے کہا کون تورج
یعنی تورج خان ہمارے خداوند فرعون کے لشکر مین ہی اور خدا پرستون کے مقابلہ مین کارزار کرتا ہی تورج خان
نے کہا ای بادشاہ مین وہی تورج خان ہون جسکا تو پتہ دیتا ہی سکندر شاہ نے پوچھا یہ زخم تیرے سر پر کس
طرح پہونچے اُسنے کہا مسلمانون کے مقابلہ مین سرگرم تھا بدیع الملک سردار لشکر اسلام کے ہاتھ سے
مین زخمی ہوا ہون اسوقت ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم تھا اور مین زخمی ہو چکا تھا حالت خمداری مین دفعتاً مرکب
میرا چراغ پا ہوا اور اسطرف لیکے چلا آیا ہر چند کہ مجھ مین مطلق حالت باقی نہ تھی مگر بکمال جہد مرکب کی پشت
پر قائم رہا لیکن اسکے بعد جب اس صحرا مین پہونچا بیہوش ہو کے پشت مرکب سے زمین پر گرا پھر مجھکو خبر نہین کہ یہان
کون لایا چونکہ مشیت خداوندی مین ابھی میرا ہلاک ہونا منظور نہ تھا اسوجہ سے صحیح و سلامت اس صحرا تک
پہونچا اور ٹھیک وقت پر پہونچ گیا جو میری صحت کا باعث ہوا ورنہ جانوران صحرائی مجھکو کھا جاتے کسیکو میرے حال کی
مطلق خبر نہ ہوتی یہ حال سنکے اسکندر شاہ حاکم اسکندریہ اٹھ کھڑا ہوا بکمال عقیدت و تعظیم تورج بدرگ
سے گلے ملا پھر تورج خان نے کہا ای بادشاہ اب تو کسیقدر اپنا حال بخیریت تمام بیان کر کہ تو ایسا رحمدل خداوند
فرعون کا خاص بندہ ہی جو اسکے مقربون کی اسقدر طرفداری مین مصروف ہی اُسنے کہا ای تورج خان میرا
نام سکندر شاہ ہی خداوند فرعون ہی کی برکت پرستش سے جد کی سے اس مملکت اسکندریہ پر حکومت رکھتا ہون
ورنہ مین کہان اور یہ حکومت کہان تورج بدرگ نے کہا ای بادشاہ خوشحال ہو کہ تو خداوند فرعون کی قدرت
و جلال کا معتقد ہی مگر تعجب ہی کہ خداوند فرعون کی ملازمت سے محروم ہی میری رائے یہ ہی کہ اپنے تمام لشکر کو فراہم
کرکے میرے ہمراہ خداوند فرعون کی خدمت مین حاضر ہو اور اُسے سجدہ کر تاکہ تیرا اعتقاد بڑھے ثروت و حکومت
مین برکت ہو اسکندر شاہ نے کہا ای جوان مقرب خداوند میری بھی خواہش دلی یہ ہی کہ خداوند کی ملازمت سے
برکت و عزت حاصل کرون مگر دقت طلب یہ امر ہی کہ میرے ملک سے قریب ایک ملک کی سرحد واقع ہی جسکو اخترانیہ کہتے
ہین وہان کا حاکم اختران شاہ ہی جو اسوقت پانچ لاکھ سواران جرار کی فوج رکھتا ہی خورشید ستارہ پرست
نام اُس بادشاہ کا سپہ سالار ہی جو ہر طرح کی قابلیت و لیاقت مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا اخترانیہ کی تمام
رعایا مع شاہ و وزیر ستارہ پرست ہی یہ تو ممکن ہی کہ مین ابھی تمہارے ہمراہ فرعون شاہ کی خدمت مین چلون
لیکن اختران شاہ خبر پاتے فوراً مملکت اسکندریہ کو تاراج و تباہ کرکے مسخر کر لیگا اور مجھسے کوئی تدبیر
نہ ہو سکیگی تورج نے کہا ای بادشاہ یہ امر کچھ مشکل نہین ہی چلو پہلے خورشید ستارہ پرست ہی کے قصہ کو پاک
کر دین اور اسکا ملک تمہارے حوالہ کرکے باطمینان فرعون شاہ کی ملازمت سے بہرہ یاب ہون سکندر شاہ
نے کہا ای دلاور دوران خداوند فرعون کی قدرت و فضل سے مجھکو سب طرح کی امید ہی لیکن بظاہر حال پانچ
لاکھ سواران جرار و تجربہ کار کے مقابلہ مین میری قلیل فوج کا سرسبز ہونا عقل مین نہین آتا تورج نے پوچھا
تمام اسکندریہ مین فوج کسقدر ہوگی اسکندر شاہ نے کہا تخمینہ بارہ ہزار سواران کی جمعیت ہوگی تورج بدرگ

نے کہا پس پانچ لاکھ سوار سے مقابلہ میں اسقدر فوج کافی ہے کچھ فکر نہ کرو آخر ہم کس واسطے ہیں ہر ایک قابل تو بہت ہے
اختر انیہ کو مسخر کیا تو خداوند کا فضل و کرم ہی ہمارے حال پر ہے القصہ سکندر شاہ نے سامان جنگ فراہم و تیار
کرنا شروع کیا اسباب سفر بند ہوا فوج کو اطلاع دی کہ فلان روز اختر انیہ کی جانب کوچ ہوگا سب تیار
رہیں گے روز معہودہ کو بہمراہی تورج و ارزنگ مع فوج روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد مملکت
اختر انیہ کے قریب پہونچا یہ خبر خورشید ستارہ پرست سپہ سالار اختران شاہ کو پہونچی کہ سکندر شاہ حاکم
مملکت اسکندریہ مع فوج و لشکر اسطرف وارد پیکار ہوا ہے تو اسنے سکندر شاہ کو اس مضمون کا نامہ لکھا
کہ بعد ثنا و صفت خداوند زحل اے سکندر شاہ آگاہ ہو ہماری سماعت میں گذرا ہے کہ تو مع فوج و لشکر مملکت اختر انیہ
میں وارد ہوا ہے حالانکہ مدت بہت دراز سے ہم بھی مملکت اختر انیہ کے سپہ سالاری پر مختار ہیں ہم نے کبھی ایسا اتفاق
نہیں دیکھا کہ کوئی سردار حاکم اسکندریہ کا مع فوج اسطرف آیا ہو اگر تو کسی خاص ضرورت سے اسطرف وارد ہوا ہے
تو جلد یہاں سے اپنی دار السلطنت کو واپس جا ورنہ حسب قاعدہ مجھ سے تعرض کیا جاویگا اور اے سکندر شاہ تو جو
اپنے چند افسر سپاہیوں کے بھروسے پر بلا تکلف ایک بادشاہ عالیجاہ کی سرحد میں وارد ہوا مجھکو ثبوت نہیں معلوم
ہوتا ابھی اگر اختران شاہ کو اس ماجرے کی خبر کر دوں تو چند لمحہ میں تیری حکومت و مملکت خاک سیاہ کر دے
اور مجھکو گذر معلوم ہے کیجب اس مضمون کا نامہ سکندر شاہ کا پہونچا تورج بدرگ سے کہا اے دلاور دوران دیکھو اس
اس نامہ میں خورشید نے کیا لکھا ہے تورج خان نے بھی اس نامہ کو اول سے آخر تک پڑھا سکندر شاہ سے
کہا اے بادشاہ یہ خورشید حالانکہ منصب سپہ سالاری رکھتا ہے تاہم اسطرح کے کلمات گستاخانہ لکھتا ہے بیجا سے
خود اپنے کو حاکم خود مختار سمجھتا ہے سکندر شاہ نے کہا واقعی خورشید اختران شاہ کا مقرب معتمد ہے اور عقیل [illegible] مشہور ہے
تورج نے قلم اٹھایا اور خود اس مضمون کا جواب نامہ لکھا کہ اے خورشید آگاہ ہو ہم خاص اس غرض سے یہان
آئے ہیں کہ جو معاملہ مملکت اختر انیہ اور اسکندریہ کے درمیان میں بابت زیادتی کا واقع ہے وہ فیصل ہو جائے
تو فوراً اختران شاہ کو اطلاع دے خورشید ستارہ پرست اس جواب کو پڑھ کے پانچ لاکھ سوار کی جمعیت
سے قلعہ کے باہر آیا اور نقارہ جنگ بجوا دیا دوسرے روز صبح کو میدان معرکہ میں آ کے مبارز طلب کی تورج خان
اسکے مقابلہ کے واسطے آیا خورشید ستارہ پرست نے اس سے کہا اے جوان تو کون ہے تورج نے کہا پہلے تو بتا کہ
تو کون ہے خورشید نے کہا میں وہ ہوں جسے سب جانتے ہیں کہ اختران شاہ کا سپہ سالار خورشید ستارہ پرست نام سے
مشہور ہوں سکندر شاہ نے بعد مدت مدید اختران شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنا چاہا ہے پس میں اسکے مقابلہ
کو آیا ہوں اب بتا تو کون ہے تورج نے کہا میں تورج خان صاحبقران ہوں خداوند فرعون کا بندہ خاص [illegible]
[illegible] سلطانون نے خداوند پر عرصہ تنگ کر دیا ہے لہذا اسکی نسل سے تدارک کا ارادہ رکھتا ہوں اب چونکہ یہان
پہونچنے کا اتفاق ہو گیا ہے چاہتا ہوں سکندر شاہ بھی میرے ہمراہ چلکے خداوندی ملازمت سے بہرہ یاب
ہو جائے چنانچہ میں نے اس سے کہا بھی ہے اسنے جواب دیا کہ خداوندی کی آستان بوسی کو بیحد جی چاہتا
ہے مگر یہ خیال مانع ہوتا ہے کہ میری غیبت میں اختران شاہ مملکت اسکندریہ کو تباہ و تاراج نہ کر لیگا
میں نے کہا اے سکندر شاہ اگر اختران شاہ کا اسقدر خدشہ ہے پہلے ہی تصفیہ کر لینا چاہیے چنانچہ
سکندر شاہ اسکندریہ سے کوچ کر کے یہان پہونچا خورشید ستارہ پرست نے تورج خان کو
ازسر تا پا بغور دیکھا کہا اے تورج معلوم ہوا کہ اس ہنگامہ آرائی کا سبب تو ہی ہے [illegible] سکندر شاہ کی بہ

جرأت نہ تھی خیر کیا مختصر القصہ جب ملعون دونون مین جنگ نیزہ و عمود شروع ہوگئی تا دیر رد و بدل رہی کوئی غالب و
مغلوب نہ ہوا تیغ بازی کی نوبت آئی راوی کہتا ہے کہ یہ تورج بدرگ نہایت زبردست گبر ہے جسکا حال پیشتر
قلم بند ہو چکا ہے حتے کہ اسکے زور و طاقت کا حال دیکھ کر شاہزادہ بدیع الملک بہت خوش ہوا تھا اور اسی خوشی
کی حالت مین یہ نابکار شہزادہ کے مرکب پر سوار ہوکے بھاگ گیا تھا غرضکہ آج بھی اس ملعون نے بعد رد و بدل بسیار
خورشید ستارہ پرست کو زخمی کیا اختران شاہ کو خورشید کے زخمی ہونے کی خبر پہونچی بعجلت تمام میدان حرب
مین پہونچا اور تورج سے کہا ای جوان سفاک تو نے ہمارے سپہ سالار کو زخمی کیا تو اب ہم سمجھ لیا تمام اسکندریہ کو خاک
سیاہ کر دینگے تاجنگ ہم نے اس نظر سے درگذر کی کہ تم زور سے مقابلہ کرنا ہی کیا ہے مگر سکندر شاہ نے خود سبقت کی
تورج بدرگ نے جواب دیا کہ ای اختران شاہ اب تم زور کے مقابلہ سے درگذر کرو بہرحال آج تمکو بھی پر شہزوری
کا تصفیہ ہو جانا چاہیے یہ کہا اور اختران شاہ پر حملہ کرنا چاہا اختران شاہ اسکے سامنے سے چلا آیا اور جنگ
مغلوبہ کا حکم دیا بلبلون کی آواز بلند ہوئی ہر طرف کشتون کے پشتے سرون کے ڈھیر دکھائی دیے خون کے دریا
بہے تورج بدرگ جنگ و حرب کرتا ہوا خورشید ستارہ پرست کے قریب پہونچا اور دیکھا خورشید پشت مرکب پر
درد زخم سے بے حال ہو رہا ہے اور خون پرنالہ کی طرح جاری ہے خورشید کے نزدیک پہونچا پشت مرکب سے کھینچ کے
زمین پر لایا اور گرفتہ و بستہ کر لیا اختران شاہ اپنے سپہ سالار کو گرفتار دیکھ کے بالکل ناامید ہوگیا نتیجہ یہ ہوا کہ
فوج اخترانیہ تاب مقابلہ نلا کے پسپا ہوئی اور شہر مین آکے دم لیا تورج بدرگ نے با فتح و نصرت وہان سے
مراجعت کی اسوقت شیاطین یہان پہونچا تورج کو سلام کیا تورج نے جواب سلام کے بعد پوچھا کیا خبر ہے
شیاطین نے کہا ای تورج خان حمزہ ثانی وغیرہ سنجاب شاہ کی حراست مین ہین ضحاک شاہ نے فرعون شاہ
سے کہا ای خداوند خداپرست جس خداوند پرست کو گرفتار کرتے ہین فوراً اسکو قتل کر دیتے ہین اسکی کیا وجہ ہے کہ خداوند
نے حمزہ ثانی وغیرہ کو سنجاب شاہ کی حراست مین بھیج دیا ہے اور ابتک وہ زندہ و سلامت ہین بنابران فرعون
نے خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ نامہ قتل خداپرستان سنجاب شاہ کے نام بھیجا تھا رستم ثانی قلعہ سے باہر گیا
اور خسرو بن ضحاک کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا تھا مین نے اسکو بھیجا تا خسرو کو اطلاع دی وہ گھبرا گیا مین نے اسکی بھی
کرکے رستم ثانی کو بہ فن عیاری گرفتار کر لیا مگر نقابدار سرخ پوش بروقت پہونچا اور اسنے رستم کو خلاص کر دیا اور
خسرو بن ضحاک شاہ کو بھی ہلاک کیا فی الحال یہ رستم ثانی اور وہ نقابدار دونون بالاتفاق قلعہ سنجاب کی
جانب گئے ہین تاکہ حمزہ ثانی وغیرہ کو قید و بند سے رہا کرین اور گمان غالب ہے کہ وہ ان خداپرستون کو قلعہ سنجابیہ
سے رہا کر لیجاوینگے تو یہان کس خواب خرگوش مین مبتلا ہے تورج نے کہا ای شیاطین تو مجکو اسطرف سے غافل نہ
سمجھ مین اب تک مسلمانون کے حال کی خبر لینے کو بھیج کیا ہوتا مگر سکندر شاہ کو بھی ہمراہ لیجانا چاہتا تھا اسکندر شاہ
نے یہ عذر کیا کہ مین اختران شاہ اور خورشید ستارہ پرست کے دغدغہ سے نہین جا سکتا مین نے کہا پہلے اسی
قصہ کو پاک کر لون چنانچہ خورشید ستارہ پرست کو مین نے خداوند کے فضل و کرم سے گرفتار کر لیا ہے اور اختران شاہ
پسپا ہوکے قلعہ بند ہو گیا ہے مین چاہتا ہون کہ شاہ کو بھی گرفتار اور قلعہ کو مسخر کر لون تو پھر خداپرستون کی طرف متوجہ ہون
شیاطین نے کہا ای تورج خان میرے نزدیک یہان تمکا اسقدر توقف بہت مضر ہوگا کیونکہ رستم ثانی اور نقابدار
[illegible] وہان پہونچ جاتے ہین جبتک تو قلعہ اخترانیہ کو مسخر اور اختران شاہ کو گرفتار کریگا وہ دونون بلا سے
اپنے دوستان [illegible] کو لیجاوینگے تورج خان نے [illegible] شیاطین اگر مجکو پیشتر سے تیری یہ خبر معلوم ہوتی تو مین اختران

کے حال سے قطع کرتا اور بیشتر اسیطرف جاتا مگر جب یہان اسقدر کوشش کر چکا ہون تو کسیطرح اس قصہ کو ناتمام چھوڑ کے چلا جاؤن قطع نظر اسکے سکندر شاہ سے وعدہ کر چکا ہون کہ اختران شاہ کو گرفتار کرکے اخترانیہ کا تجکو حاکم کردونگا اگر یہانسے چلا جاؤن تو اخترانیہ کی حکومت کیسی خود اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کرکے اسکندریہ پر قابض ہوجائیگا شیاطین تا دیر متامل رہا اور کہا ای خان والا شان یہ سب صحیح ہے لیکن بہرحال مسلمانون کے قصہ کو فیصل کرنا سب سے مقدم کام ہے کیونکہ بالفرض اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کریگا اور اسکندریہ کو اپنے قبضہ مین لے آویگا پھر بھی دوسرے وقت اختران شاہ سے توقف کیا جاسکتا ہے لیکن اگر مسلمانان مقتدر ہا ہوگئے تو پھر تمام عالم کے ممالک انکے قبضہ مین آجاوینگے اور خداوند فرعون کا تو نام ونشان تک باقی نرہیگا لہو رج خان مجبور ہوکے سنجابیہ کی جانب روانہ ہوا

اب لہو رج بدرگ کو قلعہ سنجابیہ کیجانب روان رکھا جاتا ہے اور حال فیروزی مآل شاہزادہ بدیع الملک دلاور مسطور ہوتا ہے کہ اس جنگ مغلوبہ مین سے کہان غائب ہوگیا

شبے بہا بسرہ دل بے نواخراں حال ہوا و بلبل	کوئی تازہ غزل کہ بہ طرب بہارانی ہے بلبل	در گنج ست و بلبل نغمہ خوان ست
کہ زین گل ہزار نقش دستان ست	زمین از رنگ لالہ لال پوش ست	ہوا از بوے گل عنبر فشان ست
گفتم دو گل تماز تیتیکہ دیدم	نسیم صبح ہم دامن کشان ست	نسیم بردتا باغے کہ گفتم
کو باغ ست این بہشت جاودان ست	درختان نقش از زنگار رنگ میوہ	مکلل چون درفش کاویان ست
میان باغ از سرو و صنوبر	شبا بانے وجوے در میان ست	ز عکسے کاسمان افگندہ دردی
عیان از یک زمین دو آسمان ست	ببلبل گفتم ام از دل درد این باغ	مگر این باغ بیرون زین جہان ست

سخن پردازان طرفہ حکایت وچمن پیرایان ارژنگ روایت یہ لکھتے ہیں کہ جب شاہزادہ بدیع الملک کا دست چپ بھی زخمی ہوچکا اور جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی اول تو شاہزادہ جراحت سے بیحال ہورہا تھا پھر بدن مرکب چراغ پا ہوا ایک جانب شاہزادہ کو لے بھاگا حتے کہ ایک دریا کے کنارہ پہونچا وہان جا بجا سبزہ رویدہ تھا پیر کو ماندہ وگرسنہ تھا ہی چرنے میں مصروف ہوا شاہزادہ کا حال بہتر تھا پشت مرکب پر توقف نکر سکا زمین پر گرا بیہوش ہوگیا اس نواح مین ایک شہر ہے جسکا حاکم خود مختار دیوس شاہ ہے بارہ ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہے شکار کا شوق اسکو زیادہ ہے حسب اتفاق اس روز بھی شکار کیواسطے شہر سے باہر آیا تھا شکار کرتا ہوا اس سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ ایک جوان مجروح و بدحال زمین پر پڑا ہوا ہے اور ایک ہزار ایک جانور اسپر سایہ کیے ہین ہمہ تن محو حیرت ہوگیا جبھی بغور شاہزادہ کو دیکھتا تھا کبھی اس جانوران سایہ کردہ کو۔ مردمان ہمراہی سے کہا کوئی تم مین جانتا ہے کہ یہ جوان کون ہے انھون نے کہا شہریار ہم نے کبھی اس مقام پر اس جوان کو نہین دیکھا ہمین معلوم کون ہے اور کسطرح مجروح ہوکے یہان تک پہونچا طرفہ تر یہ کہ یہ جانور اسپر سایہ کیے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ذی عزت وذی شان نظر کردہ حضرت بزرگ بھی ہے بادشاہ نے کہا خیر کوئی ہو بہرحال اسکو شہر مین لے چلو جو کوئی ہوگا معلوم ہوجائیگا ملازم شہزادہ کو شہر مین اٹھا لائے علاج ہونا شروع ہوا چند روز کے بعد شہزادہ تندرست ہوا ہوش وحواس درست ہوئے دیوس شاہ نے اپنے پاس بلایا دیکھا نہایت وجیہہ جوان خوبصورت ہے نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا پوچھا ای جوان سچ بتا تو کون ہے اور کسطرح یہان وارد ہوئے کیا اتفاق ہوا اور زخمی کسطرح ہوا شہزادہ نے کہا ای بادشاہ مجکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہین مجکو لہو رج بدرگ نے زخمی کیا ہے جنگ مغلوبہ کے سبب سے مرکب چراغ پا ہوا اور وہان سے بھاگ کر یہان پہونچا

چونکہ میں زخم سے دوست سے بیحال ہو رہا تھا اُسکی پشت سے زمین پر گرا خداوند عالم کا فضل شامل حال تھا جو تو ہم قسمت
وہاں پہونچ گیا اور مجھکو اُٹھا لایا مزید بران میرا علاج کیا در حالیکہ طعمۂ جانوران صحرائی ہو گیا ہوتا دیلوس شاہ نے کہا
خداوند عالم کسکو کہتے ہیں شاہزادہ نے کہا خداوند عالم وحدہ لاشریک کا نام پاک ہے جسکے قبضۂ قدرت میں ہماری اور
تیری سب کی جان ہے اور جو کل موجودات کا خالق و مالک ہے + بادشاہ بادشاہان جہان نگار انس و جان + آنکہ نامش بر
زبان از آب حیوان خوشتر ست + دیلوس شاہ نے کہا یہ نام میں نے آج ہی سُنا ہے معلوم ہوتا ہے تو خدا پرست ہے شاہزادہ
نے کہا لاریب نیستا ای بادشاہ میں تیرا ممنون و مشکور ہوں کہ تونے میرے واسطے اسقدر زحمت اُٹھائی کہ اس حالت بیہوشی
میں یہاں لایا اور میرا علاج کیا میں چاہتا ہوں کہ اس احسان کے عوض میں ایسا کچھ تحفہ دوں جو دنیا کے تمام تحفوں سے
افضل اور اعلے ہو دیلوس شاہ نے کہا وہ کیا تحفہ ہے شاہزادہ نے کہا وہ تحفہ یہ ہے کہ جس خدا کی میں پرستش کرتا
ہوں اسکی تو بھی کرے اور راہ ضلالت کو چھوڑ دے دیلوس شاہ نے کہا اے جوان تعجب ہے کہ میں نے تجھ پر احسان
کیا اور تو مجھکو دین قدیم سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے میں سمجھتا تھا کہ تو مال دنیا سے کوئی خاص قسم کا بیش قیمت تحفہ دینا
چاہتا ہے شاہزادہ نے کہا اے دیلوس شاہ تعجب ہے کہ تو باوجود اس منزلت شاہی کے مال دنیا کی وقعت کو
دل میں جگہ دیے ہوے ہے دنیا مقام گذران ہے مال دنیا صرف دنیا تک ہے ہاں عمل نیک حشر تک ساتھ رہتا ہے
اور یہ عذر کسی کا کہ ہمارا دین قدیم ہے یا آبائی ہے قابل سماعت نہیں ہو سکتا کیونکہ دین حق کا اختیار کرنا ہر شخص پر
فرض ہے اور دین حق وہی دین ہو سکتا ہے جسکو بعد اجتہاد کے حق ہونا ثابت کر لیا ہو اگر تو اپنے دین کو حق سمجھے ہے
تو پس میرے روبرو اسکا حق ہونا ثابت کر دیلوس شاہ نے کہا اے جوان میں اسوقت کسی بحث و تکرار سے
حق کو دریافت کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایک شرط پر اس بحث کو موقوف کرتا ہوں اگر وہ شرط پوری ہو جائیگی تو پس
مذہب اسلام کو حق سمجھونگا در حالیکہ تکلف سے مجھکو معذور رکھو بدیع الملک نے کہا اے امضا قدم ہو اچھا اس
شرط کو بھی بیان کر دیلوس شاہ نے کہا وہ شرط یہ ہے کہ اس نواح میں ایک گھوڑا دریا سے باہر آتا ہے ہیئت اسکی یہ
ہے کہ کلہ اُسکا سرخ ہے اور دم سفید باقی تمام جسم اُسکا سیاہ ہے اے جوان وہ گھوڑا ایسا خوبصورت متناسب الاعضا ہے کہ
میں نے تمام عمر ایسا خوبصورت گھوڑا نہیں دیکھا اور مجھ پر کیا موقوف ہے کسی نے اس صورت و ہیئت کا گھوڑا نہ دیکھا
ہوگا اگر تو دعوی مردانگی رکھتا ہے اور اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے پس اس مرکب خوش وضع کو مسخر کر کے قبضہ میں لا
اس صورت میں مجھکو ہر طرح مطیع فرمان سمجھ اور میں بلا تکلف دین اسلام کو حق سمجھ کے مسلمان ہو جاؤنگا در
صورت دیگر میں مجبور ہوں راوی کہتا ہے کہ اسی قبیل سے دیلوس شاہ نے اُس مرکب دریائی کی ایسی تعریف
کی کہ شاہزادہ نادیدہ اُس گھوڑے پر فریفتہ ہو گیا اور کہا اے دیلوس شاہ مطمئن رہ انشاء اللہ الکریم میں ضرور
اُس گھوڑے کو گرفتار کرونگا دوسرے روز پتہ نشان دریافت کر کے اُس مقام پر انتظار میں بیٹھا جب
نصف النہار وہ گھوڑا دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ واقعی نہایت خوبصورت گھوڑا ہے جستجو کر کے قریب
اُسکے پہونچا اور یال گرفت میں لا کے اسقدر گھونسے مُکے مارے کہ ساری تری اسکی تمام ہو گئی بعدہ اسکی پشت پر
سوار ہو کے شہر میں آیا خلائق شہر ہر چہار جانب تماشا دیکھنے کو جمع ہو گئی دیلوس شاہ اُس گھوڑے کو دیکھ کے بہت
خوش ہوا بدیع الملک نے کہا اے بادشاہ اب کیا عذر ہے کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ
دیلوس شاہ کلمہ طیبہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا شاپور شیر دل شاہزادہ کی جستجو اور تلاش میں جابجا
پھر رہا تھا حسب الاتفاق اُسکا اُسطرف بھی گذر ہوا شاہزادہ کو دیکھا اسلام کیا شہزادہ شاپور کو دیکھ کے

بہت خوش ہوا اور کہا اے نظر کردہ شاہ والا ہمت تم مہمان ہو ہمارے اور کیا خبر تاج والے ہو جو آج یہاں تم کو یاد ہی کر رہا تھا شاپور نے کہا شہریار میں غرض ہے تمہاری تلاش میں پہنچا ہوں بارے گنج مہمان تمہاری ملازمت حاصل ہوئی خبر پہنچی کہ رستم ثانی کو قلعہ سنجاب کی طرف حمزہ ثانی کی خلاصی کی فکر میں لیا ہے اور تورج بدرگ بھی اسکے عقب میں گیا ہے تمہارا کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا اے شاپور ارادہ کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے حمزہ ثانی کا قید و بند فرعون سے خلاص ہونا ایک ضروری بلکہ فرض کام ہے میں بھی چلتا ہوں یہ کہا اور بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے قلعہ سنجابیہ کی جانب روانہ ہوا

شہزادہ بدیع الملک کو شاپور سے راہ میں چھوڑ جاتا ہے اور تورج بدرگ کے حال کیجانب توجہ کیجاتی ہے

چو صحبتہا یوسف ساز عالمگیر مے گفتم
ز بیکروی عتاب ناز و حسن تقصیر مے گفتم
فلک سنگ تو خشت نو میساخت زیباہا
سخن در محفل ناز لب تصویر مے گفتم

تحیر تحفہ ترا بر شمشیر مے گفتم
تو خنداں بودی و من قصہ ساز تنگ غم بودم
تو با تدبیر بلا خفتی من از تقدیر مے گفتم
چو شمع از سوز دل کی سوختم من تا سحر

چہ رنگین بود جوش خلوت ناز و نیاز امشب
تو از بیداد و من از نالہ شبگیر مے گفتم
مزاج نازک او سختی تابند غوغا را
گہے از اشک و گاہ از آہ بے تاثیر مے گفتم

سیر بین کلامان بزم تخن سرائی و رمز شناسان محفل دقیقہ رسی و نکتہ پیرا سے نفس عیسوی دم اسطرح تحریر دکھاتے ہیں کہ چند روز کے بعد جو دن یہ سلک تورج بدرگ نواحی سنجابیہ میں پہونچا دیکھا کہ ایک جانب میدان وسیع میں لشکر لقابدار خیمہ زن ہے تورج نے اس لشکر کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لشکر لقابدار کا ہے لقابدار نے خسرو کو ہلاک کیا اور رستم کو قید و بند سے رہا کر کے دونوں قلعہ سنجابیہ پر یورش کرنے کو چلے ہیں جب قریب قلعے کے پہونچے سنجاب شاہ حاکم سنجابیہ سے دو چار ہوئے اور سنجاب شاہ کو مسلمان کرنا چاہا سنجاب شاہ نے اپنا مسلمان ہونا اس شرط سے مشروط کیا کہ اس نیستان کا آتش گرفتار ہو جائے چنانچہ وہ دونوں اس طلسم میں غائب ہو گئے ہیں تورج بدرگ سوچا کہ صاحبقران عمر کا کام طلسم ون کو فتح کرنا ہوتا ہے چنانچہ رستم اور لقابدار دونوں اسی غرض سے طلسم میں داخل ہوئے ہیں کہ طلسم فتح کریں تو خوب صاحبقرانی کریں میں بھی صاحبقران عمر ہوں بالفرض میری سعی و کوشش سے یہ طلسم فتح ہو جائے گا اسوقت ممکن ہے کہ رستم ثانی اور لقابدار کو طلسم سے باہر لا کے قتل کروں یا جیسا کچھ مناسب جانوں عمل میں لاؤں حاصل کلام تورج بدرگ اسطرح کے خیالات باندھ اپنے دل میں تہیہ وسیع کر کے اس طلسم کے فتح کرنے کو مستعد ہو لیا چنانچہ وہ مسعود ذبیح لوہر کب پر سوار ہو کے اس نیستان کیجانب روانہ ہوا چند ساعت کے بعد اس مقام پر پہونچا جہاں سے ہوا ہو وارد ہوتا تھا چند قدم وہاں تو تنہا تھا کہ سبد مستور آمد نمایاں ہوا اسنے بھی کمند حلقہ کر کے اسکی جانب پھینکا وہی تحیر جس نے رستم ثانی اور لقابدار کو پیش آیا تھا یعنے تورج بھی گرفتار طلسم ہو گیا اسکے لشکر نے مسعود جب کیا یاس بیتاب پایا تو سمجھ گیا کہ وہ بھی اسی میدان میں ایک جانب مقیم ہو اور ادھر لقابدار کا لشکر لقابدار کے انتظار میں نیستان کیجانب نگران ہے ادھر تورج کا لشکر اطمینان بھار بھار نے نیستان کو گھور رہا ہے چند روز کے بعد شاہزادہ بدیع الملک بھی اس مقام پر پہونچا دیکھا تورج کا لشکر وہاں مقیم ہے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تورج کے لشکر کو قتل کر دو اور انمیں سے جو کوئی مسلمان ہونے کا اقرار کرے اسکو بلا گرد و سکندر شاہ نے دیکھا کہ تورج طلسم میں جا کے مفقود الخبر ہو گیا اور بدیع الملک چاہتا ہے کہ ہمیں تمام لشکر کو قتل کرے بہت گھبرایا آخر بجائے خود کچھ فکر قرار دے کے زندانیں خورشید سیارہ پرست کے پاس پہونچا کہا اے پہلوان تم خوب واقف ہو کہ ہمارا سردار تورج ہے وہ طلسم میں داخل ہو کے غائب ہو گیا ہے اور بدیع الملک

ہلاک کرنے کو مجبور ہو جاؤنگا دین و مذہب کا ایسا متقدمہ ہی کہ بھائی بھائی کی رعایت نہین کر سکتا غیر کا کیا ذکر ہی خورشید
نے جو اسطرح کی تقریر پر شورانہ سُنی دل مین کہا ہرچہ بادا باد مسلمان ہو جانا مناسب ہی فرعون پرستی سے تو یہ مذہب بہتر ہی
اور بدیع الملک سے کہا شہریار مجکو تمھاری فہمائش بدل منظور ہی یہ کہا اور اسیوقت کلمہ طیبہ پڑھکے مسلمان ہو گیا
شاہزادہ بعجلت تمام اسکے سینہ پر سے اتر آیا اور گود مین اُٹھا لیا کہا ای خورشید خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ اُسنے فضل
سے تمھارے دل مین مسلمان ہونے کا خیال پیدا کر دیا ورنہ مین اسوقت سخت افسوس مین مبتلا ہوتا بتحقیق جب مین نے
تمھاری صورت دیکھی اسیوقت سے تمھاری طرف سے میرے دل مین خیال پیدا ہو گیا تھا مگر کچھ اظہار کرنے کی مجال نہ تھی
خورشید نے کہا شہریار یہی میرا حال بھی تجھ سے دل را بدل رہے ست درین گنبد سپہر ہاں اسطرف سکندر شاہ کو خورشید
کی جنگ و جدال پر بہت کچھ بھروسہ تھا جب اسکی نظر سے خورشید کے مسلمان ہونے کا ماجرا گذرا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک نہایت اُنس و محبت سے باتین کر رہا ہی اور اسکی زبان پر بھی کلمات دوستانہ جاری ہین کہا لیا خوب یک
نہ شد دو شد۔ یہ ہمارے رہا کر دینے کا ہم کو انعام دیا ہی کہ ہمارے حریف سے اسطرح مل گیا کہ گویا برسون کا دوست ہی
پھر دل مین یہی خیال آیا ای سکندر اب بیشک تجھ بد نظر آتا ہی تورج طلسم مین نہین گیا جہنم مین چلا گیا جبتک واپس
نہین آیا خواہ مخواہ اپنے ساتھ تمام فوج کا خون بہا لیا ضرور ہی جیسا جوان کے روبرو مسلمان ہو چنانچہ بلا تکلف تنہا صرف
ایک تلوار ہاتھ مین لیے ہوے شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا شہریار اپنے مذہب کے اصول و فروع مجکو بھی
تعلیم کرو مین مسلمان ہونگا شاہزادہ نے خوش ہوکے اُسے بھی گلے سے لگا لیا اور کہا واہ بار علم اس سے زیادہ کیا ہی توفیق
تیری رفیق کرے بعدہ کلمہ طیبہ پڑھا کے خفقاندا اسلام تعلیم کیے وہ روز شہزادہ کو دین اسلام کی حقیقت اور اُسکے مسائل بیان
کرنے مین گذرا دوسرے روز دو سو لون کی صورت سے مشابہ ہوکے پانچ آدمیونکو جو چندان ہوشیار و چالاک تھے ہمراہ لیا اور
قلعہ کے سامنے پہونچا سر جو اُٹھایا کیا دیکھتا ہی کہ فصیل جدوروازہ کی شقفہ پر سنجاب شاہ مثل گربہ منہہ نکالے بیٹھا ہی بغور
شاہزادہ کی صورت کو دیکھ رہا ہی ہر چند کہ شہزادہ پہچانتا تھا کہ یہ اور کوئی نہین ہی سنجاب شاہ ہی لیکن بہ تجاہل پکار کے
کہا یہ کون ہی جو کوٹھے پر بیٹھا ہی اپنے مالک یعنے سنجاب شاہ سے کہدے کہ شہزادہ بدیع الملک نے ایک نامہ بھیجا ہی
سنجاب شاہ نے کہا مین ہی ہون سنجاب شاہ بدیع الملک کا نامہ کہان ہی لاؤ دیکھون کیا لکھا ہی شہزادہ نے کہا ای
سنجاب شاہ مین پائین قلعہ ہون تو بالاے قلعہ ہی اسطرح سے نامہ دون سنجاب شاہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ قلعہ کا
دروازہ کھول کے اس قاصد سے نامہ لے آوے ملازم دروازہ پر آیا اور اندرون قلعہ سے آواز دی کون نامہ لایا ہی لاؤ دروازہ
کی درار مین سے نامہ کو دیدے شہزادہ نے کہا مین دروازہ کی دراڑ سے ہرگز نامہ نہ دونگا اسواسطے کہ شاہزادہ کا حکم ہی
نامہ سنجاب شاہ کو خود دینا اور فوراً جواب لینا اگر مین نامہ دیدون اور جواب نہ ملے تو مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگا
دروازہ کھول تاکہ مین اندر آؤن اُسنے کہا قلعہ کا دروازہ کھلنے کا حکم نہین ہی شہزادہ نے کہا مجھے اسطرح خط
دینے کا حکم نہین ہی اگر تو اپنے مالک کا مطیع فرمان ہی تو مین بھی اپنے مالک کا مدت مدید سے نمکخوار ہون وہ آدمی
سنجاب شاہ کے پاس گیا اور کہا شہریار وہ نامہ بر خط نہین دیتا کہتا ہی دروازہ قلعہ کا کھول تو مین قلعہ مین داخل
ہوکے خود بادشاہ کو نامہ دون اور جواب لون سنجاب شاہ نے کچھ سوچ کے کہا اچھا بہ ہوشیاری تمام قلعہ کا
دروازہ کھول اُس نامہ بر کو بلا لے وہ ملازم دوان دوان پھر دروازہ کے پاس آیا اور دروازہ کھول کے شہزادہ کو اندر
قلعہ کے بلا لیا شہزادہ سنجاب شاہ کے پاس پہونچا نامہ دیا بعدہ سنجاب شاہ نے نامہ کا ملفوفہ چرہ کے نامہ
کھولا لکھا تھا بعد حمد خداوند جل و علا و نعت جناب محمد مصطفیٰ منقبت علی مرتضیٰ وصی رسول خدا ای سنجاب شاہ

کہا تو بے حیا کیون اپنی عاقبت خراب کرنے کے درپے ہے اور دنیا میں ذلیل اور رسوا ہونا چاہتا ہے اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے تو
اور کچھ روز زندگی بعافیت بسر کرنا منظور ہے تو دین فرعون پرستی کو ترک کر کے خدا پرستی اختیار کر اگر اس راہ ضلالت کو
نہ چھوڑیگا اور میرے متنبہ کرنے پر اعتنا کرنا منظور نہ ہوگا تو آمادہ پیکار رہ اور جہنم میں جانے کا سامان مہیا رکھ نامہ
تمام والسلام جو کچھ مین تمام ہوا اور سنجاب شاہ چاہتا تھا کہ زبانی کچھ سخت و درشت کہے بدیع الملک نے کہا کہ
سنجاب شاہ اپنی زبان کو اختیار میں رکھ خبردار کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکلے ورنہ بہتر نہ ہوگا یہ نہ سمجھنا کہ قلعہ
مین بند و محفوظ بیٹھا ہے یہیں پر تیری زبان گدی سے کھینچ لیجاوے گی۔ سنجاب شاہ نے متعجب ہو کے شہزادہ کو
از سر تا پا دیکھا اور کہا تو نامہ بر ہے یا بدیع الملک کا عزیز قریب ہے جو اسطرح اسکی خیر خواہی پر آمادہ ہے اور مجھکو یہ بھی
خیال نہیں ہے کہ ایک خود مختار کے روبرو ہم نامہ بر ہو کے کیا بیہودہ و گستاخانہ گفتگو کرتے ہیں خبردار اب اسطرح کا
کوئی کلمہ بیہودہ زبان سے نہ نکلے ہم نے اس سبب سے تیری رعایت بڑی کی کہ تو تنہا قلعہ میں چلا آیا ہے اور ہر
طرح تو نے اپنے کو ہمارے اختیار میں دیدیا ہے ورنہ خود تیری زبان گدی سے کھینچ لیتا شہزادہ نے کہا ای سنجاب
خانہ خراب ہوش میں آ آنکھیں کھول کے دیکھ مین کون ہون سنجاب شاہ نے کہا میں خوب جانتا ہون کہ تو اینہ
بیباک نامہ بر ہے جسکو اپنی جان تک کا خیال نہیں ہے شہزادہ نے کہا او کور باطن احمق اب بھی نہ سمجھا میں ہون
بدیع الملک نامہ بر کی یہ مجال نہیں ہے کہ اسطرح بیباکانہ گفتگو کرے گا سنجاب شاہ نے جو ہین شاہزادہ کی زبان
سے بدیع الملک نام سنا پھر غور سے شاہزادہ کی صورت دیکھی کہا ہان آپ ہیں اچھا پھر کیا ہے لیجیے۔ خوب پھنسے
اور باواز بلند اپنے لشکر سے کہا لینا یہ خدا پرست قلعہ میں بہ مکر آگیا ہے جانے نہ پائے یہ سنتا تھا کہ فوج سنجابی
بے تحاشا شہزادہ کیجانب دوڑی چاہا شہزادہ کو ہلاک کرے بدیع الملک نے جست کر کے اپنے کو سنجاب شاہ
کے قریب پہونچایا کمربند میں ہاتھ ڈالا اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا اور بجائے سپر زادہ کے مجمع کفار میں دے مارا جس
طرف سے شمشیر و نیزہ کا وار کیا شہزادہ نے سنجاب شاہ پر روکا خورشید لقا مسلمان اور دیگر مرزبان ہمراہی بیرون
قلعہ منتظر تھے اور منتظر تھے کہ شاہزادہ قلعہ میں داخل ہوا ہے دیکھیں کیا صورت پیش آتی ہے یکایک شہزادہ کی نعرہ کی
آواز انہون نے قلعہ سے بیرون قلعہ آئی گوش زد ہوئی بے تحاشا دوڑے اور بعجلت تمام قلعہ کے دروازون کو شکست
کر کے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور بے تکلف ان گبران نابکار پر تلوارون کے وار کرنا شروع کر دیے جو زد میں آگیا
فوراً دو حصہ ہو کے دھم سے زمین پر گرا سنجاب شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا چونکہ وہ بھی کوفتہ ہو گیا تھا پکار کے
کہا ای جوان میں مسلمان ہوتا ہون مجھکو پناہ دے شاہزادہ نے فوراً اسکو زمین پر رکھ دیا اور تلوار کو اسکے سر پہ علم
کر کے کہا پڑھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ اسنے کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں
داخل ہو گیا مگر فوج سنجابی اسیطرح برسر جنگ رہی سنجاب شاہ نے نعرہ مارا ای نابکارو کیون خواہ مخواہ اپنے کو
ہلاک کرتے ہو دین اسلام کی حقیقت مجھ پر ثابت ہو گئی میں مسلمان ہو گیا تم سب بھی اسلام قبول کرو چنانچہ تمام
لشکر سنجابی بصدق دل بے مسلمان ہوا بدیع الملک زندانخانہ میں آیا حمزہ ثانی اور یاران دست جیب کو قید و بند سے
رہا کیا حمزہ ثانی کو بکمال ادب تسلیم عرض کی حمزہ ثانی نے خوش ہو کے بدیع الملک کو گود میں اٹھا لیا
سر و چشم پر بوسہ دے کے کہا ای نظر کردہ مقربان بارگاہ ملک العلام واے حامی دین مبین و پشت پناہ اہل
اسلام اسقدر مدت مدید و عرصہ بعید سے تو کہاں تھا اور کن امور اہم میں مصروف تھا یہ تو میں خوب
جانتا ہون کہ تو مجھ مبتلاے قید مصیبت کی جانب سے غافل نہ ہوگا بدیع الملک نے

کہا ای معظم و مکرم من قصہ یہ واقعی ہیں باختر کیجانب گیا تھا وہ تج بلاک نام ایک کمبخت بت پرست نے ہندوستان سے خروج کیا تھا اس نابکار نے ایران توران کو چیک باختر و مضافات در ہند باختر کو بزور شجاعت و دلاوری سخر کیا بت پرستی کو رواج دیا حتّے کہ قلعہ ذوالامان میں پہونچا مقصود یہ ضیغم کو ہلاک کرکے چاہتا تھا کہ دروازہ قلعہ ذوالامان کو توڑ کے تمھارے ناموس کی جانب دست بے ادبی دراز کرے تھا ایک یہ خادم دیرینہ وقت پر پہونچ گیا اور اس راندہ درگاہ پر حملہ آور ہوا کشتی کی نوبت پہونچی تین روز تک گاؤ دریان رہی آخرالامر میں نے اس گبر بے ادب کو گرفتار کیا اور اس قصر کو فصیل کرکے بارگاہ حق کے بھیجا ہی تھا کہ عمرو ثانی کا نامہ میرے نام پہونچا جس میں جناب والا کی قید و بند کی کیفیت مفصل مندرج تھی ای شہریار والا تبار جب اس حال مصیبت اشتمال کی کیفیت دریافت ہوئی ہر چند کہ ذوالامان میں داخل ہونے کا ارادہ مصمم تھا مگر ملتوی رکھا بعجلت تمام وہان سے مراجعت کرکے سفر ن آیا منظورہ لوقش کو ہلاک کیا فرعون ملعون نے حضرت قدر قدرت کو یہان لاکے قید کیا تھا خداوند مسبب الاسباب نے ایسا سبب پیدا کر دیا کہ میں یہان پہونچا و خدمت بجا لایا خورشید نو مسلمان بھی حاضر ہوکے ملازمت حمزہ ثانی سے بہرہ یاب ہوا حمزہ ثانی نے اسکو کبھی نہ دیکھا تھا پوچھا ای بابا بدیع الملک یہ جوان کون ہی بدیع الملک نے عرض کی شہریارا اس جوان سے متعلق ایک قصہ طویل ہی خلاصہ یہ ہی کہ یہ جوان پیشتر ستارہ پرست تھا اب خدا کے فضل اور حضور کے اقبال بیزوال اور میری کوشش سے مسلمان ہوا ہی اس جوان کا نام خورشید ہی حمزہ ثانی نے اسکی صورت کو غور سے دیکھ کے کہا ای برادر تو خال سبز اور رنگ ہاشمی چہرہ پر رکھتا ہی جو دلیل اس بات کی ہی کہ ضرور والا میرے ہی مجکو دریافت ہوتا ہی کہ تو بھی ہمارے بھائیون میں ہی اسکا حال اسوقت بالتفصیل معلوم ہوگا جب اختران شاہ آوے گا ای خورشید اختران شاہ کہان ہی اسنے کہا شہریارا اختران شاہ اخترانیہ میں ہوگا اگر حکم ہو اپنے وطن میں جاؤن اور کوشش کرکے اختران شاہ اور تمام رعایاے شہر اخترانیہ کو مسلمان کرون بعدہ اختران شاہ کو اپنے ہمراہ لیکے خدمت عالی منزلت میں حاضر ہون شہزادہ نے بخوشی خاطر اسکو اجازت دی خورشید رخصت ہوکے مرکب پر سوار ہوا اور شہر اخترانیہ کی راہ لی

خورشید کو ملک اخترانیہ کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور اس طلسم کے حال میں قلم فرسائی کی جاتی ہی

الا ای طوطی گویای اسرار	مبادا خالیت شکر ز منقار	سرت سبز و دلت خوش باد جاوید	که خوش نقشی نمودی از خط یار
سخن سربسته گفتی با حریفان	خدا را زین معما پرده بردار	بروی ما زن از ساغر گلابی	که خواب آلوده‌ایم ای بخت بیدار
چه ره بود این که زد در پرده مطرب	که می‌رقصند با هم مست و هشیار	از این افیون که ساقی در می افکند	حریفان را نه سر ماند و نه دستار
خرد هر چند نقد کائنات است	چه سنجد پیش عشق کیمیا کار	سکندر را نمی‌بخشند آبی	بزور و زر میسر نیست این کار
بیا و حال اهل درد بشنو	بلفظ اندک و معنی بسیار	بمستوران مگو اسرار مستی	حدیث جان مپرس از نقش دیوار
بت چینی عدوی دین و دلهاست	خداوندا دل و دینم نگهدار	خداوندی بجای بندگان کرد	خداوندا ز آفاتش نگهدار
همین دولت منصور شاهی	علم شد حافظ اندر نظم اشعار		

راویان روایات عجب خیز و حاکیان حکایات حیرت انگیز اس داستان ندرت توامان میں اسطرح رقم فرسائی کرتے ہیں کہ جب حمزہ ثانی مع دیگر یاران ہمراہی قید و بند فرعون ملعون سے رہا ہوئے کہا یارو مجکو رستم ثانی کا حال نہیں معلوم ہوا کہ وہ کہان ہی ہنجاب شاہ

نے حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریار آج بارہ تیرہ روز کا عرصہ گذرا کہ رستم ثانی اس طلسم ہیبت مین داخل
ہوا ہی اب کچھ اسکی خلاصی کی فکر کرنا چاہیے ایرج سے پوچھا اپنے فرزند کا یہ حال سنا کہ طلسم مین گرفتار ہو گیا ہی کہا
شہریار چند روز یہان توقف کرنا چاہیے تاکہ مین رستم کو قید طلسم سے رہا کرون شہزادہ نے بخوشی خاطر قبول
کیا دوسرے روز ایرج نیستان کے قریب آیا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ آہو پیدا ہوا ایرج نے کمند کا حلقہ جو پایا
اُس آہو پر پھینکا ایک سر اُس کمند کا آہو کی ایک شاخ سے لپٹ گیا باقی تمام کمند مین ایرج پیچیدہ ہو گیا آہو
بھاگا ایرج اسکے ساتھ کھنچتا ہوا چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر شعلہ آتش پیدا ہوا اور تمام نیستان جلکے خاک
سیاہ ہو گیا جب شب گذری صبح ہوئی وہ نیستان اپنی اصلی ہیئت پر آگیا نیستان کی سیاہی تک کا نشان
نہ رہا ملک قاسم نے عرض کی شہریار مین بھی اس طلسم کی سیر کا مشتاق ہون حمزہ ثانی نے کہا ایسے مقام
مین جانے سے احتراز کرنا چاہیے جہان جان کا ضرر ہو ملک قاسم نے کہا شہریار طرفہ واقعہ ہی کہ جو جاتا ہی
مفقود الخبر ہو جاتا ہی دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا امر ہی حمزہ ثانی نے کہا اگر ایسا ہی اشتیاق ہی تو مین مانع نہین ہو
تا اینکہ ملک قاسم بھی اُس طلسم مین غائب ہو گیا راوی کہتا ہی کہ اسیطرح تمام یاران دستہ جیب یکے بعد
دیگرے مع حمزہ ثانی گرفتار طلسم ہو گئے اب شہزادہ بدیع الملک کو سخت تردد ہوا سنجاب شاہ سے کہا اے
بادشاہ تم نے دیکھا کہ تمام یاران دست جیب مع حمزہ ثانی طلسم مین جا کے غائب ہو گئے میرا دل چاہتا ہی کہ
مین بھی داخل طلسم ہون سنجاب شاہ نے کہا شہریار میری رائے بالکل نہین ہی اسواسطے کہ اگر تم بھی
داخل طلسم ہو جاؤ گے تو اس لشکر کا اہتمام کون کریگا شہزادہ نے کہا لشکر کے اہتمام و انتظام کا خیال عبث
ہی اسواسطے کہ تم موجود ہو سنجاب شاہ نے کہا مین زیادہ کچھ کہنے کا منصب نہین رکھتا جو کچھ مناسب
معلوم ہوا عرض کر دیا شہزادہ نے کہا نہین صاحب مین بھی طلسم مین جاؤنگا چنانچہ دوسرے روز مرکب پر
سوار ہو کے جانب نیستان روانہ ہوا قریب طلسم پہونچا ایک ٹیلہ بلند پر توقف کیا اور خیال کیا کہ نہین
معلوم یہ سرداران لشکر اسلام کسطرح طلسم مین مبتلا ہو گئے اور کس مصیبت مین مبتلا ہین فرض کیا کہ مین بھی
آگے قدم بڑھاؤن اور طلسم مین گرفتار ہو کے مجبور ہو گیا تو پھر رہائی کی کیا صورت ہو گی بہت بہتر ہوتا اگر
پیشتر سے کچھ حال اس طلسم کا دریافت ہو جاتا اس فکر مین مبتلا تھا یکایک ہیکل کا خیال آیا خوش ہوا
اور اسکے دانہاے ہیکل پر نظر کی ایک دانہ پر کچھ حرف نظر آئے خوب غور سے دیکھنا شروع کیا لکھا تھا کہ اے
حامیان دین اسلام و اے جوانان ذوی الاحترام اس طلسم کا فتح کرنا دشوار امر نہین ہی بابا تم مین سے جسکے
مزاج مین آوے جرأت کرے فاتح طلسم کو چاہیے کہ قبل نمودار ہونے آہو کے اُس پشتہ پر جاوے جہان وہ آہو
قیام کرتا ہی اُس مقام کی زمین کو کھودے وہان سے ایک صندوق برآمد ہوگا اُس صندوق کو کھولے اندرون
صندوق تیر و کمان رکھی ہوئی ہی بلا تکلف صندوق سے نکال لے قریب اُس پشتہ کے درخت چنار ہی اُسکی
تنہ کی آڑ مین قیام کرے تا اینکہ بدستور وہ آہو اُس پشتہ کے قریب آئیگا اور اُس صندوق کو سونگھے گا
صاحب تیر و کمان کو چاہیے کہ تنہ درخت کی آڑ سے تیر چلہ کمان مین رکھ کے اُسکے پہلو کیطرف رہا کرے
وہ آہو زخمی ہو کے مثل [illegible] ہوگا اور پھر ایک جگہ زمین پر گرے گا بجلدی تمام اُس مقام پر پہونچنا
چاہیے [illegible] اُس مقام کو کھودنا چاہیے نقب [illegible] ہوگی اُس نقب مین داخل
ہو [illegible] وہان ایک جدو [illegible] آئیگا اُسکو ہلاک کرنا طلسم باطل ہو جائے گا

شہزادہ اس ہدایت سے بہت خوش ہوا حمائل پر بوسہ دیا اور گردن میں پہن لیا قبل اسکے کہ ہرن نمودار ہو قریب
پشتے کے پہونچا عجلت سے وہاں کی زمین کھودی صندوق کا سرا نمودار ہوا اور زیادہ زمین کو کھودا یہاں تک کہ
وہ صندوق اس مقام سے نکال لیا بہت بھاری قفل لگا تھا ہر چند زور کیا وہ قفل نہ کھلا اب متردد ہوا کہ کیا
کرنا چاہیے طلسم کا تعلق ہے بالیقین بلا سبب قفل نہ کھلنا محال معلوم ہوتا ہے اور آہو کے آنے کا وقت قریب ہے
اگر آہو آ پہونچا اور قفل نہ کھلا تب انتظام فتح طلسم مختل ہو جائیگا [illegible] قفل کیجانب دیکھا دیکھا کہ فاتح قفل طلسم
حمائل ہے اسکے مس ہونے پر اس قفل کا کھلنا موقوف ہے شہزادہ نے حمائل کو پھر گردن سے اتار قفل سے مس کیا تو وا
قفل کھل گیا صندوق کے اوپر کا سرا اٹھایا دیکھا تیر کمان اسمیں رکھی ہے شہزادہ نے اس تیر کمان کو صندوق سے
نکال کے اپنے قبضہ میں کیا پھر صندوق کو پشتے پر چھوڑ کے اس درخت چنار کے عقب میں چھپا ہو چند لمحہ کا عرصہ
گذرا تھا کہ وہ آہو نمودار ہوا اور پشتہ پر پہونچ کے اس صندوق کو دیکھا اور چاہتا تھا کہ صندوق کو سونگھے ادھر شہزادہ
نے تیر کو شست سے رہا کیا وہ تیر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کو پار ہو کے نکل گیا آہو زخمی ہو کے وہاں سے پران
ہوا شہزادہ اسکے تعاقب میں روانہ ہوا آہو تھوڑی دور پر پہونچ کے بیحال ہوا اور زمین پر گرا شہزادہ نے وہاں
پہونچ کے آہو کو اس جگہ سے علیحدہ کیا اور اس جگہ کو کھودا نقب ظاہر ہوا شہزادہ نقب میں داخل ہوا ایک
باغ میں پہونچا جسمیں ہزار ہا رنگ کے پھول کھلے ہوے تھے ہر جانب درختان سرسبز پر جانوران خوش رنگ
و خوش آہنگ زمزمہ سنجی کر رہے تھے وہ باغ ہے جسکے رشک سے جنت کے دل پر داغ ہے۔ نگاہ از سیر
این باغ طرب خیز + چو تار ساز گرد و نغمہ انگیز + کف از فوارہ از حوضش گشادہ + فلک را غوطہ ہا در آب دادہ
ہوایش بسکہ شفاف ست بلبل + تواند دید دود آتش گل + چار لاکھ درخت خوش قد موزون۔ ہر مصرعہ
نہال کے سامنے مصرعہ طوبی زحافت سے ناموزون۔ کوئی چتر روش سے بڑھا ہوا ہو گیا ذکر جو ڈالی ہے اسنے
سدرہ میں ایک شاخ نکالی ہے ہر ایک درخت سر سے پاؤں تک گویا گلدستہ۔ ہر شاخ معشوق رنگین کا
دست حنابستہ۔ وسط باغ میں ایک قصر عالیشان واقع ہے جسکے در و دیوار پر بنا کار چرخ فیروزہ گون حیرت زدہ
نقاشان مربع نگار نے طرز نقش غریب و عجیب اس معبدکدہ قدس مسکن کی سقف و ستون پر اس رنگ سے
بنائے ہیں کہ مشاہدہ نزاکت عقل مانی و بہزاد کو دیوانہ بناتا ہے چہرہ پردازی صور گوناگون اور رنگ آمیزی
گلہاے بوقلموں میں خامہ موشگاف نے وہ باریکی صرف کی ہے کہ حسن صورت کا کرشمہ مانند حسن معنی اہل
نظر کے ہوش اڑاتا ہے۔ وسط حقیقی باغ میں حوض صفائے قطرہ آب۔ صوفیان صافی نہاد کے دل کا جواب۔ اتنا
وسیع کہ اگر اسمیں کوئی بات پکارے کئی برس میں آواز پھرے عقل بلند دست جو اسکے ارتفاع کو دیکھے سر چکر سے
لگ جانے کا سپر نظر آئے۔ سہ فلک گشتہ حیران تعمیر او + فرشتہ شیدہ مہر تصویر او + شہزادہ بدیع الملک
سیر باغ کرتا ہوا اور صنعت صانع حقیقی کا تماشا دیکھتا ہوا اس [illegible] رفیع قامت و ساکت قریب پہونچا ایک
دیکھتا ہے کہ ایک جوان ذی شوکت و شان دامن گریبان [illegible] حیران کھڑا ہے۔ سینے میں غم سے چہرہ
محنت شاقہ سے تمتمایا ہوا ہاتھ میں [illegible] سطوت [illegible] جس جانب [illegible] کو دوڑتا
کرتا ہے کبھی کسی تھالے میں پانی دیتا ہے بدیع الملک بغور [illegible] اور اسکی حرکت پر
متعجب ہوتا رہا کبھی دل میں کہتا تھا کہ یہ معاملہ طلسم ہے [illegible] معلوم کون شہزادہ عالیجاہ حسب اتفاق
اس طلسم میں گرفتار ہو گیا ہے جسکو اس محنت میں مبتلا کر رکھا ہے کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید یہ بھی

خدمتی اور ملازم اسی ہیئت و صورت کے ہونگے یا کوئی جادوگر یہ سفر ہوگا مجکو فریب دینے کی نیت سے اپنی
یہ صورت بنائی ہو۔ اور ایسا محنت میں مصروف ہو چنانچہ تادیر شاہزادہ ایک جگہ ٹھہرا رہا اور یہ تماشا دیکھا کیا
مگر اُسنے یہ بھی نہ جانا کہ کون ہی یکایک اُس جوان نے شہزادہ کو دیکھا بیلچہ کو ہاتھ سے زمین پر ڈالدیا اور شہزادہ
کے قریب آکے سلام کیا شہزادہ کو اُس جوان کے سلام کرنے سے اور بھی تعجب ہے پھر آخر تو پوچھا اے جوان
تو کون ہے اور تو نے مجھے سلام کیوں کیا اُس جوان نے متبسم ہو کے کہا سلام کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہی ہر
ایک قوم و ملت میں یہ رسم جاری ہی پھر میں نے سلام کیا تو کیا گناہ کیا شاہزادہ نے کہا اے جوان میرے پوچھنے
کی یہ غرض نہیں ہی بلکہ اصل مطلب میرا یہ ہی کہ میں ایک مرد اجنبی بضرورت یہاں وارد ہو گیا ہوں تو یہاں کے
باشندوں میں سے اس جوان نے کہا یہ گمان تمھارا بالکل غلط ہی میں ہرگز اس طلسم کے باشندوں میں
سے نہیں ہوں بلکہ حسب اتفاق میرا گذر بھی اس طلسم میں ہو گیا ہی اصل حقیقت میری یہ ہی کہ میں فیاض ظلم
پسر فرعون شاہ ہوں آج بارہ برس کا عرصہ گذرا ہی کہ میں اس طلسم میں قید ہوں اب کئی روز کا عرصہ ہوا کہ ایک
روز میں عاملی ریاضت میں مصروف تھا کیا دیکھتا ہوں کہ چند شخص یہاں وارد ہوئے میری نظر میں وہ
باعتبار وضع و قطع کے خدا پرست معلوم ہوئے میں نے انکا نام پوچھا۔ ایک نے انمیں سے کہا میں
رستم ثانی نام سے مشہور ہوں دوسرے نے کہا مجکو ایرج کہتے ہیں میں نے دین و مذہب کے باب میں سوال
کیا میرے قیاس کے موافق انھوں نے جواب دیا کہ ہم سب خدا پرست ہیں بالیقین وہ سب بھی میری طرح
اس طلسم میں گرفتار کیے گئے ہونگے جسطرح میں یہاں مبتلائے بلا ہوا ہوں سے نادم ہوکے کوئی اصلاح کار نہو
ہمدم ہے نہ غمخوار ہے کہ حال دل افگار خود بکسم + اس پانچ برس کے عرصہ میں کوئی دن ایسا نگذرا جسمیں میں نے
اپنے مادر و پدر کو یاد کرکے گریہ و زاری اور صدائے فریاد نہ کی مگر کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا تاکہ اس قید مصیبت
سے رہائی میسر ہوتی شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اے جوان یہ حال میں نے تیری زبانی سب سُنا لیکن یہ تو نے
نہ بیان کیا کہ کس وجہ سے اس طلسم میں تیرے گرفتار ہونے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا اے جوان سنو اس طلسم پر محنت عا
لم کی حاکم و فرمانروا ایک جادو نیلم ہی یکایک وہ کمبخت میرے اوپر فریفتہ ہو گئی اور مجھ سے اپنی مراد چاہی
اس درخواست کے سننے سے مجکو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ اگر تیرا مقصود مجکو ہلاک کرنا ہی تو اس حیلہ کی کیا ضرورت
ہی بلا تکلف ہلاک کر مجھ سے کون تعرض کر سکتا ہی ورنہ مجکو رہا کر دے کہاں میں ابھی طفل نوخیز اور کہاں تو پیر زالہ
مجھ میں اسقدر طاقت کہاں جو میں تیری مراد کو پورا کر سکوں اُسنے مجکو بہت کچھ فہمائش کیا چونکہ میری جرأت
نہ ہوئی بنابران میں نے ہر مرتبہ انکار کیا وہ بہت مجھ پر برہم ہوئی اور کہا اے جوان یہ محض تیرا حیلہ ہی میں تیرے
انکار سے ضرور تجکو قتل کرتی مگر کیا کروں کہ تیری صورت زیبا میرے دل میں ایسی جگہ کیے ہوئے ہی کہ مطلق جرأت
نہیں ہوتی کہ تجکو کسیطرح کا جسمانی صدمہ تک پہونچا سکوں خیر اگر تو اپنے تئیں اس کام سے عاجز سمجھتا ہی تو میں
بھی تجکو اپنے کام کیواسطے مجبور نہیں کرونگی یہ بندوبست قرار دیا ہی کہ میں اپنی حاجت کو بخیال دیگر سے روا
کرونگی اور تیری صورت کے محض نظارہ پر اکتفا کرونگی یہ کہا اور بیلچہ میرے ہاتھوں میں دیکے کہا اے جوان تو
اس باغ کی آبرسانی اور زمین زرائی میں مصروف رہ بغیر قبول چارہ کیا تھا خاموش ہو رہا جب سے اس
مشقت و محنت میں زندگی بسر کرتا ہوں جسکے حمزہ ثانی اور یاران سلام کے یہاں آنے کا
اتفاق ہوا اُسوقت میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میرا پدر فرعون شاہ خداوند مشہور ہی اُس کی

قدرت و جلال کے جا بجا مذکور ہوتے تھے یہ کیسی قدرت خداوندی ہی کہ مین اس مصیبت مین مبتلا ہون پر اسکی
قدرت مطلق کام نہین آتی معلوم ہوتا ہی کہ اسکی خداوندی کے قائل محض دعوے ہین ہین اور حقیقت مین کچھ نہین
ہی ناچار اس بات کا عہد کیا کہ اگر خدا پرستون کا مذہب حق ہی تو ضرور مین اس قید سخت سے رہا ہو جاؤنگا اور اسوقت
مین بھی مسلمانون کے مذہب کو سچا برحق سمجھونگا بعد اس نیت کے شب کو سو رہا تھا کہ خواب مین دیکھا ایک مرد
مقدس ذات معظم صفات تشریف لائے جنکی شان و عظمت اسوقت تک میری نظرون مین سمائی ہوئی ہی انھون نے
بشارت دی کہ ای جوان مطمئن رہ عنقریب تیری رہائی کا سامان پیدا ہوتا ہی یعنے تین روز کے بعد ایک جوان
خدا پرست اس باغ مین پہونچے گا اخبار دیو کو ہلاک کریگا مع ہذا نیر نگ جادو بھی اسی جوان کے ہاتھ سے
ہلاک ہو جاے تو عجب نہین ہین ان مرد بزرگ کی بشارت سے ہی نہایت متعجب تھا کہ یہ کون ہین یکایک
غیب سے آواز آئی کہ ای فیاض کیون متحیر ہی یہ بزرگ حضرت ابراہیم ہین تیری رہائی کی خوشخبری دیتے ہین ہان
ای جوان ان بزرگ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس جوان وارد طلسم کا نام بدیع الملک ہوگا اگر واقعی تمھارا نام
بدیع الملک ہی تو یہ طلسم تمھارے ہاتھ سے فتح ہو جائے گا اور فتح طلسم نیر نگ جادو کے ہلاک ہونے پر موقوف ہی
جسوقت نیر نگ کی ہلاکت وقوع مین آویگی اسیوقت طلسم فتح ہو جائیگا شاہزادہ نے پوچھا نیر نگ جادو کہان ہی
اسنے کہا شہر یار مجکو اسکے مقام قیام سے اطلاع نہین ہی ہان کبھی کبھی میرے دیکھنے کو یہان اسکا ورود ہوتا ہی ہنوز یہ
باتین ہو رہی تھین یکایک ہوا سے آسمان سے نعرہ کی آواز آئی کہ باش ای فیاض تو میرا رقیب ہی دیکھون تو میرے
ہاتھ سے کہان جاتا ہی بعد اس صدا کے انھون نے دیکھا کہ اخبار دیو ہوا سے آسمان سے زمین پر آیا جونہی فیاض
کی نظر اخبار دیو پر پڑی مثل بید لرز گیا اور شہزادہ بدیع الملک کے عقب مین جا چھپا اخبار نے نعرہ مارا کہ ای
فیاض تو اس جوان کے عقب مین کیون چھپا ہی مین خوب جانتا ہون کہ تیرے ہی سبب سے یہ جوان یہانتک پہونچا
ہی بدیع الملک نے کہا ای خیرہ سر فیاض سے کیا کہتا ہی جو کچھ کہنا ہو مجھ سے کہ فیاض کی کیا وقعت ہی جو میرے
یہانتک پہونچنے کا سبب ہوگا اخبار دیو نے از سرتا پا بغور دیکھا اور کہا ای جوان ضعیف الجثہ بیباک تجکو مطلق
اپنی جان کا پاس نہین ہی مجکو تیری کم جثگی پر رحم آتا ہی ورنہ ایک ہی لقمہ تیرا کر لیتا شہزادہ نے کہا او اجل رسیدہ یہ
تیرا خیال خام ہی مع ہذا ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اسکی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا اخبار کا ہلاک ہونا تھا
کہ ہوا سے آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور شہزادہ کے کمر بند کو گرفت مین لاکے جانب آسمان پران ہوا اور اسقدر
بلند ہوا کہ شاہزادہ کی آنکھین بند ہو گئین پھر جب شاہزادہ نے آنکھ کھولی تھی کو ایک کوہ بلند پر پایا جو نہایت
سیاہ و بے نور و ہولناک تھا جسطرف نظر جاتی تھی بیابان بلا خیز تھا کہ العظمت للہ کوسون درخت کا نام نہین
ہوا سے گرم کے جھونکے دل و جگر کو کباب کیے دیتے تھے سناٹا تو اس بلا خیز بیابان کا جدا ہی ادھر سے نہر روکھ دیتی
دیتے تھے مع ہذا دیکھا ایک زن کریہ المنظر عجیب الخلقت سامنے کھڑی ہوئی ہی شہزادہ نے گھبرا کے پوچھا تو کون ہی
اسنے کہا ای جوان تو مجکو نہین جانتا حالانکہ تو نے میرے مطلوب یعنے اخبار دیو کو بے خطا قتل کیا برسون کا
ساتھ چھوٹ گیا اب بے اسکے زندگی وبال ہی کیا تو نہین دیکھتا اسکی مفارقت مین میرا کیسا خراب حال ہی ہاے
مین کیا کرون کدھر جاؤن وہ اسکے موٹے موٹے ہاتھ پاؤن اور تمام اعضا وہ اسکا شکل کا سا بھرا ہوا تن سا لمبا پیٹ
کہان پاؤنگی ای جوان اگرچہ تو بھی مرد ذات ہی لیکن تیرے تمام اعضا سینک سلائی ہین بالکل کم جثہ ہی اگر
اسکے عوض مین تجھ سے دل بہلاؤن تو کیا پاؤنگی (..... چہ خفتہ چہ بیدار) کا مصداق پاؤنگی آخر حسرت ہی

حسرت میں مر جاؤں گی بات تیری قسم درست خوب دیکھ کے دل کو نہ تسکین ہوئی بچہ بظاہری تسلی میں لب تک خبر
اسی پر اکتفا کیا یہ کہا اور شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گیا یہ دیکھ کے اپنے سینہ پر رکھا اور کہا اے جوان یہ تو خوب سمجھ لے
کہ اب تو بالکل میرے اختیار میں ہے جو چاہوں تیرا احوال بناؤں چاہوں قید میں مبتلا رکھوں چاہوں رہا کر دوں اگر
تو اپنی گلو خلاصی چاہتا ہے تو یہ جو میں درخواست کروں اسے بخوشی خاطر قبول کر ورنہ تو زندگی سے ناامید ہو جا یہ باتیں
اقبال مندی سمجھ کہ اس گم گشتہ پر بھی اپنے مطلوب قدیم سے قطع نظر کر کے تجھ پر اکتفا کرتی ہوں شاہزادہ
نے کہا اے نیرنگ سے میں سمجھا نہیں تو اپنا مطلب تو بیان کر اور میرا ہاتھ تو چھوڑ خواہ مخواہ میرے ہاتھ کو اپنے سینے
لمس کے بیکل کیے دیتی ہے اسنے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور نفس سرد بھر کے کہا اے جوان یہی خیال تو میرے دل کو اب بے کل
دیتا ہے اسوقت تیری جگہ اختیار دیو مطلوب قدیم ہوتا تو کیوں میری دشمنی کرتا بارے بدیع الملک
وہ تو دور روز تیرا ان دیکھا تھا تمام بدن کی کمال تو تنفر گرفت میں لا کے چپ چاپ طرح پہنچتا تھا اچھا اب آ
میری سر کی قسم میری مراد دے شاہزادہ نے یہ سنتے کہا اے نابکار اس بات کے سر کو اور نیرنگ سے کہا تو ظاہر نہیں میں
تیری مراد دیتا ہوں یہ کہا اور اسطرح تلوار لگا کر اسکے سر پر کیا کہ نوک تلوار کی اسکے اسفل میں نمایاں ہوئی اس مکارہ
بدکارہ نے باواز بلند کہا اے بدیع الملک غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا میں نے اپنی مراد مانگی تو نے اپنا کام کیا میں
مجھکو ایسا امید نہ تھی تجھ پر کیا منحصر ہے اگرچہ تو نے مجھکو ہلاک کیا تا ہم اب تو تمام زندگی یہاں سے رہا نہ ہوسکیگا
شاہزادہ نے جواب دیا اگرچہ میں یہاں سے رہا نہ ہوسکوں تا لیکن تو بھی مالک کی جراحت سے رہا نہ ہوسکیگی الغرض
جب شاہزادہ بدیع الملک نیرنگ کے قتل سے فارغ ہوا ہاتھ ادھر ادھر ہوئے کبھی جانب مشرق گیا میں بحر بیابان
کے پھر پایا نہ کہیں کوئی درخت تھا اور نہ کوئی اور قسم کی پناہ تھے کہ تھوڑی دیر دم لیتا کبھی جانب مغرب گیا وہاں
بھی کوئی جائے قیام نہ پائی۔ راوی کہتا ہے کہ اسوقت شہزادہ قمر زاد بھی اس شکار کی غرض سے نکلا تھا اس پہاڑ پر
بھی اسکا گذر ہوا اسنے دیکھا ایک جوان با شوکت بالائے کوہ سرگردان و حیران ہر چہار جانب پھر رہا ہے حسرت
کی نظر سے ہر چہار جانب نگاہ کر رہا ہے اول تو دیر شاہزادہ بنفس خود دیکھتا رہا دل میں خیال طرح طرح کے گذرتے رہے
مگر کوئی سبب قابل یقین نہ ملا ناچار شاہزادہ بدیع الملک کے قریب آیا اور کہا اے جوان تیری اجازت ہو
تو میں تجھسے کچھ پوچھوں شاہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہے اسنے کہا تو کون ہے اور کیونکر یہاں تک پہونچنے کا
اتفاق ہوا اور تیرا نام کیا ہے شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہیں جونہی قمر زاد نے بدیع الملک
کا نام سنا بے تحاشا دوڑتا ہوا شہزادہ کے قریب آیا اور گود میں اٹھا لیا سر و چشم پر بوسہ دیا اور کہا اے بابا بدیع الملک
تو اس مقام محنت انجام میں کسطرح پہونچا شہزادہ نے طلسم کی حقیقت اور فرعون ملعون کی قید شدید میں
حمزہ ثانی اور دیگر یاران ہمراہی کا مبتلا ہونا از اول تا آخر شرح بیان کیا اور کہا کہ شہریار مجھکو نیرنگ جادو یہاں
لائی تھی قمر زاد نے متعجب ہو کے کہا تعجب ہے کہ نیرنگ جادو تجھے تم کو یہاں لائی اور پھر تم اسکے ہاتھ سے زندہ
بچے اب نیرنگ کہاں ہے شہزادہ نے کہا خدا کے فضل سے میں نے اسے جہنم واصل کیا میں اسوقت یہاں
سرگردان اس تلاش میں پھر رہا تھا کہ کوئی ایسی جائے محفوظ ملے کہ میں تھوڑی دیر وہاں دم لوں اس عرصہ میں
تم سے ملاقات ہوگئی مگر اے شہریار میں نے تم کو نہیں پہچانا کہ کون ہو اسوقت تجھسے بلاطفت پیش آئے ہو
قمر زاد متبسم ہوا اور کہا اے بدیع الملک بے شبہ تم نے مجھکو نہیں پہچانا ہوگا کہ دہ ہفتہ میں قمر زاد نام فرزند ان میرے
ہوں جونہی شہزادہ بدیع الملک نے قمر زاد نام سنا دوبارہ دوڑ کے قمر زاد سے ہم بغل ہوا اور کہا اے

رنگین نمایان لنہ ملوک سر پر کلابی ٹوپی زر نہایت قیمتی ہزار رنگ سے کہ جگمگاتی دیکھنے کے بعد لیے ہوئے گدڑی بالکل ایک پارچہ
حصیر پر بیٹھا ہوا ایک مختصر و متبدل سا باجا لیے ہوئے اُسکو چھیڑتا ہوا نہیں سر بارہا آواز میں یہ غزل گا رہا ہے

چین اسکو نہیں اصلا نظر اپنا نہیں آتا
پر دل ہمارا نہیں آتا نہیں آتا
کیا جانے اُسے وہم ہو کیا میری طرف سے
پر لب پہ کبھی حرف تمنا نہیں آتا
میں جاتا ہوں جہان سے ہول تو آوا نہیں کہیں تک
شبنم کیطرح سے ہمیں رونا نہیں آتا
غافل ہو بہار چمن عمر جوانی

از آتش وہ رشک مسیحا نہیں آتا
ور جان دل مضطر کو تری کچھ تو نشانی
ہر خواب میں بھی رات کو تنہا نہیں آتا
کس دم نہیں ہوتا قلق ہجر از عجب
کافر تجھے کچھ خوف خدا کا نہیں آتا
آتا ہے تو آ جا کہ کوئی دم کی ہے فرصت
کر سیر کہ موسم یہ دوبارا نہیں آتا

مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا
پر خط کبھی تیرے ہاتھ کا لکھا نہیں آتا
آنکھ ہر دم آنکھوں میں دم حسرت دیدار
کس وقت مرا منہ کو کلیجا نہیں آتا
ہم روتے چلا جاتے ہیں تو دریا ہی بہا میں
پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہیں آتا
عمر ثانی اسکی سر ملی آواز سے بہت

محظوظ ہوا اور یہ غزل مذکورہ عالم محویت میں سنا کیا اسطرف مطرب عجیب الخلقت جو عمر کو اپنی طرف متوجہ
دیکھا وہ بھی عمر کیجانب متوجہ ہوئے اور بھی زیادہ مرغوبی سے گانے لگا عمر ثانی نے کہا اے شخص تو ہمارے ساتھ
کہیں چل سکتا ہے اُس مطرب نے کہا کیا مضائقہ ہے عمر ثانی وہانسے حمزہ ثانی کے پاس آیا اور کہا شہریار اسوقت
میں ضرورت سے بازار گیا تھا دیکھا کہ ایک شخص ایسی خوبی سے گاتا ہے اور ایک مختصر باجا اس طرز مرغوب سے بجاتا
ہے کہ دیکھنے اور سننے سے تعلق ہے میں تو اسوقت اپنے ہمراہ لیے آتا تھا لیکن پھر خیال آیا اول اجازت لے لینا ضرور
ہے مبادا خلاف طبع عالی ہو حمزہ ثانی نے کہا اے عمر ثانی کہاں ہے وہ مطرب تو غنیمت ہے ہمارے روبرو لاؤ عمر ثانی اُس
مطرب کو بلا لایا حمزہ ثانی کو اسکی صورت دیکھکے نہایت حیرت ہوئی پوچھا کیا نام ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے اُسنے
کہا مجھکو درویش عجیب کہتے ہیں اور مسکن کو جو پوچھا تو فقیروں کا مسکن کہاں سے درویش ہر جگہ کہ شب آمد سرا سے
اوست حمزہ ثانی نے کہا ہم نے سنا ہے تو خوب گاتا ہے بجاتا ہے اُسنے کہا یہ بات بالکل غلط ہے اسواسطے کہ میں ڈوم
ڈھاڑی ہان جہان بیٹھتا ہوں اپنا دل خوش کر لیتا ہوں حمزہ ثانی نے کہا ہم بھی سنیں تو کسطرح دل خوش کرتا ہے
اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہا اور اُس ساز مختصر کو بغل کے نیچے سے نکالا اور سر درست کیا اور یہ غزل شروع کی

ہوا ہے جیسے شہرہ اس مہ حسن ایمان کا
تلک لو دیکھا کہ غم کو غم کا دل کو اسان کا
مری تقدیر کی برگشتگی سب دیکھ لیں تری گھری
خضر آئے وہ ہیں چشمہ سمجھ کر آب حیوان کا
ڈرا آیا جیسے تو سینہ شکوہ میں اُسکو تماشا کی
زیادہ عجاتا ہے مجھکو یہ عاشق ہے وہ دربان کا
یہ کیا ہے زخم پر ملنا مری خو بو ہوتی ہے
دل بیتاب کا مارا ہے تیرے مژگان کا

کوئی دل جیسے دیکھیے بقیہ ہے مسیحا کا
نہیں معلوم ایک مدت سے تماشا حال ہے دل کا
حسینو کیا لگی تم کو ہے ہمیشہ مژگان کا
ہمارے سے دل خالی کہاں ناشکیبی بجلی کا
شتر بل بھی نشتر منہ چڑھاتا ہے نمکدان کا
جنون میں نامہ نارسائی سے تڑپے ہیں قلم تک
کیا دو خو بیان ہوتا ہے اپنے جو ہر جان کا
کسی کی شرم آلودہ نگاہ ہو میں شوقی ہے

حمزہ پھر ایک لو تازہ ملا ہے عشق جانان کا
مزاج اچھا تو ہو یادش بخیر اُس آفت جان کا
او گا ہے سبزہ کیسا خوش ہو کہ یہ ساقی
تماشا شوق وا ساں کا دشت یاس و حرمان کا
تمنا تھا دامن کی جگہ کیا بدنام عالم میں
بہار کھو نہیں ہے اک سیر تماشائے بوستان کا
کوئی بیمار سرا حسرت چھوڑ کر یوں چلے اجل
سے دیکھا اُسے دیکھنا ہوتا کا اُدھ دیکھا

اس غزل کو اس لطف و خوبی سے گایا اور اس عنوان سے وہ مختصر باجا بجایا کہ تمام حاضرین پر محویت کا عالم طاری ہوا ایک
کو ایک کی مطلق خبر نہ رہی دفعتا ایک تراقہ ہوا اور تمام اس مقام میں دھوان بھر گیا جو جہاں بیٹھا تھا وہیں بیہوش
ہو گیا تمام بارگاہ شہر خود نشان معلوم ہوئی اُس عیار مطرب نے برقت بعجلت تمام چادر عیاری میں حمزہ ثانی کو باندھ

اور پشت پر لادکے وہاں سے چلا بارگاہ سے باہر آیا دربانوں نے کہا تو کون ہے اور یہ کیا لیے جاتا ہے اسنے کہا
میں مطرب ہوں امیر نے مجھے بشوق تمام بلایا تھا میرے گانے بجانے سے سب خوش ہوے خلعت مرحمت ہوا سب
خلعت و انعام دیے اسیکا پشتارہ ہے کیونکر اٹھا لیجاؤں تمہارا کیا مطلب ہے دربانوں نے کہا ہمارا مطلب یہ ہے کہ اس پشتارہ میں
ہمکو ہمارا حق بھی ہے اسنے وہ ساز مختصر دربانوں کے روبرو پھینکدیا اور کہا یہ لو میں اور بجا لو تم دربانوں نے
کہا یہ باجا بجانے کس کام کا ہے پشتارہ میں سے کچھ دے اس مکار نے کہا پشتارہ کو کھولنا دشوار ہے تو یہ ٹوپی میری
لیلو اور ٹوپی انکے روبرو پھینکدی انھوں نے ٹوپی پھر اسی کے روبرو پھینکدی اور کہا کچھ تو دیا ہوتا یہ ٹوپی کیا بکے گی
کی کچھ نقد دے یا متعدد خلعتوں میں سے ایک خلعت ہم کو دے اسنے پشتارہ کو وہیں رکھدیا اور کہا لو گٹھڑی جو ملے
دربانوں اسے لیلو انھوں نے کہا اسمیں تک کھولے ہمارا حق اسمیں سے دیدے ورنہ ہم تجھکو ہرگز یہاں سے نہ جانے دینگے
اسنے کہا پشتارہ نہیں کھول سکتا بہت مشکل سے باندھا ہے اور جو کچھ میرے پاس ہے لیلو انھوں نے کہا تیرے پاس
کیا ہے اسنے کہا یہ ٹوپی خرقہ باجا سب لیلو وہاں عمرثانی قبل تمام سرداروں کے بیہوش ہونے کے خلا کی ضرورت سے
گیا تھا وہ جو فارغ ہوکے بارگاہ میں آیا دیکھا تمام سردار بیہوش افتادہ ہیں اور حمزہ ثانی ڈنگل پر نہیں سمجھا کہ ابھی وہ
مطرب باجا بجا رہا تھا کچھ عجب نہیں جو وہ کسی کا عیار ہو اسنے دربانوں بارگاہ سے نکلتا دروازہ پر آیا دیکھا کہ وہ مطرب
دربانوں سے بحث کر رہا ہے اور ایک پشتارہ علیحدہ رکھا ہے کہا کیا بحث ہے دربانوں نے کہا یہ مطرب یہاں سے انعام و
اکرام کا ایسا بڑا پشتارہ لیے جاتا ہے اور ہم کو کچھ نہیں دیتا اس عیار مکار نے جو عمرثانی کو دیکھا چاہا کہ وہاں سے فرار ہو عمرثانی
نے نعرہ مارا کہ اے شقی او مکار میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے دوڑ کے اسکی کمر بند میں ہاتھ ڈالدیا دربانوں نے کہا اے عمرثانی یہ کیا
ماجرا ہے عمرثانی نے کہا جلد اس موذی کو گرفتار کرو جو مکر اسنے کیا ہے اسکا حال ابھی معلوم ہوا جاتا ہے غرضکہ دربانوں کی مدد سے
عمرثانی نے اسے گرفتہ و بستہ کر لیا اور پشتارہ کو کھولا دیکھا حمزہ ثانی بیہوش ہیں کچھ تو دہشت و کچھ خوب ہلانے سے اعضا
نرم ہوگئے تھے اسی سے گستاخ سے دارو ہے رفع بیہوشی نکالی حمزہ ثانی کو ہوش میں لائے حمزہ ثانی کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک
گٹھڑی میں بندھا ہوا ہوں نہایت حیرت ہوئی عمرثانی سے ماجرا پوچھا انھوں نے کہا شہریار یہ موذی مکار چشم تمہارے سامنے موجود ہے اسنے یہ
تمہاری تم کو بستہ کرکے لیجانا چاہا تھا ہمارے حسب اتفاق میں رفع حاجت کو گیا تھا اور یہ ہنوز دربانوں سے باہر نہیں جانے
پایا تھا دربانوں سے بحث کر رہا تھا جو میں یہاں پہونچ گیا ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا حمزہ ثانی بارگاہ میں آئے ڈنگل پر تکیہ
لیا اور حکم دیا جلد ان سرداروں کو ہوشیار کرو عمرثانی نے اسی دارو بیہوشی کے ذریعہ سے سب کو ہوشیار کیا جو
آنکھ کھولتا تھا پہلے حیرت سے عمرثانی کو دیکھتا تھا پھر اپنے حال کو دیکھ کے متعجب ہوتا تھا حمزہ ثانی نے اس عیار مکار
کو اپنے روبرو طلب کیا اور پوچھا تو کون ہے اسنے کہا مجھکو نقش مور چشم کہتے ہیں خداوند فرعون کے لشکر سے آیا ہوں مدت ہوئے
میں اسے خداوند فرعون کی بندگی بجا لاتا ہوں فرعون کے ایما سے حمزہ ثانی کو گرفتار کرنے آیا تھا تقدیر الٰہی سے کام نہ چلا
ہوا اب تم ہر طرح کا اختیار رکھتے ہو اگر مناسب سمجھو رہا کرو ورنہ ہلاک کر ڈالو گے تو خداوند فرعون تمکو آخرت میں اعلیٰ درجہ پر
فائز کریگا حمزہ ثانی نے کہا او نابکار یہ تو کیا بکتا ہے فرعون نابکار کیا حقیقت رکھتا ہے جو آخرت میں مجھکو اعلیٰ درجہ پر لگا سکے
او خویشتن گم است کرا رہبری کند وہ آپ اپنی گمراہی کی سزا سے کیونکر بچ پائے گا کسی دوسرے کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا
ہے عطیے اخروی آخرت میں نقش مور چشم نے کہا اے حمزہ تم جو چاہو سو کہو میں خداوند کی بندگی سے ہرگز باز نہ آؤنگا
حمزہ ثانی نے کہا یہ موذی اجل گرفتہ ہلاک کرنے کے قابل ہے جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا بنا بر حکم حمزہ
وہ ناپاک جہنم واصل کیا گیا حمزہ ثانی نے سرداران لشکر اسلام سے کہا یارو اب بتاؤ فرعون ملعون سے کے

بارہ مین کیا کرنا چاہیے سب نے بالاتفاق عرض کی حضور پار ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہوگا بجا لاوین حمزہ نامی سے کہا
خبر کل سنیں گے اور جو کچھ ہونا ہوگا ہوگا اور نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا ۔ دہل زن دہل [illegible]
خبر فرعون کو پہونچی تمام افسران فوج کفار کو ایک جا جمع کیا اور کہا اے بندگان خاص ہمارے حمزہ نے آج پھر اپنے لشکر
مین نقارہ جنگ بجوایا ہے کل کے روز ایسی کوشش کرو کہ مسلمانون کا قصہ پاک ہو جاے ہم مسلمانون کے ہاتھ سے بہت
تنگ آئے ہین ان کافرون نے کہا اے خداوند مثل مشہور ہے کہ - شوکرے دوا علاج کیست پیشتر اسی طرح کی تدبیر جاری کردی
کہ اس حالت مین مسلمان ہی غالب رہین تو اب شکایت کیا ہے جو کچھ جب تک ظہور مین آیا تیری مرضی کے موافق اور اب بھی
جو کچھ ظہور مین آئیگا تیری مرضی کے موافق ہوگا فرعون نے کہا اے یارو واقعی تمہارا کہنا صحیح ہے ایک وقت مسلمانون کی سرکشی
پر غصہ آتا ہے دوسرے وقت عاجزی رحمت پر نظر جاتی ہے اگرچہ مسلمان مجھ سے منحرف ہین تاہم میرے بندے ہین لیکن اب انکی
سرکشی سے بہت عاجز ہوگیا ہون کل کی میدان داری مین سب کو تہ تیغ بیدریغ کرو ہم کو انکی رعایت ذرا منظور نہین ہے - یہ کہا
اور اپنے لشکر مین بھی نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا ۔ ز نقارہ آواز آمد برون * کہ دون ست دون ست فرعون دون +
تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی یکایک صبح کی توپ دلی سے چلی ادہر صبح کی نوبت نے نقارہ پر
چوب پڑی لشکر دشمن کر چڑی ہوئی شروع ہوئی آفتاب عالمتاب بخوبی طلوع ہوتے ہوتے دونون لشکر میدان
مین آکے صف آرا ہوگئے ابھی کوئی پہلوان کسی لشکر سے ضرب لیجانے نہین نکلا تھا کہ ایک جانب سے گرد نمایان ہوئی
دونون لشکر اس گرد کی جانب متوجہ ہوئے جب ہوا مین گرد چاک ہوا وہی لات عیار پیشہ نمایان ہوئی فرعون کی خدمت مین
حاضر ہوئی زمین نیاز پر سر رکھا اور کہا اے خداوند عنقریب قنطورہ لپوش یہان پہونچا جاتا ہے اس ثنا مین دوسری گرد پیدا
ہوئی اتنا بادہ قنطورہ لپوش دو لاکھ پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے آیا اسکے لشکر کے بالا سر ایک قصر بارہ سو گز
کی بلندی پر معلق چلا آتا تھا عرض و طول اس قصر عالیشان کا برابر تھا چار سمت چہار جانب اس قصر بلندی ترتیب
سے تھے چار جانور نہایت خوش فر [illegible] چارون برجون پر بیٹھے تھے اس قصر کو بصورت آسمان بنایا تھا آفتاب و ماہتاب
وغیرہ ستارہ بھی اس قصر مین نمایان کیے تھے قنطورہ لپوش آیا فرعون کو سجدہ کیا دعا و ثناء خداوندی بجا لایا وہ قصر
فلک صورت لشکر فرعونی پر سایہ فگن ہوا فرعون نے جو اس سامان کو دیکھا بہت خوش ہوا غرض یہ جنگ شروع
ہونیوالی تھی فرعون نے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ مین آکے قرار لیا قنطورہ لپوش بھی بارگاہ مین حاضر ہوا
فرعون نے کہا اے قنطورہ لپوش یہ قصر کیسا ہے اور کس واسطے لایا ہے قنطورہ لپوش نے کہا اے خداوند یہ قصر خاص تیرے واسطے لایا
ہون اگرچہ بظاہر یہ ایک قصر وسیع ہے لیکن اسکا اندرونی سامان دیکھنے کے قابل ہے حالانکہ خداوند صاحب قدرت کے
روبرو کچھ بھی حقیقت نہین ہے خداوندا ایسے قصر ہزار مہیا کر سکتا ہے فرعون نے کہا اے قنطورہ لپوش ہم اس قصر کی سیر
کر سکتے ہین قنطورہ لپوش نے کہا کیون نہین آج شب کو اسی قصر مین استراحت فرمائیے گا فرعون نے کہا یہ قصر بالاے
ہوا معلق ہے کس طرح اندرون قصر پہونچ سکتا ہون قنطورہ لپوش نے باواز بلند کہا کہان ہے اے مرکب [illegible] فرعون جلد
حاضر ہو اور خداوند کو سوار کرکے مقام خداوندی مین لیجا فرعون نے دیکھا ایک دروازہ اسی قصر معلق کا ز خود وا ہوا اندر اس
دروازہ سے ایک مرکب سفید با زین و لجام مرصع طرارہ بھرتا ہوا باہر آیا فرعون نے کہا اس مرکب پر مین کس طرح سوار
ہو سکتا ہون اسواسطے کہ اول تو ہوا پر معلق ہے علاوہ برین نہایت سرکش معلوم ہوتا ہے نہین معلوم مجھے کس طرح
پیش آئے اور کس جانب نامعلوم لے جاوے قنطورہ لپوش نے کہا اے خداوند خالق تو یہ مرکب چست و
چالاک ایسا سرکش نہین ہے کہ کسی جانب بغیر مقرر لے جاوے گا اور اس مرکب سے باواز بلند کہا اے مرکب خداوند

کہ تجھکو میں فرعون پرستی کی تعلیم کرون ورنہ آمادۂ مرگ رہ شبرنگ نے کہا او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے فرعون کیا
وقعت رکھتا ہے جو کوئی اسکی پرستش کرے گا بس زبان بہ بند و بازو بکشا - نوبت بامبخار رسید سہ

کہ ہر دو بر فتند خنجر بدست دلیران نظارہ کنان ہر دو دست
چکاچاک خنجر بگردون رسید زخیدہ ستان خون بجیحون رسید

راوی کہتا ہے کہ دو پہر تک دونون مین خنجر بازی رہی بالآخر الامر شبرنگ تاب مقابلہ لایا شمین کے روبرو سے گریز کی
شمین بن شیاطین نے اسکا تعاقب کیا اور کہا او خدا پرست دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جان بچائے جاتا ہے
شبرنگ نے قلابازی کھائی اور زمین پر آرہا شمین سمجھا کہ شبرنگ تھک گیا ہے اسوجہ سے زمین پر گرا ہے اسنے جست کی
اور قریب شبرنگ کے آکے چاہا کہ سر اسکا تن سے جدا کرے ہنوز وہ قریب شبرنگ پہونچنے نہ پایا تھا کہ
شبرنگ نے پھر جست کی اور حلقۂ کمند کو اس سبکی سے اسکے اوپر پھینکا کہ شمین ازسرتاپا پیچیدہ ہوگیا ارادہ کیا
کہ شمین کا سر تن سے جدا کرے قنطورہ پوش اس حال کو دیکھ کے شبرنگ کیطرف جھپٹا اور اسکی گردن گرفت
میں لا کے اٹھا لیا پھر بغل مین دبا کے اور شمین بن شیاطین کو رہا کر کے شبرنگ کو فرعون کی خدمت مین لایا فرعون
نے نقارہ بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے فرعون بھی اپنی بارگاہ مین آیا شبرنگ
کو اپنے روبرو طلب کیا چند ملازم اسکو گردن بستہ کیے ہوئے لائے قنطورہ پوش بھی موجود تھا اسنے پوچھا کہ
بیچارہ تیرا کیا نام ہے اسنے کہا مجکو شبرنگ بن قران کہتے ہین قنطورہ پوش نے کہا تو قران کا لڑکا ہے فرعون نے کہا کیا کہا
قنطورہ پوش نے کہا اے خداوند کیا کہون اسوقت سخت وقت لاحق ہے کہ وہ وقت یہ ہے کہ یہ بھی خدا پرست تیری
مخالفت مین قابل سزا ہے لیکن شمین بن شیاطین جو اس جوان کو گرفتار کر لایا ہے محض بیکار لایا مین اسکو رہا کر دینا
چاہتا ہون اسواسطے کہ اسکے باپ سے اور میرے درمیان ایسا سابقہ نہین ہے کہ اسکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکون فرعون
نے کہا اگر یہ جوان میری خداوندی کا اقرار کرے تو کیا مضائقہ ہے اسواسطے کہ دین و مذہب مین کسی قسم کے سابقہ کا پاس
لحاظ کرنا محض عبث ہے قنطورہ پوش نے کہا اے خداوند اس قدر تو مین بھی خوب سمجھ سکتا ہون بعد ازان شبرنگ کو
خلعت دیا اور قید و بند سے خلاص کر کے کہا اے شبرنگ مجکو تیرے باپ کی رعایت بہت کچھ منظور ہے اس سے تجھے رہا کیے دیتا
ہون جا میری طرف سے اپنے باپ کو دعا کہدینا پس شبرنگ نے اپنی رہائی کو غنیمت جانکر لشکر کفار سے باہر آیا

اب دو کلمہ داستان شاپور شیردل کے مسطور ہوتے ہین

راویان اخبار شیرین و ناقلان آثار غریب اسطرح قلم فرسا ہوتے ہین کہ شاپور شیردل مستعدی تمام اطراف و اکناف عالم
مین پھر رہا تھا لیکن شاہزادہ بدیع الملک کا پتہ نہ پایا تلاش و تجسس کرتا ہوا لشکر کیطرف پہونچا اسوقت اسکے دل مین
آیا کہ میلے کفار کے لشکر مین چلیے اور سراغ لگاؤن شاید شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو جائے یہ نیت کر کے
لشکر کفار کیجانب چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک شخص خلعت مکلف پہنے چلا آتا ہے دل مین کہا شبرنگ بن قران کے
مشابہ یہ کون شخص ہے جتنے کہ شبرنگ قریب آیا شاپور نے کہا آہا ہا اے شبرنگ تم اسوقت یہان کہان اور یہ خلعت
کیسا پہنے ہو اسنے کہا شہریار کیا پوچھتے ہو میرا واقعہ عجیب و غریب ہے سنو مین لشکر اسلام مین تھا لشکر فرعون سے
جنگ شروع ہوئی یہانتک کہ میری باری آئی مین شمین بن شیاطین سے مقابل ہوا العرض بعد بسیار شمین بن
شیاطین نے مجکو گرفتار کر لیا بعد گرفتاری فرعون نے مجکو دربار مین اپنے روبرو بلایا وہان قنطورہ پوش بھی موجود
تھا اسنے میرا نام پوچھا مین نے اپنا نام بتایا اسنے نہایت متعجب ہو کے کہا ہان تو قران کا لڑکا ہے اور خلعت
دے کے مجکو رہا کر دیا شاپور نے کہا اے شبرنگ مین بھی اس لشکر بدکار قنطورہ پوش کو دیکھنا چاہتا ہون

شبرنگ نے کہا شہریار اب تو مین لشکر کفار سے چلا آیا ہون اگر مین ہوتا تو تمھارا بدار کو دکھلا دیتا سہل ہوتا شاپور
نے کہا لشکر کفار مین پھر چلو شبرنگ تا دیر متامل رہا بعدہ کہا اچھا چلو اور بار دیگر لشکر کفار مین آکے قیام کیا اہل لشکر
نے پوچھا تو کہان آیا شبرنگ نے کہا اسوقت مری طبیعت نادرست ہے کل اپنے لشکر مین چلا جاؤنگا شاپور شیر دل
کو لوگ پوچھا یہ کون ہے شبرنگ نے کہا یہ میرا ملازم ہے اہل لشکر خاموش ہو رہے جب نصف شب گذری حسب مشورہ
شاپور شبرنگ قنطورہ پوش کی خوابگاہ مین آیا دربانون نے روکا کہا ہم تجکو نہین پہچانتے اُنھون نے کہا ہم تجکو
خوب پہچانتے ہین تجکو قنطورہ پوش نے خلعت دے کے رہا کر دیا ہے شبرنگ نے کہا خلعت کے بعض پارچے
مین نے پہنے ہین اور بعضے یہان باقی ہین اُنکو لینے جاتا ہون دربانون نے کہا صبحکو لینا اسوقت کیا جلدی ہے شبرنگ
نے کہا جلدی یہ ہے کہ مین اپنے لشکر مین جانا چاہتا ہون اسوقت تک یہان مقیم رہا اب تھوڑی دیر استراحت کا
بھی ارادہ ہے یہان سامان استراحت موجود نہین ہے اور اگر میری طرف سے کچھ تم مشکوک ہو تو بجاے خود یہ سمجھو
جس شخص نے اس حالت مین مجکو رہا کر دیا اور قریب بان خلعت سے سرفراز کیا تو مین اسکے ساتھ کسطرح پیش آسکتا
ہون ہان مجھسے بُری طرح پیش آیا ہوتا یا مجکو اسکی ذات سے کسیطرح کی تکلیف پہونچی ہوتی تو میری طرف سے مشکوک
ہونا بجا تھا دربانون نے باہم مشورہ کیا آخر یہ اسپر قرار پائی کہ جانے دو یہ شخص قنطورہ پوش سے بدی
نہین کرسکتا غرضکہ شبرنگ قنطورہ پوش کی بارگاہ مین گیا اور بیہوشی قنطورہ پوش کو سنگھائی پشتارہ
باندھا دوش پر اُٹھا کے نکلا دربانون نے کہا کچھ ہمارا حق بھی ہے شبرنگ نے کہا جسکو جو کچھ لینا ہو میرے ساتھ چلے
آوے ایک دربان اسکے ہمراہ چلا کہا کہان لیچلو گے شبرنگ نے کہا ہمارا ملازم وہان بیٹھا ہے اس سے کچھ دلوا دینگے
وہ ملازم شبرنگ کے ہمراہ شاپور شیر دل کے پاس آیا شبرنگ نے اشارہ کیا شاپور نے چند روپیہ اس دربان کو
دیے دربان ان روپون کو لیکے واپس گیا شاپور شیر دل وہان سے اپنے لشکر مین آیا حمزہ ثانی کی ملازمت
حاصل کی حمزہ ثانی شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای شاپور کہان تھے اور کیا کام کر لائے اس پشتارہ
مین کیا ہے شاپور شیر دل نے کہا شہریار مین بدیع الملک کی تلاش مین گیا تھا ہرچند تجسس کیا لیکن شاہزادہ
کا پتہ نہ ملا ای شہریار اگرچہ شاہزادہ نہین ملا مگر اس کوشش کی ضمن مین ایک کام بنا لایا ہون وہ یہ کہ لشکر کفار
مین گیا تھا اس قنطورہ پوش کو گرفتار کر لایا ہون حمزہ ثانی بہت خوش ہوا اور کہا ای شاپور اگر تم قنطورہ پوش
کو گرفتار کر لائے ہو تو اسکی قید و بند کا بخوبی انتظام کرنا ایسا نہ ہو کہ محنت ضایع ہو جاے اور اسکو ہوش مین لاؤ
شاپور شیر دل نے دوا دے رفع بیہوشی سونگھائی قنطورہ پوش ہوش مین آیا دیکھا دست و پا زنجیر آہنی مین مستحکم بستہ
ہین اور شہزادہ سرہانے بیٹھا ہے باواز بلند ایک نعرہ مارا کہ ای حمزہ سرو کون مجکو گرفتار کر لایا ہے شاپور شیر دل نے کہا
ای جادوگر نابکار کیا پوچھتا ہے تیرا گرفتار کرنیوالا مین ہون اگرچہ حوصلہ ہو تو باقی ہے رکھ قنطورہ پوش نے کہا ای سروران
لشکر اسلام تم مجکو جادوگر سمجھے ہو مین ہزار ہزار لعنت جادوؤن اور ساحرون پر کرتا ہون یہ کہا اور بلند قہقہہ مارا شاپور شیر دل
نے کہا تو کیا ہنسا قنطورہ پوش نے کہا مین یہ ہنسا کہ تو نے اپنے خیال مین مجھے گرفتار کیا لیکن اپنے نزدیک
مین اس گرفتاری مین بھی مجبور نہین ہون مجکو مجبور کرنا ہر ایک کس و ناکس کا کام نہین ہے شاپور شیر دل نے کہا
مین تجکو اسوقت مجبور ہی سمجھتا ہون ہان اسوقت مجبور نہ سمجھونگا کہ اس گرفتاری کی حالت مین بھی تجھسے کوئی
کار نمایان دیکھونگا قنطورہ پوش نے کہا واقعی تو دیکھنا چاہتا ہے شاپور شیر دل نے کہا بیشک دیکھونگا قنطورہ پوش
نے اسی زور سے اپنے دست و پا کو جھٹکا دیا کہ تمام بند ہاے آہنی ٹوٹ کے گر گئے اور علیحدہ ایک مقام بلند

پر استادہ ہو کے کہا اے شاپور خیرہ سر تیرہ روزگار کہئے میرے کارنمایان کو دیکھا بتا تیرا دعوی غلط تھا یا صحیح اب کہہ تیرا
کیا حال بناؤن یہ شرط کہ اس مکر و فریب کے عوض مین آپ تیغ ہی سے تجھے ہلاک کرون کہ جانوران صحرائی تیرے حال
خراب پر افسوس کرین یہ کہا اور شاپور کیجانب جھپٹا شاپور نے حواس باختہ ہو کے سمجھا کہ قنطورہ پوش سے گندورطا
کا یہ حال تو یہان قیام کرنا ہلاکت کا سبب ہے بارگاہ سے بھاگ کے باہر آیا قنطورہ پوش نے کہا اب میرے ہاتھ
سے بھاگ کے کہان جائیگا فوراً خود بھی بارگاہ سے باہر آیا و بایک مرکب پر سوار ہو کے شاپور کا تعاقب کیا حمزہ ثانی نے
عمر ثانی سے کہا اے عمر آپ دیکھتے ہو قنطورہ پوش کے ہاتھ سے شاپور شیر دل کا سلامت رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے جاؤ
شاپور کی مدد کرو اور حتے الامکان شاپور کو ہلاکت سے بچانا عمر ثانی بھی شاپور کی خبر گیری کیواسطے روانہ ہوا اور انکے
کے عقب مین غیر خبر چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ دو نازنین عیار پیشہ دوادو چلی جاتی ہین عمر ثانی نے بیجانا اسکے عقب
مین روانہ ہوتا اینکہ دونون لشکر کفار مین پہونچے وہ نازنین عیار پیشہ نظر سے یکایک غائب ہوگئی عمر ثانی ان کیلئے بیکار
کے دروازہ پر آکے متوقف ہوا اندرون دروازہ سے آواز آئی کہ اے شیاطین تو کہان جاتا ہے اُسنے جواب دیا کہ خداوند فرعون
کا نامہ لیے جاتا ہون بہت ضروری نامہ ہے آواز آئی کہ کب تک واپس آئے گا اسنے کہا اوسکی بابت مین کچھ نہین
کہہ سکتا دیکھیے کب واپس آنیکا اتفاق ہوتا ہے فی الحال خدا پرستون کی سرکشی سے خداوند فرعون بہت عاجز آیا ہے یہ
کہا اور شیاطین دروازہ کے باہر آیا عمر ثانی سوچا کہ اگر یہان توقف کرونگا اس نابکار سے یہین دو چار ہونا لازم
آئیگا نظر بران بعجلت تمام وہانسے روانہ ہوا اب عمر ثانی پیش پیش چلا جاتا ہے اور شیاطین اسکے عقب مین دو چار
ہے مگر ابھی تک شیاطین نے عمر ثانی کو نہین دیکھا ہے عمر ثانی ہر مرتبہ بحیلہ شیاطین کے رخ کو دیکھتا جاتا ہے جتنے کہ
شیاطین نے کوہستان کی راہ لی عمر ثانی اسی جانب کو کھون اور ٹیلون سے کندتا ہوا چلا اثنائے راہ مین بول کی
ضرورت ہوئی ایک جانب حاجت بول کے رفع کرنے کو بیٹھ گیا اسوقت شیاطین نے عمر ثانی کو دیکھ کے
پہچان لیا پہلے اسکو شک ہوا تھا لیکن بعد مین اسکو یقین ہوگیا کہ ضرور عمر ثانی ہے ایک جست مارکے عمر ثانی کے
قریب پہونچا اور کمند کا حلقہ عمر پر ڈالا کہ اسکو گرفتار کرے عمر ثانی پیشتر ہی شیاطین کے اسطرف آنے سے مطلع
تھا اور خود منتظر تھا کہ ایسا ہو جب دیکھا کہ ہنوز حلقہ کمند اسکے سر تک پہونچا تھا کہ اسنے دونون ہاتھون سے حلقہ ہائے
کمند کو دور کیا مع ہذا خنجر آبدار علم کرکے شیاطین پر وار کیا شیاطین نے اُس وار کو رد کیا اور چاہتا تھا کہ خود بھی خنجر
کا وار کرے اس عرصہ مین عمر ثانی اُٹھ کھڑا ہوا اور دونون مین خنجر بازی شروع ہوگئی اور تا دیر رد و بدل رہی تھا ئین بدانفرا
عداو راخطر - راوی کہتا ہے کہ شیاطین کا ایک لڑکا ہے شین بن شیاطین نام حسب الاتفاق وہ اسوقت پہونچا شیاطین
نے عمر ثانی پر عرصہ تنگ کیا تھا شین بن شیاطین بھی اپنے باپ کا شریک ہوگیا قضائے کار رو اتفاق روزگار
اسوقت جانک بن عمر یہان پہونچا اور وہ بھی اپنے پدر یعنے عمر ثانی کی حمایت کو مستعد ہوا نوبت بانیجا رسید کہ
شیاطین اور عمر مین اسطرح رد و بدل ہو رہی تھی ادھر شین بن شیاطین اور جانک بن عمر ثانی مین جنگ
شروع ہوئی یکایک نقابدار یاقوت پوش یہان پہونچا اور باواز بلند نعرہ مارا کہ اے خیرہ سرو کیا فتنہ و فساد کو
طول دے رکھا ہے اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ایک دوسرے سے دست بردار ہو ورنہ عنقریب بیجے سر زمین پر لوٹو
وہ سب رد و بدل مین ایسے محو تھے کہ کسی نے نقابدار یاقوت پوش کے نعرہ کیجانب التفات کی نقابدار یاقوت پوش
نے جھنجھلا کے تیر چلہ کمان مین رکھا اور شیاطین کی پشت نشانہ قرار دیکے اس زور سے مارا گیا کہ اُس
نابکار کی پشت توڑ کے سینہ سے نکل گیا شیاطین دھم سے زمین پر گرا اور روح اُسکی ناپاک بدن کی

بالک کی ملک ہوگئی عمر ثانی نے دوڑ کے سر جس اسکا تن سے جدا کیا اور وہ کاغذ بھی اسکی جیب سے نکال لیا
شین بن شیاطین جانتا ہین عمر سے ردوبدل مین معروف تھا جو ہین کتنے اپنے باپ لینے شیاطین کو سر بریدہ
دیکھا پھر تاب مقابلہ نہ رہی فرار پر قرار لیا اور غائب ہو گیا بعدہ تھا بدار بھی جسطرف سے آیا تھا اسیطرف راہی ہوا
عمر ثانی حمزہ ثانی کیخدمت مین آکے زمین بوس ہوا حمزہ ثانی نے پوچھا اے عمر شیاطین شیر دل اور نسطورہ لوش کے
[illegible] کیا نتیجہ ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار حسب الحکم والا مین ان دونون کے حال کی خبر کو گیا مگر وہ دونون پہنچتے غائب
ہوگئے کچھ مطلق پتہ نہین ملا لیکن یہ سر شیاطین نابکار کا حاضر ہے حمزہ ثانی کو نہایت تعجب ہوا کہا اے عمر یہ سر شیاطین
ہی کا ہے یا کچھ شبہ ہے عمر نے کہا کچھ شبہ کا محل نہین ہے مجھسے تا دیر اس سے ردوبدل رہی تھا بار یاقوت لوش
نے اسکو تیر سے ہلاک کیا مین نے اپنے ہاتھ سے اسکا سر تن سے جدا کیا ہے بعدہ مفصل کیفیت بیان کی
اب اس حال کو یہین ملتوی رکھا جاتا ہے اور حال شیاطین لعین کے قتل جسپر کام مرقوم ہوتا ہے

ناله کشتہ کیں گردش افلاک سے ہوں
دم مین پھر ہم ہین رسائی ہے ستون کی
خانۂ دل مین کیا بسکہ عناصر نے تنور
گرم ہنگام سمندر کا نہ ہو میرے حضور
حال سوز غم فرقت کو کرون گر تحریر
بزم حیرت نے بنایا مجھے گویا تصویر

دے سکندر ہی مجھے نا ہے نہ جمشید کی
صحبت ہمنفسان طرب آمادہ کجا
جائے خون شعلۂ سرکش ہے رگون مین مستور
جام آتش منم آتش دل جام آتش
دے اٹھا برق کی تاثیر قلم جائے کسیف
پاس ناموس جنون سے سکوت ہے دست

فرصت ولیے غنیمت ہے کبھی جو دم ہے
بعد از ین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا
مجھسے پروانہ کرے ہمنفسی کیا مقدور
آب مین جا گھس پڑا آتش رخ عالم آتش
اک خموشی ہے مری لال کو زبان کی تقریر
گوش کن گوش کہ خاموشی مین فریاد ہست

واقفان اسرار شیرین کلامی و عالمان رموز سحر بیانی اس داستان حیرت توامان مین سطرح دریا ہوئے ہین کہ وہ نازنین
عیارہ راہ مین پہنچی تھی کیا دیکھتی ہے کہ ایک لاش بے سر زمین پر افتادہ ہے خون ہے وہ سے اسکے دست و پا کو دیکھ
لباس سے پہچانا تاہم بر سر نگون و متامل رہی دل مین کہتی تھی کہ یہ لاش بے سر شیاطین کی معلوم ہوتی ہے اسکو کس نے
ہلاک کیا کہ سر تن سے جدا کر لے گیا اور دھڑ کو چھوڑ گیا پھر خیال آیا کہ یہ کام عمر ثانی کا معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ عمر ثانی
کو مین نے اس راہ مین دیکھا بھی تھا غضب کیا خداوند فرعون کا ایسا مقرب تھا اور وہ اس ذلت سے ہلاک کیا
جاوے کہ حریف اسکا سر لیجاوے اور تن بے سر زمین پر افتادہ چھوڑ جاوے قدار ست بڑے سفاک و بیباک ہین
انکو مطلق خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا خیال نہین ہے نہین معلوم فرعون کو اس حال کی خبر ہوئی یا نہین
عمر ثانی سے اس سفاکی کا عوض لینا ضرور ہے چنانچہ یہ ارادہ مصمم کرکے لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوئی اور اسوقت
بارگاہ مین پہنچی کہ عمر ثانی حمزہ ثانی کے روبرو شیاطین کی ہلاکت کے واقعہ کو بیان کر رہا تھا اور حمزہ ثانی عالم
محویت مین سن رہا تھا کہ یکایک وہ نازنین عیارہ آئی اور اس چالاکی سے عمر ثانی کو بغل مین دابکے لے گئی کہ جو
جہان تھا وہ وہین ششدر رہ گیا کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اسکے حال سے متعرض ہوتا لیکن اسوقت کہ نازنین عیارہ
نے عمر ثانی کو بغل مین مارا تھا عمر ثانی نے اس کاغذ کو حمزہ ثانی کیطرف پھینک دیا تھا واضح رہے کہ یہ وہ کاغذ ہے
جسکی بابت عمر ثانی نے قریب دروازہ سنا تھا کہ کسی نے پوچھا تھا اے شیاطین کہان جاتا ہے اسنے کہا تھا کہ مین
ضروری خط خداوند فرعون کا لیے جاتا ہون الغرض حمزہ ثانی نے اس کاغذ کو کھولا فرعون نے لکھا تھا کہ اے
متفرس خوب تو نے مدد مجھکو پہونچائی ہے تجھکو اطلاع دیجاتی ہے کہ حتے الامکان مجلت عسکر لیکر خداے ستمگر سے
[illegible] ہر گز لازم نہین ہے اس مضمون سے نامہ کو دیکھ کے حمزہ ثانی نے کہا یاد وہ زن مکارہ عمر ثانی کو لے گئی ہے

مجھے خوف ہے کہ ایسا نہ ہو وہ اُسے ہلاک کرے عمر ثانی کی خیر لینی ضرور ہے یہ کہا اور اسیوقت مرکب پر سوار ہو کے اُسکے
عقب میں روانہ ہوا غرض چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں دیکھا کہ ایک مرد پیر ایک جوان کو مستحکم باندھے ہوئے اُس
پر زد و کوب کر رہا ہے اور وہ جوان صدائے فریاد بلند کیے ہوئے ہے اور یہ کہتا جاتا ہے کہ ارے مجھ سے ہزار تومان لے لے
اور مجھکو رہا کر دے وہ مرد پیر کہتا ہے کہ تو دشمن ہے خداوند کا تجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا شاہزادہ نے جو اُس جوان گرفتار بلا کی حالت
زبون کو دیکھا دل آب ہو گیا دل میں کہا یہ پیر مرد بڑا سخت دل ہے کہ جوان با لجاج و زاری کرتا ہے مگر یہ نہیں مانتا آخر تیر کو چلّے
کمان میں رکھا اور مرد پیر کے سینہ کو نشانہ کیا وہ تیر اُسکی پشت توڑ کے نکل گیا وہ فوراً زمین پر گر کے بیجان ہو گیا
جوان اُسکے دست ظلم سے رہا ہو کے حمزہ کے قریب آیا قدم پر آنکھوں کو ملکے عرض کی اے والا منزلت و عالیمرتبت یہ
نابکار عنقریب مجھکو ہلاک کیا چاہتا تھا تم نے میری جان بچائی حمزہ ثانی نے اُس جوان کی صورت کو بغور دیکھ کے کہا
اے جوان تو میری نظر میں کچھ شناسا معلوم ہوتا ہے بتا تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا اے شہریار تم نے مجھکو نہیں پہچانا میں زرقام
نام اسد نامدار کا عیار ہوں حمزہ ثانی نے کہا ہاں میں نے اب پہچانا اے زرقام تو یہاں کہاں اور یہ مرد پیر کون تھا
جسنے تجھکو گرفتار کیا تھا زرقام نے کہا شہریار یہ مرد پیر بے پیر مسمی برق انداز نام شیاطین کا اُستاد تھا اب فرمائیے
کہ تم یہاں تنہا کس طرح آئے حمزہ ثانی نے کہا اے زرقام وہ نازنین عیار پیشہ عمر ثانی کو میری بارگاہ سے لے آئی ہے
حالانکہ میں موجود تھا بلکہ اور لوگ بھی موجود تھے مگر اس چالاکی سے عمر ثانی کو لے گئی کہ ہم اہل بارگاہ سے کسی کی جرأت نہ
ہوئی کہ اُس سے متعرض ہوتے بعد کو خیال آیا کہ ایسا نہ ہو عمر ثانی کو ہلاک کرے اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے زرقام نے
کہا تم ہی اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے ہو یا کوئی اور بھی حمزہ ثانی نے کہا مرت میں ہی عمر ثانی کی رہائی کی فکر میں
نکلا ہوں زرقام نے حیرت سے کہا اے شہریار بلند وقار تم ایسے سردار لشکر اسلام کو کب زیبا تھا کہ تنہا اس طرح سے
باہیوں کے حال سے تعرض کرنے کو اپنے لشکر سے باہر آئے میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے لشکر کو واپس جاؤ میں عمر ثانی
کی خلاصی کی فکر میں جاتا ہوں وہ نازنین عیار پیشہ کہاں بچا وی اُس سے سمجھ لونگا حمزہ ثانی نے لشکر اسلام کی

جانب مراجعت کی اور زرقام اُس نازنین عیار پیشہ کے عقب میں روانہ ہوا

اب زرقام عیار اسد کو نازنین عیار پیشہ کی تلاش میں روان چھوڑا جاتا ہے اور حال عمر ثانی مذکور ہوتا ہے
واقفان رموز سخن و فرواند [illegible] داستان چنین گزارند کہ جب وہ نازنین عمر ثانی کو حمزہ ثانی کے روبرو سے اُٹھا لیگئی
ایک غار میں پہونچی عمر ثانی نے دیکھا کہ اُس غار میں چند خیمہ برپا ہیں منجملہ ان خیموں کے ایک خیمہ وسیع و بلند ہے وہ نازنین
عمر ثانی کو بغل میں مارے ہوئے اُس خیمہ میں آئی عمر ثانی نے دیکھا کہ اُس خیمہ میں بالائے تخت فرش کیا ہوا ہے اور سامنے
اُس تخت پر ایک ملال محزون بیٹھی ہے اُس نازنین نے اُسکو سلام کیا اُسنے کہا اے دل افروز بہت دیر کے بعد آئی نازنین نے کہا
اے صاحب کیا کہوں میں نے عجیب حیرت خیز سانحہ دیکھا یعنی میں راہ میں چلی جاتی تھی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک مقام پر
شیاطین کا تن بے سر پڑا ہوا ہے پہلے میں سمجھی کہ کوئی اور شخص ہوگا لیکن جب غور سے دیکھا اور دست و پا اور لباس
پہچانے تب تو یقین ہو گیا کہ شیاطین ہی ہے چونکہ راہ میں پیشتر عمر ثانی پر کچھ شبہ سا ہوا تھا غالب گمان ہوا کہ
یہ کام عمر ہی کا ہے اسیوقت لشکر اسلام میں پہونچی اور عمر ثانی قاتل شیاطین کو تیری خدمت میں لے آئی ہوں اُسنے کہا اے
دل افروز خوب کیا جو اس سفاک کو لے آئی جلد اسکے کباب بنا کے میرے واسطے لے آ مجھ پر اسوقت گرسنگی غالب
ہے نازنین عیار پیشہ نے کہا اے ملکہ اگرچہ میں عمر ثانی کو گرفتار کر لائی ہوں لیکن ابھی [illegible] فرعون ایسی جرأت
لازم نہیں ہے اگر فرعون کو اس حال کی خبر ہو جائیگی تو وہ خداوند صاحب قدرہ جلالہ ہے غضب عذاب اپنا ہم پر

نازل کردے گا اسنے کہا ہان اے دل افروز سچ کہتی ہے جلد جا اور فرعون سے پوچھ کے واپس آ زرن عیارہ حمزۂ ثانی کو وہان سے
لے آئی اور اس قیدخانہ مین بند کر دیا جو رستم ثانی اور یاران دیگر کے قیدخانہ سے ملحق تھا راوی کہتا ہے کہ وہ زرن عیارہ
غار سے باہر آئی تھی کہ زرفام پر اسکی نظر پڑی ہزار جان و دل سے زرفام پر فریفتہ ہو گئی زرفام کے قریب آئی افسون
و سحر سے اسکو سست کر کے قید کر لیا اور کہا اے زرفام تو یہان ٹھیر رہ مین فرعون کے پاس جاتی ہون وہان سے واپس
آکے تجھ سے ملتفت ہونگی یہ کہکے چلی گئی۔

اب شاپور شیردل اور قسطورہ پوش کا حال بیان ہوتا ہے

کہ شاپور شیردل اور قسطورہ پوش ہوش و حواس تیز تیز چلے جاتے ہین ناگاہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی جب وہ اس
گرد چاک ہوا دیکھا خورشید نوجوان مع اختران شاہ چلا آتا ہے شاپور شیردل نے پہچانا خورشید نوجوان کی ملازمت
بجا لایا خورشید نے کہا اے شاپور کیون خیریت تو ہے مین اسوقت تجھکو بہت پریشان و بدحواس دیکھتا ہون شاپور نے
کہا شہریار قسطورہ پوش کے خوف سے بھاگا جاتا ہون عنقریب وہ آکے مجھکو ہلاک کیا چاہتا ہے خورشید نے کہا تو یہان
توقف کر قسطورہ پوش سے مین سمجھ لونگا تجھکو کسیطرح کا گزند نہین پہونچے گا یہان یہ باتین ہو رہی تھین دیکھا سامنے سے
قسطورہ پوش نمایان ہوا قسطورہ پوش نے جو خورشید نوجوان کو دیکھا بنظر تعظیم مرکب کی پشت سے زمین پر آیا
اور پیادہ پا خورشید کے قریب آیا خورشید بھی رکاب سے اترا اور دونون صاحب سلامت ہوئی قسطورہ پوش نے کہا
شہریار اسوقت مجھکو کمال حیرت ہے یعنی پیشتر تم شاہ رہ پرست تھے اب مین تمھارے لبون پر آسمانی خدا کی حمد و تعریف
دیکھتا ہون خورشید ہنسا اور کہا ہان پیشتر اگر میرا تجکو یہ اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشتر مین بسبب ضلالت مین مبتلا تھا اب
شہزادہ بدیع الملک کی توجہ سے مین راہ راست پر آیا ہون اور مسلمان ہوا ہون قسطورہ پوش انگشت بدندان ہوا
اور کہا شہریار مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ مین نے خداپرستون کو اذیت پہونچائی نہین معلوم اس ظلم و بدعت کے عوض
مین خداے آسمانی کا قہر و غضب مجھپر کس حد سے نازل ہوگا مین پناہ مانگتا ہون اس خالق و مالک کل سے کہ یہ زیادتی مجھ
نادانی کی حالت مین ظاہر ہوئی خورشید نے کہا اے نقابدار آگاہ ہو کہ مین نے مدت العمر مین کبھی خلاف مرضی تیری کوئی کام
نہین کیا ہے تجکو بھی چاہیے کہ میری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر اسنے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو میری مجال ہے کہ خلاف
مرضی تمھارے کوئی کام کرون اس بات کو سچ جانو مجھکو ہرگز یہ معلوم تھا کہ تم نے خداپرستی اختیار کی ہے ورنہ مسلمانونکو اذیت
پہونچانا کیسا انکی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو جاتا خیر آنچہ گذشت گذشت ؎ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
ہمہ جہت مطمئن رہو اب مین خداپرستون کا دل و جان سے مددگار ہون اور ابھی انکی حمایت کیواسطے جاتا ہون یہ کہکے
اپنے لشکر کی جانب مراجعت کی بروقت روانگی خورشید نوجوان سے کہا مین اپنے لشکر مین جاتا ہون وہان پہونچکے
فوراً نقارۂ جنگ بجنے کا حکم دونگا اور خود میدان حرب مین آکے مرد مقابل طلب کرونگا تم بلاتکلف میرے مقابلہ کو آنا
خورشید نے قبول کیا نقابدار قسطورہ پوش اپنے لشکر مین پہونچا سرداران لشکر کفار سے ملاقات کی خورشید نوجوان
لشکر اسلام مین آیا ملازمت حمزۂ ثانی بجا لایا حمزۂ ثانی خورشید کی ملاقات سے بہت خوش ہوا اور خلعت گران بہا سے
سرفراز کیا دست راست نشست کی اجازت دی اختران شاہ نے بھی ملازمت حمزۂ ثانی حاصل کی اسکو دربار
حمزۂ ثانی سے نیم تخت مرحمت ہوئے اسکو بھی دست راست نشست کا حکم دیا خورشید نوجوان اور اختران شاہ
دونون آداب و تسلیمات بجا لاکے اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزۂ ثانی اختران شاہ کیطرف متوجہ ہو کے کہا اے بادشاہ خورشید
کو تم سے کیا نسبت ہے اسنے عرض کی شہریار مین نے خورشید نوجوان کو اپنے پسران حقیقی کیطرح پرورش کیا ہے اور وہ

فرزندان امیر مین سے ہے حمزہ ثانی نے کہا اسکے فرزندان امیر مین سے ہونے کی کیا دلیل ہے اختران شاہ نے کہا دلیل
یہ ہے کہ جب امیر جانب بیت اللہ شریف لیگئے اور جادوان عنطل نے لشکر پر برف باری کی تھی جسکے صدمہ سے تمام
لشکر درہم و برہم ہوگیا تھا دو نقابدار گھوڑون پر سوار ہوکے میری طرف پہونچے اسوقت مین شکارگاہ مین تھا وہ دونو
نقابدار شکارگاہ مین وارد ہوے تھے مین نے ان دونون نقابدارون کو گرفتار کرلیا جب انکا حال دریافت کیا انمین سے
ایک نے کہا کہ مین گرمک شاہ زابلی کی دختر اور امیر صاحبقران کی بی بی ہون دوسری نے کہا مین خواجہ عمر کی
زوجہ ہون اور یہ بھی دریافت ہوا کہ دونون حاملہ ہین چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ دونون کے یہان نہایت حسین و
صاحب جمال دو لڑکے پیدا ہوے ہین ایک کا نام خورشید ہے اور دوسرے کو کبک عیار کہتے ہین مین ان دونون زنون
سے اپنی دختران حقیقی کیطرح پیش آیا ان دونون لڑکون کی ولادت کے چند روز بعد مین نے انکے آیندہ حالات دریافت
کرنے کے واسطے نجومیونکو طلب کیا اور ان سے کہا کہ ان دونون لڑکون کے طالع دیکھو ان نجومیون نے زائچہ کیا
قرعہ پھینکا کچھ حساب کیا پھر بتایا کہ جس لڑکے کا نام خورشید ہے وہ کسی وقت مین صاحبقران ہوگا اور دوسرا جسکا
نام کبک ہے وہ ایک عیار بے نظیر عجیب ہوگا جب یہ حال مجھکو معلوم ہوا ان دونون کی پرورش و پرداخت مین مبالغہ مرعی رکھا
ایک سال کے بعد ماہتاب نے اپنی پونگھوٹی دکھائی یعنے ان دونون لڑکون کی مادران عصمت نشان نے دنیاے فانی
کو چھوڑکے عالم جاودانی کی راہ لی اسوقت سے ان لڑکون کی پرستاری مین زیادہ تر توجہ مبذول رکھی چونکہ مین
اُس زمانہ مین ستارہ پرست تھا اپنے عقیدہ کے موافق ستارہ پرستی انکو بھی تعلیم کی اے شہریار والا تبار اس
اعتبار سے اگرچہ مین نے ان بچون کو والدین کیطرح پرورش کیا لیکن دراصل خورشید نوجوان امیر صاحبقران
کا فرزند اور کبک عیار خواجہ عمر کا ولد ہے جب ان دونون مادران مرحومہ کا وقت انتقال قریب آیا دونون نے
دو بازوبند بطور نشانی کے دیے تھے مین نے ان بازوبندون کو بحفاظت اپنے پاس رکھا جب یہ ہوشیار ہوے
دونون بازوبند دونون کو دیدیے بالیقین انکے پاس موجود ہونگے راوی کہتا ہے کہ وہ دونون بازوبند دونون کے
بازوؤن پر بندھے ہوے تھے حمزہ ثانی نے وہ بازوبند طلب کیے دیکھا کہ خورشید کا بازوبند امیر صاحبقران کا
ہے اور کبک کا بازوبند خواجہ عمر کا ہے حمزہ ثانی کو بہت خوشی حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور خورشید
کو فرط محبت سے اپنی گود مین اٹھالیا کہا اے خورشید مجھکو اس حال کی مطلق خبر نہ تھی بارے اختران شاہ کی
زبانی یہ حال دریافت ہوگیا ورنہ کسیطرح نہ معلوم ہوتا یہان یہ باتین ہورہی تھین اور سب حاضرین دربار اپنی
اپنی جگہ مطمین بیٹھے تھے یکایک بوق ترکی کی صدا حمزہ ثانی کے گوش زد ہوئی حمزہ ثانی نے بھی نقارہ جنگ
بجانے کا حکم دیا خورشید نوجوان نے دست بستہ کہا اے والا مرتبت ایرج - بدیع الزمان - نور الدہر - کرب
شاہزادہ اسد - ان سبکو مین نہین دیکھتا ہون یہ سب کہان ہین حمزہ ثانی کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے بہادر
خورشید ان دلاوران نامدار کا کیا حال پوچھتے ہو یہ سب غریق رحمت الٰہی ہوگئے اول قنطورہ پوش نے ان
سبکو یکے بعد دیگرے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجا اور فرعون ملعون نے اپنے موکلان آدم خوار کا طعمہ کردیا
حیف کہ یہ دلاور مفت ہلاک ہوئے خورشید نے کہا شہریار کیا فرماتے ہو یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہرگز نہین مین تجکو خبر
دیتا ہون اس بات کی کہ یہ سب زندہ و سلامت تمھاری ملازمت سے بہرہ یاب ہونگے شہزادہ نے بحیرت خورشید
کی صورت دیکھی کہا اے برادر یہ کیا کہتے ہو ان تمام مرحومون کا تن بیجان بھی تو نہین موجود ہے جو قدرت خدا سے
زندہ ہوجائینگے انکے گوشت و پوست کو فرعون کے موکل کا ہا ہی کھا گئے وہ یہ تم سے کس نے کہدیا ہے کہ وہ زندہ ہین

خورشید نوجوان نے کہا مجھسے خود قنطورہ پوش نے کہا ہے عنقریب قنطورہ پوش کو تمھاری ملازمت کیواسطے
حاضر کرتا ہون حمزہ ثانی نے کہا برادر قنطورہ پوش کہان ہے خورشید نے کہا قنطورہ پوش لشکر کفار مین موجود ہے
غرضکہ وہ شب اسی طرح سے حرف و حکایات مین گذری سہ روز دیگرکہ جہان پر نور ہو یافت از سر چشمہ خورشید نور
صبحکو دونون لشکر میدان مین آ کے صف آرا ہوئے پہلے قنطورہ پوش میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہا ہے مخبر پرستو
تم مین سے کون ہے ایسا اولاد اور جو مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے خورشید نوجوان قنطورہ پوش کے سامنے آیا
اور کہا اے نقابدار مین ہون تیرا مرد مقابل آ حملہ کر قنطورہ پوش نے کہا شہریار تم بجائے خود داور چھوٹ مجھنا
اسوقت مین بنا بر مصلحت کے تم سے کشتی لڑنا چاہتا ہون لیکن پیشتر نیزہ و شمشیر و خنجر سے کام لینا چاہیے
غرضکہ دونون مین نیزہ و شمشیر کی ردوبدل رہی پھر کشتی کی نوبت آئی اور تا غروب آفتاب کشمکش و کشاکش رہی
جب بالکل تاریکی ہوگئی قنطورہ پوش نے کہا شہریار بس اب مجھکو ہاتھ پر بلند کر لو اور گرفتہ و بستہ کر کے لیجاؤ
اسطرح کہ اس جنگ زرگری کی کسیکو اطلاع نہ ہو خورشید نے فوراً قنطورہ پوش کے کمر بند کو گرفت مین لا کے
سر سے بلند کر لیا اور گرفتہ و بستہ کر کے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا حمزہ ثانی نے نقارہ بازگشت بجنے کا
حکم دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے حمزہ بھی اپنی بارگاہ مین آ کے مقیم ہوئے اور حکم دیا کہ نقابدار
قنطورہ پوش کو ہمارے پاس لاؤ ملازمون نے فوراً اسکو گرفتہ و بستہ حمزہ کے روبرو حاضر کیا حمزہ نے کہا اے
نقابدار اگرچہ میری نظر مین اور سب کے سامنے خورشید نے تجھکو بکمال سعی و کوشش گرفتار کیا ہے لیکن سچ بتا
تجھکو کسطرح گرفتار کیا خورشید نوجوان نے کہا شہریار نقابدار سے کیا پوچھتے ہین مجھسے استفسار حال کیا
جاوے حمزہ نے متبسم ہو کے کہا اچھا تم ہی بیان کرو خورشید نے کہا اصل یہ ہے کہ مین نے نقابدار کو اسکی مرضی
کے موافق گرفتہ و بستہ کیا ورنہ ہم کو کسی کی مجال نہین تھی کہ اسکو گرفتار کر سکے حمزہ ثانی کو بہت تعجب ہوا اور کہا
یہ رمز میری سمجھ مین نہین آئی اور قنطورہ پوش کیجانب متوجہ ہو کے کہا اے نقابدار مین تجھسے چند سوال کرتا ہون
اسکے جواب دے اول یہ کہ تیرا نام کیا ہے دوسرے یہ کہ تو اپنے چہرہ کو نقاب کے پردہ مین کیون چھپائے ہے تیسرے یہ کہ
اسکا کیا سبب ہے جو ہر ایک مرد مقابل پر غالب آتا ہے اور خود کسی سے مغلوب نہین ہوتا ہے چوتھا سوال آخر یہ ہے کہ اگر
مین تجھسے مسلمان ہونے کو کہون پس تو کیا عذر کریگا نقابدار نے کہا شہریار ان چار سوالون مین سے مین صرف
دو سوال کا جواب دے سکتا ہون البتہ باقی دو سوالون کے جواب مین معذور رہونگا یعنے مسلمان ہونے مین مجھکو کچھ عذر
نہین ہے اور اس بات کے بیان کر دینے مین بھی مجھکو کچھ دریغ نہین ہے کہ اسوجہ مین ہر ایک اپنے مرد مقابل پر غالب
آتا ہون لیکن مین اپنا نام نہ بتاؤنگا اور نہ نقاب دور کر کے اپنی صورت دکھاؤنگا اور بیان ان دو باتون مین بھی
مجھکو کچھ عذر نہ ہوگا اگر شاہزادہ خورشید بخوشی خاطر اجازت دے حمزہ ثانی نے خورشید کی صورت دیکھی اور کہا اے
برادر لیاقت کے ہو آیا ممکن ہے کہ تم نقابدار کو اجازت دو خورشید نوجوان نے کہا اصل امر یہ ہے کہ نقابدار قوم اناث سے
ہے مین اسکا طالب بھی ہون وہ مری مطلوب ہے نقابدار نے کہا مین زلازل شاہ کی دختر ہون جو تمھارا حقیقی
فرعون شاہ کا بھایہ جو قنطورہ میرا پیش نظر ہے یہ افسون و سحر سے تیار ہوا ہے اسکی خاصیت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص
اسی در صورت ہو کہ شدت ضعف سے حرکت نہ کر سکے وہ بھی اگر اس قنطورہ کو پہین لے تو ہنگام مقابلہ رستم کو
بھی گرفتہ و بستہ کر لے اسکے متعلق ایک راز اور بھی ہے جسکو ابھی ظاہر کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہان دو چار روز
کے بعد بیان کر دیا جائے گا مجھے ہر وقت فرعون کے جاسوسون کا خدشہ رہتا ہے حمزہ ثانی نے خورشید سے کہا

ہر اور تمہاس نقابدار کہ اپنے خیمہ میں لیجاؤ خورشید تصرم سے سرنگون ہوگیا حمزہ نے کہا مجھ مین کچھ تصرم کی ضرورت نہین ہر ورنا اتحا لیکن تم اسکے جملہ حالات سے مطلع ہو اور انکو بھی اہو کیا ضرور ہے کہ تمہارا خواہ گرفتۂ و بستہ زحمت و تکلیف مین مبتلا رکھو خورشید نقابدار کو اپنے خیمہ مین لے آیا وہان فرعون کو یکایک یہ خبر پہونچی کہ قنطورہ پوش نے دین اسلام کو اختیار کرلیا فرعون نے کہا قنطورہ پوش سے مجھکو ہرگز اسطرح کی امید نہین ہر اگر اسنے مذہب اسلام کو اختیار کیا ہے تو بنا بر مصلحت کے اختیار کیا ہو پھر خبر پہونچی کہ قنطورہ پوش نے بنا بر مصلحت کے ہرگز نہین اسلام قبول کیا ہر بلکہ بصفائی قلب قبول کیا ہر فرعون کو بہت صدمہ ہوا یہانتک جب رات ہوئی حمزہ ثانی خورشید کے خیمہ کیجانب راہی ہوئے خورشید کو خبر پہونچی وہ استقبال کے واسطے آیا بکمال تعظیم حمزہ ثانی کو اپنے خیمہ مین لے گیا نقابدار کے چہرہ سے اسوقت نقاب برطرف تھی حمزہ ثانی کو دیکھکے اسنے چاہا کہ نقاب سے چہرہ کو چھپالے خورشید نوجوان نے منع کیا کہ اسوقت نقاب پوش ہونے کی کیا ضرورت ہی اسنے سکوت کیا حمزہ ثانی نے خیمہ مین قیام کیا انواع اقسام کی باتین شروع ہوئین اثنائے کلام مین حمزہ ثانی نے قنطورہ پوش کیجانب متوجہ ہوکے کہا اے قنطورہ پوش تم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم کچھ راز افشا کرینگے بیان کرو وہ کیا راز ہین قنطورہ پوش نے کہا شہریارا ابھی کسی راز افشا کرنے کا وقت نہین ہر یا چند روز صبر فرمائیے تاآنکہ بخوبی خاطر جمع ہوجائے بعد کچھ عرض کیا جائے گا حمزہ ثانی نے کہا مین نہایت درجہ مشتاق سماعت ہون جبتک نہ سنونگا یہان سے نہ جاؤنگا قنطورہ پوش نے کہا کیا مضائقہ ہی بسم اللہ مین آشکار عرض کرتا ہون

اب حمزہ ثانی کو خورشید نوجوان اور قنطورہ پوش کے پاس راز کے سننے کو مقیم رکھا جاتا ہی اور نازنین عیارہ و زرفام کے حال مین خامہ فرسائی کی جاتی ہی

بیا ساقی ای مایۂ لطف گو
بساغر ریز آن مایۂ جستجو
بشام طلب بر فروزم چراغ
زغم کردہ خونش دلم سراغ
کہ سیاہم بسر مایۂ نور آن
نہان خوان زعیان عیان
زمی آتشم در درون بر فروز
متاع سرے تعلق بسوز

مدور کہ چہ زرگ رود مہجو جان
بدل مے نشان کہ وارد بہ نشان
بدہ آن می بروشن دو لیند مے
کہ شاد از اکسیر کشف ضمیر
بیا ساقی آن آتش تر بیار
مے باطش خشک ست ساغر بیر

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار طرفہ غریب اسطرح گویا ہوئے ہین کہ وہ نازنین عیارہ و زرفام کو گرفتار کرکے فرعون کی خدمت مین حاضر ہوئی سجدہ کیا اسوقت فرعون نہایت مغموم و محزون بیٹھا تھا اس نازنین نے پوچھا اے خداوندا اسوقت مین تم کو نہایت مغموم دیکھتی ہون اسکا کیا سبب ہی فرعون نے کہا اے نازنین کیونکر نہ غمگین ہون قنطورہ پوش نے اسلمانون نے گرفتار کرکے مسلمان کیا اور طرفہ تر یہ کہ قنطورہ پوش نے بخوشی خاطر دین اسلام کو اختیار کیا مجھکو اس سے اسطرح کی ہرگز امید نہ تھی ہنگام حرب و پیکار اس سے بہت مدد ملتی تھی اس سے زیادہ مجھکو اس سے امید تھی کہ آجتک کوئی حریف اسپر غالب نہین آیا اس مرتبہ نہین معلوم خدا پرستون نے کیا کار پردازی کی جو اسکو گرفتار کرلیا نازنین نے کہا اے خداوند تو اسقدر بیکار پریشان ہوتا ہی مین تو موجود ہون اگر نقابدار کو گرفتار نکر لاؤن تو مین زن عیارہ نہین یہ کہا اور اسیوقت لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوگئی اس واقعہ کو دو چار روز کا عرصہ گذرا حمزہ ثانی نقابدار کے پاس مقیم تھا پھر کہا اے ملک اب تو کوئی نہ روکنے والا ہے ہمارے اس راز کو افشا کرو تاکہ مجھکو بھی کچھ حالات سے واقفیت حاصل ہوجائے مہر ماہ نے کہا شہریارا اور ثانی سیارہ شوکت سیارہ ہوا ہے اسکو عزرائیل منقش کہتے ہین یہ تمام معلق فرعون کیواسطے اسنے بنایا ہی جب وہ ہلاک ہوجائیگی یہ تمام فرعون سرنگون ہوجائے گا اسنے فرعون کی مدد و حمایت کے واسطے ایک

سپہ سالار بھیجا ہے جسکا نام منقوش جادو ہے وہ ساٹھ ہزار جادوگرون کی جمعیت سے آیا ہے اور اس نے ہیبت نما مین آکے خیمہ
ہوا ہے اور یہ نازنین عیارہ جو اسکی خدمت مین آمد و رفت رکھتی ہے اسکا نام دل افروز ہے جن سرداران لشکر اسلام کو
ہین نے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجا اور فرعون نے اپنے موکلان عذاب کو طلب کیا وہ موکلان عذاب بھی
دل افروز تھی جسنے ان تمام سردارون کو لیجا کے اُس ہیبت نما مین قید کیا تمھاری نظر مین معلوم ہوا کہ اُن سردارونکو
انھون نے اپنا طعمہ کیا یہ اسکے سحر و افسون کا اثر تھا کہ تم ان سردارونکو کشتہ دیکھکے طیش مین آجاؤ اور ایسی ہیبت
تمھارے دل مین سما جائے کہ تم فرعون پرستی کیواسطے آمادہ ہو جاؤ اور در اصل وہ سب سرداران لشکر اسلام صحیح و
سلامت ہین ایک خیمہ انکو صدمہ نہین پہونچا ہے طرح خاطر جمع رکھو۔ ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ بالاے خیمہ سے
آواز آئی ای قنطورہ پوش خیرہ سر خداوند فرعون کا قہر تیری جان پر نازل ہو تو نے یہ کیا غضب کیا کہ خداوند فرعون
کا راز خدا پرستون کے روبرو ظاہر کر دیا تمام بنا ہوا کام تو نے خراب کیا ہماری محنت ضائع کی اگر تجھکو خدا پرست ہونا
منظور تھا کون مانع تھا لیکن اس راز مخفی کے اعلان کی کیا ضرورت تھی سچ کہا ہے کبھی اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہ کرے
ہم تجھکو نہایت معتبر سمجھتے تھے تو نے بڑی بد عہدی کی ع ما ز یاران چشم نیکی داشتیم * خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن ہم تجھکو آگاہ کیے دیتے ہین کہ اس افشاے راز کے عوض مین ایسی سزا دے نصیحت
سیکھے دیکھے کہ تمام عالم تجھ پر افسوس کریگا اس صداے بالاے سے قنطورہ پوش کے تمام جسم مین لرزہ پیدا ہو گیا اور رنگ
زرد ہوا حمزہ ثانی سے نہایت خائف ہوکے کہا شہریار مجھ تم نے بھی سُنا یہ وجہ تھی جو مین نے آجتک افشاے راز
نہ کیا اور اسقدر عرصہ حیلہ و حوالہ مین گذرا مجھکو خوب معلوم ہے کہ اب میرا زندہ رہنا بہت دشوار امر ہے جادوگرونکا خاصہ
ہے کہ جب وہ کسی کو اپنا دوست سمجھ لیتے ہین اور وہ دوست بھی دوستی پر آمادہ ہوتا ہے تو کسیکو اسکے نقصان کا خیال
نہین رہتا جیسا کہ تم نے دیکھا کہ تمھاری دوستی کے اعتبار سے مین نے افشاے راز کیا لیکن اپنے واسطے ہلاکت کا
سامان پیدا کر لیا اب کیا کرون اور کس سے اپنی جان بچانے کی تدبیر پوچھون سہ ندارم مجھے کو راہ صلاح کار نہ در مرہم
پھر بالاے خیمہ سے آواز آئی ای قنطورہ پوش اب تاسف سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ ہر کہ آن نشد کہ با بد آن بیابد کشید
تجھکو ہرگز افشاے راز زیبا نہ تھا اور نہ تجھ لیکہ ہم نے تجھکو دلدار بنا کے اور تعہد کیا تھا اب اس نامناسب بات کا نقصان بھی
دیکھنا لازم آئیگا سامع ہو حمزہ ثانی نے دیکھا کہ ایک نازنین پیکر نمایان ہوئی اور قنطورہ پوش کو اٹھا لیکے خورشید
نے ارادہ کیا کہ نازنین سے حال سے متعرض ہو اور قنطورہ پوش کو نہ جانے دے اُس نازنین نے کہا ہان ای جوان تیری
یہ بھی طاقت ہے کہ میرے حال سے متعرض ہو دیکھون تو کیا کرتا ہے پس ایک افسون پڑھ کے خورشید کیجانب دم
کیا خورشید کے دست و پا بحس و حرکت ہو گئے یہانتک کہ اپنی جگہ سے مطلق حرکت نہ کر سکا خورشید نے کمال
حسرت سے حمزہ ثانی کی صورت دیکھی حمزہ ثانی نے کہا کیون خیر ہے ای خورشید نے کہا خیریت کیا ہے مین بالکل
بیکار ہو گیا میرے دست و پا مین اسقدر بھی سکت نہین ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکون مزید بران مجھ
پر ہر زمان ہر لحظہ سستی اعضا بڑھتی جاتی ہے۔ حمزہ ثانی نے کہا ای جوان تو گھبرا نہین ابھی تیرے اعضا مین طاقت
آئی جاتی ہے اور اسم باطل السحر پڑھ کے خورشید پر دم کیا اور شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے اس نازنین کیجانب جھپٹ
اسم باطل السحر کو پڑھتا جاتا تھا نازنین نے جو حمزہ ثانی کے اسم باطل السحر کو سنا تو دیکھا گھبرا گئی قنطورہ پوش کو وہین
چھوڑ کے بے تحاشا بھاگی مگر باواز بلند یہ کہتی جاتی تھی ای جوان مجھے یہ خبر نہ تھی کہ تو اسم باطل السحر کا جانتا ہے ورنہ تیری
موجودگی مین یہان آنا ملتوی رکھتی اور کسی وقت آتی خیر کیا مضائقہ ہے اب تو مجھکو تیری اس چالاکی کی اطلاع

ہو گئی ہو تو بخوبی یاد رکھو میں تیری طرف سے ایک لحظہ بھی مطمئن اور غافل نہ ہونگی اگر پیشتر سے مجھکو اسکی اطلاع ہوتی
پھر تو تماشا دیکھتا۔ اب میں جاتی ہوں انشاء اپنے مقام قیام پر پہونچ لوں تو اس تیرے اسم اعظم کا علاج مہیا کروں ورنہ تیرے
حال کی خبر لوں یہ کہکے نظر سے غائب ہو گئی حمزہ ثانی لقا بادار کو خورشید کے خیمہ میں لے آئے اور خورشید سے کہا کیا
حال ہے خورشید نے کہا الحمد للہ اسوقت اسم باطل السحر نے بڑا کام کیا ورنہ قنطورہ پوش کی اور میری جان بچنا محال
تھا ہے اے شہریار اس ساحرہ کیجانب سے مطمئن رہنا نہ چاہیے وہ بڑی بلائے روزگار معلوم ہوتی ہے اگر ایک مرتبہ اُسنے
دھوکا کھایا ہے تو دوسری مرتبہ زبردست بندوبست کر کے آئیگی قنطورہ پوش نے کہا شہریار اب میری زندگی
سے نا امید ہو جاؤ ایک مرتبہ تمھارے اسم باطل السحر نے کام دیا ہے مرتبہ کیا ہو گا حمزہ ثانی نے کہا خیر دیدہ خواہد شد
چہ می شود ۔ بہ بینم کہ تا کردگار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ اسطرف کا حال سُنیے کہ وہ نازنین ساحرہ فرعون
کی خدمت میں حاضر ہوئی فرعون نے کہا اے نازنین بتا کیا کام کیا اُسنے کہا اے خداوند کیا پوچھتا ہے کچھ کام نہ ہوا محض
بیکار کوشش کی فرعون نے کہا آخر وہاں تک پہونچی بھی تھی یا اثنائے راہ سے واپس آئی اُسنے کہا اے خداوند میرا
مصمم ارادہ تھا کہ اس نازنین قنطورہ پوش کو لے آؤں اور وہاں تک پہونچی بھی لیکن جب لقا بادار کو لیکے چلی
حمزہ ثانی نے اسم باطل السحر پڑھنا شروع کر دیا جس سے میں بالکل مجبور ہو گئی مجھکو کیا خبر تھی کہ حمزہ اسم باطل السحر
جانتا ہے فرعون نے کہا اب تو بالکل مجبور ہے حمزہ کے باطل السحر کا علاج نہیں کر سکتی اُسنے کہا اے خداوند مطمئن رہ میں
ضرور باطل السحر کا علاج کرونگی بلکہ پہلا کام میرا یہی ہے خدا پرستوں کے حال سے متعرض ہونگی اور اب میں جاتی ہوں
فرعون نے کہا اب کہاں کا ارادہ ہے اُسنے کہا حمزہ کے باطل السحر کی فکر میں جاتی ہوں یہ کہا اور اس غار ہیبت
کی طرف روانہ ہو گئی

نازنین ساحرہ کا اُس غار ہیبت کیجانب متوجہ ہونا جانا ہے اور شہزادہ بدیع الملک کا محل میں تلوار لگائی جانی

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں
پرستار جنون ہیں بے پیار خاک اڑتی ہے ساون میں
طریق عشق میں آتش قدم مجھ سا نہ گذریگا
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن میں
جنون کے جوش میں ایک جا نہیں ہے قرار آتا

گریبان بہ بہار رحل کے پہنچے صحرا کے دامن میں
نہیں رونق جو نفس بہار میں وہ نہیں ہم
گریبان میں بھی ہے جب لگی ہے آگ دامن میں
زبان ہے چشم کا اس گل کا دھوکا کھاتے ہیں عشق
بھی گلشن سے صحرا میں کبھی صحرا سے گلشن میں

لگا دی آگ بجلی کی چمک ہے خانہ آتش میں
نگاہ شوق خنجر کرتی ہے دیوار آہن میں
یہ سودائے شہادت ہے ہمارے سر کو اے قاتل
جو مینا کی ہے نرگس میں نہ گویائی ہے سوسن میں

اور یہاں جس بار خانہ و تحریر ان مضامین بے انداز

اس داستان حیرت بیان کو اسطرح مسطور کرتے ہیں کہ شہزادہ والا تبار یعنی بدیع الملک نامور قمر زاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب
جاتا تھا جبکہ شہر سر بستہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ یہ ودون کی کثرت ہے جستجو دیکھو گر زاگ و سروا شمشاد و خیرہ مہاسے گران زنگ
لیے ادھر ادھر گشت کر رہا ہے چہار جانب کوہ کو گھیر لیا ہے کبھی کسی جانب دھاوا کرتے ہیں ۔ کبھی باہم جگہ بیٹھے ہوئے
ہیں لیکن سب بالاتفاق مہیب موٹی آواز بلند کرتے ہیں جس سے انسان کا زہرہ آب ہو جاسے ستم و اقرا سیاب ایسے
بہ جگر ہوں تو انکے دل میں بھی ہول سمائے بدیع الملک اس شور و غل کو سُنکے بہت پریشان ہوا قمر زاد سے پوچھا یہ شہر
کیسا ہے اور کون مقام ہے قمر زاد نے کہا شہر یار تم کو نہیں معلوم یہ وہ شہر سر بستہ ہے اے شہر یار بدیع الملک نامدار یہاں
ملکہ قمر چہرہ رہتی ہے اور ملکہ قمر چہرہ زندی میری حرم محترم ہے مگر اس شور و ہنگامہ کا حال مفصل مجھکو نہیں معلوم ہے
شہزادہ نے کہا اے قمر زاد اس ہنگامہ کا حال ضرور دریافت کرنا چاہیے کیونکہ تم کہتے ہو کہ یہاں ملکہ قمر چہرہ
رہتی ہے اور وہ ملکہ امیر کی حرم محترم ہے قمر زاد نے ایک ہمراہ کو طلب کیا اُس سے اس ہنگامہ کا

حال پوچھا اسنے کہا اے شہریار الماس دیو نام ایک دیو زاد ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو گیا ہے اسنے قلعہ پر یورش کی ہے وجہ یورش
کی یہ ہوئی کہ پہلے اسنے اپنے عشق و محبت کو ظاہر کیا ملکہ نے اسکی جانب مطلق اعتنا نہ کی اسکو بہت ناگوار ہوا اکثر
عشق و محبت کے مضامین لکھے پھر سخت و درشت مضامین لکھوا کے بھیجے ملکہ نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا
اب اسنے قلعہ پر یورش کی تاکہ بجبر ملکہ قمر چہر کو قبضہ مین لائے ملکہ نے اسکے خوف سے شہر کو چھوڑ دیا ہے اور
اس کوہ پر قیام اختیار کیا ہے اس خیال سے کہ وہ مکار شاید یہان تک نہ پہونچ سکے مگر وہ موذی یہان بھی اسکی
تعقب گذاری نہین کرتا جب ملکہ کو یقین ہو گیا کہ اب اس دلیر دو کے ہاتھ سے عصمت محفوظ نہین
رہتی معلوم ہوتی ناچار اپنی انگشتری سے ہیرے کا نگینہ نکالا تاکہ اسکو چاٹ کے ہلاک ہو جائے ہم سب کو
جب یہ حال دریافت ہوا سب نے بالاتفاق کہا اے ملکہ اسطرح خودکشی نہ کرو یہی ناکہ وہ موذی گرفتار
کرے گا باشد اسوقت اگر کسیطرح کی بے ادبی سے پیش آئے گا جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا
شاید اسوقت تک کوئی صورت ظفر کی پیدا ہو جائے مگر ملکہ قمر چہر کچھ نہین سنتی الماس کے ڈر سے
جان دینے کو آمادہ ہے ہم سب اس فکر مین ہین کہ کیا تدبیر عمل مین لائین جس سے ملکہ کی جان بچے کچھ سمجھ مین
نہین آتا اور وہ موذی یورش بالائے یورش کر رہا ہے دم لینے کی فرصت نہین بیٹا بدیع الملک اس خبر کو
سنکے بہت افروختہ خاطر ہوا اس پریزاد سے کہا تو جا اور ملکہ کو میری طرف سے بعد سلام کے کہنا کہ خبردار خودکشی کا
ارادہ نہ کرنا مین یہان تک پہونچ گیا ہون کیا مجال اس دیو کی کہ ملکہ کو کسیطرح کا صدمہ پہونچا سکے اور
جلد جا ایسا نہو کہ ملکہ گھبرا کے خودکشی کرے وہ پری فوراً اسطرف روانہ ہوئی اسطرف شاہزادہ بدیع الملک
فوراً مرکب پریزاد پر سوار ہوا اور الماس دیو کے روبرو آکے کہا او مردک نابکار تو بڑا نامرد ہے کہ اس عورت ناتواں
کو حملہ سے مجبور کر رہا ہے اگر کسی مرد سے مقابلہ مین ایسی سرکشی کرتا تو مضائقہ نہ تھا اگر کچھ
حوصلہ مردانگی رکھتا ہے آ مجھ سے مقابلہ کر اس دیو نے بہ کمال تعجب شاہزادہ کو سر تا پا دیکھا اور
کہا اے جوان ضعیف البنیان تو اپنی جثہ کو دیکھ اور مجھ ایسے کوہ پیکر سے مقابلہ کرنے کو دیکھ اگر کوئی مجھ سا
کوہ پیکر مجھ سے اسطرح مقابلہ کرنے کو کہتا تو دم لینے کی مہلت نہ دیتا فوراً ایک وار مین اسکو دو لخت
کرتا اب تیری اس زبان درازی کی تجھکو کیا سزا دون بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے درگذر اور
میری ساقی گری منظور کر تاکہ ملکہ قمر چہر کی ہمنشینی مین تجھ سے ساقی گری کا کام لون شاہزادہ نے
اسکی باتون کا زبان سے مطلق جواب نہ دیا جست کر کے الماس دیو کے قریب پہونچا اور
ایک ایسا وار اسکی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا شاہزادہ نے کہا الحمد للہ خس کم
جہان پاک الماس دیو کے تمام دیوان ہمراہی اپنے سردار کو کشتہ دیکھ کے یک قلم
شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ نے داد مردی و مردانگی دے کے ان سب کو ایسا کیا
بعضے ہلاک ہوئے باقی رو بفرار لائے شاہزادہ بہ کوشش تمام اس قصہ کو فیصل کر کے آگے
بڑھا قمر زاد سے کہا اب ملکہ قمر چہر کے پاس چلنا چاہیے چنانچہ دونون ملکہ کے محل کے قریب
پہونچے وہان آواز گریہ و زاری بلند تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ملکہ قمر چہر قبل اسکے
پہونچنے کے جان بحق تسلیم ہو گئی شاہزادہ کو بہت رنج ہوا چند پریزادون کو بلایا حال
پوچھا انھون نے کہا اے شہریار ہر چند کہ ایکسو پریزاد نے تمہارے حامی ہونے کی خبر

ہوی تھی اور ملکہ مرحومہ کو بہت کچھ تحفظ رہنے کی امید دلائی تھی مگر ملکہ پر اُس موذی کا ایسا خوف غالب تھا کہ
مطلق اسکے اس امید دلانے کی جانب اعتنا نہ کی اپنی انگوٹھی کا نگینہ کھا کے جان بحق ہوئی ہاں ہنگام انتقال
یہ کہا تھا کہ بعد میری ہلاکت کے اگر وہ جوان دیو الماس کو میرے معقول دے سکے تو میری تجہیز و تکفین میں
شریک ہو جائے شہزادہ نے قمر زاد سے کہا جلد ملکہ کی تجہیز و تکفین کی فکر کرو چنانچہ قمر زاد کے اہتمام سے قبر
تیار ہوئی ملکہ کو غسل دیا گیا اور کفن وغیرہ دے کے اُس قبر میں دفن کیا بلکہ نماز جنازہ بھی بدیع الملک
نے پڑھی مختصر مقبرہ بھی ہموار بنا اور شہر سیر پستہ کا بخوبی بندوبست کر کے یہاں سے روانہ ہوا اثنائے راہ
میں دیکھا کہ ایک لقا بدار چلا آتا ہے اور اس لقا بدار کے پیش پیش ایک دیو بھاگا چلا آتا ہے قمر زاد نے جو
اُس دیو کو دیکھا بھاگا جاتا آگے بڑھ کے نعرہ مارا کہ اے ظلمان نابکار کہاں جاتا ہے توقف کر ورنہ ابھی ہلاک کیا
جاوے گا وہ دیو ٹھہر گیا اور کہا شہریار کیوں مجبور کرتے ہو تمہارے بھائی کے خوف سے بھاگا ہوں اگر
میں یہاں زیادہ توقف کرونگا تو وہ مجھکو ہلاک کرے گا یہ کہہ رہا تھا کہ لقا بدار آ پہونچا اور آتے ہی ایک
ایسا وار تلوار کا اُس دیو پر کیا کہ فوراً دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا بعدہ وہ لقا بدار قمر زاد کی جانب
متوجہ ہوا اور کہا اے نامرد بے غیرت تو یہاں کہاں اور یہ جوان کون ہے جو تیرے ہمراہ ہے قمر زاد
نے کہا اس جوان والا شان کو تو نہیں جانتا آگاہ ہو یہ جوان شاہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر
ہے تو اپنا مطلب بیان کر اس لقا بدار نے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ واقعی بدیع الملک ہے
تو میری مہمانی قبول کرے قمر زاد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ورنہ تجاہل کہ وہ میرا مہمان ہے پھر
کس طرح تیری مہمانی کو قبول کر سکتا ہے اور اسکو بھی زیبا نہیں ہے کہ میری مہمانی کو ترک کر کے تیری
مہمانی قبول کرے لقا بدار نے کہا او نامرد بے غیرت تو کیا گستاخانہ کلمات میرے روبرو زبان پر
جاری کرتا ہے قمر زاد نے کہا اے لقا بدار تیری تقریر کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آیا آخر تو کون ہے
جو تجھ سے مؤدب گفتگو کی جاوے اور تو نے بے غیرت اور نامرد مجھکو کیوں کہا اپنے کلام کی جانب
تجھے خیال نہیں ہے جو واقعی بے ادبانہ ہے لقا بدار نے اس بات کا جواب نہ دیا اور قریب قمر زاد
کے آ کے شمشیر کا وار کیا جس سے سر قمر زاد کا تا ابرو شگافتہ ہو گیا اور کہا جا بدیع الملک بن
نور الدہر جو تیرا مہمان ہے تو وہی اُسے مہمان رکھ میرا مہمان نہ ہو گا نہ سہی مجکو اسکی مہمانی کی کچھ پروا
نہیں ہے قمر زاد زخمی ہو کے شہزادہ بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اسطرف وہ لقا بدار
مجلس میں تمام گلستان ارم کے قریب پہونچا ملکہ آسمان کو اُسکے آنے کی خبر پہونچی اس نے
پریزادوں کو حکم دیا کہ جلد قلعہ کے دروازہ بند کرو لقا بدار نے قلعہ پر یورش کرنا شروع کیا
پریزادوں نے قلعہ کے اندر سے تیر و تفنگ وغیرہ کے وار کیے یہاں تک کہ شہزادہ بدیع الملک
بھی قریب قلعہ کے پہونچا معلوم ہوا کہ وہی لقا بدار اب یہاں آیا ہے اور قلعہ پر یورش کر رہا
ہے قمر زاد سے کہا اے برادر آخر یہ لقا بدار کون بلا ہے جس نے اول تم کو مجروح کیا اب
یہاں آ کے ہنگامہ برپا کیے ہوئے ہے قمر زاد نے کہا یہ لقا بدار بھی ہمارے بھائیوں میں سے ہے
اسکا نام سلیمان اعظم ہے بدیع الملک نے کہا پھر تم سے دشمنی کی کیا وجہ ہے قمر زاد نے
کہا اسکے متعلق ایک قصہ ہے وہ یہ ہے کہ جب یہ کم سن تھا اسکی خواہر کو جو قریشیہ تھی میرے نے شاہزادہ

سلیمان ثانی سے منسوب کر دیا تھا جب یہ جوان ہوا اسنے کہنا شروع کیا کہ میری خواہر نے سات
برس تک صاحبقرانی اور پہلوانی کی اسکو کد خدا کرنیکی کیا ضرورت تھی کاشکے اسقدر توقف کیا ہوتا
تاکہ مین ہوشیار ہوتا اور جو کچھ میرے نزدیک مناسب ہوتا عمل مین لاتا اسقدر عجلت کی کیا ضرورت
تھی اب اس نے قسم کھائی ہے کہ آسمان پری کو مع ہمراہی ہلاک کرونگا چنانچہ آج کل اُسی بنا پر
گلستان ارم پر لشکر کشی کیے ہوئے ہے شہزادہ بدیع الملک کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی
شمشیر آبدار علم کر کے اس کے روبرو پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش او خیرہ سر مین تیرا حریف آپہونچا
سلیمان اعظم نے دیکھا کہ وہی جوان بدیع الملک نام میرے مقابلہ کو آیا ہے قریب شاہزادہ کے
آیا اور کہا او نامرد بے حیا تو نے بھی ان سب بے غیرتون سے موافقت کر کے بیحیاؤن مین اپنا شمار کر لیا
افسوس کہ تو میرا مہمان ہے ورنہ تجکو اس بیحیائی کی ایسی سزاے معقول دیتا کہ تو مدت العمر یاد رکھتا
بدیع الملک نے کہا اے جوان مجکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ تو ترک ادب نہین کرتا ورنہ
تیری اس بیہودگی کے عوض مین تیرے کانسہ سر کا پوست کھینچ لیتا آخر تیرے سر مین کیا سودا
سمایا ہے اگر تیری خواہر کو امیر نے منسوب کر دیا تو کیا مضائقہ کی بات ہے امیر کا کوئی کام ایسا
نہین ہے جس مین کوئی نقص نکال سکے سلیمان اعظم نے کہا مجکو پیشتر ہی معلوم ہو گیا
کہ تو بھی ان بے حیاؤن کا شریک ہے ورنہ ہرگز اسطرح کے کلمہ زبان پر جاری نہ کرتا اب خاموش
ہو اور حملہ کر شہزادہ نے کہا مین ہرگز وار نہ کرونگا جب تک تو وار نہ کرے گا سلیمان اعظم
نے عمود کا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کیا سلیمان اعظم نے دوسرا
وار کیا شہزادہ نے اُس وار کو بھی رد کیا اسیطرح متواتر تین وار سلیمان کے رد کیے
سلیمان زرد ہو گیا اور برہم ہو کے کہا اے جوان خیرہ سر کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میری تمام ضربون کو
رد کرے گا یہ کہا اور بقوت تمام ایک عمود شہزادہ بدیع الملک کی گردن پر مارا اُس
عمود کے صدمہ سے شاہزادہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا زمین پر آیا سلیمان بھی
پیادہ پا ہوا دونون مین زور دست و بازو کی نوبت آئی خلاصہ یہ کہ تین شب و روز کشش و
کوشش رہی چوتھے روز صبح کو شہزادہ بدیع الملک نے اللہ اکبر کہکے اُسے ہاتھون پر اٹھا لیا
پھر زمین پر پٹک کے دست و بستہ کر لیا اور آسمان پری کے پاس لایا آسمان پری شہزادہ کو
دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تین مرتبہ شہزادہ کے گرد پھری سر و چشم شہزادہ پر بوسہ دیا
اور کہا اے شہزادہ والا قدر خداوند عالم تیرے زور و طاقت مین ترقی عطا فرمائے کارے
کردی ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✤ راوی کہتا ہے کہ اسوقت ایک عیار پریزاد
آسمان پری کے پاس حاضر ہوا اور بعد بجا آوری آداب و تسلیمات عرض کیا مین عمرو بن حمزہ
اور علمشاہ رومی کا بھیجا ہوا آیا ہون ایک نامہ بھی انھین کا لایا ہون یہ کہکے نامہ پگڑی سے
نکالا ملکہ کو دیا لیکن اُس عیار پریزاد نے بدیع الملک اور سلیمان اعظم کی جنگ کو
دیکھا تھا شہزادہ کی جوانمردی پر فریفتہ ہو چکا تھا اب جو شہزادہ بدیع الملک کو
آسمان پری کے پاس موجود دیکھا کہا اے ملکہ عالم قربانت شوم یہ جوان ذیشان کون ہے اسکی

سجدہ کیا اور تا دیر اسی طرح سر بزمین رہا فرعون منتظر تھا کہ اب یہ سر اُٹھائے گا حرف مطلب زبان پر
لائیگا جب عرصہ ہو چکا کہا اے مقرنس سجدۂ خداوندی سے سر اُٹھا میں نے تیرے سجدہ پر رحمت
کی نظر کی اور گذشتہ تیرے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے درگذرا اب اپنے کو مقربان بارگاہ خداوندی سے سمجھ
مقرنس نے سجدہ سے سر اُٹھایا کہا اے مغفرت و رحمت کے کرنے والے اے اپنے بندگان
خاطی کے نوازنے والے ہمیشہ تیرے رحم و بخشش کا در کھلا رہا اسیطرح جوش و خروش پر رہے اے خداوند میں نے
مصمم ارادہ کیا ہے کہ حمزہ ثانی کے باطل السحر کو بند کروں اور قنطورہ پوش کو گرفتہ و بستہ
کر کے تیری خدمت میں حاضر کروں فرعون ملعون نے کہا اے بندۂ خاص ہمارے تیرا ارادہ میری
مرضی کے موافق ہے ہم بھی تیرے ارادہ میں مدد دینگے تیری مجبوری کی حالت میں تیری مدد کرینگے
ہر طرح مطمئن رہ ہمارے روبرو اس فعل کی تصریح کرنا بالکل عبث ہے جو ہم تیرے شامل حال
رہینگے مقرنس نے خوش ہو کے دوسرا سجدہ فرعون کو کیا اور کہا اے خداوند ہر وقت مجھے
ہر طرح کی امید ہے یہ کہا اور روانہ ہو گیا اور خورشید نوجوان کے خیمہ کے قریب ہو پہنچا اسوقت
خورشید نوجوان اندرون بارگاہ سلیمانی حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر تھا مقرنس خیمہ میں
داخل ہوا نقابدار نے کہا تو کون ہے مقرنس نے کہا میں ہوں مقرنس تیرا گرفتار کنندہ نقابدار
نے اس سے مقابلہ کرنا چاہا تو چونکہ اسکو ابتدا اس حال کی خبر نہ تھی اندرون خیمہ کوئی کارروائی
نہ ہو سکی مقرنس نے فوراً اسکے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا اور گرفتہ و بستہ کر کے وہاں سے چلتا ہوا
اور فرعون کے پاس آ کے کہا اے خداوند یہ نقابدار موجود ہے فرعون نے مقرنس کی اس
کارروائی کی بہت تعریف کی اور کہا حمزہ ثانی کے جو سردار تیرے پاس قید ہیں مع مہرو
ماہ و عمر ثانی انکو ہلاک کر اور سر ان خدا پرستوں کے ہماری خدمت میں بھیج دے اسنے دست بستہ
کہا بہت مناسب اور بعد ازاں اس نے غار بیعت میں آ یاد کیا دل افروز پہنچی ہے مقرنس نے
کہا اے دل افروز مہر و ماہ کو مطلوب جادو کے حوالہ کر تا کہ آج شب بھر محافظت تمام قید
سے کل کے روز انکو مع سرداران امیر ہلاک کرنا ہے دل افروز نے مہر و ماہ کو مطلوب جادو کی
خدمت میں حاضر کیا اور قیدخانہ میں انکو بھی پاس سرداران امیر اور عمر ثانی کے قید کیا بعدہ اپنے خیمہ
میں زرقام کے پاس آ کے زرقام کو سلام کیا اور اسقدر ناز فروشی زرقام سے کی کہ زرقام نے پہچانا
کہ میرا عاشق ہے دل افروز نے کہا اے زرقام کل مقرنس جادو کا ارادہ ہے کہ سرداران حمزہ اور
قنطورہ پوش کو ہلاک کرے تیری کیا رائے ہے زرقام نے کہا تیرا کیا منشا ہے دل افروز نے
کہا مطلب یہ ہے کہ اگر تو میری مراد دے تو میں ان تمام تیرے سرداروں کو قید سے رہا کر دوں
زرقام نے کہا اے نازنین اگر تو ایسا کرے تیرا کمال کرم و لطف ہے لیکن تیری مراد کا حاصل ہونا ایک
شرط پر موقوف ہے اسنے کہا کیا شرط ہے زرقام نے کہا شرط یہ ہے کہ تو دین اسلام اختیار کر مع ہذا
ہمارے سرداروں کو بھی رہا کر دے پس دل افروز نے زرقام کو قید و بند سے رہا کر دیا اور چند
بوسے بکمال شوق و رغبت زرقام کے لب و رخسار کے لیے اور پھر تدبیر سوچ کے مطلوب
کے پاس آ کے کہا اے مطلوب آج میرا ارادہ ہے کہ قیدیوں کی نگہبانی کروں اسنے قبول کیا

کھولا کون آئی دل افروز نے سیافی گری اختیار کی چند لمحہ کے عرصہ مین چار ہزار جادوگرون کو بیہوش کیا اور
سر تا پا ک اُنکے تن سے جدا کیے اور رستم اور ایرج اور نور الدہر اور تمام سرداران لشکر اسلام کو
قید و بند سے رہا کر کے اپنے خیمہ مین آکے قرار لیا تمام سرداران امیر دل افروز کے خیمہ مین آکے جمع
ہوئے دیکھا زرفام موجود ہی حقیقت حال کو دریافت کیا زرفام نے اپنا مقید ہونا اور دل افروز
کا عاشق ہونا اول تا آخر بیان کیا اسد بہت خوش ہوا اور کہا اے زرفام الحمد للہ کہ خاص تیرے
سبب سے ہم سب رہا ہوئے کیونکہ اگر سرداران دست چپ کی کوشش سے ہم رہا ہوتے تو وہ بہت ہی نہایت
مغرور ہوتے اب تو نے جہان اسقدر احسان کیا ہی وہان اسقدر اور احسان کر کہ ہم کو کچھ کھانے کو
دے دل افروز نے طعام لذیذ و لطیف مہیا کیا تمام سردارون کو کھلایا سب نے سیر ہو کے
کھایا بعدہ کہا اے دل افروز ہمارے لشکر مین ہم کو پہونچا دے اُسنے کہا شہریار مجھ مین صرف اسقدر
قدرت تھی کہ تم کو قید و بند سے رہا کر دیا مجھ مین یہ طاقت ہرگز نہین ہی کہ اس غار مہیب سے باہر لیجاؤن
دہانہ غار پر مقوقس نے طلسم بندی کی ہی اور وہ طلسم بندی اسطرح کی ہی کہ سوا اندرون غار کسی کو لانا ممکن ہی
اور نہ اندرون غار سے باہر کسی کو لے جا سکتی ہون غرضکہ جب شب گذر کے صبح ہوئی دل افروز
نے کمر باندھی مقوقس کی خدمت مین حاضر ہوکے سلام کیا مقوقس نے کہا اے دل افروز
جا اور قیدیون کو لے آ تاکہ آج ان سب کو ہلاک کرون دل افروز نے بعجلت تمام اپنے کو
قید خانہ مین پہونچایا یہان دیکھا مطلوب مردہ پڑا ہی مطلوب کا خون اپنے چہرہ پر ملا اور
مقوقس کی خدمت مین آکے سینہ و سر پیٹنا شروع کیا مقوقس نے کہا ہان ہان یہ کیا واقعہ ہی
جسکے سبب سے تو نے اپنا یہ حال بنایا ہی دل افروز نے کہا ہاے افسوس کیا بیان کرون غضب
ہوگیا آج شب کو نہین معلوم کون ایسا زبردست سفاک وارد ہوا جسنے حریفون کو قید و بند سے رہا کر دیا
اور مطلوب کو مع چار ہزار جادو کشتہ کیا یہ اسی مطلوب کا خون ہی جو مینے اپنے منہ پر ملا ہی مقوقس
اس حال کو سنکے ہمہ تن محو حیرت ہوگیا تا دیر سکوت مین سر نگون رہا بعدہ سوار ہوکے
اُس مقام پر آیا دیکھا واقعی قید خانہ کے گرد چار ہزار جادوگر مردہ پڑے ہین اور مطلوب بھی مردہ افتادہ ہی
مقوقس ہر ایک جادوگر مردہ کے پاس جاتا تھا اور اُسکو از سر تا پا دیکھتا تھا چنانچہ ایک جادوگر
افتادہ کے پاس پہونچا دیکھا کہ کچھ سانس باقی ہی اُسکا شانہ ہلایا اُسنے آنکھ کھولی کہا تیرا کیا نام ہی اور
اس واقعہ کی اصل حقیقت کیا ہی اُسمین طاقت گفتار نہ تھی اشارہ سے کہا توقف کرو لیکن تھوڑا
پانی پلاؤ مقوقس نے پہلے پانی پلایا پھر جوزہ مرغ اور یخنی وغیرہ منگوائی اُسکو پلائی جب اُس کے
حواس درست ہوئے مقوقس نے کہا اب اگر ممکن ہو تو بیان کر اُسنے آہستہ سے کہا اے مقوقس
کیا پوچھتا ہی یہ کام دل افروز کا ہی کہ اُسنے شب کو آکے سب کو ہلاک کیا اور قیدیون کو رہا کر دیا مین نے
خفیف سی ضرب مین اپنے کو بہ تکلیف مردہ بنایا تھا مگر اُسنے مجھکو مردہ دیکھنے پر بھی
اکتفا نہ کی بلکہ بخوبی مجروح کر کے جب مجھکو بالکل بے جان دیکھ لیا اُسوقت مجھ سے
دست بردار ہوئی اس حقیقت کو سنکے مقوقس نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور
خیمہ مین آکے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار جادوگر مسلح و مکمل ہوکے جلد میرے پاس آئیں اب

مین نے مصمم ارادہ کو لیا ہے کہ دل افروز کو مین زندہ نہ چھوڑونگا پہ کیا بیہودگی تھی کہ اسقدر جادون کو بے قصور تہ تیغ کیا چنانچہ حسب الحکم سقرنس جادو نابکار تیاری مین مصروف ہوئے

اب ان جادوان نابکار کو تیاری کی مین مصروف رکھنا چاہیے تا ہم اور حال خیریت اشتمال شاہزادہ بدیع الملک و آسمان پری کا ندکور ہوتا ہے

حاضر ہیں ہم جو معرکۂ کارزار ہو
خون شہید مہر و وفا سازوار ہو
مست شراب عشق کباب گئے ہیں جو تہ مین
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو
ای آفتاب حسن یہ حسرت ہے بعد مرگ
کوچے مین یار کے جو مرا اعتبار ہو
لیسے دل و جگر مین نشاط سے ہوئے
حاصل اسی نگین سے سوا اعتبار ہو
گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو
لازم نہین ہے وصل کی شب سخن مین
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

اُس رخ پہ اب مست کے اوپر سوار ہو
کج رکھے کے ہم کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پہ
یہ نشہ وہ نہین ہے کہ جسکو خمار ہو
پنہان ہے اس جو ہر کو ابھی کچھ غرض نہین
ہر ذرہ میری خاک کا تجھ پر نثار ہو
دست جنون نے زلف کے سودے مین چاہیے
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کو گذار ہو
اس رشک گل کے چین جبین پر خوشی
ہم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو
بیزار زندگی سے ہون شوق مرگ مین
ایسا نہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
گردن پہ اُنکی خون ہمارا سوار ہو
الٹی ہوا زمانہ مین چلنی تھی چاہیے
بوسے کے واسطے لب یار آشکار ہو
بلبل کو پھول لے کے حوالہ کرون چمن
پیراہن حیات میرا تار تار ہو
ورد زبان ہے نام ترا جسکو اے حبیب
شبنم کی طرح جیسے کوئی گریان ہزار ہو
سر رکھیے جو کہ تری گرد راہ کو
ڈھونڈھون چراغ لیکے جو پیدا مزار ہو
آتش ہو دل و نیم سخن ہے چمن اگر سکے

مستانہ نان میدان فصاحت و دلاوران معرکۂ بلاغت اس داستان حیرت توامان کو اسطرح حوالہ بیان کرتے ہین کہ جب ہدہد عیار سلیمان اعظم نے ملکہ آسمان پری کا نامہ علمشاہ رومی و عمر بن حمزہ کی خدمت مین پشت تاریک پر پہونچایا چند روز کے بعد ملکہ آسمان پری کی خدمت مین آیا شاہزادہ بدیع الملک کی ملازمت حاصل کی بدیع الملک نے کہا ای ہدہد مجھسے کیا چاہتا ہے ہدہد نے کہا ای شہریار والا تبار میرا مطلب دلی یہ ہے کہ بقیہ عمر اپنی تمھاری خدمت گذاری مین بسر کرون تمھارے جلو مین حاضر رہنا میرے واسطے فخر کا سبب ہے شاہزادہ نے کہا ای ہدہد یہ کسی طرح ممکن نہین ہے ہدہد نے کہا اسکا سبب کیا ہے شاہزادہ نے کہا اسکا سبب یہ ہے کہ تو قوم پریزاد سے ہے اور پر رکھتا ہے اگر تو پردۂ دنیا مین میرے ساتھ جائے گا یہ ممکن نہین کہ تو موجود ہو اور کام نہ لون اور تو حسب ضرورت پرون سے کام لے گا پس اسوقت عیاران لشکر اسلام اس بات کا طعنہ مارینگے کہ ہدہد نے اپنے پرون سے کام لیا اگر کسی اہم کام کو انجام دیا تو کیا کمال کیا اس صورت تیری محنت رائگان ہوگی اور مین تیرے سبب سے بدنام ہونگا ہدہد عیار سلیمان اعظم کو سخت ملال ہوا شاہزادہ سے روبرو زیادہ اصرار نہ کرسکا بخط مستقیم وہان سے اپنی والدہ کے پاس آیا اور آبدیدہ ہوگیا اسکی مادر نے سبب آبدیدہ ہونے کا پوچھا اسنے اپنا تمام قصہ بیان کیا اور کہا ای مادر مین چاہتا ہون کہ ان پرون کو میرے بازوؤن سے اترو سے تاکہ مین پاس شاہزادہ عالی قدر کی ملازمت بجالاؤن اور عزت حاصل کرون اسکی مادر کا نام شانطرہ پری تھا اسنے کہا ای فرزند معلوم ہوتا ہے کہ تو اُس شاہزادہ عالی جاہ کی ملازمت کا نہایت درجہ متمنی ہے مین مانع نہین ہوتی لیکن تیرے پرون کو بھی نہین کتر سکتی اسواسطے کہ ہم قوم

پریزادوں سے ہیں اگر کوئی شخص ہمارے پرون کو کتر ڈالے تو ہم کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتے پریزادوں کی جان
پرون میں ہوتی ہی پھر دیدہ و دانستہ کیونکر اپنے ہاتھ سے تجھے ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤن دیگر یہ کہ میرا
تو یہی ایک فرزند ہی اگر میرا دوسرا فرزند ہوتا تو شاید مجبوری کی ہلاکت میں گوارا بھی کر لیتی بہر حال
تو اس خیال سے درگذر ہدہد نے اپنی مادر کے اس عذر پر بھی بہت اصرار کیا شانطرہ نے کہا اے فرزند
تو بیکار مجبور کرتا ہی آجتک کوئی مان اپنے فرزند کی ہلاکت کا سبب ہوئی ہو تو بیان کر ہدہد نے جب
دیکھا کہ میری مان کسی طرح نہیں مانتی وہان سے چلا آیا اور ایک گوشۂ مکان میں مقیم ہو کے اپنے
ہاتھ سے خود اپنے پرون کو قطع کیا پرون کا قطع ہونا تھا کہ بے حال ہو لیا یہ خبر شانطرہ پری کو پہونچی وہ
روتی پیٹتی ہدہد کے پاس آئی اور دیکھا کہ ہدہد اپنے خون میں خاک پر غلطان ہی بس اسکو تاب کہان
سینہ و سر پیٹ کے کہا ہائے افسوس اس شاہزادہ کی رفاقت کی تمنا میں مفت میرا
فرزند ہلاک ہوا صرصر ثانی اسکا ایک ملازم تھا اس سے کہا اے صرصر جلد اس شاہزادہ کے پاس
جا اور کہنا کہ تو نے نہیں معلوم کیا ایسا عمل کیا کہ میرا فرزند عنقریب ہلاک ہوتا ہی یا تو اسکی تندرستی
کی کوئی فکر کرو ورنہ میں اپنی جان سے عاجز ہون جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا تجھے نقصان پہونچانے میں
کوتاہی نہ کرونگی اور جلد بیان ملا صرصر مثل باد صرصر شاہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا
اور بکمال تسلیم عرض کی بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا میرا نام صرصر ہی میں شانطرہ پری
کا ملازم ہون خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ ہدہد نے اپنے ہاتھ سے اپنے پر قطع کیے ہین
جسکی وجہ سے قریب الہلاکت ہی اور حضور کو شانطرہ پری نے بلایا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ ہدہد کی
جان بچانے کی کوئی فکر کیجیے ورنہ میں ہدہد کے خون کا عوض آپ سے لونگی بدیع الملک کو صرصر
کی زبانی ہدہد کا یہ حال سنکے بہت ملال ہوا اور کہا اے صرصر کیا کہون کہ ہدہد واقعی میری ملازمت
کا متمنی ہی اور اسنے اسی وجہ سے پر اپنے قطع کیے ہین ورنہ میں دیکھتا کہ شانطرہ کسطرح مجھ سے
عوض لیتی ہی یہ کہا اور صرصر کے ہمراہ ہدہد کے پاس آیا دیکھا کہ ہدہد پر بریدہ خاک و خون
میں غلطان قریب الہلاکت ہی اور شانطرہ زار و قطار اپنے فرزند کی مفارقت میں رو رہی ہی
جونہی بدیع الملک پر اسکی نظر پڑی گھبرا کے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اے جوان کیا تجھکو
نہیں معلوم ہی کہ پریزادون کے پر قطع ہو جانے سے وہ زندہ نہیں رہتے جو تو نے ہدہد کو اپنے
جلو میں رکھنے سے انکار کیا اور اسنے تیری ملازمت کے شوق میں اپنے پر قطع کر کے
خودکشی کی اگر تو اسے اپنی ملازمت میں قبول کر لیتا تو کیون یہ نوبت پہونچتی مزید بران تیرے
خر کی جگہ یہ بھی کہ ایک ہمارے یہان عیار طرار صاحب بال و پر بھی رہی بہر حال اسکے
جان بچنے کی کوئی معقول تدبیر کرو ورنہ میں بھی اسکی مفارقت میں ہلاک ہو جاؤنگی اور تجھکو نقصان
پہونچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگی مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا شاہزادہ نے برہم
ہو کے کہا اے شانطرہ یہان تک تو سب صحیح ہی کہ تیرا فرزند میری رفاقت کا متمنی ہوا اور میں نے
اپنے ہمراہی سے انکار کیا جسکی وجہ سے اسنے اپنا یہ حال کیا لیکن یہ تو کیا کہتی ہی کہ نقصان رسانی میں کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگی اول تو میں نے اسے اپنی ملازمت کے واسطے مجبور نہیں کیا تھا جو اس نے

اپنے بچے کو ہلاک کیا میرا کیا قصور ہی آدم زاد عیاروں میں پرشاد عیاری کیا ضرورت تھی روز کا قصہ مول لینا کیونکر گوارا کریںگا دیکھ یہ کہ تو مجھکو کیا نقصان پہونچا سکتی ہی مجھ سی ایسی بیشتر پریزادیں میری نظر سے گذری ہیں بس اب مجھ سے بچھو نکو جو بچھو مجھے نقصان پہونچا سکتی ہی ہرگز کوتاہی نہ کر بہتر ہی تیرے مقابلہ میں بھی میری قوت کا اندازہ دریافت ہو جائیگا شاہ لطرہ پری نے شاہزادہ کے پاؤں پر سر رکھدیا اور با آواز درد ناک کہا ای جوان والاشان جب تک میرا فرزند تندرست نہ ہو جائیگا میں سرگزان قدموں کو نہ چھوڑونگی شاہزادہ بدیع الملک کو اُسکے حال زار پر نہایت افسوس ہوا دل میں کہا ای بدیع الملک یہ پری اپنے فرزند کا یہ حال خراب دیکھکے بہت مضطر و بیتاب ہی خداوند عالم ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی مردہ کو زندہ کر سکتا ہی یہ تو ابھی زندہ ہی اُس وحدہ لاشریک کی درگاہ میں مناجات تو کر و دیکھو اس واقعہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہی شاہ لطرہ پری سے کہا ای شاہ لطرہ صبر کر خداوند عالم کی درگاہ بے نیاز میں دعا کر کیا عجب ہی اگر تیرا فرزند تندرست ہو جائے اور میں بھی دعا کرتا ہوں اُسنے کہا ای والاجاہ میرا دل دعا مانگ رہا ہی تمھارے کہنے پر کیا موقوف ہی شاہزادہ نے کہا نہیں ظاہر ابھی اُس عزاسمہ کی درگاہ میں دعا کر اور خود ایک گوشہ تنہائی میں آکے وضو کیا قبلہ رُخ بیٹھکے

اسطرح قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات شروع کی

ہر پردہ میں صدا ہی تیری ہی ہی دلا
توچارہ گری واہ تا چارہ م من
خداوندا صمد بار آلست
یونس را بچہ بیت میں مچھلی کے مبتلا

عالم بھرا ہی تجھ سے پھر ہر جگہ ہی خالی
بے یاری وبے نیاز وبے انبازی
عیسی کو آسمان پہ تو نے چڑھا دیا
کچھ کر سکی نہ آتش سوزاں خلیل کا

یارب تو غفوری و گنہگارم من
بیمارم چہ شود شوی کہ بیمارم من
موسی نبی کے ہاتھ میں دی شعل [illegible]
ہر ہر کو صحت کامل عطا فرما اور

میری آبرو رکھ ورنہ بہت الم مطعون رہونگا اور شاہ لطرہ پری مجھ سے بہت شاکی ہوگی ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی یکایک شاہزادہ بدیع الملک پر خواب کا غلبہ ہوا عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای بدیع الملک کیا حال ہی بدیع الملک نے بعد ادائے تسلیم عرض کی شعر پارسی آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان + جو کیفیت ہی ظاہر ہی بد ہد کے تندرست ہونے کی فکر سب فکروں سے زیادہ ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ای فرزند ہد ہد کے ہلاک ہونے میں کچھ شک نہیں قاعدہ ہی کہ جس پریزاد کے پر قطع ہو جاتے ہیں اسکا زندہ ہونا دشوار ہوتا ہی ہزاروں میں ایک ہوتا ہی جو زندہ رہتا ہی مگر ای فرزند تو نے جو درگاہ باری میں مناجات کی خداوند عالم نے اسے شفائے کلی بخشی اور اس بات کی بھی ہم تجھکو خبر دیتے ہیں کہ بعد حمزہ ثانی کے اُسکا جانشین تو ہی ہوگا اور خواجہ عمر کا جانشین ہد ہد ہوگا چونکہ اسی قدر اطلاع کی ضرورت تھی لہذا ہم جاتے ہیں یہ کہا اور نظر سے غائب ہوگئے شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا صبح صادق کا وقت تھا وضو کیا نماز پڑھی بعدہ آسمان پری کی مجلس میں آکے قیام کیا اُسوقت ہد ہد بدیع الملک کی خدمت میں حاضر ہوا زمین خدمت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے از سرتا پا ہد ہد کو دیکھا اور کہا اب کیا حال ہی ہد ہد نے کہا شہریار میرے ہلاک ہونے میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا بارے تمھاری دعا اور مناجات درگاہ باری تعالی میں قبول ہوئی جو میں سے

دوبارہ خلعت حیات پایا اگر تم قبل مین نیرنگ رفاقت کو قبول کریئے تو مین اس نوبت کو نہ پہونچتا اب بھی وہی بات عرض کرتا ہون کہ اگر مجھکو اپنی ملازمت کے واسطے قبول کرو تو فبہا المراد ورنہ مین اگرچہ تندرست ہو لیا ہون لیکن آیندہ کسی سخت مہلکہ مین مبتلا ہو جاؤنگا جس سے جان بری محال ہوگی بدیع الملک نے کہا ارے صاحب مین نے تمھاری رفاقت قبول کی کسی طرح تمھاری جان تو بچے ہدہد بہت خوش ہوا اب اسکا یہ دستور ہے کہ ہر وقت بدیع الملک کے ساتھ سایہ کیطرح رہتا ہے جو حکم جسوقت صادر ہوا اسی وقت بوجہ احسن اسکی تعمیل کی جس سے شاہزادہ بھی بہت خوش و مسرور ہوا امر بھی واضح رہے کہ ہدہد خواجہ عمر کا دختر زادہ ہے اگر خواجہ عمر کا جانشین ہو تو کیا عجب ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت دی کہ ہدہد خواجہ عمر کا جانشین ہوگا غرضکہ شاہزادہ بدیع الملک آسمان پری سے رخصت ہوئے مع ہدہد و قمر زاد و لشکر دیوزاد و پریزاد جانب دنیا روانہ ہوئے

آمدم بر سر قصۂ دل افروز و مقرنس جادو

میرے ہی واسطے بیٹھا ہے پاسبان در پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقدر پر
رکھا جو ہاتھ دم ذبح اس ستمگر کا
کرو خدا کے لیے رحم اہل محشر پر
وہ چشم مست پھر اس پر وہ تیز مژگان
زمین ہے زیر قدم آسمان ہے سر پر
کرینگے خوب ستم آزردہ خاطر احباب
سلاؤن طالع خفتہ کو اپنے بستر پر
ہمارے نالون سے اٹھوا کے حشر ہیچ اٹھا
اسے بھی تو نے اٹھا رکھا ہے روز محشر پر
نہین ہے ہوش سے خالی ہماری بیہوشی
پڑی ہے خاک کہان کی دل مکدر پر
ابھر رہا ہے وہ دیوانہ داغ دربان سے

سکے جو راہ مین لٹتے ہین شیخ ٹھوکر پر
سنا ہے ہم نے یہ آنا ہے موت کا آنا
نگاہ تیز سے پتھر پہ ان لگاتی ہین چھریون
اڑی ہے خاک زمانہ مین جسقدر اب تک
کہ جیسے ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر
عجب نہین طپش روح معصیت سے مری
تڑپ نگاہ ہر کسی کی تو جان مضطر پر
نگاہ ملتے ہی تلوار کا اٹھایا ہاتھ
خبر پہونچی ہے فلک سے یار کے در پر
کہان کرشمہ برق جمال و طور کہان
ابھی جو دی مین ارے بھی جو ہم تو سنو پر
فلک کرے بھی جو سامان عیش کو برباد
بپا ہے حشر کا ہنگامہ آپ کے در پر

کہان کے بھولے یہ بٹھا مجھ کو نہین مر مر پر
ابھی آئے نہ وہ وعدہ کے مقرر پر
نہ دیکھو حشر ہو موقوف داستان میری
بھی ہے آکے ہمارے دل مکدر پر
نیاز و ناز دکھاتا ہے یہ شب فراق
حباب آبلے بنجائین آب کوثر پر
شب فراق مین تکا نہ کون مین لٹاؤن سر
رکھین نہ تم نے کبھی چار انگلیان مرے سر
امید وصل تھی ہو گیا ایک ٹکڑا دیدار
پڑی تھی آہ کسی دل جلے کی پتھر پر
نفس نفس ہے غبار سیاہ کی صورت
تو جام جم پہ لرزے آئینہ سکندر پر

راویان اخبار عجیب یون بیان کرتے ہین کہ مقرنس لشکر جادوان بے ایمان لیے ہوئے روانہ ہوا تاکہ دل افروز کو ہلاک کرے یہان دل افروز نے یہ بندوبست کیا کہ ایک اسم پڑھنا شروع کیا جو جو وہ اسم پڑھا جاتا تھا اسکا خیمہ مثل قلعے کے درست ہوتا جاتا تھا اور خود دروازہ خیمہ مین استادہ ہوکے تماشا دیکھنا شروع کیا اس اثنا مین مقرنس پہونچا اور چہار جانب سے اس خیمہ کا محاصرہ کرکے دعا وہ کیا ان ساحرون نے اپنی صورت کو جانورون کی صورت سے مشابہ کرکے چاہا کہ ہوا سے آسمانی سے دل افروز کے خیمہ مین داخل ہون غرضکہ یکایک دیکھا کہ وہ خیمہ بلند ہونا شروع ہوا جسکے سبب سے وہ جادوگر کا حرم ہوئے تا چند زمین پر چلے آئے راوی کہتا ہے کہ تین روز تک علی الاتصال دل افروز

اور مقرنس میں جنگ رہی شدت گرسنگی سے دل افروز کا حال خراب ہوا اور درگاہ باری میں مناجات کی
اے کس بے کسان اے دستگیر درماندگان سعدی ندارم بغیر از تو فریاد رس + توئی عاصیان را خطا بخش و
بس + اثنائے مناجات میں آواز آئی دل افروز گھبرا کے اسی جانب متوجہ ہوئی دیکھا شاہزادہ
بدیع الملک چلا آتا ہے آتے ہی نعرہ مارا کہ ای جادوگران بدکار میں تم سب کا سرکوب آپہونچا
سرداران لشکر اسلام نے جو شاہزادہ بدیع الملک کے نعرہ کی آواز سنی دل افروز سے کہا ہم سب
شاہزادہ کی مدد کرنا چاہتے ہیں پس تو ہم کو کسیقدر اسباب حرب دے دل افروز نے فوراً یراق و
مرکب طلب کرکے سرداروں کو دیئے یہ سب مسلح و مکمل ہوکے شاہزادہ کی مدد کو پہونچے شاہزادہ
ان سرداروں کے آنے سے بہت خوش ہوا اور کہا ای دلاورو اب موقع توقف کا نہیں ہے جلد کوشش
کرکے ان گبران بدکار کو سزا سے معقول دو چنانچہ تمام سرداران گبروں پر حملہ آور ہوئے کشتوں سے
پشتے سروں کے انبار لگا دیئے مقرنس نے جو دلاوران اسلام کی یہ سفاکی دیکھی سحر و افسون پڑھتا ہوا
بدیع الملک کی جانب جھپٹا مگر اُس ہیکل کی برکت سے سحر و افسون سے شاہزادہ پر اثر نہ
کیا جھلا کے کہا او اجل گرفتہ تو سمجھتا تھا کہ میری تمام کارروائیوں کو رد کر دے گا شاہزادہ نے کہا
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تو کیا بکتا ہے اگر تیری کوئی تدبیر بکار آمد ہو سکتی ہے تو کیوں تامل کرتا ہے مقرنس
نے دوسرا افسون پڑھنا شروع کیا اس افسون نے بھی شاہزادہ پر اثر نہ کیا بلکہ اُسکے قریب ہوکے
ایک ایسا وار تیغ آبدار کا اُسپر کیا کہ مقرنس دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا روح ناپاک اُس بیباک
کی مالک کی ملک ہوگئی مقرنس جہنم نصیب ہوا جادو والد ہمراہی نے جو یہ واقعہ عجیب دیکھا اُس
مقام پر قیام نہ کر سکے عزازیل منقش کی طرف بھاگ گئے شاہزادہ با فتح و فیروزی غار پُر ہیبت
سے باہر آیا رستم ثانی نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک تم کہاں تھے بدیع الملک نے
تمام سرگذشت اپنی بیان کی دوسرے روز وہاں سے سوار ہوکے لشکر اسلام کی جانب روانہ
ہوئے آمدم بر مقدمہ فرعون ملعون فرعون نے کہا یارو تم سب میری خداوندی کے قائل ہو دنیا کی
نعمتیں بھی میری بدولت چکھتے ہو اور آخرت کی نعمتوں کے بھی امیدوار ہو اب تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ
خدا پرستوں کو جواب ترکی بہ ترکی دے اور میری خداوندی کا قائل کرے سرگن بن اسرائیل نامے
ایک گبر تھا فرعون کی یہ تقریر سنکے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند یہ بندہ حقیر تعمیل حکم کیواسطے
حاضر ہے جو حکم ہو اُسے بجا لائے فرعون نے کہا میرا جو کچھ حکم ہے ظاہر ہے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے
سرگن بن اسرائیل نے کہا ای خداوند میں بسر و چشم خدا پرستوں سے جنگ کرنے کو مستعد
ہوں بشرطیکہ قنطورہ مجھے تفویض ہو جائے فرعون نے کہا ابھی موجود ہے پس قنطورہ کو طلب
کیا اور کہا ای سرگن لے یہ موجود ہے جا اور مسلمانوں سے مقابلہ کر کے اُنکو پسپا کر سرگن نے
کہا یہ بندہ حقیر بھی حاضر ہے میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے چنانچہ اُس شب کو سرگن
کے نام طبل جنگ بجا سے ز نقارہ آواز آمد برون + کہ دو نست دو نست فرعون دون + تمام
شب دونوں لشکروں میں تیاری رہی علی الصبح دونوں لشکر میدان میں آکے صف آرا
ہوئے یکایک سرگن بن اسرائیل لشکر کفار سے باہر آیا اور چند قدم آگے بڑھ کے

پکارا کہ ای خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج تک تم نے خداوند کے ہزار ہا بندوں سے مقابلہ
کیا ہوگا مگر مجھ ایسے بندہ نظر کردہ خداوند سے سابقہ نہ ہوا ہوگا میں سرکن بن اسرافیل اب بالیقین تمھاری
عمر کی تمام ہونے کا وقت آگیا جو تم سے جنگ کرنے کا خیال میرے سر میں سمایا دیکھو ابھی ممکن
خیریت ہی کہ تم خداے نادیدہ کی پرستش سے باز آؤ اور ہمارے خداوند بزرگ کی قدرت و عظمت
کے معتقد ہو جاؤ ای خدا پرستو قنطورہ کا نام دہو تا ایسا ویسا نہ سمجھنا اسکی وجہ سے میرا دل ایسا
غنی ہو گیا ہی کہ کسی کی وقعت میری نظر میں نہیں سماتی سرکن بن اسرافیل ابھی یہ فخریہ تقریر
کر رہا تھا یکایک مشرق گرد نمایاں ہوا دونوں لشکروں نے اپنی مدد کے خیال سے اس گرد کے
جانب نگران ہوئے تھوڑی دیر میں پردۂ گرد چاک ہوا دیکھا مقوقس وغیرہ کے چند سر ہاے
ناپاک نیزوں پر نصب ہیں شاہ بیش شاہزادہ بدیع الملک خیر اندیش چلا آتا ہی شاہزادہ حمزۂ ثانی
کی خدمت میں حاضر ہوئے بہ کمال ادب آداب بجالایا حمزۂ ثانی نے جو شاہزادہ بدیع الملک
کو مع تمام یاران دیگر صحیح و سلامت دیکھا بہت خوش ہوا فوراً خاک پر سجدہ کو جھک گیا
اور کہا ای خالق زمین و زمان و ای مالک ہر دو جہان اس قابل میری زبان نہیں جو اس مرحمت
و عنایت کا شکر ادا کر سکوں کہ شاہزادہ بدیع الملک اور تمام سرداران لشکر اسلام کو بار دیگر
زندہ و سلامت دکھایا مجھے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ یہ سب پھر مجھ سے ملاقی ہونگے الغرض جانبازان اسلام
نے حمزۂ ثانی اور سعد بادشاہ کی ملازمت حاصل کی ادھر نورالدہر نے دیکھا کہ سرکن بن
اسرافیل کلمات لاطائل زبان پر جاری کر رہا ہی اور مبارز طلب ہی مرکب کی باگ پھیری سرکن
بن اسرافیل کے قریب آیا اور اولبر یہ کہا تو بیہودہ بک بک سے اپنی زبان کو تکلیف دے رہا
ہی کیسی قدرت و عظمت اور کیسا خداوند فرعون کو ہم سگ خارشتی سے بھی زیادہ عزیز ذلیل و خوار
سمجھتے ہیں سرکن نے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھایا اور کہا ای خدا پرست افسوس کہ ابھی
میرا دسترس تجھ پر نہیں ہی ورنہ خداوند کے حق میں جو نامناسب کلمے تو کہہ رہا ہی اسکے عوض
میں تیرا سر زمین پر ایسا گھس دیتا کہ تیری صورت نہ پہچانی جاتی نورالدہر نے تبسم کر کے
کہا او مردود اگر تیرا دسترس مجھ پر نہیں ہی تو میرے عوض میں خود اپنا سر زمین میں گھس لے اگر
ممکن نہ ہو تو اس ملعون کا سر گھس دے جسکو تو خداوند کہتا ہی یہ بھی ممکن نہ ہو تو لا میں تیرا سر
زمین پر گھس دوں یہ کہا اور سرکن ملعون کے قریب آ کے اس زور سے اسکے مرکب کو تنگاور دی
کہ اسکی جگہ پہاڑ ہوتا تو وہ بھی گر پڑتا مگر وہ مانند سد راہ اپنی جگہ قائم رہا اور تبسم کر کے کہنے لگا
ای خدا پرست واقعی یہ حملہ تیرا بہت زبردست تھا مگر دیکھ ہمارے خداوند کی قدرت کو اسنے مجھکو
محفوظ رکھا ورنہ ہرگز محفوظ نہ رہ سکتا نورالدہر بار دیگر اسکے قریب آیا اور ارادہ کیا تھا کہ
دوسری تنگاور دے مگر سرکن چند قدم پسپا ہو گیا اور کہا بس اب نہیں دھوکھا ہو سکتا
معلوم ہوا تو فن حرب و ضرب سے خوب ماہر ہی ای جوان بتا تیرا کیا نام ہی نورالدہر نے کہا
تجھکو نام سے کیا کام ہی سے پیارا پنجہ داری زمردی نشان ہو اسنے کہا نام اسواسطے پوچھتا
ہوں کہ جب تو فن حرب و ضرب سے ایسا ماہر ہی تو تیرا نام بھی مشہور ہوگا اور بالیقین مشہور نام

کو مین نے بھی سنا ہو گا شاہزادہ نے کہا ہان میرا نام نور الدہر ہے اسنے کہا بیشک مین نے یہ نام سنا ہوا
حملہ کیا شاہزادہ دونون ہاتھون سے نیزہ کو گرفت مین لایا اور زور و طاقت سے اسکے سینہ پر کینہ پر مارا کہ
اگر کوہ ہوتا تو وہ بھی چور چور ہو جاتا مگر اس شقی ازلی نے سر نیزہ کو گرفت مین لا کے ایسا جھٹکا دیا کہ شاہزادہ کے
ہاتھ سے نیزہ چھوٹ گیا کہا ای خداپرست اب تجکو پتہ خدائے ناویدہ اور ہمارے خداوند کی زور و طاقت
کا حال معلوم ہو گیا ہو گا نور الدہر نے کہا او پاجی تو بیہودہ گوئی کسی طرح نہین چھوڑتا یہ کہا اور دوسرا وار
کیا اس موذی نے اس وار کو بھی رد کیا اس مرتبہ نور الدہر کے کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اسکو سر سے بلند
کر لیا اور باواز بلند نعرہ مارا کہ ای خداپرستو دیکھو اپنے نام آور سردار کو اسکو لیتے ہین لطف خداوندی آج
صرف اسی قدر جنگ و حرب پر اکتفا کیجاتی ہے کل کے روز پھر تمہاری خبر لیجائیگی اور خداوندی قدرت
دکھائی جائے گی بعد ازان نور الدہر کو اسی طرح ہاتھ پر اٹھائے ہوے اپنے لشکر کیطرف راہی ہوا
اس طرف لشکر اسلام بھی مایوس و رنجور اپنی قیام گاہ مین واپس آیا کچھ خفت تھی اور کچھ اس بات کا
ملال تھا کہ نہین معلوم یہ ملعون نور الدہر سے کس طرح پیش آوے پھر بارگاہ سلیمانی مین آ کے
قیام کیا حمزہ ثانی شاہزادہ بدیع الملک کے جانب متوجہ تھا جب ہدہد پر نظر پڑی تو بدیع الملک
سے پوچھا ای شاہزادہ والا قدر یہ عیار کس قسم کا ہے بدیع الملک نے کہا یہ عیار ہدہد نام خواجہ عمر
کا دختر زادہ ہے میری محبت مین اسنے اپنے پرون کو قطع کیا ہے اب تک یہ ہلاک ہو گیا ہوتا بارے
خداوند عالم نے اپنا فضل کیا جو یہ تندرست ہو گیا حمزہ ثانی نے کہا اسکی کیا وجہ شاہزادہ نے
کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ پریزادون کے پر قطع ہونے سے وے زندہ نہین رہ سکتے چنانچہ یہ بھی
قریب المرگ ہو گیا تھا مین نے درگاہ باری مین اسکے واسطے دعا کی میری دعا قبول ہو گئی جو یہ تندرست
ہوا حمزہ ثانی نے کہا یہ عیار نہایت چست و چالاک معلوم ہوتا ہے سیارہ ثانی نے کہا
شہریارا ابھی یہ بالکل کم عمر شیر خوارہ ہے دودھ کے دانت بھی ابھی نہین ٹوٹے ہان جب جوان ہو گا
اسوقت اسکی چستی و چالاکی دیکھنے کے قابل ہو گی ابھی کیا ہے بشرطیکہ زندہ رہے کیونکہ اسنے خود اپنے
پر قطع کیے ہین اور یہ بھی سنا ہے کہ پریزاد پر بریدہ زیادہ نہین جیتا بدیع الملک نے کہا نہین اب اسکی
ہلاکت کا زمانہ گذر گیا اگر ہلاک ہوتا تو اسیوقت ہلاک ہو جاتا اسقدر عرصہ کے بعد خاص اس سبب
سے نہین ہلاک ہو سکتا ہان خدا نا کردہ کوئی اور مرض لاحق ہو جائے تو اسکا ذکر نہین بجائیکہ ہدہد
حمزہ ثانی کے روبرو آیا دعا و ثنائے صاحبقرانی اس طرح بجا لایا ~ ہمایا بام والا قامتا شیرین لطیفت
بنام دوستان مہربان بادہ چہرہ عرش کی ای شہریار فلک اقتدار ای خورشید اوج اقتدار یہ لوگ بجائے خود
اپنے کو بچے سمجھتے ہین بزرگون بڑون کے ساتھ سو بچھو ہیر تراش پھرتے ہین کوئی اپنے کو بزرگ تجو سے
بزرگ نہین ہو سکتا جبتک کہ بزرگی کے اسباب فراہم نکرے ~ بچہ بچا سے بزرگان نتوان زد بگزاف
ساز اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنے + ازبسکہ تمام سردارون کے مقابلہ مین شاہزادہ بدیع الملک کا کام
مقدم ہمیشہ سمجھا بھی ہے تئین مقدم سمجھتا ہون تو شہزادہ عیار مجھکو پھر خیال مین نہین لاتے حمزہ ثانی نے کہا ای
ہدہد واقعی تو نے سچ کہا کہ بزرگی کسی کو حاصل نہین ہو سکتی جبتک کہ سامان بزرگی مہیا نہین ہوتا اور جو
بزرگ ہوتا ہے اسی کا کام مقدم سمجھا جاتا ہے تم مانع نہین ہون اگر کو شاہزادہ بدیع الملک سے

کام کو مقدم سمجھے لیکن فی الحال مین اسی کے کام کو مقدم سمجھتا ہون جو سرکن اور قنطورہ اور نورالدھر کو
زندہ ہمارے پاس لائے اور ایک کام کے مقدم سمجھنے پر یہ موقوف ہی سب ہی فضیلتین آئین موجود
بھی جاوینگی ہدہد نے کہا بہت مناسب جو ارشاد ہوا غلام کو اسکے انجام دہی کی اجازت مرحمت ہو
عمرو ثانی نے کہا اجازت ہی ہدہد روانہ ہوا سیارہ ثانی نے امیہ ثانی سے آہستہ کہا اے خواجہ تم نے
ہدہد کی تقریر سنی اُسنے کہا ہان کہا پھر اب کیا ارادہ ہی امیہ ثانی نے کہا جو کچھ کہو سیارہ نے کہا کہنا یہ ہی
کہ جلد کوشش کرو اگر ہدہد کوئی سبقت لے گیا تو بس ذلت کا سامنا ہی امیہ ثانی نے کہا وہ تو ہم پر زیادہ
سے ہی سیارہ نے کہا پر یہ بھی تو ہی چالاک بن عمر بھی موجود تھا اُسنے کہا کیا باتین ہو رہی ہین
سیارہ نے کہا اگر عزت رکھنا ہی تو چلو تم بھی کوشش کرو ہدہد جس کام کے واسطے گیا ہی وہ کام شاید
تم ہی سے انجام پا جائے چالاک بن عمر نے کہا مین پیشتر سے یہی ارادہ کیے بیٹھا ہون مگر ای سیارہ
تم کو اس بات کا بھی خیال ہی کہ ہدہد اگر اس کام کو بنا لایا تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا سیارہ ثانی نے کہا ای
چالاک مین تو نتیجہ کو نہین سمجھا چالاک نے کہا مجھ سے سنو اگر ہدہد نورالدھر وغیرہ کو لے آیا اسوقت ہدہد
ضرور عمرو ثانی سے دعوی ہمچشمی کرے گا سیارہ نے کہا ای چالاک واقعی تیری رائے صحیح ہی خیر عمرو ثانی
جانین ورانکا کام جانے ہم کو کیا بعد اس گفت و شنید کے سیارہ و امیہ ثانی اور چالاک بن عمر بھی روانہ
ہوگئے ان عیارون کے جانے کے بعد وہی خیال چالاک بن عمر کا پیش آیا کہ بعض عیارون نے عمرو ثانی
کی خدمت مین عرض کی شہریار ہم کو قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ہدہد اس کام کو انجام دے کے تم سے ہمچشمی کا
دعوی کرے گا اسوقت کے واسطے کیا بندوبست کر رکھا ہی عمرو ثانی نے کہا ای فلان واقعی تو صحیح کہتا
ہی پھر اسکا کیا تدارک کیا جاوے اُسنے کہا اسکا تدارک اس سے بہتر کوئی نہین ہی کہ خود بھی کچھ فکر کرو
عمرو ثانی تا دیر سر نگون سکوت مین کچھ سوچتے رہے آخر خود بھی اسی جانب روانہ ہوئے ہدہد بیشہ بیشہ
جزا جزر چلا جاتا تھا حتی کہ سرکن کے خیمہ کے قریب پہونچا دیکھا سرکن قنطورہ بیٹھے بیٹھا ہی ادھر وہ پشت
ایک گوشہ مین آیا نقب لگانا شروع کی یہانتک کہ سرکن کے خیمہ کے قریب وہ نقب پہونچی چونکہ کسی
قدر عرصہ گذر گیا تھا اب جو اندرون خیمہ نظر کی دیکھا تخت نکہت پر سرکن بے خبر سو رہا ہی چونکہ سر نقب مثل
سوراخ موش بنایا تھا تاکہ مخفی رہے اور اس سوراخ سے جھانکتے سرکن کو بے خبر سوتا دیکھا تھا اب
ارادہ کیا کہ سوراخ نقب کو بڑھا کے سرکن کے پاس جاؤن اور بیہوش کر کے لیجاؤن کہ ناگہ دیکھا
دیکھتا ہی کہ عمرو ثانی ایک جانب قنات خیمہ کو چاک کر کے خیمہ مین پہونچ گیا اور قریب تھا کہ سرکن کو بیہوش
کر کے اُٹھا لے جائے وار دوے بیہوشی ہاتھ مین تھی اور سرکن کے قریب پہونچ چکا تھا کہ سرکن کو اسکے سر
مین خارشت معلوم ہوئی اُسنے سر کھجلانے کو ہاتھ اُٹھایا اسکا ہاتھ عمرو ثانی کے لگا سرکن کی آنکھ کھل
گئی عمرو ثانی کو دیکھ کے کہا تو کون ہی پھر کہا ہان تو ہی خدا پرست مین سمجھ گیا میری گرفتاری کو یہان
آیا ہی ہاتھ بڑھا کے عمرو ثانی کو گرفتار کیا اور مضبوط ستون خیمہ مین باندھا کہا بڑا فضل ہوا خداوند کا کہ
مین بیدار ہو گیا ورنہ یہ خدا پرست مجھکو گرفتار کیے جاتا مین سولون تو تجھکو جبتک اسیطرح بندھا رہ یہ کہکے پھر
سو گیا ہدہد نے ارادہ کیا کہ عمرو ثانی کو رہا کرے اور اسکی مدد سے سرکن کو بیہوش کر کے گرفتار کرے
اب کیا دیکھتا ہی کہ دوسری نقب سے دو سیاہ پوش خیمہ مین داخل ہوئے ایک سیارہ ثانی

دوسرا امیہ ثانی دونون برابر داخل خیمہ ہوئے سیارہ ثانی نے کہا اے امیہ جاسے یہان تک بخیریت
پہونچ گئے یہ ملعون بدتخمیر سور ہاہی مین نورالدہر اور عمر ثانی کو رہا کرتا ہون تو سرکن کو بیہوش کرکے گرفتار
کرلے مگر خبردار خوب ہوشیاری رکھنا اُسنے قبول کیا دفعتًا امیہ کو چھینک آئی اُسنے روکنا چاہا سیارہ
کو معلوم ہوگیا سوچا کہ سرکن چھینک کی آواز سے بیدار ہوجائیگا اُسنے امیہ کی ناک پکڑ لی امیہ کا
دم گھٹا چھینک کے زور سے امیہ کی ناک اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی خوب زور سے چھینک نکلی آئی اور
بے اختیار امیہ کی زبان سے نکلا ہائین یہ کیا تھا ان آوازون سے سرکن کی آنکھ کھل گئی دونون کو
دیکھ کے کہا آؤ تم بھی سہی پہلے ان دونون کو بھی بستہ کرکے ایک ایک میخ طناب مین مضبوطی کے ساتھ
باندھ دیا اور کہا تھوڑی دیر صبر کرو مین سولون تو تمھین ابھی تمھین خداوند کا فضل تینون کو بند کرتا ہے اور پھر
سو رہا ادھر ہدہد نقب باریک سے یہ تماشا دیکھ رہا ہے اب دیکھا کہ چالاک بن عمر قنات خیمہ کو چاک
کرکے خیمہ مین داخل ہوا ابھی سرکن نیم خواب تھا اور اس مردود کو خیال بھی تھا کہ اسقدر مسلمان آچکے
ہین اور ابھی اور بھی آئینگے آہٹ سے فورًا آنکھ کھول کے چالاک کو دیکھا چالاک نے بھی فورًا دیکھ
لیا کہ یہ مردود مجھے دیکھ چکا ہے ادھر یہ اُٹھا کہ گرفتار کرون ادھر چالاک خیمہ سے بھاگا سرکن در خیمہ
تک اسکے تعاقب مین گیا پھر سوچا کہ اُسکے تعاقب مین یہ گرفتار رہا ہوجائینگے اپنے بستر پر واپس
آیا اور ہان چالاک خوف سے بے تحاشا بھاگا جاتا تھا حسب اتفاق اُس طرف شین بن شیاطین
آتا تھا چالاک کو دیکھ کے فورًا سمجھ گیا کہ یہ لشکر اسلام کا عیار ہے کہا باش او خیرہ سر میرے ہاتھ
سے کہان جاتا ہے لپک کے چالاک کا کان لیا چالاک نے اُسکے کلہ پر تھپڑ مارا جس سے
وہ جھوم گیا کان تو چھوٹ گیا لیکن ہاتھ اُسکے ہاتھ مین آگیا دونون مین مشت مشتی شروع ہوئی
آخر شین بن شیاطین نے اُسکو بستہ کرلیا اور سرکن کے پاس لائے کہا اسے پہچانتا ہے سرکن
نے کہا کیون نہین یہ ابھی یہین سے بھاگا تھا شین نے دیکھا عمر و سیارہ و امیہ بستہ ہین پوچھا
یہ کون ہین اُسنے کہا یہ بھی سب اسی کے ساتھی ہین انکو مین نے گرفتار کیا ہے شین بن شیاطین
نے کہا اے سرکن آج خداوند کا بڑا فضل تیرے حال پر ہوا کہ ان متعدد خداپرستون کے ہاتھ سے
بچا ورنہ ضرور ہلاک کیا جاتا مین چاہتا ہون کہ تو سو اور مین تیری پاسبانی کرون سرکن نے کہا اے
شین اب مجھکو نیند نہین آئیگی شین نے کہا پھر بھی تیری حفاظت کی ضرورت ہے نہین معلوم کسقدر
خداپرست تیری گھات مین آئے ہونگے جنمین سے اسقدر گرفتار ہوئے ہین سرکن نے کہا تجھے اختیار
ہے سرکن اور شین دونون پھر ایک جگہ بیٹھے سرکن نے کہا اے شین خالی بیٹھنے سے کیا فائدہ کچھ
سرور ہی سہی شین نے کہا آپ شامت کا سامان نہ کر سرکن نے کہا شامت کیون آئیگی یہ سب
مستحکم بستہ ہین کیا کرسکتے ہین شین نے کہا تجھے اختیار ہے غرضکہ شراب آئی دونون نے خوب زہرمار
کی ہدہد نے دیکھا کہ یہ مردود بیدار ہین ایک عیاری سوچی نقب سے باہر آکر خوبصورت نوخیز
طفل کے مشابہ ہوا لباس مکلف پہنا تنگ شراب ہاتھ مین لیا طلائی دوہرا اپنے بازو پر نصب
کیے سرکن کے خیمہ کے قریب آیا پاسبانون نے جو اسکو دیکھا ادب سے سلام کیا پوچھا
آپ کون صاحبزادے ہین ہدہد نے کہا ہم کوئی ہین یہ بتاؤ کہ سرکن سوتا ہے یا جاگتا ہے کہا

خداوند جالت ہو ہد ہد نے کہا جاؤ ہمارے آنے کی اطلاع دو ایک پاسبان خیمہ میں گیا اور کہا ایک نوجوان
ذیشان ملاقات کو آیا ہو سرکین نے کہا آنے دو ہد ہد خیمہ میں پہونچا سرکین اسکو دیکھ کے متعجب ہوا کہا
ای جوان یہ بتا تو کون ہو اور کس غرض سے یہاں آنے کی تکلیف گوارا کی اگر میرے لائق مجھ سے کوئی
کام تیرا متعلق ہو تو بے تجھے اس کام سے گذشتہ میں جو نذر نہ ہو چکا بتا کہ تجھ کو بخشونگا اسواسطے کہ جس خداوند کا میں
بندہ ہون اور جسکا نمک خوار ہون [illegible] شامل حال رہتا ہی اسکا بھی یہی قاعدہ ہی کہ جب کوئی نوجوان
وجیہہ حسین اُسکے پاس آتا ہی تو اُسکی کمال درجہ خاطرداری کرتا ہی اور کسی طرح اسکی دلشکنی روا نہیں رکھتا
حتی کہ خادموں کی طرح تابعداری کو موجود ہو جاتا ہی ہد ہد نے کہا او بے ایمان نابکار ابتک تو نے مجھکو نہیں
پہچانا کہ میں کون ہون سرکین نے کہا صاحبزادے تم ناراض کیون ہوتے ہو میں نے تم کو نہیں پہچانا
بیان کرو تم کون ہو ہد ہد نے کہا [illegible] میں محبوب القلوب خداوند ہون خداوند نے تمہارے متعلق سے خاص
تیرے پاس بھیجا ہی خبردار ادب و لحاظ سے پیش آ ورنہ تمنت شکایت خداوند سے کرونگا سرکین گھبرا کے
اٹھ کھڑا ہوا ہد ہد کے گرد پھرا کہا ای نظر کردۂ خداوند اول تو مجھ سے تیری کوئی خطا نہیں ہوئی ہی اگر میں نے
نہیں پہچانا تو یہ میرا قصور نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ میں نے آج کے سوا کبھی نہیں دیکھا اور نہ مجھکو
خداوند نے اطلاع دی کہ میں فلان شخص کو تیرے پاس بھیجونگا بعد ازان ہد ہد کو سرکین نے نہایت
تعظیم و تکریم سے اپنے پہلو میں بٹھایا اور کہا آج خداوندی نے میرے حال پر کیا نظر مرحمت کی جو ایسے
وجیہہ اپنے نظر کردہ کو میری عزت افزائی کے واسطے بھیجا ہد ہد نے ایک تنگ شراب بغل سے نکالا
اور سرکین کو دے کے کہا آج خداوند نے خاص اس شراب کے واسطے یہاں بھیجا یہ شراب خاص
خداوند نوش کرنے کی ہی جو آسمان سے تیرے واسطے بھیجی ہی اسکے پینے سے آنکھیں ایسی کھل
جاتی ہیں کہ ساتون طبقے آسمان اور ساتون طبقے زمین کے نظر آتے ہیں یہ مرحمت خداوند خاص اس
شخص کے واسطے مخصوص ہوتی ہی جو اعلی سے اعلی مقرب خداوند کا ہوتا ہی زہے نصیب تیرے کہ
ایسا تحفہ درگاہ خداوندی سے تیرے واسطے آیا اور علی الخصوص مجھ سا شخص اس کام کے
واسطے مقرر ہوا خداوند کو اسقدر تیری خوشی مدنظر ہی کہ اگر کہون بیٹھ جا تو فوراً خداوند بیٹھ جاتا ہی اور
پھر ہفتہ ہفتہ اسی طرح پڑا رہتا ہی جب تک میں اجازت نہ دون نہیں اٹھتا سرکین نے ہد ہد کو
سلام کیا اور شرابخواری میں مصروف ہوا اور شمین سے کہا ای برادر کیا کامل ہی خاص خداوند کی بھیجی
ہوئی کیا ناب ہی تو بھی نوش کر اُسنے بھی ایک جام مملو کرکے پیا ہد ہد نے کہا ای خداوند کے بندو
کیون ڈرتے ہو جہانتک پی جا سکو پیو بہ ذات العمر ایسی شراب ناب میسر نہ ہوگی سرکین
نے کہا ای خداوند کے نظر کردہ میں نے تو مطلق تکلیف نہیں کیا تو نے دیکھا کہ ایک دو جام پر
اکتفا نہیں کی ہد ہد نے کہا خوشا حال تیرا اور یہی غرضکہ سرکین اور شمین بن شیاطین اس شراب
کو پی کے خوب مدہوش ہوئے ہد ہد نے پہلے قطورہ سرکین کے سر سے اتارا اور اپنے
سر پر رکھ لیا بعدہ سرکین اور شمین لعین کو بستہ کرکے بقچہ بنایا پھر عیارون کے پاس
آیا انکو مع نور الدہر بیہوش کیا اور سب کا ایک بقچہ بنایا سرکین کی بارگاہ میں جسقدر
مال و اسباب تھا اُسکا بھی ایک پشتارہ بنایا ان سب بقچون کو پیٹھ پر دیکھے باندھ کے

اٹھائے چلا صبح کا وقت تھا کہ اسی لباس سے محبوب القلب حمزہ ثانی کی خدمت میں پہونچا بقچہ کو پشت
سے زمین پر گرایا حمزہ کو اسکی صورت دیکھ کے تعجب ہوا کہا تو کون ہے ہدہد ہنسا اور کہا شہریار خورشید میری
صورت ملاحظہ فرماؤ اور پہچانو میں وہی خادم ہوں حمزہ ثانی نے کہا کون خادم میں نے نہیں پہچانا اور بھی ملازمون
نے باآواز بلند کہا اے نوجوان صاف صاف بیان کر تو کون ہے ہدہد نے کہا تم لوگ خاموش رہو انھون نے کہا
کسطرح خاموش رہیں تو اپنا پتا کیون نہیں دیتا ہدہد نے دیکھا کہ یہ سب پریشان ہیں حمزہ ثانی کی خدمت
میں عرض کی اے والا منزلت یہ غلام وہی ہدہد نام ہے جسکو خدمت گذاری کے واسطے بھیجا تھا یہ بقچے حضوری
میں مع سب مردان مطلوب کے موجود ہیں بدیع الملک بہت خوش ہوا حمزہ ثانی نے اُن بقچون کے
کھولنے کا حکم دیا ہدہد نے پہلے سرکش کے مال و اسباب کا پشتارہ کھولا حمزہ ثانی نے چین بر جبین ہو کے
کہا اے ہدہد میں نے تجھے اسواسطے نہیں بھیجا تھا کہ وہان کا اسباب باندھ لا بلکہ نور الدہر وغیرہ کے لانے
کو بھیجا تھا ہدہد نے دوسرا بقچہ کھولا کہ جس میں سے سرکش اور شیبن بن شیاطین برآمد ہوئے اور کہا شہریار
یہ اسباب سرکش کی بارگاہ کا عیارون کی مہمانی کے واسطے لایا ہون حمزہ ثانی نے کہا یہ تو میں سمجھا لیکن
نور الدہر کہان ہیں اُسنے تیسرا بقچہ کھولا کہ جس سے نور الدہر نمودار ہوئے حمزہ ثانی نور الدہر کو دیکھ کے
بہت خوش ہوئے اور کہا اے ہدہد پہلے سرکش اور شیبن کو ہوش میں لا تاکہ اُنسے کچھ باتیں کرون مگر خوبی
مستحکم بستہ کر ایسا نہ ہو کہ ہوش میں آ کے قبضہ سے نکل جائیں تو کل محنت ضائع ہو جائے ہدہد نے
اے زیادہ اُن دونون کو بستہ کیا اور دارو سے رفع بیہوشی سنگھا کے دونون کو ہوش میں لایا سرکش اور
شیبن بن شیاطین نے آنکھیں کھولیں اپنے کو مستحکم بستہ پایا منفعل ہو کے سرون کو جھکا لیا شاہزادہ
نے کہا اے کبران بے ایمان کہو اسوقت تم اپنے کو کس حال میں پاتے ہو اگرچہ تم میرے قبضہ میں ہو اور یہ
بھی میں خوب جانتا ہون کہ تم بے ایمانون کے عہد و اقرار کا کچھ اعتبار نہیں ہے میں نے بڑے بڑون کو دیکھا
کہ انھون نے [illegible] اعتبار کی [illegible] انواع اقسام کی رعایتیں اُنکے حق میں مرعی رکھی گئیں مگر آخر
میں اُنکے کینہ کا حال معلوم ہوا تاہم اگر تم دونون سے ایمان دین اسلام اختیار کرو تو ہم رہا کر دیں ورنہ تمھارے
دھڑون پر سر نہ رہیں گے سرکش نے سر اوپر اٹھایا اور کہا اے حمزہ میں نے تمھارے اوصاف بیشتر سُنے
ہیں کہ تم مرد مردانہ ہو اور تمھارا خیال کریمانہ ہے اور ہر ایک کام کو مردانگی سے انجام دیتے ہو مگر اسوقت
میں دیکھ رہا ہون کہ تم سے بڑھ کے دنیا میں کوئی حیلہ ساز نہ ہوگا ہم کو فریب سے گرفتار کیا اب یہ
بہانہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرو ورنہ ہلاک کیے جاؤ گے اسکے کیا معنی ہیں جنگ و حرب میں دین و
ایمان کا کیا دخل ہے عیسی بدین خود موسی بدین خود مشہور ہے بالفرض دین ہی تیغ زنی ہے بھر عالم ہوشیاری
میں مقابلہ کر کے مجھے گرفتار کیا ہوتا اسوقت مجھسے جو کچھ فرماتے کسی نہ ہوتی مضائقہ نہ تھا
اے جمیل نے کچھ ایسی باتیں کہیں کہ حمزہ ثانی کو غیرت آگئی بجائے خود متامل ہو کے حکم
دیا کہ اس کو مع شیبن رہا کر دو فوراً اُن دونون کے بند کھول دیے گئے حمزہ ثانی نے
خلعت اُن دونون کو دیا اور کہا ہم نے تم دونون کا یہ عذر قبول کیا اب اُسی وقت تم کو مسلمان
کرینگے جب مقابلہ کر کے تم کو گرفتار کرینگے سرکش نے کہا ہان اسکا مضائقہ نہیں
یہ کہا اور وہان سے روانہ ہو گیا حمزہ ثانی نے کہا اے ہدہد اب اور بقچہ کھول ہدہد

سے تیسرا بقچہ کھولا جس میں مع نورالدہر پانچ آدمی بستہ تھے حمزۂ ثانی نے بدیع کی عیاری کی تعریف
کی اور کہا ان سب کو ہوشیار کرو چنانچہ عمر ثانی و سیارۂ ثانی و امیہ ثانی و چالاک کو حمزۂ ثانی کے
سامنے لائے اور بدیع نے روبرو سب کے بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا انھوں نے جو اپنے کو ہوشیاری میں رہا
پایا اور حمزۂ ثانی وغیرہ کو دیکھا زمین خدمت کو بوسہ دیا حمزۂ ثانی نے کہا اے عمر ثانی بدیع کو سب سے
مقدم سمجھنا چاہیے یا نہیں عمر نے کہا شہریار یہ واقعی بدیع عجب مرد میدان ہے اور اعلی کارگزار ہے ہم اور
تمام سرداران لشکر اسلام اسکے آزاد کردہ ہیں اگر اسکو منظور ہو تو خواجہ کی کرسی بھی تسلیم کریں بدیع نے
دست بستہ کہا شہریار یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میں کیا وقعت رکھتا ہوں جو کوئی میرا آزاد کردہ ہوگا تمام
حلقہ بگوشوں میں سے میں بھی ایک ادنی شخص ہوں اور جو ارشاد ہوا کہ کرسی خواجہ اسکے لیے تسلیم
کرتے ہیں صاحب من یہ جامۂ خاص تمہاری ایسے عالیجاہ کے قد بالا پر زیب ہے اگرچہ مجھکو لازم نہ تھا کہ اسقدر
ترک ادب کروں لیکن بنا بر ضرورت تجشیبی کی راہ سے یہ کام کیا ہے اور عمر ثانی نے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کے
خواجہ کی کرسی پر بٹھایا حمزۂ ثانی نے اسکو خلعت دیا اب سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے بدیع نے تمام مجلس
آراستہ کی تھی یکایک لشکر کفار سے نقارۂ جنگ کی آواز بلند ہوئی سرداران لشکر اسلام نے حمزۂ ثانی
کی صورت دیکھی حمزۂ ثانی نے بھی نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا دوسرے روز میدان معرکہ میں آکے دونوں
لشکر صف آرا ہوئے اول جس شخص نے میدان کا ارادہ کیا اسمرکن بن اسرائیل تھا رستم اسکے مقابلہ
کے واسطے آیا تا دیر دونوں میں رد و بدل رہی مگر اس شاہزادہ نامدار کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچا اور خاص
کر بنا کے کوئی زخم لگا آخر الامر رستم نے اس زور سے تیغ جیدینغ کا وار اسپر کیا کہ دو حصہ ہوکر زمین
پر گرا اسطرف فرعون نے جو سرکن کو خاک پر دیکھا حکم دیا کہ جلد اس خدا پرست کو گرفتار کر لو تمام
لشکر کفار رستم پر ٹوٹ پڑا اور ہوا حمزہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اپنے لشکر کو رستم کی حمایت کا حکم دیا دونوں
لشکروں میں جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی جو جسکے سامنے آیا ایک ہی وار میں دو ہو گیا ہر طرف
سروں کا ڈھیر تھا کشتوں کے پشتے تھے بگیر بزن کی آواز تا آسمان جاتی تھی رستم کا یہ حال تھا کہ وار
پے در پے علی الاتصال لگا رہا تھا جس پر جا کہ شمشیر او کار کرد • بیک را دو کرد و دو را چار کرد •
راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز یہ ہنگامہ کشت و خون برپا رہا چوتھے روز لشکر کفار نے شکست
کھائی فرعون لشکر اسلام کے روبرو آکے کھڑا ہوا اور کہا اے خدا پرستو کیوں مجھ سے مخالفت
کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو مجھ بیرحم کو اسوقت بھی تمہاری فہمائش کو آمادہ ہوں
آؤ مجھ سے معافی کے خواستگار ہو دیکھو کسطرح تمہارے گذشتہ گناہ ہو معاف کرتا ہوں حمزۂ ثانی
نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ اچھی لبر یکایک گرفتار کر لو سب ایک مرتبہ تلواریں علم کر کے فرعون
کی جانب دوڑے اسنے جو یہ رنگ دیکھا سمجھا کہ یہ سب میری ہلاکت کے درپے ہوئے اسطرف
آتے ہیں وہاں سے بھاگ کے قصر معلق میں قرار لیا ضحاک و قباد و پرویز جسقدر تھے وہیں آکے مقیم ہوئے
اور دروازہ ہاے قلعہ کو بند کر لیا تمام فوج اسلام لوٹ میں مصروف ہوئی ہر ایک لشکری مال و
اسباب کا پشتارہ باندھ لایا جسمیں انواع و اقسام کا مال و اسباب از قسم زر و جواہر تھا حمزۂ ثانی نے
با فتح و ظفر وہاں سے مراجعت کر کے بارگاہ میں آکے آرام کیا

اب حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ مین مقیم رکھا جاتا ہے اور حال شاہزادہ نامدار بدیع الملک عالیمقدار کا بیان ہوتا ہے مع حالات تورج بدرک

اسقدر ناز ہے کیون آپکو یکتائی کا
وعدۂ حشر تو بالا رہا رسوائی کا
خوگر رنج و بلا ہے کے دن کیا خوش ہون
تیرے کشتے نے لیا کام مسیحائی کا
اس ادب سے ہے تہ شمشیر تیرا ناز دل
اب مجھے رنج نہین اپنی شکیبائی کا
رات بھر شمع رہی ہجر مین وہ بھی خاموش
مین نے منھ چوم لیا اسکے تماشائی کا

دوسرا نام ہے وہ بھی مری تنہائی کا
جان لیجائیگا آنا شب تنہائی کا
کیا وصال آج ہوا ہے شب تنہائی کا
ہر گلی کوچے مین پامال ہے ہرجائی کا
کہ گمان تیری طپش پر ہے شکیبائی کا
رات شب وعدہ کی یاد تم نہ ملے
ملتجی تھا تری تصویر سے گویائی کا

کیسے پیچھے راز الٰہی دل شیدائی کا
کون اب روٹھنے والا ہے مری آئی کا
زندہ ہے نام شہادت کا کسی کے دم سے
دل ہی پا نقش قدم ہے کسی ہرجائی کا
وہ جو کہتے ہین مرا عبیر پڑے گا تجھ پر
یان کچھ کوئی ملتا ہے تمنائی کا
ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ

خوردہ بینان امور خوش بیانی و نکتہ دانان خوبی ہمدانی اس روایت عجیب و حکایت غریب مین یون خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب شہزادہ بدیع الملک فلک بارگاہ نے طلسم تابستان کو شکست کیا تورج بدرک بھی طلسم بند تھا شاہزادہ نے شیر رنگ جادو کو ہلاک کیا تورج بدرک مع یاران دیگر دست و پاے خود بخود بند کھل گئے تورج اس سراپچے سے باہر آیا بیابان کی راہ لی بے خبر چلا جاتا تھا لیکن قابل قیام کوئی جگہ نہ ملتی تھی ایک مہینہ کامل سرگردان رہا اتنی حیرانی و سرگردانی پیدا ہوتا تھا قطع منازل مین جان کھوتا تھا ایک روز نفس سرد بھرتا آہ کرتا چلا جاتا تھا عالم ناامیدی مین یکایک اسکی نظر ایک پیادہ پر پڑی غور سے دیکھا پہچانا آواز دی اے اہرمن کہان جاتا ہے ادھر آ اہرمن نے بھی دور سے دیکھا متعجب ہوا کہ یہ کون ہے جو مجھکو بلاتا ہے اپنی جگہ ٹھہر رہا تورج خود اسکے قریب پہونچا اب اہرمن نے تورج کو پہچانا باادب تمام سلام کیا تورج نے بعد جواب سلام کہا اے اہرمن قبل ازین تو کہان تھا اہرمن نے کہا اے تورج خان جب مین نے تجھے جزیرہ مین خلاص کیا اور قلعہ ہی مین سے گیا اور بدیع الملک نے آکے دوبارہ تجھکو گرفتار کیا مین مضطر اور پریشان ہوکے باختر کی جانب راہی ہوا بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ پسران زلازل شاہ سلیمان کی قید مین مبتلا تھے انکو مین نے رہا کیا اور جزیرۂ فندق مین لے گیا فی الحال وہ ایک فوج کثیر جمع کرکے تیری طرف آتے تھے انکو پاے تخت مرزیج مین کہ جو ہفت دربند باختر مین واقع ہے چھوڑ کر تیری خدمت مین حاضر ہوا ہون اب یہ بتا کہ تو کس فکر مین مبتلا ہے تورج نے کہا اے اہرمن مین مثل فرعون کے پاس رہا یہ کہکے تمام سرگذشت تورج نے اہرمن کے روبرو بیان کی اہرمن نے کہا اگر تورج خان تو بجاے خود منصب صاحبقرانی رکھتا ہے تیرے واسطے کیا ضرور ہے کہ سپہ سالاری فرعون کی اختیار کرے آ ہم اور تو دونون باختر مین چلین وہان تیری فوج تیرے انتظار مین ہوگی تورج نے کہا کیا مضائقہ ہے مین موجود ہون غرضکہ اہرمن اور تورج بدرک دونون باختر کی جانب روانہ ہوگئے

بازآمدم بر مقدمہ لشکر تورج بدرک

راویانیکہ در سخن فرداد تسبیح این داستان چنین کردہ کہ بختیار شاہ و اختیار شاہ اور بربر شاہ

اور پسر زلازل بیٹے پدر اور مریخ خان بن ملاخان ان تمام بہروں نے منجم کو طلب کیا ستارہ شناس نامی
ایک منجم کہنہ سال تھا نزد حسب الحکم گبران نزد ور ستارہ شناس کو بلا لایا ان سب بہروں نے کہا کہ ای
ستارہ شناس اپنے قواعد نجوم سے اس بات کو دریافت کرو کہ ہمسے تورج خان سے اب ملاقات
ہوگی اور یا ملاقات ہوگی یا نہیں ستارہ شناس نے کاغذ پر زائچہ کھینچا اور شمسی ھیئت کا حساب کرکے جواب دیا
کہ تورج خان سے تمھارے ملاقات ضرور ہوگی لیکن ایک مہینہ پندرہ روز کا عرصہ باقی ہے انھوں نے
پوچھا کہاں ملاقات ہوگی ستارہ شناس نے کہا نواحی دربند طاؤسان میں تمھاری ملاقات تورج خان
سے مقرر معلوم ہوتی ہے اور تورج خان کو اس مقام فرغونیہ سے باختر میں لایا ہے بلکہ ہنوز راہ میں [illegible]
وہ بھی پہنچا چاہتا ہے یہ سنکر کوچ کرکے دربند طاؤسان کے قریب پہونچے وہاں قیام کیا دوسرے روز مریخ خان
اور پسر زلازل شکار کی غرض سے ایک جنگل میں گئے صید و شکار میں مصروف تھے کہ ایک طرف گرد نمایان
ہوا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک نقابدار چلا آتا ہے آتے ہی اس نے باواز بلند نعرہ مارا کہ اے دلیران مکار
وای چیدہ یان بدکار اگرچہ تم صید و شکار کا شوق رکھتے ہو لیکن تمھاری یہ مجال نہیں ہے کہ صاحبقران
کے ملک میں شکار کھیلو یہ سنکر پسر زلازل نقابدار کے قریب آیا اور کہا اے نقابدار مجہول الاحوال جنگل و صحرا
شکار ہی کے واسطے ہے صاحبقران کی ملک نہیں ہوسکتا نقابدار نے کہا بیشک ملک ہے تیری قیاس [illegible]
لقوہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا پسر زلازل نے کہا ہم ضرور شکار کھیلیں گے تیرے مانع ہونے سے ہم ہرگز باز نہ
آئینگے غرضکہ بعد گفت و شنید بسیار رد و بدل کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار نے پسر زلازل کو زخمی کیا
مریخ خان دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا اس نے جو پسر زلازل کو زخمی دیکھا تاب قیام نہ لا سکا وہاں سے گریز
کی اور اپنے لشکر میں آئے قیام کیا نقابدار نے وہاں سے مراجعت کی بختیار شاہ اور اختیار شاہ سے
لشکر کے روبرو آکے مقیم ہوا اور نامہ لکھا کہ اے بختیار شاہ و اختیار شاہ تم کو کیا منظور ہے آیا مجھ سے حرب و
پیکار منظور ہے یا میری اطاعت کو منازعت پر مقدم سمجھو گے کیونکہ یہ تم بخوبی سمجھ لو کہ میرے مقابلہ میں
ہزار طرح کی کوشش کروگے کسی طرح سرسبز نہ ہوگے انھوں نے جواب نامہ لکھا کہ ہم مقابلہ کو موجود ہیں
اطاعت وہ کریگا جو کسی طرح کی قدرت و طاقت نہ رکھتا ہوگا خداوند بزرگ کے فضل سے ہمارے پاس
فوج کثیر موجود ہے اور ہمیں تمھیں وہ لوگ اور بزدل ہونگے جو آجاویںگے نقابدار اس جواب کو سنکے ایسا
سرخاستہ خاطر ہوا کہ اسیوقت پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت لیکے لشکر کفار میں در آیا اور ارادہ کیا
تھا کہ جنگ مغلوبہ شروع کردے بختیار شاہ اور اختیار شاہ دونوں مرکبوں پر سوار ہوکے نقابدار کے
سامنے آئے اور کہا اگر حرب و ضرب کا لطف حاصل کرنا مقصود ہے تو اسیطرح مقابلہ ہو جو سلف سے
دستور چلا آتا ہے یعنی ایک ایک پہلوان دونو طرف سے میدان میں آکے مقابل ہو خداوند بزرگ
جسے دے وہ لے ورنہ پہلے ہی [illegible] ہزاروں کی طرح کشت و خون کا ہنگامہ گرم کیا تو کیا نقابدار نے
کہا کیا مضائقہ ہے ہم اس طرح بھی راضی ہیں چنانچہ لشکر کفار سے باجور نامے ایک پہلوان
زبردست مثل پیل دمان مرکب کوہ پیکر پر سوار میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا نقابدار
مرکب کو مہمیز کرکے اس پہلوان کے روبرو آیا اور کہا میں ہوں تیرا مرد مقابل آ حملہ کر
[illegible] بہادر انجہ [illegible] داری زمردی نشان + باجور نے تلوار کا وار کیا نقابدار نے اسکا وار

پشت شمشیر پر رو کرکے آہنی شمشیر براں کو سنبھال کے ایسا ایک ہاتھ پالٹ کا لگایا کہ چاروں پانوں اسکے
مرکب کے صاف قلم ہو گئے اور باجور مرکب کی پشت سے نیچے بھل زمین پر گرا مع ہذا فوراً سنبھل
کے قائم ہوا نقابدار نے کہا او نابکار تو ابھی کچھ حوصلہ رکھتا ہے یہ کہکے تلوار سنبھالی اور اسکی جانب جھپٹا
باجور اسکی جھپٹ سے رعب میں آگیا اور وہاں سے جست کرکے دور جا کھڑا ہوا نقابدار پھر اُس کے
قریب پہونچا اور چاہتا تھا کہ پھر وار کرے باجور جست کرکے دوسری جگہ جا کھڑا ہوا اب یہ نوبت ہوئی کہ
جب نقابدار اُسکے قریب جاتا ہے باجور جست مارکے دور جا کھڑا ہوتا ہے اسکے اسطرح کے جست وخیز
سے مراد یہ تھی کہ نقابدار کو تھکا کے اسپر وار کرنا چاہیے تاکہ یہ وار رد نہ کرسکے مگر اس بات کا عکس ظہور میں
آیا یعنے جب چند مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ نقابدار اسکی جانب جھپٹا اور باجور جست کرکے دور جا
کھڑا ہوا آخر مرتبہ باجور کی طاقت زائل ہوگئی یہانتک کہ باجور بخوبی جست نہ کرسکا نقابدار اُسکے
قریب پہونچ گیا اور ایک ہی خفیف ضرب شمشیر میں باجور دو لخت ہوکے زمین پر گرا اختیار شاہ اور
افتخار شاہ نے جو باجور کو ہلاک دیکھا اپنی فوج کو حکم دیا کہ فرداً فرداً مقابلہ سے کام نہیں نکلے گا
بالاتفاق دھاوا کرو تمام فوج کفار تلوار میں علم کرکے نقابدار کی طرف بڑھی ادھر نقابدار کی فوج نے
دھاوا کیا دونوں لشکر خلط ملط ہوکے خوب تلوار چلنے لگی تین شب و روز علی الاتصال ہنگامہ جنگ
مغلوبہ گرم رہا ہر طرف دار وگیر و زن کی آواز بلند تھی آخر چوتھے روز صبح کا وقت تھا کہ نقابدار نے
اپنی فوج سے باواز بلند کہا اے دلاورو اس ہنگامہ کو بہت طول کھنچ گیا ہے جلد ایسی کوشش کرو
کہ یہ گبر اپنے اعمال کی سزا کو پہونچیں نقابدار کی اس تقریر کو سننا تھا کہ ایسا زبردست حملہ لشکر
نقابدار نے کیا کہ فوج کفار تاب قیام نہ لاسکی قریب تھا کہ فراری ہو اُسوقت تورج بدرگ
مع اہرمن یہاں پہونچا نقابدار کے حال سے واقف ہوکے نقابدار کا مقابلہ کیا اب بار دیگر
جنگ شروع ہوئی بختیار شاہ اور اختیار شاہ کو پھر حرارت جنگ کی ہوئی فراری ہونے سے
باز رہے نقابدار نے تورج بدرگ کو دیکھکے کہا او نابکار بہت ستایا اب تک اس
قصہ کا فیصلہ ہو جاتا تو کہاں تک زائل ہوگیا جو ہم کو بار دیگر تکلیف گوارا کرنا پڑی تورج نے کہا
اسوقت خداوند کو اپنا جلال و اختیار دکھانا تھا جو مجھکو وقت پر یہاں پہونچا دیا نقابدار نے
کہا میرے نزدیک تیری اجل یہاں کھینچ لائی ہے یہ کہا اور تیغ بیدریغ کا ایسا زبردست وار
اسکے سر پر کیا کہ اگر ایسا وار پہاڑ پر ہوتا تو شق ہو جاتا مگر اس مردود نے اُس وار کو سپر پر روکا اور
اپنی تیغ کا وار نقابدار کے سر پر کیا جس سے نقابدار کا خود شگافتہ ہوکے سر پر زخم پہونچا
ہر چند کہ نقابدار نے دستار آہنی پر بھی اسکے ضرب تیغ کو روکا تھا ورنہ بہت گہرا زخم نقابدار
کے سر پر پہونچتا نقابدار زخمی ہوکے پشت مرکب سے زمین پر آیا تورج نے چاہا تھا کہ
تیغ کا دوسرا وار کرکے نقابدار کا کام تمام کرے مگر اُس جری نے دوسرا وار محض دستار آہنی
پر رد کیا اور تورج بدرگ کا پانوں گرفت میں لاکے پشت مرکب سے اسکو بھی کھینچ لیا
اب جنگ زور دست و بازو کی نوبت آئی خوب بست وکشاد ہوئی ہر چند کہ نقابدار کا سر
مجروح ہو چکا تھا جسکے صدمہ سے ہر مرتبہ اُسکی طاقت کم کرتی تھی مگر بہزار سعی و کوشش برابری

ای تورج ملعون ایک بلا سے بے درمان ہو گئے جو لقابدار کے زور و طاقت سے بھی بچا لی اور لقابدار کے کمر بند کو
گرفت میں لا کے بقوت تمام جھٹکا دیا لقابدار تاب قیام نہ لایا زمین پر گرا اس ملعون بے دین نے لقابدار کو
بستہ کر لیا لقابدار نے جواب سے کو مجبور دیکھا اپنی فوج سے پکار کے کہا اے بہادرو اب میں گرفتار ہو گیا اسیطرح
تم تاب نہیں بچ سکتے تم اپنے فعل کے مختار ہو مگر یہ یاد رکھو کہ داد مردانگی دو گے دنیا میں نیک نام ہو گے
قیامت تک صفحۂ ہستی پر تمہاری دلاوری یادگار رہے گی بزدلی کو کام میں لاؤ گے تمام عالم تم پر نفرین کرے گا
ہر چند کہ اس فہمائش نے انکے دلوں پر ایسا اثر کیا کہ لقابدار کے گرفتار ہو جانے پر بھی لڑتے رہے اور جواب
ترکی بہ ترکی دیا لیکن پھر بھی بے سردار فوج کیا کام کر سکتی ہے عاجز ہو کے لشکر لقابدار نے فرار پر قرار دیا
تورج بدرگ اپنی بارگاہ میں مقیم ہوا اور حکم دیا کہ لقابدار کو ہمارے روبرو لاؤ ملازم لقابدار کو اسیطرح بستہ
تورج کے سامنے لائے تورج نے لقابدار کی جانب متوجہ ہو کے کہا ای لقابدار اگرچہ اصل حقیقت سے مجھکو
اطلاع ہو گئی ہے کہ تو نازنین نوش مہاناش ہے مجھ سے مخفی کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے تاہم یہ بتا کہ تو کون ہے اسنے کہا ای
تورج چونکہ میرا راز فاش ہو گیا ہے میں بھی اب اخفائے راز میں کچھ کہنا عبث جانتی ہوں جانتا ہو کہ میں
طہماسپ کی دختر کوچک ہوں یہ ایک اتفاقی امر تھا جو تیرے ہاتھ سے زخمی ہو کے گرفتار ہو گئی ورنہ ہرگز
تو مجھ کو گرفتار نہ کر سکتا یہ سنتے مریخ خان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای تورج پہلے میری بات سن لے
اسکے بعد اور کسی کی بات سننا تورج نے متبسم ہو کے کہا ای مریخ تو اسقدر گھبراتا کیوں ہے کیا کہتا ہے
مریخ نے کہا اصل امر یہ ہے کہ میں عرصہ سے اس نازنین کا دلدادہ ہوں کوئی موقع ایسا نہ ملتا تھا کہ میں اس
تک پہونچتا اور اپنی فریفتگی کا حال اس پر ظاہر کرتا بارے آج یہ نازنین تیرے اختیار میں آگئی ہے میں چاہتا ہوں
کہ اسے مجھکو بخشدے اگر اس بارہ میں تو کچھ عذر کریگا اور یہ نازنین اب بھی مجکو دستیاب نہ ہوگی تو اسکا
نتیجہ بہتر نہ ہوگا اسواسطے کہ اسکی مفارقت کی تاب نہ لا کے ضرور ایک روز میں ہلاک ہو جاؤنگا پھر ہر وقت کی
بالکت سے جو کچھ مجھ سے ممکن ہوگا ہرگز کوتاہی نہ کرونگا تورج بدرگ نے کہا ای مریخ خان تو بیکار اسقدر
از خود رفتہ ہوا جاتا ہے یہ نازنین ابھی میں موجود ہے کسی دوسرے نے اسکی خواستگاری بھی نہیں کی ہے
مریخ خان نے کہا اس نازنین کی خواستگاری سہل نہیں ہے جبتک میں زندہ ہوں تورج نے کہا معلوم
ہوا کہ تو اس نازنین کے واسطے بہت بیتاب ہے اچھا یہ نازنین میں نے تجھکو بخشدی اسے لیجا مریخ خان بہت
خوش ہوا زنجیر ہاتھوں میں لیکے لقابدار کو اپنی جانب کھینچا لقابدار نے کہا ای مریخ خان دلدادہ ہونے کے
یہ معنے نہیں ہیں کہ تو اسقدر بیدردی سے مجکو اپنی جانب کھینچتا ہے شاید تو مجکو جاندار نہیں سمجھتا ہے مریخ خان
نے کہا ای نازنین میں تجکو جاندار ضرور سمجھتا ہوں مگر میں اسوقت تجھ سے بدلا اس صدمہ کا لیتا ہوں جو اس
عرصہ تک تیری مفارقت میں مجھ پر گذرا لقابدار نے کہا ای مریخ معلوم ہوا کہ تو میرے حقیقت حال سے
بالکل جاہل ہے مریخ خان نے کہا ای نازنین کیا تیرے حال کی حقیقت ابھی باقی ہے جسکی اطلاع مجکو نہیں
ہے لقابدار نے کہا بیشک اسنے کہا پھر مجکو کسطرح معلوم ہو لقابدار نے کہا ابھی کچھ مشکل امر نہیں ہے یہ کہکے
دونوں ہاتھوں سے طوق و زنجیر گرفت میں لا کے ایسا جھٹکا مارا بعد ایک جھٹکا جو دیا ہے تمام بند ہاے
آہنی شکستہ ہوگئے اور ہاتھ بڑھا کے مریخ خان کی کمر سے تیغ کھینچ لی اور بجلی کی طرح چمک کے
ایسا وار اسی تیغ کا مریخ خان کی کمر پر لگایا کہ وہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا تورج بدرگ نے

جو مریخ خان کو غصہ دیکھا آنکھوں میں جہان تیرہ و تار ہو گیا بے تحاشا اپنی جگہ سے اچھل کر نقابدار کی جانب
دوڑا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ باش او نقابدار سفاک تو نے بڑا غضب کیا دیکھو تو میں تجھ سے کیسا بدلہ سخت
لیتا ہوں تھوڑی ہی دور تک اس نقابدار کے تعاقب میں گیا تھا اور مصمم ارادہ کیے تھا کہ جسطرح ممکن ہو
اس نقابدار کو گرفتار کر کے ہلاک کرنا چاہیے یکایک کیا دیکھتا ہے کہ ہوا سے آسمان سے پنجہ پیدا ہوا اور نقابدار
کو اٹھا لیے ہوئے جانب آسمان نظر سے غائب ہو گیا تورج بدرجۂ ناچار بے نیل مرام واپس آ کے اپنے لشکر
میں متوقف ہوا مگر نہایت سست و پریشان و بدحواس ایک ایک کی صورت حیرت سے دیکھتا تھا
اور کہتا تھا یارو کچھ تمہاری سمجھ میں آتا ہے یہ کیا امر ہے میری تو عقل حیران ہے نہیں معلوم یہ نقابدار کون تھا آسمانی
تھا کہاں تو مریخ خان نے اسکو گرفتار کیا اور ایسے مستحکم طوق و زنجیر میں باندھا اور پانسنے اپنی عاجزی ظاہر
کی اور کہاں اسنے ادنی زور میں ان تمام بندہائے آہنی کو توڑا طرفہ تر یہ کہ پنجۂ آسمانی اسکو اٹھا لے گیا غرضکہ عرصہ
تک اس فکر و ملال میں مبتلا رہا جو آتا تھا آبدیدہ ہوکے مریخ ہی کا ذکر کرتا تھا ایک روز بہت طبیعت
پریشان ہوئی شکار کا تہیہ کرکے شکارگاہ میں گیا اور صید و شکار کرتا ہوا ہر ایک جنگل کے جا پہونچا دیکھا
ایک چوپان بیخبر سو رہا ہے بالائے سر اسکے ایک بڑا ایک جانور سایہ کیے ہے کمال حیرت ہوئی اہرمن فیلپا
ساتھ تھا کہا اے اہرمن یہ عجیب مرد چوپان ہے جسکے سر پر مرغان ہوائی سایہ کیے ہیں یہ صفت ہمیں ہستی
ہے جو خداوند بخت بزرگ کا نظر کردہ ہوگا پھر یہ بھی تعجب خیز بات ہے کہ جب یہ چوپان ایسا خداوند کا نظر کردہ
ہے تو اسکے ساتھ کچھ بھی سامان جاہ و حشم نہیں ہے اہرمن فیلپا نے کہا اے تورج اسکو بیدار کرنا چاہیے
تورج قریب چوپان کے گیا اور اسکے شانے کو حرکت دے کے بیدار کیا چوپان نے غور سے تورج
کی شان و شوکت کو دیکھا مودب سلام کیا تورج نے کہا اے مرد چوپان اسکا کیا سبب ہے کہ یہ مرغان ہوائی
باوجود تعداد کثیر تیرے سر پر سایہ کیے ہیں اسنے کہا قصہ میرا قصہ عجیب و غریب ہے سنیے آج تین سال کا
عرصہ ہوا کہ اس جنگل میں مع رمہ وارد ہوا ایکایک مجھ پر تشنگی کا غلبہ ہوا رمہ کو چھوڑ کے دریا کنارے آیا
چاہتا تھا کہ پانی پیوں ناگاہ ایک زنجیر طلائی مجکو دکھائی دی لالچ بری بلا ہے دل سے کہا اس زنجیر کو لینا
چاہیے ہاتھ بڑھا کے زنجیر کو اپنی طرف کھینچا غور جو کیا اس زنجیر میں ایک انگشتری آویزاں تھی فوراً اس
انگشتری کو زنجیر سے نکال کے پہن لیا اب جو نظر کی دیکھا چار نفر نرہ دیو نہایت مہیب صورت سامنے
دست بستہ موجود ہیں اگرچہ ان دیووں سے مجکو کسیطرح کا صدمہ نہیں پہونچا لیکن انکی صورت ہیبت ناک
سے بیہوش ہو جا در بے فوراً بیہوش ہو گیا ان دیووں نے مجکو بیہوش دیکھ کے مجھ پر پانی چھڑکا چند
ساعت کے بعد مجکو ہوش آیا پھر ان دیووں پر میری نظر پڑی انھوں نے مجکو سلام کیا اور نہایت آہستگی سے
کہا اے مخدوم تم کیوں میری صورت دیکھ کے اسقدر خائف ہوتے ہو ہم کو تم اپنے ملازموں میں سے سمجھو چنانچہ
ابھی تم بیہوش ہو گئے تھے ہمنے تمھارے چہرے پر پانی چھڑکا ہوش میں لائے جب ان دیووں نے مجھ سے
اسطرح کے کلام کیے حالانکہ مجھ میں جواب دینے کے حواس نہ تھے تاہم نہایت دل کو مضبوط کر کے میں نے
کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کسطرح ہمارے ملازم ہو سکتے ہو میں نے مدت العمر تمھاری صورت
نہیں دیکھی اور نہ تمھاری صورت کے مثل کسی دوسرے کو دیکھا وہ دیو میری اس تقریر کو سنکے ہنسے
اور کہا تم یہ نہ سمجھو کہ ہم تمھارے ہاتھ سے کچھ تنخواہ پاتے ہیں بلکہ ہم سب اس انگشتری کے

نوکر ہیں جسکے قبضہ میں یہ انگشتری ہوگی ہم اسی کے تابع رہینگے میں نے کہا اچھا ہم کو یہ تو معلوم ہو گیا کہ تم
اس انگشتری کے تابع ہو اور اسیطرح صاحب انگشتری کی اطاعت کا اقرار ہے اب تم جاؤ جسوقت ہم کو
تمھاری ضرورت ہوگی ہم تم کو طلب کرینگے اُن دیون نے کہا کچھ مضائقہ نہیں اگر تمھارا یہی حکم ہے ہم کو قبول ہے
یہ کہکے وہ دیو چلے گئے میں وہاں سے اپنے گھر چلا شہریار جب سے یہ انگشتری میرے ہاتھ میں آئی ہے
اپنے حال میں ہر جا تری دیکھتا ہوں تورج نے کہا اے مرد چوپان تعجب ہے کہ ان دیوون پر اسقدر حکومت
رکھتا ہے اور پھر کسی مملکت پر قبضہ نہیں کرتا مرد چوپان ہنسا اور کہا شہریار مملکت پر قبضہ کرنے کیواسطے
خزانہ و لشکر درکار ہے میں لشکر کہاں سے بہم پہونچاؤں اور اصل امر تو یہ ہے کہ میں اُن دیوون پر قابض ہونے
سے ایسا مستغنی ہو گیا ہوں کہ مجکو سلطنت وغیرہ کی مطلق پروا نہیں ہے تورج نے کہا تیرا نام کیا ہے اُسنے
کہا مجکو سکندر چوپان کہتے ہیں تورج نے کہا کہ تو نے تورج خان کا نام بھی سُنا ہے اُسنے کہا ہاں یہ نام
بھی میں نے سُنا ہے تورج نے کہا آگاہ ہو وہ تورج خان میں ہی ہوں اب معلوم ہوا کہ تو ایک مرد ذی
مرتبہ ہے میں چاہتا ہوں کہ تجکو اپنے لشکر میں لیچلوں تجکو اپنا باجگذار شاہ قرار دوں اور میں تیرا سپہ سالار
جہان سکندر چوپان نے کہا کیا مضائقہ ہے میں موجود ہوں تورج اُسکو ہمراہ لے کے اپنے لشکر کیجانب
روانہ ہوا اثنائے راہ میں کہا میرا ایک بھائی ہے نہایت شریر بد ذات دیوں تو ہمیشہ وہ مجھسے مخالف
رہا لیکن جبسے وہ دیو میرے تابع ہو گئے ہیں اور بھی زیادہ اسکی خصومت بڑھ گئی بارہا میرے دل میں
آیا کہ اسکو سزائے معقول دوں لیکن پھر اس بات کا خیال آیا کہ میں ان دیوون پر حاکم ہوں انسان کو دیوون
سے سزا دلوانا انصاف کے خلاف ہے ناچار خاموش ہو رہا تورج نے کہا اے سکندر تیرے اُس بھائی کا کیا
نام ہے اُسنے کہا اُسکو گنج راسے کہتے ہیں اور وجہ خصومت یہ چلی آتی ہے کہ ایک زن بازاری سے میں متعشق
تھا وہ زن بازاری ایک سوداگر کی نوکر تھی میں اُس زمانہ میں پوستین فروشی کرتا تھا ایک روز میں مال لیکر اُس
سوداگر کے یہاں ہوا دیکھا کہ وہ زن بازاری سوداگر کے پہلو میں بیٹھی ہے اُسکا سن تیرہ یا چودہ سال کا ہوگا
مگر نہایت حسینہ جمیلہ اُس سوداگر نے میرے پوستین دیکھے چند پوستین پسند کیے اُسکی قیمت طے کی مگر
میری کیفیت یہ تھی کہ ہر مرتبہ میری نظر اُس مہرلقا کے جانب چلی جاتی تھی سوداگر سے بات کرتا تھا اور دل
سینہ میں تڑپ رہا تھا ہر مرتبہ تقاضا کرتا تھا کہ کسی طرح اس آرام جان سے ہمکلام ہوں بارے اُسوقت
میرے دل کے جذبے نے اسقدر اثر دکھایا کہ اُس دلربا نے بھی بنظر غور میری طرف دیکھا اور پوچھا کہ تو کہاں
رہتا ہے میں نے کہا میں فلان مقام پر رہتا ہوں یہ کہکے خاموش ہو رہی وہاں ایک ساز بھی رکھا ہوا تھا
اُس سوداگر نے ازراہ مذاق کہا کہ تجھے کچھ گانا بجانا بھی آتا ہے مجکو اس زمانے میں گانے بجانے کا بہت
شوق تھا میں نے کہا ہاں کسیقدر بجانے خود دل بہلا لیتا ہوں اُس سوداگر نے وہ ساز اٹھا کے
مجھے دیا اور کہا کہ کچھ شغل کرو ہم بھی سنیں میں نے اُس ساز کو بجانا شروع کیا پھر تو یہ نوبت تھی کہ وہ دونوں
زن و مرد ہمہ تن محو حیرت تھے چند لمحے کے بعد میں نے اُس ساز کا بجانا موقوف کیا اُس محبوبہ نے اُسوقت
نہایت شوق کی نظر سے میری جانب دیکھا میں نے بھی کمال رغبت سے اسکی جانب دیکھا اور نفس
سرد بھرکے خاموش ہو رہا اور وہاں سے چلا آیا چلتے وقت اُس نازنین نے کہا اے پوستین فروش
تو پھر یہاں ضرور آنا دوسرے روز میں پھر اُس سوداگر کے یہاں گیا اُس روز

سوداگر وہان نہ تھا کسی کام کو گیا تھا جو مین اس نازنین نے مجکو دیکھا آہستہ کہا اے جوان مین تیرے یہان
آدمی بھیجنے کو تھی بارے تو خود آگیا کہ تیرا مزاج کیسا ہے مین نے دو نفس سرد بھرکے کہا کیا پوچھتی ہو صاحب
مجھ جسم ناتوانی + رگ رگ مین نیش غم رہ گئے کہان کہ نئی ہوا اسنے اس شعر کو سنکے کہا کیون یہ نیش غم کس کے
ہین مین نے غور سے اسکی صورت دیکھی اور کہا حیف اے آرام جان جب تو اسطرح تجاہل کرے تو وہ کون ہے
جو اس بارے آگاہ ہوگا اسنے کہا آخر کچھ بیان تو کر مین نے کہا میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر تو
نہین جانتی ہے جب اسنے استفسار مین زیادہ اصرار کیا مین نے کہا سچ تو یہ ہے تجھی پر جان جاتی ہے
تجھی پر دم نکلتا ہے + یہ سنکے اسنے کہا خاموش اے بے ادب گستاخ تجکو زیبا نہین ہے اگر بار دیگر ایسے کلمہ زبان سے
نکالے گا تجکو سخت سزا کا مستحق سمجھونگی مین نے پیش قبض اپنی کمر سے نکالی اور اسکے روبرو رکھدی اور
کہا اگر مین مستحق سزا کا ہون تو یہ پیش قبض موجود ہے بلا تکلف مجکو ہلاک کر اسوقت وہ آرام جان آبدیدہ
ہوگئی اور میرے رخسارے پر کمال محبت ہاتھ رکھکے کہا اے جوان کیا سبب اس عتاب و خطاب کو تو واقعی
سمجھا بلکہ یہ حرکت میری امتحاناً تھی یقین سمجھ مجکو تجھ سے زیادہ تیری محبت ہے مین نے کہا پھر کچھ سبیل
مواصلت کی نکالنی چاہئے اسنے کہا کہ ہر روز پوستین فروشی کے حیلے سے یہان آیا کر جس روز تخلیہ ہوسکے گا
تجکو اطلاع دونگی مین ہر روز اسکے یہان جاتا تھا اور باہم راز و نیاز کی باتین کرکے چلا آتا تھا کج رائے کی
جو نظر توجہ اسکی طرف تھی جسکی مجکو مطلق اطلاع نہ تھی جب اسکو میرے وہان جانے کی خبر معلوم ہوئی میرے
پاس آیا اور کہا اے سکندر تو اس سوداگر کے یہان ہر روز جاتا ہے تو نہین جانتا کہ مین عرصے سے اس عورت
کے جانب متوجہ ہون جسکے فراق مین تو وہان جاتا ہے مین نے کہا اے کج رائے ایک زمانہ واقف ہے کہ
مین پوستین فروخت کرنے کو وہان جاتا ہون تجکو کسطرح معلوم ہوا کہ مین اس عورت کے فراق مین جاتا
ہون علاوہ اسکے وہ عورت اس سوداگر کی محبوبہ ہے نہ تیری تو جورو ہے وہ تیری ملک نہین ہوسکتی
اسنے کہا پھر وار اب ایسا کلمہ نہ کہنا اگرچہ اس سوداگر کے قبضہ مین ہے لیکن میری نظر توجہ تو اسکی جانب ہے
مین سوچا کہ اگر زیادہ اس سے بحث کرونگا یہ بیہودہ ہے حرب و ضرب کی نوبت آجاوے گی بس خاموش
ہو رہا اس واسطے وہ مجھ سے نہایت درجہ خصومت رکھتا ہے تورج نے کہا اے سکندر اگر تجکو یہ
خیال ہے کہ ان دیووں کے ذریعے سے اسے زک دینا خلاف انصاف ہے تو مین آدمی زاد اسکے زک دینے
کو موجود ہون سکندر چوپان نے کہا کیا مضائقہ ہے بعدہ تورج کج رائے کے مکان پر لایا تورج
نے کج رائے سے ملاقات کی اور سکندر سے سبب مخالفت پوچھا کج رائے نے کہا کہ مین اور
کچھ نہین جانتا صرف اسقدر کہے دیتا ہون کہ مین سکندر سے سمجھونگا تورج نے کہا اگر
تو رج خیال سے سمجھنا چاہتا ہے تو مین موجود ہون مجھ سے سمجھ لے کج رائے اسوقت مقابلہ کے
واسطے کھڑا ہوگیا تورج نے اول ہی مرتبہ اسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور چاہتا
تھا کہ زمین پر مارے کج رائے نے کہا اے پہلوان زمانہ بس اب مین اپنی سزا کو پہونچ گیا مجکو ہلاک
نہ کر تورج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا خیریت اسی مین ہے کہ سکندر سے بغلگیر ہو کج رائے نے
دست بستہ سکندر سے معذرت کی سکندر نے اسے سینہ سے لگالیا کج رائے نے نہایت
اہتمام سے تورج اور سکندر کی دعوت کی تمام محفل رقص و سرود سے گرم رہی صبح کو کج رائے

سے رخصت ہوئے نورتن نے مع سکندر رچوپان اپنے لشکر کی راہ لی اب حقیقت اس انگشتری کی اسطرح بیان کیجاتی ہے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک حمزہ ثانی سے آزردہ ہو کر باختر کے جانب آیا تھا اور نورتن کو گرفتار کر کے بحر وعوشیہ کی جانب روانہ ہوا تھا ایک روز دریا کے کنارہ پہونچا تھا اُسکے دل مین اس بات نے خطور کیا کہ رستم ثانی نے طعنہ دیا ہے کہ بدیع الملک کو جو ہم پر سبقت ہے یہ خاص انگشتری کا سبب ہے اگر یہ انگشتری میرے پاس نہ ہوتی تو ہرگز رستم ثانی کچھ نہ کہہ سکتا انگشتری کو ہاتھ سے اتار کے دریا مین پھینک دیا تھا وہ انگشتری دہن ماہی مین پہونچی تھی اب سکندر رچوپان کے ہاتھ آئی ہے یہ سبب ہوا جو انگشتری شاہزادہ بدیع الملک سے جدا ہو گئی

آمدم بر مقدمہ لشکر اسلام

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہے کہ حمزہ ثانی و یاران دیگر سامنے پرویز حصار کے مقیم تھے ناگاہ پرویز حصاری کے دروازے کھلے اور قباد آہن حصاری اور ضحاک قلعہ سے باہر آکے سامنے لشکر اسلام کے زیر قصر فرعون شاہ متوقف ہوئے اسوقت اشکال کوہ کے جانب سے گرد پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا اشکال شاہ پانچ لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے فرعون شاہ کی مدد کو پہونچا مع ہذا دوسرا بگولہ گرد نمایان ہوا اور قلعہ ناحق ملک کی طرف سے ناحق شاہ تین پہلوان کو ہمراہ لیے ہوئے پہونچا جنمین سے ایک کا نام اشکبوس چوب زن اور دوسرے کا نام فہر بن اشکبوس تیسرے کا نام زہیر بن اشکبوس تھا اور ان ہر سہ یلان کوہ پیکر کے ہمراہ تین لاکھ سواروں کی جمعیت تھی جو جانب فرعون کی مدد کو آئی تھی ان سبکو آئے ہوئے صرف ایک لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ ایک دوسرا اتنق گرد نمایان ہوا سب کو فکر ہوئی کہ اب کون آتا ہے دیکھا نقابدار سرخ پوش آ کے ایک جانب متوقف ہوا مع ہذا اور ایک گرد پیدا ہوئی اب دیکھا کہ نقابدار سبز زرہ نیزہ خیز چلا آتا ہے یہ بھی آ کے ایک جانب متوقف ہوا اسروز جنگ موقوف رہی کیونکہ دن تمام ہو کے تاریکی شب کے آثار نمایان ہو چلے تھے بر تہار دریا ہے لشکر وہان مقیم ہوئے تمام وہ میدان وسیع کثرت فوج سے مملو تھا شب کو نیچا ایک لشکر فرعونی سے صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی صبحکو چارون لشکر میدان معرکہ مین صف آرا ہوئے فرعون بھی اسپ قدرت پر سوار ہو کے اپنی قصر سے برآمد ہوا اور قلب لشکر مین آ کے متوقف ہوا ان تمام کفران نابکار نے فرعون کو سجدہ کیا اشکال شاہ اپنے مرکب کو دوڑاتا ہوا فرعون کیطرف آیا اور پشت مرکب سے اتر کے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا اے خداوند مین تیری قدرت پر ایسا بھروسہ رکھتا ہون کہ خدا پرستون کی مطلق حقیقت میری نظر مین نہین سماتی مجھکو اجازت ملے تا کہ مین ان خدا پرستون سے سمجھ لون فرعون بہت خوش ہوا اور کہا جا مین نے خدا پرستون کی مرگ تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہے ہر چند کہ یہان اور بھی بندگان خاص ہمارے موجود ہین لیکن یہ مرحمت ہم نے خاص تیرے واسطے مقرر کی ہے اشکال شاہ نے فرعون کو پھر سجدہ کیا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اُسکے مقابلے کے واسطے نقابدار سرخ پوش میدان مین آیا او رسب او کیر تیر الیا ارادہ ہے اشکال شاہ نے کہا اے جوان مجہول الاحوال نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ اور کس صورت و شکل

کا انسان ہو بیکار ہی ہلاکت کے درپے ہو زمین سے بعد بار پہلوانان کیل قامت کو زک دی ہے اگر جان عزیز ہو
تو خداوند فرعون کی بندگی قبول کر ورنہ تو دانی و کار تو نقابدار سرخ پوش نے تیغ کا وار کیا اشکال شاہ
بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے اس وار کو سپر پر رد کیا پھر خود تلوار کا وار کیا نقابدار نے جگہ خالی
کی اسی طرح متواتر تین وار اشکال شاہ نے کیے نقابدار نے سب کو رد کیا اور کہا اے زود ضرب خود
ضرب ما نوش کن + غم دہر و دنیا فراموش کن + پس اُس کے سر پر اس قوت سے تیغ آبدار کا وار کیا کہ مع مرکب
چار پرکالہ ہو کے زمین پر گرا سرداران لشکر کفار نے جو اشکال شاہ کو خاک ہلاک پر دیکھا بہت خائف
ہوئے اور فرعون کے قریب آکے کہا اے خداوند تو نے اقرار کیا تھا کہ ہم نے خدا پرستوں کی مرگ تیرے
اختیار میں دی ہے یہ کیسا اختیار ہے کہ خود طعمۂ اجل ہو گیا ایک خدا پرست کو بھی ہلاک نہ کر سکا اگر خداوند
کے عہد و اقرار کا یہ حال ہے تو بندگان خداوند کیا کام کر سکتے ہیں لامحالہ خدا پرستوں کے مقابلہ میں جانے
سے انکار کرینگے فرعون نے کہا تم سب نادان ہو بیشک میں نے اشکال شاہ کے اختیار میں
مسلمانوں کی مرگ کو دیدیا تھا لیکن مراد میری حمزہ ثانی اور یاران دیگر سے تھی نہ یہ کہ تمام دنیا کے
انسانوں سے اگر ایسا ہی اختیار سب کو دیدوں تو میرے بندے کس طرح زندہ رہ سکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ
نقابدار سرخ پوش نے اُسے ہلاک کیا ورنہ کس طرح اشکال شاہ کی ہلاکت ممکن نہ تھی اب میں نے
مرگ نقابدار کی اشکبوس کے ہاتھ سے مقرر کی ہے دیکھیں نقابدار کس طرح زندہ رہ سکتا ہے اشکبوس
نے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا اگر خداوند کی مشیت اسی طرح جاری ہوئی ہے تو مجھکو بھی کچھ عذر نہیں ہے یہ کہکے
اشکبوس میدان میں آیا نقابدار سرخ پوش سے کہا اے نقابدار اشکال شاہ نے سخت
غلطی کی جسکے سبب سے وہ ہلاک ہو گیا اُسکو تجھ سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے تھا بلکہ خداوند نے
حمزہ ثانی وغیرہ کی مرگ اُسکے ہاتھ سے مقرر کی تھی تیرا ذکر خداوند کی زبان پر نہیں جاری ہوا ورنہ تو قسم
اُسکو صدمہ نہ پہونچا سکتا اب میں تیری ہلاکت کے واسطے مقرر ہوا ہوں ع بیا پنجہ داری زوروی نشان
نقابدار نے کہا او بیہودہ گو یہ تیری تمام تقریر زخرف تھی فرعون ملعون کیا وقعت رکھتا ہے جو اُسکے اختیار
میں کسی کی جان ہو گی کہ جسکو چاہے اُسکی ہلاکت کا اختیار دے اشکبوس کے ہاتھ میں چوب آہنی
تھی اُسکا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور ایک ہی وار میں شمشیر آبدار کے اُسکو
دو پرکالہ کر دیا پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ اشکبوس کے دو لڑکے ہیں ایک کا نام قہر ہے اور دوسرے کا نام
زہر دونوں یہاں موجود تھے جوں ہی اُن دونوں نے اپنے باپ کو دو لخت زمین پر افتادہ دیکھا زمین و
آسمان اُنکی آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا گریبانوں کو تا دامن چاک کر ڈالا دونوں ہاتھوں سے سر پیٹا
تلواروں کو میان سے کھینچ لیا اور بے تحاشا نقابدار کی جانب دوڑے فرعون نے با آواز بلند کہا
پہلوان دونوں کو روکو دونوں اپنے باپ کے غم میں مبتلا ہیں ایسا نہو کہ بے موقع جنگ کر کے یہ بھی
نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیں چنانچہ چند سرداران دونوں کے پاس جھپٹ کے آئے منع کیا
اُنھوں نے نہ مانا قریب پہونچ کے قہر نے تلوار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد
کیا اور تیغ آبدار کا وار اُسکی کمر پر لگایا جس سے دو حصہ ہو کے وہ بھی جہنم واصل ہوا اب زہر سامنے
نقابدار کے آیا اور کہا اے نقابدار تو نے میرے باپ کو نہایت سفاکی سے ہلاک کیا اور بھائی

میرے بھائی کو بھی تو نے ہلاک کیا اب میری باری ہے اس تلوار کا وار بے پناہ ہے خبردار ہو جا لقابدار نے
کہا میں خبردار ہوں تو وار کر زمہرے نے نہایت طاقت سے تلوار کا وار کیا لقابدار نے اُسکے وار کو بھی رد
کیا اور ایک ہی ضرب میں اُسکا کام بھی تمام کیا خلاصہ یہ کہ آج کی میدانداری میں قران بن سلسلہ مرد افگن
اور مقارن خونخوار اور ماہر من تیغ بند وغیرہ اٹھائیس سرداران لشکر فرعون کو لقابدار سرخ پوش
نے ہلاک کیا فرعون کا یہ حال تھا کہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا اور ایک ایک سے کہتا تھا ای میرے بندو
یہ کیا خرابی کا سامنا ہے وہ کہتے تھے ای خداوند تو ہم سے کیا پوچھتا ہے تو کہہ چکا ہے کہ جو کچھ ازل سے ہماری
مشیت میں گذرا ہے وہی ہوگا اور وہ فی الحال بالکل فراموش ہے چونکہ آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا
فرعون بادل بریان و چشم گریان وہاں سے پھر آیا اور حمزہ ثانی نے بھی مع یاران ہمراہی
وہان سے مراجعت کی

اب کچھ دربار صاحبقرانی کا حال مسطور ہوتا ہے

گلدستہ بندان چمنستان فصاحت و چمن آرایان بوستان بلاغت رنگین کاغذ پر اس روش سے گلکاری
کرتے ہیں کہ جب حامی دین سبحانی بانی بناے جہانبانی یعنی حمزہ ثانی لشکر فرعونی کو زک دے کے میدان
معرکہ سے واپس آئے اور بافتح و فیروزی بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوے حاضرین دربار نے کہا
یارو لقابدار سرخ پوش نے آج وہ کام کیا کہ رستم پہلوان سیستانی سے بھی نہ ہو سکتا تم دیکھو تو تنہا
کتنے گبرون کو پسپا کیا واقعی عجب دلاور ہے رستم ثانی نے کہا شہریار ہان یہ لقابدار نے کار نمایان کیا
لیکن نہ ایسا کہ جیسی اسکی تعریف ہو رہی ہے اگر اجازت ہو تو اسکی کار نمایان کی حقیقت کل کی میدانداری
میں دکھائی جاوے حمزہ ثانی نے کہا ای رستم اگرچہ اُسکے مقابلہ میں تو سر بر بھی ہو لیکن اُسے مقابلہ
کرنے کا کیا موقع ہے ور آج تھا لیکہ لشکر مخالف کے بیشتر نام آور پہلوان اُسنے تہ تیغ کیے رستم ثانی نے
کہا شہریار اگرچہ اُسنے لشکر فرعونی سے مقابلہ کرکے گویا لشکر اسلام کو مدد دی لیکن اس سے مقابلہ کرکے
زور و طاقت کا امتحان کر لینا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ لشکر فرعون سے آواز نقارہ
بلند ہوئی اسطرف حمزہ ثانی نے بھی نقارہ زنی کا حکم دیا سو دیال زن دہل رد بہ تحسین او ہمین
دین او دین او دین او تمام شب دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی علی الصباح چاروں
لشکروں میں صف آرائی ہوئی فرعون شاہ کے لشکر سے پہلے جو شخص نکلا وہ ناحق شناس نام تھا
آج پھر لقابدار سرخ پوش مرکب کو مہمیز کرکے اُسکے مقابلہ میں آیا رستم ثانی کو لقابدار کی سبقت
بہت ناگوار معلوم ہوئی نہایت غیظ و غضب میں آلودہ ہوکے مسلح و مکمل مرکب تیز و تند پر سوار لقابدار
کے قریب پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش ای گمنام تیری کیا طاقت و قابلیت ہے کہ ہماری موجودگی میں تو
پیش دستی کرے خبردار مقابلہ کے ارادے کو فسخ کر اور اپنے لشکر میں واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے
کہ اس خودسری کی ایسی سزا اسے سخت دونگا کہ مدت العمر یاد رکھے لقابدار نے ہنسا اور
کہا ای رستم مجھکو پیشتر سے خبر ہے کہ تیری خلقت تیز و تند واقع ہوئی ہے لیکن مجھکو تعجب
اس بات کا ہے کہ تجھ ایسا ذی عزت شخص ایسی نامناسب خصلت کو اپنے میں دخل
دے رکھے معلوم ہوتا ہے کہ تو بالکل جاہل ہے رستم ثانی نے کہا او مجہول الاحوال جاہل تو ہے

رہا ہوں کہ بغیر اجازت حمزہ صاحبقران لشکر فرعون کا مقابل ہوا اگر تم کو ایسا ہی حوصلہ حرب کا ہے تو بسیار
اچھا دوری زمردی نشان ہو خلاصہ یہ کہ نیزہ بازی و گرز بازی و تیغ بازی میں مصروف ہوئے خوب رد و بدل ہوئی
کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا حتی کہ دوسرا دن ہوا جنگ اسلحہ موقوف ہوئی کشتی کی نوبت آئی انتہا ہے مرتبہ کی
کشش و کوشش کی گئی تین شب و روز گذر گئے پھر بھی دونوں برابر رہے چوتھا روز تھا کہ رستم ثانی کو موقع ملگیا
نقابدار کے کمر بند میں ہاتھ ڈال کے اللہ اکبر کہکے جو زور کیا نقابدار کے پاؤں سے زمین چھوٹ گئی رستم نے
سر سے بلند کر لیا کہا اے نقابدار بتا اب تیرا کیا حال بناؤں اگر کہو تو اس زور سے زمین پر ماروں کہ نقش تمام ہو جائے
نقابدار نے کہا اے رستم تجھکو اختیار ہے یہ تو ظاہر ہے کہ میں تیرے قبضہ میں ہوں رستم ثانی نے کہا خیر اب کیا تجھے
ہلاک کروں تیرے اس کلام مجبوری پر مجھکو افسوس آتا ہے یہ کہکے آہستہ زمین پر لٹا دیا اور گرفتہ و بستہ کرکے اپنے لشکر
میں لے آیا حمزہ ثانی بارگاہ میں رونق افروز ہوا اور حکم دیا کہ نقابدار گرفتار کو حاضر کرو ہمراہان لشکر نقابدار کو حمزہ ثانی
کے روبرو لائے نقابدار نے بکمال ادب حمزہ کو بطریق اسلام سلام کیا حمزہ ثانی نے جواب سلام دے کے کہا اے
نقابدار اگرچہ تجھکو رستم ثانی نے بہزار کوشش و سعی گرفتار کر لیا مگر ہزار ہزار آفرین تیرے زور دست و بازو پر کہ تونے
رستم ایسے جوان دلاور و مرد دلاور سے تین روز تک مقابلہ کیا اب یہ بتا کہ تو کس بحر جرات و شجاعت کا گہر اور کس باغ شجاعت
و جلادت کا بوٹا ہے نقابدار نے کہا مجھکو سلیمان کوچک کہتے ہیں اور میرے باپ کا نام سلیمان ثانی ہے حقیقت حال
میری یہ ہے کہ ملکہ آسمان پری کا ایک بیٹا ہے سلیمان اعظم نام وہ ایک روز تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ میں پہونچا اور تخت
پر ملکہ آسمان پری کے سامنے بیٹھ گیا سلیمان اعظم نے میری طرف اشارہ کرکے کہا یہ کون لڑکا ہے لوگوں نے
کہا یہ تمہارا خواہرزادہ ہے یعنی ملکہ قولیشیہ کا بیٹا ہے اسنے متعجب ہو کے کہا میں میری خواہر کو کسی سے منسوب
کر دیا لوگوں نے کہا اے شاہزادہ کیا تم کو نہیں خبر ہے امیر صاحبقران نے خود ملکہ قولیشیہ کو شاہزادہ سلیمان ثانی
کے نامزد کر دیا سلیمان اعظم نے کہا کیا خوب جس نے ساٹھ برس صاحبقرانی کی ہو اسکو کسی سے منسوب
کرنے کی کیا ضرورت تھی اور کہا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن اگر مرد ہوں تو پہلے آسمان پری کو تہ تیغ
کرونگا بعدہ قولیشیہ کی خبر لونگا اور اس لڑکے کو بھی میں نے پہچان لیا ہے اسکا بھی ہلاک کرنا واجب ہے یہ کہا اور
باغی ہو کے گلستان ارم سے چلا گیا اور مصمم ارادہ کئے ہوئے تھا کہ لشکر جمع کرکے حملہ کرونگا ماں اور نانی
میری اُسکے اس ارادہ سے بخوبی واقف تھیں اور انکو یقین کامل تھا کہ ضرور وہ حملہ آور ہوگا باہم مشورہ کرکے مجھکو
دنیا کی طرف بھیج دیا اے شہریار والا تبار میں اس خوف سے کہ حضرت صاحبقران بہ پردہ دنیا میں منتظر ہوا
ہوں اور ہر طرف پھر رہا ہوں اب میری سماعت میں گذرا ہے کہ اُسنے گلستان ارم پر لشکر کشی کی تھی لیکن
یہ بھی سماعت میں گذرا کہ شہریار زمان شاہزادہ بدیع الملک گیا اور اسکو قید کر لایا ہے اے والا حضرت
میرا اصل قصہ یہی ہے جو بیان کیا یہ کہکے نقاب چہرہ سے دور کی حمزہ ثانی اور حاضرین دربار نے دیکھا
تیرہ چودہ برس کا ایک لڑکا ہے سب کو حیرت ہوئی کہ اس صغر سنی میں اور اس لڑکے نے اسقدر پہلوانوں کو
تہ تیغ کیا ہے مزید بران رستم ثانی سے تین روز تک علی الاتصال مقابلہ کیا اور حمزہ ثانی نے سلیمان ثانی
کی جانب دیکھا اور کہا اے سلیمان ثانی مبارک ہو یہ تمہارا فرزند دلبند ہے سلیمان ثانی بیتابانہ
اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سلیمان کوچک یعنی اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا سر و چشم پر بوسہ
دے کے گود میں بٹھایا حمزہ ثانی نے خلعت طلب کرکے سلیمان کوچک کو دیا جائے

ہوئی مگر کچھ نہ کہا اسواسطے کہ اور بھی سردار موجود تھے سمجھا کہ یہ حرکت خلاف ہوئی سب ہی شالی ہیں
یا یہ کہ وہ بھی اس سے زیادہ قیمت کا دو شالہ انعام میں دیتے اسطرف سلیمان ثانی بھی برہم ہوا اس نظر
سے کہ سلیمان کوچک کے نام کا وہ جشن تھا سلیمان کوچک کو اشارہ کیا سلیمان کوچک نے
اپنے داروغہ کیطرف اشارہ کیا اُسنے دو ہزار دینار کا دو شالہ جو وضع قطع میں نایاب تھا بطور انعام کے
اُس مطربہ کو دیا اور باآواز بلند کہا ہے کسی میں یہ کسی جراءت جو اس سے بہتر دوشالہ انعام میں دے یہ اشارہ
حضرت رستم ثانی کی جانب تھا باقی سرداروں سے اشارہ سے منع کر دیا تھا مگر کسی طرح کا خیال اپنے
دل میں نہ لاتا دیکھوں رستم ثانی اس مطربہ کو کسقدر انعام دیتا ہے اس مرتبہ رستم ثانی نے دو دوشالے نہایت
بیش قیمت مطربہ کو انعام میں دیے سلیمان کوچک نے ایک بقچہ دو شالوں کا مطربہ کو دیا اور کہا مردانگی
کی یہ شان ہے کہ سلسلہ انعام منقطع نہو رستم ثانی نے داروغہ کی جانب دیکھا اُسنے سر ہلا کے کہا اب کوئی
دوشالہ نہیں ہے ہاں نقد جسقدر کہو حاضر کروں جب سلیمان کوچک نے یہ دیکھا کہ بقچہ دینے کے بعد اب
رستم ثانی انعام نہیں دیتا اور اپنے داروغہ سے بطور سرگوشی کچھ کہہ رہا ہے اور داروغہ سر ہلاتا ہے جس سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکار کرتا ہے سلیمان نے ایک اور پشتارہ دوشالوں کا مطربہ کو دیا اور باواز بلند کہا اب
کسی کو جراءت نہیں ہوتی دیکھوں کوئی کیا انعام دیتا ہے اسد سمجھا کہ اس ہنگامہ کو طول ہو جائیگا اور اسمین
گو نہ میرا بھی اشارہ ہے ایسا نہو کہ حمزہ ثانی کو معلوم ہو جائے سلیمان ثانی سے آہستہ کہا خاموش ہو رہو ایسا
نقصان سے کیا فائدہ اسطرف رستم نے بھی بہت بھاری پشتارہ مال و زر کا انعام کے واسطے تیار کیا تھا
اسد نے اُسے بھی روکا پہر رات باقی رہی تھی کہ صحبت برخاست ہوئی قریب تھا کہ سب اپنی جا بجا خوابگاہ کو
جائیں یکایک لشکر کفار سے نقارہ جنگ کی صدا بلند ہوئی اسد نے کہا کیا پاجی لوگ ہیں کہ آخر شب
نقارہ جنگ بجایا ہے راوی کہتا ہے کہ واقعی لشکر کفار میں خبر پہونچ گئی تھی کہ آج شبستانوں میں جشن قرار پایا
ہے چنانچہ یہ راے قرار دی کہ آخر شب نقارہ جنگ بجانا چاہیے تاکہ تمام شب کے جاگے ہوئے صبح کو مقابلہ
کریں اور پسپا ہوں غرض اسطرف حمزہ ثانی نے بھی نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو میدان جنگ دونو طرف
کے لشکر صف آرا ہوئے اول اشکبوس میدان میں آیا اور اُسکے مقابلہ کو نقابدار سیمین زرہ لشکر سے
باہر آیا تا دیر رد و بدل رہی اسنے وار کیا اسنے روکا آخر نقابدار سیمین زرہ نے اشکبوس کے کمربند
میں ہاتھ ڈال کے اپنی تمام سر سے بلند کر لیا اور جانب آسمان پھینکا جسوقت جانب زمین آیا ہنوز
زمین سے مس نہونے پایا تھا اس چالاکی سے اسکی کمر پر تیغ بیدریغ کا وار کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر
گرا اشکبوس کے ہلاک ہونے کے بعد اسکر نامے ایک گبر اُسکے مقابلہ کو آیا اور باواز بلند پکارا کہ اے
نقابدار تجھی واقعی بہادر تم اسکر کو وہ بیگر تو نے اشکبوس کو ہلاک کیا نہیں معلوم کیسی غفلت
اشکبوس سے ہوئی ورنہ وہ پہلوان اس مرتبہ کا نہ تھا جو تو اسے ہلاک کرتا اب میرا مقابلہ ہے دیکھوں
میرے دست برد سے کسطرح سلامت رہتا ہے نقابدار سیمین زرہ نے کہا او بیہودہ گو اس
تقریر لاطائل سے کیا فائدہ زبان بند و بازو بکشا اسنے دو ہاتھ کے شمشیر کا وار کیا نقابدار
سیمین زرہ نے پشت شمشیر پر اسکا وار رد کیا اور اسی شمشیر سے ایک ہی وار میں اسکا کام تمام کیا
راوی کہتا ہے کہ دو پہر کے عرصہ میں چھبیس پہلوان لشکر کفار سے نقابدار سیمین زرہ نے ہر تیغ کیے

پھر لشکر کفار سے کوئی گبر مقابلہ کے واسطے نہ آیا شاہزادہ بدیع الملک کو اس بات کا خیال آیا کہ نقابدار
سرخ پوش کو رستم ثانی نے مسخر کیا تھا جسکی تعریف حمزہ ثانی نے بہت کچھ کی تھی رستم ثانی کو خلعت
خسروی کی نقابدار سرخ پوش یعنے سلیمان کوچک ہے کے مسخر کرنے کا فخر زیادہ تر ہے کہ نقابدار سیمین زرہ کو
مین گرفتار کرون تاکہ رستم ثانی کے مقابلہ مین میرا پایہ کسی طرح کم نہ رہے اور ظاہر ہے کہ نقابدار سیمین زرہ نے
بیشتر پہلوانان لشکر کفار کو ہلاک کیا ہے اس بات کا خیال حمزہ ثانی کے دل مین ضرور ہوگا اگر مین اسے مسخر
کرونگا تو حمزہ ثانی کے خوش ہونے کا سبب ہوگا نظر برین جملہ حالات مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار ہوا
اور بلا تکلف مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار سیمین زرہ کے قریب آیا نقابدار سیمین زرہ نے جو اسکو اپنی طرف
آتے دیکھا پکار کے کہا اے جوان تو کون ہے اور کس ارادہ سے اسطرف آتا ہے بدیع الملک نے کہا مین
ہون بدیع الملک یہ میدان حرب و ضرب ہے یہان قصد و ارادہ کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے نقابدار
نے کہا مین تجھ سے حرب و ضرب کی خواہش نہین رکھتا پھر تو کیون خواہ مخواہ میرا مد مقابل ہوتا ہے علاوہ
اسکے کوئی امر خلاف بھی مجھ سے ظہور مین نہین آیا جسکا عوض مجھ سے لینا چاہتا ہے شاہزادہ نے کہا
اس سے زیادہ امر خلاف کیا ہوگا کہ بغیر اجازت حمزہ صاحبقران تو نے ان گبرون کا مقابلہ کیا اور لشکر
اسلام کے مقابلہ مین اپنی خود سری ظاہر کی اگر تجھ کو نشہ مردانگی کا ہے تو پہلے ہم سے مقابلہ کر نقابدار سیمین زرہ
نے کہا بیشک نشہ مردانگی ہے یہ کہا اور نیزہ کا وار بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے قریب نقابدار
کے پہونچ کے ایک ایسا وار تلوار کا لگایا کہ تین حصہ نیزہ کٹ کے زمین پر گرا اور باقی ایک حصہ
نقابدار کے ہاتھ مین رہ گیا نقابدار نے بقیہ حصہ کو زمین پر پھینک دیا اور گرز کا وار شاہزادہ پر کیا
شاہزادہ نے جلو خالی دی نقابدار کے ہاتھ سے گرز چھوٹ کے زمین پر گرا تب اسنے تلوار کا وار کیا شاہزادہ
نے دشنہ شمشیر پر اسکے وار کو رد کیا اور اپنا وار شمشیر آبدار کا کیا نقابدار نے شاہزادہ کے وار کو سپر پر
رد کیا شاہزادہ نے دوسرا وار تلوار کا کیا نقابدار نے اس وار کو بھی رد کیا اسیطرح تا دیر رد و بدل رہی
ایک نے دوسرے کو جواب ترکی بہ ترکی دیا حتی کہ پشت مرکب سے زمین پر آئے اور کشتی شروع
ہوئی تین شب و روز تک دونون مین کشمکش و کوشش رہی چوتھے روز شاہزادہ بدیع الملک کو
نقابدار کی طاقت مین کمی محسوس ہوئی موقع پا کے ایک ہاتھ سے نقابدار کا گریبان لیا دوسرے
ہاتھ سے اسکے کمربند کو گرفت مین لایا اور سر کو اسکے سینہ پر لگا کے جو زور کیا سات آٹھ قدم تک
پسپا ہو گیا بدیع الملک کا ارادہ تھا کہ نقابدار کو سر سے بلند کرے لیکن نقابدار سیمین زرہ فن
کشتی سے بخوبی ماہر تھا اسنے لنگر ایسا استوار کیا کہ بدیع الملک اسکو سر سے بلند نہ کر سکا غرضکہ
نقابدار جب بدیع الملک کے زور کو روک چکا خود بھی اسکے سینہ سے سر کو ملایا اور دونون ہاتھون
مین شاہزادہ کے دونون ہاتھ گرفت مین لا کے جو زور کیا شاہزادہ بھی اسیطرح آٹھ سات قدم پسپا
ہو گیا بعدہ شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لا کے ایسا زور کیا کہ شاہزادہ کے پانون زمین سے
چھوٹ گئے نقابدار نے سر سے بلند کر لیا اور چرخ دینا شروع کیا اس اثنا مین شاہزادہ کے پانون
زمین پر پہونچ گئے نقابدار کے سینہ پر سر لگا کے ایسا زور کیا کہ گیارہ بارہ قدم نقابدار پسپا ہو گیا پھر
ہاتھ پر بلند کر کے چرخ دینا شروع کیا یکایک دونون پانون اسکے بھی زمین سے اٹھ گئے شاہزادہ سے جدا

ہوکے کمر سے خنجر نکالا اور اس طرح اپنے شکم پر مارا کہ تمام انتڑیان زمین پر بکھر گئیں اور خود بھی زمین
پر گرا شاہزادے سے کہا ای بدیع الملک اگر مرد ہو تو آؤ اپنی تلوار لگاؤ کہ میرا سر تن سے جدا ہو جائے
بدیع الملک کو اسکی اس حرکت سے بہت افسوس ہوا سمجھا کہ یہ غیرت دار شخص معلوم ہوتا ہے آہستہ
اسکے قریب بیٹھ گیا اور سر اسکا اپنے زانو پر رکھ کے تا دیر متامل و متاسف بیٹھا رہا لشکر نقابدار نے
جو نقابدار کا یہ حال دیکھا ان سب نے اپنے گریبان کو چاک کیا سب حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر
ہوئے حمزہ ثانی کو تعجب ہوا پوچھا تم سب کس غرض سے میرے پاس آئے ہو انھوں نے کہا ہمارا
سردار ہلاک کیا گیا ہم تمھارے پاس فریاد کو کیون نہ آئین حمزہ ثانی نے کہا صاحب میری سمجھ میں تمھارا
مطلب نہیں آیا انھوں نے کہا ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمھارا فرزند دلبند ہے جسنے بدیع الملک کے مقابلہ
میں اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کیا حمزہ ثانی کو اور زیادہ حیرت ہوئی ان سب نے کہا یہ فرزند تمھارا
مہران شاہ کی دختر کے بطن سے ہے جسکا نام داراب سیمین زرہ ہے جونہیں حمزہ ثانی نے داراب سیمین
زرہ کا نام سنا گریبان کو تا بہ دامن چاک کیا اور ہائے افسوس کرکے میدان کی راہ لی دیکھا کہ داراب
سیمین زرہ شکم دریدہ خاک و خون میں غلطان ہے اٹھا کے دربار میں لائے اور اسیوقت فرزندان
بزرجمہر کو طلب کیا اور کہا ای خواجہ زادو دیکھو اس جوان جاہل مزاج کا علاج کرنا چاہیے خواجہ زادون نے
داراب سیمین زرہ کو غور سے دیکھا اور بعد تامل بسیار کے عرض کی شہریار کیا علاج کیا جاوے داراب
میں کچھ حال باقی نہیں ہے ہان اسوقت علاج ممکن تھا جب داراب نے اپنے شکم کو چاک کیا تھا اب
تو مر گذر گیا کوئی علاج ممکن نہیں ہے یہ سمجھنا چاہیے کہ داراب کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی حمزہ ثانی کمال رنجیدہ
غمگین ہوا دست و پا میں رعشہ پڑ گیا اس اثنا میں شاہزادہ بدیع الملک سر برہنہ بحواس حمزہ ثانی کی
خدمت میں حاضر ہوا اور کہا شہریارا بخدائے لم یزل میں نے باختیار خود داراب کو ہلاک نہیں کیا ہے
تاہم مجھپر بھی تلوار کا وار دیکھنا تا کہ میں اور داراب ساتھ ہی جان دون حمزہ ثانی چونکہ فرزند دلبند کے غم میں
مبتلا تھا بدیع الملک کی اس بات کا مطلق جواب نہ دیا بدیع الملک کو خیال ہوا کہ حمزہ ثانی داراب
کے ہلاک ہونے سے مجھسے سخت ناراض ہیں اپنے کمر سے خنجر نکالا اور ارادہ کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے
حمزہ ثانی نے دیکھ لیا بدیع الملک کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای فرزند تمھارے ہلاک ہونے کی کیا وجہ ہے داراب
کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کرے اور مجھکو یقین ہے کہ تم اسکی ہلاکت کا سبب
نہیں ہوتے بدیع الملک نے کہا شہریارا بیشک میں ہی داراب کی ہلاکت سبب ہوا ہون نہ میں اسکے
مقابلہ کو جاتا اور نہ ہاتھ پر بلند کرتا نہ داراب خود کشی کرتا اسکی سزا میں مجھے ضرور چاہیے کہ اپنے کو ہلاک کر دون حمزہ ثانی نے
کہا یہ سب صحیح ہے کہ تمنے مقابلہ کیا اور اسکو ہاتھ پر بلند کر لیا جسکے سبب سے اسکو غیرت آئی حتی کہ اسنے خود کشی
کی مگر میں یہ کہتا ہون کہ اگر تمھارے ہی ہاتھ سے داراب ہلاک ہوتا تو شکایت کی بات تھی بہ سبب
اسکی جہالت کا اقتضا تھا کہ اسنے خود کشی کی جنگ و جدل میں یہی ہوتا ہے کہ ایک غالب ہوتا ہے اور دوسرا
مغلوب اب تم چاہتے ہو کہ اسکی ہلاکت کے سبب سے خود بھی ہلاک ہو جاؤ ایک اسکا غم دوسرا
تمھارا صدمہ یہ کسی طرح مجھکو گوارا نہیں یہ کہا اور حکم دیا کہ بدیع الملک کو طوق و زنجیر میں گرفتار
کرو تا کہ خود کشی سے باز رہے ورنہ یہ جوان ضرور اپنے کو ہلاک کریگا حسب الحکم حمزہ ثانی سرداروں نے طوق

بدیع الملک کو طوق و زنجیر آہنی مین بستہ کر لیا اور ایک مکان مین بحفاظت تمام بند کر دیا حمزہ ثانی کا اسوقت
یہ حال تھا کہ گریبان تا بدامن چاک حواس باختہ آنسو رخسارون پر جاری ایک ایک کی صورت حسرت
سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے یارو اس صدمہ سے مین جانبر بھی ہونگا یا نہین ایک تو داراب سیمین زرہ
کا غم و ملال دوسرا صدمہ جانگزا یہ کہ بدیع الملک اپنی ہلاکت کے درپے ہی ہر چند اسکو سمجھاتا ہون
کہ بابا تیرا کیا قصور ہی لیکن وہ کسی طرح نہین مانتا اگرچہ اسکو گرفتہ و بستہ کرکے مقید کر لیا ہی تاہم اسکا بھی زندہ
رہنا دشوار معلوم ہوتا ہی تمام عمر اسکو کہانتک مقید رکھونگا کبھی تو رہا ہوگا جب موقع پاے گا اُسیوقت
اپنے کو ہلاک کریگا اور مین سچ کہتا ہون کہ مین اس بارہ مین اُسکا مطلق قصور نہین سمجھتا میرے کہنے کا اسکو
یقین نہین اور بالفرض مین نے مدت العمر اسکو مقید رکھا بس کیا زندگی کا لطف اسکو حاصل ہوگا
ہمیشہ مقید رہنا گویا زندہ در گور ہونا ہی اُسطرف داراب سیمین زرہ کی یہ حالت ہی کہ پیٹ چاک
ہو آنتین کٹی ہوئی پیٹ سے باہر نکل آئی ہین ہوش و حواس درست نہین ہر چند لوگ پکارتے ہین
جواب کجا بس اب دم شماری ہی سمجھتے جان باقی ہی ورنہ اُسکا کام تمام ہو چکا ہی حمزہ ثانی سرہانے
کھڑے ہوئے زار و قطار رو رہے ہین داراب کی صورت دیکھکے کلیجہ منھ کو آتا ہی اس عالم اضطراب
مین خیال آیا کہ ای حمزہ ایسی حالت مین دوا کچھ کام نہین کرتی ہی دعا کارگر ہو جاے تو کچھ عجب نہین ہی
وہ حکیم مطلق ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی ابھی تو داراب مین کسی قدر جان باقی ہی وہ چاہے تو مردہ صد سالہ
کو از سر نو خلعت حیات بخشے اس عز اسمہ کے بندون نے مردون کو زندہ کیا ہی تو کیا وہ خود یہ قابلیت نہین
رکھتا ہر وقت اُس سے امید مطلب برآری کی رکھنا چاہیے اگر اُس سے قطع امید ہو تو شیطان کو ہی دعا تو
کر دیکھو پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی چنانچہ اُسیوقت سر برہنہ ہوئے کلام اللہ کو سر پر رکھا
اور جانب آسمان سر اُٹھاکے اسطرح مناجات کرنا شروع کی کہ ای خالق کون و مکان ای مالک ہر دو جہان
ای دادرس مظلومان و ای دستگیر افتادگان ۔ کسی سے برآوے دکھیا کا کام جان ۔ جو تو مہربان ہو تو کل ہو جہان
تو ہر ایک کے حال باطنی کو جانتا ہی تو خطاوار و بے خطا کو پہچانتا ہی تو نے دوزخ و بہشت کو بنایا ایک
لاکھ کئی ہزار پیغمبرون کو بھیجکے سیدھا راستہ دکھایا تو باپ سے ستر درجہ زیادہ اپنے ضعیف بندون
پر شفقت فرماتا ہی گنہگار کی توبہ سے تیرا دریاے کرم جوش مین آتا ہی میرے لخت جگر نور نظر کا جو کچھ حال ہی
اُسکو تو دیکھ رہا ہے اور جو حالت اسوقت میرے قلب مضطر کی ہی اسکو بھی جانتا ہی تو ہی بتا کہ مجھ ایسے کریم
رحیم کی بارگاہ عالم پناہ کو چھوڑکے کہان جاؤن اور کس سے رحم و کرم چاہون ۔ ندارم غیر از تو فریادرس
توئی عاصیانرا خطا بخش بس ۔ واسطہ اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ اپنے قدرت و کمال کا میرے گناہون سے
قطع نظر کرکے مجھ عاجز و ناچار کی دعا کو قبول فرمایئے میرے فرزند دلبند کو تندرست کر دے یہانتک
مناجات کی تھی کہ یکایک حمزہ ثانی پر خواب کا غلبہ ہوا خواب مین دیکھا کہ ایک طرف سے شعلۂ نور
پیدا ہوا حمزہ نے غور سے جو نظر کی دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین
ای فرزند آج تیرا کیسا مزاج ہی کیون اسقدر مضطر و بیقرار ہو رہا ہی تیرے اس اضطراب و بیقراری نے مجھکو
بھی پریشان کر رکھا ہی حمزہ ثانی نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کی شہریار بندہ پروری کی قدر و منزلت حضور ہی
خوب جانتے ہین ظاہری امید بقا کی نظر نہین رہتی مگر باطنا رحم و کرم پر آمادہ رہتے ہین بعدہ تمام قصہ بیان کیا اور

کہا کہ اگر داراب سیمین زرہ ہلاک ہو جائیگا تو بالیقین بدیع الملک بھی زندہ نہین رہیگا ان دو داغون
سے میرے دل و جگر مین جان باقی نہین رہ سکتی داراب کا جو کچھ حال ہی ظاہر ہی بیان کی کیا ضرورت ہی
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند اصل امر یہ ہی کہ داراب سیمین زرہ
ابتک ہلاک ہو گیا ہوتا اگر بدیع الملک کی جانب سے غفلت اختیار کی جاتی واقعی بدیع الملک کو تیرے
ملال کا بہت خیال ہی اسی سبب سے وہ اپنے کو ہلاک کرنے کے واسطے آمادہ ہی چونکہ تو نے بدیع الملک
پر رحم کیا پروردگار عالم نے بھی تجھپر اپنا رحم کیا کہ تیرا فرزند داراب نام تندرست ہو گیا مطمئن ہو
اور بدیع الملک بھی اپنی خودکشی سے باز رہیگا اور ای فرزند حمزۂ ثانی اگر بعض وقتون مین یہ
جملہ تیرے گوش گذار ہو چکا ہوگا اب پھر مین بطور یاد دہی کے اس جملہ کا ذکر کرتا ہون وہ یہ کہ شاہزادہ
بدیع الملک تیرے بعد تیرا جانشین ہوگا جو مرتبہ تجکو اسوقت حاصل ہی وہ اسکو حاصل ہوگا کوئی اسکے
مقابلہ مین گوے سبقت نہین لیجا سکتا وہ ایک جوان راست باز ہی اسکی قابلیت خداداد پر خود قابلیت
کو ناز ہی خبردار بدیع الملک کو کبھی ناراض نہ کرنا حتی الامکان اسکی خوشی پر نظر رکھنا وہ بجائے خود
دلشیر و منصف مزاج حلیم ذکی الطبع نیک نفس جوان ہی کسی پر ظلم ہونا پسند نہین کرتا ہمکو اسکے باطنی خواص
و عادات سے بخوبی آگاہی ہی ہم خوب جانتے ہین کہ اسنے داراب سیمین زرہ کو شمہ صدمہ نہین
پہونچایا خود داراب نے اپنے کو ہلاک کیا ہی یہ کہکے حضرت سلیمان علیہ السلام نظر سے غائب
ہو گئے حمزۂ ثانی خوف سے لرز گئے خواب سے بیدار ہو کے دیکھا کہ داراب اسی طرح بیہوش
ہی دل مین کہا کہ تعجب ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو داراب کے تندرست ہونے کی بشارت
دی اور یہ اسی طرح بیہوش ہی داراب کا شانہ ہلایا آواز دی داراب نے آنکھین کھول دین
پوچھا کیا حال ہی اسنے کہا تمہارے اقبال سے اب مین سب طرح اچھا ہون ہان ضعف کے سبب سے
اٹھ نہین سکتا ہون کہ قدم مبارک پر اپنی آنکھون کو ملون حمزہ نے تو یا غور پر جنج تیار کرا دیا داراب
کو پلایا داراب اٹھ بیٹھا اور حمزۂ ثانی کے پاؤن پر سر رکھدیا افراط محبت فرزندی سے حمزۂ ثانی
کا دل بھر آیا باواز بلند رویا پھر خاک پر سر رکھکے سجدہ شکر بجالایا حاضرین سے کہا یارو اس سے زیادہ
خدائے واحد و لاشریک کے صاحب قدرت و عظمت اور غفور الرحیم ہونے کی کیا دلیل ہوگی
کہ مجھ بندۂ ذلیل و خاکی کی دعا قبول کی کہ اس امردہ کو زندہ کیا کیا امید تھی داراب کے تندرست ہونے کی
جس انسان کی آنتین پیٹ سے باہر نکل آئین اور جسکے علاج سے اطبائے حاذق عاجز ہون اسکی زندگی
کی کیا امید ہو سکتی ہی اور داراب کو گود مین اٹھاکے سر و چشم پر بوسہ دیے جمیع کو تمام سردار دربار
مین حاضر تھے آداب بجالائے خدائے قادر و توانا کی صفت و ثنا کی اور کہا شہریار واقعی یہ تمہاری دعا کی
برکت تھی ایسے مجروح کبھی نہین جانبر ہوتے اور یہ بھی کہا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو قید و بند
سے رہا کر دینا لازم ہی حمزۂ ثانی نے فوراً حکم دیا کہ جلد بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کر دو اور
میرے سامنے لاؤ بدیع الملک حمزۂ ثانی کے روبرو حاضر ہوئے حمزۂ ثانی نے کہا ای فرزند تمکو خوشخبری
دیتا ہون کہ داراب سیمین زرہ کو اگرچہ تمنے سخت مجروح کیا تھا لیکن حکیم مطلق نے اپنے فضل و کرم سے
اسے شفائے کلی عطا فرمائی ہی اب بتاؤ اگر مین تمکو گرفتار نہ کرتا اور تمکو ہلاک ہو جانے دیتا تو اسوقت

کس حد کا صدمہ ہوتا یقین ہے کہ اس صدمہ سے میں بھی جان بحق تسلیم ہو جاتا یا ہر ایک کام کو سوچ سمجھ کے
کرتے ہیں بدیع الملک آبدیدہ ہوا اور کہا شہریار میں نے پیشتر بھی عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہوں
کہ میں نے شمہ صدمہ داراب کو نہیں پہونچایا یون شہریار مالک و مختار ہیں جو مزاج میں آوے ارشاد فرمائیں
اور اگر شہریار کا یہی خیال ہے تو اگرچہ داراب سیمین زرہ فضل خدا سے تندرست ہو گیا لیکن میں بسبب
شرم کے کسی سے آنکھ چار نہ کر سکونگا اسوقت نہیں پھر کسی وقت موقع پا کے اپنے کو ہلاک کرونگا بدنامی
کے ساتھ اگر زندگی ہوئی تو کیا ہزار لعنت ایسی زندگی پر حمزۂ ثانی ہنسے اور کہا اے فرزند یہ جملہ میں نے
خوش طبعی سے کہا تو ہرگز اپنے دل میں خیال نہ لانا کہ میرے دل میں داراب کے تیرے ہاتھ سے مجروح
ہونے کا خیال ہے بخدا میرے دل میں اس بات کا مطلق خیال نہیں ہے بعدہ خلعت گران بہا بدیع الملک
کو دیا داراب سیمین زرہ نے دوڑ کے بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا شہریار حمزۂ ثانی
میرے قبلہ و کعبہ ہیں اور آپکی جگہ تم ہو بارے الحمد للہ کہ میں تندرست ہو گیا ورنہ مجھکو مطلق تمہاری جانب
کسی طرح کا خیال و گمان نہ ہوتا بدیع الملک نے کہا اے شاہزادہ تو ہمارا مخدوم زادہ ہے اور ہم سب
تیرے خادم و مطیع فرمان ہیں ؎ آفتاب جاہت از اوج شرف تابندہ باد ٭ حشمت و اقبال دایم مجتمع پایندہ باد
میری کیا ہستی ہے کہ حمزۂ صاحبقران کی مرتبہ و منزلت کو پہونچ سکونگا ہاں یہ تیری خادم نوازی ہے جو تو اسطرح
کے کلمہ میری نسبت زبان پر جاری کرتا ہے داراب نے کہا شہریار ؎ تا جہان ست کامران باشی
بر ہمہ خلق کامران باشی ٭ در خیابان عالم ایجاد ٭ از گل عیش شادمان باشی ٭ شاید تمہارے دل میں
اس بات نے خطور کیا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں دنیا سازی کے اعتبار سے کہتا ہوں واللہ جو کچھ میں کہتا ہوں
سچ اور بلا تصنع کہتا ہوں اسواسطے کہ تمہاری واجب التعظیم و تکریم ہونے کی خبر میرے بزرگوں نے مجھکو دی
ہے میں ہرگز اپنی طرف سے نہیں کہتا اگلی بات میری دلپذیر کا نقش کالحجر ہے یہ کہ بعد میرے پدر بزرگوار کے
تم ہی انکے جانشین ہوگے میرا فرض ہے کہ قبل اسوقت کے آنے کے تمہارا حلقۂ غلامی اپنی زیب گوش
کروں بعدہ داراب سیمین زرہ روبرو حمزۂ ثانی کے بائیں دست بدیع الملک مقیم ہوا حمزہ
نے داراب کے نام جشن قرار دیا اس جشن میں بہت کچھ اہتمام کیا گیا زر کثیر فقرا و مساکین کو
تقسیم کیا زر خطیر انعام و اکرام میں دیا پیشتر محتاج مدت العمر کیواسطے مستغنی الحال ہو گئے ملازمون کی تنخواہ دوچند
ہے جا بجا نوبت رکھی گئی بحساب بخت جوئی سرداروں کو خلعت مرحمت ہوئے محفل عیش و نشاط کے
واسطے مکان تجویز ہوا شیشہ آلات و فرش وغیرہ جملہ سامان زیبائش و ضرورت سے آراستہ کیا گیا
زنانہ مردانہ اعلیٰ اعلیٰ طائفے بلائے گئے عید کا دن معلوم ہوتا تھا شب کو کثرت سے روشنی وغیرہ کا سامان
بندھا محفل میں جا بجا مسند تکیہ مغرق لگے ہوئے تھے صدہا پانچ سو بتی کے جھاڑ سرخ و سبز و زرد و آبی سفید
وغیرہ طرح طرح کے رنگ کے آویزان تھے جنمیں موم کافوری شمعیں روشن تھیں جا بجا مجمر ہائے طلائی
میں عود و اگر سلگ رہا تھا ہر جانب خوشبو و خوشرنگ پھولوں کا ڈھیر تھا عملہ زرق برق اپنے اپنے
عہدوں سے خبردار ہوشیار مستعد تھا وہی خلعتہائے نو بہ نو زیب تن کئے ہوئے سرداران لشکر اسلام
سر شام محفل میں آموجود ہوئے مطربان خوش نوا و رقاصان خوش گلو نے رقص و سرود کا ہنگامہ گرم کیا کسی
لطف و خوبی سے یہ غزل صاحب کی گائی **غزل** چہ خوشست حلقۂ درد و لبستۂ دل

وسعت بود ز جرم کبریاے دل
چندانکہ می روی بہ نہایت نمی رسد
تا اطلس سپہر نگردد قباے دل
در زیر آسمان نفس تنگ میشود
در خاک ہم بگرد بود آسیاے دل
ما خود چہ ذرہ ایم کہ نہ محمل سپہر
صد شہر عقل کرد سر رو نماے دل

با آنکہ پاے بر سر گردون نہادہ است
بے انتہاست عالم بے ابتداے دل
با نور آفتاب بانجم چہ حاجت است
ہر کس کشیدہ است نگین رضاے دل
ہر گہ کہ زیر پوست بجوئی تو نشستہ است
رقص الجمل کنند ز بانگ دراے دل
صائب اگر بدیدہ ہمت نظر کنی

بر خاک ملک شد ز درازی قباے دل
دل آنچنان کہ ہست اگر جلوہ گر شود
با خلق آشنا نشود آشناے دل
ہرگز نمی شود بسفر اہل دل تمام
یوسف شود ز پرتو نور صفاے دل
دست از کتاب خانہ یونانیان بشوی
آنکادہ است قصر فلک خشت پاے دل

تمام اہل محفل نے اس غزل کو سن کے بہت محظوظ ہوئے مطربوں کو سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملا رستم ثانی بھی موجود تھا وہ ہر مرتبہ بنظر تیز و تند اور کبھی چین بر جبین ہو کے خورشید کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجا کے خورشید کو ا ز سر تا پا دیکھتا تھا خورشید نے حمزہ ثانی کی طرف دیکھا اور کہا شہریار میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حمزہ نے پوچھا کیا جس روز سے سلیمان کو جنگ میرے روبرو بیٹھا ہی رستم ثانی بہت بری نظر سے میری طرف دیکھتا ہی اور ہر مرتبہ قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجاتا ہی شہریار خوب واقف ہیں کہ یہ معاملہ سپاہگری کا ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہو رستم ثانی اور میرے درمیان خلاف کارروائی شروع ہو جائے اور حضور تو رستم کی سرکشی سے چشم پوشی کرتے چلے آئے ہیں ظاہر ہی کہ رستم نے سرداران دست راست کے مقابلہ میں کیسی کیسی خلاف کارروائیاں عمل میں لا کے خراب مجھ میں تلک صبر نہیں ہی کیونکہ صبر کرنے کی انتہا ہی حمزہ ثانی نے کہا ای برادر خورشید یہ مجھے خوب معلوم ہی کہ سرداران دست چپ نہایت درجہ شورہ پشتی کرتے ہیں ہر چند اُن سب کو فہمائش کی گئی اور خود انھوں نے بیشتر موقعوں پر زک پائی لیکن وہ کسی طرح باز نہیں آتے ہمارے سمجھ میں نہیں آتا کہ اُن لوگوں کے بارے میں کیا بند و بست کیا جاوے رستم ثانی اور امیر حمزہ ثانی کی یہ تقریر سکوت میں بیٹھے سنا کیے مطلق جواب نہ دیا لیکن سیارہ ثانی تاب تحمل نہ لا یا حمزہ ثانی کے روبرو آیا اور عرض کی شہریار اب مجھے بھی کچھ کہنے دیجیے پہلوانان و عیاران دست چپ نے کیا شورہ پشتی کی ہی جو اس بات کی شکایت کیجاتی ہی کہ پہلوانان دست چپ سرکش و شورہ پشت ہیں خواہ مخواہ کسی سے خصومت رکھنا بہتر نہیں ہوتا ہی نتیجہ اس بات کا یہ کہ آپس میں ضرور کشت و خون عظیم ہوگا اور سرکش اپنے افعال کی سزا پائیں گے یہ سنکر بدیع اگھ کھڑا ہوا کہا ای خیرہ سر خاموش باش تیری بھی یہ مجال ہی کہ شہریار جہان سے ہمزبانی کرے اگر پہلوانان دست چپ سرکشی و شورہ پشتی کرتے ہیں پہلوانان دست راست اُنسے سمجھ لینگے اسیطرح پہلوانان دست راست سرکشی و شورہ پشتی کریں گے پہلوانان دست چپ اُنسے تعرض کر لیں گے تو کون ہی جو بحث کرتا ہی سیارہ نے کہا ہمارا حق ہی کہ اگر کوئی کسی سردار کی شکایت بیجا کرے اُسکا جواب معقول دیں تیری تقریر البتہ فساد بر مبنی ہی کہ ہا ہمہ گر سمجھے پر راضی ہی اگر پہلوانان دست راست و دست چپ میں کشت و خون کی نوبت آ جائیگی باور بندگان خدا ہلاک ہونگے تو کون ایسا مسلمان ہوگا جسکو افسوس نہ ہوگا خبردار تو اس بارہ میں تعرض مکر میں ضرور حمزہ ثانی کی خدمت میں عرض کر کے اس فساد کو دفع کر دونگا بدیع نے کہا تو ہرگز یہ قابلیت نہیں رکھتا سیارہ نے کہا میں ضرور قابلیت رکھتا ہوں البتہ تو خاموش رہ اس

گفت وشنید سے جنگ وجدل کی نوبت پہونچی سیارہ نے خنجر کا وار کیا ہدہد نے اس وار کو رد کیا اور خود بھی خنجر کا وار کیا ہدہد صاحب قنطورہ تھا نوبت باینجا رسید کہ سیارہ کے دو شانہ میں ہاتھ ڈال کر اسکے بلند کر لیا اور زمین پر مار کے اسکے سینہ پر سوار ہوا کہا او سیارہ دو کوڑی اس سے زیادہ کوئی کام انجام ہوا اب بتا کہ تیرا کیا حال بناؤن ہد ہد تو شرط کر جسکو مثل گوسفند کے ذبح کرون رستم نے جو دیکھا کہ سیارہ کے سینہ پر ہدہد سوار ہو گیا ہے اور عنقریب اُسکو ہلاک کریگا غیظ وغضب میں آکو دہ ہو تلوار علم کیے ہوئے ہدہد سے قریب آیا آواز بلند کہا او خیرہ سر بیہودہ یہ کیا حرکت ہے کہ سیارہ کو ہلاک کرنے کے درپے ہے ہدہد نے رستم کی صورت دیکھی کہا او شاہزادہ رستم اس بارہ میں تمہارا کچھ دخل نہیں ہے نہایت ادب سے کہتا ہون کہ اسوقت میرے پاس سے علحدہ چلے جاؤ ورنہ اس قصہ کو زیادہ طول ہوگا ہم دونون اسوقت سمجھ لین گے رستم ثانی نے کہا مین ضرور اس بارہ مین تجھسے تعرض کرونگا خبردار سیارہ کی ہلاکت کا ارادہ نہ کرنا ورنہ تم دونون اُسوقت یہان زمین پر افتادہ ہو گے بس سیارہ کے سینہ سے علحدہ ہو جا ہدہد نے کہا مین ہرگز اسوقت سیارہ کو نہ چھوڑونگا رستم ثانی نے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور کہا دیکھو اب بھی خیر ہے اگر سیارہ کے سینہ پر سے اتر آئے ہدہد نے کہا مین سیارہ کے سینہ سے نہیں اترونگا تم مرد ہو تو اتار لو رستم نے تلوار کا وار کیا ہنوز ہدہد کے سر تک تلوار نہ پہونچنے پائی تھی کہ ہدہد نے ہاتھ بڑھا کے رستم ثانی کے کمربند کو مضبوط پکڑ لیا اور کہا اے شاہزادہ رستم ثانی افسوس تجنے میری خواہش کی طرف نظر نہ کی آخر بے ادبانہ پیش آنے کو مجبور ہوا یہ کہا اور سر سے بلند کر کے فوراً زمین پر مارا ایک پاؤن سیارہ پر رکھا اور دوسرے پاؤن سے رستم ثانی کو دبایا ہرچند دونون نے ہاتھ پاؤن مارے مگر ہدہد نے ایک کو بھی رہا نہ کیا اور بار بار یہ کہتا تھا کہ او سیارہ کہ تو ابھی شیر سے سنت کی آستین باہر کیکر دون اسمین اسقدر حواس کہان تھے کہ جواب دیتا جب ایک ساعت کا عرصہ گذر گیا شاہزادہ بدیع الملک آگے بڑھا ہوا دوڑ کے ہدہد کے قریب آیا کہا او خیرہ سر یہ کیا بیہودگی ہے چھوڑ دے ان دونون کو ہدہد نے کہا او بدیع الملک تم خاموش رہو دیکھو مین ان دونون سے سمجھ لیتا ہون بدیع الملک نے ہدہد کا ہاتھ کھینچ کے ان دونون کے سینہ سے علحدہ کیا رستم ثانی کا اُسوقت یہ حال تھا کہ افراط خجالت سے چہرہ پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین اور پسینہ مین غرق تھا اور دست پاچہ کھڑا تھا قرینہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دل مین کہ رہا ہے کیا کرون کچھ نہین بن پڑتا آخر وہان سے آکے اپنے دنگل پر سکوت مین سرنگون بیٹھا سیارہ نے رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا او شاہزادہ تم خاموش کیون بیٹھے ہو اگرچہ گویہ خیال ہے کہ ہدہد نے ہم دونون کو ذک دی یہ بات کچھ بھی ملول ورنجیدہ ہونے کی نہین ہے ہدہد بالیاقت ہے کہ ہمکو ذک دے سکے وجہ یہ ہے کہ ہدہد کے پاس قنطورہ ہے جسکے سبب سے وہ غالب آیا حمزہ ثانی کو تعجب ہوا کہا او ہدہد کیا واقعی تو قنطورہ رکھتا ہے جسکے سبب سے رستم ثانی اور سیارہ پر غالب آیا ہدہد نے کہا شہریار واقعی میرے پاس قنطورہ موجود ہے لیکن سرداران دست چپ کے مغلوب کرنے کے واسطے قنطورہ کے موجود ہونے کی ضرورت نہین ہے حمزہ نے کہا مین تجھسے یہ نہین کہتا کہ تو قنطورہ کی وجہ سے رستم پر غالب آیا لیکن دیکھین وہ قنطورہ کہان ہے ہدہد نے قنطورہ کو گردن سے اتارا اور حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا حمزہ ثانی نے قنطورہ کو اُٹھا کے اپنے روبرو رکھا اور بغور دیکھنا

نہیں لیا بدیع الملک نے کہا شہریار یہ قنطورہ ہدہد سے کسواسطے لیا ہی حمزۂ ثانی نے کہا خاص تمھارے
واسطے لیا ہی اُسنے کہا میرا بھروسا صرف اُس خدا پر ہی جسکو ہر طرح کی قدرت ہی قنطورہ کیا
وقعت رکھتا ہی جسکی وجہ سے کوئی کسی کو مغلوب کرسکے اور بالفرض کسی کا اعتقاد ہو میں اُسکی کوئی قیمت
نہیں سمجھتا جو اس قنطورہ پر اعتقاد رکھتا ہی اُسکو مبارک آپ اُسی کو دیدینا چاہیے حمزۂ ثانی پہلوانان سمت راست
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یارو تم میں سے جسکو مطلوب ہو یہ قنطورہ موجود ہی لے سب نے کانون
پر ہاتھ رکھے اور کہا شہریار ہمارے کام کا قنطورہ نہیں ہی حمزۂ ثانی نے کہا اگر تم لوگ قنطورہ
کے لینے سے انکار کرتے ہو تمکو اختیار ہی یہ سمجھ لو کہ تمھارے انکار کی حالت میں رستم ثانی قنطورہ کو
لے لیگا پھر مجھسے شکایت نہ کرنا اُنھون نے کہا شکایت کی کیا بات ہی ہمنے تو عرض کردیا کہ جسکو ضرورت
ہو قنطورہ لے لے حمزۂ ثانی نے رستم ثانی سے کہا تم قنطورہ لے لو رستم نے کہا مرد میدان کبھی کسی
کی مدد کے خواستگار نہیں ہوتے آج ہدہد کے بارے میں یہ حیلہ کیا گیا کہ وہ قنطورہ کی وجہ سے
غالب آیا اسی طرح کل میرے بارے میں یہ ذکر کیا جاویگا کہ قنطورہ کی وجہ سے یہ کارنمایان ظہور میں
آیا اس سے بہتر یہ ہی کہ قنطورہ سے قطع نظر کیجاوے اگرچہ قنطورہ کی عدم موجودگی میں ہلاک بھی
ہو جاؤں باشد حمزہ نے یاران دست چپ سے پوچھا اُنھون نے بھی قنطورہ کے لینے سے مطلقاً انکار کیا
ہدہد نے کہا اے شہسوار زبردستی قنطورہ کو دینے سے کیا فائدہ اگر کوئی نہیں لیتا فہو المراد میری ہی قسمت کا قنطورہ
ہی مجھکو رحمت ہو حمزہ نے کہا میں قنطورہ کسی کو نہ دونگا ہان اُسکو یہ قنطورہ دیا جاویگا جو بالائے آسمان
فرعون جاوے اور فرعون ملعون کی ریش لا کر لاوے اس شرط کو سنکے سیارہ و ہدہد آگے
کھڑے ہوئے کہا ہمکو اجازت ہے حمزہ نے کہا تمسے کون اس بات کا معاہدہ کرتا ہی ہدہد نے کہا حضور
کسی کو مخصوص نہ فرمائیں ہم دونوں جاتے ہین اگر خدانے چاہا تو اُس ملعون کی ریش لے آوینگے
حمزہ نے اجازت دی دونوں لشکر فرعون کی جانب روانہ ہوئے سیارہ بجائے خود ایک تدبیر
سوچا اپنی صورت کو شیاطین کی صورت سے مشابہ کیا اور اُن گبران مکار کے لشکر میں جا پہونچا جسنے اُسکی
صورت دیکھی ہین حیرت ہو گیا پھر وہان سے بارگاہ فرعون میں پہونچا اور فرعون کو سجدہ کیا
تین مرتبہ اُسکے گرد پھرا شیطین بن شیاطین بھی موجود تھا اُسکے پاس آیا اور شیطین بن شیاطین
کو گود میں اُٹھا لیا اور اسقدر گریہ و زاری کی کہ تمام گبران بدکار حیرت میں مبتلا ہوئے بعدہ فرعون
کے پاس پھر آیا اور دوسرا سجدہ کیا فرعون نے خوب غور سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا اے شیاطین
تو اسقدر عرصہ سے کہان تھا مجھکو تو عمر ثانی نے ہلاک کیا تھا کیا تو کوئی بھوت پریت ہو گیا ہی اُسنے کہا
خداوندا تو عجب لاابالی ہی یہ کیا کہتا ہی کہ بھوت پریت ہو گیا ہی ہم تیرے خاص بندے ہین کیا مجکو اسقدر
قدرت بھی نہیں ہی فرعون نے کہا یہ نہیں اے شہاب اپنا اصل واقعہ بیان کر کہ بعد ہلاک ہونے
کے تجھپر کیا گذری اُسنے کہا اے خداوند جب مجکو عمر ثانی نے ہلاک کیا فرشتے میری روح بہشت عنبر سرشت میں
لیگئے ایک مقام فرحت افزا میں مجکو مقیم کیا گوناگون میوے درختون میں آویزان تھے ایک قصر زرنگار
میری استراحت کے واسطے مخصوص کیا گیا وہان ہر وقت صبح کا سا عالم معلوم ہوتا تھا سورج نہ چاند
درختون کی سرسبزی دلربائی پھولون پھلون کی مہک جان تازہ کرتی تھی غرضکہ طرفہ سامان تھا ہر سال

سال بھر تک اُس بہشت کی سیر کرتا رہا قبل کا ذکر ہی کہ مین نے تیری روح کو دیکھا اُسوقت میرے دل مین
خیال آیا کہ عرصہ ہوا پردۂ دنیا کو نہین دیکھا نہایت شوق ہی اب تو بہشت کی سیر سے دل سیر ہو گیا خداوند کی
روح موجود ہی اس سے التجا کرنا چاہیے چنانچہ ای فرعون تیری روح سے التجا کی کہ مجھکو ایک بار پھر زندہ
کر میری چند آرزوئین ابھی باقی ہین تیری روح نے مجھسے پوچھا کہ وہ آرزوئین کیا ہین مین سن لون بعدہ
حسب مصلحت عمل درآمد ہوگا مین نے کہا ای خداوند میری پہلی آرزو یہ ہی کہ خداپرستون نے پردۂ دنیا
مین خداوند پر عرصہ تنگ کیا ہی چاہتا ہون کہ اُنسے اس گستاخی کا عوض لون دوسری آرزو یہ ہی کہ تو جانتا ہی
لشکر ثانی نے مجھکو نہایت سفاکی سے ہلاک کیا ہی اُسکو مع عیاران دیگر ہلاک کرون علاوہ اسکے اور بھی
آرزوئین ہین جنکی تفصیل طولانی ہی اس مختصر وقت مین نہین بیان کر سکتا میری ان آرزوون کو سُنکے
ای خداوند تیری روح بہت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ جا ہمنے تجکو دوبارہ خلعت حیات بخشا اور اس بار تجکو پچیس
سال کی عمر عطا کی اسواسطے کہ تو نے اپنی یہ آرزو بنابر خیرخواہی اپنے خداوند کے ظاہر کی ای خداوند یہ کہکے تیری
روح نے میرے سر اور منہ پر ہاتھ پھیرا بس مین زندہ ہو گیا اور دوسری مرتبہ روح خداوند کو سجدہ کیا پھر
تیری روح نے میرا ہاتھ پکڑکے بہشت سے باہر نکال دیا مین نے کہا ای خداوند مجکو تیرے لشکر کی راہ نہین
معلوم ہی مین چاہتا ہون کہ اپنے لشکر کی راہ بتاوے روح خداوند نے مجکو لشکر کے نزدیک پہونچا دیا یہانتک
تو مجکو خبر ہی لیکن بعد کا حال مجکو نہین معلوم ہی غالبا وہ روح خداوند مین سمائی ہوگی اب مین تیری خدمت
مین حاضر ہوا ہون فرعون بہت خوش ہوا کہا ای شیاطین آج شب کو واقعی مین نے تقدیر اسطرح
جاری کی ہی کفار جو اُسوقت وہان موجود تھے ایکدفعہ سب اُٹھ کھڑے ہوگئے اور فرعون کو سجدہ کیا
بہت کچھ ثنا و صفت زبان پر جاری کی فرعون نے کہا ای ہمارے بندگان خاص یہ گیا میری قدرت
کا حال تمنے سنا اس سے بدرجہا میری شان ارفع و اعلی ہی ہزارہا واقعات شب و روز مین ایسے گذر
جاتے ہین جنکی کسیکو مطلق اطلاع نہین ہوتی بعدہ فرعون نے خلعت خاص طلب کیا اور شیاطین نقلی یعنی
سیارہ کو دیا سیارہ نے وہ خلعت بہت خوش ہوکے پہن لیا بغل سے ستار نکالا فرعون نے پوچھا
ای بندۂ خاص ہمارے یہ کیا شی ہی سیارہ نے کہا یہ ستار ہی تیرے خوش کرنے کو لایا تھا یہ کہکے بجانا شروع
کیا اور ایسا بجایا کہ تمام حاضرین بہت خوش ہوئے شب کو فرعون نے مرکب قدرت طلب کیا
سوار ہوا شیاطین نے دست بستہ کہا اُسوقت خداوند کہان تشریف لیجاتے ہین کہا ای شیاطین
اسوقت قیطول و قصر پر جاتا ہون شیاطین نے کہا جب میرے حال پر اس قدر فضل و کرم کیا ہی
مین چاہتا ہون کہ ازراہ بندہ نوازی اسوقت مجکو اپنے ساتھ لیچل تاکہ طبقات آسمان کی سیر کرون اور
اصل تو یہ ہی کہ میرا دل یہ چاہتا ہی کہ ایک لمحہ کیواسطے خداوند سے علیحدہ نہون فرعون نے کہا کہ مضائقہ
ہی اچھا پشت مرکب پر میرے پیچھے بیٹھ جا مگر ایسا نہو کہ پشت سے زمین پر گرے شیاطین نے کہا مین
مستحکم خداوند کی کمر کو تھامے رہونگا چنانچہ شیاطین نقلی بھی پشت مرکب پر سوار ہوا وہ مرکب
قدرت روانہ ہوا چند لمحہ مین آسمان و قصر معلق کے قریب پہونچا سیارہ نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک دروازہ خود و کھلا فرعون اُس دروازہ مین داخل ہوا آسمان پر پہونچا ایک قصر مین جاکے
بیٹھا شیاطین نقلی بھی اُسکے روبرو بیٹھا وہان بھی نغمہ نوازی کرکے فرعون کو خوش کیا کہا ای خداوند

اسوقت مجکو اس بات کا نہایت تعجب ہی کہ یہ مرکب پر نہین رکھتا پھر بھی مجکو یہان بالاے آسمان پہونچا دیا کیا رمز ہی فرعون ہنسا اور کہا ای شیاطین تعجب کی بات نہین ہی واقعی یہ مرکب علی العموم مرکبون سے ہی لیکن اسکے آسمان تک پہونچنے کی یہ وجہ ہی کہ عزازیل منقش نے مجکو ایک مہرہ دیا ہی جس مقام پر مجکو جانا منظور ہوتا ہی اس مہرہ کو مرکب کی گردن مین باندھ دیتا ہون وہ مرکب مجکو منزل مقصود پر پہونچا دیتا ہی شیاطین یہ سنکے بہت خوش ہوا جام صراحی سے بھر کے فرعون کے روبرو لے گیا فرعون نے وہ جام بلا تکلف پی لیا شیاطین نقلی نے دوسرا جام دیا آنے وہ بھی پی لیا اسی طرح چند جام کی نوبت آئی تھوڑی دیر کے بعد دماغ گرم ہوا ایسا نشہ کہ بالکل بیہوش ہوگیا سیارہ کو معقول موقع ہاتھ آیا اول اس ملعون کی ریش کتری پھر تمام چہرہ بخس اسکا سیاہ کرکے بالاے آسمان سرنگون آویزان کردیا مہرہ اس سے کے مرکب کی گردن پر باندھا مرکب پر سوار ہوکے آسمان کے دروازے پر پہونچا درون جسد منشور زدود کھل گیا اپنی صورت کو فرعون کی صورت سے سنایہ کرکے اس قصرے باہر آیا اور لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا لشکر فرعون نے دیکھا کہ آج فرعون لشکر اسلام مین گیا ہی ہمہ تن حیرت ہوگئے کہ یہ آج کیا واقعہ ہی اس طرف سیارہ حمزہ ثانی کی بارگاہ مین آیا حمزہ ثانی اور یاران موجودہ نے جو فرعون کی صورت دیکھی متعجب ہوکے ایکنے دوسرے کی طرف اشارہ کیا کسی نے دوسرے سے آہستہ کہا اے فلان یہ کیا واقعہ ہی فرعون ملعون یہان کیون آیا ہی خدا خیر کرے سامان بہر سیارہ نے باواز بلند کہا ای حمزہ ثانی واے بندگان من مین تمہارے حال پر بہت متاسف ہون تمنے اپنی تمام عمر گمراہی مین بسر کی تمکو اپنے انجام کا مطلق خیال نہین ہی مجکو میرے رحم و کرم کو کر بعد انتظار بسیار آج مین خود تمہارے پاس آیا ہون تاکہ تمکو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اگر تم سب مجکو سجدہ کرو ورنہ یقین سمجھو کہ اب مین ہرگز رعایت نہ کرونگا فوراً اپنا قہر و غضب تمپر نازل کرونگا اور وہ قہر و غضب فی الحال یہ ہی کہ تم سب کو سنگ سیاہ کردونگا اسوقت تمکو میری قدرت کا حال دریافت ہوجائیگا اور بندگان من یہ بھی تمہارے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ تم سب کو ایک نشیب سے گمراہ نہین سمجھتا ہون یعنی یہ جوانان دست چپ نہایت شریف ذات ہین اگرچہ مجھسے یہ بھی خلاف ہین تاہم انکی رعایت کرنا مجپر فرض ہی البتہ جوانان دست راست سے مجھے تمنا ہی دیکھون یہ سرکش اور منحرف میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہین تو یہی کہ سب کو سیدھا مستقیم جہنم مین بھیجون اور مطلق رحم کو اپنے دل مین جگہ نہ دون یہ امر میرے زیادہ تر خلاف مزاج ہی کہ علاوہ مجھسے منحرف ہونے کے جوانان دست چپ سے خصومت رکھتے ہین سچ ہی نالائق صاحب لیاقت کی قدر کیا جانین لیکر دون کہ جوانان دست چپ میرے قدرت و کمال کا اقرار نہین کرتے ورنہ انکو اعلیٰ اعلیٰ مراتب تفویض کرکے جوانان دست راست کو خوب خفیف کرتا اس طرح کی تقریر مین حمزہ ثانی کے دل مین کچھ شک گذرا سیارہ کی صورت خوب غور سے دیکھی دل مین کہا کہ فرعون کی بات کا لہجہ نہین ہی اگرچہ بظاہر یہ فرعون معلوم ہوتا ہی سیارہ نے کہا ای حمزہ تمنے میری صورت کیا دیکھی کچھ دل مین شک ہوا مین فرعون ہی ہون اسوقت حمزہ ثانی کو یقین ہوگیا کہ یہ فرعون نہین ہی اسکی جرأت کہان کہ بلا تکلف لشکر اسلام مین آکے اسطرح بے تکلف کلام کرے پس تجھی پہچان لیا ہنسا اور کہا او جھوٹے چپکار تو مغز خراشی کرتا ہی مین نے

تجکو تجھی پہچان لیا سیارہ نے کہا کیا پہچانا حمزہ ثانی نے کہا تو سیارہ ہی سیارہ پشت مرکب سے زمین
پر آیا حمزہ ثانی کو بادب تمام سلام کیا حمزہ نے کہا او شخص یہ تو مجکو تجھی تحقیق ہو گیا کہ تو فرعون نہین ہی
اچھا اب تو بھی صاف صاف بیان کر دے کہ تو کون ہی سیارہ نے کہا شہریارا واقعی مین سیارہ ہون
آسمان کے ساتون طبقے طی کر کے بلندی پر پہونچا وہان یہ کارروائی کی کہ فرعون ملعون کو شراب کے ذریعہ
سے بیہوش کیا اُسکی داڑھی کتر لایا ہون یہ کہکے فرعون کی ریش تراشیدہ پیش کی اور کہا یہ ریش تمام
فرعون کی ہی حمزہ ثانی نے غور سے اُس ریش فرعون کو دیکھا پہچانا کہا واقعی یہ داڑھی اُسی گبر کی ہی
سیارہ نے کہا اگر اس ریش کے بابت کچھ شک ہو تو یہ مرکب قدرت بھی فرعون ہی کا ہی اسے بھی
پہچان لو اور اگر مرکب کا بھی اعتبار نہو آسمان کی طرف ملاحظہ ہو اُسکی صورت مثل غول صحرائی کے
نبلے کے لٹکا دیا ہی حمزہ ثانی نے آسمان کی طرف نگاہ کی دیکھا واقعی فرعون سیہ رو آسمان مین آویزان ہی حمزہ
بہت خوش و مسرور ہوا اور کہا ای سیارہ تجدا کاری کر دے اور قنطورہ کو طلب کر کے سیارہ کو بخشا
سیارہ نے پھر بادب سلام کیا قنطورہ بن کے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اس اثنا مین ہدہد بھی آ پہونچا اور اپنی
جگہ بیٹھا رستم ثانی نے بنگاہ تیز و تند شاہزادہ بدیع الملک کے جانب دیکھا کلاہ کج کی مونچھون پر تاؤ دیا
جب چند مرتبہ ایسا ہی کچھ عمل مین لایا سیارہ ثانی نے رستم ثانی کو دیکھا بعدہ ہدہد کی جانب متوجہ ہوکے
نعرہ مار کر بانگ اوگیدی کیا تو بجائے خود اپنے کو سمجھتا ہی میرے سامنے آ ابھی تیرا سر دھڑ سے زمین پر گراؤن
ہدہد نے بھی نعرہ مار کے او دیوانہ یہ کیا بکتا ہی پہلے اپنے دماغ کا علاج کر بعدہ مجھسے ہمکلام ہو تا نہین جانتا
کہ مین کون ہون سیارہ نے کہا کہ ابلہ تو خود ہی ورنہ تجکو کون نہین جانتا مین خوب پہچانتا ہون البتہ تمکو نہین پہچانتا
آگاہ ہو کہ مین ہون سیارہ تیرا سر کوب ہدہد جست مار کے سیارہ کے قریب پہونچا سیارہ
نے بچستی تمام ہدہد کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا چاہا کہ شاہزادہ
بدیع الملک اُٹھ کھڑا ہوا کہا او خیرہ سر بیباک یہ کیا بیہودہ حرکت ہی ہدہد کو چھوڑ دے ورنہ عنقریب
تجکو ہلاک کر دونگا سیارہ کو قنطورہ کا خیال تھا آپکے بھروسہ پر ہدہد کو چھوڑ کے شاہزادہ پر حملہ آور
ہوا اور کہا ای شاہزادہ اب مین تیری رعایت نہ کرونگا ابھی تیری دلیری کا حال کھلا جاتا ہی شاہزادہ
بدیع الملک حمائل کو گلے مین پہنے ہی سحر و افسون اُسپر اثر نہین کر سکتا اس رو سے ایک طمانچہ سیارہ
کے منھ پر مارا کہ مثل کبوتر کے گرتے زمین پر غلطک کھائی شاہزادہ نے اُسکا پانون مستحکم گرفت مین لا کے
گرد سر چرخ دینا شروع کیا اور ارادہ تھا کہ اُسکو ہلاک کرے حمزہ ثانی بدیع الملک کے ارادہ سے
آگاہ ہو گیا سمجھا کہ سیارہ عنقریب ہلاک ہوا چاہتا ہی کہا کہ ای بدیع الملک خبردار سیارہ کو ہلاک
نہ کیجو اگر اُسنے بیہودگی کی تو ہدہد کے مقابلہ مین کیکو کیا اور رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا ای رستم ثانی
تمھارے خیال محال سے مین بہت عاجز ہون اُسوقت تک تم بدیع الملک کے مقابلہ مین دعوی
ہمچشمی سے باز نہین آئے انسان کو چاہیے کہ ایک مرتبہ امتحان کرے اگر اپنے کو مرتبہ اعلی کے قابل
نہ سمجھے تو کیون اُسکا دعوی کرے ع تکیہ بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف * مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
اور شاہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہو کے کہا بابا تم بیکار قصہ کو طول دیتے ہو اسوقت اس
قصہ کو اسطرح طی کرتا ہون کہ جو شخص عزازیل منفش کو ہلاک کرے اور اس قصر فرعون کو منہدم

نے کہا تو مجکو رہا کر دے تو شک دفع ہو جائے مین قول ہارا ہوا نہین ہون مرزوق نے اسکو رہا کر دیا اور
کہا سچ بتا تو کون ہی اور کس شخص نے تیرا یہ حال بنایا فرعون نے تمام حقیقت بیارہ کی اور شیاطین
کے آنے اور ریش ترشنے کی مرزوق کے روبرو بیان کی اور کہا ای مرزوق وہ مکارہ ایسا شیاطین کی
صورت سے مشابہ ہوکے آیا اور اس طرح کی باتین کین کہ مجکو مطلق شک نتھا اسکے فریب مین آگیا اب
مرزوق کو یقین ہوا کہ واقعی یہ فرعون ہی کہا ای خداوند ہم ایسے بندون مین سے اگر کوئی اسطرح کا دھوکا کہاتا
تو مضائقہ نتھا مجھ ایسا خداوند یہ بھی نہ سمجھا کہ آج تک کوئی مردہ زندہ نہین ہوا ہی جو اج شیاطین بار دیگر
زندہ ہوکے آئیگا اگر یہی حالت تیری خداوندی کی ہی تو کسکا اعتقاد درست رہیگا تا کہ مجکو اپنی سنیت گزشت
کا حال اسوقت یاد نہین ہی لیکن موجودہ عقل بھی زائل ہو گئی خیر گذشت آنچہ گذشت اب تو نادانی ہو گئی
لیکن خیال رکھ کہ آیندہ کسی خدا پرست کو آسمان پر نہ لانا فرعون نے کہا ای مرزوق مین خدا پرست
ہوسکے ہرگز اسکو آسمان پر نہین لایا مرزوق نے کہا ای خداوند کیون مجکو زیادہ گوئی پر آمادہ کرتے
ہو مجکو خوف ہی کہ کوئی کلمہ خلاف میری زبان پر نہ جاری ہو جائے بہتر یہی ہی کہ خاموش ہو رہو اور دوگی
مین کہون آپ تحمل کر فرعون نے سر جھکا لیا اور کہا اچھا اب یہی ہوگا آیندہ کسی کو آسمان پر نہ لاؤنگا
مگر اسکی کیا فکر ہو گی کہ بیارہ میرے مرکب قدرت کو بھی لے گیا بغیر مرکب قدرت
سے کہین نہین جا سکتا طرفہ تر یہ کہ مہرہ بھی لیگیا مرزوق جادو نے نہایت برہم ہوکے فرعون کو
دیکھا کہا کیا کہون تو مرتبہ خداوندی پانے ہوئے ہی ورنہ جیسی تو نے نادانی سے اپنا یہ حال بنوایا مین
بھی یہ اپنے دل کے پیچھے سے لڑتا فرعون نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا مرزوق جادو
وہان سے روانہ ہوا جو خلوے مین پہونچا دیکھا مرکب قدرت مع مہرہ جو خانے مین موجود ہی
مرکب قدرت اور مہرہ کو اپنے قبضہ مین لیا اور وہان سے بعجلت تمام فرعون کی خدمت
مین آیا کہا ای خداوند تیری کمال درجہ خاطر مد نظر ہی مین مرکب قدرت کو لے آیا ورنہ ہرگز نہ لاتا
لیو مجکو کسی طرح آویزان رہنے دیتا فرعون ملعون اسکا بہت شکر گذار ہوا کہا ای مرزوق جان
تو نے اسقدر زحمت میرے سبب سے اٹھائی ہو اتنی اور بھی اپنے خداوند کی مدد کر کہ بدیع الملک
کو بھی میرے پاس گرفتہ و بستہ کر لا مرزوق تا دیر خاموش رہا بعدہ کہا خیر جاتا ہون یہ کہے بار دیگر
خدا پرستون کے لشکر مین آیا بدیع الملک بالکل اسکے آنے سے بیخبر تھا مرزوق یکایک شاہزادہ
بدیع الملک کے قریب آیا شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لاکے سر سے بلند کیا اور اسی طرح
اٹھائے ہوئے روانہ ہو گیا اثنائے راہ مین شاہزادہ تڑپ کے اسکو زمین پر لایا اور اسکا حلقوم
گرفت مین لاکے ایسا فشار دیا کہ اس گرفتار کا دم بند ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرا شاہزادہ نے فرصت
کو غنیمت سمجھ کے ایسا ایک وار خنجر آبدار مرزوق کی گردن پر کیا کہ سر اسکا تن سے جدا ہوکے
دور جا گرا روح ناپاک اسکی مالک کی ملک ہو گئی شاہزادہ مظفر و منصور وہان سے مراجعت کر کے
اپنے مقام پر مقیم ہوا حاضرین متعجب ہوکے کہا ای شاہزادہ اسوقت کہان سے آنے کا اتفاق ہوا
شاہزادہ نے حقیقت بیان کی سب نے کہا الحمد للہ کہ جان بچ گئی اور بدیع الملک کی جرات
و شجاعت کی تعریف کی رستم ثانی تو بدیع الملک کی تعریف سنتا خفا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کے

براق پہنے وہان سے روانگی کا ارادہ کیا بدیع الملک نے پوچھا ای رستم اسوقت کہان کا ارادہ ہے رستم
نے کہا اسوقت ارادہ ہی کہ مین بھی عزازیل کو قتل کر کے مورد تعریف و تحسین ہون حاضرین دست چپ
نے یہ سنکے چشمک زنی کی کسی نے کسی کی صورت دیکھی کسی نے کسی کے کان مین کہا فلان اسوقت
شاہزادہ بدیع الملک کی تعریف سنکے رستم ثانی کو بھی جرات ہوئی بدیع الملک نے کہا ای رستم
اگر تمہارا یہی ارادہ ہی تو بسم اللہ چلو مین بھی چلتا ہون رستم ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے اور حمزہ ثانی کی
خدمت مین دست بستہ عرض کی شہریارا یہ کام گو نہ دشوار ہے امید ہی کہ میرے حق مین دعا کیجاوے تاکہ یہ کام
مجھسے بسہولت و بتیز و خوبی انجام پا جاے بدیع الملک نے کہا شہریارا اگر یہی اہتمام ہی تو مین بھی امیدوار
دعاے فتحمندی ہون حمزہ ثانی اور تمام سرداران موجودہ نے جانب آسمان ہاتھ بلند کیے اور درگاہ
باریتعالے مین استدعا دعا کی کہ خداوندا واسطہ اپنی عزت وجلال کا اور واسطہ اپنی عظمت کمال لازوال
کا ان دونون جوانان حامیان دین اسلام دافعان کفر وظلام کی ہمت وجرات مین برکت عطا فرما تاکہ یہ
دونون دشمنون پر غالب آکے صحیح و سلامت بار دیگر مجھسے ملاقی ہون بعد فراغ دعا و مناجات جب دونون
جوان سب سے رخصت ہوکے روانہ ہوے رستم ثانی اور بدیع الملک دونون باتفاق راہ بیابان
و کوہسار طے کرکے چلے جاتے تھے واضح ہو کہ مرزوق جنم نصیب کا ایک بھائی تھا معصوم نام اسکو
فن عیاری کا بہت شوق تھا چنانچہ بسبب ضرورت فرعون اسکو بھیجا تھا اور عیاری کا کام لیتا تھا
مرزوق کے ہلاک ہونے کے بعد معصوم کو طلب کیا وہ عیار مکار فوراً حاضر ہوا فرعون نے کہا
ای ہمارے بندہ عیار پیشہ تجکو شاید اپنے بھتیجے کا حال نہین معلوم ہی آگاہ ہو کہ خداپرستون کے
ایک سردار کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اس خبر غم کو سن کے معصوم نے سینہ وسر پیٹ لیا اور کہا ای
خداوند تونے اپنی قدرت وجلال سے کچھ کام نہ لیا جو میرا بھتیجا خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا
طرفہ تر یہ کہ مرزوق کے کسی سحر وافسون نے بھی کچھ کام نہ کیا فرعون نے کہا ای معصوم خداپرستون
پر سحر وافسون مطلق کام نہین کرتا اب رہا میری قدرت وجلال کا تعلق اسکی صورت یہ ہی کہ ازل سے
حسبلج میری مشیت جاری ہو چکی ہی اسمین مطلق تغیر نہین ہو سکتا ہان اگر تیری عیاری سے کچھ کام انجام
پا جاوے تو عجب نہین معصوم بعد تامل تیار وہان سے روانہ ہوا اور اپنے بیٹے کو جسکا نام مشرور
تھا ہمراہ لیا مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچا یہان سراغ لگا کے یہ حال دریافت کیا کہ بدیع الملک
قاتل مرزوق جادو مع رستم عزازیل کے قتل کے ارادے سے روانہ ہوے ہین یہ دونون پدر و پسر
بسرعت تمام وہان سے روانہ ہوے تا اینکہ ان دونون جوانان خداپرست کے قریب پہونچے معصوم نے
اپنے فرزند کو بھی فن عیاری مین طاق کر دیا تھا اپنی اسوقت کی بھی عیاری سے مطلع کر دیا غرضکہ یہ دونون
عیاران بدذات بدیع الملک اور رستم ثانی کی نظر سے پوشیدہ آگے بڑھ گئے ایک درخت کے
سایہ مین بیٹھکے معصوم نے ایک تیز چھری لیکر مشرور کو اپنے روبرو لٹا دیا جب بدیع الملک قریب پہنچا
دیکھا کہ ایک پیر کہن سال چھری لیے ہوے ایک نوجوان کو قریب ہی کہ ذبح کرے بدیع الملک قریب گیا
اور کہا ای شخص تو کیون اس نوجوان کو ہلاک کرنیکے درپے ہی معصوم نے بہت کچھ گریہ وزاری کی
اور کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی میرا قصہ عجیب وغریب ہی ایسا ہی مجبور ہون جو اس نوجوان کو ہلاک کرتا

ہون اصل حقیقت یہ ہی کہ مین نے اپنے اس فرزند کو نہایت ناز و نعمت سے پرورش کیا اب زمانہ میری
مفلسی کا آگیا ہو کہ ارادہ کیا کہ اس نوجوان اپنے فرزند کو فروخت کر دون مگر اتفاق سے کوئی خریدار بہم نہ پہونچا
مجبوراً ہلاک کرنے کے درپے ہون کیونکہ مین اسقدر استطاعت نہین ہو کہ اسکے مصارف کا بار اٹھا ؤن
شاہزادہ نے کہا او شخص تو بڑا سخت دل معلوم ہوتا ہو کہ صرف ایک ادنی امر کیواسطے اپنے لڑکے کے
ہلاک کرنے کے درپے ہو اسنے کہا او جوان تو کیا سمجھ سکتا ہو جو مجبوریان مجکو لاحق ہین بس یہ سمجھ لے کہ ایسا
ہی مجبور ہون جو اسکی ہلاکت کو اختیار کر لیا شاہزادہ نے کہا اچھا اگر اسکا بار مصارف کا متحمل نہین ہو سکتا
تو اسے مجھے دیدے اس مکار نے کہا مجکو کیا دو گے شاہزادہ نے کہا یہ کیا بکتا ہو اسنے کہا بیشک مین اسکی
قیمت لونگا جو کوئی عمرو بکر اسے لے ورنہ یہ چھری ہو اور اسکا گلا ہی شاہزادہ کو اس نوجوان کے حال پر رحم
آیا کہا اسکی کیا قیمت لیگا اسنے کہا اسکی قیمت ہزار تومان ہو اگر مجھے ہزار تومان مل جائینگے مین اسکی ہلاکت
سے باز آؤنگا شاہزادہ نے ہزار تومان اسکی قیمت ادا کر دیے معصوم مشرور کا ہاتھ شاہزادہ کے
ہاتھ مین دے کے چلتا ہوا اسکو تو اسطرف جانے دیجیے اور اس مکار کا حال سنئے کہ بقیہ روز راہ بیابان
طی کی شب کو ایک مقام پر قیام کیا شاہزادہ بدیع الملک اور رستم دونو ن پڑ کے سو گئے مشرور کو موقع ملا
اس مکار نے عالم خواب مین شاہزادہ کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اٹھا لے گیا اس مکار
کے جانے کے چند ہی لمحے کے بعد رستم ثانی کی آنکھ کھل گئی دیکھا بدیع الملک وہان سے غائب ہی
اور وہ نوجوان بھی نہین ہی نہایت متوحش ہوا دل مین کہا ضرور وہ نوجوان مکار کوئی عیار تھا جو شاہزادہ
بدیع الملک کو لیگیا اسکی خبر لینا چاہیے فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور پاؤن کے نشان دیکھتا ہوا روانہ
ہوا ایک مقام پر زیر درخت دیکھا کہ دو شخص عیار وضع بیٹھے ہین اور ایک پشتارہ بھی انکے روبرو رکھا
ہی سمجھ گیا کہ یہ وہی دونون مکار ہین قریب پہونچا جو ہین مشرور کی نظر رستم ثانی پر پڑی معصوم
سے کہا غضب ہو گیا حریف آپہونچا دونون باپ بیٹے مثل ہوا کے بے در نگ تلوارین لیکے رستم
کے جانب جھپٹے رستم ثانی نے کہا او نابکار و تمنے بڑا فریب کیا دیکھون تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہو
دونون عیارون نے دو طرف سے رستم پر وار کیے رستم نے ایک وار کو دست راست سے بتیغ
شمشیر رد کیا ان دونون ملعونون نے پھر ایک ہی مرتبہ دو لوگ وار کیا رستم ثانی نے جانب دست چپ
کا وار سپر پر رد کیا اور جانب دست راست اس سبکی سے تلوار کا وار کیا کہ معصوم کا ہاتھ کٹ کے مع تلوار
زمین پر گرا مشرور نے اپنے باپ سے کہا تو متوقف ہو مین اس جوان سے سمجھ لیتا ہون معصوم
سمجھا کہ اب یہان کے توقف مین جان کا ضرر ہو تاب قیام نہ لا کے بھاگا مشرور نے جو اپنے باپ
کو بھاگتے دیکھا آپکے بھی حواس جاتے رہے وہ بھی بھاگا رستم ثانی نے ان دونون کا تعاقب کرنا مناسب
نہ جانا پشتارہ کو کھولا دیکھا واقعی بدیع الملک ہی وارکے رفع بیہوشی کیا شاہزادہ بدیع الملک
کو ہوش آیا دیکھا رستم ثانی موجود ہی کہا او برادر رستم مین یہان تک کس طرح پہونچا اور تم یہان
کس طرح پہونچے رستم ثانی نے تمام حقیقت بیان کی بدیع الملک کو بہت متعجب اور یہ کہا سہ
رسیدہ بود بلاے ولی بخیر گذشت ؛ دونون منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ مین چند
گبران قوی تن کو ہمراہ لے کے وہ دونون مکار سد راہ ہوئے بدیع الملک ور ستم ثانی بالا تعاق

حملہ آور ہوئے منشر ور نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا بدیع الملک نہایت دلیری کو کام مین لایا اُن سب
گران نابکار کو بے منشر ور تہ تیغ کر کے رستم ثانی کو رہا کیا جب اطمینان ہوا دونون وہان سے روانہ ہوئے
طے مراحل کرتے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا دو راہین ہین بدیع الملک نے کہا ای رستم یہ دو راہین
پیش آئی ہین میری راے یہ ہو کہ ایک راہ مین مین جاؤن اور دوسری راہ مین تم جاؤ دیکھین ہم دونون
مین سے کون [illegible] کو دستیاب ہوتا ہی رستم ثانی نے کہا ہان یہ راے مجکو بھی پسند ہی غرضکہ وہان سے
دونون مین مفارقت ہوئی ایک راہ شاہزادہ بدیع الملک نے اختیار کی اور دوسری طرف رستم ثانی روانہ ہوا

احوال فیروزی مآل شاہزادہ رستم ثانی مسطور ہوتا ہی

سخن سنج دانائے معنی فریب ؛ عروس سخن را چنین داد زیب ؛ رستم ثانی شاہزادہ
بدیع الملک سے رخصت ہو کر سیارہ ثانی کو ہمراہ لیے منزلین طے کرتا چلا جاتا تھا
تین روز کے بعد ایک لشکر سے دو چار ہوا ؛ قیامت انبوہ ؛ بفلک رفتہ نہر جانب اعلام شکوہ
رستم ثانی نے سیارہ ثانی کو خبر کیا اُسے بھیجا تاکہ معلوم ہو یہ لشکر کسکا ہی سیارہ آیا اہل لشکر سے
حال دریافت کیا رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی ؎ تا صبح نو عروس زر و حجاب راز
ہر روزہ جلوہ از حق خاوران دید باد اعروس بخت تو از بیتی کہ حسن غلہ ہر سا قش بروے تمامہ جہان دہد
ای شہریار عالی تبار یہ لشکر بادشاہ قلعون حصار کا ہی اُسکا نام قیامت شاہ ہی دور سے غور
کر کے جو دیکھا تو ایک جوان با شوکت و شان مرکب عراقی نژاد پر سوار لباس شاہانہ در بر ہزارہا پیادے
نیزہ بردار ہمراہ دایان بینے سلح و مکمل پس و پیش چلا آتا ہی کمال تعجب ہوا کہ یہ جوان نہین معلوم کون ہی رستم
مرکب کو مہمیز کر کے اس لشکر کے قریب پہونچا اُن سب نے باواز بلند کہا ای جوان تو کون ہی اور کہان
جاتا ہی رستم ثانی نے کچھ جواب نہ دیا چند سپاہی رستم کے پاس آئے اور کہا ای جوان جو کچھ تجھسے پوچھا
تو نے نہین سنا آخر تو کون ہی اور کہان جاتا ہی رستم ثانی نے کہا مین نے سنا ہی یہ لشکر قیامت شاہ
کا ہی اُس سے ملاقات کرنا مقصود ہی بہت ضروری کام ہی اُنھون نے کہا توقف کر ہم اجازت لے آئین
تو جانا رستم ثانی وہین متوقف ہوا اُنھون نے قیامت شاہ کو اطلاع کی اُسنے کہا اُس جوان کو
آنے دو رستم ثانی قیامت شاہ کے پاس پہونچا پوچھا ای بادشاہ کس طرف کا ارادہ ہی یہ لشکر کہان
جاتا ہی قیامت شاہ نے کہا مین نے سنا ہی کہ فی الحال خدا پرستون نے خداوند فرعون پر عرصہ
تنگ کیا ہی لہذا اُسکی مدد کو جاتا ہون اور ای جوان تو کون ہی شاہزادہ نے کہا تمنے سنا ہو گا کہ خدا پرستون
کے لشکر مین دو جوان ہین ایک کا نام رستم ثانی ہی اور دوسرے کا نام بدیع الملک ہی فرعون کی دولت
کے غارت کرنے والے وہی دونون ہین اُسنے کہا ہان مین نے اُن دونون کے نام سنے ہین رستم
نے کہا اُن دونون مین ایک مین ہون میرا نام رستم ثانی ہی اور دوسرا شخص بدیع الملک نوجوان
بہم زن دودمان ہزارہا آتش پرست ہم دونون عزازیل منقش کی ہلاکت کیواسطے اپنے لشکر سے
آئے ہین اور یہ بھی ارادہ ہی کہ فرعون کے قصر معلق کو برہم کرین اپنے لشکر سے ہم دونون ساتھ آئے
تھے اثناے راہ مین دو راہین ملین ایک طرف بدیع الملک گیا اور اس طرف مین آیا ہون
قیامت شاہ نے کہا کیا تو واقعی عزازیل منقش کو ہلاک کرنا چاہتا ہی رستم ثانی نے کہا بیشک

قیامت شاہ نے از سرتاپا رستم ثانی کو بغور دیکھا اور کہا کہ ای جوان تو خوب جانتا ہے کہ میں فرعون پرست
ہوں اور تو بلا تکلف کہہ رہا ہے کہ میں عزازیل منقش کو ہلاک کرونگا تجھکو کچھ خوف نہیں ہے رستم ثانی نے
کہا مجھکو خوف کسکا ہے جو نہ کہوں قیامت شاہ نے کہا اگر یہاں تیری گرفتاری کا سامان کیا جاوے
رستم ثانی نے کہا اگر کسی کو جرات ہو تو میری گرفتاری کا سامان کر کے دیکھ لے قیامت شاہ نے
کہا اچھو سپاہی ہیں تجھکو ضرور ہلاک کرکے تیرا سر خداوند فرعون کی خدمت میں لیجاؤنگا رستم نے کہا مست
بیارا نچہ داری زمردی نشان قیامت شاہ تیغ علم کرتے رستم پر وار کیا رستم ثانی نے اس
وار کو سپر پر رد کیا اور مرکب کو دوڑاتا ہوا قریب قیامت شاہ کے پہونچا بلا تکلف کمر کے کمربند
میں ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کر کے بجائے سپر قرار دیا بعد لشکر کفار پر نعرہ مارا کہ او بدبختو اگر تم نے
ذرا بھی اپنی جگہ سے حرکت کی تو یقین سمجھو کہ میں قیامت شاہ کو ہلاک کرونگا اور اگر اپنے سردار
کی خیریت چاہتے ہو تو خاموشی اختیار کرو جو کچھ مناسب سمجھونگا عمل میں لاؤنگا اور قیامت شاہ
سے کہا جلد اپنا ارادہ ظاہر کر اگر مسلمان ہونا قبول کرے تو میں تجھکو رہا کردوں ورنہ ضرور ہلاک کرڈالونگا
قیامت شاہ نے کہا ای جوان اب مجھکو تیری جرات و دلاوری کا حال معلوم ہوگیا اور یہ بھی
دریافت ہوا کہ فرعون کی خداوندی محض غلط اور لغو ہے بیشک مسلمانوں کا خدا برحق ہے اب مجھکو
دین اسلام کے ارکان تعلیم کر رستم ثانی نے قیامت شاہ کو آہستہ زمین پر رکھدیا اور قیامت شاہ
کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور بھی کچھ اصول و فروع بیان کیے قیامت شاہ نے اپنے لشکر سے آواز بلند
کہا ای اہل لشکر آگاہ ہو میں اس جوان کی ہدایت سے مسلمان ہوگیا ہوں خبردار اب اس جوان سے
کسی طرح کا تعرض نہ کرنا اور دلی خواہش ہے کہ تم سب دین اسلام اختیار کرو بمجرد اس آواز کے کچھ سوار
فوج سے علیحدہ ہو کے جنکی تعداد دو سو پچاس تھی اور قیامت شاہ کے پاس آ کے کہا کیا حکم ہے ہم
حاضر ہیں رستم ثانی نے ان سب کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا سب [illegible] ہوئے اور رستم ثانی قیامت شاہ کی
بارگاہ میں آ کے مقیم ہوا یکایک درگاہ سالار نے آ کے عرض کی کہ ایک عیار آیا ہے ملازمت والا کا
خواستگار ہے قیامت شاہ نے کہا کہ لے آؤ عیار آیا پگڑی سے نامہ نکالا قیامت شاہ کے
ہاتھ میں دیا قیامت شاہ نے سرنامہ چاک کیا نامہ کو کھولا از اول تا آخر پڑھ کے رستم ثانی کو دیا
رستم نے بھی اس نامہ کو پڑھا کہا ای بادشاہ چلو افلاک شاہ کو بھی مسخر کریں صورت حال یہ ہے
کہ جب قیامت شاہ اس طرف آیا تھا تو اپنے بیٹے رضوان شاہ کو گلگون حصار میں چھوڑ
آیا تھا اس مقام سے اشکالیہ نزدیک ہے وہاں کا حاکم و فرمانروا افلاک شاہ بن اشکال ہے اسکا
باپ اشکال شاہ فرعون کی مدد کو گیا ہوا تھا ہنگام میدان داری فرعون نے کہا جا تجھے
تمام خدا پرستوں کی اجل تیرے ہاتھ مقرر کی ہے وہ نقابدار کے مقابلہ میں آیا بعد رد و بدل بسیار
نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اسپر افلاک شاہ فرعون سے منحرف ہوگیا تھا فی الحال اسنے
گلگون حصار پر فوج کشی کی ہے اور رضوان شاہ کہتا تھا کہ فرعون گیدی دروغگو ہے تیرا باپ
کیوں اسکی مدد کو اسطے گیا چنانچہ شہر سے باہر آ کے اسکا مقابلہ کیا اور افلاک شاہ کے ہاتھ سے
زخمی ہو کے قلعہ بند ہوگیا اسنے اپنے باپ یعنے قیامت شاہ کو نامہ لکھا کہ ای پدر دشمنوں

کی یورش سے عاجز ہوکے مین قلعہ بند ہوگیا ہون عنقریب یہ ملک میرے ہاتھ سے جاتا ہی بہت جلد میری
مدد کو پہونچنا چاہیے رستم ثانی نے جب یہ نامہ پڑھا قیامت شاہ کو لے کے کوچ کیا بعد چند روز
کے گلگون حصار مین دونون پہونچے دیکھا کہ افلاک شاہ ہر چہار جانب قلعہ کو گھیرے پڑے
ہی اور رضوان شاہ بن قیامت شاہ قلعہ بند ہی رستم ثانی مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آیا اور
کہا او کیدی افلاک شاہ یہ کیا ہنگامہ آرائی تونے کر رکھی ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ قلعہ کے محاصرہ
سے دست بردار ہو ورنہ اپنے اعمال کی سزا پائیگا افلاک شاہ نے کہا ای جوان اس گفتگو سے
کچھ فائدہ نہین ہی اگر نشہ مردی ومردانگی ہی آ مقابلہ کر رستم ثانی تلوار علم کرکے افلاک شاہ کے قریب
آیا افلاک شاہ نے تلوار کا وار کیا رستم نے سپر پر رد کیا اور نیزہ کا وار کیا افلاک شاہ بھی فن حرب
وضرب سے خوب واقف تھا جگہ خالی کرکے رستم ثانی کے وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر رد وبدل ہی پھر
پشت مرکب سے دونون زمین پر آکے زور دست وبازو مین مصروف ہوئے خوب کاوزور بان
ہوئی لیکن نہ این را ضرر نہ اورا خطر تا اینکہ آفتاب قریب غروب پہونچا یکایک رستم ثانی نے افلاک شاہ
کے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اور اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کرلیا پھر اسکو تلقین دین اسلام کی افلاک شاہ
نے کچھ جواب نہ دیا رستم ثانی نے افلاک شاہ کو زمین پر مارا سینہ پر بیٹھ کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی
افلاک شاہ نے کہا اب پہلے یہ بتا کہ تو کون ہی جو بیگانہ غیر ملک مین آکے اس طرح ہنگامہ آرائی کی
اسوقت تیری رفعت وحقیقت مجھپر ظاہر ہوئی رستم ثانی نے کہا ای افلاک شاہ میرا نام رستم ثانی
ہی مین نے قیامت شاہ کو مسلمان کیا ہی اب تیری باری ہی اگر میری ہدایت تجھپر اثر کرگئی فہو المراد
ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہی ای افلاک شاہ یہ امر بھی تجھپر بخوبی ظاہر ہی کہ مجکو تجھسے کسی طرح کی
خصومت نہین ہی ہان مسلمان ہونا تیرا شرط ہی افلاک نے کہا ای جوان مجکو مسلمان ہونا بدل منظور ہی
رستم اسکے سینہ سے اتر آیا اور کلمہ طیبہ تلقین کیا افلاک شاہ بصفاے قلب مسلمان ہوا اسکے ساتھ
پچاس ہزار سوار کی جمعیت تھی سب احاطہ اسلام مین داخل ہوئے دونون لشکر ایک جا مقیم ہوئے
جب افلاک شاہ رستم ثانی کے پاس بیٹھا کہا شہریار زہے نصیب میرے کہ میری دلی آرزو پوری
ہوئی اسی طرف تمہارا آنا ایک اتفاقی امر تھا رستم ثانی نے کہا ای افلاک مجکو تجھسے کچھ دریافت کرنا ہی کسی وقت
کہونگا افلاک شاہ نے اصرار کیا کہ بیان کرو کیا دریافت طلب امر ہی رستم نے کہا مجکو عزازیل منقش
کی تلاش ہی اگر اسکا مقام معلوم ہو تو بیان کرو افلاک شاہ نے کہا شہریار ایک برس تین مہینے کا عرصہ
گذرا میرے ملک کے قریب عزازیل منقش نے ایک طلسم ترتیب دیا ہی اور خود اسی طلسم مین رہتا ہی
رستم ثانی یہ خبر سن کے بہت خوش ہوا دل مین کہا عجب نہین جو بدیع الملک کے مقابلہ کی نوبت
مین لیجاؤن وہ دن تو انواع انواع طرح کے حرف وحکایات مین گذرا دوسرے روز وہان سے
پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوچ کیا بعد قطع مراحل وطی منازل بیابان وکوہسار اشکال کوہ کے
قریب پہونچا دیکھا نہایت وسیع وبلند قلعہ ہی جسمین چار سو برج واقع ہین ہر ایک برج پر ایک ایک فیل کوہ پیکر
ہی جسکی پشت پر ایک ایک اژدہا بیٹھا ہی اور ہر ایک برج پر ایک ایک مینار بلند بھی واقع ہی اور ہر ایک
مینار پر ایک ایک کتا بیٹھا ہی اور بہت بڑا ایک اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے ہوئے ہی اس اژدہے

کی دم اُسکے منھ میں ہے جب یہ سامان رستم ثانی کی نظر سے گذرا لشکر کی جانب سے باگ پھیری مرکب کو دوڑاتا ہوا اس اژدہے کے قریب پہونچا رستم کو دیکھکے اُن چار سو کتون نے بھونکنا شروع کیا اس طرف تمام فیلان کوہ پیکر اپنی خرطوموں کو پھیر دینے لگے جو اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ میں لیے تھا اُسنے سر اُٹھاکے رستم ثانی کو دیکھا اُسکی صورت ایسی ہیبتناک تھی کہ کیسا ہی کوئی بہادر پرجگر ہوتا مگر زہرہ اُسکا آب ہو جاتا رستم ثانی اُسوقت بہت بڑی جرأت کو کام میں لایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہا عجب طرح کا شور و غوغا بلند تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس طویل القامت اژدہے نے دم کی کشش سے رستم ثانی کو اپنے منھ میں کھینچ لیا اور نگل گیا رستم کے حواس باختہ ہو گئے آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک بادشاہ جلیل القدر کی بارگاہ عالیجاہ میں پایا ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہے کہاں اُس اژدہے نے نگل لیا تھا کہاں اس بارگاہ شاہی میں پہونچا جہاں مدت العمر گذر نہیں ہوا تھا نہ یہاں اپنا کوئی شناسا ہے جس سے ہمکلام ہوں استفسار حال کروں پھر خیال آیا کہ ہرچہ بادا باد جو یہاں گذر ہو گیا ہے متوحش ہونے سے کچھ فائدہ نہیں ہے با دل بلند کہا السلام علیک جلاجل جادو نے حیرت سے رستم کو دیکھا اور کہا تو کون ہے جو اسطرح بیباکانہ بیباک آیا اور بطریق اہل اسلام سلام کرتا ہے نہیں جانتا کہ ہم یہاں سب طرح کی قدرت رکھتے ہیں ابھی چاہیں تو یہ تیرا تمام گوشت و پوست زاغ و زغن کو کھلا دیں رستم ثانی نے کہا تو مجکو نہیں جانتا ۔۔ وہ ہوں جو بلا تکلف یہانتک پہونچا جلاجل جادو نے کہا تو اپنا نام کیوں نہیں بیان کرتا تیری بیباکی تو ہمیشہ ظاہر ہے شاہزادہ نے کہا سن مجکو رستم ثانی کہتے ہیں اور جو کچھ مجکو پوچھنا ہو وہ بھی پوچھ لے جلاجل جادو نے ارغون کیا دیکھتا ہے اس جوان بیباک کو گرفتار کر لے ارغون نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا جب دن ہوا ایک طلسم میں شور بلند ہوا یہ خبر جلاجل جادو کو پہونچی کہ آج شب کو ارغون جادو ہلاک کیا گیا اور قیدی بھی غائب ہو گیا یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کون تھا جسکی ذات سے یہ واقعہ ظہور میں آیا جلاجل جادو نے جادوان طلسم سے کہا ارے کم بختو قیدی طلسم سے باہر نہیں گیا ہے طلسم میں موجود ہے جلد تلاش کرو ایسا نہو کہ بیرون طلسم سے چلا جاوے تمنے بڑی غفلت کی کہ اُسکی خبر نہ رکھی ظاہر تو یہ ہے کہ ارغوان جادو ہلاک ہو گیا اور مجکو خبر نہوئی اگر یہی تمہاری غفلت کا حال ہے تو اس طلسم کی بنیاد ہرگز قائم نہ رہیگی خیریت اسی میں ہے کہ اُس قیدی کو تلاش کر کے ہمارے روبرو حاضر کرو تمام جادوان طلسم تلاش میں مصروف ہوئے

اب ان جادوان طلسم کو رستم ثانی کی تلاش میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال فیروزی مآل شاہزادۂ بدیع الملک میں طلسم فرسائی کیجاتی ہے

نگاہے کنم مستانہ از جام دیگر
بیوزان جان بر لب آمد جان می دیگر
بریزان ل بر دگان چون شمع اگر یہ می آید
شود در عالم جان عیسے دم بری دیگر
زفیض اشک بالا در دل شب گشت عالم

کنم می ساقیا گوہر سخن از عالم دیگر
بجان آمد دلم یارب بیاد نظر از یں عالم
درین محفل نباشد غیر از غم ہمدمی دیگر
برد در وصل او دارم غم و درد جدائی را
شود ای ہمدم لب این زمین از شبنمی گوہر

بوقت و الپسین شاید دم تیغ تو بنوازد
جانی کن نشاید تو برآورد آدمی دیگر
نگن آن لطف را بر چہرۂ جانان ہم و برہم
شب ہجران زفکر وصل او جادم ہے ویہ
سر برآرا بان فلک نکتہ بر عدی

و تاج افروزان اریکہ وقیقہ یابی و معنی گستری اس بیان سعادت اقتران کو یون کرسی نشین کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ والا ورپنے بدیع الملک والا گہر شاہزادہ شاہزادہ رستم سے جدا ہوکے دوسری جانب راہی ہوا بجلت

تمام منازل سخت و بیابان پر خار و در کوہسار دشوار گذار طے کرتا جاتا تھا اور خدا سے دعا مانگتا تھا کہ مری بہ
تیرے ساتھ ہو عزازیل ملعون کی ہلاکت پر عزت پاتا مقرر ہوا ہی غیب سے کوئی سامان بہم پہونچ جاے
جو یہ کام بسہولت میرے ہاتھ سے انجام پا جاے طول کلامی کیا ہی کہ کیہان نوجوان برادرزادۂ فرعون
شاہزادہ بدیع الملک کی کوشش سے مسلمان ہوا تھا جب بدیع الملک ملک باختر کے جانب
روانہ ہوا وہ رخصت ہوکے اپنے ملک مین آیا تھا پیکر شاہ اُسکا باپ تھا کیہان نوجوان اپنے
باپ کے پاس آیا قدمبوسی کی باپ نے بکمال شفقت اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا مزاج پوچھا کیہان
نے کہا اُس خداے وحدہ لاشریک کا ہزار ہزار شکر ہی کہ مین اسوقت تک صحیح و سلامت رہا جو یہانتک
پہونچا پیکر شاہ نے کیہان کی زبان سے خداے وحدہ لاشریک جو سنا نہایت متعجب ہوا اور کہا ای
فرزند آج تو نے عجب طرح کی لفظین اپنی زبان پر جاری کین جنکو مدت العمر مین نے نہین سنا سچ بتا تو نے
کیا کہا کیہان نے کہا ای پدر واقعی تمہارے گوش گذار یہ لفظین کبھی نہین ہوئین واقعی نئی لفظین
ہین حقیقت امر یہ ہی کہ مین نے دین اسلام کو اختیار کیا ہی مین چاہتا ہون کہ تم بھی ایسے دین پاک کو
اختیار کرو مجھ پر حقیقت اس دین پاک کی بخوبی ظاہر ہو گئی پیکر شاہ ہنسا اور کہا ای فرزند تیرا خیال
کس طرف ہی دین و مذہب کے معاملات ابتداے خلقت سے معرض بحث مین رہے باہمی تصفیہ
کبھی نہین ہوا ہے لکم دینکم ولی دین پر رہا طریقہ ہ درحقیقت چند بیہودہ معاف ادمشاء آج تو یہ کہتا ہی کہ
مجکو حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی کیہان نوجوان نے کہا ای پدر مین سچ کہتا ہون اگر یقین نہو
تو اس دین حق کے صحیح و درست ہونے کو مجھسے سن تو یہ سچ ہی کہ دین مذہب کے مباحث کبھی صاف
نہوے مگر وجہ اسکی یہ ہی کہ جبتک توفیق آسمانی دریافت حق مین رفیق نہین ہوتی کبھی یہ مبحث طے نہین
ہوتا پیکر شاہ نے بعد غور و تامل بسیار کہا ای فرزند میرا جی بھی اس دین کی طرف مائل ہی لیکن مین
ابھی اس دین کو اختیار نہین کر سکتا جبتک کہ بدیع الملک کو بچشم خود دیکھ لون کیہان نوجوان
نے کہا شاہزادہ بدیع الملک ملک باختر کے جانب گیا ہوا ہی خیر کیا مضائقہ ہی جسوقت وہ واپس
آسکے اسوقت اس دین کو اختیار کرنا اسی طرح کی گفت و شنید بسیار کے بعد پیکر شاہ نے اس بات
کو قبول کیا تھا جب اسوقت سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک آیا ہی نامہ لکھا شاہزادہ کی خدمت مین ایک
قاصد کے ہاتھ نامہ بھیجا قاصد اُس نامہ کو لیے ہوے چلا جاتا تھا راہ مین شاہزادہ نے اُسکو دیکھا بہرہ
سے کہا دیکھ یہ کون شخص قاصد وضع ہی جو چلا جاتا ہی بہرہ بسرعت تمام اُسکے قریب پہونچا اور کہا
ای شخص تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُس قاصد نے کہا مین قاصد ہون بہرہ نے کہا تیرے پاس کسکے
نام کا خط ہی اور کس نے بھیجا ہی اُسنے کہا کیہان نوجوان کا نامہ شاہزادۂ بدیع الملک کی خدمت
مین لیے جاتا ہون بہرہ نے کہا تو شاہزادہ بدیع الملک کو پہچانتا ہی اُسنے کہا مین نہین پہچانتا البتہ
دریافت کرنے سے معلوم ہو جاے گا بہرہ نے کہا اگر مین بتا دون تو کیا دیگا اُس قاصد نے
کہا اسطرح کا لالچ اکثر عیارون کا سننے مین آیا ہی معلوم ہوتا ہی تو عیار پیشہ ہی بہرہ ہنسا اور کہا کیا
یاد رکھا کہ کسی نے زحمت مین تخفیف کر دی دیکھ سامنے جو عالیجاہ مرکب پر سوار چلا آتا ہی یہی شاہزادہ
بدیع الملک ہی جسکے نام کیہان نوجوان نے نامہ لکھا ہی اگر تجکو منظور ہو اس کام کا معاوضہ

تو دے ورنہ مین تجھسے کچھ نہین ہون قاصد نے کہا ابھی میرے پاس کچھ نہین ہی شاہزادہ بدیع الملک
اگر نامہ بری کی محنت کا معاوضہ دے گا تو اس معاوضہ مین تجھے بھی شریک کرونگا ہر چند کہ ملا تجھے
اختیار ہی غرضکہ وہ قاصد بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا
اور کہا گیہان نوجوان نے یہ نامہ دیا ہی شاہزادہ نے سرنامہ پڑھا کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہی سرنامہ
چاک کیا مضمون مندرجہ پر نظر کی لکھا تھا اول نامہ بنام خداے تعالے دوم بنام خیر الورا سردار انبیا
شفیع روز جزا محمد مصطفے سوم بنام علی مرتضے قریشی ہی و زوج فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہما
چہارم یہ نامہ ہی از جانب من خادم خدام والا یعنے گیہان نوجوان عرض آنکہ اے شہریار عالی منزلت
واعلی مرتبت یہ کمترین خدمت فیض درجت سے مرخص ہوکے بیکریہ مین اپنے پدر معظم کی خدمت
مین پہونچا دین اسلام کی دعوت کی بہت فہمائش سے پیش آیا اگرچہ باپ کے روبرو اس طرح کی
تقریر خلاف داب تھی تاہم دین و مذہب مین ایسا داب بیجا سمجھا جاتا ہی بعد گفت و شنید بسیار میرے
پدر معظم نے یہ جواب دیا کہ جبتک شاہزادہ بدیع الملک کو بچشم خود دیکھ لونگا دین اسلام قبول کرونگا
مین نے اس شرط کو قبول کر لیا اور منتظر رہا کہ جب شہریار اس طرف رونق افروز ہونگے
یہ قصہ پاک ہو جائے گا امید ہی کہ حضور رفیق گنجور اپنے قدوم میمنت لزوم سے شہر بیکریہ
کو عزت بخشینگے اور میرے پدر معظم کو بھی مسلمان ہونے مین کوئی عذر باقی نہ رہیگا مزید بران برکت
قدم سے تمام رعایاے بیکریہ مسلمان ہو جائے گی بدیع الملک نے اس مضمون کے نامہ کو
از اول تا آخر پڑھکے قاصد سے کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہی اچھا توقف کر مین تیرے
ہمراہ چلتا ہون قاصد وہین مقیم رہا ہہ قاصد کے پاس آیا اور پوچھا کیا ملا اسنے کہا کچھ نہین ہہ ہہ
بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریار گیہان نوجوان کے قاصد کو انعام
وغیرہ نہین ملا شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا اے ہہ بیشتر تیری خصلت مین لالچ نہ تھا اب یہ لالچ کس سے
سیکھا ہہ نے کہا شہریار مین کچھ نہین طلب کرتا ہون غیر شخص کا نامہ بری عالم مین دستور ہی کوئی
نامہ بھیجتا ہی مکتوب الیہ قاصد کو انعام کے طور سے کچھ نقد دیتا ہی شاہزادہ نے پچیس تومان بسم
ہوسکے ہہ کو دیے اور کہا لے اس قاصد کو دے آ ہہ وہ تومان لیے ہوے قاصد
کے پاس آیا اور کہا یہ تومان شاہزادہ نے تجکو دیے ہین مجھے کیا دیگا اسنے کہا مجھے تومان دیدو
تو مین تمھین بھی دون ہہ نے وہ تومان اسکو دے دیے قاصد نے بارہ تومان ہہ کو دیے
باقی تومان اپنی جیب مین رکھ لیے جب ہہ کی صورت بدیع الملک نے دیکھی کہا اے ہہ
تونے کیا پایا اسنے کہا شہریار جو کچھ اسنے مجھے دیا اسے منظور کر لیا عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی
شاہزادہ نے کہا اے ہہ اس طرح کی عادت بہت ذلیل و خفیف کرتی ہی اگرچہ دنیا مین بیشتر
اسی طرح سے کتے ہین جہان انھون نے کسی کے پاس کچھ دیکھا اور عف عف کرتے ہوے
لپکے صاحب طعام نے اس خیال سے کہ وہ بھی سگ بطن و دوختہ بہ کمال کراہت ایک پارچہ
نان آگے سامنے پھینک دیا ان کتون نے بکمال شوق و رغبت اس پارچہ نان کو کھا لیا آیندہ
اس طرح کی حرکت نہ کرنا ہہ بہت خفیف ہوکے خاموش ہو رہا القرض دوسرے روز شاہزادہ

بدیع الملک نے اُس قاصد کو رہنمائی کیواسطے اپنے ہمراہ لیکے وہان سے روانہ ہوا چند روز کے بعد
بیکریہ مین پہونچا بیکر شاہ اور کیہان شاہ کو شاہزادے کے ورود کی خبر پہونچی وہ دونون بکمال چاہ چشم
استقبال کے واسطے آئے ملازمت حاصل کی اپنے دربار مین لا کے بٹھایا نہایت تعظیم و تکریم کی بیکر شاہ
سے باتین شروع ہوئین اثنائے کلام مین دین و مذہب کا بھی ذکر آیا شاہزادہ نے کہا اے بیکر شاہ مجکو
دریافت ہوا ہو تمنے میرے یہان آنے پر اپنا مسلمان ہونا موقوف رکھا ہی اب جو کچھ عذر تمکو ہو میرے
روبرو بیان کرو بیکر شاہ نے دست بستہ کہا شہریار واقعی دین اسلام برحق ہی اور کلمہ طیبہ پڑھکے وہ
بھی بصدق دل مسلمان ہوا بدیع الملک کے نام کا جشن قرار دیا نہایت اہتمام کیا گیا اگر تفصیل لکھا جائے
ایک ضخیم دفتر ہو جائے اصل مطلب معرض التوا مین آجائے خلاصہ یہ کہ تمام شہر بیکریہ مین آئینہ بندی
ہوئی ادنی ادنی کو جوڑے دیئے گئے ایک قصر عالیشان صحبت جشن کے واسطے قرار دیا گیا تمام شہر کے
اونچے اونچے طلا دبائے گئے وہ قصر وسیع و بلند فرش قالین و شیشہ آلات وغیرہ جملہ سامان زیبائش
و زینت سے آراستہ کیا گیا مجرہائے طلائی مین اگر و عنبر روشن کیا گیا انواع اقسام کے کھانے پکے تمام
شہر کی دعوت کی ہر محلہ مین متعدد دیگین پلاو مزعفر کی بھیجی دی گئین شب کو ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا شاہزادہ
بدیع الملک کو بکمال تعظیم و تکریم مقام صدر مین بٹھایا تمام خاندان شاہی اور سرداران لشکر جمع ہوئے
نصف شب تک محفل عیش و نشاط آراستہ رہی بعدہ طائفون کو حکم برخاست ملا سب اپنے اپنے مکان کو
گئے بدیع الملک بھی اپنے بستر استراحت پر دراز ہوا راوی کہتا ہو کہ شہر بیکریہ مین بیکر شاہ کا ایک باغ تھا
نہایت سرسبز و شاداب جسکے دیکھنے سے آنکھون کو نور دل کو سرور حاصل ہوتا تھا فرحت کے عالم مین ممکن
نہین کہ سیر کرنے والا باغ سے باہر قدم رکھنے کا ارادہ کرے میوہائے گوناگون کثرت سے ہر طرف بلبلان خوش آواز
شاخون پر گل کے پہلو مین نغمہ سا ہے گلدستہ نشاط خوش ایجاد کردۂ وائ حکمت آفرین زغم آزاد کردہ
حدتو سلیم بار ما طبعت خویش ہا فارغ زنجیرہ دستی صیاد کردہ ایک نہر دور تک چلی گئی ہو جسکی
لب گردان زمردی ہو آب مصفا جو ہوا سے حرکت کرتا ہو ہر لہر مین اگر دن ہو تو ہزارون سورج اگر رات ہو
تو ہزارون چاند لوٹتے ہوئے نظر آتے ہین اسکا ہر ایک مکان نقش و نگار سے رشک قصور جنان ہو ایک طرف
دریا رواں ہو مرغابیان خوش فعلیاں کرتی پھرتی ہین قازین تیرتی ہین ایک سمت انار ستان ہو دوسری جانب
و بدیست انگور کی قطار طرفہ کیفیت عجیب بہار نہرون مین بجرے جھمکتے ہوئے دوسرے روز جب
شاہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا بیکر شاہ اور وہ دونون ایک جا بیٹھے انواع اقسام کے حرف و حکایات
کی نوبت آئی اثنائے کلام مین شب کے رقص و نوا کا بھی ذکر آیا شاہزادہ نے بہت تعریف کی اور کہا اے
بادشاہ حالانکہ مین نے اکثر مقامات مین مطربون کو گاتے سنا لیکن شب کو یہان کے مطربون کے کمال سے
مین بہت محظوظ ہوا بیکر شاہ نے اس طرح عرض کیا اے گرامی شہریار فلک بارگاہ

فلک بر درت در سندگی
غلامان بدل نقش تو کندہ اند

زمین با ثبات تو پایندگی
بنامت نگین ہا زنانیدہ اند

بالہام معروف ہمہ کار تو
ہمہ قول و فعلت بجا دلکشا است

معلی جناب تو عالم پناہ
خداوند عالم مددگار تو
رضای تو بتسک گنہ خدا است

مین نے ایک باغ ہمیشہ بہار بنوایا ہو وہان کی سیر بھی قابل دید ہو بلکہ میرے نزدیک مناسب یہی ہو کہ آج
وہان کی سیر ہو جائے اور شب کو وہین رقص و نوا کی پھر ہنگامہ گرم ہو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہو غرض

شاہزادہ دو گھڑی دن رہے سوار ہوا امراے جلالت شعار و سلاطین عالی مقدار جلوانان جلو دار و ندما ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے جلودار چوبدار دورباش باادب کی صدا دیتے گئے ہزار سقے گلاب و بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے شوکت تمام وحشمت مالا کلام سے شام کو پہونچے تخت رواں جواہر نگار جسکی شعاع سے نظر خیرگی کرتی تھی زرین پوش نہار روش پہ سبلے حاضر ہوئے شاہزادہ بدیع الملک مرکب سے اُترا تخت پہ جلوس فرمایا سب پیادہ پا چلے دیکھا عجب باغ رشک گلزار بہشت ہی ماہ چاردہم طالع ہی چاندنی دن نظر آتا ہی ہوا مین کترا ہوا منقش اگر چاہی قصر و ایوان باغ کے مینا کا رہے ہیں بدیع الملک باغ کی سیر کرتا ہوا ایک قصر رفیع و وسیع مین داخل ہوکے وہان بیٹھا گیہان نوجوان اور پیکر شاہ دونون روبرو شاہزادہ کے استادہ منتظر حکم تھے شاہانہ جشن وہان بھی بنام شاہزادہ بدیع الملک آراستہ کیا تھا اگرچہ وہ قصر بھی بکمال تکلف و خوبی جملہ سامان زینت و زیبائش سے آراستہ تھا کسی شی کی کمی نہ تھی روشنی بھی بخوبی تھی مگر گیہان نوجوان نے کہا ای شہریار گردون وقار سے سپہر تابع و دوران مطیع تو باد پناہ اہل جہان عقبہ رفیع تو باد اگرچہ اس قصر و ایوان و باغ وغیرہ مین بھی تمام سامان ضرور رہتا ہو ہو لیکن اسوقت شب مین چاندنی کا سمان عجیب لطف دکھا رہا ہی میرے نزدیک اگر اسوقت کی صحبت بام قصر پر منعقد ہو تو بہت مناسب ہی شاہزادہ نے کہا بہتر ہو چنانچہ بام قصر پر فرش کیا گیا بدیع الملک کو مقام صدر رمین بٹھایا اُس مقام پر فضا کو دیکھ کے شاہزادہ بہت خوش ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی یکایک ایک طرف دور سے فانوس کی روشنی معلوم ہوئی متعجب ہوا گیہان نوجوان اور پیکر شاہ کو قریب اپنے بلایا کہا دیکھنا دور سے یہ فانوس کی روشنی کیسی معلوم ہوتی ہی گیہان نوجوان اور پیکر شاہ نے بھی غور سے اُس روشنی کو دیکھا کہا شہریار سچ یہ ہی کہ ہمکو بھی اس روشنی کے حال سے اطلاع نہین ہی فدوی ضرور عرض کرتے شہزادہ نے کہا تعجب ہی کہ تم یہان رہتے ہو اور تمکو یہان کے حالات سے اطلاع نہین ہی اور یہ بھی کہا اے ہمدم اسوقت اس روشنی کو دیکھا ان لوگون کو اسکے حال سے اطلاع نہین ہی انشاءاللہ کل ہم تجکو اس روشنی کی اصل وحقیقت دریافت کرنے کو بھیجین گے ہمدم نے بھی اُس روشنی کو خوب غور سے دیکھا کچھ عقل نے کام نہ کیا ناچار خاموش ہو رہا اور شاہزادہ سے کہا انشاءاللہ کل ضرور اسکی کیفیت دریافت کرونگا غرضکہ ناچ شروع ہوا اُسوقت رات کا بھیگنا چاندنی کا سمان آہستہ ہولے سرد کا چلنا مطربان خوش گلو کا سازون کے سرون سے گلا ملاکے گانا رقاصہ مہ لقا کا بکمال حسن و انداز ناچنا طرح طرح سے گھنگرون کا بجانا عجب کیفیت دکھا رہا تھا نوجوان متوالے کچھ محو تھے کچھ نیند مین جھوم رہے تھے بعضے دل تھامے کسی کی یاد مین دل ہی دل مین کچھ کہ رہے تھے اور نفس سرد بھرتے جاتے تھے بعضے زانو پر سر رکھے آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے سوچ رہے تھے کہ افسوس ابھی کل کی بات ہے

شب ماہ تھی چاندنی کا سماں تھا
بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا
آج ہم کہیں ہیں مطلوب کہیں ہے

کیا زمانہ کا انقلاب ہے
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

بعد نصف شب کے آج بھی صحبت برخاست ہوئی سب حاضرین محفل نے اپنے مکان پر گئے شاہزادہ بھی استراحت کی صبح کو شاہزادہ سے ہمدم سے کہا جا جلد اُس شب کی روشنی کی خبر لا ہمدم روانہ ہوا چونکہ بدیع الملک نے عجلت کی تاکید کی تھی تیز تیز چلا جاتا تھا بہت دور نکل گیا لیکن اُس روشنی

کا مرانی نہ ملا یہانتک کہ دن تمام ہوگیا اور سیاہی شب کے آثار نمایان ہوے اُسوقت ہدہد کو دور سے کوہ فلک فرساد کھائی دیا جسکا نام کوہ کبود تھا دل مین کہا اب تو یہانتک پہونچ گیا ہون اس کوہ بلند کا بھی حال دریافت ہو جائیگا جب قریب اُس پہاڑ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین آئینہ جبین جو طلعت پری پیکر جیسے حسن وجمال سے آفتاب عالمتاب نقاب ابر مین منھ چھپاتا ہی اور گیسوے مشکناب کی رشک سے آہوے تتاری خون جگر کھاتا ہو ؎

رخش چو گلنار و لب ناردان
زمہ ابروش رستہ دو رناوان

دو چشمش لبالب ز نرگس بباغ
مژہ تیرگی بردہ از پر زاغ

بہ رو نور پوشیدہ از مشک ناز
دو ابرو بسان کمان طراز

اگر ماہ جوئی ہمہ نور اوست
دگر مشک بوئی ہمہ بوے اوست

بہشتی است سرتا سر آراستہ
پر آرایش و رامش و خواستہ

بالاے کوہ بکمال دلیری و دلربائی بیٹھی ہوئی ہی ہدہد اس واقعہ عجیب کو دیکھ کے ششدر ہو گیا تا دیر زیر کوہ کھڑا رہا پھر دل مین کہا یہان مقیم رہنے سے کیا فائدہ بالاے کوہ چل کے اگر روشنی کی حقیقت نہین تو اس مہ لقا ہی کا حال دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کون ہی اور کیا سبب بالاے کوہ قیام کا ہی یہ سوچ کے ہدہد روانہ ہوا ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ایک آسمان سے ایک پنجہ نمودار ہوا اور ہدہد کے کمربند کو گرفت مین لاکے بالاے آسمان اٹھا لیگیا یہ وہ دن ہی کہ شاہزادہ بدیع الملک ہدہد کے انتظار مین نہایت پریشان و متوحش ہو گیا ہر طرح طرح کے خیالات دل مین خطور کرتے ہین دل مین کہتا ہی کہ وہ روشنی بظاہر دور تھی جسکی جستجو مین اسقدر عرصہ گذرا اسوقت تک ہدہد واپس نہین آیا نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہو گیا چلکے اسکی خبر لینا چاہیے چنانچہ گیہان نوجوان اور پیلزر شاہ سے اس بارہ مین مشورہ کیا انھون نے کہا ای شہر یار عالی تبار ؎ یارب نہال دولت تو سرفراز باد فرماے فتح بر سر بخت تو باز باد ؎ خداوند عالم تمھارے تمام کام حسب مراد بنا کے آئینہ مراد مین رخ مطلوب دکھاے اگرچہ ہدہد کو عرصہ گذرا مگر وہ واپس نہین آیا تاہم تمھارا جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ابھی اور انتظار کرو شاید اس طرف آتا ہو یا راہ مین ہو شاہزادہ نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی مین ضرور ہدہد کے حال کی خبر لونگا تمام شب اسی فکر مین مبتلا رہا صبح کو مرکب پر سوار ہوکے ہدہد کی تلاش مین روانہ ہوا یہانتک کہ بعد طی مراحل سخت یہ بھی اسی کوہ کبود کے دامن مین پہونچا نظر جو اٹھائی اسنے بھی اُس نازنین مہ جبین کو بالاے کوہ بیٹھے دیکھا اب اور بھی غریق بحر حیرت ہو گیا کہ اس سراپا حسن وناز کا یہان کس طرح گذر ہوا اسکا حال بھی دریافت کرنا مقدم ہی حتی کہ بالاے کوہ پہونچا اُس نازنین کے جانب بکمال رغبت دیکھنا شروع کیا ایک نظر جو اٹھائی دیکھا ایک دیو کوہ پیکر مہیب صورت بیٹھا ہی سامنے آگ روشن کیے ہوے ہی اور قریب اُسکے ہدہد بیٹھا ہی مگر نہایت مضمحل اور اداس قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ دیو ہدہد کے کباب لگانا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا او ہدہد تو یہان کہان ہدہد مین حواس کہان تھے جو کچھ جواب دیتا شاہزادہ کی صورت دیکھ کے خاموش ہو رہا شاہزادہ نے کہا او ہدہد اس طرف دیکھ ہم تجھے پوچھتے ہین اور تو اب اسقدر کیون اداس ہی کیا مجال اس موذی کی جو تجھکو کچھ صدمہ پہونچا سکے اور دیو کی طرف متوجہ ہوکے کہا او نابکار تیرا کیا ارادہ ہی دیو نے بدیع الملک کو دیکھ کے قہقہہ مارا کہا او آدمزاد ضعیف البنیاد تو اسوقت خوب آیا اب مین اس آدم زاد کے ساتھ تیرے بھی کباب لگاؤنگا بجاے گزک کام مین لاؤنگا قریب آیا شاہزادہ نے کہا او بدبخت اجل رسیدہ تو کیا حقیقت رکھتا ہو جو میرے کباب لگائیگا مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا دیو شاہزادہ کے جانب

دونوں شاہزادہ آسکے بند دست کو گرفت میں لایا اور اپنی طرف بقوت تمام کھینچ لیا ہنگام کشتی گرم ہوا دیو کی
دونوں شاخیں شاہزادہ کے ہاتھ میں آگئیں دونوں شاخوں کو شکستہ کیا دیو تاب مقابلہ نہ لایا طلسم کی جانب بھاگا
شاہزادہ نے آسکے پیچھے کو رہا کیا آس نازنین کے قریب آیا دیکھا غزال گوہرپوش دختر فرعون ہی کہا
ای آرام جان یہاں تو کہاں غزال گوہرپوش نے کہا شہریار جس زمانہ میں عم حمزہ ثانی سے آزردہ ہو کے
باختر کے جانب گئے میں بہت پریشان و مضطر ہوئی ایک روز زیادہ انتشار جو میرے دل پر مستولی ہوا ملک
فرعونیہ میں اپنے مکان سے کہ جنگل کے پر فضا تھا دل بہلانے کو گئی ادھر ادھر کی سیر کر رہی تھی حسب اتفاق
یہ نرہ دیو بالائے آسمان اس طرف سے گذرا مجکو دیکھ کے فریفتہ ہو گیا ہوا سے آسمان سے میرے کوٹھے
پر آیا اور مجکو اٹھا کے یہاں لے آیا ای شہریار اس واقعہ کو دو سال کا عرصہ گذرا جب سے میں یہاں مقید
ہون زہے نصیب میرے کہ تم یہاں تک پہونچے ورنہ مجکو اپنی رہائی کی کسی طرح امید نہ تھی شاہزادہ نے
غزال گوہرپوش کو قید سے رہا کیا اور اپنی پشت کے جانب مرکب پر سوار کر کے روانہ ہوا اس شہر
سکریہ میں پہونچا اور محل میں آکے قرار لیا

اب پھر رستم ثانی کے حال کے جانب توجہ کیجاتی ہی

واقفانیکہ در سخن فرداعہ سنج این داستان رنگین کردہ اند کہ جب رستم ثانی کو کوئی طلسم میں
لیگیا اور رستم ثانی نے ارغون کو ہلاک کیا ہنوز طلسم میں تھا کہ ہاہل جادو جو عزازیل کے جانب
سے بادشاہ طلسم تھا اسنے ناقوس کو بجایا اسی وقت یکبک آواز پیدا ہوئی ہوا سے تبدیلی معلوم ہوا طرفہ حال
آیا عزازیل نمودار ہوا اسوقت اس ملعون کا قد اسی گز کا تھا ہاہل جادو اسکو دیکھ کے تعظیما اٹھ کھڑا
ہوا اور باادب تمام آداب بجالایا عزازیل نے باواز بلند کہا ای ہاہل جلد بیان کر اسوقت تو نے مجکو کسواسطے
تکلیف دی کہ میں یہاں آنے کے واسطے مجبور ہوا اسنے ای عزازیل واقعی میں عجب تردد میں مبتلا ہو گیا
وہ تردد یہ ہی کہ ابھی کل کا ذکر ہی کہ ایک جوان حسب اتفاق میری قید میں مبتلا ہو گیا تھا اسکا نام رستم ثانی تھا
میں نے اسکا حال پوچھا تو اسنے بیان کیا کہ ہم دو شخص جسکا بالاتفاق اپنے علم سے باین قصد چلے تھے کہ عزازیل
کو ہلاک کرینگے میں یہاں گرفتار ہو گیا اور دوسرا شخص جسکا نام بدیع الملک ہی وہ عزازیل کی تلاش
میں پھر رہا ہی ای عزازیل جب میں نے اس جوان کی زبان سے یہ حال سنا اسے ارغون کے حوالے کیا اور
تاکید کی کہ باہتمام تمام اسکو اپنی قید میں رکھنا آج شب کو کسی نے ارغون کو ہلاک کیا اور اس جوان مقید
رستم نام کو رہا کر لیگیا مجکو نہایت ملال ہوا اور یہ فکر ہی کہ دیکھئے انجام اس واقعہ کا کیا ظہور میں آتا ہی عزازیل
تادیر متامل رہا بعدہ کہا ای ہاہل تو کیا کہتا ہی از روے علم رمل مجکو خود دریافت ہوا ہی کہ یہ سال مجھ پر گران ہی بلکہ
کچھ عجب نہیں ہی جو میں اس جوان دوم یعنے بدیع الملک کی تیغ سے ہلاک ہو جاؤں ہاہل نے کہا پھر
کیا بندوبست حفاظت کا قرار دیا ہی اول تو یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ تو اسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا
عزازیل نے کہا ای ہاہل یہ بات مسلم ہی کہ جو بات ہونے والی ہوتی ہی وہ ضرور ہوتی ہی بالفرض اگر ہر
اسکے سامان ہوں ہاہل نے کہا یہ بھی سچ ہی پھر اسکا بندوبست بھی تو ضرور ہی علی الخصوص ایسی حالت
میں کہ اس بات کا ہونا پیشتر سے دریافت ہو گیا ہو عزازیل نے کہا ہاں فی الحال یہی تدبیر ہی کہ میں پوشیدہ
ہوا جاتا ہوں لیکن تو ایسا کچھ بندوبست کر کہ بدیع الملک تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو جائے ای ہاہل

رہتا جو اس بارہ مین کوشش کرتا لیکن مجکو خوف اس بات کا ہی کہ ایسا نہ ہو میری پشت مین کوئی تیغ ہو جائے
کہ مین اسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤن لہذا مین تجھ سے کہتا ہون اور یہ خیال رہے کہ جب بدیع الملک
گرفتار ہو جائے فورا مجکو بلا لینا ہلاہل نے قبول کیا عزازیل وہان سے چلا گیا عزازیل کے جانے کے بعد وہ دیو
شاخ شکستہ آیا اور ہلاہل کے روبرو گریہ و زاری شروع کی اسنے حال پوچھا دیو نے کہا اے ہلاہل کیا پوچھتا ہی
عیان را چہ بیان دیکھو میرے سر پر شاخین کہان ہین ہلاہل نے کہا آخر تیرے سر کی شاخین کیا ہوئین اسنے کہا اے
ہلاہل فریاد ہے کہ بدیع الملک نے میرے سر کی شاخین توڑ ڈالین اور دختر فرعون میری معشوقہ کو
لے گیا ہلاہل نے متعجب ہوکے کہا تو دیو زاد اور وہ آدم زاد اسکے مقابلہ مین تیرے رہتے کچھ کام نہ بنا اسنے
کہا اے ہلاہل مین نے ہر چند زور و طاقت سے کام لیا لیکن وہ آدم اسقدر زبردست ہی کہ اسکے مقابلہ مین میری
کچھ پیش رفت نہ گئی ہلاہل نے کہا اب وہ کہان ہی اسنے کہا اب وہ پیکرپہ مین مقیم ہی اور یہ وہی قطع اسکی
ہی ہلاہل نے چند جادوان مکار کو بلایا اور کہا جلد اس سفاک بدیع الملک کو گرفتار کر لاؤ ان جادوگران نے
مقام کا نام پوچھا اسنے کہا پیکرپہ مین ملیگا جادوان نابکار پتہ نشان پوچھ کے وہان سے روانہ ہوئے حتی کہ شہر
پیکرپہ مین پہونچے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک پیکرپہ کے باغ مین بالائے تخت بستر استراحت پر محو آرام
کر رہا ہی اور لوح مرادہ ہیکل بھی پاس موجود ہی جادوان ملعون ہیکل وغیرہ سامان رد سحر کو دیکھ کے بید کیطرح
لرزنے لگے آپس مین ایک نے دوسرے سے کہا اے فلان اب کیا کیا جائے اس جوان کے پاس سامان رد سحر
موجود ہی دوسرے نے کہا بیشک مجبوری کا عالم ہی ہیکل وغیرہ کی موجودگی سے کچھ کام نہین ہو سکتا تیسرے
نے کہا خیر اسے تو کچھ نہین ہو سکتا اسکا ذکر ہی بیکار ہی جو کچھ ہو سکتا ہی اسمین کیون تاخیر کرتے ہو یعنی ہدہد اور
ملکہ غزال کی جانب اشارہ کرکے کہا اگر اس جوان کو نہین لیجا سکتے ان دونون زن و مرد کو لیچلو خلاصہ یہ کہ چند
جادوان نے ہدہد کو اٹھا لیا اور باقی نے ملکہ غزال کو اٹھا کے قبضہ مین کیا اور وہان سے بھاگ گئے اور اس
طرح بھاگے کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اسواسطے کہ جب سے ہیکل وغیرہ کو دیکھا تھا انکے دلون مین ایک طرح
کا خوف پیدا ہو گیا تھا ہر مرتبہ دل مین کہتے تھے ایسا نہ ہو وہ جوان بیدار ہو جائے ورنہ ابھی ہم سب کو ہلاک
کریگا اور ہدہد اور ملکہ کو ہمسے چھین لیگا ادہر ہلاہل باشد انتظار مین بیٹھا دل مین کہتا تھا کہ دیکھیے وہ جادو
کیا کام بناتے ہین اگر بدیع الملک گرفتار ہو گیا تو کام بن جاویگا ورنہ کچھ بھی نہین عنقریب ہلاکت کا
انتظار کرنا ہوگا یہ اسی خیال مین مبتلا بیٹھا تھا دیکھا سامنے سے وہ جادوگر چلے آتے ہین اور پشتارہ بھی
لیے ہین ہلاہل سمجھا کہ کام حسب مراد بن گیا افراط خوشی سے قہقہہ مار کے چند مرتبہ اٹھا اور بیٹھا جب
وہ جادوگر قریب آئے کہا اے فلان ہمارا کام بنا لائے انھون نے کہا اے ہلاہل کیا کام بنا لاتے جس کے
گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ دستیاب نہ ہوا اور اسکے ہوا خواہون سے ملے کو کیا ہلاہل نے کہا آخر ان
پشتارون مین کیا لائے ہو انھون نے کہا ایک مین ملکہ غزال ہی اور دوسرے مین ہدہد ہی جو بدیع الملک
کا سچا خیر خواہ ہی ہلاہل نے کہا افسوس بدیع الملک کو گرفتار نہ کیا انھون نے کہا کیونکر گرفتار کرتے
اسکے پاس ہیکل وغیرہ سامان رد سحر موجود تھا ایسی حالت مین اگر ہم کچھ جراءت کرتے ضرور ہماری
جانین ضائع ہوتین اسواسطے کہ سحر ہمارا اثر نہ کرتا لامحالہ بدیع الملک ہم سے تعرض کرتا اور وہ ہم
اسکے مقابلہ مین بغیر سحر کے ایک لحظہ قیام نہین کر سکتے ہلاہل نے کہا خیر کچھ مضائقہ نہین ہی ہدہد اور

ملکہ غزال کا بھی گرفتار ہونا گویا کام کا بن جانا ہی تھا پتلیوں کے بھی دکھاؤں نابکاروں نے پیشتر سے کچھ
ہلاہل ملکہ غزال کو پڑھکر بیزار جان و دل پریشان ہوگیا اسیوقت اُسے بیہوش کر کے محل میں بھیجدیا اور ہدہد
کو ہوشیار کر کے بہت کچھ طعنہ زنی کی بعدہ اسکو قید خانہ میں بھیجدیا اور نگہبانان زندان کو تاکید کی کہ خبردار
اس قیدی کی قید میں نہایت عمدہ انتظام رکھنا ہمین تم سبکو اسکے عوض میں گرفتار بلا کرونگا غرضکہ ہدہد کو مقید
اور ملکہ غزال کو محل میں مقید رکھا اب اسطرف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک
خواب راحت سے بیدار ہوا ملکہ غزال اور ہدہد کو نہ پایا بہت متعجب ایک ایک سے حال دریافت کیا
سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہنوز یہ تحقیقات ہو رہی تھی کہ کیہان نوجوان اور ہیکل شاہ شاہزادہ کی خدمت میں
حاضر ہوئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا ای یارو کیا مزاج کا حال پوچھتے ہو عجیب واقعہ درپیش ہوا ہے
کچھ عقل کام نہیں کرتی انھوں نے استفسار حال کیا شاہزادہ نے کہا اصل حال یہ ہے کہ شب کو جب میں
سو رہا ہوں ہدہد اور ملکہ غزال دونوں موجود تھے صبحکو جو دیکھا دونوں غائب ہیں نہیں معلوم میری غفلت
میں کون یہاں آیا اور دونوں کو یہاں سے لے گیا اغلب تو یہ ہے کہ سب جانتے ہیں کہ یہی سبب فساد کا سمجھا جا
تا ہوں مجھکو کوئی نسبت ان دونوں بیچاروں کو سمجھ کے نہیں معلوم کس عذاب سخت میں مبتلا کیا ہوگا اس
واقعہ کو سنتے کیہان نوجوان اور ہیکل شاہ بھی متعجب ہوئے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی اور
آپس میں کہا کیا دیکھئے [illegible] کچھ سمجھ میں آتا ہے اسنے کہا کیا نہیں ہرگز ذہن کام نہیں کرتا اس گفت و شنید میں پہر
دن چڑھا تھا شاہزادہ بدیع الملک کو غسل کی ضرورت تھی لب حوض آیا لباس مع ہیکل وغیرہ تن سے
جدا کیے حوض کے کنارے رکھدیا اور خود حوض میں اترا چند جادوگر گھات میں بیٹھے تھے ادھر شاہزادہ نے حوض
میں غوطہ مارا ادھر وہ مکار ہیکل وغیرہ کو لے کے راہی ہوئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ای شاہزادہ بدیع الملک
اس ہیکل اور گوہر مراد کا سبب تھا کہ ہم تیرے نزدیک نہ آسکتے تھے ورنہ اب تک ہم تجھکو گرفتار کر لیجاتے اب
یہ سامان بعد کوشش کیا ہم کو دستیاب ہوگیا ہے دیکھیں تو ہمارے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے اور کیونکر ہمارے
مقابلہ میں سر سبز ہوتا ہے شاہزادہ نے بعجلت تمام غسل سے فراغ حاصل کیا اور حوض کے کنارے سکوت
میں بیٹھا دل میں کہتا تھا ای بدیع الملک غضب ہوا یہ مکار تجھ سے فریب کر کے ہیکل اور گوہر مراد
لیگئے آئندہ اس سامان کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہے دیکھیے ان بدبختوں کے ہاتھ سے کیسی کیسی سختین
اٹھانا پڑتی ہیں اس اثنا میں کیہان نوجوان کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ شاہزادہ کو دیر کیوں ہوئی غسل کے
واسطے گیا تھا وہاں حوض کے پاس آیا دیکھا شاہزادہ سر جھکائے بیٹھا ہے کہا شہریار خیر باشد کس
ملال میں مبتلا بیٹھے ہو شاہزادہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا ای فلان کیا کہوں یہ علاوہ واقعہ حیرت خیز
کہ ہدہد مع ملکہ غزال غائب ہوگیا آج یہ مصیبت نازل ہوئی کہ میں غسل کی غرض سے حوض میں اترا
جونہیں غوطہ لگا کے پانی سے سر باہر نکالا ہیکل اور گوہر مراد کو غائب دیکھا ہے دل میں بیشتر تو اس
بات نے خطور کیا تھا کہ خدا ہیکل وغیرہ کو بچائے گا اسکی حفاظت میں لگے ہوئے ہیں مگر اسوقت
یہ بھی خیال ہوا کہ آنًا فانًا کون لیجا سکتا ہے وہی خیال صحیح ہوا جاسکتے ہیں اسطرف فکر تا ہوں ہیکل وغیرہ کا
نقصان تھوڑا ملکہ غزال گوہر گوش کو میں جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اسیطرح ہدہد کو بھی سمجھنا چاہیے
اسواسطے کہ اپنا خیر خواہ کہاں ملتا ہے وہ موذی ان دونوں کو لے گئے کیا کس سا عقل [illegible]

تھی جب میں یہان آیا تھا کہ یہان نوجوان نے کہا تھا بیشک اسقدر تردد ہوا و خداوند عالم مسبب الاسباب
ہی بار ہے دیکھو وہ دونون زن و مرد تم تک پہونچ جاوینگے اور ہیکل وغیرہ بھی دستیاب ہو جاویگی شاہزادہ نے
کہا ای کیہان خدا کی قدرت میں تو کچھ شک نہیں ہے لیکن فی الحال میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ دونون آدمی
اور دونون چیزین کسطرح ان گبرون کے ہاتھ سے چھوٹ کر یہ تو جبین کی اسطرف وہ جادوان مکار ہلاہل
کے پاس پہونچے ہلاہل نے کہا ای فلان اس مرتبہ پھر تم خالی آئے بدیع الملک کو نہ لائے ان سب نے
کہا ای ہلاہل اگرچہ پیشتر بھی جو دونون زن و مرد کو لائے یہ فعل عبث نہ تھا بلکہ نہایت بکار آمد تھا اب وہ
چیز لایا ہون کہ اگر بدیع الملک بقید حیات ہے لیکن ہم جادوگرون سے مقابلہ مین کبھی سرسبز نہ ہوگا جیسا کہ سابق
مین ہمیشہ سرسبز ہوا کیا ہے ہلاہل نے خوش ہوکے کہا ای فلان آخر کچھ بیان کرو کیا ایسی شی لائے ہو جس کی
اسقدر تعریف کر رہے ہو ان لوگون نے کہا ای ہلاہل سن اور خوش ہو کہ آج ہم سب بدیع الملک کے پاس
جاکے اسکی ہیکل اور گوہر مراد لے آئے یہ کہکے یہ دونون چیزین ہلاہل کے روبرو رکھدین اور کہا دیکھو
یہ وہی سحر کی رد کرنے والی دونون چیزین ہین یا نہین جو نہین ہلاہل کی نظر ہیکل وغیرہ پر پڑی اپنی جگہ سے
اچھل پڑا مارے بے اختیاری کہا ای فلان واقعی کارے کردی ہم کو ہرگز تجھسے اسطرح کی کارروائی کی امید
نہ تھی اور ہیکل وغیرہ کو دیر تک دیکھتا رہا پھر اس ناقوس کو طلب کیا اور بجانا شروع کیا یکایک
لینا لینا کی صدا بلند ہوئی اور عزازیل بصورت مہیب نمودار ہوا ہلاہل تعظیماً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا
عزازیل آیا تخت پر بیٹھا پوچھا ای ہلاہل اب کیون مجھے یہانتک آنے کی تکلیف دی ہلاہل نے
قہقہہ مارا کہا ای عزازیل آج ہم تجھے بڑی خوشخبری سناتے ہین اسنے کہا کیا ہلاہل نے کہا آگاہ ہو کہ جو
گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ سامان رد سحر بدیع الملک کے پاس تھا جسکے سبب سے بدیع الملک
آجتک جملہ آفات سے محفوظ رہا وہ ہمارے قبضہ مین آگیا عزازیل نے کہا مجھکو یقین نہین ہلاہل نے
کہا عیان را چہ بیان موجود ہے دیکھ لے عزازیل نے کہا اگر واقعی ہیکل وغیرہ ہاتھ آگئی تو بہت
خوش ہونے کی بات ہے ہلاہل نے اس سامان کو طلب کیا اور عزازیل سے کہا دیکھو مین جھوٹ تو
نہین کہتا اسنے کہا بیشک یہ وہی سامان رد سحر ہے مگر اسکی حفاظت مین بلیغ اہتمام کرنا چاہیے ہلاہل نے
کہا جسطرح تیری راے ہو اسیطرح اسکی حفاظت کیجاوے عزازیل نے بعد تامل کہا ہم اس ہیکل
وغیرہ کو لیجاکے کسی جگہ محفوظ مین رکھینگے کہ اگر خداپرست ہزار کوشش کرین اس تک نہ پہونچ سکین
یہ کہکے ہیکل و گوہر کو اٹھا لیا قصر معلق سحر کے قریب آکے آویزان کر دیا اور ایک اسم پڑھ کے اسپر پھونکا
اس اسم کے سبب سے یہ خاصیت پیدا ہوگئی کہ اگر کوئی شخص اس ہیکل و گوہر کے قریب پہونچ کے
اسکے لینے کا ارادہ کرے تو فوراً ایسا دھوان پیدا ہو کہ آنکھین نابینا ہو جاوین غرضکہ گوہر و ہیکل کو وہان
محفوظ رکھ کے اور طلسم بندی کرکے خداپرستون کے لشکر کے قریب آیا اور باواز بلند نعرہ مارا کہ ای خدا سے
نادیدہ کے بندگی کرنے والو اگر تم نہین جانتے ہو تو جانو مین ہون عزازیل منتقش تم کو رستم ثانی اور
بدیع الملک کی بھی خبر ہے آگاہ ہو کہ مین نے ان دونون تمہارے سردارون کو ہلاک کیا مین ہی
ایسا صاحب حوصلہ تھا اور ہمت بزرگ کا نظر کردہ تھا جو ان دونون زور آورون کو پسپا کرکے
ہلاک کیا ورنہ کیا مجال تھی کسی کی جو انکو ہلاک کرتا اگر تم کو یقین نہ ہو تو چلو دیکھو ہیکل اور گوہر مراد

تو انکے قبضے سے نکلے قصر فرعون ہین آویزان کر دیا ہی یہی دونون چیزین انکی حفاظت کا سبب تھین ورنہ اب تک کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے چونکہ ابھی مجھکو کسی قدر کام کا انجام دینا باقی ہی اس سبب سے مجبور ہون ورنہ تم سب کا فیصلہ کر دیتا اور کچھ عرصہ نہین باقی ہی اب مین اپنے کار ضروری سے فارغ ہو کے تم سے سمجھونگا یہ کہکے وہ آواز بند ہو گئی

اب لشکر اسلام کے حال مین خامہ فرسائی کی جاتی ہی

وطن جو ملک ہین تابع فرمان	قدرت حق ہے صفت انسان	تیرے زلف کے سودائی کا	سب سے بہت حال پریشان
کشتی عالم ڈوب چلے گے	جوش پہ ہے اشکونکا طوفان	دیکھ کے تیرے دیوانے کو	بھاگ گئے سب جنگل بیابان
داغ عشق نے سے پہلے	ہم کو ستایا یاس و ہجر اغمان	حور بجانتے کیون ٹھہرایا	مدد خدا کی ہے بہت مردان
دوری گلشن مین بلبل کا	گل کی روش ہے چاک گریبان	شمع مین وہ بت سیہ بھی تھا	جا تیرا اللہ نگہبان
یاد ہے اسکا مصحف عارض	ہم بھی ہوئے ہین حافظ قرآن	چشم سیاہ غمزہ کا فر	فتنۂ عالم آفت دوران
ہندی نغمہ سنج کے آگے	کیا بولیگا مرغ خوش الحان	تو ہے خنجر اے مرد سخندان	چھپین آنسکا رکن بازو نہان

کہ جب عمر از ملک منقش سے قریب لشکر اسلام آ کے باواز بلند نعرہ مارا تمام لشکر حمزہ ثانی نے اُس آواز کو سنا کمال توحش ہوا کہ یہ کون ہی جو اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہی جب صبح ہوئی مروج مین سجائی یعنے حمزہ ثانی نے بارگاہ سلیمانی مین آ کے قیام کیا تمامی پہلوانان و سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین حسب دستور حاضر ہوئے بکمال ادب آداب و مجرا بجا لا کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے آپس مین باتین شروع ہوئین ہر ایک نے دوسرے سے شب کی آواز کا ماجرا بیان کیا اور تعجب ظاہر کیا پھر حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض پیرا ہوئے کہ ای شہریار فلک اقتدار شب کا واقعہ کچھ سمجھ مین نہین آتا حمزہ ثانی نے استفسار حال کیا انھون نے کہا کہ شب کو کسی نے باواز بلند کہا ای خدا پرستو ہم نے رستم ثانی اور بدیع الملک کو ہلاک کیا اور انکی ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہی گو یہ سب تم سے بھی سمجھا جاتے ہین کیونکہ حفاظت کا سامان تمھارے قبضے سے نکل گیا ہی دیکھین اب تم ہمارے مقابلہ مین کسطرح نہین بسیا ہوتے ہو اگر واقعی رستم ثانی اور بدیع الملک دونون جوان ہلاک ہو گئے تو غضب ہو گیا معہذا یہ بھی گمان ہی کہ ان دونون کی موجودگی مین ہیکل وغیرہ کا کفار کے ہاتھ آ جانا محالات سے ہی حمزہ ثانی نے کہا ای یارو اگر ایسا کچھ ہوا ہی تو واقعی بڑا غضب ہوا طرفہ تر یہ کہ مین نے بھی یہ آواز سُنی ہی بلکہ مین خود بیان کرنے کو تھا مگر تم نے خود بیان کیا اور میرا گمان یہ ہی کہ ممکن ہی وہ دونون جوان زندہ ہون اور ہیکل وغیرہ کو کفار مکار نے بمکر و فریب اُنسے لے لیا ہو اس اثنا مین عیار حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہیکل اور گوہر مراد یہ دونون چیزین قصر فرعون مین آویزان ہین ہم نے بچشم خود دیکھا ہی سنکے حواس باختہ ہو گئے نہین معلوم کیا اسرار ہی خداوند عالم شاہزادہ بدیع الملک اور شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے حفظ و امان مین رکھے اس خبر کو سنکے تمام لشکر مین صدائے غوغا بلند ہوئی ایرج و نور الدہر نے اپنے اپنے گریبانونکو چاک کیا کر سیون پر سے بدحواسی مین زمین پر گر پڑے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ خواجہ زادون کو بلاؤ خواجہ گرامی خواجہ دریادل اور خواجہ سیاہ وحش آ کے حاضر ہوئے نہایت ادب سے سلام کیا بتعظیم دی حمزہ نے کہا ای واقفان رموز عقلی و عالمان علوم نقلی اسوقت مین نے آپ صاحبون کو کمال انتشار مین بہ عالم

اسکی کیفیت وہی بعد ازان رستم ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کا واقعہ بیان کیا انھون نے اسکے
قواعد سے دریافت کرکے عرض کی شہریارا بحمد اللہ الکریم رستم ثانی اور بدیع الملک ابھی تک بقید حیات
ہین یہ تمام کرشمہ عزازیل منقش کا ہے حمزہ ثانی نے کہا اے مستغنی ذات و مکرم صفات اگرچہ مین تمھارے
حکم کو غلط نہین سمجھتا ہون لیکن رستم ثانی اور بدیع الملک کا زندہ ہونا قیاس مین نہین آتا اسواسطے
کہ ہیکل اور گوہر مراد جسپر حفاظت کا مدار تھا ان اشیا در دیحر کو سنا ہے کہ قصر فرعون مین آویزان ہین
خواجہ زادون نے کہا اگرچہ یہ بات صحیح ہے لیکن اس بات کا بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ اگر ان دونون شاہزادون کی
روبان ملاح ہو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز ہو ہم سزاوار ہین اور شاہزادہ بدیع الملک پیکر سچ مین ہے اگر
ہیکل اور گوہر مراد شاہزادہ بدیع الملک کو پہونچ جائے تو وہ ضرور عزازیل منقش کو ہلاک کرسکا اے
عالی مرتبت عالی منزلت گوہر مراد و ہیکل کے بہم پہونچانے مین کوشش کرنا چاہیے خبر سلامتی بدیع الملک
اور رستم ثانی کی سنکے نور الدہر اور تمام سرداران لشکر اسلام بہت خوش ہوئے حمزہ ثانی نے تمام عیارونکو
ایک جا جمع کیا اور کہا اے دلاورو اگرچہ بدیع الملک اور رستم ثانی کے صحیح و سلامت ہونے کا گمان نہ
تھا لیکن خواجہ زادون کی زبانی یہ خوشخبری سنی اب چونکہ عزازیل کا ہلاک ہونا شاہزادہ بدیع الملک
کی کوشش و سعی پر موقوف معلوم ہوتا ہے مع ہیکل و گوہر مراد کا بھی شاہزادہ کے پاس موجود ہونا
ضروری امر ہے پس اگر تم مین سے کوئی جوان ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون سے اتار لائے گا جو ہفت پر
سیم کے ہفت گز غول مین لٹکے ہوئے بنائے ہین انمین سے ایک گز غون مع تاج اسکو دونگا [illegible] عیار
اسوقت بغلین جھانکنے لگے اور آپسمین کہا کیا خوب حمزہ صاحبقران ہم لوگون کی جان لیے دشمن ہین
قصر فرعون تک کسکی مجال ہے جو پہونچ سکے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی شہریارا یہ کام
نہایت دشوار ہے ہر ایک کی جرات نہین ہوسکتی تاہم حکم والا کی تعمیل بھی ہم خادمون پر فرض ہے لہذا ہم جاتے
ہین ۔ سے ۔ ببینیم کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ منجملہ ان تمام عیارون کے زرقام بہت خوش
ہوا اور دل مین کہا یہ موقع عزت حاصل کرنے کا ہے ضرور اس کام مین کوشش کرنا چاہیے چنانچہ وہان سے
اپنے مکان مین آیا دل افروز نے جو زرقام کو دیکھا مراتب چہرہ پر ملال کے کہا اے زرقام اسوقت تمھارے
بشرہ سے تردد ظاہر ہوتا ہے بہوت خیر تو ہے [illegible] کہا اے دل افروز کیا پوچھتی ہو اسوقت
تردد لاحق حال ہوگیا ہے اسنے کہا بیان کرو کیا تردد ہے زرقام نے کہا اے آرام جان عزازیل منقش وغیرہ
جادوان نابکار ہیکل اور گوہر مراد کو شاہزادہ بدیع الملک سے غافل پاکے لے گئے ہین اور ان ہر دو
اشیائے نادر الوجود کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہے حمزہ ثانی کو بھی یہ خبر پہونچی انھون نے خواجہ زادون
سے اس حال کو دریافت کیا خواجہ زادون نے اپنے قواعد نجوم سے دریافت کرکے حکم لگایا ہے کہ اگر
گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ بدیع الملک کو پہونچ جائے تو وہ شاہزادہ والاجاہ عزازیل منقش
کو ہلاک کرسکتا ہے ورنہ اب مقدمہ طول ہوجائے گا اور مسلمان منفعت ہلاکت
مین آجائین گے دل افروز نے کہا پھر تمھارا کیا ارادہ ہے زرقام نے کہا نیک نامی کے واسطے
ہر شخص جان دینے کو موجود ہوجاتا ہے اسوقت حمزہ صاحبقران نے تمام عیارونکو ایک جا جمع کرکے کہا
سب نے اس کام کو ایک امر اہم قرار دیا بعضون نے اقرار بھی کیا کہ ہم ضرور ہیکل اور گوہر مراد کو قصر

فرعون سے لاسکتے چنانچہ آنکھیں سے ایک میں بھی ہون اگر میری کوشش سے یہ کام انجام پا گیا تو مجھ دربار
حمزہ ثانی میں بہت کچھ عزت حاصل ہوگی دل افروز نے کہا اے زرقام تم مطمئن رہو یہ کام کچھ مشکل نہیں ہے
زرقام نے کہا ہاں سہل اسوقت ہو سکتا ہے جب یہ کام حسب مراد انجام پا جاوے دل افروز نے کہا
دیکھو ابھی سہل ہوا جاتا ہے یہ کہا اور اسیوقت زرقام کی کمربند میں ہاتھ ڈال کے لیا۔ تمام سرمہ بند کر لیا راہ
قصر فرعون کی راہ لی جب یہ دونوں قصر فرعون کے قریب پہونچے اور ہیکل و گوہر مراد تو قصر فرعون میں پڑا
دیکھا زرقام نے کہا اے دل افروز واقعی یہ کار دستی کر دی بس اب کچھ مشکل نہیں ہے اے جان من میں تیرا کل
درجہ ممنون ہونگا اگر تو مجھے قریب ان ہیکل وغیرہ کے لے چلے تاکہ ان اشیا کو اپنے قبضہ میں لاؤں
دل افروز نے تامل کیا زرقام نے سبب پوچھا اسنے کہا اے زرقام اگرچہ یہ دونوں اشیا اس قصر میں
آویزان ہیں لیکن محض اس خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہیے کہ قصر میں پہونچ کے ہیکل وغیرہ پر قبضہ ہو جائیگا
ضرور اس کام میں کسی نہ کسی طرح کا اثر سحر وغیرہ بھی شامل ہے خیر چلو آنچہ در دیگ است بچمچہ می آید جو ہین
یہ دونوں ہیکل اور گوہر مراد کے قریب پہونچے اور ارادہ کیا کہ ہیکل وغیرہ پر قبضہ کریں کہ دفعتہ ایسا
دھوان پیدا ہوا کہ زرقام اور دل افروز دونوں کی آنکھوں کا نور زائل ہو گیا اب دونوں کا یہ حال ہے
کہ ہر چہار جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہیں کچھ نظر نہیں آتا زرقام نے کہا اے دل افروز یہ کیا
معاملہ ہے میری آنکھوں سے کچھ دکھائی نہیں دیتا کیا کروں دل افروز نے کہا اے مہتر تم کیا کہتے ہو یہاں
اپنی آنکھوں سے خود کچھ نہیں سوجھائی دیتا میں تو پیشتر ہی کہا تھا کہ یہاں کچھ نہ کچھ فساد ضرور ہے بس
اب یہیں سر ٹکرا کے مر جاؤ بجز اسکے چارہ کیا ہے زرقام نے کہا اے آرام جان ایسا نہ کہو جلد یہاں سے میرے
لشکر میں پہونچا دے دل افروز نے کہا کیا خوب کسطرح پہونچاؤں جو حال تمہارا ہے وہی حال میں بھی
بھی مبتلا ہوں زرقام نے بہت منت و سماجت کی دل افروز نے کہا اے مہتر تمہاری آنکھوں کا نور کیا
زائل ہوا کہ تمہاری عقل بھی زائل ہو گئی آخر کسطرح تمہارے لشکر میں تمہیں پہونچاؤں زرقام نے کہا
جان من جب تجھ میں یہ قابلیت ہے کہ میں یہاں تک پہونچ گیا تو یہاں سے مراجعت کی بھی قابلیت ضرور
ہے اگرچہ نابینا ہے دل افروز نے کہا خیر چلو دونوں اندھے وہاں سے روانہ ہوئے لشکر اسلام میں پہونچے
سب نے دیکھا کہ زرقام اور دل افروز اندھوں کی طرح ٹٹولتے چلے آتے ہیں دونوں سے ملاقات
ہوئی دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کے حمزہ ثانی کے پاس لائے حمزہ ثانی نے تعجب سے پوچھا یہ
کون اندھے ہیں سرداروں نے کہا شہریار یہ دونوں زرقام اور دل افروز ہیں حمزہ ثانی نے بغور
دیکھ کے کہا ہاں ہیں ان دونوں پر کیا آفت نازل ہوئی جو یہ نابینا ہو گئے زرقام نے کہا اے عالی جناب
حضور ہی کی خیر خواہی میں ہم دونوں نابینا ہو گئے یعنی ہیکل اور گوہر مراد کی تلاش میں گئے تھے
جب قریب گوہر مراد وغیرہ کے پہونچے نہیں معلوم عزرائیل وغیرہ جادوان نابکار نے کیا طلسم بندی
کی ہے کہ دفعتاً اس مقام سے خود ایسا دھوان پیدا ہوا کہ جو کوئی اس کے قریب گوہر مراد اور ہیکل
کو لینے کے واسطے جاتا ہے فوراً نابینا ہو جاتا ہے ہم اس حال سے آگاہ نہ تھے ورنہ اسکا بندوبست
کر کے وہاں جاتے اب مجھ نا سمجھ کیا چارہ ہے حمزہ ثانی کو بھی اس واقعہ سے
کمال افسوس ہوا کہا ان جادوان بے ایمان کے ہاتھ سے سخت تکلیف پہونچتی ہے کچھ سمجھ

مین نہین آتا کہ ان موذیون کا قصہ کیونکر پاک ہو شاپور شیر دل نے بہت کچھ فکر کی مگر کام انجام کو نہ پہونچا
بہت متوحش و متردد ہوا وہان سے قریب ایک چشمہ تھا جسکا پانی بہت شیرین اور صاف تھا شاپور شیر دل
پر تشنگی نے غلبہ کیا پانی کی تلاش مین اُسی چشمہ سے پانی پیا اسوقت دل مین اس بات نے خطور کیا
کہ یون تو کسی طرح کار برآری نہین ہوتی اب بحضور درگاہ باری تعالی مین مناجات کرنا چاہیے شاید
غیب سے کوئی صورت حسب مراد پیدا ہو جائے بدین خیال اُس چشمہ سے وضو کیا بکمال خضوع
و خشوع دو رکعت نماز پڑھی سجدہ کر کے دونون ہاتھ آسمان کیطرف بلند کیے چونکہ بالکل ناامید ہو چکا تھا بحضور
قلب دعا کی کہ اے چارہ بیچارگان و اے دستگیر درماندگان تو ہر وقت اپنے ہر ایک بندہ کا حامی و مددگار ہے
تو خوب واقف ہے کہ اس بندہ حقیر نے اس بارہ خاص مین کیسی کوشش کی اور جب کام حسب مراد انجام
نہ پایا تو اب بالکل ناامید ہو گیا ہون ہان صرف تیری ذات سے سب طرح کی امید ہے واسطے اپنے عزت و
جلال کا اور واسطے اپنے قدرت و کمال کا اس ناچیز کو مراد دلی پر فائز کر بعد اسکے کی دعا و مناجات سے
اُسی طرح قبلہ رخ سکوت مین بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک [illegible] سفید ریش عمامہ سبز بر سر و عصاے پیری
در دست اسی طرح جملہ سامان بزرگی کے آراستہ سامنے سے نمودار ہوئے اور قریب آ کے بنہایت شیرین زبانی
سے کہا اے شاپور سلام علیک جونہین شاپور شیر دل نے اُس بزرگ کی صورت دیکھی بغرض تعظیم اٹھ
کھڑا ہوا علیکم السلام کہکے مصافحہ کیا اور کہا اے مقدس ذات و برگزیدہ صفات پہلے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے
مطلع فرمایئے پیر نورانی صورت نے کہا میرے نام سے تم کو کچھ کام نہین ہے پہلے یہ بیان کرو کہ تم کس فکر مین
مبتلا ہو شاپور شیر دل نے دست بستہ کہا حضرت مخلص معاف جبتک نام نامی سے آگاہ نہونگا کیونکر
اپنے اسرار کو ظاہر کرونگا اُس بزرگ نے کہا مجکو خضر کہتے ہین اب بیان کرو شاپور نے باردیگر مصافحہ کیا
اور کہا حضرت اگر واقعی آپ جناب خضر ہین تو میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت خود ہی آپ کو تمام حالات سے
آگاہی ہوگی حضرت خضر نے متبسم ہوکے کہا خیر سنو جس مطلب کے واسطے بیقرار ہو اُسکے روا ہونے کی یہ
صورت ہے کہ دیکھو سامنے جو وہ درہ واقع ہے اسمین چلے جاؤ باغ کا ایک دروازہ نمودار ہوگا قریب دروازہ
کے ایک درخت ہے اُس درخت مین ایک چتر لٹکا ہے اور ایک جادوے نابکار اُس دروازہ پر بیٹھا ہے جب
وہ جادو تمکو دیکھے گا تم سے متعرض ہوگا تم اُس سے مقابلہ کرنا مگر حتی الامکان صرف زور دست و بازو سے
کام لینا اور ایسی کوشش کرنا کہ وہ زیر ہو جائے اس مجبوری کی حالت مین جو کچھ تم کہوگے وہ [illegible] بجا لائیگا
حتی کہ اگر تم ہیکل اور لوح مراد کو طلب کروگے وہ جادو اُسکو بھی لاوے گا بعد ازان ایک تعویذ اپنی جیب
سے نکالا اور شاپور کو دے کے کہا اس تعویذ کو بازو پر باندھ لو مگر خبردار رہنا ورنہ وہ کبھی نہ پاؤ تم کو غافل
پا کے یہ تعویذ لے جائینگے اور تم اپنے مطلب پر فائز نہوگے بلکہ یہان زیادہ تر پریشانی لاحق حال ہوگی
آیندہ تو دانی و کار تو شاپور شیر دل نے وہ تعویذ حضرت خضر سے لے لیا اور باادب تمام سلام کیا تعویذ بازو
پر باندھا دفعتاً حضرت خضر نظر سے غائب ہو گئے راوی کہتا ہے کہ اگرچہ شاپور شیر دل سے عالم
ہوشیاری مین حضرت خضر ملاقی ہوئے لیکن اسوقت بعد فراغ نماز و دعا ایک ایسی غفلت
شاپور پر طاری ہوئی کہ جسکو نہ خواب کہا جا سکتا ہے نہ عالم بیداری البتہ بعد غائب ہوجانے
حضرت خضر کے شاپور کو یہ معلوم ہوا کہ مین بیخبر سو رہا تھا اب بخوبی ہوشیار ہون اور تعویذ

کو یارو پر چند صعابیا الغرض شاپور شیر دل درہ مین داخل ہوا دروازہ باغ نظر آیا باغ بنا یہ بھی دیکھا کہ ایک
جادوگر دروازہ پہ بیٹھا ہی جو ہین اسکی نظر شاپور شیر دل پر پڑی بے تحاشا شاپور کیجانب دوڑا شاپور
نے نعرہ مارا کہ باش او نابکار خبردار میرے قریب نہ آنا اگر کچھ کہنا ہی دور سے کہہ وہ جادوگر اپنی جگہ متوقف
ہوا اور کہا تو کیون اسطرف آتا ہی بہتر اسی مین ہی کہ جسطرف سے آیا ہی واپس جا ورنہ میرے اعمال کو
پہونچیگا یہ کہا اور اسماے سحر پڑھ کے شاپور شیر دل کیطرف دم کرنے لگا شاپور نے جو اس کا یہ
رنگ دیکھا دوڑ کے اس سے لپٹ گیا دونون مین کشتی شروع ہو گئی نوبت بانیجا رسید کہ شاپور نے سر سے
بلند کر لیا اور زمین پر مار کے اسکے سینہ پر سوار ہوا میان سے خنجر لیا اسکے گلے پر رکھکے کہا اپنی ہلاکت
مین کسقدر عرصہ سمجھتا ہی یہ سنکے کہا ای جوان مجھکو ہلاک نہ کر اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھ جو حکم ہوگا اسکی تکمیل مین
کسیطرح کا عذر نہ کرونگا شاپور نے کہا پہلے اپنے مذہب کو بیان کر کیا ہی اُسنے کہا آجتک تو مین خداوند
لات و منات کی بندگی کرتا رہا ہون شاپور نے کہا یہ بندگی بالکل غلط ہی اُس خداے وحدہ
لاشریک کی بندگی اختیار کر جسکے قبضہ قدرت مین تمام ذی روح کی جان ہی اور جو خالق ہی جملہ
موجودات کا اُسنے کہا مجھکو قبول ہی غرضکہ کلمہ طیبہ پڑھ کے دائرہ اسلام مین داخل ہوا شاپور نے نام
پوچھا اُس نے کہا مجھکو یاقوت جادو کہتے ہین ای شہریار تم ایک جوان شجاع و دلیر ہو مین ایک
مصیبت صعب مین مبتلا ہون اگر ممکن ہو تو میری حمایت کرو وہ مصیبت یہ ہی کہ مین ہلاہل جادو
کی دختر پر بہزار جان و دل فریفتہ ہون اسکی مفارقت سے شب و روز بیقراری و اضطراب مین بسر
کرتا ہون کون نہین جانتا کہ ؎ عشقی است کہ دل را نمی دہد آرام + ور گریست کہ آسودگی نخواہد
اگر چند روز اور یاس آرام جان سے دور رہونگا ضرور ہلاک ہوجاؤنگا شاپور نے کہا تو ہر طرح مطمئن رہ
اگر خدا نے چاہا تو ضرور تیرا مطلب دلی بر آئیگا ہوگا اور مین ضرور اس بارہ مین کوشش کرونگا اُسنے نام
پوچھا کہا مجھکو شاپور شیر دل ابن مرادت شاہ کہتے ہین اور میرا بھی ایک کام تجھ سے متعلق ہی اُسنے کہا وہ
کیا کام ہی شاپور نے کہا ای یاقوت تو ہیکل اور گوہر مراد مجھے لا دے یہ سنکے یاقوت نے حیرت سے
شاپور شیر دل کو دیکھا کہا ای جوان مجھکو تعجب ہی کہ تو نے اس امر کی فرمائش کی آخر وہ کون تھا جسنے تجھے
اس بات سے آگاہ کیا کہ مین ہیکل اور گوہر مراد کو لا سکتا ہون شاپور نے کہا مجھکو صرف اس بات
سے تعجب ہوا کہ مین نے ہیکل اور گوہر مراد کی فرمائش کی یہ امر تعجب خیز نہین ہی کہ مین یہانتک پہونچا
اور تجھکو زیر کیا اُسنے کہا بے شبہہ یہ امر بھی تعجب خیز ہی شاپور نے کہا آگاہ ہو کہ خود خضر علی نبینا علیہ السلام
میری رہنمائی کے واسطے تشریف لائے تھے انھین حضرت نے مجھکو ان جملہ امور سے آگاہ کیا یاقوت نے
کہا ای جوان اگرچہ تیری ہدایت سے مین تھوڑی دیر ہوئی کہ مسلمان ہوا جسمین تیرا جبر بھی شامل تھا
لیکن اصل حقیقت یہ ہی کہ مین اب بصدق دل و بخلوص نیت مسلمان ہوا اس بات سے کہ
حضرت خضر نے تیری رہنمائی کی اور اسلام کی حقیقت و افضلیت مجھپر بخوبی ظاہر ہو گئی سُن ای جوان
یہ جانور جو قفس مین آویزان ہی اسکو قفس سے نکال کے ہلاک کر اُس کے ہلاک ہونے سے
جو طلسم کہ گرد ہیکل کے مرتب ہی ضائع ہو جائیگا چونکہ حضرت خضر علیہ السلام نے آگاہ
کر کے مطمئن کر دیا تھا شاپور فی الفور قفس کے قریب پہونچا اور اُس درخت سے قفس کو اُتارا

ہیں طفل مہ جبین سے بڑی کج کلاہ کج
عقل حکیم ذرہ میں رفتہ ہے آفتاب
پھیلا ہے نور دھوپ میں ہو اخفا سے مجھے
حسن لیتے ہیں مسیح سے اخبار آفتاب
پیدا ہوا ہوں عشق رخ یار کے لیے
خواہاں ماہ ہوں نہ طلبگار آفتاب

ہر فلک سے پھینک دی ہے دستار آفتاب
البتہ ہو نہ یار کا ہم کو تو اشتباہ
مجرم ہوں تاب کا گنہگار آفتاب
جلتا کبھی ہیں پختہ کریں وہ پاسبان
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
اندھیر اپنی آنکھوں میں آتش ہے روشنی

ریزہ ریزہ میں ہے نگاہ تیرے آسمان پر
لب لعل ہے وہ طاس تیرے رخسار آفتاب
کھلتا ہے حال رخ جانان بخش یار سے
ظاہر ہیں نور مہ سے لگے آثار آفتاب
رخسار تو قریب ہو نظارہ کے لیے
جل جائے یار داغ ہے رخسار آفتاب

بلبلان شاخسار بلاغت و طوطیان شکرستان فصاحت اسطرح گلفشانی کرتے ہیں کہ جب عزازیل منقش نے ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون میں آویزان کیا طلسم میں آگے تمام جادوان نابکار کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ای عزازیل سے پیرو اور بت پرست کیے بندو جلد جاؤ اور بدیع الملک کو لے آؤ غالباً شاہزادہ بدیع الملک پیکر میں موجود ہے ان سب نے قبول کیا اور وہان سے روانہ ہوئے راہ طے کر کے پیکر میں پہونچے دیکھا بدیع الملک پیکر میں موجود ہے دفعتاً مثل بلائے بے درمان شاہزادہ سے لپٹ گئے اور گرفتار کر کے عزازیل کے روبرو لائے عزازیل نے دیکھا کہ ایک جوان باشوکت و شان ہے جسکی پہلوانی کے مقابلہ میں رستم و سام ہیچ و پوچ ہیں کہا ای جوان اگرچہ تو بہت صاحب زور و طاقت ہے مگر اسوقت جرأت کر کے اپنے کو اس قید سے رہا نہیں کر لیتا میں عزازیل نہیں اگر تجھکو بہ ہزار ذلت و فضیحت ہلاک نہ کیا ہم تجھسے یوں سمجھتے ہیں کہ تجھکو صرف اپنے زور و طاقت پر اعتماد رہا اور ہماری قدرت و طاقت کو مطلق خیال میں نہ لایا اور ہلابل سے کہا ای ہلابل اس جوان خدا پرست کو لے جا کر نہایت حفاظت سے قید رکھو اور رستم ثانی کو تلاش کر کے گرفتار کر لا تاکہ ان دونون خدا پرستونکو ساتھ ہلاک کرون ہلابل نے شاہزادہ بدیع الملک کو لے جا کے ہر چند قریب قید کیا تھا کہ ایک عزازیل کے سامنے یاقوت نے آ کے سلام کیا اور فریاد و واویلا کرنا شروع کیا عزازیل نے کہا ای یاقوت آج یہ کیا ہے جو تو فریاد و واویلا کر رہا ہے کس نے تجھ پر ظلم کیا اسنے کہا ای ملکہ فریاد ہے اس پیادہ نے آ کے مجھسے ہنگامہ جنگ گرم کیا کشتی کی نوبت پہونچی نوبت بایجا رسید کہ مجھ پر غالب آ کے مجھکو اس درخت سے باندھ دیا اور قفس کو درخت سے اتارا اور اس مرغ کو قفس سے باہر لا کے ہلاک کیا اور پھر ایک پرند کی گردن پر سوار ہو کے اس ہیکل اور گوہر کو سر سے اتارا اور بغل میں دبا کے راہی ہوا لیکن چلتے وقت مجھکو اس درخت سے کھول دیا اور کہا کہ جا عزازیل منقش سے فریاد کر اور کہدینا کہ او ملعونہ و مکارہ آمادہ مرگ ہو جا میں تیری جان کا عزرائیل عنقریب آیا چاہتا ہوں دیکھوں تجھ میں کیا قدرت و طاقت ہے اور میرے ہاتھ سے کسطرح تیری جان سلامت رہتی ہے عزازیل نے بقوت تمام ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا ہائے افسوس ہیکل و گوہر کو باوجود اس طلسم بندی و افسون خوانی کے خدا پرست لے گئے ای یاقوت تجھ سے کچھ نہ ہو سکا جو وہ پیادہ کارروائی کر گیا اگر زور و طاقت سے کام نہ نکلا تھا تو سحر و افسون سے کام لیا ہوتا یا کسی طرح کا فریب دیا ہوتا اسنے کہا ای ملکہ کیا کہوں میں نے کوئی دقیقہ سحر و افسون مکر و فریب کا باقی نہ رکھا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر مجبور ہو گیا عزازیل نے کہا عجب ہے اور ہلابل سے کہا تو یہان قیام کر ہم جاتے ہیں جس طرح ممکن ہوگا اس پیادہ کا علاج کرینگے اور ہیکل و گوہر مراد کو اس سے لے

آمدنکے پہنچنے وہان سے کوچ کیا اسطرف جب شاپور شیردل بن مرآت شاہ حسب فرمائش حمزۂ ثانی
ہیکل وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوا اور چند روز کے بعد اشکال کوہ کے قریب پہونچا دور سے
برجہائے طلسم نمایان ہوئے قریب طلسم کے آنے مقیم ہوا اول مین کہا ای شاپور یہ مقام طلسم ہی ہیکل
وغیرہ کو شاہزادہ بدیع الملک کے حوالہ کرنا ضروری امر ہی جبتک بلائے طلسم مین مبتلا نہ ہون
بدیع الملک تک پہونچنا غیر ممکن ہی ہرچہ بادا باد چلنا چاہیے آگے نزدیک دروازۂ طلسم کے پہونچا
بلیات نکلا ایک طوفان اٹھا یعنے چار شتوسگان طلسمی نے ایک مرتبہ بھونکنا شروع کیا اور چار شتر
آتش فشان اپنی جگہ سے چلے اور چار شتو فیلان کوہ پیکر نے اپنی اپنی خرطومون کو گردش دینا شروع کیا
جو اژدہا دروازۂ طلسم پر مقیم تھا شاپور کو دیکھ کے ایک مرتبہ اپنے سر اٹھایا اور اس زور سے دم کو کھینچا
کہ شاپور شیردل اُسکے حلق مین جا پڑا وہ اژدر فوراً نگل گیا اسوقت شاپور شیردل پر ایک نوع کی غفلت
طاری ہوئی تھوڑی دیر کے بعد آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا جو نہایت آباد و آراستہ ہی جابجا
بازار مین چہل پہل ہو رہی ہین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہی اہل شہر نے شاپور کو جو ایک مرد بیگانہ دیکھا انواع
اقسام کے حربے لیے ہوئے شاپور کے گرد جمع ہوئے اور قصد کیا کہ شاپور شیردل کو ہلاک کرین شاپور
اس سامان ہلاکت کو دیکھ کر بہت گھبرایا کہا صاحبو تم کیون میری ہلاکت کے درپے ہو پہلے جو کچھ مین کہتا
ہون اسکو سن لو پھر تم کو اختیار ہی ان سب نے کہا اچھا بیان کر کیا کہتا ہی شاپور نے کہا مجھکو
فرعون شاہ نے عزازیل کی خدمت مین بھیجا ہی تم سب بیکار مجھکو ہلاک کرنا چاہتے ہو اگرچہ تم سب کی
نظر مین بیگانہ معلوم ہوتا ہون لیکن مین تمکو بیگانہ نہین سمجھتا ہون ان سب نے کہا اچھا اگر تجھکو فرعون
نے عزازیل کے پاس بھیجا ہی تو ہمارے ساتھ ہلاہل کے پاس چل ہم تجھکو ہلاک نکرینگے شاپور شیردل نے
کہا کیا مضائقہ ہی موجود ہون چلو چنانچہ وہ سب شاپور کو ہلاہل کے پاس لائے ہلاہل نے شاپور
کو غور سے دیکھا کہا ای جوان بلند بالا تو کون ہی اور کسواسطے یہان آیا ہی شاپور نے کہا کہ مین فرعون شاہ
کا فرستادہ ہون خاص عزازیل کے پاس آیا ہون اُس سے فرعون کا ایک پیام کہنا ہی ہلاہل نے
کہا وہ پیام کیا ہی مین بھی سنون شاپور نے کہا فرعون شاہ نے منع کر دیا ہی کہ اس پیام کو بجز
عزازیل کے کسی سے نہ کہنا وہ بھی اسوقت کہ عزازیل تنہا ہو بس مین بجز عزازیل کے کسی سے
وہ پیام نہ کہونگا ہلاہل نے کہا اگرچہ فرعون نے اس پیام کے اخفا مین تاکید کی ہی لیکن مجھ سے
اس پیام کو بیان کر دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی شاپور نے کہا اگرچہ فرعون نے بالتخصیص تیرا نام
نہین لیا کہ اس سے اس پیام کو نہ بیان کرنا لیکن مین بلحاظ خود احتیاط کا اقتضا یہ سمجھتا ہون
کہ تجھسے بھی اس پیام کو نہ بیان کرون ہلاہل نے کہا اگر تو اس پیام کو نہ بیان کریگا تو مین
تجھے قید کرونگا اگرچہ تو فرعون کا فرستادہ ہی شاپور نے کہا تعجب ہی کہ تو فرعون شاہ کا کچھ بھی
پاس نہین کرتا ہلاہل نے کہا بات مین شک کی حالت مین فرعون شاہ کے پاس و لحاظ کی کچھ
ضرورت نہین سمجھتا بعدہ حکم دیا کہ اس جوان بلند بالا کو اُس زندان کے قریب قید کرو جس مین
وہ دونون جوان مقید ہین چنانچہ ہدہد اور شاہزادہ بدیع الملک کے زندان کے قریب
شاپور شیردل بھی مقید کیا گیا

غضب ہوا ہماری حفاظت و نگہبانی سے کچھ نہ ہوا ساٹھ گز کے قد کا پیادہ ایک شخص کی گردن پر سوار یہان
آیا اپنا مطلب نکالے چلتا ہوا عزازیل نے پوچھا اسکا بشرہ کس قطع کا تھا انھون نے کہا اس طرح بال لٹکائے
کے چہرہ پر نقاب بھی تھی ہمنے اسکی صورت کو نہین دیکھا کیا بتائین راوی کہتا ہے اسوقت عزازیل کو یقین ہو گیا
کہ یہ شاپور شیر دل کی ہے مسلمانون کے لشکر مین آ کے ہر چند تلاش کیا شاپور کا کہین پتہ نہ پایا دل
مین کہا یہان نہین ہے شاید لشکر فرعون مین ہوگا لشکر فرعون مین آ کے تلاش کی وہان بھی نہ پایا وہان
سے پھر کے طلسم مین جا کے کوہ پر پہونچا بلابل سے پوچھا میرے بعد کوئی یہان آیا تھا بلابل نے کہا ہان ایک
شخص آیا تھا اُسکا ساٹھ گز کا قد ہے میرے پاس اُسنے آ کے کہا کہ عزازیل کہان ہے فرعون نے مجھے ایک پیام
پہونچانے کو اُسکے پاس بھیجا ہے ہر چند مین نے اُس پیام کو پوچھا اُسنے کہا کہ مجھ سے فرعون نے تاکید کر دی ہے
کہ خبردار یہ پیام بجز عزازیل کے اور کسی سے نہ کہنا عزازیل نے کہا کہ پھر وہ یہانسے چلا گیا بلابل نے کہا واہ
ایسے آدمی کو چھوڑنا چاہیے مین نے باحتیاط تمام اُسکو خدا پرستون کے زندان کے قریب قید کیا ہے عزازیل
نے کہا ارے تو نے غضب کیا کہ اُسکو بدیع الملک کے زندان کے قریب قید کیا اب کوئی خدا پرست
مقید نہین رہے گا کچھ عجب نہین کہ وہ سب اُس قید سے رہا ہو گئے ہون ای بلابل تو نہین سمجھا کہ وہ
کون ہے آگاہ ہو کہ وہ شاپور ہے مرآت شاہ تکاوندی ہے ہیکل اور گوہر مراد کو لایا ہے بالیقین شاپور اُن
مرآت شاہ نے وہ ہیکل و گوہر مراد بدیع الملک کو دیدیا ہوگا جلدی جا کے انکی خبر لے اور چاہیے
سب کی خبر لے یا نسے شاپور کی خبر کیجیے لے اور اُس سے ہیکل اور گوہر مراد کو لے بلابل فوراً وہانسے
اُٹھ کھڑا ہوا اور چار سو جادوان کامل کو بھیجا اور اُنسے بتاکید کہدیا کہ ان تینون قیدیون کو اسی طرح
سلسلہ بہ ہوشیاری تمام یہان لے آؤ یہ سب اُس قید خانہ مین پہونچے اور تہیہ کیے ہوئے تھے کہ اُن
قیدیون کو بلابل کے پاس لے جائین گے وہان اُن سب کو اُس قید و بند سے رہا پایا سب نے باواز بلند
کہا ای خدا پرستو تم کو کسنے رہا کر دیا بارے ہم سب وقت پر پہونچے کہ تم موجود ہو ورنہ کسی طرف چلے
جاتے چلو تم سب کو بلابل جادو نے طلب کیا ہے اور ہم سب کو خاص تمہارے ہی لینے کے واسطے
بھیجا ہے بدیع الملک نے کہا ای خیرہ سرو بس اسی مین خیریت ہے کہ یہانسے چلے جاؤ ورنہ اپنے سزاے
اعمال کو پہونچو گے بلابل مردود کی کیا حقیقت ہے جو اپنے پاس بلائے گا ہم اپنے فعل کے مختار ہین
یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ ہم بدبختون کی قید مین مبتلا ہو گئے تھے جاؤ بلابل سے کہدو کہ اب ہم ہرگز
تیرے پاس نہین آئین گے اگر تجھے غرض ہے خود ہمارے پاس چلا آ اور جو کچھ کہنا ہو کہہ ہم یہان متوقف
رہین گے جب تک وہ نہ آئے گا ہم یہانسے نہ جائینگے یہ سنکے تمام جادوگر مشتعل ہو گئے بلا سے ور زبان شاہزادہ
بدیع الملک کی جانب کھینچے شاہزادہ اور شاپور وغیرہ بھی آمادہ حرب ہوئے بگیر و بزن کی آواز بلند
ہوئی تلوارون کی جھنکار فلک تک جانے لگی چند ساعت تک یہ ہنگامہ گرم رہا بدیع الملک
کی اسوقت یہ حالت تھی کہ تلوار علم کیے ہوئے ہر چہار جانب اُن کفار پر پے در پے وار پر وار کر رہا تھا
سے ہر جا کہ شمشیر او کار کرد جادوگر دو دو چار چار کر دیے جب اُن جادوگرون کا بس کچھ نہ چلا
اور بیشتر ہلاک ہوے فرار پر قرار دیا اور اس حالت مین باواز بلند یہ کہتے جاتے تھے کہ ای
خدا پرستو تم نے بلابل جادو کے حکم سے روگردانی کی ہے ہم جا کے اُسکو اطلاع دیتے ہین دیکھو

ہلاہل جادو تم کو بھی میرے سے سخت رہتا ہے بدیع الملک نے کہا اے نامردان پلید جیسے تم بزدلے ہو ویسا ہی
ہلاہل مردود بھی ہے جاؤ اسکو اطلاع دو وہ نہیں وہ ہم سے کیا عوض لیتا ہے خدا نے چاہا تو وہ اپنا سر پیٹے
خوش ہو رہے گا یہانتک کہ ہمارے مقابلہ کیواسطے اسکو آنا نصیب نہوگا تم بدبختونکا نہیں معلوم
کسطرف خیال ہے وہ سب جادوگر ہلاہل کے پاس آئے اور خوب چیخیں مار کے کتیون کیطرح رونے گریبانونکو
دامن تک چاک کیا اور کہا فریاد ہے اے ہلاہل ان خدا پرستون نے ان تمام جادوگرونکو ہلاک کیا ہم موقع
پاکے انکے روبرو سے بھاگ کھڑے ہوئے ورنہ ہم بھی انکے دست زبردست سے ہلاک ہوجاتے اے
ہلاہل کیا کہیں کہ وہ تمام تیرے فرستادہ جادوگر کس ظلم سے ہلاک کیے گئے ہیں ہلاہل نے کہا باتیں تم
سے بہا گئے اور وہ [illegible] نفس بھی وہ تم سے گرفتار ہوگئے اور آخر انکو کس نے رہا کرکے وہ تو بحفاظت
تمام مقید تھے معلوم ہوتا ہے کہ تم سب کی سازش تھی کچھ نقد معاملہ کرکے ان خدا پرستونکو رہا کردیا آخر کو
اس [illegible] ہیں [illegible] انھون نے لات منات وغیرہ کی ہزارہا قسمیں کھائیں اور
کہا اے ہلاہل ہم سب [illegible] سرکار کے نمک پروردہ ہیں ایسی نمک حرامی ہم سے نہیں ہوسکتی ہم سے
کسی سے [illegible] نہیں کرایا بلکہ جسوقت ہم وہاں پہنچے تو وہ سب قیدخانہ سے باہر ہیں پھر بھی
ہم سب نے [illegible] ہم ہلاہل سے تمہاری شکایت کرینگے ورنہ ہمارے ساتھ ہلاہل کے پاس چلو
انھون نے [illegible] بلکہ اسی فکر میں چارسو جادوگرونکو ہلاک کیا ہلاہل عزازیل کے پاس آیا
اس واقعہ کو بیان کیا اسنے کہا اے ہلاہل جادو میں نے پیشتر ہی کہا تھا کہ تو نے شاپور کو بدیع الملک
کے پاس قید کیا ہے بڑی غلطی کی ہے مگر بمقتضائے خود کردہ را علاج نیست دیکھا تو نے وہی ہوا اس اب
وجان [illegible] سے جانیں ہم جاتے ہیں کہکے وہاں سے کوچ کیا یہاں ہلاہل جادو نے جنگ
کی تیاری کی ایک [illegible] جادوگر کی جمعیت سے دھاوا کیا شاہزادہ بدیع الملک نے شاپور وغیرہ سے کہا کہ
یاروا گرچہ ان جادوگران بدذات کی جمعیت کثیر ہے مجھے اپنے دل میں خائف نہو خدائے مابس است ؎
[illegible] جنگ [illegible] سرگرم ہوا مسلمانون نے خوب
داد مردی و مردانگی دی ہر طرف کشتون کے پشتے سرون کے ڈھیر لگادیے اسطرف ہلاہل نابکار بھی اپنے
لشکر کا دل بڑھاتا جاتا تھا ہر ایک سے وعدہ کرتا جاتا تھا کہ بعد اس فتح کے علاوہ مال دنیا کے آخرت
میں ایک کی جگہ چار قصر بہشت میں دینگے متعدد حوریں خدمتگزاری کو ہر وقت حاضر رہینگی خوب
کوشش کرو ان خدا پرستونکو ایسی سزا دو کہ بار دیگر مقابلہ کی جراءت نہ کریں ورنہ ہمیشہ
اسی طرح ہمکو فساد برپا کرینگے وہ جادوگر بھی اسکی مزخرف باتون سے لڑائی میں جان لڑاتے ہوئے تھے
راوی کہتا ہے کہ تین شبانہ روز ہنگامہ کشت و خون گرم رہا نہ انکو خطرہ اور ظفر تھا روز تھا کہ
یکایک بدیع الملک پر گرسنگی و تشنگی نے غلبہ کیا شاپور سے بدل کہا اے شاپور اب مجھ میں
تاب توقف باقی نہیں رہی اگرچہ گرسنگی سے خراب حال ہے لیکن تشنگی کا تحمل کسیطرح ممکن نہیں ہے
جسطرح ممکن ہو میرے واسطے تھوڑا پانی بہم پہونچانا چاہیے پھر تازہ دم ہوکے انشاءاللہ ابھی دو گھڑی
سے سمجھ لونگا اور اگر پانی ممکن نہوگا تو انجام بد سمجھنا چاہیے شاپور نے کہا شہریارا واقعی گرسنگی
و تشنگی غلبہ کیے ہوئی ہے اسوقت آب و طعام بہم پہونچنا محالات سے معلوم ہوتا ہے

کوشش کرتا ہون مگر میسر نہو پہونچتا ہی جو ذکر کرتا ہون ورنہ مجبوری ہی اب شاپور کا حال یہ ہی کہ جب ان دلاوران
کے گروہ پر حملہ کرتا ہی اور وہ جادوگر پسپا ہوتے ہیں تب انکے مکانون مین در آتا ہی اور آب و طعام کی جستجو مین مصروف
ہوتا ہی اور پھر جب جنگ کا خیال آتا ہی کہ کفار کی کثرت ہی ایسا نہو کہ مین اسطرف مصروف ہون اسطرف
لڑائی کا رنگ دیگر گون ہو جائے واپس آتا ہی اور جنگ مین مصروف ہو جاتا ہی ایک مرتبہ ان بدبختون
کے مجمع مین در آیا وہ پسپا ہوئے شاپور نے تعاقب کیا حتی کہ ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک قصر
عالیشان واقع ہی اس قصر مین پہونچا وہان کیا دیکھتا ہی کہ رستم ثانی مقام صدر مین بکمال شان و شوکت بیٹھا
ہی متعدد مینائے شراب رکھے ہین تو نہین شاپور شیر دل پر نظر پڑی کہا ای شاپور تم یہان کہان بہت عرصہ
کے بعد ہمنے تم کو دیکھا شاپور نے کہا ای رستم ثانی طرفہ اتفاق ہی کہ تم سے یہان ملاقات ہوگئی مجکو کیا
معلوم تھا کہ تم یہان مقیم ہو ورنہ تم بھی میرے شریک ہوتے آج چار روز کا عرصہ گذرا کہ شاہزادہ بدیع الملک
جادوان نابکار سے کارزار مین مصروف ہین اور عظیم ہنگامہ جنگ گرم ہی تم تو کہو یہان کہان بیٹھے ہو اور کیا
کام کرتے ہو رستم ثانی نے کہا ای شاپور میری حقیقت یہ ہی کہ مین جادوان نابکار کی قید مین مبتلا تھا ابھی
چند روز کا عرصہ گذرا کہ اختران اختر شمار وزیر بلاہل نے مجکو قید و بند سے رہا کر دیا اور یہان سے آیا اب تک
یہین مقیم ہون تمھارا یہان تک پہونچنے کا کیا سبب ہوا یہ تو معلوم ہوا کہ تم اور شاہزادہ بدیع الملک
کفار سے جنگ و حرب مین مصروف ہو شاپور نے کہا شہریار مفصل حقیقت یہ ہی کہ چار روز سے جو شاہزادہ
ہنگامہ جنگ گرم کیے ہوے ہی گرسنگی و تشنگی کے غلبہ کا حال مجھ سے بیان کیا مجکو فکر ہوئی کہ آب و طعام بہم
پہونچانا چاہیے جب ان کفار پر حملہ کیا اور وہ پسپا ہوے اور انکے مکانون مین در آیا اور آب و طعام کی
تلاش کیا اسیطرح ایک مرتبہ وہ پسپا ہوے مین نے انکا تعاقب کیا حتی کہ یہانتک پہونچا اس قصر کو
دیکھا دل مین آیا کہ اس قصر کی بھی سیر کرنا چاہیے یہان تم کو دیکھا رستم ثانی نے کہا ای شاپور سامنے کے
حجرہ مین آب و طعام بکثرت ہی جسقدر درکار ہو لیجاؤ اور مین بھی چلتا ہون یہ کہکے رستم ثانی اٹھ کھڑا ہوا
سلاح تن پر آراستہ کیے متعدد حربے ہاتھ مین لیے اسطرف شاپور اس حجرہ مین پہونچا دیکھا انواع قلیہ
قورما کباب کوفتے پلاؤ چلاؤ متنجن وغیرہ طرح طرح کے کھانے خوشبودار و خوش مزہ موجود ہین خود بھی گرسنہ
تھا بلا تکلف بیٹھ کے کھانا شروع کیا جب خوب سیر ہو گیا کچھ قسم مالیدہ اور کباب رومال مین باندھے
اور ایک صراحی آب سرد کی لے کے حجرہ سے باہر آیا رستم ثانی سے کہا شہریار اگر چلنا ہو تو چلو رستم ثانی
نے کہا چلو مین تیار ہون غرضکہ وہان سے دونون روانہ ہوے لشکر بلاہل کے قریب پہونچے رستم ثانی
نے ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ باش ای بد نژادان مکار مین تمھاری جان کا عزرائیل آ پہونچا دیکھون میرے
ہاتھ سے کہان جاتے ہو سلامت نہ جانے دونگا اسطرف شاپور شیر دل وہ آب و طعام لیے ہوے شاہزادہ
بدیع الملک کے پاس پہونچا شاہزادہ نے کہا ای شاپور اب تو گرسنگی و تشنگی سے جان بلب ہون
تشنہ ہون آب و طعام کی فکر کرو شاپور نے کہا شہریار آب و طعام موجود ہی نوش فرماؤ وہ شیر مالیدہ ہاتھ
کو دیکھا شاہزادہ نے خوب سیر ہوکے کھانا کھایا پانی پیا خدا کا شکر کیا بعدہ ہدہد کا خیال آیا بقیہ
طعام لیے ہوے ہدہد کے پاس پہونچا کہ تو بھی گرسنہ ہوگا کھا تا ہدہد نے سلام کیا اسنے
بھی سیر ہوکے کھانا کھایا پانی پیا بعدہ دونون ہنگامہ جنگ مین آئے رستم ثانی نے جو بدیع الملک

کو دیکھا سلام کیا کہا اے شہریار جہان کو چشم تو سال معہود بدیع الزمان برگزیدہ حمزہ صاحبقران مجکو معلوم
ہے کہ عرصے سے ہنگامہ پیکار گرم کیے ہوے ہو چند لحظہ توقف فرمائیے میری لڑائی کا تماشا دیکھو مین تازہ دم آیا ہون
بدیع الملک نے کہا اے رستم یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن عرصے سے ہنگامہ جنگ گرم کیے ہوے ہین اور
بے انتہا کسل و کاہلی نے مجھ مین راہ پائی ہے تاہم مجکو اس بات کا خیال ہے کہ یہ جادوگر جنے مکارہ و بادکان
ہین اسکے اور ایک سلسلہ سم مین وہ طاقت ہے کہ اگر ہزار رستم و افراسیاب ہون تو عہدہ برا نہین ہو سکتے یہ
کو سہل ہے کہ تم کو جنگ کی اجازت دون اور خود چند لحظہ استراحت کرون بالنتیجہ معلوم ہوتا ہے رستم ثانی نے
کہا اے شاہزادہ عالیجاہ کار میری تو راے یہی ہے آیندہ تم کو اختیار ہے غرضکہ بدیع الملک اور رستم دونون
جنگ و حرب مین مصروف ہوے یکایک ہلاہل جادو کو خبر پہنچی رستم ثانی اختران اختر شمار وزیر
کے یہان سے آیا ہے ہلاہل کو بہت تعجب ہوا فی الحال جادو اختران اختر شمار کو پکارے اور لوگ گئے ہر چند
اختران اختر شمار وزیر کو تلاش کیا کہین نشان نہ ملا واپس آکے ہلاہل سے کہا ہم نے وزیر کو ہر چند
تلاش کیا لیکن پتہ نہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ خوف کے سبب سے روپوش ہو گیا ہے شکست شرارت کی
کہ خدا پرستونکو مدد دی اگر رستم ہاتھ آگیا تھا اسکو گرفتار کر لینا تھا نہ یہ کہ اسکو رہا کر دیا اور خود غائب
ہو گیا ہلاہل نے کہا اے فلان اب اس بات کا خیال بیکار ہے کیونکہ اختران اختر شمار وزیر نے جو کچھ کیا وہ
کیا اگر وہ ہوتا تو معقول جواب لیا جاتا تاکہ دوسرون کو عبرت ہوتی اب یہ فکر کرنا چاہیے کہ خدا پرست
پسپا ہون اور ہم کو مفر ملے ورنہ جسقدر اس معاملہ کو طول ہوگا بہتر نہ ہوگا ایک جادوگر ہلاہل کے
قریب آیا کہا اے ہلاہل میرا خیال یہ ہے کہ جب تک ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک کے پاس
ہے کوئی جادوگر اسکے مقابلہ مین سربر نہ ہوگا اور نہ کوئی سحر و افسون اسپر کارگر ہوگا فلہذا بہتر یہ ہے کہ
بدیع الملک سے ہیکل اور گوہر مراد کے لینے کی کوشش کی جائے بعدہ جو عمل کیا جائیگا وہ اپنا
اثر دکھائے گا ہلاہل جادو نے کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون لیکن کوئی ایسی تدبیر سمجھ مین نہین آتی کہ
ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک سے دستیاب ہو جائے اگر تجھ سے ممکن ہو تو بیان کر تو عمل کرتا ہون وہ
جادوگر تا دیر متامل رہا بعدہ کہا اے ہلاہل ایک تدبیر سمجھ مین آتی ہے کیا عجب اگر اسکی وجہ سے ہیکل اور
گوہر مراد وغیرہ دستیاب ہو جائے ہلاہل نے کہا اے غضنفر مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اگر تیری کوشش
سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہو جائیگی غضنفر جادو نے اپنی صورت اختران شاہ وزیر کی صورت سے
مشابہ کی شاہزادہ بدیع الملک کے قریب پہنچا رستم ثانی نے کہا اے اختران تم اسوقت کہان آئے
اختران شاہ مکنونی نے کہا شہریار مین اسوقت اس خیال مین مبتلا ہوا کہ اسطرف ایک لاکھ جادوگر
کی جمعیت ہے اور تم صرف چار شخص ہو مشہور ہے کہ ایک کی دو دو اور تم چار شخص کس کس کو جواب دوگے اور کہان
کہان پہونچوگے آخر پسپا ہوگے چنانچہ پریشان ہوکے تمہارے پاس آیا ہون کہ تمہارے پیچھے مشورہ
مین کوئی صورت آسانی کی پیدا ہو بدیع الملک نے کہا اے رستم ثانی یہ کون شخص ہے جس سے تم
ہمکلام ہو رستم ثانی نے کہا شہریار تم نے اس شخص کو نہین پہچانا یہ اختران ہلاہل جادو کا وزیر ہے اور
مسلمان ہے مین اسکا ممنون احسان ہون سواسطے کہ اسنے مجکو رہا کرکے اپنے گھر مین چند روز تک مہمان
رکھا اور ہمارے ساتھ خاطرداری و مدارات سے پیش آیا چونکہ یہ ایک مرد نیک نفس ہے لہذا اسکو عزیز بھی رکھتا

خیر خواہی کیا ہے اور کہتا ہے کہ جادوان مکار کی جمعیت کثیر ہے چند نفس تاب مقابلہ نہیں لا سکتے اگرچہ فی الواقع عالم
کی مشیت میں کسیکو دخل نہیں ہے لیکن بظاہر اسکا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے بدیع الملک غضنفر مکار کی
جانب متوجہ ہوا کہا ای اختران وزیر صاحب تدبیر ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں کہ آپنے بنظر خیر خواہی و ہمدردی
یہ کلمہ کہا لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں در انحالیکہ ہم یہاں مسافر ہیں اور کوئی چارہ کار نہیں رکھتے اُسنے کہا شہریار
اب جو کچھ میں کہوں اُس پر عمل کرو تو میرے غضب میں چلے آؤ بدیع الملک نے کہا بہت مناسب چنانچہ وہ
مکار شاہزادہ کو ایک حویلی میں لایا جو ہر طرح کے اسباب ضرورت و زینت سے آراستہ تھی کہا شہریار تم یہاں
با رام و آسائش قیام فرماؤ طعام و شراب وغیرہ جملہ سامان موجود ہے کوئی مانع نہیں بلا تکلف نوش فرما سکتے ہو
جسوقت منظور ہو یہاں سے برآمد ہو کے جادوان مکار و بدکار سے مقابلہ کرو اور پھر یہاں آ کے استراحت
کر سکتے ہو بدیع الملک کو اطمینان ہوا غضنفر مکار نے اُسیوقت دستر خوان بچھایا طرح طرح کا کھانا
جناب نے سیر ہو کے کھایا بعد فراغ طعام غضنفر مکار بدیع الملک کے پاس آیا آہستہ کہا شہریار
میں نے سنا ہے کہ گوہر مراد اور ہیکل ہزار یک دانہ لعل احمر تمہارے پاس ہے میں نے بہت کچھ تعریف
اسکی سنی ہے اور یہ بھی میرے گوش زد ہوا ہے کہ ہلال جادو وغیرہ اسکی تلاش میں ہیں بابت تم نے ان اشیاء
کی خوب حفاظت کی ہے میں بھی ان اشیاء نادر الوجود کو دیکھنے کا مشتاق ہوں ممکن ہو تو مجھے بھی ایک نظر
دکھا دو شاہزادہ بدیع الملک کو اُس مکار کے فریب سے اطلاع نہ تھی وہ سمجھتا تھا کہ واقعی یہ میرا
دوست خدا پرست ہے اور رستم ثانی کے کہنے پر اعتماد کیے ہوئے تھا اُسکی درخواست پر بلا تکلف بغل سے
ہیکل وغیرہ نکالی اور غضنفر مکار کو دے کے کہا ای اختران دیکھو یہی وہ اشیاء عجیب ہیں جن کی
تعریف تو نے سنی ہے غضنفر مکار نے پہلے بنظر غور ہیکل یاقوت احمر کے ہر ایک دانہ کو اور گوہر مراد
کو دیکھا کہا شہریار یہاں تاریکی ایسی ہے کہ میری نظر کام نہیں کرتی اور اب میری نظر میں بھی ضعف پیدا
ہو گیا ہے اسلیے ہیکل وغیرہ کو لیے ہوئے صحن حویلی میں آیا بدیع الملک سمجھا کہ اختران وزیر ہیکل وغیرہ
کو روشنی میں دیکھ کے پھر یہاں چلا آوے گا غضنفر نابکار دروازہ کی طرف بڑھا شاہزادہ بدیع الملک
نے کہا ای اختران ان اشیاء کو بیرون خانہ لیجانا مناسب نہیں ہے غضنفر مکار نے کہا ای بدیع الملک
تجھ سے بڑھ کے دنیا میں کوئی بیوقوف نہ ہوگا تو نے یہ بھی نہ سمجھا کہ میں اختران وزیر ہوں یا دوسرا شخص
ہوں اور ان اشیاء نایاب کو بلا تکلف میرے حوالہ کر دیا آگاہ ہو میں اختران وزیر نہیں ہوں
غضنفر جادو ہوں خاص ہیکل اور گوہر مراد لینے کو اختران وزیر کی صورت سے مشابہ ہو کے آیا تھا
اب کیا مجال تمہاری جو مجھ سے ہیکل اور گوہر مراد کو لے لو میں جاتا ہوں مع بچو تم خدا پرستوں پر کیسی آفت
نازل کرتا ہوں بدیع الملک نے نعرہ مارا کہ او باغی او مکار تو نے بڑا فریب دیا یہ کہکے اُسکا تعاقب کیا
غضنفر مردود یکایک بدیع الملک کی نظر سے غائب ہو گیا بدیع الملک اُسی حویلی میں واپس آیا
مگر نہایت متاسف رستم ثانی نے کہا شہریار بڑی غلطی ہوئی بدیع الملک نے کہا برادر تمہارے ہی
اعتبار پر میں نے اُسے ہیکل وغیرہ کو دیدیا کیونکہ تم نے کہا یہ میرا محسن ہے اسنے مجبور کیا چند روز تک
مہمان رکھا خاطر داری سے پیش آیا رستم ثانی نے کہا بیشبہ اختران وزیر نے مجبور کیا اور مہمان بھی
رکھا لیکن یہ مجھکو کیا معلوم تھا کہ یہ موذی اُسکی صورت سے مشابہ ہو کے آیا ہے کاشکے پیشتر ہی معلوم

ہو جاتا تو ہمیں ہلاک کرتا زندہ ہرگز نہ چھوڑتا بدیع الملک نے کہا تب تو وہ اپنا کام بنالے گیا غرضکہ یہ
سب اُسی حویلی میں مقیم رہے اب اُسطرف کا حال سماعت فرمایئے کہ غضنفر جادو ہیکل اور گوہر مراد
لیے ہوئے جب اُس حویلی سے باہر آیا ساتھ ہی دیکھا یاقوت جادو چلا آتا ہے غضنفر نے کہا اے
یاقوت کہاں جاتا ہے اُسنے کہا میں نے سُنا ہے اس حویلی میں خداپرست مقیم ہیں جنکے پاس گوہر مراد
اور ہیکل ہے اُسنے کہا خاطر جمع رکھو اگرچہ اس حویلی میں خداپرست ضرور مقیم ہیں لیکن اب وہ بالکل
تہیدست ہیں گوہر مراد اور ہیکل میں اُن سے لے آیا خاص اس کام کے واسطے آیا تھا میں نے خداپرستوں
کو دھوکا دیا تب یہ دونوں چیزیں اُنسے دستیاب ہوئیں ورنہ کسیطرح دستیاب ہونا ممکن نہ تھا یاقوت جادو
بہت خوش ہوا کہا اے غضنفر ہزار ہزار آفرین تیری اس کارروائی پر کارے کردی خداپرستوں سے ہیکل
وغیرہ کا دستیاب ہونا ایک امر عظیم تھا وہ ایسے لوگ ہیں کوئی سحر و افسون اُنکے مقابلہ میں کارگر نہیں
ہوتا لیکن اے غضنفر میں نے سنا ہے ہیکل اور گوہر مراد کے عجیب و غریب خواص ہیں میں اُن کے
دیکھنے کا مشتاق تھا [illegible] ایک نظر مجھے دکھا دے غضنفر نے کہا برادر یہ دونوں چیزیں موجود
ہیں شوق سے دیکھو یہ کہہ کے گوہر مراد اور ہیکل کو جیب سے باہر لایا یاقوت کو دیا یاقوت جادو نے
غور سے دیکھا کہا فی الواقعی یہ وہی ہیکل و گوہر مراد ہے غضنفر ملعون نے کہا موجود ہے دیکھ لو یاقوت
نے ہیکل و گوہر مراد کو جیب میں رکھ لیا اور تلوار میان سے نکالے اس سرعت سے اُسکی کمر پر وار
کیا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا یہاں بدیع الملک اور رستم وغیرہ نہایت پریشان و مضطر بیٹھے
ہوئے تھے ہیکل و گوہر مراد لی جاتی ہے یہی تھیں شاپور شیردل نے دیکھا یاقوت چلا آتا ہے
بدیع الملک کے قریب آکے سلام کیا شاپور سے کہا شہریارا اسوقت تم سب بہت پریشان معلوم
ہوتے ہو خیریت تو ہے بدیع الملک کو اُسکے اسطرح کے استفسار سے تعجب ہوا شاپور سے پوچھا
یہ کون شخص ہے شاپور نے کہا اس شخص کا نام یاقوت جادو ہے اسی نے مجھکو قصر فرعون تک پہونچایا
تھا اور یہ جوان بلال جادو کی دختر پر فریفتہ بھی ہے میں اسکا بہت ممنون و مشکور ہوں بدیع الملک
نے کہا میرے نزدیک بہتر ہوگا اگر اس سے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا جاوے جو فی الحال ظہور میں آیا ہے
شاپور نے کہا کیا مضائقہ ہے شاہزادہ نے کہا اے یاقوت تم نے شاپور شیردل پر کیا احسان کیا
مجھپر احسان کیا اب یہ تازہ واقعہ سن غضنفر جادو اختران کی صورت سے مشابہ ہو کے یہاں آیا اور
اسطرح آیا کہ ہم میں سے کسی نے نہ پہچانا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مکر و فریب سے ہیکل و گوہر مراد ہم سے لیگیا
یاقوت جادو نے کہا شہریار تعجب ہے کہ تم ایسے ذی فہم نے ایسا دھوکا کھایا اگر ہیکل و گوہر مراد دستیاب
ہو گیا تھا تو اسکی کامل حفاظت کرنا تھی شاہزادہ نے کہا بھئی اسوقت مجھکو مطلق خیال نہ رہا
بلاتکلف ان اشیاء نایاب کو اُسکے حوالہ کر دیا میں سمجھتا تھا کہ اختران وزیر ہے اسکی کیا خبر تھی کہ
یہ فریب ہے یاقوت نے کہا پھر اب کیا تدبیر سوچی ہے جو ہیکل وغیرہ پھر ہاتھ آجائے شاہزادہ نے کہا
جو شے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اسکا بار دیگر دستیاب ہونا محال ہوتا ہے یاقوت نے کہا اے والا تبار
اگر ہیکل وغیرہ بار دیگر دستیاب ہو جائے تو کس قدر خوشی کی بات ہے شاہزادہ نے کہا بیشک
جسکے ذریعہ سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہو گی مدت العمر اسکا ممنون رہونگا یاقوت نے ہیکل

وغیرہ کو جیب سے نکالا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے رکھ کے کہا شہریار دیکھو یہ کیا چیزیں ہیں
شاہزادہ کی نظر گوہر مراد پر پڑی دل باغ باغ ہو گیا یاقوت کو سینہ سے لگا لیا اور کہا ای برادر یاقوت
سچ کہو یہ ہیکل و گوہر مراد کہانسے ہاتھ آئی اسکو تو غضنفر مردود نے لیا تھا یاقوت نے کہا جسوقت غضنفر
دروازہ سے برآمد ہوا چونکہ مجھکو پیشتر سے خبر معلوم ہو گئی تھی کہ چار پرست اس حویلی میں مقیم ہیں مہمان کا
حال دریافت کرنے کو آیا تھا غضنفر کو دیکھ کے متوقف ہوا اسوقت غضنفر کچھ منتشر الحواس تھا
میں نے اسکا حال پوچھا اُسنے ہیکل وغیرہ کا دستیاب ہونا بیان کیا میں نے ہیکل کے دیکھنے کی آرزو
ظاہر کی اُسنے ان اشیاء کو میرے ہاتھ میں دیدیا میں نے وقت فرصت کو غنیمت جانا ایک ہی وار میں
اُس مکار کا کام تمام کیا اور ہیکل وغیرہ لیتے ہوئے حاضر خدمت ہوا شاہزادہ نے کہا برادر غضنفر نے
بھی ان اشیاء کے دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تھا جو میں نے اُسے دیدیں اور وہ لے کے چلا گیا بخدا کارسے
کردیا اب میں بالکل ہیکل وغیرہ کے دستیاب ہونے سے ناامید ہو گیا تھا ۔ آفرین باد بر ہمت
مردانہ تو ۔ اگر عزازیل کا میرے ہاتھ سے ہلاک ہونا مقرر ہے تو یقین ہے سمجھنے کہ اس طلسم کی بادشاہی
بھی تیرے نام پر مقرر ہے یاقوت نے کمال ادب سے سلام کیا اور کہا جو میں عرض کروں اسے سماعت
فرماؤ یعنی جب تک اس طلسم کی لوح دستیاب نہ ہوگی ان جادوان نابکار سے مقابلہ کرنا عبث ہے
بدیع الملک نے کہا مجھکو کیا معلوم کہ وہ لوح کہاں ہے اور کسطرح دستیاب ہوگی یاقوت نے کہا مجھ سے
سنو لوح اس طلسم کی ہلاہل جادو کے پہلو میں رہتی ہے تمہاری کوشش کی کچھ ضرورت نہیں ہے
میں جاتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو اس لوح کو ہلاہل جادو کے پاس سے لیے آتا ہوں شاہزادہ نے کہا خیر
تیری توفیق میں خدا ترقی عطا فرمائے یاقوت رخصت ہو کے روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ ہلاہل جادو
اپنے قصر میں مصروف خواب تھا عالم رویا میں دیکھا کہ ایک لکہ نور پیدا ہوا قریب آیا اُس لکہ کو ہ سے
ایک مرد محترم نورانی صورت نمودار ہوا ہلاہل کے دل میں اُس مرد معظم کا رعب طاری ہوا تعظیم کے
واسطے اُٹھ کھڑا ہوا بہت ادب سے سلام کیا اُس مرد معظم نے کہا اے ہلاہل یہ تیری تعظیم و تواضع محض عبث
ہے ہلاہل نے کہا کیا وجہ ہے اُس مرد نورانی صورت نے کہا وجہ تو خود جانتا ہے میرے بیان کرنے کی کیا
ضرورت ہے جس شخص نے دنیا میں حق و ناحق کو نہ پہچانا اسکا پیدا ہونا اور ناپیدا ہونا سب یکساں ہے اسقدر
تیری عمر ہوئی آجتک تو نے یہ نہ جانا کہ مذہب حق کون ہے آج ہم تجھکو خاص یہ اطلاع دینے آئے ہیں
کہ اگر تو اسیطرح کفر و ضلالت میں مبتلا رہے گا ضرور ایک روز خاص شاہزادہ بدیع الملک کے
ہاتھ سے ہلاک ہوگا اگر اپنی خیریت اور دنیا میں چند روز زندہ رہنا چاہتا ہے تو مسلمان ہو جا اس حالت
میں بدیع الملک کے ہاتھ سے تجھکو مطلق گزند نہ پہونچے گی اُسنے کہا یا حضرت میں آپ سے بالکل
ناواقف ہوں پہلے اپنا نام و نشان ارشاد فرماؤ اُس مرد بزرگ نے کہا اے ہلاہل میرے نزدیک سب بہت
نام و نشان سے بیکار ہے ۔ ہونا چاہتا ہے اُسنے اصرار کیا مرد بزرگ نے کہا مجھکو ابراہیم خلیل اللہ
کہتے ہیں اسوقت ہلاہل جادو کی تحقیق آسمانی ایسی رفیق ہوئی کہ وہ فوراً اس مرد نورانی صورت
کے پانوں پر گر پڑا اور زار زار روتا جاتا تھا اور کہتا تھا اے معظم ذات مکرم صفات اسوقت
تمہاری تنبیہ سے میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں جو مذہب حق سمجھتے ہو مجھے تعلیم فرماؤ مجھ

بڑی غلطی ہوئی جو آجتک ضلالت میں مبتلا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا ہلاہل
بصدق دل مسلمان ہوا نہایت خلوص سے مصافحہ کیا حضرت نے فرمایا ای ہلاہل شریعت اسلام
میں سحر وغیرہ کی سخت ممانعت ہی آیندہ ایسے امور ناجائز سے احتراز کرنا اور یاقوت واسطے لوحے
تیرے پاس آئے گا تجھکو چاہیے کہ پہلے اُسکے ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت میں جا اور اپنا
مسلمان ہونا ظاہر کر بعدہ شاہزادہ کو عزازیل کے مکان پر پہونچانا کہ بدیع الملک اُسکو ہلاک کرنے
اور یہ بھی تجھکو ہدایت کیجاتی ہی کہ یاقوت تیری دختر کا خواستگار ہی ان دونوں کے باہم بلاتکلف عقد
کردے تاکہ عزازیل کا کام تمام ہو جائے اس تعلیم و تفہیم کے بعد وہ حضرت بیک نظر ہلاہل سے
غائب ہوگئے ہلاہل بیدار ہوا اپنے قصر میں آکے قیام کیا دل میں سوچ رہا تھا کہ طرفہ ماجرا ہی مدت العمر
میری کفر و ضلالت میں بسر ہوئی اب مذہب حق اختیار کرنے کا اتفاق ہوا اس اثنا میں یاقوت آیا
ہلاہل کو سلام کیا ہلاہل اُٹھ کھڑا ہوا یاقوت کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ای فرزند ہزار ہزار آفرین تجھ پر
تو نے بہت بڑا کام کیا یاقوت ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا واقعہ ہی آج ہلاہل مجھ سے بہت خلق سے
پیش آیا کہا ای ہلاہل آج میں اسطرح کے خلق و لطف سے متعجب ہوں یہ کیا امر ہی ہلاہل نے کہا سبب
اسکا یہ ہی کہ آج شب کو حضرت ابراہیم خواب میں تشریف لائے تھے انکی ملازمت سے میں بہرہ یاب
ہوا مجھکو دین حق تعلیم کیا لیکے اب میں بصفائے قلب مسلمان ہوں مجھکو شاہزادہ بدیع الملک
کی خدمت میں لیچلو تاکہ اُس شاہزادہ والا جاہ کو عزازیل کے پاس پہونچادوں بعد ازان تمام جادوان
موجود کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای یاران من اگرچہ ادنی و اعلی سب تعلقات دنیا میں ایسے مبتلا ہیں
کہ آخرت کی بالکل خبر نہیں ہی تاہم ہر شخص کا فرض ہی کہ کسی قدر عاقبت کی بھی خبر لے میں تم سے سچ کہتا ہوں
کہ شاہزادہ بدیع الملک کا مذہب سچا ہی فرعون ملعون کیا مال ہی اور عزازیل کیا چیز ہی فرعون نابکار نے
بیسیوں مرتبہ مسلمانوں کے ہاتھ سے زک پائی ہی اگر کچھ بھی قابلیت فرعون میں ہوتی تو کیوں یہ نوبت پہونچتی
سچا خدا صرف مسلمانوں کا ہی اور یہ جو فرعون کہتا ہی کہ دنیا میں جو کچھ ہونیوالا ہی وہ میری مشیت میں پہلے
گذر چکا ہی یہ بالکل جھوٹ ہی اس پلید کو مشیت سے کیا نسبت میں تو ایسے سنگ خارشتی بیشتر دیکھے
ہیں میری خوشی یہ ہی کہ تم سب مسلمانوں کے خدا کی بندگی اختیار کرو بعضوں نے اُسوقت دین اسلام
قبول کیا بعضوں نے کہا ای ہلاہل در انحالیکہ مدت العمر ہم مسلمانوں کے خدا سے نابلد ہیں اب یکایک
کسطرح اُسکی بندگی اختیار کر سکتے ہیں ہاں کچھ دلائل حقیقت دین اسلام کے بیان کرو اُسکے بعد ہم
دین اسلام اختیار کرینگے راوی کہتا ہی کہ اس شب کے خواب کی برکت سے ہلاہل کے ذہن میں
ایسی وسعت پیدا ہو گئی کہ اُسنے بکمال فصاحت دین اسلام کے حق ہونے کے دلائل بیان کیے
حتی کہ وہ ایک لاکھ جادوگروں کی جمعیت اطاعت اسلام میں داخل ہوئی ہلاہل یاقوت کے ہمراہ
شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت میں آیا نہایت ادب سے سلام کیا شاہزادہ نے نہ
پہچانا پوچھا یہ کون ہی یاقوت نے کہا شہریار ہلاہل جادو یہی ہی فی الحال اُسنے دین اسلام اختیار کیا ہی
حضور کی ملازمت کا مشتاق تھا لہذا میں اپنے ہمراہ لے آیا شاہزادہ نے کہا ای ہلاہل مدت مدید
تک تو راہ راست سے برگشتہ رہا اب کیا سبب تیرے راہ راست پر آنے کا ہوا اُس نے کہا

آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام عالم خواب مین تشریف لائے دین حق تعلیم فرمایا اور بھی ضروری ہدایتین
کین جب مین بیدار ہوا تمام تجادوان ہمرہی کو تفہیم و تعلیم کی چنانچہ وہ سب بھی مسلمان ہوگئے
اب میرے ہمراہ چلو تاکہ مین تمکو مقام عزازیل مین پہونچا دون اسکو میرے حال کی مطلق اطلاع نہین
ہو ایسی حالت مین بعنوان مستحسن اُسکا کام تمام ہوسکتا ہی شاہزادہ نے کہا خداوند عالم تیری توفیق
مین اس سے زیادہ ترقی عنایت فرمائے تیرا واقعہ عجیب و غریب ہی غرضکہ بدیع الملک مع یاران
ہمراہی ہلاہل کے ساتھ اسی وقت روانہ ہوا ہلاہل نے اپنی فوج کو بھی ساتھ لیا اور وہان سے کوچ
کرکے برابر تختہ سنگ کے پہونچا شاہزادہ سے آہستہ کہا شہریار عزازیل اس پتھر کے نیچے
ہو اب وقت مطلب یہ امر ہی کہ اگرچہ مین یہان تک پہونچ گیا اور تمکو بھی لے آیا ہون لیکن ایسی حالت مین
کہ یہان مجھے کیشر ہو اُسکا باہر آنا ایک امر محال ہی البتہ مکر و فریب سے کاربرآری ہو جائے تو عجب نہین
حیرت ہی کہ مکر و فریب کیا کیا جائے شاہزادہ نے کہا میرے نزدیک تو فریاد اور واویلا کر کہ خداپرست
تمکو گرفتار کیے لیے جاتے ہین تیری آواز مین کے عزازیل پتھر کے نیچے سے نکل آئے تو
عجب نہین ہلاہل نے کہا شہریار اگر مین آواز زیادہ واویلا بلند کرونگا پس بسبب خوف کے اُسکا
زیر سنگ سے باہر آنا غیر ممکن ہی البتہ میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ تم مین سے دو تین آدمی گریہ وزاری
شروع کرین اور کہین کہ ای ہلاہل تجھے قسم ہی عزازیل اور فرعون کے حق کی ہمکو ہلاک نہ کر
جب یہ آواز اُسکے کان مین پہونچے گی اُسکو خیال ہوگا کہ خداپرست قبضہ مین آگئے ہین پس فوراً
زیر سنگ سے باہر آجائے تو عجب نہین شاہزادہ نے کہا یہی سہی تم ہی اپنے مطلب کے موافق
دو تین آدمی تجویز کرو اور انھین سمجھادو چنانچہ ہلاہل نے ہدہد اور شاپور شیردل کی جانب اشارہ
کرکے کہا یہ دونون اس کام کے واسطے مناسب معلوم ہوتے ہین شاہزادہ نے اشارہ کیا
دونون ہلاہل کے پاس آئے اور کہا ان بیان کردو کیا کرنا چاہیے ہلاہل نے بار دیگر اُن دونون
کو بخوبی سمجھا دیا چنانچہ اُس سنگ گران کے قریب جاکے ہدہد و شاپور شیردل نے واویلا اور رونا
رونا شروع کیا اور کہا ای ہلاہل صدقہ فرعون اور عزازیل کا ہمکو ہلاک نہ کر ہلاہل نے نعرہ
مارا اور کہا ای خداپرستو تمنے خداوند فرعون کی بندگی نہین کی اور ہمیشہ اس سے برسر پرخاش
رہے بس اب تمکو پاگئے ہین اب ہرگز رہا نہین کرینگے تمکو پیشتر اس بات کا خیال نہ آیا کہ ایسے بزرگ
خداوند کی بندگی سے قطع نظر کرکے کہان رہ سکتے ہین اور کس طرح جان بری ہوگی اور پکار کے کہا ای
عزازیل ای عزازیل دیکھ تیری خیرخواہی کی وجہ سے مین نے ایسے امر عظیم کو انجام دیا ہے
مسلمانون کے اعلی سردارون کو گرفتار کر لایا ہون جلد پتھر کے نیچے سے باہر آ ان خداپرستون کے
بارے مین حکم مناسب دے تاکہ اُسکی تعمیل کیجاوے اگر دیر ہوگی یہ خداپرست میرے ہاتھ سے
نکل جائینگے پھر کوئی کارروائی بکار آمد نہ ہوگی آیندہ اختیار ہی جونہین یہ آواز ہلاہل کی عزازیل
نے سنی بلند قہقہہ مارا اور کہا ای ہلاہل شاباش ہے آفرین باد برین ہمت مردانہ تو
قسم ہی سر کس فرعون کی کام سے کردی تو گھبرا نہین ہم بہت جلد تجھ تک اپنے کو پہونچاتے ہین
اور ہمراہیان خداپرستون مین سے کسی کو رہا نہ کرنا انکی ذات سے ہر وقت تردد لاحق حال رہتا ہی

ہلاہل نے شاہزادہ کو اشارہ کیا شاہزادہ نے مردان ہمراہی سے کہا آگے بڑھو کے اس سنگ
گران کو ہر چہار جانب سے گھیرکے کھڑے ہو اور اپنی اپنی کمند کو بخوبی سنبھال لو ایسا نہو کہ عزازیل یہان سے
زندہ نکل جائے چنانچہ تمام جادوان ہمراہی ہلاہل اور یاران شاہزادہ بدیع الملک نے اس پتھر
کو گھیر لیا کمندون کو اُس پتھر سے ملا دیا یکایک اُس پتھر کو جنبش ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک
بیچارہ اُس کنوئین سے باہر آیا جونہین اسکی نظر شاہزادہ پر پڑی یاران ہمراہی کو دیکھا ارادہ کیا کہ کبوتری
کی صورت سے مشابہ ہوکے وہان سے نکل جائے بعد اور شاپور شیردل پیشتر سے ہوشیار
بیٹھے تھے فوراً حلقہاے کمند اُسپر پھینکے اور گرفتار کرلیا اُسنے سحر خوانی کے ارادے سے لبکو
جنبش دینا شروع کی شاپور نے کہا ای شاہزادہ والا قدر خبردار رہنا ایسا نہو کہ یہ شکار ہاتھ سے
نکل جائے اسکے لب سحر خوانی مین حرکت کر رہے ہین شاہزادہ نے جوالدوزی جیب
سے نکالی اُسکے منھ پر چڑھادی جسکے سبب سے منھ گویا دوختہ ہوگیا باستحکام تمام بستہ کرکے
اپنی جگہ پر اطمینان تمام قیام کیا اور کل سردارون کو جمع کیا خلعت خاصہ طلب کرکے سب کی
موجودگی مین ہلاہل کو بخشا اور کہا یہاالناس اگرچہ یہ شخص اول مین گمراہ تھا لیکن اب چونکہ دایرہ
اسلام مین بخلوص نیت داخل ہوا ہے پس اب ہم اسکو اپنے سے بہتر سمجھتے ہین اس طلسم کی حکومت
بھی اسکے نام پر مقرر کی بعدہ ہلاہل سے کہا ہم تیری دختر کو یاقوت سے منسوب کرنا چاہتے
ہین کیونکہ ایک روز عمرو کہتے تھے اسکا منسوب کرنا ضروری ہے پس اگر یاقوت سے منسوب کیجاوے
تو کیا مضایقہ ہے اگر تو یاقوت مین کسی نوع کا نقصان بیان کرے تو یہ مناکحت موقوف رہے
ہلاہل نے کہا شہریارا میری کیا مجال کہ حکم والا سے سرتابی کرسکون انچہ راے مولا از ہمہ اولے شاہزادہ
نے کہا نہین صاحب اس بارہ مین راے مولا از ہمہ اولے کو مطلق دخل نہین ہے اگر کوئی نقص ہو
تو بلا تکلف بیان کردینا چاہیے میری خواہش یہ ہرگز نہین ہے کہ میری وجہ سے کسی کو صدمہ پہونچے
ہلاہل نے کہا اے والا منزلت اسکے معنے یہ نہین ہین کہ مین داب و لحاظ کے سبب سے کچھ نہین کہسکتا
مین بھی اس راے سے متفق ہون شاہزادہ نے حکم دیا کہ یہ مناکحت بکمال اہتمام و انتظام عمل مین
آئے چنانچہ اسی وقت سے اہتمام عروسی شروع ہوا تمام ملازمون کو علی قدر مراتب جوڑے
تقسیم ہوے محفل عیش و نشاط منعقد ہوئی طرح طرح کے باجے گانے ہونے لگے ایک رقاصہ شوخ و شنگ
نے نہایت خوش آہنگی سے یہ غزل اس طرح گانا شروع کی

غزل

ستم کے لطف اٹھائے ہین جفا کے لیے
لباس ہم نے سمجھا ہی جامۂ زیب تنی
گئے مین کیا کام ہو قضا کے لیے
غرض جہان گیا ای فلک ہوے جو
بتانہ کچھ بھی مری عرض مدعا کے لیے
مزار کو تو وہ کیا ہی تیرون سے
فکر ہوا نہین افزایش جفا کے لیے

خدا کرے کہ کسی کا امیدوار جہان
شبانہ روز مین مختصر تری قبا کے لیے
برا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
غریب خانہ ہی موجود ہر بلا کے لیے
زبان چلالی کیے قطع ہاتھ ہو جو نگے
ستانے یہ ہر گز روزن کیے ہوا کے لیے
ستمگر آنکھ کہ بغیر از جنون شوخ

کیا کھا جرم وفا لذت سزا کے لیے
دعائین مانگتے ہین ترک مدعا کے لیے
مری خبر کو وہ آتے مین تو جلد آئین کہین
وہ مجھ سے کیے چپ رہو خدا کیلیے
اثر تو لوٹ لیا بات نے تیری
یہ بند و بست ہوئے ہین مری دعا کیلیے
رقیب بھی تو ہر سو نہین بات کرتے ہین
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیے

صفت کا رتبہ یہاں ذات سے سوا دیکھا
عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لیے
نہیں ضرور کہ اسکی کوئی خطا ہی کرے
کیا ہے جمع رقیبوں کو مرحبا کے لیے

دعا ہے مجھسے زیادہ تری وفا کے لیے
کسی زمانہ میں گستاخ ہم بھی تھے اتنے
بہانہ چاہیے کیا ظلم ناروا کے لیے
ترے شکنجے سے ہم اڑ کے چھوٹینگے خشک

ملے تو حشر میں لیلوں زبان ناصح کی
زبان ہے بہر ستایش دل التجا کے لیے
بنا ستم ہے ستمگر کے قتل پر میرے
خدا کے واسطے دیتا ہے کیوں خدا کے لیے

اس غزل کو سن کے تمام اہل محفل بہت محظوظ ہوئے اس زہرہ قامہ کو بہت کچھ انعام ملا تمام شب عیش و سرور کی محفل گرم رہی صبح کو بہت دھوم سے برات دلہن کے گھر پر پہونچی وہاں بھی بہت کچھ اہتمام و انتظام کیا گیا تھا دوپہر تک وہاں بھی رقص و نوا کی محفل گرم رہی پھر دونوں طرف سے قاضی آئے نکاح پڑھا گیا مبارک سلامت کا غل ہوا براتیوں کو ہار پھول تقسیم ہوگئے دولہ محل میں داخل ہوا تمام رسوم شرعی و عرفی ادا ہوئے تیسرے پہر کو برات واپس ہوئی تمام براتی اپنی اپنی طرف روانہ ہوگئے یاقوت چونکہ عرصے سے دختر بلا اہل پر فریفتہ تھا آج جو بعد شوق و انتظار بسیار مطلوب دل کو پایا خوشی سے جامہ میں پھولا نہ سماتا تھا مثل مشہور ہے چہ خوش بود است بعد از انتظارے + کہ یارے برخورد از وصل یارے + ہر مرتبہ ثنا و صفت بار تعالی کے بعد شاہزادہ کے منت و احسان کا ذکر کرتا تھا بعد فراغ اس عروسی کے شاہزادہ نے ایک قفس آہنی تیار کردیا عزازیل کو اس قفس میں بحفاظت تمام بند کیا اور قفس ہمراہ لیے ہوئے طلسم سے باہر آیا راوی کہتا ہے کہ بیرون طلسم رستم ثانی کا لشکر ہے قیامت شاہ و رضوان شاہ و ابن قیامت شاہ و افلاک شاہ وغیرہ پانچ لاکھ سوار سے مقیم تھا اہل لشکر متعجب ہوکر آپس میں کہتے تھے نہیں معلوم شاہزادہ بدیع الملک کس مقام پر وارد ہے اور کس طرح کی دقتیں پیش آئی ہیں جواب تک بیرون طلسم واپس ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اہل طلسم بڑے ساحر ہیں خداوند عالم شاہزادہ کو ان کے سحر و افسون سے محفوظ رکھے یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی بیرون طلسم چلے آتے ہیں چند قدم بڑھ کے سب نے استقبال کیا ہر اک ملازمت شاہزادہ سے بہرہ یاب ہوا اس روز وہیں قیام کیا شب بھر سامان کوچ تیار ہوتا رہا دوسرے روز صبح کو وہاں سے کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل پیکریہ کے قریب پہونچے پیکریہ میں پیکر شاہ اور گیہان نوجوان کو خبرداروں سے خبر پہونچائی کہ شاہزادہ بدیع الملک مع یاران ہمراہی و فوج کثیر اس طرف آتا ہے انھوں نے استقبال کیا شاہزادہ بدیع الملک پیکر شاہ وغیرہ سے ملاقی ہوا چونکہ آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا پیکر شاہ وغیرہ نے بامرار کہا کہ والا رتبت شب کو غریب خانہ پر تشریف لیچلو یا حضور نوش فرماوٗ شاہزادہ نے کہا اے بادشاہ ابھی مجھکو کام سے ضروری پیش ہیں یہاں قیام بجا پیکر شاہ نے کہا میں زیادہ قیام کے واسطے نہیں عرض کرتا صرف اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ قیام بالکل خراب ہے جب تک منظور ہو غریب خانہ پر قیام فرماوٗ شاہزادہ نے نہ مانا اسی مقام پر قیام کیا دوسرے روز پیکر شاہ سے رخصت ہوکے پروین حصار کی جانب کوچ کیا

اب شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو مع فوج کثیر ہمراہی جانب پروین حصار روانہ رکھا جاتا ہے اور کچھ حال نکبت مآل فرعون ملعون کا مسطور ہوتا ہے

وصل کے عیش میں شب ہجر کا غم بھول گئے
مہرباں آپ مگر طرز رقم بھول گئے
سکتے ہیں خوف خط ظلم و ستم کرتے ہیں
وہ ہمیں بھول گئے اب انھیں ہم بھول گئے
لکھنے بیٹھے تھے انھیں حال پریشانی کا
سب کہیں کاتب اعمال رقم بھول گئے
لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینہ میں
زندگانی کے مزے اہل عدم بھول گئے

یاد رکھنا تھا ہمیں جسکو وہ ہم بھول گئے
وعدہ وصل قیامت میں بھی ہوگا نہ وفا
سچ تو یہ ہے کہ خدا کو یہ صنم بھول گئے
کچھ عجب ہوگئی بیخودی شوق میں یار
حرف مطلب کو اٹھاتے ہی قلم بھول گئے
مجھپر احسان کیا وعدہ فراموشی نے
اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
عشق کی راہ میں جب کافر و دیندار آئے

لی یا قہر و جفا مہر و وفا کے بدلے
واں بھی کہیے گا ترے سر کی قسم بھول گئے
نہ تو تاب ستم یاں نہ وہاں شوق جفا
دو قدم ٹھیک چلے چار قدم بھول گئے
میری قسمت سے پڑی کچھ غلطی روز حساب
اسکی عادت ہے وہ انداز ستم بھول گئے
جوہر تیغ فنا میں بھی عجب لذت ہے
سب کے سب داغ رہ دیر و حرم بھول گئے

غواصان بحور نکتہ دانی و سیاحان ممالک ندرت بیانی اس داستان حیرت عنوان میں اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ فرعون ملعون اپنے لشکر نکبت اثر میں مقیم ہے ہر روز شب کو مرکب قدرت پر سوار ہوکر آسمان کی طرف جاتا ہے آج حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ لشکر اسلام میں نقارۂ جنگ بجایا جائے ایکبارگی نقارہ پر چوب پڑی سے دہل زن دہل نواز تحسین اد * بہیں دیں اودیں اودیں اد * کڑکھاتے آواز دہل سن کے خود بھی نقارۂ جنگ بجایا دوسرے روز دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے فرعون قصر معلق سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوکے قلب لشکر میں آکے قیام کیا دونوں لشکر اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کون پہلوان جنگ کو آتا ہے یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گرد نمایاں ہوا دونوں لشکر متعجب ہوکے اس گرد کے جانب متوجہ ہوئے لشکر کفار نے آپس میں ترش ہوتے کہا او فلان دیکھو خداوند فرعون کے قدرت و جلال کو کیسی ضرورت کے وقت کمک طلب کی ہے تھوڑی دیر نگذری تھی کہ لشکر اسلام والے دیکھا قریب دس لاکھ سوار کی جمعیت سے ایک فوج اس طرف چلی آتی ہے حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ اس فوج کثیر کا سرگروہ کون ہے چند سردار فوج اسلام کے قریب اس فوج کے پہونچے دریافت کیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی مالک و مختار اس فوج کثیر کے ہیں فوراً حمزۂ ثانی کی خدمت میں واپس آئے کہا شہریار شہزادہ بدیع الملک عالی وقار صاحب اس فوج کثیر کا اس طرف چلا آتا ہے حمزۂ ثانی بہت خوش ہوا چند سرداروں کو بدیع الملک کے استقبال کے واسطے بھیجا شاہزادہ حمزۂ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا ملازمت حاصل کی حمزۂ ثانی نے کہا او بدیع الملک خوب وقت پر پہونچے کہو کیا خوشخبری لائے شاہزادہ بدیع الملک کے ساتھ عزازیل کا عرابہ موجود تھا حمزۂ ثانی کی خدمت میں پیش کیا حمزۂ ثانی نے پوچھا یہ کون ہے جسکو باین اہتمام قید کر لائے بدیع الملک نے کہا عزازیل جادو جسکا نام مشہور ہے اور جسپر فرعون کا بہت کچھ بھروسہ ہے یہی ہے حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کے کارنمایاں کی بہت تعریف کی اور اہل لشکر نے بآواز بلند کہا ای فارسان میدان جلادت و شہسوار دلاوری و نہنگان بحر جرأت و بہادری دیکھو کارنمایاں اسکو کہتے ہیں جو شاہزادہ بدیع الملک سے ظہور میں آیا آجتک جو فرعون تمہارے دست زبردست سے زندہ اور محفوظ زیادہ عزازیل جادو کے سحر و افسون کا باعث تھا شاہزادہ اسکو گرفتار کر لایا ہے پس یہ سمجھو کہ فرعون

کی تری کی تمام ہوئی کچھ دیر نہیں ہے اگر خدا نے چاہا تو اس مرتبہ تا وقتیکہ فرعون ملعون کا کام تمام نہ کرلین گے
اس میدان سے واپس نہ جائینگے ہان ای حامیان دین اسلام و ای بندگان خداوند ملک علام اسوقت
کمر ہمت کو مستحکم باندھ لو اور ارادہ کو مستقیم کرو بدیع الملک سے کہا شہریار اب اس عزازیل کے بارہ
مین کیا راے ہے آیا اسکو اسی وقت ہلاک کیا جاوے یا توقف کیا جاوے حمزہ ثانی نے کہا میرے نزدیک
اس بدبخت کو اسی وقت ہلاک کرنا چاہیے اگر توقف کیا جائیگا آیندہ خدشہ ہے مبادا بزور سحر رہا ہو جاوے
تو پھر اسکا دستیاب ہونا مشکل ہے رستم ثانی نے کہا شہریار میری بھی یہی راے ہے کہ اسکو اسی وقت ہلاک
کرنا چاہیے چنانچہ اسی وقت دار نصب کی گئی عزازیل کو دار مین لٹکایا حمزہ ثانی نے کہا ای
بدیع الملک پہلے تم نشانہ لگاؤ بدیع الملک نے کہا اگر مجکو منظور ہوتا کہ مین خود اسکو ہلاک کردن
تو دست والا مین مقید کرکے لاتا حمزہ ثانی نے ہرچند اصرار کیا بدیع الملک نے نہ مانا آخر الامر
حمزہ ثانی نے اعزازیل کی پیشانی پر تیر مارا پھر تو تمام سرداروں نے ایک ایک تیر لگا کے عزازیل
کو ازسرتاپا غربال کردیا ہنوز رمقے جان باقی تھی رستم ثانی نے بدیع الملک سے کہا ای بدیع الملک
اسوقت تمھاری قدر اندازی کا اندازہ کرنا منظور ہے عزازیل کے دونون پانون بلند کرتے ہین ایسا
تیر لگاؤ کہ اسکے وسط دماغ سے گذر جائے بدیع الملک نے کہا ای رستم میرے نزدیک اتنا اچھے
ہو تو بہتر ہے رستم ثانی نے باین شرط منظور کیا کہ عزازیل کا قتل میرے نامزد ہو بدیع الملک نے اس
شرط کو منظور کیا رستم ثانی نے نشانہ تاک کے کمان سے تیر رہا کیا وہ عزازیل کے سینہ تک پہونچ کے
رہ گیا وسط دماغ سے نہ گذر سکا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اب میری باری ہے مگر یہی شرط مقرر ہے
رستم ثانی نے خفیف ہوکے کہا اب مین اس شرط کو قبول نہین کرسکتا تمام یاران دست راست سر خاموش
ہوگئے اور کہا کیا خوب اپنے واسطے اس شرط کو قبول کرلیا شاہزادہ بدیع الملک کے بارہ مین کیون
عذر کیا جاتا ہے سرداران دست چپ نے کہا یہ بات کچھ بیجا نہین ہے شرط کے قبول کرنے نہ کرنے کا
رستم ثانی کو اختیار ہے خلاصہ یہ کہ اس گفت و شنید مین باہم فساد کی نوبت آگئی تھی مگر بعض انصاف پسند
سرداروں نے حمزہ ثانی پر اس فیصلہ کو موقوف کیا جب حمزہ نے اس قصہ کو سنا کہا ای شاہزادہ
بدیع الملک رستم ثانی کے قبول کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے ہم سب مراد تمھاری اس شرط کو قبول
کرتے ہین اور ای بدیع الملک اگرچہ یہ شرط قبول نہ بھی کیجاوے تاہم عزازیل کا قتل تمھارے ہی
نام پر مقرر رہیگا بدیع الملک نے باوب تمام سلام کیا اور ارادہ کیا تھا کہ اسی نشانہ پر کمان سے تیر
کو رہا کرے رستم ثانی نے کمان پر ہاتھ رکھدیا کہا ای بدیع الملک میرا تیر عزازیل کو نصف بر آچکا
ہے اب یہ نشانہ مقرر نہین ہوسکتا ہان دوسرا نشانہ قرار دو تو مضائقہ نہین بدیع الملک نے کہا جو نشانہ
تم قرار دو مجھے منظور ہے رستم ثانی نے کہا عزازیل کے پہلو سے اسطرح تیر رہا کرو کہ نشانہ توڑ کے اسکے
کان کی لو چھید جلوے بدیع الملک نے بخوشی خاطر منظور کیا اور نشانہ مقررہ پر اس انداز سے تیر مارا
کہ عزازیل کے کان کی لو چھید گئی تمام سرداران دست راست مین ایک آواز سبحان اللہ کی بلند ہوئی
طرفداران دست چپ زرد ہوگئے مگر ہم بھی تعریف مین سب کے سرون کو بے اختیار حرکت ہوگئی
حمزہ ثانی نے کہا ای بدیع الملک مبارک ہو کہ عزازیل کا قتل بلا شرکت غیرے تمھارے نام پر مقرر

ہوگیا اب چلو ان گبرون کا کام تمام کرو جو اصل غرض اس ہنگامہ آرائی کی ہو اُس طرف جو ہین عزازیل کی
روح نحس کو عزرائیل نے قبض کیا صدائے تڑاق تڑاق اس زور سے بلند ہوئی کہ دونون طرف
کے اہل لشکر کے دل دہل گئے سب نے گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھا کچھ پتا نہ معلوم ہوا فرعون نے
کہا اے بندگان من مجکو آثار بد نظر آتے ہین اسطرح کی آواز کبھی گوش زد نہین ہوئی ہو آج یہ نئی آواز ہی خبردار
رہنا دیکھا یک قصر معلق کے جانب جو نظر گئی دیکھا اُس قصر منحوس کا ایک پہلو متحرک ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ عنقریب
زمین پر آیا چاہتا ہو فرعون نے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا کہا اے بندگان خاص ہائے غضب
ہوگیا معلوم ہوتا ہو عزازیل کی خیریت نہین ہو دیکھو عنقریب یہ قصر جو اُسکے سحر و افسون سے معلق قائم
تھا زمین پر آیا چاہتا ہو ہائے غضب میری مشیت مین یہ کیا خراب سامان گذرا اگر مجکو پیشتر سے معلوم ہوتا
تو عزازیل جادو سے کہکے اس قصر کی بنیاد کو علاوہ سحر و افسون کے اور طرح سے بھی مستحکم کرتا کفار ان
بدکردار نے کہا اے خداوند اگر قصر منہدم ہوجائیگا تو کیا ہوگا فرعون نے کہا اے بدقسمتو کیا پوچھتے
ہو یہ قصر منہدم ہوا اور تم سب ہلاک ہوئے یہ سنتا تھا تمام کفار فرعون سے لپٹ گئے اور کہتے تھے اے
خداوند ہمکو بچا تیرے سوا اسوقت کسکی پناہ ڈھونڈھین فرعون کا دم بند ہوگیا تھا اور کہتا تھا اے
میرے کم بخت بندو مجکو قبل از مرگ کیون ہلاک کرتے ہو وہ کہتے تھے اے خداوند تو کس طرح ہلاک
ہوسکتا ہو تیری ہی مشیت کے موافق یہ واقعہ ظہور مین آیا چاہتا ہو اب ہماری حفاظت کی کوئی تدبیر بتا
اُسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ کباب مین لاکھون چیونٹیان چمٹی ہوئی ہین اس اثنا مین اڑا اڑا دھم دھم سے
وہ قصر معلق لشکر فرعون پر آرہا ہزارہا کفار دب کے بیجان ہوگئے بیشتر کے دست و پا دبے ہوئے چیخ
رہے تھے کہ اے خداوند یہ کیا غضب ہو کہ تیرے بندے بیجان ہوگئے اور ہم نیمجان ہو رہے ہین مجکو تو کچھ
پروا نہین ہو فرعون ہر چہار جانب گھبرایا ہوا دیکھ رہا تھا اور کہتا تھا اے بندگان خاص ہمارے
گھبرا نہین ہم موجود ہین جنکا ہلاک ہونا ہماری مشیت مین گذرا تھا وہ ہلاک ہوگئے جو باقی ہین اُنکی
جان کی خیر ہو جو کفار ہلاکت سے محفوظ تھے وہ کہ رہے تھے ارے خداوند تف ہو تیری اس خداوندی
پر اور ہزار ہزار لعنت تیری کمبخت مشیت پر کہ تو نے ہزارہا بیگناہون کو ہلاک کیا اب ہمکو کچھ تیری
خداوندی سے امید نہین ہو حمزۂ ثانی نے جو اُس قصر معلق کو منہدم دیکھا کہا اے شاہزادہ بدیع الملک
اسوقت کفار بدحواس ہین اور فرعون بھی بدحواس اور تا پھرتا ہی خبردار ان مین سے کوئی
زندہ جانے نہ پائے بدیع الملک نے فوج اسلام سے کہا اے حامیان دین محمدی خبردار کوئی
زندہ جانے نہ پائے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ مسلمان تلوارین علم کرکے فوج کفار پر آگرے اسوقت
فوج فرعونی کا ارادہ تھا کہ فرار ہو جب دیکھا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے رہائی محال ہو تو ناچار انھون نے
بھی دست از جان شستہ مسلمانون کا مقابلہ کیا جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی کفار ایسے گھبرائے ہوئے تھے
کہ حریف جان کے آپس مین ایک دوسرے کو ہلاک کر رہا تھا فرعون ایک مقام بلند پر کھڑا کہ رہا
تھا اے بندگان خاص شاباش خوب کوشش کیے اپنے خداوند صاحب قدرت کی مدد کرو کوئی
مسلمان زندہ نہ بچے سب کو آج ہلاک کرو بدیع الملک نے بآواز بلند کہا او گبر زبون فرعون [illegible]
تو کیا خرافات بک رہا ہو نامرد ہو آ مقابلہ کر اپنی تمام فوج کو ہلاک کرا رہا ہو او کمبخت اب بھی خیریت ہو

آ بخلوص نیت مسلمان ہو فرعون نے کہا اے بدیع الملک تیرا خیال کس طرف ہے مین خداوند صاحب
قدرت ہون یہ نہ جانتا کہ یہ میرا قصر معلق منہدم ہوگیا ہے ابھی چاہون تو ایسے دس بیس قصر تیار کرون
رستم ثانی نے کہا او موذی تو اندھا ہے نہیں دیکھتا کہ تیری فوج کس طرح ہلاک ہورہی ہے اور تو اسطرح
مزخرف بک رہا ہے فرعون نے کہا مزخرف تو بکتا ہے مین اپنے بندون کو سمجھاتا ہون اور اے رستم
دیکھ تجکو ہلاک کرکے کیسا اعلی درجہ جنم کا تجھے دیتا ہون بدیع الملک نے جو اس سے یہ کلمہ بیہودہ
سنا جنگ و حرب کرتا ہوا قریب فرعون پہونچ گیا فرعون نے جو بدیع الملک کو اپنی
جانب آتے دیکھا کہا اے خداپرست کہان اس طرف چلا آتا ہے دم تو توقف کر تو میری دولت
وحشمت کے زوال کا باعث ہوا ہے دیکھ کیسی سزائے معقول دیتا ہون بدیع الملک نے کہا
انتظار کسکا کرتا ہے مقابلہ کر فرعون نے دوڑ کے بدیع الملک پر تلوار کا وار کیا شاہزادہ اسکے
وار کو رد کرکے چاہتا تھا کہ اسکے کمربند مین ہاتھ ڈالدے فرعون کی کمربند سے ہاتھ مس ہوگیا
تھا کہ وہ موذی کاوجست کرکے دور جا کھڑا ہوا اور کہا اے بدیع الملک تو ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ
مین عوام الناس ہون آگاہ ہو کہ اگر تجھ ایسے ہزار جوان میری ہلاکت کے درپے ہون تو میری ہوا کو بھی
نہیں پا سکتے بیکار مجھسے دو چار ہوتا ہے اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہے تو میرے مقابلہ سے درگذر
کر ورنہ قسم ہے اپنے قدرت و جلال کی کہ تجکو بعذاب سخت ہلاک کرونگا اور بعد ممات بھی تجکو
عذاب سخت مین مبتلا رکھونگا بدیع الملک نے اس گبر مغرور کا تعاقب کیا وہ دور نکل گیا مگر
ہر مرتبہ بدیع الملک کے جانب منھ پھیر کے کہتا تھا دیکھ او خداپرست کیون تیری شامت آئی ہے جا
اپنا کام کر اگر جنگ و حرب کرنا ہے تو میرے لشکر کے مقابلہ مین جا مجھسے ترض نہ کر بدیع الملک عاجز
ہو کے واپس آیا اور پھر اسی طرح فوج کفار کے قتل مین مصروف ہوا فرعون بھی پھر اسی مقام پر
واپس آیا اور اپنی فوج کا دل بڑھا رہا تھا رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک یہ گبر بیکار بکبک
بک رہا ہے تم اسکے قریب پہونچ بھی گئے پھر بھی وہ بھاگ گیا اب مین جاتا ہون اگر ہاتھ آگیا تو پہونچ
اس بیہودہ گو کو ہلاک کرونگا بدیع الملک نے کہا کیا مضایقہ ہے رستم مرکب کو پھیر کے فرعون
کے جانب چلا فرعون نے کہا اے رستم کہان آتا ہے دم تو توقف کر ابھی بدیع الملک میرے ہاتھ
سے جان بچا کر نکل گیا ہے مین نے اسکی ہلاکت سے قطع نظر کی لیکن تجکو زندہ نہ چھوڑونگا چونکہ رستم ثانی
دیکھ چکا تھا کہ وہ بدیع الملک کے روبروسے بھاگ کے دور نکل گیا تھا کہا او کاذب بدیع الملک
کے روبرو سے تو خود بھاگ گیا تھا تیری کیا قدرت وحقیقت ہے کہ تو مسلمانون کا مقابلہ کرسکے اور پسپا
کرے اور بالفرض یہ کہا صحیح ہے اب مین آیا ہون آ مقابلہ کر خبردار میرے مقابلہ مین ہرگز رعایت نہ کرنا فرعون
نے بڑھ کے تلوار کا وار رستم کے سر پر کیا جس سے رستم کے سر کا خود زمین پر گرا رستم ثانی سمجھا کہ تلوار سر پر
آئی مجروح ہو کے چند قدم ہٹا فرعون سمجھا کہ یہ خداپرست مجروح ہونے سے محفوظ رہا ہے ابھی اگر آ
جلا کیا تو اسکے ہاتھ سے زندہ رہنا محال ہے وہان سے بھاگا رستم ثانی کے حواس باختہ ہو چکے تھے اسکی
گریز کو غنیمت جانا وہان سے لشکر مین واپس آیا یہان آسیطرح ہنگامۂ جنگ متلاطم تھا مسلمان فدائی جان لڑاتے
ہوئے تھے ہر ایک دوسرے پر سبقت چاہتا تھا ایک نے ایک ہی ہاتھ مین اگر کسی کو دولخت کیا تو دوسرے نے ہی

شیرین ترازگفتار و حاکیان روایات تنگین تراز خندہ دل از چشمۂ بیان سے نونہال سخن کی یون آبیاری دیتے
ہین کہ جب نخل نوخیز بوستان سلطنت ثمر شجر شوکت و ابہت شہریار عالیجاہ قارفشاں شاہزادہ بدیع الملک
جلادت شعار بکثرت نوع کلانترتیغ کرچکا لیکن فوج کفار پسپا نہوئی رستم ثانی نے از راہ طعن کہا او بدیع الملک
اس مرتبہ تمہاری شجاعت و بہادری کام نہین کرتی شاہزادہ نے کہا کہ اے رستم اگر میری شجاعت کام نہین کرتی
تمنے کیا بنالیا رستم ثانی نے کہا اچھا مین حملہ کرتا ہون یہ کہکے ضحاک شاہ کی طرف جھپٹا ضحاک شاہ
نے دوڑکے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار کو رد کرکے اپنا وار کیا ضحاک نے بھی اُس وار کو رد
کیا اسیطرح تادیر رد و بدل رہی نوبت باینجا رسید کہ رستم نے ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ ضحاک دو ٹکڑے
ہوکے زمین پر گرا اسوقت رستم ثانی نے نعرہ مارا کہ او بدیع الملک دیکھو زور دست و بازو اسکو
کہتے مین ضحاک شاہ کو کس صفائی دست سے دو ٹکڑے کیا ہے یہ سن کے بدیع الملک کو غصہ آیا کہا اے
رستم اگر تمنے ضحاک شاہ کو ہلاک کیا تو کمال نہین کیا دیکھو کارنمایان اسکو کہتے ہین یہ کہکے فرعون
کی جانب گھوڑا بڑھایا قریب پہونچ کے چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے فرعون نے وار کی سبقت
پائی ہتھ تلوار کا وار کیا بدیع الملک نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کرکے ایسی لگادی دی
اسکا گھوڑا منہہ کے بل زمین پر آرہا فرعون بھی زمین پر آیا ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بدیع الملک
نے اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کرلیا اور بجائے سپر قرار دے کے کفار سے جنگ شروع کی
تمام سرداران لشکر اسلام کی زبان پر بدیع الملک کے زور و طاقت کی صفت و ثنا جاری تھی
اور سرداران دست راست باواز بلند کہہ رہے تھے اے رستم ثانی دیکھو کارنمایان اسکو کہتے ہین جو
اسوقت بدیع الملک سے ظہور مین آیا اُس طرف شاہزادہ اسد قباد و شاہ آہن حصار کے
قریب پہونچا قباد و شاہ نے اسد کو دیکھ کے کہا او اسد تو اسوقت خوب آیا مین تیری ہی تلاش مین
تھا یہ کہکے شاہزادہ اسد پر تلوار کا وار کیا اسد نے پشت شمشیر پر اُس وار کو رد کیا اور خود بھی گرز گران
سر کا وار کیا قباد و شاہ نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا اسی طرح رد و بدل ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے
قباد و شاہ کے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کرلیا غرضکہ بکثرت نامعدود نامدار سردار اور پہلوان لشکر
فرعون کے ہلاک اور گرفتار ہوئے بعض ایسے تھے کہ جنھون نے گرفتاری کی حالت مین دعوت اسلام
قبول کی اکثرون نے انکار کیا وہ گرفتار ہونے کے بعد ہلاک کیے گئے ہزارون نے فرار پر قرار لیا
فوج اسلام مظفر و منصور وہان سے مراجعت کرکے اپنے مقام قیام پر آئی یہان سردارون نے
باہم مشورہ کیا کہ اب تو فرعون قبضہ مین آگیا ہے اور اُسکی تمام فوج پسپا ہوچکی ہے علی العموم منادی کردینا
چاہیئے کہ جو کوئی دائرہ اسلام مین داخل ہوگا وہ ہر طرح مطمئن رہے کہ اُس سے کسی طرح کا تعرض نہین
کیا جائیگا اور جو کوئی اپنی ضلالت قدیم مین مبتلا رہیگا اگرچہ کسی وجہ سے بنی اسکال اُسکے حال سے تعرض
نہین کیا گیا ہے تاہم اُسکو مطمئن نہ رہنا چاہیئے جسوقت موقع مل جائیگا ہرگز اُسکے حال سے قطع نظر نہین
کیجائیگی چنانچہ مسلمان بازارون مین گئے جابجا خداوند تعالی شانہ کی صفت و ثنا کے بعد اسی تقریر مسطورہ کو
بیان کیا مع ہذا صفتون مین اسلام کی بابت بھی طرح طرح کے دلائل پیش کرتے تھے اہل شہر گرد جمع ہو
تے غور سے اُس تقریر کو دل کرتے اور سنتے تھے جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر راہ راست پر آتے اور

وحدانیت باری تعالیٰ کا اقرار کیا الغرض جب مسلمانوں نے بجمیع تمام پرویں حصار کو مسلمان کیا اور
منافقین کو ہلاک و گرفتار کر چکے بارگاہ حمزۂ ثانی میں آئے حمزہ نے حکم دیا کہ فرعون کو لاؤ اس سے کچھ
باتیں کرنا مقصود ہے چونکہ فرعون کے ساتھ قباد شاد آہن حصاری بھی بستہ تھا دونوں گبروں کو
مسلمان اسی طرح گرفتہ و بستہ حمزۂ ثانی کے روبرو لائے حمزۂ ثانی نے فرعون کی صورت دیکھ کے کہا ای
گبر ملعون تو نے ہم مسلمانوں کو سخت تکلیفیں دیں اب تو ہمارے قبضہ میں ہے جسطرح چاہیں تجھے ہلاک کر سکتے
ہیں لیکن ہماری غرض اس ہنگامہ آرائی سے محض رواج دین اسلام ہے اس وجہ سے ہم تیری گذشتہ تمام شرارتوں
سے درگذر کریں اگر تو بخلوص نیت و بصفائے قلب دین اسلام اختیار کرے ای فرعون جبتک تو صاحب
تاج و تخت تھا جسطرح کی شرارت و ضلالت میں چاہا اپنے کو مبتلا رکھا لیکن اب بغیر راہ راست اختیار کیے چارہ
نہیں ہے فرعون اس تمام تقریر کو سر جھکائے سنا کیا بعدہ کہا ای خداپرستو میں نے تمھاری تمام تقریر دین و مذہب
کے بارہ میں سنا اور بیشتر سے سنتا آیا ہوں لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا ہاں یہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ جو کچھ ابتدا سے
میری مشیت میں گذر چکا ہے ہر حالت میں وہی ہوگا اسوقت جو تم نے مجھکو گرفتار کیا ہے یہ بھی میری مشیت میں گذر چکا
ہے ورنہ ہرگز تم گرفتار نہ کر سکتے مع ہذا یہ بھی مجھکو بخوبی یاد ہے کہ میں تمھارے ہاتھ سے ہلاک نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ یہ
امر میری مشیت میں نہیں گذرا ہے ای خداپرستو اسوقت کی میری تقریر خوب سنو اور یاد رکھو کہ اگرچہ میں تمھارے
ہاتھ سے کیسی ہی تکلیفیں اٹھاؤنگا لیکن بسبب تقدیر تیرے سب کا یہ ہوگا کہ میرے ہاتھ سے تم سب ہلاک ہونگے
ای خداپرستو افسوس تم نے مجھکو نہ پہچانا کہ میں کون ہوں اور کیا قدرت رکھتا ہوں ای میرے گنہگار نادان
بندو سچ کہتا ہوں میں نے تمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا تمھارے واسطے انواع اقسام کی نعمتیں خلق کیں طرح
طرح کے اسباب راحت و آسائش مہیا کیے تمھاری تنبیہ کیواسطے اپنے کو جیسی جیسی تکلیفوں میں مبتلا کیا تاہم
پھر بھی تم خواب غفلت سے ہوشیار نہیں ہوتے حمزۂ ثانی نے کہا او پلید یہ کیا فحش حرف بک رہا ہے نہیں
دیکھتا کہ اسوقت تو میرے اختیار میں ہے اگر تجھ میں کچھ قدرت ہے تو کسوقت کیواسطے اٹھا رکھتا ہے فرعون
نے کہا ای میرے نادان بندے تو یہ کیا کہہ رہا ہے تو کتنی ہی مجھپر سختی کریگا لیکن میں اپنے رحم و کرم سے ہرگز باز نہ آؤنگا
اس پر تمام حاضرین نے قہقہہ مارا حمزہ نے کہا ای حامیان دین اسلام اس ملعون کا دماغ خراب ہے بیکار اس سے
مغز خراشی کرنا ہے لیجاؤ اسے بحفاظت تمام مقید رکھو جسوقت ہم طلب کرینگے لے آنا لازم ہے اسکو اسیطرح
گرفتہ و بستہ لیگئے اور بکمال حفاظت حراست میں رکھا بعدہ قباد شاد آہن حصاری کو طلب
کیا اور اس سے کہا تیرا کیا ارادہ ہے اگر اپنی جانبری چاہتا ہے تو دعوت دین اسلام قبول کر ہم وعدہ کرتے
ہیں کہ تجھسے کسی طرح کا تعرض نہ کرینگے اور وہ گبر سرنگوں حمزۂ ثانی کی تمام تقریر سنا کیا
جب حمزۂ ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام نے باصرار اس سے پوچھا اس ملعون سیہ درون نے
سر اٹھایا کہا ای حمزہ بیکار اس مادہ میں کہا پیش کر کے اپنی زبان کو تکلیف دیتے ہو میں نے تمام
عمر خداوند فرعون کی بندگی کی ہے اب میری غیرت ہرگز مقتضی اسکی نہیں ہے کہ دین قدیم کو ترک کر کے تمھاری
فرمائش سے خدائے نادیدہ کی بندگی اختیار کروں حمزۂ ثانی نے کہا او نابکار میں خوب جانتا ہوں
گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد پھر بھی حجت تمام کرنے کی غرض سے
تجھسے کہتا ہوں اور سمجھاتا ہوں کہ دین و مذہب کے بارہ میں کوئی معمولی عقل و فہم انسان بھی اس بات

کو جائز نہ رکھے تھا کہ بغیر تحقیق کیے دین آبائی پر اکتفا کیے رہے قباد شاہ نے کہا ای حمزہ کیا تم اپنے دین
آبائی پر اکتفا نہیں کیے ہو حمزۂ ثانی نے کہا بیشک میں اپنے دین آبائی پر اکتفا کیے ہوں لیکن حقیقت اسکی
میں نے بخوبی دریافت کر لی ہے اور تم بھلا یہ کون سا مذہب ہے کہ ایک بندہ تھا جو بالکل عقل و قدرت بہرہ
نہیں رکھتا اسکی بندگی اختیار کی ہے اسکی قدرت و طاقت کا یہ حال ہے کہ سرداران لشکر اسلام نے بسہولت
گرفتہ و بستہ کر لیا اور اب تک اسی طرح بستہ و گرفتہ حراست میں موجود ہے اگر اسمیں کسیطرح کی قابلیت ہوتی
تو ہرگز کسی حالت میں مجبور نہ ہوتا قباد شاہ نے کہا ای حمزہ مجبوری کا ذکر بیکار کرتے ہو اگرچہ مجکو بالتحقیق
نہیں معلوم ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ مسلمانوں میں بڑے بڑے ذی رتبہ عالم مجبوری میں مبتلا ہوئے اور
یہ بھی سنا ہے کہ انکو ہر طرح کا اختیار حاصل تھا اگر یہ کہو کہ انکو کسی طرح کی قدرت حاصل نہ تھی پس تمہارا
پرستش کرنا بیکار تھا اور اگر واقعی وہ صاحب قدرت تھے پھر وہ اپنی قدرت کو کیوں کام میں نہیں لائے
قدرت کی حالت میں جو وجہ مجبوری کی انکے لیے قائم کرتے ہو وہی وجہ خداوند فرعون کی نسبت
بھی سمجھو اور ہٹ دھرمی کی تو بات ہی اور ہے حمزۂ ثانی نے کہا ہاں اب تم راہ راست پر آیا سمجھے
سن اصل امر یہ ہے کہ جنکا تو ذکر کرتا ہے اول تو وہ نعوذ باللہ خدا نہ تھے البتہ مقبول درگاہ باری سمجھے
ہم انکو افضل الناس اور واجب التعظیم سمجھتے ہیں دوسرے یہ کہ باوجود ہر طرح کی قدرت و
اختیارات کے دنیا کی طرف سے انھوں نے اسقدر روگردانی کی تھی کہ اگرچہ اس عالم فنا میں
موجود تھے لیکن اسے کو فنا سمجھتے تھے لذات دنیا سے مطلق سروکار نہیں رکھا عدل و انصاف کو
کبھی ہاتھ سے نہیں دیا حق پرستی و خداشناسی الکا شعار تھا باوجود اختیار کے دشمنوں کا جو رسہتے
اٹھایا کہ حق و باطل کا بخوبی اعلان ہو جوئے زندگی چہار روزہ سمجھ کے بہر نوع خدا کی یاد میں گزار دیا جسکے
سبب سے قیامت تک انکو اعلیٰ مراتب حاصل رہیں گے انکی قدرت و اختیارات کا حال
اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ دنیا میں صرف قریب سر بیضہ جہاد کیے جنمیں فتحیاب بھی ہوئے مدد ہا جنبش
دکھائے لاکھوں گمراہوں کو راہ راست دکھائی خاک سے پاک کر دیا زیادہ طول کلام سے کیا
کام ہے انکے حالات سے جو اس وقت تک معتبر طریقے سے تکمیند موجود ہیں انکی قدرت و عظمت
ظاہر ہوتی ہے بات کی شان یہ ہے کہ دشمن بھی سچ کہدے جسکو ذلیل ہو انکی صفت و ثنا انکے مخالفین
سے سن لے قباد شاہ نے کہا ای حمزہ تمنے باتیں بیان کی ہیں سب فرعون میں موجود ہیں حمزہ
نے پوچھا وہ کونسی کہا او نیگیری فرعون نے کیا ہے دیکھا یا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا تھا جس سے ماہ فلک دو حصہ ہو گیا تھا کسنے کہا فرعون نے قصر
معلق اپنی قدرت سے ایسا تیار کیا تھا کہ ہرگز سمجھ میں نہ آتا تھا کہ زمین و آسمان کے درمیان معلق کسطرح
قایم ہے سمجھو تو سب کچھ عظمت و قدرت اس سے ظاہر ہوتی ہے نہیں تو کچھ بھی نہیں حمزۂ ثانی نے کہا
یہ عجیب قصر معلق حرامزیل جادو کے سحر کا نتیجہ تھا فرعون ملعون یا اسکے باپ کا اس قصر میں کیا دخل
تھا اور بالفرض وہ قصر معلق فرعون ہی کا ترتیب دیا ہوا تھا پھر نتیجہ کیا ہوا تو نے دیکھا کہ مسلمانوں
کی ادنیٰ ضرب سے وہ سحر افسوں کا کرشمہ نیست و نابود ہو گیا قباد شاہ آہن حصاری نے اس بات
کا جواب یہ دیا کہ اسکو فرعون نے تمھارے مقابلہ میں جنگ و حرب بھی کی انکو جہادی کر سکتے ہیں

اور دشمنوں کے ہاتھ میں اپنے کو دے بھی دیا اور پھر بھی رحم وکرم کو ہاتھ سے نہ دیا حمزۂ ثانی نے کہا ایسا
بھاری کیا کہ جوتیاں کھائیں اور کس خوشی سے اپنے کو گرفتار کروایا اب بھی اگر موقع پا جاوے چوروں کی طرح یہاں
سے بھاگے اور پھر اسی طرح شرارت اور بدذاتی سے پیش آئے اور یہ طرفہ شان خداوندی ہے کہ جس
قصر کو قدرت اعجاز سے معلق تیار کیا اُسکے نیچے اپنے پرستش کرنے والوں کو دبا کے ہلاک بھی کیا
قباد شاہ نے کہا پھر اسکی مشیت اس امر میں جو مصلحت مرضی ہوگی اُس سے وہی خوب واقف
ہوگا ہم تم کیا سمجھ سکتے ہیں حمزۂ ثانی نے کہا معلوم ہوا کہ تیری سیہ روئی تیرے دم کے ساتھ
ہے تیری جان جائیگی اسنے کہا جو مشیت خداوند فرعون کی بدیع الملک نے کہا فرعون کی مشیت
میں گذرا ہے کہ اگرچہ تو اسکا بندگی کرنے والا ہے لیکن تیرے سر پر خوب جوتیاں پڑیں اسنے کہا کیا عجب
ہے بدیع الملک نے کہا پہلے فرعون کو ہم تیرے روبرو بلاتے ہیں اُس سے پوچھ کہ تیری مشیت
میں کیا گذرا ہے اسنے کہا کیا مضائقہ ہے حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ جلد فرعون کو حاضر کرو چند سپاہی گئے
اور فرعون کو اسی طرح بستہ حاضر کیا جونہیں قباد شاہ اُس حصاری کی نظر فرعون پر پڑی دونوں
ہاتھوں سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای خداوند تو دیکھتا ہے کہ میں زحمت میں گرفتار ہوں طرفہ تر یہ کہ خود
بھی بلا میں مبتلا ہے اور کوئی صورت رہائی کی نہیں پیدا کرتا آخر صاف صاف نہیں بیان کرتا جو کچھ
تیری مشیت میں گذرا ہے اسنے کہا اے قباد شاہ میری مشیت میں یہ گذرا ہے کہ بعد زحمت بسیار تو
رہا ہو جائیگا اور مسلمان تیرے ہاتھ سے ہلاک ہونگے حمزۂ ثانی نے کہا اس قباد کے سر پر جوت
تمام پانچ جوتیاں لگاؤ ایک سپاہی آگے بڑھا اور اپنے پاؤں کا جوتہ اُتار کے پانچ ضربیں اُسکے
سر پر لگائیں بعدہ حمزۂ ثانی نے کہا ای فرعون یہ ضربیں بھی تیری مشیت میں گذری تھیں یا نہیں
فرعون نے کہا ای حمزہ میری مشیت میں جو کچھ گذرا ہے ہونا عرصہ ہوا مجھکو مطلق یاد نہیں ہے بالفرور
ضربیں میری مشیت میں گذری ہونگی حمزہ نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا اسنے ایک دھول فرعون
کے عقب سر پر بھی بدیع الملک نے کہا یہ بھی تیری مشیت میں گذرا ہوگا اسنے کہا بیشک
حمزۂ ثانی نے کہا لیجاؤ ان دونوں پلیدوں کو بحفاظت تمام رکھو ملازم دونوں کو لے گئے اور ایک قیدخانہ میں
قید کیا جب بچہ زندان میں قباد نے کہا ای فرعون اس بات کی تو کچھ شکایت نہیں کہ خداپرستوں کے ہاتھ
سے تکلیفیں ہوتی ہیں اور اتنک زحمت میں مبتلا ہیں ذلت اُٹھائی مگر اس بات کا ملال ہے کہ تو صاحب قدرت
ہوکے اپنی پرستش کو رواج نہیں دیتا اپنی قدرت نمائی نہیں کرتا تا کہ خداپرست تیری عظمت کے قائل
ہوں اور خدا ناشناس دیدہ کی بندگی سے ہاتھ اُٹھائیں تجھپر اعتقاد لائیں تیرے بندوں کا دل خوش ہو اُنکا
اعتقاد بڑھے فرعون نے کہا ای قباد شاہ اب اس سے زیادہ میری پرستش کا رواج کیا ہوگا کہ تجھ سا
بادشاہ عالیجاہ بندہ میرا بندۂ خاص ہے اور بھی میری بندگی کرنے والے دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں
قباد شاہ نے کہا ہزاروں تیرے بندے تجھ سے منحرف ہوگئے خداپرستی اختیار کی یہ کس قسم
کی تیری پرستش کی ترقی ہے اسنے کہا کچھ اندیشہ کی بات نہیں ہے اسوقت وہ میرے بندے بنا بر
مصلحت کے خداپرست ہوگئے ہیں لیکن باطن میں وہ میرے ہی بندے ہیں جب موقع ملجاویگا
خود وہ خداپرستوں سے اُنکی سرکشی کا عوض لینگے اور ای قباد مجکو اسوقت تیرا خیال بہت معلوم ہوتا ہے

اور کیونکر نہ ہو پہلے سے تو بھی ایسا ہی ہے لیکن خبردار اپنے اعتقاد کو درست رکھنا وسوسون کو اپنے دل مین جگہ نہ دینا جب کوئی آدمی کسی زحمت مین مبتلا ہوتا ہے اگرچہ وہ زحمت تھوڑے ہی وقت کے واسطے ہو لیکن زحمت کے دوران مین معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے اس زحمت مین مبتلا ہین اور اب کبھی اس زحمت سے نجات نہین ملیگی برخلاف راحت وآسائش کے اسکا صاحب ایسا محو رہتا ہے کہ مطلق دنیا وآخرت کی خبر نہین رہتی اس بیان سے میری غرض یہ ہے کہ جبتک تو راحت وعیش مین رہا تجھکو مطلق کسی بات کا خیال نہوا اور اس حسنکا ہمارا شکریہ ادا کیا جس حسن سے تجھکو عیش میسر تھا اب تھوڑی ہی زحمت مین اپنے خیالون کو مشکوک کرتا ہے قباد شاہ نے کہا اے خداوند میرے حق کی قسم میرے خیال مین تیری طرف سے مطلق شک نہین پیدا ہوا خدا پرستون کے ہاتھ سے تیری جو ضعیفی ہوئی اسکا خیال البتہ ہے کہ فرعون نے کہا یہ ذلت فقط تجھ ایسے بندون کی ہدایت کے واسطے اختیار کی ہے تاکہ تو سمجھے کہ دنیا کو ہمنے ایک عالم اسباب پیدا کیا ہے کہ اگرچہ ہم اسکے خالق ہین لیکن ہم بھی محفوظ نہین راوی کہتا ہے کہ جبتک یہ دو دل اس قید خانہ مین مقید رہے اسی طرح کی گفت وشنید مین مبتلا رہے دوسرے روز حمزہ ثانی نے پھر ان دونون کو دربار مین طلب کیا دعوت دین اسلام کی سمجھایا مگر بقول سعدی شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ؛ ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس ؛ آخر الامر پھر ان دونون کو قید خانہ مین بھجوا دیا مگر اس روز ایک خبردار آیا اسنے موقف عرض مین قیام کیا دعا وثناے صاحبقرانی بجالایا ؛ عمر امدادے دستگیر فتارا پیمان ؛ عہد اقبال تو توفیق نگارا ہر کاب ؛ و حجلت راہبرو قل نگس کا مذول ؛ آمد است ابر نیسان مروت آفتاب ؛ اے شہریار عالیمقدار بندہ اسوقت بضرورت راہ مین چلا جاتا تھا دیکھا چند شخص آپس مین باتین کرتے چلے جاتے ہین کہ فرعون شاہ خدا پرستون کی قید مین مبتلا ہو گیا ہے اور قباد شاہ آہن حصار بھی اسکے ساتھ قید کیا گیا ہے التہاب آتش پوش ایک جادوگر ایک لاکھ جادوان آتش پوش کی جمعیت سے اس طرف چلا آتا ہے اسکو مفصل اس واقعہ کی خبر پہنچی ہے اب خدا پرستون کی خیریت نہین معلوم ہوتی ہے تمام خداپرست آتش جادو سے جل کے خاک سیاہ ہو جاینگے آجتک التہاب آتش پوش نے کسی پر فتح کشی نہین کی تھی کیونکہ عالم مین کوئی اسکا مقابلہ نہین کر سکتا ہے ہنگام محاربہ وجادلہ اسقدر آتش باری کرتا ہے کہ تمام میدان حرب طبقۂ جہنم معلوم ہوتا ہے حمزہ ثانی بدیع الملک کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا اے دلاور دوران اگرچہ خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حامی ومددگار ہے لیکن پھر بھی محل خوف ضرور ہے کیا بندوبست کیا جاوے بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہے خداے ما بزرگ ست یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسرا خبردار آیا اور عرض کی اے والا منزلت ایک شخص عجیب الخلقت دربارگاہ پر حاضر ہے اور حضوری کا چاہتا ہے حمزہ ثانی نے کہا بلاؤ وہ پیادہ سیاہ رو بارگاہ مین آیا اسکے سر پر نصف قد آدم سیاہ ودلدار ٹوپی اسی طرح از سر تا پا سیاہ پوشش مگر عجیب الوضع اور مسلح ومکمل تھا اسنے دربار مین آتے ہی ٹوپی سر سے اتار لی فوراً اس ٹوپی سے بلند شعلۂ آتش نمایان ہوا اور ایک حالت قائم رہا تمام حاضرین دربار اس واقعہ عجیب اور اسکی ہیبت غریب کو دیکھ کے ہمہ تن حیرت ہو گئے اس پیادہ نے حمزہ کے اوپر دست چپ منہ پر رکھا دست راست کو چند مرتبہ گردش دی یعنی اپنے طریقہ کے موافق حمزہ ثانی کو سلام کیا حمزہ ثانی نے پوچھا تو کون ہے اس پیادہ سیاہ رو نے اس کلاہ طویل کے ایک گوشہ سے [illegible] نکال

اور پڑھ کے حمزہ ثانی کے ہاتھ میں دیا اور ایک جانب استادہ ہو گیا حمزہ ثانی نے سرنامہ پر اپنا نام دیکھ کے چاک کیا خط نکالا لکھا تھا ہزار ہزار صفت و ثنا نثار خداوند گار و جسم لطیف جرم کثیف کار کی جسنے آسمان کو معلق بنا کے اپنا مقام قیام قرار دیا اور زمین کو اپنے بندون کی سیر گاہ مقرر کیا اپنے ہی جرم لطیف سے ایک جزو فرعون میں شامل کر کے عزت بخشی یہانتک کہ خداوند کہنے کی اجازت دی ای خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والے حمزہ ثانی ہماری ساعت مین گذرا ہی کہ تو نے نہیں معلوم کس طرح کے مکر و فریب سے اس ایسے ذی مرتبہ خداوند نامدار سے نظر کردہ کو مقید کیا ہی اور اسکے قصر معلق کو منہدم کر کے زیر قصر اسکے بندگان خاص کو جا و جا اب خیریت اسی میں ہی کہ بمجرد دیکھنے اس تحریر کے نظر کردہ خداوند نامدار کو قید و بند سے رہا کر دے ورنہ یقین سمجھ کہ تجھپر اور تیرے تمام لشکر پر اسقدر آگ برساؤنگا کہ دفعتاً سب خاک سیاہ ہو جاینگے مین ہرگز تجکو نہین لکھتا صرف اس غرض سے لکھا کہ شاید خداوند نامدار کو یہ بات ناگوار خاطر ہو کہ ہمارے بندون کو بغیر متنبہ کیے ہلاک کیا جب اس مضمون کا نامہ حمزہ ثانی کی نظر سے گذرا وہ نامہ بدیع الملک کو دیا اور کہا اسکا جواب تم خود تجویز کرو بدیع الملک اس نامہ کے جواب مین مصروف ہوئے اس طرف حمزہ ثانی نے اس پیادہ کو قریب اپنے بلایا اور کہا تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اسنے کہا میرا نام اخگر جادو ہی التہاب آتش پوش کا نامہ بر ہون حمزہ ثانی نے پوچھا تیرے سر پر یہ شعلہ آتش کیسا ہی اسنے کہا التہاب آتش پوش کے تمام نوکر اعلیٰ ادنیٰ جو ہیں اون کے سر پر اسی طرح کا شعلہ آتش ہی جسوقت التہاب آتش پوش کسی دشمن پر فوج کشی کرتا ہی ہنگام مقابلہ تمام فوج کے شعلہ ہاے سر اسقدر بڑھتے ہیں کہ دشمن مخالف جل کے خاک سیاہ ہو جاتی ہی اور ہر ایک صاحب شعلہ کو یہ اختیار ہی کہ جسوقت جسقدر منظور ہوا اپنے شعلہ کو بڑھائے مع ہذا یہ بھی شرط ہی کہ التہاب آتش پوش جو دیوتا ہی کہ اپنی غیبت مین جسکے شعلہ سر کو چاہے تمام کر سکتا ہی لیکن اس صاحب شعلہ کو التہاب آتش پوش کی غیبت مین شعلہ بڑھانے کی قدرت نہین رہتی اس عرصہ مین شاہزادہ بدیع الملک نے جواب نامہ تیار کیا حمزہ ثانی سے کہا شہریار یہ جواب نامہ حاضر ہی حمزہ ثانی نے کہا باواز بلند پڑھو تا کہ سب سن لین بدیع الملک نے جواب نامہ پڑھنا شروع کیا (جواب) ؎

شکر و سپاس ایزد پاک را		ثریا دہ و ہفت ارم ملک	کہ خورشید را صورت جام زد	ازو تاب سنبل درخم شام ازو

حمد ذات مجمع صفات بے غایات سے کہ آسمان کو بے ستون قایم کیا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت اگا کے رنگا رنگ پھول کھلائے حیوانات کو پیدا کیا انسان کو جملہ موجود پر شرف بخشا وہ خدا اسم واحد لاشریک ہی سب کی بندگی جھوٹی ہی صرف اسی کی پرستش ٹھیک ہی اس عادل و منصف کو مین اپنا معبود برحق جانتا ہوں اسکی قدرت کو مانتا ہوں اسکے فضل و کرم سے امید وار ہوں اور کیوں نہوں کہ اسنے میری آبرو رکھ لی ہی تجاوز و شریر و بد ذات و مکار کو سزا دی کہ وہ گرا اپنے سر خرو کی اپنے بندہ کو عنایت فرمائی فرعون ملعون کیا وقعت رکھتا ہی جو اپنے کو خداوند کہتا ہی خداے جل و علا کے بندون مین سے وہ بھی ایک بندہ ہی مگر دیوانہ اسنے جو اسقدر سرکشی کی سیر کیا پایا خدا میرا حامی و مدد گار تھا اسنے امانت کی رسائی ہو دی کہ عداوت کی تو سزا پائی ؎

از بند الم نجات یابد دردم		آنرا کہ نظر بفضل یزدان باشد	ہر مشکل سخت پیشش آسان باشد	ہر چند ہراسان و پریشان باشد

ایسے نابکار شرک کی یہی سزا ہی

سر جاہلان بر سر دار بہ		کہ مشرک بجز ذلت و خوار بہ		اور ابھی کیا ہی عنقریب اس نکبر مکار کو سزا دیت

جہنم واصل کرونگا اسکی شرارت و بدذاتی کا تم کو واقعی عوض دونگا اور التتاب آتش پوش یاد رکھو
کہ عنقریب تیری بھی شامت دامنگیر ہے جو تو فرعون کے بارہ میں تعرض کرنا چاہتا ہے صرف بنظر آگاہی یہ
کلمہ لکھا ہے ورنہ ہم کسی وقت میں تیری سرکوبی سے عاجز نہیں ہیں سے بیاپنجہ دلیری دہروی نشان
فقط جب نامہ ختم ہوا تمرتاش ثانی نے حاضرین دربار سے کہا تم لوگوں نے التتاب شاہ کے نامہ کا
جواب سنا اور سمجھے تم لوگوں کی رائے ہے وہ بھی سند سے کر دیا جاوے سب نے کہا شہریار جو کچھ لکھا گیا
بہت مناسب ہے زیادہ طول سے کیا فائدہ غرضکہ وہ جواب نامہ ملفوف کرکے اس قاصد کو جو
وضع کو دیا جب اسطرح کا جواب التتاب آتش پوش کی نظر سے گذرا شعلہ غضب اس جسمی
کا اور زیادہ بھڑکا کاروان وزیر دست راست اسوقت موجود تھا التتاب شاہ اسکی
جانب متوجہ ہوا کہا اے کاروان خداپرستوں کا آجکل غلبہ ہے میں نے تحقیق خبر سنی ہے کہ فرعون
ذوالخون نے گرفتار کر لیا اسی بنا پر میں نے مسلمانوں کو لکھا اس نامہ کا یہ جواب آیا ہے اب تیری کیا
رائے ہے یہ کہکے وہ جواب نامہ کاروان کو دکھایا اسنے پہلے از اول تا آخر جواب نامہ دیکھا بعدہ
کہا اے بادشاہ اگرچہ فرعون شاہ کی گرفتاری کی حالت میں خداپرستوں سے تعرض کرنا ضروری ہے
لیکن میری رائے یہ ہے کہ قبل تعرض کے اپنے نتیجہ پر غور کر لیا جاوے ؎ مرد آخر بین مبارک
بندہ ایست ؎ اگر اسکے تعرض کا وہی نتیجہ ہوا جو فرعون شاہ کا ہوا تو ہرگز کسی طرح کا
تعرض نکیا جاوے مثل مشہور ہے کہ جان ہے تو جہان ہے کاروان وزیر دست راست کی یہ
تقریر سنکے آتش نہاد وزیر دست چپ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا تعجب ہے کہ ایسے اعلی عہدہ دار
جو رکن اعظم سلطنت کے سمجھے جاتے ہیں سامنے بادشاہ کے ایسی فال بد زبان سے نکالیں
بالخصوص مسلمانوں کے مقابلہ میں جنکی کوئی ہستی نہیں ہے اور بادشاہ کو چاہیئے کہ خداوند
فرعون کا بدلہ ضرور مسلمانوں سے لے کاروان وزیر نے کہا اے آتش نہاد فال بد و فال
نیک پیشہ خوشامدی لوگوں کا ہوتا ہے اور سلطنت میں فال کوئی شے نہیں ہے بلکہ رائے صائب ہونا
چاہیئے اور یہ بھی رکن سلطنت کا فرض ہے کیونکہ ادنے غلطی رائے میں ہزارہا آدمیوں کی جانیں ضائع
ہو جاتی ہیں اور دعوے بغیر دلیل کے درست نہیں ہوتا تجھکو کس طرح معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی
کوئی ہستی نہیں ہے آتش نہاد نے کہا دلیل واضح یہ ہے کہ مسلمان سحر و افسون کے قائل نہیں ہیں
بلکہ سحر و ساحری کو برا جانتے ہیں پس جب وہ سحر کو نہیں جانتے ایک ادنے افسون سے آگے
مقابلہ میں وہ کام نکل سکتا ہے جو لاکھوں آدمیوں کی مدد سے نہیں نکل سکتا کاروان نے کہا
ہاں یہ صحیح ہے کہ مسلمان سحر و ساحری سے نفرت کرتے ہیں مگر یہ بھی خبر ہے کہ سحر و افسون مسلمانوں کے
مقابلہ میں اثر نہیں کرتا اے آتش نہاد اگرچہ تو نے میری رائے میں ایک ایسا اعتراض کیا ہے کہ تیری
نظر میں صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن اگر بادشاہ نے میری رائے کو قبول کر لیا بہتر ہوگا التتاب آتش
پوش نے کہا اے کاروان تیری رائے بالکل غلط ہے واقعی ہماری وقعت و حقیقت ایسی نہیں کہ مسلمانوں
کے مقابلہ سے قطع نظر کریں اور بالفرض مسلمانوں کے مقابلہ میں ہم سبقت نہ لیجاوینگے پھر بھی ہمکو
یہ بات پسند نہیں ہے کہ فرعون ایسے خداوند صاحب عظمت و جلال کی مدد و حمایت پہلوتہی کریں

کاروان نے کہا شہریارا مجکو حیرت ہے کہ خداوند فرعون نے باوجود اس قدرت وقابلیت کے حمزہ
کے ہاتھ میں اپنے کو گرفتار کر دیا مجھ تو ایسی سزاواری ہوتی کہ مسلمان اپنی گستاخی کی سزا پاتے التہاب شاہ
بہت برہم ہوا اور کہا ای کاروان چپ رہ گستاخی یہ کی کہ ایسے روبرو مسلمانوں کا صاحب زور وطاقت
ہونا ظاہر کیا اور اسپر طرہ یہ کہ فرعون کی خداوندی میں شبہ ظاہر کرتا ہے خبردار ایسا کلمہ زبان پہ جاری
نہ کر ورنہ سزاے سخت کا مستوجب ہوگا اور یہ خوب یاد رکھ کہ میں مسلمانوں سے خداوند فرعون کا بدلہ
ضرور لونگا اگرچہ میری تمام فوج مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے کاروان نے اس مرتبہ کچھ
جواب نہ دیا سرنگون ہو کے سکوت کی التہاب شاہ آتش نہاد وزیر دست چپ کی طرف
متوجہ ہوا اور کہا ای وزیر مجھ کو میں نے تیری راے سے اتفاق کیا ہے پس تو ہی اس فوج کشی کا والی
سمجھا جاوے گا مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہونچ کے فوراً نقارہ جنگ بجایا چنانچہ جب وہ لشکر
بے شمار جلو وہاں بہ گرد کا مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہونچا اسی روز شب کو نقارہ جنگ
بجا حمزہ ثانی نے فوج کفار کے طبل جنگ کی آواز سن کے حکم دیا کہ جواب دیا جاوے یہاں بھی طبل جنگ بجایا
جاوے چنانچہ فوج اسلام میں بھی نقارہ جنگ بجایا گیا سے ز نقارہ آواز آمد برون چو گردون
دو نست گرد ملک دون تمام شب دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی مسلمانوں نے
دیکھا کہ لاکھوں شعلے سے آسمان بلند میں اور بیشتر شعلے ایسے بلند ہیں کہ آسمان سے جا لگتے ہیں اور
کبھی آسمان سے انگاروں کا مینہ برستا معلوم ہوتا ہے حمزہ ثانی کے حواس باختہ ہو گئے بدیع الملک
سے کہا ای جوان بدیع الملک دیکھتے ہو یہ کیا سامان پیش نظر ہے بدیع الملک نے کہا شہریارا یہ تمام
کرشمہ سحر کا ہے مگر کیا مضائقہ ہے کچھ تردد کی بات نہیں ہے انشاء اللہ میدان کفار کے افسون سحر کا کوئی صدمہ
نہیں ہوگا غرضکہ صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوے ناژہ جادو ایک پہلوان
پیلتن میدان میں آیا اور باواز بلند کہا ای خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو کون ہم میں سے
ایسا جو میرے مقابلہ کو آئیگا شاہزادہ رستم ثانی اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر رد و بدل رہی آخر رستم ثانی نے
ایک لمبا وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ چاروں پاؤں اسکے مرکب کے قلم ہو گئے ناژہ جادو جست کر کے زمین پر آیا
اور اسنے بھی اسیطرح کا وار کیا رستم کے مرکب کے بھی چاروں پاؤں قلم ہوگئے لیکن رستم کو جست کرنے کی
مہلت نہ ملی منہ کے بل زمین پر گرا ناژہ جادو چاہتا تھا کہ خنجر کا وار رستم کے سر پر لگائے اس اثنا میں بدیع الملک
نے قریب پہونچ کے ایسا نعرہ مارا کہ لو کافر ندکش خبردار ایسی جرأت نہ کرنا میں تیرا سر کاٹنے کو پہنچا ہوں ایک ایسا وار تلوار کا
کیا کہ ناژہ جادو دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا روح اسکی جہنم میں پہونچی اس دوران میں ہزارہا افسون وسحر پڑھ کے
ان کفار نے بدیع الملک کی طرف پھونکے جیسے اژدہے ہزارہا شعلے بدیع الملک کے قریب آئے چونکہ شاہزادہ
بدیع الملک صاحب زور تھا کسی طرح کا گزند نہ پہونچا پھر دوسرا پہلوان سام مقابلہ کو نکلا اور تھوڑی دیر بدل
لے بالآخر وہ بھی شاہزادہ کے ہاتھ سے جہنم نصیب ہوا اسی طرح شام تک ستر پہلوان شاہزادہ کے مقابلہ کو آئے
اور یکے بعد دیگرے جہنم واصل ہوے آخرالامر طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس
گئے اتہوا التہاب آتش پوش کے حواس باختہ ہوے آتش نہاد وزیر دست چپ کو بلایا اور کہا ای آتش نہاد
یہ کیا سامان پیش نظر ہے ایسا تو دیکھا تھا پیش آوے جو کاروان نے کہا تھا بعد میں کوئی بیان کیا تھا آتش نہاد

نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہے آج نہین کل کی میدان داری مین مسلمان ہلاک ہو سکتے ہین کب تک اور کہانتک
ہمارے سحر و افسون کو روک سکین گے التہاب شاہ خاموش ہو رہا شب کو طبل جنگ دونون لشکرون
مین بجا دوسرے روز پھر صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی آج پھر وہی کیفیت ظہور مین آئی جو اول روز ظہور
مین آئی تھی شام کو جب طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے گاروان وزیر التہاب شاہ
کے پاس آیا اور کہا کہ شہریار مجھے کچھ عرض کرنا ہے بشرطیکہ جان بخشی ہو التہاب شاہ نے کہا جو کچھ تجھکو کہنا ہو
بلا تکلف کہ اسنے کہا چونکہ مین نے مدت العمر بادشاہ کا نمک کھایا ہے مقتضاے نمک حلالی یہ ہے کہ حتی الامکان نقصان
سے محفوظ رہنے کی راے دیتا رہون اگرچہ کسی قسم سے میرا نقصان بھی متصور ہو مین نے پیشتر ہی عرض کر دیا
تھا کہ مسلمانون کے مقابلہ مین سر ہونا ایک امر خلاف قیاس ہے اور بہت بڑا سبب یہی ہے کہ مسلمان رد سحر رکھتے
ہین ہرگز سحر و افسون انکے مقابلہ مین کارگر نہوگا مگر میری گذارش کے جانب اعتنا نکی گئی مزید بران آتش نہاد
وزیر نے میری گذارش پر اعتراض کیا شہریار دو روز کی میدان داری مین دیکھا کیا نتیجہ ظہور مین آیا اب بھی
خیریت ہے کہ اگر مسلمانون سے حال سے تعرض نکیا جاوے ورنہ تمام فوج کام آجاویگی حتی کہ سلطنت پر بھی زوال
آجاوے تو عجب نہین آیندہ اختیار ہے رہا خداوند فرعون کا مقدمہ اسکے بارے مین میری یہ راے ہے کہ خداوند خدائی
کی قدرت رکھتا ہو تو خود ہی اپنے نجات کی تدبیر پیدا کر لیگا اور اگر اسکی مشیت مین یہ گذرا ہے کہ مسلمانون کے ہاتھ
سے ہزار ذلت و فضیحت ہلاک ہو پھر کون ایسا ہے جو اسکی مشیت مین دخل دے سکتا ہے ہر طرح وہی ہوگا جو ہونا ہے
التہاب آتش پوش کچھ سمجھا آتش نہاد وزیر دست چپ موجود تھا بعد لے زہرہ شگاف کہا اے کاردان
نادان خاموش رہ بادشاہ کو خواہ مخواہ خائف نکر مسلمانون کی سفاکی کا خوف لیکے گئے ہم ذمہ دار ہین اور اگر چہ خداوند
فرعون کی مشیت مین جو کچھ گذرنا ہے وہی ہوگا لیکن ہمارا فرض ہے کہ اسکی مدد سے جہانتک ممکن ہو پہلو تہی
نکرین اگر مشیت خداوندی پر بھروسہ کر لیا جاوے تو دنیا مین کوئی کسواسطے کسی امر مین سعی و کوشش
کرے سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہین دنیا عالم اسباب ہے یہان بے سبب کوئی امر ظہور مین نہین آتا کیا عجب ہے اگر
خداوند فرعون کی مشیت مین یہی گذرا ہو کہ بادشاہ کی سعی و کوشش فرعون کی رہائی کا باعث ہو گی
اسکی مشیت وہی جانے کسیکو کیا خبر ہے بس اب خبردار اس بارہ مین تو کچھ نکہنا جو صورت پیش آئیگی ہم دیکھ لینگے
اس روز پھر طبل جنگ بجا صبح کو صف آرائی ہوئی آج شاہزادہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی جنگ و
حرب مین شریک نہوا بیشتر مسلمان معرض ہلاکت مین آگئے اور قریب تھا کہ فوج اسلام پسپا ہو حمزہ ثانی خود مرکب
پر سوار ہو کے جنگ مین شریک ہوئے شعلہاے آتش سحر مسلمانون کو ہلاک کرنے لگے یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو پہونچی اسی حالت علالت مین مرکب پر سوار ہو کے میدان حرب مین آیا شاہزادہ کا میدان مین آنا تھا
کہ رد سحر کی وجہ سے وہ تمام شعلے معدوم ہو گئے التہاب آتش پوش نے دیکھا کہ اب لڑائی کا رنگ
دگرگون ہوا چاہتا ہے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا چونکہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی طبل جنگ
بجنے کو غنیمت سمجھا اپنے بستر استراحت پر چلا گیا اور دونون طرف کی فوجین اپنے اپنے مقام کو واپس
آئین حمزہ ثانی بدیع الملک کی عیادت کے واسطے آئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا الحمد اللہ
کہ آج درد سر شدت سے ہے حمزہ ثانی نے کہا اے بدیع الملک خیریت ہوئی کہ تم وقت پر معرکہ جنگ مین پہونچ گئے
ورنہ آج ہماری فوج کے پسپا ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رہا تھا راوی لکھتا ہے کہ ایک ہفتہ تک ہر روز یہی ہنگامہ

رہا آٹھویں روز زمین ہنگامہ آرائی میں دور سے سیاہی نمودار ہوئی تھوڑی دیر کے بعد مسلمانوں نے
دیکھا کہ ہزارہا صحرائی درندے مثل ہوا کے بے دہان اس طرف چلے آتے ہیں اور آتے ہی التہاب شاہ کی
فوج میں شامل ہو گئے ایکطرح کی انکی صورتیں نہ تھیں ہر ایک کی صورتیں دوسرے سے جداگانہ اور
نہایت مہیب تھیں جنکو دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا یہ لشکر سبب جادو کا تھا اسکو یکایک التہاب آتش
پوش نے ہنگامہ کی خبر پہونچی مدت سے دونوں میں باہم اتحاد تھا دو لاکھ فوج بہایم کی لیکے مدد کیواسطے پہونچا
آتے ہی سب نے مسلمانوں پر حملہ کیا رد سحر کا سبب تھا تو مسلمانوں نے ان سبکو تہ تیغ کیا اور التہاب آتش
پوش بھی گرفتار کر لیا گیا فوج بے سرتاب مقابلہ نلائی پسپا ہوئی بکثرت طعمہ نہنگ جہون ہوئی باقی بھاگ گئی
مسلمانوں کو فراغ حاصل ہوا حمزہ ثانی دربار میں آئے التہاب کو اپنے روبرو طلب کیا دعوت اسلام کی
اسنے انکار کیا کہا اگر تو مسلمان ہوگا تیری جانبری دشوار ہے اسنے کہا مجکو ہلاک ہونا منظور ہے حمزہ نے ایک
اسکو دار پر کھینچ دیا اور تمام سرداروں نے اسکو تیرباران کیا عیاروں نے قاروروں کے ذریعہ سے
اسکی لاش کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا اور خاک کو ہوا میں اڑا دیا حمزہ ثانی کے حکم سے دفتر میں شاہزادہ
بدیع الملک کے نام فتح فرخونیہ لکھی گئی چند روز میں تمام ملک فرخونیہ کا بندوبست کیا گیا ملکہ غزال
نے شاہزادہ بدیع الملک کی عروسی کا بندوبست ہونا شروع ہوا تمام شہر فرخونیہ آئینہ بند ہوا خواجہ
یاقوت اس عروسی کا مہتمم تھا مفصل اس عروسی کا ذکر کرنا سبب طول ہے خلاصہ یہ کہ اس عروسی میں
ایسا بندوبست ہوا جو کبھی کسی عروسی میں نہیں ہوا تھا مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ اس کثرت سے
بخشش ہوئی تمام فرخونیہ کے ایک ایک محلہ کے ایک گھر میں پانچ پانچ دیگیں پلاؤ زعفرانی کی ایک ایک
دیگ قورمے کی مع شیرمال و باقرخانی و کباب وغیرہ ایک ایک شیرینی کی بھیجی گئیں انکے ساتھ زربفت
کا ایک ایک وسیع دسترخوان طلائی و لگنی و خوری متعدد ظروف بھی بھیجے گئے جو بعد شادی کے واپس
نہیں منگائے اسی طرح جملہ سامان کو قیاس کرنا چاہیے برات کے روز وہان شب کو قدرت خدا کی نظر آتی تھی بعد
فراغ عروسی حمزہ ثانی نے ملک فرخونیہ شاہزادہ بدیع الملک کو مرحمت کیا ہر چند کہ بدیع الملک نے
عذر بھی کیا کہ مجکو ملک و مال کی خواہش نہیں ہے البتہ حضور کی نظر عنایت میرے واسطے بہت کچھ ہے ملک و مال کی کچھ
حقیقت نہیں ہے حمزہ ثانی نے کہا ہماری خوشی یہی ہے شاہزادہ نے قبول کیا اور اپنی طرف سے ملک فرخونیہ خواجہ
یاقوت وزیر کو بخشا اور وہان کا حاکم مقرر کر دیا خواجہ یاقوت نے کہا شہریار ملک فرخونیہ مجکو مرحمت
ہوا کمال مشکور ہوں مگر مجکو جس صورت میں اپنا تابع فرمان سمجھو دولت ایمان ایسی عطا ہوئی اسکا شکریہ ادا نہیں
ہو سکتا بدیع الملک نے کہا اے خواجہ دولت ایمان میں نے کیا عطا کی تمہاری سرنوشت میں یہ دولت تمکو میسر
ہونا لکھا تھا غرضکہ چند روز تک حمزہ ثانی نے وہیں قیام کیا بعدہ وہان سے کوچ کر کے باختر کی جانب روانہ ہو
اب حمزہ ثانی کو جانب باختر روان رکھتا ہوں اور حال میں توسن بدرنگ خامہ فرسائی کیجاتی ہے

مجکو ہمیشہ خنجر کا کھٹکا لگا رہا
فرق آیا بانکپن میں جو تسمہ لگا رہا
اتنا کیا ہے سیر کو آہون کے باغ مین
صیاد کو مرے یہی کھٹکا لگا رہا

کیسا ہمارے دل میں یہ کیا شا لگا ہوا
اقرار سے کب کیا انکار سے ہوا
اشکوں کا دونوں آنکھوں سے پرنالا لگا ہوا
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آئے تم

قاتل تو ایک وار میں دو ٹکڑے کر گئے
صحبت رہی مگر یہ بکھیڑا لگا رہا
سر کو پٹک پٹک کے قفس میں یہ مر گئے
برسوں تمہاری گھات میں صیاد لگا رہا

مشتاق دید سیکڑوں آئے چلے گئے
دیوانوں کو نہیں مستی آنکھوں میں سما گیا
ہرگز ہوا نہ قبضہ اسلام و کفر پاک
آزاد کو خیال تمھارا لگا رہا

دن رات کوے یار میں میلا لگا رہا
اُس آفتاب حسن کے جلوے کی تاب
شیخ اور برہمن میں بکھیڑا لگا رہا

اندھیر شہر میں رہا انکے بناوٹ سے
تا صبح میرے منہ سے پیالا لگا رہا
آیا شب فراق میں دم میرے اسکو آب

راویان حکایت صدق و صفا و ناقلان روایت حیرت انتما مخبران پیغام تال و محرمان خلوتکدہ حال تاریکان نمود بے بود و آزادگان سلسلہ وحدت وجود حقیقی و اعتباری جبری و اختیاری اس طریق سے رقم کرتے ہیں کہ جب بدترین مرد سنگ خارشتی یعنی تورج بدرگ نے آکے سکندر جہان کو اپنے لشکر میں بادشاہ مقرر کیا راوی کہتا ہے کہ سکندر زمرد شاہ سے بالکل مشابہ تھا تورج بدرگ نے اسکا نام زمرد شاہ مقرر کیا اور اپنے تمام لشکر میں اس بات کی منادی کرادی کہ یہ زمرد شاہ ہے اسکی اطاعت اختیار کرو جو کچھ حکم کرے اسکی تعمیل واجب ہے اگر کوئی ذرا بھی کسی نوع کی سرتابی کریگا اپنے اعمال کی سزاے معقول پائیگا یہ حکم ہمارا قطعی ہے بعدہ جو انگشتری سکندر کے پاس تھی اسکو لیلیا اور اسم کو پڑھ کے دم کیا فوراً چار ہزار نرہ دیو کی جمعیت وہاں اموجود ہوئی تورج بدرگ کو صف بستہ سلام کیا اور عرض کیا کہ کیا حکم ہے کیوں ہمکو طلب کیا ہے تورج نے کہا تم میں سے سب کا سردار کون ہے ایک دیو کوہ پیکر بصداے مہیب حاضر کرتا ہوا سامنے آیا سلام کیا بعدہ بدست بستہ عرض کی کیا حکم ہے تورج نے کہا حکم یہ ہے کہ اپنے سرداران ماتحت کو حکم دے کہ وہ سب کوچک باختر میں جائیں اور وہاں کے بادشاہوں کو ہمارے روبرو حاضر کریں ہمکو بت پرستی کے رواج کی ضرورت ہے انمیں سے جو کوئی بت پرستی قبول کریگا اسکو رہائی دی جائیگی چنانچہ وہ دیو کوچک باختر اور باختر میں گئے وہاں کے بادشاہوں کو اُٹھا لائے انمیں سے ایک بادشاہ کو تورج نے اپنے روبرو طلب کیا اور کہا اے فلان تجھکو خاص بت پرستی قبول کرنے کیواسطے طلب کیا ہے تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا جان کا صدقہ مال ہوتا ہے اور ایمان کا صدقہ جان ہوتی ہے میں ہرگز اپنے دین قدیم سے قطع نظر نہیں کرونگا اُسنے کہا اگر اپنے دین قدیم سے قطع نہیں کریگا تو میں بھی تیری ہلاکت سے قطع نظر نہیں کرسکتا اور اُسیوقت جلاد کو بلا کے اسکو ہلاک کیا اُسیطرح تمام بادشاہان باختر و کوچک باختر کو یکے بعد دیگرے اپنے روبرو طلب کیا جسنے بت پرستی اختیار کی اُسکو رہا کردیا اور جسنے انکار کیا فوراً ہلاک کیا اور چند روز میں تمام باختر اور کوچک باختر کو اپنا مطیع فرمان کیا ایک روز کا ذکر ہے کہ بقصد شکار ایک طرف چلا جاتا تھا سامنے ایک پہاڑ نظر آیا جب قریب پہونچا زیر کوہ دیکھا ایک باغ ہے نہایت سرسبز و شاداب میوے گوناگون لگے ہوے خوشرنگ بوقلموں ہر طرف نہریں جاری سراسر قدرت باری بالاے کوہ ایک قصر عالیشان سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اسکے دروازے اس باغ کی جانب کھلے ہوے ہیں اور دروازوں پر چلمنیں پڑی ہوئی ہیں تورج بدرگ اس قصر رفیع و وسیع باشان و شوکت کو دیکھ کے متعجب ہوا اس ارادہ سے کہ اس قصر کے حال سے مطلع ہونا چاہیے اس قصر کے قریب پہونچا اگر کوئی اس قصر سے برآمد ہو تو حقیقت دریافت کروں لیکن بالاے قصر سے صداے رقص و سرود آئی اب اور زیادہ تعجب ہوا کہ اس قصر میں کون رہتا ہے بالاے قصر چلمن کو حرکت ہوئی معلوم ہوا کہ کوئی عورت چلمن کے قریب آئی چلمن کے ایک کونے کو اٹھا کے باغ میں کچھ دیکھا بجلی کی کوند تھوڑی سی دیر کے بعد ایک نازنین سراپا حسن عالم سوز رخش خورشید را شمع شب افروز لبش در خندہ صبح عید نوروز شکر لفظ و شکر گوش و شکر خندہ

نمیں پوش زتمی صبر چاشنی تند چو در جلوہ دہد داد کرشمہ رخسارا خون کشاید چشم چشمہ

عیار بر لقاب ماہ رو بستش صبا نشنیدہ ہرگز رنگ و بویش کانون مین فقط دو دو سبز آویزے
ہاتھ مین ہر صبح خوبصورت مختصر کیل اسی طرح کا سادہ مگر پر تکلف لباس پہنے صدر دروازہ سے باہر نکلی
اور تورج کے پاس آکے ادھر ادھر غور سے دیکھا کہا اے شخص تو کون ہے جو اس طرح بیباکانہ باغ مین چلا آیا
ہے تجکو اس بات کا مطلق خیال نہ آیا کہ صاحب باغ کیا کہیگا خیریت اسی مین ہے کہ جسطرف سے آیا ہے اسیطرف
واپس جا ورنہ اگر صاحب خانہ کو خبر ہو جائیگی تو تو ہلاک کیا جاویگا تورج نے دلمین کہا یہ نازنین کیا
صاحب قصر سمجھی تھی صاحب قصر نہیں معلوم کس مرتبہ کا شخص ہے کہا اے نازنین مین اپنے ارادہ سے ہرگز اس
قصر رفیع کیطرف نہیں آیا ہون بلکہ حسب اتفاق اسطرف چلا آیا ہون اب چونکہ یہان پہنچ گیا ہون اور تیرے جلوہ
دیکھ لیا ہے تیرا کمال ممنون ہونگا اگر تو یہ بتادیگی کہ مالک قصر کون شخص ہے اور اندرون قصر رقص و نوا کی آواز کیسی آتی
ہے اس نازنین نے کہا اس قصر عالیشان کا مالک خواجہ بشیر ملک التجار نام ایک سوداگر ذی رتبہ ہے اسکی دختر بلند اختر
اس قصر مین رہتی ہے جسکا نام ملکہ نازپرور ہے اور مین اسکی خادمہ ہون ملکہ کو ازبسکہ رقص و نوا کا بہت شوق ہے اسوجہ سے
اکثر سرود و ناچ گانا ہوا کرتا ہے بس تو مین نے مفصل حال بیان کر دیا اب یہان سے روانہ ہو تورج نے
دست بستہ کہا اے سراپا حسن و ناز مین چاہتا ہون کہ اس ملکہ صاحب قصر کو بھی ایک نظر دیکھ لون اس اوس نے چین
بر جبین ہوکے کہا تو کچھ دیوانہ ہوا ہے جو اس درست کر کیا خوب تجھ سے کی خوبی تیری کیا حقیقت ہے جو اسکو لحاظ
کو دیکھے تجھکو سچ کہتی ہون یہان سے بخیریت چلا جا ورنہ مفت مین جدا ہو جائیگا اگر خواجہ بشیر کو تیرے یہان آنے کی
اطلاع ہو جائیگی وہ ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑیگا تورج نے اس نازنین کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا جان تو نے
اسقدر مجھپر احسان کیا ہے کہ مفصل حالات سے مطلع کر دیا دل میری یہ خواہش بھی پوری کر دے اور اے نازنین آگاہ
ہو کہ مین بھی کوئی عوام الناس سے نہین ہون اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہون یہان کے رقص و نوا کی
آواز ایسی ہی خوش آیند معلوم ہوئی جو مجھے اسقدر التجا کی ورنہ مین خود ہر روز ہنگامہ رقص و نوا گرم رکھتا ہون
وہ نازنین کچھ کرنے دیکھا نہ ہرگز اپنی بیہودگی سے باز نہ آئیگا تو عنقریب اپنی بیہودگی کی سزا پائیگا اور تورج کے
جانب نظر تیز و تند دیکھ کے کہا اچھا تو یہان توقف کر مین آتی ہون یہ کہکر پھر اس قصر مین چلی گئی وہان ملکہ
نازپرور نے جو اسے دیر کے بعد آتے دیکھا کہا اے سمن بو تو بہت دیر کے بعد آئی کہان تھی اسنے کہا اے
ملکہ کیا کہون عجیب واقعہ ہوا ہے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ مین بارہ دری کے اسطرف گئی جلمن سے باغ کی طرف
دیکھا معلوم ہوا کہ کوئی غیر مرد باغ مین وارد ہے بیرون قصر جا کے اس سے پوچھا تو کون ہے یہان کیون آیا ہے
کہا حسب اتفاق میرا اسطرف ورود ہوا جب اس سے کہا کہ تو یہان سے چلا جا تو اسنے قصر و مالک
قصر کا حال پوچھا مین نے مالک قصر کا نام بتایا اب وہ کہتا ہے کہ ملکہ صاحب قصر کو مجھے دکھا دے اور یہ بھی
کہتا ہے کہ مین عوام الناس سے نہین ہون بلکہ صاحبقران عصر ہون میرے نزدیک وہ ہرگز بسہولت
یہان سے نہ جائیگا تاوقتیکہ دو چار مرد جا کے اسکو باغ سے نہ نکالین یہ سنکر ملکہ نازپرور ہنسی اور کہا اے سمن بو
تیری تقریر سے عجیب طرح کی بو آتی ہے اور قریب جا کے آہستہ کہا سچ بتا کیا وہ شخص تیرا کوئی آشنا ہے سمن بو
نے ہزارون قسمین کھائین اور کہا ملکہ عالم تعجب ہے کہ تم میری نسبت اسطرح کا گمان دلمین لاؤ مین کیا جانون
وہ دیوانہ کون ہے کہان سے باغ مین نازل ہو گیا قربان تمہارے مزاق کے مجکو اسطرح کا مذاق نہین بھاتا
وہ مرد کیا یاد رکھو جو میرا آشنا ہوگا ملکہ نازپرور نے کہا اے سمن بو تو اسقدر برافروختہ کیون ہوتی

نازنین نے مذاق سے کہا سمن لو متبسم ہوئی کہا ملکہ عالم مین برخاستہ نہین ہوئی بلکہ بات کا جواب دیا تو اتنا مجال میری نہین ہی کہ تمھارے روبرو برخاستہ ہوسکون ملکہ نے کہا اگر تو برخاستہ نہین ہوتی تو اچھا تھا مع لوازمہ کو بھیج دیتے اگر کسی کو کانون کان خبر نہ ہو اُس سے کچھ باتین کرینگے بعدہ سزائے معقول دیکے یہان سے نکال دینگے سمن لو نے کہا قربان تمھارے اس طرز خیال کے اگر خواجہ کو اس بات کی خبر پہونچ گئی کہ ایک غیر شخص باغ مین وارد ہوا تھا ملکہ نے اپنے قصر مین اُسے بلایا یہ ہرگز کیسو گمان نہ ہوگا کہ ملکہ نے اُسے سزائے معقول دیکے نکال دیا بلکہ ایسے موقع کے واسطے جو خیال لازم ہی وہی خیال ہوگا بدنامی نشر ہوگی دنیا مین برا اچھا بدنام نہین اچھا ملکہ ناز پرور نے کہا ای سمن لو تو یہ کیا کہتی ہی دنیا مین برا اور بدنام دونون برے کوئی اچھا نہین مع ہذا برا اور بدنام ہر شخص اُسیوقت ہو سکتا ہی جب اُسکے دل مین برائی پیدا ہو اور قول و فعل سے اُسکے ظہور مین آوے جب تک اصلیت کسی واقعہ کی نہین ہوتی کوئی کچھ نہین کہہ سکتا ہے تا نباشد چیزکی مردم نگویند چیزہا ✦ سمن لو نے کہا ملکہ عالم مین نے اسوقت تمھارے روبرو اس بات کا اسوجہ سے ذکر کیا تھا کہ تم در باتون وغیرہ کو بھیج کے اُس شخص کو باغ سے نکلوا دو گی مگر یہ طرفہ امر ہی کہ تم اُسکی ملاقات کی شائق ہو لیکن ملکہ نے کہا تو یہ ہرگز نہ سمجھ کہ مین اُسکی ملاقات کی شائق ہون بلکہ اُسکو معقول سزا دینا مقصود ہی سمن لو نے کہا اچھا جاتی ہون اُسے یہان لیے آتی ہون وہان سے پھر باغ مین آئی تورج وہان انتظار مین بیٹھا تھا کہا ای نازنین کیا خبر لائی اُسنے کہا اچھی خبر ہی اگر ہماری ملکہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہی تو چل ہماری ملکہ بھی تیری ملاقات کی شائق ہی اُسنے کہا ای نازنین تیری ملکہ مجھکو کیسا جانے غالباً تو نے کوئی ایسی تقریر کی جسکی وجہ سے ملکہ نے مجھے یاد فرمایا ہوگا ای نازنین سراپا حسن ہے تا جہان ست در جہان باشی ✦ بر ہمہ کام کامران باشی ✦ غرضکہ تورج سمن لو کے ساتھ ایک دوسرے دروازے سے قصر مین داخل ہوا دیکھا ہے

رہے تعلق منظر کہ از قدر روشان
ستون نہایت لکنے ہے ستوان
بعالم فروزی در آفاق طاق

زہینے کنندہ پیش او آسمان
زرخارا تراشان فرہاد زور
خورا زیر گوشہ آن رواق

بر رونق قصر خورنق فسون
از زمین قصر شہرہ در آفاق شور
لونڈیان خواصین پیش خدمتین

ماماہ وغیرہ سب اپنے اپنے عہدہ خدمت ملازمی مین مصروف تھین صدر بالی بارہ دری جگہ ضرورت و زیبائش سے پیراستہ ہی وہ نازنین تورج کو ایک زینے سے کوٹھے پر لیگئی وہان بیٹھایا چند حبشنین ترکی ہیکل مسلح و مکمل آموجود ہو کر تورج کو گھیر لیا اب اسکو حیرت نے گھیرا کہ یہ کیا سامان ہی شاید انھون نے مجھکو قید کیا ہی یکایک کیا دیکھتا ہی کہ ایک دختر پانزدہ سالہ ماہ پارہ اس شکل و شمائل کی جسکے شوق دید مین ماہ و مہر شب و روز سرگردان رہین ہے

فراز کا قامت تھا کہ سرو بوستان تھا		موزونی مین فرد بے گمان تھا

وہ کہکشان قیامت کی جیسے پیدا
تھے مرد مرد ام بہتے بچان
وہ آنکھ مین نور بزدان
رخسار و نگار و صعد کہ بیان کا
خندہ تھا کہ تھا تبسم نار

وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا
تل دانہ تھا بہر طائر جان
تھی سرمہ لود سے فروزان
رو رو ہو نکلتا تھا جہان ہو
لب مطلے تو کھلتا حسن کا راز

پیشانی کا بل بالا تھا
ابرو مین خم تھا بہر آداب
سرخی سے جو رو ادا کو مین کچھ
وہ مچھلے رسیلے خوشنما لب
نادر تھی صراحی دار گردن

سونا تھا کسوٹی پر کسا تھا
سچ مین بنی ہوئی تھی محراب
بر رنگ فلک پیچے تھے کمر کے
تھا جام مے صفا لبالب
گردون سے تھی یاد قدر گردن

وہ ساعد و دست و بازو رو دیا	دنیا مین نہ تھا نظیر انکا	القصہ وہ مہر سے لپٹے پانگ	سرمایۂ دلبری تھی بیشک

اس روز وہ ماہ دل افروز صاحب حسن عالم سوز شیرین دہن نازک بدن اس قصر مین سیر و تفریح کی غرض سے آئی ہوئی تھی کار کنان قضا و قدر جب کسی کام کے انجام دینے مین مصروف ہوتے ہین تو آغاز اسکا بطور عجیب و غریب ہوتا ہے ہر کس و ناکس کو چار و ناچار اسی راہ پر چلنا پڑتا ہے بلکہ کشان کشان لیجاتے ہین چونہین ملکہ نازپرور کی نظر تورج کی صورت پر پڑی کہا تو کون ہے کہان سے اس باغ مین وارد ہوا تورج نے کہا اے نازنین مین صاحبقران عصر ہون دین بت پرستی کو رواج دینا مقصود تھا تمام باختر و لوجاک باختر کو بت پرست کیا جسنے انکار کیا فوراً تہ تیغ کیا بعد فیصل کرنے اس مقدمہ کے شکار کے واسطے اپنے مقام قیام سے چلا حسب اتفاق یہان گذر ہوا جب ملکہ نازپرور نے بت پرستی کا نام سُنا از سر تا پا غیظ و غضب ہو گئی اور کہا تو بت پرست ہے اُسنے کہا بیشک ملکہ نے سمن بو کو بلایا باریعہ سرگوشی اُس سے کچھ کہا وہ گئی اور جام صراحی لے آئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبلب کیا اور کہا اے جوان چونکہ تو بت پرست ہے تیری دعوت میرے اوپر فرض ہے پس دو چار جام مئے ناب کے پی لے تورج بہت خوش ہوا کہا اے ملکہ مین تمھاری اس مہربانی دعنایت کا بہت مشکور ہون بر خالی مے نوشی کا کیا لطف البتہ کچھ رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہو تو مضائقہ نہین ملکہ نے ایک خواص کو اشارہ کیا وہ گئی اور ایک زن مطربہ و رقاصہ کو مع سازے لے آئی اُس رقاصہ نے بہ کمال لطف اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

سنبھل سکتا نہین اب وحشت سے بار آہنی [illegible] کا
جو سودا ساتھ ہی قاتل تو خنجر درمیان رکھو
برابر نکلے دو ورا اس کمر کا اور گردن کا
بہار گل سے آخر ان کھا لی چشم عاشق کو
گلی سی تو آئینہ مین پھولا تختہ سوسن کا
کراہین آگے مروان خدا کے چل نہین سکتا
سمند موج مارے گر نخوت باشہ دامن کی
ور فردوس ہی پا گھون سے رخصت کون لیتا ہے
گمان ہوتا ہے اپنے سایہ پر بھی ہم کو دشمن کا
شب روز سیہ ہر صبح آنکھون کو نظر آیا
دل صد چاک مین میرے ہے صورت انار جلن کا
ستایا ہے نہایت انقلاب دہر نے ہم کو
تو اس لینا کمر پر وہ کھل گیا قاتل کے دامن کا

غضب ہے جاتشو سینون مین جو دل ہے برہمن کا
ہمارے سامنے سے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا
کہ گلرنگ سے چھلکی جو سرخی پیالۂ آئینہ مین
یہان خم سینہ بن گیا دروازہ گلشن کا
اندھیرے مین چھوڑ کر مجھے وہ خورشید جبین
لگت ماہ ور مین یکسان ہے عالم ہوا مین کا
سمجھتے تھے نہ ہم اتنا ورانا ناجی جون جگر
سمجھتا ہے نہین تصویر اک پیمانہ دیوار گلشن کا
اڑا پایان کی تحریر سے دوا اسکے دانتون کو
ہمارا الٹا نصیب طالع مگر چہرہ تھا دشمن کا
نہین ہے سامنے آنکھ گا اے فلک کوئی زمانہ مین
رہا کرتا ہے چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
کیا ان آنکھون مین تیغ قضا نے صاف دونگر سے

اور پچھتاؤ گے دست ہوس قاتل کے دامن کا
محل خوف ہے ہمسایہ قصاب و برہمن کا
یہ خوش اسلوب جسم اس نوجوان کا جو تنا ہین تو
گلوئے یار پر ظلم ہوا شیشے کی گردن کا
جبین نور افشان جو پیشانی پہ اسنے چاندنی چھٹکی
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
ڈراتا ہے کسے اے شیخ تو نار جہنم سے
گریبان سے تعلق ہو گیا ہو گوشہ دامن کا
ہمین بھی ہے ہر دم دنیا کی صورت سے بیزاری
نگین کا رنگ چمکا ہے تو زنگ کندن کا
یقین منزل عجب اسیر مجکو ہوتا ہے
ہمارے سر پر برسے گو ہنگام غسل آب آہن کا
مجھے بھی گریے نے محکمہ مین حشر کے پوچھا
گمان ہی رہ گیا دشمن کو آتش اپنے جوبن کا

رہروان وادی سخن و سالکان طریق ہنر و فن اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اسطرف تو اس مطربہ خوش سرود و خوش گلو نے یہ غزل گائی ادھر وہ مرد دور دو دو چار جام شراب تیز و تند زہر مار کر کے مدہوش ہوا ملکہ نازپرور اسی وقت کی منتظر تھی تمام حبشیون کو حکم دیا کہ اس بت پرست مردود کو خوب زد و کوب کرو اسطرح سے کہ ہلاک نہونے پائے بعدہ بستہ و گرفتہ کر کے میرے پدر معظم کے پاس لے جاؤ اور خبردار رہا نہ ہونے پائے

یہ سنا تھا کہ تمام عورتین ہاتھون مین اپنے پاؤن کی جوتیان اُٹھا کے دوڑین اور نورج بدرگ پر زد و کوب ہونا
شروع ہوئی اسقدر پیٹا کہ تمام نشہ ہرن ہو گیا ایک ایک کی جانب دیکھ کے الحاح و زاری کرتا تھا اور کہتا
تھا اے نیک بختون اپنی خوشی سے یہان نہین آیا جب تم نے بلایا تو مین یہان آیا اگر تم کو میرا یہان آنا ناگوار
تھا تو مجکو یہان بلائی ہوتین کیا مجھسے تم کو کبھی کی خصومت تھی جو یہان لا کے مجکو ہلاک کیا انھون نے
کہا ابھی کیا ہلاک کیا ہی اب بیشک تو ہلاک کیا جاویگا او بت پرست موذی تجھے پیشتر ہی سمجھایا تھا
کہ بغیر اجازت باغ مین کیون چلا آیا واپس جا مگر تو نے نہ سنا مہ پد بران ملکہ عالم سے ملاقات کی خواہش
ظاہر کی تیری کیا وقعت و حقیقت ہی جو ملکہ عالم سے ملاقات کریگا نورج نے کہا صاحبو مجکو سزا
مل چکی اب تو مجکو رہا کر دو انھون نے کہا ابھی تجکو سزا نہین ملی ہی خواجہ بشیر ملک التجار جو مالک
اس قصر کا ہی وہ تجکو قرار واقعی سزا دیگا ہم عورت ذات ہین ورنہ ہم ہی تجکو معقول سزا دیتے مین
غرضکہ ان جشنون نے مضبوط بستر کر کے چند سپاہیون کو دروازہ پر بلایا اور نورج کو انکے حوالہ کر کے
کہا اس موذی کو بہ ہوشیاری تمام خواجہ کے پاس لے جاؤ اور تمام واقعہ کو بیان کر دینا وہ سپاہی نورج
کو خواجہ بشیر ملک التجار کے پاس لے گئے خواجہ اسوقت کسی وجہ سے منغص بیٹھا تھا دیکھا
ایک شخص گرفتہ و بستہ چلا آتا ہی پوچھا یہ کون ہی لوگون نے حقیقت حال کو بیان کیا خواجہ ازبسکہ
پیشتر ہی سے برہم بیٹھا تھا اس واقعہ کو سنتے ازسرتا پا غیظ و غضب ہو لیا تمام ملازمون کو جمع کر کے کہا
اس نابکار کو خوب زد و کوب کرو بمجرد اس حکم کے یہانبھی زد و کوب شروع ہو گئی جتنے کہ نورج جان بلب
ہو گیا کہتا تھا اے خواجہ مین اپنی خوشی سے گھر مین نہین گیا ایک نازنین سمن لو نام مجکو گھر
مین لے گئی خواجہ نے سمن لو کو بلایا اور پوچھا اے سمن لو یہ مردود کہتا ہی کہ مجکو سمن لو قصر مین لیگئی
مین اپنی خوشی سے نہین گیا سمن لو نے کہا یہ موا جھوٹا ہی جب مین نے اسکو اس باغ مین دیکھا
منع کیا کہ یہان توقف مت کر اسنے نہ مانا مہ پد بران ملکہ نازپرور کی ملاقات کا شوق ظاہر کیا ہرچند
مین نے سمجھایا اسنے نہ مانا جب یہ باغ سے باہر نہ گیا تب مین نے ملکہ عالم سے اطلاع کی ملکہ عالم
کو غصہ آیا کہا وہ نابکار ہمارے باغ مین آیا اسکو سزا دینا چاہیے چنانچہ گرفتار کر کے یہان بھیج دیا خواجہ
بشیر نے کہا اس مردود پر زد و کوب کر کے اسکے منہ کو سیاہ کرو گردن مین پرانی جوتیون کا ہار
ڈال دو پشت خر پر اسطرح سوار کر کے یہان سے نکال دو کہ جانب منہ پشت ہو اور دم کی جانب
اسکا رخ سیاہ ہو چنانچہ نورج بدرگ کا منہ سیاہ کیا گیا اور پشت خر پر سوار کر کے وہان سے
نکال دیا گیا اسنے راہ مین ایک چشمہ سے منہ دھویا گدھے کو راہ مین چھوڑا ہزار خرابی و دشواری اپنے
مقام کیام پر پہونچا لوگون نے اسقدر عرصہ کا سبب پوچھا نورج نے شرم سے کچھ نہ کہا مگر دل مین
خواجہ بشیر ملک التجار کا بغض بھرا ہوا تھا ہر روز ارادہ کرتا تھا کہ فوج و لشکر لے جاکے خواجہ بشیر
سے اسکی بدعت کا عوض لون آخر ایک روز اس ارادہ کو مصمم کر کے روانہ ہوا راہ مین ہوا سے تغیر
پیدا ہوا اور نورج کو اُٹھا لے گیا چند لمحے کے بعد آنکھ جو کھلی ہی دیکھے تو ایک بادشاہ عالیجاہ کی
مجلس مین دیکھا سوچا ایسا نہ ہو یہان بھی بالاپوشون کا سامان ہو جائے نظر نیچی کر لی اور کمال
ادب سے اس بادشاہ کو سلام کیا اور کہا اے بادشاہ مین از خود یہان تک نہین پہونچا ہون

تحقیق کرنے سے دریافت ہو سکتا ہے بردستی کی بات کا ذکر نہیں ہے بادشاہ نے از سرتا پا تورج کو دیکھا
اور کہا ہم کو معلوم ہے کہ تو از خود یہاں نہیں آیا ہے اگر از خود آتا تو کیا مضائقہ تھا تو خائف کیوں ہے تورج
خواجہ لقشیر کے یہاں جوتیاں کھا چکا تھا اسی سبب سے خائف تھا سوچا کہ اگر حقیقت حال کا
ذکر کرونگا تو خواہ مخواہ ذلت ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ سکوت کیا جاوے اس بادشاہ نے کہا ای
تورج شاید تجکو نہیں معلوم ہے آگاہ ہو کہ یہ طلسم خارستان باختر ہے اور میں اس طلسم کا بادشاہ
ہون میرا نام صنعان جادو ہے میں نے نجوم میں دیکھا ہے کہ تو ہفت اقلیم کا حاکم و فرمانروا ہوگا تیرا مقابلہ
کوئی نکر سکے گا جو برسر مقابلہ ہوگا پسپا ہوگا ای تورج میں ایک دختر نا کتخدا رکھتا ہون عرصہ سے
اسکی شادی کی فکر لاحق رہتی ہے اس حال کے دریافت ہونے کے بعد اس بات نے دل میں خطور کیا
کہ اپنے فرزند کے خیرخواہ سب ہی ہوتے ہیں میں بھی اپنی دختر کے واسطے بہتر سے بہتر پیوند تجویز کرون
اسوقت تک میری نظر میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں ہے اگر میری دختر کو تو قبول کرے گا میں بھی تیری مدد
کے واسطے ہر وقت موجود رہونگا اس صورت میں تیری حشمت و ثروت کو وہ رونق حاصل ہوگی
جو کسی بادشاہ عالیجاہ کو حاصل نہ ہوئی ہوگی مثل مشہور ہے ~ دو دل یک شود بشکند کوہ را ~ اسباب
میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے میری درخواست کو قبول کرے تو بہتر ہے ~ آنچہ
در دل یکست نتیجہ می آید ~ تورج بدرگ نے کہا ای بادشاہ تیری یہی خوشی ہے تو مجکو بھی انکار نہیں ہے
بخوشی خاطر قبول کرتا ہون صنعان جادو نے اسیوقت کارگذارون اور سردارون کو طلب کیا
اور اس حال سے مطلع کرکے کہا جلد سامان عروسی تیار کرو مجکو منظور ہے کہ جلد عروسی دختر سے فراغ
حاصل کرون یہ جوان جسکا نام تورج ہے اور جسکو اپنی دختر سے منسوب کرنے کے واسطے میں نے
تجویز کیا ہے یہ بھی ایک نامی جوان ہے اگر تاخیر ہوگی اسکا ہرج ہوگا اور ہرج ہونا مناسب نہیں ہے
اسواسطے کہ از روے نجوم اسکے طالع قوی معلوم ہوتے ہیں جسقدر یہ حرکت کرے گا اُسی قدر
برکت ہوگی کارگذارون نے دست بستہ کہا بہت مناسب اسیوقت حساب کا کاغذ
تیار ہوا خرید شروع ہوگئی جو شے تیار مل گئی اُسکو بلا لحاظ زیادتی قیمت خرید کر لیا جو شے نہ ملی
اسکو بصرف زر کثیر جلد تیار کرا لیا تمام محل کے تورے تقسیم ہونے شروع ہوئے مجلس عیش منعقد ہوئی
اعزا اقربا دوست ملازم سب جمع ہوئے تمام شب ناچ گانا رہا صبح کو تورج بدرگ سے دختر
صنعان شاہ منسوب کی گئی تورج اس شادی سے بہت خوش ہوا دختر صنعان شاہ سے
کام دل حاصل کیا واضح رہے کہ لعل بن تورج اس نازنین کے شکم سے پیدا ہوگا اب تورج بدرگ
کا یہ دستور ہے کہ تمام شب دختر صنعان شاہ سے ہنگامہ اختلاط گرم رکھتا ہے اور دن کو زنان رقاصہ
مطربہ کو بلاتا ہے اور اُنکے رقص و نوا سے دل خوش کرتا ہے ایک زن مطربہ نے نہایت لطف سے
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

زیب ہو بیجا ہے خوشی سے یہ مجمع دلگیر کا
سر کا کٹنا جانتے ہیں ہجو شا تکبیر کا
جسکے لپٹا سو کھا خونی ... سے وہ زنجیر کا

عالم منطق مصور ہے تری تصویر کا
جو کوئی دیکھے اسے شک ہو کہ ہی تصویر کا
شکل شادو ستریائی من لعف ... اگر
عشق میں پیچان رہے ہوتا ہے شکنہ تیر کا

ہمکو کتابی قطعی ہے خط حاشیہ ہے ہیر کا
زندہ جاوید ہیں قربانیاں تیغ عشق
دعوت انکی کرون بھرکر پیالہ شیر کا
اہل سلعمد سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی

سے نگار نمایان کی بہت تعریف کی اور خلعت گران بہا القصہ یہان دو چار روز رہ کر وہان سے رخصت
ہو کے چلا آیا اہل لشکر نے تورج کو عرصے کے بعد دیکھا کہا اے تورج کہان تھے جو اسقدر عرصے کے بعد
یہان آئے تورج کے دل مین خیال آیا کہ اول خواجہ بشیر کے نہر کی سرگذشت بیان کرون مگر پھر
خیال آیا کہ خواہ مخواہ ان لوگون کی نظر مین ذلیل ہونگا وہان کے حال کو نہ بیان کیا البتہ طلسم
خارستان باختر کی کیفیت تمام و کمال بیان کی اور کہا ضنعان جادو بادشاہ طلسم خارستان باختر
نے یہ تاج مجکو تحفہ دیا اور وہ تاج سکندر چوپان کے سر پر رکھدیا بس پھر تو واقعی یہ کیفیت تھی کہ جو
سکندر چوپان کو دیکھتا تھا فوراً اُسکے روبرو سجدہ کو جھک جاتا تھا یکایک یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی
کہ تورج بدرگ طلسم خارستان باختر مین پہونچا تھا اور دختر ضنعان شاہ بادشاہ طلسم کے
شادی کی اب لشکر مین آیا ایک تاج لایا ہے جسکی یہ خاصیت ہے کہ جو کوئی صاحب تاج کو دیکھتا ہے سجدہ
کرتا ہے شاہ سلیمان نے قارن قمر بین کو طلب کیا وہ شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوا کہا کیا
حکم ہے شاہ سلیمان نے کہا حکم یہ ہے کہ تورج کے مقابلہ مین میرے طالع کو دیکھو کہ از روے خاصیت
کواکب کیا دریافت ہوتا ہے قارن قمر بین نے زائچہ کھینچا قرعہ پھینکا حساب لگا کے کہا شہریارا فی الحال
قواعد نجوم سے دریافت ہوتا ہے کہ تمھارے مقابلہ مین تورج کا طالع قوی ہے ہر وقت اُسی کا کام
روبراست لائیگا ہر کام مین مقصدور ہوگا آج سے چالیس روز کے عرصہ مین قلعہ ذوالامان کو تہ و بالا
کر کے خاک سیاہ کر دیگا شاہ سلیمان گھبرا گیا کہا اے قارن قمر بین اسوقت تو نے عجب
طرح کی خبر وحشت اثر سنائی اگر یہی حال تورج کے طالع اور مقصدوری کا ہے تو ہم کیونکر اُس کے
غلبہ سے محفوظ رہ سکتے ہین قارن قمر بین نے کہا شہریارا بے شبہ اُسکے مقابلہ مین تمھاری حالت
مخدوش معلوم ہوتی ہے تم کو چاہیے کہ پیشتر سے اپنی حفاظت کا بندوبست کر لو تا کہ تورج سے
کسیطرح گزند نہ پہونچے شاہ سلیمان نے کہا اچھا پھر تمھی کوئی تدبیر بتاؤ قارن نے کہا میرے
نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم آج ہی شب کو جابلقا کی جانب کوچ کر جاؤ اگر توقف کروگے تو پھر
یہان سے کوچ کرنا دشوار ہوگا شاہ سلیمان نے اسیوقت سے سامان کرنا شروع کر دیا اور قارن
کو بار دیگر طلب کرکے پوچھا کہ اے ستارہ شناس یہ بھی بتاؤ کہ جابلقا کیطرف براہ دریا کوچ کرون
یا براہ خشکی اُسنے بعد تامل بسیار کہا میرے نزدیک براہ دریا ہی سفر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے
شاہ سلیمان نے متعدد کشتیان کرایہ پر لین تاریکی شب مین ان کشتیون پر سوار ہو کے جانب
جابلقا روانہ ہو گیا اثنائے راہ مین ہر مرتبہ خیال آتا تھا کہ ایسا نہ ہو تورج بدرگ دریا مین سد راہ
ہو اسطرف جب تورج تمام باختر کو بخوبی قبضہ مین لاچکا اور بالکلیہ اطمینان حاصل ہو گیا کوچ کر کے
ذوالامان کے قریب پہونچا وہان نہ شاہ سلیمان کو دیکھا اور نہ اور کسی مردمان قلعہ سے کسی کو دیکھا
تمام قلعہ ذوالامان ہو کا مقام تھا بہت برہم ہوا حکم دیا کہ تمام قلعہ ذوالامان کو ویران
کر دو چنانچہ تمام مکانات منہدم کر دیے گئے حتی کہ قصر ہائے لعل نگار و مروارید نگار و
جواہر نگار تک کو منہدم کر دیا یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان کبھی کوئی عمارت تھی بعدہ بارکوہ
پیرا کی طرف سے ایک اپنے قلعہ وسیع و مستحکم کی بنا ڈالی جسمین چار ہزار مرصع نگار قصر واقع تھے

ہر ایک قصر کی شان و رفعت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے اُسکے مقابلہ میں عمارت بہرام دیکھنے جانے کو در لور
کیسے چلا آئے ہزاروں غرفے لاکھوں بر آمدے نکلے ہیں جواہرات بے بہا سے مرصع کیے ہیں خشت ہائے
طلا و نقرہ سے در و دیوار کو گنگا جمنی بنایا ہے کار لاجورد ہر جا کیا ہے غرضکہ جملہ قصور میں جو قصر ہے ہر طرح کی خوبی
کا اسمین حصر ہے اسیطرح ہر قصر کے متعلق ایک ایک باغ آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے جس باغ کو دیکھو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ تمام عالم کا مال اسکی درستی میں صرف کیا ہے خوشا خشت فلک شاہ بانی البلاد اژدھہ چھت
لینے منازل قمر جو فلک پر ہیں ویسے برج بنائے ہیں جواہر کے ترشے ہوئے ستاروں کے نقشے دکھائے
ہیں اسی طرح ہر ایک باغ رشک جنت کے بیچ میں وہ ایک قصر جسکا ذکر اول میں ہوا واقع ہے چار
ہزار کاروان سرائیں ہیں ہر ایک سرا میں چار چار پانچ پانچ ہزار حجرہ تہ بہ تہ بنے تھے اس سے
وسعت ہر ایک سرا کی معلوم ہوتی ہے بعد تیاری اس قلعہ وسیع کے نام اسکا قلعہ تورج آباد مقرر کیا
علاوہ قصر ہا کے اندرون قلعہ بیرون قلعہ کی چار ہزار باغ ہائے سر سبز و شاداب مع نہر ہائے
جنگل کے گرداگرد قائمہ ترتیب دے گئے تورج بدرک اس قلعہ تورج آباد میں مقیم ہوا چونکہ فی الحال
کچھ گونہ اطمینان حاصل ہو چکا تھا سیر و شکار کا خیال ہوا سامان شکار مہیا کرکے ایک جانب روانہ ہوا

اب تورج بدرک کو صید و شکار میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال لقا بدار و دختر طہماسپ
میں قلم فرسائی کیجاتی ہے

دکھلائی دیتے ہیں نقشے بہار میں کیا کیا	کھلے ہیں گل چمن روزگار میں کیا کیا	بیان ہو نہیں سکتے تعب وصال کے طعن
فتنے اٹھائے ہیں بوس و کنار میں کیا کیا	لیے پھرا مجھے دشت کوہ و صحرا میں	جنہوں نے سیر دکھائی بہار میں کیا کیا
دل و جگر ہوئے دو شقے تیغ ابرو سے	الٰہی کاٹے ہیں دن انتظار میں کیا کیا	سراب و سبزہ و آب رواں وصل نگار
ہوس نہ زندگی مستعار میں کیا کیا	ملا نہ اس دل گم گشتہ کا پتہ آزاد	پھرا میں کوچہ گیسوئے یار میں کیا کیا

سخن سنج دانائے معنی فریب — عروس سخن را چنین داد زیب — کہ وہ لقا بدار و دختر طہماسپ تھی جب اسکو
تورج کے مقابلہ سے نجہ اٹھائے کیا تھا یک آنکھ جو کھولی اپنے کو خنطل میں پایا اور دیکھا کہ اپنی ماں کے
پاس بیٹھی ہے کمال حیرت ہوئی سلام کیا اور کہا اے مادر گرامی اسوقت اپنے کو عجب حالت میں دیکھتی ہوں نہیں
معلوم یہ خواب ہے یا عالم بیداری ہے سچ بتا کہ وہ کون تھا جو مجھکو یہاں لایا یہاں تک پہونچنے کی مطلق اطلاع
نہیں ہے اُسنے کہا اے فرزند بیشک تجھکو یہاں تک پہونچنے کی اطلاع نہ ہوئی اصل حقیقت اس واقعہ
کی یہ ہے کہ یہاں سے قریب جادوان خنطل میں سے ایک جادوگر ہے مرواق جادو نام اور اہل اسلام سے
ہر شب کو میں نے تیرے حق میں خواب پریشان دیکھا بہت پریشان ہوئی دل میں طرح طرح کے
وسوسے پیدا ہوئے تیرے دیکھنے کو دل چاہا مرواق جادو وابستہ میرے پاس آیا ہوا تھا اُسنے مجھکو
پریشان دیکھ کے حال پوچھا میں نے کہا اے مرواق جادو کیا پوچھتا ہے مجھکو سخت تردد لاحق ہے خواب
شب کی حقیقت مفصل بیان کی اُسنے کہا میں موجود ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں میں نے کہا میں کمال مشکور
ہونگی اگر تو میری دختر کو میرے پاس لے آئے گا چنانچہ وہ اسیوقت روانہ ہوا تجھکو میرے پاس لے آیا ہے
فرزند اب تو کہ تورج کے مقابلہ کے واسطے کشتی تھی کیا نتیجہ ظہور میں آیا دختر طہماسپ نے اپنا
جانا اور تورج سے تین شب و روز کی کشتی اور اپنا گرفتار ہونا اور مریخ خان کا عاشق ہونا اور

اُسکو ہلاک کر نار وہ بر و تورج کے اور زخمی کرنے تورج کا بالتفصیل بیان کیا اُسوقت اُسکی ماں کے چہرہ کا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا اے آزر چہرہ بیہودہ تیرا پدر ایسا شیر بیشہ جرارت و دلاوری و دشمنان بجہہ جلاوت و بہادری ہو اور تو ایسے بکار ناشایستہ عمل میں لائے افسوس تو نے تمام باعتبار میں اپنے کو بدنام کیا ماں باپ کا نام ڈبو دیا اگر تو سمجھتی تھی کہ تجھسے ایسے کار ہائے ناشایستہ ظہور میں آئینگے تو بیکار تو نے اسطرف کا ارادہ کیا مجکو ان حالات سے مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ میں ہرگز تجکو نہ بلاتی اگرچہ تو ہلاک بھی ہو جاتی لعنت ہے تجھ پر اور تیرے ایسے بیہودہ حرکات پر آزر چہرہ سر جھکائے سکوت میں بیٹھی اپنی ماں کے عتاب آمیز کلمات کو سن رہی تھی مطلق جواب نہ دیا جب مادر آزر چہرہ نے دیکھا کہ آزر چہرہ سکوت میں سن رہی ہے اور کچھ جواب نہیں دیتی اور زیادہ آتش غضب مشتعل ہو گئی کہا او بدبخت کیا سکوت میں سن رہی ہے جواب نہیں دیتی آخر کیوں اسطرف گئی تھی ہے شرطالہ تجکو گلا گھونٹ کے مار ڈالوں یہ کہکے ارادہ کیا اپنی جگہ سے اٹھے مگر پھر توقف کیا اور اسیطرح ملامت کرتی رہی تھوڑی دیر کے بعد کسی ضرورت سے وہانسے اٹھکے گئی آزر چہرہ نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا فوراً چپتی

تمام وہانسے اٹھی اور مرکب پر سوار ہوکے تورج کی طرف روانہ ہو گئی

اب آزر چہرہ دختر طہماسپ کو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور رحل فرماندہ کلک سعد تہانبانی تاجدار اقلیم

صاحبقرانی نشیننده سریر سلیمانی یعنے جناب حمزہ ثانی معرض تسطیر میں آتا ہے

ہم ایک بے تحسین میں گرم غبار و پایا
ہم نے جہان کسی کو کب اہل ورد پایا
حسن نیری کو جسی جلوہ فروز دیکھ
اس گل کے رخ کو ہم نے رنگت میں زرد پایا
تھا تیرے قرعہ میں کو وحدت کا جو تصور
گلشن تسترق کو محمل پہ گرد پایا

یاقوت کو تیری وا آنکلا ہے تو سپایا
بیمار جو کہ تیرے سوتے سے رنگ کا تھا
عشق بازی میں بھی یہ وہ مالہ گرد پایا
جنگل میں جیسے پھرتے ایک شیر ہندی کا دل
جس روح پر نظر کی بے شبہ فرد پایا
کوئی نظر نہ آیا جانباز عشق ہندی

جب تجھ کو رنگ لوری دیکھا دنیا میں جو دو عرض
گل سے بھی کچھ زیادہ تپ اسکو زرد پایا
ایلو تکو تجھے سنبل مو چھوں کو غنچہ پایا
تجھ سا کوئی میں نے گلشن نورد پایا
لیلی خوش ادا کا ناقہ جدھر سے گذرا
اس معرکے میں ہم نے ایک تجکو مرد پایا

رہ نوردان صراط مستقیم جادہ پیمایان منزل رضا و تسلیم دیدہ وران حق بین و طریقت شناسان حقیقت گزین جنکی نظروں میں عطائے عقل لعل بے کشمہ نعل آتشفرستان خورشید ازل جلوہ پذیر ہے اور صفائے باطن سے مثل مرآت تجلی خیز محتاج زنگ زدا اور ایک روشن ضمیر برہان ساطع اور حجت لامع سے اس نسخہ دقیق نظری کو لباس تصور بدیہی اوں پہناتے ہیں کہ جب بدر آسمان کمال مہر سپہر جاہ و جلال مروج دین متین سبحانی یعنے جناب حمزہ ثانی با فوج دریا موج و غیرہ سے کوچ کرکے جانب باختر روانہ ہوا اثنا راہ میں ایک جزیرہ ملا نہایت سرسبز و شاداب ہر طرف درختان گل وثمر کی کثرت جابجا چشمہ جاری ہر جانب لطف باد بہاری ہر چند کہ کوئی باغبان نہ تھا مگر جہان دیکھو نہایت سلیقہ کی گلکاری ایک ایک پتی میں بعنایت صانع ساری حمزہ ثانی کو وہاں کی ہوا اور سیر بہت خوشگوار معلوم ہوئی حکم دیا آج یہیں مقام ہو فوراً جابجا خیمہ استادہ ہوگئے جانوران باربرداری پشت سے اسباب اتار لیا گیا حمزہ ثانی نے مرکب سے اترکے چند لمحہ اپنے خیمہ میں استراحت کی پھر باہر خیمہ کے آئے ہر چہار جانب دیکھا اس جزیرہ میں گشت کو دل چاہا مرکب پر سوار ہوئے ایک

جانب سیر کے واسطے جانے کا ارادہ کیا تھا سامنے سے کچھ لوگ آتے معلوم ہوئے وہین توقف کیا جب
وہ لوگ قریب آئے دیکھا سب سیاہ پوش ہین اور آتے ہی اُن سب سیاہ پوشون نے فریاد و واویلا کرنا
شروع کی حمزہ صاحبقران کو کمال حیرت ہوئی ملازمونکو حکم دیا کہ پوچھو یہ لوگ کون ہین اور کیون
فریاد و زاری کرتے ہین کیا انکو رہزنون نے کچھ تکلیف پہونچائی یا کچھ مال و اسباب چھین لیا ہی یا اسکے
اعزا کو گرفتار کر لیا ہی جو یہ اسقدر بیتابانہ فریاد و زاری کر رہے ہین وہ ملازم اُن سیاہ پوشون کے
پاس گئے حال پوچھا معلوم ہوا کہ شاہ سلیمان فارسی آیا ہی حمزہ ثانی سے دادخواہ ہی یہ سنتے ہی حمزہ ثانی
نے شاہ سلیمان کا نام سُنکر ہمہ تن حیرت ہو گیا اور کہا جلد سلیمان کو ہمارے پاس لاؤ یہ عجیب واقعہ
اسوقت ہماری سماعت مین گذرا کیا واقعی شاہ سلیمان ہی یا شاہ سلیمان کی صورت کا کوئی اور
شخص دادخواہ ہی لوگون نے کہا شہریار ہم نے بچشم خود دیکھا خاص شاہ سلیمان ہی جو یہان آکے
دادخواہ ہوا ہی تا اینکہ شاہ سلیمان کو حمزہ ثانی کے روبرو لائے جونہین حمزہ ثانی نے شاہ سلیمان
کی صورت دیکھی چند قدم تعظیم کے واسطے بڑھا دست در دست گرفتہ خیمہ مین لاکے قریب اپنے
بٹھایا اور کہا شہریار ہم تم کو اپنے بزرگون کی جگہ سمجھتے ہین یہ کیا تم پر مصیبت نازل ہوئی جو اسطرح
پریشان و بدحواس یہان آئے اور مجھ سے داد چاہی مجھے بجا اسوقت تمھاری حالت دیکھکے
تاسف کے ساتھ کمال حیرت ہی شاہ سلیمان نے کہا شہریار مین بدحواس ہو رہا ہون ایک
لمحہ توقف کرو تو بیان کرون یہ کہکے پانی طلب کیا فوراً آبدار نے ایک جام آب سرد کا دیا
شاہ سلیمان نے وہ پانی پیا اور سوے آسمان نگاہ کی اور کہا شکر ہی اُس خداے جل و علا کا
جسنے اسوقت صحیح و سلامت یہانتک پہونچایا اور حمزہ والاقدر کی ملاقات میسر ہوئی ورنہ ہرگز
یقین نہ تھا کہ بار دیگر ملاقات کی نوبت آئے گی حمزہ ثانی نے کہا شہریار اگر گرسنہ ہو تو
طعام بھی موجود ہی نوش فرماؤ شاہ سلیمان نے کہا نہین فکر و تردد سے شکم بھرا ہی کھانے پر کسکو رغبت
ہوا ای شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ اُس مزبلہ کے ناپاک سگ تورج بدرگ کے ہاتھون سے
عافیت تنگ ہی اس نابکار نے تمام باختر اور بالا باختر مین اپنے کو صاحبقران عصر مشہور
کیا ہی اور تمام کوچک باختر اور بالا باختر کو مسخر کیا ہی کہ تمام رعایا و برایا اسکی سعی و کوشش
سے بت پرست ہو گئی طرفہ تر یہ کہ سکندریہ مین ایک گبر ملعون جسکی صورت زمرد شاہ سے
بالکل مشابہ ہی وہ اپنے کو زمرد شاہ کہتا ہی اسکی مشابہت صورت سے سبکو یقین آگیا ہی کہ یہ واقعی
زمرد شاہ ہی حالانکہ یہ اُسکا محض فریب ہی کسی کے چون و چرا کرنے کی یہ وجہ ہی کہ تورج پلید اسکا
حامی ہی چونکہ تورج فی الحال غلبہ پائے ہوئے ہی سکندریہ والون جس سے کہتا ہی کہ مین
زمرد شاہ ہون اُسکو قبول کرنا لازم آتا ہی اور اُسکے ساتھ اور بھی فریب مین مبتلا ہوتے ہین
اے شہریار طلسم خارستان باختر کے جادوگرون مین سے ایک جادوگر ہی صنعان جادو نام
اُسنے تورج کے واسطے ایک عجیب خاصیت کا ایک تاج تیار کیا ہی یعنے جو شخص اس
تاج کو سر پر رکھتا ہی صاحب تاج کو جو کوئی دیکھتا ہی بلاتکلف سجدہ کرتا ہی اُسکے
سحر نے اور بھی قیامت برپا کر رکھی ہی اور جو انگشتری شاہزادہ بدیع الملک کے

پاس تھی اور جس انگشتری کے تابع چار نفر دیو ہیں وہی انگوٹھی سکندر چوپان کے ہاتھ میں موجود ہے
اسی کی وجہ سے ایک ہزار ایک طیور ہر وقت اس نابکار کے سر پر سایہ کیے رہتے ہیں اور اس
مردود کو توزج مردک نے اپنے لشکر کا حاکم و فرمانروا مقرر کیا ہے اس انگشتری کے تابعین
دیوؤں کو طلب کرتا ہے اور انکے ذریعہ سے بادشاہ ممالک کو طلب کرتا ہے اور ان بادشاہوں کو
سکندر چوپان کی صورت دکھاتا ہے چونکہ وہ تاج مسحور اسکے سر پر ہوتا ہے تو وہ سب بادشاہ
سکندر چوپان کو سجدہ کرتے ہیں اس طرح فریب سے ان مردودوں نے تمام ممالک کو بسہولت مسخر
کر لیا ہے علاوہ اسکے قلعہ ذوالامان میں جیسے جیسے قصرہاے جواہر نگار آراستہ و پیراستہ تھے ان سبکو
اس ملعون نے منہدم کیا کہ ان جواہر نگار قصروں کا نشان تک باقی نہیں رہا ہاں اپنی طرف سے
سامنے ذوالامان کے ایک شہر آراستہ کیا ہے اور زمردشاہ کی طرح کا فیطول بھی آراستہ کیا ہے
تمام باختر میں یہاں دیکھو سکندر صاحبقرانی اسکے نام کا ہے ای شہریار تجکو تحقیق دریافت ہوا ہے کہ فی الحال
توزج بدرگ کا طالع یاور ہے پھر کیوں نہ ہر جگہ مظفر و منصور ہو ہمیشہ خداے دین کا طرفہ احوال رہا ہے
حمزہ ثانی متبسم ہوے اور کہا ہاں خداے دین کا موسی سے پوچھیے احوال ہے کو آپ
لینے کو جا میں بہتری ہو جائے پھر خداوند عالم عادل و منصف ہے اگرچہ ہماری عقل اسکی حکمت
تک نہیں پہونچ سکتی تاہم یہ مسلم الثبوت ہے کہ خداوند عالم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا
اس امر میں بھی کوئی حکمت ہوگی جو آج توزج مردود کو اس طرح کی قدرت حاصل ہے شاہ سلیمان
نے کہا لاریب فیہ لیکن اب اپنا تو خاتمہ ہوا چاہتا ہے اور ہوا کیا چاہتا ہے خاتمہ ہو گیا حمزہ ثانی
نے پوچھا ہمارے ناموس کو کہاں چھوڑ آئے شاہ سلیمان نے کہا شہریارا ان خواتین سراپردہ
عصمت کو جابلقا میں چھوڑ کے یہاں آیا ہوں اگرچہ ان خواتین کو چھوڑ کے آنا مصلحت نہ تھا
مگر چارہ کیا تھا جس امر میں چارہ نہیں ہوتا ہے طرح اسکو اختیار کرنا لازم آتا ہے حمزہ ثانی
اس واقعہ کو زبانی شاہ سلیمان کے سنکے تادیر سکوت میں متامل بیٹھے رہے بعدہ
شاہ سلیمان کی طرف دیکھ کے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے توزج بھی خدا کا بندہ ہے اگرچہ منحرف ہے
تاہم اسکے رحم و کرم کا دسترخوان بہت وسیع ہے بعدہ کشتیاں تیار ہوئیں ان کشتیوں پر سوار
ہو کے وہاں سے روانہ ہوئے سفر دریا طے کرتے ہوے چند روز کے بعد زرتاشیہ کے
قریب کشتیوں پر سے اترے خشکی میں خیمہ برپا ہوئے قیام کیا اسی وقت ایک نامہ
اس مضمون کا لکھا الحمد للہ الذی یسبح لہ ما فی السموات والارض والصلوۃ علی رسولہ محمد خیر البشر
والسلام علی غالب کل غالب مطلوب کل طالب نقطۂ دائرۃ المطالب علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ اما بعد حمد خداوند کردگار و نعت جناب احمد مختار و منقبت حضرت حیدر کرار
تحریر سرار ہر ایک بادشاہ خود مختار ملک باختر کو اطلاع دیجاتی ہے کہ فی الحال
توزج خان نامے ایک بت پرست نے سر اٹھایا ہے اور اپنے کو صاحبقران عصر
مشہور کیا ہے مزید براں بت پرستی کو روز افزوں ترقی دیتا چلا جاتا ہے ہزارہا برس کے آباد ملکوں کو
برباد کر رہا ہے اگر چند روز اسی طرح اس کے حال سے غفلت کی جائے گی تو غالب ہے تمام

دنیا کو مسخر کر لیگا اور تمام دنیا بت پرست ہو جائے گی پھر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی سہ سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل + ابھی سے اس بارہ مین کوشش کرنا لازم ہی اور سب کو چاہیے کہ
یکدل ہو کے اسکی طاقت کو زائل کرین ہم اس بارہ مین بجان و دل مستعد و آمادہ ہین کسیطرح کا محل
خوف نہین ہی مثل مشہور ہی سہ دو دل یک شود بشکند کوہ را + اس بارہ مین ہم کو بہت کچھ لکھنا چاہیے
تھا لیکن بنظر طوالت اختصار سے کام لیا ہر ایک بادشاہ کا فرض ہی کہ اس کتاب مختصر کو مطول
سمجھے اور بجان و دل اس بارے مین کوشش کرے والسلام اس مضمون کا نامہ منشی کو دیا اور اسیطرح
اس مضمون کے چار سو خط لکھوا اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک بادشاہ باختر کے نام روانہ کر خبردار ہیرتوم ہو منشی
نے حسب الحکم حمزہ صاحبقران کے چار سو نامہ تیار کیے اور ہر ایک بادشاہ مملکت باختر کے نام
روانہ کیے جب اس مضمون کے نامے اُن بادشاہون کو پہونچے از اول تا آخر ہر ایک نے نامہ کو
پڑھا اور بالاتفاق یہ جواب سب نے لکھا کہ اے حمزہ ثانی تمھارا اسطرف خیال ہی تمنے جو لکھا ہی
ہماری سمجھ مین ایک حرف نہین آتا جو کچھ ہم سمجھے وہ تم نہین سمجھے ہو اور جو کچھ تم سمجھے ہو ہم اسکو کسیطرح
نہین سمجھ سکتے آگاہ ہو کہ ہم زمردشاہ کے بندے ہین ہم کیا جانین دین اسلام کسکو کہتے ہین اور
خدا ہستی کیا شی ہی جو کچھ ہی زمردشاہ ہی اے حمزہ ثانی معلوم ہوتا ہی تم سو کے اُٹھے ہو جو یہ نامہ
ہم کو لکھا ہی خبردار اب اس طرح کی تحریر ہمارے پاس نہ بھیجنا ورنہ ہم بہت سخت جواب دینگے
جو تم کو بہت ناگوار ہوگا جب ہر ایک بادشاہ نے اس مضمون کا جواب حمزہ ثانی کے پاس
بھیجا انگشت بدندان ہو کے کہا ہائے غضب یہ کیا ہو گیا سہ با ازآنان چشم نیکی داشتیم +
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم + لاحول ولاقوۃ الا باللہ افسوس تمام ملک باختر ہاتھ سے نکل گیا
بخدا میرا گمان ہرگز ایسا نہ تھا اب مجکو معلوم ہوا کہ تورج بدرگ بڑا مکار ہی اسنے بڑا فریب دیا کیا
حیرت خیز واقعہ ہی کہ ہر ایک بادشاہ ملک باختر منحرف ہی اور ایک ہی طرح کا سب نے جواب دیا
اور شاپور شیردل کیطرف متوجہ ہو کے کہا اے شاپور شیردل و اے یاران من ان خطوط سے تم سبق
لو اور سمجھو کہ دنیا مین کیسے کیسے تعجب خیز واقعات روبکار ہوتے ہین تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک بادشاہ نے
یہی جواب دیا کہ ہم زمردشاہ کے بندے ہین ہم کو دین اسلام سے کیا نسبت فی الحال میری یہ راے
ہی کہ تم سب جاؤ اور دختر تورج کو میرے پاس لے آؤ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کس فکر مین ہی
شاپور شیردل وغیرہ نے عرض کی بسر و چشم غرضکہ شاپور شیردل مع عیاران و یاران دیگر تورج باختر
کیجانب اسیوقت روانہ ہو گیا

اب پھر تورج بدرگ کے حال نکبت مآل کیجانب توجہ کیجاتی ہی

سخن دانیکہ معنی ساز کردہ + سخن را این چنین آغاز کردہ + کہ جب تورج بدرگ کو بخوبی اطمینان حاصل
ہو گیا بقصد شکار ایک جانب روانہ ہوا صید و شکار مین مصروف تھا یکایک ایک جانب سے گرد
پیدا ہوئی اس موذی کو تعجب ہوا دل مین کہا نہین معلوم کون ہی جو خیزا خیز اسطرف چلا آتا ہی جتنے کی
دامن گرد چاک ہوا ایک نقابدار نمایان ہوا اب تورج کو اور زیادہ حیرت نے گھیرا کہ نہین معلوم
یہ نقابدار کون ہی راوی کہتا ہی کہ یہ نقابدار وہی آذر چہرہ دختر طہماس ہی جو اپنی مادر کی ملامت

و نقبون سے موقع پاکے تورج بدرگ کے جانب روانہ ہوئی تھی تورج کے قریب پہونچ کے نعرہ مارا کہ
بدمعاش و موذی مکار بے ایمان و بد شعار پیشتر میرے ہاتھ سے رہا ہو گیا یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا
دیکھون اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے تو سمجھ کہ تجھکو باین ذلت و فضیحت ہلاک کرونگا جانور
صحرائی تیرے حال پر افسوس کرینگے یہ کہکے قریب آکے اس زور و طاقت سے شمشیر آبدار کا وار تورج بدرگ
پر کیا کہ اگر پہاڑ پر ایسا وار ہوتا تو دو لخت ہوکے زمین پر گرتا مگر اس نابکار نے اسطرح اُس
وار کو سپر پر رد کیا کہ مطلق صدمہ اُسکو نہ پہونچا بلکہ تلوار نقابدار کی دو حصہ ہو گئی ایک حصہ زمین پر
گرا اور دوسرا حصہ مع قبضہ نقابدار کے ہاتھ مین رہا نقابدار نے اُس حصہ کو بھی بیکار سمجھ کے زمین پر
پھینک دیا تورج سمجھا کہ اب نقابدار کے پاس تلوار نہین ہے یہ کیا کر سکتا ہے اُسکو گرفتار کر لینا چاہیے
اس ارادہ سے آگے بڑھا نقابدار نے قریب جاکے اس زور سے طپانچہ اُسکے منھ پر مارا کہ منھ
دوسری جانب پھر گیا اور پشت مرکب سے زمین پر آکے تورج کی ٹانگ لی اور ایسی چالاکی سے
کھینچا کہ ہر چند تورج نے چاہا کہ پشت مرکب سے زمین پر نہ آؤن بلکہ کسی حربہ سے نقابدار کا کام
تمام کرون لیکن ممکن نہ ہوا گھوڑے سے بھل زمین پر آیا اسوقت تورج بدرگ کے حواس منتشر
ہوگئے پھر بھی حواسون کو درست کیا اور سنبھلا نقابدار نے پس پشت سے اُسکے سر پر ایک
دھول جمائی وہ مثل بلائے بے درمان لپٹ گیا نقابدار بھی زور دست و بازو مین مصروف ہوا
خوب خوب بست و کشاد ہوئی حتے کہ تین شب و روز کا عرصہ گذر گیا نہ ادہر ادہر ہوا اور ہر چند
نقابدار نے کد و کوشش کی اور موقع کو تلاش کیا تاکہ تورج بدرگ کو زک دے مگر وہ ملعون بھی
ایک حرامزادہ ہے فن سپاہگری سے خوب ماہر ہے نقابدار کے بست و کشاد مین خوب ہوشیاری
بکار مین لاتے ہوئے ہے نقابدار کو سخت مشکل لاحق ہے اسواسطے کہ وہانسے خاص تورج بدرگ
کے لیا کرنے کو آئی تھی یہان رنگ دیگر گون نظر آتا ہے ستارہ شناس پیشتر ہی تورج کے بارے
مین حکم لگا چکا ہے کہ ابھی تورج کا طالع قوی ہے ترقی روز افزون ہے جو مقابلہ کریگا پسپا ہوگا
تین شب و روز کی کشتی مین نقابدار کے زور و طاقت مین تورج کو کمی محسوس ہوئی کہا اے
نقابدار اب تجھکو گرفتہ و بستہ کر لینا کچھ مشکل نہین ہے خیریت اسی مین ہے کہ اپنے نام و نشان سے
آگاہ کر دے کہ تو کون ہے نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ چوتھے روز تورج بدرگ نے
نقابدار کو ہاتھ پر بلند کر لیا اور کہا کیون اے نقابدار یہ شرط ہے کہ تجھکو اس زور و طاقت سے زمین پر
مارون کہ نقش زمین ہو جائے مگر خیر رعایت کرتا ہون اگر ہلاک کرنا مجھکو منظور ہوگا تو اور وقت
بھی ممکن ہے یہ کہکے زمین پر آہستہ مارا اور دست و پا بستہ کرکے پوچھا اے نقابدار بتا تو کون ہے
اگر اب بھی تو اپنے حال کو پوشیدہ کریگا مین زبردستی تیری نقاب کو تیرے چہرے سے دور
کرونگا نقابدار نے خیال کیا کہ اب مجبوری کا عالم ہے بجز اظہار حقیقت چارہ نہین ہے کہا اے
تورج خان واقعی مین نے اپنے حال کو آجتک تجھ سے پوشیدہ کیا لیکن آج ہم اپنے حال کو
تیرے روبرو ظاہر کرتے ہین آگاہ ہو مین وہی نقابدار دختر ظلماس ہون جسنے مریخ خان کو تیرے
روبرو ہلاک کیا اور بہر دوئی تیرا مقابلہ کیا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بالائے ہوا سے بچہ پیدا ہوا اور مجھے

اٹھالے گیا ہو۔ غرض اسیوقت تیرا کام تجھ میرے ہاتھ سے تمام ہوجا۔ تاب توروج بدرگ کو کمال درجہ حیرت
نے گھیرا فوراً ایک گوشہ نقاب اپنے چہرہ سے برطرف کی تو جبین توروج کی نظر آزرچہرہ کے رخ زیبا
و طلعت رعنا پر پڑی تیر عشق دل و جگر کو بیدھا گیا اہرمن فیلپا کو بلایا اور کہا ای اہرمن اس نقابدار کو
لیجا خوب حفاظت میں رکھنا نہیں جانتے ہو یہ ایسا نہو کہ قید سے نکل جائے محنت ضایع ہوجائے
اہرمن فیل پا نے کہا ای توروج خان حفاظت کی کیا ضرورت ہے ابھی اس نقابدار کو بارگاہ میں لیجا
کر پوچھ اس سے کہنا بیہودہ ہو اگر منظور کرے خواہ مراد اسی کا شمع ہے اگر انکار کرے پس مخالف کا زندہ
رکھنا حماقت ہے فوراً اسے تہ تیغ کر دیجیو کہا اور اسیوقت دونوں کو لیکے توروج اور نقابدار کو بارگاہ میں
پہونچا دیا توروج خان نے ایک مقام خلوت آراستہ کیا اور حکم دیا نقابدار کو اسیطرح گرفتہ و بستہ
ہمارے روبرو لاؤ چنانچہ ملازم اسیطرح آزرچہرہ کو طوق و زنجیر میں گرفتہ و بستہ توروج کے لائے توروج بدرگ
نے کہا ای نازنین سراپا ناز و انداز تو نے بیکار اپنے دست و پا کو اسقدر تکلیف دی اگر تو پہلے ہی اس
راز کو مجھ پر ظاہر کر دیتی تو کیوں اس زحمت میں مبتلا ہوتی تاہم کچھ مضائقہ نہیں ہے آگاہ ہو اگر تو طہماس
کی دختر ہے تو میں توروج خان صاحبقران ہوں اگر تو خوشی خاطر مجھکو قبول و منظور کرے تو کیا مضائقہ
ہے بقیہ عمر تیری عزت و راحت میں بسر ہوگی ورنہ ظاہر ہے جس ذلت و فضیحت میں مبتلا ہے مدت العمر اسیطرح
گرفتار بلا رہیگی کیا چارہ مجھکو اختیار ہے آزرچہرہ نے کہا ای توروج خان مجھکو تیرے قبول کرنے میں
کچھ عذر نہیں ہے تو واقعی فی الحال صاحب اختیار ہے مگر میرا قبول کرنا دو شرطوں پر موقوف ہے توروج خان
نے کہا وہ شرطیں کیا ہیں بیان کر اُسنے کہا پہلی شرط یہ ہے کہ تو دین اسلام اختیار کر دوسری شرط
یہ ہے کہ میرے بارے میں پدر معظم کو راضی کر توروج خان نے کہا ای آرام جان تعجب ہے کہ باوجود اس عالم
مجبوری کے تو اپنے پدر کی مرضی کی خواستگار ہے آگاہ ہو کہ اگر اسوقت تو مجھکو قبول کرے گی تو فوراً تیری
رہائی کا حکم دونگا ورنہ تو زندہ نہیں رہ سکتی مجھکو یہ دوسر نہیں ہے کہ دین بت پرستی کو تیرے واسطے
ترک کرکے دین اسلام اختیار کروں مزید بران تیرے باپ کو راضی کرنے کی کوشش کروں آزرچہرہ
نے کہا ای توروج خان تو یقین سمجھ کہ میں اپنی حالت سے خائف نہیں ہوں الا ان شرطوں کو
منظور نہ کرے گا مجھکو اختیار ہے توروج خان اسوقت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ایک صندوق آہنی
جلد تیار کیا جائے چنانچہ صندوق آہنی تیار ہوکے آیا توروج نے اس صندوق میں ملکہ
آزرچہرہ کو بند کرکے مقفل کر دیا تمام دن اُس صندوق میں ملکہ بند رہی جب رات ہوئی توروج
نے اُس صندوق آہنی کو منگایا اور ملکہ آزرچہرہ کو صندوق سے باہر نکالا ملکہ کے پاؤں پر سر
رکھدیا کہا ای آرام جان ہر چند کہ میں نے تجھسے خالف کرنے کو تجھے اس صندوق میں بند کر دیا
مگر میرے دل کو ہرگز گوارا نہیں ہے کہ تو اس زحمت و مصیبت میں مبتلا رہے تیرے پدر معظم کے
اجازت کی اسوقت ضرورت تھی کہ تو میرے اختیار سے باہر تھی ورا ب جبکہ تو میرے اختیار
میں ہے پھر مجھکو طہماس سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے اس صورت میں تیری بدنامی
بھی نہیں ہو سکتی رہا یہ امر کہ میں دین اسلام اختیار کروں مجھکو دین و مذہب سے کیا کام
عیسی بدین خود موسی بدین خود اسوقت ایک ادنے بات میں تیری جانبری ہوتی ہے ہمیشہ کی

زحمت و مصیبت سے رہا ہوتی ملکہ آزرچہرہ نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن اسطرح کی باتین کبھی اُس
انسان کی سمجھ مین نہ آئینگی جو زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہو اور یہ جو تو کہتا ہے کہ دین و مذہب سے کیا کام
ہے آگاہ ہو کہ دنیا مین بجز دین و مذہب کے اور کیا ہے دین و مذہب کے مقابلہ مین جان کی کوئی وقعت
نہین ہے غرضکہ ہرچند تورج بدرگ نے ملکہ آزرچہرہ کو سمجھایا منت و سماجت بھی کی مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا تورج مجبور ہو گیا اور کہا تجھکو اختیار ہے اور پھر بسعی کنیزان ملکہ کو صندوق آہنی مین بند کر دیا
واپسے بارگاہ مین آیا مدہ اور شیرین سخنا سبارہ مین مشورہ کیا کہ اس حالت مین کیا کیا جائے آزرچہرہ
کی صورت زیبا پر فریفتہ ہون چاہتا ہون کہ اسکی ہمبستری سے دل خوش کرون مگر وہ عورت نہین معلوم
کس قسم کی ہے کہ کسی طرح راضی نہین ہوتی مذہب اسلام مین نہین معلوم وہ کیا اثر ہے کہ صاحب اسلام
اگر ادنی بھی ہے تو اسکی جرات اعلے درجہ کی ہو جاتی ہے ہر چند کہ آزرچہرہ دختر طہماس عورت ذات
ہے اور مین نے اسکو جس زحمت مین مبتلا کیا ہے ظاہر ہے پھر بھی اپنے عقیدہ و مذہب سے باز نہین آتی
حتی کہ جان ضائع ہونے پر راضی ہے تو سب کی اسبارہ مین کیا رائے ہے ان سب نے کہا شہریار
واقعی سخت وقت ہے اگر میلان طبیعت اسکی جانب نہ ہوتا تو چندان دقت طلب امر نہ تھا اب
یا تو دین و مذہب قدیم سے ہاتھ دھو یا جائے یا اُس نازنین کی زندگی سے قطع نظر کی جاوے
تورج بدرگ نے کہا مشکل یہ ہے کہ اگر دین و مذہب قدیم سے بھی قطع نظر کیجائے پھر بھی وہ
نازنین راضی نہین ہے اسواسطے کہ وہ اپنے باپ کی رضامندی بھی چاہتی ہے اگر مین نے اپنے
مذہب قدیم سے قطع نظر کی اور طہماس پھر راضی نہ ہوا اُسوقت کیا کیا جائے گا سب نے
کہا بیشک یہ واقعہ اہم ہے راوی کہتا ہے کہ تورج کے لشکر مین ایک منجم تھا نہایت کامل الفن
مشہور بہ الماس ستارہ شناس اور چونکہ اُس منجم کو ہندوستان سے ایک نوع کی
نسبت تھی اس اعتبار سے اسکو الماس ہندی کہتے تھے جب تورج بالکل عاجز و ناچار
ہو گیا اور کوئی صورت کاربراری کی نظر نہ آئی حکم دیا کہ الماس ہندی کو بلاؤ اُسیوقت الماس ہندی
حاضر ہوا عرض کیا کیا حکم ہے تورج نے کہا اے الماس ہندی ستارہ شناس پیشتر میری
سماعت مین گذرا ہے کہ تو اپنے فن مین اکمل ہے اُسنے کہا کچھ نہین جو کچھ ہے شہریار کا اقبال ہے بات
قواعد نجوم سے جو کچھ دریافت ہوتا ہے اسکو بیان کر دیتا ہون تورج خان نے کہا اچھا انھین قواعد
نجوم سے اس بات کو بھی دریافت کرو کہ آزرچہرہ نام دختر طہماس میرے مطیع فرمان ہوگی یا
نہین کیونکہ مین اُسپر بدل و جان فریفتہ ہون اور خواستگاری کرتا ہون مگر وہ کسیطرح قبول
نہین کرتی حالانکہ اسوقت وہ نازنین میرے قبضہ و اختیار مین ہے الماس ہندی نے قرعہ
پھینکا کچھ لکھا حساب لگایا کہا اے تورج خان بے شبہ وہ نازنین دختر طہماس تجھسے انکار
کرتی ہے اور ہرگز راضی نہین ہوگی تورج خان نے کہا اے الماس ہندی پھر کیا تدبیر
کی جائے اگر یہی حال ہے تو چند روز مین مین ہلاک ہو جاونگا اور عجب نہین جو عنقریب ہلاک
ہو جاؤن کیونکہ جب وہ صندوق سے نکالی جاتی ہے اور اس سے درخواست کی جاتی ہے
تو وہ بلا تکلف انکار کرتی ہے اُسوقت کا انکار کرنا بہت ناگوار معلوم ہوتا ہے غالب گمان ہے کہ ایک روز

برہم ہوکے اُسے ہلاک کرونگا جب وہ ہلاک ہوجائیگی تجھ اُسکی مفارقت کی تاب نہ لاکے جیتی جی ہلاک
ہوجاؤنگا الماس ہندی تادیر سکوت مین بیٹھا رہا کبھی تو سر جھکاتا تھا کبھی کوئی نقشہ کھینچتا تھا اور
حساب لگاتا تھا بعد غور و فکر و نوشت و خوند بسیار سر اٹھایا اور کہا شہریارا اسقدر تحقیق مین ایک بات یہ
دریافت ہوئی ہی کہ وہ نازنین متقید نمرے سے قطعاً انکار کریگی اور ہمیشہ انکار رہیگا ہان یہ درہ جو تورج آباد
کے سامنے واقع ہی اگر تو اُس نازنین دختر طہماس کو اُس درہ مین لیجاوے اور وہان اُس سے ہمکلام
ہو تو عجب نہین کہ وہ تجھ سے بملائمت و نرمی پیش آئے اور اُس ملائمت و نرمی مین کوئی صورت
حسب مراد پیدا ہوجائے تورج خدا ان الماس ہندی کی یہ تقریر سُنکے بہت خوش ہوا خلعت
گرانبہا تورج ہندی کو دیا اور اُسیوقت سے سامان سفر تیار کرنا شروع کردیا جنے کہ کوچ
کرکے اُس درہ کے جانب روانہ ہوا غرض اُس درہ کی جانب چلا جاتا تھا آذر چہرہ کے شوق
کا غلبہ وقتاً فوقتاً ترقی کر رہا تھا اور کہتا تھا کیا کرون کہ اس درہ مین فوراً پہونچ جاؤن اور آذر چہرہ
اُس صندوق آہنی مین بند ہمراہ تھی اثنائے راہ مین دیکھا چار شخص دوڑتے ہوئے ہین جو اس
پسینہ مین غرق خاک صحرا مین اٹے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ قریب پہونچے تورج بدرک
کو اُنھون نے پہچانا اور سلام کیا تورج نے غور سے ان چارون شخصون کی صورت دیکھی اُس نے
پہچانا کہ یہ چارون فرعون شاہ کے عیار ہین کہا ای عیاران خداوند فرعون کی کیا خبر ہی قدرت
وجلال خداوندی سے کیا کیا کرشمے ظہور مین آرہے ہین تخمین بن شیاطین نے جو فرعون شاہ
کا نام تورج کی زبان سے سنا دستار کو سر سے اتار کے زمین مین پھینک دیا گریبان تا بدامن
چاک کیا دونون ہاتھون سے خاک اُٹھا کے سر پر ڈالی اور خوب دونون ہاتھون سے سر پیٹا
کہا ای تورج خان فریاد ہی شاہزادہ بدیع الملک نے غضب کیا کہ فرعون شاہ کے قصر
معلق کو برہم کردیا ہزارہا خداوند کے پرستش کرنے والے اُس قصر فرعونی کے نیچے دب کے ہلاک
ہوگئے فرعون شاہ کو گرفتار کر لیا اور ملکہ فرعون کو بجبر مسلمان کیا اب خدا پرست باختر کی
جانب آرہے ہین فرعون پرستون کے نام و نشان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہین ابھی ہم ان
سبکو زرتاشیہ مین چھوڑ کے تیری خدمت مین حاضر ہوئے ہین خداوند فرعون کی مشیت مین تو جو
کچھ گذرا ہی وہ گذرا ہی کسکی مجال ہی جو اعتراض کر سکے البتہ تیری ذات پر ہم کو بہت کچھ بھروسہ ہی تجھکو
چاہئے کہ جلد خدا پرستون سے خداوند کا بدلہ لے اور انکو اسیطرح عاجز و مجبور کر جسطرح خداوند کو
عاجز و مجبور کیا ہی تو ان چارون عیارون کی زبانی فرعون کے حال کی یہ خبر سُنکے اگرچہ تورج بدرک کو
بھی تردد ہوا مگر ملکہ آذر چہرہ دختر طہماس کا عشق ایسا غالب تھا کہ مطلق فرعون کے حال کی
جانب اعتنا نہ کی بعض مقربون نے بذریعہ سرگوشی کہا ای تورج ان چارون عیارون کی زبانی
خداوند فرعون کی یہ خبر بد سنی ہی درہ سے قطع نظر کرکے خداوند کی خبر لینا فرض ہی تورج نے
جواب دیا کیسے بکتے ہو مین جب تک اپنی محبوبہ آرام جان کو اپنے سے راضی نہ کر لونگا ہرگز
کسی کے حال کی خبر نہ لونگا خداوند فرعون ہو یا اُسکا باپ ہو اگر گرفتار ہوگیا باشد کیا وہ
خداوند صاحب قدرت نہین ہی وہ خود بخوبی اپنا تدارک کر سکتا ہی ہماری خبرگیری کی کیا ضرورت

ہے اور بالغرض یہ بھی ہو پھر ابھی جلدی کیا ہے ہر وقت فرصت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل میں لایا جائیگا بعدہ
ان چاروں عیاروں سے کہا اے عیاران خداوندگار جیسے تم سب ہمارے نوکر ہو جاؤ ہمارے لشکر کی
خبرداری کرو اور خوب ہوشیار رہنا اسواسطے کہ خداوند کو مسلمان گرفتار کر چکے ہیں فی الحال مسلمانوں کی
جرأت بڑھی ہوئی ہے ایسا نہ ہو کہ ہماری غیبت میں ہمارے لشکر کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کسیطرح کا صدمہ
پہونچے غرضکہ تینوں دیو شیاطین زنجور اشوب لسناس یہ چاروں فرعون کے عیار تورج بدرگ
کے لشکر میں آئے اور مہمانی لشکر میں مصروف ہوئے اسطرف تورج بدرگ بعد طے مراحل تخت اس درہ
میں آیا وہاں خیمے برپا کیے ایک خیمہ نہایت پر تکلف برپا ہوا اسمیں تورج مقیم ہوا فوراً حکم دیا کہ اے
اہرمن آذر چہرہ میری محبوبہ کو لا اہرمن نے وہ صندوق آہنی طور الملکہ آذر چہرہ کو صندوق سے
باہر لایا بعدہ تورج نے کہا اے اہرمن اگرچہ اس نازنین آرام جان میں میرا دم اٹکا ہے تاہم خداوند فرعون کے
حال کی بھی خبر لینا فرض ہے پس تو سکندر چوبیان کے پاس جا اور اس سے انگوٹھی لیکے میرے پاس
واپس آ تاکہ اس انگشتری کے ذریعہ سے اگلے دیوان تابعین کو طلب کروں اور ان دیوؤں کے ذریعے
خداپرستوں کو انکی سرکشی کی سزا دوں اہرمن سکندر چوبیان کیطرف روانہ ہوا یہاں تورج بدرگ
ملکہ آذر چہرہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے آرام جان میں نے چند مرتبہ تجھسے کہا کہ تو مجھکو قبول کر
میں تیری مفارقت میں بہت مضطر ہوں مگر تو مطلق اعتنا نہیں کرتی آخر تو نے مجھ میں کیا نقص دیکھا ہے
جسکی وجہ سے تو مجھسے متنفر ہے جو دو شرطیں اول میں بیان کیں اسکو حیلہ و بہانہ کہتے ہیں ورنہ تو خود
مختار ہے ہر طرح مجھکو قبول کر سکتی ہے آذر چہرہ نے کہا اے تورج تعجب ہے کہ تو ایسا عقلمند ایسی بات کہے
کیا تجھکو نہیں یاد ہے جو کچھ میں نے تجھسے عذر کیا آج پھر وہی بحث پیش کرتا ہے آگاہ ہو کہ اگر تو ہزار مرتبہ کہیگا تو میں
وہی کہونگی جو کچھ سابق میں کہا ہے یہ سنکے تورج میں تاب تحمل نہ رہی دل میں کہا طرفہ واقعہ ہے کہ علی میں نے عذر
کیا مجھے حیلہ بتلایا تھا کہ اس درہ میں پہونچکے یہ نازنین بلا منت پیش آئیگی اسکا یہاں بھی وہی حال ہے جو
وہاں تھا پس خنجر کمر سے نکال کے ارادہ کیا کہ اپنے کو ہلاک کروں آذر چہرہ نے اسوقت مجبور ہوکر تورج کے خنجر
پر ہاتھ ڈالدیا اور کہا او نادان تو بالکل جاہل ہے آخر کسواسطے اپنی ہلاکت کے درپے ہے تورج نے کہا اے نازنین
جب میں تجھسے درخواست کرتا ہوں تو انکار کرتی ہے اب مجھمیں تاب تحمل باقی نہیں ہے ایسی حالت میں
اگر اپنے کو ہلاک نہ کروں تو کیا کروں تو ہی ایسی تدبیر بتا جس سے تو مجھکو قبول کرے تیری یہ خواہش ہے کہ میں
دین اسلام اختیار کروں بالغرض میں اپنے دین قدیم کو تیری خاطر سے ترک کرکے دین اسلام بھی اختیار کروں لیکن
اسکا کیا علاج ہے کہ جب تیرے باپ سے اجازت چاہوں اور وہ انکار کرے ملکہ آذر چہرہ نے کہا خیر ان سب
سابق سے میں نے قطع نظر کی اب چند شرطیں میری اور سن لے شاید یہ سہل ہوں تورج نے کہا بیان کر سنوں
وہ کیا شرطیں ہیں آذر چہرہ نے کہا شرط اول یہ ہے کہ مجھکو اجازت دے تاکہ میں نقاب چہرہ پر ڈال کے
بلباس مردانہ تیرے دربار وغیرہ میں شکار کروں دوم یہ کہ جب تو جنگاہ میں جاوے حرب و ضرب کرے میں بھی تیرے ساتھ
موجود رہوں سوم یہ کہ صرف میرے دیدار پر قناعت کر کبھی دست گستاخ میری جانب دراز نہ کرنا یہ
سنکے تورج نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا اے نازنین آرام جان من حزین یہ
شرط آخر تو تمام شرطوں سے اہم ہے ایسے درجہ اس بات کو قبول بھی کروں گا کہ تیرے پدر طہماس

کو اپنے سے راضی کرنے کیواسطے کوشش کرون لیکن یہ مجکو ہرگز منظور نہین ہی کہ صرف تیرے جمال جہان آرا
کے نظارہ پر اکتفا کرون یہ مین خوب سمجھے ہوئے ہون کہ میری جان تیرے اختیار مین ہی اُسنے کہا تو مین بھی
ایسی سخت دل نہین ہون کہ تیری جان کو مفت ضائع کر دون تو صاف صاف بیان کر کہ مین کیا ایسی تدبیر
عمل مین لاؤن جو تیری جان بچے تورج نے کہا میری جان اسطرح ہلاک ہونے سے بچ سکتی ہی کہ تو وصال کا
اقرار کرے اُسنے کہا اگر تیری خوشی یا تیری یہی ہی تو مین اسپر بھی راضی ہون مگر یہ تو بیان کر کہ اس امر عظیم کا عوض مجھے
ملیگا یا نہین اُسنے کہا اسکا جو عوض تجویز کرے مجھے منظور ہی اُسنے کہا اسکا عوض سر حمزہ اور سر بدیع الملک اگر
تو ان دونون کو ہلاک کرے بس تو مجھکو اپنے ملک مین سمجھ تورج نے خوش ہو کے کہا ہان اب معقول بات
کہی افسوس پیشتر ہی اس عوض کا اعلان کر دیا ہوتا یہ امر کچھ مشکل نہین ہی اہل اسلام مین سے جسکا سر تجھے مطلوب
ہو بلا تامل لانے کو مستعد ہون اگر تو اس عوض کا ذکر نہ بھی کرتی تو مین حمزہ ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک
کو ضرور ہلاک کرتا یہ دونون اعلیٰ درجے کے فسادی ہین اُنھون نے بڑی بڑی سفاکیان کی ہین ہر چہار جانب
سے ان دونون کے ظلم و بدعت کی آواز آ رہی ہی چنانچہ فی الحال سماعت مین گذرا ہی کہ خداوند فرخون کو
خدا پرستون نے گرفتار کر لیا ہی اور خداوند کے نیمہ معلق کو منہدم کر دیا لیکن ای نازنین صرف اسقدر توقف کر
کہ میرے پاس انگشتری منگا لون ملکہ نے پوچھا کیسی انگشتری تورج نے کہا مین نے اہرمن جادو کو
اسکے پاس انگشتری کے لینے بھیجا ہی اس انگوٹھی کی خاصیت یہ ہی کہ جسکو بلانا مطلوب ہو فوراً آ سکتا ہی وجہ
یہ ہی کہ اس انگشتری کے چار دیو مسخر ہین جسوقت ان دیوون کو طلب کرو آ سکتے ہین جب وہ انگوٹھی میرے
پاس آ جائیگی ان چارون دیوون کو بلا کر ان دیوون کے ذریعے سے اگر حمزہ ثانی طلب کیا جائیگا فوراً یہان
آ جائیگا اور اگر بدیع الملک کو بلانا مقصود ہوگا وہ بھی آ سکتا ہی خداوند بزرگ نے چاہا تو کل ہی
یہ دونون سرکش یہان آ جاتے ہین پھر تجھے اختیار ہی چاہنا انکو ہلاک کرنا ورنہ زندہ قید رکھنا پھر تو عیش
کل کا روز تیرے وصل سے بہرہ یاب ہونے کا ہی ملکہ آرزو چہرہ نے کہا پھر مجکو بھی کوئی عذر نہ ہوگا مین اسکو
ایک امر عظیم سمجھتی ہون تو سہل سمجھتا ہی شاید تیرے نزدیک سہل ہی تورج نے کہا تو بچشم خود دیکھ لینا
عیان را چہ بیان بعدہ ملکہ آرزو چہرہ کے دست و پا سے بند کھلوا دیے ملکہ نے اپنے چہرہ زیبا سے نقاب
الٹ دی اور تورج کے پہلو مین آ بیٹھی تمام حاضرین متعجب تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی اسقدر مدت سے ملکہ
کو ہر چند سمجھایا نہ مانا آج کیا ہی جو ملکہ یا بہ بلا تکلف تورج کے پہلو مین بیٹھ گئی مزید بر آن نقاب بھی چہرے سے
الٹ دی ہنوز چند لمحہ بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا اہرمن چلا آتا ہی تورج بہت خوش ہوا ملکہ آرزو چہرہ سے
کہا ای ملکہ دیکھو وہ اہرمن جادو انگشتری لیے چلا آتا ہی بس اب کچھ عرصہ نہین ہی عنقریب تیری شرط پوری ہوئی جاتی
ہی جب اہرمن تورج کے قریب آیا سلام کیا بعدہ وہ انگشتری تورج کو دی اُسنے انگشتری کو ہاتھ مین پہن لیا
اور باطمینان تمام بیٹھا اہرمن سے کہا اب یہان کیا کام ہی اشد ضرورت سے یہان آیا تھا ہر چند کہ جس کام کو
آیا تھا وہ انجام نہین پایا تاہم عنقریب انجام پانے کی امید ہی تو لشکر مین جا خبرداری کر اہرمن نے وہان سے
آ کے لشکر تورج مین قیام کیا یہان تورج کو چونکہ اطمینان کامل ہو گیا تھا ملکہ سے کہا ای آرام جان آج میکشی
کا مشغلہ ہو تو بہتر ہی ملکہ نے کہا ای تورج ابھی تک ایک میرے تیرے ہنوز بجا نہین ہوئی میکشی بے لطف
ہان جب وہ وقت آئیگا تو پھر میکشی مین بھی عذر نہ ہوگا تورج نے کہا مین تو دو چار جام مے ناب کے ضرور

پیونگا ملکہ نے کہا شوق سے پی ملکہ اگر تیری خواہش ہے تو تو ساقی گری کے واسطے میں موجود ہوں اُسنے کہا
اس سے کیا بہتر ہے ملکہ نے ایک جام لبالب کرکے تورج کو دیا اُسنے بکمال شوق جام اُسکے ہاتھ سے لیکے
پی لیا ملکہ نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسیطرح چند جام کی نوبت آئی تھوڑی دیر کے بعد تورج
کا دماغ گرم ہوا ارادہ کیا کہ ملکہ کیطرف دست گستاخ دراز کرے ملکہ نے کہا ای تورج خان تجکو زیبا نہیں
ہے کہ خلاف عہد کوئی فعل عمل میں لاوے میرے تیرے کیا وعدہ ہے چونکہ ابھی تورج خان بالکل مست و
لایعقل نہیں ہوا تھا کچھ سوچا کہا ہاں ای ملکہ بیشک میں نے تجھسے عہد کیا ہے اور اس عہد پر میں قائم ہوں
ملکہ نے کہا پھر یہ دست گستاخ دراز کرنا کیسا ای تورج خان اب میں تجھسے خائف ہوئی ہوں اسواسطے
کہ تو نے شراب پی ہے تیرے ہوش و حواس درست نہ ہونگے پھر تو بھی کچھ ایسا کچھ بند و بست کر دے کہ میں
تجھسے گزند سے محفوظ رہوں تورج نے کہا ای آرام جان اگر میں بالکل مست و لایعقل ہو جاؤں تو بلا
تکلف میرے دست و پا مضبوط باندھنا تاکہ میں تیری جانب دست گستاخ دراز نہ کر سکوں ملکہ
آزرچہرہ نے اُسکے کہنے کے بموجب عمل کیا یعنے جب وہ بالکل بیہوش ہو گیا ملکہ نے اُسکے دست و پا
مستحکم باندھے پھر کہا ای تورج وہ انگشتری کہاں ہے جسکے تابع چار دیو ہیں اسکے حواس ہی درست نہ تھے
ملکہ نے دل میں کہا بس یہی وقت ہے بلا تکلف اُسکے ہاتھ سے انگشتری اتار لی اور اِن اسماء کو پڑھا
حسب دستور چاروں نرہ دیو اُسکے تابع آموجود ہوئے ملکہ آزرچہرہ کو سلام کیا اور کہا کیا حکم ہے ہم
تابع فرمان انگشتری موجود ہیں ملکہ نے کہا ای نرہ دیوان تابع انگشتری میں نے تمکو خاص اسوقت اس
غرض سے بلایا ہے کہ مجھکو حنظل میں پہونچا دو وہ دیو ملکہ کو لیکے جانب حنظل روانہ ہوئے یہاں تمام شب
تورج اُسیطرح شراب کے نشہ میں بیہوش پڑا رہا جب صبح ہوئی خواب سے بیدار ہوا ہر چہار جانب
دیکھا ملکہ آزرچہرہ کو نہ پایا ہاتھ کی جانب نگاہ کی انگشتری بھی غائب تھی مارے غضب کے دونوں ہاتھ
سر پر مارے اور متفکر تھا کہ اب کیا کروں محبوبہ آرام جان بھی ہاتھ سے گئی اور انگشتری بھی ہاتھ سے غائب ہے
اسی اثنا میں اہرمن بھاری قشین بن شیاطین و دیگر یاران تورج بدرگ کے پاس پہونچا دیکھا
تورج سراسیمہ بیٹھا ہوا ہے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہے اور آبدیدہ ہے سمجھا معلوم ہوتا ہے کوئی تازہ واقعہ
رونما ہوا ہے ملکہ آزرچہرہ کا خیال آیا اُسکو بھی وہاں نہ پایا تورج کے ہاتھ کیطرف نگاہ کی انگشتری بھی ندارد
دل میں کہا بس اب تو ... ملکہ آزرچہرہ کی محبت میں انگشتری بھی کھوئی پوچھا کیا ہوا اُسنے کہا کیا
کہوں کیا ہوا غضب ہوئی مجکو اس بات کا مطلق خیال نہ رہا کہ ملکہ آزرچہرہ اگرچہ مجھسے متفق تھی لیکن
وقت و موقع کی منتظر تھی جب تو نے انگشتری مجکو لاکے دی میں نے وہ اپنے ہاتھ میں پہن لی تو اسطرف
گیا یہاں مجھپر شراب کی دھن سوار ہوئی غرض اُس سے یہ تھی کہ ملکہ آزرچہرہ انگشتری کو دیکھ چکی ہے
اُسکو اپنے عہد کے پورا کرنے کا یقین کامل ہو گیا ہو گا وہ بھی باطمینان تمام شراب نوشی میں شریک
ہوگی نشہ شراب میں دونوں جانب برابر یکسنگی پیدا ہوگی میں اپنے مطلب دلی پر قادر ہو جاؤنگا اُسکا
عکس ظہور میں آیا میں نے چند جام شراب کے پیئے ملکہ نے انکار کیا میں تمام شب نشہ میں بیہوش
پڑا رہا صبح کو ملکہ آزرچہرہ کو اپنے پاس نہ پایا علاوہ بریں وہ انگشتری بھی میرے ہاتھ سے
غائب ہے اہرمن نے کہا یہ تیرے خیال میں انگشتری کون لیگیا تورج نے کہا کیا کہوں ہے کہ انگشتری

کون لیگیا بظاہر حال تو معلوم ہوتا ہے کہ مجکو بیہوش پاکے ملکہ آذر چہرہ مجھسے انگشتری لیگئی اہرمن نے
کہا بیشک وہی انگشتری لیگئی شین بن شیاطین نے کہا شہریار تجھے تردد کی بات نہین ہے اگر ملکہ آذر چہرہ
انگشتری لیگئی مجکو حکم دو تو مین اُس نازنین سے انگوٹھی لے آؤن تورج نے کہا ای شین بن شیاطین اب
اُس سے انگوٹھی ملنا دشوار ہی اُسنے کہا کچھ دشوار نہین ہی شہریار کے اقبال سے بڑی سہولت و آسانی انگوٹھی
لے آؤن کہ تعجب ہو جائے وہ تو عورت ذات ہی اگر کوئی مرد ہوتا تو مین اُس سے لے آتا تورج شین بن
شیاطین کی اس جرأت سے بہت خوش ہوا اور کہا ای شین اگر تو انگوٹھی اُس نازنین سے لے آئے تو
اُسکے عوض مین تجکو منصب سرداری عطا کرون اور وقتاً فوقتاً طرح طرح کی رعایتین تیرے حق مین مرعی
رکھا کرون پس شین دامن گردان کے اُسیوقت بیہوش آباد کی جانب روانہ ہوا تورج اہرمن کیطرف
متوجہ ہوا کہا اب تو بتا کچھ کام کر اُسنے کہا جو کچھ حکم ہو تورج نے متامل ہوکے کہا تو جا خبر حمزہ کو لے آ
اہرمن نے اسطرف کا رخ کیا تورج نے اپنے قیام کرنا وہان بیکار جانا [illegible] سوار ہوکے تورج آباد مین
آیا اہرمن کے انتظار مین متوقف ہوا اب سماعت فرمائیے کہ اہرمن نے اپنی صورت تو بدلا بارگاہ
سلیمانی کے دروازے پر آکے قیام کیا ہر طرف بغور نظر کی کسی عیار کو نہ دیکھا ایک شخص سے پوچھا
کہ آج عیاران لشکر اسلام کہان ہین جو دکھائی نہین دیتے اُسنے کہا ان عیاران لشکر اسلام مہمان
نہین ہین دعوت مین گئے ہین اہرمن نے کہا کسنے انکی دعوت کی ہے اُسنے کہا مہتر قران کے یہان انکی
دعوت ہی سب وہین گئے ہین اہرمن نے جو یہ خبر سنی بعجلت تمام بارگاہ مہتر قران کے دروازے پر آکے
قیام کیا دیکھا وہان بکمال اہتمام دعوت کا سامان کیا گیا ہے بکثرت [illegible] ہین تمام امیر و غریب وضیع
و شریف کھانا کھاتے ہین چلے جاتے ہین ایک خاص مقام پر بارگاہ مہتر قران ہوا ہی مہتر قران کچھ سوچ رہے
بیٹھے ہین اور شاپور وغیرہ بھی راست و چپ بیٹھے ہین یکایک مہتر قران نے نفس سرد بھرے شاپور کی
جانب دیکھا اور کہا ای شاپور اُسنے کہا ارشاد مہتر قران نے سکوت کیا شاپور نے متعجب ہوکے
مہتر قران کی جانب دیکھا مہتر قران نے بار دیگر کہا ای شاپور کہو اُسنے کہا کیا ارشاد ہوتا ہے مہتر قران
نے کہا کچھ تم کو خبر ہی کہ یہ دعوت مین نے کیون کی ہے شاپور نے کہا مجکو مطلق اطلاع نہین ہے مہتر قران
آبدیدہ ہوکے اور کہا کیا کہون آج کئی روز کا عرصہ ہوا کہ مین پدر اپنے حق مین خواب بد دیکھ رہا ہون شاپور
نے کہا ارشاد ہو نصیب دشمنان وہ کیا خواب بد ہی مہتر قران نے کہا وہ خواب یہ ہی کہ گویا اہرمن بصورت
سنگ آیا ہی اور میرے شکم کو چاک کیا ہی تم نے ایک طرف سے آکے اُسکو ہلاک کیا ہی بس یہ سبب ہی جو
مین نے تم لوگون کو مہمان بلایا ہی ای یاران من دنیا مین زیادہ سے زیادہ کوئی جیا تو کیا انجام سب کا ایک
ہی حضرت نوح کی عمر شمار ہزارون برس کا تھا لیکن جب موت کا وقت قریب آیا لوگون نے پوچھا کہ
آپ نے دنیا کو کیسا دیکھا انھون نے فرمایا کہ اگرچہ ہزارون برس کی عمر ہوئی لیکن مین نے دنیا کو ایسا
دیکھا جیسے کوئی شخص مکان کے ایک دروازہ سے آتا ہی اور دوسرے دروازے سے گذر جاتا ہی ایسی
حالت مین کیا کوئی زندگی کا اعتبار کرے مان باپ نے بہزار محنت و مشقت پرورش کیا لکھایا پڑھایا
شادی بیاہ کیا طرح آباد ہوا طرح طرح کی محنتین مشقتین کین ہزار طرح کے دنیا کے جھگڑے اپنے سر
لیے یکایک مصرعہ موت آئی اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھٹک دئے + ای یاران من مین تم کو وصیت

کرتا ہون کہ میرے بعد تم سب ہم چشمی کرنا میری یاد کو نہ بھلانا اور شاپور سے کہا اے شاپور تو میرے فرزند کی
جگہ ہی شاپور شیردل نے آبدیدہ ہو کے کہا اے معظم میں بھی بجاے پدر آپکو سمجھتا ہون مہتر قران نے کہا
اے شاپور عجب نہین ہلاک ہو جاؤن میرے تابوت کو کعبۃ اللہ بھیج دینا یہ سُننا تھا کہ تمام عیارون مین کہرام
مچ گیا مہتر قران بھی ان سب کے ساتھ رو رہے تھے سب سے زیادہ شاپور پر رقت طاری تھی ہر مرتبہ
مہتر قران شاپور کو سینہ سے لگاتے تھے اور کہتے تھے اے فرزند تو کیون اسقدر روتا ہی ابھی ہلاک ہو جاؤنگا
تو پھر ضرورت کے وقت کام کون کریگا شاپور اور زیادہ چیخین مار کے روتا تھا اس اثنا مین چند شخص آئے
اور متعجب ہو کے کہا اے یارون یہ کیا رونا پیٹنا ہو رہا ہی چلو وہان شاہزادہ اور حمزہ چند مرتبہ پوچھ چکے ہین
ابتک تم لوگ نہین گئے تمام عیارون نے آنسو پاک کیے اور حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے حمزہ ثانی
نے اُنکی صورتون کو بغور دیکھا اور کہا اے عیاران فوج اسلام طرفہ امر ہی کہ تم ابتک لشکر تورج بدرگ کیطرف
نہین گئے حالانکہ تمام کامون پر یہ کام مقدم تھا عیارون نے عرض کی شہریار کے دشمن ہلاک ہون بخواہ
تہ خاک ہون دوست شاد رہین اُنکے ظل عاطفت مین آباد رہین سے ورد مقصد اہل امید باد وقبال تو بر خلق جاوید
باد ہم سب مہتر قران کے یہان مہمان تھے اس سبب سے لشکر تورج کی جانب روانہ ہونے کا اتفاق
نہین ہوا اب مہمانی سے فراغت پائی ہی جو حکم ہوا سے بجالائین حمزہ ثانی نے فرمایا مین سمجھتا تھا کہ تم لوگ
گئے مگر مجھے یہ نہین معلوم کہ مہتر قران کے یہان مہمان ہو خیر اب تم لوگ تورج کیطرف جاؤ اور دریافت
کرو کہ وہ نابکار کس فکر و بند و بست مین مصروف ہی یہ سُنکے مہتر قران اُٹھ کھڑا ہوا باادب تمام سلام کیا اور
کہا شہریارا اگر یہ خدمت میرے نام مقرر ہو تو بہت مناسب ہی مین بسر و چشم اس خدمت کو انجام دونگا
حمزہ ثانی مہتر قران کی اس تقریر کو سُنکے انگشت بدندان ہوئے تادیر متامل رہے مہتر قران نے کہا
شہریار میری نسبت کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی نے کہا اے مہتر قران مجکو اسوقت سخت تردد لاحق ہو گیا
آج چند روز کا عرصہ ہوا کہ مین پے در پے تمھارے حق مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون اسوقت تک اس
خواب کو کسی کے روبرو بیان نہین کیا لیکن اسوقت تمھاری سبقت کرنے پر خیال آتا ہی میری ہرگز
راے نہین ہی کہ تم جاؤ اور بیشتر عیار ہین وہ چلے جاینگے ہر چند کہ خواب قابل اعتبار نہین ہوتا تاہم سے چرا
کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی مہتر قران نے کہا اے شہریار والا تبار دنیا مین ہر شخص کا فرض ہی کہ ہمیشہ
بہتری انجام پر نظر رکھے بہتر وہی شخص ہی کہ جسکا انجام بخیر ہو ہزار ہزار شکر اُس خالق کل و مخلوق کی درگاہ
بے نیاز مین کہ اُسنے اپنا فضل شامل حال میرے کیا کہ مین راہ ضلالت کو چھوڑ کے راہ راست پر آیا جسکو
ایک سو بیس سال کا عرصہ ہوا چونکہ شریعت اسلام مین شہید کا اعلے درجہ ہی بنا بران جب سے مین
دولت اسلام سے بہرہ ور ہوا ہمیشہ یہ فکر رہی کہ کسیطرح درجہ شہادت حاصل ہو مگر اسوقت تک محروم
رہا فی الحال تورج کے حال کی خبر دریافت ہونا مطلوب ہی مین جاتا ہون زیادہ برین نیست کہ کفار
کے ہاتھ سے ہلاک ہونگا باخدا میری قدیم امید دلی بر آئیگی کہ درجہ شہادت پر فائز ہونگا حمزہ ثانی شاپور
کیجانب متوجہ ہوا کہا تیری کیا بات ہی شاپور نے کہا مجھ سے تو سب ازرہ اولی مجکو پیشتر سے اس
واقعہ کی خبر ہی اور مجکو یہ بھی بخوبی یقین ہی کہ اگر مہتر قران تورج کی خبر گیری کو جاینگے ہرگز زندہ واپس
نہین آینگے پھر اور عیارون سے حمزہ ثانی نے پوچھا سبھون نے بھی وہی کہا جو شاپور نے کہا تھا

تھی گرد نمایاں ہوا اسپ تو وحشت سے ٹھہرا کہ دیکھئے کیا واقعہ روبکار ہوتا ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ
دامن گرد چاک ہوا اور ایک شخص پشتارہ بدوش اس طرف آتا ہے معلوم ہوا اہرمن فیل پا نے ابھی
پشت کا پشتارہ زمین پر رکھدیا اور انتظار میں بیٹھا کہ دیکھوں یہ شخص پشتارہ بردوش کون ہے جب
قریب آیا دیکھا مہتر قران خاک آلودہ پسینے میں غرق ہانپتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے چاہا کہ
اہرمن فیل پا کی نظر بچا کے نکل جاؤں اہرمن سد راہ ہوا اور کہا اے مہتر قران بہت عرصہ کے
بعد میرا تیرا سامنا ہوا کہاں جاتا ہے اور اس پشتارہ میں کیا ہے اُسنے کہا میں اس شخص کو گرفتہ وبستہ
کر لایا ہوں کہ اگر تو دیکھے گا تو تیرے حواس باختہ ہو جاوینگے اُسنے کہا آخر معلوم تو ہو کس کو
بستہ کر لایا ہے جسکے دیکھنے سے میرے حواس باختہ ہو جاوینگے مہتر قران نے کہا آگاہ ہو کہ اس پشتارہ
میں تیرا گرد نورج بد رگ ہے اور تو بتا کہ اس پشتارہ میں کیا لایا ہے اُسنے کہا بس ایسا ہی سمجھ تو بھی مجھے
اگر تو میرے گرد نورج کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے تو میں بھی تیرے گرد بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر
لایا ہوں مہتر قران نے کہا ہاں او مردود اگر تو بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے اب تجھکو
کب چھوڑتا ہوں یہ کہکے اپنا پشتارہ بھی زمین پر رکھدیا اور اہرمن کی جانب متوجہ ہوا دونوں
میں خنجر بازی شروع ہوئی قران نے خنجر مارا اہرمن نے رد کیا اور اہرمن نے خنجر مارا قران نے
رد کیا قران کہتا تھا اے اہرمن خیریت اسی میں ہے کہ بدیع الملک کو میرے حوالہ کر اور جس طرف
سے آیا ہے اسی طرف واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے کہ میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا اہرمن کہتا تھا اے قران
تو جو بیکار کہتا ہے تو خود اپنی خیریت چاہتا ہے تو نورج کے پشتارہ کو میرے حوالہ کر اور اپنے لشکر
کی طرف واپس جا میں اس حالت میں بھی تجھے نہ چھوڑتا کیونکہ تو نے ہمارے خداوند فرعون کو
گرفتار کر رکھا ہے اُسکا عوض ضرور لیتا لیکن خیر میں اسی پشتارہ نورج پر اکتفا کرونگا غرضکہ دونوں
حرب وضرب میں مصروف تھے اور باہم نزاع لفظی بھی ہوتی جاتی تھی پھر دوسرے گرد نمایاں ہوئی
اہرمن نے کہا اے قران دیکھ خداوند فرعون اور بت بزرگ نے میری مدد کے واسطے کسی کو بھیجا ہے
قران نے کہا او مردود تیری مدد کو بت نے نہ فرعون نے کسی کو بھیجا ہے یہ تیری روح قبض کرنیکو
عزرائیل عنقریب آیا چاہتے ہیں مستعد مرگ ہو جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا لشکر کردہ شاہ مردان
شاپور شیر دل چلا آتا ہے شاپور نے جو قران اور اہرمن فیل پا کو زد و بدل میں مصروف
دیکھا آتے ہی اہرمن کو ٹھیر لیا اور کہا او نابکار رو بدکار یہ کیا حرکت بیہودہ ہے کہ بدیع الملک
کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے مزید براں قران سے برسر مقابلہ ہے اہرمن نے کہا اے جوان تو مجھکو
کہتا ہے اور قران کو کچھ نہیں کہتا کہ وہ نورج کو بستہ کر لایا ہے اگر وہ نورج کو رہا کردے تو
میں بھی بدیع الملک کو رہا کروں شاپور شیر دل نے کہا او نابکار اگر قران نے نورج
کو گرفتار کیا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے وہ مردک اسی قابل ہے البتہ تو نے سخت بیہودگی کی کہ
شاہزادہ بدیع الملک ایسے جوان ذیشان کو گرفتار کیا ہے اسوقت دفعتاً گرد بادی پیدا ہوا
تمام جہان تیرہ وتار ہو گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند لمحے کے بعد وہ تاریکی دور ہوئی قران
نے دیکھا نہ وہ پشتارہ بدیع الملک ہے اور نہ پشتارہ نورج اور نہ اہرمن فیل پا نظر آیا صرف

شاپور شیر دل کو جو دیکھا قران نے شاپور کی صورت متعجب ہوکے دیکھی اور شاپور نے قران کی صورت
دیکھی قران نے کہا ای شاپور یہ کیا واقعہ روبکار ہوا کہاں گئے شاہزادہ بدیع الملک کا پتہ دو تم یہاں وہ آیا
ان نابکاروں کے ساتھ نہیں معلوم اس شاہزادہ والا جاہ کا کیا حال ہوا شاپور نے کہا کہ مجھکو بھی حیرت ہے تو بتا اب
مطلب بتا کیا ارادہ ہے اگر شاہزادہ کا پتہ نشان معلوم ہوتا تو کچھ فکر کرتے لیکن اب سوا صبر کے کیا چارہ ہے شاپور
مجھکو حیرت ہے کہ اہرمن کے ہاتھ سے ہم کیونکر زندہ محفوظ رہا ہیں تو آج تک یہ یقین تھا کہ ضرور اہرمن کے ہاتھ
سے ہلاک ہونگا بارے ہم سلامت رہا اور وہ غائب ہو گیا شاپور نے کہا خواب تھا جو کچھ دیکھا ورنہ
بھی ایسی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے غرضکہ قران اور شاپور شیر دل دونوں لشکر کفار کی جانب روانہ ہوئے

اب تورج اور اہرمن کا حال سماعت فرمایئے

سخن دانائے معنی فریب و عروس سخن را چنین نازو زیب ہے کہ جب ان دونوں نابکاروں نے آنکھ کھولی اپنے کو
صنعان شاہ پاس دیکھا تورج نے نہایت ادب سے صنعان شاہ کو سلام کیا صنعان شاہ نے کہا کیوں خیریت
تو ہے ای تورج جس وقت تیری خبر کے واسطے کسی کو بھیجتا ہوں خداپرستوں کی قید میں تجکو پاتا ہوں یہ کیا معاملہ
ہے آخر تیرا اس خداپرستوں کے مقابلہ میں نہیں چلتا تورج نے کہا ای بادشاہ خداپرستوں میں ایسے ایسے عیار آئے
ہوئے ہیں کہ ہر طرح کی عیاریاں کرتے ہیں انہیں عیاروں میں سے ایک عیار نے بیہوش کر کے مجکو گرفتار کیا
حالت مجبوری تھی کیا کرتا سو یا مرا برابر ہے تورج اپنی بی بی کے پاس گیا اسکی گود میں لڑکا دیکھا اور بہت متعجب ہوکے
پوچھا کہ ای رضوانہ یہ لڑکا کس کا ہے اسنے کہا ای تورج یہ لڑکا تیرا ہے میں نے لعل جن تورج اسکا نام رکھا ہے الحال
اسکی شادی درپیش تھی اسوجہ سے تجھے بلایا ہے تورج بہت خوش ہوا سامان مے کشی طلب کیا دو چار جام
شراب کے پیے اسطرف صنعان شاہ نے بدیع الملک کا بستہ کھلوایا اور وہ بیہوشی سے ہوشیار ہوا
اور صنعان شاہ کی صورت دیکھی کہا ای بادشاہ یہ کیا بہادری ہے کہ عالم خواب میں مجھے گرفتار کیا مقتضائے مردی
یہ تھا کہ عالم ہوشیاری میں مقابلہ کرکے گرفتار کیا ہوتا کہ لطف جنگ و حرب حاصل ہوتا صنعان شاہ نے کہا
ای بدیع الملک میں نے تم کو ہرگز نہیں گرفتار کیا البتہ یہ فعل تورج کا ہوگا اس سے کہو شہزادہ نے کہا کہ
باقصد تورج ہو یا کوئی اور تورج نے کہا ای بدیع الملک اگرچہ میں نے تم کو گرفتار نہیں کیا ہے تمہاری گرفتاری
کا باعث اہرمن فیلپا ہوا تاہم صرف اہرمن پر نامردی کا الزام نہیں عائد ہو سکتا اس الزام میں قران بھی
شریک ہے کہ وہ عالم خواب میں مجھے گرفتار کرکے چلا تھا بارے بت بزرگ کے فضل سے رہا ہو گیا صنعان شاہ
نے کہا ای تورج اس گفت و شنید سے کیا فائدہ اسپیس بن قراقر جادو کو بلا کے کہا ای اسپیس اس جوان کو
بحفاظت اپنی حراست میں رکھو اسپیس نے دست بستہ کہا بہت مناسب اور شہزادہ بدیع الملک کو
اپنے یہاں لیجاکے ایک حجرہ تاریک میں قید کیا اور بدیع الملک کی ہیکل صنعان شاہ نے لے کے
تورج کے حوالہ کی چونکہ لعل جن تورج کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا محفل جشن میں جاکے قیام کیا یہاں
شاہزادہ بدیع الملک اسپیس جادو کی قید میں مبتلا ہوکے سخت اذیت میں مبتلا ہوا دل میں کہتا تھا
ای بدیع الملک بالیقین اسی قید خانہ میں عزرائیل آکے روح قبض کرینگے کبھی درگاہ باری تعالے میں
اسطرح مناجات کرتا تھا کہ ای خداوند قادر و توانا ای خالق بے ہمتا و یگانہ اگرچہ میں اس گبر ملعون کی قید
شدید میں مبتلا ہوں پھر بھی تیری ذات معظم صفات سے ہر طرح کی امید ہے اس قید سخت میں

تمارا ہم بجز از تو فریاد رس ہے تو ہی عاصیان خطا بخش و بس ہے واسطے اپنی عظمت و جلال کا اور واسطے اپنی قدرت و کمال کا
مجھکو اس زحمت سخت سے نجات بخش اور اگر میری ایذا عمر لبریز ہو چکی ہو تو جلد ملک الموت کو بھیج کہ میری روح قبض کرے
مجھسے یہ تکلیف نہیں اٹھ سکتی وجہ اسکی یہ تھی کہ اسپیس جادو صبح و شام میں صرف دو نان جو ورن بھی بے چھنے
آٹے کی جلی ہوئی ایک اسوقت اور ایک اسوقت بدیع الملک کو دیتا تھا اور ایک جام آب گرم کا وہ بھی تحلیل القدر
قرہ بدیں صبح و شام جب اسطرح کھانا دیتے آتا تھا [illegible] کتا تھا اور تمام شب روز چوکی میں آتا تھا اور
کستا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ از خدا پرستوں سے بہت بے جا ہوا ہوں کہ حمزہ ثانی نے ہمارے بزرگوں کو قید میں سخت تکلیف
دیتا ہے تو ہم اسکا عوض میں تجھسے لیتا ہوں تو بھی کہ تجھکو مروکیے قید خانے سے نکالوں میں مدت سے اس بات کا آرزو مند
تھا کہ کبھی کوئی خدا پرست میری قید میں مبتلا ہو آویں خداوند کا عوض اس سے لوں بارے تجھ سا مغرور خدا پرست
میری قید میں پھنسا اور بعض وقت و شام مغلظ بھی شاہزادہ کو دیتا تھا یہ سبب قوی شہزادہ کی اذیت کا تھا
بارے بدیع الملک کی دعا درگاہ باری تعالیٰ میں قبول ہوئی کہ ادہر ضنعان شاہ وغیرہ لعل بن تورج
کی عروسی کے جشن میں مشغول تھے یہاں ایک شب کو اجروس پہونچا اور اسنے دریافت ہوا کہ اسپیس جادو
نابکار کے یہاں بدیع الملک مقید ہے اسنے بیرون مکان سے شبا شب نقب کھودی نقب کے ذریعے سے
قید خانہ میں بدیع الملک کے پاس پہونچا اسوقت شاہزادہ کوئی دعا پڑھ رہا تھا شہزادہ کو کھٹکا معلوم
ہوا سمجھا کہ اسپیس جادو کسی کام کو آیا ہے پیچھے پھر کے نگاہ کی دیکھا اجروس موجود ہے کہا بس دعا پڑھ چکے
اب چلو شہزادہ خوشی سے باغ باغ ہو گیا گویا کہ بہار آگئی ہستی کے چمن میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اجروس
کے ساتھ اسی نقب کی راہ سے باہر آیا مرکب اجروس نے مہیا کر رکھا تھا شہزادہ اس مرکب پر سوار ہوا لشکر
اسلام کی راہ لی لشکر میں پہونچ کے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی بہت خوش ہوئے اور کہا اے
بدیع الملک کسطرح یہاں تک پہونچے شاہزادہ نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا اے شہریار والا تبار اصل
بات یہ ہے کہ اسپیس جادو کی قید سے اجروس نے رہا کیا گویا جان بچائی ورنہ اس مرتبہ اس قید سخت سے
ہرگز زندہ رہا نہ ہوتا حمزہ ثانی نے اجروس سے اس کار نمایاں کی بہت تعریف کی اور کہا اے اجروس ہزار آفرین
برین جرأت دلیرانہ بخدا عجب کار سے کردی کہ بدیع الملک را آوردی۔ بعد کہا اے بدیع الملک تمہارے
دونوں ہاتھ کیوں بستہ ہیں شہزادہ نے کہا شہریار قید خانہ میں ہر چند میں نے اور اجروس نے کوشش کی
بند دست نہ کھلا چونکہ زیادہ توقف وہاں مناسب نہ تھا اسی طرح دست بستہ چلا آیا یہاں تمام سرداروں نے
ہزار ہا تدبیریں کیں جلاد بلائے کسیطرح بند دست نہ کھلا کوئی آلہ شکست اثر نہ کرتا تھا حمزہ ثانی نے کہا
میں سمجھ گیا یہ بند اسطرح نہ کھلیگا اثر سحر کا دخل ہے کیسے آلہ سے کیونکر کھل سکتا ہے حمزہ ثانی نے اسم اعظم پڑھا
بند دست پر دم کیا یکایک از خود بند دست کھل کے گر گیا اسوقت بدیع الملک کو ہیکل جادو کا خیال آیا اجروس
سے کہا عمہ جادوان ہر چند کہ تو نے میری جان بچائی اس سے زیادہ کیا کار نمایاں ہوگا مگر ضنعان شاہ نے
میری ہیکل لے کے تورج بدرگ کے حوالہ کردی ہے اگر ہیکل بھی میری لا دے تو بڑا احسان ہو اجروس
نے قبول کیا اور ہیکل کے واسطے جانب ضنعان شاہ کوچ کیا یہاں دوسرے روز حمزہ ثانی نے
وہاں سے کوچ کیا بعد طے مراحل چند کے تورج آباد اور لشکر تورج کے قریب پہونچے وہاں قیام کیا یہ خبر
سکندر چوپان کو پہونچی کہ لشکر اسلام پہونچا سمجھ گیا کہ مسلمان جنگ و حرب کے ارادہ سے آئے ہیں

با غرور نقارہ جنگ بجے گا بہتر یہی ہے کہ نقارہ بجانے میں سبقت اسی طرف سے ہو فوراً حکم دیدیا کہ نقارہ جنگ
بجے آج تو نہیں اگر خداوند بت بزرگ نے چاہا تو کل مغروران خدا پرستوں پر اپنا قہر و غضب نازل کرونگا دیکھو دشمن
ہیں کیونکر یہاں سے صحیح و سلامت جاتے ہیں میں تو منتظر ہی تھا کہ میرے مقابلہ کو آویں یکایک نقارہ رزمی کی صدا
لشکر کفار میں بلند ہوئی حمزہ ثانی نے صدائے نقارہ کفار سنکے اپنے لشکر میں بھی حکم دیا کہ نقارہ جنگ بجایا
جاوے یکایک لشکر اسلام میں سے ز نقارہ آواز آمد بیرون • کہ دو دست دو دست گردون دوان ہوا اب اندرون
طلسم کا حال سماعت فرمایئے کہ جب شب گذر کے صبح ہوئی اسیس جادو حسب دستور بدیع الملک کے واسطے
کھانا پانی لیکے چلا زندانخانہ کا قفل کھول کے دروازہ کھولا اندرون حجرہ پہونچا بدیع الملک کو نہ پایا ہر چند ہر جانب
تلاش کرکے باہر چلا آیا سمجھا کہ بدیع الملک کو لشکر اسلام کا کوئی عیار چالاک رہا کر لیگیا مغموم و محزون صنعان شاہ
کے پاس آ کے سر جھکا کے بیٹھ گیا اور یہ سوچ رہا تھا کہ صنعان شاہ سے کیا کہوں اگر وہ سنیگا تو بہت برہم ہوگا
صنعان شاہ نے جو اسیس جادو کو متردد دیکھا کہا ای اسیس آج تو خاموش سکوت میں کیوں بیٹھا ہے کیا فکر
و تردد لاحق حال ہے اسیس جادو کھڑا ہو گیا اور صنعان شاہ کے روبرو دونوں ہاتھوں سے اسقدر سر پیٹا کہ قریب الہلاک
ہوگیا صنعان شاہ نے حکم دیا کہ اسیس معلوم ہوتا ہے مجنون ہوگیا اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لو چند کفار اسکے قریب
آئے اور سبھوں نے دونوں ہاتھ پکڑ لیے صنعان شاہ نے کہا تیرا کیا حال ہے کیوں اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہے
اسیس جادو نے آبدیدہ ہو کے اور دونوں ہاتھ صنعان شاہ کے تخت کے پاس لیجا کے کہا کیا حال پوچھتا ہے بڑا
غضب ہو گیا بدیع الملک کو میری حراست میں دیا تھا اتفاقاً شب کو لشکر اسلام کا کوئی شخص حجرہ میں
بدیع الملک کے پاس پہونچ گیا جو اسکو رہا کر کے لیگیا ای صنعان شاہ فریاد ہے کیا کروں اپنا دم گھونٹ ڈالنے کو
دل چاہتا ہے مدت کے بعد ہزار آرزو و امید ایک مسلمان مقید کرنے کو ملا جس سے خداوند فرعون کا عوض بخوبی
لینے بھی نہ پایا تھا کہ وہ رہا ہو گیا صنعان شاہ سر تا پا غیظ و غضب میں بھر گیا کہا او مردود یا تجھی نے غلطی کیا کم
ہے کہ غفلت کر کے ہمارے قیدی کو رہا کر دیا مزید براں چیختا اسقدر ہے کہ کان کے پردے پھٹے جاتے ہیں اور بیچ
منہ میں دونوں ہاتھ ٹھونسے دیتا ہے تو بڑا بے ادب ہے اسنے پھر اسیطرح گلا پھاڑ کے کہا ای صنعان شاہ میں نے
غفلت ہرگز نہیں کی تو نے البتہ غلطی کی کہ جب میری حراست میں اسے دیا تھا تو کوئی مکان ایسا مستحکم نہ دیا
جسمیں کسی عیار کا گذر نہ ہو سکتا صنعان شاہ نے کہا تو نے اسیوقت کیوں نہ کہا ہوتا کہ میرے پاس کوئی مکان قابل
حراست نہیں ہے اسیس جادو نے کہا میں کیوں کہتا مجھے کیا معلوم تھا کہ لشکر اسلام کے عیار بلا کے
بیدرمان ہیں نتیجہ یہ ہوا اب کبھی کسی قیدی کو میری حراست میں نہ دینا علی الخصوص خدا پرست کو اتنا سنکر صنعان شاہ
کو ایسا غصہ آیا کہ ایک تیر چلہ کمان میں رکھ اس زور سے اسیس جادو کے سینے کیجانب رہا کیا کہ پشت
کو توڑ کے نکل گیا اسیس بیجان ہو کے دھم سے زمین پر گرا صنعان نے حکم دیا کہ اس بے ادب کی لاش طلسم
کے باہر پھینکدو چنانچہ اسیس جادو کی لاش طلسم سے باہر پھینکدی گئی بعدہ صنعان شاہ نے ایک
اسم پڑھا قورج بدرگ پر دم کیا اور کہا جا مسلمانوں سے مقابلہ کر اگر خداوند لات و منات نے چاہا تو کوئی
خدا پرست تجھ پر فتحیاب نہ ہو سکیگا اور تو سبکو گرفتار کرے گا قورج اسطرح کے اسم کے دم ہونے سے
بہت خوش ہوا کہا ای بادشاہ میں بھی اس مرتبہ مسلمانوں کا نشان تک باقی نہیں رکھونگا مگر دقت طلب
یہ امر ہے کہ مسلمانوں کے پاس رد سحر ہے ظاہر ہے کہ جب بدیع الملک کو قید کیا ہے کیسے کیسے اسمائے قوی کو

پڑھ کے انکے بند ہائے دست و پا پر پھونکے پھر کسطرح رہا ہو گیا صنعان شاہ نے کہا اُس سماکی میں خاصیت نہ تھی کہ
بدیع الملک قید خانہ سے نہیں رہا ہو سکے البتہ بند ہائے دست و پا اسکے اسیطرح ٹوٹے کیا مجال مسلمانوں کی جو
طوق سنگین تورج نے کہا سب کچھ صحیح ہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدیع الملک کے بند ہائے دست عاہنک نہ کھلے ہوں
صنعان شاہ نے کہا بدیع الملک کے بند ہائے دست و پا کھلے ہوں یا نہ کھلے ہوں لیکن جو اسم ہم نے پڑھ کے
تم پر پھونکا ہے اسکا اثر بہت قوی ہے تورج نے ہیکل اہرمن قیلیاں کے حوالے کی اور وہاں سے لشکر اسلام کی جانب
روانہ ہوا۔ اسطرف جب شب گذری دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا صبح کو دونوں جانب صف آرائی ہوئی دونوں طرف
کے جوش لشکریوں کے دل بڑھانے لگے اہل اسلام میں نعرہ بلند ہوا حیدر کرار نبیرۂ فرار کسی نے کہا اے بہادران نیاز
آزادگان گردن فراز تمہارے بزرگوں نے کیسے کیسے کفار بدکردار کے ریلے اور کن ضیق کے وقتوں میں سوکھ
جھیلے ہیں وہی رگیں ہیں وہی خون ہے جو رگوں میں بھرا ہے اسقدر فوج کفار ہے تو کیا ہے اور اس سے زیادہ جمع ہوگا
تو کیا ہوگا مرنا ایک روز ضرور ہے اگر نیکنامی کے ساتھ موت نصیب ہو تو بڑے نصیب ہمارے تمہارے سپاہی کا جو ہرہ ہے
اگر کبھی بستر پر پڑے پڑے سسک سسک کے مرے اور نام کسی کا رہی ہے جسکی موت دامنگیر ہوئی ہے ورنہ کسی کی کیا مجال ہے جو
ایک رونگٹے کو صدمہ پہونچا سکے اگر تیغ عالم بجنبد زجائے نہ برد رگے تا نخواہد خدائے بزدلے فقط خوف
سے مرجاتے ہیں مرد میدان تیغ کو مارتے ہیں اور صحیح و سلامت چلے آتے ہیں خیال کے وقوع میں رکھنا
چاہیے بالفرض موت بھی آگئی تو کیا اسے تنگ در روضۂ رضوان مسکن ہوگا حوران جنت ایسے شہید دلداروں کی ہونگی
اور اپنا ایک دل ہوگا بعد مرنے کے وصل سے حاصل ہونگے وہاں کوئی مانع نہ ہوگا نہ غیر مخل نہ فاصل ہونگے
اسطرف لشکر کفار میں طلاعون بات کی صفت دکھا رہی تھی کوئی کہتا تھا اے مردان بلوشید نا جامہ زبان چو خورشید
اگر ذرا بھی سلطانوں کے مقابلے میں کوتاہی کرو گے کہ برات کی لات پڑیگی تم پر منات کا لشکر اٹھا چڑھیگا سر کہیں
ٹھوکر پر کھاتا ہوگا اور دھڑ کہیں جنگاتا پھرے گا بستر استراحت پر انسان کو سستی چاہیے معرکہ جنگ میں
ہر کسے چستی چاہیے یکایک گوشۂ بیابان سے اتنے وقت پھر گرد پیدا ہوئی تا آنکہ دامن گرد چاک ہوا نقابدار پیدا ہوا
نمودار ہوا اس نقابدار نے آتے ہی سکندر حیوان کی صورت دیکھی سجدہ کو خاک پر جھک گیا قدرت و جلال
خداوندی کا ذکر کرنے لگا تمام کفار حیرت سے انگشت بر سر کا پار ہو رہے تھے بعدہ وہ نقابدار لشکر اسلام کے روبرو آیا
نعرہ زن ہو کے کہا اے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو اگر نہیں جانتے ہو تو جانو میں ہوں خسرو اقتدار
زرد رو شاہ اگر مرد میدان ہو اور دعوی مردانگی رکھتے ہو دیر نہ کرو جلد میرے مقابلہ کو آؤ خداوند کے انحرافات کا
معقول مزا پاؤ ادراسپ کشور کشا صاحبقران حمزۂ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا اے شہریار جان نثار اس
مجہول الاحوال کو اسکی بیہودہ گوئی کی سزا دینے کی اجازت چاہتا ہے ہر چند کہ وہ خود مختار تھا اسے کوئی ضرورت
اجازت کی نہیں یہ صرف کلائی ہی تھی تاہم تیمنا و تبرکا اجازت خواہ ہے حمزۂ ثانی نے کہا اے دارا اب جب
جانا حقیقی کو تجھے سپرد کیا ادراسپ کشور کشا اسپ برق وش چمکاتا ہوا آیا کہا اے نقابدار مجہول الاحوال
اگرچہ میں نے تیری صورت نہیں دیکھی ہے تاہم قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ تو بڑا بیہودہ گو ہے مجھکو چاہیے تھا کہ
پہلے اپنی بیہودہ گوئی و زیادہ گوئی کا علاج کرتا بعدہ فارسیان میدان جلادت کے مقابلے کا خیال دل میں
پیدا کرتا سہ ہر گرا بسیار گفتار ش بود + دل دروں سینہ بیمار ش بود + تاہم میں تیرے مقابلہ کو موجود
ہوں سہ بیار بنگہ داری زمردی نشان + نکمان کیانی و گرز گران + نقابدار نے کہا اے خدا پرست میں

قابل علاج نہیں ہوں البتہ تو قابل علاج ہی کیونکہ تو نے چشتری کیا کہ میں شہسوار قدرت نذیر و شاہ ہوں اور مجھکو
مجہول الاحوال کہتا ہی معلوم ہوتا ہی تو گران گوش ہی اپنے کانوں کی ٹھیسیان نکلوا تو پھر شہسواران عرصۂ شجاعت
کے مقابلہ کا خیال دل میں لا دارااب کشورکشا نے کہا زیادہ گوئی بات کا اعتبار کیا تو کاذب ہی اگر سچا ہوتا تو
نقاب کے پردہ میں منھ کیوں چھپاتا معلوم ہوتا ہی تو زیادہ گوئی کی وجہ سے کہیں ذلیل کیا گیا ہی جو خفت کے سبب
نقاب میں منھ چھپائے رہتا ہی نقابدار نے یہ سنکے کہا خبردار ہو جا اور خنجر کا وار دارااب کشورکشا پر کیا دارااب
نے اس وار کو پشت شمشیر پر لیا اور خود بھی تلوار کا وار کیا نقابدار نے بھی اس وار کو رد کیا اسیطرح تا دیر رد و
بدل رہی آخرکار دارااب کشورکشا نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوا پھر تورج ماہرو نقابدار کے مقابلہ کو آیا
اور باواز بلند کہا اگر نہیں جانتا ہی تو جان تو ہی اگو جو قوت میں ہوں تورج ماہرو تیرا سر کوب آ حملہ کر نقابدار
نے تورج ماہرو پر بھی خنجر کا وار کیا تورج ماہرو نے اس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا نقابدار نے بھی اس
وار کو رد کیا پھر دوسرا وار تورج نے کیا اسکو بھی نقابدار نے رد کیا جب آپس میں تین تین وار کی نوبت
آ چکی یکایک نقابدار نے تورج ماہرو کے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا اور بسبکی تمام سر سے بلند کر لیا پھر
زمین پر مار کے دست و پا بستہ سکندر رتوپان کے پاس بھیجدیا اور پھر باواز بلند کہا ای خداپرستو میری
جرات و دلاوری کو تم نے دیکھا اب بھی کوئی مرد مقابل تمہارے یہاں ہی یا بس تمہاری ترکی تمام ہو گئے
بہمن شوستری ایک پہلوان نیل جثہ لشکر اسلام سے اسکے مقابلہ کو نکلا باواز بلند پکارا ای نقابدار بیہودہ
گفتار تو نے تورج ماہرو ایسے جوان جری کو گرفتار کر لیا معلوم ہوتا ہی تو بڑا قوی بازو ہی آ میرا مقابلہ کر سے
ببینم که تا کردگار جہان - بدین آشکارا چه دارد نہان - نقابدار نے کہا ای پہلوان خداپرست تو بڑا شہ زور
معلوم ہوتا ہی اگرچہ میں تجہ سوار سے بھی مقابلہ میں عاجز نہیں ہوں لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ پشت
مرکب سے زمین پر پیدل ہوکر دست و بازو مقابلہ ہو بہمن شوستری پشت مرکب سے زمین پر کودا
اور گیا آزور دست و بازو کا مقابلہ کر نقابدار اسطرف سے بڑھا بہمن شوستری اسطرف سے بڑھا
دونوں دست و بغل ہو گئے تا دیر کشش و کوشش رہی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار بہمن شوستری کو بھی گرفتہ
زیر بستر کر لے گیا اور اسکو بھی سکندر رتوپان کے پاس بھیجدیا راوی کہتا ہی کہ اسی طرح سات سرداران نامی
و گرامی لشکر اسلام کے نقابدار نے گرفتار کر لیے تمام لشکر اسلام میں ہلچل پڑ گئی ہر ایک لشکری کی زبان پر
یہ کلمہ جاری تھا کہ نقابدار ہی یا کوئی بلاے بے درمان ہی جو سردار مقابلہ کو جاتا ہی اسے بعد رد و بدل کے یا
گرفتار کر لیے جاتا ہی اگر یہی حال ہی تو کسطرح مسلمانوں کی جان بچ سکتی ہی اسی فکر و حیرت میں یہ ہو گئی کہ آفتاب
غروب ہو گیا تاریکی شب کے آثار بخوبی نمایاں ہو گئے کہ لشکر کفار میں طبل بازگشت بجا اور ادھر
مسلمانوں کے لشکر میں بھی طبل بازگشت بج گیا ورنہ لشکر اسلام کے حواس باختہ ہو چلے تھے غرضکہ
دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے نقابدار نے میدان میں ایک مقام پر ٹھیرکر سکندر رتوپان
سے باواز بلند کہا ای خداوند یہ رحمت و تجے عنایت کہ تو نے میدان جنگ میں آ کے ہماری مدد کی کہ
ہم مسلمانوں پر فتح یاب ہوئے تجکو چاہیے کہ اسی طرح پھر روز میدان حرب و ضرب میں قدم رنجہ فرمائے
تاکہ تیری قدرت و جلال کا جلوہ دوست و دشمن دونوں کی نظر سے گزرے ہم تجھ سے یہ منت
کرتے ہیں کہ ہماری اس ادنی عرض کو سن اور قبول کر ای خداوند تو خوب سمجھتا ہی کہ ہماری اس حقیر عرض میں

ایسی کیسی مصلحتین مُضمر ہین سکندر چوپان مردود کے تحمل کو لوٹ گیا تھا نقابدار کی اس درخواست
سے اور اپنے دل مین پھولا کہ مین بھی کچھ ہون اُسنے اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ آج پھر نقارہ جنگ
بجایا جاوے اور ہر ایک سے کہتا تھا دیکھو میری قدرت کو کہ میری ادنیٰ توجہ سے کیسے کیسے اعلیٰ سردار
لشکر اسلام کے گرفتار کیے گئے ہین سحر کو جو این خسرو خاوری بر آمد برین چرخ نیلوفری دونون جانب
کے لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے ہنوز افواج طرفین سے کوئی پہلوان میدان مین نہین
آنے پایا تھا کہ دور سے پھر حسب گرد نمایان ہوا دونون لشکر اُس گرد کیجانب متوجہ ہوئے جیب دامن گرد
چاک ہوا دیکھا نقابدار سیاہ پوش پیادہ پا چلا آتا ہے آتے ہی سکندر چوپان کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند
مسلمانون نے مجھکو سخت تکلیف دی ہے کہ تیرے مقابلہ مین ہنگامہ جنگ گرم کیے جاتا ہے مین انکو انکی بے ادبی کی
سزا دیتا ہون تیری شان مسلمانون سے کہین ارفع و اعلیٰ ہے مجھکو انکے مقابلے سے کیا نسبت یہ کہکے میدان
حرب کیجانب متوجہ ہوا اور نعرہ مارا کہ ای خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو تم نے ہمارے خداوند کی کچھ
عزت و توقیر نہ کی کہ اُسکے مقابلہ مین صف آرائی کی پھر خداوند کا کیا بگاڑا تم نے خود اپنی عاقبت بگاڑی اب
بھی خیر ہے اگر اس بے ادبی سے باز آؤ اور میدان سے واپس چلے جاؤ ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمھارے
گناہان گذشتہ معاف ہونے کے واسطے ہم بلیغ کوشش کرینگے بلکہ ضرور معاف کرا دینگے کیا کہتے ہو جلد جواب دو
ملک قاسم کو یہ تقریر نقابدار سیہ پوش کی بہت ناگوار معلوم ہوئی پکارکے کہا ای نقابدار مجہول الاحوال کیا بکتا
ہے کیسا خداوند اور کیسا معاف کرنا اور کیسے گناہان گذشتہ جسکو تو خداوند کہتا ہے ہم اسکو بندہ بھی نہین سمجھتے کہ کس مزبلہ
کا سگ خارشتی ہے پانچ سات سردارون کے گرفتار کرلینے سے کوئی خداوند نہین ہو سکتا بس اب خبردار بیہودہ
بک زبان بند و بازو بکشا نقابدار سیہ پوش ملک قاسم کے قریب آیا اور کہا ای جوان کیون اپنی شامت بلاتا ہے
میرے مقابلہ مین ہرگز سرسبز نہ ہوگا ملک قاسم نے اُسپر تلوار کا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے پشت شمشیر پر رد
کیا پھر خود بھی تلوار کا وار کیا ملک قاسم بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے بھی اُس وار کو رد کیا غرضکہ بعد رد و
بدل بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ ملک قاسم بھی ان سردارون کیطرح گرفتار ہو گیا ایرج نے جب اپنے باپ کو گرفتار دیکھا
تاب تحمل نہ لا یا مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار کے روبرو آیا اور کہا ای نقابدار کیون تیری شامت آئی ہے یہ کیا
سفاکی پر کوٹ کمر باندھی ہے ابھی ایک وار مین اس تلوار سے تیرا کام تمام کیے دیتا ہون نقابدار نے کہا ای جوان
صرف زبان سے یا اور کوئی وار بھی لگا کے دکھائیگا ایرج نے بے تحاشا تلوار کا وار کیا نقابدار نے بسہولت
اُس وار کو رد کیا ایرج نے غصہ مین آکے دوسرا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے اُس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ
اسی طرح تین وار ایرج کے نقابدار نے رد کیے اور کہا ای جوان سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن + تم
زین رو دنیا فراموش کن ایرج نے کہا مجھکو یہ دماغ نہین ہے کہ تیرے وار کا انتظار کرون مجھکو مانع کون ہے یہ کہتے
کہتے وار کیا نقابدار نے اُس وار کو بھی رد کیا حاصل کلام یہ کہ نقابدار کے وار کی نوبت نہ آئی جب وار
کرتے کرتے ایرج تھک گیا نقابدار نے ایرج کو گرفتار و بستہ کرکے سکندر چوپان کے لشکر مین
بھیجدیا اسوقت رستم ثانی کی آنکھون مین اندھیرا آگیا گھبرایا ہوا حمزہ ثانی کی خدمت مین گیا
اور کہا ای شہریار یہ نقابدار سیہ پوش بڑا قوی بازو ہے کہ اسنے میرے پدر اور پدر کلان کو
گرفتار کر لیا اب مین ہرگز توقف نہین کرونگا حمزہ ثانی نے کہا ای رستم عجلت کو کام مین نہ لاتا

بیٹے کے نزدیک ابھی تمھارا جانا مناسب نہیں ہے اسواسطے کہ تمھارے پدر اور برادر کلان کو نقابدار نے گرفتار کر لیا
ہے اُنکے غم و ملال میں تمھارے حواس درست نہونگے ایسا نہ ہو کہ نقابدار کے ہاتھ سے صدمہ سخت تم کو پہونچے لیکن
رستم ثانی کے اصرار سے مجبور ہوئے کہا خیر جو تمکو اختیار ہے رستم ثانی مرکب دوڑا کے نقابدار سیاہ پوش کے قریب
پہونچا اور اس زور و طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو وہ بھی دو حصہ ہو کے زمین پر گرتا نقابدار نے رستم کا
بھی وار رد کیا بعدہ رستم نے متواتر دو وار کیے نقابدار نے ان دونون وارون کو بھی رد کیا جسکے کہ رستم ثانی کو بھی
گرفتار کرکے سکندر چوبک کے پاس بھیجدیا اسیطرح سلیمان ثانی اور سلیمان لوچک اور تجمل ماہرو وغیرہ
سترہ سرداران دست چپ نقابدار سیاہ پوش کے ہاتھ سے گرفتہ و بستہ ہوگئے چونکہ آفتاب قریب مغرب
پہونچ گیا تھا دونو طرف لشکر و نمین طبل باز گشت بجا سب اپنے اپنے مقام کو گئے حمزہ ثانی کے دل صفا منزل
پر غم و ملال کا ابر چھایا ہوا تھا وہ شہزادہ والا جاہ ہر دم گردش روزگار زمانہ ناہنجار کی شکایت کرتا تھا اور کہتا تھا
واے شور بختی کم نصیبی سچ ہے کوئی نوشتہ تقدیر کو دھو نہیں سکتا ہے اب کم اسکا دھبا مٹا دے یہ طرح ہو نہیں
سکتا ہے طالعی دارم آنکہ از وی بے تاب + گر زدم سوے بحر بر گردد + ور بدوزخ روم پے آتش + آتش از بخت من سقر
گردد + ور زکوہ التماس سنگ کنم + سنگ نایاب چون گہر گردد + گر سلامی برم بہ سبزہ کسے + سبزہ دو گوشش بحکم (?) گردد
اینچنین حالہاش پیش آید + ہر کہ از روزگار کر گردد + اسیطرح کے شکوہ جات زمانہ و بخت میں یہ رات گذری
حمزہ ثانی پھر بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے مگر اسیطرح افسردہ خاطر اور بھی درباری موجود تھے
حمزہ ثانی نے کہا ای یارو کچھ خوف و ہراس کو دل میں جگہ نہ دینا چاہیے ساز کار تو نیک است بہ تدبیر تو نیست
ور نیز بدست ہم بہ تدبیر تو نیست + تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی + کین نیک و بد جہان بہ تقدیر تو نیست + قضا و
قدر سے چارہ نہیں نزول بلا پر کسی کا چارہ نہیں اگرچہ یہ نقابدار ایک بلاے بیدرمان ہے مجھکو پروا نہیں ہے خداوند
عالم ہمارا حامی و مددگار ہے موت سے کیا ڈرنا آج نہیں کل اور کل نہیں پرسون بہر حال ملک الموت سے
ملاقات کرنی ہے یہ منزل فانی قابل اقامت نہیں اس سے حاصل بجز داغ حسرت نہیں ہے

اگر صد سال مانی ور یکے روز + بباید رفت زین کاخ دل افروز + جب عمر کے کوچ کا نقارہ بجا سب حشمت و شان دہرے رہ جاتے
ہیں فقط اعمال کام آتے ہیں دنیا نہیں سمجھتے طفلانہ سبز و سرخ و زرد پر فریفتہ ہوتے ہیں مغالطات میں دل کے دن کھوتے ہیں

آج نقاشی کی چھت لگوا رہے ہیں نیلوی (?)
آدمی کیا ہے تو بھی ملک سلیمان میں نہیں
گم ہوا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان
آج جانے کی اجازت جس گلستان میں نہیں
ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل میں دونون ہیں ایک

کل جو خوش پوش تھے لیکن سنگ و ایوان میں نہیں
اسفل و اعلے تماشا میں ہیں ہم لیکن ہے فرق
غیر بادہ و شغال اب ہیں انکے ایوان میں مکین
اور تجمل نادان ہوا ہے جس سے حیران ہوں
فرق مرجانے کے بعد انسان و حیوان میں نہیں

نام خاتم رہ گیا ہے ہو گیا برباد تخت
اوج خاتم دیکھ کل بیابان میں نہیں
دیکھنا کل آپ سے اوس نازنین کا قدم
زیر دامان تک ترے خاکدان میں نہیں
جس گلزار میں پری جمالان زمین کی

بزم عیش و طرب پر بہار تھی جام بادہ گلفام کی گردش تھی اب خزان خمار تھی۔ وہان الوؤن کی نحوست سے الو تک (?) ہم
خراب میں گلاب کی جگہ کلاب ہیں۔ یہان حمزہ ثانی بارگاہ سلیمانی میں تمام سردارون کے روبرو بے ثباتی عالم
اور نیرنگی زمانہ کا ذکر کرکے عبرت اور نیک نامی حاصل کرنے کی جرأت دلا رہے تھے کہ یکایک لشکر کفار سے پھر طبل
جنگ کی آواز بلند ہوئی اسطرف صاحبقران حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا روز دیگر جب جہان
پر غرور + یافت از سرچشمہ خورشید نور + دونون لشکر میدان میں آکے صف آرا ہوئے آج بھی نقابدار غازیان کا

اُسکے مقابلہ کے واسطے نور الدہر گئے ردوبدل ہوئی نقابدار نے نور الدہر کو بھی گرفتار کرکے سکندر چوبان کے پاس
بھیجدیا پھر بدیع الزمان مقابلہ کو آئے نقابدار نے کہا اے خداپرستو بیکار اپنے تئین تہمت مین مبتلا کرتے ہو تم سبکو
مین گرفتار کرونگا اس سے بہتر یہ ہے کہ ہمارے خداوند کی قدرت کے قائل ہو کے اطمینان حاصل کرو جو کوئی خداوند
سے سرکشی کرے اسکی سزا یہی ہے کے واسطے فوج کشی کرو تو لطف حاصل ہوگا اگر خداوند سے مقابلہ کرنے کا شوق ہے
تو پہلے اسکی قدرت سے مثل قدرت حاصل کرو بعد مقابلہ کرو تو مضائقہ نہین ہے تکیہ بر جائے بزرگان نتوان
زد بگزاف + مدار اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی + بدیع الزمان نے کہا او مجہول الاحوال یہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ مقام
جنگ رجال ہے نہ قول و مقال زبان بند و بازو بکشا نقابدار نے تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے جگہ خالی کی
نقابدار زخمہ کے بجلی زمین پر آرہا بدیع الزمان نے وقت و فرصت غنیمت جانا و برانگشتا آہستہ کمر مین ہاتھ ڈالدیا
نقابدار بھی فن جنگ سے خوب آگاہ تھا ایسا داؤن کیا کہ پہلے بدیع الزمان اُسکی پشت کی جانب تھا اب
نقابدار اُسکے پس پشت آگیا ہرچند بدیع الزمان نے کوشش کی کہ کسیطرح نقابدار کو گرفتار کرون مگر بس نہ
چلا بلکہ خود نقابدار کے قابو مین آگیا نقابدار نے مستحکم بستہ کرکے لشکر کفار مین بھیجدیا اور نعرہ مارا کہ اے خداپرستو تم مین
سے اگر کوئی اور میرے مقابلہ کیواسطے آنا چاہے تو جلد آئے ورنہ صاف کہو کہ بس ہماری تمکین تمام ہو گئی ابکی دفعہ
کرب نامدار مقابلہ کو گیا اور نعرہ مارا کہ باش او نقابدار بیباک مین تیرا حریف آپہونچا ہون اگر قیامت تک مقابلہ کیجیے
جائیگا تو لشکر اسلام کے پہلوان کم نہ ہونگے اگر ندانی بدان ۔ منم کرب برقہ بیل دمان + پدر من [illegible]
پہلوان + نقابدار اور کرب دونون مین ردوبدل شروع ہوئی تھوڑی ہی دیر کے بعد کرب غازی بھی نقابدار کے
ہاتھ سے گرفتار ہو گیا کرب کا گرفتار ہونا تھا کہ فوراً اسد میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ اے نقابدار منحرف خداوند
کردگار نہ دانی بدان منم ۔ اسد نامدار جری شہسوار + عدو کش جہانگیر ضیغم شکار + نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ
سے ہے یا انسان کی نوع سے ہے یا حیوان کی جنس سے ہے اگرچہ تیرے دست و بازو انسان کے معلوم ہوتے ہین
لیکن حیوان ہونے کا شبہ اس نظر سے ہے کہ تیرے چہرے کو نہین دیکھا شاید انسان کی صورت سے مشابہ نہ ہو
اور بالفرض انسان کی صورت سے مشابہت اور مطابقت بخوبی رکھتا بھی ہو لیکن جو کوئی انسان ہو کے معبود
برحق و خالق مطلق کو نہ پہچانے حیوان سے بدتر ہے کہ انسان مین عقل ملکی ہے اور حیوان اس سے محروم ہے زندگی
کا اعتبار نہ کر حوادث زمانہ سے عبرت لے اس وحدہ لاشریک کی بندگی کر جسنے آسمان کو بے ستون قائم کیا زمین
کو پانی پر بچھایا نہ جہت خاص ہے نہ خورشید و ستارہ و ماہ + گہ بین تمام ہر سب ہستی خداوند گواہ + خدا وہ ہے کہ جو فہم و شعور
سے خارج ہے + اسی کا سکہ قدرت جہان مین رائج ہے + خدا وہ ہے کہ جو پردہ کو زرنگار کرے + ہزار صورت ہر بند قطرہ خاک
کرے + خدا وہی ہے کہ جسے چاہے عنایت کی + طریق کج سے رہ راست پر ہدایت کی + نقابدار نے کہا اے
اسد اس طول و کلام سے کیا کام مین تو یہ سیدھی بات جانتا ہون کہ مقابلہ کر اگر تو غالب آیگا مجکو گرفتار
کر لیجائیگا ورنہ جسطرح اور خداپرستونکو گرفتار کیا ہے تجکو بھی گرفتار کرونگا اسد نے کہا ہان یہ تو سمجھتا ہون جو کچھ
ہونا ہے وہ تو ضرور ہوگا ۔ گر روز بر سر بنگر دو سر نوشت + این سخن باید بآب زر نوشت + تاہم ہم لوگون کا
فرض ہے کہ ایسے وقتون مین جہانتک ممکن ہو صفائی نیت و صدق عقیدت سے بطلان مذہب بت پرستی
اور حقیقت دین خداپرستی پر گواہی دین ۔ ہنوز اسد دلاور نے یہ کلام تمام نہین کیا تھا کہ نقابدار
نے بڑھ کے تلوار کا وار کیا اسد نے اُسی ضرب سخت کو پشت شمشیر پر رد کیا اور اپنا وار کیا نقابدار

سے کئی وار کو رد کیا اسیطرح کی رد و بدل کے بعد مثل سرداران سابق اسد کو بھی لقا بہار گرفتار کر لے گیا راوی
کہتا ہے کہ آج کی میدانداری میں نور الدہر و بدیع الزمان و کرب غازی و اسد نامدار وغیرہ وہی سرداران
دست راست لقا بہار کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئے اب لشکر اسلام میں صرف حمزہ ثانی اور شہزادہ
بدیع الملک اور سعد بادشاہ باقی رہ گئے ہیں تمام سرداران دست راست اور کشان سعد بھی
فوج کفار میں مقید ہیں ایسے وقت میں جسطرح کا انتشار لشکر اسلام کے دلوں پر طاری ہے ظاہر ہے بیان کی
کیا ضرورت ہے ۔ آنچہ عیان است چہ حاجت بہ بیان ۔ حمزہ ثانی کی یہ کیفیت ہے کہ حیرت سے ایک ایک
کیجانب دیکھتے ہیں نیرنگی زمانہ کے خیال میں یہ نظم پڑھتے ہیں ۔ دوران کہ بعد طلسم سازی است ۔ ور پردہ
او ہزار بازی است ۔ از پردہ این طلسم خانہ ۔ صد رنگ برآورد زمانہ ۔ نیرنگ قضا ست نقش پرداز ۔ تا دیدہ
عبرت کنم باز ۔ پھر چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتے ہو تو وہ کیونکر پہچانا جائے قادر بت میں کثرت راہ پائے کبھی سوئے
آسمان سر بلند کیا اسطرح مناجات کی ۔ یا رب تو غفوری و ستار من ۔ تو چارہ گری و آہ ناچار من ۔ بے یاری و
بے نیاز و بے انباری ۔ یارم چہ شود شوے چو بے یار من ۔ بار الہا تو خوب جانتا ہے کہ میں نصرت
تیری راہ میں اور تیری رضامندی کے لیے یہ جد و جہد کر رہا ہوں تمام سرداران دست راست و چپ کفار کی قید
میں مبتلا ہو چکے ہیں حالانکہ ان گرفتاران مصیبت کی بھی غرض تیری رضامندی ہے اب بنا بر حکمت بالغہ کب تک
کفار کو خوش کریگا اور ان سرداروں کو کفار کی قید میں مبتلا رکھیگا اس بندۂ حقیر ذلیل کو محزون رکھیگا تھوڑے
دم پر آ بنی ہے گویا ہنگام جان کنی ہے ۔ جینے سے بہت جو تنگ ہوں میں ۔ اب بھی دم ہوں تو کیا کہوں میں ۔
اس اثنا میں حمزہ ثانی پر غنودگی طاری ہوئی عالم خواب میں دیکھا ایک پیر مرد سفید ریش جامہ بر سر فکندہ صاف و
سفید و بر عصائے پیری در دست ۔ بہ پیری پیکر نقش مشتہ خمیری ۔ شدہ ہر ناز و روش ہوئی تیری ۔ شگفتہا بر رخ
تاباں چوں ماہ ۔ سری در عصہ چون شمع سحرگاہ ۔ ہاتھ کانپتے قریب آئے اور کہا اے حمزہ آج تم بہت پریشان
معلوم ہوتے ہو آگاہ ہو اگر تمھاری پریشانی حد سے گذر گئی تاہم تم کو نہیں چاہیے کہ کوئی کلمہ خلاف ادب زبان سے
نکالو خداوند عالم ہر وقت اور ہر حالت میں قادر و توانا ہے چنانچہ مشہور ہے ۔ قدرت خلاق از نظرے کچھ دور نہیں ۔
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں ۔ اگر سرداران دست راست اور دست چپ کفار کے یہاں مقید
ہو گئے ہیں کیا مضائقہ کی بات ہے انکا پیدا کرنے والا انکی وہاں بھی کامل حفاظت کر سکتا ہے تم اسکی حکمت بالغہ کو کیا
سمجھ سکتے ہو اسکے رموز مضمرہ تک تم کہاں تک پہونچ سکتے ہو حمزہ ثانی نے کہا اے معظم ذات مکرم صفات پہلے اپنے
نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے بعدہ تصریحاً یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ اصل غرض یہاں تکلیف فرمائی کی کیا ہے
اور وہ کلمہ کونسا ہے جو خلاف ادب میری زبان سے نکلا اس پیر نورانی صورت نے کہا کہ میرے نام سے تم کو کچھ
کام نہیں ہے اسوقت میرے یہاں آنے کی صرف غرض تمھاری تنبیہ ہے اور وہ صرف یہی ہے کہ ہر حالت میں خدا کا
شکر کرو کسی حالت میں صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ دو خداوند عالم ظالم نہیں ہے وہ کسی پر ظلم روا نہیں رکھتا اپنے مخالفین
سے ہرگز راضی نہیں ہے پھر بھی اپنے کسی بندہ کا زحمت و مصیبت میں مبتلا رہنا گوارا نہیں ہے یہ سنکے حمزہ ثانی
نے سکوت کیا کچھ جواب نہیں دیا دست بستہ کہا اے معظم و محترم واقعی درست فرمایا میں اپنی خطا سے نادم ہوں
یکایک وہ غفلت دور ہو گئی اسیوقت فوج کفار سے نقارہ جنگ کی بھی آواز آئی حمزہ ثانی مرکب پر سوار
ہوئے عمود لقا بہار کے مقابلہ میں آئے باطل السحر کا برادر دوم تھا پہلے لقا بہار سے شمشیر بازی ہوئی پھر عمود بازی

کی نوبت آئی دونوں کے عمود شکستہ ہوگئے حرب وضرب گرم رہا زوال آفتاب جنگ رہی دست و بازو کی نوبت
آئی حمزہ ثانی بنظر احتیاط باطل السحر کا ورد کیے ہوئے تھے ایک پہر کامل کشتی رہی تیسرے پہر حمزہ ثانی نے نقابدار
کے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا اور گرفتہ وبستہ کر کے اپنے لشکر میں بھیجدیا بعدہ مرکب
پر سوار ہوکے سکندر چوپان پر نعرہ مارا کہ اے بے ایمان سکندر چوپان بفضل ایزد منان نقابدار کو میں نے
گرفتار کر لیا تو اپنے سحر و افسون پر بہت مغرور تھا انشاء اللہ تعالی اسیطرح تجھکو بھی گرفتار کر لونگا آ
مقابلہ کر یا کسی اور اجل گرفتہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیج سکندر چوپان نے جو نقابدار کو گرفتار دیکھا کہا
اے حمزہ نقابدار کو چھوڑ دو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا حمزہ ثانی نے کہا او نابکار تو کیا حقیقت رکھتا ہے جو
مجھ سے بری طرح پیش آئیگا سکندر چوپان اس جواب سے بہت برہم ہوا کہا اے خدا پرست تیرے اسقدر
سردار گرفتار ہوگئے پھر بھی تیری سرکشی نہیں جاتی حمزہ ثانی نے کہا او پاجی سرکش ہم ہیں یا تو کہ خدائے وحدہ
لاشریک سے منحرف ہے اور کنکروں پتھروں کی پرستش کرتا ہے خدا پرستوں کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہیں کہہ
کرتا ہے سکندر چوپان نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ اس خدا پرست کو ہر چہار جانب سے گھیر کے گرفتار کر لو
بموجب اس حکم کے فوج کفار نے بہیئت مجموعی حملہ کیا بدیع الملک نے جو یہ یورش دیکھی اسعد بادشاہ سے
کہا اب کیا انتظار ہے چلو حمزہ والا قدر پر کفار نے یورش کی ہے سعد بادشاہ نے کہا اے بدیع الملک بیشک
اب محل توقف نہیں ہے مختصر یہ دونوں مع افواج حمزہ ثانی کی مدد کو پہونچے دونوں طرف جنگ مغلوبہ شروع
ہوگئی کشتوں کے پشتے لگ گئے سروں کے انبار لگ گئے مسلمان لڑائی میں جان لڑائے ہوئے تھے کفار کے
حواس باختہ تھے گھوڑوں کی دوڑ دھوپ سے زمین کو لرزہ تھا اسقدر خاک اڑی کہ آسمان گرد میں چھپ
گیا تھا ؏ ز سم ستوران دران پہن دشت ÷ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ÷ فوج کفار میں
بھائی نے بھائی کو ہلاک کیا باپ نے بیٹے کو مار ڈالا بے تمیزی کا طوفان برپا تھا شہزادہ بدیع الملک
نے گھوڑے کو کڑکایا تلوار علم کیے ہوئے کفار کے کشتے روندتا ہوا سکندر چوپان کے قریب پہونچا للکارا
کہ او بدکار و مکار خبردار باش میں تیری جان کا ملک الموت آ پہونچا اسطرف سکندر چوپان نے تلوار
علم کر کے گھوڑا بڑھایا بدیع الملک پر وار کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا ایک ایسا وار تلوار کا
سکندر چوپان کی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا لشکر کفار نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ دیکھا
اول ہی حواس باختہ ہو چکے تھے اب بالکل فوج کا رخ پھر گیا فرار برقرار کیا اور بیابان کی راہ لی
حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو سینے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے بدیع الملک مجدا
کارے کردی ؏ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ÷ اگر تجھ سے یہ کار نمایاں ظہور میں نہ آتا بالیقین لشکر
لشکر اسلام کی ترقی تمام ہوگئی تھی بدیع الملک نے با ادب تمام تسلیم عرض کی اور کہا شہریار یہ جو کام مجھ سے
ظہور میں آیا تقاضائے اقبال ہمایوں کا سبب تھا ورنہ میں کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہوں حمزہ ثانی نے
حکم دیا کہ جلد قیدخانہ تلاش کر کے ان سرداران دست راست و دست چپ کو رہا کرو نہیں معلوم وہ
سب کس مصیبت میں مبتلا ہونگے چند سرداران مقیدوں کی تلاش کو نکلے قیدخانہ میں پہونچے قفل
زندان کو توڑا اندروں مکان پہونچے قیدخانہ بہت وسیع و تاریک تھا مشعلیں روشن ہوئیں تمام سرداروں کو
قید و بند سے رہا کیا سب نے اس قید شدید سے رہا ہو کے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی اور کہا شہریار کیا

عرض کرین کہ کس قید شدید مین اس موذی نے ہم کو مبتلا کیا کہ بالیقین گمان فرعون کا طوق ہم نے لیا حمزہ ثانی
نے کہا اے رستم ثانی تم کو اور سبکو شہزادہ بدیع الملک کا مشکور ہونا چاہیے کہ اس والا دودمان کی سعی و
کوشش سے تمھاری رہائی ہوئی اور لشکر اسلام کی جانین بچین ورنہ سکندر چوبیان نے کوئی دقیقہ
مسلمانوں کے استیصال کا باقی نہ رکھا تھا رستم ثانی نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا نیچے سر خاموش ہو رہا
سرداران دست راست نے باہم چشمک زنی کی نے کسی کے کان مین کہا کہ فلان دیکھا تم نے جناب حمزہ ثانی نے
بالاعلان کہدیا کہ تم سبکی رہائی کا سبب شاہزادہ بدیع الملک ہوا مگر پھر بھی رستم ثانی نے کچھ کہا بالکل سکوت
کیا دوسرے نے کہا یہ لوگ کبھی کچھ نہ کہینگے انکی خلقت مین شرارت داخل ہے مگر کیا کرینگے اپنی شرارت نفس موذی
کی سزا پائینگے اور پاتے ہین مگر نہین معلوم کس کمبخت کی خلقت ہیگی تمہید نہین ہوئی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ تورج آباد کو
لوٹ لو اور عالیشان عمارتون کو منہدم کردو فوج اسلام نے تورج آباد مین جا کے مکانات شاہی کو خوب لوٹا بارگاہ
سکندر چوبیان کو ایسا منہدم کیا کہ نشان تک باقی نہ رہا مسلمان با فتح و نصرت اپنے اپنے مقام کو واپس آئے
حمزہ ثانی نے بھی بارگاہ سلیمانی مین آکے قرار لیا بدیع الملک کو بلایا اور کہا اے جوان سعادت نشان اسوقت
تمھارے روبرو ایک عجیب واقعہ کا ذکر کرتا ہون سنئے جب تمام سرداران دست راست و دست چپ سکندر چوبیان
علیہ اللعن کی قید مین مبتلا ہوگئے مجھ پر ایسا انتشار مستولی ہوا کہ حواس خمسہ باقی نہ رہے اسوقت مین نے درگاہ
جناب باری مین مناجات کی بجملہ اسکے یہ مضمون بھی تھا کہ بار الہا آخر کب تک مجھکو انتشار میں اور سرداران دست
راست و دست چپ کو قید کفار مین مبتلا رکھیگا دفعتہً غنودگی طاری ہوئی اور ایک پیر مرد نورانی صورت عالم خواب
مین نمایان ہوئے انھون نے مجھکو بہت کچھ تنبیہ کی اور کہا اے حمزہ ثانی تو نے چند کلمے خلاف ادب زبان پر جاری
کیے جو بے صبری کا نتیجہ تھے خبردار اب ایسے کلام زبان پر نہ جاری ہون بعدہ خداوند عالم کی صفت عدل وغیرہ
کو بیان کیا اور غائب ہوگئے جب مین بیدار ہوا اپنے اوپر بہت ملامت کی اور عہد کیا کہ اب کبھی اسطرح کی مناجات
درگاہ باری تعالےٰ مین نہ کرونگا کہ ناگاہ فوج کفار سے صدائے طبل جنگ سنی آمادہ پیکار ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے
فضل و کرم سے فتح و ظفر کی صورت نظر آئی اے بدیع الملک جب سے یہ واقعہ روبکار ہوا ہے مجھکو سخت تردد ہے
ہو نہ ہو خداوند عالم کے قہر و غضب سے پناہ مانگنا چاہیے واقعی مجھسے بڑی غلطی ہوئی اب یہ بتاؤ کہ یہ شک
کسطرح دل سے زائل ہو بدیع الملک نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا ہے اس مین تو کوئی ایسا کلمہ نہین کہ جو بے ادبی
پر محمول ہو البتہ اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ کفار پر فتح حاصل ہوئی اب نقابدار کو بلا کے اسکا حال دریافت کرنا
چاہیے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ نقابدار کو لاؤ چند مسلمان بالطمینان تمام نقابدار کو لائے حمزہ ثانی کے حکم سے اسکے
چہرے سے نقاب ہٹا کے دیکھا تو تورج ہے حمزہ ثانی کو کمال تعجب ہوا کہا اے تورج تو نے بڑی مکاری کی خیر
اب تجھ سے مین کہتا ہون بغور و تامل سن اور خوب سمجھ کے جواب دے مین خوب جانتا ہون کہ تو ایک جوان شجاع
و دلیر ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور اس ضلالت و گمراہی سے تائب ہو تو مین تیرے تمام گذشتہ قصورون
کو معاف کر دون اور بجائے خود غور کر کہ جسکو تو خداوند کہتا ہے وہ کیا شے ہے اگر تو فرعون کو خداوند کہتا ہے اور
اسکی قدرت کا قائل ہے تو ظاہر ہے کہ فرعون کس ذلت و خواری سے ہمارے پاس مقید ہے اور اگر تو خداوند
اسی سنگین تصویر کو کہتا ہے تو تو ہی کہہ کیسی قابلیت ہے لفظ خداوند زیبا ہے خاص اس خدائے وحدہ
لاشریک کے واسطے جسنے جملہ موجودات کو دو حرف کاف و نون سے پیدا کیے محبت سے مربوط

کیا پیغمبران کو خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا پیر رسل بین ناسکی وحدانیت کی ہر کہ جو چیز پیدا کی ایک پیدا کی
دیکھو درخت بین کروڑون پتہ ہیں حساب پتیان ہین مگر ایک پتی بین دوسری پتی سے فرق محسوس ہوتا ہو حلیم
رحیم کریم علیم سمیع بصیر وغیرہ جملہ اوصاف سے موصوف ہو تورج نے کہا یہ سب کچھ بین نے سنا مگر غرض اس
بیان سے تمھاری کیا ہو حمزہ ثانی نے کہا غرض میری یہ ہو کہ دائرہ اسلام بین داخل ہو تو رہائی ممکن ہو ورنہ ایسے
عذاب سخت سے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرینگے تورج نے کہا ای حمزہ جو کچھ ہو
مجھے منظور ہو مگر مذہب اسلام بین ہرگز اختیار نہ کرونگا خداوند بہت بزرگ کے ایسے اوصاف میرے دل بین
مرکوز ہین کہ خدا اسکا وبدہ کے اوصاف سنکے متعلق میرا دل قبول نہیں کرتا ہی کہ بین ہلاک کیا جاؤنگا باشد
بین نے خداوند بہت بزرگ پر اپنی جان قربان کی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ لشکر بین دار نصب ہو ایک زنخاص
تورج کی ہلاکت کے واسطے مقرر کیا گیا اس روز تورج کو گرفتہ وبستہ دار کے پاس لیگئے اسوقت پھر
حمزہ ثانی نے کہا ای تورج تجھ ایسے جوان صاحب زور وطاقت کا ہلاک ہونا قابل افسوس ہی لیکن تو ہی
بتا اگر تجھے ہلاک نہ کرون تو کیا کرون تورج نے کہا ای حمزہ اسوقت بین بالکل تمھارے اختیار بین ہون
اگر تم چاہو تو رہا ہو سکتا ہون اگر ہلاکت کے درپی ہو تو ہلاک ہوجاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا اگر تو اس خدائے
وحدہ لاشریک سے پناہ مانگ تو ابھی رہا ہو جاوے اور عزت حاصل ہو اسنے کہا خدا سے نادیدہ کیا کسی کو پناہ
دے گا ہان خداوند بہت بزرگ ہین یہ تماشا دیکھ البتہ ہی بدیع الملک نے کہا سچ کہا ہے شعر ☆ شمشیر نیک زاہن
بد چون کند کسے ☆ ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس ☆ ای شہریار والاتبار ہر چند تلقین وتعلیم کیجاوی لیکن یہ گمراہ
ہرگز راہ راست پر نہیں آئیگا حمزہ ثانی نے تورج کو دار پر لٹکوادیا بعدہ تمام سردار تیر وکمان ہاتھ بین لیکے
گرد دار کے کھڑے ہوئے اول تیر حمزہ ثانی کا تورج کی پیشانی کی طرف رہا ہوا ہنوز وہ تیر پیشانی تک پہونچنے نہین
پایا تھا کہ بالائے ہوا سے پنجہ پیدا ہوا اور تورج کو اٹھائے گیا حمزہ ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا یارو
ہم کیا غضب ہوا کہ یہ ناپاک میرے ہاتھ سے نکل گیا بین سمجھا کہ اس مردود کا قصہ پاک ہوا مگر پھر بھی خدشہ
باقی رہ گیا بارگاہ بین واپس آئے تمام عیارون کو جمع کیا کہا ای عیاران طرار و ای سرہنگان جلادت شعار
گردون دون وزمانہ بوقلمون کی نیرنگیان ظاہر ہین تم دیکھو کہ جب تمام قلعہ فتح ہونے کے قریب پہونچا تو یہ
واقعہ روبکار ہوا تورج کیا ہی غالب پھر ہنگامہ آرائی اور فساد برپا کریگا فلہذا اس مکار کی جلد خبر لینی
چاہیے یہ کام تم لوگون کا ہی جاؤ دریافت کرو کہ وہ مردود کہان گیا ہی اگر موقع ملجاوے تو گرفتار کر لاؤ ورنہ
ہم کو اسکی قیامگاہ کا پتہ بتاؤ اور یہ بھی دریافت کرو کہ تورج کو کون لے گیا ہی بدیع الملک نے کہا
شہریار یہ تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا مگر اب از سرنو بندوبست کرنا چاہیے تاکہ وقت پر کسی طرح کی دقت
نہ ہو حمزہ ثانی نے کہا بیشک اور اسی وقت از سرنو قلعہ ذوالامان کی ترتیب کا حکم دیا [illegible]
کارگزارون نے بہت خوب کہکے کمر ہمت کو مضبوط باندھا اور ہزار ہا مزدورون کو لے کے قلعہ ذوالامان
کی درستی بین مصروف ہوئے شب وروز قلعہ بین کام ہوتا تھا حمزہ ثانی کی ہر وقت تاکید تھی کہ
جلد کام ختم ہو ہمارا دن رات کا کچھ خیال نہ کیا جاوے

اب عمرو تائید یافتہ آسمانی جناب حمزہ ثانی کو قلعہ ذوالامان کی از سرنو درستی وغیرہ بین مصروف رکھا
جاتا ہو اور اہرمن فیلپا عیار تورج بدرگ کے حال نکبت مآل بین خامہ فرسائی کی جاتی ہی

مرے محمل نشین سے آگے لیلے کا جو مفتون ہے
تو وہ لیلے ہے ظالم ہر پری رو تیرا مجنون ہے
ترے قد کا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہے
رکھون آغوش مین مانند ساحل کیون نہ ظالم کو
بظاہر سب مساوی ہین مگر ہے فرق باطن مین
بلندی مین مثال آسمان گر قصر تھا تو کیا
سیہ کاری ہی حاصل ہے سیہ کارون سے ملنے مین
بہار حسن جانان سے لیا یہ رنگ گلشن کا
سفید اُس آفت دوران نے جو مو بال توڑا ہے
کھلے گر فصد تیری خون ہو جائے زمانے مین
نہ کیونکر روتے روتے لال ہو جائین مری آنکھین

وہ مجنون ہے زہے مجنون وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے
تہ سے آگے جو ہے تو مشتاق قامت بید مجنون ہے
مرے دیوان مین ہے جو الف اک سرو موزون ہے
حباب و موج مین ہے دوست ہو دشمن با ہم یکجون ہے
نہ ہر سینہ مین حکمت ہے نہ ہر خم مین فلاطون ہے
اجل کے ہاتھ سے زیر زمین آخر فریدون ہے
معین رسم بالون کے سیہ کرنے مین صابون ہے
کہ جاے برگ گل ہر غنچہ مین اک قطرہ خون ہے
برنگ شاخ شمعدان دلون گیسوے شبگون ہے
تو وہ لیلے ہے ظالم ایک عالم تیرا مجنون ہے
شب فرقت مین اے ناسخ خیال روے گلگون ہے

نکتہ سنجان بلاغت قرین و شاعران فصاحت آئین اپنے زور طبیعت سے مضمون آفرین ہو کے اسطرح قابل تحسین و آفرین ہوئے ہین کہ جب تورج بدرگ کو حمزہ ثانی نے گرفتار کر لیا اہرمن فیلپا عیار تورج گھبرایا ہوا وہان سے بھاگا طلسم خارستان مین پہونچا صنعان شاہ جادو کی ملازمت حاصل کی اُسنے جو اہرمن کو منتشر دیکھا حال پوچھا اہرمن نے کہا غضب ہو گیا تورج کو اپنے زور و طاقت اور اس اسم سریع الاثر پر بڑا گھمنڈ تھا مگر اُسکا عکس ظہور مین آیا یعنے خدا پرستون نے اسکو گرفتار کر لیا ہر چند کہ تورج نے داد مردی و مردانگی دی لیکن اسم سے کچھ اثر دکھایا خدا پرست بڑا کام کرتے ہین افسون و سحر سے نفرت کرتے ہین اور مطلق نہین ڈرتے صنعان شاہ جادوگر کو تعجب ہوا کہا اے اہرمن واقعی مین نے مجرب اسم پڑھ کے دم کیا تھا پھر بھی تورج گرفتار ہو گیا اہرمن نے کہا اے بادشاہ جلد تورج کی خبر لے ورنہ خدا پرست اُسکی ہلاکت کے درپے ہین اگر تورج ہلاک ہو جائے گا تو جادوگرون کو سخت ذلت حاصل ہوگی صنعان شاہ نے مصور جادو کو طلب کیا اس سے کہا جلد جا تورج کو مسلمانون نے گرفتار کر لیا ہے اُسکو رہا کر لا مصور جادو روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ حمزہ ثانی تمام سرداران لشکر اسلام کا گرد دار کے پرا باندھ رہے تھے سب تیر و کمان ہاتھون مین لیے تھے تورج دار مین آویزان تھا حمزہ ثانی نے تیر چلہ کمان مین رکھا اور مصور نے اسم سحر پڑھا اور دم کیا اس چالاکی سے دار کے پاس آیا کہ کسی نے نہ دیکھا فوراً تورج کو اُٹھا لے گیا سب نے دیکھا کہ تخت لیکیا مصور جادو تورج کو لیے ہوئے صنعان شاہ جادو کے پاس پہونچا کہا اے بادشاہ حسب الحکم والا تورج حاضر ہے تورج نے جو صنعان شاہ کو دیکھا بہت خوش ہوا دست و پا سے بستہ تھے سلام نہ کر سکا اشارہ سے سلام کیا صنعان شاہ نے حکم دیا کہ تورج کے دست و پا کھول دو ایک جادوگر آگے بڑھا انگشت شہادت سے تورج کے دست و پا کی طرف اشارہ کیا کچھ پڑھا فوراً تمام بند از خود کھل گئے تورج نے فریاد کی کہ اے صنعان شاہ خدا پرستون نے بہت ستایا ہے کسی کی حقیقت نہین سمجھتے سحر و افسون کا رد کر دینا ادنی بات جانتے ہین جادوگرون کو سخت تکلیف

پہونچاتے ہین علے الخصوص بدیع الملک یہ جوان بڑا سفاک ہے اسکا وار کبھی خالی نہین جاتا ہے ہر روز
کار نمایان کرتا ہے اگر بدیع الملک نہوتا مین ہرگز گرفتار نہوتا مسلمانون کے حواس باختہ کر دیے تھے مگر
بدیع الملک سے بس نہ چلا اگر وہ گرفتار کر لیا جاوے تو پھر مسلمانون کا استیصال کچھ مشکل نہین ہے صنعان شاہ
نے مصور شاہ کیطرف دیکھ کے کہا کیا کہتا ہے بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور ہے اگر ممکن ہو تو جا بدیع الملک
کو گرفتار کر لا ہنوز مصور جادو نے اس بات کا جواب صنعان شاہ کو نہین دیا تھا کہ مرعوب جادو صنعان جادو
کے پاس آیا کہا کیا باتین ہو رہی ہین صنعان جادو نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا مسلمانون نے بہت
سر اٹھایا فلان اسم پڑھکے تورج پر دم کیا تھا اے مرعوب جادو تو جانتا ہے کہ وہ اسم کیسا زبردست ہے
اسنے کہا بیشک صنعان شاہ نے کہا پھر بھی تورج کو بدیع الملک نام ایک مسلمان نے گرفتار کر لیا
اور دار پر آویزان کر چکا تھا کہ مجھکو خبر پہونچ گئی مصور جادو کو بھیج کے تورج کو دار پر سے منگا لیا اب
بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور ہے مصور جادو کو بار دیگر بھیجتا ہون مرعوب جادو نے کہا اے بادشاہ مین نے
تورہت مین دیکھا ہے کہ اگر اس مرتبہ بدیع الملک طلسم مین وارد ہوگا اور اسکے ہاتھ سے طلسم شکست ہو جائیگا
میری راے ہرگز نہین ہے کہ بدیع الملک طلسم مین لایا جاوے آئندہ اختیار ہے صنعان شاہ نے ہنس کے
کہا اے مرعوب جادو تو کیا بکتا ہے اپنے حواس درست کر طلسم خارستان کا شکست ہو جانا بچون کا کھیل نہین
ہے کہ ہر کوئی ہمارے ہاتھ سے شکست ہو جائیگا بدیع الملک کی کیا وقعت ہے مرعوب جادو نے کہا مین وقعت
وغیر وقعت کی نسبت کچھ نہین کہتا جو کچھ مجھکو دریافت ہوا ہے بیان کر دیا صنعان جادو نے کہا بھلا عقل بھی
کوئی چیز ہے بیچارہ بدیع الملک جو طلسم کی کنجی ہے وہ تو ہمارے قبضہ مین ہے اور بدیع الملک کے ہاتھ سے
طلسم شکست ہو جائیگا یہ کسطرح ممکن ہے یہ بات بھی وہمی ہے جسکو سن کے ہمکو ہنسی آتی ہے اور مصور جادو کیطرف
دیکھ کے کہا تو کسکا منتظر ہے جا بلا تکلف بدیع الملک کو بستہ کر لا مگر ہر وار خوب مستحکم باندھنا یہان پہونچ
جاے پھر تو یہان اسکا بخوبی بندوبست کر لونگا مرعوب جادو نے کہا اے صنعان شاہ دیکھ کیا کرتا ہے
تیری راے غلطی پر ہے صنعان جادو نے کہا تو دیوانہ ہو گیا ہے اپنے دماغ کا علاج کر میری راے ہرگز غلط نہین
ہے تجھ ایسے کتنے اکثر بکا کرتے ہین اور مصور جادو کیطرف اشارہ کیا تو جا مصور جادو حسب الحکم
صنعان شاہ جادو وہان سے روانہ ہوا عقاب کیصورت سے مشابہ ہوا بدیع الملک بارگاہ سلیمانی کے
پاس بیٹھا ہوا تھا تورج پدر کی باتین ہو رہی تھین کہ نہین معلوم تورج کو کون لیگیا اور کس وقت
لیگیا کہ جب قصہ تمام ہونے کو تھا ایک لحہ کا توقف اور ہوتا تو اس نابکار کا کام تمام کر دیا جاتا مصور جادو
بصورت عقاب وہان پہونچ چکا تھا بدیع الملک کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لے گیا اور تھوڑی سی
دیر مین مع بدیع الملک کے صنعان شاہ کے پاس پہونچا صنعان شاہ مصور جادو کی اس چالاکی
سے بہت خوش ہوا کہا اے مرعوب دیکھ جن جادوگرون کو یہ قابلیت وقدرت حاصل ہو انکے مقابلہ مین
مسلمان کیا کر سکتے ہین یہی نا کہ ایک وقت گرفتار کر لینگے دوسرے وقت رہا ہو جائینگے اور مصور کو خلعت
دیا بعدہ کراف جادو کو طلب کیا اور کہا اے کراف یہ جوان خطا پرست تیری حراست مین دیا جاتا
ہے خبردار اسکی حفاظت و نگہبانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا ورنہ اگرچہ یہ سحر و
افسون نہین جانتا ہے لیکن ایسا چالاک وہوشیار ہے کہ فوراً نکل جاویگا اے کراف مجھکو مین نے

جو ہی آگاہ کردیا ہے پس مجھکو اگر یہ جوان تیری حراست سے نکل جاویگا تجھکو سزا دونگا جو سزا سیمیس جادو کو دی تھی کیونکہ اسکی
حراست سے یہ جوان خودپرست نکل گیا تھا پھر دوبارہ کوشش گرفتار کیا ہے قراقر نے قبول کیا اور بدیع الملک کو
گرفتہ و بستہ لاکے اپنے مکان میں مقید کیا پھر چہار طرف مکان کے اسم پڑھا پھونکا اور شاہزادہ سے کہا اے
خودپرست اگر تو کسی طرح کی طاقت رکھتا ہے تو کسی اور وقت کے واسطے موقوف رکھ میری حراست سے نکلنے کا قصد نکرنا
اسواسطے کہ میں نے سنا ہے خودپرست صاحب رود ہوتے ہیں اگر تو میری حراست سے رہا ہو جاویگا میری جان
مفت ضایع ہوگی جس طرح سیمیس جادو کی جان ضایع ہوئی اور یہ ممکن نہیں کہ تو بار دیگر گرفتار نہ کر لیا جاوے
صنعان شاہ جادو اہتمام کا ہے شاہزادہ نے کہا اے بیوقوف اگر میرا اختیار ہوگا تو میں کیوں اس قید میں مبتلا ہوتا
تو جس طرح چاہے میری حفاظت کر قراقر جادو نے کہا کہ مجھے اختیار ہے اور نصف شب تک بیدار رہا کیونکہ قراقر
کو خیال تھا کہ ضرور خودپرست اس جوان کی رہائی کی فکر میں ہونگے جب نصف شب گذر گئی قراقر جادو
پہ خواب کا غلبہ ہوا پھر سو گیا بدیع الملک نے دیکھا کہ یکایک زمین سرکی طرح پھٹی اور اس مقام سے
اجرومس خنجر بدست برآمد ہوا چاہتا تھا کہ قراقر جادو کا سر تن سے جدا کرے یکایک قراقر جادو خواب سے
بیدار ہوا اور کہا اے اجرومس سلام علیک خوش آمدی صفا آوردی اجرومس نے ہاتھ کو روک لیا اور غرق
بحر حیرت ہوکے سکوت میں بیٹھ گیا قراقر نے کہا اے برادر اجرومس تم متحیر کیوں ہوگئے مجھکو تو کہو اجرومس نے
کہا اے قراقر متعجب ہوں تو کیا کروں میں یہاں تیرے قتل کے واسطے آیا تھا عنقریب تجھ پر وار کرنیوالا تھا تو بیدار کیونکر ہوگیا
اور مجھکو کس طرح معلوم کہ میں اجرومس ہوں کیا تجھکو پیشتر سے اطلاع ہوگئی تھی اور اس انتظار میں تو نے اپنے کو غفلت میں
ڈالدیا تھا قراقر جادو متبسم ہوا اور کہا کہ اے اجرومس نہ مجھکو پیشتر سے اطلاع تھی اور نہ میں نے دانستہ اپنے کو غافل
بنایا اصل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ابھی میں بیخبر سو رہا تھا عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف
لائے ہیں اُن حضرت کا رعب ایسا میرے دل پر طاری ہوا کہ میں بے اختیار تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اُن
حضرت نے فرمایا بیٹھ جا اے قراقر تجھکو تنبیہ کرنے آیا ہوں وہ یہ ہے کہ شہزادہ بدیع الملک جو تیری حراست میں ہے تو نہیں
جانتا کہ کس مرتبہ کا جوان ہے صنعان جادو نے اگرچہ غلطی کی کہ اسے گرفتار کیا ہے وہ اس غلطی کی سزا پایگا تو کیوں
دانستہ غلطی میں مبتلا ہوتا ہے خداے تعالی کا واحد ہونا برحق اسکا عادل ہونا برحق اسکے پیغمبر برحق پیغمبروں کے نایب
برحق قیامت کا آنا برحق اور بھی جو کچھ شریعت اسلام میں مقرر ہے سب برحق ہے جب تک تو گمراہ رہا اب تو راہ راست
اختیار کر یعنی دین اسلام اختیار کر اور تعجیل کر اجرومس تیرے قریب پہنچ گیا ہے خنجر کھینچے کھڑا ہے بیدار ہو کے اس سے
ملاقات کر ورنہ اسکے وار سے تو ہلاک ہو جاویگا پس میں نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوا آنکھ جو کھولی تمہیں خنجر
کھینچا باسلام کیا پس جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا اب تمہیں اختیار ہے چاہو مجھے ہلاک کرو چاہو درگذر کرو ہر صورت سے
شہزادہ بدیع الملک کا رہا ہونا لازمی ہے اجرومس نے کہا اے قراقر اب میری کیا مجال ہے کہ تجھے کسی طرح کا صدمہ پہنچا سکوں
شہزادہ بدیع الملک کو رہا کر خداوند عالم تیری توفیق میں برکت عطا کرے قراقر اٹھا کچھ اسم پڑھا شہزادہ
بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کیا اجرومس نے کہا اے شہزادہ ہیکل کا کیا بندوبست کیا کسکے پاس ہے اسکا
لینا مقدم ہے بدیع الملک نے کہا اے قراقر تجھی سے یہ کام بھی ہو سکتا ہے اگر ہرمن خلیا کے گلے میں ہیکل ہو تو اسے
لادے تیرا بڑا احسان ہوگا انشاء اللہ الرحمن کل جب ہم صنعان شاہ کو قتل کرینگے تمسم کی بادشاہی تیرے نام
پر مقرر کرینگے اس میں کی خوشی چاہیے زہے قسمت لعنت نے حکم ہیکل جلد ہمکو لادے قراقر نے کہا جاتا ہوں جب اسکو

ہیکل لاتا ہوں جسپر طلسم اہرمن فیلپا کے پاس ہو گی یہ کہا اور وہاں سے روانہ ہوا اہرمن کے پاس جو گیا وہ
تو کمبخت سو رہا تھا قمر اقمر نے بہت آہستگی سے ہیکل اُسکے گلے سے اُتاری کہ مطلق اسکو اطلاع نہوئی ہیکل لا
دی بدیع الملک نے ہیکل پر بوسہ دیا اور گردن میں پہن لی اور کہا اے قمر اقمر اب یہ بھی بتا کہ اس طلسم کی فتح کہاں ہو بلکہ اس طلسم کی
فتح نہیں ہو شہزادہ نے کہا اگر فتح نہیں ہو تو یہ طلسم کسطرح فتح ہو سکتا ہو اسنے کہا اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ کے ہلاک ہونے پر موقوف
ہو جسوقت صنعان ہلاک ہوگا اسی وقت یہ طلسم بھی شکست ہو جائیگا کسی لوح پر اس طلسم کا فتح ہونا موقوف ہوتا مجکو ضرور
اُس لوح کا حال معلوم ہوتا اور لوح کو حاضر خدمت کرتا جب صبح ہوئی صنعان شاہ بیدار ہوا تمام شب بدیع الملک
ہی کے خیال میں مبتلا رہا تھا مصور کو طلب کیا کہا اے مصور جا بدیع الملک کو لے آ اس خدا پرست کو ہلاک کرنا مقصود
ہو جب تک اسکا قصہ پاک نہوگا طلسم میں خرابی رہیگی مصور وہاں سے قمر اقمر کے مکان پر آیا دیکھا بدیع الملک
قید و بند سے رہا ہو بہت برہم ہوا نعرہ مار کر کہا او نالائق یہ خدا پرست بادشاہ کا دشمن جان ہو تو نے اسکو رہا کر دیا یہ کیا غضب
کیا میں جاتا ہوں بادشاہ کو اس حال کی خبر کرتا ہوں فی الفور تو ہلاک کیا جائیگا اس عدول حکمی کا کیا باعث اگر
بادشاہ کو رہا کر دینا منظور ہوتا تیری حراست میں کیوں دیتا قمر اقمر نے کہا اے مصور اس بحث سے کیا فائدہ پہلے یہ
بتا کہ اس طلسم کا فتح کرنے والا کون ہو اور اسکے نام پر یہ طلسم مرتب ہوا ہو مصور نے کہا اگرچہ مجکو اس بات کی اطلاع ہو
کہ اس طلسم کی فتح تمام بدیع الملک پر موقوف ہو لیکن مجھے معلوم ہو کہ بدیع الملک کی ہیکل صنعان شاہ کے
پاس ہو اور ہیکل ہی پر مدار فتح ہو پھر کس طرح بدیع الملک طلسم کو فتح کر سکتا ہو قمر اقمر نے کہا اے نادان تجھے
حقیقت حال سے اطلاع نہیں ہو اگر فتح طلسم کا دار و مدار ہیکل پر ہو تو کیا ہیکل بدیع الملک کے پاس نہیں ہو
اسنے کہا یہ مجکو خوب معلوم ہو کہ بدیع الملک کی ہیکل اہرمن فیلپا کے پاس ہو بدیع الملک کے
پاس ہرگز نہیں ہو قمر اقمر نے بدیع الملک کی قبا کا تکمہ کھولکر کہا دیکھ یہ کیا شی ہو مصور نے جو بدیع الملک
کے گلے میں ہیکل دیکھی کہا تعجب ہو مجکو گمان تھا کہ ہیکل اہرمن کے پاس ہو قمر اقمر نے کہا تیرا گمان صحیح ہو بیشک
یہ ہیکل اہرمن کے پاس تھی ابھی ہم اس سے لے آئے مصور نے کہا اے قمر اقمر اب مجکو یقین ہو گیا کہ فتح طلسم کا
زمانہ آگیا اور بیشک یہ جوان صاحب اقبال طلسم کو فتح کریگا تیرا کیا ارادہ ہو قمر اقمر نے کہا میری جو کچھ رائے ہو وہ
بدیع الملک پر روشن ہو تو اپنی رائے کو بیان کر اسنے کہا اسوقت تو میں اپنی رائے کو تیری رائے کے مطابق کرنا چاہتا ہوں
قمر اقمر نے کہا میری رائے یہ ہو کہ دین اسلام کو میں سچا اور برحق سمجھتا ہوں فرعون اور ہیون کو میں کچھ نہیں سمجھتا جلیل نگار وغیرہ
کی پرستش سے درگذرا اسلئے باتوں ابو جانے بت کا جس سے ہاتھ آیا نہ کچھ جو سر جھکایا اسکا انکا کچھ بھی پایا نہ کچھ اگر تو اپنی رائے
کو میری رائے کے مطابق کرنا چاہے بصدق دل کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ مصور نے
بھی کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام میں داخل ہوا یہاں صنعان شاہ مصور کے انتظار میں تھا جب دیر ہوئی کہا
ایسا تو کوئی نیا واقعہ درپیش ہوا ہو طلسم کی حالت تغیر و تبدیل ہو مصور کو بلا کر کہا میں نے مصور کو قمر اقمر کے
یہاں بھیجا ہو تاکہ وہ بدیع الملک کو لے آئے اسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا ابتک نہیں آیا تو جا اور قمر اقمر کو مع مصور
بدیع الملک یہاں لے آ [illegible] کرنا [illegible] ہو میرے دل میں ہول پیدا ہوتا ہو کہ خدا پرست کا حامی جو مجھ
قید و بند سے رہا ہو جاتا ہو اسی اثنا میں دیکھا اہرمن [illegible] پیٹتا چلا آتا ہو صنعان کے پاس آتے ہی اسنے ٹوپی
پھینک دی اور کہا اے صنعان شاہ فریاد ہو بڑا غضب ہو گیا اس بات کا مجکو ہر وقت خوف تھا وہی بات پیش
آئی صنعان شاہ نے متعجب ہو کر کہا کچھ بیان کر کیا غضب ہوا اسنے کہا اے ملک صنعان کل رات کو کوئی میری

آیا اور میرے پاس سے ہیکل چرا لے گیا سچ کہتا ہوں مجھکو بڑا ملال ہے صنعان شاہ نے کہا او کمبخت تجھکو ملال ہے تو کیا ہے
تو نے ہیکل کی کامل طور پر حفاظت نہ کی غفلت میں ہیکل کو کھو دیا مصور کو قمر اقمر کے یہاں بھیجا تھا کہ بدیع الملک
کو بے ہوش کرکے لے آئے اسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا پرست بھی رہا ہو گیا اور نہ مصور اب تک واپس آیا
اور بدیع الملک کو نے آنا قمر اقمر کے خیال سے مشکوک ہونے کی مجھکو خبر پہنچی ہے خیر دیدہ باید کرد چہ پیش شود ادھر حکم دیا کہ
جلد لشکر جمع کرو غرضکہ ہوا اس طرف لشکر تیار ہوا اسطرف صنعان شاہ مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار ہوا ایک لاکھ
جادوگرون کی جمعیت تھی جسکو ہمراہ لیکے قمر اقمر کے مکان کی طرف روانہ ہوا یہان قمر اقمر و مرغوب مع شہزادہ بدیع الملک
باطمینان تمام بیٹھے ہوئے تھے یکایک ان سبکو خبر پہونچی کہ صنعان شاہ جادو ایک لاکھ جادوگرون کی فوج لیے
ہوئے اس طرف چلا آتا ہے بایقین اسکا ارادہ جنگ کرنے کا ہے شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان بہادر زمانہ
و دلاور یگانہ ہے فوراً اٹھ کھڑا ہوا اسلحۂ زرق برق سے آراستہ ہوا قمر اقمر نے کہا اے جوان تو تنہا ہے ایک لاکھ فوج سے
کس طرح مقابلہ کریگا اور فوج بھی جادوگرون کی شہزادہ نے کہا یہ ڈر کی بات نہیں ہے خدا میرا بس ہے اگر ایک لاکھ
جادوگرون کی جمعیت ہے تو کیا اور ایک کروڑ کی جمعیت ہوتی تو کیا ہوگا تو تماشا دیکھ کہ خدا تعالیٰ کس طرح کام بناتا ہے
قمر اقمر نے کہا تو والی و کارساز تو ہو مرکب حاضر کیا شہزادہ اسکے مرکب پر سوار ہوا کہا اے قمر اقمر اور مرغوب تم دونون
خوب غور و فکر کرکے لوح طلسم کا مجھکو نشان دو تاکہ میں اس طلسم کے فتح کرنے کی کوشش کرون قمر اقمر نے کہا اے جوان
میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا اس طلسم کی کوئی لوح نہیں ہے اگر لوح ہوتی تو میں ضرور نشان دیتا اور میرے کہنے پر کیا
موقوف ہے مرغوب موجود ہے اس سے دریافت کرو مرغوب نے کہا اے جوان بیشک اس طلسم کی کوئی لوح
نہیں ہے اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ جادو کی ہلاکت پر موقوف ہے شاہزادہ خوش ہوا اس اثنا میں صنعان
شاہ جادو فوج کثیر لیے ہوئے آ پہونچا قمر اقمر جادو کے مکان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا شہزادہ بدیع الملک
ہر مرتبہ چاہتا تھا کہ مکان کے باہر آکے صنعان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرے قمر اقمر مانع ہوتا تھا اور کہتا تھا
اے جوان سعادت نشان زمانہ کے واقعات عجب و غریب ہوتے ہیں اگر تو صنعان شاہ کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا
تو ہم سخت مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے اسواسطے کہ ہمنے تیرے مذہب کو اختیار کیا ہے صنعان شاہ ہمارے
حال کی خبر پاکے ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا بدیع الملک کہتا تھا اے قمر اقمر تو ہمقدر کیون متوحش ہے انشاء اللہ الرحمن
صنعان شاہ مجھکو ہرگز گرفتار نہیں کر سکے گا اس طرف صنعان شاہ نے دیکھا کہ قمر اقمر کے مکان میں بدیع الملک
موجود ہے ابھی تک باہر نہیں آیا اس نے دیوار خیز جادوگرون کو حکم دیا کہ مکان میں پہونچ کے بدیع الملک
کو گرفتار کر لو اور دروازہ کھول دو تاکہ فوج مکان میں پہونچ کے تمھاری مدد کرے غرض ہو کر دیوار پر گیا شہزادے نے دیکھ
لیا اور تلوار کا ایسا ہاتھ لگایا کہ دو لخت ہو کے زیر دیوار گرا اسیطرح چند جادوگر اسطرح ہلاک ہوئے بدیع الملک نے کہا قمر اقمر تو مجھکو
مکان سے باہر نہیں جانے دیتا ہے ایسا نہو کہ میں یہان گرفتار ہو جاؤن پھر کوئی تدبیر کارآمد نہو گی قمر اقمر و مرغوب
نے کہا ہم بھی ساتھ میں بیرون خانہ چلکے ان کفار سے مقابلہ کرو شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہے دو دل یک
شود بشکند کوہ را غرضکہ بدیع الملک مع قمر اقمر و مرغوب مکان کا دروازہ کھول کے باہر آئے جونہی صنعان
شاہ کی نظر بدیع الملک پر پڑی گھبرا گیا اور پکار کے اپنی فوج سے کہا کہ یہی وہ خدا پرست ہے بدیع الملک نے
پکار کے کہا اے قمر اقمر و مرغوب تم دونون تلوارین علم کر لو میں اس مردود کیطرف حملہ کرتا ہون تم انھون کو بند کر رکھو
ہوا مہلت جادو شروع کردو اسوقت کی کارزار دیکھو بعد ازان شاہزادہ تیغ الماس رنگ علم کیے خود فولادی سر پر رکھے

خنجر کی چوٹ کمر سے نکلی ہوئی ویسی ہی بنا ہوا سے جنان کی تو دے چشم زدہ تو کوئی زمین باز چاک کند + پڑہ بد دار کرنا اُٹھا کسی کو
دم لینے کی مہلت نہ دی ہوائے تند و تیز چل رہی تھی صحرا کی ساری گرد اُڑ رہی تھی فلک پر تحقیق خیمہ گیا سہ
گرد دیگر بر چرخ دوار شد + دیدہ بین خاکی نمودار شد + تمام عالم تیرہ و تار معلوم ہوتا تھا یکایک اور زیادہ
تیز ہوا چلی اب یہ نوبت پہونچی کہ کسیکو کسی کی صورت نہ نظر آتی تھی قرافرام و مرحوب کے زیادہ تر حواس
باختہ تھے دل میں کہتے تھے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مگر بیکھا خداوند عالم کے فضل و کرم سے امیدوار تھے کہتے تھے
اب تو مذہب اسلام اختیار کیا ہی اگر یہ دین بزرگ برحق ہی ضرور کوئی نہ کوئی صورت فتح کی نظر آئیگی
ورنہ ہر چہ بادا باد سہ آنرا کہ نظر بفضل یزدان باشد + ہر چند ہراسان و پریشان باشد + از شدۃ الم نجات
یابد در دم + ہر مشکل کہ پیش آید آسان باشد + وہی ہوا کہ جب وہ ہوائے تند و تیز چلی ایک لاکھ ارغان ہوا اس کے
میں سے شاہزادہ سلیمان اعظم ایک لاکھ دیو و پری کی جمعیت سے پہونچا دیکھا صنعان شاہ فوج کثیر ہمراہ لیکر
بدیع الملک کی گرفتاری کے درپے ہی اور بدیع الملک تنہا ہی صرف اُسکے دو مددگار ہیں جو بمنزلہ نہ ہونے
کے ہیں نعرہ اللہ اکبر مار کے فوج کفار پر حملہ آور ہوا بدیع الملک کو مددگاری کی گونہ اطمینان ہوا اس طرف قرافرام
اور مرحوب کو بھی اطمینان ہوا بدیع الملک جنگ و حرب کرتا ہوا صنعان شاہ کے قریب پہونچا اور نعرہ مارا
کہ باش ای ناپاک اب میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی میں ہوں بدیع الملک سہ مشرق تا بمغرب کس نداند عجب
ضرب آن + طپانچہ نمینم زند مہ و زند ہ ضرب من + صنعان شاہ نے بھی نعرہ مارا کہ باش ای خدا پرست تو مجکو
نہیں جانتا ہی تو جان میں صنعان شاہ ہوں علاوہ کمال فن سحر و افسون کے فن حرب و ضرب میں بھی مہارت
کامل رکھتا ہوں سہ منم سرکش قوی بازو بہادر اژدہا پیکر + زنم ساطور نہ صد من شود گاو زمین لرزان + یہ کہا
اور بدیع الملک کے قریب آکے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے بسہولت تمام اُس وار کو سپر پر رد کیا اور کہا او
نابکار اور مصرعہ تیری طاقت پر صادق آیا جو کہا سہ زنم ساطور صد من شود گاو زمین لرزان + تیرا دعوی
پورا ہو گیا سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن + یہ کہکے ایک ضرب بے پناہ اس کم
کی کمر پر لگائی کہ برابر دو حصے ہو کے زمین پر گرا اُن ساحران بدکار نے جو صنعان شاہ کو کشتہ دیکھا تاب قیام
نہ لا سکے اور آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ یہاں قیام کرینگے تو یہی حال ہم لوگوں کا بھی ہوگا لہذا بعد ہلاک
ہو جانے صنعان شاہ کے زوجہ تورج یعنی دختر صنعان شاہ نجم لعل بن آورج کو ہمراہ لیکر طلسم خاکستر کی جانب
بھاگ گئے بعضے جادوگروں نے بخوف جان دین اسلام اختیار کیا انکو رہا کر دیا دیوون نے تورج کو مع ہمراہیوں
گرفتہ و بستہ کر کے شہزادہ کی خدمت میں لائے شہزادہ نے فرمایا او مکارو تمنے بہت سر اُٹھایا تھا اب کہو وہ سحر و
افسون تمہارا کیا ہوا خیریت اسی میں ہی کہ دین اسلام اختیار کرو ورنہ اب سخت ہلاک کیے جاؤ گے انہوں نے کچھ
جواب نہ دیا شہزادہ نے فرمایا ان بدبختوں کو بحفاظت قید میں رکھو بعدہ سلیمان اعظم بدیع الملک کی خدمت میں
حاضر ہوا بدیع الملک نے کہا ای شہریار اعظم تعجب ہی کہ تم اپنی ماں کی قید میں تھے اب تلک میں نے یہاں دیکھا کہو تمنے
کس طرح رہائی پائی سلیمان اعظم نے کہا شہریار بیشک میں مقید تھا یکایک حضرت سلیمان نے مجکو بشارت
دی میں اپنی ماں کی خصومت اور دشمنی سے درگذر ملانے مجبور رہا کر دیا میں تمہاری مدد کو وہاں سے آرہا تھا
ہوا اسوقت یہاں پہونچا خدا کا شکر بعد کشتہ ہونے صنعان شاہ کے بدیع الملک نے تمام خزانہ طلسم کو
جو بیحد و شمار تھا اپنے قبضہ میں لیا راوی کہتا کہ حضرت سلیمان کیوقت میں بانیان طلسم نے اس طلسم کو

کیا تھا انواع اقسام کے جواہر کو ٹھریون مین بھرے تھے طرح طرح کے اسلحہ طاقون مین سجے تھے بقچہ جواہر نگار رکھے تھے اور بھی صدہا قفلیان طلائی مین جنکے غلاف مخمل کا بہوبی تھے اور اس طرح حفاظت سے رکھے تھے کہ گویا ابھی تیار ہوئے ہین اُن قفلیون مین جو قفل لگے تھے وہ بھی طلائی اور مرصع تھے تمام اشیاے مقفل کی کنجیان نہایت احتیاط سے ایک قفلی مین رکھی تھین اور اس قفلی کی کنجی خزانہ کی دیوار مین آویزان تھی وہ کنجی ایسی عمدہ اور خوبصورت بنی ہوئی تھی اور ایسے مقام پر آویزان تھی کہ جب شاہزادہ خزانہ مین داخل ہوا پہلے نظر اس کنجی پر پڑی شاہزادہ نے اُس کنجی کو کل میخ طلائی پر سے اُتار لیا کچھ حرف منقوش ہوئے لکھا تھا اے فاتح طلسم یہ کنجی تمام کلید ہاے اسباب طلسم کی ہے شہزادہ نے وہ کنجی ہر ایک قفل مین لگائی کوئی قفل نہ کھلا البتہ ایک قفل کھلا جب پٹاری کو کھولا دیکھا اس پٹاری مین ہزارہا کنجیان انواع قسم کی رکھی ہین ہر ایک کنجی سے ہر ایک قفلی کو کھولا وہ وہ مال و اسباب جواہر نگار اُن قفلیون مین سے نکلا جو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا منجملہ اُن قفلیون کے ایک قفلی تھی جب اُسکو کھولا جامہ زرتار مین پیچیدہ ایک لوح سفید نکلی اُس لوح مین خط تعلیق سیاہ حرفون سے بہت خوشخط یہ مضمون لکھا تھا۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علے محمد رسول اللہ علے علے ولی اللہ وصی رسول اللہ اما بعد اے عالی ہمم فاتح طلسم سہ چو انسان نداند بجز خورد و خواب ٭ کدامش فضیلت بود بر دواب ٭ کمولت و سہولت سبب گمراہی و جہل و ہلاکی باعث کامیابی ہے اے فاتح طلسم اگر کوشش کر کے یہان تک پہونچا ہے تو ہنگ نال ہے بلا شرکت غیرے یہ سب تیرا مال ہے۔ والسلام۔ بدیع الملک نے خوش ہو کے وہ لوح سفید پھر اسی قفلی مین رکھدی اور قمر اقمر کو بلا کے کہا اے قمر اقمر مین نے تجھسے وعدہ کیا تھا بعد فتح اس طلسم کی حکومت تیرے حوالہ کی اور مرغوب کو طلب کر کے کہا اے مرغوب بیٹے تجکو قمر اقمر بادشاہ طلسم کا وزیر مقرر کیا اس طلسم کے بعد شہزادہ بدیع الملک نے لشکر حمزہ ثانی کی طرف کوچ کیا

داستان آنا بدیع الملک کا لشکر حمزہ ثانی مین اور نظاہر مسلمان ہونا تورج بدرگ در اسیری مین فیلیا کا مع حال جشن مسطور ہوتا ہے

شب چو کشاد از نسیم نافۂ مشک تتار | سنبل شب داد بوی غالیہ زعفیار | عنبر سارا فشاند طرۂ شب بر بہار
عود قماری بسوخت مجمر شب از بہار | باد چو عطار شد در چمن روزگار | ساخت ز مشک و عنبر لخلخۂ عنبری
سوسن تر بشکست در چمن آسمان | لالہ و نسرین نمود چہرہ چو در بوستان | شکل مجرہ چو جوی جنبش چو آب روان
زہرہ و بستان کن شعری چون ارغوان | نقش شمالی چو گل بو زناچون گلستان | ابر ان نجوم ہمچو گل عبہری
از صدف روزگار رجعت بگردون ز | گوہر کانی نمود در شب از ان باختر | سمط لالی کشاد جنبش مہ تا سحر
شکل مصع نمود شکل ثریا گرہ گو | زین ہمہ بہ آسمان رفتہ نمانده از | ہم نگشید آفتاب خنجر اسکندری
اختر و تخت افق ہمچو شہان بار داد | تاج مصع بزر بر سر خود بر نہاد | رایت زرین فراشت چو علم کیقباد
بخشش زد شیشہ گردوست چو جام کشاد | انچہ کہ آن خنب سترد روز تیا تاج داد | گرد تخت افق بر سر یار این سری
چتر آفلاک او کلہ طاؤس رنگ | در تنقش شد روان رحمت چو تیر خدنگ | تا گر آمد چو خصم لشکر او ابجک
ہمچو سلیمان نکرد گرچہ شتاب و درنگ | خسرو رومی چو تیغ زد شہنشاہ زنگ | زد دو شہ زنگی ز تخت راست چو دلاوری

بہار سرایان بستان حکایات رنگین و چمن آرایان حدائق روایات خوش بوقلمون آبیاری کلک سے اس بوستان انشا و افروز کو اس روش سے سبز و شاداب کرتے ہین جب خلک آستان فریا مکان رب ارکیہ شاہی

ازرق وسادہ دل الٰہی حاجب روائے مرادمنداں رحم فرمائے حال زار مستمنداں بیر گلنب عجائبات فاتح
طلسمات صاحب شوکت و فر یعنے شاہزادہ بدیع الملک نامور صنعان شاہ جادوگر کو شکست دیکے
طلسم کو فتح کرچکا اور مال و اسباب طلسم اپنے قبضہ مین و کے قراقر کو طلسم کی حکومت تفویض کرکے فراغت
پائی وہان سے روانہ ہوکے بعد طے مراحل و قطع منازل تاجدار اقلیم رفعت و باجگیر مملکت شوکت
کنندہ بیخ کفر و کافری برہم زن ہنگامہ سحر و ساحری تائید یافتہ آسمانی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی جناب
صاحبقران حمزہ ثانی کی خدمت سراپا عظمت مین پہونچ کے شرف بشرف ملازمت ہوا حمزہ ثانی
بدیع الملک کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے سلیمان اعظم کی طرف اشارہ کرکے اُسکا حال پوچھا
بدیع الملک نے حقیقت سلیمان اعظم کی بیان کی حمزہ ثانی نے فرمایا ای بدیع الملک اب کچھ حال
گبران مکار کا بیان کرو کہ انکے مقابلہ مین تمنے کیا کار نمایان کیا بدیع الملک نے ملازمون سے پہلے شاہ کی
نور اُتورج اور اہرمن فیلپا گرفتہ و بستہ حاضر کیے گئے حمزہ ثانی نے متعجب ہوکے پوچھا دونون گبر کون ہین
بدیع الملک نے کہا ایک تورج بدرگ نژاد دوسرا اہرمن فیلپا ہی یہ بڑا زبردست جادوگر ہی تورج بھی
سکندر بلند اقبال ہی لیکن یہ فن جنگ و حرب سے بس واقفیت رکھتا ہی حمزہ ثانی نے کہا اگر یہ فن حرب سے بھی
بخوبی واقفیت رکھتا ہی جو غالباً اس کے گرفتار کرنے مین سخت دقت واقع ہوئی ہوگی بدیع الملک نے
مفصل کیفیت ان دونون کے گرفتار کرنے کی بیان کی اور کہا ای واہ حرمت تورج بدرگ بیشتر اوقات
بار بار پہونچ کے رہا ہوگیا وجہ اسکی یہ تھی کہ صنعان شاہ جادو اسکا بڑا حامی و مددگار تھا ہر مرتبہ ایک جادوگر کو
بھیجکے اُسکو چھڑا لیتا تھا وہ جادوگر مسلمانون کو نظر نہ آتا تھا صرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پنجہ اُٹھا کے ہوا سے
ہوا لیگیا حالانکہ صنعان شاہ کے پاس پہونچ جاتا تھا صنعان شاہ نے اپنی دختر کی شادی بھی اس سے کردی
تھی یہ سبب زیادہ تر اسکی جنبہ گیری کا تھا باوجود اسکے ہزار ہزار شکر اس قادر لم یزل کا کہ صنعان شاہ کو بھی ہلاک
کیا جسکے سبب سے طلسم فتح ہوگیا اور تورج بھی اس وقت تک قید و بند مین موجود ہی ورنہ اب تلک
کب کا نکل گیا ہوتا اس کی بی بی یعنی دختر صنعان شاہ اور اسکا بیٹا لعل بن تورج دونون طلسم خاکستر
کی جانب بھاگ گئے ہین حمزہ ثانی نے جو تورج کو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک شیر غضبناک یا فیل مست طوق
و زنجیر آہنی مین جکڑا با اطمینان تمام کھڑا ہوا ہی آثار غیظ و غضب تورج کے بشرہ سے نمایان ہین معلوم ہوتا ہی
کہ اگر ابھی موقع ملجاوے حاضرین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اس وقت حمزہ ثانی نے تورج کی جانب
متوجہ ہوکے اس طرح کی تقریر شروع کی کہ ای تورج اگر کوئی غیر شخص ہوتا تو اس سے کچھ محل شکایت
نہین تو ہمارے خاندان اور نسل حمزہ صاحبقران اول سے ہی نہایت تعجب کی بات ہی کہ تو نے اپنے آبائی دین حق
مذہب اسلام کو ترک کرکے راہ ضلالت اختیار کی یعنے آفتاب پرست ہوگیا اور اب تک اسی ضلالت مین مبتلا ہی تو نے اپنے
قدیم دین پاک کا مطلق پاس و لحاظ نکیا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب بھی مضائقہ نہین ہی اب تو راہ ضلالت
کو چھوڑ دے اور دین اسلام کو اختیار کر کس واسطے کہ اس وقت مین تجھکو کامل طور پر تلقین اور
تعلیم نہین کی گئی تھی اب تم خود عقلمند اور ہوشیار ہو اور یہ بھی ایک بات ہی کہ تمنے بجائے خود اس
معاملہ مین غور و فکر کچھ بھی نہ کی اور حق باطل مین فیصلہ نہ کیا جسکی وجہ سے تو آج تک حیران اور پریشان
پھنسا ہوا ہی اور یہی تاکید کرتا ہی اب ہم جسکو نصائح کرتے ہین کہ تو راہ ضلالت کو یکلخت ترک کر

اور اپنی ملت قدیم اختیار کر عالم نادانی مین جو غلطی ہو جاتی ہے اُسکا مواخذہ نہین کیا جاتا اگر بشر نے اس
غلطی کے سمجھنے کا موقع ملے تو غلطی کا اقرار کرے اور اگر تو میری فہمایش کی بنا پر دین اسلام اختیار کریگا تو مین
دربار مین اعلیٰ عہدہ دونگا اور ہر وقت تیرے ساتھ رعایت کرونگا مین قسم کھاتا ہون اُس خداے دو جہان
کی جسکے قبضۂ قدرت مین سبکی جان ہے مین ہرگز تیری سابق کی غلطیون کا عوض نہ لونگا اور تجھکو وحشت گزشت
مع ہذا یہ بھی خیال رہے اگر میرے سمجھنے پر بھی تو اپنی ضلالت کو نہ چھوڑیگا پس ہرگز تجھکو زندہ نہ رکھونگا
ضرور تیرے سر و تن مین جدائی ہوگی حمزۂ ثانی کی اس تقریر سے تورج بدرگ نے سوچا
یہان مکر و فریب سے کام نکلے گا اگر مسلمان ہونے سے انکار کرونگا ضرور یہ عذاب جان مجھکو ہلاک
کریگا جواب دیا اے حمزۂ ثانی واقعی پہلے مجھے دین اسلام کا حق ہونا ثابت نہین ہوا تھا اسی
وجہ سے منحرف رہا اب مین اپنے یقین سے کہتا ہون کہ مذہب سچا ہے ارکان دین اسلام تسلیم فرماؤ
حمزۂ ثانی نے پہلے اُسے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا بعدہ چند اصول و فروع تعلیم کیے تورج بدرگ نے بظاہر
تمام اصول و فروع کا اقرار کیا مگر باطن مین اسکے دل کدورت منزل کی صفائی نہوئی اب حمزۂ ثانی
اہرمن فیل پا کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا شہریار انجم رائے مولے از
ہمیاوے عالم ظاہر ہے کہ اگر دین اسلام حق اور صحیح نہوتا ہم ہرگز اس طرح لیبا نہ ہوتے حمزۂ ثانی
نے اہرمن فیل پا کو بھی کلمۂ طیبہ تعلیم کیا وہ بھی مثل تورج بدرگ بظاہر مسلمان ہوا عمر ثانی نے عرض
کی شہریارا اس خادم دیرینہ کو قیافہ مین بھی دخل ہے اگرچہ یہ دونون بظاہر دائرۂ اسلام مین
داخل ہوگئے ہین لیکن انکے قیافہ سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ یہ خداے وحدہٗ لاشریک پر بصفاے قلب
ایمان لائے ہین فلہٰذا اس بارہ مین کچھ بندوبست کامل کرنا چاہیے حمزۂ ثانی نے فرمایا اے عمر ثانی
مذہب اسلام کا مدار ظاہر پر ہے بہت سے ایسے گزرے ہین جنھون نے بخوف جان اسلام قبول
کرلیا ہے باطن اُنکا ضلالت سے پاک نہوا مگر اُنکا ظاہری اقرار قبول کرلیا گیا حالانکہ جب اُنکو
موقع ملگیا جیسے اُنھون نے اپنے دل کے بخار نکالے اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے
آنکہ عیان است چہ حاجت بہ بیان بعدہ حجام بلایا گیا اُن دونون بخت بد باطنون کے ختنے
کموسے گئے دو کشتیان خلعت کی آئین دونون کو خلعت مرحمت ہوا دربار مین اعلیٰ مقام نشست
دیا گیا تمام اہل دربار نے دونون سے معانقہ کیا حمزۂ ثانی بہت خوش و مسرور ہوئے بادشاہ کے
ہمیار سے تورج بدرگ اور اہرمن فیل پا کے مسلمان ہونے کا جشن خاص قرار دیا گیا علاوہ ازین
بعجلت تمام شایستہ اہتمام کیا ایک قصر جسکے ہر چہار جانب باغ واقع تھا اُسکو مقام محفل
خاص مقرر کیا اُسکی آراستگی و سامان زیبایش کا بیان حوالۂ قصہ خوان اور بھی مقام جشن کے قرار
دیے گئے عوام الناس تمام محلون مین شریک جشن ہوئے سرداران فوج اور عہدہ داران
اعلیٰ کی محفل کے واسطے وہ قصر خاص تھا بروز مقرر جشن سب لباس ہاے عمدہ و نفیس پہن کے
آئے ساقیان سیم تن گل پیرہن ناز و انداز کے ساتھ بادۂ ریحانی سے مملو مرصع نگار صراحیان مع جام
بلورین کشتیون مین لائے حمزۂ ثانی نے اشارہ کیا صراحیون نے قہقہہ مارا جام ہاے بلورین کھلکھلا کے
ہنسنا شروع کیا نوجوانون کی پیشتر ہی سے اس طرف نظر لڑی ہوئی تھی بالکلف جام خورشید نام

سے لب بلب ہو گئے اسی طرح چند دورے ہوئے جب سب کا دماغ گرم ہوا تو رن و اہرمن فیل پایہ دونون
بھی شریک محفل خاص تھے انھون نے بھی چند جام لبریز چڑھائے دور ساغر بھی جاری تھا
گردون نے ایسی گردش کو ہیچ و زبون خیال کر کے دورہ شراب کو جھکا ہوا منظر حیرت دیکھ رہا تھا
حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ از مطربان خوش گلو اور رقاصان سنبل مو عنبر بو آوین اور اپنا اپنا کمال دکھائین
اہل محفل سب کے دلون کو خوش کرین بمجرد اس حکم کے سازون کے بجنے کی آوازین آنے لگین طبلون
پر تھاپ پڑنے لگین مجیرون نے نوحی ہو کے تانتان بجائین مطربون نے سازون کی مطابقت
کے واسطے کچھ گنگنایا مع ہذا دوسرا حکم صادر ہوا کہ دیر تک سازون کی مرمت گھر مین ہونا چاہیے
یہین چین مین ہو رہی ہے کوئی ابھی تک یہان نہین آیا سب نے کہا حضور سر دم شرم حاضر حاضر
کچھ دیر نہین ہے غلام حاضر ہین یہان کارخانہ نہین ہے جو ساز بجائینگے فقط سرودن تو ہوا کی کرتے ہین ایسی
آواز کو حمزہ ثانی نے سن لیا حکم دیا ان بے ادبون کو نکال دو آنتین آتین کہتے ہین آنتین اپنے گلے
مین ڈالین اور گھر چلے جائین فوراً ایک طائفہ مع سازندگان ہمراہی محفل مین آیا جیسے گلے مین ملا رہ
کی آنتین پڑی ہوئی تھین ماہر جان گئے کہ ان کے واسطے بکریان ذبح ہوئی تھین وہان سے آنتو نکال
ڈھیر تھا سب نے وہان کی آنتین اٹھا کے گلے مین پہن لی تھین حمزہ ثانی نے پوچھا کہ یہ گلے
مین کیا پڑا ہے انھون نے عرض کی حضور والا سے حکم صادر ہوا تھا کہ اپنے گلے مین آنتین
ڈالو تعمیل حکم ہم غلامون پر فرض تھی لہذا اپنی آنتین نکال کے گلے مین ڈالین حمزہ ثانی نے تعجب
ہو کے کہا کیا پیٹ سے آنتین نکال لین اور زندہ رہے انھون نے عرض کی یہ اقبال حضور
کا ہے غرضکہ بعد دریافت و تحقیقات معلوم ہوا کہ یہ آنتین ان بکریون کی ہین جو جشن کے واسطے ذبح
ہوئی تھین حمزہ ثانی اور تمام حاضرین نے قہقہہ مارا خوش ہو کے ان سب کو انعام دیا اسی عرصہ مین
دوسرا نازنین طائفہ آیا ایک زن خوش جمال پری تمثال غرق پیشواز زیب تن کئے ہزار ناز و انداز دلربائی و
دلربائی آئی دونون زبان و مرد آوازین ملا کے گانے لگے ایسا لطف سے گائے کہ اہل محفل محو ہو گئے تو ہیچ مدرک
اور اہرمن فیل پایہ دونون بھی اس محفل مین موجود تھے بظاہر خوش ہوئے مگر باطن مین ناراض تھے کہ تیغ و قتل
کے منتظر تھے کوئی تدبیر حسب مراد سمجھ مین نہ آتی تھی اہل محفل ہر تان پر بالاتفاق صدائے واہ واہ بلند کرتے
تھے یہ دونون طائفے رقاصت ہو رہے اور ایک مطرب نامی و کامل آئی صورت زیبا کی ہزارون حسینون مین
ایک بھی حسن ظاہری و باطنی کا اتفاق کم ہوتا ہے مگر باری تعالے نے اس مین یہ دونون
صفتین خلق فرمائی تھین یکتائے ساز جستہ اس مطرب نے یہ غزل خسرو کی

غزل

اور دیکھین تو مکر ذرا لگا کے اسی تحسر سے
صراحی رہنگیان لنتی ہے ساقی کسی کی قرتنگین
جواب نامہ لکھوایا کیا خون کبوتر سے
کسی صورت سے ان کانون کا جاتا نہین ہے سلسلہ

لہو پیتے ہین بھرا ہے یا الفت مین کوئی
پرایکبون نکلے ہین بہ افسون چشم سا ہو سے
یہ بس حسرت زدہ مجرم پتال سینہ مین بہ کو
سنا الحذر پری تھی گیسوئے دلبر سے

ہمین دوران سر ہوئے لگا اب دور دیا ہے
ہماری خط سالی موت کا پیغام ہو گویا
نکلتے مجھ کیون قطرے انکے خون جگر سے
اسکے بعد ایک اور عاشقانہ

غزل گائی اہل محفل خوب محظوظ ہوئے حمزہ صاحبقران نے زر خطیر اسکو انعام مین دیا وہ بھی رخصت ہو گئی

اور عافیہ آیا ظاہر یہ کہ سات روز تک اسی طرح کا ہنگامہ گرم رہا آٹھوین روز ختم ہوا

داستان زخمی کرنا تورج نابکار کا عمرو قران کو اور جانا مع اہرمن جانب صحرا اور نقال معتبر قران کا اور جملہ مردمان لشکر اسلام کا سیہ پوش ہو کر نالہ و فغان کرنا

جہان ست بیداد و عدل جہان
تو خود تا توانی بہ بین علت مال
بپیچ کند دستان مرد نقش
کہ بر دمہ اش غار تیرہ دیت
نہ دارد وفا با توسے روزگار
شدہ از دود آہ اسیران بدو قیر
بشود زرہ مشورہ پامالی او

نہ محتاج ماند و نہ نوشیروان
نہ شہ دست از تیغ این پر خبر
کہ ہم کیو آنجاست ہم بیژنش
نہ گودرز نہ جون شیادش دریغ
بچہ ہم کشتہ ہر گوشہ شہر ہزار
ز نقش شبک طبع آزری کن
ہر اسے کر افعی ست خلخال او

برستم چہ کرد این جفا پیشہ زال
کہ خون سیاوش در طشت کرد
ستمہای کردون در ہم نویسند
چو اندازد افراسیابانہ تیغ
سفیدست زلف سیاہش چو شیر
بیمار سیہ مہر باز سے مکن

محرران اخبار گم گشتہ و کاتبان وقائع ایام

اس داستان جرات توامان کو اس طرح مرقوم کرتے ہین کہ جب چراغ دودمان صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی نے تورج بد رگ اور اہرمن فیلپا کو مسلمان کیا تھا علاوہ خلعت فاخرہ دینے کے طرح طرح کی انکے نوازش کی تھی مگر تورج کا یہ حال تھا کہ ہر وقت مترود و متفکر رہا کرتا تھا کسی سے بات بھی کرتا تھا تو بظاہر بحالت طلب معلوم ہوتا تھا لیکن قراین سے دریافت ہوتا تھا کہ اسکو باطنا کچھ نظرہ حق ہر ایک روز تنہائی میں اہرمن فیلپا کو بلایا اور کہا ای اہرمن یہ مجکو معلوم ہو کہ میرا لشکر کس مقام پر ہو جو رستے مجکو اس کے حال کی خبر نہین ہر اسنے کہا ای پہلوان زمان اصل حقیقت سے تو مجکو بھی اطلاع نہین ہر لیکن بعض آدمیون کی زبانی یہ شنا ہر کہ تمہارا لشکر رزال مین ہر تورج نے کہا ای اہرمن بارے تمہاری زبانی لشکر کا حال اسفیدہ معلوم ہوا اب مجہپر فرض ہر کہ اس کام کو کرون جو مین نے عرصہ سے سوچ رکھا ہر اہرمن نے پوچھا آخر مین بھی سنون وہ کیا فریبہ ہر جسکو عرصہ سے سوچ رکھا ہر ہر چند کہ راز کے اخفا کرنے مین بزرگون کا مقولہ بہت کچھ ہر جبتک بات دل مین ہوتی ہر جبتک دل مین رہتی ہر اس بات پر اپنی حکومت رہتی ہر لیکن جب وہ بات زبان پر آجاتی ہر اُس بات کا محکوم ہوجانا پڑتا ہر بہت مناسب ہر اگر اپنے دل کی بات کے اخفا مین مبالغہ کیا لیکن مجھے اس بات کو ضرور تمسے ورکہدینا چاہیے شاید اس کام مین کچھ مشورہ دیسکون تورج نے کہا ای اہرمن تمسے کسی بات کا چھپانا کیا اصل امر یہ ہر کہ مین نے حمزہ ثانی کے اصرار سے بخوف جان مسلمانون کا کلمہ پڑھ لیا تھا دل سے مسلمان نہین ہوا تھا کیا کہون کہ یہ چند روز مسلمانون مین میں نے کسطرح بسر کیے ہر وقت طیش آتا تھا اور کچھ کہنا چاہتا تھا مگر پھر انجام کو سوچ کے خاموش رہ جاتا فی الحال مین نے مصمم ارادہ کر لیا ہر کہ موقع و محل دیکھکے تاریکی شب مین یہانسے اپنے لشکر کی طرف چلا جاؤن حتی الامکان سب کی نظر سے پوشیدہ جاؤنگا اور اگر کوئی دیکھ بھی لیگا اور متعرض ہوگا اُسے ہلاک کرونگا اہرمن نے کہا ای پہلوان زمان تم یہ سمجھنا مین نے تمہاری زبان سے سنکے اس رمز کو معلوم کیا مجکو پہلے سے اطلاع ہر کہ تمنے بظاہر کلمہ پڑھا ہر یہی قیاس میری نسبت بھی کرنا چاہیے اب میری ایک گذارش تمسے یہی وہ یہ کہ اگر یہی ارادہ مصمم ہر کہ اب یہان سے اپنے لشکر کو جانا چاہیے اور موقع و محل کی

ملال رہے پس جس وقت یہان سے جانے کا ارادہ ہو مجھے اپنی روانگی سے ضرور مطلع کردینا بلکہ حتی الامکان مجھکو اپنے ہمراہ لیتے جانا مین بھی ان مسلمانون مین رہ کے تنگ آگیا ہون تورج نے قبول کیا ایک روز حمزہ صاحبقران کی طبیعت کچھ ناساز تھی تمام سردار حمزہ ثانی کی تیمارداری مین مصروف تھے تورج نے اہرمن سے تخلیہ مین کہا آج شب کو میرا ارادہ یہان سے نکل جانے کا ہے اس واسطے کہ سرداران لشکر اسلام حمزہ ثانی کی تیمارداری مین مصروف ہین اس سے بہتر کوئی موقع نہین ملیگا آج تو میری بارگاہ مین مقیم رہنا اہرمن فیلپا منتظر ہی تھا وہ اسی وقت سے بارگاہ تورج مین موجود رہا دستور تھا کہ بعد مغرب تمام سرداران لشکر دربار حمزہ ثانی مین جاتے تھے آج چونکہ حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز تھی سب حمزہ ثانی کے پاس موجود تھے تورج نے اہرمن سے مشورہ کیا کہ میری کیا رائے ہے آیا حسب دستور حمزہ ثانی کے پاس جاؤن اسنے کہا ضرور جانا چاہیے حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز ہے اگر نہ جاؤگے اسیوقت سے سردارون کے دل مین شک ضرور پیدا ہو جائیگا حمزہ ثانی کے پاس سے واپس آکے جہان جانا ہو چلے جانا تورج نے اہرمن کی رائے کو پسند کیا شام ہونے کا وقت قریب تھا دونون دربار حمزہ ثانی مین پہونچے باادب تمام سلام کیا مزاج کا حال پوچھا حمزہ ثانی نے کہا الحمدللہ تھوڑی دیر وہان توقف کیا بعدہ دونون وہان سے چلے آئے کھانا کھایا جام شراب کے لیے

ان دونون بدباطنون کو میخواری مین مصروف رہنے دو اور اس طرف کا حال سنیے

دستور لشکر حمزہ ثانی کا یہ تھا کہ شب کو دو تین سردار اور عیار گرد بارگاہ حمزہ صاحبقران پہرہ دیتے تھے اور لشکر کی بھی نگرانی کرتے تھے چنانچہ اس شب کو ایک سردار مسمی ضیغم قوی بازو اور مہتر قران کی باری تھی پہر رات گذرنے کے بعد ضیغم چند سوارون کو ہمراہ لیکے حمزہ ثانی کی بارگاہ کے گرد پھرنے لگا سب ہوشیار باش کی آواز دے رہے تھے تا آنکہ زلف لیلائے شب تا کمر پہونچی تورج بدرگ اور اہرمن فیلپا نے زرہین پہنین آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوئے دو مرکب زین و لجام سے تیار رکھے تھے بارگاہ سے باہر نکلے تورج مرکب پر سوار ہوا پھر اہرمن پشت مرکب پر گیا مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ دو شخص مرکبون پر سوار ہوئے اسکے دل مین شک پیدا ہوا با آواز بلند کہا تم کون لوگ ہو جو اسوقت گھوڑون پر سوار ہوئے ہو تورج یہ سنکے چند قدم بڑھا اور آواز دی ای قران مطمئن رہو ہم کوئی غیر نہین ہین اگر ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو ہمارے قریب آکے دیکھ لو مہتر قران بغرض اطمینان اس جانب چلا ضیغم ذی جاہ گروہ دوسری جانب گشت لشکر کے تھا وہ بھی مہتر قران کی آواز سنکے بارگاہ تورج کی جانب مع سواران ہمراہی چلا مہتر قران جیسے قریب تورج کے پہونچا دیکھا تورج بدرگ اور اہرمن فیلپا دونون بدکار مسلح و مکمل مرکبون پر سوار ہین مہتر قران کو تردد ہوا کہا ای تورج یہ وقت شب کا ہے سب اپنے اپنے بستر خواب پر پڑے سو رہے ہین تمکو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہے جو اس وقت بایں سامان و تیاری کہان جاتے ہو تورج نے کہا ای مہتر قران مجکو اس وقت ضرورت خفیہ لاحق ہوئی ہے قریب آؤ تو بیان کرون۔ واضح ہو کہ ہر چند مہتر قران فن عیاری مین بیمقدار تھا مگر اجل سے کسی کا کیا بس چل سکتا ہے اذا جاء القضا عمی البصر قضا و قدر سے چارہ نہین تنزل طالع کب کا علاج نہین مہتر قران کو کیا خبر تھی کہ اس مردود کا کیا ارادہ ہے آگے بڑھنے سے بے تکلف چلا گیا اور کہنا کیا کہتے ہو تورج

تلوار برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا جونہیں مشتر قران قریب پہونچا تلوار کا وار قران کے سر پر لگایا اور یہ کہا
کہتا جیوں مشتر قران نے کوشش کی تھی کہ جگہ خالی کروں تاکہ اسکا وار رد ہو جائے مگر بمقتضائے اذا جاء
العلم اندھی کسی طرح وہ وار رد نہو تا مشتر قران کا نصف کاسۂ سر چاک ہو گیا مشتر قران نے آہ کی اور آواز دی
کہ ہوا اہل لشکر جلد میری خبر لو تورج مکار نے مجکو ہلاک کیا یہ کہکے تڑپ سے زمین پر گرا اور مثل بسمل خاک
خون میں لوٹنے لگا ضیغم قوی بازو کہ جانب تورج چلا تھا اب آواز مشتر قران کی سنکے بعجلت
بعجلت چلا اور پکارا اے مشتر قران گھبرانا نہیں میں آ پہونچا عنقریب تیرے دشمن کو تہ تیغ
کرتا ہوں یہ صدا ضیغم قوی بازو کی اہرمن نے سنی کہا اے پہلوان زمان غضب ہوا ضیغم قوی بازو
مشتر قران کا عوض لینے آتا ہے اب بہت برا نتیجہ ظہور میں آئیگا ہر چند کہ تم شیر بیشۂ جرأت و دلاوری
ہو ضیغم قوی بازو کیا کر سکتا ہے لیکن جب تک آپس سے مقابلہ ہوگا اور بھی پہلوان لشکر اسلام
کے یہاں پہونچ جاوینگے جنگاہ کو طول ہوگا تم تنہا کیا کر سکتے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ جلد یہاں سے
گھوڑے کو اڑا جاؤ یہاں توقف کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے تورج بدرگ اہرمن کے
کہنے سے خائف ہوا گھوڑے کو بے تحاشا بھگایا صحرا کی راہ لی ضیغم شیر دل نے اسکا تعاقب
کیا ہر چند کوشش کی نہ پایا ناچار واپس آیا یہاں آکے دیکھا تمام سواران لشکر گرد مشتر قران
کے کھڑے ہیں کوئی کہتا ہے مشتر قران کو اٹھالے چلو کوئی کہتا ہے کسکو سے چلو کہ عنقریب
مشتر انتقال کیا چاہتا ہے شور و غل سے تمام سرداران لشکر بیدار ہوئے سب نے آکے مشتر قران
کو بحال خراب دیکھا ایک ہنگامہ و واویلا بلند ہوا بادشاہ و حمزۂ ثانی بھی بارگاہ سے برآمد ہوکے
پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہے ملازموں نے عرض کیا خداوند نعمت غضب ہو گیا تورج مردود مشتر قران
کو قتل کرکے مع اہرمن فیلپا کسی طرف بھاگ گیا حمزۂ ثانی نے کہا جلد مشتر قران کو ہمارے
پاس لے آؤ چند خدام گئے اور تخت کو بچھا کے مشتر قران کو آسانی اٹھاکے دربار حمزۂ ثانی کے
لائے حمزۂ ثانی اور بادشاہ مشتر قران کا حال جراحت دیکھ کے بہت ملول ہوئے کیونکہ مشتر
قران کو بسبب درد جراحت کے بہت کرب تھا حمزۂ ثانی نے آبدیدہ ہوکے کہا اے
مشتر قران یکایک تجھ پر کیا آفت نازل ہوئی میں نے سنا ہے تجکو تورج مردود نے مجروح کیا اصل
حقیقت اس واقعہ کی کیا ہے کیا تم سے کچھ زبانی گفتگو کسی بات پر آگئی تھی کہ طول سے یہ نتیجہ ظہور میں
آیا مشتر قران اگرچہ بے حالی ہو رہا تھا تاہم بضرورت خفیف آواز سے اس طرح گویا ہوا
اے امیر باتوقیر مجھے تورج کمبخت سے کسی طرح کی گفتگو ہوئی اور نہ کوئی سبب ہوا مگر یہ
سبب ہے کہ بعد نصف شب کے میں قریب خیمہ نگرانی کر رہا تھا دیکھا دو سوار کھڑے ہیں میں نے
ٹوکا کہ تم کون ہو تورج نے کہا میں ہوں تورج کوئی غیر نہیں ہوں میں نے کہا اس تاریکی
شب میں کہاں جانے کا ارادہ ہے کہا ایک ضروری کام در پیش ہوا ہے میرے قریب آؤ تو بتاؤں
میں قریب گیا اس نے زبان سے مطلق کچھ نہیں کہا بے تحاشا تلوار کا وار میرے سر پر کیا میں
بیہوش ہوکے زمین پر گرا وہ چلتا ہوا اے مخدوم من کمترین یہ غلام جاں نثار تجسے رخصت ہوتا ہے
سوئے عدم جاتا ہے جو کچھ مجھ سے قصور ہوا ہو اسے معاف فرمانا کہ ابتدائے خلقت آدم سے اس آدم کو

زمانہ کی نیرنگیان اسی طرح کی ظاہر ہوا کرتی ہیں غرض یہ خبر کیا موقوف ہی چشم زدن تک کو اس دنیا مین راحت
نہین ملی اہل دنیا جس طرح ڈسنے اور آنکی اس سے پیش آئے ظاہر ہی خداوند عالم کی درگاہ بے نیاز
مین ہزار ہزار شکر کہ مین اجل بے قصور ہلاک کیا گیا اکو والا منزلت شادم کے انتقال سے جو تعلق
ملال نہ کرنا اور یہ وصیت ہی کہ میری لاش کو خانہ کعبہ مجید بنا مدت سے میری آرزو تھی کہ حوالی خانہ
کعبہ مین مبہوا دفن کرنا یہ حمزہ ثانی سے کہتر قران تمام سرداران لشکر اور لشکر اسلام سے او سے
اونے سے بگریہ و زاری رخصت ہوا ایکہ نفس سرد بھر کے اور کف افسوس ملکے کہا ای قران
افسوس اس آخری وقت مین اپنے آستانہ مبارک شاد کی قدمبوسی حاصل نہ ہوئی یہ حسرت دل کی
دل ہی مین رہی اور پیام رحلت آگیا یہ کہکے قران نے کراہ کے کروٹ لی مع ہذا مرغ
روح نے قفس تن کو چھوڑکے باغ جنان کی جانب پرواز کی انا للہ وانا الیہ راجعون لشکر
اسلام مین گریہ و زاری کی آواز بلند ہوئی حمزہ ثانی اور بادشاہ لشکر بھی آنکھون پر رومال رکھکے
رونے لگے راوی کہتا ہی کہ حمزہ ثانی مفارقت کہتر قران مین اسقدر بیتاب ہوکے روئے
کہ کسیکی مفارقت مین اسقدر نہ روئے تھے کہ اپنا گریبان چاک کر ڈالا اہل لشکر نے بھی
حمزہ ثانی کی متابعت کی پھر تو تمام لشکر کے اونے والے کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی سینہ پیٹتا تھا او
سینہ دونون ہاتھون سے کوٹتا تھا کوئی پتھر سے سر ٹکرا رہا تھا کوئی خنجر میان سے کھینچتا تھا اور اپنے کو
ہلاک کیا چاہتا تھا کوئی دیوار سے سر ٹکراتا تھا اور کہتا تھا ہائے خواجہ عمر بعد تم ایسے شفیق و مہربان کے
کیا لطف زندگی رہا ہماری دلی آرزو ہی کہ جلد تم سے ملحق ہو جائین کیا خوش ہون اگر ملک الموت ابھی آ
ہماری بھی روح قبض کرے بعضے عیار زار زار و قطار رو رہے تھے اور کہتے تھے ای کہتر قران افسوس ہزار افسوس
تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا کچھ پاس محبت و مروت نہ کیا بعضے عیار کہتے تھے ہائے افسوس اب لطف عیاری
و جانبازی نہ رہا جب ایسا عیار کامل دنیا جہان سے اٹھ گیا بعضے عیار بہت حیرت مین تھے اور کہتے تھے ہیہات
اس دنیائے دنی پر جس مین ایک لمحہ زندگی کا بھروسا نہین ایسا عیار کامل اور اس طرح ایک مرتبہ سے
ہاتھ سے یکایک جان بحق تسلیم ہو جائے کہتر قران نے کیا انتقال کیا ہمارے تن سے جان نکل گئی دل چاہتا
ہی فقیر ہو جائین صحرا اور پہاڑون مین درخت کی پتیان اور خاک پھانک کے زندگی بسر کرین الغرض
تو اس بات مین ہین کہ اس مرحوم کی تربت کی مجاوری کرکے زندگی کو ختم کرین کوئی کہتا تھا بھائیو میری بات
یاد رکھو اگر مین تاب مفارقت قران نہ لا کے غریق بحر فنا ہو جاؤن تو کہتر قران کی قبر کے پاس مجھکو دفن
کوئی کہتا تھا ای فلان کیا کہتا ہی جب ہم زندہ رہینگے اس وقت تیری وصیت عمل مین لائینگے جب ہم ہی
نہونگے اس وقت تمہاری وصیت پر کون عمل کریگا کوئی کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا ای فلان حیف
باغبان جہان کے حکم سے ایسا گل گلشن بہاری باد سموم اجل سے پژمردہ کر دیا گیا کہ کو میار تھا ہر جملہ
اوصاف سے متصف تھا جس سے بات کی خوش ہو کے جسکی طرف دیکھا نظر لطف سے ہزارون برس اگر آسمان
چکر کھائے تو ایسا نیک نہاد شخص پیدا نہین ہو سکتا بڑے بڑون مین ایسے اوصاف حمیدہ و حرکات پسندیدہ نہین
دیکھے ہر چند کہ حمزہ صاحبقران ایسے شہنشاہ ذیشان اس مغفور کی خاطر داری و مدارا کرتے تھے مگر وہ باوجود
ایسے اعزاز کے کبھی مغرور و متکبر نہین ہوا حمزہ صاحبقران نے جو حکم جس وقت دیا بسر و چشم اسکی بجا

تکمیل کے واسطے موجود ہو گیا پھر تو کون کا تو کیا ذکر ہے اور دوسرے بات یہ کہ جب سرداران دست چپ و دست
راست سے بھی کسی نوع کی شکر رنجی ہوئی اصلاح کرنے کو مستعد ہو گیا اور پھر اس طرح کہ کسیکو ملال نہ ہو جس شخص
کے بدلے خود اُسکو دوست و خیر خواہ سمجھتا تھا اسی طرح کا نام نیک دنیا میں باقی رہجاتا ہے نہ تھا کسی کو نہیں ہے کل
من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام کون نہیں جانتا سوا اک افسانہ کے کیسی رہ گیا ؛ نہ قابل
رہا اور نہ سرداری ؛ جتنے بڑے بڑے عالی دماغوں اور دانشمندوں کو دیکھا کہ جب ذرا بھی باعتبار
دنیا ثروت ہو گئی یا کسی طرحکا منصب عالی ہو گیا بے اختیار ہو گئے اپنے سے زیادہ کسی کو لائق و قابل
نہیں سمجھتے اپنے سے کم پایہ کی جانب نظر اُٹھا کے نہیں دیکھتے اُنکے بات کی گویا ذلت ہو گئی اُنسے کوئی نہیں
پوچھتا کہ زمانہ نے ہمیشہ کسکے ساتھ موافقت کی ہے مال و دولت کا کیا اعتبار آج ایک کے پاس ہے کل دوسرے
کے قبضہ میں ہو گا کوئی دولتمند ایسا نہیں ہے جس کا شجرہ حضرت آدم تک دولتمندی کا ملا ہو مالداری کا
فخر بالکل پوچ ہے البتہ صاحب فن و ہنر ہونا چاہیے علم و فضل سے سینہ مملو ہو گو زمانہ اُس سے ناموافق
ہوتا ہم ہنرمند واجب التعظیم ہے گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم * کون خرش شمار اگر گاو عنبرست ہنرمند
و ذی فضل و کمال کی نظر میں جاہل دولتمند کی وقعت نہیں ہوتی ایک بادشاہ جاہل کی نقل مشہور ہے کہ ایک
مرتبہ اس بادشاہ جاہل نے ایک حکیم کو باصرار اپنے دربار میں طلب کیا وہ حکیم دربار میں پہونچا دیکھا بادشاہ
مسند حکومت پر کمال تمرد بیٹھا ہے حتی کہ اُس حکیم کی تعظیم تک بادشاہ نے نہ کی اس ہنرمند شخص کو بہت
ناگوار ہوا جس کام کے واسطے بادشاہ نے حکیم کو طلب کیا تھا اُسکے متعلق باتیں شروع ہوئیں اثنا ے
سخن میں حکیم نے ہر چہار جانب نظر کی بعدہ یکایک لعاب دہن بادشاہ کے منھ پر پھینک دیا بادشاہ بہت
برہم ہوا اور کہا ای شخص تو باوجود اسقدر فضل و کمال کے نہایت بے ادب معلوم ہوتا ہے تو نہیں جانتا
کہ میں اسوقت بادشاہ خود مختار ہوں جسکو چاہوں بلا تکلف ہلاک کردوں کوئی مجھے متعرض نہیں ہو سکتا
تو نے مطلق میرا ادب نہ کیا حکیم نے کہا آخر بیان تو کرو وہ بے ادبی کیا ہے جو میں نے کی بادشاہ نے کہا اس سے
زیادہ بے ادبی کیا ہو گی کہ لعاب دہن ایسی مبتذل شی کو تو نے میرے منھ پر پھینکا کیا یہاں اُگالدان یا ظرف
و دیوار نہ تھی حکیم ہنسا اور کہا ای بادشاہ اگرچہ تو صاحب حکومت و اقتدار ہے لیکن اپنے خود سمجھ تو
تیری حکومت و اقتدار سے وہ شخص خائف ہوگا جو تیری دولت کا خواستگار ہوگا اور جو شخص تجھ سے زیادہ
مستغنی ہے وہ کس طرح تجھ سے خائف ہو سکتا ہے فرض کیا کہ تو اس جرم کے عوض میں ہلاک کریگا پھر کیا۔ ہم تو دو
ایک روز میں مرنے کو تھے کوئی قبل کوئی بعد پھر اگر مرجانے میں ہم ہی سبقت کرینگے تو کیا نقصان لازم آئیگا بادشاہ
نے کہا ای شخص آخر بیان تو کر کس وجہ سے تو نے مجھ پر لعاب دہن پھینکا حکیم نے کہا سن تیری زبانی لعاب
دہن نہایت مبتذل شی ہے اور مبتذل شی کو مبتذل اور وہیں ہی جگہ پھینکنا چاہیے میں نے ہر چہار جانب
نظر کی کوئی مقام تیرے منھ سے زیادہ اخس و مبتذل نظر نہ آیا جو اس مبتذل شی کو وہاں پھینکتا
اس واسطے کہ تو بالکل جاہل ہے بادشاہ منفعل ہوکے خاموش ہو رہا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہنرمند جاہ سے
مستغنی ہوتا ہے کتنی قدر کسیکے پاس دولت ہو اُسکی نظر میں نہیں سماتی ہنرمند کا ہمیشہ بول بالا رہتا ہے
اس بادشاہ کی ایک مرتبہ آنکھیں آشوب کر آئیں حکیم کے پاس خواجہ سرا کو بھیجا کہ نسخہ لکھا لاؤ خواجہ سرا
حکیم کے پاس آیا حال بیماری چشم بادشاہ بیان کیا حکیم نے دوا بتائی کہ اسکو بادشاہ کے آنکھ میں لگانا

باندھو دیا بادشاہ کی آنکھوں کو فائدہ ہوگا تو اجسے اکو بہت تعجب ہوا کہا حکیم صاحب بادشاہ کی آنکھیں آشوب کر آئین ہین تمنے دوا بادشاہ کے پاؤن کے انگوٹھے کے واسطے تجویز کی ہی پاؤن کے انگوٹھے سے اور آنکھوں سے کیا نسبت حکیم نے جواب دیا پاؤن کے انگوٹھے سے آنکھوں کو وہ نسبت ہی جو تیری کرامات زرین سے تیرے زنخدان کو۔ کرامات نیچے ہی زنخدان اوپر پھر کیا وجہ ہی کہ اسکے ہونے سے زنخدان کے بال نیست و نابود ہین اُسنے کہا ای مہتر یہ وقت مذاق کا نہین ہی تورج مردک نے بڑا غضب کیا چراغ عیاری گل کر دیا مین پیشتر سے سمجھتا تھا کہ تورج بدرگ بظاہر مسلمان ہوا ہی مگر اسکے باطن مین بھی فتور ہی حمزہ صاحبقران کے خیال سے کچھ نہ کہتا تھا تورج بدرگ جب سے بظاہر مسلمان ہوا اُسکا کوئی قول راست نہ دیکھا کسی معاملہ مین راستی نہ تھی ہزار دن جھوٹ بنا کر بولتا تھا بات بات مین جھوٹ کا دنیا تھا ــ آنرا کہ سخن چنین پریشان باشد ؛ بے شبہ کہ او لطیفۂ شیطان باشد ؛ اورا بقبول دین اسلام چہ کار کن کافر او اگر مسلمان باشد ؛ کوئی مہتر قران کی لاش سے لپٹا تھا اور جوش گریہ مین کہتا تھا افسوس تمھین ای مہتر تم ایسے وقت مین تورج جفا شعار کے دست ظلم سے زخمی ہوئے کہ ہم بخبر سو رہے تھے کاشکے ہم بیدار ہوتے اور تمھارے پاس موجود ہوتے تو کبھی تم کو زخمی نہ ہونے دیتے اُس نابکار کو زندہ نہ جانے دیتے غرضکہ تمام لشکر مین گویا قیامت برپا تھی اکثر مردمان کہن سال حمزہ ثانی اور سرداران لشکر کو سمجھاتے تھے کہ صاحبو کیون اپنے تئین ہلاک کیے ڈالتے ہو جو پیدا ہوا ہی وہ ایک روز نا پید ضرور ہوگا اور نے ابکے سب کو ایک روز مرنا ہی بڑے بڑے حکیم حاذق دنیا مین خلق ہوئے طرح طرح کے نسخے ایجاد کیے کوئی موت کی تدبیر نہ کر سکا اور راہ رو ملک عدم کا کوئی سد راہ نہو سکا غور کرو کہ اس دنیا سے کیسے کیسے نامی و گرامی و نامور شاہان بحر و بر صاحب شوکت و فر۔ عاقل و کامل۔ دلاوران بیمثال۔ جوانان یوسف جمال نازنینان حور تمثال ستودہ خصال نازک کمر جادو نظر غنچہ دہن نازک بدن۔ سر آپا ناز پری انداز جفا جو آتش خو کو موت نے نہ چھوڑا آخر الامر قبر مین قرار لیا ہزار ہا من مٹی اُنکے اسی تن نازک پر ڈال دی گئی جو لوگ اُنکے درد خواہ و محب تھے جنکو ایک لحظہ کی مفارقت ناگوار تھی خود اُنھون نے اپنے ہاتھ سے خاک مین ملا دیا تھا قبر مین چھوڑ کے چلے آئے اُنکا گوشت و پوست حشرات الارض کھا گئے ہڈیان گل کے چونا ہو گئین ویرانہ مین قبرین ہین مکان بستی مین ہین چند روز تک اُنکے اعزا اُنکے غم مین مبتلا رہے بعد ازان پھر اُسی طرح کار ہائے دنیا مین مصروف ہو گئے چندے کے بعد اُنکی صورتین بھی یاد نہ رہین غرض اس تقریر سے یہ ہی کہ زمانہ کا ہمیشہ سے یہی رنگ چلا آتا ہی کوئی مرتا ہی کوئی پیدا ہوتا ہی دنیا مین شادی و غم توام ہی یہ عالم بے ثبات آخر ہر ایک شی معرض فنا مین ہی نظم کہان ہین کیقباد و کیخسرو و جم

گئے عیش و طرب سے ہو کے محروم	کہان ہی وہ سکندر وہ فغفور و خاقان	کہ سہراب سے تھے جہان مین شاہ و سلطان
ہوا افراسیاب ایسا دلاور	اجل کی تیغ سے ایک دم نہ بچا	ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال
گیا سر تخت شاہی سے بے سر ہوکے پامال	کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہی	بڑی رستم کی تھی روز آزمائی
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی	سکندر کے نہ لشکر کام آیا	وہ سب نے خاک مین آرام پایا

صاحبو بر اسے خدا صبر کرو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس آہ و زاری گریہ و بیقراری سے بہتر یہ ہی کہ مہتر قران کے واسطے دعا سے مغفرت کرو صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام پڑھ کے اُسکا ثواب قران کی روح کو بخشو و دین

کفن کی تدبیر کرو اسی طرح سے جب بہت کچھ سمجھایا تو جوش گریہ و بکا کم ہوا حمزہ ثانی نے مہتر قران کو غسل دلا
بیش قیمت کفن دیکے تابوت میں رکھا پھر نماز میت مع لشکر و سرداران پڑھی حمزہ ثانی نے کہا اے
سرداران لشکر اسلام مہتر قران نے وصیت کی تھی کہ بعد انتقال مجکو خانہ کعبہ بھیجکا بند و بست کیاجاوے
سب نے کہا شہریار ہم سب اس خدمت آخری انجام دینے کو موجود ہیں جو حکم ہو اسکی تعمیل کیجاوے
حمزہ ثانی نے چند سرداروں اور عیاروں کے نام بتائے خلاصہ یہ کہ باہتمام و انتظام تمام مہتر قران
کی لاش خانہ کعبہ روانہ کی گئی حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا اے سلاطین مہتر قران نظر کردہ شاہ
مردان تھا اُنکے غم میں میں سیہ پوش ضرور ہونگا جس کو میری خوشی منظور ہو وہ بھی سیہ پوش ہو غرضکہ
حمزہ ثانی سیہ پوش ہوئے اُنکے ساتھ تمام لشکر اسلام سیہ پوش ہوا پھر اُس وقت سیہ پوشی کی
گریہ و زاری حیطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے دیکھنے والونکے جگر شق ہوتے تھے

اہل لشکر اسلام کو غم والم میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال اُن سرداروں اور عیاروں کا بیان کیا جاتا ہے جو مہتر قران کی لاش لیکے جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے تھے

مالک نہ سکندر رہا خشکی و تری کا
جس سے کہ غرور آج ہی بات تھی؟ ہر کا

حاکم نہ سلیمان رہا دیو و پری کا
کل اُس جہان میں شور رہا کوچ گری کا

تیر ملک کمون کیا میں جہان سفر کا
رو بیان اخبار حیرت افزا دنا فلان

حکایات عبرت انتما اس طرح قلم فرسائی کرتے ہیں کہ جو سردار و عیار لشکر اسلام سے مہتر قران کا تابوت
لیکے خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے تھے بعد طی مراحل و قطع منازل حوالی خانہ کعبہ میں پہونچے خواجہ
عمر اور حمزہ صاحبقران کو مطلق اس حال کی خبر نہ تھی ایک روز کا ایک ہرکارہ حمزہ صاحبقران
کی خدمت میں حاضر ہوا موقف عرض میں استادہ ہوکے اسطرح عرض پیرا ہوا کہ اے مبارک سایہ بخشندہ
کہ مل سے کنند اختران آسمان از طلعت ہمایون اختری با فلان فلان عیار و سرداران لشکر اسلام
اس طرف چلے آتے ہیں مگر حیرت خیز یہ بات ہے کہ اُن سرداروں اور عیار و نکے ساتھ ایک
میت بھی ہے بعض قرائن سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ وہ میت کسی عیار معزز کی ہے کیونکہ عیاران
ہمراہی کا اُس میت سے متعلق بہت کچھ اہتمام اور انتظام ہے حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ جلد مفصل خبر
لاؤ کہ کس کی میت ہے خبردار گئے حال دریافت کیا حمزہ صاحبقران کی خدمت میں مفصل حال
بیان کیا حمزہ صاحبقران نے یہ خبر سُنا کہ مہتر قران کی میت آئی ہے حمزہ صاحبقران
بیتابانہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون خواجہ عمر کو بھی سخت
صدمہ ہوا عرض کی اے شہریار غلام جاتا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے سترہ میں بھی چلتا ہوں
غرضکہ دونوں وہاں سے روانہ ہوئے مگر راہ میں حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر زار و قطار
روتے جاتے تھے تابکہ تابوت کے قریب پہونچے حمزہ صاحبقران نے چیخیں مار کے رونا شروع
کیا خواجہ عمر نے اپنے کو تابوت پر گرا دیا اور اسقدر روئے کہ آنسو ریش سے بہ کے گر پڑے اور
غشی کی نوبت پہونچی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ عمر اپنے کو ہلاک کر ینگے بعض ہمراہیوں کی
طرف اشارہ کیا وہ خواجہ عمر کے قریب آئے کہا خواجہ صاحب صبر کرو اسقدر بیتابی تم ایسے
دانشمند سے نہایت بعید ہے جو کچھ مشیت باری تعالیٰ میں گذرا اتفاق ہوا تھوڑی دیر کے بعد خواجہ عمر کو

گریہ وزاری سے افاقہ ہوا اور دل سے آنسو پاک کیے سرداران وعیاران ہمراہی سے مہتر قران
کے ہلاک ہونے کا حال پوچھا اُنھون نے کہا ای مہتر مہتران وبہتر بہتران مہتر قران کی ہلاکت کا باعث
نورج بدرگ ہوا حمزہ ثانی نے اُسے گرفتار کرلیا تھا دعوت اسلام کی اُسنے بخوف جان
دین اسلام اختیار کیا ہم لوگون کو بخوبی اُسکی بدباطنی کا حال دریافت ہوگیا تھا چنانچہ اُس
امر کی اطلاع حمزہ ثانی کو بھی کردی تھی اُنھون نے ہماری گذارش کیجانب مطلق اعتنا نہ کی بلکہ
یہ جواب دیا کہ شریعت اسلام کا مدار ظاہر پر ہی اس بارہ مین بجز سکوت کے کوئی چارہ نہین ہی چند
روز کے بعد وہی ہمارا خیال ظہور مین آیا کہ ایک شب کو نورج اور اہرمن دونون نابکار مرکبون پر
سوار ہوکے چلے اسوقت مہتر قران حمزہ ثانی کے قریب طلایہ مین مصروف تھے اُنھون نے
دیکھ کے آواز دی کون ہی نورج نے جواب دیا مین ہون کوئی غیر نہین ہی ایک ضروری کام ہی ذرا
میرے قریب آؤ تو کہون مہتر قران اسکے قریب گئے اُس مردود نے بلاتکلف مہتر کے سر پر تلوار کا وار
ایسا زبردست کیا کہ جان بحق تسلیم ہوئے چونکہ مہتر مرحوم کی وصیت تھی کہ مجکو خانہ کعبہ کے حوالی مین
دفن کرنا بنابران حمزہ ثانی نے مہتر کی میت ہمارے ہمراہ کرکے اس طرف بھیجدی ای خواجہ عمر
واقعی یہ ہی مہتر مرحوم کے تعلق ومحبت کا جب خیال آتا ہی اُنکی مظلومی پر دل آب ہوجاتا ہی کیا کہین
نورج ملعون ہاتھ نہ آیا ورنہ اُس ظالم کو ہرگز زندہ نہ چھوڑتے خواجہ عمر نے کہا واقعی حمزہ ثانی کو
جب اس بات کی اطلاع ہوگئی تھی کہ یہ مردود بظاہر مسلمان ہوا ہی باطن خراب ہی ضرور اس بات کا
لحاظ رکھنا تھا غرضکہ ایک مقام مین قبر تیار کی گئی لاش کو تین مرتبہ گرد خانہ کعبہ کے پھرایا مہتر قران
کی میت کو قبر مین دفن کیا جب تک مہتر قران کو دفن نہین کیا حمزہ صاحبقران موجود رہے بعدہ
اپنے مقام قیام پر چلے آئے اُن سردارون اور عیارون نے ارادہ کیا تھا کہ اسی وقت اپنے
لشکر کی طرف مراجعت کرین حمزہ صاحبقران مانع ہوئے کہ ابھی تم سب تھکے ماندے ہو دو چار روز
استراحت کرو بعدہ چلے جانا ابھی تمسے کچھ حالات اُس نورج کے دریافت کرنا ہین ان سب نے
عرض کیا شہریارا ہم خادمون کو توقف کرنے مین کچھ عذر نہین ہی لیکن اس سبب سے بلاتوقف
مراجعت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ابھی کفار کا خدشہ باقی ہی ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین مسلمانون
کو ان موذیون کے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ہان یہ خیال تمہارا بیجا نہین
ہی غرضکہ چند لمحہ تک حمزہ صاحبقران کچھ ضروری حالات حمزہ ثانی کے پوچھتے رہے بعدہ اُن سبکو
رخصت کیا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ راہ حجاز طی کرتے ہوئے چند روز کے بعد لشکر حمزہ ثانی
مین پہونچے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی نے خانہ کعبہ کے مفصل حالات دریافت کیے بعدہ
حمزہ صاحبقران کی خیر وعافیت پوچھی اُن سردارون نے تمام حالات وہان کے بیان کیے اور
حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر کا جو کچھ حال مہتر قران کے غم والم مین ہوا تھا مفصل بیان کیا راوی کہتا
ہی کہ جب تک یہ عیاران وسرداران لشکر اسلام خانہ کعبہ سے مہتر قران کو دفن کرکے واپس آئے
حمزہ ثانی اُسی طرح الم مہتر قران مین سیہ پوش رہے تھے چند سرداران نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو مہتر قران کی ہلاکت کا سخت ملال ہی تاہم ایک عیار کی ہلاکت سے حمزہ ثانی کا استقلال

سے بیہوش رہنا بالکل نامناسب بات ہے مخالفین اعتراض کرینگے قطع نظر اسکے اس صورت میں معاملات حکومت و انتظام سلطنت میں خلل پیدا ہونا مخصوص ہے غلط ازین بارہ میں تحریک کرنا چاہیے سب نے اس راے سے اتفاق کیا کہا بیشک سے کہ در خاطر بادشاہان نہے و پریشان گشتہ خاطر عاملے دوسرے روز حاضرین دربار نے عرض کیا اے تاجدار اقلیم عظمت وای جہانگیر مملکت سطوت آگاہ ہم خادمان حضور والا کی یہ مجال نہیں کہ راے عالی میں کسی طرح کا دخل دے بلکہ اپنی راے موے از جسم اوسکے اسقدر ضرور گذارش کرتا ہے کہ مہتر قران کو انتقال کیے عرصہ ہوا اتنا سے درجہ کی قدر دانی کی کہ ایک عیار کی ہلاکت کے غم ملال میں سیہ پوشی اختیار کی ہر ایک بات کی ایک حد ہوتی ہے بہتر ہوگا اگر حضور سیہ پوشی سے قطع نظر کریں کسی کے ہلاک ہونے سے دنیا کے کاروبار بند نہیں رہ سکتے حمزہ ثانی دم سرد بھر کے خاموش ہو رہے بعدہ غسل کرکے لباس سفید تبدیل کیا عیاروں کو جمع کیا اور کہا اے عیاران طرار اگرچہ میں نے سیہ پوشی سے قطع نظر کی ہے لیکن اسکے معنے یہ نہیں ہیں کہ مہتر قران کی ہلاکت کا ملال میرے دل سے دفع ہو گیا تم لوگوں کا فرض ہے کہ ہر چہار جانب متفرق ہو کے جاؤ اور تورج بدرگ کا سراغ لگاؤ جس جگہ وہ ملعون ملجاے فوراً اُسے ہلاک کرو یا گرفتار کرکے لے آؤ اور اگر ان صورتوں میں سے کوئی صورت ممکن نہ ہو جلد مجکو آکے اطلاع دو سب نے قبول کیا اور اسی وقت یراق عیاری سے آراستہ ہر چہار جانب تورج بدرگ کی جستجو میں بعجلت تمام روانہ ہوگئے

اب حال بد مآل اہرمن فیلپا اور تورج بدرگ کا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد قتل مہتر قران لشکر اسلام سے جب بھاگے تو اثناے راہ میں اُنپر کیا گذری ہے

کچھ کسی سے اقبال سے نہیں ہوتا
یہ ذائقہ وہ ہے کہ میسر نہیں ہوتا
ہے وصل عشق جفا آس کو الٰہی
عاشق کوئی دنیا میں کسی پر نہیں ہوتا
کیا مر نہیں جاتا تعلق ہجر سے کوئی
جب ہمکو میسر کوئی رہبر نہیں ہوتا
ہم جانتے ہیں آتے ہیں ہم کو فرشتے
پھر زندہ جہان میں کوئی مرکر نہیں ہوتا

ہر آئینہ گر داغ سکندر نہیں ہوتا
کیا کوئی زمانہ میں ستمگر نہیں ہوتا
پر کوئی گنہگار مقرر نہیں ہوتا
رہتا ہے شب و روز بغل ہی میں دل اپنا
یاد نہیں آتا ہمیں باور نہیں ہوتا
تم کیسے ہو معشوق اطاعت نہیں کرتے
جس بزم میں شغل مے و ساغر نہیں ہوتا

دنیا میں مزا عشق سے بہتر نہیں ہوتا
ہوتا ہے کہ تیرے برابر نہیں ہوتا
بیداد تیر سے دیکھے یہ حال ہوا ہے
تم ہوتے ہو جب پاس تو اکثر نہیں ہوتا
رہبر ہی سے ہم پوچھتے ہیں راہ محبت
عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہیں ہوتا
اگر داغ نہ دے جان بہت ہیں کرانا

زر راہ دیان حرف سخن این چنین مردیست کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست

جب اہرمن اور تورج دونوں مکار و بدذات لشکر اسلام سے بھاگے خیر اخیر چلے جاتے تھے اثناے راہ میں ایک باغ سرسبز و شاداب ملا اہرمن نے کہا اے پہلوان زمان اب کسل و کاہلی اعضا میں زیادہ تر راہ پاے ہوئے ہے چند لمحہ یہاں توقف کر و اس باغ کے میوہ وغیرہ سے شدت جوع کو تسکین دو پانی پیو پھر یہاں سے تازہ دم ہو کے چلنا تورج نے کہا اے اہرمن تو یہ سمجھتا ہے کہ مہتر قران کو ہلاک کرکے اطمینان ہو گیا قسم ہے لات و منات کی مجکو ہر وقت خدشہ ہے کہ عنقریب مسلمانوں کے ہاتھ میں پھر گرفتار ہو جاؤنگا لشکر اسلام کے عیار بڑے چالاک و ہوشیار ہیں حمزہ ثانی نے فوراً عیاروں کو میری اور تیری تلاش میں روانہ کیا ہوگا اگر یہاں توقف ہوگا ضرور وہ عیار یہاں پہنچکر

جنکی دور مجلو رفتار کرینگے اہرمن سے کہا ہر چہ بادا باد جگہین اب جب ظالمون کی بہت ہین ذرا تھوڑی دیر توقف کرنا چاہیے تورج ناچار وہان متوقف ہوا اور درختون سے میوہ توڑ کھایا چشمہ سے پانی پیا دونون سفیدر درخت استراحت کی

اہرمن و تورج کا باغ مین وارد ہونا

اہرمن زیادہ تھک گیا تھا بخبر سو گیا تورج بیدار تھا اُسکو دور سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز معلوم ہوئی سوچا کوئی عیار لشکر اسلام کا میری تلاش مین آتا ہے اپنی جگہ سے اُٹھا دور جا کے کھڑا ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی کوئی نہ معلوم ہوا وہان سے واپس چلا ایک مقام پر چاہ تاریک واقع تھا خس و خاشاک مین چھپا تھا جونہی تورج نے اُس مقام پر قدم رکھا دھم سے کنوئین مین جا رہا۔ اس طرف اہرمن بیدار ہوا دیکھا تورج نہین ہے تمام باغ مین تلاش کیا کہین نشان نہ ملا سوچا اگر توقف کرونگا عرصہ زیادہ ہوا ہے ایسا ہو کوئی آفت نازل ہو وہان سے تنہا روانہ ہوا ایک دیہ مین پہونچا اہل دیہ بھی آفتاب پرست تھے اُنسے کہا مین نظر کردہ خداوند شمس ہون تمھاری ہدایت کے واسطے آیا ہون تمام گانون مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ خداوند شمس کا نظر کردہ ہدایت کے واسطے آیا ہے تمام اہل دیہ جمع ہوئے اہرمن کو سجدہ کیا ایک خاص مکان جملہ سامان ضرورت و زینت سے آراستہ کر کے اہرمن کو اُس مین مقیم کیا خاطر تواضع سے پیش آئے ہر وقت گرد اہرمن کے اہل دیہ کا مجمع رہتا تھا کوئی روپیہ لاتا تھا کوئی اشرفی نذر رکھتا تھا غریب لوگ اناج پیش کش کرتے تھے پانون پر سر رکھتے تھے بکمال اعتقاد کہتے تھے اے خداوند کے نظر کردہ زہے نصیب اس دیہ کے کہ تم ایسے متبرک شخص نے یہان قدم رنجہ فرمایا ہے اس بات پر گر جان فدا ہو تو بجا ہے ہم کب قابلیت رکھتے ہین جو عہدۂ شکر گذاری سے ادا ہو سکین آج ہمکو دریافت ہوا کہ خداوند کی نظر عنایت اس دیہ پر ہے اہرمن قبلیا لبسبب حرص و ہوس مغلوب کے جو کچھ کوئی دیتا تھا بلا تکلف لے لیتا تھا جو کوئی زر نقد دیتا تھا اُس سے بہت خوش ہو کے ملتا تھا مزاج پرسی کرتا تھا خداوند سے سفارش کرنے کا وعدہ کرتا تھا طرح طرح کی فرمایشین کرتا تھا تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اُسکے ہر ایک فعل کی تعریف کرتا تھا جو کوئی غریب اہل دیہ سے اُسکے پاس جاتا تھا بے تمیز پیش آتا تھا بے اعتنائی کرتا تھا ہر طرح سے اُسکی مذمت کرتا تھا خداوند کے قہر و غضب سے ڈراتا تھا زجر و توبیخ کرتا تھا سخت اور موذی رسوم بت پرستی تعلیم کرتا تھا تمام اہل دیہ نے دعوت کی تجویز روز جشن قرار دیا تمام دیہ مین آئینہ بندی کی کثرت سے کھانا پکوایا اعلیٰ اعلیٰ طائفے بلوائے تمام شب رقص و سرود کی صحبت گرم رہی تمام اہل دیہ جمع تھے اہرمن کو صدر مین بٹھایا تھا اس حکم کی تعمیل مین سب مستعد تھے اہرمن نے ایک مطرب سے فرمایش کی کہ اگر کوئی غزل عاشقانہ یاد ہو گا ذرا اُس مطرب نے یہ غزل شروع کی غزل

کیا ہے جو خدا اس صنم کو ہزار دن طوفان اُٹھا کر | نگاہین وہ حسین کر بولا خدا خدا کر خدا کر
کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ لے رہے دم کو سکرا کر | سنا کیے حال چپکے چپکے نظر اُٹھائی نہ سر اُٹھا کر
نہ طور دیکھے نہ رنگ برسے غضب مین آیا ہون لگا کر | دگر نہ دیتا ہے دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر
تری محبت نے بار ڈالا مجرا ادا سے مجھ کو ظالم | آہ مرا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر بنا بنا کر
عجب یہ تیرہ خاکدان ہے اسی کی ہر رخ جا ہین | فلک نے اختر بنا لیے ہین چراغ ہستی بجھا بجھا کر

جہان تک کی آنکھ کہ تجھ کو تیسین سی دمین تجھی بجھاس سی کی تاکہ جتا — گردہ دو دل کی چمک نے کیا گیا دکھاکے صد سے جگا جگا کی
تم بھی تو ہو جو کہ خواب مین ہو تم ہی تو ہو جو خیال مین ہو — کمان پہنچے آنکھ مین سماکر کدھر کو جاتے ہو دل مین آکر
ستم کے جو لذت آزما ہون کرم سے بے لطف ہو رہا ہون — جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو تقاضا کہ پھر جفا کر
شراب خانہ ہی یہ تو زاہد طلسم خانہ نہین جو تو نے — کہ توبہ کرلی گئی ہی تو یا ابھی بھان سے شکست کھاکر
جو ظلم کرنا تھا سر پہ میرے تو او دیکھتے اٹھائے ہوتے — اٹھائی ہی تنے تو قیامت رقیب کو بزم مین بٹھا کر

اہرمن اس غزل کو سنکے بہت خوش ہوا نشہ شراب سے مدہوش ہو رہا تھا خود بھی آرزو اوسکے گانے کی
کیا و مطرب بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہی جسکا ہر عزیز معلوم ہوتا ہی کہ اہل دیہ نے تعظیما صدر
مین بٹھایا اور اونکو اعلے اپنے کو اسکا ادنے خادم سمجھتے ہین اور اسکے گانے سے معلوم ہوتا ہی کہ دیوے
کی قوم سے ہی آخر ایک اہل دیہ سے پوچھا یہ کون صاحب ہین جنکی اس اہتمام سے مہمانی کی گئی اسنے کہا ہمارے
خداوند کے نظر کردہ ہین واجب التعظیم ہین انکے ہاتھ مین ہم سب کی بخشش ہی ہمارے اور خداوند
آفتاب کے درمیان واسطہ ہین مطرب نے کہا آواز سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ گویئے ہین اسنے
کہا خاموش خداوند آفتاب کے نظر کردہ کی شان مین بے ادبی نہین چاہیے اگر تو یہ سمجھتا ہی کہ انکی آواز
خوش آیند ہی شاید گویئے کی قوم سے ہونگے آگاہ ہو کہ جو خداوند آفتاب کا نظر کردہ ہوگا اس مین سب
طرح کی صفتین ہونگی انواع اقسام کے کمال حاصل ہونگے ایک خوش آوازی پر کب موقوف ہی
غرضکہ تمام شب یہ ہنگامہ رہا

حسب اتفاق وارد ہونا شاپور شیر دل عیار لشکر اسلام کا اس دیہ مین اور گرفتار کرنا اہرمن فیلپا کو

سخن پرداز این طرفہ حکایت و شیرین ادا داستان کردہ روایت ہی کہ جب حمزہ ثانی نے تمام عیارون کو جمع کرکے
اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تم سب اطراف و جوانب مین تورج بدرگ اور اہرمن فیل پا کی تلاش
مین جاؤ جہان ملین انکو گرفتار کرلاؤ حسب الحکم حمزہ صاحبقران ثانی وہ عیاران نامدار عجلت تمام
وہان سے ہر چہار طرف روانہ ہوئے منجملہ انکے شاپور شیر دل بھی ایک طرف راہی ہوا حسب
اتفاق اسکا گذر اس دیہ مین ہوا جہان اہرمن فیلپا اپنے فریب سے اہل دیہ کو مطیع کیے ہوئے
تھا اور طرح طرح کے عیش و عشرت مین شب و روز بسر کر رہا تھا مالدارون کے پاس تو نہایت تواضع و فروتنی
و انکساری ثابت کرنے کی غرض سے سرخرو رکھتا تھا اور مفلس نادارون پر آنکھین نکالتا تھا کتے کی
طرح بھونکتا تھا خداوند کا قہر خداوند کا غضب کہکے انکا دم سکھائے دیتا تھا وہ غریب کہتے تھے ہمارے
پاس کچھ نہین ہی بالکل نادار ہین وہ کہتا تھا تم پر خداوند کا عذاب نازل ہوگا اور زیادہ مصیبت مین پھنسوگے
تمام دیہ مین اہرمن کے نظر کردہ خداوند ہونے کا چرچا تھا شاپور نے بھی اس واقعہ کو وہان
پہونچ کے سنا سمجھا کہ اہرمن یہان ہی تورج بدرگ بھی ضرور یہان ہوگا یہ موقع اچھا ہاتھ آیا
جس طرح ممکن ہو ان دونون کو ہلاک کرو اور دونون کے سرون کو لے چلو حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت
مین پیش کرو سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملیگا حمزہ ثانی بہت خوش ہونگے یہ سوچ کے بازار مین ایک درزی
کی دوکان تھی اسکے پاس گیا کہا ہمکو کپڑے سلوانا ہین اسنے کہا تشریف لاؤ جو کام ہوگا بسر و چشم
انجام دونگا جس طرح کا کپڑا کہوگے تیار ہو جائیگا ہمارا کام کیا ہی شاپور نے کہا ہمکو زیادتی اجرت کا

خیال نہین ہو کام درست بنانا چاہیے خیاط نے اپنے کام کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا صاحب یہ سب کام
دیکھ لو پہلے ایک کپڑا سلوا لو شاپور نے تھوڑا کپڑا دیا اور کہا پہلے تم نمونہ کے طور سے ایک زیر جامہ سی دو
پھر مین شاہانہ کپڑے پہننے کو دونگا خیاط نے منظور کیا شاپور نے کہا اب ہم جاتے ہین کل آؤ یہ کہکے قدم اُٹھایا چلتے
چلتے کہا آج کل اس دیس مین خداوند آفتاب کے نظر کردہ کا کیا ذکر ہو رہا ہے خیاط نے از اول تا آخر کیفیت
بیان کی اور کہا شب کو بڑی دھوم کی دعوت تھی خوب خوب ناچ گانا ہوا یہ بھی سنا ہے کہ خداوند آفتاب کے
نظر کردہ نے بھی مطربون کے ساتھ گایا آج تمام دیس مین اس بات کا بھی چرچا ہے کہ خداوند کا نظر کردہ علم موسیقی
مین بھی اکمل ہے شاپور شیر دل نے کہا اگر خداوند کے نظر کردہ کو موسیقی کا شوق ہے اور وہ اس فن
مین مہارت کامل رکھتے ہین تو کسی طرح مجھے اُنکی خدمت مین پہونچا دو مجھکو بھی اس فن کا بہت شوق ہے مین نے
تمام عمر اس فن عجیب کے حاصل کرنے مین صرف کر دی خیاط نے کہا مین نے خداوند کے نظر کردہ کے اکثر کپڑے سیے
ہین ثواب کی غرض سے مزدوری نہین لی خداوند کے نظر کردہ مجھسے بہت خوش و مہربان ہین اگر تم اس فن مین کمال
رکھتے ہو کل میرے ساتھ چلو تمسے ملاقات بھی ہو جائے گی اور اپنے کمال کا بھی نمونہ دکھانا اگر تمھارا گانا
پسند خاطر ہو جائیگا نظر کردہ خداوند سے وہ تمھاری سفارش کرینگے اور آخرت مین کام آوینگے غرض کہ
وہ دن اُدھر اُدھر کی گشت مین بسر کیا دوسرے روز صبح کو ایک تنبورہ کی ٹوپی مین دارو سے جوتی بھری
تنبورے کے تار درست کیے اپنی ہیئت کی طرف نظر کی کچھ علامتین لکھین کچھ پڑھا مین پھر دن چڑھے
خیاط کے مکان پر پہونچا خیاط نے کہا خوب آ گئے مین تمھارے انتظار مین بیٹھا تھا تمھارے مکان کا پتہ معلوم
نہ تھا اس سبب سے تمھاری تلاش مین نہین نکلا اے جوان کل مین خداوند کے نظر کردہ کے پاس گیا تھا اور
اُدھر اُدھر کی باتین ہوتی تھین مین نے برسبیل تذکرہ یہ بھی کہا کہ ہمارے شناساؤن مین ایک جوان فن موسیقی کا
بڑا کامل بلکہ اکمل ہے اگر فرمائیے تو اُسے لے آؤن اے نظر کردہ خداوند اُسکے گلے اور گانے سے آپ بہت خوش ہونگے اے
جوان میری غرض اس سفارش سے یہ ہے کہ اگر نظر کردہ خداوند تمھارے گانے سے خوش و مسرور ہونگے کیا عجب
ہے کہ تمھاری وجہ سے اُنکو میرا زیادہ خیال ہو اور خداوند سے بروقت ملاقات میری سفارش کر دے
حالانکہ اس وقت بھی اُنکی نظر توجہ سے ایسے ہے لیکن تمھاری وجہ سے مزید بران سمجھنا چاہیے شاپور بہت
خوش ہوا اور کہا واہ واہ دوست خوب تقریب کی تمھاری وجہ سے میرا بھی انجام بخیر ہو جائے گا ورنہ کوئی امید خداوند
کے تقرب کی نہ تھی خیاط نے کہا خیر مین تو جاتا ہی ہون تم بھی چلو نظر کردہ خداوند کے پاس شاپور نے تنبورہ
سنبھالا خیاط کے ہمراہ روانہ ہوا اہرمن کے دربار ہیبت آثار مین پہونچا دیکھا کمال تمرد سے ایک مسند
سلطنت پر بیٹھا ہے اور اکثر سرزمین دیو اُسکے روبرو دست بستہ مؤدب سکوت مین بیٹھے ہین خیاط آگے
بڑھا کہا اے نظر کردہ خداوند وہ دوست میرا یہی ہے جسکے فن موسیقی کے کمال کا ذکر کل مین نے کیا تھا اور
نظر کردہ خداوند نے اشتیاق ظاہر کیا تھا اہرمن نے سر تا پا شاپور شیر دل کو دیکھا کہا اے جوان
ہمنے تیرے کمال کی بہت کچھ تعریف سنی ہے ہم بھی مشتاق ہوئے اگر آج ہم تیرے گانے سے محظوظ ہونگے ضرور
خداوند سے تیرا ذکر کرینگے اور خداوند سے کسی کا ذکر کرنا کوئی ادنے بات نہین ہے شاپور نے بھی اہرمن
طلبیا کو بغور دیکھا اور تمام حاضرین کی صورتین دیکھین اس مکان کو دیکھا چند لمحہ سکوت مین بیٹھا رہا اہرمن نے
کہا اے جوان کس فکر مین ہے اس تنبورہ کو ملا کے اپنا کام شروع کر شاپور نے آہستگی سے غلاف کا جبہ کھول تنبورہ کو

نکالا مگر ملا نے اس ترکیب سے کچھ بجایا کہا ہرمن کی سمجھ میں نہ آیا لیکن وہ ملعون فن موسیقی میں دلی سینے کو اصل ظاہر کر چکا تھا شاپور کی بہت تعریف کی اور کہا اے جوان معلوم ہوا کہ تو صاحب کمال ہے اگر تجھکو کوئی غزل یاد ہو تو بجا شاپور نے یہ غزل شروع کی غزل

نکلی نہ یا صبر کی زبان سے شکوہ کی بات
اظہار شکوۂ شب غم ہو کے رہ گیا
ضرب المثل جہاں میں وہ دل ہر شاہ ہو
جو تیر وصل سے یہ سے بہم ہو کے رہ گیا
پورا ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مسودہ
قاصد روانہ چار قدم ہو کے رہ گیا
اے داغ ہم نہ دیکھ سکے روز حشر بھی

اس بت کو جب خیال ستم ہو کے رہ گیا
بھجت میں اسکے سامنے سم ہو کے رہ گیا
اے چارہ گر جگر کی کسک کس طرح مٹے
جو پائمال زیر قدم ہو کے رہ گیا
واعظ سے ہم سے بحث رہی اسی بات پر
فرسودہ اللّٰہو بار قسم ہو کے رہ گیا
دل نے تری گلی سے نہ نکلنے دیا مجھے
سر خجلت گناہ سے خم ہو کے رہ گیا

ہیں مضطرب خدا کی قسم ہو کے رہ گیا
بد سے جو مروہ اسکے شب وصل کیا ہوا
کو وہ نہ کم ہوا پہ ہی وہ کم ہو کے رہ گیا
جاتا اسی کو ہیں نے یہ پورا ہی آشنا
گلزار بہشت و خلد و ارم ہو کے رہ گیا
طالب ہوئی جو شوق پہ تاثیر جذب دل
سو بار قصد دیر و حرم ہو کے رہ گیا
اس غزل کو اس لطف سے گایا کہ

اہرمن نے خوش ہو کے کہا اے جوان اب مجھپر فرض ہے کہ تیرے اس دل خوش کرنے کا عوض دوں اس سے زیادہ کیا عوض ہوگا کہ جب خداوند کی حضوری حاصل ہوگی پہلے تیرے ہی کمال کا ذکر کرونگا اور معقول عنایت و رحمت خداوند کا تجھکو مستوجب کرونگا شاپور نے کہا کون خداوند اہرمن نے متعجب ہو کے کہا کیا تو نہیں جانتا آگاہ ہو وہ خداوند جو تمام جہان کو روشن کیے ہوئے ہے جو زمین میں طرح طرح کے درختوں کو پیدا کرتا ہے جو درختوں کے پھولوں کو پکاتا ہے اور لذیذ کرتا ہے جو پتھروں کو رنگ بخشتا ہے جو ہر ایک انسان کے پہلو میں جلوہ کیے ہوئے ہے جہان اسنے نظر توجہ پھیری جہان میں نور پیدا ہو گیا اگر تجھکو آج تک اس خداوند درخشندہ کے حال کی خبر نہ تھی حالانکہ ہمیشہ تیرے پیش نظر رہا تو آج ہم تجھے باخبر کرتے ہیں کہ اسکو پہچان اور اسکی بندگی فرض سمجھ ہم اسکے نظر کردہ ہیں اسکے رسول ہیں خلقت کی ہدایت کے واسطے آئے ہیں جو ہمارا کہنا مانیگا اس سے خوش ہو کے خداوند سے اسکی سفارش کرینگے جو سرتابی کرے گا اسکو سزائے معقول دینگے خداوند کا قہر و غضب اسکی جان پر توڑینگے شاپور نے کہا یہ کیا غیرت تو نے بکا مجھ ہاری سمجھ میں نہیں آیا اہرمن نے کہا ہاں سمجھ میں نہ آیا ہوگا یہ کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کے شاپور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے صحن میں آیا وہ انگشت سبابہ سے سورج کو بتا کے دیکھ یہ چمکتا ہوا خداوند ہے ورود پھر اپنی جگہ آ کے بیٹھ رہا شاپور شیر دل بھی تنبورہ لیے ہوئے چلا آیا دل میں سوچ رہا تھا کہ کیا تدبیر اسکی گرفتاری کی کروں کس بات سے ابتدا ہو سوچتے سوچتے پھر تنبورہ اٹھایا دوسری غزل شروع کی

جوش گریہ سے یہ آنکھیں ابر نیساں ہو گئیں
صاف دل کی حسرتیں منہ پر نمایاں ہو گئیں
سیکڑوں دل ہو گئے انداز پر تیرے نثار
روز فرقت کی عذاب سخت سختیاں ہو گئیں
اب کسی سے دل لگا کر ہم ہونگے پائمال
انگلیاں ہاتھوں کی تیری تار رگ جاں ہو گئیں

اپنی ہی بیتابیاں مشہور دوران ہو گئیں
مر گئے ہم اک نظر میں نگاہ ناز سے
سیکڑوں جانیں تری چتون پہ قربان ہو گئیں
جب پیا ہم نے ملا سا شب کو وقت انقلاب
جو خطائیں ہو گئیں ہم سے وہ گردان ہو گئیں
باغ جب یوسف کنعان بنی معشوق گلستان

رازِ الفت عیب سا ہم سے نہ سکے روبرو
آج اپنی مشکلیں اک پل میں آسان ہو گئیں
دن پورا ہو چکا ہم ہو گئے آخر تمام
دل کی وہ بیتابیاں سب راحت جان ہو گئیں
واہ رے جوش جنون اترا گیا ضعف سے
مشکلیں ہر دم میں نہ رہیں جب پریشان ہو گئیں

اہرمن نے بہت کچھ تعریف کی اور ہاں اسی طرح خداوند سے سفارش کرنے کا ذکر کرنے لگا اس مرتبہ شاپور کو

پہونچے چوبدار کو بلایا حکم دیا کہ مکاندار کو بلا لاؤ مکاندار آیا حمزہ ثانی نے فرمایا ایک مکان فرش و شیشہ آلات
وغیرہ سے جلد آراستہ کر اور بھی سامان ضرورت مہیا کرنا مکاندار نے فوراً تعمیل حکم کی حمزہ ثانی نے اُس
مکان میں اُس مرد عرب کو مقیم کیا دسترخوان طعام کے اسوقت اُس مرد عرب کیواسطے جاتے تھے متعدد
آدمی خدمت کے واسطے مقرر تھے حکم تھا کسی وقت کسی بات کی تکلیف نہو جس شی کی ضرورت ہو فوراً
ہمارے یہاں سے پہونچے حمزہ ثانی کبھی خود اُس عرب کے پاس جاتے کبھی وہ عرب خود حمزہ ثانی کے
دربار میں حاضر ہوتا تھا طرح طرح کی باتیں ہوتی تھیں تمام اہل دربار عرب کی عزت کرتے تھے خاطرداری
سے پیش آتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ جانتے تھے کہ حمزہ صاحبقران والاشان کا فرستادہ ہے دوسری وجہ
یہ بھی تھی کہ جانتے تھے مکہ معظمہ ایسے مقام محترم کا رہنے والا ہے شاید کسی وقت میں حج خانہ کعبہ سے مشرف
ہونے کا اتفاق ہوگا وہ اُسمیں کام آئے گا اول حمزہ ثانی نے اُس عرب کی دعوت ملوکانہ کی تحفہ میں طرح طرح
کے اشیاء بیش قیمت و نایاب دیں پھر ہر ایک سردار نے باری باری دعوت کی۔ راوی کہتا ہے کہ کشین بن
شیاطین رنجور آشوب شناس یہ چاروں زبردست اور نہایت چالاک عیار فرعون کے تھے جنکا ذکر
سابق میں آچکا ہے انمیں سے یہ رنجور عیار فرعون ہے جو حمزہ ثانی کے پاس اس فریب سے آیا ہے کہ مجکو مکہ معظمہ
سے حمزہ صاحبقران نے خبر کے لیے بھیجا ہے غرضکہ جب اس مکار و بدکار عیار فرعون نے دیکھا کہ ہر وقت
ایک نہ ایک سردار حمزہ ثانی کا میرے پاس موجود رہتا ہے کوئی وقت فرصت کا نہیں ہے بجائے خود کوئی
تدبیر کرکے فرعون کو قید حمزہ ثانی سے رہا کروں اب اسنے یہ دستور مقرر کیا کہ جب کوئی سردار حمزہ ثانی
کا اسکے پاس آیا فوراً وضو کیا اور نماز کے واسطے مصلے پر جا بیٹھا اور جب تک وہ سردار موجود رہا مصلے
پر سے نہ اٹھا یہانتک کہ وہ سردار عاجز ہوکے چلا گیا اب یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ مرد عرب نہایت نمازگذار
ہے اس عیار نے فرعون کے قیدخانہ کا سراغ لگایا یہانتک کہ معلوم ہوا کہ فلان مقام میں بکمال
حفاظت فرعون مقید ہے ایک روز یہ مردود حمزہ ثانی کے پاس گیا اور کہا شہریار میں نے سنا ہے کہ
تمہارے یہاں کوئی گبر ملعون قید ہے میں بھی اسکو دیکھنا چاہتا ہوں حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے
اور سرداروں کو حکم دیا جاؤ اس مرد عرب کو قیدخانہ میں لے جاکے فرعون ملعون کو دکھلاؤ مگر خبردار
نہایت ہوشیار رہنا اسواسطے کہ زندان خانہ کھولا جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ فرعون رہا ہوجاوے بعض
سرداروں نے اسوقت برسبیل تذکرہ کہا شہریارا اُس گبر مکار کو بیکار مقید کر رکھا ہے خواہ مخواہ کا درد
سر ہے قتل کرکے فراغت حاصل کرنا مناسب ہے حمزہ ثانی نے فرمایا یہی میں بیشتر فکر کرتا ہوں مجھے
اس بات کا خیال آتا ہے کہ اگرچہ فرعون ایک گبر متکبر ہے تاہم اپنی قوم میں سردار ہے جہانتک ممکن
ہو اسکو تعلیم و تفہیم کرکے مسلمان کیا جاوے تو بہتر ہے اس بات سے کہ ہلاک کیا جاوے اور
ہلاک کرنا تو کچھ مشکل بات نہیں ہے ابھی ہلاک کرسکتے ہیں ان سرداروں نے کہا یہ جو کچھ ارشاد ہوا
بہت بجا و درست ہے مگر تورج مردود کا قصہ پیش ہوچکا ہے کہ اسنے بخوف جان دین اسلام کو قبول
کیا آخر کو اُسنے گریز کی اور بہنگام گریز مہتر قران کو ہلاک کیا جسکا صدمہ اسوقت تک زائل
نہیں ہوا ہے اسی طرح اگر یہ گبر ملعون بھی اپنی رہائی کے واسطے بظاہر دین اسلام اختیار
کرے گا تو کیا ہوگا حمزہ ثانی مع عرب مصنوعی یعنے رنجور عیار فرعون کیطرف متوجہ

ہوئے اور فرمایا تمھاری کیا راے ہے اس بارہ میں تیامن مکار نے کہا اے شہریار مجھکو اس قصہ کی مفصل اطلاع نہین
ہے تاکہ اپنی راے قائم کرسکون حمزہ والاقدر نے تمام کیفیت از سر نو بیان کی اور کہا یہ سب مجکو فرعون کے
قتل کے واسطے مجبور کرتے ہین عرب معنوعی نے کہا شہریارا تمھاری راے بہت صائب ہے واقعی ایسے
مشہور و معروف شخص کا بلا تکلف ہلاک کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہے ان سردارون کی راے بالکل غلط ہے
اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہے ہر طرح کی تدبیر ہو سکتی ہے لیکن بعد ہلاکت اگر کسیطرح کا نقص پیدا
ہوا تو اسکا دفیعہ کچھ نہین ہو سکتا حمزہ ثانی اس بات کے سنکے خاموش ہو رہے وہ سردار عرب معنوعی لینے
عیار فرعون کو قیدخانہ مین سے لے گئے رنجور موجود تھا اس قیدخانہ کو خوب غور سے ہر چہار جانب دیکھا یکایک نظر
فرعون پر پڑی دیکھا کہ زنجیر سے خوب جکڑا ہوا ہے گلے مین آہنی طوق پڑا ہے اور نہایت تذلیل کی حالت مین
ہے اسوقت اس عیار کی طبیعت مین نہایت اشتعال پیدا ہوا چاہا کہ اسیوقت اہل زندان سے مقابلہ کرکے
فرعون کو رہا کرے مگر پھر ضبط کیا اس نظر سے کہ تنہا مجمع کثیر سے کہان تک مقابلہ کر سکتا ہون ایسا نہ ہو
کہ مین بھی یہان گرفتار ہو جاؤن سردارون نے چاہا کہ فرعون سے بھی ملاقات ہو کچھ باتین کرین رنجور نے
انکار کیا اور کہا قیدی کی ملاقات کیا قیدی دین اسلام سے منحرف ہے ایسا نہ ہو کہ میرے اسکے ملاقات مین
کوئی صورت بد پیش آئے ان سردارون نے کہا صورت بد کیا پیش آسکتی ہے اسنے کہا صورت بد یہ پیش
آسکتی ہے کہ مین اسکے روبرو دین اسلام کے حق ہونے کی دلیل پیش کرون اور وہ کسی نوع کی تذلیل کا
کلمہ زبان پر جاری کرے تو خواہ مخواہ غصہ آئے گا اس سے یہی بہتر ہے کہ ملاقات نہ کی جاوے بعدہ
وہان سے واپس آیا حمزہ ثانی نے پوچھا تم نے دیکھا فرعون ملعون کو عرب معنوعی نے کہا ہان
دیکھا لیکن مین اسکے قریب نہ گیا حمزہ ثانی نے کہا ضرور جانا تھا بلکہ اسکو کچھ افہام و تفہیم بھی
کرنا تھا عرب معنوعی نے کہا اصل یہ ہے کہ مجھ سے قیدی کی صورت نہین دیکھی جاتی تمھارے سردارون نے
بھی مجھسے کہا تھا لیکن مین نے دفع الوقتی کردی اسیطرح کی چند باتین کین پھر حمزہ ثانی کے پاس
سے اپنے مقام قیام پر چلا آیا اسی وقت سے فکر شروع کی تمام شب بیدار رہا آخر اس بات پر
قرار پائی کہ یہان سے نقب کھودنا چاہیے چنانچہ اس مکان کے ایک حجرہ تاریک مین گیا مقام تجویز
کیا جو ملازم حمزہ ثانی کی خدمت مین موجود تھے اُنسے کہا مین شب کو عبادت کرونگا اور ان کو
بھی وظیفہ پڑھنا ہے تم کو چاہیے کہ جب تک مین اس حجرہ مین عبادت و وظائف مین مشغول رہون
تم مین سے کوئی میرے پاس نہ آئے اور جو کوئی میری ملاقات کو آئے اُس سے بھی اسی بات کا ذکر
کر دینا بہر حال نہ تم میرے پاس آنا اور نہ کوئی اور بیرونی شخص میرے پاس آئے ملازمون نے قبول
کیا غرض کہ اسی شب سے اس حجرہ مین نقب کھودنا شروع کردی تمام شب نقب زنی کرتا تھا
صبح کو باہر آتا تھا غسل کرتا تھا کپڑے پہن کے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ادھر
اُدھر کی باتین ہوتی تھین تھوڑی دیر کے بعد اس حیلہ سے کہ کچھ وظیفہ پڑھنا ہے دربار سے چلا آتا
تھا اور پھر حجرہ مین جاکے نقب زنی مین مصروف ہو جاتا تھا تین شب و روز مین وہ نقب
قیدخانہ مین پہونچی جہان فرعون مردود قید تھا جونہین سر نقب قیدخانہ مین نمایان ہوا
فرعون نے متوحش ہوکے سر نقب کی جانب دیکھا زنجیرون کو سنبھالکے سر نقب

سے قریب آیا رنجور نے آہستہ سے کہا اے خداوند تشویش نہ ہو مین آپہونچا نہایت چالاکی سے بندہاے
آہنی کو دست و پا سے فرعون سے جدا کیا اور اس نقب کی راہ سے اُس مکان مین لایا جہان خود مقیم
تھا اُسکی سواری کے واسطے تین مرکب حمزہ ثانی نے مقرر کیے تھے اور وہ وہین اصطبل مین بندھے
رہتے تھے اس مکان سے فرعون کو حجرہ مین مقیم رکھا خود حجرہ سے باہر آیا وقت شب تھا جو ملازم
بے خبر سو رہے تھے اُنکو اُسیطرح سوتے دیا جو بیدار تھے اُنکو کام کے واسطے باہر بھیج دیا ایک مرکب
پر خود سوار ہوا دوسرے مرکب پر فرعون کو سوار کیا اور وہان سے نکل کے کوہ بلور کی راہ لی یہان کا حال
سماعت فرمایئے کہ جب صبح ہوئی سب بیدار ہوے مالک زندان خبرگیری کو قید خانہ مین گیا وہان سناٹا
پایا اور آگے بڑھا تو سر نقب پایا باہر آیا پاسبانون سے کہا تم شب کو پہرے پر تھے اُنھون نے کہا
ہم موجود تھے کہا کوئی یہان آیا تھا اُنھون نے کہا کوئی نہین پہونچا اندرون زندان کچھ کھٹکا معلوم ہوا
تھا اُنھون نے کہا بالکل نہین البتہ ایک مرتبہ زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی تھی ہم سمجھے کہ
قیدی نے کروٹ لی ہے یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی سردارون کو بھیجا کہ دیکھو یہ کیا معاملہ ہے سردار
زندان مین آئے مشعلین روشن کرکے زندان مین گئے کہین قیدی کا نشان نہ پایا سر نقب کو دیکھ کے
کہا یہ کہو کہ قیدی کو کوئی عیار نقب لگا کے لے گیا اُس نقب مین اُترے دوسرا سرا نقب کا اُس
مکان مین واقع تھا جس مکان مین عرب مصنوعی مقیم تھا جب اُس حجرہ مین پہونچے اُس
مکان مین داخل ہوے دیکھا مکان خالی پڑا ہے ملازم بیٹھے ہین مگر ششدر و حیران پوچھا وہ
عرب کہان ہے اُنھون نے کہا خداوند شب کو ہم سو رہے تھے صبح کو بیدار ہوے اُس عرب کو نہ پایا
حجرہ مین عبادت کیا کرتا تھا اور منع کر دیا تھا کہ ہم اس حجرہ مین عبادت کرتے ہین کسی کو نہ آنے
دینا اور نہ خود آنا ہم نے حجرہ مین بھی جھانک کے دیکھا وہان بھی نہ پایا حیرت مین بیٹھے ہین کچھ عقل
کام نہین کرتی سردارون نے کہا ہم سمجھ گئے یہ کہکے مکان سے باہر آئے دروازہ پر عبارت لکھی دیکھی
اے خداپرستو اس عبارت کا کاتب مین ہون رنجور عیار خداوند فرعون ثانی تمنے بڑی بے ادبی
کی کہ خداوند فرعون کو گرفتار کیا اور اس تذلیل سے قید کیا کہ قید خانہ مین خداوند کو مجھ سے دیکھا نہ
گیا تم نے اپنی عاقبت کو برباد کیا خداوند کا کیا نقصان ہوا مین عرب کی صورت سے یہان
آیا اور نقب لگا کے خداوند کو رہا کر لے گیا یہ عبارت پڑھ کے وہ سردار حیرت زدہ ہوے
حمزہ ثانی کے پاس پہونچے کہا شہریار غضب ہو گیا فرعون کو رنجور عیار اُس مکان سے
نکال کے لے گیا وہ عرب نہ تھا رنجور عیار تھا حمزہ ثانی کو حیرت ہوئی تا دیر سکوت
مین سرنگون بیٹھے رہے بعد کہا یارون اسکو کیا کہتے ہین سچ ہے من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال
مین سمجھتا تھا کہ فرعون کے قصہ سے فراغت حاصل کی ہے اب اسکا دغدغہ نہ رہا اسکی کیا
خبر تھی کہ وہ رہا ہو جائے گا اور ہم کو کانون کان خبر نہ ہوئی افسوس پھر ہنگامہ آرائی ہوگی
اور قصہ کو طول ہوگا

اب فرعون ثانی مسلمانون کی قید سے رہا ہوکے کوہ بلور کی جانب روانہ اور
حمزہ ثانی کو اسکے رہا ہوجانے سے حیرت مین مبتلا رکھا جاتا ہے اور حال آزر چہرہ

دنیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج
ہوتے ہیں تیرے مست کوئی ہوشیار آج
خالی نہ تھی خراش دل و کاوش جگر
وہ پوچھتے ہیں حال مرا بار بار آج
ناصح سے تیرا حال جو مجھ سے بیان کیا
بلبل نے مجھکو دیکھ کے کھایا ہے خار آج
ہم خاک ہوکے اٹھے گلو غبار غم رہے
تھک تھک کے گر پڑی نگہ انتظار آج
نکل جائیگا پیام اپنا یہ ملن یہ شوق
لعنت موت ہے تیرے سر سوار آج

دختر طہماس ہیں قلم فرسائی کیجاتی ہے

لو یہ گذشتہ عمر سے کرون سنگسار آج
کر چھوڑی وہ آئین کو میں پسند ناؤن
لایا ہے رنگ دیدہ خونناب یار آج
آئینہ ہو گیا ترے دل میں ستم شعار
آنسو نکل پڑے ہیں بے اختیار آج
فریاد درد عشق میں پیدا کیا اثر
آندھی و بار رہا ہے ہمارا غبار آج
اب میرے درد مند کا بس ہو چکا علاج
خط کے جواب کا ہے یہیں انتظار آج

یہ وقت کی چڑھی ہو جھونگا اتار آج
وہ بھی تو میری طرح کریں انتظار آج
شاید لگی ہے آنسو سے تربت کی خبر
کتنا ہوا ہے صاف ہمارا غبار آج
آج ہے کھٹک تی جلی ہے صورت حریف کی
ہوتی ہے آپ سے صدا دل کے پار آج
یہ ہوش اڑ گئے ہیں تھی لب بام ٹکٹکی
کل سے زیادہ اور ہے وہ بیقرار آج
اے داغ وصل بندھی ہے مجھے کوسا [illegible]

راویان سحر بیان اس داستان صداقت عنوان میں اس طرح سے قلم فرسائی کرتے ہیں کہ جب آزر چہرہ دختر طہماس نے تورج بدرگ سے انگشتری لے لی اسکو اطمینان ہوا خواص انگشتری سے بخوبی واقف تھی یہ جانتی تھی کہ اس انگشتری کے تمام دیو و پری تابع ہیں سوار ہو کے ارتیو حصار میں آئی انگشتری کے ذریعہ سے دیووں کو بلایا ان سب نے حاضر ہو کے کہا کیا حکم ہے ہم تابع فرمان حاضر ہیں آزر چہرہ نے کہا تورج بدرگ کے ہاتھ سے مجھکو سخت تکلیف پہونچی ہے میری آبرو کے درپے ہوا تھا میں نے بمعاونت الیل اسکو ٹالا اسکی قید سے رہا ہوئی جلد اس موذی کو گرفتار کر لاؤ اسنے جو مجھ پر بدبختی کی ہے اسکا عوض لونگی دیو تلاش تورج میں روانہ ہوئے تورج اہرمن قلیا سے جدا ہوکے بیابان میں سرگردان پھر رہا تھا ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے کاش کہ اہرمن ہوتا تو دونوں ملکے راہ طے کرتے اسی خیال میں تھا یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایاں ہوا اور تورج کو اٹھا لے گیا تورج نے آنکھ جو کھولی اپنے کو آزر چہرہ کے روبرو پایا کہا اے آرام جان میں نے تجھکو بہت روز کے بعد دیکھا بارے قسمت میں بار دیگر تیرا دیدار مقرر تھا جو تجھکو دیکھا ورنہ میں بالکل ناامید ہو چکا تھا بالیقین تجھکو محبت دیرینہ یاد آگئی ہوگی جو مجھکو اپنے پاس بلا لیا آزر چہرہ بنت طہماس نے بنظر قہر و غضب اسکی جانب دیکھا کہا او نابکار دیکھ تو تجھے کیسی سزا سخت دیتی ہوں میں تو تیری تلاش میں تھی تورج نے کہا اے آرام جان کیوں مجھ پر غصہ کرتی ہیں تو تیرا دلدادہ ہوں اور بالکل مجبور ہوں اپنے عاشق پر ترس کھانا مقرر چاہیے آزر چہرہ نے کہا او موذی میرے تمام دلدادہ خاک میں ملگئے ایک تو باقی رہ گیا ہے [illegible] ہون سے کہاں لے جاؤ [illegible] بہ ہوشیاری تمام قید کرو اور منشی کو بلا کے کہا جلد ایک نامہ حمزہ ثانی کی خدمت میں [illegible] لکھو کہ ای والا منزلت اگرچہ بنسبت خیرخواہے بر حق میں تورج بدبخت کی قید میں مبتلا ہو گئی تھی [illegible] آئی عزاسمہ کے فضل سے رہا ہو گئی ہوں اب تورج ملعون کو میں نے گرفتار کیا ہے اور تمام [illegible] میری قید میں ہے اطلاعا خدمت خادمان والا میں گذارش ہے کہ تورج بدنہاد کی نسبت جو حکم [illegible] تعمیل کی جاوے جب اس مضمون کا نامہ تیار ہوا فرخ دیو پیرو ورنام اپنے عیار کو طلب کیا

اور لکھا او فرخ یہ نامہ حمزہ صاحبقران کی خدمت میں پہونچا اور زبانی بھی میری طرف سے بعد آداب تسلیمات عرض کر دینا کہ تورج کو مین نے قید کر رکھا ہی اسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی مگر جواب نامہ جلد مجھکو پہونچا خبردار تاخیر نہ کرنا فرخ دیوپرور عیار نامہ لے کے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہو ملکہ آزرچہرہ کے دل مین ہینوش آباد کے فتح کرنے کا عرصے سے خیال تھا مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا اب جو انگشتری قبضہ مین آئی دل کو تقویت ہوئی لشکر کو آراستہ کیا اور اسباب سفر درست کر کے ہینوش آباد کی طرف کوچ کیا

ملکہ آزرچہرہ بنت طہماس کو ہینوش آباد کی طرف روان رکھا جاتا ہی اور حال منصور ہندی حاکم ہینوش آباد کا ذکر کیا جاتا ہی

وصل کی آرزو کیے نہ بنی — ہم سے جستجو کیے نہ بنی
شوق نے ہمکلام کر ہی دیا — ہم سے بے گفتگو کیے نہ بنی
اُنسے جب شکوہ کر لیا تسلیم — پھر بھی سرفرو کیے نہ بنی
جیب رہ خون بلبلی ہم پر — چاک دلکو رفو کیے نہ بنی
واں جو عشق ہو وہاں عزت — شکوہ آبرو کیے نہ بنی
بدگمان کو گمان بدگذرا — وصف روئے نکو کیے نہ بنی
پاک ہونا ہی رہا لازم — بیکشی بے وضو کیے نہ بنی
قتل ٹھہرا جو شیوۂ معشوق — ہمین دلکو لہو کیے نہ بنی
اُسکی تصویر سے بھی تجھ جمیع — داغ کو گفتگو کیے نہ بنی

واقفان اسرار معانی و عاملان رموز ہمہ دانی اسطرح قلم فرسا ہوتے ہین کہ شہر ہینوش آباد جانب مشرق ایک ملک ہی نہایت وسیع و آباد اسکا والی و فرمانروا منصور ہندی نام تورج بدرگ کیطرف سے مقرر ہی اور قریب ایک لاکھ پچاس ہزار فوج کی جمعیت رکھتا ہی اُسنے ایک قلعہ بنوایا ہی نہایت مستحکم ہر چہار جانب اُس قلعہ کی نہایت عمیق خندق ہی علاوہ اُس فوج کے جو قلعہ مین رہتی ہی ایک ہزار سوار خاص دروازہ پر قلعہ کے مسلح و مکمل پہرہ دیتے تھے ممکن نہین کہ بغیر اجازت کوئی اندرون قلعہ قدم رکھ سکے اسیطرح جملہ اہتمام و انتظام کو سمجھنا چاہیے وجہ انتظام و اہتمام کی یہ تھی کہ منصور ہندی سمجھتا تھا کہ مین تورج کیطرف سے یہانکا حاکم ہون اُسکی ہر طرح کی رعایت میرے حال پر ہی ایسا نہ ہو کہ مسلمان میرے ملک پر قبضہ کر لین اور تورج سے مجھے خفت ہو آزرچہرہ نے منصور کے نام اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضی اے منصور ہندی تجھکو اطلاع دیجاتی ہی کہ مدت سے ہم ہینوش آباد پر قبضہ کرنے کے آرزومند تھے اب مصمم ارادہ کیا ہی کہ ہینوش آباد پر قبضہ کرون اب تجھکو چاہیے کہ قلعہ کا دروازہ کھلوا دے اگر تجھکو یہ خیال ہی کہ تورج بدرگ کسی طرح تجھکو ناخوش کریگا کیونکہ اُسکی وجہ سے ہینوش آباد کی حکومت تجھکو دستیاب ہوئی ہی آگاہ ہو کہ تورج بدرگ کو ہمنے گرفتار کر لیا ہی عنقریب حمزہ صاحبقران کی خدمت مین گرفتہ و بستہ کر کے بھیجا جاتے ہین یہ نامہ ایک قاصد کے ہاتھ ہینوش آباد کو روانہ کیا جب وہ نامہ منصور کو پہونچا اُسکو پڑھکے حیرت مین ہو گیا اراکین حکومت کو بلایا نامہ دکھلایا اُنھون نے کہا اے شہریار اگر واقعی تورج کو ملکہ نے گرفتار کر لیا ہی تو ہینوش آباد کو ملکہ کے حوالہ کر دینا چاہیے کیا عجب ہی اگر ملکہ اپنی طرف سے ہینوش آباد تیرے حوالے کر دے ورنہ ہنگامہ عظیم برپا ہوگا اور نتیجہ بہتر نہ ہوگا یہ سنکے منصور ہندی خاموش ہو رہا قاصد نے جواب نامہ مانگا اُسکو جواب دیا کہ جواب نامہ چودہ دن کے قاصد واپس گیا

قند کے گھونٹ سے جاری ہوئے دریا شیر کا
ولیکا بوسہ اک وہ برق وش خیرات حسن
زائچہ بھی نقل ہو پیشانی کی تحریر کا
نرمی ظاہر جیسے سخت گیری کی دلیل
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا
کشتۂ تیغ فرو ہے تیغ ابرو جیسے
مردے کے چہرہ کا زیور زخم ہے شمشیر کا
چاک ہوتا ہے گلستان میں سے گریبان کیطرح
تو گل میں خزان دیدہ ہے بلبل بہار
بیا ای پری نام ساقی لقب
بمالد بچشم پر خواب را
خطاب تو شگفتی ماہ وش
نگاہ مرا سرو زمین باغ وہ
بروم در خندہ بستن چرا

رو سیہ دشمن کا یوں ہے پوش سے جیسے نگار
مالا ہے گرم بھی ابر تر تصویر کا
چار ابرو میں پڑے حیران ہیں سالک نقش کے
پنجہ بھی ہر شیر نر ہے آتش گیر کا
لیس لیسی صورتوں کے بیچ رکھیں ہیں
ہو شکار انداز جو رنگ اس نخچیر کا
معرکہ میں ہاتھ ہو قاتل کی مٹی میں دبے
یہ بھی دیوانہ ہے آتش جاندی تصویر کا
بیا ای خرد معد طاوس مست
بمن بر فشاں رشح جام طرب
گلوئی لالہ رو سرو نسرین عذار
مرا نام ہے پارہ وآتش
پیر زندان وردی کش بے زبان
تبسم بہ لب در شکستن چرا

جیسے سلطنت کی سپر پر زخم ہے شمشیر کا
حال مستقبل جو کی اس سے کریں بیان
کس قلم کا قطعہ ہے کاتب تقدیر کا
رتبہ موبلی نذر ہنگامہ نے دیا
اس مرتبے میں بھی ہو گیا کیا ورق تصویر کا
پلک تصویر پر وار قاتل کا سپر کیطرح جسے
کھچے دامن سر میدان گریبان گیر کا
ساقی نامہ بیا ساقی ای خرمن گل بہار
بنہ بر سرم پا کہ رفتم ز دست
مگر بختم از جان برو تاب را
منم صاف دل رند وردی گوار
ز تاب رخت چشم بد داغ بہ
چہ دیدی ز کو تاب در فشان
تحیران رخصا میں شعور انگیز دکانان

اخبار عبرت خیز اس داستان عجب نشان و فسانہ حیرت توامان میں اس عنوان کی قلم فرسائی کرتے ہیں کہ فرخ دیو پرور
عیار ملکہ آذر چہرہ جنت طہماس نامہ لیے ہوئے خیر خیر چلا جاتا تھا اثناے راہ میں شمین بن شیاطین عیار آل
فرعون نے دیکھا کہ ایک عیار دوڑا ہوا چلا جاتا ہے سمجھا کہ اگر خود اس سے حقیقت حال کو پوچھونگا عیار ہے ہرگز بیان نہ
کریگا اس مردود نے فرخ دیو پرور کی نظر بچا کے آگے قدم رکھا اور دوڑ کے اثناے راہ میں کمند کے حلقے بچھا دیے اور
درخت کی آڑ میں بیٹھا جب فرخ دیو پرور اس مقام پر آگیا اسنے بکمال طاقت کمند کو کھینچا فرخ دیو پرور کمند میں پیچید
ہو گیا شمین بن شیاطین فرخ دیو پرور کے قریب آیا اور کہا اے سرہنگ تیز رو تو بڑا چالاک معلوم ہوتا ہے میں بہت
دور سے تجھکو دیکھتا چلا آتا تھا چونکہ تجھکو عیار سمجھ چکا تھا اس سبب سے تجھ سے ہمکلام ہونا مناسب نہ جانا اب تو میرے
قبضہ میں آگیا ہے بیان کر تو کون ہے فرخ دیو پرور نے کہا میں کوئی ہوں تو اپنا مطلب بیان کر شمین نے کہا میرا مطلب
صرف دریافت حال ہے کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کس کام کیواسطے جاتا ہے فرخ عیار نے کہا میں ہرگز نہ بیان کرونگا
شمین نے کہا اگر تو نہ بیان کریگا تو میں تجھے ہلاک کرونگا فرخ دیو پرور نے کہا یہ کون سی انسانیت ہے کہ غفلت میں مجھے
گرفتار کیا ہے اور اس حالت میں میری ہلاکت کا در پے ہے اسنے کہا اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو صاف صاف اور سچ سچ
بیان کردے جھوٹ کو ہرگز دخل نہ دینا ورنہ جان بچنا مشکل ہو جائیگی اسنے کہا کہ میں صرف اسقدر بتا سکتا ہوں کہ
میرا نام فرخ دیو پرور ہے اور میں ملکہ آذر چہرہ کا عیار ہوں ایک ضروری کام کے واسطے جاتا ہوں تیرا کیا نام ہے
اسنے کہا مجھکو شمین بن شیاطین کہتے ہیں اور میں خداوند فرعون کا عیار ہوں اب تو یہ بھی بیان کردے کہ
کس کام کو ملکہ نے تجھے بھیجا ہے اسنے کہا یہ میں ہرگز نہیں بیان کر سکتا ہوں اگرچہ میں ہلاک بھی ہو جاؤں
اور اس صورت میں اور بھی نہ بیان کرونگا جب مجھکو معلوم ہو گیا کہ تو فرعون کا عیار ہے اس
بات کو سنکے شمین بہت برہم ہوا کہا نہ بتا اب میں تجھ سے پوچھتا بھی نہیں یہ کہکے اس

دور سے خنجر مارا گیا اسکا کام تمام ہوگیا بعد اوسکی لاش نابکار سے حلقہ ہاے کمند کھولے تلاشی لی پگڑی مین سے ایک
لفافہ نکلا اسکو کھولا مضمون مندرجہ سے دریافت ہوا ملکہ آزر چہرہ نے تورج کو قبل ازین گرفتار کرلیا ہی
اور حمزہ ثانی کے پاس تورج کو بھیجنا چاہتی ہی خود فرخ دیو پرور کی صورت سے مشابہ ہوا اور وہ نامہ
لیے ہوے لشکر اسلام کی راہ لی دل مین سوچتا جاتا تھا کہ اگرچہ حمزہ ثانی کو زک دینا بھی ضروری کام
ہی لیکن اس بات کو سبقت ہی کہ ملکہ آزر چہرہ کی قید سے تورج کو رہا کرون اور یہ اسکا رہا ہونا بغیر
انگشتری کے غیر ممکن ہی فلہذا سب سے پہلے ملکہ آزر چہرہ سے انگشتری لینا چاہیے نامہ مل گیا ہی لا محالہ حمزہ ثانی
اس نامہ کا جواب دینگے پس جواب نامہ لے کے قلعہ مین داخل ہونگا اور ملکہ آزر چہرہ تک بخوبی رسائی ہوجائیگی
یہ سوچتا چلا جاتا تھا راہ مین لشکر اسلام کا ایک سپاہی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین حمزہ ثانی
کا ملازم ہون حمزہ ثانی کے ایک ضروری کام کو جاتا ہون تو کون ہی شین شیاطین نے کہا مین ملکہ آزر چہرہ
کا ملازم ہون فرخ دیو پرور میرا نام ہی ملکہ کا نامہ حمزہ ثانی کے پاس لیے جاتا ہون اُسکے سپاہی نے
کہا خوب ہوا کہ تو راہ مین مل گیا مین خاص ملکہ آزر چہرہ کے پاس جاتا تھا حمزہ ثانی نے سُنا ہی
کہ تورج بدرگ کو ملکہ نے گرفتار کرلیا وہ موذی مہتر قرآن کو ہلاک کرکے لشکر اسلام سے بھاگا تھا
اب حمزہ ثانی نے مجھکو ملکہ کے پاس بھیجا ہی کہ آیا یہ خبر غلط مشہور ہوئی یا صحیح اور صحیح ہو تو اسکا اُسطرح
بندوبست کیا جاوے فرخ دیو پرور مصنوعی نے کہا اے برادر واقعی ملکہ نے تورج کو گرفتار کرلیا ہی
بیکار جاتا ہی مین تیرے آقا کے پاس چلتا ہون وہ سپاہی شین شیاطین کے ہمراہ لشکر اسلام کیطرف
واپس چلا آیا یہ لشکر اسلام مین پہونچا حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی شہزادہ نے حال پوچھا اُسنے
کہا ایک عیار ملکہ آزر چہرہ کا نامہ لیے ہوے آیا ہی اُس سے تمام کیفیت دریافت ہوجانے کی
شہزادہ نے کہا جلد لاؤ فرخ دیو پرور مصنوعی یعنے شین بن شیاطین مردود حمزہ ثانی کے روبرو
حاضر ہوا دعا و ثنا کے بادشاہی بجا لایا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے سر نامہ چاک
کیا خط نکالا پڑھا مضمون مندرجہ سے اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا شین بن شیاطین سے پوچھا
تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو فرخ دیو پرور کہتے ہین ملکہ آزر چہرہ بنت طہماس کا عیار جانباز ہون
حمزہ ثانی نے اُس مردود کو انعام دیا اور فرمایا توقف کر جواب نامہ لے کے جا اُسنے کہا قبلہ عالم ملکہ نے
بہت جلد واپسی کی تاکید کی ہی آیندہ جو کچھ حضور کی راے ہو حمزہ ثانی نے اُسیوقت میر منشی سے
اس مضمون کا جواب نامہ لکھوایا کہ اے ملکہ آزر چہرہ تیرا نامہ مشتمل گرفتاری تورج بدرگ پہونچا
احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی مین تیرے اس کار نمایان سے بہت خوش ہوا کہ تونے مہتر قرآن
کے قاتل کو گرفتار کیا خبردار رہا نہ ہونے پاے اسکے قید و بند مین نہایت ہوشیاری رکھنا عنقریب
ہم تیرے پدر طہماس کو تیرے پاس بھیجتے ہین وہان پہونچکے وہ جو کچھ مناسب سمجھینگے تجھسے
لینگے اگر کسیطرح کا خدشہ ہو تو اس سے مطلع کرنا ہم فوراً کافی بندوبست کرنے کو موجود ہین اور اے
آزر چہرہ ہم تیری ہوشیاری سے بہت خوش ہوے کہ تونے تورج کو گرفتار کرکے اُسکو
وہین قید کیا اور ہم کو اطلاع دی اگر تو اس مردود کو اپنے بندوبست سے اسطرف روانہ کرتی
ضرور وہ موذی راہ مین رہا ہو جاتا اور مسلمانون کو سخت تکلیف پہونچاتا اے ملکہ مین اس

ظالم کا عرصے سے متلاشی تھا بارے آج میری مراد بر آئی جب تیرے نامہ کے ذریعے سے یہ معلوم ہوا کہ تو نے اُسکو گرفتار کر لیا۔ اس مضمون کا نامہ تیار کر کے شیث بن شیاطین یعنے فرخ دیو پیرو مضبوطی کو دیا

سنتے ہی وہ نامہ لیکے خوش و خرم وہانسے ارہنو حصار کی جانب روانہ ہوا

شب کو لشکر اسلام مین طہماس کا خواب دیکھنا صبح کو سرداران لشکر اسلام کے روبرو بیان کرنا سب کا متوحش ہونا اور طہماس کو سمجھانا طہماس کا متوحش اور اپنی زندگی سے ناامید ہونا بیان کیا جاتا ہے

زمانہ کی نیرنگیان اظہر من الشمس ہین کسیکو ہنساتا ہے کسیکو رُلاتا ہے کسیکو ہنسنے کے ساتھ ہی رُلاتا ہے کسیکو روتے روتے یکایک ہنسا دیتا ہے غرض فلک اسکی جو حرکت ہے حیرت انگیز ہے جو بات ہے تعجب خیز ہے اونچون اونچون کو چشم زدن مین نیچا دکھا دیتا ہے۔ خاک نشینون کو دفعتہً سر حکومت پر بٹھا دیتا ہے اسکے دور مین کسی حاتم خصلت کا کہین ماتم ہے۔ کوئی قارون عادت صاحب خاتم ہے سب جانتے ہین یہان شادی و غم توام ہے نیستی اور بے اعتباری دنیا مین جسنے کہا خوب کہا ع دنیا نخواہیست کش عدم تعبیر ست ہ عید اجل ست گر جوان در پیر ست ہ ہم روئے زمین پر ست و ہم زیر زمین ہ این صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر است ہ اب دو سطرے اصل مطلب کے سنیے سخن سنج وا لاے تاریخ دان ہ چنین گوید از گفتۂ داستان ہ ایک شب کو طہماس بیخبر سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا ایک صحراے لق و دق ہے وہان ایک مکان عالیشان ہے گرد اس مکان کے سر سبز شاداب باغ واقع ہے اُس مکان مین بیٹھا ہے اور کوئی شخص اس باغ مین نہین ہے اس مکان مین بھی بجز طہماس کے کوئی نہین ہے اگرچہ مکان و باغ کی آرائش و خوش اسلوبی کی وجہ سے دلچسپی ہے لیکن تنہائی کے سبب سے مقام ہو نظر آتا ہے طہماس کو حیرت ہوئی کہ مین کہان ہون اور یہان کسطرح پہونچا یکایک دروازہ مکان وا ہوا دیکھا قباد شہریار۔ تشیر عالی وقار۔ ہرمز نامدار آئے پاس بیٹھے مزاج پرسی ہوئی طہماس اُس مکان و باغ عجیب کو دیکھکے پیشتر ہی سے حیرت مین تھا ان لوگون کو دیکھکے اور بھی زیادہ متعجب ہوا انواع اقسام کی باتین رہین بر سبیل تذکرہ سب نے کہا اے طہماس ہمنے تم کو بہت عرصے کے بعد دیکھا اب تم ہمارے پاس سے نہ جانا یہ مقام نہایت فرحت افزا ہے بہار ہی بہار ہے یہان کی ہوا زندگی جاوید بخشتی ہے جو راحت یہان حاصل ہوتی ہے کہین نہین حاصل ہو سکتی ہے یکایک آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا گیا سمجھا کہ معلوم ہوا عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا دنیا مین قیام ممکن نہین ہے باغ جنان کی سیر نصیب ہوگی ع یقین از گردش چرخ ست کاین چنین شدنی ست ہ اسی عالم انتشار مین نور الدہر کا ورود ہوا صاحب سلامت کے بعد نور الدہر نے کہا اے طہماس تم اسوقت نہایت متردد معلوم ہوتے ہو کیون خیر تو ہے حالانکہ تم کو فی الحال خوش و مسرور ہونا چاہیے کہ تمھاری دختر نیک اختر یعنے آزرچہر نے وہ کار نمایان کیا جو مردون سے ممکن نہ ہوا یعنے تورج ایسے موذی کو گرفتار کیا ہے چنانچہ حمزہ ثانی کی خدمت مین عریضہ بھی اسی مضمون کا لکھا ہے کہ مین نے تورج بد رگ کو گرفتار کیا ہے اسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے طہماس نے نفس سرد بھر کے کہا اے نور الدہر کیا پوچھتے ہو اگرچہ آزرچہر نے تورج کو گرفتار کیا ہے اور وہ میری دختر ہے تاہم یہ خوشخبری میرے واسطے نہین ہو سکتی اُن لوگون کے واسطے ہو سکتی ہے جو اس دنیاے فانی مین چندے قیام کر کے لذات دنیا سے محفوظ ہونے کی امید رکھتے ہین عنقریب میرا دنیا سے کوچ ہوا چاہتا ہے یہ سنکے نور الدہر انگشت بدندان

ہوئے اور کہا اے طہماس یہ کیا کہتے ہو اس دنیائے فانی مین فیہ کسیکو بجز ذات باری تعالی کے ثبات نہین کوچ کا
وقت کسیکو نہین معلوم ہے تم کو کسطرح معلوم ہو گیا کہ عنقریب یہانسے کوچ ہوا چاہتا ہے طہماس نے آبدیدہ ہوکے
کہا شب کو عالم خواب مین قباد شہریار شیر عالی وقار میرے فرزند دلدار آئے اور کہا اے طہماس اب تیری مفارقت
ہم پر نہایت شاق ہے بس اب ہمارے پاس رہو اسیطرح تمام خواب کی حقیقت بیان کی نورالدہر نے کہا
اے طہماس تعجب ہے کہ تم ایسے دانا اسطرح کے خیال بیہودہ دل مین پیدا کرو اگر نادان و ناتجربہ کار شخص ایسی
باتین کرے تو ہو سکتا ہے تمام عالم مین مشہور ہے کہ خواب خیال ہوتا ہے انسان ہر روز طرح طرح کے خواب دیکھا
کرتا ہے اگر ایسے ہی خیال دل مین راسخ ہو جائین تو کاہے کو کسی کی زندگی ہو طہماس نے کہا یہ تو مین بھی جانتا
ہون لیکن یہ کچھ مین خوب سمجھا ہوا ہون کہ اسطرح کے خواب محض خیال نہین سمجھے جاتے یہ کہکے طہماس نے
سر جھکا لیا اور رونے لگا ٹپ ٹپ آنسو ٹپکنے چشم تر کا پھر نورالدہر نے ہرچند کہا لیکن طہماس کے دل سے کسیطرح یہ
خیال دور نہ ہوا اسی اثنا مین ہرکارہ آیا کہا حمزہ صاحبقران ثانی نے یاد فرمایا ہے طہماس نے درباری لباس
پہنا حمزہ ثانی کے پاس پہونچے بعد ادائے آداب اپنے مقام پر قیام کیا مگر اسی حالت انتشار و تردد مین
حمزہ ثانی نے پوچھا کیون مزاج کیسا ہے کہا الحمد للہ بعدہ حمزہ ثانی نے یہ تقریر شروع کی کہ تمہاری دختر
نیک اختر آزرچہرہ نے مجکو نامہ لکھا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ مین نے تورج بدرگ کو گرفتار کر لیا ہے اسکے
بارہ مین جو حکم ہو تعمیل کیجاوے ہماری راے یہ ہے کہ تورج بدرگ و یہان بلا لیا جاوے بعدہ اسکے واسطے
کوئی معقول سزا تجویز ہو اسکا یہانتک پہونچنا خالی از فتنہ نہین ہے کیونکہ وہ مردود نہایت چالاک و
ہوشیار ہے اگر ناتجربہ کار لوگونکو اسکے یہان لانے کے واسطے بھیجا جاوے بالیقین راہ مین وہ رہا ہو جائیگا اور
آزرچہرہ کی محنت ضائع ہو جائیگی پس میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ تم جاؤ اور بحفاظت تمام اس موذی کو یہان
لے آؤ اس ضمن مین آزرچہرہ تمہاری دختر سے بھی ملاقات ہو جائیگی طہماس نے کہا کیا مضائقہ ہے مین بسر و چشم جانے
کیواسطے مستعد ہون چنانچہ اسباب سفر درست ہونا شروع ہوا ایک جمعیت کثیر ہمراہی طہماس کیواسطے تیار ہوئی
طہماس حمزہ ثانی سے رخصت ہوا بعدہ اپنے قیام پر تمام سرداروں کو جمع کیا اور سب سے کہا اے یارو عزیزو دنیا محل
گذران ہے زمانہ کا رنگ جیسا ہے ظاہر ہے کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا انسان کو دنیا مین راحت کسی صورت سے کبھی نہین ہے
انسان جب پیدا ہوتا ہے اسوقت اسکو وہ تکلیف ہوتی ہے جو شرح مین نہ آسکے بعد ولادت گو وسعت بدن کیطرف آرام ہوتا
ہے کہ ہاتھ کا اس پر وہ تکلیف دیتا ہے کہ کچھ بچے جس انسان کو تکلیف ہو پھر بیزبانی کی تکلیف کیا کم ہے کوئی تکلیف ہو پھر رونے کے
کچھ نہین حال کھل سکتا تا اینکہ زبان کھلے علم و ہنر سیکھنے کو استاد کے حوالے کیا کون نہین جانتا جو اسکی تکلیف ہے بعض اطفال
پٹتی ہے لڑکا روتے روتے کہتا ہے کہ میرے سر مین درد ہے مولوی صاحب حیلہ کہکے ستم زدہ کو بھی کرتے ہین لڑکے کے حواس باختہ
ہو جاتے ہین اگر لڑکا ماں باپ کے پاس شکایت لیکیا تو انھون نے حیلہ پر نظر کرکے اعتنا نکی اور دل سے کھانا ہو اسے یہ
جواب دیا کہ تو نے سبق یاد نکیا ہوگا بہتر ہوا جو تجھ پر زد و کوب ہوئی اور ہوئی غرضکہ جب کتاب علوم و فنون کا
زمانہ گذرا ماں باپ نے نامحدود اسکو پر نظر کرکے اسکی شادی کردی بچے پیدا ہوئے صاحب اہل و عیال ہونے کی حالت
مین جو جو مصیبتین پیش آتی ہین اسکو کون نہین جانتا ہے ہزار خرابی و دشواری سے زمانہ کو بھی بسر کیا تو بڑھاپا آیا کہ جو
شصت اندر شصت آمد بیوار کوئی اٹھائے تو اٹھین کوئی بٹھاوے تو بیٹھین دل چاہتا ہے کہ چلین پھرین پاؤن مین
طاقت نہین کھانے کو مزہ جوانی کے ساتھ گیا منھ مین دانت نہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے مزہ زندگی نہین ان مصیبتون کو

بھی جھیلا کا شکلے مرنے کے بعد راحت ہوئی وہ بھی نہین بعد ممات حساب کتاب کا دغدغہ لگا ہی بجز انبیا اور اوصیا
کے کوئی ایسا ہی جو اس دنیا مین جاکے بخیر و عافیت رہ و عالم بقا ہوا ہو یہ سخن بزرگان و دوستو دنیا اور اہل دنیا کے درمیان
یہ بحث واقع ہی جو مین نے بر سبیل تذکرہ بیان کیا اگرچہ مین نے تمھاری سمع خراشی کی لیکن میرے خیال مین یہ
آخری میرے تمھارے صحبت ہی مجکو بڑا افسوس ہی مین تم سے رخصت ہوتا ہون میرے قصوروں کو معاف
کرنا اگر حیات مستعار باقی ہی پھر تم سے آکے ملونگا ورنہ ثواب فاتحہ سے مجھے فراموش نہ کرنا اس تقریر سے تمام
حاضرین کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے کہا اے طلماس اسوقت تمھاری تقریر عجب طرفہ درد آمیز ہی نور الدہر
نے کہا اے طلماس انشاء اللہ تعالے تم بخیر و عافیت اپنی دختر نیک اختر آزر چہرہ سے ملوگے اور پھر واپس
آکے ہم سب سے ملاقی ہوگے کیون ایک خیال بے معنی کو اپنے دل مین جگہ دے کے ہلاک ہوتے ہو اگر
دنیا مین زندگی کا اعتبار نہین ہی تو کسی کی زندگی کا اعتبار نہین ہی اگر زمانہ کی نیرنگیان ہین تو سب کے
ساتھ ہی بجز ذات باری تعالے کے کوئی موت کا حال نہین جانتا طلماس نے کہا ہان یہ بھی درست ہی بعد
ازان مجلس برخاست ہوئی سب رخصت ہوکے اپنے مکانون کو گئے طلماس کا تمام اسباب تیار ہو چکا
تھا سوار ہوکے اسیوقت وہان سے کوچ کرکے ارمینو حصار کی راہ لی

طلماس کو ارمینو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور حال شرارت اشتمال شین بن شیاطین
کا ظہور ہوتا ہی جو بصورت فرخ دیو در عیار ملکہ آزر چہرہ کی صورت سے مشابہ ہوکے
جواب نامہ حمزہ صاحبقران ثانی لیے ہوے ملکہ آزر چہرہ کے پاس گیا ہی

رہینہ مین اب کہان وہ جو تمکین یہ بھی تھا ایک ۔ دل سا جسے چھین لیا ہو اسنے + نہ چھوڑا کیا خیالی سا جو عرض وفا پہ
دیکھنا اسکی ادائے دلفریب + دل مین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا + تارے بھی گن کے کاٹنے رات
فراق کی مگر + نکلا ستارہ بھی نہین کوئی تو ہی وہ خال سا + اسکی ٹھنک پہ دم فدا اسکی ادا پہ دل نثار + ہائے وہ
شعلہ سی کمر ہائے وہ قد نہال سا + فتنہ حشر کیا اٹھا اسکے خرام ناز سے + وہ بھی پڑا ہی میری طرح راہ مین
پائمال سا + ہاتھ مین جو دیا تھا ہم نے شیشہ دل تو بعد مین اسکی ادا پہ دل + رکھ دیے رو اسکو بھی تالہ ہار و بال سا +
جان لیا ہی ماہ عید اسکو مہ صیام مین + ابروے یار بھی اگر دیکھ لیا ہلال سا + ہی دل گم شدہ مرا گیسوے
تابدار مین + ورنہ بتاؤ وجہ کیا یہ جو پڑا ہی جال سا + پوچھے کیا ہو کون تھا ہو نہ ہو وہی داغ ہو + دیر پہ تھا کوئی
تھا مگر کوئی شکستہ حال سا + ختم اب کہ معنی ساز کردہ + سخن را انجمن آغاز کردہ + جبکہ شین بن
شیاطین کو حمزہ صاحبقران ثانی حسب دلخواہ جواب نامہ وصول ہو گیا بہت خوش و مسرور
وہان سے رخصت ہوکے آرمینو حصار کی راہ لی بعد طے مراحل و قطع منازل دروازہ قلعہ پر پہونچا
شب کا وقت تھا پہلے اسنے ارادہ کیا کہ صبح کو ملکہ آزر چہرہ سے ملاقات کرکے نامہ دینا چاہیے
پھر خیال کیا کہ کار امروز بفردا مگذار یعنی بصورت فرخ دیو قرور ملکہ کے روبرو جاؤنگا تاریکی شب
بہت مناسب ہی اسیوقت چل کے نامہ دینا چاہیے اگر آج ہی مقصد حاصل ہو گیا فہو المراد بدین
خیال شب ہی کو بعزم ارادہ کیا دروازہ قلعہ پر پہونچا اسوقت دروازہ قلعہ بند تھا دق الباب کیا پاسبان
نے پوچھا کون ہی اسنے آہستہ سے کہا مین ہون دروازہ کھولدو پاسبان نے دروازہ کھولا باہر آیا
پوچھا تو کون ہی شین بن شیاطین نے کہا مین ہون فرخ دیو دیو ملکہ کے نامہ کا جواب لایا ہون

لیکے دروازہ میں داخل ہوا قلعہ میں پہونچا ملکہ آزر چہرہ عنقریب بستر خواب پر جانے کو تھی جو مین نے سنا
کہ فرخ دیو پرور جواب نامہ لایا ہے بہت خوش ہوئی کہا اسیوقت بلاؤ شین بن شیاطین ملکہ کے روبرو
آیا ادب سے سلام کیا پگڑی سے نامہ نکالا ملکہ کو دیا ملکہ کو از بسکہ معلوم تھا کہ فرخ دیو پرور ہی جواب نامہ
لایا ہے اُسنے شین کی صورت بھی نہیں دیکھی نامہ لے لیا سر نامہ چاک کیا نامہ کھولا از اول تا آخر پڑھا
کھلکھلا کے ہنسی اور کہا بارے تورج ملعون گرفتار ہوا تھا جو پدر معظم کی ضرورت نصیب ہوئی خوب
کیا حمزہ صاحبقران نے جو میرے پدر والاقدر کو بہانے تورج کے لیجانے کے واسطے تجویز کیا ہے
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار + اب خیر و عافیت وہاں کی بیان کر اُسنے کہا اے ملکہ وہاں سب طرح
خیر و عافیت ہے عنقریب طہماس تمہارے پدر معظم یہاں پہونچا چاہتے ہیں ملکہ نے کہا ہاں مجھکو معلوم
ہے کہ حمزہ صاحبقران نے مجھکو تحریر اطلاع دی ہے اے فرخ دیو پرور مین تیری بہت مشکور ہون کہ تو
بعجلت تمام حسب مراد جواب نامہ لایا میرے پدر والاقدر یہان تشریف لاوینگے زہے نصیب خوشے
طالع بیدار بہ برین مژدہ گر جان فشانم رواست + بعدہ خلعت گران بہا طلب کیا فرخ دیو پرور
مصنوعی یعنے شین بن شیاطین کو دیا شین نے کہا اے ملکہ عالم مجھپر فرض ہے کہ ان ذرا سی گفتگو
بھی بیان کرون جو اثنائے راہ میں مجھکو پیش آئین نامہ لیے ہوئے تیز اخیز چلا جاتا تھا ایک
شخص عیار وضع راہ میں ملا مجھ سے پوچھا تو کون ہے میں نے کہا میں ملکہ آزر چہرہ کا نمک خوار قدیم
ہون پوچھا کہاں جاتا ہے اور کیوں جاتا ہے میں نے کہا میں ملکہ عالم کا نامہ لیے ہوئے حمزہ صاحبقران
کی خدمت میں جاتا ہون یہ سنکے میری نظر سے غائب ہو گیا چند ہی قدم راہ طی کی تھی کہ ایک مقام
پر جو میں پہونچا وہاں اُسنے حلقہ ہاے کمند زمین میں پوشیدہ کر دیے تھے میں اس کمند میں
پیچیدہ ہو گیا اُسنے کہا نامہ مجھے دکھا دے نہیں تجھے ہلاک کرونگا میں نے ہزاروں قسمیں
کھا کے کہا اگر تو مجھکو کمند سے رہا کر دے تو میں وہ نامہ تجھے دکھا دون اُسنے کہا تو خدا پرست ہے تیری
قسم کا اعتبار کیا میں نے کہا با وجود اصل امر یہ ہے کہ آج میں تجھسے اس رمز کو بیان کرتا ہون فی الحقیقت
میں خدا پرست نہیں ہون وحدت بت بزرگ کی میری نظر میں ہے ہرگز خدا ے نادیدہ کی نہیں ہے یہ
سنکے اُسنے مجھکو کمند سے کھول دیا اور کہا لاؤ نامہ مجھے دکھا دے میں نے پگڑی سے نامہ نکالا
اُسنے نامہ لینے کو ہاتھ بڑھایا دست چپ میں میرے نامہ تھا اُسنے اپنا دست راست نامہ
لینے کو بڑھایا میں نے دست راست سے خنجر اس زور سے اُسکے سینے پر مارا کہ اسکی پشت سے
گذر گیا اور بیدم ہو کے زمین پر گرا میں وہاں سے مثل باد تند بھاگا اے ملکہ عالم بعض قرینوں سے
مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ شین بن شیاطین عیار فرعون ملعون کا تھا فرعون کی رہائی کے
واسطے جاتا تھا ملکہ آزر چہرہ یہ داستان سنکے اور زیادہ خوش ہوئی اور کہا اے فرخ دیو پرور
بخدا کار سے کردی اور دوسرا خلعت فرخ دیو پرور مصنوعی کو دیا راوی کہتا ہے ہر چند ملکہ
آزر چہرہ کے بستر خواب پر جانے کا وقت تھا مگر اپنے باپ طہماس کے آنے کی
خبر سنکے ایسی خوش ہوئی کہ پہر رات تک بیدار رہی اور فرخ دیو پرور مصنوعی سے باتیں
کرتی رہی جب تھوڑی رات باقی رہی خواب نے غلبہ کیا کہا اے عیار طرار اب رات

بہت کم باقی ہے تھوڑی دیر سو رہنا بھی ضرور ہے میں بستر خواب پر جاتی ہوں رات زیادہ گئی ہے تو بھی
یہیں سو رہ صبح کو انشاء اللہ اور بھی بعض حالات حمزہ صاحبقران کے تجھ سے پوچھونگی فرخ دیوپرور
مفتون تھی کی دلی امید یہی تھی دست بستہ کہا کیا مضائقہ ہے غلام یہیں سو رہیگا ملکہ بستر خواب پر گئی
شین مردود بھی برآمدہ میں دراز ہوا یہانتک کہ ملکہ آزرچہرہ بے خبر سو گئی نفیر خواب شین نگار
کے کان میں پہونچی وقت کا منتظر تھا وقت کو غنیمت جانا اپنی جگہ سے اٹھا حجرہ میں گیا ملکہ
آزرچہرہ کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور حجرہ سے باہر آکے بکمال عجلت دروازہ قلعہ پر آیا وہاں
سوچا کہ توریج کو ہمراہ لیتے چلنا چاہیے پھر سوچا نہیں معلوم توریج کہاں قید ہے اگر اسکی تلاش میں
یہاں دیر ہوگی تو صبح ہو جائیگی اور ملکہ آزرچہرہ بیدار ہوکے انگوٹھی کو تلاش کریگی ایسا نہ ہو
کہ مجھکو پہچان لے اور انگوٹھی ہاتھ سے نکل جائے نظر بریں دربان سے کہا دروازہ کھولدے میں
جاتا ہوں اُسنے پھر پوچھا تو کون ہے شین مردود نے کہا میں ہوں فرخ دیوپرور ملکہ کے واسطے جواب
حمزہ صاحبقران سے لایا تھا وہ ملکہ کو دیدیا اسوقت تک مجھ سے حمزہ صاحبقران ثانی کے
حالات دریافت کرتی رہی چونکہ رات کم باقی رہی ملکہ بستر خواب پر گئیں اب میں یہاں توقف
کرکے کیا کروں جاتا ہوں صبحکو پھر آؤنگا دربان نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا شین وہ انگوٹھی لیے
ہوئے ایک طرف راہی ہوا جب آزرمینو حصار سے بہت دور نکل آیا اور مطمئن ہوا ایک مقام محفوظ
میں متوقف ہوا انگوٹھی کے ذریعہ سے دیوؤں کو بلایا اور کہا جاؤ توریج کو ملکہ آزرچہرہ کی
قید سے رہا کر لاؤ

سبب ایماے شین جن شیاطین عیار فرعون ثانی دیوؤں کو توریج کی رہائی کیواسطے آزرمینو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہے اور حال ملکہ آزرچہرہ کا بیان کیا جاتا ہے

کاتب اخبار نگارہ و محرر رضا میں بے اندازہ اسطرح مسطور کرتا ہے کہ یہاں جب صبحکو ملکہ آزرچہرہ خواب
سے بیدار ہوئی منتظر ہوئی کہ فرخ دیوپرور آئے تو اُس سے حمزہ صاحبقران کے اور حالات دریافت
کروں یکایک انگوٹھی کا خیال آیا ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی ندارد تھی بہت گھبرائی ملازموں سے کہا دیکھو
فرخ دیوپرور شبکو یہیں سویا تھا بیدار کرکے لاؤ ملازموں نے دریافت کرنے کے بعد عرض کیا
ملکہ عالم فرخ دیوپرور شب ہی کو قلعہ سے باہر چلا گیا تھا یہاں نہیں ہے اب ملکہ آزرچہرہ کے
دل میں شک پیدا ہوا کہا دیکھو توریج ہلاک بھی قیدخانہ میں ہے یا وہ بھی غائب ہے ملازموں نے
قیدخانہ میں جاکے دیکھا توریج موجود تھا اب ملکہ نے دل میں اس بات کا غور کیا کہ انگوٹھی میرے
ہاتھ سے نکل گئی ہے ایسا نہ ہو توریج قیدخانہ سے رہا ہو جائے اسکو ہلاک کرنا قرین مصلحت ہے قیدخانہ
سے بلایا جلاد کو حکم دیا کہ اسے ہلاک کر جلاد نے شمشیر برہنہ علم کی اور چاہتا تھا کہ اُسکی گردن پر
وار کرے یکایک پنجہ نمودار ہوا اور توریج کو اٹھا لے گیا ملکہ آزرچہرہ نے افسوس کیطرح ہاتھ پر ہاتھ
مارا اور کہا غضب ہوا جو میرا خیال تھا وہی ظہور میں آیا بدروا لااقوام توریج کو لینے آپہنچے تو میں
کیا جواب دونگی اور حمزہ ثانی مجھ پر کیسی نفرین کریگا اس مضمون کا دوسرا نامہ
تیار کیا اور فرخ دیوپرور کو بلوایا فرخ دیوپرور ہلاک ہو چکا تھا وہ کہاں ملتا ب

اور زیادہ حیرت ہوئی کہ یہ طرفہ تماشا ہے کہ تمام شب فرخ دیوپرور مجھ سے باتین کرتا رہا نہین معلوم کہان چلا گیا
جواب تک نہین آیا چند دن انھون نے فرخ دیوپرور کی تلاش مین جا بجا آدمی بھیجا انھون نے بعد دریافت حال آکے
عرض کیا کہ ملکہ عالم ہمنے تلاش کرنے کو کوئی جگہ نہین چھوڑی ہم نے یہ تحقیق خبر دریافت کی ہے کہ فرخ دیوپرور کو شیمن بن
شیاطین عیار فرعون ثانی نے ہلاک کیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ فرخ دیوپرور نے شب کو مجھے نامہ دیا
باتین کرتا رہا ملکہ آخر شب کو مین برآمد ہوئی سویا تھا روشن رائے رکن اعظم ملکہ آزر چہرہ کی حکومت
کا تھا اُسنے کہا ملکہ عالم تمھارا کسطرف خیال ہے شب کو مین نے تمام تقریر فرخ دیوپرور عیار کی سنی مجھکو
اُسیوقت اُسکی نسبت شک ہوا تھا کہ وہ فرخ دیوپرور نہین معلوم ہوتا تھا مگر اس خیال سے خاموش
ہو رہا کہ شاید فرخ دیوپرور ہی ہوا ملکہ وہ کوئی عیار لشکر کفار کا تھا جو بصورت فرخ دیوپرور کے تھا
اور انگوٹھی لے کے غائب ہو گیا دلیل اسکی یہ ہے کہ اُسنے شب کو بیان کیا تھا کہ جب مین نامہ لیے ہوئے
حمزہ صاحبقران ثانی کے پاس سے آتا تھا اثنائے راہ مین ایک عیار ملا تھا اُسنے مجھکو گرفتار کیا
مین نے فریب سے اُسے ہلاک کیا یہ حال اپنا خود اُسنے بیان کیا ملکہ نے مخاطب ہو کے کہا اے
روشن رائے تیرا خیال قرین قیاس معلوم ہوتا ہے یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور ملکہ آزر چہرہ اس
فکر و تردد مین نہیں بھی بیٹھا کہ ایک بچہ نمودار ہوا اور ملکہ آزر چہرہ کو نہ جانے کیا اب جو ملکہ آزر چہرہ نے بہشت
طلسمات نے آنکھ کھول کے تورج کے روبرو پایا تورج نے بقہر و غضب ملکہ آزر چہرہ کو سر تا پا
دیکھا اور کہا کیون اے گیسو بریدہ آزر چہرہ تو نے خداوند کی قدرت و جلال کو دیکھا کہ کسطرح مجھکو تیری قید
سخت سے نجات بخشی اور تجھکو میری قید مین مبتلا کر دیا ہے شرط کہ مین اُس شدت و بدعت کا تجھ
سے عوض لون جو حالت قید مین تجھ پر کیا کہون تو عورت ذات ہے اگر کوئی مرد مجھ سے اسطرح پیش آتا تو
اُس عذاب سخت سے ہلاک کرتا کہ جانوران صحرائی اُسکے حال پر افسوس کرتے مگر یہ خیریت چاہتی ہے تو مجھکو
قبول کر اب بھی مین تیری ہمبستری کے واسطے راضی ہون حالانکہ تو نے کوئی جگہ میرے دل مین باقی نہین
رکھی ہے دنیا مین اس سے زیادہ کوئی معصیت نہین ہے کہ کوئی کسی کا دل دادہ ہو تجھے سے کلبل رانی دہر
آرام ہو کر زیست کر آسودگی سے خواب ہوا اے آزر چہرہ کیا تو یہ سمجھے ہوئے ہے کہ وہ جواب نامہ جو حمزہ ثانی نے
بھیجا فرخ دیوپرور تیرا عیار لایا تھا قسم ہے خداوند کے سر پاک کی وہ شیمن بن شیاطین عیار خداوند
فرعون ثانی تھا جسنے اثنائے راہ مین فرخ دیوپرور کو ہلاک کیا اور خود فرخ دیوپرور کی صورت
سے مشابہ ہو کے حمزہ ثانی کے پاس کا جواب نامہ وصول لیا اور تیرے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اس
جواب نامہ کے ذریعہ سے قلعہ مین پہونچا تجھکو جواب نامہ دیا تمام شب باتین کرتا رہا تو سو گئی اُسوقت
خداوند کی قدرت نے انگوٹھی اُسے دلوا دی اُس انگوٹھی کی وجہ سے مین تیری قید سخت سے رہا ہوا اور
تجھکو بھی یہان بلا لیا اگر تو مجھ سے راضی ہو گئی فہو المراد ورنہ تیرے تمام قلعہ کو منہدم کر دونگا اور مسلمانون کا
نشان تک باقی نہ رکھونگا مسلمان بڑی غلطی پر ہین جو خداوند پر ایمان نہین لاتے اُس خدا کی
پرستش پر جان دیے ہوئے ہین جسکو کبھی کسی نے نہین دیکھا اور نہ اب کوئی دیکھ سکتا ہے عقل
بھی کوئی چیز ہے ملکہ آزر چہرہ تا دیر تورج کی تقریر سنا کی دم سرد بھر کے بولی او نابکار و بدکار
لعنت ہے شیمن بن شیاطین کی اوقات پر کہ اُسنے میرے عیار و فاشعار کو جان سے مار ڈالا

تمغرہ ثانی سے جواب نامہ لایا اور اس حیلے سے مجھ سے انگوٹھی لے لی اگر کچھ جرات رکھتا تھا تو مقابلہ کرکے
اسے پکڑ پالیا ہوتا یا یہ کہ قلعہ مین بالاعلان آئے مجھ سے انگوٹھی کو لیا ہوتا اور اس مزخرف تقریر سے کیا فائدہ
کہ جو تو دین اسلام کی بابت میرے سامنے بیان کرتا ہے تورج نے کہا اے آزر چہرہ خدائے نادیدہ کی
پرستش سے تو بہتر تھا کہ تو ہندوؤں کے دین کو اختیار کرتی اُنکی تواریخ دان برہمن بید خوان کا مقولہ ہے کہ خدا کی
ذات بے شکل ہے یعنے جو کوئی تصور کرے اُس سے بری ہے نہ اسکا کوئی دوسرا ہے نہ کسیکو اس سے برابری ہے
بے مثل و بے مانند و بے چند ہے اُسنے پہلے تین شخصوں کو پیدا کیا ہر ایک کو ایک بڑا کام دیا ایک کا نام برہما
دوسرے کا بشن تیسرا مہیش ہے پہلے کو پیدا کرنے کی قدرت دی دوسرے کو زندہ رکھنے کی تیسرے کو
مار ڈالنے کی قدرت عنایت کی تینوں کو انکی زبان مین کرتار کہتے ہین تینوں اپنے اپنے کام مین مصروف
رہتے ہین اور برہما کی عمر سو برس کی ہے جسکا پہلا روز سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کا ہے دوسرا بارہ لاکھ
چھیانوے ہزار تیسرا آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار چوتھا چار لاکھ بتیس ہزار برس کا ہے دنوں کا نام ست جگ
ترتیا دواپر کل جگ ہے اسیطرح کی تین سو ساٹھ راتین ہین جب ایسے سو برس تمام ہو جاتے ہین برہما
کی موت آتی ہے پتال کو جاتا ہے جل مٹی ہو جاتی ہے جیسے پہلے تھے ہین پھر [illegible] سے کنول کا پھول نکلتا ہے اور
برہما پیدا ہوتا ہے اب تک ایک ہزار اور ایک برہما گذرے ہین آزر چہرہ نے کہا اللہ اکبر عجب حساب کتاب
ہے اور پلید اگر ہزار برس تک تو بیان کرے تو مین اس دین کو نہ پسند کرون جب تجکو اس دین کا اسقدر حساب
یاد ہے تو پھر فرعون پرستی اور طرح طرح کے بتوں کی پرستش پر کیوں جان دیے ہوئے ہے اُسنے کہا اے
آزر چہرہ اس حساب کے بیان کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ تو جانے کہ مین دین مذہب کے بارہ مین بہت
کچھ تحقیقات کر چکا ہون جب مجکو تحقیق ہوا کہ دین فرعون پرستی وغیرہ صحیح و درست ہے تب مین نے تمام
مذہبون سے قطع نظر کی ملکہ آزر چہرہ نے کہا او ملعون اگرچہ مین بھی دین اسلام کی حقیقت کے بارہ مین بہت
کچھ بیان کر سکتی ہون لیکن اس خیال سے کہ سخن خوی بد در طبیعتے کہ نشست ہنر و جز مرگ از جانش [illegible]
مین زبان کو تکلیف دینا عبث ہے تورج نے کہا اے آزر چہرہ کیا اب بھی تو مثل سابق مجھ سے منحرف رہیگی اور نہ
دین اسلام سے قطع نظر کریگی اُسنے کہا بیشک زیادہ برین نیست کہ تو مجھکو ہلاک کرنے کا باشد۔ تورج
پلید اور زیادہ برہم ہوا اور کہا اگر تو میرا کہنا نہ مانیگی پھر بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگا غرض کہ بعد اس گفتگو
کے تورج نے ملکہ آزر چہرہ کو ایک چاہ تاریک مین قید کیا

ملکہ آزر چہرہ بنت طہماس کو تورج بدذات کی قید مین مبتلا رکھا جاتا ہے اور طہماس کے حال توحش اشتمال کی جانب توجہ کی جاتی ہے

اگر تجھن جگر مین کیا ہے آب زندگانی کا
پہ چراغ گور ہے ساغر شراب ارغوانی کا
غم فوت عبادت کا سبب ہے [illegible]
تو عالم آگیا یاد اپنی مستی و جوانی کا
کیا حق نے تجھے انجام میرا کیا پرستی مین
بندھا جن حرز مین مضمون ہماری ناتوانی کا

[illegible] وقت مین پیدا ہونا دانی کا
کھلے در ما کر قریب جیسے [illegible]
یہاں ہر دم ہو دریا ہے آب زندگانی کا
جگر بھتا ہے اک سوا کے [illegible] ہین
ہوا لبریز مے سے جام میری زندگانی کا
وہان زخم دل کے [illegible] مین ناسخ

فرہ [illegible] وقت مین پیدا جشن زندگانی کا
دیا ہے خانہ زندان کو عہدہ پاسبانی کا
کبھی جو مشغلہ پیری کی سرکشی دیکھی
تو وہ خانہ دل مین ہے عمر کی مہمانی کا
کوئی لکھکر اٹھاتا ہے [illegible] نہین سکتے
تصور ہے تجھے کیسے لباس زعفرانی کا

راوی صداقت کار و ناقل خوش گفتار اسطرح مسطور کرتا ہی کہ جب طہماس مطیع خاص نخل نو خیز بوستان سلطنت ثمرہ شجرہ شوکت و ابہت رشید شہاے جہانبانی یعنے صاحبقران ثانی اور تمام سرداران لشکر اسلام سے رخصت ہوکے آرمینو حصار کی جانب راہی ہوا دل مین اس خواب پریشان کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا اثناے راہ مین تپ محرقہ عارض ہوئی فوراً دل مین راسخ ہو گیا کہ اب اس بخار سے جانبری محال ہی یہ سفر دور و دراز اور شدت تپ کا یہ حال ہی افسوس دنیا مین تھی مدت جیے اور کچھ نہ کیا افسوس موت بھی آئی تو ممان کا سکے آزرچہرہ کے پاس پہونچنے نہ پایا ہوتا عرصہ کے بعد دختر کے دیدار سے دل بہلتا تیمارداری حسب دلخواہ ہوئی کیا کرون کسطرح آزرچہرہ تک جلدی پہونچ جاؤن اطراف و جوانب سے اطبا بلاے انھون نے نبض پر ہاتھ رکھا قارورہ دیکھا کہا بہت شدت کی تپ ہی تمازت آفتاب سے بچانا چاہیے بہت مضر ہی نسخہ لکھا طہماس نے کہا مین تمازت آفتاب سے کسطرح محفوظ رہ سکتا ہون سفر مین طبیبون نے کہا جو کچھ ہو اسی مقام پر کسی جاے محفوظ مین قیام کیا جاوے چونکہ وقتاً فوقتاً شدت تپ سے حالت متغیر ہوئی جاتی تھی ناچار راہ مین قیام کیا دوپہر کا وقت تھا طہماس بستر علالت پر کراہ رہے تھے کہ یکایک خبردار نے آکے خبر دی کہ توروج بدرگ ملکہ آزرچہرہ کی قید سے رہا ہو گیا مزید بران ملکہ آزرچہرہ خود توروج کی قید مین مبتلا ہو گئی توروج ملعون نے ملکہ پر بہت بدعت و شدت کی ہی یہ خبر سنتے طہماس از سرتا پا غیظ و غضب مین ہو گیا فوج کو حکم دیا کہ اسیوقت تیار ہوکے کوچ کرے سرداروں نے سمجھایا کہ آپ علیل ہین دو تین روز یہان توقف کرنا لازم ہی ایسا نہ ہو طبیعت زیادہ بے لطف ہو جاے طہماس نے کسی کا کہنا نہ مانا اسیوقت [illegible] مین وہان سے کوچ کیا

اب چند وقائع داستان لشکر حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

واقعہ نگاران سخن فرمایند و شرح این داستان چنین کردند کہ حمزہ ثانی کو انتظار تھا کہ دیکھیے کب طہماس توروج بدرگ کو آرمینو حصار سے لاتے ہین ایک روز صبح کو نورالدہر حمزہ ثانی کے پاس آئے بہت متوحش حمزہ ثانی نے سبب توحش کا پوچھا نورالدہر نے کہا شہریارا کیا عرض کرون شب کو عجب خواب پریشان دیکھا جس سے دل بیقرار ہو گیا ہے دل پر کسطرح جبر کیجیے طاقت نہین کہ صبر کیجیے آخر مجکو جنون ہو گا دم بھر مین یہ دل پی خون ہو گا حمزہ ثانی نے کہا اے نورالدہر بیان کرو وہ کیا خواب پریشان دیکھا نورالدہر نے پہلے دعا دی کہ عمر اعداے تو شبگیر فنا راہ عنان عہد اقبال تو تو سن بقا را ہم رکاب مجلست ساز ہرہ قوال و مجلس راندز حل آبدارت ابر نیسان و خواصت آفتاب پھر عرض کیا اے شہریار عالی مقدار شب کو خواب مین طہماس کو دیکھا کہ دریاے خون مین غوطہ کھا رہا ہی اور ہزارہا دریائی جانور طہماس کو ہر چہار جانب گھیرے ہوے ہین اور منتظر ہین کہ طہماس غرق ہو جاے تو وہ حملہ کرین دفعتاً میری آنکھ کھل گئی دیکھا عنقریب صبح ہی اٹھا نماز پڑھی اور سوچ مین ہتھیار باندھ کر بیٹھا اس خواب پریشان کی تعبیر کیا ظہور مین آئی ہی بہت توحش اس سبب سے ہی کہ خود طہماس نے بھی اپنی نسبت خواب پریشان دیکھا تھا اور مجھ سے بیان کیا تھا مین نے طہماس کے اطمینان کے واسطے خواب و خیال کہکے دفع الوقتی کی آج کے خواب سے مجکو یقین

ہو گیا ہے کہ کچھ شہ مجھ صدمہ سخت طہماس کو پہونچے گا حمزہ ثانی کو بھی تردد ہوا کہا کہ نور الدہر پیری رائے یہ ہے کہ تم بھی آرمینو حصار تورج کے لینے کو جاؤ کہ دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندہ کی آرد انبوہ را + اگر تورج کے اسطرف لانے ہیں طہماس کو کسی طرح کی وقت لاحق ہو تو اسکی مدد کرنا نور الدہر ابھی مہتر قران کے صدمہ سے مجھکو فراغ نہیں حاصل ہوا ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی صورت اور طرح کی پیش آئے کہ غضب ہو جائے گا نور الدہر نے کہا شہریار مجھکو بھی یہی تردد ہے غرضکہ اس گفتگو کے بعد نور الدہر ایک لاکھ پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے آرمینو حصار کی جانب روانہ ہوا

نور الدہر کو آرمینو حصار کی جانب روانہ رکھا جاتا ہے اور طہماس کے حال میں قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی کہتا ہے کہ طہماس نے اُس شدت سے عجلت میں کوچ کیا بعد طے مراحل سخت اُس مقام کے قریب پہونچا جہاں تورج بدرگ مقیم تھا دیکھا بڑا آرزدہ ہام ہے حیرت ہوئی کہ ابھی ہمرو دو آزر چہرہ کی قید میں مبتلا تھا اتنی جلدی ملتے ہی خسروانہ سامان مہیا کر لیا ایک عیار کو بھیجا کہ تورج کے مقام قیام میں جاکے حال دریافت کرے کہ ملکہ آزر چہرہ کو کہاں قید کیا ہے اور فی الحال تورج ملعون کس کام میں مصروف ہے وہ عیار گیا طرفہ سامان دیکھا یعنے تورج بدرگ ایک قصر عالی شان میں دنگل پہ سالاری پر بیٹھا ہے بکثرت دروبہر چہار جانب جمع ہیں بزم ہوش رُبا آراستہ ہے فرش دیبا و حریر سے مفرق آراستہ جواہرات کی مرصع کاری سے پیراستہ زمرد و یاقوت و الماس کے جھاڑ کنول شمع ہاے موی کافوری روشن دنگل کرسیاں جواہر نگار وزیر امیر پہلوان خلعت ہاے گران بہا پہنے غرق دریاے جواہر ایک تخت فلک رفعت جسکی چمک سے نظر خیرگی کرتی ہے اُسپر ایک شخص باوربھی بکمال غرور و تکبر بیٹھا ہے اُسکے پہلو میں تورج کا دنگل ہے ساقیان رنگین ادا بادہ گلفام کے جام اہل محفل کو دے رہے ہیں مغنیہ ریزی مغنیان پری جمال سے مرغان ہوا لوتیج و تاب ترانہ سنجان حور تمثال کی شعلہ انگیزی سے زہرہ زہرہ آب کو ئی

نازنین خوش ادا غزل سرا ہے

ہوا چکیدہ و خوب است در شب مہتاب
کہ خانہ بدیدہ خوب است در شب مہتاب
سپہر جام بلورین است پرے روشن
تجلیات ظہور است در شب مہتاب

ستارہ خندہ بود خوب است در شب مہتاب
صراحی ہمہ گلرنگ سبوچہ مین مست
زمین قلم و نور است در شب مہتاب

رسان بہ باغ من صحرا سے بے خودی خود را
پیالہ غبغب خوب است در شب مہتاب
بہر طرف کہ نظر باز میکنم صائب

آئین عجب ہے جو یہ سامان دیکھا دیکھتے ہی دنگ ہو گیا تورج بدرگ اور اُس پہلوان تخت نشین کو بغور دیکھا طہماس کے پاس آیا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ میں اُس پہلوان تخت نشین سے واقف نہیں طہماس نے حلیہ پوچھا اُسنے خوب غور کرکے بتایا کہ ایسا چہرہ ہے ایسے دست و بازو ہیں یہ رنگ ہے اسطرح کی آنکھیں ہیں طہماس نے کہا اے فلان جو حلیہ تو نے بیان کیا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ سب سے ابو تا ہے تورج سے جب املا اُسیوقت میر منشی کو بلایا غرماس کے نام ایک نامہ لکھنے کا حکم دیا نقل مطلب کو بیان

کردیا میر منشی نے نامہ تیار کیا اور کہا باواز بلند پڑھکے سناؤ میر منشی نے نامہ پڑھنا شروع کیا نامہ، آتش
سوزندہ کا دیو رجیم ٭ بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ تحفہ لآلی حمد وثنا اس کامل الوجود مفیض خیر وجود کی بارگاہ جلال اور
سراپردۂ لایزال مین لے جانا چاہیے جسنے حضرت آدم کو خاک سے پیدا کیا اسنے فرشتگان مقرب پر جو عنصر
آتش سے خلق ہوے تھے شرف بخشا اسکے خلوص قلب سے کہتا ہون بندۂ طہماس خدا ہے ایک محمد نبی ہین نیک
اساس ٭ امابعد اے غماس فی الحال میری سماعت مین گذرا کہ تو توریج بدرگ کے پاس پہونچا تو نہین
جانتا ہے کہ توریج ملعون نے میری دختر آذرچہرہ کو کیسی کیسی تکلیفین پہونچائین اور اب تک
ابھی جان اور آبرو کے درپے ہے اگر کوئی غیر شخص ہو تو محل شکایت نہین تو دیدہ و دانستہ ہمارے دشمنون
سے ملتا ہے اگر تو ہمارا طرفدار نہین ہے تو اسقدر بھی محبت تجھمین نہین ہے کہ ہمارے دشمنون کی رفاقت
سے باز آئے دنیا مین انسان کی چند روزہ زندگی ہے نیک کی نیکی رہجاتی ہے اور بد کی بدی اگرچہ تو مذہب کے
اعتبار سے مجھے مخالفت رکھتا ہے تاہم پاس قرابت تو ضرور تھا اور قرابت ایسی قریب نہین معلوم کون بدبخت
تھی جب تیری ماں نے تجھکو جنا تھا اگر تو اس تحریر کو دیکھ کے متنبہ ہوگیا فہو المراد ورنہ تجھے مقابلہ کرکے
ضرور تجھے سمجھونگا جب یہ نامہ میر منشی پڑھ چکا ملفوفہ مین رکھ کے بند کیا طہماس نے اس نامہ کو ایک سوار
ہوشیار کے ہاتھ روانہ کیا اس سوار نے بعجلت وہ نامہ غماس کو پہونچایا غماس اس نامہ کو پڑھکے
آگ ہوگیا اور کہا طہماس کے دماغ مین فتور آگیا ہے جو مجھکو یہ نامہ لکھا ہے مین ہرگز پاس قرابت نہین کرونگا
سپاہی کو کسیکا پاس ولحاظ نہین ہوتا اگرچہ طہماس میرا داماد ہے یا شاد اور جواب نامہ لکھا کہ بعد تعریف وتوصیف
لات ومنات اے طہماس تجھکو معلوم ہو کہ مجھے کسی وقت اعانت کی امید نہ رکھنا اگر کچھ حوصلہ ہے تو سے بیار
النجہ داری زمردی نشان ٭ اور آذرچہرہ اگر توریج کی قید مین ہے تو ہوا کیا ہے وہ اسی قابل تھی کیون نہ توریج
کو قبول کر لیا جو آج اس زحمت مین مبتلا ہوئی اور اب بھی خیریت ہے اگر توریج کو قبول کرے اے طہماس
تجھکو لازم تھا کہ مجھکو نامہ نہ لکھتا بلکہ اپنی دختر کو اس مضمون کا نامہ لکھتا کہ اگر توریج خواستگاری
کرے تو اسے قبول کر لینا اس سے کیا فائدہ جو مجھکو نامہ لکھا مجھکو نامہ پڑھنے سے سخت تکلیف ہوئی آئندہ
مجھکو ایسی تکلیف نہ دینا ورنہ قاصد کو اسی طرح واپس کر دونگا طہماس اس مضمون کے نامہ کو پڑھکے
اور متنغص ہوا کہا ہزار ہزار لعنت ایسے مردود پر جس مین مطلق انسانیت نہین دنیا کے واسطے دین کو
برباد کر دیا وہان سے کوچ کرکے لشکر کفار کے قریب پہونچا دیکھا فوج قلیل ہے جس روز وہان پہونچا
تھا اسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر کفار مین بھی نقارہ جنگ بجا تمام شب طہماس بیدار
رہا اور اپنی فوج مین ایک ایک سے کہتا تھا اے دلاورو تم دیکھتے ہو کہ مین کس شدت کے بخار مین مبتلا ہون
ہرگز ابھی ہنگامہ آرائی نہ کرتا مگر آذرچہرہ کی محبت نے مجھکو مجبور کیا ہے سن چکا ہون کہ توریج ملعون
نے اسے بہت عاجز کیا ہے قید شدید مین مبتلا کر رکھا ہے وہ کون شخص ہوگا جو اپنے فرزند کو اس بلاے
سخت مین مبتلا دیکھے اور خاموش رہے تم سب کو چاہیے کہ ایسی کوشش کرو کہ اس ہنگامہ آرائی کا انجام
حسب دلخواہ ہو یعنے غماس اور توریج گرفتار کر لیے جاوین یا ہلاک ہوجائین ابھی تک لشکر کفار بہت
قلیل ہے اسی طرح کی گفتگو مین شب بسر ہوئی سحر روز دیگر کہ جہان پر غرور ٭ یافت از سرچشمہ
خورشید نور ٭ دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی طہماس اسی شدت تپ مین مسلح اور

مخل ہوئے سرداران لشکر نے منع کیا کہ اس شدت تپ مین دشمن کے مقابلہ کو جانا ہرگز مناسب
نہین ہے ہم سب موجود ہین جب ہم ہو نگے اسوقت اختیار ہے طہماس نے کہا ای بہادروا سوقت
میرے حال سے کچھ تعرض نہ کرو سب نے مجبور ہو کے سکوت کیا طہماس نے مرکب میدان
مین بڑھایا اور بآواز بلند رجز پڑھی سہ منم درجہان آن زبردست نیو، کہ سرکوب دزمین روح
عفریت و دیو، چنان گرز بر سنگ خارا زنم، کہ البرز کہ را کرش بشکنم، ای نابکار و اگرچہ مین فی الحال
لشدت علیل ہون تاہم تمھاری سرکوبی کے واسطے موجود ہون تم مین سے کون طالب
سفر آخرت ہے آوے اور مجھسے مقابلہ کرے غرماس طہماس کے روبرو آیا اور کہا ای طہماس
مین نے سنا ہے کہ تم بالفعل علیل ہو کیون اپنی جان کے درپے ہو جو مقابلہ کے واسطے آئے ہو
چلے جاؤ کسی اور پہلوان کو مقابلہ کے واسطے بھیجو طہماس نے کہا او نابکار اگر تجکو میری ملاقات
کا خیال ہوتا تو میرے دشمن کی مدد کے واسطے کیون آتا میّنے تجکو نامہ بھیجا تو نے ایک مہمل جواب
دیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا ہم کس کو کیا جواب لکھتے ہین ای اخروس اب بھی خیریت ہے
اگر تو توریج سے کہکے آذرچہرہ کو رہا کرا دے آسنے کہا یہ امر میرے امکان سے بالکل باہر ہے
اسواسطے کہ توریج کا مین دوست ہون آسکی مرضی کا تابع ہون دوسرا انکا لیکہ آذرچہرہ سے
وہ ہم بستر ہونا چاہتا ہے پھر کس طرح وہ اسکو رہا کریگا اور مین اُس سے کس طرح کہہ سکتا ہون
طہماس نے کہا تف ہے تیری اوقات پر او بیحیا توریج بدرگ کا تجکو اس قدر پاس ہے اور
ہماری قرابت کا تجکو مطلق خیال نہین ہے تو نہین جانتا کہ آذرچہرہ از روے قرابت تیرے
کون ہے غرماس نے کہا مین نہین جانتا کہ کیا قرابت ہے اور نہ مین جاننا چاہتا ہون یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک
دور سے تتق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اُس گرد کی جانب نگران ہوے تھوڑی دیر کے بعد دامن
گرد چاک ہوا قریب دو لاکھ فوج کے اس طرف آتے معلوم ہوئی طہماس نے خبر کے واسطے آدمی
بھیجے وہ خبر لیکے آئے اور کہا ای شہریار غرماس کی فوج ہے اب جو طہماس کی نظر سے اسقدر مجمع
گذرا حواس جاتے رہے کہا ضرور مین ہلاک ہونگا اسقدر فوج کثیر سے کون سربر ہوگا وہ
فوج کثیر توریج کی طرف جاملی شماس نام ایک سپہ دار لشکر اسلام طہماس کے قریب
آیا اور کہا ای والا منزلت تمھارا خیال کس طرف ہے اسقدر شدت کی تپ ہے کہ حواس بجا نہین ہین
دشمن کے مقابلہ مین کس طرح سربر ہوگے لامحالہ تمھارے ہلاک ہوجانے سے فوج اسلام
بسپا ہوجائیگی اور بسپا ہونے مین ہزارون بندگان خدا کی جانین کفار کے ہاتھ سے ضائع ہونگی
اس سے بہتر ہے تم ایک جانب موجود رہو اور جنگ و حرب کا تماشا دیکھو تمھاری موجودگی مین
فوج اسلام کے دل کو قوت رہیگی طہماس لشکر کی جانب متوجہ ہوا شماس میدان مین آیا اور حریف
طلب کیا اُس طرف سے ایراس ایک پہلوان نکلا پہلے کچھ کلمہ و کلام رہے پھر تیغ بازی شروع
ہوئی آخر ش شماس نے ایراس ملعون کو ایکہی وار مین تلوار کے دو حصہ کیا غرماس ایراس کے
ہلاک ہونے سے زرد ہوگیا کہا غضب ہوا پہلا اس طرف کی شکست ہوئی دوسرا پہلوان لشکر کفار سے
نکلا بعد رد و بدل بسیار وہ بھی شماس خدا پرست کے ہاتھ سے زخمی ہوا طہماس نے باواز بلند و شماس

سے جنگ وحرب کی بست تعریفین کی اور کہا اے دلاور اب تم تھک گئے ہو بیٹھو آرام کرو تھوڑی دیر دم لے لو
کوئی دوسرا پہلوان حریف کے مقابلہ کو بھیجو شماس نے کہا نہین یارا ابھی مین نہین تھکا ہون
طہماس نے اصرار کیا شماس طہماس کے اصرار سے مجبور ہو چلا آیا اور طبل بازگشت بجوا دیا
غرماس بہت آزردہ ہوا کہا اے خدا پرستو یہ کیا حرکت ہے صرف اسیقدر جنگ خفیف پر اکتفا کی
ہم اس طبل بازگشت کو نہین قبول کرتے الم رومی مسلمان پہلوان آیا اور کہا اے غرماس اگر تو
اس وقت کے طبل بازگشت سے راضی نہین ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے ہم موجود ہین کسی گبر کو مقابلہ
کے واسطے بھیج زرق نامے ایک پہلوان فوج کفار سے اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر دونون مین رد وبدل
رہی آخر زرق کو بھی الم رومی نے ہلاک کیا پھر غاریقوس ایک پہلوان مقابلہ کو آیا جسکی پردلی اور
شجاعت کا آوازہ تمام لشکر کفار مین تھا الم رومی سے رد وبدل شروع ہوئی الم نے اسکو بھی
ضرب شمشیر سے جہنم واصل کیا غرماس کی آنکھون مین خون اتر آیا اسنے فوراً جنگ مغلوبہ کا حکم
دیا تیغ وتیر نیزہ وخنجر چلنے لگے دیوارہ پشت جنگ وار شمشاد تر سول سے لڑ رہے تھے ؎ دو ابر
از دو سو در خروش آمدند ؛ دو دریاے آتش بجوش آمدند ؛ درخشیدن تیغ آئینہ تاب ؛ درخشان
تر از چشمہ آفتاب ؛ ز رنگ کمانہاے بازو شکن ؛ بسے خلق را بردہ از خویشتن ؛ ز بس کوفتن بر زمین
گرز وتیغ ؛ ز بہر غبار برشد غبارے چو میغ ؛ ز منقار پولاد پران خدنگ ؛ گرہ بستہ خون در دل
خارہ سنگ ؛ الم رومی نے اکثر زبردست پہلوان بہجان کے مارے غرماس بھی اسکے قریب آگیا اسپر
بھی شمشیر کا وار کیا تھا وہ وار پورا نہ آیا آتش آلی ہوا خواہ اسکو بچانے لگے اسکے زخم کھانے سے فوج کفار نے
عورتون کے خواص پیدا کیے پھر شکست کھایا شکست فاش ہوئی بہت مارے گئے بھاگ کر دور نکل گئے
وہان جاکے توقف کیا دم لیا غرماس کا علاج شروع ہوگیا پھر جنگ کے مشورے ہونے لگے اسطرف
طہماس نے فوج اسلام کی دلاوری کی بہت تعریف کی دو روز تک جنگ موقوف رہی بعد پھر فوج
لشکر اسلام کے مقابلہ کو آکے مقیم ہوئی سب نے طبل جنگ بجایا لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ پر چوب
پڑی ؎ ز نقارہ آواز آمد برون ؛ کہ دو نیست گردون و دون ؛ تمام شب دونون لشکرون
مین جنگ کی تیاری رہی ؎ دگر روز چون خسرو خاوری ؛ بر آمد برین تخت نیلوفری ؛ میدان مصافات
مین دونون لشکر صف آرا ہوئے ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا آج روز گذشتہ کا عکس ظہور مین آیا یعنے فوج
اسلام کے پہلوان کام آنا شروع ہوے نوبت باینجا رسید کہ کوئی پہلوان فوج اسلام مین باقی نہ رہا
حسب اتفاق اس روز طہماس شدت تپ مین زیادہ بدحواس ہو رہا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ
لشکر اسلام مین کوئی پہلوان باقی نہین رہا بحالت مجبوری اس حالت بدحواسی شدت تپ مین اسلحہ ذیل
بدن کے مرکب پر سوار ہوا اور میدان حرب مین آکے کہا او غرماس کدھر ہے آ میرے مقابلہ کو غرماس طہماس
کے روبرو تلوار کو لیے ہوئے آیا اور کہا او طہماس آج پھر تم اپنی جان دینے کو آمادہ ہو گئے طہماس نے بیتحاشا
تلوار کا وار کیا غرماس نے جگہ خالی کی اور کہا اے طہماس مین نے اب تک تمہاری رعایت کی حالانکہ مین
خود متعجب ہون کہ مین نے خلاف دستور تمہاری کیون رعایت کی مگر اب مین رعایت
نہ کرونگا ؎ زدی ضرب خود ضرب نا خوش کن ؛ غم دین ودنیا فراموش کن ؛ طہماس کا اسوقت

شدت تپ سے یہ حال تھا کہ ہاتھ مین تلوار سنبھل نہ سکتی تھی اور مرکب پر ڈگمگا رہا تھا معلوم ہوتا
تھا کہ عنقریب مرکب سے زمین پر گرا جاتا ہی تو اسی بحالت مین کہا ای غماس تو بلا تکلف
اپنا وار کر مگر پہلے مین جو کچھ کہون اسے سن لے آگاہ ہوکر تو میرا ہوتا ہی تجہپر میرا حق بہت کچھ
ہی مین جنگ و حرب مین رعایت نہین چاہتا ہون مرف اس قدر تجہسے میری آرزو ہی کہ جب
مین ہلاک ہوجاؤن تو میری لاش کو ضایع نہ کرنا جس طرح ممکن ہو فارہ کعبہ پہونچوا دینا اور وہین
دفن کروینا اور مین آزرجہرہ کے بارہ مین بھی تجہسے کچھ وصیت کرتا مگر افسوس تو توریج کا ایسا طرفدار
ہوکر مجکو مطلق پاس قرابت نہین ہی اسکے بارہ مین حجت کرنا بیکار ہی جو کچھ اسکے مقدر کا مقرر
ہی وہی پیش آویگا افسوس مین کچھ سمجھا تھا اور ظہور مین کچھ آیا ہی این طرفہ گردش فلک پیچ دار
است پھر سوے آسمان سر بلند کیا اور کہا ای چارہ ساز بیچارگان وای دستگیر واماندگان اگرچہ تجہین
ہر طرح کی قدرت ہی تاہم مین اس حالت مایوسی وبیماری مین اس بات کا ملتجی نہین ہون کہ تو مجکو
اس گبر پر غالب کرکے اسکے دست ظلم سے نجات دے بلکہ اس بات کا آرزومند ہون کہ جس طرح یہ
گبر باوجود قرابت قریبہ کے مجہپر بے سر پرخاش ہی اور ہلاکت کے درپی ہی اسی طرح اسکو بھی مجبور بلاچار
کرکے جہنم واصل کرنا اور میری دختر آزرجہرہ کو ان گبرون کی قید وبند سے نجات بخشنا وہ دل شکستہ
ہو مرا اور رجان غم آلود ہی بلطف تیرا ہو تو حاصل کو ہر مقصود ہی یہ کہکے تلوار علم کی اسی شدت تپ
بحالت مین اس زور طاقت سے تلوار کا وار غماس کے سر پر کیا کہ اگر وہ وار پہاڑ پر پڑتا فورا
دو حصے ہوجاتا غماس مردود نے اس وار کو بھی رد کیا اور خود تلوار کا وار طہماس کے فرق پر
کیا وہ تلوار تا سینہ اتر آئی اور طہماس اشہد ان لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ کہتا ہوا
زمین پر گرا بس مرغ روح نے اس مرد مسلمان کے جانب باغ جنت پرواز کی اسی وقت جانب مغرب
سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی فوج کفار نے اس گرد کے حال دریافت کرنے کا بھی انتظار نہ کیا
قتل بلا سے بید ریان بقیہ فوج اسلام پر یورش کی بے سردار فوج کا قیام کہان بے تحاشا بھاگنے کا ارادہ
کیا فوج اسلام ہی کے ایک لشکری نے پکار کے کہا ای دلاورو کچھ نشہ دلاوری رکھتے ہو تو بے سر
ہونے کی حالت مین بھی دشمن کے حملہ کو روکو بھاگنے سے کیا فایدہ ہر طرح ایک دن مرنا ہی اگر آج ہی
لڑکے مرجاؤگے تو کیا نقصان ہی یہ سنکے مسلمانون کی رگ حمیت کو حرکت ہوئی سب نے فوج کفار کی
جانب رخ کیا اور تلوارین علم کرکے دوڑے اس عرصہ مین اس گرد تیرہ و تار کا دامن چاک
ہوا اور نور الدہر فوج کثیر لیے آپہونچا یہ بھی دریافت کہ طہماس کہان ہی بے تحاشا تلوار مارنا شروع کردین
نور الدہر غماس کے قریب پہونچ گیا اپنے مرکب سے ایک لات ایسی دی کہ وہ مردود مرکب از دست
منہ زمین پر گرا نور الدہر نے اسے گرفتار کرکے گٹھری کی طرح ایک جاے محفوظ مین رکھدیا اور پھر فوج
کفار مین در آیا نوبت باین جارسید کہ فوج کفار نے تاب مقابلہ نہ لاکے فرار پر قرار لیا تھوڑی دور تک
نور الدہر نے تعاقب کیا بعدہ واپس آکے اس مقام پر قیام کیا جہان غماس گٹھری کی طرح بندھا رکھا تھا
بقیہ اہل لشکر طہماس کو بلایا طہماس کا حال پوچھا انھون نے کہا ای شہریار کیا عرض کرین کہ طہماس کو
باوجود مریض ہونے کے اس غماس مردود نے کس بیرحمی سے ہلاک کیا ہی غرضکہ تمام حالات

فصل بیان مین کے نورالدہر کو بہت غصہ آیا اُسی وقت تلوار سے غرماس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سگان
بازاری کو بلا کے وہ ٹکڑے کھلا دیے اہل لشکر نے کہا شہریار طہماس مرحوم نے اس خیال سے کہ غرماس
قرابت قریبہ رکھتا ہی اُس مردود سے وصیت کی تھی کہ بعد ممات میری لاش کو بیت اللہ بھیجدینا ہو مگر آپ
یہان تشریف لے آئے ہین آپ کو اختیار ہی نورالدہر نے کہا بیکار اُس موذی سے وصیت کی وہ کیا لاش
کعبۃ اللہ ہو پہنچاتا ہم انشاءاللہ ضرور طہماس کی لاش کعبۃ اللہ بھیجین گے شب کو بعد فراغ طعام سرداران کو
اپنے خیمہ مین طلب کیا اور مشورہ کیا کہ طہماس غرماس کے ہاتھ سے ہلاک ہوا حمزہ ثانی نے طہماس کو اور ہمکو
توریج کے پکڑنے کے واسطے بھیجا تھا یہان رنگ دگرگون ہو گیا نہین معلوم ملکہ آذر چہرہ کو توریج بدبخت نے
کہان مقید کیا ہی فرعون ملعون رہا ہو چکا یہان اگر توقف کیا جاتا ہی نہین معلوم کیا صورت پیش آئے
مزید بران طہماس کی لاش کو کعبۃ اللہ بھیجنا ہی اس صورت مین تم لوگون کی کیا راے ہی سب نے اتفاق کہا
شہریار ہمارے نزدیک تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ طہماس کی لاش کو حمزہ والا قدر کی خدمت مین
لے چلو وہان پہنچ کے جو کچھ حمزہ ثانی حکم دین اُسکی تعمیل کیجاوے نورالدہر نے بعد تامل بسیار کہا
ہان میرے نزدیک بھی یہی مناسب ہی چنانچہ دوسرے روز طہماس کی لاش کو لیکے لشکر اسلام کیجانب
کوچ کیا یہان حمزہ ثانی منتظر تھے کہ عنقریب توریج بدرگ گرفتہ و بستہ آتا ہو گا یکایک خبر پہنچی کہ نورالدہر
مع لاش طہماس کے آتے ہین حمزہ ثانی گھبرا کے بارگاہ سلیمان سے باہر آئے عمر ثانی کو بھیجا کہ دیکھو تو صحیح
کیا خبر ہی عمر ثانی روانہ ہوئے نورالدہر کے لشکر مین پہنچے نورالدہر سے ملاقات ہوئی حال پوچھا نورالدہر
نے کہا اے عمر ثانی کیا پوچھتے ہو خلاصہ یہ ہی کہ دیکھو یہ لاش طہماس کی ساتھ ہی باقی حال حمزہ والا قدر
کے روبرو بیان کرونگا سُن لینا نورالدہر اور عمر ثانی دونون لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے لشکر اسلام مین
پہنچے نورالدہر مع لاش طہماس بارگاہ حمزہ مین داخل ہوئے جونہی حمزہ ثانی کی نظر طہماس
کی لاش پر پڑی آنکھون پر رومال رکھکے اسقدر روئے کہ رومال آنسوؤن سے تر ہو گیا تمام دربار
مین شور گریہ و بکا تھا نورالدہر نے کہا اے عالی منزلت مجکو پیشتر ہی معلوم ہو گیا تھا کہ طہماس اب زندہ نہین
بچین گے مگر مین نے بنابر مصلحت سکوت اختیار کیا اور بجبر کیا موقوف ہی تمام سرداران لشکر کو معلوم
تھا خود طہماس نے اپنی زندگی سے نا امید ہونے کی اطلاع دی تھی وجہ یہ تھی کہ طہماس نے خواب
پریشان دیکھا تھا کہ خون کے دریا مین غوطہ کھا رہا ہون اور ہزارہا جانوران دریا ہر چہار جانب گھیرے
ہوئے ہین اور منتظر ہین کہ طہماس ڈوب جاے تو لپٹ جائین حمزہ ثانی نے کہا یار د تمنے مجھسے
اس خواب کو نہ بیان کیا ہرگز طہماس کو آرمینوحصار کی جانب نہ بھیجتا نورالدہر نے کہا بالفرض طہماس
آرمینوحصار کی جانب نہین بھیجا جاتا تو کیا ہوتا جو وقت موت کا مقرر ہی وہ کسی طرح نہین ٹل سکتا ہی
طہماس کی ہلاکت کا سبب غرماس ملعون ہوا اُس حالت مین کوئی اور سبب ہلاکت کا ہوتا اور ظاہر
ہی کہ شدت تپ مین مبتلا ہو گئے تھے وہ تپ ہی سبب ہلاکت ہوتی اذا جاء اجلہم لا یستاخرون
ساعۃ ولا یستقدمون اہل لشکر طہماس کا بیان ہی کہ جس روز غرماس سے مقابلہ کیا ہی اُس روز
شدت تپ سے حال بہت متغیر تھا مگر بہ تیدی کی طاقت کچھ کی ہی ہاتھ مین تلوار نہ سنبھل سکتی تھی
اسی حالت مین غرماس کو کچھ وصیت بھی کی تھی بعد غرماس کے ہاتھ سے شہادت پائی

حمزہ ثانی نے پوچھا کیا وصیت کی تھی نورالدہر نے کہا وصیت یہی تھی کہ میری لاش کعبۃ اللہ پہونچا دینا
حمزہ ثانی نے کہا وہ موذی اس وصیت پر ہرگز عمل نہ کرتا افسوس ہے ای نورالدہر تم بہت دیر مین پہونچے
ورنہ طہماس حالت تپ مین مقابلہ کرکے اپنی جان نہ دیتے نورالدہر نے کہا ای شہریار مجکو اسقدر تاخیر ہوئی
کہ طہماس اسی وقت زخمی ہوکے مرکب سے زمین پر گرے کہ مین پہونچا رمق جان باقی تھی مین
غوماس سے مقابل ہوا اسکو قتل کرکے اور فوج کفار کو بھگاکے طہماس کی طرف آیا یہان طہماس کو
بالکل بیجان پایا حمزہ ثانی عمر کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا ای بہتر طہماس دلاور کی بھی لاش کو کعبۃ اللہ
لے جاؤ اور دفن کراؤ عمر ثانی نے دست بستہ کہا بہت مناسب ہے اسباب سفر تیار ہوا
صندوق چوبین مین طہماس کی لاش رکھی گئی عمر ثانی نے وہان سے کوچ کیا بعد چند روز کے
کعبۃ اللہ پہونچے حمزہ صاحبقران والا شان کو خبر ہوئی بہت گھبرائے کہا ای خواجہ عمر یہ
کیا معاملہ ہے ابھی بہتر قران کی لاش کو آئے ہوئے عرصہ نہین گذرا کہ اب طہماس دلاور کی لاش
آتی ہے کیا مشیت باری تعالے مین یہی گذرا ہے کہ تمام لشکر اسلام کفار کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر
فائز ہو جائے خواجہ عمر نے عرض کی شہریار مجکو بھی سخت تردد ہے سنا ہے عمر ثانی لاش کے ہمراہ ہے
اس سے حقیقت حال دریافت ہو جاویگی یہان تک کہ وہ لاش حوالی کعبۃ اللہ مین پہونچی حمزہ
صاحبقران کی ملازمت حاصل کی حمزہ صاحبقران کو پیشتر خبر پہونچ چکی تھی عمر ثانی کو دیکھ کے
آنکھون پہ رومال رکھ لیا خوب روئے خواجہ عمر بھی انکے ساتھ روئے بعدہ عمر ثانی سے حال
پوچھا عمر ثانی نے کہا شہریار یون تو سبکی موت آتی ہے وہ ایک نہ ایک جاوے سے ہلاک ہوتا ہے
لیکن طہماس دلاور کا عجیب و غریب واقعہ گذرا یہ صدمہ ادا دل سے آخر تمام حال بیان کیا اور کہا
قابل افسوس یہ بات ہے کہ اثنائے راہ مین اس شدت کا بخار آیا کہ حواس مختل ہوگئے تھے
اسی حالت اختلال حواس مین غوماس ملعون کا مقابلہ کیا اور اثنائے محاربہ مین اس سے یہ
وصیت کی کہ تجھے قرابت قریبہ رکھتا ہے مین تجھسے رعایت کا طالب نہین ہون صرف اسقدر
آرزومند ہون کہ جب ہلاک ہو جاؤن میری نعش کعبۃ اللہ بھیج دینا اسکے بعد غوماس نے طہماس
کے سر پر تلوار کا وار کیا وہ تلوار تا سینہ اتر آئی مرکب سے لاش زمین پر گری تھی کہ نورالدہر پہونچے
انھون نے غوماس سے اسکی سنگدلی کا معقول عوض لیا یعنی اس مردود کو گرفتار کرکے اسے
ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ان ٹکڑون کو سگان بازاری کو بلاکے کھلا دیا حمزہ صاحبقران نے کہا خوب
کیا وہ مردود اسی قابل تھا بعدہ قبر تیار ہوئی حمزہ صاحبقران نے پوشش کعبہ کا طہماس کو کفن
دیا اور گریان و نالان خود قبر تک لائے گرد قبر کے ایک کہرام تھا ہر شخص کا دل صرف اس خیال سے
آب ہوا جاتا تھا کہ طہماس نے حالت تپ محرقہ مین باوجود اختلال حواس کے غوماس سے مقابلہ
کرکے جان دی اور ہنگام ہلاکت یہ تمنا ظاہر کی کہ کاش مین اپنی دختر آذر چہرہ کے دیدار سے
بہرہ یاب ہو گیا ہوتا آذر چہرہ بھی میرے دیدار کی آرزومند ہوگی جو یکایک کفار کی قید مین مبتلا ہوگئی
الغرض حمزہ صاحبقران نے گریان و نالان طہماس کو بھی حوالی کعبۃ اللہ مین دفن کیا فاتحہ
پڑھکے سب اپنے اپنے مقام کو گئے عمر ثانی نے عرض کی غلام بھی اب رخصت ہوتا ہے

حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای عمر دو چار روز یہان توقف کرو چلے جانا عمر ثانی نے دست بستہ عرض کی غلام تعمیل فرمان ہی لیکن غلام کا قیام یہان خاص اس سبب سے غیر مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ابھی فرعون کا فتنہ در پیش ہی وہ ملعون لشکر اسلام سے رہا ہوکے سنتا ہی کہ کوہ نلوری کی جانب بھاگ گیا ہی دیکھیے وہان سے کیا فساد پیدا کرتا ہی اُس طرف توزج بدرگ بھی ملکہ آزر چہرہ کو گرفتار کیے ہوئے ہی اور اُنکی جان و آبرو کا در پی ہی حمزہ صاحبقران ثانی بہت متردد ہین حمزہ صاحبقران والا شان نے فرمایا خیر عالم مجبوری ہی جاؤ میری طرف سے حمزہ صاحبقران ثانی کو بہت بہت دعا کہنا اور کہنا ای فرزند گھبرانا نہین خداوند قادر و توانا کو ہر وقت حامی و مددگار سمجھنا عل خیر کیجانب ہمت کو مصروف رکھنا چند روزہ حیات مستعار کا اعتبار نہ کرنا نیکی سے باز نہ آنا لذات دنیا کو ہیچ ذیچ سمجھنا مہتر قران نے انتقال کیا سخت صدمہ ہوا اب یہ دوسرا صدمہ طہماس کا ہوا سب کو یہی راہ ایک روز در پیش ہوگی جو گذر گیا گذر گیا کوئی گریہ وزاری کو بٹھا تو کیا ہوگا تلافی مافات مشکل ہی آیندہ کی خبرگیری مقدم ہی دنیا کے کام معطل نہین رہ سکتے بعد اس فہمایش بزرگانہ کے حمزہ والا قدر نے عمر ثانی کو رخصت کیا خواجہ عمر نے بھی خدا حافظ کہکے رخصت کیا عمر ثانی وہان سے روانہ ہوئے دو منزلہ راہ طی کرتے تھے نہایت عجلت تھی اس خیال سے کہ نہین معلوم لشکر اسلام مین کیا واقعہ درپیش ہوا ہو ستے کہ چند روز کے بعد لشکر اسلام مین پہونچے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا حمزہ ثانی نہایت مغموم و محزون ہین خیر و عافیت پوچھی عمر ثانی نے کہا الحمد اللہ بعد جو کچھ حمزہ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا

حمزہ ثانی کو طہماس کے غم و ملال مین اور ملکہ آزر چہرہ کو توزج بدرگ کی قید شدید مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور اب فرعون ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی کہ حمزہ ثانی کی قید سے رہا ہوکے وہ نلوری کیجانب بھاگا ہی

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوا سے جہان کیون ہو
مزا آتا نہین ختم تم سے کہ ہمکو رنج و راحت مین
یہ مصرع لکھدیا ظالم نے میری لوح تربت پر
ہمیشہ آدمی کا آدمی غم خوار ہوتا ہی
غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی برپا
بہت نکلین گے رو رو کر حسرت سے جو کے خواہان
نہین کوری کش بیجا ہمیں اک ہو تو مجھے ہی ہا
گئے تھا رہے مجکو اور پھر کتنے گئے یہ بھی
نئی تاکید ہر شب محبت کی وہ کہتے ہین
شریک دور می بزم عدو مین خاک ہونے ہم
تحمل کر سکے کیا حسن نازک اُن نگاہون کا
خدا شاہد خدا غائب ہی کیون کہتے ہو وعدون پر

خلش کیون ہو طپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو
جو ہو فرقت کی بیتابی تو پھر خواب گران کیون ہو
رہی سب بے اعتباری ہو تو کوئی راز دان کیون ہو
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجسے میری جان کیون ہو
ستم کا حوصلہ دنیا مین صرف امتحان کیون ہو
محبت گر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو
نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو
جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو
کسی نے رات بھر آنا نہ پوچھا تم یہان کیون ہو
اسے مین نے چھپایا ہی دگرنہ وہ نہان کیون ہو
خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیون ہو

جگر سے کہ نہیں ہی چارہ گر داغ جگر جگنو — جو پیدائی ہو مر گردہ دشت غم کیون ہو — تہمتنان گرد افگن و دلاوران غالب
لشکر شکن ناموران صاحب نشان شیران فیل توان اس داستان ندرت بیان کو یون حوالہ بیان کرتے ہین
کہ جب فلک آستان ثریا مکان - زیب افسر شاہی رونق مسند و جاہ ظل الٰہی حاجت روائے مراد مشتاقان رحم فرمائے
بحال زار ستمدیدان صاحب بارگاہ گردون پناہ کنندہ بیخ کفر و کافری برہمزن ہنگامہ سحر و ساحری بانی بنائے کعبہ بانی
حمزہ صاحبقران ثانی کے لشکر ظفر پیکر سے شمین بن شیاطین کی شیطنت سے فرعون ثانی بھاگا اسنے راہ مین تحقیق
نمایان ہوا ڈرا کہ ایسا نہو کہ لشکر اسلام سے کوئی عیار میری تلاش مین آتا ہو مگر پھر سوچا کہ حال کو دریافت کر نام و نشان
ہمارے رفیقون مین ہو لشکر اسلام کا یہ ہیچ نہین ہی تنہ درخت مین پوشیدہ ہو گیا تا آنکہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا
بہران دیوکش چند پہلوانان قوی ہیکل سے اسطرف چلا آتا ہی بہت خوش ہوا اُس درخت سے آگے
بڑھا جو ہین بہران دیوکش کی نظر فرعون ثانی پر پڑی پاؤن پر سر رکھدیا کہا ای خداوند صاحب قدرت
و جلال تیرا ورود مسعود اس طرف کیونکر ہوا جاہ و حشم اپنا کہان چھوڑا زہے طالع میرے کہ اس
طرف آنے کا اتفاق ہو گیا ای خداوند مجکو یقین ہی کہ کسی مظلوم کی فریادرسی کو جاتا ہی فرعون نے کہا ای
بہران کیسا جاہ و حشم اور کہان کی فریادرسی غضب ہو گیا تھا ستمگر کا سامنا تھا مین خداپرستون کی
قید مین مبتلا ہو گیا تھا نہ مین شمین بن شیاطین کو ایسی قابلیت مرحمت کرتا نہ وہ بفن عیاری
خداپرستون کی قید ظلم سے رہا کر لاتا دور سے جو مین نے تجھے آتے دیکھا سمجھا کہ خداپرستون کا کوئی عیار
اس طرف گرفتاری کو آتا ہی بارے تو میرا بندہ خاص مجھ تک پہونچا بہران دیوکش نے کہا ای خداوند
خداپرستون نے بہت سر اٹھایا ہی تو کیون نہین ان سب کو نیست و نابود کر دیتا تاکہ ہمیشہ کے واسطے یہ قصہ رفع و
دفع ہو جاے فرعون نے کہا ای بہران دیوکش مین پیشتر اس بات کا تیرے سامنے ذکر کر چکا ہون کہ جب مین
نے دنیا کو پیدا کیا جتنے ہی یہ تمام امور میری مشیت مین گزر چکے اب اسکی تردید غیر ممکن ہی ہان تمام دنیا کو
نیست و نابود کرکے از سرنو انتظام کرون تو ممکن ہی بہران دیوکش نے کہا پہلے ہی سے ایسا کیون انتظام نکیا
کہ خداوند کو کسی طرح کا گزند نہ پہونچتا اسنے کہا یہ ممکن تھا لیکن وجہ اسکی یہ ہی کہ میری خداوندی مین
موجودات عالم کا بھی تعلق ہی اور موجودات عالم مین حوادث و انقلابات کا دخل لازمی ہی پھر مین کس طرح محفوظ
رہ سکتا ہون ہان یہ اس صورت مین ممکن تھا کہ مرکبات عنصری کا مجھ مین دخل نہ ہوتا محض جوہر مجرد
رہتا پھر تم مجکو کس طرح دیکھ سکتے اور کیونکر مجھ تک پہونچتے وہی اعتراض تم سب کرتے جو خداے
نادیدہ کی نسبت کرتے ہو بہران نے کہا ای خداوند تیری مشیت کو تو جانے ہم کیا
سمجھ سکتے ہین اچھا اب میرے غریب خانہ کو اپنے نور قدم سے رونق بخش فرمائیے فرعون نے قبول
کیا بہران کے ہمراہ روانہ ہوا بہران اپنے مکان پر پہونچا فرعون کو ایک مکان پر تکلف مین مقیم کیا
دربار عالی شان درست کیا ایک تخت طلائی پر فرعون کو بٹھایا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ خداوند فرعون
کا نزول بہران دیوکش کے یہان ہوا ہی جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر دربار مین آئے فرعون کے روبرو سجدہ
کیا دست بستہ نظر بپشت پا دوختہ اس طرح ثنا و دعاے خداوندی ادا کی ای خداوند تو عالم کی قوتون اور [illegible]
مالک ہی تو سب اچھی چیز دکھا دینے والا ہی تو نے آسمان کو معلق بنایا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت
بہت اگائے رنگا رنگ کے پھول کھلائے ہر ذائقہ کے پھل لگائے ہندو کو کہا سے مسلمانون ست [illegible]

انکے ہاتھون سے اپنا سر کچھ کیا آخر کو یہان قدم رنجہ کیا تیری مشیت مین کسی کا کیا دخل ہی اپنے نام کی محبت
ہمارے دلون مین پیوند کر ہمین اپنی پرستش بڑھا ساری۔ بلبلیون کی ہمین تربیت کرا ور اپنی بزرگی رحمت
سے اپنی زد ہر ہمین قائم رکھ تجکو اپنے جلال کا واسطہ تجکو اپنے کمال واسطہ آمین کوئی فرعون کے واسطے کھانا لیے
آتا ہی کوئی پرتکلف لباس لیے آتا ہی کوئی اشرفیان نذر دکھا رہا ہی کوئی ہاتھ جوڑے بیٹا مانگ رہا ہی کوئی
بلی بلی مانگ رہا ہی غرضکہ ایک اژدہام عام ہی خوشے سے کھوا چلتا ہی مجمرہاے طلائی و نقرئی مین آگ
روشن ہی کوئی اگر سلگاتا ہی اور عود جلاتا ہی تمام مکان مین بوکی دھوان بھرا ہی فرعون بکمال تفرعن اپنی جگہ
بیٹھا ہی ہر ایک کی صورت دیکھتا منہ سے کچھ نہین بولتا بہران دیوکش پاس بیٹھا ہی منتظر حکم الغرض ہر روز
علی الصباح دربار مین فرعون بیٹھتا ہی نصف شب کو دربار برخاست کرتا ہی ایک ہفتہ گذرنے کے بعد
ایک روز بہران دیوکش نے کہا ای خداوند جہان سے قریب کوہ بلور ہی وہان کا بادشاہ و فرمانروا
تیرے بندگان خاص مین ایک بندہ بہرام تہمتن نام ہی تیرے کرم سے آج وہ تین لاکھ فوج پر حکمران ہی
اگر تیری مرضی ہو تو مین جاؤن تیری معنی خبر کردون اسکو تیرے حال کی خبر نہین ہی ورنہ تیرے دشمنون سے
ضرور وہ عوض لیتا اور اب بھی اگر وہ آمادہ ہو جاے گا تو کوئی تیرا دشمن زندہ نہین۔ بیچا فرعون بہرام تہمتن کا
نام سنکے بہت خوش ہوا کہا ای بہران دیوکش بندہ مقرب ہمارے تو ضرور بہرام تہمتن کے پاس جا اور
میرے یہان وارد ہونے کی خبر کر بہران دیوکش نے اپنے ملازمون سے تاکید کی کہ خداوند جہان وارد
ہوئین کوہ بلور پر جاتا ہون بہرام تہمتن کو خداوند کے ورود کی خبر کر دونگا تم سب خداوند کی خبرگیری کرنا
کسی بات کی تکلیف نہو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا بعد ازان کوہ بلور کی جانب روانہ ہوا بعد
طی منازل کوہ بلور پر پہونچا دریافت کیا کہ بہرام تہمتن کہان ہی معلوم ہوا کہ دربار مین ہی تخت مستقیم دربار
مین پہونچا دیکھا دربار گرم ہی پانچ سو سردار اور امرا دو طرفہ کرسیون اور صندلیون پر بیٹھے ہین بہرام تہمتن
تاج مکلل بجواہر سر پر رکھے تخت طاؤسی پر بیٹھا ہی چوبدار خدمتگار عرض بیگی وغیرہ سب اپنے اپنے
عہدہ سے ہوشیار ہین بہران گیا سلام کیا بہرام تہمتن بہران دیوکش کو دیکھ کے بہت خوش ہوا
کہا ای بہران تو بہت دن کے بعد آیا کہان تھا اور آج کس طرح یہان آنیکا اتفاق ہوا بہران نے کہا ای
بادشاہ ایک خوشخبری لیکے آیا ہون وہ یہ ہی کہ زہے نصیب میرے اور تیرے کہ خداوند فرعون
نے میرے یہان قدم رنجہ فرماکے عزت بخشی تجکو اطلاع دینے آیا ہون اگر تجکو خداوند کی زیارت منظور ہی تو میرے
ساتھ میرے مکان پر چل زیارت خداوند سے مشرف ہو بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کہا ای بہران
بہرین مژدہ گر جان نثار م رواست ﴿ خداوند کی زیارت کی برسون سے امید تھی کیا وجہ ہوئی جو خداوند
تیرے یہان آکے مہمان ہوا اسنے کہا مسلمانون نے خداوند کو حیران کر رکھا ہی سنا ہی کہ خداوند کو قید کر لیا تھا
شمیم بن شیطان نے بفن عیاری اسکی قید وبند سے رہائی بہرام تہمتن نے کہا مسلمان بڑے
سرکش معلوم ہوتے ہین انکو خداوند نے نیست و نابود کیون نکر دیا بہران نے کہا مین نے پیشتر ہی
خداوند سے یہ سوال کیا تھا خداوند نے جواب دیا کہ ازل سے جو کچھ مشیت مین گذر چکا ہی وہ ضرور ہوتا ہی بہرام
نے برہم ہو کے کہا تف ہی ایسی مشیت پر جسمین خداوند کو تکلیف ہو سکے بہران دیوکش سنکر خاموش ایسے
کلمات خداوند کی شان مین ہرگز مناسب نہین ہین نہین معلوم خداوند کیا غضب وقہر نازل کرے یہ اختیارات خاص

مسلمانون ہی کو حاصل ہی کہ وہ خداوند کی شان مین جیسی ہی گستاخی کرین خداوند معاف کر دیتا ہی بعد اس
گفت و شنید کے بہرام تہمتن فرعون کے پاس چلنے کو مستعد ہوا اسکی ایک محبوبہ تھی دلبر نام اس سے
رخصت ہونے کو گیا اسنے کہا تو کہان جائے گا بہرام نے کہا خداوند کی زیارت کو جاؤنگا دلبر نے کہا خداوند کہان
ہی بہرام نے کہا بیران ویسہ کش کے یہان ہی دلبر نے کہا مین بھی چلونگی خداوند کی زیارت کرونگی بہرام نے کہا
مین خداوند کو یہین لے آونگا جس قدر منظور ہو زیارت کر لینا دلبر نے کہا تو مجھکو نہین لیے جاتا ہی شاید اپنی امان
کے یہان جائیگا بہرام نے کہا کیا دیوانی ہوئی ہی وہان امان کہان دلبر نے کہا پھر مجھے کیون نہین لے چلتا
مین تجکو تنہا ہرگز نہین جانے دونگی بہرام تہمتن مجبور ہوا محل سے باہر آیا بیران سے کہا تو جا اور
خداوند کو ضرور یہان لے آ بیران وہان سے فرعون کے پاس آیا اور کہا ای خداوند جل بہرام تہمتن
کے پاس مین نے تیرے ورود کی خبر دی وہ تیری زیارت کا بہت مشتاق ہی فرعون وہان سے
روانہ ہوا کوہ بلور پہ پہونچا بہرام تہمتن کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا فرعون کو سجدہ کیا کہا ای خداوند مین تیری زیارت
کا بہت مشتاق تھا اسے تیرے قدم آنے سے میری عزت افزائی ہوئی فرعون نے کہا ای بہرام بندۂ خاص ہماری مشیت مین یہی
گذرا تھا کہ ہم تیرے یہان آکے مہمان ہون بہرام نے دعوت ملوکانہ کا بندوبست کیا ایک مکان عالی شان آراستہ کیا
فرعون کے رہنے کو دیا دونکو چپت وغیرہ کا اہتمام ہوا شب کو محفل عیش منعقد ہوئی رقاصان خوشرو و مطربان
خوش گلو نے اپنے اپنے کمال دکھائے ایک دن بانادری نے بکمال لطف یہ غزل گائی

غزل

کاروان باد بہاری کا روان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک رو کہان ہو جائیگا
یہان بانے کا چمن ای گل تو بیگانہ سے
پھر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا
بالے کے موتی ہین نا سے رو سے تابان آفتاب
پھیلا مژگان تیر خم مثل کمان ہو جائیگا
فلک دے زمین گر ہو تو مغروری ہو کیا
ہر خدنگ سا بنے بدن مین استخوان ہو جائیگا
اسقدر ہر شوخ زلف رسا آتش ناک کی
باغ مین ہر غنچہ گل عطردان ہو جائیگا

ایکدن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا
رفتہ رفتہ اپنے رنگ وہ صنم آنے لگا
ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا
حرم سے زاہد یہ کہتا ہو جو گر جائینگے دانت
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا
گر زمین مین بھی ساتھ ہو رفتہ رفتہ دیکھنا
ایکدن برگشتہ تجسے آسمان ہو جائیگا
یارب مجھ جان بسکہ بھیجیگا پیغام وصل
شعلہ آتش تیرے آگے دھوان ہو جائیگا
فکر کر موقوف تو آج بھی نہین لگتا ترا

چاند سا چہرہ جو پردہ سے عیان ہو جائیگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا
انقلاب دہر تب اس سے لائیگا مجھے
کیا کشادہ رزق پھر ابھار دان ہو جائیگا
تیرے ابرو کی کمان کو تیر سا سیدھا کیا
اس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہو جائیگا
کیا ضرر مجکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی
دیکھنا پیغام بر مجبور بیان ہو جائیگا
آب جو مین پھر گیا ہر آج اس گل کا جوبن
طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

وہ مطربہ اس غزل کو اس لطف و خوبی سے گائی کہ تمام اہل محفل محو ہو گئے عاشق مزاجون
کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرعون نے اس مطربہ کو قریب بلایا اسکا نام اور مقام مسکن
پوچھا اسنے بیان کیا فرعون نے کہا جب ہم تجھے بلائین چلی آنا کچھ عذر نکرنا ہم مال دنیا سے
تجھے غنی کر دینگے عاقبت مین بھی تجھے عالی رتبہ بخشینگے اسنے فرعون کو سجدہ کیا اور
کہا ای خداوند جو کچھ ہو تم ہی ہو تیری تابع فرمان ہون جو حکم ہو اسے بسر و چشم بجا لانے کو
حاضر ہون تو کیا تیرے خادمان جو تو بلائین تو سر کے بل حاضر ہون فرعون نے کہا
جس طرح تو نے اس غزل کو گایا ہی اسیطرح کوئی اور غزل یاد ہو تو گا اور اپنے خداوند کو

محظوظ کر دے جو ملنے کی پانے کی تیری ہر ایک مراد دل بر آئیگی اُس مطرب گل اندام نے یہ غزل گائی

غزل

یہ نور ہی روئے مہ جبین کا کہ ہو گل چاند چودھوین کا ■ یہ حلقہ ہی زلف عنبرین کا ■ ایک نافہ ہی مشک چین کا

زبسکہ وصف دہان شیرین رہا ہی ورد زبان شیرین ■ بدن مین جب تک ہی جان شیرین مزا ہی جی مین انگبین کا

وہ چشم فتان ہی عزت گل وہ زلف پیچان ہی رشک سنبل ■ عذار مین ہی شباہت گل بدن مین عالم ہی یاسمین کا

یہ جوش پہ یان ہی اشک کا یہ کہ ساون دیا مین تھوڑے سے کم ■ جسے کہ کہتے ہین سب جہنم شرر ہی اک آہ آتشین کا

زبسکہ ہی جوش داغ ہجران ہوا مرا سینہ باغ رضوان ■ ہوئے گلگشت جائے غلمان خیال پھرتا ہی اک حسین کا

یہ ساعدون کا ہی اُسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم ■ بنا ہی تیغ قضا سے برہم لقب ہی قاتل کی آستین کا

بُرا ہو یہ بخت عاشقی کا نہ دیکھا ہو برباد یون کسی کا ■ بنا ہی عشق بتان کا ٹیکا نشان سجدہ مرے جبین کا

اگر ہو پیدا یہ ہمسند یقین ہی ہو خاک دم مین جل کر ■ سنا جو ہو آفتاب محشر کہ گرفتہ ہی داغ آتشین کا

طلب ہی انصاف دوستان سے کہا تنا فزا مین سب بان ہے ■ کیا ہی ناسخ نے آسمان سے بلند تر پایہ اس زمین کا

اُس مطرب نے یہ غزل نہایت خوش اسلوبی سے اونچے سرون سے اِس طرح گائی کہ اہل دربار محو ہوگئے یہانتک کہ اِس غزل کو سنکے فرعون پر عالم وجد طاری ہوا ہر مرتبہ واہ وا واہ دم کرتا تھا بعد ختم غزل وہ سو اشرفی اُسکو انعام مین دی آیندہ کے واسطے امیدوار کیا اِس مطرب نے وہ اشرفیان لیکے فرعون کی اوپر تا پا بلائین لین اور پھر سجدہ کیا +

فرعون ملعون کو کوہ بلور پر بہرام تہمتن کا مہمان اور جشن مین مصروف رکھا جاتا ہی اور فوج بدرگ کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

ہمسفر ہی باغ کی بلبل یہ وہ انا ساز ہی
ہی بہار گلزار نوخیزان بہار آغاز ہی
آسمان پہ بول فرشتون کے طبلے ہیں کچھ
نالہ برق انداز ہی اور آہ تیر انداز ہی
فصل گل مین چار دن ایام تو پیری ہین غم
یان ہی آغاز جنون وان سبزے کا آغاز ہی
ابر ہی اُس ابر رحمت کی سواری کا غبار
شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط اعجاز ہی

طائر رنگ حسین تک مائل پرواز ہی
رہین روانہ کوئے قاتل سے عدم کو قافلہ
یہ زمین پر پاؤن رکھنے کا نیا انداز ہی
دم نکلتا ہی مرا ہر عاشق و معشوق پر
عمر بھر اُسپر کشو باب اجابت باز ہی
جسکو آنکھون نے کبھی دیکھا نہ کانون نے سنا
رعد بھی اُسکے جلو مین ایک برق انداز ہی

جیسے تیرے سبزہ کی ہوتی ہی سرو بالا سے بجا
بسکہ نکلی آنکھون مین زنگ کی آواز ہی
پھر رقیبون کی عداوت سے نہین [illegible]
گل مین تیرا رنگ بلبل مین تری آواز ہی
ساتھ ہی داغ جنون کے ہم زنگار بھی
ہر دہان تنگ بسکہ اور اپنا راز ہی
چونک اٹھے خواب عدم سے سنکے سودا یہ غزل

خندہ جنبش مسیحی ساز کردہ + سخن را این چنین آغاز کردہ + کہ جب طہماس اپنے بوسے قرعہ ماس کے ہاتھ سے قتل ہو چکا اور لاش طہماس کی کعبۃ اسرمین لیجا کے عمر ثانی نے دفن کی اور کعبۃ اللہ سے واپس آکے حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے حمزہ ثانی نے خیر و عافیت حمزہ صاحبقران کی پوچھی عمر ثانی نے عرض کیا ای شہریار والا تبار سب طرح حمزہ والا قدر خیر و عافیت سے ہین البتہ طہماس کی ہلاکت کا انکو بھی نہایت ملال ہوا اور جو تقریر حمزہ صاحبقران قدیم نے بنا بر تنبیہ بیان کی تھی عمر ثانی نے سب من و عن بیان کی حمزہ ثانی نے کہا ان ای بہتر جو کہ ان حضرت نے فرمایا بجا و درست ہی لیکن طہماس کی اُس حالت علالت مین ہلاک ہونے کا

بہت افسوس ہی اور نورالدہر کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای دلاور دوران تمنے غرماس کو ہلاک کیا
لیکن توزج مردود کو رہا کر دیا اُس بانی فساد کو بھی ہلاک کرنا تھا یہ تمام فساد اُسی بدذات کا ہی
نورالدہر نے عرض کی خداوند نعمت مین توزج کو بھی ضرور ہلاک کرتا مگر اسوقت ہنگامہ مین توزج
کہین دکھائی نہ دیا یہان یہ باتین ہورہی تہین دفعتا نقارہ بجا نمودار ہوا اور نورالدہر کو تمام حاضرین دربار
کے روبرو سے اُٹھا لے گیا تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ جب غرماس کو نورالدہر نے ہلاک کیا تھا توزج
اُس ہنگامہ مین مع آذرچہرہ بنت طہماس موجود تھا وہ اُسوقت یہ سوچا کہ غرماس کو نورالدہر نے ہلاک کیا ہی
توزج کا رنگ بدلا ہوا ہی اگر مین اِس وقت نورالدہر سے مقابلہ کرونگا تو آذرچہرہ میری محبوبہ مجھسے چھوٹ
جائیگی خدا جانے آذرچہرہ کی رہائی مین نہین معلوم کیا صورت پیش آئے بس اِس وقت فوج کے ساتھ گریز
مناسب ہی اگر امر بزدلی پر محمول ہی ہا شئہ محبوبہ تو مجھسے نہ چھوٹے گی چنانچہ فوج کے ساتھ آذرچہرہ کو لیکے
خود بھی بھاگا ازبسکہ نہایت ہری اور تیز جمعیت تھا ہر مرتبہ راہ مین ٹھہر جاتا تھا اور کچھ سوچکے پھر بھاگتا تھا
آخر ایک مقام پر ٹھہر گیا یہ وقت وہ ہی کہ نورالدہر نے تعاقب فوج سے قطع نظر کی اور طہماس کی لاش
کے پاس واپس آئے توزج نے بہمن ستارہ منجم کو جو اسکے ہمراہ تھا قریب اپنے بلایا اور کہا ای بہمن
اگرچہ مین نورالدہر کے روبرو سے بھاگا ہون اور اِس گریز کا سبب فقط ملکہ آذرچہرہ میری محبوبہ آرام جان ہی
لیکن گریز کی ذلت کو ہرگز میرا دل گوارا نہین کرتا دل چاہتا ہی کہ نورالدہر سے مقابلہ کرکے جس طرح نورالدہر
نے طہماس کا عوض غرماس سے لیا ہی مین بھی غرماس کا عوض نورالدہر سے لون لہذا اس وقت
ازروے علم نجوم میرے طالع دیکھو کہ نورالدہر کے مقابلہ مین کیسے رہین بہمن ستارہ شناس منجم
ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا نجوم کے قواعد جاری کیے قرعہ پھینکا حساب لگاکے کہا ای توزج اس توجہ
کہ بہتر ہوگا کہ تو نورالدہر کے مقابلہ کو نہین گیا ورنہ واقعی تو زندہ واپس نہ آتا توزج نے کہا ای بہمن کیا ہمیشہ
مین نورالدہر سے مقابلہ مین کمزور ہونگا اُسنے کہا ہمیشہ کا ذکر نہین ہی صرف آج کل کا زمانہ مضر ہی توزج
نے کہا خوب ہوا کہ مین نورالدہر سے مقابل نہوا ورنہ مین ہلاک ہوجاتا اور ملکہ آذرچہرہ
مسلمانون کے قبضہ مین آجاتی اس مرتبہ ملکہ آذرچہرہ کو ہمراہ لیکے پیشتر سے زیادہ سبنے تحاشا
بھاگا ہر مرتبہ اسکو خیال آتا تھا کہ ایسا نہو نورالدہر تعاقب کرتا ہوا مجھ تک پہونچ جائے مع بقیہ فوج
بھاگتا ہوا قریب قلعہ آہن تاب کے پہونچا فولاد آہن کلاہ اُس قلعہ کا حاکم تھا اُسکو پیشتر
خبر پہونچ گئی تھی کہ فرعون مسلمانون کی قید سے رہا ہوکے قلعہ بلور کی طرف گیا ہی
وہ دولاکھ سوار کی جمعیت لیکے فرعون ثانی کی مدد کے واسطے چلا تھا ہنوز فوج فولادی
قلعہ آہن تاب سے باہر نہین آئی تھی عنقریب برآمد ہونے والی تھی کہ توزج مدرگ ملکہ آذرچہرہ
کو لیے ہوئے قلعہ کے قریب پہونچا فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کو خبر پہنچی کہ توزج بھاگ کے اسطرف
آیا ہی اور عنقریب قلعہ مین داخل ہوا چاہتا ہی فولاد قلعہ سے باہر آیا دیکھا واقعی توزج
چلا آتا ہی دوڑ کے توزج کے گلے لپٹ گیا اور کہا ای پہلوان جہان دلاور دوران کیا
ایسی مصیبت نازل ہوئی جو اس طرح بدحواس بھاگے آتے ہو خیر تو ہی توزج نے کہا کیا خیر تو
کیا پوچھتا ہی تھوڑی دیر دم لیلون تو خیریت کا حال بیان کرون کیا تو نے خداوند فرعون وغیرہ کا حال

نہیں سنا ہو گا اسنے کہا ہان یہ خبر مین نے تحقیق سنی ہی کہ خدا پرستون نے خداوند کو گرفتار کر لیا تھا لیکن اب
خداوند کو سُنا ہی کہ خدا پرستون کی قید سے بدد شیبن بن شیاطین رہا ہو گیا اور خداوند کوہ بلور کی طرف
گیا ہی چنانچہ مین بھی خداوند کی مدد کے واسطے مع فوج چلا تھا کہ تمھارے اس طرف ورود کی خبر سُنی ٹھہر گیا کہ تنسے
ملاقات کر کے کچھ حالات دریافت کرون اور مشورہ لون کہ اب ایسے حالات مین کہ خداوند فرعون
خدا پرستون کی قید سے رہا ہو گیا کیا کرنا چاہیے اور کس طرح خدا پرستون سے انکی سرکشی کا عوض لینا چاہیے
توزج نے کہا میری رائے یہ ہی کہ فی الحال خداوند کے حال کی خبر لینا محض بیکار ہی کیونکہ جب قید و بند سے
رہا ہو کے کوہ بلور پر پہونچ گیا ہی ضرور حاکم کوہ بلور بیٹے بہرام تہمتن خداوند کی خاطر داری اور مدارا کرے گا
اور بعزت پیش آئے گا البتہ مقدم کام یہ ہی کہ نور الدہر وغیرہ سے سمجھا جائے کہ اسنے عزماس کو ہلاک
کر کے اسکے پارچے بدن سگان بازاری کو کھلوا دیے اس سے زیادہ بیعزتی خداوند کی پرستش کرنے
والون کی کیا ہوگی فولاد آہن کلاہ نے کہا اے پہلوان زمان مین موجود ہون اور میرا تمام لشکر موجود ہی
جس طرح چاہو خدا پرستون سے سمجھ لو ہر روز ایک نہ ایک تعدہ مسلمانون کا ساعت مین گذرتا ہی سنتے
سنتے عاجز ہو گیا ہون جہانتک جلد ممکن ہو خدا پرستون کا فیصلہ کرنا چاہیے توزج نے کہا فی الحال
فوج و لشکر سے کام لینے کی ضرورت نہین ہی فولاد آہن کلاہ نے کہا کیا خوب فوج و لشکر سے کام لینے
کی ضرورت نہین ہی تو پھر کس شی کی ضرورت ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو مسلمانون کی کچھ وقعت و حقیقت
نہین سمجھتا ہا ورنہ مسلمان وہ بلائے بیدرمان ہین کہ فرعون ایسے خداوند کو گرفتار کر لیا باوجود قدرت
و جلال کے آج تک خداوند کے بنائے دنیا قصر معلق انکی عمارت کو منہدم کر دیا جن پر کسی قسم کا سحر
وغیرہ مطلق اثر نہیں کرتا ہر وقت انسان کو چاہیے کہ ہر ایک کام کو اسکا انجام سمجھ کے شروع کرے
توزج نے کہا اے فولاد آہن کلاہ یہ سب کچھ تیرا خیال صحیح ہی اور مین تجھسے زیادہ اس بات کو سمجھتا ہون
مگر میرے پاس فی الحال ایسی شی ہی کہ جسکے مقابلہ مین سحر و افسون ہیچ ہی سحر و افسون کا اثر مسلمانون پر
نہ ہوگا لیکن وہ شی ایسی نہین ہی جسکے اثر کو مسلمان کسی ترکیب سے زائل کر دین چونکہ فی الحال مجکو صرف
نور الدہر سے سمجھنا ہی کہ اسنے عزماس کو ہلاک کیا ہی پس پہلے اسے گرفتار بلا کرتا ہون بعدہ تمام خدا پرستون
سے بخوبی خاطر خواہ سمجھ لونگا یہ کہکے وہ انگوٹھی کہ شیبن بن شیاطین عیار فرعون کے ذریعہ
سے پائی تھی جیب سے نکالی فولاد آہن کلاہ کو دکھائی اسنے کہا یہ کیا شی ہی اور اس کا کیا خواص ہی
جسکے ذریعہ سے مسلمانون مین سے کسی کو گرفتار بلا کریگا میرے نزدیک تو بالکل عبث ہی البتہ فوج و لشکر
سے کچھ کام نکلجائے تو نکلجائے توزج بدرگ نے کہا اے فولاد آہن کلاہ دیکھو ابھی اس انگوٹھی
کی صفت ظاہر ہوئی جاتی ہی یہ کہکے ایک گوشہ مین علیحدہ چلا گیا اور اس انگوٹھی کے ذریعہ سے دیوون
کو جمع کیا اُن سب نے دست بستہ کہا کیا حکم ہی ہم تابع فرمان حاضر ہین جو حکم ہو اسے بجا لائین توزج
نے کہا اے فولاد آہن کلاہ دیکھو یہ سب دیو اس انگشتری کے تابع ہین جس کے پاس یہ انگوٹھی ہوگی
یہ دیو اسکے مطیع فرمان ہون گے فولاد آہن کلاہ نے کہا پھر کیا ہو ان دیوون کے ذریعہ سے نور الدہر
کو بلانا چاہیے فوج و لشکر کی کیا ضرورت ہی توزج بدرگ نے کہا اے دیوو لشکر اسلام مین جا کے نور الدہر کو
اٹھا لاؤ وہ دیو فوراً اُڑکے روانہ ہوئے دربار حمزہ صاحبقران ثانی مین پہنچے اور کنور الدہر کو حاضرین دربار کے سامنے

سے اٹھا لے گئے تورج کے پاس لائے کہا ای خدا پرست حاضر ہی فولاد آہن کلاہ کو حیرت ہو گئی کہ یہ طرفہ
دیو ہی عجیب یہ قابلیت ان دیووں میں ہر تو ایک پر کیا موقوف ہر باری باری تمام مسلمان بلا کے قتل کیے جا سکتے ہیں
تورج نے کہا بیشک اور مسلمانوں پر کیا موقوف ہر جسکو منظور ہو ان دیووں کے ذریعے بلا سکتے ہیں سوا اسکے عیاں را
چہ حاجت بیان ہر بعد ازان تورج بدرگ نے حکم دیا کہ اس خدا پرست کو خوب مستحکم بستہ کر لو اور ہمارے
روبرو حاضر کرو فوراً گرفتہ و بستہ کرکے نورالدہر تورج بدرگ کے سامنے حاضر کیے گئے تورج بدرگ نے کہا ای
خدا پرست تو نے غضب کیا کہ عزناس ایسے ذی عزت بندہ خداوندی کو ہلاک کیا تو نہیں جانتا تھا کہ عزناس کے
خون کا عوض کس سختی سے لیا جائیگا اب بچا تو کیا کر سکتا ہر یقین سمجھ عزناس کو ہلاک کرکے تو نے مجکو ایسا صدمہ
سخت دیا ہر کہ مدت العمر نہ بھولونگا اور عزناس کی ہلاکت کے عوض میں تمام فوج اسلام کا استیصال
کرونگا سرداران لشکر میں سے بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای نورالدہر تو نے خداوندی کی قدرت جلال کو
دیکھا تجھے کچھ یاد ہر کہ جب میں تیرے ہمان گرفتار تھا تو نے کیسی کیسی سختیان کی تھیں حتے کہ بمجبوری مجکو
مسلمان ہونا لازم آیا تھا خداوندی کا فضل شامل حال ہو گیا جو میں اس قید و بند سے رہا ہوا ورنہ اس قید سخت
سے زندہ رہا ہونا محال تھا نورالدہر نے برہم ہو کے کہا ای تورج تو ہمیشہ کا مکار و بدکار ہر عالم غفلت میں
ہمکو گرفتار کیا اور بیہودہ بکتا ہر اگرچہ میں اس وقت تیری قید میں مبتلا ہوں لیکن تو یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ میں
بخوف جان تجھسے منت و سماجت پیش آؤنگا قسم ہر اس خدائے واحد لاشریک کی جسکے قبضہ قدرت میں
میری اور تیری روح ہر دنیا کو ہیچ سمجھتا ہوں اگر ہلاک ہو جاؤنگا بلا سے ہر طرح ایک روز مرنا ہر کل نہیں
آج ہی سہی تورج کو بھی غصہ آگیا کہا ای نورالدہر تم اسوقت بھی اپنی سرکشی سے باز نہیں آتے نہیں جانتے کہ
اس وقت بالکلیہ میرے اختیار میں ہو جس طرح چاہوں ہلاک کر دوں کوئی پرسان حال نہیں یہ کہکے حکم دیا کہ ملکہ
آفاق چہرہ میری محبوبہ آرام جان کو بھی اسی طرح بستہ میرے روبرو لاؤ چنانچہ ملکہ بھی اسی طرح
آہنی زنجیروں میں جکڑی ہوئی حاضر ہوئی تورج نے کہا او بیحیا دیکھ اب بھی خیریت ہر اگر چند روز اور
دنیا میں تو اور زندہ رہنا چاہتی ہر تو آفتاب پرستی قبول کر ورنہ بعذاب سخت تجھے بھی ہلاک کر دونگا اسنے کہا ای تورج
یہ کیا بکتا ہر ہوش میں آ حواس درست کر تو نے میرے پدر معظم کو نہایت بیرحمی سے ہلاک کیا اسکے غم و الم میں خود
زندہ رہنا نہیں چاہتی اگر تو مجکو ہلاک کرنے کا ارادہ کیے ہوئے ہر تو میں بھی خوش ہوں مطلق مجکو ملال نہیں
تورج بدرگ نے کہا آخر تو مجکو کیوں نہیں قبول کرتی اسنے کہا میں تجکو کیا پاپوش سمجھتی ہوں جو میں تجکو
قبول کر لوں تورج بدرگ نے کہا اگر تو مجکو کچھ نہیں سمجھتی تو میں بھی تجکو کچھ نہیں سمجھتا ہوں تا کہ سال دو سال
تیری تمنا رقت میں بیقرار رہونگا باشد دل بہلنے کی کوئی اور صورت پیدا کر لونگا سے اگر تو نہیں تو اور
کوئی مہ جبین سہی ہمکو تو دل لگی سے غرض ہر کہیں سہی + نورالدہر نے کہا او بدلا تو کیا اس عورت
ذات کو خواہ مخواہ مجبور کرتا ہر اگر مرد ہر تو کسی مرد سے مقابلہ کر اول تو اسکے پدر والا قدر کو اس
حالت ضلالت میں ہلاک کیا مزید براں اس بیچاری کو اپنے سے رضامند ہونے کے واسطے مجبور کرتا ہر

ان ہر سہ زن و مرد کو اسی بحث و تکرار میں چھوڑا جاتا ہر اور چند کلمہ دربار حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی کہتا ہر کہ جب نورالدہر کو تورج دربار سے بجبر ہوائی اٹھا لے گیا حمزہ ثانی پیشتر ہی مغموم و محزون

تھے اب اور بھی پریشان و بدحواس ہو گئے کہا یارو یہ کیا آفت ہو کہ ابھی مہتر قران اور طماس کا غم دفع نہین ہوا یہ تازہ مصیبت نازل ہو گئی کہ نورالدہر کو بچہ اٹھا لیگیا اسی انگوٹھی کا کرشمہ ہو جو تورج کے پاس تھی دیوان سلیح انگشتری کو بلاتا ہو اور جس کو چاہتا ہو اٹھا منگاتا ہو اگر یہی حال ہو تو کوئی مسلمان زندہ نہین بچیگا سب کو تورج اٹھا منگا لیگا اور ہلاک کریگا اس انگوٹھی کم بخت کو تو صاحب قران قدیم نے نیست و نابود کر دیا تھا پھر یہ انگوٹھی نمایان ہو گئی اور عمر ثانی کیطرف متوجہ ہو کے کہا اے مہتر صاحب قران عالم میں اس وقت اس مقدمہ کو تمپر محول کرتا ہون کہ اگر نورالدہر کو تورج مردود کی قید سے رہا کر لاؤ گے اور اس انگوٹھی کا قصہ پاک نہ کرو گے میرے تمھارے درمیان میں مخالفت پیدا ہو جائیگی اے مہتر آخر عیاری تمھاری ہمارے کس روز کے کام آئیگی کیا قیامت مین بخشواؤ گے جلد جاؤ اور دونون کاموں کو انجام دو عمر ثانی نے دست بستہ عرض کیا ع اے مبارک پے شہنشاہے کہ حاصل میکنند ✤ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ✤ غلام تابع فرمان جاتا ہو اقبال شاہی سے اگر بن پڑتا ہو تو کام ہوتا ہو یہ کہکے پیران عیاری سے آراستہ ہوا اور تورج کے مقام قیام کی تلاش میں روانہ ہوا حمزہ ثانی نے جام کلہ فیل دربار میں رکھا اور کہا اے بہادران صف شکن و اے دلاوران شیر افگن تم میں سے کون ایسا ہو کہ تورج کی قید سے نورالدہر والا قدر کو رہا کر لائے اور اس انگشتری مفسد کو اس نابکار کے قبضہ سے لیکے ہم تک پہونچائے یہ تقریر حمزہ صاحب قران ثانی کی سنکے بدیع الملک دلاور اٹھ کھڑا ہو کہا شہریار یہ خدمت خادم کو مرحمت ہو میرے پدر معظم اس موذی کے ہاتھ نہین معلوم کن مصیبتون مین مبتلا ہونگے انشاء اللہ الرحمن ابھی انکو رہا کرا لاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہو تم بھی جاؤ اور اپنے باپ کو موذیون کے چنگل سے رہا کرا لاؤ بدیع الملک نے تمام جام کلہ فیل کے پاس گیا جام کو چکھا اور بکمال ادب حمزہ ثانی کو سلام کیا اور دربار کے باہر آیا ایک لاکھ سواران جرار و آتشبار کی جمعیت ساتھ لیکے وہان سے روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہو کہ اگرچہ عمر ثانی اور بدیع الملک دونون کو ابھی تک تورج بدرگ کے مقام قیام کا پتہ نہین معلوم ہو تاہم اثناے راہ مین سراغ رسانی اور ریشہ دوانی کرتے ہر ایک شخص سے دریافت کرتے نجزا غیزر چلے جاتے تھے واضح رہے کہ دربار حمزہ ثانی سے عمر پیشتر روانہ ہوا ہی اور بدیع الملک بعد آئے

ان دونون عیارون اور شہزادہ کو راہ مین روان رکھا جاتا ہی اور تورج و نورالدہر اور ملکہ آزرچہرہ کی باہم گفتگو کے نتیجہ کا حال حوالہ قلم عجلت رقم کیا جاتا ہی

تجھ گلون چمن کو اب دکھایا چاہیے	رشک سے مہندی کی آتش کو جلایا چاہیے
ٹھوکر اک پانوٴ حنائی سے لگایا چاہیے	پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
باغ مین اُس گل کو لے جا کر ہنسایا چاہیے	کھیتون مین عندلیبون کو اُکسایا چاہیے
اے فلک کوئی چشم میگون سے گرا کر نشہ مین	بادۂ مجھ میکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے
چہرۂ جانان پر ملتفت اور مین بیمار ہون	دار کر اس پر سے اب پانی پلایا چاہیے
میرے نالے سنکے چرخ پر آیا وہ ظالم بام پر	آسمان پر اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے

جسکے ہاتھ آیا خزانہ حسد رکھتا ہی ہی
ان بتون کو کس توقع پر خدا یا چاہیے
بے طلب زینت نہین بھتی ہی بے ساختہ

شکل فوارہ جہان مین سر اُٹھایا چاہیے
یار کی چیتر ہی نگہ بھی بلندی سے عالی ہین
پنجہ مرجان کو کیا مہندی لگانا چاہیے

داغ فرقت زیست بھر سوزش ہم بعد مرگ
ہو اگر تلوار اصیل اسکو دبایا چاہیے
محفل عشرت مین ناسخ یاد آیا ہجر عشق

شمع سان شیشے مین پارون کو اُٹھایا چاہیے ✦ راویان اخبار حیرت خیز و ناقلان آثار حیرت انگیز اس داستان طرفہ
عنوان کو اس طرح حوالہ بیان کرتے ہین کہ جب تورج بدرگ نے دیکھا کہ نور الدہر اور ملکہ آذر چہرہ دونون
زن و مرد کلمہ بکلمہ جواب دے رہے ہین اور اس وقت بھی انکو کسی کا خوف و خیال نہین ہی برہم ہو کر کہا ای خدا پرست
مجکو معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری عمر کا جام لبریز ہو چکا ہی اجل دامنگیر ہی اور آذر چہرہ سے کہا ای
محبوبہ مین دیکھا ب بھی تجکو سمجھاتا ہون کہ نور الدہر کے کہنے کی طرف خیال نہ کر تو مجکو قبول کرلے
پھر مین نور الدہر سے تو سمجھ لونگا اُسنے کہا او پلید شیطان مین کسی کے کہنے کی طرف
خیال نہین کرتی مجکو اپنے فعل کا اختیار ہی مگر چاہیے کہ تیری ایسی نحل درخواست کو قبول کرون
استغفر اللہ تورج نے غضب آلودہ ہوکے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ ان دونون خود سرون
کے سر تن سے جدا کرو یہان تک کہ جلاد آیا دونون زن و مرد کو ریگ پر مقیم کیا اب یہ
بحث پیش ہوئی کہ نور الدہر کہتے ہین پہلے مجکو قتل کر اور آذر چہرہ کہتی ہی نہین پہلے مین
ہلاک ہونا چاہتی ہون اپنے پدر مشفق سے ملنے کی آرزو ہی اس بحث مین
جلاد کو سکوت ہوا جب ریگ کی طرف بڑھا دونون نے اپنی گردن رکھدی کہا
پہلے ہماری گردن پر وار کر تورج نے جو جلاد کو متحیر دیکھا پوچھا کیا ہی اُسنے کہا خداوند
طرفہ ماجرا ہی ہلاک ہونے مین ایک دوسرے پر سبقت چاہتا ہی ہماری سمجھ مین یہ بات
نہین آتی ہی کہ کیون ایک دوسرے پر سبقت چاہتا ہی اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتدا
کس سے ہو تورج نے کہا اس کا فیصلہ ہم کرتے ہین پہلے نور الدہر پر وار کر۔ واضح ہو
اس ترتیب مین تورج مردود پلید کی یہ حکمت تھی کہ جب نور الدہر کو جلاد ہلاک کریگا
آذر چہرہ عورت ذات ہی کیا عجب ہی اگر خائف ہوکے مجکو قبول کرلے غرضکہ جلاد نے
تورج کی راے پر عمل کیا کہ نور الدہر کی جانب تلوار علم کرکے بڑھا چاہتا تھا کہ دو دستی
وار کرے یکایک ایک پتھر کا ٹکڑا اس زور سے جلاد کے سینہ پر لگا کہ غش کھا کے زمین پر گرا
تورج ادربیاد و برہم ہوا کہا ای نور الدہر ہم سمجھے تھے کہ مسلمان سحر و افسون سے بالکل متنفر
ہین مگر آج معلوم ہوا کہ مسلمانون مین بھی ہنگام ضرورت سحر افسون سے کام لیا جاتا ہی پھر تم بچنے
اس بات سے بالکل نا امید رہو کہ مین تمھین چھوڑ دونگا مین خوب جانتا ہون کہ تم سرداران دست
راست سے ہو بڑے فریبی جلساز مکار ہو دست چپ شرارت اور بدذاتی مین محض عبث مشہور
ہین جو جانتا ہی وہ بخوبی جانتا ہی اور کیا جانے نور الدہر نے کہا او مکار جیسا تو فریبی ہی
ویسا ہی اور کو بھی سمجھتا ہی تف ہی تیرے سحر اور ساحری دونون پر ہمارا خداے قادر و توانا
ہمارا معین و مددگار ہی سحر کیا بالپوش ہی تورج نے کہا اچھا یون ہی سہی مین دوسرے جلاد کو
بلاتا ہون دیکھون تو اسے کس طرح گرا دیتا ہی تا اینکہ دوسرا جلاد آیا اُسنے چاہا کہ نور الدہر

کی آنکھوں پر پٹی باندھے بعدہ ہلاک کرے نورالدہر نے کہا او پلید یہ کرتا ہی ہم مرد میدان ہین مرجانے کو
کھیل سمجھتے ہین پٹی کی کچھ ضرورت نہین ہی تو وار کر ہماری گردن حاضر ہی وہ جان ربیگی کیا ممکن کہ جھجک
بھی پیدا ہو جاوے جلاد نے پٹی باندھنے سے قطع نظر کی علم کرکے چلا قریب تھا کہ تلوار کی باڑھ نورالدہر
کی گردن پر آئے مثل سابق دوسرا پتھر آکے جلاد کے سینہ پر اس زور سے پڑا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ
بھی مثل مردہ لاش صد ملا زمین پر گرا اب تو سب کو حیرت ہوئی فولاد آہن کلاہ کا عیار مہتر شریر نامے
بھی وہان موجود تھا اور بھی تمام سردار و امرا ہر چہار جانب گھیرے کھڑے ہوے اس تماشہ کو دیکھ رہے
تھے ایک طرف دیکھا کہ ایک فقیر آزاد کلاہ طویل بر سر کشکول گدائی بالاے دوش خرقۂ کہنہ رقعہ بر رقعہ
در دوختہ در بر ہاتھ مین تسبیح کا مجموعہ پیلون چیلون بولتا ہوا - دور کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی فولاد آہن کلاہ
اور تمام حاضرین اُسے دیکھ کے متعجب ہوے سمجھے کہ ضرور کوئی عیار ہی ورنہ اس وقت اس وضع کے
آدمی کی یہان کیا ضرورت ہی مہتر شریر سے کہا ای مہتر دیکھو وہ کون شخص ہی جو یہان آیا ہی ہم کو کچھ شک ہوتا
ہی عیار کو عیار خوب پہچانتا ہی مہتر شریر اُنکی صورت دیکھ کے سمجھا اور کہا او نابکار تیرا اس وقت یہان
کیا کام ہی معلوم ہوتا ہی تو عیار ہی آگے کہا بابا اللہ یار ہی تو بڑا پاپا ہی ورنہ سب دھندھا بیکار ہی - مہتر
شریر نے کہا باش او نابکار مجھے جگت بازی کرتا ہی تجکو کب چھوڑتا ہون مین نے تجکو پہچان لیا یہ کہکے اُنکی
جانب شلنگے مارتا ہوا جھپٹا عمر ثانی نے بھی وہان سے خبر کی شریر نے تعاقب کیا دونون عیاران
طرار پیش و پس دور نکل گئے فولاد آہن یہ بات سمجھا کہ شریر تنہا گیا ہی ایسا نہو اُسکو تنہا ہونے کی
حالت مین کسی طرح کا صدمہ پہونچے ملازمون کو حکم دیا مہتر شریر کے نگران رہو ایسا نہو اُس عیار مکار
کے ہاتھ سے اُسے صدمہ پہونچے ہر چند دوڑ دھوپ کی مہتر شریر کا پتہ نہ ملا - وہان مہتر شریر کا حال
سُنیے کہ عمر ثانی کے تعاقب مین چلا جاتا تھا عمر ثانی ایک عیار طرار سرہنگ خنجر گذار ہیں انکی عیاری
اور چالاکی کے مقابلہ مین کوئی عیار کیا وقعت رکھتا ہی مہتر شریر نے ہر چند کشش و کوشش کی عمر ثانی
کی گرد کو بھی نہ پایا ہنوز مہتر شریر عمر ثانی کے تعاقب مین جا رہا تھا اور جان پر کھیلے ہوے تھا سمجھتا تھا
کہ اگر اس عیار کو مین خود گرفتار کر لونگا فولاد آہن نہایت خوش ہوگا انعام کثیر ملیگا یکایک سامنے
سے عمر ثانی غائب ہو گیا مہتر شریر حیرت سے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کسی طرف عمر ثانی کو نہ دیکھا
اس طرف عمر ثانی نے درمیان راہ مین وہ مجموعہ تسبیح کا ایک جانب پھینک دیا اور اس چالاکی سے
ایک درخت گنجان پر چڑھ گیا کہ مہتر شریر کو جب عمر ثانی نظر نہ آیا پاؤن کے نشان پر چلا جہان تک
پاؤن کے نشان ملتے گئے چلا گیا ایک مقام پر پاؤن کے نشان ختم ہو گئے اب اور زیادہ حیرت ہوئی
کہ یہ طرفہ ماجرا ہی ابھی بیشتر شلنگ لگاتا چلا جاتا تھا کہان غائب ہو گیا حسب اتفاق اُس درخت
کے سایہ مین توقف کیا جس درخت پر عمر ثانی نے قیام کیا تھا مہتر شریر زیر درخت کھڑا ہو سوچ
رہا تھا کہ اب کیا کیا جاوے کہان جاؤن اور کس شخص سے اُسکا حال دریافت کرون آخرکار مجبور
ہو کر تنہ درخت پر تکیہ کرکے بیٹھا چونکہ بہت تھکا ہوا تھا تمام اعضا مین کسل و کاہلی راہ پاتے
ہوے تھی اُسی طرح بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوئی آنکھین بند ہو گئین اور خراٹے لینے لگا
عمر ثانی بالاے درخت پر چھپا ہوا تھا اور وہان سے مہتر شریر کی حالت دیکھ رہا تھا اور از حد خائف تھا

کہ ایسا تو یہ عیار طرار مجکو دیکھ لے تو غضب ہو جائیگا جب دیکھا کہ مہتر شریر پر غنودگی بخوبی طاری ہو اور
دونون آنکھین بند ہو گئین زمین آہستہ سے کمند کا حلقہ لٹکایا اور مہتر شریر کے گلے مین حلقے کو ڈالا
مہتر شریر نے اسی طرح آنکھین بند کیے گلے پر ہاتھ مارا کہا یہ کیا جالا میرے گلے لگا یا ہو اس طرف
عمر ثانی نے جھٹکا دیا کمند مین گلا پھنس گیا عمر ثانی درخت سے کودا ایک حلقہ مہتر شریر کے
گلے کو گھونٹ چکا تھا عمر ثانی نے اور چند حلقے ڈال کے خوب مضبوط مہتر شریر کو بستہ کیا ستے کہ
مہتر شریر بالکل مجبور ہو گیا کہا ای عیار مکار تو نے بڑی مکاری کی عمر ثانی نے کہا او نابکار یہ مکاری کی یا
عیاری کہ بس اب خاموش رہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین ہو اسنے کہا او نابکار تو نے ایسے
نالایق طریقہ سے گرفتار کیا اور کہتا ہو کہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین عمر ثانی نے کہا اچھا جسقدر
تجھے بکا جانے بک یہ کہکے ایک بنا زوار لتہ اسکے منہ مین دیا دونون لبہائے زیرین و بالا کو ٹانکے
دوختہ کر دیا اور کہا اب خاموش کیون ہو رہا اب بھی باتین کر مہتر شریر نے اشارہ سے کہا کیا
باتین کرون منہ بند ہی عمر ثانی نے داروے بیہوشی سنگھائی بیہوش کر کے اپنی صورت سے اسے مشابہ کیا
اور اسکی صورت سے خود مشابہ ہوا پشتارہ بدوش وہان سے روانہ ہوا فولاد آہن تاب کے پاس
آیا ہاتھ اٹھا کے دعا دی ع شاہا نہال دولت تو سرفراز باد ∴ دریاے فتح بر رخ بخت تو باز باد
ای شہریار یہ عیار نابکار حاضر ہی بڑی مصیبت سے لایا ہون انعام کثیر کا مستحق ہون مجکو گرفتاری
کر لیا ہوتا مگر خداوند کے فضل و کرم سے محفوظ رہا تورج بدرگ اور فولاد آہن تاب دونون
بہت خوش ہوئے تورج بدرگ نے کہا ای مہتر شریر سچ کہو تمنے اس عیار کو کس طرح گرفتار کیا
مہتر شریر مصنوعی نے تمام حال گرفتاری کا از اول تا آخر بیان کیا چونکہ شب کا وقت تھا
تورج نے کہا اس عیار بستہ کو مقید رکھنا چاہیے بہت نگہبانی کے ساتھ اگر خداوند نے چاہا تو کل صبح
کو اسے ہلاک کرینگے ملازم مہتر شریر کا پشتارہ اسی طرح بندھا ہوا قید خانہ مین لے گئے اور وہان
جا کے پشتارہ کھول کے اسکو زمین پر لٹا دیا چونکہ اسوقت تک مہتر شریر بسبب داروے بیہوشی
بیہوش تھا اور رات بھی زیادہ آگئی تھی تورج نے مہتر شریر مصنوعی یعنے عمر ثانی سے
کہا ای مہتر شریر واقعی کارے کردی وہ کام کیا تو نے جو رستم سے بھی نہ ہوتا مین مجکو ایسا
عیار طرار نہ سمجھتا تھا اب رات زیادہ آگئی ہی یہین سو رہو جب تک بیدار رہینگے تجھے ادھر ادھر
کی باتین کرینگے دل کو بہلائینگے تا کہ غنودگی کا اثر نہ ہووے مہتر شریر مصنوعی نے قبول کیا تورج
نے مسہری کے پاس پلنگ بچھوایا اسپر مہتر شریر مصنوعی دراز ہوا باتین ہونا شروع ہوئین تورج
نے کہا ہان ای مہتر شریر بیان کرو کس طرح اس عیار کو گرفتار کیا اور کس صورت و شکل کا عیار ہی
مہتر شریر مصنوعی نے کہا خداوند کیا عرض کرون کیسی دقت پیش آئی بعدہ بالتفصیل تمام حال مصنوعی
بیان کیا ہر مرتبہ اپنی عیاری و طراری کا ذکر کرتا تھا تورج بدرگ ہر مرتبہ تعریف مین سر ہلاتا تھا بعدہ
مہتر شریر مصنوعی نے کہا ای پہلوان زمان حلیہ اس عیار کا کیا پوچھتے ہو اور کوئی نہین عمر ثانی عیار
لشکر اسلام ہی نور الدہر وغیرہ کی رہائی کے واسطے آیا ہو تورج بدرگ نے کہا ہان اب مجکو معلوم
ہوا یہ عمر ثانی ہی جسکو گرفتار کیا ہی مگر اب صبح کو جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاوے گا بعد

اس کلفت شنیدگی تورج پر خواب غالب ہوا جب سو گیا عمر ثانی کو اس وقت کا انتظار تھا قریب جا کے
باہستگی تمام انگوٹھی تورج کے ہاتھ سے اتار لی اور فکر مین تھا کہ یہان سے نکل جانا چاہیے ایسا ہو کہ
تورج جاگ اٹھے اور ہاتھ دیکھ کر انگوٹھی کو تلاش کرے اس طرف کا حال سنیے کہ جب مہتر شریر اصلی کے
پشتارہ کو قید خانہ مین لیگئے اور پشتارہ کو کھول کے اسے زمین پر عالم بیہوشی مین لٹا دیا چند ساعت تک
وہ بیہوش رہا آخرالامر خود بیہوشی زائل ہونا شروع ہوئی تا اینکہ بخوبی ہوشیار ہو گیا اشارہ سے دربانوں کو
قریب اپنے بلایا زبان کو حرکت نہو سکتی تھی لب دوختہ تھے زمین پر لکیرین کھینچین محافظ زندان سے
کہا اسکو پڑھو محافظ زندان نے بغور ان لکیرون کو پڑھا لکھا تھا ای نادانون مین مہتر شریر عیار فولاد آہن کلاہ
کا عیار ہون میرے منہ سے روغن دھو ڈالو تو معلوم ہو جائے محافظ زندان نے اور بھی آدمیون کو بلایا
اور کہا دیکھو یہ کیا لکھا ہی ان سب نے اس عبارت کو پڑھا مہتر شریر کی صورت بغور دیکھی آپس مین کہا
ای فلان دیکھنا یہ کون شخص ہی آیا مہتر شریر ہی ہی یا کوئی اور عیار ہی ایک نے کہا ای فلان اس گفت و شنید
کی کیا ضرورت ہی یہ کہتا ہی کہ مین مہتر شریر ہون بس اسکے منہ کو دھو کے دیکھ لو اگر مہتر شریر ہو رہا کر دو
ورنہ قید رکھو جب تک تورج بدرگ یا فولاد آہن کلاہ کا کوئی دوسرا حکم نہ آئے ایک گبر پانی
لایا مہتر شریر کے منہ کو دھویا واقعی روغن چھوٹا دیکھا مہتر شریر ہی فوراً اسکے منہ کے ٹانکے کاٹ دیے
اندرون دہن سے خار دار لٹو نکال لیا مہتر شریر نے کہا ای یاران من اس عیار نے بڑی مکاری سے
مجھے گرفتار کیا ہی چلو اسے گرفتار کرو کسی نے کہا کہین جانے کی ضرورت نہین ہی وہ عیار مکار تورج
بدرگ کے پاس موجود ہی چلو اسے گرفتار کرو سب دوڑتے ہوئے تورج کے پاس آئے دیکھا تورج بیخبر
سو رہا ہی عمر ثانی کو گھیر لیا اور کہا او مکار تو نے بڑا فریب کیا مہتر شریر کو اپنی صورت سے مشابہ کیا اور
انکی صورت سے آپ مشابہ ہو کے یہان آیا ہی انگوٹھی لینے کا ارادہ رکھتا ہی اب ہم تجکو زندہ نچھوڑینگے
عمر ثانی نے خنجر ہاتھ مین سنبھالا اور مثل برق چمک کے پیترا بدل کے کہا او نابکارو منم آن مر
مہتر مہتران + ہمی کشورم مہتر مہتران + بریدم ز خنجر سر ساحرم + سپہدار سرہنگ و جنگ آورم
تم مجکو کیا زندہ رکھوگے مین خود تمھاری جان کا عزرائیل ہون یہ کہا اور ناگہان بدکار پر حملہ کیا اسطرف
جھپٹ کے آیا اور خنجر مارا ادھر دوڑ گیا اور خنجر مار کے گبر کو گرایا اس ہنگامہ سے تورج بھی بیدار ہوا
دیکھا بازار کشت و خون گرم ہی ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی کو نہ پایا سمجھ گیا معلوم ہوتا ہی لشکر اسلام کا کوئی عیار آیا
پہونچ گیا انگوٹھی بھی وہی لیگیا ہی پکار کے کہا ارے کمبختو مجھ کہو تو یہ کیا ہنگامہ آرائی ہی مہتر شریر قریب آیا
اور کہا ای پہلوان زمان یہ عیار جو ہنگامہ کشت و خون گرم کیے ہوئے ہی لشکر اسلام کا عیار عمر ثانی نام ہی اسنے مجکو
گرفتار کیا تھا میری صورت سے خود مشابہ ہوا اور اپنی صورت سے مجکو مشابہ کیا تمام رات مین قید خانہ مین رہا
اور یہ مکار تمھارے پاس باتین کرتا رہا میرے منہ مین خار دار لٹو دیکے منہ کو دوختہ کر دیا تھا جب مین نے
زمین پر لکھ کے نگرانون کو اطلاع دی اور انھون نے میرے منہ کا روغن چھڑایا اسوقت انکو یقین ہوا اور مجکو رہا کیا
جسوقت یہ واقعہ تورج کے گوش گذار ہوا با آواز بلند کہا لینا خبردار جانے نہ پائے یہ عیار مکار اسنے بڑا فریب دیا انگوٹھی بھی اسی کے
پاس ہی چہار جانب سے ان گبران مکار نے عمر ثانی کو گھیر لیا عمر ثانی نے دیکھا کہ بجز دستبازو نجات ان بدبختون
سے نہین ملسکتی فوراً انگوٹھی کو گردش دی دلمین خیال کیا دیو حاضر ہوئے کہا کیا حکم ہوتا ہی عمر ثانی نے کہا مجکو

یہان سے نکال لیجلو فوراً عمر ثانی کو وہ دیو اُٹھا لیگئے - اب اسطرف کا حال سماعت فرمایئے کہ جب اُن نگہبان مکان
و بدکار نے دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام وہ انگشتری عجیب الخاصیت لیگیا اور خود بھی غائب ہوگیا اب اسکا کہین
پتہ نہین مل سکتا نہایت ملول و رنجیدہ ہوئے تورج بدرگ نے کہا یہ پروا نہین اگر وہ عیار خدا پرست انگوٹھی
لیگیا اسکے عوض مین ہم نورالدہر کو اور ملکہ آزرچہرہ کو ہلاک کرینگے زیادہ و برین نیست کہ آزرچہرہ کی مفارقت
شاق ہوگی باشد چندروز کے واسطے یہ صدمہ ہی سہی مگر ان دونون زن و مرد خدا پرست کو ہلاک ضرور کرینگے
یہ سمجھ کے قید خانہ سے نورالدہر اور ملکہ آزرچہرہ کو طلب کیا وہ دونون اسیر گرفتہ و بستہ ساتھ آئے تورج بدرگ
نے کہا ای نورالدہر تمہارے لشکر کے عیار عمر ثانی نے بڑا فریب دیا انگوٹھی مجھسے لیگیا اب مین تمکو زندہ نہین
چھوڑونگا نورالدہر نے کہا او نابکار کیا بکتا ہی مجھکو کچھ خوف نہین ہر طرح مطمئن ہون کیونکہ قضا و قدر سے بجز صبر چارہ
نہین فلک سے مقابلہ کرنے کا کسی کو یارا نہین ؎ از دست چرخ نقب زن اندر سراے عمر + آرے صبر نہ کاست
ادخم بنا مدہ + تورج آزرچہرہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آزرچہرہ اگرچہ اسوقت تک تیری محبت میرے
دل مین جگہ کیے ہوئے ہی لیکن اب مین مجبور ہون کہ تیرا دشمن جان بنا ہون نورالدہر کے ساتھ تجھے بھی ہلاک
کرونگا اسنے کہا تجھے اختیار ہی ؎ ہرچہ آید بسر من ز نصیب + جب میرا پدر والا قدر ہلاک ہوگیا تو مجھے
زندہ رہکے کیا کرنا ہی اور اگر ہنوز میرا رشتۂ حیات باقی ہی تو پھر تو ابھی زندہ ہونگی تیری کیا حقیقت ہی جو مجھکو
ہلاک کرسکے تو نے پہلے بھی ایسی ہی تقریر کی تھی اور جلاد کو بھی بلایا تھا لیکن تو نے دیکھا کہ نورالدہر عالا قدر کس طرح
ہلاکت سے محفوظ رہا اور مین بھی ابھی تک بقید حیات ہون تورج نے کہا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ لشکر اسلام کا
عیار آپہونچا وہ انگوٹھی لیگئے بھاگ گیا اب کون آئیگا یہ کہکے تورج بدرگ فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ آہن تاب
کیجانب متوجہ ہوا اور کہا ای فولاد تیری کیا راے ہی مین ان دونون زن و مرد کو ہلاک کرتا ہون سلسلہ
مشت زن نام فولاد آہن کلاہ کا سپہ سالار اسوقت موجود تھا دست بستہ کہا ای پہلوان زمان
اگرچہ موقع اور محل میرے کسی طرح کی گذارش کا نہین ہوتا ہی جو کچھ فہم مین آیا ہی اسکے اظہار کی اجازت
چاہتا ہون تورج نے کہا بیان کر سلسلہ مشت زن نے کہا میرے نزدیک ابھی ان مسلمانون کو ہلاک کرنا
نہ چاہیے بعد انتظار اختیار ہی اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہی البتہ بعد ہلاکت اگر کسیطرح کا نقص پیدا ہوگا
تو اُسکا علاج محال ہو جائیگا یہ خدا پرست ہین ان سے برسر فساد ہونا سہل نہین ہی بہرحال سہل و آسانی سے اسی
مین کام لینا چاہیے ؎ عنان دل بکف صبر دہ گرت باید + کہ گوے عیش بچوگان جبر برنائی + مران توسن غفلت
بہ رہ تعجیل + کہ آخر الامر اندرین برسوائی + شتاب و تندی الکند گرد صد سال + تو دست و پای نہ زنے زدان جز
بزون نالی + ممکن شتاب و زآئین حلم رو مشتاب + بکار خیر و بد وکون نیست ہم دانائی + آئندہ اختیار بدست تمہارے ؎
ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست + تورج نے کہا ای سلسلہ مشت زن جب تجھے یہ ہی گمان ہی ان دونون زن و مرد کو ہرگز زندہ
نہین رکھونگا اور تمام زر و دولت کو ہرگز اس صف عز و دخل نہ دونگا اسواسطے کہ مسلمانون کا ہر طرح مجکو استیصال منظور ہی اگر
اسوقت تامل کو کام مین لاؤنگا ضرور یہ دونون زن و مرد میرے ہاتھ سے نکل جاوینگے اور مین بہت متاسف ہونگا یہ
کہکے جلاد کو طلب کیا فوراً جلاد حاضر ہوا سلسلہ مشت زن نے کہا اگر ان مسلمانون کا ہلاک ہی کرنا منظور ہی تو ملکہ آزرچہرہ
کو ہلاکت سے بچا لینا چاہیے اسواسطے کہ اسکی ہلاکت کے بعد تجکو بہت رنج ہوگا اور اسکے زندہ رہنے مین چندان
خوف و خطر بھی نہین معلوم ہوتا ہاں نورالدہر کے بارہ مین اختیار ہی تورج نے کہا اس عورت کو پہلے ہلاک کرنا

چاہیے اسواسطے کہ بیشتر فساد کا سبب عورت ہی ہوتی ہے علی الخصوص ایسی عورت جو اپنے سے خلاف
ہو اسکی مصاحبت سے جہانتک ممکن ہو پرہیز کیا جائے سلسلا شت زن خاموش ہو رہا تورج نے
جلاد کو حکم دیا کہ ان دونوں زن و مرد کو ہلاک کرے اسوقت نورالدہر کو زندگی سے بالکل
ناامیدی ہوگئی سر سوئے آسمان بلند کیا اور مناجات کی کہ اے قادر ذوالجلال والاکرام وائے عالم
سلاطین عظام سے

جسے چاہے جنت میں دے مقام | جسے چاہے دوزخ میں رکھے مدام

سبحان اللہ مالک الملک ہے تو وہ مالک ہے کہ اگر چاہے دنیا میں تو گدا کو بادشاہ کر دے سے

تو وہ ہو عنایت تری جسپہ ہو | پھنسے کو درندوں میں جنگل کے دو | بلاشبہ و شک رہائی ملے
جوان بخت ہو بادشاہی ملے

جلاد نے کہا اے جوان بس اب دعا و مناجات ہوچکی آمادۂ مرگ ہو
تورج نے کہا اے فلان توقف کر نورالدہر کو دعا کرنے دے دیکھیں اسکا خدائے نادیدہ کیا اسکی
مدد کرتا ہے ہنوز یہ مناجات نورالدہر کی ختم نہوئی تھی یکایک دور سے ایک بگولا گرد نہایت
تیرہ و تار چکر کھاتا ہوا نمودار ہوا سب نے کہا دیکھو آندھی آتی ہوگی کسی نے کہا آندھی کیا طوفان
سمجھنا چاہیے یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں یکایک وہ بگولا اور قریب آیا دامن گرد چاک ہوا
دیکھا شاہزادۂ نامور بدیع الملک دلاور ایک لاکھ سواران جرار و یلاتان تہور شعار کی جمعیت
سے مرکب برق کردار پر سوار نمایان ہوا آتے ہی شاہزادے نے نعرہ مارا کہ باش اے تورج مکار و
بدکار اگر نمائی بمیدان سے

ز بیمم گرز و تیغ گلی نہنگ | ستم روز میدان بل شیر گیر | کہ دوزخم بہ مور با شیر
ہزبر شرزبان بیشۂ کارزار | بدریا ورآید دلاور پلنگ | بدریم بدبیم سنگ تا مار
| اگر نعرہ بر شیر شرزہ زنم | چو روباہ از جنگ انگنم

اور آتے ہی بےتحاشا تمام فوج اسلام نے شمشیر بازی شروع کردی تورج بدرگ بھی آمادہ
حرب ہوگیا اُس طرف فولاد آہن کلاہ بھی آمادۂ حرب ہوا ہر چند کہ شاہزادہ
بدیع الملک یکایک مع فوج آپہونچا اس سبب سے کفار مکار میں سے کوئی مرکب پر سوار
نہو سکا پیادہ پا تلواریں اور نیزہ اور گرز و خنجر وغیرہ لیکے آمادۂ حرب ہوگئے شاہزادہ نے دیکھا
کہ سب بدکار پیادہ پا ہیں خود بھی مرکب سے زمین پر آیا اُسکے ساتھ تمام فوج اسلام مرکبوں پر سے
اُتر آئی تلوار چلنے لگی بگیر و بزن کی آواز آسمان تک پہونچی اس عرصہ میں قلعہ کی تمام فوج جمع ہوکے آگئی
الغرض وہ ہنگامہ کشت و خون گرم ہوا کہ پناہ بخدا میدان حرب کی تمام گرد اُڑ کے فلک پر گئی
تق بندہ گیا سے ز گرد سے کہ بر چرخ دوار شد سپہر چو برج خاکی نمودار شد
تمام عالم نظروں میں تیرہ و تار ہوگیا نورالدہر نے بھی اُس ہنگامہ میں ایک طرف جاکے چرخ
مارکے جیتا مارا تمام بند کھل گئے گرجتے تلوار لیکے کفار کی ہلاکت کے درپے ہوگیا نوبت بانجا رسید
کہ تورج بدرگ اور فولاد آہن کلاہ تاب قیام نلاسکے وہاں سے گریز کی اُنکے ساتھ تمام
لشکر بھی بھاگی شاہزادہ بدیع الملک نے اُنکا تعاقب کیا یہانتک کہ سرحد قلعہ آہن تاب سے
باہر نکل گئے بدیع الملک مع فیروزی مع نورالدہر پدر معظم خود اُلٹے تعاقب سے واپس کیا
قلعۂ آہن تاب میں آکے قیام کیا نورالدہر نے بدیع الملک اپنے فرزند دلبند کو خوش ہوکے

گود مین اٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دیکے کہا ای نور نظر تو نے خدا کے فضل سے اسوقت میری
عزت رکھ لی اور ہلاکت سے میری جان کو بچا لیا ورنہ کوئی دقیقہ میری ہلاکت مین باقی نہین رہا تھا
ہزار ہزار شکر اُس پروردگار کی درگاہ سے نیاز مین کہ اُسنے میری دعا قبول کر لی اور تجکو وقت
پر پہونچایا غرضکہ از سر نو قلعۂ آہن تاب کی درستی مین مصروف ہوئے اور تجویز ہوئی کہ
حمزۂ صاحبقران کے پاس چلکے انکو اس فتح کی خوشخبری دینا چاہیے اور توریج بدرگ
کی خبرگیری کرو لوگون کو بھیجا انھون نے آکے خبر دی کہ توریج نے فولاد آہن کلاہ پہ شکستکے
کہ فرعون کوہ بلور کے بہرام تہمتن کا مہمان ہو گیا ہو اور سابق مین بیان کر دیا ہو کہ کوہ بلور پر ہنگامۂ
جشن برپا ہو جب بخوبی انتظام قلعۂ آہن تاب ہو گیا اور مسلمانون کو اطمینان ہوا سلسلہ مشت زن
سپہ سالار فولاد آہن کلاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا ای شہریار والا تبار مجکو
کچھ عرض کرنا ہو حکم ہو تو عرض کرون بدیع الملک نے کہا بیان کر کیا کہتا ہو اُسنے کہا مین فولاد
آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہون میرا نام سلسلہ مشت زن ہو اگرچہ فولاد کا مدت العمر
نمک کھایا تو بیباک کچھ کور نمکی اور ضیعت پر محمول نہین ہو سکتی کیونکہ فولاد آہن تن کی
راے ہمیشہ غلطی پر رہی اس نظر سے کہ بیشتر اوقات اُسنے مسلمانون سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا
چونکہ مدتہاے مدید سے عظمت دین اسلام کی مجھپر حالی رہی بادشاہ کے اس ارادہ سے خلاف رہا
اور سمجھایا کیا کہ تمام عالم سے مقابلہ ہو لیکن مسلمانون سے مقابلہ کرنا بالکل نامناسب ہو جب مقابلہ
ہوگا نتیجہ بد ظہور مین آئے گا بادشاہ میری اس راے کو سن کے خاموش ہو رہتا تھا اور وجہ
اس خاموشی کی یہ تھی کہ بادشاہ کو موقع دیکھتا تھا حسب اتفاق توریج بدرگ مسلمانون سے
مقابلہ سے بھاگ کے اس طرف آیا اور وہ محرک ہوا کہ مسلمانون سے مقابلہ کرنا چاہیے اگرچہ مسلمانون
پر سحر و افسون اثر نہین کرتا تاہم میرے پاس ایک ایسی شی ہو کہ اس سے مسلمان کسی طرح محفوظ نہین رہ سکتے
یہ کہکے وہ انگشتری دکھائی بلکہ اُس انگشتری کے ذریعے دیوون کو بھی بلایا اور انکے ذریعے سے
نورالدہر کو دربار حمزۂ ثانی سے اُٹھا منگوایا اُسوقت تک تو مین خاموش رہا جبتک یہ راے
قرار پائی کہ مسلمانون سے عوض لینا چاہیے اور اُن کے استیصال مین کوشش کرنا چاہیے کیونکہ بے
ہوئے تماشہ ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید اپنی غلطی کا خود ہی نتیجہ دیکھ لینگے لیکن جب
نورالدہر کو دیوون کے ذریعے سے منگایا اور نورالدہر کے ہلاک کرنے کی راے قرار پائی
حالانکہ بادشاہ اُس انگوٹھی کی خاصیت کو دیکھ کے بخوبی مطمئن ہو گیا تھا اور اُسکو یقین کامل ہو گیا تھا کہ ضرور
مسلمانون سے مقابلہ مین سرخرو ہونگے تاہم مین نے اسکوت مناسب نہ جانا بحالت اطاعت مین ملتمس ہوا
کہ نورالدہر کو ہلاک نہ کر دیجیے اور کا مقدمہ نہین ہو کہ رفت گذشت ہو جائے گا یہ مسلمانون
کا مقدمہ ہو انجام اس خون کا ہرگز بہتر نہو گا اور یہ بھی کہا کہ اگر ہلاک ہی کرنا منظور ہو تو عجلت کی
کیا ضرورت ہو توقف کرنا چاہیے بعدہ اختیار ہو بادشاہ نے تو سکوت کیا لیکن توریج بدرگ
نے نہ مانا نورالدہر کی ہلاکت کے درپے ہو گیا اُسکا نتیجہ وہی ہوا جو دیکھا جزیرۂ بلور ہشتمین گروی کہ جنکا تھا
توریج بدرگ اور فولاد آہن کلاہ حاکم قلعۂ آہن تاب دونون کوہ بلور کے جانب

فرعون کو خبر دیتے گئے ہیں میں حضور والا کی حرص سے حضوری چاہتا تھا مگر موقع نہ ملتا تھا اب بارے رب
لا خدمت میں حاضر ہو کے شرف ملازمت حاصل کیا ہے میں عرض کر چکا ہوں کہ دین اسلام کی عظمت
وحرمت سے مجھے حالی ہو گیا مدعا یہ رکھتا ہوں کہ دین اسلام مجھکو تعلیم فرمایا جاوے معہذا ملازمان خدام والا کی
فہرست میں میرا نام بھی درج ہو جاوے اسواسطے کہ یہ خبر پوشیدہ نہیں رہیگی ضرور تورج کو اور
فولادآہن کلاہ وغیرہ کے گوش زد ہوگی انکی کج فہمی اور شرارت جبلی تو ظاہر ہے اگر کبھی موقع مل جاوے
تو وہ میرے تمام خاندان کو تہ و بالا بلکہ نیست و نابود کر دینگے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا
پہلے ایک مقدمہ طے ہو جانا چاہیے اسکے بعد اور کچھ کہونگا پہلے تو دین اسلام کو قبول کر اسنے کہا
بسر و چشم بدیع الملک نے کہا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ
سلسلہ مشت زن نے بصفائے قلب کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوا بعدہ بدیع الملک
نے کہا اے برادر اس بات سے تو بخوبی مطمئن رہ کہ تورج یا فولادآہن کلاہ یا کوئی اسکے
متعلقین سے تیرے ایک موئے بدن کو بھی کسی طرح کا صدمہ نہیں پہونچا سکتا اور اسقدر توقف کر
کہ حمزۂ صاحبقران یہاں تشریف لے آویں پھر تیرے واسطے کامل بند و بست ہو جاویگا
میں نے تیرے واسطے ایک معقول تدبیر سوچی ہے بشرطیکہ حمزۂ والا قدر بھی اس تدبیر سے
اتفاق کریں حمزۂ والا قدر ہمارے سردار ہیں جملہ امور کا انکو اختیار ہے اگرچہ آن عالیجاہ
والا بارگاہ کی غیبت میں بھی خداوند عالم کے فضل سے کار نمایاں ہمسے ظہور میں آئے ہیں اے
سلسلہ مشت زن تو یہیں توقف کر ہماری فوج یہاں موجود ہے ہم حمزۂ والا قدر کو لینے جاتے ہیں
قلعہ سے بخوبی ہوشیار رہنا کسی غیر شخص کو قلعہ کے اندر نہ جانے دینا سلسلہ مشت زن نے
دست بستہ عرض کی بہت مناسب بعدہ بدیع الملک اور نور الدہر نے ہمراہی چند سواران
قوی ہیکل کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل لشکر اسلام میں پہونچے حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل کی
عمر ثانی وہ انگوٹھی لیے ہوئے پیشتر پہونچ چکے تھے وہ انگوٹھی حمزۂ ثانی کی خدمت میں پیش کی تھی
اسکے عوض میں خلعت گرانبہا پایا تھا اب جو بدیع الملک کو حمزۂ ثانی نے دیکھا بہت خوش ہوئے
کہا اے دلاور بایقین تجھے بھی بہت کوشش دلی کی ہوگی لیکن انگوٹھی عمر ثانی ہی نے لاکے مجھکو دی
بدیع الملک بجائے خود سمجھکر چپکے سکوت کیا تھا کہ نور الدہر نے کہا اے عالی مرتبت و والا منزلت
عمر ثانی نے تو کچھ مفصل حالات ضرور بیان کیے ہونگے کہ کس کس طرح کے واقعات پیش آئے
عمر ثانی نے کہا ابھی مفصل حالات بیان کرنے کی نوبت نہیں آئی اور حمزۂ ثانی کی
طرف متوجہ ہوئے عمر ثانی نے کہا شہریار اصل امر یہ ہے کہ اس انگشتری کے دستیاب ہونے
میں محض میرا ہی دخل نہیں ہے میری عیاری اور شاہزادہ بدیع الملک کی دلاوری و
بہادری سمجھنا چاہیے نور الدہر نے کہا اے عمر ثانی تم انگوٹھی لیکے وہاں سے غائب ہو گئے
تھے تمہارے غائب ہونے کے بعد تورج وغیرہ نے میرے ہلاک کرنے کو جلاد بلایا
اسوقت میں اپنی زندگی سے بالکل ناامید ہو گیا تھا دل میں کہتا تھا کہ خدا مسبب الاسباب ہے
اسوقت وہ کوئی سبب نجات کا پیدا کر دے تو نجات ممکن ہے ورنہ کوئی دقیقہ ہلاکت کا باقی نہیں ہے

اور تورج بدرگ کہچکا تھا کہ عمر ثانی بجبر و فریب انکو بھی پکڑ لیگا اسکے عوض مین نورالدہر و باز زرجیرہ
کو ضرور ہلاک کر دیگا اس مایوسی کی حالت مین دفعتًا بدیع الملک پہونچا اور اس نورِ نظر نے میری
جان بچائی اگر ایک لحظہ کی دیر ہوتی تو میرا خاتمہ ہوچکا تھا لکھوتا جیسا اور رکھوتا جیسا وقت پر کام آتا ہی
ذکر یہ بیان سعادتمند فرزند حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا اے بدیع الملک
مین پیشتر ہی سمجھ گیا تھا یہ بات صرف مذاق کی تھی کہ دیکھون تم کیا کرسکتے ہو خیر آنچہ گذشت اب کو
کیا ارادہ ہی فرعون ملعون کوہ بلور کی طرف بھاگ گیا ہی بالیقین حاکم کوہ بلور سے مدد لیکے
اسپر دوبارہ مقابلہ کرے گا بدیع الملک نے کہا شہریار نے امحال قلعہ آہن تاب کی طرف کوچ کرنا
چاہیے وہان کا انتظام مقدم ہی تورج بدرگ قلعہ پر ضرور قبضہ کرے گا حمزہ ثانی نے مع فوج
و لشکر وہان سے کوچ کیا راہ بیابان و کوہسار کو طی کرکے قلعہ آہن تاب پر پہونچے بدیع الملک
اور نورالدہر نے تمام قلعہ کو دکھایا اور مقامات کا نشان دیا جو واقعہ جہان واقع ہوا تھا انکو اسی جگہ
قیام کرکے بیان کیا سلسلہ مشت زن نے ملازمت حمزہ ثانی حاصل کی حمزہ ثانی نے
سلسلہ مشت زن کو بغور دیکھ کے پوچھا یہ کون شخص ہی بدیع الملک نے دست بستہ
عرض کیا یہ شخص فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہی حمزہ ثانی نے پوچھا یہ شخص راہ راست
مین قدم رکھے ہی یا گمراہ ہی بدیع الملک نے اسکے مسلمان ہونے کی حقیقت بیان کی علاوہ اسکے
یہ بھی کہا میری رائے ہی کہ قلعہ آہن تاب کی حکومت اسکے نام پر مقرر کردی جاوے اس بارہ
مین جو کچھ رائے والا ہو وہ بھی ارشاد ہو حمزہ ثانی نے فرمایا بہتر ہو مین بھی اس رائے سے متفق ہون
اسواسطے کہ یہ اب ہمارے مذہب مین داخل ہوگیا مزید بران یہان کا سپہ سالار ہی خوب انتظام کریگا
پسکے اسی وقت خلعت حکومت قلعہ کا سلسلہ مشت زن کو مرحمت ہوا اور سلسلہ مشت زن
نے بکمال ادب تسلیم عرض کی اور دعا دی سہ کہ ای بادشاہ فلک اقتدار + جہانت بکام و فلک یار باد +
سکے سایۂ از تست در سر غرور + کہ از سرو سرتن بادا دور + ہادی کامل تو سلطنت کے سبب سے اگرچہ
منصب سپہ سالاری حاصل تھا مگر خار رہتا ہر وقت اس فکر و خیال کا مجھپر رہتا بارے سہ کار یکہ خواستم
ز خدا شد میسرم + از بخت شکر دارم و از روزگار ہم + اس سپہ سالار نے بکمال اہتمام و انتظام
حمزہ ثانی کی دعوت ملوکانہ کی بعد تمام بازارون کو آئینہ بند کیا اور رہ و بازار کو جشن سکندری کی اطلاع کی
شب کو نہایت کثرت سے روشنی ہوئی تھی ایک قصر عالیشان خاص محفل عیش و عشرت کے واسطے
دالان و قالین جھاڑ کنول مردنگ جھاڑون وغیرہ جملہ سامان زینت و زیبائش سے آراستہ و پیراستہ کیا
تھا پخت کا حساب سمجھ مین نہ آتا تھا اعلیٰ اعلیٰ طائفے طلب ہو کے تھے سر شام سے آنا شروع ہوئے
صدر مین جواہر نگار دنگل بچھایا اسپر حمزہ ثانی جلوہ افروز ہوئے راست و چپ دو طرفہ سردار
ہاکو روسا طلائی اور نقرئی کرسیون پر بیٹھے ناچ شروع ہوا نازنینان شوخ و شنگ دلبر و خوبان
خوش آہنگ نے اپنے کمال دکھا کے اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہو ایک مطرب نے یہ غزل گائی سہ

کل ہان کیا مجروح ہی تیغ نگاہ یار کا
مار پیچان بنگیا جو پیچ ہی دستار کا

ہر گلی پہ جی ہو جہاں مرہم دلدار کا
ہی سپید مثل اپنے دیدۂ بیدار کا

اپنے سر کو اندنون سودا ہی زلف یار کا
چہرہ پر نقش ہی تیری روزن دیوار کا

نکلے گیا در ان کس محبوب کے دیدار کا
دل نہیں گویا بغل میں ہے میان تلوار کا
کھل گیا ہوں ہر نظر بازی ہو آنکھوں میں دیکھ
سنتے تھے کوچہ میں عالم خلد کے گلزار کا
پلکیں بی رونگٹے ہیں آنکھیں ہیں داغ جنون
کشتی دریوزہ پر ہے عزم گلگار یار کا
کون ہو اس کا فرجہ تیرا محو نظارہ نہیں

تخت ہم خوابیدہ ہے دیدۂ بیدار کا
ہو گیا ہوں ضعف جاتا ہی نہیں پیدا تاقون
چشم میں عالم ہے شاخ نرگس بیمار کا
دیو کا سایہ اتر جاتا ہے اکثر ہر پری
اور پھر پاری ہے منہ طالب ترے دیدار کا
ہو نہ برہم بخت ہے ہیں جو ہوس مشکل
گنگیا ہے نظر رشتہ تری زنار کا

از تصور مجاور دم ابر دے خونخوار کا
توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤں کے تار کا
دو پہر جل رہے ہیں شمع دوزخ دھوپ میں
برا اثرتا ہی نہیں سایہ تری دیوار کا
ہم چلے اپنے وطن کو ہو کے غربت میں فقیر
جنس ہنر کس نے کیا ہے مردم بازار کا

حمزہ ثانی سنکر خوش ہوئے اور کنیز انعام میں دیا نصف شب گذر چکی تھی یکایک غل ہوا کہ آتش بازی چھوٹتی ہے سلسلہ [illegible] حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی شہریار بالا خانہ پر تشریف لے چلیے آتش بازوں کی صنعت قابل دید ہے یہاں کے آتش باز فن آتشبازی میں وہ کمال رکھتے ہیں جو کسی ملک کے آتشباز نہیں رکھتے اگرچہ اس بارہ میں گذارش کرنا بے ادبی ہے تاہم جہان اسقدر تکلیف فرمائی ہے یہ بھی سہی حمزہ ثانی اُٹھے اور اُنکے ساتھ تمام سردار و امرا اُٹھکر بالاے قصر آئے آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی اُس آتشبازی کی صنعت سمجھ میں نہ آئی تھی صدہا چرخیاں معلق ہوا میں چھوٹ رہی تھیں صدہا رنگ کے پھول اُن چرخیوں سے نکلتے تھے اور اسطرح چرخ کھاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا ایک رنگ کی یہ بھی ایک چرخی ہے اسیطرح تمام قسم کی آتشبازی کی صنعت کو خیال کرنا چاہیے اور بڑی بات یہ تھا کہ آتشبازی کی روشنی اسقدر صاف اور خنک تھی کہ اُسکے دیکھنے سے گویا بصارت کو قوت حاصل ہوتی تھی پہر بھر کامل آتشبازی چھوٹتی رہی بعد ازان محفل برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مکان پر گئے حمزہ نے بھی بستر خواب پر استراحت کی تھوڑی ہی دیر آرام کیا تھا یکایک صبح کی توپ دن سے چلی ادھر نقارہ چوب پڑی موذن نے اللہ اکبر کہکے آواز بلند کی طائران خوش الحان اپنی اپنی زبان میں حمد و ثنائے باری کرنے لگے نسیم سے سرو جھومنے لگے چلنے لگے حمزہ ثانی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ درود وظائف سجادہ سے اُٹھکے دربار میں رونق افروز ہوئے تمام سردار و امرا بھی یکے بعد دیگرے آئے مجرہ گاہ سے آداب تسلیمات بجا لائے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزہ ثانی نے کہا اے عمر ثانی ملکہ آزر چہرہ کا حال نہیں معلوم ہوا کہ وہ اُس ہنگامہ میں سے کدھر گئی اور اب کہان ہے جاؤ دریافت کرو عمر ثانی نے کہا شہریار واقعی ملکہ آزر چہرہ کا اسوقت تک مطلق خیال نہ تھا لیکن اب جاؤن تو کہان جاؤن کچھ پتہ نشان معلوم ہو تو جا کے لے آؤن کچھ عجب نہیں اگر اپنی دار الحکومت یعنے ارمنو حصار میں چلی گئی ہو حمزہ ثانی نے کہا صرف اس قیاس پر سکوت نہ کرنا چاہیے اگر وہ ارمنو حصار میں چلی گئی تو یہ بھی تحقیق کر لینا چاہیے عمر ثانی وہان سے روانہ ہوا ارمنو حصار میں پہنچا وہان ملکہ آزر چہرہ کو نہ پایا واپس آ کے اطلاع دی کہ ملکہ آزر چہرہ ارمنو حصار میں نہیں ہے حمزہ ثانی کو تردد ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار تردد کس بات کا ہے انگشتری موجود ہے دیوؤن کو بلا کے اُنسے آزر چہرہ کو بلا لینا چاہیے چنانچہ دیو آئے کہا کیا حکم ہے حمزہ ثانی نے کہا جاؤ آزر چہرہ جہان ہو اُسے لے آؤ دیو گئے ملکہ کو اُٹھا لائے اب

ملکہ نے جو حمزہ ثانی کی صورت دیکھی زار و قطار رونا شروع کیا اور اُسکو اپنے باپ کا واقعہ یاد آ گیا
حمزہ ثانی نے کہا ای آذر چہرہ اگرچہ تیرے باپ نے اِس جہان فانی سے انتقال کیا ہی لیکن ہم تیری
سرپرستی کے واسطے موجود ہین اِسوقت تیرا کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا جب مین تورج بدرگ
کی قید مین مبتلا تھی ایک خادم اُسکا مجھپر مائل ہو گیا تھا چند مرتبہ قیدخانہ مین آکے اُسنے اپنی فریفتگی
بایما و اشارہ ظاہر کی اور یہ بھی مطلب اُسکا تھا کہ اگر میری درخواست قبول کرے تو مین اِس قید
سے رہا کر بچاؤن مین نے مطلق اعتنا نہ کی جب نورالدہر اور ہادیع الملک نے وہان ہنگامہ آرائی
کی اور تورج وغیرہ منتشر الحواس ہوے اُس موذی نے موقع پایا مجکو اُٹھا کے لے بھاگا پھر وہان
مجھے اسیطرح خواستگاری کی مین نے کہا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین ہی بالفرض مین ہلاک بھی ہو جاؤن جب
اُسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہین ہوتی تین روز تک مجھے ایک مکان مین تنہا مقیم کیا تیسرے روز پھر میرے
پاس آیا اور خواستگاری کی مین نے بدستور انکار کیا ہرچند عورتین میری خدمتگذاری کو مقرر کین
وہ عورتین شب و روز مجھے سمجھایا کرتی تھین کہ ای نازنین تو اسوقت مین ہر طرح سے مجبور ہی اور اِس شخص
کے اختیار مین ہی تیرے حق مین یہی بہتر ہی کہ اسکی درخواست کو قبول کرے چاہنے والا دنیا مین نہین
ملتا اگر ملجاوے تو اُسکی قدر کرنا چاہیے اگر تو اسی طرح انکار کریگی آخرکار مجبور ہو کے وہ تیری
ہلاکت کے درپے ہو جائے گا ای شہریار والا تبار مین نے اُن زنان مکارہ کو یہ جواب دیا کہ
دُنیا مین جان کا صدقہ مال ہی اور آبرو کا صدقہ جان ہی ایسی حالت مین مجکو اپنی ہلاکت کا مطلق خیال
نہین ہی جس مکان مین مقیم تھی وہان سے قریب لب دریا ایک شہر اسلام آباد نام ہی حاکم و فرمانروا
وہان کا محمود نامے ایک مرد مسلمان صاحب فوج و لشکر و جاہ و حشم ہی رعایا وہان کی نہایت خوشحال
ہی بکثرت عالیشان عمارتین اسلام آباد مین واقع ہین منجملہ عمارات شاہی کے ایک عمارت نہایت وسیع
و عالیشان لب دریا واقع ہی تین طرف اُس قصر دلکشا و فرحت افزا کے باغ سرسبز و شاداب واقع
ہی اور ایک جانب شمال رخ زیر قصر دریا واقع ہی اندرون قصر شیشہ آلات رنگا رنگ و نایاب بکثرت
آویزان ہین اور ہر وقت ہزار ہا شمعہاے مومی و کافوری جھاڑ کنول جھابے مردنگ وغیرہ مین
جلتی رہتی ہین جب محمود شاہ بغرض سیر و تفریح اِس قصر وسیع و رفیع مین وارد ہوتا ہی شب کو
بھی وہین مقام ہوتا ہی وہ تمام شمعین روشن ہوتی ہین کثرت روشنی سے اندرون قصر روز روشن کا سمان
نمایان ہوتا ہی تمام شب اُس قصر مین ہنگامۂ رقص و نوا گرم رہتا ہی بلندی قصر کی اِس درجہ ہی کہ جب
شب کو روشنی ہوتی ہی حالانکہ شہر وہان سے بہت دور واقع ہی تاہم قصر کی روشنی شہر سے دکھائی
دیتی ہی ای شہریار عالی تبار میری زبان سے اُس قصر و باغ کی آرایش و زیبایش کی تعریف بیان
نہین ہو سکتی اندرون قصر اُسکے سقف مین یہ شعر لکھا ہی ؎ اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست * تمام قصر کی دیوارین سنگ سرخ کی ہین اگرچہ وہ سنگ سرخ عقیق نہین
ہی لیکن ابتداءً نظر مین وہ سنگ سرخ عقیق سرخ ہی معلوم ہوتا ہی پھر اُس باغ سرسبز و شاداب
کے وسط مین عمارت سنگ سرخ کیا عرض کرون کہ کیا کیفیت دکھاتی ہی الغرض کہ جب وہ موذی یعنی ملازم
تورج میرے انکار سے عاجز ہو گیا اور کسی طرح اپنی مطلب برآری نہ دیکھی تا چار اس خیال

ہے کہ بمقام قلعہ آہن تاب کی سرحد مین واقع ہوا ایسا ہو کہ یہان مسلمان پہونچ سکے میرے حال
سے متعرض ہون مجھے ہمراہ لے کے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اسلام آباد کی سرحد مین پہونچا مجکو ایک
چادر سیاہ مین لپیٹے ہوئے تھا اور ہر مرتبہ تاکید کرتا تھا کہ خبردار تیرا چہرہ کوئی نہ دیکھے اس طرح چادر
سے منھ کو لپیٹے تمام روز اسلام آباد کی بازارون مین مجھے بھی پھرایا شب کو کاروان سرائے مین
جا کے مقیم ہوا بھٹیاری کو بلایا اسکو ایک اشرفی دے کے کہا کہ ہمارے واسطے کھانا لا بھٹیاری
نے خیال کیا کہ زیادہ سے زیادہ یہ دونون کسقدر کھانا کھا سکتے ہین ایک اشرفی مین بہت عمدہ بکثرت
کھانا پک سکتا ہے کہا میان اگر اجازت دو تو بازار مین جا کے حلوائی کے یہان سے مٹھائی وغیرہ
لے آؤن اُسنے اجازت دی بھٹیاری بازار سے کھانا لائی مجھے کہا تو بھی کھا مین نے اسکے
خوف سے انکار مناسب نہ جانا اُسنے مجکو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جب کھانے سے فراغت ہوئی
بھٹیاری نے اُس موذی سے پوچھا تم کون ہو اُس بدبخت نے کہا ای عورت کیا کہون
عجب مصیبت مین مبتلا ہون کئی برس ہوے میری اس نازنین کے ساتھ شادی ہوئی
اسوقت تک اسکی ہمبستری سے محروم ہون ہرچند سمجھاتا ہون کسی طرح منظور نہین کرتی ناچار
سفر کیا کہ شاید سیر و تماشے سے خوش و مسرور ہو کے مجھ سے راضی ہو اسوقت تک تو یہ راضی نہین
ہوئی ہے اگر تیری فہمایش سے یہ راضی ہو جاوے تو مین تجکو بہت خوش کردون بھٹیاری سمجھی
کہ یہ آدمی مالدار معلوم ہوتا ہے پہلے ہی روز ایک وقت کے کھانے کے واسطے ایک اشرفی
میرے حوالے کی اگر میری فہمایش کارگر ہو گئی تو مالامال کر دے گا نظر بران میری جانب متوجہ
ہوئی اور کہا ای خاتون اگر برا نہ مانو تو کہون مین بحالت مجبوری خاموش بیٹھی تھی اُس بھٹیاری
نے کہا سنو ای خاتون اصل امر یہ ہے کہ عورتون کے مقابلہ مین مرد بھولا ہوتا ہے لیکن عورت عورت
کے حالات سے خوب واقف ہوتی ہے اس انکار و احتراز کے بارے مین میرے دو خیال
ہین وہ یہ ہین کہ یا تو تمھارا تعلق دل کسی دوسرے سے ہے جو تم اپنے شوہر سے ملتفت نہین ہوتین
یا یہ کہ تمکو اپنے شوہر سے کسی نوع کا خوف ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اپنے خیالات
بے معنی اور توہمات لاطائل کو دل سے دور کر دو اور اپنے شوہر کی ہمبستری بخوشی منظور کر دو
میری نظر مین یہ جوان کچھ ایسا بدصورت بھی نہین ہے اور صاحب مال و دولت ہے تعجب ہے کہ تمنے
اسقدر عرصہ تک اس جوان سے علیحدگی کو نباہا اگر پیشتر سے تمکو مرد کی صورت سے نفرت تھی تو
بروقت شادی کے صاف صاف کہہ دیا ہوتا تاکہ یہ بیچارہ اس مصیبت مین مبتلا ہوتا مین نے
پھر بھی کچھ جواب نہ دیا جب وہ عورت سمجھانے سے عاجز ہو گئی اُس موذی سے کہا تو بیکار
اس بارہ مین جد و جہد کرتا ہے اور اپنی عمر عزیز کے شب و روز کو اسکی رضامندی کے انتظار
مین ضائع کرتا ہے یہ عورت ہرگز منظور نہ کریگی اُسنے کہا جی مین بھی سمجھتا ہون لیکن کیا کرون کہ اسکی
صورت پر بجان و دل فریفتہ ہون کسی طرح اسکی مفارقت دل گوارا نہین کرتا ؎ محبتے ست
کہ دل را نمیدہد آرام ٭ دگر نیست کہ آسودگی نمی خواہد ٭ ہر طرح اسکے ساتھ زندگی بسر کرنا
ہے ہرچہ بادا باد یہ سن کے وہ بھٹیاری خاموش ہو رہی جب صبح ہوئی وہ موذی مجھے ہمراہ

لیے ہوئے روانہ ہوا شہر کی بازارون اور حاویون کو دیکھتا ہوا قریب اُس قصر رفیع کے پہونچ
باغ مین داخل ہوا چونکہ پیادہ پا صبح سے مسافت راہ طی کرنے مین مصروف تھا ماندگی اعضا مین
راہ پائے ہوئے تھی ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور مجکو بھی بٹھا لیا ہنوز چند لمحہ کا بھی
عرصہ نہ گذرا تھا یکایک ایک باغبان دور سے چلایا کہ یہ کون ہے جو بغیر اجازت باغ مین آکے
مقیم ہوا چلا جا یہان سے ورنہ سزائے سخت ملیگی اُس مردود نے کچھ سماعت نہ کی اُسی طرح اطمینان سے
بیٹھا رہا یہانتک کہ وہ باغبان قریب آیا مین اُسوقت چادر چہرہ سے ہٹائے ہوئے باغ و قصر کی
کیفیت دیکھکے خدا کی قدرت کو یاد کر رہی تھی، جو نہین اُس باغبان نے میری صورت دیکھی
کچھ اپنے دل مین سمجھا اور آہستہ کہا ای جوان اس باغ شاہی مین کوئی بلا اجازت داخل نہین ہو سکتا
بلا تکلف یہان آکے تیرا قیام کرنا تعجب خیز ہی معلوم ہوتا ہے تو مسافر تازہ وارد ہوا اور یہان
کے حالات سے بالکل ناواقف ہے جو یہان چلا آیا تیرے حال پر مجکو افسوس آتا ہے چل میرے
ساتھ مین تجکو ایک جاے مناسب مین بٹھا دون یہ دونون اُسکے ہمراہ روانہ ہوئے
اُس موذی نے اثنائے راہ مین کہا ای باغبان جہان تو نے ہمارے حال پر اسقدر
مہربانی کی ہے اسقدر اور مہربانی کر کہ ہمکو اندرون قصر کی کیفیت دکھا دے اُسنے منظور کیا
اور اُس قصر رفیع کے دروازہ پر لے گیا قفل کھولا قصر مین داخل ہو کے قصر کی سیر کی سچ یہ ہے کہ
اُس قصر کی آرائش دیکھکے خدا کی قدرت نظر آتی تھی اُس موذی نے کہا ای شخص اگر تیری
مرضی ہو تو مین چند لمحہ یہین استراحت کرون بعدہ اپنی راہ لونگا باغبان اُسوقت نیکی کے دم مین تھا
کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے باغبان وہان سے چلا آیا اُس نابکار نے تخلیہ پاکے مجھسے پھر وہی درخواست
کی مین نے حسب دستور انکار کیا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور باہر قصر کے گیا مین اندرون قصر
مقیم رہی تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتی ہون کہ ایک صراحی شراب مع جام لیے ہوئے چلا آتا ہے
جب میرے قریب آیا جام شراب مملو کیا پہلے خود زہر مار کیا پھر مجھسے درخواست کی مین نے
سکوت کیا اُسنے جام شراب میرے منھ سے لگا دیا مین نے جھنجھلا کے جام پر ہاتھ مارا جام زمین پر
گرا اُسنے بنظر قہر و غضب میری جانب دیکھا اور خاموش ہو رہا پھر جام زمین سے اُٹھایا اور
بار دیگر صراحی سے شراب انڈیل کے پی گیا جب چند جام کی نوبت آئی دماغ گرم ہوا دیوانون
کی طرح بکنا شروع کیا اُسوقت محمود شاہ کا وزیر دست راست حسب اتفاق اُس طرف سے
گذرا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہے بہت حیرت ہوئی سوچا محمود شاہ نے بضرورت یہان کسی کو
بھیجا ہے بلا تکلف قصر مین چلا گیا ہم دونون کو دیکھکے تا دیر سکوت مین کھڑا رہا کبھی میری صورت
دیکھتا تھا اور کبھی اُس نابکار کو دیکھتا تھا پھر باغبان کو باغ سے بلایا پوچھا یہ کون زن و مرد ہین جو
اسطرح بلا تکلف قصر شاہی مین مقیم ہین تجکو اپنی جان کا خوف نہین ہے جو ان دونون کو قصر
مین آنے دیا دیکھ کیسی سزاے سخت تجکو دیتا ہون باغبان نے کہا خداوند اصل یہ ہے کہ مین بھی
ان دونون سے مطلق واقف نہین ہون بجز آج کے انکو کبھی کہین دیکھا باغ مین دیکھکے
مین سمجھا کہ بظاہر صورت سے شریف معلوم ہوتے ہین اور مسافرت کی وجہ سے یہان سے کے

رسم و آئین سے بالکل ناواقف ہین اس حالت مین انکے حال سے تعرض کرنا مناسب نہ جانا سکوت
اختیار کیا انھون نے قصر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی مین نے قصر کا دروازہ کھولکے یہان کی سیر کی
اجازت دی یہ نہین جانتا تھا کہ یہ دونون اسقدر عرصہ تک یہان قیام کرینگے اب جو کچھ حکم ہو انکے ساتھ
سلوک کیا جاوے وزیر نے کہا ان دونون کی مطلق خطا نہین ہے کیونکہ یہ ناواقف ہین البتہ تجکو سزا دینا
فرض ہے کہ تو نے انکو یہان آنے دیا اب جاتا ہون اور بادشاہ کو اس تیری بیباکی سے مطلع کرتا ہون
آمادۂ مرگ ہو جا یہ سنکر وہ موذی اٹھا اور وزیر کے روبرو دست بستہ کہا اے صاحب تم اسقدر ناراض
کیون ہوتے ہو اگر تمھاری مرضی نہین ہے ہم ابھی بیرون قصر چلے جاتے ہین اور جام شراب سے
مملو کرکے وزیر کی طرف بڑھایا اور کہا بادشاہ کے پاس تو جاتے ہو میری دعوت تو
قبول کرلو وزیر نے کہا اے شخص اس دعوت سے مجھے معاف رکھ ہم مسلمان ہین ہمارے مذہب مین شراب
حرام مطلق ہے اُسنے کہا واہ جس شئے کو بیشتر سلاطین استعمال مین لاوین اسکا حرام ہونا عقل مین نہین آتا
سکھانے کے واسطے زبان منھ مین ہے جو کچھ جسکا دل چاہے کہے وزیر نے بغور میری صورت دیکھی اور
خاموش ہو رہا اُس موذی یعنے ملازم توریج نے جو وزیر کی نظر بچت میری جانب دیکھی مجکو ایک
گوشہ مین لیگیا اور کہا اے نازنین اسوقت تو مین نے تیری رعایت کی یعنے باوجود انکار و اعتراف کے
مین تیری ہلاکت کے درپے نہین ہوا لیکن اب مین تجھسے ایک دوسرا کام لینا چاہتا ہون وہ یہ ہے
کہ یہ وزیر شراب پینے سے انکار کرتا ہے تو یہ کام کر کہ مجکو دو چار جام شراب کے اپنے ہاتھ سے پلا
مین اپنے کو دانستہ غفلت مین ڈال دونگا تو کسی ایسے انداز سے شراب کی دعوت کر کہ وہ پی لے
اگر یہ کام تیری وجہ سے انجام پاویگا مین وعدہ کرتا ہون کہ پھر تجھسے کسی طرح درخواست نہ کرونگا
بحفاظت تمام تجکو تیرے مکان پر پہونچا دونگا اسوقت مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگرچہ
یہ ایک حرکت ناجائز ہوتی ہے مگر یہ مثل مشہور ہے ؎ روانست فعل قلیل از برائے خیر کثیر اگر اس تدبیر
مین میری رہائی کی صورت پیدا ہو جاوے تو کیا مضائقہ کی بات ہے چنانچہ مین نے اُس نابکار کو دو چار
جام شراب کے اپنے ہاتھ سے دیے لیکن تو اسکا دماغ شراب کی وجہ سے گرمایا پھر وہ دانستہ
اپنے کو غافل بنا کے علیحدہ جاکے دراز ہوا اب مین وزیر کی جانب متوجہ ہوئی ایک جام
شراب سے مملو کیا اور وزیر کے منھ کے پاس لیجاکے کہا اے جان ہماری خوشی یہ ہے کہ تو اس
جام کو پی لے اُسنے انکار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مین نے کہا بس اب عذر نہ کرنا ورنہ مجکو سخت
ملال ہوگا وزیر نے وہ جام پی لیا چند لمحہ مین وزیر کا دماغ گرم ہوا مجھسے مذاق کرنے لگا اسطرف
ملازم توریج اٹھا اور وزیر کے قریب آکے کہا کیون صاحب مین نے جو شراب کی دعوت کی
تھی قبول نہ کی اس نازنین کے ہاتھ سے بلا تکلف جام کو منھ سے لگا لیا یہ کیا حرکت تھی وزیر اسطرح
نشۂ شراب مین بکتا رہا چونکہ رات ہوگئی تھی وزیر نے نشۂ شراب مین کہا دو چار کنول روشن کرو
ملازم توریج نے اسکا اشارہ پاکے تمام جھاڑ کنول روشن کردیے وہان شہر بین محمود شاہ
اپنے محل کے کوٹھے پر بیٹھا تھا جانب قصر مسخ جو نظر کی دیکھا قصر مین روشنی ہے متعجب ہوکے ملازمون
سے کہا دیکھنا قصر مین روشنی کیسی ہے ملازم دوان دوان قصر مین آئے دیکھا وزیر مع دیگر

دو زن و مرد سے قصر میں بیٹھے ہیں اور ملازم نوریج کو دیکھا کہ یہ غزل گا رہا ہے **غزل**

وصل کے ایام میں وہ شور قلقل ہو گیا
جسم سے نکلا جو مرغ دم بلبل ہو گیا
تیری ابرو سا اثر کاہیکو رکھتا ہے سبیل
آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہو گیا
یہ اثر مہندی کی رنگت کا ہے یا اعجاز ہے
تیرہ بختی میں تو میں بھی مثل کاکل ہو گیا
کیا ملی یاد بہاری اے جنون پھر خود بخود

اب تو عاشق کی جدائی میں مراحل ہو گیا
اسقدر مضمون کے کاکل محبوب کے
گل سے بھی خوشبو زیادہ کشش کاکل ہو گیا
میرے مرنے سے ہوا ہے نوجوان ہر گل لال
پر جو صیاد میں مرغ چمن گل ہو گیا
واہ کیا پر مذاکا ہے تفرقہ بیکشو
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہو گیا

بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے
ریشہ بھی اپنے قلم میں تار سنبل ہو گیا
عشق نے جلوہ دکھایا آج اعجاز خلیل
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہو گیا
پاس ہون لیکن نہ دیکھا ایک دن چہرہ ترا
محتسب کا اب سخن تکیہ ہی گل جل گیا

وہ ملازم محمود شاہ کے پاس واپس آئے اور حقیقت حال کو بیان کیا محمود شاہ نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا قصر میں آیا عجب تماشا دیکھا کہ وزیر ایک طرف عالم بیخودی میں طبلہ بجا رہا ہے اور دوسری جانب ایک اجنبی جوان عجب سج دھج کی گا رہا ہے گویا بہار سے ڈالتا ہے تمام شیشہ آلات قصر میں روشن ہیں ایک جانب میں بھی سر جھکائے بیٹھی یہ تماشا دیکھ رہی تھی محمود شاہ میرے قریب آیا اور مجھسے پوچھا اے نازنین تو کون ہے اور کس طرح یہان آئی میں نے تمام حقیقت اپنی بیان کی بادشاہ نے میرے حال پر افسوس کیا اُسی وقت اپنے وزیر و اُس موذی بیٹے ملازم نوریج کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا مجکو اپنے ہمراہ اپنے محل میں لیگیا حمام کے بعد لباس مکلف پہنایا بہ کمال آہستگی کہا اے نازنین اگر تو منظور کرے تو میں تیرے ساتھ عقد کرنے کو مستعد ہوں اور اگر نامنظور ہو تو کچھ جبر نہیں ہے مجکو تیرے وطن میں پہنچا دوں میں نے کہا اے بادشاہ میری خوشی یہی ہے کہ میں اپنے وطن میں پہنچ جاؤں اُسنے چند ملازم میرے ہمراہ کیے اور بخوشی خاطر رخصت کیا اثنائے راہ میں بعد زوال آفتاب یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایان ہوا اور مجکو اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھولی اپنے کو یہان پایا حمزہ ثانی ملکہ آزر چہرہ کی زبانی اس قصہ کو سن کے بہت متاسف ہوئے کہا اے آزر چہرہ دنیا عجب مصیبت کی جگہ ہے تو سخت زحمت میں مبتلا ہو گئی تھی بارے ہزار ہزار شکر اُس خدائے نادر و توانا کا کہ تو بخیر و عافیت اُس موذی کے دست ظلم سے رہا ہو گئی اب تیرا کیا ارادہ ہے آزر چہرہ نے عرض کی شہریار اب میں ارمنو حصار میں جانا چاہتی ہوں نہیں معلوم وہان کا کیا انتظام ہے حمزہ ثانی نے اُسے اُسکے وطن کی جانب رخصت کیا شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کیا اس انگشتری کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے حمزہ ثانی نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ اس انگوٹھی کو کسی مقام محفوظ میں دفن کر دینا چاہیے اگرچہ یہ ایک شی بکار آمد ہے تاہم فساد کا باعث ہے آج ہمارے قبضہ میں ہے کام لیتے ہیں کل کفار کے قبضہ میں آجاوے گی اور وہ ہنگامہ عظیم برپا کرکے اُسکی مدد سے اہل اسلام کا خون کریں گے ؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ✤ بدیع الملک نے عرض کی پھر اسکو کہان دفن کیا جاوے حمزہ ثانی نے فرمایا جہان مناسب سمجھو بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک جزیرہ آبیشہ بہار سے بہتر مقام اس کام کے واسطے نہیں ہے حمزہ ثانی نے کہا وہین سہی لیکن یہ کام تم ہی سے انجام پانا مناسب ہے بدیع الملک اُس انگشتری کو لیے ہوئے جزیرہ

ریشہ بہار کی جانب روانہ ہوئے

شاہزادہ بدیع الملک کو انگشتری سلیمانی کے دفن کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال نکبت مآل فرعون نانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہی +

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا
بوسۂ گل کو جب برباد دی چمن یاد آگیا

ہون وہ وحشی زیست بھر سودا رہا پوشاک کو
شمع کو جس شب سرِ راہ ایت انجمن یاد آگیا

وادیٔ غربت مین جسدم ہو گیا جوش جنون
میکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا

اپنے سر کو پھوڑ کر مین جان شیرین کیون نہ دون
یاسمن کو دیکھا اُس گلبدن یاد آگیا

گر بناؤن خاک اُس دشت کرہ مین نہیں
جب کفن پہنا تو مجھکو پیرہن یاد آگیا

تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرقت مین چمن
اسے کیا مجھکو وہ نخل سنگ تن یاد آگیا

جب بنایا مین تو آیا فصل نزہت کا خیال
بیستون پر مجھکو تا صبح کوہکن یاد آگیا

آج مجھکو دشت وحشت مین وطن یاد آگیا
آئے جب مزدور مجھکو گورکن یاد آگیا

سر سے پا تک اپنے شعلہ کی طرح تھرا گئی
ای پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا

توڑ ڈالا مین نے جو پیمانۂ مے میکشو
قطع جب کرنے لگے پرچے کفن یاد آگیا

محرران روایات عجیب و کاتبان حکایات غریب حال نکبت مآل فرعون ملعون مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب چند روز تک وہ مردود رب ودود کوہ بلور پہ بہرام تہمتن حاکم کوہ کی دعوتین زہر مار کر چکا اور جشن کی کیفیت و لطف سے محظوظ ہو چکا چونکہ خدا پرستون کا کھٹکا لگا ہوا تھا راتون کو سوتے سوتے چونک پڑتا تھا آخر ایک روز بر سبیل تذکرہ پیران دیو کش سے کہا ای بندۂ خاص ہمارے چونکہ تو نظر کردۂ خداوند ہی اس رمز کو خوب سمجھ سکتا ہی کہ باوجود سرتابی و انحراف بندگان خداوند کا کیا فرض ہی یعنی یہ کہ اُن منحرفون اور منکرون کو رحمت کی نظر سے دیکھے ورنہ اُنکا ٹھکانا کہان پیران دیو کش نے اُس مردود کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند تیرے بندے تیرے فرزندون کی جگہ سمجھے جاتے ہین واقعی اگر تیری رحمت کی نظر اور پدرانہ شفقت اُنکے حال پر نہو تو وہ کسی طرف کے نرہین مگر ای خداوند تیری اس تقریر سے اصل غرض کیا ہی آیا ہماری طرف سے تیری پرستش مین کسی طرح کا قصور تا واقعہ واقع ہوا ہی تو اُسے معاف کر فرعون نے کہا ای پیران تو خائف نہو مین نے تیری نسبت کچھ نہین کہا ہی بلکہ اسوقت خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے خیال نے خطور کیا کہ وہ کسی طرح راہ راست مین قدم نہین رکھتے بلکہ ای پیران تیرے خداوندی تذلیل اور ہلاکت کے درپے رہتے ہین کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ وہ مجبور ہو کے میری بندگی اختیار کرین پیران نے کہا ای خداوند اُنکی سرتابی اور بے ادبی کی سزا تجھسے زیادہ کون دے سکتا ہی ہم تیرے گندے بندے حاضر ہین جو حکم ہو بسر و چشم بجا لائین بہتر ہوگا اگر اس بات کا ذکر بہرام تہمتن حاکم کوہ سے بھی کر لیا جاوے دیکھین وہ کیا کہتا ہی فرعون نے کہا شاباش تیری عقل سلیم پر کیا بات کہی چلو ابھی چل کے اس بارہ مین اس سے مشورہ کرین وہ دونون یعنی فرعون اور پیران تہمتن کے پاس آئے بہرام تہمتن دنگل سے اُتر آیا فرعون کو سجدہ کیا ثنا و صفت خداوندی بجا لایا تعظیم و تکریم کے بعد اُسکے روبرو نہایت ادب سے بیٹھ گیا اور پوچھا کہان اس وقت نزول اجلال ہوا فرعون نے وہی ذکر مسلمانون کا بیان کیا بہرام تہمتن نے کہا ای خداوند اسوقت مجکو جو کچھ طاقت ہی وہ سب خداوندی کے نظر رحمت کا سبب ہی اس بارہ مین ذکر و فکر

کی کیا ضرورت ہی اگرچہ مرضی مولا از ہمہ اولےٰ ہان اس بارہ مین تو میری پیشتر ہی سے یہ راے تھی
کہ کسی طرح مسلمانون کو ستابلی کی سزا دینا چاہیے اگر خداوندی فرماتے تو مین خود اس بارہ مین ذکر کرتا
یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ اس اثنا مین دیکھا نسیم تیز رفتار بہرام تہمتن کا عیار اور مہتر کذاب فرعون کا عیار
دونون چلے آتے ہین مسلمانون کے خوف سے فرعون ملعون کا دم نکلا ہوا ہی رہا تھا مہتر کذاب کو
متوحش دیکھکے زیادہ تر گھبرایا کہا کیا خبر ہی اوسنے کہا ای خداوند خدا پرست قلعہ آہن تاب پر
پہونچ گئے قلعہ کو مسخر کر لیا تورج بدرگ حرامی بھی پسپا ہوا عنقریب یہان پہونچ کے خداوند
کی مدد وحمایت کا طالب ہوگا یہ خبر سن کے فرعون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر فوراً اسی جگہ
بیٹھ گیا اور کہا ای مہتر کذاب یہ خوب ہوا کہ تورج بدرگ میرے پاس آتا ہی اسکی شراکت
سے حسب مراد کا انجام پا جاوے گا کیونکہ وہ مسلمان سے خاص قسم کی قرابت رکھتا ہی یہ ہماری
توفیق تھی کہ تورج بدرگ مسلمانون سے منحرف ہوکے ہماری خداوندی کا قائل ہوا ناگاہ ایک
سامنے سے تورج نمودار ہوا سر پہ ہوا بدحواس گریبان چاک سر پہ خاک آتے ہی فرعون کو
سجدہ کیا پھر دونون ہاتھون سے سر پیٹا اور کہا ای خداوند صاحب قدرت وجلال تیرا جلال کس وقت
کام آوے گا کیون نہین خدا پرستون پر اپنا قہر وغضب نازل کرتا انکو پامال کرنا چاہیے ہر مرتبہ
تیرے بندگان خاص کو زک دیتے ہین کسی سے نہین دبتے ہو ای خداوند صاحب اجلال جلد کران
سبھون کو تو پامال * فرعون نے بکمال آسانی کہا ای بندۂ خاص ہمارے اطمینان رکھو گھبرا نہین
جلدی کیا ہی دیر آید درست آید نہین سمجھا کہ اسوقت ہمنے کیون تامل کیا خیال تھا کہ شاید مسلمان راہ راست
پر آجاوین گے مگر اب بخوبی یقین ہو گیا کہ وہ نہ مانین گے تیرا فرض یہ ہی کہ جہانتک فوج ولشکر
جمع ہو سکے جمع کر اور مسلمانون پر حملہ آور ہو مین بھی تیرے ہمراہ ہونگا ہر چند کہ فوج ولشکر کی کچھ
ضرورت نہین ہی ممکن ہی کہ ایک ادنیٰ اشارہ مین اسقدر پتھر آسمان سے اونکے سرون پر برساؤن کہ
سب ایکمرتبہ دفن ہو جاوین مگر کیا ضرور ہی جس حیثیت سے ہمنے دنیا کو پیدا کیا ہی اسی حیثیت سے
کیون نہ مجبور کرین تاکہ محل شکایت نہ رہے مزید بران اس صورت مین ایک یہ بھی حکمت ہی کہ
بعضون کی ہلاکت کے بعد بقیہ شاید مجبورانہ میری بندگی اختیار کرین تورج بدرگ نے
دست بستہ عرض کی ای خداوند جو کچھ ارشاد ہوا بہت درست ہی لیکن مجھسے فی الحال اسقدر
فوج نہین فراہم ہو سکتی کہ مسلمانون کو پسپا کرسکون فرعون نے اسیوقت چارسو نامہ تیار
کرواے اور مہتر کذاب عیار سے کہا ای عیار اپنی جانب اب تیرا یہ کام ہی کہ کسی طرح بعجلت یہ
نامے اطراف وجوانب مین سلاطین کو پہونچا دے راوی کہتا ہی کہ فرعون ملعون نے وہ نامے اس
مضمون کے مختلف طرز عبارت مین لکھواے تھے پہلے اپنے کفر وضلالت کی تعریف جسے کہتے
ہین اپنے منہ میان مٹھو بعدہ اپنے مقربان بارگاہ کی صفت کی کہ انھون نے ہماری اس اس طرح
اطاعت وفرمانبرداری کی اسکے عوض مین ہمنے انکو ایسے ایسے اعلےٰ مرتبہ دیے اس بیہودگی کے
بعد یہ لکھا تھا کہ ای ہمارے بندو تم کس خواب خرگوش مین ہو ہوشیار ہو جاؤ تمھارے خداوند
کو فی الحال سخت ضرورت لاحق ہوئی ہی یہ وقت خداوندی کی قربت حاصل کرنے کا ہی پھر ایسا وقت

کبھی ہاتھ نہ آئینگا فی الحال بہشت مین ہمنے کثرت سے لعل و زمرد کے قصر رفیع الشان بنا رکھے ہین
انکی تعریف کی کچھ ضرورت نہین ہی تم سب جانتے ہو العاقل تکفیہ الاشارہ بس اشارہ کافی ہی ایسی عجلت کو کام
مین لا کر دکھاتا وہان کھاؤ تو باتھ یہان آ کے ہمارے سامنے رجوع لاؤ تاکید جانو نہین پچتاؤ گے ہاتھ مل کے
رہ جاؤگے بعد یہان کیسی ہی ماری بندگی کروگے مگر آخرالامر جہنم کی آگ مین جلوگے اختصار ہی پسند
تمام طول کلام سے کیا کام فقط جب اس مضمون کے نامے ملفوف ہیبت کے مہر کذاب نے اپنے
شاگردون کو تیح کیا اور ہر ایک ایک دو دو نامے دیکے روانہ کیا سلاطین ضلالت شعار کے پاس وہ
نامے پہونچائے ہر ایک نے فرعون ملعون کے نامے کو عزت سمجھکے سر پر رکھا بوسہ دیا ملفوفہ
چاک کیا مضمون مندرجہ سے آگاہی حاصل کی بیٹھے نامہ کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے سات مرتبہ
نامہ کے گرد گھومے بعدہ ہر ایک نے فوج جمع کی فرعون ملعون کی مدد کو فوج کثیر ہمراہ لیکے
روانہ ہوئے سب سے بیشتر بہرام پنجہ کش چالیس ہزار سوار کی جمعیت لیکے فرعون کی خدمت مین
پہونچا سجدہ کیا اور دست بستہ عرض کی اے خداوند ہم تیرے بندے تیرے فرمان کے موافق
حاضر ہین جو حکم ہو اسے بجا لائین خداوند کو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہے فرعون نے کہا اے بہرام
مسلمانون نے سر اٹھایا ہے تیرے خداوند کا دم ناک مین کرنا چاہتے ہین خدائے نادیدہ کی پرستش
کو رواج دینا چاہتے ہین اسنے کہا کیا مجال ہے ہم بندے کسواسطے ہین ہرگز خدائے نادیدہ کی پرستش
کو مروج ہونے دینگے ایک ایک مسلمان کو تہ تیغ کرینگے فرعون نے کہا اے بہرام ہم بھی تیری
جانفشانی کے عوض مین تجکو بہشت مین قصر زمردین عطا کرینگے بعد اسکے طوفان ناوک انداز
چالیس ہزار ناوک انداز کی جمعیت سے آیا اور فرعون کو سجدہ کیا ثنا و صفت خداوند بجا لایا پھر
اسفندیار فیل سوار فوج دریا موج ہمراہ لیے ہوئے آیا اسنے بھی فرعون کو سجدہ کیا اور
اسی طرح اغماس شیر سوار ثریائے شمشیر زن مریخ تیغ زن چالیس چالیس پچاس پچاس
ہزار کفار ضلالت شعار کی جمعیت سے یکے بعد دیگرے فرعون کی خدمت مین حاضر ہوئے سب نے
فرعون کو سجدہ کیا تمام کوہ بلور کثرت فوج سے مملو ہو گیا بہرام بہمن بادشاہ کوہ بلور
نے ہر ایک بادشاہ کی دعوت کی بعد جمع ہونے ان تمام سلاطین کے فرعون نے ہیئت
مجموعی تمام سلاطین کی دعوت کی اور ایک جشن عظیم قرار دیا از سر نو آراستگی و اہتمام کی دھوم
ہوئی تین روز تک ہنگامہ جشن برپا رہا خوب خوب ناؤ نوش کے جلسے ہوئے
چوتھے روز فرعون نے تمام سلاطین اور معتقدین کو ایک جا جمع کیا وسط مجمع مین ایک
جائے بلند پر استادہ ہوا اور باواز بلند کہا اے ہمارے بندگان خاص و اے معتقدان با اختصاص
اس بات سے تم خوب واقف ہو کہ اس جانب کو تمہاری کمک اور مدد کی کچھ ضرورت نہ تھی
کیونکہ اپنی قدرت خداوندی سے ایک دم مین تمام مخالفین کو نیست و نابود کر سکتا ہون مگر پھر بھی
تمکو طلب کیا چنانچہ تم سب میرے حکم کے بموجب حاضر ہوئے اسکا سبب یہ ہے کہ تم سب پر
میرے رحم و کرم کا حال بخوبی عالی ہو جائے ایسا نہو کہ کسی وقت مین خداپرست اس بات کی شکایت کرین
کہ دنیا کے قاعدہ کے موافق ہمسے مقابلہ کرکے ہمپر غلبہ پایا اور ہمکو ہمارے قاعدہ کے موافق

تنبیہ نہ کی اور سچ تو یہ ہو کہ مجکو خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے حال پر رحم آجاتا ہو کہ کس استغنا
سے انکو خلق کیا تا انکو بصحت وسلامتی جوان کر دیا کیا منحرف ہونے کی سزا دون شاید کسی وقت اپنے
معبود برحق کو پہچانین اور راہ راست پر آجاوین جیسا کہ تھے بشر سنا ہوگا کہ مسلمانون کے مقابلہ سے
قطع نظر کرکے چلا گیا جاتے مگر قلعہ معلق کے منہدم ہونے سے بھی انکے نیست ونابود کرنے کا دریغ نہین ہو
ان اب انکو معقول سزا دینے کی فکر کسی قدر پیدا ہوئی ہو تم سب بلاخوف وخطر اُنسے مقابلہ کرکے انکو
پسپا کرو مین اس بات کا وعدہ کرتا ہون کہ اُنکے ہاتھ سے تمکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچے گی ہر وقت
مجکو اپنی پشت پر سمجھنا بہرام پنجہ کش اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور فرعون کو سجدہ کرکے کہا ای خداوند جو کچھ
تونے بیان کیا اُسکو ہم بغیر تیرے بیان کے بخوبی سمجھتے ہین مگر اب ہم تجھسے اس بات کا عہد لینا چاہتے
ہین کہ اسوقت تک جو کچھ تونے خداپرستون کی سرکشی پر صبر کیا اور رحم وکرم کو ہاتھ سے نہ دیا تیری
مشیت تھی کسی کا کیا دخل مگر اب کسی وقت مین انکی رعایت نہ کرنا فرعون نے سر جھکا کے
سکوت کیا اسفندیار فیل سوار بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند اب یہ محل سکوت کا نہین ہو
آخر رحم وکرم کی بھی ایک حد ہوتی ہو ہم خوب جانتے ہین کہ خداپرست تیرے رحم وکرم کی حالت
مین روز بروز سر اُٹھاتے جاتے ہین اور اگر چند روز اور اسی طرح کا تیرا رحم وکرم رہیگا تو کوئی تیرا
بندہ اُنکے ہاتھ سے زندہ باقی نہین رہیگا تو نے اپنی بہشتون کو تو اپنے بندگان خاص سے مملو کر دیا
آخر دوزخون کو کس وقت کے واسطے تیار رکھا ہو تجکو اسوقت ضرور بہرام پنجہ کش
کی درخواست کے موافق صاف الفاظ مین وعدہ کرنا ہوگا فرعون ملعون نے دونون
ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای ہمارے بندگان خاص یہ کیا غضب کرتے ہو کہ مجھسے
ایسا سخت عہد لیتے ہو جسوقت میرے رحم وکرم کا دریا جوش مین آئیگا اُسوقت کس طرح
اپنے عہد واقرار کا پابند رہ سکونگا اس مرتبہ اغماس شیر سوار بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند یہ
ہرگز نہوگا کہ باوجود عہد واقرار کے مسلمانون کے مقدمہ مین رحم وکرم کو دخل دیا جاوے پھر تو
تمام سلاطین یکے بعد دیگرے اُٹھے اور اغماس شیر سوار کی تقریر ادا کی فرعون نے کہا
خیر تم سب کی خوشی اگر اسی مین ہو تو مین اقرار کرتا ہون کہ اس مرتبہ مسلمانون پر اپنا قہر وغضب
نازل کرونگا تمام سلاطین کفار کو اطمینان ہوا تیاری جنگ مین مصروف ہوئے

اب فرعون ثانی کو مع جملہ سلاطین کفار کے تیاری جنگ مین مصروف رکھا جاتا ہو اور حال خیر وزی مآل حامی دین سبحانی یعنے حمزہ ثانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہو

تیرے جاتے ہی ہوا رنگ چمن ہو جائیگا
بے ستون پر نقش شیرین کوہکن ہو جائیگا
بام پر نکلو نہ تم آدھی شب مہتاب مین
پوست ڈھیلا ہوکے تن پر پیرہن ہو جائیگا
فرقت ساقی مین نکلیگا لہو جائے شراب
زخم بھی بہر نمک خواری دہن ہو جائیگا

برگ گل جو ہو وہ برگ یاسمن ہو جائیگا
ای جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائیگا
چاندنی زر جائیگی سیلا بدن ہو جائیگا
ایسی حیرت زا تیری آنکھین ہین ای رشک ختن
اب یہان شیشہ زخم کا دہن ہو جائیگا
مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون

کام فرما جب مرا شیرین دہن ہو جائیگا
جو لگاوے گا وہ پتھر جزو تن ہو جائیگا
فکر عریانی نہین مجھکو تو ان عشق کو
دشت آہو مان نرگس کا چمن ہو جائیگا
ہوکے رنجیدہ جو تو تلوار ماریگا مجھے
پہلے جب ہر تکین گے پیراہن ہو جائیگا

اور جانب کو جاؤنگا جب دیار یار سے
خطرے خس پوش بیکا چاہ ذقن ہو جائیگا

خضر بھی مل جائیگا تو راہزن ہو جائیگا
تو ابیچ پیر اسے مرد سخندان

سکندر دن ڈرد ہین گے عاشق جا بجا حسن
چنین آنکہ ما کنند راز نہان

کہ حمزہ صاحبقران قادہ آہن تاب بر بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز تھے تمام سرداران ذی عزت وشان اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے سر پر خسروانی پر حارث بن سعد جلوہ گر تھے یکایک عیار لشکر اسلام کا آہوتگ نام مع چند جاسوسان ہمراہی بارگاہ عالم پناہ مین گرد آلودہ خون مین تر درانہ داخل ہوا حارث نے آہوتگ کو بحیرت دیکھے حمزہ ثانی کی جانب دیکھا حمزہ ثانی نے گھبرا کے پوچھا ہی آہوتگ تو اسوقت اس حالت عجیب کہان سے آتا ہی اسنے کہا

کہا ای شہریار فلک بارگاہ
بایام مقرر دن ہمہ کار تو
ہمہ قول و فعلت بجا و دلکشاست

علی جناب تو عالم پناہ
خداوند عالم مددگار تو
رضائے تو بیشک رضائے خداست

فلک بر درت در سر افگندگی
غلامان بہ لب نقش زن کردہ اند

زمین را بذات تو پایندگی
نہاد ست نگین وار تابندہ اند

ای صاحبقران گیتی ستان دای سکندر حشمت و دارا دربان خادم اسوقت کوہ بلور کے جانب سے چلا آتا ہی حمزہ صاحبقران نے پوچھا وہان کی کیا خبر لایا ہی اسنے کہا شہریار جلد ہوشیار ہو جاؤ کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہی اور دمبدم وقتاً فوقتاً وہ مجمع بڑھتا جاتا ہی فرعون ثانی نے جوانب و اطراف مین نامے بھیج کے سلاطین کفار کو مدد کے واسطے بلایا ہی اور روز جشن ہوتا ہی خادم وہین موجود تھا کہ فرعون ثانی نے تمام سلاطین کو ایک جا جمع کر کے کہا کہ تم لوگ ایسی کوشش کرو کہ خدانا کردہ مسلمان نام کو نہ باقی رہین اور بھی مزخرف تقریر کی جسکی نقل بھی کفر مین داخل ہی عنقریب کفار یورش کرین گے یہان جسقدر فوج ہی وہ کفار کی سرکوبی کے واسطے کافی نہین معلوم ہوتی اگر خادم کی گذارش مستند نہ سمجھی جاوے تو یہ جاسوس بھی وہان موجود تھے انسے بھی اس حال کو دریافت کر لینا چاہیے ہر صورت غفلت کرنا ہرگز مناسب نہین ہی حمزہ ثانی اس خبر کو سن کے کمال متوحش ہوئے سرداران راست و چپ کی جانب دیکھا بعض سرداران نے دست بستہ عرض کیا کہ ارشاد ہوتا ہی ہم سب تابع فرمان تعمیل حکم کے واسطے بجان و دل موجود ہین حمزہ ثانی نے فرمایا ہان یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ تم سب دلاور موجود ہو میرے حکم کی تعمیل کروگے مجکو اسوقت حیرت یہ ہی کہ وہان کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہی اور یہان سب موجود ہین لیکن شاہزادہ بدیع الملک نہین ہی وہ انگشتر سلیمانی لیکے جزیرۂ ہمیشہ بہار کی جانب روانہ ہو گیا اگرچہ ایک شخص کے نہ موجود ہونے سے یہ کام ملتوی نہین رہ سکتا تاہم وہ شاہزادہ دلاور بھی ایک جوان دلاور ہی اسنے بیشتر اوقات کفار کو پسپا کیا ہی اگر وہ بھی موجود ہوتا تو بہتر تھا میری راے یہ ہی کہ اسقدر توقف کر لیا جاوے کہ بدیع الملک جزیرۂ ہمیشہ بہار سے یہان واپس آ جاوے حارث بن سعد بادشاہ نے کہا ای والاقدر میرے نزدیک یہ موقع شاہزادہ بدیع الملک کے انتظار کا ہرگز نہین ہی اگر کفار نے دفعتاً یورش کی تو پھر کچھ نہو سکے گا فوراً کوہ بلور کی جانب کوچ کرنا چاہیے یا تو شاہزادہ بدیع الملک کو بذریعۂ تحریر اطلاع دیجاوے کوہ بلور کی جانب فرعون ملعون کی سرکوبی کے واسطے مع فوج اسلام جاتے ہین تم جزیرۂ ہمیشہ بہار مین انگشتری سلیمانی دفن کر کے کوہ بلور کے جانب آنا یا یہ کہ ہمارے

کوچ کرنے کے بعد بدیع الملک کو یہان پہونچنے کی خود معلوم ہو جائے گا اور بالیقین وہ جوان دلاور
بلا توقف کوہ بلور پر پہونچے گا اور آیندہ اسکے جو کچھ سب کی رائے ہو اُسپر عمل کرنا چاہیے حارث
بن سعد بادشاہ اسلام کی یہ رائے سن کے حمزۂ ثانی نے سکوت کیا سردارون نے کہا شہریار واقعی
یہ وقت تامل و انتظام کا نہین ہی بادشاہ اسلام کی رائے اسوقت مین بہت صائب ہی ہم سب
یہان اِس انتظار مین غافل رہین اور فوج کفار یہان پہونچ کے یورش کرے تو پھر کیا ہوگا حمزۂ ثانی
نے فرمایا اگر یہی تجویز سب کے نزدیک مناسب ہی تو ہمی کوچ کا بند و بست کرو سب سرداران لشکر اسلام
اُسیوقت اُٹھ کھڑے ہوئے جانوران باربرداری آئے خیمے وغیرہ بار ہونے صدہا چکڑون پر
غلہ بار ہوا شتران پرندہ پر بارگاہ سلیمانی کا اثاثہ بار کیا گیا عدیل بن عادی امراہ اہتمام و انتظام
کرتے ہوئے پانچ ہزار پانسو کینہ جویان شمشیر زن دلاوران شیر افگن اسپان تازی و مرکبان
عراقی صبارفتار و برق کردار پر سوار مسلح و مکمل جملہ فنون سپاہگری مین اکمل جست و خیز کرتے کوہ بلور
کی جانب روانہ ہوئے بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہی کہ قلعہ آہن تاب کوہ بلور سے چار سو
فرسنگ کی دوری پر تھا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ کرتے قریب کوہ بلور کے جا پہونچے نسیم تیز رفتار
عیار بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور کسی ضرورت سے چلا جاتا تھا اُسکو دور سے سپاہی معلوم ہوئے
چونکہ یہ عیار نہایت چست و چالاک تھا بہ تیزی تمام اُسی جانب روانہ ہوا جسطرف سے وہ سپاہی
نمایان ہوئے تھے جب قریب پہونچا فوج اسلام کے نشنے دکھائی دیے سمجھا کہ ضرور سے فوج
اسلام اس طرف آتی ہی راہ مین سے اسنے خبر کی پہلے پیران دیوکش کے پاس آیا پیران دیوکش
اُسوقت کچھ احکام متعلق حکومت جاری کر رہا تھا نسیم کو حواس باختہ دیکھے حال پوچھا اُسنے کہا
کیا بیخبر بیٹھا ہی جلد اُٹھ کے فوج و لشکر کا بند و بست کر فوج اسلام بے خبر اسی طرف چلی آتی ہی
مین ابھی اس حال کو دریافت کیے چلا آتا ہون یہ سنکر پیران دیوکش نے فوراً وہ تمام
احکام ہاتھ سے پھینک دیے اور بلا توقف نسیم کو ہمراہ لیے ہوئے بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور
کے پاس پہونچا کہا شہریار اسوقت نسیم تیز رفتار نے عجب متوحش خبر سنائی ہی بہرام تہمتن
نے نسیم سے کہا کیا خبر لایا ہی اُسنے فوج اسلام کی آمد کا حال بیان کیا بہرام تہمتن نے ہنس کے کہا
پھر کیا تردد کی بات ہی یہان خداوند موجود ہی اور سب سے وعدہ کر چکا ہی کہ ہم اپنے بندون کی حمایت
کرین گے اور مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرین گے اگر خداپرست یہان آئین گے
اپنے اعمال کی سزا پائین گے پیران دیوکش نے کہا ای بادشاہ یہ ہرگز نہ خیال کر خداپرست
ایسے نام کے ہین جسوقت یہان پہونچ جائین گے قیامت برپا کر دینگے ابھی تجکو حقیقت
معلوم نہین ہی وہ مسلمان ہین جنھون نے قصر معلق کو بلا خوف و تردد منہدم کر دیا اور یہ وہی خداوند
ہی کہ اُسوقت بھی رحم و کرم سے ہاتھ نہ اُٹھایا حالانکہ ہزارون کیا لاکھون خداوند کے بندگان خاص
ہلاک ہو گئے بہرام تہمتن نے کہا ہان یہ قصہ میری بھی سماعت مین گذرا ہی لیکن وہ وقت
اور تھا یہ وقت اور ہی پیران نے کہا وہ وقت کون تھا اور یہ وقت کون ہی اُسنے کہا اُسوقت
خداوند نے اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ نہین کیا تھا اور اب مستحکم وعدہ کر لیا

اہرمن نے کہا ای شہریار اگرچہ خداوند نے خداپرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ کر لیا ہی
تاہم بالاے کوہ چل کے فوج اسلامیون کی آمد کا تماشا تو دیکھنا چاہیے بہرام تہمتن نے کہا کیا مضائقہ
ہی چنانچہ اسی وقت اس پہاڑ کی بلند چوٹی پر پہونچا اور تماشا دیکھنے لگا دوربین منگا لی پائین کوہ دور
نگاہ کی پہلے دیکھا کہ بدیع الزمان فرزند حمزہ صاحبقران قدیم چار لاکھ فوج دریا موج کو ہمراہ لیے
ہوے سامنے جانب کوہ چلا آتا ہی بعد دیکھا کہ داراب کشورکشا فرزند امیر قدیم تین لاکھ سواران
مسلح و مکمل کی جمعیت سے بکمال تزک و احتشام چلا آتا ہی پھر ہاشم تیغ زن کو دیکھا کہ وہ بھی
تین لاکھ فوج کی سرگروہی سے بکمال شوکت و عظمت چلا آتا ہی اسکے بعد دیکھا کہ فتح شہسوار قلندر
اسی قدر سوارون کے پرے لیے جنکے ہاتھون مین برہنہ تلوارین ہین خیزاخیز چلا آتا ہی اب
نورالدہر کی باری آئی کہ یہ بارہ لاکھ فوج کا انتظام بکمال خوبی انجام دیتا اور بارگاہ کو بھی ہمراہ
لیے چلا آتا تھا تمام دن اسی طرح فوجون کی آمد رہی حتے کہ شام کی تاریکی نے مجبور کیا بہرام تہمتن
اپنے مقام قیام پر چلا آیا علی الصباح اٹھا اور براہ راست بالاے کوہ پہونچا دیکھا اسی طرح
فوجون کی آمد کا سلسلہ جاری ہی معلوم ہوتا ہی کہ فوجون کا دریا موج مار رہا ہی آج بھی تمام دن
فوجون کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا تا اینکہ رات ہو گئی بدستور اپنے مقام پر جاکے استراحت کی
مگر کمال تردد تھا کہ مسلمانون کے پاس اسقدر فوج ہی کہ شمار غیرممکن ہی دیکھیے اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ
کیا ہوتا ہی صبح کو کوہ پر چڑھا پھر اسی طرح ٹڈی دل دیکھا آج شب کو جو بستر استراحت پر جاکے
لیٹا تو ایسا منتشر و بدحواس ہو رہا تھا کہ کسی طرح نیند نہ آئی کبھی گھبرا کے اٹھ بیٹھتا تھا اور کبھی پھر بستر پر
دراز ہو جاتا تھا اور کبھی دل مین خیال کرتا تھا کہ خداوند کا قہر و غضب بھی اگر فوج اسلام پر نازل
ہوگا تو آخر اتنا قہر و غضب کہان سے لاے گا جو ایسے مجمع کثیر کی ہلاکت کو کافی ہوگا آزادی کتنا
ہی کہ اس کثرت سے فوج حمزہ صاحبقران ثانی نے اس مرتبہ فراہم کی ہی کہ تین دن تک
برابر اس فوج کی آمد کا تماشا بہرام تہمتن نے دیکھا جسکے سرگروہ فقط سرداران دست راست
تھے چوتھے روز جو بالاے کوہ آیا آج پہلوان دست چپ کی فوج کی نوبت تھی
کہ گھٹا کی طرح ٹڈی چلی آتی ہی پہلے علمشاہ رومی شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ رومی
یہ دونون بہادر سات لاکھ فوج کی جمعیت سے آے تھے اب آج نوجوان یعنی شاہزادہ ملک قاسم
یہ بھی پانچ لاکھ جوان قوی دست و بازو کی جمعیت سے آے اسیطرح رستم ثانی تین لاکھ سوار
کی فوج سے نمایان ہوا ابراہیم بن مالک دو لاکھ جوانان شمشیرزن اور چالیس ہزار نیزہ بازون کی
جمعیت سے بہرام تہمتن آٹھ روز تک برابر تمام دن بالاے کوہ بیٹھا ہوا ان افواج لاتعداد کے آنے
کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا حواس باختہ تھے کہنا کچھ چاہتا تھا منہ سے کچھ نکلتا تھا چہرہ پر ہوائیان چھوٹتی
تھین دل مین بار بار یہ کہتا تھا کہ دیکھیے اس ازدحام مین خداوند کی قدرت کیا کرشمہ دکھاتی ہی
اب بھی اگر خداوند نے اپنے رحم و کرم سے کام لیا تو بایقین تمام کوہ بلور پامال
ہو جاے گا آٹھوین روز کیا دیکھتا ہی کہ سواری مثل بادبہاری نظر آئی خداوند ذوالکرم بادشاہ
اسلام یعنی حارث بن سعد اور حامی دین سبحانی یعنی حمزہ صاحبقران ثانی

کی وارد ہوئی راوی کہتا ہی کہ یہ جسقدر سرداران لشکر اسلام مع فوج ولشکر وارد حوالی کوہ بلور ہوتے
گئے بعد دیگر جا بجا خیمہ زن ہوتے جاتے تھے جسوقت حارث بن سعد بادشاہ اسلام اور
حمزۂ صاحبقران ثانی مع جاہ وحشم سلطانی زیر کوہ پہونچے تمام سردار اپنے اپنے خیمون سے نکل کے
بکمال احتشام استقبال کے واسطے آئے بارگاہ سلیمانی مرتب ہو چکی تھی اندرون بارگاہ بیجا کے
مقیم کیا جب شام کو بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور اپنے بستر استراحت پر جا کے دراز ہوا تھا پیران
کو طلب کیا اور کہا ای پیران دیوکش آج آخر روز سے فوج اسلام کی آمد کا تماشا دیکھ رہا ہون آج
جو مین نے حمزہ ثانی حاکم لشکر اسلام کی سواری کا تزک واحتشام دیکھا ہوش جاتے رہے خداوند
فرعون باوجود اس مرتبہ خداوندی کے یہ احتشام نہین رکھتا اسوقت حمزہ ثانی اگر خداوندی
کا دعوی کرے تو بجا ہی مجکو نہین یقین ہی کہ خداوند سے اسقدر فوج ولشکر کے بہم کرنے کا بندوبست
ہو سکے گا پیران دیوکش نے کہا مین نے تو پیشتر ہی کہا تھا کہ خدا پرست کیا ست برپا کرنے والے
لوگ ہین بہرام تہمتن نے کہا واقعی تیرا خیال بہت سچا تھا مجکو یہ حال نہین معلوم تھا اب تجا کہ خداوند
کس فکر وخیال مین آلودہ ہی پیران دیوکش نے کہا خداوند تو استیلاے خواب خرگوش مین معلوم ہوتا
ہی اپنی قدرت خداوندی سے کچھ کام بنا لے تو خیر ورنہ یہ جو فوج ولشکر سلاطین اطراف کا موجود ہی
مسلمانون کے مقابلہ مین ہیچ ہی بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اٹھا اور پیران دیوکش کو ہمراہ لیے ہوئے
فرعون ثانی کے پاس آیا اسوقت فرعون مینوشی مین معروف تھا کسی قدر دماغ گرم
ہو چلا تھا بہرام نے آتے ہی فرعون کو سجدہ کیا اور دست بستہ کہا ای خداوند کچھ سمجھے
دنیا ومافیہا کی بھی خبر ہی اگر یہی حال مدہوشی اور غفلت کا ہی تو تمام بندگان خاص کی جانین کس طرح بچین گی
فرعون نے کہا ای بندۂ خاص ہمارے کیا کہتا ہی ہماری کچھ سمجھ مین نہین آتا اگر دنیا ومافیہا
کی خبر کو کہتا ہی تو دنیا ومافیہا کو پیدا کر کے اسکی خبر سے کیا کام ہے ۵ حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را ۔ دنیا کو جسنے پیدا کیا اسکے جملہ حالات سمجھ مین بخوبی آگاہی ہی
کسی کو کیا خبر ہی اور ایک جام شراب لب کرکے دیا اور کہا اسے پی لے اور چپکا چلا جا
اسوقت زیادہ بکنا مجکو برا معلوم ہوتا ہی اگر نہ مانے گا تجکو اپنے بندون کی فہرست سے خارج
کر دونگا پیران دیوکش نے کہا ای بادشاہ اسوقت یہان توقف کرنا بہتر نہین ہی خداوند کے
حواس درست نہین ہین ایسا نہو کہ تجھ پر اپنا غضب نازل کر دے تب بہرام تہمتن نے کہا مین
ضرور اسوقت خداوند سے بحث کرونگا فرعون نے کہا اگر زیادہ مغز خراشی کرے گا ابھی
لیکن عہد کو توڑ ڈالونگا جو تم سب سے کیا ہی پہلے خدا پرستون کے حال پر مہربان ہو کے
تم سب کو ہلاک کر دونگا پیران نے کہا اب خوش ہو چکے چلو گھر کو اسی مین خیریت ہی
نہین تو بنا ہوا کام خاک مین مل جاوے گا بہرام تہمتن خاموش سر جھکائے وہان سے
چلا آیا اور پیران دیوکش سے کہا آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا پیران
نے کہا مجکو اس سے پیشتر سے ہی فکر ہی اور خوب یقین ہی کہ خداوند ہم سب بندون کی جان
سے لے گا بہرام نے کہا کیا عجب ہی کہ جب ہوش وحواس اور بدحواسی دونون کا ایک

عالم ہوا اسوقت جو اس موجود تھے جب کہا کہ اپنے بندون کی طرفداری اور خدا پرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ کر اسنے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا بہرام نے کہا خیر اب تو وعدہ کیا ہے دیکھین کب ہوتا ہے

اب ان سلاطین کفار کو کوہ بلور مین اس انتشار مین مبتلا رکھا جاتا ہے اور لشکر فتح پیکر اہل اسلام کا حال مسطور ہوتا ہے

نہایت جوش پر دریا ہے اپنی طبع موزون کا
بچا ملتا نہ دامن کسطرح دامان ہامون کا
ہیولائی ہو گئی شب کو بت خورشید طلعت سے
ہر اک خم اپنے مینا مین سینہ ہے فلاطون کا
ہوا ہے مہر ہر ہم مستور ان وزون مجالس ہے
جراند میسور سودا ہمارا ہے زلف شبگون کا
فقیر مست ہین ہر وقت کیفیت مین ہین
نشان ملتا نہین ہے قبر جمشید و فریدون کا
صفا کامل ہوئی ہے الفت دندان جانان کی

جہان مین بحر پر موج ہے طوفان اب مضمون کا
امید و بیم مین ہے حال اہل بزم و ارگون کا
خدا کے فضل سے کیا معرکہ مارا ہے گردون کا
مرادہ جب اول خ جنون لاتا ہے صحرا مین
خدا حافظ ہے ساقی کشتی صہبائے گلگون کا
حقیقت مین ہوا آخر کو یہ دامان قاتل پر
کبھی طرہ ہے سبزہ کا کبھی بگولا ہے ادنیٰ کا
ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہو زمانہ پر
بغل مین ہے دل نہین قطرہ ہے آب رکنون کا

ہوتا ای جنون کی پاس ہے کو رسرج مجنون کا
کبھی پیرواہ کرتی کا کبھی بندہ ہوا ہر کا
نہ کیون کیفیت خسران ہم ستونکا تماشا ہے
بگولے ڈھونڈتے پھرتے ہین سایہ بید مجنون کا
شب تار لحد ہے روز روشن اپنی نظرون مین
قضا نے لکھ دیا شجرن سے قدم مرے خون کا
ملایا خاک مین گردون نے کس کس تاجور کو
کہ خورشید فلک تارہ ہے اپنے بخت واژون کا

بہار بے خزان گلستان سلاطین حکایات رنگین و چمن آرایان حدائق روایات رنج قلمین آبیاری سخن سے بوستان نشاط افزا کو اس ارژنگ سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ جب تمام فوج اسلام زیر کوہ بلور پہونچ کے خیمہ زن ہو گئی اور حمزہ صاحبقران اور حارث بن سعد بادشاہ اسلام بارگاہ مین رونق افروز ہوئے سب سکوت مین بیٹھے تھے کیونکہ کسل و ماندگی سفر اعضا مین راہ پا لئے ہوئے تھی مع ہذا یہ بھی فکر تھی کہ عنقریب کفار کا مقابلہ ہوگا دیکھیے اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظاہر ہوتا ہے یکایک علمشاہ رومی نے رستم خو بن کرب کی طرف متوجہ ہوکے کہا مین تمسے کچھ کہنا چاہتا ہون رستم خو بن کرب نے علمشاہ کی صورت دیکھی کیونکہ یکایک دربار مین یہ بھی آواز آئی کیا کہنا چاہتے ہو علمشاہ نے کہا تمہارے باپ دادا ایسے اسد نامدار تھے بڑے بڑے نامی کے بیشتر شبخون مارے ہین آج یہ ہنگامہ برپا ہوگا کفار مکر و فریب سے جیل آئین گے کوئی دقیقہ جنگ و حرب مین نقصان ہو پہنچانے کا باقی نہین رکھین گے کوئی ایسی کارروائی نہین کرتے ہو کہ جنگ و حرب کی نوبت نہ آنے پائے اور یہ مجمع کفار درہم و برہم ہو جائے مجلو کمال حیرت ہے کہ یہان تمام کو اسقدر عرصہ گذرا اور تمسے کوئی کار نمایان اسوقت تک ظہور مین نہ آیا رستم خو کو علمشاہ رومی کے یہ طعن آمیز کلام ناگوار خاطر ہوئے اور نہایت غیظ و غضب سے علمشاہ کی طرف دیکھا مگر پھر ضبط کر کے خاموشی اختیار کی جب دربار برخاست ہوا تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین واپس آگئے رستم خو بھی اپنے خیمہ مین آیا اور تادیر سکوت مین سر نگون بیٹھا رہا بعض ہمنشینون نے مزاج پرسی کی رستم خو نے کہا الحمد للہ انھون نے کہا پھر کیا سبب انقباض طبیعت کا ہے کہا بہت بڑا سبب پیدا ہو گیا ہے آج دربار حمزۂ صاحبقران مین جو کہا علمشاہ رومی نے میرے باپ دادا کا ذکر

کرکے یہ کہا کہ اکثرون نے بیشتر اوقات کار ہاے نمایان کیے آج کفار کا مقابلہ درپیش ہی ایسی کوئی تدبیر
کرو کہ کفار کو حملہ کرنے کا موقع نہ ملے ان سب نے کہا امر کیا راے ہے ہم سب رفاقت مین موجود ہین
رستم خو نے کہا سچ یہ ہی کہ مین نے آج مصمم ارادہ کفار پر شبخون مارنے کا کیا ہی جسکو میری
ہمراہی منظور ہو مستعد ہو جاے چنانچہ بیشتر جوانون نے اپنے اپنے اسلحہ کو درست کرنا شروع کیا
جب نصف گذرے شب تا لشکر پہونچی رستم خو مع جوانان ہمراہی تلوار کھینچ کے یکایک فوج کفار مین
در آیا اور تلوارین مارنا شروع کر دین لشکر مین ہر جا کہ شمشیر آبدار کو دیکھے راد و گرد دو دو چار کردہ
چونکہ کفار کو رستم خو کے حملہ کی مطلق اطلاع نہ تھی بکثرت کفار جہنم واصل ہوئے چند ساعت تک
ہنگامہ شبخون گرم رہا چونکہ آیندہ کے واسطے حاکم کوہ بلور نے مسلمانون سے مقابلہ کے واسطے
بہت و نہایت سامان جمع کیا تھا جب اسکو شبخون کی خبر پہونچی لاکھون مشعلین روشن ہوگئین زیر قلعہ
کوہ بلور ہر چہار جانب عمیق خندق واقع تھی رستم خو نے چاہا کہ خندق کو طے کرکے بالاے کوہ
فرعون کے پاس پہونچ جائے اور اس ملعون کا کام تمام کرے حسب الاتفاق پچھلا پانون
مرکب کا خندق مین جا رہا رستم خو پشت مرکب پر قیام نکرسکا خندق مین جا رہا کفار قریب
پہونچ گئے رستم خو پر حلقہاے کمند پھینک دیے رستم خو حلقہاے کمند مین پیچیدہ ہو کے
گرفتار ہو گیا اسفندیار فیل سوار اور اشماس شیر سوار وغیرہ سلاطین کفار رستم خو
کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوئے فرعون ثانی کو خوشخبری پہونچائی فرعون نے خوش
ہوکے اپنے روبرو رستم خو کو طلب کیا اور بہت کلمات لاطائل زبان پر جاری کیے آخر فقرہ
اس بیہودہ گوئی کا یہ تھا کہ اے رستم خو تو نے قدرت خداوندی دیکھی کس طرح تجھے بسہولت
گرفتہ دلبستہ کر لیا اب بھی غنیمت ہی اگر تو اپنی جان کو بچانا چاہے مجھے سجدہ کرے
ورنہ تو جانتا ہی کہ اب تو بالکل مجبور ہی رستم خو نے برہم ہو کے کہا او ملعون یہ کیا بکتا ہی
تو ہرگز اس بات کا خیال دل مین نہ لانا کہ مین گرفتہ و بستہ ہون اگر ہلاک بھی ہو جاؤن
تو بھی اس وحدہ لاشریک کی بندگی سے باز نہ آؤنگا فرعون نے چین بر جبین ہو کے کہا اچھا
اس بندۂ منحرف کو قید سخت مین رکھو اس طرف جب علمشاہ رومی کو رستم خو کی گرفتاری کا
حال معلوم ہوا نہایت افسوس ہوا دل مین کہا ناحق مین نے رستم خو کی نسبت کلمات لاطائل
طعن آمیز کہے جس سے برہم ہو کے شبخون کے واسطے آمادہ ہوا اور کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہوا
فوراً مرکب طلب کیا اسلحہ سے آراستہ ہوا اور مرکب پر سوار ہوا شبدیز کی گھوڑا بجلی کی طرح چمکتا ہوا
وہان سے روانہ ہوا زیر کوہ پہونچ کے دم لیا علمشاہ نے اسکی گردن پر ہاتھ مارا اور کہا بس
بعدہ میان سے تلوار کھینچ کے علم کی اور نعرہ مارا کہ منم پیل تن مہ پیل کن کشندہ کپتان فرنگی بیٹے
سے علمشاہ رومی شہ فیل رو زنند بر تخت مرزون افگندہ شور دو چار ہاتھ تلوار کے نکالے
تھے بہ مشرق جس سے کفار پر ہیبت طاری ہو گئی پھر تلوار کو میان مین رکھ لیا کپتان فرنگی
پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ اے سرگرداگان بادیۂ ضلالت و حماقت و اے غریقان بحر
ذلالت و ضلالت تمہاری سرکشی حد سے گذر گئی ہی اگر تم نے رستم خو کو گرفتار

کر لیا ہی تو کیا کمال کیا اگرچہ وہ جوان اس مرتبہ کا نہ تھا کہ بسہولت تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا مگر یہ
بھی ایک امر اتفاقی تھا کہ خندق قلعہ مین مرکب کا پانون جا رہا ورنہ غالب گمان تھا کہ فرعون کا قصہ
پاک کرتا وہ نہین تو اب مین تمھاری سرکوبی کو آ پہونچا ہون گروہ مکار و شرارت شعار یاد رکھو
اب اس نعرہ کی آواز نہ سنوگے اس آواز کو سن کے قورج بدرگ کی رگ شرارت حرکت مین آئی
مسلح و مکمل ہوکے فرعون کے پاس پہونچا سجدہ کیا پھر اس طرح گویا ہوا کہ اے عالم زمین و آسمان
تو نے بنا مین ملی کی چمکتی آنکھین اور گرجتے گونجتے دو کان یہ ناچیز گندہ بندہ تیرا تیرے مخالفون سے
مقابلہ کرنے جاتا ہی تیری مدد چاہتا ہی اگر تو چاہتا ہی تو مسلمانون پر ظفر پاتا ہی اس ملعون نے بخندہ پیشانی
اسکی طرف دیکھا اور کہا جا اے ہمارے بندۂ خاص تیری فتح ہوگی مگر تنہا نہ جانا قورج نے کہا اے
خداوند یہ بندہ خاص تیرا تنہا ہی جائیگا مگر یہ یاد رکھنا کہ دادا جان کی باری ہی خداوند کو تعجب
ہوتا ہی تو تعجب نہین جب خیال آتا ہی معلوم ہوتا ہی اپنا سر خراب ہوگیا رستم جو شنو کو گرفتار
کر لیا گیا یہ وہ شخص ہی کہ مرزوق فرنگی کو مع تخت اٹھا لیا تو یل ہندی و دویل ہندی
کو شہر قضا و قدر مین مارا ہی اسوقت حمزہ صاحبقران قدیم تپ مین مبتلا ہے نہ ملکہ عظیم پر ہاتھا
ہو جاتا ہی وہ جانتا ہی جو نہین جانتا انکو صرف اسی قدر بیان پریشان ہو جانے کو کافی ہی
اگر خداوند تنہا جانے کو کہتے ہین تو مین تنہا ہرگز نہ جاؤنگا فرعون ثانی نے کہا اے بندۂ خاص
ہمارے سامنے تیرے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی علم خداوندی سے ہمکو یہ سب حال گذشتہ معلوم
ہی اسی وجہ سے ہمنے تنہا جانے کو نہین کہا اے بندہ خاص ہماری نظر عنایت تیرے حال پر
بہت کچھ ہی تو نہین جانتا تیری فتح ہمنے ضرور مقرر کی ہی ہمکو خوب یاد ہی قورج بدرگ نے
کمال اعتقاد فرعون کو سجدہ کیا اور وہان سے پانچ لاکھ سواران جنگ آزمودہ کی جمعیت لیکے
علمشاہ رومی کے مقابلہ کو آیا اور آتے ہی نعرہ مارا کہ اے علمشاہ اگرچہ مجھے تم سے قرابت
قریبہ ہی لیکن مجھے کسی طرح کی رعایت کی امید نہ رکھنا معاملہ جنگ و جدال مین رو و رعایت کو
دخل نہین ہوتا اور یہ بھی بخوبی یاد رکھنا کہ مقابلہ مین سر بریدہ ہوگے خداوند فرعون نے مجھسے
وعدہ کیا ہی کہ تیری فتح ہوگی علمشاہ رومی کو قورج بدرگ کی یہ گفتگو نہایت ناگوار معلوم
ہوئی کہا او مردود یہ کیا بیہودہ بکتا ہی فرعون کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی جسکو خداوند کہتا ہی
خداوندی خاص اُس وحدہ لاشریک کو زیبا ہی جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور جسکے
قبضۂ قدرت مین ہماری تیری جان ہی زیادہ طول کلام سے کام نہین ہے بھالا کچھ داری ندوی نشان
کمان کیانی و گرز گران ٭ دونون لشکرون مین تلوارین علم ہو گئین تیر برستے سپر سے ہونے لگے
دونون جانب سے وار چلنے لگے مسلمانون نے داد مردی و مردانگی دی ہے ٭ دریدہ و بریدہ و
شکستہ و بربستہ ٭ یلان را سر و سینہ و پا و دست ٭ ہر جانب کشتون کے پشتے سرون کے انبار
نظر آنے لگے قورج بدرگ علمشاہ رومی سے جان لڑانے ہوسکے تھا بار بار یہ کہتا تھا
کہ اے علمشاہ اسی مین خیریت ہی کہ خدا سے نادیدہ کی پرستش سے باز آ اور خداوند
فرعون کی پرستش مین دل لگا ورنہ آج تیری خیریت نہین ہی خداوند فرعون نے

تجکو پھر شتاب کرنے کا وعدہ کر دیا ہی علمشاہ رومی نے کہا او ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی خدا سے یاس مت
سے ببینم کہ تا کردگار جہان درین آشکارا چہ دارد نہان ۞ اور حملہ کیا تورج بدرگ
علمشاہ رومی کے حملہ سے اسوقت ایسا خائف ہوا کہ تفر بچا کے صفوف کفار مین جا چھپا علمشاہ رومی
تورج کے غائب ہو جانے سے اور زیادہ برہم ہوا فوج کفار مین در آیا اسوقت عجب طرح کا
ہنگامۂ عظیم برپا تھا علمشاہ کفار کو جہنم واصل کرتا ہوا قریب دربار فرعون کے پہونچ گیا وہان
دیکھا کہ رستم خو قفس آہنی مین بند ہی جلاتے ہی قفس آہنی پر غصہ مین متواتر ایسے دو وار کیے کہ چند
تیلیان قفس کی کٹ گئین اور فرعون کے تخت نحوست کے روبرو جا کے دونون گھٹنے زمین پر ٹیک
دیے اور کہا او بدبخت ملعون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی تو نے مسلمانون کو بہت عاجز کیا ہی
یہ کہکے چاہتا تھا کہ ایک وار مین اُس موذی کو جہنم واصل کرے پس پشت سے مہتر کذاب
عیار فرعون نے ایک وار تیغہ کا اس زور سے علمشاہ پر کیا کہ تا کمر سر چاک ہوگیا پھر تو ہر چہار
جانب سے وار پر وار پڑنے لگے علمشاہ رومی درجۂ شہادت پر فائز ہوا اُس طرف رستم خو
نے بمشکل قفس کی تیلیون کو کھولا اور باہر آکے چاہتا تھا کہ علمشاہ رومی کی ہلاکت کا عوض لے مگر
پھر سوچا کہ جہان لاکھون کفار کا مجمع ہی تنہا اُنسے سر بر ہونا غیر ممکن ہی وہان سے بھاگ کے لشکر
اسلام مین پہونچا حمزۂ ثانی کو حیرت ہوئی کہا ای رستم حیرت ہی کہ تم اسوقت یہان پہونچے
حالانکہ لشکر کفار مین گرفتار ہو گئے تھے غالبا علمشاہ رومی نے تمکو رہا کیا رستم خو نے دونون
ہاتھ سر پر مارے اور کہا ای والا منزلت واقعی علمشاہ رومی میری رہائی کا باعث ہوئے مگر خود
راہگزین عالم بقا ہوگئے مین اسوقت قفس سے باہر آیا جب علمشاہ ہلاک ہو چکے تھے کمال متاسف
ہوا یہ کہکے مفصل کیفیت علمشاہ کے جنگ و حرب کی بیان کی اور کہا ای عالی منزلت اصل
یہ ہی کہ علمشاہ کو مہتر کذاب عیار فرعون ملعون نے عالم غفلت مین ہلاک کیا یہ خبر
وحشت اثر سنکے شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ چیخین مارتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اسوقت تمام
دربار مین کہرام برپا تھا شاہزادہ ملک قاسم مسلح و مکمل ہوکے حمزۂ ثانی کی خدمت
مین حاضر ہوا اور جنگ و حرب کی اجازت چاہی حمزۂ ثانی نے ملک قاسم کا سر سینے سے لگایا
اور کہا ای جوان یہ موقع تمہارے جنگ و حرب کا ہرگز نہین ہی اسواسطے کہ باپ کے غم و الم مین
کفار سے جنگ نہ کر سکوگے میرے نزدیک کسی قدر توقف کرو ملک قاسم نے حمزۂ ثانی کے
پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا شہریار اگر اجازت حرب نہ ملے گی تو مین خود اپنے تئین ہلاک کر دونگا
ناچار حمزۂ ثانی نے ملک قاسم کو اجازت حرب دی شاہزادہ اسوقت پوشاک سرخ پہنے تھا
تلوار علم کیے آنکھین سرخ منہ سے کف جاری لشکر کفار پر مثل شہباز آیا نعرہ مارا ؎ آفتاب
مشرق دشمن پروری ۞ شہسوار لعل پوش خاوری ۞ وہان بعد رخصت ہونے شاہزادہ ملک قاسم
کے حمزۂ ثانی نے حاضرین دربار سے فرمایا ایہا الناس ملک قاسم کو اپنے باپ کی ہلاکت
کا کمال صدمہ ہی ایسی حالت مین اُنکی جنگ و حرب مخدوش ہی اُنکے اصرار کرنے سے مین مجبور ہو گیا
ورنہ یہ موقع ہرگز اجازت حرب دینے کا نہ تھا ایسے وقت مین اُنکی مدد کے واسطے کسی کو

ضرور جانا چاہیے نہین معلوم کیا اتفاق پیش آئے یہ سنکر نور الدہر بدیع الزمان و ایرج آشوب گر سے
ہوئے اور عرض کی شہریارا ہم جانثار بسر و چشم تعمیل حکم کیواسطے حاضر ہین حمزہ ثانی نے کہا یہی بہتر ہی
کہ تم سب ملک قاسم کی مدد کو جاؤ یہ سب شہسواران معرکہ جرأت و شجاعت و نہنگان بحر دلیری و جلادت
تیغین تولے ہوئے مرکبون کو کڑکاتے ہوئے ملک قاسم کے عقب مین روانہ ہوئے لشکر فرعون
مین یکایک خبر پہنچی کہ علمشاہ رومی کا بیٹا شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کے خون کا عوض لینے آتا
ہی فرعون نے حکم دیا کہ ای بندگان خاص ہمارے اب بیشک ہنگامہ عظیم برپا ہوگا سب ہوشیار ہو جاؤ
اور تمام سلاطین و افراد کو و بہادرون کو اطلاع دی کہ تم سب اپنی فوجین صف آرا کرکے مسلمانون سے اس حملہ
زبردست کو روکو غرضکہ جنگ و حرب شروع ہوئی کئی لاکھ سواران کفار کا لشکر کوہ کے نیچے اترا ہوا تھا الماس نیزے
تیغے وغیرہ اسلحہ کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پائین کوہ سے بالائے کوہ تک ایک بحر
طوفان خیز آہن موج مار رہا ہی زمین سے آسمان تک گرد و غبار سے تیرہ و تار ہو رہا تھا ؎ ز سم سواران
دران پہن دشت ✤ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ✤ نوبت باینجا رسید کہ فوج کفار اسقدر پسپا ہوئی کہ فرعون
ملعون سخت ہلکت سے بے تحاشا جسطرح کہ سر دیا برہنہ بھاگا مسلمان اسقدر آگے بڑھ گئے کہ دربار فرعون تک
پہونچ گئے شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کی لاش کے قریب پہنچ گیا اور فوراً لاش کو اٹھا لیا پھر لشکر اسلام
کے جانب مراجعت کی اور فوج ہمراہی سے پکار کے کہا ای دلاورو بس اب زیادہ تعاقب فوج کا نہ کرو جبتک جناب شہ
کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکے کفار کی سرکوبی کی جاوے تو بہتر ہی تمام فوج اسطرف سے پلٹی اپنے
مقام قیام پر آئی جسوقت لاش علمشاہ رومی کی دربار حمزہ ثانی مین لائی گئی رونے کا غل بلند ہوا
جوش گریہ سے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی چند ساعت تک گریہ و بکا رہی جب افاقہ ہوا حمزہ نے فرمایا صاحبو
دیر نہ کرو علمشاہ رومی کی لاش کو خانہ کعبہ بھیجنے کا انتظام کرو اور کون شخص اپنے انتظام سے لاش کو
بیت اللہ لیجاوے گا سب نے بالاتفاق عمر بن رستم کو اس کام کیواسطے تجویز کیا بعد غسل و کفن
صندل کے صندوق مین لاش رکھی گئی فوج کثیر ہمراہ ہوئی جانب کعبہ معظم کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع
منازل کعبۃ اللہ کے قریب لاش پہونچی حمزہ قدیم کو خبر دی گئی کہ عمر بن رستم ایک لاش لیے ہوئے
تیز گام چلے آتے ہین بہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ وہ لاش کسکی ہی حمزہ قدیم کے دست و پا مین رعشہ
پیدا ہو گیا گھبرا کے حکم دیا تحقیق کرو کہ عمر بن رستم کے ساتھ کسکی لاش ہی اسوقت مجکو سخت انتشار
ہو گیا کفار کا فتنہ روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہی ابھی زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ ایک حامی اسلام کی
لاش یہان آچکی ہی یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمر بن رستم گرد آلود و مشتر الحواس چلے آتے
ہین جونہین صاحبقران قدیم کی نظر عمر بن رستم پر پڑی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کہا
ای عمر بن رستم جلد کہو یہ لاش جو تمھارے ہمراہ ہی یہ کسکی لاش ہی عمر بن رستم نے آبدیدہ ہوکے
عرض کی ای شہریار سپہر اقتدار یہ عوض گردن کفار بدکردار و ضلالت شعار کے ہاتھ سے
علمشاہ رومی ہلاک ہوئے انھین والا قدر شجاع دوران کی لاش ہی صاحبقران قدیم رومال منھ
پر رکھکے تا دیر روئے کیے انکے ساتھ اور بھی حاضرین آبدیدہ ہوئے جب رقت کا جوش کم ہوا سب نے
انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور قبر کا مقام تجویز کرکے گورکنون کو بلایا قبر تیار ہوئی اور لاش اتاری گئی

ایک عرب عمرو ذی علم نے تلقین پڑھی لیکن جس وقت میت کا منہ کھول کے تلقین پڑھی گئی اور حمزۂ ثانی نے علشاہ رومی کی صورت دیکھی اس شدت سے روئے کہ تمام رومال آنسوؤن سے تر ہو گیا حمزۂ قدیم کی رقت کا یہ حال دیکھ کے تمام حاضرین چیخین مار کے رونے لگے اسوقت ایک کہرام پڑ گیا بعد فراغ دفن علشاہ حمزۂ قدیم اپنے مقام قیام پر آئے عمر بن رستم کو ساتھ لائے لشکر اسلام کے حالات بالتصریح پوچھے عمر بن رستم ثانی نے عرض کی شہریار فرعون کے ہاتھ سے لشکر اسلام سخت زحمت مین مبتلا ہی ہرچند کوشش کی جاتی ہو مگر وہ موذی کسی طرح جہنم واصل نہین ہوتا حامی دین سبحانی یعنے جناب حمزۂ ثانی بنائے کفر کی انہدام کے لیے کیا عرض کرون کہ کیسی کوشش فرما رہے ہین مگر نہین معلوم مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہو جو اسوقت تک فرعون ملعون جہنم واصل نہین ہوا فی الحال کوہ بلور پر مقیم ہی عالم کوہ بلور اور بھی اطراف وجوانب کے سلاطین نابکار اس مکار بدکردار کی مدد کو کوہ بلور پر جمع ہوئے ہین اس مرتبہ جو تردد صاحبقران زمان کو لاحق ہوا ہی کبھی نہین ہوا جب صاحبقران قدیم نے صاحبقران ثانی کے تردد و پریشانی کا حال سنا دونون ہاتھ سوئے آسمان بلند کیے اور جانب آسمان دیکھ کے درگاہ قاضی الحاجات مین اسطرح مناجات شروع کی

شکر صد شکر ای خداوند ذوالجلال
تو نہین محتاج توصیف جہان
سب ترے محکوم ای رب العالمین
خاک کے پتلے کو تو گویا کرے

ای کریم و بے مثال و بے زوال
ہے کیا ہو تیری قدرت کا بیان
ایک تنکا بھی نہین سکتا کہین
قطرۂ ناچیز کو دریا کرے

کس زبان سے ہو ادا تیری ثنا
وصف تیری بے بدیل و بے مثال
تجھ سے روشن ہو زمین و آسمان
خار کو دم مین گلستان تو کرے

ہو سکے کیا بندہ کی عقل نارسا
پاک ہے ہستی تیری ذوالجلال
تیری قدرت کی ہے سب نیرنگیان
مور کو دم مین سلیمان تو کرے

تو خوب واقف ہو کہ کفار بدکار کی شرارت سے مسلمانون کو کیسی کیسی گزندین پہونچ رہی ہین پھر بھی وہ تیرے بندے تیری راہ مین سر دینے کو مستعد و آمادہ ہین صدقہ اپنی رحیمی و کریمی کا تو انکے حال پر رحم و کرم فرما غرضکہ اسطرح کی مناجات کے بعد عمر بن رستم حمزۂ قدیم سے رخصت طلب ہوئے حمزۂ قدیم نے فرمایا ای عمر اگرچہ مین یہ خوب جانتا ہون کہ تم راہ کی تکان سے بہت خستہ ہو رہے ہو دو چار روز یہان قیام کرنا ضرور تھا مگر کیا چارہ ہی ایسی حالت مین کہ وہان کفار مسلمانون پر زور دے رہے ہین بقول تمھارے کوہ بلور پر تمام اطراف وجوانب کے سلاطین بے آئین جمع ہوئے ہین نہین معلوم اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظہور مین آئے نظر برین جملہ حالات مین تمھارے قیام کیواسطے اصرار نہین کر سکتا جاؤ خدا حافظ و ناصر مگر صاحبقران ثانی سے بعد دعا کے یہ کہدینا کہ ای فرزند تم گھبراتا نہین اگرچہ کفار کا زور ہی علی الخصوص فرعون ملعون نہایت شرارت پر آمادہ ہو مگر انشاء اللہ تعالی عنقریب وہ بدکار اپنے کردار کی سزا پاتا ہی عمر بن رستم نے دست بستہ عرض کی بہت مناسب اور وہان سے رخصت ہو کے جانب لشکر اسلام مراجعت کی

اب حال فیروزی مآل اہل اسلام اور ہنگامی فرعون ثانی بین علم فرسائی کیجاتی ہی

سرا سے دنیا ہے خوف کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہے
مسافر اٹھنے لگے ہوا کوچ مقام فردوس کا عدم ہے
رہا سکندر رہا نہ دارا نہ ہے فریدون یہان نہ جم ہے
سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

مثال بخت سب ہی ہیں کیسی یہ دم ہے قہر خدا کی نیندیں پڑے ہیں کیسے یہ ہائے غافل کہ جیسی ہیں کس بلا کی نیندیں		یہ جاگتے تھے ابتدا میں کہ دن جو سوتے ہیں انتہا کی نیندیں نسیم غفلت کی چل رہی ہے آ رہی ہیں قضا کی نیندیں
	کچھ ایسے سوتے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے	
قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہیں ایک قاعدہ پر مآل کار جہان فانی کبھی نہیں ایک قاعدہ پر		تعلق عیش زندگانی کبھی نہیں ایک قاعدہ پر بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہیں ایک قاعدہ پر
	جو چار دن ہے غرور راحت تو بعد اسکے غم و الم ہے	
گئے وہ عیش و نشاط کے دن زمان رنج و ملال آیا کیے ہوئے سے ہوئی ندامت تو پھر کیا کیا خیال آیا		شباب سے شیب نے بدل کی عروج گذرا زوال آیا یہ عمر تجھ معصیت پسند ہم کو کمال آیا
	نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے	

محرران معانی حیرت آگین و کاتبان صداقت بیان و رنگین اس داستان قدرت توامان کو اسطرح مسطور کرتے ہیں کہ جب علمشاہ رومی کی لاش بیت الشرف کے جانب روانہ ہو چکی شب کو لشکر میں طبل جنگ بجا اسطرف حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب اسلحہ طرفین میں سامان جنگ درست ہوتا رہا صبح کو میدان جنگ میں دونوں جانب صف آرائی ہوئی تو رنج بدرگ اور مرغ تیغزن اور الماس نیزہ باز وغیرہ چند کفار فرعون کے پاس آئے اول بکمال خلوص سجدہ کیا اور دست بستہ کہا اے خداوند آج مسلمانوں کی جنگ بہت زبردست معلوم ہوتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ تو بھی درمیان فوج میں موجود رہے اور اپنے بندگان خاص کا نگران ہو جسطرح حکم خداوند ہوگا اسیطرح عمل میں لایا جاویگا فرعون نے کہا اے بندگان خاص ہمارے خاص معرکہ جنگ میں ہمارا عدم وجود یکساں ہے جو خبرگیری ہم وہاں رہکے کرسکتے ہیں وہی خبرگیری ہم یہاں سے بھی کرسکتے ہیں تاہم ہمکو تمہاری خاطرداری زیادہ تر منظور ہے للہذا ہم بھی معرکہ جنگ میں چلتے ہیں یہ کہکے فوج کفار میں آیا اور ایک مقام بلند پر استادہ ہوکے بآواز بلند کہا اے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج میری نمایش آخری ہے خوب غور سے سن لو آجتک مجھکو یہ خیال رہا کہ شاید تم میری بندگی پر آمادہ ہو جاؤ اور مجھکو سچا تو کہ میں تمہارا سچا خداوند ہوں مگر تمنے کسی طرح میرے کہنے کو نہ سنا اور آجتک اسی طرح مجھسے منحرف ہو اگر آج بھی میرے کہنے کو خاطر میں نہ لاؤگے تو آج میں مطلق تمہاری رعایت نہ کرونگا ضرور سب کو ہلاک کردونگا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ رومی اپنے باپ کی ہلاکت سے ہمہ تن طیش ہو رہا تھا فوج اسلام سے چند قدم آگے بڑھا اور بآواز بلند فرعون ثانی کو یہ جواب دیا کہ او سگ خارشتی یہ تو کیا بھونکتا ہے میرے نزدیک تو نصیحت و نمایش کیا کرے گا غالباً آج تیری زندگی کا آخری دن ہوگا یہ کہکے تلوار علم کرکے فرعون کے جانب جھپٹا کفار کو گمان تھا کہ فرعون صاحب قدرت ہے اگر تمام فوج اسلام بھی ایک مرتبہ خداوند پر حملہ کرے گی تو فرعون کے ایک رونگٹے کو صدمہ نہیں پہونچ سکتا لہذا سب باطمینان خاموش اپنی اپنی جگہ استادہ رہے ملک قاسم نے آتے ہی ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اسکے سر پر کیا کہ فرعون دو لخت ہوکے زمین پر گرا تو رنج بدرگ نے جو یہ حال دیکھا بآواز بلند کہا اے خداوندا اے خداوند جلد دوسری صورت میں ظاہر ہوکے تمام مسلمانوں کا کام تمام کردے

ہم سب اسواسطے تیری حمایت کو نہیں تجے کرتے تھے ان خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والون پر
غضب آئیگا ابتک تو تونے اپنے رحم و کرم سے کام لیا وہان وہ ملعون جہنم مین مالک کی ملک ہو چکا تھا
جواب کون دیتا شاہزادہ ملک قاسم اُسی طرح تلوار تولے ہوئے تورج کی جانب جھپٹا اُس مکار
کو یہ خیال رہتا کہ عنقریب خداوند فرعون زندہ ہوکر ان مسلمانون کا کام تمام کریگا اپنی جگہ اطمینان
تمام استادہ رہا ملک قاسم نے تلوار کا وار اُسپر کیا جب اُس ملعون نے دیکھا کہ خداوند فرعون ابھی تک
زندہ نہین ہوا ہوا اور اس وار مین میرا ابھی کام تمام ہوگا اپنی فوج کے جانب چلتا ہوا تلوار کا وار اُسپر پہونچ چکا
تھا اگرچہ بوہاہا تہ نہین پڑا تھا کسی قدر زخمی ہوگیا فوج کفار سمجھی کہ فرعون ابھی مصلحت سے
ابھی اپنے کو زندہ کرنا نہین چاہتا تورج زخمی ہوکے بھاگا ہی مسلمانون کا حملہ زبردست ہوگا
نفت ہم سب ہلاک ہونگے جیسا کہ خداوند نے بیشتر اپنے بندون کو ہلاک کروایا ہی سب کے
پانون اُکھڑ گئے فوج اسلام تلوارین علم کرکے اُنکے تعاقب مین آ پہونچے بس پھر تو یہ نوبت
پہونچی تھی کہ موسم خزان مین درخت سے جیسے پتون کی طرح فوج کفار کے سر دھڑون سے زمین پر گرنے
لگے بقیہ بھاگ گئے تورج بدرگ بھی زخمی ہوکے بھاگا لوٹ مین کثرت مال و اسباب بیش قیمت
مسلمانون کے ہاتھ آیا ادنے ادنے مالا مال ہو گئے جہان جابجا کفار کے کشتون کے پشتے سے
وہان مال غنیمت کے پشتارون کے بھی انبار تھے مسلمانون کے یہان گویا عید تھی ایک دوسرے
سے بغلگیر ہوتا تھا حمزہ ثانی نے ملک قاسم کو خوب گلے لگایا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے
کہا ای ملک قاسم واقعی تائید آسمانی تیرے شامل حال تھی جو ایسا کار نمایان تجھسے ظہور مین آیا
ورنہ مجکو ہرگز تیری ذات سے ایسی امید نہ تھی باوجود فرعون کی ہلاکت کی خوشی کے علشاہ رومی
کے خیال مین شاہزادہ ملک قاسم آبدیدہ ہوگیا حمزہ ثانی نے اسکی صورت دیکھ کے دست
شفقت اسکی پشت پر رکھا اور کہا ای ملک قاسم مجکو خوب معلوم ہی کہ تجکو اپنے باپ کی ہلاکت
کا سخت صدمہ ہی مگر بجاے خود یہ سمجھنا چاہیے کہ ابتداے خلقت آدم سے اسدم تلک یہی انتظام
چلا آتا ہی اور قیامت تک یہی انتظام رہیگا دنیا مین جو کوئی پیدا ہوا ہی وہ ایک روز ناپید
ضرور ہوگا بجز ذات باری تعالی کے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام سے

ایک دن آخر کو سب اٹھ جاینگے
رشتۂ الفت کے تئین جاوینگے توڑ
چشم عبرت سے ذرا دیکھو یہان
کیا ہوئے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہوا قارون و کسری کیقباد
کیا ہوا وہ کر و فر جاہ و جلال
کیا ہوئے یوسف عزیز دو جہان
چاروں کو رنج ہوا ہو سرور
جبکہ مرتا ہو مسلم دوستو

کچھ نہ نیک و بد سوا لیجاینگے
خویش دیگا نہ کوئی جاوے نہ ساتھ
حضرت آدم سے تا این زمان
کیا ہوئے اسکندر و صاحبقران
کیا ہوا نمرود و شداد و عاد
کیا ہوئے حضرت سلیمان نامدار
کیا ہوئے یعقوب پیر ناتوان
رنج و غم کا تحمل کیجیے
ہی برابر تخت ہو یا خاک ہو

مال و منصب کے تئین جاوینگے چھوڑ
ایک بیک رہجاینگے مل مل کے ہاتھ
کیا ہوئے وہ بادشاہ نامور
کیا ہوا جمشید داراے جہان
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال
کیا ہوئے وہ ملک و مال بیشمار
چھوڑنا دنیا کا ایک دن ہی ضرور
پیش باقی کو عوض مین لیجیے
جنکے قول و فعل ہین ای خوشخصال تو

حشر میں ہر ایک کا ہوگا سوال
زندگی مقصود ہر بندگی ست

ہوسکے جتنی کرو تم بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی ست

تا وہ ہووے حشر میں شرمندگی
ملک قاسم نے عرض کی اے

والا منزلت وہ تھی جو کچھ ارشاد ہوا میں صواب ہے مگر کیا عرض کرون جب مجکو اپنے پدر عظیم کا خیال آتا ہے دل قابو میں نہیں رہتا حمزہ ثانی نے کہا ان کیا شک ہے بہرحال صبر ضرور ہے بعد اِس طرح کی فہمائش کے حمزہ ثانی نے خاص ملک قاسم کے دل بہلنے کی غرض سے ایک جشن عظیم مقرر کیا اہتمام بلیغ ہوا صدہا خیمے میدان میں نصب کیے گئے شیشہ آلات وغیرہ اسباب زینت و زیبائش کی کثرت تھی سرکار حمزہ صاحبقران ثانی میں خود ہی جملہ سامان موجود تھا کسی شی کی کمی نہ تھی اور ابھو تمام سلاطین کفار کا مال و اسباب ہاتھ آیا بیش قیمت اشیاء اِس کثرت سے تھین کہ کوئی شخص نظر اٹھا کے بھی نہ دیکھتا تھا ہر جگہ عیش و عشرت کا سامان مہیا تھا کہیں رقص و نوا کا ہنگامہ تھا کسی جگہ مشریع اشخاص جمع تھے اور اہل اسلام کی مردانگی اور کفار کی سرکشی کا ذکر ہو رہا تھا تین روز تک یہ ہنگامہ جشن برپا رہا

اب مسلمانون کو بعد ہلاکت فرعون ثانی اپنی فتح فیروزی کی خوشی اور خرمی مین مصروف رکھا جاتا ہے اور حال لعل بن تورج کا قلمبند ہوتا ہے جسکا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔

کیا کیا ہے کرم مجھپہ خدائے دوجہان کا
پھر دل نہیں گلشن قدرت مین نغز اُسکا
دریائے کرم ہی نہیں اِس موج کا جسے
موجود ہے پر نام نہیں اُسکے نشان کا
دریائے غضب جوش میں آئے تو غضب ہے
ہے جو گل یکتا چمن ہر دو جہان کا
دم مارنے کی جا نہیں ہے صاحب دل کا

شکر اُسکا ادا کر سکے کیا منھ ہر زبان کا
جو آگیا اس راہ میں سالک نہیں ٹھہرا
دیکھو صدمہ جسم میں عالم دوجہان کا
دیکھے تو کوئی غور لطافت کے کرشمے
غرقاب سفینا بھی ہو جائے جہان کا
پوشیدہ و جلوہ کرے اُس سے کوئی کیا
ہے کہ وہان دخل نہیں وہم و گمان کا

تازہ ہے چمن حمد خدائے دوجہان کا
گمراہ ہوا جو نہ یہان کا نہ وہان کا
صحرا میں نہ دریا میں نہ ہے پیر فلک پر
شادی کہیں ہے تو کہیں غم ہے جوانکا
بلبل کی طرح عشق میں نالا ہے میں اسکے
واقف وہ وہ واقف ہے وہ ہر راز نہان کا
راوی کہتا ہے کہ تورج بدرگ

کی بی بی بعد فتح ہونے طلسم کے بھاگ گئی تھی شہر لعلان میں پہنچی وہان کا بادشاہ لعلان لعل پوش نام ہے لوگون سے زن تورج اور پسر تورج کو لعلان شاہ کی خدمت میں پہونچایا لعلان شاہ اِن دونون کو دیکھ بہت خوش ہوا اور اپنی شریعت کے موافق زن تورج سے نکاح کیا لعل بن تورج کو اپنا بیٹا بنایا تعلیم اور تربیت کے واسطے ادیب رکھے اور فنون سپاہگری کے بھی تعلیم کرنا شروع کیے تا اینکہ فن جنگ میں کامل ہوگیا شہر لعلان سے کئی فرسخ کی دوری پر دجال نام ایک ملک واقع ہے اُسکے حاکم و فرمانروا کا نام دال بن دجال ہے اسکے چند سپہ سالار ہین زال خوک پیشانی و سہراب گرز زن و تمیز نیزہ باز اور اس ملک میں بدو ویرہ کا لڑکا بادشاہ کا بیٹا ہے دال بن دجال کے دل میں مدت سے شہر لعلان کے لینے کا سودا سمایا ہوا تھا اُسنے غال بن حداد کے بارہ سو سوار ہمراہ کر کے شہر لعلان کو بھیجا جب سرحد شہر لعلان میں پہونچا لعلان لعل پوش کو خبر ہوئی اُسنے استقبال کیا اور بکمال تزک و احتشام اپنی دارالسلطنت میں لیگیا ہنگامہ گفت و شنید گرم برسبیل تذکرہ غال بن حداد نے کہا کہ دال بن دجال بادشاہ

شہر دجال نے مجکو خراج کے واسطے بھیجا ہے لعلان لعل پوش نے چند لمحہ سکوت کیا بعدہ کہا کہ مجکو
دال بن دجال کے حکم کی تعمیل مین مطلق عذر نہین ہے البتہ وہ تعمیل ایک شرط سے مشروط ہے خال بن
حداد نے کہا وہ شرط کیا ہے لعلان شاہ نے کہا دیکھو کہتا ہون یہ کہکے حکم دیا کہ جلد شہر لعلان کے خزانے
کا روپیہ فراہم کرکے لاؤ اور لعل بن تورج کو بلا کے خال بن حداد کو دکھایا اور کہا صاحب وہ شرط
یہ ہے کہ اگر اس لڑکے کو تم جنگ مین مغلوب کر لو تو خراج کا روپیہ لیجاؤ راوی کہتا ہے کہ لعلان شاہ
کو وقتاً فوقتاً لعل بن تورج کے حال سے بخوبی اطلاع ہوگئی تھی کہ یہ بیٹا تورج بزرگ
کا ہے اور یہ عورت تورج بزرگ کی بی بی ہے اور بادشاہ طلسم کی دختر ہے جب طلسم کو شاہزادہ
بدیع الملک نے فتح کیا تو یہ تباہ ہوکے شہر لعلان مین وارد ہوئی ہے غرضکہ خال بن حداد
نے لعل بن تورج کو دیکھکے کہا اے بادشاہ اگر خراج کا وصول ہونا صرف اس لڑکے
کے مقابلہ پر موقوف ہے تو مجکو منظور ہے یہ سنتے ہی لعل بن تورج کو بادشاہ نے اشارہ
کیا وہ چست [illegible] سے درست ہوکے چہرا بدلتا ہوا آموجود ہوا ادھر خال بن حداد
بھی اٹھ کھڑا ہوا دونون نے خم مارے اور زد و دست و بازو مین مصروف ہوئے اِسنے داؤن
کیا اُسنے رد کیا اُسنے داؤن کیا اِسنے رد کیا ایک نے تھپڑ مارا دوسرے نے گھونسا رسید کیا اسیطرح
کل پہر بھر کا عرصہ گذرا لعل بن تورج کو غصہ آگیا دونون پہریان گرفت مین لا کے اُٹھا لیا اور
گرد سر چرخ دیا پھر زمین پر مار کے اسکے سینہ پر سوار ہوا اور کہا ہے شرط کہ تیرے سر کو تن سے جدا
کرون خال بن حداد سمجھا کہ عنقریب یہ نوجوان مجکو ہلاک کیا چاہتا ہے امان مانگی لعل بن تورج
اُسکے سینہ پر سے اُتر آیا خال بن حداد سے لعلان شاہ نے کہا اے پہلوان تو نے ہماری شرط پوری
نہین کی لہذا ہم خراج دینے سے معذور ہین خال وہان سے رخصت ہوکے چلا آیا دال بن دجال
نے حال پوچھا خال بن حداد نے تمام سرگذشت بیان کی دال بن دجال نے کہا وہ لڑکا کس
خاندان کا ہے خال بن حداد نے لعل بن تورج کے زور و طاقت اور خاندان کا حال بالتفصیل
بیان کیا پرویز کے لڑکے نے زار و قطار رونا شروع کیا دال بن دجال نے اسکے رونے کا سبب
پوچھا اُسنے کہا شہریار مین نوشیروان کا پوتا ہون میرے باپ دادا پر ان لوگون نے بہت
بدعت کی ہے اگر مجکو فوج و لشکر ملے تو مین اپنے باپ دادا کا عوض قرار واقعی لے لون دال بن
دجال کو پسر پرویز کے رونے پر رحم آیا اور حکم دیا کہ جسقدر فوج پسر پرویز کو مطلوب ہو فوراً
تیار ہو چنانچہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پسر پرویز شہر لعلان کے جانب روانہ ہوا بعد طے مراحل
وقطع منازل سرحد شہر لعلان مین پہونچا یکایک یہ خبر لعلان لعل پوش کو پہونچی مع لعل بن
تورج آیا بادشاہ سے ملاقات کی تخلیہ مین کچھ باتین ہوئین بعد لعلان شاہ نے لعل بن تورج
کو بلایا اور کسی قدر فن سپہ گری دکھانے کی فرمایش کی لعل بن تورج نے نیزہ بازی و سلحشوری
کا کمال دکھایا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا لعل بن تورج کو گلے سے لگایا اور حکم خروج دیا
چار لاکھ فوج کی جمعیت سے کوچ کیا دو منزل طے کرتے ہوئے قریب مرصع حصار کے پہونچے
شاہ مرصع حصاری کو خبر پہونچی اُنھون نے بھی بعجلت تمام اپنی فوج مین کمر بندی کا حکم

دیا اور دال بن دجال وغیرہ کے مقابلہ مین صف آرائی ہوئی وہ غضب کی جنگ مغلوبہ آور ہوئی کہ بجاوہ بذات خنا مگیر و بزن کے سوا دوسری آواز گوش زد نہ ہوتی تھی کسی کو اپنے بیگانے کی خبر نہ تھی جو جسکے تلوار کی زد پر آگیا فوراً دو نیم تھا نوبت باینجا رسید کہ اہل مرصع حصاری کو شہادت نصیب ہوئی کفار نے تمام شہر کو خوب لوٹا وہان سے فراغت کر کے عازم قلعۂ زرنگار پر بورش کی نا اتفاقی اسکو بھی مختل کیا اب ان ظالمون کے پاس قریب سات سو کے لشکر جمع ہو گیا ہے

اب نحل بن نورج بدرگ اور دال بن دجال وغیرہ کو یہان مقیم رکھا جاتا ہے اور دو کلمے شاہزادہ ملک قاسم کے مرقوم ہوتے ہین

جادۂ راہ بقا غیر از فنا ملتا نہین
سیر کرتا ہے مگر ظل ہما ملتا نہین
چشم ساقی کی ہوا گردش کو بھی پایا ایک تل
ڈھونڈھتا ہے خاک مین خار دل کہ رہنما نہین
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہم صحرا مین مثل گردباد
صورت عنقا لیو یکا پتا ملتا نہین
آدمی کیون طالب راحت ہو دور جہان مین
نخل کو بالیدگی نشو و نما ملتا نہین
حق اگر پوچھو تو یہ بھی نسخہ اکسیر ہے
شیر دانہ عقل کو بھی بے بہا ملتا نہین

آرزی خودی جبتک کہ انسا نہین خدا ملتا نہین
ہر کسی شہر یار سلطنت کو کیا ملتا نہین
رزق انسان کو مقدر کے سوا ملتا نہین
الحمد ومع مدد کا ہے یہ ای باد مراد
منزلون باران جنہ کا پتا ملتا نہین
گر ہی خود منزل مقصود کی ہے رہنما
جبین واعظ کو بزیر آسیا ملتا نہین
نکل آئینہ جو جیو میری جرمن کا سبب
جانتے ہین سب مضمون نیا ملتا نہین
شاعران حال کیا مضمون نیا مین ایسر

جستجو ہستی ہے دولت کا پتا ملتا نہین
پر کہین دنیا مین صادق آشنا ملتا نہین
دست جو محتاجون کو دنیا ہو کہ دست ہو کبھی
دو ہی ہے اپنی کشتی نا خدا ملتا نہین
ہو گیا کیا جانے نیکی وہ خط کس جا تباہ
خضر ملجاتے ہین جسکو راستا ملتا نہین
گلشن ہستی مین یہ آب مروت کا ہے قحط
خلق صورت مین ہے معنی آشنا ملتا نہین
رہ کے آگاہ شہرت چاہ جو وسعت از رق کی
ڈھونڈھتے ہین تخلص بھی نیا ملتا نہین

محرران مضامین سحر انگیز و کاتبان تحریر حیرت آمیز اس حال پر ملال مین اسطرح تحریر فرما ہوتے ہین کہ اگرچہ شاہزادہ ملک قاسم نے فرعون کو جہنم واصل کیا اور غم و ملال پدر کے دفع اور رفع ہونے کی غرض سے حمزۂ ثانی نے جشن عظیم بھی برپا کیا مگر شاہزادہ ملک قاسم کے دل پر علمشاہ کی ہلاکت کا ایسا ملال مستولی تھا کہ کسی طرح رفع و دفع ہوتا تھا اتنے مین عمر بن رستم علمشاہ رومی کو دفن کر کے بیت اللہ سے واپس آئے ایک روز ملک قاسم نے حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ شہریارا میرا دل چاہتا ہے کہ چند روز غار مین رہون بعد ازان کعبۃ اللہ جا کے پدر معظم مغفور کی قبر پر بیٹھا رہون کیا لطف زندگی جب باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا صاحبقران ثانی نے سمجھایا کہ اے ملک قاسم مین خوب جانتا ہون کہ علمشاہ کی مفارقت تم پر سخت شاق ہے پھر بھی کیا چارہ ہے جو مرگیا وہ پھر زندہ نہین ہو سکتا اگر تمھارے باپ کا سایہ تمھارے سر سے اٹھ گیا تو ہم تو زندہ ہین ملک قاسم نے رومال سے آنسو پاک کیے اور عرض کی یہ بجا ارشاد ہوا مگر فی الحال میرا ارادہ یہی ہے حمزۂ ثانی نے فرمایا تمکو اختیار ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ تم تنہا جاؤ گے یا اور بھی کوئی تمھارے ساتھ جائیگا عمر بن رستم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا شہریارا مین ملک قاسم کے ساتھ جاؤنگا حمزۂ ثانی نے کہا بہتر ہے یہ کہکے خود بھی خوب روئے پھر آنسو پاک کر کے رخصت کیا اس دن بھی حاضرین وقت دونون سے گلے ملے اور کہا دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہے عمر بن رستم نے کہا انشاء اللہ زندہ ہین تو پھر کبھی ملاقات ہو جائیگی پھر دونون نے اپنی فوج کو رستم ثانی

وغیرہ کے حوالہ کیا اور جانب خاور روانہ ہوئے دو منزل راہ طی کرتے ہوئے خاور میں پہونچے ملازموں وغیرہ کو خبر پہونچی سب حاضر ہوئے اور خدمت گزاری میں مصروف ہوئے

اب کچھ لعل بن نوروج کے حال میں قلم فرسائی کیجاتی ہے ✤

ہی ذات بس قابل حمد و ثنا ∗ جسکی ہے نہ ابتدا نہ انتہا
درک و عقل و فہم میں بیان ناروا ∗ او ماعرفان کا ہے محض اقرار
کس سے اسکی قدرت کو شمار ہو حساب ∗ جیسے دریا کا فلک ہے اک حباب
وہ ہمچی اس راہ میں فرسودہ ہے ∗ اور پائے فہم خواب آلودہ ہے
حمد کیا لکھوں جمعیت و تنگ ہے ∗ خامہ میدان کتابت میں لنگ ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار بیان کرتے ہیں کہ لعل بن نوروج اور پسر پرویز خروج کرکے اختم پر گئے خورشید جمشید دونوں کو مارا ترکستان پر چڑھائی کی ترک بن توسن کو مار کر اسکا سمرقند کی طرف آئے نواب ہوئے سمرقندی ایک کافر ہے عقیف بن قسیم تیر انداز نام سے مشہور ہے وہ قلعہ گیر ہوئے ہیں لعل بن نوروج نے قلعہ فتح کرکے وہاں سے حاکم کو بھی مارا بعدہ بہمن بن سلسال کو ساتھ لیکے خاور کی راہ لی اثنائے راہ سے اُسنے زال بن خوک پیشانی کو روانہ کیا اور بتاکید کہدیا کہ ہم آتے ہیں تم بعجلت تمام وہاں پہونچ کے بربادی خاور میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بعد اسکے روانہ ہونے کی عقیف بن قسیم کو بھی ہزار تیر اندازوں کی جمعیت ساتھ کرکے روانہ کیا جب یہ سب خاور میں پہونچینگے تو خود بھی قطع منازل کرکے قریب خاور کے پہونچا

حسب اتفاق عمر بن رستم علیل ہوگئے تھے اطبائے معتبر اور علاجوں کے یہی علاج تجویز کیا تھا کہ سیر و شکار کا شغل بھی رکھنا چاہیے چنانچہ عمر بن رستم شکار کو گئے ہوئے تھے سامنے ایک ہرن دکھائی دیا چاہتے تھے کہ نشانہ لگائیں سامنے سے گرد نمایاں ہوا معہذا ہرکاروں نے عمر بن رستم کو خبر دی کہ لعل بن نوروج اور پسر پرویز دونوں خاور کے استیصال کے واسطے تیز تیز چلے آتے ہیں عمر بن رستم نے مطلق اپنی علالت کا خیال نہ کیا بلا تکلف اُس جانب مرکب کو مہمیز کی اور قریب پہونچ کے کہا با آواز اے بیرو سر کیا بیباکانہ اسطرف چلا آتا ہے لعل بن نوروج نے کہا تم کون ہو جو مجھے اِس طرف آنے سے منع کرتے ہو عمر بن رستم نے کہا ہم یہاں کے حاکم ہیں وہ پلید سمجھا کہ شاید یہی ملک قاسم ہے بس لعل بن نوروج نے ایکہاتھ تیغ جیدرہ کا اس قوت سے عمر بن رستم پر لگایا کہ سر اُس عبادت پرست جوان کا تن سے جدا ہوکے دھڑ سے زمین پر گرا ہمراہیان عمر بن رستم نے جب یہ حال دیکھا اپنی قلت تعداد پر مطلق خیال نہ کیا بلا تکلف لعل بن نوروج پر جھپٹ پڑے لعل نوروج کے غول میں آگیا ان سے فوج کا مقابلہ ہوا یہ چند نفر اُس طرف مسلح و مکمل فوج کثیر چند ضربوں کے بعد پسپا ہونا پڑا کچھ ہلاک ہوئے بقیہ نے فرار پر قرار لیا فوج کفار نے ایک تحفے سر عمر بن رستم کا لعل کے پاس پہونچایا ہر چند نفر خدا پرست جو جان سلامت بچا لیگئے تھے ملک قاسم کے پاس آئے اُسوقت شاہزادہ ملک قاسم مسجد مرصع میں تھے جونہیں ان لوگوں کو بدحواس آتے دیکھا کہا کیوں خیریت ہے بدحواس کیوں ہو انھوں نے عمر بن رستم کی شہادت کا حال بیان کیا ملک قاسم کو تاب کہاں تھی اُسیوقت مسجد مرصع سے باہر آئے مرکب پر سوار ہوئے فوج کفار کی راہ لی انکے عقب میں اردو شیر مرد شیر افگن مظفر خون آشام یہ سب دس ہزار فوج کی جمعیت ہمراہ لیکے روانہ ہوئے ملک قاسم نے دیکھا کہ فوج کفار چلی جاتی ہے مرکب کو بے تحاشا دوڑا کے ملک قاسم فوج کفار کے سامنے پہونچے اور نعرہ مارا کہ اے کفار دائمی جہنم جاکر اگر نہ دانی بدان منم

آفتاب مشرق دین پروری وہ شہسوار لعل پوش خاوری تھا اور ملعون لعل بن تورج زبون تیری یہ بھی تاب
ہو کہ میری زندگی میں میرے بھائی کا سر بچا وے راوی کہتا ہو کہ شاہزادہ ملک قاسم قریب ساٹھ ہزار
جوانوں کو قتل کرکے اُس ملعون کے پاس پہونچا لعل نے دو دستی وار جدید کا شاہزادہ ملک قاسم کے
سر پر لگایا شاہزادہ نے تلوار پر وہ وار رد کیا اُسکا تیغہ تلوار سے ٹکرا کے دو ٹکڑے ہو گیا اب جو شاہزادہ
ملک قاسم نے تلوار سنبھالی اُس مکار سے ٹھہال ہو کے ڈھال سر کی پناہ کی تمام فوج کفار ملک قاسم پر
ٹوٹ پڑی شاہزادہ مثل شیر نر ان بزدلوں پر حملہ آور تھا اور نعرے پر نعرہ مار رہا تھا آخر شیر افگن مرد شیر افگن معرکہ
بن ترجیم خون آشام مع دس ہزار فوج کے پہونچے جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوا تلوار پر تلوار
پڑ رہی تھی گیر و دار کی صدا فلک اول پر جا رہی تھی غرضکہ ان چالیس ہزار کو مارا دو چار فرار ہوگئے
شاہزادہ ملک قاسم نے تجسس و تلاش کی بعد اپنے بھائی کی لاش پائی شدت صدمہ سے غش آنے لگا
مگر بمجبر اپنے کو سنبھالا گریبان چاک کیا اور عجب طرح خراب حال بنایا عمر بن رستم کی لاش کو لیکے چلے تھے
کہ اُسطرف عقیف بن ختیم کو معلوم ہوا اُسنے فوراً مرکب کو مہمیز کی اور اسی ہزار فوج سے قاسم
کے قریب آیا للکارا کہ اے جوان کہاں جاتا ہے اور کیوں عمر بن رستم کی لاش لیے جاتا ہے یہ کہکے تمام فوج کو
آواز دی کہ اے بہادرون سب ایک مرتبہ تیر چلہ کمان میں رکھکے مارو بس ایک ہی مرتبہ ہزارہا
قاسم کی طرف آئے کمانک کہتے نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ ہزار رفیق شاہزادہ ملک قاسم کے تیروں سے
غربال ہوگئے ملک قاسم مسلمانوں کے ایک مرتبہ ہلاک ہوجانے سے بہت پریشان ہوئے نہایت برہم
ہوکے عقیف کے برابر پہونچے عقیف نے ایک زبردست تیغہ مارا قاسم نے چاہا کہ جنبش کرکے وار خالی دے
گھوڑے نے سکندری کھائی اُسکا تیغہ سر پر آیا کلائیوں پر روکا کلائیاں مجروح ہوگئیں اور تیغہ اکھڑ
اُتر آیا تاہم قاسم نے اپنے کو برابر عقیف کے پہونچایا جد و کد کرکے عقیف کو گھوڑے پر سے گرایا
سینہ پر سوار ہوا اُسکے گلے کو دانتوں سے چبا لیا تا اینکہ وہ ہلاک ہوگیا چونکہ شاہزادہ ملک قاسم ایسا مجروح
نہیں ہوا تھا کہ جانبر ہو سکتا عقیف کے ہلاک ہوجانے کے بعد چند لمحہ میں خود بھی جان بحق تسلیم ہوا
مظفر یہاں موجود تھا اُسنے جو ملک قاسم کو دیکھا تا از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا اور تلوار علم کرکے تیغ کفار
میں در آیا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی کفار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا چند کفار شاہزادہ ملک قاسم اور مظفر وغیرہ
کی خبر ہلاک پہونچانے لعل بن تورج کے پاس گئے اُسطرف جوانان خاور ملک قاسم کی لاش لیکے
خاور میں پہونچے مقبرہ خاور میں ان سب مسلمانوں کو دفن کیا رسوم تعزیت ادا کی گئی تمام شہر سیاہ پوش
ہوا ملکہ خورشید خاور نے بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت میں اس مضمون کا نامہ
لکھا کہ غضب ہو گیا کوہ غم بھیر ٹوٹا شاہزادہ ملک قاسم کفار کے دست ظلم سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے
اُنکے ساتھ یاران ہمراہی بھی کشتہ تیغ فنا ہوئے اسپر اکتفا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ لعل بن تورج فوج گراں
لیکے آیا ہے مسلمانوں سے بر سر پرخاش ہے پہلا ضروری کام یہ ہے کہ ملک قاسم کا انتقام دلاؤ دوسرا یہ کام
بھی واجب سمجھو کہ ظالموں کے ہاتھ سے میری حرمت بچاؤ جب اس مضمون کا نامہ بادشاہ اسلام
اور حمزہ صاحبقران ثانی کی نظر سے گذرا لشکر اسلام میں ایک کہرام برپا ہو گیا صاحبقران ثانی کی نظر
میں دنیا اندھیر ہو گئی اُسیوقت بادشاہ اسلام نے کوچ کا حکم دیا اور خود بعجلت تمام چند سردار ہمراہ لیکے

عصمت نے ان شریدون کی یورش کی خبر سنکے سرون کے بال کھول دیے اور جانب آسمان نگاہ کی اور
دونون ہاتھ بلند کیے اور اس طرح مناجات کرنا شروع کی کہ اے بیکسان کے داد رس مظلومان
ہر وقت مصیبت و آفت مین ہر ایک اپنے بندہ کا تو ہی حامی و مددگار ہے تو خوب واقف ہے کہ
ہم اس وقت کس اضطراب مین مبتلا ہین ؎ نداریم غیر از تو فریاد رس ٭ توئی عاصیان را خطا بخش و بس
واسطہ اپنی قدرت و جلال کا ہمکو ظالمون کے دست ظلم سے محفوظ رکھنا ادھر عابد خاوری نے توپ
کے گولون کا مینھ برسانا شروع کر دیا کفار بڑھتے چلے آتے تھے جس وقت قریب خندق کے پہونچے
عابد قلعہ دار کے حواس باختہ ہو گئے سوچا کہ عنقریب قلعہ تک پہونچ جائینگے دفعتًا ان زنان پردہ نشین
کی مضطربانہ دعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر پہونچا یکایک دیکھا کہ سامنے سے تیغ گرد نمایان ہوا سب
متحیر ہوکے اس تیغ کے جانب دیکھا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا سرداران لشکر اسلام بکروفر
تمام اسپان تازی و مرکبان عراقی بے تحاشا دوڑائے اور تلوارون کے ہاتھ نکالتے چلے آتے ہین
حمزہ صاحبقران ثانی کا نعرہ ہوا باش باش اے کفار مکار ہم تمھاری سرکوبی کو آپہونچے اس
مردود نے پشت سے گرز مارا انھون نے گرز ہاتھ بڑھا کے اس سے چھین لیا پھر اس بچہ شیطان
نے تیغہ کا وار کیا حمزہ ثانی نے اس وار کو بھی بآسانی رد کیا بعدہ بند دست گرفتہ مین لا کے
قاش زین سے اٹھا لیا اور چرخ دیا اور سامنے بن پرویز کے گئے بن پرویز نے جو لعل بن
تورج کو حمزہ ثانی کے ہاتھ مین گرفتار دیکھا جھپٹ کے تیغہ کا وار کیا حمزہ ثانی نے
لعل کو بجائے سپر اپنے پناہ قرار دی بن پرویز نے ہاتھ روکا حمزہ ثانی کو موقع مل گیا زنجیر کمر کو
گرفت مین لائے اور اسکو بھی سر سے بلند کر لیا سرداران لشکر لعل اور بن پرویز نے جو یہ
حال دیکھا حواس جاتے رہے سمجھے کہ اب ہم سب کا زندہ رہنا محال ہے یہی خیال فرار ہم قرار دیا
جو نہ بھاگے وہ زخمی ہوئے کچھ مارے گئے

فتح فیروزی پہونچنا صاحبقران ثانی کا خاور مین اور گرپہ و بکا کرنا قبر پر شاہزادہ ملک قاسم کے اور فاتحہ و غیرہ رسوم سے فارغ ہونا

بتا ہے کیسی گور غریبان پہ بیکسی ہے
نہ اسکو میں پرستی جان جو صبح پرستی ہے
پہنسے ہوئے زمین شہرون شہرون ام ادا کی
جیسے سب پستی کیسے ہوئے ہین مین رستی ہے
دام الم مین ہین ترے چشم اے ساقی گرو
گلہا سا دن کی اگر نہ رستے جیسے پرستی ہے
خیری ہین مطلع رہا کیا ہے بادشاہ ہو گمو

گرز پر زمین جا کر جو دیکھا خوب بستی ہے
جب یاد کرتا ہے انسان کو جو ہر شرافت کا
ضعیفی ہین ہین خامہ ہمارا چوب دستی ہے
اہل ہوس کو دام قیامت مین پھنسا ہے
ہین بے بادہ و ساغر ہمیشہ جوش مستی کا
کر دم قدر اسکی ہمارا دل پریشان ہے
قوی اسکی زبردستی ہے یہ بی زیردستی ہے

بھلا دیتا ہے سب کچھ نشہ یک بانگی ہستی ہے
اے عالم جسمین دلی ہر دم تلوار کستی ہے
اجل آئینہ ہے اور نہ کچھ خطرہ فنا کا ہے
جو ہے اقبال شاہی وہ یہ مطلع کی پستی ہے
تمھارے ہجر کا منہ اسطرح ہمکو رلاتا ہے
ویرانہ وہ ہے جسمین تمھاری یاد بستی ہے
قبول یہ ہی مضمون کرم میرے اب تک نہین

پھوٹے دل مین پرسے ہین ان میری بیکسی پر　راوی کہتا ہے کہ لعل بن تورج اور بن پرویز جو قید کیا تھا انھین بلایا دعوت اسلام
کی وہ دونون منکر بنکار مسلمان ہوئے رئیس غنی عیار اسکا آیا اور لشکر کا حال بیان کیا ان دونون ملعونون سے
امیر حمزہ صاحبقران کو بیہوش کیا اور لے گئے جسطرح صاحبقران قدیم کے واسطے عقاب مین تیار

کی تھی اس مرتبہ بھی عقابین تیار کی گرد اسکے ایک عمیق خندق کھودی صاحبقران ثانی کو باحتیاط تمام قید
کیا عقابین پر کھنچا سرداران اسلام صاحبقران ثانی کی گرفتاری سے بہت پریشان ہوئے شاہ سعد
نے عمر ثانی کی جانب دیکھا اور فرمایا ای عمر ثانی امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی صورت
تمہاری چالاکی پر موقوف ہی عمر ثانی نے دستبستہ عرض کی جو حکم ہوا سے یہ خادم دیدہ سے
بجالائے شاہ سعد نے فرمایا حکم یہ ہی کہ کمر ہمت چست باندھو مین تمکو نامے دیتا ہون تم ان نامون
کو بعجلت تمام سلاطین اطراف وجوانب کے پاس لیجاؤ اگر خدا نے چاہا تو امیر حمزہ صاحبقران اس قید
ظلم سے رہا ہو جائینگے مگر ای خواجہ اس بات کا خیال رہے کہ جو سردار بادشاہ جہان ملے اسکو
وہین پہونچکے نامہ دو اور اسکو اس جانب روانہ کرو بہر حال نامہ ہر ایک کو ہر طرح پہونچ جانا چاہیے
خواجہ نے بطیب خاطر قبول کیا شاہ سعد نے متعدد اس مضمون کے نامے تیار کیے کہ بعد حمد خداے
خالق جملہ مخلوقات و نعت حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلاع دیجاتی ہی کہ فی الحال
کفار نے مسلمانون پر یورش کی ہی چنانچہ امیر حمزہ صاحبقران کو بمکر و فریب چرا لیگئے اور اس عالی منزلت
کو قید شدید مین مبتلا کیا ہی بلا عقابین پر کھینچ دیا جس کسی کو اسلام کا پاس ہو اور درد دین رکھتا ہو کفار کی
سرکوبی کے واسطے مستعد ہو اور یہان پہونچکے اس معزز مرد مسلمان کی کوشش کرے ورنہ نہایت شرم
کی بات ہی کہ ایک مرد مسلمان کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائے اور دوسرے برادران ایمانی اسکی
رہائی کیطرف سے پہلو تہی کرین ؎ بر رسولان بلاغ باشد و بس ٭ جب اس مضمون کے نامے
تیار ہوگئے شاہ سعد نے خواجہ عمر کو دیے خواجہ یہ نامے لیکے روانہ ہوا اول سمرقند مین آیا اور
طویل ابلہ روی سمرقندی کے دربار مین جو پہنچا طویل ابلہ روے سمرقندی خواجہ کو دیکھکے
متعجب ہوا اور کہا ای خواجہ خواجگان و سرخیل سرہنگان اسوقت تم کہان آئے کیا خبر تازہ لائے
خواجہ نے تمام حقیقت بیان کی سعد شہریار کا نامہ دیا طویل ابلہ روے سمرقندی نے سر نامہ
چاک کیا نامے کو پڑھا خواجہ نے کہا مین زیادہ توقف نہین کر سکتا تا اینکہ طویل ابلہ نامہ پڑھتا رہا اور یہ
وہان سے روانہ ہوا بخارا مین آیا حاکم بخارا اسوقت عادل خان نام تھا اسکو بھی سعد شہریار کا نامہ دیا
اور وہان سے شہر بلخ مین آیا وہان بھی ہوشیار و گوشیار بلخی کو بادشاہ وقت کا نامہ دیا
اب وہان سے شہر کابل مین پہونچا داراب شاہ کو بھی نامہ دیا پھر وہان سے ملک ہندوستان
کے جانب مراجعت کی اسی طرح بعجلت تمام ممالک مین پہونچا اور ہر ایک فرمانروا کو شاہ سعد کا نامہ
دیا اور فوراً واپس آیا جب سراندیپ مین پہونچا اہل سراندیپ کو دیکھا کہ منتشر الحواس ہین
ار چہار جانب لشکر پھیلا ہوا ہی تعجب ہوا عمر ثانی نے اہل شہر سے حال دریافت کیا انھون نے
بیان کیا کہ یہ لشکر شمائل خان بن جدائل خان کا ہی طلحہ بن لندھور سے مقابلہ ہوا تھا چنانچہ
طلحہ کا پانون ٹوٹ گیا ہی مجبور ہوکے طلحہ قلعہ بند ہوگیا عمر ثانی کو فکر ہوئی کہ کسی طرح قلعہ مین پہونچنا
چاہیے اور حمزہ ثانی کی گرفتاری کی اسکو بھی خبر دینا چاہیے چنانچہ بدشواری تمام کنارے خندق کے
پہونچا بالاے قلعہ جو لوگ نگرانی کے واسطے متعین تھے دیکھا ایک شخص عیار وضع کنارے
خندق کے استادہ ہی اور قلعہ مین جانے کی فکر کر رہا ہی دشمن سمجھ کے تیر کمان سے چلون

ہین جو زسے جاہتے تھے کہ شست سے رہا کرین خواجہ عمر نے قل مچانا شروع کیا کہ ای اہل قلعہ خبردار اسطرف تیر دن کو رہا نہ کرنا مین تمھارا مخالف نہین ہون آگاہ ہو مین ہون عمر ثانی خنک خوار تمدیم امیر حمزۂ صاحبقران قدیم اہل قلعہ طلحہ کے پاس گئے اور عمر ثانی کے آنے کی خبر دی طلحہ نے حکم دیا کہ دروازے سے عمر ثانی کو بلا لو چنانچہ عمر ثانی قلعہ مین داخل ہوکے طلحہ کے پاس پہونچا طلحہ نے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی کیفیت پوچھی اور قلعہ مین آنیکا سبب پوچھا خواجہ عمر ثانی نے کہا ای طلحہ غضب ہو گیا حمزہ ثانی کو کفار نے گرفتار کر لیا ہو اسوقت مین حمزہ ثانی کی رہائی کی فکر مین ہو اسی غرض سے مین بکوشش تمام یہان پہونچا بلکہ اور ممالک مین بھی اس امر کی اطلاع دی ہو غالبا وہ سب حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے چار دین گے طلحہ نے کہا ای خواجہ واقعی حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کی فکر ضرور ہو مگر مین اس سبب سے بالکل مجبور ہون کہ میرا بازو ٹوٹ گیا ہی یہی وجہ ہو کہ مین قلعہ بند ہو گیا ورنہ شمائل خان کو سرکشی کی ضرور سزا دیتا خواجہ عمر نے کہا ای طلحہ مقدمہ حمزۂ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا ہو اسکا تدارک پہلے مقدم ہی میری رائے یہ ہو کہ تم شمائل خان کو اس مضمون کا نامہ لکھو کہ ملک خاور مین امیر حمزۂ صاحبقران کو ناکسون نے گرفتار کرکے مقدمین پر بھیج دیا ہی اور مین یہان سے خاور جایا چاہتا ہون اگر تمکو مجھے مقابلہ کرنا ہر طور منظور ہو بس تم وہین آؤ اور دونون لشکرون کے روبرو ہمارے تمھارے جنگ ہو تو بہت مناسب ہو ای طلحہ اس صورت مین شمائل خان کو کچھ نقصان نہین ہی بالیقین وہ منظور کرے گا مین یہان سے ایران جاتا ہون شاہزادہ بدیع الملک کو وہان سے بھیجونگا شاہزادہ بدیع الملک جسوقت حمزۂ صاحبقران کی گرفتاری کا حال سنے گا فورا ملک خاور کو روانہ ہوگا طلحہ نے بد تامل بہار کہا خیر بنابر تمھاری رائے کے مین شمائل خان کے نام اسی مضمون کا نامہ بھیجتا ہون اگر اُسنے قبول کیا فھو المراد مین فوراً یہان سے ملک خاور کو روانہ ہو جاؤنگا اور اگر میرے خیال کے موافق نامنظور کیا تو مجبوری ہی ای خواجہ مجھکو کمال افسوس ہی کہ اسوقت مین بازو شکستہ ہون غرضکہ بعد اس گفت و شنید کے طلحہ نے شمائل خان کے نام اسی مضمون کا نامہ لکھا جسوقت شمائل خان کی نظر سے اس مضمون کا نامہ گذرا شیرون سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے کہا شہریار طلحہ کی یہ رائے ہو تو کیا مضائقہ ہو ہر طرح جنگ و جدل کے مقدمہ کو یکسو کرتا ہو طلحہ کو وہان چلکے جنگ کرنا منظور ہو تو یہی سہی آخر الامر شمائل خان نے جانب ملک خاور کوچ کیا بعد جانے شمائل خان کے طلحہ قلعہ سے باہر آیا اور فوج کو از سر نو آراستہ کیا اور جانب خاور روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الملک کے گذارش کیے جاتے ہین دربارۂ زیر کرنے ممالک شاہ مالک اژدر کے

اُسکا ہی کون جسکی مدد پر خدا نہو
کوئی بھلا بچرجا ہی کہ آخر گھٹا نہو
اس پیشہ جفا سے فلک روسیاہ ہی

ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا نا خدا نہو
اُس بوریا نشین کا دلا مین مرید ہون
کر خوف پاس جور و جفا کے لگا نہو

اوج حنیف لازم و ملزوم ہی بیان
جسکے ریاض زہد مین بوے ریا نہو
گذری ہی نفت جوش افلاک سے یہ صاف

پھر دعا ہی یار نگاہ جفا ہو	خراب قہر سپہر سے سب جہان میں	بیتاب کر آبدیدہ کوئی دل جلا ہو
پل میں جانے لگے بلی آسمان تلک	سیل سرشک سے ہوا کی گھٹا ہو	آئے ہیں اب اسے کہ جو باطن کا ہو برا
وہیں سے دعا ہیں کہ جسمیں دعا ہو	راحت ہزار ہیں ہی رائی میں تو یہان	سب کا بھلا ہوا ور کسی کا برا ہو

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار غریب اسطرح مسطور کرتے ہیں کہ جب اُس بحر مواج میں یہ جہاز اور کشتیاں طوفانی ہوئیں تمام مسافران بحری اپنی زندگی سے ناامید ہوکے اسباب کو بلا تکلف دریا میں پھینک دیا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا کہا سنا معاف کروایا ایک نے دوسرے سے وصیت کی کہ اگر کسی طرح اس طوفان بلا سے نجات پاکے ساحل عاقبت پر پہونچ جانے کا اتفاق ہو اور امیر حمزۂ صاحبقران کی ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے بہت بہت آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ قضا نے مہلت نہ دی جو قدمبوسی کو حاضر ہوتے امید ہے کہ حضور دعاے مغفرت اور ثواب فاتحہ سے محروم نہ رکھیں گے راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز تک مع شہزادہ بدیع الملک وہ سب اس بلاے سخت میں مبتلا رہے چوتھے روز صبح کو ہنوز وہ طوفان ہوا تند برطرف نہوا تھا اور وہ سیاہی بالکل دور نہوئی تھی کہ دور سے جو دیکھا کشتی کنارے دریا کے مقیم ہے سواران کشتی بعجلت تمام کنارے ہو پہنچے شکر خدا کیا معلوم ہوا کہ ممالک پرویز میں وارد ہیں شاہزادۂ بدیع الملک نے وہاں قیام کیا سرداران ہمراہی سے ممالک پرویز کے نسبت مشورہ کیا سب نے یہی راے دی کہ اگرچہ ابھی ہم سب ایک بلاے سخت میں مبتلا ہو چکے ہیں خمارات دریا کا اثر ہمارے اعضا میں باقی ہے تاہم ممالک پرویز پر دست تصرف دراز کرنا واجب ہے اور ہم شاہزادۂ والاقدر ہم جان نثاری کو حاضر ہیں چنانچہ شاہزادے نے فوج ولشکر فراہم کیا جتنے کہ ممالک پرویز پر حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پرویز میں تہلکۂ عظیم برپا ہو گیا جب شاہزادۂ والاقدر بدیع الملک نامور ممالک پرویز پر دست تصرف دراز کر چکا حوالی خراسان میں ورود کا اتفاق ہوا ایکایک دور سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی تھوڑے عرصہ کے بعد دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک لشکر بیش قرار بتعداد پنجاہ ہزار سر کردگی جوان قدآور اژدر بپوش مرکب صبا رفتار پر سوار اس طرف خرامان خرامان چلا آتا ہے تا اینکہ قریب پہونچا اور ایک مقام وسیع میں خیمہ زن ہوکے قیام کیا شب کو طبل جنگ بجایا صبح کو صفوف مصاف آراستہ کر شاہزادۂ بدیع الملک سے ہنگامہ پیکار گرم کیا دو شبانہ روز وہ کشت و خون ہوا کہ پناہ بذات خدا تیسرے روز نتیجہ اُس جنگ کا یہ ہوا کہ شاہزادۂ بدیع الملک نے سردار فوج کو گرفتہ وبستہ کر لیا بعدہ اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا مجھکو ممالک شاہ بن مالک اژدر کہتے ہیں اے شاہزادۂ والاقدر مجھے تمہارے اس زور و طاقت اور بہادری و ہمت کی خبر نہ تھی واقعی جیسا سمجھا تھا ویسا ہی پایا شاہزادۂ بدیع الملک نے ممالک شاہ کے جبین پیشانی سے آثار مردانگی دریافت کر کے سالار دوست جب اپنا قرار دیا جس سے وہ بہت خوش ہوا اس اثنا میں تمام سرداران خراسان حاضر ہوئے جن لوگوں نے سرکشی پر کمر باندھی تھی اُنکے بارے میں حکم دیا کہ بلا تکلف اُن سب کو قتل کروادو اور جنہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی چاہی اُنکو سرفراز کیا

بعد ازان شاہزادۂ بدیع الملک شہر اصفہان سے جانب متوجہ ہوا ہنوز دو تین منزل راہ طی کی تھی کہ ایک روز شب کو قریب صبح شور و غل کی آواز شاہزادۂ بدیع الملک کی بارگاہ سے بلند ہوئی حقیقت اسکی یہ ہی کہ کسی سنگدل نے شاہزادۂ بدیع الملک کا سر تن سے جدا کیا اور سر سینہ پر رکھکے غائب ہو گیا ہر طرف شور و غل تھا کہ دیکھو اور پتہ لگاؤ کہ یہ ظلم کس نے کیا ہر شخص گریبان چاک بدحواس ہر جانب دوڑا جاتا تھا اور قاتل کی تلاش کرتا تھا مگر قاتل کا کہین نشان نہ ملا مہتر ہد ہد دونون ہاتھون سے سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا ہاے غضب ہین اب شاہزادۂ نور الدہر اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو کیا جواب دونگا بیقین وہ اس خبر جانگزا کو سنکے ہلاک ہو جائینگے بعد تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا ای عیاران طرار یہ عیاری اور طراری کس وقت کام آویگی افسوس ایسا ستم ہو جائے اور ستمگار کا پتہ نہ لگے تم سب جاؤ اور اس موذی کا پتہ لگاؤ جسنے یہ ستم کیا چنانچہ تمام عیار قاتل کے سراغ کین نکلے

اب اس حال کو یہین چھوڑا جاتا ہی اور اسد نامدار کے ہاتھ شاہزادہ بدیع الملک کے صندوقچہ اسلحہ کا آنا بیان کیا جاتا ہی

راویان سخن در سخن فسرودند شرح این داستان چنین کردند کہ جب امیر بلند توقیر کی کشتی طوفانی ہوئی اسد نامدار کی بھی کشتی طوفانی ہو کے ایک جانب غیر مقرر روانہ ہوئی ستے کہ ایک پہاڑ سے ٹکرائی تمام تختے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے سواران کشتی دریا مین غرق ہو گئے طعمہ جانوران دریا ہو گئے اتفاق قضا و قدر کو ملاحظہ فرمائیے کہ اسد نامدار بقدرت خداوندگار ایک تختہ شکستہ پر سوار ایک جانب بہا چلا جاتا تھا اجل پیش نظر تھی ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی موجہ دریا مجکو مع تختہ غرقاب کر دیگا وہی خیال پیش آیا کہ نہنگ دریا نے اس زور سے اپنی دم ماری کہ شاہزادۂ اسد مع تختہ شکستہ کو چلا اسد نامدار نے تختہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اندرون دریا سے امیر کے شناوری شروع کی ایک شب و روز شناوری کرتا رہا جب طاقت شناوری باقی نہ رہی بہت گھبرایا مگر چارہ کیا تھا دل مین خیال آیا کہ اسوقت بیکسی مین سواے ذات باری تعالے کے کون ہی اس طرح مناجات کرنا شروع کی ؎

ای خداوند کارساز و کریم / الٰہ صانع و قدیم و حکیم
خیمہ بر پا کن سپہر بلند / آسمان ساز آ در زمین پیوند

نقش پرداز کارگاہ جہان / کاتب نسخۂ زمین و زمان
تو نے برپا کیے ہیں یہ افلاک / خاک کو تو نے دی یہ صورت پاک

تیری صناعی کا ہے سب یہ نشان / نخل ہیں شاخ شاخ ہیں بے ثمر
تجھے گو ہے نہ وہ چمک باقی / تو نے انسان نہیں دی وہ رعنائی

سب کو تجھ سے ملے وجود کی راہ / تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
تو انیس دل غریبان ہے / مرہم زخم سینہ ریشان ہے

مغفرت پر ہے تیری سب کو ناز / ای مرے کارساز بندہ نواز
عرض مطلب میں گان بہت حیران / شرم سے بند ہو رہی ہے زبان

رو سیہ شرمسار و پر تقصیر / روز و شب ہیں مصیبتوں میں اسیر
مبتلائے بلائے حرص و ہوا / ہاے بند بجا و جرم و خطا

ہر عیان تجھ پہ حال دل میرا / تیرے آگے بھلا کہوں میں کیا
ہیں سزاوار نار تو ہے نور / ہیں گنہگار تو خدائے غفور

واسطہ نوح کی بزرگی کا / اور انکی ہر اک سترگی کا

مجھ بندۂ ذلیل کی حالت اضطراب پر نظر رحم فرما اور ہلاکت سے بچا ؎ ندارِیم غیر از تو فریاد رس ۔ ہنوز یہ مناجات ختم ہونے

بالکل غرقہ ہی تختۂ شکستہ جو ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا پھر ہاتھ آ گیا شاہزادۂ اسد نامدار پھر اس تختہ پر
سوار ہوا حرکت شناوری موقوف کی گونہ اطمینان ہوا مگر پھر خیال آیا کہ یہ تختۂ شکستہ کہاں تک میری جان
بچا سکتا ہی اس مرتبہ اگر کوئی نہنگ آ جاوے گا مجکو مع تختہ نگل لیگا شاہزادۂ اسد اسی خیال میں مبتلا
کہ یکایک ہوا کا جھونکا آیا وہ تختہ کنارے جا پہونچا اسد اُس تختے سے اُترا چند لمحہ دریا کے کنارے
بے حس و حرکت افتادہ رہا پھر اُٹھا چند قدم آگے بڑھا دیکھا ایک صحراے لق و دق ہی مگر نہایت سرسبز
شاداب گیاہ خودرو پر شبنم کے قطرے ہین یا درہاے خوش آب جسطرف نظر جاتی ہی ہرا ہرا سر
دلچسپی و بہار جابجا درختان گل و ثمر و ہزار در ہزار شاہزادۂ اسد نامدار دریا سے ہلاکت
سے نجات پا کے بہت خوش ہوا خاک پر سجدہ کو سر جھکایا اور شکر خدا بجا لایا اور کہا ؎
تیرے سوا کوئی نہیں اس صفات کا حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا اس وقت مین کہان تھا ٹھکانا حیات کا
تختہ سفینہ تو نے بنایا نجات کا بعد اسکے ایک مقام پر قیام کیا کپڑے اُتارے ہوا مین خشک کیے
اور پہنے ایک جانب روانہ ہوا تھوڑی دور راہ طی کی تھی دیکھا دو نفر جادوگر چلے آتے ہین
شاہزادہ اسد نامدار انکو دیکھتا رہا اگرچہ حیران تھا کہ یہ جادوگر یہان کہان آ گئے
آتے آتے وہ دونون ایک جگہ متوقف ہوے اور زمین کو کھودا اور ایک صندوق جو لیے
تھے اُسے دفن کیا پھر وہ دونون جادوگر آپس مین باتین کرنے لگے کہ اب دل کو قرار آیا
اطمینان ہوا اس صورت سے خدا پرستون کا علاج بخوبی ہو سکتا ہی اور دولت تورج خان
اور بت پرستی کو ترقی بخوبی ہوگی اسکو بہت بڑا کام سمجھو کہ تمنے جادو بادشاہ طلسم سیماب کے
بدبرو شاہزادۂ بدیع الملک کو چرا لیا اور ایک شخص غیر کو اسکی صورت سے مشابہ کرکے
چھوڑ دیا اور شاہزادۂ بدیع الملک کو زندان سیماب مین مقید کر لیا اور گوہر مراد بازو بند
حضرت سلیمان و یراق بدیع کو ہمارے حوالے کیا کہ ان سب اشیا کو جزیرۂ ایمن مین
بحفاظت تمام دفن کر دیا دوسرے نے کہا ہان یہ سب اشیا شاہزادۂ بدیع الملک سے ہمنے
لے لیے مگر انگشتری سلیمانی اور باقی ہی جو ہمکو دستیاب نہین ہوئی اُسکا بھی تلاش کرنا ضروری ہی
اور اُسکے عجیب خواص ہین شاہزادہ بدیع الملک کے پاس نہین ہی غالبا لشکر اسلام کے کسی
اور سردار کے پاس ہوگی اور ایک روایت اور بھی سماعت مین گذری ہی کہ وہ انگوٹھی کسی اور
مقام پر خود شاہزادہ بدیع الملک نے دفن کر دی ہی ایک مرتبہ میری سماعت مین گذرا تھا کہ وہ
انگشتری سلیمانی جزیرۂ ہمیشہ بہار مین دفن کی جاوے گی لیکن یہ تحقیق نہوا کہ دراصل کس مقام پر
وہ انگوٹھی دفن کی گئی ہان یہ بخوبی تحقیق ہی کہ وہ انگوٹھی شاہزادۂ بدیع الملک کے پاس نہین ہی
اب اگر شاہزادہ بدیع الملک ہزار جانین رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجا سکے گا اب یہ بتاؤ
کہ اس کام سے تو فراغت حاصل کی اب کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا چلو شاہ کو اس حال کی خبر کرو
کہ پرویز بن ہرمز نے امیر حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے ملک خاور مین عقابین پر کھینچ دیا
ہی نقل خان بن تورج خان نے ملک باختر مین خروج کیا ہی تمام یاران دستپچی کو
مع شاہزادۂ رستم ثانی زخمی کیا ہی بس یہ سمجھو کہ عنقریب مسلمانون کا کام تمام ہوا بت پرستی

نے رواج پایا بہت عرصہ کے بعد بت پرستی کے آثار نمایان ہوئے ورنہ بالکل نا امیدی ہوگئی تھی
خداوند بت بزرگ کا فضل شامل حال ہونا چاہیے مسلمان کیا جان رکھتے ہین کہ بت پرستون پر غلبہ
پا سکین گے بیشتر بت بزرگ کا نہین معلوم کیا غضب ہمپر نازل تھا جو اسلام کا زور بڑھ گیا تھا مگر ہم
بیشتر بھی سمجھتے تھے کہ خداوند بت بزرگ کے حضور مین ہم بندگی کرنے والون سے کیا قصور سرزد
ہوا جو ہم رواج بت پرستی سے باز رہین اسکی جناب مین طلب عفو کرنا چاہیے غرضکہ وہ جادوگر
اسی طرح کی گفت وشنید کے بعد اُس صحراے سیاب کی جانب روانہ ہوئے شاہزادۂ اسد دلاور
اس تمام تقریر کو تنہا درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا بغور سن رہا تھا جب وہ دونون پلید وہان سے
چلے گئے شاہزادہ اسد دلاور بہت خوش ہوئے اور ہر چہار جانب دیکھتے ہوئے اُس مقام پر آئے
جہان وہ صندوق دفن کیا تھا زمین کو کھودا اور صندوق نکالا شاہزادہ بدیع الملک کی یاد مین بہت
رویا پھر صندوق کھولا گوہر مراد کو صندوق سے نکال کے بازو پر باندھا بارگاہ رب ذوالمنن مین
خداوند عالم کا شکر کیا اور بجاے خود کہا خداوند عالم مجکو ایسی توفیق عطا فرمائے کہ شماس کو
ہلاک کرکے شاہزادۂ بدیع الملک کو اُسکی قید سے رہا کرون وہ رات وہین بسر کی علی الصباح
بعد اداے فریضۂ سحری روانہ ہوا چلتے چلتے سامنے جو نظر کی دیکھا ایک پریزاد کو کسی نے ایک
درخت سے باندھ دیا ہے اور اُسکی صداے گریہ وزاری بلند ہے شاہزادہ اسد نامدار بعجلت تمام اُس
پریزاد کے پاس پہونچا اور کہا تو کون ہے اور یہ کیا مصیبت تجھپر نازل ہے اُسنے کہا اے جوان تو کیا میری
مصیبت کا حال پوچھتا ہے اگر تجکو اپنی جان سلامت رکھنا منظور ہے تو جلد یہان سے چلا جا ورنہ تو
زندہ نہ بچیگا شاہزادۂ اسد نے کہا آخر بیان تو کر یہ اصل واقعہ کیا ہے اُسنے کہا اصل واقعہ یہ ہے
کہ مین ہمشیرہ زادی ہون رضوان شاہ کی جو ملک خضر کا بادشاہ ہے میرے پدر معظم کا نام شاہزادہ
ملک قاسم ہے یہ حسب ونسب جو اُس پریزاد نے بیان کیا اسد دلاور نے حیرت سے اُسکی صورت
دیکھی اُسنے کہا اے جوان تو کیا دیکھتا ہے اسد نے بھی اپنا حسب ونسب اُسکے روبرو بیان کیا
وہ پریزاد خوب روئی شاہزادۂ اسد نے کہا تو کیون روتی ہے اور کچھ اپنا واقعہ بیان کر کہ کس طرح
یہانتک پہونچا ہے اُسنے کہا ایک روز سیر کے واسطے اپنے تخت پر سوار چلی جاتی تھی یکایک ایک
دیو شمشاد نام میرے تخت کے پاس آیا اور مجکو دیکھ کے مبتلا و فریفتہ ہوگیا اُسنے کہا ہمارے
ساتھ چل مین نے انکار کیا اُسکو غصہ آیا اور باواز بلند مجھے کہا کہ ہم تجکو ضرور لے جاینگے
مین اور میری پریزادان ہمراہی خوف سے کانپنے لگین آخر الامر وہ سب مجکو تنہا چھوڑ کے
بھاگ بھاگ گئین اور وہ دیو مجکو لیکے یہان چلا آیا مجھے اپنا اظہار مطلب کیا مین نے انکار
کیا وہ موذی بہت غصہ ہوا مین بھی اپنی جان پر کھیلے ہوئے تھی اُسکے غصہ کو مطلق خیال
مین نہ لائی مین سمجھے ہوئے تھی کہ زیادہ برین نیست کہ مجکو ہلاک کریگا القصہ اب اُسکا یہ دستور
ہے کہ ہر روز آتا ہے کچھ میوہ تر و خشک لاکے کھلاتا ہے اور اپنے مطلب کا حرف زبان پر لاتا ہے
ادھر سے جواب صاف پاتا ہے آپ ہی اپنی بوٹیان اپنے دانتون سے نوچتا ہے اور دو چار
مرتبہ قلا کرکے چلا جاتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ مجکو دشنام مغلظ دے کے

اور دو چار لگر زبان مجھکو مارتا ہے مین نے اپنے اوپر اُس آفت کو بھی گوارا کیا ہے مگر اُسکی درخواست قبول
کرے تو ہرگز دل گوارا نہین کرتا کبھی جو آتا ہے اظہار عاشقی کرتا ہے منت و سماجت سے پیش آتا ہی
شاہزادۂ اسد نامدار نے اُس پریزاد کے حال پر نہایت متاسف ہو کے کہا کیا کہون تو پریزاد ہی اور
مین آدم زاد ہون تاہم میرا التفات تیرے جانب ضرور ہے نہین معلوم تیرا کیا خیال ہے اگر میری ہی طرح
تیرا بھی خیال تیری ہی جانب ہو اور تو مجھ آدمزاد کو قبول کرے تو مین اقرار کرتا ہون کہ جسطرح ممکن ہوگا
مین اُس پاجی سے سمجھ لونگا اُس پریزاد نے کہا یہ سب صحیح ہے لیکن دیو ملعون سے کس طرح میری یا تیری
جان بچ سکتی ہے بالفرض تو نہایت صاحب زور و طاقت ہے تو بھی دیوزاد سے آدم زاد ہرگز مقابلہ
نہین کر سکتا شاہزادۂ اسد دلاور نے کہا تجکو اس قصہ سے کیا کام ہے مین سمجھ لونگا اگر مین اُسکے
ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا باشد یہ باتین ہو رہی تھین کہ وہ دیو شمشاد نام وہان آیا جو ہین شاہزادۂ
اسد دلاور پر اُسکی نظر پڑی ابعد سے زہرۂ شگاف پکارا او آدم زاد تجکو تیری قضا یہان لائی
ہے خیریت اسی مین ہے کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ تیرا ایک ہی لقمہ کرونگا شاہزادۂ اسد نامدار
نے کہا او پاجی تو تیرا ظالم ہے کہ ایک پریزاد بے گناہ کو جبر یہان سے آیا مزید بران
ہر روز اُسے اذیت پہونچاتا ہے مین تجکو ضرور تیرے کردار کی سزا سے معقول دونگا
اسی غرض سے یہان آیا ہون اُس دیو نے از سر تا پا شاہزادۂ اسد دلاور کو دیکھا
اور کہا یہ تو کیا بکتا ہے جا اپنی طرف سے کسی دیو کو میرے مقابلے کے واسطے لا تو جنگ و حرب کا
لطف ہو تجھ ایک لقمۂ گوشت کی کیا حقیقت ہے کہ مجھسے مقابلہ کرکے مجکو کچھ سزا دے سکیگا
شاہزادۂ اسد نے کہا بے شک مین ہی تجکو سزاے معقول دونگا دیو شمشاد نے جھنجھلا کے
ایک چوب دستی کا وار شاہزادۂ اسد پر کیا اسد نے ایسی خوبصورتی سے جگہ خالی کی کہ
وہ اوندھے منھ زمین پر گرا اب جو سنبھلا تو از سر تا پا آتش خشم و غضب ہوگیا اور دوسرا وار
اُسی چوب دستی کا اسد پر کیا شاہزادۂ اسد نے وہ وار بھی اسی طرح رد کیا جس سے دیو کی طبیعت
مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا پھر تیسرا بھی وار شاہزادۂ اسد دلاور پر کیا اس مرتبہ بھی
اسد دلاور نے وہ چوب دستی گرفت مین لا کے ایک جھٹکا جو دیا چوب دستی اُسکے ہاتھ
سے چھوٹ گئی شاہزادہ اسد نامدار نے وہ چوب دستی دور پھینکدی دیو شمشاد اُس چوب
دستی کے اُٹھانے کو دوڑا اسد دلاور بھی اُسکے عقب مین جھپٹا اور ایک پانون گرفت
مین لا کے جھٹکا دیا کہ وہ دیو پھر منھ کے بل زمین پر گرا شاہزادۂ اسد نامدار اُسکے سینہ پر
سوار ہوگیا اور تلوار میان سے کھینچ کے اُسکا سر تن سے جدا کیا پریزاد بہت خوش ہوئی
اور کہا اے جوان آگاہ ہو کہ میرا نام نوربا نونگار ہے مین تیری کمال درجہ ممنون ہون کہ
تو نے اس موذی کی قید سے رہا کیا اب تو یہان توقف کر مین جاتی ہون اور اپنے لشکر کو
اپنے ہمراہ لا کے تجکو پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی یہ کہکے وہان سے روانہ ہوئی شاہزادہ اسد
دلاور پر خواب کا غلبہ ہوا بیخبر سو رہا تھا راوی کہتا ہے کہ نیلوفر جادو نام ایک
ساحرہ دیو شمشاد پر عاشق تھی وہ اپنے محبوب کو دیکھنے آئی تھی یہان یہ سامان دیکھا کر

دیو شمشاد یہان پڑا ہی دونون ہاتھون سے سر پیٹتا اور گریبان چاک کیا لاش پر گری ایک جوان
کو دیکھا کہ بیخبر سو رہا ہی سمجھی کہ یہی میرے محبوب کا قاتل ہی ارادہ کیا کہ اسی حالت بیخبری مین ہلاک
کردون مگر پھر سوچی کہ یہ جوان خوش رو ہی شاید عالم بیداری مین میری طرف التفات کرے اور یہ بھی
ممکن ہی کہ اِس دیو کو اسنے ہلاک نہ کیا ہو یہ آدم زاد ہی اور وہ دیوزاد اپنے ضعیف الجثہ کا دیوزاد پر
غالب آنا عقل مین نہین آتا بہتر یہ ہی کہ اِس جوان کو اسی عالم بیخبری مین اُٹھا لیجاؤن چنانچہ اسد
نامدار کو قصر البحرین مین اُٹھا لائی ہو قصر وسط دریاے زخار مین واقع ہی یہان اسد نامدار بیدار ہوا
دیکھا ایک قصر عالیشان مین ہون اور ایک پریزاد سرہانے بیٹھی کمال حیرت سے صورت دیکھ رہی ہی
شاہزادہ اسد نے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی جہان مین اپنے کو دیکھ رہا ہون معلوم نہین
وہ پریزاد نور بانو نام کہان ہی نیلوفر جادو نے کہا اِس مکان کو قصر البحرین کہتے ہین مین نور بانو
کی ہمشیر زادی ہون میرا نام ماہ عالم آرا ہی اے جوان آگاہ ہو کہ مین بھی تجھپر عاشق ہون نور بانو نے
بروقت روانگی مجھسے کہدیا تھا کہ اِس جوان سے خبردار رہنا جبتک مین نہ آؤن تجکو چاہیے کہ
جبتک نور بانو یہان آئے میری مصاحبت سے دل خوش کر اور میری مراد بر لا اس بات کو بخوبی
سمجھ لے کہ جبتک میری مراد بر نہ لائے گا مین تجھسے مطمئن نہونگی اور جبتک میرا اطمینان نہوگا
یہان سے تیرا رہا ہونا محالات سے ہی شاہزادہ اسد نے مجبوری منظور کیا مگر دل مین سوچا کہ بغیر
دریافت حقیقت حال کسی سے مختلط ہونا ہرگز مناسب نہین ہی پوچھا تیرا نام ماہ عالم آرا ہی ہر
یا کچھ اور نام بھی ہی مین نے تجھسے اِس وجہ سے پوچھا کہ تیری وضع سے آثار سحر وافسون کے
ظاہر ہوتے ہین اب تو نیلوفر جادو کو حیرت ہوئی کہا اے جوان چونکہ تو میری مراد حاصل کرنے
کے واسطے راضی ہی اسواسطے مین صحیح صحیح حال تیرے روبرو بیان کیے دیتی ہون کہ اصلی نام میرا
نیلوفر جادو ہی مین دیو شمشاد کی معشوقہ ہون آج مین اپنے طالب کو دیکھنے آئی تھی
اسکو یہان اور تجکو بیخبر سوتا پایا پہلے ارادہ تھا کہ تجکو اسی عالم بیخبری مین ہلاک کردون
مگر پھر تیری جوانی پر رحم آیا اور یہ خیال آیا کہ شاید عالم بیداری مین تو مجھسے ملتفت ہو چنانچہ وہی
خیال میرا پیش آیا کہ میری درخواست تو نے قبول کی اِس مقام مین مین ہی تجکو لائی بھی ہون
اسد دلاور نے جو اسکی اِس طرح کی تقریر سنی بہت برہم ہوا اور کہا تو بیخبری کی حالت
مین مجھے یہان کیون لے آئی اور مجھسے اسقدر جھوٹ کیون بولی یہ سنکے ہزار ہا دشنام دے
منتظر رہین نیلوفر جادو بھی کہ اب یہ جوان مجھپر خلاف ہو گیا ہی اب مجھسے ملتفت نہوگا
ارادہ کیا کہ سحر وافسون سے کام لے ہنوز اُسکے لب کو حرکت ہونے پائی تھی کہ اسد نامدار
نے اپنا شمشیر آبدار کا وار کیا کہ سر اُس ناپاک ساحرہ کا تن سے جدا ہو کے زمین پر گرا اسد
شکر خدا بجا لایا کہا بارے لیو لیکہ خس کم جہان پاک شد ✣ اور باطمینان تمام قصر عالیشان کی سیر مین
مصروف ہوا ہر ایک درودیوار کے استحکام اور دالانون دکمرون کی خوبصورتی کو غور سے
دیکھتا تھا اور اُسکے معمارون کی کاریگری کی تعریف کرتا تھا پھر زینہ کی راہ سے بلندی
سقف پر پہونچا اب جو ہر چہار جانب نظر کی بجز پانی کے اور کچھ نہ معلوم ہوا دل مین خیال

آیا کہ اگر اس مقام سے کہین جانا چاہین تو کسی طرح ممکن نہین ہی ہر طرف بحر مواج روان ہی اسی
غنا مین دور سے چند کشتیان دکھائی دین جسپر صد ہا علم اور نشان ہائے فوج بلند تھے اب اور بھی حیرت نے
گھیرا کہ یہ کشتیان مع نشانہائے فوج کسکی مین یہانتک کہ وہ کشتیان قریب پہونچین سواران کشتی نے جو دیکھا کہ
قصر البحرین کی کرسی پر ایک نوجوان متحیر کھڑا ہوا ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی سب کو حیرت ہوئی رائے
اس بات پر قرار پائی کہ کشتیان قریب قصر لے چلو اور اس جوان سے حال دریافت کرو بعدازان کشتیان
قریب قصر لائے اور پکار کے کہا ای جوان تو کون ہی جو اس مکان مین وارد ہوا اور تیرے ورود کا کیا سبب ہوا
جب اسد نامدار نے سواران کشتی نے استفسار حال کیا اور کچھ جواب نہ پایا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اگر تو اس کشتی
پر آسکتا ہی تو چلا آ شاہزادہ اسد نامدار انکے اشارہ کو سمجھا اور کمربند کو خوب کسکے خدا پر توکل کیا
دفعتاً بالائے بام بلند سے کشتی پر اپنے کو گرایا سخت صدمہ پہونچا چند لمحہ تک بیہوش رہا جب ہوش
آیا آنکھ کھولی دیکھا اہل کشتی سب اپنے ہی لوگ ہین یعنے ابراہیم بن مالک علقمہ بن مجبود وغیرہ
ہر ایک نے اپنا اپنا حال بیان کیا اسد نامدار نے شاہزادہ بدیع الملک اور امیر حمزہ وغیرہ
کا حال بیان کیا وہ کشتیان وہان سے روانہ ہوئین چند روز کی مسافت کے بعد کشتیبانون نے
یہ خوشخبری سنائی کہ ہماری کشتیان سرحد عجم مین پہونچین سواران کشتی کی جان مین جان آئی
کنارے اُترکے کشتیون پر سے تکیہ اسباب اُتارا اور شہر کیطرف روانہ ہوگئے

اب اسد کو سرحد عجم مین پہونچ کے شہر کیطرف روان رکھا جاتا ہی اور حال مین شاہزادہ بدیع الزمان کے خامہ فرسائی کی جاتی ہی

ایک عالم ہی مری غفلت و ہشیاری کا
جان نہ بیچے جو کرے قصد خریداری کا
یوسف خط ہی نہین تو جو نہین کھینچ کمر
اور چارہ ہی نہین درد کی بیماری کا
ہر یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہی بشر
بیخودی ہی بھی مجھے ہر سامان ہی خودداری کا
شہسواری کا جو اس کی نہ سکا شوق

خواب نے کھایا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
رحمت حق ہی سبب میری گنہگاری کا
ساتھ ہو جائے دل زنگار کی اک باری کا
یعنی شعلہ آواز مین شک ہی جسکا
دل مین دروازہ ہی اس گنبد زنگاری کا
ہی وہ گل بین چمن یہ ہین بپھول اسکے
چاندنی نام ہی شب بہر کی اندھیاری کا

کام خونریزی ہی اس یوسف بازاری کا
اور کیا ہی اشارہ مری میخواری کا
کور آنکھین ہین کسی عید سے روشن رہتے
دیکھے عالم مرے نالوکی شرر باری کا
نشہ مین جز قدم یار نہین لیتا ہون
جسم محبوب مین گرکھا نہین بیکاری کا
راویان اخبار و ناقلان آثار

اس طرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان والاشان بعد نجات پانے اس بلائے
طوفان سے سرحد دمشق مین پہونچا تا صرین شاہنگ عیار ہامان بن سام دمشقی
شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کو شکارگاہ سے لایا ہامان بن سام دمشقی کی خدمت مین پیش
کیا ہامان ملعون نے اس والا دودمان کو عرابہ پر سوار کیا فوج کثیر ہمراہ لی اور بکمال حفاظت
و خبرداری سرزمین خاور کی راہ لی دو منزلہ راہ طے کرتا چلا جاتا تھا کہ یکایک دور سے تیغ گرد نمایان
ہوا ہامان ملعون بہت متعجب ہوا اور خبردارون کو بھیجا کہ جلد خبر لاؤ معلوم ہوا کہ معروف
بن اسد بارہ ہزار بہادرون کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور آتے ہی ہامان کا سد راہ ہوا
ہامان بن سام دمشقی نے پیام بھیجا کہ اگر تو کسی خاص وجہ سے سد راہ ہوا ہی تو اُس

وجہ کو بیان کرو خواہ مخواہ پیر سرپر خاش ہونے کی کیا ضرورت ہے معروف بن اسد نے جواب دیا
کہ ہماری خاص غرض سدراہ ہونے سے محض جنگ و حرب ہے آمادہ پیکار ہو ورنہ ہم سب کو گرفتار
کرینگے ناچار ہامان بن سام دمشقی نے اپنی فوج کو جنگ کا حکم دیا دونوں لشکروں میں
صف آرائی ہوئی اول دونوں جانب سے پہلوان نکلے حرب و ضرب شروع ہوئی خوب خوب
رد و بدل ہوئی ضرباین مارم بزن او دا خیزد آخر کو نوبت کشتی کی پہونچی معروف بن اسد کا
پہلوان غالب آیا پھر دوسرا پہلوان لشکر ہامان سے نکلا وہ بھی مغلوب ہوا نوبت جنگ مغلوبہ
کی آئی معروف بن اسد کے ہاتھ سے ہامان کشتہ ہوا فوج دمشقی پسپا ہوئی مال و اسباب
ہامانی معروف بن اسد کے ہاتھ آیا شاہزادہ بدیع الزمان قید ہامان میں تھا محسن ولاور دوران
کو موقع ملا قید و بند کو اپنے دست و پا سے شکستہ کیا بعدہ معروف بن اسد کے پاس پہونچا
معروف نے جو نور اسلام شاہزادہ بدیع الزمان کے بشرہ سے ساطع دیکھا تعظیم کے واسطے
اٹھ کھڑا ہوا جلد میں جگہ دی شاہزادہ بدیع الزمان کو کمال حیرت ہوئی اور اس تعظیم کا سبب
پوچھا معروف نے کہا خاص سبب تعظیم کا یہ ہے کہ میری نظر میں تم ایسے ذی مرتبہ شخص واجب التعظیم
معلوم ہوتے زیادہ ضرورت بیان کی نہیں ہے اپنی حقیقت سے مطلع کرو شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا میری حقیقت تو کیا پوچھتا ہے جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں ہاں
البتہ تجھ ایسے جوان سعادت مند کی حقیقت قابل دریافت ہے اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو بیان کر معروف
بن اسد نے کہا مجھکو معروف بن اسد کہتے ہیں دختر یاقوت شاہ پسر زمرد شاہ کے بطن
سے ملک باختر میں تھا یکایک شوق قدمبوسی حمزہ صاحبقران والا شان دل میں پیدا ہوا
کشتیوں پر سوار ہوکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا ایک دن ایک رات کشتیاں بخیریت
رواں رہیں دوسرے روز طوفان آیا کشتیاں تباہ ہوئیں تمام ہمراہی متفرق ہوکے
مختلف جانب تباہ ہوگئے اور میں تباہ ہوکے قسطنطنیہ روم میں پہونچا وہاں یکایک
حمزہ صاحبقران والا قدر کی خبر سننے میں آئی انکی تلاش و جستجو میں تباہ و سرگردان ہوتا ہوا
یہاں تک پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور معروف کو گلے سے لگایا
اور کہا اے معروف میں ہوں بدیع الزمان میری حقیقت بھی عجیب و غریب ہے خدا کے فضل سے
ملاقات تو ہوہی گئی ہے اب اطمینان سے بیٹھو تو مفصل حقیقت میں بھی اپنی بیان کروں غرضکہ بجا
خیمے برپا ہوئے ایک خیمے میں معروف بن اسد اور شاہزادہ بدیع الزمان دونوں
ایک جا بیٹھے حالات ماضیہ کا ذکر شروع ہوا اور اب اسطرف کا حال سنیے کہ ناصر نام عیار
ہامان ایک ہی بدذات تھا جب سے ہامان کو معروف کے ہاتھ سے کٹتے دیکھا
تھا طرح طرح کی عیاریاں سوچتا تھا کہ کسی طرح معروف کی سفاکی کا بدلہ لوں مگر کوئی تدبیر
سمجھ میں نہ آتی تھی آدھی رات کا وقت تھا کہ یکایک اپنی جگہ سے اٹھا اور کسوت
عیاری پہنے ہوئے معروف کے لشکر میں آیا سپاہی کی وضع تھا پہرہ والے نے
پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے کہا لشکر کے خیمے کا جو پاسبان ہے اسکا میں بھائی ہوں

آج اُسنے اِسوقت تک کچھ نہین کھایا ہو مین اسکا کھانا لایا ہون وہ خاموش ہو رہا یہ عیار مکار قریب خیمہ معروف پہونچا دیکھا خیمے کے پاسبان سورہے ہین یہ اندرون خیمہ داخل ہوا اور خنجر میان سے نکال کے معروف کے سرہانے گیا چاہتا تھا کہ معروف کا سر تن سے جدا کرے پھر خیال آیا کہ اگر معروف کا سر تن سے جدا کرکے دروازۂ خیمہ سے جاؤنگا مبادا پاسبان بیدار ہون اور مجھے گرفتار کرلین پشت خیمہ راستہ بنالینا چاہیے چنانچہ اُسی خنجر سے قنات کو چاک کیا اِس عرصہ مین معروف بیدار ہو لگر ہوشیاری کی کہ اُسی طرح بستر خواب پر پڑا رہا اور آہستہ کروٹ لیکے تیر وکمان کو قبضہ مین لایا اور ہے دو شالہ تانا ناصر سمجھا کہ معروف کو ابھی میرے یہان ہونے کی خبر نہین ہو صرف کروٹ لی ہو ابھی توقف کرنا چاہیے قالین پر دراز ہوگیا اور قالین کو اپنے اوپر لپیٹ کے کنارے کھڑا ہو رہا کہ گویا قالین لپیٹا رکھا ہو اسطرف معروف نے پیٹ کے بل لیٹ کے اسقدر انداز سے تیر مارا کہ ناصر عیار مع قالین سفتہ ہوگیا چاہتا تھا کہ تڑپ کے قالین سے باہر آئے مگر تیر در آیا تھا قالین سے جدا نہوسکا معروف نے دوڑ کے اُس پیچیدہ قالین کو گرایا اور آواز دی کہ جلد دوڑو مین نے دشمن کو گرفتار کیا ہو لوگ آئے قالین کو کھولا دیکھا ایک جوان عیار ومنع خنجر بکف ہو اسکے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور پوچھا تو کون ہو اُسنے کہا میرا نام ناصر عیار ہو معروف سے اپنے مالک کا بدلہ لینے آیا تھا پوچھا کون مالک اُسنے کہا ماہان معروف نے لکڑیان ڈھیر کروائین اور انھین آگ لگادی جب آگ بھڑکی ناصر عیار کو مع قالین پیچیدہ اُس آگ مین رکھوا دیا تھوڑی دیر مین وہ عیار مکار جلکے خاک ہوگیا اُسکی خاک ہوا مین اڑادی شاہزادہ بدیع الزمان نے معروف کی چالاکی کی بہت تعریف کی اور کہا اے معروف اب کیا ارادہ ہو معروف نے کہا اب یہان توقف بیکار ہو چنانچہ دوسرے روز شاہزادہ بدیع الزمان نے وہاں سے کوچ کیا

اب شاہزادہ بدیع الزمان کو راہ روی مین مصروف رکھا جاتا ہو اور حال عیار طرار سرہنگ خنجر گذار یعنے حامی دین سبحانی عمر ثانی کا بیان کیا جاتا ہو

راویان اخبار صداقت کار وناقلان آثار خوش گفتار کا اظہار ہو کہ جب وہ سرخیل عیاران زمان وسرداران طراران دوران ملک ہندوستان سے روانہ ہوا ہر ایک تھانہ وشہر بارکو نامہ شہنشاہ سعد کا پہونچاتا ہوا حوالی خراسان مین پہونچا امراے سیستان وبجستان وہرات کو نامہ دیا اب اُس مقام پر پہنچا تھا کہ جہان شاہزادہ بدیع الملک کا لشکر تھا دیکھا تمام لشکر سیاہ پوش مغموم ومحزون معلوم ہوتا ہو ہر ایک سے حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت مفصل بیان کی عمر ثانی پر بھی اثر غم چھا گیا خوب رویا بعدہ کہا اصل امر یہ ہو کہ آج کل پروردگار عالم نے شاہزادہ بدیع الملک کو مرتبہ صاحبقرانی عطا فرمایا ہو مطمئن رہنا چاہیے میرے نزدیک یہ تمام آثار سحر کے معلوم ہوتے ہین اس وہم وغم سے قطع نظر کرکے جناب حمزہ ثانی کی خبر لینا چاہیے کفار کے مقابلے پر کھینچ دیا ہو حالانکہ وہ والا منزلت ہم سب کا سردار ہو تمام سردار

عمر ثانی کی گفتار سے لاچار ہوئے اور اُس مقام سے کوچ کیا ملک خاور کی راہ لی خواجہ عمر ثانی جانب اصفہان روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے حال مین بیان کیے جاتے ہین

جب بیان یار کا مضمون رقم ہو جائیگا
یہ مرا جام گدائی جام جم ہو جائیگا
پھیر دیگا دن ہمارے جب فلک دیکھا
گر پڑے چشمہ حیوان مین سم ہو جائیگا
ہو رہی رنگت حنا کے پاس جانا کبھی اگر
داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہو جائیگا
رہتے دے ای آسمان یونہین مجھے نادر زار
دوست دشمن کا وجود ایکدن عدم ہو جائیگا

عشق مسطر جادۂ راہ عدم ہو جائیگا
جب جلیگا یاسمین تن تن کے وہ مرودان
داغ افلاس ہے سینہ مین درم ہو جائیگا
جاؤن کیا بے یار ہو گا باغ میرا قتل گاہ
نقش جان ہر اک نقش قدم ہو جائیگا
رشک کے کھٹنے کی علامت ہر شفق کا پھولنا
آہ کبھی جب تجھسے جدا ہونگا درم ہو جائیگا

بیلشو جسوقت ساقی کو کرم ہو جائیگا
طوق قمری کیطرح شمشاد خم ہو جائیگا
ہون نہ ہو مضمون دہان یار و زلف
پھر آگے شگ گل کے علم ہو جائیگا
تو نہ جائیگا اگر انگشت کو ای رشک گل
لال وہ مجبور دوار و نا بھی کم ہو جائیگا
شکر و شکوہ ہر سورہ جائیگا کی تاریخ ہی

راوی روایت عجیب و ناقل حکایت غریب کا بیان ہو کہ جب بعد حل مشکلہائے طوفان دریائے ناپیدا کنار و برداشت مصائب و رحمتہائے ہزار و رہزار فرجہ عیار سہیل خان مین شکارگاہ سے غضنفر کو چرا لیگیا سہیل خان کے پاس پہونچا اور کہا آج مین ایک شکار لایا ہون اُسے حضور دیکھیں تو بہت خوش ہون انعام کثیر دین یہ شکار مین ہی لایا ہون دوسرے کی مجال نہ تھی سہیل خان بہت مشتاق ہوا کہا ای فرجہ تو اپنے فن مین کامل بلکہ اکمل ہو سچ کہہ کیا شکار لایا ہو آیا کسی جانور عجیب الخلقت کو گرفتار کر لایا یا کسی انسان دلیر و توانا کو اُسنے کہا واقعی ایک جوان شجاع و دمان کو گرفتار کر لایا ہون حضور اُسے دیکھیں تو میری کارروائی کی داد دین یہ کہہ کے غضنفر نوجوان کو گرفتہ و بستہ سہیل خان کے روبرو لایا سہیل خان غضنفر کو دیکھکے ہمہ تعجب ہو گیا فرجہ عیار سے کہا واقعی کار سے کردی مگر ای فرجہ یہ تو بتا کہ اس جوان کو گرفتار تو کر لایا لیکن حفاظت کسطرح ہو سکتی ہے اگر نہ بشے مانند شے دیگر کسی مانند ✦ میری رائے یہ ہو کہ انکو زیر زمین قید مین رکھنا چاہیے ورنہ جس مکان مین قید کیا جاویگا نقب وغیرہ کے ذریعہ سے نکل جاویگا چنانچہ زیر زمین ایک تہخانۂ مستحکم مین مقید کیا لیکن اُسطرف گیو نوجوان اور کیوان تیغ زن کو جب غضنفر کی کیفیت معلوم ہوئی شیروان مردان کو طلب کیا اور کہا کہ تم ایسے خواب غفلت مین مبتلا ہو گئے تھے کہ غضنفر کو بیان سے کوئی چرا لے گیا اور تمکو مطلق خبر نہوئی بس خیریت اسی مین ہو کہ جس طرح سے ممکن ہو غضنفر کو حاضر کرو ورنہ مین بہت بری طرح پیش آؤنگا شیروان انگشت بدندان حیرت مین کھڑا تھا طرح طرح کے خیالات دل مین پیدا کر رہا تھا آپ سے خود حکم یہ رائے قرار دی کہ یہ کام کسی کا نہین ہو اگر کوئی غضنفر کو چرا لے گیا ہو تو سہیل خان کا عیار ہو اور بہت بڑا قرینہ اس امر کے یقین کرنے کا یہ ہو کہ اُسکی دختر اُس سے منسوب ہو رشک کے سبب سے اُسنے یہ کارروائی کی ہو مگر میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے ✦ دیدہ شود چہ می شود ✦ فی الحال اُسکے پاس چلکے اُس سے اس حال کو دریافت کر لینا چاہیے دیکھین کیا کہتا ہو راوی کہتا ہو کہ سہیل خان شیروانیہ سے وہی فرجہ پر واقع تھا شیروان چند نفر ہمراہیون سے فوراً سہیل خان کے پاس

ملاقات کو چلا جب اس مقام پر پہونچا سہیل خان کو ہرکارون نے خبر دی اُسنے کہا اگر شیروان
میری ملاقات کو آتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی بلا تامل یہان آنے دو بلکہ جب قریب پہونچے
سہیل خان چند قدم اُسکی پیشوائی کو گیا اور بکمال خاطرداری پیش آیا اور کہا ای شیروان خیریت
تو ہی آج تم کہان میری عزت کرنے کو یہان تک پہونچے خیر تو ہی شیروان نے کہا ای سہیل خان کیا
پوچھتا ہی سخت انتشار مین مبتلا ہو گیا ہون عجب واقعہ گذرا ہی سہیل خان نے کہا آخر بیان تو کرو مین
بھی سنون شیروان نے کہا غضنفر میری سرحد مین وارد ہوا یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ میری دختر پر
فریفتہ ہو گیا پہلے تو خاموش رہا بعد چند روز مجھسے خواستگاری کی پس کس طرح ممکن تھا کہ مین اُسکی
استدعا کی جیا کانہ خواستگاری کو قبول کر لیتا چنانچہ مین نے انکار کیا اگر وہ خود چلا جاتا تو پھر امر
دوسرا شبہ نہ ہو سکتا تھا دفعتاً غائب ہو گیا بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو کوئی چرا لے گیا
اب اُسکے آدمی اُسے مجھسے طلب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ غضنفر کے غائب ہونے کا باعث تو ہی
ہی مین ہر چند کہتا ہون کہ مجکو چرانے کی کیا ضرورت ہی اگر اُسے چرانا منظور ہوتا تو اُسکی خواستگاری
کو بلا عذر قبول کر لیتا سہیل نے کہا آخر تمھارا گمان کس جانب ہی اُسنے کہا سچ پوچھو تو میرا گمان
تمھاری ہی جانب ہی کچھ عجب نہین ہی اگر کوئی تمھارا عیار اُسے چرا لایا ہو مین تمھارا کمال ممنون ہونگا
اگر تم مجھے دیدوگے سہیل خان نے کہا تمھاری کسقدر دختر ہین بہزاد نے کہا میری ایک دختر ہی
سہیل نے کہا اُسکی شادی میرے ساتھ کر دو مجھے یقین ہی کہ تم مجھسے انکار نہ کروگے ای بہزاد
یہ بھی مجکو معلوم ہی کہ تم اُس جوان غضنفر نام کو صرف اسی غرض سے تلاش کرتے تھے کہ اُسکی شادی
کروگے بھلا یہ کس طرح ممکن ہی کہ میری دختر اُس جوان کی خواستگاری کو ایک وقت مین قبول
کریگی یہ کس مذہب و ملت مین روا ہی کہ ایک عورت کی شادی دو مردون سے ہو مزید بران
تم یہ کہتے ہو کہ تمھارا عیار غضنفر کو چرا لایا ہی واقعی مجکو مطلق خبر نہین ہی کہ غضنفر کہان ہی
اور نہ کوئی میرا عیار اُسے چرا لایا ہی اگر واقعی چرا لاتا تو مین تمسے نہ چھپاتا تم کس خیال مین
مبتلا ہو اہل اسلام سر اُٹھائے ہوئے ہین حالانکہ ابھی تک اُنکا ارادہ پورا نہین ہوا کیونکہ پرویز
بن ہرمز اور لعل خان بن تورج خان نے خروج کیا ہی اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو
جو کچھ مین کہون وہ کرو بہزاد نے کہا کیا سہیل نے کہا چلو پرویز بن ہرمز کی بیعت کرین بعد
فوج و لشکر جمع کرکے غدار پرستون کا علاج کرین اگر اب غفلت کی جاویگی تو پھر بجز خرابی کے کچھ ہاتھ
نہ آویگا پرویز بن ہرمز سے ابھی مل جانے کا موقع اچھا ہی بہزاد بہت خوش ہوا
اور کہا ای سہیل خان تمنے اب کہا ہی مین پیشتر سے اس تردد مین مبتلا ہون کہ کیا تدبیر کرون
خوف کے سبب سے کسی سے کچھ نہین کہتا تھا بارے اس وقت تمنے خود مجھسے کہا مین بالکل متفق ہون
میرے تمھارے شراکت مین اہل اسلام کو قرار واقعی سزا ملیگی اب تم بالکل مطمئن رہو مین جاتا ہون
سرداران غضنفر کو بلا کے اُنکی دعوت کرونگا بعدہ اُن سب کو قید کر لونگا پھر ہم تم شریک
ہو کے ملک خاور کو لینگے جب بہزاد نے اس طرح کی تقریر کی سہیل خوب ہنسا اور کہا
اگر تمھارا یہی ارادہ ہی تو مین بھی اصل حقیقت کو بیان کیے دیتا ہون ای بہزاد

واقعی غضنفر تو میرا عیار چرا لایا ہی اور موجود ہی جب تم نے یہ راز بیان کر دیا تو مین بھی کہتا ہون ورنہ ہرگز
نہ بیان کرتا بہزاد نے کہا خیر اب یہ فیصلہ ہمارے تمھارے درمیان ہوگیا ہی کل تم تشریف لانا سہیل خان
نے کہا ضرور آؤنگا بہزاد سہیل خان سے رخصت ہو کے اپنے مقام پر آیا یہان اپنے تمام ساتھیون
کو روتا پیٹتا پایا کیونکہ غضنفر کے غائب ہو جانے سے سب کو یقین تھا کہ اب ہم زندہ نہین
رہ سکتے بہزاد اور اسکے ہمراہیون نے ان سب کو سمجھایا کہ مطمئن رہو اب کوئی خدشہ نہین ہی
غضنفر کا سراغ مل گیا سب کو اطمینان ہوا بہزاد قلعہ مین آیا حالی کی تیاری شروع کی پانچ سو
ملازمان زرین کمر اسکے تھے سب کو بلایا اور کہا خبردار ہوشیار رہو جاؤ فی الحال ایک امر اہم
درپیش ہی ان سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو اسے ہم سب
دل و جان سے بجا لائین بہزاد نے کہا تم سب مسلح و مکمل رہو جس طرح میدان جنگ مین دشمن سے
مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے ہین انھون نے قبول کیا بہزاد نے دوسرے روز سہیل خان کو نامہ
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ یہان مین نے بخوبی بندوبست کر لیا ہی تمکو چاہیے ہی کہ پانچ سات ہزار
فوج سے قلعہ مین چلے آؤ باقی فوج کو بیرون قلعہ مقیم رہنے دو بروقت ضرورت جیسا کچھ مناسب
ہوگا عمل مین لایا جاویگا سہیل خان آمادہ روانگی ہوا فرجہ عیار کو خبر نہ تھی اسنے سبب کوچ
پوچھا سہیل خان متعجب ہوا اور کہا تجکو نہین معلوم ہی کہ بہزاد نے مجھسے عہد کیا ہی مین نے
اسکے عہد کو قبول کیا چنانچہ اسی نے مع فوج مجھے بلایا ہی اب مین جاتا ہون اور بھی جو کچھ واقع گذرا تھا
مفصل بیان کر دیا فرجہ عیار نے کہا خداوند نعمت میری رائے ہرگز نہین ہی اگر دختر بہزاد
مطلوب ہی تو یہ امر بھی کچھ دشوار نہین ہی مین وعدہ کرتا ہون کہ مخالفون کا علاج بھی کر دونگا
اور دختر بہزاد کو بھی لے آؤنگا آپکے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہی سہیل خان نے کہا
یہ ایک امر اہم ہی تجھسے انجام پانا دشوار ہی کیونکہ یہ کام اگر خراب ہو جائیگا تو پھر کوئی صورت
اصلاح کی نظر نہ آئیگی تو بنظر خیرخواہی کہتا ہی لیکن مین تیرے کہنے پر مطمئن نہین ہو سکتا فرجہ عیار
نے کہا اختیار بدست مختار مین اپنے فرض سے ادا ہوگیا سہیل خان کوچ کر کے وہان پہونچا
بہزاد کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا بکمال اعزاز مقام قیام پر لایا سہیل خان نے کہا غضنفر کے
سردارون کو بلانا چاہیے بہزاد نے اسی وقت سردارون کو بلایا وہ سب مجلس مین آ گئے
بہزاد بظاہر بہت خاطرداری سے پیش آیا بر سبیل تذکرہ کہا تم سب کی ملاقات سے مین بہت
خوش و محظوظ ہوا اب کچھ مئے ناب کا شغل شروع ہو تو بہتر ہی سردارون نے عذر کیا کہ ہماری شریعت مین
قطعاً ممانعت ہی ورنہ کوئی وجہ عذر کی نہ تھی بہزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی کہ تمھاری شریعت مین
ممانعت ہی مگر اس انکار مین میری تضحیک متصور ہی کہ مہمانون نے دعوت سے انکار کیا
علی الخصوص اسوقت کہ میرا عموزاد جان آئیگا ابھی یہان موجود تھا بضرورت گیا ہی آتا ہوگا جہان
اسقدر مجھپر کرم کیا کہ یہان آنے کی تکلیف گوارا کی اسقدر اور کرم فرماؤ کہ مین ہمجنسون مین شرمندہ
نہ ہون اب مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ تمھارے ہی ہم مذہبون کا یہ قول ہی کہ **شعر**
جو پینا کھانا شراب و کباب کا ہو منع * تو پھر مراد کلوا واشربوا کیا ہو * سردارون نے جواب دیا

کہ گلو وا شربوا نیچ ہی لیکن بدالقرفوا بھی اسکے ساتھ ہی اور یہ تینو معروفوں کے واسطے ہی کہ بیکار و صرف
نذر دکھانے پینے میں جو کچھ صرف ہو اسی پر اکتفا کرو کسی شاعر نے اسمین شاعرانہ مضمون پیدا کیا ہی
کلو واشربو مراد کباب وشراب ہی نہیں ہی بہزاد نے بکمال منت کہا اب میری عزت تم سب کے
ہاتھ ہی میری درخواست کو قبول کرو سرداروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اول تو جہاں آتا ہی
غیر مناسب تھا اب چونکہ یہاں آگئے ہیں پھر چارہ کیا ہی آخر الامر ایک ایک جام سب سرداروں نے
پیا اس اثنا میں سہیل خان وہاں پہونچا تمام حاضرین تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے سہیل خان اپنے مقام
پر بیٹھا بہزاد نے اسی وقت اس طرح سرداروں کی تقریب کی کہ یہ لوگ نہایت خلیق ہیں ہیں انکی ملاقات
سے بہت محظوظ ہوا سہیل خان نے کہا کیوں نہیں ذی عزت لوگ ہیں بڑوں کی بڑی باتیں ہوتی ہی
اور بذریعہ سرگوشی بہزاد سے کہا عزیز من ان سب سرداروں کو بلایا تو ہی اب کچھ حسب مراد تدارک بھی
کر لینا چاہیے بہزاد نے کہا میں نے ایک ایک جام تو پلا دیا ہی وہ بھی ہزار منت وسماجت اب تم
اصرار کرو سہیل خان خاموش ہو رہا بعد چند لمحے کے اے بہزاد ان سرداران معزز کی کچھ
ضیافت بھی کی ہی بہزاد ہنسا اور کہا ہمارے مشرب میں بہت بڑی ضیافت مشغلۂ شراب
وکباب ہی چنانچہ کچھ ضیافت کر چکا ہوں اب تم کچھ ضیافت کرو پھر سہیل خان نے
بھی شراب کی ضیافت کی اور بعد گفت وشنید بسیار سرداروں نے ایک ایک جام شراب
اور پیا بہزاد نے بذریعہ سرگوشی پھر سہیل خان سے کہا کہ اگرچہ اس جماعت کے بندوبست
میں مصروف ہوں اور عنقریب کام انجام پایا جاتا ہی لیکن مجھکو بہت بڑا اندیشہ غضنفر کا ہی اگر وہ
کسی طرح یہاں پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا بنا بنایا کام خراب ہو جائے گا بلکہ جان کا ضرر متصور ہی
سہیل خان ہنسا اور کہا تم بھی عجب طرح کے بیوقوف ہو غضنفر کا قصہ تو میں نے پیشتر ہی بیان
کر دیا تھا کہ اسکو میں نے قید کر لیا ہی اور اسکی قید میں نہایت اہتمام کیا گیا ہی کیا ممکن ہی جو وہ رہا
ہو سکے اگر خدشہ ہی تو انھیں سرداروں کا ہی کہ ایسا نہ ہو جو یہ گرفتار نہو سکیں اور گرفتار ہو کے
رہا نہ ہو جائیں بہزاد نے کہا ان سرداروں کی طرف سے تم بخوبی اطمینان رکھو اگر غضنفر تابو
میں آگیا ہی تو یہ بھی قابو میں آئے جاتے ہیں بعدہ رقص وسرود کا ہنگامہ شروع ہوا بہزاد
کے اشارہ سے مطربان خوش گلو وخوش رو نے یہ غزل گانا اس طرح شروع کی غزل

ساقیا رنسے مجھے شتاب شراب
دل کو کر دیتی ہی کباب شراب
ہر سزاوار عیش آخر عمر
ساتھ اپنے ہیں جناب شراب
فصل گل میں عجب نہیں ہو اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل میں نمک چھڑکتی ہی

کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب
ہیں قلوب اسکے نور سے روشن
صبح پیری ہو آفتاب شراب
ہو مزا مستی اور ہوشیاری
ابر برسائے جائے آب شراب
نرگس مست یار کے آگے
کرتا ہی محتسب خراب شراب

ہجر میں آگ ہو کب پانی
کیوں نہ کہلائے آفتاب شراب
ہی مرا جام زندگی لبریز
کہ ہی بے لطف وقت خواب شراب
ساقیا ہی تری جدائی میں
ہوئی غیرت سے آب آب شراب
اس غزل کو اس لطف سے

گاکر تمام حاضرین مجلس محو ہوگئے بہزاد نے کہا اے صاحبو اب تو شراب سے انکار نہ کرو مئی اور دانی

جو جہان جس حال مین ہون ظاہر ہی سہیل خان نے کہا میرا حال پوشیدہ سمجھتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو اندھا ہوگیا فرجہ عیار نے کہا اب بھی برہ نہین جاتی اب مجھ مین تجھ مین کچھ فرق نہین ہی سہیل نے کہا تو سمجھتا ہی کہ اب مین رہا ہونگا جو تو مجھے اسطرح بہکاتا ہی باتین کرتا ہی فرجہ عیار نے کہا اسمین تو شک سمجھتا ہی بس اب زندگی سے ہاتھ دہو اور آمادہ مرگ ہو سہیل خان خاموش ہو رہا غضنفر نے دین اسلام قبول کرنے کو کہا اُسنے انکار کیا پھر فرجہ عیار سے کہا اُسنے بھی انکار کیا اور کہا کہ جب سہیل خان نے دین اسلام قبول نہ کیا تو مین کس طرح قبول کر سکتا ہون میرا اُسکا ساتھ ہی غضنفر نے کہا سہیل خان کے ساتھ تو کیون اپنی جان کو ضایع کرتا ہی تیرے طرز گفتار سے معلوم ہوتا ہی کہ تو راہ راست کو قبول کریگا اُسنے کہا اے غضنفر یہ ہرگز خیال نہ کرنا مجکو پیشتر سے معلوم تھا کہ مجکو قبول اسلام کی تکلیف دی جائیگی اور مین ہرگز قبول نہ کرونگا لامحالہ ہلاک کیا جاؤنگا اسیوجہ سے مین نے سہیل خان سے کہا اب ہم تم دونون ہلاک ہو جائینگے غضنفر نے مجبوری حکم دیا کہ ان دونون کو تیرباران کرو چنانچہ اُن دونون کو تا کمر زمین مین بند کیا غضنفر نے کہا اے فرجہ عیار اب بھی خیریت ہی کہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے اُسنے پھر جواب صاف دیا فورا ایک تیر غضنفر نے فرجہ عیار کے سینہ پر مارا پھر تمام سردارون نے اپنی اپنی کمان سے تیر مارے حتے کہ سہیل خان اور فرجہ عیار دونون تیرباران کیے گئے سامان عروسی شروع ہوا تمام محل والوان فرش شیشہ وآلات وغیرہ سے آراستہ کیے گئے انواع اقسام کے کھانے پکے اور سردارون کی دعوت ہوئی باقی اہتمام وانتظام کا بیان جو ہے قصہ خوان خلاصہ یہ کہ سر شام سے یہ ہنگامہ رقص ونوا گرم ہوا لولیان شوخ وشنگ ومطربان خوش آہنگ نے طرح طرح کی غزلین گائین پر غضنفر کی فرمایش سے یہ غزل اسطرح گائی گئی غزل

نگہبان ہر رقیب کو کیا ہی اپنے خرمن کا
تو مانع دشمن ہوجائیگی زیادہ قتل کرتی ہی
لگا تھا دو ہاتھ ستمین میری باگ کشن
کیا قتل اُسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
قدم بارہا دیا ہی دوڑ سے قاتل کے توسن کا
رہ جلا دنگا ہون بس مین تیرے رہنما مین

مجھے مقصود دل پردہ دری ہی اپنی شیون
تم شمشیر معشوقہ کہی تو زیادہ ہی گردن کا
سبک عضو کا احسان کھینچا ہی داغ پیشانی
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
حبیب بیمروت سے یہ عرض حال ناحاصل
نظر آتا ہی چشم شعر ہر چشم روزن کا

تصور ہر نفس ہو مین تیرا اپنی صدہ روشن کا
گریبان بہار کرتا ہون نہین پیوند دامن
گرایا دل نے بیجا کرکے قعر زنخدان مین
نشان ملتا ہی زرد پیچ ہم سے کب رسوزن کا
چمن کا عالم آتا ہی نظر گنج شہیدان مین
نہ تجھسے نفع ہرگز کو ملتا کچھ سرو دامن کا
فروغ ظاہری کو داغ روشن سمجھے ہین

چراغ مادہ ای آتش ہو محفل روشن کا یکایک صبح کی توپ دن سے چلی ادہر نوبت سے نقارہ پر چوب پڑی ارباب نشاط ایک گوشے مین جا بیٹھے قاضی آئے دختر شہرزاد کا عقد غضنفر کے ساتھ پڑھا گیا مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی نوکرون کو انعام تقسیم ہوا سب اپنے اپنے مقام قیام پر گئے اس عرصہ مین عمر ثانی ہو گیا جہان یہ ہنگامہ عروسی دیکھ کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ غضنفر کی شادی دختر شہرزاد سے ہوئی ہی غضنفر کے پاس ہو گیا عقابین اور خورد بچہ وغیرہ اور اور شاہزادہ بدیع الملک کا حال بیان کیا خط شاہ سعد یہ غضنفر کو دیا جب وہ خط پڑھا گیا اگرچہ وہ ہنگامہ عروسی تھا مگر تمام حاضرین نے اپنے اپنے گریبان چاک کیے دونون ہاتھون سے سر پیٹا

اور شور گریہ وزاری بلند ہوا حتی کہ ایک کی دوسرے کو خبر نہ رہی چند ساعت کے بعد جب افاقہ ہوا آپس میں مشورہ شروع ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے کسی نے کہا پہلے اس ظلم و ستم کی خبر لینا چاہیئے جو شاہزادہ بدیع الملک پر ہوا ہے بعدہ عقابین تک پہنچین گے کسی نے کہا یہ بات درست نہین ہے بلکہ پیشتر عقابین کی خبر لینا چاہیئے ہر چند کہ مجکو شک ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک ہلاک نہین کیا گیا ہے ممکن ہے کہ کفار نے سحر و افسون سے کام لیا ہو تاہم عقابین کا کام مقدم ہے اگر خدا نا کردہ شاہزادہ ہلاک ہو گیا تو زندہ کی خبر لیجا دیگی اور اگر میرے خیال کے موافق زندہ ہے تو بعد کو بھی اسکا تدارک ہو سکتا ہے غرضکہ راے آخر مقرر ہوئی لشکر کو کمر بندی کا حکم ہوا تمام سردار مسلح و مکمل مرکبون پر سوار ہو کے روانہ ہوے عمر ثانی وہان سے روانہ ہوا جس ملک مین پہونچتا تھا وہان کے والی کو نامہ دیتا تھا اور فوراً دوسری طرف روانہ ہوتا تھا حتے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کے لشکر مین پہونچا اور احوال بدیع الملک کا امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا حمزہ ثانی بدیع الزمان اور بدیع الملک کی خبر سن کے از خود رفتہ ہو گئے اور کہا اے خواجہ یہ کیا خبر بد تمنے سنائی پھر سینہ و سر پیٹ کے زار و قطار رونا شروع کیا خواجہ نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون اور مقامات مین بھی جانا ہے چنانچہ یہ اس طرف روانہ ہوا خواجہ کے جانے کے بعد شاہزادہ بدیع الزمان بھی معروف کو ساتھ لیکے خاور کے جانب روانہ ہوے

اب داستان ندرت توامان نورالدہر مین خامہ فرسا کی جاتی ہے

گل کو جب یکبار تیری تصویر کا دھوکا ہوا
دیدہ ٔ تر کو دامنی سے ابر کا دھوکا ہوا
ہم جو بے کاکل ز گلشن کاشی رہ گئے
دیکھکر سنبل کو زنجیر کا دھوکا ہوا
سنگ ایسا لب مجکو ساقی کے حضور
اب جو ہر مجکو جوے شیر کا دھوکا ہوا
مانعت ہم تجھے ترا رخسار تابان چاند کو
دود آہ و نالہ شبگیر کا دھوکا ہوا

بولی جب بلبل تری تقریر کا دھوکا ہوا
ہون وہ بیخود جان بات جب ... [illegible]
شاخ گل پر خون بھری شمشیر کا دھوکا ہوا
مر گیا وہ نوجوان مین پیچھے دیا
جام زہر مجکو جام شیر کا دھوکا ہوا
سانپ دیکھی تیری صورت اپنی صورت دیکھکر
چاندنی دیکھی تری تنویر کا دھوکا ہوا
جا بجا دیکھین جو نہرین اشک تاشخ کی روان

دیکھیان انکو کہتے ہین کہ مرعول شکل
تاک صحرا بجھے آسیر کا دھوکا ہوا
ہجا گئے ہم بادہ تری بعد کو زندان جاکر
ایک دن لوگون کو ... تیر کا دھوکا ہوا
تیر مین آلودہ خون گل مین شکل کو کن
ہینہ پر صفحہ التصویر کا دھوکا ہوا
مین نے دیکھی رات بدلی مین بجلی کی چمک
کوچہ محبوب پر شمشیر کا دھوکا ہوا

راویان اخبار صداقت کار و ناقلان آثار شیرین گفتار کا اظہار ہے کہ جب شاہزادہ نورالدہر کی کشتیان طمہاے بحر زخار کے مدمون کی متحمل ہو کے کنارے پر جا پہنچین دریافت کیا کہ یہ کون سرزمین ہے لوگون نے کہا اسکو دیار مغرب کہتے ہین نورالدہر نے پوچھا دیار مغرب کے حالات کی بھی کسی کو خبر ہے سب نے عرض کیا اس سرزمین مین داراب بن اسکندر رہیکلان ظاہر ہوا ہے کشور اد تمام ایک شہر نہایت زبردست ہے اُسنے تمام مسجدون اور خانقاہون کو مسمار کیا کفر و ضلالت کو رواج دیا اب سنا ہے کہ تمام ملک مغرب کو مسخر کر لیا ہے اب ارادہ اندلس کی جانب گیا ہوا ہے اور مصمم ارادہ کیے ہوے ہے کہ کرب اور نادر اسد دختر امیر اور معروف اندلسی کے مال و اسباب پر دست غارت دراز کرے نورالدہر بہت برہم ہوے اور مردمان ہمراہی کو اسی وقت روانگی

کو حکم دیا اور خود بھی روانہ ہوا اور منزل راہ طے کرتا چلا جاتا تھا محبوب خان اجوپ خان سنش کرزی کا
بیٹا جسنے اپنے باپ سے فن سپاہگری کو خوب حاصل کیا تھا ہنگام کارزار ایک سو پچاس من کا گرز پھینکتا تھا اور
محبوب خان کی طرح اسنے بھی چالیس گھوڑ دون کو اپنی مرضی کے موافق سکھایا تھا جسنے جو نورالدہر کی
آمد کی خبر سنی آیا اور نورالدہر کی ملازمت حاصل کی کشواد کے بیداد کا حال بیان کیا اور عرض کی
کہ غلام کے پاس صرف چالیس سوار ہیں امیدوار ہوں کہ پہلے کشواد کے قلعہ کو تسخیر کر لیا جاوے
بعدہ اختیار ہے نورالدہر نے قبول کیا اور ساتھی اسکندریہ کے جانب کوچ کیا جب ملک مغرب میں
یہ خبر مشہور ہوئی کہ نورالدہر یہاں آگیا تمام اہل مغرب بہت حیران ہوئے اب نورالدہر کو تلاش
کشوادیون کی ہوئی جو کشوادی جہان ملا اسکو وہیں ہلاک کیا اور اگر دین اسلام اختیار کر لیا فوراً
جان بخشی بتکدون کو منہدم کر دیا لوگ کشواد کے خوف سے بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے
نورالدہر کی خبر سنکے جوق جوق گروہ گروہ آنا شروع ہوئے لشکر اسلام میں آکے پناہ لی اہل اسکندریہ
کو یہ خبر پہنچی سب خائف ہوئے وجہ یہ تھی کہ تمام اہل اسکندریہ نورالدہر کو پہچانتے تھے
راوی کہتا ہے کہ ملک اسکندریہ میں کشواد کے جانب سے ایک حاکم ہو گشتاسپ نام نہایت زبردست
شہزور یکایک ہرکارہ نے آکے اسکو خبر دی کہ نورالدہر بہت فوج و لشکر اسطرف کا عازم ہے بلکہ عنقریب یہان
پہنچا چاہتا ہے بہتر بت پرستون کو اسنے مسلمان کیا بڑے بڑے ملکون کو مسخر کرکے وہان کے مال و
دولت پر دست غارت دراز کیا اطلاعاً عرض کیا جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا جاوے گشتاسپ
بھی اس خبر کو سنکے گھبرا گیا اسی حالت اضطراب میں فوراً قلعہ بندی کا حکم دیا اور جنگ کی تیاری
شروع ہوئی ارکین سلطنت کو بلایا رائے لی کہ نورالدہر سے جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم کیا جاوے
یا کسی طرح کے مصالحہ کی درخواست کرنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق یہ رائے دی کہ نورالدہر ایک
مرد جابر و جری ہے اُسکے مقابلہ میں کل عموماً مجبور ہیں ہان دو تین حکمران خود مختار مجتمع ہوکے اُس سے
مقابلہ کریں تو مضائقہ نہیں ایک کی کمک پر دوسرا ہوگا چنانچہ گشتاسپ نے اُسیوقت کشواد شاہ
کو اس مضمون کا نامہ لکھا بعد صفات لات و منات و تعریف بت بزرگ عالی ذات و صاحب کرامات واضح
و لائح ہو کہ فی الحال مسلمانون کا غلبہ ہے بت پرستون کے دشمن جان ہیں چنانچہ نورالدہر نام ایک سردار
سوز لشکر اسلام کا آیا ہوا ہے عنقریب بت پرستون پر یورش کریگا اگر غفلت کیجاویگی خداوند بت بزرگ
کی پرستش کرنے والے نام کو باقی نہیں رہینگے اطلاعاً لکھا گیا اب جو کچھ حکم صادر ہو اسکی تعمیل کی جاوے
اور ایک قاصد تیز رو کو نامہ دیکے روانہ کیا اور تاکید کہدیا کہ جلد اسکا جواب لا قاصد اس خط کو لیکے
اُس طرف روانہ ہوا یہان لشکر اسلام قریب آپہونچا خیمے برپا ہوئے نورالدہر لشکر اسلام سے
علیحدہ ایک مقام بلند پر آکے قیام کیا کفار دور سے نورالدہر کو دیکھتے تھے اور سہمے جاتے تھے
کوئی کہتا تھا دیکھیے اب کیا آفت آتی ہے یہ جوان بلا وجہ مقام بلند پر نہیں آیا کوئی کہتا تھا خداوند بت بزرگ
جلد قاصد کو کشواد تک پہونچاوے اور وہ بادشاہ کو مع فوج و لشکر ہمراہ لاوے یکایک نورالدہر نے
نعرہ مارا کہ اے گشتاسپ اگر تو اپنی جان کی امان چاہتا ہے بلا تکلف و تردد قلعہ کو خالی کر دے اور ہماری
اطاعت اختیار کر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ پھر تجھسے کسی طرح کا تعرض نہیں کرینگے مگر اہل اسلام کی ہلاکت

سے بھی دست بردار ہو جاؤ ورنہ تو یقین سمجھو کہ ایسی حالت خراب سے ہلاک کیے جاؤ گے کہ جانوران صحرائی تمہارے
حال پر گریہ وزاری کرینگے اور پھر کوئی لکھ چارہ جوئی کارگر نہوگی آیندہ تو دانی و کار تو گشتاسپ نورالدہر
کی اس تقریر کو سن کے بہت متفکر ہوا ارا کین حکومت سے اس بارہ میں رائے لی کہ کیا جواب دینا
چاہیے سب نے کہا خداوند نعمت قلعہ بند ہیں اور یہ جوان خدا پرست کیا کر سکتا ہے زیادہ بریں نیست
قلعہ پر حملہ کریگا پھر کیا ہوگا ہم بھی یہاں سے تیر و تفنگ سے کام لینگے حتے کہ کشواد شاہ کی کمک پہنچ جائیگی
گشتاسپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی بالائے قلعہ سے یہ جواب دیا کہ اے نورالدہر یہ کیا کلمات بے معنی
زبان پر جاری کرتے ہو خداوند لات ومنات کی ایسی بندگی کرنے والے ہم لوگ نہیں ہیں
کہ تمہارے خائف کرنے سے ہم انکی بندگی سے قطع نظر کریں گے تجھے جو کچھ ہوسکے ہرگز کوتاہی
نہ کرو تم نہیں جانتے ہو حقیقت امر یہ ہے کہ میں ایک خاص وجہ سے مجبور ہوں ورنہ قسم ہے
لات اعلی ومنات معلے کی قلعہ سے باہر آکے ایسی قدرت نمائی کرتا کہ تم ہمیشہ یاد کرتے کہ مزا لے
معقول انکا کام ہوا درحقیقت اس بیان تم عنقریب دیکھ لوگے میں نے اپنے حاکم کو عرضداشت
بھیجی ہے پس وہ خود مع فوج ولشکر آتا ہوگا اور تمکو سزا دیگا یا میرے واسطے کوئی حکم مناسب بھیجے گا میں
خود تمہاری گوشمالی کو مستعد ہونگا نورالدہر نے جواب دیا کہ اگر تو اپنے حاکم کا انتظار کرنا چاہتا ہے تو
میں بھی تجھے امحال تجکو جنگ کے واسطے مجبور نہیں کرتا آج میں تجکو مہلت دیتا ہوں انشاء اللہ الرحمن
کل تیری طاقت کو دیکھونگا تو اپنی قدرت نمائی کریگا میں تیرے کردار کی سزا سے معقول دونگا یہی
گو یہی میدان ہے جسکو عذر ہو وے اس تقریر کے بعد نورالدہر اپنے مقام قیام پر چلا آیا اور سرداران
ہمراہی سے کہا یاد رکھو کل جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا کفار کو آج ہمنے مہلت دی سب نے کہا خبر فردا دیدہ می باید
و مگر تمام شب جنگ کی تیاری رہی یکایک سے دلیل زن زل زد بہ حسن اور بہیں بہ بن و دین و دین او
اسطرف کفار کو خبر ہوئی انھوں نے بھی قلعہ میں نقارہ جنگ بجوایا جب صبح ہوئی غازیان اسلام تلواریں
علم کرکے اپنے مقام سے بڑھے شہر میں پہنچے تمام رعایاے شہر منتشر الحواس ہوکے بھاگے کسی کو اپنے
دست وپا کی خبر نہ تھی جا بجا خندقیں واقع تھیں انمیں سب کو مرہانے گرز سے مسمار کیا اب یہ نوبت ہے
کہ کفار بالائے قلعہ سے تیروں کا مینہ برسا رہے ہیں خود محفوظ ہیں حامیان اسلام کثرت سے زخمی
ہو رہے ہیں کوئی پناہ نہیں نورالدہر نے کہا اے دلاوران اسوقت کوئی ایسی تدبیر عمل میں لاؤ کہ قلعہ
میں پہنچ جائیں ورنہ ہم سب ہلاک ہو جائیں گے سرداران فوج نے جواب دیا کہ یہ وقت کسی طرح
کی تدبیر کا نہیں ہے البتہ دروازہ قلعہ پر پہنچ کے کسی طرح اسکو توڑنا چاہیے چنانچہ وہ سب دروازے
پر پہنچے حربہاے عمود وغیرہ سے اسے توڑا اور قلعہ میں داخل ہوئے لڑکر چلے قلعہ میں شاہزادہ داخل
ہوا اسکے عقب سر غازیان اسلام ودلاوران نیک انجام پہنچے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی گشتاسپ
نے مقابلہ کیا اب تو وہ ہنگامہ کشت وخون گرم ہوا کہ پناہ بخدا نعرات خدا گیر و بزن کی آواز بلند تھی تمام
قلعہ کثرت زخم سے لالہ زار ہو رہا تھا ہر طرف خون سے دریا بہ رہا تھا کشتوں کے پشتے سروں کے
انبار تھے نتیجہ اس ہنگامہ کا یہ ہوا کہ گشتاسپ ہلاک ہوا اہل قلعہ نے فرار پر قرار لیا بعضوں نے
سے اطاعت اختیار کی بعضے گرفتار کیے گئے شاہزادے نے حکم دیا کہ جو شخص اسلام

قبول کرے اسکو رہا کرو وورنہ فوراً قتل کیا جاوے طول عمل کی کچھ ضرورت نہیں الغرض جنانچہ بقیہ
مردمان قلعہ نے دین اسلام قبول کیا اب غازیان اسلام شہر میں آئے اور دست غارت دراز کیا مگر
شاہزادہ نورالدہر نے پیشتر ہی حکم دیدیا تھا کہ منادی کردی تھی جس وقت جسنے کہا کہ دین اسلام
قبول کیا فوراً اسکے حال سے قطع نظر کی اسکی متعلق کرنہ نہیں جو بچے دوسری کشواد شاہ د ... تمام سب
کامال واسباب بیش قیمت شاہزادہ نورالدہر کے ہاتھ آیا میکدون کو جسم کیا بہت فاقوں کو مرغوب کیا
تمام ملک تصرف میں آیا بعد انتظام امور ضروری شہر اندلس کی جانب کوچ کیا اہل عماد کو اسیرو
دستگیر لشکر کے ہمراہ لیا اس طرف کشواد اندلس کی جانب روانہ ہوا جب حوالی اندلس میں پہنچا
اور ابوالماحسن کے نام نامہ لکھا اور ایک قاصد تیز رفتار کے ہاتھ روانہ کیا ابوالماحسن کو نامہ
کشواد کی خبر پہنچی ایلچی کو بلایا اور نہایت مہربانی سے پیش آیا یہ وہ وقت ہے کہ مجلس شراب و
کباب گرم ہے ابوالماحسن نے نامہ کو کھولا پڑھا لکھا تھا اول تعریف لات و منات دوم سخن
ضروری بحسب مناسبات آنکہ اے ابوالماحسن آگاہ ہو کہ خداوندیت بزرگ نے اپنے فضل
بے غایت و کرم بے نہایت سے مجکو اپنا نظر کردہ کیا ہے مجکو اختیار ہے کہ جس نفس جسکی نسبت جو کچھ
چاہوں حکم کردوں کسی کو مجال اعتراض نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ جب میں خداوند کا نظر کردہ ہوں جو کچھ میرا
حکم ہو وہ بعینہ خداوند کا حکم ہے اور خداوند کے حکم کے سب مطیع ہیں تو اس اعتبار سے سب میرے
مطیع ہیں اور اصل غرض خداوند کی میرے نظر کردہ کرنے سے یہ تھی کہ مذہب بت پرستی کو بخوبی
رواج دوں جو مسلمان برائے نام بھی باقی رہ گئے ہیں چنانچہ خداوند کی مرضی کے موافق ظہور میں آتا جاتا ہے مصرعہ
آنکہ عیانست چہ حاجت بہ بیانست - دیکھو میری شان و شوکت کو سنو الحال ہماری یہ مرضی ہے کہ شہر
اندلس و ملکہ زبیدہ ملکہ اسد کو میرے حوالے کر دو ورنہ اس عدول حکمی کا نتیجہ بد دیکھوگے
میں سچ کہتا ہوں کہ اگر مجکو غصہ آجاوے گا تو غضب ہو جاوے گا اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر
نہوگی جب ابوالماحسن کو اس مضمون کا نامہ پہونچا بہت برہم ہوا فوراً چاک کر ڈالا اور ایلچی سے کہا
جلد یہاں سے چلا جا اسکو یہ حرکت ابوالماحسن کی بہت ناگوار ہوئی اور کہا اے ابوالماحسن
تعجب ہے کہ تو نے کشواد شاہ ایسے نظر کردہ خداوند کے نامہ کو چاک کر ڈالا اور اسکا جواب
کچھ نہ دیا اور مزید براں تو مجھے کہتا ہے کہ تو یہاں سے چلا جا تو نہیں جانتا کہ کشواد خداوند کا
کیسا نظر کردہ ہے اور کیسے کیسے اختیار اسکو حاصل ہیں ابوالماحسن نے کہا او مردود تو کیا بکتا ہے
کشواد نہیں معلوم کس مرتبہ کا سگ خارشتی ہے ایلچی نے نعرہ مارا کہ اے ابوالماحسن خداوند
کشواد کی خدمت میں یہ گستاخی کرتا ہے اور عجب کلمے ناقابل زبان پر جاری کرتا ہے کہ آج
کے سوا کبھی اسکی نسبت ایسے کلمے نہیں سنے ہیں معلوم ہوا کہ تو اپنے اوپر غضب خداوندی
نازل کرنا چاہتا ہے ابوالماحسن نے کہا او ملعون دور ہو یہاں سے نہیں تجکو زندہ جانا یہاں
سے دشوار ہو جاوے گا اسنے کہا اے ابوالماحسن جب خداوند کشواد کی ایسی تذلیل ہوگی
تو میں بھی اپنی جان کی حقیقت نہیں سمجھتا ہوں جب اس طرح کی تقریر ایلچی کی
ابوالماحسن نے سنی جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس مردود کے کان اور ناک کاٹ

کے یہان سے نکال دے چنانچہ فوراً اُسکے تعمیل حکم کی جلاد نے گوش و بینی بریدہ وہان سے اُسکو
نکال دیا ابو المحاسن وہان سے محل مین آیا ملکہ سے اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا طرفہ یہ امر ہے کہ
وہ ایلچی نہین معلوم اپنے کو اور کشواد کو کیا سمجھتا ہے مین ہرگز اُسکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاتا اسواسطے
کہ ایلچی کو کسی جا صدمہ نہین پہونچایا جاتا لیکن کیا کرون اُس مردود نے ایسے کلمات ناشائستہ زبان پر
جاری کیے کہ مین اُسکو سزا دینے کے واسطے مجبور ہوگیا جان سے تو نہین مارا البتہ گوش و بینی بریدہ
یہان سے نکال دیا ملکہ نے کہا اے ابو المحاسن اگر تمھاری راے ہو تو مین نقاب پوش ہوکے
باہر نکلون اور کشواد کو اُسکے کردار کی سزا دون مین بھی دختر امیر ہون میری مادر گرامی
سے بیشتر کارہاے نمایان ظہور مین آئے ہین اگرچہ مین عورت ذات ہون لیکن ہمت درست
رکھتی ہون ابو المحاسن نے منع کیا اور کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم لوگون کی موجودگی مین تم
ایسے عالی منزلت دست و پا کو تکلیف دو کچھ دیکھ اُسکا بندوبست کر دیا جاویگا مین نے صرف
بغرض اطلاع دہی اس واقعہ کو بیان کیا نہ اس غرض سے کہ تم عورت ذات اُسکی سزا دہی کو
مستعد ہو جاؤ ملکہ خاموش ہو رہی ابو المحاسن محل سے باہر آیا بزرگان اندلس کو جمع کیا اور کہا
فی الحال مجکو یہ دغدغہ ہے کہ کشواد بر سر فساد ہے اُسکا ایلچی آیا تھا خط لایا تھا مضمون خط سے
میری طبیعت مین اشتعال پیدا ہوا مزید بران ایلچی نے بیہودگی کی جسکے سبب سے اُسکے گوش و
بینی کی قطع بریدگی کی گئی اب تم لوگون کی کیا راے ہے کس طرح فیصلہ کیا جاوے یا جنگ و حرب
کے واسطے مستعد رہنا چاہیے ان سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ کشواد ہے تو کیا ہے اور کوئی ہوتا تو
کیا ہوتا حکومت و مملکت کا قصد بغیر حرب و ضرب کے متقبل نہین ہوتا ہم سب جان نثار
حاضر ہین جبتک جان مین جان ہے رفاقت سے کبھی نظر نہین کرینگے ہان جس وقت بیجان
ہو جائینگے مجبوری ہے اُس وقت بادشاہ کو جو کچھ مناسب معلوم ہو عمل مین لائے اُن لوگون
کے اس طرح کے کلمات رفاقت سے ابو المحاسن بہت خوش ہوا اب اُس طرف کا حال
سنیے کہ جب وہ ایلچی گوش و بینی بریدہ کشواد کے پاس پہونچا پس کشواد شاہ یہ حالت دیکھکے
از سرتا پا غضب ہو گیا اور ایلچی کی طرف سے آنکھ شعلہ بار ہوا اور کہا تیرا کیا حال ہے ایلچی نے
حقیقت گذشتہ بیان کی جب تو پھر کشواد شاہ نے کہا تجھسے کچھ نہو سکا جو یہ صورت یہان
تک پہونچا تو نے میری تذلیل کی اگر مین تجکو اپنا ہیچ کارہ سمجھتا تو ہرگز یہ خدمت تیرے
حوالے نہ کرتا ایلچی نے جواب دیا میرا کیا قصور ہے مین ایک تن و تنہا وہان سیکڑون بلکہ ہزارون
کشواد نے کہا تو نے ایسی حالت مین زیادہ گوئی کیون کی اُسنے کہا کیا خوب خداوندی
شان مین کلمات نازیبا کوئی کہے اور اُسکا جواب نہ دیا جاوے یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کشواد نے کہا خیر دیدہ می باید اور اُسی جوش مین آکے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو
یورش کی اور کمال شجاعت خوارق مین ہو سکتا اہل اسلام نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گئے اُسوقت
کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی بجز اسکے کہ جانب آسمان دونون ہاتھ بلند کیے اور درگاہ قاضی الحاجات
مین اس طرح مناجات کی کہ اے کس بیکسان و اے دستگیر افتادگان تو ہر وقت اپنے بندے کا

حامی و مددگار ہی واسطے اپنی قدرت و جلال کا اس وقت میں ہماری مددگاری کرے ۵ نداریم غیر از
تو فریادرس ہو بیکایک کشواد کی جانب سے ایک قاصد آیا اور پگڑی سے خط نکال کے
کشواد کو دیا کشواد نے سر نامہ چاک کیا خط کھول کے پڑھا زانو پر ہاتھ مارا اور نفس سرد بھر کے
کہا دیکھیے خداوند بت برنگ کی مشیت میں کیا گذرا ہی حقیقت اسکی یہ ہی کہ گشتاسپ نے
اُس نامہ میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی یورش ہی چنانچہ شاہزادہ نورالدہر اسکندریہ میں پہونچا اور
ہنگامہ جنگ کرتا ہی کشت و خون پر آمادہ ہی نام و ناموس کا مقدمہ درمیان ہی اس نامہ گشتاسپ کو
از اوّل تا آخر پڑھ کے اپنے خیرخواہوں کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اسباب کو بار کر وہاں سے اُٹھ
میں جانا چاہتا ہوں لوگوں نے منع کیا کہ ایک ہنگامہ آرائی درپیش ہی اسکو فیصل کر کے جانا
مناسب ہی نہ یہ کہ اس سے قطع نظر کر کے دوسری مہم کی خبر لیجیے وے کشواد برہم ہوا اور کہا
تم سب بے وقوف ہو ہماری رائے میں تمکو کیا دخل ہی انچہ رائے مو سے ادہم او سے لے
سپہ اہل اسلام کو جو اس روانگی کی خبر پہونچی سب کو حیرت ہوئی ابوالماحسن کے عیار لشکر کفار
میں گئے اور خبر لائے کہ کشواد جانب اسکندریہ روانہ ہو کہ گشتاسپ نے نہیں معلوم کس
مضمون کا نامہ لکھا ہی جسکے دیکھنے سے کشواد مضطرانہ اس طرف چلدیا ابوالماحسن اس واقعہ کو
تحقیق کر کے مسلح و مکمل ہوا اور مردان اندلس کو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا اور لشکر کشوادی
سے جنگ مغلوبہ شروع کی پہلے تو کفار نے بہت جرأت و شجاعت دکھائی جلوا ان نامور
ذو قوی بازوان آزور مقابل طلب ہوئے اس طرف سے بھی اُنکے مرد مقابل گئے جنگ نیزہ
و شمشیر و زور دست و بازو کا ہنگامہ گرم غالب و مغلوب ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ فوج کشواد
پسپا ہوئی ابوالماحسن نے فتح پائی مال و اسباب تحت و تصرف میں آیا اور قلعہ میں آکے
قیام کیا جب ملکہ کو اس واقعہ کی خبر پہونچی بہت خوش ہوئی اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا
اُس طرف کشواد بھاگوں بھاگ چلا جاتا تھا اثنا سے راہ میں شاہزادہ نورالدہر کے لشکر
سے ملاقات ہوئی گشتاسپ کی ہلاکت کی خبر پہونچی بہت رویا اور شب کو طبل جنگ بجوایا
صبح کو دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہوئے اور شاہزادہ نورالدہر نے اسلحہ کا
صندوق طلب کیا اول نرمی بدن کی غرض سے ہفت پیراہن پہنا خفتان گوہر نگار
حضرت سلیمان علیہ السلام بالاے زرہ پہنا کمر میں خنجر جمشید و ترکش زرکمان و شمشیر
سلیمان علیہ السلام کو درست کر کے لگایا بازو سے دلاور کا خود سر پر رکھا سہراب یل
کا چار آئینہ لگایا سپر مہر فتح پشت پر لگائی گاؤ سر قرپوس میں لگا کے میدان کی طرف راہی ہوا
اُس طرف سے کشواد بڑھا اور رد و بدل شروع ہوئی دونوں طرف کے لشکر بغور تماشا دیکھنے
لگے تا دیر حرب و ضرب گرز و نیزہ و شمشیر کے بعد دور دست و بازو کی نوبت پہونچی آخر الامر
کشواد کو شاہزادہ نورالدہر نے گرفتہ و بستہ کر لیا لشکر کشوادی ترغیب پا کے فراری
ہوا اُنکا مال و اسباب غازیان اسلام کے ہاتھ آیا شاہزادہ نورالدہر نے کشواد سے کہا کیا
ارادہ ہی اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو اگرچہ تجھے اسی وقت رہا نہ کر دوں گا البتہ

عذاب جان گرفتاری مین مخلصی ہو جائیگی درصورت خلاف تیرا زندہ رہنا دشوار ہی کشواد نے اسوقت تجھ جواب نہ دیا چند لمحہ تک
نور الدہر نے انتظار جواب کیا جب یہ کہا کہ کچھ جواب نہین دیتا ہی پھر زندان مین بھیج دیا اور کہا کل پھر اسکی نسبت حکم مناسب دیا جائیگا

اقبال زرخ بخش نظام رقیم ہو
تاج شہان پہ سایۂ بال ہما ہوا
ہنر کی بچکیون مین ہر اکسیر کا اثر
دارا کا صبح سے تجھی تیا مین طلوع تھا
دم بھر مین جم کے تخت کو برباد کر دیا

اقبال بخش فصل خدا کریم ہو
دی سکا نظر مین ید بیضا نار ہا
ہر مین الٹا تھا ہر اگر طلب بیچے
بیٹی ہوا مین بچہ شرار خلیل تھا
شمعی مین فانوس کا سایہ ہو تو ہر ایک گہر
بلبل سے نوحی مین ہمت کل کا بر زبر
در شام جیسے لیل تو مہ سنہری تھا
سا گنہ گمان تھا وہ گمان ہوا
ان باپ ان کے بچے کو شہداد کر دیا
جنکی نہ کچھ خطا تھی نہ اسکا سوا

ردیف کو یوسف مصری سیم ہو
ذرہ کو خون سے کام مین پوار دہا
جسنے کچھ لیا تو ملے سلاطین کیے
گر بست ذرا تو خون نور وہ دلیل تھا
طلبی جو صدف مین جانتے ہی قطرہ ہو گہر
ساقی جیل کی جا تکا سا آئی سپہر
زمین کا زار فریدون خراج تھا
اہل جہان مین وہ ایک شعلہ جہان تھا
قمری کو قید سرو کو آزاد کر دیا
نا اہل اس مقام مین ہیچ ہیں

اعداد کے رفع شر کو عصائے کلیم ہو
وہ پشت دی تو تخت نشینوں کو [illegible]
عشوق سے کہتا تبسم زر تری شکر
کیا قیام اسکو بکل جانا [illegible]
خسرو سے کیا اسے آزاد کر دیا

حاکی رہین بھائی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی خاور مین عقابین پر بھیجے گئے ہین خواجہ عمر ثانی
تمام عالم کے سلاطین کو اس اطلاع کے نامہ پہونچا رہا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو نامہ دیکے
بجستان کی مین پہونچا اور وہان کے حاکمان ذی اقتدار کو نامے دیکے روم کی جانب متوجہ ہوا پہلے
حلب مین آیا اس زمانہ مین عبد الجبار اور عبد القہار دو بھائی وہان کے حکمران تھے
دونون آپس مین اس بات کا بیشتر ذکر کیا کرتے تھے امیر حمزۂ صاحبقران والا قدر کی نسبت
انواع اقسام کے اخبار گوش زد ہو رہے ہین نہین معلوم اصل حقیقت اسکی کیا ہی چند جاسوسون کو
اس طرف بھیجا بھی لیکن ابتک مفصل کیفیت نہ معلوم ہوئی اب جو عمر ثانی پہونچا اور عبد الجبار
کو خبر پہونچی کہ عیار طرار امیر حمزۂ صاحبقران روزگار وارد سرزمین روم ہوا ہی کمال
مشتاق ملاقات ہوئے تا اینکہ اپنے دربار مین بلایا امیر حمزۂ صاحبقران کی خبر پوچھی
عمر ثانی نے کہا یہ خادم خاص اس خبر کو پہونچانے آیا ہی عبد الجبار گھبرا گیا اور کہا جلد بیان کر
کیا خبر ہی عمر ثانی نے کہا خلاصہ یہ ہی کہ جناب امیر حمزۂ صاحبقران کفار کے دست ظلم سے
خاور مین مقید ہی نہین ہین بلکہ عقابین پر کھینچ دیے گئے چنانچہ یہ نامہ بھی صداقت کے واسطے
میرے پاس موجود ہی یہ کہکے عبد الجبار کو نامہ دیا اور کہا مین اب زیادہ توقف نہین کر سکتا جو
کچھ حال ہی اس نامے سے معلوم ہو جائے گا عبد الجبار نے کہا توقف کر میرا بھائی عبد القہار
بھی آتا ہوگا اس سے بھی ملاقات کر لے خواجہ عمر ثانی نے کہا عبد القہار تیرے بھائی کے
نام کا کوئی نامہ میرے پاس نہین ہی صرف یہ نامہ شاہ عبد القہار کے واسطے بھی کافی ہی
اگر وہ جرأت رکھتے ہونگے تو صرف اطلاع کافی ہی اپنے امکان تک جناب حمزہ ثانی کی حمایت
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین گے یہ کہکے خواجہ عمر ثانی وہان سے رخصت ہوا بعد طی
مراحل و قطع منازل سخت و دشوار گذار شاہ آباد مین پہونچا عاد زندین کمر کو نامہ دیا اور

زبانی بھی جو کچھ کہنا تھا فلاصہ کہکے وہان سے روانہ ہوا ب شہر اسکندریہ مین آیا اور وہان کے حاکم
اسکندر ثانی کو نامہ دیا اور زبانی چند باتین بیان کرکے وہان سے ہانپتا ہوا پسینے مین غرق
از سر تا پا آلودہ گرد و غبار قیصوانیہ مین آیا نعماے بن قیصر کو خبر ہوئی وہ ایسا مشتاق ملاقات تھا
کہ ہنوز خواجہ عمر ثانی راہ مین تھا کہ نعماے شاہ اُسکے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام اپنے مقام
تمام پہ لایا اور کہا ای خواجہ عمر ثانی تیرے حواس مختل معلوم ہوتے ہین سچ کہہ کیا تردد لاحق حال ہی
اور کیا خبر تازہ رکھتا ہی خواجہ عمر ثانی نے کہا ای نعماے شاہ اصل حقیقت یہ ہی کہ مین ایسا عدیم الفرصت
ہون کہ اگرچہ ایک خبر عجیب رکھتا ہون لیکن وقت نہین ہی جو بیان کرون صرف زبانی اسقدر بیان
کیے دیتا ہون کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو نفار نے بمکر و فریب گرفتار کرکے
عقابین پر کھینچ دیا ہی اور اس والا جاہ کی رہائی کی فکر بہت جلد چاہیے اور باقی حال اس نامہ سے
معلوم ہوگا یہ کہکے نامہ نعماے بن قیصر کو دیا اور رخصت ہو گیا اور وہان سے ملک یونان
مین آیا یہان پسر فریدون شاہ والی یونان کی بیٹی کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا خواجہ عمر ثانی
پسر فریدون شاہ کے پاس پہونچا پسر فریدون شاہ اگرچہ تقریب شادی مین مصروف
تھا لیکن خواجہ عمر ثانی کی صورت دیکھتے پرسان حال ہوا خواجہ عمر ثانی نے یہان بھی مختصر حال
کہکے نامہ دیا اور رخصت ہو جانب مصر مین پہونچا مقبول بن مقبل اور لیس عمران بن عزیز شاہ مصری
سے ملاقات کی نامہ دیا اور تھوڑی دیر تک دو دو باتین کین پھر رخصت چاہی اُنھون نے توقف
کو کہا خواجہ عمر ثانی کو موقع توقف کا کہان انکار کیا اور کہا مین ایک لمحہ توقف نہین کر سکتا میری
عجلت کا سبب زیادہ تر اس نامہ سے معلوم ہو جائے گا یہ کہکے روانہ ہوا مغرب کی راہ لی
اثناے راہ مین ایک پیر سفید ریش کو دیکھا کہ ایک دلق کہنہ اوڑھے ہوئے ایک درخت
سر بلند کے سایے مین بیٹھا تسبیح پڑھ رہا ہی خواجہ عمر ثانی کو تعجب ہوا کہ یہ پیر فرتوت اس
مقام تنہا مین کیون اگر عبادت خدا کرتا ہی تو کسی گوشہ مین بھی عبادت کر سکتا ہی سر راہ بیٹھنا
چہ معنی وارد غرضکہ قریب اُس بڈھے کے گیا اور سلام کیا بڈھے نے جواب سلام دیا اور پھر
اُسی طرح سر نگون ہو کے پڑھنے مین مصروف ہو گیا خواجہ عمر ثانی چند لمحہ تک اُسکی صورت دیکھا
کیا اور اس بات کا انتظار تھا کہ بعد فراغ تسبیح خوانی مجھسے ہمکلام ہوگا جب دیکھا کہ کسی طرح ہمکلام
نہین ہوتا کہا ای معظم ذات تھوڑی دیر اپنے پڑھنے کو موقوف کرو تو مین کچھ کہون اُس پیر مرد نے
انکار کا توقف کیا اور تسبیح تمام کرکے تسبیح کو دونون ہاتھون سے مالش دیکے دونون ہاتھ
سوے آسمان بلند کیے اور کچھ دعا کی اور خاک پر سجدہ کیا پھر خاک سے سر اُٹھا کے سنبھلکے
بیٹھا اور خواجہ عمر ثانی کی طرف متوجہ ہو کے کہا ہان بابا کیا کہتا ہی خواجہ عمر ثانی نے کہا کہنا یہ ہی
کہ شعر ۔ مردان خدا خدا نباشند ٭ لیکن ز خدا جدا نباشند ٭ تم ایک مرد مرتاض معلوم
ہوتے ہو میرا ایک مطلب دلی ہی امیدوار دعا ہون کیا عجب ہی کہ خداوند عالم تمھاری دعا کی
برکت سے میرا مطلب دل بر لائے اُس پیر مرد نے کہا بابا مردان خدا کا بڑا مرتبہ ہی مین ایک کتا
کا کتا ہون مین کیا اور میری دعا کیا البتہ اپنی مغفرت کے واسطے درگاہ باری تعالے مین

مناجات کیا کرتا ہوں شاید وہ غفار الذنوب میرے حال پر نظر رحمت فرمائے اور انجام بخیر ہو جائے میرے
کردار تو ایسے نہیں ہیں جن سے مغفرت کی امید ہو سکے ہاں وہ غفور رحیم و کریم ایسا ہی ہے اور خویشتن
گم اوست کرا رہبری کند اگر تو بھی اپنی مطلب برآری چاہتا ہے تو میری طرح تو بھی (میں ایک تسبیح
بتاتا ہوں اُسے پڑھ) آور درگاہ بے نیاز سے حاجت اپنی طلب کر واضح ہو کہ یہ پیر مرد وضع ایک
عیار طرار ہے کفار سرزمین خاور میں سے جب سرخیل کفار جناب امیر حمزہ صاحبقران روزگار کو
گرفتار کر چکے تو انکو خبر پہنچی کہ خواجہ عمر ثانی نام ایک عیار امیر حمزہ صاحبقران کا ہزار ہات
چالاک و کارگذار اور امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی فکر میں جا بجا اطراف و جوانب کے سلاطین کو
نامے پہونچانے گیا ہے اسکو گرفتار کر لینا ضرور ہے چنانچہ اس عیار پیر مرد وضع کو خواجہ عمر ثانی کی
گرفتاری کے واسطے بھیجا ہے وہ عیار مکار پیر مرد کی وضع سے مشابہ ہو کے یہاں بیٹھا ہوا ہے مطلب
اسکا یہ ہے کہ جب خواجہ عمر ثانی موافق فہمائش کے تسبیح و دعا سے فارغ ہو کے سجدے میں مصروف ہوں
تو اسوقت خواجہ عمر ثانی کو گرفتار کر لوں لیکن جب خواجہ عمر ثانی نے اس پیر سے اسطرح کے
کلمات انکساری سے بکمال منت کہا اے مقرب بارگاہ کبریا سرخیلان فقرا اگرچہ میں اس تسبیح کو پڑھ
سکتا ہوں مگر میں نے سنا ہے کہ مرد پیر و مرتاض کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے بالخصوص وہ دعا
جو غیر کے واسطے کی جاوے میری خوشی یہ ہے کہ تم دعا کرو کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی قید کفار سے
جلد نجات پا جاویں یہ سنکے وہ عیار پیر صورت [illegible] ہوا خواجہ عمر ثانی سے مصافحہ کیا اور
پوچھا تو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے خیر خواہوں سے ہے تیری ملاقات سے بہت خوش ہوا
میں نے بھی بہت کچھ اوصاف امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی نسبت سنے ہیں مگر اس حقیقت سے
میں ناواقف تھا کہ اس والا منزلت کو کفار بدکردار نے گرفتار کر لیا ہے اور جان کے خواہاں ہیں
تو اس عالی مرتبت سے کیا نسبت رکھتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا میں اس شہریار عالی وقار کا عیار
ہوں خواجہ عمر ثانی کا نام سن کے اس عیار مکار نے خواجہ عمر ثانی کے گلے میں دونوں ہاتھ
ڈال دیے اور پیشانی کے اوپر بوسہ لیتا تھا اور کہتا تھا خوشا حال میرا کہ امیر حمزہ صاحبقران عجم
کے عیار بکار گذار سے ملاقات حاصل ہوئی مصرع آنکہ میخواستم ز خدا شد میسرم مدت
مدت سے میں خواجہ عمر ثانی عیار کا نام سنتا تھا اور کمال مشتاق ملاقات تھا بارے آج خدا نے
میری امید پوری کی ہاں اے خواجہ عمر ثانی بیان کر کہ کیا سبب ہوا جو جناب امیر حمزہ صاحبقران
کفار کی قید میں مبتلا ہو گئے خواجہ عمر ثانی نے دست بستہ کہا حضرت مجھکو اسقدر طاقت نہیں ہے کہ اس
داستان کو بیان کروں جا بجا سلاطین کو نامے پہونچاتا ہوں عیار پیر مرد وضع نے کہا بابا تو گھبرا
نہیں کیا مجال ہے کسی کافر بدکیش کی کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر کو ایک شمہ صدمہ پہونچا سکے خدا
میں سب قدرت ہے تو باطمینان تمام بیان کر بعدہ ہم اور تو دونوں اس تسبیح کو پڑھینگے اور با لحاج و زاری
درگاہ باری تعالے میں امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے دعا کرینگے ممکن نہیں کہ
ہماری اور تیری اسوقت کی دعا تیر بہدف نہ ہو اور تو آب بیکار سلاطین کو نامے پہونچانے کے واسطے
در پہ ہے کچھ کسی کی مدد درکار نہیں ہے اسی کا فضل و کرم کافی ہے اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار

جس سے مایوس امیدوار رہے کسی سے بر آوے نہ مجھکو کام جان و جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان
اسی طرح کچھ ایسی باتیں اُس مکار نے کہیں کہ خواجہ عمر ثانی کو بالکل خداوند عالم پر بھروسہ ہو گیا اور اپنی
جدوجہد بالکل عبث معلوم ہوئی فوراً تسبیح جیب سے نکال کے پوچھا وہ کیا تسبیح ہے اُس مکار نے کہا
مجکو سخت تردد ہے پہلے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی مفصل کیفیت تو بیان کر خواجہ عمر ثانی نے
تمام حال از اول تا آخر بیان کیا اُس مکار نے انگشت بدندان ہو کے کہا حیف اور ایک معنوی تسبیح
بتا کے کہا پہلے تیمم کر بجائے وضو کے واسطے پانی نہیں ہے پھر خاک پر سر نیاز رکھنا اور اپنے مطلب
کا خیال دل میں لانا بعدہ اس تسبیح کو پڑھنا اور پھر خاک پر سجدہ کرنا خواجہ عمر ثانی نے حسب الارشاد
تیمم کیا تسبیح پڑھنے میں مصروف ہوا مگر بار بار وہ عیار مکار خواجہ عمر ثانی کو گوشۂ چشم سے دیکھتا جاتا
تھا انکی دزدیدہ نظر کو دیکھ کے خواجہ عمر ثانی کے بھی دل میں شک پیدا ہوا عیار ہے بھی تھا سوچا
ایسا نہوا ہمیں کوئی بعید ہو تسبیح پڑھکے خاموش بیٹھا رہا تاکہ یہ پیر مرد سجدہ میں جائے تو میں بھی
دعا مانگ کے سجدہ میں جاؤں وہ مکار اسی طرح بیٹھا پڑھا کیا جب زیادہ عرصہ گذرا پیر مرد معنوی
نے کہا ہوں بیٹے سجدے میں جاؤ ادھر خواجہ عمر ثانی نے بھی کہا ہوں بیٹے تم
سجدے میں جاؤ اب یہ نوبت ہوئی کہ ادھر خواجہ عمر ثانی بھی ہوں کرتا ہے ادھر وہ پیر مرد معنوی
ہوں کرتا ہے کامل دو پہر اسی طرح ہوں ہوں ہوا کی اور کوئی سجدہ میں نہ گیا اب خواجہ عمر ثانی کو
کامل یقین ہو گیا کہ کچھ دال میں کالا ہے تسبیح جیب میں رکھ لی اور خواجہ عمر ثانی نے کہا کیوں صاحب
یہ کیا حرکت ہے میں تو اسواسطے ہوں کرتا ہوں کہ تم سجدے میں جسطرح جاؤ میں بھی اسی طرح عمل کروں
تم نے میرے ساتھ کیوں ہوں کی پیر مرد معنوی نے استغفراللہ کہکے کہا میں نے اسواسطے ہوں کی
کہ دیکھوں تو کس طرح سجدے میں جاتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا کیا خوب خدا کے سجدے کی
بھی مختلف صورتیں ہیں اور میں تو بولا تھا تم کیوں بولے یک نشد دو شد مردان خدا کو مرد
کی بندگی سے کیا کام وہ اپنی بندگی میں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ دوسروں کی خبر کیسی اپنی خبر
نہیں رکھتے اب مجھے کچھ وہم ہوتا ہے ذرا اپنی گدڑی کو اتارو اُسنے کہا سنو خواجہ عمر ثانی میں فقط
درویش ہی میں ہوں اگر کوئی میری بندگی میں خلل انداز آ جاتا ہے تو اُس سے کچھ بھی کینا ہوں بس
اسی میں خیریت ہے کہ اگر خدا سے کہتا ہے تو کہہ اور سجدہ کرنے جا نہیں تیرے حق میں بہتر ہو گا اتنے میں
خواجہ عمر ثانی نے خنجر سنبھالا اور کہا سنتے ہو مجھے ایسا ویسا عیار نہ سمجھنا میں امیر حمزۂ صاحبقران
روزگار کا عیار ہوں اب جب تک میں تمہاری درویشی کو تحقیق نہ کر لونگا یہاں سے حرکت نہ کرنے
دونگا اس گدڑی کو اتارتا ہے تو اتارو نہیں تو امیر حمزۂ صاحبقران کے حق کی قسم ابھی آنتیں پیٹ
سے باہر ڈھیر کر دونگا اور درویشی کا مطلق پاس نہ کرونگا میں نے ایسے مرتاض بہت دیکھے ہیں مجکو
پیشتر ہی شک ہوا تھا کہ مرتاض و عبادت گذار گوشہ نشین ہوتے ہیں دنیا دار کی صورت نہیں
دیکھتے سرراہ دوکان لگانا کیسا یہ بھی کوئی تجارت ہے اُس مکار نے کہا اے خواجہ میں کہتا ہوں کہ
تو صحیح و سلامت یہاں سے چلا جا تو نہیں مانتا اگر تو مجکو دوکاندار سمجھتا ہے یہ بھی سہی خواجہ
عمر ثانی نے بڑھ کے اسکے ذرق و درویشی کو کھینچا ابھی تک وہ مکار درویشوں کی طرح غش کی سی

کے ہیبت مین تھا گذری کے سینچنے سے پید ہا تن کے جوانون کی طرح علحدہ جا کھڑا ہوا اور کہا ای خواجہ عمر ثانی اگرچہ میرا راز تجھپر افشا ہوگیا در حقیقت تو اپنے فن مین اکمل ہے مگر مین تجھسے مقابلہ کرنا نہین چاہتا واقعی مین بھی عیار پیشہ ہون اس صورت سے حالت سجدے مین تجھے گرفتار کرنا چاہتا تھا تاکہ امیر حمزہ صاحبقران کے ساتھ قید کرون اور جو حال حمزہ صاحبقران ثانی کا ہو وہی حال تیرا بھی ہو خواجہ عمر ثانی نے بڑھکے خنجر کا وار کیا اُسنے خالی دی خواجہ عمر ثانی نے دوسرا وار کیا اُسنے اس وار کو بھی رد کرکے خواجہ عمر ثانی کے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمر ثانی نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا اور مکر بند کو گرفت مین لا کے اس طاقت سے زمین پر مارا کہ بیجان ہوگیا خواجہ عمر ثانی اسکے سینے پر سوار ہوا اور کہا اگرچہ مین تجھکو کسی طرح زندہ نہین چھوڑونگا مگر یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین دعوت اسلام کرون تو قبول کریگا یا نہین اُسنے صاف انکار کیا خواجہ عمر ثانی نے فوراً اسکا سر تن سے جدا کرکے دور پھینک دیا اور کہا کہ بقول مشہور خس کم جہان پاک شد۔ اُس عیار مکار کو جہنم واصل کرنے کے بعد وہان سے روانہ ہوا اور شہر اندلس کے نزدیک پہونچا اور اثنائے راہ مین شاہزادہ نورالدہر کے ملازمون کو دیکھا اُن سبنے بھی پہچانا خواجہ عمر ثانی شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا اسوقت عرض مین استادہ ہوکے اسطرح گویا ہوا۔

سر پر الٹے گردون جب تک خورشید خاور ہو
عطارد دبیر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو
قمر و مشتری اعظم سعد یا مجلے سعد اکبر ہو
زحل مہر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
سر ہفت آسمان جبتک کہ دو ہفت اختر ہو
مرا شاہ شہنشاہ بادشاہ ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگین سلیمانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے
رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
سکندر تا ہو نامی سکہ کشورستانی سے
ترا ای خسرو والا حشم عالم مسخر ہو
سر پر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

بحار ارحل ست تا ابر ہو اور ابر مین پانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی
روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
ز جوہر ہر زر و قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو
ترے گنجینے مین گوہر بار ہوکان زر و زیور ہو

رنگین تا مہ کو آتش پہ اور آتش کو مجمر مین
رہے نافے مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین
گل تر تا ہو گلستان مین تری ہو تا گل تر مین
صدف مین تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
شمیم خلق سے تیری جہان یکسر معطر ہو

شفق گل گون جب تک سرخ رو رکھے نیکو کو
فریا نور تن تا کہکشان کے ہو مطلے بازو کو
کرے آراستہ تا شام اپنے موے گیسو کو
کرے وسمہ سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو
لب مئ خور رو وسن کے ہو وسے تر اخضر ہو
سر بد خواہ دشمن تیری تیغ شان پر ہو

گلستان مین ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا
نیستان مین ہو تا نے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ عیش نشاط افزا
ترا بزم عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہوا ور کاغذ صفا آئین زباں پر تا سخن ہو اور سخن میں ہو معنے رنگین	قلم زن تا ہو مشک افشاں و کاغذ پر خط مشکین سخن کی تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین
ترا مداح دائم خسرو ذوق سخن در ہو	ہمیشہ تہنیت خوان دعا گو و ثنا گر ہو

ای شہریار والا تبار سنے الحال عجب ایک واقعہ مصیبت درپیش ہے شاہزادہ نورالدہر کے دل میں اضطراب پیدا ہوا کہا ای خواجہ خواجگان روزگار کیا عجب واقعہ روبکار ہے جلد بیان کرو خواجہ عمر ثانی نے دل میں خیال کیا کہ اگر شاہزادہ بدیع الملک کا حال بیان کرونگا شاہزادہ نورالدہر ابھی اپنے کو ہلاک کریگا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی حقیقت بیان کر دینا چاہیے کہا شہریار بڑا غضب ہوا کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو پرویز بن ہرمز نے گرفتار کر لیا ہے اور سرزمین خاور میں عقابین پر پہنچ دیا ہے وہان شاہ سعد مقیم ہے میں اسی خیال سے کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کی تدبیر ضروری ہے خدا نا کردہ نوع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جائیگا اطراف و جوانب میں نامے پہونچاتا ہوں شاہزادہ نورالدہر نے پوچھا تم کہاں سے آتے ہو خواجہ عمر ثانی نے کہا میں راہ خراسان سے اس طرف چلا آتا ہوں راہ میں پہ ہد حیا ر سے ملاقات ہوئی تھی شاہزادہ بدیع الملک کا نامہ اسکو دیدیا ہے میں اس طرف راہی ہوا شاہزادہ نورالدہر نے نفس سرد بھر کے کہا ای خواجہ عمر ثانی تمہاری کیا رائے ہے عمرو سے کسطرح امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے عرصہ زیادہ ہو گیا مگر یہ مجھکو بخوبی تحقیق ہے کہ ابھی تک بفضل خدا امیر حمزہ صاحبقران ثانی صحیح و سلامت ہیں اگر اب بھی کامل بند و بست ہو جاوے تو کفار کے ہاتھ سے اس والا جاہ کی رہائی ہو جاوے اور بندہ یہ ہے کہ اطراف و جوانب کے سلاطین خاور میں جمع ہوکے کفار سے مقابلہ کریں شاہزادہ نورالدہر اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا تیاری سفر ہونا شروع ہوئی اسباب ضرورت بار کیا گیا سرزمین خاور کی راہ لی خواجہ عمر ثانی بھی رخصت ہوکے روانہ ہوا یہاں شاہزادہ نورالدہر بعد طے مراحل و قطع منازل شہر اندلس میں پہونچے ابوالمحاسن کو خبر ہوئی کمال مشتاق ملاقات ہوا شہر سے چند فرسخ استقبال کے واسطے آیا شاہزادہ نورالدہر سے ملاقات کی بکمال تعظیم و تکریم پیش آیا شاہزادہ نورالدہر کو شہر میں لیگیا عمارات عالیشان اور مقامات فرحت خیز کی سیر کروائی دعوت کا ہنگامہ گرم ہوا تمام عائدین شہر طلب ہوئے نذرین گذرین شب کو بعد خورد و نوش ارباب نشاط حاضر ہوئے طرح طرح کے ساز بجنا شروع ہوئے مطربوں نے الاپ شروع کی بعد غزل و ٹھمری کی نوبت آئی ہر ایک نے اپنا اپنا کمال ظاہر کرنا شروع کیا شاہزادہ نورالدہر بہت خوشحال ہوا تین روز تک شہر اندلس میں چہل پہل رہی چوتھے روز شاہزادہ نورالدہر نے کہا ای ابوالمحاسن امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا خیال سوہان روح ہے زیادہ توقف نہیں کر سکتا ابوالمحاسن نے کہا پھر کیا ارادہ ہے شاہزادہ نورالدہر نے کہا ارادہ یہ ہے کہ جسطرح ممکن ہو سرزمین خاور میں پہونچنا ہے اسی طرف کے ارادہ سے یہاں بھی پہونچا ہوا غرضکہ اس گفت و شنید کے بعد سرزمین خاور کے جانب کوچ کیا اس طرف خواجہ عمر ثانی جابجا بعجلت

تمام ہو چکا تھا اور ہر ایک بادشاہ کو نامہ دیتا تھا تا اینکہ ملک حبش مین آیا راوی کہتا ہی کہ اسوقت ملک حبش کا حاکم و فرمان روا فروغ البحر بن طلوع الشجر نام نہایت زبردست صاحب فوج و لشکر ہی اُسکے زور و طاقت کا حال اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہنگامہ کارزار ساتسو من کے ارہ پشت خنگ سے کام لیتا ہی اور پانچ سو جانان قوی بازو کے تھا مقابلہ کرتا ہی ایک مرتبہ فیل خانہ خاص مین چند فیلان مست بگڑ گئے اپنے فیلبانون کو ہلاک کیا اور فیلخانے سے بھاگ کے دور نکل گئے وہ وقت نصف شب کا تھا کہ یکایک فروغ البحر بن طلوع الشجر کی آنکھ کھل گئی شور و غل کی آواز سنکی پوچھا یہ کیا شور ہی جلد دریافت کرو ملازمون نے عرض کی کہ فیل خانے کے مست ہاتھی بگڑ گئے زنجیرین توڑ ڈالین فیلبانون کو ہلاک کیا وہ مین محلات سلطانی مین پہونچ گئے کئی عورتین ہلاک کین فروغ البحر ڈھونڈ ہتا ہی گئے وہ ڈرا اُن مست ہاتھیون کو خوب پیٹا یہانتک کہ تمام ہاتھیون کو تنہا گرفتار کیا اور رانکی ہر طرح کی گزند سے محفوظ رہا خواجہ عمر ثانی فروغ البحر کے پاس گیو کہا اور حقیقت حال امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو بیان کیا فروغ البحر بہت متردد ہوا خواجہ عمر ثانی نے کہا بادشاہ اسلام وہان موجود ہی تیرے پاس بادشاہ اسلام کا نامہ لایا ہون فروغ البحر نے نامہ طلب کیا خواجہ عمر ثانی نے نامہ دیا فروغ البحر نامہ پڑھکے آبدیدہ ہوا اور کہا افسوس ایسا ذی مرتبت اس ذلت و خواری سے کفار کی قید مین گرفتار ہو جائے اور قسم کھا کے کہا تو سہی کہ ایک بت پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور گھوڑون کے نعل باندھے گئے اسلحہ صاف ہوئے تلوارون پر باڑھ رکھی گئی اور تمام سامان جنگ و حرب آراستہ کرکے سرزمین شہر خشا ور کی راہ لی +

اب کچھ حال شہنشاہ گوہر کلاہ بن شاہزادہ بدیع الملک مین خامہ فرسائی کی جاتی ہی

خدا نے دی ہی اسے ایسی طرح کی صورت
یہی تو ہی جوہر انسانیت کا ایک ثمر
کہان ہی سر دمین ایسی لطیف رعنائی
کہ جسکی گرمی سے روشن ہی جام ساغر
اسی سے عقل مین جودت ہی فکر مین تیزی
کہ جسم بھی تابو ہی چشم عقل ہی وا
کبھی یہ زور تھا گنبد کی ذہال جس شق
اب اُنکے سر پہ چلے توپ تو نہ آئے صدا
سمجھ مین کچھ نہین آتی حقیقت انسانی

کہ جس سے رہتی طرف ...
ہر ایک حس ہی وہ اسکا ... اسکا
اس آدمی کا ہی جیسا ... قد بالا
جوانی ہی کہ ہی آب حیات کا چشمہ
اسی سے نور ہی آنکھون مین گوش ہی شنوا
شباب مین تھے بڑے زور دار ہاتھ
یہ حال ہو گیا اب ٹوٹتا نہین دھاگا
کشیدہ تھا کبھی مثل الف جو قد سہی
یہ کیا ہی آب ہی آتش ہی خاک ہی کہ ہوا

خدائے پاک نے اسکو دیا ہی جان عزیز
یہی سبب ہی جوانان نام ہی سکا ہوا
شباب کی وہ خوشی بنائے جوبن ہی صہبا
اسی سے معتدل اس جسم کی ہی آب و ہوا
جو گفتگو کرتا ہی دل شباب مین کرتے
اب انمین ہیبت پیری سے پڑ گیا رعشا
وہ کان سنتے تھے جو پاسے مور کی آواز
وہ منحنی ہوا ایسا کہ جن کمبہا ...
ابھی ابھی تو یہ سب جسم ...

عجب طلسم کا سا حال ہی کے کوئی کیا موجودات عالم مین انسان طرفہ مخلوق ہی جمادات نباتات حیوانات سب اسکے خادم ہین یہ سب کا مخدوم ہی ہزار زمانے کے حوادث بھی عجیب عجیب پیش آتے ہین جیسا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کا حال مرقوم ہوتا ہی کہ قبل طوفان آنے کے ایک کشتی مختصر پہ سوار ہو کے ایک جانب شکار ماہی کے ارادہ سے چلا اثنا سے راہ مین طوفان آیا کشتی طوفانی ہوئی یہانتک

کہ غرق ہوئی اور سواران کشتی بھی دریا برد ہوگئے شہنشاہ گوہر کلاہ قبل اسکے کہ کشتی غرقاب ہو
دریا مین کود اور چونکہ فن شناوری سے خوب ماہر تھا مصروف شناوری ہوا دو شبانہ روز اسی عالم مین گذر
گئے ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی جانور دریائی آئیگا اور مجکو نگل لیگا افسوس کیسی بے کسی کا مرنا
ہی کہ مطلق کسی کو خبر نہوگی تجہیز و تکفین کیسی کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ کب ہلاک ہوا اب طاقت طاق
ہوئی شناوری کی قابلیت نہ رہی اشک حسرت کا دریا امنڈ آیا زندگی سے بالکل ناامیدی ہوئی ہر چہار
جانب نگاہ کی کوئی ذریعہ نجات کا نہ پایا مجبورانہ جانب آسمان نگاہ کی اور کمال دردکی آواز سے
کہا اے بیکسان وای دستگیر فروماندگان تو نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے بچائی
اگرچہ اُس مقرب بارگاہ درگاہ کو پیشتر سے خبردار کر دیا تھا جس بنا پر اُنھون نے کشتی تیار کی اور
اُسی کشتی کے ذریعہ سے جملہ آسیب و طوفان سے محفوظ رہے حضرت یونس علیہ السلام
کو تو نہنگ نے نگل لیا تھا پھر شکم نہنگ مین کس نے اس مکرم ذات کی حفاظت کی کہ بار دیگر سطح
زمین پر پہونچے اگرچہ مین اُس طوفان بلا مین مبتلا ہوگیا ہون بظاہر کوئی ذریعہ نجات کا نہین معلوم
ہوتا تاہم تو ہر طرح کا اختیار رکھتا ہی واسطے اپنی قدرت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت و کمال کا
میری حفاظت کر اور ساحل عافیت پر پہونچا کہ یکایک سامنے سے ایک جہاز آتا معلوم ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ کو امید ہوئی کہ جب قریب آجائے تو سواران جہاز کو پکارونگا وہ مجکو
جہاز پر کھینچ لینگے راوی کہتا ہی کہ وہ جہاز دو تاجرون کا تھا ایک کا نام خواجہ حمید اور دوسرے
کا نام کریم تھا دونون آپس مین چچازاد بھائی تھے وہ جہاز بھی طوفانی ہوگیا تھا راہ غلطی اُس جانب
آنکلا تھا غرضکہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے قریب پہونچا سواران جہاز نے جو شہنشاہ گوہر کلاہ کو اُس
دریاے طوفانی مین دیکھا اُن سب نے غل مچانا شروع کیا کہ دیکھو یہ آدمی ڈوبا جاتا ہی اے سواران
جہاز اس جوان کے نکالنے مین کوشش کرو شاید اس عمل خیر کے عوض مین ہمارا جہاز صدمات
بحر متلاطم سے محفوظ رہجائے اور راہ ملجائے خواجہ حمید و خواجہ کریم کو خبر کی وہ آئے خواجہ حمید
نے کہا جلد رسی پھینکو اور اس جوان کو دریا سے نکال لو خواجہ کریم مانع ہوا اور کہا جہاز طوفانی
ہوگیا ہی پہلے جہاز کی خبر لینا مقدم ہی یہ جوان نہین معلوم کون ہی کیا عجب ہی کہ اگر دزدان دریائی
سے ہو کیونکہ اسکی شناوری سے معلوم ہوتا ہی کہ غرق نہوگا خواجہ حمید انگشت بدندان ہوا اور کہا
یہ کیا بیہودہ خیال ہی ضرور اس جوان کو دریا سے نکلوا لینا چاہیے شاید تمھارا خیال غلط ہو بالفرض یہ
جوان دزد ہی سہی تو بھی دریا سے نکال لینے کے بعد اختیار باقی ہوگا بار دیگر اسکو دریا مین گرا دینا غرضکہ
رسی پھینکی گئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو دریا سے نکالا چونکہ صدمات دریا اثر کر گئے تھے ہر چند استفسار
حال کیا شہنشاہ گوہر کلاہ مین اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ کچھ حال بیان کرتا خواجہ حمید
نے بنظر خدا ترسی اُسکا علاج کیا تا اینکہ اُسکے حواس درست ہوئے اپنا حال بیان کیا خواجہ کریم
نے کہا اے جوان ازبسکہ ہمنے تجکو دریا سے نکالا ہی مگر ہم تجھسے عوض چاہتے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے کہا میرے پاس کچھ نہین ہی عوض کیا دون ہان یہ ممکن ہی کہ مجکو بازار مین بیچ لے جو میری قیمت
ہو اُسے اِس کام کا عوض سمجھ خواجہ حمید پھر مانع ہوا اور کہا اے خواجہ کریم تجکو اس طرح کا لالچ

وہ چاہے خواجہ کریم نے نہ مانا تاآنکہ وہ طوفان برطرف ہوا جہاز ایک جزیرے کے کنارے پہونچا
سواران جہاز اس جزیرے میں اُترے خواجہ کریم شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوئے بازار میں پہونچا اور بآواز
سے کہا میں یہ غلام فروخت کرنا چاہتا ہوں خواجہ منصور نامے ایک تاجر تھا اُسے مدت سے ایک غلام
خوبرو کی تلاش تھی جونہی شہنشاہ گوہر کلاہ پر نظر پڑی خواجہ کریم کے پاس آیا قیمت پوچھی خواجہ
کریم نے دو ہزار تومان قیمت ظاہر کی آٹھ سو تومان پر فیصلہ ہوا خواجہ منصور قیمت ادا کر کے شہنشاہ
کو اپنے ساتھ مکان پر لیگیا شہنشاہ خدمت کیا کرتا تھا خواجہ منصور کی ایک دختر پانزدہ سالہ نہایت
خوبرو و خوش جمال تھی شہنشاہ گوہر کلاہ اُنکو دیکھ کے فریفتہ ہوگیا جس کام کی فرمایش کرتی تھی شہنشاہ
بکمال شوق و آرزو اُس کام کو انجام دیتا تھا اُس نازنین کو بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کا خیال پیدا ہوگیا تھا
خلوت میں موقع پا کے کہتی تھی کہ اگر تجھسے ممکن ہو مجھے اپنے ساتھ لے چل شہنشاہ گوہر کلاہ کو موقع نہ ملتا تھا
اور نازنین سے کہا کرتا تھا کہ میں بالکل مجبور ہوں یہاں کی راہوں سے نابلد ہوں تو ہی کوئی ایسی تدبیر بتا کہ میں تجھے
یہاں سے لیجاؤں کہ مطلق کسی کو اطلاع نہو ورنہ تو ہر طرح محفوظ رہیگی لیکن میں ضرور ہلاک کیا جاؤنگا اور
پھر قیامت پر ملاقات موقوف ہوگی یہ کہتا تھا اور زار زار و قطار روتا تھا وہ نازنین بھی اُسکے ساتھ رویا
کرتی تھی ایک روز اُس نازنین نے آبدیدہ ہو کے کہا اے جوان اگر تو اسی طرح موقع و محل کا انتظار کریگا
میری تیری دونوں کی ہلاکت کا باعث ہوگا اور موقع نہ ملیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ جرات کر کے مجھکو لیچل اگر
کسی نے نہ دیکھا فہو المراد بالغرض کسی نے دیکھ لیا اور یہ راز فاش ہوگیا پھر تیری جان کے ساتھ میری جان
ہے اگر تو ہلاک ہو جائیگا میں بھی اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی مگر اس بارہ میں پیشتر سے تدارک لازم ہے اور تدارک
یہی ہے کہ کوئی کشتی ٹھہرا رکھ تاکہ جسوقت ضرورت ہو فوراً موجود ہو جائے شہنشاہ گوہر کلاہ گیا اور
ایک ملاح سے معاہدہ کیا جب شب کو سب اکل و شرب سے فارغ ہو کے بستر خواب پر دراز
ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس نازنین کی خوابگاہ میں پہونچا چونکہ نازنین بیدار تھی اُسکے پاؤں کی
آہٹ سے ہوشیار ہوئی آہستہ سے پوچھا کیا خبر ہے جلد بیان کر یہاں زیادہ قیام سخت مضر ہے اُسنے کہا
چلو کشتی تیار ہے میں بھی یہاں کی توقف کو مخدوش سمجھتا ہوں دونوں نقب کی راہ سے باہر آئے قریب
دریا پہونچے ملاح کشتی لیے کھڑا تھا اُسنے عورت کو سوار ہوتے دیکھا کہا اے جوان اگرچہ مجھسے تیرے
کشتی کا معاہدہ ہوگیا ہے لیکن میں عورت کو شب کے وقت سوار نہیں کرونگا تو نے مجھسے پہلے کہدیا
ہوتا مبادا اس عورت کی تلاش ہو تو بسبب ہمراہی ہم بھی گرفتار بلا ہونگے صرف تجھکو میں سوار کرلونگا پھر
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا اے عزیز تو خواہ مخواہ ہماری منزل کھوٹی کرتا ہے صبح کو تیرے ساتھ ہم کیوں
گرفتار بلا ہونگے اُنکو ہمسے کیا تعلق ہے ہر چند شہنشاہ گوہر کلاہ نے منت و سماجت کی ملاح نے
نہ مانا نازنین سے کہا اے آرام جان غضب ہوا ملاح بھی اس راز سے آگاہ ہوگیا ہے اگر اسوقت کشتی
سوار نہ ہو جائیں گے یقین ہے صبح کو قیامت کا سامنا ہوگا ؎

اس گلستان جہان میں کیا گل عشرت کھلیں
سیر کے قابل ہے لیکن سیر کی فرصت نہیں
خواہ پھرتا ہے فلک ورنہ خواہ پھرتی ہے زمین
یہ جا سے واسطے یہاں منزل راحت نہیں

وہ نازنین یہ سنتا ہی ملاح کے قدموں پر گر پڑی اور بکمال منت و عاجزی کہا تو میرے حال پر رحم کر اور اس جوان کے
ساتھ سے جدا نہ کر ملاح کو رحم آگیا دونوں کو کشتی پر سوار کیا کشتی روان ہوئی وہاں یکایک خبر ہوگئی کہ خوابگاہ

سے تیری دختر غائب ہو گئی خواجہ منصور نے لوگون کو اپنی دختر کی تلاش مین بھیجا ایک مخبر نے آنکے
خبر دی کہ تمہاری دختر اُس غلام زر خریدہ کے ساتھ چلی گئی اور براہ دریا گئی ہی خواجہ منصور نے چند
کشتیبان اُنکی گرفتاری کے واسطے بھیجے اور بیٹے ایک عزیز کو بھیجا کہ جس وقت وہ گیسو بریدہ ہاتھ آ جائے
اُسکی کشتی کو اُلٹ دینا تاکہ وہ دونون بدبخت ہلاک ہو جائین وہ کشتیبان تلاش مین روانہ ہوئے تیسرے
روز سواران کشتی کو دور سے کشتی نظر آئی کشتیون کو اُسکے عقب مین بسرعت دوڑایا تھا اینکہ اُس کشتی کے پاس
یہ کشتیبان پہونچ گئین دیکھا واقعی خواجہ منصور کی دختر بد اختر اور وہ غلام زر خرید پہلو بہ پہلو بکمال اطمینان
بیٹھے چلے جاتے ہین ملازمان خواجہ منصور نے آواز دی کہ ای سواران کشتی تم کہان چلے ہو ہم آ پہونچے
دونون نے پس پشت نظر کی ملازمان خواجہ منصور کو پہچانا اُس نازنین نے نفس سرد بھر کے کہا ای
جوان ناشاد ~ بیت ~ در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد +
دشمن آ پہونچے عنقریب مجھ مین تجھ مین مفارقت ہوتی ہی جس بات کا خدشہ تھا وہی پیش آیا مین دریا
مین گر کے اپنے کو ہلاک کرتی ہون تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہو کے
کہا ای آرام جان ایسی جرات ہرگز نہ کرنا بلکہ تو باطمینان کشتی مین بیٹھی رہ مین دریا مین گرتا ہون اس عرصہ مین
کشتی خواجہ منصور کی قریب آ گئی اُس حوروش نے گھبرا کے اپنے تئین دریا مین گرا دیا اُسکا گرنا تھا کہ
شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی اپنے کو دریا مین گرا دیا اور چاہتا تھا کہ اپنی آرام جان کو پانی سے اُٹھائے
لیکن ہر چند تلاش کیا کہین نہ پایا دریاے زخار تھا ملازمان خواجہ منصور سمجھے کہ دونون زن و مرد دریا
مین گر گئے ہین اُنکا سلامت نکلنا محالات سے ہی واپس گئے اور خواجہ منصور سے تمام حال بیان کیا خواجہ
منصور خاموش ہو رہا اب اِس طرف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شہنشاہ گوہر کلاہ نے اپنی آرام جان کو
دریا مین نہ پایا دریا مین تلاطم زیادہ تھا ایک جانب شناوری کرتا ہوا روان ہوا اُس عالم مجبوری مین پیہم
خدا سے لو لگائی اور دعا و مناجات کرنا شروع کی اب تو یہ نوبت ہی کہ غشی طاری ہی کبھی ہوش آتا ہی تو
خدا سے دعا مانگتا ہی اور کہتا ہی ~ ما کار خویش را بخداوند کارساز ~ بسپردہ ایم تا کرم او چہ کند ~
ہے کہ ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر طاقت دستی پہاڑ کو گرفت مین لانا تھا اور
پھر پانی مین آ رہتا تھا ہزار خرابی و دشواری پہاڑ پر پہونچا پہلے تو چند ساعت تک غشی کے عالم مین
پڑا رہا جب کسی قدر افاقہ ہوا حواس درست ہوئے محبوب کا خیال آیا زار و قطار رونا شروع کیا
اور دل مین کہتا تھا ~ ای فلک از من عجب نقش خوبی باختی + مین از خود اُس محبوبہ آرام جان
پر فریفتہ ہونے نہین گیا تھا تو نے خود وہان تک پہونچایا اور اُس محبوبۂ آرام جان کو دکھایا اُسکی [illegible]
مین میرے دل کو مرغ بسمل کی طرح تڑپایا ہنوز اُسکے وصل سے بہرہ مند بھی نہونے پایا تھا کہ یکایک
اِس طرح مجھے اُنکو چھڑایا کہ مدت العمر اُس سے ملاقی ہونے کی امید نہین ہر وقت [illegible] اور خاک
ہی اِس دنیاے دنی پر پھر اپنی جگہ سے اُٹھا اور بالاے کوہ پہونچا طرفہ لطف نظر آیا دیکھا ہر چہار
جانب سبزہ نوخیز لہلہا رہا ہی ہر طرف نہرین اور آبشارین جاری سر تا سر صنعت باری وہان کی
سیر کو بہت دل چاہا مگر طاقت رفتار نہ تھی مزید بران مفارقت محبوبۂ آرام جان کا خیال دل کو
پژمردہ کیے ہوئے تھا وہان کا لطف و بہار نظر مین خار معلوم ہوتا تھا درختان میوہ دار بھی کثرت

سے کشاں کشاں درخت انار کے پاس پہونچا چند انار توڑے سایۂ درخت میں بیٹھ کے انار کھائے جان میں جان آئی اور اُٹھا اور ایک طرف خراماں خراماں سیر کرتا ہوا چلا مگر یاد محبوبہ آرام جان میں آبدیدہ روانہ ہوا جسقدر بڑھتا تھا اُسی قدر زیادہ تر بہار نظر آتی تھی دفعتہً دور سے ایک شیر نظر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ بہت گھبرایا مگر پھر خیال آیا کہ خوب ہوا اگر یہ شیر مجھکو ہلاک کرے تاکہ اس مصیبت سے رہا ہو جاؤں اس خیال میں قدم آگے بڑھایا پھر سوچا کہ یہ کیا حماقت ہے خودکشی کی ممانعت ہے از خود اسکے پاس کیوں جاؤں اگر خود ہی یہ مجھے دیکھ کے حملہ آور ہو تو مضائقہ نہیں ہے یہ سوچ کے زیر درخت استادہ ہوا اور منتظر رہا کہ وہ شیر مجھے دیکھے اور حملہ آور ہو چند ساعت تک اسی انتظار میں مقیم رہا اُس شیر نے بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیکھا مگر حملہ نہ کیا پھر شہنشاہ گوہر کلاہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید اُسنے مجھکو دیکھا نہیں اور چند قدم آگے بڑھا اور زیر درخت متوقف ہوا اب بھی اس شیر نے بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی اب خیال آیا کہ شاید گرسنہ نہ ہوگا ہنگام گرسنگی زین مجبور حملہ کرے گا اس خیال سے ایک شبانہ روز وہاں توقف کیا اُسی شیر کا ہر وقت سامنا رہا مگر اس شیر نے مطلق اوس طرف جانے کے واسطے حرکت کی اور نہ شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب جھپٹا جب تو شہنشاہ گوہر کلاہ کو بہت تعجب ہوا اور آگے بڑھا قریب اسکے گیا پھر بھی اُسنے شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب التفات نہ کی پھر تو شہنشاہ گوہر کلاہ نے اُس شیر سے قطع نظر کی اور آگے بڑھا پھر ایک مقام پر دیکھا کہ ایک فیل مست کھڑا ہوا جھوم رہا ہے اور آواز مہیب چنگھاڑ رہا ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے وہاں بھی توقف کیا اور چاہتا تھا کہ یہ فیل مست مجھکو ہلاک کرے تا دیر پھر وہاں بھی متوقف رہا اُس ہاتھی نے بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب التفات نہ کی پھر تو شہنشاہ گوہر کلاہ کے دل میں طرح طرح کے خیال پیدا ہونا شروع ہوئے مگر پھر خیال آیا کہ شاید یہ کوئی کارخانۂ طلسم ہو کیونکہ پیشتر شیر سے دوچار ہوا اُسنے بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حالانکہ میں اُسکے قریب پہونچ گیا اب اس فیل مست کا اسی طرح کا واقعہ روبکار ہے **شعر** چہ سبزہ کہ تا کرد گلزار جہان ٭ درین آشکارا جب دارد نہان آگے قدم بڑھایا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک کرگدن دکھائی دیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے اور تیز قدم بڑھایا کرگدن کے قریب پہونچا اُسکو بھی اپنی طرف متوجہ نہ پایا اور آگے بڑھا ایک قصر رفیع میں پہونچا اندرون قصر باغ ہمیشہ بہار واقع ہے جسکی سرسبزی اور تازگی دل و جگر میں خنکی پیدا کرتی ہے آنکھ ٹھنڈی ہوئی جاتی ہے قریب اُس قصر کے دریا جاری ہے اور قصر و باغ کی تعریف اسطرح بیان کیجاتی ہے

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان
ہر گوشے پر کنگرے میں جو مینار اسکے جان
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس
اُلٹی ہیں جو ادائیں بھی ہر گل پہ جھومتا
گلہا لالہ و گل نسرین و نسترن

جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
چاروں طرف طرفہ روش کی خوبی دوچار ہے
ہوتا ہے شاد جو کہ یہاں سے گذار ہے
کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے
فوارے چھوٹتے ہیں رواں جوئبار ہے

سنگ سفید سے جو بنا ہے قمر نشان
دروازہ پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار
برسوں تک جسمیں بیٹھو ہو وحشی دل کو
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف صبا
راجل سبزی سے جس میں چمن چمن
ہر جا ہزاروں پھول سرو کی سبز اہرا

گل کمل رہے زمین جوش میں پانی چھلکتا	ہر جا صدائے بلبل صورت ہزار آئی	شہنشاہ گوہر کلاہ اُس عمارت

و باغ پر سبز کو دیکھ بہت خوش ہوا اندرون قصر بارہ دری میں بیٹھا جو فرش و قالین شیشہ آلات وغیرہ جملہ سامان زینت و آرایش سے سجی ہوئی تھی تھکا ماندہ بہت خاطر غنودگی غالب ہوئی بیخبر سو گیا اور اسقدر سویا کہ دن گذرے جب کسی قدر رات بھی آئی اسوقت آنکھ کھلی جس طرح دن کو دوبارہ دری آراستہ دیکھی تھی اسی طرح شب کو انواع اقسام کی روشنی سے جگر جگر کرتا ہوا پایا اور کوئی متنفس وہاں نہ دیکھا کچھ نہیں معلوم یہ کسکا مکان ہے جسکا اسوقت تک پتہ نشان نہیں طرفہ تر یہ کہ حالت بیخبری میں یہاں روشنی بھی ہو گئی اور روشنی کرنے والے نے مجھے نہ جگایا کچھ دیر تک بارہ دری کی روش کا تماشا دیکھا کیا بعد کچھ توحش طبیعت میں پیدا ہوا بارہ دری سے صحن میں آیا سنگ مرمر کا صاف وسط صحن میں واقع تھا جسکے گرداگرد انواع انواع اقسام اقسام کے گلہائے خوش رنگ کے درخت واقع تھے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس صفہ صاف و سفید پر آکے بیٹھا کبھی اُس قصر عالیشان کی سجاوٹ اور روشنی کی نزہت اور زمین کی تازگی و لطافت دیکھتا اور کبھی سوئے آسمان سر اُٹھا کے آسمان اور تاروں کی کیفیت دیکھتا اور کہتا تھا اے خدائے زمین و آسمان وائے خالق و مالک ہر دو جہان تو نے دنیا میں عجیب عجیب طرح کی کیفیتیں پیدا کی ہیں اور طرح طرح کی صنعتیں دکھائی ہیں جس سے انسان خاکی بنیان کی تو کیا طاقت ہے فرشتہ تک کی عقل حیران ہوئی ہے تاہم

نظم

تو وہ ہے کہ چلتے ہی رہتے مدام
کرہ ہے سارے عالم کی جسمیں نہیں بہت
زمین پر گئیں کتنی نسلیں گذر
اسے سب نے دیکھا اسی رنگ پر
نہ در ہے نہ منفذ نہ کوئی شگاف
جدھر دیکھیے اُس طرف بند ہے
بنایا ہے کیا دست قدرت سے گول
چمکتے ہوئے جگمگاتے ہوئے
چراغ ایسے روشن جو بن تیل ہیں
زمین سے بھی ہیں اُنمیں اکثر بڑے
جداگانہ رکھتے ہیں اپنے مدار
بندھے ہیں بہم سخت زنجیر سے
عجب تو نے باندھی ہے یہ باگ ڈور
لگے ہیں چکر اسی باگ پر
سجا چال کا ایک انداز ہے
ہر اک ایک ہے اور انستاد ایک

اگر تیری قدرت کی کاریگری
طلب میں بھٹکتے ہی رہتے مدام
یہ سقف کہن ہے ابھی تک نئی
رہی اسکی ہیئت پر سب کی نظر
عجب ہے یہ خیمہ رسن ہے نہ چوب
ادھر سے اُدھر تک ہے میدان صاف
عجب قدرتی شامیانا ہے یہ
چرس ہے نہ تیری نہ سلوٹ نہ جھاپا
نظر آرہے ہیں عجب شان سے
بھری ہیں قدرت کے سب کھیل ہیں
نظر میں جو بستے سے آتے ہیں یہ
نہیں جانتا کوئی اُنکے شمار
وہ زنجیر کیا ہے کشش باہمی
ملا سب کا رہتا ہے آپس میں زور
ہر ایک کے لیے ایک معین مدار
نہ کھٹکا نہ آہٹ نہ آواز ہے
ہر ایک جز ذرہ سے تا آفتاب

ذرا کوئی سمجھ بوجھ کر رہبری
بنائی ہے تو نے یہ کیا خوش صفت
اسے دیکھتی یوں ہی دنیا گئی
اسے سب نے پایا اسی ڈھنگ پر
ہمیشہ مصفا ہے بے رفت و روب
کہیں جوڑ ہے اور نہ پیوند ہے
نظر کی پہونچ کا ٹھکانا ہے یہ
یہ تارے جو ہیں آتے جاتے ہوئے
ہیں لٹکے ہوئے سقف ایوان سے
ہیں یہ لعل و گوہر جو بکھرے پڑے
بہت دور چکر لگاتے ہیں یہ
یہ قائم ہیں تیری ہی تقدیر سے
نہ آپس میں خلل ہو نہ بیشی کمی
یہ سب لگ رہے ہیں اسی لاگ پر
وہی اک روش ہے وہی ایک طور
ہے ان سب کا آپس میں لگاؤ ایک
بلا شبہ رکھتے ہیں یکساں حساب

ہین وہ دون مین خورشید کے صفات ✦ ہی خورشید بھی ذرہ کا ئنات ✦ اسکے بعد یکایک محبوبہ آرام جان کا خیال بندھا آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا افسوس یہ مقام فرحت افزا اسوقت مجکو نصیب ہوا کہ جب وہ محبوبہ آرام جان میرے پاس نہین ہی یہ تمام نخت و بہار میری نظر مین خار معلوم ہوتا ہی کسی شاعر نے سچ کہا ہی

نظم

جام شراب بادۂ پر غم سے کم نہین	زیبا ہی رو کند پہ کیا اشک لالہ گون
دنیا ہی دور چرخ سے فرصت نشاط	اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین
بے یار درد ہجر شب غم سے کم نہین	ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

پھر تھوڑی دیر کے بعد اس خیال مین مبتلا ہوا کہ آخر مین کس مقام مین آیا ہون اب کس سے اس حال کو دریافت کرون کہ یکایک پھر خواب کا غلبہ ہوا اور بیخبر سو گیا عالم خواب مین بالاے ہوا سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای شہنشاہ گوہر کلاہ یہان تیرا زیادہ قیام کرنا مناسب نہین ہی اب سیر باغ سے اپنے دل کو بہلا چکا ہی اب کیا ہی یکایک وحشتا گھبرا کے آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا ہر چہار جانب نگاہ کی مگر کسی کو نہ پایا پھر تو بہت سے خود خیال کیا کہ اب یہان زیادہ توقف کرنا اچھا نہین ہی چنانچہ شہنشاہ گوہر کلاہ اس مکان فرحت افزا سے باہر آیا اور ایک جانب چلا راہ مین جس طرف راستہ پر نظر کرتا تھا سبزہ زار نظر آتا تھا کئی روز اس راہ روی مین گذر گئے شہنشاہ گوہر کلاہ کے پانون پہ ورم ہو گیا تھے کہ راہ طی کرنے کی طاقت باقی نہ رہی اور قیام کرنا اس وجہ سے غیر ممکن تھا کہ وہان کوئی مقام قیام کرنے کے قابل نہ تھا پھر ایک درخت گنجان کے سایہ مین جا کے قیام کیا ہوا سے سرد سے راحت معلوم ہوئی بیخبر سو گیا عالم خواب مین دیکھا کہ ایک مجلس عظیم منعقد ہی ہزارہا دیو زادہ دست بستہ راست و چپ اپنے اپنے عہدے پر مستعد ہین ہژدہ ہزار عالم سرنگون کرسیون نگون پر اپنے اپنے عہدون کے موافق بیٹھے ہوے ہین اور ایک تخت یاقوت نگار پر ایک مرد نقابدار الماس پوش بہزار شوکت و شان در حقیقت مالا کلام بعد عزو تمکین رونق افروز ہی شہنشاہ گوہر کلاہ پر اس نقابدار الماس پوش کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اس مقام پر قیام کی تاب نہ لا سکا مگر پھر خیال آیا کہ اگرچہ یہ مرد معظم تخت نشین عالی منزلت والا مرتبت ہی تاہم یہان سے چلے جانے کی کیا وجہ ہی کہ یکایک اس نقابدار الماس پوش نے نظر اٹھا کے شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب دیکھا ہنوز کچھ پوچھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اپنا فخر سمجھ کے باادب تمام آداب بجا لایا اور کہا مین شہنشاہ بن بدیع الملک ہون میرے پدر معظم والا مرتبت نے بیشتر طلسمات جہان کو فتح کیا ہی میری کیفیت یہ ہی کہ کشتی میری دریا مین طوفانی ہوئی کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آتی تھی سفینہ کہ کشتی غرق ہوئی اور میرے ہمراہی بھی غرق ہو گئے مجکو فن شناوری مین ملکہ تھا عرصہ تک اس دریاے زخار مین شناوری کرتا رہا جب اس طوفان بلا سے نجات پائی ایک تاجر نے مجکو بازار مین فروخت کیا ایک تاجر خواجہ منصور نام نے مجکو خرید کیا اسکی ایک دختر پانزدہ سالہ تھی مین اسپر فریفتہ ہو گیا اسکی وجہ سے پھر اسی دریاے زخار مین غرق ہونے کی نوبت پہونچی بالفعل کچھ رشتۂ حیات باقی تھا جو یہا تک پہونچا اب یہان طرفہ واقعات پیش نظر ہوتے

جو عقل میں نہیں آتے میں نے اپنے خیال میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ضرور یہ کوئی مقام طلسمی ہے و اللہ اعلم
یہ میرا خیال سچ ہے یا غلط نقابدار الماس پوش نے متبسم ہو کے کہا اے جوان والا قدر یہ سب کچھ
تو تو نے بیان کیا مگر یہ حال نہ بیان کیا کہ تیری محبوبہ جو تیرے ہمراہ آئی تھی اُسکا کیا حال ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہو کے کہا اے عالی منزلت و والا مرتبت اُسکا حال تو نہایت
قابل افسوس ہے میں اپنے اوپر ہزار ہزار نفرین کرتا ہوں کہ کیوں اُسے اپنے ہمراہ لایا جو اُسکی
ہلاکت کا سبب ہوا سچ تو یہ ہے کہ میں نے اُسکی جان لی اور یہ بھی میں اپنے یقین سے کہہ سکتا ہوں
کہ اُسکے ساتھ میں نے بھی اپنے کو ہلاک کرنا چاہا تھا مگر کیا کروں کہ میرا رشتۂ حیات کا ٹوٹنا
باقی تھا جو ابھی تک بقید حیات ہوں تاہم اُسکے غم مفارقت میں میرا یہ حال ہے شعر
ظاہر میں گو کہ بیٹھا لوگوں کے درمیان ہوں ✤ پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں ✤ پھر اُس مرد بزرگ نے کہا اے
جوان ان جملہ حالات سے مجھکو خبر ہے لیکن اسقدر فہمائش کرتا ہوں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ لذات
ظاہری دنیا کے ایسے قبیل سے ہوتے ہیں کہ انسان معرض ہلاکت میں آجاتا ہے اور کوئی چارہ کار
نظر نہیں آتا اگر کچھ سمجھ رکھتا ہے تو اس واقعہ سے سبق لے تا کہ بار دیگر ایسی غلطی ظہور میں نہ آنے پائے
شہنشاہ گوہر کلاہ سرنگون یہ تمام تقریر اُس نقابدار الماس پوش کی سنتا رہا بعد اُسکے پھر
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا اے عالی منزلت و والا مرتبت اب یہ بھی ارشاد ہو کہ حضور کون ہیں
نقابدار الماس پوش نے کہا اے جوان تو نے مجھکو نہیں پہچانا میں ہوں سلیمان علیہ السلام
بندہ ناچیز خداوند جہان ملک میں دو سمان ہوئی یہ مقام طلسم ہے جسکو میں نے ترتیب دیا ہے راہ میں تجھکو بیشتر درندے
دکھائی دیے ہونگے وہ بھی متعلقات طلسم سے وارد ہے طلسم کشا کو خائف کرنے کی غرض سے جابجا مقرر
کیے گئے ہیں مگر کسی کو گزند نہیں پہونچاتے ہیں شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا نام اس طلسم کا ارشاد ہو
حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اُسکا نام طلسم چراغان سلیمانی ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
عرض کی کہ حضرت اب تو میں اس مصیبت و زحمت سے تنگ آگیا ہوں کوئی ایسی تدبیر ارشاد ہو کہ میں
اس بلا سے نجات پاؤں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھکو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ طلسم
خاص تیرے ہی ہاتھ سے فتح ہوگا اس طلسم میں چالیس ہزار براق مع دار بہ نگار اور خزانہ بیشمار ہیں اور
بارگاہ گلستان ارم فاتح طلسم کے واسطے مقرر ہے ہمت کو چست ارادہ کو درست رکھ خداوند عالم مددگار
حال ہے مصرعہ ہمت بلند دار کہ پیش خدائے خلق ✤ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو ✤ ایک بادشاہ نے ایک حکیم سے
پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس سے انسان ہر ایک انسان کی نظروں میں معزز و محترم معلوم ہوتا ہے کہا وہ ہمت
چست و ارادہ درست ہے کہ بادشاہ کا دار و مدار حکومت بھی اسی پر موقوف ہے ظاہر ہے کہ انصاف و انتظام کا
مدار سلطنت پر اور سلطنت کا لشکر پر اور لشکر کا آبادی پر اور آبادی کا خزانہ پر اور خزانہ کا ملک کی آبادی پر
ہے اور ملک آباد کبھی نہیں ہوتا جبتک کہ بادشاہ صاحب ہمت چست و ارادہ درست نہیں ہوتا ہے پھر
شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا بہتر ہے آنچہ رای موے از ہمہ اولے اب فتح طلسم کے متعلق
جو کچھ مناسب ہو ارشاد فرمایا جاوے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے جوان مطمئن ہو شب
کے وقت اس کوہ پرشکوہ پر روشنی چراغان نظر آئیگی وہ روشنی اس طرح کی ہوگی کہ کبھی تیری نظر سے نہ گذری

ہوگی کہ یک خواب کا غلبہ تجھپر ہوگا کیونکہ اُس روشنی کی خاصیت یہی ہے پس اُس غلبۂ نوم میں اپنے سر کو
نشیب کی جانب رکھنا اور پاؤں کو بلند کرنا جب صبح ہوگی اپنے کو کوہ سے ایک مقام بلند میں
دیکھے گا وہان ایک درخت چنار کہنہ ہوگا جسکے تنہ کے گرد پختہ چبوترہ بندھا ہوا ہے اُسکے نیچے روبرو
چشمہ شیرین جاری ہے تو فوراً برہنہ ہوکے اُس چشمہ میں غسل کرنا اس طرح کہ تمام اعضا میں بخوبی پانی
سرایت کر جاوے پھر اُس چشمہ سے باہر آنا پھر زیر درخت اسقدر توقف کرنا کہ جسم کا پانی بخوبی خشک
ہو جاوے پھر کپڑے پہننا اور وضو کرنا اور اُس چبوترہ پہ بکمال خضوع و خشوع دو رکعت نماز پڑھنا
بعد فراغ نماز دو زانو چبوترے پر بیٹھ کے اس اسم کو جو میں بتاتا ہوں پڑھنا شروع کرنا
پھر سات مرتبہ پڑھ کے دستک دینا تھوڑی دیر تک توقف کرنا اور درخت کیطرف دیکھتے رہنا اگر درخت
شق ہو جاوے فہو المراد ورنہ چند مرتبہ درود شریف پڑھنا اور با آواز بلند فریاد کرنا کہ ای برہان جنی
کہان ہے اب اس طلسم کے فتح ہونے کا وقت قریب آ پہونچا ہے جلد آ کہ ایک درخت کہنہ کا تن شق
ہو جاوے گا اور ایک مرد سفید پوش باصورت نورانی نمودار ہوگا اُسکو سلام کرنا اور یہ اُس سے کہنا
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو لوح طلسم چراغان کے لینے کیواسطے بھیجا ہے لہذا اب جلد
لوح طلسم چراغان کی میرے حوالے کر دے ای جوان سعادت نشان تیری اس تقریر سے
برہان جنی متعجب ہوگا اور وہ تجھسے پوچھے گا کہ کس نشان سے میں سمجھوں کہ تجکو حضرت
سلیمان علیہ السلام نے لوح طلسم چراغان کے لینے کے واسطے بھیجا ہے کہنا نشان یہ ہے کہ بادشاہ
طلسم کی دختر پہ تو فریفتہ ہے جسکا نام ملکہ دلشاد بانو ہے برہان جنی تجھسے پوچھے گا کہ اگر کلید فتح
طلسم چراغان کی تیرے حوالے کردوں اور تیرا کام حسب مراد انجام پا جاوے گا تو مجکو اس خدمت
کا کیا انعام دیگا تو کہنا کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی کے ملکہ دلشاد بانو کو تیرے حوالے
کر دونگا یہ سن کے وہ برہان جنی چلا جائے گا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک صندوق لائیگا اور
کہے گا کہ اسمین کلید طلسم چراغان سلیمانی موجود ہے اگر تو فاتح طلسم فرستادۂ حضرت سلیمان
علیہ السلام ہے تو اس صندوق کو کھول کہنا کہ میں اس صندوق کو نہ کھولونگا خود اسے کھول ای جوان
خوب یاد رکھنا کہ ہر چند وہ برہان جنی تجھے اصرار کریگا مگر تو ہرگز اپنے ہاتھ سے اُس صندوق
کو نہ کھولنا وجہ اسکی یہ ہے کہ بروقت وا ہونے اُس صندوق کے ایک برق عظیم پیدا ہوگی جو شخص
اُس صندوق کو کھولے گا وہ فوراً اُس برق سے جل کے خاک سیاہ ہو جائے گا پھر بعد سوختہ ہو جانے
برہان جنی کے صندوق میں سے لوح طلسم چراغان سلیمانی دستیاب ہو جاوے گی پھر بعد دستیاب
ہونے لوح طلسم چراغان سلیمانی کے اور بھی طلسم کا نشان ملیگا جسکا نام طلسم سیماب ہے
اور بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی اُس شخص کی خبر لینا کیونکہ تیرا یہ معظم و والا قدر جسکا نام شاہزادہ
بدیع الملک ہے وہ طلسم سیماب میں قید ہے تجھپر دو فرائض سے ایک فرض تو یہ بھی ہے کہ شاہزادہ
بدیع الملک کو اُس طلسم سیماب سے رہا کر اور جو کچھ لوح طلسم چراغان سلیمانی میں مرقوم
ہے اُسکے موافق عمل کرتے جانا ضرور اپنی مراد کو پہونچے گا یکایک خواب سے آنکھ کھل گئی
حیرت ہوئی کہ یہ کیا خواب تھا جو میں نے دیکھا مگر بعزم فتح طلسم چراغان سلیمانی کے لیے مستعد

ہوا بموجب فرمانے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عمل کیا یہانتک کہ برہان جنی بطلسم پوش نمایان
ہوا برہان جنی نے کہا تو کون ہے شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا مین ہون شہنشاہ گوہر کلاہ
نام فرستادۂ حضرت سلیمان علیہ السلام طلسم چراغان سلیمانی کے فتح ہونے کا وقت آگیا ہے اب
لوح طلسم چراغان سلیمانی میرے حوالے کر دے برہان جنی نے نشان مانگا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے نشان دکھایا برہان جنی صندوق لے آیا اور کہا اے جوان یہ صندوق حاضر ہے شوق سے لوح طلسم
اسمین سے نکال لے لیکن یہ خیال رہے کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی میرا مطلب فوت ہونے
پائے شہنشاہ گوہر کلاہ نے اقرار کیا لیکن باوجود اصرار کے صندوق اپنے ہاتھ سے نہ کھولا پھر
برہان جنی نے کہا یہ خدمت میرے متعلق تھی جو مین صندوق لے آیا لیکن صندوق کے کھولنے کا
مین ذمہ دار نہین ہون ہر چند کہ کسی طرح کا مضائقہ نہین ہے لیکن غیر متعلق کام مین کیون دخل دون جب تو
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا اے برہان جنی اگرچہ یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہے جیساکہ تو بیان کرتا ہے
لیکن مجکو حضرت سلیمان علیہ السلام بانی طلسم نے یہی حکم دیا ہے کہ صندوق برہان جنی سے کھلوانا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدمت بھی تیرے متعلق ہے اے برہان جنی اب مین تجھے کہتا ہون کہ اگرچہ
یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہے لیکن میری خاطر سے اس صندوق کو کھول دے اگر تو ملک دلشاد بانو
کو لینا چاہتا ہے اگر تو انکار کرے گا تو یہ نہ سمجھنا کہ صندوق تو ہر طرح کھل جائیگا لیکن تیری مطلب
برآری مین مجبور رہونگا یہ سن کے برہان جنی پہلے تو متامل ہوا بعدہ کہا اے جوان اگر تیری خوشی
یہی ہے تو مین تیری مرضی کے خلاف نہین کر سکتا ہون یہ کہکے برہان جنی نے صندوق پر ہاتھ رکھا
بس اتنا رکھنا تھا کہ ایسی برق پیدا ہوئی کہ برہان جنی جل کے خاک سیاہ ہو گیا ہوا سے آسمان
سے آواز آئی کہ اے جوان فاتح طلسم چراغان سلیمانی تو نے مجکو ہلاک کیا مجکو یہ حال معلوم
نہ تھا ورنہ مین ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرتا افسوس صاحبان طلسم نے پیشتر سے مجھے
اس رمز سے آگاہ نہ کیا تھا مگر خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا ہوا شہنشاہ بن شاہزادہ بدیع الملک
نے اس صدا کا کچھ جواب نہ دیا اس صندوق کے پاس گیا اس صندوق مین دو لوحین رکھی
ہین ایک طلائی ہے اور دوسری نقرئی ایک جانب صندوق مین تیس عدد پارہ سنگ
اور ایک فلاخن رکھا ہے جانب لوح نقرئی لکھا تھا اے فاتح طلسم چراغان سلیمانی مبارک
کہ تو بخیر و خوبی یہانتک پہونچا تجکو ہدایت کی جاتی ہے کہ تو اس فلاخن کو لے کے اس درخت کہنہ
کی بلندی پر جا اور جو اسم کہ پشت لوح پر مرقوم ہے پڑھنا شروع کر اور ایک جانور عجیب الخلقت
ظاہر ہوگا اس مرغ سے بجنسہٖ پیشانی پیش آنا مزاج پوچھنا وہ کہے گا کہ کیا خبر خوش میرے واسطے
لایا ہے تم کہنا کہ خبر خوش مجھے لانا زیبا ہے مگر خیر مین تجھے اس بات کی خوشخبری سنائے دیتا ہون کہ
تیرے دشمن جان یعنے برہان جنی کو مین نے ہلاک کیا اگر تجھے اپنے دشمن کے ہلاک ہونے مین کسیطرح
کا شک باقی ہو بس یہ لوح طلسم میرے پاس موجود ہے مجھے دروازہ طلسم پر پہونچا دے شہنشاہ
حسب ہدایت لوح طلسم چراغان اس درخت پر گیا اسم مرقومہ کو پڑھا ایک جانور نمایان ہوا جسکا تن و توش
بلا مبالغہ ہاتھی سے بھی زیادہ تھا صاحب سلامت ہوئی مرغ نے خبر خوش پوچھی شہنشاہ نے حسب ہدایت

لوح طلسم بکف سے کلام کیا اُسنے کہا اے جوان مجکو یقین ہے کہ برہان حبشی ہلاک ہو گیا شہنشاہ نے وہ لوح دکھائی اور کہا
یا تم کنگلی کو آرسی کیا ہے لوح ہمسر موجود ہے مجھے دروازہ طلسم چراغان پر لے چل جب لوح کا نام سُنا بہت حیران
ہوا کہا اے جوان اگرچہ برہان حبشی کے ہلاک ہونے سے مین خوش ہوا لیکن طلسم چراغان کی شکست مجکو ناگوار ہے
مگر بانیان طلسم کی تعمیل مین مجھے عذر کیا ہو سکتا ہے خیر بہر حال آ میری پشت پر سوار ہو شہنشاہ بن بدیع الملک
فوراً کود کر اُس کی پشت پر سوار ہوا وہ مرغ عظیم الجثہ شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوے بالاے ہوا روانہ
ہوا شہنشاہ بالاے ہوا سے عجائبات زمین کی سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا جاتا تھا جب خیال مین توحش پیدا ہوتا تھا کہ مین
کہان اور یہ بلندی آسمان کہان نہین معلوم یہ جانور کس سمندر یا پہاڑ یا صحراے ویران مین لیجا کے پھینک دیگا فقط
اس خیال سے وہ توحش رفع ہو جاتا تھا کہ فتح طلسم کیا سہل ہے تھا تعجب عجز نہین یہ معظم کو ہزار ہا ایسے واقعات
پیش آئے طرح طرح کی زحمتین اٹھانا پڑین تب طلسمات کو فتح کر کے نام آوری حاصل ہوئی فقط ما بس ست اگر
تسبیح کا جان کا خطرہ ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کیون یہ مطلع فرماتے ؎ ما کار خویش را بخداوندگار ما
بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند ۔ حاصل کہ جانور شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوے ایک نشیب مین جو کچھ عجیب حیرت انگیز
جنگل دکھائی دیتا ہے نشان بعض دشت میدان جس مین ایک عمارت اسقدر بلند ہے کہ معلوم ہوتا ہے ہر ایک کنگرہ فلک
اول سے جا ملا ہے دیوارین بلورین اُسمین محض سنگ و زر و گل کی پچی کاری تمام دریچے اور دروازے چوب صندل اور ساج
و آبنوس کے جن پر انواع اقسام کی صناعی و نقاشی کی ہے یاقوت و زمرد و الماس و فیروزہ کی کیلین جو ہر ایک مین
آویزان ایک جانب اُس عمارت کے بہت بڑا ایک تالاب واقع ہے جسکے زینے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے اُس مین
اُس پر بھی رنگ کی مناسبت سے رنگا رنگ سنگہاے قیمتی کی پچی کاری ہے اُسنے اور صنعت پر اُسکے موج مار رہی
ہوتی ہے پانی مین ہر رنگ کی مچھلیان چھوٹی بڑی دکھائی دیتی ہین وہان کی کیفیت سے خدا کی قدرت نظر آتی
ہے اُس طائر عظیم الجثہ شایستہ نام نے شہنشاہ کو اُس تالاب پر لیجا کے اپنی پشت سے اُتارا شہنشاہ نے کہا اے
شایستہ دوست مین تیرا کمال شکر گذار ہون کہ تو نے مجکو یہان تک پہونچا دیا اور وہ سیر دکھائی جو کبھی خواب مین
بھی نہ دیکھی تھی مگر اب یہ بھی بتا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ تالاب کیسا ہے جہان مجھے پہونچایا ہے اُسنے کہا اے جوان
تو میرا کیا مشکور ہوگا مین خود تیرا ممنون ہون کہ تو نے برہان حبشی کو ہلاک کیا آگاہ ہو کہ یہ تالاب خاص مقام
طلسم ہے طلسم کی راہ اسی تالاب مین واقع ہے شہنشاہ نے کہا سبحان اللہ طرفہ بات کہی کہ راہ طلسم
اسی تالاب مین ہے اگر خشکی کا مقام ہوتا تو مین کچھ جرأت بھی کرتا پانی مین مین کیا کر سکتا ہون معلوم ہوتا ہے
تو مجھے مذاق کرتا ہے اُسنے کہا مجکو مذاق سے کیا کام مین متعلقان طلسم سے ہون میرا یہ کام نہین ہے کہ کسی سے
مذاق کرون اگر تو چاہتا ہے کہ حال طلسم بخوبی حالی ہو جاے تو ایک پتھر اُٹھا کے اس تالاب مین پھینک پھر دیکھ
کہ قدرت خدا اور بانیان طلسم کی صنعت کا کیا جلوہ نظر آتا ہے اور میرے مذاق کا بھی حال دریافت ہو جاے گا
شہنشاہ بن بدیع الملک کو اور بھی حیرت نے گھیر لیا کہا مہربان تجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے خود ہی کیون نہ ایک
پتھر پھینک کے مجھے تماشا دکھا دے اُس نے کہا اے جوان یہ کام میرا نہین ہے بلکہ فاتح طلسم کا یہ کام ہے خائف کیون
ہوتا ہے جو مین کہتا ہون اُسپر عمل کر شہنشاہ نے اُسکے کہنے سے پتھر اُٹھایا تالاب مین پھینکا دفعتاً آب تالاب جوش و
خروش مین آیا موج پر موج بالاے آسمان سے ایک لکہ ابر نہایت مہیب وہان ہویدا ہوا برق چمکنا شروع ہوئی ایک
لمحہ بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا دم گھبراتا تھا ہول دل مین کہتا تھا یا

کیا بلا نازل ہوئی میں ابھی طلسم کشائی سے باز آیا اگر مجھکو پیشتر سے یہ معلوم ہوتا ہرگز فتح طلسم کیواسطے راضی نہ ہوتا
خدا جانے بچا سے صحیح و سلامت گھر پہونچا جائے بظاہر سر تا سر آثار بد نظر آتے ہیں پدر معظم کا کیا دل و جگر ہے جنہوں
نے متعدد طلسم فتح کیا اور کبھی ہمت نہ ہارے میں ابھی ہمت سے باز آیا ہنوز اس خیال میں مبتلا تھا دفعتاً ایک صدا
عجیب زہرہ گداز پیدا ہوئی شہنشاہ کے دل میں اور ہول ہوا دست و پا میں رعشہ پیدا ہوا بیچ دریا درمیان
تالاب سے فوارۂ آتشی پیدا ہوا عمارت کے پردے اٹھ گئے دروازے کھل گئے شہنشاہ بن بدیع الملک نے
دیکھا اسقدر شمعیں کنولیں فانوس چراغ اس عمارت بلند میں روشن ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے اور ہزار ہا پریزادان
حورش اور اجنہ اور دیوان فلیتن کچھ بیٹھے اور کچھ کھڑے ہیں ان پریزادوں کا یہ حال ہے کہ جو قسم ذکور سے
ہیں ایک طرف صف بستہ استادہ ہیں اور جو قسم اناث ہے وہ بیش بہا پوشش پہنے علیحدہ علیحدہ حلقہ کیے مصروف
رقص و نوا میں کسی حلقہ میں یہ اشعار میر کے گائے جاتے تھے ~ غم رہا جبتک کہ دم میں دم رہا + دم کے
جانے کا نہایت غم رہا + حسن تھا تیرا کہ بس عالم فریب + خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا + جیسے رونے
کی حقیقت جسمیں تھی + ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا + خیمۂ لیلی کو کہتے ہیں سیاہ + جسمیں مجنون کا سدا ماتم رہا +
تیرے میری شام ہوتے آئی میر + تو نہ چونکا دن بہت اب کم رہا + کہیں غالب کے یہ اشعار گائے جاتے تھے ~

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا | اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا | یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا | نہ فراغ غم سے پاتا دل آہ پسند پاتا | اگر عشق کرنا ہوتا غم روزگار ہوتا +
تیری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا | کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا | اگر کوئی مر بھی جاتا ہے تو تیرے عشق
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا | ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا | کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب | تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا | + کسی جلسہ میں یہ اشعار
ذوق کے گائے جاتے ہیں ~ | آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا | تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا +
آتا کیوں مصر میں کنعان سے نکل کر یوسف | جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا | جیتے جی تو ہرگز نہ کبھی بسمل ہوتا
دامن برق اگر دامن حائل ہوتا | آپ بیٹھے ہیں مستی میں ہر اک نوا غارتگر | ورنہ یہاں کون تھا جو ترے مقابل ہوتا
ذبح ہونے کا مزا جانتا گر صید حرم | رکھتے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا | سینۂ چرخ میں ہر اختر اگر دل ہوتا کیا
ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا + | کسی جا یہ اشعار گائے جاتے تھے ~ | جو نہ رنگ سبح و ماتم کا یہ انبوہ ہوتا
تو زمین سر زدہ ہوتی نہ فلک کبود ہوتا | جو حسد کسی کو تجھ سے ہو تو ہے یہ تیری خوبی | کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو کوئی حسود ہوتا
یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی | تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا | تری بزم میں تو جلتا کہ تجھے بھی بوجھ لگتی
جو یہ نہیں تھا دل کو جلاتا تو ملاتے عود ہوتا +

مقام صدر میں ایک تخت گوہر نگار پر بادشاہ پریزاد الماس پوش بیٹھی
ہیرا اسکے راست و چپ جوہر نگار زر مرصع کار زرنگون کرسیوں پر نہایت معزز و محترم پریزادیں
ملبوس ہائے زرق و برق از سر تا پا زیور و جواہر میں غرق سکوت میں بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہیں اور
گانا سن رہی ہیں چند چند ساعت کے بعد ایک پریزاد دیگر و عنبر و سنبل مو آتش خو اپنی جگہ سے بہزار ناز و انداز
دلبری و دلربائی اٹھتی ہے صراحی مرصع کار سے جام بلورین مملو کرکے ایک پریزاد کو دیتی ہے اور پھر بیٹھ جاتی ہے کبھی کنایۂ ابرو سے
چلیں ہوتی ہیں اس تماشائے عجب کے دیکھنے سے شہنشاہ پر محویت کا عالم طاری ہوا وہ جو زردہ طبیعت تھا
یکبخت برطرف ہوا یکایک پریزاد نے دور سے شہنشاہ کو دیکھا جو پریزاد اسکے قریب بیٹھی تھی اس سے کچھ

ساعت کے بعد جو آنکھ کھولی اپنے کو کشتی میں پایا جو تیر کے مانند رواں ہے جسکو کوئی ملاح اور بان نہ کشتی بان کی دریا میں
ایک مینار رکھا تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ وہ مینار بیچ میں آیا اُسپر مثل فیل ایک عقاب بیٹھا تھا یکایک اُس عقاب نے بصدائے
زہرہ گداز کہا اے شہنشاہ تو خوب گرفتار بلا ہوا بالیقین سمجھ کہ اب تو مدت العمر اس گرداب بلا سے باہر نہ جا سکے گا تو ہی بتا
کہ جب تیرا کوئی رہبر نہیں ہے پھر کسطرح یہاں سے جا سکے گا اب شہنشاہ کے دل میں تشویش پیدا ہوا بجائے خود کہا واقعی یہاں
سے رہا ہونا محال ہے کس سے پوچھوں کہاں جاؤں نہیں توقف کرنے میں نہیں معلوم انجام کیا ہوگا یکایک لوح کا خیال آیا جانب لوح
نگاہ کی لکھا تھا بعد حمد خدائے بزرگ و نعت انبیائے مرسل کے صاحب لوح طلسم چراغان تیرے روبرو جو پتھر اور
فلاخن موجود ہے اس فلاخن میں ایک پتھر رکھکے عقاب پر مار بالیقین عقاب زخمی ہو کے کشتی میں گرے گا فوراً اُسکے شکم کو
چاک کرنا ایک لوح مختصر نظر آئی گی اُس لوح پر ایک اسم لکھا ہوگا اُس اسم کو پڑھنا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ میں آجاوی گی
اُس زنجیر کے ذریعہ سے مینار پر چڑھ جانا وہاں ایک راہ نظر آئیگی جو بطریق نقب کے واقع ہے اور وہ راہ ایک بیابان کی ہے
شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح عمل کیا لیکن جو نہیں فلاخن میں پتھر رکھا اُس عقاب نے غل مچانا شروع کیا کہ اے جوان یہ
کیا غضب کرتا ہے میں وعدہ کرتا ہوں اگر تو نہ مارے گا تو میں مدت العمر تیری رفاقت سے باز نہ آؤنگا تجھکو جنے میری ہلاکت کی
ہدایت کی ہے اُسکی غرض محض تیری ہلاکت ہے اگر میرے کہنے کو نہ سُنے گا تو پشیمان ہوگا شہنشاہ نے مطلق اُسکے کہنے پر التفات نہ کی
فلاخن میں پتھر رکھکے مارا عقاب کشتی پر گرا فوراً اُسکے شکم کو چاک کیا لوح ملی اسم پڑھا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ میں آگئی اُسکے
ذریعہ سے مینار پر پہونچا تھا کہ صحرا سے ایسی دوڑ میں پہونچا طوفان باد تند آیا تمام جہان نظر میں تیرہ و تار ہو گیا عجب طرح کی صدا
متوحش معلوم ہوئی جیسے ہزارہا دیو و شیاطین دوڑتے ہیں اور حملہ آور ہوا چاہتے ہیں شہنشاہ اگرچہ ہول زدہ ہو رہا تھا
مگر لوح طلسم کے بھروسے پر مطمئن تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ طوفان برطرف ہوا شہنشاہ نے دیکھا کہ لاکھوں جانوران
چرند و پرند و درند چل پھر رہے ہیں اور گرد و نواح ان زہر دار اژدر دم سیاہ کھود زمین پر رینگتے پھرتے ہیں مگر کوئی جانور کسی
جانور کو کسیطرح کی گزند نہیں پہونچاتا اور ایک جانب دو گرجیب الہیبت تازیانہ در دست پشت شتر برہنہ پر سوار ادھر ادھر
گشت کر رہا ہے جب سانس لیتا ہے کان ناک آنکھوں اور منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں صدہا مرغان ہوا اپنے اپنے پر
کو کھولے ہوئے اُسکے سر پر سایہ کیے ہوئے ہیں جو نہیں اُسکی نظر شہزادہ شہنشاہ پر پڑی نعرہ مارا کہ اے آدم زاد تو بڑا
بیباک معلوم ہوتا ہے جو تو نے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تو نہیں جانتا کہ کون ظالم ہے اور یہاں آدمزاد کا کیا حال ہوتا ہے خیریت اسی
میں ہے کہ جس طرف سے آیا ہے اُسی طرف واپس جا ورنہ تو جان سلامت نہ لیجائیگا یہ جو کچھ تجھے کہا بنظر رفاقت کہا ورنہ اب تک
ہلاک ہو گیا ہوتا مجھکو کمال حیرت اس بات کی ہے کہ شاید ملازمان طلسم غیبت و نابود ہو گئے جو تجھکو راہ ملی شہنشاہ کو لوح
طلسم بخوبی یاد تھی اُسپر بھروسہ کیے ہوئے تھا کہا او شتر سوار عجب کلفت ہے تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہے نہیں
جانتا کہ میں بانی طلسم کا بھیجا ہوا یہاں آیا ہوں ورنہ کسی کی کیا شامت تھی کہ خواہ مخواہ اپنے کو اس ہلاکت میں مبتلا کرتا تیری
کیا مجال ہے کہ مجھکو کسیطرح کا ضرر پہونچا سکے میں تیرے خائف کرنے سے ہرگز خائف نہیں ہونگا اگر تجھکو کسیطرح کی جرأت
ہے تو دیر کیوں کرتا ہے یہ سُنکے بیابانچہ داری زمردی نشان جادوگر نے بلند قہقہہ مارا اور کہا تعجب ہے تو انسان ضعیف البنیان
مجھ ایسے زبردست سے بیباکانہ کلام کرے اول تو مجھے یقین نہیں کہ بانی طلسم نے تجھے یہاں آنے کی اجازت دی ہوگی
بفرض محال ایسا ہوا ہے تو ایسی قابلیت تجھ میں پیدا نہیں ہو سکتی کہ تو میرے مقابلہ میں سربر ہو سکے شہنشاہ نے کہا عیاں را
چہ بیاں ہمیں گو ہیں میدان جو کچھ تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر یہ سنکے اُس شتر سوار سحر و افسوں کارے بجا اپنی زبان میں بکا
کے ایسا کیا اُن جانوروں سے کہا کہ بالاتفاق شہنشاہ پر حملہ آور ہو شہزادے نے فوراً جانب لوح نظر کی لکھا تھا اے

صاحب لوح طلسم بفضل خداے تعالے تیرے پاس ابھی دو پتھر موجود ہین ایک پتھر فلاخن مین رکھکے اُس شتر سوار
کے سینہ پر مار پھر دیکھ قدرت خدا کا تماشا شہزادہ نے فوراً فلاخن مین پتھر رکھا اور تین بار چکر دے کے اُس قوت
سے اُسکے سینہ پر مارا کہ اُس جادوگر کا سینہ شق ہوگیا مع ہذا وہ پتھر سینہ سے اُسکی آنکھ مین پہونچا اور ایک سمت
نکل کے دوسری آنکھ مین در آیا جس سے وہ بالکل نابینا ہوگیا زمین پر گر کے تڑپا پھر اُس شتر بلند کے چارون پاؤن
گرفت مین لگے اس زور سے شہزادہ کیجانب جھپٹا کہ اگر نابینا نہ ہوجاتا تو شہزادہ شتر کی ضرب سے سرمہ سا
ہوجاتا اور فریاد کی کہ ای آدم زاد غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا مجھکو نہین معلوم تھا کہ زمانہ طلسم کا پورا ہوگیا ورنہ
مین ہرگز ہلاک نہ ہوتا یہ کہکے اپنا سر زمین پر اس زور سے مارا کہ پاش پاش ہوگیا جادوگر کا ہلاک ہونا تھا کہ
تمام جانور نیست و نابود ہوگئے پرند جانور بالاے ہوا اُڑتے ہوے چلے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ای آدمزاد
تونے غضب کیا کہ وسواس جادو کو ہلاک کیا وہ ہمارا سردار تھا تو بجاے خود خوش نہ ہونا کہ وسواس جادو
کو ہلاک کیا بلکہ ہمسے جہان تک ممکن ہوگا تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے تو دیکھیگا کہ اس بیابانی دہقانی کی کیسی سزا تونے معقول
پائیگا اپنی جان سے مایوس ہوجا شہزادہ مطمئن تھا کہ لوح طلسم موجود ہے دفعتاً ہواے تند چلنا شروع ہوئی زمین
و آسمان تیرہ و تار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ خداے تعالے کو یاد کر رہا تھا اور دل مین منتظر تھا کہ دیکھیے
کیا واقعہ روبکار ہوتا ہے ہیبت ناک آوازین آنا شروع ہوئین کہ خبردار جانے نہ دینا یہ کون ہے کہ جس نے
وسواس جادو کو ہلاک کیا اسکی بھی جان کو جلد ہلاک کرو شہزادہ اُسی جگہ بیٹھ گیا مگر طوفان کی شدت کا دل مین تردد تھا یعنی
خیال کیا کہ تاریکی کا یہ حال ہے لوح کو دیکھنا غیر ممکن ہے اگر اس تاریکی مین کوئی جادوگر آپہونچا تو کوئی کارروائی تدبیر
کی معلوم ہوتی ہے کہ میری ہلاکت مشیت باری مین اسطرح مقرر تھی مگر اس خیال سے تسکین ہوتی تھی کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام کا فرمان ہے ایسی مقرب بارگاہ ذوالجلال کا کبھی ایسا کام نہین ہوسکتا کہ جسمین کسی بندہ بے گناہ کی ہلاکت
منظور ہو کامل ایک ساعت تک وہ تاریکی اسیطرح قایم رہی بعدہ از خود روشنی ہونا شروع ہوئی شہزادہ نے اپنے کو
ایک درخت سرو کے پاس بیٹھا پایا نظر اٹھائی دیکھا سرو پر ایک پرند بیٹھا ہے جسکا سر گنبد کے مثل ہے اعضا انواع و اقسام
رنگ کے ہین نغمہ سرا ہے ہاتھ مین ناگاہ ایک دیو سیاہ سر بفلک کشیدہ وہان پہونچا لیکن یہ دیو ہواے تند کے
ساتھ آیا اور کسی قدر تاریکی بھی ہوگئی تھی اُس دیو کے کاندھے پر دار شمشاد رکھا تھا جونہی شہزادہ کے روبرو آیا
شہزادہ گھبرایا کہ خداوند اب کیا کرون اس کو پیکسے کیونکر سر ہوگا اُس دیو نے آواز بلند کہا ای آدمزاد خاکی
بنیاد مین تیرا اجل آپہونچا تونے وسواس میرے پیر و مرشد کو ہلاک کیا مین بھی تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا پہلے یہ بتا
کہ تو کس کے مشورہ سے یہان تک پہونچا اور اب کسکے مشورہ سے کام کرتا ہے اس فقرہ سے شہنشاہ کو لوح کا
خیال آیا فوراً لوح کیجانب نگاہ کی لکھا دیکھا ای صاحب لوح گھبرا نہین تیسرا پتھر اس میمون پر مار اگر دیو تجھسے
متعرض ہو اسکا مقابلہ کر بہتر یہ ہے کہ اُس سے جنگ زور دست و بازو شروع کر خدا کے فضل سے تو اُسپر غالب ہوگا
اگرچہ وہ قوی جثہ دیوزاد ہے تاہم معاملہ طلسمی ہے مطلق خوف نہ کر اور بعد غالب ہونے کے سرتاپا اُسکے تن سے
سر جدا کرنا شہزادہ نے پتھر فلاخن مین رکھا میمون کی جانب سر درنظر کی دیو نے کہا ای آدمزاد اُسطرف کیا دیکھتا
ہے میری جانب متوجہ ہو تیرا حریف مین ہون شہزادہ نے اُسکے کہنے کی مطلق اعتنا نہ کی فلاخن مین پتھر رکھا اور چکر
دے کے میمون پر مارا ادھر میمون ہلاک ہوا ادھر دیو دار شمشاد لیے آگے بڑھا اور کہا ای آدمزاد تو مجھسے مقابلہ کر
شہزادہ دوڑ کے اُس سے لپٹ گیا تا دیر بست و کشاد رہی آخر دیو کو زمین پر مارا اور سر اُسکا تن سے جدا کرلیا

اب پھر لوح کی جانب نگاہ کی لکھا تھا کہ درخت سرو کو زمین سے نکال لے اس مقام میں نقب نمایاں ہوگی اس
نقب میں داخل ہونا وہاں مدعا حاصل ہوجائیگا شہنشاہ نے سرو کو زمین سے نکال لیا نقب پیدا ہوئی اندرون نقب
داخل ہوا ایک بارگاہ عالیشان میں پہونچا دیکھا ہزارہا پریزاد و چہرہ اپنے اپنے عہدوں پر مستعد ہیں اور ہر ایک
پریزاد شہنشاہ کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھتا ہے شاہزادہ اُنکی اس طرح کی نظر سے متردد ہوا دل میں کہا یا الٰہی یہ دربار
پریزادوں کا کیسا ہے یہ مجھے کیوں دیکھتے ہیں فوراً لوح کو بغل سے نکالا تحریر کی لکھا تھا حمد خدا و نعت خاتم الانبیاء کے
بعد صاحب لوح طلسم چراغان کو معلوم ہو کہ مقصود یہی ہے جسکے واسطے اسقدر زحمت اُٹھائی ہے یہ بارگاہ
طلسم چراغان ہے صدر نشین اس بارگاہ کا فانوس شاہ ہے جا اُس بادشاہ طلسم کو سلام کر فانوس شاہ تجھکو جواب سلام
دیگا تجھسے پوچھے گا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے تو کہنا کہ نبیرہ حضرت ابراہیم وارث حضرت سلیمان پسر بدیع الملک
شہنشاہ نام ہوں میری سرنوشت میں فتح اس طلسم کی لکھی تھی چنانچہ یہاں تک پہونچنے کا اتفاق ہوا میں نے بیشتر
جادوگروں کو ہلاک کیا میرے مقابلہ میں کوئی سر نہ اُٹھا سکا یہ برکت دین اسلام کی تھی خدا کے فضل سے یہ لوح جو میرے
پاس موجود ہے میری معین ہوئی ہر مقام پر اس لوح سے رہبری و رہنمائی کی خاص بانی طلسم کی ہدایت مجھکو ہوئی انہیں بزرگ
کی خورد نوازی و ذرہ پروری سے یہ لوح بھی ملی مجھکو معلوم ہے کہ تو راہ راست سے منحرف ہے بنا بر علی ہذا میں پہلے
تجھے کہتا ہوں کہ بصفائی قلب دین اسلام اختیار کر اور کل اسباب طلسمی میرے حوالہ کر میں تجھسے وعدہ کرتا ہوں
کہ اس صورت میں تجھکو کسیطرح کی گزند نہ پہونچے گی بلکہ ہر طرح سے خیر و عافیت سے رہیگا اور اگر اسکے خلاف عمل
میں لانے کا ارادہ ہے تو یقین سمجھ لے کہ ضرور ضرور ہلاک ہوگا اور کوئی تیری مدد حاجت کو نہ پہونچیگا آیندہ تجھکو اپنے
فعل کا اختیار ہے ہم ہرگز تجھسے اسبات کی درخواست نہ کرتے مگر مجبور اس باعث سے ہیں کہ شریعت اسلام میں حجت
تمام کرنے کی تاکید ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل میں رکھا اُس بارگاہ کے قریب گیا امیر بارگاہ یعنے فانوس شاہ بادشاہ
طلسم نے پوچھا اے جوان تو کون ہے اور یہاں کسواسطے آیا تو نہیں جانتا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہاں تک نہیں
پہونچ سکتا شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح اپنے نام و نشان کو بیان کیا اور کہا مجھکو طلسم سیماب میں پہونچا دے
وہاں پہونچنے کی مجھکو اشد ضرورت ہے یہ تمام کوشش میں نے وہیں جانیکے واسطے گوارا کی ہے فانوس شاہ نے کہا اے
جوان میرے نزدیک تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے دماغ کا علاج کر جو وہ تجھے کلام کرنا طلسم ہے بچوں کا
کھیل نہیں ہے کہ فتح ہوجائیگا شہزادہ نے کہا اے فانوس شاہ خدا کے فضل سے ہم اس طلسم کو بچوں کا کھیل ہی سمجھے
ہیں تو اپنے حواس درست کر تو نہیں جانتا کہ لوح طلسم مجھکو ملی ہے اب کیا مشکل ہے اس طلسم کو فتح کرنے میں فانوس شاہ
نے کہا مجھکو دکھا وہ لوح کہاں ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ لوح دکھا دوں قدرت خدا سے فوراً یہ خیال دل میں پیدا ہوا
کہ لوح دکھائی اور غضب ہوگیا اور فانوس شاہ سے کہا لوح طلسم کو دیکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اپنا ارادہ بیان کیجئے
سوال میرا یہ ہے کہ بصفائی قلب دین اسلام قبول کر بعد طلسم کا کام تجھسے لونگا اُسنے کہا نہ میں دین اسلام اختیار کروں
اور نہ طلسم کا کوئی کام کر دونگا میں بادشاہ طلسم ہوں یہاں خود میرے ہزاروں خادم موجود ہیں جسوقت جو حکم کروں فی الفور
اُسکی تعمیل کرتے ہیں شہزادہ نے کہا اے بادشاہ طلسم کیوں تو خداوندگان طلسم کی جانب عدول کرنا چاہتا ہے اگر تجھکو فتح طلسم
میں شک ہے اور میرے پاس لوح کے ہونے کا یقین ہے تو اسقدر تو ضرور جانتا ہے خود خیال کر کہ میں یہاں تک کیونکر پہونچا
یا بہانہ طلسم تجھکو کیوں اسعرفت تنے سیتے فانوس شاہ اپنے راست و چپ وزیروں مشیروں کیجانب متوجہ ہوا اگرچہ
اُسکی زبان سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن شہنشاہ قرینہ سے سمجھا کہ یہ کچھ مشورہ کیا چاہتا ہے اور اسکے مشیران کچھ سمجھ کے اپنے

سیروں کو حرکت دے رہے ہیں شہزادہ نے کہا اے فانوس شاہ اگرچہ مشورہ کرتا ہے تاہم مجھے بھی آگاہ کر کہ تو کس نوع
کیا کہتا ہے اور تیرے مشیر تجھکو کیا صلاح دیتے ہیں ایسا نہ ہو کہ مشیر مشورہ غلط دیں اور تو مفت ہلاک ہو جائے
فانوس شاہ نے کہا اے جوان واقعی میں مشورہ کرتا ہوں اور مشورہ یہ کرتا ہوں کہ اگر فتح طلسم کا زمانہ ابھی نہیں آیا
ہے تو میں تجھسے متعرض ہوں اور اگر واقعی فتح طلسم کا وقت آگیا ہے تو بیکار حجت کرتا ہے مگر یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اس
جوان سے ضرور متعرض ہونا چاہیے ابھی زمانہ طلسم ختم نہیں ہوا شہنشاہ نے کہا یہ تیرے مشیر بالکل غلط رائے دیتے ہیں
اگر زمانہ فتح طلسم نہ آتا تو بانی طلسم کیوں مجھکو یہاں تک پہونچاتا یہ کہکے وہ لوح بغل سے نکالی اور اوسے دکھا کے کہا
جہان یہ لوح طلسم ہے دیکھ نہیں یہ کہکے لوح کو پھر بغل میں رکھ لیا اور کہا اب تجھکو اختیار ہے میں اپنی حجت تمام کر چکا فانوس شاہ
نے شاہزادہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور کہا جو امر فیصل ہونے کے قابل ہے اسکو بسہولت فیصل کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے
شہزادہ نے کہا میں بھی یہی مناسب جانتا ہوں اچھا پوچھو کیا پوچھتا ہے فانوس شاہ نے کہا لوح کا حال تو مجھکو
معلوم ہو گیا اور میرا دل بھی گواہی دیتا ہے کہ ضرور فتح طلسم کا وقت آگیا اگرچہ میرے مشیروں کی رائے خلاف ہے لیکن
مذہب کا مقدمہ قابل فیصلہ ہے ان بیان کر تو کیا مذہب رکھتا ہے شہزادہ نے کہا سن وہ خالق کل مخلوق جسکے قبضہ قدرت میں
ہماری تیری اور سب کی جان ہے واحد لاشریک ہے اوسنے آسمان کو معلق اور زمین کو مسطح بالائے آب بچھایا تمام موجودات پر
انسان کو شرف بخشا عقل و فہم و فراست دی جسکے سبب اوسنے اپنے معبود برحق کو پہچانا اگرچہ خاکی الاصل ہے مگر خلقت
آتشی پر سبقت لے گیا اسی قسم کی خلقت میں سے پیغمبر خلق ہوئے جنہوں نے ہزار جان فشانی و خون ریزی راہ راست
دکھائی گمراہی سے مانع ہوئے اپنے خالق برحق کو پہچانا اور سب کو پہچاننے کا طریقہ بتایا افضل الانبیا و اشرف الاولیا
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جمادات کی پرستش کرنا نباتات کے آگے سر جھکانا کب عقل میں آسکتا ہے بحث
میں بڑی گنجایش ہے جسکے دل میں جو کچھ آئے کہے جو کوئی سمجھنے کا ارادہ نہ کرے اوسکو کون سمجھا سکتا ہے وہی مثل ہے کہ
قاضی صاحب نے ہر چند سمجھایا مگر نہ سمجھے اوسکا کیا علاج ہے ... زمانہ کیا جس میں انقلاب کا دخل نہ ہو آج تو زندہ ہے
کل نہیں معلوم کیا ہو بڑی بڑی سلطنتیں باقی نہ رہیں بڑے بڑے بادشاہ گذر گئے دارا کا صبح ہوتے ہی دنیا میں راج تھا

اور شام جب ہوئی تو نہ سر تھا نہ تاج تھا
دم میں ہزار بار فریدون مزاج تھا
اک جا قیام اس کو نہ کل تھا نہ آج تھا

اسکا گذر کہاں نہ ہوا اور کہاں ہوا
نکلا نہیں ہے اک بھی جہان ہوا
دم بھر میں جم کے تخت کو برباد کر دیا

جن باپ ماں کے بچہ کو شیدا کر دیا
قمری کو قید سرو کو آزاد کر دیا
خسرو سے کیا اسے فرہاد کر دیا

اسکی نہ کچھ خطا ہے نہ اسکا قصور ہے انسان کی اس مقام میں کیا بساط ہے فانوس شاہ نے کہا اے جوان یہ جو کچھ
تو نے بیان کیا بخوبی میری سمجھ میں آیا لیکن صرف ایک بات میری قبول کر اور جو کچھ تو کہیگا مجھے منظور ہے شہنشاہ نے کہا
صرف مذہب کے بارہ میں کچھ عذر نہ کرنا اور جو کچھ کہیے قبول ہے فانوس شاہ نے کہا صرف یہی اک بات ہے شہنشاہ نے کہا میں
مجبور ہوں اب بجائے خود غور کر کہ جب تیرے اختیار میں کچھ نہیں ہے تو پھر بیکار نقصان گوارا کرتا ہے اس وقت نہیں کل اگر
چاہے گا حقیقت دین اسلام کی تجھپر عیاں ہو جائیگی آئندہ تجھکو اختیار ہے فانوس شاہ تا دیر سکوت میں بیٹھا رہا شہنشاہ نے کہا
اب دیر کیا ہے جو کچھ تجھے منظور ہو بیان کر فانوس شاہ نے پھر اسی سبب وزیروں اور مشیروں کیجانب دیکھا اور پوچھا القصہ
پھر انکار میں سر ہلایا اب کی مرتبہ فانوس شاہ نے بہت کچھ وزیروں سے بحث کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خاموش ہو رہے شہنشاہ
نے کہا اب کیا فیصلہ ہوا فانوس شاہ نے کہا اے جوان اب میں اپنی فوج و لشکر سے اس بارہ میں رائے لیتا ہوں مجھکو خیال ہے کہ اگر
میں تیرے کہنے پر عمل کرونگا تو وہ سب مجھسے خلاف ہو جائینگے اور مفت میری جان ضائع ہوگی شہنشاہ نے کہا تو بالکل بزدل ہے

ہے یا الغرض تیری فوج تیرے خلاف ہو جائیگی تو کیا کر سکتی ہے پس اُسی تنبیہ کیواسطے موجود ہیں مجھکو کسیطرح کا صدمہ نہیں پہنچ سکتے قانوس شاہ نے کہا خیر اُن کی رائے لینے میں کیا نقصان ہے شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا بہتر ہے الغرض قانوس شاہ دربار سے باہر آیا تمام فوج کو ایک جگہ جمع کیا اور ایک شتر بلند قد پر سوار ہو کے کہا اے سپاہیان مملکت طلسم فی الحال ختم طلسم کا زمانہ قریب ہے کیا تم اہالیان طلسم سے کوئی زندہ باقی رہتا نہیں معلوم ہوتا اگر کسی تدبیر سے جان بچانا ممکن ہو تو کیوں نہ وہ تدبیر عمل میں لائی جائے اُن سب نے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم تابع فرمان بادشاہ خاص اس غرض سے ہیں کہ مملکت طلسم کو دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھیں اگر بادشاہ دشمن کو دفع کرنے کیواسطے ہمسے کہے تو ہم بسر و چشم حاضر ہیں قانوس شاہ نے کہا تمہاری سمجھ میں میرا مطلب نہیں آیا آگاہ ہو کہ یہ کارخانہ طلسمی ہے جہاں ہم اور تم ہیں اس طلسم کی ایک مدت مقرر ہوتی ہے جب مدت تمام ہوتی ہے تو وہ طلسم اُس شخص کے ہاتھ سے ختم ہوتا ہے جسکو بانی طلسم مقرر کرتا ہے اہالیان طلسم اگر فاتح طلسم سے موافق ہوتے ہیں تو فتح طلسم کے بعد اُن کی جان ہلاکت سے محفوظ رہتی ہے ورنہ ہلاک ہو جاتی ہے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی چنانچہ فاتح طلسم آگیا ہے اور اسکی خواہش ہے کہ اہل طلسم اگر مذہب اسلام قبول کریں تو انکو ہلاکت سے باز رکھا جاوے اگر تم لوگ مذہب اسلام اختیار کرنے کا اقبال کرو تو فاتح طلسم سے کہا جاوے ورنہ میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ کسیطرح تم سے ایک بھی زندہ نہیں رہیگا قانوس شاہ کی یہ تقریر سنکے سرداران فوج آگے بڑھے اور کہا ہمسے کسیطرح ممکن نہیں ہے کہ اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے مذہب غیر اختیار کریں ہاں اگر حقیت مذہب غیر کی ہم پر حالی ہو جائے گی تو ہمیں کچھ عذر نہوگا قانوس شاہ نے کہا تم لوگ مذہب اسلام کی حقیت کو کسطرح ثابت ہونا چاہتے ہو انھوں نے کہا ہم میں سے ایک پہلوان جو سب میں زبردست ہو فاتح طلسم سے مقابلہ کرے اگر فاتح طلسم اُسپر غالب ہو جائیگا تو ہم فاتح طلسم کے مذہب کو حق سمجھیں گے اور ہمکو یہ بھی یقین ہو جائیگا کہ واقعی شکست طلسم کا زمانہ آپہونچا قانوس شاہ نے شہنشاہ کیجانب دیکھا شہنشاہ نے بغل سے لوح طلسم نکالی دیکھا تو لکھا دیکھا کہ اے صاحب لوح طلسم چراغان اگر قانوس شاہ کی فوج کا کوئی سردار تجھسے مقابلہ کرنا چاہے تو بلا تکلف اُس سے مقابلہ کر لیکن اس اسم کو پڑھے جانا جو پشت لوح پر مرقوم ہے شہنشاہ نے پشت لوح دیکھی تو اُسپر اسم لکھا تھا اُس اسم کو پڑھنا شروع کیا اور قانوس شاہ سے کہا بلاؤ اُس پہلوان کو جو مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہے قانوس شاہ نے بآواز بلند کہا اے سرداران فوج طلسم چراغان تم میں سے کون ایسا بہادر ہے جو اس جوان فاتح طلسم سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے یہ سنتے ہی ایک سردار کوہ پیکر مسلح دہکل کرگدن فیل ہیبت پر سوار چنگھاڑتا ہوا میدان میں آیا اُس کی صورت دیکھ کے شہزادہ کے دل میں خوف پیدا ہوا پھر لوح کی جانب نگاہ کی لکھا تھا اے صاحب لوح کیوں خائف ہوتا ہے حملہ آور ہو کر مقابلہ کیواسطے اسلحہ قانوس شاہ سے لے بعد رد و بدل ضرب شمشیر و گرز و نیزہ کشتی میں مصروف ہونا انشاء اللہ جنگ زور دست و بازو میں وہ پہلوان پسپا ہوگا اور تجھسے امان چاہے گا اسکو امان دینا اور فوراً وہ اسلحہ طلسمی قانوس شاہ کے روبرو پھینک دینا ورنہ فوج طلسم قانوس شاہ پر حملہ کرکے اسکو ہلاک کریگی شہزادہ نے لوح کو بغل میں رکھا اور قانوس شاہ سے کہا مجھکو اسلحہ دے تاکہ میں اس پہلوان سے مقابلہ کروں قانوس شاہ نے کہا اے جوان یہ اسلحہ نہیں دے سکتا مجھکو بزرگوں نے ہدایت کی ہے کہ اپنے اسلحہ کسی کو مت دینا ورنہ ہلاکت مقصود ہے شہزادہ نے کہا تو مطمئن رہ تجھکو کسیطرح کی گزند نہیں پہونچ سکتی ہاں ہلاکت مقصود ہے لیکن اسوقت کہ جب تو دین اسلام اختیار کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہوگا قانوس شاہ نے اپنے اسلحہ فوراً شہزادہ کے حوالے کیے شہزادہ نے مسلح ہو کے اُس پہلوان کوہ پیکر کرگدن سوار کا مقابلہ کیا دیر تک رد و بدل ہوئی نہ آئین ادھر سے نہ ادھر سے نوبت جنگ زور دست و بازو کی پہونچی بعد کشش و کوشش بسیار شہنشاہ غالب آیا اس پہلوان نے امان چاہی شہنشاہ بن بدیع الملک

نے حسب ہدایت لوح طلسم اُسے امان دی مع ہزار دعوت اسلام کی اُسنے بصدق نیت کلمۂ طیبہ پڑھا اور دائرۂ اسلام مین داخل ہوا - بعدہ تمام فوج اسکی دائرہ اسلام مین داخل ہوئی کل خزانہ ہائے زر و جواہر طلسمی ہاتھ آئے بیحد و بیحساب مال و اسباب کے چالیس ہزار خفتان الماسی نگار دستیاب ہوا جسکی قیمت مین ایک ملک زرخیز کا حاصل بھی کافی نہین ہو سکتا فانوس شاہ نے کہا شہریار جس قدر مال و اسباب طلسمی ہے جو حاضر خدمت کیا گیا اُس اثنا مین مرغ شایستہ زبان بھونچا دعا و ثنائے خسروانہ بجالایا اور کہا سے ای مبارک پی شہنشاہ بیکہ حاصل میکنند اختران آسمان از طلعتت نیک اختری یہ خادم حاضر خدمت ہے جو حکم ہوا اُسے بجالائے شاہزادہ نے کہا ای شایستہ اب تجھسے کیا خدمت لون جو خدمت کا وقت تھا تو نے چلو تہی کی اور مجھسے جدا ہو گیا اُسنے کہا قبلہ ہار مین تمہارا ساتھ نہ چھوڑتا مگر مجبور ہو گیا اس سببسے کہ اُسوقت میری مجال نہ تھی کہ تمہارے ساتھ قدم بڑھاتا بہر حال فضل خدا سے منزل مقصود کو پہونچ گئے فانوس شاہ نے مجلس عیش آراستہ کی بالخصوص ایک قصر عالیشان مجلس رقص و سرود کیواسطے نہایت اہتمام سے آراستہ کیا گیا زنان مطربہ و رقاصہ بھی آئین سب نے اپنے اپنے کمال کو ظاہر کیا جس سے شاہزادہ بہت محظوظ ہوا اُن کے غزل گانے کا وہی طرز و طریقہ ہے جو علی العموم مطربون کا ہوتا ہے مثلاً ایک مطربہ نے بکمال خوبی و لطف یہ غزل گائی غزل

واعظا سجدے اب کعبے مین بتخانہ کو ہم
اپنے داغون سے جلا دیتے ہین پروانہ کو ہم
کون کرتا ہے بتون کے آگے سجدہ زاہدا
دشت مین کرتے ہین یاد اپنے سیہ خانہ کو ہم
باندھتے ہین اپنے دل مین زلف جانان کا خیال
دیکھتے ہین کاکل جانان مین جب شانہ کو ہم

پھینک کر زلف دوتا لیتے ہین پیمانہ کو ہم
تیرے آگے کہتے ہین گل کھول کر دیکھ [illegible]
سر کو دے دے مار کر توڑینگے بتخانہ کو ہم
یوسفان زنخدان سے شفا ہوتی ہین
طوق زنجیر پہناتے ہین دیوانہ کو ہم
عقل کھو دی تھی ہماری ناصح جنون عشق نے

کیا ملیں تیرے بھلا اس شعلہ رو کے جسم پر
گلشن عالم سے ہین بیزار آ رہ جانے کو ہم
جب نظر آتی ہین ان کی نظر آتی ہر چشم سیاہ
کیا کرینگے اے طبیب اس تیرے پیمانہ کو ہم
تجھ وحشت سے ہوتا ہے گریبان تار تار
آشنا سمجھے ایک عمر بیگانہ کو ہم

دوسرے روز پھر وہی ہنگامہ برپا رہا آج شہزادہ نے کہا ای فانوس شاہ کل تمہاری خاطر سے مجلس نشاط مین شریک رہا آج مجھے معاف رکھو مجکو نہایت ملال ہے اپنے پدر معظم کے گرفتار طلسم ہونے کا جب تک وہ والا مرتبت رہا نہ ہونگے مجکو کسی پہلو قرار نہ آئیگا فانوس شاہ نے کہا شہریار جبتک طلسم فتح نہ کیا جائیگا اُن عالیجاہ والا بارگاہ کا رہا ہونا غیر ممکن ہے اور طلسم سیماب کا فتح ہونا لوح پر موقوف ہے لوح کہا ہے میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ ابھی چند روز یہان کے سیر و تماشا سے محظوظ ہو بعد لوح کیواسطے کوشش فرماؤ شہزادہ نے بغل سے لوح نکالی فانوس شاہ کو دکھائی فانوس شاہ لوح طلسم دیکھکے بہت متعجب ہوا کہا شہریار لوح طلسم تمہارے پاس موجود ہے اب کیا مشکل ہے جب چاہو گے طلسم سیماب فتح کر لوگے شہزادہ نے کہا اگر تمکو کچھ حال طلسم سیماب کا معلوم ہو تو بیان کرو فانوس شاہ نے کہا شہریار مین ستکلے کیونکہ معظم طلسم چراغان کی حکومت کی ہے اسی سبب سے کسیقدر حال طلسم سیماب سے بھی واقف ہون لیکن بالتفصیل اسکے حالات سے واقف نہین ہون سنو طلسم سیماب کی دو راہین ہین ایک راہ وہ ہے جسمین حضرت آدم زاد کا گذر ہے دوسرے کی مجال نہین ہے دوسری راہ دیو و پری کی ہے اسمین آدم زاد کا گذر نہین ہو سکتا بانی طلسم یعنے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسیطرح انتظام کیا ہے یہان شہزادہ اور فانوس شاہ مین طلسم سیماب کی باتین ہو رہی تھین بکایک جان جتنی جو لوح طلسم کے باعث سے غائب ہو گیا تھا وہان پہونچا بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور حیرت سے اسکی صورت دیکھکے کہا تو کون ہے اُسنے کہا خادم بے جان جتنی ہے یہ کہکے شاہزادہ کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا شہریار کمترین کے تصور کو معاف فرماؤ شہنشاہ نے کہا تو سوختہ ہو گیا تھا پھر کسطرح اچھا ہو گیا اُسنے کہا حضور کی برکت قدم سے

بارِ دیگر خلعتِ حیات پہنایا گیا جب کہ وسواس جادو ہلاک ہوا اگر وسواس زندہ رہتا تو مین ہرگز زندہ نہ ہوتا اب
اجازت ہو تو کچھ عرض کرون شہزادہ نے اجازت دی اُسنے کہا کچھ عہد و اقرار کی بابت بھی حضور کو یاد ہے شہزادہ نے
بعد تامل بسیار کہا ہان اب یاد آیا پھر کیا چاہتا ہے اُسنے کہا یہی چاہتا ہون کہ اُس عہد کا ایفا کیا جاوے شہزادہ
قانوس شاہ کیجانب متوجہ ہوا اور کہا تمھاری کوئی دختر نا کتخدا ہے اُسنے کہا شہریارا یہان ایک دختر ہے لیکن اُسکے بارہ
مین مجھکو ایک دقت لاحق ہے وہ یہ ہے کہ اُسکی ولادت کے بعد مین نے بجاے خود تہیہ کیا تھا کہ اُسکی شادی نہ کرونگا
جب سن تمیز کو پہونچی میرے عزیزون نے اُسکی شادی کے نسبت مجھے مجبور کیا جب اُسکو معلوم ہوا انتہا ہے میرے روبرو
کچھ نہ کہہ سکی البتہ فارغا مجھپر اس بات کو ظاہر کیا کہ جب تک مین منظوری اپنی ظاہر نہ کرون میری شادی نہ کیجاوے
ورنہ پشیمانی کا سبب ہوگا مین بجاے خود سمجھا کہ بیٹی کا معاملہ ہے جب تک وہ صاحب عصمت و عفت ہے کیون نہ اُسکی
مرضی پر تلاش کیجاوے چنانچہ بعض اوقات نسبتین آئین اُسکو مطلع کیا گیا اُسنے انکار کیا اب حضور فرماتے ہین اگرچہ
مجھکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہے لیکن صاحب معاملہ کو اس نسبت کی اطلاع کرتا ہون جو کچھ اُسکا جواب ہوگا عرض
کر دیا جاویگا شہنشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ قانوس شاہ اپنی دختر کے پاس جسکا نام فانوسیہ تھا گیا اور کہا ای
دختر لخت جگر آج مین بیاہ کا تیری نسبت کے بارہ مین ذکر کرتا ہون وجہ اس بیاہ کی یہ ہے کہ طلسم کشا آگیا
طلسم چراغان جسکا مین حاکم تھا فتح ہوگیا فاتح طلسم کی اطاعت اختیار کرنا لازم آئی اور کیون نہ اطاعت اختیار کرتا کیجان کا
خطرہ تھا مع ہذا مذہب آبائی سے بھی قطع نظر کی اگرچہ اُس جوان طلسم کشا کے بیان مدلل سے حقیقت دین اسلام کی مجھپر ثابت
ہو گئی لیکن سبب اس تمام قصہ کا طلسم کا فتح ہونا ہی سمجھنا چاہیے اُسی جوان فاتح طلسم کی فرمایش ہے کہ برہان جبشی سے
تجھکو بیاہ کر دون چونکہ تونے سابق مین اس بات کو مجھپر ظاہر کر دیا تھا کہ بغیر میری مرضی کے میری شادی نہ کی جاوے
اسواسطے تجھسے جواب چاہتا ہون فانوسیہ نے کہا اے پدر والا مقدار مین نے جو اپنی مرضی پر اپنی شادی کو موقوف رکھا
اُسکا سبب یہ تھا کہ عرصہ ہوا مین نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک مرد معمر سفید ریش عمامہ بر سر قباے سفید و صاف در بر
مشعلے پیری در دست میرے پاس آئے اور مجھسے کہا اے فانوسیہ تجھے نصیب ہو کہ خداوند عالم نے تجھپر نظر رحمت
فرمائی جو اسوقت تیرا سامنا ہوا تو ایک مرد ضلالت شعار کی دختر ہے جو بالکل راہ راست سے آگاہ نہین ہے تجھکو چاہیے
کہ تو اپنی شادی کسی مرد مسلمان سے کرنا اور ابھی اپنی شادی نہ کرنا جب تک کہ اس طلسم چراغان کا فاتح نہ آئے
کیا عجب ہے اگر وہی تیری شادی کی تحریک کرے لیکن اسوقت بھی جسکے ساتھ منسوب ہونے کی تحریک ہو اُسکے
مذہب کو دریافت کر لینا یہی وجہ ہے کہ جب کسی سے منسوب ہونے کی خبر ہوتی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خلاف
اہل اسلام ہے مین نے صاف انکار کیا جوان فاتح طلسم جس شخص سے مجھکو منسوب کرنا چاہتا ہے اگر وہ مسلمان ہے تو مجھکو
کچھ عذر نہین ہے قانوس شاہ شہنشاہ کے پاس آیا اور کہا شہریارا فانوسیہ نے تو آج عجیب قصہ سنایا آج تک
مجھکو اس بات کی اطلاع دیتی بعد ازان تمام تقریر فانوسیہ کی بیان کی شہنشاہ بہت خوش ہوا قانوس شاہ
نے کہا مین اس بارہ مین نہایت خائف تھا اسی خیال سے کہ مبادا فانوسیہ نے انکار کیا تو سخت دقت پیش آئیگی
اگرچہ مین ہر طرح اُسکو مجبور کرنیکا ارادہ رکھتا تھا لیکن پھر بھی خالی از دقت نہ تھا حاصل کلام شہنشاہ نے
برہان جبشی کو فانوسیہ کی رضامندی کی خوشخبری دی ہنگامہ عروسی گرم ہوا ساعت سعید و اوان حمید مین فانوسیہ
برہان جبشی سے منسوب کی گئی برہان جبشی شہنشاہ کا مشکور ہوا اور کہا ؎ اے شہنشاہ آسمان اورنگ ۔ اے جہاندار
آفتاب آثار ۔ تھا مین ایک بینواے گوشہ نشین ۔ تھا مین ایک ذرۂ مقید سینہ ڈگہ رہتے مجھکو جو آرزو بخشی ۔ ہوئی

میری وہ گرمی بازار ✤ کہ ہوا مجھ سا ذرۂ ناچیز روشناس ثوابت و سیار ✤ گرچہ ازدست فلک بے ہنری ✤ ہون خوار
اپنی نظر مین اتنا خوار ✤ کہ گر اپنے تئین کہون خاکی ✤ جانتا ہون کہ آئے خاک کو عار ✤ شاد ہون لیکن اپنے جی مین
کہ ہون ✤ بادشہ کا غلام کارگزار ✤ نہ کہون آپ سے تو کس سے کہون ✤ مدعائے ضروری الاظہار ✤ شہنشاہ نے
فانوس شاہ سے کہا ای بادشاہ طلسم اب سے یہ قصہ بھی منفصل ہوا اب طلسم سیماب کی فکر کرنا چاہیے فانوس شاہ
نے کہا شہریار ہم خادم بھی خدمتگذاری کو حاضر ہین لیکن آدمی زاد کی راہ سے بہادگذر محالات سے ہے شایستہ
نے کہا شہریار آدمزاد کی راہ مین غلام جا سکتا ہے اگر حضور کا عصم ہی ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لیچلو اور فانوس شاہ
سے کہا تم دوسری راہ سے آؤ اُسنے قبول کیا شہنشاہ اور فانوس شاہ اور شایستہ طلسم سیماب کیجانب روانہ ہوئے

اب شہنشاہ بن شاہزادہ بدیع الملک کو طلسمات سیماب کی جانب روان رکھا جاتا ہے
اور چند کلمہ سکندر اور خروج شہریار بن بریسا کے حال مین مسطور ہوتے ہین

دولی خدا کا حجاب ہون مین خودی سے بے حجاب مین ہون
جب آتش نے شمع نے جلایا تو اپنی پروانہ تھی کہ بلبل
عمل تھے لیتے ابھی عدم مین کہ کوچ مین آئے اور قلم مین
وہان بھی ہو گئے نہ قاصد یہان نہین یہ کہ جائے قاصد
سراب وحدت جو بالی ہستی حباب بولا نہین ہستی
مین جب سے ہون روشناس ہستی کہ تھا مین پردہ آسمان بھی
امیر دنیا کی غم مین خوش فقیر دیکھے کی سیر مین خوش
طریق عابد نماز باری سبیل عاجز نیاز و زاری
وجود آدم خدا نے قبلہ کیا سجود ملائکہ کا
سحر تا صبح سے گفتگو تھی ابھی سے تو یہ کیا ہوا کہ
صبا کمین سے کہو نگاہ خوار کیجیے گا میری ہستی

سے ہے دریا حباب مجھ مین ہے گا اور مین خود حباب مین ہون
تو گر مکلفت فراق مین مین وصال مین بھی عذاب مین ہون
نہ چارہ کچھ مشین مین نہ کم مین بھلا مین کس حساب مین ہون
جو عزم ہے اب بجائے کی مد رواند مین خود جواب مین ہون
کہ کیا ہر دریا مین میری ہستی ہوا نے نقش بر آب مین ہون
اگرچہ نو واردان معمورۂ جہان خراب مین ہون
وہ شوق حسن آل مین ہے مین ذوق حسن آب مین ہون
وہ اپنی فکر دابسہ مین ہے مین اپنی رائے صواب مین ہون
گر آدمیت نہین ہے جو مین تو مین وحوش و دواب مین ہون
زمان تو ہر وقت پیری ہے مگر مین عہد شباب مین ہون
کہ خاک پائے سندگان در رسالت مآب مین ہون

غواصان بحر معانی و مبصران بازار ہمہ دانی کہا سے یاد مضامین تو گوش لفظ جو ہر یان سخن قدر دانان ہنر دلنشین کرتے
ہین کہ جب اس بحر زخار و متلاطم مین شدت طوفان سے تمام جہاز اور کشتیان تباہ ہوگئین سکندر کی بھی کشتی طوفانی
ہوئی اہل کشتی بدحواس و پریشان حال عالم مجبوری مین حلقہ باندھے بیٹھے تھے جو سفینتیان متعلق اُس کشتی کے تھین
اُن سبکو حلقہ مین باندھ لیا تھا تاکہ متفرق ہوکے اطراف غیر مقرر مین روان نہ ہو جائین کوئی کہتا تھا عنقریب موجون مین غائب
آیا چاہتی ہین دریا کی طغیانی اس حد پر ہے کہ کیسطرح سمجھ مین نہین آتا کہ کسطرح نجات پاکے ساحل عافیت پہ پہونچین گی کوئی
کہتا تھا ؎ مزن لاف بیکا و وردحال بد ✤ خداوند عالم مین سب طرح کی قدرت ہے ؎ قدرت خالق اضداد سے کچھ
دور نہین ✤ مچھلیان دشت مین پیدا ہون ہرن دریا مین ✤ کوئی کہتا تھا جو خدا ایسا ہی کرے کہ ہم سب بخیر و عافیت
اس طوفان سے نجات عافیت کے کنارہ پر پہونچین لیکن یہ خیال رہے کہ اگر خدانخواستہ یہ کشتی طوفانی غرقاب ہو جائے
اور کوئی کسیطرح سے کنارہ عافیت پر پہونچ جائے تو ہمارے متعلقین کو ہماری طرف سے سلام کہے اور بھی
جو کچھ کہنا چاہیے تھا ایک نے دوسرے سے بطور وصیت کہا راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز وہ کشتیان دریا مین صدمہ
طوفان سے متزلزل رہین چوتھے روز صبح کو ہوا کا زور بلا تاریکی دفع ہوئی ملاحون نے غل مچایا اے سواران کشتی مطمئن

رہو کشتیاں کنارہ کے قریب پہنچ گئیں وہ کنارہ دکھائی دیتا ہے سب نے دوربین سے دیکھا واقعی کنارہ نظر آیا شہزادہ
نے ملاحوں سے کہا جلد جلد جدوجہد کرکے کشتیوں کو کنارہ پہونچاؤ ظلمت والا نام خدا نے بڑا فضل کیا نجات سے ناامیدی
ہو چلی تھی جل کو دامنگیر سمجھے تھے کشتیبانوں نے بکوشش تمام دستی مالاکلام کشتیوں کو کنارہ پہونچایا پھر تو خوشی کا نعرہ بلند
ہوا سواران کشتی کشتیوں پر سے اُترے سکندر نے کشتیبانوں کو زر کثیر انعام میں دیا اپنے سلامت رہنے کا سجدہ شکر
درگاہ پروردگار میں ادا کیا دریافت کیا کہ یہ سرزمین کون ہے جہاں ہم وارد ہیں لوگوں نے کہا ابھی تو ہمکو بھی معلوم نہیں
ہے کہ یہ سرزمین کون ہے ایک شخص دور سے آتا معلوم ہوا سب نے کہا یہ آدمی آتا ہے اس سے دریافت کرتے ہیں جب وہ
آدمی قریب آیا اُس سے پوچھا کہ یہ سرزمین کون ہے اس مرد اجنبی نے از سرتاپا سبکو حیرت سے دیکھا پوچھا تم لوگ
کون ہو اور کسطرح اُس مقام میں پہونچے سب نے اپنی حقیقت بیان کی اور کہا یہی سبب ہے کہ ہمکو اس مقام کا نام نہیں
معلوم اُس راہرو نے کہا آگاہ ہو کہ یہ سرزمین متعلق زیرباد فرنگ کے ہے اسکو ملک بہارستان فرنگ بھی کہتے ہیں
سنا ہے کہ کسی زمانہ میں عمر بن حمزہ یونانی آیا تھا اُسنے بضرب شمشیر اس ملک کو مسخر کیا بہت کچھ مال و اسباب ہاتھ آیا
وہ زمانہ اس ملک کا بہت سرسبزی کا تھا جو کوئی یہاں آیا پھر مدت العمر اُسکا یہاں سے جانے کو نہ دل چاہا اب بھی کچھ
کیفیت باقی ہے مگر ویسی کیفیت نہیں ہے پوچھا کہ فی الحال اس ملک کا فرمانروا کون ہے اُسنے کہا فی الحال اس ملک کا والی
و فرمانروا ملقیا سے برسیسا فرنگی تھا اُسکا ایک لڑکا پیدا ہوا شہریار نام جسکا سن بارہ برس سے زیادہ نہیں ہے مگر
نہایت شجاع و جوار جملہ فنون سپہگری سے ماہر اب وہ فرمان روائی کرتا ہے بالاتفاق مجنون کا قول ہے کہ صاحبقران
عصر ہے لوگ اُس راہگیر کو سکندر کے پاس لیگئے اور کہا شہریار اس شخص کو اس سرزمین کے بیشتر حالات معلوم ہیں جو کچھ
دریافت کرنا مقصود ہو اس سے بخوبی دریافت ہو سکتا ہے اسکندر نے اُسکو اپنے روبرو بیٹھنے کا حکم دیا اور اُس سرزمین
کے حالات دریافت کرنا شروع کیے وہ بیان کر رہا تھا جب اُسنے شہریار کا نام لیا اور یہ کہا کہ مجنون کسنے کہا ہے کہ یہ
صاحبقران عصر ہے اسکندر کے چہرہ پر تغیر پیدا ہو گیا لوگوں نے سبب تغیر پوچھا اسکندر نے اور توجہ نہ بیان کیا البتہ
تاکیدی یہ حکم دیا کہ ہمارے خیمے برسیسا کیجانب روانہ کرو اور اُس راہگیر سے پوچھا شہریار کا مذہب کیا ہے اُسنے کہا خود
بت پرست ہے اور جسکو بت پرستی کے خلاف سنتا ہے اُسکو ہلاک کرنے کے درپے ہو جاتا ہے کہ اُسنے بت پرستی کو بہت
رونق دی ہے اب تک رواج بت پرستی پر مستعد ہے اگر چند روز اور اسیطرح گذر جائینگے تو ضرور تمام دنیا میں
بت پرستی پھیل جائیگی اسکندر نے کہا ہان یہ حال مجھکو بخوبی معلوم ہے خیر دیدہ باید چہ میشود راوی لکھتا ہے کہ اسوقت شاہزادہ
اسکندر کے پاس چھ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ کی جمعیت ہے واضح رہے کہ اسوقت جو تعداد فوج اسکندر کی بیان
کی گئی ہے اس اعتبار سے خلاف قیاس معلوم ہوتی ہے کہ شاہزادہ نے ابھی طوفان سے نجات پائی ہے اور سرزمین
زیرباد فرنگ پر پہونچا ہے مگر وجہ دفعتاً اسقدر مجمع اکٹھا ہو جانے کی یہ ہے کہ جو لوگ برسیسا کی شدت ظلم سے
خائف تھے بخوف جان بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے باطنا بت پرستی نہ تھی اور حیلے کے متلاشی تھے جونہی
اُس زمین پر یہ خبر مشتہر ہوئی کہ شاہزادہ اسکندر یہاں پہونچا ہے اور وہ مذہب اسلام رکھتا ہے سب حاضر خدمت
ہوئے اور شہزادہ کی رفاقت اختیار کی سبب یہ ہے کہ بہت قلیل عرصہ میں جماعت کثیر ہو گئی جسکی شاہزادہ کو ہرگز امید
نہ تھی تمام مملکت میں شور برپا تھا کہ عزیز محترم خداپرست وارد ہوا ہے بت پرستی کی بنیاد کو نیست و نابود کرنے
کے درپے ہے جو باطنا مسلمان تھا وہ خوش ہوتا اور جو بت پرست تھا وہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا اور ہر ایک
سے اس خبر کو بیان کرتا تھا جب یہ خبر برسیسا کو پہونچی بہت گھبرایا ہر ایک سے اسبارہ میں مشورہ کرتا تھا کہ

اسوقت مین کیا کرنا چاہیے غضب ہو جائیگا اگر وہ جوان خداپرست یورش کریگا وہ خداپرست اسکندر نامم
حمزہ صاحبقران کا فرزند رشید ہی اسکی جرات و شجاعت کا شہرہ ہی میرا فرزند شہریار ہنوز ناتجربہ کار ہی ممکن نہین
کہ اسکا مقابلہ کر سکے سب نے بالاتفاق کہا کہ اگرچہ شہریار ناتجربہ کار ہی تاہم اسکی فوج اس جوان خداپرست کے
مقابلہ کو کافی ہی خود بادشاہ کے مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہی برسیبا نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن فوج اسوقت
کام کرتی ہی جب سردار قابلیت کامل رکھتا ہی اگر سردار مگر ور ہی تو کیسی ہی کثیر تعداد کی فوج ہو گی تاہم اسکو کمزور اور
قلیل التعداد سمجھنا چاہیے مین خود اسکا بندوبست کرونگا اور وہ بندوبست یہ ہی کہ اسکو بیہوش کر کے کوہستان فرنگ
مین لیجاؤنگا چنانچہ دوسرے روز شہریار اپنے فرزند کو اپنے پاس بلایا بستر انیس و جلیس کا مجمع تھا ساقی کو اشارہ
کیا اسنے جام بلورین صراحی مرصع سے مملو کر کے شہریار کے روبرو پیش کیا شہریار کو تعجب ہوا کہ آج اول مرتبہ
مجھکو شراب دینے کی کیا وجہ مگر پھر سوچا کہ باپ کا فعل ہی اسمین کوئی مصلحت ضرور ہوگی بلاتکلف اس جام کو
پی لیا ساقی نے دوسرا جام شہریار کو دیا اسنے وہ جام بھی بلاتکلف پی لیا تھوڑی دیر کے بعد دماغ گرم ہو گیا
حواس مختل ہو گئے برسیبا نے صندوق طلب کیا شہریار اپنے فرزند مخمور کو اسمین بند کیا فوج کو کمربندی کا
حکم دیا تا اسیکے ساتھ فوج و لشکر اور وہ صندوق لیے ہوے جسمین شہریار مخمور بند تھا کوہستان فرنگ کی راہ لی
اہل شہر حیران تھے کہ برسیبا نے یہ کیا حرکت کی بادشاہ وقت کا یہ خاصہ ہرگز نہین ہی کہ غنیم کی آمد کے وقت
دارالسلطنت کو چھوڑ کے کہین چلا جائے طرفہ تر یہ کہ باپ نے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لیا بیہوش کرنے کی یہ وجہ
معلوم ہوتی ہی کہ خیال ہوا شاید شہریار جانے سے انکار کرے کسی نے کہا نہین صاحب خوب کیا اگرچہ برسیبا
شہریار کو لے گیا اسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید شہریار کا کوئی دشمن یہان آپہونچا ہو گا جس سے مفر
مشکل معلوم ہوئی یہ تدبیر عمل مین لایا یقین ہی کہ برسیبا شہریار کو کوہستان فرنگ مین پہونچا کے واپس آئیگا
اور پھر خداپرستون کی جنگ کا سامان مہیا کریگا اسطرف کا حال سنیے کہ جب برسیبا کوہستان فرنگ مین
پہونچا دربار آراستہ کر کے شہریار کے صندوق کو طلب کیا اسے کھولا شہریار کو نکالا شہریار نے جو اپنے کو
فلان مقام مین پایا بہت متعجب ہوا مگر مطمئن اس بات سے تھا کہ میرا باپ برسیبا موجود ہی اگر کوئی غیر
شخص ایسی حرکت عمل مین لاتا تو محل خوف کا تھا کوئی مصلحت ضرور ہوگی یہ خیال آیا کہ کچھ تو دریافت کرنا چاہیے
چنانچہ برسیبا سے مستفسر حال ہوا اسنے کہا اے فرزند مین تیرا خیرخواہ ہون یا بدخواہ اُسنے کہا اے پدر اگر تم مجھسے
بدخواہ ہوگے تو خیرخواہ کون ہوگا برسیبا نے کہا جب تو یہ سمجھتا ہی تو پھر استفسار حال کی کیا ضرورت ہی جو امر
مناسب وقت سمجھے بیان کر دیا جائیگا ابھی خاموش رہ شہریار خاموش ہو رہا اسطرف شاہزادہ اسکندر
نیزہ خیز چلا آتا تھا منزل کرتا ہوا بہارستان مین پہونچا اسکو گمان تھا کہ سرحد بہارستان مین پہونچنے کے پہلے
برسیبا کو خبر ہو گئی ہو گی اسکا سامان حرب و ضرب نظر آئیگا یہان پہونچ کے سناٹا دیکھا بہت حیران ہوا
سرداران ہمراہی سے کہا یہ کیا سبب ہی مجھکو خدشہ ہی کہ ایسا نہو وہ کافر ذلول بدکیش ملعون کسی ایسے طریقے سے
شبخون مارے کہ مجھکو مطلق خبر نہو جاؤ اسکی فوری خبر لاؤ کہ کہان ہی اور کیا بندوبست کر رہا ہی لوگ گئے اور
بعد تجسس و تلاش آکے خبر دی کہ برسیبا بدبخت حضور کے خوف سے گریز کر گیا اور کوہستان فرنگ
کیجانب گیا ہی اسقدر حال بعلم الیقین دریافت ہوا لیکن یہ نہین کہہ سکتے کہ کیون گیا ہی اور کس فکر مین گیا اب اگر کچھ
بندوبست کر کے آئیگا بھی تو کچھ تردد کی بات نہین ہی ہر وقت جو کچھ مناسب ہو گا عمل مین لایا جائیگا اور اسی شہر دارالامان

تھا اور بھی ایک خبر عرض کرنا ہی شہزادہ سکندر رنے پوچھا وہ کیا انھون نے عرض کی ہم شہر مین گئے مخبر اور اخبار
کے یہ بھی خبر سنی کہ بعض شرفاے شہر اصل مین مسلمان تھے لیکن بخوف جان بت پرستی اختیار کر لی ہی اب کہ حضور
کی تشریف آوری کی خبر سنی باریابی کے خواستگار ہین اگر حضور اجازت فرمائین تو خدمت والا مین حاضر ہو کے
اظہار مطلب کرین شہزادہ اسکندر رہ بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ان لوگون کو اطلاع دو کہ بلا تکلف جسوقت
چاہین چلے آئین اور اظہار مطلب کرین کوئی مانع نہ ہوگا بلکہ ہماری عین خوشی ہی ہر جلد خیمہ برپا کرو چنانچہ
اُسی مقام مین خیمہ برپا ہوے کفار کا خدشہ تھا سردارون کے خیمہ کے گرد پہرے مقرر کیے گئے اور منادی
ہو گئی کہ خبردار شب کو بہت ہوشیاری سے پہرہ دیا جاوے اپنے اپنے اسلحہ اپنے پاس رکھین ہوشیار رہنا
ضرور ہی نہین معلوم تاریکی شب مین کسوقت دشمن آ پہونچے چنانچہ تمام شب خوب ہوشیاری سے بسر ہوئی صبح
کو شہزادہ نے نماز پڑھی درود وظائف مین دن چڑھا بعد فراغ عبادت اُن لوگون کو بلایا جو کل شرفاے شہر
کی خبر لائے تھے حکم دیا کہ اُن لوگون کو ہمارے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لوگ شہر مین گئے رئیسون سے ملاقات کی اپنے
ہمراہ شہزادہ سکندر کے پاس لائے شاہزادہ نہایت خاطرداری اور عزت سے پیش آیا انکی دلداری کی اور کہا تم
لوگ کسیطرح خائف نہ ہو ہماری اس کشش و کوشش کی غرض محض رواج دین اسلام ہی جو کوئی دین اسلام کا
دوست ہی وہ بے شک ہمارا دوست ہی انکی حمایت مین ہمکو کسیطرح کا عذر نہ ہوگا اُن امرا نے عرض کیا غلبہ ہاے واقعی
ہم سابق مین بھی مذہب اسلام رکھتے تھے اور اب بھی وہی اعتقاد رکھتے ہین برسیسا بدبخت کی بدعت
سے عاجز ہو کے ہمنے اپنے کو بت پرست ظاہر کیا تھا اُسکا یہ دستور تھا کہ ہر روز گلی کوچون مین ناچ رنگ کی
صحبت گرم کرتا تھا جب اہل شہر جمع ہو جاتے تھے تو ناچ کی صحبت موقوف کر کے فضیلت بت پرستی کی بیان
کرواتا تھا اور طرح طرح کے مال دنیا کا لالچ دیتا تھا اگر اس لالچ پر بھی کوئی اقرار بت پرستی نہ کرتا تھا تو قتل کا درپے
ہو جاتا تھا گھرون مین زبردستی بت پرست عورتون کو بھیجتا تھا اور باتش وزیدت زنان پردہ نشین کو بہکاتا تھا اگر کوئی
تعرض کرتا تھا فوراً حکم قتل دیتا تھا حقیقت امر یہ ہی کہ ہم سب اسکے اس فریب اور بدعت سے عاجز ہو گئے
تھے اور خداوند عالم سے دعا کرتے تھے کہ کسیطرح ہمکو اس مصیبت عظیم سے نجات دے بارے ہزار ہزار شکر
اُس مجیب الدعوات کا کہ اُسنے دعاہاے مجبورون کی سن لی کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین کو عزت
حاصل ہوئی اور وہ ملعون خائف ہو کے شہر بدر ہو گیا ع کاریکہ خواستم زخدا شد میسرم + اب اسقدر
خداوند عالم سے التجا اور ہی کہ بار دیگر وہ ملعون یہان نہ آوے اور حضور یہی اس سرزمین پر اپنا قبضہ رکھین ورنہ
پھر وہی مصیبت ہمکو پیش آوے گی شہزادہ رستم نے کہا تم لوگ مطمئن رہو اگر خدا نے چاہا تو وہ ملعون اب
اس سرزمین پر مستلط نہ ہونے پاویگا ہم بخوبی بندوبست کر دینگے تم سب اپنے اپنے گھرون مین باطمینان
تمام بیٹھو اور مثل تمہارے جو اور لوگ بالفعل بظاہر درپردہ مذہب اسلام ہین انکو بھی خبر پہونچا دو کہ سب باعلان طریقہ
اسلام کو جاری رکھین مطلق خائف نہ ہون اور جو لوگ بت پرست ہین اُن کو اطلاع دو کہ دین بت پرستی سے
تائب ہو کے ہماری اطاعت اختیار کرین ورنہ اُن کی خیریت نہین ہی جہان تک مجھسے ہوگا اُن کی ہلاکت
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا ع نوبت اورگذشت نوبت ماست + یہ سنکے وہ لوگ اپنے اپنے
گھرون پر گئے اور محلون محلون منادی کر دی کہ اہل اسلام اطمینان سے اپنے اپنے گھرون مین بیٹھین لیکن بت پرست
اپنی ضلالت و گمراہی سے باز آوین ورنہ اُنکی جان کی خیریت نہین ہی اطلاع کر دی گئی ہی آیندہ اُنکو اختیار ہی دو

رسیسانی گیا اسکندری زمانہ آگیا وہ مرد مسلمان اپنے نام کا ہے اگر اسکو کسیکا بت پرست ہونا ثابت ہو جائیگا
تو کسی طرح زندہ نہیں رکھیگا پس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ فوج فوج گروہ گروہ اہل شہر اسکندر کے دربار میں حاضر ہوتے تھے
اور بعد آداب و تسلیمات و ثنا و صفت شاہنشاہی دین اسلام کا اعلان کر کے چلے جاتے تھے اور گھروں میں پہونچ
کے اسقدر اسکندر کے خلق و انسانیت کی تعریف کرتے تھے کہ مرد تو مرد بیشتر عورتیں اسکندر کے حضور میں حاضر
ہوئیں اور مذہب اسلام کا اقرار کر کے واپس گئیں راوی کہتا ہے کہ ایک ضعیفہ صد و شصت سالہ مگر نہایت مومنہ
و پاک اعتقاد وہاں رہتی تھی جو زمانہ کے ہاتھ سے بہت مجبور و لاچار ہو گئی تھی نہ اسکا کوئی والی تھا نہ وارث
سوئی کے کام سے زندگی بسر کرتی تھی ایک بیٹا اسکا تھا اسکندر کے ورود سے ایک سال قبل بقضائے الٰہی
فوت ہو گیا تھا ایک تو اپنے فرزند جوان کی مفارقت میں نیم جان ہو رہی تھی نماز پڑھتی تھی اور زار و قطار
رویا کرتی تھی مزید براں جب یہ سنتی تھی کہ برسیا ہر کس کو دین بت پرستی کی ترغیب دیتا ہے اور بدعت
کرتا ہے یہاں تک کہ جو کوئی اسکے کہنے پر اعتنا نہیں کرتا ہے اسکو حکم قتل دیتا ہے بس بیرون گوشہ تنہائی میں خاک نیاز پر
سر عاجزی رکھتی تھی اور خدائے واحد و لاشریک کی درگاہ میں بگریہ و زاری مناجات کرتی تھی کہ یا رب اس سفاک کو
جہنم واصل کر یا مجھکو بیہودۂ دنیا سے اٹھالے تاکہ میں اس بدعت و ظلم کو اُس ملحد کے نہ سنوں جب اس کو سکندر کے
ورود کی خبر پہونچی اور یہ بھی سنا کہ وہ جوان رواج دین اسلام پر کمر مستحکم باندھے ہوئے ہے از حد خوش ہوئی اسکندر کے
حضور میں حاضر ہوئی دونوں کانپتے ہاتھوں سے از سر تا پا اسکندر کی بلائیں لیں اور کہا قربانت شوم تجھکو اول پہلے
واسطے اس خدائے پاک نے بھیجا میں تو مدت سے مرادیں مانگتی تھی کہ کوئی تو سرکوب برسیا کم بخت کا یہاں آوے
کہ بندگان خدا کی جانیں اسکے دست ظلم سے محفوظ رہیں خدا تمہارے دم میں ہزار دم عنایت فرمائے اور عمر نوح
تجھکو مرحمت ہو اسکندر کو اسکی ضعیفی پر بہت افسوس ہوا اسکا حال پوچھا اسنے تمام قصہ گذشتہ بیان کیا اور کہا کہ
جوان سعادت مند اس پیرانہ سالی میں کوئی میرا خبر گیراں نہیں ہے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ رکھتی ہوں جو آج
تک میرا کفیل حال رہا اسکندر نے اسکا وظیفہ معقول مقرر کر دیا اور ایک مکان اسکے رہنے کے واسطے بنوا دیا شہر کے
بتخانوں کو منہدم کیا انکی جگہ مسجدیں بنوائیں موذن مقرر کیے جو غربا عاجز و مجبور تھے ان سب کے وظیفے مقرر
کر دیے اور مکرر سہ کرر ان سے کہدیا کہ جس وقت تمکو جس شی کی ضرورت ہو فوراً ہمکو اطلاع دینا چند دن کے لیے خوان
کھانے کے مقرر کیے خیرات خانہ علیحدہ جاری کیا طالب علموں کیواسطے مدرسے بنوائے بیش قرار تنخواہوں پر مدرسان
و معلمان ذو فنون کو مقرر کیا اسیطرح کے بیشتر کار خیر کیے بعد اس انتظام و اہتمام شہر اور اہل شہر کے اسکے دل میں اس
بات نے خطور کیا کہ اگرچہ جناب حمزۂ ثانی کی خدمت میں پہونچنا ضروری ہے لیکن یہ کہ اگر برسیا پلید و بیحیا کا قصہ
بغیر پاک کیے اسطرف کا عازم ہونگا یہاں پھر وہ مسلط ہو جائیگا اور ان بیچاروں کو زندہ نہ چھوڑیگا فالہذا اسکا
کامل بند و بست کر کے چلنا چاہیے پس چند روز کے بعد ملک بہارستان سے کوہستان کیطرف کوچ کیا ہنوز چند منزلیں
طے کی تھیں کہ وہاں یکایک برسیا فرنگی کو خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ اسکندر نے ملک بہارستان پر
کامل قبضہ کر لیا اہل بہارستان نے مذہب اسلام اختیار کیا جا بجا مسجدیں اور مدرسے بنا ہوگئے ہیں اور
اب دین بت پرستی وہاں نام کو بھی نہیں ہے اسکندر وہاں کا انتظام کر کے اسطرف کا عازم ہے بلکہ عنقریب
یہاں پہونچ کے بازار کشت و خون گرم کریگا ہوشیار ہو جانا چاہیے برسیا فرنگی اس خبر کو سنکے بہت گھبرایا سوچا
کہ اگر اسکندر یہاں صحیح و سلامت آپہونچا تو غضب ہو جائیگا کسی بت پرست کو زندہ نہ چھوڑے گا

کوئی تدبیر معقول کرنا چاہیے مہران نام عیار شہریار کا تھا اُس کو بلایا کہا اے مہران اگرچہ تو ہشت سالہ طفل ہے
لیکن یہ مجھکو خوب معلوم ہے کہ تو اس فن عیاری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا فی الحال مجکو یہ دقت پیش آئی ہے کہ اسکندر
خدا پرست اس طرف آتا ہے اُسنے بہارستان میں اپنا عمل کر لیا اہل شہر کو مسلمان کیا یہان بھی وہ سخت ہنگامہ برپا
کریگا فلہذا سے علاج واقعہ قبل از وقوع باید کرد تو اکثر علامتیں اولاد خواجہ عمرو کی رکھتا ہے تجھ ہی سے اس مقدمہ
میں کچھ کارروائی ہو سکتی ہے اگر تو اسکندر کو کسی فن عیاری سے گرفتار کرے گا تو میں مال دنیا سے تجھے مستغنی کر دونگا
اگرچہ اور بھی عیار ہیں لیکن اس مقدمہ میں جو کام تجھسے ہوگا کسی سے نہ ہوسکے گا اُسنے کہا خداوند یہ کام کچھ مشکل
نہیں ہے میں مہران نام نہیں اگر اُس جوان خدا پرست کو گرفتار نہ کر لاؤن مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ مصارف کثیر ہوگا
بر سیماب فرنگی نے کہا مصارف کثیر کا کچھ خیال نہ کر جسقدر صرف ہوگا میں دینے کو موجود ہوں مہران نے کہا بہتر گیا
ہے میں بھی موجود ہوں یہ کہکے اپنا ساز و سامان مہیا کرنا شروع کیا بعدہ کوہستان سے روانہ ہوا اور منزل راہ طے کرتا
چلا جاتا تھا حتے کہ لشکر اسلام کے قریب پہونچا شام کا وقت تھا لشکر اسکندر کے قریب ایک درخت پر جاکے
بیٹھ رہا جب رات زیادہ آئی درخت پر سے اُترا پاسبانوں کی نظر بچاتا ہوا قریب اُس خیمہ کے پہونچا جسمیں سکندر
مقیم تھا اُسکے قریب بھی ایک درخت تھا یہ اُس درخت پر چڑھ گیا اور اس فکر میں مبتلا ہوا کہ کیا ایسی تدبیر کرون
کہ دربانوں و پاسبانوں کی نظر سے پوشیدہ خیمہ میں داخل ہو جاؤن اسی فکر میں نصف شب گذر گئی ایک پاسبان
در خیمہ ایک طرف بیٹھا اونگھ رہا تھا یہ درخت سے آہستہ نیچے اُترا قریب اُس پاسبان کے جاکے اس زور و
طاقت سے تیغ اُسکی گردن پر مارکر سر اُسکا تن سے جدا ہوکے زمین پر گرا اور سانس تک نہ لے سکا مہران عیار خیمہ
میں پہونچا باری دار بھی بیٹھے اونگھ رہے تھے اسنے اول دارو ئے بیہوشی باری دارون کو سنگھائی بعدہ دارو ئے
بیہوشی سکندر کو سنگھائی باری دارون کو خنجر سے ذبح کیا اور اسکندر کو پشتارہ میں باندھ وہان سے راہی ہوا آخر شب
سپاہی پہرہ بدلنے آئے دروازہ خیمہ پر دیکھا کہ سپاہی بے سر زمین پر پڑا ہوا ہے اور سر اُسکا دور پڑا ہے خیمہ کے اندر
پہونچے وہان بھی تمام خیمہ میں جابجا خون کے تھالے دیکھے باری دارون کو مقتول پایا دیکھا اسکندر بھی خوابگاہ
میں نہیں ہے سب نے غل مچایا اور لوگ آئے اس سامان کو دیکھکے ہمہ تن حیرت تھے کوئی کہتا تھا یہ کام بیرونی کا نہیں
ہے ہمیں کوئی ایسا تھا کہ بظاہر دوست تھا باطن میں خصومت رکھتا تھا موقع پاکے اپنا کام کیا کوئی کہتا تھا یہ کام ہرگز
یہان کسی کا نہیں ہے ضرور بر سیماب نے کوئی کارروائی کی ہم پیشتر ہی کہتے تھے کہ اُنکا شہر چھوڑکے غائب ہو جانا خالی
از مکر و فریب نہیں ہے اُس ملعون نے کسی عیار کو راہ میں مقرر کیا ہوگا جانتا تھا کہ اسکندر جب سُنیگے ضرور اس طرف
آئینگے کام حسب مراد بن جاویگا وہی ہوا اب کیا کیا جاوے غضب ہوا سردار دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا کاش
اُسکے عوض میں کوئی اور سردار گرفتار ہو جاتا اُسکی رہائی کی صورت خود اسکندر کرتا اب شاہزادہ کی رہائی کی
صورت کس سے ممکن ہے عالم اضطراب و مجبوری میں سب گریبان چاک کیے ہائے افسوس کے نعرے مارتے نسیم بن خواجہ
عمرو عیار شہزادہ اسکندر موجود تھا وہ بھی انگشت بدندان تھا حیرت زدہ ایک ایک سے کہتا تھا نہیں معلوم
یہ کام کس کمبخت کا ہے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ کوہستان میں جاؤن اور سراغ لگاؤن اگر بر سیماب نے کارروائی
سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہے رہائی کی صورت نکالون مگر وقت نازک ہے تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ
بود اس عرصہ میں فوج اسلام کا نہیں معلوم کیا حال ہو جاوے سب متفرق ہوکے اپنی اپنی راہ لیں گے جب سردار
نہیں تو فوج و لشکر کجا نسیم بن عمرو یہ کہہ رہا تھا ناگاہ سامنے دیکھا نہنگ بحر طرازی فارس میدان سرہنگی و عیاری

صبا رفتار برق کردار خواجہ خواجگان روزگار یعنی خواجہ عمر ہوا خواہ صاحبقران والا تبار عرق مین تر از سر تا پا
گرد مین آلودہ خیزان خیزان چلے آتے ہین تمام لشکر اسلام استقبال کیواسطے آگے بڑھا خواجہ کو لا کے خیمہ مین بٹھایا [illegible] کی
خواجہ سے آبدیدہ ہو کر کہا کیا مزاج پوچھتے ہو غضب ہو گیا لوگون نے گھبرا کے کہا خواجہ جلد بیان کرو کیا غضب ہو
یہان بھی عجب سانحہ پیش آیا ہے خواجہ نے کہا آج چند روز کا عرصہ ہوا ہے جو ملک خاور سے جدا ہوا ہون کفار نے
قیامت برپا کر دی ہے یعنی جناب حمزۂ ثانی صاحبقران روزگار کو کفار بمکر و فریب گرفتار کر کے خاور مین لیجا کے
مثل حمزہ قدیم واجب التکریم ابن الا جاہ کو بھی عقابین پر کھینچ دیا ہے یہ مصیبت تو تھی ہی دوسری آفت یہ سنو کہ
شہزادہ بدیع الملک کو عالم خواب مین کسی نے قتل کیا یہ سننا تھا کہ تمام مسلمانون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا
تا دیر یہ ہنگامہ گرم رہا جب کسیقدر افاقہ ہوا عمر ثانی نے پوچھا بیان کیا واقعہ رو بکار ہوا انیس نے شہزادہ سکندر
کا واقعہ بیان کیا اور کہا اے معظم و مکرم کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ کون کسوقت اور کسطرح یہان آیا جو سب کو غافل پا کے
شہزادہ سکندر کو چرا لیگیا اسطرف حمزۂ ثانی پر یہ مصیبت نازل ہوئی کہ سرزمین خاور مین عقابین پر کھینچ دیے گئے
شہزادہ بدیع الملک کی یہ حالت ہوئی کہ عالم خواب مین ہلاک کیا گیا دفعتاً شہزادہ سکندر کو اسطرح دشمن لیگئے
خواجہ عمر نے کہا اے انیس چونکہ مین یہان اسوقت پہونچ گیا ہون فلہذا ضرور واجب ہے کہ شہزادہ رستم کی رہائی کی فکر
کرون پھر تو جو کچھ ہونا ہے ہو رہیگا یعنی سرزمین خاور مین سلاطین اطراف پہونچ کے حمزۂ ثانی کی رہائی کی فکر کرینگے
یہ کہکے مع ساز و سامان عیاری وہان سے روانہ ہوا اور اسی ارادہ مین تیز روانہ ہوا کہ کسیطرح دشمن دستیاب ہو جائے
اسطرف کا حال سماعت فرمائیے کہ برسیا مردود مہران عیار کے انتظار مین بیٹھا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا کہ
مہران اب تک واپس نہین آیا نہین معلوم وہان کیا صورت پیش آئی صبح کا وقت تھا کہ مہران پشتارہ بدوش آ پہونچا
برسیا اچھل پڑا اور کہا شاباش کیوں دیر کر دی اب یہ تو بتا کہ اس پشتارہ مین شہزادہ سکندر ہی ہے یا کوئی عذر پیش
ہوا اسنے کہا خداوند نعمت کیا جو مین کسی کے دھوکے مین ہون اور وہ میرے ہاتھ سے بچ جائے اس پشتارہ مین خاص شہزادہ
سکندر ہی ہے یہ کہکے پشتارہ پشت سے زمین پر رکھا بند پشتارہ کے کھولے اسکندر کو دیکھا تمام حاضرین گرد سکندر کے
جمع ہو گئے ہر ایک نے چاہا کہ کام داغ سکندر ہوا اے مہران سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند ابھی اس کمسنی مین
تیری کارگذاری کا یہ حال ہے بڑا ہوگا تو تو کیا قیامت برپا کریگا برسیا پلید نے خلعت گران بہا اسیوقت مہران کو دیا
اور بھی حاضرین نے علیٰ قدر حیثیت مہران کو انعام دیا کسی نے اسکے رخسارون پر بوسے دیے اور صورت دیکھ کے کہا
ہر ذرہ سے تو آفت کا پرکالہ ہے سچ ہے یہ تیری کاروائی ہے یا کوئی اور بھی تیرا شریک ہو گیا مہران نے کہا کیا سکتے ہو
مجھے کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہے یہ تو اسکندر ہے اگر خود حمزہ صاحبقران ہوتا تو اسے گرفتار کر لاتا برسیا نے
کہا اے مہران اب بہتر یہ ہے کہ شہزادہ سکندر کو زنجیر مین بخوبی بستہ کرے اور ہوش مین لا کے کسی مقام محفوظ مین قید کر اسکی
قید و بند کا بھی بندوبست جیسی حالت ہو خبردار رہنا کہین بچہ ہی کو دغل دے دیتا مہران نے کہا اے بادشاہ غضنفر ہی
کیا مجال کہ جو یہ جوان طرار سپرد میری قید سے رہا ہو جائے یہ کہکے سکندر کے دست و پا کو زنجیرون سے جکڑا
اس اہتمام مین اور کفار بھی مہران کے شریک ہو گئے وجہ یہ تھی کہ مہران ابھی کمسن تھا یہان ہنوز یہ بندوبست
درگرفت ہو رہی تھی کہ خواجہ عمر ثانی آ پہونچا ایک عیار بچہ کو دیکھا کہ پسران عمر کے بالکل مشابہ ہے خواجہ حیران ہوا کہ
یہ کیا ماجرا ہے ان زنگیون کو پسران عمر سے کیا نسبت کس طور یہ عیار بچہ ان تک پہونچا اسطرف برسیا نے سکندر کو ہوش
مین لانے کا حکم دیا مہران نے فتیلہ دفع بیہوشی سے شہزادہ سکندر کو ہوشیار کیا جونہی شہزادہ سکندر کی آنکھ کھلی اپنی

حالت پر بہت متعجب ہوا خدا کے نام پر سلام کیا برسیسا اسکی طرف دیکھ کے قہقہہ مار کے ہنسا اور کہا اے
جوان خدا پرست دیکھا تو نے بت پرستی میں ایسی برکت ہے کہ تجھکو اسطرح بسہولت گرفتار کر لیا تجھکو گمان تھا کہ
بہارستان فرنگ میں بھی باطمینان تمام بت پرستی کو نیست و نابود کر کے خدا پرستی کو رواج دونگا میں نے تیرے حال پر
رحم کیا جو اسوقت تک تجھے زندہ رکھا ورنہ ابتک تجھے ہلاک کر چکا ہوتا اب تجھکو تیرا خدائے نادیدہ بچانے نہیں آتا
یا اسکا کوئی مقرب تیری حمایت نہیں کرتا تیرے ہمراہی خدا پرست کہاں ہیں تجھکو اسطرح گرفتار ہونے دیا اور تجھ
تیری حمایت نہ کر سکے اب بھی خیریت ہے اگر تو خدائے نادیدہ کی بندگی ترک کر کے بت پرستی اختیار کرے ہم تجھکو بڑی
فوج میں عہدہ اعلے دیتے اور ہم پر کیا موقوف ہے خود خداوند بت بزرگ کو تیری رعایت مدنظر ہوگی تیری ترقی
میں کوئی درجہ باقی نہیں رہے گا اور اگر میرے کہنے کے خلاف عمل میں لائیگا یعنی اپنے دین آبائی پر قائم رہیگا یقین
میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا اور تیرے ہلاک ہونے کے بعد بھی یقیناً خداوند بت بزرگ تجھپر اپنا عذاب نازل کرے گا
شہزادہ اسکندر کی طبیعت میں اسکی اس تقریر سے نہایت اشتعال پیدا ہوا کہا او مردود پلید کیا بیہودہ بکتا ہے
یقین سمجھ کہ اگرچہ میں عالم گرفتاری میں مجبور ہوں اور ہر طرح ہلاک کیا جا سکتا ہوں لیکن اسوقت بھی خاص تیری
ہلاکت کیواسطے کافی ہوں اگر تجھے یقین نہ ہو تو کہہ دکھا دوں اسکندر کی اس تقریر سے برسیسا پر ایسا خوف
طاری ہوا کہ اسکندر سے پھر ہمکلام نہ ہوا جلاد کو حکم دیا کہ جلد اس خدا پرست کا کام تمام کر مجکو اس سے اس گرفتاری
کی حالت میں بھی خوف معلوم ہوتا ہے یہانتک ممکن ہو اسکا کام جلد تمام کر دیا جاوے مہران نے کہا اے بادشاہ اسقدر خائف
ہونا بیکار ہے اسکندر خوب مستحکم بستہ ہے کیا کر سکتا ہے برسیسا نے کہا اے مہران تو نہیں جانتا یہ خدا پرست ہیں انسے
ہر وقت خائف رہنا چاہیے اگرچہ کیسے ہی مستحکم بستہ ہوں جب انکی طبیعت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے تو کسی
چیز کی حقیقت نہیں سمجھتے اسوقت خداوند بت بزرگ کو بھی ان کے حال پر رحم آ جاتا ہے وہ ان کی مدد کرتا ہے یہی
وجہ ہے کہ اس حالت میں جو کچھ انکا ارادہ ہوتا ہے پورا ہوتا ہے اس مرتبہ پھر اسکندر نے بآواز بلند کہا او پلید دیکھ
اپنی زبان کو لگام دے تیرے بت بزرگ کی کیا لیاقت ہے کہ کسی کو کچھ مدد دے سکے گا ہمارا خدائے عز و علا ہر
ہر وقت ہماری حمایت پر آمادہ رہتا ہے اور اسی کی مدد سے ہمارا ہر ایک کام پورا ہوتا ہے برسیسا نے کہا اب وہ وقت
وہ کہاں ہے اسقدر عرصہ ہوا لیکن اب تک اسنے تیری مدد نہ کی اسکندر نے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور کہا او
بیہودہ گو ابھی آمادہ ہو کر دکھاؤں قدرت خدا کا تماشا برسیسا نے جلاد کی طرف منہ پھیر لیا اور کہا جلد اس
خدا پرست کا کام تمام کر کیوں تاخیر کرتا ہے جلاد نے دست بستہ عرض کیا اے لنگر کردہ خداوند بت بزرگ بیشک یہ مستوجب
قتل بہادر ہوا لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ یہ جوان کون ہے برسیسا نے کہا ہمکو اسقدر معلوم ہے کہ تجھے نہیں معلوم تجکو اس قصہ
سے کچھ کام نہیں جو کچھ ہم حکم دیتے ہیں اسکی تعمیل کر اسنے کہا کیونکر فوراً تعمیل حکم کیواسطے مستعد ہو جاؤں اس جوان
خدا پرست کو علی العموم آدمیوں میں سے سمجھا ہے یہ جوان حمزہ صاحبقران کا فرزند حمزہ ثانی کا بھائی ہے
ادنے سے ادنے شخص کی ہلاکت کیواسطے بھی دانشمندوں کا قول ہے کہ پھر بھی تامل ادنے ہے اسوجہ سے کہ اس صورت میں
اختیار باقی رہتا ہے اگر مناسب ہوتا ہے ہلاک کیا جاتا ہے اگر کسی وجہ کا مفر مقصود ہوتا ہے اسکو رہا کر دیا جاتا ہے جلد بازی
میں مصلحت فوت ہو جاتی ہے اور پھر کسیطرح کا تدارک نہیں ہو سکتا ہے ایک سہل ست زندہ بیجان کردہ کشتہ را
باز زندہ نتوان کرد + شرط عقل ست صبر تیر انداز + کہ چو رفت از کمان نیاید باز + اگرچہ میں تابع فرمان ہوں لیکن
عرض کئے دیتا ہوں کہ اسکا ہلاک کرنا سہل نہیں ہے جلاد کی اس تقریر سے برسیسا ملعون بہت برہم ہوا اور بعد لے

عقب ناک کہا تو نہیں جانتا خواہ مخواہ تقریر کو طول دیتا ہے جلد ہلاک کر ورنہ اسکے عوض مین مین تجھے ہلاک کر دونگا
عمر ثانی نے ارادہ کیا کہ کچھ متعرض ہون پھر سوچا کہ موقع نہین ہے اگر مین بھی گرفتار ہوگیا تو پھر کوئی کارروائی نہ ہوسکے
گی جانب آسمان سر بلند کیا اور مناجات کرنا شروع کی کہ اے خالق یکتا داسے کارہے ہے ہستہ قدرت ہے تیری بڑی
خدایا + اپنی قدرت و جلال کا واسطہ اس جوان کو دشمن کے دست ظلم سے بچا لے اسطرف سکندر کو بھی اپنی
زندگی سے ناامیدی ہو چلی تھی خدا سے لو لگائے ہوئے تھا اور دل مین کہ رہا تھا کہ خداوندا میری اس کشش و کوشش
کی غرض خاص دین اسلام کی ترقی ہے اگر مین اس ظالم کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا تو اہل اسلام کی ہمت پست
ہو جاویگی بت پرست سر اٹھائینگے ہزارہا تیرے بندون کی جانین تلف ہو جائینگی عمر ثانی اور اسکندر دونو
ابھی اپنی اپنی جانب اسطرح کی دعا و مناجات کر رہے تھے کہ یکایک عقب بارگاہ سے قتل کی آواز معلوم ہوئی سب حیران
ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے قتل کیون ہوتا ہے دفعتاً شاپور پہونچا اور اسطرح جلاد کے قریب پہونچا کہ مطلق کسیکو خبر نہ ہوئی آتے
ہی ایک وار مین جلاد کا کام تمام کیا اسکندر کیجانب متوجہ ہوا اور چاہتا تھا کہ شہزادہ کو اٹھا لیجائے اسکندر نے کہا
اے شاپور مطمئن رہو اپنے کام مین مصروف ہو مین اپنا بند دست خود کھول لیتا ہون یہ کہا اور اسی زور سے جھٹکا مارا
کہ تمام بندہاے دست و پا شکستہ ہوکے زمین پر گرے عمر ثانی منتظر وقت تھا خنجر کا وار کرتا ہوا وہ بھی وہان آپہونچا
جو سامنے آگیا وہ دعا تھا اسطرح چند آدمی کشتہ ہوئے کہ ایسے مشترالحواس ہوئے کہ کوئی چارہ جوئی نہ ہوسکی جسکو
جسطرف جا ملی چلا بھاگا شاپور شیردل بارگاہ برسیما سے جنگ کنان باہر آیا لشکر اسلام کی طرف چلا راوی
کہتا ہے کہ شہریار پسر برسیما شکار کو گیا تھا صید شکار سے فارغ ہوکے اپنے مکان کیطرف مراجعت کی اثنائے راہ
مین اسکو خبر پہونچی کہ وہ جوان خدا پرست اسکندر نام تیرے باپ کی قید مین مبتلا ہوگیا تھا ہنوز اسکے قتل کی
نوبت نہین آئی تھی کہ دفعتاً شاپور شیردل نام ایک جوان خدا پرست دربار برسیما مین پہونچا جلاد کو ہلاک کیا ہنگامہ
کشت و خون گرم کیا اسکندر کو رہا کر لیا تمام اہل دربار جان بچا کے بھاگے ورنہ سب ہلاک ہو جاتے وہ بہت برہم
ہوا اپنے باپ کے پاس پہونچا اُس سے اس واقعہ کو دریافت کیا برسیما خائف و لرزان بیٹھا تھا اُسنے کہا اے فرزند
خیریت ہوئی خداوند بت بزرگ نے رحم کیا ورنہ اُس جوان خدا پرست نے میری ہلاکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا تھا مجھکو کیا معلوم تھا کہ اسطرح کی آفت نازل ہو جائے گی شہریار نے کہا اے پدر چند نفر مسلمان آگئے
اور انھون نے اپنے قیدی کو رہا کر لیا تمھے کچھ دھوکا برسیما نے کہا اے فرزند کیا کہون ایسی ہیبت طاری ہوئی
کہ کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے پاس کوئی افسون ہے شہریار نے اہل طلب کیے سامان جنگ
درب سے آراستہ ہوکے اسکندر کی تلاش مین چلا برسیما نے کہا اے فرزند تو کیون اپنے کو تکلیف دیتا ہے تو ابھی
کمسن ہے مسلمانون کا تعاقب کرنا سہل نہین ہے شہریار بہت برہم ہوا کہا اے پدر تمھارے اس خوف نے اسکندر کو رہا کر دیا
ورنہ ممکن نہ تھا کہ شکار ہاتھ مین آکے نکل جاتا اب تم مجھے متعرض ہوتے ہو اگر تمکو خوف ہو تو اپنی جگہ اطمینان سے
بیٹھے رہو مجھے جہان تک ممکن ہوگا اسکندر کو سزائے معقول دونگا برسیما نے کہا یہ کسطرح ممکن ہے کہ تو اس آتش
مین ایسی جرأت کرے اور مین اطمینان سے بیٹھون غرضکہ یہ دونون باپ بیٹا اسکندر کی تلاش مین روانہ ہوئے
فوج بھی ساتھ تھی اسطرف اسکندر نے شاپور شیردل اور عمر ثانی سے راہ مین حالات گذشتہ پوچھے عمر ثانی
نے از اول تا آخر حمزہ ثانی کا حال بیان کیا اور کہا اے شاہزادہ والا قدر کتا ہے اُس والا جاہ کو ملک خاور مین عقابین
بھیج دیا ہے اگر عرصہ ہوگا خدا نا کردہ ضرور ہلاک ہو جائیگا مین نے جا بجا سلاطین کو اسی مضمون کے نامے پہونچا دیے

مین بالیقین وہ سبب سرزمین فساد مین ہو گئین سکے اسیطرح شاپور شیردل نے احوال شہزادہ بدیع الملک
کا بیان کیا اور کہا خدا خیر کرے مسلمانون کا ستارہ گردش مین آیا ہوا ہے جب لیے ایسے معزز محترم مسلمانون کا یہ
حال ہے تو عوام الناس کا کیا ذکر ہے ایک عقب سر نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی کہ باش ای اسکندر نبیرۂ حمزہ تو کہان جاتا
ہے میرے ہاتھ سے افسوس ہے کہ مین اسوقت دربار مین موجود نہ تھا شکار کو گیا ہوا تھا بعد کو یہ حال مجکو معلوم ہوا ورنہ
تجکو اور تیرے مددگارون کو ایسی سزاے معقول دیتا کہ ہمیشہ یاد رکھتے اور اب بھی موجود ہون اگرچہ تو ہماری قید
سے رہا ہو گیا اور ہمین معلوم اسکی کیا وجہ تھی کہ میرا پدر مجکو عالم بیہوشی مین یہان سے لایا اور مجکو اس حال کی اطلاع
نہ دی کہ تو آمادۂ فساد ہے ورنہ اسیوقت مین کامل بند وبست کرتا میرا تیرا مقابلہ کبھی نہین ہوا ہے دیکھ میری
قدرت و طاقت کو ع بیا تا بچہ داری زمردی نشان * کمان کیانی و گرز گران * اسکندر نے خوب غور سے
اسکی صورت دیکھی بعض نشانات اولاد ابراہیم علیہ السلام نمایان ہوے حیرت ہوئی کہ یہ کیا بھید ہے اس فرنگی کو یہ
جوان کہان دستیاب ہو گیا شہریار نے کہا ای سکندر کیا حیرت سے دیکھتا ہے اگر مرد میدان ہے کیون نہین ہنگامۂ کارزار
گرم کرتا اسکندر اسکا مقابل ہوا شہریار نے چند وار نیزہ کے شہزادہ اسکندر پر کیے ہر وار سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکند
ر کی خیریت نہین دیکھنے والون کے حواس باختہ تھے شاپور اور عمر ثانی دور سے شہریار کی حرب و ضرب کا تماشا دیکھ
رہے تھے اور آفرین کر رہے تھے کہ ہفت سالگی مین قوت اسکا یہ حال شجاعت ہے اگر بڑا جوان ہوگا تو کس غضب کی
اسکی کا مزا ہوگی کبھی اسکندر کے حق مین دعا کرتے تھے کہ خداوندا مسلمانون کی عزت تیرے ہاتھ ہے اس طفل نوسال
کے ہاتھ سے شہزادہ سکندر کی جان بچا تا یہان تک پہر بھر کامل رد و بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا اسنے وار کیا
اسنے روکیا اسنے وار کیا اسنے روکیا شہریار نے تلوار میان سے کھینچی عمر ثانی نے پکار کے کہا ای سکندر واللہ
خبردار ہوشیار ہو جاؤ تمہاری جنگ کا رنگ بد نظر آتا ہے اس طفل کو خورد سال نہ سمجھنا بلاے بے درمان ہے اگر اسنے
تلوار کا وار کیا اور تمسے وار رد نہ ہو سکا تو قیامت کا سامنا ہو جائیگا علاوہ جان ضائع ہونے کی ندامت بھی ہوگی کہ لوگ
طعنہ دینگے کہ ایک طفل خوردسال کے مقابلہ مین مسلمانون نے شکست کھائی اگر کوئی جوان پہلوان ہوتا تو کچھ مضائقہ
نہ تھا اسکندر نے کہا ای خواجہ تو تماشا دیکھ تا بچہ در دیگ ست بچہ می آید شہریار نے تلوار علم کی اسکندر نے سپر
سر کی پناہ کی تا انکہ شہریار نے تلوار کا وار سر پر کیا آواز شراق پیدا ہوئی آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا شہریار کو اٹھا لے گیا
شہریار نے باواز بلند کہا ای سکندر تیری عمر کا رشتہ ابھی قطع نہین ہوا تھا جو تو میرے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ آج مین تجکو
ہرگز زندہ نہ چھوڑتا جانے اور میرے صدقہ اتار اسکندر نے حیرت سے جانب آسمان نگاہ کی اور جواب دیا کہ ای طفل
تیری کیا مجال تھی جو تو مجکو کسیطرح کی گزند پہونچا سکے میرے ہاتھ سے خدا کو تیری جان بچانا تھی جو تو گرفتار غیب ہو گیا
مگر دل مین سکندر بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ اس طفل کو دست آسمانی اٹھا لیگیا ورنہ آج عزت دہبی شہریار کو
اسطرف دست آسمانی اٹھا لیگیا اسطرف بر سپیا نے گریبان چاک کیا تاب مقاومت باقی نہ رہی ناچار جانب
کوہستان اپنی جاے پناہ کی راہ لی عمر ثانی اور شاپور شہزادہ اسکندر کو لشکر مین لاے اور کہا ای شہزادہ آج خدا نے
بڑی خیر کی کہ اس طفل کیواسطے ایسا سامان غیب سے پیدا ہو گیا ورنہ مجکو بہت تشویش تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے سکندر
عمر ثانی کیطرف متوجہ ہوا اور کہا ای خواجہ اسوقت تو مجکو اور خیالات تھے اچھی طرح تمہارے بیان کو نہین سنا
عمر نے یکبار دیگر مقدمہ حقایبین حمزۂ ثانی بیان کیا اسکندر خوب رویا اور کہا ای خواجہ اب مجھپر فرض ہے کہ پہلے جناب
حمزۂ ثانی کی رہائی کیواسطے ملک مادر کو جاؤن عمر ثانی نے کہا بے شبہ میری بھی یہی راے ہے شاپور شیردل نے کہا مین بھی ہمراہ

ہون خواہ عمرو سے کہا تم کہان جاؤگے خواجہ نے کہا مین فرموسیہ کیجانب جانا چاہتا ہون نہایت ضرورت ہی ورنہ تمہارے
ہمراہ چلتا چنانچہ رخصت ہوکے روانہ ہوا اسکندر نے تجویز کیا کہ براہ دریا چلنا لازم ہی اسواسطے کہ خاورین جہانتک
جلد پہونچون مناسب ہی کنارہ دریا کے آکے کشتیان کرایہ کین خاور کیجانب روانہ ہوا راہ مین دعا و مناجات
درگاہ باری تعالی مین کرتا جاتا تھا کہ خدا نخواستہ نہ ہو کہ دریا مین کسیطرح کا صدمہ پاوے اور کوئی ایسی وجہ پیدا ہوجائے
جسکی وجہ سے منزل مقصود پر پہونچنے مین تاخیر ہو بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ہوا موافق کردے چندروز کے بعد
حوالی روم مین پہونچا ملاحان سے ملاقات ہوئی ملاحان کو خلعت گرانبہا دیا وہان سے روانہ ہوکے نواح فرشیہ
مین پہونچا خاقان ناموس امیر صاحبقران پاناموس اکثر امرا سلیمان فارسی وہان مقیم تھے سلیمان کو جاسوسون
نے خبر پہونچائی کہ شہزادہ اسکندر فرزند امیر ملک فرنگ سے اسطرف کا عازم ہی بلکہ قریب پہونچ گیا ہی کیا عجب ہی اگر
عمر ثانی نے اس شہزادہ والا قدر کو خبر پہونچائی ہو کہ شاہ حمزہ صاحب قران ثانی کو گرفتار کرکے ملک خاورین عقابین پر
پرورز نے کھینچ دیا ہی شاہزادہ کو خاورین لیے جاتا ہی یہ خبر محل مین پہونچی نقارہ شادمانی بجنے کا حکم صادر ہوا کیونکہ
مدت مدید و عرصہ بعید کے بعد مردمان اسلام و فرزند امیر جان پہ بچے تھے ملکہ خاتون ملکہ مہر گہر تاجدار مادر
حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد سامان دعوت مہیا کیا جاوے اور مجلس عالی منعقد ہو کوئی عالیشان محل اس تقریب
دعوت کیواسطے فرش و فروش شیشہ آلات سے آراستہ کیا جاوے چنانچہ قصر رفیع آراستہ کیا گیا انواع اقسام
خوشبویات سے بسایا گیا شہ نشین پر تخت یاقوت نگار بچھایا گرد و پیش کرسیان اور صندلیان سلیقہ سے بچھائی
گئین ملکہ گردیہ بانو۔ گوہر ملک۔ یاقوت ملک۔ گیتی افروز۔ عالم آرا۔ جہان افروز۔ ملکہ بابا طلائی پوش
مہر ملکہ ناہید۔ مہر تاج بخش۔ ماہ زرین کلاہ۔ ملکہ گل پوش۔ قیصر تحمسیہ خاتون۔ خورشید
تمرانہ گوہر پوش۔ صنوبر بانو۔ مشک بو۔ کاکل کشا۔ ملکہ صاحبہ۔ وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی جگہ ان زرنگون
کرسیون پر متمکن ہوئین وزیرزادیان عمر مسعود جنگی۔ ماہ مشرقی۔ گلچہرہ بدخشی۔ زلیخا بانو۔ فتانہ۔ فتنہ۔ ماہ تابان۔ مہر جہان
ملکہ سرو تمکین۔ اس محل بہشت آئین مین حاضر ہوئین طرح طرح کے ساز آہنگ درست کیے گئے یہ غزل شروع کی۔

غزل

عشق اسکا جان کھوتا ہی برنا و پیر کی
سیدھی کا ہی سبب سمجھے ذرا اگر اٹھی کبیر کی
بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے
باشرم ہمین بھی یہی ہی دعا اے امیر کی
دیوانہ کس پری کے دروازہ کا ہی پیل
جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی
دم بند اسکا زلف مون نے میرے کردیا
سولے مین جسکے بجتی ہی گندی لکیر کی
بچھڑا ہی مین نے جاکے چمن کو در مین
حسرت ہی رہ گئی لب معشوق شیر کی
اس ماہ چاردہ کو ہی حاصل کمال حسن
تعلی مین تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی

اس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی
صحرا سے لے چلا ہی مجھے شہر کی طرف
مولا مرے سوال ہی صورت فقیر کی
غافل نہ مثل برق ہو شادی کے خندہ زن
زنجیر مین ہمارے ملا ہی نفیر کی
خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہمصفیر کی
دیکھا شیر کا نہ دیوانہ کا کوئی
لی ہی قسم جنون سے خدا سے قدیر کی
آنکلے تھے کدھر سے کہان جا پہنچے آج
رخ مین صفا ہی سینہ روشن ضمیر کی
اپنی سزا ارتون سے نہ بار کے آسمان

بیہودہ گفتگو ہی مین مرد فقیر کی
گم عقل ہو گئی ہی جنون سے مشیر کی
پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
باران غم سے ہی گل آدم خمیر کی
اللہ رے اس صنم کے بدن کی ملائمت
رنگ آتشین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی
وصل لعل لب ہی مرے شاہ حسن کا
اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی
حسن تو دے مین شریک ہوئی اپنی خاک سے
اول کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی
تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون
کودک مزاجی ہمکو خوشی آئی ہی پیر کی

سوا اسے راہ یار کا اللہ رے اثر + جادہ بھی جو ہے زمین پر لکیر کی + اس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا نہ سنا
آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی + ملکہ گردیہ بانو اور گہر تاجدار نے خواجہ سراؤں کو اسکندر کے استقبال کو روانہ
کیا اور کہلا بھیجا کہ ہمارا دل تمہارے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے ہم تمہارے آنے سے بہت خوش ہوئے۔ شاہ سلیمان
مظفر بن ہیثم۔ اردشیر کوہ جندیل گراں۔ قارن گرگدن سوار۔ بہرام مشت زن بھی اسکندر کے استقبال کو سے
آئے شاہ سلیمان دور سے پیادہ ہوا اسطرف شاہزادہ سکندر بھی پشت مرکب سے زمین پر آیا بکمال شوق و محبت دونوں بغلگیر
ہوئے تمام اہل شہر سے تمہارے تحلقہ شاہزادہ سکندر کے دیکھنے کیواسطے آئے غرضکہ خواجہ سرا اسکندر کی خدمت میں حاضر ہوئے
ملکہ گہر تاج کا پیام عرض کیا اسکندر نے کہا اچھا توقف کرو میں جاتا ہوں حمام کرکے لباس تو تبدیل کیا خواجہ سراؤں
کے ہمراہ محل میں پہونچا لشکر بیرون شہر مقیم رہا شاپور اپنی مادر گرامی کی خدمت میں پہونچا بکمال ادب آداب عرض کیا
اس خاتون سراپردۂ عصمت نے بکمال شفقت مادری از راہ محبت سے اپنے فرزند کا سینہ سے لگایا اسکندر اپنی مادر گرامی
کی خدمت میں حاضر ہوا آداب عرض کیا ملکہ گہر تاج بخش نے اپنے فرزند کو دیکھ کے محبت مادری سے بیتابانہ دوڑی
اور اسرتا پا سکندر کی بلائیں لیں اور کہا اے نور نظر خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ تمکو پھر صحیح و سلامت دیکھا یہاں مجھکو طرح طرح
کی بد خبریں پہونچتی تھیں ہر روز علے الصباح سر برہنہ زیر آسمان تمہاری سلامتی کی دعا مانگتی تھی سکندر نے کہا اے مادر
گرامی قدر حضور کی برکت دعا سے میں اسوقت تک صحیح و سلامت ہوں ورنہ ایسی ایسی مہلکوں میں گرفتار ہو گیا تھا کہ جان کا بچنا
محال تھا ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ گہر تاجدار غایت شفقت بزرگانہ سے پیش آئیں سکندر نے انکے پاؤں پر سر
رکھدیا اور کہا اے تاجداران مملکت عزت و عظمت یہ خادم حاضر خدمت ہے جو حکم ہو بسر و چشم بجا لائے ان دونوں خواتین
نے دست شفقت اسکے سر پر رکھا اور کہا اے فرزند تو ہمارا نور نظر ہے تیرے دیدار سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی
یہ کہکے اپنے پہلو میں جگہ دی اور حکم دیا کہ رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہو فوراً زنان مطربہ و رقاصہ حاضر ہوئیں پیشتر مبارکباد
گائی بعد یہ غزل شروع کی ؎

نہ جا اے نامہ بر اسکی گلی میں جان کا ڈر ہے
صفائی ساعد سیمیں بیاض صبح محشر ہے
کسیکے خط مشکیں کے تصور میں جو روتا ہوں
غنیمت ہے جو میرے غمکدہ کا قبلہ در ہے
بلائے عشق سے بھاگوں نہ کیونکر گور کیجانب
دھواں ہوں میں سیہ بخت اور جذب دھوئیں ہے

قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہے
کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہے
دہن ہر چشمۂ آب بقا خط ہے خضر اسیر
بسر اے پارۂ دل اشک کے دریا میں عنبر ہے
رہا جیتا تو نالاں زندگی بھر وہی غم ہے
برائے طفل ترسیدہ پناہ آغوش مادر ہے
شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمار ہجران کو

جو اسکا نقش پا ہے وہ ہی خورشید محشر ہے
قیامت کیوں نہ ہو جب دم چڑھ جائے ابلق کی
بھرا جو دل مرا ہجر و غم سے یہ تو یا سکندر ہے
نکلجائیگا نکلتے نکلتے اسکی راہ دم اکثر
خداوند جرس شاید میرے طالع کا اختر ہے
اڑا جاتا ہوں اس کوچہ میں بے اختیار میں
کہ آب زندگی بے یار مجھکو آب خنجر ہے

ملکہ گردیہ بانو شہزادہ سکندر کیجانب متوجہ ہوئی اور کہا اے فرزند ارجمند اگرچہ مجھکو نازیبا ہے کہ میں تاب کی نسبت
کچھ کہے پوچھوں ہاں اسقدر کہنا چاہتی ہوں کہ تم اسوقت کسیقدر رنجیدہ معلوم ہوتے ہو اگر تم عادی ہو تو
میں منع نہیں ہوں اسکندر نے کہا اول تو میں ایسا شوق نہیں رکھتا اور بالفرض ایسا شوق ہوتا بھی تو یہ
کون موقع تھا کہ جناب حمزہ والا قدر کفار کی قید میں مبتلا ہیں اور میں مدہوشی میں مبتلا ہوں
جو میں ان خواتین نے صاحبقران ثانی کی عقابین پر کھینچے جانے کا حال سنا نالہ و فغان رونا شروع
کیا علی الخصوص ملکہ گوہر جاننار دختر نوشیروان کا وہ خراب حال ہوا کہ نوبت ہلاکت کی پہونچی
جب سب خواتین نے دیکھا کہ ملکہ کا حال نہایت ردی ہے سب نے فہمایش کرنا شروع کی کہ اے ملکہ کیوں اسقدر

ہلاک ہوتی ہوا گرچہ حمزہ ثانی فی الحال گرفتار بلا ہوگئے ہیں سرزمین خاور میں پر دیزنے عقابین پر کھینچ دیا ہے کچھ تردد کی بات نہیں ہے بیشتر دلاوران والا جاہ کی رہائی کیواسطے چلے جاتے ہیں حکم کیا کہ کوئی ضلالت شعار راس عالیجاہ کے موے بدن کو کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکیگا ابھی خاور کی زمین الٹ دی جاویگی ایک متنفس وہان زندہ نہ رکھا جائیگا اگرچہ پردیزنے حمزہ ثانی کو گرفتار کیا مگر اس بات کو وہ بھی جانتا ہے کہ حمزہ ثانی کا ہلاک کرنا سہل نہیں ہے صرف مسلمانون کو خائف کرنے کی غرض سے اُسنے یہ بند و بست کیا ہے جب اس طرح کی فہمایش سے ملکہ گوہر جاندار کو سکون ہوا ملکہ گرد یہ بانو نے شہزادہ بدیع الملک کا حال پوچھا اسکندر نے کہا بدیع الملک ایران کی طرف گئے تھے میں نے بھی سنا تھا کہ ملک خراسان اور مازندران فتح ہوگیا فی الحال اُس والا جاہ کا حال نہیں معلوم ہے گیتی افروز اور عالم آرا نے شہزادہ رستم ثانی کا حال پوچھا اسکندر نے کہا شہزادہ رستم ثانی قاف کیجانب گئے ہوئے ہیں ہزشکہ شاہزادہ سکندر شہر مکہ میں دو دن تک مقیم رہا چوتھے روز سب سے رخصت ہوکے ہمراہ فوج و لشکر ملک خاور کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ سکندر کو ملک خاور کیجانب روانہ کرکے بیان لکھا جاتا ہے اور کچھ حال داراب کشور کشا اور خروج لاجورد شاہ کا قلمبند ہوتا ہے

روز شمار بخشا ہے مجھے نسیم کا
اندیشہ نارسائی عقل فہیم کا
حسرت سے تا لب جان بخش ہے ہنوز
ابجد میں رتبہ بعد الف بے ہی جیم کا
نظم ملائک کے قصیدہ سے کر گیا
ہے سیاہ نامہ کی جلد ضخیم کا
امید ہے کہ جاؤنگا سیدھا بہشت میں
دم مارتا ہون گلشن حق قدیم کا

تھا کام اُس خدائے غفور رحیم کا
وحدت سے ہو مراتب کثرت ہوئی ظہور
اعجاز حشر و نشر عظام رمیم کا
خاطر شگفتگی ہے کلید در فتوح
یہ تنگ قافیہ ہوا دیو رجیم کا
زلف صنم ہے طول میں یا نامہ سیاہ
زنار دار ہوکے رہ مستقیم کا
گر آرزو ہے روضۂ دار السلام کی

ثانی ہے کنہ ذات کے ادراک سے ہر
احمد ہے جب احد میں لگا صفر میم کا
بالطبع راستون کو تقدم کجون پر ہے
اندیشہ ذوالفقار ہے ہر دل دو نیم کا
شام فراق کی شب یلدا ہے اک فرسخ
مجموعہ خوب ہے مرے خلق ذمیم کا
تا گل کردن چراغ گناہ جبل ضلال
سائل قدما خدا سے ہو قلب سلیم کا

راویان خبار تازہ و محرران مضامین بے اندازہ کا بیان ہے کہ داراب کشور کشا کی کشتیان تباہ ہوتی ہوئی جانب غیر مقرر چلی جاتی تھیں اور ہر ایک سوار کشتی اپنی زندگی سے نا امید تھا دعا و مناجات کا بھی کوئی درجہ باقی نہیں رہا تھا چند روز کا زمانہ گذرا تھا خیال تھا کہ اگر خدا کو بچانا ہوتا تو ہم سب اس طوفان سے نجات پاکے ساحل عافیت پر پہونچ جاتے معلوم ہوتا ہے کہ اب ہماری عمر کا جام لبریز ہوچکا ہے دفعتاً ایک کشتیبان نے پکار کے کہا اے سواران کشتی ہم تمکو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہماری کشتیان قریب کنارہ کے پہونچ گئیں اگرچہ ابھی یہان سے کنارہ دور ہے تاہم ہمکو یہ بات خوب معلوم ہے کہ اگرچہ کیسا ہی طوفان آئیگا لیکن یہ مقام دریا کا ایسا ہے کہ کسی کشتی کو کسی طرح کا صدمہ نہیں پہونچ سکتا سواران کشتی بہت خوش ہوئے دور بینون سے دیکھا ایک مکان عالیشان دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہ مکان کیسا ہے کسی نے کہا یہ مکان نہیں ہے کوئی پہاڑ ہے جو بعینہٖ مکان کی طرح معلوم ہوتی ہے کشتی بانون کے اختیار میں کشتیان آچکی تھیں اُنہون نے کشتیون کو اُسی جانب روان کیا تھوڑی دیر میں وہ کشتیان اُس مکان کے قریب پہونچیں معلوم ہوا کہ واقعی مکان ہے آدمی کہتا ہے کہ وہ مکان سوری زمرد شاہ بن لاہوت باختر کا تھا اُسکے ناموس کا اُس مکان میں قیام تھا اب زمرد شاہ بن لاہوت باختر کا ایک لڑکا ہے جسکا نام لاجورد شاہ ہے جسکا پچیس برس کا سن ہے اور نہایت زبردست ہے فن جنگ و حرب میں بھی کمال رکھتا ہے فوج و لشکر کی بھی کثرت ہے ایک روز اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا تمام اُمرا و رؤسا و وزرا و

ندمائے دربار مملو تھا بعض ندمائے سخنور نے کہا کہ بادشاہ اگرچہ تم ابھی کم سن ہو زمانہ گذشتہ کے حالات سے تمکو
اطلاع نہیں ہے تمکو بیشتر حالات سے اطلاع ہے فلہذا ہم تمکو اطلاع دیتے ہیں کہ تمہارے پدر والا قدر زمرد شاہ ملک
باختر کے خدا گنے جاتے تھے انکے مذہب کی چار کتابیں ایک خلا ماک۔ دوسری لا فلک۔ تیسری جنت الاستجاب
چوتھی کتاب نوش جنگ المھلات۔ اسیطرح انکے چار پیغمبر سمجھنا چاہیے جنت و دوزخ کو بنایا باوجود اس اہتمام و
انتظام و احتشام حمزہ نام ایک شخص خدائے نادیدہ کا پرستش کرنیوالا آیا ملک باختر پر قبضہ کر لیا زمرد شاہ
کو گرفتار کر کے دار پر باندھا اور تیر باران کیا خیر یہ بدعت تمہارے باپ کے ساتھ اس خدا پرستنے کی اور
تمہارا باپ برادر یاقوت شاہ جبرئیل یعنے لاہوت تھا غضنفر بن اسد نے سلیمان ثانی کی مدد سے ہلاک کیا اور
تمہارے چچا لاہوت غول بچہ کو بدیع الملک نے ہلاک کیا اب ہمکو اس بارہ میں کمال حیرت ہے کہ تم اس قدر قدرت
و طاقت رکھتے ہو اور اپنے بزرگوں کا عوض خدا پرستوں سے نہیں لیتے اگر ادنے بھی ہوتا ہے اسکو بھی اپنے بزرگوں
کی عزت کا پاس ہوتا ہے جہاں تو عزت اور جان دونوں کا ضرر ہوا اور اسوقت تک خدا پرستوں کو ان کی
اس سفاکی کا عوض نہیں دیا گیا قطع نظر اسکے تمہارے باپ خداوندی کا دعوی کرتے تھے پھر تم میں کیا کمی ہے
وہی ملک وہی جاہ وہی حشمت پھر خداوندی کیواسطے اور کیا درکار ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تخت خداوندی
کو آراستہ کر کے اسپر جلوس کیا جائے اور خدا پرستوں سے پہلے اپنے بزرگوں کا عوض لیا جاوے کہ ہمکو مذہب
خداوند بت بزرگ کو رواج دینا منظور ہے پس جسکو بت پرستی منظور ہو وہ ہمارے حضور میں حاضر ہو اور سجدہ کرے
ورنہ آمادہ پیکار ہو لاجورد شاہ بہت خوش ہوا اور کہا واقعی تمہاری رائے بہت صائب ہے میری نظر اسطرف ہے ھی
ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند ؛ میرے پدر زمرد شاہ نے بت پرستی کو رواج دینا چاہا لیکن کام حسب دلخواہ
انجام کو نہ پہونچا بلکہ انکا عکس ظہور میں آیا کہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اب میں خداوندی کا دعوی
کر کے مسلمانوں سے باپ کا عوض لوں اور دین بت پرستی کو رواج دوں باپ سے زیادہ مشہور ہوں مگر
اتنی بات یہ تو بتاؤ کہ اس کام کی ابتدا کسطرح ہو ان مغویوں نے کہا اس کام کی ابتدا اسطرح کیجاوے کہ نامے لکھوا کے
اطراف میں زمرد پرستوں اور لاہوت پرستوں کو بھیجے جاویں تاکہ وہ سب یہاں آکے جمع ہوں تجھے سجدہ
کریں بعدہ رائے مقرر کیجائے کسطرح خدا پرستوں سے بزرگوں کا عوض لیا جاوے لاجورد شاہ نے قلم
اٹھا کر اطراف و جوانب کے لیے نامے کی اسطرح ابتدا کی بہت کچھ تعریف لات اور بے نہایت صفت منات کے
بعد انکی بندگی اور انکی سرافگندگی کرنے والوں کو صاف طور سے اطلاع دیجاتی ہے کہ فی الحال بنجانب کو خداوندان علوی
نے اپنا مقرب قرار دیا ہے جسطرح پدر بزرگوار مقربان بارگاہ سے تھے اب کہ خداوند بت بزرگ نے انکو وفات سے
اپنے پاس بلا لیا ہے بندگان خداوند نے گمراہی پر کمر مستحکم باندھی ہے علی الخصوص خدائے نادیدہ کے پیروؤں نے بہت
سر اٹھایا ہے انھیں کی سرکشی سے عاجز ہو کے پدر بزرگوار یعنے زمرد شاہ نے اس جہان فانی کو چھوڑ کے خداوند بت بزرگ کی صحبت
میں رہنا گوارا کیا اب بنجانب نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ خدا پرستوں کو انکی سرکشی کی سزا دوں اور خداوند کی بندگی کیواسطے
مجبور کروں پس اس کار خیر میں جسکو شریک ہونا ہو اور خداوند کی خوشنودی مطلوب ہو اپنے کو جلد میری خدمت میں
پہونچائے اور خداوند کی رضامندی حاصل کرے ورنہ بعد کو بہت افسوس کریگا پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا ع
برسولان بلاغ باشد و بس ؛ جب اسطرح کا مضمون تیار ہوا کاتبوں سے متعدد نامے تیار کروائے جابجا سلاطین بت پرست
کے نام بھیجے تخت خداوندی آراستہ کروایا نشست سپہ سالاری بھی مقرر کی محارق بن مخترق مسنارہ کو

تمام ایک گبر پر نظر تھا اسکو مشیر دست راست بنانا چاہا مگر پھر خیال آیا کہ اور بھی گبر نہایت چالاک و ہوشیار موجود
ہین اگر خود ہی مختار کل تمام ہونگا یہ سب برخاست خاطر ہونگے کہا ای یاران مددگاران اینجانب اگر تم لوگ میری
خداوندی قبول کرنے کو مستعد ہو تو مجھکو کسیقدر ایسے اختیارات دو کہ جو کچھ مین چاہون اُسکے نسبت تم سب سے
مشورہ کرسکون سب نے کہا جو کچھ چاہو مشورہ کرو ہم سب رائے صائب دینے کو موجود ہین لاجوردشاہ نے کہا
پہلا امر مشورہ طلب یہ ہی کہ وزیر و مشیر دست راست اپنا کسکو قرار دینا چاہیے اُن سب مکارون نے کہا ہم سب
تابع فرمان حاضر ہین خداوندی کی رائے مین جو اس عہدہ کے لائق ہو اسکو سرفراز کیا جاوے لاجوردشاہ
نے کہا اگر میری تجویز پر محول کرتے ہو تو جسکو مین تجویز کرون اسکے نسبت کچھ اعتراض نہ کرنا سب نے کہا کیا
مجال ہی لاجوردشاہ نے کہا میرے نزدیک اس عہدہ کے قابل مختارک ہی تم سب جانتے ہو کہ اُسکے باپ مجرق نے
خداوند سابق کے ساتھ کیسی کیسی جان نثاری کی اور پھر اُسکے دادا مجرلع نے کیا کم خداوندیت بزرگ کی رفاقت کی
اگر خداوندیت بزرگ میرے پدر کو اپنی محبت مین نہ کھینچا چاہتا تو کسکا پرستون کی طاقت تھی جو مجرق ایسی
مقرب بارگاہ خداوندی کی موجودگی مین میرے پدر زمردشاہ کو کسطرح کا صدمہ پہونچا سکتے سب نے بالاتفاق کہا
کیا شک ہی غرضکہ اسیوقت مختارک منارہ گردن کو دربار مین طلب کیا خلعت وزارت بخشا سپہ سالاری کی
جگہ بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا اے حاضرین دیکھو یہ شخص میرا زور بازو ہی اسکی عقل و مصالحت پر مجھکو بہت کچھ بھروسہ
ہی سب نے دست بستہ عرض کی بہت درست ارشاد ہوا لاجوردشاہ نے کہا اگرچہ فوج و لشکر موجود ہی لیکن اور
فوج و لشکر مہیا کرنیکی تدبیر تم سب کرو سب نے کہا بہت خوب یہ کہکے چند گبر اُٹھے بازارون مین گئے اور
منادی کی کہ لاجوردشاہ خداوند آخر نے اپنے پدر بجائی بیتہ زمردشاہ کا عہدہ خود اختیار کیا ہی خداوند
بت بزرگ کی تقدیر اسیطرح جاری ہوئی ہی لہذا بت پرستی رائج کرنیکی غرض سے خدائے نادیدہ کی پرستش
کرنیوالون کو سزائے معقول دینا منظور ہی اُسکے واسطے فوج جمع کیجاتی ہی جس کسی کو خداوندیت بزرگ کی حمایت
اور مرضی منظور ہو وہ لاجوردشاہ نظر کردہ خداوندی کی ملازمت اختیار کرکے دین و دنیا دونون کو حاصل کرے
ورنہ چند روز افسوس ہوگا اگرچہ خداوند ہر طرح اپنے مخالفین کو سزائے معقول دیسکتا ہی تاہم مقتضائے انصاف
اُسنے یہ سمجھا کہ حجت تمام کرنیکی غرض سے حسب ضابطہ دنیا اُن کو تنبیہ کیجاوے بس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جوق
جوق گروہ لوگ آتے تھے اور لاجوردشاہ کی ملازمت اختیار کرتے تھے چند ہی روز مین تیس ہزار سوار اور
پچاس ہزار پیادہ کی جمعیت لاجوردشاہ کی مہیا ہوگئی جو کوئی ملازمت کی درخواست کرتا تھا لاجوردشاہ
بلحاظ وسعت پیش آکے خداوندیت سے سفارش کرنیکا وعدہ کرتا تھا ہر شہر و دیار جو اُس مقام سے ملحق تھا اپنے قبضہ مین
لے لیا اطراف و جوانب مین خداوندی کا ڈنکا بجوایا وہان سے قریب نیلی حصار ایک صوبہ تھا جب حاکم
نیلی حصار کو اس مضمون کا نامہ پہونچا اگرچہ وہ بھی بت پرست تھا لیکن اس خیال سے کہ لاجوردشاہ
اطراف و جوانب کے ممالک کو اپنی سرحد مین شامل کررہا ہی بالیقین اُس ملک کو بھی اپنی حکومت مین شامل
کریگا بہت برہم ہوا اور اپنے مشیرون کو بلاکے کہا تم سب کی کیا رائے ہی لاجوردشاہ اپنے کو خداوند قرار
دیکے اس ملک پر بھی قبضہ کریگا اُن سب نے کہا خداوندی کی شان یہ نہین ہی کہ خواہ مخواہ کسی کی ریاست کو تصرف
مین لائے ہان پیا و رہات ہی کہ اپنے خداوندی کا جلوہ دکھاکے تمام اطراف کا اپنا معتقد کرے کہ ہر ایک
بخوشی اطاعت اختیار کرے نیلی حصار نے کہا یہی میرا بھی خیال ہی تاہم کیا کرنا چاہیے مشیرون نے کہا لاجوردشاہ

کو اس مضمون کا نامہ لکھا جاوے کہ ہکو فی الحال اپنے کارہائے متعلقۂ ریاست سے اسقدر فرصت نہیں ہے کہ کسی کی
مدد وحمایت کو بیان سے حرکت کریں علاوہ ازین ابھی ہکو یہ بات بھی تحقیق نہیں ہوئی کہ خداوند بت بزرگ نے
کسکو اپنا نظر کردہ بنایا ہے ایسی حالت مین جو کوئی اپنے کو خداوند کا نظر کردہ ظاہر کرتا ہے اپنی کرامات اسطرح کی دکھائے
کہ ہکو اسکی خداوندی کا یقین ہو جاوے اسوقت ہمسے جسطرح کی مدد وحمایت ممکن ہوگی دریغ نکرینگے ورنہ ہم مجبور
سمجھے جاوین نیلہ حصارے نے اسیوقت اسطرح کے مضمون کا نامہ لکھوایا اور لاجورد شاہ کے پاس بھجوایا
لاجورد شاہ اس مضمون کے نامہ کو پڑھکے از سرتاپا غیظ وغضب ہوگیا محارق اپنے وزیر دست راست کو یہ نامہ
دکھایا اور کہا کیا رائے ہے محارق منارہ گردن نے کہا اے خداوند اس نامہ کے مضمون سے تو صاف ظاہر ہے کہ حاکم
نیلہ حصار مخالفت پر آمادہ ہے جب اپنے ہم مشربون کا یہ حال ہے تو غیر مشرب کا کیا ذکر میرے نزدیک بہتر حاکم
نیلہ حصار ہی کا قصہ پاک کر لیا جاوے تاکہ بار دیگر کسی دوسرے حاکم کو سرتابی کی جرأت نہو فرض کیا کہ مسلمانون کو
زک دیکے اپنی کرامات کا اعلان کیا جاوے تو یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ خداوندی کی توجہ سے ہے بیشتر ایسا ہوا ہے کہ
خداوند کو اپنے بندگان منحرف کے حال پہ رحم آگیا اور وہ غالب آگئے اگر ایسا اتفاق ہوگیا تو غضب ہے جائیگا
پھر کبھی خداوند کا رنگ نہ جمیگا تمام فوج منحرف ہو جائیگی ہر متنفس کو یہ کہنے کا موقع ملیگا کہ حاکم نیلہ حصار
معتقد نہیں ہے تو ہم بھی نہیں ہین لاجورد شاہ کو محارق منارہ گردن کی یہ رائے پسند آئی فوراً حکم دیدیا کہ ہماری تمام
فوج مسلح ہو اور حاکم نیلہ حصار پر فوج کشی کی تیاری کی شب مین نیلہ حصارے خود لاجورد شاہ کے پاس آیا اور کہا اپنی نظر
کردہ خداوند میری سمجھ مین یہ بات نہین آئی کہ مجھپر فوج کشی کیون کی ہے مین مخالفین مین سے ہرگز نہین ہون لیکن
میری غرض صرف اسقدر ہے کہ خداوند کی خداوندی مجھپر ثابت ہو جاوے اور وہ ثبوت اسوقت کافی ہو جائیگا جب
مسلمانون سے مقابلہ کرکے انکو اپنا مطیع کرینگے لاجورد شاہ نے کہا ہکو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ اپنی خداوندی کے
دلائل تیرے روبرو پیش کرین بہرنوع خداوندی کی یہی مرضی ہے کہ نیلہ حصار پر اپنا قبضہ کر لیا جاوے اور تجھکو وہان سے
نکال دیا جاوے نیلہ حصارے اس بے معنی بات کو سنکے تاب غیظ نہ لایا کہا اے لاجورد شاہ یہ کسطرح ممکن نہیں ہے
کہ بغیر دلیل وبرہان تیری خداوندی کا قائل ہو جاؤن اور تیری اسوقت کی تقریر سے اور بھی میرے دل مین شک پیدا
ہوا لاجورد کے قریب محارق منارہ گردن موجود تھا اسنے افسران فوج لاجوردی کو اشارہ کیا سب نے فوراً نیلہ حصارے
کو گرفتار کر لیا اسوقت نیلہ حصارے نے پکار کے کہا اے لاجورد شاہ یہ خداوندی تو نہیں ہے خواہ مخواہ کی زبردستی
اور بے ایمانی ہے آخر کس قصور پر مین گرفتار کیا جاتا ہون لاجورد شاہ نے کہا تو نے اپنے خداوند کی عدول حکمی کی اسنے
کہا اسکو کون عدول حکمی کہیگا کہ تو نے یکایک اپنے کو خداوند کا نظر کردہ ظاہر کیا جسکی نہ کچھ دلیل ہے اور نہ کوئی برہان ہے
تجھسے تو مسلمان ہزار درجہ بہتر ہین کہ اگر ان کی حقیقت مذہب اسلام کے دلائل پوچھئے تو وہ بہت خوش ہوتے ہین
اور سمجھنے کا بخوبی موقع دیتے ہین لاجورد شاہ نے کہا کسی مذہب کے سمجھنے کا موقع وہ دیتا ہے جسکا مذہب باطل ہوتا
ہے اور جسکا مذہب ہرطرح حق ہے اسے ہمین سمجھانے اور دلائل پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے نیلہ حصارے نے کہا تو صاف صاف
کیون نہیں کہتا کہ ملک نیلہ حصار کو قبضہ مین لے آنیکا ارادہ ہے خداوندی اور مذہب بت پرستی کا ذکر برائے نام ہے فقط ہے مجھ
اور اس تیری بے ایمانی پر آگاہ ہوا اسوقت مجھپر حقیت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہوگئی تیرے مذہب کے تیرے پاس دلائل کہ
نہین ہین بیان کیا کریگا یہ کہکے بصفائی قلب کلمہ طیبہ پڑھا اور باواز بلند کہا سب گواہ رہین کہ مین نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مین
مسلمان ہون اگر ہلاک ہو جاؤنگا تو ہو جاؤن تیری اس بدعت کا ثواب مجھکو بعد ہلاکت ملیگا لاجورد شاہ از فرط غضب

سے قتل بید کانپ رہا تھا فوراً جلاد کو بلا کے کہا جلد اسکو قتل کر حسب اتفاق لشکر اسلام کا ایک عیار یہان کی خبر
لینے کیواسطے دربار لاجوردی مین موجود تھا جب اسنے دیکھا کہ یہان سلطان تیغ قتل نیلہ حصار کا بسر پہونچ گیا محض بے قصور رہ
کافر اس مرد نو مسلمان کو قتل کرنے پر آمادہ ہر تیر کی طرح لشکر حصار سے مین پہونچا اور کہا ای اہل نیلہ حصار کیا بے خبر بیٹھے ہو
تمہارا سردار لاجورد کے ہاتھ سے محض بے قصور ہلاک ہوتا ہے مقتضائے نمک حلالی یہ ہے کہ اپنے سردار کی جان بچاؤ اگرچہ
مین بھی لاجورد شاہ کا ملازم دیرینہ ہون مگر تمہارے سردار کا خون ناحق دیکھ نہ سکا تمکو خبر دینے آیا ہون یہ سننا تھا کہ
تمام فوج نیلہ حصار تلوارین کھینچ کھینچ چڑھ دوڑی اور دوڑتا خیمہ لاجوردی مین داخل ہوکے اپنے سردار یعنے نیلہ حصار کو ہر چہار
جانب سے گھیر لیا اور سب نے آواز بلند کہا او لاجورد نامرد بے ایمان دغاباز تو کیسا خدا وند ہے کہ اپنے
نام لشکریون کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہے آیندہ تجھسے کیا امید ہو سکتی ہے تف ہے تجھپر اور تیری اس بیہودہ خداوندی
پر یہ کہکے نیلہ حصار کو وہان سے لے آئے جب نیلہ حصار اپنے مقام پر پہونچا پوچھا تم لوگ کس طرح پہونچ
ہو پہلے مین تو عنقریب ہلاک ہوا چاہتا تھا اگر ایک لمحہ تم لوگ دیر پہونچتے تو وہ مردود مجھکو ہلاک کر ڈالتا ان سب
نے کہا اے بادشاہ واقعی ہمکو مطلق اطلاع ذرا بھی نہ تھی کہ حضور تنہا اس موذی کے پاس گئے ہین یہان دفعتاً ایک شخص آیا
اور اسنے کہا کہ تمہارے سردار کو محض بے قصور لاجورد شاہ ہلاک کرتا ہے جلد مدد اور کمک لیجاؤ ورنہ ہلاک ہو جائیگا
ہم سب یہان سے روانہ ہوئے نیلہ حصار نے کہا وہ شخص مجھپر اور دست کون تھا انھون نے کہا اس شخص نے
یہ بھی بیان کیا کہ مین لاجورد شاہ کا ملازم ہون نیلہ حصار نے کہا اسکو بلانا چاہیے مین بھی اسکی صورت دیکھون
اور اسکو اس کام کے عوض مین کچھ انعام دینا چاہیے لوگ اسکے تجسس مین گئے تھے کہ وہ عیار لشکر اسلام
لاجورد شاہ کے لشکر مین ملا اس سے پوشیدہ کہا کہ اے جوان چل تجکو ہمارے بادشاہ نے بلایا ہے وہ عیار نیلہ حصار کے
کے پاس آیا اور بطرز اسلام نیلہ حصار کو سلام کیا اب تو نیلہ حصار نے بغور اسکی صورت دیکھی اور کہا اے
جوان تو لاجورد شاہ کا ملازم ہے اور مسلمانون کیطرح سلام کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے اس مرد مسلمان نے کہا لاجورد شاہ
تو کیا اسکا باپ دادا بھی مجکو ملازم نہین رکھ سکتا مین لشکر اسلام کا عیار ہون خبر کیواسطے لشکر لاجوردی مین موجود
رہتا ہون اسوقت مین نے دیکھا کہ تمنے کلمہ طیبہ پڑھا اور حقیت دین اسلام کا اقرار کیا مجھپر فرض ہوا کہ تمہارے
بے قصور ہلاک ہونے سے تمکو بچا دون ہمنے کہ فوراً تمہارے لشکر مین آکے خبر دی نیلہ حصار نے اس سے معافی
کیا اور کہا اے اہل نیلہ حصار آگاہ ہوکر جو کچھ شک دین اسلام کا میرے دل مین باقی تھا وہ بھی اب میرے دل سے دور
ہوگیا واقعی یہ برکت دین اسلام کی تھی کہ مین لاجورد شاہ کے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ زندہ آنا محال تھا مین تمکو
اس بات کی ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس گمراہی کو چھوڑ دو اور مذہب حق اسلام کو اختیار کرو لاجورد شاہ اور
اسکا باپ دادا سب بے ایمان اور جھوٹے خدا ہے واحد لاشریک سچا اسکے پیغمبر اور بندگی کرنے والے سب ہیچ
بھلا یہ کب عقل گوارا کرتی ہے کہ زمرد شاہ خداوند تھا اسکے مرنے کے بعد لاجورد کی طرف خداوندی منتقل ہوئی اگر اسکی
خداوندی کی وقعت ہوتی تو وہ کیون مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا یہ تمام کرشمے دنیا داری کے ہین میرے دل
مین اسیوقت شک پیدا ہوا تھا جب اسکا نامہ پڑھا تھا غرضکہ نیلہ حصار نے اپنی تنبیہ و تعلیم سے اسوقت اسکی
تمام فوج نیلہ حصار بصفائی قلب مسلمان ہوئی اور اس عیار لشکر اسلام نے تمام اصول و فروع مذہب اسلام سے
ان سبکو آگاہ کیا نیلہ حصار کو بھی عقائد اسلام تعلیم کیے پھر رخصت چاہی اسنے کہا مین یہان قیام نہین کرسکتا
اپنا کام انجام کو پہونچاتا ہون اگر زندہ رہا تو انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی نیلہ حصار نے خلعت گرانبہا منگا کر اس عیار

کو دیا اور رخصت کیا اس طرف کا حال سنیئے کہ جب نیلہ حصار سے صحیح و سلامت خیمہ سے نکل گیا مخارق منارہ گردن
نے کہا ای بادشاہ غضب ہوا کہ نیلہ حصار سے زندہ وہان سے نکل گیا مزید بران یہان سے مسلمان ہو کے گیا اہل لشکر
کیا کہین گے کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس آیا اور طرح طرح کی گستاخی کر کے زندہ نکل گیا اور بادشاہ سے کچھ نہ ہو سکا
تو لشکر اسلام سے مقابلہ کیا ہو سکے گا لاجورد شاہ نے کہا ای مخارق منارہ گردن زور بازو سے سن یہ تو کیا کہتا ہی اگر مین
منع نہ کر دیتا تو یہان کشت و خون کی نوبت آجاتی مخارق نے کہا پھر کیا ہوتا کشت و خون سے ڈرتا ہی تو بیکار فوج جمع کی ہی
اور مسلمانون سے مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا ہی طرفہ تر یہ کہ نیلہ حصار یہان تنہا تھا اُسکی فوج کو کسی نے اطلاع دی ہی وہ دوڑ آتی پھر
تو دیکھ لیتے ہین سب ملازمون مین سے کسیکا کام ہی لاجورد شاہ نے کہا ای زور بازو سے سن جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب بتا کہ
کیا کرنا چاہیے میرے نزدیک تو مقدم کام ملک باختر کا فتح کرنا ہی اگر مناسب سمجھو پہلے نیلہ حصار سے بھی لو ورنہ اس سے
قطع نظر کر دو پھر دیکھا جاویگا مخارق منارہ گردن نے کہا نیلہ حصار سے تعرض کرنا بیکار ہی وہ مسلمان بھی ہو گیا
ہی اگر اُس سے مقابلہ کیا جاویگا مسلمانون کو ضرور خبر ہو سکے گی وہ سب یہین آ کے جمع ہو جاینگے نیلہ حصار کو جانے دیجیے
لیکن تجھ خداوند کی جان کے ہین لالے پڑ جاوینگے لاجورد شاہ خاموش ہو رہا مخارق منارہ گردن نے بہ تہیہ فتح باختر
کشتیان منگائین لاجورد شاہ وغیرہ ان کشتیون پر سوار ہو کے جانب باختر روانہ ہوئے صبح کا وقت تھا کہ
داراب کشورکشا کی کشتیان لاجورد شاہ کی کشتیون کے قریب ہوئین مسلمانون نے کفار کے علمہاے سیاہ دیکھے
داراب کشورکشا نے کشتیبانون کو حکم دیا کہ جلد ان کشتیون کو کفار کی کشتیون کے قریب لیچلو خبردار یہ کشتیان نکل نہ
جاوین ان پاجیون نے بہت سر اٹھایا ہی ان کشتیون کو اسی دریا مین غرق کر دو جب کشتیان قریب کفار کی کشتیون کے
ہوئین مسلمانون نے پکار کے کہا ای بدبختو تم کہان جاتے ہو ہم تمھاری جان کے عزرائیل آ پہونچے کفار نے جواب
دیا کہ ہم تمسے کچھ متعرض نہین ہوتے تم ہمسے کیون متعرض ہوتے ہو مسلمانون نے کہا ہم تمسے متعرض اسواسطے ہوتے ہین
کہ مالک سے تمھاری ملاقات کرائین وہ منتظر بیٹھا ہی لاجورد شاہ مجبور ہوا مخارق سے کہا ای زور بازو سے سن اب کیا
کہتا ہی خداپرست جان چھوڑتے نہین معلوم ہوتے مخارق منارہ گردن نے کہا مجبوری ہی جو ہو بابا ہو یہین
ہنگامہ جنگ گرم کرو جو ہونا ہی غرضکہ دونون جانب سے جنگ شروع ہوئی کبھی ایک دوسرے پر تیرون کی بوچھار کرتا تھا
کبھی آتشبازی کے بان وغیرہ چھوٹتے تھے داراب کشورکشا اپنی کشتی کو لاجورد شاہ کی کشتی کے پاس لایا اور
آواز دی کہ او ملعون کیون اپنی جان ہلاک کرنے کے درپے ہی مذہب اسلام اختیار کر لو مین کچھ تجھسے متعرض نہ ہونگا
لاجورد شاہ گھبرایا ہوا تھا مخارق منارہ گردن کیجانب متوجہ ہوا اور کہا ای زور بازو سے سن کیا کہتا ہی یہ مقام جنگ
مخذول ہو مسلمان اپنے نام کے ہوتے ہین زندہ نہ چھوڑینگے مخارق منارہ گردن نے بنگاہ قہر و غضب لاجورد شاہ کیجانب
دیکھا اور کہا کیا بیہودہ بکتا ہی لاجورد خائف ہو کے خاموش ہو رہا مخارق نے بھی تیراندازی شروع کر دی راوی کہتا ہی
کہ کفار کی تعداد زیادہ تھی مسلمان کم تھے جب چند نفر ہلاک ہو گئے مسلمانون پر ہراس طاری ہوا درگاہ باری مین
مناجات شروع کی کہ ای بیکسان والے دستگیر واماندگان ان کفار بدکار نے ہم مسلمانون پر وقت تنگ کیا ہی ؎
یارب دل ما را تو رحمت جان دہ * درد ہمہ را بعبادی درمان دہ * این بندہ چہ داند کہ چہ می باید خواست * دانندہ توئی
ہر آنچہ خواہی آن دہ * ہنوز یہ مناجات ختم نہین ہوئی تھی کہ ایک جانب سے لعین بن لعین بن لطفان زنگی کی کشتیان جزیرہ
زعفران سے خبر خروج لاجورد سنکے اُسوقت وہان پہونچین داراب کشورکشا کی کشتیان اُس مقام سے دور نکل گئی تھین
طوفان کی شدت ہو گئی تھی داراب کشورکشا نے اپنی کشتیون کو باہم بستہ کر دیا تھا تاکہ کشتیان متفرق نہ ہو جاوین لیکن شدت کا طوفان

تھا کہ کئین روز تک حواس باختہ رہے تاریکی سے شب و روز برابر تھی چوتھے روز طوفان برطرف ہوا روشنی ہوئی دیکھا
لاجورد شاہ کی کشتیان غائب ہین سب سمجھے کہ کفار کی کشتیان غرق آب ہوگئین لیکن الکمن کی کشتیان ہمراہ تھین
سب نے شکر خدا کیا چندروز تک وہ کشتیان اسیطرح دوران رہین کشتیبانون نے خبر دی کہ کشتیان کنارہ
پہونچ گئین سب خوش ہوے کشتیان کنارہ پر پہونچین اس سرزمین کا حاکم و فرمانروا ملوک بن مالک الملکوت
ایرج کیجانب سے مقرر تھا یکایک اسکو خبر پہونچی کہ داراب کشورکشا یہان وارد ہوا ہے ملوک استقبال کیواسطے
آیا داراب کو بکمال اعزاز و احترام شہر مین لایا داراب نے شہر کو دیکھا بہت آباد تھا عمارتین کوشکیان ہزار در ہزار
دکانون مین انواع اقسام کی جنسین انبار رعایا خوش حال خوش جمال خرید و فروخت کا غل نہ بازاری کی پکار سے

درین شہر فرخندہ از فر شاہ
از دو عیسوی دم صبا بحال
نہ بچالاک مو کردہ پا کشد
جہان پاسبان کرد تفتیش راز

ہر سدرہ کی سیفشاند کیب
زبود درو گاہ نش یکی اعتدال
دل اہل نظارہ بالا کشند

بطبع غربیان چنان سازگار
بہر بام سر بر فلک طرف
اگر فتنہ بے کار خود بلوس

کہ بر خاطر عاشقان بار بار
ز ہر غرفہ در جلوگی طرفہ
بہر کوچہ عاشقی بے کس

ازدر لب تبسم شد و در دیدہ ناز ۞

داراب کشورکشا آگے آتے دربار مین ہونچا تخت حکومت
پر امرا سے بیٹھا دربار گرم ہوا داراب نے مقدمہ طوفان ماجرائے لاجورد شاہ اور تیراندازی الکمن کو بیان کیا
ملوک نے کہا علاوہ برین لعل بن توریج نے باختر مین فتنہ برپا کر رکھا ہے تمام ملک بالا باختر کو تصرف مین لایا اور
خاور کیجانب گیا ہوا ہے چنانچہ اراذل کشتیون پر سوار ہوا تھا شدت طوفان سے یہان ہونچا داراب کشورکشا
نے کہا اے ملوک اس خبر سے عجب طرح کا جوش طبیعت مین پیدا ہوا ہے لعل بن توریج کے قصد کو پاک کرنا مقدم
سمجھتا ہون یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سنا خواجہ عمر ثانی آتے ہین داراب کو تعجب ہوا کہ عمر ثانی یہان کہان دیکھا خواجہ سامنے
سے چلے آتے ہین آتے ہی تسلیم عرض کی اور دعا دی کہ ۔ وقت زنغمہ باغ مراد گلشن باد و زنور لطف ازل
چشم بخت روشن باد ۞ داراب کشورکشا تخت سے اترا پیادہ پا عمر کے قریب آیا بغلگیر ہوا کہا اے خواجہ خواجگان سوگت
مجکو تمھاری سیاہ پوشی سے توحش ہے خیر تو ہے خواجہ نے تمام قصہ حمزہ ثانی اور بے دریگا کا ذکر کیا اور کہا شہریار
نہایت نازک وقت ہے حمزہ ثانی کو کفار نے عقابین پر کھینچ دیا ہے اس حال کو سنکے داراب کشورکشا نے
گریبان تا بدامن چاک کیا ملوک نے کہا اے خواجہ فاتحی فی الحال غدر ستون کا تخت بست سمجھی حمزہ ثانی اسطرف
گرفتار بلا ہین مزید برآن شہزادہ بدیع الملک ہلاک ہوگیا اور لعل بن توریج نے قیامت برپا کر رکھی ہے داراب
کشورکشا الکمن کو ساتھ لیکے اسیوقت ملک خاور کیجانب روانہ ہوا عمر ثانی نے کہا مین رخصت ہوتا ہون داراب
کشورکشا نے کہا میرے ہمراہ چلو وہان پہونچکے کچھ مشورہ کرینگے عمر ثانی نے کہا وہان شاہ سعد و عنبر و فردکش ہین اور
بھی سرداران معزز موجود ہین تم جاؤ مین اور سلاطین کو اطلاع دینے جاتا ہون داراب نے کہا مجبوری ہے چنانچہ
عمر ثانی دوسری جانب روانہ ہوا جس ملک مین پہونچتا تھا امیر والا توقیر کا نامہ وہان کے حاکم کو دیتا تھا کوئی اسیوقت
خاور کیجانب روانہ ہوجاتا اور کوئی اپنا جانا دوسرے وقت پر محمول کرتا تھا خواجہ وہان سے رخصت ہوکے دوسری
طرف روانہ ہوتا تھا ایکدن سنجان کیجانب چلا سابل مین پہونچا شاہ سلیمان فارسی شہزادہ بدیع الملک کیجانب
سے وہان کا حاکم تھا دربار مین ہمراہی یاران خیرخواہ اپنے مشغول بر مجلس آراستہ کیے بیٹھا تھا یکایک عمر ثانی پہونچا
تمام حاضرین عمر ثانی کو دیکھے تعظیم کیواسطے اٹھ کھڑے ہوے شاہ سلیمان فارسی نے کہا اے خواجہ تمھاری سیاہ پوشی
کا کیا سبب ہے عمر ثانی نے مقدمہ عقابین بالتفصیل بیان کیا اور کہا اے والا منزلت ستم ہو گیا شہزادہ بدیع الملک

ہلاک کیا اور اسوقت تک اس شہزادہ والا جاہ کا قاتل معلوم نہ ہوا سب نے اس حال پر ملال کو دیکھکے گریبان چاک کیا
افسوس کے نعرہ مارے اس عرصہ مین ایک طفل پنج سالہ خواجہ سرا اُن کے ہمراہ وہان پہونچا عمر ثانی نے غور سے
اُس طفل خورد سال کی صورت دیکھی دل مین کہا یہ کون لڑکا ہے جسکے رنگ ہاشمی اور خال ابراہیمی نمایان ہے سلیمان شاہ
سے کہا اے بادشاہ اسوقت مجھکو اس طفل کو دیکھکے نہایت تعجب ہوا یہ لڑکا کون ہے سلیمان شاہ کی آنکھون مین آنسو
بھر آئے کہا یہ نبیرہ حمزہ ثانی داراب سیمین زرہ کا لڑکا ہے جب داراب سے تورج بدرگ کا مقابلہ ہوا داراب نے
ناموس کو وہان چھوڑا مشیت باری مین کسکا دخل ہے زمانہ کی نیرنگیان ظاہر ہین داراب سیمین زرہ تورج کے ہاتھ
سے شہادت نصیب ہوا عمر ثانی خوب رویا بعدہ اس طفل پنج سالہ کو گود مین لیا سر و چشم پر بوسے دیے کھیلنے کو
چند اشیاے خوبصورت دین اور باتین کین اور کہا اے فرزند اب کی جو ہم یہان آئینگے تو تمہارے واسطے بہت سے
کھلونے لا دینگے بلکہ آیندہ رزم کے ہاتھ بھیجدینگے اس طفل نے کہا خواجہ ہمارے بزرگ جناب حمزہ ثانی تو قید
سے رہن ہے انکو بہت دن سے نہین دیکھا عمر ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا اے فرزند خدا سے دعا مانگو کہ جناب حمزہ والا جاہ
کو خداوند عالم دشمنون کے دست ظلم سے نجات دے اور بطفیل وحدانیت مخلصی بخشے وہ طفل اس حال کو دیکھ بہت رویا
اور کہا اے خواجہ مین خود جاتا ہون جناب حمزہ والا قدر کو دشمنون کی قید سے رہا کرونگا وہ بزرگوار دشمنون کی قید سخت
مین ہو اور ہم یہان راحت سے بیٹھین خواجہ عمر نے کہا صاحبزادے تمہارا سن ابھی اس قابل نہین ہے کہ فرج کرد
بہت کم سن ہو لعل بن تورج ایسا دشمن سخت راہ مین ہے مبادا تمکو کسیطرح کا صدمہ اسکے ہاتھ سے پہونچا تو خلایق
مجھکو کیا کہیگی کہ ایک طفل خورد سال کو اسکے عزیزون نے دشمن کے روبرو بھیجدیا اور خود پہلوتہی کی اس طفل
نے بغور عمر ثانی کو از سرتاپا دیکھا اور کہا اے خواجہ تم مجھکو دشمن کی جنگ سے خوب ممانعت کرتے ہو نہین سمجھتے ہو کہ مین
کون ہون اگرچہ تمہاری نظر مین خورد سال ہون عمر ثانی نے کہا شہریار مجھکو خوب معلوم ہے کہ سردار زادہ ہو تم مین جو ادعا
نہ ہون تعجب ہے یہ باتین ہو رہی تھین یکایک زلزلہ پیدا ہوا ایوان زمرد کے خیمہ کو حرکت ہوئی اڑ اڑا کرکے گرنے لگا
قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جائین شہزادہ دارا بن داراب سیمین زرہ باآن خورد سالی فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا
ہوا طاقت صاحبقرانی سے چوب خیمہ کو راست کرکے قائم کیا جسقدر لوگ اس خیمہ کے اندر بیٹھے تھے جان سلامت
لیکے باہر چلے آئے جب تک لوگ باہر نہ آئے دارا چوب خیمہ کو تھامے رہا جب سب باہر چلے آئے ایک ساعت
کے بعد وہ بھی خیمہ کے باہر آیا خیمہ زمین پر گرا تمام حاضرین نے دارا کے زور و طاقت کی تعریف کی اور کہا کیون نہو
نبیرہ حمزہ صاحبقران ثانی ہے سلیمان شاہ نے شہزادہ دارا پر سے صدقہ اتارا عمر ثانی نے کہا اے شہریار اگر تم مین یہ
بات کی جرات ہے کہ جناب حمزہ والا قدر کی رہائی کی کوئی تدبیر کر سکوگے تو مین مانع نہین ہون شوق سے جاؤ اور
لو رخصت ہو کے روانہ ہو دارا نے سلیمان شاہ سے کہا اے کرم میری نسبت کیا حکم ہوتا ہے سلیمان شاہ
نے کہا میرے نزدیک تو نامناسب ہے اور اگر تم بجاے خود مناسب سمجھتے ہو تو مین مانع نہین شہزادہ دارا نے کہا مین اپنے
مین اس بات کی جرات پاتا ہون کہ اگر ملک خاور مین جاؤنگا تو ضرور کچھ نہ کچھ کام حسب مراد بن جاویگا
سلیمان شاہ نے کہا مین تو کہتا ہون بسم اللہ شہزادہ دارا نے تیاری فوج و لشکر کا حکم دیا بعد اہتمام و انتظام ایک
لاکھ سوار ساٹھ ہزار پیادہ کی جمعیت ہمراہ لیکے ملک خاور کی راہ لی اب سلیمان شاہ بن افتران شاہ ایک لاکھ
سوار اور بیس ہزار پیادہ کی جمعیت سے بابل مین مقیم ہے تمام اہل بابل شہزادہ دارا کے سد راہ ہوئے کہا اے
شہزادہ ثریا وسادہ تمہارا ابھی یہ سن نہین ہے کہ لعل بن تورج ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو جاؤ ملک خاور مین

کہ تو اپنے بندون کو کفار کے دست ظلم سے بچائے گا ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک جانب سے تتق گرد نمایان ہوا
سب نے بالاتفاق کہا کہ خدا نے مدد بھیجی کسی نے کہا کیا معلوم شاید کفار کی مدد کو کوئی آیا ہو مسلمانون پر اور بھی گھبراہٹ طاری
ہوئی تھوڑی دیر کے بعد وہ تتق گرد صاف ہوا دیکھا اسد بافوج و لشکر خیز اخیز چلا آتا ہے آتے ہی اسنے کفار پر حملہ کیا مسلمانون کو
کو اطمینان ہوا آج لعل بن توریج کو فتح سے یاس ہوگیا جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی صدہا قتل ہو گئے اور سپاہی پسران
صحاب آیا اسد کی مدد کی شام تک جنگ کا ہنگامہ گرم رہا فنا ہی رافضہ اور آخر اسد و لعل کا قصہ پاک نہ ہوا شام کو طبل
بازگشت بجا دونون جانب کے لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے بفضل خدا اسد کے درد کا حال پوچھا اس والا درجہ نے تمام حال
مبتلائے طوفان ہونیکا اور وہان پہونچنے کا بیان کیا سب خوش ہوئے شام کو پھر لعل بن توریج نے طبل بجایا اسطرف بھی طبل جنگ بجایا
صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی آج کی میدان داری میں لعل بن توریج اور اسد کا مقابلہ ہو گیا دونون میں زد و بدل
شروع ہوئی بعد جنگ نیزہ و عمود و شمشیر لعل بن توریج کے مرکب نے سکندری کھائی اسد فرصت کا منتظر تھا تلوار کا وار کیا لعل
بن توریج کا سر زخمی ہو گیا دوسرا وار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ اسکے مددگار بیچ میں آ گئے اور لعل بن توریج کو اٹھا لیگئے
اسی ہنگامہ مغلوبہ میں قرطاس سپہ سالار لعل اسد کے قریب پہونچ گیا اسد نے اسکو بھی زخمی کیا کفار تاب قیام
نہ لاسکے کوہستان کیجانب بھاگے تمام مال و اسباب انکا مسلمانون کے ہاتھ آیا امرائے دست چپ میران علے کہ کفار کے ہاتھ
جان ہلاک تھی اسد نامدار کے آتے ہی مقدمہ یکسو ہو گیا اس والا جاہ کا کیا اقبال ہے قتل بن گیا اور سردارون نے زر و
جواہر اسد پر نثار کیا اسد نے اس مال و اسباب کو فوج میں تقسیم کر دیا اسی عرصہ میں خواجہ عمر ثانی پہونچا اسد تخت پر
سے اتر آیا خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے تخت پر بٹھایا احوال سیاہ پوشی پوچھا خواجہ نے مقدمہ عقاب میں اور شہزادہ بدیع الملک
کی ہلاکت کا حال بیان کیا اسد نے کہا اے خواجہ شہزادہ بدیع الملک کیجانب سے تو اطمینان رکھنا چاہیے وہ شہزادہ
والا جاہ طلسم سیماب میں قید ہے تم سب کی نظر میں اسکے دشمن ہلاک ہو گئے علاوہ اسکے بازوئے سلیمان وغیرہ بھی
پاس موجود ہے اور جو کچھ سرگذشت تھی بالتفصیل بیان کی اور کہا ہان حمزہ ثانی کی رہائی کی تدبیر پر متردد ہوں خواجہ بہت خوش ہوا
اور کہا اے شہریار ع بدین مژدہ گر جان فشانم رواست ۔ اسد نے کہا میں جاتا ہوں پہلے حمزہ ثانی کو قید سے
رہا کرتا ہوں بعد طلسم سیماب کیجانب جاؤنگا اور حکم کوچ کا دیا تمام فوج و لشکر اسکے ساتھ روانہ ہوا عمر ثانی نے دعائے
خیر اسکے حق میں کی روانہ ہوا بستہ سنجا میں پہونچا امرائے دست چپ اس فکر میں مبتلا تھے کہ کسطرح جلد زمم
مندلی ہون تیز تیز جانا چاہیے اور وہان اسد دیوانہ کا علاج کرنا چاہیے اسی اثنا میں خواجہ عمر ثانی وہان پہونچا
رستم ثانی کی ملاقات کی رستم ثانی تخت پر سے اتر آیا خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے پہلو میں بٹھایا سیاہ پوشی کا حال پوچھا
عمر ثانی نے حمزہ ثانی اور بدیع الملک کا حال بیان کیا رستم ثانی نے تاج زمین پر پھینک دیا گریبان چاک کیا اور
کہا افسوس حمزہ ثانی والا قدر خواہ مخواہ میرے وبال میں مبتلا ہو گئے کیونکہ انھون نے صندلی آتشی شہزادہ بدیع الملک
کو تعلیق کی اور ارشد والا جاہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اسطرح سب نے ماتم کیا مگر طعن آمیز عمر ثانی نے شاہ
کا نامہ دیا رستم ثانی نے اس نامہ کو پڑھا نامہ پر بوسہ دیا سر پر رکھا کہا اے خواجہ خواجگان تم اس بات سے خوب
واقف ہو کہ وہ لوگ جیسے کسطرح ملے ہیں اور ہم کسطرح ان سے رعایت سے پیش آتے ہیں البتہ انسان کو چاہیے
کہ اگر کوئی اپنے سے بصفائی باطن پیش آئے تو خود بھی صفائی قلب سے کام لے عمر نیکی نیک را و بدی بدی را
اب کیا میں اسوقت میں پہلو تہی کر دوں جسطرح ممکن ہوگا مددگاری کرونگا اگر حمزہ ثانی ہماری کوشش و سعی سے رہا
ہو جائینگے کیا عجب ہے اگر صندلی آتشی ہمکو رخصت ہو جائے عمر ثانی نے کہا اے شہزادہ والا قدر اس قصہ کو تم جانو

اور وہ نامین مین پچھا اسبارہ مین جسین کو سکتا ہے ایسے رخصت ہوا رستم ثانی سے ابھی کچ کا بند وبست شروع اسعد اپنا لشکر لیے ہوئے راہ بیشہ سکندر غار کیجانب متوجہ ہوا امرا ہے دمک جب سے جب دیکھا کہ اسعد روانہ ہوگیا ہر چند فرسخ اُسنے راہ طی کی ہوگی یہ بھی غار کیجانب روانہ ہوئے عمر ثانی اسیطرح جابجا سلاطین کو نامہ سعد شہریار کے پہونچاتا چلا جاتا تھا +

اب چند سطر شیرویہ بن حمزہ کے بیان ہوتے ہین

کسی جلیس کو اسی بیداد گر مارا تو کیا مارا
اگر یارو کوئی اکسیر گر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی مرا گر نفس امارہ مرا تیرا
کسی نے قہقہا کر بنجہ مارا تو کیا مارا
دل بدخواہ مین تھا مارنا یا چشم بدبین مین

جو آپ ہی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے سے
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
دل سنگین خسرو پر بھی چوٹ لگی کوہکن ہوتا
فلک پر تو دق تیرا اگر مارا تو کیا مارا

ہزاروں آب کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا
اگر لاکھوں برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا
ہنسی کے ساتھ یان روتا ہے مثل قلقل مینا
اگر نشہ مین سر مارا تو کیا مارا
زمانہ کی زیر نگیان اظہر مین شمس الدین

حسن المسیح ہین جو آج ہر دو کل نہین ہوگی عادہ کے ہین ہی اختتام ابتدا ے خلقت آدم سے اسوقت تک ہزارون عالم بیغم رہیگا وہ زمانہ کیا ہو کر کون نہ ہوتا ہے سے جہان گل پھار تھے حکمران + کھڑے تھے جہان ترچھے بانکے جوان جہان کل تھے فیلان جنگی ہزار + کدلتے تھے گھوڑے جہان شہسوار + جہان پاسبان کل تھے للکارتے + پرندہ بھی ڈر سے نہ تھے پر مارتے + وہان آج لاشون کے انبار ہین + پڑے ہر طرف سینہ افگار ہین + وہ مہ جس پہ تھا کل جواہر کا تاج + سو ہے خاک اور خون مین آلودہ آج + شیرویہ بن حمزہ کے حال مین مورخون نے لکھا ہے کہ بعد طوفان وہ کشتیان قلعہ چہل برج مین پہونچین سواران کشتی کہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے بہت خوش ہوئے ملاحون کو سب نے انعام دیا شیرویہ بن حمزہ نے بھی خلعت بخشے اور انکی کوشش دوستی کی بہت تعریف کی قلعہ چہل برج کی عمارت قابل تعریف تھی لیکن قریب قلعہ ایک قصر رفیع وسیع باعتبار صنعت وکیفیت فرد دیکھا سفید ایک دیکھی عمارت بلند + کہ تھی نور مین چاندنی سے دوچند + وہ تھا گنبد فلک درودھ کا طور + لگا شام سے صبح تک وقت نور + ہر ایک سمت وان نور کا اژدحام + نکلے اسکے قد آدم تمام + لب نہر صاف جو حوض کی + تو پڑی تھی وہ ایک جلوہ کی + پڑے اُسمین فوارے چھٹتے ہوئے + ہوا پچ موتی سے لٹتے ہوئے + بنی سنگ مرمر سے چو پڑی نہر + گئی چار سو اُسکے پانی کی لہر قرینہ سے گرد اُسکے سرو سہی + کھڑا ایک دوروش سے سب ہی + ہوائے بہاری سے گل کھلے + چمن سارے شاداب اور ڈھہرے ہے + چمن سے بھرا باغ گل سے چمن + کہین نرگس و گل کہین یاسمن + چنبیلی کہین اور کہین موتیا کہین رائے بیل اور کہین سوگرا + خرامان صبا صحن مین چار سو + دماغون کو دیتی رہی گل کی بو + چمن کی روش گل سے مہکا ہوا + ہوا سے سب باغ مہکا ہوا + تمام اہل کشتی اندرون قصر گئے ہر سیر کی میوہ ہائے گوناگون سے سیر ہوئے لیکن زیر قلعہ دیکھا کہ ہنگامہ برپا ہے فوج کفر یورش کرتی ہے قریب ہے کہ قلعہ کے اندر داخل ہو جائے وجہ اسکی یہ ہے کہ پسر کافور زنگی مسمے معتدل ایک زبردست پہلوان ہے ساتھ سو من کا انہ بشت ننگ رکھتا ہے اُسنے سنا تھا کہ میرے باپ کو قلعہ چہل برج مین عمر عیار نے ہلاک کیا اپنی فوج و لشکر کو لیکے حملہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ مین داخل ہو جائے شیرویہ وہان پہونچا اور چاہا کہ حملہ آور ہو معتدل نے شیرویہ سے کہا اے بچہ اے جوان ہم اتنا کہ اس سبب یورش کرتے تھے کہ ان سے ہمکو صدمہ پہونچا ہے تو مجھے کیون برسر پرخاش ہے شیرویہ نے جواب دیا

کہ مین اس مقدمہ کو کسیقدر سمجھ چکا ہون تیرے مقابلے سے باز نہ آونگا یہ کہا اور کشت و خون کا بازار گرم کیا تا اینکہ
صندل شیرویہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تمام فوج زنگی اپنے سردار کو زخمی دیکھ کے بیدل ہو گئی تاب قیام نہ لائی
گریز کی ٹھانی کا مال و اسباب مسلمانون کے قبضہ مین آیا سکندر اندرون قلعہ ایک برج پر مقیم تھا اُسنے جو دیکھا
کہ فوج زنگی فرار ہو گئی برج پر سے اُترا شیرویہ کے پاس آکے اُنکے پانون پر سر رکھدیا اور قلعہ مین لیگیا بکمال
اہتمام و انتظام شیرویہ کی دعوت کی علاوہ اُس مال و اسباب کے جو لوٹ مین ہاتھ آیا تھا بہت کچھ انعام و اکرام
شیرویہ کے ملازمون کو دیا اور سب کی دعوت کی یہ دعوت اندرون قلعہ چہل برج قابل دید تھی تمام قلعہ مین
روشنی ہوئی کثرت روشنی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ آتشین ہر جا بجا ہنگامہ رقص و نوا گرم تھا ہر ایک محفل مختلف
وضع کی تھی تین روز تک یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا بر سبیل تذکرہ سکندر نے احوال پوچھا شیرویہ نے
مقدمہ طوفان کو بالتصریح بیان کیا اسکندر ربہ جی نے کہا اے شہریار عالی مقدار اسقدر مہربانی تو میرے حال پر
ہوئی کہ صندل ملعون کے دست ظلم سے نجات بخشی مگر یہ تو ارشاد ہو کہ جسوقت خود بدولت یہان سے
تشریف لیجاوینگے اور صندل شاہ بار دیگر قلعہ پر یورش کریگا تو کیا ہوگا مجھ مین اسقدر قابلیت ہرگز نہین
ہے کہ اسکے شر کو دفع کر سکون گا شیرویہ نے کہا پھر کیا چاہتے ہو سکندر جی نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ جبتک آپ
اُس موذی کے خرخشہ کو بخوبی دفع و رفع نہ کر لیں یہان سے تشریف نہ لیجاوین بعدہ اختیار ہے شیرویہ تا دیر
سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ کہا خیر اگر تمھاری یہی مرضی ہے تو مین کوشش کرتا ہون الحاصل وہان سے کوچ کرکے شہر کافورہ
مین پہونچا اُسطرف صندل شاہ کو خبر پہونچی کہ شیرویہ ملک کافورہ کے مسخر کرنے کو آگیا یہ خبر سنکے صندل شاہ
گھبرا گیا ارکین حکومت کو طلب کیا اور کہا شیرویہ حصو معرکہ کا ہو چکا تھا تحقیق خبر ملی ہے کہ وہ سرحد ملک
کافورہ مین پہونچ گیا ہے تم سب کی اس بارہ مین کیا رائے ہے الحاصل سبنے یہ رائے دی کہ پیشتر شیرویہ کے پاس
نامہ مصالحت بھیجا جاوے اگر وہ راضی ہو جاوے فہو المراد ورنہ دوسری تدبیر سوچی جاویگی صندل شاہ نے منشی کو
حکم دیا کہ اس مضمون کا نامہ لکھو کہ بعد ثنا و صفت خداوندان لات و منات شیرویہ ملک کو معلوم ہو کہ مجھے سنا ہے کہ
تم آمادہ پیکار ہو ہمکو کوئی وجہ جنگ و حرب کی نہین معلوم ہوئی اگر کسی قسم کے نفع کی خواہش ہے تو اسکا اعلان
کیا جاوے تاکہ اس مقدار کا بندوبست کیا جاوے کیون خواہ مخواہ خداوندکے بندون کی جان مفت ضائع ہو
اور اگر اسکے خلاف کوئی اور سبب ہو تو اُس سے مطلع کرنا چاہیے جب اس مضمون کا نامہ تیار ہوا ایک
قاصد معتبر کے ہاتھ نامہ شیرویہ کے پاس بھیجا شیرویہ اُس نامہ کو دیکھ کے ہنسا اور جواب لکھا کہ بعد حمد خدا و
نعت جناب محمد سردار انبیا صندل شاہ کو معلوم ہو کہ ہم ہرگز مال دنیا کا نفع نہین چاہتے ہان اگر چاہتے ہیں
تو دین اسلام کے رواج کی ضرورت ہے اگر دین اسلام قبول کرنے کا اطمینان ہمکو حاصل ہو جاوے تو ہم مطلق
تعرض نہین کرینگے فقط اس جواب کو پڑھکے صندل شاہ نے ہمراہیان شیرون سے مشورہ کیا اُن سب نے یہ رائے
دی کہ دین اسلام کے قبول کرنے کا ہرگز اقرار نہین کرنا چاہیے صندل شاہ نے کہا پھر کیا ہو شیرویہ سے مین بہت
خائف ہون صندل شاہ کا ایک عیار چالاک ہوشیار رہتا تھا زیتون نام وہ اُسوقت موجود تھا صندل شاہ کو مضطرب
دیکھ کے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ یہ غلام آخر کسوقت کیواسطے ہے اگر حکم ہو تو مین اس بارہ مین کچھ
فکر کرون اگر لات و منات نے چاہا تو شیرویہ کو گرفتہ و بستہ کرکے لاؤنگا صندل شاہ سنکر خوش ہوا کہا اے
زیتون اگر تو شیرویہ کو بفن عیاری گرفتہ و بستہ کرکے لے آئیگا تو اسقدر انعام دونگا کہ مال زندگانی مدت العمر کیواسطے غنی ہو جاویگا

ہو جاسکے زیتون بہرق عیاری رہا شیرویہ کی تلاش میں نکلا تھا ایکدفعہ خیمہ شیرویہ تک پہنچ گیا دروازہ خیمہ پر
ایک درخت تھا زیتون عیار دربان کی نظر سے پوشیدہ اُس درخت پر چڑھ گیا نصف شب تک اُس درخت
پر بیٹھا رہا تا اینکہ دربان پر غنودگی طاری ہوئی زیتون نے دارو بیہوشی کا ایک مرہ کو دو دمین باندہ درخت
سے لٹکایا اور دربان کی ناک کے قریب پہنچا اور اسقدر عرصہ تک مرہ کو آویزان کیے رہا کہ دارو بیہوشی
نے اپنا کام کر گئی زیتون درخت پر سے اترا خیمہ میں داخل ہوا دیکھا شیرویہ بیخبر سو رہا تھا زیتون نے دارو
بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور وہان سے روانہ ہوا بہت خوش و مسرور تیز تیز چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں
سامنے دیکھا کوئی چلا آتا ہے آواز دی تو کون ہے راوی کہتا ہے کہ عمر ثانی حسب اتفاق اسطرف سے چلا آتا تھا
عمر ثانی نے بھی اسیطرح کہا تو کون ہے اور یہ گولہ بار تیری پشت پر کیا ہے زیتون عیار سمجھا تھا کہ یہ محکومت صندل شاہ
کی ہے یہان اسوقت ہمارا مخالف کون ہوگا بلاتکلف کہدیا کہ میں زیتون عیار ملک صندل ہون شیرویہ اپنے
مخالف کو اپنے آقا ملک صندل کیواسطے چرا لیے جاتا ہون کیون تو نے کیون پوچھا عمر ثانی نے کہا کیا خوب
میں ہی پوچھون اُسنے کہا کیا تو اس شہر کا کوتوال ہے یا قاضی ہے عمر ثانی نے کہا جو کچھ تو سمجھ وہ میں ہون زیتون نے کہا
صبر کر صبح کو حال معلوم ہو جائیگا جب میں صندل حاکم شہر سے اس تیری گستاخی کی اطلاع کرونگا عمر ثانی نے کہا
تو میری اطلاع کیا کریگا جبکہ تو وہان تک پہونچے گا میں ابھی قصہ فیصل کئے دونگا زیتون زیادہ تر قریب آیا عمر ثانی
کو غور سے دیکھا کہا سچ کہ تو کون ہے عمر ثانی نے کہا میں ہون تیری جان کا عزرائیل عمر ثانی بندہ خداوند رب جلیل اگر
تو اپنی خیریت چاہتا ہے یہ پشتارہ میرے حوالے کر اور بصدق دل مسلمان ہو ورنہ تیری جان کی خیریت نہیں ہے زیتون
نے کہا ای خواجہ کیون تو خواہ مخواہ متعرض ہوتا ہے جس کام کو جاتا ہے جا خواجہ نے کہا میں خاص اسی کام کو آیا تھا زیتون
سمجھا کہ بصورت جان بری محال ہے خنجر کو سیدھا کیا عمر ثانی پر وار کیا عمر ثانی نے ضرب خنجر کو رد کیا اور اپنا وار کیا زیتون نے
بھی اُس وار کو رد کیا خلاصہ یہ کہ اسقدر رد و بدل کو عرصہ گذرا کہ عمر ثانی کے حواس باختہ ہوئے بار بار دل میں کہتا تھا کہ ہزارہا
عیارون سے مقابلہ ہوا طرح طرح کی جنگ و ضرب دیکھی مگر نہیں معلوم یہ کس قسم کا عیار ہے اور کسطرح کی طاقت رکھتا ہے کسیطرح
عاجز نہیں ہوتا خدا خیر کرے سامان مخدوش ہے پھر دل میں خیال آیا کہ یہان زور و طاقت کا کام نہیں ہے کچھ عیاری
کرنا چاہیے یہ سوچکے زیتون کے سامنے سے گریز کی زیتون عیار نے تعاقب کیا خواجہ چند قدم آگے بڑھکے
ایک درخت کے تنہ کی آڑ میں جا چھپا اور دامن سے کمند کے حلقے نکالے زیتون کو جب عمر ثانی دکھائی نہ دیا
گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھنا شروع کیا اور پھر آگے بڑھا تا اینکہ کمند کے حلقون میں مقید ہو گیا اور باواز بلند
پکارا ای خواجہ تو نے یہ غضب کیا میرا انعام و اکرام کھو یا اب بھی میں تجھسے کہتا ہون کہ مجھے چھوڑ دے اس کام
کے صلہ میں جو کچھ رقم ملک صندل سے دستیاب ہوگی نصف تجھے دونگا عمر ثانی نے کہا یہ خیال دل سے
دور کر میں تجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا اور بلکہ ہلاک کر دونگا تجھکو رہا کر دینا بالکل نادانی سمجھتا ہون میں مال دنیا کا
ایسا خواہشمند نہیں ہون کہ کسی بندۂ خدا کو دشمن خدا کی قید میں مبتلا دیکھون اور زر نقد لیکے چشم پوشی اختیار کرون
تف ہے ایسے مال پر یہ کہکے خنجر بلند کیا اور ایسا زور سے اسکے شکم پر مارا کہ تمام آنتین باہر نکل آئین زیتون جہنم واصل
ہوا خواجہ نے دفع بیہوشی سے شیرویہ کو ہوشیار کیا اب جو شیرویہ نے عمر ثانی کو دیکھا کمال حیرت ہوئی کہا ای خواجہ
تم کہان اور میں یہان کسطرح پہونچا معلوم ہوتا ہے کہ میں کسی مقام طلسم میں آگیا ہون خواجہ نے کہا یہ مقام طلسم نہیں
ہے بلکہ تمکو زیتون عیار گرفتار کر لایا تھا اتفاقاً میں یہان آگیا اُسکو ہلاک کیا بعد تمام حقیقت گذشتہ بیان کی شیرویہ نے عمر ثانی

کی کار گذاری کی بہت تعریف کی اور کہا اے خواجہ آج تمہارا مثل و نظیر اس فن عیاری میں کون ہو زیتون عیار نے
کہا وقت تھی کہ دو مہر پر ہو سکتا خواجہ نے کہا یہ دکھو اسکے مقابلہ میں میرے حواس باختہ ہو چلے تھے بارے میری سمجھ
میں آگیا کہ اس سے چالاکی کرنا چاہیے شاید کام نکل جاوے چنانچہ اس تدبیر سے اسکو مجبور کر کے ہلاک کیا پشتارہ کھولا
تمکو دیکھا بعد اس گفت و شنید کے شیرویہ نے سیاہ پوشی کا سبب پوچھا عمر ثانی نے احوال عقابین کا بیان کیا اور
یہ بھی بیان کیا کہ شہزادہ بدیع الملک کو کفار نے ہلاک کیا اب اگر حمزہ ثانی کی رہائی کی فکر نہ کیجاویگی بالیقین وہ
والا منزلت بھی ہلاک کیا جاویگا میں نے بیشتر سلاطین اولوالعزم کو سعد شہریار کے نامے پہونچا دیے اور زبانی بھی
جو کچھ مناسب جانا بیان کر دیا غالبا وہ سب سرزمین خاور میں پہونچ گئے ہونگے شیرویہ نے کہا اے خواجہ واقعی
غضب ہوا اگر حمزہ ثانی کی رہائی میں تاخیر ہوئی اب تمکو ضرور خاور میں جانا چاہیے مگر مجبوری اسقدر ضرور ہے کہ اگر صندل
کے قبضہ سے باز آؤنگا ▫ نابکار تمام ملک مصر کو تباہ کر دیگا ہزاروں بندگان خدا کی جانیں ضائع ہو جائینگی اب
تم بھی کچھ رائے بیان کرو میں اسوقت سخت تردد میں مبتلا ہو گیا اگر صندل کے قصہ کو ملتوی رکھتا ہوں تو خرابی اور اگر
صندل شاہ کے قضیہ کو فیصل کرنیکا ارادہ کرتا ہوں تو خدشہ ہے کہ خدانخواستہ وہاں حمزہ ثانی کو کفار کے ہاتھ سے گزند پہنچے
اے خواجہ اگر کچھ نفع حاصل کرنا چاہو تو ممکن ہے عمر ثانی نے کہا بیان کرو شیرویہ نے کہا دو ہزار درہم نقد تمکو دونگا اگر تم ملک
صندل میں مجھے پہونچا دو عمر ثانی متبسم ہوا اور کہا اگرچہ یہ امر ممکن ہے لیکن میں اپنے نفع کیواسطے تمکو ہلاکت میں مبتلا
نہ کرونگا اگر خدانا کردہ ہیچ دیگر پیش آیا تو جناب حمزہ یا فرزندان حمزہ والا قدر ضرور مجھسے بدظن ہونگے شیرویہ نے کہا اے
خواجہ تمہارا کسطرف خیال ہے اول تو انشاء اللہ ہلاکت ہی کی نوبت کیوں آئیگی اگر بالفرض ہلاک بھی ہو گیا تو جناب حمزہ والا
تجھسے کیوں بدظن ہونگے عمر ثانی نے کہا ہان اگر مجھسے کوئی معترض نہ ہو تو مجھے کچھ عذر نہیں ہے جسطرح ممکن ہوگا میں تمکو
بارگاہ ملک صندل میں پہونچا دونگا پھر تمکو اختیار ہے شیرویہ نے منظور کیا عمر ثانی نے کہا زبانی منظوری سے کچھ فائدہ نہیں
مجھے ایک نوشتہ اسی مضمون کا لکھدو شیرویہ نے اسی مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھکے عمر ثانی کو دیدیا خواجہ عمر ثانی نے
فورا اپنے کو زیتون عیار ملک صندل کی صورت سے مشابہ کیا شیرویہ کو بیہوش و کمل کر کے اسکا پشتارہ باندھا بالائے دوش
لیکے چلا بارگاہ صندل میں پہونچا ملازمان صندل عمر ثانی کو دیکھکے بہت خوش ہوئے گرد مرکب جمع تھا ہر شخص کہتا تھا
اے زیتون اس پشتارہ میں کیا ہے زیتون مصنوعی نے خوب قہقہے لگائے اور کہا اے خیرخواہان سرکار ملک صندل آج
مجھسے وہ کار نمایاں ظہور میں آیا ہے کہ کسی سے نہ ہوتا ملک صندل کے دشمن کو گرفتار کر لایا ہوں ملک صندل کے
روبرو چل کے تماشا دیکھو جوق جوق گروہ اہل شہر زیتون مصنوعی کو حلقہ میں لیے ہوئے دربار ملک صندل میں
ہوپہنچے ملک صندل زیتون مصنوعی کو پشتارہ بدوش دیکھ کے تخت پر سے اتر آیا زیتون مصنوعی نے کہا اے
شہریار ابھی تم میرے قریب نہ آنا اپنی جگہ توقف کرو یہ پشتارہ مخدوش ہے اگرچہ شیرویہ کو میں نے گرفتہ و بستہ
کر لیا ہے لیکن وہ بکلی بیہوش نہیں ہے اگر اسنے جلد کیا تو غضب ہو جائیگا ملک صندل اپنے تخت پر واپس گیا تمام
زنگیان بدکار متقاضی تھے کہ پشتارہ کو کھولو حریف کو دیکھیں زیتون مصنوعی سب کو یہی جواب دیتا تھا کہ توقف کرو
ملک صندل سے کہا اے بادشاہ پہلے انعام میرا مجھکو ملے بعدہ حریف کو بستہ دیکھو ملک صندل نے تبسم کر کے کہا زیتون
کیوں گھبراتا ہے میں تجھے انعام ضرور دونگا اور بہت کچھ دونگا زیتون مصنوعی نے کہا میں انعام میں صرف جواہرات لونگا اور کچھ
نہ لونگا ملک صندل نے کہا میں جواہرات ہی دونگا پہلے حریف کو زندان میں بھیجدے اسنے کہا میں پہلے اپنا انعام وصول کرونگا
بعدہ حریف کو زندان میں بھیجونگا ملک صندل نے کہا تو ضد کرتا ہے خیر تیری ہی خاطر سہی یہ کہکے خزانہ دار کو حکم دیا کہ فلان

خزانہ میں سے فلان قطعے لے آ خزانہ دار قطعے جواہرات کے لے آیا جسمیں موتی الماس زمرد یاقوت کا بیش قیمت زیور
تھا قطعی کو کھولا اور زیتون معنوی سے کہا اسمیں سے جو زیور تیرے پسند ہو لے لے عمر ثانی کے منھ
میں پانی بھر آیا خوش ہوا کہا اے بادشاہ یہ کام اس قابل نہیں ہی کہ اس قطعی میں سے چند عدد زیور لیکون یہ تمام
قطعے بھی اس کام کے عوض میں کم ہی کیا عرض کرون کہ کیا تعب میں نے اس حریف کی گرفتاری میں اٹھایا ہی جان
ضائع ہونے میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا ملک صندل نے وہ قطعی بند کرکے اپنے پاس رکھ لی اور کہا او حریص اس
قطعی میں دو دو عدد جواہر کا ہی جنکی قیمت ایک ملک دربیچ کا خراج ہو سکتی ہی میں کسطرح پوری قطعی اس کام کے
عوض میں تجھے دیدون میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو حریف کو گرفتار کر لائیگا تو مال دنیا سے تجھے غنی کردونگا
جواہر کی کیا ضرورت ہی جسوقت جو کچھ تجھے درکار ہو ہمارے خزانہ سے لے اور کیا چاہتا ہی تیری خاطر
منظور تھی جو ہمنے یہ بھی منظور کیا کہ انعام میں جواہر دیتے ہیں حالانکہ ہمنے جواہرات دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا
آج تیری حرص کا حال معلوم ہوا ورنہ پیشتر کبھی تیری یہ جرات دیکھی زیتون معنوی نے کہا اے بادشاہ میں نے
کبھی ایسا کارنمایان نہیں کیا ہی اگر تو میرے انعام میں کمی کریگا تو یقین سمجھ میں اس حریف کو یہان چھوڑ دونگا
آیندہ تو جان اور تیرا کام۔ ملک صندل نے کہا حریف گرفتار ہو آیا ہی اب اگر اس کو یہان چھوڑ دیگا تو وہ کیا کر سکتا ہی
زیتون معنوی نے بعجلت تمام گولہ بار کر کھولا پشتارہ کا بند کھلنا تھا کہ برق کیطرح شیر دیہیم نکل ایک جانب
استادہ ہوا اور پہرے بدلنے لگا ملک صندل خائف ہو کے تخت پر کھڑا ہو گیا اور کہا او زیتون نمک حرام تو نے
ہماری عدول حکمی کی کہ ہمارے حریف کو رہا کر دیا زیتون معنوی نے کہا میں کیا کرون میں نے پیشتر ہی کہا تھا
کہ حریف ابھی بخوبی قبضہ میں نہیں کیا صرف گرفتار کر لایا ہوں میں نے ہر چند بیہوش کیا بیہوش نہ ہوا اور اصل تو
یہ ہی کہ تو نے مجھے انعام دینے میں کمی کی اسلیے برا معلوم ہوا اب بھی غنیمت ہی اگر تو یہ پوری قطعی میرے حوالے کرے
ملک صندل نے وہ قطعی اٹھا کے خواجہ عمر کے روبرو پھینکدی اور کہا لے اب تو خوش ہوا جلد اس حریف کو گرفتار کر
خواجہ عمر نے وہ قطعی پر از جواہرات اٹھا کے اپنے قبضہ میں کی اور کہا انعام تو میں نے پایا اب تم جانو تمہارا کام
مجھے کچھ کام نہیں اور نہ اب یہ حریف میرے قبضہ میں آسکتا ہی ملک صندل نے کہا او کمبخت بدنصیب پھر کیا
ہوگا عمر ثانی نے کہا بدنصیب تو ہی کہ میں ہوں دیکھ تیرے دشمن کو تیرے سر پہ لاکے چھوڑ دیا اور یہ قطعی جواہرات
کی میرے قبضہ میں ہی یہ کہکر روغن اپنے چہرے سے پاک کر ڈالا اور خنجر کو سنبھال کے نعرہ مارا کہ اگر ملکی جوان
عمر ثانی عیار طرار صاحبقران ثانی ملک صندل نے غور سے عمر ثانی کی صورت دیکھی با آواز بلند کہا او خدا پرست
تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا مجھے ہرگز نہیں معلوم تھا کہ تو عیار لشکر اسلام ہی ارے غضب ہوا جواہرات کی قطعی
بھی ہاتھ سے گئی اور دشمن بھی سر پر آ پہونچا عمر ثانی نے کہا یہ دشمن تیرا نہیں ہی ملک الموت تیری جان کا ہی
سہ بیا رانجہ داری زمردی نشان وکمان کیانی دگر زرگران ملک صندل نے آواز دی کہ اے ملازمان حکومت
صندلی یہ وقت نمک حلالی کا ہی جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرو اور یہ عیار بھی زندہ نہ جانے پائے جس نے
یہ فریب کیا تمام دربار جان چھپانے لگے فوج زنگی آ پہونچی عمر ثانی اور شیر دیہیم کو گھیر لیا شیر دیہیم اور عمر ثانی
نے داد مردانگی دینا شروع کی اثنائے جنگ و حرب میں عمر ثانی کہتا جاتا تھا کہ اے شیر دیہیم غضب کیا کہ تونے مجھے بھی
دشمنوں میں گھروا دیا اور خود بھی گھر گئے جلد کوشش کرکے یہان سے محفوظ نکلو شیر دیہیم یہ کہتا جاتا تھا
اے خواجہ خداوند عالم کی عنایت پر نظر رکھو وہ بڑا حامی و مددگار ہی تم فوج کیطرف متوجہ رہو میں ملک

صندل کی خبر لیتا ہون یہ کہہ جست کرکے ملک صندل کے پاس پہونچ گیا اور ایسا وار شمشیر آبدار کا اُس پر کیا کہ
ملک صندل دو پرکالہ ہوکے دھم سے زمین پر گرا اسکے گرتا تھا کہ تمام فوج زنگی بددل ہوگئی آخر تاب قیام نہ لا کے
فرار پر قرار لیا (ہان خوب یاد آیا) اکثر زنگی وہ بھی شیرویہ دلاور کے شریک ہوگئے کہ جو صندل شاہ کے ظلم و
بدعت سے بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے اب کہ انھون نے موقع پایا شیرویہ کیطرف سے جنگ پر آمادہ
ہوگئے تھے کہ شیرویہ کو فتح نصیب ہوئی بعد فتح ہزارہا زنگی دائرہ اسلام مین داخل ہوگئے بعد تسلط شیرویہ
تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اہل شہر کو مجتمع کرکے اُن سے کہا تم لوگ جسکو اپنے مین زیادہ معظم و محترم سمجھتے ہو اُسکو
ہمارے روبرو حاضر کرو تاکہ اپنی طرف سے یہان کا انتظام اُسکے حوالہ کیا جاوے چنانچہ خاندان شاہی سے
ایک مرد معتبر تجویز کرکے شیرویہ کے روبرو پیش کیا گیا شیرویہ نے اُسکو پہلے کلمہ طیبہ پڑھا کے عقاید دین اسلام
کے تعلیم کیے بعدہ وہان کی حکومت اُسکے سپرد کرکے لشکر کی راہ لی راہ مین عمر ثانی نے معاملہ دو دن کی راہ جو
دیکھا تھا بیان کیا یہان جب صبح ہوئی اور شیرویہ کو غائب دیکھا سب گریہ و زاری مین مبتلا ہوئے ہر ایک
سردار اپنے ماتحت پر متغص ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ تم لوگ بالکل غافل ہو ایسا واقعہ عظیم روبکار ہوا اور تم مین
سے کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی آیندہ سے کیا امید ہو سکتی ہے یہان یہ غل و شور ہو رہا تھا کہ شیرویہ اور عمر ثانی
پہونچے سب سروقد تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے مگر حیرت سے دیکھتے تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے صبح کو شیرویہ کو غائب
دیکھا اسوقت مع عمر ثانی باہر سے آتے دیکھا خواجہ نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون شیرویہ نے کہا تعجیل نہ کرو
خواجہ نے کہا مجھکو عجلت ضرور ہے یہ کہکے رخصت ہوگیا بعد خواجہ کے جانے کے شیرویہ نے اسیوقت سامان
کوچ کیا اور سرزمین خاور کی راہ لی عمر ثانی کشیر خیل مین آیا رستم خان گاؤ لنگی کے پاس آیا رستم خان
عمر ثانی کو دیکھ کے بہت خوش ہوکے بغلگیر ہوا احوال پوچھا عمر ثانی نے حقیقت گذشتہ بیان کی حمزہ ثانی کے
عقب مین پہونچ جانیکا حال بیان کیا شہزادہ بدیع الملک کا بھی ذکر کیا بعدہ سعد شہریار کا نامہ دیا رستم خان
نے از اول تا آخر کمال شوق سے نامہ دیکھا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا کہا خواجہ اُسوقت سے مجھکو سخت تردد
لاحق ہوگیا انشاء اللہ الرحمن مین بھی ملک خاور مین پہونچتا ہون اِس گفتگو کے بعد خواجہ ترکستان
کیجانب روانہ ہوگیا۔

اب چند سطرے اسفندیار گیلانی کے بیان کیے جاتے ہین

بس جنازہ کا لیلی یہ کہتا ہے جرس دلکا
گل رخسار پر خال سیہ کیون نقطۂ دل کا
گنہگار ہر کشتی بے گنہ ہون کا کیا ہو خون
یہان ہے نشہ آنکھون مین شراب شیشۂ دل کا
کہان ہوئی ہے زہر دوا مین تمیز خواب بیداری
مجھے کرتا ہے بسمل سر دہونا مرغ بسمل کا
صدا یون سینہ کوبی مین ہے یہان نبض ہے جس کی
کہ گویا مصحفون مین ہوگیا عالم حمائل کا

ہمارا پردۂ غفلت ہی لیسی پردہ ہی محمل کا
لگے ہے جو ترچھو ہر دم نکلے عشق مژگان مین
ہوا اسکو مشغلہ ہر رات دن عقد انامل کا
نظر آتا ہے جو کوئی طلبگار ہے دل مین حق
یہان ہوا اہل غفلت سے تماشا حق و باطل کا
وہ گریان ہون لتھیسے ہوا ہے اب ہی بیچ
سمان ہر وقت آنکھون مین ہے سیتا و ایجاد جل کا
بہنگی رزق تقدیری کردون ہمیر کیا ملک پیچ

یہ نقطہ کل تو رسم خط مین نقطہ سے مبرا ہی
بنا ہے کوئی تیر انداز گر تو وہ میری کل کا
وہ دہشت محتسب کی ہے نہ سنت بیغروشون کی
تڑپے دست حنائی مین ہے عالم دست بسمل کا
تڑپ کر ایک دم آرام آجاتا ہے لیا اُس کو
بنا ہے گر کھانے والے فوارہ میری گل کا
تڑپے چادر سے ایسا ہر کنارہ رو کا سبو اترا
وہ بیہودہ ہرارادہ ہو کب مہیا جو سال کا

سے راو یا ہلکہ ور سخن قدر دانند تحسین این داستان تحسین کردند کہ جب اس بحر ملیح مین طوفان آیا تمام کشتیان غرق ہوگئین

اسفندیار گیلانی کی بھی کشتیاں منتشر ہو گئیں اسفندیار کی کشتی ایک جانب غیر مقرر تباہ ہو گئی کشتیبان
اور سواران کشتی کسیطرح مجبوری کی حالت میں بیٹھے تھے سب طرح کی کوششیں کر چکے کوئی چارہ جوئی کارگر
نہ ہوئی تھے کہ وہ کشتی غرق ہوئی اسفندیار شناوری میں خوب ملکہ رکھتا تھا دو روز تک دریا میں شناوری
کرتا رہا تکالیف دریا بکلی سرایت کر گئے تھے بیہوشی طاری ہوئی چونکہ ہنوز رشتۂ حیات باقی تھا اُس عالم
بیہوشی میں سطح آب پر بہا چلا جاتا تھا تا ایکدن دریا کے کنارہ جا لگا اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ خشکی میں آمادہ
سرزمین ماچین کی تھی حسب اتفاق حارث نامے ایک ماہی گیر مچھلیوں کے شکار کیواسطے وہاں آیا ہوا تھا
اسفندیار کو بلباس مرصع دیکھا بہت خوش ہوا کہ آج خوب شکار ہاتھ آیا سوچا کہ اگر مہینوں شکار کھیلتا تو
اسقدر رقم دستیاب نہ ہوتی اس جوان کے لباس قیمتی کو اتار لو اور بازار میں رقم کثیر کو فروخت کرو اسی ارادہ
سے اسفندیار گیلانی کے پاس آیا تنفس سے سمجھا کہ ابھی جان باقی ہے اگر لباس اتارتا ہوں مبادا یہ جوان آنکھیں
کھول کے مجھے پہچان لے اور کسی وقت میں مجھسے مواخذہ کرے باہستگی تمام اسفندیار کو دریا کے کنارہ پر لایا
اور اپنی کملی میں لپیٹ کے گھر لیگیا اسکی بی بی جلدی واپس آنے سے متعجب ہوئی کہا آج تو جلدی کیوں چلا آیا اور
کملی میں کیا لایا ہے اُسنے کہا خاموش رہ آج طرفہ شکار ہاتھ آیا ہے اسنے متعجب ہو کے کہا کچھ بیان تو کر کیا شکار ہاتھ
آیا حارث ماہی گیر نے مفصل حقیقت بیان کی بی بی نے کہا تو نے غضب کیا یہ ملک ماچین ہے اگر سرکاری آدمی
کو خبر ہو پہنچے تو غضب ہو جاوے تمام مکان ضبط ہو جاوے اس جوان نیم جان کے خون کا الزام تیری جانب
عاید ہو ولے نادانی بغیرت اسی میں ہے کہ جہاں سے اسے لایا ہے وہیں پہونچا دے اُسنے کہا تو نادان ہے عورت ہے
اس سبب سے خائف ہوتی ہے اسوقت میں با خود ہوتا جب اس جوان کا لباس دریا کنارہ اتار لیتا اور اُسکو
برہنہ چھوڑ دیتا میں ابھی جان باقی ہے علاج کرتا ہوں اگر کوئی مستفسر حال ہوگا کہدونگا کہ دیوانشانی کے
سبب سے میں اسے لے آیا ہوں بدنیتی اسوقت ہوتی کہ میں اس جوان کو اسکے حال پر چھوڑ دیتا اور لباس
اتار لیتا اگر یہ جوان تندرست ہو جائیگا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عمائدین میں سے ہے ضرور میری رفاقت کا ملازم ہوگا
اور اگر ہلاک ہو جائیگا تاہم نفع سے خالی نہیں ہے یہ کہکے عرق گلاب چہرہ پر چھڑکا چند لمحہ کے بعد اسفندیار کو ہوش آیا
آنکھ کھول کے اپنے کو ایک مکان میں پایا حیرت سے مکان کو دیکھتا تھا اور اُس ماہی گیر کو دیکھتا تھا حارث ماہی گیر نے
کہا اے جوان تو کون ہے اور دریا میں کسطرح آیا چونکہ اسفندیار میں طاقت گفتار نہ تھی اشارہ سے کہا توقف کر
میں کہونگا اور اشارہ سے بھوک کی شکایت کی حارث نے بعجلت تمام مرغ خانگی کو ذبح کیا اور پکا کے اُسکا
شوربا پلایا اسفندیار میں طاقت آئی آہستہ کہا اے شخص میں تاجر پیشہ ہوں ملک فرنگ سے کشتیوں پر مال لیے آتا
تھا اتفاقی طوفان شدید آیا سب کشتیاں غرق ہو گئیں مجھکو شناوری میں ملکہ حاصل تھا دو روز تک
شناوری کرتا رہا پھر مجھکو خبر نہیں کہ کسطرح یہاں تک پہونچا حارث ماہی گیر نے کہا میں ماہی گیر ہوں شکار
ماہی کیواسطے گیا تھا تمکو دیکھ کے میں نے اپنے کام کو ترک کیا اور علاج کیواسطے یہاں لے آیا اگرچہ میری
بی بی نے مجھکو ڈرایا کہ ایسا نہ ہو حاکم وقت مجھکو ملزم قرار دے میں نے اُسکے کہنے کی بیغیرتی مطلق اعتنا نہ کی اسفندیار
گیلانی نے کہا میں تیرا کمال ممنون ہوں اگرچہ ہنوز رشتۂ حیات باقی تھا لیکن باری تعالےٰ نے تجھکو میری
زندگی کا سبب کر دیا اب یہ بتا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے اُسنے کہا اس ملک کو ماچین کہتے ہیں ہیلم خان
نام پسر منغور بت پرست ہو گیا ہے خاقان چین سے ہمیشہ برسر پرخاش رہتا ہے اسکا آنے نے قسم کھائی ہے

کہ ہمیشہ کا قصہ بہتر نہین معلوم ہوتا ہی مقدمہ یکسو ہو جاے تو اچھا ہی جب تک ملک چین کا قصہ یکسو نہ کرونگا
آرام مجھپر حرام ہی نہین معلوم اس قصہ کا انجام کیا ہوگا اسفندیار خاموش ہو رہا دو پہرے روز رہا ہی گبر نے کہا
ای جوان تو یہان توقف کر مین تجلی کے شکار کو جاتا ہون یہ کہکے وہ اسطرف گیا یہان اسفندیار کو خیال آیا کہ
بیٹھے بیٹھے دم گھبراتا ہی چلکے شہر کی سیر کرنا چاہیے کپڑے پہنے دروازہ کے باہر آیا بازار کی راہ لی جب چلا ہوا
مین پہونچا ایک خلق عظیم دیکھا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی ایک راہ گیر سے پوچھا کہ یہ شور و غل کیا ہی اُسنے کہا
اس شور و غل کا حال سُن کے کیا کروگے سنو سرہنگ مصری نام امیر کا ایک عیار ہی اُسکے قتل کی تدبیر
ہو رہی ہی شہزادہ یہ سنکر پوچھا اُس سرہنگ سے کوئی خطا عظیم سرزد ہوئی ہی جسکے عوض مین اُسکے قتل کے درپے
ہین اُسنے کہا مجھکو اسیقدر معلوم ہی شہزادہ تلاش کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان سرہنگ عیار کو دار سے باندھا
ہی اور ہر ایک شخص اُسکی نسبت کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی سرہنگ مصری دست و پا بستہ خاموش
ہی اسفندیار کو تاب تحمل نہ رہی آبدیدہ ہوکے تلوار میان سے کھینچ لی اور بآواز بلند کہا او نالایقو اس جوان
سے کیا ایسی خطا سرزد ہوئی ہی جسکے عوض مین اس ذلت و مجبوری سے اسکو ہلاک کرنا چاہتے ہو لوگون نے
جواب دیا کہ تجکو اس قصہ سے کیا بحث ہی ہمکو اختیار حاصل ہی جسطرح اور جس جرم پر چاہتے ہین اسکو ہلاک کرتے ہین
اسفندیار نے برق کیطرح جھپک سرہنگ مصری کے پاس جاکے اسکو دار سے کھول دیا اور کہا کون ہی جو میرے مقابلہ
کرنے والا آئے مقابل ہو ۔ شعر ۔ ببینم کہ تا گرد گاہ جہان * درین آشکارا چہ دارد نہان * اسفندیار کے گرد لوگ
جمع ہوگئے اور کہا تو کون ہی ہمارے حال سے متعرض ہوتا ہی شہزادہ نے اُنکی اس بات کا جواب نہ دیا چاہا کہ لوگون
سے کاوے سرہنگ مصری نے کہا ای شہزادہ والا قدر یہان جنگ و حرب کا ارادہ نہ کرنا مین مرکب بہم پہونچاتا
ہون یہ کہکے فوراً مرکب حاضر کیا اسفندیار مرکب پر سوار ہوا سرہنگ مصری جلو مین رہا مگر دو تین مستعد پیکار
بعض لوگون کا مشورہ ہوا تھا کہ اس جوان کو گرفتار کر لیا جائے مگر یہ رائے قرار پائی کہ اس جوان کا گرفتار
کرنا سہل نہین معلوم ہوتا ہی کشت و خون کی نوبت آئیگی فلہذا اول اسلم خان کو اس حال سے مطلع
کرو جیسا وہ حکم دے اُسکے موافق عمل کرنا چاہیے چنانچہ فوراً ہرکارہ اسلم کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی
اسلم خان اس خبر کو سُنکے از سرتاپا غیظ و غضب ہو گیا اور یہ کہتا ہوا وہان سے اٹھا کہ آخر وہ جوان کیا قوت
رکھتا ہی جو خواہ مخواہ ہمارے کام مین دخل دیتا ہی لوگون نے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا اسلم مرکب پر سوار ہوکے فوراً
وہان پہونچا دیکھا واقعی سرہنگ مصری عیار اور دوسرا ایک جوان وجیہ ایک طرف استادہ ہین اور جنگ
پر آمادہ ہین تلوار کھینچ کے چاہا کہ اسفندیار پر وار کرے شہزادہ نے بچستی تمام اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے
دور پھینک دی ہاتھ کو گرفت مین لاکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ مرکب سے زمین پر آیا شہزادہ اُسکے سینہ پر
سوار ہوا اور کہا خیریت اسی مین ہی کہ دین اسلام کو قبول کر ورنہ اسیطرح تجھکو ہلاک کرونگا کہ جانوران ہوائی تیرے
حال پر افسوس کرینگے اسلم نے کہا ای جوان دین اسلام کے قبول سے تجھکو کیا فائدہ ہوگا اگر زر نقد کی فرمایش کرے تو
مین موجود ہون جو کچھ تیری خواہش ہوگی اُسے قبول کرونگا اسفندیار نے کہا ہمکو مال دنیا کی مطلق خواہش نہین ہی صرف
رواج مذہب اسلام مقصود ہی اسلم نے کہا اگر تیرا یہی مقصود ہی تو مجھے چند لمحہ کی مہلت دے تاکہ مین اپنے مشیرون سے
اس بارہ مین مشورہ کرلون اسفندیار نے کہا ۔ شعر ۔ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست * جو کچھ تجھے منظور ہو
اُسے بیان کر تب اسلم خان سوچا کہ اگر دین اسلام کو قبول نہ کرونگا جان بچنا محال ہی ناچار کلمہ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہوا

فوج نے تعرض کرنا چاہا تھا اسفندیار نے کہا اپنی فوج کو بھی دین اسلام کی ہدایت کر اُسنے کہا مین دوسرے کے
دل پر کیا اختیار رکھتا ہون اسفندیار نے کہا تو ان لوگون سے کہدے کہ دین اسلام اختیار کرو مین نے اسلام
قبول کیا ہی اسفندیار نے آواز بلند کہا اے ایلیان فوج آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا ہی تم بھی
اس مذہب کو اختیار کرو غرضکہ تمام فوج دارا کی اسلام مین داخل ہوئی شاہزادہ نے اسلم کو رہا کر دیا اسلم نے کہا
اے جوان مجھے حیرت ہی کہ تو نے صرف زبانی اقرار پر مجھکو رہا کر دیا اب اگر مین تجھسے معترض ہون پس تو کیا کر سکتا
ہی شاہزادہ نے کہا دین اسلام کا مدار ظاہر پر ہی اگر تو منحرف ہو جائیگا اسکا تدارک کیا جاویگا اگر دین اسلام
برحق ہی مین تجھ پر غالب آؤنگا اسلم سنکر شہزادہ سے معانقہ کیا بارگاہ مین لایا اور کہا شہریار میرا خیال
ایسا مہمل نہین ہی کہ کسی بات کا اقرار کرون اور پھر اس سے انکار کرون مجھے پیشتر سے دین اسلام کی حقیقت کا
خیال تھا لیکن کوئی موقع نہ ملتا تھا اگر مجھے منظور نہ ہوتا تو ہرگز اقرار نہ کرتا اگرچہ جان ضائع ہونیکا موقع تھا
بعدہ سرداران فوج حاضر ہوئے نذرین پیش کین اسفندیار نہایت شفقت سے پیش آیا تالیف قلوب
کیواسطے بہت کچھ جود و سخا کی پھر سہنگ کیطرف متوجہ ہوا اس گرفتاری کا حال پوچھا اُسنے کہا
شہریارا آج شاہ مسعود نے مجھے فرمایا کہ امیر کو پرویز نے قلعہ مین بند کر دیا اور سُنا ہی کہ ضلصال نے بار دیگر
ترکستان سے خروج کیا ہی ملک ختا کو مسخر کر لیا تو جا اس خبر کی تحقیق دریافت کر لا مین فوراً اس کام کیواسطے
روانہ ہوا جب اس شہر مین پہونچا شدت گرسنگی سے میرا حال تغیر ہونا شروع ہوا نان بائی کی دوکان پر گیا
اس سے کھانا لیا بسم اللہ کہکے کھانا شروع کیا نان بائی نے میری صورت دیکھی مین نے بھی اسکی صورت دیکھی
نان بائی نے کہا یہ کیا کہتے تھے مین نے جواب دیا ہم مسلمانون مین دستور ہی کہ ہر ایک کام بسم اللہ کہکے شروع
کرتے ہین کہ برکت ہوتی ہی اُسنے کہا یہ کوئی افسون ہی جس سے میرے آگے کی روٹیان تمھارے آگے از خود
پہونچ جائینگی یا چار روٹیون کی آٹھ ہو جائینگی مین نے کہا تجھے کیا بحث ہی ہم جو کچھ چاہتے ہین کہتے ہین
نان پز نے سکوت کیا دوکان سے اُترا ایک طرف چلا گیا کوتوال کے پاس پہونچا اور کہا آج میری دوکان
پر ایک خدا پرست آیا ہی مجھے صحیح دریافت ہوا کہ جب کھانا کھانا شروع کیا بسم اللہ کہا مین نے پوچھا
یہ کیا کہا اُسنے کہا ہم مسلمانون مین ہر کام کے شروع مین بسم اللہ کہتے ہین کوتوال نے چند نفر کو اپنے ہمراہ
لیا وہان سے روانہ ہوا مین یہان ہنوز کھانا کھا رہا تھا ایک دوکان کا ملازم میرے قریب آیا اور آہستہ کہا
اے جوان تو نے غضب کیا کہ یہان اپنے کو مسلمان ہونا ظاہر کیا عنقریب تو گرفتار ہو جائیگا کچھ عجب نہین
جو مالک دوکان کوتوال کو اطلاع دینے گیا ہو یہان ہر متنفس مسلمان کا دشمن جان ہی اُسنے جو دو چار کلمے
میرے خیرخواہی کے کہے ہین مین نے کہا مہربان پھر کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا مین کیا بتاؤن مین نے بنظر رحم دلی اطلاع کیا مین نے
کہا یہ تو مین سمجھا لیکن پھر بھی کچھ تو بتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کوتوال مع کثیر کو ساتھ لیے آ پہونچا مجھکو گرفتار کرنا
چاہا مین تلوار لیکے اُن کی طرف جھپٹا دو چار کو جان سے مارا پانچ سات زخمی ہوئے آخر الامر مین گرفتار کر لیا
گیا اور مین گرفتار ہرگز نہ ہوتا کمندون کے حلقے کثرت سے پے در پے پھینکے گئے تھے مین بالکل پیچیدہ ہو گیا وہ سب
مجھکو کوتوالی لے گئے اسلم کو خبر ہوئی مجھکو بلایا اور کہا اگر تو بت پرستی اختیار کرے تو رہا کر دیا جاوے مین نے
کہا بت پرستی کجا کو نصیب ہین ایمان کے مقابلہ مین جان کو کچھ نہین سمجھتا اسلم نے حکم قتل دیا جا ہی قتل ہو
تھا کہ تم ایسے شجاع زمانہ پہونچے اور ہلاکت سے نجات بخشی یہان یہ قصہ بیان ہو رہا تھا کہ خواجہ ہونگا

اسفندیار خواجہ کو دیکھ کے اٹھ کھڑا ہوا خواجہ سے بغلگیر ہوا احوال پوچھا عمر ثانی نے تمام کیفیت بالتشریح
بیان کی اور میر ہنگ سے کہا کچھ تم بیان کرو اُسنے بھی تمام حال بیان کیا خواجہ عمر ثانی نے جیب سے خط
سعد شہریار کا نکالا اسفندیار کو دیا اسفندیار نے ملفوفہ کھولا خط کو پڑھا زانو پر دست تاسف مارا خواجہ
عمر ثانی نے کہا شہریار کا اب کیا ارادہ ہے اسفندیار نے کہا کیا پوچھتے ہو بجز اسکے اور کیا ارادہ ہو سکتا ہی
کہ جناب حمزہ ثانی کی کمک کو پہونچوں آج تو نہین کل انشاء اللہ کوچ کرونگا خواجہ نے کہا اب میرا کیا کام رخصت
ہوتا ہون اسفندیار نے کہا خدا حافظ خواجہ وہان سے روانہ ہوا۔ پھر ماہی گیر کا حال سُنیے کہ جب وہ شکار ہی
سے فارغ ہو کے گھر مین آیا اسفندیار کو دیا بی بی سے پوچھا وہ جوان کہان گیا اُسنے کہا تیرے جانے کے بعد
تھوڑی دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ کہا میرا دم گھبراتا ہی شہر کی سیر کرنے جاتا ہون مین نے کہا کہ صاحب خانہ
آلے تو جا اُسنے کہا صاحب خانہ کی موجودگی کی کچھ ضرورت نہین ہی آدے تو کہدینا مین تھوڑی دیر کے بعد واپس
آؤنگا مین خاموش ہو رہی وہ چلا گیا اسوقت تک نہین آیا ماہی گیر خاموش ہو رہا مگر دل مین کہتا تھا کہ
خواہ مخواہ مین نے اپنا نقصان کیا وہ جوان چلا گیا ایک روز ماہی گیر کو مچھلیان کثرت سے دستیاب
ہوئین تھین چند مچھلیان لیکے سلیم کو نذر دینے آیا دیکھا کہ وہی جوان جسکو دریا سے لایا تھا یہان سب
سے مقدم بیٹھا ہی حیرت ہوئی کہ یہ جوان اپنے کو سوداگر کہتا تھا لوگون سے پوچھا یہ جوان کون ہی
اُنھون نے کہا یہ فرزند حمزہ کا والا قدر ہی یہ صفت اُنھین کی اولاد مین ہی کہ تمام ملک چین کو لے لیا
اور تمام فوج کو مع سلیم مسلمان کیا پھر ماہی گیر اسفندیار کے روبرو حاضر ہوا بکمال ادب سلام کیا اسفندیار
نے جواب سلام دیا اور کہا ای شخص تو نے مجھپر بڑا احسان کیا یہ کہکے ایک ہزار تومان اُسکو دیے اور
کہا یہ عوض اُس احسان کا ہی جو تو نے مجھپر کیا ماہی گیر نے دوسری مرتبہ تسلیم عرض کی اور وہ ہزار تومان
لیکے اپنے گھر واپس گیا دوسرے روز اسفندیار نے سرزمین خاور کی جانب کوچ کیا عمر ثانی جا بجا
سعد شہریار کے نامہ پہونچاتا ہوا خاور کیجانب چلا تھا اثنائے راہ مین ایک پہاڑ ملا اُسکے درہ مین سے
راستہ تھا جیسے درہ مین پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا ہوا بین بجا رہا ہی اور اس لطف سے بجا رہا ہی کہ بیشتر
جانوران صحرائی دور دور ہر چہار جانب بیٹھے سن رہے ہین عمر ثانی قریب اُس پیر درویش صورت کے
گیا اور کہا تم کون ہو جو پہاڑ کے درہ مین تنہا بیٹھے باجا بجا رہے ہو اگر کوئی درندہ آ جائے تو کیا ہو اُسنے
عمر ثانی کو از سرتاپا دیکھا اور کہا تمکو میرے فعل سے کیا کام ہی جس طرف سے آئے ہو چلے جاؤ اہل دنیا سے مجکو
سخت نفرت ہی ان کی صحبت سے متنفر ہو کے مین یہان آ بیٹھا ہون تم لوگ یہان بھی مجکو نہین بیٹھنے دیتے
یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور جانے کا قصد کیا عمر ثانی نے کہا ای بزرگ مین یہان تمہارے حال سے
متعرض ہونے نہین آیا ہون بلکہ اتفاقی میرا اس طرف گذر ہو گیا تمکو یہان بیٹھا دیکھا مجھپر کرم فرماؤ
تھکا زیادہ ہون اپنا باجا بجاؤ مجھے بھی سناؤ اس درویش صورت نے کہا مین ڈھاڑھی نہین ہون
کہ ہر وارد و صادر کے روبرو باجا بجاؤن اپنا دل خوش کرنے کو بجاتا ہون۔ راوی کہتا ہی کہ پرویز نے
اپنے بیشتر عیار جا بجا بھیجے تھے اور اُن پر تاکید کی تھی کہ عمر ثانی عیار حمزہ جا بجا جاتا ہے جو بچا کے گیا
ہی جہان ملجاوے اُسے گرفتار کر لینا چنانچہ ایک عیار ریاض عیاری یہان بھی آ کے بیٹھا تھا اُس کا دام
پر کمند کے حلقے خاک مین چھپا دیے تھے غرضکہ جب عمر ثانی نے منت و سماجت سے بانتہا اصرار

دیا وہ کیا اُس عیار درویش صورت نے کہا اے شخص تو کچھ گانے بجانے کا زیادہ شائق معلوم ہوتا ہے اگر تو چند
لمحہ یہاں توقف کرے تو میں باجا سناؤں ہرچند کہ میں کسی بازاری آدمی کے روبرو باجا بجانا خلاف سمجھتا ہوں
عمر ثانی نے کہا یہ تمہاری مہربانی ہے لیکن یہ سمجھو تو کہ مجھکو بہت کم فرصت ہے درویش مصنوعی نے کہا کیا ضروری
کام ہے جسکے واسطے جاتا ہے عمر ثانی نے حمزہ ثانی کا عتاب میں زیر ہو جانا بالتفصیل بیان کیا اور کہا کہ میں حمزہ والا قدر
کا عیار ہوں درویش مصنوعی نے معانقہ کیا اور کہا خواجہ عمر و تم ہی ہو میں مدت سے تمہارا نام سنتا تھا
مگر ملاقات کی نوبت نہ آئی بارے زہے نصیب میرے کہ مجھے آج نیاز حاصل ہوا خواجہ وہاں بیٹھ گیا
درویش مصنوعی خواجہ کو وہاں بٹھا کر علیحدہ گیا اور حقہ عیاری تیار کرکے چلا آیا باجا اٹھایا بکمال لطف یہ
غزل بجانا شروع کی ۔

ہے مناسب کیا ہی سچ ہوتا تری رفتار کا
چاندنی پر بجھ رہو گا سایۂ دیوار کا
شانۂ یوسف سیاہ مژگاں شیریں دہن چشم و رو
نا ہوا رستا بتا دے خانۂ خمار کا
برگ گل کو دیکھ کر غنچہ میں کہا ہم اے عندلیب
کب عاشق ہے مقرر اے روئے خمار کا
یہ مثل سچ ہے جو جلے گا وہ بتا دیگا ولا

آنسوؤں میں ہے یہ عقیق رنگ سرخ زار
پاؤں میں ناسور ہوتا ہی بچھڑ خار کا
قیس کوئی مانتا ہے سب آوارہ جرس
قند دانوں میں ہے عالم مصر کے بازار کا
شکرساروں کو نہ دکھا لا ابدا کا علم ایکم
پہ پھوٹا ہے ہمارے دیدۂ خونبار کا
زخم دامن دار کا خلعت کہاں مجھکو ملا
سنگ بیدار ناشناس ہے دیدۂ بیدار کا

بن گیا ہے صاف دو ابرو میں کے ار کا
گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو
سننے والا ہے مری زنجیر کی جھنکار کا
تیری مسجد میں جھک کر آرہے ہم بت پرست
ہاتھ اٹھا پاؤں سے پامال کرنا خار کا
لگا اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر
بیر سے سر پہ جلیے طرہ تری تلوار کا
اس غزل کو اس عنوان سے اسنے گایا

اور باجے کو اسکے ساتھ بجایا کہ عمر ثانی بہت محظوظ ہوا کہا اے پیر مرد اس فن میں تو اپنا
مثل و نظیر نہیں رکھتا واقعی مجھکو تیرے اس کمال کی خبر نہ تھی یہ سنکے وہ درویش مصنوعی آبدیدہ ہوا
باجے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا افسوس تونے مجھکو بڑا صدمہ دیا عمر ثانی نے کہا صدمہ کی کیا بات ہے
درویش مصنوعی نے کہا صدمہ کی یہ بات ہے کہ تونے میرے باجے اور گانے کی تعریف کی
مجھکو خیال اسوقت یہ پیدا ہوا کہ کاش میں فن جنگ و حرب میں کمال رکھتا ہوتا کہ اسوقت جناب
حمزہ والا قدر کی رہائی کی کچھ تدبیر کرتا کچھ نہیں میں نے بالکل اپنی عمر ضائع کی اور اس فن میں جو کمال
مجھکو حاصل ہے اسکا حال کیا پوچھتے ہو یہ باجا جو تمہارے سامنے رکھا ہوا کل شکستہ ہے ہرگز بجانے کے
قابل نہیں ہے مگر میں اسکو بجاتا ہوں اگر تمکو نہیں یقین ہے دیکھ لو یہ کہکے باجا عمر ثانی کے روبرو رکھدیا عمر ثانی
نے کہا بے شک باجا بجانا ہے یہ نقد کمال کی بات ہے کہ باوجود شکستہ ہونے کے اس لطف سے بجایا
درویش مصنوعی نے کہا اے خواجہ میرے کہنے پر اکتفا نہ کرو تم دیکھو کس قدر یہ باجا شکستہ ہے اسکے اصرار سے
خواجہ نے باجا اٹھایا دیکھنے لگا خواجہ اُس طرف مصروف ہوا درویش مصنوعی نے کھڑے ہوکے بقوت
تمام اُس حقہ عیاری کو باجے پر دے مارا فوراً اُس میں سے دھواں پیدا ہوا اور خواجہ عمر ثانی کے دماغ
میں اثر کر گیا ڈگمگاتی ہوئی زبان سے خواجہ نے صرف استغفر اللہ کہا کہ افسوس دغا دی کہا اور بیہوش
ہو گیا اُس عیار مکار نے حلقۂ کمند سے خواجہ کو مضبوط باندھا اور لے چلا تخمیناً دو منزل راہ طے کرتا چلا گیا
تھا شب کا وقت تھا سامنے معلوم ہوا کوئی چلا آتا ہے آواز دی تو کون ہے اُس جادہ رو نے کہا میں تو جوگی ہوں
وہ ہوں لیکن تو کہہ کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے اور تیری پشت پر یہ کیا ہے اُسنے کہا میں ہرگز نہیں

بتاؤنگا جب تک تو اپنا نام و نشان نہیں بتائیگا واضح ہو کہ یہ سرہنگ عیار ہے ضرورت سے کہیں گیا
تھا پشتارہ دیکھ کے اسکو معلوم ہو گیا تھا کہ کوئی عیار لشکر کفار ہے کسی خداپرست کو باندھے لیے جاتا ہے
قریب جاکے کہا ہمارے سامنے اس پشتارہ کو کھول دیکھیں اس میں کیا ہے اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا
اور سرہنگ سے مقابلہ کو آمادہ ہو گیا تا دیر خنجر سے رد و بدل رہی آخر سرہنگ نے ضرب خنجر سے اُسے
ہلاک کیا پشتارہ کو کھلوا دیکھا عمر ثانی بیہوش ہے فقید رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا خواجہ نے تعجب سے پوچھا
تم کہاں سرہنگ نے حقیقت بیان کی اور کہا تمکو اس موذی نے کیونکر گرفتار کیا خواجہ نے اپنی کیفیت بیان
کی اور کہا بارے خیریت ہوئی کہ تم پہنچ گئے ورنہ اس موذی نے مجھکو گرفتار ہی کر لیا تھا جو حالت
جناب حمزۂ والا قدر کی ہوئی اُسی حال میں میں بھی مبتلا ہوتا سرہنگ نے کہا اے خواجہ مجھکو کمال تعجب ہے کہ تم
ایسے عیار طرار و ہوشیار اس موذی کے فریب میں آگئے اب میں رخصت ہوتا ہوں مگر آئندہ ہوشیار
رہنا یہ کہکے رخصت ہو گیا خواجہ عمر ثانی شادیہ میں ہو کے گیا دسویں روز لشکر اسلام میں داخل ہوا یکشنبہ کو
روانہ ہوا تھا چہارشنبہ کو داخل لشکر ہوا سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ عالی جاہ میں مع یاران
ہمراہی بیٹھا ہوا حمزۂ ثانی کی مقامیں پر پہنچنے جانے کا حال بیان کر رہا تھا یکایک صداے زنگ عمر درگاہ
دولتخانہ کے گوش زد ہوئی سب حیران ہوئے کہ یہ آواز کیسی ہے یکایک دیکھا کہ عمر ثانی بارگاہ میں داخل ہوا
موقف عرض میں استادہ ہو کے پہلے آداب غلامی بجالایا بعدہ عرض کیا کہ اے مبارک شہنشاہ یکہ
حاصل میکند + اختران آسمان از طلعت نیک اختری + یہ خادم دیرینہ بعد تعمیل احکام والا حاضر
خدمت ہوا اب جو کچھ حکم صادر ہو بسر و چشم اُسے بجالائے تمام حاضرین دربار خواجہ عمر کے گرد جمع ہو گئے
اور اسکی اُس کارروائی کی کمال تعریف کی کہا واقعی کام ایسے کر دی کہ بارہ روز میں تمام روے زمین کو
طے کرتا ہوا چلا گیا سلاطین کو شاہی حکم نامہ پہونچانا خواجہ ہی کا کام تھا عمر ثانی نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ
عمل میں لایا تھا بالتفصیل بیان کیا شاہ سعد بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الملک و شہنشاہ کو ہر کاوہ کا
حال پوچھا عمر ثانی نے شہزادہ بدیع الملک کے حال کو بھی از اول تا آخر بیان کیا اور عرض کی کہ حضور نے
اسوقت تک کیا کام کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا اے خواجہ خواجگان روزگار ثروت میں ثانی بیمار ہو گئی تھا اس سبب
سے تمام کام ملتوی رہے حالانکہ میں غافل نہ تھا ہم جو کارروائی ہونا چاہیے وہ نہ ہو سکی عمر ثانی نے ہر ایک
مقام کی کیفیت بطور حکایت بیان کی کفار کے جاسوس حاضر تھے یہ خبر لے دوڑے اور طہماس بن مردک
اور غنفل بن بختنگ کو پہونچائی کہ عمر ثانی عیار حمزہ تمام ممالک میں تانے پہونچا کے واپس آیا ہے اور
ثروت میں ثانی بیمار ہے سب نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے آخر اس بات پر قرار پائی کہ کار امروزہ بفردا
نباید گذاشت - یہ وقت بہت مناسب ہے تاخیر سبب خرابی کا ہوگا طبل جنگ بجوانا چاہیے کیا عجب ہے اگر اسی
حالت میں ہماری فتح ہو جائے اور مسلمان پسپا ہوں جب کہ شب کو طبل جنگ پر چوب پڑی اس طرف سعد
شہریار نے بھی اپنے لشکر فتح پیکر میں نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا + دہل زن دہل زدہ بغتین + وہ بجی زیروبم
ورین اور + تمام شب دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی سحر روز دگر کہ جہاں پر عزو رہا یافت
از سرچشمہ خورشید نور + دونوں کی فوجیں میدان معرکہ میں آکے صف آرا ہوئیں جنگی باجے بجے
جادو نشان لشکر اہل لوح کے دل بڑھانے کے لیے اشعار جرات خیز پڑھنے لگے سعد شہریار نے مرکب بلند کیا

صبح داخل ہوکے کفار سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا سرداران فوج اسلام سعد شہریار کی خدمت مین
حاضر ہوئے عرض کی خداوند یہ کیا کرتے ہین یہ موقع نہین ہر فوج اسلام کے دلون کا جو حال ہو سب پر
روشن ہو حمزۂ والا قدر کفار کی قید مین مبتلا ہین جنگ کے سردار وزنا زکی نیرنگیان سب کے پیش نظر ہو
اگر خدانخواستہ فتح دیگر پیش آیا بس یہ سمجھنا چاہیے کہ قیامت برپا ہوگئی پھر کوئی کارزار دالی کام مین
نہ آئے گی فوج ایک لمحہ قیام نہ کرے گی آخر ہم جان نثار کس دن کیواسطے نمک خواری کا دعوے کرتے
ہین مرد ہین عورت نہین ہین کہ اپنے قول پر قائم نہ رہین جو کچھ عرض کرین گے اگر جان بھی جائے تو بھی
انحراف نہ کرینگے اور سے آنکہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + یہی گو یہی میدان ہو فوج مخالف
پر ایسی تلوارین مارین گے کہ اُن کے ہوش باختہ ہو جائینگے خواجہ عمر ثانی حاضر تھا شاہ سعد نے فرمایا
خواجہ ہمکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ حمزۂ ثانی گرفتار بلا ہوں اور کسی سے ایسی کارروائی نہ ہوئی کہ
اُن کی رہائی کی صورت نکلتی خواجہ نے دست بستہ عرض کیا شہریارا بکردگار یہ خادم غافل نہین ہر شب کو
اسی فکر مین رہتا تھا کہ موقع ملے تو امیر والا قدر کو رہا کر لائے مگر افسوس یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے ابھی رہائی کا وقت
نہین آیا جو مجکو موقع نہ ملا شاہ سعد نے فرمایا خواجہ اگر شب کو فکر مین رہتے تھے اور قسم کی ضرورت نہین ہے
مجکو یقین ہے مگر مین اسوقت اُس شخص کو خیر خواہ اور کارگذار سمجھوں گا جب کام حسب مراد ہو جادو نگار ذ
سنو مین نے نجومون سے بھی اس بارہ مین سوال کیا تھا انھون نے اپنے قاعدے سے یہ بیان کیا کہ امیر
حمزۂ ثانی کی رہائی خاص شہزادہ بدیع الملک کی کد و کوشش پر موقوف ہے جواب بتاؤ کہ اگر منجمین کا حکم
صحیح ہو تو کیا چارہ ہے تم لوگون کے جان دینے سے کیا فائدہ عبث اپنے کو بلا مین مبتلا کرتے ہو عمر ثانی نے
عرض کی یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن کیا چارہ ہے شہزادہ بدیع الملک موجود نہین کہ وہ کد و کوشش کرین جانے
امکان ہین جو کچھ ہوا اُس سے چشم پوشی کس طرح کر سکتے ہین اگر ہماری جان اسی بہانہ سے ضائع ہونے والی
ہے تو مجبوری ہے یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہان گرشسپ بدبخت میدان مصاف مین نعرہ مار رہا تھا کہ اے
خداسنا وبدہ کے بندگی کرنے والو کیون دیر کرتے ہو یا بت بزرگ کی بندگی اختیار کرو یا کوئی میرے
مقابل بھیجو تاکہ وہ اپنے خدا کی قدرت کا تماشا دکھائے سعد شہریار اُسکے نعرہ کو سن کے بار بار میدان مین
جانا چاہتا تھا اور سرداران لشکر مانع ہوتے تھے اور آپس مین ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا یہ دیر
تاخیر کی تھی دفعتاً ایک جانب سے گرد نمایان ہوئی دونون طرف کی فوج اُس گرد کیجانب متوجہ ہوئی
کفار کہتے تھے ہمارے واسطے کمک آتی ہے اہل اسلام اپنی مدد کی امید مین تھے جب دامن گرد چاک
ہوا ایک سو علم نمودار ہوئے ہر ایک علمدار کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا سب کے آگے نقابدار پلنگ پوش مرکب
برق کردار صبا رفتار پر سوار آیا گرشسپ کے روبرو جا کے کہا او بے حیا پلید یہ کیا بکتا ہے تو فخری کیا وقت
ہے کہ ہمارے خدائے بزرگ کے کرشمہ کو دیکھے گا سے بادشاہ بادشاہان جان نگار دنس و جان + آنکہ
تماشش بر زبان از آب حیوان خوشترست + اب زیر دکرے بیار انچہ داری زہری نشان + کمان
کیانے و گرز گران + گرشسپ قریب آیا اور کہا او نقابدار اپنے نقاب کو دور کرکے مجسے مقابلہ کر ایسا
نہ ہو کہ تجکو زخم ہو جائے اور تو عذر کرے کہ مین نے دیکھا نہ تھا نقابدار پلنگ پوش نے مرکب کو تیزی اور
قریب جا کے اور فرمان سکے ایسا وار شمشیر آبدار سے لگایا کہ اگر وہ ضرب جا پڑتی تو پرشان ہو جاتا مگر وہ ملعون بھی کمن

سپہگری مین کامل تھا اُس ضرب کو سپر پر روکا سپر دو حصہ ہو گئی اُس کو زمین پر پھینک دیا نقابدار نے
اسفندر کو بھی مہلت نہ دی کہ وہ دوسری سپر لے دوسری ضرب بھی اسی قوت سے لگائی اُس مرتبہ اُسکے پاس
کوئی پناہ نہ تھی وہ تلوار سر تخش کو چاک کرتی ہوئی سینہ مین پہونچی اور صدر کو چاک کرتی ہوئی مرکب
زین پر پہونچی کہ شصت دو حصہ ہو کے زمین پر گرا کفار نے یورش کی لشکر اسلام نے قدم بڑھایا نقابدار
نے آواز دی کہ اے اہل اسلام تمھارے تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے تم ان کفار سے پیچھے رہتے
رہین اور فوج کفار پر حملہ آور ہوا اُن چند نفر سے نقابدار نے اسقدر تلوارین مارین کہ فوج کفار کے ہوش
باختہ ہو گئے قریب تھا کہ فراری ہون اور پرویز ملعون گرفتار ہو جاے دفعتاً پھر تیغ گرد نمایان ہوا
اہل اسلام سمجھے ہماری کمک کیواسطے اور کوئی آتا ہے فوج کو بھی ایسا ہی گمان ہوا جب وہ تاریکی برطرف
ہوئی دیکھا کہ مسلمان پانچ ہزار سواران مسلح و مکمل ہمراہ لیے نیزا نیز چلا آتا ہوا اُسنے آتے ہی تلوارین
میانون سے کھینچ کے حملہ کیا خوب جنگ مغلوبہ ہوئی اس مرتبہ خدا پرستون کی جان کے لالے پڑے
خدا سے لو لگائے ہوئے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست کھائیں پھر گرد نمایان ہوئی اس مرتبہ
اسفندیار گیلانی فوج و لشکر لیے ہوے پہونچا اور مسلمانون کا رنگ دگرگون دیکھ کے پکارا کہ اے خداے
واحد و لاشریک کے بندگی کرنے والو گھبراؤ نہین مین ان موذیون کا سرکوب آ پہونچا دیکھون یہ مکار میرے
ہاتھ سے کہان جان بچا لیجاتے ہین کیا ترک و تاز کرتے ہین مجھکو خوب معلوم ہے کہ ان کفار نے بہت
سر اُٹھایا ہے خدا پرستون کو ستایا ہے مجھکو اگر پیشتر سے اس بات کی اطلاع ہوتی تو ان سب کو فی النار کر دیا
ہوتا سبب تاخیر لاعلمی تھی اور آتے ہی آمادہ پیکار ہوا وہ جنگ کا بازار گرم ہوا کہ پناہ بخدا کردگار ایک
دوسرے کی خبر نہ تھی تکبیر و برزن کی صدا ایسی بلند تھی کہ آسمان پر جاتی تھی ساکنان آسمان روے زمین کے
مسلمانون کے جہاد کو دیکھتے تھے اُن کی کد و کوشش پر تحسین و آفرین کرتے تھے اسلام کی فتحمندی کی دعا
مانگتے تھے کفار پر تین حرف سکتے تھے اور بد دعا دیتے تھے تا شام یہی ہنگامہ کشت و خون گرم رہا کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار تھے جس طرف نظر جاتی تھی خون کا دریا جاری تھا تاریکی شب سے مجبوری تھی تاہم
مسلمانون نے ہمت نہ ہاری اندھیرے مین بھی اسی طرح ہمت کی کمر کو مضبوط باندھے رہے تاریکی نے
کفار کی عقلون پر پردہ ڈال دیا تھا ادھر تاریکی شب نے انھین اندھا بنایا مجبور ہو گئے طبل بازگشت
بجایا چونکہ قاعدہ ہے کہ طبل بازگشت سے افواج طرفین حرب و ضرب سے ہاتھ روک لیتے ہین سبھون نے تلوارین
کو غلاف مین بند کیا گھوڑون کی باگین موڑین اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے مسلمان جدال کی گرمی
جدال و قتال کے وقت یکایک پہونچ جانے سے کفار بہت خوش ہوئے تھے جنگ ملتوی ہونے کے بعد
اُسکو بارگاہ گیتی پناہ مین لے گئے تعظیم و تکریم سے پیش آئے اُسکی جرأت و دلاوری کی بہت تعریف
کی واہ واہ کی آواز بلند ہوئی اُسکے نازل ہونے کی خوشی مین شادی کی نوبت بجوائی اُسیوقت
دعوت ملوکانہ کی پرویز نے خوش ہو کے اُس سے باتین کین اُس کی بزرگی کا اقبال کیا اور کہا تم ہمارے
باپ کی جگہ ہو ہمین اپنا مطیع فرمان سمجھو ہمارے بزرگ ہمیشہ تمھارے خاندان کی تعریف کرتے رہے
وہی عزت اب تک ہم سب کی نظر مین ہے ہم ہرگز اُس خوشی کو لفظون کے ذریعے سے تمھارے
روبرو ظاہر نہین کر سکتے جو ہمکو تمھارے ورود سے حاصل ہوئی ہے اور آمدنت باعث آبادی ما

بعدہ میخواری کا سامان آنا شروع ہوا صراحی مرصع سے جام بلورین مملو کیا گیا صلصال کے روبرو آیا صلصال نے
پرویز کی جانب دیکھا اور کہا یہ کیا امیر لشکر سے ابتدا ہونا چاہیے پرویز نے کہا اے پدر اب امیر لشکر
تم ہی ہو نوش فرماؤ ہم سب کو عزت بخشو اب تم ہم سب کو زیبا تابع فرمان سمجھو کسیطرح مغائرت
کو دل میں جگہ نہ دو تکلف کو برطرف کرو اس میں سراسر تکلیف ہے صلصال نے خوش ہوکے وہ جام
پی لیا بعدہ اور حاضرین کو ایک ایک جام شراب تقسیم ہوئے ارباب نشاط کو حکم ہوا فوراً حاضر ہوئے
ناچ گانا شروع ہوا یہ غزل گائی ؎

مستی میں جو گستاخ ہوا ہاتھ تو دامن
گردن پہ فدا شیشۂ بلور کی گردن
گردن کشی اس نقطۂ خالی میں بری ہے
مشتاق ہے کیسی دم ساطور کی گردن
وہ غمزہ کی گردن جو دکھائے تو وہ زنار
کہتی ہے کہاں شمع سر طور کی گردن
مثل رگ گردن ہوئی زنجیر طلائی
یہ بوجھ اٹھاتی نہیں مزدور کی گردن

کیونکر ترے ساغر کے جھکے حور کی گردن
ہر خون میں بادۂ انگور کی گردن
شیشہ میں نہیں بادہ مگر رنگ پری ہے
شیشہ کی بھی ہے ہم مستوں کو ہر دیو کی گردن
سر شوق کے سودائی نے کیا مفت میں کٹوائی
کچھ کم نہیں مضطرب تری منصور کی گردن
گیسو نے شکنیں وہ بجلائے کہاں سے
پانی ہے سنہری بت مغرور کی گردن
تم ہی مری کی ہے گردن تو عجب کیا

بجلی کی کرشمے کا منہ نور کی گردن
قربان تری آنکھوں پہ ہے دیدۂ ساغر
ہے گردن مینا نہیں ہے حور کی گردن
قربان ہوں تجھ پر نہیں کرتا مجھے کیوں قتل
تھی کاٹنی فرہاد کو شاپور کی گردن
پروانے کا خون شمع پہ ثابت ہے دگر نہ
پانی ہے اگر شیشے کا فور کی گردن
سب خلق کا خون تیری ہی گردن پہ ہے جاتی
ہم رندوں کے آگے جھکے منصور کی گردن

اس طرف کا یہ ذکر تھا اب اس طرف کا حال خیریت مآل سنیے کہ بعد اختتام ہنگامہ قتال سعد شہریار بادشاہ
لشکر اسلام ظفر انجام اسفندیار گیلانی کو بارگاہ سلطانی میں لائے تعظیم و تکریم سے پیش آئے وقت پر
پہونچنے کا شکریہ ادا کیا اور کہا واقعی اگر اس وقت نہ پہونچتے تو بڑا غضب ہو جاتا مجھکو کمال
تردد لاحق ہو گیا تھا اسکو آسمانی مدد سمجھتے ہیں خداوند تعالیٰ نے اپنا بڑا فضل کیا ورنہ نہیں معلوم
لشکر اسلام کس نوبت کو پہونچتا بعد اس گفت و شنید کے دسترخوان بچھا انواع و اقسام کا کھانا
چنا گیا سعد شہریار نے مع اسفندیار گیلانی و دیگر امرا کھانا کھایا بعدہ پھر گفت و شنید کا
ہنگامہ گرم ہوا شب کو عمر ثانی شہریار کی خدمت میں حاضر ہوا سعد شہریار نے کہا اے خواجہ
خواجگان سرخیل عیاران جہان اس وقت تم کس ارادہ سے آئے ہو آیا کوئی خبر تازہ لائے ہو
یا کسی اور کام کو آئے ہو خواجہ نے عرض کی ؎ الٰہی بخت تو بیدار باد ☆ ترا دولت ہمیشہ
یار باد ☆ اے سلطان السلاطین والے صدر نشین مجلس خواقین یہ خدمت گذار جان نثار کھانے سے
فارغ ہو کے بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتاً خیال آیا کہ معلوم نہیں کفار بدکردار نے جناب حمزہ والاقدر
کو کھانا کھلایا ہے یا نہیں ہم ایسے خدمت گذار تو سیر و سیراب ہوکے بستر استراحت پر دراز ہوں اور
حمزۂ ثانی ایسا ذی عزت قید کفار میں مبتلا ہو ؎ اف رے زمانہ، خاک ہے دنیا سے دل بھر گیا ☆ سعد شہریار نے
فرمایا خواجہ مرضی باری میں کسی کا کیا دخل ہے ہر چند کہ ہم کو بھی سخت ملال ہے لیکن کیا چارہ ہے خواجہ نے
بندہ کو اجازت مرحمت ہو تاکہ امیر والا توقیر کو دیکھنے جاؤں اور کیفیت دریافت کروں کہ اس قید
مصیبت میں کیا گذری سعد شہریار نے کہا میں مانع نہیں لیکن صرف اسقدر خیال ہے کہ وہاں بلا ہرقان
ہشام بن زرد ہنگ حبشی تاجر ایسے پیشہ عیاران فوج کفار جمع ہیں مبادا تم وہاں سے گئے اور اُن پہ بچتون

کے ہاتھ سے کسی بلا میں مبتلا ہو گئے تو کیا ہوگا جانا تجھے ہمارا میری پرگز رائے نہیں ہے کہ تم وہاں جانے کا ارادہ کرو خواجہ نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا اس میں کچھ شک و شبہ نہیں لیکن میرا دل نہیں مانتا خدا ذوالجلال پر بھروسہ کر کے جاتا ہوں اگر میری قسمت میں کفار کی قید میں مبتلا ہو جانا ہے تو مجبوری ہے وہاں نہیں جاؤنگا نہیں کوئی سبب گرفتاری پیدا ہو جائے گا سعد شہریار نے کہا تمکو اختیار ہے خواجہ وہاں سے روانہ ہوا

اب کچھ حال نجمندی مآل شہنشاہ گوہر کلاہ بن شہزادہ بدیع الملک مسطور ہوتا ہے بعد شکست کرنے طلسم سیماب کا بفضل خداے قادر و توانا

منقلب اکثر دلا یہ کارخانہ ہو گیا
جامۂ ہستی نہایت اب پرانا ہو گیا
ہے بجاے شعلۂ آواز شعلہ طور کا
رشتۂ نظارہ گویا تازیانہ ہو گیا
بنگیا کیا بدر کامل کو فلک سے مثل ہلال
ہو گیا بہلول دیوانہ تو دانا ہو گیا
حاجت سجدہ نہیں دل میں تجھے کرتا ہوں یاد
سب ان کے بدلے آتش کا زمانہ ہو گیا
ہاتھ سے جاتی ہے دل تجکو نہیں وہ چھوڑتا
میرے لاشہ پر غبار اک شامیانہ ہو گیا
جھک گیا ہوں جب سے تیرے عشق میں مثل کماں
عہد اب تیرا ہی یوسف کا زمانہ ہو گیا

بار دربام فلک بھی آشیانہ ہو گیا
مر رہا تھا آپ میں ناحق ہوا بدنام تو
لن ترانی حسن معنی کا ترانہ ہو گیا
گر گئے تخمین چمن میں دلکشے تیر نظر
گوشہ پروین بھی بے تنگ دانہ ہو گیا
زینت پیچان کا تصور اس قدر ہے تنگنا
کیا کروں سودا ہے کاکل ایک دانہ ہو گیا
دود چنار خدا کا ہے تری زلفین سکے لیے
اب تو گویا شاخ گل میں شانہ ہو گیا
اس ستمگر نے دیا ہے نامہ کا جواب
خلق کے جبڑے میں نشانہ ہو گیا
پھر وہی ہر قدر دو مشعبہ پرچم خط جبین

اس سے بہتر جو نہیں یہاں پھول آرزو
ہو گئے کو ٹھیلے کا اک بہانہ ہو گیا
ذرگیا ہے دیکھئے مجکو کیا وہ شہسوار
اب زر گل مہات قارون کا خزانہ ہو گیا
کہتے ہیں دیوانگی جسکو وہ ہے فرزانگی
خانۂ دل اہل جنون زنجیر خانہ ہو گیا
جب ارادہ میں نے ذکر سوز پنہان کا کیا
ماہ آئینہ ہوا خورشید سفانہ ہو گیا
خاک کے پتلے جاتے ہیں کوئی نہیں وہاں قمر ماہ
نامہ بر تنگ آکے دنیا سے روانہ ہو گیا
جو وفروشی شوق سے سر فروشی کے عوض
فصل گل ہوتے ہی کیا ناصح روانہ ہو گیا

واقفان اسرار جادو بیانی و راز داستان کشوری دہمہ دانی داستان شہنشاہ گوہر کلاہ میں اس طرح کلم فرسائی کرتے ہیں کہ شاہزادہ عالی جاہ والا بارگاہ مرغ خجستہ پر سوار ہوا اپنے پدر عالی مقدار کی رہائی کے قید سے طلسم سیماب کی جانب روانہ ہوا چونکہ تاریخ شاہ بادشاہ طلسم نے اس بات کو بیان کر دیا تھا کہ میں راہ دیو و پری سے آتا ہوں چنانچہ بادشاہ طلسم مع لشکر بے شمار اسی راہ سے چلا لیکن مرغ خجستہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہفت قلزم طے کر کے ایک کوہ فلک فرسائی پر لے اڑا جس کا رنگ بعینہ زمرد سبز کا تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ اس کوہ زمرد میں بلور سفید کا ایک برج واقع ہے اور تخت الماسی اسی برج کے نیچے بچھا ہوا ہے اس تخت پر ایک پری بناو با حسن خداداد و ہمہ ناز و انداز سے کاکلے مشکین بر دوش انداختہ و زنگاہے کار عالم ساختہ ❊ بہ کمال محبوبی و رعنائی و بطرز دلبری و خوش ادائی جلوہ فرما ہے دست حنائی میں مرصع کار آئینہ ہے اسی میں اپنی صورت خوب چہرہ مرغوب کو دیکھتی ہے اپنے حسن و جمال باکمال سے خود ہی اس طرح باتیں کر رہی ہے کہ اگرچہ عالم میں خالق کل مخلوق نے انواع اقسام کی صورتیں خلق کی ہیں لیکن جو حسن و جمال و لطف مجھ میں خلق ہوا ہے ہرگز گمان نہیں ہے کہ دوسرے میں خلق ہوا ہے اس بات سے بالکل غافل ہے ❊ سرو تو خود گلستان جہان بسیار ست ❊ گل درین باغ بسے سرو روان بسیار ست

اُس جا بلورین کی ایک جانب بلور کا ایک چبوترہ واقع ہی اُس چبوترہ مین ایک کنوان ہی اُس
کنوئین سے ہر طرف پانی جاری ہی جس سے درختان گل و ثمر تر و تازہ ہین تجستہ وہان متوقف ہوا
شہنشاہ نے کہا کیون متوقف ہوا اُسنے عرض کیا شہریار ہین اِس وجہ متوقف ہوا کہ تم کو کچھ خبر ہی یہ
کون مقام ہی شہنشاہ نے کہا مجکو یہان کیفیت و سامان دیکھ کے اِس قدر تو ضرور معلوم ہی کہ کوئی
مقام عجیب ہی لیکن اصل حقیقت اسکی نہین معلوم ہی مرغ تجستہ نے کہا آگاہ ہو یہ وہی مقام ہی جسکی
تم کو تلاش تہی یعنے آثار طلسم سیماب یہان سے شروع ہوے ہین شہنشاہ نے کہا کیا عجب ہی کیا کرون
کچھ عقل نہین کام کرتی مرغ تجستہ نے کہا طلسم کی شان یہی ہی کہ عقل حیران ہو یہ باتین ہو رہی تہین
کہ فانوس شاہ مع لوح و لشکر و دیگر سامان ضرورت وہان پہونچا با آواز بلند کہا سلام علیک شہنشاہ
نے جواب سلام دیا اور کہا اے بادشاہ اِس وقت مین اپنے دل مین خیال کر رہا تہا کہ تم اب تک
نہین آئے مین نے طرح طرح سامان یہان دیکھے فانوس شاہ نے کہا شہریار کیا تجسے مرغ تجستہ
نے نہین کہا یہی طلسم سیماب ہی ابہی کیا دیکہا اور عجائبات دیکہوگے شہنشاہ نے کہا یہ پریزاد کون ہی
جو آئینہ لیے ہوئے اپنی صورت دیکہتی ہی اور خود ستائی مین مصروف ہی میرا دل چاہتا ہی تہا کہ کسی کو
اِس پریزاد کے پاس بہیجون مرغ تجستہ نے کہا شہریار مین خود گئے کو تہا شہنشاہ نے ایک شخص کو
اُس کے پاس بہیجا جب وہ اُس پریزاد کے پاس پہونچا قریب تہا کہ پریزاد سے ہمکلام ہو پریزاد
نے چین برجبین ہو کے اُس آئینہ کو ہاتھ سے پہینک دیا آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پریزاد نے دستک
دی اور با آواز بلند فریاد کرنا شروع کی کہ ارے کوئی ہی جلد اِس خیرہ سر کو گرفتار کرو شہنشاہ نے دیکہا
کہ دفعتاً اُس چبوترہ کو حرکت ہوئی اُس کنوئین سے دہوان نکلنا شروع ہوا بعدہ آواز پیدا ہوئی چبوترہ
شق ہوا چار شخص چبوترہ مین سے باہر آئے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک چہری تہی اُن چارون مین
سے ایک کا نام دیو سفید دوسرے کا نام حبشی شیخ تیسرے کا نام زنگی سیاہ چوتہے کا نام غول زرد
تہا آتے ہی اُس کو ہلاک کیا اُس کے گوشت کے چار حصہ کیے چارون نے آپس مین تقسیم کر لیے اور
اُسی جگہ بیٹہ کے ہر ایک نے اپنے اپنے گوشت کے حصہ کو کہا لیا ہر ایک کی ناک اور منہ اور ناک
اور کان سے پارہ مثل فوارہ کے نکلنا شروع ہوا پارہ کے دریا جاری ہوئے اور اِس قدر اُس مین طغیانی
ہوئی کہ قریب تہا کہ شہنشاہ کا لشکر غرق ہو جائے شہنشاہ گہبرایا کہا اے تجستہ اب کیا ہوگا پارہ کی بشدت
طغیانی ہی اِس سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر بتا اُس نے کہا شہریار مجہے تدبیر بتانے کی کیا ضرورت ہی لوح
تمہارے پاس موجود ہی اُس سے مشورہ لو جو کچھ مشورہ دے اُس کے موافق عمل مین لاؤ شہنشاہ نے
لوح کو فراموش کیا تہا تجستہ کے کہنے سے خیال آیا کہا لا حول ولا قوۃ اور لوح کو بغل سے نکالا نظر کی لکہا
تہا اے صاحب لوح طلسم سیماب جلد اپنے کو اِس سیماب مین گرا دے اب تو شہنشاہ کو حیرت ہوئی کہا بڑی
مصیبت پیش آئی واللہ کس طرح اپنے کو ہلاک مین ڈالا کرون نہین معلوم اِسکا انجام کیا ہو تجستہ نے کہا
شہریار کچہ تردد کا محل نہین ہی یہ کارخانہ طلسمی ہی لوح کی ہدایت پر مدار ہی اگر لوح کی ہدایت اِس پارہ مین کرنے
کی ہی پھر کیا تردد ہی بلا تکلف اپنے کو پارہ کے دریا مین گرا دو شہنشاہ نے بمجرد تعمیل حکم لوح چارہ نہ دیکہا بسم اللہ
کہکے اپنے کو دریا سے سیماب مین گرا دیا وہ سیماب دفعتاً غائب ہو گیا اُس طرف فانوس شاہ شہنشاہ بن

بدیع الملک کے واسطے دعا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ شہزادہ کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اور اسی جگہ خیمہ زن تھا جب شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہوش آیا اپنے کو ایک باغ سرسبز و شاداب مین دیکھا جس کا پتا پتا صنعت صانع حقیقی کا پتہ دیتا تھا انواع اقسام کے پھولون کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا اُن کی طرح طرح کے رنگینیون کی کبھی تعریف نہین ہو سکتی لیکن یہ سمجھا چاہیے کہ سو دل نسترن دیکھ اُن کو ہو باغ

جو سوئے تو پھر جاگے بوئے دل
کردن وصف کیا مو گرے کا بیان
رہے بزم مین اُسکی خندہ بلبل
نوازی کی از بسکہ میٹھی ہے بو
کہان اُسکی رنگت کو کمتی ہے دھوپ
ہر ایک گل کا ہر رنگ دعالم جدا

گندھے بن گندھے گجرو دگل ہین تمین
کہ ایک ایک کی اُسکی ہو عطردان
بہت موتیا کی پیاری ہے بو
دلون کے وہ مقبول کیونکر نہ ہو
لگن سے نرالا ہے گل چاندنی
نہین لطف سے کوئی خالی زنا

تو مجلس کا عالم چمن کا جب مین
خوش آیند ہے نکہت راسے بیل
ہر ایک گل سے اُسکی انباری ہے بو
جدا سب سے دوپہریا کا ہے روپ
چمن کا اُجالا ہے گل چاندنی
بجے دیکھیے ہر طرح خوب ہے

طبیعت کا ہر اک سے مرغوب ہے + منجملہ تمام درختان گل درخت کے بہت بلند اور ممتاز چنار کا درخت دیکھا بہت حیرت ہوئی کہ ایسا درخت کبھی نہین دیکھا ہے اور آثار طلسمی نظر آتے ہین زیر درخت آیا نظر اُٹھائی بلندی درخت کو دیکھا تنہ درخت پر تعجب ہوا اُس جانب تنہ کے دیکھا ایک دیو زبردست ہاتھ مین کلہاڑی لیے ہوئے ہے ہر مرتبہ درخت پر مارتا ہے اور ہر ضرب مین اُس کلہاڑی سے ایسا بلند شعلہ آتش پیدا ہوتا ہے کہ آسمان پر جاکے بجھتا ہے باغبان اُس باغ کا نہایت مسن اور ضعیف ایک طرف کھڑا ہوا ہے جب وہ دیو بیخ درخت چنار پر تبر مارتا ہے وہ باغبان ضعیف غل مچاتا ہے کہ ارے کمبخت کیا غضب کرتا ہے کیون خواہ مخواہ درخت کو کاٹتا ہے اگر صاحب باغ کو معلوم ہو جائے گا تو وہ مجھکو ہلاک کریگا مجھپر رحم کر اس درخت کی بیخ پر کلہاڑی نہ لگا اگر اس کے عوض مین میرا ہاتھ کاٹ لے تو مجھے منظور ہے کچھ نقد معاوضہ مجھسے لے لے وہ دیو مطلق اُس کے کہنے کی جانب ملتفت نہین کرتا ہے متواتر کلہاڑی کی ضرب لگا رہا ہے شہزادہ شہنشاہ کو اُس دیو کی بے اعتنائی بہت ناگوار معلوم ہوئی باغبان ضعیف کے پاس گیا اور کہا یہ دیو بلید کون ہے جو تیرے کہنے کو نہین سنتا اُسنے کہا اے جوان یہ دیو اس درخت کو خواہ مخواہ کاٹنا چاہتا ہے مین نے ہر چند منت و سماجت کی نہین سنتا اگر تجھسے ہو سکے تو اسے اس حرکت سے باز رکھ شہنشاہ نے تامل کیا فوراً لوح کا خیال آیا بغل سے اُسے نکالا لکھا تھا اے صاحب لوح طلسم یہ باغبان دربان طلسم شمعون جادو نام ہے اسکو ہر طرح ہلاک کرنا چاہیے ورنہ سخت صدمہ تجھے پہونچائے گا اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر نہ ہوگی لیکن اس بات کا بھی خیال رہے کہ شمعون جادو حیلہ حوالہ بہت کچھ کریگا اُسکے کسی حیلہ حوالہ کی جانب اعتنا نہ کرنا شہنشاہ بن بدیع الملک نے تلوار میان سے لی اور اُس باغبان کی جانب بڑھا شمعون جادو شہنشاہ کے ارادہ سے مطلع ہو گیا کہا اے جوان تیرے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے قتل کے درپے ہے دیکھ ایسا نہ کرنا تجکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے کہ یہ دیو اس درخت کی بیخ پر کلہاڑی مارتا ہے اور یہ حرکت میری ہلاکت کا سبب ہے قبل لوح دیکھنے کے تیرا خیال میری جانب اور تھا اب اور ہے اے جوان لوح کا اعتبار نہین ہے بیشتر اوقات اسلیے کی لوح سے احکام غلط بھی جاری ہوتے ہین اور بالغرض تو مجکو اپنا قاتل سمجھ کے ہلاک کرنا چاہتا ہے مجھے جس طرح کا منظور ہو وہ شے کھلائے

کہ مین بھی تجھسے ہرگز بدی نہ کرونگا جو کچھ تیرا حکم ہوگا اُس کی تعمیل واجب سمجھونگا جتنے کہ اگر تو اپنا مذہب
مجھکو تلقین کرے تو مین اسے بھی قبول کرنے کو آمادہ ہون چونکہ شہنشاہ کو از روے لوح ہدایت ہو چکی تھی
مضمون جادو کے سننے کیطرف مطلق خیال نہ کیا ایک ہی ضرب مین اُس کا کام تمام کیا وہ آواز دینے لگا کہ
کہ اے جوان تونے مجھکو ہلاک کیا مگر یہ خوب یاد رکھنا کہ تو بھی زندہ نہ رہیگا ہوشیار رہ عنقریب تیری
جان کا دشمن آیا چاہتا ہے شہنشاہ متوحش ہوکے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھیے اب کیا آفت نازل ہوا
چاہتی ہے ناگاہ ایک جادوگر بصورت عجیب تیغ خون آلودہ ہاتھ مین بائین ہاتھ مین سر بریدہ شہنشاہ
کے روبرو آیا اور پکارا کہ اے جوان تو پہچانتا ہے کہ یہ سر کس کا ہے آگاہ ہو کہ یہ سر تیرے باپ کا ہے جو نہین
شہزادہ نے اُس سر کی جانب نظر کی قریب تھا کہ بیحال ہوکے زمین پر گر پڑے اور اُس جادوگر کو بھی معلوم
ہو گیا کہ یہ جوان گرا چاہتا ہے اسکا بھی کام تمام کرو قدم بڑھا کر چاہتا تھا کہ آواز آئی اے شہنشاہ کیا غضب
کرتا ہے اپنے ہوش و حواس بجا رکھ ورنہ مثل تیرے باپ کے تیرا بھی کام تمام ہو جائے گا جلد لوح کو دیکھ
شہنشاہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا اے صاحب لوح طلسم بدحواس کیون ہوا جاتا ہے کچھ تردد کی بات
نہین ہے یہ آثار طلسم کے ہین بے خوف دغدغہ اس جادوگر کو بھی ہلاک کر شاہزادہ اُسی جادوگر کی جانب
متوجہ ہوا کہا او نابکار مجھکو آثار طلسمی اور تیرے حال سے بخوبی اطلاع ہو گئی ہے ہوشیار ہو جا ابھی
ایک نابکار کو ہلاک کر چکا ہون اب تیری باری ہے اُس جادوگر نے کہا اے جوان سفاک اُس جادوگر کو ہلاک
کیا لیکن میری نسبت ایسا گمان نہ کرنا کیونکہ مجھکو تبدیل صورت کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ تجھ تک کسی طرح
نہین پہونچ سکتا شہزادہ نے کہا اگرچہ تجھ مین تبدیل صورت کی کیسی ہی قابلیت ہو لیکن مجھکو لوح کے
ذریعہ سے جس قدر ہدایت ہوئی ہے ضرور عمل مین لاؤنگا یہ سنکے قدم آگے بڑھایا جادوگر نابکار نے بجاے اِس
کے اور کسی تدبیر مین مصروف ہو دیکھی کہ عقاب بن کے پرواز کی اور کہا دیکھا اے جوان اس طرح جان بچا کے
نکل جاتے ہین دیکھون اب تو کس طرح مجھسے متعرض ہوتا ہے شہنشاہ نے فوراً لوح کیجانب نگاہ کی لکھا تھا اس مکار
کو تیر سے ہلاک کرنا چاہیے شاہزادہ نے کمان مین تیر رکھکے اس قدر انداز سے مارا کہ اُسکے سینہ
سے گذر گیا اور بیجان ہوکے زمین پر گرا گرنے کے وقت کہا اے جوان غضب کیا تونے مجھکو بھی ہلاک کیا مجھکو
اس حال کی اطلاع مطلق نہ تھی تاہم میرے ہلاک ہونے سے ابھی قصہ تمام نہین ہوا ہے ہوشیار رہ
عنقریب تجھ پر بڑی آفت نازل ہوا چاہتی ہے یکایک صداے عجیب آنا شروع ہوئی کہ اے جوان تونے
غضب کیا ارانین طلسم کو ہلاک کیا اس آواز کے آتے ہی بالا سے ہزارہا انگارے برسنا شروع ہوئے
اُس باغ پر جا بجا مین یا تو تر و تازگی تھی آگ کے برسنے سے تمام درختون مین آگ لگ گئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
بہت نفیس آتشبازی چھوٹ رہی ہے جو صفت درختان گل و ثمر مین تازگی و سر سبزی و خوش رنگی کی تھی
وہی صفت بعینہ آتشبازی مین بھی نمایان تھی شہزادہ کو اُس آتشبازی کے دیکھنے سے کچھ تو محویت تھی اور
کچھ حیرت دامنگیر تھی اور کچھ خوف تھا کہ طلسم کا معاملہ ہے نہین معلوم کیا صورت پیش آئے کس مصیبت کا سامنا
ہو پھر لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا اے صاحب لوح جانب راست بیس قدم شمار کرکے جا ایک گلاب کا
درخت ملیگا اُسکی جڑ سے ملا ہوا ایک سنگ سفید کلان بچھا ہوا ہے اُسپر گرد اس طرح پڑی ہے کہ وہ پتھر معلوم نہین
ہوتا گرد کو صاف کرنا وہ پتھر نمایان ہوگا پتھر کو کسی تدبیر سے اُٹھانا اُس کے نیچے زینہ دکھائی دیگا زینہ مین

اتر جاتا پھر دیکھا قدرت خدا کا کیا تماشا دکھائی دیتا ہے شہزادہ اس درخت گلاب کے قریب پہونچا
پتھر دیکھا اسکے کنارہ کی جتنی ہٹائی لکڑی کے ذریعہ سے پتھر کو حرکت دی زینہ دیکھا اندر گیا ایک مکان
تاریک دیکھا اندرون مکان بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد کسی قدر روشنی معلوم ہوئی سامنے نقب تھی شہزادہ
نقب میں گیا ایک ہوادان کی وسعت میں پہونچا دو حبشیوں کو دیکھا کہ ہاتھ میں گرز و دست و بازو میں پھرتی
زمین چوبین شہنشاہ کو دیکھا کشتی کو سر قرنت کیا شہزادہ کے سامنے تن کے کھڑے ہوکے کہا ای جوان تو کون
ہے اور کیونکر یہاں تک پہونچا نہیں جانتا کہ یہاں کسی کے آنے کی اجازت نہیں ہے جس طرف سے آیا ہے واپس جا
ورنہ تیری جان کی خیریت نہیں ہے شہزادہ حیرت میں مبتلا تھا کہ ان زنگیوں کو کیا جواب دون لوح کا خیال
آیا لوح کو بغل سے نکالا لکھا تھا ای صاحب لوح ان زنگیوں کو جانے نہ دینا فورا گرفتار کر لو اور اس طرح دونون کو
زمین پر مارو کہ ان کا مغز پریشان ہو جاوے شہنشاہ نے قدم آگے بڑھایا ان زنگیوں نے کہا ای جوان آگے
قدم نہ بڑھا وہیں قیام رکھو شہزادہ نے نہ سنا ایک زنگی سے دست و گریبان ہو گیا دوسرا اپنی جگہ ساکت
رہا بعد کشش و کوشش بسیار اس زنگی کو گرفت میں لاکے اس زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا
دوسرے حبشی نے چاہا گریز کرے شہنشاہ نے جست کر کے اس کا ہاتھ کھینچا اور کمربند کو گرفت میں لاکے
اس کو بھی زمین پر مارا سر اسکا پاش پاش ہو گیا دونوں زنگیوں کا ہلاک ہونا تھا کہ ہوا ے تیز و تند
چلنا شروع ہوئی ہزارہا سوار و پیادہ بسر کردگی شماخ جادو بادشاہ طلسم نقرہ زن وہان پہونچے شہنشاہ
ان سواروں کو دیکھ کے گھبرایا لوح کو دیکھا لکھا تھا کچھ اندیشہ نہ کر وانشاء اللہ الرحمن غیب سے مدد پہونچے گی
پشت لوح پر اسم لکھا ہے اس کو پڑھنا چاہیے پشت لوح کو دیکھا اسم اعظم کو پڑھنا شروع کیا سرداران فوج طلسمی
نے آواز بلند کہا ای جوان ہوشیار رہ جا ہم تیری ہلاکت کے واسطے آگئے اب تیرا زندہ رہنا دشوار ہے یہان
طلسم کو تو نے ہلاک کیا ہے اس کے عوض میں ہم تجھکو ہلاک کرینگے شہنشاہ متواتر اس اسم اعظم کو پڑھتا
تھا یکایک چالیس ہزار دیو و جن اور یاقوت پوش نقابدار تخت مرصع پر سوار نقرہ زن وارد
ہوا آواز بلند کہا ای ہالیان طلسم منم غلام شہزادہ بدیع الملک و ہوا خواہ شہنشاہ گوہر کلاہ شمشیر برہنہ
در دست اور مرکب برق کردار پر سوار شماس بادشاہ طلسم کے پاس پہونچا شماس بادشاہ طلسم نے
اژدہے کو آواز دی اژدہے نے قلاب کھینچا شہنشاہ نے اژدہے کی زبان کھینچ لی اور شمشیر آبدار کا
وار اسکے سر پر کیا اوٹ گیا اور اسیوقت شماس جادو کو چار پرکالہ کیا بادشاہ طلسم کا ہلاک ہونا تھا
کہ شور و غل بلند ہوا زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا الاماں الاماں کی آواز بلند ہوئی شہزادہ کو اس صدا
کے سننے سے رحم آیا مگر کہتا تھا کہ اس تاریکی میں کچھ نظر نہیں آتا کس کو امان دون کیا کرون چند لمحے کے بعد
وہ تاریکی دفع ہوئی جوق جوق گروہ جادوگر شہنشاہ کے روبرو دست بستہ حاضر ہوئے اور بہ کمال عاجزی
کہا ای جوان والا منزلت ہم تیرے تابع فرمان ہیں جو حکم ہو اسکے بجالاتے ہیں ہر طرح امان چاہتے ہیں
ہماری کچھ خطا نہیں ہے جو باعث اس فتنہ و فساد کے تھے وہ ہلاک ہو گئے اب ہم سے کوئی فتنہ برپا کرنیوالا
نہیں ہے شہزادہ نے کہا اگر تم سب امان چاہتے ہو تو دین اسلام قبول کرو ورنہ کسی قدر الحاح و زاری
کروگے کچھ فائدہ نہ ہوگا سب نے کہا ای جوان ہم کو دین اسلام قبول کرنا بدل منظور ہے شہنشاہ نے
کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور بعض اصول و فروع اس مذہب حقہ کے بیان کیے شہنشاہ نے نقابدار کو اپنے قریب بلایا

اور کہا اے شخص یہ تیری روپوشی کی کیا وجہ ہے اُس نے کہا شہریار کو میری روپوشی سے کیا کام ہے شہزادہ نے
قسم دی اور کہا اب عذر نہ کرنا اصل حقیقت اپنی بیان کر نقابدار نے بعد تامل بسیار کہا سنو اے
شہریار والا مرتبت میں قوم اناث سے ہوں فرشیہ نام دختر شاہزادہ بدیع الملک جب سے
میں نے اپنے پدر معظم شہزادہ بدیع الملک کی سرگذشت سُنی حواس باقی نہ رہے کسی پہلو قرار نہ آیا
نہ راتوں کو نیند آتی تھی اور نہ کھانے پر رغبت ہوتی تھی ناچار اپنے مقام سے کوچ کیا غرض اپنے کو
یہاں تک پہونچایا یہاں پر سامان دیکھا کہ اہالیان طلسم شورش پر آمادہ ہیں شہنشاہ اُن اہالیان طلسم
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اب تم سب دین اسلام میں داخل ہوئے ہو میرے تمہارے درمیان
کسی طرح کی مخالفت باقی نہیں رہی پھر تم کو کیا عذر ہوگا اگر میں کہوں کہ میرے پدر عالیمقدار شہزادہ
بدیع الملک والا تبار کی قید کا پتہ بتاؤ اُن سب نے کہا اے جوان ذی عزت و شان بخدائے خالق
زمین و آسمان اب ہم کو تعمیل حکم میں کسی طرح کا عذر نہ ہوگا اُس شاہزادہ مقید کا پتہ چلو بتا دیں
غرضکہ شہنشاہ اُن کے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب شہزادہ کو ایسے مقام میں لائے جہاں ایک عمارت
ہفت جوش واقع تھی گرد اُس عمارت وسیع و مستحکم کے دو صد گز عمیق خندق واقع ہے اُس خندق میں
پارہ بھرا ہوا ہے راوی کہتا ہے کہ شہزادہ بدیع الملک اُس مکان میں مقید ہے جب اُس عمارت کے قریب
ہو پہنچے اُن مسلمانوں نے عرض کی شہریارا اُس مکان میں تمہارا پدر عالی مقدار مقید ہے اس سے زیادہ
ہم کو خود نہیں معلوم ہے جو اور کچھ تدبیر بتائیں یا رہبری کریں اگر جا سکو تو اس مکان میں تشریف لے جاؤ
شہزادہ متردد ہوا کہا خداوندا میں اس مکان میں کس طرح جاؤں گرد اس کے پارہ کا دریا جاری ہے ذرا قدم
اس دریائے سیماب میں رکھا اور غرق ہوا لوح کو بغل سے نکالا لکھا دیکھا اے شہزادہ والا قدر واقعی یہ
خندق پر از سیماب بہت مخدوش ہے لیکن اس مکان کے عقب میں ایک پہاڑ واقع ہے اُس پہاڑ میں جانب
شمال خندق عمیق دیکھو گے کچھ خوف و خیال دل میں نہ لانا بلا تامل اُس غار میں اپنے کو گرا دینا شہزادہ
کے دل میں فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر کوئی زینہ ہوتا تو اُس کے ذریعہ سے خندق میں داخل ہوتا
گرا دینا چہ معنے وارد مع ہذا لوح میں لکھا دیکھا کچھ محل خوف نہیں ہے اگر خندق میں زینہ نہیں ہے معاملہ
طلسم ہے بیشتر خلاف عقل اطوار ظہور میں آتے ہیں تم بلا تکلف اپنے کو اُس خندق میں گرا دینا شہنشاہ
اس مضمون لوح کو دیکھ کے متبسم ہوا پہاڑ پر پہونچا اُس خندق کو تلاش کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم
کہہ کر خندق میں کود پڑا اگرچہ خندق بالکل تیرہ و تار تھی لیکن شہنشاہ کے گرتے ہی اُس میں
کسیقدر روشنی ہو گئی جادوگروں نے یہی ترکیب اُس میں مقرر رکھی تھی کہ اگر کوئی شخص دست
از جان شستہ اُس مقام تک پہونچ بھی جاوے تو اُس خندق میں بسبب تاریکی پہونچ
نہ سکے اور وہی راہ مکان کی مقرر کی تھی چنانچہ خود بھی اگر جاتے تھے تو اسی تدبیر سے جاتے
تھے کہ اپنے کو اُس خندق میں گرا دیتے تھے غرضکہ شہنشاہ اُس خندق میں گر کے ایک ایسے
مقام میں پہونچا جہاں سے قیدخانہ نظر آتا تھا مگر نہایت آراستہ و پیراستہ اور مستحکم پیہم
آواز گریہ و زاری فریاد و واویلا کی آ رہی تھی وہ آواز پر درد سبب اس بات کا ہوئی کہ مقرر قیدخانہ ہے اور
کوئی قیدی حالت مجبوری و کرب میں فریاد و زاری کر رہا ہے شاہزادہ اور چند قدم آگے بڑھا

اب دیکھا کہ ایک پریزاد خوش رو و خوش جمال فرش خاک پر بیٹھی باآہ و زاری اس درد سے گریاں ہے کہ تاب
سماعت نہیں ہو سکتی شہنشاہ اُس کی صورت دیکھ کے بہ ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا تاب تحمل نہ لا سکا
اُس سے پوچھا تو کون ہے اور اس گریہ و زاری کا باعث کیا ہے اُس نے کہا اے جوان رحم دل تو کیا میرے حال زار
کو پوچھتا ہے میرا حال سُنکے خواہ مخواہ تو بھی ملول ہو گا شہزادہ کو اُس کے اس جواب پر اور زیادہ اُسکا حال سننے
کا اشتیاق ہوا کہا آخر کچھ تو بیان کر اُس پریزاد خوش جمال نے کہا سُن اے جوان ذیشان میں الیاس شاہ
پری کی دختر ہوں میرا پدر عالی مقدار تمام گلستان قاف کا حاکم خود مختار ہے اب کیا کہوں کہ میرا یہاں
کس طرح پہونچنا ہوا یہ کہکے پھر زار و قطار رونا شروع کیا جسے کہ شہنشاہ کی بھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
کہا اچھا پھر کیا ہوا اُسنے رقت کو ضبط کر کے کہا اے جوان اگر کچھ نتیجہ حاصل ہو تو مضائقہ نہیں خواہ مخواہ اپنی
مصیبت بیان کر کے دوسرے کا دل دکھانا مناسب نہیں معلوم ہوتا شاہزادہ نے کہا سُن اے نازنین اگر
میرے امکان میں تیری کسیطرح کی مطلب برآری ممکن ہو گی تو کبھی دریغ نہ کرونگا محالات کی بابت میں
کچھ اقرار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ معاملہ طلسمی ہے اُس نے کہا اے جوان تیری عالی ہمتی اور جوانمردی میں تو کسی طرح کا شبہ
نہیں ہو سکتا مجھکو یقین ہے کہ تو ضرور مجھ مجبور کی حمایت کریگا علے الخصوص ایسی حالت میں کہ خود اقرار بھی
کر چکا سُن سیماب جادو نے مجھکو گرفتار کر کے یہاں لا کر رکھا ہے نہ روح خانہ تن سے رہا ہوتی ہے اور
نہ اس لاعلاج زحمت سے نجات پاتی ہے شہنشاہ نے پوچھا سیماب کہاں ہے اُس نے کہا یہ وقت اُسکے
آنے کا ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ اُس پریزاد خوشرو کو قید و بند سے آزاد کر دے مگر یہ خیال آیا کہ یہ مقام
طلسم ہے یہاں بغیر حکم لوح کوئی حرکت نہ کرنا چاہیے میں نے اپنے پدر والا قدر سے بیشتر یہ بات سنی ہے کہ فتح طلسم
میں ادنے غفلت بڑی دقت میں ڈالدیتی ہے لوح کی جانب نظر کی لکھا دیکھا کہ اے صاحب لوح سیماب
بہانا تجھ کو مشغول گریہ دیکھا ہے اس کے فریب میں نہ آنا بعجلت تمام اس کو ہلاک کر شہنشاہ نے از سر تا پا پھر
اُس پریزاد کی جانب دیکھا کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا خرافات شعبدہ ہے یہاں سے ہیں بظاہر یہ
گریہ و زاری ہے لیکن سے مکر و فریب ظاہر ہوتا ہے دل کی رغبت کچھ اور تقاضا کرتی ہے مگر دل کشاکش میں پھنسے
دل کا کہنا کریں لوح کے حکم کو مانیں اور اس خیال میں مبتلا تھا اور دل کی خواہش پر جا پہتا تھا کہ غل
کر کے آواز آئی اے جوان جلد لوح کو دیکھ شہزادہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا اے صاحب لوح تجھکو
آگاہ کرتے ہیں کہ ہدایت کے خلاف نہ کرنا ورنہ مدت العمر افسوس رہیگا اور تیرا پدر والا قدر کبھی قید طلسمی
سے رہا نہ ہوگا یہ دیکھ کے شہزادہ نے عہد کر لیا کہ اگرچہ دل کا تقاضا کچھ ہی ہو لیکن لوح کی ہدایت پر
عمل کرنا ضرور ہے پریزاد سے کہا مجھکو کمال افسوس اس بات کا ہے کہ میں تیرے ساتھ کچھ ہمدردی نہیں
کر سکتا خلاف مصلحت ہے اُس پریزاد نے کہا اے جوان تیری شرافت و آدمیت سے بالکل خلاف ہے
کہ جو کچھ اقرار کرے اُس پر نظر نہ کرے اور خلاف اُس کے عمل میں لائے میں نے درخواست نہ کی
تھی تو نے خود مدد و حمایت کا اقرار کیا تھا شہزادہ نے کہا ہاں اقرار کیا تھا اب انکار کرتے ہیں
پریزاد نے کہا اس بیباکی کا تو کچھ علاج نہیں ہے مگر اپنے دل میں تو ہی انصاف کر اور اپنی عقل سے
سوال کر کہ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے شہزادہ نے کہا میری عقل قطعی یہ حکم دیتی ہے کہ اس مکارہ کو
ہلاک کرنا چاہیے ہرگز زندہ نہ رہ جائے اُس پریزاد نے اور زور سے رونا شروع کیا اور کہا اے جوان

تیری اس تقریر سے مجکو اس قدر صدمہ ہوا کہ سیماب جادو کے گرفتار کرلانے کا بھی ایسا صدمہ نہ تھا افسوس
عجب زمانہ ہوا اور طرفہ اہل زمانہ ہیں اس مرتبہ کی تقریر سے پھر شہزادہ کے دل میں ایک نوع کا خیال
پیدا ہوا اور کہا ہر چہ بادا باد اس پریزاد حسینہ کو یہاں سے رہا کر دوں یہ آواز آئی لوح دیکھو شہزادہ نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا ای صاحب لوح تم نے اس مقولہ کو بھلا دیا کہ جب کسی کام کے دونوں پہلو مخدوش اور
نقصان پر مبنی معلوم ہوتے ہوں تو اس پہلو کو اختیار کر لینا چاہیے جسمیں لذات دنیوی کا شائبہ نہ ہو اب
شہزادہ کی سمجھ میں بخوبی یہ بات آگئی کہ ضرور یہ پریزاد فریبی ہی ہے اس کو ہلاک کرنا چاہیے یہ سوچ
کے شہزادہ نے تلوار کو علم کیا اس پریزاد نے کہا دیکھو ای جوان اب بھی سمجھ لے ورنہ مجھ بے گناہ کا خون
کر کے بہت متاسف ہوگا تو عجلت بہت کر رہا ہے ایسا نہو کہ اس عجلت میں کوئی مصلحت فوت ہو جائے
تامل و تاخیر میں اختیار باقی رہتا ہے اگر میرے ہلاک ہی کرنے کا ارادہ ہے تو دوسرے وقت بھی ممکن
ہے برخلاف اس بات کے کہ بعد ہلاکت کے ضرورت کے وقت مجھے زندہ نہیں کر سکتا اس طرح کی فہمایش
جو اس پریزاد نے کی پھر شہزادہ متامل ہوا آواز آئی دوبارہ لوح کو لوح دیکھی لکھا تھا جسقدر سانپ رنگین
و خوبصورت ہوتا ہے اسی قدر اس میں زہر قاتل زیادہ ہوتا ہے قتل موذی قبل ایذا چاہیے یہ ہدایت
دوستانہ ہے اور وہ عذر بنا بر خودغرضی کے ہے اس وقت تک مجکو جو ہدایت کی گئی تو خوب سمجھتا ہے
کہ بنا بر تیری عافیت و حفاظت کے کی گئی کسی وقت میں مجکو کوئی صدمہ نہیں ہوگا یہ بات تیری سمجھ میں نہیں
آئی کہ اب جو کچھ ہدایت کی جاتی ہے وہ کیوں تیری مضرت پر مبنی ہوگی اس کو سچ جانے اور اسکا کام تمام کر
یقین سمجھ یہ اور کوئی نہیں ہے سیماب جادو ہی ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل میں رکھا اور تلوار کو تول کے
ایسا وار اس کے سر پر لگایا کہ سر اس عورت سیماب کا گرا اور دھڑ اس طرف زمین پر دو حصے گرا اس ایک
شور نشور برپا ہوا زمین و آسمان میں تاریکی چھا گئی ہوا ہے تیز و تند کا طوفان تھا کہ الامان کسی طرف ہائے
ہائے کی آواز گوش زد ہوتی تھی کسی جانب واے واے کی صدا بلند تھی شہزادہ سکوت میں ان
آوازوں کو ایک طرف کھڑا سن رہا تھا مگر متاسف تھا کہ ناحق اس نازنین کو ہلاک کیا اس کو سلیقہ دیوان
کرنا اس کی صورت مطبوع کو دیکھ کے دل خوش کرتا آواز آئی کہ اپنے خیالوں کو روک زیادہ وسیع ہونا
اچھا نہیں ہے اور اصل مقصد کی طرف متوجہ ہو تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی برطرف ہو گئی ہوا موقوف
ہوئی اب جو خندق کی طرف نظر کی سیماب کا نشان بھی نہ پایا البتہ خندق کا عمق دیکھ کے حواس باختہ
ہو گئے زیادہ تر حیرت اس خیال سے ہوتی تھی کہ اس قدر پارہ کہاں سے آیا اور دفعتاً کہاں غائب
ہو گیا اب جو شہنشاہ نے خیال کیا اپنے کو فرشیہ ثانی بنت شاہزادہ بدیع الملک کے پاس
پایا پوچھا میں تمہارے سامنے موجود تھا یا غائب تھا فرشیہ ثانی نے کہا تم میرے سامنے ابھی
آئے ہو اور اپنے پاؤں سے اس جگہ نہیں آئے دفعتاً میں نے تم کو موجود پایا شہنشاہ گوہر پوش نے
شکر خدا کیا اس طرف فاؤس شاہ سب کو دیکھ رہا تھا شہنشاہ اس عمارت کے اندر ہو چکا ایک چاہ تاریک
دیکھا اب فکر ہوئی کہ اس چاہ تاریک میں اترنا چاہیے مگر کس طرح کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی اور اب
شوق دیدار بدیع الملک میں یہ عجلت ہے کہ چاہتا ہے کہ کود کر کنوئیں میں کود پڑوں مگر اس خیال سے کہ خلاف عقل
ہے ملتوی رکھا پھر خیال آیا کہ کنوئیں میں جانا ضرور ہے کیا تدبیر کی جائے بعد غور و فکر بسیار کنوئیں کے کنارہ

آگے قیام کیا خنجر کنوئین پر قائم کیا کمند کو خنجر مین باندھا اُس کمند کا ایک سرا قرشیہ ثانی کو دیا دوسرا
کنوئین مین آویزان کیا بسم اللہ کہکے کنوئین مین اترا تاریکی زیادہ تھی چند لمحہ توقف کیا یہانتک کہ روشنی
کسیقدر معلوم ہوئی کنوئین مین پہونچ کے شہزادہ بدیع الملک کو مقید دیکھا مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ
کے بال اور ناخن بہت دراز ہو گئے ہین بندھے ہوے دست وپا کھولے بدیع الملک کے پاؤن پر
سر رکھدیا اور زار وقطار رونا شروع کیا افراط محبت پدری سے بدیع الملک نے شہنشاہ کو گود مین لیا
سر وچشم پر بوسے دیے اور بہت رویا رقت کو ضبط کر کے کہا اے فرزند تو اس قدر کیون روتا ہے خوشی کا
مقام ہے کہ اس قدر عرصہ کے بعد مین نے تجھکو اور تو نے مجھکو دیکھا مزید بران تیری کوشش وسعی
سے یہ طلسم فتح ہوا اور مین نے اس قدر مصیبت مہلک سے نجات پائی دنیا کے معاملہ اسی طرح
کے ہوتے ہین کبھی انسان مبتلاے بلا ہو جاتا ہے اور کبھی سامان راحت مہیا ہو جاتا ہے

سرور وعیش ونشاط وعشرت یہ چند انفاس سے کہین گذرے
غرور وتمکین وکبر ونخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہے استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہے
تعلق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر

ملال ورنج والم ومصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی وحسن وجاہ ودولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
ملال کا رجحان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
جو چار دن گرد فور راحت تو بعد اُس کے غم والم ہے

اور کہو کیا خبر ہے شہنشاہ نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی پھر دونون باپ بیٹے گلے مل کے خوب روئے
جب افاقہ ہوا کنوئین سے باہر آئے قرشیہ ثانی نے دیکھا اُس نے بھی باادب سلام کر کے باپ کے
پاؤن پر سر رکھدیا بدیع الملک نے قرشیہ ثانی کا سر اُٹھا کے سینہ سے لگایا اور دعاے
ترقی عمر وجاہ دی سب نے خداے قادر توانا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا کہ صحیح وسلامت پھر ملاقات
ہوئی کس کو امید تھی کہ کفار کی قید ظلم سے زندگی مین نجات ہوگی اور ایک دوسرے کے دیدار سے
دل خوش کریگا بدیع الملک نے کہا اے شہنشاہ واقعی تو نے میری رہائی مین بڑی کوشش کی
سخت تکلیفون کا متحمل ہوا ہے کہ یہان تک پہونچا اور مجھکو رہا کیا زہے ہمت وہے سعادت تیری معہذا
مین قرشیہ ثانی کی بھی کوشش کا معترف ہون کہ عورت ذات ہو کے آخر وقت مین اپنے برادر کی
مدد کی وہ وقت بہت نازک تھا جب کہ تم سے یورش کی تھی خداوند عالم ہر ایک اپنے بندہ کو
ایسی ہی سعادتمند ونیک نہاد اولاد عطا فرماے بصدق خاتم النبیین وآلہ الامجاد وبعد
قانوس شاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا آداب تمام تسلیم عرض کی دعا وثناے سرداری
زبان پر جاری کی پھر زبان سے مژدہ فتح طلسمی کی کہی تلاش مین چلے خزانون مین جو بچے وہ وہ
بیش قیمت ونایاب مال واسباب دستیاب ہوا جس کو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا کوٹھون اور
تہ خانون سے مال واسباب نکلوایا ایک جگہ جمع کیا دوسرے طلسم کا بھی مال اسی جا رکھا ایک ایک
شئ کو خوب غور سے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک نے ہر چند تفحص کیا اپنے پران کو نہ پایا حیرت ہوئی
کہ یہ کیا ماجرا ہے سب اسباب ہے میرے پران کو پتہ نہین ہے کہان تلاش کیے جادوگرون کس سے پوچھین
ایک شخص نے عرض کی شہریار مین خوب جانتا ہون کہ شماس جادو نے اُس اسباب کو ایک جادوگر

سے حوالے کیا تھا اور یہ تاکید کہہ دیا تھا کہ اس سامان کو کسی ایسی جگہ مین دفن کرنے کہ ہر چند کوئی تلاش کرے
کہین پتہ نہ ملے چنانچہ دو جادوگرون نے مل کے اس کام کو انجام دیا وہ بخوبی اس راز سے واقف تھے
بدیع الملک نے پوچھا وہ جادوگر کہان ہین ان کو تلاش کرنا چاہیے اُس نے کہا اب وہ کہان وہ دونون
شماس جادو کی جنگ وجدل مین ہلاک ہو گئے علاوہ اُن کے کون کیا جانے شہزادہ بدیع الملک
بہت پریشان ہوا اور کہا افسوس براق کا ملنا بہت دشوار ہے مجکو اس باب طلسمی کی کچھ ضرورت نہ تھی
میرے براق مجکو مل جاتے خیر کیا چارہ ہے اور قرشیہ ثانی کی طرف متوجہ ہو کے کہا ہان اے فرزند تم کچھ
تازہ خبر سناؤ قرشیہ ثانی نے نقش سر و بر کے عرض کی اے پدر عالی مقدار اس سے زیادہ خبر تازہ کیا ہوگی
کہ جناب حمزہ ثانی ملک خاور مین کفار کی مکاری سے اس طرح قید ہو گئے ہین کہ بیان نہین ہو سکتا
افسوس ہوتا ہے مزید بران عرش والا جاہ کو اُن بدبختون نے عقابین پر کھینچ دیا ہے جس طرح سے سنا ہے
کہ امیر سابق کو عقابین پر کھینچ دیا تھا عمر ثانی نے تمام ممالک مین سعد شہریار کے نامے بھجوائے
ہین جوق جوق گروہ گروہ سلاطین ذی اقتدار و سرداران و پہلوانان یکانۂ روزگار سرزمین خاور کی جانب
چلے جاتے ہین اسوقت تک عرش والا جاہ کی رہائی کی کوئی تدبیر نہین ہوئی اسی ضمن مین جستہ جستہ تفصیلی
کیفیت قرشیہ ثانی کو معلوم تھی سب بدیع الملک کے روبرو بیان کی شہزادہ بدیع الملک کو
جسقدر ملال براق کے گم ہونے کا تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کے سب جاتا رہا کہا افسوس مجکو
یہ نہین معلوم تھا کہ مین ہی اس بلا سے قید مین مبتلا ہون وہ والا منزلت بھی مبتلاے بلا ہے شہنشاہ
سے کہا اے فرزند کیا ارادہ ہے شہنشاہ سے عرض کیا میرا ارادہ کیا ہے جو کچھ حضور کا ارادہ ہو وہی ارادہ میرا
بھی سمجھنا چاہیے اس مین شک نہین کہ سخت مقدمہ درپیش ہے بدیع الملک نے ایک شخص مشخص
آدم زاد کو جو بزرگ ہے اپنے روبرو طلب کیا اُس کے حوالے دونون طلسمون کا مال کیا اور تاکیداً یہ
کہہ دیا کہ نہایت ہوشیاری سے انتظام کرنا کفار کا زور زیادہ ہے ایسا نہ ہو کہ تم کو غافل پا کے
یہان کا مقبوضہ حاصل کرلین بعد اس انتظام کے شہنشاہ گوہر کلاہ اور قرشیہ ثانی اور قابوس شاہ
کو ہمراہ لیکے وہان سے کوچ کیا تیسرے روز ایک مقام پر پہونچے بدیع الملک نے دیکھا کہ
ایک پہاڑ ہے فلک فرسا مگر نہایت سرسبز و شاداب اور وہان دو لشکر آمادۂ پیکار ہین بدیع الملک
نے جاسوسون کو خبر کے واسطے بھیجا جن مین چند دیو بھی تھے تھوڑی دیر کے بعد ایک دیو خبر لایا کہ مقام
بسکن ہے حبشیون کا ہے کہ ایرخانی کی طرف سے ایک دیو یہان کا حاکم و فرمان روا ہے اشقر دیوزاد
کے اعزا مین سے پیروزہ حبشی مادر اشقر بھی اس کی تھی امیر نے واسطے آرائش کے اس کو
فرمانروائی دی تھی فی الحال خرماش شیر سر بہ فیاش شیر سر دو مین تن آیا ہوا ہے نہایت
زبردست ہے ہر ایک اسلحہ اسکا کم از کم ایک ہزار سات سو من کا ہے اس کو خواہش فرمانروائی بے حد
و نہایت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارا تخت زمین پر لے چلو دیوؤن نے حکم کی تعمیل کی جب پیروزہ
حبشی کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک مع فرزندان خود طلسم سیماب سے آیا ہے حاضر خدمت
ہوا زمین خدمت کو بوسہ دیا شہزادہ نے تسلی دی کہ تو گھبراتا نہین ہم تیری مدد کو موجود ہین کیا مجال
خرماش شیر سر کی کہ تجھے کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکے اس طرف جب خرماش کو خبر پہونچی کہ

شاہزادہ بدیع الملک فیروز حبشی کی مدد کو آیا ہی امرا و سرداران لشکر دیوزاد کو جمع کیا اور کہا شاید
تم سب کو معلوم ہوگا کہ میرے پدر عالی مقدار کو حمزہ نے ہلاک کیا ہی اور یہ آدم زاد اسکی اولاد میں
ہی یہ موقع معقول ہی بیٹے اپنے پدر مقتول کا عوض اس آدم زاد سے لینا چاہیے جس طرح ممکن ہو اس کو
ہلاک کرو امراے سلطنت نے کہا ای خرماس یہ سب صحیح ہی کہ اس آدم زاد سے اپنے باپ کا عوض
لے لیکن یہ خوب یاد رہے کہ خاندان امیر کا ادنے بھی بلاے بے درمان ہی ایسا نہو کہ تیرا باپ
حمزہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تجھکو بھی کسی طرح کا صدمہ اس آدم سے پہونچے اس کے واسطے
نہایت ہوشیاری چاہیے آدم زاد علے الخصوص اہل اسلام سے مقابلہ کرنا سہل نہ سمجھنا خرماش
نے کہا ہاں اس بات کا مجھکو بھی خیال ہی تم لوگوں سے مشورہ کرنے کی یہی غرض ہی کہ ان آدم زادوں
کے مقابلہ میں طرح طرح کا خدشہ ہی تم سب ایسی کوشش کرو کہ میرے باپ کے خون کا عوض مجھکو
مل جاوے ان سب نے کہا ہم سب حاضر ہیں جہان تک ممکن ہوگا کوتاہی نہ کرینگے غرضکہ شب کو
طبل جنگ بجا اس طرف شاہزادہ بدیع الملک نے بھی نقارہ جنگ بجانے کا حکم دیا ؎
دہل زن دہل زد بہ تحسین او بہ آئین او و بہ دین او صبح کو میدان مصاف میں دونوں
لشکر صف آرا ہوے خرماش شیر سر نے بآواز بلند کہا ای بدیع الملک مجھکو خوب معلوم ہی کہ میرے
باپ کو تمھارے بزرگوں نے ہلاک کیا مجھپر فرض ہی کہ اپنے باپ کا عوض تم سے لوں میں بہت دنوں
سے تمھارا متلاشی تھا آج خداوند بزرگ کی مرضی یہی تھی کہ جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم کرکے
تم میرے ہاتھ سے ہلاک کیے جاؤ فیروز حبشی کی یہ حقیقت نہ تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا تمھاری
کمک کا سبب ہی جو وہ آمادہ پیکار ہی شہزادہ نے جواب دیا کہ او پاجی کیا واہی بکتا ہی بت بزرگ
کون ہی یہ کیوں نہیں کہتا ہی کہ خداوند واحد ولاشریک کی مرضی یہی ہی کہ جس طرح تیرا پدر جہنم واصل
ہمارے بزرگوں کے ہاتھ سے ہوا تو بھی اسی طرح ہمارے ہاتھ سے جہنم واصل ہو ورنہ کوئی سبب ہمارے
یہان تک پہونچنے کا نہ تھا اور یقین سمجھ کہ جو کچھ میں کہتا ہوں بہت صحیح ہی بیٹے تو ضرور میرے ہاتھ سے
ہلاک ہوگا ہاں ایک طرح سے تجھکو رہا کر دونگا کہ تو راہ ضلالت کو چھوڑکے راہ راست کو اختیار کرے
ای خرماس تو یہ نہیں سمجھتا کہ دیوزاد کے مقابلہ میں آدم زاد کی زور و طاقت کی کیا حقیقت ہی اگر دس
انسان ایک دیوزاد سے مقابلہ کریں تو سربر نہیں ہو سکتے یہ برکت دین اسلام ہی کی ہی کہ کوئی
ضلالت شعار کیسا ہی قوی الجثہ و طویل القامت ہو مسلمان کے مقابلہ میں پسپا ہو جاتا ہی
خرماش نے کہا ای بدیع الملک اس طرح کی تقریر میرے روبرو بیکار ہی میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا جو
کچھ تم کہتے ہو بھلا یہ کس طرح ممکن ہی کہ جس مذہب کو ہزاروں سال سے میرے بزرگ اختیار کرتے
چلے آتے ہوں اس کو ناحق سمجھکے کوئی دوسرا مذہب اختیار کروں اور بالفرض دین اسلام حق ہی
پھر کیوں اختیار کروں مجبوری کیا ہی ایسا میں کمزور نہیں ہوں کہ خائف ہو جاؤں میں سمجھتا ہوں
کہ جس طرح سب اپنے اپنے مذہب کو صحیح سمجھتے ہیں اسی طرح تم بھی سمجھتے ہو شاہزادہ نے کہا یہ نہ سمجھ
کوئی دعوی بلا دلیل درست نہیں ہوتا اگر تو منظور کرے تو میں وہ دلائل حقیقت اسلام کے بیان کروں
جنکا رد کرنا کسی سے ممکن نہو اور انصاف پسند کہدے کہ واقعی صحیح ہیں خرماش دیوزاد نے کہا

ای بدیع الملک تمہاری اس تقریر طولانی سے مجھکو دریافت ہوتا ہی کہ تم مقابلے سے عاجز ہو اگر کچھ جرأت رکھتے ہو
توسہ پیارا بچھڑ واری زمردی نشان + شاہزادہ نے آگے بڑھ کے ایک وار شمشیر آبدار کا اُس پر کیا
اُس نے جگہ خالی کی شاہزادہ اُس کے قریب گیا اور ہاتھون اُس نابکار کا گرفت مین لاکے اس زور
سے جھٹکا دیا کہ مرغ مرکب زمین پر آرہا حواس مختل ہوگئے سمجھا کہ آدم زاد بلاے بے درمان ہی ضرور
ہلاک کریگا کہا ای جوان توقف کر مین سنبھل لون تو پھر مقابلہ ہو یہ طریقہ جنگ و حرب کا نہین ہی کہ عالم غفلت
مین کوئی کسی کو صدمہ پہونچاے شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکے علیحدہ ہو گیا خرماش دیوزاد
سنبھل کے کھڑا ہوا شہزادہ نے اُس کے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اس نے بھی ہاتھ بڑھایا زور دست و بازو
کی نوبت آئی اور تا دیر کشتی کا ہنگامہ گرم رہا خوب خوب جالبت و کشاد ہوے آخر شاہزادہ
بدیع الملک نے اللہ اکبر کہکے اُسے ہاتھ پر بلند کر لیا دو زمین پر لاکے خوب مستحکم بستہ کر لیا اور
مردان ہمراہی سے کہا اس ضلالت شعار کو بھی لیجاے چلو آدم زاد دیکھ کے تجھین سمجھکر ایسے بھی
اتفاقات ہوتے ہین اُس طرف فوج خرماش نے ہنگامہ مقابلہ گرم کیا مگر کچھ پیشرفت نہ گئی نتیجہ یہ ہوا
کہ خرماش مقید رہا جو مسلمان ہوے انھین پناہ دی گئی جو سرکشی پر آمادہ رہے ان مین سے بعض
ہلاک کیے گئے اور بعض فراری ہوگئے شاہزادہ مظفر و منصور اپنے مقام قیام پر واپس آیا شہزادہ
نے قرشیہ ثانی اپنی دختر کو اپنے سامنے طلب کیا اور کہا ای نور نظر تمہارا یہان قیام بیکار معلوم ہوتا ہی
میری راے یہ ہی کہ تم یہان سے رخصت ہو جاؤ ملکہ قرشیہ ثانی نے آبدیدہ ہوکے کہا ای پدر معظم
میرا ہرگز نہین دل چاہتا کہ قدم مبارک سے جدا ہون بہت عرصہ کے بعد حضور کی زیارت نصیب ہوئی
ہی شہزادہ نے کہا یہی میرا بھی دل چاہتا ہی مگر کیا کرون کہ مجھکو ابھی بیشتر کام درپیش ہین تم عورت
ذات ہو ہان شہنشاہ گوہر کلاہ میرے ہمراہ رہیگا ملکہ نے عرض کی ای معظم و مکرم اگرچہ مین عورت ذات ہون
لیکن حضور کے کسی کام مین حارج نہ ہونگی شاہزادہ نے کہا میری مرضی اسی مین ہی کہ تم چلی جاؤ
ناچار ملکہ قرشیہ ثانی بدیع الملک سے رخصت ہوکے روانہ ہو گئی بعد ملکہ کے جانے کے
شہزادہ نے مرغ خجستہ سے کہا تیرا اب کیا ارادہ ہی اُس نے عرض کیا جو حکم ہو شاہزادہ نے کہا اب
تیرا کچھ کام نہین معلوم ہوتا لہذا تو بھی رخصت ہو مرغ خجستہ نے کہا بہت مناسب چنانچہ وہ بھی
رخصت ہوا شہزادہ بدیع الملک نے قانوس شاہ سے کہا اس مال طلسمی کو پردۂ دنیا پر لے چلنا
چاہیے قانوس شاہ نے تمام مال و اسباب کو بندھوایا شہزادہ بدیع الملک و شہنشاہ گوہر کلاہ
اور قانوس شاہ مع دیوان و پریزاد و اسباب پردۂ دنیا کی جانب روانہ ہوے اثناے راہ
مین شہنشاہ اپنے پدر والا قدر کے روبرو اپنی سرگذشت کو بیان کرتا تھا اور بدیع الملک
اُس کی جرأت و ہمت کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا ای فرزند خداوند عالم کی توفیق جس کے شامل حال
ہوتی ہی بیشتر اُس سے اسی طرح کے کار ہاے نمایان ظہور مین آتے ہین درمیان راہ مین ایک شخص
پھر بھی خرماش کے اہل لشکر شاہزادہ کے سد راہ ہوے اور چاہا کہ مال و اسباب
طلسمی شہزادہ سے چھین لین طرح طرح کے مکر و فریب بھی کیے لیکن اُس فارس میدان دلاوری
نے ایسی داد مردی و مردانگی دی اور ایسا اُن نابکارون کو پسپا کیا کہ جو اُن مین

جرأت مقابلہ کی نہ رہی اور خرماش سے بہت دلاسا دے کر اور سمجھا کر کہا کہ اگر اب بھی تو صدق دل سے دین اسلام کہ جسکی فضیلت کا ڈنکا ہر چہار جانب بج رہا ہے اور کتب ہائے احادیث و تفاسیر سے ثابت ہے کہ دین اسلام سے بڑھکر اور کوئی دوسرا دین نہیں ہے اختیار کرے تو میں اپنے وعدہ لاشریک لہ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی قسم کھاتا ہوں کہ ابھی تجھکو رہا کر دوں اور خلعت ہائے فاخرہ سے تجھے سرفراز کر دوں مگر باوجود اس فہمائش اور سمجھانے کے اسنے کچھ جواب نہ دیا اور مہر خاموشی اپنی زبان پر لگائی اور بشکل تصویر چپ چاپ کھڑا رہا مثل مشہور کہ اندھے کے آگے روئے اور اپنی آنکھیں کھوئے غرض اسی طرح گرفتہ دست سا کھڑا رہا بقول شاعر ؎ دل سنگین جاناں موم ہو جائے نہیں ممکن یہ مثل سچ ہے کہیں پگھلائے سے پتھر پگھلتے ہیں سچ کہا ہے ؎ شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ✤ ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس ✤ ہر چند اُس کافر خاسر کو سمجھایا اور فضیلت دین اسلام کی کمال فصاحت بیانی سے بدلائل شافیہ بیان ارشاد فرمائی مگر اُسکے قلب سیاہ پر کچھ تاثیر نہوئی ؎ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ✤ باب کوثر و تسلیم سفید نتوان کرد ✤ کیا ہو سکتا ہے شقاوت ازلی کے سامنے ہدایت کا اثر کچھ مترتب نہیں ہوتا انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے نفس کا خیال رکھے اور ہوا و ہوس سے بچائے سچ ہے نفوس انسانیہ کا عجیب حال ہے بقول غالب مرحوم ؎

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی	دران دیار کہ رادی ہنوز جانی
کہ ہمین جہلی و داری گمان دانائی	خراب کردہ جہلی و فارغ از دانش
اگر در آئینہ بینی ز شرم زشتی خویش	بجاہ و دل برافتی چو دیدہ یکتائی
تو خود ز گوشۂ مسند فرو نیائی	ہزار مغلطہ دارد با ستین زنہار
شکستہ اند و روا شان ہمین بگنجیت	تو تندرستی در مومیائی افزائی
کہ در ہر سنگ بکعت حاضر و تو بینائی	بہ بیضۂ عنقا بود گشون در باب
بتلخی عمر اگر آشنا کنی کامت	گمان برم کہ ز دہقان بیابانی
بطالع ملکی بہ روز خفتہ میرزائی	ہمہ بہشت مجو قرب دوستم پہ نسبت
بگو دی شدہ مویت سپید و بیخردی	ازان ز تلخی ہوس در بہشت بیزاری
تو چہ دست دگم بیش من و سلوائی	ازان حساب تو بر دم تقاضا دارد
بزیر جامہ نہان کردہ برس لیکن	بچشم اہل بصارت برہنہ تمنائی
گروشکن ناموس نا شکیبائی	چہ عذرہائے موجہ بہی معاصی را
تمام عرصۂ محشر کمش فرو گیرد	اگر چنین بقیامت شکر فروش آئی
ازین چہ سود کہ انگشت جہل بیمائی	جنون ز رخنہ دوست عقل گرد
عصا بکف نہ و تکبیر فتح خوان در برو	گرانشنو ز تو ہمت کہ نا توانائی
اگر سخن شنوی بس سخنکہ خود رائی	گرت ہواست کہ گویم چگونہ باید بود

بجرم گرچہ دارد در راہ غدت زین ہدد
عظیم گرد سے داری و بس شکیبائی
زما بہر تو تا بوت مید ہد سامان
کلاہ گوشۂ دانش بہ عشق بیجائی
مگو کہ جوہر الماس و مغفون از سنگ
کہ تو بدعوی ہستی چہ ز اثر مینائی
سپید موی شدی ای عروس لیلج و ہنوز
قدم فراز نکنہ چو کرم سودائی
سپہران ہمہ تن چشم در حریم وصال
کہ قدر سرو نہ بینی کرسا یہ پیمائی
چگو نہ شاہد عفت تو نہ پرہیزد
بکیل لعاب دہانت کہ قند بیجائی
سبک عنان شود خود ہلاک علم رسان
گزین بہانہ مسلم نہ گر سپیدائی
سخن دراز شد افسانہ تا بکے غالب
چگونہ بگذر و از گو نہ سے آئی

شہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر کلاہ بن شاہزادہ بدیع الملک کو پردہ دنیا کیجانب متوجہ رکھا جاتا ہے اور اب بعد لشکر فتح پیکر اہل اسلام کے حال خیریت اشتمال کیجانب توجہ کی جاتی ہے غـــزل ۱ دوستون کو کیا ہے مجھ وحشی سے یارانہ ہوا ✤ شیر سا پنجہ ترا ہے موسے سر شانہ ہوا

بزم میں خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
دست جانان میں مرا مکتوب پروانہ ہوا
صورت انکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے
ہجر میں ہر قطرہ مری سبحہ کا دانہ ہوا
عشق سے جو تھا کبھی جلنا رشک کے دو کنگا
بعد جلنے کے ہر ایک پروانہ ہوا
مثل اخگر ہو چراغ خانۂ جہان خلق میں
آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا
جانور اچھے کہیں آتی ہے پری انسان سے

شیشۂ مے کا نہین لبریز پیمانہ ہوا
فرقت جانان شب تیرہ گور میں ہم عذاب
بندہ نون کا شانہ میرا صاف تہ خانہ ہوا
چشم خیرہ تا نہیں باہر رواق چشم سے
بعد مدت آج کیوں گھر میں آنا ہوا
ہو گیا ہے عیش یا سودائی تجھ بن اے پری
بام اپنا پستی طالع سے تہ خانہ ہوا
ہوش حیرت سے کسی کو طاقت جنبش نہین
شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

آتش رنگ حنا سے شمع ہیں سب انگلیاں
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
زندگی اپنی نارسائی سے مبدل ہو گئی
عقل رشک اپنا جو نادان تھا فرزانہ ہوا
ہو رہی رو بلبل شیدا شمع گل تو شمع کی
جو گیا کتا تیرے کوچے میں دیوانہ ہوا
ذکر کیا شعلے رقت میں جو لے دشمن کا
مجمع خوبان تیرے آتی ہی تہ خانہ ہوا
تا جدا ہیں الٰہی سخن دباج کیون جلال ع

ہمزہ دفن اس طرح مسطور کرتے ہیں کہ جب خواجۂ خواجگان روزگار سرہنگ فرار دکار گذار بیٹے عمر ثانی والا تبار سعد شہریار بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کے تاریکی شب میں واسطے خبر امیر حمزۂ ثانی کے عقابین کیطرف راہ ہوا لشکر نکبت اثر کفار میں پہونچا دیکھا جا بجا پہرے ہیں گرداگرد خندق کھدی ہے انتظام کیا ہے کہ پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا ہر طرف ہوشیار و خبردار باش کی صدا بلند ہے خواجہ ان سب کی نظر سے پوشیدہ پہنچا سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے حفاظت کا بند و بست کامل ہے ایک دہقانی کی صورت سے مشابہ ہوا ایک سپاہی کے قریب چلا اسنے عمر و کو دیکھ کے دور ہی سے کہا کون ہے جو اس طرف آتا ہے اس طرف ہر ایک کو آنیکی اجازت نہیں ہے عمر و نے کہا اے برادر مجھ سے کیا پوچھتا ہے اسنے کہا کیا پوچھتا ہے دور ہی سے کہو عمرو اسکے قریب گیا اور کہا میں دیہاتی آدمی ہوں مکان جاتا ہوں یہاں کا اسقدر اہتمام دیکھ کے تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسکا کیا سبب ہے اسنے کہا یہاں کے اہتمام کا سبب یہ ہے کہ فی الحال مسلمانوں کے بہت بڑے سردار کو گرفتار کیا ہے اور عقابین پر کھینچ دیا ہے مسلمانوں کے حملہ کا خوف ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ ایسا نہ ہو مسلمانوں کا کوئی عیار یہاں پہونچ جائے اور اس قیدی کو چھڑا لیجائے عمر ثانی نے کہا واقعی اگر مسلمانوں کا کوئی بڑا سردار گرفتار ہو گیا ہے تو اسکی نگرانی خوب کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے عیاروں کی عیاری سے سب عاجز ہیں ہم تمھارے شریک ہیں اسنے کہا اگر یہی ارادہ ہے تو چلو ہمارے سردار کے پاس سلسلۂ ملازمت جاری ہو تو اچھا ہے خواجہ طاہر قاق اور صلاک بن مردک کے پاس آیا سلام کیا اسنے پوچھا یہ کون ہے خواجہ نے کہا میں خیر خواہان سرکار سے ہوں میں نے سنا ہے کہ مسلمانوں کا بڑا سردار گرفتار ہوا ہے خوش ہو کر یہاں حاضر ہوا طاہر قاق نے کہا اگر تو ملازمت چاہے تو ممکن ہے خواجہ نے کہا زہے پرورش طاہر قاق نے ملازموں کے دفتر میں نام لکھوا دیا دو روز کا زمانہ ملازمت کو گذرا تھا خواجہ موقع محل کا متلاشی تھا یکایک ملازمان طاہر قاق کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ قریب چوب عقابین کے پہنچ گیا ہے اور قریب ہے کہ حمزۂ ثانی کو عقابین سے اتارلے سب دوڑے اور خواجہ کو گرفتار کر لیا طاہر قاق کے پاس لیگئے حال بیان کیا طاہر قاق بہت برہم ہوا اور کہا مجھکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا کوئی عیار ہے اور حمزۂ ثانی کی رہائی کیواسطے اسنے یہ تدبیر نکالی ہے اور خواجہ سے کہا تیرا کیا مذہب ہے خواجہ نے کہا میرا مذہب وہی ہے کہ جو حق ہے طاہر قاق نے کہا کیا مذہب حق ہے بیان کر خواجہ نے کہا اس بحث کا اسوقت کیا موقع ہے حق امر یہ ہے کہ عقابین کے قریب اس قیدی کو دیکھنے گیا تھا جسکی گرفتاری کی خوشی میں میں نے یہاں کی ملازمت

اختیاری طاہر قاق نے کہا ہر حال میں تجھسے اعتقادات کو مزید پوچھونگا جب خواجہ نے دیکھا کہ بغیر اعتقاد
بیان کیے چارہ نہیں ہی ہر چہ بادا باد ایمان پر سے جان قربان جو کچھ سچ ہو بیان کر دو خداوند عالم حامی و مددگار
ہی کہا ای طاہر قاق اگر سچ پوچھتا ہی تو یہی ہی کہ میں واقعی عیاران اسلام سے ہون عمر ثانی نام ہی جناب حمزہ ثانی
کی تلاش میں آیا تھا یہان گرفتار ہو گیا ہون طاہر قاق خواجہ کو اپنے مکان پر لیگیا اسی شب کو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے بذریعہ بشارت عالم خواب میں شیر افگن کو مسلمان کیا اور یہی ہدایت کی کہ حمزہ ثانی کی مددگاری
سے پہلو تہی نہ کیو اور اسی شب کو عالم خواب میں حمزہ ثانی کو بھی دروازہ مرحمت فرمایا اور کہا ای حمزہ ثانی
آگاہ ہو کہ تمھاری رہائی صرف شاہزادہ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی چہ مہینہ پندرہ روز کے بعد
تمام یراق و تاج و تخت شاہزادہ بدیع الملک کے حوالے کر دینا کہ اسی قدر مدت اسمین باقی ہی اگرچہ وہ شاہزادہ
والا جاہ اس تاج و تخت وغیرہ کا محتاج نہیں ہی اسی قدر دولت و حشمت خداوند عالم نے اسکو عنایت فرمائی ہی کہ
تمام سلاطین روے زمین اگر اپنے مال و دولت کو جمع کریں تو بھی اسکی دولت و حشمت کے مقابلے میں کم ہی اور یہ بھی بخوبی
یاد رکھو کہ سواے شاہزادہ عالی منزلت کے اگر کوئی تمھاری رہائی کے درپے ہوگا فوراً ہلاک ہو جائیگا اُس طرف
صبح کو پرویز طاہر قاق کی بارگاہ میں آیا طاہر قاق نے خواجہ عمرو کے قصہ کو بیان کیا اور کہا جو کچھ مناسب ہو
اُس خدا پرست بیباک کے باب میں حکم صادر فرمایا جاے پرویز نے خواجہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا او خدا پرست بیباک تو بڑا دلیر معلوم ہوتا ہی کہ باوجود اسقدر اہتمام و انتظام کے یہانتک پہونچ گیا بارے
خداوند بت بزرگ نے اپنا فضل شامل حال کیا کہ تو گرفتار کیا گیا اب اپنی زندگی سے نا امید ہو عنقریب تو ہلاک
ہوگا خواجہ نے کہا ای بادشاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا ؎ اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ✦ نبرد رگی تا نخواہد خداے ✦
انشاء اللہ الرحمٰن باوجود اس گرفتاری کے میں پھر یہان سے صحیح و سالم نکل جاؤنگا پرویز نے برہم ہو کے
جلاد کو طلب کیا اور کہا جلد اس خدا پرست بیباک کا سر تن سے جدا کر جلاد خواجہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای
اجل رسیدہ جو کچھ تجکو بادشاہ سے عرض کرنا ہو عرض کر دے پھر موقع نہ ملیگا خواجہ نے مسکرا کے کہا خاموش ہو
ورنہ قبل اسکے کہ میں ہلاک ہون تو جہنم میں جا پہونچ جائیگا جلاد نے جلدی سے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور ارادہ کیا
کہ خواجہ کے سر پر وار کرے خواجہ عمرو باوجود اُس قید و بند کے جست کر کے جلاد کے قریب ہو پہونچ گیا اور
اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے ایک ہی ہاتھ میں اُسکا سر تن سے جدا کیا پرویز اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا
کہا ای معتقدان خداوند لات کیون تاخیر کرتے ہو جلد اس خدا پرست کا کام تمام کر دو یہ سنکے ملازمان پرویز
تلوارین علم کر کے خواجہ کے جانب دوڑے دفعتاً ہوا سے آسمان سے ایک باز تیز بال پیدا ہوا خواجہ کے قریب
آیا خواجہ نے دونون ہاتھ بلند کیے باز خواجہ کے ہاتھون کو پنجون کی گرفت میں لایا اور ہوا سے آسمان کی طرف
اثناے راہ میں خواجہ نے کہا ای مہربان تو کون ہی جو اسوقت میں میرا حامی ہوا اُسنے کہا ای خواجہ تم مجکو
نہیں جانتے میں ہون مرزوق جادو عاشق شیرویہ جہان سے کے ایک مقام بلند پر قیام کیا خواجہ نے کہا ای
مرزوق میں تیرا ممنون ہون ہان کچھ حال اپنا بیان کر اسنے تمام حال اپنا بیان کیا اور رخصت ہو کے پرواز کی
خواجہ وہان سے روانہ ہوا شاہ صعصعہ کے پاس آیا تمام حال بیان کیا خسرو نے صلصال سے کہا اس
حالت میں کیا کرنا چاہیے وہ طبل جنگ بجوا کے میدان میں آیا کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا اسی ہنگامہ میں
شیرویہ پہونچا اب جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی تمام دن تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے طبل بازگشت بجا میمون

لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس گئے دوسرے روز لقا بدار پلنگینہ پوش تنہا شاہ سعد کے پاس آیا اور
حمزۂ ثانی کی رہائی کے بابت ترغیب دی شاہ سعد نے بشارت کا حال بیان کیا اس اثنا مین ایک
قاصد داخل دربار ہوا بعد دعاے ثناے شاہی پگڑی سے خط نکالا اور پیش کیا شاہ سعد نے سر نامہ چاک
کیا ملفوفہ کھولا از اول تا آخر پڑھا لقا بدار کا نامہ تھا گھبراکے اٹھ کھڑے ہوے کہ غضب ہوا میرے ناموس
کا خدا حافظ حمزہ نہین معلوم وہ سب کس مصیبت مین مبتلا ہین اب ہرگز توقف نہین کر سکتا جلد اسباب سفر
تیار کیا جاوے ملازمان شاہی بتعمیل حکم مین مصروف ہوے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سامان ضرورت اونٹون پر لادکر
بار کیا گیا شاہ سعد رخصت ہوکے روانہ ہوے یکایک ایک شخص کو دیکھا خیزاں خیزاں چلا جاتا ہے سعد شہریار نے
کہا ای خواجۂ خواجگان یہ کون شخص ہے اسکا نام دریافت کرنا چاہیے خواجہ قلندر کی صورت سے مشابہ ہوا
بعجلت تمام اسکے پاس پہونچا سد راہ ہوا اس نے ظاہر دیکھ کہا تو کون ہے جو میرا سد راہ ہوتا ہے جا اپنا
کام کر میرے حال سے بیکار متعرض ہوتا ہے خواجہ نے نہ مانا دشت مشت کی نوبت آئی خواجہ نے حقۂ نفتی
زمین پر مارا اسکا دھوان طاہر قاق کے دماغ مین پہونچا چھینک آئی بیہوش ہوا خواجہ اسکو ایک گوشۂ صحرا
مین لیگیا بستہ و گرفتہ کرکے لخلخۂ رفع بیہوشی سے اسے ہوشیار کیا اور پوچھا تو کون ہے اسنے کہا میرا نام
طاہر قاق ہے تونے کس لیے گرفتار کیا ہے اب تیرا کیا ارادہ ہے خواجہ نے کہا تجھکو قتل کرنا چاہتا ہون اسنے
کہا اگر زر نقد لیکے مجھکو رہا کردے تو کیا مضائقہ ہے خواجہ نے کہا زر نقد تیرے پاس کیا ہے اسنے کہا چالیس مثقال
وزن کا ایک الماس ہے اسکو لے لے اور مجھے چھوڑ دے یہ کہکے جیب کی جانب ہاتھ بڑھایا الماس نکالا
خواجہ کو دیا خواجہ نے وہ الماس اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا ای طاہر قاق اگر تو دین اسلام اختیار کرے
تو مین تجھے رہا کردون ورنہ تیرا رہا ہونا محال ہے اسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہے کہ مین اپنے مذہب آبائی کو ترک
کرکے مذہب غیر اختیار کرلون علی الخصوص جان کے خوف سے خواجہ نے کہا دین و مذہب کے مقدمہ مین
محض جبر سے کام لینا نہین چاہتا بلکہ حقیقت ثابت کرکے تجکو مسلمان کرونگا اسنے کہا اثبات حقیقت کیواسطے
علماے مذہب کا مجمع ہونا چاہیے یہان کہان اور بالفرض علما کا مجمع بھی ہو اور حقیت دین اسلام کی ثابت
بھی ہوجاوے تو بھی مذہب قدیم کو ترک کرنا دل گوارا نہین کرتا خواجہ نے کہا مجبوری ہے اور اسی طرح
بستہ و گرفتہ بادشاہ اسلام کے دربار مین لیگیا اور موقف عرض مین استادہ ہوکے بواجبی آداب شہنشاہی
بجالایا اور اس طرح گویا ہوا ــــ ای مبارک پی شہنشاہیکہ حاصل میکنند ۔ اختران آسمان از طلعتت نیک اختری
یہ کمتر حاضر ہے جو حکم ہو اسکی تعمیل واجب سمجھی جاوے شاہ سعد نے نام پوچھا اسنے کہا مجکو طاہر قاق کہتے ہین
بادشاہ نے اسکو از سرتاپا بغور ملاحظہ کیا بعدہ فرمایا کہ ای طاہر قاق راہ ضلالت کے چھوڑنے کا اقرار کر
تو رہا کیا جاوے اسنے یہان بھی صاف انکار کیا اور خواجہ کی طرف اشارہ کرکے کہا مین نے اس شخص کو
ایک الماس بھی دیا ہے مگر اسنے پھر بھی مجکو رہا نہ کیا خواجہ نے کہا بیشک مین نے ہیرا لیا ہے مگر الماس
لینے کے وقت یہ اقرار نہ تھا کہ اس الماس کا بدلہ رہائی ہے شاہ سعد نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو ہم
یہ الماس تجکو واپس کرکے رہا کردین طاہر قاق نے کہا مین مسلمان کسی طرح نہ ہونگا بادشاہ اسلام نے حکم قتل
دیا فوراً جلاد با شمشیر برہنہ حاضر ہوا اور ہنوز حکم ثانی کا منتظر تھا کہ ایک دیو قوی ہیکل بجائے چوب اژدہاے کلان
در دست کہاے زمین بر دوش پیوست ژدہا ور بصداے عجیب چیخ ہوکر نمایان ہوا اور نعرہ مارکے منہ ڈال ام کر

نمیدانی ہدان میرے باپ کو قاسم نے ہلاک کیا اس صدمہ سے آج تک جہان میری نظر مین تیرہ و تار ہی
جبتک اپنے باپ کے خون کا عوض نہ لونگا خواب و خور مجھپر حرام ہی فی الحال خسرو نے مجھے سعد
کے واسطے بھیجا ہی گمان ہی سعد بادشاہ اسلام اُس دیو قوی الجثہ کو دیکھکے متوحش ہوئے طاہر قاق
کو موقع ملا کہا ای دال تو خوب وقت پر پہونچا ہی بچا اگر لمحہ کے بعد یہان آتا تو میرا کام تمام تھا یہ خدا پرست
مجھکو گرفتار کر لایا اور درپی ہلاکت ہی دال دیو نے کہا کیا مجال کسی کی جو تجھے ہلاک کر سکے یہ کہکے طاہر قاق
کے دست و پا کھول دیے جب شاہ سعد نے طاہر قاق کو رہا دیکھا حاضرین محفل سے کہا تم لوگ کیا
خاموش بیٹھے ہو جلد اس دیو سرکش کا کام تمام کرو کسی کو اپنی جگہ سے اٹھنے کی جرارت نہوئی شاہ سعد
اپنی جگہ سے خود اُٹھے اور دیو دال کے قریب آکے نعرہ مارا کہ او مغرور و سرکش تو جسکی تلاش مین آیا ہی
وہ مین ہی ہون کیا وجہ ہی جو تو نے طاہر قاق ہمارے قیدی کو رہا کر دیا دور ہو سامنے سے
ورنہ باین عذاب سخت تجھے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر متاسف ہونگے تو
نہین جانتا کہ ہم لشکر اسلام کے حاکم ہین وہ دیو شاہ سعد کی جانب بقصد ہلاکت جھپٹا بادشاہ
اسلام نے باین زور دست و بازو ایک گھونسا اُسکے کلہ پر مارا کہ اسکا منھ پشت کی جانب پھر گیا
اور غش کھاکے زمین پر گرا شاہ سعد اُسکے سینے پر سوار ہو گئے اور کہا کہ اب بھی تیری رہائی
ممکن ہی اگر تو دین اسلام قبول کرے اُسمین اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ جواب دیتا خواجہ عمر ثانی
نے کہا ای شہریار اب اسکا رہا کرنا مناسب نہین ہی یہ ہرگز دین اسلام کو قبول نہ کریگا
قتل الموذی قبل الایذا مشہور ہی شاہ سعد نے خنجر آبدار میان سے کھینچ لیا اور اُس موذی کا سر تن سے
جدا کیا طاہر قاق دور کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا جب اُسنے اُس دیو چیدہ کو سر بریدہ دیکھا آواز بلند کہا
ای خدا پرستو مین جاتا ہون خسرو کو اس واقعہ کی خبر کرونگا دیکھو خسرو تم سے اس خون کا عوض لیتا ہی
یہ کہکے وہان سے خبر کی خسرو کے پاس پہونچا واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ عنقریب غائل خان
بن جلائل خان پانچ لاکھ سواران ہندی کی جمعیت سے پہونچا چاہتا ہی خسرو نے کہا بیشک یہ سب میری
کمک کے واسطے آتے ہین اب مین خدا پرستون کی سرکشی اور بیباکی کو دیکھ لونگا طاہر قاق نے کہا ای
بادشاہ سعد شہریار جسکے پاس دال دیو کو بھیجا تھا بڑا بہادر و جری ہی اُسکا پسپا ہونا بہت مشکل ہی خسرو نے
کہا ایسی جماعت کثیر کے مقابلے مین سعد شہریار کی جرارت و بہادری کیا کر سکتی ہی تو دیکھنا کہ سعد کو کیسی ناش
دک دیتا ہون لیکے اُسکی حالت بری ہی مین اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا قمش خان تلوار ٹیک
کے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ مین موجود ہون بیٹے میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے خسرو خاموش
ہورا قمش خان کے نام طبل جنگ بجا صبح کو میدان معرکہ مین دونون جانب صف آرائی ہوئی یکایک ایک
جانب سے گرد اڑی مگر نہایت تیرہ و تار دونون جانب کے لشکر سمجھے کہ کوئی لشکر آتا ہی لیکن جب دامن گرد
چاک ہوا سات ہزار سوار و پیادے سیاہ پوش نمودار ہوئے خواجہ آگے بڑھا ہدہد بن عمر مالک شاہ بن
مالک اژدر تا لوت مالک رو نمود و سے شاہزادہ بدیع الملک کی سلامتی کی خبر ہو چکی تھی بادشاہ
اسلام کو بھی یہ خوشخبری ہو چکی مالک شاہ نے اس پوش کا حال دریافت کیا عمر ثانی نے کفار کی گرفتاری
کی حقیقت بیان کی مالک شاہ نے بادشاہ اسلام سے اجازت حرب چاہی بادشاہ اسلام نے کہا ای

مالک شاہ ابھی کم سن ہے پہلے آپ نے ہو تھوڑی دیر استراحت کرو پھر توان بدبختون سے مقابلہ کرنا ہی پس کے
مالک شاہ نے اصرار کیا سعد شہریار نے کہا اختیار ہی مالک شاہ میدان مین آیا اور کہا ای تکمش خان
مین تیرا مرد مقابل آ پہونچا ہے * بیارا تجہ داری زمردی نشان * کمان کیانی و گرز گران * تکمش خان نے
ایک پہلوان مالک شاہ کے مقابلہ کو بہیجا مالک شاہ نے کہا ای تکمش خان آج مین خاص تیرے
مقابلہ کو آیا ہون دیکہون کیا مزہ میدان ہی تکمش خان نہایت برہم ہوکے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب
کہاتا ہوا اور نہایت برہم ہوتا ہوا مالک شاہ کے مقابلہ کو آیا دونون مین رد و بدل شروع ہوئی تا دیر ہنگامہ
گیرودار گرم رہا این را ضربہ او را خطر مالک شاہ نے قبضۂ شمشیر کو دونون ہاتہون سے گرفت مین لاکے
اس زور سے تکمش خان کے سر پہ وار کیا کہ از سر تا اسفال دو حصہ ہوکے زمین پر گرا لشکر اسلام مین تحسین و آفرین
کی صدا بلند ہوئی کفار کو یہ صدائے تحسین بہت ناگوار ہوئی سب نے بالاتفاق یورش کی اسطرف بہی
دلاوران لشکر اسلام انکی سرکوبی کے واسطے مستعد ہوگئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی جب تاریکی شب کے آثار
نمایان ہوے دونون لشکر دن مین طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے شب کو سرداران لشکر
اسلام دربار شاہی مین داخل ہوے انہون نے جرات و بہادری کی بہت تعریف کی شاہ سعد نے بہی
مالک شاہ کی بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا ای مالک شاہ واقعی کارے کردی ہنوز ماندگی
سفر صعوبات دور نہوئی تہی جو کفار سے مقابلہ کیا اور خداوند عالم کے فضل سے فتح پائی مصرع
این کار از تو آید و مردان چنین کنند * خلعت خاصہ طلب کرکے مالک شاہ کو مرحمت کیا مالک اکثر در
کی جگہ انگوری ارباب نشاط آئے اور محفل رقص و نوا گرم ہوئی ایک رقاصہ خوش رو خوش گلو نے خواجہ
عمر ثانی کی فرمایش سے یہ غزل اس طرح سے گانا شروع کی غزل

کشتی کی کیا سفینۂ عمر کا لبریز ہی
وحشت دل سے بجا احساں سفر انگیز ہی
خاک خون آلود داد و افغان درد آمیز ہی
کیون تقاضا کر رہا ہے اسقدر دیدار کا
آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہی
رسم الفت دیکہتا دیوانہ مین جس پر ہوا
کوہ پر تیشہ لگا دیکہا کہ کیا شبدیز ہی

تیری تلوار ای دل فگار ہو کیسی تیز ہی
دشمنون پر زور دنیا روز رستاخیز ہی
ہو بکے جس چیز کی خواہش لا دو چیز ہی
کیا پری میری کمر موسی مین دستاویز ہی
بادہ عشرت سے خالی عمر بہر ساغر رہا
وہ پری اب تازہ مسرلے دولت خیز ہی
غیر تجہ سے مو رہے ہین مین شیرین فرہاد سا

فرصت ساقی مین کم تو طوفان خیز ہی
توسن عمر روان کو حاجت مہمیز ہی
نغمہ و محفل عشرت مین بسانی ہین
جو کہ مستسقی ہی پانی سے اسے پرہیز ہی
کیا عجب عنبر اگر بنجائے سادہ موم ہی
آج کیونکر جام میری عمر کا لبریز ہی
کوہکن کو وہی الفت لے سرکار تہا
تو اگر شیرین ہی تو تاج تیرا پرویز ہی

تمام اہل محفل اس غزل کو سن کے بہت خوش ہوے شاہ سعد نے زر کثیر انعام مین دیا اور مالک شاہ
کو حکم دیا کہ اسی لباس سیاہ کو اتارو مالک شاہ نے کہا مجکو تعمیل حکم مین کچہ عذر نہین اور اسی وقت
وہ لباس سیاہ اتارا اور نہایت نفیس کپڑے زیب تن کیے اس طرف شمایل خان کے آنے کی خبر خسرو
کو ہو چکی تہی استقبال کیواسطے گیا عمایان اسلام بہی خبر گیری کیواسطے گئے خواجہ عمر نے وہ شان
و شکوہ شمایل خان کے دیکہی کہ کبہی ایسی شان نظر سے نہ گذری تہی القصہ شمایل خان بارگاہ مین
پہونچا خسرو نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا سب سے مقدم بٹہایا مزاج پرسی کی بعد کہا خالصاحب
خواہ مستون نے وہ سر اٹہایا ہی کہ کسیکی ہجز نہین ہر چند غلو کہاتی ہی کوئی تدبیر ایسی نہین سمجہ مین آتی

جس سے خدا پرست ہرشی سے باز آئیں طرفہ تر یہ کہ اگر انھین سے کوئی ہلاک یا گرفتار ہو جاتا ہی تو بھی وہ مجبور
نہیں ہوتے روز بروز دین اسلام رواج پاتا جاتا ہی انھین سے کبھی کسی نے مذہب دین بت پرستی اختیار نکیا
کہ مثلاً کسی وقت مین کہا جاتا اب تو آیا ہی دیکھین کیا کام بنتا ہی شمائل خان امیر حمزہ صاحبقران
لشکر اسلام کا بڑا سردار گرفتار کیا گیا ہی جسکی گرفتاری سے ہم سمجھے تھے کہ اب مسلمانون کی ترقی تمام ہو جائیگی
مگر پھر کچھ کام نہ بنا شمائل خان نے کہا امیر حمزہ صاحبقران ابھی مقید ہی اُسنے کہا ہان موجود ہی پھر
شمائل خان نے کہا حمزہ کو میرے سامنے لاؤ کیا عجب ہی اگر وہ میری ہیبت سے خائف ہو کے
خداوندبت بزرگ کا سجدہ کرے خسرو نے حکم دیا کہ جلد حمزہ کو گرفتہ وبستہ زندان سے لے آؤ ملازم زندان
مین گئے اور حمزہ ثانی کو قیدخانہ سے لائے خواجہ عمرو تبدیل ہیئت وہان موجود تھے حمزہ ثانی گرفتہ وبستہ
استادہ تھے خواجہ عمرو عربی زبان مین اپنی کارگذاری کا ذکر کر رہا تھا جبکے چند روز مین مین نے تمام روئے زمین
کو طے کیا اور تمھاری مفارقت مین لشکر اسلام نہایت مضطرب ہی راوی کہتا ہی کہ جب طاہر تاق طراب
عمر ثانی کی قید سے رہا ہو کے خسرو کے پاس آ گیا تھا بعد بیان حالات گذشتہ عمر ثانی کی گرفتاری کی شرط
ہشام بن ازرق بن ازدہنگ سے مقرر کی تھی کہ عمر ثانی بہت بڑا عیار کارگذار لشکر اسلام کا ہی جسنے
مجھ ایسے تجربہ کار کو باسانی گرفتار کر لیا پس جو شخص عمر ثانی کو گرفتار کر لائیگا نہایت وہ عیار کامل الفن
سمجھا جائیگا ہراول داعلی اِس شرط کو سن کے فکر مین تھا کہ جسطرح ممکن ہو عمر ثانی کو گرفتار کر لاوے جسوقت
حمزہ ثانی کو گرفتہ وبستہ شمائل خان کے روبرو لائے شمائل خان نے بغور حمزہ ثانی کی صورت دیکھی اور
کہا اے جوان مین نے سنا ہی کہ حمزہ ثانی نام بہت بڑے سردار لشکر اسلام کے تم ہی ہو دیکھو خداوندبت بزرگ
کی مدد سے تم کس طرح بسہولت گرفتار کر لیے گئے اب بھی اپنے ارادے سے مطلع کرو جناب حمزہ ثانی نے
فرمایا ہمارے ارادے سے کیا ہوتا ہی جو کچھ خداوند عالم کی مشیت مین گذرا ہی وہی ہوگا شمائل خان
نے کہا اگر خدا سے نادیدہ مین کچھ طاقت ہوتی پس تم گرفتار کیون ہوتے یہ طاقت خداوندبت بزرگ
ہی مین ہی کہ ہماری مدد کر کے گرفتار کر دیا وہی خداوند اب بھی اس بات کا منتظر ہی کہ اگر تم اسکی بندگی اختیار کرو
تو رہا کر دے حمزہ ثانی نے کہا ہر طرح کی طاقت وقابلیت صرف اُس خدائے واحد لاشریک ہی مین ہی
پتھرون مین کسی قسم کی قدرت ہونا عقل مین نہین آتا خداوند عالم نے ہر ایک کے منھ مین زبان خلق کی ہی
جو کچھ جسکا دل چاہے کہے یہان شمائل خان اور حمزہ ثانی مین یہ بحث ہو رہی تھی کہ اُس طرف عمر ثانی
قائل ہیئت تبدیل کیے اس بحث کو سن رہا تھا ہشام بن ازرق بن ازدہنگ پیشتر سے متلاشی
تھا اور اسکو یقین تھا کہ حمزہ ثانی گرفتار ہین عمر ثانی عیار طرار ضرور اس مجلس مین موجود ہوگا کیونکہ اکثر عیاران
سلاطین خادمان مخالف کے دربار مین موجود رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً اپنے سردار کو خبر پہونچاتے ہین جابران
ہر ایک اہل دربار کی صورت غور سے دیکھ رہا تھا یکایک خدمتگار کو دیکھا کہ حیرت سے حمزہ ثانی کی صورت
دیکھ رہا ہی اور کچھ اشارے سے کہتا جاتا ہی سمجھا کہ ضرور یہ عمر ثانی ہی حیلہ سے قریب ہوا چاہتا تھا اور
راست وچپ دیکھتا جاتا تھا اور دزدیدہ نظر سے اس خدمتگار کو بھی دیکھ لیتا تھا جب بخوبی یقین ہو گیا کہ ضرور
عمر ثانی باین ہیئت یہان موجود ہی پوشیدہ کمند کو بلا کیا اور اس طرح حلقات کمند عمر ثانی پر پھینکے کہ فوراً
گرفتار ہو گیا ہر چند جھٹکے دیے کچھ فائدہ نہوا ہشام نے آواز بلند کہا اے عمر خادمان سلطنت خسروی

لین سے اپنے شکار کو گرفتار کیا جلد میری کمک کو پہونچو تمام دربار میں شور محشر کا غل ہوا اکثر ملازمان خسرو ہشام
کی مدد کو پہونچے ہشام عمر ثانی کو بستہ لیکے خسرو کے روبرو لے گیا اور کہا اے بادشاہ یہی عیار فرار لشکر اسلام
عمر ثانی نام ہے جسکی تلاش طاہر قاآن کو تھی اب تمام دربار کی یہ صورت ہے کہ غوغا مچا ہوا ہے کوئی کہتا ہے ابھی
ان دونوں خدا پرستوں کو ہلاک کرنا چاہیے کوئی کہتا ہے کہ انکو ہلاک نہ کرو بلکہ دین بت پرستی اختیار کرنے کی
ہدایت کرو اگر یہ دونوں دین بت پرستی اختیار کرلیں گے تو تمام لشکر اسلام دین خدا پرستی سے منحرف
ہو جائیگا خسرو اور شمائل خان دونوں جلوہ بہ پہلو بیٹھے ہوئے ایک ایک کی سن رہے ہیں اور کہتے
ہیں کہ تم سب بالاتفاق ایک رائے مقرر کرو تاکہ وہی حکم قطعی سمجھا جاوے خلاصہ یہ کہ بعد گفت و شنید
بسیار عمرو ثانی کو بار دیگر مقامیں پر بھیج دیا اور عمر ثانی کی نسبت حکم دیا کہ اس عیار خدا پرست کو قتل کرو
اگر یہ عیار زندہ رہیگا مزدور ہنگامہ عظیم برپا کریگا اور حمزہ کو بھی قید و بند سے رہا کر لیجا دیگا فوراً جلاد طلب ہوا
یکایک دروازے سے صدائے نعرہ بلند ہوئی دیکھا جانسوز بن قران اور ملکہ رابطہ بانو با خنجر … سے برہنہ
چلے آتے ہیں جانسوز نے آتے ہی عذر عیاری عمر ثانی پر ڈالا اور بغل میں اٹھا لیا اور ایک ہی ضرب
میں جلاد کو ہلاک کیا اور ملکہ رابطہ بانو نے ہشام کو اٹھا لیا تمام اہل دربار نے ان دونوں کو گھیر لیا مگر
ان دونوں زن و مرد نے حواس درست کر کے وہ داد مردی و مردانگی دی کہ کوئی نہ روک سکا
یہ دونوں زن و مرد جنگ حرب کرتے ہوئے شاہ سعد بادشاہ اسلام کے دربار میں پہونچ گئے
بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے دونوں کو خلعت فاخرہ مرحمت کیا جرات و بہادری کی تعریف کی ہشام
کو جانسوز کے حوالے کیا اسطرف کفار نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام رہا ہو گیا اسکے ساتھ
ہشام بھی گرفتار کر لیا گیا شمائل خان سے کہا خانصاحب اب تم ہی کچھ ایسی کاروائی کرو کہ مسلمانوں
کو زک ملے شمائل خان نے سنتے ہی طبل جنگ بجوایا اور میدان میں آیا غضب آلود اس طرح پکارا کہ
اے خدا پرستو دیکھوں کہانتک تم مکر و فریب اپنا کام نکالتے ہو تم میں سے کون ہے مرد مقابل آوے
مجھسے مقابلہ کرے خدا و محبت بزرگ کی قدرت و طاقت کو دیکھے اس اثنا میں تیغ گرد نمایاں ہوا جب
گرد برطرف ہوئی غضنفر شاہزادہ سعد طوقی کیوان تیغ زن ملک خورشید ایک لاکھ سواران
سیاہ پوش کی جمعیت سے پہونچے یہ خوشخبری شاہ سعد بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی کہ سعد طوقی جمعیت
کثیر آیا ہے سعد شہریار بہت خوش ہوئے سعد طوقی شمائل خان کے روبرو آیا اور کہا او گبر ملعون
یہ کیا کلمات واہی زبان پر جاری کرتا ہے خبردار ہو جا میں تیری جان کا عزرائیل آیا ہوں کہا سے بیار کچھ داری
مردی نشان شمائل خان آگے بڑھا عمود و نیزہ سے رد و بدل شروع ہو گئی شمائل خان ایسا
ایک پہلوان زبردست فن جنگ سے ماہر ہے کہ ایک ایک اسلحہ اٹھا کر سو سو من کا وزن رکھتا ہے اس
رد و بدل میں شمائل خان کی ضرب سے سعد طوقی کا شانہ زخمی ہو گیا غضنفر بھی اس وقت موجود تھا
اسنے جو سعد طوقی کو مجروح دیکھا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم کر دیا قریب تھا کہ خدا پرستوں کا لشکر
شکست کھائے یکایک ایک جانب سے طلحہ بن لند حور بایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا
جو ہیں خواجہ عمر ثانی کو معلوم ہوا بعجلت تمام طلحہ کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان زمان یہ وقت توقف کا
نہیں ہے عنقریب لشکر اسلام پسپا ہوا جاتا ہے جلد جلو اور مسلمانوں کی مدد کرو جس طرح ممکن ہو شمائل خان کو

سزا سے معقول وواسے فتنہ عظیم برپا کر رکھا ہے علقمہ تو اپنی فوج لیے ہوئے شمائل خان کا مقابل ہوا
اُسوقت شمائل خان فیل طویل القامت پر سوار تھا علقمہ نے قریب جاکے ایک ایسا وار شمشیر آبدار
اُس فیل طویل القامت پر کیا کہ نصف گردن شگافتہ ہوگئی قریب تھا کہ بیدم ہو کے زمین پر گرے بس پھر تو
شمائل خان زمین پر کود پڑا اور عمود کو بلند کرکے علقمہ پر وار کیا علقمہ بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اپنے
جگہ خالی کی اُسکا وار زمین پر رد ہوا مگر اُس وار کے جھونکے میں شمائل خان منہ کے بل زمین پر گرا
علقمہ نے تلوار ہاتھ سے زمین پر پھینک دی اور جنگ زور دست دبازی میں مصروف ہوا ہر مرتبہ علقمہ چاہتا
تھا کہ شمائل خان کو زمین پر مارے مگر پھر اُسکا زور بے سود ہو جاتا تھا اسی طرح شمائل خان بھی کوشش کرتا تھا
مگر اُسکی کوشش بھی بیکار ہو جاتی تھی یہ دونوں اس کشمکش و کوشش میں تھے کہ یکایک ابر چشمک زن
نمایاں ہوا پھر ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور شمائل خان کو اُٹھا لیگیا کفار کو شمائل خان پر بڑا بھروسا تھا اُسکے
غائب ہو جانے سے لشکر کفار کے حواس باختہ ہوگئے قریب تھا کہ فرار پر قرار دے سرداران معزز نے فوراً طبل
امان بجایا خسرو کا اُسوقت یہ حال تھا کہ چند کفار اسکی بغلوں میں ہاتھ دیے بھگائے ہوئے خیمے کی جانب
لیے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بادشاہ کیوں اسقدر بیحواس ہوئے جاتے ہو اگر شمائل خان
کو کچھ ہوائی لیگیا تو کیا مضائقہ ہے آج نہیں تو کل ہم ان خدا پرستوں سے سمجھ لیں گے وہ شخص بید کی طرح
کانپ رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے بیخبر غلامان تم کیوں نہ بیحواس ہوں تم دیکھتے ہو کہ اس طرف سے لشکر کا حال
کس نوبت کو پہونچا ہے اگر اسوقت طبل امان نہ بجایا جاتا تو ابھی حقیقت معلوم ہو جاتی آج نہیں تو کل کیا
ہو سکتا ہے نہیں معلوم خداوند بت بزرگ کی مشیت میں کیا گذرا ہے ہر مرتبہ ذلت حاصل ہوتی ہے واہ ری تیری
خداوندی بس ایسے موقع پر خواہ مخواہ خداوند بت بزرگ کی شان میں بہکنے کو دل چاہتا ہے اس سے
تو مسلمانوں کا خدا ہزار درجہ بہتر ہے کہ ہر مرتبہ اُنکو کمک پہونچ جاتی ہے اگر ہزار کوشش اُنکا کوئی خدا پرست
گرفتار ہو جاتا ہے تو فوراً رہا بھی ہو جاتا ہے بعضوں نے کہا اے بادشاہ اس طرف دانستہ بھی غلطی ہو جاتی ہے ایسی
غلطی دیکھو کہ حمزہ کو گرفتار کیا ہے اور آج تک اُسکے ہلاک کرنے کی نوبت نہ آئی اگر کسی رند لشکر اسلام کا کوئی
عیار رہا ہے اُسے رہا کرلیگیا تو خداوند بت بزرگ کا کیا قصور ہے خسرو نے کہا تو بالکل بے وقوف ہے نہیں
جانتا کہ لشکر اسلام کا ایک ایک شخص کس کس آفت کا پرکالہ ہے حمزہ کی گرفتاری پر تو یہ حال ہے اگر حمزہ ہلاک
کیا جائے تو پھر اسے نام بت پرست باقی در رہیں جو کچھ جسکے دل میں آتا ہے بلا تکلف کہہ جاتا ہے لیکن اسکا نتیجہ
وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جسکو وقت پیش آئی ہے غرضکہ خسرو سراسیمہ و پریشان خیمے میں جا بیٹھا شب کو خواجہ
عمرو بادشاہ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج پھر میں جناب حمزہ ثانی کی خبرگیری کیواسطے
عقابین کی جانب جاتا ہوں سعد شہریار نے اجازت دی خواجہ روانہ ہوا راہ میں ایک گبر سے ملاقات ہوئی
اُس سے پوچھا تو کہاں جاتا ہے اُسنے کہا میں خسرو کا باورچی ہوں کھانا تیار کرکے رکھ آیا ہوں خسرو کو
کھانا کھلانے کیواسطے اور ملازم ہیں وہ اُسکو کھانا کھلاتے ہونگے خواجہ نے بجائے خود خیال کیا کہ اس
باورچی سے ساز کرکے کچھ کام بنانا چاہیے اگر یہ موافق ہوگیا فہو المراد ورنہ بصورت خلاف اس گبر کو اسیوقت
ہلاک کر دینگے اور باورچی سے کہا کہ مجھے تجھ سے کچھ راز کی باتیں کرنا ہیں کسی مقام پر توقف کر تو بیان
کردوں وہ ایک درخت کے سایے میں جاکے مقیم ہوا اور کہا وہ کیا راز کی باتیں ہیں خواجہ نے کہا

پہلے اقرار کر کہ میں اس راز کو کسی سے روبرو بیان نہ کرونگا تو میں بیان کروں اُسنے کہا بیشک میں کسی سے بیان نہ کرونگا خواجہ نے تمام حقیقت گذشتہ اُسکے روبرو بیان کی اور کہا کہ اگر حمزہ ثانی اس قید سخت سے رہا ہو جائیں گے تو بادشاہ اسلام سے اس کام کے صلہ میں تجھے اسقدر انعام ملے گا کہ مدت العمر مال دنیا سے مستغنی ہو جائیگا اور ہم اس امر کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ تیری ہر ایک کارروائی کی خبر خسرو کو نہ پہونچنے پائیگی اور بالفرض خبر ہو بھی جائیگی تو ہم تجھکو کسی طرح کی گزند نہ پہونچنے دینگے اور ہم سب تیرے ہر وقت حامی و مددگار رہیں گے یہ حال سُن کے وہ گبر مکار بہت برہم ہوا اور کہا او خدا پرست تجھکو اسقدر بھی شعور نہیں ہے کہ خداوند بت بزرگ کا بندہ نظر کردۂ خداوند کے ساتھ کس طرح بدی کر سکتا ہے علے الخصوص وہ بندہ خداوند جو نظر کردۂ خداوند کا ملازم و نمکخوار دیرینہ بھی ہو آگاہ ہو کہ اس راز کا پوشیدہ کرنا کیسا کہ میں تجھکو جان سے صحیح و سلامت رہا بھی نہیں کرونگا اُسکی یہ گفتگو سُن کے خواجہ نے خنجر سنبھالا باورچی خواجہ کی کمر میں لپٹ گیا اور چاہتا تھا کہ خواجہ کو گرا دے خواجہ نے پس پشت ہاتھ لیجا کے اس زور سے اُسکی پشت میں خنجر مارا کہ اُس پار نکل گیا اور بیحال ہو کے زمین پر گرا خواجہ اُسکو اُسی طرح چھوڑ کے آگے بڑھا قریب خندق کے پہونچا دیکھا عقابین حمزہ ثانی کے قریب سے ایک عیار گذرا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ خاص عقابین حمزہ ثانی سے برآمد ہوا اُس عیار نے طاہر قاق سے سرگوشی کی اور روانہ ہوا خواجہ بھی اُسکے عقب میں روانہ ہوا جب کسی قدر دور نکل گیا خواجہ اُسکے قریب ہو گیا اور بطور گدا سلام کیا اُسنے جواب سلام دیا اور کہا تو کون ہے اور اسوقت کہاں جاتا ہے خواجہ نے کہا متوحش ہو کہ میں شمائل خان کے ہمراہیوں سے ہوں تو دیکھتا ہے کہ فی الحال مسلمانوں نے کیسا سر اٹھایا ہے کوئی تدبیر ایسی سمجھ میں نہیں آتی کہ اس گروہ کی نقصان رسانی ہمسے دفع ہو عیار نے کہا عزیزمن سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے خوف سے یہاں ہر متنفس کا خواب و خور حرام ہے طرفہ تر یہ کہ خداوند بت بزرگ کو بھی اپنی پرستش کرنے والوں کی پروا نہیں ہے مسلمانوں کے خدا کو دیکھو کہ ہر وقت اپنے بندوں کو کمک اور مدد پہونچاتا ہے روز جنگ کے واقعہ کا کیا ذکر آج ہی کی ہنگامہ آرائی کا خیال کرو خواجہ نے کہا مہربان مجھے سنو اگرچہ مدتہائے مدید سے ہم خداوند کی بندگی کرتے چلے آتے ہیں لیکن آجتک اس بارگاہ سے کوئی قدرت تعالیٰ نہ دیکھی بس ایسے وجوہ سے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں وہ خداوند کیا جو کسی وقت میں اپنے پرستش کرنے والے کی مدد نہ کرے (تف) ہے ایسے خداوند پر اُس عیار نے انگشت بدنداں ہو کے کہا واہ واہ یہ کیا گستاخی ہے خداوند کی مشیت میں کسکو دخل ہے انسان ناقص العقل ہے اسکے ذہن میں جو کچھ آتا ہے کہہ گذرتا ہے یوں تو خداوند بت بزرگ بڑا رحیم و کریم ہے اگر گالیاں بھی دوگے تو وہ برسر تعرض نہوگا مگر پھر بھی بندوں کو انصاف پر نظر رکھنا چاہیے خواجہ نے کہا جب خداوند میں قابلیت انصاف نہیں تو بندوں میں انصاف کی صفت کہاں ہیں تو ایسے خداوند بے تمیز پر نہیں حرف لگاتا ہوں یہ سُنکے وہ عیار بہت برہم ہوا اور کہا بس اب میں تجھسے زیادہ بات کرنا نہیں چاہتا خواجہ دل میں سمجھے کہ ایسا نہو یہ گبر مجھسے منحرف ہو جائے کہا برادر انسان مجبور ہوتا ہے تو سب کچھ کہتا ہے تمہارے برا ماننے کی بات نہیں ہے غرض ایسی ہی گرد و پیش کی انواع اقسام کی باتیں ہوئیں جب خواجہ نے بخوبی اُسکے اپنا یار بنالیا تو اپنی جیب سے چند قرص نکالے جو بھنگ اور خوشبو میں نہایت مطبوع تھے اُس گبر نے پوچھا یہ کیا ہے خواجہ نے کہا یہ قرص اس

ترکیب سے مین نے تیار کیے ہین اگر ایک قرص کھالے ہفتہ ہفتہ عشرہ عشرہ بھوک نہ معلوم ہو اور روز
بروز طاقت و فربہی مین ترقی ہوتی جائے اور بھی انواع اقسام کے فوائد اس قرص مین ہین کہانتک بیان کرنا
خالی از مغز خراشی نہین اس گبر نے خوش ہو کے کہا ایک قرص مین کھاتا ہون دیکھون کیا فوائد ظہور مین
آتے ہین یہ کہکے ایک قرص اسنے کھالیا ہنوز ایک لمحہ کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ بیہوش ہو کے گرا راوی کہتا ہی کہ
یہ گبر نوشاد نام لہراسپ کا عیار ہی شراب خریدنے کو جاتا تھا شراب سے مملو دو شیشے اسکے پاس موجود تھے
جب بیہوش ہو کے گرا خواجہ نے خنجر سے اسے ہلاک کیا دونون شیشے اٹھالیے نوشاد عیار کی صورت
سے مشابہ ہوا اور وہان سے روانہ ہوا مستقیما باعث عقابین کو طی کرتا ہوا طاہر کے
پاس آیا وہان سے ارشاد کے پاس آیا جام شراب ارشاد کو دیا ارشاد نے بغور عمر ثانی کی صورت
دیکھی ہاتھ کو گرفت مین لایا اور کہا مین خوب جانتا ہون کہ تو مجھکو بیہوش کرنا چاہتا ہی اور آہستہ کہا او وزیر
مجکو پہچانا یہ سنتا تھا کہ خواجہ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا کہا بخبر حرم مین نوشاد ہون مجکو اور کیا پہچانا اور
ہرگز کچھ شک نہ کر ارشاد نے کہا تو اسقدر بےحواس کیون ہوا جاتا ہی مجکو تو نہین جانتا مین وہ
شخص ہون جسنے حمزہ کی سفارش کی مجکو خوب معلوم ہی کہ نوشاد کو ہلاک کیا خیر کیا مضائقہ ہی خواجہ
نے کہا عزیز من مجکو اس واقعہ کی کس نے خبر دی ارشاد متبسم ہوا کہا مین اسوقت بیٹھا ہوا تھا یکایک
غنودگی مجپر طاری ہوئی مین سو رہا عالم خواب مین حضرت ابراہیم ع تشریف لائے فرمایا کہ نوشاد
ہلاک کیا گیا قاتل اسکی صورت سے مشابہ ہو کے آتا ہی اور بھی جو کچھ ہدایت ہوئی تھی بیان کی خواجہ نے
مصافحہ کیا اور کہا بھر اب کیا کرنا چاہیے حقیقت گذشتہ تو تمپر بخوبی حالی ہو گئی ارشاد نے کہا
ای خواجہ تم اب یہ کرو کہ خالی جام مجکو دو اور جام کو مملو کرکے سب کو دو خواجہ نے اسکی رائے پر
عمل کیا سب بیہوش ہو گئے جب پہر رات گذر گئی خواجہ خادم مین کے پاس آیا اسکو کھولا
اندر آیا دیکھا امیر مع لہراسپ دار ارشاد زنجیرون سے جکڑے ہوئے تخت پر سو رہے ہین
اور شمشیر و خنجر برہنہ قریب رکھا ہی خواجہ امیر بلند توقیر کے اس حال خراب کو دیکھ کے زار و قطار رویا
اور آہستہ بیدار کرکے سلام کیا امیر نے جواب سلام دے کے پوچھا اور کہا ای خواجہ تم بڑی کوشش
وسعی سے یہانتک پہونچے ہو کہو لشکر کا کیا حال ہی خواجہ عمر نے آنا ممالک شاہ کا اور ہلاک ہونا تمغش کا
اور آنا دال کا اور مقدمہ شمائل اور گرفتاری ابن ہشام کے ہاتھ سے اور پہونچنا غضنفر و سعد طوسی و
طلحہ کا از اول تا آخر بیان کیا اور کہا ای والا منزلت مبارک ہو کہ شاہزادہ داراب ستم زدہ
کے یہان فرزند نرینہ پیدا ہوا ہی اسکا نام دارا ابن داراب مقرر کیا گیا ہی اور سنئے احوال
اسکا سن ماشاءاللہ سات برس کا ہوا ہی شکل و شمائل مین سلیمان شاہ ہی سخاوت اور شجاعت
مین بھی اپنا نظیر نہین رکھتا حمزہ ثانی داراب کا نام سنکے بہت روئے خواجہ نے کہا ای والا منزلت
خداوند عالم نے داراب کے عوض اسکا فرزند عطا فرمایا دیگر آنکہ ایک فرنگی شخص پیدا ہوا ہی جسکا
نام شہریار ابن بلقیسا فرنگی نام سے مشہور ہی یہ میرا پسر ہی تمام نشانیان اولاد ابراہیم علیہ السلام
کی اسمین پیدا ہین سنئے احوال شاہزادہ اسکندر فرخ لقا کی جنگ مین ایک بچہ پیدا ہوا شہریار کو
لوا تھا لیگیا امیر نے جب نام شاہزادہ کا سنا خون نے جوش مارا اور فرمایا ای خواجہ

کب ایسا موقع ملیگا کہ مین اسکو گرفتار کرکے اسکا حسب ونسب دریافت کرونگا خواجہ نے کہا زیادہ تر
حیرت خیز یہ امر ہو کہ لعل بن تورج کے ہاتھ سے تمام سرداران دست چپ زخمی ہو گئے اور لعل بن
تورج کے ساتھ لاجوردشاہ پسر لاہوت بن زمرد ہو جب اسد آیا لعل کو زخمی کیا لعل کوہستان
کی جانب خیز کر گیا کیا عرض کرون کہ بروقت مقابلہ اسد نے کیسی داد مردی و مردانگی دی ہی
لعل بن تورج نے کوئی دقیقہ لشکر اسلام کے تہ و بالا کرنے مین باقی نہین رکھا تھا لیکن خداوند عالم
کا فضل شامل حال ہو گیا جو وہ اسد کے ہاتھ سے زخمی ہوکے پسپا ہوا امیر نے کہا الحمد للہ ای خواجہ
یہ وقت تمھارے یہان توقف کرنے کا نہین ہو جاؤ خدا حافظ و ناصر ہماری طرف سے تمام سرداران
لشکر اسلام کو علے قدر مراتب دعا و سلام کہنا اور انکو اس بات سے اطمینان دلانا کہ اگر خداوند عالم
کی مشیت مین گذرا ہی تو مین زندہ تم سب سے پھر ملاقی ہونگا ورنہ خیر جو مرضی خدا خواجہ عمر ثانی
ارشاد اور پھر اسپ سے رخصت ہوکے روانہ ہوا طاہر کے پاس آیا پھر وہان سے روانہ ہوکے
سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام کے پاس آیا صبح کو تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا شہریار امیر
بلند توقیر سخت تکلیف مین مبتلا ہین مین امیر تک پہونچا تا دیر گفت و شنید رہی کوئی ایسا موقع نہ ملا
کہ اپنا کام حسب مراد انجام کو پہونچاتا اس عرصہ مین جانسوز اور ملکہ رابطہ بانو دونون زن و مرد وہان
پہونچے خواجہ نے ہشام کو طلب کیا اور تیرباران کرنے کی تجویز کی جانسوز اور ملکہ رابطہ بانو
دونون زندان مین آئے تو عمر وہان اسکو نہ پایا سعد شہریار کو اس واقعہ کی خبر کی تمام سرداران
لشکر اسلام متفکر ہوئے کہ یہ کیا رمز ہو سب بالاتفاق تفحص مین روانہ ہوئے جب سرحد کفار مین پہونچے
دیکھا کہ سوار و پیادے نہایت خوش و خرم چلے جاتے ہین خواجہ اس غول مین پہونچا اور استفسار
حال کیا انھون نے کہا ای شخص لات و عزیٰ کا فضل ہمارے حال پر ہوا کہ سومنات مغرب
سے شہاب منور ضمیر ہمارا پہلوان شباہنگ بن آتش خوار و سعدان غول بچہ چار ایک لاکھ
کی جمعیت ساتھ لیے اس طرف چلا آتا ہی اب دیکھتا ہون کہ مسلمان کس طرح ہمارے مقابلہ مین بازی لیجاتے
ہین بیشتر عیاران لشکر اسلام مین خبرگیری کے لیے گئے دیکھا کہ شہاب ملعون باتجمل تمام چلا آتا ہی پھر
جہلاک بن مرک شہاب ملعون کے پاس پہونچا زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا ای نظر کردہ خداوند
لات و منات زہے نصیب ہمارے کہ اس طرف قدم رنجہ فرمایا شہاب ملعون نے کہا ای جہلاک
خداوند لات نے مجکو خاص خدا پرستون کی تلعین و تنظیم کیواسطے بھیجا ہو جہانتک ممکن ہوگا خدا پرستون کو
خداوند لات کے سجدہ کیواسطے مجبور کرونگا اور خداوند نے شباہنگ کو بھی اسی کام کے واسطے اس طرف
بھیجا اور خدا پرستون کے سوارون کو درصورت سرکشی و انحراف گرفتہ و بستہ کرنا ہی یہ شباہنگ کا کام ہی
اور وسواس کو عیاران لشکر اسلام کی گرفتاری کیواسطے بھیجا ہو کیونکہ خداوندی خاص غرض یہ ہی کہ اب
خدا پرستون کو بالکل نیست و نابود کردون جہلاک بہت خوش ہوا اور کہا زہے مرحمت و عنایت خداوندی
فوراً خسرو کے پاس پہونچا اور کہا ای بادشاہ بعد مدت مدید خداوند کو ہم بندون پر رحم آیا کہ شہاب اپنے
نظر کردہ کو ہماری مدد کے واسطے بھیجا اور شباہنگ و وسواس کو بھی مدد کے واسطے بھیجا ہو خواجہ نے
دیکھا کہ گوش و بینی وہان شباہنگ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین اور گردن بلند ہوتے ہین اور ترنا

مثل بید کانپنے لگا اُس طرف جب شہاب خسرو کی بارگاہ مین پہونچا خسرو نے تا دروازہ استقبال کیا
بغلگیر ہوا ہاتھ مین ہاتھ لیکے تخت پر اپنے پہلو مین بٹھایا شباہنگ کو خلعت فاخرہ دیا اپنے روبرو بیٹھنے کو جگہ
دی وسواس کو طاہر قاف کے آگے جگہ دی بیکس ژوبین ثانی شباہنگ کی پشت سے بہت برہم ہوکے
اُٹھ گیا خسرو نے مجلس آراستہ کی شہاب سے کہا ای نظر کردہ خداوند لات مین تمھاری تشریف آوری
سے بہت خوش ہوا تم بہت مناسب وقت پر یہان پہونچے خدا پرستون کی سرکشی سے بت پرست بہت عاجز
ہوگئے ہین مسلمان بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہین طاہر اور لہاک موجود ہین انسے
مسلمانون کی تشویش کا حال بخوبی دریافت ہوسکتا ہو شہاب طاہر اور لہاک کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا ہان ای بندگان خاص خداوند تم بیان کرو طاہر و لہاک نے بھی چالاکی و کارروائی عمرو کی بیان کی
شہاب نے اپنا اور شباہنگ و وسواس کا حال بیان کیا اور کہا کہ عمرو یہان موجود ہو بلکہ راہ مین بھی مین
اُسے پہچانتا تھا کہ وہ میری خبرگیری کو آیا تھا لیکن مین نے اُسکو کچھ نہ کہا وجہ اسکی یہ تھی کہ مین سمجھتا تھا کہ
ایک متنفس خدا پرست ہزار کوشش و سعی کریگا پھر بھی کیا کر سکتا ہی خسرو نے کہا ای مقرب بارگاہ خداوندی
یہ تم کیا کہتے ہو کہ وہ متنفس کیا کر سکتا ہو یہ گمان ہرگز نہ کرنا تمہا وہ ایسا کچھ کر سکتا ہو کہ ہزار ہا جادوون سے
نہین ہو سکتا شہاب ہنسا اور کہا ای بادشاہ تم کیا کہتے ہو عمرو اسوقت بھی یہان موجود ہو بلکہ آہستہ آہستہ
مجھکو دشنام مغلظ دے رہا ہی خسرو نے کہا ای نظر کردہ خداوند یہ تو کیا کرتا ہی کہ عمرو کو موجود جانتا ہی اور پھر
اُسکے جانب سے مطمئن ہی وہ بڑا چالاک عیار لشکر اسلام کا ہی شہاب نے کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی مین نے
مغضب آلودہ ہوکے اُسے کور کر دیا دیکھون اب وہ کیا چالاکی کرتا ہی جب خواجہ نے اپنی طرف خیال کیا
اپنے کو بالکل نابینا پایا خواجہ کو اپنی زندگی سے بالکل ناامیدی ہوئی کبھی ایسا اتفاق نہوا تھا نہ اُسوقت
رد سحر کی کوئی دعا یاد تھی اسی فکر و انتشار مین مبتلا تھا شب آہنگ خواجہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا
ای عیار طرار لشکر اسلام تو نے خداوند لات کی قدرت کو دیکھا کہ اُسنے تجھکو نابینا کر دیا دیکھون اب تو اپنی
عیاری سے کیا کام لیتا ہی خواجہ نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا شہاب بھی تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ کہا
ای عیار لشکر اسلام ایک تدبیر سے تیری رہائی بھی ممکن ہی وہ یہ کہ میری رسالت کو قبول کر سعد کے پاس
جا کے میری طرف سے یہ پیام دے کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی جلد یہان حاضر ہوکے خداوند لات کو
سجدہ کر جو کچھ وہ جواب دے اُسکو مجھے بیان کر اگر جواب حسب مراد ہوگا فہو المراد ورنہ خدا پرستونکا
کام تمام کرنے کو آمادہ ہو جاؤنگا فی الحال خداوند لات و منات کو یہی منظور ہی کہ مذہب و ملت
کا تعصب یکسو ہو جائے جب خواجہ نے مطلق کسی بات کا جواب نہ دیا خسرو نے کہا میری رائے
یہ ہی کہ خواجہ کچھ جواب نہین دیتا ہی غالبًا اب اسکی کچھ مرضی پائی جاتی ہی اور کفار بھی متفق اللفظ ہوئے
شہاب نے ایک افسون پڑھا خواجہ کی آنکھون پر دم کیا خواجہ وہان سے روانہ ہوا جبتک شہاب
کا سامنا رہا آہستہ چلا جب نظر سے پوشیدہ ہوا بے تحاشا بھاگا سعد شہریار کے پاس آکے گر پڑا
اور بیہوش ہوگیا تمام سردار خواجہ کے گرد جمع ہوگئے کسی نے دامن کی ہوا دی کوئی منھ پر پانی چھڑکنے
لگا کوئی پکار رہا تھا کہ جلد گلاب لاؤ خواجہ کے منھ پر چھڑکو اور کوئی خواجہ کا شانہ ہلا کے خواجہ کو پکار
رہا تھا کوئی کہتا تھا معلوم ہوتا ہی کہ یہ اثر کفار کے سحر و افسون کا ہی کوشش تمام خواجہ نے اپنے کو

یہاں تک پہونچایا آخر بیہوش ہوگیا لشکر میں جتنے عاقل بھی تھے آنکھوں سے اپنے اپنے دل سے کے شور سے تھے
کچھ بازو پر باندھے کچھ پانی میں گھول کے پلا دیے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہر طرح طرح کی تدبیریں کیجاتی تھیں بہزار
دشواری خواجہ کو ہوش آیا مگر بشرے سے اثر خوف ظاہر ہوتا تھا سرداران لشکر اسلام کے بھی دل میں خوف
پیدا ہوا حال پوچھا خواجہ نے کہا کیا بیان کروں ابھی تک میرے حواس درست نہیں ہوئے چند لمحہ توقف
کرو سب خاموش ہو رہے مگر نہایت متفکر تھے کہ خواجہ ایسا عیار طرار جب اس طرح خائف ہے تو اور کا
کیا ذکر غالباً کوئی سبب خوف ایسا ہی ہے چند لمحہ کے بعد پھر خواجہ سے پوچھا خواجہ نے تمام واقعہ گذشتہ
بیان کیا اور کہا اے حامیان دین اسلام خداوند عالم نے میری مدد کی جو میں یہاں تک صحیح و سلامت پہونچا
ورنہ دشوار تھا دفعتاً بینائی آنکھوں سے زائل ہوگئی میں حیرت میں تھا کہ یہ کیا قیامت کا سامنا ہے کہ
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں مگر کچھ سوجھتا نہیں ہے آنکھوں میں بینائی نہیں تو زندگی عبث ہے بارے اُسی ظالم ملعون کے
دل کدورت منزل میں ایسا کچھ خیال آیا کہ بادیگر افسون و سحر کے ذریعہ سے وہ حالت نابینائی مجھسے دور
کردی میں وہاں سے جان سلامت لیکے بھاگا دنیا کے عجیب حالات ہیں انسان کو ایسے ایسے واقعات
پیش آتے ہیں کہ بجز ہلاکت کے کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا اُس ملعون نے بت پرستی کی بہت تعریف
کی اور بت پرستی اختیار کرنے کو مجھے مجبور کیا مگر میں نے مطلق جواب نہ دیا ہر مرتبہ طبیعت میں اشتعال
پیدا ہوتا جاتا تھا اور ارادہ کر لیا تھا کہ ہرچہ بادا باد جواب دوں مگر پھر خیال آتا تھا کہ مفت جان ضائع کرنے
سے کیا حاصل ناچار خاموش ہو رہتا تھا خواجہ کی زبانی اس حال کو سن کے سعد شہریار کے دل میں ہول
پیدا ہوگیا کہا اب کیا ہوگا شہاب ملعون بڑا جادوگر ہے خسرو کا اقبال یاور معلوم ہوتا ہے حمزہ ثانی اسطرح
گرفتار بلا ہوئے خواجہ بھی ہاتھ سے گیا تھا بارے بچ ہوا آیا اگر شہاب کی سحر خوانی کا یہی حال ہے تو آج
نہیں کل پھر خواجہ اور بقیہ تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار ہو جائیں گے سرداروں نے دلاسا دیا کہ اے
شہریار کچھ تردد کی بات نہیں ہے اگر مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار نے سحر و افسون سے کام لیا ہے پھر
کیا ہوا آخر پسپا ہوئے انشاء اللہ تعالے اب بھی خداوند انکی گزند سے محفوظ رکھے گا راوی کہتا ہے کہ ہنوز
عمر ثانی خسرو کے پاس تھا کہ دیکھا ہشام چلا آتا ہے جب قریب آیا سلام کیا خسرو نے پوچھا اے ہشام
تو کس طرح خدا پرستوں کے ہاتھ سے رہا ہوا ہشام نے کہا نجو دسوا اس نے رہا کیا ہے غرضکہ سرداران
لشکر اسلام سعد شہریار کو دلاسا دے رہے تھے اور خواجہ بھی سعد شہریار کے پاس موجود تھا یکایک
لشکر کفار سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی سعد شہریار نے کہا ہماری طرف بھی طبل جنگ بجایا جاوے
یکایک سے نقارہ آواز آمد برون ÷ کہ دولت دو نشت گردون دون ÷ صبح کو بندگان خداوند ملک علام
و حامیان دین اسلام مسلح و مکمل مرکبان عربی و عراقی پر سوار میدان مصاف میں جاکے صف آرا ہوئے
دوسری جانب لشکر کفار صف آرا ہوا اور شباہنگ باچوب یک ہزار و چار صد من میدان میں آیا
اور باواز بلند پکارا اے خدا پرستو کیوں مفت اپنی جانیں ضائع کرنے کے درپے ہو تم نہیں جانتے کہ
خداوند نے تمہارے واسطے کیا تجویز کیا ہے اور مجھے کسواسطے بھیجا ہے اپنے بادشاہ سے کہدو کہ وہ دین
بت پرستی اختیار کرے خدائے نادیدہ کی بندگی سے باز آئے اور انکو ہماری طرف سے پیام دو ٥

مصمم کیا تو غالب جلیس کیا	ارادہ لڑائی کا یا صلح کا	یہ بہتر ہی ہم تم نہوں رزم خواہ	کریں آشتی اور شام و پگاہ

ہم محفل آرائے روی ذوق ہوان | آہنگ نے ذوق طرب کوش ہوان || ہین عہد و پیمان کم ہسم | پشیمان ہون تاب پلید خواہی ہم

آج پھر طلوبن لندھور اسکے مقابلہ کو آیا اور کہا او گبر مکار ساحر بدکار چند روزہ زندگی کیواسطے کیون اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہی گمراہی کو چھوڑ راہ راست اختیار کر دنیا مین ہمیشہ نہ کوئی زندہ رہا ہی اور نہ رہیگا

شعبدہ ہی عجب یہ پیر گردون | کہ ہر دم اسکی صورت ہی دگرگون
اگرچہ برابر نشین ازہنبیر | ہمیشہ منقلب ہی اسکی تدبیر
ہر ایک سے عشق میں ... | میان ہر شرہ ہی فتنہ پرداز
یہ وہ زنبور ہی نیش ستم کیش | کہ پہلے نوش اور پیچھے ہی نیش
جہاں چشمہ سنگ قسمت خواہی | برائے ہیچ ہی کس جیار جوہی
کسی کا خوش دل سے آتا ہی خیال | برائے جنگ پھرتا ہی لیے جیش
سدا اس سنگدل کا ہی یہ شیوہ | کہ پتھر مارتا ہی دیکے میوہ

شب آہنگ نے کہا ای خداپرست اس بات کا تو بیکار ذکر کرتا ہی خداوند بت بزرگ نے اس درجہ اپنی مرحمت و عنایت کا امیدوار کیا ہی کہ مجھکو مطلق دنیا اور آخرت کی پروا نہین رہی جو کچھ میرے واسطے مقرر ہی سب عمدہ و مناسب ہی ہان اُس کو فکر کرنا چاہیے جیسے خالق نے اپنے سے بالکل ناامید کر دیا ہی مین اپنے خداوند کی طرف سے ایسا مطمئن ہون کہ گویا اُسنے نوشتہ مغفرت لکھ دیا طلوسے نے کہا ہان دیوانہ ہی جو چاہے کہے یہان تو سے نہ کار عاقبت بردم بسر نہ کار دنیا را + برنگ شام ماندم درمیان امروز فردا را + زبان بیند دہاز و بکشا شاہنگ نے بڑہنے کا ارادہ کیا تھا کہ طلو نے قبضۂ شمشیر دونون ہاتھون کی گرفت مین لاکے اس زور سے اُسکے ہاتھی کے سر پر وار کیا کہ ماتھا کاٹ کے سینہ تک پہونچا اسکا ہاتھی بیجان ہوکے زمین پر گرا شاہنگ بھی اُسکی پشت سے زمین پر گرا طلو نے چاہا کہ دوسرا وار شاہنگ پر کرے کفار دوڑے شاہنگ کو بچالے گئے اس طرف لشکر اسلام نے ہنگامۂ جنگ مغلوبہ گرم کیا تا شام صدائے گیر و بزن فلک الافلاک تک پہونچتی رہی آخر طبل بازگشت بجا طلو کو بھی اہل لشکر میدان سے لیگئے اسی عرصہ مین تتق گرد نمایان ہوا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا اسد نامدار خیرہ اخیر چلا آتا ہی لشکر اسلام بھی اپنے مقام قیام پر واپس آیا سعد شہریار کے دربار مین اسد حاضر ہوا سعد شہریار بہت خوش ہوا بعد مزاج پرسی سعد شہریار نے بار دیگر حالات کو پوچھا اسد نے کہا شہریار ایک خوشخبری میرے پاس ہی غالبا اُسے سن کے بہت خوش ہوتے سعد شہریار نے کہا جلد بیان کرو اسد نے کہا وہ خوشخبری یہ ہی کہ بدیع الملک عالی تبار بفضل خداوند کردگار بقید حیات ہی اُسکے براق میرے پاس موجود ہین سعد شہریار بہت خوش ہوا اور کہا واقعی یہ بہت بڑی خوشخبری ہی مصرع | درین مژدہ گر جان فشانم رواست | مجھکو ہرگز امید نہ تھی کہ بدیع الملک

کو پھر زندہ دیکھ سکونگا زمانہ کی عجب نیرنگیان ہین
از پردہ این طلسم فانہ | صد رنگ برآورد زمانہ
دو ہوان کہ بعید طلسم سازی است | نیرنگ مخالفت نقش پرداز
در پردہ او ہزار بازی است | نادیدہ عجب سے کنم باز

جو کچھ سوچتے ہین وہ نہین ہوتا ہو تو وہ کیونکر سمجھا جا دے قادریت مین کثرت راہ پاے ہان ای اسد نامدار شاہزادہ بدیع الملک والا قدر کے براق وغیرہ کہان ہین ہم دیکھنا چاہتے ہین اسد نامدار نے بازوبند سلیمانی اور گوہر مراد و جام صفا وغیرہ کو اسی وقت طلب کیا سرداروں کو دکھایا سعد شہریار نے کہا ای اسد مین خداوند عالم کا شکر کہانتک ادا کرون فی الحال مین شہاب مردود کے ورود سے بہت خائف تھا کہ وہ فن سحر مین کمال رکھتا ہی ابھی خواجہ عمر کو گرفتار کیا تھا اُسکی آنکھون کا نور کھو دیا مگر پھر نہین معلوم کیا دلمین سمجھا کہ افسون پڑھ کے پھر اُسے بینا کر دیا مین اسی فکر مین مبتلا تھا کہ دیکھیے اب

کیا ہوتا ہے سحر و افسون کے حیلے کس طرح رد کیے جاتے ہین سگے خداوند عالم نے شکوہ مع گوہر مراد و جام صفا وغیرہ
یہان پہونچایا اسد نے کہا ہے خسروا گوے فلک در خم چوگان تو باد + ساحت کون و مکان عرصہ میدان تو باد
زلف خاتون ظفر شیفتہ پرچم تست + دیدۂ فتح ابد عاشق جولان تو باد + کیا مجال شہاب مردود کی کہ
سحر افسون سے کام بنا سکے مطلق اندیشہ نہ کرنا چاہیے جاسوسون نے یہ خبر شہاب نابکار کو پہونچائی
کہ اسد نامدار ایک خدا پرست لشکر اسلام مین آیا ہے وہ دعوے سے کہتا ہے کہ کیا مجال کسی کی جو میرے
مقابلے مین کوئی ساحر سحر و افسون سے کام لے سکے فوراً ہلاک کر کے نیست و نابود کر دونگا شہاب
نے قہقہہ مارا اور کہا اسد خدا پرست کو ابھی حقیقت حال کی خبر نہین ہے جو وہ ایسا دعوے کرتا ہے مین نے
پہلے سے یہ تقدیر کر رکھی ہے کہ بدیع الملک کے نام سے براق میرے پاس چلے آوین جسکے
بھروسے پر اسد دعوے کرتا ہے اگر اسد کو میری اس تقدیر کی خبر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا دعوے نہ کرتا
بعض کفار نے پوچھا اے خداوند کیا واقعی بدیع الملک کے براق کی یہ خاصیت ہے کہ سحر و افسون اثر نہین
کرتا شہاب نے کہا ہان بیشک براق بدیع الملک کی یہ خاصیت ہے مجکو پیشتر سے اس خیال کی [illegible]
کفار بہت خوش ہوئے اور کہا واقعی قدرت خداوندی بہت وسیع ہے علم غیب آج کام آیا ہان اے
خداوند یہ تو ارشاد ہو کہ براق بدیع الملک کس طرح تیرے پاس آ پہنچے شہاب نے وسواس کو
اپنے روبرو طلب کیا اور کہا اے بندۂ خاص خداوندلات و منات آج تیری چالاکی و ہوشیاری سے
کام لینا مقصود ہے وسواس نے خوشی سے اپنی ٹوپی بلند اچھالی اور دو تین مرتبہ شکا تفو کا دست بستہ
عرض کی جو حکم خداوندی ہو اسے بسر و چشم بجا لانے کو موجود ہون اور چالاکی و ہوشیاری کی کیا ضرورت
ہے ہر طرح خداوند کا امر انجام پا جاوے گا شہاب نے کہا اے وسواس ایسا خیال نہ کرنا خداوند نے
دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہے لیکن پیشتر سے تیرے گوش زد یہ بات کیے دیتا ہون کہ اگر تو نادانی سے کام
کریگا تو بالیقین توزک پائیگا پھر مجھسے یا خداوندلات و منات سے شکایت نہ کرنا علی الخصوص مسلمانون
کے مقابلے مین زیادہ تر عقل و فہم کی ضرورت ہے تو نہین جانتا کہ خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والون
کو بھی خداوند اپنے ہی بندے سمجھتا ہے مگر منحرف جانتا ہے تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بت پرست مسلمانون
سے مغلوب ہو گئے ہین اسکا یہی سبب ہے کہ اگرچہ وہ سب خداوند سے منحرف ہین مگر پھر بھی کسی وقت خداوند
کو اُنکے حال پر رحم آجاتا ہے وسواس نے غور سے شہاب کی صورت دیکھی اور کہا اے خداوند
کے نظر کردہ تو نے یہ کیا کہا اگر خداوند کو منظور ہے کہ مین اسکا بندۂ خاص اُسکے دشمنون کے ہاتھ سے
ذلیل کیا جاؤن تو یہ بات مجکو ہرگز منظور نہین ہے شہاب نے کہا تو بڑا بیوقوف ہے بات کو سمجھ کے
جواب دیتے ہین میری اس تقریر سے یہ غرض نہین ہے کہ خداوندلات مجکو ذلیل کرنا چاہتا ہے بلکہ مین نے حقیقت امر
کو بیان کیا کہ خداوند کا رحم و کرم بہت وسیع ہے وسواس نے کہا خداوند کے رحم مین میری ذلت
ضروری متصور ہے شہاب نے کہا مین ذمہ کرتا ہون کہ تجکو ذلت نہوگی وسواس نے کہا اگر ذلت نہوگی
تو کیا جان ضائع کرنے کی فکر کی ہے شہاب نے کہا شمہ تجکو گزند نہین پہونچیگی وسواس نے کہا [illegible]
اچھا مین جاتا ہون غرضکہ اژدہے کی صورت سے مشابہ ہو کے روانہ ہوا لشکر اسلام مین پہونچا خیمۂ
اسد کے جانب توجہ کی اسی وقت اسد نامدار اپنے خیمے مین آ کے متوقف ہوا تھا یکایک آواز

شور و غل گوش زد ہوا متردد ہوا کہ یہ شور و غل کیسا ہے گھبرا کے خیمے سے باہر آیا وسواس بصورت اژدہا
قریب خیمہ پہونچ چکا تھا اسد کو دیکھ کے دم کھینچا اسد کو اس بات کا خیال آیا کہ شاید کوئی صحرائی اژدہا
اس طرف نکلا ہے باوجود اس بات نے دل مین خطور کیا کہ عجب نہین اگر کوئی گبر بزور سحر اژدہا بن کے
یہان آیا ہے اور مسلمانون کو گزند پہونچانا چاہتا ہے پس اژدہے کے قریب پہونچ کے شاخانے سر کو گرفت
مین لایا گھونسے مارنا شروع کیے اس عرصے مین اور بھی ملازمان اسد پہونچ گئے اگرچہ اسد نامدار اس
موذی کو قبضے مین کیے ہوئے تھا تاہم اُن ملازمون نے موزے ہاتھون مین لیکے اُس اژدہے کے سر کو
پیٹنا شروع کیا جو جو وسواس پٹتا تھا چیختا تھا ای خداوند تو کدہر ہے اپنے بندۂ خاص کی خبر نہین لیتا
ارے تو نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ذمہ دار ہین اب وہ ذمہ داری کدھر گئی تو بڑا فریبی ہے مسلمانون کے ہاتھ
سے مجکو ہلاک کروا دیا میرے دل مین پیشتر ہی شک گذرا تھا تف ہے ایسی خداوندی پر ارے خداوند
لات یہ کیا بات ہے تو نے بڑا دھوکہ دیا شہاب کی خداوندی پر ہزار لعنت اُسنے وعدۂ مستحکم کیا تھا
کہ مین ذمہ دار ہون اسوقت نہین معلوم کہان اوندھا پڑا ہے میری جان مفت ضائع کروا دی اس
عرصے مین سعد شہریار بھی وہان آ پہونچا اُسکے ملازم بھی پاپوش کاری مین مصروف ہوئے تمام مغز
وسواس خناس کا پاش پاش ہو گیا سعد شہریار ہر چند اسد کی جرات و بہادری پر آفرین کرتے تھے
اُس اژدہے نے آواز دی کہ ای خداپرستو میرے خداوند عہد نے مجکو بڑا دھوکا دیا مین اس ارادہ سے
یہان آیا تھا کہ بدیع الملک اور عمر ثانی اور دیگر سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کرونگا افسوس مین
خواہ مخواہ ہلاک کیا گیا مجکو کیا معلوم تھا کہ خداوند مجھے فریب کرتا ہے اور واقعی بدیع الملک سے
عراق وغیرہ اسد کے پاس موجود ہین ورنہ مین ہرگز اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرتا سردارون نے پوچھا تیرا
نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو وسواس غول بچے کہتے ہین مجکو اپنی ساحری پر بڑا بھروسا تھا علاوہ اسکے خداوند
شہاب نے وعدہ کیا تھا کہ مسلمانون سے مجکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچیگی اب مین کس سے کہون اور کیا
کہون کہ اس بدعہد لو خداوند نے میرے ساتھ کیا یہ کہکے چند مرتبہ اُسنے ہچکیان لین اور روح خبیث اُسکی
جہنم مین پہونچی جاسوسون نے یہ خبر شہاب کو پہونچائی کہ وسواس خناس مسلمانون کے ہاتھ سے
جہنم واصل ہوا گھبرا کے مجمع کفار سے باہر آیا دیکھا جو شعلے کہ شاہنگ کے منھ سے نکلتے تھے اب اُنکا
نشان بھی نہین ہے تمام کفار ہمہ تن حیرت تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے شب کو خواجہ عمر ثانی پھر سعد شہریار کے
پاس پہونچا اور کہا شہریارا یہ خادم پھر لشکر کفار مین جاتا ہے سعد شہریار نے فرمایا جاؤ مگر نہایت ہوشیاری
سے کام لینا خواجہ نے کہا خداوند عالم مالک مختار ہین اور نوشاد کی صورت سے مشابہ ہو کے طاہر کے
پاس آیا مجرا کیا طاہر کو حیرت ہوئی پوچھا اسقدر عرصہ تک تو کہان رہا کہا مجکو لہراسپ نے خط مین
بھیجا تھا اُسنے رخصت دی خواجہ شراب لیے ہوئے ارشاد و لہراسپ کے پاس آیا اور سلام کیا
اُنھون نے کہا کیا تو شراب لایا ہے خواجہ نے کہا حاضر ہے چنانچہ اُسی وقت ایک ایک جام طلب کرکے دیا
شراب نہایت تیز و تند تھی فوراً سب بیہوش ہو گئے پھر خواجہ وہان سے امیر کے پاس آیا دیکھا
امیر اُسی طرح تخت پر دراز ہین اول خواجہ نے بہت افسوس کیا بعدہ شانہ ہلایا امیر ہوشیار ہوئے
پوچھا کون ہے خواجہ نے کہا مین ہون عمر ثانی امیر نے جواب سلام دیا اور کہا ای خواجہ مین تیری

ر وقت کا کمال ممنون ہوں جب تک تو نہیں آتا طبیعت میں کمال انتشار رہتا ہے کہ نہیں معلوم لشکر اسلام میں ان کفار بدکردار نے کیا فساد برپا کر رکھا ہے خداوند عالم ان کے شر و فساد سے اپنے حفظ و امان میں رکھے اب کہو کیا خبر تازہ لائے خواجہ نے شہاب ساحر کا آنا اور وسواس خناس کا ہلاک ہونا بالتفصیل بیان کیا اور کہا اے والا منزلت خیریت ہوئی کہ اسد نامدار وقت پر آ گیا ورنہ سخت وقت واقع ہوئی اس واسطے کہ کفار بجز افسون کے کام لیتے لشکر اسلام میں بجز خدا کی ذات کے کوئی سبب دفع سحر کا موجود نہ تھا اسد کے آنے سے ہی تمام کام درست ہو گئے اور ادھر دلاور دوران نے وسواس بد ذات کو جہنم واصل کیا امیر والا توقیر نے خداوند کا شکر ادا کیا اور کہا اے خواجۂ خواجگان داعی حامی دین سبحانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کہنے کے موافق ہے نو مہینہ پندرہ روز گذر چکے ہیں صرف ایک مہینہ اور باقی رہا ہے انشاء اللہ الرحمٰن یہ مہینہ بھی تمام ہو جائیگا بعدہ خداوند عالم کی مشیت میں جو کچھ گذرا ہے وہ ضرور ظہور میں آ دیگا خواجہ نے کہا اے والا منزلت یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن حضور کی گرفتاری اب مجھے نہایت شاق ہے امیر نے کہا اے عمر خاموش رہو یہ چار روز قید کے دن بھی گذر جائیں گے ہمیشہ ایک حال پر زمانہ نہیں رہتا اگر حیات مستعار باقی ہے تو یہ وقت بھی گذر جائیگا خواجہ پر گریہ غالب ہوا امیر نے سمجھایا اور تشفی دیکے رخصت کیا خواجہ امیر کے پاس سے طاہر کے پاس آیا خیمے میں جانے کی اجازت چاہی طاہر نے اجازت دی خواجہ وہاں سے روانہ ہوا شاہ سعد کے پاس آیا امیر کی جانب سے تمام سرداران لشکر اسلام کو دعا کہی یکایک پھر صدائے طبل جنگ بلند ہوئی شاہ سعد نے بھی حکم نقارہ بجانے کا فرمایا ؎

تو گل پاس این خزان بدہ بلبل بیا
بمن پرفشان رسم جام طرب
بشم صاف دل بخوری گوار
نگاہا مرا سوی درمن باغ دہ
تبسم بلب درشکستن چرا
کر سوکار بر جا نجیکان نشست
نگاہی بسوی رندِ ساقی بہشت
تنہا بوزن تو بہ دشمن نوی
کرباکہ گلکشت تو بر شسم شکن

بیا ای خوانندہ طاؤس مست
اگر کشتم از جان بر دناب را
نقاب تو مستغنی ماہ وش
برندان ورودی کشش پنہان
مکش پردہ بر چہرہ ای رشک ماہ
جفا بس کن ای تیغ مژگان باز
فرو کردہ این توبہ در کار من
دلم خون شد این زور بیابش بست
بدہ می گزیں توبہ در جلستم

بنہ بر سرم پا کہ رستم زدست
بجالہ کی جلتم پر خواب را
مرا تو بیچارہ آہ کشش
عدیلی زلف و لب و ر فشان
کہ دارد نقاب ای رہم مثال ماہ
مزن دست بر ترکش چشم دناز
بجان من این توبہ برادر شکن
تو ساقی و من تائب این چہ گل است
بدہ خوش پیالی بدہ جلستم

بیا ساقی ای خرمن گل بیا
بیا ای پری نام ساقی لقب
توئی لالہ رو سرو شیرین بلا
زتاب رخت چشم بہ قطرہ ہا
بر دکم دہ خندہ بستن چرا
خدنگ تو بر سینۂ انسان است
بیا ساقی ای جان زچشم تو مست
تشنہ ام بگوے مریخ اثر تو
درست است عمری زندگی مرا

راوی کہتا ہے کہ تمام شب دونوں جانب لشکر دن میں تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں طرف کے لشکر میدان میں آ کے صف آرا ہوئے پہلے ایک ایک جلادان دونوں جانب سے آیا اور باہم رد و بدل ہوئی ایک پسپا ہوا اور دوسرا مظفر و منصور واپس گیا بعدہ جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی بس پھر تو وہ ہنگامۂ جنگ گرم ہوا کہ پناہ بخدا خدا پرستانوں کے ہاتھ سے اکثر دو میں تن واصل نار جحیم ہوئے کئی رستم شکوہ ایسے تھے کہ انھوں نے صاحبقران کی طرح مارا بعض دومین تن تو ہزاروں خیار ترکی طرح کٹ رہے تھے ؎

بہمن غول چون داغ کردہ چمن
زہنگامہ دشت بر دیلان

ز بس تیر جا کردہ بر دو سے تنگ
بجست سپہ خدنگ از کمان

سنانش صفت شش شدار تیغ زن
پر تیر شد موے ابروے تیغ
اس کہیر دو دار ہیں شاہ ہنگ

نے قصد میدان کیا یکایک شور دہل کی آواز بلند ہوئی تمام لشکر کفار کے دل میں ہول سمایا کہ یہ غل کیسا ہے ایک
نے دوسرے کو حیرت سے دیکھا مگر کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا تھوڑی دیر کے بعد سُنا کہ شاہزادۂ بدیع الملک
لشکر اسلام میں پہونچ گیا اور معروف بن اسد نامدار اُسکے ساتھ آیا ہے یہاں شاہزادۂ بدیع الملک نے
لشکر اسلام میں پہونچتے ہی جنگ کا ارادہ کیا سعد شہریار کو شاہزادۂ بدیع الملک کے ورود کی خبر پہونچی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہزادہ ابھی ارادۂ جنگ و حرب رکھتا ہے کہ سعد شہریار نے منع کیا کہ ابھی ماندگی
راہ دفع نہیں ہوئی ہے کفار کا مقابلہ ہے نہیں معلوم کیا صورت پیش آوے بہرحال توقف کرنا لازم ہے پھر تو
کفار کی سرکوبی ہوگی شاہزادۂ بدیع الملک کو خبر پہونچ گئی تھی کہ شاہہنگ میدان میں آیا ہے اور قصد
جنگ رکھتا ہے شاہزادے نے توقف مناسب نہ جانا شاہہنگ سے دوچار ہوا پہلے نیزہ و شمشیر و گرز
و خنجر سے مقابلہ ہوا تا دیر رد و بدل رہی نہ این را ظفر نہ او را ظفر ہے بدیع الملک نے تمام اسلحہ زمین پر
پھینک دیے اور مرکب سے زمین پر کود کے اُسکے مرکب کے پاؤں گرفت میں لاکے کھینچا شاہہنگ
مع مرکب زمین پر گرا شاہزادے نے آواز بلند کہا او کبر و غرور اپنے حواسوں کو درست کرکے مجھ سے مقابلہ کر
پھر تو شاہہنگ سنبھلا اور شاہزادے کی جانب جھپٹا دونوں دست و گریبان ہوگئے تا دیر یہ کشاکش
رہی آخر شاہزادۂ بدیع الملک نے مثل پارچہ دو حصہ کیا ایک غوغائے عظیم لشکر کفار میں بلند ہوا
تمام سرداران لشکر کفار خسرو کے پاس سینہ و سر پیٹتے آئے اور کہا اے بادشاہ معلوم ہوتا ہے کہ خداوند
لات و منات کو منظور ہے کہ ہم سب مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیں جب شاہہنگ ایسا جوان
زبردست و ساحر کامل اُنکے بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے اب تو خسرو
کو بھی سخت تردد لاحق ہوا کہا اے دلاورو تم کیا کہتے ہو میں خود اسی تردد میں مبتلا ہوں اس عرصے میں
وہاں اور دو پہلوان مسلمانوں کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے خسرو نے بعجلت تمام طبل بازگشت پٹوایا
تمام لشکر اپنے اپنے مقام کو واپس گئے یہاں سعد شہریار کے دربار میں شاہزادۂ بدیع الملک نامدار مظفر و
منصور داخل ہوا سعد شہریار نے شاہزادہ کی جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا اے شاہزادۂ والا جاہ
لشکر کفار کو پسپا کرنے میں صرف تمہاری ہی دلیری تھی شاہزادے نے ازراہ انکسار کہا شہریار میں کیا اور
میری جنگ و حرب کیا یہ سب اقبال شہنشاہی کا سبب تھا سعد شہریار نے خلعت سلیمانی سے
شاہزادے کو سرفراز کیا شاہزادۂ والا جاہ نے عرض کی ~ یارب نہال دولت تو سرفراز باد
درہائے فتح بر رخ بخت تو باز باد + یہ خادم دیرینہ اگرچہ اوسکی مرحمت و عنایت کو بھی اپنے واسطے
عزت کا سبب سمجھتا ہے مگر اب دنیا کے کارخانوں سے اسقدر دم گھبرایا ہے کہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے ہر دم
یہ خیال آتا ہے کہ یہ دار فانی قابل اقامت نہیں اس سے حاصل جز داغ حسرت نہیں ہے ~ اگر صد سال مانی و یکے روز
بباید رفت زین کاخ دل افروز + جب کاروان عمر نے کوچ کا نقارہ بجایا اب نوبت نشان دھرے رہجاتے ہیں
فقط اعمال کام آتے ہیں نادان نہیں سمجھتے کہ ہلانہ سبزہ و سرخ و زرد پر فریفتہ ہو جاتے ہیں غفلت میں زندگی
کے دن کھوتے رہتے ہیں ~

نام حاتم رہگیا ہے ہو گیا برباد تخت	آج نقاشی کی چھت کا وہ نہیں طرح کوئی	گل بجز نقاش نقش سقف ایوان میں نہیں
اوج انجم دیدۂ غول بیابانی نہیں	آدمی کیا دیو بھی ملک سلیمان میں نہیں	اسقدر اعلی مشابہ میں ہم نشین ہے فرق
	دم دبا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان	غیر دباہ و شغال ابتکے ایوانوں میں نہیں

دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رہے گا قدم
بچھڑا ان تک تربت فغفور فاقا کہین نہین

آن جائے کی اجازت جس گلستان مین نہین
ذکر کیا شاہ و گدا کا محل مین دونون ہین ایک

سو رہے گل ناداں ہلاتے ہین کسے حیران ہون
فرق قصر جا فرز کے بعد انسان و حیوان مین نہین

جس گلزار مین پری جمال آدمیون کی بزم عیش و طرب برپا تھی جام بادہ گلفام کی گردش د یکھ ت خزان نمارشی وہان جلوؤن کی نحوست سے اکثر مقام خراب مین گلاب کی جگہ گلاب ہین جہان گل سوری تھا سوری کے درخت کمان جیسے بہرے ہین نظر پڑان اگر اس خلعت و نعمت سے معاف رکھا جاؤن تو مجھے کچھ محل شکایت نہوگا شاہ سعد کو کمال تعجب ہوا کہا اے شاہزادۂ والا جاہ مین تمھارے اسوقت کے ہو پہنچنے سے بہت خوش ہوا اسکی کیا وجہ ہی جو تم اس خلعت کے لینے سے انکار کرتے ہو اگر اس خلعت کو اپنی لیاقت سے کم سمجھے ہو تو اور جس طرح کا خلعت تم چاہو لے سکتے ہو بدیع الملک نے کہا شہریار مین ہرگز اس خلعت گران بہا کے لائق نہین نہ یہ کہ مین اس خلعت کو اپنی حیثیت سے کم سمجھون استغفراللہ سعد شہریار نے فرمایا میری خوشی یہی ہی کہ تم اس خلعت کو لیلو شاہزادے نے با ادب تمام تسلیم کی اور خلعت کو لے لیا اُس طرف اسد نامدار نے جو معروف کو عرصے کے بعد دیکھا خون نے جوش مارا آنکھون مین آنسو بھر آئے معروف کو گود مین اُٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسے دیے سعد شہریار نے از سر نو مجلس آراستہ کرنے کا حکم دیا ایک محل عالیشان فرش و فروش شیشہ آلات وغیرہ و سامان زینت و آرایش سے آراستہ کیا گیا شب کو کثرت سے روشنی ہوئی مطربان خوشگلو و رقاصان خوشرو حاضر ہوئے ہنگامۂ رقص و نوا گرم ہوا عاشقانہ غزلون نے حاضرین مجلس پر محویت طاری کی ایک مطرب نے یہ غزل نہایت لطف سے گائی غزل

رسائی ہو متاع حسن کی تک رات دن کو
چراغ آفتاب اسکے بنا یا ظرف روغن کو
یہان کیا ہو جو جیسا کہ ہر تو اے پری دامن کو
تجلی اسکے رخ کی بند کرے چشم روزن کو
کرے تیرے کسی کو وہ ہو مضمون کی ثنا خوانی
زمین شعر کردون محل ہیرے کی معدن کو
ظہور حسن اگر چاہے نہ عاشق کو رلا یا کر
کرو سے جانے مین شرق خورشید و رنگ
جلائے شیشۂ مے اسکو بھی آتے ہی مت ڈالا
دیا مین بی بامین گر جو دین شعاع نے سوسن کو
سمات کو منہ ہم اسکی نظر مین ایک ہی لیکن
بجائے جام پیمانہ گردش ہی سنگ فلاخن کو
بھلا غیر از غزل خوانی ہو مجھے کام کیا تن کو

نہین ہوتی کبھی گل کی شگفتہ کی خزن ہو
دو وسی ملے ہو جو یہ اگر جانا ہر گلشن کو
اگر چاہے اٹھا لیجائے جو مجنی میرے سخن کو
اگر طول گل ہو قطع ہو رنگ لباس آسمان
خدا نے ایسے اسی زبان مین دی ہین سخن دان کو
اگر اسکی قلم پہ ہوتی آنکھ اپنی تو کیا ہو گا
چھپا دیتا ہی باران دیکھ مہر و ماہ روشن کو
بر تنگ زخم بیدردی سے تو خندان ہو تو کا گل
جو بیچے رکھے ہین تب سنگ فلاخن کو
بھیجی دیکھی جو اس رشک مجھے دست نازک
سنا را بنا ہین زمردان نہ سرمہ چشم دشمن کو
گریبان چاک مین اتنا تنگ ستا مرا یک نا
بجز نالہ نہین تا ہر کچھ سخن دان کو

تصدق کے لیے دیکھا جو اپنے روے روشن کو
بنا دیتا ہی رو دود آہ سوزان شاخ سوسن کو
عجب کیا ہی جو انسان صورت دیوار حیران ہون
کر رشتے کی یہ دولت ربط ہر کچھ سوزن کو
اگر مضمون باندھے جا کے روز ان بجائے گا
بحسرت دیکھتے ہین ہم در جانان کے روزن کو
سوا اپنی جو جلے کے سمجھے ہین سب جانان
ہمارے زخم نے رخ ان کیا ہر چشم سوزن کو
نہین تاب تجلی آنکے کسی آلودہ ہو انکے
بھلا یا بلبلان باغ نے شاخ نشیمن کو
فنا کرین لو نہ بجز سودای چرخ بینائی
ہنسی مین کل اڑا دیتے ہین بلبل تیرے شیون کو

اس غزل کے سننے سے تمام اہل محفل اسقدر محظوظ ہوئے کہ اسوقت جسقدر زر نقد جیب مین تھا اس مطرب کو دیدیا اور بہت تعریف کی دو پہر رات تک ہنگامۂ رقص و نوا گرم رہا بعد وہ سب حاضرین اپنے اپنے بستر استراحت پر جا کے سو رہے۔

اب شاہزادہ بدیع الملک کو لشکر اسلام مین سعد شہریار کے پاس مدعی فتح فیروزی موجود رکھ جاتا ہی

اور اب داستان لعل بن تورج اور دارا بن داراب مین خامہ فرسائی کی جاتی ہی

رسا ہی حقیقت پر کرون اب عشق بازی کی
دلا تو جانتا ہی تکمیل شاید عشقبازی کو
بیان کیا ہو سکے عمر روانی مجھ سے اُن کی
الٰہی کیجیو تو نشتاب اس مرد غازی کو
کہان تھا ای تجو ہیکو دماغ ناز برداری
دیکھو کر خاکساری سے وہ بدلے سرفرازی کو
اگر جاؤن ابھی دریا کو غم سے وہ اگر چاہے
ریا دل جس مین نے ایک مسجد مجازی کو

بجائے مزدبان کیا ہی تحسین عشق مجازی کو
ہوئی اکلیم خوابیدہ فرحش خود می
کر اس مین سے لگا ہو ترکی کرو نازکی
ہمیشہ ہاتھ مین کھاتا تھا زلف یار کو شانہ
خدا گر تا ہی شرمندہ ہماری بے نیازی کو
وضو ہی ہاتھ دھونا جان سے سجدہ ہی سر کٹنا
مین کشتی جاتا ہون یار کی تیغ حجازی کو

بہت جلنے لگا جو اب جو ساز نکلا طفلان مین
سکندر ڈھونڈتا تھا اب دکان آئینہ سازی کو
اکیلا دل ترا فوج تمنا کے مقابل ہی
ذرا دیکھو تو اسکے دست کوتہ کی درازی کو
ثمر جو چاہی خام طمع باغ عالم مین
فریق عشق مین ہی کلمہ سجدہ نمازی کو
مجسم دیکھتا ہی ماہ کنعان مجکو ای تاریخ

راویان اخبار شور انگیز و مورخان مضامین حیرت خیز اس داستان صداقت عنوان کو اس طرح تسطیر کرتے ہین کہ جب لعل بن تورج اسد کے مقابلہ مین زخمی ہو کے بھاگا والی پشتہ لقا مین ہو پہنچا حاکم پشتہ لقا شاہزادہ بدیع الملک کا حلقۂ غلامی کان مین رکھتا تھا ایک روز وہ شکار کیواسطے گیا ہوا تھا مین مرغزار مین لعل بن تورج سے ملاقات ہوئی ملک پشتہ لقا سے پوچھا تو کیا مذہب رکھتا ہی اسنے کہا مین مسلمان ہون لعل بن تورج بہت برہم ہوا اور کہا تو نے بت پرستی مین کیا نقص دیکھا جو دین خدا پرستی اختیار کیا اسنے کہا بت پرستی بھی کوئی دین ہی خواہ مخواہ پتھرون کے روبرو سجدہ کرنا کسی طرح عقل قبول نہین کرتی لعل بن تورج اور زیادہ برہم ہوا اور کہا او شریر تو ہمارے روبرو بت پرستی کی مذمت کرتا ہی نہین جانتا کہ بت پرستی مین یہ برکت ہی کہ ابھی تو خاک سیاہ ہو جائے ملک پشتہ لقا کو بھی غصہ آگیا کہا تو یہان ہنگامہ برپا کرنے آیا ہی چلا جا یہان سے لعل بن تورج نے کہا مین یہان تجھے ہلاک کرنے آیا ہون دونون مین رد و بدل ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ملک پشتہ لقا اسکے ہاتھ سے ہلاک ہوا بیشتر لوگ اسکی مدد کو آئے مگر کیا ہو سکتا ہی جب سردار موجود نہو لعل بن تورج دار الحکومت مین آیا بازارون مین منادی کی کہ جو کوئی دین بت پرستی اختیار نہ کریگا وہ ہلاک جاویگا بس جان کے خوف سے جوق جوق گروہ گروہ لوگ آئے دین بت پرستی اختیار کیا لعل نے خوب دین بت پرستی کو رواج دیا یکایک قاصد آیا اور اسنے خبر دی کہ دارا بن داراب نے ملک سباگل سے خروج کیا ہی اور سلیمان شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے ملک خاور کے جانب چلا ہی تا کہ حمزہ ثانی کو قید و بند سے رہا کرے لعل ہنسا اور کہا داراب کی شامت میرے ہاتھ سے آچکی ہی اب اسکی قضا دامنگیر ہو نہین معلوم ان خدا پرستون کے دل مین کیا سمائی ہی کہ ہر مرتبہ سزائے سخت پاتے ہین اور پھر اپنی سرکشی سے باز نہین آتے یاران ہمراہی سے کہا ای لعل خان پھر اب کیا تامل ہی چلو دارا کو اُسکے باپ کی طرح سزائے اعمال کو پہنچاؤ لعل بن تورج نے اسی وقت سامان کوچ مہیا کیا اور فوج و لشکر کثیر ہمراہ لیکے ادھر خاور کی راہ لی جب قریب دارا کے ہو پہنچا مخبرون نے لشکر اسلام مین یہ خبر ہو پہنچائی سلیمان نے بھی یہ خبر سنکی دارا سے کہا غضب ہوا لعل بن تورج آتا ہی اسکا مقابلہ خالی از دقت نہین میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ ہم نزدیک ہی وہان جل کے قلعے مین پناہ لین دارا بہت برہم ہوا اور کہا ای سلیمان مجکو کمال تعجب ہی کہ باوجود اس صورت مردانہ کے اسطرح کے کلمات بزدلی زبان پر جاری ہوتے ہین اور

لعل بن تورج بھی ہماری طرح آدمی ہے اگر اس طرف آتا ہے تو کیا کریگا یہی نا کہ مقابلہ ہوگا باشد خائف ہونے
کی کیا وجہ ہے اس موذی نے میرے پدر معظم کو ہلاک کیا ہے انشاءاللہ تعالے میں اسی موذی سے اپنے باپ کا
عوض لونگا سلیمان نے کہا اے دارا سے نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ؎ کہ جاہا سپر باید انداختن ہے
لعل بن تورج بدرگ دنیا شوم دست ہے اسکے مقابلے سے پرہیز لازم ہے یہ امر بزدلی پر محمول نہیں ہے
انسان کو ہر وقت اپنی جان کی حفاظت لازم ہے دارا نے اس کے کہنے کی مطلق اعتنا نہ کی از سرتاپا مسلح
ہوکے میدان کی جانب روانہ ہوا اس عرصہ میں لعل بن تورج بھی آپہونچا اُسنے جو دارا کی صورت
دیکھی پکار کے کہا اے دارا تمہارے باپ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوئے ہیں مجکو یقین ہے کہ خداوند
بت بزرگ نے تمہاری اجل بھی میرے ہاتھ سے مقرر کی ہے دارا نے کہا او گبر مغرور کیا بیہودہ بکتا ہے
بت بزرگ کیا قابلیت رکھتا ہے کہ میری اجل تیرے ہاتھ سے مقرر کریگا خداوند واحد ولا شریک کی مشیت
میں یہی مقرر ہوا تھا کہ میرا پدر والا قدر اس طرح ہلاک ہو ورنہ تو کیا قابلیت رکھتا ہے لعل بن تورج
نے کہا اے دارا مجکو تمہاری جوانی پر رحم آتا ہے دیکھو اب بھی خیریت ہے اگر تم خداوند کے سجدے کو
آمادہ ہو جاؤ میں اقرار کرتا ہوں کہ تمہاری اس گستاخی کو معاف کرکے تجسے درگذر کرونگا دارا نے کہا
او گبر بکار رو بدکردار و بدزبان بیہودہ و یاوہ بکتا اس اثنا میں سلیمان پھر دوڑے ہوئے دارا کے پاس
آئے اور کہا عزیز من انسان کو اپنے کاموں میں مشورہ کرنا لازم ہے میں سچ کہتا ہوں کہ لعل بڑا سفاک ہے
دارا باپ مغفور کو ہلاک کرکے اسکی جرأت بڑھ گئی ہے اگر کوئی اور ہوتا تو میں منع نہ کرتا جنگ و حرب
مردوں کا جوہر ہے لیکن بعض محل میں چشم پوشی لازم ہوتی ہے دارا نے جھنجھلا کے کہا یہ کیا بے معنی باتیں
کرتے ہیں ہرگز اس مردود کے مقابلے سے باز نہ آونگا دو حال سے خالی نہیں یا تو اس مردود کے ہاتھ سے
ان مغفور کی طرح میں بھی ہلاک ہو جاؤنگا یا ان مغفور کے خون کا عوض لونگا سلیمان نے نہ مانا پھر سمجھا کے
کہا کہ نہیں معلوم تمہارا خیال کس طرف ہے خود آمادہ پیکار ہوا دارا نے سلیمان کے مرکب کی باگ
پکڑلی اور کہا میں ہرگز نہ جانے دونگا اگر نہ مانوگے تو میں خودکشی کرونگا سلیمان مجبور ہوکے واپس
آئے دارا لعل بن تورج کی جنگ میں مصروف ہوا خوب خوب رد و بدل ہوئی دارا نے نیزہ کا وار
کیا لعل نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا دارا نے گرز گران سر کا وار کیا لعل نے جگہ خالی کی گرز کا وار
خالی گیا دارا اُسکے لنگر سے قریب تھا کہ دارا زمین پر منہ کے بل گرے مگر پھر سنبھلا اور برہم ہوکے
چاہا کہ تلوار کا وار کرے ہنوز پورا ہاتھ اٹھنے نہ پایا تھا کہ لعل نے دارا کے مرکب کی گردن پر ایسا وار
تلوار کا کیا کہ گردن اسکی قلم ہوگئی دارا غلطک زدہ زمین پر آیا لعل نے سنبھلنے کی مہلت نہ دی جست
کرکے دارا کے سینہ پر سوار ہوگیا سلیمان اس مقام پر موجود تھے انھوں نے جو دارا کے سینے
پر لعل کو سوار دیکھا اپنے ملازموں کو آواز دی سب حملہ کرکے لعل تک پہونچ گئے لعل نے دیکھا
کہ عنقریب میں ہلاک کیا جاؤنگا ہیں دارا کو چھوڑ کے جنگ میں مصروف ہوا لوگوں نے دارا کو دوسرے
مرکب پر سوار کرکے مقام قیام پر بھیج دیا دارا نے پھر چاہا کہ لعل کے مقابلہ کو جائے لوگوں نے
منع کیا کہ ابھی خدا نے تمہاری جان بچائی ہے اب پھر آمادہ مرگ ہوتے ہو یہ کیا عقلمندی ہے ہم ہرگز
نہ وہاں جانے دینگے دارا نے تلوار علم کی اور کہا تم لوگ مانع ہوتے ہو تو میں پہلے تم ہی سے ہنگامہ جنگ

گرم کرونگا آؤ مقابلہ کرو لوگون نے دیکھا کہ دارا جنگ سے باز نہ آئیگا سب خاموش ہو رہے دارا پھر صفوف
کفار پر حملہ آور ہوا اس طرف سلیمان نے وہ ہنگامہ جنگ گرم کر رکھا تھا کہ پناہ بذات خدا اس جنگ میں
سلیمان زخمی بھی ہوا مگر پھر بھی فوج کفار کے حواس باختہ کر دیے اس طرف سے دارا پھر حملہ آور ہوا
کفار نے جنگ کا رنگ دگرگون دیکھ کے طبل بازگشت بجایا سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے سلیمان
بھی مع دارا اپنے خیمے میں آیا شب کو دارا کے پاس آیا اور کہا ای دلاور دوران اب کیا ارادہ ہے تمنے
دیکھا کہ لعل بن تورج کس بلا کا انسان ہے دارا نے کہا میں لعل سے جنگ دو بدو ضرور کرونگا اگرچہ وہ
کیسا ہی بلا کا انسان ہو تمنے خلل اندازی کی ورنہ آج ہی یہ قصہ پاک ہو جاتا سلیمان نے پھر سمجھایا کہ
لعل کا مقابلہ کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے میں نے پہلے بھی تمکو سمجھایا تھا مگر تمنے نہ مانا اسکا نتیجہ دیکھا آزمودہ
کو آزمانا عقلمندی ہرگز نہیں ہے بس اب مصلحت یہ ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو تمنے لعل کے مقابلے کا
گمان بھی دل میں نہ لاؤ ورنہ وہی نتیجہ ظہور میں آئیگا جو خلاف مشورہ عمل میں لانے سے ظہور میں آتا ہے
سنو میں تمہارے روبرو ایک بیوقوف حماقت کے تودے کا ذکر کرتا ہون قبیلۂ مشائخ سے ایک شیخ
تھے مال دنیا سے کسی قدر مستغنی انکا ایک لڑکا تھا برائے نام انسان مگر بالکل حیوان تھا مختل الحواس باطن
شکل ظاہر بدکا داغ عقل کا دشمن بے تمیزی کا پکا دوست ہمہ خباثت از سر تا پا نحوست ونجاست اسکی
شادی بھی اسی طرح کے ایک خاندان منحوس و پلید میں ہوئی جنہیں نام کو حیا و غیرت نہیں اسکی بی بی گرچہ
ظاہر میں شریف معلوم ہوتی تھی مگر وہ کم بخت بیہودہ کہ پناہ بذات خدا اب وہ ہوش میں ہوتے
ایک ڈانگر سیاہ کتا دوسری اسکی گدھا تک نمک نوری تھی صبح وشام دونون دیوانے کتون کیطرح بھونکا
کرتے تھے قدرت خدا نے تماشا دکھایا کہ اس نوری کے یہان اسی ڈانگر سیاہ سے کئے چار پلے
پیدا ہوئے تین مادہ ایک نر ڈانگر نے اپنے باپ کے اندوختہ کو خوب تباہ کیا خواہ مخواہ افلاطون
وقت بنگیا اسکو مارا اسکو پیٹا خود بھی جوتیان گالیان کھائیں بادشاہ وقت کے یہان قید ہوا خدا خدا کر
موت نے انکا گلا گھونٹا حماقت وخرافت پر انکو تصدق کیا اب اسکی نوری کتیا رہی اور چار
پلے الولد سر لابیہ وہی دیوانے مان باپ کی دیوانگی ان پلون میں موجود ادھر بھونکتے پھرتے
ہیں ادھر چلاتے لڑتے ہیں ہے کانا اسے گھونٹا تمام خلقی ساتھی ہو گئے اب ان پلون کی جفت
ہونے کو تلاش شروع ہوئی جہان کہیں پیغام جاتا ہر سب کانون پر ہاتھ رکھتے ہیں کہ کون اس
بور حیوان کا ساتھ کرے مصیبت میں اپنی جان پھنسائے ایک ذات شریف کے دل میں رحم آیا انکو
ایک مرد آدمی کو سبز باغ دکھا کے بڑی پلیا کو اسنے منسوب کر دیا اگرچہ اس مرد آدمی کو حقیقت
حال سے کسی قدر آگاہی تھی مگر دنیا عجب مقام حیرت خیز وعبرت انگیز ہے ان مرد آدمی کو بجز
منظوری چارہ نہ تھا خدا پر بھروسہ کرکے چار ناچار قبول کیا بس اس بڑی پلیا کا ساتھ اس مرد آدمی
کیواسطے وہ دکھ درد کا سبب ہوا کہ اللہم احفظنا من کل البلاء زن بد در سرای مرد نکو
ہم درین عالم ست دوزخ او ادھر اس مرد آدمی نے گھر میں قدم رکھا ادھر اس پلیا نے اس بیچارے
کی ناک لی چند روز اس طرح کے جھگڑے بکھیڑے میں خدا خدا کر کے بسر ہوئی ایک مدت میں اس بڑی
پلیا کی بوڑھی مان نے بازاری کتون سے ساز شروع کیا اسکا پلا دو بوڑھون کا ایک بوڑھا بیچا تھا دن بھر

کونے میں بیٹھا دم ہلایا کرتا تھا جہاں کسی کو کھانا کھاتے دیکھتا منھ پسارتا گھورتا ہڈی بوٹی کی تاک میں تیار رہتا
تھا سو سمجھا کہ کسی طرح پیٹ بھرے جیا گیا باپ نہیں ہیں بڑے کیا جیا رکھتے تھے جو ہم رکھیں گے اماں کے پاس
بازاری کتوں کو لانا چاہیے جہاں ان بازاری کتوں کو کسی سے ہڈی بوٹی ملیگی اماں بوڑھی ہے لالچ سے دن بھی
دین کی تلاش کرتے کرتے ایک بازاری کتے کو لگا لایا اور بوڑھی ماں کے جلو میں بٹھا کے چل دیا وہ بوڑھیا
بیچاری قصائی کے کتے کی طرح بھولی سیدھی ولسے کی طرح بیٹھی رہتی تھی وہ بازاری کتا اسکے بھیس میں سے
قریب کھا گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ہمیشہ ڈھول کے اندر خول ہوتا ہے وہ ما سے فقط دہم دہم کرنے کا ہے باقی
ہیچ در ہیچ ہے اگر ہوا بھی لگ جائیگی تو اسکی بے سری آواز کو سن جائیگی اور یہ ایک بیچارا حریص بلا صرف
بچا پیٹ پلنے کو اپنی بوڑھی ماں سے چنسایا چاہتا ہے اسکی چھوٹی پلیا اگرچہ مجبوری کے عالم میں تھی مگر
کچھ عرصہ اسکی بوڑھی ماں اسے پھاڑ کھانے کو دوڑی چھوٹی پلیا نے اپنی پناہ نہ دیکھی ناچار خاموش ہو رہی
اب یہ وتیرہ مقرر ہے کہ ہر روز وہ بازاری آتا ہے بوڑھی کتیا سے اختلاط کرتا ہے جو بس خوردہ ہڈی بوٹی
اسکے پاس ہوتی ہے وہ لے جاتا ہے وہ مردود پلا آتا ہے چھوٹی ہڈی بوٹی کو دیکھ کے خوشی سے دم ہلاتا ہے
واہیات تماشا تقلید کرتا ہے اور اپنی بوڑھی ماں کی گندگی پر نازاں و اعراض کرتا ہے جب ان مرد آدمی کو معلوم
ہوا کہ ہماری بوڑھی قصائی کے کتے کیطرح بھولی عاصہ سا اس بازاری کتوں پر کترانی ہے اور اسکا مردود
پلا اپنے پیٹ پالنے کو اسکے واسطے کتے تلاش کرتا ہے سمجھا کر ساس کو تو جہنم میں بھیجو لیکن اسکی چھوٹی
پلیا کو بازاری کتوں سے بچانے کی فکر کرو کیونکہ یہ اپنی بوڑھی ماں سے خلاف بھی ہے کیا عجب ہے اگر یہ
اس خرابی سے محفوظ رہ جائے ورنہ یہ بیچارا حریص بلا اس سفید پلیا کی بھی خرابی کے درپے ہو جائیگا صرف
یہ بات کر خلاف ملعون کر بھی بھر گیا ہوگا صاف جواب ہے کہ انسان کے مقابلے میں انسان قابل طعن
ہو سکتا ہے کتوں اور بلیوں کے مقابلے میں گفت و شنید کی گنجائش نہیں ہو سکتی بہر حال یہ ملعونی
اس سے بہتر ہے کہ کوئی کہے بڑی پلیا تمہارے گھر میں بند ہے اور چھوٹی سفید پلیا بازاری کتوں میں پھرتی ہے
اور جو حصہ نسبت کا انکو ملتے ہیں اس حصے کے موافق تمکو بھی ذلیل کر رہی ہے اور طعن کی نسبت جو ذکر ہے
انکو یوں سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں پیغمبر تک طعن سے نہیں بچے علی العموم بندوں کا کیا ذکر ہے حضرت
موسے علیہ السلام کا ذکر ہے کہ ایک روز اپنے فرزند کو حالات دنیا کا سبق دینے اپنے ہمراہ لیکے
خود گھوڑے پر سوار تھے اور بیٹا پیادہ تھا راہ میں لوگوں نے از راہ طعن کہا سبحان اللہ یہ ولی خدا ہیں
فرزند کو پیدل ہمراہ لیا ہے اور خود گھوڑے پر سوار ہیں حضرت گھوڑے پر سے اتر آئے اور بیٹے کو سوار
کیا تھوڑی دور راہ کٹی تھی کہ لوگوں نے کہنا شروع کیا واہ کیا ناخلف لڑکا ہے ایسے معزز باپ کا
پیادہ چلنا جائز رکھتا ہے اور خود گھوڑے پر سوار ہے حضرت خود بھی سوار ہوئے اور بیٹے کو بھی سوار
کیا اب لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ واہ کیا انصاف ہے ایک گھوڑے پر باپ بیٹے دونوں لدے
ہیں گھوڑا ہلاک ہوا جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع فرزند گھوڑے سے اتر آئے اور گھوڑے کو کوتل
ہمراہ لیا اب لوگوں نے کہنا شروع کیا واہ ری عقل گھوڑا سواری کو موجود ہے اور دونوں پیادہ چلے جاتے
ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ای فرزند یہ حال ہے دنیا کا اس وقت کوئی تدبیر ایسی سمجھ میں آتی ہے کہ خلق
خدا کے طعن سے محفوظ رہیں اسکے فرزند نے عرض کی ای پدر والا قدر جب بجا ارشاد ہوا واقعی اس وقت

کوئی صورت نہیں ممکن ہو کہ کوئی مطعون نہ کرے اور ہان خوب یاد آیا چھوٹی سفید بلیا کو اُس بوڑہی کُٹنیا نے
اپنے منحوس و پلید خاندان سے ایک سے منسوب کر دیا تھا وہ بشر دو تین ہی مہینے کے بعد ایک مرد آدمی کا
کچھ اسباب چرا کے بھاگ گیا پھر اُسنے صورت ہی نہ دکھائی بی بی سے بھی قطع نظر کی یہ مرد آدمی بر بعظمۂ
خدا ترسی اُن کٹنون کی خبر گیری کو موجود ہو جاتا تھا اب جو اس سفید بلیا کی حفاظت کو مستعد ہوا لوگون نے مطعون
کرنا شروع کیا کہ اُنھین حضرت کی وجہ سے اس چھوٹی بلیا کا شوہر بدر ہو گیا اور یہ کوئی نہیں کہتا کہ شوہر
ایک مرد آدمی کا اسباب شادی کے بہانہ سے لیگیا اور قماربازی مین اُسکو تلف کر کے شہر بدر ہو گیا کہ صاحب
مال کو کیا منہ دکھلاؤن اور کیا جواب دون اُس بھیا بیلے کا حال سنو کہ جب اُس بازاری نے پہلو تہی کرنا شروع
کی اور اُس بیلے بھیا کو ضرورت اکل و شرب نے مجبور کیا لیے تو اپنی بوڑہی مان سے لڑنا شروع کیا کہ مجکو
کچھ دے اگرچہ وہ اس بیلے کی خبر گیری کیواسطے آمادہ تھی مگر کچھ پاس موجود نہ تھا بازاری کے اپنی جفت
سے سفارش کی پھر بھی اُسنے اعتنا نہ کی اب وہ بوڑہی کُٹنیا اور وہ بھیا بلیا چوری پر آمادہ ہوئے کچھ دن
اسطرح گذار دے بازاری کہتا تھا کہ یہ بوڑھے تو جان نہ چھوڑینگے اب اُسنے بخوبی احتراز کرنا شروع کیا
اُس بیلے کے پھر بھی حواس درست ہوئے دروازے سے قدم نکالنا قسم کھانا روز دروغگوئی اور فریب کی
باتین کیا کرتا تھا اور سوچتا تھا کہ ایسی تدبیر عمل مین لاؤن جو کچھ دستیاب ہو اگرچہ کیسی ہی بے غیرتی ہو اُسکی
بوڑہی مان نے بڑی بلیا کے یہان ایک پان بیچنے کا ٹھیکرا تھا اور بیچنے کا ایک نقارہ مین رکھا جو اسی مرد
آدمی کی ترحمندی سے اُسے میسر آیا تھا کیونکہ مرد آدمی سے بوڑہی کُٹنیا نے کچھ قرض لیا تھا اور وعدہ کیا
تھا کہ فلان مقام سے زرنقد ملنے والا ہے ضرور دیا ماکر دونگی وہ زرنقد مل بھی گیا اور صرف بھی ہو گیا مگر اُسکا
قرضہ ادا نہ کیا جب اُسنے ذرا کنایۃ اشارۃ ذکر کیا بیجھوڑ کھانے کو آمادہ ہو گئی وہ خاموش ہو رہا کہ ذلیلون
سے مقابلہ کرنا عقلمند کا کام نہیں یہ پان بیچنے کا ٹھیکرا اور زمین پر بچھانے کا ٹاٹ اسی زر وعدہ کا خریدا ہوا تھا
جب وعدہ ہو رہا تھا کہ روپیہ سے تو قرضہ ادا کرون حالانکہ روپیہ مل گیا تھا اور اُسی روپیہ سے یہ ٹاٹ
خریدا تھا یکایک اُس پلید بھیا بیلے کو شیطان نے جسکی نسل سے وہ تھا ایسا بہکا دیا کہ بڑی بلیا اپنی بہن کے
یہان اُس ٹھیکرے وغیرہ کو مانگنے گیا اور اپنی بوڑہی مان کو بھی ساتھ لیتا گیا اُسنے بڑی بلیا کو ہزار ہا کوسے گالیان
دین دونون بیٹے کُٹنیا اور بلیا خوب جوتے محلے والون نے ڈھیلے مار کے ہنکا دیا وہ بھیا بلا اپنی بوڑہی
مان کے مشورے سے حاکم وقت کے یہان پہونچا اور کہا میرے یہان چوری ہو گئی فلان جگہ مال
موجود ہے کوتوال تحقیقات کو بڑی بلی کے یہان آیا یہان اُسکو تحقیق ہوا کہ اس بیلے نے محض جھوٹھ دعوے کیا
دروغگو بلی بھیا سے پوچھا اُسکو کوئی حیلہ نہ بن آیا کہا بیشک مین نے محض دروغ یہ کارروائی کی اُسوقت
کا قاعدہ یہ تھا کہ دروغگو کو سزائے قید ملتی تھی اب تمام کٹنیان بلے بلیان ہر جا مین کوئی چارہ نظر نہ آیا
یہ بھیا بلا کتے ماروں کی قید مین محبس گیا ؎ ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ہوئے یہ معنے ہین اب کٹون
اور کٹیون پلون اور پلیون کی ہائے واویلا کہ بڑی بلیا نے بھیا بیلے کو کتے مارون کے ہاتھ گرفتار کر دیا اسقدر
بیشرم معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسکی گرفتاری مین کسی کا قصور نہ تھا خود کردہ را علاجے نیست مگر بوڑہے کٹون
سے کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ حکایت اسواسطے بیان کی کہ لوگ واقف ہون کہ خباثت و نادانی کا یہ
نتیجہ ہوتا ہے ایسی نسل مین تورج کا مقابلہ ہوا خدا نے جان بچائی اب اتو کہ خدانا کردہ بار دیگر مقابلہ کرنے مین

تورج دیگر پیش آسکے دارانے اُسکے کہنے کی جانب پھر بھی اعتنا نہ کی اور یہ بھی کہا کہ مین اپنے باپ کا
عوض ضرور لونگا سلیمان سمجھا کہ یہ جوان کسی طرح نہ مانے گا باہم مشورہ کرکے دارا کو بیہوش کیا اور تاریکی
شب مین جانب صحرا کوچ کیا ملک خاور کی راہ لی صبح کو یکایک مخبرون نے لعل بن تورج کو خبر پہونچائی
کہ سلیمان اور دارا دونون شب شب روانہ ہوئے یہ خبر تحقیق سنی ہے کہ سلیمان دارا کو منع کرتا تھا کہ تم لعل
سے مقابلہ نہ کرنا مگر دارا نے نہ مانا سلیمان نے اُسے بیہوش کیا اور شب کو خاور کی جانب کوچ کر گیا
لعل بن تورج سلیمان و دارا کے تعاقب مین روانہ ہوا ہر چند تجسس و تلاش کی کہین نشان نہ پایا
ناچار کشتیون پر سوار ہو کر ملک بربر کی جانب روانہ ہوا طی الارض کرتا چلا جاتا تھا چند روز کے بعد شہر
جیل کے قریب پہونچا حسب اتفاق اُس زمانہ مین نریمان بن رستم خان بن گاؤ لنگی شکارگاہ مین
مصروف صید و شکار تھا کہ لعل بن تورج پہونچا نریمان کو خبر ہوئی اُسوقت اُسنے بجائے خود مشورہ
کیا کہ کیا کرنا چاہیے آیا شہر مین چل کے جنگ و حرب کا بازار گرم کیا جاوے یا بلا تامل ابھی جنگ شروع
کر دیجائے ہنوز ان دو صورتون مین سے کوئی صورت مقرر نہ کر چکا تھا کہ لعل بن تورج کا نامہ پہونچا
اُسمین لکھا تھا کہ اے نریمان مین نے مثل مسلمانون کے اپنا یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو کوئی بت پرست اپنی خدا پرستی
کو ترک کرکے بت پرستی اختیار کرتا ہے اُس سے متعرض نہین ہوتا بنا بران تجکو بھی اپنی جان بچانا ہے تو دین
بت پرستی اختیار کر ورنہ جلد آمادۂ جنگ ہو نریمان کو شرم دامنگیر ہوئی مردمان ہمراہی سے کہا جلد ہماری
فوج و لشکر کو اطلاع دو کہ مسلح و مکمل ہوکے یہان حاضر ہو اور خود اُن چند آدمیون کو ہمراہ لیکے لعل کے
مقابلے کو آیا جنگ شروع ہوئی لعل نے کہا اے نریمان میرے نزدیک طول امل سے کچھ فائدہ نہین
اگر اس قضیے کا جلد پاک کرنا منظور ہے تو مین اور تو تنہا سمجھ لین نریمان نے اس بات کا مطلق جواب
نہ دیا اور جنگ مین مصروف ہوا بعد رد و بدل بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ نریمان کو لعل بن تورج نے
گرفتار کر لیا بعد گرفتار ہونے نریمان کے اُسکی فوج پہونچی لعل بن تورج اُس فوج پر حملہ آور
ہوا چونکہ فوج بے سردار ہو چکی تھی تاب مقابلہ نہ لاکے پسپا ہوئی لعل بن تورج نے تعاقب کیا
بعضون کو ہلاک کیا اکثر گرفتار ہوئے لعل نے خیمہ برپا کرکے وہین قیام کیا صبح کو دربار کیا نریمان کو
قید سے طلب کیا جب وہ حاضر ہوا کہا اب تیرا کیا ارادہ ہے پیشتر تجکو بذریعہ تحریر اطلاع دی تھی کہ اگر تو
دین بت پرستی اختیار کرے تو ہم تجھسے متعرض نہون لیکن تو نے مطلق اعتنا نہ کی اب پھر تجھسے کہا جاتا ہے کہ
خیریت اسی مین ہے کہ تو بت پرستی اختیار کر ورنہ آمادۂ مرگ ہو نریمان نے کہا اے لعل بن تورج اس
بارے مین تو نے پیشتر بھی مجکو عبث تحریر کیا تھا اور اب بھی بیکار کہتا ہے ایمان کا صدقہ جان ہوتی ہے اور
ایمان بھی وہ جو جملہ ایمانون پر شرف رکھتا ہے اگر مین خدا ناکردہ بت پرست ہوتا تو ممکن تھا کہ مین مسلمان
ہو جاتا اور مسلمان ہوکے بت پرست ہونا محال ہے لعل نے کہا اے نریمان اگر بت پرست ہونا محال ہے پس
تیرا زندہ رہنا بھی محال ہے نریمان نے کہا باشد مجکو کچھ پروا نہین ہے لعل نے طشت طلا طلب کیا اور
جلاد کو بلاکے کہا اس خدا پرست کو ہلاک کرو مگر خبردار اسکا خون زمین پر نہ گرے اس طشت طلا مین جمع ہو
آج مین شراب مین آمیز کرکے اس خدا پرست کا خون پیونگا نریمان کے دست و پا مین لرزہ پیدا ہو گیا اور
غضب آلودہ آواز سے کہا او کبر مغرور تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ مین تیرے حکم سے خائف ہو جاؤن گا خون کیا

اگر تو میرے گوشت کو بھی کھانے کا تہیہ کرے تو بھی مین بت پرستی کی کوئی عزت نہ سمجھونگا لعل از سرتاپا خیظ و
غضب ہو گیا جلاد سے کہا دیر نہ کر اس خداپرست کا کام تمام کر جلاد نے ایک ہی وار مین فریمان کی
گردن کو قلم کیا اور خون اسکا طشت مین کر لیا لعل ملعون نے شراب مین آمیز کیا اور زہر مار کر گیا پھر
وہان سے کوچ کیا شہر خیل پر یورش کی عمائدین شہر نے جمع ہو کے اس بارے مین مشورہ کیا کہ اسوقت
مین کیا کرنا چاہیے لعل بن تورج ایک جوان سفاک ہے اسکے دست ظلم سے نجات پانا غیر ممکن ہے
کوئی تدبیر ایسی ہونا چاہیے کہ جان بچے عزت پر آنچ نہ آئے رائے اس بات پر قرار پائی کہ اُس سے
ملاقات کر کے اسکی مرضی تلاش کی جاوے جو اسکی مرضی ہو اُسپر خود بھی راضی ہونا چاہیے اگر گھر بار کو
اسکے دست نہروے محفوظ رکھنا مقصود ہے چنانچہ تمام شرفا و اکابر شہر جمع ہو کے لعل کے پاس آئے
اور کہا ای لعل خان ہم سب یہان تیرے آنے کے منتظر تھے ملاقات کو دل چاہتا تھا ہارے آج موقع
ملگیا اب ہم سب تیری خدمت گذاری کو موجود ہین ہمارے قابل جو کام ہو اُسکے انجام دینے مین کبھی عذر
نہوگا لعل خان نے کہا صاحبو مجکو کوئی ایسا کام درپیش نہین ہے کہ جسمین تمھاری کوشش دہی کی ضرورت
ہے ہان ایک امر کی ضرور خواہش ہے وہ یہ کہ بت پرستی اختیار کرو اور دین آبائی کو ترک کرو پھر مین خود تمھاری
خدمت گذاری کو موجود ہونگا وہ سب پہلے ہی سے مشورہ کر چکے تھے اور ارادے مصمم کر لی تھی کہ ضرور
اسکی مرضی کے موافق عمل کرینگے کہا ای لعل خان ہمکو دین بت پرستی اختیار کرنے مین مطلق عذر نہین ہے
چنانچہ بخوف جان اسیوقت سب بت پرست ہو گئے لعل بن تورج بدرگ بہت خوش ہوا اور
ہر ایک کو بقدر مراتب خلعت و انعام دیا دین بت پرستی کی فضیلت مین بھی بہت بکا اور کہا ہم تمھاری
دعوت کرینگے اُن سب نے کہا ای لعل خان تو ہمارا مہمان ہے ہمارے شہر مین آیا ہے خود ہمپر فرض ہے کہ ہم تیری
دعوت کرین اور جو خدمت ہمارے متعلق کیجاوے اسکو نہایت خوشی سے اپنا فخر سمجھکر بسر و چشم
انجام دیوین چنانچہ شہر خیل کے ایک عالیشان محل مین نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت کا جلسہ
منعقد کیا گیا تمام عمائدین جمع ہوئے مگر اس جلسہ مین رقص و نوا کا شغل نہ تھا لعل بن تورج نے کہا
صاحبو یہ جلسہ کس طرح کا ہے جسمین تفریح طبع کیواسطے کچھ نہین شاید اس شہر مین علم موسیقی جاننے والے
نہین ہین لوگون نے کہا یہان موسیقی کا ایسا رواج ہے کہ کہین نہوگا بالخصوص یہان ایک گویا رہتا ہے جسکا
تمام شہر علم موسیقی مین شاگرد ہے اکثر اطراف سے موسیقی دان آئے مقابلہ ہوا یہ بڈھا زبردست رہا لعل
بن تورج بہت مشتاق ہوا اور اسی وقت اُس بڈھے کو طلب کیا راوی کہتا ہے کہ وہ بڈھا علاوہ کمال
موسیقی کے فن عیاری مین بھی اپنا مثل نہ رکھتا تھا آتے ہی اُسنے تنبورا غلاف سے نکالا سر درست
کیے اور یہ غزل شروع کی غزل

خیال یار مین دل شادمان ہے
تماشا ہر تہ آتش جوان ہے — تصور سیم تن کا دلمین ہے جو
خدا کسطرح گو بیلے وہان ہے — کر دون نالے بھی اثر شب وصل
مرا قد مثل شاخ زعفران ہے — نقاب اسکی گل عارض سے اسکے
گرہ دل کا مثال آسمان ہے — نہ کیون ہو ہم حریف گردش خلق
کہ نامہ ہی مرا جو استخوان ہے — ستارے جھڑتے ہین جو عرش پا کے

نہین ہے کم جو نظر تنگ نہان ہے — کس مالیدہ لب پہ پان پنہان ہے
خیال یار کا مل پاسبان ہو — تکلم ہی فقط ہے اس صنم
طلوع صبح ہے وقت اذان ہے — مرا اکھون مین خم زلف سے مین ہی
گل خورشید کی ہی ابتدا خندان ہے — تصور ہے جو اک خورشید رو کا
کر نا نوس خیال آسمان ہے — بجا ما کوئے جانان پاس حق ہے
زمین فیض قدم سے آسمان ہے — وہان سگ بھی ہے مانند مشغل

پہ سوفشان ہیرا ہر اک استخوان ہے	خیال زلف میں نالاں جو ہو دل	بسان اژدہا آتش فشان ہے
کف پاے حسینان کا نشان ہے		برنگ طائر رنگ حنا ہوں

اس غزل کو سن کے لعل خان بہت خوش ہوا اور کثیر انعام میں دیا اور پوچھا
کہ تیرا مذہب کیا ہے اُسنے کہا وہی مذہب ہے کہ جو حضور کو مطبوع ہے لعل نے کہا ہاتھ علاوہ بندھا ہاتھ میں ایک
مختصر حقہ نقرئی رکھتا تھا جو ہیں لعل نے ہاتھ بڑھایا اُسنے بھی دونوں ہاتھ بڑھا کے اُسکے قریب ہاتھوں کے
پہونچتا تھا کہ حقے کو اس طرح دبایا کہ اُسے آگ دی لعل نے دیکھ لیا پیچھے ہٹ گیا جب دھواں اُس حقہ کا
ہر طرف ہو گیا اُس بڈھے کا ہاتھ پکڑا اور کہا او پیر اجل رسیدہ یہ کیا حرکت تھی بڈھے نے دست بستہ کہا اے
لعل خان میں تجکو ایسا ہوشیار نوجوان نہیں سمجھتا تھا واقعی تو مرد میدان دلاور زمان ہے اور اصل تو یہ ہے
کہ یہ برکت دین بت پرستی کی تھی جو تو ہوشیار رہو گیا اگر پیشتر بھی میں بت پرست تھا لیکن اب دین بت پرستی
کا اعتقاد کامل ہو گیا غرضکہ اُسوقت ایسی چاپلوسی اُس بڈھے نے کی کہ لعل نے اُسکی خطا معاف کر دی اور
کہا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا میں نے تیری ضعیفی پر رحم کیا ورنہ ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اور اکابرین
شہر سے کہا تم لوگوں نے بھی مجکو اس بڈھے کی چالاکی سے خبردار نہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم سب اسکے شریک
تھے سب نے کہا اے لعل اگر ہم لوگ شریک ہوتے تو پہلے ہی اسکو طلب کرتے تیری فرمائش سے ہمنے اسکو
طلب کیا کیا معلوم تھا کہ یہ اسطرح کی بیہودگی کل میں لاویگا لعل بن تورج خاموش ہو رہا تیس روز تک وہاں
مقیم رہا بعدہ ایک بت پرست کو لائق حکومت سمجھ کے تجویز کیا اور کہا میں تجکو یہاں کا حاکم کرنا چاہتا ہوں
خبردار یہاں دین اسلام رواج نہ پاوے جہانتک ممکن ہو بت پرستی کو ترقی ہو اگر کوئی رواج بت پرستی میں
متعرض ہو فوراً مجکو اطلاع دینا اور شہر میں منادی کر دی کہ یہ شخص ہماری طرف سے یہاں کی حکومت کریگا اور
بت پرستی کا رواج دیگا اگر کوئی شخص اسکے کام میں حارج ہوگا فوراً ہلاک کیا جاویگا اور تمام گھر اُسکا
ضبط کر لیا جاوے گا بعد اس اہتمام و انتظام کے وہاں سے روانہ ہوا ملک خاور کی راہ لی

اب لعل بن تورج بدرگ کو ملک خاور کی جانب روانہ کیا جاتا ہے جہاں حمزہ صاحبقران ثانی خسرو کی شرارت و بدذاتی سے عقابین پر پہنچ دیے گئے ہیں اور اب دارا بن داراب کا حال تحریر ہوتا ہے

سامنے آنکھوں کے ایک نزاکت اُسکا حال ہے
تاک انگور اے بت نازک جو سر پر شال ہے
رو رہا ہوں میں جیسے ایک بوسے کو گدا میں
بن کے غمگین ہو جو کشت آرزو پامال ہے
باندھتا ہوں اضطراب دل کے مضمون با تمام
گر ہو ریحان سبزہ خط تم ریحان گل ہے
ہمکو عاشورہ محرم کا ہے ہر روز فراق
سانپ کے بیچے کا بچھو زیر گیسو خال ہے
اے صنم نام خدا جھنا ہے وہ تو ترش بیچ نور

اندنوں یاں ہمارا کوکب اقبال ہے
گھر میں بیٹھے یار کو جو چاہے پاؤں سے بجز
صورت در بخت ہے اِشک میں لیکبال ہے
از تھمیں بکتی تری انگیا کی جڑ ناس بیچ
یاں زمیں شعر میں بھی اندنوں بھونچال ہے
اسقدر سے دولت نے ہاکو الغرض کمال
دھگلے لگ جاتے جبدن غرہ شوال ہے
روز ہوتا ہے زیادہ اے ستمگار و سیاہ
یہ تری چالاکی کی نہیں عجب ترا حال ہے

از نظر اے ہیں قدم مستانہ تیری چال ہے
جبتلک قامت میں آئینہ ہی بے تمثال ہے
یاس نے مجکو عطا کی رنج نقصان سے نجات
چالی کی کرتی کا اسیر اے برد جال ہے
نرگس آنکھیں شاخ نرگس سرو دنبالہ دار
دیکھو تاز پر زمیں ہمراہ قارون مال ہے
سانپ کا لاہے اگر وہ گیسوے عنبر فشان
کیا خط مشکیں تمہارا نامۂ اعمال ہے
ع سخندانیکہ معنی ساز کردہ

سخن را انجمن آغاز کردہ ملکہ سلیمان کی فہمایش کی جانب سے دارا بن داراب نے مطلق اعتنا نہ کی اپنے باپ
کا عوض لینے کو مستعد رہا سلیمان کو یقین ہو گیا کہ کسی طرح دارا لعل بن تورج کے مقابلہ سے باز نہ آئیگا

غفلت انکی جان خطا سے ہوئی مصلحت بیہوش کرکے انکو ہمراہ لیا اور روانہ ہوا جب دامنہ کے قریب
پہونچا ایک جانب دیکھی گرد اڑی ملازم خبر کیواسطے گئے اور بعد دریافت آکے بیان کیا کہ شاہزادہ داراب
کشورکشا مع جاہ وحشم اسطرف چیزا خیز چلا آتا ہی سلیمان شتافتن ملاقات ہوا تھوڑی دور تک استقبال کو
گیا شاہزادہ داراب کشورکشا سے ملاقات کی اور اُسی مقام پر مقیم ہوا شاہزادے نے پوچھا کسکو
کو عزم ہی سلیمان نے دارا کو دکھایا اور کہا خاص انکی جان بچانے کو جاتا ہون شاہزادہ داراب
کو حیرت ہوئی پوچھا یہ کیا رمز ہی کہ یہ بیہوش ہی سلیمان نے کہا انکو دانستہ بیہوش کیا ہی اپنی جان ضائع
کرنے کو آمادہ ہی بعدہ تمام حقیقت بیان کی اور کہا ایسی حالت مین یہ کارروائی نہ کرتا تو کیا کرتا شاہزادہ داراب
نے کہا اس جوان کو ہوشیار کرو تو مین کچھ باتین کرون اور سمجھاؤن شاید میری فہمائش کچھ اثر کرے تب تو
سلیمان نے دارا کو ہوشیار کیا دارا نے ہوشیار ہوکے جو اپنے کو اس مقام غیر معلوم مین دیکھا کہا مجھکو
یہان کون لایا یہ کیا واقعہ ہی سلیمان نے حال بیان کیا اور کہا کہ جب میری فہمائش نے اثر نہ کیا تو یہ تدبیر
کی دارا نہایت برہم ہوا اور کہا مین بات کے مقابلے مین جان کی کچھ وقعت نہین سمجھتا بالفرض مین لعل
بن تورج کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا باشد تم مجھکو بیہوش کرکے یہان کیون لائے یہ کیا واقعہ ہی سلیمان
ہنسا اور کہا خیر اس وقت عتاب کو ملتوی کرو اور دیکھو شاہزادہ داراب کشورکشا تشریف لائے ہین انکی
ملازمت سے بہرہ یاب ہو دارا شاہزادہ داراب شاہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا کب تشریف لائے
داراب کشورکشا نے کہا ابھی یہان پہونچا ہون یہ کیا بات ہی کہ تم کسی کی فہمائش کی جانب اعتنا
نہین کرتے اگر سلیمان نے لعل بن تورج کے مقابلے کو منع کیا تو کیا بیجا بات کہی واقعی لعل بن تورج
بڑا سفاک ہی جب تمھارے باپ کی اُسے حقیقت نہ سمجھی تو اور کا کیا ذکر دارا نے کہا حضرت یہ سب
کہنے کی باتین ہین یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ باپ مقابلہ نہ کر سکا تو بیٹا بھی پسپا ہو جائیگا جنگ دو دم دارد ایک
فتح پاتا ہی دوسرا شکست نصیب ہوتا ہی داراب کشورکشا نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی لیکن ظاہر حال
پر نظر کیجاتی ہی بعدہ بہت کچھ نوازش و مہربانی سے پیش آیا اور وہان سے کوچ کیا چند فرسخ راہ طی کی کہ
دریا کنارے پہونچے کشتیون پر سوار ہوکے ملک بربر کی راہ لی اور بعد طی سفر دریا ملک بربر مین پہونچے
یہ وہ زمانہ ہی کہ اہل بربر نے حاکم بربر کو جسے لعل بن تورج نے اپنی جانب سے مقرر کیا تھا تنگ کرنا
شروع کیا تا اینکہ کشت و خون کی نوبت پہونچی ہنگامہ عظیم برپا ہوا حاکم بربر چاہتا تھا کہ بت پرستی کا رواج
پائے اہل بربر بظاہر بت پرست ہو گئے تھے لیکن باطن مین خدا پرست تھے لعل کے جانے کے بعد پھر اپنی
اصلی حالت پر آ گئے تھے نوبت بانجا رسید کہ اس حاکم کافر کو ہلاک کیا مگر سب اس خیال سے متوحش تھے
کہ جب اس کافر کے ہلاکت کی خبر لعل بن تورج کو پہونچیگی نہین معلوم کیا آفت نازل کریگا یکایک
داراب کشورکشا کے ورود کی خبر پہونچی سب خوش ہوئے داراب کشورکشا کے پاس آئے حقیقت حال کو بیان
کیا اور عرض کی کہ حضور کو خاص خداوند عالم نے ہماری مدد کو بھیجا ہی اب ہم دامن دولت کو نہ چھوڑینگے
داراب کشورکشا نے دلاسا دیا کہا تم لوگ بالکل مطمئن رہو لعل ملعون کی کیا حقیقت ہی کہ اب تمھارے
حال سے تعرض کر سکے یا کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکے ہم تمھاری کمک کو موجود ہین رستم خان کا حال پوچھا
لوگون نے کہا رستم خان عقابین کی جانب گیا ہوا ہی نریمان اپنے فرزند کو انتظام ملک کیواسطے

چھوڑ گیا نریمان شکار کو گیا ہوا تھا اسی شکار گاہ مین لعل بن تورج بھی گیا اور وہین مقابلہ ہوا آخر نریمان
لعل بن تورج کے ہاتھ سے ہلاک ہوا داراب کشور کشا نے پوچھا رستم خان کی اولاد مین سے
کوئی اور بھی باقی ہی اہل بربر نے کہا نریمان کا ایک فرزند ہشت سالہ موجود ہی کرشصت نام جب نریمان
لعل کے دست ظلم سے ہلاک ہو گیا اور لعل نے حربۂ بت پرستی کو رواج دینا شروع کیا گمان تھا کہ
کرشصت بن نریمان کو بھی ہلاک کریگا ہم سبھون نے مشورہ کر کے بکمال احتیاط زیر زمین پوشیدہ
کر دیا اور اسقدر اخفا مین مبالغہ کیا کہ کسی بت پرست کو اسکے حال کی اطلاع نہوئی داراب کشور کشا
ان لوگون کی اس خیر خواہی اور چالاکی سے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ کرشصت کو ہمارے پاس لاؤ
لوگ کرشصت بن نریمان کو اس مقام محفوظ سے داراب کشور کشا کے پاس لائے کرشصت چونکہ
ابھی کم سن تھا سمجھا کہ باپ کے پاس جاتا ہون جب داراب کشور کشا کے پاس آیا اور اپنے باپ کو
نہ دیکھا باپ کو یاد کر کے بہت رویا تمام حاضرین کے دل بھر آئے داراب کشور کشا نے اُسے اپنی
گود مین اٹھا لیا تحائف و نفائس سے اُسے بہلایا اور کہا اے فرزند تو گھبرا نہین اگر تیرا باپ ہلاک ہو گیا ہی
تو ہم تیری پرستاری کیواسطے موجود ہین اور خلعت فاخرہ مرحمت کر کے ملک بربر کے تخت حکومت پر
بٹھایا اور اُسکی تعلیم و تربیت کیواسطے اپنے مرمان پرہیز سے عقلا و کملا مقرر کیے اور انتظام و حمایت
کیواسطے تجربہ کار لوگ منتخب کیے اور جملہ امور ضروری متعلق انتظام ملک فہمایش کر کے وہان سے کوچ
کیا چونکہ وہ طفل ہشت سالہ دشمنون سے بہت خائف تھا بر وقت کوچ داراب کشور کشا کے گلے
سے لپٹ گیا اور کہا حضور دشمنون مین چھوڑ کے مجھے کہان تشریف لیے جاتے ہین اسوقت تک تو اہل شہر
نے میری حفاظت کی ورنہ اب تک ہلاک ہو جاتا اب جو بالا علان مین یہان تخت حکومت پر بیٹھونگا اور
دشمن مجھکو گھیر لینگے تو مین کیا کر سکتا ہون حضور یہان موجود نہونگے داراب کشور کشا نے اُسکے
سر پر دست شفقت رکھا اور بسر و چشم بوسہ دیا اور کہا اے فرزند تو بالکل خائف نہو کیا مجال کسی دشمن
کی جو تیرے قریب آسکے اور تجھے مضرت پہونچا سکے

اب حال شمائل خان بن جدائل خان کا مذکور ہوتا ہی کہ جسکو بیچہ اُٹھا لے گیا تھا

کیا عجب سودائے زلف یار کی تاثیر ہے
ذرے پیدا ہوئے ہین خورشید کی تنویر سے
پائے قاصد بہرتے بہرتے گھس گئے مثل قلم
قدر سے کی زیادہ ہوئی ہر تحریر سے
فارمت جو شیخ ہر حاجت اُس سے بر آئی نہین
سبز مزرع ہو گیا ہر برق کی تاثیر سے
آئینہ خانہ ہر عالم عکس آلمش ہر وہی
دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے

سنبلستان ہر جو پیدا دانۂ زنجیر سے
بخت جسنے مورد نفرت کیا اب تجھے
خط وہ بیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
سارے عالم کو ہر کیا بے اختیار از خود جدا
پر تو ہین ہر کب نہ آجاتا ہر از خود تیر سے
ہون مین ایسا پست طالع ہو جہان مہر حریر
ہو فروغ مہر د ذرات ایکسی تنویر سے
زرد ہو یان تخن برو را نجیین مر رہیت

اسی عاشق ہو تیری حسن کی تاثیر سے
ہو گئی چین بر جبین کا غذری تصویر سے
ہو خط مشکین سے دونا کیون نہ حسن روئے یار
خاک گورستان نہین کم مرنہ تسخیر سے
خط جو نکلا ہر ترے منہ پر تری آبرو گئی
کاغذ بادی بنا ہین گرمی تصویر سے
خط نکل آیا وہان باقی یہان مضمون عشق
کر اختصار سخن بہتر از زبان روایت

سابق مین ذکر ہو چکا ہر کہ شمائل خان بن جدائل خان کو بیچہ اُٹھا لیگیا اب صحرا کے لق و دق مین پہونچا
اثنائے راہ مین اُسکے حواس مختل ہو گئے تھے جب صحرا مین پہونچا ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا

ایک باغ ہر نہایت سرسبز و شاداب درختان گل و ثمر لہلہا رہے ہین جانوران خوش رنگ و خوش آہنگ
چہچہا رہے ہین جا بجا گل کاری پتہ پتہ مین صنعت صانع دیکھنے سے نظر مین نور بڑھتا ہر سیر سے دل کو سرور
حاصل ہوتا ہر اندرون باغ متعدد مکانات عالیشان واقع ہین جنکی ہر در و دیوار کی صنعت سے معلوم ہوتا
ہر کہ صاحب مکان شاہانہ اقتدار رکھتا تھا جسنے صناعان نازک خیال اُستادان صاحب فضل و کمال
کو تلاش کرکے بصرف زر کثیر و مبلغ خطیر تعمیر کروایا ہر شمائل خان تادیر اُس باغ و مکانات عالیشان کی
سیر کرتا رہا اور ایک ایک مقام کو مراتب سے دیکھتا تھا دفعتاً ایک ہوائے تند کا جھونکا آیا درختان باغ جھومے
ہوا سے آسمان سے ایک دیو فولکی ہیکل آیا باغ مین متوقف ہوا ہر طرف بغور دیکھا شمائل خان کی طرف
بھی نظر گئی قریب آیا سلام کیا شمائل خان کو اسکے سلام کرنے سے حیرت ہوئی پوچھا تو کون ہر کیا مجھکو
پہچانتا ہر اُسنے کہا اے آدمزاد تجھکو آدمزاد ہونے کی وجہ سے سلام کیا گستاخی مجھسے ہوئی مین سخت مصیبت
مین مبتلا ہو گیا ہون سخت مصیبت درپیش ہر اسطرح سے بہت سی باتین کین کہ شمائل خان کو اُس سے
بات کرنے کی جرات ہوئی پوچھا صاف بیان کر کیا ایسی مصیبت تجھکو درپیش ہر جسکے سبب سے تو مجبور
ہو رہا ہر اُس دیو نے کہا اے آدمزاد یہ جنگل مجھسے تعلق رکھتا ہر اٹھارہ ہزار دیوزاد میرے تابع فرمان ہین میرا
نام عقیق دیو ہر میرا ایک دشمن قوی دربند گہربار کا حاکم ملک گہربار نام ہر اسکا قاعدہ مقرر ہر کہ سال مین
دو تین مرتبہ مجھپر یورش کرتا ہر آخر جنگ تو جب اُسنے مجھپر یورش کی مین نے اُسے شکست فاش دی نے الحال
ایک آدمزاد کو ملک فرنگ سے اپنی مدد کو لایا ہر جو کہ شہریار کے نام سے مشہور ہر آٹھ برس کا عرصہ ہوا
جو میرے اُسکے جنگ ہوئی تھی پھر اُس سے کبھی مقابلہ نہوا اُسنے تمام جنگل کو لیلیا نہین معلوم اب کس جگہ ہر
جنگل مین ہر یا جزیرہ گہربار مین نکل گیا جب مجکو کوئی چارہ کار نظر نہ آیا ناچار مین بھی آدمزاد کی تلاش مین
نکلا تھا اُنکا اُس آدمزاد کا مقابلہ کرکے اُسکو پسپا کرون حتے کہ ترکستان مین پہونچا وہان تجکو جنگ و حرب
مین مصروف دیکھا جبکہ تیرا ہاتھی ہلاک کیا گیا تھا ہنوز کوئی سواری نہ آنے پائی تھی مین تجکو اُٹھا لایا تب
شمائل خان نے کہا اگر تیرا یہ ارادہ ہر تو مجکو کچھ عذر نہین ہر تو شوق سے اُس آدمزاد کو میرے مقابلے
کیواسطے لا اور اپنے لشکر موجودہ کو فراہم کر عقیق دیو بہت خوش ہوا اور وہان سے غائب ہو گیا تھوڑی
دیر مین جوق جوق گروہ دیو آنا شروع ہوا تا اینکہ اٹھارہ ہزار دیو وہان جمع ہو گئے عقیق پھر آیا اور کہا
اے آدمزاد تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ جزیرۂ گہربار مین گیا ہر اور اسوقت تک موجود ہر اور ایک دیو
جرماس نام کو جنگل کا حاکم مقرر کیا ہر شمائل خان نے کہا پیشتر جرماس دیو ہی کا قصہ پاک کرنا چاہیے
بعدہ اُس آدمزاد کی خبر لیجائیگی عقیق دیو نے کہا شہریار میرے حال پر کمال عنایت ہوئی شمائل خان
نے وہان سے کوچ کیا جنگل مین آیا جرماس دیو کو خبر ہوئی وہ چند دیوؤن کو ہمراہ لیکے مقابلے مین آیا
اور کہا اے آدمزاد تو کس ارادے سے یہان آیا ہر شمائل خان نے کہا ارادہ یہ ہر کہ اس جنگل کو چھوڑ کے
جہان کا تو اصل باشندہ ہر چلا جا اُسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہر سب پیارا نجہ داری زمردی نشان
غرضکہ جنگ و حرب کی نوبت آئی سیکڑون دیو ہلاک ہوئے جرماس دیو برہم ہوکے شمائل خان کے
روبرو آیا اول بضرب گرز و تیر مقابلہ رہا بعدہ کشتی کی نوبت آئی شمائل خان نے اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکے
سر سے بلند کر لیا بعدہ زمین پر مارا اور سینے پر سوار ہوکے سر تن سے جدا کیا جنگل پر قبضہ کیا دیوؤن نے

یہ خبر ملک کہربا کو پہونچائی ملک کہربا گھبرایا شہریار کے پاس آیا اس خبر کو بیان کیا اسنے کہا اگر واقعی
جنگل جرماس دیو کے ہاتھ سے نکل گیا اور جرماس دیو خود بھی ہلاک ہوا تو جلد خبر لینا چاہیے در نہ اب
یہان یورش ہوگی ملک کہربا نے کہا بیشک اسی وقت فوج مین کمربندی کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو
شمائل خان کی جانب کوچ کیا جب قریب پہونچا شمائل خان کی فوج کے سامنے صف آرا ہوا بعدہ
شمائل خان اور شہریار دونون مقابل ہوئے پہلے شہریار نے دین و مذہب کے بارے مین سوال
کیا شمائل خان نے اپنا حال بیان کیا شہریار نے کہا ای جوان ظاہر امر ہو کہ ہم اور تو دونون ایک
مذہب رکھتے ہین اور سر جنگ و جدل کی نوبت آئی اس شخص کی جنگ مناسب نہین معلوم ہوتی بہتر ہو کہ ہم اور تو
دونون صلح کرلین اور کسی غیر مذہب پر بالاتفاق حملہ آور ہون شمائل خان نے کہا جنگ جو سے تعلق
مین دین و مذہب کا کیا دخل ہو اسوقت یہ نقد اسلحہ کی گفت و شنید مین تحصیل ہوگا کیونکہ
سے مردمی فتح کسی در کنار گیر و بست ✦ که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند ✦ مقابلہ کر جو زبردست ہوگا
وہی حاکم اعلیٰ قرار پائیگا شہریار نے کہا اچھا اگر یہی مرضی ہو تو فوج و لشکر کو اپنی اپنی جگہ مقیم رہنے دو اور
ہم اور تو دونون سمجھ لین شمائل خان نے کہا کیا مضائقہ ہو شہریار نے کہا مجکو خوف یہ ہو کہ اگر اسلحہ سے
مقابلہ ہوگا ممکن ہو کوئی ضرب سخت سبب ہلاکت کسی کی ہو شمائل خان نے کہا پھر کس طرح مقابلہ ہو شہریار
نے کہا پنجہ کا مقابلہ ہو شمائل خان نے کہا یہی سہی غرضکہ پنجہ کا مقابلہ ہوا بعد کشش و کوشش و بسیار شہریار
شمائل خان پر غالب آیا شمائل خان نے شہریار کی اطاعت قبول کی شہریار نے عقیق اور
کہربا کو باہم متفق کرکے ملک دونون کو تقسیم کردیا شمائل خان نے کہا ای بادشاہ مجکو ملک فرنگ
مین جانا ہو شہریار نے پوچھا فرنگ مین کیا کام ہو شمائل خان نے کہا کام یہ ہو کہ اسکندر فرخ لقا
نامے پسر حمزہ میرے باپ پرورش کیے ہوئے ہین ابھی انکا علاج کردونگا اور تمام ملک مسخر کرکے خسرو
پرویز کے پاس جاؤنگا ای بادشاہ فی الحال خسرو پرویز تخت نا چار ہو کیونکہ اسکے پاس کوئی بہادر
نہین ہو اسکے پاس ہیو مختار مزدور ہو شہریار نے کہا ہان یہ سب صحیح ہو لیکن مین جبتک بر نیسا فرنگی
اپنے باپ کو نہ دیکھ لونگا کہین نہ جاؤنگا اور تمھارے جانے کو مین مانع نہین ہوتا شوق سے جاؤ پھر
شمائل خان نے بجائے خود خیال کیا کہ اگر شہریار کو چھوڑ کے خسرو کے پاس جاؤنگا بالیقین اسکو
ناگوار ہوگا کہا ای بادشاہ یہ کیونکر ممکن ہو کہ تمکو چھوڑ کے خسرو پرویز کے پاس جاؤن اب مین تمھارے
ساتھ ہون جہان تم جاؤگے مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا پس دونون تخت مرصع پر بیٹھ کے
فرنگ کی جانب روانہ ہوئے

اب شمائل خان اور شہریار کو ملک فرنگ کی جانب روان رکھا جاتا ہو اور چند
کلمے خسرو پرویز کے حال مین بیان کیے جاتے ہین

ہوے گلون مین ای رنگینی ادا دہاری
شگفتہ ہوتے ہین گل جس روش پہ ہاری ہے
پس از مردن جلا ہون سوختہ جان بیقراری
روانی مین شاید نگل پڑوں چاہی ہے

بنا مین غازہ رخسار گل گرد سواری سے
فرو نہا مین نفرت ہر کیو بادہ خواری سے
مشابہ ہو گیا ہو گنبد مدفن عماری سے
کر غزلان وحشی ہو کیون ہوئی اشکباری سے

ہنسی آتی ہو اس گل کی ہماری شکباری کی
نہین زاہد نو کردے شہیر پرہیزگاری کی
تیرے آگے چمن ہو تو کہی پانی شرمساری کی
نہین غنچہ دبی کرتے مین وحشت بہاری کی

اس ملعون نے دیکھا کہ کسی طرح مسلمانون کا غلبہ کم نہین ہوتا ہے تو اپنی راے ظاہر کی کہ حمزہ ثانی کو قتل کرنا چاہیے
توقف مین سرتاسر خدشہ ہے فوج کفار کے اکثر سردارون نے اس راے سے اختلاف کیا اور کہا اس بارے
مین عجلت کرنا بالکل نامناسب ہے مسلمان کثرت سے ہین اگر وہ سب کشت وخون پر آمادہ ہوگئے تو غضب
ہو جائیگا پہلے فوج اسلام کا تدارک کر لیا جاوے اسوقت حمزہ ثانی کو ہلاک کرنا لازم ہے فرود مین ثانی
بھی موجود تھا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ میری بھی یہی راے ہے خسرو پرویز ثانی نے کہا کہ
مین بھی سمجھتا ہون مگر اصل امر یہ ہے کہ امیر ثانی کو ہلاک کرنے سے فوج اسلام کا زور کم ہو جائیگا اور اگر
امیر کی ہلاکت مین دیر ہوگی تو مسلمانون کا غلبہ زیادہ ہو جائیگا فرود مین ثانی نے کہا اگر بادشاہ کا یہ خیال ہے
تو مسلمانون کے علاج کا مین ذمہ دار ہوتا ہون ہر طرح سے مین انسے سمجھ لونگا اگر فوج اسلام کی کثرت زیادہ ہے
تو خداوند کے فضل سے اس طرف بھی فوج ولشکر مین ترقی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے خسرو پرویز ثانی نے
کہا تم جانو مین نے اپنا خیال ظاہر کر دیا فرود مین ثانی نے کہا مین جانون اور اپنے نام طبل جنگ بجوایا
اسطرف لشکر مین بھی طبل جنگ بجا ع ز نقارہ آواز آمد بدون + کہ دولت دولت گردون دون
دونون لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے اول جو شخص کہ فوج کفار سے میدان مین آیا اشکبوس زرق درفش عجم کا
نواسا زبدہ ستان روزگار سے تھا آواز بلند پکارا کہ اے خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج مجھکو دیکھنا ہے کہ
تمھارا خداے نادیدہ جسکی تم بندگی کرتے ہو کیا قدرت وطاقت رکھتا ہے اور اپنے خداوند لات ومنات
کے جلال کو دیکھنا ہے تم مین سے کون ہے میرا مرد مقابل آوے میرا مقابلہ کرے اور اگر تم سب ہمارے
خداوند لات کی بندگی پر آمادہ ہو جاؤ تو ہمکو مطلق تمسے سروکار نہین ہے اگرچہ تم سب خداوند سے
منحرف ہو مگر پھر بھی خداوند کا رحم وکرم اس درجہ وسیع ہے کہ تمھارے گذشتہ گناہون سے درگذر کرکے راضی
ہو جائیگا اے خدا پرستو مین سچ کہتا ہون کہ تم مین میرا مرد مقابل نہ ہوسکیگا کیون خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے
ہوتے ہو اس گبر مکار کی اس تقریر سے تمام فوج کے خون غیرت نے جوش مارا آپس مین مشورہ ہونے لگا کہ
کسکو اس گبر کی سرکوبی کو بھیجنا چاہیے تاکہ اسکو سزاے معقول ایسے کلمات کفر زبان پر لانے کی دیجے
مین اگر اول مرتبہ کوئی اہل اسلام اسکے مقابلے مین پسپا ہو جائیگا تو بڑی ذلت حاصل ہوگی اول تو
اسکو سزاے معقول مل جاوے پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جادیگا غالب شیردل نام ایک پہلوان لشکر اسلام
سرداران لشکر اسلام کے سامنے آیا اور غضب آلود لہجہ مین اُسنے کہا کیون یہ خیر کیجاتی ہے مجھکو اجازت ملے تاکہ
اس گبر مغرور کو اسکی بیہودہ گوئی کی سزا دون بعضون نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ بھی ایک پہلوان زبردست ہے
بعضون نے کہا اگرچہ غالب شیردل ایک پہلوان زبردست ہے تاہم ناتجربہ کار ہے اسکا بھیجنا ہرگز صلاح
نہین ہے غالب شیردل نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا اسکی کیا دلیل ہے کہ مین ناتجربہ کار ہون جو کوئی مجھکو
ناتجربہ کار سمجھتا ہے پہلے وہی مجھسے سمجھ لے میری تجربہ کاری اور ناتجربہ کاری کا حال ابھی ظاہر ہو جائیگا بے سمجھے
زبان سے کسی بات کا نکالنا کیا معنی اگر مین اس گبر کے مقابلے کو نہ بھیجا جاؤنگا اپنے کو خود ہلاک کر دونگا مجبوری
سب نے اسکو اجازت میدان دی غالب شیردل اسیطرح شمشیر برہنہ بکف اشکبوس زرق درفش کے
روبرو آیا اور کہا او گبر بیہودہ کہ یہ کیا بے تمیزی ہے کہ تو جو کچھ منہ مین آتا ہے بکتا ہے انسان کو سوچ سمجھکے بات کرنا
چاہیے اشکبوس زرق درفش نے بغور از سرتا پا غالب شیردل کی صورت دیکھی اور کہا اس گفت وشنید

سے کچھ فائدہ نہیں ہے زبان پہ بند دو باز بکشا غالب نے شمشیر آبدار کا وار کیا اشکبوس زرق درفش
نے بسہولت اُس وار کو رد کیا اور کہا خبردار ہو جا ~ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن * غم دین و دنیا
فراموش کن * یہ کہہ کے نیزے کا وار کیا غالب شیر دل بھی ایک پہلوان کامل الفن تھا اس طفلانی سے تلوار کا
وار کیا کہ نیزہ اُس جلد کا قلم ہو کے زمین پر گرا اشکبوس زرق درفش بہت خفیف ہوا دو نصف نیزہ کو بھی
زمین پر پھینک کے کہا اے اب اس وار کو بھی رد کر تو میں سمجھے پہلوان زبردست سمجھوں اور تلوار کا وار
کیا غالب شیر دل نے سپر پر اُس ضرب کو رد کیا مگر سپر کٹ کے ہاتھوں کی پانچوں انگلیاں کٹ گئیں
سرداران لشکر اسلام خوب ہوشیار اس وجہ سے تھے کہ وہ غالب کو بالکل ناتجربہ کار سمجھے تھے مگر اُسکے
اصرار سے اُسے اجازت میدان دی تھی جب انھوں نے دیکھا کہ غالب شیر دل نے نہایت کوشش
سے اشکبوس زرق درفش کا وار رد کیا تاہم غالب کی انگلیاں قلم ہو گئیں چند پہلوان اُسکے
قریب پہونچ گئے اور کہا اے دلاور دوران واقعی تمھارے کر دی خوب اس گبر کے وار کو رد کیا اب تیرا
قیام یہاں بالکل نامناسب ہے دست راست تیرا بالکل بیکار ہو گیا ہے اس حالت میں اگر تو مقابلے کو آمادہ
رہیگا بالیقین اس موذی کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا ناچار غالب شیر دل واپس آیا مگر غصہ سے کانپ
رہا تھا اور کہتا تھا تم لوگ بیکار مانع ہوئے اگر یہ میری انگلیاں قلم ہو گئیں تاہم میں اس مردود سے سمجھ لیتا
زیادہ سے زیادہ یہی تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا باشد سرداروں نے کہا یہ مقصود نہیں ہے کہ اول مرتبہ لشکر اسلام کا کوئی
متنفس اس گبر کے ہاتھ سے ہلاک ہو ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں یکایک ایک جانب سے تق گرد نمایاں ہوا
دونوں طرف کے لشکر اُس گرد کی جانب متوجہ ہوئے ہر ایک کہتا تھا یہ خود سمجھتا تھا کہ ہماری طرف کمک آتی
ہے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا سکندر فرخ لقا اور شاپور شیر دل ایک لاکھ سواران جرار و خنجر گذار کی
جمعیت لیے چلے آتے ہیں مسلمان بہت خوش ہوئے خداوند عالم کا شکر ادا کیا خواجہ عمر ثانی چند قدم استقبال کو
بڑھ گئے پہلے سکندر فرخ لقا سے ملاقات ہوئی سکندر نے کہا اے خواجہ خواجگان کیا خبر ہے خواجہ نے تمام
حقیقت بیان کی اور کہا جلد جلد کفار کو انکی ضلالت و گمراہی کی سزائے معقول دو سکندر بخط مستقیم میدان میں آیا
شاپور کو دیکھا گھوڑے میں اٹھا لیا اور کہا اے دلاور دوران خوب وقت پر پہونچے اشکبوس زرق درفش
میدان میں موجود گوئی پر آمادہ ہے جلد اسکو بپا کرو شاپور شیر دل بھی میدان میں آیا سکندر فرخ لقا نے
کہا پہلے ہی شاپور شیر دل تم توقف کرو میں اس گبر سے نبٹتا ہوں پھر تمکو اختیار ہے شاپور شیر دل
نے کہا پہلے مجھے اجازت حرب دو خواجہ نے کہا اے شاپور شیر دل دلاور تم توقف کرو شاپور ایک جانب
استادہ ہو کے جنگ و حرب کا تماشا دیکھنے لگا سکندر فرخ لقا نے چند قدم آگے بڑھ کے کہا او اشکبوس
منحوس یہ تو کیا کہتا ہے ~ بیا بانجہ داری زمردی نشان * اشکبوس سکندر فرخ لقا کی جانب جھپٹا
کہ اگر سکندر فرخ لقا جگہ خالی نہ کرتا تو مع مرکب ہلاک ہو جاتا سکندر نے جگہ خالی کرنے سے اشکبوس
مع مرکب منھ کے بل زمین پر آ رہا سکندر قریب اُسکے پہونچ گیا اشکبوس مرکب سے زمین پر آ کے سنبھل چکا تھا
اُسنے تلوار کا وار کیا جس سے سکندر فرخ لقا مجروح ہو گیا سکندر نے جھنجھلا کے ایسا وار تلوار کا کیا کہ
اشکبوس تا کمر دو حصہ ہو گیا اشکبوس کے ہلاک ہونے سے کفار میں غلغلہ بلند ہوا اور سب نے یکبار
حملہ کیا ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم ہوا گیر و بزن کی صدا بلند ہوئی جو جسکے زد پر آ گیا فوراً دو حصہ تھا کشتوں کے

پٹخنے سرون کے انبار لگ گئے زیادہ تر کفار ہلاک ہوئے تا شام جنگ مغلوبہ رہی چونکہ کفار کے حواس
زیادہ منتشر ہو گئے تھے اُنھون نے طبل بازگشت بجا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس آئے
سکندر فرخ لقا سعد شہریار کی ملازمت مین حاضر ہوا دعا و ثناے شاہی بجا لایا سعد شہریار نے سکندر
کی جرات و بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا اے سکندر تمنے اسوقت لشکر اسلام کی بات رکھ لی ہمکو
اِس بات کی بہت فکر تھی کہ اشکبوس زریق درفش نے بہت کچھ کلمات کفر اپنی زبان پر جاری کیے
ہین اگر اسکو ابھی مرتبہ سزا سے معقول نہ ملی تو کچھ نہوا بارے خداوند عالم کے فضل سے تم اسوقت پہونچ گئے
جو وہ جہنم نصیب ہوا دیکھو غالب شیر دل کو وہ زخمی کر چکا تھا سکندر فرخ لقا نے کہا شہریارا اصل امر یہ ہے
کہ اشکبوس ایک زبردست گبر تھا اُسکے مقابلے مین میرے بھی حواس باختہ ہو چکے تھے بارے خداوند عالم
کے فضل سے اور حضور کے اقبال سے مین غالب آیا اور واقعی اگر غالب شیر دل اُسکے مقابلے سے
واپس نہ آتا تو ضرور ہلاک ہو جاتا بعدہٗ شہریار کا حال بیان کیا تمام حاضرین شہریار کا حال سنکے متعجب
ہوئے اور کہا کیا تعجب کی بات ہے کہ جس محل مین اولاد حضرت ابراہیم کی نشانیان موجود ہون اور وہ
فرنگیون کے پاس ہوا اور مزید بران بت پرستی اختیار کیے ہوئے ہو کچھ عقل کام نہین کرتی کہ یہ کیا امر ہے
اُسطرف لشکر کفار مین مشورے ہو رہے تھے کہ مسلمانون کا زور روز بروز بڑھتا جاتا ہے انجام بہتر نظر نہین آتا
کیا تدبیر عمل مین لائی جائے جو مسلمانون کا زور کم ہو کسی نے کہا ظاہر امر ہے کہ خداوند بھی اپنے بندون کی
مدد نہین کرتا اپنے مخالفین کی حاجت بر لاتا ہے کسی نے کہا اے فلان تیرا یہ اعتراض خداوند کی نسبت بیجا ہے اُسنے
جو کچھ تقدیر کر دی ہے ہر طرح وہی ہوگا ہان صرف اسقدر اعتراض ضرور ہے کہ باوجود تقدیر مقررہ ہماری طرفداری
ضرور تھی اُسنے کہا مین بھی تو یہی کہتا ہون صلصال اور زرقم مین ثانی دونون ہمزبان کفار کو دلاسا دے
رہے تھے کہ کیون اسقدر خداوند کے رحم و کرم سے نا امید ہو اگرچہ خداوند تقدیر کر چکا ہے تاہم اپنے بندون
کی مدد کریگا ابھی نہین کسی دوسرے وقت مین جب ہم سب بالکل مجبور ہو جائینگے کفار نے کہا قربان ایسی
مدد کے جب ہم نیست و نابود ہو جائین اُن دونون نے کہا تم سب نیست و نابود نہو گے کفار نے کہا اے
صلصال ہم پوچھتے ہین کہ خداوند کو ایسی تقدیر کرنا کیا ضرور تھی کہ جسمین سراسر ہمارا نقصان ہے یہ وہی
مثل ہے کہ گھر کے پیرون کو تیل کا ملیدہ صلصال نے کہا خداوند کی مشیت مین کسکو دخل ہے اگرچہ ہمکو اطلاع
نہین ہے لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی فعل خداوند کا خلاف حکمت و مصلحت نہوگا اُسطرف لشکر اسلام مین صبح کا
وقت تھا دربار گہربار مین سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تخت شہنشاہی پر جلوہ افروز تھے تمام سرداران و امرا
و طرفدار اپنے اپنے درجے کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے کہ غل ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے کہا یہ غل کیسا ہے کہ ایک گروہ
گریبان دریدہ و سر برہنہ دربار مین آیا سعد شہریار نے حکم دیا کہ پوچھو کیا واقعہ گذرا ہے جو تم سب اسقدر
بدحواس آئے ہو اُنھون نے کہا غضب ہو گیا شب کو شاہزادہ بدیع الزمان اپنے خیمے سے غائب ہو گیا
ہرچند تجسس و تلاش کی کہین پتہ نہین ملا مجبوری یہان خبر کو حاضر ہوئے سعد شہریار نے پوچھا کہ پہرے
پر کون تھا لوگون نے پہرے والے کا نام بتایا اور کہا پہرے والا کہتا ہے کہ ہم ہوشیاری تمام پہرہ دیتے رہے
ہماری موجودگی مین کوئی غیر شخص خیمے مین نہین آیا سعد شہریار نے کہا خیمے مین جا بجا دیکھو شاید کوئی سراغ
لشکر ضلالت شعار کا بذریعہ نقب خیمے مین پہونچا ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو پکڑ لیگیا ہو اُنھون نے

عرض کی شہریار شاہزادہ سوزن نہین ہے کہ خاک چھانی جائے اگر حضور کو یقین نہو تو خود تشریف لیچلکے
ملاحظہ فرمالین سعد شہریار سب کو ساتھ لیے ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان کے خیمے مین آئے دیکھا واقعی
اندرون خیمہ نقب واقع ہے اور پلنگ کے نیچے اسطرح واقع ہے کہ مطلق گمان نہین ہوتا کہ یہان نقب واقع ہے
سرداروں نے اس نقب کو دیکھا تعجب طرح کی وہ نقب تھی کہ اسکے دیکھنے سے دل مین وحشت پیدا ہوتی
تھی سعد شہریار نے تمام عیاران لشکر اسلام یعنے عمر ثانی و مہدی بن عمرو و مرجان خجستہ و شاپور شیردل
و جانسوز و رابطہ یا تو کو طلب کیا جب وہ سب حاضر ہوئے فرمایا اے خیرخواہان من مجھکو تعجب ہے کہ لشکر
اسلام مین ایسے لائق و عالی جمع ہون اور کفار ایسی کارگذاری کر گذرین کہ شاہزادہ بدیع الزمان جیسے
غائب ہو جائے معلوم ہوا کہ تم سب بالکل بیخبری مین مبتلا ہو خواجہ نے عرض کی اے شہریار والا تبار ہم لوگ
ہرگز بیخبر نہین ہین مگر اتفاق امر کو کیا کیا جاوے اور بالفرض شاہزادے کو کوئی لیگیا انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس
والاجاہ کو تلاش کر لاوینگے چنانچہ خواجہ اسی وقت اس نقب مین اُتر گیا بقیہ سب اور دوسے کفار کے
جانب روانہ ہوئے خواجہ اس نقب کو طے کر کے سر نقب پر پہونچا وہان دیکھا ایک صحرائے لق و دق ہے جس سے
دل مین ہول پیدا ہوتا ہے خواجہ کو ازبسکہ شاہزادہ بدیع الزمان کا سراغ لگانا ضروری تھا اس صحرائے
ہولناک مین قدم رکھا ہے چہار جانب دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا قریب چار فرسخ کے راہ طے کی ہوگی ایک لشکر
نہایت آراستہ و پیراستہ نظر آیا جنگل و میدان جواہر دوز ہین خواجہ نے ایک لشکری سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہے کہا
تو نہین جانتا مالک اس لشکر کا شیرویہ فرزند خسرو پرویز نبیرہ نوشیروان ہے اسکے پاس ایک پہلوان
زرنفیل منارہ گردن نام ہے جسکا مثل و نظیر زمانے مین نہین ہے دوسرا بادشاہزادہ ملک ہے جو الوند کوہ پیکر نام
سے مشہور ہے فن کشتی مین آج یگانۂ روزگار ہے اور ایک عیار ہے خدنگ تیزرو نام ہے زرنفیل منارہ گردن جو اپنے
تن پر آراستہ کرتا ہے اسکا وزن پانچ سو من ہے بخلاف اسلحے کے فقط تلوار کا وزن پچاس من ہے خواجہ اسکی تقریر
سُنکے اور اس سامان کو دیکھ کے متحیر تھا کہا یہ لشکر آراستہ و پیراستہ کہان جاتا ہے اُسنے کہا یہ لشکر خسرو پرویز
کی مدد کو جاتا ہے یہ سُنکے خواجہ کو اور بھی حیرت ہوئی دل مین کہا خدا خیر کرے اور لشکر مین داخل ہو
فوج کی شوکت و شان و جملہ سامان کی سیر کرتا ہوا بارگاہ شاہی کے دروازے پر پہونچا سوچا کہ اسی ہیئت
سے داخل دربار ہونا خالی از وقت نہین ہے لوگ متعرض ہونگے بتبدیل ہیئت اسطرح کی کہ دربار مین
داخل ہونے کوئی متعرض نہوا دربار مین جاکر دیکھا کہ شیرویہ تخت مرصع پر بکمال شان و شوکت
بیٹھا ہے اور وہی زرنفیل جسکا ذکر سن چکا تھا اُسکے دست راست بیٹھا ہے اور الوند جانب چپ بیٹھا
ہے اور ایک عیار الماس پوش کو دیکھا کہ ایک گولہ بار زمین پر رکھا ہے اس کے پاس بیٹھا ہوا اُسکے
بندون کو کھول رہا ہے خواجہ سمجھ گیا کہ خدنگ عیار یہی ہے شیرویہ نے کہا اے عیار طرار و اے سنگ کار گذار
یہ کیا غلطی کرتا ہے پہلے اس جوان کو بخوبی گرفتہ و بستہ کرلے بعدہ گولہ بار کو کھول ایسا نہو کہ نوع دیگر
پیش آئے خدنگ عیار نے چند زنجیرین منگا کر گولہ بار کو کھولا شاہزادہ بدیع الزمان کے
دست و پا کو زنجیرون سے خوب جکڑا بعدہ ہوشیار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے بنام خدا اسلام کیا اور کہا
مجھکو کمال حیرت ہے کہ مجھکو یہان کون لایا اور کس مصیبت مین مبتلا ہو گیا شیرویہ نے کہا اے جوان تجھکو وہ شخص یہان
گرفتار کر لایا جسکے حال پر خداوند لات نے فضل کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کس غرض سے

مجکو گرفتار کیا ہی شیرویہ نے کہا ای جوان مجکو خاص اسی غرض سے گرفتار کیا ہی کہ تجکو بطور تحفہ کے اپنے
باپ کے پاس لیجاؤن دوسرے یہ کہ مین نے سنا ہی کہ تو فن کشتی مین مہارت کامل رکھتا ہی میرے بھائی بھی
الوند نام ایک پہلوان ہین مین چاہتا ہون کہ تیری فن کشتی کا امتحان لون شاہزادہ بدیع الزمان نے
کہا اگر مجکو فن کشتی مین امتحان لینا تھا تو ہنگامہ کشتی گرم کرکے مجکو گرفتار کرلیا ہوتا اسکے کیا سبب ہی کہ عالم غفلت
مین مجکو گرفتار کیا شیرویہ نے کہا پہلے ہنگامہ کشتی اسواسطے گرم نہین کیا کہ شاید تو غلبہ پاکے اپنے حریف کو
ہلاک کرے اسوقت مجکو اختیار ہی کہ اگر تو حریف پر غالب آسکے تاہم تجکو مقید رکھون بدیع الزمان
نے کہا یہ بالکل ناانصافی ہی شیرویہ نے کہا جان بانصاف سے کیا نسبت ہی غرض یہ کہ کسی طرح مسلمانوں کو
دکھ دون اور ہر طرح سے انہین پامال کرکے نیست و نابود کر دون بعد اس گفت و شنید کے بدیع الزمان
کو شیرویہ نے زندان مین بھیج دیا شیرویہ نے وہان سے کوچ کیا اپنے باپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا
عمر ثانی وہان سعد شہریار کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا ان عیارون مین سے جو شاہزادہ
بدیع الزمان کی تلاش مین گئے تھے چار عیار خسرو پرویز کے دردولت پر پہونچے وہان کے ملازمان
کی صورت سے مشابہ ہوکے دربار مین داخل ہوئے چند لمحے کے بعد دیکھا کہ ایک پیادہ داخل دربار ہوا اوسنے
عرض مین استادہ ہوکے بعد دعا و ثناے شاہی اسطرح عرض پرداز ہوا کہ خدنگ نام عیار شیرویہ جو
عنقریب وہ بھی خدمت والا مین پہونچتا ہی اسکے ساتھ دو پہلوان نہایت زبردست ہین ایک کا نام
زرلیل مینارہ گردن ہی اور دوسرے کا نام الوند کوہ پیکر ہی خسرو نے کہا اور کیا خبر تازہ رکھتا ہی اوسنے کہا
اور خبر تازہ یہ ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار کیا ہی شیرویہ اسکو بھی ہمراہ لاتا ہی بادشاہ
بدیع الزمان نہایت زبردست ایک پہلوان ہی اسکا گرفتار کرنا ایک امر عظیم تھا باعث خداوند لات کا
فضل شامل حال ہوا جو وہ گرفتار کیا گیا ورنہ بہت مشکل تھا خسرو پرویز بہت خوش ہوا کہا ای خدنگ مین نے
بھی شاہزادہ بدیع الزمان کا نام سنا ہی اب یہان آنے تو دیکھون کس صورت و شکل کا خداپرست ہی واقعی
شیرویہ نے بڑا کام کیا جو اسکو گرفتار کیا بعدہ طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا جاسوسون نے یہ خبر سعد شہریار
بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو شیرویہ بن خسرو پرویز نے خدنگ عیار کے
ذریعہ سے گرفتار کیا ہی اور عنقریب شیرویہ اپنے باپ کے پاس مع شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا چاہتا ہی جب
صبح کو پرویز نے تمام سرداران لشکر کو شیرویہ کے استقبال کیواسطے بھیجا خواجہ عمر ثانی بھی ان بدبختون کے ساتھ
تبدیل ہیئت کیے ہوئے تھا مگر نہایت خبردار و ہوشیار تھا اتنے مین سرداران لشکر کفار شیرویہ کو دربار خسرو مین لائے
خسرو شیرویہ اپنے فرزند کو دیکھ کے تخت حکومت پر سے اٹھ کھڑا ہوا فرزند کو سینے سے لگایا پیشانی پر بوسے
دیے تخت پر اپنے پہلو مین جگہ دی اسکے سردارون کو بھی حسب مراتب جگہ دی خواجہ ایک گوشے مین کھڑا ہوا یہ
تماشا دیکھ رہا تھا ایک گبر بدکردار کی نظر خواجہ پر پڑی سمجھا کہ کوئی عیار لشکر اسلام کا بہیئت ظاہری دربار خسرو مین
عیاری کے ارادہ سے آیا ہی سب کی نظر سے پوشیدہ اپنی جگہ سے اٹھا اور دربار سے باہر آیا اپنے ایک ملازم معتمد
کو قریب اپنے بلایا اور کہا مین اسوقت ایک جرأت کرتا ہون جان کا خدشہ ہی مگر تو ہوشیار رہنا اسنے
حال پوچھا اس سردار نے کہا ایک خداپرست تبدیل ہیئت کیے دربار خسرو مین موجود ہی مین نے اسکو پہچان
لیا ہی ابھی مین نے کسی سے اطلاع نہین کی ہی تو بھی ابھی کسی سے نہ کہنا اس کارگذاری کے عوض مین خسرو

سے مجھے انعام لینا ہی ورنہ اور لوگ شریک انعام ہو جائینگے اُس ملازم نے کہا اچھا مین خبردار ہون تم
جاؤ اگر کوئی نوع دیگر پیش آئیگا مین آموجود ہونگا وہ سردار یہ کہکے پھر دربار مین آیا نظر بچاکے خواجہ کے
قریب گیا یکایک خواجہ کو بغل مین دبا لیا اور خسرو پرویز کے تخت کے قریب جاکے خواجہ کو زمین پر مارا چاہتا
تھا کہ خواجہ کے سینے پر پہنچے خواجہ نے اس زور سے لات اسکے سینے پر ماری کہ غلطک کھاکے زمین پر
گرا خواجہ شیرویہ کے پاس آیا اور ایک طپانچہ اُسکے گلے پر مار تاج زرین اُسکے سر سے اُتار لیا اور ایک
لات ملاک کے ماری اُسکا بھی تاج سر سے اُتار لیا اب خنجر ہاتھ مین لیکے جنگ مین مصروف تھا عیاران
لشکر اسلام دربار خسرو مین موجود تھے جب اُنھون نے عمر ثانی کو آمادۂ جنگ دیکھا سب خواجہ کے شریک
ہوگئے لیکن جس وقت اُس سردار اول کے سینے پر عمر ثانی کی لات پڑی تھی اور غلطک کھاکے زمین پر گرا
تو آواز سے ملازم کو پکارا ای فلان جلد دوڑو لوگ اس سردار کو اٹھا دو دیکھ بیچارے کہ خبردار یہ خداپرست
جانے نہ پائے جلد اسکو گرفتار کرو میرے مالک سنتے ہی اسکو پہچان کے مجھے مطلع کر دیا تھا خسرو پرویز
نے پکار کے کہا جلد اس خداپرست کو گرفتار کر لو تمام کفار نے خواجہ کو گھیر لیا اس مجمع کفار مین طاہر قاق
بھی تھا عین وقت تھا جب اُسنے دیکھا کہ خواجہ ہر چہار جانب سے گھر گئے جھٹ سے خواجہ کے قریب آیا اور
کہا او خداپرست دیکھون اب تو کسطرح یہان سے زندہ جاتا ہے یہ کہکے خنجر کا وار کیا خواجہ نے جست کی
طاہر قاق کا وار خالی گیا لیکن اس وجہ سے کہ ہر چہار جانب سے کفار خواجہ کو گھیرے ہوئے تھے جگہ کم تھی
خواجہ جست مار کے کفار پر گرا وہان پاؤن پھسلا زمین پر گرا طاہر قاق خواجہ کے سینے پر سوار ہوگیا اور
ارادہ کیا کہ خواجہ کو ہلاک کرے یکایک ایک جانب سے شور وغل ہوا طاہر قاق گھبرا گیا راست و چپ
نگاہ کی کہ یہ شور عظیم کیسا برپا ہی دیکھا شاپور شیر دل پہنچ گیا ہی شاپور نے جاتے ہی ایک ضرب مین طاہر قاق کا سر تن
سے جدا کر دیا اور باواز بلند کہا ای خواجہ خواجگان جلد سنبھلو خواجہ اٹھ کھڑا ہوا اب خواجہ اور شاپور دلیر
بالاتفاق جنگ و جدل مین مصروف ہوئے اور خنجر آبدار کے وار کرتے ہوئے دروازے سے نکل گئے دربار سعد شہریار مین پہونچے
سعد شہریار نے حال پوچھا خواجہ نے کہا شہریار فرزند نے بڑی خیر کی آج مین ضرور طاہر قاق ملعون کے ہاتھ سے
جنت نصیب ہو جاتا کیونکہ وہ ملعون خنجر آبدار لیے ہوئے میرے سینے پر سوار ہو چکا تھا شاپور شیر دل وقت پر پہنچ گیا
جو اُسنے طاہر قاق کو جہنم واصل کر کے میری جان بچائی سعد شہریار نے کہا خواجۂ خواجگان روزگار تعجب ہے کہ تم
ایسے عیار تجربہ کار اُس سے پسپا ہوگئے خواجہ نے کہا شہریار بخداوند کردگار مین کبھی اُس جہنمی سے پسپا ہوتا مگر
وجہ یہ ہوئی کہ جب وہ ملعون خنجر بکف میرے قریب آگیا اور خنجر کا وار کیا مین نے جست کی جگہ کم تھی کفار
کے مجمع پر جا گرا وہان سنبھل نہ سکا وہ ملعون اسی حالت مین میرے سینے پر سوار ہوگیا بادشاہ اسلام
نے کہا ہان واقعی مجبوری کا عالم تھا اور خلعت گران بہا سے دونون کو سرفراز کیا اب اُسطرف کا حال سنیے
کہ طاہر قاق کے ہلاک ہونے سے خسرو پرویز بہت بد دماغ ہو رہا تھا جب گھڑی کے بعد اُسکو ہوش آیا
حواس درست ہوئے کہا ای شیرویہ بڑا غضب ہوا مسلمانون سے ہمیشہ کار نمایان ظہور مین آتے ہین گرفتار
بھی ہوتے ہین اور پھر کشت و خون کر کے نکل بھی جاتے ہین کل الوند پہلوان اور بدیع الزمان سے
کشتی ہوگی دیکھین بدیع الزمان کیسا پہلوان ہی شیرویہ نے کہا ای پدر الوند زبردست پہلوان ہی شاہزادہ
بدیع الزمان کیا قابلیت رکھتا جو اُس سے سر ہو گا خسرو نے کہا ای فرزند یہ کبھی خیال نہ کرنا ادنی کی

اولی مسلمانوں سے وہ جرات و طاقت ظہور میں آتی ہے کہ عقل کام نہیں کرتی اور بدیع الزمان تو اعلی
مرتبہ کا خدا پرست ہے مجھکو تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ جب مسلمان حالت مجبوری میں مبتلا ہو جاتے ہیں خدا کو
اُنکے حال پر رحم آجاتا ہے اور اپنے بندگان خاص کی مطلق خبر نہیں رہتی ہے نہیں معلوم یہ کس قسم کی عادت خداوند
کی ہے میں سچ کہتا ہوں اگرچہ بدیع الزمان مقید ہے تاہم اُسکے مقابلے میں خارشہ معلوم ہوتا ہے کل جو کچھ خدا
دکھائیگا اُسے دیکھینگے دوسرے روز عمر ثانی بصورت نوشا و خندق عقاب میں سے گذرا تھا کہ عیار اُسکو
خدنگ عیار کے پاس لائے اور کہا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہے اُسنے کہا ہاں مجھ تو پہچانتا ہوں کہا بیان کر اُسنے
کہا یہ عیار لہراسپ کا ہے حمزہ کے پاس اکثر جایا کرتا ہے خدنگ نے کہا جب یہ حمزہ کے پاس اکثر
جایا کرتا ہے تو مانع ہونے کی کیا وجہ ہے اب بھی جاسکتا ہے خواجہ آگے بڑھا بلندی پر گیا لوگوں نے جو
عرصے کے بعد دیکھا متعجب ہوکے کہا یہ کیا بات ہے پیشتر تو متعدد مرتبہ آتا جاتا تھا اسقدر عرصے تک تو
کہاں تھا نوشا در مصنوعی نے کہا ہاں تجھے سچ کہا میں عرصے کے بعد یہاں آیا ہوں وجہ یہ ہے کہ ہمارے
مالک نے فی الحال ایک باغ لیا ہے مجھکو اُس باغ کا داروغہ مقرر کیا ہے غرضکہ خواجہ نے وہاں پہونچ
کے سب کو بیہوش کیا مع لہراسپ اندر آیا امیر کے پاس پہونچا اور کہا اے والا منزلت اب کچھ عرصہ باقی
نہیں ہے رہائی کا وقت آ پہونچا امیر نے نفس سرد کھینچ کے کہا اے خواجہ تمھارے تسلی دینے پر کیا موقوف ہے
اگر خداوند عالم کی مشیت میں میری رہائی گذری ہے تو ایک نہ ایک روز ضرور اس قید مصیبت سے چھوٹ
جائیں گے اور اگر مشیت الٰہی میں رہائی نہیں گذری ہے تو کسی قدر رہائی کی کوشش بیجا ہوگی کچھ فائدہ نہوگا مگر
اے خواجہ تمھارا احسان مجھپر بہت کچھ ہے کہ حالت قید میں میری خبر لی ورنہ ابتک میں ہلاک ہو جاتا خواجہ نے
کہا حضور یہ کیا ارشاد فرماتے ہیں بندہ میں خادم جان نثار ہوں مجھکو یہی ندامت کیا کم ہے کہ میری موجودگی میں حضور
اس قید مصیبت میں مبتلا ہوگئے اور اسوقت تک مبتلائے زحمت ہیں بعد اسکے گفت و شنید کے خواجہ رخصت
ہوا سعد شہریار کی خدمت میں حاضر ہوا امیر کی جانب سے دعا کہی بعدہ کہا شہریارا اب میں رخصت ہوتا ہوں
بادشاہ لشکر اسلام نے کہا اب کہاں کا قصد ہے خواجہ نے کہا اب لشکر کفار میں جاکے وہاں کی خبر لیتا ہوں چنانچہ
خواجہ لشکر کفار میں آیا معلوم ہوا کہ خسرو پرویز اس بات پر آمادہ ہے کہ الوند پہلوان بدیع الزمان
سے ہنگامہ کشتی گرم کرے خواجہ وہاں سے پھر سعد شہریار کے دربار میں آیا اور الوند پہلوان اور بدیع الزمان
کی کشتی کا حال بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام اس کشتی کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہوئے کہا اے خواجہ
تمھاری چالاکی کیا اگر تمنے اس کشتی کا تماشا دکھایا تمھاری اس کارروائی کے عوض میں ہم سب تمکو زر کثیر
دینگے خواجہ نے کہا زر نقد کا خیال تو ضرور مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں تم سب کو وہاں لیچلوں لیکن کوئی معقول تدبیر
سمجھ میں نہیں آتی سب نے کہا ضرور کوئی تدبیر کرنا چاہیے خواجہ نے بعد غور و فکر بسیار سب کو سوداگروں کی
صورت سے مشابہ کیا چند اونٹوں پر خالی صندوق رکھے اور ہمراہ لیکے لشکر کفار کی جانب روانہ ہوا
اور قریب لشکر کے پہونچ کے خیمہ زن ہوا چند تھیلے ضرورت بھی تجارہ رکھ لیں تھیں اُسیوقت
چند کفار آئے پوچھا تم کون لوگ ہو سب نے کہا ہم تاجر ہیں اگر کچھ خریداری منظور ہو تو بیان کرو
کفار کہا ابھی تجارت کے صندوق کھولے نہیں ہیں اور جو اسباب صندوقوں سے باہر ہمراہ تھا
اُسکو دکھایا جسمیں سے کسی قدر اُن ضلالت شعاروں نے خریدا خواجہ سے کہا کیوں صاحب تم لوگ

سکے نوکر ہو انھون نے کہا ہم سب خسرو پرویز کے نوکر ہین خواجہ نے کہا اگر تمھارا مالک مجھ خریدنا چاہے
تو ہمکو بیچلو کفار نے کہا ابھی موقع خریداری کا نہین ہی اسواسطے کہ فی الحال خسرو پرویز نے ایک جلیل القدر
مسلمان کو گرفتار کیا ہی جو فن کشتی مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ خسرو پرویز کو منظور ہی کہ دین خدا پرستی
بالکل نیست و نابود ہو جائے اور مسلمان ذلیل و خوار ہون بنابران اُس مسلمان مقید سے اپنے یہان کے ایک
پہلوان زبردست الوند نام کی کشتی قرار دی ہی اِس قضیہ سے فراغت ہو جائے تو پھر تم مال تجارت خسرو پرویز
کے ہاتھ بخوبی بیچ سکتے ہو ہم خود تمکو اپنے ہمراہ لیجاوینگے خواجہ نے کہا برادر تمھاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہی
کہ تم نہایت خلیق معلوم ہوتے ہو فوج اسلام کی جانب بھی ہمارے جانے کا اتفاق ہوا تھا مگر وہ لوگ کچھ ایسے
کج خلق ہین کہ ہم وہان قیام نہ کر سکے اور ایک درم کا بھی سودا نہ بکا اب یہ بتاؤ کہ جس کشتی کا تم ذکر کرتے ہو
اُسکا تماشا کسی طرح ہم بھی دیکھ سکتے ہین اُن بدبختون نے کہا کیا مضائقہ ہی وہان آکے تم بھی تماشا دیکھنا خواجہ نے
کہا ہم اجنبی لوگ ہین مبادا ہم گئے اور اہل لشکر نے ہمکو وہانتک جانے نہ دیا تو ہم اپنے مطلب سے
محروم رہینگے ہان اگر تم ازراہ مہربانی اپنے ہمراہ لیچلو تو کیا مضائقہ ہی اِس ضمن مین خسرو پرویز
کا بھی سامنا ہو جائیگا اور دوسرے وقت ہم بخوبی اُس سے ملاقات کر کے اُسکے ہاتھ مال فروخت کر سکتے ہین
سہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؛ اُن گبرون نے کہا یہ بھی ممکن ہی خواجہ بہت خوش ہوا کچھ مال
تجارت بطور تحفے کے اُنکو دیا اُنکا یہ اثر ہوا کہ وہ لوگ اُسی وقت اپنے ہمراہ خواجہ کو مع سرداران ہمراہی لشکر
کفار مین لیگئے اہل لشکر نے حال پوچھا انھون نے بیان کیا کہ یہ لوگ تاجر ہین مال تجارت لیے ہوئے
اسطرف بھی گذر ہو گیا فی الحال انھون نے الوند اور بدیع الزمان کی کشتی کا حال سنا تھا تماشا دیکھنے کو
یہ بھی آئے ہین اب ہم انکو دربار خسرو مین لیجانا چاہتے ہین چنانچہ وہ گبر سرداران اسلام کو دربار خسرو پرویز
مین لیگئے انھون نے دیکھا کہ پرویز تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہی دو طرفہ جلیل القدر سردار کرسیون و نگلون پر
بیٹھے ہین پرویز نے حکم دیا الوند پہلوان چار سو پچاس شاگرد ہمراہ لیے ہوئے از سر تا پا روغن کنجد ملے ہوئے
آیا پھر تو خسرو پرویز نے شیرویہ کی جانب اشارہ کیا شیرویہ نے بدیع الزمان کو طلب کیا فوراً
بدیع الزمان بھی حاضر ہوا شیرویہ نے کہا اِس خداپرست کے بند دست و پا وا کرو جلادون نے بند آہن
کاٹے الوند نے از سر تا پا بدیع الزمان کو دیکھا اور کہا اے خداپرست آج میرا تیرا مقابلہ ہی دیکھون خداوند
لات کسکے حال پر اپنا فضل کرتا ہی بدیع الزمان نے کہا او گبر ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی لات کیا شی ہی
جو اپنا فضل کسی کے حال پر کریگا اُس خدائے واحد و لاشریک کی ذات سے امید ہی کہ مین تجھپر غالب آؤنگا
خسرو پرویز نے کہا اے خداپرست ہمکو خوب معلوم ہی کہ تو خدائے نادیدہ کا پرستش کرنے والا ہی یہ بات بالکل
نامناسب ہی کہ ہمارے دربار مین خداوند لات کی نسبت کلمات نامناسب کہتا ہی اور اپنے خدائے نادیدہ
کی تعریف کرتا ہی آ اِس پہلوان سے مقابلہ کر اِس اثنا مین دربار خسرو مین ایک نقابدار مرکب کوہ پیکر
پر سوار مرکب سے زمین پر آیا بدیع الزمان کے پاس آکے سلام کیا اور کہا کیا خبر ہی بدیع الزمان کو
حیرت ہوئی اور کہا اے نقابدار مجکو تیرے حال سے خبر نہین ہوئی الحال یہ خبر ہی کہ عنقریب الوند سے ہنگامہ
کشتی گرم کرتا ہون دیکھیے خداوند عالم کسکو کس پر غالب کرتا ہی نقابدار نے کہا اے جوان تجکو تکلیف کرنے
کی کچھ ضرورت نہین ہی مین موجود ہون الوند پہلوان سے سمجھ لونگا بدیع الزمان نے کہا اے نقابدار

اول تو مجکو تیرے حال سے اطلاع نہین ہی دیگر یہ کہ الوند پہلوان کی کشتی مجھسے قرار پائی ہی تجھ سے مقابلہ کسطرح
قبول ہو سکتا ہی نقابدار نے کہا ضرور قبول ہو جائیگا یہ سنکے باواز بلند کہا ای الوند تجکو اپنی پہلوانی پر بہت
بھروسا ہی آ میرا مقابلہ کر بعدہ بدیع الزمان سے مقابلہ کرنا ؎ ببینیم تا کرا گردد جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان
الوند خسرو پرویز کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای بادشاہ کیا حکم ہوتا ہی یہ نقابدار مجھسے کشتی چاہتا ہی
خسرو پرویز نے شیرویہ سے کہا شیرویہ نے کہا کیا مضائقہ ہی الوند پہلوان نے کہا اگر یہی راے ہی تو پہلے
میرے شاگردون سے مقابلہ کرے بعدہ مین مقابلہ کرونگا بروند پہلوان الوند کا لڑکا قریب آیا اور کہا ای پدر
مین اس نقابدار کا مقابلہ کرونگا الوند نے اسکو اجازت دی بروند مسلح و مکمل ہوکے نقابدار کے روبرو
آیا اور کہا ای نقابدار مجہول الاحوال آ میرا مقابلہ کر مین ہون بروند آج اگر خداوند لات نے چاہا تو
فتحیاب ہونگا نقابدار نے ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین اسکا کام تمام کیا الوند اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکے
از خود رفتہ ہوگیا تلوار علم کرکے نقابدار کے روبرو آیا اور کہا او جوان سفاک تو نے میرے فرزند کو ہلاک کیا
دیکھون تو میرے ہاتھ سے زندہ کہان جاتا ہی یہ کہا اور تلوار کا وار کیا نقابدار نے جگہ خالی کی بعدہ نقابدار
نے وار کیا الوند کے حواس باختہ ہو چلے تھے نقابدار کے وار کو روک نہ سکا لیکن اسکا گھوڑا اچاٹ ہوگیا
جس سے وہ بچ گیا اور پشت مرکب سے زمین پر آرہا نقابدار اسکے قریب ہونچا چاہتا تھا کہ اسکو ہلاک
کرے چند کفار اسکو بچا لیگئے خسرو پرویز کو سامنا ہوا اسنے کہا ای الوند تو اسوقت ہلاک ہو جاتا اگر جاے
ملازم میری مدد کو نہ پہونچتے تو کیا ہوتا الوند نے کہا ای نظر کردہ خداوند مجھسے تو کشتی مقرر ہوئی تھی تیغ زنی
کا ذکر نہ تھا خسرو نے کہا بیشک لیکن تو نے ہی پہلے اپنا جانا موقوف رکھا اور گیا بھی تو تلوار سے کام کیا
تو نے کشتی کی درخواست کیون نہ کی اور اب کون مانع ہی الوند نے کہا اب مین کشتی ہی کی درخواست کرونگا
لیکن پہلے اپنے اور بھی شاگردون کو مقابلے کیواسطے بھیجونگا خسرو نے کہا بیکار شاگردون کو بھیجتا ہی میرے
گمان مین وہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے الوند نے کہا مین ابھی بروند اپنے فرزند کے
غم و ملال مین مبتلا ہون خسرو خاموش ہو رہا خلاصہ یہ کہ الوند کے تمام شاگرد نقابدار کے ہاتھ سے جہنم داخل
ہوگئے الوند کے حواس پیشتر ہی سے باختہ ہو چلے تھے اب اور گھبرایا خسرو پرویز نے کہا ای الوند اب تیری
کشتی کی نوبت آئی الوند چاہتا تھا کہ صاف انکار کرے شیرویہ نے تیز و تند نظر سے الوند کو دیکھا جس سے
الوند سمجھا کہ میرا انکار کرنا شیرویہ کے برہم ہونے کا سبب ہی مجبور ہوکے نقابدار کا مقابلہ کیا ایک شبانہ روز
ہنگامۂ کشتی گرم رہا کسی کی کشش و کوشش بکار آمد نہوئی یکایک نقابدار نے اس ملعون کو ہاتھ پر بلند
کر لیا اور اس زور سے زمین پر پھینکا کہ تمام استخوان نرم ہوگئے شیرویہ الوند پہلوان کو قریب ہلاکت
دیکھکے از سر تا پا غیظ و غضب ہوگیا اور باواز بلند کہا ای بندگان خداوند لات اس خداپرست کو گرفتار
کر لو ایسا نہو کہ یہان سے نکل جاے تمام کفار شمشیرہاے برہنہ علم کیے ہوے نقابدار کی جانب دوڑے
پھر تو شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنی گرفتاری کا سامان دیکھا ایک گھوڑا کوتل کھڑا تھا اسپر سوار ہوکے
حملہ آور ہوا اسطرف سرداران لشکر اسلام جو بصورت تجار خسرو کے دربار مین موجود تھے کفار پر جھپٹے اسوقت
کفار کی تعداد زیادہ تھی قریب تھا کہ مسلمان شکست کھائین کہ ناگاہ کہرام ابن قباث شاہزادہ
دشت سمواث پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا اہل اسلام بھی اس جگہ موجود تھے کہ یکایک ایک جانب سے

گرد اڑی اور شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع بلجوب بن ایجوب بھی ہو گیا اور کفار پر
حملہ آور ہوا اب وہ ہنگامہ حرب و پیکار گرم ہوا کہ الحفیظ جب دن گذر کے شب کے آثار نمایاں ہوئے
تینوں لشکر اپنی آرامگاہ میں ہوئے نور الدہر اپنی بارگاہ میں آکے دنگل پر بیٹھا اور بلجوب نے اپنے
باپ کی جگہ بیٹھنا چاہا کشواد بن داوان بن سکندر بن ہیکلان کو زندان میں بھیجا لیکن خسرو بد ذیر نور الدہر
اور نقابدار کے آنے سے بہت غمگین ہوا خدنگ کو بلایا اور کہا ای عیار طرار تو نے انکال میری نظر میں تو
بڑا کار گذار معلوم ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ مسلمانوں کی طرف کمک پر کمک آرہی ہے چنانچہ تو نے دیکھا کہ نقابدار اور
نور الدہر نے عین وقت پر پہونچ کے کیا ہنگامہ پیکار گرم کیا میں پیشتر سے اس خیال میں مبتلا ہوں کہ خداوند
ت بزرگ ہر مرتبہ مسلمانوں کی طرفداری کرتا ہے اور اگر میرا خیال غلط ہے تو پھر یہ کیا امر ہے میں چاہتا ہوں کہ تو جا
اور بفن عیاری نقابدار کو گرفتار کر لا خدنگ نے کہا ای بادشاہ فوج خداوند یہ دنیا ہے اور ظاہر ہے کہ خداوند
نے اس دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہے ہر مرتبہ نیا سبب پیدا ہو جاتا ہے اسمین خداوند کا کیا قصور ہے اسنے
جو اور ابتدا میں تقدیر میں لکھ دی ہے اسی طرح وہی ظہور میں آئیگی اور یہ خیال بالکل بے معنی ہے کہ خداوند مد خدا پرستوں
کی طرفداری کرتا ہے اگر ایسا ہی ہوتا تو فوج خداوند کو یہ قدرت و جلال کہاں حاصل ہوتا جو فی الحال تجکو حاصل ہے
اور مجھ ایسا عیار کار گذار فوج خداوند میں کیوں موجود ہوتا میں جاتا ہوں اگر خداوندت بزرگ نے چاہا تو نقابدار
کو گرفتار کر لاؤنگا بعدہ خدنگ عیار مکار روانہ ہوا ہر چند نقابدار کی تجسس میں ہر طرف پھرا مگر حسب دلخواہ
موقع نہ پایا لشکر اسلام کی جانب آیا ہر ایک سردار کے خیمے کے گرد پھرتا تھا کہ کسی کو گرفتار کر لیجاوے وہان
بھی کچھ مطلب برآری نہوئی حسب اتفاق اسکا گذر اس مقام میں ہوا جہان کشواد مقید تھا کشواد نے جو
خدنگ عیار کو دیکھا بہت خوش ہوا خدنگ نے کشواد کو لیجانا چاہا کشواد نے کہا میں اسطرح نہ جاؤنگا
بلکہ میرے واسطے اسلحہ و مرکب کسی طرح لا تاکہ خدا پرستوں کا کام تمام کردوں خدنگ نے کہا ای کشواد یہ کیا
نادانی کی حرکت ہے یہاں مسلمانوں کا مجمع ہے اول تو میں باوجود مع اسلحہ و مرکب پہونچ نہیں سکتا اور بالفرض
محال میں بار دیگر مع سامان حرب پہونچ بھی گیا تو فقط اسلحہ و مرکب سے کیا کار برآری ہو سکتی ہے این
خیال است و محال است و جنون * کشواد نے کہا مجھے یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ چوروں کی طرح یہاں سے
نکل جاؤں اگر خداوند نے چاہا تو مسلمانوں کو زک دیکے صحیح و سلامت یہاں سے نکل جاؤنگا خدنگ نے
کہا مجکو ہرگز یقین نہیں ہے کہ اس مجمع کثیر کو زک دیکے نکل جاویگا کشواد نے کہا تجھے اس بات میں کچھ دخل
نہیں ہے جو کچھ میں کہوں اسپر عمل کر خدنگ عیار مجبور ہو کے سلاح و اسپ لے آیا کشواد ملعون وہاں سے
روانہ ہوا نور الدہر کے خیمے کے قریب آیا دیکھا دربان بالکل بیخبر سوتے ہیں خیمے میں داخل ہوا وہان
بھی سب کو بیخبر سوتا پایا نور الدہر کے سرہانے گیا اور چاہتا تھا کہ خنجر کا وار کرے حسب اتفاق اسکا ہاتھ
شمعدان میں لگا شمعدان گرا اسکی آواز سے نور الدہر بیدار ہوا کشواد کو دیکھا کہا او ملعون تو مجھے ہلاک
کرنے آیا ہے یہ کہکے اسکی طرف جھپٹا کشواد نے وہاں سے گریز کی باہر آکے گھوڑے پر سوار ہوا اور
بے تحاشا وہاں سے بھاگا نور الدہر نے اسکا تعاقب کیا یہانتک کہ کشواد نے اپنے کو بارگاہ خسرو دین
پہونچایا خسرو کشواد کے حواس باختہ دیکھکے متعجب ہوا اور کہا ای کشواد کیا خبر ہے ایسی مصیبت نازل ہوئی جو
اس طرح بدحواس آیا ہے اسنے تمام حقیقت بیان کی اور کہا ای بادشاہ خداوند کا فضل میرے حال پر ہو گیا

تھا جو کام حسب مراد درست ہونے کے قریب ہوا مگر بعد کو نہین معلوم خداوند کے ذہن مین کیا آیا جو بنا ہوا
کام خراب ہو گیا مین نے نور الدہر کی گرفتاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا تھا مگر افسوس نور الدہر
بیدار ہو گیا خسرو نے کہا ای کشواد تعجب ہے کہ تو نور الدہر کے خیمے مین پہونچ گیا اور پھر اُسکو ہلاک
نہ کر سکا ضرور تجھے غفلت ہوئی تجکو لازم تھا کہ جاتے ہی نور الدہر کا کام تمام کرتا ایسے وقتون مین لشکر
اسلام کے عیار بہت ہوشیاری کرتے ہین کشواد نے کہا جب کام خراب ہو جاتا ہے تو سب اسیطرح غفلت
کا الزام لگاتے ہین کشواد اور خسرو مین یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ نور الدہر پہونچا اور دفعتاً خنجر کا وار
ایسا کشواد کی کمر پر کیا کہ دو پرکالے ہو کے زمین پر گر تمام کفار نے نیب دی کہ ای بندگان خداوند لینا
اس خداپرست کو جانے نہ دینا اسنے غضب کیا کشواد کو سر دربار خسرو ہلاک کیا گویا دربار کی توہین ہوئی
سب ایک بار جھپٹے اس عرصہ مین اور بھی مسلمان نور الدہر کی مدد کو پہونچ گئے کسیقدر کشت و خون دربار
مین ہوا بعدہ وہ سب حرب و ضرب کرتے ہوئے دربار سے باہر چلے آئے کفار کا مجمع زیادہ ہو گیا
اس طرف مسلمان بھی کثرت سے آ گئے خوب جنگ ہوئی ہنوز وہ ہنگامہ جنگ برطرف نہین ہوا تھا
کہ دور سے بگولا گرد نمایان ہوا سب متحیر ہوے کہ یہ کون آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ گرد بیٹھ گئی دیکھا لعل
بن تورج مرگ سات لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہے کفار کے چند سرداران معزز اسکے استقبال کو گئے
ملاقات ہوئی لعل بن تورج نے خبر پوچھی اُن سرداروں نے کہا ای لشکر کردہ خداوند مسلمانون
نے آفت برپا کر رکھی ہے ہر روز ایک کار نمایان اُنسے ظہور مین آتا ہے کچھ عقل کام نہین کرتی خداوند خواب
خرگوش مین مبتلا ہے کس سے شکایت کیجاوے ابھی کا تازہ واقعہ ہے کہ کشواد ایسا جری و بہادر نور الدہر
نام خداپرست کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور علاوہ ازین یہ کہ عین دربار خسرو مین نور الدہر نے آکے ہلاک کیا
دربار کی بڑی توہین ہوئی لعل بن تورج نے کہا یہ خداوند کے خواب خرگوش کا نتیجہ نہین ہے بلکہ آثار سے
معلوم ہوتا ہے کہ جو بندگان خداوند مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوے اُنسے خداوند ناخوش تھا خیر اب مین
آ گیا ہون دیکھون میرے مقابلے مین مسلمانون سے کیا کار نمایان ظہور مین آتا ہے غرض کہ لعل دربار خسرو مین
پہونچا اور برسم کفار سلام کیا خسرو نے کہا ای مقرب بارگاہ خداوندی تو خوب وقت پر آیا مین تیری
انتظاری ہی مین تھا تیرا یہان آنا اپنے حق مین فضل خداوندی سمجھتا ہون لعل نے اجازت میدان
چاہی خسرو پرویز نے کہا جا خداوند تیری مدد کرے لعل بن تورج وہان سے میدان حرب مین آیا اور نعرہ
مارا مین لعل بن تورج خان دلاور ہون ای بندگان خدائے نادیدہ تم مین سے کون میرا مرد مقابل ہے آوے اور
میرا مقابلہ کرے سکندر فرخ لقا لشکر اسلام سے مقابلہ کو آیا پہلے تا دیر رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ
سکندر فرخ لقا لعل کے ہاتھ سے زخمی ہوا سکندر کے مجروح ہونے سے لشکر اسلام مین ایک غلغلۂ عظیم برپا
ہو گیا اسفندیار فوراً شاہ سعد کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی کہ اب غلام کو اجازت میدان ملے شاہ سعد
نے کہا جا خداوند عالم تیری جرات مین برکت عطا فرمائے اسفندیار مسلح و مکمل ہو کے میدان مین آیا اور آواز
بلند کہا او لعل خان بیجا یہان تو نے بڑا غضب کیا کہ سکندر ایسے شجاع کو بہ فریب زخمی کیا اب مین تیرا مرد مقابل
آ پہونچا دیکھون تو کیا جرات و دلاوری رکھتا ہے یہ کہکر شمشیر آبدار کا وار کیا لعل بن تورج ایک جوان کار آزمودہ ہے
اُسنے بھی اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی حسب القسمت اسفندیار بھی مثل سکندر

زخمی ہو عیاران لشکر اسفندیار کو بھی میدان سے بھگئے بعدہ شیرافگن میدان مین آیا اس مرد میدان
نے بھی لعل بن تورج کے مقابلے مین خوب داد مردانگی دی نوبت باینجا رسید کہ شیرافگن کو بھی لعل
نے زخمی کیا ایسے اور بھی پہلوانان لشکر یکے بعد دیگرے لعل کے مقابلے کو آئے سب مجروح ہوئے اور
سات سردار لشکر اسلام کے لعل کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے لشکر اسلام کے دلون مین ہول پیدا ہوگیا
شاہ سعد کے حواس باختہ تھے سرداران لشکر سے کہتے تھے یارون غضب کی بات ہے کہ کفار مسلمانون کو
ہلاک کیے ڈالتے ہین اور کوئی تدبیر بکار آمد نہین ہوتی اگر یہی حال ہے تو برائے نام بھی مسلمان باقی
نہ رہین گے اور بعض سرداران لشکر سوئے آسمان ہاتھ بلند کیے درگاہ قاضی الحاجات مین اسطرح مناجات
کر رہے تھے کہ ای کس بیکسان وای دستگیر واماندگان تو خوب جانتا ہے کہ ہم لوگ تیرے بھروسے پر
راہ دور و دراز طی کر کے تیرے مخالفین کو راہ راست اختیار کرنے کی کوشش کر رہے ہین اگر یہی حال
کفار کی سرکشی کا رہیگا تو کیونکر تیری پرستش کا رواج ہوگا اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ ہماری حمایت کر اور
ان بدبختون کو انکی شرارت وبدذاتی کی سزا دے اور جو سرداران لشکر اسلام تیری راہ مین ہلاک ہوئے
ہین انکے گناہان گذشتہ سے درگذر ہنوز یہ مناجات ختم نہونے پائی تھی کہ ایک جانب سے بگولہ گرد نمایان
ہوا کفار سمجھے کہ ہماری کمک کو کوئی آتا ہے انھون نے چند سردارون کو یہ ہدایت کر کے بھیجا کہ اگر کوئی بادشاہ
ہماری کمک کے واسطے آتا ہو تو اسکو بکمال تعظیم وتکریم ہمارے پاس لانا اور اگر مسلمانون کی کمک ہو تو جہانتک
ممکن ہو اسے بھگانا مسلمانون کی کمک سے باز رکھنا چونکہ مسلمان دعا ومناجات مین معروف تھے وہ اس
بگولے کو دیکھ کے سمجھے کہ ضرور خداوند عالم کا فضل ہمارے حال پہ ہوا ہماری دعا ومناجات کا نتیجہ ہے کہ
ہماری کمک کیواسطے لشکر کثیر آتا ہے چند سوارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور تاکیداً کہدیا کہ جو سرگروہ
اس فوج ولشکر کا ہو اسکے نام ونشان سے جلد ہمکو مطلع کرنا وہ سوار گئے اور شخص معتبر کی زبانی کہلا بھیجا
کہ خدائے قادر وتوانا کے فضل سے مسلمانون کی مدد کو شاہزادہ کشورکشا داراب سلیمان شاہ
آتے ہین اب کفار کا ذکر سنیے کہ لشکر کفار سے جو سردار استقبال کو گئے جب انکو معلوم ہوا کہ مسلمان لشکر
اسلام کی کمک کو آئے ہین انسے ملاقات کی اور کہا لشکر اسلام اپنے دین آبائی سے منحرف ہو کے خداوند
لات کی پرستش کرنے کو آمادہ ہے اگر تم لوگ بھی خداوند لات کی بندگی کو آمادہ ہو جاؤ تو خیر ورنہ ہم
سب تمکو ہلاک کرین گے یہ سن کے شاہزادہ کشورکشا انگشت بدندان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا
غضب ہوا اگر لشکر اسلام منحرف ہوگیا انھون نے کہا ایسا ہرگز نہین ہوسکتا اور بالفرض ایسا ہو بھی گیا
کہ لشکر اسلام خداپرستی چھوڑنے پر آمادہ ہے تو بنا بر مصلحت کے یا اکراہ ہوگا حالانکہ یہ امر بھی خلاف قیاس
ہے بہرحال پہنچ کے اس حال کو دریافت کرنا ضرور ہے بروقت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا
کشورکشا نے کہا کیا کسی وقت مین ایسا ممکن ہے کہ ہم دین خداپرستی سے منحرف ہونے کو آمادہ ہو جائینگے
سب نے کہا استغفراللہ کسی طرح ممکن نہین ہے ہماری غرض یہ ہے کہ بالفرض لشکر اسلام کا رنگ دگرگون
دیکھینگے فوراً جانب واپس جاوینگے یہ گفت وشنید ہو رہی تھی کہ سرداران لشکر اسلام پہنچے انکو دیکھ
کے سرداران لشکر کفار وہان سے چلے گئے اب شاہزادہ کشورکشا اور داراب بن داراب وغیرہ سردارون
لشکر اسلام کی صورت حیرت سے دیکھنے لگے بعدہ کہا ہم تمسے کچھ پوچھا چاہتے ہین بشرطیکہ آزردہ خاطر نہو تمھون نے

استفسار کیا شاہزادہ کشورکشا نے کہا کہ ای انکال لشکر اسلام کا کیا رنگ دریافت کیا ہے اون سردارون نے
کہا چند سردارون کے ہلاک ہونے سے لشکر اسلام کے دلون مین تو وحشت پیدا ہو گیا ہے لیکن تھیلسوقت یہی
ہے کہ کسی طرح کفار کو انکے کردار کی سزاے معقول دین اور دین خداپرستی رد واج پاے شاہزادہ کشورکشا
نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ابھی چند سردار لشکر کفار کے میری ملاقات کو آے تھے جنکو شاید تمنے بھی دیکھا ہے
انھون نے بیان کیا کہ لشکر اسلام خداپرستی سے منحرف ہوا چاہتا ہے انکال جو خداپرست جانے گا ہلاک
ہوگا بارے تم لوگ آ گئے ورنہ ہمارے دلون مین سخت انتشار پیدا ہو گیا تھا بلکہ یہان سے واپس جانیکو
آمادہ تھے ان سردارون نے کہا عجب کیا ہے اگر انھون نے یہ فریب دینا چاہا ہو وہ ملعون ایسے ہی مکار و
فریبی ہین شاہزادہ کشورکشا دارا بن داراب سلیمان شاہ کفار کے اس فریب سے بہت برہم ہوے
اور بعجلت تمام لشکر اسلام مین پہونچے کفار پر حملہ کیا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کے حواس باختہ ہو گئے
شام تک گیر و دار کا ہنگامہ گرم رہا بعدہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے قیام گاہ پر واپس گئے دارا بن
داراب دربار سعد شہریار مین گئے بادشاہ لشکر اسلام نے دارا کو گود مین اٹھا لیا اور کہا اے
دلاور وہان تو مین وقت پر ہو پہونچا یہان فوج اسلام کا رنگ دگرگون ہو چلا تھا دارا بن داراب نے
کفار کے فریب کی کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام نے انگشت حیرت دانتون مین دبالی اور کہا ای دارا
جلد کفار نیست و نابود ہو جائین انکی بدولت سخت تکلیف دہ ہے بعدہ سب کو خلعت فاخرہ سے سرفراز
کیا اسوقت خسرو پرویز لعل بن توریج کو بارگاہ مین لیگیا تمام سردارون سے مقدم بیٹھنے کو
جگہ دی اور کہا ای بندگان خداوند کات و منات تاج لعل بن توریج کو وہ مرتبہ اعلی حاصل ہے کہ جو عقل
مین نہین آسکتا لعل کو محض لعل خداوند سمجھنا چاہیے اور یہان جو ہو چکا تو اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ گویا
خداوند نے مسلمانون پسر ہم کو تنبیہ ہونا منظور کیا بعدہ لعل بن توریج نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا
مین نے سنا ہے کہ لشکر خداپرست کا کوئی زبردست و معزز سردار گرفتار ہوا ہے خسرو پرویز نے متعجب ہو کے کہا
ای لعل کردہ خداوند تو نے اسوقت تک اس ماجرے کو نہین سنا زبردست و معزز سردار گیا خاص حمزہ ثانی کو
گرفتار کیا ہے اور عقابین پر کھینچ دیا ہے لعل بن توریج نے خوشی کی حالت مین ٹوپی اچھالی ایک قہقہہ مارا
اور کہا ہان یہ کہو حضرت امیر عقابین پر تشریف رکھتے ہین بہت عرصے کے بعد گرفتار ہوے بادشاہ
لشکر اسلام تو بہت گھبرایا ہوگا خسرو پرویز نے کہا بادشاہ اسلام کا گھبرانا کیسا تمام مسلمان جو اس لشکر
مین ہین ہر روز ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہین لعل نے کہا کیا تردد کی بات ہے اگر ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہین
ایک نہ ایک روز ضرور انکی ترکی تمام ہو جائیگی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک قاصد آلودہ گرد و غبار پسینے
مین غرق ہانپتا ہوا پہونچا سب اسکی بدحواسی کو حیرت سے دیکھنے لگے لعل نے اس سے پوچھا تو کون ہے
اور کہان سے آتا ہے جلد بیان کر اسنے لعل کو تو کچھ جواب نہ دیا لیکن ایک لمحے کے بعد حواس درست
کر کے پگڑی سے نامہ نکالا صلصال کو دیا صلصال نے سر نامہ چاک کیا مضمون کی طرف نگاہ کی جسقدر
نامہ پڑھتا جاتا تھا اسی قدر چہرے پر مردنی چھائی جاتی تھی تمام حاضرین اسکی صورت کو دیکھ رہے تھے
اور سمجھ نہین سکتے تھے نہین معلوم یہ نامہ کسکا ہے اور اس نامے مین کیا لکھا ہے جسکی وجہ سے صلصال کا
چہرہ متغیر ہوا ہے پرویز نے کہا ای صلصال یہ نامہ کسکا ہے اسکا مضمون کیا ہے جسکے پڑھنے سے تیرے

چھپے پر تغیر پیدا ہی صلصال نے کہا اے بادشاہ توریج خداوند غضب ہو گیا رستم ثانی پسر ایرج نا بکار نے
پشت چینیان شہر خطا پر یورش کی ہی طغلخان میرے فرزند نے یہ نامہ میرے نام لکھا ہی یہ قصہ بہت
نازک درپیش ہی کوئی فکر معقول کرنا لازم ہی ورنہ تمام ملک خطا پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائیگا خسرو نے کہا تجھے
اختیار ہی اُسنے کہا زیادہ تر اختیار اسکو ہی جو خداوند کا مقرب ہی خسرو نے کہا صاف بیان کر تیرا کیا مطلب ہی
اُسنے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ مجھکو مدد ملے تاکہ شہر خطا کو مسلمانوں کے دست برد سے محفوظ رکھا جائے
خسرو نے کہا میں ملک خطا کی حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہوں علی الخصوص ایسی حالت میں کہ مسلمانوں
کا غلبہ ہی اُسنے کہا آخر وہاں بھی تو مسلمانوں کا غلبہ ہی وہاں کی حفاظت کون کرے خسرو پرویز نے کہا ہم نہیں
جانتے پہلے ہم اپنی خبر لینگے بعدہ دوسرے کے حال پر نظر کرینگے صلصال کو اُسکی اس طرح کی تقریر
اور جواب صاف پر بہت غصہ آیا مگر اس خیال سے کہ یہاں قصہ بڑھانے سے کچھ فائدہ نہیں ہی خاموش
ہو رہا اور چند لمحے تک فکر و تردد میں خاموش بیٹھا رہا بعدہ کہا میں رخصت ہوتا ہوں خسرو نے کہا بہتر جا
لیکن یہاں کی ہنگامہ آرائی کی تجھکو کچھ فکر نہیں ہی اُسنے کہا بقول بادشاہ پہلے اپنی فکر چاہیے بعدہ دوسرے
کے حال کی خبر لینا چاہیے پھر کیا ضرورت ہی اس سوال کی کہ یہاں کے ہنگامہ آرائی کی کچھ فکر نہیں ہی خسرو
نے کچھ جواب نہ دیا صلصال وہاں سے روانہ ہوا یہاں طبل جنگ بجا لعل بن توریج میدان میں
آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو آج پھر میں تمھارے مقابلہ کیواسطے آیا ہوں کون ہی تم میں سے ایسا
جری و دلیر جو میرے مقابلے کو آوے دیکھا لشکر اسلام سے شاہزادہ بدیع الزمان میدان میں آئے اور کہا
او ملعون کیا بکتا ہی میں ہوں تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر لعل بن توریج نے کہا اے بدیع الزمان میں نے
تجھکو پہچانا اور خوب پہچانا بدیع الملک نام تمھارے نواسے نے میرے باپ توغمال سقا کو ہلاک
کیا ہی اگر خداوند بہت بزرگ نے چاہا تو میں اپنے باپ کا عوض تجھسے لونگا اور اے بدیع الزمان تم یہ
یقین سمجھ لو کہ میرے مقابلے میں سربر نہیں ہو سکتے مجھکو یقین کامل ہی کہ خداوند نے تمھاری اجل خاص
میرے ہاتھ سے مقرر کی ہی میں اس حالت میں بھی تمھارے حملوں سے دستبردار ہونے کو موجود ہوں
اگر تم خداوند لات و منات کو سجدہ کرو بدیع الزمان نے منغض ہو کے تلوار علم کر لی اور کہا او
پلید اصل بیہودہ گوئی سے باز آ زبان بند و بازو بکشا سے بیار انچہ داری زمردی نشان و کمان کیانی و
گرز گران لعل بن توریج نے خنجر کا وار کیا بدیع الزمان نے اسکے وار کو سپر پر رد کیا اور خود شمشیر آبدار
کا وار کیا لعل بن توریج نے بھی اس وار کو رد کیا اسی طرح چند ساعت تک رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ لعل
بن توریج کے ہاتھ سے بدیع الزمان کے زخم کاری ہو گئی سرداران باختر کی اُسوقت یہی رائے ہوئی
کہ جنگ مغلوبہ شروع ہو جائے چنانچہ سب نے ایک بار حملہ کیا دونوں طرف کے لشکر خلط ملط ہو گئے
یہانتک کہ تاریکی شب کے آثار نمایاں ہوئے کفار نے طبل بازگشت بجایا دونوں لشکر اپنے مقام قیام
واپس گئے اس روز کفار کے ہاتھ سے نہایت سفاکی ظہور میں آئی تھی جب لعل بن توریج خسرو
کے دربار میں پہونچا خسرو پرویز نے اسکی سپاہگری کی بہت تعریف کی اور زر کثیر لعل پر نثار کیا
اور کہا ای منظور کردہ خداوند بہت بزرگ بیشک خداوند نے فتح تیرے نام پر مقرر کی ہی لعل بن توریج
نے کہا اے بادشاہ مجھکو کمال تعجب ہی کہ اسوقت تک حمزہ مقید ہی لیکن صلصال کی بھی فکر مقدم ہی

صلصال کے بیشتر احسانات بندگان خداوند پر ہین اسوقت ہین انکی مدد ضرور ہی خسرو پرویز نے
کہا ای لعل خان ابھی یہان کا قصہ فیصل کر لینا چاہیے بعدہ صلصال کی خبر لیجاوے ورنہ فی الحال
یہان سخت خرابی کے سامان پیدا ہو جائینگے اور وہان کا حال تو خداوند جانے جنگ و سردار و کثرت
فوج و طاقت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ چند متنفسون نے لاکھون پیادے سوار کی
جمعیت کو درہم و برہم کر دیا اور بالخصوص خدا پرستون مین اکثر یہ صفت دیکھی ہی کہ تنہا نے فوج کثیر کو
ایسا کیا لعل نے کہا خیر یہی سہی پہلے یہان خدا پرستونکے قصے کو فیصل کر دونگا بعدہ صلصال کی خبر لونگا
یہ کہا اور اسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لعل بن تورج
بدستور میدان مین آکے بیہودہ گوئی مین مصروف ہوا اسطرف سے سعد طوقی مقابلے کو گیا پہلے لڑائی
گفتگو رہی بعدہ اسلحے ردو بدل شروع ہوئی آخر سعد طوقی بھی لعل کے ہاتھ سے زخمی ہوا مسلمان لوگ
سعد طوقی کو لعل کے مقابلے سے لیگئے پھر جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی شام تک صدائے چکاچاک بلند رہی
یکایک طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے مقام قیام پر واپس گئے شب کو پھر طبل جنگ بجا صبح کو
صف آرائی ہوئی لعل بن تورج میدان مین آیا اسطرف سے بھی ایک سوار مقابل کو گیا دونون نے
رجز خوانی کی اور حرب و ضرب کی نوبت آئی سردار لشکر اسلام زخمی ہوکے واپس گیا دن بھر جنگ مغلوبہ رہی شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر مقام قیام کو واپس گئے اسی طرح سات روز کی میدان داری مین سوائے
نورالدہر و اسد و دارا و کمالات شاہ و سعد بادشاہ لعل بن تورج کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اب
خدا پرستون کے دل مین ہول پیدا ہو گیا اور بالکل یقین ہو گیا کہ کفار کے دست ظلم سے جانبری محال ہی
نہین معلوم خداوند عالم کو کیا منظور ہی سعد شہریار کے پاس واپس گئے اور کہا شہریار کیا تدبیر کیجاوے
کہ ان بدبختون کو انکے کردار کی سزا معقول ملے موجودہ حالت کے آثار بد نظر آتے ہین اگر یہی حال ہی
آج نہین کل مسلمان تباہ ہو جائینگے بادشاہ اسلام نے کہا مین بھی اسی فکر مین مبتلا ہون کوئی معقول تدبیر
سمجھ مین نہین آتی یہ کہکے تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعدہ حکم دیا کہ پسران بزرجمہر کو بلاؤ خواجہ زادے
آئے بادشاہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا ای واقفان رموز باطنی تم اس موجودہ حالت کے نتیجے کو
جان کر و اور یہ بھی بیان کرو کہ امیر کی رہائی مین اب کسقدر عرصہ باقی ہی خواجہ نادون نے چند لمحے تک
سکوت کیا بعدہ کہا شہریار امیر کی رہائی مین صرف تین روز باقی ہین لیکن یہ خیال رہے کہ ان تین روز کے
عرصے مین جو کوئی لعل بن تورج کے مقابلے کو جائیگا ہلاک ہوگا یا زخمی ہوکے واپس آئیگا بادشاہ نے کہا
میرے نزدیک یہ مناسب ہی کہ ان تینون روز کی مہلت لعل بن تورج سے لی جاوے نورالدہر نے
اس رائے سے اتفاق نہ کیا کہا شہریار لعل بن تورج بدرگ کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہی کہ اس سے
مہلت کی درخواست کی جاوے خداوند عالم کے فضل سے ہر وقت امید رکھنا چاہیے بادشاہ اسلام
نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی لیکن تو بھی دنیا عالم اسباب خیال کی گئی ہی یہان بغیر سبب کچھ نہین ہوتا مضائقہ
ہی اگر کسی حیلے حوالے سے یہ تین روز تمام کر دیے جاوین یہ باتین ہو رہی تھین کہ جانسوز آیا اور
خبر دی کہ آج لعل بن تورج نے خسرو پرویز سے شکار کیواسطے تین روز کی رخصت لی ہی کل ضرور شکار کھیلنے
جائیگا بادشاہ اسلام اس خبر کو سنکے بہت خوش ہوا جانسوز سے فرمایا تو نے اسوقت بہت مبارک خبر سنائی

خلعت بیش قیمت طلب کیا جانسوز کو دیا اسی شب کو عمر ثانی نوشادی کی صورت سے بالاے عقابین
دیرہ حمزہ ثانی کی خدمت مین پہونچا امیر نے لشکر اسلام کی خیر و عافیت پوچھی عمر ثانی نے کہا شہریار
نے احوال فوج اسلام کے حواس باختہ ہین لعل بن نوریج نے آفت برپا کر رکھی ہو جو کوئی سردار لشکر اسلام
سے اسکے مقابلہ کو جاتا ہو زخمی ہوکے واپس جاتا ہو خواجہ زادون سے اس حال کو پوچھا انہون نے
بیان کیا کہ تین روز امیر بلند کو قید کی رہائی مین باقی ہین اس عرصے مین اگر کوئی مسلمان لعل کے مقابلے کو جائیگا
فوراً ہلاک ہوگا پہلے یہ رائے قرار پائی کہ لعل سے تین روز کی مہلت طلب کیجاوے مگر پھر اس رائے
کو بہ سوم قرار دیا پھر یہ خبر ہوئی کہ لعل بن نوریج نے شکار کیواسطے تین روز کی رخصت خسرو پرویز سے
لی ہو ای والامنزلت مبارک ہو کہ اب صرف تین روز رہائی مین باقی رہگئے ہین حمزہ ثانی نے خواجہ کے
حق مین دعاے خیر کی اور کہا ای خواجہ جب اسقدر عرصہ اس قید شدید مین گذر گیا ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ
یہ تین روز بھی گذر جائینگے بعدہ خواجہ رخصت ہوکے وہان سے لشکر اسلام مین واپس آیا

اب چند نکتے لعل بن نوریج بے ایمان کے بیان کیے ہین

توسن عمر روان ایسا ہی تر چالاک ہو
ابر سان دوش ہوا پر قطرہ افشان تاک ہو
یاد ساقی مین ہوے ہین دانہ زنجیر اشک
حسن پردے کے لیے دو روے آتشناک ہو
شمع شوکو آب شبنم چاہیے تا آفتاب
ایک صورت پر ازل سے گردش افلاک ہو
جلد پاتے ہین رہائی قیدی زندان عشق

گرد سان ہر بار دامن میری مشت خاک ہو
آئنہ کو دوست رکھتے ہین جو ہین خوبرو
سائبان مژگان تر کا دار بست تاک ہو
دست صانع بھی مرے حق مین ہے [illegible]
کون ہے موجود جو آلودگی سے پاک ہو
ساکن دل تو ہوا آنکھون کو ترساتا ہے یون
یار مین میری بھی غزل ہو جو سفاک ہو

شکل رونے کا نہ ہوتا مجھسے بد مسلک بھی
دل ہمارا جان بس غالب جگر چاک ہو
آگ سے جھک بیٹھی ہو کمان [illegible]
تن برنگ غنچہ مثل زیر پیراہن صد چاک ہو
جسقدر نشہ زیادہ آتشی ہی سرکشی
جسقدر دل صاف ہو دیتی ہو ہمکو پاک ہو
واقفان رموز معانی و عالمان علوم

راویان اس داستان ندرت نوامان مین اسطرح گویا ہوئے ہین کہ جب لعل بن نوریج نے مسلمانون کے
مقابلہ سے مہلت پائی خسرو پرویز اسکے کارہاے نمایان سے بہت خوش ہوا سب سے مقدم بٹھایا
کوئی درجہ خاطرداری کا فروگذاشت نہ کیا اسکی ہر ایک بات کو دل سے مانا اپنی تمام فوج کا اسے افسر
بنایا لعل نے کہا ای بادشاہ میرا دل صید و شکار کو بہت چاہتا ہو بشرطیکہ بخوشی خاطر اجازت دے خسرو پرویز
نے کہا ای نظر کردہ خداوند لات ہر چند کہ تیری مرضی مجھکو دل منظور ہو مگر زیادہ تر مجھکو خیال اس بات کا ہو کہ لشکر
اسلام کے عیار بہت چالاک و ہوشیار ہین اگر تو شکار کو گیا اور وہان کا کوئی عیار پہنچ گیا تو کیا ہوگا لعل نے
کہا بالفرض لشکر اسلام کا کوئی عیار شکارگاہ مین پہنچ بھی جائیگا تو مین بخوبی خبردار رہونگا کیا کر سکتا ہو اپنی
جان ضائع کرنے کے ارادہ سے آئیگا خداوند لات سے مجکو بہت کچھ امید ہو وہ میرا ہر وقت معین و مددگار
رہیگا خسرو نے کہا تجھے اختیار ہو مین نے احتیاطاً اس بات کو تیرے گوش زد کر دیا ہو اب لعل بن نوریج
شکار کو روانہ ہوا صحرا و سبزہ زار کی سیر کرتا چلا جاتا تھا ایک آہو دکھائی دیا اسکے تعاقب مین چلا وہ
ہرن پہاڑ پر چڑھ گیا لعل بھی پہاڑ پر پہونچا آہو نظر سے غائب ہو گیا لعل ہر چہار جانب اس ہرن کی
تجسس مین پھرا کہین نشان نہ ملا بیچارہ تھک گیا دیکھتا ہو کہ ایک جانب سے نقابدار بلکہ سیہ پوش ہاتھ پر
باز شکاری بٹھائے چلا آتا ہو لعل بن نوریج نقابدار کو دیکھ کے خائف ہوا دل مین کہا ایسا نہو

کہ بدیع الملک اس صورت سے بیان ہوا اور مجھسے برسر پرخاش ہو تو غضب ہو جائیگا کوئی چارہ کار نہ
ہوگا مفت جان جائیگی نقابدار لعل بن تورج کے قریب آیا اور بآواز بلند کہا تو کون ہے لعل نے کہا
مجکو لعل بن تورج خان صاحبقران کہتے ہیں نقابدار نے کہا اسطرف کسطرح آنے کا اتفاق ہوا لعل نے
کہا فی الحال مسلمانوں نے مذہب اسلام کے رواج کیواسطے کمر ہمت مضبوط باندھی ہے خسرو پرویز اُنکے
کام میں حارج ہے چنانچہ میں مسلمانوں ہی کے مقابلے سے فراغت حاصل کر کے چلا آتا ہوں کل پرسوں بھی
صف آرائی ہوئی گذشتہ جنگوں میں تو مسلمان کثرت سے زخمی ہوئے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے نقابدار نے
کہا مسلمان زیادہ زخمی ہوئے اسکی کیا وجہ ہے لعل خان نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ میں لشکر اسلام کے سرداروں
کا مرد مقابل تھا میں نے ہر ایک سردار کو زخمی کیا نقابدار نے کہا تیرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تو نہایت
جنگ آزمودہ ہے آ میرا مقابلہ کر مجھے بھی تیرے فن جنگ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے لعل نے کہا اے نقابدار محل
جنگ و حرب کا نہیں ہے مزید براں میرے تیرے درمیان کوئی وجہ مقابلے کی نہیں ہے ایسی حالت میں میرے
نزدیک مناسب یہ ہے کہ جس روز مسلمانوں سے مقابلہ ہو تو میدان جنگ میں آ کے میری جنگ و حرب کو
دیکھ لینا نقابدار نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا میں اسی وقت تیرے زور و طاقت کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں
غرضکہ لعل بن تورج نے ہرچند حیلے حوالے سے کام لینا چاہا کچھ فائدہ نہوا ناچار دونوں جانب نیزے
بلند ہوئے تا نیزہ شروع ہے میں کوئی غالب و مغلوب نہوا دونوں کے نیزے بیکار ہوگئے پھر شمشیرزنی کی
نوبت آئی چند لمحہ رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک جانب سے اژدہا دوصد گز بچاس گز قد کا نمودار ہوا لعل
اُس اژدہے کو دیکھ کے خوف سے بید کیطرح لرزنے لگا چاہا کہ بھاگے نقابدار نے بصد لہجہ ناگاہ
کہا اے لعل بن تورج تو کیا دلیر و بہادر ہے کہ ایک اژدہے سے خائف ہے اسی دل و دماغ پر تو کہتا ہے کہ
اہل اسلام کے پہلوان میں نے بکثرت زخمی کیے اسوقت کی تیری حالت بد دلیل ہے اس بات کی کہ تو جھوٹ بولا
اور بالفرض صحیح بھی ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کو زخمی کرنے میں تو نے مکر و فریب سے کام لیا اف ہے تیری
اس مردانگی و جنگ و حرب پر یکایک وہ اژدہا لعل کے قریب آیا اور ایک ہی کشش دم میں لعل کو نگل گیا
نقابدار اس واقعہ کو دیکھ کے اگرچہ متعجب تھا مگر خوش بھی ہوا کہ ایسے موذی کی یہی سزا ہے وہاں سے اپنے لشکر میں
آیا یہ خبر جاسوسوں نے خسرو پرویز کو پہونچائی کہ ہنگام صید و شکار ایک نقابدار پلنگینہ پوش لعل سے
مقابل ہوا اثنائے محاربہ میں ایک اژدہائے طویل القامت نمودار ہوا اُسنے نقابدار سے کچھ تعرض نکیا مگر
لعل بن تورج کو قریب جا کے نگل گیا اس خبر وحشت اثر کو سن کر خسرو پرویز نے اپنے کو تخت سے
زمین پر گرا دیا تمام کفار سینہ و سر پیٹتے تھے اور کہتے تھے ہائے غضب یہ کیا ہوا ابھی مسلمانوں کا قضیہ پاک نہونے
پایا کہ لعل کو اژدہا نگل گیا افسوس کیسی لعل سی جان اُسکی مفت ضائع ہوئی اے خداوند لات کس خواب خرگوش
میں ہے اپنے بندگان خاص کا بھی تجکو خیال نہیں ہے تو نے کیسی خدائی بیان کی ہے اور پرویز نے کہا اے نظر کردۂ خدا
یہ نظر کردگی کس وقت کے کام آئیگی کیوں نہیں خداوند کو مجبور کرتے اپنی مدد کیواسطے مجبور کرتا ہے پرویز نے کہا اے
بندگان خداوند تم مجھسے کہتے ہو کیا کوئی درجہ خداوندی کے لیے میں نے باقی رکھا لیکن کسی طرح نہیں سنتا تو
کیا کروں کفار نے کہا تو ہی بتا کہ جب خداوند نہیں سنتا تو انجام کیا ہوگا پرویز نے کہا میرے نزدیک یہ ہے کہ تم سب
باہم قسم کھاؤ کہ کل کی میدان داری میں جان پر کھیل جائینگے یا تو خود زندہ رہینگے یا مسلمانوں کو نیست و نابود

کر دیجئے اور کیا عجب ہی اگر خداوند بھی چاہتا ہو کفار نے کہا ہم سب قسم کھانیکو موجود ہین چنانچہ تمام بتون کو
ایک جا جمع کیا تمام کفار ان بتون کے روبرو سجدے کو جھکے پرویز بھی سجدے کو جھکا لشکر اسلام کا ایک
عیار تبدیل ہیئت کیے وہان موجود تھا اسنے جو سب کو بتون کے آگے سر اوندھائے دیکھا بے اختیار ہنسی
آئی مگر ضبط کیا اور آگے بڑھکے پرویز کے اسفل پر ایک ایسی لات جمائی کہ سر اسکا بتون سے جا ٹکرایا اسکی
آواز سب نے سنی کفار سمجھے کہ خداوند نے اپنا جلال دکھایا غرض سب سجدے مین مصروف رہے وہ عیار
وہان سے غائب ہو گیا اور لشکر اسلام مین آکے اس حال کو بیان کیا سعد شہریار کو بہت ہنسی آئی اور
انکو انعام دیا اسطرف جب سب سجدے سے فارغ ہوئے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
پرویز نے کہا اے بندگان خداوند اسوقت حالت سجدے مین عجیب واقعہ ظہور مین آیا یکایک کسینے اس
زور سے مجھے دھکیلا کہ میرا سر بتون سے ٹکر کھا گیا کہ میرا سر پھٹ گیا دیکھو میرے ماتھے پر کتنا بڑا گومڑا ہی
سب نے کہا ہمارے نزدیک خداوند نے سب کا سجدہ قبول کیا اور ضرور بالضرور وہ ہماری مدد کیواسطے
آمادہ ہوگا پرویز نے کہا قبول وغیر قبول کی خبر خداوند کو ہی اب سب قسم کھاؤ آخر تو میرا سر بتون سے
ٹکرایا ہی سب نے کہا اے نظر کردۂ خداوند ہم اسی خداوند کی قسم کھاتے ہین کہ جبتک دم مین دم ہی
مسلمانون کے مقابلے سے منہ نہ پھیرینگے شیرویہ نے کہا اے پدر اگرچہ مین نے بھی قسم کھائی ہی لیکن جہانتک
ممکن ہوگا مین شاہ سعد کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اگر خداوند نے سعد کے ہاتھ سے میری ہلاکت تقدیر کی ہی
مجبوری ہی بعد مرنے کے خداوند سے شکایت کرونگا اور سب سے اعلے درجہ جنت مین لونگا ہرمز دین ثانی
نے کہا اے شیرویہ اگر تو نے یہ تہیہ کیا ہی تو مین بھی بجائے خود تہیہ کیے ہون کہ نورالدہر کو ہلاک کرونگا
اس بات کی مطلق فکر نہین ہی کہ نورالدہر مجکو ہلاک کریگا بعد ہلاکت خداوند مجکو ضرور منصب اعلے
مرحمت کریگا زرفیل نے کہا مین بھی اسکی تلاش مین عرصے سے بیتاب ہون میدان داری مین اسی سے
مقابل ہونگا آہن قبا نے کہا مین نقابدار کی فکر مین ہون قسم ہی خداوند بت بزرگ کی اگر اسکی
صورت دیکھ لونگا تو اسکی اپنی جان ایک کرونگا اول تو خداوند کی ذات سے مجکو امید قوی ہی
کہ ضرور فتحیاب ہونگا کیونکہ اپنی نظر کردہ خداوند کو خداوند نے اپنا جلال دکھایا مطلب خداوند کا یہ ہی
کہ اے بندگان خاص ہمارے ہماری طرف نظر کرکے مسلمانون کی فوج کیطرف قدم بڑھاؤ اور ہرگز
خائف نہو قرطاس ہیل زور تلوار علم کرکے جھوما اور کہا اے خداوند لات ومنات کے بندو
مین دارا کا تشنۂ خون ہون دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی خسرو پرویز نے کہا اے خداوند کے
بندو اسوقت تم سب اپنا اپنا شکار تجویز کر رہے ہو یہ سمجھے رہو کہ مسلمان اپنے نام کے ہین ہنگام
مقابلہ شیرون کی طرح دشمنون کا شکار کرتے ہین ایسا نہو کہ تم مین سے کسی کو کوئی مسلمان ہلاک کرے
اور منتشر الحواس ہو جاؤ میری غرض اس بیان سے یہ ہی کہ کوئی حالت سقیم تمہاری ہو مگر خداوند کے
فضل پر نظر کرکے جنگ وحرب کو آمادہ رہنا ہمت نہ ہارنا سب نے کہا اے بادشاہ یہی ہوگا خبردارون
نے سعد شہریار کو خبر پہنچائی کہ تمام کفار اب کی مرتبہ جان دینے کو آمادہ ہوگئے ہین ہر ایک نے اپنا
اپنا حریف قرار دے لیا ہی سعد شہریار نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور کہا اے حامیان اسلام دنیا
چند روزہ ہی سب کو ایک روز مرنا ہی ذلت کی زندگی موت سے بدتر ہی اور نیک نامی کی موت گویا حیات

ابدی اک بیچ کہاں ہے ساقی
فرصت وقت غنیمت ہے یہی جو دم ہے

کام نہ عمر کیا گردش افلاک نے حیف
دم میں پیمانہ میں دے ساقی ہو نہ ناخوش کبھی

نہ سکندر رہے نہ دارا ہے نہ جمشید نہ کی
جسکو زندگی جاوید مطلوب ہے وہ آئے

خدا کی راہ کا سودا خرید سے کل بخت ناست کے کچھ حاصل نہوگا مطلب اسکا یہ ہے کہ کل کفار کے مقابلے میں جنگ عظیم
واقع ہوگی تمام ضلالت شعار مرنے کو آمادہ ہو گئے ہیں تم بھی بجائے خود ہمت کرلو کہ مرجاینگے لیکن کفار کے مقابلے
سے منہ نہ پھیرینگے تمام سرداروں نے بالاتفاق قسم کھائی کہ جو کچھ سعد بادشاہ نے فرمایا ہے انشاءاللہ تعالیٰ
ایساہی ہوگا شب کو طبل اسکندر شاہزادہ بدیع الملک کے نام پر بجایا گیا ؁ روز دیگر کہ جہاں پر نور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور ✣ دونوں لشکر میدان معارک میں آکے صف آرا ہوئے اُس طرف شیر دیہ
دست بستہ خسرو پرویز کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا مجکو رخصت میدان مرحمت ہو خسرو پرویز
نے کہا ای فرزند میں صرف ایک فرزند رکھتا ہوں مجکو خوف ہے کہ ایسا نہو تو میدان میں جاکے مسلمانوں کے
ہاتھ سے ہلاک ہو یا گرفتار ہو جائے میری ہرگز رائے نہیں ہے کہ تو ابھی مسلمانوں کے مقابلے میں
جائے شیر دیہ نے کہا ای پدر والاقدر بیکار خائف ہوتے ہو خداپرست کسی طرح ممکن نہیں کہ مجکو کسی طرح کا
صدمہ پہونچا سکیں خسرو پرویز نے کہا جنگ دو سپہ دار دیہ کس طرح یقین ہوا کہ خداپرستوں سے مجکو
کچھ صدمہ نہ پہونچیگا شیر دیہ نے کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ شمشیر بانو ایک جادوگرنی مجھپر فریفتہ ہے جب
اُسکو یہ حال معلوم ہوا کہ فی الحال مسلمان بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں اور بت پرستوں کے
دشمن جانی ہیں بنظر احتیاط ایک لوح میری گردن میں لٹکا دی جب میں نے اُس لوح کا حال پوچھا تو
اُسنے مسلمانوں کا حال بیان کیا اور کہا کہ غالبا تیرا مقابلہ بھی مسلمانوں سے ہوگا لہٰذا الیہ میں نے یہ لوح
تیرے گلے میں لٹکا دی ہے کیا مجال کسی خداپرست کی کہ تیرے مقابلے میں سر بر ہو سکے بلکہ کوئی حربہ مسلمانوں
کا تجھپر کارگر نہوگا خسرو پرویز نے چاہا کہا تجکو اختیار ہے مگر یہ بخوبی یاد رکھنا کہ مسلمانوں کے مقابلے
میں سحر و افسون بخوبی کارگر نہیں ہوتا یہ قصہ بیشتر میری سماعت میں گذرا ہے اور کسی قدر دیکھا بھی
ہے شیر دیہ نے کہا اس لوح میں ایسا علاقہ سحر و افسون کا نہیں ہے کسی وقت میں کارگر ہوگا خسرو پرویز
نے اجازت میدان دی شیر دیہ میدان حرب میں آیا لشکر اسلام سے نقابدار طلسمینہ پوش نے
ارادہ کیا کہ شیر دیہ کے مقابلے کو جائے اور مسلح و مکمل ہوکے چلا کامل منجمان کامل الفن نے اُسے
روکا اور کہا ہمکو از روئے کواکب تاثیر یہ دریافت ہوتا ہے کہ اسوقت میدان حرب میں شیر دیہ کے
مقابلے کو جانا بالکل مخدوش ہے اُس طرف میدان جنگ میں شیر دیہ پسر خسرو پرویز نعرہ مارتا تھا
کہ ای خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو کیوں دیر کرتے ہو تم میں سے کون ہے جو میرا مقابل
آوے اور میرا مقابلہ کرے اور اپنے خدائے نادیدہ کی قدرت مجکو دکھائے اور خدا دیدہ بزرگ
کے جلال کو میں آشکارا کردوں شاہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو جائے خواجہ زادوں
نے منع کیا مگر شاہزادۂ نورالدہر نے اصرار کیا خواجہ زادوں نے کہا کیا غضب کرتے ہو خواہ مخواہ
اپنی ہلاکت کے درپے ہوتے ہو ہمارے قاعدے سے یہ استخراج ہوتا ہے کہ اسوقت شیر دیہ
کے مقابلے میں تمہاری خیریت نہیں ہے اور تجھپر کیا موقوف ہے آج کے روز کسی کو شیر دیہ کے
مقابلے میں نہ جانا چاہیے شاہزادۂ نورالدہر نے کہا ای واقفان اسرار باطنی یہ سب کچھ صحیح ہے مگر

یہ تو بتاؤ کہ شیرویہ مقابل طلب ہو کس طرح سکوت کیا جائے نہایت شرم کی بات ہی کہ ایک کبر ملعون
مقابل طلب کرے اور کوئی خدا پرست اسکے مقابلے کو نہ جائے کفار سمجھیں گے کہ مسلمان جنگ و
حرب سے عاجز ہیں خواجہ زادوں نے کہا ای شاہزادۂ نورالدہر کیوں عجلت کرتے ہو شیرویہ
ملعون کا علاج غیب سے ہو جائے گا مسلمان حیران ہوئے کہ خواجہ زادے پر کیا کہتے ہیں غیب سے
کیا ایسا سامان ہو جائے گا اگر غیب سے سامان ہونے والا ہوتا تو اس قصہ کو طول اسقدر کیوں ہوتا
اور خواجہ زادوں سے کہا صاحبو یہ کیا کہتے ہو انھوں نے کہا ہمکو جو کچھ قاعدے سے دریافت ہوا
ہی بیان کرتے ہیں باقی العلم عند اللہ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابر چشمک زن نمایاں ہوا مسلمان
اُس ابر کی جانب متوجہ ہوگئے خواجہ زادوں سے پوچھا یہ کیا سامان ہی انھوں نے کہا جو سامان ہوگا
ظہور میں آجاویگا پوچھنے کی کیا ضرورت ہی تھوڑی دیر کے بعد وہ ابر برطرف ہوا دیو و پری گھٹا سے
یاقوت نگار پر سوار تھے ایک دیو کوہ پیکر کو دیکھا کہ طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے لیے آتے
ہیں اور ایک تخت الماس پر ایک جوان باشوکت و شان کو دیکھا کہ بکمال عظمت رونق افروز ہی
راست و چپ دیوان قوی تن گرز ہائے گاؤ سر کاندھوں پر رکھے ہوئے ہر چہار جانب بکمال ہوشیاری
دیکھتے ہوئے صدائے دورباش بلند کیے ہوئے ہیں مسلمانوں نے جب غور سے نگاہ کی تو دیکھا شاہزادہ
بدیع الملک والا قدر تخت الماس پر جلوہ افروز ہی اور ہمراہ اُس شاہزادۂ والا جاہ کے
شہنشاہ گوہر کلاہ بھی ہی اب تو سب کے دل از فرط مسرت سے باغ باغ ہو گئے ع
گویا کہ بہار آگئی ہستی کی چمن میں + ایک دفعہ سب دوڑے شاہزادے کے قدم پر بوسہ دیا اور کہا ع
ای آمدنت باعث آبادی ما + اب اُس طرف سب ہمہ تن حیرت ہیں کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہی سرداران
لشکر سے شاہزادۂ بدیع الملک نے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی خیریت پوچھی سب نے امیر
کے عقابین پر کھنچے جانے کا حال بیان کیا یا ایک غرماس شیر سر کو بستہ دیگر قصہ دیکھا شاہزادے
کے زور دست و بازو کی تعریف کی شاہزادہ نورالدہر اور شاہزادہ بدیع الزمان اپنے فرزندوں کو
دیکھ کے بہت خوش ہوئے ہر چند کہ شاہزادے کے گوش زد پہلے بھی کسی قدر امیر والا توقیر کا حال ہو چکا
تھا مگر اب تفصیل حال عقابین سُنا از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا ع و کمل ہوکے چاہا کہ فوج کفار
کے مقابلے کو جائے سرداران لشکر اسلام مانع ہوئے کہ ابھی چند ساعت توقف لازم ہی کفار کا مقابلہ ہو
نہیں معلوم کیا صورت پیش آئے شاہزادہ نہایت منغض ہوا اور کہا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو کہ ہمارا سردار
اعلےٰ کس مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہی یہ وقت توقف کا ہرگز نہیں ہی مجھکو کمال افسوس اس بات کا ہی
کہ میں یہاں موجود نہ تھا ورنہ ہرگز امیر حمزۂ صاحبقران اسقدر عرصے تک کفار کی قید میں مبتلا نہ ہوتا
بعض لوگ جو سرداران دست چپ سے علاقہ رکھتے تھے باہم چشمک زنی کرنے لگے کسی نے بندید سرگوشی
کسی سے کہا تم لوگ دیکھتے ہو اسوقت شاہزادۂ بدیع الملک کی گفتگو کو کہ اسقدر سردار لشکر
میں موجود ہیں شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ نورالدہر تک موجود ہیں آج تک کسی کی
کوشش سے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی ممکن نہوئی یہ ہوتے تو کیا کرتے خواہ مخواہ کا
عذر ہی کہ ہم یہاں موجود نہ تھے دیکھیں اب یہ آئے ہیں تو کیا کرتے ہیں سچ یہ ہی کہ امیر حمزہ کا قید کفار

سے رہا ہونا مشکل ہے غرضکہ شاہزادہ بدیع الملک نے پرویز کو طلب کیا اور سوار ہو کے شیرویہ کے روبرو
آیا اور بآواز بلند کہا اے ضلالت شعار و بدکار و بے ایمان تو نے غضب کیا کہ ایسے واجب التعظیم سلیمان کو گرفتار
کر کے عقابین پر کھینچ دیا اور اسوقت تک وہ والاقدر تمھاری قید سخت میں مبتلا ہے شیرویہ بن خسرو نے
کہا اے شاہزادہ بدیع الملک میں تیرے انتظار میں تھا ہمارے خداوند لات و منات میری امید بر لایا
کہ تجکو میرے مقابلے کیواسطے بھیجا اور یہ میں خوب جانتا ہوں کہ تجھسے بیشتر کارہائے نمایاں ظہور میں
آئے ہیں جنگ آزمودہ ہے مگر یہ یاد رکھنا کہ آج میرے تیرے وہ جنگ ہوگی جو آجتک کبھی نہوئی ہوگی خداوند
لات و منات نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ میں تجکو شاہزادہ بدیع الملک پر فتحیاب کرونگا شاہزادہ
بدیع الملک مسکرایا اور کہا او کبر و مغرور مجھسے بیان کر کہ کس طرح تیرے خداوند لات نے فتحمندی
کا وعدہ کیا شیرویہ نے کہا میرے پدر خسرو پرویز نے بتوں کے روبرو سجدہ کیا خداوند لات
نے اپنے زور سے میرے باپ کو اپنی طرف کھینچا کہ سر اسکا مجروح ہوگیا شاہزادہ بدیع الملک نے
کہا میرے گمان میں تیرے خداوند نے تیرے باپ کو اپنی طرف ہرگز نہیں کھینچا بلکہ شیطان نے تیرے
باپ کو پتھروں پر دھکیل کے سر اسکا زخمی کیا اسنے حواس درست کر پتھر میں یہ طاقت کہاں کہ آدمی کو اپنی
طرف بالارادہ کھینچے شیرویہ نے کہا اے شاہزادہ بدیع الملک تو نے بڑی گستاخی کی میں بہت جلد
سزائے معقول دینا چاہتا ہوں زبان حیدر باز رکھ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر تیرے خداوند
بے معنی میں کچھ کرامات ہوتی تو مجکو سزا دے سکیگا ورنہ یہ تو مجکو خوبی دریافت ہے کہ تیری شامت تجکو
گھیرے ہوئے ہے ؎ بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ شیرویہ بن خسرو پرویز
نے تلوار علم کر کے شاہزادہ بدیع الملک کی جانب جھپٹا شاہزادہ بدیع الملک نے اپنی جگہ سے حرکت
نکی تا اینکہ شیرویہ قریب آگیا شاہزادہ بدیع الملک نے جگہ خالی کی شیرویہ کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ
گئی شاہزادہ بدیع الملک برق کی طرح پس پشت پہونچا اور کمربند میں ہاتھ ڈال کے زمین سے اٹھالیا اور
ہرہر کے حوالے کیا اور کہا اے ہرہر فالوس شاہ سے کہدے کہ دیووں کو روکے رہے اسواسطے کہ دیو بھی
ہنگامۂ جنگ دیکھ کے میری مدد کو آدینگے میں چاہتا ہوں کہ ان کفار بدکردار کے مقابلے میں کوئی دیو نہ آوے
تاکہ کسی کو جائے شکایت نہ رہے کہ بدیع الملک نے خود مقابلہ نکیا دیووں سے ہم کو ہلاک کرادیا اگر
شاہزادہ بدیع الملک ہوتا تم ہرگز نپاتے انہوں نے خسرو پرویز نے جو اپنے فرزند کو گرفتہ دلبستہ
دیکھا کفار کو آواز دی کہ اے بندگان خداوند غضب ہوا میرا فرزند مسلمانوں کے پھندے میں آگیا اور
تم سے کچھ نہو سکا تم سب نمک حرام ہو اور خداوند کے قہر کے مستوجب ہو تم نہیں جانتے کہ میں خداوند
لات کا نظر کردہ ہوں میری ناخوشی باعث خداوند لات کی ناخوشی ہے خسرو پرویز نے اس کلام
سے تمام کفار کو جرأت ہوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے ادھر سے مسلمانوں نے بھی حملہ کیا جنگ
مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوگیا شاہزادہ شہنشاہ نے اپنے کو ترد مین تاپی کے قریب پہونچایا اور ایک
وار اسپر کیا اسنے رد کیا ایک وار اسنے کیا اسنے رد کیا آخر الامر ترد مین تاپی کو گرفتار کیا شہزادہ
اسد بن قباد نے قریب پہونچا اسنے اسے گرفتار کیا شاہزادہ نور الدہر نے قرطاس کو گرفتار
کیا دارا نے زرمیل منارہ گردن کو گرفتار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے شہاب منور ضمیر کو گرفتار

کیا طلحہ بن تند معور نے نہلک بن عدک کو بستہ کیا مالک بن مالک نے نوز عس بن ججاک
کو بستہ کیا فیلن نقابدار پلنگینہ پوش چتر دار خسرو کے قریب پہونچا اور کہا او مردود جلد اس چتر زرین کو
ہاتھ سے پھینک دے اس نے کہا اے نقابدار اس چتر کو میری کمر میں مقفل کر دیا ہے میرے پاس اسکی کنجی نہیں
ہے کہ کھولوں نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا میں نہیں جانتا جس طرح ممکن ہو ورنہ گلو ہلاک کر دونگا اس نے کہا
مجھسے اس چتر کا کھلنا کسی طرح ممکن نہیں ہے مجھے اختیار ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر یہ ممکن نہیں ہے تو دین اسلام
قبول کر اس نے کہا یہ بھی ممکن نہیں ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر تجھسے یہ ممکن نہیں تو تجھسے تیرا سر جدا ہونا
بھی ممکن نہیں ہے یہ کہا اور ایک وار شمشیر آبدار سے اس کا سر تن سے جدا کیا اور لاش اسکی علیحدہ
ڈال دی چتر کو نگونسار کیا مردمان پرویز نے جو چتر پرویز کو نگونسار دیکھا تمام بیسع درہم و برہم ہو گیا
خسرو پرویز سمجھا کہ عنقریب میں ہلاک ہو جاؤنگا کشت فیل سے نیچے اتر آیا اور کشت پر ندوہ پر سوار ہو کے
چاہا کہ بھاگ جائے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا او ملعون کہاں بھاگنے کا ارادہ کرتا ہے میں تیرا قابض ارواح پہونچا
خبردار آگے قدم نہ بڑھانا اس نے نہ سنا نقابدار پلنگینہ پوش نے تعاقب کیا تا اینکہ اسکو بالشش زین
سے اٹھا لیا اور بجائے سپر تا دیر ہاتھ پر بلند کیے رہا اور کارزار میں مصروف رہا جب پرویز گرفتار ہو گیا
کفار نے اپنے ہمراہیوں کو آواز دی کہ اے بندگان خداوند یہ وقت امتحان کا ہے خداوند کا نظر کردہ
مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا جلد ایسی کوشش کرو کہ مسلمان اپنی سزائے اعمال کو پہونچیں
پرویز پر یا ہو خداوندلات تیرا اپنا کرم نازل کرے کہنے پیشتر وعدہ کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ ہم
مسلمانوں کے مقابلے سے گریز نہ کرینگے مسلمانوں کو پسپا کرینگے یا ہلاک ہو جائینگے اگرچہ
خسرو پرویز نظر کردہ خداوند گرفتار ہو گیا تم کچھ خیال نہ کرو خداوندلات پر نظر رکھو وہ خود
تمھاری مدد کریگا سب نے ایکبار حملہ کیا اس طرف مسلمانوں نے بھی سر بکف ہو کے جان لڑائی
میں لڑا دی تھی چند لمحہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا آخر فوج بے سردار قیام نہ لائی فرار پر قرار
لیا شاہزادہ بدیع الملک مع سرداران لشکر اسلام عقابین کی جانب آیا لہراسپ اور
شیر افگن دونوں نیچے اتر آئے شاہزادے کا سامنا ہوا خواجہ عمر ثانی شاہزادہ بدیع الملک
کے پاس آیا اور کہا اے والا منزلت میری اس وقت گذارش ہے اگر قبول افتد زہے عز و شرف
شاہزادے نے استفسار کیا خواجہ عمر ثانی نے کہا وہ گذارش یہ ہے کہ لہراسپ اور شیر افگن کے
حال سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے شاہزادہ بدیع الملک نے ان دونوں کو خلعت فاخرہ بخشا اور
انواع اقسام کی مرحمت سے سرفراز کیا محافظان عقابین کو ہلاک کیا سب عقابین پر پہونچے ایکبار
سب نے سلام کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی ہوشیار ہوئے سب کو جواب سلام دیا اور کہا اے
حامیان دین اسلام تم نے بہت بڑا کام کیا میری رہائی نہایت دشوار تھی بجز ذات باری تعالی کے کوئی رہائی
کی صورت نظر نہ آتی تھی سرداروں نے کہا اے والا منزلت میں اب بیان توقف بیکار ہے تشریف لے چلیے
امیر حمزہ صاحبقران ثانی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے وہاں سے اٹھے تمام سردار با اعزاز و احترام
آرامگاہ پر لائے اطبائے حاذق معالجہ میں مصروف ہوئے شاہزادہ بدیع الملک نے سرداران
کفار کو اپنے روبرو طلب کیا اور فرمایا تم سب نے دیکھا کہ تمھارا سردار یعنی خسرو پرویز اپنی سزائے اعمال

کو پہونچا تم سب کو اپنی بت پرستی کی حقیقت ظاہر ہو گئی مناسب وقت یہ ہے کہ ضلالت و گمراہی سے توبہ
کرو اور راہ راست اختیار کرو اسی میں تمہاری خیریت ہے اور نہ تمہارا تمرد و رہنا دشوار ہے سب نے کہا اے
شاہزادہ بدیع الملک جب کبھی دو شخص ہنگامہ جنگ کرتے ہیں ایک غالب ہوتا ہے اور دوسرا
مغلوب جیسا کہ ظہور میں آیا دین و مذہب کو اس بارے میں کیا دخل ہے شاہزادہ بدیع الملک
نے کہا ہم نے سنا ہے کہ تم سب نے آخر وقت میں بکمال عاجزی اپنے بتوں کو سجدہ کیا تھا اور مدد چاہی تھی
اگر وہ کچھ قابلیت رکھتے ہوتے تو ضرور مدد کرتے یہ دلیل اس بات کی ہے کہ وہ محض سنگ بے حس ہیں یہ
تمہاری محض خام خیالی ہے کہ ان میں کسی نوع کی طاقت خیال کرتے ہو کفار نے کہا اور جو کچھ فرمائش کرو ہم
اسکے قبول کرنے کو موجود ہیں لیکن ہم اپنے دین قدیم سے ہرگز منحرف نہوں گے شاہزادہ بدیع الملک نے
ان سب کو زندان تاریک میں بھیجا اور جشن عظیم قرار دیا تمام ملک خاور میں منادی کی گئی کہ تمام بازاریں آراستہ
ہوں و دکانیں آئینہ بندی سے درست کی جاویں اور تمام فوج اسلام میں انعام تقسیم ہوا خوشی کے نقارے
بجنے لگے اور ایک قصر عالیشان میں جلسہ منعقد ہوا تمام شب محفل رقص و نو[?] گرم رہی اور سب نے
بالاتفاق خواجہ عمر ثانی سے کہا اے خواجہ خواجگان مقتضا سے خوشی یہ ہے کہ آج تم بھی اپنا کمال دکھاؤ
مطرب صاحب کمال کی صورت سے مشابہ ہو کے جلسے میں آؤ خواجہ عمر ثانی اس خیال سے کہ اہل جلسہ
انعام کثیر دیں گے ایک مطرب معروف کی صورت سے مشابہ ہو کے محفل میں آیا لوگ متحیر ہوئے
کہ آج یہ گویا کہاں سے آیا ہے خواجہ عمر ثانی وسط محفل میں آکے بیٹھ گیا اور تا دیر بیٹھا ہوا ایک ایک
کی صورت دیکھا کیا اہل محفل نے کہا صاحب اپنا کام شروع کرو سب کی صورت کیا دیکھ رہے
ہو خواجہ عمر ثانی بن ضمری نے کہا صاحب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ان سب میں صاحب فہم
کون کون ہے جو میرے کمال کی داد دیگا ان سب سرداروں نے کہا جب تو اپنا کمال
دکھائے گا جو صاحب فہم ہوگا اُس وقت معلوم ہو جائے گا خواجہ عمر ثانی نے ساز
نکالا اور سر ملائے اور یہ غزل اس طرح گانا شروع کی غزل

کھٹکیگا جبکہ گلو میں سرو اس گلستاں کا
جبا خمیر [?] نقش حسن بتاں کی گرم جوشی کا
روا رکھتے ہیں خوں یہ لوگ [illegible] نکلا
لب خنداں سے تیرے لعل دہر کو ہی کیا نسبت
تماشا قتل گہ کا ہے مطالع میرے دیوان کا
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہے
ارادہ بند ہو رہا ہے مصر کے یوسف کو کنعاں کا
نہیں کچھ فرق اس میں کہ یہ سرگذشت اسکی
مری عزت [illegible] کی آنکھوں میں سرمہ صفاہاں کا

رواں رکھتا ہے خوں آنکھوں سے جو اپنی بنا [?]
جلا سبند و سر کے طرح زندہ ساماں کا
گریباں گیر قاتل ہو سکے ہم فردا محشر کو
نہ تم سنگ ہے لب کا نہ وہ ہم پلہ دنداں کا
بہت سے بوٹے تیشے کے لیا ہم ارتباط [illegible]
بنا ہے کل نام ہر شجر میرے گلستاں کا
وہ جانیگا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہے
شہادت نامہ بلبل ہے مرثیہ گلستاں کا

بجھا ہے نہایت دل کو خط رخسار جاناں کا
شفق آلودہ ہے ہماری آہ اپنے گریباں کا
سینوں کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا
ہمارا مجھ خون ہے پھر الٹا [illegible] والا تکا
لگے ہیں سرنوشت [illegible] آئین
یقیں ہے سر خودی [illegible] ہے جہاں کا
عدم کو بازگشت روح ہے اک روز ہستی کا
[illegible]
اٹھا و نرگس شہلا [illegible]

خواجہ عمر ثانی نے اس لطف سے اس غزل کو گایا کہ سب پر
محویت کا عالم طاری ہوا خواجہ عمر ثانی نے ساز ہاتھ سے رکھدیا اور کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ یہاں
کوئی صاحب فہم نظر نہیں آتا سب نے کہا اے مطرب ہم سب تیری جانب دل سے متوجہ ہیں اور

شاہزادہ بدیع الملک کی پشت پر دست شفقت رکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ای فرزند
خداوند عالم تیری انسانیت و ہمت و شجاعت و طاقت میں ترقی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ لاؤ کرسی آصف
برخیا فوراً کرسی آصفی حاضر ہوئی شاہزادہ بدیع الملک کی جانب اشارہ کیا شاہزادہ
بدیع الملک نے قطعی انکار کیا اور کہا مجکو صرف حضور کی نظر عنایت کافی ہی یہ جگہ حضور کو زیبا
ہے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے اصرار کیا اور کہا ای جوان سعادتمند صاحب ہمت بلند میری خوشی
ہی کہ تو اس کرسی پر نشست اختیار کرے ورنہ مجکو نہایت ملال ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نے عرض کی
خیر اگر یہی خوشی ہی تو میں اسوقت اس کرسی کی نشست کو ملتوی رکھتا ہون جسوقت حضور بیت اللہ
کی جانب عازم ہونگے اور میں بھی بقید حیات رہون گا تو اس کرسی پر بیٹھونگا امیر حمزہ صاحبقران نے
نہایت تحسین و آفرین کی اپنی جگہ بیٹھے مجلس گرم ہوئی شربت ریحانی کا پیالہ گردش میں آیا چند جام سب نے
نوش کیے شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کی ای معظم و محترم سرداران کفار زندانخانے
میں موجود ہین ان کی نسبت جو حکم مناسب ہو صادر فرمایا جاوے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا
ہان مجکو معلوم ہی لیکن پرویز لقابدار کے پاس ہی جبتک وہ نہ آوے گا پرویز و دیگروں سے کچھ سوال
کرنا محض عبث ہی کسی شخص کو لقابدار کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ وہ میری جانب سے لقابدار کو
دعائے خیر کہے اور خسرو پرویز کو طلب کرے معروف بن اسد اسوقت موجود تھا یہ سنتے ہی اپنی
جگہ سے اٹھا اور دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ یہ خادم موجود ہی اگر حکم عالی ہو تو امیر عالیمقام کی تعمیل حکم
بجا لاوے اور اس خدمت کو بجا لاوے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا مضائقہ ہی لیکن اس
بات کا خیال رہے کہ جہانتک ممکن ہو خوب فہم سے کام لینا معروف بن اسد نے کہا بہت مناسب
اور مرکب پر سوار ہوکے شاطر کو ہمراہ لیا اور لقابدار کے جانب روانہ ہو جب لشکر میں پہونچا مرکب
سے اترا اسکو وہین چھوڑا اور خود لقابدار کے دربار میں پہونچا لقابدار معروف بن اسد کو دیکھکے
نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا کرسی طلب کی معروف کو بٹھایا ساقی نسیم ساق کیجانب
اشارہ کیا اس نے جام بلوری لبالب کیا اور معروف کو دیا معروف نے لقابدار کی جانب
دیکھا لقابدار نے کہا ای معروف کچھ تردد نہ کر یہ وہ شی نہیں ہی جسکی نسبت تمکو کسی طرح کا اعتراض
ہوگا بلکہ یہ ایک قسم کا شربت مفرح قلب و دماغ تیار کیا گیا ہی بلا تکلف پیو غرضکہ معروف بن اسد
نے چند جام پیے بعدہ لقابدار نے کہا ای جوان آج یہان تیرے آنے کا کیا باعث ہوا معروف
نے کہا آج میرا یہان آنا صرف امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے حکم کے بنا پر ہوا اُس والا منزلت
نے تمکو دعا کہی ہی اور کہا ہی کہ خسرو پرویز کو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُس سے سوالات کرنا ہی
لقابدار پلینہ پوش نے کہا کیا خوب کون نہیں جانتا کہ خسرو پرویز کو کس محنت و دقت سے مین
گرفتار کیا ہی کیونکہ وہ ایک بادشاہ جلیل القدر ہی بیشتر ممالک میری میراث سے ہیں اسواسطے کہ مین
سکندر ذوالقرنین کا نواسا ہون یہ طرفہ بات ہی کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے خسرو کو
طلب کیا ہی امیر حمزہ صاحبقران کیا حق رکھتے ہین معروف بن اسد نے کہا ای لقابدار میری
سمجھ میں تمہاری اسوقت کی تقریر نہیں آئی آخر اسکے کیا معنے کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی خسرو

کو بادشاہ بنانے کا کلی حق رکھتے ہیں اگر امیر حمزہ صاحبقران حق نہیں رکھتے تو اور کوئی بھی حق نہیں رکھتا ہو
لقابدار نے کہا خسرو کے مقید رکھنے کا جو حق رکھتا ہو اُسکی قید میں خسرو موجود ہو معروف بن اسد
نے کہا اگر امیر حمزہ صاحبقران کو یہ حال معلوم ہوتا تو وہ والاجاہ خسرو کے تمھارے گرفتار کرنے پر
ہرگز راضی نہوتا لقابدار نے کہا اے معروف کیوں کلام کو طول دیتا ہو امیر حمزہ صاحبقران خود ہی گرفتار
کئے راضی ہونے والا کون تھا یہ کہو کہ میں نے خسرو کو گرفتار کر لیا اور کسی کی کیا مجال تھی جو خسرو
کو گرفتار کر سکتا اور اے معروف بن اسد تم خسرو کا کیا ذکر کرتے ہو جاؤ امیر حمزہ صاحبقران سے کہدو
کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو خسرو پرویز سے قطع نظر کر کے تمام اسباب صاحبقرانی مجکو بھیجدو ورنہ
یاد رکھو ابھی ایک زحمت سے رہا ہوتے ہو ایسا نہو اُس سے زیادہ کسی اور زحمت میں مبتلا
ہو جاؤ معروف نے کہا تمھاری کیا مجال ہو جو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکو
شاید تمکو شاہزادہ بدیع الملک کی شجاعت و بہادری کا حال نہیں ہو اُس شاہزادہ والاجاہ کی عدم موجودگی
میں ایسا کہتے تو شاید کچھ خیال بھی ہوتا لقابدار نے کہا ایسا کبھی خیال نکرنا شاہزادہ بدیع الملک
کی شجاعت و بہادری کو تم لوگ خیال میں لاتے ہوگے میں نے ایسی شجاعتیں اور بہادریاں بہت
دیکھی ہیں دیکھ لینا اگر تم لوگ مجھسے خلاصی پاتے تو امیر حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الملک
کو بستہ و گرفتہ لیا تو میں نے کچھ کام نہ کیا اُس وقت معروف بن اسد بہت برہم ہوا اور کہا
اے مجہول الاحوال تو کیا بے معنی باتیں کرتا ہو تیری بھی یہ قدرت و طاقت ہو کہ امیر حمزہ صاحبقران
ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کو گرفتار کریگا تو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے ملازموں کو بھی
نظر بد سے نہیں دیکھ سکتا ہم ادب سے جو کلام کرتے ہیں تو اپنے دل میں کچھ سمجھتا ہو لقابدار نے
باواز بلند کہا او معروف چلا جا یہاں سے نہیں تو عنقریب بحال خراب دیتا ہوں امیر حمزہ صاحبقران
کے پاس پہونچے گا معروف نے میان سے خنجر کھینچ لیا اور لقابدار پر وار کیا لقابدار نے
معروف بن اسد کا ہاتھ گرفت میں لیا اور اِس زور سے طمانچہ معروف کے کلے پر مارا
کہ معروف کا منہ پھر گیا اور چکر کھا کے زمین پر گرنے کو تھا مگر معروف بن اسد نے اپنے
حواسوں کو درست کیا پھر سنبھل کے کہا اے لقابدار اس وقت میں نے بڑی غلطی کی کہ تجسے بحث کی
اسوقت سکوت لازم تھا اسواسطے کہ میں سست و لاتعلق تھا اُس غفلت کا یہ نتیجہ دیکھا اب میدان میں میرا
تیرا مقابلہ ہوگا لقابدار نے کہا اگرچہ اسوقت تیرا خاتمہ کر دینا مجھپر لازم تھا لیکن خیر اسوقت تجکو معاف
کئے دیتا ہوں جا میدان میں مجھسے سمجھ لینا معروف بن اسد نے وہاں سے رہا ہونے کا شکر خدا کی
درگاہ میں ادا کیا اور دربار سے باہر آیا مرکب پر سوار ہو کے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے پاس
آیا تسلیم عرض کی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے حال پوچھا معروف بن اسد نے کہا کہ والا
قدر تعالی منزلت اسوقت لقابدار کے ہاتھ سے میری جان بچی مجھسے بڑی غلطی ہوئی جو میں لقابدار
کے پاس گیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے کہا کچھ اصل حقیقت تو بیان کر اور یہ تیرے
کلے پر نیل کیسا ہو معروف نے جو کلے کی نیل کی حقیقت بیان کرنے میں سخت ذلت ہو کہا ہاں مجھے
مرکب نے سکندری کھائی تھی میں پشت مرکب سے زمین پر آ رہا امیر حمزہ صاحبقران

نے کہا تیرے فحوائے کلام سے وہ بات ہوتا ہے لیکن تو صاف نہیں بیان کرتا اس نے کہا طول کلام سے
کیا کام خلاصہ یہ ہے کہ لقابدار خسرو کو ہرگز نہیں دیگا اسی سبب سے چند باتیں جو معروف نے بیان کین
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو معلوم ہو گیا کہ غرور اسکی تذلیل کی گئی خفت کے سبب سے بیان نہیں کرتا
ہے پھر کہا اپنی جگہ بیٹھو معروف بن اسد سلام کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد یکایک طبل جنگ
کی آواز لشکر لقابدار سے بلند ہوئی اب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو بالکل یقین ہو گیا کہ معروف اور لقابدار
میں بہت کچھ مباحثہ ہوا ہے اپنے لشکر میں بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونوں لشکر میدان مصاف
میں آ کے صف آرا ہوئے لقابدار میدان میں آیا اور باواز بلند کہا کہاں ہے معروف بن اسد
جو مجھے میدان جنگ میں بھیجنے کو لکھتا تھا دیکھوں کیا جرات و طاقت رکھتا ہے بعض سرداران
لشکر اسلام آگے بڑھے اور چاہا کہ لقابدار سے مقابلہ کریں جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مانع ہوئے
اور کہا تم لوگوں کے مقابل ہونے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ٹھہرو تم لوگ کیوں آگے بڑھے جاتے ہو
سرداروں نے کہا لقابدار مقابل طلب کر رہا ہے پھر کیوں نہ اسکے مقابلے کو جائیں جناب امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی نے کہا تم توقف کرو ہم اسکے مقابلے کو جاتے ہیں سرداروں نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ حضور
اعلے اپنے ماتحتوں کی موجودگی میں حریف کے مقابلے کو جائے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے
قسم دے کے انکو روکا اور خود میدان میں آ کے کہا اے لقابدار میں ہوں تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر
لقابدار نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران تعجب ہے کہ باوجود اس قدر سرداران معزز کے
تم خود میرے مقابلے کو آئے اس کے کیا معنے اگر سرداران فوج اسقدر بھی قابلیت نہیں رکھتے
کہ اپنے سردار اعلے کو اپنی موجودگی میں حریف کے مقابل ہونے دیں تو ایسے سرداروں کی سرداری
پر تف ہے تم ان سرداروں سے قطع نظر کر کے میری طرف چلے آؤ تمہاری خاطر داری میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہیں کرونگا تمکو بادشاہ بناؤنگا سینہ سپر ہو کے مقابلہ کرونگا اور اگر اس طرح کا اعزاز
و احترام ناگوار خاطر ہو تمکو اختیار ہے آؤ میری غلامی اختیار کرو اور دل خواہش تو میری یہی تھی کہ تمکو عزت و
حرمت سے اپنے ساتھ رکھتا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے اس تقریر کو سن کے بکمال تعجب
لقابدار کی صورت دیکھی اور کہا اے لقابدار میرے خیال میں تیرے حواس درست نہیں ہیں
بے کار تو آمادہ پیکار ہے جا پہلے اپنے حواسوں کا علاج کر ابد میرا مقابلہ کرنا ورنہ مفت بے کار تیری
جان ضائع ہوگی میں اگر برعایت پیش آؤنگا تیری ہلاکت سے باز آؤنگا مگر دست بستہ گرفتہ کر لینے پر
اکتفا کروں گا تاہم تجکو تکلیف ہوگی لقابدار نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مجھکو کمال تعجب
ہے کہ تم ایسے صاحب فہم شخص اس طرح کی باتیں کرتے ہو تم مجھکو کیا بالکل بیہودہ گرفتہ کرو گے
جو کچھ تم کہتے ہو وہ سب تم کو پیش آئیگا اور علاج تم اپنا کرو کہ میرے مقابلے کو آئے ہو اور میرے
روبرو اس طرح کی باتیں کرتے ہو آؤ مقابلہ کرو غرضکہ ہنگامۂ حرب و ضرب گرم ہوا تیسرے روز
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے لقابدار کے کمربند میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا لقابدار
نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اگرچہ مجھکو تمہارے زور و طاقت کا حال پیشتر سے معلوم
ہے لیکن اسوقت مجکو دھوکا ہوا جو میں تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا اس مرتبہ مجھکو رہا کر دو بعد

اسکے اگر میں گرفتار ہو جاؤنگا تو مجکو کچھ عذر نہوگا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہو یہ کہکے
اور آہستہ زمین پر رکھکے علیحدہ چلے آئے نقابدار بار بار بیگر غضب پر سوار ہوا اور جناب امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی پر تلوار کا وار کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے پھر اُس وار کو سپر پر رد کیا اور پھر اپنا وار کیا
نقابدار نے بھی اُس وار کو رد کیا بعد رد و بدل بسیار امیر حمزۂ صاحبقران نے بار دیگر نقابدار
کو پشت زین سے ہاتھ پہ بلند کر لیا اور زمین پر رکھکے نقاب اُلٹ دی اُس کے چہرے پر نشان
اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھے نہایت تعجب ہوا حسب و نسب کو پوچھا نقابدار نے
کہا بندہ دختر خسرو شاہ کے بطن سے ہو میرے پدر عالی قدر کا نام شاہ سعد ہو امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی نے نام پوچھا نقابدار نے کہا مجکو شاہزادہ کیخسرو کہتے ہیں یہ جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
نے نقابدار کو گود میں اُٹھا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خواجہ عمر ثانی بن امیہ ضمری موجود تھے انھون
نے یہ خبر شاہ سعد کو پہونچائی شاہ سعد بہت خوش ہوئے اور کہا ای خواجہ عمر ثانی جلد
لاؤ میرے فرزند کو یہان پر خواجہ عمر ثانی شاہزادہ کیخسرو کو شاہ سعد کے پاس
لائے شاہزادہ کیخسرو نے اپنے پدر والا قدر کو دیکھ کے پاؤن پر سر رکھدیا محبت پدری نے جوش
مارا شاہ سعد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور اپنے فرزند کو سینے سے لگایا حمام مین بھیجا
بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی سے سرفراز کیا بارگاہ مین آئے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے
شاہزادہ کیخسرو کو قاسم کی جگہ مرحمت کی اور بکمال لطف و محبت پیش آکے کہا ای کیخسرو
جسوقت مجکو تیری اُس تقریر کا خیال آتا ہو کہ اُو تم میری غلامی اختیار کرو اور تم میرا مقابلہ کیا کرسکوگے
بے اختیار ہنسی آتی ہو واقعی تو بڑا صاحب جرأت و ہمت ہو اور تیرے زور و طاقت کا حال
مجپر بخوبی روشن ہو گیا شاہزادہ کیخسرو نے دست بستہ عرض کیا کہ والا قدر عالی منزلت
مین کمال شرمندہ ہون بخدا مجکو اس حال کی مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ کیا مجال تھی کہ میری زبان سے
کوئی کلمہ خلاف نکلتا اب امیدوار عفو قصور ہون امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا ای فرزند
تو بجائے خود اس بات کا خیال ہرگز نہ کر کہ مجکو تیری اُسوقت کی تقریر کا ملال ہو بلکہ تیری اُسوقت کی دلیرانہ
تقریر سے مین بہت خوش ہوا ہمیشہ اپنے مرد مقابل سے اسی طرح دلیرانہ تقریر کرنا چاہیے یہ سبیل
تذکرہ مین نے اُسوقت کی تقریر کا ذکر کیا جسکے خیال سے مجکو ہنسی آتی ہو بعد اسکے فرمایا ای فرزند
ایک خبر مین تمکو سناتا ہون وہ یہ ہو کہ تمھارے پدر والا قدر سلطنت کو ترک کیے ہوئے ہین اور
سلطنت کی طرف سے بالکل بے دل ہین اور مصمم ارادہ کیے ہوئے ہین کہ بیت اللہ جا کے اور روضۂ
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم پر جا کے بقیہ عمر وہین بسر کرین یہ سنکر شاہزادہ
کیخسرو نے کہا ہان یہ درست ارشاد ہوا مگر میری فہم مین اُن حضرت کے اس طرح کے جانیکا سبب
معقول نظر نہین آتا اور یہ مین اس نظر سے کہتا ہون کہ مجکو ابھی کفار کے مقابلے مین ہنگامہ جنگ
گرم کرنا ہین امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا ہان رائے تو میری بھی نہین ہو آیندہ اُنکو اختیار
ہو تمھارے بالغ ہونے سے شاید نہ جائین بعد اس گفت و شنید کے امیر حمزۂ صاحبقران
نے شاہزادہ کیخسرو کے واسطے مجلس آراستہ کی صبح کو جب مسجد کرپاس سلیمانی سے برآمد

ہوئے کہ باین ہمہ زیب و زینت کیا دربار میں رونق افروز ہوئے شاہزادہ اسد سے فرمایا کہ پرویز کو مع
سرداران دیگر حاضر کرو شاہزادہ اسد نے فوراً خسرو پرویز وغیرہ کو حاضر کیا گمراہان ضلالت شعار
نے جو شان و شوکت دربار کی دیکھی کفار کی رسم کے موافق سلام کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی
کو اس طرح کا سلام بہت ناگوار معلوم ہوا فرمایا ای خسرو تو نے دیکھا تیرے معبودوں نے تجکو اس ہلاکت
میں مبتلا کر دیا حالانکہ مدت العمر تو نے ان پتھروں کی پرستش کی پھر کیا نتیجہ دیکھا اب تیرے حق میں یہی بہتر ہی
کہ ضلالت شعاری کو ترک کر کے راہ راست کو اختیار کر ورنہ اسی قید و بند کی زحمت میں مبتلا ہی بعد
تھوڑی دیر کے تیری جان کی خیریت نہیں اگر تیرا یہ خیال ہی کہ دین آبائی کو ترک کرنا نامناسب
ہی تو میں تجکو یاد دلاتا ہوں کہ تیرے باپ نے بھی آخر الامر دین اسلام کو اختیار کیا اور اسکے صلے میں
اسکی عزت کی گئی یعنے شاہزادہ نور الدہر کے لشکر کا حاکم کر دیا گیا اسیطرح اگر تو دین اسلام اختیار کریگا
تیری رعایت ملحوظ رکھی جاویگی آگاہ ہو کہ فی الحال شاہزادہ نور الدہر قلعہ حصار میں اُسے چھوڑ
آیا ہی عنقریب وہ یہان پہونچیگا پرویز نے کہا ای امیر حمزہ صاحبقران ثانی سب سچ ہے لیکن
ہو لیکن یہ نہیں ممکن ہی کہ جن معبودوں کی میں نے مدت العمر بندگی کی ہی ان کی بندگی دفعتاً ترک کر کے دین
اسلام کو جسکی ہمیشہ مذمت کرتا رہا اختیار کر لوں میرے باپ نے جو مذہب اسلام کو اختیار کر لیا
یہ انکا فعل تھا مجکو اس قصے سے کیا کام ہی امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا تجکو ہر طرح اپنا
ہلاک ہونا منظور ہی پرویز نے کہا اپنا ہلاک ہونا کسی طرح منظور نہیں ہوتا ہی لیکن اگر کوئی کسی کو ہلاک
ہونے کے واسطے مجبور کرے تو کیا چارہ ہی میں تمہارے اختیار میں ہوں تمکو ہر طرح اختیار ہی مگر یہ خوب
یاد رکھو کہ میں خداوندان لات و منات سے کبھی منحرف نہونگا امیر حمزہ صاحبقران ثانی شاہزادہ اسد
کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس گبر کو بیرون لشکر لیجا کے دار میں باندھو اور تیر باران کرو راوی
کہتا ہی کہ اس زندان میں ارشاد اور لہراسپ بھی مقید تھے مع ایک غلام حبشی کے جس نے
لہراسپ کا بہت ساتھ دیا تھا چنانچہ اب بھی لہراسپ کے ساتھ مقید تھا امیر حمزہ ثانی
ارشاد اور لہراسپ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگوں کا کیا ارادہ ہی ان دونوں نے
کہا ای امیر حمزہ صاحبقران ثانی سردار لشکر اسلام کا جو کچھ حکم ہو وہی ہمارا بھی ارادہ ہی جناب امیر
حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا اصل حکم ہمارا علی العموم یہ ہی کہ جو بت پرست باشرف
اسلام اپنی گمراہی کو ترک کر کے مذہب اسلام اختیار کرے گا ہم اسکو رہا کر دینگے اگرچہ اسنے
کیسا ہی مسلمانوں پر ظلم کیا ہوگا اور علاوہ رہا کرنے کے اعزاز و انواع اقسام کی رعایت پر ملحوظ
رہیگا اور جو ضلالت پیشہ اپنی گمراہی کو ترک نہ کریگا ہم اسکو ہرگز رہا نکرینگے بلکہ زندہ نہ رکھینگے
اگرچہ کیسا ہی بے قصور ہوگا مزید بران اسکی ذلت و توہین کے بھی خواہان رہینگے لہراسپ
اپنے غلام کے جانب متوجہ ہوا کہ وہ بھی گرفتہ دل بستہ موجود تھا اس سے کہا ای باوفا چونکہ
تو میرا سچا خیر خواہ ہی مگر اس وقت ہم تجھ سے اس بات کا مشورہ لیتے ہیں کہ ایسے وقت
میں کیا مناسب معلوم ہوتا ہی اسنے کہا خداوند میں مدت سے اس موقع و محل کا متلاشی تھا کہ کسیطرح
اس گمراہی سے نجات ملے عرصہ ہوا جب سے حقیقت دین اسلام کی مجھپر حالی ہی مگر میں اس

خیال سے خاموش تھا کہ میرے مالک کے مذہب کے خلاف میرا خیال ہے اگر اپنے خیال کا اعلان
کرونگا مالک کے خلاف ہوگا اور وفاداری کا سلسلہ ہاتھ سے نکل جائے گا میری راے مستحکم
ہے کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی ہدایت کو قبول کرو دنیا بھی حاصل ہو جائیگی اور عقبےٰ
بھی بخیر ہوگی آیندہ اختیار بدست مختار مگر یہ ملحوظ رہے کہ میں اب بلا تامل مذہب اسلام اختیار کرونگا
مالک حقیقی سے سرتابی کب تک ہوسکتی ہے ؎

غرق دریاے گناہیم تا بکے — روز معاصی رو سیاہیم تا بکے
جد تو آدم بہشتش جاے بود — قدسیاں کردند بہر او سجود
یک گنہ چوں کرد گفتندش تمام — مذنبی مذنب برو بیروں خرام

اور یہاں تو تمام زندگی گناہ ہی میں بسر ہوئی دیکھیے عاقبت میں کیا خراب حال ہوتا ہے مگر خیر ہر وقت
مسلمانوں سے یہ سنتے ہیں خدا مغفرت پناہ ہے اور یہی سنتے ہیں ؎ بر من منگر بر کرم خویش نگر
وہ غلام حبشی تا دیر اسی طرح کی تقریر کرتا رہا لہراسپ سکوت میں اسکی تقریر سنا کیا جب
اُس غلام حبشی کی تقریر ختم ہوئی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی جانب متوجہ ہوا اور کہا
بہت اچھا مذہب اسلام کے ارکان ارشاد فرمائیے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے اول اسکو کلمہ
طیبہ تعلیم کیا اور اصول و فروع سکھا دیے بعدہ اُس غلام حبشی کو کلمۂ طیبہ پڑھانے نور دل کے بند
کھول دیے اور فرمایا اے باوفا ہم نے تجکو آزاد کیا آج سے تو اپنے کو کسی کا غلام و محکوم نہ سمجھنا اُسنے
کہا زبانت شوم یہ بندۂ حقیر اس مرحمت و عنایت کا کمال ممنون ہوا مگر یہ تو ارشاد ہو کہ اس گمراہی
کی حالت میں تو میں نے اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑا اور اب تو دولت دین مجکو ملی اب میں اپنے
مالک کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں جبتک زندہ ہوں میں کبھی ساتھ نہ چھوڑونگا لہراسپ کا بندہ
ہوں لہراسپ اُس غلام حبشی کی اس وفاداری کی تقریر سے بہت خوش ہوا اور کہا میں نے
بھی تجھے آزاد کیا اُس غلام حبشی نے لہراسپ کے کہنے پر بھی اعتنا نہ کی اور اسی طرح سایہ
کی طرح ساتھ موجود رہا اب امیر حمزہ صاحبقران ثانی ارشاد کی جانب متوجہ ہوئے اور
فرمایا اب تمھارا کیا ارادہ ہے وہ اس تقریر مذکورہ کو سن رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ بغیر قبول مذہب
اسلام جان بچنا محال ہے ارشاد نے کہا اے والا منزلت مجکو بھی دین اسلام کے قبول کرنے میں
کچھ عذر نہیں ہے جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ارشاد کو بھی کلمہ طیبہ پڑھا کے دین اسلام
کے عقاید تعلیم کیے اب امیر والا توقیر سرداران لشکر اسلام کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا
ہاں صاحب کہو پرویز کو دار پر کھینچا سب نے عرض کی بموجب ارشاد فرمانے حضور کے فوراً
تعمیل حکم کی گئی مگر حکم ثانی کی تاخیر ہے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے سرداروں کو ساتھ لیا
بیرون لشکر اُس مقام پر آئے جہاں پرویز دار پر کھنچا ہوا تھا پرویز کے روبرو آکے فرمایا اے
پرویز دیکھو اب بھی فرصت ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرتے میں سچ کہتا ہوں کہ مذہب حق اگر ہے
تو دین اسلام ہے اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کی دلیل رکھتا ہے تو بیان کر ہم اُن دلائل کو
بخوبی سنیں گے اور اُنکا جواب معقول دینگے اس موقع پر زبردستی سے کام لینا نہیں چاہتے
اُسنے کہا اے امیر حمزہ صاحبقران ثانی اگر ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤنگا اور پھر زندہ ہونگا تو بھی دین
قدیم سے منحرف نہونگا میں خداوند لات و منات کا بہت ممنون ہوں امیر حمزہ صاحبقران

نے فرمایا آخر جسکو تو خداوند لات و منات کہتا ہی اُسکی کچھ ماہیت تو بیان کر پرویز نے کہا
جسکو دل قبول کیے ہوئے ہو اُسکی ماہیت کا بیان کیا کیا جاوے اور اصل امر تو یہ ہی کہ میرے
دماغ مین اسقدر لیاقت بھی نہین ہی کہ مذہب کے بارے مین کسی سے بحث کرون ہان اس قدر
ضرور کہونگا کہ جسکو خداوند کہا امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو اِس تقریر بے معنی سے بہت غصہ
آیا اور پرویز کی جانب سے منہ پھیر لیا تیرکش جانب نگاہ کی اور تیر نکالا کمان مین جوڑا چلّے کو کھینچا ہنوز
وہ تیر شست سے جدا نہونے پایا تھا کہ یکایک ایک ٹکڑا ابر نمایان ہوا قریب آیا اور اُس مین برگ
کے درخت کی طرح صدہا شاخین آویزان تھین وہ شاخین پرویز اور تمام سرداران ہمراہی کو
پیچیدہ کر کے اُٹھا لے گئین امیر حمزہ صاحبقران ثانی اور تمام سرداران لشکر اسلام اِس
واقعۂ عجیب کو دیکھکے کہتے ہی حیرت تھے ہر چند عقلون کو دوڑایا مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا ایک نے دوسرے
سے کہا یار وغضب ہوا پرویز زندہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اب دیکھیے ہمارے سرون پر
کیا بلا نازل ہوتی ہی کس مصیبت مین پھنستے ہین امیر حمزہ صاحبقران ثانی نہایت متعجب و متأمل
وہان سے اپنے خیمے مین آئے چند سردار بھی امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے ہمراہ خیمے مین آئے
مگر کچھ نہ کہتے تھے اور بجائے خود کچھ سوچتے تھے اور خاموش ہو رہتے تھے جناب امیر حمزہ
صاحبقران ثانی نے فرمایا صاحبو کچھ تو کہو اب کیا کرنا چاہیے سب نے کہا اے عالی منزلت
والا رتبت کیا کہین جب عقل ہی کچھ کام نہین کرتی امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا
شاہزادہ رستم بن ملک ایرج ملک ختا کے جانب گیا ہوا ہی مع دست چلیان بہتر یہ معلوم ہوتا
ہی کہ ہم بھی چلین شاید وہ ہمسے متفق ہو جائین اور درمیان آئین اور اگر نہ آئین گے لیکن آنکو مقبول کو شمالی
دے کے اپنے ساتھ لائین گے اپنے امکان تک اُن کے لانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ
کرینگے آخر مقدمت ہی عادی کو حکم دیا کہ بارگاہ کو باہر لے جاوے سعد بن عماد کو قلعہ خاور
مین چھوڑ جاتا تھا یکایک ایک قاصد گرد آلودہ پسینہ مین غرق نمودار ہوا امیر حمزہ صاحبقران ثانی
کو بہت فکر لاحق تھی حکم دیا کہ جلد اِس قاصد کو میرے قریب لے آؤ جب قاصد آیا اُس سے پوچھا
جلد کہہ کہان سے آیا ہی اور کیا خبر تازہ رکھتا ہی اُسنے کہا ملک فرنگ سے چلا آتا ہون یہ کہکے
پگڑی سے خط نکال کے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت مین پیش کیا حمزہ صاحبقران ثانی
نے سرنامہ چاک کیا خط پڑھا خورشید بن تلقیا سے فرنگی نے لکھا تھا کہ جس وقت جناب
امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ملک فرنگ کو مسخر کیا تھا اور مرزوق کو جہنم داخل کیا تھا
میرے باپ تلقیا سے فرنگی کو حاکم وہان کا کر کے تشریف لیگئے تھے بر سبیل اتفاق میرے
باپ کے خوف سے بھاگ کے کوہستان مین جا چھپا تھا حسب اتفاق ایک لڑکا پیدا ہوا اہل
نام ملک فرنگ کے منجمان کامل الفن نے اُسکے طالع کو دیکھ کے اُسکی تشخیص یہ کی کہ لگایا ہی کہ
یہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہی کسی زمانے مین اِس سے کارہائے نمایان ظہور مین آوینگے اور ایک
جوان شمائل خان بن جبائل خان نام بھی اُس سے متفق ہو گیا شمائل خان وہ زبردست
پہلوان ہی جو بروز نبرد ایک ہزار دو سو من وزن کے اسلحہ زیب تن کر کے حریف کا دقیقہ کرتا

ہی اور اُسکے اسلحہ مین سے اکثر اسلحہ ایسے وزنی ہین جنمین سے صرف ایک کا وزن ایک ہزار من
مین ٹھہرا ہی اُسنے تمام مالک بہار فرنگ پر قبضہ کر لیا اور اب سماعت مین گذرا ہی کہ فیروسیہ
کیجانب بھی اُسکا مصمم ارادہ ہی کہ وہان کی بھی خبر لینا چاہیے میری سمجھ مین نہین آتا ہی کہ اُسکی تسخیر ممالک
کی نوبت کہان تک پہونچے گی اور انجام کیا ہوگا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا سنو صاحبو
مین اس نامہ کو باآواز بلند پڑھتا ہون سب متوجہ ہوئے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے باآواز
بلند نامہ پڑھ کے سنایا شاہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ نے جو نام شہریار کا سنا خون حمیت
جوش مین آیا خواجہ عمر ثانی نے کہا واقعی شہریار بڑا دلیر و جری ہی اور شاہزادہ سکندر فرخ لقا
نے بھی شہریار کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا یہ بات کچھ سمجھ مین نہین آتی کہ تماثل خان شہریار
تک کس طرح پہونچ گیا طلحہ بن لندھور نے بھی ابتدا اور تماثل خان کی میدان داری کا حال
بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا شہریار کی جنگ و حرب کا حال معلوم
ہوا کون ہی ایسا جری اور دلیر جو شہریار کے مقابلے کو جائیگا شہنشاہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا
اور عرض کی ای والاجاہ کمترین کو اجازت ملے تا کہ شہریار کے مقابلے کو جاؤن شاہزادہ بدیع الملک
نے شہنشاہ کی بہت تعریف کی اور کہا ای دادا اگر تم اس وقت شہریار کے مقابلے کو
نہ جاتے تو مین خود شہریار کے مقابلے کو جاتا شہنشاہ نے کہا ای صاحبقران والاجاہ تمھارا یہین
قیام رہنا مناسب ہی جنگ رستم و ملک ایرج و فضل بن رستم کے واسطے ان کا علاج تم سے
بخوبی ہوگا بعد اس کے سکندر فرخ لقا بھی رخصت طلب ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے
اُسکو بھی رخصت دی پھر ممالک شاہ و معروف و طہماس ثانی و جالنسور و رابطہ و بالو کو
بھی ہمراہ کر کے روانہ کیا اور سعد کو ملک خاور مین چھوڑ کے شہر خطا کی جانب متوجہ ہوئے
لیکن رستم ثانی نے مع سرداران دشت حبیب کے ملک باختر سے کوچ کیا تھا اثنائے راہ مین
سنا کہ صلصال فارافراسیاب سے باہر آیا تمام ترکستان پر قبضہ کیا پرویز کی مدد سے خاور
کی جانب گیا ہی اور اُسکا بیٹا خلخال خان ملک خطا مین ہی شاہزادہ رستم ثانی نے بجائے خود
یہ رائے قرار دی کہ اول فکر ترکستان کرنا چاہیے بعد ازان ملک خاور مین جائین گے چنانچہ
کوچ کر کے روانہ ہوا منزل بمنزل چلا جاتا تھا جب نزدیک ترکستان کے پہونچا خلخال خان
نے شاہزادہ رستم ثانی کے آنے کی خبر سنی سمجھا کہ اُس جوان دلاور کے مقابلے مین سربر ہوگا
تمام فوج کو قلعے مین داخل کر کے دروازہ قلعے کا بند کر لیا شاہزادہ رستم ثانی کو وہان پہونچ کے
اُسکے حصاری ہونے کا حال معلوم ہوا ایک شخص ہوشیار کو تجویز کر کے خلخال خان کے
پاس یہ پیام بھیجا کہ ہم یہان خاص تجھسے مقابلہ کو آئے ہین تجکو لازم ہی کہ قلعے سے باہر آ کے فنون جنگ و
حرب کو ظاہر کرا در اگر تجھ مین قابلیت ہمارے مقابلے کی نہین ہی فوراً دروازہ قلعہ کو وا کر دے
اور مع مردمان ہمراہی ہماری اطاعت اختیار کرے خلخال خان کو یہ پیام پہونچا اُسنے جواب
دیا کہ مین تمھاری جنگ و حرب سے ہرگز خائف نہین ہون کسواسطے کہ امیر حمزہ صاحبقران زیر
قلعہ آ کے مقیم ہوئے تھے اُنھون نے بزور دست و بازو کوئی کار نمایان نہین کیا ہان عیارون

کی مدد سے بلکہ قریب فتح میسر ہوئی جب اسکا جواب شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچا حکم دیا کہ یہیں خیمہ برپا کیا جاوے
فوراً خیمے برپا ہو گئے چند روز تک وہان قیام کیا خلخال خان اُسی طرح حصاری رہا ہر روز نامہ و پیام
خلخال خان کے پاس جاتا تھا خلخال خان اُس کا جواب دیتا تھا اِس عرصے مین مردمان
ہمراہی کے اعضا سے ماندگی دفع ہو گئی شاہزادہ رستم ثانی نے ایک روز حکم کمربندی فوج
کو دیا وہ سب فوراً مسلح و مکمل ہو گئے خود بھی اسپ چرخ کبود پر سوار ہوا افضل بن رستم
ملک ایرج سلیمان ثانی جمہور دیو پرور تورج بن بدیع الزمان ہاشم تیغزن وغیرہ سرداران
نامدار و پہلوانان جلادت شعار کو ہمراہ لیا اور قلعہ پر یورش کی خلخال خان کے چند سردار بیرون قلعہ
خندق کے محافظت کے واسطے مقرر تھے جب اُنھوں نے دیکھا کہ یہ جوان بالکل آمادہ حرب ہیں اندرون
قلعہ خلخال خان کے پاس پیام بھیجا کہ شاہزادہ رستم ثانی بالکل آمادہ پیکار ہے ہم چند شخص کہ بیرون
قلعہ مقیم ہیں شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے مین کیا کر سکتے ہیں بجز اسکے کہ ہلاک ہو جائیں اور
خواہ مخواہ کی ہلاکت مناسب معلوم نہین ہوتی ہے اگر حکم ہو تو ہم بھی اندرون قلعہ داخل ہوں خلخال خان
نے جواب دیا کہ ہم لوگ اندرون قلعہ مقیم ہیں بیرون قلعہ کی بھی خبر گیری لازم ہے اگر تم لوگ بھی
اندرون قلعہ داخل ہو جاؤ گے تو ہم کو بیرون قلعے کی خبر نہ معلوم ہوگی جہان تک ممکن ہو اپنی حفاظت
کرو بعد جیسا کچھ مناسب ہوگا تم کو اطلاع دیجائیگی اُن سرداروں نے باہم مشورہ کیا کہ خلخال خان
اپنی حفاظت جان کے واسطے قلعے مین جا چھپا ہے اور ہمارے تئین ہلاک کروانا چاہتا ہے اُس کے دماغ مین
فتور معلوم ہوتا ہے مگر ہمکو بھی اپنی حفاظت لازم ہے چنانچہ وہ سب شہر کیطرف چلے ہنگامۂ جنگ گرم
ہوا تمام دن کشت و خون رہا پھر شب کو اپنے اپنے مقام پر واپس آ گئے جہان جس کو کچھ مل گیا
کھا لیا اور تمام شب اُسی طرح مسلح و مکمل شہر مین بیٹھ کے بسر کی صبح کو تمام شہر کو مسخر کر کے
قلعے کے جانب رُخ پھیرا ہنوز تک خندق تک پہونچنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ سامنے سے تیرہ گرد
نمایان ہوا اہل قلعے نے بھی بلندی قلعہ پر جا کے دوربینوں سے اُس تیرہ گرد کو دیکھا جب تھوڑی دیر
کے بعد دامن گرد چاک ہو خبرداروں نے خبر دی کہ لعل بن تورج چالیس ہزار سوار کی جمعیت
ہمراہ لیے چلا آتا ہے مسلمانوں کو سخت تردد لاحق ہوا شاہزادہ رستم ثانی نامدار نے
اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یارو جلدی خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ لعل بن تورج بدرگ کا
صاحبزادہ ہے یہ موذی نہایت زبردست و جنگ آزمودہ ہے سب سردار ہوشیار ہو گئے تا اینکہ
لعل بن تورج بدرگ مع فوج ہمراہی قریب آ گیا شاہزادہ رستم ثانی نے قلعے کی جانب سے
روگردانی کی لعل بن تورج بدرگ کے جانب آئے لعل بن تورج بدرگ نے آتے ہی نعرہ
مارا کہ اے خدا پرستو اگر نہیں جانتے ہو تو جانو مین ہوں لعل نام تورج خان کا بیٹا مین نے
اگر تم مسلمانوں کو پسپا کیا ہے اگر خداوند لات و منات نے چاہا تو آج بھی تم سب کا خون
زیر قلعہ بہاؤنگا اگر تم کو اپنی جان کا پاس ہے تو خداوند لات و منات کی بندگی اختیار کرو اور
خدائے نادیدہ کی پرستش سے توبہ کرو شاہزادہ رستم ثانی نے کہا او تورج بدرگ بچے مین تجھکو
خوب پہچانتا ہوں اگر تو تورج بدرگ کا بچہ ہے تو کیا باہوش ہے اور تیرا خداوند لات و منات کیا

وحشت رکھتا ہی جس کی ہم جنسی اختیار کرین سب سارا نچہ داری زردی لشتان پہلمان کیانی دلاور گران لعل بن نوروج بدرگ نے قدم آگے بڑھایا اور کہا مین آیا ہون تیرے مقابلے کو اگر تو کچھ جرأت رکھتا ہی تو وار کر ورنہ کسی اور پہلوان جری و بہادر کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج شاہزادہ رستم ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ لعل بن نوروج بدرگ کا مقابل ہو سلیمان ثانی رعب کو میمنہ کے شاہزادہ رستم ثانی کے پاس آیا اور کہا ای دلاور دوران ابھی تمھارے حرب و پیکار کا وقت نہین آیا ہی پہلے ہم لوگ جناب وحرب کا ہنگامہ کرلین تو پھر تمکو اختیار ہی شاہزادہ رستم ثانی نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او بدرگ بچہ اپنا وار کر لعل بن نوروج بدرگ نے تلوار کا وار کیا شاہزادہ رستم ثانی نے سپر پر اس وار کو رد کیا اور پس پشت جاکے لعل بن نوروج بدرگ کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا فوج کفار نے جو یہ حال لعل بن نوروج بدرگ کا دیکھا سب یکبارہ دوڑے اور اس طرف سے سرداران لشکر اسلام پہونچے جبتک دونون طرف کے لوگ اس مقام پر پہونچین لعل بن نوروج بدرگ نے جھٹکا دیا شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے اسکا کمربند چھوٹ گیا اب جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی کشتون کے پشتے سرون کے انبار لگ گئے شام تک ہنگامۂ کشت و خون گرم رہا فوج کفار کے کشتے کثرت سے تھے ان کے حواس باختہ ہو چلے تھے انھون نے طبل بازگشت بجوا دیا اب دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے

اب اس سلسلۂ قصہ کا حال سنیے کہ جب لعل بن نوروج کو لقا بد اریلپکینہ پوش کے مقابلے سے اژدھا نگل گیا تھا

سرو عاشق ہو گیا اس غیرت شمشاد کا
قبضۂ خنجر مجھے آئینہ ہی فولاد کا
دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین عزلت مین ہم
تو تماشا ملجائے میرے خانۂ برباد کا
کوئی غنچہ ہی کوئی گل ہی کوئی پژمردہ ہی
شمع روشن بنگیا ہی مو قلم بہزاد کا
کوسے جانا نسے نکل جا کہین وحشت عم
جیسے آشوب جہان ہی حسن آدم زاد کا

عل مچایا قمریون نے بھی بہار باغ کا
الفت ابرو مین کھینچا ہی یہ تیر الف
بوریا اڑتا ہی اپنے خانۂ برباد کا
عشق دل مین ہی نہ دل آنکھون سے ٹپکے
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
خوش ایسا ہون کہ تکین اگر اعدا بھی ہم
ٹہریان ڈالین بڑا احسان ہی جلاد کا
جاتی ہین دل خوش قد و رفتار دیکھکے

دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار
ڈھیر بھی ہو سبزہ کے شانے مین مجھ آزاد کا
جانے قاصد وہ پری بھیجے اگر پیک صبا
ان جہان موسمہ نشان ہی خانۂ آباد کا
کھینچتا ہی جو تیرے رخسار تابانکی شبیہ
شبہ ہوتا ہی مجھے محبوب کی بیداد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پریزاد انکی
جائے دل گویا لعل بن شانہ ہی شمشاد کا

محرران مضامین عجیبہ و کاتبان اخبار طرفہ و غریبہ اس حال حیرت اشتمال مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب لقا بد اریلپکینہ پوش کے مقابلے سے اژدہا لعل بن نوروج بدرگ کو نگل گیا تھا یکایک لعل بن نوروج بدرگ نے آنکھ کھولی دیکھا ایک قصر عالیشان جس کی خوبی و بلندی پر ترا زوہم و گمان ہی لب دریا واقع ہی گرد اس قصر عجیب الفضا کے ایک باغ سرسبز و شاداب ہی درختان گل و ثمر کثرت سے ہین شاخہائے کو جابجا برگ پر طائران رنگارنگ چہچہہ زن ہین درود اس قصر کے وسط مین ایک صفۂ سنگ مرمر کا نہایت صاف سپید بنا ہوا ہی چہار دن کونون پر

صفہ کے چار فوارے اس طرح چھوٹ رہے ہیں کہ آنکھ کی نمی دور تک درختوں پر پہونچتی ہے لعل
بن تورج بدرگ نے اپنے کو اُس قصر پر پایا اندرون قصر جو نگاہ کی چند پریزادوں کو دیکھا جو
حسن کے دریا میں از سر تا پا غرق زیور تو کچھ ایسا نہیں لیکن لباس اُنکا نہایت پر تکلف و برق ایک تخت
جواہر نگار کے گرد کھڑی ہوئیں کچھ باتیں کر رہی ہیں اور ایک نازنین سراپا خوبی و پر تمکین زیور جواہر نگار سے
آراستہ و پیراستہ لباس پر زر زیب تن کیے بکمال ناز و انداز اُس تخت پر بیٹھی ہے اور ہنگامہ رقص
دلنواز گرم ہے اور ایک نازنین رقاصہ اس غزل کو نہایت خوش اسلوبی سے گا رہی ہے

جلاتے ہیں مجھے اے دل یہ شمع رو کیا کیا
تو دیکھ گیسووں اے دل لٹے گا تو کیا کیا
گذر ہوا نہ بیاباں تک ہزار سر پٹکا
چمن میں سنگ نہ لایا مرا لہو کیا کیا
مجھی کو خوب یہ اے بے نیاز روشن ہے
چھپا کے مجھ سے وہ کرتے ہیں گفتگو کیا کیا
چمن میں دھیان جب آیا ہے زلف پیچاں کا
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا
ہوس میں دید کی خود رفتگی کے عالم میں
صبا نے خاک اڑائی ہے کو بکو کیا کیا

ترا ہی کام ہے کرنا ہے ضبط تو کیا کیا
جہاں میں حسن پرستوں کی جان لینے کو
صبا نے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا
سما گئی ہے گلوں میں بھری ہے غنچوں میں
کہ سینے دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا
لگے ہیں کھینچ کے رکھنے جو تیغ قاتل نے
ہوئی ہے روح پریشاں برنگ بو کیا کیا
لیا جو دشت جنوں شدہ مد مجنوں سے
بھاری مرے دل کو آرزو کیا کیا
زباں جو اُنکی ترے نشے میں بہکتی ہے

بجا الو ہے یہ مزا جسکو عشقبازی کا
نکھر نکھر کے نکلتے ہیں خوبرو کیا کیا
پلٹ پلٹ کے نہیں گل نہیں لالہ
چمن میں یار کے بس بس گئی ہے بو کیا کیا
لہو مرا نہیں چھپتا ہے اُنکے دامن سے
خوشی میں آنکے پھولی رگ گلو کیا کیا
لپٹ لپٹ گئے مجھ سے وہ تیر رونے پر
صبا نے دھوم اُڑائی ہے چار سو کیا کیا
ملا ہے خاک میں نیرنگ جب گلستان کا
فریب دے کے وہ کرتے ہیں گفتگو کیا کیا

تمام حاضرین اس غزل کو سن کے محظوظ ہو رہے تھے بقدر ایک لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ نازنین تخت نشین
تخت پر کھڑی ہو گئی اور نازنینان ہمراہی سے لعل بن تورج بدرگ کی جانب اشارہ کر کے
کہا اس جوان کو یہاں بلا لاؤ وہ نازنینان ماہ لقا سراپا حسن و ضیا حسب الحکم نازنین تخت نشین
لعل بن تورج بدرگ کے پاس آئیں اور کہا چل تجھکو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہے لعل بن تورج تو اول
ہی اُس نازنین کو دیکھ کے از خود رفتہ ہو چکا تھا یہ خیال نہ رہا کہ میں کون ہوں اور یہ مقام کیا ہے اور
کس طرح یہاں پہونچا اژدہے کے نگلنے کا خیال بھی فراموش تھا فوراً اُن نازنینوں کے ساتھ ملکہ
ناز تخت نشین کے قریب پہونچا کہا غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے نازنینان ہمراہی نے کہا بس خاموش رہ
ہماری ملکہ جو کچھ فرمائے اُسے سن اور تو کچھ نہ کہ خلاف ادب ہے لعل بن تورج بدرگ نے کہا
بہت مناسب ایسا ہی ہوگا خطا ہوئی معاف کرو اُنھوں کہا خاموش رہ یہ بھی نہ کہہ نہیں تو عتاب
نازل ہوگا سزا اسے سخت پائیگا طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گا لعل بن تورج بدرگ
نے کہا اس میں شک نہیں مجھے یقین ہے ایسے ہی خداوندوں کا دربار ہے اچھا اب اصل مطلب کہو
خداوند لات و منات کرے وہی مطلب ہو جو میں سمجھا ہوں اُن نازنینوں نے اُس کے
سر پر ایک دھول جمائی ٹوپی سر سے گری لعل بن تورج بدرگ نے ٹوپی اُٹھا کر سر پر
پہنی اور کہا بہت بہتر ارشاد فرماؤ کیوں بلایا ہے نازنین تخت نشین نے کہا تیرا نام لعل
بن تورج بدرگ ہے اُسنے دست بستہ کہا حضور کو کس طرح میرا نام معلوم ہوا ہاں واقعی میرا نام

یہ ذات ملکہ تخت نشین نے کہا ہمکو تیرا نام کس طرح معلوم ہوا اگر اب یہ بتا کہ تجھکو بھی ہمارا نام معلوم ہی
لعل بن نورج نے کہا ہرگز نہیں مگر میری مجال بھی نہیں کہ حضور کا نام مبارک پوچھ سکون
ملکہ تخت نشین نے کہا ہم تجھکو اپنا نام بتائے دیتے ہیں اگر تجھکو ہمارے نام کے معلوم ہونے
کی ضرورت ہو لعل بن نورج بدرگ نے کھلکھلا کے دانت نکال کے دست بستہ کہا قربانت
شوم مجھکو اور حضور کا نام مبارک معلوم ہونے کی ضرورت ہو میں تو کیا کیون لبس اب کچھ کہتے نہیں
بن پڑتا اور خاموش بھی رہا نہیں جاتا خفا نہ ہو تو کون نازنینان ہمراہی نے کہا پھر تو پڑھو گے بولیں
خاموش رہ نہیں تو تیرا سر گنجا ہو جائے گا لعل بن نورج بدرگ نے کہا بہت خوب ہاں اب
نام مبارک حضور ارشاد فرمائیں اُس نازنین تخت نشین نے کہا آگاہ ہو کہ میں دختر صلصال
ہون نسترن خاتون نام ہمشیر زلفین اور بھی کچھ تجھکو خبر ہی یا نہیں لعل بن نورج
بدرگ نے کہا مجھکو کیا خبر ہی جو کچھ حضور ارشاد فرمائیں اُس کی خبر ہو گی اُس نازنین مہ جبین
نے کہا میری پیدائش طرفہ طرح کی ہی لعل بن نورج بدرگ نے کہا کس طرح اُس نے
کہا ہم دو ماہ سے پیدا ہوئے ہیں اور ہم میں جو صفت اعلیٰ ہی اُسکو اگر تو سنے تو یقینا بہت خوش
ہو لعل بن نورج بدرگ نے کہا وہ کیا ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا مجھکو سحر و ساحری
میں بڑا ملکہ حاصل ہی ایسا کہ دنیا میں شاید کسی اور کو حاصل ہو اور اگر تو راضی ہو تو میں ابھی تجھے خاک
سیاہ کر دوں یا اور جسکو تو کہے لعل بن نورج بدرگ نے نہایت منت سے کہا ای نازنین پری جبین
و نازنیہ تو کس طرح کی خوش طبعی مجھسے کرتی ہی یہاں تک تو صحیح ہی کہ تو نسترن خاتون نام رکھتی
ہی اُس جھوٹ سے کیا فائدہ لیکن سحر و فسون میں بھی اکمل ہوں تجھ ایسی نازک اندام کو سحر و فسون
سے کیا کام ہی اُس نے کہا تو جھوٹ نہ سمجھ جو کچھ میں نے کہا ہی اُس کا امتحان ابھی ہوا جاتا ہی
یہ کہکے کہا آنکھیں اپنی بند کر لے لعل بن نورج بدرگ نے آنکھیں اپنی کر لیں بند بعد
ملکہ نسترن خاتون نے کہا اب آنکھیں اپنی کھول دے اب جو لعل بن نورج بدرگ نے آنکھیں
اپنی کھولیں اپنے کو ایک باغ میں پایا وہاں چند نازنینوں کو دیکھا جن میں ایک یہ نازنین
تخت نشین بھی تھی اور نہ وہ قصر ہی اور نہ اُس طرح کا باغ جس کے وسط میں صفہ سنگ مرمر
بنا ہوا تھا اب تو لعل بن نورج بدرگ کو یقین واثق ہو گیا کہ بے شک یہ نازنین ساحرہ
بے بدل ہی اُس نازنین سے پوچھا یہ مقام اور ہی برخلاف اول کے اُس مقام کا کیا نام تھا
اور اس مقام کا کیا نام ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا مقام اول تو بالکل نہ پوچھ کیونکہ وہ مقام
میں نے خاص تیری ملاقات کے واسطے بزور سحر بنایا تھا اور اب اُس کا نشان بھی نہیں
اور اس مقام کا نام غار افراسیاب ہی قریب شہر صندل اگرچہ یہاں بھی سحر کا دخل ہی مگر
اسقدر نہیں یہ وہ مقام ہی کہ جہاں کسی کا پہونچنا ممکن نہیں کیسی ہی جد و جہد کی جاوے لعل بن
نورج بدرگ نے کہا ای نازنین یہ تو نے بڑی خوش خبری سنائی میں ایسے مقام محفوظ کی
تلاش میں عرصے سے تھا اسواسطے کہ خدا پرستوں کا غلبہ اکثر ہوا کرتا ہی اور انکے مقابلے
سے گریز کر کے کہیں پناہ نہیں ملتی اب اگر ایسا اتفاق ہو گا تو ہم یہاں آ کے چھپ رہیں گے

اور جب موقع ہو کہ مسلمانوں کو زک پہونچائیں کے فریب ان تیرے سحر و افسوں سے بھی کام لیں گے
ملکہ نسترن خاتون نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ سب خداوند لات و منات کا فیض ہے
لعل بن نورج بدرگ نے کہا یہ بھی خداوند لات و منات کا فیض و کرم ہے کہ مجھ کو یہاں تک پہونچایا
اور ایسا مقام محفوظ دکھایا اُس نازنین نے کہا بیشک بعد اس گفت و شنید کے دونوں پہلو بہ پہلو
بیٹھے مگر اب جو لعل بن نورج نے دیکھا نہ وہ زیور جواہر نگار تھا اور نہ اُس طرح کا لباس زرین
صرف معمولی سادہ لباس تھا سمجھ گیا کہ وہ سب سامان سحر تھا غرضکہ وہ دونوں عیش و نوشی میں مصروف
ہوئے عیش و سرور کا ہنگامہ گرم ہوا یکایک ایک عورت آئی اور اُس نے خبر دی کہ اے لعل خان
تو نے کچھ اور بھی سنا کہ یہاں شاہزادہ رستم ثانی نام ایک خدا پرست آیا چاہتا ہے جس سے ہنگامہ جنگ
گرم کریگا تیرے اُسکے درمیان کیا مناقشہ درپیش ہے لعل بن نورج بدرگ ہنسا اور کہا یہ مناقشہ
کیا کم ہے کہ وہ خدا پرست ہے اور میں خداوند لات و منات کا پرستش کرنے والا ہوں اور
اُس نازنین مہ جبین سے کہا طرفہ امر ہے ابھی تو نے بیان کیا تھا کہ یہاں کسی کی مجال نہیں ہے کہ آسکے
اور پھر ابھی یہ خبر سنتے میں آئی ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی خدا پرست یہاں آتا ہے اُس نے کہا تو پھر آتا
کیوں ہے اگر آئیگا تو یہاں کسی طرح پہونچ نہیں سکیگا اور اگر کسی طرح آ بھی جاوے گا تو یہاں سے
زندہ نہیں جا سکے گا تو مطمئن رہ اب نازنین دوم جو خبر لائی تھی اُس نے کہا اے لعل خان شاہزادہ
رستم ثانی خدا پرست ابھی یہاں تک پہونچا نہیں ہے شہر خطا میں وارد ہوا ہے اور وہاں ہنگامہ جنگ بھی گرم
کر رہا ہے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سے فراغت کرکے یہاں بھی آئے گا نازنین اول یعنی
ملکہ نسترن خاتون نام نے کہا تو آنے دے وہ خدا پرست ہرگز یہاں تک نہیں پہونچیگا
لعل بن نورج بدرگ نے کہا اے نسترن خاتون انسان کو اپنے انجام کی خبر ضرور
رکھنا چاہیے میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر فوج مہیا رکھوں تاکہ اگر شاہزادہ رستم ثانی کا
مقابلہ ہو جائے تو کسی طرح کی عاجزی لاحق نہو اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے ملکہ نسترن خاتون
اور لعل بن نورج بدرگ دونوں شہر صندل میں پہونچے از سر نو فوج بھرتی کی جس کی تعداد
دس ہزار پانچ سو تھی ملکہ نسترن خاتون نے کہا بس یہ جمعیت شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے
کو کافی ہوگی لعل بن نورج نے کہا اے ملکہ نسترن خاتون یہ خیال ہرگز نہ کرنا پچاس ہزار آدمی
کی جمعیت بھی شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے کو کافی نہو سکے گی ملکہ نسترن خاتون نے
چار سو جادوگر بہم پہونچائے اور لعل بن نورج بدرگ سے کہا بس اب یہ جمعیت خدا پرستوں
کے مقابلے کو بخوبی کافی ہے اس واسطے کہ جادوگر بخوبی خدا پرستوں کا کام تمام کر سکیں گے لعل بن نورج
بدرگ نے کہا اے نازنین یہ گمان بھی صحیح نہیں ہے اس نظر سے کہ اگرچہ خدا پرست سحر و افسوں کو
نہیں جانتے مگر تاہم سحر و افسوں اُن پر کارگر نہیں ہوتا ہے ملکہ نسترن خاتون نے کہا یہ وہ ساحر
نہیں ہیں جنکا سحر خدا پرستوں پر مؤثر نہو گا اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے دیکھ لینا چنانچہ اُن سواروں
اور چار سو جادوگروں کی جمعیت ہمراہ لے کے لعل بن نورج شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے
کو روانہ ہوا یہ وہ لشکر ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی خلخال خان کو گرفتار کرنے کے واسطے

قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جو اس کی خبر پہونچی کہ لعل بن توریج بدرگ ہمراہی فوج جنگ کے
واسطے آتا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ نسترن خاتون بھی لعل بن توریج بدرگ کے ہمراہ
ہے الغرض جب دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر پہونچے دو تین روز خبر پہونچی کہ صلصال
آتا ہے گبران کردار اُسکے استقبال کو گئے اور نہایت تعظیم وتکریم سے صلصال کو لائے صلصال
نے آتے ہی ہنگامہ آرائی کا حال پوچھا اُن گبروں نے بیان کیا کہ تیری دختر نسترن لعل بن
توریج بدرگ کے ساتھ ہے یہاں مسلمانوں سے مقابلہ کرنے آئی ہے اور بھی قصہ گذشتہ بیان
کیا صلصال اپنی دختر نیک اختر اور لعل بن توریج بدرگ کا حال سن کے بہت خوش ہوا اور
لعل خان کے پاس گیا لعل بن توریج بدرگ نے برسم کفار سلام کیا اُس نے خوش ہو کے
جواب سلام دیا اور کہا اے جوان مجھکو پرویز کے بھی حال کی خبر ہے لعل بن توریج نے
کہا خوب وقت پر یاد آیا واقعی پرویز کے حال کی خبر لینا چاہیے مقدم امر یہی ہے کہ خدا پرست
اپنے نام کے ہیں جسکی ہلاکت کے درپے ہوئے ہیں اُس کی جان کسی طرح نہیں چھوڑتے ہیں علی الخصوص
ایسی حالت میں کہ مسلمانوں کے گروہ کا بہت بڑا سردار امیر حمزہ ان صاحبقران نام پرویز
کی قید میں آ گیا ہے مسلمان اپنے سردار کی رہائی کے واسطے بیشک کوشش بلیغ کر رہے ہونگے
مبادا مسلمان جمع ہو کے پرویز پر یورش کریں اور امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو قید سے
رہا کر کے پرویز کو ہلاک کریں صلصال نے کہا اے جوان اگر ایسا واقعہ درپیش ہے تو واقعی
پرویز کی مدد کو جادوگروں کا ایک گروہ جانا چاہیے چنانچہ چار سو جادوگر جمع کر کے پرویز
کی مدد کو بھیجے یہ جادوگر اُس وقت پہونچے ہیں کہ جب مسلمانوں نے پرویز کو دار پر کھینچا تھا اور
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اُس کو تلقین تعلیم نسبت قبول دین اسلام کی ہر بار کہتے تھے اور
بار بار یہ کہتے تھے کہ دیکھو کوئی دم کی دیر ہے کہ تو ہلاک ہو جائیگا ابھی خیریت ہے کہ اگر تو دین اسلام
اختیار کرے اور پرویز ہر مرتبہ یہی جواب دیتا تھا کہ مجھے اپنے خداوندلات و منات
کی پرستش کسی طرح ترک نہوگی وہ گروہ جادوگروں کا اُس وقت پہونچا اور بزور سحر پرویز کو
دار پر سے اُٹھا لیگیا پھر اسی طرح صلصال کے پاس پرویز کو پہونچایا پھر صلصال پرویز
کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے پرویز اس وقت کہاں سے آتا ہوا اُن ساحروں نے
حقیقت گذشتہ بیان کی پرویز نے کہا اے لطف کردۂ خداوندلات واقعی اگر یہ بندگان
خاص خداوند وقت پر وہاں نہ پہونچتے تو عنقریب مسلمان مجھکو ہلاک کر لیے دار پر کھینچ ہی
چکے تھے صلصال نے کہا خیر خداوندلات و منات نے مدد کی بعدہ پرویز کو تخت
پر بٹھایا اور طبل شادمانی بجوایا یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچی کہ پرویز نے طبل شادمانی بجوایا ہے
سب متعجب تھے کہ یہ کیا رمز ہے پرویز ابھی دار پر کھینچا گیا تھا یکایک غائب ہو گیا القصہ یہاں
طبل شادمانی بجا دونوں لشکر میدان میں آئے صف آرائی ہوئی تند خو سے بن قاسم
میدان میں آیا مقابل طلب ہوا لعل بن توریج بدرگ اُسکے مقابلے کو آیا اور تا دیر رد و بدل رہی
آخر تند خو زخمی ہوا شب کے آثار نمایاں ہو چکے تھے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر

پر واپس گئے چند روز تک ہنگامہ آرائی ملتوی رہی بعدہ ایک روز پھر طبل جنگ بجا شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کل میں میدان حرب میں جاؤنگا سرداروں نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ ہم سب کی موجودگی میں کیونکر ممکن ہو کہ تم میدان میں حرب و ضرب کا ہنگامہ گرم کرو ہاں جب ہم لوگ نہوں گے اسوقت اختیار ہو شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا ای دلاورو کیونکر خود میدان میں نہ جاؤں مجھکو ہرگز منظور نہیں ہی کہ خواہ مخواہ مسلمانوں کا خون ہو اور تم لوگ بیکار میرے میدان جانے سے متعرض ہوتے ہو آخر کیا میں کبھی حریف کے مقابلے کو نہیں گیا ہوں سرداروں نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ ہماری غرض یہ نہیں ہی کہ نا تجربہ کار ہو بلکہ ہم کو شرم دامنگیر ہوتی ہی اس بات سے کہ افسر اپنے حریف کے مقابلے کو جائے اور اس کے ملازمان ماتحت آرام سے اپنی جگہ مقیم ہوں شاہزادہ رستم ثانی نے کہا یہ خیال تم لوگوں کا بالکل غلط اس بات کو اپنے دل سے نکالو سب خاموش ہو رہے دوسرے روز شاہزادہ رستم ثانی میدان میں آیا اس کے مقابلے کو لعل بن تورج بدرگ آیا اور پکارا کہ ای شاہزادہ رستم ثانی میں ہرگز اس وقت میدان میں نہ آتا لیکن جب مجکو معلوم ہوا کہ تو بذات خود آمادۂ پیکار ہی لشکر بران میں تیرے مقابلے کو آیا ہوں شاہزادہ رستم ثانی نے کہا میری بھی یہی خواہش تھی لعل بن تورج بدرگ نے کہا ہم اور تو دونوں جوان ہیں ابھی بہت کچھ دنیا میں دیکھنا ہی کیا اچھا ہوتا اگر تو خداوند لات و منات پر ایمان لاتا اور ہم تم دونوں ہم ان بالاتفاق ہر ایک حریف سے مقابلہ کرتے داد مردانگی دیتے دنیا میں حکومتیں کرتے کیا لطف رہتا اگر تو اس ہنگامہ آرائی میں ہلاک ہوا یا میں ہلاک ہوا شاہزادہ رستم نے کہا تف ہی تیری اس ضلالت شعاری پر کہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کرنا چاہتا ہی اگر سچ پوچھتا ہی تو دین اسلام سے بہتر اور برتر کوئی دین نہیں ہی دین اسلام کو اختیار کرلے پھر جس طرح تو چاہتا ہی اس طرح خوب زندگی بسر ہو سکتی ہی لعل بن تورج بدرگ نے کہا یہ مجھسے ممکن نہیں ہی کہ خداوند لات و منات سے منحرف ہو جاؤں شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا مجھسے کیونکر ممکن ہی کہ تیرے مذہب بے بنیاد کو اختیار کروں اور اپنے دین حق سے منحرف ہو جاؤں اس گفت و شنید کے بعد رد و بدل کی نوبت آئی لعل بن تورج بدرگ نے وار کیا شاہزادہ رستم ثانی نے اس وار کو رد کیا پھر شاہزادہ رستم ثانی نے وار کیا لعل بن تورج نے بھی شاہزادہ رستم ثانی کے وار کو رد کیا تھوڑی دیر تک دونوں میں خوب رد و بدل ہوئی آخر لعل بن تورج بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہوا لعل بن تورج بدرگ کے مجروح ہونے سے کفار کے دل میں ہول پیدا ہو گیا فوراً طبل بازگشت بجا یا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے کفار لعل بن تورج بدرگ کے مجروح ہونے سے حیران تھے مالکہ ستیزن خاتون کے بھی گوش زد یہ حال ہوا اُس کو بھی کمال تعجب ہوا لعل بن تورج بدرگ کے پاس آئی جراحت دیکھ کے افسوس ظاہر کیا بعض کفار نے ملکہ ستیزن خاتون سے شکایت کی کہ تیری موجودگی میں لعل بن تورج مسلمانوں کے ہاتھ سے مجروح ہو حیرت خیز بات ہی اور اسوقت تجھسے کوئی کارنمایاں ظہور میں نہیں آیا اگر یہی حال ہی تو کس طرح خداوند لات

کی پرستش کرنے والون کی جان بچےگی آخر تیری سحر و ساحری کب کام آویگی ای مجھ سے ایسی
طعن آمیز اُس سے باتین کین کہ ملکہ نسترن خاتون کو غصہ آگیا اور کہا ای خداوند کے بندوم اسقدر
گھبراتے کیون جاتے ہو کیا کوئی ساحر مجروح نہین ہوتا لعل بن تورج تو کچھ بھی سحر نہین جانتا ہی پھر اگر
شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تو کیا مضائقے کی بات ہی کفار نے کہا مزید مضائقے
کی بات ہی کہ خداوند لات نے تجکو ایسی قابلیت دی اور پھر بھی تو نے کوئی کارنمایان ابتک نہین
کیا نسترن خاتون نے کہا صبر کرو آج مین شب کو جاونگی اور شاہزادہ رستم ثانی کو ہلاک
کرونگی پھر اپنے باپ صلصال کے پاس گئی اور اس ماجرے کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ
آج شب کو میرا ارادہ مصمم ہو کر جا کے شاہزادہ رستم ثانی کو ہلاک کرون اُس نے بکمال حیرت و
تعجب نسترن کی جانب دیکھا اور کہا ای فرزند یہ تو کیا کہتی ہی اپنے حواس درست کر اپنے
سحر و افسون پر ہرگز بھروسہ نہ کر یہ خداپرست ہین ہزارون ساحرون کو جان سے مارا ہی اور کسی کے
سحر و افسون نے مطلق کام نہ دیا تو ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ایسا نہو کہ تیری مفارقت سے زندگی
مجھپر وبال ہو جائے تا اینکہ مین بھی ہلاک ہو جاؤن تجکو شاید نہین معلوم ہی کہ زلفقن بھی ایکباری
اپنی سحر و ساحری پر بھروسہ کرکے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو ہلاک کرنے گئی تھی پھر سب کو
معلوم ہی کہ اُسکا کیا نتیجہ ظہور مین آیا یعنے زلفقن قران نام خداپرست کے ہاتھ سے ہلاک
ہوئی میری ساعت مین اکثر گذرا ہی کہ خداپرستون کے مقابلے مین سحر و افسون ہیچ و پوچ ہو جاتا
ہی بلکہ دیکھا بھی ہی صلصال کی اس تقریر کو سن کے نسترن خاتون نے اپنے ارادے کو فسخ کیا
اور تا دیر سکوت مین بیٹھی سوچا کی کہ کیا کرنا چاہیے اہل لشکر طعنہ زنی سے مجکو شرمندہ کرتے ہین
اگر میری ذات سے کوئی کارنمایان ظہور مین نہ آیا طعنہ زنی سے میری زندگی تلخ کردینگے آخر
اپنے عیار سعد تیز رو نام کو اپنے روبرو طلب کیا جب وہ آیا اُس کی عیاری و چالاکی کی بہت
تعریف کی اور کہا ای سعد مدت سے مین تیری رعایت پر آمادہ رہی ہون وہ ملازم کیا جو اپنے مالک
کی کسی مصیبت کے وقت مین کام نہ آوے کس بلا کا خداپرست ہی جسنے لعل بن تورج ایسے
مقرب بارگاہ خداوند کو مجروح کیا خداوند کے بندون مین تہلکہ پڑ گیا ہی اگر شاہزادہ رستم ثانی
ہلاک نہوگا تو اُسکے ہاتھ سے تمام بندگان خداوند لات و منات ہلاک ہو جائینگے بتپرستی
نام کو باقی نہ رہیگی آج تجھسے یہ کام لینا چاہتی ہون کہ جا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لا اور جسوقت
شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لاے گا اُس کے وزن کے موافق جواہرات تجکو دونگی اور
اپنا ملازم خیرخواہ سمجھونگی آئندہ تجھسے ہر طرح کی خیرخواہی کی امید ہوگی سعد تیز رو نے کہا تو نے
مجھسے پہلے نہ کہا لعل بن تورج بدرگ کے مجروح ہونے کے بعد مجکو اس کام کیواسطے تجویز کیا ابتک
مین کب کا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لاتا ملکہ نسترن خاتون نے کہا پہلے مجکو کیا
معلوم تھا کہ لعل بن تورج بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے مجروح ہو جائیگا اُسنے
کہا اگر سچ پوچھتی ہی تو مسلمان اگر مجبور ہونگے تو عیاران چابک دست کی چالاکی سے سحر و افسون
اُن کے روبرو کچھ حقیقت نہین رکھتا خراب تو نے کہا ہی جاتا ہون حتے الامکان شاہزادہ

شاہزادہ کو رستم ثانی کو گرفتار کرلاؤ نگا مگر شرط یہ ہی کہ اپنے وعدہ سے منحرف نہو نا ملکہ لسترن نے
کہا کیا مجال جو وعدہ کیا ہی اُس سے المضاعف لینا سعد تیز رو وہان سے اپنے مقام پر آیا اور
اُس طرف خدنگ عیار شیرویہ نے سنا کہ لسترن خاتون اپنے عیار سعد تیز رو کو رستم ثانی
کی گرفتاری کے واسطے بھیجتی ہی اور شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق جواہر دینے کا وعدہ
کیا ہی سعد تیز رو کے پاس آیا اس حال کو پوچھا سعد تیز رو نے کہا ہان ای خدنگ شب کو مین
شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے جاؤنگا خدنگ نے کہا ای برادر اگر تو شاہزادہ
رستم ثانی کو گرفتار کر لائے گا واقعی ملکہ لسترن خاتون تجکو مالا مال کردیگی مین چاہتا ہون
کہ مجکو بھی اپنا شریک کرلے اُس نے کہا یہ نہین ہوسکتا کہ تیری شراکت سے اس کام کو انجام دون یہ
سنکے خدنگ وہان سے ہشام عیار صلصال کے پاس آیا اور اس حال کو بیان کیا اور کہا ای عیار
طرار دہر یہ نہایت کارگذار سعد تیز رو عنقریب مال دنیا سے غنی ہوجائیگا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار
کرنے کا وعدہ کیا اور لسترن خاتون نے اس سے وعدہ کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی کے
وزن کے موافق جواہرات انعام مین دونگی مین نے سعد تیز رو کی شراکت چاہی تھی مگر وہ عیار بڑا
ہوشیار ہی میری شرکت پر راضی نہین ہوتا تم ایسی تدبیر بتاؤ کہ مین بھی مسلمانون کے مقابلے مین
کسی نمایان سے مال و دولت کثیر انعام مین پاؤن ہشام نے کہا ای خدنگ مین تجھے تدبیر معقول
بتاتا ہون تو شیرویہ اپنے مالک کے پاس جا اور اس سے کہ کہ ملکہ لسترن خاتون نے اپنے
عیار کو شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے بھیجا ہی تو بھی مجھے کسی خداپرست کی گرفتاری
کی اجازت دے جب تو کسی خداپرست کو گرفتار کر لائے گا جو تجھ ملکہ لسترن سعد تیز رو کو انعام
مین دیگی تیرا مالک بھی تجھے ضرور دیگا خدنگ اس رائے سے بہت خوش ہوا شیرویہ
کے پاس آیا اور یہی تقریر ادا کی شیرویہ نے کہا اگر تیرا یہی ارادہ ہی جا فضل بن رستم کو گرفتار کرلا
خدنگ عیار شیرویہ ہشام کے واپس آیا اور جو کچھ شیرویہ نے فرمائش کی تھی اُس کو بیان کیا
ہشام کو بھی لالچ نے گھیرا وہ اُسی وقت صلصال کے پاس پہونچا اور کہا نہایت شرم کی بات
ہی کہ ملکہ لسترن خاتون اپنے عیار سعد تیز رو کو اور شیرویہ اپنے عیار خدنگ کو مسلمانون
کے واسطے بھیجین اور مین آرام سے لشکر مین بیٹھا رہون صلصال نے کہا لسترن نے سعد تیز رو
کو کس کی گرفتاری کے واسطے اور شیرویہ نے خدنگ عیار کو کس کی گرفتاری کے واسطے
بھیجا ہی ہشام نے سب بیان کیا صلصال نے کہا ای ہشام تو جا ملک ایرج کو گرفتار کرلا غرض
شب کو سعد تیز رو خدنگ ہشام تینون لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوئے سعد تیز رو رستم ثانی
کے خیمے دروازے پر پہونچا وہان سب بیخبر سو رہا تھا یہ باطمینان تمام خیمے مین پہونچا سونے کی مسہری
پر شاہزادہ رستم ثانی سو رہا تھا اس نے پہلے دارو بیہوشی دماغ مین پہونچائی بعدہ گلیم
عیاری مین پشتارہ بناکر رکھا اور خیمے سے باہر آکے لشکر کی راہ لی خدنگ عیار بھی شیرویہ
بن پرویز فضل بن رستم کے خیمے مین آیا یہان بھی دربان بیخبر سو رہا تھا ایک کتا دروازے
پر بیٹھا تھا خدنگ عیار سوچا کہ اگر خیمے مین داخل ہونگا کتا چیخیگا دربان بیدار ہو جائیگا

پھر خیمے میں جانا کسی طرح ممکن نہ ہوگا بلا لیا عجب ہے کہ میں خود یہاں گرفتار ہو جاؤں چند لمحہ تک سکوت میں
گذار رہا آخر بجائے خود کچھ سوچ کے آگے بڑھا ایک روٹی جیب عیاری سے نکالی کتے کو
آہستہ سے چمکارا اُس نے خندق کے جانب دیکھا اس نے فوراً وہ روٹی اُس کتے کے
آگے ڈالدی کتا روٹی کھانے میں مصروف ہوا یہ پردہ اُٹھا کے خیمے میں داخل ہوا اور فضل بن
رستم کو گرفتہ و بستہ کر کے آیا ہشام بھی ملک ایرج کے خیمے کی طرف گیا دروازہ خیمے پر دیکھا
چند نفر دربان بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے ہیں یہ ایک درخت کے سایہ میں ٹھہرا
خدمتگار کی صورت سے مشابہ ہوا دربانوں کے قریب سے گذرا انھوں نے آواز دی کون ہے جو اسوقت
شب میں جاتا ہے ہشام اُن کے قریب آیا اور کہا بھائی ہم ہیں ہمارے باپ لشکر اسلام
میں ملازم ہیں اسی وقت یکایک اُن کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے دن ہوتا تو طبیب کا تدارک
ہوتا اور کسی طرح کا علاج کیا جاتا بھلا پھر اسوقت شب میں کیا تدارک ہو سکتا ہے جب دیکھا کہ شدت
درد سے بہت بے چین ہیں گھر سے اسی طرف چلا آیا اب سوچ رہا ہوں کہ کیا تدبیر کروں دربانوں نے
کہا واقعی اس وقت کیا ہو سکتا ہے ہشام نے کہا تمھارے پاس کوئی گولی چورن کی تو نہیں ہے
دربانوں نے کہا کیا خوب یہاں عطار کی دوکان نہیں ہے کہ چورن کی گولی کھا جاتا ہے ہشام نے
گریہ کی صورت بنائی اور کہا اب میں حیران ہوں کہ کہاں جاؤں اور کس طرح بقیہ شب بسر کروں
باپ کے پاس جاتا ہوں تو باپ کا حال بیقراری نہیں دیکھا جاتا اگر نہ جاؤں تو رات کہاں بسر
کروں دربانوں نے کہا اگر باپ کے پاس اسوقت جانا نامناسب سمجھتا ہے تو پھر یہیں توقف کر
ہم اور تم دونوں باتیں کریں تیرے صبح کو کسی طبیب سے رجوع کرنا ہشام عیار طرار اسی منصوبے میں
تھا فوراً ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا اور دربانوں سے باتیں کرنا شروع کیں کہ کفار کی آجکل
یورش ہے ان کے شر و فساد سے خدا بچائے یہ لوگ بڑے موذی ہیں آدمی کو آدمی نہیں
سمجھتے ہیں علے الخصوص مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں سیدھے رخ کسی سے بات
نہیں کرتے بالکل وحشیانہ حرکات رکھتے ہیں جس طرح ممکن ہو سکے ان موذیوں کو جلد
واصل جہنم کرنا چاہیے قتل الموذی قبل الایذا چاہیے ان جنبیوں کی بو نشان اُڑا دینا اور چیل کوؤں
کو دینا مناسب ہے بڑے پلید ہیں بیگانہ پھر کے آبدست نہیں لیتے اور اسی طرح پھرتے چلتے کھاتا
کھاتے پانی پیتے دنیا کے کام کرتے ہیں اسی طرح کی باتیں رہیں تا اینکہ پہر رات باقی رہی دربانوں
پر نیند نے غلبہ کیا ہشام ملعون نابکار نے کہا مجکو تو رو میں نیند نہیں آتی ہے کہ نہیں معلوم ہے باپ کا
وہاں کیا حال ہوگا تم لوگوں کو اگر نیند آئی ہو تو بلا تکلف سو رہو دربانوں کو جو اسقدر سہارا مل گیا
بہت خوش ہوئے اور کہا ہم پر تیرا بڑا احسان ہے یہ کہکے دروازہ خیمے پر دراز ہوئے نیند تو
آنکھوں میں بھری ہوئی تھی بیخبر سو گئے ہشام ملعون کو موقع مل گیا اور آہستہ خیمے میں گیا دیکھا
ملک ایرج نوجوان بھی بے خبر سو رہا ہے دو آدمی کو جو اس کے پاؤں دبا رہے تھے وہ بھی
مسہری کے نیچے بیخبر سو رہے تھے اپنے ہوشیاری ماہ کلام ملک ایرج نوجوان کو بیہوشی سنگھائی
اور دربانوں کو بھی بیہوشی سنگھا آیا تھا ملک ایرج نوجوان کو پشتارے میں بستہ کر کے دوش

پھر کھا اور پیچھے سے نکل کے اپنے لشکر کی راہ لی جب یہ تینوں عیار پشتارے دوش پر رکھے
ہوئے دربار میں پہونچے اہل دربار خوشی سے اُچھل پڑے لعل بن نورج بدرگ موجود تھا اُس نے
اُن عیاروں کے سر پر نوازش کا ہاتھ لگائی اور کہا ای بندگان خداوندلات ومنات کیا کہنا
تم عیار نہایت ہوشیار و کارگزار ہو ہاں بیان کرو ان پشتاروں میں کون کون مسلمان بستہ ہیں
سعد تیز رو نے کہا ای نظر کردہ خداوندلات ومنات میرے پشتارے میں شاہزادہ رستم ثانی
بستہ ہی مگر ابھی اس پشتارے کو نہیں کھولونگا جبتک ملکہ نسترن خاتون کو نہ دکھا لون گا ہرگز
نہ کھولونگا کیونکہ اُسنے مجھسے مستحکم وعدہ کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق
جواہرات دونگی پس جبتک حسب وعدہ جواہر لیکے قبضے میں نہ لاؤنگا شاہزادہ رستم ثانی کو نہ
دونگا اس عرصے میں ملکہ نسترن خاتون بھی آگئی سعد تیز رو نے کہا ای ملکہ نسترن رستم ثانی
موجود ہی وہ جواہر کہاں ہیں ملکہ نسترن خاتون نے بکثرت جواہرات سعد تیز رو کو دیا اور پشتارہ
اپنے ہاتھ سے کھول کے شاہزادہ رستم ثانی کی صورت دیکھی پہچانا کہا ہاں واقعی یہی شاہزادہ
رستم ثانی ہی ای سعد تیز رو واقعی کار بے کردی مجکو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی
گرفتار ہو جاے گا سعد تیز رو نے کہا ای ملکہ نسترن خاتون لشکر خداوندلات کے اور بھی
عیار سرداران لشکر اسلام کو گرفتہ وبستہ لا ئین ہیں ملکہ نسترن خاتون بہت خوش ہوئی
اُس طرف خدنگ عیار شیرویہ کے روبرو پشتارہ دوش پر رکھے ہوئے حاضر ہوا شیرویہ
نے کہا اس پشتارے میں کیا ہی خدنگ عیار نے کہا اس پشتارے میں وہی ہی جسکی فرمائش
ہوئی تھی یعنے مفضل بن رستم شیرویہ بہت خوش ہوا اور خدنگ کی عیاری کی بہت تعریف
کی خدنگ عیار نے کہا یہ کام اس قابل نہیں ہی کہ صرف زبانی تعریف پر اکتفا کی جاوے گی
بلکہ وہ انعام ملنا چاہیے جو ملکہ نسترن خاتون نے سعد تیز رو کو دیا ہی خلاصہ یہ کہ شیرویہ
نے بھی خدنگ عیار کو اس کام کے صلے میں زر کثیر انعام میں دیا اور صلصال نے بھی
ہشام اپنے عیار کو انعام دیا پھر یہ سب لعل بن نورج بدرگ کے روبرو گئے لعل
بن نورج بدرگ نے مسلمانان بیہوش کو خوب مستحکم باندھا اور حکم دیا کہ ان خدا پرستون
کو ہوش میں لانا چاہیے چنانچہ فتیلہ رفع بیہوشی سے سب کو ہوشیار کیا شاہزادہ رستم ثانی
نے حیرت سے ہر چہار جانب دیکھا لعل بن نورج بدرگ کی صورت دیکھی اور اپنی حالت
بستگی پر نظر کی دل میں کہا واہ زمانہ کا عجیب رنگ ہی کہاں میں اور کہاں یہ گرفتاری ابھی کل
ذکر ہی لعل بن نورج بدرگ ملعون میرے ہاتھ سے مجروح ہو کے بھاگا تھا آج میں اس مرتد
کے روبرو بستہ ہوں ان پاجیوں نے بڑا فریب کیا عیاروں کے ہاتھ گرفتار کیا جنگ وحرب
میں اگر کوئی موقع آجاتا تو کچھ تردد کی بات نہ تھی شاہزادہ رستم ثانی نے لعل بن نورج
بدرگ سے کہا ای لعل خان یہ کیا حرکت ہی اُس نے کہا ای شاہزادہ رستم بس
خاموش رہنا کچھ نہ کہنا یہ جنگ وحرب کا معاملہ ہی جسکی تدبیر بن پڑی کل تو نے مجکو مجروح
کیا آج میں نے تجکو گرفتار کر لیا جیسا کہ تو اپنے کو اس وقت دیکھ رہا ہی شاہزادہ رستم ثانی

نے کہا مجکو اس بات کا بالکل ملال نہیں ہے کہ مین گرفتار ہو گیا ہون ہان یہ ملال البتہ ہے کہ مقابلہ کرکے
مجکو گرفتار کیا ہوتا النوم اخ الموت مشہور ہے حالت خواب مین اگر گرفتار کرنا بہادری پر محمول نہین
ہو سکتا لعل بن تورج بدرگ نے کہا ای شاہزادہ رستم ثانی ان باتون کو اپنے خیال سے دور
کرو اور یہ فکر کرو کہ جان کس صورت سے بچ سکتی ہے شاہزادہ رستم ثانی نے کہا او پاجی ملعون
مکار وزبون تو نہین جانتا کہ ہم خدا پرست کبھی جان سے نہین ڈرتے اگرچہ ہم اس وقت گرفتہ وبستہ
مجبورانہ حالت سے تیرے روبرو کھڑے ہین لیکن ہم اسی طرح سے کلام کرینگے جس طرح
آزادی کی حالت مین کرتے تھے لعل بن تورج بدرگ بہت برہم ہوا جلاد کو طلب کیا اور کہا مین
ابھی ان تینون کو تمام کیے دیتا ہون ملکہ لنسترن خاتون نے لعل بن تورج بدرگ سے کچھ اشارہ
کیا لعل بن تورج بدرگ اس کے اشارے کو نہ سمجھا کہا اعلان کہ مین نہین سمجھا آخر خوف کس بات
کا ہے ملکہ لنسترن خاتون نے کہا تو گھبرا گیا ہے اپنے حواسون کو درست کر تو کہون لعل بن تورج
بدرگ نے کہا میرے حواس درست ہین تو کہہ جو کچھ تیرے دل مین آئے ملکہ لنسترن خاتون
نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمانون کے مقابلے سے ہر وقت خائف رہنا چاہیے تو نے
شاہزادہ رستم ثانی کے حق مین دفعتاً حکم قتل دیدیا یہ بات بالکل نادانی پر محمول ہے
آہستگی سے کام سے نپٹنے بخوبی سمجھ لے اور غور و فکر کرلے مین شاہزادہ رستم کو ایک
گوشے مین لیے جاتی ہون اس کو سمجھاؤنگی اور نصیحت کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھونگی اگر وہ میری
نصائح مان لیتا ہے تو پس یہی ہماری مراد ہے ہم سب اس سے خوش ہونگے اور اس کی عزت
کرینگے اگر ہماری نصائح کے جانب التفات نہ کرے گا اسکو اختیار ہے لیکن وہ تیرے
روبرو حاضر کر دیا جائے گا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اگر تیری یہی رائے ہے تو جو چاہے ان مسلمانو
کو فہمائش کر مگر یہ بخوبی یاد رہے کہ ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام انکو چھڑا کر لیجاوین وہ
بڑے غضب کے عیار چالاک ہین ملکہ لنسترن خاتون نے کہا لشکر اسلام کے عیار اگر
غضب کے چالاک ہین تو اس طرف بھی خداوند لات ومنات نے ایسے ویسے عیار
نہین عنایت کیے دیکھو ان مسلمانون کو کس طرح گرفتار کرلائے لعل بن تورج بدرگ بہت
خوش ہوا عیارون کی تعریف کی ملکہ لنسترن خاتون شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے
ہمراہ اسی طرح گرفتہ وبستہ ایک گوشہ تنہائی مین لے گئی اور کہا ای جوانو کیون اپنے کو ہلاک
کرتے ہو دیکھو یہ دنیا ہے یہان ہزارون طرح کی دقتین اور لاکھون طرح کے اتفاقات
پیش آتے ہین انواع اقسام کی مجبوریان لاحق ہوتی ہین عقلمند اسکو کہتے ہین جو بسہولت
اپنا کام نکال سکے جیسا دیس ہو ویسا بھیس اختیار کرے حرف بات کے واسطے جان کا دینا
ہرگز عقلمندی نہین ہے لعل بن تورج بدرگ کی قید مین مبتلا ہو تمکو چاہیے کہ اسوقت جو کچھ وہ کہے اسپر
عمل کرو تاکہ تمھاری جانین ہلاکت سے بچ جاوین ورنہ مفت ہلاک ہو جاؤ گے شاہزادہ
رستم ثانی نے کہا تو ہم کو کیا فہمائش کرتی ہے دن بھر ہم تجھ ایسے ضدیون کو فہمائش کیا کرتے
ہین جا اپنا کام کر ہمارے حال سے تو کچھ تعرض نہ کر ہم وہ لوگ ہین کہ جان کی کچھ حقیقت

دو وقعت نہین سمجھتے ہین تو ہزار بیچارون کی ایک بیچارہ تیری سمجھ مین تو ذری معقول بات نہین آتی تو
ہلو فہمائش کیا کرتی ہو تو نہین سمجھتی کہ دنیا مین جان باقی رہتی ہی یا بات باقی رہتی ہی جس آدمی کی بات نہ رہی تو
وہ آدمی کیا ہوا اپنی طرح سب کو بیچارہ سمجھتی ہی اُسنے کہا ای بیوقوف تو مین سچ کہتی ہون مفت تم سب ہلاک کیے
جاؤگے مجکو تمہاری جوانیون پر افسوس آتا ہی اُنھون نے کہا لو اپنے افسوس کو اپنے پاس رہنے
دے ہمارے حال سے کچھ تعرض نہ کر خداے ما بس ست اگر ہوش است جب ملکہ نسترن
خاتون نے دیکھا کہ یہ جوان میری فہمائش کیطرف اعتنا نہ کرینگے اپنی ہلاکت کے درپے ہین
مجبور ہو کے چپکی ہو رہی دو دن گذر کے رات آئی ملکہ نسترن خاتون پھر شاہزادہ رستم ثانی
کے پاس آئی اور نہایت عاجزی سے کہا ای جوان تو ضرور میری فہمائش کے موافق عمل مین لا
دنیا مین بعد ہلاکت کوئی زندہ نہین ہوتا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تو بیکار اپنی زبان
کو تھکاتی ہی ہم ہرگز نہ مانینگے غرضکہ چند روز تک ملکہ نسترن خاتون ان مسلمانون کو فہمائش
کرتی رہی اور ہر روز امید کرتی تھی کہ حالت مجبوری مین آج یہ مسلمان ضرور میری فہمائش پر عمل
کرینگے جب کسی مسلمان نے اُنکا کہنا نہ سنا جب تو ملکہ نسترن خاتون مجبور ہو گئی اور اُٹھکر
لعل بن نورج بدرگ کے پاس واپس ہوئی اور کہا ای نورج خان واقعی یہ مسلمان ہلاک کرنے
کے قابل ہین انکی مطلق رعایت نہ کیجاوے تو بہتر ہی ان کا جینا ناحق ہی شاہزادہ رستم ثانی
کو غصہ آگیا اور نہایت برہم ہوکے کہا او مشعل تو مجکو مجنون بتاتی ہی تو خود مجنون ہوگی خبردار اب
ایسا کلمہ زبان گستاخی زبان سے نہ نکالنا ورنہ اگرچہ تیرے ظالمون مین گرفتاری کی حالت مین مجبور
ہون لیکن اب بھی اسقدر جرأت رکھتا ہون کہ تجکو سزاے معقول دون لعل بن نورج بدرگ نے
کہا ای ملکہ نسترن خاتون کیون خواہ مخواہ مغز خراشی کرتی ہو خاموش ہو رہو اور جلادون کو حکم دیا کہ
ان تینون خداپرستون کو ہلاک کرو تینون جلاد ایک ہی مرتبہ آگے بڑھے اور اُن تینون خداپرستون
پر ایک ہی مرتبہ حملہ کیا اور ایک ایک وار مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کا سر تن سے جدا کیا
لعل بن نورج بدرگ اُن خداپرستون کے خون کو شراب مین شامل کرکے زہر مار کر گیا
یکایک یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی سب نے سر پیٹا اور رونے کا غل بلند ہوا اب سب کو یقین
ہوگیا کہ ضرور کفار کے ہاتھ سے کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا اکثر مسلمانون کو غش آگیا تاب
سماعت نہ لائے ہرطرف صداے ہائے واویلا بلند تھی اور کہرام برپا تھا کسی کو کسی کی مطلق خبر نہ تھی
حواس مختل ہوگئے تھے اس حال کی خبر گھبراے اخترشناس کو پہونچی اُس نے اُسی وقت زائچہ
کیا اور ازروے قواعد نجوم حساب لگا کے حال دریافت کیا اور لشکر اسلام مین آکر سب سے
کہا تم لوگ کیون بدحواس ہوئے جاتے ہو شاہزادہ رستم ثانی اور فضل بن رستم
اور ملک مایرج نعوذباللہ یہ تینون شخص زندہ ہین اگرچہ بظاہر لعل بن نورج بدرگ نے سبکے
روبرو ان اشخاص کو ہلاک کیا ہی مسلمانون پر اور زیادہ رقت طاری ہوئی اور کہا ای
گھبراے اخترشناس تم یہ کیا کہتے ہو صریحاً سب کے روبرو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو
اُس ملعون نے ہلاک کیا اور سر تن سے جدا ہوکے زمین پر گرا گھبراے اخترشناس سنکے

کیا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن وہ ہرگز ہلاک نہیں ہوئے ہیں بقید حیات موجود ہیں ہمارے قواعد
نجوم سے ہرگز اُنکا ہلاک ہونا ثابت نہیں ہوتا ہی اور اگر تم لوگوں کو یقین نہیں ہی تو ہم تمکو چالیس
روز کا مچلکہ لکھے دیتے ہیں اور یہ کہکے قلمدان سے قلم نکالا نوشتہ لکھا مسلمانوں کو دیا اور کہا اسے
رہنے دو ہمارے علم کا امتحان کر لو اگر چالیس روز کے عرصے میں شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ
کو زندہ نہ دیکھو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز کروگے بجا ہوگی اس طرف جب لعل بن توریج بدرگ
شاہزادہ رستم ثانی کے قصے سے مطمئن ہو چکا طبل جنگ بجوا کے میدان مصاف میں آیا اور حریف
طلب کیا مسلمانوں کے حواس باختہ ہو چکے تھے مقابلے کو کون آتا یکایک ایک جانب سے
ابن تمر اور معدی بارگاہ سلیمانی کو گئے اور برابر شہر خطا کے بارگاہ برپا کی لعل بن توریج
بدرگ نے جنگ کو ملتوی کیا اور جرأت سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ عقب سے گرد
اٹھتی نظر آئی امیر حمزہ صاحبقران ثانی باجمعیت سرداران داخل بارگاہ ہوئے لعل
بن توریج بدرگ بھی اپنے خیمے میں گیا یکایک شاہزادہ رستم ثانی کے ہلاک ہونے کی
خبر امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے گوش زد ہوئی پہلے جس شخص نے شاہزادہ رستم ثانی
کے غم و ملال میں گریبان تا بدامن چاک کیا اور اپنا حال خراب کیا وہ بدیع الملک تھا تمام
سرداران بارگاہ سلیمانی سیاہ پوش و نوحہ کناں ہوئے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا
ای حامیان دین اسلام وای بندگان خداوند ملک العلام آج بہت بڑا رکن دین اسلام کا کفار
کے دست ظلم سے گر گیا کیا لطف زندگی ہی جب ایسے دلاور بہادر یوں ہی اس طرح
دشمنوں کے دست ظلم سے ہلاک ہو جائیں شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے وہ وہ کار ہائے
نمایاں ظہور میں آئے ہیں کہ جس میں عقل انسانی حیران ہوتی ہی افسوس ہی کہ مسلمانوں کی حالت
پر روز بروز ضعف طاری ہوتا جاتا ہی اور کفار کی جرأت بڑھتی جاتی ہی بس اب فتحیابی
سے بالکل نا امید ہو جانا چاہیے جب شاہزادہ رستم ثانی ایسا دلاور کفار کے دست ظلم
سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کسی کی کیا وقعت ہی ایک روز میں بھی اسی طرح مجبورانہ حالت میں
مبتلا ہو کے ہلاک ہو جاؤنگا سو لعنت دہر پر اور خاک ہو دنیائے دنی پر اب دیکھیے ماتم داری کا کیا
انتظام ہوتا ہی اُنکے چچا ہاشم کے پاس چلکے پرسا دینا چاہیے امیر حمزہ صاحبقران ثانی
نے فرمایا میں بھی چلونگا مگر مجکو اسبات کا خیال ہی کہ شاید اپنے خیمے میں نہ آنے دیں شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے کہا
ای بدیع الملک یہ بھی ہوتا ہی شاہزادہ بدیع الملک نے عرض کی کہ حضور کبھی ایسا نہیں
ہو سکتا ہم اور یہ ہی پس امیر حمزہ صاحبقران باجمیع سرداران لشکر خیمہ ہاشمی کی جانب روانہ
ہوئے یہ خبر ہاشم کو پہونچی ہاشم نے کہا تعجب کی بات ہی آخر یہ لوگ یہاں کیوں آتے ہیں بہتر
یہ ہی کہ اپنے خیمے میں جا دیں عجیل ماہرو نے ہاشم سے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ جناب
امیر حمزہ صاحبقران ثانی سردار اعلی لشکر اسلام آتے ہیں اسکے کیا معنے کہ وہ کیوں یہاں
آتے ہیں خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا چلو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی پیشوائی کرکے یہاں

لائے ہاشم نے کوئی چارہ نہ دیکھا بجز اس کے کہ سرداران دست چپ کو ہمراہ لے کے استقبال امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے سب پیادہ ہو گئے ان سب نے جو انکو سیاہ پوش دیکھا گریہ کا جوش ہوئی مرکبوں کے پشت پر سے زمین پر آئے اور ہاشم کے خیمے میں آ کے رسم تعزیت ادا کی عیاران لشکر اسلام مثل شبرنگ بن قران سیارہ ثانی نہرون بن عمر و مہتر سنجر بلخی دیزک خطائی گئے لاشے اور سر شاہزادون کے لے آئے ان لاشون اور سرون کو دیکھ کے وہ کہرام لشکر اسلام مین برپا ہوا کہ پناہ بذات خدا خون حمیت جوش مین آیا سب نے تلوارین میان سے کھینچ لین اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی سے کہا شہریار اب اجازت دی جاوے آج ہم کفار کے قصے کو فیصل کیے لیتے ہین ہم نہیں یا لعنت رہین امیر حمزہ صاحبقران ثانی مانع ہوئے اور کہا اس قدر عجلت کیون کرتے ہو

کار شیطان است تعجیل و شتاب | مقتضائے عقلمندی یہ ہی کہ جہان تک ممکن ہو سکے صبر و سکون سے کام لیا جاوے بیت

مشاز کوش غفلت بعرصۂ تعجیل
تو دست و پائے زنی زان خطر برون نآئی
عنان دل بکف صبر دہ اگرت باید
کہ آخر افگندت بر زمین برسوائی
عنان شتاب و ز آنکہ تند بارہ شتاب
کہ گوی عیش بچوگان تجمل ربائی
شتاب در خطرے افگند کہ صد سال
کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی

اسی طرح سے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے بہت تمام لشکر کو تسکین دی وہ سب خاموش ہو رہے شاہزادون کی لاشون کو غسل دیا کے تجہیز و تکفین ہوئی صندوقون مین ستون کو رکھو کے جانب مکہ معظمہ روانہ کیا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ہاشم کو بہت سمجھایا اور کہا دنیا کے بیشتر عجیب و غریب کارخانے ہین کیسا ہی اپنا عزیز ہلاک ہو جائے اس کے ساتھ خود کوئی ہلاک نہین ہوتا پس صبر کرو بعدہ ہاشم کو مع سرداران دست چپ خیمے مین لائے اور اپنی اپنی جگہ سب بیٹھے مگر نہایت مغموم و محزون چند روز تک یہی غم و ملال کا حال رہا ایک روز سب نے بالاتفاق اس امر مین مشورہ کیا کہ دنیا کے یہی کارخانے ہین کبھی کوئی پیدا ہوتا ہے اور کوئی ناپید ہوتا ہے کہان تک شاہزادہ رستم ثانی کے ماتم مین زندگی بسر کرین لذت دنیا سے محترز ہون ایک روز ہمارا بھی یہی حال ہوگا

کسی کا کندہ نگینہ پر نام ہوتا ہے | کسی کے عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب طرح کی یہ دنیا ہے جس مین شام و سحر | کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

بعض سردارون نے کہا یہ مشورہ بجائے خود درست نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین اس بات کو عرض کرنا چاہیے اور ہان خوب یاد آیا شاہ سعد کی خدمت مین اس بات کا بھی اعلان چاہیے کہ منجمون نے اپنے قاعدۂ نجوم کے اعتبار سے یہ حکم لگایا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی و فضل بن رستم و ایرج نوجوان زندہ ہین ابھی ہلاک نہین ہوئے دیکھو بادشاہ اسلام اس بارے مین کیا حکم صادر فرماتے ہین چنانچہ یہ سب شاہ سعد کی خدمت مین پہونچے اور اس تقریر کو ادا کیا شاہ سعد نے فرمایا تم لوگ کیا کھاتے ہو پانی پیتے ہو وہ کون سی لذات ہین جو شاہزادہ رستم ثانی کے ماتم مین ترک کیے ہوئے ہو سردارون نے عرض کی شہریار لذات دنیا سے مراد ہماری ترک بادہ ریحانی وغیرہ ہے جس کا شغل

بھی ہو جایا کرتا تھا شاہ سعد کو اس قسم کی درخواست بہت ناگوار معلوم ہوئی اس وقت اور کچھ
کہنا مناسب نہ جانا صرف اس قدر فرمایا کہ مجکو تمھاری اسوقت کی تقریر سے کمال تعجب ہوا خیر تم سب
اس بارے میں کچھ نہ کہو جو کچھ کہنا ہو امیر حمزۂ صاحبقران سے کہو سب نے امیر حمزۂ صاحبقران
کی خدمت میں عرض کیا اور اسوقت ہاشم کو بھی اپنا شریک کرلیا امیر حمزۂ صاحبقران نے
تا دیر تامل کیا اور وجہ تامل کی یہ تھی کہ جنگ درپیش تھی بجائے خود خیال کیا کہ اگر ان لوگوں کی مخالفت
کرونگا شاید یہ لوگ برخاستہ ہو جائیں سرداروں نے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے سکوت
سے خیال کیا کہ خاموشی بھی نیم رضا ہے وہاں سے چلے آئے چند روز کے بعد جناب حمزۂ ثانی نے
فرمایا ای حامیان اسلام اب کوئی ایلچی پرویز کے پاس بھیجنا چاہیے چنانچہ میر منشی نے نامہ تیار
کیا جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے سر دربار نامہ پڑھا اور فرمایا کہ کون ہے ایسا جری
و بیباک جو اس رسالت کو قبول کرتا ہے کیخسرو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا جام کل عفریت
جو مدت کے بعد لبریز کیا گیا تھا اس کے پاس آیا خسرو نے عالم کی ثنا و صفت کی اور جام پی لیا
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے منع کیا کہ میرے نزدیک یہ ایسے شاہزادے کا اس حالت
کو قبول کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے شاہزادہ کیخسرو نے نہ مانا اور کہا ای شہریار
کار ضروری میں شاہزدگی اور غیر شاہزدگی کا کیا دخل ہے میرے نزدیک لائق و کارگذار کے یہ
معنے ہیں کہ ہنگام ضرورت ہر طرح اپنے کام انجام دے لے امیر حمزۂ ثانی نے کہا
یہ سب صحیح ہے تاہم مگر یہ کام تجھ ایسے ذی عزت کے بالکل خلاف شان ہے کیخسرو نے کہا
شہریارا تو میں جام کل عفریت پی چکا ہوں ایسی حالت میں ارادے کو فسخ کرنا نہایت شرم
کی بات سمجھتا ہوں دلاوران لشکر اسلام میری نسبت کیا خیال کرینگے کہ شاہزادہ کیخسرو
نے جام کل عفریت جرأت کرکے پیا اور پھر خائف ہو کے اپنے ارادے کو فسخ کیا جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا کچھ ہو مگر میں ہرگز اجازت نہ دونگا کیخسرو نے کہا اگر مجکو اس
کام سے باز رکھا جاوے گا تو میں اپنے کو ہلاک کر دونگا امیر حمزۂ صاحبقران نے سکوت
اختیار کیا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ملکہ گستران خاتون کا حال بالکل
نہ سنا تھا جام صفا کو مملو کرکے بلاتکلف کیخسرو کو پلا دیا اور لباس پہ چھڑکا اور لشکر کے گرد گرد
بھی چھڑکا کیخسرو سب سے رخصت ہو کے روانہ ہوا تمام سرداران لشکر اسلام تا دور
شاہزادہ کیخسرو کے ہمراہ گئے شاہزادہ کیخسرو نے باصرار انکو رخصت کیا اور خود
وہاں سے منزل مقصود کی راہ لی

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہیں اور کیخسرو حامل نامہ امیر کو لشکر کفار کی جانب رواں رکھا جاتا ہے

مجکو اب ساقی گلفام سے کچھ کام نہیں
اب کسی سرو گل اندام سے کچھ کام نہیں
طائر روح رمیدہ کی طرح چھوٹا ہوں

دام سے کچھ کام نہیں جام سے کچھ کام نہیں
خانہ برباد ہوں صحرا میں بلا سے بیٹھے
اے بت صیاد ترے دام سے کچھ کام نہیں

دل میں خوشتر ہیں یہی صحرا کی ہوا میں یہ خار
سقف و دیوار در و بام سے کچھ کام نہیں
طمع روزی کو نہیں خوف سیہ روزی کا

صبح محشر ہو مجھے شام سے کچھ کام نہیں
اتنی مدت سے ہوں غربت میں وطن بھول گیا
ہوں میں ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہیں
ہے مجھے دشت میں بھی مسیحائی کا خیال
مجھکو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہیں
دوست کچھ کام نہیں کام سے کچھ کام نہیں
ہر فراق بت خود کام میں ناسخ کا کلام

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اس داستان حیرت عنوان میں اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ بدیع الزمان مع سرداران ہمراہی ملک فرنگ کی طرف روانہ ہوئے بلخ و فاریاب میں دو روز قیام کیا پھر سمرقند میں پہونچے معلوم ہوا سمجان بن نضر بن طول سمرقندی یہاں کا حاکم فرمانروا ہے جس کا سن ستر سال کا تھا زور و طاقت کا یہ حال تھا کہ راست و چپ دو تلواریں حمائل کرتا تھا جن میں سے ہر ایک کا وزن تین من کا تھا ہنگام کارزار انہیں تلواروں سے کام لیتا تھا جب اسکو شاہزادہ بدیع الزمان کی آمد کی خبر پہونچی مع لوازم جشن استقبال کو آیا ملازمت حاصل کی شہنشاہ نے اس کے حال پر کمال رحمت مبذول کی سمجان نے نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت کی امرا و شاہزادگان شہر شہنشاہ کی ملاقات کو آئے نذریں گذریں شب کو بکمال زینت و کیفیت مجلس عیش و نشاط گرم ہوئی ایک مطرب نے باوجود اس کہنہ سالی کے نہایت حیرت خیز و تعجب انگیز طریقہ سے اس غزل کو گایا غزل

سب کی سب کیا ہیں غضب قہر کی بھاری راتیں
روز روشن کے برابر ہیں ہماری راتیں
ہجر میں صبح سے تا شام بجائے شبنم
ہیں شب تار کے مانند ہماری راتیں
تیری زلفوں کیلیے شانہ بکف ہے ہر دل
کہ سیہ ہیں اے باد بہاری راتیں
دن کے بدلے بھی پڑاتی ہیں گذاری ہم کو
پہلے آئی ہیں بہت لائی ہیں خواری راتیں
رکھتی ہیں آنکھوں ہی میں ہجر کی کالی بجلی
جو لٹکتی ہوئی نظر آتی ہیں مجھے ایک سیاہ
میری آنکھوں سے اڑا دیتی ہیں ساری نیندیں
شب تاریک جدائی میں یہ جلا ہوں
اور کرتی ہیں تری آئینہ داری راتیں
صبح زریں فلک پر ہوئیں خفاش
مجھے رکھتی ہیں بہت ہجر میں بیتابی راتیں
دلوں زلف کے میں خورشید تاباں ہیں
ہیں غضب فرقت محبوب کی بھاری راتیں
لیس بنی سے تیرے یار ندیمے ہی ہیں ہم
دق بہت کرتی ہیں یا حضرت باری راتیں
فصل گل ہیں وہ کی نہیں گل کے چراغ
اسقدر میرے دلوں میں اندھیاری راتیں
دن تو ناسخ کے بہر حال گذر جاتے ہیں

شہنشاہ اس مطرب کہنہ سال کے کمال سے بہت خوش ہوئے اور زر کثیر انعام میں دیا اسکا نام پوچھا اس نے کہا مجھکو طرب راز کہتے ہیں تمام عمر غلام کی اس فن کے حاصل کرنے میں گذری آج اس محنت و مشقت کی داد ملی خداوند عالم حضور کو عمر نوح عنایت فرمائے شہنشاہ نے اسکو نوکر رکھ لیا دوسرے روز سمجان شہنشاہ کو دریا کی سیر کو لے گیا وہاں دیکھا کہ ایک ماہی گیر دریا سے جنگلی بطیں پکڑ رہا ہے اور طرفہ امر یہ دیکھا کہ ہزارہا بطیں سطح آب پر شناوری کر رہی ہیں ماہی گیر جس بط کے پاس جاتا ہے باسانی بط کو پکڑ لیتا ہے اور بط اڑتی نہیں ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے اس ماہی گیر کو طلب کیا اور پوچھا تو ان جانوران دریائی کو گرفتار کرتا ہے لیکن کوئی ذریعہ گرفتار کرنے کا معلوم نہیں ہوتا کیا کوئی افسون تیرے پاس ہے اور یہ ہانڈی تیرے سر پر کیسی اوندھی ہوئی ہے اور دریا میں یہ متعدد ہانڈیاں کیسی ہیں جنکے قریب یہ بطیں جمع ہیں اس نے کہا خداوند میرا پیشہ یہ نہیں ہے ایک بھاٹ ہوں اسکا یہ عمل ہے جب کبھی وہ نہیں ہوتا ہے اور مچھلیاں بھی نہیں ملتی ہیں تو میں چند بطیں پکڑ کے بیچ لیتا ہوں اے شہریار یہ تدبیر بطوں کے شکار کی اسی سے میں نے سیکھی ہے پہلے اسنے یہ تدبیر کی کہ متعدد ہانڈیاں سوراخ کرکے اور انکے ہر چہار جانب چارہ لگا کے

دریا مین تیرا دین صحرائی بطین آئین اور چارے پر منقارین مارنا شروع کین ایک ایک ہانڈی کے
گرد صدہا بطین جمع ہوگئین جب اس طرح اُن ہانڈیون کا چارہ کھانے کی عادی ہوگئین ایک ہانڈی
مین آنکھون اور ناک اور منہ کی جگہ سوراخ کرکے اور اُسی طرح چارہ لگا کے مثل خود سر پر پہن لی اور
آہستہ دریا مین جاکے اُن سب ہانڈیون مین جا ملا بطون نے بدستور چارہ کھانا شروع کیا
آہستے پانی کے اندر قریب ہاتھ لیجا کے ایک ایک پانون گرفت مین لاکے پانی کے اندر کھینچ لیا
اور دو پرون مین گرہ دے کے پانی پر چھوڑ دیا اور وہ بطین پھر اُسی طرح سطح آب پر شنا کرنے
لگین مگر اُڑنے کی طاقت نہ رہی جب اس طرح دو چار سو بند ہوگئین ایکمرتبہ سب کو پانی سے
نکال کے پنجڑون مین بند کر لیا اور بازار مین فروخت کر لائے شاہزادہ بدیع الزمان اُسکی
زبانی اس تقریر کو سن کے بہت خوش ہوئے سجان شاہزادہ بدیع الزمان کو اور مقامات
فرحت افزا مین لے گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے خوب سیر کی تین روز تک سمرقند مین قیام کیا
چوتھے روز سجان نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا شہریار اگر سفر کا ارادہ ہوگا تو مجھکو ہرگز
فراموش نہ کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اب مین جاتا ہون تمھارے ہمراہ چلنے کی کوئی غرض
نہین معلوم ہوتی آئندہ اختیار ہے مین مانع بھی نہین ہون سجان نے اسی وقت سامان سفر تیار کرنا
شروع کر دیا چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہمراہ روانہ ہوا جب
قریب روم کے پہونچے ان کے ورود کی خبر پیر فرخار نی اور صاحبقران والاشان کے
محل مین پہونچی سب بہت خوش ہوئے شہر مین آئینہ بندی کی گئی ایک مکان عالیشان مین قیام
ہوا شاہزادہ بدیع الزمان سے سب نے ملاقات کی شہنشاہ سے بغلگیر ہوئے پیشانی پر بوسے
دیے شہنشاہ بھی بہت لطف سے پیش آیا پھر جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کا ذکر ہوا
سب روئے دوسرے روز شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر فرخ لقا شہر
مین آئے دیکھا شہر بہت آباد ہے بازارون مین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہے شاہزادہ بدیع الزمان
تمام شہر و بازار و عمارات شہر کی سیر کرتا ہوا دربار مین پہونچا عمائدین شہر ملازمت کو آئے تدین گزین
ہر شنفس اولاد امیر حمزہ کا صاحبقران ثانی کو دیکھ کے ہزارون دعائین دیتا تھا خواتین سراپردۂ
عصمت نے محلدار کو بھیجا کہ جلد لاؤ شاہزادہ بدیع الزمان اندرون محل داخل ہوا ملکہ گردیہ بانو
نے شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ کا سر سینے سے لگایا اور مادر سکندر نے سکندر
کی پیشانی پر بوسے دیے گلے سے لگایا ہر ایک کے واسطے افراط مسرت و سرور سے گویا عید
کا دن تھا شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر فرخ لقا تینون شاہزادے تین روز
محل مین مقیم رہے چوتھے روز شاہزادے بدیع الزمان نے ملکہ گردیہ بانو سے رخصت مانگی
اور کہا اب میرا قیام یہان نامناسب ہے ملکہ گردیہ بانو نے باصرار تمام کہا ابھی آئے ہو چندے
تو یہان توقف کرنا ضرور ہے آئندہ نہین معلوم کب … ہمارے آئے شاہزادہ بدیع الزمان نے
کہا اب کسی طرح یہان توقف نہین کرسکتا ناچار ملکہ گردیہ بانو نے شاہزادہ بدیع الزمان کو رخصت
کیا سکندر فرخ لقا کی والدہ خبر کوچ سن کے بہت روئی بہ کیا اے فرزند مسعود مجھے

کے بعد تجکو مین نے دیکھا ہی ہرگز مجھے جانے نہ دون گی سکندر فرخ لقا نے عرض کی کہ ای مادر گرامی قدر
در آنحالیکہ شاہزادہ بدیع الزمان یہان سے کوچ کو آمادہ ہین پھر مین کس طرح تنہا یہان
قیام کر سکتا ہون خداوند عالم سے فضل و عنایت پر کرم رکھو انشاء اللہ الرحمن پھر قدمبوس ہونگا اور
اگر زمانۂ غدار نے کفار مکار کے ہاتھ سے فرصت نہ دی تو مجبوری ہی ملکہ گردیہ بانو زار و قطار روتی
تھی اور بار بار یہ کہتی تھی ای فرزند مین ابھی جانے نہ دون گی شاہزادہ بدیع الزمان نے جو اور
سکندر کا یہ حال دیکھا کہا آپ کیون اس قدر مضطرب ہین اسوقت رخصت کر دیجیے چند روز
کے بعد سکندر یہان تک نہ پہونچے گا تو مین خود تاکید کرکے سکندر کو اس طرف روانہ کر دون گا
غرضکہ جسقدر ان شاہزادون کے آنے سے ان خواتین کو خوشی حاصل ہوئی تھی اُس سے دہ چند
انکی رخصت مین قلق و ملال دل پر مستولی ہوا الغرض یہ تینون شاہزادے خواتین سے رخصت ہوکے
روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کنارے دریا کے پہونچے اول یہ رائے ہوئی کہ سفر دریا
مین بیشتر خطرے ہین سفر خشکی بہتر ہی بعض سرداران ہمراہی نے اپنی رائے خلاف ظاہر کی جس کی
وجہ سے چند روز تک لب دریا کے قیام کرنا لازم آیا آخرالامر یہی رائے مقدم رہی کہ سفر دریا
مناسب ہی کشتیان مہیا کین ملاحون سے اُنکے معاوضہ کا تصفیہ ہوا کشتیون پر سوار ہو گئے
ملاحون نے کشتیون کو روان کیا دن کم باقی رہا تھا جب سوار ہوئے تھے چند ساعت کے بعد
آفتاب غروب ہو گیا تاریکی شب مین کشتیون پر روشنی بکثرت کی گئی دو پہر رات خیریت سے
گذری یکایک اس زور سے ہوا کا جھونکا آیا تمام چراغ گل ہو گئے سواران کشتی گھبرا گئے کہ یہ
کیا سامان ہی ملاحون نے کہا ہمکو طوفان عظیم کے آثار معلوم ہوتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان
نے حکم دیا کہ سب کشتیان مسلسل کر دی جاوین ملاحون نے ایک کشتی سے دوسری کشتی پر زنجیرین
پھینکین تھوڑی دیر کے بعد طوفان عظیم برپا ہو گیا سواران کشتی مضطربانہ دعا و مناجات مین
مصروف ہوئے تمام شب اس طوفان عظیم مین بسر کی صبح کو اگرچہ طوفان برطرف نہوا تھا لیکن
کچھ روشنی ضرور ہو گئی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ صبح کا وقت ہی دور سے ایک جہاز نمایان ہوا
وہ بھی طوفان زدہ اسی طرف چلا آتا تھا جب قریب پہونچا سواران کشتی نے غل مچانا شروع کیا
کہ ای اہل جہاز جلد ہماری خبر لو عنقریب ہماری کشتیان غرق ہو جاینگی ناخدا کو اہل کشتی پر رحم
آیا بہزار کد و کوشش کشتیون کے قریب جہاز کو لائے اور رسے کشتیون پر پھینکے اُن رسون
کے ذریعے سے اہل کشتی جہاز پر پہونچے اصل مین وہ جہاز ایک تاجر اسمعیل نامی کا مال تجارت
لیے جاتا تھا خواجہ اسمعیل نے شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے پاس بلایا اور کہا تم کون لوگ
ہو اور کہان جاتے تھے جو تمہاری کشتیان طوفانی ہوگئین شاہزادہ بدیع الزمان نامدار نے
تمام اپنا قصہ بیان کیا اور کہا خواجہ صاحب مین کمال درجہ تمہارا ممنون و مشکور ہون کہ تم نے ہم
سب کی جان بچائی ایسی آفت عظیم مین کون کسکی خبر لیتا ہی خواجہ نے کہا شہریار یہ کیا فرماتے
ہو یہ کیا ایسا کام تھا جو ظہور مین آیا غرضکہ تیسرے روز وہ طوفان برطرف ہوا ایک جزیرہ نظر آیا
جہاز نے اُس جزیرے مین لنگر کیا سواران جہاز جزیرے مین آئے معلوم ہوا کہ یہ جزیرہ مسطح

تام سے مشہور ہی عالم جزیرے کو خبر ہوئی اور یہ بھی اُسکو معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی اولاد سے کچھ لوگ آئے ہین وہ استقبال کیواسطے آیا شاہزادہ بدیع الزمان کو حیرت ہوئی کہ یہ کون شخص ہی جو استقبال کو آیا ہی ہنگام ملاقات پوچھا تم مجھکو کیا جانتے ہو جو میرے استقبال کو آئے ہوئے اُسنے کہا شہریار پہلے میرے غریب خانے کو اپنے نور قدم سے منور کر دو بعدہ اس حال کو بھی بیان کرونگا شاہزادہ بدیع الزمان اور سکندر رفیع لقا و شہنشاہ مع مردمان ہمراہی عالم جزیرے کے ساتھ اُس کے مکان پر گئے اُسنے دعوت ملوکانہ کی انواع اقسام کی تعظیم و تکریم سے پیش آیا ایک شب کو بڑی تیاری کی بعد اسکے جلسۂ رقص و نوا گرم ہوا ایک رقاصہ خوشگلو خوش آہنگ نے نہایت لطف سے اس غزل کو گایا

غزل

آئے ہین تو سر زانو پہ گھونگھٹ چڑھائے ہین
کیا حسن خداداد پہ اترائے ہوئے ہین
کاہیکو نکلتی ہی کبھی سیان سے ای دل
پھولو نہین میرے پھول کی کھلائے ہوئے ہین
رخصت ہی گلستان سے بہار چمنستان
ہم بھی جگر و دل پہ گل کھائے ہوئے ہین
گھبرائے ہوا جاتا ہی پہلو سے روانہ
ہم ایسے ستم دیدہ ہین دلگیر ہوئے ہین
ای شمع لقا دل نہ جلاؤ بیمار فرقت کا
گلزار مین یہ پھول جو مرجھائے ہوئے ہین
الم سن تو نہین کچھ سوچتے تو شرمائے ہوئے ہین
ان گیسوؤن پہ زہر تو ہم کھائے ہوئے ہین
ہم یار کی تلوار کو چمکائے ہوئے ہین
اب دیکھیے وہ آکے لپٹتے ہین گلے سے
شاداب جو غنچے تھے وہ مرجھائے ہوئے ہین
معلوم نہین کس پہ ای حضرت غمگین آیا
دلکو تری تصویر سے بہلائے ہوئے ہین
تو ہے محبت مین جو باہر نہین ای دل
پروا تو نہین غنچہ وہ کیون آئے ہوئے ہین
کسی کے بھی رخسار شرمائے ہوئے ہین
مشتاق لے دیدار سے ترسائے ہوئے ہین
سوت آئی ہی دو کالو نپہ لہرائے ہوئے ہین
افسردہ دل اُس شکل چمن کر جو ہی پایا
بالشو نکو سر شام سے پھیلائے ہوئے ہین
معشوق کہنگے کہ عجب باغ کھلا ہو
ہم عوض آج وہ جھنجھلائے ہوئے ہین
ذرا آئے خوشی کا تو جل اٹھتے ہین آنسو
ہم بھی تو جگر سے گلے لپٹائے ہوئے ہین

اس غزل کو سنکے تمام اہل مجلس پر محویت طاری ہوئی دو پہر رات تک وہ ہنگامہ ساز و نوا گرم رہا بعدہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنے اپنے بستر خواب پر دراز ہوئے صبح ہوئی عالم جزیرہ کا شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آیا اور ہنگامہ گفت و شنید گرم سخن ہوا اثناے کلام مین عالم جزیرے نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی اور کہا مین غائبانہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کا مطیع و فرمان بردار ہون افسوس کہ اسوقت تک اُس والا جاہ کی قدمبوسی حاصل نہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اب مین جاؤنگا عالم جزیرے نے کہا شہریار ابھی چندروز قیام فرمائیے بدیع الزمان نے کہا اب مین قیام نہین کرسکتا دوسرے روز صبح کو پھر کشتیان مہیا کی گئین شاہزادہ بدیع الزمان مع شاہزادگان دیگر و سرداران ہمراہی کشتیون پر سوار ہوئے کشتیان روانہ ہوئین چالیس روز کے بعد وہ کشتیان بندر ریحانیہ مین پہونچین مہران بن حیران شاہ کو شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کے ورود کی خبر پہونچی وہ استقبال کو آیا اور بعزت تمام اپنے مقام پر لے گیا اُس نے بھی نہایت اہتمام و انتظام سے شاہزادہ بدیع الزمان کی دعوت کی شہنشاہ نے شہریار کا احوال پوچھا مہران حیران نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ شہریار مع برسیسا اسپان کو چاک فرنگ سے باہر آیا اُس تمام ملک پر قبضہ کیا ہی اور فرشی تاجدار اور برقی تاجدار قلعہ بند ہو گئے ہین روز ہنگامۂ جنگ گرم ہوتا ہی شہنشاہ نے کہا اس بارے مین مجکو بھی کچھ کام کرنا چاہیے اور اپنے ہمراہیون سے کہا مین

کون ایسا ہی جو ہمارے پیش خانے کو لے جاوے اور اسکی حفاظت کرے معروف بن اسد اٹھ کھڑا ہوا مجرا کیا اور عرض کیا کہ اس خادم کے دادا عمر معدی کرب امیر بلند توقیر کے پیش خانہ کے داروغہ مقرر تھے اور کمترین کے باپ بھی سرراہ کار رہے اگر یہ خدمت میرے متعلق ہو تو سبب عزت افزائی ہی شہنشاہ نے اسکی اس ہوا خواہی پر ہزار ہزار آفرین کی اور کہا ای معروف مجکو خوب معلوم ہی کہ تمہارا دادا عمر معدی کرب داروغہ پیش خانہ کے تھے قطع نظر اس بات کی اگر تم نہ بھی خدمت دیرینہ کو یاد دلاتے تو ہم تمہاری درخواست کو بدل قبول و منظور کرتے معروف بن اسد نے بکمال ادب تسلیم کی وہاں سے رخصت ہوا پیش خانہ شہنشاہ کو بارہ ہزار سواران جرار و دلاوران جلادت شعار کی جمعیت سے لیکے روانہ ہوا بعد جانے معروف بن اسد کے شہنشاہ کے دل میں اس بات کا خیال پیدا ہوا کہ معروف تنہا لشکر کی فوج پیش خانہ لیکے گیا ہی نہیں معلوم وہاں کیا صورت پیش آئے کسی کو اسکی حمایت کے واسطے بھیجنا چاہیے سرداروں کو جمع کیا معروف کی سبقت کی تعریف کی اور کہا واقعی خیر خواہ و وفادار کے یہی معنی ہیں کہ ہنگام ضرورت موجود ہو جاوے اور جان و آبرو کے ضرر سے خائف نہو مگر بالفعل میرے دل میں اسبات نے خطور کیا ہی کہ ایسی حالت میں معروف کی جانب سے غافل ہونا نہ چاہیے کسی کو اس کی مدد کو بھی بھیجنا چاہیے ممالک شاہ بن مالک اسوقت موجود تھا کہا ای شاہزادہ والا جاہ بیشک معروف کی مدد کے واسطے کسیکو جانا چاہیے بہتر یہ ہی کہ میری نسبت حکم صادر فرمایا جاوے شہنشاہ نے کہا ای ممالک کیا مضائقہ ہی تمہیں جاؤ مگر جہاں تک ممکن ہو عجلت کرنا ایسا نہو کہ معروف وہاں پہونچ جاوے اور اسکو مخالفین کے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے ممالک شاہ بن مالک شاہ نے کہا کیا مجال ہی جب تک جان میں جان ہی ممکن ہی کہ معروف کی طرف کوئی نظر بد سے دیکھ سکے غرضکہ ایک جمعیت مناسب ہمراہ لیکے ممالک شاہ بھی اسی جانب بعجلت تمام روانہ ہوا ممالک شاہ کے جانے کے بعد سمجان نے کہا کچھ مجھے کہنا ہی شہزادہ شہنشاہ نے کہا کہو سمجان نے کہا معروف بن اسد کی کمک کو کسی دوسرے سردار کا جانا ضروری تھا اور قبل سے ارادہ تھا کہ میں بھی معروف کے ساتھ جاؤں اسوقت جو معروف کی کمک کا ذکر ہوا ممالک شاہ نے سبقت کی میں خاموش ہو رہا مگر میرا دل نہیں مانتا اگر مناسب ہو تو میں معروف کی مدد کو جاؤں شہنشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی تم بھی جاؤ سمجان بھی اسی وقت ایک جمعیت معقول ہمراہ لیکے اسی طرف راہی ہوا

معروف اور ممالک شاہ بن مالک شاہ اور سمجان شہریار کے واسطے کوچ کے فرنگ کی جانب راہی رکھا جاتا ہی اور چند کلمہ داستان شہریار کے حوالہ قلم عجلت رقم کیے جاتے ہیں والید ولی التوفیق

کیا شب فرقت میں صدمے ہیں دل بیتاب پر
ہجر میں سو جاؤں کیا میں تو شک کمخواب پر
شب بالہ رات صدمے ہوتے ہیں مہتاب پر
آ گیا یاد اس محبوب غمازی کا رخ

شکل زخمی لوٹتا ہوں جب دل بیتاب پر
بن گئے ہیں بال پلکوں کے برا سنجاب پر
خط مشکین نہیں رخسار عالمتاب پر
سجدہ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر

گنبد مدفن مرے اشکون مین یون ہی بعد مرگ — بلبلے ترتے نظر آتے ہین جیسے آب پر
جھوٹا پانی یار کا تھوڑا پلا دے ای طبیب — ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر
خیمۂ لیلے نظر آتا ہی او مجنون حباب — نجد کے وادی مین میرے اشک کے سیلاب پر
وہ جو قایم ہو بنے زر اسکو نام زر سے ننگ — نوق ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر
عین دریا مین بھی گردش سے نہین دم بھر قرار — سعی کرنا ختم ہی اس سال کو گرداب پر
زاہد مشرب اسقدر رکھتے نہین ذوق شراب — ہاے کیا رکھتا ہی رغبت غم مرے خوناب پر
کان مین محبوب کے آواز بھی آتی نہین — کیا شب فرقت مین مجکو رشک ہی سرخاب پر

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح قلم فرسا ہوتے ہین کہ جب کامل یک مہینہ منقضی ہوگیا اور کسیطرح قلعہ فتح نہوا شہریار بہت برہم ہوا اپنے ہمراہیون سے کہا کیت ہمسب مرد میدان و دلاور دوران ہو کہ باوجود اسقدر جد و جہد اسوقت تک قلعہ فتح نہوا مع ہذا اسوقت شہریار کے دلمین اسبات نے بھی خطور کیا کہ ایسا نہو یہ سب مجھسے برگشتہ ہوجائین کہا میری اس تقریر کے یہ معنی نہین ہین کہ تم سب نے فتح قلعہ مین کوتاہی کی نہین بہت کچھ کوشش کی مگر یہ کیا امر ہی کہ قلعہ نہین فتح ہوتا اسکے ہمراہیون نے کہا ای شہریار تیری اسوقت کی تقریر بالکل نامناسب ہی اگر ہماری کوشش و سعی پر حرف رکھا جاتا ہی تو اب ہم پوچھتے ہین کہ باوجود موجود ہونے تجھ ایسے شہریار جرار کے اس وقت تک قلعہ کیون نہ فتح ہوا شہریار نے کہا خیر اب اس بات کو طول نہ دو مگر مین اسوقت تمہارے روبرو قسم کھاتا ہون کہ جب تک قلعہ فتح نہ کرلونگا قدم پیچھے نہ ہٹاونگا بالفرض ہلاک ہونے کا بھی خدشہ ہوگا یہ کہکے اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مردمان ہمراہی نے کہا یا فضل ہم مین سے کسی کے نام کا طبل جنگ بجایا جاوے لیکن اختیار ہی شہریار نے نہ مانا اپنے ہی نام طبل جنگ بجوایا صبح کو مرکب دورکابہ نہایت جست و چالاک طلب کیا مسلح و مکمل ہوکے مرکب پر سوار ہوا قلعہ کی راہ لی تا اینکہ فصیل سے گذر کے مرکب کو جو مہمیز کی وہ جست کرکے مڑا خندق مین جا گیا شہریار نے ہر چند پشت مرکب پر اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھلا زمین پر آرہا مگر پھر مرکب پر سوار ہوا اب مرکب مین اسقدر طاقت نہ پائی کہ آگے بڑھکے کچھ جست و خیز کا کام کرتا اور خود بھی ماندہ ہوگیا تھا ناچار واپس آیا دوسرے روز پھر اسی مرکب دورکابہ چست و چالاک پر سوار ہوا اسیطرح کنارہ خندق قیام کرکے جو گھوڑے کو مہمیز کی وہ اسپ برق کردار جست کرکے دروازہ قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ خندق بہت عمیق تھی اہل قلعہ کو خیال تھا کہ خندق کو طی کرکے قلعہ تک پہونچنا بہت دشوار امر ہی بدین خیال انھون نے دروازہ قلعہ کا کچھ بھی بندوبست نہ کیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ دروازہ قلعہ کا علی العموم قلعون مین بندوبست ہوتا ہی دشمن اگر آئیگا تو کسی اور طرف سے آئیگا اس طرف کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے چنانچہ جب شہریار دروازہ قلعہ کے قریب پہونچے دروازہ کھلا پایا فوراً قلعہ مین داخل ہوا فرنگیون نے جو دیکھا کہ شہریار قلعہ تک پہونچگیا ہی وہ بھی قلعہ تک پہونچ گئے اور دروازہ قلعہ کو کھلا دیکھکے قلعہ مین داخل ہوے اہل قلعہ نے تلوارین میانون سے کھینچ کے ایک ہی مرتبہ دلیرانہ حملہ کیا اس طرف بھی سب جنگ پر آمادہ تھے گیر و دار کی آوازین آنی شروع ہوئین چقاچاق خنجر و گرز و سنان سپہ فیروز زرہ پوش خونخوار نے جو یہ گرمی جنگ ملاحظہ دیکھی

زرہ-بکتر-خود-چار آئینہ-دستانہاے فولادی-شمشیر-تیر-کمان-خنجر-ڈھال-نیزہ-جملہ سامان حرب سے آراستہ ہو کے بعجلت تمام قریشی تاجدار کے پاس آیا اور کہا شہریار اسوقت نہایت کشت وخون پر آمادہ ہی جلد مجکو اجازت حرب دو ورنہ ہزارہا بندگان خدا کی جانین مفت ضایع ہو جائینگی قریشی تاجدار نے کہا پھر کیون دیر کرتا ہی جا دشمن کا کام تمام کر اور مین بھی آتا ہون یہ کہکے قریشی تاجدار اُٹھ کھڑا ہوا برقی تاجدار نے کہا ای برادر مین بھی چلتا ہون قریشی تاجدار نے کہا تمھارے جانے کی ضرورت نہین ہی مبادا مین جنگ مین کام آگیا تو اہل قلعہ منتشر الحواس ہو جائینگے تم اُنکو سنبھالنا برقی تاجدار نے کہا یہ ممکن چنانچہ وہ بھی قریشی تاجدار کے ساتھ روانہ ہوا فیروز زہرخوار نے جو قریشی تاجدار کو دیکھا کہا اب مین ہرگز جنگ نہ کرونگا میرا یہ مطلب نہین ہی کہ مین جاتا ہون تم بھی میری مددگاری کو آنا جلد یہان سے واپس جاؤ ناچار قریشی تاجدار اور برقی تاجدار واپس آئے اُس طرف فیروز زہرخوار شہریار کے سامنے آیا اور کہا کہ بیار آنچہ داری ز مردی نشان شہریار نے آتے ہی تلوار کا وار کیا فیروز زہرخوار ایک ہی تجربہ کار و جری تھا اُسنے پشت شمشیر پر اُس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا شہریار نے بھی اُس وار کو سپر پر روکا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی آخر فیروز زہرخوار شہریار کے ہاتھ سے زخمی ہوا اہل لشکر اُسکو اُٹھا لیگئے اہل اسلام کو کمال حیرت ہوئی سب قریشی تاجدار کے پاس آئے حال فیروز بیان کیا اور کہا ای بادشاہ شہریار بڑا سفاک ہی کیا عرض کرین کہ کسطرح فیروز زہرخوار کو زخمی کیا ہی اگر یہی سفاکی شہریار کی ہی تو کسی طرح ہم اُسکے مقابلہ مین سربر نہین ہو سکتے دونون بھائی متعجب ہوئے آپس مین مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے برقی تاجدار نے کہا اسطرف کے جوان فیروز زہرخوار کے زخمی ہونیسے بددل ہو چکے ہین اگر اس جنگکو صرف اُنھین پر چھوڑ دیا جائیگا بالیقین نتیجہ خراب ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ خود دشمن کے مقابلہ کو جانا چاہیے قریشی تاجدار نے کہا ہان ای برادر میری بھی یہی راے ہی لیکن پہلے درگاہ بے نیاز مین دعا و مناجات کر لینا چاہیے چنانچہ سرداران معزز کو طلب کیا اُنسے بھی مشورہ لیا اُنہون نے بھی برقی تاجدار کی راے سے اتفاق کیا سب جانب قبلہ بیٹھے دونون تاج جانب آسمان بلند کیے اور اس طرح مناجات شروع کی ای خالق زمین و آسمان و ای مالک کون ومکان سے

افراز بلند و جہان بر کمالیست
فرزند آدم از گل و برگ گل از گیاہ
گاہے بعنبر ماشطہ بر روے خوب رنگ
تا مرز زمین مشرق و مغرب کند صبا
ارباب شوق در طلبت بیدلند و جان
نام تو غم زداے و کلام تو دلربا
گر تیغ را عذاب کنی ور عطا دہی
گاہے نسیم لطف تو بحر از با صبا
آن دست در تضرع و این روے بر زمین
شب در لباس معرفت و روز در قبا

وای داور عیب دان و محرم راز آسمان
یکتا و پشت عالمیان پروردگار
باری ز سنگ چشمہ آب آوری پدید
گلگونہ شفق کند و سرمہ قزح
انشاء کجا بلطفک یا صانع الوجود
اصحاب فہم و بصفت بے سرشتہ پا
شاہان بر آستان جلالت نہادہ سر
کس را مجال آن نہ کہ آن چون چرا
خواہندگان در کشایش تو آمدند
آن چشم بر اشارت و این گوش بر ندا
فرخندہ طالعے کہ کند یاد تو بخیر

رزاق بندہ پرور و خلاق رہنما
گوہر ز سنگ خارہ کنی لولو از صدف
باری ز آب چشمہ کنی سنگ در ہوا
دریاے لطف تست و گرہ سحاب کیست
فاغفرلنا بلطفک یا سامع الدعا
یاد تو روح پرور و وصف تو دلفریب
گردن کشان مطاوع و کیخسروان گدا
گلہا ز سموم قہر تو ہمدست با خزان
سلطان در سرادق و درویش در عبا
مردان راست از نظر خلق در حجاب
برگشتہ دولتے کہ فراموش کند ترا

یارب بنسل طاہر اولاد فاطمہ
یارب باب و دیدہ مردان آشنا
یارب خلاف امر تو بسیار کردہ ام

یارب بخون پاک شہیدان کربلا
دلہای خستہ را ز کرم ہی بدست
امید ہست از کرمت عفو ما مضی

یارب بصدق سینۂ پیران راست داد
ای اسم اعظمت در گنجینۂ شفا
اسوقت مصیبت مین ہماری

مددگاری کر یا تو ہم کو ایسی طاقت مرحمت فرما کہ ہم اپنے دشمن کو پسپا کر سکین یا ایسی کوئی کمک ہمکو پہونچا کہ ان سرکشون کو سزاے معقول ملے ہنوز یہ دعا و مناجات اختتام کو نہ پہونچی تھی کہ ایک جانب سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی دونون لشکرون کے عیار حال گرد دریافت کرنے گئے اور واپس آ کے خبر دی کہ ای گروہ مسلمانان و ای بندگان خداوند و دو جہان خوش ہو کہ تمہاری دعا درگاہ قاضی الحاجات مین قبول ہو گئی معروف با فوج جرار مصروف خیز اخیر چلا آتا ہی مسلمانون نے سجدۂ شکر درگاہ خدا مین کیا پس معروف بھی آ پہونچا ایک شیر بلند پر سوار تھا آتے ہی اہل اسلام سے پوچھا کہ شہریار کا کیا حال ہی سب نے کہا ای معروف کیا پوچھتا ہی شہریار نے ہنگامہ عظیم برپا کر رکھا ہی ابھی کا ذکر ہی کہ فیروز زرہ خوار کو زخمی کیا معروف نے بہت افسوس کیا اور کہا کچھ فکر کی بات نہین ہی عنقریب مین ان نامعقولون کو سزا دیتا ہون یہ کہکے اسیوقت دشمن کے مقابلہ کو روانہ ہوا جب قریب لشکر شہریار اور برستیسائی کے پہونچا اُن کو معلوم ہوا کہ یہ پیش خانہ شہنشاہ کا ہی معروف اسکو لے کے آیا ہی غرضکہ ہنگامہ حرب گرم ہوا معروف کے ساتھ جو اُس وقت بارہ ہزار سواران جرار کی جمعیت تھی ایسی کچھ کارروائی کہ تھوڑی دیر مین فوج فرنگی جو اس باختہ ہو گئے چند سرداران لشکر شمائل خان بن جبائل خان اور شہریار کے پاس بھیجے شہریار ان کو بدحواس دیکھ کے خود بھی گھبرا گیا اور کہا کیا خبر ہی اُنھون نے کہا خداوند نعمت غضب ہو گیا ہی مسلمانون سے مقابلہ کرنا دشوار ہی معروف مع فوج کثیر ان کی مدد کو آگیا ہی بلکہ میدان مین نخاریہ مجادلہ کو آمادہ ہی اُس کے دفع کی کوشش جلد کرنا چاہیے ورنہ بعد مین کچھ بھی نہ ہو سکے گا شہریار تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ اپنی جگہ سے اُٹھا مسلح و مکمل ہوا مرکب پر سوار ہو کے بعجلت تمام اپنے کو معروف کے قریب پہونچایا معروف نے کہا تو کون ہی شہریار نے کہا تو مجکو نہین جانتا آگاہ ہو میرا نام شہریار ہی معروف نے کہا ہان مین نے یہ نام سنا ہی بلکہ خاص اسی نام کے شخص کو سزاے معقول دینے آیا ہون شہریار نے کہا بڑی دقت کی بات ہی جو مجکو سزا دیگا آ مقابلہ کر غرضکہ تا دیر رد و بدل رہی آخر الامر شہریار کے ہاتھ سے معروف زخمی ہوا معروف کے ہمراہیون نے داد مردانگی دی مگر اس سبب سے کہ معروف زخمی ہو چکا تھا قریب تھا کہ شکست کھاے یکایک ممالک بن مالک شاہ مع ہمراہی فوج پہونچا سرداران لشکر معروف نے آواز دی کہ ای دلاورو خبردار گھبرانا نہین اگرچہ معروف تمھارا سردار زخمی ہوا ہی لیکن تمھاری مدد کو ممالک شاہ بن مالک شاہ آگیا ہی وہ یہ وقت ہی کہ فرنگی شہنشاہ کے خیمہ کے قریب آ گئے ہین ممالک شاہ آتے ہی فرنگیون پر حملہ آور ہوا شہنشاہ کے خیمہ سے دور ہٹا دیا چونکہ آفتاب قریب مغرب پہونچ گیا تھا طبل بازگشت بجا دونون طرف کے لشکر قیام گاہ کو واپس گئے معروف نے شہنشاہ کیواسطے بارگاہ برپا کی

معروف زخمی ہوا اسد کو بارگاہ شہنشاہ کے برپا کرنے مین معروف رکھا جاتا ہی اور اب چند کلمہ بانی گری لشکر و اور برادر پرویز اور لعل بن نورج کے مسطور ہوتے ہین

حسن کا اب جائیگا یا عالم رہے
تو ہی جب تک ساتھ تیرے ہم رہے
کیا ہی آنکھین پھر ہین چلنے لگین
جام اگر محفل سے جائے جم رہے
تو رہائے موج دریا کی طرح
سرو گلشن پیش گل کیا خم رہے
چھٹی ہی لا سا مے جو لائے شراب
دیکھ لے دریا جو تجکو نم رہے
اگر دم مین ٹالتا ہی تو مجھے
گر نہین شادی تو دل مین غم رہے

تیرے در پر زندگی بھر ہم رہے
وصل کس کا وہ تو مجھسے رات بھر
کوئی دم جو مرے آنسو تھم رہے
نا ہد خشک اپنے تر دامن ہین ہم
جا نماز اپنی ہمیشہ نم رہے
سر کے بل آتے تری مسجد مین روز
پالون اپنے میکدہ مین جم رہے
اے موذن کر دعا جاوے اذان
ہر صدی سال تیرا دم رہے

کیا ہی پردا جاوے یا عالم رہے
مثل گیسو بے سبب برہم رہے
عاشق ساقی ہین ہم کس کی شراب
دل اگر صرف نماز اک دم رہے
آگئے آزادون کے مین زر دار گیا
زاہدا مسند وراس مین ہم رہے
میرے آنسو کیا اٹکے تیرے حضور
وصل کی شب اور کوئی دم رہے
خالی رہنا گھر کا ہوتا ہے برا

چہرہ آرایان عروس الواح سخن و مشاطگان حسن عشق اقسام ہنر وہن عمل نگاران مضامین لو کو فرش قرطاس پر اس طرح منعقد کرتے ہین کہ جب کیخسرو روانہ ہوا یہ خبر کیخسرو کی پرویز کو پہونچی چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا ٹھنڈی سانس بھری لعل نے اسکی صورت دیکھی متعجب ہوا سبب پوچھا پرویز نے کہا اے مقرب بارگاہ خداوند لات مجکو ابھی خبر پہونچی کہ کیخسرو آتا ہی مجکو اسکے حالات کی بخوبی آگاہی ہی بعدہ اپنا حال بیان کیا لعل نے کہا اے بادشاہ اگر کیخسرو آتا ہی تو کیا تردد کی بات ہی خداوند لات ہماری مدد کریگا پرویز نے کہا یہ سب کہنے کی باتین ہین جب وقت آجاتا ہی تو کوئی خبر نہین لیتا ہی اے لعل تو یقین سمجھ کہ یہ اس وقت کا تردد بیجا نہین ہی آرغش نے کہا اے بادشاہ اس حیرت و تاسف و تردد سے کچھ فائدہ نہین ہی کیخسرو اس طرف اگر آتا ہی تو ضرور آئیگا اُس کا آنا موقوف نہین رہ سکتا بہتر یہ ہی کہ اسکے یہان وارد ہونیکے جو خیال متصور ہین اُن کا قبل تدارک کر لینا چاہیے اور کسی شخص کو کیخسرو کے پاس اس غرض سے بھیجا جاوے کہ وہ اس سے نامہ لے آوے پرویز نے کہا اے بندگان خداوند تم مین سے کون ایسا جری و دلیر ہی جو اس خدمت کو قبول کرے گا اور بعد انجام کار انعام و اکرام کا مستحق ہوگا کہرام آہن قبا اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا اے مقرب بارگاہ خداوند یہ خدمت میرے متعلق ہو پرویز نے کہا بدل منظور ہی جلد جا اور نامہ لا اور بھی تجکو اس کام کے انجام دہی مین جس شی کی ضرورت ہو بیان کر اس نے کہا صرف چالیس ہزار سوار کی جمعیت مجکو درکار ہی پرویز نے چالیس ہزار سوار ان جرار کو مسلح و مکمل کر کے کہرام آہن قبا کے ساتھ کیا کہرام اس فوج کثیر کو ہمراہ لے کے روانہ ہوا طی مراحل و قطع منازل کرتا چلا جاتا تھا یہان تک کہ مرد مان کیخسرو کے قریب پہونچا وہ سب صف بستہ فوج کہرام کے روبرو آئے اور کہا تم لوگ کون ہو جو اس طرف آئے ہو اور کس کام کو آئے ہو انھون نے کہا ہم ملازمان پرویز ہین کہرام آہن قبا کے ہمراہ آئے ہین راوی کہتا ہی کہ اس اثنا مین کیخسرو شکار کو گیا ہوا تھا جون ہی کہرام کے آنے کی خبر اسکو پہونچی مثل شعلہ آتش وہان سے لپکا کہرام کی فوج کے سامنے آیا اور کہا کہان ہی کہرام میرے سامنے آئے کہرام آیا کیخسرو نے کہا تو کیون اسطرف آیا کہرام نے کہا پرویز نے مجکو نامہ لینے کو بھیجا ہی کیخسرو نے کہا تو کیا وقعت رکھتا ہی جو مجسے نامہ لیگا کہرام نے کہا

آخر تو پرویز کے واسطے نامہ لایا ہی کیون نہین مجکو دیتا کیخسرو نے کہا کیا وجہ جو مین تجھے نامہ دون اگر کچھ جرأت
رکھتا ہی مجکو مجبور کرکے نامہ لیلے غرض اسی طرح کی گفتگو کے بعد رد و بدل کی نوبت آئی اُسنے وار کیا اُسنے رد کیا
پھر اُس نے وار کیا اِس نے رد کیا چند ساعت کی رد و بدل کے بعد اُسکو فاتش زمین سے اُٹھا لیا اور زمین پر
مار کے کہا اے خیرہ سر اب بتا کیا تیرا حال بتاؤن اسوقت تو ہر طرح میرے اختیار مین ہی کہرام نے کہا اے کیخسرو
ابھی میری ہلاکت کے درپے نہو اُسنے پوچھا کیون کیخسرو نے کہ جو کچھ کہتا ہی جلد کہ اس نے کہا مین ابھی نہین کہہ سکتا
اگر مجھے گرفتار کرنا منظور ہی تو گرفتار کرلے بعد مین کہونگا کیخسرو نے اُسے گرفتار کرکے لشکر مین بھیجدیا شام کو
کہرام کو اپنے روبرو طلب کیا اور کہا ہان بیان کر کیا تجھے کہنا ہی کہرام نے کہا پہلے اپنے ارادے سے مجھے
مطلع کرو کہ اگر مقید کیا ہی تو نتیجہ اس کا کیا ہو کیخسرو نے کہا نتیجہ اسکا یہ ہی تجھے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کرونگا
اگر مان لیگا فہو المراد ورنہ ہلاک کرونگا کہرام نے کہا مین مسلمان ہونیکو موجود ہون غالبا تم کو میری نیت کا حال نہین
معلوم ہیکیا ہو کہ جب مین نے کہا تھا کہ مجکو ہلاک نہ کرو مجھے کچھ کہنا ہی وہ کہنا یہی تھا کیخسرو نے کہا اگر تو اسلام قبول کرتا
ہی تو مجھپر بھی تیرا رہا کردینا فرض ہی کہرام نے بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھا کیخسرو نے بلا تکلف اُسکے دست و پا کے
بند کھولدیے اور کہا اب تجکو اختیار ہی اگر یہان رہنا منظور ہو بسم اللہ تیرا گھر ہی اور اگر جانا منظور ہو تو مین مانع نہین
کہرام نے کہا اب مین کہان جاسکتا ہون تا زندہ ام بندہ ام کوئی خدمت میرے محول کرنا چاہیے کیخسرو نے کہا
بالفعل کوئی کام نہین ہی ہان کفار کا قصہ پیش ہی اسکے متعلق اگر کوئی کام ہوگا تو مین تجکو اطلاع دونگا کہرام نے کہا
وہ نامہ جو پرویز کو دینے لائے ہو وہ مجکو دو مین اس نامہ کو پرویز کے پاس لیجاؤنگا اور جملہ مراسم رسالت
عمل مین لاؤنگا کیخسرو نے کہرام کی اس درخواست پر تحسین و آفرین کی اور کہا مین تیری درخواست سے
بہت خوش ہوا خداوند عالم تیری توفیق مین ترقی عطا فرمائے اصل امر یہ ہی کہ مین خود اس رسالت کے واسطے تعین
ہوا ہون اگر یہ نامہ تیرے حوالہ کردون تو میرے ہمجنس مجھپر طعن کرینگے کہ نامہ پرویز کے پاس نہ پہونچا سکے
ایک شخص غیر کے ہاتھ وہ نامہ پرویز کے پاس بھیجدیا ہان یہ ممکن ہی کہ ہم اور تم دونون ساتھ چلکے اس کار رسالت
کو انجام دین کہرام نے کہا یہی سہی بہرحال مجکو خدمتگذاری سے کام ہی کیخسرو نے کہا اے کہرام بکار اس کام مین
شریک ہوتا ہی ابھی تو کفار کے غول سے چلا آتا ہی جب تو وہان پہونچیگا تجکو شرم دامنگیر ہوگی مبادا اُس موقع پر
تیرے دل مین کچھ اور خیال پیدا ہو جائے کہرام نے کہا استغفر اللہ ایسا کبھی خیال نہ کرنا کچھ اب پر موقوف نہین
ہی مجکو پیشتر سے دین اسلام کی حقیقت ثابت ہوگئی تھی جسکا آج ظہور ہوا ورنہ مین ہرگز دین اسلام کو قبول نہ کرتا
اب کیا مجال کسی کی جو دین و مذہب کے بارہ مین مجھسے متعرض ہوسکے کیخسرو نے کہا تجھے اختیار ہی غرضکہ کیخسرو
نے یہ انتظام کیا کہ چار ہزار سواران جرار کو راہ مین مقیم کیا اور تاکید کردیا کہ تم سب کسی طرح کا خوف نہ کرنا اگرچہ
مین تم مین موجود نہون اور کہرام کو ساتھ لیکے پرویز کے خیمے مین پہونچا طنابون کو قطع کیا دربان نے یہ
جو حال دیکھا پکار کے کہا کون ہی جسنے خیمہ کی طنابون کو کاٹا ہی کیخسرو نے کہا او پلید خاموش رہ ورنہ ابھی
تیرا سر تن پر نہوگا دربان آگے بڑھا اور کیخسرو کو بغور دیکھ کے کہا اے شخص مین تجکو خوب جانتا ہون کہ تو لشکر
اسلام کا کوئی سردار ہی اپنی خیریت اگر چاہتا ہو تو یہان سے واپس جا ورنہ تیری حقیقت مجکو معلوم ہوگئی ہی فورا تجکو
ہلاک کرونگا کیخسرو کو غصہ آیا ایک ٹھوکر اس زور سے اُسکے دی کہ وہ لڑھکتا ہوا دربار پرویز مین ساقی کی
کمرے سے جا گرا سب متحیر ہوے کہ یہ کیا آفت نازل ہوئی پرویز نے کہا باہر جاکے دیکھو یہ کیا معاملہ ہی دربان کی

کسنے ایسا دھکیلا کہ دو بدتو اس ہوئے یہان آکر ابھو ز اس حال کو دریافت کرنے چلے تھے کہ دیکھا کیخسرو تلوار کو
علم کیے خون آلودہ چلا آتا ہی پرویز کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ جلد انکے واسطے کرسی لاؤ ملازم دوڑے دو
کرسی لینے گئے کیخسرو نے دیکھا کہ تخت الماس پر پرویز بیٹھا ہی اور تخت یاقوت پر صلصال درمیان ان
دونون تختون کے ایک تخت مرصع بچھا ہی وہ خالی ہی راوی کہتا ہی کہ وہ تخت شیرویہ بن پرویز کا تھا شیرویہ
شکار کو گیا تھا کیخسرو نے انتظار نہ کیا باطمینان تمام اُس کرسی پر جا کے بیٹھا تمام کفار کے دلون مین ہول
گیا کہ دیکھیے اب کیا آفت نازل ہوتی ہی مسلمانون کے لشکر کا سردار آیا ہی ضرور کوئی آفت تازہ برپا ہوگی
پرویز کیخسرو کیجانب متوجہ ہوا کہا اے جوان خداپرست مین اسوقت تیرے یہان آنے سے بہت خوش
ہوا کہ خیر و عافیت تو ہی اگر کوئی ضرورت ہو تو مین موجود ہون کیخسرو نے کہا ضرورت تو کوئی بھی نہین ہی البتہ
ایک نامہ تیرے نام کا لایا ہون لعل خان کو پرویز کی یہ پرستش بہت ناگوار معلوم ہوئی اور صلصال
نے لسترن کو کمین مین بٹھا رکھا تھا اور خواجہ بھی حسب الحکم امیر آیا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا پرویز ساقی
کیجانب متوجہ ہوا کہا سہ ساقی نبور بادہ برافروز جام ما غم فوراً ساقی سیم ساق نے صراحی مرصع سے
جام بلورین طلب کیا اور پرویز کے قریب لایا پرویز نے کیخسرو کی جانب اشارہ کیا ساقی کیخسرو کے
قریب لایا کیخسرو سمجھا کہ یہان کفار کا مجمع ہی مبادا اس مین کچھ فریب ہو کہا پرویز ہمارے مذہب مین مےخواری
قطعاً ممنوع ہی پرویز نے کہا یہ وہ شراب نہین ہی جسکی تمھارے مذہب مین مخالفت ہو ورنہ مین ہرگز دعوت
نہ کرتا کیخسرو نے کہا کچھ ہو مین ہرگز نہ پیون گا پرویز نے خود وہ پی لیا اسی طرح دو چار جام کی نوبت آئی بعدہ
پرویز نے نامہ طلب کیا کیخسرو نے نامہ دیا پرویز نے وہ نامہ لے کے ارغش کو دیا اور کہا پڑھ
کیا لکھا ہی ارغش نے سر نامہ چاک کیا پڑھا پرویز مضمون نامہ کو سنکے بہت برہم ہوا کہا اے کیخسرو مین نے
تیری بہت خاطر کی کہ اس نامہ کا خاص تجکو جواب نہ دیا جا میری طرف سے حمزہ سے کہدے کہ تمھارا نوکر
نہین ہون جو کچھ تمھارے امکان مین ہو میری ضرر رسانی مین فروگذاشت نہ کرو اور جواب نامہ لکھوا کے
دیا کیخسرو ہنسا اور اُٹھ کھڑا ہوا ابھی ہنوز اس تخت مرصع سے قدم نیچے نہ اُتارا تھا کہ شیرویہ بن پرویز
شکار سے واپس آیا کیخسرو کو اپنے تخت پر دیکھ کے ازسرتاپا غیظ و غضب مین ہوگیا کہا اے خداپرست تجکو
معلوم ہوا کہ تو بڑا بیباک ہی جاتا کہان ہی یہ کہکے تلوار میان سے کھینچ لی اور کیخسرو کے قریب آکے وار کیا کیخسرو
نے جگہ خالی کی اور جھپٹ کے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی ہاتھ اُسکا مضبوط گرفت مین
لایا اور کہا او خیرہ سر لیس اسی طاقت پر بھروسہ کرکے تو نے مجھ پر وار کیا شیرویہ کیخسرو کے لپٹ گیا دونون
مین کشتی شروع ہوئی تا دیر کشتی رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر بجز اسلحہ سے کام لینا شروع کیا شیرویہ
کے پاس تلوار نہ تھی اُسنے خنجر کا وار کیا کیخسرو نے اُس کے ہاتھ سے خنجر بھی چھین لیا اور وہی خنجر شیرویہ
کے پہلو مین اس زور سے مارا کہ شیرویہ چکر کھا کے زمین پر گرا پرویز نے جو اپنے فرزند کو مجروح
دیکھا تاج اپنے سر سے زمین پر پھینک دیا اور آواز بلند کہا اے خداوندہ تم کے بند و کیا دیکھتے ہو
بلاتکلف اس خداپرست سفاک کو گرفتار کرلو خبردار یہان سے زندہ نہ جانے پائے اُس طرف
لسترن نے اپنا عمل سحر شروع کیا کہین کچھ پڑھکے دور سے دم کرتی تھی کبھی بتاشون پر کچھ پڑھتی تھی اور
کیخسرو کی جانب پھینکتی تھی چونکہ کیخسرو ابجام صفاہی چکا تھا اُس کے سحر وافسون کیخسرو پر

مطلق اخر نہ کیا اب کیخسرو وہان سے جست مار کے مرکب کے پاس آیا اور چاہا کہ پشت مرکب پر سوار
ہو کے یہان سے نکل جاؤن دفعۃً لعل خان اُسکے پاس پہونچگیا کہا اے خدا پرست کیا مجال تیری جو تو
صحیح وسلامت یہان سے نکل جاوے کیخسرو نے پشت مرکب پر درست بیٹھ کے میان سے تلوار
کھینچ لی لعل خان کی جانب جھپٹا جب قریب اُس کے پہونچا لعل خان نے تلوار کا وار کیا کیخسرو نے
اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور پھر اپنا وار کیا اُس نے بھی اُس وار کو رد کیا آخرالامر کیخسرو لعل خان
کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور ایسا زخمی ہوا کہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا غشی کی نوبت پہونچی لعل نے نعرہ
مارا کہ اے خدا پرست کیا سکوت کیے ہوئے ہو آ اور وار کر کیخسرو نے اپنے ہوش وحواس کو درست کیا
اور نہایت جرات کر کے کہا اے لعل خان تو نے دھوکہ سے مجھے مجروح کیا ہی لعل نے کہا اے جوان یہ
تو بالکل غلط کہتا ہی مین نے ہرگز دھوکہ نہین دیا اور خبردار ہوشیار ہو جا مین تلوار کا وار کرتا ہون یہ کہکے
شمشیر علم کیے کیخسرو کی جانب جھپٹا اہل اسلام کیخسرو کی اس حالت کو دیکھ کے گریہ وزاری کرتے
اور مناجات کرتے تھے کہ اے قادر مطلق و اے خداوند برحق یہ تیرا بندہ جری ہی اس بے ایمان کے ہاتھ
سے ہلاک ہوتا ہی اسکی اسوقت مجبوری مین مدد کر ہنوز یہ مناجات ختم ہوئی تھی اور لعل خان کیخسرو کے
پاس پہونچنے نہ پایا کہ اثنائے راہ مین ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور لعل خان کو اٹھا لے گیا
کیخسرو چونکہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا لعل خان کے گرفتار دست غیب ہو جانے کو غنیمت
سمجھا بجائے خود کہا اے خسرو کیا شان ہی اس معبود حقیقی کی کہ غیب سے اس طرح مجھکو مدد ملی اور لعل خان
میرے مقابلہ سے غائب ہو گیا ورنہ مین ہرگز اسکے ہاتھ سے جانبر نہوتا اور اس مرتبہ تو ضرور مین
اُسی کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا اُس طرف لعل بن تورج بھی اپنی دل مین سمجھا کہ کیخسرو کے ہاتھ سے
رہائی پائی گو رفیق مجلس عالم غشی مین غصہ ہو کے وہ خدا پرست نہین معلوم کیا بلا نازل کرتا تاریکی شب
نمایان ہوئی تھی کفار مجبور ہو کے اپنے مقام قیام کو واپس گئے وہان بارگاہ پرویز مین شیرویہ کے
زخم کاری سے خون جاری تھا پرویز مثل بید کانپ رہا تھا اور زار و قطار رونا جاتا تھا ملازمون سے
کہا جلد جاؤ شیرویہ کا حال دریافت کر کے مجھے خبر دو اُسکا زخم ایسا نہین ہی کہ جس سے وہ جانبر ہو سکیگا
اگر شیرویہ ہلاک ہو جائیگا تو مین بھی اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا زندہ نہین رہونگا ہزار لعنت ہی ایسی زندگی خراب
پر کہ شیرویہ ایسا برابر کا فرزند ہلاک ہو جائے اور فرزند بھی اکلوتا کا نکلے دو چار لڑکے ہوتے تو ایک
کی ہلاکت کے بعد دوسرے کو دیکھ کے صبر کرتا وا عشق اور مہلک شیرویہ کے پاس گئے دیکھا
شیرویہ مردہ کی طرح بیحس وحرکت زمین پر افتادہ ہی جانب جراحت نظر کی خوب غور سے دیکھکے کہا ارے
پردہ جگر سالم ہی پرویز کے پاس آئے اُسنے حال پوچھا مہلک نے کہا اے بادشاہ کچھ تردد کا مقام
نہین ہی شیرویہ کی جان کی خیریت ہی اُسکا پردہ جگر سالم ہی اس سے امید ہوتی ہی کہ ہلاک نہوگا جراح بلائے
گئے اسی وقت شیرویہ کے زخم کو باندھا بعضے روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ جراحون نے زخم شیرویہ کو
بخیہ کیا اور دوا لگا کے بندش کی راوی کہتا ہی کہ وہ پنجہ جو لعل بن تورج کو اٹھا لیگیا وہ نسترن تھی چند
ساعت کے بعد دربار پرویز مین لعل بن تورج کو پہونچا دیا لعل اُسپر بہت برہم ہوا اور کہا اس
مقام پر تو تھی اگر کوئی اور ہوتا تو اسی وقت اُس کو ہلاک کرتا نسترن نے کہا ہوش مین آ اپنے حواس

درست کر لو بیچارہ کیا وقعت رکھتا ہے جو مجھے ہلاک کریگا اگر ایسی قابلیت مجھمین ہوتی تو اُس جوان مسلمان سے
مقابلہ مین سپر کیون ہوتا مجکو دعا دے کہ مین نے تیری جان بچالی مجکو وہ خدا پرست ضرور مجکو ہلاک کرتا انسان کو
چاہیے کہ جب کچھ کہنے کو ہو تو اُسکا جواب سوچ سمجھ لے نہ یہ کہ جو کچھ دل مین آیا بلا تکلف کہدیا تو ہی بتا کہ اسوقت میرا تردد کیا
بیجا تھا یہ مجھے ہرگز نہوتا اپنی سیجو ملی مین تجکو ہلاک ہونے دیتی لعل خان نے کہا تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ مین
اس جوان کے ہاتھ سے ضرور ہلاک ہوتا لسترن نے کہا کہ اے لعل خان تجکو نہین معلوم ہے مین نے بیسیون
افسون پڑھے ایک کارگر نہوا ایسی حالت مین بجز اسکے کیا چارہ تھا آجتک میری سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ مسلمانون
پر سحر و افسون کیون نہین کارگر ہوتا باوجود ماہر ہونے علم سحر کے مجکو ہر وقت خدا پرستون کا خیال متوحش کرتا ہے اور
وہ بھی مستغنی ہین کہ سحر و افسون کا مطلق خوف نہین کرتے بعض حاضرین نے کہا تجکو نہین معلوم ہے کہ مسلمانون
کے پاس کچھ دعائین اس قسم کی ہین کہ جب وہ پڑھتے ہین سحر و افسون اُن کے سامنے ہیچ و پوچ ہوجاتا ہے منجملہ ان
تمام سامان دافع سحر کے ایک جام صفا انکے پاس ہے کہ جسکے پینے سے مطلق سحر و افسون کارگر نہین ہوتا خواجہ
موجود تھا ایک پہر رات گذری تھی کہ یہ امیر والا توقیر کے پاس پہونچا حال کیخسرو من و عن بیان کیا اور کہا
اے والا منزلت آج تک ہزارہا آدمی رسالت کو انجام دیتے گئے ہونگے لیکن جس طرز سے کیخسرو نے اس کام
کو انجام دیا کسی سے ممکن نہین ہے امیر خواجہ کی زبانی اس حال کو سنکے بہت خوش ہوے کہا واقعی کیخسرو
نے بڑا کام کیا فیراب تاخیر کرنا چاہیے جلد پسران بزرجمہر کو بلاؤ تاکہ خواجہ زادے مرہم سلیمانی لے کے
جاوین اور خلعت و شمشیر و اسپ اسد کے ہاتھ بھیجا اور یہ بھی زبانی کہلا بھیجا کہ صبح کو مین بھی استقبال کے واسطے
آؤنگا اور سرداران لشکر کے گوش زد یہ بات کردی کہ جو شخص ہم کو دوست رکھتا ہے وہ ضرور ہمارے
ہمراہ کل چلے گا سب نے وعدہ کیا کہ ہم ضرور ہمراہ چلین گے وہان پہلے خواجہ زادے مرہم سلیمانی لیے ہوے
کیخسرو کے پاس پہونچے زخمون پر وہ مرہم لگایا ابھی بندش وغیرہ سے فراغت نہوئی تھی کہ اسد خلعت لیے
ہوے پہونچے کیخسرو بہت خوش ہوا خلعت وغیرہ بکمال شوق و آرزو سر پر رکھا اور کہا اے اسد مین اس حرمت
و عزت افزائی کا ہرگز شکریہ ادا نہین کرسکتا جو امیر والا توقیر میرے حال پر فرماتے ہین بعدہ تمام حال اسد کے
روبرو بیان کیا اسد نے کہا شاباش ست این کار از تو آید و مردان چنان کنند غرضکہ صبح کو امیر والا قدر
ہمراہی شاہزادہ بدیع الملک سوار ہوکے مع سرداران دیگر کیخسرو کے استقبال کو آئے اسطرف
کیخسرو لمحہ لمحہ خبر منگوا رہا تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ امیر تشریف لاتے ہین کیخسرو پیادہ پا آگے بڑھا
اُس طرف امیر نے جو کیخسرو کو پیادہ پا دیکھا امیر بھی مع بدیع الملک و سرداران دیگر پیادہ پا روانہ ہوے
کیخسرو امیر کے قریب پہونچکے پانون پر گرنا چاہتا تھا کہ تمام سردارون نے کیخسرو کو گود مین اُٹھالیا
بدیع الملک نے پر سیمرغ کیخسرو کو دیا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ گوہر شبچراغ بدیع الملک
نے کیخسرو کو دیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اکثر مورخین نے بیان کیا ہے کہ بدیع الملک نے پر سیمرغ اور گوہر
شبچراغ دونون چیزین کیخسرو کو دین کیخسرو نے ان دونون اشیاے بیبہا کو سر پر رکھا صاحبقران
والاشان نے بھی نوازش فرمائی اور حکم دیا کہ کیخسرو اسپ پر سوار کیا جاوے بدیع الملک نے جو امیر کا
یہ ایما پایا کیخسرو کو مرکب سلیمانی عنایت کیا اور امیر کے حکم سے سوار ہونے تاکید کی کیخسرو نے عرض کی
مجھے ہرگز یہ ممکن نہین ہے کہ مین سوار ہون اور تم لیسے ذوالجاہ عالی تبار پیادہ پا ہو تمھارے مقابلہ مین

میری کیا وقعت و حقیقت ہی امیر نے فرمایا ای کیخسرو اس بارہ مین کچھ دخل نہ دیجے مین نے عہد کیا ہی کہ چند
قدم تیرے ہمراہ پیادہ پا چلونگا کیخسرو نے عرض کی حضرت یہ کسی طرح ممکن نہین بندہ اس عہد کا پابند نہین
ہو سکتا اور قسم کھا کے کہا مین ہرگز نہ مانونگا امیر مجبور ہوئے سب سوار ہو کے بارگاہ مین آئے جب
سعد نے اپنے فرزند کو پسیمتن دلاور ہفت کشور کا مالک دیکھا بہت خوش ہوے سمجھے کہ یہ عنایت شہزادہ
بدیع الملک کی ہی کیخسرو کی سر و چشم پر بوسہ دیے اور کہا الحمد للہ کہ میری آرزو پوری ہوئی اور کہا ای
کیخسرو تو میرے روبرو میرے تخت پر بیٹھ اُسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی میری کیا عزت ہی کہ تخت پر بیٹھونگا
غرضکہ چند روز کے بعد سعد نے طبل جنگ بجوایا میدان جنگ مین آیا اُس طرف سے سلیمان ثانی
شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور اجازت چاہی بدیع الملک نے اجازت دی سلیمان ثانی
میدان مین آیا بعد جنگ نیزہ و شمشیر و عمود و خنجر مجروح ہو گیا ہمراہیون نے سلیمان ثانی کو مجروح
دیکھ کے لشکر کفار پر حملہ کیا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوا لعل بن تورج نے بڑی سفاکی سے
کام لیا شہزادہ بدیع الملک نے جو لعل کی بدعت دیکھی خود مسلح و مکمل ہو کے لعل کے مقابلہ مین
پہونچا لعل نے کہا ای بدیع الملک چلے جاؤ میرے مقابلے سے ورنہ پشیمان ہوگے شہزادہ نے کہا
کیا بکتا ہی او ملعون سنبھال ایکہ وار ہی زمردی نشان لعل نے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر
رد کیا لعل کی تلوار شکستہ ہو گئی وہ جھنجھلایا اور دوسرا وار خنجر کا کیا شاہزادہ نے اس وار کو بھی سلیمان
کی سپر پر رد کیا خنجر بھی شکست ہو گیا بعدہ شہزادہ نے اس طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ تا دو ابرو در
آئی کفار نے جو لعل کا حال خراب دیکھا ایک مرتبہ سب دوڑے ہنوز وہ سب لعل کے پاس
پہونچنے نہ پائے کہ نسترن بصورت عقاب پہونچی اور لعل بن تورج کو اُٹھا لیگئی اس طرف حمزہ ثانی
صلصال کے قریب پہونچ گئے اور اسکو زخمی کیا نورالدہر نے قرطاس فیل زور کو مجروح کیا غرضکہ
ہنگامہ عظیم برپا ہوا پرویز نے مجبور ہو کے طبل جنگ بجوایا اور اُسی شب کو اس خیال سے کہ لعل
بن تورج بدیع الملک کے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہی نہین مسلمان کیا قیامت برپا کرین قلعہ خطا
مین داخل ہو کے قلعہ بند ہو گیا اہل اسلام نے خوشی کے نقارے بجائے اور ایک مقام پر نشست
قرار دیکے سب جمع ہوے کفار نے استیصال کا مشورہ کیا پرویز قلعہ مین بیٹھا ہوا طرح طرح کی فکرین
کر رہا تھا ایک مرتبہ کیا دیکھتا ہی کہ نسترن آئی اور لعل بھی اُسکے ساتھ ہی دونون اپنی جگہ آکے بیٹھے پرویز
کو متردد دیکھا کہا ای بادشاہ تردد و تفکر کی کیا بات ہی کیون گھبراتے ہو مین نے معقول بندوبست
کیا ہی اگر خداوند لات نے چاہا تو نام کو خدا پرست دنیا مین باقی نہین رہیگا پرویز یہ کلمے سنکے آفرین سے بہت
خوش ہوا اور کہا ای خیرخواہ مین بیان کرو کیا تدبیر سوچی ہی اُسنے کہا ای بادشاہ مین نے اپنے
مادر و پدر یعنے ضحاک شاہ جادو اور ثعبان شاہ جادو کو ہمراہی لشکر قیامت اثر بتاکید بلایا ہی عنقریب
آیا چاہتے ہین مسلمانون کی کیا حقیقت ہی جو اُن سے مقابل ہو سکین گے اور ای بادشاہ طرف
چین پر التفات نہین ہی چار سو جادوگر میری مان کیطرف سے میرے ہمراہی مین رہتے ہین اور ہر طرح
میرے تابع ہین فی الحال وہ سب شہر صندل مین قریب غار افراسیاب مقیم ہین مین نے اُن کو بھی
طلب کیا ہی ہر طرح خاطر جمع رکھو پرویز نے سر پیٹ لیا اور کہا ای نسترن خیرخواہ من یہان تک

تو صحیح ہی کہ اس قدر فوج میری مدد کو آگئی ہی لیکن یہ بات کہ وہ سب ساحر زبردست ہین بالکل غلط ہی
اسواسطے کہ مسلمانون کے مقابلہ مین سحر و افسون کچھ کام نہین دیتا پھر ایسا سحر و افسون ہوا تو کیا کون
نہین جانتا کہ جام صفا لشکر اسلام مین موجود ہی جب اُس جام کو مسلمان پیتے ہین سحر اپنا اثر نہین کرتا اور
اگر کسی وقت اثر سحر اُنپر کارگر ہو جاتا ہی تو وہ اُس جام کی پی لیتے ہین فوراً اثر سحر اُن سے زائل ہو جاتا ہی لنسرطین
نے کہا اے بادشاہ تم کو اس حال کی خبر اس وقت تک نہین ہی مین نے اُس جام کو چرا لینے کا مصمم ارادہ
کر لیا ہی ضرور اُس جام کو لاؤن گی پھر خوب مسلمانون پر سحر اثر کرے گا بس اُسی وقت خدنگ عیار
اور جام خود کو طلب کیا اور کہا اے خدنگ اگر تو حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کو گرفتار کر لاوے تو مین
تجھے انعام کثیر دون اسی طرح ہشام سے بھی فرمائش کی دونون نے اقرار کیا بعدہ دونون روانہ
ہوئے کہ ایک روز کا ذکر ہی کہ صاحبقران نے فرمایا اے دلاورو آج کل موسم بہار ہی دل چاہتا ہی کہ شکار
کے واسطے چلین سب نے کہا ہان اے والا منزلت واقعی آج کل صید و شکار مین لطف ہی بس اُسی روز
سے شکار کی تیاری شروع ہوئی دوسرے روز صاحبقران ثانی مع شہزادہ بدیع الملک
و دیگر سرداران نامی بر سمند کے روانہ ہوئے جب خطا کے جنگل مین پہونچے ایک مقام سبزہ زار
مین وارد ہوے سامنے پہاڑ واقع تھا امیر نے اُسی مقام پر قیام کیا ہنوز تھوڑی دیر اُس مقام پر قیام
کو گذرے تھے کہ ایک آہوے بصد تیزی نہایت خوبصورت نمایان ہوا حمزۂ ثانی اُس آہوے سفید
کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے کہا اے دلاورو مین بہت خوش ہون اگر تم کسی طرح اس ہرن کو گرفتار
کر لو تمام سردارون نے ایک مرتبہ نرغہ کیا ہر چہار جانب سے اُس آہوے سفید کو ایک مقام پر
گھیر لیا چند ساعت وہ آہو اُسی مقام پر مقیم رہا جس وقت سب اُسکے قریب پہونچ گئے شہزادہ
بدیع الملک کی جانب سے وہ ہرن چوکڑی بھر کے نکل گیا شہزادہ کو کمال رنج ہوا کہ میرے
قریب سے یہ آہوے سفید نکل گیا اس کا تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ مرکب کو اسکے تعاقب مین مہمیز کیا
شاپور اور ہدہد جلو مین تھے یہ دونون بھی بے تحاشا گھوڑے دوڑائے چلے آتے تھے قریب بارہ فرسخ
کے دور نکل گئے وہان ایک درہ کوہ نمایان ہوا آہوے سفید نے اس درہ مین جانے کا قصد کیا شہزادہ
سمجھا کہ آہو اگر درہ مین داخل ہو گیا تو پھر اسکا ہاتھ آنا مشکل ہی اور پھر نظر بھی نہ آویگا اس سے بہتر یہ ہی کہ
اسکو زندہ گرفتار کرنے کی فکر نہ کرین ہلاک کرین یہ سوچ کے ایک تیر چلہ کمان مین رکھکے اسقدر اندازے
سے رہا کیا کہ وہ آہوے سفید غلطک کھا کے زمین پر گرا ہدہد خوش ہوتا ہوا دوڑا آہوے سفید کو ذبح
کیا شاپور نے کہا دھوپ بہت تیز ہی تھوڑی دیر اسی مقام پر توقف کرنا مناسب ہی ذرا دھوپ
سے امان ملیگی بدیع الملک نے کہا ہان میری بھی یہی راے ہی کیونکہ مین بھی بہت تھک گیا
ہون قریب درہ ایک درخت سایہ دار واقع تھا شاپور نے کہا اے شاہزادہ والا جاہ اس درہ
سے نزدیک درخت سایہ دار بہتر ہی اسی واسطے کہ درہ مین بخوبی ہوا نہین آتی درخت کے سایہ مین خوب
ہوا آویگی سب نے بالاتفاق اُس درخت کے نیچے جا کے قیام کیا ماندگی اعضا پر مستولی تھی شاہزادہ
مع شاپور و ہدہد بے خبر اُس درخت کے سایہ مین سو گیا یکایک شہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا
ایک جانب دیکھا کہ دو جانور نہایت سفید خوبصورت بیٹھے ہوئے بزبان انسان آپس مین باتین کر رہے ہین

کہ افسوس زمانہ کی عجیب نیرنگی ہے یہ آہوے سفید غزالہ جادو ہے بادشاہ شہرستان صلصال کی طرف سے
ناحق کشتہ ہوئی جو شخص اس کا گوشت کھائیگا فوراً ہلاک ہوگا شہزادہ بدیع الملک گھبرا کے اٹھ بیٹھا اور حیرت
مین مبتلا تھا کہ یہ کیا اتفاق ہے ان جانورون کی بھی یکایک وہ دونون مرغ سفید اُڑ گئے اور ہنگام پرواز باواز
بلند کہا خوب خبردار ہوشیار رہنا اسواسطے کہ ضحاک شاہ مع ثعبان شاہ جادو بالشکر جادوگران شہر
پہونچتے ہین شہزادہ بدیع الملک نے اُس ہرن کو آگ روشن کر کے جلا دیا مرکب پر سوار ہو کے شاپور
کو فرمایا جلد جا کے ہمارے لشکر مین خبر پہونچاؤ اور یہ بھی دریافت کرو کہ اور سب شکار مین معروف ہین یا لشکر
مین پہونچ گئے اس حال کی بھی خبر مجھکو دینا شاپور بہت مناسب کہکے روانہ ہوا اب بدیع الملک اور
طرف ایک جانب روانہ ہوئے اُس سے بہتر ایک اور سبزہ زار نظر آیا وہان دیکھا کہ چند خیمے برپا ہین
اور سائبان اطلس بھی برپا ہین ہواے سرد کے جھونکے آ رہے ہین چند نازنینین بیٹھی ہوئی باہم چہلین کر رہی
ہین اور ایک نازنین سراپا غرور تمکین تخت الماس پر بیٹھی ہوئی اُن نازنینون کی جانب دیکھ رہی ہے سب پاکیزہ تن
اپنے اپنے عہدے سے خبردار ہوشیار اُس نازنین تخت نشین کے پاس کھڑی ہین شہزادہ بدیع الملک
کی جو ہین نظر اُس نازنین تخت نشین کے حسن و جمال بیمثال پر پڑی حضرت عشق نے دل مین گھر کر لیا دل نے
وہان جانے کو مجبور کیا آخر گھوڑا دوڑایا ہنوز اُس نازنین تخت نشین تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ وہ نازنین
بدیع الملک کے ارادے سے مطلع ہو کے تخت سے اُٹھی اور خیمہ مین چلی گئی بدیع الملک کو ملال ہوا
ہر چند اپنے دل کو سمجھایا کہ اس وادی مین بجز خرابی کے کچھ فائدہ نہین مگر کسی طرح قرار نہ آیا ناچار خیمہ کے
قریب آیا اور بکمال آہستگی کہا اے نازنین سہ دیداری نمائی و پرہیز میکنی + بازار خویش و آتش من تیز
میکنی اسیری سمجھ مین نہ آیا کہ اُس گریز کی کیا وجہ ہے اے بادشاہ حسن مین ایک مسافر خستہ حال ہون تشنہ
و گرسنہ ہون اگر اپنے نظارہ سے مجھکو محروم رکھنا چاہتی ہو تو خیر مین کیا کر سکتا ہون لیکن اسقدر مہربانی میرے
حال پر مبذول فرما کہ کچھ کھانے پینے کو میرے واسطے بھیجدے مین اپنے کو تیرا مہمان قرار دیتا ہون اور مہمان کی
خورد و نوش کی خبر میزبان پر فرض ہوتی ہے اسی طرح سے کلام کو طول کھینچا یکایک خیمہ کا پردہ اُٹھا ایک
پیرکہن سال یعنے اُس نازنین ہمسن کی دایہ خیمہ سے برآمد ہوئی سلام کیا وہ شہزادہ بدیع الملک کی
صورت زیبا پر فریفتہ ہو گئی اور دفعتہً اسقدر بیقرار ہو گئی کہ چہرے سے اُسکے تغیر محسوس ہوا تادیر اُسکی صورت
دیکھا کی شہزادہ نے کہا اے دایہ مہربان کیا میری صورت دیکھ رہی ہے یہان گرسنگی اپنا کام تمام کیے دیتی ہے دایہ
پھر خیمہ مین گئی اور کچھ طعام و شراب لائی شہزادہ سے کہا لے اور دور جا کے اسے کھا لے یہان بیٹھنے کا موقع
نہین ہے بدیع الملک نے کہا یہ بات میرے سمجھ مین نہ آئی کہ کیون دور جا کے کھانا کھاؤن اُس نے
کہا اے جوان تو نہین جانتا کہ یہ کون نازنین سراپا غرور تمکین ہے ارے یہ بادشاہ ہفت کشور کی دختر ہے جو بادشاہ
کہ پرویز بن ہرمز کے نام سے مشہور ہے اس نازنین کے ساتھ ایک پہلوان مثل فیل دمان ہے جو ذوالفقار
تیغ زن کے نام سے مشہور ہے شہزادہ نے پوچھا اس نازنین کا نام کیا ہے اُس نے کہا اسی نازنین کا نام
مہر جہان افروز ہے یہ سنکے شہزادہ بہت خوش ہوا دایہ کو اُسکے چہرہ کی بشاشت سے تعجب ہوا کہا اے
جوان نازنین نام سُنکے تو خوش ہوا اس کی کیا وجہ ہے شہزادہ نے کہا اے دایہ مہربان بہت مبارک یہ خوشخبری
تو نے سنائی مجھکو نہین معلوم تھا کہ دختر پرویز بن ہرمز یہان مقیم ہے جا اپنی ملکہ سے کہدے کہ شاہزادہ بدیع الملک

تیرے دروازہ پر استادہ ہو تیری ملاقات کا مشتاق ہو دایہ نے جو یہ تقریر شہزادہ کی سنی شہزادہ کے پانون پر سر رکھ دیا
اور بہ ہزار منت وسماجت کہا اے جوان یہ کیا خیال تیرے دل مین سمایا جلد یہان سے چلا جا ورنہ مفت ہلاک ہو جاے گا
مین نے اسی نظر سے کہا تھا کہ کہا نا دریا جاے کیونکہ ذو الخمار کو اگر خبر ہو جائیگی وہ تجھکو ضرور ہلاک کرے گا شہزادہ
بدیع الملک نے متبسم ہو کے کہا دایہ تو کیا کہتی ہے ذو الخمار ملعون آئیگا تو میرا کیا بنائیگا مجھ کو مطلق اس کا
خوف وخیال نہین ہے مین نے ہزارون ایسے زبردست پہلوان دیکھے ہین مقابلے کیے ہین ذو الخمار ہے تو کیا
پاپوش ہو زیادہ بہین نسبت کہ مجھ سے متعرض ہوگا پھر سزاے معقول پائیگا تو جا اپنی ملکہ سے میرا پیام کہ دایہ
خیمے مین آئی ملکہ مہر افروز سے اس تقریر کو بیان کیا ملکہ نے کہا پھر کیا کرنا چاہیے دایہ نے کہا اس کے
سوا اور کیا راے بتاؤن کہ اس جوان کو اندرون خیمہ طلب کر اور ساقی کو حکم دے کہ جام طلب لیے رہے اور
شاہزادہ کو دور پہ دور پلانا شروع کر دے یہان تک کہ شہزادہ بیہوش ہو جاے بعدہ دست و پا بستہ کر البتہ پرویز
کے پاس لے چل تمام نازنینون نے اس راے کو پسند کیا دایہ خیمہ سے باہر آئی کہا اے جوان مین نے تیری
سفارش ملکہ سے کی وہ ہرگز تیری ملاقات کو راضی نہین ہوتی تھی بہزار مشکل اسکو راضی کیا ہے مگر خبردار ملکہ کے پاس
پہونچ کے کوئی بات خلاف مزاج ملکہ کے عمل مین نہ لانا شہزادہ نے کہا اے دایہ یہ کیا کہتی ہے میری کوئی بات
ملکہ کے خلاف نہ ہوگی دایہ نے کہا خیر تم کو اختیار ہے خیمہ مین چلو شہزادہ دایہ کے ہمراہ روانہ ہوا پہلے دایہ نے پردہ
خیمہ کا بلند کیا اور شہزادہ کو خیمہ کے اندر داخل کیا بعدہ خود بھی خیمہ مین داخل ہوئی جیسے ہی ملکہ مہر افروز اور
شہزادہ کی آنکھین چار ہوئین دونون باہم گرفتہ ہو گئے ملکہ بہ تعظیم شہزادہ کو اٹھ کھڑی ہوئی شہزادہ تخت پر اسکے
پہلو مین جا بیٹھا اب سب کو حیرت نے گھیرا کہ یہان تو رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہے مگر سکوت کے سوا کیا چارہ
تھا وہان جس قدر دیر ہوتی جاتی تھی اسی قدر موافقت کو طول ہوتا جاتا تھا تا اینکہ بدیع الملک
اس کے منہ کے قریب لے گیا اور نظر کو دیکھا نازنین نے شرما کے نظر نیچی کر لی شہزادہ نے منہ
سے منہ ملا کے بوسہ لے لیا پھر تو متواتر بوسہ بازی کا ہنگامہ گرم ہو گیا اس حرکت خلاف سے شہزادہ
کی غرض یہ تھی کہ دیکھون اس نازنین کے ہمراہی کیا کہتے ہین مگر کسی نے بجز سکوت کے دم بھی نہ مارا
جوہر تیز رو بھی وہان موجود تھا اس تمام کیفیت کو دیکھ رہا تھا یکایک ملکہ مہر جہان افروز نے
ساقی کیجانب اشارہ کیا اسنے جام بلوریں جام مرصع سے لبریز کر کے دیا بدیع الملک نے ملکہ
کی صورت دیکھی ملکہ نے کہا اے بدیع الملک یہ مجھکو خوب معلوم ہے کہ تمھارے مذہب مین شراب
ممنوع ہے تاہم اس وقت میری خاطر تم پر فرض ہے شہزادہ نے کہا ممنوعات شرعی مین کسی کی خاطر داری کو
کیا دخل ہے ہان ایک صورت سے تیری خاطر داری مجھ پر فرض ہوگی کہ تو دین اسلام کو اختیار کرے ملکہ
نے آہستہ سے کہا اے بدیع الملک تو کیا کہتا ہے بالفرض مین تیری درخواست کو قبول کر دون پھر یہ
سب میرے ہمراہی کیا کہین گے شہزادہ نے کہا ان ہمراہیون کو میرے کامون مین کیا دخل ہے ملکہ نے
کہا ہان یہ سب صحیح ہے تاہم مجھکو شرم معلوم ہوتی ہے شہزادہ نے کہا اے نازنین آج تجھکو مذہب
حق کے اختیار کرنے مین شرم آتی ہے کل قیامت کے روز جب تم سے سوال کیا جاویگا کہ تو نے
مذہب حق کے اختیار کرنے مین شرم کی اسوقت کیا جواب دیگی اور جب تجھ پر اس کا عذاب نازل ہوگا
اس وقت تجھکو شرم نہ آئے گی جو کچھ مین کہتا ہون اسپر عمل کر بیٹھ بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھ کے

مسلمان ملک نے منظور کیا کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوئی غرضکہ دونون شراب پینے مین مصروف ہوئے

اب کچھ حال خدنگ اور ہشام دونون عیارون کا بیان کیا جاتا ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہی کہ امیر حمزہ ثانی شہزادۂ بدیع الملک کا انتظار کر رہے
تھے صید و شکار کرتے ہوئے پہاڑ کے درہ مین آ نکلے وہان سبزہ زار دیکھ کے قیام کو دل
چاہا مکان عالیشان واقع تھا حمزہ ثانی نے فرمایا اسی جگہ قیام مناسب ہی تا اینکہ بدیع الملک
یہان پہونچ جائے سب نے اس مقام فرحت افزا مین قیام کیا جو ہرن وغیرہ شکار کر لائے تھے
اُن کا گوشت صاف کیا کوئلے سلگائے کباب بنانے سیخ آہنی پر لگائے جب خوب بریان ہو گئے
تمام ہمراہی جمع ہوئے کباب خوب سیر ہو کے کھائے اُسطرف خدنگ عیار اور ہشام امیر حمزہ ثانی
اور شاہزادہ بدیع الملک کے گرفتار کرنے کو گئے تھے جب شکارگاہ مین پہونچے درہ نرگس زار مین دیکھا
کہ امیر حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی براحت تمام بیٹھے ہین اور شہزادہ بدیع الملک کا ذکر رہے ہین کہ شہزادہ دشت
مین آہوے سفید کے گیا ہی اُس کا حال اُسوقت سے اسوقت تک نہین معلوم ہوا کسطرف کو گیا اور کہان پہونچا
ہی اسوقت تک واپس نہین آیا خدنگ اور ہشام نے اس حال کو خوب سُنا اور دوا لئے آگے درخت کے سایہ مین
قیام کیا خدنگ نے ہشام سے کہا تو نے سُنا حال بدیع الملک کا سنے کہا ہان
جسقدر تو نے سُنا اُس قدر مین نے بھی سُنا خدنگ عیار مکار نے کہا پھر کیا ارادہ ہی ہشام نے کہا جو کہو خدنگ
نے کہا میری یہ رائے کہ تو امیر ثانی کو آج گرفتار کر کے لیجا مین بدیع الملک کی تلاش مین جاتا ہون ہشام
نے کہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ ہشام جانب صحرا روانہ ہوا ایک مقام پر جا کے قیام کیا خریطۂ عیاری سے نَے
ہفت بندی نکالی بجانا شروع کیا اتفاقاً شہزادہ کیخسرو ہرن کا تعاقب کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا تھا کہ
وہ آہوے صحرائی نظر سے غائب ہو گیا بہرام بن عمرو ہمراہ تھا ناگاہ اس نَے کی خوش آیند صدا کیخسرو کے
گوش زد ہوئی متحیر ہو کے ہرطرف نظر کی آخر ایک تختہ سنگ پر جا کے بیٹھا اور بہرام سے کہا خیمہ سے
صراحی شراب لے آ یہ وقت لطف کا ہی خوش آیند صدا آ رہی ہی بہرام نے دست بستہ کہا بہت مناسب
اور خیمہ کیجانب روانہ ہوا یہان کیخسرو اُس صداے خوشگوار پر چلا ایک مقام پر دیکھتا ایک شخص نَے بجا رہا
ہی اُس کے قریب جا کے نَے کو دیکھا اور کہا اے شخص کیا خوب نَے بجا رہا ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی
کہ کسی جاے مناسب پر چل کے نَے بجا تا کہ مین بیٹھ کے سنون ہشام نے نَے کا بجانا موقوف کیا اور کہا
جہان کہو وہان چل کے بجاؤن کیخسرو ہشام کو ایک درخت سایہ دار کے نیچے لایا خود ایک پتھر پر بیٹھا
اور کہا ہان نَے کو بجا ہشام نے بجانا شروع کیا چند لمحے کے بعد ہشام نے نَے کو رکھ دیا اور کہا اے جوان اسوقت
بے شراب صحبت کا لطف نہین کیخسرو نے کہا تامل کر مین نے بہرام اپنے عیار کو شراب لینے کو بھیجا ہی وہ عیار
بہت چست و چالاک ہی عنقریب لاتا ہوگا پھر لطف صحبت ہوگا ہشام نے کہا اے جوان اگر تیری رائے ہو تو جب تک
شراب تیرا عیار لائے مین گوسفند کو ذبح کر کے کباب تیار کر دون کیونکہ بغیر کباب کے شراب کا لطف نہین ہی اور
اس وقت نَے نوازی ہوگی تو پورا لطف حاصل ہوگا کیخسرو نے کہا ازین چہ بہتر پس ہشام اُسطرف گیا گوسفند
کو لا کے ذبح کیا گوشت صاف کر کے کباب بنائے اُسمین داروے بیہوشی آمیز کی جب کباب پک کے تیار ہوئے
ہشام نے کہا اے جوان کباب تیار ہین کیخسرو نے کہا شراب بھی آتی ہوگی ہشام نے کہا شراب آنے دی

جبتک کسیقدر کباب نوش فرماؤ اگر سرد ہو جاینگے تو پھر کچھ لطف نہوگا کیخسرو نے چند کباب کھاے بہت تعریف
کی یکلیک غنودگی طاری ہوئی کیخسرو بیہوش ہوکے زمین پر گرا ہشام حرامزادے نے باواز بلند کہا واہ
اور فوراً ہاتھ پانون مضبوط باندھ کے پرویز کے پاس لیگیا وہان جب بہرام صراحی شراب و جام بلورین لیے
ہوے آیا ہرچند کیخسرو کو تلاش کیا کہین نشان نہ ملا زار و قطار روتا تھا اور کہتا تھا افسوس کیخسرو کو کوئی عیار
مکار گرفتار کر لیگیا کچھ عجب نہین اگر وہ ذوالنوازکوئی عیار ہو اس حیلہ سے گرفتار کر لیگیا اسی انتشار مین شاپور
شیردل شہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہو کے امیر حمزہ ثانی کے پاس جاتا تھا اُس مقام پر
پہونچا جہان بہرام کیخسرو کی تلاش مین گریان و نالان پھر رہا تھا بہرام کا حال خراب دیکھ کے کہا ای بہرام
کس فکر مین مبتلا ہو بہرام نے کیخسرو کے غائب ہو جانے کا حال بیان کیا شاپور شیردل نے کہا ای
بہرام تیرا خیال صحیح ہی کہ وہ ذوالنواز لشکر کفار کا عیار تھا اور مجھکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ہشام عیار تھا
اب تیرا کیا ارادہ ہی بہرام نے کہا اگر سمت معلوم ہوتی تو ہشام کے تعاقب مین جاتا شاپور شیردل نے
کہا ضرور تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ دونون ہشام کے تعاقب مین روانہ ہوئے

اب خدنگ عیار مکار کا حال سماعت فرمائیے

کہ وہ ملعون بدیع الملک کی تلاش مین چلا ملکہ جہان افروز کے خیمہ مین پہونچا دیکھا بدیع الملک
اندرون خیمہ ملکہ جہان افروز کے پہلو مین بکمال اطمینان بیٹھا ہو دایہ ذہیرہ خدنگ کے پاس آئی اور اشارہ سے
کہا دیکھ یہ کیا سامان پیش نظر ہی خدنگ دایہ کو گوشہ مین لیگیا اور کہا بدیع الملک کسطرح پہونچا اُسنے تمام
حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا ای خدنگ مجکو یہ نہ معلوم تھا کیو خبر اسقدر بیجا ہی خدنگ نے کہا ای دایہ تو صبر کر مین
جاتا ہون ذوالخمار کو لیے آتا ہون تاکہ وہ بھی یہ تماشا دیکھے دایہ نے کہا تجھے اختیار ہی خدنگ وہانسے ذوالخمار
کے پاس آیا وہ اسوقت نشہ شراب سے بدمست ہو رہا تھا خدنگ نے ذوالخمار کے قریب آکر کہا ای پہلوان
دوران کس خیال مین مبتلا ہو کچھ لبنت کی بھی خبر ہو ذوالخمار نے کہا کون ہی اُسنے کہا مین خدنگ تیرا خادم دیرینہ
ذوالخمار نے کہا کیا خبر تازہ لایا ہی خدنگ نے کہا خبر تازہ یہ ہی کہ ناموس شاہی کی خرابی کا سبب تو ہوا اگر تیرا یہی حال
تھا تو اُسکے ہمراہی کی کیا ضرورت تھی ذوالخمار نے کہا کچھ تو کہہ کیا ناموس شاہی کی خرابی ہوئی خدنگ نے ہزار ہا
مغلظ گالیان دین اور کہا تجھے کیا کام ہی تو میخواری مین اسی طرح مدہوش رہ ذوالخمار نے دست بستہ کہا ای خواجہ کچھ
کہہ کیا واقعہ پیش آیا ہی خدنگ نے کہا میرے ساتھ چل تو مین تجھے تماشا دکھاؤن ذوالخمار اُٹھ کھڑا ہوا مرکب پر سوار
ہوا اور اپنے ملازمون سے کہا تم سب بھی سوار ہو کے میرے ساتھ چلو اور خود خدنگ عیار کے ہمراہ روانہ ہوا جب
دروازہ خیمہ پر پہونچا مرکب سے اُترا خدنگ نے کہا مین یہین مقیم ہون تو خیمہ مین جا کے تماشا دیکھ ذوالخمار نے
مرکب خدنگ کے حوالہ کیا اور خود پردہ اُٹھا کے خیمہ مین داخل ہوا شہزادہ بدیع الملک کو دیکھا ملکہ جہان افروز
کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہی اور ہنگامہ بوسہ بازی گرم ہی ذوالخمار نے تلوار علم کی اور جھپٹ کے بدیع الملک پر وار کیا
شاہزادہ نے بچستی تمام اس وار کو رد کر کے اس زور سے اُسکے کلہ پر طمانچہ مارا کہ ذوالخمار بیہوش ہو کے زمین پر
گرا چار گھڑی تک بیہوش اُسی طرح پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی اپنی حالت کی طرف خیال کیا کہا بارے زندہ
ہون اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا نفس سرد بھر کے کہا اُف اُف بدیع الملک نے پوچھا سچ بتا طمانچہ کیسا تھا ذوالخمار
نے کہا ای جوان خمسہ اپست قربان تیری قوت دست و بازو کے واقعی تو نے ایک ہی طمانچہ مین میرا کام تمام کر دیا

اب مجھ مین طاقت اُٹھنے کی بھی نہین ہو مقابلہ کیا کر سکتا ہون شاہزادہ نے کہا اگر تجھمین طاقت مقابلہ نہین ہو تو پھر دین
اسلام قبول کرنے مین تجھے کیا عذر ہو اُسنے کہا مجکو کچھ عذر نہین ہو شہزادہ نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا ذوالخمار بصفاے نیت
مسلمان ہوا اب وہانسے مراجعت کی خدنگ دروازہ پر موجود تھا اُسنے کہا اے پہلوان زمان کسطرف کا قصد ہو اُسنے
کہا مین اپنے آدمیون مین جاتا ہون تاکہ اُنکو بھی مذہب اسلام تعلیم کردون خدنگ نے کہا یہ کیا بیہودہ حرکت ہو تو
کس کام کے واسطے اندرون خیمہ گیا تھا اور اب کیا نالایق خیال دلمین سمایا ذوالخمار نے کہا بیہودہ و نالایق خیال تیرا ہی
کہ دنیا کیواسطے دین کو چھوڑے ہوئے ہی مین تجکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ اس گمراہی سے باز آ اور شاہراہ مستقیم مین قدم رکھ
نہین معلوم کسوقت اجل آجائیگی پھر بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا خدنگ نے کہا تیرا دماغ خراب ہوگیا ہی بس اب مین تیری
بات سے قایل نہین ہون ذوالخمار نے کہا مجکو خود تجھسے بات کرنے مین کراہیت معلوم ہوتی ہو خدنگ نے کہا او نالایق
پرویز سنیگا تو کیا تجپر نفرین کریگا اس خیال بیہودہ سے درگذر اور بدستور دین قدیم پر قایم ہو اُسنے کہا پرویز کیسا
بالوش ہی اور کیا بلا ہی خدنگ خاموش ہوا ذوالخمار نے ایک تیر چلہ کمان مین رکھا اور چاہتا تھا کہ خدنگ
کیجانب رہا کرے خدنگ سوچا کہ مفت جان میری ہلاک ہوگی اُسنے وہانسے گریز کی پرویز کے پاس پہونچا اسطرف
ذوالخمار اپنے ملازمون کے پاس آیا اور کہا تم لوگ آگاہ ہو کہ مین بت پرستی سے باز آیا دین اسلام اختیار کیا تملوگ اگر
میری رفاقت چاہتے ہو تو دین اسلام اختیار کرو ورنہ مجھسے دست بردار ہو سب نے کہا کہ خداوند نعمت اگر دین اسلام کا
حق ہونا ثابت ہوگیا ہی تو ہمکو اس مذہب حق کے اختیار کرنے مین کچھ عذر نہین ہو چنانچہ ذوالخمار نے اُن سبکو بھی دایرہ اسلام مین
داخل کیا اب وہانسے واپس آکے پھر خیمہ مین داخل ہوا اور شہزادہ کے روبرو مثل ملازمان خاص کے استادہ ہوا۔ اسطرف ہشام
ملعون کیخسرو کو پرویز کے روبرو لایا اور پشتارہ زمین پر رکھا پرویز ہشام کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور کہا اے عیار طرار
کیا کار نمایان کیا کسکو گرفتار کر لایا ہی ہشام ملعون نے کہا اے بادشاہ حمزہ ثانی تو وہ نرگس زادہ ہی مع یاران ہمراہی بیٹھا ہوا
بدیع الملک کا انتظار کر رہا ہی اور بدیع الملک ایک ہوے صحرائی کی تلاش مین گیا ہی اُسکا حال اسوقت دریافت
نہین ہوا یہ کیخسرو بن سعد ہو جسکو مین بعیاری گرفتار کر لایا ہون پرویز بہت خوش ہوا ہشام کو زر کثیر انعام مین دیا اُسکی
عیاری کی بہت تعریف کی اور کہا اے ہشام میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس خداپرست کو اسی وقت بیہوشی کی حالت
مین ہلاک کر دون مین نے بیشتر دیکھا ہی کہ جب مسلمان بعیاری گرفتار کیے گئے ہین اور اُنکو ہوشیار کیا ہی فوراً کوئی نہ کوئی
سبب رہائی کا پیدا ہو گیا اگر کیخسرو کو ہوشیار کیا اور رہا ہو گیا تو کمال افسوس ہوگا اور مجکو بھی ملال ہوگا کہ محنت ضایع
ہو گئی ارغش نے سر ہلایا مطلب اسکا یہ تھا کہ یہ راے بالکل نامناسب ہی پرویز نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کیون سر ہلاتا
ہی ارغش نے کہا اے بادشاہ یہ کچھ ضرور نہین ہو کہ مسلمان ہوشیار ہوکے رہا ہو جائینگے بلکہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہی
میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس جوان کو ہوشیار کرکے دین بت پرستی کی ترغیب دیجاوے شاید قبول کرے نہین معلوم
دین و مذہب کے بارہ مین اُسکا کیا خیال ہو شاید میرا خیال درست ہو پرویز نے بعد تامل بسیار اُسکی بھی رائے پسند کی کیخسرو کے
دست و پا کو خوب مضبوط باندھا فتیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا۔ کیخسرو نے ابتدا تو حالت خواب مین دیکھا حیران
ہوا ہر چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھتا تھا کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی پرویز نے کہا اے کیخسرو ہمارا ارادہ تھا کہ تجکو
حالت بیہوشی مین ہلاک کرین مگر ارغش نے منع کیا تجکو ہوشیار کیا ہی اگر تو اپنی جان ہلاکت سے بچانا چاہتا ہی تو
دین بت پرستی کو بصدق دل و بصفاے نیت قبول کر ورنہ یقین سمجھ لے کہ ہم ہرگز تجکو زندہ نہ چھوڑینگے کیخسرو نے بت پرستی
کی نہایت مذمت کی اور بت پرستونکو ہزار ہا گالیان دین پرویز ارغش پر بہت خفا ہوا اور کہا ان گالیون کا سبب

خاص یہی نالایق ہی اسکی رای سے پرویز نے عمل کیا جو یہ گالیان سنین ورنہ اب تک خداپرست پیمال ہو گیا ہوتا فعل بھی
کیخسرو کی گالیون سے بہت برہم ہوا کہا جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا فعل نے کہا جلد اس خداپرست کو ہلاک کر
اور خون اسکا میرے واسطے لا کہ مین شراب مین آمیز کرکے پیونگا ملازمان پرویز نے شہزادہ کیخسرو کو زیر تیغ بٹھایا
پرویز نے کہا ای ہشام اگر تو حمزۂ ثانی یا بدیع الملک کو گرفتار کر لاتا تو مین ہرگز ایسا خوش نہوتا جیسا کہ کیخسرو
کی گرفتاری سے مین خوش ہوا ہون ہنوز یہ کلام اسکا ختم نہوا تھا کہ نسترن جادو آئی اور کہا ای نظر کردۂ خداوند لات
مبارک ہو مین نے بہت بڑا کام کیا یعنے آج شبکو حمزۂ ثانی کے باطل السحر کو سفید مہرہ پر بند کر دیا ہی و اب حمزۂ ثانی کو
بالکل یاد نہین ہی اب حمزۂ ثانی اور اسکی تمام فوج کا بخوبی علاج ہو جائیگا ہشام نے کہا اگر ایسا بندوبست کر لیا ہی
تو پھر کیا ہی جاؤ حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی نرگس زار مین بیٹھا ہوا سیر و تفریح کر رہا ہی گرفتار کرو نسترن نے کہا واقعی ہشام
نے کہا کیا مین تجھسے جھوٹ بولا کرتا ہون جا دیکھ لے نسترن اسی وقت اٹھی اور چار جادوگر بلا کے انسے کہا کہ تم
سب جاؤ اور گرد و پیش پہاڑ کے بیٹھ کے ایسا کچھ بندوبست کرو کہ حمزۂ ثانی سلامت نہ جانے پائے اسطرف جب
کیخسرو کو ملازمان پرویز نے زیر تیغ بٹھایا اور پرویز نے حکم قتل کا دیا کیخسرو بہت گھبرایا درگاہ باری مین دعا
کی کہ خداوندا تو خوب جانتا ہی کہ مین تیری راہ مین ساعی ہون اور اسوقت بجز تیری مدد کے کوئی حامی و مددگار نہین
رکھتا یکایک ایک ابر پیدا ہوا اس ابر مین سے ہاتھ ظاہر ہوا اور کیخسرو کو اٹھا لیگیا تمام کفار حیرت مین مبتلا ہوتے
اب ازعرش پر اور بھی زیادہ ملامت ہونا شروع ہوئی مگر وہ خاموش بیٹھا ہوا اس ملامت و نفرین کو سن رہا
تھا صلصال نے جادوگرون سے کہا تم سب کیا خاموش بیٹھے ہو سب نے کہا ای صلصال ہم طاقت
رکھتے ہین کہ اگر چاہین تو آسمان سے ستارہ کو زمین پر لے آوین صلصال نے کہا یہ فقط زبانی کہتے ہو یا کچھ عمل مین
بھی لا سکتے ہو آخر چار سو جادوگر ایک جا جمع ہوئے اور اپنے اپنے سحر و افسون کو صرف کیا کچھ فائدہ نہوا بلکہ اسکا نتیجہ
یہ ہوا کہ اس ابر سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے پچاس جادوگر جل کے خاک سیاہ ہو گئے اور لوگون کے کئی گھر بھی
جلگئے تمام کفار نے گھبرا کے چیخنا شروع کیا کہ ای خداوند لات و منات کسطرف ہو جلد ہماری مدد کرو تمھارے بندے
آسمانی آگ سے ہلاک ہوئے جاتے ہین اگر اسوقت مجبوری مین ہمکو مدد نہ پہونچیگی تو اور کون وقت آئیگا ایسی مصیبت
و آفت ہم پر نازل نہ ہوئی تھی نسترن نے جادوگرون سے کہا تم سب جاؤ جلد جلد حمزۂ ثانی کی گرفتاری
کی فکر کرو جب تک مین زندہ ہون حمزۂ ثانی کو باطل السحر یاد نہ آئیگا کیونکہ سفید مہرہ میرے شکم مین ہی اس اثنا
مین ایک سوار گرد آلودہ پسینہ مین عرق ہانپتا ہوا آیا اسوقت عرض مین آکے مجرا کیا اور کہا ضحاک شاہ و ثعبان شاہ
ہمراہی جادوگران بیشمار کل یہان پہونچین گے دو گھڑی رات گذری تھی کہ چار جادوگر آئے ہر چہار جانب دریا کے
بیٹھے پانی کے طشت لیے ہوئے تھے چار کوزون کو پانی مین تر کیا اور جانب آسمان چھڑکنا شروع کیا اور افسون
و سحر پڑھتے جاتے تھے شب کو حمزۂ ثانی نے روشنی کا حکم دیا طرفہ عجائبات نظر سے گذرے شاہزادہ بدیع الملک
کا کمال انتظار تھا جب رات زیادہ گذری نور الدہر نے سرداران دست بستہ و دست جیب سے کہا کہ ای
حامیان دین متین سبحانی اسوقت تک شہزادہ بدیع الملک کا پتہ نہ لگا سردارون نے عرض کی ہمارے نزدیک
تو شہزادہ بدیع الملک راہ بھولکے کسی طرف نامعلوم مین سرگردان ہونگا نور الدہر نے کہا مین شہزادہ کیطرف
سے مطمئن ہون کیونکہ وہ شہزادہ والا تبار جہان ہی تجھے معلوم ہی لیکن کیخسرو کی جانب سے مجکو کمال
تردد ہی ایک شخص نے کہا پھر دن باقی تھا جب تک بہرام عیار لشکر مین موجود تھا اب نہین معلوم کہان ہی

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک جھونکا ہواے تند و سرد کا چلا جس قدر چراغ روشن تھے سب خاموش
ہو گئے مارے جاڑے کے سب تھر تھر کانپنے لگے قبا و لبادہ جو کچھ جسکے پاس موجود تھا اُسنے اوڑھا اب
پانی بھی زور شور سے برسنا شروع ہوا سرداران لشکر اسلام کو یقین ہو گیا کہ یہ بارش بھی سحر و
افسون کا نتیجہ ہو امیر حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوے اور اپنے قیاس کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ
ایسا ہی واقعہ امیر والا توقیر پر زرد کوہ میں گذرا تھا امیر ثانی نے فرمایا شکر ہو کہ شہزادہ بدیع الملک
یہاں موجود نہیں ہو البتہ اس کام کی فکر کرنا چاہیے اپنے ملازموں اور مصاحبوں سے کہا کہ اس
امر میں کوشش کرو اور پھر افسوس کر کے کہا اصل امر یہ ہو کہ بدیع الملک ہی ایسے وقتوں میں خوب
بند و بست کرتا ہو سرداروں نے کہا اے والا منزلت یہ وقت باطل السحر پڑھنے کا ہو امیر ثانی نے خیال
کیا باطل السحر کو بالکل فراموش پایا تا دیر غور و فکر کرتے رہے آخر الامر کہا اے دلاورو غضب ہوا افسوس
صد ہزار افسوس ساحران غدار افراسیاب نے باطل السحر مجکو بھلا دیا صبح کو دیکھا کہ گرد و پیش
برق کے پہاڑ ہیں کوئی راستہ کھلا ہوا نہیں ہو سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ وقت عبادت
الٰہی کا ہو سب نے جانب قبلہ رُخ کیا دونوں ہاتھ سوے آسمان بلند کیے اور کہا اے دستگیر
درماندگان و اے مددگار ناچاران و بے کسان اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ اس وقت مجبوری میں
ہماری مدد کر بہرام عیار و شاپور کیخسرو کے حال سے بخوبی مطلع تھے اور لسترن کا بھی حال
خوب معلوم تھا سعد شہریار کے پاس پہونچے کیخسرو کا حال بیان کیا ایک اور شخص سعد شہریار کی خدمت
میں حاضر ہوا اور حال سرداروں کا بیان کیا سعد شہریار کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور
شاپور سے فرمایا جلد جا شہزادہ بدیع الملک کو اس حال سے مطلع کر شاپور فوراً روانہ ہوا بعد
جستجوے بسیار لشکر میں پہونچا وہاں سے دروازہ خیمہ پر گیا چند لمحہ وہاں قیام کیا بعدہ
اندرون خیمہ داخل ہوا بدیع الملک اور ہدہد کو موجود پایا بکمال ادب مجرا کیا بدیع الملک
نے خیر و عافیت دریافت کی شاپور نے کیخسرو اور لسترن جادو اور حمزہ ثانی کی حالت
کو بہ تفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے مہر افروز رونے لگی جو
بدیع الملک کو رنجیدہ پایا بہت سمجھایا کہا آپ کیوں مضطرب ہوتے ہیں پروردگار حامی و مددگار
ہو بدیع الملک ذوالخمار کی طرف متوجہ ہوئے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان
اپنا اسباب سفر درست کرو اور ملکہ مہر افروز کو لشکر میں پہونچا و ملکہ ہدہد کو بھی اپنے ہمراہ لیتے
جاؤ ذوالخمار نے حسب الحکم شاہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر افروز اور ہدہد کو لیکر طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوا یہاں شاہزادہ بدیع الملک شاپور کو ہمراہ لیکر براے تلاش ساحران غدار
جاتے ہیں کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جاوے گا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شہنشاہ شہریار کے بیان کیے جاتے ہیں

راویانے کہ در سخن فرو اند شمع این داستان چنین کردند ناظرین والا مقام و سامعین ذوالاحترام
کو یاد ہوگا کہ جب طبل بازگشت ہوا کر دونوں لشکر میدان کارزار سے طرف اپنے پڑاؤ کے گئے
دوسرے روز شہریار نے پھر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان میں آیا مبارز طلبی پہلوانوں نے شروع کی مالک

بن مالک میدان مین آئے ہنر جنگ دکھائے شمائل خان کے ہاتھ سے نیزہ نکالا شمائل خان نے بقوت
تمام دار گرز گران کا کیا کہ سر مالک کا زخمی ہوا فرنگیون نے جو یہ کیفیت دیکھی یلغار کرکے آ پڑے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی تھوڑی دیر مین لاشون کے انبار میدان کارزار مین ہوگئے دریاے خون روان ہوا سر مثل حباب
نظر آنے لگے ڈھالونکا ابر چھا گیا برق شمشیر چمکنے لگی آواز بزن و بگیر بلند ہوئی تا شام معرکہ کارزار گرم رہا جب
آفتاب غروب ہوا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر میدان سے پلٹے شہنشاہ جو اپنی بارگاہ مین آئے
سب سے کہا کہ کل مین خود میدان جنگ مین جاؤنگا ہنر جرأت دکھاؤنگا سردارون نے جو آمادہ پایا عرض کیا
کہ جب تک غلامان جانباز زندہ ہین آپ کو میدان مین جانے نہ دینگے ہمارے بعد آپکو اختیار ہی جو مزاج مین آئے
کیجیے گا شہنشاہ نے کہا کہ اگر صبح کو کوئی مجھے میدان کارزار مین براے مقابلہ نہ جانے دے گا مین
اپنے ہاتھ سے گلا کاٹکے مرجاؤنگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکے بعد اداے ثنا کے عرض کی کہ حضور شہریار
نے طبل جنگی بجوایا ہی شہنشاہ نے حکم دیا جواب مین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی
نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی تیاریان ہونے لگین شب بھر دونون لشکر مصروف سامان جنگ
رہے جب شہنشاہ زرین پوش مشرق نے اسپ چرخ زبرجدی پر سوار ہوکے فوج ثوابت و سیار کو
شکست دی اور اپنے نور سے عالم کو منور کیا لشکر میدان کو جانے لگے کہ ہرکارے روتے ہوئے سامنے
بدیع الزمان کے آئے عرض کی حضور ایک ماجراے عجیب و سانحہ غریب ہی بڑا غضب ہوا شبکو شہنشاہ کو کوئی
بارگاہ سے سراچہ چاک کرکے چرا لیگیا بدیع الزمان نے جو یہ خبر پائی بدرجہ کمال متردد ہوئے فوراً اپنے مقام
سے اٹھکر بارگاہ شہنشاہ مین آئے یہان جو آکے دیکھا تو پلنگ خالی پڑا ہی سراچہ بارگاہ کا چاک ہی انداز
سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار شاطر شب کو آیا اور شہنشاہ کو چرا لے گیا بدیع الزمان نے اسیوقت شاطران
لشکر کو طلب کیا سب کیفیت مشرح کہی فرمایا کہ ایسے وقت مین شہنشاہ کا پتہ لگاؤ ہرکارے حسب الحکم
بدیع الزمان روانہ ہوئے بدیع الزمان میدان کارزار مین تشریف لائے شاہزادہ سکندر
فرخ لقا رخصت ہوکے میدان کارزار مین آئے شہریار سے مقابلہ بڑی دیر تک رہا آخر کار دونون
لشکرون نے اپنے یہان سے حرکت کی جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ دن بھی یون ہین تمام ہوا دونون لشکر
اپنی اپنی طرف واپس ہوئے شاطرون نے آکے بدیع الزمان سے عرض کی کہ حضور خاطر مطمئن رکھین خبر
شہنشاہ آپسے ملین گے یہ کام مجھے کسی دشمن کا نہین معلوم ہوتا ہی بلکہ یہ گمان ہی کہ کوئی ساحرہ
شہنشاہ پر عاشق ہوکے لیگئی بدیع الزمان تو اس فکر مین سر بزانو ہین مگر اب حال شہنشاہ کا سنیے
کہ شہنشاہ کو جو صبح کو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجلس پر تکلف مین پایا دیکھا چہار جانب نازنینان زردر
گوش مرصع پوش جمع ہین جام شراب ارغوانی گردش مین ہی ایک نازنین حسین و جمیل ایک تخت مرصع
کار پر بیٹھی ہی انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ وہی سب کی سردار ہی سب اس کی اطاعت کرتی ہین شہنشاہ
نے آنکھ جو کھولی اس نازنین نے کہا اے شہنشاہ بیدار ہوجیے دن بہت آگیا شہنشاہ حیران اٹھے
خیال کررہے کہ یہ مین خواب دیکھ رہا ہون یا کسی ساحرہ کے دام مکر مین گرفتار ہوا ہون اسی حیرت مین اٹھکے
بیٹھے اس نازنین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین کہان ہون یا تو اپنے لشکر مین تھا یا مین نے تمھاری
مجلس مین اپنے تئین پایا نازنین نے مسکرا کے عرض کی کہ حضور یہ خطا جوش محبت مین ہوگئی ہی معاف

فرمایئے شہنشاہ دے نے پوچھا آخر تم کون ہو کیا نام ہی تجھے کیا کام ہی نازنین نے جواب دیا کہ نام میرا مہر ناز پرور
ہی باپ میرا ابر سیسا فرنگی ہی براے زیارت والدین باقی تھی آپ کی کیفیت سنی اپنے عیار کو بھیجکر آپ کو
سنگوالیا اب اس خطا پر جو سزا دیجیے مین موجود ہون شہنشاہ نے مسکرا کے ارشاد کیا کہ جو کچھ تمنے کیا بہت
خوب کیا آخر کار مہر ناز پرور کو مسلمان کیا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی مہر ناز پرور نے عیار خجستہ
سے حکم کیا کہ خبر لشکر والا جلد لا کہ وہ لوگ کس کام مین معروف ہین عیار ادھر روانہ ہوا یہ لوگ یہان
معروف عیش ہین مگر اب کیفیت لشکر اسلام تحریر کی جاتی ہی کہ جب بدیع الملک نے مہر جہان افروز
اور ہدہد کو ذوالخمار کے ہمراہ کیا اور کہا کہ اُنکو طرف لشکر کے لیجاؤ اور آپ مع شاپور براے تلاش ساحران
روانہ ہوئے ادہر طرف درۂ نرگس سے کے چلے مگر صلصال اور پرویز اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوئے صلاح کر رہے
ہین کہ وسوسہ جادو نے خبر دی کہ ضعان شاہ و ضحاک شاہ آئے ہین یہ دونون براے استقبال
آئے باعزاز تمام ضعان شاہ و ضحاک شاہ کو لیگئے ان دونون نے مزاج پرسی کی صلصال
نے کہا کوشش جنگ مسلمانون مین بہت پریشان ہین ضحاک نے پوچھا اب کیا کیفیت ہی
صلصال نے کہا اہل اسلام کے پاس ایک جام ہی جسکے ذریعہ سے سحر تاثیر نہین کرتا وہ بارگاہ
سلیمانی مین موجود رہتا ہی ضعان نے کہا پہلے ایک ایلچی کو روانہ کر دو بغیر ظہور جام بے اندیشہ جنگ ہو جاے گی
اُسی وقت ایک نامہ لکھکر ایلچی کو دیا اور روانہ کیا اب یہ سب بارگاہ مین بیٹھے ہین صلاحین ہو رہی ہین جنتک
عیار شیرویہ آکر پہونچا اور تمام کیفیت مہر جہان افروز اور بدیع الملک وغیرہ کی بیان کی پرویز
کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا ارغش نے پوچھا خیر ہی پرویز نے تمام کیفیت بیان کی شیرویہ نے
کہا ای پرویز کیون متفکر ہوتے ہو مین ابھی جاتا ہون اور جب تک اُن سب کی خبر اچھی طرح سے
نہ لون گا واپس نہ آؤن گا یہ کہکر شیرویہ اسی وقت روانہ ہوا اسکے عقب مین پرویز نے لشکر روانہ کیا
یہ تو راہ طی کرتا ہوا جاتا ہی مگر ملکہ مہر افروز جو بدیع الملک سے رخصت ہو کر ہمراہ ذوالخمار کے چلی
راہ مین ایک آہو نظر آیا ملکہ اس طرف متوجہ ہوئین خیال آیا کہ اس آہو کو شکار کرین یہ سوچکر گھوڑا اسکے
پیچھے ڈالا ہر چند ذوالخمار نے منع کیا مگر ملکہ ایسی محو ہوئین کہ کچھ سماعت نہ کی لیکن ساتھ ملکہ مہر افروز
کا ہدہد نے نہ چھوڑا یہان تک کہ ایک کوس ملکہ اور ہدہد نکل آئے آہو تو چوکڑی بھرکے ایکطرف
نکل گیا ملکہ تھک کے اسی مقام پر بیٹھ گئین انتظار آمد ذوالخمار کر رہی تھین کہ ایک طرف سے
گرد اڑی ملکہ اُدھر متوجہ ہوئین جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا شیرویہ مع چند آدمیونکے طرف
آتا ہی ملکہ نے ہدہد سے کہا اب کیا ہو گا ہدہد نے کہا خدا مالک ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ شیرویہ
نے نعرہ کیا کہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچے گا نعرہ کر کے تلوار کھینچی قریب کے آیا چاہتا تھا
کہ وار تلوار کا سر ملکہ پر کرے کہ آسمان سے ایک پنجہ زرین پیدا ہوا اور ملکہ مہر افروز کو اٹھا
لے چلا ہدہد اس واقعہ کو دیکھکر بہت حیران و غمگین ہوا اور مضطربانہ دوڑا اتنے مین آواز آئی کہ
ہدہد کچھ اندیشہ نہ کر مین دوست ہون شاہزادہ بدیع الملک کا ملکہ بخیریت تمام تمکو ملین گی اتنے
مین ذوالخمار بھی قریب پہونچا شیرویہ نے جو ذوالخمار کو دیکھا للکارا ذوالخمار نے چاہا مین وار کرون
اُس نے سحر کر کے گرفتار کیا اور کیسر پلٹا قصد کیا اس کو قتل کرے ارغش نے کہا کہ ابھی

اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی اسکو قید رکھیے تیرویہ جواب ذو الخمار لیکر بادشا لیکن اب حال
شداد فیل زور کا سُنیے کہ یہ جو نامہ لیکر اور ضحاک شاہ و صنعان شاہ سے رخصت ہو کر طرف
لشکر اسلام چلا راہ کو طی کر کے داخل لشکر ہوا بارگاہ پر آیا لوگون سے کہا کہ مین نامہ ضحاک شاہ و
صنعان شاہ کا لایا ہون عادی نے خبر سعد کو دی سعد نے نامہ بردار کو اندر بلا لیا کرسی عنایت
کی نامہ وار کرسی پر بیٹھا نامہ نذر دیا سعد نے مضمون پڑھ کے نامہ کو چاک کیا اور نامہ وار سے
کہا کہ ضحاک سے کہدینا کہ جو تجسے ہمارے واسطے ہو سکے دریغ اور توقف نکر نامہ وار نے
جو یہ کیفیت سُنی خنجر کھینچکر طرف سعد کے چلا یہ کیفیت جو دارا بن داراب سیم زہرہ
نے دیکھی اپنے دنگل سے کود کر قریب نامہ وار کے آئے گریبان مین نامہ وار کے ہاتھ لگو الدیا اور
خنجر ہاتھ سے چھین کے پھینک دیا اور ایک گھونسا سر نامہ وار پر اس زور سے مارا کہ سر اس خود سر کا
پارہ پارہ ہوگیا حاضرین مجلس کی زبان کلمات تحسین و آفرین مین لال جوئی سعد نے ایک خلعت
دارا بن داراب کو دیا لاش اُس ملعون کا لوگون نے باہر پھینک دیا سب لوگ دارا بن
داراب کی تعریف کر رہے ہین کہ ہُدہُد نے آ کے سعد کو سلام کیا کل کیفیت بدیع الملک اور
ملکہ مہر افروز اور ذو الخمار کی بیان کی سعد نے افسوس کر کے کہا ای ہُدہُد ناموس امیر کا خدا
نگہبان ہی اب بہتر یہ ہی کہ اپنے تئین پاس بدیع الملک کے پہونچاؤ اور یہ کیفیت بیان کرو کہ ضحاک
اور صنعان مستعد جنگ ہین ہُدہُد یہ سُنکر اُسی وقت سعد سے رخصت ہوا اور تلاش مین
شاہزادہ بدیع الملک کی چلا اب کیفیت بدیع الملک کی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو مع شاپور
طرف درہ نرگس کے روانہ ہوئے اور قریب درہ نرگس کے پہونچے دیکھا ایک پہاڑ برف کا معلوم
ہوتا ہی اُس مین ایک طرف راستہ بنا ہی بدیع الملک حیران ہوئے کہ اب کیا کرون شاپور
نے کہا اگر حکم ہو تو مین جا کر اسکے حالات دریافت کرون بدیع الملک نے کہا یہ مقام ساحران
غدار کا ہی جو کام ہو وہ سمجھ کے کرنا چاہیے یہ کر رہے تھے کہ یکطرف سے آواز آئی کہ ای شہریار وقت
مدد ہی بدیع الملک نے جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا تو عجیب سامان نظر آیا دیکھا بہرام کو ایک ساحر
لیے جاتا ہی بدیع الملک نے قصد کیا کہ تیر مارین مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہو بہرام پر تیر پڑے
اور یہ زخمی ہو جائے یہ سوچ کر کھڑے ہوئے تھے کہ بہرام سامنے سے غائب ہوا اور ایک آواز
غیب آئی کہ ای بدیع الملک مین اسکو غار افراسیاب مین بٹھا کر قید کرونگا بدیع الملک نے
شاپور سے کہا کہ ای شاپور اب طرف غار افراسیاب کے چلنا مناسب ہی تو راستہ جو معلوم
ہوتا ہی نام خدا لیکر اسی طرف چلو جو کچھ خدا دکھائیگا دیکھینگے یہ کہتے ہی بدیع الملک اس طرف
متوجہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ مین تھوڑا راستہ طی کیا تھا دیکھا سب درخت اُس پہاڑ پر بشکل انسان
ہاتھ مین حربے لیے ہوئے کھڑے ہین جو اُس جگہ جاتا ہی وہ وار کرنے کا قصد کرتے ہین بدیع الملک
یہ حال دیکھ کے بہت پریشان ہوئے شاپور سے کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے شاپور نے عرض کی
کہ ای شہریار بازو بند سلیمانی کو کھولیے دیکھیے کیا امر ظاہر ہوتا ہی بدیع الملک نہایت خوش
ہوئے اور وہان سے پلٹ کے ایک مقام پر آئے مصروف عبادت پروردگار ہوئے اور

دعیات متبرکہ کا وظیفہ شروع کیا بعد ختم وظیفہ بازو بند کو کھولا تو نوشتہ پایا کہ مبارک ہو کہ غار افراسیاب شہر صندل
تیرے ہاتھ سے فتح ہوگا بخوف وبیم اس درۂ کوہ میں اپنے تئیں داخل کرو یہ درخت خوبصورت انسان ہیں ان
سے خوف نکرو سیدھے چلے جاؤ تھوڑی دیر کے بعد ایک درہ جانب دست راست نظر آئیگا اس درہ میں
داخل ہونا ایک محل ملیگا دروازہ اس محل کا کھول کے اندر جانا صحن میں اس کے ایک چبوترہ سنگین
بنا ہے وہاں فاتحہ میرے نام پر پڑھنا ایک دہنہ نقب ظاہر ہوگا اپنے کو اس دہنہ میں داخل کرنا
پھر جو کچھ پیش آئے مناسب سمجھ کے کاربند ہونا بدیع الملک نے یہ تمام کیفیت شاپور سے بیان
کی اور اس درہ میں نام خدا لیکر داخل ہوئے تھوڑی دور جاکے دست راست کی طرف ایک درہ
نظر آیا بدیع الملک اس طرف چلے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا ایک باغ نہایت پرتکلف میوہ ہاے
گوناگوں و شگوفہ ہاے بوقلموں سے مملو ہے بدیع الملک اس باغ میں آئے دیکھا ایک قصر عالیشان بنا ہے
شاہزادہ مع شاپور کے اس قصر میں داخل ہوا چبوترہ سنگین نظر آیا بدیع الملک نے فاتحہ پڑھا وہاں
سے آگے چلے کہ آواز فریاد و زاری کان میں آئی بدیع الملک شاپور کی طرف متوجہ ہوئے
کہا اے شاپور یہ آواز دردناک کس آفت رسیدہ و ستم کشیدہ کی ہے شاپور نے کہا اے شہریار یہ مقام عجائب
و غرائب سے مملو ہے اسکا کچھ خیال نہ فرمائیے بدیع الملک نے کہا کہ میں جب تک اسکی تحقیق نہ کرونگا
مجھے چین نہ آئیگا یہ کہکے اس آواز کی طرف چلے تھوڑی دور بڑھکے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین
پری شمائل زہرہ خصائل ایک درخت میں بندھی ہوئی کھڑی ہے پاس اسکے ٹوٹی ہوئی لکڑیاں پڑی ہیں
بدیع الملک قریب اس نازنین کے آئے پوچھا اے گرفتار رنج و مصیبت اپنا حال پرملال بیان
کر نازنین نے کہا اے شہریار میں اپنا حال تو ضرور بیان کرونگی مگر پہلے حضور اپنی کیفیت سے کنیز کو آگاہ
فرمائیں بدیع الملک نے اپنے نام و نشان سے اس نازنین کو آگاہ کیا نازنین نے آہ سرد بھری کہا اے
شہریار میں اپنا حال زار کیا اظہار کروں میں دختر بداختر شاہ شہر اطلس قاف ہوں اور اسد دین
کرب غازی کہ ایک مدت سے مجھپر عاشق ہیں اتفاقات روزگار سے ایک روز اس مقام پر میرا گذر
ہوا حضرات جادو بھی کسی کام سے جاتا تھا مجھ کو دیکھکر مائل ہوا مجھسے سوال وصل کیا میں نے جواب سخت
دیا اس ملعون نے مجھے گرفتار کر لیا ہر صبح و شام وہ بدانجام میرے پاس آتا ہے سوال وصل کرتا ہے
جب جواب پاتا ہے اسی باغ سے ایک چوب تازہ کاٹ کر مجھے زدوکوب کرتا ہے آخرکار مجبور ہو کر چلا
جاتا ہے جب بدیع الملک نے یہ کیفیت سنی بہت متردد ہوئے لیکن خیال کیا کہ ایسا نہو کسی
ساحر نے مکر کیا ہو اسی حیلہ سے درپے آزار ہو بدیع الملک نے بازو بند سلیمانی کھولا دیکھا
تو نوشتہ پایا کہ خبردار خبردار اس مکارہ کو رہا نہ کرنا نہیں ابھی قتل کر ڈالے گی بلکہ اس کو
قتل کرو بدیع الملک نے تلوار میان سے نکال کے ایک وار میں اس کے دو ٹکڑے کیے
تاریکی ہوگئی آوازیں مہیب ہر چہار جانب سے آنے لگیں تھوڑی دیر میں وہ تاریکی موقوف ہوئی
بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ قصر ہے نہ وہ باغ ہے نہ وہ ٹھنڈی ہوا ہے نہ وہ درخت ہیں بلکہ
صحراے وسیع میں کھڑا ہوں متحیر ہوکے چاروں طرف دیکھنے لگا اور دل میں اپنے
کہتا تھا کہ یہ کیا ماجراے عجیب و غریب ہوا شاپور نے عرض کی کہ اے شہریار والا تبار میں جو آپ سے

عرض کرتا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے اب میرا عرض کرنا آپ کو یقین آیا بدیع الملک نے بہت تعجب
کیا اور شاپور سے فرمایا کہ ای شاپور اب کیا کرنا چاہیے شاپور نے کہا ای شہریار
اب ایک طرف کو نام خدا لیکر چلیے بدیع الملک ایک جانب روانہ ہوے کہ ذکر اسکا
وقت اور موقع پر کیا جائیگا

اب کیفیت شہنشاہ گوہر کلاہ اور شہریار کی بیان کی جاتی ہے

کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ملکہ مہرناز پرور نے چھڑوا منگوایا تھا اور خجستہ عیار کو اپنے باپ کے لشکر کی
خبر لینے کو روانہ کیا تھا تو چلتے وقت عیار سے شہنشاہ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہمارے لشکر کی بھی
خبر لیتے آنا اور آپ ساتھ ملکہ مہرناز پرور کے مصروف عیش و عشرت تھے عیار نے آ کے
دونوں لشکروں کی کیفیت دریافت کی اور وہاں سے واپس گیا تھوڑی دیر میں مہرناز پرور
کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض کی کہ حضور بنام شہریار طبل جنگی بجایا ہے کل صبح کو براے مقابلہ شہریار
میدان میں آئیگا اور ای شہنشاہ آپ کے لشکر میں بڑا تردد ہے بدیع الزمان بہت بیتاب ہیں
شہنشاہ نے فرمایا کہ ای خجستہ تم سب کو جا کر تسکین دو میں بھی تمہارے عقب میں آؤں گا
خجستہ یہ سنکر رخصت ہوا پہلے لشکر پرسیا میں آیا بارگاہ پرسیا میں گیا دیکھا شہریار نشہ
شراب میں مانند فیل مست جھوم رہا ہے پرسیا تعریفیں کر رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد شہریار
پرسیا سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا بستر خواب پر جاکے سو رہا خجستہ نے جو کیفیت
دیکھی سوچا اگر شہریار کو لے چلوں تو شہنشاہ اور ملکہ بہت خوش ہوں گے یہ سوچ کے تھوڑی دیر
توقف کیا جب سب اپنے اپنے مقام پر سو گئے خجستہ پشت بارگاہ سے سراچہ چاک کر کے
اندر آیا دیکھا شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہیں شہریار مانند شیر پلنگ پر سو رہا ہے خجستہ نے منہ پر
دوشالہ ہٹا کے دماغ میں بیہوشی پہونچائی شہریار کو چھینک آئی بیہوش ہوا خجستہ نے پشتارہ
باندھ لیا اور جست و خیز کرتا ہوا کئی کوس تک آیا ایک صحرا ملا خجستہ نے دل میں خیال کیا کہ اب بہت دور
نکل آیا ہوں تھوڑی دیر دم لے لوں یہ سوچ کے زیر نخل بیٹھا پشتارہ سامنے رکھ لیا رات زیادہ آ چکی
تھی صحراے کی ہواے سرد سے خجستہ کو ایسی فرحت حاصل ہوئی کہ آنکھ اسکی بند ہو گئی چونکہ رات قلیل
باقی تھی تھوڑی دیر میں صبح ہو گئی قضاے کار اس صحرا میں ایک دیوانہ رہتا تھا کہ نام اسکا فیروز شیر اندام
تھا چھ ہزار دیوانے اسکے خدمت گزار تھے اسوقت ٹہلتا ہوا دیوانہ اس طرف آیا جہاں خجستہ سو رہا
تھا فیروز نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ ایک آدمی سو رہا ہے اور ایک پشتارہ رکھا ہے اپنے دیوانوں سے
کہا دیکھو یہ کیسا عیار ہے کسی کو چرائے لیے جاتا ہے یہ کہتا ہوا قریب خجستہ کے آیا خجستہ کو ہوشیار
کر کے گرفتار کر لیا اور پشتارے کو اٹھا لیا پوچھا او عیار سچ سچ بتا کہ یہ کون ہے جسکو تو لیے جاتا ہے
اور کیوں لیے جاتا ہے اگر ذرا بھی خلاف کہا تو ابھی تجھے قتل کر ڈالوں گا خجستہ نے بخوف
جان کل کیفیت عشق ملکہ مہرناز پرور کی بیان کی اور لیجاتا شہنشاہ گوہر کلاہ کے پاس دیوانہ سے بیان کیا
دیوانے نے کہا اگر تو ایسا کام کریگا اور میں دیکھوں گا تو تجھے قتل کر دوں گا یہ کہکے خجستہ
کو رہا کیا خجستہ نے پشتارہ مانگا دیوانے نے کہا اپنی رہائی کو غنیمت جان

چلا جا اب یہان تو اگر ٹھہرے گا تو بہت پچھتائیگا اور از حد پریشان و خراب ہوگا جستہ
وہان سے بھاگا یہان دیوانے نے شہریار کو ہوشیار کیا شہریار کی جو آنکھ کھلی اپنے کو عجیب
مقام پر پایا حیران ہوکے دیوانے سے کہا کہ مین یہان کیونکر آیا دیوانے نے کل کیفیت
مشرح جو کچھ جستہ سے سنی تھی حرف بحرف شہریار سے بیان کر دی شہریار یہ سنکر کانپنے لگا
اور دیوانہ کی جانب مخاطب ہوکے کہا جبان آپ نے مجکو اُس سے چھین لیا تھا اُس عیار
کو بھی قتل کیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ اے شہریار مین براے نام بوجہ صحرا نشینی
کے دیوانہ مشہور ہون عقل میری بہت سالم ہی اگر مین اُس عیار کو قتل کرڈالتا
تمھاری بدنامی ہوتی اس وجہ سے مین نے اُس کو رہا کر دیا شہریار نے کہا کہ اے فیروزہ
مجھے ایک مرکب منگا دو مین جاون گا دیوانہ نے ایک مرکب اور کچھ سلاح جنگ شہریار
کو منگا دیے شہریار نے سلاح کو بدن پر آراستہ کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکے طرف
مہرناز پرور کے روانہ ہونا چاہتا تھا کہ دیوانے نے کہا اے شہریار اگر آپ طرف ملکہ
مہرناز پرور کے جائیے گا بدنام ہو جائیے گا شہریار نے کہا او دیوانے تجھے ہماری بات
مین کیا دخل ہی جو ہم اپنے حق مین مناسب سمجھین گے وہ کرین گے دیوانے نے جو یہ کلمہ سنا
اُسی وقت غصہ آگیا ایک چوبدست شہریار کے گھوڑے کے سر پہ ماری کہ گھوڑے کا سر پھٹ
گیا شہریار کود پڑا دیوانہ لپٹ گیا بڑی دیر تک دونون مین کشتی رہی آخر شہریار نے دیوانے
کو زیر کیا دیوانے نے اطاعت شہریار کی قبول کی اور اپنے سب دیوانون کو بلا کر ایک جا
جمع کیا براے شہریار اور گھوڑا منگایا سلاح بھی عمدہ لگانے کو دیے شہریار بھی سلاح جسم پر
آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور دیوانے سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ پہلے اب والد بزرگوار یعنی برسیا کی خدمت
مین جاؤن اور اُن سے یہ کل امور بیان کردن اُن کو ہمراہ لیکر براے قتل شہنشاہ جاؤن دیوانے
نے کہا آپکو اختیار ہی بندہ ہمراہ رکاب ہی شہریار مع اُس دیوانے کے اپنے لشکر کیطرف جاتا ہی

اُن کو راہ مین چھوڑیے اور کچھ حال برسیا زنگی کا ملاحظہ فرمایئے

راوی لکھتا ہی کہ برسیا جو صبح کو اُٹھا لشکر کو تیار پایا شہریار کو نہ دیکھا خدمتگار سے کہا کہ دیکھ
تو ابھی تک شہریار بیدار نہین ہوئے جاکے اُنکی بارگاہ سے خبر لاؤ خدمتگار روانہ ہوا بارگاہ شہریار
تک نہ پہونچا تھا کہ دیکھا سامنے سے چند آدمی روتے پیٹتے چلے آتے ہین خدمتگار نے کہا
ارے خیر تو ہی اُنھون نے جواب دیا کہ کوئی رات کو بارگاہ سے شہریار کو چرا لے گیا
خدمتگار بھی اُن کے ساتھ ہوا اور پاس برسیا کے آکر تمام کیفیت بیان کی برسیا نے
بہت افسوس کیا اور کہا یہ کام مسلمانون کا ہی شرارات کو عیارون کو بھیج کے چروا منگایا یہ امر
مردون کو شایان نہین ہین برسیا سے یہ باتین سُن کے نجومون نے کہا کہ آپ
خاطر جمع رکھین دو تین روز مین شہریار آپ سے ملجائین گے مگر شمائل خان میدان
مین آیا اور قریب قلعہ آکر آواز دی اے خدا پرستان تمنے شہریار کو چروا منگوایا ہی اگر ایک
موے جسم شہریار پر صدمہ ہوجائے گا تو اُس کا عوض سب سے لونگا مسلمانون نے یہ خبر سنی شکر

خدا کیا ابھی ہمین کیا یہ کام نہین معلوم کسکا ہی خیر ایک دو روز لوا سن رہیگی جب تک شہنشاہ بھی لقا یعنی شاہ آتی جاود بستی
اُس روز شمائل خان سے طبل جنگی بجوایا کہ فردا اس کا کیا جائیگا جہان مو دیع ہوگا

اب دو کلمہ داستان بدیع الملک کے ملاحظہ فرمائیے

کر یہ جو صحرا مین ایک طرف چلے تھوڑی دور چل کے ایک مقام فرح افزا دلکشا نظر آیا بدیع الملک
اُس طرف متوجہ ہوئے دیکھا اشجار تناور رفیع معلوم ہوتی ہین سامنے ایک کوہ بلوری بدیع الملک
اسطرف دیکھ رہے تھے کہ ایک غول پریون کا دامن کوہ سے پیدا ہوا بدیع الملک نے جو اُن کا
حسن و جمال دیکھا فریفتہ ہوگئے بیتابانہ اُنکی طرف چلے وہ سب اپنی دامنہ کوہ مین پوشیدہ ہوئین
بدیع الملک اُس دامنہ کے نیچے گئے دیکھا ایک نازنین ایک تخت زبرجدی پر بہ تکلف تمام
بیٹھی ہے بدیع الملک کو دیکھ کر مسکرائی اور کہا ای جوان تو کون ہی بدیع الملک نے اپنا حسب و نسب
بیان کیا پھر نازنین سے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت بیان کرو نازنین نے کہا کہ مین دختر اسلان شاہ
ہون والد بزرگ میرے ملک قاف مین بادشاہ ہین مین یہان برائے سیر آئی ہون ای شہریار
تشریف لائیے بدیع الملک قریب گئے اُس نازنین نے تخت پر بٹھالیا اور ایک جام شراب
بھر کے بدیع الملک کو دیا بدیع الملک چاہتے تھے کہ جام منھ سے لگاوین کہ خیال
آیا کہ یہ کوئی مکار نہو یہ سوچ کے بازوبند کو کھولا اور ملاحظہ کیا اسمین لکھا ہوا تھا کہ خبردار اس جام
کو نہ پینا اور جو اسم کہ حاشیہ پر مرقوم ہی اسکو پڑھکر تلوار پر دم کرو اور وہی تلوار اس نازنین کے
مارو یہ ساحرہ بڑی مکار ہی قرنفل جادو اسکا نام ہی بدیع الملک نے اسم حاشیہ بازوبند
پڑھکے تلوار کا وار جو اُس مکارہ پر کیا دو ٹکڑے ہوئی اُسکے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے
روشنی ہوئی بدیع الملک نے اپنے کو ایک کشتی پر پایا دیکھا کشتی تباہ ہورہی ہی بدیع الملک
نے بازوبند کو ملاحظہ فرمایا تو لکھا ہوا تھا کہ ای سیار این عجائبات جب تو قریب گرداب پہونچے کا ایک
ہاتھ پانی سے پیدا ہوگا اور کشتی کو غرق کرنا چاہے گا تم اسم حاشیہ پڑھکر اُس پر بھی تلوار مارنا وہ ہاتھ
کٹ جائیگا پھر ایک سنگ سفید پیدا ہوگا وہ اژدر ہن والے کا تھا اپنے تو اس اژدہا کے منہ مین
ڈال دینا بدیع الملک نے بازوبند کو الگ کیا کشتی گرداب کے پاس پہونچی ہاتھ پیدا ہوا
بدیع الملک نے اسم مذکور پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا وہ دست قلم ہوگئے تڑپنے لگا اسی وقت ایک
سنگ سفید منہ کھولے ہوئے دریا مین ظاہر ہوا بدیع الملک اپنے کو اُس کے منہ مین گرادیا
تھوڑے عرصہ مین پاؤن زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے آنکھ کھولی اپنے کو
میدان وسیع مین پایا دیکھا سامنے ایک دیو سیاہ کھڑا ہی اور قصد کرتا ہی کہ حملہ کرے بدیع الملک
نے پھر بازوبند ملاحظہ کیا اُسمین لکھا ہوا پایا کہ تہرہ زرد چوب سے جو حاصل ہوا تھا وہ اُس کو
دو اور کہو ای سلیمان مجھے باغ طرب افراسیاب مین پہونچا دے بدیع الملک نے ویسا ہی
کیا دیو بیٹھ گیا بدیع الملک اُسپر سوار ہوئے دیو بروئے ہوا اڑتا ہوا چلا تھوڑی دیر کے بعد
ایک نہر وسیع ہی وہان بدیع الملک کو اُس دیو نے اتارا اور آپ غائب ہوگیا بدیع الملک
چاہتے تھے کہ آگے بڑھین کہ ایک جادوگر ان کے سامنے آیا اور پکارکے آواز دی ای خدا پرست جوان

جاتا ہی ٹھہر جا تجھے کون یہان لایا ہی بدیع الملک نے جو اسکو آتے دیکھا نام خدا لیکر ایک لکھو لستاس
زور سے اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا بدیع الملک اُس کو مار کے آگے بڑھے دیکھا ایک
مرد ضعیف میلے کپڑے پہنے بیٹھا ہی بدیع الملک نے بازوبند کھولکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ان
سے کہو کہ مجھے مقام جرجوش پر پہونچا دے اور یہ بازو بند اسکے بدن سے مس کرو بدیع الملک
نے ویسا ہی کیا جیسے ہی بازوبند کو بدن سے اُس مرد کے مس کیا اُس مرد ضعیف نے آنکھین کھولدین
بدیع الملک نے اُسکے قدم کو بوسہ دیا اور عرض کی اے شہریار آپ اپنا نام نامی تو بتلایئے بدیع الملک
نے اپنے حسب ونسب سے آگاہ کیا اور کہا مجھے مقام جرجوش پر پہونچا دو وہ مرد ضعیف بدیع الملک کو
ہمراہ لیکر طرف مقام جرجوش کے روانہ ہوا ان کو تو راہ مین چھوڑ دیجیے اور چند کار لشکر اسلام کے ملاحظہ
فرمایئے کہ پرویز اور لعل نے مشورت کرکے طبل جنگی بجوایا لشکر اسلام مین جو خبر ہوئی سرداران
اسلام ساحرون کے مقابلہ سے متردد ہوئے مجبوری تمام شب سامان جنگ مین مصروف
رہے صبح کو لشکر میدان کارزار مین آیا پرویز کی طرف ایک ساحر بدکردار موسوم نہنگ اژدہا
شکار سپہ سالار ضحاک میدان مین آیا لشکر اسلام سے نوروز خان بن صلصال کہ اسکو امیر
نے مسلمان کیا ہی سعد کیخدمت مین آیا اجازت طلب کی سعد نے جام صفا کا پانی اسکو
پلایا کہ سحر نہ تاثیر کرے نوروز خان میدان مین آیا کئی ساحر قتل کیے آخرکار نہنگ
نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا نوروز خان جان بحق تسلیم ہوا اسکے بعد اور عقب سے سردار
لشکر اسلام سے مقابلہ مین نہنگ کے گئے اور سب مارے گئے جب تو لشکر اسلام
مین سب کو تردد ہوا نہنگ نے پکارکے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان کیا تم مین کوئی
مرد باقی نہین ہی جو میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز کان مین جریاس شیر مردہ کو جب پہونچی
یہ قید تھا فوراً جوش جرات مین قید اپنی توڑ ڈالی اور میدان مین آ کے نہنگ کو مار لیا
پرویز نے ضحاک سے کہا کہ تم سحر کرکے دیو کو گرفتار کرو ضحاک نے سحر کیا جریاس شیر مست
زمین پر گرا لوگون نے اسکو گرفتار کر لیا آفتاب غروب ہو چکا تھا دونون لشکر واپس آئے
سعد نے برائے جریاس بہت افسوس کیا مگر پرویز وغیرہ جو جریاس کو قید کرکے لائے
ارغش جریاس کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان دوران تم نے آج بڑا کارنمایان
کیا مگر افسوس ہی کہ مدد ایسون کی کی جو تم کو ہماری قید سے رہا بھی نہین کر سکتے اور مذہب
ایسا اختیار کیا کہ جو بالکل بے بنیاد ہی اے جریاس تمھارے باپ کو بھی عہد نوشیروان
مین مسلمانون نے قتل کر ڈالا غرض کہ ایسی مکر کی باتین جریاس سے کین کہ قلب کو اس کے اپنی
طرف رجوع کیا آخر مین یہ کلمہ کہا کہ اگر تم دین اسلام کو ترک کرو اور ہمارے مذہب کو اختیار کرو
تو تمھین اپنا سپہ سالار بنائین اور عزت بڑھائین جریاس نے منظور کیا پرویز و ضحاک
نے اسکو آزاد کیا خلعت فاخرہ دیا اسکے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے سعد کو پہونچائی
کہ حضور کل وہ دیو مقابلہ کو آئیگا سعد نے کہا پروردگار نے نہنگ کے لیے جریاس کو بھیجا تھا جیک
کے لیے کوئی دوسری تدبیر کرونگا اسی فکر و کاوش مین رات گذر گئی صبح ہوتے ہی جریاس میدان مین آیا

پکار کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم مین جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ مین آئے لشکر
اسلام کے سرداروں نے توقف کیا سعد نے اپنے سلاح جنگ تیار کیے یہ معرکہ دیکھنے کیلیے داراب
بن داراب سیم زہرہ نے اپنا مرکب بڑھایا تھوڑی دور آکے گھوڑے سے کود پڑے خدمت
مین سعد کے آئے اجازت طلب ہوئے سعد نے بہت رد کا مگر دارا نے قبول نہ کیا مجبور ہو کے
دارا کو سعد نے رخصت کیا دارائے بن داراب سیم زہرہ میدان مین آئے جبریال سے
مقابلہ ہوا اسپنے وار چوب دست کا کیا دارائے بن داراب نے رد کیا اسنے چاہا مین دوسرا وار کرون
مگر دارائے بن داراب نے مہلت ضرب نہ دی ایک ہاتھ تلوار کا خبردار خبردار کہکے اسکی
کمر پر لگایا کہ جبریال کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے صدائے تحسین و آفرین دونون
لشکرون سے بلند ہوئی سطر پرویز نے یہ جو معرکہ دیکھا نرغہ کرکے لشکر اسلام پر سب جوان ٹوٹ پڑے
جنگ مغلوبہ ہونے لگی کافران غدار بیشمار سے فوج اسلام کم تھی سرداران اسلام زخمی ہونے
قریب تھا کہ سب امان طلب کرین کہ سعد نے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کیے
ملک نے کے دعا کی ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز وقت مدد ہی ترپ کے جو سعد نے دعا کی
قبول درگاہ خدا ہوئی دیکھا صحرا سے گرد اٹھی ایک نقابدار المانش پوش پیدا ہوا اسپ سے
دیکھا چالیس ہزار سوار اسکی پشت پر رواردی کرتا ہوا چلا آتا ہی قریب آکے جو ہو بجا لشکر کفار
پر ٹوٹ پڑا تا بہ شام خوب تلوار چلی جب رات ہوئی دونون لشکر میدان سے پلٹے نقابدار ہمراہ لشکر
اسلام آیا سعد نے اپنی بارگاہ مین نقابدار کو طلب کیا کیفیت دریافت کی نقابدار نے کہا مین
سمروق زن شیرویہ ہون سعد بہت خوش ہو نقابدار کو باعزاز تمام رہنے کو جگہ دی ملکہ
پرویز و غیرہ جو واپس آئے تو زعل و صلصال نے ضحاک و صنعان سے کہا کچھ فکر جام صفا
کی کرنا ضرور ہی پسنگ نشترن نے کہا اسکی فکر مین ہم جا ئینگے جسطرح بن پڑیگا اسکو لائینگے صلصال
نے کہا کہ تم نجاو مگر نسترن نے قبول نہ کیا اور طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی کہ ذکر اسکا وقت پر
اور موقع کے ساتھ آویگا

اب چند کلمہ حال شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شہریار جو فیروزہ دیوانہ کو ہمراہ لیکر برائے اطلاع اپنے باپ کے پاس چلا راہ مین ایک
نقابدار سے سامنا ہوا شہریار نے اسکو گرفتار کیا شام نزدیک تھی وہین مقام کیا صبح کو نقابدار
گوہر پوش کو طلب کیا جب نقاب اسکے چہرۂ زیبا سے دور کی تو دیکھا کہ دختر حسین مہ جبین ہی شہریار
کی آنکھین جھپک گئین اظہار عشق کیا اس نازنین نے جواب دیا کہ او فرنگی زادے تجھے کی بھی یہ
مجال ہی کہ ہمارے سامنے اظہار عشق کرے شہریار نے کہا ای ملکہ اپنا نام نامی تو ارشاد فرمائیے
نازنین نے غمزہ و نزاکت سے کہا کہ مین ملکہ حاجرہ دختر حمزہ ثانی ہون واسطے تورنے قید کے آئی
ہون سامنے گھوڑا شہریار کا کھڑا تھا اس پر جھپٹ کے سوار ہوئی اور کہا او فرنگی زادے اب روک
لے فیروزہ دیوانہ اٹھا قریب ملکہ آکر حملہ ساطور کا کیا ملکہ نے ساطور چھین لے کے اسکو زخمی کیا
اتنے عرصہ مین فوج ملکہ کو بھی خبر ہوئی سب آکر موجود ہوئے ملکہ نے فیروزہ کو گرفتار کرکے فوج کے

ہوا لے گیا شہریار آگے بڑھا ملکہ نے اسکو بھی گرفتار کر کے ارابہ پر ڈالا اور یہ کلمہ کہا کہ اب ہم شمائل خان
وغیرہ کی بھی خبر لے لینگے یہ کہکر نقاب چہرہ زیبا پر ڈالی مع اپنے ہمراہیوں کے ایک جانب روانہ ہوئیں لیکن
چند کلمے عیار شہنشاہ کے عرض کیے جاتے ہیں کہ بعد گم ہونے شہنشاہ کے عیار انکی تلاش میں چاروں طرف
تمام ڈھونڈھ رہے تھے حاجب بچہ ملا نوعلک کے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا سے سرچوائی دل کو
فرصت ہوئی اور بسکہ تھکا ہوا تھا سو گیا قضائے الٰہی خجستہ جو دیوانہ سے چھوٹ کے بھاگا تھا علاوہ کرتا ہوا
جا نکلا راہ میں ایک نخل کے نیچے اس نے دیکھا کہ عیار طرار شعور و ہاسے زرین سے آراستہ سو رہا
ہے خجستہ نے چاہا اسکو قتل کروں اور یہ سب مال و اسباب سمیٹ لوں پھر خیال کیا کہ اسکو گرفتار کرکے
ہوشیار کروں سب کیفیت اسکی دریافت کروں یہ سوچ کے اسکو کمند سے باندھ کر ہوشیار کیا اس کی جو
آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دیکھا سامنے ایک عیار کھڑا ہے خجستہ سے کہا ای شخص میں نے تیرا کیا گناہ کیا
تھا جو تو نے مجکو گرفتار کیا خجستہ نے جواب دیا کہ اب زیادہ باتیں نہ بنا کیفیت بتا عیار شہنشاہ نے کہا
کہ نام میرا لعل بن مرجان ہے شہنشاہ گوہر کلاہ کا عیار ہوں خجستہ نے جو نام شہنشاہ کا سنا جلدی
سے اس کو کھول دیا اور کہا ای بھائی معاف کرنا میں بھی ملازم شہنشاہ ہوں اور کل کیفیت شہریار کے
لانے کی بیان کی لعل بن مرجان خجستہ کے ہمراہ ہوا اور خدمت میں شہنشاہ کے آیا دونوں عیاروں
نے کیفیت بیان کی شہنشاہ نے قاطور و رابطہ کو طلب کیا اور ملا نوان کے سپرد کرکے مع خجستہ
کے روانہ کیا اور آپ لہذا اب شہریار چلے ذکر انکا وقت پر کیا جائے گا

اب کیفیت معروف و شمائل خان و قلعہ دار کلاہ پوش کی ملاحظہ فرمائیے

کہ جب پرسیما نے اپنے لشکر میں طبل جنگی ڈنکا دیا اور طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکاروں نے یہ خبر
بدیع الزمان کو پہونچائی بدیع الزمان نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بلفظ یزدی طبل جنگی بجے بیان
بھی نقارہ نزدی پر چوب پڑی لشکروں میں تو تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں مگر معروف بن اسد نے
اپنے قزاقوں کو ساتھ لیکر لشکر پرسیما پر شبخون مارا پرسیما تاب جنگ نہ لایا زخمی ہو کے بھاگا
صبح کو شمائل خان نے اپنے ہاتھی کو خندق میں ڈالدیا اور قریب برج کے پہونچ کر ایک گرز برج پر مارا
کہ برج ٹوٹا معروف بن اسد نے جو شمائل خان کو اس کیفیت میں پایا لشکر پرسیما پر دوڑ کے
تلوار چلنے لگی شمائل خان نے جو یہ واقعہ دیکھا فیل کو خندق سے باہر نکال کے معروف کا
تعاقب کیا معروف نے راہ فرار کی لی اور ایک مقام پر شہر کے ایک تیر شمائل کے ہاتھی کی پیشانی
پر ایسا مارا کہ ہاتھی گر پڑا شمائل خان لاچار وہاں سے پلٹا لشکر میں آ کے پرسیما کے علاج میں مصروف
ہوا لیکن قلعہ دار گوہر پوش جو مع قید شہریار وغیرہ برائے تلاش شمائل خان چلا تھا گرد و ہوا دیکھیوں
نے دیکھا کہ ارابہ پر شہریار زخمی اور ایک ارابہ پر ایک جوان نوی تن ایک قلعہ دار چالیس ہزار سوار سے
آتا ہے سب کے رنگ اڑ گئے اہل اسلام نے تحفہ جات برائے قلعہ دار روانہ کیے اور دروازہ قلعہ
کھولکے باہر آئے دن بہت قلیل تھا تھوڑے عرصہ میں آفتاب غروب ہو گیا معروف بن
اسد نے قزاقوں سے کہا آج پھر لشکر پر شبخون کرنے کو جائینگے قزاق بیدار رہے جب نصف
شب گذری قزاق ہتھیاروں سے مسلح اور مکمل ہو کر تیار ہوئے معروف بن اسد پرسیما پر آگرا

یہ خبر جو شمائل خان کو پہونچی ایک اسپ تیز رو منگا کر اسپر سوار ہوئے جیسے ہی معروف سے شمائل کو دیکھا قزاقون کو اشارہ کیا سب بھاگے معروف نے بھی راہ فرار کی لی شمائل نے معروف کا تعاقب کیا جب معروف بہت دور نکل گیا اور رات کم باقی رہی تو اپنے قزاقون سے کہا کہ تم لوگ منتشر ہو جاؤ مین شمائل خان کا علاج کرون گا قزاق تو منتشر ہوئے معروف سید ہا چلا جب آفتاب عالمتاب نے دنیا کو اپنے نور سے منور کیا اور شمائل قریب معروف پہونچا اُسوقت معروف نے ہاتھ اُٹھا کے بارگاہ خداوند تعالے مین بالحاح وزاری دعا کی دیکھا سامنے سے گرد اُڑی جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا معروف نے دیکھا کہ لعل بن مرجان شادان اور خندان رکاب سعادت انتساب شہنشاہ گوہر کلاہ پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہے معروف نے اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا قریب شہنشاہ پہونچا سر اپنا قدم شہنشاہ پر رکھدیا عرض کی حضور آپ میری جان بچائین شہنشاہ نے تسکین دی معروف تو ایکطرف روانہ ہوا شمائلخان کی جو نگاہ شہنشاہ پر پڑی نعرہ کیا کہ او شہنشاہ گوہر کلاہ تو کہان روپوشی کرتا پھرتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر جو حربہ تو اپنے پاس رکھتا ہے اُسکو شہنشاہ نے کہا ہمارا یہ دستور نہین ہے پہلے تو اپنا وار کر حب خدا تیرے وار سے نجات دیگا ہم بھی وار کرینگے شمائل خان نے وہ تیغ آبدار شہنشاہ کے سر پر لگایا شہنشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ شمائل کا سپر پر پڑ کے ٹوٹ گیا شہنشاہ نے خبردار خبردار کہکے تلوار لگائی کہ سپر شمائل خان کو کاٹ کرتا دو ابرو آئی شمائل تو تھرا کے زمین پر گرا لعل بن مرجان نے مشکین باندھ کے انکو اور شہنشاہ کو تو اس مقام پر چھوڑا لعل بن مرجان طرف قلعہ کے روانہ ہوا یہان آکے سب کو یہ خوشخبری سنائی بدیع الزمان وغیرہ کو بہت خوشی حاصل ہوئی برائے استقبال شہنشاہ سب روانہ ہوئے بڑے اعزاز و اکرام سے شہنشاہ کو لائے پرسیما کو یہ خبر ہرکارون نے پہونچائی پرسیما نے بھاگنے کا سامان کیا یہان شہنشاہ کو لوگون نے بارگاہ مین اُتارا شہنشاہ نے کل اپنی کیفیت بیان کی بدیع الزمان نے نقابدار گوہر پوش کو تلاش کرایا کیفیت معلوم ہوئی کہ نقابدار نے مع قیدیہ وزہ و شہریار جانب فروشیہ کوچ کیا شہنشاہ نے یہ خبر سُنکے خود بھی کوچ کیا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا لیکن

اب دو کلمہ داستان بدیع الملک کے بیان ہوتے ہین

کہ جب شاہزادہ بدیع الملک ہمراہ سہیل سحر آفرین کے طرف مکان جزبوش جادو کے روانہ ہوئے راہ کو طے کر کے ایک پہاڑ پر پہونچے دیکھا ایک کنوین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین بدیع الملک نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اس بازو بند کا عکس کنوین پر ڈالو قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو بدیع الملک نے عکس بازو بند کنوین پر ڈالا ایک دیو سفید از در آتشین ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کنوین سے پیدا ہوا اور بدیع الملک پر حملہ کیا شاہزادے نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا اُسمین لکھا تھا کہ جو دیو سے کچھ نہ بولو اپنے تئین کنوئین مین داخل کرو بدیع الملک نام خدا لیکر کنوین

مین کو دیکھ پڑے تھوڑی دیر کے بعد پاؤن زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے دیکھا کہ
ایک میدان وسیع مین کھڑا ہون پہلو مین سہیل بھی موجود ہو کہا ای سہیل اب کیا کرنا چاہیے
سہیل نے کہا بازوبند ملاحظہ فرمائیے شاہزادے نے بازوبند کو دیکھا لکھا تھا کہ جس مقام پر
کھڑے ہو یہان کھودو ایک داہنہ نقب ظاہر ہوگا بدیع الملک نے خنجر نکال کے کھودنا شروع
کیا وہ جا تھوڑی زمین کھودی ہوگی کہ ایک دہنہ نقب پیدا ہوا دیکھا کہ ایک میمون تیر بدست چلا آتا ہی
بدیع الملک نے بازوبند کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھ کے ایک گھونسا اسکے
مارو بدیع الملک نے اُس حاشیہ کو پڑھا ایک گھونسا اُس میمون کے مارا کہ سر اُسکا پھٹ
گیا زمین پر تڑپ کے جان دی سہیل نے کہا ای شہریار اب اسکے شکم کو چاک کر بدیع الملک
نے جوشکم اُسکا چاک کیا لوح ہاتھ آئی بدیع الملک نے خوش ہو کے لوح کو نکالا دیکھا
تو لکھا تھا کہ اگر ای صاحب لوح میمون جالسہ مارا جائے تو اسی دہنہ نقب مین طلسم کشا جاسے
بدیع الملک حسب ہدایت لوح اُسی دہنہ نقب مین داخل ہوئے تھوڑی دور کے
بعد ایک باغ نہایت پر فزا اور پُر تکلف نظر آیا دیکھا سامنے سے ایک ساحر سیہ فام
نہایت بدشکل ایک خرس پر سوار چلا آتا ہی سہیل نے عرض کی حضور جرجوس جادو
اسی کا نام ہو وہ ساحر آکر بدیع الملک سے مبارز طلب ہوا اور ایک دستک دی ہزارہا
غلام زنگی پیدا ہوئے سہیل نے ایک دستک دی ہزارہا عقاب پیدا ہوئے عقابون نے
جس غلام پر سایہ ڈالا وہ جلکے مرگیا بدیع الملک اس تماشے کو دیکھنے لگے سہیل نے کہا
آپ اپنے کام مین مصروف ہوجیے بدیع الملک نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جرجوس کی
پیشانی پر جو سفید داغ معلوم ہوتا ہی اسپر تیر مارو اگر داغ پر نہ پڑے گا تو بڑی خرابی پیش آئیگی
بدیع الملک نے ترکش سے تیر نکالکے کاندھے سے کمان لی اور تاک کے تیر پیشانی پر جرجوس
کے مارا تیر داغ پر پڑا جرجوس ڈگمگا کر زمین پر گرا اُسکے گرتے ہی تاریکی چھاگئی آوازین مہیب
آنے لگین سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من جرجوس
جادو بود اب روشنی جو ہوئی تو سہیل سحر آفرین نے عرض کی ای شہریار مبارک ہو کہ نگار
افراسیاب آپکے ہاتھ سے بفضل خدا فتح ہوا بدیع الملک بہت خوش ہوئے
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیکھا ایکطرف سے شاپور اور بہرام چلے آتے ہین شاپور
جھک کے بدیع الملک کو سلام کیا مبارکباد فتح دی بدیع الملک شاپور سے
مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای شاپور جاؤ اور سعد سے میری کیفیت بیان کرو مگر نہین معلوم
کہ امیر وغیرہ نے نجات پائی یا نہین مین جاؤن تو سب کیفیت معلوم ہو سہیل نے عرض کی آپ
جلدی تشریف لے چلیے کیونکہ ابھی ڈر افراسیاب کا باقی ہی یہ سنکر بدیع الملک برائے
سہائی رستم ثانی و فضل بن رستم و ملک ایرج طرف شہر صندل کے ہمراہ سہیل
سحر آفرین کے جاتے ہین کہ حال انکا بہت اچھی طرح مشرح بیان کیا جائیگا جہان پر موقع و
محل ہوگا تا کہ سُننے والون کا دل شگفتہ ہو مگر

اب چند کلمہ داستان نسترن جادو کے ملاحظہ فرمایئے

ا نسترن نے جو وعدہ جام لانے کا صلصال وغیرہ سے کیا تھا لشکر اسلام میں آکے سعد کو نذر کے سحر بیہوش ہوگیا سعد کی بھی کیفیت دگرگوں ہوئی مہروق نے کہا اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہے سعد نے کہا مجھے کچھ غنودگی معلوم ہوتی ہے مہروق نے کہا یہ آثار سحر معلوم ہوتے ہیں چاہا کہ اسماے رد سحر پڑھوں کوئی اسم یاد نہ آیا مہروق بہت گھبرایا اسی فکر میں بیٹھا ہے کہ در بارگاہ سے نعرے کی آواز آئی منم نسترن جادو بعدہ نسترن بارگاہ کے اندر آئی سعد پر سحر کیا کہ سعد گر پڑے نسترن نے خنجر سعد کے گلے پر رکھدیا مہروق نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا اٹھوں مگر اٹھنے کی طاقت نہ پائی مجبور ہوکے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کیا اور عرض کی کہ اے چارہ ساز بیکسان وائے والی غریبان اس وقت میں مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر چونکہ خلوص نیت سے دعا کی تھی قبول درگاہ الٰہی ہوئی نعرہ ہوا باش اے کافرا میں شاپور شیر دل ہوں نعرہ کرکے جھپٹ کے اس جلدی میں خنجر مارا کہ وہ کافرہ سحر نہ کرسکی ایک ہی ضرب میں جہنم واصل ہوئی سعد کو جو ہوش آیا اپنے پاس ایک لاشہ پایا نگاہ جو اٹھائی شاپور نے جھک کر سلام کیا اور تمام کیفیت فتح طلسم افراسیاب وغیرہ کی سعد کے بیان کی سعد یہ سنکر بہت خوش ہوئے پوچھا اے شاپور اب شاہزادہ بدیع الملک کس طرف گئے شاپور نے عرض کی کہ اب ہمارے رستم ثانی وغیرہ وفتح شہزادہ سہیل سحر آفرین طرف شہر صندل کے تشریف لے گئے ہیں ہرکارے لشکر کفار کے یہ خبر سنکے روانہ ہوئے اور بدرہ بیزاد صلصال سے یہ کیفیت بیان کی کہ بدیع الملک نے طلسم افراسیاب کو فتح کیا اب جانب شہر صندل کے روانہ ہوتے ہیں یہ خبر جو صلصال نے سنی تاج سر سے پھینک دیا لعل کے ہوش اڑ گئے تمام بارگاہ میں تہلکہ پڑگیا اور ضحاک جادو نے صلصال سے کہا اب کیا تدبیر ہوسکتی ہے صلصال نے کہا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں جائیں ضحاک نے قبول کیا اور چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لے کے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا کیا جائے گا شاپور جو بہرام سے جانے کے بعد چلے تو بین وقت ہر داخل لشکر اسلام ہوئے اور نسترن جادو کو قتل کیا سعد سے رخصت ہوکر بہرام طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے مگر بہرام جو قریب دژہ نرگس پہونچے دیکھا برف کا ایک پہاڑ ہے بہرام نے چاہا میں پہاڑ پڑھ کے چلا جاؤں جب پہاڑ پر پہونچا تو سردی زیادہ معلوم ہونے لگی بہرام نے کہا کہ بدیع الملک نے اس طلسم کو فتح بھی کیا لیکن یہ برف دفع نہوئی یہ خیال کر رہے تھے کہ ایک آواز ان کے کان میں آئی کہ جب جوش قتل ہوا اور بدیع الملک براے فتح شہر صندل روانہ ہوئے لیکن آج تک کوئی ہماری تدبیر نہ کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ حمزہ ثانی ہزار سال اسی طور سے رہیں گے رہائی ملنی نہوگی بہرام اس آواز کیطرف متوجہ ہوا اور دل میں سوچا کہ یہ آواز کس طرف سے آئی ہے دیکھا تو ایک طرف سے شاہزادہ والا تبار کیخسرو آتے ہیں بہرام کو دیکھکر کیخسرو نے کہا اے بہرام یہاں کیا کرتے ہو بہرام خوش ہوگیا اور کہا کہ اے شہریار آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں مجھ فرمایئے تو سہی تاکہ تسکین ہو اب جو بہرام نے دیکھا تو دو نقاب بدلدیا قوت پوش وگوہر پوش دست راست پہ یاقوت پوش

اور دو سمت جیب پر گوہر پوش اور پست سے پریزادان مرصع پوش اور دیوان قوی تن ہمراہ بہت
سے اجنہ بھی حاضر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک شخص تخت زبرجد پر سوار بڑے
جاہ وتجمل سے چلے آتے ہیں بہرام نے دیکھا کہ شیرویہ بن پرویز کو دیووں نے لاکے
سامنے کیخسرو کے اتارا اور قدم شاہزادہ کو بوسہ دیا کہ بہرام کی نگاہ ایک طرف پڑی دیکھا
چار جادوگر قوی تن بدصورت چلے آتے ہیں قصد یہ ہے کہ سحر کریں بہرام نے نعرہ کیا کہ
نقابدار نے تین جادوگروں کو مارا ایک ساحر کو بہرام نے خنجر مارا لیکن امیر ثانی
کہ ان کو چودہ روز زیر برف گذرے تھے جیسے ہی وہ ساحر قتل ہوئے جسقدر برف
تھی سب دور ہوئی امیر نے جو آنکھ کھولی دیکھا تمام سردار ہمارے موجود ہیں بہت
خوش ہوئے شاہزادہ کیخسرو نے جو امیر کو دیکھا جھپٹ کے قریب امیر کے گئے بہت
جھک کے آداب و تسلیمات بجا لائے اور سب کیفیت بدیع الملک اور فتح کرنا غبار
افراسیاب کا اور روانہ ہونا جانب شہر صندل سب بیان کیا پھر امیر نے باتوقیر نے
کیفیت نقابداروں کی دریافت کی کیخسرو نے جھک کے امیر کے کان میں کہا کہ نقابدار
یاقوت پوش ملکہ آفاق فرشتہ ثانی ہیں اور مرصع پوش حرم محترم بدیع الملک
ماماہ جہان افروز دختر پرویز بن ہرمز ملکہ آفاق فرشتہ کو نورالدہر نے اپنے قریب
بلایا کیخسرو نے شیرویہ اور ملکہ کے آنے کی بھی شرح اور مفصل کیفیت بیان کی اور کہا
میرا قصد ہے کہ مع ملکہ فرشتہ وغیرہ طرف شہر صندل کے برائے مدد بدیع الملک
جاؤں کسواسطے کہ میں نے سنا ہے کہ صلصال نے ضحاک جادو کو چالیس ہزار سوار سے
برائے مقابلہ شاہزادہ بدیع الملک روانہ کیا بروقت روانگی کے سب طرح سے
فہمایش بھی کر دی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شاپور آکے پہونچا امیر ثانی کو سلام کیا
اور قدموں کو بوسہ دیا عرض کی حضور میں نے نسترن بن صلصال کو اس حال میں قتل کیا کہ وہ ملعونہ اپنا
کام کر چکی تھی سعد کی چھاتی پر خنجر بکف بیٹھی تھی اور علاوہ اسکے بہت سے حالات لشکر اسلام کے بیان
کیے امیر بہت خوش ہوئے اور ایک سال کا خراج ہفت اقلیم کا شاپور کو عطا فرمایا شاپور نے
نصف خراج عمرو ثانی کے نذر کیا عمرو ثانی نے شاپور کو دعا سے خیر کی شاپور اسی وقت
مع کیخسرو اور ملکہ کیطرف شہر صندل کے روانہ ہوا اور امیر کل سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر
طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں قتل نسترن سے ساحروں میں صف ماتم بچھی رونا پیٹنا
پڑا تھا جب فراغت ہائی طبل جنگی بجوایا صبحکو میدان میں صنعان وغیرہ آئے اسطرف سے
مہروق نے سحر شروع کیا دونوں لشکر تماشہ دیکھنے لگے کہ لشکر کفار سے زوبین بیدین
میدان میں آیا پکار کے آواز دی ای فرقہ خداپرستان تم میں سے جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
سامنے آئے ادھر سے داراب بن داراب بیم زہرہ رخصت لیکر مقابلہ زوبین میں گئے
بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخر داراب بن داراب نے اسکو قتل کیا دونوں لشکر سے صدا تحسین و آفرین
بلند ہوئی لشکر کفار نے جو یہ کیفیت دیکھی سب بلغار کرکے آپڑے لشکر اسلام سے تلوار چلنے لگی

بھری وجنگ لشکر اسلام سے ہوا چلی قریب تھا لشکر کو شکست ہو کیونکہ اعدا کے زمرہ بڑھے قریب جرار
تھے جب مجبور ہوئے سب نے دست دعا درگاہ بے نیاز میں بلند کئے بلک بلک کے دعائیں
کرنے لگے کہ ناگاہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی مع سرداران و ثانی گھوڑے
دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں سب امیر کو دیکھکر خوش ہو گئے صاحبقران ثانی قریب لشکر ظفر اثر آئے
سب نے جھک جھک کے صاحبقران کو سلام کیا امیر جواب سلام دیکے مصروف جنگ ہوئے ریلے
بڑھتے قریب صلصال کے پہونچے صلصال نے وار تلوار کا سر امیر پر کیا امیر نے سپر کو چہرے کی
کیا تلوار اس پر کر کے اسکے ہاتھ سے چھین کے پھینک دی اسنے چاہا امیر سے لپٹ جاؤں امیر نے
اس بیدین کو کاش زمین سے اٹھا لیا قید کر کے حوالے ایک سردار کے کیا شام بھی ہو گئی تھی دونوں
لشکر میدان سے پلٹے بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے مہروق کو خلعت عنایت ہوا مہروق نے عرض
کی یا صاحبقران میں اجازت چاہتا ہوں کہ پاس بدیع الملک کے جاؤں اور مدد کروں امیر نے خوشی
اجازت دی اور کہا کہ میری طرف سے بدیع الملک کو دعا کہنا مہروق اجازت پا کر طرف شہر صندل
چلے مدد بدیع الملک کے روانہ ہوئے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا لیکن اب چند کلمہ داستان
بدیع الملک کے بیان ہوتے ہیں کہ یہ جو ہمراہ سہیل سحر آزما کے شہر صندل کی طرف روانہ ہوئے
تھوڑی دور تک راستہ طے کیا ہوگا کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی کچھ ابر بھی آسمان پر دکھائی دیا ہوا
تند چلنے لگی بدیع الملک سہیل سے مخاطب ہوئے کہا اے سہیل یہ کیا آفت ہے سہیل نے عرض
کی اے شہریار کوئی ساحر آتا ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک ساحر دیو
تن ایک گرگ پر سوار سانپ بچھو سے پاؤں تک لپٹے ہوئے دو شاخیں سرخ و سبز سر
پر آگے آگے چلا آتا ہے پشت پر تین لاکھ ساحران غدار آہیں سحر آزمائیاں کرتے ہوئے
آتے ہیں بدیع الملک نے سہیل سے پوچھا اس ساحر کا کیا نام ہے سہیل نے عرض کی حضور اسکو
الکیاش جادو کہتے ہیں اتنے میں وہ ساحر بھی قریب آیا بقہر و غضب بدیع الملک کو دیکھا کلمات
لعن و تشنیع زبان پر جاری کئے گرگ کو آگے بڑھایا سحر کرنے کا قصد کیا بدیع الملک خاموش
کھڑے رہے اس نے دو چار سحر کئے جب بدیع الملک پر سحر نے تاثیر نہ کی وار تلوار کا شاہزادے پر کیا
بدیع الملک نے وار کو خالی دیکر تیغہ آبدار بنام انتقام سے کھینچ خود اور جبڑا اسکے دو کیا الکیاش کی
ہوا اسکے زخمی ہوتے ہی تمام فوج نے بدیع الملک پر حملہ کیا بدیع الملک نے خدا کو یاد کیا کہ ایک
طرف گرد اڑی بدیع الملک اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا شاہزادہ گیتی خسرو وغیرہ مع لقا داد یاقوت پوش
ولقا داد مع پوش و شاپور و بہرام بڑے جاہ جنگل سے آتے ہیں پشت پر فوج ویران بیشمار ہے بدیع الملک
کیفیت دیکھکر بہت خوش ہوئے شاہزادہ گیتی خسرو سے بغلگیر ہوئے کہ دیکھا ایک ابر آتشبار آسمان پر
پیدا ہوا قریب آکر وہ ابر پھٹا بدیع الملک نے جو نگاہ کی مہروق نے وہیں سے سلام کیا قریب آکر امیر
کی طرف سے دعا کہی بدیع الملک سب سے ملکر مصروف جنگ ہوئے قریب الکیاش تو پہونچ چلے تھے
پایا ایک وار تلوار بھی کرنے نہ پائے تھے کہ فوج نے آ کر بدیع الملک کو گھیر لیا تھا یہ ہوا کہ سرداروں آتش جادو
جنگل سے جھڑ اور جلنے لگی سپاہ الکیاش کے ہوش پراگندہ ہو گئے بدیع الملک نے صف تلوار درہم برہم

کیا پھر قریب الکیاش کے پہونچے الکیاش نے جو وار ساحر پر کیا بدیع الملک نے اُس وار کو خالی دے کر
تیغ آبدار اُس کے سر پر مارا کہ تا جگرگاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آیا الکیاش گھوڑے سے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام
مین الکیاش جادو بود اُس کے مرنے سے اندھیرا ہوا ہم ضحاک شاہ جادو بدیع الملک نے جو دیکھا تو بہت سا
لشکر گران ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے بدیع الملک نعرہ کر کے جا پڑے دونوں لشکر آپس میں مل گئے
جنگ مغلوبہ ہونے لگی بدیع الملک نے ٹہکا کر فوج کو قتل کیا چاہتے ہیں کہ قریب ضحاک کے
پہونچیں کچھ افسر سامنے آ گئے ضحاک نے جو یہ کیفیت دیکھی طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا بدیع الملک بھی
مع شاہزادہ کیخسرو و نقابداران یاقوت پوش و زرتیبع پوش وغیرہ شادان و فرحان پلٹے حکم دیا اُسی وقت بارگاہ
استادہ ہوئی بدیع الملک مع ہمراہیوں کے بارگاہ میں آ کے جلوہ فرما ہوئے شاہزادہ کیخسرو سے کہا کہ یہ نقابدار
کون ہیں کیخسرو نے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش ملکہ آفاق قرشیہ ثانی ہیں اور نقابدار گوہر پوش ملکہ مہر جہان افروز
ہیں بدیع الملک نے قرشیہ ثانی کو گلے سے لگایا مہر جہان افروز کو بصد شوق اپنے پاس بٹھایا شب بھر
محفل عیش آراستہ رہی صبح کو بدیع الملک نے کہا کہ اے ملکہ مہر جہان افروز تم اپنے مقام پر ٹھہرو ہم جانب
شہر روانہ ہوتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد فتح کر کے پلٹیں گے ملکہ نے منظور نہ کیا آخرکار مجبور و ناچار
بدیع الملک مع جملہ سرداروں کے ملکہ کو ساتھ لیکر طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت
پر تحریر ہو گا اب کیفیت رستم ثانی اور فضل بن رستم اور ایرج کی تحریر کی جاتی ہے کہ ان کو لسترن جادو
نے قید کر کے زندانخانہ شہر صندل میں پہونچا دیا تھا جب لسترن شاپور کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی
تو رستم ثانی نے شب کو زندانخانہ میں خواب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور فرماتے
ہیں کہ اے طفل لسترن جادو قتل ہوئی تم اب تک زندانخانے میں بیٹھے ہو جلد یہاں سے روانہ ہو کر فتح
شہر صندل کی تم پر موقوف ہے رستم ثانی جو یہ خواب دیکھکر بیدار ہوئے گھبرا کر زندانخانے پر آئے قفل در کو توڑا
ایرج وغیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا سب قیدخانے سے نکلے ایک سمت تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا
ایک ساحر سامنے آتا ہے رستم نے جانا کہ اب یہ ضرور کچھ بگاڑے گا مگر اُس ساحر نے نزدیک آ کے سب کو سلام کیا
رستم نے کہا اے شخص تو کون ہے اُس نے عرض کی اے شہریار مجھکو نہیں پہچانا میں شبرنگ غلام شہریار رستم
نے کہا اے شبرنگ تم کہاں تھے شبرنگ نے عرض کی میں لشکر حمزہ ثانی میں تھا رستم نے جواب دیا
اے شبرنگ بس اب زیادہ باتیں نہ کر ہٹ جا میرے سامنے سے کیا کام تھا تیرا لشکر حمزہ میں کیوں گیا
کیا تجھے ان لوگوں کی پاسداری منظور ہے شبرنگ نے کہا اے شہریار آپ ناحق آزردہ ہوتے ہیں ہمیشہ
سے غلام آپ لوگوں کا رہا وہاں صرف برائے دریافت حال گیا تھا پھر شبرنگ نے تمام حال از ابتدا
تا انتہا حمزہ ثانی اور بدیع الملک وغیرہ کا بیان کیا ایرج نے کیفیت بدیع الملک کی سنی خیال کیا کہ اگر
میں جاتا ہوں تو خرابی ہے اگر نہیں جاتا ہوں تو قباحت ہے بدیع الملک نے جو ان لوگوں کی خبر پائی برائے
ملاقات چلے راہ طے کر کے پہونچے ایرج نے جو بدیع الملک کو آتے دیکھا مجبور ہی آگے بڑھے بدیع الملک
گھوڑے سے کود کے بغلگیر ہوا آپس میں صلح ہوئی ایرج نے کہا میں تمہارے دشمن سے عداوت اور تم
سے محبت رکھتا ہوں بدیع الملک نے بھی ایسے کلمات کہے آپس میں صفائی ہو گئی بدیع الملک نے
ایرج سے کہا کہ مجھکو برائے مدد رستم جانا ہے ایرج نے کہا اگر تم برائے مدد رستم [illegible] کے پہلو

نکالینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ لشکر کیطرف واپس چلو کیونکہ فلک لعل بن لوریج کی سوائے تمہارے کوئی نہیں
کر سکتا ہی بدیع الملک نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور مہروش کو برائے مدد رستم روانہ کر کے
آپ جانب لشکر روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا اب چند کلمہ داستان شہریار اور لقابدار گوہر پوش
کے تحریر ہوتے ہیں کہ یہ شہریار کے تعاقب میں طرف ترسیہ کے روانہ ہوئے اور عقب میں انکے شہزادہ
گوہر کلاہ بن بدیع الملک بھی روانہ ہوئے تھے لقابدار نے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے
گرد اڑی لقابدار نے عیار سے کہا خبر لاؤ کہ یہ گرد کیسی ہی عیار گیا تھوڑی دیر میں آ کے لقابدار سے عرض کی
کہ حضور کیمنت شاہ بادشاہ ملک کیمنت مع ساٹھ ہزار لشکر کے اس تلاش میں آتا ہی کہ شہریار اور پریسیا
کو گرفتار کر کے ملک فرنگ پر اپنا قبضہ کرے اور پھر اہل اسلام سے مقابلہ کرے مذہب اس کا
شمر پرستی ہی ایک لڑکا اسکا کہ نام اس کا بہرام تیغ زن ہی بڑا جوان قوی تن ہی اور ایک پہلوان قرطاس
بن افلاک بھی ہمراہ ہی ان دونوں پر اس کو بڑا ناز ہو ہمراہیان لقابدار نے کہا قرطاس بن افلاک واقعی
پہلوان زبردست ہی بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کیا ہی لقابدار نے کہا ہمارا خدا حافظ و معین ہی کوئی کیا کر سکتا ہی
لقابدار تو ادھر یہ باتیں کر رہا تھا ادھر کیمنت شاہ نے جو لشکر دیکھا ہرکاروں سے کہا خبر لاؤ یہ لشکر کیسا ہی
اور کہاں جاتا ہی ہرکارے یہ حکم پا کر روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعد آ کے عرض کی حضور یہ لقابدار گوہر پوش
ہی قید شہریار اور فیروزہ دیوانہ کی لیے ہوئے جاتا ہی کیمنت شاہ نے کہا لقابدار نے شہریار کو کیوں گرفتار
کیا ہو بہرام نے کہا پہلے خبر لقابدار کی لینا ضرور ہی کیمنت شاہ نے طبل جنگی بجوایا لقابدار نے بھی جواب میں طبل
جنگی بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے کیمنت شاہ نے لقابدار سے باواز بلند کہا ای لقابدار مجھے
تیری جوانی پر رحم آتا ہی بہتر اس میں ہی کہ شہریار اور فیروزہ کو ہمارے حوالہ کر دو اور مذہب شمر پرستی اختیار کر کے
ہمارا شریک ہو لقابدار نے جھلا کے جواب دیا او کیمنت وای ہو تجھ پر کہ تو مذہب شمر پرستی رکھتا ہی خیر تیرے
لیے اسی میں ہی کہ پلٹ جا میدان کارزار سے ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا کیمنت نے کہا بس او لقابدار
زیادہ گوئی نہ کر لقابدار و کیمنت میں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں مگر شہریار نے لقابدار سے معرفت ایک ملازم
کے عرض کرائی کہ ای لقابدار بہادر اگر آپ کا حکم ہو تو میں آپ کی لڑائی کا تماشا دیکھوں لقابدار نے کہا
کیا مضائقہ ہی شہریار کو یہاں سے لے آؤ لوگ گئے شہریار کو مسلسل و مطوق ایک کنارے لا کے مع
فیروزہ کھڑا کیا یہاں بہرام میدان میں آیا لقابدار سے مبارز طلب کیا لقابدار بھی مقابلہ بہرام پر آیا
تیر و بازی ہو چکی لقابدار نے نیزہ بہرام کا نکال لیا بہرام نے جھلا کے تلوار کھینچی وار سر لقابدار پر کیا لقابدار نے
سپر کو سر کی پناہ کیا مگر تیغ بہرام سپر تک پہونچ چکا تھا خود سر لقابدار کو کاٹ کے سر زخمی کیا لقابدار کے دستان
مارو باتیغہ تقاضا کے نکل گیا شہریار نے جو یہ کیفیت دیکھی تڑپ گیا فیروزہ سے کہا ای فیروزہ بڑا غضب
ہوا لقابدار زخمی ہو گیا لقابدار کے زخمی ہوتے ہی فوج لقابدار ٹوٹ پڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی یہ بھی کمال
جم کے تلوار چلی لقابدار چونکہ زخمدار تھا بہت مجروح ہوا ضعف بڑھتا تھا قریب تھا کہ گھوڑے سے زمین پر گرے مگر دونوں
ہاتھ لقابدار نے گھوڑے کی گردن میں ڈال دیے اور کہا اے درکیب بسمل کر جیسے ہو سکے تو اس وقت میں مجھ کو
نکال یہ کہکر لقابدار تو بیہوش ہوا گھوڑا لقابدار کو میدان سے لے نکلا فوج لقابدار نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ لوگ
بھی بھاگنے جانیں بچا کر طرف روانہ ہو گئے مگر شہریار نے جو لقابدار کو نہ پایا قید توڑ ڈالی اپنے سلاح منگا کر مقابلہ

میں بہرام کے آیا بہرام نے کہا میں تو اس امر کی تمنا رکھتا تھا بہرام اور شہریار سے تا دیر چشمک میں لڑتی تلب
میں ایک پنجہ آسمان سے گرا شہریار کو اٹھا لیگیا فیروز دوست جو یہ معرکہ دیکھا برائے تلاش شہریار روانہ ہوا بہرام
ڈیرہ پلٹ کے بارگاہ میں آئے صحبت عیش برپا کی وہ شب تو یون بسر ہوئی صبح کو ہرکارون نے یہ
خبر دی شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک برائے فتح شہر فرنگ جاتے ہیں اور قید سے شمائل خان بن
جدائل خان ساتھ ہی ہمت نے کہا اب سفر کرنا طرف خروسیہ کے بہتر ہی یہ لوگ تو جانب خروسیہ
روانہ ہوئے یہاں لوگون نے خبر شہریار بہ سیاہ فرنگی کو پہونچائی پر سیاہ بہت متردد ہوا انھون نے کہا
آپ فکر نہ فرمایئے عنقریب شہریار لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر آ پہونچیگا آپ سے ملینگے یہاں تو یہ باتین ہو رہی
تھین مگر شہنشاہ گوہر کلاہ کی کیفیت عرض کی جاتی ہی کہ منزل بمنزل جاتے ہیں ایک روز ایک صحرا سے
پرفضا میں پہونچے برائے شکار ایک طرف چند کس ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا
ایک مرکب کوہ کفل باساز مرصع کار رشک ہما ہی شہنشاہ اسطرف متوجہ ہوئے دیکھا ایک درخت سایہ دار
کے نیچے ایک نقابدار مگر اتنا کار زخمدار بیہوش پڑا ہی شہنشاہ قریب آئے اپنے اہل لشکر سے کہا نہین معلوم
اس بہادر کو کسنے زخمی کیا ہی اسکو یہان سے لیچلو ہمارے خیمے میں پہونچا دو لوگون نے کہا اگر حکم ہو تو نقاب اسکے
چہرے سے دور کرین شہنشاہ نے کہا یہ امر خلاف وضع شجاعت ہی جب ہوش میں آئیگا احوال معلوم ہو جائیگا
ملازمان شہنشاہ نے نقابدار کو لاکر بارگاہ شہنشاہ میں رکھا فوراً جراح طلب ہوا نقابدار کی زخم دوزی ہوئی شہنشاہ
بھی بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے نقابدار کو ہوش آیا اپنے کو ایک بارگاہ میں پایا مثل اہل اسلام سلام کیا
شہنشاہ خوش ہوئے جواب سلام دیکر نقابدار کی تعظیم کی اٹھین برابر وکل زمین پر بٹھایا کیفیت دریافت کی
نقابدار نے سب حال اپنی لڑائی کا اور گھوڑے کے نکال لانے کا شہنشاہ سے بیان کیا شہریار کا نام جو
شہنشاہ نے سنا کہا ای نقابدار شہریار کہان ہی نقابدار نے کہا میرے لشکر میں تھا اب نہین معلوم کیا ہوا ہو
شہنشاہ نے کہا ای نقابدار بہادر آپکے زخم اچھے ہو گئے تو یہان سے کوچ کیجیگا تھوڑے عرصے کے بعد نقابدار
کو صحت ہوئی شہنشاہ اپنی فوج میں آکے پہونچے یہاں سب منتظر تھے شہنشاہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے
صحبت عیش آراستہ کی سب بیٹھے ہیں ایک ہرکارے نے آکے شہنشاہ سے عرض کی کہ ایک نامہ وار دروازہ
پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی شہنشاہ نے کہا بلالو نامہ وار اندر آیا شہنشاہ کو سلام کیا اور نامہ دیا شہنشاہ
نے جو نامے کے مضمون کو دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ کرتوس بن قربوس دو لاکھ کا لشکر لیکے آیا ہی ملکہ ماق کو
مجھسے مانگتا ہی اسوقت تک باقبال حضور اس سے مقابلہ کرتا رہا مگر اب حضور کا تشریف لانا ضرور ہی شہنشاہ نے
بدیع الزمان سے کہا آپ لشکر کشی کرکے جانب خروسیہ تشریف لیجائیے اور بہرام درخت پرست کو قتل کیجیے میں آ
مقابلہ کرتوس جاتا ہون بدیع الزمان نے قبول کیا شہنشاہ نے لشکر درست کیا نقابدار نے کہا اب
مجھکو بھی رخصت مرحمت ہو تا اپنے لشکر کو مجتمع کرون اور مقابلہ بہرام میں جاؤن شہنشاہ نے نقابدار کو رخصت
کیا اور آپ برائے مقابلہ کرتوس روانہ ہوئے بدیع الزمان نے جانب خروسیہ سفر کیا بعد قطع منازل
وطے مراحل اسوقت داخلہ بدیع الزمان کا قلعہ فرنگیان پر ہوا کہ بہرام نے گھوڑا خندق میں ڈال دیا تھا قصد
تھا کہ قلعہ میں جاکر فرنگیون سے مقابلہ کرون مگر آمد لشکر اسلام دیکھکر بہرام بھی طبل بازگشت بجا کر واپس ہوا اپنے
خیمے میں آکے یہ صلاح کی کہ پہلے لشکر اسلام اہل فرنگ سے مقابلہ کئے ہیں ہم ایک سے مقابلہ کرین مگر بدیع الزمان

نے سرداروں سے فرمایا کہ پہلے بن بہرام وغیرہ سے جنگ آغاز ہونا مناسب جانتا ہوں بعد فرنگیوں سے
مقابلہ ہو سب نے قبول کیا اور سامی لشکر میں وہاں قیام پذیر ہوئے انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر اب دو کلمے
داستان کرتوس کے بیان ہوتے ہیں کہ جب صفاترک شاہ نے قلعہ کو بند کر لیا تو اس نے خندق میں
گھوڑا ڈال دیا اپنے کو قریب در قلعہ پہونچایا اور قلعہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا صفاترک کو دھڑ سے پکڑ لیا یہ خبر
جو ملکہ آفاق نے سنی نہایت صدمہ ہوا قصد کیا کہ اپنی جان دیدوں لیکن خجستہ عیار عین وقت پر پہونچا فوراً
اس نے گھوڑے طویلے سے صفاترک کے تیار کرا کے پشت قلعہ سے ملکہ کو لے نکلا کرتوس جو لڑتا ہوا
قریب محل پہونچا دربانوں نے کہا اب تمہارا جنگ و جدل کرنا بیکار ہے خجستہ عیار ملکہ کو لے گیا کرتوس یہ
خبر سنکے بہت پریشان ہوا وہاں سے رنجیدہ واپس آیا شاہبوس کو وہاں کا حاکم بنایا آپ جانب خردبیہ
روانہ ہوا مگر شہنشاہ نے مع معروف بن اسد عیاران طرار کو ہمراہ لیکر کوچ کیا منزلیں قطع کرتے
ہوئے چلے آتے تھے راہ میں ایک ہرن نظر آیا شہنشاہ نے چاہا اس کو زندہ گرفتار کریں گھوڑا اس کے
پیچھے ڈالا جب وہ ہرن کسی طرح ہاتھ نہ آیا لعل بن مرجان نے عرض کی یہ زندہ گرفتار نہ ہوگا شہنشاہ نے
تیر مارا آہو کے پہلو پر پڑا توڑ کے پار ہو گیا لعل نے اسکو ذبح کیا اور صاف کر کے اپنے دوش پر لادا معروف
نے کہا میں یہاں ٹھہرتا ہوں شہنشاہ نے کہا ہم بھی یہیں ٹھہرینگے یہ کہکے ایک نخل سایہ دار کے نیچے ٹھہرے
ہوا چلی شہنشاہ ٹہلتے ہوئے دور نکل گئے لعل کو بھی اپنے پاس بلایا ارشاد فرمایا اس وقت پیاس کی شدت
ہو رہی ہے کہیں سے پانی لا لعل تو برائے آب روانہ ہوا شہنشاہ نے چاہا میں اس ہرن کے کباب بناؤں
یہ سوچ کے لکڑیاں فراہم کیں پتھر سے آگ نکالی کباب بنانا شروع کیے کہ سامنے سے ایک مرد درویش
نے آکے شہنشاہ کو سلام کیا شہنشاہ نے جواب سلام دیا پوچھا اے درویش تو کون ہے کہاں سے آتا ہے درویش
نے کہا آپ پہلے اپنی تشریف آوری کا سبب بیان فرمائیے شہنشاہ نے کل کیفیت بیان کی درویش نے کہا آپ
تکلیف نہ فرمائیے میں کباب آپکے واسطے تیار کرتا ہوں ہر چند شہنشاہ نے منع کیا درویش نے تھیلا اپنے
پاس سے نمک نکالا کباب تیار کر کے شہنشاہ کے پیش کش کیے شہنشاہ نے کہا اے درویش تم بھی شریک ہو
درویش نے عرض کی حضور نوش فرمائیں میں بعد کو کھا لونگا شہنشاہ نے کباب نوش کیے کباب کھاتے ہی سر چکرایا
بیقرار ہوئے فرمایا اے درویش ان کبابوں میں کیا تو نے بیہوشی ملا دی مجھے کیفیت بیہوشی کی معلوم ہوتی ہے
درویش نے کہا ہاں میں قہرمان عیار شہریار بن پرسیا ہوں شہنشاہ اب کہاں بچکے جائیگا شہنشاہ نے تیغ
کھینچا چاہا اٹھکر لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے قہرمان نے پشتارہ باندھ لیکر روانہ ہوا یہاں لعل
بن مرجان اور رضوان بن عمرو اور معروف بن اسد جو آئے شہنشاہ کو نہ پایا سب نے تعجب کیا آخرکار
یہ رائے قرار پائی کہ ایک شخص تو برائے تلاش شہنشاہ جائے اور تمام کرتوس کے مقابلے کیلیے روانہ ہوں لعل
بن مرجان نے کہا کہ میں تلاش شہنشاہ میں جاتا ہوں آپ لوگ جانب قلعہ روانہ ہوں یہ کہکے لعل تو تلاش
شہنشاہ میں روانہ ہوا اور معروف وغیرہ طرف قلعہ کے چلے تھوڑا راستہ معروف نے طے کیا ہوگا کہ دیکھا ایک
عیار طرار خوبصورت زربفت سے آراستہ رہ نوردی کرتا چلا آتا ہے معروف نے کہا اس عیار کو ہمارے پاس لاؤ
لوگ گئے اور اس عیار کو پاس معروف کے لائے معروف نے کیفیت اسکی پوچھی عیار نے عرض کی پہلے آپ
اپنی کیفیت بیان کیجیے معروف نے سب کیفیت اپنی کہی عیار نے بھی بخوشی عرض کیا کہ میں شعلہ عیار ہوں کرتوس

کا نامہ پر سیسا کے پاس لیے جاتا ہوں معروف نے عیار سے نامہ طلب کیا عیار نے بخوف نامہ حوالہ
کو دیا معروف نے خط پڑھا لکھا تھا کہ میں لڑتا بھڑتا قلعہ پہونچا صفا ترک کو قید کیا خجستہ جیتا بلکہ مہرافروز کو لیکے
اب عنقریب میں اُس کی بھی فکر کرتا ہوں آپ خاطر جمع رکھیے آخر میں نام کرکوس کا لکھا تھا معروف احوال
خط دیکھکر بہت خوش ہوئے اور عیار سے ایسی باتیں کرتا تھا کہ شعلہ بصدق مسلمان ہوا معروف نے کرکوس
کا حال دریافت کیا شعلہ نے عرض کی وہ قلعہ سے کوچ کرکے روانہ ہو گیا ہے شمشاد قید صفا ترک لیے ہوئے جاتا
ہے معروف یہ خبر پاکے خوش ہوا اور شعلہ سے کہا میں آج اسکے لشکر میں شبخون مارونگا یہ کہا سب لوگوں کو اطلاع
دی سامان شبخون درست ہونے لگا جب آفتاب غروب ہوا اور زلف بلا سے شب بھی گرفتہ بند ہوئی معروف
نے لشکر شمشاد پہ شبخون مارکے صفا ترک کو رہا کیا صبح کو کہا اے صفا ترک اب طرف قلعہ کے روانہ ہو صفا ترک
نے کہا میرا جانا کیونکر ہو سکتا ہے میرے پاس اسباب جنگ ہے نہ لشکر باقی ہے وہاں کا ٹھہرنا کا ... معروف
نے شعلہ سے کہا کہ میں اگر وہاں جاؤں اور اشکبوس قلعہ بند کرے تو عرصہ ہوگا شعلہ نے کہا مناسب یوں ہوگا
کہ آپ علم اپنے فوج مانند نشانہ اپنے لشکر کفار جو دیئے اور فوج کو بھیجیے جب کوئی دریافت کرے بیان فرمائیے
کہ ہم واسطے مدد پر سیسا فرنگی جاتے ہیں وہ خود آپکو قلعہ میں بلائیں گے معروف نے اس رائے کو پسند
کیا فوراً نشان فوج تبدیل کیے نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے اتفاق سے اشکبوس اس روز بیرون
قلعہ برائے شکار آیا تھا اس نے جو آمد لشکر کا ملاحظہ دیکھا عیار سے کہا جاکے دریافت تو کر یہ لشکر کسکا ہے عیار لشکر
معروف میں آیا لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہے یہاں معروف نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی ہمارا
نام و نشان پوچھے اسے ہمارے پاس لے آؤ عیار نے جو حال دریافت کیا لوگ اسے پاس معروف کے
لائے عیار نے معروف کو سلام کرکے عرض کی کہ ہمارے آقا نے دریافت کرایا ہے کہ حضور کی تشریف آوری
کا کیا سبب ہے اور اسم مبارک کیا ہے معروف نے نام اصلی بتایا آخر میں یہ بھی کہدیا کہ واسطے مدد پر سیسا جاتا ہوں
عیار یہ سنکے اشکبوس کے پاس آیا کل کیفیت بیان کی اشکبوس بہت خوش ہوا یہ معروف کے پاس آیا کہا
کہ امیدوار ہوں ایک روز اسی قلعہ میں استراحت فرمائیے جو ماحضر ہے قبول کیجیے معروف نے کہا بہت خوب
ہمع اپنے لشکر کے اشکبوس کے ہمراہ ہوئے جب قریب خندق پہونچے اشکبوس نے کہا بہتر تو یہ ہوگا اور
سب لشکر کو یہیں چھوڑیے چند مصاحب خاص ہمراہ لیکر چلیے معروف نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے یہ کہکے کل
فوج کو اشارہ کیا سب قلعہ کے اندر چلے اشکبوس مانع ہوا معروف نے نعرہ کیا اب تو اشکبوس کو کیفیت
معلوم ہوئی کہ یہ معروف بن اسد ہیں اشکبوس نے وار تلوار کا کیا معروف نے اُس کے وار کو خالی دے کر
تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکے سر پہ اشکبوس کے لگایا تلوار تا دوابرو اُتر آئی اشکبوس
نے چاہا کہ اپنے تئیں گھوڑے سے گرادوں مگر کچھ بن نہ پڑا واصل جہنم ہوا معروف لشکر کو لیکر داخل قلعہ ہوا
لڑ بھڑ کے قلعہ چھین لیا صفا ترک کو پھر حاکم قلعہ کیا آپ برائے جنگ کرکوس روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت پر
کیا جائے گا مگر اب چند کلمے ملکہ آفاق کے ملاحظہ فرمائیے کہ انھیں جو عیار خجستہ لیکر قلعہ سے نکلا تھوڑی دور جاکے
دیکھا ایک مرد فقیر ایک پشتارہ لیے ہوئے آتا ہے ملکہ نے خجستہ سے کہا اس فقیر کو میرے پاس لے آؤ خجستہ
جاکے فقیر سے کہا فقیر نے کہا میں ہرگز نہ جاؤنگا میں ایک مرد فقیر ہوں مجھے شہنشاہوں سے کیا کام ہے خجستہ نے
پوچھا یہ بار کیسا ہے فقیر نے کہا یہ لباس قلندری ہے خجستہ نے کہا اے قلندر ہمارے ساتھ چلو فقیر نے کہا تیری عجب باتیں

ہیں تو کیوں اصرار کرتا ہے خجستہ نے کہا میں تجھے نہیں پریشان کرتا ہوں بلکہ میری آقا نے تجھے طلب فرمایا ہے فقیر نے
کہا تیری آقا نے بہت برا کیا ہم نہ جائیں گے اور کلمات ثقیل کہے خجستہ کو غصہ آیا خنجر کھینچا درویش نے بھی خنجر کھینچا آخر
میں خنجر چلنے لگا ملکہ نے جو یہ کیفیت دیکھی گھوڑا بڑھا کے قریب آئیں کہا اے خجستہ میں نے اسکو پہچانا یہ قہرمان
ہے عیار شہریار کا خجستہ اور ملکہ نے قہرمان کو بہت تنگ کیا آخر وہ پشتارہ پھینک کے ایکطرف بھاگ گیا
خجستہ نے پشتارے کو کھولا دیکھا شہنشاہ گوہر کلاہ بیہوش اس پشتارے میں لپٹے ہوئے ہیں ملکہ نے جو شہنشاہ
کو دیکھا گھوڑے سے اتر کر قریب شہنشاہ آئیں خجستہ نے شہنشاہ کو ہوشیار کیا شہنشاہ نے جو ملکہ کو دیکھا بہت
خوش ہوئے پوچھا اے ملکہ تم یہاں کیونکر آئیں ملکہ نے کل کیفیت بیان کی شہنشاہ خوش ہو کر ہمراہ ملکہ کے چلے تھوڑی
دور راہ طے کی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی شہنشاہ نے خجستہ سے کہا ذرا اس کی خبر لاؤ دیکھو کیسی گرد ہے خجستہ روانہ ہوا
تھوڑی دیر کے بعد آ کے شہریار سے عرض کی حضور شاہزادہ کیخسرو تشریف لائے ہیں شہنشاہ یہ سنکے
خوش ہوئے آگے بڑھے شاہزادہ کیخسرو نے شہنشاہ کو آتے دیکھا یہ بھی گھوڑے سے اتر پڑے دونوں
شاہزادے بغلگیر ہوئے کل کیفیت دونوں نے بیان کی باہم صلاح کر کے قلعہ کام ہنگ میں روانہ ہوا
شہنشاہ اور کیخسرو روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کر کے ایک باغ میں پہنچے دیکھا باغ پر تکلف بیچ میں ایک
بارہ دری بنی ہوئی ہے دونوں شاہزادے اس بارہ دری میں تشریف لائے دیکھا کل اسباب عیش موجود ہے
مگر کوئی آدمی وہاں نہیں معلوم ہوتا کہ آہ و زاری کی آواز کان میں شہنشاہ اور کیخسرو کے آئی ادھر متوجہ ہوئے
دیکھا ایک حجرے میں شہریار قید ہے شہنشاہ نے قریب جا کے کل کیفیت دریافت کی شہریار نے کہا میں بہرام
شجیع پرست سے مقابلہ کر رہا تھا کہ گلدستہ جادو جو میری عاشق ہے دل اٹھا لائی یہاں لا کے قید کیا ہے روز آتی
ہے مجھ سے سوال وصل کرتی ہے میں قبول نہیں کرتا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ برق چمکی اور آواز آئی او اجل رسیدہ تو
کون ہے شہنشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ضعیفہ آسمان سے آئی شہنشاہ نے اسکو آتے ہی مہلت
نہ دی تیر سے واصل جہنم کیا اسکے مرتے ہی شہریار کی قید کٹ گئی شہریار نے رہائی پائی شہنشاہ نے بھی
اپنی کیفیت بیان کی مگر جب نام ملکہ مہر ناز پرور کا سنا شہریار کو غصہ ہو گیا کہا اے شہنشاہ اس امر کا میرے
دل میں داغ ہے خوش لیتے ہی ذکر رہے شراب کا دور چلنے لگا جب دماغ گرم ہوا شہریار نے رونا شروع کیا
شہنشاہ و کیخسرو نے پوچھا آج شہریار مزاج کیسا ہے شہریار نے کہا میں مبتلائے دام محبت ہوں شہنشاہ نے
کہا کس کی محبت میں مبتلا ہو شہریار نے کہا ملکہ حاجرہ پہ یہ سنکر شہنشاہ کو بہت غصہ آیا فرمایا اے شہریار بہتر یہی ہے
کہ ہماری صحبت سے نکل جا ورنہ تجھے قتل کریں گے شہریار اسی وقت روانہ ہو گیا کیخسرو نے کہا اے شہنشاہ
شہریار کو زندہ کیوں جانے دیا شہنشاہ نے کہا اس میں نشانیاں اولاد ابراہیم کی پائی جاتی ہیں جو زمانی
کے سامنے جیسا کچھ اسکے مقدمے میں ہوگا آپ ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہہ کے جانب خرو سمہ روانہ ہوئے کہ ذکر
انکا وقت پر کیا جائیگا مگر اب چند کلمے داستان لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہیں کہ جب صلصال کو اسیر گرفتار
کئے لائے تو خلخال بن صلصال نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان میں آیا اہل اسلام کیطرف سے
سلیمان ثانی پیچیل ما بر دو برائے مقابلہ گئے بعد تیغ و نیزہ کشتی پر نوبت پہونچی خلخال نے سلیمان کو کمر
زین سے اٹھا کر گرفتار کر لیا آفتاب غروب ہو چکا تھا دونوں لشکر چلے امیر کو تعجب ہوا کہ خواجہ چندرا جانے خبر تو
کہ خلخال کی یہ مجال نہ تھی کہ سلیمان کو یوں گرفتار کر لیجائے خواجہ چلے بارگاہ پرویز میں آ کے ہو کے اپنی صورت

ایک خدمتگار کی تنہا نے خاموش کھڑے ہین خلخال بن صلصال آیا پرویز نے بہت تعریف کی تھوڑی
دیر تک خلخال وہان ٹھہرا بعد پرویز سے رخصت ہو کر طرف صحرا کے چلا عمرو بھی اس کے ہمراہ ہوئے مگر
گلیم اوڑھ لی راستہ طے کرکے ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے خواجہ نے دیکھا پہاڑ کے نیچے ایک خیمہ استادہ ہے
خلخال اس خیمہ مین گیا عمرو پشت پر آکے کھڑا ہوا گلیم اتار ڈالی خیمہ مین ایک سوراخ کر دیا دیکھا کہ ایک
ساحرہ سیاہ فام بلند بالا آکے مسند پر بیٹھی کہا اے فرزند ارجمند اے شوہر خود پسند آج مین نے تیری کیسی مدد کی
سلیمان کو گرفتار کرا دیا مین اسی طرح سب کو گرفتار کرا دونگی اسوقت عمرو عیار بھی خیمہ کی پشت پر کھڑا ہوا باتین
سن رہا ہے عمرو نے جو یہ بات سنی چاہا بھاگون مگر اس نے دو خنجر زمین پر مارا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے
ایک ساحرہ کو حکم دیا کہ جا کے لے آ ساحرہ جا کر عمرو کو اٹھا لائی عمرو تعریفین کرنے لگا مگر اس نے ایک
بات بھی نہ سنی دونون نے شراب پی روبروے عمرو آپس مین بوس و کنار ہونے لگا عمرو نے دل مین خیال کیا
کہ یہ اچھے مادر و فرزند اور نئے زوجہ و شوہر ہین عمرو کے دل مین یہ خیال آیا ساحرہ نے کہا او عیار با ادب باش مقام
ادب ہے عمرو نے گردن جھکالی جب دونون نے فراغت پائی خلخال نے کہا اے ملکہ عالم اے مادر مہربان کسی طرح سے
صلصال کو رہا کرادو اس نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے مین ابھی جاتی ہون یہ کہکے اڑتی ہوئی چلی یہان لشکر
اسلام مین ببرکت جام صفا ساحرہ کا دخل نہین ہو سکتا ہے یہ جو پہونچی دیکھا شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین
چاہا اونچی ہو کر نکل جاؤن جسقدر یہ بلند ہوئی شعلے بھی اسی قدر بلند ہوئے آخر مجبور ہو کے واپس گئی خلخال سے
کل ماجرا بیان کیا عمرو نے سنکر کہا یہ جام صفا کی وجہ سے رسائی نہ ہوئی ساحرہ نے کہا یہ عجیب چیز مسلمانون
کو دستیاب ہوئی ہے عمرو نے کہا ملکہ عالم اگر مین عرض کرونگا آپکو یقین نہ آئیگا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اس
جام کو لے آؤن کیونکہ مین حمزہ سے بہت ناراض ہون آج تک کوئی قدردان مجھکو نہین ملتا تھا آج آپکو پایا ہے اگر حکم
ہو تو مین جاؤن عمرو نے ایسی باتین بنائین کہ وہ ساحرہ بھی سمجھی کہ عمرو سچ کہتا ہے جام لے آئیگا جلدی سے اپنا
سحر اتار کہا خواجہ جاؤ جلدی آنا ہم تمھارا بڑا مرتبہ کرینگے عمرو وہان سے روانہ ہوا صبح کو لشکر اسلام مین پہونچا امیر نماز پڑھ
رہے تھے عمرو آکے خاموش کھڑا رہا جب امیر نے نماز سے فراغت پائی عمرو نے کل کیفیت کہہ سنائی امیر کو تعجب
ہوا شہادے سے اٹھے یہان ور دولت پر سرداران نامی حاضر تھے امیر برآمد ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کے
طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ادھر سے لشکر کفار کی صفین جمین خلخال نے آکے مبارز طلبی کی
امیر نے چاہا مین گھوڑا بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ بدیع الملک مع اپنے جبلہ ہار سواروں کے بڑے
جاہ و تجمل سے آکے پہونچے سب سے ملکر براے مقابلہ خلخال آئے اس کو فاش زین سے اٹھا کر زمین پر پٹکا
مشکین باندھ کے خواجہ عمرو کے حوالے کیا لشکر کفار نے جو یہ معرکہ دیکھا پرویز نے حکم دیا طبل بازگشت پر چوب
پڑی دونون لشکر اپنی اپنی طرف چلے جب بارگاہ مین آئے بدیع الملک نے تمام کیفیت اپنی بیان کی امیر
نے بھی کل حال کہا مگر پرویز نے جو خبر سنی کہ خلخال گرفتار ہو گیا بہت متردد ہوا لعل بن نوریج سے مخاطب ہو
کہا اگر تو مقابلہ اہل اسلام کرے اور بدیع الملک وغیرہ کو قتل کرے تو اپنی دختر مہر جہان افروز کی شادی
تیرے ساتھ کر دون لعل نے منظور کیا طبل جنگی بجوایا میدان مین سرداران اسلام کو زخمی کیا تا شام بے اندیشہ
انجام لڑا آخر کار لشکر اسلام طبل بازگشت بجا کر واپس ہوا دوسرے روز بھی یہی کیفیت ہوئی مگر عین حالت
جنگ مین ایک دیو نے آکے امیر کو نامہ دیا اس مین لکھا تھا کہ آسمان پری بہت علیل ہین اور قمر زاد زخمی ہے

ملک قاف پر شمشاد نے یورش کیا ہی امیر تو مع عمرو ثانی بدیع الملک سے رخصت ہو کر اسی دیو کی
پشت پر مع عمرو ثانی سوار ہو کے جانب قاف روانہ ہوئے بدیع الملک مقابل لعل مین فرو کش ہی
جب دوسرے روز جنگ آغاز ہوئی ایرج میدان مین آئے زخمی ہوئے اہل اسلام نے کچھ روز کی مہلت طلب
کی لعل بن نورج مہلت دیکر برائے شکار روانہ ہوا صحرا مین جا کے قریب ایک غار کے پہونچا ایک
مرد بلند قامت پیدا ہوا لعل کو مع ہمراہیون کے اُس غار مین ڈال دیا جو لوگ بچ گئے وہ فرار ہوئے پرویز
سے آکے کل کیفیت بیان کی پرویز نے بہت افسوس کیا صفیان اُس غار کے قریب آیا مگر یہان
لعل پر یہ معرکہ گذرا کہ شمامہ جادو اُس پر عاشق ہوئی ایک ساحر کو بھیج کے اُسکو منگایا لعل نے جا کے
دیکھا ایک ساحرہ ایک تخت پر بیٹھی ہی گرد اُسکے بہت سی جادوگرنیان ہاتھ باندھے ہوئے کھڑی ہین
لعل کو دیکھکے شمامہ نے اپنے پاس بٹھا لیا شراب و کباب کا چرچا ہوا کہ ایک ساحرہ نے آکے عرض کی
کہ حضور صفیان شاہ برائے تلاش کھڑے ہین شمامہ نے کہا جا کے کہدے کہ کچھ تشویش نکرین ہم آپکے لعل
کے دوست ہین ساحرہ نے یہ آکے صفیان سے کہا صفیان خوشی خوشی پلٹا پرویز سے آکے کیفیت
بیان کی اُس کو تسکین ہوئی وہان شمامہ لعل سے طالب وصل ہوئی اُس نے بھی قبول کیا بعد وصل
لعل نے کہا دل مین چاہتا ہون کہ جام صفا ملے وہ شمامہ ایک عقاب بنکر چلی قریب بارگاہ پہونچ کے صورت
اپنی ایک نقابدار کی بنائی بارگاہ بدیع الملک مین آئی سلام کر کے کہا مین آپ کا دوست ہون
بدیع الملک نے کرسی عنایت کی کرسی پر بیٹھ کے شمامہ نے جام صفا کو پوچھا کہ یہ کیا چیز ہی بدیع الملک
نے کل کیفیت بیان کی شمامہ نے کہا کہ ذرا مجھے عنایت فرمائیے مین اسکی زیارت قریب سے کرون
بدیع الملک نے وہ جام دیا شمامہ نے جام ہاتھ مین لیکے نعرہ کیا باش او بدیع الملک منم شمامہ جادو
یہ کہکر عقاب بنکر اُڑ گئی فرشیہ ثانی نے بدیع الملک سے اجازت چاہی بدیع الملک نے بہت عذر کیا
آخر مجبور ہو کے روانہ کیا عقب مین خود بھی روانہ ہوئے مگر شمامہ جو چلی تو اپنے باغ مین آکے پہونچی
لعل کو جام دیا لعل بہت خوش ہوا جام کو دیکھ رہا ہی کہ فرشیہ ثانی نے پہونچ کے نعرہ کیا شمامہ نے
چاہا سحر کرون مگر فرشیہ نے فرصت نہ دی وار تلوار کا کیا شمامہ کے دو ٹکڑے ہوئے لعل نے چاہا مین
بھاگون مگر فرشیہ نے اُسکو بھی زخمی کیا چاہتی تھی کہ جام کو ہاتھ مین اُٹھا لے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم
مشاطہ جادو خبردار جام کو نہ اُٹھانا ادھر متوجہ ہوئی کہ بدیع الملک کا نعرہ ہوا مشاطہ تو جام لیکر نکل گئی بدیع الملک
نے ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جب ساحرون کو قتل کر چکے فرشیہ ثانی سے پوچھا جام کہان ہی فرشیہ نے کہا
مین مصروف جنگ تھی نہین معلوم جام کیا ہو گیا بدیع الملک کو بہت صدمہ ہوا مجبور چلے اپنی بارگاہ مین آکے
جلوہ فرما ہوئے مگر مشاطہ جو جام لیکر روانہ ہوئی پاس پرویز کے پہونچی جام جو اُس نے چاہا توڑ ڈالون
لوگون نے کہا یہ نادر زمانہ ہی اس مین بڑے بڑے تکلف ہین اول تو یہ کہ جس لشکر مین ہوگا اُس پر
سحر تاثیر نہ کرے گا دوسرے اس مین اسم اعظم کندہ ہی اگر اُسے پڑھین جام پانی سے مملو ہو جائے اگر شاید دنیا بھر پانی
صرف کرے تو بھی پانی کم نہو علاوہ اسکے اور بہت سے اوصاف بیان کیے پرویز نے کہا وہ اسم اعظم کیونکر
معلوم ہو لوگون نے کہا سوائے اولاد ابراہیم کے اور کوئی اُسکو پڑھ نہین سکتا ہی پرویز نے کہا اولاد ابراہیم
کہان سے ہووین صفیان نے عرض کی کہ سلیمان بن جمیل قید ہین اُنکو طلب کیجیے وہ بتلا دینگے پرویز نے

اسی وقت سلیمان ثانی کو طلب کیا سلیمان آئے اس سے کہا اے سلیمان اس کے اسم اعظم مجھے تعلیم کر دے سلیمان نے کہا یہ سوائے حمزہ ثانی اور بدیع الملک کے کوئی نہین جانتا ہے اور اگر مین جانتا بھی ہوتا تو تجھکو نہ بتاتا کیونکہ تو کافر ہے پرویز جب بہت عاجز ہوا تو حکم قتل دیا کہ مشاطہ جادو نے آکے کہا کہ جام اور سلیمان کو میرے حوالے کیجیے مین انکو سمجھاؤنگی شاید راہ راست پر آجائین پرویز نے کہا ایسا نہو کہ عیاران اسلام انھین گزند پہونچائین مشاطہ نے کہا کسی کی اتنی مجال نہین پرویز نے اس جام اور سلیمان کو مشاطہ کے حوالے کیا یہ خبر پا کر عیاران اسلام نے بدیع الملک سے عرض کی بدیع الملک نے کہا پھر کیا فکر کرنا چاہیے عیارون نے عرض کی غلامان جاتا ہے نجات دینگے جام کو لاینگے یہ کہکے عیار روانہ ہوے کہ ذکر انکا کیا جائیگا مگر اب چند کلمہ آسمان پری کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب زخم سر قرشیہ اچھا ہوا اور قمرزاد کا شانہ درست ہوا میدان جنگ کی تیاری ہوئی طبل جنگی پر چوب پڑی صبح کو لشکر میدان مین شمشاد دیو کے مقابلہ مین آیا قرشیہ چاہتی ہین کہ گھوڑا بڑھائین کہ نعرہ امیر کی آواز آئی شادیانہ بجنے لگا امیر آکے مصروف جنگ ہوئے دیو شمشاد کو قتل کیا دو ایک روز وہان فروکش رہے بعدہ دیو تندک کی پشت پر سوار ہو کے مع عمرو ثانی طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے یہان جو سلیمان اور جام صفا مشاطہ جادو کی لیکئی تھی سلیمان نے مشاطہ کو قتل کیا جام صفا لیکر نکلے طرف اپنے لشکر کے چلے لوگون نے یہ خبر لعل و پرویز کو پہونچائی انھون نے تعقب کیا مگر سلیمان نکل گئے لشکر مین اپنے داخل ہوئے لعل و پرویز نے پلٹ کے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا پرویز سے اجازت مانگ کے مبارزطلبی کی کہ امیر مع عمرو ثانی لشکر مین آکے پہونچے بہت سے سردارون نے باری باری رخصت لی کوئی زخمی ہوا کوئی قید ہوا آخر کار امیر نے خود قصد جنگ کیا اور مقابلے مین لعل کے آئے اس نے وار کیا امیر نے خالی دیکر چاہا کہ مین تلوار اسکے سر پر لگاؤن کہ آسمان پر برق چمکی رعد کی آواز آئی ایک پنجہ گرا لعل کو اٹھا لیگیا پرویز حیران ہو کے دیکھنے لگا دوسرا پنجہ اسکو بھی اٹھا لیگیا امیر نے تمام لشکر کو برباد کیا خزانہ وغیرہ قبضے مین کیا شام کو بفتح فیروزی اپنی بارگاہ مین آئے صحبت عیش آراستہ کی اب کیفیت لعل و پرویز لعل نامے مین انشاءاللہ تعالے لئے خلاصہ معلوم ہوگی

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر شیرین مقال خوش سنج نازک خیال نواب قیصر دولہ صاحب عرف مین صاحب متخلص بہ کاشف شاگرد جناب نواب یوسف حسین خانصاحب

جلد ساقی مجھے شراب پلا
نغمہ سنجی کو پھر بہار آئی
ہین تصدق حسین یکلساں
قصہ گوئی مین ہین وہ لاثانی
بزم مین گر بیان رزم کرین
جب بیان حسن و عشق کرتے ہین
یون لکھتے ہین جو داستان ہی
لطف انکی زبان مین ایسا ہی
آتش رشک دلمین سوزان ہے

گر سر کوہ سے آگئی ہے گھٹا
گلشن دہر مین بہار آئی
قرب درگاہ حضرت عباس
اور کرتے ہین مرثیہ خوانی
جو ہوا نہ دل کا غم کرین
سامعین دل پہ ہاتھ دھرتے ہین
نہین ایسا سنا بیان کوئی
قصہ کا سر انمین کے بہرا ہی
مثل اسپند جو بریان ہے

جوش پر ہو بہار گلشن مین
جلد آنکھون مین سیر کرو
پاک طینت ہین اور خجستہ شعار
خوش بیان خوش اسلوب خوش تقریر
کسی عیاری کا کرین جو بیان
کہتے ہین سحر ہی بیان مین بھرا
کیا طلاقت بھری زبان مین ہے
رنگ حاسد ہوئے بیان سنکے
جان کب مفت کھوتے ہین حاسد

چھپتے گلچین ہین پھول دامن مین
ایک تاریخ کہنا ہے منظور
مشتغی مرو زاہد و رند دار
کھینچتے ہین زبان سے تصویر
عمرو استاد کے بھی کاٹین کان
ہے وہ کافر جسے کہ شک ہو ذرا
کیا فصاحت بھری زبان مین ہے
سنکے یہ جھوٹ ہو انبیان کے
تیل کا شتے نہ ہوتے ہین حاسد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام حکیم طلسمات کن	کہ دو حرف میں ہے یہ اعجاز کن	اسے کہتے ہیں رب کریم و کبیر	وہ ہے ناصر و ناہی و بے نظیر
وہ ہے کارساز دو جہان آفرین	وہ ہے نامدار و نشان آفرین	یہ معروف ہیں باعث دو جہان	انھیں سے ہیں حق نے یہ کون و مکان
اسی کن سے پیدا ہوے کائنات	یہی کن ہے وجہ وجود و حیات	اسی کاف سے چلتے گہین	یہی نون ہے داخل زیرین
یہی کاف آیا ہے تکبیر میں	یہی نون داخل ہے تہ زمین	اسی نون سے نور پیدا ہوا	اسی کاف سے کل ہے پیدا ہوا

واقعی تعریف ایسے خلاق بے نظیر کی احاطہ تحریر سے باہر ہے اور ثنا اس پروردگار خبیر کی رسائی عقل سے فزون تر ہے کہ جس نے دو حرفوں سے دو عالم کو پیدا کیا اور ایک لفظ کن سے دفتر جہان کو ترتیب دیا بموجب نظم

نہ تھے ماہ و ماہی نہ ارض و سما	بجز ذات باری کہیں کچھ نہ تھا	نہ باطن نہ ظاہر نہ ظلمت نہ نور	نہ وادی ایمن نہ تھا کوہ طور
نہ رطب و نہ یابس نہ بحر و نہ بر	نہ سرد و نہ گرم و نہ خشک و نہ تر	کسی شی کی ہستی نہ تھی بیش و کم	عدم تھا مگر تھا نہ نام عدم
نہ ہے نقش بندی دست قضا	کہ اک لفظ کن سے یہ سب ہو گیا	نشیب و فراز و زمین و زمان	نجوم و سپہر و زمین و مکان
ہوے اس سے ظاہر سفید و سیاہ	رہے تا جدا رنگ شام و پگاہ	جداگانہ ظاہر ہوے جو اثر	کہ پیدا ہوے دشت و در بحر و بر
ہوا باہم اضداد میں یہ تپاک	کہاں آب آتش کہاں باد و خاک	خوشا قدرت خالق پاک ذات	بتایا یوں طلسم حیات و ممات
اثر دور گردوں کو گر دے دیا	مقدر کو سپہر بھی حادی کیا	کہ جب ایک شی تھی نہ بیش و کم	تو ہو بستے اہل عالم عدم
ہوا جب کہ آراستہ یہ طلسم	بانواع پیدا ہوے جان و جسم	پری و ملائک جن و انس و حور	چرند و پرند و وحوش و طیور

غرضکہ کیا لوح اور کیا قلم تمام طلسم عالم پروردگار دو جہان خلاق انس و جان نے ایک لفظ کن سے پیدا کیا پس جس وقت یہ دریاے ناپیدا کنار و بحر زخار طوفان خیز و موج انگیز ہوا ہر جہاز و کشتی کو بلندی و پستی نظر آنے لگی اور باد تند جاہلیت اور ہواے مخالف نادانی و غفلت کے جوش و خروش سے بیشتر کشتیاں تباہ ہو کر مستغرق ہو رہیں پس لازم ہوا خداوند عالم کو کہ ایسے ناخدا کو بھیجے کہ جو ان تباہ کشتیوں کو راہ پر لاوے اور ساحل عرفان پر لگاوے

نعت سرور کائنات باعث کل موجودات معنی لولاک لما خلقت الافلاک رسول پاک احمد مجتبی محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

وہ خضر راہ طریقت ناخداے کشتی امت شفیع روز جزا جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ ہے کہ جنہوں نے بحکم کارساز

غرض رسا ہو کہ الحمد للہ والمنہ کہ اس حقیر نے بقدر دانی رئیس الاقتدار منشی نول کشور نامدار ترجمہ ہفت دفتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کا لفضل ایزد منان لکھوایا منجملہ ان دفاتر کے جلد دوم توریج نامہ باقی رہی تھی کہ منشی صاحب ممدوح نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی لیکن انکے جانشین و مسند گزین عزت و شان گوہر یکتائے بحر جود و سخا جوہر بیش بہائے معدن لطف و عطا منبع جود و کرم مظہر فیض اتم قدر افزائے اہل کمال عدیم المثال مسند نشین ایوان رفعت و مرتبت زینت افزائے بزم قدر و منزلت امیر عالی وقار فخر تاجران دیار و امصار جناب بابو پراگ نرائن صاحب دام دولتہ و حشمتہ نے بھی اپنی قدردانی سے اس گوشہ نشین دعزلت گزین کو پھر وہی عہدہ منزلت عطا فرمائی کہ شکر یہ اسکا اس ہیچمدان سے ادا نہین ہو سکتا چنانچہ حسب الحکم یہ ذرہ بیمقدار اس جلد کا ترجمہ بھی لکھکر ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہو امید کہ اپنی قدردانی سے اگر پسند خاطر ہو تو اس عاصی کو دعاے خیر سے یاد فرمایئے گا اور اگر کہین لغزش ہو تو دامن عفو سے چھپایئے گا۔

آغاز داستان و ساقی نامہ

ساقی جو شراب کچھ ہو باقی	از شیشہ و جام کو ملا دی	پھر ابر فلک یہ دیکھ چھایا	پھر رنگ بہار ہے جمایا
ہان نوش نوش کا ہو پھر غل	پھر رند جھکین ہو تو یہ کا غل	توفیق جو دو آسمان دے	اک جام شراب ارغوان دے
پھر دل مین امنگ صفدری ہو	پھر دور سبا دری ہو	ہان غنچہ سے خشیشہ کو بھر دے	اور جام سے جام کو بھر دے
جو لوگ ہین اپنی انجمن کا	مشتاق ہین ساغر سخن کے	پھر ذکر کہن کو لب پہ لاؤن	باقی ہو جو کچھ وہ کہہ سناؤن

راہروان وادی خوش بیانی و سالکان مسلک نکتہ دانی جویندگان جادہ سخن و یابندگان گوہر این داستان سخن جواہر بیش بہاے کلام کو سلک بیان مین اسطرح پروتے ہین کہ جس وقت صلصال بن دال بن دلو بن شمامہ جادو کو حمزہ صاحبقران ثانی نے اسیر کرکے مبتلاے غل و زنجیر کیا اور جلجال بن صلصال کو شاہزادہ زمان بدیع الملک نوجوان نے گرفتار کیا اور لعل بن توریج کو مقابلہ امیر ثانی سے بنچہ اٹھا کے گیا اور نیز وزیر بن ہرمز کو بھی بنچہ لے گیا اہل اسلام نے لشکر کفار پر حملہ کرکے سب کو پراگندہ کر دیا کہ فوج بے سردار کب لڑ سکتی تھی اسی مقام پر جلد اول توریج نامہ کی ختم ہوئی ہو واسطے یاد دہانی سامعین با تمکین و تلاش حقیقت آمین کے یہ دیکر آغاز داستان کی جاتی ہو کہ امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زیب صولت جہانبانی یعنی جناب حمزہ ثانی تو بعد فتح و فیروزی مصروف عیش و نشاط مشغول طرب و انبساط ہوتے ہین اور شاہزادہ نامور بدیع الزمان دلاور ملک خروسیہ پر بمقابلہ لشکر تحت شاہ شجر پرست قیام پذیر ہین اور کرتوس بھی بعد بربادی قلعہ طرف خروسیہ کے جا چکا ہو اور ملکہ آفاق معشوقہ شاہزادہ گوہر کلاہ قلعہ کام نہنگ مین ہین اور شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مع کیخسرو و ذبیجاہ طرف ملک خروسیہ کے روانہ ہوے ہین۔ اور شاہزادہ رستم ثانی مع فضل بن رستم کے شہر صندل پر چلے ہین اب انشاء اللہ ذکر ہر ایک داستان کا اسکے موقع پر کیا جایگا لیکن اول صاحبقران جلیل جناب حمزہ ثانی کا احوال گذارش کیا جاتا ہو کہ جس وقت جشن فتح و فیروزی سے فراغت حاصل ہوئی تسکین خاطر زود منزل ہوئی ارشاد فرمایا پیش خیمہ ہمارا طرف شہر صندل کے روانہ ہو حسب الارشاد معین بنیاد آراے بزم صاحبقرانی یعنی جناب حمزہ ثانی اسی وقت انتظام سفر ہونے لگا بعد تیاری تیسرے روز امیر کشور گیر نے طرف شہر صندل کے کوچ کیا جملی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین حسب اتفاق اک صحراے پر فضا دلدوز تماشین نظر فرمایا کہ ہمارا جی چاہتا ہو کہ ایک دو روز اسی بیابان کی سیر کرین اسی وقت خیمے برپا ہو گئے چولداریان استادہ ہو گئین

مردان دلاور اپنے اپنے مرکبوں سے اُتر اُتر کر جائے قیام و استراحت ڈھونڈھنے لگے مرکبوں کے شیہوں کی آواز
بلند ہوئی اس آبادی سے شان جنگل کی دوچند ہوئی وہ صحرا عجب بہار دکھلانے لگا گویا جنگل میں منگل نظر آنے لگا غرضکہ
تمام بہادران نامدار و دلاوران شور شعار نے شب تو بہ راحت و آرام بسر کی صبح کو بعد فراغت فریضہ سحری جو وقت
مہر منور کی جلوہ گری ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے خواب راحت سے بیدار ہو کر آنکھوں کو ملنے لگے طائران
صحرائی کے زمزمہ سرائی عجیب سمان دکھاتی تھی کہ نالۂ عندلیب کو نظروں سے گراتی تھی غرض وہ وقت سحر اور ٹھنڈی ہوا
وہ کھلے صحرا کی طرف فضا ہو ہر ایک عندر و دلاور حمد و ثنائے خلاق اکبر کرتا ہوا خدمت بابرکت میں حمزہ صاحبقران
ثانی کے حاضر ہو کر بجا لا کر ہر ایک سے مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہونے لگے ایک آن واحد میں تمام دربار
سرداروں سے مملو ہو گیا جانب دست راست لندھور ثانی فرامرز ثانی بدیع الملک دلاور داراب
نامور وغیرہ بائیں جانب مالک ثانی جمہور ثانی ہاشم تیغ زن خورشید صف شکن وغیرہ بیٹھے ہیں ذکر شاہزادہ
رستم ثانی کا ہو رہا ہے امیر باتوقیر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ عزم اُنکا طرف شہر صندل کے ہے اسی وجہ سے
میں نے بھی اُسی طرف کا عزم کیا ہے کہ وہ خفا ہو کر چلا گیا تھا میں اُسے منا لاؤں اور نگران حال رہوں یہی ذکر تھا
کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی سامنے سے پیدا ہوئی بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ اس وقت اس
صحرا میں عجب تماشا نظر آیا کہ جسکے دیکھنے سے دل حیرت میں آیا ابھی ایک ہرن چر رہا تھا کہ ایسا ہو یقین ہے چشم
فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اگر رفتار اُسکی دیکھیے تو آہوئے ختن چوکڑی بھولے تمام جسم اسکا کاسنی اسپر فیروزی و سرخ
و سبز گل پڑے ہوئے دو شاخیں سر پر مثل یاقوت سرخ کے درخشاں اور ایک کلغی بیچ میں مثل کلغی کے زمرد
سبز کی معلوم ہوتی ہے عقب میں اُسکے چالیس ہرن اور مثل تابعداروں خدمتگاروں کے گردنیں ڈالے ہوئے
ساتھ ہیں اور اُسی صحرا میں سب آہو مصروف چرا ہیں باقی خیر و عافیت ہے یہ سنکر تمام اہالیان دربار و امیران نامدار
و بادشاہان اسلام و شہنشاہ ذو الاکرام سب کو تعجب ہوا لیکن امیر نے فرمایا کہ واقع میں یہ آہو اس لائق تھا کہ عجائب
خانۂ شاہی میں رہتا کوئی دلاور ایسا ہے کہ زندہ اُس آہو کو گرفتار کر کے لائے ہنوز سخن در دہان تھا کہ صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان اپنے دنگل شوکت
پر سے کود پڑے اور دست ادب بستہ عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا یہ کہکر اُسی وقت بارگاہ سے نکلکر
پشت مرکب پر بیٹھکر پتہ اُس صحرا کا پوچھ کر جہاں ہرن چر رہے تھے روانہ ہوئے بسیط ہوتے راہ کے جب
قریب اُس صحرائے پُر فضا کے پہونچے دیکھا ایک جانب چشمۂ شیریں لطیف و خوشگوار ہے ایک طرف بہار صحرا
و سبزہ نمایاں ہے ہرن چوکڑیاں بھر رہے ہیں ایک ہرن نہایت خوشنما کہ جیسا کہ ہرکاروں کی زبانی سنا تھا دیکھا کہ
جست و خیز کرتا طرف چشمے کے چلا جاتا ہے شاہزادے نے اُس آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا کمند کو ہاتھ میں سنبھالا
لیکن اُس وحشی نے جو آواز سم مرکب کی سنی کان کھڑے کیے پلٹ کر دیکھا جونہیں نظر اس شہسوار دلاور پر پڑی
راہ فرار اختیار کی بادصر شاہزادہ نے تعاقب کیا جاتے جاتے کئی کوس نکل گئے جب شاہزادہ بدیع الملک
کمند ملتا ہے آہو دام میں آتے تو معلوم ہوتا ہے لیکن نکل جاتے نہیں معلوم ہوتا۔ بدیع الملک کو غصہ آیا کہ عجب
طرح کی بات ہے کہ ہر مرتبہ صید دام میں آ کر نکل جاتا ہے اب اسے تھکا کر گرفتار کرونگا یہ بات دل میں ٹھان کر
گھوڑے کی باگ اُٹھائے ہوئے برابر چلے جاتے ہیں کہ دیکھا سامنے ایک باغ کے چاردیواری معلوم ہوتی ہے بس
وہ ناز آہو جست کر کے داخل باغ ہوا ساتھ ہی آپنے بھی گھوڑے کو اڑایا کی وہ توسن صبا رفتار برق شعار اب جو

چاروں پتلیاں جوڑ کر اُڑتا ہی تو دیوار باغ پھاند کر داخل باغ ہوگیا اب جو بدیع الملک خیال کرتے ہیں تو کہیں
آہو نظر نہیں آتا لیکن گلزار ہی کہ شان پروردگار ہی کہیں گلوں کی بہار کہیں نغمہ سنج ہر گیاہ پر فرش مخمل کا گمان ہوتا ہی نرگس بیدار
ہی سبزہ سوتا ہی طرۂ سنبل پر جو قطرات شبنم جم گئے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ قدرت نے شاہد باغ کے بالوں میں
موتی پروے ہیں گلوں نے آب شبنم سے چہرے دھوئے ہیں مسی نے لب سوسن پر رنگ جمایا ہی ڈالیوں کو کثرت گل نے
خمیدہ کر کے عروس بنایا ہی بدیع الملک نے دل میں خیال کیا کہ پروردگار کیا میں بیک بہشت شداد میں داخل ہوا
ہوں کیونکہ دنیا میں ایسا باغ آج تک نہیں دیکھا غرضکہ تعریف پروردگار میں بالب خنداں سیرکناں چلے جاتے ہیں
کر دیکھا بیچ میں ایک بارہ دری مرصع کار جواہر نگار غیرت کاخ چرخ اخضری رشک فلک نیلوفری تعمیر ہو گئے اُسکے
اک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا اُسپر نگیرہ زربفتی کھنچا ہوا اور ایک نازنین ماہ جبین مہر تمکین دُر درگوش مرصع پوش
گلبن بوستان محبوبی دردریائے خوبی بموجب شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن جوانی کی راتین مرادون کے دن
ایک مسند زرین پر بعد کرشمہ و ناز و ہزاران امتیاز گاؤ تکئے سے لگی بیٹھی ہی اور چند کنیزان حورجمال پری خصال مثل
مصاحبوں کے سامنے دست ادب بستہ قرولش میں شاہزادہ بدیع الملک صورت اُس آفت ہوش کی دیکھتے ہی
از خود رفتہ ہوگیا تاب کلام طاقت قیام نہ باقی رہی غزل حسب مقام ہوا

ستمگار آفت جوانی قہر ہی جوبن یہ جوبن ہی

مسی آلودہ لب دونوں ہیں یا سوسن پہ سوسن ہی
دم نظارہ شرم آلودہ نظرین چھپکے بیٹھی ہیں
نگینن سنگ لحد گویا کہ یہ مدفن پہ مدفن ہی

کسی نا آشنا سے ملتے یوں بیٹھو نہ محفل میں
یہ دہری اوڑھے مژگان کی ہر یا چلن یہ چلن ہی
اُٹھیں زلفیں ہلانے سے نہیں گرا زرد دشمن ہی

کبھی زانو یہ زانو ہی کبھی دامن یہ دامن ہی
ہوا تھا دل بھی مردہ ساتھ تیر تیغ رنگت سے
طبیعت کو شب عیدیان الجھن یہ الجھن ہی

لیکن اُس نازنین نے جو اک جوان حسین کو سامنے سے آتے دیکھا اوہی لیکر دوپٹہ کا آنچل چہرہ پر رکھا اور ادا سے
دلفریب کے ساتھ پکاری کہ ارے یہ کون مردوا ہمارے باغ میں گھس آیا ہی جلد اسے گرفتار کرو یہ کہنا تھا کہ وہ عورتیں جو
گرد و پیش بیٹھی تھیں دوپٹے سنبھال سنبھال کر اُٹھیں اور اُس اسیر دام محبت پر مثل گلدستے کے دوپٹے مارنے لگیں شاہزادہ
بدیع الملک دیکھکر بہت ہنسے اور فرمایا کہ اے ملکہ آفاق اے قیامت دل مشتاق میں تو اسیر دام الفت و گرفتار کمند محبت
ہو ہی چکا ہوں بموجب شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ۔ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار میں آئے یہ بھلا
یہ عورتیں مجھے کیا گرفتار کرسکتی ہیں ہاں اگر تم اپنے ہاتھ سے مجھے اسیر غل و زنجیر کرو تو خود یہ گردن طوق آہن کی مشتاق
اور ان پاؤں کو بیڑیوں کی زحمت شاق ہی یہ کہکر دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیے اور فرمایا کہ اے ملکہ جہان آرام دل مشتاق
آئیے اور ہتھکڑی انہیں ڈال دیجیے اسیر غل و زنجیر کیجیے واقع میں کہ عاشقوں کا یہی زیور ہی بموجب شعر
کہتے ہیں جسکو ذلت وہ عشق میں ہی عزت کو کیا شان عاشقی کی گر کوچہ نہ نکلے تو جب ہنسے وادی الفت و دشت محبت
میں قدم رکھا تو ہر طرح کی سختی اُٹھائیے اور ناز برداری سے نہ باز آئیے اس طرح کے کلمات محبت آیات جو شاہزادہ
زبان بدیع الملک نوجوان سے نکلے اکبارہ وہ دلربا ناز بعد کرشمہ و ناز اپنے مقام سے اُٹھکر چلی جب قریب شاہزادہ
کے پہونچی سراپا کو دیکھا ہزار جان سے لو یہ خود شیفتہ و فریفتہ ہو چکی تھی تاب ضبط نہ رہی ہنس کر پکاری کہ ای محبوب جانی
وای یار جانی یہ ہاتھ اس قابل ہیں کہ ہماری گردن میں حائل ہوں قطع ہوں وہ ہاتھ جو انہیں ہتھکڑی ڈالنے کا
ارادہ کریں یہ کہکر ہاتھ شہزادے کا اپنی گردن میں حمائل کیا لا کر مسند پر بٹھایا باتیں راز و نیاز کی ہونے لگیں کہ ایک مرتبہ یہ نازنین
کچھ جھجکی اور شاہزادے کے سینہ بے کینہ پر جو نگاہ اسکی پڑی دیکھا کہ ایک ہیکل نہایت خوشنما شاہزادے کے
گلے میں پڑی ہی اور کچھ اسیر کندہ بھی ہی یہ سوچ کر اک خواص کو پکاری کہ او دشمن ہماری بیماری ہی اوکی دوئی ہوگی ذرا اُسے

نے آ کر بدیع الملک نے کہا کیا تم کسی کے ناموس میں داخل ہو جب صاحب اولاد ہو تو شوہر بھی تمھارا ضرور ہوگا اسنے
اک غمزے کے ساتھ جواب دیا کہ دور پار رہا میں پھونچا ابھی اُس شادی کا کورا پنڈہ ہے شادی تک نہیں ہوئی کسی مرد
کی نظر تک اس روے درخشاں پر نہیں پڑی ہے اتنے میں وہ خواص ایک گلہری کا بچہ لیے ہوئے آئی اور ایک طلائی
اُسکی گردن میں پڑا ہوا کلا تو تی ڈوری لگی ہوئی ہاتھ سے اُس خواص کے لیکر وہ نازنین اُس بچہ کو پیار کرنے لگی
بعد اسکے بدیع الملک کی گود میں ڈال دیا اور کہا کہ لو اپنی بیٹی کو تم بھی پیار کرو اب بدیع الملک سمجھے کہ یہ ایسکو
بیٹی کہتی ہے خاموش ہو رہے لیکن اُس گلہری کے بچے نے گود میں آتے ہی شوخیاں کرنا شروع کردیں کبھی ہاتھ پر
کبھی شانے پر کبھی سر پر کبھی گردن پر دوڑنا شروع کیا اور ڈوری ہیکل کی کاٹ دی اسطرح کہ شاہزادے کو خبر
بھی نہوئی اور اک نشہ سا آنکھوں میں بدیع الملک کے چھا گیا اور اب وہ بچہ گلہری کا چل چلایا گویا اپنی
زبان میں اُسنے کہا کہ میں جس کام پر مامور تھا وہ کام تمام ہوا یہ نازنین اُسکے چل چلانے پر بدیع الملک سے
بولی کہ واہ صاحب یہ تمنے کیا کیا کہ میری لڑکی رونے لگی بس لاؤ میری بچی کو مجھے دیدو یہ کہکر گلہری کا بچہ
بدیع الملک سے لے لیا اور اُس خواص کے سپرد کرکے کہا کہ جا اسکی کھلائی کو دے آ کہ وہ بہلائے وہ خواص تو
اُس بچے کو لیکر اُدھر روانہ ہوئی یہاں پھر اختلاط ہونے لگا خواصوں نے جو یہ رنگ دیکھا اُٹھ اُٹھ کر کوئی پیشاب کوئی
پاخانے کے بہانے روانہ ہوئیں لیکن اُس نازنین نے جام شراب بھر کر سامنے بدیع الملک کے پیش کیا اور
کہا کہ اس جام محبت کو پیو اور ہمیشہ نشۂ محبت سے سرشار رہو شاہزادے کو یہ بھی مطلق خیال نہوا کہ استغفار
مذہب تو کریں وہ جام بے اندیشۂ انجام ہونٹوں سے لگا کر یہ شعر پڑھا ؎ گر یار کے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے
زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں ✽ اور اُس ساغر کو پی گئے بعد اسکے جام لبریز کرکے دیا وہ نازنین پی گئی اب
نشۂ شراب نے دونوں کی آنکھوں کو سرخ کردیا محفل کا رنگ بدل دیا کچھ جوش جوانی کچھ ولولۂ شوق کچھ نشۂ شراب
سب نے ملکر از خود رفتہ کردیا باہیں گردنوں میں پڑ گئیں اسی الجھیڑے میں یکبار اُس نازنین نے منہ قریب منہ کے لا کر
بوسہ لینے کا قصد کیا اب منہ جو اُسکا کھلا یہ معلوم ہوا کہ دروازہ سنڈاس کا وا ہوگیا شاہزادہ لاحول پڑھ کر پیچھے سرکا
دماغ پھٹنے لگا فرمایا کہ میں تجھے تو کون ہے مجھے تو ساحرہ معلوم ہوتی ہے اُسنے کہا پھر ساحرہ ہونے میں کیا مضائقہ ہے
فرمایا ہم لوگ ساحرہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تیرے منہ سے غلیظ کی بو آتی ہے یہ تیری بدکرداری تیری گندہ دہنی
کا باعث ہے اُسنے کہا کہ اگر تو وصل میرا نہ قبول کریگا تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا فرمایا موت کا آنے کا زمانا
دکھاتا ہے تیرے وصال سے انتقال بہتر ہے یہ کہکر اک طمانچہ مارا کہ یہ معلوم ہوا سر گردن سے اُڑ گیا بس اک مرتبہ
وہ پھر زمین پر گر گئے جو مارا زمین نے پاؤں پکڑ لیے بدیع الملک نے چاہا کہ تلوار اُٹھاویں وہ لکاتہ کود کر دور جا کھڑی
ہوئی انھوں نے دوڑنے کا ارادہ کیا لیکن ممکن نہوا دیکھا کہ زمین پاؤں پکڑے ہوئے ہے نظر سینہ پر جو کی دیکھا
کہ ہیکل نہیں ہے اب یہ اسرار کھلا کہ معلوم ہوتا ہے وہ گلہری کا بچہ بھی سحر کا تھا کہ ہیکل رد سحر کی گلے سے اُتار لے گیا
فرمایا خیر او قحبہ اگر تونے ہیکل کا انتظام کرلیا تو کچھ پروا نہیں میں صاحب اسم اعظم بھی ہوں وہ ہنسی اور کہا کہ پھر
اسم اعظم پڑھتے کیوں نہیں بدیع الملک اب جو خیال کرتے ہیں تو اسم اعظم بھی فراموش ہے کوئی حرف نہیں یاد
آتا پھر اُس ساحرہ نے کہا کہ دیکھو اب بھی کہنا میرا مان لے وصل میرا قبول کرلے ارے میں وہ ہوں کہ بڑے بڑے
حسینان جہان مجھپر مرتے ہیں اور دم دیتے ہیں کہیں مجھ ایسی کم سن محبوبہ کسی کو نصیب ہوتی ہے لوگ تمنا میں مرتے
ہیں اور میں منہ بھی نہیں لگاتی رُخ بھی نہیں کرتی یہ تیرے نصیب کی خوبی ہے کہ میرا دل تجھپر آگیا جو اس طرح کی

منت اور سماجت کرتی ہون فرمایا او ملعونہ یہ سارا حسن وجمال تیرا سحر کا ہی اور تو یقیناً کوئی بڑھیا معلوم ہوتی ہی
کہنے لگی کہ تو صورت اصلی میری دیکھے گا یہ کہکر زمین پر غلطک ماری اب جو بدیع الملک نے دیکھا تو اک بڑھیا
کہ نہ منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سارے بال سر کے سفید اور پیچ سر مین کج ہی فرمایا تجھ سن تیر آگیا ہوگا
ہنس کر بولی کہ سن میرا کیا ہی ابھی کوئی پونے تیرہ سو برس کا سن ہی بدیع الملک نے تیر کمان مین جوڑا
اور چاہا کہ مارون لیکن اُسی وقت جو یہ کافرہ اک اسم سحر پڑھ کر پھونکتی ہے دیکھا تو کمان ٹوٹ گئی تیر غیبہ ہو کر شل
کمان کے ہو گیا اور پکاری کہ او اجل رسیدہ معلوم ہوتا ہی کہ تیری قضا دامن گیر ہی یہ کہکر تلوار کھینچی اور منہ ملکہ خونخوار
جادو کافرہ کرکے جھپٹی چاہتی تھی سر بدیع الملک پر وار کرے مگر شاہزادے نے بلک کر دعا کی کہ ای پروردگار
دو جہان ای خالق انس وجان اس حالت تنہائی مین کہ نہ یار ہے نہ مددگار رہے مین اک کافرہ کے ہاتھ سی مارا جاتا
ہون کون غسل دیگا کون کفن پہنا کر دفن کریگا مٹی میری مفت خراب ہوگی تو اپنے بندہ گنہگار کی مدد کر اور اگر پیمانہ عمر
لبریز ہو چکا ہی تو خیر مجھے پروا نہیں مگر تو گواہ رہنا کہ مین حق پر ہون اور فعل حرام سے بچا قبول کرتا ہون جان دینا گوارا
ہی مگر خلاف شریعت کرنا منظور نہین ہنوز دعا نا تمام تھی کہ دریائے اجابت جوش مین آیا دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور
نعرہ ہوا کہ منم ادیوس ثانی او مجہ کیا کرتی ہی خبردار اجل تیری سر پر آپہونچی وہ کافرہ یعنی خونخوار جادو ادیوس
کی طرف متوجہ ہوئی اور پکاری کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا خبردار خبردار یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا اور اک
ترنج سحر ادیوس پر مارا آخر ادیوس پھر غرق زمین ہو گیا ترنج خالی گیا ابھی ادیوس پشت خونخوار جادو کی طرف
نکلا اور اک پتھر کلان منجنیق مین لگا کر جو مارتا ہی کئی سے من کا پتھر تھا یہ تو مجھ ہی سے اتنے بڑے پتھر کا اُٹھا
لینا کب دشوار معلوم ہوتا تھا لیکن وہ سنگ گران جو سر پر خونخوار جادو کے پڑا ایک سر کے ہزار ہا ریزے ہو گئے
بھیجا پاش پاش ہو گیا لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا یکایک تمام باغ مین آگ لگ گئی وہ باغ باغ آتش بازی ہو کر
جلنے لگا جو درخت سیب و رمان لگے تھے مانند انار آتش بازی کے شعلہ افشان ہوے چکوترے مثل گولون کے
پھٹنے لگے اور اُنمین سے شرر نکل نکل کر اُڑنے لگے دیوار باغ قلعہ آتش بہار ہو گئی سرو مانند سرو آتشبازی کے
چھوٹنے لگے آندھی چلی خاک اُڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جب روح نجس اس ساحرہ کے جسم سے نکلی آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من خونخوار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ وہ
باغ ہی نہ گلزار ہی نہ غنچہ و گل نہ نرگس و سنبل نہ سبزہ پامال اک مقام ہو نظر آتا ہی کہ دل دہلا جاتا ہی بموجب شعر
نظر آتا تھا کوئی داہنے نہ بائین صدا آتی تھی دشت سے سائین سائین لاش ایک ساحرہ کریہہ منظر کی پڑی
ہی اور ادیوس ثانی ہاتھ باندھے کھڑا ہی وہ کنیزین جو مصاحبین اُس کافرہ کی تھیں ہاتھ باندھے ہوکے سامنے شاہزادہ
بدیع الملک کے حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ ای شہریار والا تبار آپکے قدم کی برکت سے ہماری رہائی ہوئی
کسی نے کہا کہ مین بیٹی ہون بادشاہ حلب کی کسی نے کہا مین بیٹی فلان بادشاہ کی کسی نے کہا مین زوجہ ہون فلان
شہریار کی یہ کافرہ ہم سب کو بزور سحر پکڑ لائی تھی اور مثل کنیزون کے ہمسے کام لیتی تھی شاہزادے نے ادیوس کے
ہاتھون سب کو اُنکے اُنکے ملک مین پہونچوا دیا اُنکے عزیزون سے ملا دیا اور آپ شکریہ پروردگار کا بجا لا کر ایک
طرف چل نکلا ادیوس یہ کہکر رخصت ہوا کہ غلام کا بہت خیال رکھیے گا اور وقتاً فوقتاً حضور کی خدمت مین حاضر ہوگا
اب بدیع الملک تو اس صحرائے ہول خیز وادی بلا انگیز مین گم کردہ راہ ہو کر تباہ و برباد پھرتے ہین کہ اُنکا
حال وقت پر گذارش کیا جائے گا لیکن بیان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان روح و روان ایرج نوجوان صفدر دلاور یعنی رستم ثانی نامور کے بیان ہوتے ہین

کہ قید سے چھوٹنے کے بعد فضل بن رستم اور شبرنگ عیار کو ہمراہ لیے طرف شہر صندل کے چلے جاتے ہین
بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک شہر کے پہونچے کئی دن کے تھکے ہوئے تھے آپ اُسی جا قیام کیا
شبرنگ کو واسطے تلاش آب و طعام و دریافت حال شہر کے روانہ کیا کہ یہ کون سا شہر ہے حاکم یہان کا کون ہے
واقعہ ان لوگون کا کیا ہے شبرنگ پاے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا جس وقت داخل شہر ہوا دیکھا کہ شہر مین ایک
غلغلہ ہے ہنگامہ عظیم برپا ہے ادھر کے لوگ اُدھر بھاگے جاتے ہین اُدھر کے لوگ اس طرف آتے ہین بعضے آپس مین باتین
کرتے ہین کہ افسوس والی ہمارا ہوشیار تیغزن شہر مین موجود نہین ہے اور غنیم قلعہ پر چڑھ آیا ہے کوئی امید فتح ہونے
کی نہین معلوم ہوتی ہے دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے شبرنگ سب کیفیت مفصل دریافت کرکے کچھ آب و طعام خرید کے
واپس آیا پہلے خبر نہ بیان کی کیونکہ حال سے رستم ثانی کے خوب آگاہ تھا کہ اگر خبر غدر شہر کی بیان کرونگا تو یہ شہزادہ
خاصہ بھی نہ تناول فرماے گا اور ضرور بے مدد جاے گا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی اُس وقت شبرنگ
نے عرض کی کہ اس شہر کا مالک مُلک پر تباہی آیا چاہتی ہے والی ملک کہین سیر و شکار کے واسطے گیا ہوا ہے اور غنیم ملک پر
چڑھ آیا ہے قریب ہے کہ وہ داخل قلعہ ہو اور شہر مین غدر ہو جاے رستم ثانی نے کہا پہلے تو نے مجھ سے نہ کہا یہ کون سا
نامرد ہے کہ والی ملک موجود نہین اور ملک پر چڑھ آیا ہے ابھی جا کر سزاے مقتول دیتا ہون یہ کہکر تہ پشت مرکب پر جھک کر سوار
ہوا میان نے رکاب تھامی فضل جو رستم نے پہلو داب کا لیا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچے دیکھا کہ اک گبر بلند
قامت قوم عاد سے معلوم ہوتا ہے قریب قلعے کے پہونچ چکا ہے اور قلعہ پر سے توپ گولہ کی مار ہو رہی تھی گر وہ دیو خصال
ایک نہین مانتا داہنے ہاتھ مین گرز گران سر بائین ہاتھ مین سپر ہے برابر گولون کو خالی دیتا ہوا رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے
اور لب خندق پہونچ چکا ہے قریب ہے کہ پھاٹک قلعہ کا توڑے اور اہل قلعہ مین ہل چل مچی ہوئی ہے بس یہ حال دیکھکر
تاب نہ رہی اور رستم ثانی نے نہایت تیزی سے اپنے تئین پہونچا کر نعرہ کیا کہ باش او گبر ناہنجار کہان جاتا ہے خبردار
ہو جا کہ اجل تیری سر پر آ پہونچی ہے یہ آواز جو نعرہ شیر اللہ کی کان مین ہیکلان عاد کے پہونچی وہین سے گردن کو
پھیرا اور نعرہ کیا کہ باش او خیرہ سر تو کون ہے کہ پرایے معاملہ مین دخل دینے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری تجھے
کھینچ لائی ہے فرمایا او نامرد تجھے شرم نہین آتی ہے کہ والی ملک موجود نہین اور تو نے قلعہ پر چڑھائی کردی مین طرف
شہر صندل کے جاتا تھا راہ مین تیرا حال سُنا کہ تو نے ہشیار تیغزن کے قلعہ پر چڑھائی کی ہے اور وہ کہین گیا
ہوا ہے مین نے دل سے کہا کہ اس جھگڑے کو بھی فیصل کرتے چلو ہیکلان عاد نے کہا تو کیا دوست ہے ہشیار تیغزن
کا رستم ثانی نے جواب دیا کہ واللہ مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین لیکن تیری نامردی پر مجھکو غصہ آیا جب مین
یہ تعجب کیا ہیکلان عاد نے کہا کہ تو اپنے تئین بڑا بہادر گنتا ہے لامحالہ بہادری کا فرمایا ہم لوگ اہل اسلام سے
ہین پیش دستی نہین کرتے پہلے تو اپنا حربہ کر لے جب پروردگار تیری ضرب سے بچا لیگا تو ہم اپنا بھی وار
کرینگے یہ سُنکر ہیکلان عاد نے کہا کہ ابتو تیرا قتل اور بھی ضرور واجب ہوا کہ تو مسلمان ہے اور خبردار ہو کہ کھا گرز
جو ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے تھا چرخ دیکر سر پر رستم ثانی کے مارا شاہزادے نے کلہ گرز کو پکڑ لیا اور اس زور سے
جھٹکا دیا کہ ہیکلان عاد اوندھے منہ میان مرکب پر جھک گیا اور دستہ گرز کا بے اختیار ہاتھ سے چھوٹ گیا رستم
ثانی نے گرز چھین کر پھینک دیا بس اسنے شرمندہ ہو کر گریبان مین ہاتھ ڈال دیا رستم ثانی نے بھی اُسکا گریبان

پکڑا اور دور ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لائے بیٹھ گئے دونوں پہلوان گھوڑوں سے کود پڑے مصروف تلاش
ہوئے کشتی ہونے لگی دیکھنے والے کہتے تھے کہ واقعی میں انسان اور دیو کا مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن اہل قلعہ نے
جب رستم ثانی کے نہایت خوش ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ واہ کیسا بہادر ہے کہ دوسروں کے واسطے اپنی جان پر
کھیلے ہوئے ہے اسکا تو کبھی نام بھی نہ سنا تھا خدا اسے بچائے اور ہمارے حال پر ترس کھائے لیکن یہاں جھگڑا کا کشتی
کا بندھا ہوا تھا جو پیچ کہ ہیکلان عاد باندھتا تھا اُسے رستم ثانی رد کرتا تھا اور جو پیچ شانزادہ کرتا تھا اسکا جواب
ہیکلان دیتا تھا کہ ایک مقام پر ہیکلان نے دونوں بازو پکڑ کر سر سینہ سے ملا کر اب جو زور کیا تو پانچ قدم رستم کو پلٹ لاکے
لے گیا جھٹکا جو مارتا ہے تو بایاں گھٹنا زمین سے چھو گیا بس اب رستم کو غیظ آگیا گھٹنا تو زمین سے لگا ہی چکا تھا
داہنے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اسی طرح لگے ہوئے گھٹنے کے سہارے سے اب جو جھٹکا
مارا فوراً اُٹھا لیا سر سے بلند کرکے چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر زانو رکھا یا گلا ناشناخت
میں پروردگار عالم کے اُسنے جواب دیا کہ ہزار جانیں میری نام پر لات لعل و منات ہبل کے نثار ہیں اور غل و شور کیا
کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارو اس سرکش کو کہ مجھے ہلاک کیا چاہتا ہے یہ سنتے ہی تمام فوج ہیکلان عاد کی دوڑ پڑی
ادھر فضل بن رستم اور خضر نگ بھی تلواریں کھینچ کھینچ کر جھپٹ پڑے لیکن رستم ثانی نے بچالاکی تمام ایک پاؤں
ہیکلان کا پاؤں کے نیچے دبا دیا دوسرا پاؤں ہاتھ میں مضبوط تھام کر جھٹکا مارا کہ سر سے تا القدم دو حصہ چیر کر پھینک دیا
اور بیٹھ کر پشت مرکب پر تلوار کھینچکر مصروف جنگ ہوا اہل قلعہ نے دیکھا کہ جسکا کھٹکا تھا اُسے اس دلیر نے مار لیا اور اس
فوج سے تو ہم بھی لڑ سکتے ہیں چلکر اپنے مددگار کی مدد کرنا چاہیے یہ خیال کرکے دروازہ قلعہ کا کھولکر سب نکل پڑے
تلواریں کھینچ کھینچ کر آپڑے تلوار چلنے لگی لیکن رستم ثانی نے آن واحد میں کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا
دیے جس پر ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر فضل بن رستم نے ہنگامہ برپا کر دیا ہے ادھر قلعہ سے نکلکر
لشکر ہوشیار شاہ آپڑا ہے بھلا فوج بے سردار کیا لڑ سکتی یعنی آخر کار راہ فرار اختیار کی آن واحد میں میدان صاف ہو گیا
وزیر ہوشیار شاہ ہوشمند روشن رائے نے آکر رکاب سعادت انتساب رستم ثانی کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اے شہریار
آپ قلعے میں تشریف لے چلیں دعوت قبول فرمایئے قریب ہے جاتا ملک ہمارا یعنی ہوشیار شاہ تیغزن آتا ہے گو کہ ہم
میں نے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کر دیا تھا کہ غنیم چڑھ آیا ہے لیکن فتح اس لڑائی کی حضور کے نام تھی اگر وہ سلطان والا
شان حضور کو دیکھے گا تو نہایت ممنون احسان ہوگا کہ آپنے ملک اس کا بچا لیا ورنہ یہ عادی فوراً تنگ قلعہ لے چکا
ہوتا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ بھلا ہوتا اور خود عرض کرتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا اور اب اسکی عدم موجودگی میں
اسکے قلعہ میں جانا اور مہمان ہونا میں بہتر نہیں سمجھتا کیونکہ جب صاحب خانہ نہیں تو مہمانی کیسی بس یہی کافی ہے کہ اگر وہ
شخص یعنے ہوشیار تیغزن بہادر پرست ہے تو احسان مانے گا اور نادیدہ دوست ہو جائے گا ہماری طرف سے
اُسے سلام کہدینا ہم رخصت ہوتے ہیں جب ہوشمند روشن رائے نے دیکھا کہ کسی طرح یہ دلیر نہ رکے گا تو عرض کی
آخر حضور کہاں تشریف لے جائینگے فرمایا میرا قصد شہر صندل پر جانے کا ہے ہوشمند نے کہا کس غرض سے فرمایا ملک گیری
کے ارادے سے اسنے عرض کی کہ لشکر کہاں ہے فرمایا لشکر ہمارا حمایت پروردگار ہے یہ تیغ آبدار ہے یہ سنکر ہوشمند کے
ہوش اُڑ گئے عرض کیا کہ حضور کی بہادری میں کوئی شک نہیں آپ رستم وقت ہیں کوئی آپکا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن اے
شہریار یہ تو خیال فرمایئے کہ ملک فتح کرنے کا عزم اور تنہا فرمایا ہے اسی طرح اگر ملک فتح کیے میں ابھی یہ تقریر کرتا تھا
بھی کہ جانب صحرا سے یک گرد و غبار کا بلند ہوا سب دیکھنے لگے ہوشمند نے کہا لیجیے ہوشیار تیغزن آ پہونچے

دیکھا کہ آن واحد میں دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس سوار آگے اُنکے اک مرد جرّار مرکب باد رفتار پر
کج بیٹھا ہوا نمایان ہوے ہوشمند واسطے استقبال کے روانہ ہوا اور تمام کیفیت ہیکلان عادی کی اور مدد کرنا رستم
ثانی کا بیان کیا ہوشیار شاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسے لوگ بھی خداوند عالم نے پیدا کیے ہین اور وہین سے
شاہزادہ رستم ثانی پر سلام کیا لیکن جس وقت آنکھ ہوشیار شاہ کی رستم ثانی سے دوچار ہوئی زہرہ آب ہو گیا
اور دل مین کہا کہ یہ شخص بیشک رستم وقت ہی دل سے غلام ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کی ای شہریار مین حضور کا نہایت ممنون
احسان ہوا اب یہ ملک گویا آپ ہی نے عطا فرمایا ورنہ میرے ہاتھ سے تو جا چکا تھا جب تک مین آتا آمادہ عادی
ملک پر قبضہ کر لیتا پھر میرے اُسکے جنگ ہوتی لیکن جنگ دو سردار دکیا معلوم کون فتحیاب ہوتا کسکو شکست ہوتی
لیکن اب امیدوار ہون کہ جہان آپنے یہ احسان فرمایا کہ ملک پر انجایا وہان اتنی عرض اور پذیرا ہو کہ دعوت بھی اس
احسان مند کی قبول فرمایے رستم ثانی نے کہا ای برادر یہ تو ممنون ہونے کی بات نہین ہر آدمی سے آدمی کا کام نکل جاتا ہی
اگرچہ میرے تمہارے ملاقات یکمانہ تھی لیکن جس وقت مین نے خبر پائی کہ فوج بے سردار پر اپنے چڑھائی کی
ہو مجھسے دیکھا گیا اور بقوت پروردگار مین نے اُسکو واصل جہنم کیا اور ای ہوشیار شاہ برا ماننے کی بات نہین ہی ہم لوگ
خدا پرست ہین ہر گروہ کو اپنے گروہ کے سوا کافر جانتے ہین اور ہمین آب و طعام کافر کے گھر کا کھانا درست نہین ہے
تاوقتیکہ وہ اسلام نہ قبول کرے اُسنے عرض کیا کہ جو آپکا مذہب ہی وہی برحق ہی مین ابھی مسلمان ہوتا ہون فرمایا مین ایسا
قبول کرنے کو کب قبول کرتا ہون تا وقتیکہ میرے تمہارے بھی آزمایش نہو جائے اُسنے عرض کی کہ میرا دل و جگر یہ نہین
کہ مین آپسے مقابلہ کر سکون دوسرے جو اپنا محسن ہو اُس سے لڑنا یہ فعل بھی تو خلاف شرافت ہی رستم نے کہا
بغیر اسکے مین دعوت نہین قبول کر سکتا اُسنے مجبور ہو کر عرض کیا کہ بہت خوب مین طبل بجواتا ہون لیکن اس مقابلہ کو
یہ مقصود فرمایے گا کہ حکم بجالاتا ہون یہ کہکر رخصت ہو کر قلعہ مین آیا اور ایک نقارخانہ کچھ فوج چند خیمہ واسطے شاہزادہ
رستم ثانی کے روانہ کیے الغرض شام کے ہوتے ہی کوس مغربی نوازش مین آیا جگر آسمان و زمین دہشت سے
تھرایا جس وقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور نقاب سیاہ روے فلک نیلو فری سے
سرکی شاہزادہ رستم ثانی خواب سے بیدار ہوے فریضہ سحری کو ادا کرکے میدان کارزار کی راہ لی داہنے
جانب فضل بن رستم پشت پر شبرنگ عیار عقب مین فوج ہوشیار شاہ جو واسطے زینت میدان کے
آئی تھی بعت آراستہ ہو کر میدان مین قیام کیا اس طرف ہوشیار شاہ کہ گردن مست پر سوار چند سرداران نامی و
پہلوانان گرامی چالیس نفر جو ہر وقت اُسکے ہمراہ رکاب رہتے ہین ساتھ ساتھ پشت پر فوج بے شمار میدان مین
آکر قایم ہوا لیکن یہ خبر جو پھیلی کہ ہوشیار تیغزن سے اور پہلوان زمان رستم ثانی نوجوان سے مقابلہ ہی تو
اک عالم جمع ہی کہ تماشا دو شیر دن کی لڑائی کا دیکھنا چاہیے لیکن لبد آراستگی صفوف سپاہ بیلدارون نے میدان
کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی شروع کی نقیب نسیب و کرنکل گئے تھے کہ ہوشیار تیغزن نے دست ادب
بستہ عرض کی کہ ای نور دیدہ صاحبقرانی اے رستم ثانی کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا آگر ہمین ست میدان مین ایست تو گوئی
ہمارے تمہارے زور کی سبکے سامنے آزمایش ہو جائے اُسنے عرض کیا کہ حاضر اور مرکب کو جھکا کر میدان مین
آیا ادھر سے رستم ثانی نے مرکب اپنا نکالا باہم گر سامنا ہوا رستم نے کہا اب حربہ کیا ہی دار کر ہوشیار تیغزن نے
کہا کیونکر ہاتھ اپنے محسن پر اٹھاؤن رستم ثانی نے کہا کہ مجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے قتل دشمنون سے
مقابلہ کر مین موم نہین ہون اور اگر کمی کرے گا قسم خداے عزوجل کہ مین کسی طرح کی کوتاہی تیرے قتل مین نکرون گا

اب ہوشیار تیغ زن نے نیزہ سنبھالا اور پکارا کہ ای شہریار اگر قسم دیتے ہیں تو سنبھلیے یہ کہکر نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے پر روکا مثین چلنے لگین جو بند ہوشیار تیغ زن باندھتا تھا رستم ثانی کھول دیتے تھے جو بند یہ
باندھتے تھے وہ کھول دیتا تھا یہانتک کہ رد و بدل ہوتے ہوتے ستر طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ رستم ثانی نے خیال
کیا کہ بہت طول کھینچا وہ کشتی گیر بچہ اگر سن لیگا تو طعن کریگا بس ایک مقام پر چیرہ پر چیر کر مارا اور نیزہ ہوشیار کا
مثل کاکل محبوب کے اپنے نیزے میں لپیٹ کر اب جو جھٹکا مارا دیکھا ہوشیار نے کہ ہاتھ نکلنے سے اکھڑا جاتا
ہے نیزے کو چھوڑ دیا نہایت خفیف ہوا لیکن چونکہ بہادر پرست تھا شاہزادے کے فن جنگ و زور بازو کی تعریف
کی رستم نے کہا وقت تعریف نہیں ہے وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اگر کوئی حربہ ہے تو کرو ہوشیار نے عمود
گران سنگ کو سنبھالا کہ جو سات سو من کی ضرب تھی سر پر چرخ دیکر چلایا تھا کہ رستم نے آواز دی کہ ای ہوشیار تجھے قسم ہے
اپنے مذہب کی کہ دو دستی ضرب کر اور کسی طرح کی کوتاہی نکرنا اپنے دوبارہ گرز کو چرخ دیکر دو دستی ضرب رستم
ثانی پر لگائی شاہزادہ دلاور نے کلہ گرز پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ گرز بھی ہاتھ سے اسکے نکل گیا اب
ہوشیار نے تلوار سنبھالی اور کہا ای رستم زمان مجھکو ہوشیار تیغ زن کہتے ہیں خبردار کیے دیتا ہوں فرمایا کچھ پروا نہیں
مجھکو بھی رستم صف شکن کہتے ہیں یہ کہکر انھوں نے بھی تیغ سنبھالا سپر کو ہوا میں اٹھا گئی تلوار چلنے لگی اک مقام پر ہوشیار نے
سر تاکر کر وار کیا رستم نے اس پھرتی سے ہاتھ اسکا بچا کر جھلکی ماری کہ تلوار اسکی قبضہ کے پاس سے کٹکر دور
جا گری بس اپنے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور گھوڑے سے کود پڑا رستم ثانی بھی گھوڑے سے اتر پڑے ہاتھ گریبان
میں پڑ گئے کشتی ہونے لگی زور پہلے کشمکش کے ہوا کئے بعد اسکے پیچ کی نوبت آئی دیکھنے والے داد مردی و مردانگی
دے رہے ہیں ہوشیار بھی نہایت پہلوان زبردست ہے جب رستم پکڑ لاتے ہیں صاف نکل جاتا ہے جب یہ پکڑ لاتا
ہے رستم بھی نکل جاتے ہیں یہانتک کہ شام ہوگئی روشنی آگئی پہلوانان نامدار میدان کارزار میں اپنی اپنی کرسیان ڈالکر
منگوا منگوا کر بیٹھے جاتے ہیں سب کی لڑائی ہو رہی ہیں کہ دو شیر باہم گتھے ہوئے ہیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے یہانتک
کہ صبح ہوگئی دن بھر میں بھی فیصلہ نہوا پھر شام ہوگئی اسی عالم میں اب تیسرا دن ہے کہ ہوشیار شاہ نے کہا ای
شہریار یہ زور آخر ہے یہ کہکر دونوں بازو رستم ثانی کے ہاتھ سے مضبوط تھام کر سر سینہ سے ملاکر زور کیا کہ پانچ قدم دور
لیگیا اب جو جھٹکا مارتا ہے پاؤں گھٹنا زمین سے کم نہیں ہوگیا اب کہاں تاب تھی زمین سے کمر کا بند پکڑ کر دی جھٹکا
ایک کر جو جھٹکا مارا زمین سے اٹھا لیا سر سے بلند کر کے پھر آہستہ سے زمین پر رکھ دیا ہر طرف سے آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی
ہوشیار شاہ ایک تو پہلے ہی ممنون احسان ہوچکا تھا اب بندہ بیدام ہوگیا عرض کی جو آپکے مذہب میں ہے وہ کیا ہے
رستم ثانی نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا ہوشیار شاہ از صدق مسلمان ہوا شاہزادے سے عرض کی اب تو دعوت اس غلام کی
قبول فرمائیے گا فرمایا اب مضائقہ نہیں ہے غرضکہ ہوشیار شاہ رستم ثانی کو شہر ہوشیاریہ میں لائے تمام شہر میں آئین
بندی کا حکم دیا بڑی دھوم سے چالیس روز کا جشن کیا شاہزادے کی دعوت و مدارات میں معروف رہا مندروں کو
منہدم کرکر مسجدوں کی بنا ڈالی گئی بعد فراغت جشن شاہزادے نے ہوشیار شاہ سے ارشاد کیا کہ اب ضرور کیونکہ
قصد میرا فتح شہر صندل کا ہے کہ اک بزرگ مجھے خواب میں بشارت دے گئے ہیں ہوشیار شاہ نے عرض کی کہ میں
بھی ہمراہ رکاب ہوں لیکن ای رستم زمان شہر صندل ایسا مقام نہیں ہے کہ آپ اسے بزور بازو فتح کر لیجیے کیونکہ
تو ہوگا وہ ابلیس خود پسند کا ہے وہ اک گبر ناہنجار ساحر غدار ہے اگر پہلوانان نامی کو آپ نے زیر کیا تو ساحرون
سے کیونکر بر آئیے گا فرمایا کچھ پروا نہیں خدای ما بزرگ است اگر پروردگار برحق میرا حامی و مددگار ہے تو انشاء اللہ

دیکھ لینا کہ کیونکر شہر صندل کو فتح کرتا ہون ہوشیار شاہ نے بعد کچھ دیر سکوت کرنے کے عرض کی کہ طلسم صندل کی رہنے والی بنفشہ جادو نام میری دوست صادق ہے اس سے حضور کو بہت مدد ملتی رہیگی لیکن آج کے تیسرے روز یہان سے کوچ کا قصد فرمایئے تو بہتر ہے کہ مین لشکر اپنا تیار کرلون فرمایا کچھ مضائقہ نہین ہے لیکن جب تیسرا روز ہوا اور تمام لشکر تیار ہوا نقارہ کوچ بجا اتالہ بارگاہ کا لدنے لگا رستم ثانی مع ہوشیار شاہ و ہوشمند روشن رائے بارگاہ مین فروکش تھے کہ دیکھا ایک برق سی چمکی اب جو خیال کیا تو ایک ناگنی تڑپ کر آسمان سے گری اور آن واحد مین قد اپنا اُسنے دراز کیا اور رستم ثانی کو مع دنگل لپیٹ کر مثل برق جہندہ بروے ہوا جاتی رہی کہ اُسکا وقت پر بیان کیا جائیگا لیکن یہ حادثہ گذرنے کے بعد ہوشیار شاہ نے تاج زمین پر پھینک دیا مشتعل و شبرنگ نے گریبان پھاڑا خاک سر پر ڈالی حال اپنا تباہ کیا تمام شہر مین اک غوغا ہو گیا مشتعل و شبرنگ چاہتے تھے کہ آپ کو ہلاک کرین کہ وزیر ہوشمند نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ پروردگار سے دعا کرو خودکشی کرنے سے کچھ حاصل نہوگا مجھے علم نجوم سے دریافت ہوتا ہے کہ خانہ حیات برقرار ہے بعد چند روز سختی اُٹھانے کے شاہزادے سے ملاقات ہوگی اب ان سبکو تو چندے نوحہ و ماتم مین چھوڑیے لیکن حباب جادو جو شاہزادے کو ناگن بنکر اُٹھا لائی اپنے صحراے مجوبیہ مین ایک دریاے سحر بنا رکھا ہے اندر اُسکے ایک گنبد بنا رکھا ہے کہ اُسے گنبد حباب کہتے ہین خود اکثر مینڈک بنی ہوئی پھرا کرتی ہے رستم ثانی کو اسی گنبد حباب مین لاکر اتارا آپ غلطک مار کر اک نازنین کی صورت بنی رستم ثانی نے کہا تو کون ہے مجھے یہان کیون اُٹھا لائی اُسنے جواب دیا تو فتاح طلسم صندل ہے اس وجہ سے تجھے قتل کرنے لائی ہون رستم ثانی نے کہا تجھے کیا سلسلہ طلسم صندل سے ہے حباب جادو نے جواب دیا کہ مین بھی اک ملازم صندل جادو کی ہون آج کی تاریخ مین دربار شہنشاہ صندل جادو مین حاضر تھی کہ معلم کتابدار وزیر صندل جادو نے روزنامچہ پیش کیا اسمین تحریر تھا کہ ملک ہوشیار مین فتاح طلسم آپہونچا اور اُس ملک کو اُسنے اپنے قبضہ مین کیا اب ارادہ اس طرف کا رکھتا ہے اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ اسی کے ہاتھ مین طلسم صندل برباد ہوگا اور صورت و سیرت طلسم کشا کی سب کچھ لکھ دی ہے وہ سب علامتین تجھ مین پائی جاتی ہین لہذا مجھکو حکم ہوا کہ جا اور طلسم کشا کو گنبد حباب مین مقید کر یا قتل کرکے سر طلسم کشا کا حاضر کر فرمایا کہ پھر کیا ارادہ ہے اسنے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان قطع ہون وہ ہاتھ جو بہ ارادہ قتل تجھپر اُٹھین لیکن اس شرط پر کہ تو وصل میرا قبول کرلے مجھ ایسا معشوق بغل مین ہو تو خاک پر سلطنت شہر صندل پر ایک گوشہ تنہائی مین زندگی بسر کرنے کو کافی ہے شاہزادے نے فرمایا کیا بکتی ہے تجھے تو مادر و ہمشیرہ سمجھتا ہون کبھی وصل تیرا قبول نکرونگا اسنے کہا وصل میرا قبول نکریگا تو قتل کرونگی فرمایا مرنا بہتر ہے اس فعل بد سے حباب جادو کو غصہ آیا کہا تو شرمانے لگا اور تلوار کھینچکر سر پر آ کھڑی ہوئی لیکن پھر ہاتھ تھرایا دل بھر آیا کہ ایسے جوان حسین کو اگر قتل کیا تو بجز پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اس سے بہتر ہے کہ چندے قید رکھو آخر کار عاجز ہوکر آپ ہی قبول کریگا یہ سوچ کر خنجر نیام مین کیا اور اک قفس آہنین مین بند کرکے در گنبد پر لٹکا دیا ۔

اب چند سطرے داستان عبرت نشان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب بدرالیس ثانی خونخوار جادو کے پنجے سے چھوٹے توکلت علی اللہ جل جلالہ تمام دن چلے لیکن حد صحرا کی تمام ہنوز نہ ہوئی شام ہوگئی ریناپوش زمین پر بچھا کر تکیہ پروردگار پر کرکے سو رہے صبح کو پھر چلے پھر شام ہوگئی اور سواد

کسی شہر کا معلوم نہ آب بھوک پیاس کی شدت سردی کی حرارت عجب حال پرملال ہی مگر شکر رب ذوالجلال کرکے
ایک نخل کے نیچے قیام کیا وہ درخت میوہ دار تھا کچھ پھل توڑ کر کھائے قریب ایک چشمہ معلوم ہوا اُسمین سے پانی
پیا وضو کرکے نماز پڑھی جب صبح ہوئی پھر چلے اب آج تیسرا روز ہی گھوڑے کا بھی عجب حال ہی کہ بغیر دانے کے صرف
گیاہ پر بسر ہوتی ہی بدیع الملک اپنے حال پرملال پر اشعار عبرت آمیز پڑھتے آگے بڑھتے جاتے ہین شعر
ریگ کے کانٹون سے چھلنی ہیں سینے یہ تعجب ہی کہ گوکھرو تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر پائے کبھی درگاہ احدیت مین
عرض کرتے ہین کہ ای کارساز ای رب بے نیاز کیا تقدیر مین اس بندۂ عاصی کے یہی تھا کہ اس صحرائے لق ودق مین
ٹھوکرین کھا کھا کے ہلاک ہو جائے خیر جو کچھ تیری مشیت مین آئے افسوس کہ نہ وہ دوست ہین نہ وہ عزیز ہین نہ ندیم ہین
نہ یاران قدیم ہین کہ اگر قضا کا سامنا ہوا تو میت کفن سے محروم رہے اور میری لاش کو دفن کفن کون دیگا ہان اگر
باد صبا کچھ ترس کھائیگی تو بجائے کفن گرد کی چادر اُڑھائے گی اور قبر کی یہ صورت ہوگی بموجب شعر ہم کو بھی تڑپا کر یہی کی خاک
ترے کشتے نے جگہ ڈھونڈلی تربت کے لیے خیر کچھ پروا نہیں ہی جو تیری مرضی شعر سر فی ہمچو ز شمشیر حبیب
ہرچہ آید بر سرم یا نصیب ابھی یہ کلمات حسرت آیات درگاہ قاضی الحاجات مین بعرض تمام نہ پہنچے تھے کہ جانب
مشرق سواد شہر معلوم ہوا شاہزادے نے جلد جلد قدم آگے بڑھائے شکر پروردگار بجالائے جس وقت دروازہ شہر پناہ
سے گذر کر داخل شہر ہوے دیکھا تمام شہر مین اک کہرام مچا ہوا ہی ہر خرد و بزرگ روتا ہی منھ اشکون سے دھوتا ہے
گریبان تا بہ دامن چاک ہی بالون پر خاک ہی ایک آدھ آئندہ روندہ اس طرف سے پوچھا کہ یہ شہر کیون مصروف
ماتم و موشغم و الم ہی لوگون نے کہا کہ اس ملک کا بادشاہ یعنی ملک محبوب شاہ کہ ایک فرزند جوان رکھتا تھا
حسب الاتفاق وہ برائے شکار گیا اس شہر سے چوبیس کوس پر ایک کوہ واقع ہی کہ وہ مسکن ہی ایک دیو کا حسب اتفاق
شاہزادہ بیک کر اُس طرف نکل گیا اُس دیو نے فرزند محبوب شاہ یعنی ملک احساب کو پکڑ لیا اور اک قفس
مین بند کر رکھا ہی محبوب شاہ نے جب بہت آہ وزاری کی تو یہ فیصلہ ہوا کہ اگر تو ایک انسان روز میرے کھانے کے
واسطے بھیجے جائیگا تو مین اسے نہ کھاؤنگا صرف قید رکھونگا اور اگر کسی روز ایک نفر کی بھی کمی ہوگی تو عوض اسکے
اسی کو کھا لونگا اسی وجہ سے یہ شور نوحہ و ماتم اس شہر مین بلند ہی دل دردمند ہی شاہزادے نے فرمایا اگر بادشاہ
سے ملاقات کرنا چاہیے تو کیونکر ہو اُس راہرو نے کہا کہ آج کل دربار عام ہی جسکا جی چاہے جائے کسی کی ممانعت
نہین ہی غرضکہ بدیع الملک چلا ایوان شاہی کا پوچھکر داخل ایوان ہوے دیکھا کہ شاہ بستر خاک پر تکیہ کیے بیٹھا
ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین حکما دانا گرد و پیش جمع ہین کوئی درمان حاضر ہین یانسے پھینک رہے ہین زائچے
کھینچ رہے ہین کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی بامید موہوم کسی قدر شاہ کا دل بہلا ہوا ہی یکبار بدیع الملک نے بڑھکر سلام
کیا بادشاہ نے جواب سلام دیا بدیع الملک نے کہا ای شاہ اگر کوئی تیرے فرزند کو تجھسے ملا دے تو عوض اسکا
تو کیا کریگا بادشاہ نے کہا تا زندگی اطاعت و فرمانبرداری بدیع الملک نے کہا خلاف عہد تو نہو گا محبوب شاہ
نے کہا مجھے اُسکی رہائی کا یقین ہو تو مین کچھ کہون کس مین اتنی طاقت ہی کہ انسان ہو کر اُسے دیو کے پنجے سے چھڑا دیگا
بدیع الملک نے کہا پروردگار بڑا قوی و توانا ہی کہ اُسنے ہزارہا انسان ایسے پیدا کر دیے ہین کہ دیو کی حقیقت نہین
سمجھتے ای محبوب شاہ فقط تو ایک آدمی جاننے والا اُس مقام کا کہ جہان وہ دیو رہتا ہی میرے ساتھ کر دے
یا اُس دیو کو مار کر تیرے فرزند کو تجھسے ملا دونگا یا اپنی جان بھی گنوا دونگا بادشاہ یہ کلام سنکر بولا ای شخص اگر تو اتنی بڑی
ہمت کرتا ہی کہ میرے واسطے اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہی تو مین بھی تیرا ساتھ نچھوڑونگا یہ کہکر اُسی وقت حکم دیا

کہ فوج ہماری تیار ہو کہ ہم طرف کوہ فیل تما کے اپنے فرزند کو چھڑانے جائینگے بدیع الملک نے کچھ دیر استراحت کی
جب فوج تیار ہو چکی چوبدار نے آکر عرض کی لشکر تیار ہی اسی وقت محبوب شاہ مع حکیم دانشور وزیر کے سوار ہوا بدیع الملک
کو ہمراہ لیا طرف کوہ فیل تما کے روانہ ہوا لیکن حکیم دانشور نے راہ میں بدیع الملک سے کہا کہ اے پہلوان زمان
یہ تو ہاتھ پاؤن کی توانائی سے ضرور ظاہر ہوتا ہی کہ تو مرد قوی و بہادر ہی اور بشرہ تیرا جرأت و بہادری پر دال ہے
لیکن یہ سامنے جو صحرا بے نخل معلوم ہوتا ہی اس تمام صحرا مین بڑے بڑے درخت شمشاد کے لگے ہوئے تھے تمام
درخت اس دیو نے اکھاڑ اکھاڑ کر دارین بنا کر کوہ پر رکھ چھوڑے ہین اور وہی حربہ اسکا ہی تم متحمل نہ ہو سکوگے پہلے
آزمائش اپنے زور کی کر لینا چاہیے یون لڑنا خلاف عقل ہی یہ سننا تھا کہ بدیع الملک نے دیکھا سامنے ایک
نخل شمشاد معلوم ہوتا ہی بس دوڑ کر تنہ اس درخت کا کولے مین لیکر ہمکا مارا کہ زمین سے اکھڑ کر پھینک دیا
محبوب شاہ یہ قوت دیکھکر تھرا گیا اور کہا کہ بیشک یہ اس دیو سے مقابلہ کر سکتا ہی اب فتح و شکست پروردگار
کے اختیار مین ہی اور حکیم دانشور نے بھی بہت تعریف کی لیکن بعد طی مراحل و قطع منازل جس وقت قریب
کوہ فیل تما کے پہونچے دیکھا تو زیر کوہ اک اور کوہ ہی خیال ہو گیا تو معلوم ہوا کہ دیو سو رہا ہے حکیم دانشور
اور محبوب شاہ نے کہا اے پہلوان دوران تو بڑا با اقبال معلوم ہوتا ہی کہ دیو سو رہا ہی جلد کام اس کا
تمام کر بدیع الملک نے کہا یہ ہرگز نہ ہوگا کہ مین حالت خواب مین اسے قتل کرون یہ فعل خلاف مردمی کے خلاف
ہے یہ کہکر للکارا اس دیو کو کہ او اجل رسیدہ ہوشیار کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا و عدہ تیرا بسر آ پہونچا ہے
یہ آواز جو کان مین دیو شمعون کے پہونچی آنکھیں کھول دین اٹھ بیٹھا بدیع الملک کو دیکھا سمجھا کہ بادشاہ
نے جو لوگ میرے کھانے کے واسطے معین کیے ہین وہی سب آئے ہین یہ جانتا ہی کہ اب زندہ تو بچنے کا نہین
پھر اس اپنے دل کی نکال رہا ہی پکارا کہ اے قسمت حرب و خوش شکل گو اومین نہایت تیرا اشتیاق تھا آ میرے منہ مین
گود پڑ دانت تک نہ لگاؤنگا یونہین پلپلا پلپلا کر کھا جاؤنگا یہ کہکر آنکھیں بند کرلین اور دہن جو مثل غار عمیق
کے تھا وا کیا بدیع الملک نے اک سنگ گران اٹھا کر اس کے منہ مین ڈال دیا اب جو دیو دانت مارتا ہی
تو پتھر پہ پڑے دیو نے گھبرا کے آنکھیں کھول دین دیکھا وہ انسان سامنے کھڑا ہی بس پتھر تو منہ سے نکال کر پھینک
دیا اور غصہ سے پکارا کہ او مردم سیاہ سفید دندان تو نہ مانیگا اور ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ بدیع الملک کو اٹھا کر منہ
مین رکھ لون بس بدیع الملک نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آ رہا اب جو اک گھونسا منہ پر اسکے مارا تو
سارا ہاتھ سر مین در آیا بھیجا پاش پاش ہو گیا دیو گھن چکر ہو گیا آتشبازی کا دیو معلوم ہونے لگا فرنگ پھرک
پھڑک کر واصل جہنم ہوا محبوب شاہ پہلے تو ڈرا تھا کہ بڑا جاہل یہ انسان ہی کہ حریف کو غافل پاکر چھوڑ دیا اگر
دیو کے ہاتھ سے یہ مارا گیا تو آج ہی ہم سب کا بھی رنج احساب شاہ نخاتہ ہی دیو کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا لیکن
جب دیو کو بدیع الملک نے اس آن بان سے مارا کہ دیکھنے والے وجد کرنے لگے احساب شاہ نے شکر
خدا بجا لایا بدیع الملک نے قفس سے اسکو رہا کیا لا کر محبوب شاہ کے سپرد کیا سب خوش و خرم
شادیانے بجاتے ہوئے صحرا سے پلٹے محبوب شاہ نے بدیع الملک اور اپنے فرزند پر سے تا ایوان شاہی
زر لٹایا اور اپنے پاس تخت پر بٹھایا وہ لباس غم مبدل بہ خوشی ہوا جشن کی تیاری ہونے لگی محبوب شاہ
نے کہا کہ اب یہ تخت سلطنت حاضر ہی بدیع الملک نے کہا مجھے سلطنت کی خواہش نہین تھا ملک تمھین مبارک
رہے لیکن چونکہ تمھاری سلطنت مین ایک دولت کی کمی ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ تم اس دولت سے بھی

غش ہو جاؤ محبوب شاہ نے کہا وہ کون سی دولت ہی بدیع الملک نے جواب دیا وہ دولت دولت اسلام ہی کہ اگر
تم دین اسلام اختیار کرو تو دولت عقبیٰ بھی ملے اور یہ دولت دنیا کوئی چیز نہیں ہی جب دنیا کو خود ثبات نہیں تو دولت
دنیا کو کب ثبات ہو سکتا ہی بموجب شعر رہیگی غنچے مین رنگت نہ گل مین بو باقی * یہ سب مٹینگے تجھی پر رہیگا تو باقی *
سوائے ذات پروردگار کسی کو بقا نہیں ہی القصہ کچھ ایسے کلمات عبرت انگیز شاہزادہ بدیع الملک نے زبان پر جاری
کیے اور ثنائے پروردگار کر کے خوف دوزخ دلا کر نعمات جنت کا متمنی بنایا کہ محبوب شاہ و حکیم دانشور
واحساب بن محبوب از سر صدق مسلمان ہوے اور تمام فوج و رعایا پر وعظ و پند کر کے سبکو مسلمان بنایا مندر
منہدم ہوے مسجدون کی بنا پڑی جن گلیون مین سنکھ پھونکا کرتے تھے آج اُنمین اللہ اکبر کی صدا چلی آتی ہی محبوب شاہ
نے چالیس روز کا جشن کیا جب فراغت حاصل ہوئی بدیع الملک نے رخصت چاہی اُسنے عرض کی کہ ای شہریار
اب کس طرف کا ارادہ ہی فرمایا دل سے تو قصد شہر صندل کا ہی آگے گردش تقدیر جدھر چاہے لیجائے محبوب شاہ
مع فرزند و وزیر تھوڑی سپاہ ہمراہ لیکر پہونچانے چلے شہر سے نکلکر صحرا مین پہونچے جب صحرا کو بھی طے کیا ایک دریا
نظر آیا دیکھا کنارے دریا کے ایک مرد فقیر باحالت تغیر بیٹھا ہوا ہی آنکھون سے ایک ندی آنسوؤن کی جاری
چہرے پر اثر رنج و الم طاری ہی چہرے کی زردی سے دق کے آثار ہویدا آنکھون کے حلقون سے حسرت
دیدار پیدا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فرقت مین کسی محبوب جانی یار جادو وانی کے اسنے اپنی حالت خراب کی ہی ایک چھپر بالا
اس طرح کی پڑی ہوئی ہی جس سے صاف ہویدا ہی کہ لوگون نے ترس کھا کر دھوپ اور اوس سے بچنے کے
واسطے ڈال دی ہی بدیع الملک نے پوچھا کہ یہ درویش کون ہی اور کیسے بیابان بیٹھا ہی احساب بن محبوب
نے جواب دیا کہ ای شہریار ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ یہ درویش سوداگر گران مایہ تھا اسنے کئی لاکھ روپیہ کو اک تصویر
مول لی تھی حسب اتفاق اس شہر کی طرف آتا تھا کہ دریا مین تلاطم پیدا ہوا کہ ایک نہنگ نے دُم ماری کہ جہاز
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ صندوق کہ جسمین وہ تصویر تھی نہنگ اُسے نگل کر غائب ہو گیا یہ ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پر
نکلا جب سے یہ یہین رہتا ہی اور غم مین اُسی تصویر کے رات دن رویا کرتا ہی ہر چند اسے سمجھایا کوئی نصیحت کارگر
نہوئی بدیع الملک نے کہا کچھ معلوم ہی کہ وہ تصویر کسکی تھی احساب بن محبوب نے کہا کہ نام اُس محبوب کا نہین بتاتا
کہ جسکی تصویر تھی بدیع الملک نے کہا اب آگے بڑھنا مجھپر حرام ہی جبتک کہ کام اُس درویش کا انجام کو نہ پہونچے گا
یہان سے نجاؤنگا یہ فرما کر اُسی جا اُتر پڑے خیمہ برپا ہوا پاس اُس درویش کے آئے حال پوچھا کچھ جواب نہ ملا
فرمایا خیر ہم خود تدبیر کرینگے یہ فرما کر حکم دیا کہ چھولداری علحدہ استادہ ہو حسب الحکم اُسی وقت سب سے علحدہ ایک لگی
بر پا ہوئی شاہزادہ بعد فراغت امور ضروری اُس بارگی مین آیا وضو کیا وظیفہ کو ادا کر کے دو رکعت نماز حاجت پڑھی
اور درگاہ احدیت مین مصروف مناجات ہوے کہ ای کس بیکسان وای یاور غریبان ای کارساز عالم ای بے نشان
اکرم بحق نبی انور بحق اشرف انبیا بحق حیدر کرار غیر فرار بحرمت صدیقہ کبری دختر محمد مصطفےٰ بتصدق پنج تن
صلواۃ اللہ علیہم اجمعین اس مرد غریب پر رحم کر کہ اسکے حال زار پر ترس آتا ہی دل اُسکی جوانی پر کڑھا جاتا ہی
اس بندہ خاکسار کو باعث اسکے رفع رنج و ملال کا حسین زمانہ کیا عجب ہی کہ جب امید اُسکی برآئے تو کام اپنی طرف سے
راہ پر آئے یہی دعا کرتے کرتے آنکھ لگ گئی دیکھا بدیع الملک نے کہ زلزلہ قاف کو چک
سلیمان یعنے جناب حمزہ صاحبقران عالی شان تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای فرزند تو قصد دھو
دریا دریائے سحر ہی مقام سکونت شباب جادو یہی ہی اور جتنا اُترا ستم ثانی بھی یہین قید ہی تجھے لازم ہے

کہ جسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہو دریا مین پھاند پڑے تجھے ایک نہنگ نگل جائیگا وہی حباب جادو ہی بنا ہے
تکرنا فوراً خنجر سے شکم اُس نہنگ کا چاک کر ڈالنا اُسکے مرتے ہی آن واحد مین دریا نیست و نابود ہو جائے گا صاف
میدان نظر آنے لگا بدیع الملک چاہتے تھے کچھ اور پوچھون کہ امیر نظرون سے پنہان ہوگئے آنکھ کھل گئی دیکھا
کہ تمام خیمہ معطر ہو رہا ہے خوشبوے مشک و عنبر و عود پھیلی ہوئی ہے اُسی وقت سجدہ شکر بجالائے وقت نماز صبح کا قریب
تھا اُٹھ کر وضو کرکے وظیفہ صبح کو ادا کیا تسبیح پڑھتے ہوے باہر نکلے محبوب شاہ اور احباب بن محبوب
وغیرہ سے ملاقات ہوئی کیفیت خواب بیان کی اور وقت کے منتظر ہو کر بیٹھے جس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت آیا
بدیع الملک دریا مین پھاند پڑے پہنچا تو واقعی مین ایک نہنگ پیدا ہوا اور بدیع الملک کو نگل گیا اگرچہ
حال خواب کا محبوب شاہ وغیرہ سن چکے تھے لیکن بسبب بشریت اور شاہزادے کی محبت کے دل مضطرب
ہوگیا مگر بدیع الملک نے شکم نہنگ مین پہونچتے ہی خنجر مارا کہ پیٹ اُسکا چاک ہوا اِس نہنگ کا مرنا تھا کہ دریا
تلاطم ہوا پانی کے بدلے خاک اُڑتی نظر آنے لگی مچھلیان پھڑکا کر آتش مین جل کر جل گئین جب وہ شور و غوغا برطرف
ہوا دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہے کہ سن کوئی ساڑھے نوسے برس کا ہوگا بیر اُسکے غل مچا رہے ہین کہ کشتی مر
تمام مین حباب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم باقی میدان نظر آتا ہے پانی کا کہین نام
نشان تک نہین ایک طرف قفس آہنی مین رستم ثانی بیٹھے ہین ایک جانب ایک صندوق رکھا ہوا ہے بدیع الملک قریب
قفس رستم ثانی کے آئے رستم ثانی نے جو صورت بدیع الملک کی دیکھی دل مین کہا افسوس رہائی بھی ہوئی تو کس
ہاتھ سے کہ اس رہائی سے قید بہتر تھی اور اس جانبری سے مرنا خوب تر تھا شرمندہ ہو کر گردن جھکائی سلام تک
نکیا بدیع الملک نے کہا کیون ای رستم کس دریاے مصیبت سے تجھے نکالا ورنہ کشتی عمر طوفانی ہوا چاہتی تھی
دیکھ ہم اپنے ملازمون کا کسقدر خیال رکھتے ہین کہ بیان کر تجھے رہا کیا رستم ثانی نے کہا تجھے تو میرا حال تک نہ معلوم
ہوگا یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ تو آیا نہین معلوم کس کام کیلئے آیا تھا یہان تقدیر نے مجھے ذلیل کر دیا خیر ابھی تک کوئی
پروا نہین کہ بہت تھوڑا زمانہ ہوا ہو مین تجھے دام مصیبت سے رہا کر چکا ہون یہ اُسکا عوض ہوگیا مگر ان پروردگار
آیندہ تیرے احسان سے بچائے یہ کہکر قفس آہنی کو توڑ کر باہر نکلے اب بدیع الملک اُس صندوق کی طرف متوجہ ہوے
اتنے مین محبوب شاہ وغیرہ بھی قریب آگئے کیونکہ اب دریا تو حائل نہین ہے غرضکہ صندوق اُٹھوا کر رستم ثانی
کو اپنے ہمراہ لیے ہوے وہان آئے کہ جہان وہ درویش بدنصیب بیٹھا تھا صندوق اُس کے سپرد کیا
اور فرمایا لے اپنی امانت یہ تیری برآئی درویش قدمون سے لپٹ گیا اور کہا کہ بندہ بے دام ہون فرمایا اے سوداگر یہ سب
شان و شوکت ہماری بہ برکت دین اسلام ہے تجھے لازم ہے کہ تو بھی اس مذہب کو اختیار کر کیونکہ پروردگار عالم نے
مراد تیری پوری کی سوداگر از سر صدق مسلمان ہوا لیکن دل جو شوق مین اُس تصویر کے بیتاب تھا کہ جسکی یاد نے
اُسے ماآنت کر دیا تھا جلدی سے صندوق کھولکر نکالی مگر جیسے ہی نظر اُسکی اُس تصویر پر پڑی ایک آہ سرد
کھینچی اور گر پڑا محبوب شاہ وغیرہ نے ہر چند آوازدی جواب نہ آیا دیکھا تو نبضین ساقط ہین چہرے پر پسینہ موت کا جاری
ہے بدیع الملک نے اُس تازہ مسلمان کے واسطے نہایت افسوس کیا اور اُسے دفن کرا دیا اب اُس تصویر کو خود
اُٹھا کر دیکھا کہ اُسکے سر پر لکھا تھا کہ آفت جان و ہوش ملکہ نوبہار گوہر پوش دختر ملک صندلان شاہ بدیع الملک
کی بھی یہ حالت ہوئی کہ دیکھتے ہی اُس تصویر کے تاب و توان نے رخصت مانگی چہرہ پر آثار عشق طاری ہونے لگے
رستم ثانی نے جو یہ رنگ دیکھا کہا اچھا کیا خوش نصیب ہو جہان جاتے ہو ایک نہ ایک جو جا اِیدری خیال ملا ہی جاتا ہے

ہو ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ تمھاری قسمت کی ہو بھلا سوداگر بیچارے کی ایسی تقدیر کہاں آخر کار جان بحق
تسلیم ہو گیا بدیع الملک نے کہا اے مرد عزیز جیسی تیری نیت ہے تو اسی طرح مجکو بھی تصور کرتا ہو واللہ اگر وہ سوداگر
زندہ رہتا بھی تو ملکہ نو بہار گوہر پوش کو جان سے بجتا لا کر اسی کے سپرد کرتا رستم نے کہا خیر وہ زندہ ہی کیون
رہتا تمھاری نظر ایسی تھوڑی تھی کہ اُسے زندہ رہنے دیتی اور اب تو کوئی کھٹکا نہیں ہے بدیع الملک نے
کہا مین تجو سی تحسین دیتا ہون رستم ثانی نے کہا یہ مردے کا مال آپ ہی کو مبارک رہے مین باز آیا تصور کی تو یہ
نحوست تھی کہ پہلے مال و دولت اُس بیچارے کا تباہ ہوا بعد کو جان گئی صاحب لغو یہ کیا سبز قدم ہو گا خدا اپنی پناہ
مین رکھے بدیع الملک نے رستم ثانی سے کہا کہ اب قصد کیا ہے رستم نے جواب دیا کہ آپ کو میرے قصد سے
کیا مطلب ہے میرا جہان جی چاہے گا چلا جاؤنگا میر اتمھارا کون ساتھ بدیع الملک نے گلے سے لگایا اور کہا اے
رستم جو ملال تمھارے دل مین ہو اب اُس سے درگذر کرو بہتر ہے کہ ہم بہت دنون کے چھوٹے ہوئے ملے مین چندے تو ساتھ
رہین جو کام ہو ہم تم ملکر کرین تو اور جلد انجام کو پہونچیگا بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را نو پراگندگی آرد
انبوہ را اہو غرض کچھ بھتیجون مین صفائی ہوئی رستم نے کہا میرا قصد ہے کہ شہر صندل پر چڑھائی کرون لشکر ملک
ہوشیاریہ مین تیار ہے مین سامان کوچ کر چکا تھا کہ طباب جادو مجھے لے آئی ہے وہان فضل و فرہنگ کی نسبت
معلوم کیا حالت ہوگی بدیع الملک نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا غرض کہ ایک روز قیام کیا دوسرے روز رستم و بدیع الملک
مع احباب بن محبوب تھوڑا سا لشکر ہمراہ لیکر طرف ملک ہوشیاریہ کے روانہ ہوئے اور محبوب شاہ کو
برائے انتظام ملک مین چھوڑا دیکھیے اب یہ کس وقت شہر ہوشیاریہ مین پہونچتے ہین لیکن صاحب صولت
جہانبانی جناب حمزہ ثانی بعد روانہ ہونے شاہزادہ بدیع الملک کے منتظر بیٹھے ہین کہ شاہزادہ براے
گرفتاری آہو گیا ہوا ہے بخیر و عافیت آئے تو آگے چلنے کا ارادہ کیا جائے لیکن جب تین چار روز گذر گئے اور
کچھ خبر بدیع الملک کی نہ معلوم ہوئی امیر کو نہایت تردد ہوا ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا مگر کچھ پتا نہ ملا
آخر کار مجبور و ناچار ہو کر سپرد پروردگار کر کے طرف شہر صندل کے تن تنہا بذات واحد کوچ کیا

اب دو کلمہ داستان فرحت بیان ضحاک جادو و ملک سفیان شاہ کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جو شکست خوردہ ہزیمت بردہ ہاتھ سے بدیع الملک کے بھاگا تو اپنی شہر صندل مین آ کر قیام کیا بعد کچھ روز کے
خبر ہوئی کہ شہر ہوشیاریہ رستم ثانی نے لے لیا اور اہل شہر مع بادشاہ مسلمان ہوئے بس اُسی وقت شہر
صندل کی طرف مع فوج ساحران کے روانہ ہوا یہان قلعہ ہوشیاریہ مین ماتم رستم ثانی کا برپا ہے تمام شہر سیاہ پوش
ہو کر دیکھا جانب آسمان سے ٹکڑا ابر رنگ برنگ نظر آئے جس وقت وہ ابر قریب پہونچے دیکھا کہ ہزارہا ساحر
کوئی باز کوئی ہیری کوئی قرقرے پر سوار ترسول پنج سول بلند ڈیرے دیتے ہوئے ناقوس پھونکتے ہوئے دو ساحر
ایک تخت سحر پر سوار سرون پر رکھے تاج جواہر نگار بلاے بد آفت کے پر کالے جھولیان مزق کاندھون پر
ڈالے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی دونون بادشاہ اس لشکر کے ہین آن واحد مین بالاے ہوا سے اُتر کر زمین پر
آئے کہ تمام صحراے ہوشیاریہ مملو ہو گیا ہرکارون نے آکر ملک ہوشیار زنتغون کو خبر دی کہ ضحاک شاہ
جادو اور ملک سفیان جادو دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آئے ہین قصد مقابلہ رکھتے ہین ہوشیار شاہ یہ سنکر
بہت گھبرایا اور ہوشمند روشن راے اور فضل بن رستم سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے ہوشمند و فضل نے
بالاتفاق کہا کہ معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر ہم سبکا لبریز ہو چکا ہے کیا بی بڑا تقابل وہ تھی کہ شاہزادہ رستم ثانی کا سایہ ہمارے سر

سرسے اُٹھ گیا اب جو آفت نہ آئے وہ تھوڑی ہے لیکن اگر اجل ہی آچکی ہے تو کیا چارہ ہے یہ وہ وقت ہے کہ ہمت کو نہ ہارنا
چاہیے پروردگار عالم کو پکارنا چاہیے اگر مدد غیب ہو تو سبحان اللہ فہو المراد اور اگر مارے گئے تو یاد پروردگار میں
دم نکلا انجام بخیر ہوا ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ چوبدار نے آکر عرض کی ایلچی ملک ضحاک شاہ جادو کا اجازت
آنے کی مانگتا ہے تفضل نے کہا آنے دو جسوقت ساحر اندر آیا کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے جام شراب حسب دستور
روزگار پیش کیا سرجنگ جادو نے دو ایک جام پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا نتم نامہ دار
و نتم نامہ دار ہوشیار شاہ نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر دبیر کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملک ہوشیار
تیغ زن میں نے سنا ہے کہ تمنے پرستش لات اعلی و منات معلے کی ترک کی اور خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا دین قدیم کو
چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا بس بہتر یہ ہے کہ پھر اپنے مذہب قدیم پر آؤ دوستی سے ان خدا پرستوں کی ہاتھ اٹھاؤ
ورنہ قسم ہے سامری و جمشید کی کہ ایک آن واحد میں شہر ہوشیاریہ کو غارت کردونگا اور تجھے اس طرح
مار ڈالونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے جس وقت مضمون نامے کا تمام ہوا ہوشیار
شاہ نے ہوشمند روشن رائے کی طرف دیکھا ہوشمند نے کہا اے شہریار جواب نامے کا یہی لکھ دیجیے کہ اب ہم
محکوم دوسرے شخص کے ہیں اور شہریار ہمارا امیر حمزہ ہے جس وقت وہ آئے گا اس وقت چاہے آغاز جنگ کرنا چاہے
صلح کر لینا جیسا اُسے منظور ہوگا ویسا جواب وہ لکھیگا ہم اُسکے صدمے میں بیٹھے ہیں ہم میں تاب کلام قوت
انتقام کچھ نہیں ہے اور مذہب لات اعلی پر تو ہمنے بیشک لات ماردی اب یہ ذکر بیکار ہے کیونکہ مثل مشہور ہے چھوڑ کر
گاؤں کا نام کیا یا دن کی اتری ہوئی پاپوش پیر نہیں پہنی جاتی ہوشیار شاہ نے اسی مضمون کا نامہ لکھوا کر نامہ دار
کے سپرد کیا نامہ دار رخصت ہوا اور جواب لیے ہوئے پاس ضحاک جادو کے پہونچا لیکن ضحاک جادو نے
جو مضمون نامے کا پڑھا نہایت برہم ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے تھا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز
نقارہ کی گرجی یہ خبر ہوشیار تیغ زن کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہیں خدائے بزرگ دست ہمارے یہاں بھی
بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا کہ دل آسمان و زمین کا
تھرایا تیاری حرب و پیکار ہونے لگی وہاں لشکر کفار میں ساحران بدکردار جا بجا چوکے دے دیکر اپنے
اپنے سحر جگانے لگے ہر طرف شور یا سامری یا جمشید بلند ہوا گیا ربان روشن ہوئیں ڈیرو بجنے لگے ادھر
اہل اسلام میں یا حی و یا قدیر کا غلغلہ برپا رہا ایک سے ایک گلے ملتا تھا کہ بھائی توکل ان کا زان ہمیا سے
مقابلہ ہے وہ ساحر ہم غیر ساحر دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے سوا پروردگار کے اس وقت میں کوئی مددگار نظر
نہیں آتا اس طرح باہم رخصت ہوتے تھے اپنے اپنے حال زار پر روتے تھے ایک ایک سے وصیت کرتا تھا
کہ اگر تمھیں پروردگار اس شور و شر سے بچائے راہ نجات ہاتھ آئے تو شاہزادہ رستم ثانی سے ہماری تسلیم
کہنا اور کہنا کہ غلام آپکا کام آیا بعض دلاور لیسے بھی تھے کہ اُنپر مطلق ہراس طاری نہ تھا تلواروں پر صیقل
کرتے تھے چلۂ کمان کو چست و درست کرتے تھے نیزوں اور تیروں کے بھالوں کو زنگ سے صاف کر کے کہتے
تھے کہ انشاء اللہ بقوت پروردگار کل ان ساحروں کی گردنیں ہیں اور ہماری تلواریں ہیں غرضکہ اسی ہنگام
میں سپر شب چہرہ گردون سے ہٹی و لوز تیغ سحر سے وہ تیرگی کٹی شاہنشاہ خاور بعد کر دفر چرخ اخضر پر تاج
مرصع برسر جا تب شاہنشاہی مدد پر نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ میں لیے ہوئے نمودار ہوا غازیان دیندار و دلاوران
تہور شعار مرکبوں پر سوار ہو کر جانب میدان کارزار متوجہ ہوئے ادھر کفار بد انجام نا واقف حلال و حرام آ کر

صف آرا ہوے کہ آگے آگے تخت جواہر نگار مرصع کار پر ضحاک جادو اور سفیان جادو بیٹھے ہین اور جانوران سحر پر
تمام ساحر سوار جس وقت نقیب نسیب دیکر نکل گئے ضحاک جادو نے جانب دست راست دیکھا پس اشارہ
پاتا تھا کہ تلاطم جادو نے اپنے فیل سحر کو آگے بڑھایا میدان کارزار مین آیا اور پکارا باش اے گروہ خدا پرستان
جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے اس طرف سے طفیل تیرزن نے ہمت مردانہ کی اور ہوشیار
شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور وار تیر کا کیا تلاطم جادو نے انگلی سے اشارہ کیا دیکھا کہ تیر از خود
دور ہوکے زمین پر گر پڑا طفیل نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا چاہتا تھا کہ وار کرے تلاطم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر
پھونکا ہاتھ پاؤن سے حس و حرکت بالکل جاتی رہی اور طفیل بیہوش ہوکر زمین پر گرا تلاطم جادو نے کمند سحر
سے باندھ کر اپنے لشکر مین بھیج دیا پھر مبارز طلب کیا لیکن فضل بن رستم نے جو دیکھا تو سخت برہم
بن عمر کا کہین پتا نہین معلوم ہوتا نہین تردد ہوا کہ کہین کوئی ساحر تو نہین گرفتار کرنے گیا غرضکہ بعد گرفتاری
طفیل تیرزن اب کسی کی جرأت نہین پڑتی کہ میدان مین نکلے بس لنے آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان
اگر تم نہین آتے ہو تو مین خود آتا ہون یہ سخن سن کے فضل کو تاب نہ رہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے تلاطم
جادو کے آئے اور کہا کیا جھک مارتا ہے لا مرد بہادری کا تلاطم جادو ہنسا اور کہا ابھی تو نے حال نہین دیکھا
طفیل کا کہ مین نے یہ طفیل سام بن جمشید اسے کیونکر گرفتار کیا تو بھی ہوس اپنی نکال لے فضل نے کہا
ہم پیشہ ستی تیرنگے تلاطم جادو نے کمند سحر مار کر انہین بھی گرفتار کر لیا اب قصد ہوشیار تیغزن کا کہ خود
اُسکے مقابلہ کو نکلون کیونکہ جب ہر طرح مرنا ٹھہرا تو میدان کارزار کی موت گوشہ عافیت کی قضا سے بہتر ہے بس دیکھا
تو آسمان پر ایک بجلی چمکی اور چمک کر ایک جو گرتی ہے تو تلاطم جادو کے دو ٹکڑے ہوے اور نعرہ ہوا منم محروق
جادو ضحاک جادو نے جو دیکھا کہ محروق نے آکر تلاطم جادو کو مارا یہ بھی پکارا کہ او محروق غضب کیا تو نے کہ ایسے
زبردست کو مارا لیکن تو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہتا ہوا تخت سحر سے اُتر کر مرکب سحر پر
سوار ہوا اور بمقابلہ محروق جادو آکر ترنج سحر مارا کہ سینہ پر محروق کے پڑا لیکن محروق نے ایسا اسم سحر پڑھکر
پھونکا کہ یہ معلوم ہوا کہ ایک پھول سینہ پر لگا اور کچھ مطلق اثر نہ ہوا بعد اُسکے محروق نے گولہ سحر کا مارا ضحاک جادو
نے خالی دیا اب اسیطرح رد و بدل ہو رہی ہے دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین اہل اسلام محروق پر آفرین کر رہے
ہین اور درگاہ پروردگار مین دعا کرتے ہین کہ خداوندا یہ مددگار ابھی تازہ وارد ہے جسے ہم پہچانتے بھی نہین ہین
تو اسکی مدد کر لیکن محروق اور ضحاک مین رد و بدل ہوتے ہوتے ایک مرتبہ ضحاک جادو نے غلغلک
مار کر صورت اپنی مار سیاہ کی بنائی اور جلالت محروق کے محروق جادو نے بھی صورت اپنی سانپ کی بنائی اب پھر دونو
گتھ گئے کوئی کسی پر غالب نہ ہوا پھر غلطین نکلکر بصورت اصلی لڑنے لگے طمانچے چلنے لگا اسی حالت مین شام ہوگئی طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے محروق و ضحاک بھی جدا ہوے ہوشیار شاہ محروق پر سے زر نثار
کرتا ہوا ہمراہ داخل بارگاہ ہوا سب نے لباس رزم دور کیا پوشاک بزم پہنی سنگلون پر بیٹھے محروق جادو کا حال ہوشیار
شاہ نے پوچھا محروق نے بیان کیا کہ مین فرستادہ شاہزادہ بدیع الملک ہون پاس شہریار رستم ثانی نامدار کے
جاتا تھا اتفاقیہ ادھر آکر یہ حال دیکھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ سب مطیعان رستم ثانی مین سے ہین اس وجہ
سے مین نے اعانت آپ کی اپنے اوپر واجب جانی ہوشیار شاہ نہایت خوش ہوا اور شکریہ ادا کیا لیکن گرفتاری
فضل بن رستم و طفیل تیرزن اپنے سردار کی وجہ سے سخت تردد مین تھا ہوشمند روشن رائے سے

کہا کہ شبرنگ بن عمر کا کل سے پتا نہین خدا جانے اُس پر کیا گذری اگر شاہزادہ رستم ثانی سے ملاقات ہوگی تو ان کو
جواب دونگا ہنوز یہی ذکر تھا کہ دروازہ بارگاہ سے شبرنگ بن عمر مع فضل بن رستم وطفیل تیرزن پہونچا
ہوشیار شاہ کو سلام کیا ہوشیار شاہ نے پوچھا اے طرہ دستار عیاری آپ کہان تھے شبرنگ نے کہا ساحر مجھے
خوب پہچانتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ سربرندہ جادوگران کا بیٹا ہے اسنے بھی سیکڑون ساحر کو مارا ہے وہ پہلے میری ہی
فکر کرتے اس وجہ سے آمد ساحران کی علامت دیکھکر مین پہلے ہی صحرا مین جاکر پوشیدہ ہو رہا اور شب کو عیاری
کرکے داروغہ زندان کو مارکر ان دونون صاحبون کو رہا کیا اور اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے مین جاتا
ہون یہ کہکر شبرنگ پھر چلا گیا فضل بن رستم وطفیل تیرزن اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے پھر نقارہ رزمی کی
پہونچی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا جوانان آزمودہ کار اسلحہ حرب وضرب درست کرنے لگے کفار بھی جنگ کے
مین مصروف ہوئے لیکن ضحاک شاہ کو خبر پہونچی کہ کوئی شخص داروغہ زندان کو مارکر دونون اسیرون کو رہا
کر بھگا لیگیا اسنے کہا خیر کچھ پروا نہین صبح کو میدان حرب مین پھر گرفتار کرونگا بلکہ آج کل گرفتار نکرونگا سوا اسکے اگر
یہ کام کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے ہوشیاری مقدم ہے بس اسنے اسی وقت ایک اسم سحر کا پڑھ کر اپنی سرحد کے دامن پر
دم کیا اور گرد خیمے کے چھڑکوا دیا کہ کوئی عیار نہ آسکے اور تیاری روشن کرکے سحر جگانے مین مصروف ہوا شبرنگ نے
ہرچند کوشش کی کہ آج شب کو ضحاک کا خاتمہ کردون کسی طرح ممکن نہوا آخر کار جانب صحرا نکل گیا یہان گھڑیال بجتے
بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خیمہ سیاہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے فوج کفار سے سنکھ
کی صدا بلند ہوئی لشکر اسلام مین آواز اللہ اکبر سے شان اسلام دوچند ہوئی غرضکہ دونون لشکر میدان جدال
وقتال مین آکر صف آرا ہوئے نقیبون نے نیب دی کہ اے بہادران نامدار واے دلاوران تہور شعار یہی روز نام وننگ
ہر شخص پر عرصہ زیست کا تنگ ہے اپنے بزرگون کا نام روشن کرو اور ذکر رستم وسام کا مثل حرف غلط کے
اس صفحہ ہستی سے مٹادو اے دلاورو اگر آج مرگئے تو قیامت تک نام رہا اور جو بھاگ کر بچ بھی گیا وہ ابد تک
ناکام رہا بود جب شعر رستم زنہار زمین پیچ نہ بہرام رہگیا تو مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ؂ نقیب یہ نیب
دیکر ہٹے تھے کہ ہر بہادر کے دل مین ولولہ جانبازی دونا ہوگیا خون رگون مین دوڑنے لگا ضحاک شاہ نے
مرکب سحر کو اشارہ کیا کہ وہ چمک کر میدان مین آیا اسنے نعرہ کیا کہ اے محروق جادو خیر کل تو میرے ہاتھ سے
بچ کر نکل گیا آج کہان جائیگا آ یہی میدان ہے یہی گوئے محروق ہوشیار شاہ کے سامنے اجازت طلب کرتا تھا
کہ دیکھا جانب صحرا سے تتق گرد خفیف سا بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک
ساحر زبردست فیل مست پر سوار جھولی سحر کی لگی ہوئی سوراخ خرطوم سے شعلے گرتے ہوئے چلا آتا ہے ہر ایک
اس خیال مین تھا کہ یہ کون ہے اور کسکی طرف سے برائے مدد آتا ہے لیکن جس وقت وہ ساحر قریب پہونچا
نعرہ کیا کہ منم سرجوش جادو فرستادہ خداوند افلاک اب تو سب گھبرائے کہ یہ خداوند افلاک کون ہین اور یہ
کس واسطے آیا ہے کیا پیغام خداوند کا لایا ہے ضحاک جادو نے کہا کہ یہ نام تو آج سنا اے برادر سرجوش جادو یہ
کون سے خداوند ہین اور کہان ہین سرجوش نے کہا میرے قریب آ تو بتاؤن اور خداوند سے آگاہ کرون ضحاک
جادو قریب آیا سرجوش جادو نے ایک تصویر نکالکر ہاتھ مین ضحاک کے دی اور کہا دیکھ زیارت کر خداوند
کی ضحاک نے دیکھا کہ تمام تصویر گرد سے بھری ہوئی ہے کہا اے سرجوش تو مقرب خداوند ہوکر اسقدر بے تمیز ہے کہ
تصویر خداوند پر خاک جمی ہوئی ہے اس بے احتیاطی سے تونے رکھا سرجوش نے کہا کہ بیوقوف گرد سفر کو مین کیونکر

روکتا خداوند نے خود کیوں اس خاک کو اپنی تصویر تک آنے دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری خداوند کو ہر مخلوق
سے محبت ہے کہ خاک تک سے دل میں کدورت نہیں رکھتے ہیں الحاصل ضحاک جادو نے اس گرد کو پھونکا کہ تصویر
صاف دکھائی دے لیکن وہ خاک ہوا اڑ کر اسکے منہ پر آئی ہے کہ چکر سا آیا اور چھینک مار کر بیہوش ہو گیا مزجوش
جادو نے نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو باش او خبر سراب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ کہکر وار تیغ آبدار
کا سر نحس ضحاک نابکار پر کیا کہ اک سر کے دو ہو گئے لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اڑی بیرون سے
اسکے شور کیا کہ کشتی مرا نام من ضحاک جادو بود لیکن کفار نے جو یہ رنگ دیکھا تمام ساحر یورش کرکے طرف شبرنگ
کے چلے شبرنگ بھاگا مگر ملک سفیان شاہ جادو نے تعاقب کیا اور کہا او عیار بلا کا فریب کیا تو نے اور ایسے
ساحر زبردست کو مارا کہ جسکا نظیر نہ تھا مگر محروق جادو نے جو سفیان کو شبرنگ کی طرف آتے دیکھا وہیں سے
مرکب سحر کو چمکا کر سامنے سفیان کے آیا سفیان نے ترنج سحر مارا محروق خالی دیکر بلند ہوا اور وہیں سے جو برق مارا تو
سفیان کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن اور بھی ساحر آپڑے تھے انسے جنگ ہونے لگی ادھر سے محروق کے ساحر بھی
آپڑے ہنگامۂ دار و گیر برپا ہوا ترنج و نارنج چل رہے تھے قیامت کبریٰ برپا تھی ساحروں کے مرنے سے آندھیاں
چل رہی تھیں ہر غل مچا رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلاں بود و فلاں بود لیکن تورج بے سردار کہاں تک لڑتے آخر
پاؤں لشکر کفار کے اکھڑ گئے اور فرار پر قرار لیا ضحاک جادو کے دو بھائی کہ نام ایک کا مالان جادو اور دوسرے کا
ثعبان جادو تھا چلتے وقت ایک نے ہوشیار شاہ کو اور دوسرے نے شبرنگ بن عمرو کو اٹھا لیا اور
گریزاں ہوئے یہاں طبل شادمانی بجا سب خوش ہوئے کہ پروردگار نے فتح عطا کی مگر اب جو خیال کرتے ہیں
تو بادشاہ لشکر کا کہیں نشان نہیں ملتا نہ شبرنگ بن عمرو نظر آتا ہے سب سر پیٹنے لگے وہ خوشی بہ غم مبدل ہو گئی
واقع میں کہ دنیا میں ابھی شادی تھی ابھی غم ہو گیا ایک ساعت بھی رنگ زمانہ کو قیام نہیں کبھی دن کبھی رات کبھی صبح کبھی
شام ہے دل کبھی شاد کام کبھی ناکام ہے پس سب تو پھر مصروف ماتم ہوتے ہیں لیکن اب مالان جادو اور ثعبان جادو کا
حال گذارش کیا جاتا ہے کہ عقاب بنکر چونچ میں دبا کر ہوشیار شاہ اور شبرنگ بن عمرو کو لے اڑے تھے اترتے اترتے ایک
کوہ کے اوپر اترے اور بصورت انسان بنکر باہم مشورت کی کہ نہایت دل دکھایا ہے ان خدا پرستوں نے لہذا ہمکو لازم ہے
کہ ان دونوں کے کباب لگانا چاہیے کہ دل کی لگی بجھانا چاہیے کہ جگر غم میں ضحاک جادو کے بھن رہا ہے دھواں دیتا
الغرض یہ مشورہ کر کے جھولیوں سے سیخیں آہنی نکالیں اور چقماق سے آگ روشن کی نمک مرچ چھری کٹاری وغیرہ نکالکر
سب سامان درست کیا ہنوز ذبح نہیں کرنے پائے تھے کہ دیکھا پشت کی جانب سے اک درویش نظر آیا اور پکارا
بابا بھلا کر بھلا ہوگا مالان جادو اور ثعبان جادو نے کہا شاہ جی یہاں ہم تمکو کیا دیں ہم تو خود اپنی مصیبت میں مبتلا ہیں
ہمارا بھائی ہمارا ضحاک جادو ان مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا لشکر نے شکست کھائی ہے جب کچھ تدبیر نہیں پڑی تو ان
دونوں کو کہ ایک بیٹا عمرو کا قاتل ضحاک کا ہے دوسرا بادشاہ لشکر ملک ہوشیار شاہ ہے انکو ہم گرفتار کر لائے اب
کباب انکے بناکر کھائینگے فقیر نے جواب دیا کہ بابا مجھے بھی داخل ثواب کرو کیوں اس نعمت عظمیٰ سے محروم رکھتے ہو ساری
کی قسم ان خدا پرستوں کو تو کچا چبائے بھونا کیسا انھوں نے سیکڑوں خداوندیاں برباد کر دی ہیں مالان و ثعبان
نے کہا آؤ پھر کیا ہے تم تو ہمارے ہم مشرب معلوم ہوتے ہو شاہ جی نے کہا بابا تم ہٹو کیوں تکلیف کرو اتنی زحمت
تھکے ہوئے آئے ہو لاؤ میں کباب لگا دوں یہ کہکر لکڑیاں بھونکنا شروع کیا اور مالان و ثعبان کی آنکھ
بچا کر ایک لکڑی اپنی جھولی سے نکالکر آگ میں ڈال دی کہ اسکے جلنے سے عجب طرح کی خوشبو پیدا ہوئی کہ دھواں پھیلا کر

پلا ماران وثعبان سے کہا یہ خوشبو کیسی آتی ہے شیاہ جی نے جواب دیا کہ بابا یہ جنگل کا واسطہ ہے یہان سب طرح کی
لکڑیان ہوتی ہین ہر قسم کے درخت لگے ہین تمھین تعجب کس بات کا ہے کہ دیکھا یکایک دونون جادوگر جھومے اور
جھوم کر چھینک ماری بیہوش ہو کر گرے اُسوقت فقیر نے نعرہ کیا کہ باش او قرمساقان منم لعل بن مرجان غلام
شاہزادہ بدیع الملک کے گذاریم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی اور کھینچکر خنجر دونون کو ذبح کر ڈالا
انکا مرنا تھا کہ شور و غوغا بلند ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ثعبان جادو و ماران جادو بود حیف مردیم و جان
بجادہ مطلب خود نرسیدیم جس وقت روح نجس ان کافرون کے جسم سے نکل گئی اور خاک اُڑنا موقوف
ہوئی بیر غل مچا کر سر اپنا پیٹ کر چلے گئے لعل بن مرجان نے ہوشیار شاہ اور شبرنگ بن عمرو کو کہ تموج ہو
سے بیہوش ہوئے تھے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مزاج پوچھا ہوشیار شاہ تو سمجھا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہین
آنکھین بند کر لین لیکن شبرنگ بن عمرو نے لعل کو پہچانا کہا اے برادر کہان لعل نے بیان کیا کہ ہم تلاش مین
اپنے شہریار بدیع الملک نامدار کے نکلے تھے کہ وہ شکار پر سے غائب ہو گئے ہین اب خبر پائی تھی کہ ملک
محبوبیہ سے اپنے بھتیجے رستم ثانی کو چھڑا کر طرف شہر ہوشیاریہ کے جاتے ہین ہم انکی خدمت مین جاتے
تھے راہ مین یہ معرکہ دیکھا کہ دو ساحر دو آدمیون کو لا کر کباب لگانے کا قصد کر رہے ہین خیال ہوا کہ مبادا کوئی
مسلمان ہو وہی ہوا کہ تم اُن کافرون کے پنجہ مین نظر آئے شبرنگ کو حال رستم ثانی کا سنکر تسکین ہوئی اور
لعل بن مرجان سے کہا کہ چلو ہم بھی چلتے ہین اب ہوشیار شاہ کے بھی ہوش وحواس درست ہوئے
یہ بھی ہمراہ ہوا خدمت مین رستم ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کے روانہ ہوئے راہ مین آمد لشکر کے آثار
ہویدا ہوئے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ فوج ظفر موج شاہزادہ بدیع الملک کی ہے ایک مقام پر ٹھہر کر
انتظار کیا جس وقت چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کے گذر گئے تو سوار و پیادے جانے لگے بعد اسکے
بڑی دھوم دھام سے سواری شاہزادون کی نمودار ہوئی اس طرح کہ ایک مرکب پر بدیع الملک سوار دوسرے
گھوڑے پر رستم ثانی نامدار ایک توسن پر اصحاب بن محبوب نہایت ادب سے باگ گھوڑے کی روکے ہوئے
لیکن نظر رستم ثانی کی جو اُس طرف پھری کہ جدھر ہوشیار شاہ مع شبرنگ بن عمرو و لعل بن مرجان کھڑے
تھے ہوشیار شاہ نے جلدی سے سلام کیا دونون عیار بھی بہر تسلیم خم ہوئے رستم نے گھوڑے کو روکا پوچھا
تم لوگ یہان کہان کیا ملک ہوشیاریہ بہت قریب ہے ہم سمجھتے تھے کہ خبر آمد لشکر پا کے برائے استقبال آیا ہے
ہوشیار شاہ نے عرض کی اے شہریار نامدار آپ کی فرقت ہماری بد اقبالی کی علامت تھی جو مصیبت ہمپر گذری
وہ اس قابل نہین ہے کہ اس وقت بیان ہو سکے غریب خانہ پر تشریف لے چلیے تو عرض کرونگا چونکہ ہوشیار شاہ
پیدل تھا رستم ثانی نے مرکب عنایت کیا ہوشیار شاہ بھی سوار ہو کر ساتھ ہوا بدیع الملک نے پوچھا
کہ یہ کون شخص ہے رستم نے کہا میرا دوست ہے ملک ہوشیار تیغ زن اسی کا نام ہے بادشاہ شہر ہوشیاریہ ہے جہان آپ
چلتے ہین ہوشیار شاہ نے بدیع الملک کو بھی سلام کیا رستم ثانی سے اثنائے راہ مین پوچھا کہ یہ کون ہین رستم نے
کہا میرے چچا ہوتے ہین لعل بن مرجان و شبرنگ بھی قدمبوس ہوئے بدیع الملک نے کیفیت
لعل سے پوچھی اور حال حمزہ صاحبقران ثانی کا دریافت کیا اسنے عرض کیا کہ بعد حضور کے تشریف
لے جانے کے نہایت تردد رہا آخر کار امیر نامدار آپ کو حوالہ پروردگار کر کے طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے ہین
غلام تلاش مین آتا تھا کہ راہ مین دو ساحر نگونسار کر ان دونون کو رہا کیا اور تقدیر نے آپکا دیدار دکھا دیا

قہر تنگ و ہوشیار شاہ نے لعل کا شکریہ ادا کیا غرضکہ اب سب ملکر شہر ہوشیاریہ کے قریب پہونچے
یہ خبر ہوشمند روشن رائے کو ہوئی مع لشکر کے برائے استقبال شہر سے باہر آیا اور قدمبوسی دونون
شاہزادون کی حاصل کی فضل بن رستم اور محروق جادو سے بھی ملاقات ہوئی چندے قیام ہوا کہ زحمت سفر
اٹھائے ہوئے آئے تھے ہوشیار شاہ نے بڑی دھوم سے مع لشکر دعوت کی ایک مہینہ صحبت رقص و غنا رہی بعد اسکے طرف
ملک صندل کے راہی ہوئے کہ حال انکا وقت پر گذارش کیا جائیگا

اب دو کلمے داستان شجاعت نشان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان سے گذارش کیے جاتے ہین

یہ کہ لشکر انکا بمقابلہ پریسحات فرنگی و کمبخت شاہ شجرپرست آترا ہوا ہے اور کمبخت شاہ بخوف بدیع الزمان قلعہ
خود میں پرے واپس آکر یہ تقیہ کیے بیٹھا ہے کہ پہلے ان خداپرست سے سمجھ لینا چاہیے لہذا اسکے اہل فرنگ کا علاج
کیا جائیگا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ رزمی پہ چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارون نے آکر
بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ لشکر شجرپرستان مین طبل جنگی بجا ہے بدیع الزمان نے حکم دیا کہ یہان بھی
کوس حربی بجے حسب الحکم ادھر بھی نقارہ جنگی نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی مردان آزمودہ
سلاح جنگ درست کر ہمت کو چست کرنے لگے یہان تک کہ وقت آمد شہنشاہ خاور کا ہوا فوج انجم پسپا ہو کر دامن
کہکشان مین پنہان ہوئی اور علم زرفشان نصرت عنوان آفتاب جہانتاب بلند کیا ماہ کو چادر نور مین پنہان
کر کے درد مند کیا فوج اسلام کے جوان فریضہ سحری سے فارغ ہو کر شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین
تسلیمین بجالائے وہ بہادر دلاور یعنی بدیع الزمان ناموز مرکب گلگون باختری پر سوار طرف میدان کارزار کے
متوجہ ہوا دیکھا کہ شجرپرستون نے بھی صف آرائی کی ہے کمبخت شاہ تخت پر بیٹھا ہے آگے آگے بہرام تیغزن و
قرطاس بن افلاک مرکبون پر سوار آلات حرب و ضرب درست کر ہمت چست باندھے ہوئے کھڑے ہین
یکایک دونون لشکرون سے نکلکر بیلدارون نے زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد و غبار کو
بٹھا دیا جس وقت میدان جنگ تیار ہو چکا اور نقیب بھی نسب دیکر نکل گئے بہرام تیغزن نے مرکب اپنا
صف سے نکالا سامنے کمبخت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کمبخت شاہ نے کہا اے نہال تمنائے پدر
تجھکو خداوند نخل سرسبد کے سپرد کیا بہرام سلام کر کے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوا پہلے خوب سلح شوری
کی پرا پا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ
کر کے آواز دی کہ اے پسر حمزہ مین نے سنا ہے کہ تجھے لوگ سر فتنہ ملک باختر کہتے ہین تو نے بڑے بڑے کار نمایان
کیے مین دیکھون تو تو کیسا بہادر و دلاور ہے کہ سامنے میری تیغزنی کے تھم جاتا ہے آ یہی گو ہے یہی میدان ہے بس یہ کلمہ پورا
زبان سے نکلکر تمام ہونے پایا تھا کہ بدیع الزمان نے باگ کو گلگون باختری کی جنبش دی اور مرکب نے طرارہ
بھرا ادھر سے بہرام بقصد جنگ و رزمی چلا جب دونون برابر پہونچے سینہ سے سینہ سپر سے سپر لڑی تڑاقہ ہوا مرکب
بہرام کا سات قدم بڑھا اور گھوڑا بدیع الزمان کا حسب عادت پانچ قدم پیچھے ہٹا بہرام نے نیزے کا وار کیا
بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین بند بند کھنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو اژدر زبانین
نکالکر باہم گتھ گئے ہین لیکن کوئی چالیس طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ بدیع الزمان نے ایک مقام پر سنان
کو سنان پر لگا کر جھٹکا مارا سن سے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکل گیا بہرام کو غصہ ہوئی تیغ آبدار

نیام سے کھینچ لی اور خبردار خبردار کہکر بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے وار رد کر کے اپنا وار کیا
بہرام بھی تیغ زنی میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے اسقدر تلوار چلی کہ پہر بھر کامل ہنگامہ جنگ باہم گرم رہا لیکن شاہزادہ
انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے ایک بار جھپٹ کر جو سر پر بہرام کے وار کیا
اسنے پھر برابر سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کی لیکن تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مثل قرص پنیر کاٹتی ہوئی خود سے گذرتی
ہوئی سر پہ پہونچی جھٹکا جو مارا تھا دو ابرو اتر گئی بہرام نے جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن
چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے بہرام پر غشی طاری ہوئی بدیع الزمان نے آواز دی کہ لیجاؤ اس کو ہم لوگ
زخمی کو قتل نہیں کرتے ہیں لوگ آکر بہرام کو لے گئے مگر یہ رنگ دیکھکر کیمخت شاہ کی آنکھوں میں جہان تیرہ و تار
ہو گیا پکارا ارے کیا دیکھتے ہو اس خدا پرست کو مارو غضب کیا اسنے کہ فرزند دلبند کو میرے اس شخص نے زخمی
کیا بس یہ سننا تھا کہ تمام لشکر بدیع الزمان پر چلا ادھر سے شاہزادے کے لوگ بھی آپڑے جنگ مغلوبہ برپا
ہوئی تلوار چلنے لگی شجر پرستوں کے نخل حیات پر خزان آگئی سپروں کے پھول کمھلائے تلواروں کے پھل
بے آب نظر آئے کشت حیات پامال خون سے مثل گل ارغوان لال موج ہوائے شمشیر بدیع الزمان سے
یہ حالت تھی کہ سر مثل ثمر خزان دیدہ ہر نخل تن سے کٹ کٹ کر گرتے تھے عین گرمی جنگ میں قرطاس بن
افلاک کا اور بدیع الزمان کا سامنا ہوا قرطاس نے وار تیغ آبدار کا کیا بدیع الزمان نے سپر کو ہاتھ سے
چھوڑ دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا دھار تلوار کی بچا کر چاہتے تھے کہ زبردست پر ہاتھ ڈال دیں حسب
اتفاق پاؤں گھوڑے کا موش خانہ میں جا رہا اور گھوڑے نے سکندری کھائی تلوار قرطاس کی سر پہ آئی
جبتک سنبھلیں سنبھلیں قرطاس جھٹکا جو مارتا ہے تیغہ تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی اسی عالم
زخم داری میں خبردار خبردار کہکر اب جو اک ہاتھ تیغ خوبصورت دیوبند کا مارا قرطاس نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر اس تلوار سے کہاں پناہ ملتی ہے سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے سر سے تا دو ابرو اتر آئی اسنے بھی
دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے تو غشی طاری ہوئی گھوڑے کی گردن
میں ہاتھ ڈال دیے گھوڑا قرطاس کو لے نکلا ادھر بدیع الزمان کی بھی یہی حالت ہوئی یہ سنبھلنے کی
طاقت نہ رہی مرکب کاکاون باختری نے جو یہ کیفیت دیکھی تو بھی اپنے سوار کو لیکر نکل گیا شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے اب تجسس و تفحص سرداروں کا ہونے لگا عیار کیمخت شاہ مہتر
لوان نے کہا کہ قرطاس بن افلاک کا پتا نہیں ملتا نہ زندوں میں نہ مردوں میں تب کیمخت شاہ نے حکم دیا
کہ تلاش کرو اور عیار واسطے جستجو کے چہار طرف روانہ ہوئے ادھر لشکر اسلام میں شاہزادہ انجم گروہ کی تلاش
ہونے لگی لیکن کہیں پتہ نہ ملا آخر کار یہاں سے بھی عیار برائے جستجو روانہ ہوئے اول ذکر کیا جاتا ہے مہتر لعلان کا
کہ یہ جستجو میں قرطاس بن افلاک کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب ایک جھیل کے پہونچا دیکھا کہ اک مرکب کوتل
کھڑا ہوا ہے اور سوار نیچے پڑا ہے جلدی سے قریب آیا غور کرکے جو دیکھا تو بدیع الزمان دلاور ہیں اسنے دل میں
کہا کہ یہ تو اور بھی بہتر ہوا بس اسی وقت پشتارہ باندھکر سیدھا خدمت میں کیمخت شاہ کی روانہ ہوا لیکن امیہ
پیلتن جو تلاش بدیع الزمان میں چلا تھا اسنے ایک درخت کے نیچے ایک مرکب کو استادہ دیکھا اپنے ملک کو پھر کر
آیا تو قرطاس بن افلاک کو پایا غنیمت جانکر کہ دشمن کو چھوڑ دینا اچھا نہیں اسے لشکر اسلام کے سپرد کرنا چاہیے
پھر شاہزادہ بدیع الزمان کی تلاش کرلیجائے گی پشتارہ قرطاس کا پشت پر لگا کر یہ بھی چل نکلا حسب اتفاق ادھر

اور عیاران لشکر کفار جو برائے جستجوے قرطاس نکلے تھے اور اسطرف سے آتے تھے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
چلا آتا ہے سمجھے کہ مہتر لعلان ہوگا قریب آکر جو دیکھا تو امیہ کو پایا قریب سوا سو کے سب عیار تھے امیہ کو گھیر لیا
کمندیں پکڑ کے اور خنجر کھینچ کھینچ کر چلے امیہ نے دیکھا کہ چاروں طرف سے تو گھر گیا ہے اور اتنا بڑا بوجھ اٹھائے
ہوئے ہے پس بار گران کو پھینک جگر اپنے شہریار کی تلاش کر بس پشتارہ قرطاس کا پھینک دیا اور خنجر
کھینچکر مصروف جنگ ہوا دو چار کو مارا ایک آدھ کو زخمی کیا لیکن نکلنے کا رستہ نہ پایا پس اپنے دو ایک حقہ آتشباز سے کے
مارے کہ دھواں اُنکا جو پھیلا تیرگی چھائی پس ایک طرف سے زخماتا ہوا نکل گیا جب وہ دھواں برطرف ہوا عیاروں نے
دیکھا کہ پشتارہ زمین پر رکھا ہوا ہے اور امیہ کا کہیں پتا نہیں غنیمت سمجھے کہ جان بچی پشتارہ اٹھا کر روانہ
ہوے اول مہتر لعلان پشتارہ بدیع الزمان کا لیے ہوے پاس کیمخت شاہ شجر پرست کے ہونچا عرض کیا اے
شہریار آپ کے اقبال سے دشمن ہاتھ آگیا اب برائے تلاش قرطاس جاتا ہوں ہنوز پشتارہ رکھکر بیٹھنے نہ پایا تھا کہ
سب عیار پشتارہ قرطاس کا لیے ہوے پہونچے اور تمام ماجرا بیان کیا کہ اسکو امیہ بیلقن لیے جاتا تھا ہم زد کر
چھین لائے گروہ تنہا پشتارہ چھوڑ کر بھاگ گیا اسیر بھی بہتوں کو اسنے مارا اکثروں کو زخمی کیا کیمخت شاہ نہایت خوش
ہوا اور سب کو خلعت عنایت کئے مہتر لعلان کا مرتبہ افزون کیا بعد اسکے بدیع الزمان کو اسیر غل و زنجیر کرا کر زندان
خانہ میں بھیج دیا اور ایک جراح کو واسطے علاج کے معین کیا دل میں اسکے یہ تھا کہ بدیع الزمان اگر خداوند کل
سعد پر ایمان لایا تو بہت قوت رواج دین میں حاصل ہو جائے گی لیکن مہتر لعلان نے دل میں یہ خلش پیدا
ہوئی کہ امیہ ضرور بدیع الزمان کو رہا کر کے لے جائے گا اس نے کیمخت شاہ سے کہا کہ اے شہریار اگر آپ چاہتے
ہیں کہ پسر حمزہ آپکی قید سے نہ چھوٹے تو جبتک اسکا عیار گرفتار نہو گا اس وقت تک امن بادشاہ نہیں کیمخت شاہ نے
کہا پھر وہی کوئی فکر کر مہتر لعلان نے کہا کہ بہت خوب اور اپنے ایک شاگرد کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا اور صورت اپنی بشکل
بدیع الزمان بنائی اور شاگرد کو اپنے کہ نام اسکا مہتر تندرو تھا اپنی صورت سے مشابہ کیا اور حلقہ کمند اپنے ہاتھ میں لیکر
کہا کہ تو میرا پشتارہ باندھ کر لے چل جہاں تجھکو امیہ ملے وہیں مجھے پھینک کر بھاگنا مہتر تندرو نے پشتارہ لعلان کا اپنی پشت
لگایا اور چلا جاتے جاتے دیکھا کہ ایک شخص نخل سایہ دار کے نیچے سے خون پونچھ رہا ہے وہ امیہ بیلقن تھا اُسنے جو دیکھا
کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے سمجھا کہ ضرور یہ پشتارہ بدیع الزمان کا ہوگا دیں سے بیچھ عیاری کھینچکر چھیننا
چاہا باقی اوجھیرہ سرکھان جاتا ہے مہتر تندرو کہ بشکل مہتر لعلان بنا ہوا تھا پشتارہ پھینک کر بھاگا اسکو تو
پشتارے سے غرض تھی جیسے ہی چاہا نہ جھک کر پشتارہ اٹھاوے کہ مہتر لعلان نے کمند ماری کہ ساتوں حلقے امیہ کی
گردن میں پڑے یہ بھی تو عمرو کا بیٹا ہے فن عیاری میں جواب نہیں رکھتا ہے فوراً حباب بیہوشی مارا کہ ادھر تو یہ خود کمند میں الجھ کر
گرا ادھر مہتر لعلان بھی چھینک مار کر بیہوش ہوا لیکن چونکہ امیہ حلقہاے کمند میں الجھا ہوا تھا وہ بیہوشی سے بچ نہ سکا
اسنا ہر یہ اپنے اوپر ہی کام کر گیا کہ حباب بیہوشی جو پھٹے اور دھواں بلند ہوا امیہ خود بھی الجھکر گرا دونوں بیہوش
ہو گئے مہتر تندرو نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ تدبیر استاد کی پورے طور سے کارگر ہوئی جھپٹ کر قریب آیا لعلان کو
ہوشیار کیا امیہ کو تھوڑی بیہوشی اور سنگھادی مہتر لعلان نے گلے سے لگایا اور کہا اے تندرو کیا کام کیا تو نے
پشتارہ باندھکر امیہ کا پشت پر لگا کر چلے اور لا کر سامنے کیمخت شاہ شجر پرست کے ڈال دیا اور کہا اب کوئی
کھٹکا نہیں ہے امیہ کو بھی اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانہ میں بھیج دیا بہرام و قرطاس کا علاج ہونے لگا جب بعد اہم
روز کے صحت حاصل ہوئی پوچھا اسنے حال بدیع الزمان کا کیمخت شاہ نے کہا وہ قید ہے ہمارے پاس بہرام نے کہا

بلوالیے اسکو کیمخت شاہ نے بدیع الزمان کو طلب کیا داروغۂ زندان قید شاہزادے کو لیے ہوئے حاضر ہوا
بدیع الزمان نے کہا جو کوئی پروردگار عالم کو خدائے برحق جانتا ہو اور جناب محمد مصطفےٰ کو رسول مطلق مانتا ہو سلام اُ
پر اُس شخص پر کیمخت شاہ نے کہا او خدا پرست ابھی بل تیرا نہیں نکلا اس حال پر طال ہے ہر کہ اگر چاہے تو اک زن
منیعت تجھکو قتل کروائے مگر پھر تو وہی بے ادبانہ کلام کیے جاتا ہے بہتر ہے کہ خداوند نخل سر سبد کو سجدہ کر تو میں
تجھکو بڑا مرتبہ عطا کروں اور اپنا سپہ سالار قرار دوں اور اگر خلاف اسکے کریگا تو مفت ذلیل و خوار طوق و زنجیر میں گرفتار
اک زندان تاریک میں عمر بھر پڑا رہیگا یا اگر بادولت واقبال کو زیادہ غصہ آیا تو مفت مارا جائیگا بدیع الزمان نے
فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے کیا مجھکو کسی نے بہروپی زیر کیا ہے جو میں دبوں اور بہادر مرنے سے نہیں ڈرتے ہیں قید ہونے کو
فخر تصور کرتے ہیں طوق و زنجیر زیور مردانگی ہے اور اگر پروردگار عالم بہتر و برحق ہے تو دیکھ لینا کہ پھر اک روز رہا ہو جائینگے
کیمخت شاہ نے کہا یہ خانہ تم اسے لے جاؤ اور قید رکھو اور بہرام سے کہا کہ جاؤ اور لشکر کو خدا پرستوں کے
تباہ و برباد کرو بہرام اسی وقت طبل جنگ بجوا کر دو لاکھ سوار کی جمعیت سے لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا بیچارے
بے گناہ قتل ہونے لگے ایک تو سردار کے قید ہو جانے سے یوں ہی دل شکستہ ہو رہے تھے اب جو یہ آفت ناگہانی
بلائے آسمانی سر پر آ پڑی جان بچانا دشوار ہو گیا جسکا جدھر منہ پڑا وہ اُدھر بھاگ نکلا ساری جمعیت پراگندہ
ہو گئی مال و اسباب خیمے ڈیرے سب چھوٹ گئے کفار نے غارت پر کمر باندھی لوٹنا شروع کیا جب سب مال و
اسباب اہل اسلام کا قبضہ میں آیا طبل شادمانی بجاتے ہوئے پلٹے کیمخت شاہ نے اپنے فرزند پر سے زر نثار کیا
بدیع الزمان کو زندان میں یہ خبر پہونچی بہت روئے اپنے رفقائے قدیم و سپاہ کی تباہی کا نہایت صدمہ ہوا خدا کو
یاد کرکے خاموش ہو رہے لیکن بہرام تیغزن جس وقت داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہن کر
بیٹھا ملازمان حاضر ہوئے شغل رقص و غنا ہونے لگا جام بادۂ گلرنگ گردش میں آیا جس وقت بہرام نے دو چار جام
پیے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی کل ان فرنگیوں کا بھی قصہ میں پاک
کردونگا حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرمی ہر کارے بہ فرخنت اثر لیکر پرسیمائے
فرنگی کے پاس آئے بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کیا کہ کل قصد ہے بہرام تیغزن کا کہ قلعہ پر یورش کرکے غارت کرے
ملکہ پرسیما نہایت پریشان ہوا لیکن نجومی اُسکو خبر دے چکے تھے کہ کل کا دن اس قلعہ کے فتح کا نہیں ہے جو حریف
آئیگا بے نیل مقصود واپس جائیگا پرسیمائے فرنگی نے بھی طبل بجوایا اہل قلعہ میں بند و بست جنگ ہونے لگا
ماتے کا متوالا کڑک کا پیالا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب چیزیں تیار ہوئیں گولندازوں نے توپوں کو چڑھا چڑھا
صاف کیا نہایت انتظام سے منتظر وقت بیٹھے کہ یکا یک رنگ فلک دگرگون ہوا سیاہی مانند ابر کے پھٹ کر طرف مغرب چلے
چلی روشنی مہر جہانتاب کی مانند برق کے پھیلنے لگی شفق صبح نے گلگشت دشت ظاہر کیا بہرام تیغزن مرکب پر
سوار ہو کر مع فوج ظفر موج میدان میں آیا اور پلٹ کر کیمخت شاہ سے کہا کہ دیکھیے یوں قلعہ کے لیتے
ہیں یہ کہکر گرز ایک ہاتھ میں سنبھالا دوسرے میں سپر کو تھاما اور گھوڑے کو ایڑی مرکب تڑپ کر
مانند برق جہندہ کے چلا پلٹ کر فوج کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس طرف آنے کا قصد نہ کرے لیکن اہل قلعہ نے
جو اسکو آتے دیکھا مار گولے توپ کی ہونے لگی فرنگیوں نے اتنے گولے مارے کہ تمام صحرا کو دھواں دھار
کردیا لیکن بہرام تیغزن گولوں کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے مطلق خوف و ہراس نہیں جو گولا سامنے آیا اسے ضرب
گرز سے اُسی طرف پھیر دیا جو ذرا داہنے جانب دبا ہوا آیا تو بائیں جانب ہٹ کر خالی دیا اگر بائیں جانب سے

نکلا تو داہنی جانب سمٹ کر بچے اسی حالت سے روتا بڑھتا برلب خندق جا پہونچا گورون کی زد سے نکل گیا اور
آواز دی اے لقمہ اینواب کمان جاؤگے بچکر میرے ہاتھ سے اور چاہتا تھا کہ مرکب اڑا کر دروازہ قلعہ پر پہونچکر
پھاٹک قلعہ کا توڑ دون کہ اہل قلعہ نے دعا کی کہ پروردگارا بچا ہاتھ سے اس فتنہ پرست کے کہ یکایک از پردہ
بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ دخیرہ خیزہ سرگرد بر آسمان رسیدہ وپائے گرد در زمین پیچیدہ بہرام نے
باگ مرکب کی روکی اور دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو
علم نشان دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اور ایک جوان قوی ہیکل مرکب تیز رفتار پر سوار نمایان ہوا ہیکل آ کر سے
جو دیکھا کہ قلعہ پر یورش ہے بس وہین سے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور للکارا کہ باش او خیرہ سر کہان جاتا ہے
ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا تجھے شرم نہین آتی کہ فوج بے سردار پر حملہ آور ہوتا ہے بہرام نے باگ مرکب
کی پھیری اور کہا تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے تجھے اس مقدمے مین کیا دخل ہے کرتوس نے نعرہ کیا کہ آگاہ باش
کہ منم کرتوس بن قرطوس تیر زن مین ایک غلام ہون شہریار عالی وقار کا بہرام نے کہا تجھے بھی تنہا کھینچ لائی ہے
یہ کہکر جھپٹا کر نیزے کا وار کیا کرتوس نے بھی نیزے کو نیزے پر لیا طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی
کہ سنانین بنانین بیکار ہو گئین چھڑین پر چھڑین پڑنے لگی جب چھڑین بھی ٹوٹ گئین ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارون
کے قبضون پر ہاتھ ڈال دیئے بہرام نے آواز دی کہ اے کرتوس یہ نیزہ بازی یا اور کسی حربے کی لڑائی نہوئی
تلوار کا سامنا ہے ذرا آنکھ نہ جھپکے کرتوس نے کہا کیون نہین وار کرتا دیکھون تو تو کیسا تیغزن ہے بہرام نے وار تیغہ
آبدار کا کیا کرتوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار جو بہرام کی برق ہے تو واقعی مثال برق چمک کر سپر کو
مثل زمین پنیر کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارتا ہے تا دو ابرو اتر گئی کرتوس نے دستانہ مار تیغ چھٹا کر سر سے
نکلا چادر خون کی باہر آئی لیکن جس وقت کرتوس آ کر بہرام کے مقابل ہوا ہے تو پیر سیاہ فرنگی نے اپنے
مددگار کو دیکھکر دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا تھا اور مع لشکر یہ بھی باہر آگیا تھا اسنے جو یہ رنگ دیکھا کہ کرتوس ہاتھ
سے بہرام کے زخمی ہوا پکارا کہ اسے مار لو اس سرکش کو جانے نہ پائے ادھر کرتوس کی فوج آ پڑی اس طرف
سے پیر سیاہ فرنگی کا لشکر آ گرا یہ رنگ دیکھکر کیمخت شاہ نے بھی اپنے لشکر کو حکم کیا شجیع پرست بھی جھپٹ
پڑے لگی تلوار چلنے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا چہار طرف تیغون کی بجلیان چمک رہی ہین سرون کے ابر جا بجا پھٹ رہے تھے
بارش سرون کی ہو رہی ہے عجب قیامت برپا ہے کرتوس نے بھی اپنا زخم سر باندھا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
اور ہلنے لگا یہ بھی پہلوان زبردست ہے ہزارہا شجیع پرستون کے نخل حیات کو اسنے قطع کیا کشتون کی کثرت حرارت شمشیر
شعلہ بار سے زمین جل کر خاک سیاہ ہو گئی ادھر بہرام تیغزن نے تودہ تودہ مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیئے میدان کو بھر دیا اسی عالم مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے پیر سیاہ
فرنگی نے کرتوس بن قرطوس سے ملاقات کی اور اسکو اپنے ہمراہ لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا اور پھر دروازہ قلعہ کا
بند کر لیا ادھر بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا کیمخت شاہ کی یہ حالت ہے
کہ بیٹے کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے زنہار کرتا ہوا میدان سے لایا ہے طائفہ حاضر ہوئے ہین مجرے ہو رہے
ہین ساقی کو حکم ملا ہے جام بادہ گلرنگ کو گردش ہے قرطاس بین افلاک اتنا بڑا سردار ہوکر خود تعریفین بہرام
کی کر رہا ہے یکایک اسنے جو دو چار جام پیے اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
آج یہ فرنگی بسبب کرتوس تیر زن کے بچ گئے کل کہان جائینگے میرے ہاتھ سے غرضکہ اسی وقت حسب الحکم

بہرام کوس حربی نوازش مین آیا یہ خبر وحشت اثر سنکر اہل قلعہ کا دم بھر آیا بمجبوری پرسیباے فرنگی نے بھی نقارہ
رزمی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات لشکر کیمخت شاہ مین طلایہ کا گشت پھرا کیا سپاہی آلات حرب وضرب
کی درستی و چستی مین مصروف رہے جس وقت اسپ نیلی فلک پر خورشید درخشان نیزہ خطا شعاعی ہاتھ مین لیے ہوے
نمودار ہوا تمام عالم خواب غفلت سے بیدار ہوا بہرام تیغزن نے آلات حرب وضرب جا تن پر آراستہ کیے رُخ
میدان کارزار کا کیا ساتھ ساتھ قرطاس بن افلاک پشت پر کیمخت شاہ فوج گران لیے ہوے اب
یہ تو قلعہ فرنگ پر دھاوا کرتا ہے دیکھیے نتیجہ کیا ہو

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شہریار بن پرسیبا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت اسنے عشق ملکہ ہاجرہ دختر نیک اختر جناب حمزہ ثانی کا ظاہر کیا اور شہنشاہ گوہر کلاہ
برہم ہوے اور کہا کہ نکل جا ہماری بارگاہ سے اسی مین خیریت ہے پس اسی وقت شہریار بارگاہ سے
باہر آیا اور اُس وقت جول خیز صحراے وحشت انگیز سے ایک طرف کا راستہ لیا کبھی اپنے حال زار پر روتا ہے کبھی
یاد مین ملکہ ہاجرہ کے اشکبار ہوتا ہے کبھی یہ شعر ورد زبان ہوتا ہے شعر تیغ کے کانٹون سے چلے گی ہمسے یہ تدبیر یا
گوکھرو تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر پانو جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچا دیکھا ایک فقیر دھونی رمائے
بیٹھا ہے شہریار نے شاہ صاحب کو سلام کیا فقیر نے کہا بابا سلامت رہو کہان سے آتا ہوا ہے اس وادی وحشتناک
مین تو کہان یہ تو درندون کا مسکن وحشیون کا مدفن فقیرون کا سجادہ جو دو نگان محبت کا جادہ ہے شہریار نے ایک
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی انکھون سے آنسو جاری ہوے آثار عشق چہرہ پر طاری ہوے کہا شاہ صاحب کیا
دیوانون کے سر پر سینگ ہوتا ہے جسکی حرکتین دیوانے پن کی ہون وہی دیوانہ ہے مین بھی اک بادیہ پیماے محبت
وراہ نورد الفت ہون کیا اپنا حال زار بیان کرون ملک چھوٹا مال چھوٹا کوہ الم تیشہ دل پر ٹوٹا اضطراب
شوق نے متاع تاب وتوان کو لوٹا بموجب شعر۔ جان مین آئے تو دل سے بھی ہاتھ اٹھا کے چلے ؛ یہ عشق کر کے
ملا ہمیں کہ کچھ گنوا کے چلے ؛ شاہ جی نے کہا آخر نام اُس محبوب جانی یار جاودانی کا کیا ہے شہریار نے
کہا ملکہ ہاجرہ دختر جناب حمزہ صاحبقران ثانی شاہ جی نے کہا اچھا مین ایک تعویذ دیتا ہون کہ وہ ابھی اسی
جگہ آئی جاتی ہین شہریار خوش ہو گیا اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم شاہ صاحب نے ایک تعویذ نکالکر
دیا اور کہا کہ اسے زمین پر رکھکر دہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے دبا دو اور ایک پڑیا دی کہ یہ بخور اسکا ہے سامنے
انگیاری روشن ہے اسے سلگاتے جاؤ شہریار تعویذ و بخور فقیر سے لیکر قریب انگیاری کے آیا تعویذ کو انگوٹھے سے
دبایا پڑیا بخور کی انگیاری مین ڈال دی بخور جلنے لگا ایک عجیب خوشبو پھیلی کہ شہریار جھومنے لگا فقیر نے نعرہ کیا
کہ باتش اور فرنگی بچے تیرا بھی یہ منہ ہے کہ تو نام ہماری شہزادی ملکہ ہاجرہ کا اس بے ادبی سے لے منم رضوان
بن عمر شہریار گھبرا کر اٹھا اور طرف رضوان کے دوڑنے کا قصد کیا لیکن ہوا جو لگی بتراق سے چھینک
آئی سر سے ٹانگین امید بیہوش ہو کر گرا رضوان نے جلدی سے چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ اسکا باندھا اور
چل نکلا چونکہ یہ سب عیار لشکر اسلام سے براے تلاش بدیع الملک نکلے ہین اور متفرق طور سے شہر صندل
کی طرف جاتے ہین رضوان نے اس صحرا مین آکر شہریار کو دیکھا گرفتار کر لیگیا لیکن رضوان بپاے شاطری بازنا ہوا چلا
جاتا ہے جاتے جاتے قریب ایک دریا کے پہونچا پیاسا تھا پشتارہ کاندھے سے اُتار کر زمین پر رکھا آپ ساحل پر
گیا ہاتھ منہ دھویا پانی پیا قضاے کار اتفاقات روزگار کہ فیروزہ دیوانہ جو بعد فتح ہونے قلعہ دار گوہر پوش کے

چھوٹ کر چلا تھا اپنے شہریار کو تلاش کرتا روان دوان نہایت پریشان چلا آتا تھا قریب اسی دریا کے پہونچا
دیکھا کہ اک شخص بصورت فقیر منھ ہاتھ دھو رہا ہے بعد ایک مدت کے جو اپنے ہمجنس کو دیکھا قریب آیا سلام کیا
رضوان نے جواب سلام دیا پوچھا اے شخص تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے فیروزہ نے تمام ماجرا بیان کیا رضوان
نے دل مین کہا کہ یک نہ شد دو شد خوب گذرے گی جو مل بیٹھنگے دیوانے دو کو اگر ظاہر ہو گیا کہ تو پتنارہ شہریار کا
لیے ہے تو یہ دیوانہ ابھی مار ڈالے گا اسے بھی کسی ترکیب بیہوش کرنا چاہیے یہ ہنوز اسی فکر مین تھا کہ دیکھا
سامنے سے دریا مین اک کشتی بہتی چلی آتی ہے چند نازنین مہر تمکین نہایت حسین دُر در گوش مرصع پوش دریائے
جواہر مین غوطہ مارے سوار ہین وہ کشتی دریا مین پڑی ہوئی ہین آپس مین ایک دوسرے کو ستاتی ہوئی
چہلین کرتی ہوئی ادھر کوئی مچھلی چھینی سب دوڑ پڑتی ہین ایک دوسرے سے چھینتی ہے اسی چھینا جھپٹی مین کوئی
مچھلی مر جاتی ہے کوئی تڑپ کر پھر اسی دریا مین جا رہتی ہے اور ایک آفت جان دشمن دین و ایمان جو اُن سب کی
افسر معلوم ہوتی ہے ایک ایک پر خفا ہوتی ہے کبھی تازیانہ لیکر اٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ اری حرامزادیو کچھ ہمارا
بھی پاس و لحاظ نہین ہم اپنے حال مین مبتلا ہین تمھین یہ غرستیان سوجھتی ہین نگاہون سے اُس ماہ جبین کی حسرت
چتون سے آثار محبت ہویدا ہین ماتھے کی شکن دل کی اُلجھن پر دال ہے ہاتھ پاؤن سرد دل مین درد رضوان بن
عمرو اور فیروزہ دیوانہ اُس پریوش کی یہ ادائے دلکش دیکھکر تصویر حیرت ہو کر رہ گئے لیکن نظر اُس نازنین کی جو ان
دونون پر پڑی بس فوراً ایک پرچہ جیب سے نکالکر دیکھا اور ایک سہیلی سے کہا کہ دیکھ خیلا جو علامتین اور مقام کہ ہمارے
محبوب جانی اور یار جاودانی کے ملنے کی دانے تحریر کرکے دی تھین وہی ہین لیکن خیر نام بھی پوچھ لو کہ یہ دونون کون
ہین اُس سہیلی نے پکار کر آواز دی کہ نام تم دونون کے کیا ہین ہماری ملکہ پوچھتی ہین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ مین
رفیق شہریار فیروزہ دیوانہ ہون اور رضوان بن عمرو نے اپنا نام اصلی نہ بتایا اور کہا کہ مین تو فقیر ہون مجھکو سلطان
صحرا نورد کہتے ہین اسی جنگل مین رہتا ہون بس یہ سننا تھا کہ وہ نازنین قہقہہ مار کر ہنسی اور پکاری کہ او سادہ لوح
بچے تجھسے بھی فریب کی باتین کرتا ہے ارے تو عمرو کا بیٹا ہے نام تیرا رضوان ہے باپ اور دادا مکار کہان جاتا ہے
بچکر میرے ہاتھ سے تم ملکہ بہار گلپوش جادوار سے غضب کیا تھا تونے کہ جسکی فرقت مین ہم اشک بہاتے
ہین خون جگر کھاتے ہین تو اُسے قید کرکے لیچلا ہے رضوان بھاگا بہار گلپوش نے جھولی سے تین نیچے طلائی
نکال کر پھینکے کہ مثل برق کے کڑاک کڑاک کر چلے ایک رضوان پر گرا ایک نے پتنارہ شہریار کا لیا ایک فیروزہ
دیوانہ کو اٹھا کر لیچلا تینون نیچے جب اُن تینون آدمیون کو سامنے ملکہ بہار گلپوش کے لائے ملکہ نے
رضوان کو تو اسیر سحر کرکے ایک سہیلی کے سپرد کیا اور پتنارہ شہریار کا کھول کر ہوشیار کیا اور پکاری کہ او بیوفا
او محبوب دلربا ہم تو یون تیری محبت مین اپنا گھر بار چھوڑ کر در بدر یا دریا تباہ پھرتے ہین اور تو دوسرون کے واسطے دشت
و صحرا کی خاک چھانتے شہریار نے قصد کیا تھا کہ کچھ کہون کہ فیروزہ دیوانہ نے آنکھ کے اشارے سے منع کیا اور کہا کہ اے
شہریار یہ موقع اسکا ہے کہ آپ بھی اظہار رنجت کیجیے آگے ثمرہ کر دیکھا جائیگا کیونکہ اس وقت یہ مخمصہ ہے کہ دشمن کے
پنجہ سے لینے چھوٹا آیا ہے شہریار نے موافق رائے فیروزہ کے خود بھی اشتیاق ظاہر کیا ملکہ بہار گلپوش نے کہا
مین نے خاص کر تیرے واسطے جو باغ تیار کیا ہے وہان لیے چلتی ہون یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ دیکھا اکبار
کشتی نے چرخ مارا اور غرق دریا ہو گئی اب جو آنکھ کھلتی ہے تو اپنے کو ایک باغ فرحت افزا چمن دلکشا مین پایا
کہ بہار باغ جنت اُسکے سامنے مانند اک گلدستہ پژمردہ کے نظر آئے اور بہشت شداد رشک سے خار کھائے

وہ بلبلوں کی نغمہ سرائی وہ طوطیوں کی خوشنوائی وہ کلیوں کا شل آغوش تنا کھلنا وہ ڈالیوں کا فرط مسرت سے
جھوم جھوم کر گلے ملنا وہ ہر نخل کی شادابی وہ بیلوں کی خوش آبی جو انگور ہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیشۂ بلور یا جام دل
ناصبور بادۂ مسرت سے پر ہے ہر قطرۂ شبنم آب وتاب میں شل دُرِ نیساں ہے سوسن پر رنگ مستی ہویدا نرگس پر چشم نظارہ شیدا غرضکہ
دونوں عاشق ومعشوق مع فیروزہ دیوانہ و رضوان بن عمرو اور کچھ خواصین ملکہ کی سیر کنان باغ خندان قریب
ایک قصر جواہر نگار حیرت کار رشک چرخ زحل رشک فلک نیلوفری کے پہونچے دیکھا کہ مسند لگی ہوئی ہے اوپر شامیانہ کار چوبی
کھنچا ہوا ہے سامان عیش وطرب مہیا ہے کچھ گائنیں بیٹھی ساز ملا رہی ہیں ایک نازنین ماہ جبین بقصد ساقی گری صراحی
جواہر نگار جام مرصع کار ہاتھ میں لیے منتظر کھڑی ہے ملکہ مع شہریار کے مسند پر جلوہ گر ہوئی فیروزہ دیوانہ ادب سے ہاتھ
باندھ کر سامنے بیٹھا اور کنیزیں گرد وپیش آ کر جمع ہوئیں جام شراب ناب گردش میں آیا ابر مسرت دونوں پر چھایا
رضوان بن عمرو کو بہار گل پوش نے سنبلان جادو کے سپرد کیا اور کہا اسے لیجا کر قتل کر یا مقید رکھ مجھے اختیار ہے
سنبلان جادو رضوان کو لیکر اپنے حجرے میں آئی اور کہا اے رضوان سنا تو نے کہ ملکہ نے تیری نسبت کیا حکم دیا ہے لیکن
مجھے تیرے شباب اور اپنی ولولی پر رحم آتا ہے مجھے میں قتل تو نکرونگی بلکہ اگر تو بھی مجھے خوش رکھیگا تو تیری الفت
کا دم بھرونگی کیونکہ جیسے میں نے ملکہ بہار گلپوش کی نوکری کی مرد کی صورت کو ترس گئی آپ تو مزے کرتی ہے جسے
چاہتی ہے پکڑ منگاتی ہے اپنا منھ کالا کرواتی ہے ہم لوگ بھی آخر دل رکھتے ہیں مگر ہمیں کسی سے بات تک نہیں کرنے دیتی ہے
رضوان نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے ہم بھی عاشق مزاج ہیں مرتے پر مرتے ہیں بیوی راہ چلتے پر کوئی نہیں ہے تاہم لیکن
مجھے قید سے تو رہا کر دے سنبلان جادو نے ایک اسم سحر پڑھ کر پھونکا کہ وہ طوق وزنجیر وہتکڑی بیڑی مانند تار
عنکبوت کے ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئیں سنبلان جادو لپٹنے لگی رضوان نے کہا ملکہ تم کتنی بے مزا ہو ارے ایک
تو وہ جام شراب کا پیو اور میرے پاس بہت ہی عمدہ عطر عنبر ہے اس سے لباس کو بسا لو پھر لذت وصل
بھی اٹھانا کہ بہت لطف ہوگا سنبلان نے کہا اچھا اور علیحدہ ہوئی رضوان نے جیب سے ایک شیشی نکالی کہ
سرخ کاغذ اسکے منھ پر بندھا ہوا تھا سنبلان جادو سے کہا کہ یہ عطر خاص حمزہ صاحبقران ثانی کے لگانے
کا ہے میں نے چرا لیا تھا سنبلان جادو نے خوش ہو کر شیشی ہاتھ میں لی اور کاگ اسکا کھولا ناک سے
قریب لا کر سونگھا اور پکاری ارے یہ عنبر کا عطر ہے یا سنڈاس کی کیچڑ اسمیں بھری ہوئی ہے رضوان نے کہا
حرامزادی تو اسی عطر کے لائق ہے سنبلان پکاری لوگو دوڑو یہ تو محبت آمیز باتیں کرتا تھا یا یہ جعلسازی کرنے لگا
رضوان نے کہا کیا تیر مارے ہوئے مجھے چھوڑتا بھی ہوں یہ سنتا تھا کہ سنبلان جادو جھلا کر اٹھی تا زبان
سحر ہاتھ میں اٹھایا پکاری کر شاتیں تو نہیں آتی ہیں لیکن اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گری
رضوان نے خنجر کھینچا چاہا کہ مار ڈالوں ساتھ ہی اسکے یہ خیال آیا کہ یہ ساحرہ ہے اسکے مرنے سے علامتیں ضرور
ظاہر ہونگی پھر تو گرفتار ہو جائے گا بلکہ اسکی مرتبہ دو نکانا ہے بہار گلپوش جادو مجھے زندہ بھی نچھوڑے گی
بس فوراً زبان پر اسکے تکلہ سوزن کر دیا اور دونوں ہاتھ پس پشت باندھ کر ایک گڑھا کھود کر وہیں زندہ توپ دیا
اور آپ اسی کی شکل بنکر حجرے سے نکلا اور سوچا کہ تو ملک کس واسطے تھا اور یہاں کن کن بلاؤں میں پھنسا
مجھے شہریار کی گرفتاری سے کیا مطلب اب چلکر بدیع الملک کا پتہ لگاؤ یہ خیال کر کے باغ سے نکل کر راہی ہوا
یہاں صحبت راز ونیاز گرم ہے ملکہ جام بھر بھر کر شہریار کو دیتی ہے شہریار کا انکار ملکہ کا اصرار عجیب لطف دے
رہا ہے بموجب شعر انکار میکشی نے مجھے کیا مزا دیا ٭ چھاتی پر اسنے چڑھ کے خم ہی پلا دیا ٭ کبھی شہریار

جام بھر کر دیتا ہی ملکہ لبون سے لگا کر یہ شعر پڑھتی ہی - کیونکر نہ پیوین مین کہ یہی جام محبت ہو دے زہر بھی معشوق تو منہ
مڑ نہین سکتا تو عجب لطف اور عجب سامان ہی بموجب شعر کی دمعشوق و مغنی و گلستان و بہار ہو جمع سامان مسرت
ہن سبھی خاطر خواہ ٭ آنکھین نشے سے سُرخ ہو چلی ہین اُدھر اک پری جمال نے یہ غزل شروع کی ہی تو سمان بندھا ہوا ہی غزل

ہاتک جتنک ہی کھلی در باب میخانہ رہے
یون تھگہ بدلو کہ باقی نہ زمستانہ رہے
باتین قاصد کی خوش آئین پند ناصح ناگوار
مندجب ٹوٹے تو سا ہی خاک پیمانہ رہے
خاک کرے کاش ہمکو غیرت رشک رقیب
عشق کا چرچا جہان ہو اپنا افسانہ رہے
ہوت پامالی ہو سبزے کی طرح اس بزم مین
شمع اک روشن کرے گر سوز پروانہ رہے
وہ جو ہو پاس میری بیکسی کی شرم کر
ہان در بجائے کھلی باب بیگانہ رہے
وہ لیلے کی اگر رسم وفا جاری کرے
شمع روشن ہو تو کیونکر دور پروانہ رہے
آرزو وحشت ہی میری بسکہ تنہائی پسند

پھرتی رہے جبتک فکر گردش مین پیمانہ رہے
صورت مجنون انا لیلی پکارے عشق مین
دوست سے ہو دشمنی دشمن سے یارانہ رہے
انقلاب ہوش وحشت کی ہی دنیا ہی دلی
غیر کا شیدا وہ ہو دل جسکا دیوانہ رہے
ہر جفا کاری مین تیری جانتی ہی کونسی
لطف کیا ہی جس چمن مین ہو کے بیگانہ رہے
شل گوہر گر قناعت ہو تو ہر زنق ہی ساتھ
اتنی بستی دل مین ہو اور گھر مین ویرانہ رہے
جان لیتی ہی یہ کہکر ہمت دل عشق مین
ہر بگولا نام کا مجنون کے دیوانہ رہے
لذت دیوانگی تو اُسکے دل سے پوچھیے
مین رہون باہر اسلیے ایک دیوانہ رہے

پھر بھی پردے کی ہو خاطر مین یارانہ رہے
ہے یہ ہشیاری کہ اپنا آپ دیوانہ رہے
بیکسی تو ہم شکن پیوند و اعضا و شکن
وحشت مین بستی بسے اور گھر مین ویرانہ رہے
بات اتنی ہی جو مٹتے ہین ہم اہل وفا
شمع کی صورت جلے دل آنکھ پروانہ رہے
دل ہو مائل اپنی جانب آنکھ خود بینی کرے
آب ہو دانے مین پنہان آب مین دانہ رہے
جانیو نے اسلیے گی تو جھلکینگے ادھر
نام وہ کر جا کہ بعد مرگ افسانہ رہے
آتش دیدار سے بڑھنے لگے گرمی شوق
ہو جسکی بیخودی پر ناز جانانہ رہے
ہوگا دو نا زمین ایسا گانی کا اہل بزم

جھومنے لگے ملکہ بھی بیخود ہو کر بار بار شہریار سے لپٹ جاتی تھی رنگ صحبت دگرگون ہو چاہتا تھا کنیزین پیشاب
یا ماننہ کے بہانے کھسک کر جانے لگین لیکن فرزانہ دیوانہ کو شہریار نے اشارہ کیا کہ تو دبتا ہے وصل
اس وقت کا منظور نہین یہ ساحرہ ہی سارا رنگ و روغن سحر کا معلوم ہوتا ہی لیکن طرفہ ماجرا یہ کہ جیسے بہار گلپوش جادو
قہرمان دیوانہ پر عاشق تھی اور بجا طور اُسی کے طلسم صندل سے اگر یہ باغ تعمیر کیا تھا لیکن جیسے شہریار پر
عاشق ہوئی دیوانے سے بیرخی کرنے لگی وہ بھی اس سے خفا رہتا ہی کبھی کبھی چلا آتا ہی حسب اتفاق قہرمان
سیر و شکار سے پلٹ کر آتا تھا قریب باغ جو پہونچا آواز سرود و ستار کان مین آئی سمجھا کہ وہ یار جانی محبوب
جادوانی باغ مین فرو کش ہی اندر باغ کے آیا جب قریب قصر پہونچا دیکھا کہ اک جوان رعنا پہلو مین مسند پر
بیٹھا ہی ہم اختلاط معروف انبساط ہی یہ حال دیکھکر آتش رشک و حسد بھڑکی واقعی محبت کا کوچہ بھی کیا برا ہوتا ہے
علی الخصوص رشک رقیب کا صدمہ کہ اس سے زیادہ سخت و صعب چیز کون سی ہوگی بموجب شعر غضب ہی رشک
کی الفت مین چوٹ اُف یارب ہو یہ امر اگر تشدنی ہی تو ہو ہمارے بعد ٭ دیوانے کی آنکھون مین خون اُتر آیا
انکار اباش و غیرہ سر تو کون ہی کہ پرائے ناموس سے معروف راز و نیاز ہی اُدھر نظر شہریار کی دیوانے پر پڑی
کہ یہ غیر شخص کون چلا آیا دل مین سوچا کہ یہ ا مر ذرا بیجا ہی لیکن تو بے قصور ہی کہ یہ تجھے گرفتار سحر
کرکے لے آئی ہی قہرمان سے کہا ای برادر مین خود یہان نہیں آیا ہون بلکہ یہ عورت خود مجھے لے آئی مجھے
نہ معلوم تھا کہ یہ تمھارا ناموس ہی قہرمان ملکہ کی طرف مخاطب ہوا کہ کیون صاحب اسی باعث سے تم کئی روز
سے اکھڑی اکھڑی رہتی تھین یہ پوشیدہ دو مردون سے دل لگایا ہی کہ وقت پھر گیا ہی ملکہ نے کہا تو نے

کیون میری ایک کنیز کو آوارہ کیا یہ اُسکا عوض ہے غل مشہور ہے کہ تیغ کی لاج حق نے کیا رام جنا پھر اسمین کسی کا کیا
اجارہ ہے شہریار نے کہا او بیسوا مین ایسی چھنالون سے دل نہین لگاتا یہ کہکر پہلو سے اُٹھا ملکہ نے دامن پکڑا
کہ یکایک بجلی کڑکی اور نعرہ ہوا کہ منم ابلیس خود پسند او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یہ اسی باعث سے تو طلسم
صندل سے بھاگ آئی تھی یہان تو نے یہ رنگ پھیلا رکھا ہے ہمین اسکی خبر نہ تھی یہ کہکر زنجیر کا بند
پکڑ کر بہار گلپوش کو لیکر زمین سے بالا سے ہوا روانہ ہو گیا قہرمان دیوانہ نے جو یہ رنگ دیکھا رونے لگا اور
چوبدست گران پکڑ کر شہریار کی طرف چلا کہ تیرے ہی وجہ سے میری معشوق گئی اب باپ اُسکا کاہے کو
آنے دیگا تو ایسا سبز قدم اس باغ مین آیا کہ ساری بہار و رونق اس باغ کی اُٹھ گئی اب مین تجھے کب زندہ
جانے دیتا ہون یہ کہکر وار چوبدست کا شہریار پر کیا چاہتا تھا کہ فیروزہ دیوانہ دوڑ کر دیوانے سے لپٹ پڑا
اور ایک چکت ہاتھ پر اس زور سے ماری کہ دیوانے نے بیتاب ہو کر چوبدست چھوڑ دی اور خود بھی لپٹ پڑا
اور دل مین سوچا کہ یہ بھی کوئی ہم جنس معلوم ہوتا ہے خوب چکت لگاتا ہے اب شہریار تو الگ کھڑا تماشا
دیکھ رہا ہے اور یہان دیوانون مین چکت چل رہی ہے یہانتک کہ دونون کے جسم سے خون جاری ہوا آدمیون کی
لڑائی نہ ہوئی بندرون کی لڑائی ہو گئی لیکن ایک چکت قہرمان نے فیروزہ کے سینہ پر اس زور سے لگائی کہ
یہ چیخ اُٹھا اب شہریار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ زنجیر مین فیروزہ کی ڈالا اور دوسرا ہاتھ قہرمان کی کمر مین
استوار کیا اور جھٹکا دیکر علیحدہ کر دیا فیروزہ سے کہا تو علیحدہ رہ مین اس سے سمجھ لونگا قہرمان شہریار
سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی جب دیوانہ چکت مارنے کا قصد کرتا ہے شہریار گلے پر گھونسا مارتا ہے یہانتک کہ
پہر بھر کشتی ہوئی شہریار نے لنگر دیوانے کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ چارون شانے
چت گرا کود کر چھاتی پر جا بیٹھا اور کہا کیا کہتا ہے دین تمہارا کے بارے مین دیوانہ پکارا اب زندہ رہے تو ہم
شہریار سینے سے اُتر پڑا دیوانہ اُٹھ کر قدمون سے لپٹا شہریار نے دست رحمت پشت پر رکھا اور فیروزہ سے گلے
ملوایا اب شہریار نے کہا اے قہرمان میرا قصد ہے کہ قلعہ خردسیہ پر جاؤن نہین معلوم بدنام ملک پرستیا سے فرنگی پر
کیا گذری کہ سلاطون کا یورتق تھا اسنے عرض کی غلام بھی ہمراہ ہے غرضکہ شہریار مع ان دونون دیوانون کے باغ
سے باہر آیا قہرمان نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا کو سر پر اُٹھا دیکھا کہ ہر چہار طرف سے غول دیوانون کے
چلے آتے ہین کہ دیکھا بہت زنجیر دن کی بلند ہے اس دیوانے نے چالیس ہزار اپنے ہم جنس جمع
کیے ہین آن واحد مین سب جمع ہو گئے قہرمان نے شہریار کو اشارہ سے جتا کر کہا کہ مین نے غلامی اس
بہادر کی اختیار کی ہے جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ اسکو اپنا مالک جانے سبنے عرض کی کہ جب مالک مطیع ہوا
تو ہمین کیا عذر ہے یہ کہکر سب قدمبوس ہوے شہریار نے ہر ایک کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی اور سبکو
ہمراہ لیکر طرف قلعہ خردسیہ کے روانہ ہوے دیکھیے یہ قافلہ کب پہونچتا ہے

لیکن پھر چند سطر بہرام تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

کہ طبل بجوا کر قلعہ کی جانب چل چکا ہے اُدھر اہل قلعہ نے بھی خوب انتظام کیا ہے ۲ ہزار توپین لا کر برج کا بچاؤ ادبار دیکی
ہنڈیا تیل کی کڑھاؤ سب جرنے قریب کے تیار ہین کہ اگر بہرام گوزون سے بچکر یہان تک پہونچ گیا تو ان
حربون سے کام لینگے گولنداز مہتابین روشن ہاتھون مین لیے توپون پر مستعد ہین کہ یکایک بہرام نے مرکب
کو چھیڑا اور رخ قلعہ کا کیا فوج بھی قریب ایک لاکھ سوار کے ہمراہ چلی جسوقت گولندازون نے دیکھا کہ اب

شجر پرست زد پر آگئے ہیں تو پوت پر بتی رکھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگر زمین کا شق ہوگیا ہزارہا شجر پرست اڑ گئے لیکن
بہرام تیغزن تھے کوئی گولا قضا کا نہ لگا پلٹ کر ساتھ والوں کو منع کیا کہ خبردار اب کوئی اس طرف آنے کا قصد
نکرے میں اکیلا اس قلعہ کو فتح کرونگا اور دیکھ لینا کہ اگر میں نے اس قلعہ کو نہ لے لیا تو نام اپنا بہرام تیغزن
نہ پایا ہوگا یہ کہکر گھوڑا اکر ہوا بھاگ کالیا ادھر سے بھر مار توپ گولے کی ہونے لگی لیکن بہرام کی یہ حالت تھی کہ گولوں
کو رد کرتا ہوا خالی دیتا چلا آتا ہے کوئی گولا قضا کا نہیں لگتا یہاں تک کہ بہرام بر لب خندق جا پہنچا قلعہ پر سے
بانے کا تسلا آتش کا گولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھا سب چیزیں پھینکی گئیں لیکن اس نے سب کو رد کیا قصد کر رہا ہے
کہ خندق کو پھاند کر پھاٹک کو گرز سے شکست کردوں ادھر فرنگیوں کی یہ حالت کہ بلبلا بلبلا کر دعا کرنا شروع کی کہ یکایک
از پردہ بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سرگرد برآسمان رسیدہ وپا سے گرد در زمین
پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار دیوانے
زنجیریں کھڑکھڑاتے شور وغل مچاتے پیدا ہوئے آگے آگے شہریار جن پرسیا ایک پہلو میں فیروزہ دیوانہ دوسرے
پہلو میں قہرمان دیوانہ بہرام بھی یہ رنگ دیکھکر ٹھہرا لیکن شہریار نے جو دیکھا کہ بہرام لب خندق کھڑا ہے اہل قلعہ
مضطرب ہوکر مسیح کو پکار رہے ہیں بس وہیں سے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ باش او نامرد کہاں جاتا ہے
خبردار ہشیار باش کہ منم شہریار جن پرسیا کے گذاریم کہ از دست من بزندہ وسلامت بدر روی ادھر بیچاری فوج
بے سردار پرورش کرتے تجھے شرم نہ آئی بہرام تیغزن کو بھلا اس لفظ کے سننے کی کب تاب تھی وہیں سے
مرکب کو پھیر سامنا کیا اور سینہ شہریار پر نیزہ کا وار کیا شہریار نے نیزہ کو نیزے سے روکا تھا طعنیں چلنے لگیں جانی
سے ان لوگوں کے جو شرارے نکلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ باہم مصروف جنگ ہیں کوئی ساعت طعن کی
نوبت آئی ہوگی کہ اک مقام پر شہریار نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا اور مانند کل نجو بان پیچیدہ کرکے اب جو
جھٹکا مارا بہرام کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بس خفیف ہوکر تلوار پر ہاتھ ڈالا پکارا او فرنگی غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے
اس شخص کے نکال دیا کہ جسکے مقابلے میں بہرام فلک بھی تھرتھرائے اور تاب مقاومت نہ لائے خیر کچھ پروا
نہیں نیزہ بازی طفلاں بازی گرز بازی خل بازی تیغ بازی راست بازی ہے کہ حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر جیسے ہی کہ
شہریار پر وار کیا شہریار نے تلوار کو اسکی رد کرکے آواز دی کہ تو ضرب بے زدی ضرب مانوش کن کہ
ہمہ شادی از دل فراموش کنی یہ کہکر جو ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے بھی برابر سپر کو اٹھا کر سر کی پناہ کیا
لیکن تلوار جو برق شرار تھی وہ آب رکھتی تھی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود پر بیٹھی جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گئی
بہرام نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکل گئی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی تو بہرام پر غشی طاری
ہوئی سنبھلنے کی طاقت نہ رہی شہریار نے آواز دی بیچاؤ کہ ہم ایسے زخمی پر ہاتھ نہیں اٹھاتے کہ یہ فعل شان
مردی مردانگی کے خلاف ہے لوگ آکر بہرام کو لے گئے لیکن قرطاس بن افلاک نے جو یہ حال دیکھا وہیں سے
گھوڑا اکر ہوا بھاگ کالیا پکارا غضب کیا تو نے کہ بہرام ایسے شخص کو زخمی کیا لیکن کہاں جائیگا بچکر میرے
ہاتھ سے یہ کہکر تیغ آبدار کا وار اس بہادر نامدار پر کیا شہریار نے بھی سپر کو اٹھا کر سر کی پناہ کیا لیکن قضائے کار
اتفاقات روزگار کہ مرکب نے سکندری کھائی خود سر سے پیچھے گرا چنگ سنبھلے سنبھلے تلوار سر پر بیٹھی چار انگل کا
زخم سر میں آیا تھا کہ شہریار نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی مگر وہیں سے سنبھلکر
آواز دی کہ کہاں جاتا ہے تو بھی تو لیتا جا یہ کہکر جو تلوار ماری قرطاس کو گمان بھی نہ تھا کہ ایسا زخمی حملہ کریگا تلوار جو سر پر

بیٹھی خود کو کاٹ کرتا دوا بروٗ اتر گئی اسنے بھی دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکلی گیتی بخت شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا تمام
فوج کو حکم دیا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارو اس زنگی کو غضب کیا اسنے کہ ایسے دو بہادرون کو زخمی کیا کہ جنکا مثل و نظیر
نہ تھا یہ سننا تھا کہ تمام فوج ٹوٹ پڑی ادھر دیوانون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا زخمی بھی ہوا اور یورش بھی تمام فوج
کا ہوا سبکے سب مارین اور چوبیتین پکڑ پکڑ کر غل مچاتے زنجیرین کھڑکھڑاتے دوڑے فوج کی غول بہ ہوگئے ہنگامہ
گیرو دار برپا ہوا اہل قلعہ بھی پھاٹک قلعہ کا کھولکر نکل آئے شجر پرستون سے بھڑ پڑے تلوار چلنے لگی دریا خون کا
بہنے لگا سر مانند حباب کے ہر طرف تیرتے پھرتے تھے برق شمشیر کڑک کڑک کر گر رہی تھی خرمن حیات شجر پرستون کے
جل رہے تھے قہرمان دیوانہ اور فیروزہ دیوانہ نے کشتون کے پشتے لگا دیے جسے چوبدست ماردی پرا اٹھا
ہو کر رہگیا شہریار بھی زخم سر باندھے ہوے شجر پرستون کے نخل حیات کو قطع کر رہا تھا کر توس جنا ؤ دلوس
بھی باوجودیکہ زخمی تھا لیکن تلوار کھینچکر آ پڑا ہی بے خوف وخطر لڑ رہا ہی اس زور شور سے تمام تک تلوار چلی کہ
ہزار ہا شجر پرست صد ہا زنگی مارے گئے آخر کار شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوے گیتی بخت شاہ
اپنی بارگاہ مین آیا بہرام و قرطاس کے زخم سر مین ٹانکے لگے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی ادھر شہریار پر سیباے
زنگی زور شار کرتا ہوا داخل قلعہ ہوا کرتوس سے ملاقات ہوئی اسکے بھی زخم سر کا علاج ہونے لگا قہرمان دیوانہ
اور فیروزہ دیوانہ نے نہایت تعریف کی اپنے آقا کی اور کہا کہ کیا کام کیا ہی حضور نے یہ آپ ہی کے واسطے تھا کہ حالت
زخمداری مین ایسا ہاتھ مارا کہ اسکو بھی بیکار کردیا غرضکہ آٹھ روز تک لڑائی بند رہی علاج دونو طرف ہوا کیے
لیکن بعد آٹھ روز کے بہرام و قرطاس نے غسل صحت کی صحبت عیش برپا ہوئی بجا جلدہ کا اب گردش مین آیا جس وقت
دماغ بہرام کا گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرگی
ہرکارون نے یہ خبر ملک پر سیباے زنگی کو پہونچائی کہ لشکر شجر پرستان مین کوس حربی بجا ہی پر سیباے زنگی
بہت گھبرایا ہوا تھا کہ قلعہ مین چلا جاؤن کیونکہ شہریار کا زخم بھی اچھا نہین ہوا تھا مگر شہریار نے حکم دیا کہ خبردار
جبتک میرے دم مین دم ہی کوئی قلعہ مین جانے کا ارادہ نکرے اگرچہ مین زخمی ہون لیکن کل دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اور حکم
دیا کہ طبل جنگی ہمارے یہان بھی بجے ہرچند پر سیباے زنگی نے سمجھایا لیکن شہریار نے ایک بھی نہ سنی
غرضکہ یہان سے بھی طبل بجا تیاری جنگ ہونے لگی زنگیون کو نہایت انتشار تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی جسکا
بھروسا ہی وہی زخمی ہی لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے لوگ اپنے اپنے بستر خواب سے اٹھکر جسکا جو طریقہ تھا اس طور سے بندگی معبود کی بجا لاے
گیتی بخت شاہ مع لشکر میدان کارزار مین آیا داہنی جانب تخت کے بہرام تیغزن بائین جانب قرطاس بن
افلاک اس طرف تخت پر ملک پر سیباے زنگی مرکب پر شہریار سوار اس حالت سے کہ زخم سر بندھا
ہوا ایک طرف کرتوس جنا ؤ دلوس اسکی بھی یہی کیفیت الا فیروزہ و قہرمان یہ دونون دیوانے تے زخمی
تھے کہ یکایک بہرام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت گیتی بخت شاہ کے آیا اجازت میدان
چاہی گیتی بخت شاہ نے تین مرتبت جھاڑی اور کہا ای فرزند تجھکو سایہ مین دیا خداوند نخل مرید کے
بہرام بار دگر مرکب پر سوار ہوا باپ کو سلام کیا اور سمت میدان کارزار کا تیا پہلے سرا پا میدان کا دکھایا پھر
نیزہ کو زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باغی اے قوم والو اور آگاہ ہو کہ منم بہرام تیغزن یا تو مذہب
شجر پرستی اختیار کرو ورنہ جسکو تمناے مرگ ہو آئے میرے مقابلے کو اور شہریار کی طرف دیکھکر کہا کہ اس روز

مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تھا لیکن تو بھی قرطاس کے ہاتھ سے زخمی ہوا بفضل خداوند تعالی احد کا
ہمارے حال پر رحم ہوا کہ ہم اچھے ہو گئے اور تو اسی حال مین مبتلا ہے یہ سنتا تھا کہ شہریار نے پیچ و تاب کھا کر چلنے کا
قصد کیا تھا کہ فیروزہ دیوبند نے عرض کی ای آقاے نامدار ہم غلام کس دن کے لیے ہین یہ کہکر مرکب کی باگ کو
جنبش دی گھوڑا تڑپ کر چلا ہنوز فیروزہ قریب بہرام پہونچ کر سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ بہرام نے تیغ ماری سر
فیروزہ کا مجروح ہوا بہرام چاہتا تھا کہ کام فیروزہ کا تمام کرے کہ قہرمان دیوانہ جھپٹ پڑا فیروزہ کو بچا کر
چوب دست ماری بہرام نے چوب اسکی سپر پر روکی اور تیغ خون آلود مارا کہ سر قہرمان کا بھی زخمی ہوا بہرام قہرمان کو قتل
کیا چاہتا تھا کہ شہریار للکارتا ہوا چلا کہ او نامرد کیا کرتا ہے الے زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے وہ احسان فراموش
کر گیا کہ مینے تجھے زخمی کر کے پھر ہاتھ نہ اٹھایا تجھکو چھوڑ دیا تو میرے سامنے میرے رفیق پر یہ بدعت کرتا ہے
ابھی شہریار قریب بہرام کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آگے آگے اس
گرد کے ایک بونڈلا چرخ مارتا ہوا نمودار ہوا سب نگران تھے یہ کون آتا ہے یکایک قریب پہونچ کر وہ گرد
شق ہوئی اور دل گرد سے چالیس ہزار سوار پیدا ہوے آگے آگے ان سب کے نقابدار گوہر پوش
مرکب اسکا ہنہناتا کرتا ہوا لیکن نقابدار نے جو یہ سوکر دیکھا کہ شہریار زخمی بہرام کے مقابلے کو جاتا ہے وہین
للکارا کہ باش اے بہرام خبردار و ہوشیار باش کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت
بدر روی چنانچہ نقابدار قریب پہونچا تھا کہ بہرام نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا لیکن معلوم چلتے
کوئی مترجعین کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے ہوائی کر دیا ادھر شہریار نے جو نقابدار
کو آتے دیکھا تھا سکتے مین ہو گیا تھا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے فیروزہ سے کہا کہ پہچانا تو نے یہ نقابدار
کو ہو نہو یہ وہی آفت روزگار دشمن تاب و توان ہو کہ ہم جسکی قید مین تھے افسوس یہ ظلم بھی اُسی بہرام نے کیا
کہ نہ نقابدار سے لڑکر اُسے زخمی کرتا نہ ہم اُسکی قید سے چھوٹتے ارے اس رہائی سے تو وہ قیدی اچھی تھی
کہ دل کو اطمینان تھا کہ ہم آواز تو اپنے یار جانی محبوب جاودانی کی سن لیا کرتے تھے فیروزہ نے کہا ہان حضور
یہ تو وہی نقابدار معلوم ہوتا ہے لیکن جسوقت کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکالا شہریار نے بیتاب
ہو کر تعریف کی کہ صدقے اس زور بازو کے اور نثار اس دل کے لیکن نقابدار نے اعتنا بھی نہ کی کہ کون تعریف
کرتا ہے لیکن بہرام نے غصے مین آکر آواز دی کہ او نقابدار اجل رسیدہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے
میرے نکال دیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی دست بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہین مین وہی بہرام ہون جسکے ہاتھ سے تو ایکبار ہزیمت اٹھا چکا ہے یہ کہکر
سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے تلوار اُسکی سپر پر روکی اور آواز دی کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا
تیغ زنی اسکو کہتے ہین اور ملا کر مرکب سے مرکب کو لپٹکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا بہرام نے برابر اٹھا کر سپر کو
چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نقابدار کی سپر کو کاٹتی ہوئی مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کرکے پیالہ
خود سے مانند شراب تند و تیز کے گذر کر سر پر بیٹھی نقابدار نے جھٹکا جو مارا تا دار و دماغ اتر گئی بہرام نے
دستار سنبھالا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی چوٹی سے باہر آئی غشی بہرام پر طاری ہوئی
طاقت سنبھلنے کی نہ رہی نقابدار نے پکار کر کہا کہ باش اے گروہ شبہ دستان لے جاؤ اس مردہ
صد سالہ کو اور [illegible] کسی اور کو ادھر قرطاس بن افلاک نے جو یہ معرکہ دیکھا جھپٹ پڑا اور پھرا میدان سے

بہرام کو اور آپ مقابل ہوا لیکن شہریار نے آواز دی کہ ای نقابدار گوہر پوش کیا گمان کیون تو توکس خاندان سے ہی
اس وقت مین مجھپر وہ احسان کیا ہی کہ تا زندگی سر تابی نہین کر سکتا بلکہ بہتر یہ ہی کہ مجھے ہر وقت اپنی غلامی مین رکھ تو نے
جان بخشی کی ہی اس سے زیادہ اور احسان کیا ہو سکتا ہی بموجب شعر مسیح کے سیتے مجھے احسان سے بچا دینا تو تیغ سے
مر دو دیا ہی تمہین دوا دینا تو شہریار تو نقابدار کو دیکھکر از خود رفتہ ہو رہا ہی اس راز سے سوا دیوانہ فیروزہ کے دوسرا
آگاہ نہین سب حیرت مین ہین کہ اس وقت شہریار کو کیا ہو گیا ہی لیکن قرطاس بچہ افلاک جو سامنے نقابدار
کے پہونچا نعرہ کیا کہ او گوہر پوش غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کا چراغ زندگی گل کر دیا ہوتا لیکن کہان جاتے کا بچکر
میرے ہاتھ سے یہ کہکر وار تیغ آبدار کا کیا نقابدار نے آتی تلوار خیال مین کر کے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی جب
سے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ قرطاس اوندھے منھ جبال مرکب پر آ رہا بس جیب مین سے دوسرا
ہاتھ زنجیر مین ڈالکر زمین سے اٹھا لیا لشکر شہریار و نقابدار مین واہ واہ سبحان اللہ کی صدا بلند ہوئی لیکن بخت شاہ
نے جو یہ حال دیکھا چلایا کیا دیکھتے ہو ارے مار دو اس نقابدار کو جانے نپائے غضب کیا اسنے کہ اتنے بڑے
جوان کو یون اٹھا لیا اور کام اسکا تمام کیا چاہتا ہی یہ سننا تھا کہ ساری فوج یلغار کر کے نقابدار کی طرف چلی ادھر
فوج نقابدار آ پڑی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شہریار نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اہریوان شجر پرستون کو
فرنگی بھی تلوار علم کر کر کے آ پڑے تلوارین بلند ہوئین بادم مرگ کے چلنے سے سر شجر پرستون کے مانند برگ خزان
دیدہ گرنے لگے جا بجا خون کے تھالے جم گئے جا بجا خون کے نالے پڑ گئے بموجب شعر چقاچاق خنجر بگردون رسید
زمین خون شد و خون بہیجون رسید * ہر چہار طرف دھاؤن کا ابر چھایا ہوا تھا خون کا مینھ برس رہا تھا برق شمشیر
کڑک کڑک کر گر رہی تھی جس جگہ باز و زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرتے تھے یہی معلوم ہوتا تھا کہ ماہی جال مین پھڑک
رہی ہی کوسون تک زمین پر شفق کا سمان نظر آتا تھا لالہ کوہی کا رنگ شرما جاتا تھا شجر پرستون نے جو دیکھا کہ
ہر طرف سے آثار شکست معلوم ہوتے ہین اور اب تک قرطاس بن افلاک کی رہائی نہوئی کہ ہاتھ بہ
نقابدار کے بلند ہی ہیبنے مگر نقابدار بیہوش کیا اسمعیل شجر پرست کہ نہایت زبردست ہی قریب نقابدار کے
پہونچا اور ہاتھ تیغ آبدار کا مارا نقابدار نے بجائے سپر قرطاس کو سامنے کر دیا لیکن ہاتھ تلوار کا جو کمر بند
قرطاس کے پڑتا ہی زنجیر کر کٹی قرطاس ہاتھ سے نقابدار کے چھوٹ کر جا گا لیکن نقابدار نے جو ہاتھ تیغ
آبدار کا مارا اسمعیل نے بھی اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو پڑتی ہی سپر کو کاٹکر خود آہنین پر بیٹھی اس
لوہے کو بھی موم کرتی ہوئی خود و خدبلند عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر صراحی گردن سے مانند قطرہ مے کے گذرتی
ہوئی صندوق سینہ مین دل و جگر کو دو کرتی ہوئی زین پر بیٹھی اور زین سے زمین پر پہونچی ایک ہی ہاتھ مین راکب و
مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا آسمان تھرایا شجر پرستون نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا
نقابدار نے ہاتھ روکا مگر ہونٹ کاٹتا ہوا پلٹا بارگاہ برپا کر کے ٹھہرا ادھر شہریار مع لشکر کے پلٹ کر اپنی فرودگاہ مین آیا
لیکن نقابدار کے واسطے بیتاب تھا کہ کیا کرون خود چلا جاؤن ایسا نہو کہ نقابدار خفا ہو اگر بلواؤن تو وہ کیون
آنے لگا اسے کیا غرض ہی غرضمند تو ہم ہین بموجب شعر کیا غرضمندی بڑی شئی ہی کہ عشق دوست منده تا ز نحیب
خواہش دل ہمسے اٹھوانے لگے * آخر کار جرات کر کے فیروزہ دیوانہ سے کہا کہ تو جا اور میری طرف سے عرض
کر کہ ای نقابدار بہادر ہم نہایت مشتاق ہین آپکی ملاقات کے کہ آپ ہمارے محسن ہین اور ایسے وقت
مین اگر آپ نے مدد کی ہی کہ ہم مین نہ کسی سردار مین ہمارے لڑنے کی طاقت باقی تھی امیدوار ہون دعوت کو تسلیم کیجیگا

فروزہ پیام شہریار کا لیکر چلا جس وقت لشکر نقابدار مین پہونچا لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا لیکن عیار نقابدار نے فروزہ
کو آتے دیکھا خدمت مین نقابدار کے آیا وہ وقت ہی کہ نقابدار لباس رزم اُتار کر پوشاک بزم پہن رہا ہے کہ
عیار نے پہونچکر عرض کی کہ حضور فروزہ دیوانہ آتا ہی نقابدار نے سکوت کیا کہ اگر نہ آنے دون تو خلاف مروت
وجہت عرب ہی اور اگر آنے دیتا ہون تو بدنامی و رسوائی کا خیال ہی کیا کرون کیا نکرون یہ اسی سوچ مین تھا کہ چوبدار نے
پہونچکر عرض کیا کہ حضور فروزہ دیوانہ حاضر ہی اور اُمیدوار باریابی ہی نقابدار نے کہا اُس سے کہدو کہ ابھی وہین ٹھہرا
رہے اور جلدی سے پوشاک پہنکر اپنے دنگل پر متمکن ہوکر حکم دیا کہ خیر بلالو دیوانہ فروزہ کو اور ایک کرسی اُسکے
واسطے بچھوا دی جس وقت فروزہ سامنے آیا نہایت ادب سے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیکر اشارہ کیا
کرسی پر بیٹھنے کو دیوانہ سلام کرکے بیٹھا نقابدار نے کہا کس ارادے سے آنا ہوا فروزہ نے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ شہریار تمہارے نے عرض کر بھیجا ہی کہ یا تو میری دعوت قبول کیجیے اور مجھکو ممتاز و سرفراز فرمایئے کیونکہ
آپ میرے محسن ہین اور سچ ہی آپ کو نہ خیال ہوتا تو کسکو ہوتا جو میری مدد کو آتا یا مجھے اجازت ہو کہ حاضر خدمت
ہون نقابدار کو سنکر نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ شاید پھر شامتین آئی ہین اس فرنگی بچے کی بھول گیا اُس قید کو
اپنی کہدینا ہماری طرف سے کہ ہم تیرے دوست نہین ہین بلکہ دشمن ہین اور ہم وہی ہین کہ جسنے تجھے قید کیا تھا اگر ہم
زخمی نہوتے بہرام کے ہاتھ سے اور لشکر ہمارا نہ تباہ ہوتا تو عمر بھر رہائی ہونا دشوار تھی اور ہم کافر کی دعوت قبول
نہین کرتے اور وہ یہان آنے کا بھی خبردار خبردار قصد نکرے ورنہ اچھا نہوگا مین خلق اسکا خیال نکرونگا کہ وہ میرے
لشکر مین آیا ہی بُری طرح پیش آؤنگا اور اے فروزہ اب کوئی پیام لیکر تو بھی نہ آنا ورنہ ذلت اُٹھائیگا اور اندر بارگاہ
کبھی نہ آنے پائیگا یہ فرماکر فروزہ کو خلعت دیکر رخصت کیا فروزہ یہ جواب صاف لیے ہوئے خدمت مین شہریار
کے آیا شہریار فروزہ کو بھیجکر دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہا تھا ہر چند کہ زخم سے ایذا از حد تھی اور اسی حالت مین
ساتھ نقابدار کے شیر پرستون سے جنگ بھی کر چکا ہی لیکن پاس اُمید ہی کہ دیکھون فروزہ کیا جواب لاتا ہے
کچھ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہین تھا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے شعر دیکھین آئے جواب خط کہ نہ آئے +
کون تقدیر کا لکھا جانے + اسی حال مین مبتلا و مبہوت ٹہل رہا تھا کہ سامنے سے فروزہ دکھائی دیا شہریار دوڑکر
فروزہ سے لپٹ گیا اور پوچھا کہ اے ہمراز عاشقان و ہمدم دردمندان کیا کہا اُس مطلوب و محبوب نے فروزہ نے
عرض کی کہ اے شہریار پہلے تو نقابدار بخلق پیش آیا لیکن جب مینے پیام آپکا بیان کیا تو نہایت برہم ہوکر
فرمایا کہ نہ مین آؤنگا نہ وہ آنے کا قصد کرے اور بلکہ مجھسے بھی تاکید کی کہ اب تو بھی نہ آنا ورنہ سزا پائیگا
اور یہ خلعت جو کہ مین پہنے ہون عنایت فرمایا شہریار اس عنایت پر نقابدار کے بہت خوش ہوا لیکن اپنے سوال کا
جواب جو خلاف طبیعت پایا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے فروزہ مجھے قرار نہ آئیگا
تو پھر جا اور نقابدار سے کہنا کہ اگر میرے آنے سے رسوائی کا خیال ہی تو مجھکو بھی صحرا مین ملاقات کیجیے فروزہ نے
کہا اے شہریار اب مین نہ جاؤنگا کیونکہ نقابدار نہایت برہم ہی اور مجھسے کہہ چکا ہی کہ اب اگر تو آئیگا تو سزا اسے
معقول ملیگی اے شہریار مین نجاؤنگا کسی اور کو بھیجیے شہریار نے قہرمان دیوانہ سے کہا کہ تو جا اور نقابدار سے
پیام کہنا کہ شہریار چاہتا ہی کہ کسی طرح ہو مجھسے ملاقات کیجیے اگر کچھ خیال رسوائی ہو تو صحرا مین ملیے قہرمان رخصت
ہوا اور دروازہ بارگاہ نقابدار پر آیا چوبدار سے عرض کر بھیجا کہ قہرمان دیوانہ حاضر ہی چوبدار نے نقابدار
سے عرض کی نقابدار نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ پھر کچھ پیام آیا ہی فروزہ تو ہمارے ڈر کے نہ آیا اب اُس نے

دوسرے دیوانے کو بھیجا ہی کہا پوچھو اُس سے کہ کیون آیا ہی کیا کام ہی چوبدار نے قہرمان سے کہا کہ نقابدار نے
پوچھا ہی کہ تو کس واسطے آیا ہی اسنے کہا کہدو کہ عرض دارم نقابدار نے مجبور ہوکر بلالیا کہ یہ تو اور شخص ہی نہین معلوم
کیون آیا ہی ایسا نہو بدنام کرے کہ نقابدار بڑا بیمروت ہی لیکن قہرمان جو سامنے آیا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا نقابدار
نے بیٹھنے کی اجازت ندی اور پوچھا کہ چہ عرض داری قہرمان نے کہا ای نقابدار بہادر میرا آقا بادشاہ شہریار
نامدار نہایت مضطر و بیقرار ہی کہ اگر آپ مجھسے بارگاہ مین نہین مل سکتے تو صحرا مین ملاقات کیجیے بس یہ سننا تھا کہ
نقابدار نے اُٹھکر ایک تھپڑ مارا کہ دیوانہ چرخ کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا حکم دیا نقابدار نے کہ اسکے دونون
ہاتھ پس پشت سے باندھ دو اور منہ کالا کرکے نکال دو ہماری بارگاہ سے ملازمین نے حکم پاکر ویسا ہی کیا قہرمان اس
حال پر ملال سے خدمت شہریار مین روانہ ہوا وہان شہریار دیوانہ فیروزہ سے کہتا تھا کہ یقین تو ہی کہ نقابدار نے
صحرا کی ملاقات تو منظور کرلی ہوگی فیروزہ نے عرض کیا کہ خدا ایسا کرے ہمین تو یقین نہین اگر قہرمان ہی بخیر و عافیت
پلٹ کر آجائے تو بڑی بات ہی اسنے مین قہرمان سامنے سے فریاد کنان نمودار ہوا شہریار نے دیکھا کہ اک زنگی
فریاد کنان چلا آتا ہی گھبرایا کہ یہ کون شخص ہی جب قہرمان قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ قہرمان ہی لیکن قہرمان چلایا
کہ ای شہریار آپ نے مجھے ذلیل کروایا دیکھیے نقابدار نے میری یہ حالت کی ایک تھپڑ مارا کہ مین بیہوش ہوگیا
جب ہوش آیا تو ہاتھ اپنے پس پشت سے بندھے ہوے پائے اور چہرہ سیاہ دیکھا شہریار نے کہا ای قہرمان
نقابدار وہ شخص ہی کہ اگر میرا بھی یہ حال کرتا تو بھی مجھے ملال نہوتا یہ کوئی ذلت کی بات نہین عاشقون کے بیماریان
کی اس سے زیادہ بڑی حالت ہوتی ہی قہرمان چپ ہو رہا شہریار نے اسکا منہ دھلایا ہاتھ کھولے لیکن
شجر پرستون مین یہ مشورہ ٹھہرا کہ یہ نقابدار بلائے بے درمان ہی اسکے ہاتھ سے بچنا غیر ممکن ہی شب پردہ
پوش عالم ہو دوسرے پسر حمزہ بدیع الزمان ہماری قید مین ہی شاید کہ نقابدار اُسکے حال سے بیخبر ہی ورنہ بغیر
چھڑائے بدیع الزمان کے دم نلیتا اسی وقت کیمخت شاہ مع پسر و لشکر طرف ملک صندل کے روانہ
ہوا یہان صبح کو لشکر نقابدار مین خبر پہونچی کہ شجر پرست بھاگ گئے اور قید بدیع الزمان کی انکے ہمراہ ہی
نقابدار نے پوچھا کس طرف گئے لوگون نے عرض کی کہ طرف شہر صندل کے گئے ہین نقابدار بھی اُسی وقت
کوچ کرکے طرف شہر صندل کے روانہ ہوا یہان شہریار کو رات بھر آہین بھرتے گذری جب صبح ہوئی ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ شجر پرست طرف شہر صندل کے گئے اور نقابدار گوہر پوش بھی اُنکی تعاقب مین روانہ ہوا
یہ سنکر شہریار سن سے ہوگیا کہ افسوس وہ یار جانی و محبوب جاودانی چلاگیا اور ملاقات تک نہ کی سچ ہے
معشوقون کا شیوہ بیوفائی ہی کسی سے دل لگانا جان کا عذاب مین پھنسانا ہی لیکن دل لگانا بھی تو کوئی اختیاری
فعل نہین ہی بموجب شعر یہ کام تو خود مطلبی سے نہین ہوتا ٭ نادان ہو تم عشق کسی سے نہین ہوتا ٭ اُسی وقت
حکم دیا کہ ہم بھی شہر صندل پر جائینگے پیش خیمہ ہمارا بھی روانہ ہو حمزہ ثانی سے بھی وہین فیصلہ ہوجائے گا
سنا ہی کہ امیر بھی اُسی طرف کو روانہ ہوے ہین پریسانے فرنگی نے کہا ای فرزند ابھی زخم سر اچھا ہوے بعد
غسل صحت حاصل کیے نکے چلنا شہریار نے نمانا اور کہا بالفعل ہوا فرنگستان کی خراب ہی صحرا کی آب و
ہوا اچھی ہوتی ہی جا بجا قیام کرتے چلے جائینگے راہ مین زخم سر اچھا ہوجائے گا یہ کہکر تیاری کیجے تیسرے روز
شہریار بھی مع گرلوس سحر زن و شمائل خان و فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ روانہ شہر صندل ہوا لیکن
یہ تو سیر و شکار کرتے چلے آتے ہین دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین

اب دو کلمے شہنشاہ گوہر کلاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ کیخسرو نامدار کو ہمراہ لیکر طرف ملک خرو سیہ کے چلے تھے سیر و شکار کرتے چلے آتے تھے کہ ایک روز
دیکھا کچھ لوگ سامنے سے خاک اڑاتے چلے آتے ہین جس وقت قریب پہونچے تو شہنشاہ نے پہچانا کہ رفقائے
بدیع الزمان ہین پوچھا خیر تو ہے دادا جان کہان ہین انھون نے سب ماجرا مقابلہ بہرام و قرطاس کا بیان
کیا اور قید ہوجانا بدیع الزمان اور رابیہ کا اور جنون مار کر تباہ کر دینا فوج کو سب ظلم شجر پرستون کے کہے
اسی وقت شہنشاہ بعجلت تمام طرف خرو سیہ کے چلے لیکن راہ چھوڑ کر بسبب عجلت کے بھٹک کر گمراہ پر
جا رہے تباہ ہو کر کمان کے کمان نکل گئے یہ دشت و صحرا مین تباہ ہو رہے تھے کہ دیکھا جانب بیابان سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے لیکن وہ گرد قریب آکر جو شق ہوتی ہے تو دیکھا
آگے آگے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا اور پھریرون پر علمون کے تعریف خداوند مغل سر سید تحریر ہے ہرکارون نے
عرض کی کہ ای شہنشاہ یہ لشکر کیمخت شاہ شجر پرست کا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ قصد آپکے جد بزرگوار
بدیع الزمان نامدار کی ہمراہی اور یہ سب ہاتھ سے ایک نقابدار گوہر پوش کے تنگ آکر جاتے ہین لیکن
سننا تھا کہ اسی وقت شہنشاہ نے مغفر طلب کیا اور آلات حرب تن پر آراستہ کرکے مع کیخسرو نامدار و
معروف بن اسد بعزم مقابلہ روانہ ہوئے عقب مین انکے کچھ وہ لوگ جو لشکر بدیع الزمان کے تباہ
ہو کر آئے تھے باقی کیخسرو کی فوج شہنشاہ کا لشکر سب چلے لیکن اول آتے ہی شہنشاہ نعرہ کرکے گرجے
کہ باش ای گروہ شجر پرستان ہوشیار باشید کہ منم صاحبقران ابن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
یعنے شہنشاہ گوہر کلاہ ذی شان کی گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر بروی بعد انکے کیخسرو اور معروف
بن اسد وغیرہ کے نعرے ہوئے شجر پرستون پر صحرا مین تازہ غزلان کی تلوارین مانند باد صرصر کے چلنے لگین نخل
حیات قطع ہونے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا آن واحد مین اُن دلاوران نامدار نے سترا کر دیا کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار ہو گئے دو پہر کامل اسی زور شور سے تلوار چلی کہ ہزارہا شجر پرست مارے گئے
زمین صحرا جو سبزی سے زمرد بن ہو رہی تھی یاقوت سرخ کی معلوم ہونے لگی دریائے خون رواں ہوا سر مانند
حبابون کے تیرتے نظر آتے تھے لاشین گر گر کر زمین پر پھڑک رہی تھین اک قیامت کبری برپا تھی قریب
تھا کہ باذن شجر پرستون کے اٹھ جائین یہ سب دعائین کر رہے تھے کہ ای خداوند مغل سر سید بھیج کسی کو ہماری
مدد کے واسطے کہ ہمیں وقت تنگ ہے جان بچنے کی صورت نظر نہین آتی کہا ہمارا نخل حیات بس منقطع ہوگا تیر اجل کا
چلے گا چونکہ ابھی وقت انکی قضا کا نہ تھا جنکی مرگ کا زمانہ تھا وہ مارے جا چکے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد
برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے
کہ کسکی کمک آئی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور تلے گرد سے دو سو علم
نشانہ دو لاکھ سوار کا پھریرون پر علمون کے تعریف مغل سر سید تحریر ہے آگے آگے دو شیران صحرائی پر سوار نہایت
زبردست روزگار یہ دونون بھائی واسطے مدد کیمخت شاہ کے طرف خرو سیہ کے جاتے تھے کہ نام ایک کا بجنگل پیر
سوار اور دوسرے کا بجنگل پیر سوار ہے راہ مین خبر پائی کہ شجر پرستون اور خدا پرستون سے اس صحرا مین تلوار
چل رہی ہے وہ بھی یہین سے باگین مرکبون کی پھیرین اور رخ میدان کارزار کا کیا تلوارین کھینچ کھینچ کر مع
لشکر آ پڑے یہ سب تازہ دم تھے خدا پرست دو پہر سے لڑ رہے تھے اب جو گرتے ہین تو کشتون کے

پستے لاشون کے انبار لگادیے میدان جنگ کو لاشون سے بھر دیا ہزار ہا خدا پرست بھی کام آئے شہنشاہ گوہر کلاہ
و کیخسرو نامدار و سروقت بن اسد تو بڑی جرأت و بہادری سے کام لے رہے تھے مگر فوج کی یہ حالت تھی کہ جیسے طوفان
مین جہاز ہوتا ہی اب خدا پرستون نے ملک ملک کو دعائین مانگنا شروع کین کہ یا رب بے نیاز و ای مالک کارساز یہ
جہاز تباہ ہوا جاتا ہی بیڑا ہمارا پار لگا کسی بندہ خاص کو اپنے واسطے مدد کے بھیج ہنوز سخن ناتمام تھا کہ تیر دعا ہدف
اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے دوسرا تق گرد بلند ہوا دیکھا تو وہ گرد اس تیزی سے چلی آتی ہی کہ معلوم ہوتا ہے
آندھی آتی ہی آن واحد مین وہ گرد شگافتہ ہوا اور نقابدار گوہر پوش مع فوج بسیار پہونچا اور شیر پرستون پر نعرہ
کرکے گرا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی پھر خدا پرستون کی قوت بڑھی لیکن شیر پرستون کا لشکر بہت ہی کہانتک قتل کرین
مرتے جاتے ہین اور زمین سے پیدا ہوتے جاتے ہین زخمون کی بہار ہی تمام صحرا لالہ زار ہی فلک اس دریاے خون مین
مانند حباب نظر آتا ہی جگر زمین مرکب کے قدمون سے تھرتھراتا ہی بہادرون کے ہاتھ مین تلوارون کے قبضے گھاتی مین تھمے ہین
کلیون سے خون جاری ہی رن بول رہا ہی بازار موت گرم ہی جانون کی خریداری ہی ملک الموت دوڑے دوڑے
پھرتے ہین کس کس کی قبض روح کرین ایک ایک بار ہزار ہزار لاشین زمین پر گرتی ہین جن مرکبون کے سوار مارے گئے ہین
وہ کوتل دوڑتے پھرتے ہین اک قیامت کبریٰ برپا ہی حسب اتفاق عین گرمی جنگ مین کہ اب کوئی پہر بھر دن باقی ہوگا
کہ تجیل ببر سوار کا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کا سامنا ہوا تجیل پکارا او خدا پرست تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ
اتنے بڑے لشکر مین اس طرح لڑ رہا ہی فوجون کو پسپا کر رہا ہی لیکن میرا نام تجیل ببر سوار ہی مین شیر صحرائی سے
مرکب کا کام لیتا ہون بہتر یہ ہی کہ اطاعت میری اختیار کرین تجھکو اپنی فوج کا سپہ سالار کر دونگا شہنشاہ نے کہا کیا
جھک مارتا ہی اگر تو مجھپر غالب آئے گا تو مین بیشک تیری اطاعت قبول کرونگا مردان دلاور بے آزمائے کسی کو نہین
مانتے ہین یہ سنتا تھا کہ تجیل نے نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ اسکا تیغ سے قلم کیا تجیل نے آواز دی کہ تو بڑا تیز دست معلوم
ہوتا ہی لیکن دیکھون کہ تو اس تیغ آبدار سے کیونکر بچتا ہی یہ کہکر بالشت بھر کا چوڑا تیغہ ساڑھے چار سو من کی ضرب کا
خبردار خبردار کہکر سر شہنشاہ پر وار کیا شہنشاہ نے تلوار کو ضامن دیکر سپر بلند کی تیغہ چور تا ہی سپکی مگر زخم سے خدا نے
بچایا شہنشاہ نے آواز دی کہ بس یہی زور و قوت پر ناز تھا دیکھ تلوار یون لگاتے ہین یہ کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
تجیل نے بھی برابر اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور تلوار کو بیچ مین ضامن دیا لیکن یہ تلوار شہنشاہ گوہر کلاہ کی ہی
اور غصہ مین آکر ہاتھ مارا ہی بھلا کب رکتی ہی سپر کو مانند قرص پنیر یا گردہ نان کے دو کرتی ہوئی پھسل تلوار کا
قلم کرتی ہوئی خود سنگین پہ بیٹھی کوئی چار انگل خود کاٹ کر ٹھہری ہوگی کہ شہنشاہ نے جھٹکا مارا چار انگل کا زخم
سر مین تجیل کے آیا گھبرا کر دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے بہہ آئی بیچ مین اور لوگ
آگئے تجیل کو علیحدہ کیا تجیل نے اپنا زخم سر باندھا پھر لڑنے لگا ادھر سنجیل برادر تجیل سے اور کیخسرو
نامدار سے سامنا ہوا سنجیل نے خبردار خبردار کہکر ارہ پشت نہنگ مارا کیخسرو نے ارہ کو تیغ سے قلم کیا
اور ہاتھ تلوار کا مارا کہ قبادہ سنجیل کا نشانہ ہوا لوگ اسے بھی بچالے گئے بہرام کیخسروان مین ذرا طاقت مقابلے
کی نہین تھی کیونکہ وہ نقابدار گوہر پوش کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا تھا لیکن قرطاس بن افلاک زخمی نہ تھا یہ
سامنے نقابدار گوہر پوش کے آیا اور وار تیغہ آبدار کا کیا ادھا وار نے تلوار اسکی روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا یہ بھی
زخمی ہوا ادھر سروقت بن اسد لڑتا بھڑتا قریب اس اژدہے کے پہونچا کہ جسپر بدیع الزمان مسلسل مطوق سوار تھے
لوگون کو قتل کر کے پاس بدیع الزمان کے آکر آواز دی کہ مین آپہونچا بدیع الزمان نے خیال کیا کہ بڑے

غضب کی بات ہے کہ یہ چھوکرا اگر قید کاٹے تو چھوٹیں دامن آرزو میں اب جو چرخ مارتے ہیں قید آہن کو مانند تار عنکبوت
کے توڑ کر پھینک دیا معروف نے امیہ کو ہتکڑی بیڑی کاٹ کر رہا کیا یہ بھی لڑنے لگا بدیع الزمان نے وہی
آرا بہ پکڑ کر زمانا شروع کیا ایک آدھ سوار کو مار کر گھوڑا اسکا قبضہ میں لائے اسی ہنگامہ گیرودار میں شاہزادہ رستم
شکوہ و انجم گردہ پہلوان تہمتن بیٹے بدیع الزمان گرد لشکر شکن قریب علمدار فوج کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ ہم ہیں پہلوان
رستم شکوہ و بدیع الزمان شاہ انجم گردہ کہ اور تلوار سے علم کو قلم کیا علم فوج کا سرنگون ہونا تھا کہ شجرہ بد شگون بر کوہ الم
گرا یا دلن لشکر کے اکھڑ گئے پھر کوئی نہ تھم سکا جسکا جدھر رخ پڑا وہ ادھر کو بھاگ نکلا آن واحد میں سناٹا ہو گیا
خدا پرست با فتح و فیروزی ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے نقارہ فتح بجا شہنشاہ گوہر کو بدیع الزمان نے گلے سے
لگایا معروف بن اسد کو بہت پیار کیا اور تعریف زمانی اب بجے سب با فتح و فیروزی بارگاہ میں آئے تھا بلار
گوہر پوش ایک طرف مع فوج نکلا چلا گیا ہر چند شہنشاہ وغیرہ نے پکارا سنے کچھ ساعت نہ کی شہنشاہ تین روز تک
اس صحرا میں مقیم رہے بعد تین روز کے کوچ کر کے طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت پر
بخدمت ناظرین عرض کیا جائے گا

اب دو کلمہ داستان جلالت عنوان زیب و زینت دنگل صاحبقران جناب امیر حمزہ ثانی کے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جب تین روز تک خبر بدیع الملک کی نہ معلوم ہوئی تو حسب رائے خواجہ زادگان مثل خواجہ دریا دل وغیرہ کے کوچ
کر کے طرف شہر صندل کے چلے جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے شام ہو چکی تھی بارگاہ استادہ ہوئی امیر داخل
بارگاہ ہوئے سب سردار موافق معمول اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے ذکر شاہزادہ رستم ثانی کا ہونے لگا کہ
لندھور ثانی نے کہا کیا عرض کیا جائے ہمارے تو وہ مرشد زادے ہیں کیا مجال ہے کہ شان میں انکی کچھ کہہ سکیں زبان
جل جائے لیکن وہ شاہزادہ والا دربدیع الملک نامور سے ضرور چشمک رکھتے ہیں یہانتک کہ اپنے دولے ہیں پھر امیر عالیوقار
کا بھی پاس و لحاظ نہیں کرتے نہیں معلوم کہاں ہیں اور کس حال پر ملال سے ہو گئے یہ سنا تھا کہ مالک نخاقی کے تیور بدل ہوئے
کہا او ہندی تجھے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ تو شاہزادہ کے معاملات میں دخل در معقولات کرنے لگا اور وہ بدیع الملک
سے جو چشمک رکھتے ہیں تو کیا کم ہیں کسی طرح خبردار اب کوئی کلمہ بے ادبی کا زبان سے نہ نکالنا لندھور نے کہا
اے مرد بے مروت میں نے کیا ایسا کہا کہ تو بھلا مالک نے جواب دیا کہ تو کیا کہے گا اگر کہے گا تو منہ بگاڑ دیا جائے گا
لندھور نے کہا تو منہ بگاڑنے والا نظر آتا ہے مالک نے کہا اگر کچھ تجھے دعوے ہو سمجھ لے میں ہر طرح موجود ہوں امیر
نے دیکھا کہ ان دونوں میں فساد ہوا چاہتا ہے منع فرمایا لیکن یہ دونوں آبائی چشمکیں رکھتے ہیں اس وقت خاموش
ہو رہے جب دربار برخاست ہوا اور سردار رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیموں کی طرف چلے مالک لندھور بھی اپنی
اپنی بارگاہ میں آئے مالک نے عیار کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ تو امیر کے سامنے بہت چین چین کیا کرتا ہے اگر کچھ دعوی
بہادری کا ہو چلا چل اسی کوہ پر جو سامنے معلوم ہوتا ہے میرے تیرے فیصلہ ہو جائے معلوم ہو جائے کہ کون زبردست
ہے کون کمزور یہ عیار یہ پیام لیکر لندھور کے خیمے میں آیا لندھور سمجھ گئے کہ کچھ فساد عجب برپا کیا چاہتا ہے پوچھا
عیار سے کہ کس ارادے سے آنا ہوا عیار نے پیام مالک کا بیان کیا لندھور چپ ہوا کہ اگر انکار کرتا ہوں تو یہ عیب
ہو رہے گا اگر جاتا ہوں تو امیر کے خلاف ہوگا لیکن ناچار ایک بارگاہ کے بیٹھنے والے برابر کا عہدہ انکار کیونکر
کر سکتے کہا بہتر میں موجود ہوں عیار نے آکر مالک سے بیان کیا اسی وقت مالک نے پشمینہ کب پہنکر طرف

کوہ کے روانہ ہوئے ادھر لندھور ثانی بھی مرکب پر بیٹھے اور طرف کوہ کے چلے جیسے ہی سامنا ہوا مالک نے آواز
دی کہ یہی گو ہے یہی میدان ہے دیکھوں تو میں کہ تو کیسا مرد ابدیع الملک کا ہے اور مجھکو بھی دیکھ کہ میں کیسا مرد ہوں رستم
ثانی کا ہوں وہاں بہت تو بڑبڑایا کرتا ہے لندھور نے کہا بسم اللہ میں تو موجود ہوں کچھ پیدا نہیں میں خود یہی چاہتا ہوں کہ
بیچ تیرے فیصلا ہو جائے یہ جھگڑا کسی طرح مٹ جائے مالک نے کہا پھر دیر کیوں کرتا ہے اٹھا نیزہ لندھور نے کہا
تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے مالک نے جھلا کر کہا او ہندی بہتی خور تو مجھے کافر بتاتا ہے آپ مسلمان
بنتا ہے تیری سزا یہی ہے کہ پہلے میں ہی وار کرتا ہوں مگر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر نیزہ مارا
لندھور نے نیزے کو نیزے پر لگا نٹھا لی نیزہ بازی ہونے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مرتبہ مالک
نے جھپٹ کر برچھی ماری کہ نیزہ مالک نے لندھور کے نیزے سے کہ مثل مار سیاہ کے پیچتا ہے اب جو مارا جھٹکا تو سن
نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا مالک قہقہہ مار کر ہنسے اور لندھور کو خفت ہوئی کیونکہ مالک صاحبقران
نیزہ ہے لیکن لندھور بھی صاحبقران گرز ہے جھپٹ کر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جو کہ ستر من
کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر مالک پر وار کیا مالک نے وار لندھور کا اپنے گرز پر لیا لیکن گرز
جو گرز پر پڑتا ہے تو زلزلہ کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مگر مرکب کی ٹوٹی مالک کے ہر بن مو سے پسینہ جاری
ہوا غش سا طاری ہوا عیار جھپٹ کر آیا گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا مالک بیہوش پڑا ہے
لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں منہ پر پانی کا چھینٹا دیا مالک کو ہوشیار کیا چاہا مالک نے مرکب
کو نکالوں دیکھا تو مرکب گلی تھا جان باقی نہیں بس وہیں سے تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا غضب کیا او ہندی
تو نے کہ میرے مرکب کو مارا اب چھوڑتا ہوں تجھکو نہ مارے گھوڑے کے بدلے تیرا خون گرونگا لندھور نے جو مالک
کو آتے دیکھا مرکب سے کود کر آواز دی کہ یہ نیزہ بازی نہ گرز کا روکنا گرتے ہوئے آسمان کا سنبھالنا ہے لیکن
مالک جو قریب پہونچا پھینک کر سپر تلوار ہاتھ سے لندھور سے لپٹ پڑا لندھور نے بھی سپر تلوار پھینک دی اور
معروف تلاش ہوا کشتی ہونے لگی اب دونوں کے عیار کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے عیار مالک نے کہا واہ ای شہریار
کیا کمال ہے اٹھا لیجیے لندھور کو عیار لندھور نے کہا او بیہودہ سوا اپنے کسی کی مجال ہے کہ لنگر لندھور کا توڑے دیکھ
تھوڑی دیر میں معلوم ہوتا ہے کہ کون زیر ہوا اور کون زبر ہوا عیار مالک نے کہا تجھے دعویٰ ہے تو تو بھی مجھ سے عیار
لندھور نے کہا کہ وزیر ہے چنیں شہریار ہے چنان کہ جیسے بد دماغ مالک ہوتے ہیں ویسے ہی انکو ملازم بھی ملتے
ہیں یہ سنتا تھا کہ عیار مالک نے پکار کر او بیہودہ زیادہ گوئی کرتا ہے اب مالکوں کا نام لینے لگا اور پتھر مارا کہ
پتھر پھسلتا ہوا شانے پر عیار لندھور کے پڑا تھوڑی چوٹ بھی آئی عیار لندھور نے خنجر کھینچا اور آپڑا عیار
مالک نے بھی خنجر کھینچا لگی رد و بدل ہونے ادھر تو وہ دونوں شیر نیستان شجاعت پلنگ وادی جرأت معروف
حرب و پیکار تھے ادھر دونوں کے ملازم لڑ رہے تھے حسب اتفاق اس طرف سے عمر ثانی جو واسطے بلاوہ دی کے
نکلے تھے چلے آتے تھے دور سے دیکھا کہ زیر کوہ دو آدمیوں میں خنجر چل رہا ہے اور کشتی لڑ رہے ہیں
سوچے کہ یا رب یہ کیا ہے کہ ہے یہ دیکھ آپس کی لڑائی کا تماشا معلوم ہوتا ہے دونوں سے للکار کر کہا خبردار
ہوشیار باشید کہ منم ماہ منزل عیاری دہر بہر خنجر گذاری جالینس خواجہ با وقار عمر ثانی نامدار ہر چند اکھاڑا لڑنے
لڑو کیا لیکن کچھ ساعت عیاروں نے نہ سنی خواجہ نے ترپ کر ایک ہاتھ سے عیار مالک پر جاب بیہوشی کا کھینچ
مارے دوسرے ہاتھ سے عیار لندھور پر کہ دونوں بیہوش ہوئے وہاں سے دونوں کو

پشتارے باندھکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوکر تمام ماجرا بیان کیا کہ یہ اس طرح لڑ رہے تھے میں نے
ہرچند منع کیا نہ مانا آخر میں بیہوش کرکے گرفتار کر لایا لیکن میں افسر عیاران ہون تو افسر پہلوانان ہے جلد چل کے
چھڑا لندھور و مالک کو ورنہ انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا امیر اسی وقت مرکب پر سوار ہوکر طرف کوہ کے آئے
دیکھا کہ لندھور و مالک مصروف تلاش میں زور کشاکش کے ہو رہے ہیں وہان سے امیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر
منم شیر غرندہ کارزار منم حمزہ ثانیے نامدار کیون اے مالک و لندھور یہ کیا حرکت تھی مجھنے وہان منع کیا تو تم
یہان آکر لڑنے لگے یہ کہکر اپنا ہاتھ کمر زنجیر میں لندھور کے ڈالا اور بائیں ہاتھ میں زنجیر کمر مالک کی تھامی دونون
کو علیحدہ کرکے اٹھا لیا پھر زمین پر چھوڑ دیا اور سمجھاتے ہوئے ہمراہ اپنے لیے ہوئے میدان کارزار سے پھرے
خیمے میں آئے رات تھوڑی باقی رہگئی تھی باتون میں ختم ہوگئی یکایک سفیدہ سحری جانب مشرق سے نمایان
ہوا اور سیاہی شب مانند سرمہ چشم معشوق بیدار کے کنگر جانب مشرق چلی دونون نے لشکر اسلام کے
بعجب حسن میں اذان کہی امیر نے سجادہ بچھوایا وضو کیا نماز پڑھی لندھور و مالک نے بھی ہمراہ امیر کشورگیر کے
زلیخہ سحری کو ادا کیا لیکن عمر ثانی نے عیاران مالک و لندھور کو رہا نہ کیا تھا کیونکہ خواجہ نے پچاس پچاس
روپیہ دونون پر جرمانے کے باندھے تھے فرماتے تھے کہ جرمانہ ادا کرو تو چھوڑون گا ورنہ دو دو سو کوڑے مارون گا
عیار کہتے تھے کہ خواجہ روپیہ ہم کہان سے لائیں لیکن جس وقت نماز صبح کا ہنگام ہوا دونون کو ستون سے باندھکر
آپ نماز پڑھنے چلے انہون نے واویلا اور وامصیبتا کی آواز بلند کی امیر نے پلٹ کر دیکھا عیارون نے کہا
دیکھیے حضور خواجہ نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے امیر نے فرمایا او دزد سکار اے یہ کیا حرکت ہے عمر نے کہا
آپ کو میرے امور میں کیا دخل ہے میں انکو سزائے معقول دونگا کہ آیندہ سے ایسی حرکت نکرین آپس میں
نزاعین امیر نے فرمایا اسے نماز تو پڑھ لینے دے عمر نے کہا یہ چھوٹ گئے تو پھر انکا ہاتھ آنا دشوار ہے امیر
نے کہا اگر تو نماز کے واسطے انہیں نہ چھوڑے گا تو میں خود انکے کھول دونگا عمر نے کہا میں آپ سے جرمانہ
لونگا ورنہ مالک لندھور سے عوض اسکا کرونگا کہ یا جرمانہ دونگا یا باندھکر دو دو سو کوڑے مارون گا لیکن
مالک و لندھور نے خواجہ سے اشارہ کیا کہ ہم روپیہ دینگے آپ عیارون کو چھوڑ دین اسوقت خواجہ
نے عیارون کو رہا کیا غرضکہ بعد از فراغت فریضہ سحری امیر با توقیر مع لندھور و مالک خیمہ میں تشریف
فرما تھے جانب صحرا کے پردے بندھے ہوئے ہوائے سرد چلی آتی تھی طیور نغمہ سرائی کرتے ہوئے ادھر سے اڑکر ادھر
جاتے تھے ادھر سے اڑکر ادھر آتے تھے کسی طرف گل زیبا پھولا ہوا تھا کہیں لالہ کوہی کی بہار تھی جس سے سرخی
شفق داغدار تھی عجب وقت وعجب سمان تھا کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ یکایک از زیر دہ بیابان گرد بے بجاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پلے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
سب طور آمد لشکر کے معلوم ہوے کہ یکایک ہوا نے مار گرد کو گردنے مارا ہو تو دامن گرد کا فتنہ ہوا اور دل
آگرد سے تین سو علم زرفشان کہ پھریرے انکے سرخ سرخ یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا میں آگ لگ گئی یا یون سے
کرہ بیابان یا لالہ چنار ہوگیا اور پھر پھریرون پر علمون کے تعریف خداوند تمثال آئینہ رو تحریر آگے آگے
سینہ آب پاشی کرتے ہوئے گرد اٹھاتے ہوئے اسی صحرا میں ایک طرف قائم ہوئے اور خیمے ڈیرے
چھولداریان برپا ہوئے لیکن بعد اسکے آمد لشکر شروع ہوئی اول پچاس بلند دار اپنے کرگدن مست پر
سوار ایک جانب اترا بعد اسکے ارجاس مردم در پہونچا اور بعد اسکے تمثال مردم در پہونچا کہ یہ بھائی اسکا ہے

یہ تینون سردار ایک ایک لاکھ کے افسر تھے بعد ان سب کے گذر جانے کے جلوس شاہی گذرنا شروع ہوا چوبدار برچھی بردار
بلم بردار جب یہ سب گذر گئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت جواہر نگار پر سوار آگے آگے اُس تخت کے ایک پہلوان
تہمتن نہایت زبردست روزگار رشک بہمن و اسفندیار انتظام کرتا ہوا نمودار ہوا کہ نام اسکا قیلوس بلند بالا ہے
اور افسر ہے کل فوج کا جس طرف کہ بارگاہ شاہی برپا ہوئی تھی اُس جگہ تخت اُترا بادشاہ داخل بارگاہ ہوا
ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہوئے تھے آکر خدمت امیر باتوقیر میں عرض رسا ہوئے کہ ارغوان شاہ بن لعلان شاہ
شہر لعلانیہ سے طرف کوہ بیضا کے جاتا ہے سُنا ہے کہ وہان میلا ہے باقی خیر و عافیت لیکن امیر نے قیلوس بلند بالا
کو دیکھکر بہت پسند فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ دیکھو بھئی لندھور ثانی کیا اچھا جوان ہے لندھور نے بھی اسکے
قامت و بازو و صدر و سینہ کی تعریف کی تھی لیکن ارغوان شاہ نے جو دیکھا کہ ایک لشکر گران اور بھی اس
صحرا مین مقیم ہے اپنے عیار مہتر سوفار سے کہا کہ جا اور خبر تو لا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور عزم کس طرف کا رکھتا ہے مہتر سوفار
مانند تیر آبدار گیا اور خبر دریافت کرکے ارغوان شاہ کی خدمت مین گیا اور عرض کیا کہ وہ جو آپ مدت سے نام صاحبقران
زمان امیر حمزہ عالی شان کا سنتے آتے تھے یہ لشکر انکا ہے ارغوان شاہ کو قدمبوسی صاحبقران کا نہایت اشتیاق
ہوا اور قیماس بلند آواز کی طرف دیکھکر کہا کہ تو جا اور خدمت امیر باتوقیر مین میری طرف سے عرض کرنا کہ مجھے نہایت
اشتیاق ہے آپ کی زیارت کا لیکن کیونکر نصیب ہو اور جواب اسکا حمزہ ثانی نامدار سے لا قیماس اُسی وقت روانہ
ہوا جس وقت قریب لشکر اسلام پہونچا اور ہرکارون نے خبر امیر کو دی کہ قیماس آتا ہے اب وہ وقت ہے کہ امیر بارگاہ
مین تشریف رکھتے ہین مجمع سب سردارون کا ہے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہین کہ یکایک قیماس داخل
بارگاہ ہوا بادشاہی مجرا کیا امیر کو تسلیم بجا لایا اور کھڑا تھا امیر نے اشارہ سے دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا کہ قبل کے جو
آمد سنکر اُسکے واسطے فرش مکلف بچھوا دیا گیا تھا یہ سلام کرکے دنگل پر بیٹھا ساقی کو حکم ملا اُسنے جام شراب پیش
کیا قیماس نے ایک آدھ جام پیا پوچھا امیر باتوقیر نے کہ کس ارادے سے آنا ہوا اسنے عرض کی کہ بادشاہ
ہمارا ملک ارغوان شاہ حاکم شہر لعلانیہ حضور کی زیارت کا نہایت مشتاق ہے مجھکو اسی واسطے بھیجا ہے کہ یہ تمنا اسکے
دل کی کیونکر پوری ہو امیر نے فرمایا جس طرح اُنکی خوشی ہو مجھے منظور ہے مین خود چلون اُسنے عرض کیا مین کیونکر
عرض کرون مبادا مجھپر عتاب آئے کہ تو نے اتنے بڑے عالی جاہ کو کیون تکلیف دی امیر نے فرمایا کہ اچھا سہ پہر
کو بیچ شکار پر ملاقات ہوگی اور خلعت قیماس کو عطا کرکے رخصت کیا قیماس سخاوت و مروت امیر کی تعریف
کرتا ہوا ارغوان شاہ کی خدمت مین پہونچا اور کہا اے شاہ کیا تعریف ہو سکے ہمت و مروت صاحبقران کی میری
بہت عزت کی اور یہ حرمت کی اور خلعت عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین خود چلون مین یہ سوچا کہ مبادا آپ کے خلاف ہو
کہ کیون تکلیف دی تو نے اتنے بڑے شخص کو لہذا اب ارشاد فرمایا ہے کہ سہ پہر کو بیچ شکار پر ملاقات ہوگی ارغوان
شاہ نہایت خوش ہوا اور منتظر وقت ہو کر بیٹھا ادھر بعد جانے قیماس کے صاحبقران نے بادشاہ کی طرف
دیکھکر ارشاد کیا کہ یہ بادشاہ نہایت خلیق معلوم ہوتا ہے اور پہلوان بھی اچھے اچھے ساتھ ہین بادشاہ نے بھی تائید
قول کی غرضکہ جب وقت سہ پہر کا ہوا امیر نے لندھور و ملک و مقبول بن مقبل کو ہمراہ لیا اور طرف صحرا کے روانہ
ہوئے دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن بھاگا چلا آتا ہے مقبول ترکش مین پیوست کرکے جاتا تھا کہ ہمارے ساتھ ہی
گرد اُڑی اور قیماس بلند آواز پیدا ہوا امیر نے مقبول کو منع کیا لیکن قیماس نے جو امیر کو دیکھا تسلیم بجا لایا اور
صید کو چھوڑکر واپس گیا ارغوان شاہ سے عرض کیا کہ وہ سامنے جو چند درخت شمشاد معلوم ہوتے ہین امیر کشور گیر

مع تین سرداروں کے وہاں کھڑے ہیں چلیے ارغوان شاہ کے ہمراہ بھی قیلوس بلند بالا ارجاس مردم در اور
قتال مردم در یہ تینوں سردار ہیں غرضکہ ارغوان شاہ مع سرداروں کے نمودار ہوا امیر نے لندھور و مالک و
مقبول کو واسطے استقبال کے بھیجا سب سردار استقبال کر کے لائے دیکھا امیر نے ارغوان شاہ کو عمر ثانی سے
فرمایا کہ گویا یہ بھی کافر ہے لیکن مرد معقول معلوم ہوتا ہے خواجہ نے کہا اے حمزہ لشنیدہ تو اسکا رد فہم ہے لیکن یہ ارجاس
و قتال دونوں سردار جو ہیں یہ مفسدہ پرداز معلوم ہوتے ہیں اتنے میں ارغوان شاہ قریب امیر کے آیا سلام کیا
امیر نے مزاج پرسی کی اسنے عرض کیا کہ حضور اسکے کی ملاقات بھی کبھی ملاقات ہے خود نے مجھے یہاں حاضر ہونیکی کیوں
نہ اجازت دی امیر نے فرمایا اے برادر حمزہ ایک مرد فقیر ہے کیا ضرورت تھی کہ وہ کسی بادشاہ سے توکس کی لیتا اور اپنے
گھر پر بلاتا میں خود آنے کو تو موجود تھا یہ کہکر کہا چلو اور ہمراہ ارغوان شاہ کے اسکی بارگاہ میں آئے ارغوان شاہ
سامنے امیر کے تخت پر نہ بیٹھتا تھا امیر نے خود ہاتھ پکڑ کر اسکو تخت پر بٹھلایا آپ ذنگل شوکت پر متمکن ہوئے سردار
امیر کے لندھور ثانی مالک ثانی مقبول ہر مقبل زبردست امیر کے پیچھے عمر پشت پر کھڑے ہوکر مرد جنباں کرنے لگا
پوچھا ارغوان شاہ نے کہ قصد آپ کا کس طرف جانے کا ہے امیر نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ طرف شہر صندل کے
جاؤں کیونکہ مجھے ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ رستم ثانی اور بدیع الملک باہم طرف شہر صندل کے چلے ہیں
اور وہ دونوں آتشخو ہیں لہذا دیکھیے کیا انجام کار ہو دشمنوں کا ملک اور باہم کا نفاق اچھی بات نہیں ہے ارغوان
شاہ نے عرض کیا کہ میں بھی اُسی طرف جاتا ہوں راستے میں شہر صندل کے ایک صحرائے عجیب و غریب واقع ہے
وسط صحرا میں ایک دریا ہے اور وسط دریا میں اک کوہ سفید ہے اسی وجہ سے لوگ اُسے کوہ بیضا کہتے ہیں بعد سال ہو کے
وہاں میلا ہوتا ہے ہم سب جایا کرتے ہیں اور اسی طرف سے راستہ شہر صندل کا ہے اب امیر نے حال اُس کوہ کا پوچھا کہ
مالک وہاں کا کون ہے اور یہ میلا کون کرتا ہے ارغوان شاہ نے عرض کی کہ اک خداوند ہے کہ نام اُسکا فہم سیمتن ہے وہ اُس
کوہ پر مقیم ہے سال بھر تک خاموش مانند تصویر کے بیٹھا رہتا ہے اور بعد سال بھر کے اُس روز کہ جو دن میلے کا مقرری ہوا ہوتا ہے
جو لوگ دور دور سے آتے ہیں وہ اپنی اپنی تقدیر بدلواتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں جو جو حالات پوچھنا ہوتے ہیں
دریافت کرتے ہیں امیر نے یہ سنکر لاحول بھیجی اور فرمایا کہ تم لوگ کیسے پست عقیدت ہو نہیں معلوم کونسا سامری آ کے
تمہیں بہکا دیا ہے دانا اور آگاہ ہوکر پروردگار یکتا کسی کو نظر نہیں آتا وہ ایک ہے دوسرا اُسکا شریک نہیں اُس کو
کسی نے پیدا نہیں کیا ہے اور اُسنے سبکو پیدا کیا ہے ارغوان شاہ نے عرض کیا کہ یا امیر اگر آپ اُس طرف تشریف لیجائینگے
تو یقین ہے کہ خدائے نادیدہ کی پرستش چھوڑ دینگے وہ عجب طرح کا خداوند ہے امیر نے فرمایا بخدائے عزوجل واجب
ہوا مجھے پہلے کوہ بیضا کو غارت کردن اور اُس مرتد کو کہ جو خداوند بنکر بیٹھا ہے سزائے معقول دوں ارغوان شاہ
نے عرض کیا کہ شیر بیشہ شجاعت آپ کے دعوے کا کیا کہنا مگر وہ ایسا خدا نہیں ہے کہ جسکا زور بازو سے کام نکلے
اور اگر واقع میں فہم سیمتن کا راز آپ فاش کرینگے اُسکی خداوندی کو شاد یجئے تو میں ضرور دین اسلام اختیار
کرونگا یہ وعدہ امیر سے اور ارغوان شاہ سے ہوا بعد اسکے امیر رخصت ہوئے ارغوان شاہ مع سرداران
عالی جاہ تا حد لشکر امیر پہنچانے آیا بعد اُسکے رخصت ہوا امیر نے آکر سب حال کوہ بیضا کا بادشاہ اسلام سے
بیان کیا لیکن جب دو سہ روز ہوا حکم دیا ارغوان شاہ نے کہ پیش خیمہ ہمارا طرف کوہ بیضا کے روانہ ہو تیاری ہو رہی
تھی کہ یکایک پردہ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب حیران تھے کہ یکایک وہ گرد بر طرف ہوئی اور دل گرد
سے تین چار لاکھ تورج کی جمعیت نظر آئی آگے آگے علم چہروں پر چھٹیں خون کی پڑی ہوئی سپاہی تلواریں علم کیے ہوئے

پس پشت مڑ مڑ کر دیکھتے ہوئے چار پہلوان مرکبوں پہ سوار زخم سر بندھے ہوئے تخت پر اک بادشاہ ہرکاروں
کو واسطے خبر کے روانہ کیا بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ کیمخت شاہ تہو پرست ہاتھ سے نقابدار گوہر پوش
شہنشاہ گوہر پوش کے شکست کھا کر بھاگا تھا یہ اسکا لشکر ہے تین روز سے بھاگتے چلے آتے ہیں یہیں قیام نہیں
کیا ہے ادھر امیر کو حال کیمخت کی خبر پہونچی لیکن امیر نام نقابدار سنکر متعجب تھے کہ یہ کون شخص ہے مگر کیمخت شاہ
نے جو دیکھا کہ یہاں بھی لشکر پڑے ہوئے ہیں منذر طلان سے کہا کہ دریافت تو کر کہ یہ کس کس کی فوج پڑی ہے
طلان نے بعد دریافت عرض کیا کہ وہ لشکر جو کوہ کی طرف ہے سرگروہ مسلمانان حمزہ ثانی عالی شان کا ہے اور دوسری
طرف جو فوج شمال کی جانب اتری ہوئی ہے وہ آپ کے دوست صادق یار موافق ملک ارغوان شاہ کی ہے کیمخت شاہ
ڈرا سمجھا کہ یہاں بھی وہی آفت ہے کہ لشکر حمزہ اترا ہوا ہے اس صحرا سے بھی گریز کرنا چاہیے لیکن چونکہ ارغوان شاہ
سے اور کیمخت شاہ سے دوستی تھی یہ حال کیمخت شاہ کا دیکھکر ارغوان شاہ نے اپنے سرداروں کو بھیجا کہ جاکر
کیمخت شاہ کو یہاں لے آؤ اور کہنا کہ تم کچھ اندیشہ لشکر امیر سے نکرو امیر ایک مرد بامروت ہے میں خود پیشدستی
نکرینگے اور اگر خلاف اسکے ہوا تو میں تمہارا شریک ہوں بلکہ تم یہ ہزیمت اٹھائے ہوئے آئے ہو میرے سردار مقابلہ کرینگے
سرداران ارغوان شاہ مثل قلیوس بلند بالا و قباس بلند آواز و لاجاس مردم خوار و قتبال مردم در گئے اور
کیمخت شاہ کو بہت تسلی اور دلاسا دیکر لے آئے کیمخت شاہ کی جان میں جان آئی ارغوان شاہ بھی در بارگاہ
تک واسطے استقبال کے آیا تھا لیجا کر کیمخت شاہ کو برابر اپنے تخت پر بٹھایا سرداران زخمی مثل بہرام تیغ زن پسر
کیمخت شاہ و قرطاس بن افلاک و تجبل ہر سوار و سخیل ہر سواران سب کے زخموں میں ٹانکے دلوا کے
پٹیاں مرہم کی چڑھائی گئیں سامان دعوت مہیا ہوا آج کا روز تو سب نے بہ آسائش گذارا جب دوسرا دن ہوا تو
ارغوان شاہ نے حال جنگ کا پوچھا کہ یہ اتنے اتنے بڑے سردار کیونکر زخمی ہوئے کیا اتفاق پڑی کیمخت شاہ
نے سب سرگذشت بیان کی کہ یکایک پھر جانب صحرائے تتق گرد و غبار بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ
نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار سے مرکب کو اڑائے چلا آتا ہے کیمخت شاہ کا دل تھرایا کہا ارغوان شاہ
اسنے بہرام کو زخمی کیا ہے اور چند کس سے اتنی بڑی فوج کو شکست دی ہے لیکن نقابدار نے جو دیکھا کہ لشکر
کیمخت شاہ اترا ہوا ہے قصد کیا کہ روز خون ماروں ساتھ ہی عیار نقابدار نے کہ اسکے منہ پر بھی نقاب پڑی
ہوئی ہے کان میں نقابدار کے کہا کہ سامنے لشکر امیر بھی کوہ کی طرف اترا ہوا ہے ایسا نہو کہ یہ فعل اسکے خلاف مزاج
گذرے ایسی جگہ ٹھہرنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا نقابدار گوہر پوش کو رائے عیار کی پسند آئی اور جانب
جنوب مرکب کو اڑائے مع چالیس ہزار سوار کے نکلا چلا گیا لیکن امیر نے جو نقابدار کو جاتے دیکھا خون نے
رگوں میں جوش مارا فرمایا واللہ یہ نقابدار خود کوئی یگانہ ہے بیگانہ نہیں معلوم ہوتا عمرو ثانی سے کہا کہ جاؤ اور اس
نقابدار سے کہو کہ حمزہ مشتاق ملاقات ہے عمرو نے کہا میں نقابداروں سے بہت ڈرتا ہوں جب انھوں نے
برقع پہچانی اوڑھ لیا اور منہ اپنا چھپا لیا پھر کسی کی پروا نہیں دیکھو حمزہ یہ نقابدار کبھی تجھسے ملاقات نکرے گا
جواب صاف دیوے گا امیر نے کہا میرے سر کی قسم خواجہ تم ضرور جاؤ اور پیغام میرا نقابدار کو پہونچاؤ عمرو
حسب ارشاد صاحبقران روانہ ہوا جب قریب نقابدار پہونچا سلام کیا نقابدار نے کہا کیا ارادہ ہے عمرو نے پیام
امیر کا بیان کیا کہ نہایت مشتاق ہیں ملاقات کے نقابدار نے جواب دیا کہ خواجہ جاؤ ہماری طرف سے امیر کو
تسلیم کہنا اور کہنا کہ میری ملاقات کیا چہرہ میرا آپ دیکھ نہیں سکتے ہیں اور اب انشاء اللہ جس روز صاحبقران کی

آپ سے لونگا اُسی دن ملاقات بھی کرونگا عمرو نے یہ سوچکر اصرار کیا کہ اگر نقابدار چلیگا تو حمزہ خوش ہو کر مژدہ
انعام عطا کریگا لیکن نقابدار نے عمرو کی خوشامد پر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ تیوریان چڑھا کر کہا کہ خواجہ کبس اب
چلے جاؤ اسی مین بہتری ہے عمرو نے کہا اگر مین تجھے اپنے لیے جاؤنگا تو حمزہ نکال دیگا پھر مین کہان مارا مارا پھرونگا
اچھا آپ ہی تو کر رکھو بیٹھین حمزہ کے پاس بھی نہ جاؤن نقابدار ہنسا اور کہا او دزد مکار مین تجھے خوب جانتا ہون
تو مجھسے بھی فریب آمیز باتین کرتا ہے تیری کیا خطا ہے جو امیر تجھے نکال دینگے یہ کہکر مرکب آگے بڑھایا عمرو ساتھ
ساتھ چلا نقابدار نے جو کمان پیوستہ کیا کہ تو بجانے گا اب آگے بڑھا تو لاشہ زمین پر ہوگا عمرو کتا نظر آنے لگا اب تو خواجہ
سو پاؤن رکھکے بھاگے نقابدار اُدھر روانہ ہوا عمرو نے خدمت امیر مین آکر عرض کیا کہ حمزہ مین دیکھتا تھا کہ
نقابدار بڑے بیمروت ہوتے ہین اُسنے جواب صاف دیا کہ مین نہ آؤنگا امیر نے فرمایا تو نے کچھ سازش کی
ہوگی نقابدار سے عمرو نے کہا مجھے یک نشد دو شد وہان دو تیر ملے دیتا تھا یہان یہ برہم ہوتے ہین کہا وہ
وہ کہہ گیا ہے کہ جس دن صاحبقرانی چھینونگا اُس دن ملاقات کرونگا اور میری صورت امیر دیکھ نہین سکتے
پھر اس ملاقات سے کیا فائدہ امیر چپ ہو رہے کہ یکایک اور تیغ گرد جانب صحرا سے بلند ہوا پھر ہرکارے
دونون طرف سے واسطے خبر دریافت کرنے کے روانہ ہوئے جب دامن گرد و غبار چاک ہوا دل گردے
علمہاے سبز نظر آئے کہ پھریرے پر ہر علم کی تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی ہرکارون نے خبر دی
امیر کو کہ یہ لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ کا آتا ہے اور شاہزادہ کیخسرو ذیشان و بدیع الزمان دلاور بھی ہمراہ ہین امیر
نے سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور شاہان ہفت کشور بہر استقبال گئے ادھر شہنشاہ کو خبر ہوئی کہ اس صحرا
مین لشکر امیر اُترا ہوا ہے یہ بھی اشتیاق قدمبوسی مین اپنی فوج کو قیام دیکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوئے راہ مین سردارون
سے ملاقات ہوئی کہ خدمت بابرکت حمزہ صاحبقران ثانی مین حاضر ہوئے لشکر انکا لشکر امیر سے آکر ملحق ہوا اور
کیفیت شاہ نے حال شہنشاہ گوہر کلاہ کا چھینے راہ مین چھین لینا قید بدیع الزمان کی سب بیان کیا آمد مین
شہنشاہ گوہر کلاہ کے شام ہوگئی تھی جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام بارگاہ مین آئے امیر دنگل صاحبقرانی پر متمکن
ہوئے سب سردار آ آ کر دنگلون کرسیون پر حسب مراتب بیٹھے ذکر بدیع الملک و رستم ثانی کا ہونے لگا
جس وقت دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون کی جانب چلنے لگے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
امیر عالیجاہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ حضور سے التماس کرنا ہے مگر تنہائی چاہتا ہون فرمایا امیر نے کہ آؤ اور ہاتھ
شہنشاہ کا پکڑے ہوئے اپنے خیمے مین لائے کہ یکایک پھر جانب صحرا سے تیغ گرد عظیم بلند ہوا امیر اُس طرف
متوجہ ہوگئے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے امیر بھی ہاتھ شہنشاہ کا پکڑے ہوئے خیمے سے باہر آئے
جانب گرد دیکھنے لگے کہ دیکھا ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا عجب تماشا دیکھا کہ ایک جانب
دو سو علمہاے سبز دوسری جانب نشانہاے سرخ پھریرون پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم امیر نے
متحیر ہوکر شہنشاہ سے کہا کہ آج تو نیا تماشا نظر آتا ہے کبھی یہ دونون رنگ ہمنے متفق نہین دیکھے اتنے مین ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ یہ دو لشکر متفق ہین ایک شاہزادہ رستم ثانی اور دوسرا بدیع الملک کا ہے آپس مین بالفعل
نہایت اتفاق ہے طرف شہر صندل کے جاتے ہین امیر نے فرمایا الحمد للہ ایسا کبھی والد ماجد کے زمانے مین بھی [illegible]
تھا کہ قاسم اور بدیع الزمان مین میل ہوتا لیکن یہ بھی ایک عنایت ایزدی ہے کہ جو مین دیکھ رہا ہون سردارون کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا لیکن وہان شاہزادہ کا ان [illegible] تمہارے بدیع الملک و رستم نامدار نے جو یہ سنا کہ لشکر

امیر با توقیر کا اترا ہوا ہے بدیع الملک نے رستم ثانی سے کہا کہ امیر سے ملنے جانا ضرور ہے کیونکہ صاحبقران
بہت پریشان ہے تمہارے واسطے اور میری بھی انہیں خبر نہیں ملی تھی کیونکہ میں لشکر سے غائب ہو گیا تھا دام میں ایک
ساحرہ کے پھنس گیا تھا رستم ثانی نے کہا آپ جانے میں یہیں اتر دونگا ان لوگوں سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے بدیع الملک
نے کہا ای رستم وہ افسر ہم سب کے ہیں کسی وقت ہم ان سے نہ چاہیے وہ خفا رہیں یا خوش رہیں رستم نے کہا میں ہرگز
نجاونگا بدیع الملک نے کہا اچھا بغیر میرے آئے آگے بڑھنے کا قصد بھی نہ کرنا رستم نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے
بدیع الملک نے کہا قسم کھاؤ رستم نے روح علمشاہ کی قسم کھائی اور رو دیا کہ وہ شیر بیشہ صفدری ہنگام تحریر دلاوری
یاد آ گیا تھا بدیع الملک بھی زار زار مثل ابر نوبہار کے گریاں ہوئے اور رستم کی تشفی کی گلے لگایا کہ جیتی مرضی خدا
میں کیا چارہ ہے وہ ہمارے تمہارے دونوں کے بزرگ تھے اور ای رستم تجھ ایسا پوتا انکا موجود ہے اب خدا
نام کو انکے روشن رکھے یہ کہکر رستم سے رخصت ہو کر چلے راہ میں سرداروں سے ملاقات ہوئی مالک ثانی اور
ہاشم تیغزن و قہور بن جمہور وغیرہ نے پوچھا کہ رستم ثانی کہاں ہیں بدیع الملک نے کہا وہ نہ آئینگے جبتک امیر خود
نہ لینے جائینگے مالک وغیرہ افسردہ ہوئے کہ ہمارا نہ ہمارا جب نہ آیا تو ہم عبث آئے ہیں کوئی استقبال بدیع
الملک کی ضرورت تھی لیکن لندھور ثانی و داراب کشور کشا و نور الدہر وغیرہ بہت خوش ہوئے اور ہمراہ اپنے
شاہزادے کو لیے ہوئے خدمت بابرکت صاحبقران ثانی میں حاضر ہوئے بدیع الملک تسلیم بجا لائے شہنشاہ گوہر کلاہ کو
پاس امیر با توقیر کے دیکھا نہایت خوش ہوئے شہنشاہ نے جھک کر سلام کیا امیر نے بدیع الملک کو گلے
سے لگایا مزاج پوچھا بدیع الملک نے شہنشاہ کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا امیر نے پوچھا کہ میرا اگڑا ہوا شیر
یعنی رستم ثانی کہاں ہے بدیع الملک نے عرض کیا کہ حضور واقع میں وہ بہت رنجیدہ ہیں اور بغیر حضور کے
تکلیف کیے ہوئے نہ آئیں گے جب میں نے قسم لے لی ہے کہ یہاں سے جانا نہیں جب رکے ہیں ورنہ یقین
ہے کہ وہ چلے جاتے امیر نے فرمایا واللہ میں ضرور جاؤنگا اور اپنے روٹھے ہوئے کو خود مناکر لاؤنگا یہ فرماکر اسی وقت
اپنے مرکب سمند چینی پر بیٹھکر طرف خیمہ رستم کے چلے اب کسکی مجال تھی کہ نجاتا تمام سرداران دست راست و دلاوران
دست چپ ہمراہ امیر کے اٹھ کھڑے ہوئے ایرج نوجوان اس عنایت و شفقت پر امیر کی نہایت مسرور
ہوا لیکن جس وقت قریب خیمہ رستم پہونچے دیکھا کہ کوئی برائے استقبال بھی نہیں آیا امیر سمجھے کہ رستم بسبب
رنجیدگی کے نہیں آیا اور سرداروں کو اس بات کا ملال ہوا کہ جب صاحبقران خود تشریف لائے تو پھر اب
یہ بیرخی رستم کی بالکل خلاف تھی مگر دیکھا کہ سامنے سے ہوشیار شاہ اور احتساب بن محبوب نمودار ہوئے
فضل بن رستم و شبرنگ بن عمر بھی ہمراہ تھے امیر کو سلام کیا پوچھا صاحبقران نے کہ یہ دونوں بادشاہ کہاں
کے ہیں بدیع الملک نے عرض کیا کہ ایک میرا رفیق اور ایک رستم کا رفیق ہے ملک محبوبہ ہوشیا یہ کے
حاکم ہیں امیر نے شبرنگ سے پوچھا کہ رستم ثانی کہاں ہیں مزاج کیسا ہے شبرنگ نے عرض کیا کہ جب سے
شاہزادہ بدیع الملک آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے ہیں اس وقت سے ایک تنہا خیمہ میں بیٹھے رو رہے ہیں
کسی کے آنے کی اجازت نہیں ہے اسی وجہ سے حضور کی تشریف آوری کی خبر بھی نہ دے سکے امیر نے فرمایا خیر کوئی
مضائقہ نہیں وہ فرزند ہمارا ہے یہ کہکر جس خیمہ میں کہ رستم ثانی تھے امیر تشریف لائے دیکھا کہ واقع میں رستم
زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہا ہے آنسو گریبان تک جاری ہیں سر زانوئے غم پر خم ہے اتنا بھی رستم کو خبر
نہیں کہ کون آیا ہے کہ یکایک امیر نے آواز دی کہ کیوں اے رستم مزاج کیسا ہے کیا حالت ہے آواز صاحبقران

جو رستم کے گوش زد ہوئی گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے دیکھا کہ امیر دروازہ خیمہ سے چلے آتے ہیں بدیع الملک
ساتھ ساتھ ہیں تسلیم بجا لائے اور عرض کیا کہ حضور نے کہاں تکلیف فرمائی امیر نے ارشاد کیا کہ آپ کو لینے آیا
ہوں کیوں رستم تم مجھ سے خفا ہے بھئی اب رنج و ملال اپنے دل سے دور کرو رستم نے ہاتھ باندھ کر عرض
کی کیا مجال ہے میری کہ میں آپ سے رنجیدہ ہوں لیکن آنسو آنکھ سے رستم کے نہیں تھمتا فرمایا امیر نے
کہ بابا جو تمہیں گریہ کا سبب تو بیان کرو رستم ثانی اور زیادہ بیقرار و اشکبار ہوئے کہ تاب کلام نہ رہی امیر کا بھی
دل بھر آیا فرزند کو گلے سے لگایا لیکن بدیع الملک نے امیر سے اشک آنکھوں میں بھر کر عرض کی کہ حضور
جب یہ میرے ساتھ آپ کی خدمت میں نہ چلے اور مجھے گمان گذرا کہ ایسا تو بعد میرے جانے کے کہیں چلے
جائیں تو میں نے دی ہے روح علم شاہ کی قسم کی اُس وقت سے انکی یہ حالت ہے میں بھی رو پڑا امیر نے بھی
نام اپنے جانی کا سنکر اک نعرہ آہ کا مارا تصویر علم شاہ کی نظروں میں پھر گئی سب سردار اُس بہادر نامدار کو یاد
کر کے رونے لگے اک کہرام برپا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی اس گھر سے جنازہ نکل گیا ہے اور رستم تو پچھاڑیں
کھا رہا تھا لیکن بدیع الزمان جہاں ایک نعرہ آہ کا نام علم شاہ لیکر مارتے تھے وہاں ساتھ ہی نام قاسم کا
بھی زبان پر جاری ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ اے موت جسکا ایسا بھتیجا شیر جوان دنیا سے اُٹھ جائے وہ ابتک زندہ
بیٹھا رہے پروردگارا حکم کر ملک الموت کو کہ روح میری بھی قبض کریں کہ اب فرقت قاسم کی مجھ پر شاق ہے کہاں تک
بیان کروں اگر یہ حالت شیون و بکا تحریر کی جائے تو اک دفتر عظیم ہوگا الحاصل جب جوش رنج کم ہوا حمزہ
صاحبقران ثانی رستم کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ میں تشریف لائے لشکر انکا فوج امیر سے آکر ملحق ہوا
اب دربار مملو ہو گیا سب سردار اپنے اپنے ذنگل شوکت پر متمکن ہیں بادشاہ اسلام تخت شاہی پر جلوہ گر ہیں
آج پھر بارگاہ شاہی رونق پر ہے حسب معمول اپنے وقت پر دربار برخاست ہوا سرداران لشکر اسلام اپنے
خیموں میں آئے کھانا نوش کر کے آرام کیا جب صبح ہوئی پھر سب ادب سے فریضہ سحری ادا کر کے خدمت
بادشاہ اسلام میں حاضر ہونے لگے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آج مع سب صاحبوں کے
جو کوہ سامنے معلوم ہوتا ہے اسکی سیر کروں امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے بہت مناسب ہے غرضکہ بادشاہ اسلام
مع سرداران عالی مقام کوہ پر تشریف لائے تخت شاہی وسط دامن کوہ پر رکھا گیا اور سرداروں نامداروں کے
ذنگل بھی لا لا کر گرد و پیش اپنے اپنے منصب کے موافق بچھائے گئے عجب وقت عجب سمان تھا کہ اودی اودی
گھٹائیں اُٹھ اُٹھ کر ادھر سے اُدھر چلی جاتی ہیں تمازت مہر مطلق نہ تھی ہوا سرد چل رہی تھی طیور صحرائی
کی خوشنوائی غیرت نغمہ بلبل تھی ایک طرف کوہ پایہ کی بہار یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سوسن کا تختہ سنگ پر بچھا ہوا ہے
کہیں لالہ کوہی مانند جام شراب ارغوانی اپنی بہار دکھا رہا تھا سب سردار مع امیر نامدار مصروف سیر تھے کہ دیکھا
جانب مغرب کچھ سیاہی معلوم ہوئی ہے سب اُسی طرف نگران تھے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست
گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ اب ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ یہ
کون آتا ہے یگانوں میں سے تو سب موجود ہیں لیکن دیکھا چاہیے کہ بیگانوں میں سے یہ کون شخص ہے کسکا لشکر ہے کہ ہوائی
بار اگرد کو گردنے مارا ہوا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوا
کہ ہر علم کے پھریرے پر حمد الہی و نعریف مسیحائی مرقوم تھی بعد اسکے لشکر فرنگستان غول کے غول غٹ کے غٹ
پرے کے پرے قشون کے قشون باجے بجاتے ہوئے پاؤں قواعد سے اُٹھاتے ہوئے آکر ایک طرف

بر جمع ہونے لگے بعد ان سب کے گذر جانے کے دیکھا کرتے تھے آپ باتیں کرتے ہوئے گرد کو ہٹاتے ہوئے
چلے آتے ہیں پھر جلوس شاہی گذرنے لگا اس طرح برچھی بردار علم بردار چوبدار ایک نقیب نقابت کرتا ہوا ایک
پر سیبا سے فرنگی تخت پر اور ایک شہریار نامدار مرکب عیار رفتار پر کج بیٹھا ہے آگے آگے تخت کے پہلو میں ایک
طرف تمائل خان بن جدائل خان و قہرمان دیوانہ دوسری جانب کرنوس بن قرنوس وغیرہ دیوانہ اس
عظمت و شان سے آکر ایک طرف قائم ہوئے بارگاہ پہلے سے برپا ہو چکی تھی بادشاہ مع سرداروں کے اتر کر
داخل بارگاہ ہوا ادھر ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ یہ لشکر شہریار بن پر سیبا کا ہے طرف شہر سندل کے جاتا تھا
آج کے روز یہیں مقام ہو گیا امیر نے شہریار کے بانکپن اور وضع قطع کو دیکھا کہ بہت مشابہ ہے سرداران دست چپ
سے لیکن آمد میں ان سب کے شام ہو گئی تھی امیر مع بادشاہ اسلام و سرداران ذوالکرام کے کوہ سے اتر کر جانب
بارگاہ چلے ادھر شہریار جو اپنی بارگاہ میں آیا شب کو بہ آسائش بسر کی جب صبح ہوئی اور دربار ملک پر سیبائے
فرنگی کا آراستہ ہوا سردار گرد و پیش آکر جمع ہوئے جام بادۂ ناب گردش میں آیا شہریار نے چار جام پئے جب دماغ
اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پر سیبا سے فرنگی کی طرف دیکھکر پکارا کہ اب آگے جانیکی کیا ضرورت ہے کیونکہ مطلب
امیر سے تعاون یہیں موجود ہیں اور کیمخت شجر پرست بھی پاس صحرا میں اترا ہوا ہے ارغوان شاہ بھی مع اپنے
پہلوانوں کے قیام پذیر ہے اتنا بڑا مجمع ہے اس سے بہتر کونسا وقت مقابلے کا ہوگا بہتر ہے کہ میں امیر سے فیصلہ
صاحبقرانی کروں اور جس وقت میں نے امیر کو زیر کر لیا تو سب مطیع میرے ہو جائینگے ملکہ حاجرہ سے
عقد ہو جانا بھی کوئی امر دشوار نہیں ہے پر سیبا سے فرنگی نے کہا بہتر ہے جب لڑنا ہی ہے تو جیسے کل ویسے آج دیر
کرنے سے کیا فائدہ ہے مگر اے فرزند نامدار اے شہریار میرے نزدیک بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کام ان شجر
پرستوں کا تمام کر کہ تیری شوکت و عظمت دل صاحبقران کو اندیشہ میں ڈالے شہریار نے کہا بہت بہتر اور
اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی نقارۂ زرین پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردوں کر ہو گئے
جگر زمین میں ہول سے تھرتھری پیدا ہوئی ہرکارے یہ خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اور بعد دعائے ثنائے
شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فوج فرنگستان میں بحکم شہریار طبل بجا ہے امیر نے فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے
یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی نقارہ خانہ رعد نشان نوازش میں آیا ادھر فوج ارغوان
شاہ و لشکر کیمخت شاہ میں خبر پہنچی یہاں بھی طبل بجا کیونکہ اب سرداران زخمی بھی اچھے ہو چکے ہیں اور بہرام
کو بھی مقابلہ شہریار کی پھر ہوس ہوئی ہے لیکن کیمخت شاہ اور ارغوان شاہ میں باہم یہ مشورت ہوئی کہ ہمارا
تمہارا لشکر ایک ہو کر لڑے تو بہت خوب ہے غرضکہ ہر چہار طرف طبل بج رہا ہے تمام صحرا کی یہ حالت ہے کہ گونج
رہا ہے جنگل میں منگل کا سماں نظر آتا ہے بہادران نامدار و دلاوران تہور شعار آلات حرب و ضرب کو درست کرنے
چستی کر رہے ہیں کہ کل روز نام و ننگ ہے عرصۂ حیات تنگ ہے بموجب شعر رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا
مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا ۴ ہمیشہ نہ کوئی زندہ رہا ہے نہ رہیگا ہر شخص ایک دن موت کی ایذا ضرور سہیگا پھر
چند روز کے لیے مرنے سے منہ چھپانا جان بچانا کیا ضرور ہے مگر وہ لوگ کہ جو کم ہمت تھے ایک ایک کے گلے
لگکر روتے تھے منہ آنسوؤں سے دھوتے تھے کوئی کہتا تھا اس سپہگری کی نوکری سے باز آئے بھلی آپ زندہ جہان
زندہ آپ مردہ جہان مردہ ایسی نوکری کو چھوڑو یہیں نکل چلو خدا نے پیدا کیا ہے تو رزق بھی ضرور اتارا ہے کوئی دن
بیٹھکر بیٹھے کھلم کو پھر دیکھینگے جان ہے تو جہان ہے اگر خدانکردہ مارے گئے تو کوئی جلانے تھوڑی آئیگا الغرض

اسی ہنگام میں وہ وقت آیا کہ زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور علامات سحر ظاہر ہونے لگے نظم موافق مقام

وہ دورِ دور ہوا ختم رات کا ناگاہ
سفیدۂ سحری شرق سے گرا نگون

عمل جمانے لگا اپنا نور روز افزون
طلوع خسرو خاور ہوا جہان افروز

شکست کھا کے چلی فوج تیرگی سوئے غرب
سحر الٹ کے نکل آئی پردۂ شبگون

واقع میں یہ وقت بھی عجب وقت ہوتا ہے وہ ہواؤں کی خنکی وہ جھمون کا جھلملانا وہ تارون کا ڈوبتے جانا وہ نالون کا جھومنا وہ نازون کا جھک جھک کر سجدہ گاہون کو چومنا وہ سوتی ہوئی آنکھون کا خمار وہ شب کی لٹی ہوئی بہار آسمان پر بہار شفق چاند کا چہرہ فق باغ میں بلبلون کی نغز سرائی - طائران صحرا کی طرفہ خوشنوائی - نظم بہاریہ

زمین سے دور ہوئی بیگانہ وار رنج کہن
گلون نے اوس میں اپنی بھگو لیے دامن
ثمر ہیں سینۂ گلشن کی طرح گدرائے
نگاہ کہتی ہے پلکوں سے چھوڑ دو چلمن
یہ نامیہ کی ہے قوت کہ جلد سے مانند
نمک فشان ہے غزل خوانی طیور چمن

بہار میں ہیں سبزہ بیان صحن چمن
زہے بہار اثر جسکا سنگ میں پہونچا
ابھار پر ہے حسینان باغ کا جوبن
کہیں جگہ نہیں ملتی گلون کی کثرت سے
بدن نہیں جزو بدن ہو گئے ہیں پیراہن

لگا دے آگ نہ گرمی حسن اس ڈر سے
عقیق تیغ شجری ہو گیا میان یمن
نظر کا خوف جو افزائش بہار سے ہے
جلا ہے عکس شفق نیلے سوئے چرخ کہن
یہ سب کو خیر مگر زخم عشق ہر دل میں

کہاں تک تعریف بہار سحر ہو سکے اب وہ وقت ہے کہ لشکر اسلام میں ہر طرف نعرہ اللہ اکبر بلند ہے دل ہر عارف کا خوف معبود میں دردمند ہے ادھر شجر پرست اپنے طور پر صنم پرست اپنے طریقہ پر لفظ بارلے اپنے مذہب کے موافق مصروف پرستش ہیں یکایک میدان کارزار میں آمد لشکر کی فروغ ہوئی لشکر ارغوان شاہ ایک طرف اس عنوان سے کہ تخت پر ارغوان شاہ دسوار گرد و پیش اپنے اپنے منصب کے موافق سرداران نامی و گرامی مرکبون کی جیدیان جتونون کا بانکپن دکھاتے ہوئے آگے تخت کے قیلوس بلند بالا داہنے جانب ارجاس مردم در بائین جانب تمثال مردم در فیماس بلند آواز لشکر کا انتظام کرتا ہوا پرے جماتا ہوا برابر اس کے لشکر کیخت شاہ شجر پرست کا اس طرح آگے آگے تخت شاہی کے بہرام تیغزن لیسر کیخت شاہ میمنہ فوج پر تجمل بر سوار میسرہ پر تجمل بر سوار قلب جناح فوج کا بہرام افسر ساقہ دکھنگاہ قرطاس بن افلاک کے جوانب اس عظمت و شان سے نمودار ہوئے ادھر لشکر اسلام کی صفیں آراستہ ہونے لگیں داہنے جانب فوج لندھور بعد اسکے لشکر بدیع الملک پھر لشکر نور الدہر پھر سپاہ بدیع الزمان و داراب کشور کشا وغیرہ بائین جانب فوج مالک سپاہ رستم ثانی لشکر ایرج نوجوان گردہ قہمورد یو پرور و دیگر سرداران نامی و گرامی دونون پھر پھرے سبز و سرخ ہوا سے اڑتے ہوئے اک عجب سمان دکھاتے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک طرف باغ شمشاد لگا ہوا ہے اور دوسری جانب نخلستان خیار ہے سب سردار اپنی اپنی لشکر سے دس دس قدم آگے بمرتبہ افسری قائم ہوئے صدر میں تخت شاہی چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی مرکب سہ چشمی پر سوار مقبول بن مقبل جلو میں عمرو ثانی رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ دھرے ہوئے سر پر علم اژدہا پیکر کھلا ہوا پھر پھرے سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا بلند کہ دیکھا سامنے سے فوج پر سیسانے فرنگی نمودار ہوئی اس عنوان سے کہ صدر میں تخت شاہی قائم ہوا داہنے جانب تخت کے فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ بائین جانب تمائل خان بن جدائل خان ہندی و کرتوس بن قرنوس تیغزن آگے آگے تخت کے داہنا جادو بائے تیس قدم آگے شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار خود سر پر کج رکھا ہوا خود مرکب پر ترچھا بیٹھا ہوا اترتا ہوا آگے قائم ہوا امیر نے بغور سراپائے شہریار پر نظر کی

کہ عجب آن بان کا جوان ہے خدا کی شان ہے سینہ چوڑا بازو بھرے بھرے شانے گول لیکن جس وقت ہر لشکر کی صفیں آراستہ
ہوچکیں بیلدار نکل نکل کر بلندی و پستی زمین کی درستی بعد تیز دستی کرنے لگے آن واحد میں زمین کو ہموار کر کے مانند
آئینہ کے کر دیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیبان بلند آواز نے صدا سنائی کہ اے بہادران شور شجاعت دار و اے
دلاوران نامدار ہان روز اظہار مردی و مردانگی یہی ہے کہ تمام عالم جمع ہے کون اپنے آباد و اجداد کا نام روشن کرتا ہے اور نام رستم
وسام کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹاتا ہے ایک روز مرنا ضرور ہے یا آج یا کل لیکن تلوار کی موت نام ہے کہ مردوں کا
یہی کام ہے شور رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا نام مردوں کا آسمان کے تلے نام رہگیا بس جس وقت کہ نقیب نہیب دیکر
نکل گئے ہر بہادر و دلاور کی رگوں میں خون نے جوش مارا اور لولہ شجاعت رونما ہو گیا اول قصد میدان کیا اس شخص نے کہ نام
جسکا قرطاس بن افلاک ہے سامنے تخت کیخسرت شاہ کے آیا اور اجازت میدان چاہی کیخسرت شاہ نے کہا
حوالے کیا تجکو خداوند نخل سر سبد کے دی تیرا حافظ و نگہبان ہے قرطاس نے سلام کیا اور بار دیگر مرکب پر شعکر میدان
کارزار کا رخ کیا اب سب نگران ہیں کہ دیکھئے کسے پکارتا ہے کسے ٹوکتا ہے لیکن قرطاس نے میدان میں آکر خوب شلخ شوری
کی سراپا میدان کا دکھایا تیرے کے ہاتھ نکالے جس وقت خوب عرق عرق ہو گیا قائم کر کے مرکب کو دم آراستہ
کیا اور پکارا کہ باش اے گروہ نصاری جسکو تمنائے مرگ اور آرزوئے قضا ہو نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا
تھا کہ شیر بیشۂ ہندوستان یعنے شمائل خان بن جدائل خان نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت
ملک ریسیا سے فرنگی کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ حوالہ کیا تجکو مسیح گردون سر کے شمائل خان
سلام کر کے باگ مرکب کی پھیر کر میدان میں آیا اول نگاوریئے کہ مرکب برابر سے پیدا ہوئے قرطاس نے
جھپٹ کر نیزہ مارا شمائل خان نے نیزے کو نیزے پر روکا گئی نیزہ بازی ہونے کوئی دو سو طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ اک مقام پر شمائل خان نے نیزے کو نیزے پر مارا اور مثل کاکل محبوبان کے پیچیدہ کر کے جھٹکا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قرطاس کے نکل گیا زمانہ نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گیا قرطاس نے جھپٹ کر آرائے
برے گرز لیا اور سر پر چرخ دیتا ہوا خبردار خبردار کہتا دوڑا جب قریب پہونچا سر شمائل خان پر وار کیا شمائل خان
نے وار گرز کا جو بدست پر روکا اور خبردار خبردار کہکر اپنا وار کیا قرطاس نے بھی گرز کو بلند کیا لیکن جو
شمائل خان کی جو گرز پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تمام صحرا گونج اٹھا گھوڑا
قرطاس کا زمین میں سما گیا شق گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا شمائل خان نے گرز دم دست کرم لو غیراس ضرب پیوست
کی کہ کل مراد اسکا پژمردہ ہو گیا نخل حیات پر خزاں آئی عیار جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر غبار کے در آیا
پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ قرطاس کے بدن مو دو سر تو سے پسینہ جاری غشی طاری ہے عیار نے منہ پر
پانی کا چھینٹا دیا کہ قرطاس کو ہوش آیا چاہا مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب گل تھا بس دہیں سے
کود کر گرز کو تو ہاتھ سے پھینک دیا کھینچ کر تیغ آبدار پکارا کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مار ڈالا
کب چھوڑتا ہوں تیرے بھی مرکب کو شمائل خان نے دیکھا کہ یہ مرکب کو میرے کی چاہتا ہے کود پڑوں گھوڑی
سے قرطاس نے جھپٹ کر وار تیغ آبدار کا کیا شمائل خان نے یہ سمجھ کہ یہ بغیر مرے نہ ٹلیگا آتا ہے سپر تلوار ہاتھ سے
پھینک دی تھی لیکن اب جو تلوار فرنگی پہلوان کی خود پر پڑی ہے بھلا ایک خود سے کب رکتی ہے خود آہن کو
مانند کلاہ کاغذی کے کاٹتی ہوئی سپر پر ہوئی ہاتھ جھٹکا مارا شمائل خان نے دستانہ
مارا تلوار تو جھٹکا کر سرے سے نکل گئی لیکن بہادر جوش کی سر سے باہر آئی شمائل خان پر غشی طاری ہوئی طاقت جھٹکا

کی نرمی قرطاس یہ سوچا کہ اگر اسے قتل کرتا ہوں تو جنگ مغلوبہ ہو جائیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ شان جری بھی دکھاؤ
آواز دی کہ لیجا اُس زخمی کو اب ایسے بودے سردار کو نہ بھیجنا لیکن یہ صدا جوں ہی لندھاون لندھور کے پہونچی رنگ
رو متغیر ہو گیا قصد نکلنے کا کیا بعد اتفاق نظر صاحبقران ثانی کی لندھاوا پر پڑی فرمایا کیوں کیا ارادہ ہے لندھاوا
نے عرض کی کہ آپ دیکھتے ہیں کہ کیا کلمات لاطائل یہ نامرد اپنی زبان پر جاری کر رہا ہے اپنے شمائل خان کو نہیں کہا
بلکہ ہمیں کہا کیونکہ ہم اور وہ کہیں جدا ہیں گو اس وقت شمائل خان گمراہ ہے لیکن ہمارے ہی گوشت پوست سے
تو اُسکا گوشت پوست بھی ہے ہم اُسے جیسی چاہے ذلت دیں لیکن بمقابل دوسروں کے تھوڑی تو ہین اُسکی گوارا
ہو گی کیونکہ جب باپ نے اُسکے یعنی جذائل خان نے زیادہ بے ترکیبیاں کرنا فروع کیں تو پدر بزرگوار یعنے لندھور
نامدار نے اُسکو مع فیل اٹھا کر مارا کہ نخش زمین ہو گیا ہم بھی خود اُسے سزا دینگے اگر راہ راست پر نہ آیا دوسروں کا
کہنا کیونکر گوارا ہو سکتا ہے یہ کہکر مرکب کو نکالا چاہتا تھا کہ جا کر قرطاس سے مقابلہ کروں کہ صاحبقران نے اپنے
سر کی قسم دیکر روکا اور فرمایا کہ ای لندھاوا مقابلہ دوسرے سے ہی تمہیں مناسب نہیں ہے کہ نکلو لندھاوا ہونٹ کاٹکر
رہگیا ادب صاحبقران سے عزم اپنا فسخ کیا لیکن لوگ فوج شہریار کے آکر شمائل خان کو لے گئے شام ہو چکی تھی
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے ادھر شہریار نامدار اُدھر بہرام تیغزن باہم چشمکیں کرتے رہگئے
کہ وقت مقابلہ کا باقی تھا کیخت شاہ قرطاس پر سے زر نثار کرتا ہوا پھرا امیر بھی اپنے لشکر کو لیکر واپس
آئے شہریار کے تیور اور بانکپن کی تعریف کرتے ہوئے کہ گو خود مقابلے کو نہ نکلا تھا مگر عزم جنگ اُسکا چہرے
سے ہویدا نگاہوں سے پیدا تھا اُدھر شہریار شمائل خان کو لئے ہوئے داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس
بزم پہنا شمائل خان کے زخم سر میں ٹانکے اپنے ہاتھ سے لگائے پٹی مرہم کی چڑھائی اور اُسی طیش میں حکم دیا کہ
بجے طبل جنگی حسب الحکم نقارہ زرمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبریں لیکر روانہ ہوئے
اِن لشکروں میں بھی پھر کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف
ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے بہادروں نے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ
کرکے رخ میدان کارزار کا کیا آفتاب نکلتے نکلتے سب فوجیں میدان میں صف آرا ہو گئیں اُس صحرا میں کہ جہاں
برسوں شکل انسان نظر نہ آتی تھی آج انبوہ کے انبوہ پرے کے پرے قشونوں کے غول کے غول جتھ
کے جتھ جمع ہیں امیر کشور گیر صاحب چہار شمشیر زیب و زینت صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی کو بھی شہریار
کے مقابلے کا نہایت اشتیاق ہے سب لشکروں سے پہلے لشکر اسلام میدان میں صف آرا ہو گیا ہے کہ دیکھا
سامنے سے فوج شہریار نمودار ہوئی اور شہریار مرکب پر سوار برچھا آڑا اچھالی مرکب پر رکھا ہوا مرکب شوخیاں
کرتا ہوا آکر میدان میں قائم ہوا بہرام تیغزن سے آنکھ ملی قصد کیا بہرام نے کہ نکلوں مگر قرطاس اجل رسیدہ کہ پیمانہ
عمر اُسکا لبریز ہو چکا ہے جام زندگی بھر چکا ہے اس تیزی کے ساتھ صف سے نکلا بہرام کے دل کی ہوس دل ہی میں رہگئی
اور قرطاس اجازت حرب و پیکار لیکر میدان میں آ گیا پکارا کہ او فرنگی بچے کیا تو اپنے ایسے ویسے سرداروں کو بھیجکر
اُنکی جان مفت مفت برباد کراتا ہے آپ کبتک جان چھپائے بیٹھا رہیگا انجام کار تجھے بھی لڑنا پڑے گا
یا چھپ کر بھاگنا پڑے گا بس یہ سننا تھا کہ آتش قہر و غضب بھڑک اٹھی بھلا شہریار سا بہادر دلاور ایسے کلمے کہاں
سن سکتا ہے اُسی وقت کڑک کر گرز اُٹھایا اک کا لیا بادشاہ سے اجازت تک نہ لی آتے ہی نکاور زن ہوا کہ قرطاس
کو گرد برد کر دیا امیر اُسکی اس جرأت پر حسد کرنے لگے لیکن قرطاس نے مرکب کو پھیر کر پھر سامنا کیا اور

وار نیزہ خونخوار کا کیا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا لعین چلنے کی نوبت بھی نہ آئی دہین سے پیچیدہ کر کے
جھٹکا مارا کہ تین جگہ سے نیزہ اسکا ٹوٹ گیا پھر چہار طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی قرطاس نے حقیقت
ہو گرز کا وار کیا شہریار نے کلہ گرز پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ گرز چھین کر پھینک دیا ادھر ایرج نوجوان
اس ولولہ پر پھڑک گیا لیکن دیکھا امیر نے کہ رستم ثانی کے تیور بدے ہین ہر بار قصد کرتا ہے کہ جا پڑون اور کہون کہ اگر
تو گرز مارے تو مین تیرا گرز یون ہی ہاتھ مروڑ کر چھین لون لیکن ایرج ہر بار روکتا ہے کہ اے فرزند دیکھا جائیگا
جلدی کسی کام مین اچھی نہین ہوتی دوسرے صاحبقران کے خلاف گذرے گا رستم نے کہا اے پدر بزرگوار آپ
دیکھتے ہین کہ یہ فرنگی بچہ ہر بار پلٹ کر میری طرف دیکھتا ہے ایرج نے کہا اگر وہ لوکے تو تحمل کرو اسے پہونا پھر
کوئی نہ روکے گا لیکن اُدھر قرطاس نے آواز دی کہ اے فرنگی زادے تو شہزور معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح گرز میرا چھین لیا
اور سامنے مردان عالم کے مجھکو ذلیل کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلالی ہے گرز بازی جلالی ہے تیغ بازی راست
بازی جسکو حلال مشکلات جان سکتے ہین یہ کہکر لپٹ کر ہاتھ قبضۂ آبدار کا مارا شہریار نے آتی تلوار خیال
مین کر کے دھار کو بچا کر بند دست پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ قرطاس اوندھے منہ حیال مرکب پر آ رہا گھوڑے
لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ بیٹھ گئے قرطاس سنبھلکر گھوڑے سے کود پڑا شہریار بھی مرکب سے اتر آ کر پاؤن
مین ہاتھ پڑ گئے زور کشمکش کے ہونے لگے سردار گھوڑے بڑھا بڑھا کر قریب آ گئے کشتی کا تماشا دیکھنے
لگے پہر بھر کامل کشتی رہی قرطاس نے بھی آج جان لڑا دی ہے کوئی دم گھڑی دن باقی ہوگا کہ شہریار نے لنگر
قرطاس کا توڑ کر سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا کیا کہتا ہے دین نصاریٰ کے بارے مین قرطاس نے
کہا ہزار جانین ہون تو نام خداوند تحل سرسبد کے نثار مین اگر تو مجھکو مار ڈالیگا تو ایک خداوند مجھے ایسا
شہزور پیدا کرے گا کہ مین تیری ہڈیان پسلیان چور کر دونگا یہ سنکر شہریار کو نہایت غصہ آیا اہل اسلام
اسکی لاطائل تقریر پر ہنس پڑے بس شہریار نے ایک پاؤن اسکا ہاتھ مین تھاما اور دوسرا پاؤن اپنے پاؤن
سے دبا کر جو جھٹکا مارا قرطاس کو مانند کاغذ بوسیدہ کے چیر کر پھینک دیا اور دلاوران لشکر ارغوان شاہ و مجاہدان
لشکر اسلام وجد کرنے لگے پرسیاسے فرنگی تخت پر اچھل پڑا ہر طرف سے شور تحسین و آفرین بلند ہوا
شہریار اسکو مار کر بہرام بیغرن سے آنکھ ملاتا ہوا پلٹا کیوت شاہ تھرا گیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون
لشکر میدان سے پھرے امیر عالی مقام شہریار کے ولولون کی تعریف کرتے ہوئے اپنی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے
شجر پرست لاش قرطاس کی لیکر روتے پیٹتے ہوئے پلٹے اسکو جلا یا ہونکا ملک پرسیاسے فرنگی شہریار
پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا مسند شوکت پر متمکن ہوا ساقیان
سیمین ساق صراحی جواہر نگار و جام مرصع کا لئے ہوئے حاضر ہوئے پیمانہ کا دور ہوا لاغے حاضر ہو کر مجرا کرنے لگے
کیسی خوشی ہے کہ شہریار نے اتنے بڑے پہلوان کو اتنے عرصے مین زیر کر کے یون چیر کر پھینک دیا شمائل خان
تو ندر بازو پر نثار ہو رہا ہے فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ و گزلوس یمن قرلوس ہاتھ چوم رہے ہین تعریفین ہو رہی ہین
لیکن جس وقت شہریار نے دو تین جام پئے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت
کوس حربی نوازش مین آیا زمین ہلی آسمان تھرایا ہرکارون نے لشکر فرنگی کے چار طرف مثل کیوت شاہ دارغوان
شاہ و سعد بن قباد عالی جاہ کی بارگاہ مین خبر پہونچائی یہان بھی طبل بجے تیاری حرب و پیکار ہونے لگی طلایہ کا
گشت پھرنے لگا ہر طرف ہوشیار و بیدار باش کی صدا بلند ہوئی جوانان آزمودہ کار اول شب ہو رہے آخر شب

سے اُٹھ کر صلح بجنگ درست کر کے کمروں کو چست کر کے عازم میدان کارزار ہو کر بیٹھے کہ یکایک سفیدۂ سحری
چرخ پر نمودار ہوا تمام عالم مطلع الانوار ہوا لشکر اسلام کے نمازی وغازی نمازیں پڑھ پڑھ کر عازم میدان قتال و
جدال ہوئے ہنوز روشنی نیر اعظم بام فلک سے اُتر کر روئے زمین پر نہ پہونچی تھی کہ تینوں لشکر انبوہ انبوہ گروہ
گروہ کر کے میدان حرب وضرب میں پہونچ گئے صفیں آراستہ ہو گئیں ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ دیکھئے آج
کس سے مقابلہ ہوتا ہے کہ یکایک سنجیل سپر سوار اپنے شیر کو بڑھا کر سامنے تخت بخت شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی کہا جا تجھے بھی سپرد کیا خدا وند کل ہے کہ سنجیل سلام کر کے بار دگر پشت مرکب پر بیٹھ کر میدان میں
آیا بعد مطلع شوری آواز دی کہ ای شہریار آ یہی گو ہے اور یہی میدان ہے ادھر شہریار گھوڑا اُڑا کر سامنے تخت پر سیپائے
فرنگی کے آیا اجازت حرب و پیکار چاہی پر سیپائے فرنگی نے آستین رحمت پشت پر جھاڑی اور کہا اے فرزند
حوالے کیا تجھکو خدائے اکبر اور مسیح عالی جاہ کے شہریار سلام کر کے پشت مرکب پر بیٹھ کر میدان میں آیا اور
پکارا او سنجیل تو کیوں آیا نہیں دیکھا تو نے کہ قرطاس کس طرح زیر ہو کر مارا گیا سنجیل نے کہا میں قرطاس
نہیں ہوں شہریار نے کہا اگر تو یہ گھمنڈ کرتا ہے تو اگر اُس سے زیادہ ذلیل کر کے تجھے نہ مارا تو نام اپنا شہریار نہ پایا
لاف بے بہادری کی یہ سنکر سنجیل نے ارہ پشت نہنگ کا وار سر شہریار پر کیا شہریار نے ارہ کو تیغ سے قلم
کیا وہ آدھا ٹکڑا جو ہاتھ میں سنجیل کے باقی رہ گیا تھا کھینچ مارا شہریار نے اُسے بھی روکا سنجیل نے تیغ آبدار
نیام سے کھینچکر لپٹ کر ہاتھ مارا شہریار نے ڈھال تلوار کی بچا کر بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سنجیل آگے کو
جھکا بس دوسرا ہاتھ بند کمر میں ڈالکر زین سے اُٹھا لیا اور کہا کیا کہتا ہے تناخت دین نصاریٰ میں اسنے
انکار کیا شہریار نے اسے اُچھال دیا کہ گیارہ ہاتھ بلند ہوا گرتے وقت جو رنگ ہوائی کا تھا یہ دیکھنا تھا کہ تجیل بر سوار
برادر سنجیل کو تاب نہ رہی وہیں سے تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا غضب کیا تو نے کہ ایسے شیر میدان کارزار کو
یوں مارا لیکن کہاں جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب شہریار پہونچ تیغہ مارا شہریار نے وار اسکا
روک کے آواز دی شعر تو ضربے زدی ضرب مالوش کن ٭ بہ شادی از دل فراموش کن ٭ باش خبردار ہوشیار
یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا تجیل نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن تلوار
مانند برق چمکی سپر کو مانند گردۂ نان کے دو کرتی ہوئی پیا نہ خود سے مثل قطرۂ آب گذرتی ہوئی خود و دلبوہ جوش میں
زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی زین تک پہونچی زین سے زمین پر پہونچی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے تجیل
کا مارا جانا تھا کہ خنجر پرستوں کے ہاتھ پاؤں میں خلل پیدا ہو گئے تھرتھری پڑ گئی بخت شاہ طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھر گیا ادھر لشکر ارغوان شاہ پلٹا ادھر لشکر اسلام اپنی فرودگاہ پر آیا شہریار اپنی بارگاہ میں داخل
ہوا پر سیپائے فرنگی نے کہا کہ کل بہرام کا بھی قصہ پاک ہو جائے تو پس حمزہ سے صاحبقرانی کا فیصلہ
بھی کر لینا چاہیے شہریار نے کہا میرا ابھی یہی قصد ہے کیونکہ فرقت ملکہ ہاجرہ دختر امیر کی مجھ نہایت شاق ہے یہ کہکر
یاد ملکہ میں رونے لگا پر سیپائے فرنگی نے اسکا دل بہلنے کے واسطے ایک آدھ طائفہ کو حکم دیا صحبت
رقص وغنا گرم ہوئی اسی ہنگام میں خبر پہونچی کہ آج بہرام تیغ زن نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اسکا
ارادہ ہے کہ کل خود مقابلہ کرے شہریار نے کہا ہم خود چاہتے ہیں کہ جلد فیصلہ ہو جائے کہدو کہ ہمارے یہاں بھی
طبل جنگ بے درنگ بجے یہاں کوس حربی نوازش میں آیا لشکر اسلام میں بھی نقارے گڑگڑائے
بموجب شعر ز نقارہ آواز آمد بروں ٭ کہ گردوں دوں است گردوں دوں ٭ پھر تمام رات تیاری جنگ

نظم

تمن بسر ہوئی اور آغاز سحر نمودار ہوئے
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
لباس فلک لاجوردی ہوا

لگے ہونے نظروں سے تارے نہان
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
مسیحا نفس تھی نسیم روان

چھپا نور مین جادۂ کہکشان
رخ شمع مائل بزردی ہوا
اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے مذہب و آئین کے موافق عبادت پروردگار سے فراغت کرکے عازم میدان کارزار ہوا ایکطرف سے زنگیون کے غول باجے بجاتے ہوئے قواعد سے قدم اُٹھاتے ہوئے آکر میدان کارزار مین صف آرا ہونے لگے ایک جانب لشکر ارغوان شاہ پرے کے پرے علمہای سرخ کو جلوہ دیتا ہوا عجب شان و شوکت سے آکر صفوف آراے میدان قتال ہوئے ایک سمت لشکر شجر پرستان کی پژمردگی چہرون سے عیان دشت کارزار مین صف بندیان کرنے لگے ادھر لشکر اسلام گروہ گروہ چلا آتا ہے آن واحد مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا آج صاحبقران کو بہت بڑا اشتیاق ہے کہ دیکھا چاہیے بہرام اور شہر یار کیسی ٹھہرتی ہے کیونکہ شاہی بہرام بھی زبردستان روزگار سے ہے لیکن شب کو ارغوان شاہ نے کیخسرو شاہ سے کہلا بھیجا تھا کہ نہایت صدمہ ہوا تمھارے سردارون کے مارے جانے کا اور شہر یار نہایت زبردست روزگار معلوم ہوتا ہے اگر تمھاری راے ہو تو میرے تمھارے کچھ غیریت نہین ہے یہ لشکر بھی تمھارا ہے کل کے روز قیلوس بلند بالا اوس سے مقابلہ کرے کہ اُسکو بھی نہایت دولہی شہر یار سے مقابلہ کا کیخسرو شاہ نے کہا آپکو اختیار ہے آج کے روز ارغوان شاہ اور کیخسرو شاہ ایک ہی تخت پر سوار ہو کر میدان کارزار مین آئے ہین تخت کے داہنے جانب خود کیخسرو شاہ ہے اور بائین سمت لشکر ارغوان شاہ یہ لوگ اپنی قوت دونی کرکے میدان مین آئے ہین غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلچہ کار برق رفتار صفون سے نکل کر میدان مین آئے اور میدان کارزار کی درستی لعبہ تیز دستی کرنے لگے آن واحد مین میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کر دیا نقیبان بلند آواز نے سرود مستانہ چھیڑ کر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیے۔

اشعار

نخل ماتم ہے ہر شجر اسکا
پھل پھلا کر ہنسا سحر کو جو گل
جنکا مشہور ہے جہان مین حشم
ابھی دولہے ہوئے تھے جو کل
کر اُٹھانے گئے انھین کے پھول

جو بہار آج ہے خزان ہے وہ کل
شام تک ہو گیا چراغ کا گل
سر پہ پھرتا تھا چتر جنکے تاج
آنکے ہمخوابہ ہے عروس اجل
رہتے تھے جو غبار و گرد سے پاک

کہ ہے عبرت کی جا یہ دار فنا
کتنے ہی باغ ہو گئے جنگل
خاک مین مل گئے سکندر و جم
شامیانہ نہین ہے قبہ یہ کج
ابھی جنکے سلے نہین تھے پھول
جسم اُنھین کے ہین اور بستر خاک

کر ایکتون نے کوکا کہا کہ۔ روی سعدی کھادری کہرمانی سب جوان ہ تن ڈشکر زن بیچ کھوب کرد حسان جو تلوارون کے مرد جو تھے تو شہید کہلائے ہ جو جنگ مین جیتا بچے وہ غازی کہاجاے شعر بیاہ بجاؤ عروس تکو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ہ کچھ ایسے سرون مین یہ اشعار آبدار نقیبون کی زبانون پر جاری ہوئے کہ تمام صحرا مین ایک سناٹا پڑ گیا ہر شخص کی آنکھ سے اشک جاری تھے بہادرون کو دولہ جنگ نام دجان سے تنگ اُسی عالم مین مرکب اپنا قیلوس بلند بالا نے پرے سے نکالا اور سامنے تخت ارغوان شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لیکن یہ امر بہرام کے خلاف گذرا کہ طبل مین اپنے نام پر بجوا چکا ہون اور اُسنے یہ نخل کھڑا ہوا لوگ بھر طعنہ زن ہونگے اور حریف بھی بد دل سمجھے گا پکار کر آواز دی کہ اے قیلوس تونے اچھا نکیا جو صف سے نکل آیا تجھے خبر نہ تھی کہ مین نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہے قیلوس نے کہا اسمین کوئی طعنہ زن

نہیں ہو سکتا کیونکہ صرف آپہی کے لشکر مین طبل نہین بجا ہی بلکہ ہر لشکر مین طبل بجا ہی ہر شخص میدان مین نکل سکتا ہی
دوسرے آپ ہی نے کیون جلدی کی مجھسے پیشتر نکل کھڑے ہوئے اور اتو نکل چکا غنیمت شاد کو خود یہ
منظور تھا کہ کسی طرح بہرام نہ مقابلے کو جاے ایسا نہو کہ ہاتھ سے شہریار کے مارا جائے اور چراغ سلطنت گل ہو جائے
تو اور بھی غضب ہو کیونکہ وہ ایسے ایسے سردارون کو اس ذلت و خواری سے مار چکا ہے کہ جسکا زیر ہونا ممکن نہ تھا
بہرام کو آواز دی کہ ای فرزند اسی کو جانے دو دوست کی خاطر شکنی کرنا نہ چاہیے وہ تمھاری ہی طرف سے توجاتا ہے
بہرام چپ ہو رہا لیکن قیلوس بلند بالا کہ قد اسکا گیارہ اینچ کا ہی اسی سے اسکو بلند بالا کا خطاب ملا ہی اجازت
حرب لیکر میدان مین آیا مردانگی میدان کا اس زور شور سے دکھایا کہ دشت کارزار تھرایا خوب پسینہ مین غرق
ہو گیا ٹھہر کر ایک مقام پر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای گروہ نصاری خبردار ہوشیار باشید کہ منم
قیلوس بلند بالا جسکو تمنا ے مرگ اور آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سننا تھا کہ کرتوس
بن قرلوس نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت پرسیلاسے کے آیا پیادہ ہو کر اجازت میدان
مانگی پرسیلاسے فرنگی نے کہا جا تجھکو سپرد کیا پروردگار جہان اور مسیح دوران کے کرتوس بادی گرم مرکب پر
بیٹھکر میدان مین آیا قیلوس نے جو کرتوس کو آتے دیکھا مرکب اپنا بعزم نکالا ور زنی جولان کیا ادھر کرتوس
نے سپر ہاتھ مین سنبھالی اور باگ توسن برق رفتار کی لی یہ معلوم ہوا کہ دو لکہ ابر آکر مل گئے بلکہ دو کوہ گران ٹکرا گئے
کہ سپر سے سپر سینہ سے سینہ مل گیا ٹکرانے کی صدا سپرون سے بلند ہوئی مرکب کرتوس کا سات قدم اور گھوڑا قیلوس
کا پانچ قدم پیچھے ہٹا کرتوس نے جھپٹ کر نیزہ مارا قیلوس نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم
ہوا کہ دو مار سیاہ آپس مین گتھ گئے طعنین چلتے چلتے کوئی ہشی یا پیچ یا کشی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ قیلوس
نے نیزہ کرتوس کا ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا کرتوس نے زین سے تیر اپنا نکالا اور آواز
دی کہ غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کیا خیر کہان جاے گا بچکر کہ نیزہ بازی خلال بازی تیر بازی کمان
بازی کہ جس سے نخل حیات پر خزان آتی ہی یہ کہکر خبردار خبردار کہکر وار تیر کا کیا قیلوس نے برابر اٹھا کر سپر کو چہرہ
کی پناہ کیا یہ تیر بھی ساڑھے چار سو من کا ہی چار انگل سپر کٹی لیکن قیلوس کو کوئی گزند نہ ہوا پس وار اسکا
رد کرکے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کرتوس نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ قیلوس کا
جو پڑتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود پر پہنچا ہوگا کہ جھٹکا مارا قیلوس نے تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا کرتوس نے
تیغہ تو بمشکل سر سے نکالا چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی نعرہ کیا قیلوس نے کرے جاؤ اس زخمی کو
اور بھیجو کسی اور اجل رسیدہ کو یہ سننا تھا کہ قہرمان دیوانہ شہریار سے رخصت طلب کرکے میدان مین آیا کرتوس
کو علیحدہ کرکے آپ سامنا کیا قیلوس پکارا او دیوانے کیا تیری بھی اجل آئی لاقرب بہادری کی قہرمان نے
پکارا کہ بڑا گھمنڈ ہے تجھکو اپنی سپہگری کا زخمی ہو جانے سے کوئی طاقت و جرأت بہادری کی نہین جاتی رہتی جو تو طعن
کرتا ہی کرتوس پر بس خبردار ہوشیار رہنا یہ کہکر چوب دست گران سنگ ماری قیلوس نے اٹھا کر سپر کو چہرے
کی پناہ کیا لیکن چوب کے پڑتے ہی تڑکنے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا اتش گرد و غبار بلند ہوا جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا مرکب قیلوس کا گھٹنون تک زمین مین سما گیا دیوانے نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم لیکن
قیلوس بلاے بے درمان آفت جہان ہی فوراً اسنے مرکب کو زمین سے نکالا اور گرد سے باہر آکر گرز مارا
دیوانے نے چوب بلند کی لیکن گرز جو پڑتا ہی یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مرکب سے دیوانے کے ایک

یکبارگی چیخ ماری اور مرکب کی شکستہ ہوئی تق گرد بلند ہوا اور گرز جو پڑا تو ہاتھ دونوں قہرمان کے تھرائے گرز چوب سے
اُچٹ کر شانے پر پڑا کہ شانہ دیوانے کا نشانہ ہوا ضرب شدید پہونچی بیہوش ہو گیا آواز دی قیلوس کہ زدم و بستم
کردم لو خبر اسکی عیار قہرمان کا جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چیخ مارکر اندر گرد کے آیا تو قہرمان کو بیہوش پایا پانی چھڑکنے
لگا لیکن اُدھر فیروزہ دیوانہ ایک تیغ مارکر دوڑا کہ او قیلوس غضب کیا تو نے کہ میرے ہمجنس کا
یہ حال کیا کہاں جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے اُدھر عیار قہرمان کو میدان سے اٹھا کر لشکر کی سمت
لیگیا علاج اسکا ہونے لگا لیکن فیروزہ نے قریب پہونچتے ہی زنجیر ماری قیلوس نے وار اسکا رد کر کے ہاتھ
تلوار کا مارا کہ فیروزہ بھی زخمی ہوا اور پھر نعرہ کیا اُٹھنے کہ او شہریار کیا تماشہ دیکھ رہا ہے اور ان بیچاروں کو بھی
کراتا ہے آج خود میدان میں نہیں آتا کہ داد مردی و مردانگی کی لے یہ سننا تھا کہ شہریار مانند پرکالہ آتش کے مرکب
تڑپا کر سامنے تخت ملکہ پرسیبائے فرنگی کے آیا اجازت حرب چاہی کہا جا ای فرزند سپرد کیا تجھکو پروردگار عالم
رحیم کریم کے شہریار نے سلام کیا بارہ گرد مرکب پہ سوار ہو کر اس تیزی سے گھوڑے کو اڑا کر طرف قیلوس کے گیا کہ جیسے
شیر گرسنہ جانب شکار جاتا ہے امیر عالی وقار حمزۂ ثانی نامدار قیلوس کی جرأت و بہادری کی تعریف فرما رہے تھے
اور بدیع الملک سے کہہ رہے تھے کہ بیٹی دیکھو کیا اچھا جوان ہے مگر نہیں معلوم کسکی قسمت کا ہے کہ شہریار کو جو اس
ہاتھی سے قیلوس کی طرف آتے دیکھا فرمایا تو ارے بیٹی نہیں ہے اب خیر قیلوس کی نہیں معلوم ہوتی اگرچہ وہ بھی سردار
زبردست روزگار ہے مگر شہریار تو اس وقت اس آن بان سے جاتا ہے کہ مجھکو شباب شہزادہ ملک قاسم کا یاد آتا
ہے بالکل انداز اسکے مثل ہم لوگوں کے ہیں لیکن شہریار نامدار جس وقت قریب قیلوس پہونچا نعرہ کیا کہ باش
اے خیرہ سر آ پہونچا ملک الموت تیری جان کا لا ضرب بہادری کی قیلوس نے کہا پہلے تو اپنا جوہر دکھا دے ورنہ
ہوس ہی باقی رہجائیگی شہریار نے کہا نہیں جانتا تو مجھکو کہ میں ہوں صاحبقران کا رکھتا ہوں اور یہ امر شان
صاحبقرانی سے بعید ہے کہ پیشدستی کروں قیلوس نے کہا تو خیر دار رہ یہ کہنا کہ خبردار کیا تھا اور وار نیزے کا
سینہ بے کینہ پر شہریار کے کیا شہریار نے پھرتی سے کج ہو کے ہاتھ بلند کردیا نیزہ زیر بغل آ گیا ہر ایک کو یقین ہوا
کہ نیزہ جگر کے پار ہو گیا اور شہریار مارا گیا قریب تھا کہ پرسیبائے فرنگی تاج سر پر سے پھینک دے اور
اہل فوج گریبان چاک کریں اور لشکر ارغوان شاہ اور بخت شاہ میں شور واہ واہ بلند ہوا تھا لیکن نیزہ جو
شہریار کے زیر بغل آیا بس وہیں سے جلدی تمام داب کر نیزے کو بغل میں اب جو کسکے جھٹکا مارا بیچ سے
دو ٹکڑے ہوئے نیزے کے یہ دیکھنا تھا کہ پرسیبائے فرنگی اچھل پڑا تمام لشکر کے لوگ حسب دستور
فرنگ تالیاں بجانے لگے اس حرکت پر امیر کشور گیر مسکرائے لیکن ہمہمہ شہریار کی نہایت تعریف فرمائی
لشکر ارغوان شاہ کے لوگ حیرت میں آ گئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا انھیں یقین ہو چکا تھا کہ شہریار مارا گیا لیکن
قیلوس کہ بڑا زبردست پہلوان ہے افسر ہے کل فوج ملک ارغوان شاہ کا خفیف ہوا اور غصہ میں آکر دو دو گرز
گران بار کا شہریار نے نہ سپر بلند کی نہ گرز اُٹھایا دونوں ہاتھ کلہ گرز میں ڈالکر اس زور سے جھٹکا مارا
کہ قیلوس عیال مرکب پر جھک پڑا اور گرز ہاتھ سے نکل گیا شہریار نے گرز اسکا چھین کر جو پھینکا ستر قدم
کے فاصلہ پر جاکر گرا لیکن قیلوس نے آواز دی کہ او فرنگی بچے غضب کیا تو نے کہ سر میدان مجھکو ذلیل کیا
بڑا تو سرکش معلوم ہوتا ہے کب چھوڑتا ہوں تجھکو لے اسے کہ یہ پیغام اجل ہے اور وار تیغ آبدار کا کیا شہریار نے تلوار کمر
سے کھینچی سپر نہ بلند کی آتی تلوار خیال میں کرکے وار کو بچا کر ہاتھ بند دست پر ڈال دیا اور کشمکش کے ہونے

سے لگے گریبانوں میں ہاتھ پڑ گئے گھوڑوں کی جانوں پر بنی ہوئی تھی کہ ایسے ایسے کوہ پیکروں کا بوجھ سنبھالے ہوئے لنگر
روک رہے تھے شہریار نے خیال کیا کہ یہ پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہے اگر کشتی کی نوبت آئی تو ضرور چرمہ لگیگا
پھر آج بہرام کا مقابلہ رہ جائیگا یہ سوچ کر عجب گھات کی کہ قصداً اپنا گھوڑے سے کودنے کا دکھایا مگر مرکب پر بیٹھا
رہا قیلوس سمجھا کہ شہریار گھوڑے سے کودا چاہتا ہے بس ساتھ ہی اسنے بھی زین خالی کیا گھوڑے کی پیٹھ سے
تو جدا ہو چکا تھا شہریار نے وہیں لنگر اسکا روکا اور قائم کر کے اب جو ہکا مارا اس سے اٹھا لیا بس چار طرف سے
ایک غلغلۂ تحسین و مرحبا بلند ہوا سرداران لشکر اسلام اس گھات پر اچھل پڑے اور فرنگیوں میں تو گویان
اچھلنے لگیں لشکر ارغوان شاہ کے پہلوان کے رنگ اڑ گئے چہرے زرد پڑ گئے ہاتھ پاؤں میں تھر تھری
پڑ گئی لیکن شہریار نے قیلوس کو سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا کہ نام عیار کا مہتر
طیفور شیر دل ہے اور آپ آواز دی بہرام کو کہ او نمک پرست بس اب زمانہ تیرے پھولنے پھلنے کا گیا باد خزان نے
باغ حسرت کو تیری خاک کیا آ ابھی گو ٹھہری میدان ہی میں چاہتا ہوں جلد میرے تیرے فیصلہ ہو جائے تو پھر امیر
عالی وقار حمزۂ ثانی نامدار سے داعی صاحبقرانی ہوں یہ سنتا تھا کہ بہرام تیغزن نے سمند گردن ابلق کو اپنے
بڑھایا اور سامنے تخت گیخت شاہ کے آ پیادہ ہو کر سلام کیا ہاتھ باندھ کر اجازت جنگ چاہی گیخت شاہ
نے کہا میں اجازت جانے کی ہرگز نہ دونگا دیکھ چکا ہوں کہ اس بہادر نے ایسے ایسے دلاوروں اور بہادروں
کو کس آسانی سے زیر کر لیا اور مثل کرباس کہنہ کے قرطاس سے زبردست کو چیر کر پھینک دیا قیلوس
ایسے دیو خصال اہرمن مثال کو یوں گرفتار کر لے گیا اگر خدانخواستہ تجھکو کسی طرح کا چشم زخم ہو پہنچا تو چراغ میری
سلطنت کا گل ہو جائیگا کہ سوا تیرے دوسرا فرزند نہیں رکھتا ہوں اور فرزند بھی تجھسا زبردست روزگار بہرام نے جواب
دیا کہ اے پدر نامدار خاک ہے ہماری زندگی پر اگر رسوا ہو کر جئے تمام عالم یہی کہے گا کہ بہرام نے اپنے نام پر طبل بجوایا
دوسروں کو لڑوایا اور مارے خوف کے خود مقابلہ نکیا سامنے سے شہریار کے بھاگ گیا میں یہاں سے جا کر
کسی کو منہ دکھلانے کے قابل نہ رہونگا دوسرے یہ کہ حریف لڑکا ہے بس اب نہ روکیئے اور مجھے ہاتھ اٹھا لیجئے
خداوند کل سر بسجدے مصروف دعا ہو جیئے وہ مجھکو فتحیاب کریں اور اگر پیمانۂ عمر میرا لبریز ہو چکا ہے اور ہاتھ
سے اسی کے قضا میری ہے تو کوئی چارہ نہیں ورنہ میں بھی الیاسوم نہیں ہوں لقمۂ چرب نہیں ہوں کہ کوئی مجھکو کھا
لے گا گیخت شاہ نے مجبور ہو کر اجازت دی بہرام باردگر مرکب پر سوار ہوا عرصۂ میدان کارزار کا کیا جس وقت
سامنا شہریار کا ہوا الغرض نکار دزنی کر کے سمند کو جولان کیا شہریار نامدار نہایت ہوشیار ہے خود مرکب پر سوار ہے
حریف گنبد سے پر مرکب اور گنبدے کی نگاہ کہاں چل سکتی ہے داہنی جانب باگ گھوڑے کی دبا دی یہ ادھر نکلا چلا گیا
وہ اس طرف نکل گیا پھر پھیر کر مرکبوں کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوئے بسیار بہرام نے
خبردار خبردار کہکر نیزہ پھینکا نیزہ شہریار پر مارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں بند بند سے
لگے اور کھٹکنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو افعی زبانیں نکالے ہوئے ہیں یا دو مظلوموں کی آہیں ہم بغل ہو رہی
ہیں یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ نوبت ڈھائی سو طعن کی پہونچ گئی ہوگی کج کے مقابلے میں بہرام نے
بھی کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ہے سارا فن سپہگری جسقدر جانتا تھا تمام کئے گیا شہریار بھی تھاہ لیتا ہے کہ یہ کیا شے
ہے بس ایک مقام پر جب ہاتھ بہرام کا سست پڑنے لگا شہریار نے اس پھرتی سے بند باندھا کہ بہرام کو
تو بھی نیزہ تیرے کو مانند کاکل محبوبان کے پیچیدہ کر کے اس زور سے ہکا مارا کہ اگر بہرام ہاتھ سے چھوڑ دے

تو یقین ہے کہ ہاتھ شانے سے اُکھڑ جائے نیزہ تو مانند تیر شہاب کے بلند ہوا ہر طرف واہ واہ کی آوازیں بلند ہوئیں امیر
کشورگیر نے بھی تعریف کی کہ شہریار نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے لیکن نیزہ جو ہاتھ سے بہرام کے نکلتا ہے جہان
آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا کہ سامنے ہزاروں بہادروں کے مجھے ذلت ہوئی پکارا اے شہریار غضب کیا تو نے کہ نیزہ
ہاتھ سے اُس شخص کے ہوائی کیا کہ بہرام گردون بھی جسکی وحشت سے زندہ درگور ہونا قبول کرے لیکن مقابلہ کرے
خیر کہاں جاتا ہے بچکر میرے ہاتھ سے کہاں جائے گا یکلخت چھٹ کر آرابے سے جو بدست گران سنگ آسمان رنگ
برچھی کوہ گیارہ سے من کی ضرب اُٹھا کر سپر پر چرخ دیکر شہریار پر وار کیا کہ یلمانچہ اجل کا ہے شہریار نے بلا سپر کو اُٹھا کر
چہرے کی پناہ کیا لیکن چوب جو سپر پر پڑتی ہے اک زلزلے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار
بلند ہوا کہ شہریار گرد میں چھپ گیا نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری اسنے آواز دی کہ زدم و بست کردم پر سیاسے
فرنگی نہایت مضطر ہوا اور طیفور تخمیر دل کو واسطے خبر کے روانہ کیا طیفور چھاگل پانی کی ہاتھ میں لئے ہوئے قریب
آیا چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ شہریار کے ہر سر موسے پسینہ جاری ہے لیکن ہاتھ مانند ستون
فولادی کے قائم ہیں طیفور پکارا ای شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ حریف ملاقذفی کر رہا ہے شہریار نے چاہا مرکب
کو زمین سے نکالوں دیکھا مرکب کی لگی ہے کمر مرکب کی شکستہ ہے اور جا بجا سے زخمی ہو چکا ہے پس وہیں سے تیغہ کھینچ کر جھپٹا
کہا او بہرام غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مارڈالا اب چھوڑتا ہوں تجھکو لیکن جس وقت قریب گردن بہرام
کے پہونچا تیغ نیام میں کرلی اور جھککر سر فتراک گردن میں اڑا کر دونوں ہاتھوں سے چاروں پاؤں گینڈے سے
پکڑ کر ہیکا مار کے لنگر مرکب کا ٹوٹا پاؤں زمین سے اونچے ہو گئے مع راکب و مرکب اُٹھا لیا اور لے چلا طرف
خندق کے کہ جو اُسی صحرا میں واقع تھی اور قصد کیا ماروں اسی خندق میں کہ یہ زندہ درگور ہو جائے لیکن شہریار کے
اس زور پر فرنگی تالیاں بجانے لگے شجر پرستوں کے چہرے مانند گل پژمردہ کمھلا گئے ارغوان شاہ کے چہرے
کا رنگ اُڑ گیا لشکر اسلام سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی امیر نے انگشت حیرت دانتوں میں دبائی رستم ثانی
نے بے اختیار ہو کر فرمایا کہ واقع میں کیا قوت دکھائی ہے شہریار نے اتنے میں امیر کشورگیر نے بدیع الملک سے
فرمایا کہ اس وقت مجھکو منجھلے بھائی صاحب یعنی شاہزادہ علم شاہ رومی یاد آ گئے اگرچہ اتنا نہ سہی لیکن شہریار
بھی زبردست زور معلوم ہوتا ہے ہر کس و ناکس اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ کلمہ امیر کی زبانی سنکر شاہزادہ رستم ثانی
لندھاوہ بن لندھور کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ دادا جان نے تمہارے باپ
لندھور بن سعدان کو مع فیل اُٹھا لیا تھا اگرچہ اُس زمانے میں میں پیدا ہوا تھا نہ تم پیدا ہوئے تھے لیکن
سنا گیا ہے کہ یہ خبر نہایت صحیح ہے اُس انداز کا زور اس فرنگی نے بھی کیا ہے تو سہی نام میرا رستم کرار ہے مجھسے مقابلہ ہوا تو
شہریار کو مع مرکب اُٹھا لونگا برابر زور اپنے دکھایا ہے لندھاوہ خفیف ہوا لیکن جواب دیا کہ آپنے یہ بھی تو سنا ہوگا
کہ اُس وقت میں لندھور پدر بزرگوار عشق میں ملکہ مہران فیل زور کے مبہوت ہو رہے تھے ورنہ ممکن تھا کہ پردہ
دنیا پر کوئی بھی انکو مع فیل اُٹھا لیتا جس شخص نے سات روز امیر کشورگیر سے زور کیا ہو مجال تھی کسی کی کہ
اُسے مع فیل اُٹھا لیتا وہ اک وقت ہو گیا رستم نے کہا بھئی ہم لوگ تو صاف گو ہیں اسی سے بڑی ہیں نہیں خوشامد تو
آتی نہیں ہم تو تلوار کی زور سے بادشاہ کے دل میں گھر کرتے ہیں خوشامد سے نہیں دل میں جگہ کرتے یہ امیر
لوگوں کو پیارے کب ہو جو خوشامد کے عادی ہیں اگرچہ لندھور عشق ملکہ مہران فیل زور میں چور تھے لیکن سترہ سو من کا
گرز اور یہ چلیپا کل اسلحہ بھر لندھور کا لنگر اُسپر طرہ فیل کا بار عظیم کیا عشق نے اس بوجھ کو بھی ہلکا کر دیا تھا لیکن

شہریار نامدار بہرام کو مع گردن اٹھائے ہوئے بطرف خندق کے چلا کوئی بیس قدم گیا ہوگا بہرام نے دیکھا جان
بچتی بھی نہیں معلوم ہوتی اگر اسنے خندق میں پھینکا تو جانبر ہونا دشوار ہے زمین سے جست کر کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور
تلوار کھینچکر شہریار پر جھپٹ پڑا شہریار نے اٹھی گردن کو بہرام پر کھینچ مارا بہرام نے دیکھا کہ یہ پہاڑ سر پر گرا چاہتا ہی
وہی تلوار جو ہاتھ میں اسکے کھینچی ہوئی تھی ایک ہاتھ مارا کہ گردن کے دو ٹکڑے ہوگئے شہریار نے کہا کیا خوب
یہ وہی مثل ہے کہ کون ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے لیکن بہرام مرکب کو اپنے مار کر پشیمان بھی ہوا کہ ایسا گردن اب
ملنا دشوار ہے لیکن اگر اسے نہ مارتا تو اپنی جان جاتی تھی مگر شہریار سے ہمیشہ کی لڑائی ہوئی نہ آگے بڑھنے نہ نگلتے اس غصہ
اور پشیمانی میں شہریار سے لپٹ پڑا شہریار نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھ دیکھ کر
افسران فوج مرکبوں کو اڑا اڑا کر قریب آگئے تماشا دیکھنے لگے ادھر کیخت شاہ ارغوان شاہ قیماس بلند آواز
ارجاس مردم در و تمثال مردم در ادھر سیاسے فرنگی شمائل خان بن جذائل خان فیروزہ دیوانہ قہرمان دیوانہ
باوجودیکہ زخم سر پر پٹیاں چڑھی ہوئی ہیں مگر جانیں لڑی ہوئی ہیں امیر نے جو یہ رنگ دیکھا عمرو سے فرمایا خواجہ
جی چاہتا تھا کہ میں بھی قریب سے تماشا اس کشتی کا دیکھوں لیکن کیا کروں لڑائی کا قرون سے ہی ایسا نہ ہو وہ لوگ
میرے جانے سے کچھ برہم ہوں آئین زیادتی میری سمجھی جائے عمرو نے کہا یا امیر آپ کے تشریف لیجانے سے
سب خوش ہونگے کوئی برا نہیں مانے گا بلکہ پہلوانوں کے زور جرات کی آپ سے داد ملیگی امیر بھی مع جوانان
لشکر اسلام قریب سے آکر تماشا دیکھنے لگے لیکن دونوں پہلوان مانند شیر باہم مصروف تلاش تھے جوڑا کا کشتی کا
بند جا ہو او پیچ بندہ رہے سبھی زور کشمکش کے ہو رہے تھے اسی حالت میں وہ وقت آگیا کہ صحرائے فلک میں خیمہ
سیاہ شب برپا ہوا چراغان انجم کی روشنی پھیلی مشعل ماہ کو جلوہ ملا جتنے سردار تھے ہر فوج کے سب کی جھولداریاں
نمگیرے آکر استادہ ہونے سے امیر کشور گیر کا بھی نمگیرہ کارچوبی جواہر نگار آکر استادہ ہوا میدان جنگ میں
عجب سماں نظر آتا تھا کہ ادھر سرداران زخمی شہریار کے مانند شمائل خان بن جذائل خان وکرگوس بن قرقوس
تیرزن و قہرمان دیوانہ و فیروزہ دیوانہ چھوٹے چھوٹے تکیوں کے نیچے دنگل بچھائے بیٹھے ہوئے ہیں بیچ میں
تخت ملک پر سیاسے فرنگی ادھر ایک تخت پر ارغوان شاہ و کیخت شاہ پدر بہرام ارجاس مردم در
تمثال مردم در قیماس بلند آواز یہ سب سردار قیام پذیر ہیں آنکھیں لڑی ہوئی بلکہ جانیں لڑی ہوئی ہیں
کہ دو افسر فوج لڑ رہے ہیں دیکھئے کیا ہوتا ہے امیر کشور گیر صاحب چار شمشیر زیب و زینت بارگاہ سلیمانی
جناب حمزہ ثانی ایک نمگیرے کے نیچے شاہزادہ بدیع الملک شہنشاہ گوہر کلاہ لندھور ثانی فرامرز
عادی معزلی کرب دلاور نور الدہر بن بدیع الزمان داراب کشور کشا داہنی جانب بائیں سمت رستم ثانی
مالک ثانی جمہور جہاں سوز تیرزن کیخسرو نامدار ایرج عالی وقار قہور دلیر بدر یہ کیسے کیسے سردار بیٹھے ہوئے
تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں یکایک بہرام نے کہا اے شہریار شب واسطے آسائش کے ہے میں تجھے مہلت دیتا ہوں
کہ اس وقت جنگ موقوف کرو ہم تم دونوں راحت سے بسر کریں صبح کو پھر لڑ لینا شہریار نے کہا اے بہرام مجھے
دعویٰ صاحبقرانی کا ہے اور صاحبقران کا یہ دستور نہیں کہ بغیر معاملہ کیے ہوئے میدان سے پھریں میں نے
سنا ہے کہ صاحبقران اول کا بھی یہی دستور تھا اور صاحبقران ثانی جو سامنے دنگل شوکت پر متمکن ہیں انکا بھی
یہی آئین ہے میں بھی اسی قاعدے کا پابند ہوں غرضکہ دونوں طرف سے حسب دستور ایک ایک کاسہ
شیر آیا دونوں پہلوانوں نے پیا پھر مصروف تلاش ہوئے آن واحد میں زور کر کے سب پسینہ میں نکال دیا

کہاں تک بیان کیا جائے کہ شام کو بھی جھگڑا ایکسو نہوا اُسی طرح زور صبح تک ہوا کئے صبح کو پھر ایک ایک کا شیر پیا
اور معروف کشتی مین ہوئے یہانتک کہ دن بھی تمام ہوا لیکن وہی حالت ہے کہ شہریار بہرام کو تنبیہ پکڑ لاتا ہے اور بہرام
زور کرکے نکل جاتا ہے بہرام پکڑ لاتا ہے تو شہریار نکل جاتا ہے کوئی کسی سے دبتا نہین دلاوران نامدار زوروں کی داد دے
رہے ہین اسی حالت مین تیسرا دن ہوا اب یہ حالت ہے کہ آنکھین دیکھنے والون کی جاگتے جاگتے ورم کر آئی ہین
جب بہرام زور کرتے کرتے سو جاتا ہے تو شہریار چونکا دیتا ہے کہ اے پہلوان یہ میدان جنگ ہے خوابگاہ نہین ہے یکایک
بہرام کے ایک ہاتھ شہریار کا گردن پر زور سے پڑگیا کہ بہرام کو ناگوار خاطر گذرا بس دونون بازو شہریار
کے مضبوط پکڑکر سر سینہ سے لگا کر اے بہ مدد قدرت حق سر سید کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہے پانچ قدم دوڑا لیگیا
اور جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا آشنائے زمین ہوگیا مگر زنجیر کا بند ہاتھ مین پکڑ کر چاہا اُٹھا لون اور ہکا مارا کوئی بالشت بھر زمین
سے بلند کر لیا طیفور شیر دل عیار شہریار نے آواز دی کہ واقع مین جب وقت بد انسان پر آتا ہے تو آسمان زمین
دشمن ہوجاتے ہین دیکھتا ہون کہ اس وقت زمین آپ کو چھاے دیتی ہے پالون جمتے نہین وہ لنگر صاحبقرانی
کہان ہے بس یہ آواز جو کان مین شہریار کے پہونچی اور اپنے کو زمین سے بلند پایا غیرت مین آکر جو ہکا مارا بہرام
کے ہاتھ سے چھوٹ کر کمر تک غرق زمین ہوگیا اور زمین سے بازو بہرام کے تھامے سر سینے سے ملایا اور مسیح
دوران کا نعرہ کرکے جو زور کرتا ہے تو نو قدم دوڑا لے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے بہرام کے زمین سے آشنا ہوگئے
بس اب جو ہکا مارتا ہے یہ تو نے دیکھا کہ گھٹنے بہرام کے زمین سے مل گئے لیکن اب جو خیال کیا تو سر بلند
پایا اس پھرتی سے شہریار نے اُسکو ہاتھ پر اُٹھایا کہ معلوم ہوا ہر طرف تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی فرنگی
تالیان بجانے لگے نقارہ فتح پر چوب پڑی شہریار نے سپر چرخ دیکر ارادہ کیا کہ مارون زمین پر کہ استخوان پارہ پارہ
ہوجائین بہرام نے کہا امان فرمایا بشرط ایمان بہرام نے قبول کیا شہریار نے آہستہ سے زمین پر اتار دیا اور
کہا کہ اے بہرام پھر جا اپنے لشکر مین کل ہم دربار عام کرینگے تو مع فوج و لشکر آنا پادری صاحب پیچ کہینگے اگر
تمھین دین نصاری حق معلوم ہو تو ایمان لانا بہرام نے کہا اگر مین اپنے لشکر مین جاکر آپ سے دغا کرون فرمایا
تو دغا کریگا تو سزا پائے گا پھر خداوند عالم تجھکو گرفتار کرادے گا بہرام شہریار کی اس جرأت و نوازش کا
غلام ہوگیا اور آکر کیخت شاہ و ارغوان شاہ سے ملا یاں شہریار ادھر اپنے لشکر کی طرف چلا امیر عالی مقام
شہریار کی تعریف کرتے ہوئے طرف بارگاہ سلیمانی کے تشریف لائے شب سرداروں نے براحت و آرام
بسر کی جب صبح ہوئی پھر دربار معمور ہوا بادشاہ اسلام تخت پر رونق افروز ہوئے امیر و لنگر صاحبقرانی پر متمکن ہوئے
سب سردار اپنے اپنے منصب کے موافق آکر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی کرسی مدد پر بیٹھے امیر نے خواجہ سے
فرمایا کہ مین سنتا ہون کہ آج لشکر شہریار مین جشن کا سامان ہے اور کوئی پادری بطور وعظ و پند اسٹیج سے کہے گا کیون
خواجہ بارگاہ خیر ہے لیکن قابل دید و سیر ہے عمرو نے کہا حمزہ اگر شہریار کو تیرا احوال معلوم ہوگیا تو ایک
فساد عظیم برپا ہوگا اور تو ایک نامی شخص ہے تیرا جانا خوب نہین سنتا امیر نے فرمایا کوئی تدبیر تو بتا عمرو نے کہا
ہان تدبیر ہے لیکن تم لوگ اُسے منظور کیون کرنے لگے کہ روپیہ کا صرف ہے بارہ ہزار روپیہ مین ایک روغن
تیار ہوتا ہے کہ جسکے منہ پر مل دیا جائے اگر سانولا رنگ ہے تو گورا ہوجائے گا اگر گورا رنگ ہے تو سانولا ہوجائے گا
امیر نے فرمایا او دزد ابن دزد تو کچھ اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ دو سو درہم ہی پر تھا تیری طبیعت
کا رنگ کچھ تیرے باپ کا اور دونی قوت ہوئی تیرا لالچ تجھے ایک دن بہت خراب کرے گا یہ فرما کر

کوڑا پکڑ کر اُٹھے عمرو نے دیکھا تیور بُرے ہیں کہا حمزہ میں تجھے ہنستا تھا میں ابھی تدبیر کئے دیتا ہوں ع روغن
میرے پاس تیار ہے سر دست روپیہ تھوڑا صرف ہوگا جب تیرا جی چاہے مجھے دیدینا امیر نے فرمایا واللہ ایک
چھدام نہ دونگا عمرو نے جلدی سے ایک شیشی زنبیل سے نکال کر پیش کی کہ اچھا نہ دوگے تو کیا یہ مل سکتا ہے تیرے ہی
سرکار سے پیدا کیا ہے تیرے ہی کام میں آجائے گا بموجب مشہور کہ عطائے تو بہ لقائے تو امیر نے فرمایا کہ احسان
بھی رکھتا ہے اور وہ شیشی ہاتھ سے لے لی چونکہ شام کا وقت ہوا امیر مع عمرو و چند سرداران نامی مثل بدیع الملک
و رستم ثانی و نورالدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان و مقبول بن مقبل و معروف بن اسد و شہنشاہ گوہر
کلاہ وغیرہ اندر خیمہ کے آئے اور وہ روغن سب کے منہ پر ملا دیکھا کہ واقع میں جسکا سانولا رنگ تھا وہ گورا ہو گیا
جسکا گورا رنگ تھا وہ سانولا معلوم ہونے لگا عجب طرح کا روغن تھا اب امیر نے فرمایا کہ چلو لشکر شہریار
میں یہاں تو چلنے کے سامان ہیں لیکن وہاں شہریار نامدار نے بہت بڑا جشن عام کیا ہے گرمی کی فصل ہے شب ماہ
ہے صحرا کی ہوا اور فضا تمام صحرا میں چراغاں ہوا ہے درخت تمامی سے منڈھے گئے ہیں قندیلیں آویزاں ہیں بادلے
کی جھالریں آفتاب کی کرن کا لطف دکھاتی ہیں بلکہ شعاع مہر کو نظروں سے گراتی ہیں فرش بارہ کوس تک
ہوا ہے کہ زمین سفید سنگ مرمر کی معلوم ہوتی ہے دو دو مقام پر صحبت رقص و غنا ہے جابجا مجرے ہو رہے ہیں نازنینان ماہ
پیکر زہرہ خصال ناچ رہی ہیں مقام صدر پر تخت ملک پرشیا ہے فرنگی کا لگا ہے سردار گرد و پیش جمع ہیں شہریار
دلگل صاحبقرانی پر تمکین ہے سامنے ایک حور جمال پری تمثال عجب کرشمہ و ناز سے گا رہی ہے دل ہر حسن ناکس
کا لبھاتی ہے جام بادہ گلنار گردش میں ہے ساقیان سیمین ساق جام مرصع کا ہاتھ میں لئے صراحی جواہر نگار سے
مے گلنار انڈیل کر دے رہے ہیں اور مشتاقان دختر رز آغوش تمنا پھیلائے یہ شعر ورد زبان کرتے
ہیں شعر بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ ع رہے لاکھوں برس آباد ساقی تیرا میخانہ ع اک عجیب
عالم ہے ہر طرف آواز ہوشا ہوش نوشا نوش کی بلند ہے لیکن یہاں سے کچھ حال بہرام تیغزن کا بیان کیا جاتا ہے جو
اسیر پنجۂ تقدیر ہو کر ہاتھ سے شہریار کے چھوٹ کر اپنے باپ سے ملا ہے دم محبت شہریار کا بھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے
کہ اے پدر نامدار مجھے آج تک ایسا شہریار جوانمرد وصف خلق نظر نہیں آیا کوئی بھی ایسا کرے گا کہ دشمن کو زیر کرکے پھر
اس طرح چھوڑ دے اسکو ایسا بھروسا اپنے خدا پر ہے جیسی خدا اسکی مدد کرتا ہے بیشک دین اسکا برحق ہے اور مذہب
ہمارا ہیچ ہے کیسا اپنے خداوند لقا کا سر سبکر کیا لیکن خداوند گو نقش تصویر ہو کر رہ گئے کچھ خبر ہماری نہ لی معلوم
ہوتا ہے کہ خداوند میں کچھ طاقت ہی نہیں واقع میں کہ ایسی شئے کو خداوند کہنا بالکل عقل کے خلاف ہے کہ جیسے جیل جلیں
لکڑیاں جلا لیں میں تو اس دین پر لعنت کرتا ہوں اور دین شہریار اختیار کرتا ہوں جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آ کے
اور ساتھ میرے غلامی شہریار کی اختیار کرے اور جسکو نہ منظور ہو وہ چلا جائے اس نے مجھے کس دن سے زیر
کرکے یوں چھوڑ دیا اب میں اسکے قدموں کو کب چھوڑتا ہوں یہ کہہ کر اسی وقت اٹھا اور طرف لشکر شہریار کے
چلا سبھوں نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہیں کیمخت شاہ بھی ساتھ ہوا ارغوان شاہ بھی برائے شرکت جشن شہریار ہمراہ
بہرام روانہ ہوا ہرکاروں نے شہریار کو خبر دی شہریار نے قماقل خان بن جذامل خان و طہمان دیوانہ
وغیرہ دیوانہ سب کو واسطے استقبال کے روانہ کیا یہ سب گئے اور شہریار کی نوازش کا حال بیان کیا بہرام
بہت خوش ہوا اور کیمخت شاہ سے کہا ملاحظہ کیا حضور نے یہ اخلاق و مروت کہ صاحبقران میں بھی شاید ہو
لائق صاحبقرانی یہی شہریار ہے اور دیکھو تم سمجھنے کا جس دن سامنا ہوگا اور مقابلہ پڑے گا اس دن حال معلوم ہوگا

امیر کو ساری صاحبقرانی معلوم ہو جائیگی غرضکہ تعریفین کرتا ہوا داخل جلسہ ہوا شہریار نے جو مقام کہ اُسکے واسطے
معین کر رکھا تھا وہان جگہ دی کیخسرت شاہ و ارغوان شاہ تخت پر بیٹھے سرداران کے مثل قیماس بلند آواز و ارجاسپ
مردم دزد و تمثال مردم دزد اپنے دنگلون پر بیٹھے بہرام کا دنگل ان سب سے بالا دست بچھوا رکھا تھا بہرام اپنے دنگل پر
بیٹھا اسی وقت شہریار نے قید قلیوس بلند بالا کی طلب کی اور ہاتھ سے اپنے ہتھکڑیان بیڑیان اسکی کاٹ کر
خلعت دیکر اسکے بیٹھنے کو بھی دنگل عنایت کیا قلیوس اس نوازش پر اور بھی بندہ بے دام ہوا اور زیر تو پہلے ہی ہو چکا
تھا اب اختیار ہے شہریار کو اگر امیر با توقیر بھی شاید آجائین تو اپنے دنگل سے بالا دست چند دنگل اسنے بچھوا رکھے
ہین لیکن پیسلے فرنگی نے کہا ای فرزند بھلا حمزہ کا یہ دماغ ہے کہ وہ یہان آنے لگا ہان بعد اسپیچ جس روز
تو اسے زیر کرکے لائیگا اس دن وہ بیشک آئیگا لیکن ہرکارون نے خبر امیر کشور گیر کو پہونچائی کہ جلسہ جم گیا ہے
مگر ابھی اسپیچ نہین شروع ہوئی سنا ہے کہ بارہ بجے شب کو اسپیچ ہوگی اور دس بج چکے ہین امیر نے سردارون
سے فرمایا کہ وہانتک پہونچنے مین بھی کچھ عرصہ ضرور ہی گذر ریگا لہذا اب چلنا چاہیے کیونکہ ہمین تو اشتیاق اسپیچ
کا ہے عمرو نے کہا بسم اللہ غرضکہ امیر عالی مقام مع سرداران ذوالکرام بہ لباس معمولی رنگ روپ بدل کیے ہوئے
طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوئے جس وقت قریب پہونچے دیکھا کہ جا بجا ناچ ہو رہا ہے آواز ساز سے تمام صحرا
گونج رہا ہے سمان بندھا ہوا ہے ایک نازنین ماہ جبین یہ غزل گا رہی ہے

غزل

نکالا سینے سے خود بیٹھے ہین مرنے پر کمر باندھے
نہین جب سلسلہ باقی تو ہے وفا ہی کا پیکا
بندھے ہین صیاد کی شکنین کہ بلبل بکے باندھے
شب فرقت کی تاریکی بیان ہم کس طرح باندھیں
لگا کے تیر کو جیون نشانہ کیا نظر باندھے
ادھر تو گھر کا اس سے پڑے کسی موت آ کے
نقلے کو کمر سے خوب کسکر ناسپہ باندھے
حیا نے وصل کے دل ناز بیداری کی خواہان ہے
مگر بیٹھے ہین ہم امید پہ عزم سفر باندھے

کمر دشمن ہین گیسو انکے کھولے نہین جاتے
عبث رویان نہ آنکھون کی جا رہی چشم تر باندھے
نہین سانپ کی وحشت اس چہرہ و کاکل مین
سر شام اسنے جب کھولے نہ گیسو رات بھر باندھے
امید قتل پہ آتے نہین یارب یہ کیا ہے
کمر کھلتی نہین وہ گھر سے تیغ شمشیر و سپر باندھے
جو ہم بھی انجمن مین بیتابی تو ملنے کو ٹوٹ جائینگے
وہ آنکھین کھولدینگے ہاتھ کوئی پیشتر باندھے

نہ سے خون اپنے سر قاتل نہ شمشیر و سپر باندھے
ابھی سے کیون ہوائین اپنی آہ بے اثر باندھے
سمجھا نہین صبر نظر مو نکا خالی جا نہین سکتا
نہ جیسے داغ دل پہ تب زخم جگر باندھے
تو دار پر جا نہین بسمل کو قاتل پوچھین جب تک
کفن پہنے ہین بیٹھا ہون کمر پر ہم کمر باندھے
یہ طعنہ عاشق کا ہے دوستی کا افتادہ زندگی
سمجھا کر پٹی زخم دل پہ چارہ گر باندھے
طلب کرتا نہین گو آرزو ہے طالب پروا

اس مزے سے وہ نازنین اس غزل کو گائی کہ مست کر دیا سب جو تھے
کے امیر کشور گیر مع سرداران با توقیر خیل عوام الناس کے تماشائیون مین ملکر کھڑے ہوئے یہ سب تماشے دیکھ
رہے تھے مگر عمرو خانی اپکو عالم محویت مین چھوڑکر غائب ہوگیا لیکن دیکھا امیر نے کہ بارہ بجے شب کے صحبت
رقص و غنا برخاست ہوئی طائفے رخصت ہوئے پادری صاحب کی آمد کا غل ہوا وسط جلسہ مین نہایت
بلند کرکے اک تخت نصب کیا گیا اتنے مین دیکھا کہ اک مرد ضعیف باریش سفید لوگ بغلون مین ہاتھ دیے ہوئے
سامنے سے نمودار ہوا پیسلے فرنگی اور تمام سردار مع شہریار با وقار واسطے پیشوائی کے چلے استقبال کرکے
لائے تخت پر بٹھایا پادری صاحب نے کھڑے ہوکر اسپیچ شروع کی پہلے بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی بعد
اسکے مدح جناب مسیح کی اسکے بعد کچھ نصایح بیان کیے ظرے بالغت ترقی قوم کی صورتین کہ دیکا یک جانب
فلک سے روشنی نمودار ہوئی اک برق سی چمکی گھبرا گئے دیکھنے لگے اک تخت نظر آیا کہ اوپر اُسکے ایک مختصر
شامیانہ کھنچا ہوا آگے اُسکے گیلاس سبز و سرخ روشن اور ایک شخص بڑے قد و قامت کا باریش دراز

طویل نمودار ہوا جس وقت تخت بالائے ہوا سے اتر کر قریب پہونچا ادر مرد پیر نے بطور اہل بشارت سلام کیا اور
نعرہ کیا کہ سنو نائب عیسیٰ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین تمھارے پیارے مسیح کی طرف سے آیا ہون اور تمھارے واسطے
ہدیہ و پیغام لایا ہون فرمایا ہی جناب مسیح نے کہ آج کل تم لوگون سے ہم نہایت خوش ہین کیونکہ تم لوگ رواج دین
مین اپنی جانین لڑائے ہوے ہو اور شہریار کو واسطے صاحبقران کرنے کے مین آیا ہون یا تمہارے صاحبقرانی
اسکے واسطے لایا ہون سب متحیر تھے امیر کشورگیر نہایت تعجب مین تھے کہ یارب یہ کیا اسرار ہو رستم ثانی و بدیع الملک
وغیرہ سے ارشاد کیا کہ ایسا سحر کہ پدر نامدار کے زمانے مین بھی کبھی نہ گذرا ہوگا لیکن فرنگیون کے عقیدے اور
بھی زبردست ہو گئے سب کے سب جناب عیسیٰ کو پکارتے تھے اور شکریہ ادا کرتے تھے لیکن نائب عیسیٰ سے
پوچھا کہ اسم عالی حضور کا کیا ہی کہا مجھکو گردان گردون نشین کہتے ہین سب نے عرض کی کہ ہم امیدوار ہین
ہدیہ و پیغام جو آپ ہمارے واسطے لائے ہین بیان فرمائیے تاکہ ہم عمل اسپر کرین پس گردان گردون نشین
کھڑے ہو گئے اب تخت انکا کوئی چار گز زمین سے بلند بالائے ہوا قائم ہی غرضکہ گردان گردون نشین
نے تقریر شروع کی کہ ای مسیح کے ماننے والو تمھارا مسیح آج کل تم سے بہت خوش ہی اور فرماتا ہی کہ اگر اتنی قدر بھی
تم ہماری کرتے تو ہم تمھین چھوڑ کر آسمان پر نہ چلے جاتے افسوس کہ پہلے تمنے قدر ہماری نہ کی بہ سبب شعور کہ
قدر نعمت است بعد زوال ہم یہان سے تمھارے واسطے خداوند عالم سے دعا کرتے ہین کہ وہ تمھین راہ نیک بتائے شاباش
مرحبا اسی سرگرمی کے ساتھ ترقی دین و ترقی قوم مین تم لوگ مصروف رہو کہ اک روز انجام اسکا بہت اچھا
ہوگا کہ دنیا مین راحت اٹھاو گے عقبیٰ مین آرام پاؤ گے یہ تھوڑی زندگی اپنی غنیمت جانو جو کچھ اس وقت مین ہو جاے
وہ غنیمت ہی کیونکہ وقت جاکر پھر ہاتھ نہین آتا دنیا پر نظر کرو کہ جو لوگ تمسے پہلے پیدا ہوئے تھے وہ اب کہان ہین
لیکن جن لوگون نے کار ہائے نمایان کیے نام انکا ابتک زندہ ہی

غزل

بت پرستی ہو عبادت کی جگہ
دیدنی ہے انقلاب روزگار
سنگریزے مال و دولت کی جگہ
تھا مکان زینت کے حسرت چھائی ہی
عالم فانی ہے عبرت کی جگہ

تھی تصویر جن جبین تصویر گل
اب عداوت ہے محبت کی جگہ
کل مرقد جمشید و کیکاؤس پر
داغ دل ہے شمع تربت کی جگہ

جہان کعبہ کا ہی عبرت کی جگہ
عالم صورت ہے سیرت کی جگہ
گنج قارون مین [illegible]
بیکسی ہے جاہ و حشمت کی جگہ
مل گئے مٹی مین لاکھون آرزو

بعد ان اشعار عبرت آثار کے کہا کہ ای شہریار تم بس خواب غفلت مین
ہو تمھاری بارگاہ مین اس وقت وہ شخص موجود ہی کہ جسکو ثانی سلیمان لوگ کہتے ہین یعنے امیر کشورگیر صاحب
جبار شمشیر زیب و زینت صاحبقرانی یعنے جناب امیر حمزہ ثانی وہ داہنے جانب جو صف تماشائیون کی ہی
اس طرف بلباس معمولی کھڑے ہوئے ہین اور ساتھ انکے بدیع الملک و رستم ثانی وغیرہ بھی ہین
شہریار متحیر ہو کر طرف امیر باتوقیر کے آیا اور عرض کی کہ حضور تشریف لائے ہین مین نے تو پہلے تشریف آوری
کا انتظام کر رکھا تھا دنگل مقام اعلیٰ پر بچھا دیے تھے بس اب مجھکو ذلیل نہ کیجیے اور اپنے مقام مناسب
پر تشریف رکھیے لیکن امیر نہایت متحیر ہوئے کہ یارب یہ کیا معاملہ ہی یہ کوئی ساحر ہے کہ اسنے مجھے پہچانا
منجم ہی کون ہی لیکن اسی حیرت کے عالم مین دنگل شوکت پر مع سرداران ذوالاکرام متمکن ہوے گردان
گردون نشین نے کہا یہ تعجب کا مقام نہین اکثر ذکر آپ کے والد ماجد کا اور نیز تذکرہ آپکا صحبت جناب
عیسیٰ مین رہتا ہے آپ کوئی معمولی لوگون مین تو ہین نہین جسکا پہچاننا دشوار ہو اب مین آپکو چند پند اور

دوں اک خبر تازہ چہل سن لیجیے کہ آپ صاحبقرانی سے معزول کیے گئے اور اب شہریار کی صاحبقرانی کو زمانہ
ہوگا یہ کہکر جانب پشت اشارہ کیا کہ لاؤ دیکھا کہ کشتی ہاتھ پر نمودار ہوئی اسی طرح سات کشتیاں گردان گردون
نشین کے ہاتھوں پر نمایاں ہوتی نظر آئیں وہ کشتیاں شہریار کو مرحمت ہوئیں اور فرمایا کہ اسمیں بانہاسے
صاحبقرانی ہیں یہ تمکو مسیح کی جانب سے عنایت ہوئے ہیں اس وقت بارہ ہزار فرشتے میرے ہمراہ ہیں یہ اسباب
انھیں کے پاس عنایت لوگوں کو وہ نظر نہیں آسکتے کیونکہ جسم انکے لطیف و نورانی ہیں اس واقعہ پر [illegible]
امیر کو حیرت ہے تصویر بنے بیٹھے ہیں لیکن شہریار کی یہ کیفیت ہے کہ پھولے نہیں سماتا ہے فرنگیوں کے اشتیاق افزون
ہوتے چلے جاتے ہیں سپاہ فرنگی ہنستی اور خوش ہو رہی ہیں نائب تعیینی کی کر رہا ہے لیکن جس وقت کشتی
پوش ہٹائے گئے دیکھا کہ ایک کشتی میں خود دہ بلند عرق چین زرہ توپ وغیرہ رکھا ہے دوسری کشتی میں
داستانے زرہ موزے وغیرہ ہیں تیسری کشتی میں گردہ سپر رکھا ہوا ہے چوتھی کشتی میں شمشیر آبدار پانچویں کشتی میں گرز
گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہے کہ وہ چندہ سوسن کی ضرب چھٹی کشتی میں کمان و ترکش ساتویں کشتی میں
خنجر کٹار وغیرہ یہ سب چیزیں نہایت اور نامی پڑھے پر شہریار کا کندہ ہے گردان گردون نشین نے کہا جناب مسیح نے عنایت
فرمائے ہیں اور ارشاد کیا ہے کہ انھیں کو زیب جسم کر کے امیر ثانی سے مقابلہ کرنا اور دعوا کو ہم تمکو نظر کردہ کریں
شہریار دوڑ کر قریب تخت آیا گردان گردون نشین نے دست مرحمت رکھا اور کہا جاؤ اب پشت تمھاری زمین کو نہ
لگے گی شہریار سلام کر کے پھر اپنے دخل پر آکر بیٹھا اسباب صاحبقرانی رکھوا لیا اور ان کشتیوں کو زر و جواہر
سے پر کر کے نائب عیسی کی خدمت میں پیش کیا نائب نے کشتیاں لیکر بالاے سر رکھیں اور فرشتوں کی کشتی جواہر خدمت
مسیح میں پیش کر کے کہا یہ نذر ہے اسے اب قبول فرمائیں جدا ہر شخص نے حسب لیاقت نذر گذراننا شروع کی سپاہ فرنگی
رکھت شاہ بہرام دبلہ سواران نامی وغیرہ نے [illegible] شاہی [illegible] لیا اور [illegible] پرستی کو عمل کیا اور نذر گذرانی
ہمارے لشکر میں سے بعض لوگوں نے بھی حسب حیثیت نذر دی جب نذریں گذر چکیں تو گردان گردون نشین نے امیر با توقیر سے مخاطب
ہوئے اور فرمایا کہ بہتر و لازم ہے کہ آپ بھی مذہب بنا تبدیل کر ڈالیے دیکھیے مذہب مسیحی کیسا مذہب ہے اگر آپ
اس آئین کو جاری کریگے تو صاحبقرانی آپ کی بھی قائم رہجائیگی لیکن صاحبقران کوچک کہلائیے گا اور
صاحبقران اعظم شہریار نامدار کہلائیگا یہ کہکر فرمایا کہ ہمارے آپ کے مذہب میں کچھ ایسا فرق نہیں کیونکہ خدا کو
ہم آپ دونوں برحق جانتے ہیں لیکن نبی آپ کے اور ہمارے اور ہیں مگر ہمارے نبی وہ ہیں کہ جو بغیر باپ کے پیدا
ہوئے ہیں پس کیسے پاک و طاہر ہوئے آپ کے نبی میں یہ بات نہیں ہے امیر نے فرمایا آپ مجھے نصیحت
نہ کیجیے آپ شہریار سے صاحبقرانی میری چھڑوا دیجیے مجھے منظور ہے گردان گردون نشین نے کہا اچھا
آپ کے والد ماجد بھی نہایت ہٹ دھرم تھے ویسا ہی مزاج آپ کا بھی معلوم ہوتا ہے انھوں نے بھی ناحق اپنا
عیار ہمیشہ طرار خنجر گذار عمرو بن امیہ نامدار ایسے شخص سے کہ لقب شاہزادہ ولایت اولیٰ کا اسی کے واسطے زیب
دیتا تھا کیسی کیسی زحمتیں اٹھائیں اور ایک دنی سے کافر کی ناک کاٹ لینے پر اسکے ساتھ کیا کیا ظلم کیے کہ جان
کے درپے ہو گئے اگر وہ شخص نہ ہوتا تو صاحبقرانی نہ قائم رہتی اسی طرح آپ کا مزاج بھی نہایت ہٹ دھرمی
کا معلوم ہوتا ہے آپ بھی خواجہ عمرو نامدار کے فرزند دلبند سے اکثر بے ترکیبی کی باتیں کیا کرتے ہیں کبھی اس کو دزد
ابن دزد کہتے ہیں اور کبھی ساربان بچہ کہکر یاد فرماتے ہیں یہ حرکات آپ کے اچھے نہیں ہیں بھلا خیال
تو فرمائیے کہ آپ کے جد بزرگوار کون تھے ایک عیار و رفاقت کیسے تھے بعد و کا عالم ظاہر ہے صاحبقرانی چھڑوا دیا

لیکن انسان کو وقت اپنا بھولنا نہ چاہیے لہذا میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ آپ بھی اگر عمرو ثانی سے بگاڑئیے گا تو
بہت زحمتیں اٹھائیے گا اس تقریر پر شہریار تو وجد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ حضور کرامت کو نائب صاحب کی
ملاحظہ فرما رہے ہیں لیکن امیر کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا سرداران امیر دست بقبضہ ہوتے تھے کہ
امیر نے کہ بارگاہ وغیرہ ایسا نہ ہو کوئی فساد برپا ہو اور بدنامی ہو کہ امیر گھر چڑھ کے لڑنے آئے ہیں یہ سوچ کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے گردان گردون نشین مجھے پاس ہے شہریار کا ورنہ اس ریدہ دہنی کا جواب
تجھے دیتا خیر دیکھا جائے گا یہ فرما کر چلے گردان گردون نشین نے ایک پرچہ جیب سے نکالکر دیا اور کہا
خیر اسے اپنی بارگاہ میں پہونچکر ملاحظہ فرمائیے گا امیر نے پرچہ لیکر جیب میں رکھ لیا اور روانہ ہوئے شہریار مع سرداران
نامدار تا در بارگاہ پہونچانے آیا بعد جانے امیر کے گردان گردون نشین بھی نظروں سے غائب ہو گئے لیکن
امیر با توقیر لاحول پڑھتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے حسب معمول لباس نفیس پہنکر بصد شوکت و تمکن
ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر فروکش ہوئے ابھی تک وہی سردار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ہیں کہ ہمراہ امیر کے
تھے سوا یگانوں کے کوئی بیگانہ نہیں ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کیا کہ میں جو اس روز حضور سے کچھ عرض کرنے والا
تھا اتنے میں لشکر کی آمد شروع ہو گئی وہ تذکرہ رہ گیا پھر اتنی فرصت اور تخلیہ کا موقع نہ ملا کہ عرض کرتا امیر نے فرمایا ہاں
مجھے بھی یاد آیا بیان کرو شہنشاہ نے عرض کیا کہ شہریار ایک ساحرہ کے پھندے میں گرفتار تھا حسب اتفاق اس
صحرا میں میرا پہونچنا ہوا میں نے اسے رہا کیا اور مارا اس ساحرہ کو جس وقت یہ بارگاہ میں بیٹھا اسنے عجیب طرح کا کلمہ منھ
سے نکالا امیر نے فرمایا وہ کیا عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ یا جرہ یا تو کسی صحرا میں واسطے شکار کے تشریف لیگئیں
تھیں نہیں معلوم کیونکر نقاب چہرے سے ہٹ گئی اور اس کمبخت نے دیکھ لیا جب سے عشق کا دم بھرتا ہے میں نے
اسی سبب سے قتل نہیں کیا کہ کچھ نشانیاں اس میں اولاد ابراہیم علیہ السلام کی پائی جاتی ہیں لیکن بارگاہ سے
اپنی نکال دیا یہ سنکر رنگ روئے مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں جلد فیصلہ اس فرنگی بچے سے
ہو جائے لیکن پہلے جبل بجوانا میرے آئین کے خلاف ہے کیا کروں اور کیا نہ کروں لیکن پھر کوئی ایسا کر جائے اور پھر
مرا اس گیسو بریدہ کا لائے وہ کیوں واسطے شکار کے اس بے انتظامی سے گئی کہ اسنے دیکھ لیا بدیع الملک نے
جواب دیا کہ حضور یہ امر جلدی کا نہیں دیکھا جائیگا سبھی شاہزادیاں سیر و شکار کرتی ہیں یہ کہکر بات کو ٹالنے کے
واسطے امیر سے کہا وہ پرچہ جو حضور کو گردان گردون نشین نے دیا تھا ذرا اسے تو ملاحظہ فرمائیے امیر نے
کہا ہاں بھئی خوب یاد دلایا اور کاغذ کو جیب سے نکالکر ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا سنو خواجہ عمرو ثانی کیوں حمزہ رمل
کی خست کا نتیجہ دیکھا کہ ہم کس مرتبہ پر تھے اور آپ کہاں تھے لیکن حمزہ تجھے قسم ہے جناب حمزہ صاحبقران کی کہ
مجھ سے خفا ہوتا اگر میں ایسا نہ کرتا تو مجھے یہ اتقا زر و جواہر کہاں سے ملتا تیری جوتیوں کے صدقے میں میں نے
اس ترکیب سے پیدا کر لیا امیر اس حرکت پر قہقہہ مار کر ہنسے اور سرداروں سے کہا کہ دیکھیں حرکتیں تھی یہ نہ
کی کیسا دھوکا دیا ہے ان فرنگیوں کو اور کس ترکیب سے اپنا مرید بھی کیا روپیہ بھی لیے سب ہنسنے لگے اتنے میں آواز
زنگلمی کی بلند ہوئی دیکھا کہ دروازہ بارگاہ سے عمرو ثانی چلے آتے ہیں امیر نے فرمایا او دزد مکار است تو آسمان
پر سے اترتا ہوا کیونکر آ پایا کیا تو نے کچھ سحر بھی یاد کر لیا کہا حمزہ تو بھی کیسا بھولا ہوا ہے میرے پاس زنبیل حضرت
داؤد علیہ السلام کی ہے وہ ایسے معجزے کی چیز ہے کہ جس بات پر میں چاہتا ہوں وہ ہو جاتی ہے اور بالا ہے ہوا مانند
تخت سلیمانی کے اڑتی ہے اور فرشتے کیسے میں ہر شئی ایک چالاکی کے ساتھ زنبیل سے نکالتا تھا اور زمین بھی

مع کشتیوں کے داخل زنبیل کرتا تھا لیکن کسی پر ظاہر نہیں ہوا یہ اپنے ہاتھ کی چالاکی تھی اور حمزہ تو بہت کہا
کرتا تھا کہ تمہارے باپ نے صاحبقران اول کے ساتھ فلاں عیاری کی اور فلاں کام کیا میں نے کہا میں بھی ایک نمونہ
تجھے دکھادوں امیر نے فرمایا واقع میں خواجہ اول نے بھی ایسی عیاری کبھی نہ کی ہوگی یہاں تو یہ رنگ ہے لیکن حال پر سپہ سالار فرنگی
کا سنیے کہ بعد جانے گردون گردون نشین کے جلسہ برخاست ہو بارگاہ آراستہ ہوئی یہ دونوں بادشاہ یعنی بخت شاہ بحر پرست
و دارخوان شاہ بھی ایمان لائے اور شریک ہوئے شہریار کی صاحبقرانی قائم کی گئی بہرام تیغ زن کو شہریار نے
خلعت دیکر سپہ سالار مقرر فرمایا اب فرنگیوں کی بھی قوت ہوئی کہ دو بادشاہ مع سرداران نامدار اور شریک
ہوگئے ان میں بڑی جمعیت کثیر ہے غرض کہ جب دوسرا دن ہوا امیر شہریار نے دربار آراستہ کرکے باہتمامے
صاحبقرانی طلب کئے اور جسوقت سب اسباب سلاح خانے سے آیا شہریار نے تن پر آراستہ کیا لیکن اتنا
حلہ رنگ گیا تھا کہ جسوقت گردان گردون نشین نے یہ کشتیاں نکالی ہیں تو اک کشتی عیار شہریار نے معہ طیفور شیر دل
کو بھیج دی تھی کہ اسمیں باہتمام عیاری مثل کمند و خنجر و زنبیل و فلاخن وغیرہ کے سب چیزیں تھیں اور کہدیا تھا کہ بعد
چند روز کے اس زنبیل سے مثل زنبیل حمزہ کے گلیم عیاری وغیرہ اور جملہ چیزیں نکالا کرینگی اور تجھے بہتر مہتر عیاران کیا کہ تو
بھی عمرو ثانی پر غالب آئے گا فلہذا طیفور بھی باندھ تن پر آراستہ کرکے اک کرسی پر بیٹھا ہے لیکن جس وقت کلاہ عیاری
سر پر رکھی عجب سامان نظر آنے لگے کہ ذیرہ ماتھی کی اونچی ٹوپی اور اسمیں مور کا پر لگا ہوا گھنگرو بجتے ہوئے طیفور بھی
پیر مغون کی طرح کرسی پر بیٹھا اسوقت ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے اور جام بادۂ ناب گردش میں آیا جس وقت
شہریار نے دو چار جام پئے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا بارادہ منم صاحبقران اعظم بہرام تیغ زن نے عرض کی
کہ اس میں شک کیا ہے شہریار نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص ایلچی بنکر جائے اور جواب نامہ میرا نامی
سے لائے یہ کہکر وزیر کیطرف مخاطب ہوا اور فرمایا لکھ نامہ حمزہ صاحبقران ثانی کے نام اس مضمون کا کہ یا دین
عیسوی کو قبول فرمایئے ورنہ مجھ سے مقابلہ کیجیے کہ مجھے خود دعوے صاحبقرانی کا ہے کل اپنے ملاحظہ کیا کہ
تاانب عیسیٰ تشریف لاکر مجھے نظر کردہ کر گئے اور باہتمامے صاحبقرانی عنایت فرما گئے اب کون ایسا ہے کہ
پشت میری زمین کو لگاوے یا فن سپہ گری میں کوئی سبقت لیجائے وزیر نے اسی وقت نامہ لکھ کر تیار کیا شہریار
نے مہر اپنی ثبت کی اور اک جام بھروا کر رکھا کہ فوراً بہرام تیغ زن بے اندیشہ انجام اپنے دنگل پر سے کود پڑا ساغر
ہونٹوں سے لگایا نامہ شہریار سے باندھا اور نکل کر بارگاہ سے بارہ ہزار جوان چھانٹے کہ جن کی دروبان سرخ
لغین خاص شہریار دلاور کے اردلی کے لوگ تھے اور عظم و شان سے طرف لشکر امیر کے روانہ ہوا جس وقت قریب
لشکر پہونچا ہرکارے افتاں و خیزاں خدمت بادشاہ اسلام شہنشاہ ذو الاکرام میں حاضر ہوئے دعا و ثنای شاہی اسی
طرح بجا لائے شعر ہے تا ابد شاہ علی وقار ہے باقبال و دولت بعز و وقار بعد اس کے عرض کی کہ بہرام تیغ زن سپہ سالار
لشکر شہریار بقصد ایلچی گری آتا ہے امیر نے اسی وقت بخاطر شہریار ایک دنگل اس کے واسطے بچھوا دیا اور فرمایا
کہ شاہان ہفت ملک برائے استقبال جائیں اور بحرمت تمام لائیں اسی وقت حسب ارشاد شاہان
ہفت ملک گئے اور بعد عزت بہرام تیغ زن کو لائے بہرام نے آکر بادشاہ اسلام کو مجرا گاہ سے مجرا کیا
امیر کشور گیر کی خدمت میں تسلیم بجا لایا حکم ہوا کہ بیٹھو بہرام سلام کرکے دنگل پر متمکن ہوا ساقی کو اشارہ ہوا
اس نے کئی جام لبریز کیے بہرام نے امیر کو سلام کرکے پیے صاحبقران نے مجلس تمام مزاج شہریار عالی مقام کا
پوچھا بہرام نے عرض کی کہ آپ چھپے میں فرمایا کس مقصد و مطلب سے اس وقت تمہارا آنا ہوا بہرام نے کہا ہم نامہ دار ہیں

نعرہ کیا فرمایا امیر نے کہ لاؤ نامہ اسنے کہا حضور یہ نامہ صاحبقران اعظم کا ہی کل حضور کے سامنے نائب عیسیٰ خطاب
دے گئے ہیں چونکہ امیر کو منظور تھا کہ کوئی فساد نہو اور جلد مقابلہ شہریار سے ہو جائے کشتیاں جواہر کی منگا کر نامہ بر
سے نثار کرائیں اور نامہ لیکر دبیر کو دیا اسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ یا امیر کشورگیر یا دین عیسوی کو
اختیار کیجیے یا مجھسے مقابلہ کیجیے امیر نے پشت نامہ پر اپنے ہاتھ سے جواب جنگ لکھا اور بہرام کو خلعت دے کر
رخصت کیا اور عمرو کی طرف مخاطب ہوے کہ او دزد باریک یہ سب جو حیلے اس فرنگی کے تیری بدذات سے ہیں
ورنہ اسکی ہی یہ لیاقت تھی کہ میرے ساتھ چاہی کرتا تیری ان حرکات ناشایستہ کا نتیجہ ایک دن بہت خراب ہوگا
جس طرح کہ تیرے باپ سنے امیر عالی وقار پدر نامدار کے ساتھ میں بے ترکیبیاں کیں اور وہ ٹالتے گئے آخر کار
غصہ آگیا جیسا نتیجہ ہوا کہ عمرو نے برسوں کوہ و بیابان کی ٹھوکریں کھائیں صدہا جگہ ذلیل ہوا بھاگتا پھرا آخر کار جب
معذرت کی تو وہ برائی ہوئی مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہو کہ وہی نتیجہ تیرا بھی ہو عمرو صاحبقران کو حالت
طیش میں پاکر سامنے سے ٹلکر اپنے خیمہ میں چلا آیا لیکن جس وقت بہرام قریب لشکر شہریار پہونچا اور خبر شہریار
کو ہوئی کہ بہرام جواب نامہ لیکر آتا ہے سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا شمائل خان بن جذائل خان
اور کوس تبرزن و دیوانہ قربان و دیوانہ فیروزہ وغیرہ سب گئے اور جاکر بہرام کو استقبال کرکے لائے بہرام
نے نامہ سر سے کھولکر ہاتھ میں شہریار کے دیا اور نوازش صاحبقران کی نہایت صفت کی اور خلعت دکھلایا لیکن
شہریار نے جو پشت نامہ پر جواب اپنا جنگ تحریر پایا غیظ و غضب میں آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ طیفور
شیر دل نقارخانہ فرنگستانی میں آیا اور حکم شاہی سنایا نقارہ نوازوں نے خوب گرما کر نقاروں کو چوب لگائی آواز
کوس حربی سے زمین تھرائی ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت امیر عالی مقام میں آئے اور دعا و ثنا بعاد شاہی بجا لا
کر عرض کیا کہ لشکر بہرام میں طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں ہے خدا ے ما بزرگ است ہمارے یہاں بھی بفضل
ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی عمرو بہ حکم صاحبقران زمان لیکر نقارخانہ سلیمانی میں آیا قلاب چینی
اور کباب چینی کو حکم شاہی سنایا انھوں نے حسب دستور ایک اشرفی خواجہ کے نذر گذرانی عمرو نے اشرفی داخل
زنبیل کی اور ایک چوب نقارے پر لگائی بعد اسکے نقارہ نواز بجانے لگے طبل شور مچانے لگے یہ دونوں نقارہ نواز
پرستان کے ہیں عجب عجب ٹکڑے اور طرح طرح کی گتیں انکو یاد ہیں ادھر شہنا نوازوں نے شہنائیوں کو دم دیا
نرم سروں میں بجانا شروع کیا تمام لشکر میں اک غلغلہ ہوگیا کہ کل امیر کشورگیر اور شہریار بادو قریب سے مقابلہ ہے دیکھیے
کیا انجام ہوتا ہے کون ناکام رہتا ہے کسکا کام ہوتا ہے کیونکہ دونوں زبردست کسکی فتح ہو کسکی شکست شہریار بھی فوج
بسیار رکھتا ہے امیر کے ساتھ بھی لشکر کثیر ہے اگر جنگ مغلوبہ کی نوبت آگئی تو خوب ہی تلوار چلیگی یہاں بارگاہ سلیمانی
میں سرداروں کا مجمع ہے امیر دنگل صاحبقرانی پر مانند فیل مستانی کے جھوم رہے ہیں بار بار قبضہ شمشیر کو چوم رہے
ہیں نہایت اشتیاق ہے کہ آتی رات کا عرصہ دل پر شاق ہے بدیع الملک نے عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو کل پہلے غلام
کا سامنا کرے تلوار کو اس فرنگی کے خون سے بھرے کبھی رستم ثانی العصر شیر جنگ زبانی یوں عرض رسانی کرتے ہیں
غلام مدعا کو بادۂ تقریر سے بھرتے ہیں کہ اگر ارشاد عالی ہو تو کل میں اسکو بتصدق روح جد بزرگوار شاہزادہ عالم شاہ جا ملا
تیغ مرکب اٹھاؤں اسکا زور بل سر میدان سب کے سامنے نکالوں امیر یہ باتیں سنکر ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ لوگ
یوں ہی تھمیں اے بہادر اگر فضل یزدی شامل حال ہے تو شہریار کیا مال ہے گو شہریار میری آنکھوں کے سامنے خوب خوب
لڑا مگر اسکو ابھی کسی سخت سے پالا نہیں پڑا ہے جس وقت زلف لیلاے شب گرہ گیر پہونچی دربار برخاست ہوا

بادشاہ اسلام داخل محل ہوئے امیر با توقیر اپنے آرام گاہ مین آئے اور سردار رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوئے سمہرویون پر لیٹ لیٹ کر عروس خواب سے واصل ہوئے لیکن مقبل وفادار یادگار امیر عالی وقار کے خیمہ کے گرد تیر کمان ہاتھ مین لیے پھرنے لگا دریاے محافظت مین بہنے لگا ہر طرف لشکر ون مین طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز ہشیار باش کی بلند تھی جوانان آزمودہ کار سلاح حرب و پیکار کی چستی و درستی مین مصروف تھے کوئی تیر ترکش مین بھرتا تھا کوئی چلہ کمان کو درست کرتا تھا کوئی تلوار کی دھار کو دیکھتا تھا کوئی کٹار کو سنبھالتا تھا کوئی زبان نیزہ کو تیز کرتا تھا کوئی حلقہاے کمند کو سلجھاتا تھا مردان دلاور مین ہمان جنگ تھا بودون کا مارے دہشت کے قافیہ تنگ تھا کسیکو دولت تیز کسیکو خیال گریز کوئی آمادہ پیکار کوئی بھاگ جانے پر تیار کسی کو فکر نام ونشان کسی کو کوشش امن وامان کہانتک گذارش کیا جائے اسی کیفیت مین وہ وقت آپہونچا کہ زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اظہار صبح ہر طرف ہونے لگا ناگاہ فراش سپہر خبر آمد مہر شنکر دوگھڑی پیشتر چادر نور بدستور پہنکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدہ سحری بعد جلوہ گری قبہ چرخ اخضری سے چمکا کیا یک نقاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنے چہرے سے بعد آب و تاب مانند بند نقاب کے بیتاب ہو کر دور کیا دیکھا کہ تاج زرین بسر و چار قبہ شاہنشاہی در بر اس کروفر سے در مشرق آسمان سے ظہور کیا تمام عالم کو نور سے معمور کیا مگر ماہتاب ان آمد مہر درخشان سے بشکل حیران بے سروسامان روان دوان ہو کر دامن کہکشان مین پنہان ہوا بیت مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے ٭ چمکا گل خورشید نسیم سحری سے ٭ ادھر حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان بعبادت معبود بہر طاعت رب ودود اٹھے اور بعد رفع اجابت مشتاق عبادت وضو بعد آرزو کرکے مسجد کے پاس مین قدم دھر کے نماز رب بے نیاز پڑھنے لگے کہ اتنے مین عمرو ثانی حاضر ہوا تسلیم بجا لایا امیر نے بعد ختم وظایف بعد معانقت گلستان رنگین بیانی کو یون آراستہ و پیراستہ کیا کہ اے ہدہد فرخندہ فال و اے طوطی شیرین مقال بادشاہ اسلام کی خبر بتا بادم صرا عمرو حسب الارشاد ہدایت بنیاد در شاہی پر بڑی جانکاہی سے پہونچا دربان و محلدار سے جاسوسی و چاپلوسی کرنے لگا کہ ظل اللہ کے آنے مین کیا دیر ہے کہ بغیر انکے جلوہ بارگاہ سلیمانی اندھیر ہوا آخر الامر یہ مژدہ جانفزا سنا کہ اب آپ آتے ہین بہت جلد تشریف لاتے ہین اس خبر فرحت اثر کو سنکر سفیر خدمت امیر مین آیا اور حقیقت حال کو راست راست بے کم و کاست کہہ سنایا

نظم

سمجھنے لگا تیسہ وہ بشتی	گمو نے جو ہین سنا خبر کو	کہنے لگے مرحبا عمرو کو	حاضر جو تھی اسلحہ کی کشتی
نور اسکا بیان مہر جیکا	داڑھی ونہ گلے مین ڈالی	جنگاہ کی طرز یہ نکالی	خود اسحاق سر پر رکھا
کفار کا جسنے سینہ تا کا	بچھوون مین سموئی ہوئی تھی	سو پشت پہ لگی ہوئی تھی	دست اقدس مین تھا وہ جو بھا
بدلگا انہین ہوتے پامین	تلوار لگی ہوئی کمر مین	وہ ڈاب بھی خوشنما تھی	دستانے تھے دست خوشنما مین
ہمیر یکہ کرتے تھا اک ہیر	وہ مرکب خوش خرام کیا تھا	چلنے مین غیرت صبا تھا	برچھوں اگر تھا وہ فلک سیر
	جلد اسکی تھی صاف شکل کوہ	پاؤن کے گھوں سے تھا وہ دوس	جس وقت وہ زیب بارگاہ

سلیمانی زینت دنگاہ صاحبقرانی سلاح حرب و پیکار لگا کر تیار ہوا آمد سرداران عالی مقام کی شروع ہونے لگی ناگاہ سواری لندھور ثانی کی مانند مہر درخشان کے طلوع ہوئی وہ جوان بعد آن بان عازم میدان کارزار اس فیل طویل پر سوار چہرے سے جاہ و جلال آشکار خواصی مین گرز گرانبار زیب جسم تمام ہتھیار اس قامت سے نمایان ہوا پشت پر فوج ظفر موج مانند بحر زخار بعد وقار آگے آگے فیل مست جسکی بلندی سے

نظم

کوہ پست مانند ابر و سحاب جھومتا ہوا
اسکے کج کلاہ کی اللہ رے جچے پھبن کا
اسکے دانتون کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک

شان و شوکت کو کہون کیا مین تری ہاتھی کی
کہکشان جون شب بہار مین عیان سرِ فلک
لپکے خرطوم تو بیا زنجیر ہلائے وہ اگر

ہیچ رہ جون مہ نوناتے ہے یون ہاتھی کی جھلک
ہاتھ لیلی نے نکالے ہین ہیر خیمے سے
ہے مجنون کی ہوس سلسلہ پائی کی جھنک

دانتون پر فیل کے جوڑے جواہر نگار چڑھے ہوے مانند آغوش تمنا دشمن کے واسطے اپنی حد سے بڑھے ہوئے
جس وقت سامنا امیر با توقیر کا ہوا مانند حضور تسلیم بجا لایا جانب دست راست حسب دستور قدیم مقام پایا اتنے مین
سواری مانند باد بہاری پہلوان زمان صاحب نیزہ دو زبان رفیق وفادار مالک ثانی نام دار کی بصد عز و وقار
نمایان ہوئی نیزہ دنبال مرکب پر کج و صراحی و دل ولولہ جنگ سے جرا ہوا کلاہ کج بانکی سج دھج اور عربی راہوار
زیر ران بھیرا ہے چنیان کر تا تارا سے جبرتا مود ارہوا نظم صفت اسپ کس طرح تیزی رفتار دکھائے راہوار
آنکھ مین وسعت میدان جہان ہو کوتاہ ایسے عرصہ مین اٹھے دیکھنے والے کی نظر جا کے جو آئے کئی بار وہ
خدنگاہ ہو وہ سبک رو کہ دم صبح جو سبزے پہ چلے نہ فعل شبنم سے نہ نعل سے شبنم آگاہ ہو آگے آگے مالک
عالی وقار پشت پر ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار اس شان و شوکت سے بصد عجلت خدمت بابرکت امیر کشورگیر
مین حاضر ہو کر تسلیم کو گردن جھکائی اور صاحبقرانی سے جانب دست چپ جگہ پائی بعد انکے روح و
روان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بدیع الملک نوجوان بصد علم و شان مانند مہر درخشان
حاضر حضور پر نور ہوے اور اپنے عہدے پہ مامور ہوے بعد ہ چشم و چراغ شاہزادہ ایرج نوجوان امیر و لعل خفتان
یعنی شاہزادہ رستم ثانی نوجوان بصد شوکت و شان مانند ماہ تابان ہمراہ فوج گران مانند سیارگان ہمراہ لیے
خدمت صاحبقران جہان مین حاضر ہوے اپنے منصب سے ماہر ہوے اسی طرح ہر سردار نامدار
با فوج بسیار بصد عز و وقار خدمت حمزہ عالی وقار مین حاضر ہوا یگان یگان مانند نور الدہر و بدیع الزمان
و داراب کشور کشاد تورج باخدا افرامرز عماد عمرو علی شاہزادہ بہارستان عرب سب کے سب عازم حرب
داہنی صف مین ملے اور قیصر و نامدار امیر ان عالی وقار قہور دیو پرور جمہور دلاور بائین صف مین ملحق ہوے
جس وقت اس ماہ برج صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی کے گرد و پیش مجمع غازیان و نامیان کا ہو گیا جانب
ایوان شاہی طرف دروازۂ جہان پناہی روانہ ہوے ناگاہ تخت بادشاہ عالی جاہ کا کہاریان کاندھون پر
اٹھائے قدم بڑھائے جانب دروازہ ہو مین یکایک پردہ چرخی پر کھینچا اور ظل اللہ سعد بن قباد شہریار برآمد
ہوئے اول سلام امیر با توقیر کا ہوا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا مراد اس سے یہ تھی کہ تمھاری طرف سے
ہمارے دل مین جگہ ہے بعد امیر کے اور سردارون نے گردنین خم کین آداب شاہی بجا لائے لیکن کہارون
نے دوڑ کر تخت شاہی کاندھون پر لیا کہاریان پھر داخل محل ہو گئین اور شاہ کی سواری مانند باد بہاری
مع صاحبقران نامدار و سرداران والا تبار طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی وسط لشکر مین تخت شاہی
قائم ہوا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہونے لگا داہنی جانب علمہاے سبزہ کو جلوہ ملا یہ معلوم
ہوا کہ اک باغ تازہ آراستہ ہو گیا بائین جانب نشانہاے سرخ غیظ و غضب کی علامت مانند برکالہاے
آتش کے نمودینے لگے سرداران نامدار و دلاوران جلادت شعار تومن ہاے بادرفتار پر سوار
صفون سے دس دس قدم آگے بڑھ کر تہ سرداری طے کرتے ہوے اور امیر اعنی امیر صاحب چار شمشیر
زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ ثانی چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھ کر صاحبقرانی قائم ہوے سر پہ

غرض وعا پیکر کھلا ہوا آواز یا صاحبقران یا صاحبقران مہ سہا ہو عمر ثانی رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوئے
ارادہ مالک پر نظر کیے کھڑا ہوا اس طرف لشکر فرنگستان سے جو ہی عجب آن بان سے باجے بجاتے قدم قواعد سے
اٹھاتے گروہ گروہ جوق جوق انبوہ انبوہ آکر صف آرائی کر رہے ہیں شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار ہمراہ
عیاران سپہسالار گیروداری میں اُسی طرح چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھ کر برتہ صاحبقرانی استادہ ہوا آج بازوہائے صاحبقران
کی گرانی جسم کو بھی معلوم ہوتی ہے آج تین لشکروں کا ایک لشکر ہو کر آیا ہے عجب نمائش دکھاتا ہے کہ وسط فوج میں فوج فرنگستان اور
تخت ملکہ پرسیاسے فرنگی ہے میمنہ سمت لشکر کیخت شاہ شجر ہست افسر فوج بہرام ساز بدست بادشاہ
لشکر کیخت شاہ ہے میسرہ کی طرف لشکر ارغوان شاہ افسر لشکر قیلوس بلند بالا اور سرداران صفوں سے آگے
قدم بڑھائے اپنی اپنی فوج کے پرے جمائے کھڑے ہیں شہریار نے کل فوج کی وردیاں اپنی فوج کے توشہ
خانہ سے نکلوا کر تقسیم کی ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل فوج فرنگستان کی ہے وہ وردیاں زرق برق جنگل جھاڑی میں فرق
نہیں عجب بہار دکھاتی ہیں یکایک بلد اربرق رفتار پروں سے نکل کر میدان کی درستی بصد تیز دستی کرنے
لگے آن واحد میں صحرا کو ماننند آئینہ کے ہموار کر دیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا اس آئینہ کو غبار
سے پاک کر دکھایا وہ تازی تازی زمین صحرا کی جابجا سے کھودی گئی ہے اور آب پاشی ہوئی ہے تو عجب طرح کی
سوندھی سوندھی خوشبو نکل رہی ہے نکہت گلہائے صحرا اس نسیم سے ملاقی ہو کر اپنا رنگ بدل رہی ہے جوانان فوج ہر
دو فوج مست کھڑے جھوم رہے ہیں تلواروں کے قبضوں کو چوم رہے ہیں ناگاہ نقیب نامدروں کے قریب
پہنچ کے قریب آکر یوں نقابت کرنے لگے نظم

تمام کر جاؤ جان پہ کھیلو ... داد لینا اگر ہو تو لے لو
نام باقی نہ اب جہان میں ہے ... تو کو ورز ہے نہ بہمن ہے
سیکڑوں کو کیا ہے جنوں نے ... آج سو سنا ہے بعد بھی تیرا
ہم کبھی ہیں روا و صف شکنو ... تیغ کے کاٹ دکھاؤ شیرو تو

ہان ہی ہیگا کیو دوری جنگ ... لو مارو روزگار سب پہ ہے تنگ
اب نہ رستم جہان میں ہے نہ سام ... گو کبھی تو نہیں کہاں بہرام
نہیں گرگین دلوس گیو کہیں ... مدت عمر ہو گئی سیری
گو نہ مدفن نہ شمع مدفن ہے ... نام مانند مہر روشن ہے
آگے مرنے میں ہے اپنا نام ... جنگ سے ننگ مرد کا نہیں ہے

جس وقت نقیب یہ نیبہ کر کے ہٹ گئے جوانان جنگ آزما کی رگوں میں خون شجاعت سے جوش مارا ہر ایک نے
آغوش تمنا پھیلا کر عروس اجل کو پکارا شہریار نامدار نے ایک انگڑائی لی کہ دونوں تسمے رکابوں کے ٹوٹ گئے اس
جلوے کو دیکھ کر بہادروں کے ہی چھوٹ گئے لیکن طیفور شیر دل نے اور ساز لا کر مرکب کو پھر سے آراستہ کیا
شہر کا رخ گھوڑا اٹھا کر سامنے تخت ملکہ پرسیاسے فرنگی کے آیا پیادہ ہو کر اجازت جنگ چاہی اور عرض کیا کہ آج
امیدوار دعا ہوں کیونکہ سامنا اس شخص کا ہے جس نے تمام عالم کو اپنا مطیع و فرمانبردار کیا ہے بہادروں نے اسکی اطاعت
کا جام پیا ہے آج جس کے مقابلے میں اگر مسیح نے مدد کی اور امیر کو زیر کیا تو گویا تمام عالم کو اسیر کیا پرسیاسے فرنگی نے
آستین رحمت پشت پر جھاڑی اور کہا جاؤ فرزند سپرد کیا تجھے پروردگار عالم و مسیح ملہم کے تو تو نذر کردہ مسیح ہے اب
کون تیری پشت زمین کو لگا سکتا ہے کب حمزہ تاب مقاومت لا سکتا ہے شہریار سلام کر کے بادہ گلگوں مرکب پر بیٹھ کر چاہتا ہے کہ
میدان میں جا کے ہنر جنگ دکھائے کہ یکایک جانب شمال سے تھوڑی گرد خفیف نمودار ہوا یہ معلوم ہوا کہ بوندا باندی گرد کا چرخ
مارتا چلا آتا ہے شہریار منتظر ہو کر کھڑا ہو رہا کہ اسے دیکھ لینا چاہیے کون آتا ہے کیا خبر لاتا ہے کہ یکایک آن واحد میں
وہ گرد قریب آکر فرو ہوئی اور ایک سانڈنی سوار برق رفتار نظر آیا دیکھا کہ جانب لشکر پرسیاسے فرنگی آتا ہے
معلوم ہوا کہ کوئی نامہ دار ہے لیکن اس شتر سوار نے جو شہریار نامدار کو عازم کارزار دیکھا جلدی سے اونٹ کو بڑھا کر

قریب آیا اور پکارا ای شہریار توقف فرمایئے شہریار نے کہا خیر باشد کیا ہو اُسنے بگڑی سے خط نکالکر ہاتھ مین دیا اور
زبانی بھی بیان کیا کہ آپ کے ملک پر شادمان شاہ ملک شادمانیہ کا رہنے والا پانچ لاکھ سوار کی جمعیت
سے چڑھ آیا ہو اپنی حد سے بڑھ آیا ہے ملک برباد ہوا جاتی ہو فوج آپ جو واسطے حفاظت کے چھوڑ آئے
تھے قلعہ بند ہو سمار فرنگی جو آپ کی طرف سے حاکم تھا اور زخمی ہوا دو پہلوان رستم زمان اور اسباب وقت اُسکے
ہمراہ ہین شہریار سے سانڈنی سوار یہ نامہ لیے ہوئے خدمت امیر کشورگیر مین آیا تمام ماجرا کہہ سنایا اور خط بھی دکھایا
صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ ای بہادر اگرچہ مجھے تیرے مقابلہ کا بہت بڑا اشتیاق ہو جانا تیرا اسوقت دل کو
شاق ہو لیکن یہ وقت نہایت نازک ہو کیونکہ قلعہ مین ناموس بھی ہونگے اور معاملہ ناموس کا نہایت نازک ہوتا ہو
اگر حیات مستعار باقی ہو تو انشاءاللہ پھر آزمائش ہو جائیگی ای شہریار تو بھی دوسرے کی ناموس کا بہت خیال
رکھنا یہ نصیحت یاد رہے دشمن جان سے جان کی دشمنی چاہیے ناموس کی بے پردگی آبروریزی کا باعث ہو ان
نصیحتون مین امیر کے جو اشارے تھے یقین ہو کہ ناظرین بالتمکین سمجھ گئے ہونگے چونکہ امیر باتوقیر پر یہ ظاہر
ہوچکا ہو کہ شہریار نام ملکہ جابرہ بانو کا باادب کے ساتھ پیار کرتا ہو دم محبت کا بھرتا ہو لہذا صاحبقران نے معاملہ
کو غیرت دلا کر بیان کیا کہ یہ دل مین پشیمان ہو غرضکہ شہریار نامدار امیر عالی وقار سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا
وہ خط ملک پر سیاست فرنگی کو دکھایا اور آپ اسیوقت کوچ کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا
امیر کشورگیر بھی مجبور و ناچار میدان کارزار سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے

اب چند کلمے ملک فرنگی کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد کوچ کرنے شہریار عالی وقار کے خبر شادمان شاہ کو پہونچی کہ ملک فرنگ بالکل خالی ہو فقط ایک سردار
سمار فرنگی نام چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے واسطے محافظت و انتظام ملک قلعہ مین ہو میدان خالی پاکر سوچا
کہ اس سے بہتر موقع فرنگستان کے لے لینے کا ہاتھ نہ آئے گا یہ خیال کرکے سہراب منارہ گردن نامی بیٹے کو حکم
دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک فرنگ کے روانہ ہو اگر خداوند تعالی اپنے روز لے تو ہم بھی پیچھے پہونچتے ہین بلکہ اے
سہراب منارہ گردن اگر موقع پانا تو ملک پر قبضہ کر لینا ہمارے آنے کا خیال نہ کرنا سہراب منارہ گردن یہ
حکم پاکر اسی وقت تیاری کرکے طرف فرنگستان کے روانہ ہوا تیسرے روز شادمان شاہ نے بھی کوچ
کیا کہ ساتھ اُسکے دو پہلوان زبردست نام ایک کا ہامان سیمون چشم اور دوسرے کا شیرزاد دیو چشم
ہو کہ دونون پہلوان رشک سام بن نریمان ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا القصہ سہراب جو دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے پہلے چل چکا ہو صحرائے فرنگستان مین پہونچا خیمہ برپا کیا سمار فرنگی کو خبر پہونچی اُسکے پاس
اگرچہ فوج قلیل تھی لیکن یہ بہادر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا جس وقت سہراب منارہ گردن نے دیکھا
کہ سمار فرنگی آمادۂ پیکار ہو ایک شخص کو نامہ دیکر روانہ کیا خبر سمار فرنگی کو ہوئی کہ نامہ دار آتا ہو کہا بلاؤ جس وقت
وہ نامہ رسا سامنے آیا مضمون نامہ زبانی بھی کہہ سنایا کہ بہتر یہی امر ہو کہ قلعہ فرنگستان خالی کردو ورنہ مفت مین
جان و مال پر تباہی آئے گی سلطنت بھی جائیگی جان بھی جائیگی سمار نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا ایلچی
نے جو نامہ لاکر سہراب کو دیا نہایت برہم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی نقارہ رزمی پر چوب لگی ہوا آواز نقارے
کی گرجی ہرکارون نے سمار فرنگی کو خبر دی یہان بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ بیدرنگ ہونے لگی تمام
رات جوانون کو سلاح سپہگری درست کرنے مین گذری لیکن جسوقت تیرگی شب مانند سیاہی چشم کور

صبح ہوئی اور سفیدۂ سحری بلسان حال ید بیضا نمودار ہوا ہر شخص خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے اپنے دین
و مذہب کے موافق عبادت پروردگار بجا لا کر عازم میدان قتال ہوا آفتاب نکلتے نکلتے فوجیں میدان میں صف آرا
ہو گئیں بیلداروں نے نکل کر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو برابر کر کے مثل آئینے کے ہموار کر دیا
سقوں نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیب نقیب دینے لگے کہ ہاں اے بہادرو دلاورو اسی دن کے
لیے بادشاہ کا نمک کھایا ہے آج وہ وقت آیا ہے کہ چاہیے حق نمک ادا کرو دل میں مالک کے جا کرو جس وقت
نقیب یہ نقیب پکار علیحدہ ہوئے سہراب ستارہ گردن فیل پیکر نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور میدان
کارزار میں آ کر نعرہ کیا کہ باشندگان گروہ نصاریٰ جس کو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے
کو سنکر سمار فرنگی میدان میں آیا بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی سو طعن کی نوبت آئی ہو گی
کہ سمار نے نیزہ سہراب کا ہوائی کیا سہراب نے غصہ میں آ کر ایسی ضرب ماری کہ سر سمار کا زخمی ہوا سمار نے
زخم سر باندھ کر وار تیغ آبدار کا کیا کہ شانہ سہراب کا بھی نشانہ ہوا دونوں طرف کے لشکر دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ
ہو گئی تلوار چلنے لگی واقع میں عجب تاثیر ہے زمین قلعہ فرنگ کی کہ خون انسان کی پیاسی رہتی ہے کتنی میدان
داریاں ابھی ہو چکی ہیں کس قدر کشت و خون ہو چکا ہے کہ لہو تک اچھی طرح نہ سوکھا ہو گا لیکن فوج سہراب
کی تعداد دو لاکھ کی ہے اور فوج سمار فرنگی کی کل چالیس ہزار شکست ہوا چاہتی تھی کہ حسب اتفاق پشت لشکر
سمار کی جانب سے ایک آندھی اٹھی کہ آن واحد میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا فوج سہراب کی آنکھوں میں خاک
سنگر کیا کچھ سجھائی نہ دیتا تھا فرنگیوں کی بن پڑی فتح اسی واسطے دیکھ تیر و تبر برسا رہا جو تیر چلاتا تھا وہ دشمن
تن کو گرا دیتا تھا علیحدہ کمان کا زور دوسرے ہوا کی قوت تو ہر تیر کا چوگنا ہو گیا تھا سہراب کے لشکری جو
تیر مارتے تھے ہوا کی تیزی سے وہ تیر پلٹ پڑتے تھے آپ نشانہ اجل ہوتے اپنے وار اپنے ہی اوپر
چل رہے تھے رن ایسا تھا مشعلیں روشن نہ ہو سکتی تھیں کہ تاریکی کو برطرف کرتیں تین پہر کامل جنگ رہی جس وقت آندھی
برطرف ہوئی دیکھا تو ہزارہا آدمی فوج سہراب کے مارے گئے ہیں اور دو چار سو لشکر سمار کے بھی قتل ہوئے
بلکہ یہ کشتے وہی ہیں جو قبل آندھی کے مارے گئے تھے بعد آندھی آنے کے ایک متنفس بھی فوج سمار کا ہلاک نہیں ہوا
چونکہ سردار فوج دونوں طرف کے زخمی تھے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے سمار فرنگی لشکر پر دھاکا
کرتا ہوا اپنے خیمے میں داخل ہوا زخم سر میں ٹانکے لگائے گئے پٹی مرہم کی چڑھی وہاں سہراب ستارہ گردن میدان
سے لاشے اٹھوا تے اٹھواتے پریشان ہو گیا شام ہو گئی لیکن لاشیں نصف سے زیادہ باقی رہ گئیں شام کو یہ بھی
داخل خیمہ ہوا علاج زخم میں مصروف ہوا جب دوسرا دن ہوا دن بھر لاشیں اٹھائیں اب لڑائی موقوف ہے
کیونکہ دونوں کے سر زخمی ہیں تیسرے روز سمار فرنگی علیحدہ خیمہ سے ایک دن میں بیٹھا سیر صحرا کر رہا ہے کیا دیکھتا ہے بیابان
سے تق گرد و غبار بلند ہوا سمار سمجھا کہ پھر کوئی آندھی آتی ہے لیکن جس وقت گرد قریب پہنچی ہوا نے مار گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہو دل گرد سے چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ پھریرے پر ہر علم
کے تعریف خداوند متعال تائید و حرف تحقیق فوج کی جوار پیچھے پیدل آگے سوار تخت پر ایک بادشاہ عالی جاہ
آگے آگے دو پہلوان مرکبوں پر سوار گھوڑے ہوا سے سیر و سے جنگل کی جھنپیاں کرتے طرارے بھرتے
نمودار ہوئے سوار مرکبوں کو چمکارتے سواروں سے چلے آتے ہیں ہرکارے دونوں لشکروں سے واسطے
خبر کے روانہ ہوئے سمار فرنگی سے آ کر بیان کیا کہ بادشاہ ملک شادمانیہ ملک شادمان شاہ

چار لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہے اور قصد اُسکا قلعہ فرنگ کے لے لینے کا ہے سہراب ستارہ گردن جس سے
جنگ ہو چکی ہے یہ اُسی کا ملازم ہے یہ سننا تھا کہ مسمار فرنگی نہایت پریشان ہوا اور سانڈنی سوار کو تو خط دیکر طرف
شہریار کے روانہ کیا آپ اسی وقت مع فوج داخل قلعہ ہوا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا توپخانہ کا انتظام درست
و چست کیا اور اہل فوج سے کہا کہ تم سب پریشان نہو ناکیونکہ مین نامہ شہریار عالی وقار کو لکھ چکا ہون تا آتے آتے اُسکے
جاتے ہین ہم اور ملک و ناموس کو بچاؤ کہ یہی دن نمک حلالی کا ہے لیکن سہراب کو جو یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ آگیا نہایت
خوش ہو کر واسطے استقبال کے روانہ ہوا بارگاہ شاہی تو پہلے ہی سے اُتر استادہ ہو چکی تھی شاد مان شاہ
مع فوج آکر صحرا مین اُترا دونون پہلوان ساتھ ساتھ داخل بارگاہ ہوئے اور فوج و لشکر کے لوگ بھی اُتر اُتر کر مقیم ہون
مستقیم پذیر ہوے آن واحد مین تمام صحرا مملو ہو گیا لیکن سہراب نے حال جنگ شاد مان شاہ سے بیان
کیا کہ اے شہریار مین نے آتے ہی مسمار فرنگی سے مقابلہ کر کے اُسے زخمی کیا لیکن نہین معلوم کیا ستارہ میرا
گردش مین تھا کہ مین بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا جنگ ملتوی ہو گئی اور ایک آندھی تو ایسی آئی کہ جس سے
خاک صحرا اُڑا ای ساری محنت ہماری خاک مین مل گئی فلک نے یہ غبار ہمین سے نکالا ہوا کا رخ ایسا برا پڑا کہ اُن کے
تیر ہمپر پڑتے تھے ہمارے تیر خطا کرتے تھے بلکہ پلٹنا وا اسا پنا ہی جسم تاکتا تھا انجام کار ایک لاکھ سوار کام آئے
اور دو روز فقط لاشین اُٹھانے مین گذرے شاد مان شاہ نہایت برہم ہوا کہ تو نے اتنی فوج کٹوا دی اور بہل
امان نہوا سہراب نے آنکھ نیچی کر لی کہ بیشک غلطی ہوئی لیکن ہامان میمون چشم گراز دندان نے کہا خیر
کچھ پروا نہین حکم دیجیے کہ بجے طبل جنگی کل خالی کرا لونگا اس قلعہ کو بموجب حکم ہامان کوس حربی پر چوب لگی اور
آواز نقارے کی گونجی ہرکارے خبر لیکر قلعہ مین آئے اہل قلعہ کو ارادہ ہامان سے آگاہ کیا مسمار فرنگی
نے بھی مجبوری حکم دیا طبل جنگ کو ادھر بھی طبل جنگی بجا اور آواز نقارون کی بلند ہوئی تیاری جنگ ہونے لگی
اہل قلعہ نے بھی نہایت بندوبست کیا ملانے کا ستوا اور کاہو با بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین تیار
کین کہ یکایک زمانہ شب کا گذرا فوج انجم شکست خوردہ افتان و خیزان قلعہ نیلی حصار فلک مین پنہان
ہوئی شہنشاہ خاور کا عمل ہوا اور روشنی پھیلی شاد مان شاہ مع فوج و سپاہ [illegible] میدان کارزار ہوا جسوقت
سامنے قلعہ کے پہونچا ہامان نے اجازت لی اور مع قلعہ کا کیا چالیس ہزار سوار ساتھ لیکے چلے جس وقت
اہل قلعہ نے دیکھا کہ دھاوا ہو گیا اور ایک گبر گردن ست پر سوار عقب مین چالیس ہزار سوار لیے آتا ہے تو [illegible]
نے نشانہ باندھا اور توپ پر قائم ہوے جسوقت دیکھا کہ اب دشمن زد پر آگئے ہین بس فوراً توپون کو
آگ بتائی یعنی دو سو توپون کا فیر ہوا یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین اُڑ گیا یا آسمان پھٹ پڑا یہ قلعہ فرنگستان
نہایت مستحکم بنا ہوا ہے باقاعدہ انتظام ہے وہ چالیس ہزار سوار معلوم بھی نہ ہوے کہ کیا ہو گئے دھوئین سے
میدان تیرہ و تار ہو گیا تھا جسوقت روشنی ہوئی دیکھا کہ زمین جا بجا سے شق ہو گئی ہے درخت جلس کر رہ گئے ہین
خاک مانند خاکستر گرم ہو رہی ہے لاشون کے ٹکڑے اُڑ گئے کہین ران کہین سر کہین ہاتھ کہین دھڑ کٹے
ہوے پڑے ہین اہل قلعہ نے نقارہ فتح بجانے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا ہامان میمون چشم گراز دندان لب
خندق پر کھڑا گوہ زن ہے اس ملعون کے کوئی گولہ لگا نہ تھا اب فنون سے بچا قلعہ پر اسکے قریب کے حربے
بھی یعنی ہانڈی کا ستوا لاکھ کا گولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑھاؤ سب چیزین پھینکی گئین مگر ہامان سب حربون
کو رد کر کے چاہتا ہے کہ دروازہ قلعہ کا توڑ دے گرز ہاتھ مین اُسکے بلند ہے لیکن دل اہل قلعہ کا دردمند ہے

دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے پروردگار جہان بتصدق مسیح ذی شان اس آفت ناگہانی سے نجات دے اس وقت
ہم لوگ بے وارث و والی ہو رہے ہیں ناموس شاہی بھی اسی قلعہ میں ہیں ہنوز سخن ناتمام تھا کہ از پردۂ بیابان
گرد سے برخواست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے
ہوا نے مارا گرد کو گرد سے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار
کا پھریروں پر جنکے حمد الٰہی و مدحت مسیحائی تحریر تھی آگے آگے ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار نمودار
ہوا ہامان سمجھا تھا کہ یہ کون آتا ہے لیکن اس بہادر نے جو دیکھا کہ ایک گبر قلعہ لیا چاہتا ہے ملک فرنگ پر قبضہ
کیا چاہتا ہے وہیں سے نعرہ کیا کہ باش خبردار ہوشیار باش شنیدہ کہ منم شہریار تشہ دار سے گذارم کہ از دست من زندہ
و سلامت روی یہ کہکر وہیں سے مرکب کی باگ لی اور رخ میدان کارزار کا کیا ادھر اہل قلعہ میں جان آئی لالی
رخون پر چھائی نقارۂ شادمانی بجنے لگا لیکن شہریار نے ہامان کا سامنا کیا اور کہا او دے فوج بے سردار پر
حملہ کرتا ہے تجھے شرم نہیں آتی ہامان نے کہا کیوں اپنا ملک چھوڑ کر تو کہیں جاتا ہے بادشاہوں اور بہادروں کا شیوہ
ملک گیری ہے جب ہمیں ملک لینا ہے تو ہم تیرے آنے کا رستہ کہاں تک دیکھیں اب تو آگیا ہے تو دیر کیوں کرتا ہے
لا ضرب بہادری کی شہریار نے کہا میں صاحبقران ہوں پیشدستی کرنا میرا شیوہ نہیں جب خدا تیرے
حربہ سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سننا تھا کہ ہامان نے خبردار کہکر نیزہ مارا شہریار نیزہ اس کا نیزے سے
کاٹنے لگا نیزہ بازی ہوئی اسقدر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شہریار نے نیزہ ہامان کا ہوائی کیا نیزہ تو مانند تیر شہاب
کے بلند ہوا لیکن ہامان کی آنکھوں میں جہان تیرہ و تار ہو گیا پکارا غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا
کہاں جائیگا جگر اس تلوار سے یہ کہکر ملا کر رکب کو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا شہریار نے آتی تلوار خیال میں کرکے دھال
بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا ہامان نے چاہا جھٹکا دیکر چھڑا لوں ممکن ہوا زور ہونے لگے گریبانوں میں ہاتھ پڑ گئے
گھوڑے بگڑوں کی تاب نہ لاکے بیٹھ بیٹھ گئے ہامان نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دامن زرہ کا گردان کر شہریار سے
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شیرزادے شیر خشم و سہراب ستارہ گردن و شادمان شاہ قریب آگئے تماشا کشتی کا
دیکھنے لگے ادھر فیروزہ دیوانہ کہ ہمراہ شہریار کے آیا تھا قریب آگیا اہل قلعہ بھی پھاٹک قلعہ کا کھولکر نکل آئے
چھوٹے چھوٹے ہمگیرے استادہ ہو گئے سرداروں کے دنگل بچھ گئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہاں یہ دونوں
جوان مصروف تلاش ہیں زور کشمکش کے ہو رہے ہیں پیچ بند ہو رہے ہیں اسی حالت میں وقت بہم پہنچا
کہ بادشاہ خاور بہ سے ملک گیری باختر روانہ ہوا اور ماہ تابان نے ملک شرق پر قبضہ کیا طائر اپنے
اپنے آشیانوں میں مقیم ہوئے ہامان نے شہریار سے کہا کہ اے بہادر وقت شب واسطے راحت کے ہے میں
تجھے مہلت دیتا ہوں شب کو بعیش و آرام بسر کر صبح کو سمجھا جائیگا شہریار نے جواب دیا کہ میرا یہ آئین
نہیں کہ بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے پھر دن کیونکہ میں نے طریقے صاحبقرانی کے اختیار کیے ہیں بلکہ چلا آتا ہوں
مقابلہ صاحبقران ثانی سے افسوس کہ تو نے مقابلہ تیرے ہی بدولت کیا یہ کہکر زور کرنے لگا ہامان نے کہا کہ تو
اپنے کو بڑا شہ زور سمجھتا ہے دوسرا کیا سوم ہے یہ کہکر ہامان بھی جم جم کر زور کرنے لگا جھگڑا کا کشتی کا بندھا ہوا تھا جانبین
سرداروں کی بڑی بھول ہے کہاں تک بیان کیا جائے کہ شب کو بھی فیصلہ ہوا اسی عالم میں دوسرا دن ہوا دیکھا تو وہی
عالم ہے کہ اگر شہریار پکڑ لاتا ہے ہامان کو تو ہامان نکلجاتا ہے اور اگر ہامان پکڑلاتا ہے شہریار کو تو شہریار نکل جاتا ہے
اسی عالم میں دو پہر دن آیا ہوگا کہ ایک مقام پر ہامان نے سر سینہ میں دیکر دونوں ہاتھ شہریار کے مضبوط

بھالے اور یا خداوند قتال لنگر زور کیا چار قدم دوڑا لے گیا ہکا مارا کہ پایان گھٹنا آشنا زمین ہو گیا چاہا کہ اٹھاؤں
ممکن نہوا بلکہ شہریار نے لنگر جو مارا تو کمر تک غرق زمین ہو گیا اور وہیں سے بازو ہامان کے مضبوط تھامے اور
سر سینہ سے ملا دیا اکڑ کر زور کیا دس قدم دوڑا لے گیا اب جو ہکا مارا دونوں گھٹنے آشنا زمین ہوئے ہی تھے
کہ پھر جو نظر کی سر پر بلند پایا واقع میں کہ یہ زور شہریار ہی کے واسطے ہے کہ اس پھرتی سے پہلوان کو اٹھا لیتا ہے کہ
[illegible] نہیں ہوتا غرضکہ سر سے بلند کر کے چرخ دیکر چاہتا ہے زمین پر مارے کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو جائیں
کہ ہامان پکارا امان فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا شہریار نے چھوڑ دیا اور میدان سے پھرا ہامان کو ساتھ
لے لیا لیکن شادمان شاہ نہایت پریشان کہ اتنا بڑا سردار زیر ہو گیا اور مجھ سے پھر گیا انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا اس وقت
داخل بارگاہ ہوا مگر شیر زائی شیر خشم نے کہ بہت بڑا جوان ہے کچھ حقیقت اپنی سامنے ہامان کے نہیں سمجھتا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ میرے نام پر کل اس فرنگی سے میں مقابلہ کرونگا دیکھوں مجھ سے یہ کیونکر چھوٹتا ہے اسی وقت کوس حربی پر چوب
پڑی اور آواز نقارے کی گرجی شہریار نامدار ہامان کو اپنے ساتھ لیے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا اسفندیار
فرنگی نے قدمبوسی حاصل کی تمام ماجرا جنگ زخمی ہونا ہاتھ سے سہراب ستارہ گردن کے اور پھر زخمی
کرنا اسکو بھی سب بیان کیا اور آنا آندھی کا بیچ میں جنگ کا پھر آنا شادمان شاہ سے بخیال ناموس قلعہ بند ہونا
سبکا شہریار نے آفرین کی ہامان کی پوشاک اتروائی حمام کرا کر خلعت مرحمت کیا ہامان ہمیوں چشم بندہ بے دام
ہوا کہ یکایک خبر کوس حربی کی پہونچی شہریار نے کہا ہمارے یہاں بھی کوس حربی بجے انشاءاللہ کل وہ جو کوئی نکلیگا
اسے بھی دیکھ بھال لینگے ہامان نے کہا ای شہریار نامدار شیر زائی شیر خشم واقع میں زبردست جوان ہے ماسوا
اسکے ایک حربہ باندھتا ہے جسکا نام چادر ظلم رکھا ہے خود اسی کا ایجاد ہے کسیدن مگر تیز خنجر کشا رہے جن سب لگی ہوئی ہیں
ایک ایک چیز ضرور جسم انسان کو صدمہ پہونچا کر بیکار کر دیتی ہے ذرا بہت ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا شہریار نے
کہا اوپر اور اگر پروردگار عالم کو میری حیات منظور ہے تو وہ مجھے بچائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ ضرور فتحیاب ہونگا کیونکہ
ابھی مجھے بڑے بڑے مرحلے جھیلنا ہیں تائب [illegible] میرے پاس آ کر مجھے با بہانے صاحبقرانی دے گئے ہیں اور
نظر کردہ کر گئے ہیں یہ کہکر سب ماجرا آگردان گردون نشین کا بیان کیا اور طبل بجنا مقابلہ میر سب کہہ سنایا ہامان
کا اعتقاد مذہب کی جانب اور بھی پختہ ہوا غرضکہ طبل جنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا بسر ہوا سامان پیکار ہر طرف ہوا
جھونکے نسیم بہار کے چلنے غنچہ دل بہادروں کے کھلے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کر کے میدان کارزار
میں آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نیب کر نکل گئے تھے کہ دیکھا مرکب اپنا شیر زائی
شیر خشم نے پرے سے نکالا سامنے تخت شادمان شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی کہا جاؤ سپرد کیا خداوند
قتال آنکہ روسے شیر زائی شیر خشم نے سلام کیا رخ طرف میدان انتقام کیا جس وقت بیچ دشت میں پہونچا سر لیا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جب خوب پسینہ میں غرق عرق ہو گیا روک کر اک مقام پر مرکب کو دم لگا
کر کے نیزہ زمین پر گاڑھ کے نعرہ کیا کہ باشید ای گروہ نصاری خبردار ہوشیار باشید کہ منم شیر زائی شیر خشم
جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنتا تھا کہ شہریار نے مرکب اپنا جولان کیا اور
سامنے شیر زا کے آیا چونکہ شیر زائی شیر خشم کرگدن پر سوار ہوتا ہے اور گھوڑے اور گینڈے سے بگاڑ رہتی
چاہتی ہے پاگیرین تا تیچی کر کرکے نکل گئے پھر پھیرے مرکبوں کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا شیر زا پکارا ای شہریار
مجھے رحم آتا ہے تیرے حسن و شباب پر اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھی افسوس ہوگا لہذا بہتر یہ ہے کہ دین تثلیث اختیار کر

مین تجھسے تعرض نکرونگا بلکہ شادمان شاہ کو بھی یہان سے پھیر لیجاؤنگا شہریار نے کہا ای پہلوان مین نہین سمجھ سکتا
کہ تمثال آئینہ روکون گیدی ہین پروردگار عالم کو برحق سمجھتا ہون اور میدان کارزار ہی صحبت وعظ و پند نہین
ہی لاحرب بہادری کا دیر کیون کرتا ہی شیرزاد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یا نہ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی جو ایسی باتین کرتا ہے
پھر اسے یہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہ کہکر نیزے کا وار سینہ بے کینہ شہریار پر کیا شہریار نے نیزے کو نیزے پر
روکا طعنین چلنے لگین سنان سے سنان جو لڑ جاتی تھی تو شرارے نکلتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ الٹے
ہین بن اگلتے جاتے ہین شیرزاد بھی نہایت ہوشیار ہی جو بند شہریار باندھتا ہی اسے کھول دیتا ہی اور جو بند شیرزاد
باندھتا ہی اسے شہریار رکھوتا ہی کہانتک گذارش کیا جاسے کہ نوبت ڈیڑھ سو طعن کی آگئی طیفور شیردل
عیار شہریار پکارا کہ ای آقاے نامدار بڑی دیر ہوگئی یہ آپ اسوقت کہان ہین بس یہ سننا تھا کہ شہریار نے غیرت مین
آکر اک بند اس پھرتی سے باندھا کہ سمجھ مین شیرزاد کے نہ آیا اب جو دیکھا تو مانند تیر شہاب نیزہ ہوا پر ہی لشکر شہریار
مین شاہ واہ کی صدا بلند ہوئی شیرزاد کی خشم کو غصہ آگیا اور وہی چادر ظلم جسکا ذکر ہو چکا ہی شہریار پر ماری شہریار
نے دیکھا کہ یہ حربہ سپر سے رد ہونے کا نہین ہی جست کرکے زین مرکب کو خالی کیا لیکن چادر آکر مرکب پر پڑی کہین
خنجر کہین کٹار کہین تلوار کہین تیر اور گرز سر مرکب پر پڑا گھوڑا تو اسی دم پھڑک کر تمام ہوگیا لیکن شہریار کو
مرکب کے مارے جانے کا صدمہ ہوا تلوار کھینچکر جھپٹا کہ اسکے گردن کو بھی پر کر ڈالون شیرزاد نے جو یہ ارادہ شہریار
کا دیکھا مرکب سے کود کر دامن زرہ گردان کر مصروف قلاش ہوا شہریار نے بھی تلوار ہاتھ سے پھینک کر لپٹ پڑا
لگی کشتی ہونے سرداران فوج چھٹ چھٹ کر قریب آگئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے بامان شکر پروردگار
بجالایا کہ اب شہریار سمجھ لیگا جس حربہ سے بچنا مشکل تھا اسکو شہریار نے رد کیا اب کیا ہی بیان تنگ کہ اس
کشتی مین ڈھائی روز کا عرصہ گذر گیا بس اک مقام پر شیرزاد نے جو زور کیا پانچ قدم زد کیا اسنے کیا شہریار کو
مگر کچھ بھی ہو نسکا ایسی زمین پکڑی شہریار نے کہ ایک گام پیچھے نہ سرکا جب شیرزاد زور کرکے تھکا شہریار نے
کہا اب میری باری ہی ہوئے خبردار ہو ہوشیار رہنا یہ کہکر بازو پکڑ کے سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا تو قدم پیسا.
کیا یکبارگی دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہو گئے اب جو دیکھا سر بلند پایا سر پر چرخ دیکر آواز دی کہ کیا کہتا
ہی مذہب کے بارے مین شیرزاد نے کہا تا زندہ ام بندہ ام شہریار نے چپکے سے زمین پر اتار دیا اور ہمراہ لیکر
نقارہ خوشی بجاتا ہوا میدان سے پھرا بامان ہم بغل ہوا شیرزاد سے کہ الحمد للہ کہ ہم تم دونون اب بھی یکجا ہی
بارگاہ مین ہین لیکن شادمان شاہ نا شاد و نامراد میدان جنگ سے اپنی بارگاہ مین آیا اور سہراب شاطر
گردن کو بلوایا جب وہ سامنے آیا پوچھا کہ اب زخم تیرا کیسا ہی سہراب نے کہا اچھا ہون شادمان شاہ
نے کہا اگر کل مقابلہ کرے تو کیسا سہراب نے کہا نمک بادشاہ کا کھاتا ہون جانبازی کا پیشہ کیا ہے عذر
کیا ہی مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ شہریار سے عہدہ برا ہونا مشکل ہی جب ایسے دو پہلوانون کو کہ رکن سلطنت سے تھے
اسنے زیر کر لیا تو میری کیا حقیقت ہی ہان کسی مکر و حیلہ سے شہریار کو گرفتار کیجیے تو بجا مین سمجھونگا شادمان شاہ
کا عیار بہتر خندان تیز دو سامنے کھڑا تھا ہنسا اور کہا ای شہریار اگر حکم دیجیے تو آج ہی شہریار کو مع آپکے سردارون
اور اسکے سردارون کے گرفتار کر لاؤن شادمان شاہ نے کہا اگر یہ کام تو کرے تو پہلے سال کا خراج ملک فرنگ کا
مین تجھی کو دیدالونگا بہتر خندان نے کہا بہت خوب اور اسیوقت چند عیارون کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا
مگر جب وقت لیلاے شب کہ ہر تا سپہر چرخ خندان مہ لباس شب ردی تن پر آراستہ نہ ہوا دو غلاے کا چھڑ

مار کر لشکر شہریار میں داخل ہوا دیکھا کہ طلایہ گشت پھر رہا ہے آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہے مہتر خندان نگاہیں گشت والون کی بچاتا ہوا تا خیمہ شہریار پہونچا اور پشت پر سے قنات چاک کرکے جھانکا دیکھا کہ ایک آدھ شمع جھلملا رہی ہے اور لفیر خواب شہریار بلند ہے پس بیخوف وخطر داخل خیمہ ہوا اور کچھ عیاری مین بیہوشی لیکر قریب دماغ کے لایا اوپر کی سانس جو کھینچتی ہے تمام بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی پس اسی وقت اسنے پشتارہ باندھا اور پشت سے لگا کرکے نکلا صحرا مین آکر اپنے عیارون کے سپرد کیا اور آپ پھر اسلئے گرفتاری شیرزائی شیر خشم و ہامان میمون چشم کے روانہ ہوا یہ دونون ایک ہی خیمہ مین تھے اب اسنے صورت اپنی شہریار کی بنائی اور در خیمہ پر آیا دربانون نے دیکھا کہ شہریار نامدار ہے اٹھ اٹھ کر سلام کیے اور کہا اس وقت کیون تشریف لاتا ہوا پلٹ کر جواب دیا کہ تم لوگون کو ہمارے امور مین کیا دخل ہے سب خاموش ہو رہے کہ افسر کے منھ کون لگے لیکن مہتر خندان بصورت شہریار داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ ہامان اور شیرزائی دونون سو رہے ہین ہمراہ خندان کے ایک عیار اور بھی پشت خیمہ کی جانب کھڑا ہوا تھا مہتر خندان نے اسکو بھی قنات چاک کرکے اندر بلا لیا اور ان دونون کو بیہوش کرکے پشتارہ بدوش ہو کرکے نکلے صبح قریب تھی کہ اپنے لشکر مین پہونچ گئے بادشاد کی نیند فکر مین اڑتی ہوئی تھی کہ ہر کارہ نے خبر دی حضور مہتر خندان شہریار کو مع ہامان میمون چشم و شیرزائی شیر خشم گرفتار کر لایا فرمایا بلاؤ مہتر خندان تینون پشتارے لیے ہوئے سامنے آیا شادمان شاہ نے کہا اگر انکو ہوش آگیا تو قیامت کبریٰ بپا کرینگے جلد آہنگرون کو بلا کر اسیر طوق و زنجیر کرکے زندان خانے مین بھیج دو حسب الحکم ویسا ہی کیا گیا اب شادمان شاہ نے سہراب ستارہ گردن سے کہا کہ یہی وقت ہے قلعے لینے کا پھر وقت نکل جائیگی اور ہزارون جانین تلف و برباد ہونگی سہراب ستارہ گردن پر سوار ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعے کے چلا یہان لوگ آرام سے سو رہے تھے طلایہ کا گشت پھر رہا تھا کسیکو کیا خبر کہ یہان رنگ نے مانند دگرگون ہو گیا گردش فلک دوار بدل گئی جسکا بھروسہ تھا وہ دام مصیبت مین پھنس گیا لیکن سہراب ستارہ گردن نے پہونچتے ہی شبخون مارا اور لوگ قتل ہونے لگے ادھر ان چالیس ہزار سوارون نے کشت و خون شروع کیا سہراب راہ کو طی کرکے پھاٹک پر پہونچ گیا گرز مار کر دروازے کو شکست کیا اتنے مین شادمان شاہ پانچ لاکھ کی جمعیت سے آپڑا کیا حقیقت تھی چند کس کی کیونکہ چالیس ہزار سوار شہریار کے ہمراہ آئے تھے اور چالیس ہزار سوار سمار دنگی کے تھے سب کشتہ ہو گئے جو بچے وہ بھاگ نکلے لیکن فیروزہ دیوانہ اور سمار دنگی یہ دونون گرفتاری سے بچے تھے بہت مردانہ دکھا رہے تھے مانند شیر اس دریائے فوج کو پیر رہے تھے لیکن فوج شادمان شاہ کے لوگ قلعہ مین داخل ہو گئے کشت و خون کرنا شروع کیا یہ خبر محل مین پہونچی کہ شہزادی مرکبون پر سوار ہو ہو کر چور دروازے سے نکلکر طرف صحرا کے راہی ہوئین سمار فرنگی کا پاؤن رکاب مین الجھا اور یہ گرا اور سے لوگ ٹوٹ پڑے اتفاق سے وہ غول کمند اندازون کا تھا صدہا حلقے گلے مین پڑ گئے اور یہ نمک حلال گرفتار ہو گیا فیروزہ دیوانہ لڑتے لڑتے نہایت زخمی ہو گیا مرکب اسکو جانب صحرا لے نکلا کہ اسکا حال وقت پر گذارش کیا جائے گا لیکن یہان شادمان شاہ نے قلعہ پر قبضہ کرکے نقارہ شادمانی بجایا ملک قبضے مین آیا صبح کو دربار کیا روسا شہر گرفتار ہو ہو کر آنے لگے جو مطیع ہوا وہ بچا جسنے سرتابی کی مارا گیا ایک ہنگامہ برپا ہے واقع مین کہ جب تقدیر بگڑتی ہے کوئی تدبیر کام نہین دیتی ایسا زبردست باتوقیر ون

اسمین نجح تقدیر ہو جائے کہ ملک غیر کے قبضہ مین فوج بتاہ ناموس پا مرگردان نہایت متردد و متحیر و متفکر و پریشان دشت بیابان کی خاک چھانتے پھرتے ہین لیکن مہتر طیفور کو اور بچھڑ نپ پچی روتا پیٹتا طرف لشکر ملک پریسیای فرنگی کے روانہ ہوا کیونکہ جب شہریار عمرو صاحبقران نامدار سے رخصت ہوا تھا تو ملک پریسیای فرنگی کو مع سرداران نامدار و فوج جرار وہین چھوڑا تھا اور امیر سے عرض کر دیا تھا کہ غلام اس مرحلے کو طے کر کے بہت جلد حاضر ہوتا ہے آپ کسی طرف کا عزم نفرمائین میرے منتظر رہیے گا ہم اور آپ ملکر آگے چلینگے ایک فیروزہ دیوزاد و چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لے لیے تھے یہان آکر یہ فتاد پڑی کہ گرفتار ہو گیا

اب دو کلمے داستان حیرت بیان لشکر امیر عالیشان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ رات دن آرام سے بسر ہوتی ہے نہ کہین آتا ہے نہ جاتا ہے کبھی سیر و شکار ہے کبھی شہریار کا انتظار ہے سب یگانے پاس ہین بیگانے کے نام سبزہ رنگ نہین جسے پامال کرین اسی عالم مین ایک روز صبح کا وقت ہے منہ ہاتھ دھونے فراغت کر کے امیر با توقیر تنہا کرسی بچھائے ہوئے بیٹھے ہین سیر صحرائی کر رہے ہین کہ دیکھا لوگ شور و غوغا کرتے ہوئے آئے پوچھا امیر نے کہ خیریت ہے انھون نے عرض کی کہ سوا شر کے خیر کہان آج شب کو صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و خلخال بن صلصال دونون زندان خانے سے غائب ہین ہر چند لوگ قیاس کرتے ہین نہ پیر اسکی عیار کا معلوم ہوتا ہے نہ کہین نشان نقب محسوس ہوتا ہے آج اتنا ضرور ہوا تھا کہ ہوا سرد جو چلی تو دربانون کی آنکھ لگ گئی تھی عجب نہین جو کوئی ساحر یا ساحرہ لے گئی ہو امیر نے فرمایا خیر جو ہوا ہوا اب پھر یہ ملعون سرکشی کرینگے یہ وقت اور یہ ایام گرفتاری بہت جلد بھول جائینگے وہ اسی حشمت مین پھول جائینگے وہان لشکر ملک پریسیاے فرنگی پر انتظار آمد شہریار کا ہے ہر کارے کو سون واسطے خبر کے تباہ بستین آخر کار طیفور شیر دل روتا پیٹتا پہونچا اور تمام ماجرا بیان کیا پریسیاے فرنگی نے ایک نامہ لکھوا کر بہرام تیغ زن کو دیا کہ تو باریاب خدمت ہو بھی چکا ہے جا اور امیر سے عرض کر کہ اب انتظار اسد کسی اور مقام پر شہریار رہے اور آپ سے ملاقات ہو جائیگی اب آپ انتظار نفرمائین کیونکہ وہ رونق بہارستان فرنگ اسیر پنجہ تقدیر ہو گیا ہم لوگ اسکی رہائی کی فکر مین جاتے ہین اور آپ سے بھی دعا کے امیدوار ہین بہرام اسیوقت یہ نامہ لیے خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین آیا عمرو نے امیر سے اطلاع کی کہ بہرام آتا ہے فرمایا بلا لو کیونکہ تنہا امیر بیٹھے ہوئے تھے ایک کرسی واسطے بہرام کے بچھوا دی گئی لیکن جسوقت بہرام سامنے آیا نامہ پریسیاے فرنگی کا ہاتھ مین دیا امیر نے مضمون پڑھا اور نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ واللہ مین بہادر کا دوست ہون مجھے نہایت صدمہ گرفتاری شہریار کا ہے یہ فرما کر عمرو سے کہا خلعت لاؤ خواجہ نے کشتیان حاضر کین امیر نے دوبارہ بہرام کو خلعت دیا بہرام رخصت ہوا اور خدمت پریسیاے فرنگی مین آیا نوازش و الطاف امیر کا حال بیان کیا پریسیاے فرنگی اسیوقت مع کیمخت شاہ و ارغوان شاہ و سرداران ذیجاہ کوچ کر کے طرف ملک فرنگ کے روانہ ہوا کہ حال اسکا بھی وقت پر بخدمت ناظرین گذارش کیا جائیگا

اب چند کلمے داستان صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب اسکی گرفتاری کی خبر شمامہ جادو کو پہونچی تھی پہلے تو کہا کہ خوب ہوا جو سخت گرفتار ہو گیا وہ لایق اسی سزا کے تھا میں نے اسکو کس ناز و نعمت سے پالا پرورش کیا جب یہ نالایق جوان ہوا تو اورون کو تکنے لگا نہین معلوم کس کس سے دل لگایا ہمکو جلایا واضح رہے ناظرین باتمکین پر کہ شمامہ جادو پردادی ہے صلصال کی لیکن

باہم سلسلۂ آشنائی بھی ہوگیا ہے یہ وجہ اُسکے جلنے کی ہے لیکن ایک روز کچھ جی اسکا گھبرایا خیال صلصال کا آیا
کہا اے شمامہ جادو معشوق تو ہمیشہ سے جفاکار ہوتے ہیں ہمیشہ تم بیوفائی ہوتے ہیں یہ شرط محبت نہیں کہ وہ قید میں گرفتار
ہے اس وقت میں تو اس سے بیزار ہے اگر کوئی افتاد پڑ گئی اور اُسکے دشمنوں کو خداپرستوں نے مار ڈالا تو سوا افسوس
کچھ نہ ہاتھ آئیگا لہذا اُسے قید سے چھڑا کر اپنے قبضہ میں رکھنا چاہیے مزا وصال کا چکھنا چاہیے اس وقت بد میں
جو تو کام آئیگی تو اُسے اوروں کی یاد ضرور بھول جائیگی یہ سوچ کر پرواز پیدا کر کے اڑی اور طرف لشکر امیر
کشورگیر کے روانہ ہوئی جب وقت شب کا ہوا کچھ اسم پڑھکر اسنے دم کیا کہ ہوا سے سرد چلی دربان
سو گئے پس یہ جاکر صلصال و خلخال کو اٹھا لائی دونوں خوح ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے جب منھ پر پانی
کے چھینٹے دیے اور دونوں ہوش میں آئے شمامہ جادو نے صلصال سے شکوے اور شکایت
کی باتیں کرنا شروع کیں کہ کیوں بے مروت اس وقت بد میں کوئی آشنا تیرے کام نہ آئی جاکر زندان سے
چھڑا لائی صلصال نے سر جھکا لیا اور کہا دادی امان بیشک مجھے قصور ہوا جو اوروں سے دل لگایا اب
مجھسے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی دوسروں کو ماستا تھوڑی تھی کہ کوئی چھڑانے جاتا یہ شفقت اپنے بزرگوں ہی پر ختم
ہے غرضکہ شمامہ جادو نے صلصال کو غسل کروایا لباس نفیس پہنوا کر خلوت میں لائی اور مصروف
اختلاط ہوئی دونوں نے اپنا اپنا منھ کالا کیا جب فراغت ہوئی صلصال رونے لگا اور کہا کہ دیکھا آپ نے
کہ کس قدر زور ان خداپرستوں کا بڑھ گیا ہے کہ غار افراسیاب کو بھی فتح کر لیا اب ہمارے بیٹھنے کا ٹھکانہ
نہ رہا شمامہ جادو نے کہا تو نگھبرا میں تدبیر بتلائے دیتی ہوں اگر سامری و جمشید جا پہنچینگے تو سب خداپرست
بہت جلد غارت ہو جائیں گے کیونکہ مجھسے اور ابلیس خود پسند سے نہایت ملاقات ہے کہ وہ بادشاہ ہے طلسم
صندل کا اور یہ خداپرست اس طرف بھی ضرور جائینگے کیونکہ شہر صندل جو متعلق طلسم ہے ایکمرتبہ شیرویہ
بن حمزہ نے فتح کر لیا تھا اور وہ ملک قبضہ میں خداپرستوں کے آگیا تھا اب پھر اہل طلسم نے اسکو آباد کیا ہے وہاں
کے خداپرستوں کو برباد کیا ہے انھوں نے خبر حمزہ ثانی کو دی ہوگی یقین ہے کہ چڑھائی ملک صندل پر ہو
تجھے بھی ایک تحفہ بتادونگی کہ تمام عالم میں کوئی تجھپر غالب نہو سکے تجھے جاکر ابلیس خود پسند کا شریک ہونا
اور کام ان خداپرستوں کا سر میدان تمام کرنا کہ باعث ناموری ہے اور جب تو ہے سر دست لاجورد شاہ بن
زبرجد شاہ نے خروج کیا ہے ہمراہ اسکے فوج بسیار ہے اور سرداران زبردست و نامی ہیں اور زبرجد شاہ دختر
پریسیاے فرنگی پر عاشق ہے سنا ہے کہ خداپرستوں نے اسے بھگا کر قلعہ کام نہنگان میں رکھا ہے لاجورد شاہ
اس طرف جانے والا ہے مگر کسی کے انتظار میں دشت سنگسار ہے کہ یہاں سے پندرہ کوس پر ہے مقیم ہے میں
تجھے وہاں پہونچائے دیتی ہوں وہ تیری بہت عزت کرے گا کیونکہ وہ ایک رشتہ سے بھانجا میرا ہوتا ہے اسکے
باپ زبرجد شاہ سے اور اس شخص کی بہن ملکہ دمامہ جادو سے تعلق آشنائی تھا لاجورد شاہ مجھکو بہت
مانتا ہے یہ کہکر کچھ سامان عیاری کے صلصال کو طرف دشت سنگسار کے روانہ کیا اور کہا دیکھ خبردار
خبردار اب کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا ورنہ ابکی میں خود تجھے گرفتار کر رکھوں گی اور میں
سر دست چلہ کھینچکر تیرے واسطے ہیکل جمشیدی تیار کرتی ہوں اور ہر وقت تیری خبر گیر رہونگی اور ایک نامہ
دیا کہ یہ لاجورد شاہ کو دینا جا غرضکہ آپ تو چاہ بابل میں مقیم رہی اور صلصال طرف دشت سنگسار کے
روانہ ہوا اسیوقت قریب لشکر لاجورد شاہ پہونچا ہرکاروں نے خبر لاجورد شاہ کو پہونچائی کہ یا خداوند

صلصال بن دال بن جوبن شمامہ جادو تلبے لاجورد شاہ نے کہا وہ میرا عزیز ہوتا ہی اور سرداروں کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور صلصال کو استقبال کرکے لائے خان اعظم یعنے صلصال نے لاجورد شاہ
کو سلام کیا اور نامہ شمامہ جادو کا دیا لاجورد شاہ نے پوچھا کہ خالہ اماں اچھی تو ہین صلصال نے کہا عنایت
خداوندی سے بہت اچھی ہین غرضکہ لاجورد شاہ نے خان اعظم کو دنگل عنایت کیا صلصال دنگل پر بیٹھا اب لاجورد شاہ
نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای فرزند صلصال کو مین تمھارے پاس بھیجتی ہون تم اسکا خیال رکھنا یہین تمھارا خیال
رکھونگی خداوند سامری تمکو خداوندی مبارک کرے اور ترقی دے باقی دعا لاجورد شاہ نے صلصال
سے اہل اسلام کا حال پوچھا صلصال نے کہا بہت سر اٹھایا ہے ان لوگون نے اور سر دست طرف کوہ بیضا کے جا بیٹھے
ہین لاجورد شاہ نے صلصال سے کہا کہ ای خان اعظم میرا قصد ہی کہ پہلے تو قلعہ کام نہنگان پر جاؤن اور ملکہ مہر نازپرور
کو اپنے قبضۂ قدرت مین لاؤن کیونکہ مرتا ہون مدت سے اس پر جانی محبوب جاودانی پر بغیر اسکے اب مجھے قرار
ایک دم نہین ہی لیکن سر دست انتظار ہی خونخوار ستارہ پیشانی کا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ جانب بیابان سے
ستون گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوے لیکن جب وہ گرد قریب آکر فتق ہوئی دیکھا کہ دو ہزار
علم نشان دو لاکھ سوار کا اور پھریرون پر علمون کے تعریف لعل اور صفات سعلی مرقوم تھی بعد اسکے دو لاکھ سوار پرے جمائے
ہرکارون نے آکر خبر دی کہ خونخوار ستارہ پیشانی آپہونچا یہان سے لوگ واسطے استقبال کے روانہ ہوے
اور خونخوار کو استقبال کرکے لائے دیکھا صلصال نے کہ بہت بڑا جوان ہی کہ اسکو شباب ملک قہر شش
بن سوکبا سے علوفانی کا یاد آگیا جو سردار کہ لقا کی بارگاہ مین ایک تھا ذکر اسکی جنگ کا بالا بالاختصار مین ہو چکا
غرضکہ بعد آنے خونخوار ستارہ پیشانی کے عین روز کا جشن کیا لاجورد شاہ نے اسکے بعد طرف قلعہ کام نہنگان
کے روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان عبرت عنوان فوج بے افسر لشکر شہریار نامور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ پریسا سے فرنگی دو دو منزلون کی ایک ایک منزل کرتا چلا جاتا ہی کہ کسی طرح جلد پہونچون ایسا نہ ہو کہ
دشمن کام شہریار کا تمام کرے لیکن شادمان شاہ خرم و شادان قلعہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہی سہراب
ستارہ گردن کو خلعت وزارت بھی عنایت ہوا ہی کہ اسی کی دانائی سے قلعہ قبضہ مین آیا مہتر خندان اطلس پوش
ہی اور مکر راہی ای شاہ تیرا اقبال تھا لیکن میرا عمل تھا کہ ان سرکشون کو ہاتھ بھی نہ ہلانے دیا اور گرفتار بلا کر لیا
اور شہریار نامدار ذلیل و خوار ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے ہوے زندان ستم مین
مبتلا پڑا کہتا ہی کہ ای رب بے نیاز و ای مالک کارساز کونسا ایسا قصور مجھسے ہوا تھا کہ جسکی باعث سے یہ نوبت میری
پہونچی کہ نہ مونس نہ غمخوار نہ یار نہ مددگار یہ زندان تیرہ و تار ہی خیر میرے واسطے تو جو کچھ ہوا وہ بہتر ہوا یہ دونون
تازہ مہمان یعنی شیرزادی تحییر خشم و بامان اپنے دل مین کیا کہتے ہونگے رنج اسیری سہتے ہونگے اب اسوقت
بیکسی مین سوا تیرے کون مددگار ہی ناموس شاہی پر نہین معلوم کیا تباہی آئی کہ سب روان دوان خاک
دشت و بیابان کی چھانتے ہونگے واقع مین کہ انسان جاہ و منصب دنیا پہ کبھی غرور نہ کرے اسکا کوئی اعتبار
نہین ہی کہ آج اسکے ہی پر توکل ہمارے بیٹے ہی ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا **غزل** حسب مقام تھا

آرام کے ساتھی تھے کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہین	سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسی کا کوئی نہین

آئینہ و ساغر ہمہ باہم حیرت میں ہیں دل آنکھیں ہیں نم / یاد آتے ہیں اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہیں
جو اونچے مکانوں والے تھے سب خاک کے نیچے جا کے چھپے / رہتے تھے جہاں ہر دم جلسے اب ڈھونڈو تو انکا کوئی نہیں
بیٹھے ہیں کہاں اہل مسند آغاز دیکھو انجام ہے بد / یا بزم طرب یا کنج لحد یا دو مجمع یا کوئی نہیں
جو باغ تھا گل بھولوں سے بھرا اب بلبلوں سے بھی خالی ہے / اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہے انکا کوئی نہیں
جس جہاں معشوق جو تھے سوتے ہیں ہم قدان کے / یاں مرنے والے لاکھوں تھے یاد و جینے والا کوئی نہیں
ای ارزو اسکا فخر ہے گو شعر ہے کافی نازک تر / اس کام میں کیوں کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہیں

واقعی ہے کہ کہاں وہ جاہ و جلال کہاں یہ وقت زوال کہ زندان کی تاریکی قبر کا مزا دکھاتی ہے بلکہ کاٹے کھاتی ہے کبھی ہاتھوں کی ہتکڑیوں پر نظر ہے کبھی پاؤں کی بیڑیوں پر ہے اس حالت میں یاد ملکہ ماہ چہرہ بانو کی اور فکر کرتی ہے زخم محبت پر نمک چھڑکتی ہے ہر بار یہی خیال آتا ہے کہ اگر اس محبوب جانی یار جاودانی کو اس حال پر ملال کی خبر ہوتی تو ضرور رہائی ہو جاتی کیونکہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ ایک بار نقابدار گوہر پوش ہوکر بہرام سے مقابلہ کیا تھا ہائے افسوس کہ کوئی ایسا بھی نہیں کہ جا کر پیغام دے آئے شعر نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے ہائے کیسی مانی بد خبر ہے کبھی حالت اضطراب میں یہ اشعار ورد زبان کرتے تھے

رو کے باد صبا سے کہتا تھا / ای ہوا خواہ عاشق شیدا / مرتے ہیں ہم ترے جور و ستم پر
خاک کو بعد مرگ لے جا کر / کوچۂ یار میں اڑا دینا / شکوہ کوئی یہ بتا دینا

شہریار کی یہ حالت ہے مگر شادمان شاہ خرم و شادان اندرون قلعہ حکومت کر رہا ہے دربار آراستہ ہے سہراب منارہ گردن سا پہلوان و نگل شوکت پر متمکن ہے جام بادۂ گلنار کا دور ہے ساقیان سیمین ساق جام بدست صراحی بہ بغل حاضر ہیں آواز ہوش نوشا نوش کی بلند ہے نازنینان زہرہ خصال حور جمال مصروف رقص و غنا ہیں کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینہ میں غرق آکر پہونچی بعد دعا و ثنا بجا لانے کے عرض کی کہ بہرام تیغ زن پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے رہائی شہریار آتا ہے شادمان شاہ نہایت گھبرایا لیکن سہراب منارہ گردن نے عرض کی کہ آپ کیوں متردد ہوتے ہیں اگر آئے گا تو سوا زخم کے کیا پائے گا غرضکہ صحبت عیش و طرب برخاست ہوئی برائے سیر شادمان شاہ اور سہراب آکر فیل دروازے پر بیٹھے کہ دیکھیں بہرام کیسا جوان ہے کہ یکایک پردہ بیابان سے تتق گرد عظیم بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایاں ہوا پھر ہر دن پہ حمد خدا اور مدح مسیحا تحریر تھی بعد اسکے فوج و لشکر گذرنے لگا آخر میں ایک جوان کو دیکھا کہ گرگدن مست پر سوار بہت جا بانداز عجب آن بان کے ساتھ چلا آتا ہے سہراب بہرام کو دیکھ رہا تھا اور کہا شادمان شاہ سے کہ اگر اس سے مقابلہ ہوگا تو آپکو میرے بھی زور و طاقت کا مزا آجائے گا لیکن بہرام جب صحرا میں اترا بارگاہ بپا کر چکا اندر بارگاہ کے گیا دبیر سے نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ ای ایانیان قلعہ آگاہ ہو کہ وہ شخص ہوں کہ دم بھر میں قلعہ خالی کرا لونگا بہتر ہے کہ قید سے شہریار نامدار کو رہا کرو اور اپنے قصور کی ندامت ظاہر کرو میں سعی کرکے خطا تمہاری معاف کرا دونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو قسم ہے پروردگار جہان اور مسیح گردون مکان کی کہ آن واحد میں قلعہ لے لونگا اور اس ذلت و خواری سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ و زاری کرینگے جس وقت دبیر نامہ لکھکر تمام کیا بہرام نامہ ہاتھ سے دبیر کے لیکر بیرون بارگاہ آیا اور مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعہ کے

چلا قریب پہونچکر تیر مین باندھکر پھینکا جس وقت وہ تیر قلعہ مین پہونچا شادمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا
پوچھا سہراب ستارہ گردن سے کہ کیا رائے ہے سہراب نے عرض کی کہ اول تو مین اُس سے مقابلہ کرونگا
جب عہدہ برائی نہوگی تو دیکھا جائیگا شادمان شاہ نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ کیا جھک مارتا ہی اگر کچھ دعوی
شجاعت ہی تو بجوا طبل جنگ اور پھر نامہ تیر مین باندھکر پھینکدیا بہرام تو منتظر جواب خط ہی تھا جیسے ہی
تیر آیا اُٹھاکر نامہ پڑھا آگ ہوگیا پلٹ کر بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل کے روز کام ان
خشک پرستون کا تمام کرونگا اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل قلعہ کو
ہوئی سہراب نے شادمان شاہ سے کہا کہ آپ قلعہ مین تشریف رکھین مین بیرون قلعہ خیمہ برپا کرتا ہون اگر
لڑائی بن پڑی تو فبہا اگر کچھ بگاڑ پڑا تو آپ کی حفاظت تو رہیگی یہ کہکر اپنے دو لاکھ سوارون سے بیرون قلعہ آیا
اور خیمہ بپا کر کے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات
تیاری رہی جس وقت شاہ خاور نے قلعہ نیلی حصار فلک پر عمل بٹھایا اور ماہ تاباں شکست کھاکر مع فوج
انجم فلک مغرب مین آیا لوگ بیدار ہوکر اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات سے
فراغت حاصل کر کے طرف میدان کارزار کے چلے قبل از طلوع مہر میدان فوجون سے مملو ہوگیا بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال بیلداروں نے نکل نکلکر بلندی و پستی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی
کر کے انتظام گرد و غبار کیا نقیبون نے نیب دی کہ اے بہادر و صف شکنو بادشاہ آج ہی کے روز کے
واسطے زندگی بھر تمکو بشل اولاد کے پالتے ہین تمکو بھی لائق و لازم ہی کہ آج حق نمک سے ادا ہوجاؤ زندگی مین غازی
ہوئے پر شہید کہلاؤ جو مرد ہین وہ نام پر مرتے ہین آپ سر زیر تیغ دھرتے ہین بموجب **شعر**
بہ در ستم و سام باقی ہیں اک فقط نام ہی تمام باقی ہی غرض جس وقت نقیب نوچکا دلی بڑھکر بٹ گئے
جوانان فوج سامنے تلوارون کے ڈٹ گئے کوئی قبضہ شمشیر چومنے لگا کوئی جوش شجاعت مین جھومنے لگا
لیکن بہرام تیغ زن نے کرگدن اپنا جولان کیا خوب بگدھری دکھاتا ہوا وسط میدان مین نیزے کو زمین پر
گاڑا اور روک کر باگ مرکب کی آواز دی کہ او خشک پرست نامرد ادلی کوئی ایسے بہادرون کے ساتھ ایسا
بھی کرتا ہی کہ انکو عیاری سے گرفتار کرا کے قید رکھتا ہی دشت ہی اس منصب و مال پر جو بیسوائی ہاتھ آئی مردون کا
شیوہ یہ ہی کہ جسے زیر کیا اُسے اپنا مطیع کیا جس سے زیر ہوگئے اسکی اطاعت خود اختیار کی ہین جبتک
شہریار سے زیر نہین ہوا تھا کیسے مقابلے مین نے کیے جب اسنے نشیب و فراز دنیا کا مجھے دکھایا
مین بندہ بے درم ہوگیا سہراب پکارا کیا فضول گوئی کرتا ہی دشمن پر قبضہ پا کے چھوڑ دینا بیوقوفون کا کام ہی
کیسا نام اور کیسی بدنامی جسطرح ہوسکے عدو کو پست کرے اپنا کام نکالے بہرام نے کہا تف ہی تجھپر نکل
میدان میں و ہین مین آتا ہون یہ سنکر سہراب نے بھی کرگدن اپنا صف سے نکالا اور سامنے بہرام
کے آیا اور نیزے کا وار کیا بہرام نے نیزہ اسکا نیزے پر لیا تھی نیزہ بازی ہونے کوئی امتی طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ بہرام نے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے ہوائی کیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا جھپٹکر
ساربق کا وار کیا یہ عجب طرح کا حربہ ہی کہ دو ہری ضرب رکھتا ہی اگر ایک کو روکے دوسری ضرب کام تمام
کرتی ہی چونکہ بہرام نے سپر کو اٹھاکر حربے کی پناہ کیا لیکن ساربق جو پڑتی ہی ایک گولہ تو سپر پر رک گیا دوسرا
گولہ شانہ بہرام کے پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی لیکن بہرام ہی ایسا

سنبھلا تھا کہ وہین سے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا سہراب نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا چلا ادا بہرام کا کہین سہراب کی سپر سے رک سکتا ہے اس تلوار نے کس کس کو نہیں نفی کہا ہر سپر کے باشند گردہ نان دو ٹکڑے ہوئے تلوار کوئی چار انگل کاٹ کر رکی تھی کہ بہرام نے جھٹکا مار تلوار تا دوابرو آ گئی سہراب نے دستار آلودہ تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے بار آئی ہے غشی طاری ہوئی بہرام نے آواز دی کہ سے جاؤ اس مرد وصد سالہ کو لوگ سہراب کے دوڑ پڑے ادھر سے فوج بہرام کی آ گئی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرودار برپا ہوا سہراب نے بھی زخم سر باندھ کر لڑنا شروع کیا بہرام بھی باوجودیکہ شانے کے درد سے بہت پریشان تھا بایان ہاتھ بیکار ہو چکا تھا مگر داہنا ہاتھ کہ جسمین قبضہ تلوار کا تھا سالم تھا یعنی لڑ رہا تھا جسپر ہاتھ مار دیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے شام تک ہزارہا آدمی مارے گئے کشتون کے پشتے لگ گئے سب شطین خون کی جاری ہوئین لیکن جس وقت شب نے مانند سپر چہرہ سیاہ اپنا سامنے کیا کہکشان نے چادر طلائی اہل فوج کو دامن امن نظر آیا سمند میدان سے پھرا دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا لشکر علیحدہ ہو کر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے ادھر سہراب داخل خیمہ ہوا زخم سر مین ٹانکے دوائے بھی مرہم کی چڑھائی مصروف علاج ہوا ادھر بہرام تیغ زن اپنی بارگاہ مین گیا اور تدارک درد شانہ مین مصروف ہوا لڑائی بند ہوئی لیکن سہراب نے مہتر خندان سے کہا کہ ای عیار طرار بہرام اگر ابکی اچھا ہو کر آیا تو یقین ہے کہ ضرور قلعہ لیلیگا اور میرے بنائے کچھ نہ بنیگی جسطرح تو نے شہریار کو اسیر دم بلا کیا اسی طرح بہرام کا بھی کوئی انتظام کر مہتر خندان اسی وقت بتلاش گرفتاری بہرام روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر بہرام پہونچا دیکھا کہ طلایہ کا گشت پھر رہا ہے آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہے مہتر خندان بلباس شب روی اپنے آراستہ کیے ہوے سیہ دوشانے کا مجورٹ مارے سیر لشکر کرتا ہوا نگاہبانون کی نظرین بچاتا قریب خیمہ بہرام پہونچا پشت خیمہ چاک کر کے دیکھا کہ کچھ شمعین کافوری آہستہ آہستہ جل رہی ہین ایک آدھ باری دار بیٹھا اونگھ رہا ہے مہتر خندان نے پروانہ بیہوشی شمع کی لو پر مارے کہ دود اسکا منتشر ہوا اور باری دار چھینکین مار مار کر بیہوش ہو گئے مہتر خندان اندر خیمہ کے آیا الچہ عیاری ہاتھ پر چڑھا کر قریب بینی بہرام کے لیگیا جس وقت بہرام نے نفس اندر کو کھینچا بیہوشی کا پورا اثر دماغ مین پہونچا بہرام بیہوش ہوا اسی وقت اس عیار مکار نے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کر پشت سے لگایا باہر خیمہ کے نکلا نگاہین بچاتا ہوا اپنے کو چھپاتا ہوا راہ لشکر کو طے کر کے نکلا اور اپنے لشکر کی راہ لی حسب اتفاق مہتر طیفور شیردل عیار شہریار رہائی اپنے آقا کی طرف قلعہ کے گیا ہوا تھا جب کوئی تدبیر اندرون قلعہ جانے کے نہ بنا بڑی مایوس ہو کر لشکر سہراب کی سیر کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف آتا تھا اسکو دور سے اک سپاہی معلوم ہوئی طیفور نے ایک درخت کی آڑ پکڑ کر غور سے دیکھا کہ کیا شے ہے لیکن مہتر خندان لشکر بہرام کی حد سے باہر ہو چکا ہے اب بیخوف بے شاطری مارتا چلا جاتا ہے لیکن جب قریب پہونچا طیفور کو محسوس ہوا کہ کوئی عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے اور تاڑ بیٹھا کر کھڑا ہو رہا جیسے ہی مہتر خندان پاس سے اس درخت کے نکلا کہ جہان طیفور آڑ پکڑے کھڑا تھا جھپٹ کر پشت پر سے حلقے کمند کے مارے کہ گردن مین مہتر خندان کے پڑے جھٹکا دیا کہ زمین پر گرا اور نعرہ کیا کہ منم طیفور شیردل باش خبردار ہوشیار کسے لیے جاتا تھا مہتر خندان نے دیکھا کہ دام اجل مین گرفتار ہو گیا گلا کمند مین پھنس گیا وہین سے حباب بیہوشی طیفور پر مارے حباب

قریب ناک کے آکر شق ہوئے اور بیہوشی طرف دماغ کے چلی طیفور نے فوراً ایک پھول جیب سے نکال کر سونگھا
دیا اور دوسرا اسفنج خندان کے کھینچ مارا اور کہا کہ تو بھی سونگھ لیکن وہ گل ناشگفتہ جو منہ پر خندان کے پڑا کر چٹکا
بہر تڑاق سے چھینک آئی اور خندان بصورت گریان مانند شاخ زرد جھولا کر رہ گیا طیفور نے پشتارہ
کھولا دیکھا تو بہرام تیغ زن کا پشتارہ ہے اسی وقت فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا اور کہا غضب ہوگیا
ہوتا یہ عیار آپ کو بھی لیے جاتا تھا حسب اتفاق میں اس طرف سے آتا تھا راہ میں اپنا شبہ رفع کرنے کو اسے میں نے
گرفتار کیا یہی عیار آپ کو لیے جاتا تھا بہرام طیفور سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ چلو اس نابکار کو طیفور
نے پشتارہ باندھا اور ساتھ بہرام کے راہ لشکر دیو کو طے کر کے بارگاہ میں آیا بہرام نے قصد کیا کہ قتل
کردوں اس عیار کو کہ یہی اسیر کر کے شہریار نامدار کو بھی لے گیا تھا آج مجھے لیے جاتا تھا خداوند عالم نے بچایا اگر میں اس
طرف سے طیفور شیر دل نہ آتا ہوتا تو یہ کام اپنا کر چکا تھا لیکن طیفور نے بہرام کو منع کیا اور کہا کہ جب شہریار
کو چھڑا لیجیے گا جب دیکھا جائیگا ایسا نہ ہو کہ اہل قلعہ اسکے قتل کی خبر سنکر اس نامدار شہریار کو رجال و قار سے یہ بدی پیش
آجاویں بہرام کو رائے طیفور کی پسند آئی اور مہتر خندان کو خوب کوڑے مار کر سر اسے مقول دے کر
زندان خانہ میں بھجوایا اور آپ بحیلۂ غضب حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اگرچہ میں بھی زخمی ہوں اور سہراب
بھی زخمی ہے لیکن ابھی تک دونوں زندہ ہیں اب میں زندہ رہنا سہراب کا اچھا نہیں سمجھتا کہ یہ مکار ایک بار تو عیار
کو ہاتھ سے گرفتاری سے بچ چکا ہے اب کسی اور کو بھیجے گا یا کوئی اور فتنہ و فساد برپا کریگا یہ سوچ کر طبل جنگ کا حکم دیا بموجب
ارشاد کوس حربی نوازش میں آیا لیکن سہراب بھی بہ انتظار مہتر خندان جاگ رہا تھا کہ یکا یک چوٹ طبل کی برکاروان
کی سامنے سے پیدا ہوئی اور حال گرفتاری مہتر خندان او مضمون کر کے طبل بجوانا بہرام کا بیان کیا سہراب سوچا
کہ اب انجام اچھا نہ ہوگا بہرام بلائے بد معلوم ہوتا ہے اسی وقت حکم دیا فوج کو کہ قلعہ میں چلے چلو اب یہاں جانبری
ہونا دشوار ہے یہ سب کے سب تو بھاگ کر پھاٹک کھلوا کر داخل قلعہ ہوئے اور وہاں پہونچ کر کوس حربی بجوا کر
انتظام قلعہ میں مصروف ہوئے لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور ہر طرف ہوا جھونکے نسیم بہار
کے چلے دل بہادروں کے مانند گل مرجھائے بہرام تیغ زن مرکب پر سوار ہو کر مع فوج میدان کارزار میں آیا
لیکن میدان میں سناٹا پایا کہا یہ میں یہ سب کیا ہو گئے دو لاکھ سوار اب ایک متنفس بھی نہیں معلوم ہوتا ہے
طیفور شیر دل نے کہا کہ رات ہی کو قلعہ میں بھاگ گئے ہونگے بہرام نے کہا قسم ہے نمک شہریار کی کہ اگر سہراب کو
قلعہ میں گھس کر نہ مارا ہوگا تو نام اپنا بہرام نہ رکھا ہوگا اور پلٹ کر فوج کو آواز دی کہ خبردار کوئی بے سلطنت کا
کالا آدمی وہ لوگ دیکھنا نہیں لیکن بہرام نے گرز کو ہاتھ میں سنبھالا دامن زرہ گردانے آستین چڑھا کر رخ
قلعہ کا کیا اور گرد گرد اگر پودہ ہانک کا یا وہاں کی سہراب آکر فیل بند دروازے پر بیٹھا تیر کمان اسکے ہاتھ میں ہے
گولنداز توپوں پہ مسلط ہیں انتظام قلعہ کا پورے طور سے درست فقط انتظار حریف کا ہے کہ یکا یک سامنے سے
ایک بگولہ گرد کا چرخ مارتا ہوا دکھائی دیا جب وہ بوند ہو گیا ختم ہوا دیکھا کہ بہرام گردن ابلق پر سوار مانند اژدہا خونخوار
چلا آتا ہے جس وقت گولندازوں نے دیکھا ایک دم سے توپ مارنا شروع کیے قلعہ مانند قلعہ آتشبازی کے
چھوٹنے لگا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا صد ہا درخت جو سامنے صحرا کے معلوم ہوتے تھے کسی کا انتہا نہ
پایا کوئی جڑ سے اکھڑ گیا دھواں اس قدر پھیلا کہ مانند لکۂ ابر روئے آفتاب پر چھا گیا دھوپ معدوم ہو گئی
روشنی صحرا کی مبدل بہ تیرگی ہو گئی دن کے بدلے رات نظر آنے لگی بعد کچھ دیر کے جب وہ دھواں دور ہوا

دفعۃً نور ہوا دیکھا کہ میدان صاف ہے اہل قلعہ خوش ہوئے کہ مار لیا حریف کو یکہ وتنہا کیا کر سکتا تھا مثل مشہور ہے
اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا لیکن بہرام کی جرأت و بہادری کو ملاحظہ کیجیے کہ سب لوگوں کو روک کے لب خندق
جا پہونچا اور للکار کر بآواز بلند کہا خبردار ہوشیار کہ منم بہرام تیغ زن اب بھی پھاٹک قلعہ کا کھول دو ورنہ یہ سمجھ لو کہ
ملک الموت تمھاری جان کا سر پر آ پہونچا ہے نعرۂ بہرام کی آواز سنکر اہل قلعہ کا دم نکل گیا لیکن سہراب نے
تیر کمان میں جوڑ کر بہرام کا گلا تاکا مگر حسب اتفاق چلہ جو زور سے کھینچا کمان ٹوٹ گئی مگر بہرام خندق پھاند کر زیر
دیوار قلعہ آ گیا ادھر سے لوگوں نے مارنے کا سوالا کرکے کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑاہ سب چیزیں پھینکیں بہرام
نے سب کو خالی دیا اور کیا قریب تھا کہ پھاٹک کو گرز مار کر شکستہ کرے سہراب سے اور تو کچھ نہ بن پڑی شہریار
کو لا کر زیر دار بٹھا دیا اور پکار کر آواز دی کہ اے بہرام اگر اندر قلعہ کے آنے کا قصد کیا تو ہم اسے مار ڈالینگے
اب بہرام نے دیکھا کہ واقع میں شہریار نامدار زیر دار بیٹھا ہوا ہے خیال کیا کہ اے بہرام جسکے لیے یہ جانفشانی کی
سبب وہ مار ڈالا گیا تو کیا حاصل ہے دور سے شہریار کو سلام کیا اور اشارہ سے کہا کہ غلام نے اپنی سی بہت کچھ
تدبیر کی لیکن اب مجبور ہوں اور جاتا ہوں یہ کہکر قلعہ کی طرف سے روگردانی کی اور رخ اپنے لشکر کا کیا کہ یکایک از
پردہ بیابان گردے برخواست گرد تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دیا سے گرد در زمین پیچیدہ
بہرام نے اپنے لشکر میں آکے ہرکاروں کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ دیکھو کون آتا ہے ہرکارے گئے اور
مانند پیک خیال خبر لیکر پھرے اور عرض کی کہ ملک **پرسیاسے فرنگی** پدر نامدار شہریار عالی وقار تشریف
لاتے ہیں بہرام برائے استقبال روانہ ہوا ادھر اہل قلعہ بھی متردد تھے کہ اب کون آتا ہے کہ یکایک بے اندازہ گرد کا
شگافتہ ہوا اندر گرد سے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا اور پھریرا سب پر علم کے تعریف پروردگار دوجہاں گردون
وقار کی تھی بعد اسکے فوجیں نظر آنے لگیں **فرنگستان** کے لوگ کیسی زرق برق وردیاں پہنے باجے بجتے
ہوئے ادھر لشکر ارغوان شاہ غول کے غول بہرے کے پرے غٹ کے غٹ انبوہ کے انبوہ جوق جوق
گروہ گروہ دستے کے دستے آنا شروع ہوئے آن واحد میں تمام صحرا مملو ہو گیا بارگاہ برپا ہوئی بہرام نے جاکر
قدم بوسی کی **پرسیاسے فرنگی مع کیجفت شاہ و ارغوان شاہ** و دیگر پہلوانان ذیجاہ داخل بارگاہ ہوئے
اور بہرام سے پوچھا کہ تم جو پیشتر سے آئے تھے کیا انتظام کیا بہرام رونے لگا اور تمام ماجرا مقابلہ سہراب کا اور
زخمی ہو کر زخمی کرنا اُسے پھر اُسے جانا عیار کا پھر عبد طیقور بھوٹنا سب حال بیان کیا اور کہا کہ ابھی ابھی میں
قلعہ پر سے پھرا ہوا آتا ہوں جب میں خندق کو پھاند کر زیر دیوار پہونچا اور چاہا کہ دروازہ توڑ کر قلعہ میں داخل
ہوں اُن نامردوں نے شہریار عالی وقار کو زیر دار بٹھا دیا میں مجبور ہو کر پلٹ آیا **پرسیاسے فرنگی** نے
بہرام کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اگر اقبال شہریار کا یاد ہے تو چھوٹ جائیگا ورنہ جیسا کچھ پروردگار عالم کو
منظور ہوگا ویسا پیش آئیگا اب لشکر کشی سے کام نہیں نکلے گا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ کہکے شب کو بہ
راحت بسر کی لیکن جب دوسرا دن ہوا **پرسیاسے فرنگی** تخت پر بیٹھا ارغوان شاہ و کیجفت شاہ و بائیں
تخت دہنے بائیں جانب آکر متمکن ہوئے اور سردار مانند **شمائل خان بن جدائل خان وعکوس تیرزن**
و فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ و قیلوس بلند بالا و قہاس بلند آواز و اندوار جاسس مردم دود و قتال مردم
وغیرہ بیٹھے ہیں بہرام سب سے بالا دست بیٹھا ہوا ہے صلاح رہائی شہریار کی ہو رہی ہے کہ کیا کرنا چاہیے کیونکر
چھڑانا چاہیے اگر یورش کرینگے جس وقت زیر قلعہ پہونچینگے وہ لوگ پھر شہریار کو زیر دار بٹھا دینگے بہرام

نے کہا کہ طیفور سے حکم دیجیے اور سختی کیجیے اگر کچھ ہوگی تو اسی سے ہوگی پر سیاسر غنگی نے کہا اے طیفور یہی منہ
ہے عمرو سے مقابلہ کرنے کا ایک تو یہ کہ تیری موجودگی میں غبار تنے اور شہریار کو جا اسے جاسے دوسرے یہ کہ
تو تھا اور تیرے کیے کچھ نہو سکا اگر کوئی فکر تو نے آٹھ روز میں نہ نکالی تو تجھے قتل کرونگا طیفور یہ سنکر بہت گھبرایا
اور پندرہ روز کی مہلت لیکر براے فکر رہائی شہریار روانہ ہوا اور صحرا میں قیام اختیار کیا ہر روز قلعہ میں جانیکی فکر
کرتا تھا لیکن ممکن نہوتا تھا یہانتک کہ بارہ روز گذر گئے اور اب تین دن باقی ہیں بس اسنے بلک کر دعا کی کہ اے
پروردگار عالم واے مسیح مکرم مدد کیجیے کہ اب کوئی چارہ نہیں جان بھی جاتی ہے اور بات میں بھی فرق آتا ہے طیفور
اس حال پر ملال میں ہے کہ حسب اتفاق ادھر سے ایک قافلہ سوداگروں کا آتا تھا بس اسی وقت طیفور
نے رنگ و روغن عیاری منہ پر ملکر لباس نفیس پہنکر صورت اپنی اک نازنین ماہ جبین آفت ہوش کی بنائی
اور اک درخت سے لپٹ کر زار زار مثل ابر نوبہار کے رونا شروع کیا اہل قافلہ جو قریب سے گذرے اور
دیکھا کہ اک زن حور جمال اس صحراے لق و دق میں اس حال پر ملال سے کھڑی گریہ و زاری نالہ و بیقراری
کر رہی ہے جا کر مالک قافلہ خواجہ تمکین سے بیان کیا اسے بھی اشتیاق ہوا قریب آیا دیکھا کہ واقع میں ایک
ایسی حسینہ مہ جبین تیرہ چودہ برس کا سن جوش شباب کے دن رشک لیلی ماہ لقا کھڑی اس درد سے رو رہی ہے
کہ صدا مانند تیر کے کلیجوں سے پار ہوئی جاتی ہے خواجہ تمکین نے کہا کہ یارب یہ کیا معاملہ ہے ایسی حسین یہ سن اور
یہ صحرا پوچھا کہ اے زن حور جمال یہاں تیرا کیونکر آنا ہوا اور تجھپر کیا گذری کہ اس طرح زار و قطار رو رہی ہے اس عورت
نے کہا میں فلک رسیدہ کیا حال اپنا بیان کروں میں وہ عورت ہوں کہ کبھی اس چہرے پہ نظر سوا اپنے محرموں
کے کسی کی نہ پڑی تھی آج گردش تقدیر نے یہ رنگ دکھایا کہ اہل قافلہ کھڑے ہوے مجھے دیکھ رہے
ہیں میں دختر ہوں خواجہ اقبال کی لیکن ایسی بد اقبال تھی کہ اس حال خراب کو پہونچی اپنے باپ کے ساتھ
تھی حسب اتفاق اس صحرا میں گذر ہوا قافلہ نے مقام کیا شب کے وقت آمد قطاع الطریق کی معلوم ہوئی
میں خوف کے مارے پیچھے ایک درخت کے چھپ رہی لیکن قزاقوں نے آکر تمام قافلہ کو لوٹا کچھ لوگ بھاگ گئے
کچھ مارے گئے میں بدنصیب بچ گئی آج تیسرا روز اس واقعہ کو گذرا ہے یہ کہکر ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئی
خواجہ تمکین کو حالت پر اسکی رحم آیا اسے اٹھوا کر اپنے خیمہ میں لایا منہ پر پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا جب
اس نازنین کو ہوش آیا اپنے کو خواجہ کے خیمے میں پایا خواجہ کو بیٹھے ہوے دیکھا کہا اے خواجہ گو اس وقت
لاوارث ہوں مگر میں بھی آبرودار کی بیٹی ہوں اگر کوئی بے عنوانی میرے ساتھ کروگے تو ابھی اپنی جان دیدونگی
یہ کہکر انگوٹھی الماس کی جو اسکے ہاتھ میں تھی قریب منہ کے لائی خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے جان جہان آرام
دل مشتاقان اگر تم جان پر کھیلوگی تو میں بھی جان اپنی دیدونگا وہ نازنین بولی کہ پھر مجھے علیحدہ چھوڑ دو ہاں یہ ہو سکتا
ہے کہ جب رنج و الم میرا برطرف ہوگا اور تمھیں زندگی بھر میرا ساتھ دینا ہوگا تو خیر مضائقہ نہیں ہے عقد کر لینا لیکن شرط
یہ ہے کہ پھر دوسری عورت زندگی میں نہ کرنا ایسا نہو کہ تم لوگوں کی ذات بیوفا ہوتی ہے آج اپنے مطلب کی خوشامد
کرکے کل بیرخی کرو خواجہ تمکین نے کہا تا زندہ ام بندہ ام غرضکہ خواجہ تمکین نے غسل کروا کر لباس عمدہ اس
عورت کو پہنایا انواع اقسام کے گہنے مرصع کار جواہر نگار دیے اور وہ عورتیں جو قافلے کے ہمراہ تھیں انکے
سپرد کیا جب صبح ہوئی کوچ کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ ہوا جس وقت قریب گنبد پہونچا
نامہ تیر میں باندھ کر اندر قلعہ کے پھینکا جب وہ تیر صحن قلعہ میں گرا لوگ اٹھا کر شادمان شاہ کے پاس

لے گئے شادمان شاہ نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ نامبر اخواجہ تمکین ہر برس ملک شادمانیہ مین حاضر ہوا کرتا
تھا اشیا سوداگری سرکار مین فروخت کیا کرتا تھا امسال شہر شادمانیہ کی ستانا پایا دریافت کرنے سے معلوم
ہوا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین لہذا امیدوار باریابی ہون کہ بہت دور و دراز سے اسی امید پر آس لگا کے
ہوے آیا ہون شادمان شاہ نے سہراب منارہ گردن سے کہا کہ تم خود جاؤ اور با انتظام خواجہ تمکین کو اندرون
قلعہ لے آؤ کیونکہ تم دوست دشمن کو خوب پہچانتے ہو دیکھو خواجہ تمکین کے ساتھ مین کوئی غیر نہ چلا آئے سہراب
حسب الحکم شاہی کچھ لوگ ہمراہ لیے ہوے قلعہ کا دروازہ کھولکر باہر آیا خندق چو پر آب تھی اسپر تختے رکھوائے
خواجہ تو منتظر ہی کھڑا ہوا تھا ہمراہ سہراب کے داخل قلعہ ہوا سہراب نے پھر تختے اٹھوائے پھاٹک قلعہ کا بند
کروا دیا اور خواجہ کو لیے ہوے خدمت مین شادمان شاہ کے حاضر ہوا خواجہ تمکین نے سلام کیا کرسی بیٹھنے
کو ملی خواجہ تمکین سلام کر کے بیٹھ گیا پہلے فتح قلعہ فرنگ کی مبارکباد دی بعد اسکے اشیا تحفہ و نادرہ ہر ملک
کی پیش کین شادمان شاہ نے کل چیزین خریدین اور کہا کہ خواجہ تمکین بڑی مسافت طے کر کے آئے ہو ایک
آدھ روز قیام کرو پھر چلے جانا خواجہ تمکین بادشاہ کی اس نوازش و عنایت کا بہت شکر گذار ہوا اور اسی
اور خوشی مین عرض کی کہ ایک ایسا تحفہ حضور کے واسطے لایا ہون کہ آپ نہایت خوش ہونگے بادشاہ نے کہا
وہ تحفہ کیا ہے خواجہ تمکین نے عرض کی کہ اک کنیز ہے کہ حسن اسکا روے قمر پر خاک ڈالتا ہے چہرہ مہر کو ماند کرتا ہے
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اسی وقت دربار برخاست کر کے خلوت مین آیا خواجہ تمکین سے کہا بلواؤ اس
نازنین کو خواجہ تمکین نے عرض کی کہ ابھی اور اسی وقت اس نازنین کو کہ جسے صحرا مین پایا تھا لا کر پیش کیا بادشاہ
صورت اس آفت ہوش کی دیکھکر از خود رفتہ ہو گیا خواجہ تمکین کو بہت کچھ خلعت و انعام عطا کر کے رخصت کیا
ایک مکان خواجہ تمکین کے رہنے کو دیا لیکن آپ اس نازنین سے گرم بیان کرنے لگا اس آفت جان دشمن
دین و ایمان نے کہا کہ اے بادشاہ ابتو مین تیری کنیزی مین آگئی اسقدر تعجیل کیون ہے کچھ تجھے خدا کا بھی خوف
ہے ابھی تو مین آفت کی ماری آئی ہون نہ مین تیری خو بو سے آگاہ نہ تو میری خصلت سے واقف جب چندے
ساتھ رہیگا اور دل ملیگا تو دیکھا جائیگا بموجب شعر ہے اگر منظور اے دل تجھکو الفت کا نباہ کرنا
ہو نہ کسی دلربا کو دیکھکر بادشاہ دل مین سوچا کہ سچ کہتی ہے ابھی اسکا ستانا اچھا نہین کیونکہ حسن اسکا
کم ہو جاتی ہے ابھی لذت وصل سے آگاہ نہین خیر دیکھا جائیگا ایسا نہو یہ بے مزہ ہو جائے تو پھر کوئی لطف
نہین جبتک دونون جانب اشتیاق نہو کوئی لطف نہین ہو بموجب شعر الفت کا یہ مزا ہے کہ دونون ہون بیقرار
دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن جس وقت لیلاے شب نے گیسوون
کو سنوارا اور مشاطہ قدرت نے عروس شام کو زیور انجم سے آراستہ و پیراستہ کیا آئینہ ماہ منور سے دو چار ہو کر
شوق خود بینی و خود نمائی افزون ہوا دل شادمان شاہ کا اشتیاق وصال مین بیتاب تھا ایکدم فراق اس
نازنین ماہ جبین کا گوارا نہ تھا صبر کا یارا نہ تھا وقت گذرنا شاق تھا جبتک شام نہین ہوئی تھی بار بار یہ شعر ورد
زبان ہوتا تھا شعر شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہے دھوپ جب دیکھیے موجود ہے دیوار و در پر غرضکہ شام ہوئی
نظر آئی کہ امید دل بر آئی خلوت کی آراستگی کا حکم دیا مشاطہ شاہی نے پیراستگی عروس کو ارشاد کیا غرضکہ خلوت آراستہ ہوئی
اور بادشاہ داخل خلوت ہوا عروس کو آراستہ کر کے لا کر بٹھایا اب شادمان شاہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی اس
ماہ جبین کی یہ حالت ہے کہ سہمی جاتی ہے بار بار یہ حرف زبان پر لاتی ہے کہ آج تو تم کچھ نئی نئی باتین کر رہے ہو کیا مرد

عورتون کو یون ستاتے ہین مین نگوڑی یہ بھی نہین جانتی کہ دنیا مین ہوتا کیا ہی مرد سے کیونکر بات کرتے ہین لیکن
شادمان شاہ کی یہ حالت ہی کہ اسکی بھولی بھولی باتون پر اور بھی فدا ہوا جاتا ہی اکبار وہ آفت جان دشمن ایمان
بولی کہ مین نے سنا ہی کہ نشۂ شراب مین ایک لطف معلوم ہوتی ہی شادمان شاہ نے صراحی ہاتھ مین اٹھائی جام
بھرنے لگا اور ساغر لبریز کرکے کہا کہ لو بموجب شعر مشہور شراب شوق سے مست ڈر نگیلے باخدا از دست
تیرگون مین چھپکے پی لے لو وہ نازنین بعد تجسس کہ ناز بولی کہ مین تمھارے ہاتھ کی شراب نہ پیونگی اگر تمنے کچھ ملا
دیا ہو شادمان شاہ نے کہا بھلا مین کوئی چیز کیون ملانے لگا کیا تمھارا دشمن ہون نازنین نے کہا اچھا یہ جام
تم پی لو ہم اپنے ہاتھ سے جام بھر کر پینگے یہ کہکر ساغر و صراحی ہاتھ مین لیکر جام بھر کر آپ پیا دوسرا جام لبریز کرکے
شادمان شاہ کو دیا بادشاہ نے بھی ساغر مئے ناب ہونٹون سے لگایا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر بیدون مین
یا نہ یون راست کیا ہی اے واعظ تو وہ اپنے ہاتھ سے جام شراب دین جو مجھے ۔ اور جام بے اندیشہ انجام
پی گیا تھوڑی دیر نگذری تھی کہ بیخودی طاری ہوئی اس نازنین سے لپٹنے لگا وہ ہاتھ جھٹک کر اٹھی سامنے سے
بھاگی اور کہا کہ تم تو بلا ہوکے پیچھے پڑ گئے مین نگوڑی ان باتون کو کیا جانو شادمان شاہ اٹھکر پیچھے دوڑا
اور پکارا شعر ارے چلا جان مری روٹھ کے جاتا تیرا ۔ ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا ۔ لیکن اٹھتا تھا کہ
تپاق سے چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے پاؤن اوپر دھم سے گرا نازنین نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ باش او
گبر نابکار ستم هفت طیفور شیر دل اور پلٹ کر لباس عروسی کو دور کیا شادمان شاہ کے کپڑے اتارے صورت
اپنی شادمان شاہ اور رنگ و روغن عیاری ملکر شادمان شاہ کو اپنی صورت بنا کر تھوڑی بیہوشی اور دماغ
مین پھونک کر اسکو وہین چھوڑا آپ تاج مرصع سر پر رکھ کر حجرے سے باہر آکر دروازے مین قفل لگادیا دیوانے
دربار مین آیا اور حکم دیا کہ بلاؤ اس سوداگر کو کہ کہان سے عورت پکڑ لایا تھا صحرا مین مل گئی تھی یا دریا سے
ہاتھ لگ گئی تھی سوداگر سے لوگون نے جاکر کہا کہ بے سمجھے ہوئے عورت تمنے بادشاہ کے نذر کردی وہ عورت
نہ تھی بلکہ بھوت تھا سوداگر کانپتا ہوا سامنے آیا بادشاہ نے بہت عتاب کیا بعد اسکے حکم دیا کہ لاؤ قید شہریار کی
سہراب منارہ گردن ایک جانب دنگل پر بیٹھا ہی لیکن جس وقت قید شہریار کی سامنے آئی کہا کیون او سرکش
یہ شرط کہ تجھے قتل کر ڈالون تیرے سردار یورش کرکے قلعہ پر آتے ہین اہل قلعہ کا دل دہلاتے ہین شہریار
سکوت مین بیٹھا ہی آنکھ اونچی نہین کرتا طیفور اس فکر مین ہی کہ یہ آنکھ اونچی کرے نظر ملے تو مین اشارہ کردون
کہ قید توڑ دے یہانتک کہ اسقدر عرصہ گذرا کہ وہان شادمان شاہ کی بیہوشی دفع ہوئی خلوت مین سامنے آئینہ
لگا ہوا تھا نظر جو آئینہ پر پڑتی ہے اپنے کو عورت کی شکل پایا لباس عروسی زیب جسم دیکھا اس نازنین کا کہین
پتا نہ پایا چاہا دروازہ کھولکر باہر جاؤن دروازہ بند پایا چلانا شروع کیا کہ ارے نمک حرامون وہ عورت نہ تھی
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار تھا مجھے عورت کی شکل بنا کر ڈال گیا لوگون نے دیکھا کہ حجرے مین سے کوئی چلا رہا ہی قریب
آئے قفل کھولکر دیکھا تو بادشاہ کو اس حال خراب سے پایا پوچھا یہ کیا سوانگ ہی کہا آپ سنتے ہین مین شادمان
شاہ ہون اور ایک شادمان شاہ دربار کر رہے ہین بادشاہ نے کہا غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ وہ عیار شہریار
ہی اسی حال خراب سے شمشیر بکف طرف دربار کے چلا چوبدار نے شادمان شاہ نقلی سے کہا کہ وہ عورت
دوڑتی آتی ہی اور کہتی ہی کہ مین شادمان شاہ ہون طیفور شیر دل نے دیکھا کہ اب رنگ اچھا نہین ہی
سہراب منارہ گردن سے کہا کہ روکو جا کر وہین ایسا نہو وہ یہان آجاے تو مجھے پریشان کرے وہ عورت

نہیں کوئی بلا ہی سہراب شمشیر بکف اٹھا باہر بارگاہ کے آیا یہان جو طیفور نے میدان صاف پایا کہا اے شہریار
ہوشیار ہو جیسے کہ منم مہتر طیفور شیر دل غلام آپ کا آ پہونچا اب غضب ہوا چاہتا ہی ایسا نہو کہ یہ راز کھل جائے گیا
ہین اٹھو کہ قید کا کون طلسم یہ سنا تھا کہ شہریار نے دامن آرزو میں آکر اب جو جو پہ مارا قید آہنی کو مانند تار
عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا وہان شادمان شاہ جو عورت کی صورت بنا ہوا آتا تھا دروازہ بارگاہ
پر دربانون نے روکا اور کہا ہم کیونکر سمجھین کہ آپ بادشاہ ہین ایک بادشاہ تو تخت سلطنت پر بیٹھا ہے
اور آپ کے آنے کی ممانعت کر رہا ہی بغیر سمجھے ہوئے ہم آپ کو جانے نہ دینگے شادمان شاہ نے پانی مانگا اور
منہ دھویا تو رنگ و روغن عیاری دور ہوا کہا وہ عیار ہی اسنے میری یہ شکل بنائی اور آپ میری صورت بنکر
دربار کر رہا ہی اب سہراب بھی ہوشیار ہو گیا یہ بھی اس راز سے آگاہ ہوا شادمان شاہ نے سہراب سے کہا جلد جا کر
کوئی تدبیر کرو ورنہ اگر شہریار قید سے چھوٹ گیا تو کچھ نہ بن آئے نہ بچیگی جان بھی جائیگی سلطنت پر بھی تباہی آئے گی
سہراب و شادمان شاہ جلدی سے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ شہریار آ رہا ہی سہراب نے نعرہ کیا کہ باش
او خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ اس سرکش کو رہا کر دیا مگر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر وار تیغہ آبدار کا
شہریار نامدار پر کیا شہریار نے ابھی قید توڑی ہی نہ سپر پاس ہی نہ تلوار نہ لباس جنگ لیکن بجرأت مردانہ ہاتھ
شیر فرزانہ ہاتھ بند دست پر ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار سہراب پر ماری سہراب نے
نعرہ کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن ہاتھ تلوار کا جو پڑتا ہی یا سر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مانند خیار تر اس جسم
فربہ کے دو ٹکڑے ہوئے شادمان شاہ اس جرأت و قوت پر ٹھہر گیا شہریار نے جھپٹ کر چاہا کہ شادمان شاہ کو
بھی مار دون یہ دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور کہا تا زندہ ایم بندہ ایم بیشک ہین آپکا یہ حق ہی کہ ایسی قید سے یون چھوٹ
جانا بغیر مدد باری ممکن نہین از سر صدق شادمان شاہ مطیع ہوا شہریار نے قید شیر زالی شیر خشم او سیامان
سیمون چشم کی کاٹی اسی وقت پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا اور ہامان کو کہ لے اطلاع اپنے لشکر مین روانہ کیا یہان
پر سیاسے فرنگی تخت پر بیٹھا تھا سردار دہنے بائین دنگلوں پر فروکش تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ آج چند روز ہوئے
روز ہی لیکن طیفور نے کچھ فکر رہائی شہریار کی اور فقرہ دیگر ہوا لگ گیا کہ اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض
کی کہ آج پھاٹک قلعہ کا کھلا ہی اور ہامان سیمون چشم آتا ہے پر سیاسے فرنگی متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی لیکن جو
جاننے والے اس بھید کے تھے انھون نے بیان کیا کہ شہریار نامدار نے اس پہلوان کو زیر کیا تھا اور مطیع ہو گیا
تھا اسی باعث سے ہمراہ شہریار کے یہ بھی قید تھا لیکن یہ تعجب ہی کیونکر چھوٹا اتنے مین ہامان دربارگاہ پر ہونچا چوبدار
نے آکر عرض کی کہ اجازت باریابی چاہتا ہی پر سیاسے فرنگی نے بہرام کی طرف دیکھا بہرام نے کہا بلا تیغ معلوم
ہوا کہ یہ تو غلام شہریار ہی اگر بارادہ فاسد آتا ہوگا تو سمجھا جائیگا چوبدار نے اندر بارگاہ کے بلا لیا ہامان نے
آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ مبارک ہو آپکو شہریار نامدار نے رہائی پائی مہتر طیفور شیر دل نے صورت بنکر
بادشاہ کو بیہوش کیا اور سب ماجرا بیان کیا اسی وقت ان مردہ دلون کے چہرون پر بحالی آگئی عارضون پر لالی
آگئی پر سیاسے فرنگی مع سرداران نامدار فوج جرار ہامان کے ہمراہ طرف قلعہ کے چلا شہریار نامدار
خبر ملک پر سیاسے کو پہنچی سنکر بیرون قلعہ تک پہلے استقبال آیا پر سیاسے فرنگی نے شہریار کو گلے سے
لگایا اب سب ملکر داخل قلعہ ہوئے دربار آراستہ ہوا نقارہ شادمانی نوازش مین آیا یہ خبر اڑتی اڑتی صحرا
صحرا ملک ملک پہونچی فیروزہ دیوانہ جو زخمی ہو کر نکل گیا تھا اسنے صحرا مین کچھ عورتون کو جاتے دیکھا دریافت

کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سب ناموس شاہی سے ہین جنپر آج یہ تباہی ہے اپنا نام ان عورتون پر ظاہر کرکے ناموس شاہی کو بحفاظت تمام صحرا صحرا لیے پھرا شب کو کہین کسی کوہ پر بسر کرلی بعد چند روز کے جب اسکو خبر پہونچی سکو لیکر داخل قلعہ ہوا یہ سیپاس فرنگی تباہی ناموس سے نہایت پریشان تھا لوگ واسطے تجسس کے روانہ کیے تھے مگر وزہ دیوانہ پہونچا اب چند روز تک تو یہین قیام رہا بعد کچھ دن کے شہریار نے خبر پائی کہ لاجور دشاہ بن زبرجد شاہ مع ملصال بن دال بن ریوبن شمار جادو طرف قلعہ کام نہنگان کے جاتا ہے اور غرض اسکی یہ ہے کہ ملکہ مہر ناز پرور کو اہل قلعہ سے چھین کر قبضہ مین لاؤن پس یہ سنتا تھا کہ اسی وقت شہریار نے حکم کوچ دیا اور بہرام کو دو لاکھ سوار سے بیشتر بعجلہ بطرف قلعہ کام نہنگان کے روانہ کیا کیونکہ ملکہ مہر ناز پرور بہن ہوتی ہے شہریار کی بیٹی ہے ملک پرسیپاس فرنگی کی عاشق ہے شہنشاہ گوہر کلاہ پر شہنشاہ نے اسکو قلعہ کام نہنگان مین روانہ کردیا تھا

لیکن اب چند گلے داستان قلعہ کام نہنگ سے بیان ہوتے ہین

کہ جبسے ملکہ قلعہ کام نہنگ مین آئی ہے فراق مین شہنشاہ گوہر کلاہ کے رویا کرتی ہے سمجھا سود ان سے اپنا ہر وقت دھویا کرتی ہے دن بدن نہایت لاغر مانند بیمار ہوتی جاتی ہے کبھی یہ اشعار عاشقانہ وشکایتانہ زبان پر جاری کرتی ہے کبھی سوز غم آہ پر الم سے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہے یہ غزل حسب حال رو رو کر پڑھتی ہے غزل

اپنے جی کا رونا کیا ہے
ہوتے ہی الفت ذہنی بیمار
جس سے میٹھے خون عاشق
جاگ کے کشتی مین ہجر کی آتش

اب رونے سے ہونا کیا ہے
آگے دیکھین ہونا کیا ہے
اس دامن کا دھونا کیا ہے
آنکھ لگی تو سونا کیا ہے

سنگ در اسکا ناک گل کی
عشق سے کیونکر آئین نو
پہلے ہی مین تھا عشق کا اندیشہ
آرزو اب سینہ کو جستجو

تکیہ کیا ہے بچھونا کیا ہے
دل تو گیا اب کھونا کیا ہے
ایسے قسمت کا ہونا کیا ہے
پچھتانے سے اب ہونا کیا ہے

یہ تو اس حال پر ملال مین تھی اکثر بام قلعہ پر ٹہلا کرتی تھی سیر صحرا کیا کرتی تھی بہار لالہ زار بغیر یار گلعذار کانٹا ہو کر خار معلوم ہوتی تھی نغمۂ طائران خوش الحان مانند تیر دل و زسینہ کے پار ہوتے تھے ایک روز اسی طرح سیر صحرا مین مصروف تھی کہ دیکھا جانب بیابان سے تیرہ گرد وغبار بلند ہوا یہ دل مین خوش ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے شہنشاہ تشریف لاتے ہین اسکی وہی حالت ہو رہی تھی یہ جب شعر آپ کی باتون کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال ✦ جو کوئی ہوا صبا کانون مین آئی آپ کی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ مثل مشہور ہے کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے بھلا انکو بھی بلا کیا اتنا خیال ہوگا کیونکر دل زدہ منزل کو فرقت کا ملال ہوگا لیکن نہنگ طوفانی جو مالک اس قلعہ کا ہے رفیق سے شہنشاہ گوہر کلاہ کا اسنے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا تھا چونکہ مرد ہوشیار ہے یہ سمجھکر کہ نہ معلوم دوست ہو اس پردہ گرد مین یا دشمن ہو خندق پر آب کروا کر پل کھنچے انکو اٹھوا لیے تھے قلعہ کا انتظام درست کر لیا تھا لیکن یکا یک دامن گرد جو شگافتہ ہوتا ہے تو دیکھا کہ پچیس سو علم نشانہ بچیس لاکھ سوار کا بھیر ہیرون پر علمون کے تعریف خداوند لاجور دشاہ مرقوم عقب مین سوار و پیادے نیزے تلتے ہوئے خنجر چمکتے ہوئے فوج پر فوج ہے معلوم ہوتا ہے کہ سمندر موجین مارتا چلا آتا ہے نہنگ طوفانی یہ رنگ دیکھکر گھبرا گیا اور دعا کرنے لگا کہ خداوند اے مگر یہان قیام نہ پر ہنوز کسی اور صحرا مین جاکر ٹھہرین تو بہتر ہے ادھر ملکہ کو جو حال آمد لاجور دشاہ معلوم ہوا وہ خوشی مبدل بہ غم ہوگئی تصویر الم ہوگئی لیکن فوجین آکر صحرا مین اترنا شروع ہوگئین پچیس لاکھ فوج کی آمد آمد مین تمام دن گذرا شام ہوگئی لیکن آمد لشکر کی نہ ختم ہوئی دوسرے روز بھی صبح سے شام تک لشکر آیا کیے

کہاں تک گزارش کیا جاے کہ تین روز تک برابر لشکر آیا کیا بعد ان سب کے اب جو دیکھا تو قیطول ہوا پیدا اڑتے
ہوے زیر قیطول سرداران نامی وگرامی و پہلوانان نامور مثل صلصال بن دال بن دیو بن شماسجادو
مرکب پر سوار و خلخال بن صلصال بر خوک خوار سوار و پیشانی و قلماق اژدر خوار و فرزیل عقرب چشم و سماعت
بیل گردان و سیلاب خون آشام وغیرہ اور دیگر پہلوان مرکبوں پر سوار قیطول بالاے ہوا صحرا مین قائم
ہوے بارگاہین برپا ہوئین سردار اترنے لگے تہنگ طوفانی نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ
کیا کہ یہ مردود کس ارادے سے یہان ٹھہرا ہی ہرکارے واسطے تفحص کے روانہ ہوے اور بطور دریافت
حال آکر عرض کیا کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اس ارادے سے آیا ہی کہ ملکہ مہرناز پرور کو اپنے قبضے مین
لائے بس یہ سننا تھا کہ تہنگ طوفانی بہت گھبرایا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ ایسا کچھ سنا گیا ہے ہم جان نثار
جانبازی کے واسطے موجود ہین لیکن ایک کی دوا دو دو کی دوا چار کب تک لڑینگے اور کیا کرینگے انجام کار
قلعہ قبضے سے جاتا رہیگا ملکہ سے جس وقت محلدار نے آکر بیان کیا ایک تو اسکا دل خود ہی دھڑکا تھا
جس وقت محلدار نے یہ ماجرا بیان کیا کہ لاجورد شاہ آپ کی فکر مین آیا ہی ملکہ یہ سنکر بہت گھبرائی آنکھوں مین
آنسو بھر لائی محلدار سے کہا کہ جا کر تہنگ طوفانی سے کہدو کہ کوئی قاصد خدمت مین امیر ابو توقیر کے روانہ کرے
کہ اب اس وقت مین اگر آپ خبرگیری نہ کرینگے تو بہت بڑی رسوائی ہو گی بھلا وہ مردود مجھے تو کیا پائے گا
اگر قلعہ مین آگیا تو میرا جنازہ البتہ لیکر جائے گا ہان بعد مرنے کے مٹی میری خراب ہو گی کہ یہ کافر نہین معلوم
میرا کیا انجام کرے ملکہ نے ایک خط اس مضمون کا اپنے ہاتھ سے لکھکر اس محلدار کو دیا کہ تہنگ سے کہنا
کہ اسے خدمت فیض درجت مین جناب امیر کشورگیر کے روانہ کردے محلدار نے ایک خط لاکر تہنگ
طوفانی کو دیا تہنگ طوفانی نے ایک ناقہ سوار کے ہاتھ وہ خط خدمت مین امیر ابو توقیر کے روانہ کر دیا
دیکھا چاہیے اب وہ ناقہ سوار کس وقت وہان پہونچتا ہی لیکن یہان لاجورد شاہ نے سیلاب خون آشام
سے کہا کہ جا اور حاکم قلعہ سے یہ کہدینا کہ ملکہ کو لیکر بہت جلد حاضر خدمت خداوندی ہو ورنہ تیری شامت آجائیگی
سزا اسے معقول پائےگا بیٹھے بٹھائے عذاب مین گرفتار ہو جائے گا مفت مین اپنی جان کو ہاتھ سے کھوئیگا
سیلاب یہ حکم پاتے ہی اسی وقت طرف قلعہ کے فی الفور روانہ ہوا جس وقت یہ خبر وحشتاثر تہنگ طوفانی
کے کان تک پہونچی سقف قلعہ پر آکر آواز دی کہ اے شخص تو یہان کس مقصد سے اس طرف آیا ہے وہین سے
مطلب اپنا مجھسے شتاب بیان کر سیلاب نے تہنگ طوفانی کو جواب دیا کہ اے شخص تو کیسا بے مروت
اور بے حمیت ہی کہ ہم تیرے گھر پر آئے ہین اور تو کہتا ہی کہ وہین سے اپنا مطلب بیان کر دو یہان پر مناد اگر کوئی راز
کی بات ہو تو یون کیونکر اعلان کے ساتھ مین بیان کی جائے تہنگ طوفانی نے کہا کہ راز اس شخص
سے بیان ہوتا ہی جو دوست اور رازدار اپنا ہو نہ کہ مین تمھاری صورت سے بھی آگاہ نہین میرے تمھارے
کونسی سازداری ہی سیلاب نے کہا ای برادر من دوستی تو پیدا کیے سے پیدا ہوتی ہی کوئی ازل سے
دوستی لیکر آتا ہی تہنگ طوفانی نے کہا مجھے تمھاری دوستی کی ضرورت نہین ہی جب سیلاب نے
دیکھا کہ خوشامد سے کام نہین نکلتا ہی پکارا ای تہنگ طوفانی آگاہ ہو کہ خداوند لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے
کہلا بھیجا ہی کہ ملکہ مہرناز پرور کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت خداوندی مین حاضر ہو تیرا رتبہ خداوند بڑھا دیگا ملکہ کو
اپنے تصرف مین لائےگا اور اگر خلاف اسکے کیا تو یہ سمجھ لینا کہ خداوند واحد مین تجھکو مٹا دیگا اور ما گر

خداوند سے زمی سے کام لیا تو ایک ایک غلام اسکا ایسا ہے کہ دم بھر مین قلعہ چھین لے گا ٹھنگ طوفانی نے
کہا کیون مردود بس یہی راز جسکو بیان کرتا تھا دور ہو یہان سے تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا لگیدی ہے وہ وقت بھول
گیا کہ اسکے باپ زبرجد شاہ کو امیر نامدار نے کس ذلت وخواری سے مار ڈالا مگر صرف اتنی خطا اسکی تھی کہ اسنے
بے چارے زمرد شاہ کو اپنے پناہ دی تھی اور کس طرح کی بے عنوانی امیر کے سامنے نہ کی تھی نہ یہ کہ ملعون انکی اولاد
کی ناموس کے ساتھ ایسی بے ادبی اور گستاخی کا ارادہ رکھتا ہے اب اگر امیر نہین تو اسکا جانشین صاحبقران
ثانی کہ جسنے ہزارون ساحرون کو مار ڈالا تھی خداوندیان بگاڑ دین اس وقت مین دنیا میں جادو سی ساحرہ جو تھی
مگر کس طرح ماری گئی اسکے ساتھ تو کوئی دیسی ساحرہ یا ساحر بھی نہین معلوم ہوتا کہ مدد ملا اپنے خداوند سے کا اگر خیریت
چاہتا ہے تو چلا جا یہان سے ورنہ ساری خداوندی تیری نکل جائیگی سیلاب جواب صاف سنکر پلٹ کے
خدمت لاجورد شاہ مین آیا اور تمام ماجرا بیان کیا لاجورد شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فتح اس
قلعہ کی جنکے نام پر سیلاب خون آشام سے تجویز کردی اور یہی تقریر کی کہ قلعہ ہاتھ سے سیلاب کے
فتح ہو حسب الحکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی لیکن صداے طبل سنکر اہل
قلعہ دہل گئے ملکہ کا دل دھڑکنے لگا اور کلمات شکایت آمیز شہنشاہ کی نسبت زبان پر جاری ہوئے
بموجب شعر مشہور تھی کہ وہ دل پہلے بیوفا ہوگا ہوا اب یہ سوچ کہ یارب مآل کیا ہوگا کبھی یون کہتی تھی
دوہا سجن مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے ڈھنڈورا پیٹتی کہ پیت نہ کریو کوے ہاے افسوس
صد ہزار افسوس عجب بیوفا ذات ہوا ان مردون کی پہلے محبت بڑھاتے ہین پھر خبر بھی نہین لیتے کہ کیا
گذرتی ہے ایسے ہی موقعون پر عورتون کا پاون اونچا نیچا پڑ جاتا ہے مگر خدا نہ کرے دور پار جائین جو یہ
انہین کو مبارک جو ایسا کرتی ہین کمین اصل نسل کی درست بھی ایسی مبتذل باتون کو گوارا کرتی ہین
جان دیتی ہین مگر پردۂ عصمت کو فاش نہین کرتین یہین لوگون کے جگرے ہین کہ مرتے ہین اور
دم بھرتے ہین یہ تو اس طرح کی شکایت آمیز باتون سے بھڑاس دل کی نکال رہی ہے ہر ظلم کو ٹال رہی ہے
لیکن ٹھنگ طوفانی نے یہ انتظام کیا کہ خندق کو پاٹ کر چکا تھا پل تختہ اٹھوا دیا تھا توپون کی رتی
لیے ہوے بیٹھا تک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رفتار شب سے صبح پر آمد ہوئی
سیلاب خون آشام مرکب پر سوار ہو کر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے طرف قلعہ کے چلا
ٹھنگ طوفانی بالاے فصیل بند دروازے پر بیٹھا گولنداز توپون پر مسلط ہوے دوربینین لگائے ہوے
دیکھ رہے تھے کہ حریف زد پر آئے تو حملہ کرین گرچہ یک سیلاب خون آشام نے یلغار کیا اور سپر و
گرز ہاتھ مین سنبھال کر بہ دوا مرکب کا لیا دیکھا اہل قلعہ نے کہ اب سیلاب خون آشام زد پر آگیا ہے
توپون کو آگ بتائی یہ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان لرز گئے جگر زمین ہول سے شق ہوگیا جو سوار زد پر
آگئے تھے اڑ گئے زمین جا بجا سے شق ہوگئی درخت جل جل کر اکھڑ اکھڑ کر گرے ایک قیامت کبرے
بپا ہوئی تمام صحرا مین سواد دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا زیر آسمان اک فلک دخانی قائم ہوا تھا اہل قلعہ
سمجھے کہ مار لیا حریف کو طبل شادمانی بجانے لگے لیکن جس وقت ہوا سے دھوان منتشر ہوا بادل کے پھٹ چھٹکر
چار طرف پھیل گیا تیرگی دفع ہوئی روشنی نظر آئی اب جو دیکھا تو واقع مین یہ حال ہے کہ کفار کے لاشے
جھلسے ہوے پڑے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ سموم قضا نے آکر ان سبکا ستھراؤ کردیا ہے مگر اب جو دیکھا تو

سیلاب خون آشام زیر قلعہ کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہے یہ حال دیکھکر اہل قلعہ مضطرب ہوئے نہنگ
خون آشام کا زہرہ آب ہو گیا زندگی نقش بر آب نظر آنے لگی لیکن نعرہ کیا کہ باش او گبر خبردار آگے بڑھنے کا
قصد نہ کرنا میں دیکھ رہا ہوں اگر تجھے بسزا پہونچاتا ہوں وہ دم دکھاتا ہوں یہ کہکر یہ بہادر و دلاور خیرخواہ سرکار قدیمی تلوار کرنے
کو مرنے پر چست باندھ کر آمادہ پیکار ہو کر چلنے کو تھا کہ یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ کوئی پہلوان سیلاب خون آشام نام
زیر قلعہ آ پہونچا ہے اور نہنگ خون آشام یہ ارادہ رزم بیرون قلعہ جاتا ہے ملکہ نے کہلا بھیجا کہ اے نہنگ تو کیوں
اپنی جان کھوتا ہے ایک تو کس کس سے لڑے گا انجام میں یہی ہونا ہے کہ کوئی نہ کوئی قلعہ لے لیگا اس وقت
تجھے اپنی جان دینا ہوگا لہذا اب ہر طرح مرنا ٹھہرا تو جیسے آج مرے ویسے کل اس سے بہتر یہی ہے کہ یہیں
رہ جب وہ ملعون قلعہ میں آ جائے گا تو مجھکو مردہ پائیگا پھر تجھسے تعرض نہ کرے گا لاش میری یہاں سے لیجا دیگا
جس وقت یہ پیام ملکہ نامدار کا نہنگ طوفانی کو پہونچا اسنے عرض کی کہ حضور درگاہ رب بے نیاز میں دعا
کریں میں اس سے مقابلہ کروں پروردگار مجھکو فتحیاب کریگا اور اگر مارا بھی گیا تو نمک حلال کہلاؤنگا اور
نمکخوار ہوتے کس دن کے لیے ہیں آپ کے دشمن تو جان دینے پر آمادہ ہوں اور میں زندہ بیٹھا رہوں کیا منہ
دکھاؤنگا شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہاں اگر میں مارا جاؤں تو زندہ جاوید ہو جاؤں یہ کہکر دروازہ
کا کھولا خندق کو پھاند کر میدان میں آیا اور سیلاب سے مقابلہ کیا سیلاب نے کہا اے نہنگ بجز شجاعت
ارے کیوں مفت جان کھوتا ہے زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے اب بھی میرا کہنا مان دوستانہ سمجھاتا ہوں کہ اب بھی
اگر توبہ مجھ افزا ملکہ مہرناز پر در خدمت خداوند میں چلا چل تو میں سعی کر کے خطا تیری معاف کرادونگا و خداوند
ایسی فیاض ملکہ تجھے سزا اسے گناہ نہ دیگا بلکہ عوض سزا کے عطا کرے گا نہنگ نے کہا کیا جھک مارتا ہے
اور گو بکتا ہے نامرد بہادری کی یہ سنا تھا کہ سیلاب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری دامنگیر ہے
امیر تجھ پر تقدیر ہے خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ و سینہ نہنگ پر مارا نہنگ نے نیزے کو نیزے پر
لیا طعنین چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی انجام کار نہنگ طوفانی نے برکت اسلام نیزہ ہاتھ سے
سیلاب کے ہوائی کیا یہاں تو سیلاب اور نہنگ سے مقابلہ ہو رہا تھا وہاں ملکہ جہاں پرور کی یہ حالت
تھی کہ بال سر کے کھلے ہوئے صحن خانہ میں کھڑی مصروف دعا تھی کہ اے رب پاک ذات برائے
رسول نیک صفات نہنگ طوفانی کو فتحیاب کر کہ اس وقت بیکسی و تنہائی میں ایک یہی معلوم نظر آتا ہے
بعد اسکے ہماری بھی باری ہے اگر یہ مارا گیا تو دشمنوں کا زغہ ہوگا میں عورت ذات اپنی عصمت کو سوا جان دینے
کے کیونکر بچا سکوں گی بھلا ایسی دعائیں کہیں خالی جا سکتی ہیں وہاں نہنگ طوفانی پر سیلاب نے تلوار کا
وار کیا نہنگ نے وار اسکا بصفت شمشیر پر روک کر اب جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سیلاب نے لٹکار سپر
کی پناہ کیا لیکن سپر مانند حلقہ گرد ہو کے کٹی خود مانند تجالہ حباب کے شگافتہ ہوا تیغہ سر پر بیٹھا نہنگ نے جھٹکا
مارا کہ تلوار تا دو ابرو اتر گئی سیلاب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے
آئی ہر طرف جاری ہوا نہنگ دل میں سوچا کہ ایسے ملعون کو چھوڑنا نہ چاہیے اسی حالت میں دوسرا ہاتھ جو مرکا
مارا سیلاب کے دو ٹکڑے ہوئے وہ کچھ لوگ جو اسکی فوج کے توپوں کی زد سے بچ گئے تھے بھاگے
ہوئے گئے لاش اپنے مالک کی اٹھالی بھی روتے پیٹتے خدمت لاجورد شاہ میں پہونچے اور کہا یا خداوند
یہ تو نے کیسی الٹی تقدیر کی کہ سیلاب کی کشتی عمر طوفانی ہوگئی لاجورد شاہ نے جو لاش

سیلاب کی دیکھی دل میں تو خفیف ہوا لیکن کہدیا کہ روز نوروز اسے پھر اس سے زیادہ زبردست کرکے پیدا کریں گے
اس نے وہاں جاکر غرور کیا ہم نے اسے گوہوں کی زد سے بچایا تا بقلعہ پہونچایا لیکن اس نے وہاں پہونچ کر تکبر
کیا ہم نے اسے غارت کر دیا اب جاؤ لاش اس کی کسی دریا میں بہا دو کل سمجھا جائے گا اور اسی وقت حکم دیا
کہ بجے طبل جنگی کل کے روز دست خداوند یعنی قلماق اژدرخوار اس قلعہ کو فتح کرے گا حسب الحکم
لاجورد شاہ نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی یہاں نہنگ طوفانی جو مار کر سیلاب کو
قلعہ میں آیا اہل قلعہ خوش و خورم بیٹھے تھے ملکہ خیرہ فتح شکر سجدہ شکر میں گئی تھی کہ یکایک آواز طبل جنگ
کان میں آئی پروردگار عالم پر توکل کرکے یہاں بھی طبل بجوا دیا گیا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن لشکر لاجورد شاہ
میں طلایہ گشت پھر رہا تھا اور آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھی کہ جس وقت زلف لیلائے
شب کمر تک پہونچی فوج میں ایک غدر نظر آیا شبخون کا شور مچا جو سپاہی فوج کے سو رہے تھے اب جو اس
غدر میں ہوشیار ہوئے ہیں سپر تلوار ہاتھ میں اٹھالی جو سامنے آگیا اسپر حملہ کر بیٹھے اپنا بیگانہ نہ کچھ سوجھتا
تھا ایک تو سیاہی شب کا پردہ حائل تھا دوسرے نیند کا خمار تیسرے گھبراہٹ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا بیٹے کو
باپ مارے ڈالتا تھا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا اسی عالم میں تلوار چلتے چلتے وہ وقت آیا کہ پہلوان خاور بکر و فر
تیغ شعاع بصد ارتفاع ہاتھ میں لیے ہوئے نمودار ہوا اور ماہ تابان مع فوج انجم درخشان رزان ترسان خوف
مغرب میں پنہاں ہوا اس وقت روشنی پھیلی اور اپنے پرائے کی شناخت ہوئی سپاہیوں نے جنگ سے ہاتھ
روکا خیال کرکے جو دیکھا تو کسی کا بھائی کسی کا بیٹا کشتہ ہوا ہے یہ خبر لاجورد شاہ کو دی کہ نہیں معلوم آپکا کونسا
بندہ سرکش آیا جسنے تمام فوج کا یہ نقشہ بنایا لاجورد شاہ بھی حیرت میں آیا کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن قلماق اژدر
خوار کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوا چکا تھا صبح کو دو لاکھ سوار کی جمعیت سے طرف قلعہ کے روانہ ہوا خبر نہنگ
طوفانی کو ہوئی کہ آج قلماق اژدرخوار بقصد رزم و پیکار آتا ہے نہنگ نے کہا کچھ پرواہ نہیں پروردگار عالم
ہر وقت میں معین و مددگار ہے جبتک یہ نفس چند باقی ہیں اور ہاتھ پاؤں کو جنبش ہے اسوقت تک اتنی مجال کسکی
نہیں ہے کہ قلعہ پر قبضہ کرسکے آج پھر وہی انتظام خندق نے کیا ہے کہ آپ بغل دروازے پر آکر بیٹھا ہے گو بندہ از
حسب معمول توپوں پر مسلط ہیں منتظر بیٹھے ہیں کہ حریف کا سامنا ہو اور فیر کریں لیکن قلماق اژدرخوار
جانتا ہے کہ ہوا باگ کانے کہ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب اس طرف نگران ہوئے یکایک ہوا نے
مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار کی
جمعیت سے نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ باش او گبر نابکار خبردار و ہوشیار باش کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گوادم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی ارے میرے ہوتے تو قلعہ کی طرف جاتا ہے نہیں جانتا کہ یہ ناموس ہے شہنشاہ
گوہر کلاہ کا اور قلماق اژدرخوار کا سامنا ہوا وہاں جو ملکہ عزنازیہ نے سنا کہ کوئی نقابدار گوہر پوش
ہماری مدد کے لیے آیا ہے لیکن فوج قلیل اُسکے ساتھ ہے مصروف دعا ہوئی کہ خداوندا اس تھوڑی فوج کو
غالب کر اس فوج کثیر پر کہ یہ اس حال پر ملال میں معاون ہوا ہے ہم بیکسوں کا لیکن وہاں قلماق اژدرخوار
نے کہا کہ او نقابدار مغلوک روزگار تو کہاں سے آیا ہے بہتر ہے کہ چلا جا یہاں سے ورنہ مفت مارا جائیگا
سوا پشیمانی کے کچھ نہ ہاتھ آئے گا نقابدار نے کہا یہ میدان جنگ ہے صحبت وعظ و پند نہیں ہے لا ضرب بہادری
کی قلماق اژدرخوار نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں بند بند ہنے

لگے کہنے لگے یہ معلوم ہوا کہ وہ فی زبانین نکال کر رہے ہین کوئی ہنسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے
نیچے ہی جھوڑ ماری نیزے سے اپنے قلماق کے ہر چہے کو پیچیدہ کرکے جو ہکا مارا اسنے نیزہ ہاتھ سے
قلماق کے نکل گیا نیزے کا نکلنا تھا کہ جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا آواز دی کہ غضب کیا تونے کہ نیزہ میرا
بھائی کیا لیکن کہان جاے گا بچ کر اس تلوار سے کہ باڑھ اسکی دھار اجل کی ہر فنا کا اور زخم دار خبردار کہکر سر نقابدار پر وار
کیا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر یہ شعر پڑھا شعر تو ضربے زدی ضرب مانوش کن ٭
ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر وار شمشیر آبدار کا کیا قلماق نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا
لیکن تلوار جو نقابدار کی چڑھی ہوئی تو سپر کو قلم کرکے خود پر پہنچی نقابدار نے جھٹکا مارا قلماق نے سر نیچے
کھینچا لیکن وہ انگل کا زخم سر مین آیا اور تلوار سر سے نکل کر گردن مرکب پر آئی سر گھوڑے کا قلم ہوا
راکب و مرکب دونون غلطان زمین پر گرے لوگون نے قلماق کے جو یہ رنگ دیکھا اور بڑی فوج ادھر سے
نقابدار کی کھڑی تلوار چلنے لگی قلماق کو لوگ اسکے اٹھا کر جنبش پر ڈال کرنے گئے مرکب سے گرنے مین
کولا اسکا شکست ہوگیا تھا بیہوش تھا لیکن نقابدار نے لوگون کو اسکے قتل کرنا شروع کیا فوج بے سردار
کہانتک لڑتی آخر کو طبل امان بجوا کر میدان سے پھر گئے نقابدار نے خیمہ اپنا نصب کیا اور جانب صحرا
روانہ ہوگیا ملکہ مہر ناز پردہ در نقابدار کو دعامین دے رہی تھی اور شکریہ پروردگار بجالا رہی تھی لیکن
جب دوسرا سردار بھی اس حال پر ملال سے سامنے لاجورد شاہ کے پہونچا لاجورد شاہ نے کہا کل بدولت
خود سیر جنگ دیکھین گے اور طرف قلعہ کے چلیگے کمر دکرکے طبل جنگ اسی وقت کوچ جرلی نوازش مین
آیا غرض قلعہ مین پہونچی یہان پھر نقارہ توکلت علی اللہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن وقت شب کا ہے دربار
لاجورد شاہ کا آراستہ ہے یہ ملعون بالاے قیطول رہتا ہے اور یہ مین دربار بھی کرتا ہے مرکب پران معین ہین
کہ وقت دربار ہر سردار کو آکر بیٹھاتے ہین کہ حال اسکا وقت پہ ظاہر ہوگا یا یہ کہ قیطول جو ہوا پر معلق ہے اسکا
راز بھی کسی وقت کھل جائے گا لیکن اس وقت بیان کی حاجت نہین ہے لاجورد شاہ تخت خداوندی پر
متمکن ہے داہنے جانب خونخوار ستارہ پیشانی سب سے بالادست دنگل پر متمکن ہے بعد اسکے فرزیل
محرب چشم سیماب دل گردان عذاب کوہ پیکر مہراب کج گردن بائین جانب فریخ اختر چشم ابرق کماندار
قیطور تیغ زن لیکن سب سے بالادست دنگل اس صف مین صلصال بن دال بن دیو بن تھا سجادو کا
تلال بن صلصال پہلو مین اپنے باپ کے بیٹھا ہے لاجورد شاہ نے کہا اے بندگان من وہ بلاے آسمانی جو
شب کو نازل ہوا کرتی ہے کوئی اسکی فکر کرنا ضرور ہے سب نے عرض کیا کہ ہین جیسا حکم ہو ہم موجود ہین لیکن
خداوند نے وہ بلا اپنے بندون پر کیون مسلط کی ہے لاجورد شاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تم لوگون کو
کور سوز خداوندی مین کیا دخل ہے نہین معلوم خداوند کیا بہتر سمجھتا ہے جو برائی دکھاتا ہے سب خاموش ہورہے
کہ ہمین کیا چاہیے خداوند اپنے بندون سے جیسی چاہے بے ادبی اپنے حق مین کراے ہم کون لیکن
قشقاش تنگ پیشانی نے کہا کہ خداوند کل تماشا میری لڑائی کا دیکھیے کہ کیونکر قلعہ لیے لیتا ہون غرضکہ
باقی رات کو غنیمت جان کر کہ وقت راحت و آسایش کا ہے لاجورد شاہ نے بھی دربار برخاست کیا خواب
نرگس مین گرفتار ہوا اور سردار بھی اپنے خیمون مین آکر سو رہے جوانان فوج سلح سنجوگ درست کرنے مین
مصروف ہوئے جب حسن لیلی شب کا کمال پر پہونچا اور سیاہی کاکل نے اسکے تمام عالم کو گلیم سیاہ اڑھا دی

ہر طرف تیرگی چھائی شمال کی طرف سے شور ہوا کہ کسی نے شبخون مارا ہے لوگ ایک روز ایسی آفت اٹھا چکے
تھے کھٹکے میں نیند تک نہ آئی گھبرا گھبرا کر اٹھے لیکن اسقدر شور و غوغا بلند ہوا کہ لاجورد شاہ کی آنکھ کھل گئی
خواب سے چونک پڑا کہا کیسا یہ غل ہے جواب دیا کہ وہ باری بردار حاضر تھا اُسنے عرض کیا کہ وہی بلا نازل ہوئی ہے
جو کل شب کو نازل ہوئی تھی لاجورد شاہ نے اپنی معشوقہ ملکہ ناہید اختر چشم سے کہا کہ تمنے بھی اسکی کوئی تدبیر
نہ کی ناہید نے کہا میں ابھی جاتی ہوں اور اس سرکش کو بسزا پہونچاتی ہوں ناہید اختر چشم خدمت میں زبرجد
شاہ پدر لاجورد شاہ کی بھی رہ چکی ہے جبتک وہ زندہ رہا اس سے ہم بستر ہوا کی بعدہ لاجورد شاہ
کی خدمت میں آئی یہ پاس لاجورد شاہ کے موجود تھی لیکن بحکم لاجورد شاہ اسی وقت غلماک مار کر پرواز
پیدا کرکے اڑی اور طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور جس مقام پر ہنگامہ گیر و دار برپا تھا بالائے ہوا قائم
ہو کر دیکھنے لگی کیا دیکھتی ہیں کہ اک طفل حسین سر برہنہ بھورے بھورے بال مرکب تیز رو پر سوار ساطور
اسکے اسی سن و سال کے چالیس ہزار لڑکے تمام فوج کو پامال کر رہے ہیں وہ لڑکا سب کا افسر معلوم ہوتا ہے
اور منہ اکبر برق رو کا نعرہ اسکے مانند صاعقہ کے کوندتا پھرتا ہے ناہید اختر چشم نے جو صورت اُس
طفل کی دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوئی اور سوچی کہ بہتر ہے یا لاجورد شاہ اگر یہ ماہرو وصل میرا قبول کرے
تو اس سے بہتر ہے یہ خیال کرکے منتظر بالائے ہوا قائم رہی جب اکبر برق رو نے دیکھا کہ اب لوگ زیادہ آتے
جاتے ہیں اور روشنی ہوا چاہتی ہے بوق پھونکی کہ ای یاران بدر روید چرا کہ ہنگام زدن و کشتن گذشت
کہکر ایک طرف مرکب کو دابا اور اس فوج کو جو مانند دریا کے موجزن تھی مثل ہوا کے طے کرتا ہوا چلا
سب لوگوں نے بھی عقب میں اسکے گھوڑے ڈالے اور مارتے پیٹتے صاف نکلے چلے گئے یہاں فوج
آپس میں تلوار چلنے لگی فوج لاجورد شاہ کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے باپ بیٹے
کو حریف سمجھکر تلوار مار دیتا تھا بیٹا باپ کو دشمن جان کر قتل کیے ڈالتا تھا ایک قیامت کبری برپا تھی لیکن
اکبر برق رو جو فوج سے نکلا طرف ایک صحرا کے چلا یکایک زمین میں زلزلہ پیدا ہوا جابجا سے زمین شق ہوگئی
سوار مع مرکب زمین میں نصف غرق ہوگئے اکبر برق رو حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ سحر ناہید کا تھا
جسکی تاثیر سے ان لوگوں کی یہ حالت ہوئی تھی لیکن ناہید اختر چشم صورت ایک نازنین ماہ جبین کی
بنکر سامنے اکبر برق رو کے آئی اور پکاری او ظالم یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے ہزار ہا بندگان سامری
وجمشید کا خون کیا لشکر لاجورد شاہ میں تہلکہ ڈال دیا ارے تو کون ہے اور کیا عداوت ہے تجھے
ہم سے اکبر برق رو نے جو صورت اس ساحرہ کی دیکھی فریفتہ ہوگیا لیکن پھر خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہے ساری
رنگ آمیزی سحر کی ہوگی یہ صورت اس کی اصلی نہیں معلوم ہوتی مگر مصلحت وقت جانکر کہا کہ میری اور لاجورد شاہ
کی تو آبائی عداوت ہے لیکن تمہیں مجھسے کہاں کی عداوت ہے جو تمنے حال میرے رفیقوں کا یہ کیا ہے کہ زندہ
درگور ہوئے جاتے ہیں زمین نکلے سکتی ہے ناہید اختر چشم نے کہا جان من اگر میں اس طرح نہ روکتی تو بھلا
تم یہاں ٹھہرنے والے تھے حالانکہ میں بحکم لاجورد شاہ تمہاری گرفتاری و قتل کے واسطے آئی تھی مگر اب
مجھے صورت و حسن پر تیرے رحم آتا ہے دل باتوں پر تیری پسا جاتا ہے ہاتھ نہیں اٹھتا اس سے اتنی فرصت
ملی کہ تو مجھسے بات کر رہا ہے اکبر برق رو سوچا کہ بے مجھے بغیر فقرہ کیے رہائی دشوار ہے کہا ای محبوبہ جانی
مجھکو تو یہی خواہش ہے کہ تو مجھے اپنے ہاتھ سے قتل کر خوش ہو ہرچند تیغ دلدار ہو خوشا وہ دل جو فدا اسکے یار

ناہید اختر چشم ہنسی اور سراوان سب سے اتار دیا کہا اچھا خیر اب میں جاتی ہوں لیکن خبردار ابایسی حرکت نکرنا
اگر ابکی شبخون مارا تو کام تیرا تمام کرونگی اکبر برق رو نے کہا کہ اگر جاتی ہو تو تم مجھے قتل کرتی جاؤ سب مجھے
بغیر تمہارے اب زندگی دشوار ہے دل شوق ہم آغوشی میں بیقرار ہے ناہید کی تو تمنائے دلی یہی تھی پر کا بھی
کرنا نخرہ بکار جانکر اپنے نزدیک دل لبھا رہی تھی پھر بھی جتنا جتنا کہ شوق بڑھا رہی تھی پاس اکبر
برق رو کے آئی اور پکاری کہ اگر تو میرا عاشق ہے تو میں بھی تیری عاشق ہوں مثل مشہور ہے شعر
دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر از روے کینہ واز روے مہر مہر لیکن اتنا اقرار تجھ سے ضرور
لونگی کہ خبردار ایسا کبھی نکرنا کہ میری موجودگی میں کسی دوسری عورت کی طرف تو نظر کرے ورنہ دم بھر
میں خاک سیاہ کر دونگی نام و نشان تیرا مثل حرف غلط کے دنیا سے مٹا دونگی اور مجھے دیکھو کہ لاجورد
شاہ سے بادشاہ کو کہ جو اس وقت خداوندی کا دعوی رکھتا ہے کتنی بڑی فوج کا مالک کیسے کیسے سردار
اس وقت میں اسکے محکوم و تابع فرمان ہیں میں ان سب پر لعنت کرکے گویا سلطنت پر لات مار کر تجھ ڈاکو
بلا کو سیہ کار بدکار کا ساتھ دیتی ہوں اگر تو میرے موافق رہیگا اور طبیعت کو میری خوش و خورم رکھے
گا تو میں قسم کھا کر سامری و جمشید کی تجھ سے کہے دیتی ہوں کہ تجھے لاجورد شاہ سے زیادہ صاحب
حشمت بنا دونگی اکبر برق رو نے کہا بھلا میری کیا شامت ہے کہ تجھ ایسی نازنین ماہ جبین
کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت کی طرف توجہ کرونگا لیکن او ملکہ بہتر و مناسب وقت یہی ہے کہ وہ کوہ جو سامنے
معلوم ہوتا ہے وہیں چلو اور میرے لشکر کا ہے بارگاہ پہاڑی جیسے استادہ ہیں وہیں تم بھی چلو ناہید نے قبول
کیا اور بطاؤس کی شکل بنکر ہمراہ اکبر برق رو کے اڑ کر چلی جسوقت اکبر برق رو کوہ پر پہونچا داخل خیمہ
ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر مسند پر بیٹھا ہاتھ کا ناہید اختر چشم جادو کا پکڑ کر آغوش تمنا میں
کھینچا سب سامان عیش و نشاط مہیا تھے ملکہ حسن وقت پہلو میں اکبر برق رو کے بیٹھی شرم سے گردن جھکائے
ہوئے تھی اشارہ سے اپنی ہمجولیوں سے کہا کہ کشتی مے ہمارے معشوق وفادار کے سامنے لاؤ اور شغل ناؤ نوش
شروع کرو ہمجولیوں نے فوراً حکم کے پاتے ہی کشتی مے حاضر کی ملکہ نے کشتی سے ایک کنٹر گلابی اور دو تین جام
بلوریں اٹھانے چاہا تھا کہ کاگ کنٹر کھول کر جام شراب پر کرے مگر پھر ہاتھ روک لیا اور یہ کہا کہ کچھ اسمین گزک
بھی موجود ہے یا نہیں اگر نہ ہو تو وہ بھی موجود کرو اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی حکم دیا کہ کچھ اسوقت جلسہ رقص و سرود
کا بھی ہونا چاہیے کیونکہ بہت دنوں سے ایسا موقع نہیں ملا ہے کہ شغل شراب بھی ہو اور جلسہ رقص و سرود بھی ہو
آج بفضل سامری و جمشید ایسا موقع ہاتھ آیا ہے تو پھر کیوں ارمان دلی نہ پورے ہوں ہمنشینوں نے یہ ارشاد
پاتے ہی ایک نازنین مہ جبین حور خصال پری تمثال کو مع سازندوں کے سامنے لاکے پیش کیا نازنین
دست بستہ آداب بجا لائی ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا اور یہ کہا کہ تمکو اسواسطے تکلیف دی ہے کہ عرصہ سے
گانا وغیرہ نہیں سنا ہے حسب اتفاق موقع ملا ہے آج اپنے گانے سے ہماری طبیعت کو محظوظ کرو نازنین نے فوراً
ہی اپنے سازندوں کو حکم دیا کہ بہت جلد ساز درست کرو جلدی سے دو چار چیزیں کہیں اور چلیں کیونکہ رات آدھی
آئی ہے سازندوں نے کہا بہت اچھا ابھی ساز درست ہوا جاتا ہے جب سازندوں نے درستی ساز کر لی نازنین
پہنکے گت ناچنے لگی جب دو چار ٹکڑے گت کے ناچ چکی تو نہایت ناز و غمزے سے یہ غزل اسیر کی شروع کی

بجا ہے آنکھوں سے گرم آنسو جو شمع کی طرح وصل اب ہے میں | لگی ہے اک آگ سی دل میں بدن سے شعلے نکل رہے ہیں

کنارے سے دریا پہونچ کے پانی نہیں پیا ایک بوند اسپر
چڑھی ہے موجون کی ہم سے تیوری حباب آنکھیں بدل رہے ہین

ریاض عالم مین جلوہ گر ہے عجیب نیرنگ بے ثباتی
ہوا سے جیتے نہین ہین پتے درخت اُنکو بدل رہے ہین

کبھی تو تم بھی نکل کے گھر سے تماشۂ بحر اشک دیکھو
کہ جا بجا تیر رہی ہین ناوین ہوا سے مینڈھے اچھل رہے ہین

کہین نہ بھٹکے جو جوش وحشت مین شب کو رستہ تمھارے وحشی
تمام صحرا مین روشنی ہے چراغ غولون کے جل رہے ہین

جنازہ میرا گلی مین انکی جو پہونچے ٹھہرا کے آشنا کہنا
اٹھا دیوانے ہوئے ہین ماندے سو تھک کے کاندھا بدل رہے ہین

کہین کے قطعے اگر کہین ہین جا بسے دیو ان مین کیا عجب ہے
طیور رنگین مین ہے جو الفت ہم یہ دانہ بدل رہے ہین

یقین ہے ہمکو جل کا لیکن غرض ہے نقل مکان سے اپنے
کڑی ہے منزل عدم کی چلنی مکان سے کچھ دور چل رہے ہین

خیال چاہ ذقن مین پوچھو نہ ہم سے احوال جوش وحشت
کنوئین ہین دولاب دیدۂ تر کہ دونو یکسان ابل رہے ہین

محیط سے مردمان آبی سفر کرینگے مگر عدم کا
حباب ہوتے نہین ہین پیدا یہ انکے خیمے نکل رہے ہین

بدن سے میرے جدا کیا ہے جو آج مقتل مین میرے سر کو
ہوئے ہین کچھ شاد شاد ایسے کہ پینترے وہ بدل رہے ہین

یقین ہے خفت فشار مین ہو تہ زمین بعد مرگ اُن پر
جہان مین ضعف زخمون سے برسون جو لوگ دست بغل رہے ہین

لحد پر آکر ذرا خبر لو کہ بیقرارون کا حال کیا ہے
تمام اعضا پڑے ہین بے حس مگر دل اُنکے اچھل رہے ہین

ہماری محفل مین بخت لایا بیان رقیبون کا دخل پایا
اگرچہ پہونچے بہشت مین ہم مگر جہنم مین جل رہے ہین

خجل ہے گرمی سے تیری محفل کی شمع پروانے کیا بچائین
عرق عرق ہے بیان سے اپنے ہزار ٹکڑے پگھل رہے ہین

نہین ہے تیرا الم جدائی یہ مرگ ہے بہر اہل عالم
ذرا ہے پھیلی ہوئی جہان مین گھرون سے مردے نکل رہے ہین

سفر سے وہ شمع رو پھر آیا ہوئین مرادین جہان انکی حاصل
اسیر گھی کے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد مین جل رہے ہین

جب یہ غزل گا چکی اکبر برق روشنے نازنین کے گانے اور بتانے کی بہت کچھ ثنا و صفت بیان کی بلکہ اپنی جیب مین ہاتھ ڈال کر دو تین اشرفیان نکالکر بطور انعام اُس نازنین حور طلعت کو عنایت کین ازان بعد ملکہ ناہید کی طرف متوجہ ہوا اور جام شراب اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے ناہید کو دیا ناہید نے جام لے لیا اور یہ شعر زبان پر لائی

شعر

لطف مے کیا بتاؤن ای زاہد ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

غرض یہانتک کہ باہم اختلاط بڑھتے بڑھتے اکبر برق روشنے ہاتھ گردن مین ملکہ کے ڈالے اور آغوش مین کھینچا ناہید سمجھی کہ اب یہ نہایت حمیت سے نازو کرنے لگی اور یہ بھی خیال تھا کہ ایسا نہو کوئی آجائے تو اور بدنام ہو جاؤن لیکن اکبر برق روشنے دو ہی ہاتھ جو گردن مین ناہید کے حائل تھے گلا پکڑ کر دبایا پہلے تو یہ سمجھی کہ یہ بھی کوئی مساس ہوگا لیکن جب گلا زیادہ دبا تو قصد کیا کہ چلاؤن یا کچھ اسم سحر پڑھون لیکن اکبر برق روشنے مہلت نہ دی اور گلا اس زور سے گھونٹا کہ طائر روح ناہید کا قفس جسم مین پھڑپھڑا کر جب نکلنے کا راستہ نہ پایا راہ نشیب سے نکلکر روانہ ہوا لاشہ زمین پر پھڑک کر رہگیا لیکن مرنے سے اس ساحرہ کے جہان تیرہ و تار ہوگیا آندھی چلی خاک اُڑی برق باری و آتشباری ہونے لگی پھر غل مچانے لگے کہ کشتی مرا نام من ناہید اختر چشم جادو بود حیف مُردیم و جان دادیم و بہ مطالب خود نرسیدیم لیکن جس وقت علامات سحر دور ہوئین نہایت روشنی ہوئی دیکھا کہ لاش ایک نہایت کریہ صورت کی پڑی ہے اور دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوئے رنگ چہرے کا سیاہ اُسپر چیچک کے داغ چار چار انگل بال سر کے وہ بھی سفید سن کوئی ساڑھے سات سو برس کا اکبر برق وہ لاش اس صورت کی دیکھکر ڈر گیا کہ اتنا کبر سن اسکا یہ صورت اصلی اور کیسی بنی ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گیارہ برس کی ہے غرض کہ لاش اُسکی مزبلے پر پھکوا دی

اور آپ مصروف استراحت ہوا کہ رات بھر کا جاگا اور تھکا ہوا تھا لیکن وہان لشکر لاجورد شاہ مین تلوار چلتے چلتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی گردون پیر نے چہرہ پر سے گلیم سیاہ کو دور کیا روشنی پھیلی ایک ایک کی صورت نظر آئی اب کوئی تو رو رہا ہی کہ اس شخص نے اپنے چچا کو آپ مار ڈالا کوئی سر پیٹتا رہا ہی کہ ہائے بازو ٹوٹ گیا بھائی کا ساتھ چھوٹ گیا ہی کوئی کہتا تھا کہ افسوس دوستون کو اپنے آپ ہلاک کیا سینہ چاک کیا بعض جادو آدمی باہم مصروف جنگ تھے جب ایک کو دوسرے نے پہچانا آواز دی کہ ارے اپنون سے لڑتے ہو دشمن کو نہین مارتے۔ اُسے الزام دیتا ہی وہ اسے الزام دیتا ہے کہان تک گذارش کیا جائے یہ سب کے سب فریاد کنان پاس لاجورد شاہ کے چلے یہان لاجورد شاہ بعد جانے ناہید اختر چشم کے منتظر اپنی معشوقہ کا بیٹھا تھا شمع حیات اسکے سامنے جل رہی تھی جو سحر سے ناہید نے تیار کی تھی کہ اگر شمع جھلملائے تو دلیل بیماری و پریشانی ہی اور گل ہو جائے تو دلیل مرگ ہی اور بھڑک اٹھے تو علامت غصہ کی ہے لاجورد شاہ مانند پروانہ آنکھ اُس شمع سے ملائے لو لگائے سوز فرقت مین جل رہا ہی اشک بہ رہے تھے دمبدم پگھلا جاتا تھا کہ دیکھئے کب تک وہ محبوب دلربا آئے کہ یکایک قریب صبح ایک تھپیڑا باد سحر نے مارا کہ شمع گل ہو گئی لاجورد شاہ دو منہ پیٹنے لگا گریبان کو چاک کر ڈالا خاک اڑانے لگا سردارون نے پوچھا یا خداوند آج آپ کا کیا حال ہی کہ وہ حرکتین جو شان خداوندی سے بعید ہین ظہور مین آئین لاجورد شاہ نے کہا کہ معشوقہ قدرت ہاتھ سے اس خونی کے ماری گئی جیتے دور ورنہ لشکر پر میرے شبخون مار رکھے ہین شمع حیات گل ہو گئی وہ لوگ جو فریاد کنان آئے تھے خداوندی یہ حالت دیکھکر خاموش ہو رہے کہ جب خداوند کو اپنی معشوقہ کے قتل ہونے کا اس قدر صدمہ ہوا لیکن بندگان بے ادب سے کچھ نہ بولے سزاوندی آسمان کو نہ حکم کیا کہ پھٹ پڑے زمین کو نہ اجازت دی کہ نگل جائے تو ہم لوگ کس شمار مین ہین لیکن مخاطب ہوا طرف قشقاش تنگ پیشانی کے کہ اب اور بھی دل میرا گھبرائے گا قرار نہ آئے گا کہ ایک مشغلہ تھا وہ بھی جاتا رہا جلد ملکہ مہرناز پری وش کے لانے مین کوشش کر اور جا مین نے تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کی اور تقدیر فتح اس قلعہ کی تیرے نام کر دی یہ کہکر خود بھی تخت پر سوار ہوا اور کل فوج کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے چلا پچیس لاکھ فوج کا یورش یہ معلوم ہوتا ہی کہ سمندر موجین مارتا ہوا آتا ہی قلعہ کی حقیقت سامنے اُس فوج کے مثل حباب کے معلوم ہوتی تھی نہنگ طوفانی نے جو یہ معرکہ دیکھا ملکہ سے کہلا بھیجا کہ اب وقت دعا کا ہی لاجورد شاہ کی معشوقہ مار ڈالی گئی اسی طیش مین مع کل فوج پچیس لاکھ کے اس قلعہ کی طرف آتا ہی ملکہ یہ سنتے ہی دہل گئی بال سر کے کھول دیے جام زہر تیار کر کے سامنے رکھ لیا اور درگاہ رب بے نیاز مین یون عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان اس وقت مشکل مین سوا تیرے کون مددگار ہی عورت کے لیے اس سے بدتر کوئی بات نہین ہی کہ ایک کا منہ دیکھکر دوسرے کی صورت دیکھے اگر یہ کافر داخل قلعہ ہوا تو مین خودکشی کرون گی پھر تو مجھے روز قیامت سزائے خودکشی نہ دینا ورنہ حمایت کر میری اور بھیج کسی اپنے بندۂ خاص کو جو آکر ایسے وقت مین ہمین اس بلا سے بچائے افسوس صد افسوس کہ اب تک حمزۂ صاحبقران ثانی نے بھی میری خبر نہ لی خدا جانے نامہ اُن تک پہونچا یا نہین بموجب

شعر

یا رب تو خیر کیجیو قاصد نے دیر کی ہی — یا پیچ پڑ گیا کچھ یا راہ پھیر کی ہی

اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے مجھے بڑا تعجب ہی کہ کیا اُنھین خبر نہ ہوئی ہوگی اور اگر خبر نہین بھی ہوئی تو کوئی ایسی بھی غفلت اپنی ناموس سے کرتا ہے سچ ہی کہ ذات ان مردون کی بڑی بیوفا ہوتی ہے تو اس حال پرملال مین ہی لیکن لاجورد شاہ مع سپاہ میدان جنگاہ مین

آکر قایم ہوا صف بندیاں ہونے لگیں میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ آراستہ ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال قشقاش تنگ پیشانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا زمین
عبودیت کو بوسہ دیکر اجازت چاہی لاجورد شاہ نے اجازت دی کہ تجھے سپرد کیا اپنے دست قدرت کی جا
اور قلعہ کو فتح کرکے معشوقہ قدرت کو حاضر کر قشقاش بعد سجدہ کرنے کے مرکب پہ بادگر سوار عازم میدان
کارزار ہوا قلعہ پر سے مار گولے کی شروع ہوئی لیکن قشقاش نے گرز گاو سر داہنے ہاتھ میں سنبھالا بائیں ہاتھ
میں گردہ سپر کا لیا عنان مرکب کو چھیڑ جو گولہ سامنے آیا کسی کو گرز مار دیا کسی کو سپر سے رد کیا کسی کو خالی دیا
اسی طور سے چلا جاتا ہی لیکن رسی اسکی دراز تھی کوئی گولہ قضا کا اسکے نہ لگا آن واحد میں میدان کو طی کرکے
برلب خندق پہونچ گیا اب اہل قلعہ مضطرب ہوئے قصد کیا کہ پھاٹک کھول کر نکل پڑیں اس گبر کو روکیں جب
ہر طرح مرنا ہی تو کونے میں بیٹھکر کیوں مریں سر میدان نکلکر نہ جان دیں کہ شہید کہلائیں دلاوروں میں نام ہو لیکن وقت
تو اس قلعہ کی فتح کا ابھی نہیں ہی دفعتہً جانب بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا معلوم ہوا کہ گرد کیا آئی ہی آفت
آئی ہو سب نگران تھے کہ کون آتا ہی کہ ہوا نے مار گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار
گوہر پوش چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا لوگوں نے لاجورد شاہ سے کہا اسی نقابدار نے کل مارا تھا
قلماق اژدر خوار کو قشقاش کی زندگی پہلے سے بڑھا دیجئے ایسا نہو کہ مارا جائے ہاتھ سے نقابدار کے
لاجورد شاہ نے کہا ہم تم سے بہتر جانتے ہیں ہم نے پہلے ہی عمر اسکی بڑھادی ہی لیکن نقابدار نے للکارا
قشقاش تنگ پیشانی کو کہ او نامرد کہاں جاتا ہی ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا قشقاش پلٹا
اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کہاں سے آجاتا ہی راہ روکنے کے لیے کل تو نے قلماق اژدر خوار کو زخمی کیا آج
میرا سد راہ ہوا ہی کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر نیزہ سینہ بکینہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنیں
چلنے لگیں کوئی دو سے طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ قشقاش کے ہاتھ سے ہوائی کیا برچھا تو مانند
تیر شہاب کے بلند ہوا لیکن قشقاش نیزہ بحر آب خجالت میں غرق ہوگیا اور کھینچکر تیغہ آبدار دوڑا نقابدار
کی طرف نقابدار نے وار اسکا پشت سپر پہ روک کے جو ہاتھ کمر کا مارا قشقاش کے دو ٹکڑے ہوئے
یہ معلوم ہوا کہ ایک مینار بیچ سے دو ہوکر گر پڑا بہت بڑے قد کا جوان تھا قشقاش فوج نقابدار میں اللہ اکبر کے
نعرے بلند ہوئے لاجورد شاہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا لیکن زرتاش بن قشقاش کو یہ دیکھکر تاب آئی
وہیں سے تلوار کھینچکر دوڑا اجازت بھی نہ لی کہ آنکھوں میں اسکے جہان تیرہ تھا قریب نقابدار پہونچکر نعرہ کیا
کہ باش او نقابدار غضب کیا تو نے کہ ایسے رستم وقت افراسیاب زمان کو مارا کہ زیر فلک جسکا نظیر نہ تھا لیکن کہاں
جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب نقابدار کے پہونچکر تیغہ مارا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پہ روک کر
جو ہاتھ جنیو کا مارا دو ٹکڑے ہوئے لیکن مریخ ستارہ پیشانی پھول گیا اور مرکب اپنا اڑایا سامنے تخت لاجورد
شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی پھر اس بے غیرت نے وہی کلمہ کہا کہ سپرد کیا تجکو اپنے دست قدرت کے
مریخ بادگر مرکب پہ بیٹھکر آستان عبودیت کو بوسہ دیکر سامنے نقابدار کے آیا اور نعرہ مارا کہ او نقابدار مغرور
روزگار غضب کیا تو نے کہ ایسے ایسے دو جوانوں کو مارا لیکن مجھے مثل انکے نہ سمجھنا الاضرب سپہ دری کی
حوصلہ اپنا نکال لے ورنہ دل کی دل ہی میں رہجائیگی نقابدار نے کہا کیا جھک مارتا ہی تیری بھی وہی حالت
ہوگی جہان رفت کی ہوچکی ہی تو وار اپنا کر جب پروردگار ضرب سے تیری بچائے گا تو دیکھا جائے گا

نہیں جانتا آئین ہم اہل اسلام کا کہ پیش دستی نہیں کرتے مریخ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیرے سر پر کھیل رہی
ہی اچھا ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا اور نیزہ سینۂ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم
کیا اتنے میں اور بھی مریخ کو غصہ آگیا اسی وقت ساطور گران اٹھایا ساڑھے چھ سو من کی ضرب سر پر چرخ دے کر
طرف نقابدار کے چلا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرۂ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
ویلے گرد در زمین پیچیدہ دیکھا کہ وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی جہان کو مارا گرد کو گرد نے اڑا ہوا کو سب نگران تھے کہ
یہ کون آیا کس کی کمک آئی کہ دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشانہ بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھر یہ
ہر علم کے تحت الٰہی مع مسیحائی تحریر ہرکارے قلعہ کی طرف سے روانہ ہوئے تھے اور لشکر لاجورد شاہ کے لوگ
بھی گئے ہوئے تھے مانند پیک نظر جا کر پھرے اور آکر بیان کیا کہ یہ لشکر شہریار ہی ملک پریسیائے فرنگی
بارہ لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہی یہانتک کہ لشکر ایک جانب صحرا میں قائم ہوا بعد اس کے تخت ملک
پریسیائے فرنگی کا عجب جاہ و حشمت سے نمودار ہوا کہ تین بادشاہ ملک کیمونت شاہ و ارغوان شاہ و
شادمان شاہ گرد و پیش باادب آگے آگے جوانان صف شکن و پہلوانان تہمتن مثل بہرام تیغ زن قیلوس
بلند بالا و قیاس بلند آواز و ازدارجاس مردم در و تمثال مردم در و شمائل خان بن جنائل خان دکر توس
بن قرطوس تبرزن و دیوانہ غیر نژاد دیوانہ قہرمان یہ سب کے سب سج دھج بانکپنے کی دکھاتے ہوئے مرکبوں کو
چمکاتے ہوئے اکڑتے بربتے سواری شاہ کا انتظام کرتے ہوئے آکر قائم ہوئے صفیں آراستہ کیں بعد سب
کے شہریار نامدار مرکب پری پیکر پر سوار مانند برق آتشبار گھوڑے کو چمکاتا ہوا نمودار ہوا کیونکہ یہ سیر و
شکار کرتا آتا تھا اس وجہ سے بعد کو نظر آیا لیکن اپنے لشکر کے آگے بمرتبۂ افسری صاحبقرانی آکر قائم ہوا
دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش سے ادا ایک گبر سے مقابلہ ہو رہا ہی لیکن مریخ ستارہ پیشانی نے ساطور سر پر
چرخ دیکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ اس طرح کا حربہ ہی کہ سپر سے
نہیں رکتا ساطور کا پھل آکر سپر پر بیٹھا ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر تین انگل سر میں اتر گیا
نقابدار نے دستانہ مارا ساطور جھٹکا کر سر سے نکالا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی چاہتا ہی مریخ کہ دوسرا وار
کرکے کام نقابدار کا تمام کرے شہریار نے کڑکڑا کر چپ و راست باگ کاٹ لیا اور آکر نقابدار کو ہٹا کر سامنا کیا مریخ نے
وہی ساطور سر شہریار پر مارا شہریار نے بھی مرکب سے مرکب ملا دیا اور پھل بچا کر دستۂ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا
اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ مریخ اونٹ منہ ایال مرکب پر آرہا بس وہیں سے بایاں ہاتھ کمر میں ڈالکر جو جھکا
مارا زین سے اٹھا لیا اور بالائے ہوا اچھال دیا گرتے گرتے جو رنگ ہوائی کا تھا یہ رنگ دیکھکر کفار کے
دل تھرا گئے لاجورد شاہ نے کل فوج کو حکم دیا کہ مارلو اسے جانے نپائے یہ حکم پاتا تھا کہ پچیس لاکھ فوج
جمع مٹ کر کے شہریار پر چلی یہ رنگ دیکھکر ملک پریسیائے فرنگی نے بھی اپنی فوج کو اشارہ کیا یہاں سے
بھی سرداران لشکر مع لشکر تلواریں پکڑ پکڑ کر آپڑے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو دریا موجیں مارتے
ہوئے آکر مل گئے ادھر نقابدار گوہر پوش کے لوگ بھی آپڑے نقابدار نے زخم سر باندھا اور لڑنا شروع
کیا عجب سوار ہی یہ ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر شہریار باوقار لڑتا جاتا ہی اور مڑ مڑ کر
تماشہ نقابدار گوہر پوش کی جنگ کا بھی دیکھتا جاتا ہی اور پکار پکار کر نقابدار کی تعریف کر رہا ہی کہ ای شخص کیا
خوش نصیب ہی کہ جان جاتا ہی اس مطلوب جانی کا دیدار بھی ضرور نظر آجاتا ہی اگرچہ روے زیبا پر گہکے نقاب

پڑی ہوئی ہو لیکن بموجب شعر گو پڑی ہے اُس صنم کے روے تابان پر نقاب ٭ شمع چھپ سکتی نہین ہے پردہ فانوس مین ٭
لیکن افسوس کہ یہ محبوب جانی مجھے نہین قبول کرتا مگر اے دل انصاف یہ ہے کہ اگر تجھے خودی مین کچھ نہین سوجھتا لیکن
اسے تو شرم دنیا دامن گیر ہے اتنے بڑے شخص کی دختر ہے کیونکر ایسے امر کو گوارا کرلے مگر ہم کیا کرین کہ یہان تو
اب صدمہ فراق اُٹھ نہین سکتا اس طرح کی دل سے باتین کرتا جاتا ہے اور لڑتا جاتا ہے اُدھر سرداران لشکر شہر یار
نے قیامت کبری برپا کر دی ہے ایک طرف شمائل خان بن جذائل خان کہ جس کو جو بدست گران سنگ لیے تھا
کے ماری ساڑھے گیارہ سومن کی ضرب ہے کس سے رک سکتی ہے جس پر وار ہوا نقش زمین ہو گیا اُدھر کرتوس
بن قرقوس تبر زن نخل حیات کو کفار کو قطع کر رہا ہے اُدھر قیروز دیوانہ مانند بلاے بید رمان کے ہر صف پہ
جاتا ہے وار کرتا ہے اور خود ہی شور مچاتا ہے اکثر دیوانہ قہرمان سے آ ملتا ہے کہ یون لڑتے ہین اُدھر قہرمان بختی
جان لڑا رہے ہین جو بدست اُٹھائے صفون کو توڑ رہا ہے بہرام تیغ زن جس کو شہر یار نامدار نے سرداری لشکر کا عہدہ
سپرد کیا ہے تیغ زن تو اُس کا لقب ہی ہے تلوار کا دھنی ہے ہر طرف مانند شیر ببر کے جھپٹ جھپٹ کر جاتا ہے جس کی کمر پر ہاتھ
مارا دو ٹکڑے ہوے جس کے سر پر ہاتھ مارا مع توسن چار ٹکڑے کیے داد مردی و مردانگی دیتا چلا آتا ہے تازہ شریک
شہر یار کے مانند ہامان میمون چشم و شیر زادے تیر چشم کی یہ دونون بہادر و دلاور بھی جانین لڑا رہے ہین لاشین
گرا رہے ہین اُدھر اخوان شاہ کے سردار زیر دست روزگار مانند قیاس بلند آواز و قیلوس بلند بالا و اجاس
مردم در و تمثال مردم در جدا لڑ رہے ہین اک قیامت برپا ہے ہنگامہ دار و گیر بلند ہے خون کی ندیان بہ رہی ہین سر
مانند حبابون کے تیر رہے ہین تلوارین مانند موج بحر فنا کے کشتی حیات کو طوفانی کر رہی ہین سپر حق مین اہل عدو کا
کے گرداب بلا ہو گئی ہے نیزے زبانین نکالے امان امان پکار رہے ہین تیرون کے چلنے مین سنّاٹے کی
آواز پیدا ہے خوف جان ہویدا ہے عمود گران سر مرض سرگرانی ظاہر کر کے گردنین ڈالے دیتے ہین کمند
عجب الجھن مین پڑی ہے آپ دام تحیر مین پھنسی ہوئی ہے ہر طرف کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہین لیکن
عین گرمی جنگ مین فرزیل عقرب چشم اور شہر یار نامدار کا سامنا ہو گیا فرزیل نے کہا او سرکش تو جو تمام فوج
کو پامال کر رہا ہے تو اس لقا بدکار کا کون ہے جو اُس کی طرف سے لڑنے آیا شہر یار نے کہا ہم لوگ محسن کش نہین ہین
احسان ملنے ہین بموجب شعر جنے مجھے احسان کیا اک بوجھ ہم پر رکھ دیا ٭ سر سے تنکا کیا اُتارا سر پہ چھپر رکھ دیا
بڑے حیف کی بات ہے کہ لقا بدکار نابکار تو ہماری طرف سے مقابلہ کرے اور زخمی ہو ہم اُس کی مدد نہ کرین یہ
لڑائی تو اصل مین ہماری ہے فرزیل نے کہا پھر تیرا فخر ہے اگر مین تیری خدمت خداوندی مین آئے بس یہ سننا تھا
کہ شہر یار کو تاب نہ رہی اس وقت آئین صاحبقرانی کا بھی دھیان نہ رہا جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا سر فرزیل پر لگایا
کہ او بے ادب ہمارے سامنے یہ گستاخانہ کلام کیا جھک مارتا ہے وزیر اخداوند کیا کیدی ہے فرزیل نے تلوار شہر یار
کی سپر پہ روکی اور اپنا وار کیا شہر یار نے اُسکی عمود پر تلوار ماری کہ قبضہ اُس کا قلم ہو گویا سر کفر خم ہوا فرزیل
نے وہ ٹکڑا جو ہاتھ مین اُس کے تھا منہ پر شہر یار کے کھینچ مارا شہر یار نے خالی دیا اور جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا
فرزیل نے سپر بلند کی تلوار نے شہر یار کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا خود پہ جا پہنچی اُدھر تو شہر یار نامدار نے جھٹکا
مارا اُدھر فرزیل نے سر اپنا پیچھے کو کھینچا سر مین بھی زخم آیا اور تلوار سر سے نکل کر ایال مرکب پر آئی مرکب کی گردن
قلم ہوئی مرکب توچی کھا کر مانند مرکب آتش بازی کے ہو گیا اور فرزیل بھی زخم سر سے بیحال ہوا اک جمع مرکب غلطان
بیجان زمین پر گرے لوگ بیچ مین آکر حائل ہو گئے فرزیل کو تو بچایا لیکن پچیس لاکھ فوج لاجورد شاہ کی اور

ہوگئے فوج ملک پرسیپاسے فرنگی کی لاشون سے میدان جنگ پٹ گیا گھوڑون کے گھٹنون گھٹنون خون
تھا لاشے پیرنگ رہے تھے ملک الموت کا انتظار تک رہے تھے بازار موت گرم تھا جانون کی خریداری تھی
آن واحد مین دو دو ہزار لاش گرتی تھی ملک الموت میدان جنگ مین دوڑتے پھرتے تھے کس کس کی قبض روح کرتے
کہانتک گذارش کیا جائے کہ اسی ہنگام مین وہ وقت آیا کہ کاہ کشان نے دامن ہلایا نقارچیون نے طبل امان
بجایا بادشاہ خاور مع سپاہ نور خیمہ سیاہ مغرب مین پوشیدہ ہوا اور ماہ تابان مع فوج انجم سبزہ زار فلک نیلی پر قیام پذیر
ہوا دونون لشکر علیحدہ ہوے لاجوردشاہ نہایت پریشان وحیران قبطول پر چلا آیا سپاہ اپنی فرودگاہ پر آئی شہریار باوفا
مع جملہ فوج وسرداران صحرا مین آکر بارگاہ برپا کر کے رونق افروز ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا ابتک حال
آیا کہ نہین معلوم نقابدار گوہرپوش کہین چلا گیا ہے طیفور شیردل سے کہا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ نقاب دار
گوہرپوش کدھر چلا گیا طیفور نے بعد دریافت حال آکر عرض کیا کہ نقاب دار گوہرپوش مع لشکر بعد ختم جنگ
طرف شمال کے روانہ ہوگیا شہریار نے آہ کا نعرہ مارا دونون طرف کی لاشین تین روز تک اٹھاکین اس قدر
لوگ مارے گئے تھے انھین تو اسی حال مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان جلالت عنوان لشکر صاحب قران عالیشان گذارش کیے جاتے ہین

کہ بعد روانگی پرسیپاسے فرنگی جانب بہارستان فرنگ قصد ہوا امیر کشورگیر کا کہ طرف کوہ بیضا کے روانہ
ہون کیونکہ زبانی ارغوان شاہ کے حال وہان کا سنکر اشتیاق پیدا ہوا تھا لیکن بسبب علالت شاہزادہ بدیع الملک
چندے اور قیام کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو تپ لاحق ہوگئی تھی بعد ایک ماہ کے غسل سے فراغت حاصل
کی صحت کا جشن ہوا اب مصمم قصد ہوا امیر کا کہ کوچ کرین دربار آراستہ ہے بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہین امیر بتوقیر
وتجمل صاحبقرانی پر رونق افروز ہین سرداران دست راست وچپ کا دہ جانب محل سے کہ ایک چوبدار نے آکر عرض کی
کہ ایک ناقہ سوار حاضر ہے باریابی کا امیدوار ہے کسی کا خط لایا ہے امیر نے فرمایا کہ بلالو ناقہ سوار نے آکر سلام
کیا خط پگڑی سے نکالکر دیا امیر نے پڑھا ملکہ مہر ناز پرور کی طرف سے تحریر تھا کہ مین قلعہ کام نہنگ مین محصور
ہوگئی ہون لاجوردشاہ جن زبرجد شاہ روسیاہ نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا ہے اگر حضور کو اس کنیز کی خبر لینا ہے تو جلد
تشریف لایے ورنہ مجکو زندہ کیا لیجائیگا ہان جنازہ میرا البتہ لیجائینگے مٹی میری خراب ہوگی دفن وکفن بھی نصیب
نہو گا خط کو دیکھکر امیر نے جام کا عشرت رکھا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی سردار طرف قلعہ کام نہنگ
کے جائے کہ لاجوردشاہ نے خدا پرستون کو پریشان کر رکھا ہے بس قلعہ کام نہنگ کا نام سننا تھا
کہ شہنشاہ گوہرکلاہ اپنے دخل شوکت پر سے کود پڑے اور جام کو پی کر طرف قلعہ کے اسیوقت روانہ ہوے فقط عیار سے
لشکر مین اطلاع کرادی اور تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر ہوا باگ کا لیے لیکن بعد روانہ ہونے
شہنشاہ گوہرکلاہ کے امیر باتوقیر نے دوسرا جام رکھوایا اور فرمایا کہ ابھی مجھے اطمینان نہین ہوا کیونکہ اس کافر کے
ساتھ فوج کثیر ہوگی ایک شہنشاہ گوہرکلاہ کس کس سے لڑین گے لہذا مین چاہتا ہون کہ کوئی اور بھی جائے
اتنے مین بدیع الملک نے دخل خالی کیا اور جام کو پیکر عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجالائیگا اس کافر
کو بسزا پہنچائیگا امیر نے فرمایا امانت بپروردگار مین دیا بدیع الملک سلام کر کے بیرون بارگاہ آئے اور
لشکر کا انتظام کر کے طرف قلعہ کے روانہ ہوے پھر امیر نے تیسرا جام رکھوایا اور ارشاد فرمایا کہ اب بھی مجھے
تسکین نہین ہوئی مین چاہتا ہون کہ کوئی اور جائے یہ سننا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اپنے دخل سے اٹھے

اور جام کو چکھ کر باہر آئے لشکر اپنا لیکر طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

اب چند سے کلمے داستان عبرت بیان جناب امیر حمزہ عالی شان صاحبقران اول کے بیان ہوتے ہیں

کہ جو ترک جاہ و حشمت کرکے خانہ کعبہ کو چلے گئے ہیں عبادت خدا میں زندگی بسر کرتے ہیں واضح رائے ناظرین
با تمکین ہو کہ یہ وہ داستانیں ہیں جنکی ہوا بھی نہیں لگی ہے اور یہ اُٹھائی گئی تھیں واسطے قدردانان سخن سنج و عالی دماغ
کے اس محل پر گذارش کی جاتی ہیں اور یقین ہے کہ نہ سنی گئیں ہونگی کہ امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان
جناب امیر حمزہ عالی شان نے گوشہ نشینی اختیار کی ہے دنیا کو ترک کیا ہے رات دن عبادت پروردگار میں
مصروف رہتے ہیں حسب اتفاق یہ خبر فولاد حبشی و بہزاد حبشی کو پہنچی کہ امیر نے دنیا کو ترک کیا اور آکر خانہ کعبہ
میں گوشہ نشین ہوئے ہیں اب نہ وہ فوج ہمراہ ہے نہ سردار ہیں نہ اسلحہ ہے نہ ہتھیار ہیں بالکل بیدست
و پا ہو کر بیٹھے ہیں ان دونوں نے باہم صلاح کی کہ اس سے بہتر موقع انکے قتل کا نہ ہاتھ آئے گا اور سبب کینہ
یہ تھا کہ باپ ان دونوں کا شداد حبشی کہ جب اس نے چڑھائی کی ہے خانہ کعبہ پر اور قصد کیا ہے کہ مٹا دے
بنیاد خانہ کعبہ کو اور مجاوران مکہ نے آکر اطلاع دی تھی امیر کو کہ صاحبقران آکر خبر لیجئے ورنہ بنیاد خانہ
کعبہ نیست و نابود ہوا جاتی ہے تب امیر باتوقیر نے آکر بڑے عظم و شان سے مارا تھا شداد حبشی کو اب جو وقت
دونوں بیٹوں نے اس کے موقع پایا باہم صلاح کر کے ایک نامہ اس مضمون کا امیر کشور گیر کو لکھا کہ اے حمزہ
ہوشیار رہنا ہم آتے ہیں یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا تو نے ہمارا باپ مارا ہے سو بعد ہمارے شداد شاہ کو ہیں اس کا
خون تمہا مجھے لینا ہے اور ایلچی کو یہ نامہ دیکر روانہ کیا یہاں امیر باتوقیر حسب اتفاق ایک باغ خرما میں
تشریف رکھتے تھے عمرو حاضر خدمت تھا امیر باتیں حسرت آمیز کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ کیوں
خواجہ اب تو وہ باتیں خواب معلوم ہوتی ہیں کہاں ملک آسمان پری کہاں دیو خرچنگ کا مقابلہ کہاں وہ لندھور
صاحبقرانی کہاں ہمہ کفرستانی اے عمرو اس وقت تو ہم تم باتیں کر رہے ہیں کل یہ بھی نہ ہوگا کہ کوئی نشانی
ہماری باقی رہ جاوے روشنی چیرگی قبر ہوگی ہاں نام ہمارا تمہارا بیشک زندہ رہیگا لوگ ذکر کیا کریں گے جن گذشتگان کے حال زار
پر ہم تم نوحہ و فغان کرتے ہیں اسی طرح ہمارے تمہارے حال پر ملال پر اور لوگ نوحہ بکا کریں گے ابھی کل کی بات
ہے کہ ملکہ مہر نگار کہ جنکی تصویر آنکھوں کے سامنے پھرتی ہے زیر خاک کس سن میں پنہان ہو گئیں یا قباد
شہریار کہ کل کیا جاہ و حشم تھا تخت و تاج فوج و علم تھا آج تنہا زیر خاک سو رہے ہیں عمرو کا دل بھر آیا رونے
لگا امیر کشور گیر بھی گریان اور دونوں باہم اس تکیہ پر آئے کہ جہاں تربت ملکہ مہر نگار کی تھی اور مرقد
قباد شہریار کا تھا فاتحہ پڑھ کر بیت رونے لگا یک سامنے سے ایک ناقہ سوار نظر آیا امیر نے فرمایا خواجہ
یہ تو کسی کا قاصد معلوم ہوتا ہے عمرو نے کہا حمزہ ہوگا لیکن وہ ساڑنی سوار پاس امیر کے آیا پوچھا حمزہ
صاحبقران کہاں ہیں امیر نے فرمایا کیوں بھائی کیا کام ہے حمزہ سے اس نے جواب دیا کہ خط لایا ہوں امیر
نے فرمایا لاؤ کس کا خط ہے حمزہ میرا ہی نام ہے اس نے خط نکالکر دیا امیر نے لفافہ چاک کرکے پڑھا وہی مضمون
تحریر تھا جو سابق میں عرض کر چکا ہوں کہ ہوشیار رہو جاؤ ہم عوض خون شداد لینے آتے ہیں امیر نے عمرو سے فرمایا
کہ خواجہ کیا جواب اس کا تحریر کروں عمرو نے کہا حمزہ جیسا تو نے کیا ہے ویسا تیرے سامنے پیش آرہا ہے ظالموں کو
مارتا پیچھا نہ یہ انجام ہوتا کہ اب کونے میں بیٹھنا بھی دشوار ہو گیا امیر نے جواب تحریر فرمایا کہ میں اب ضعیف

گوشہ نشینی اختیار کی اگر کچھ تمھیں جرأت و جباری کا دعویٰ ہے تو اس وقت فرزند دلبند میرا صاحبقران ثانی
میرے عہد سے پر ہے جا کر اُس سے مقابلہ کرو حمزہ میں اب تاب مقاومت نہیں ہے لیکن وہ نامہ جس وقت
فولاد حبشی اور بہزاد حبشی کو پہونچا تو اُنھوں نے جواب لکھا کہ شداد حبشی کو جس نے قتل کیا ہے ہم تو اُسی کے
عوض خون شداد کا لینا ہے خواہ تم ہو خواہ کوئی ہو ہمیں کسی کی صاحبقرانی سے بحث نہیں ہے ہم کہے دیتے ہیں
کہ خبردار رہنا آج خانہ کعبہ کی بنیاد کو ہم مٹا دینگے جب بھی تو اسی بنا پر تھے شداد کو قتل کیا تھا اب ہم اُسی ارادے
سے آئے ہیں ہمیں بھی رد کو یہ خط اُس وقت امیر کے پاس پہونچا کہ صاحبقران زمان اہل مکہ سے ہم صحبت
تھے لوگ جمع تھے جس وقت خط امیر نے پڑھا اور اہل مکہ آگاہ ہوئے انھوں نے کہا کہ حمزہ تمھاری ذات
سے یقین ہے کہ اب خانہ کعبہ میں بھی نہ رہنے پائینگے کاش تم یہاں سے کہیں اور چلے جاؤ امیر نے فرمایا اگر
پروردگار عالم کو خانہ کعبہ کا رکھنا منظور ہے تو کسی کو واسطے مدد کے بھیجے گا قاصد سے کہا اُسے اختیار ہے لیکن بعد
جانے نامہ بر کے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جلد طرف ہندوستان کے کوچ کرو اور ہمارے دوست صادق
لندھور بن سعدان کو خبر دے کہو کہ حمزہ پر وقت سخت آگیا ہے اگر تجھ سے ہو سکے تو اے لندھور اس وقت میں
خبر لو حمزہ کو اپنے مرنے کا غم نہیں ہے نہ حمزہ موت سے ڈرتا ہے لیکن خیال اتنا ہے کہ مٹی زیر باد ہو اور بنائے خانہ کعبہ
نہ ٹوٹ جائے سوا اسکے اور کوئی اندیشہ اپنی جان کا نہیں ہے عمرو اسی وقت رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن لندھور کا
حال سنیئے کہ جب سے لندھور بدولت لزوم صاحبقران سے جدا ہوئے اور بود و باش اپنے وطن قدیم کی اختیار
کی اکثر یاد صاحبقران میں رویا کرتے تھے ایک روز باغ میں بیٹھے تھے دل نہایت گھبرا رہا تھا خود بخود کلیجہ منھ کو
آ رہا تھا کہ یکایک لقمان شہزادہ نے آ کر عرض کی کہ خواجہ نامدار عمرو بن امیہ باوقار تشریف لائے ہیں لندھور
یہ خبر سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور برائے پیشوائی دروازہ باغ تک آئے عمرو سے ملاقات ہوئی لندھور
گلے سے خواجہ کے لپٹ گئے اور رونے لگے عمرو بھی رونے لگا وہ روز مرہ کی صحبتیں یاد آئیں آنکھیں ڈبڈبا آئیں
لندھور نے کہا خواجہ ہمارے قبلہ و کعبہ پیر و مرشد جناب حمزہ صاحبقران کا مزاج مبارک کیسا ہے عمرو نے
کہا اے دلاور ہند کیا پوچھتے ہو حال حمزہ کا ایک تو ترک و جاہ و حشمت کا تعب خود بخود اکثر جی گھبراتا ہے وہ جلیس
احباب یاد آتے ہیں اس پر طرہ یہ کہ فلک ایک کونے میں بھی اُن سے بیٹھنے نہیں دیتا ہے اب فولاد حبشی اور بہزاد حبشی
کا یورش ہے خانہ کعبہ پر حمزہ نے ناچار ہو کر تمھیں کہلا بھیجا ہے کہ اس وقت میں آ کر اس غریب کے شریک
حال ہو اور نامہ صاحبقران ہاتھوں میں لندھور کے دیا لندھور نے نامہ صاحبقران کو آنکھوں سے لگایا
سر پر رکھا مضمون نامہ وہی تھا جو ذکر ہو چکا ہے لندھور نے اسی وقت آراستگی لشکر کا حکم دیا اور تیاری کر کے طرف
خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے دیکھئے کس وقت پہونچتے ہیں لیکن یہاں امیر با توقیر عمرو کو بھیج کر بہت روئے اور بار بار
فلک کو دیکھکر فرماتے تھے کہ افسوس میں کہاں ہوں وہ یار وفادار کدھر ہے وہ بیٹے پوتے کہ جو ہر وقت جان نثاری
کو ساتھ ساتھ رہتے تھے کہاں ہے بارگاہ سلیمانی کس طرف ہے اسباب صاحبقرانی کس کی ثروت کدھر گئی
ہم زندگی ہی سے معزول ہو گئے خیر اب وہ منصب و جاہ و نشان و سپاہ جسکے لئے ہو خدا اُسے مبارک کرے
ایک روز امیر قبر ملکہ مہر نگار و مرقد قباد شہریار کے درمیان بیٹھے ہوئے بہ نگاہ حسرت گاہ اس تربت کو گاہ اُس
مرقد کو دیکھتے تھے کہ افسوس تمنے چند روز بھی ہمارا ساتھ نہ دیا ہم بھی تو اس سرائے فانی میں مسافر تھے ہمیشہ رہنے کو
نہیں آئے تھے مگر تم نے ہم سے منھ موڑا خیر زمانہ فرقت کا گذر گیا اب انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہم بھی آ کر تم سے ملاقی ہوتے ہیں

ایسی ایسی باتیں کر کے امیر اس قدر روئے کہ غش کر گئے لیکن جب ہوش آیا اپنے کو زندہ پایا اس زندگی کو بدتر از
موت جانا بموجب مصرع جینے کی کیا خوشی جسے مرنے کا غم نہیں + امیر باتوقیر اس حال پر ملال میں تھے کہ یکایک از
پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ و سر گرد برآسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ
ہوا نے مار گرد کو گردنے مارا ہوا کود اس گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو فیل مانند نخل بلند جھومتے
ہوئے سونڈوں پر اپنے سیفیں چڑھی ہوئیں پٹے میں نہایت تیار نمودار ہوئے اور دیکھا کہ رخ ان سب
فیلوں کا خانہ کعبہ کی طرف ہے امیر پہلے تو نہایت متردد ہوئے کہ جو مقام قبلہ گاہ جہان کا ہے اسکے ساتھ یہ بے ادبی
لیکن ساتھ ہی خیال گذرا کہ حمزہ جسکے نام سے یہ گھر منسوب ہے کیا اسکو خیال ہوگا اب تمام اہل مکہ میں ایک غدر
کے آثار نمودار ہوئے بعض زیادہ منچلے جانیں دینے پر آمادہ ہوئے کہ ہم ان ہاتھیوں کے ہاتھ سے اپنی
اپنی زندگی میں خانہ کعبہ کو گرنے نہ دینگے امیر نے بالحاح و زاری جناب باری میں مناجات شروع کی کہ ای
کس بیکساں ای دادرس غریباں آج حرمت تیرے گھر کی برباد ہوا چاہتی ہے بھیج کسی فرشتۂ مقرب کو کہ اس
بلا کو دفع کرے یا کوئی بلا ان فیلوں اور کافروں پر نازل کر کہ یہ سب کے سب اتنے بڑے امر عظیم پر
کمر باندھ کر آئے ہیں آئندہ تجھے اختیار ہے جو تیری مصلحت ہو کسی کو تیری مشیت میں دخل نہیں ہے ہنوز سخن ناتمام
تھا کہ دوسری جانب سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی اور آن واحد میں دامن گرد شگافتہ ہوا پندرہ سو فیل جنگلی
نظر آئے عقب میں انکے اور سوار و پیادے ادھر بارہ سو فیل فولاد حبشی کے آئے تھے ان فیلوں
کو دیکھ کر چلے فولاد حبشی نے للکارا کہ ہاں جانے نپائے ادھر نعرہ ہوا نعرہ جزیرہ ہائے دریا گرفتم
تا بہ ہندوستان + اگر نام دمیدانی منم لندھور بن سعدان + لندھور کا نعرہ سنکر امیر کشور گیر
خوش ہوگئے ادھر فیل لندھور کے فولاد حبشی کے فیلوں پر آپڑے پٹے کے ہاتھ چلنے لگے دو ہزار سات سو
ہاتھیوں کی لڑائی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا میں ہزارہا کوہ ٹکراتے ہیں وہ صحرا جنگل بن نظر آتا ہے
کسی ہاتھی کی سونڈ کسی کی مستک پر زخم آیا کسی کا پاؤں قلم ہوگیا ہاتھیوں میں سونڈیں چل رہی ہیں کبھی ایسی
لڑائی زیر فلک کاہے کو ہوئی ہوگی تمام صحرائے مکہ کی زمین خون سے لال ہوگئی ہزاروں کی کشت حسرت
پامال ہوگئی گویا دریائے خون میں کوہ نمودار ہوئے ہیں ادھر تو یہ ہاتھی لڑ رہے ہیں ادھر فولاد حبشی
نے للکارا کہ او ہندی کہاں بھی آپہونچا لڑائی اس میں حمزہ سے تھی تو دخل در معقولات کی طرح بیچ میں کود
پڑا لندھور نے جواب دیا کہ ہم غلام صاحبقران ہیں اور غلام کس دن اور کس وقت کے لیے ہوتے
ہیں فولاد نے کہا اگر ایسا کرتے ہیں تو سزا بھی پاتے ہیں فولاد حبشی بھی پندرہ سو من کی چوبدست مانند
اولاد صاحبقران کے باندھتا ہے فیل اپنا طرف فیل لندھور کے بڑھایا اور چلایا کہ لا ضرب بہادری کی لندھور
نے کہا تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیش دستی نہیں کرتے ہیں جس وقت خدا تیرے حربے سے بچائے گا تو سمجھا جائیگا
فولاد نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اجل نے تیرا گریبان تھام لیا ہے خیر اگر تو وار نہیں کرتا تو میں وار کرتا ہوں یہ کہکر
وہی چوبدست جو ہاتھ میں اسکے بلند تھی سر پر چرخ دیکر سر لندھور پر چلا دیا لندھور نے گرز کو اپنے اٹھا کر سپر
کی بچاؤ کیا لیکن چوبدست آکر گرز پر پڑی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا حق گرز بلند تھا لیکن
چوب کلہ عمود سے جا جھٹکی ہے تو فیل لندھور کے مستک پر پڑی سر پاش پاش ہوگیا ہاتھی نے چرخ
اڑا اور مانند فیل اقتنادی کے ہوگیا لندھور بن سعدان ایک زمانہ دیکھے ہوئے ہو سیکڑوں لڑائیاں

چلے ہوئے بے جلدی سے جست کرکے زمین پر آئے فیل لندھور تو چکر کھا کر زمین پر گرا اور فوراً اُسی وقت تمام
ہوگیا لیکن لندھور نے جھپٹ کر فیل فولاد حبشی کے شکم میں سر ڈال دیا اور دونوں پاؤں کو ہاتھوں کا سہارا
دیکر جسم کو سادھ کر جو ہکا مارا مع فیل اُٹھا لیا امیر یہ زور دیکھکر لندھور کا وجد کرنے لگے اور فرمایا کہ واہ ای لندھور
کیوں نہو اور عمرو سے کہا کہ اس وقت لندھور نے علمشاہ کو یاد دلوا دیا کیوں خواجہ میری اولاد بھر میں اس
دلاوے کا کوئی بھی ہے عمرو نے کہا حمزہ بیشک علمشاہ رستم وقت تھا اور لندھور نے بھی آج ویساہی زور دکھادیا
کہ اتنے بڑے جوان کو مع فیل اُٹھالیا جسکا گرز مند رسوس کا مثل نیزے وغیرہ کے ہے لیکن لندھور نے جو
فولاد کو اُٹھایا طرف ایک خندق کے لیکر چلے اور سر پر پھرا کر زور سے دے مارا کہ راکب نیچے مرکب اوپر فولاد
حبشی کی پسلیاں چور ہوگئیں فوج لندھور میں آواز اللہ اکبر بلند ہوئی فوج فولاد کی دردمند ہوئی لندھور فولاد
کو مار کر پلٹے لیکن واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ فیل لندھور جو مارا گیا یہ کوئی دوسرا فیل تھا فیل میمون مبارک تھا
لیکن بہزاد حبشی نے جو دیکھا کہ بھائی اُس شخص کا اس ذلت وخواری سے مارا گیا دل میں خیال کیا کہ جتنے مع
فیل اتنے بڑے جوان کو اٹھا لیا اُسکے آگے تیری کیا حقیقت ہو بھاگ چل مگر ساتھ ہی اسکے شیطان نے غوا
کیا کہ ای بہزاد حیف کی جا ہے کہ جسکا شیر سا بھائی یوں آنکھوں کے سامنے مارا جائے وہ حریف کو زندہ چھوڑکر
چلا جائے مگر بانی اس لڑائی کا حمزہ ہو اُسی کا کام نہ تمام کر دے یہ دل میں خیال کرکے امیر کشور گیر کی طرف چلا
عمرو نے کہا حمزہ سنبھل اب خیر نہیں معلوم ہوتی امیر نے فرمایا خواجہ ہر چہ باداباد آخر میں کیا سنبھلوں اور کیا
کروں عمرو نے کہا بھاگ جا جلدی سے میں لندھور کو آواز دیتا ہوں وہ اسکا بھی کام تمام کردیگا امیر نے فرمایا
او ساربان بچے ارے میں بھاگ جاؤں سامنے سے عمرو نے کہا میاں تم تو خفا ہوتے ہو میں اسی مارے
کوئی صلاح تم کو نہیں بتاتا ہوں چاہے مانو چاہے نہ مانو میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ
جہان مردہ لیکن بہزاد حبشی قریب امیر یا تو قریب کے آگیا اب امیر کھڑے کس شان سے ہیں کہ کفش پاؤں میں
تسبیح ہاتھ میں ڈھیلا پاجامہ لانبا کرتا سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی کچھ وظائف پڑھ رہے ہیں بہزاد نے
قریب پہونچتے ہی کہا او عرب تیری بدولت دنیا میں کیا کیا فسادات برپا ہوے تو نے کتنے شہر اُجاڑے
کتنی بستیاں برباد کردیں اب تسبیح لیکر خانہ کعبہ میں آکے بیٹھا ہے وہی مثل ہے کہ نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو
چلی مگر میں کب چھوڑتا ہوں تمھیں یہ کہکر تیغہ مارا امیر کے پاس نہ سپر ہے نہ خود ہے نہ تلوار نہ زرہ نہ بکتر
نہ چار آئینہ حیران وششدر ہوکر وہ جریب جو ہاتھ میں لیے ہوے تھے بلند کردی بھلا اتنے بڑے جوان کی تیغ
کہیں لکڑی سے رکتی ہے لکڑی مانند خیار تر باریک کے دو کرکے سر پر پہنچی تا دو ابرو اُتر گئی امیر نے
کلائیاں ماریں تلوار تو سر سے نکلی مگر ہاتھ بھی مجروح ہوے اب بہزاد نے چاہا تھا کہ پلٹ کر ایک ہاتھ
اور ماروں اور کام امیر کا تمام کردوں کہ سامنے سے لندھور نے دیکھا اور پکار کر نعرہ کیا کہ او بہزاد او تیرہ
روزگار کیا غضب کرتا ہے میں آپہونچا بہزاد نے دیکھا کہ اب تیری جان کی تو خیریت نہیں ہے تو اسے کیوں زندہ
چھوڑے یہ تصور کرکے صاحبقران پر دوسرا وار کیا امیر نے دھار تلوار کی بچا کر اُسی زخمی کلائی سے کلائی بہزاد
کی تھام لی یہ معلوم ہوا کہ بہزاد کو کہ ہاتھ پنجۂ اجل میں آگیا ہر چند جھٹکے مارے کچھ نہ ہو سکا بس امیر خوش
تدبیر نے ایک تھپڑ مارا یہ معلوم ہوا بہزاد کو کہ ملک الموت نے طمانچہ مارا عجب نقشہ ہو گیا بہزاد کا کہ آگے
کا منھ پیچھے ہو گیا گردن گھوم گئی پھڑک کر مر گیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لندھور نے آواز

دی کہ ماشاء اللہ اس زور و جرأت کے صدقے ایسے ہوتے تو صاحبقرانی کیا کر سکتے تھے امیر نے فرمایا میرا
زور کیا اور میں کیا ای لندھور حبس آن بان سے تم نے فولاد حبشی کو مارا ہو میرا ہی دل جانتا ہی کہ وہ جوان
نہایت زبردست تھا اور اسے تو میں نے ایک تھپڑ مار دیا قضا تھی اسکی مر گیا لیکن وہ فیل جو باہم گتھے ہوئے
تھے سونڈے چل رہے تھے سیکڑوں کشتہ ہوئے لندھور کے فیل نہایت تیار تھے آخرکار فوج فولاد
کی فیلوں نے شکست کھائی اور بھاگے عقب میں ہاتھیوں کے سوار انکے پیچھے پیدل تھے فیل سواروں
پر جا رہے سوار پیدلوں کو پامال کرنے لگے یہاں وہ مثل اصل ہوگئی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مار رہے
قاعدہ ہاتھی کا یہ ہوتا ہی کہ جب میدان لڑائی سے بھاگتا ہی تو لڑوانے والے کا دشمن ہو جاتا ہی سواران فوج کو چیر چیر
کر پھینکنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر باقی سوار باگیں پھیر پھیر کر بھاگے پیدل بیچارے کچلنے لگے فوج لندھور
کے لوگ تماشا دیکھ رہے تھے اور ہنس رہے تھے بلکہ اپنے فیلوں کو للکار دیا تھا یہ اور بھی لپا کرتے
چلے جاتے تھے کہاں تک گذارش کیا جائے کہ جسنے جدھر کا رُخ کیا پھر پلٹ کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہے
یا ہم کہاں جاتے ہیں انجام کار آن واحد میں تمام صحرا صاف ہوگیا البتہ کُشتے لشکر کفار کے پڑے ہوئے
تھے کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ ان لاشوں کو دفن کرتا یا اُٹھا لیجاتا امیر کشور گیر نے ترس کھا کر فرمایا کہ اگرچہ یہ
کافر تھے لیکن لاشیں انکی دفن کروا دو تین چار روز تک فقط لاشیں اٹھائیں کیونکہ انسانوں کے
علاوہ فیل اس قدر مارے گئے تھے کہ سرزمین صحرا کوہستان معلوم ہونے لگی تھی الغرض بعد
فتح و فیروزی امیر کشور گیر نے لندھور بن سعدان کرد کی دعوت کی لیکن یہ دعوت عجب طرح کی پاک دعوت
تھی کہ نہ تو شغل سرود و ستار نہ صحبت رقص و غنا نہ دور شراب ناب کیونکہ والی خانہ کعبہ میں اترے ہوئے
تھے تیسرے روز وہ جشن عام تو موقوف ہوا لیکن لندھور اور امیر کو ایک مدت کے چھوٹے ہوئے ملے
تھے ایک تو لندھور کا خود جانے کو جی نہ چاہتا تھا دوسرے امیر کے اصرار سے نہ گئے لیکن ایک
چالیس ہزار جوان رہنے دیئے باقی فوج کو طرف ہندوستان کے روانہ کر دیا کہ تم چلو بعد کچھ روز کے
جب قبلہ و کعبہ بخوشی اجازت دینگے تو میں بھی آ جاؤنگا لشکر لندھور طرف ہندوستان کے روانہ ہوا لیکن
ایک روز امیر با توقیر مع عمر و لندھور ٹہلتے ہوئے طرف صحرا کے گئے کیونکہ جی گھبرا رہا تھا باتیں کرتے
چلے جاتے ہیں گذشتہ باتیں یاد آ رہی ہیں کبھی ذکر زمانہ نوشیروان ملک العادل کسریٰ کا ہوتا ہے
معاملات عشق ملکہ مہر نگار یاد آئے امیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے ہیں فرماتے ہیں کہ آہ آج وہ جسم نازک
زیر خاک پنہاں ہی کبھی معرکے پرستان کے حال مقابلہ دیو قہقہہ دمشق آسمان پری کا مذکور ہوتا ہی فرقت کا
داغ تازہ ہوتا ہی کہ یکایک سامنے سے ایک سانڈنی سوار نمایاں ہوا اور قریب امیر کے آکر سلام
کیا پوچھا امیر نے کہ کہاں سے آتا ہوا اُس نے عرض کیا کہ ایلچی ہوں ملکہ گلشن آرا بانو کا ملک یونان
سے آتا ہوں اور ایک خط پگڑی سے نکال کر امیر با توقیر کو دیا صاحبقران نے لفافے کو چاک کیا خط
کو پڑھا تحریر تھا کہ یا امیر شباب تو جس طرح گذرا خیر شکر ہی خدا کا آپ کو ہر روز نئے نئے محاربات کرنے سے
کام تھا ہماری خبر کیوں لیتے خیر نشانی آپ کی فرزند ارجمند آپ کا عمرو بن حمزہ کبھی کبھی صورت اپنی دکھا جاتا تھا
خیر و عافیت آپ کی سنا جاتا تھا اب تم بھی ضعیف ہوئے ہمارا بھی وقت آخر ہوا اب یہ تمنا ہی کہ ہٹی میری
تمہارے ہاتھ سے سوارت ہو جائے یا ملکہ مہر نگار کے مجھے بھی دفن کر دینا کہ اگر کبھی جی فاتحہ

پڑھنے کو آؤ گے تو شرما شرمی اس قبر پر بھی فاتحہ پڑھ دو گے زندگی بھر تو جدائی مین گذری اب وقت آخر ہے
یہ نفس چند تمھارے ہی خدمت مین گذر جائین تو بہت خوب ہی شعر تمین لحد مین اتار و تمین پڑھو تلقین
کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جاے مضمون نامہ پڑھکر امیر آنکھون مین آنسو بھر لاے لندھور نے پوچھا
کیون حضور خیر و عافیت تو ہی امیر نے فرمایا ہان خیریت ہی ملکہ گلشن آرا بانو مادر عمرو بن حمزہ سے کچھ
ایسے کلمات حسرت آیات اس خط مین لکھے تھے کہ میرا دل بھر آیا تاب ضبط نہ لا یا لندھور نے عرض
کی کہ پھر جیسا ارشاد ہو اگر فرمایئے تو یہ خادم جاے اور اپنے خوزادی کو لے آئے امیر نے ابھی کچھ فرمایا نہ
تھا اور ہنوز یہ سخن درمیان تھا کہ جانب صحراے تتق گرد و غبار بلند ہوا آمد لشکر کے طور ظاہر ہوے امیر
لندھور عمرو سب دیکھنے لگے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پہلوان عادی چالیس ہزار
سوار کی جمعیت سے پہونچے قدمبوسی امیر کی حاصل کی فرمایا امیر نے کہ کیونکر آنا ہوا عادی نے کہا کہ بھائی
مین نے سنا تھا کہ شداد جلبشی کے دونون بیٹے تمپر لشکر کشی کرکے آئے ہین اسی وجہ سے مین نے یہ تھوڑی سی
فوج ساتھ لے لی تھی امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ہان وہ دونون آئے تو ضرور تھے مگر اب گئے عادی نے
کہا کیا بھاگ گئے امیر نے فرمایا کہ ایسا بھاگے کہ سرحد دنیا سے نکل گئے عادی نے کہا الحمد للہ لیکن
میرا آنا ہیچ ہوا امیر نے فرمایا ہیچ کیون ہوا تمنے تمکو دیکھا تمنے ہمکو دیکھا غرضکہ امیر کشورگیر لندھور
اور پہلوان عادی اور ناقہ سوار سب کو ہمراہ لیئے ہوے صحرا سے پھرے ایک باغ مین بارگاہ لندھور کی
نصب تھی وہین قیام پذیر ہوے دو روز تک پہلوان عادی کی دعوت رہی مدت کے بعد یہ امیر کی خدمت
مین آئے اور برادر امیر کہلاتے ہین کھانا تکلف کا انکے واسطے تیار ہوتا ہی اور نہایت افراط کے ساتھ
لیکن یہ اتنے بڑے کھانے والے ہین کہ جو کچھ سامنے آیا کبھی پھر کر نہین گیا عمرو نے کہا حمزہ اب کعبہ مین قحط
ہوا چاہتا ہی بھائی صاحب آپ کے کیا آئے کہ ٹڈی دل آگیا مجھے یہ ڈر ہی کہ کہین یہ ہمین تمین نہ کھالین
امیر نے فرمایا خواجہ چپ رہو ایسا نہو عادی سن لیگا تو دل مین ناراض ہوگا کہ ہمتو برا ے جانبازی ساتھ
حمزہ کو چار دن کھانا کھلانا بھی شاق گذرا عمرو نے کہا بس ایک دن کا مہمان دو دن کا پشیمان تیسرے دن کا
بے ایمان لیکن عمرو نے کہا حمزہ وہ شتر سوار جواب نامہ طلب کرتا ہی اور کہتا ہی کہ ملکہ گلشن آرا بانو نے کہا
تھا کہ جلد آنا ایسا نہو وہ مجھسے ناراض ہون یہ باتین اس طرح کہین کہ پہلوان عادی نے بھی سنین کہا بھائی
حمزہ اگر حکم ہو تو مین جاکر ملکہ کو لے آؤن امیر نے گردن نیچی کر لی اور کہا بھائی کیونکر کہون کہ تم جاؤ مگر مجبور ہون
کہ کوئی اور جانے والا بھی نہین ہی لندھور ہین تو انسے دو گھڑی میرا غم غلط ہوتا ہی پہلوان عادی نے
کہا بھائی اور ہم کس کام کے ہین جائے تاسف ہی کہ غیر تو جائین اور ہم نجائین یہ ناموس کا مقدمہ ہی غیر کے
بھیجنے سے میرا جانا ہر طرح بہتر ہی امیر نے فرمایا اختیار ہی پہلوان عادی اسی وقت اٹھ کھڑے ہوے امیر
نے عادی کو گلے سے لگایا پہلوان عادی رخصت ہوے اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لے کر طرف ملک
یونان کے روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ملکہ گلشن آرا بانو کو ہوئی لوگون کو براے استقبال
عادی بھیجا لوگ پہلوان عادی کو استقبال کرکے قلعہ مین لاے اوٹ درمیان مین لاکر رکھا گیا اسطرف
اوٹ کے ملکہ گلشن آرا بیٹھی ادھر پہلوان عادی گردن نیچی کرکے نہایت ادب سے بیٹھے اور ملکہ کی خدمت
مین تسلیم بجا لائے ملکہ نے دعا کی اور مزاج پوچھا صاحبقران کی خیر و عافیت دریافت کی عادی نے سب حال بیان

کیا کہ اس طرح دو حبشی بچے کئی لاکھ سوار سے چڑھ آئے تھے لیکن بھائی نے میرے مارا اُن سرکشون کو ملک مین بھی
اصل مین برائے مدد آیا تھا لیکن یہ موقت پہونچا کہ لڑائی فتح ہو چکی تھی اب بفضلہ کوئی اندیشہ نہین ہے اور مین تمھین لینے
آیا ہون ملکہ نے کئی روز عادی کی دعوت بڑی دھوم دھام سے کی عادی نے عمدہ عمدہ کھانے کھا کر ملکہ کی
نسبت تعریف کی کہ واقع مین جب تم ایسی لائق تھین تو خدا نے اولاد مین بھی تاثیر دی تمھارا فرزند ارجمند یعنی عمر بن حمزہ
بھی ایسا لائق ہے کہ امیر کی اولاد مین کوئی اُس کے مقابلے کا کسی طرح نہین وہ جس وقت چاہتا امیر سے صاحبقرانی
چھین لیتا مگر کبھی ہوس بھی نہ ہوئی ملکہ نے کہا بھائی مین کیا ہون مجھے نصیب کیا ہی ہان وہ لڑکا بیشک تم لوگون کی
تعلیم کے اثر سے بہت نیک ہوا یہ خوش نصیبی میری اور امیر کی دونون کی تھی الحاصل محافہ تیار ہوا اور ملکہ
محافہ میں سوار ہوئین چند کنیزین کماریان ہمراہ لے لین اور ہمراہ پہلوان عادی کے روانہ ہوئین عادی طی مراحل
و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب خانہ کعبہ پہونچ گئے کوئی دس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا
ہوگا کہ شام ہو گئی تھی پہلوان عادی نے خیمہ برپا کیا اُسی صحرا مین اُتر پڑے ایک خیمہ مین ملکہ گلشن آرا بانو کو
اُتارا رات آرام سے بسر کی جب وہ وقت آیا کہ ماہ شب زندہ دار عبادت پروردگار سے فراغت کرکے آرامگاہ مغرب
مین پنہان ہوا اور سلطان خاور بعد کر وضو تخت گاہ مشرق سے نمایان ہوا پہلوان عادی فریضہ سحری کو ادا
کرکے ہمت کو بعزم خانہ کعبہ چست باندھنے لگے لشکر مین تیاری کوچ کی ہونے لگی کوس رحلت بجا قافلہ تیار ہوا
ملکہ گلشن آرا بانو نہایت مسرور و شادان ہین کہ اب یقین ہے کہ بہت جلد امیر با توقیر سے ملاقات حاصل
ہوگی تسکین دل تر دو منزل ہوگی ملکہ کی وہ حالت ہے کہ اگر خانہ کعبہ سامنے بھی نظر آجائے تو اُسکی نگاہ جستجو اور آگے
بڑھ جانے بموجب شعر مین گم کردہ رہ شوق کی بیچ دی کا ٭ کمین بڑھ گیا اپنی منزل سے آگے ٭ ہنوز قافلہ چلنے
نہین پایا ہے کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ و تیرہ خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دیا سے
گرد و زمین پیچیدہ پہلوان عادی نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ دیکھو کون ہے کس طرف جاتا ہی
کہان سے آتا ہے پیک نیچے واسطے خبر کے روانہ ہوئے آن واحد مین آکر گذارش حال کی کہ کوہ سر
پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے مدد لاجورد شاہ بن نذر جد شاہ جاتا تھا اُس نے خبر پائی کہ ناموس امیر
با توقیر طرف خانہ کعبہ کے جاتا ہے تو بعزم بربادی اس طرف پھر پڑا ہے پہلوان عادی یہ سنکر بہت گھبرائے کہ میرے
پاس فوج کم ہے مرنے کا تو غم نہین لیکن یہ معاملہ ناموس امیر کا ہے درگاہ معبود مین عرض کی کہ پروردگارا اس
آخر وقت مین جب بال سفید ہو چکے تو ایسا ہو کہ منھ مین کالک لگے آبرو تیرے ہاتھ ہے اور سارا ماجرا قریب
محافہ ملکہ کے آکر بیان کیا ملکہ نے کہا ای برادر اس وقت سپاہ گری سے زیادہ کام نہ لینا اُس سے بہت کہنا
کہ ہمین چلے جانے دے اگر وہ اس پر بھی سد راہ ہو تو پھر خدا جو کچھ دکھائے لڑنے کو لڑ لینا جائے تو جانے
دینا اس سے تم مطمئن رہو کہ مجھے اس بر جہولی وقت مین وہ کیا لے جائیگا مین جام زہر تیار رکھتی ہون اگر خدا نخواستہ
لڑائی کا رنگ دگرگون دیکھونگی تو جام تلخ انجام پی لونگی اپنی جان شیرین کو تلف برباد کردونگی مجھے یہ نہ معلوم
تھا کہ قضا کھینچکر اس صحرا مین لائی ہے آثار ایسے ہی معلوم ہوتے ہین کہ میری موت بھی مثل ملکہ مہرنگار کے ہوگی
مگر کچھ غم نہین کیونکہ یہ خوش نصیبی عورت کی ہے کہ مرد کے سامنے دنیا سے اٹھ جائے لیکن اے بھائی عادی بہتر
یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسیکو برائے اطلاع پاس امیر کے روانہ کردو پہلوان عادی نے کہا بہتر اور اسی وقت ایک سانڈنی
نہایت تیز چھانٹ کر ایک شخص کو نامہ دیکر خدمت امیر مین روانہ کر دیا وہ سانڈنی سوار نافہ کو مانند باد صرصر کے اُڑا لے

ہوئے چلا جاتا ہے لیکن کہاں تک جلدی کرے کیونکر پہنچے پھر بھی دن آ گیا ہوگا کہ ناقہ سوار خدمت امیر نامدار میں پہونچا امیر نے پوچھا کہ خیر و عافیت اُسنے عرض کی کہ حضور عافیت کہاں ہے پہلوان عادی محافہ ملکہ گلشن آرا بانو کا لئے ہوئے آتے تھے قریب پہونچ چکے تھے کہ اُدھر سے کوئی ملعون کوہان کوہ سر ہے ہر لب مدد لاجورد شاہ جاتا تھا راہ میں حائل سواری ملکہ ذیجاہ کا لشکر لیے بڑا پہلوان عادی مع محافہ ملکہ گھر گئے ہیں کسیکو برائے اعانت روانہ فرمائیے امیر نہایت متردد ہوئے اور لندھور کی طرف دیکھا لندھور نے عرض کی کہ ابھی خادم جاتا ہے اور اُس ملعون کو یہ سزا پہونچاتا ہے یہ کہکر انھیں چالیس ہزار جوانوں سے جو لئے تھے طرف صحرائے جنگ کے روانہ ہوئے لیکن یہاں پہلوان عادی نے یہ انتظام کیا کہ چالیس ہزار سوار اپنے اس طرح تقسیم کیے تھے کہ دس ہزار جانب پشت محافہ ملکہ متعین فرمائے تھے اور دس ہزار اس پہلو میں دس ہزار اُس پہلو میں اور دس ہزار سوار سے خود آگے محافہ ملکہ کے کھڑے ہو رہے لیکن ہوا نے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوا اور پھر پھریرون پر ملعون کے تعریف زبرجد شاہ و لاجورد شاہ تحریر تھی اور ایک گبر نابکار کلمن سیاہ پر سوار جو بہت گران سنگ باندھے ہوئے نمودار ہوا لیکن جس وقت قریب پہونچا پہلوان عادی کو دیکھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو سامنے کھڑا ہے دل میں خائف ہوا کہ اتنے بڑے قد کا جوان کمر کا اتنا بڑا ایسا ہے کہ تنہ درخت بلند سے زیادہ معلوم ہوتا ہے لیکن کوہان کوہ سر بھی بہت بڑا اسر مادہ ہے کہ پانچ لاکھ سوار پر تنہا گھمنڈ تھا عادی نے جو اُس کو دیکھا للکارا کہ ہٹ جا اسی طرف کدھر کہاں آتا ہے نہیں جانتا کہ ناموس اس شخص کا میرے ہمراہ ہے کہ نام جسکا حلقہ فلک گوش گردن کشان صاحبقران سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ عالی شان ہے کوہان کوہ سر نے کہا میں اسی لئے تو آیا ہون کہ ناموس کے اُس کے رسوائے عالم کرون اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر تو جان بچا ہے چلا جا عادی نے کہا کیا جھک مارتا ہے اب ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا ورنہ اس دریدہ دہنی کی سزا پائیگا کہ گلے پھاڑ ڈالے جائینگے کوہان کوہ سر ہنسا اور کہا ابھی چند نفر جو تیرے ہمراہ ہیں اُنھیں کے بھروسے پر کہتا ہے ان سے ہلا بھی تو فوج کا ساز رک سکیگا پہلے ہی حملے میں پامال ہو جائینگے پہلوان عادی نے باوصفیکہ نہ اجازت امیر یا توقیر ہے شائین اہل اسلام سے ہے کہ پیش دستی کریں یہ خیال کرکے کہ تم ضعیف ہوئے کیا معلوم اسکے حربے سے جانبری ہو یا نہو تو دل کی ہوس دل ہی میں رہجائیگی تباہی کی صورت نظر آئیگی یا یہ سمجھے کہ ناموس امیر کی نسبت بے ادبانہ کلام کہہ سکے کہ پیش دستی کا قصد کیا اور اٹھا کر تخت شدادی سر کوہان کوہ سر پر وار کیا کوہان نے تخت کو خالی دیا اور جو ہت کا وار سر عادی پر کیا عادی نے سپر کو اٹھا کر حربے کی پناہ کیا لیکن چوب جو پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تحت گرد و غبار بلند ہوا کہ عادی اس میں پنہان ہو گئے کوہان نے نعرہ کیا کہ زدم و لپیت کردم ساتھ والے پہلوان عادی کے یہ سمجھے کہ عادی مارے گئے سب کے سب تلواریں کھینچ کر دوڑ پڑے اُدھر سے کوہان کوہ سر نے اپنی فوج کو اشارہ کیا کوہان کی فوج مانند دریا کی اُمنڈ کر چلی اور چار طرف سے محاصرہ کر لیا کوہان نے جو دست راست سے چھوڑی تلوار کھینچی کیونکہ جنگ مغلوبہ میں ایسے حربوں سے کم کام لیا جاتا ہے لڑنا شروع کیا وہ لوگ جو گرد محافہ کے متعین تھے جانیں لڑانے لگے ہر چند کہ چالیس ہزار اور یکجا پانچ لاکھ ایسے فوج کے دبے جاتے تھے لیکن جانیں لڑا کے داد مردی و مردانگی دے رہے تھے ناموس آقا کا خیال اپنی عزت کا پاس خوف رسوائی کا ملال لیکن پہلوان عادی ضرب چوب دست سے بیہوش ہو گئے عیار نے

بجلدی تمام آکر پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا مرکب عادی کا غرق زمین تھا چاہا کہ زمین سے نکالوں ممکن نہوا
اُسے وہیں چھوڑا تلوار کھینچکر چلے لڑنا شروع کیا بڑی مصیبت یہ تھی کہ اور مرکب انکو سواری بھی نہیں دلسکتا تھا
کہ کسی سوار کو مار کر اُسکا مرکب لے لیتے پیدل لڑ رہے تھے لیکن دیکھا عادی نے کہ کوہان کوہ سر قریب محافہ
ملکہ پہونچ گیا ہے وہیں سے للکارہ کہ باش او بے ادب کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ ابھی حریف تیرا زندہ ہے کوہان پلٹا
اور کہا اگر زندہ ہے تو اب تجھے مارے ڈالتے ہیں یہ کہکر وار تیغ آبدار کا کیا عادی نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن تلوار کوہان کی پڑتے ہی سپر کو کاٹ کر خود دبیشی کو تی چار انگل کا زخم سر میں آیا عادی نے دستانہ
مارا تلوار تو جھنا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے عادی کے ہوش و حواس درست نہ رہے
لیکن واہ ری جرات زخم سر بھی نہ باندھا اسی عالم میں ہاتھ تلوار کا کوہان پہ ملا کوہان جوان زبردست ہی
نہایت ہوشیار عادی زخم سر سے بے حواس ایک تو ہاتھ ہی بہکا ہوا پڑا تھا کوہان نے وار خالی دیا آج حقیقت میں
پہلوان عادی وہ جرأتیں دکھاتے ہیں کہ روح رستم و سام بھی اگر نگران حال ہوتی تو پھڑک جاتی شباب
کا لطف اس ضعیفی کی جنگ نے نظروں سے گرا دیا کہ بموجب شعر جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے پہلوان عادی کو یقین مرگ تو ہو ہی چکا تھا لیکن یہ فکر تھی کہ کسطرح
قریب محافہ ملکہ کے پہونچ جاؤں تاکہ یہ چرچا رہے کہ عادی نے جان دی مگر آستان آقا کو چھوڑا عزت و ناموس امیر
کی مرتے دم تک بچانے دی تمنا سے دلی بار بار آ آ کر دیتی تھی شعر دم نکلتا ہے یہ سوچ کر ترے در پر سے نکلے ہے
دل میں اک بات رہی جاتی ہے کیونکر نکلے ہے لیکن اسی رد و بدل میں عادی نے اپنے کو قریب محافہ ملکہ گلشن آرا بانو
کے پہونچایا ملکہ بھی چلمن سے یہ سب حال معائنہ کر رہی تھی جام زہر ہاتھ میں لئے منتظر وقت بیٹھی تھی لیکن خون جو
سر سے پہلوان عادی کے زیادہ نکل گیا ضعیف کا زمانہ ہے عمر کے ایام نہیں غش طاری ہو گیا بس کوہان کوہ سر
کو موقع ملا تو آگیا جھپٹ کر جو ایک ہاتھ چنو کا ملا عادی سے سپر بھی نہ اٹھ سکی اتنے جلدی جوان کا ہاتھ
پورا بیٹھا بدھی زخم کی گلے میں پڑی گویا باشتیاق عروس مرگ دولھا بنے تھے کوہان بیدرد نے جھپٹ کر
وہیں سے دوسرا ہاتھ جھنڈارے کا مارا کہ کام عادی کا تمام ہوا لاش زمین پر گری ملکہ نے یہ رنگ دیکھکر
انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور جام زہر ہونٹوں سے لگا کر درگاہ رب بے نیاز میں عرض کی کہ اے پروردگار عالم تو گواہ
و شاہد رہنا کہ میں بپاس ننگ و ناموس مجبور ہو کر جان دیتی ہوں یہ گناہ خودکشی بخشیو اور دین اسلام پر اب تک میں قائم ہوں
افسوس کہ دیدار آخر بھی نصیب نہوا کہ اس وقت میں صورت امیر یا تورج کی ایک بار دیکھ لیتی میر ابھی واقعہ ملکہ
مہر نگار سے طلبانہ اُس فرزند ارجمند کو ایک نظر دیکھ سکی یہ اشارہ عمرو بن حمزہ یونانی کی طرف تھا
غرضکہ کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور جام زہر نوش کر لیا ادھر مارے جانے پہلوان عادی کے لشکر کا دل ٹوٹ
گیا کہ حقیقت میں چالیس ہزار سواری لیکن ایسے قدم جمائے تھے کہ جبتک دم میں دم رہا اور ہاتھ پاؤں قابو میں
رہے کسی کو تا سر محافہ آنے نہ دیا چند کس باقی ہیں اور کوہان کوہ سر قریب محافہ کے پہونچ چکا ہی چاہتا ہے
کہ پردہ اٹھائے کہ یکایک جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا اور آن واحد میں وہ گرد قریب پہونچکر
شق ہوئی اور نعرہ ہوا کہ جزیرہ ہائے دریا رگرفتم تا بہ ہندوستان ہا اگر نامنم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان
تکبیر اگر کوہان کوہ سر نے دیکھا کہ یہ کون آگیا وہیں سے باگ کر گھوڑے کی پھیری اور لندھور کا سامنا کیا
لندھور نے دیکھا کہ خدا پرست ہزار ہا کٹے ہوئے پڑے ہیں اور گرد ملکہ کے محافہ کے کفار کا مجمع ہے

نعرہ کیا خبردار او بے ادب مین آپہونچا لیکن کوہان کوہ سر نے چوبدست اٹھا کر لندھور پر ماری لندھور نے گرز کو بلا
کیا تراقے کی صدا ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا لیکن کوئی گزند لندھور کو نہ پہونچا بس وہین سے خبردار
خبردار کہکر سترہ سے من کی ضرب اٹھا کر نعرہ کیا شعر تو ضربے زدی ضرب مالوش کن ہاہم شادی از دل فراموش کن
سپر کیکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو برجہ کوہ سترہ سے من کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دیگر کوہان کوہ سر پر
مارا کوہان نے بھی اٹھا کر سپر کو جو سپر کی پناہ کیا بھلا گرز لندھور کہین سپر سے رکتا ہے اب جو گرز پڑتا ہے
تراقے کی صدا بلند ہوئی ہاتھ دونون تھرائے شعلہ فلک کو نکل گیا حق گرد و غبار بلند ہوا جگر زمین کا دل
ہیبت سے شق ہوا لنگر گرز کا نہ سنبھلا ہاتھ شانون سے نکل گئے گرز مع سپر خود پر آیا خود سر مین سر
گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم رانون مین رانین مرکب مین مرکب زمین مین سب آمیز ہو کر خون
کا ٹھل ٹھلہ ہو کر رہ گیا لندھور نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم تو خبر اس مردہ صد سالہ کی لیجاؤ لاش کوہ کی
اٹھا کے کونے مین صف ماتم بچھا کر روؤ یہ سنکر تمام فوج دوڑ پڑی لندھور پر لندھور کے ساتھ والے
بھی آپڑے اگرچہ ساتھ لندھور کے بھی کل چالیس ہزار سوار ہین مگر اکثر زبردست سردار ہین سلطان
دہلی ایک طرف تلوار کھینچکر دس ہزار سوار سے جا پڑے اسی طرح ماڈو والا ایک سمت مع دس ہزار سوار
کے مصروف جنگ ہوئے ریون رلے اُدے پور کسی سمت لڑنے لگے یہ تمام پہلوانان ہندوستان
جو تلوارین کھینچ کھینچ کر گرتے ہین کشتون کے پشتے اور خون کے انبار لگا دیے لندھور نے جب گرز مارا بخش نہین
کر دیا اگرچہ وہ پانچ لاکھ تھے لیکن لندھور کے ساتھ والون نے ایک پہر بھر کے عرصہ مین تعداد اُن کی نصف کی
درجہ پر پہونچا دی آخر کار تاب مقاومت نہ لا کے جسنے جدھر کا رخ کیا پھر پلٹ کر نہ دیکھا لاش تک اپنے
سردار کی نہ اٹھائی میدان صاف ہو گیا اب لندھور طرف محافہ کے چلے کہ ملکہ کی مزاج پرسی کرنا چاہیے
قریب محافہ پہونچے تھے کہ لاش پہلوان عادی کی نظر پڑی لندھور نے اپنے کو فیل پر سے گرا دیا اور لاش
سے لپٹ کر لپٹ رو دیے اب طرف محافہ ملکہ کے چلے وہ ایک آدھ کنیز جو ہمراہ ملکہ آئی تھی محافے کے پاس
اُسے پچھاڑین کھاتے دیکھا پوچھا لندھور نے کہ کچھ بیان تو کر اُس نے عرض کی کہ بعد قتل ہونے پہلوان
عادی کے جب دیکھا ملکہ نے کہ اب کوہان کوہ سر قریب محافہ کے آگیا ہے بس جام زہر کا پہلے سے تیار کر رکھا
تھا کلمہ شہادت پڑھ کر نوش کر گئین لندھور نے یہ سنکر گریبان چاک کیا پچھاڑین کھانے لگا یہ حالت
لندھور کی دیکھکر سب ساتھ والے بھی ماتم مین شریک ہوئے لیکن بعض اُن لوگون نے کہ جو ساتھ لندھور
کے نہایت ہوشیار تھے عرض کی کہ حضور میت کے دفن ہونے مین عرصہ ہوگا یہان سے یہ لاشین پاس
امیر کے لیچلیے دفن و کفن سے فراغت کر کے خوب سا رو دیجیے گا لندھور نے منظور کیا لاش پہلوان
عادی کی اٹھوائی اور مسلمانون کو گنج شہیدان کے طور پر دفن کر دیا اور محافہ ملکہ کا اٹھوا کر طرف خانہ کعبہ کے
روانہ ہوئے لیکن اِدھر جانے لندھور کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ خوف زدہ دل بھر آتا ہے جی چاہتا ہے
کہ چیخین مار کر روؤن خدا انجام بخیر کرے عمرو نے کہا حمزہ مجھے اختلاج قلب کا مرض ہو گیا ہے اس عارضہ کا
یہی خاصہ ہے امیر نے فرمایا خواجہ یہ وقت تمسخر نہین ہے تم بھی جاؤ اور قبل پہونچنے لندھور کے مجھے
خیر و عافیت سے آگاہ کرو عمرو حسب ارشاد فیض بنیاد صاحبقران والا نژاد کے روانہ ہو چکا تھا اُسوقت
پہونچا کہ لندھور پچھاڑین کھا رہے تھے سمجھ گیا کہ ملکہ نے انتقال کیا وہین سے پاٹ کے شاطری مارتا ہوا

شن شن کرتا امیر یا توقیری خدمت میں آیا امیر نے فرمایا خیریت تو ہے عمرو نے کہا حمزہ اب سوا شر کے خیر کہاں ہے
پہلوان عادی ہاتھ سے کوہان کے مارے گئے اور ملکہ نے جام زہر پی کر جان دی لندھور نے جا کر کوہان
کو مار فوج کو اسکی شکست دی اب لاشوں کو لیئے ہوے آتے ہیں اگر کچھ دیر پیشتر بھی لندھور پہونچ جاتے
تو یہ سانحے نہ پیش آتے امیر نے فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون خوب جو کیا لندھور قضا کو بھی روک لیتے امیر اور
عمرو مصروف شیون و بکا ہوے اہل مکہ نے آ کر گھیر لیا اور ہمراہ امیر کے ماتم میں شریک ہوے اتنے میں لندھور
بن سعدان گرد مع لاش پہلوان عادی و جنازہ ملکہ گلشن آرا بانو پہونچے بیچ میں محافہ ملکہ کا رکھا ہوا تھا
گرد ہجوم اہل مکہ کا تھا اور لوگ مصروف ماتم داری تھے صاحبقران کو روتے روتے غش آ گیا تھا عمرو سر مبارک
امیر زانو پر لیئے ہوے ہوا دامن کی دیتا جاتا تھا کبھی گلاب منہ پر چھڑکتا تھا بعد کچھ دیر کے صاحبقران
عالی شان کو ہوش آیا عمرو نے سمجھایا کہ حمزہ رونے پیٹنے سے کچھ حاصل نہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ انھیں دفن
و کفن کرکے قرآن انکے نام پر پڑھو کہ ثواب روح کو پہونچے منزل قبر و برزخ آسان ہو امیر نے جگہ قبر ملکہ
گلشن آرا بانو کی پہلوے ملکہ مہر نگار میں متعین فرمائی اور سامان دفن ہونے لگا لیکن کچھ لوگ بعد مارے
جانے پہلوان عادی کے بھاگ کر طرف قلعہ تنگ رو اہل کے گئے تھے انھوں نے قلعہ میں عادی
کے بھائیوں کو اطلاع کی کہ پہلوان عادی شہید ہوے وہ لوگ اسی وقت مع سپاہ چل کھڑے ہوے اور
اُس صحرا میں گئے کہ جہاں جنگ ہوئی تھی جب وہاں کسی کو نپایا لاشیں کفار کی پڑی ہوئی دیکھیں پلٹ کر طرف
خانہ کعبہ کے گئے یہ وہ وقت تھا کہ امیر نے پہلوان عادی کے لیئے قبر کھدوا کر دفن کا ارادہ کیا تھا کہ ذدا سحار
عاد و بجر عاد وغیرہ چالیسوں بھائی عادی کے پہونچے اور کہا یا امیر اگر اجازت ہو تو ہم لاش اپنے بھائی کی
لیکر طرف قلعہ کے کوچ کریں اور جو قدیمی ہڑواڑہ ہمارے خاندان کی ہے وہیں دفن کریں امیر نے ہر چند
انسے کہا کہ انھوں نے تا زندگی میرا ساتھ دیا میں چاہتا ہوں کہ مرنے پر بھی ہم اور وہ جدا نہوں لیکن بھائیوں
نے عادی کے منظور نہ کیا ناچار امیر نے لاش عادی کی انکے سپرد کرکے رخصت کر دیا بھائی عادی کے
لاش لیکر روتے پیٹتے قلعہ تنگ رو اہل میں آئے اور دفن کیا یہاں امیر نے ملکہ گلشن آرا بانو کو دفن
کیا اب یہ تو سوگ میں یہاں بیٹھے ہیں۔

اب چند کلمے داستان قلعہ کام نہنگ کے بیان کئے جاتے ہیں

کہ بعد جنگ مغلوبہ چونکہ بہت بڑا کشت و خون ہوا تھا میں چار روز تک لاشیں میدان سے اٹھائیں اور
لقا بد اور گوہر پوش بسبب زخمی ہونے کے چلا گیا اکبر برق رو بعد مارے نا امید اختر چشم جادو کے لاش اسکی
مزبلے پر پھکوا کر یہی فکر میں بیٹھا ہے کہ اگر موقع ملے تو ملکہ کو لیکر طرف لشکر اسلام کے راہی ہوں شہریار نامدار
اس خیال میں ہے کہ کسی طرح قلعہ کو فتح کرکے بہن کو اپنی طرف فرنگستان کے روانہ کروں لیکن بعد میں چار روز
کے جب لاشیں اٹھنے سے فراغت حاصل ہوئی شہریار نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ نذی پر
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی کہ آج شہریار نے طبل جنگ بجوایا ہے کل اُس کا
ارادہ ہے کہ قلعہ پر دھاوا کرے یہاں بھی طبل بجا لیکن اب ملکہ مہر ناز پرور اور بھی متردد ہوئی کہ اسکا آنا غیر
کے آنے سے بد تر ہے ایک تو یہ کہ میں آنکھ کیونکر چار کرونگی دوسرے یہ کہ اگر بجبر کسی کے ساتھ عقد کر دے تو
کیا میرا بس ہے اگرچہ ہر طرح سوا جان دینے کے چارہ نہیں ہے لیکن اس طرح کی موت پشیمانی اور ذلت کا پہلو لیئے ہوے ہے

مجبور ہو ناچار درگاہ پروردگار مین دعا کرنے لگی اور کہا بس خداوندا لاجورد شاہ کو معلوم ہوا کہ کل شہریار قلعہ سے دعوا کریگا یہ نہایت غصہ مین آیا کہ یک نشد دو شد ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پہلے ہمارے اور شہریار کے فیصلہ ہو جائے پھر دیکھا جائیگا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہر طرف تیاری جنگ ہونے لگی جوانان آزمودہ کارزار و دلیران تہورشعار سلاح سنجوگ درست کرنے لگے یہانتک کہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور وہ وقت پہونچا کہ شہنشاہ خاور بصد کروفر تاج زرین بسر و چارقب شاہنشاہی بر کئے ہوئے جانب مشرق آسمان سے برآمد ہوا اور دل بخش تخت گاہ چرخ زبرجد ہوا انجم مارے خوف کے تاب دید نہ لاسکے آنکھین اپنی اپنی بند کرکے نظروں سے پنہان ہو گئے ذرے مانند قسمت اہل زر کے درخشان ہو گئے اہل قلعہ درست و چست ہو کر بیٹھے سنگ طوفانی تیر کمان ہاتھ مین لیے آکر فصیل و بند دروازے پر متمسک ہوا گولنداز توپوں پر مسلط ہوئے منتظر بیٹھے ہین کہ حریف زد پر آئے اور توپون کو آگ بتائین ادھر لشکر شہریار نامدار میدان کارزار مین آکر صف آرا ہونے لگا ایک جانب لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ مع لشکر و سپاہ میدان جنگگاہ مین آکر قایم ہوا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلدار برق رفتار نکلے اور میدان جنگ کی دق بعد تیزدستی کرکے چلے گئے میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کر دیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا وہ تازی تازی مٹی کھدی ہوئی اس پر پانی جو چھڑکا گیا تو عجب طرح کی سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی کہ دماغ کو معطر کر دیا نقیبان بلند آواز غازیوں کے ہمراز سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے ہر شخص چاہتا تھا کہ مین میدان مین نکلکر نام کرون کہ یکایک بہرام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت ملک پر سپاہ سے فرنگی کے آیا اجازت چاہی کہا جا تجھکو سپرد کیا پروردگار عالم اور مسیح مکرم کے بہرام نے سلام کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دیکھا جب خوب پسینہ مین غرق ہو گیا ٹھہر کر ایک مقام پر نگاہ کر نیزہ بکودم آراستہ کیا اور آواز دی کہ باش ای گروہ کفار آگاہ ہو کہ مین برائے فتح قلعہ کام سنگ جاتا ہون اگر کسی کو سودا ہو تو آئے اور مجھسے مقابلہ کرے اور ہاں اگر قلعہ سے اسکو کوئی بحث نہو تو تماشہ میری جنگ کا دیکھے کہ کیونکر قلعہ کو لے لیتا ہون بس یہ سنتا تھا کہ لاجورد شاہ نے اپنے لشکر کے سرداروں کی طرف دیکھا کہ یکایک عفریت زحل پیشانی اپنے کرگدن مست کو اڑا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اور سخن اجازت خواہی زبان پر لایا لاجورد شاہ نے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کے عفریت بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور عازم میدان کارزار ہوا بہرام نے جو اسکو بعزم مقابلہ آتے دیکھا کہا تجھکو کیا بحث ہے قلعہ کے باب مین جو تو مجھسے مقابلہ کرنے نکلا عفریت نے کہا او بے خبر تو نہین جانتا کہ معشوقۂ قدرت ملکہ مہرناز پرور اس قلعہ مین ہے یہ حق ہمارا ہے کہ قلعہ کو فتح کرین اور ملکہ کو قبضہ مین کرکے خداوند کی نذر کرین تجھکو کیا منصب ہے جو تو اس ارادے سے چلا ہے بہرام پکارا کہ جھک مارتا ہے خبردار اب نام ملکہ کا زبان پر نہ جاری کرنا ورنہ اس دریدہ دہنی کے عوض مین گلے پھاڑ ڈالے جاینگے منہ کی کھائیگا تیرا خداوند کیا گیدی ہے اور تو کیا خرنامستحس ہے ملکہ مہرناز پرور دین ہے اس شخص کی کہ جسکو سرکار مسیح سے صاحبقران اعظم کا خطاب ملا ہے اور تو اسکا نام اس بے ادبی سے لیتا ہے یہ منصب ہمارا ہے کہ اسے خداپرستون کے پھندے سے چھڑا مین کہ ہم اسکے بھائی کے نمکخوار ہین عفریت نے کہا غضب کیا تو نے کہ خداوند کو گیدی کہا کہان جایگا بچکر غضب خداوند سے اور اٹھا کر گرز پشت سنگ سر بہرام پر وار کیا بہرام نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو بیچ مین ضامن دیا لیکن ارہ جو پڑتا ہے یہ ضرب سپر سے نہین رکتا اگر تلوار بیچ مین ضامن نہوتی تو

بہرام کا کام تمام کرچکا تھا لیکن کسیقدر انگلیان بہرام کے بایئن ہاتھ کی زخمی ہوئین بہرام نے وار اسکا رد کرکے جھپٹ
کر تلوار ماری عفریت نے بھی اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا بہرام تیغزن کے لقب سے ملقب ہوا ہی سپر کو تلوار نے
اسکی مانند قرص پنیر دو گردہ نان کے دو کیا خود کو مانند کاسئہ کاغذی کے دو کرکے تا دو ابرو اتر گئی جب تک عفریت
دستانہ مارے مارے بہرام نے جھٹکا جو مارا تلوار تا جگرگاہ اتر گئی عفریت تڑپ کر زمین پر گرا اور داخل جہنم ہوا
بہرام نے نعرہ کیا اور کہا جسے تمنائے مرگ ہو آئے میرے مقابلہ کو یہ سنا تھا کہ افراط ابن طرنیط فیل پیکر
لاجورد شاہ سے اجازت لیکر مقابل بہرام ہوا اور پکارا کہ تو عفریت کو مار کر بڑا ناز کرتا ہی لاف بہادری کی
بہرام نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے بڑے غرور سے سامنے آیا ہی ایسا نہو کہ دل کی دل ہی مین رہ جائے
یہ تلوار رہنمائے دشت عدم ہی آب اسکی کف مار کا اثر رکھتی ہی افراط فیل پیکر نے کہا مین بھی یہی خیال کرتا ہون
کہ ایسا نہو تجھے تمنا رہجائے کہ مین نے وار نہ کیا ورنہ مین ابھی اسے مار لیتا بہرام نے کہا تو اپنی تمنا نکال میرے
حوصلے کو رنج دے مین جب تیرا وار رد کرونگا تو دونہ اپنے وار کرنے کا ہوگا ابھی مجھے تیرے حرب کا اشتیاق
ہی افراط نے نیزہ سینۂ بہرام پر مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار ان
طویل قد آپس مین معروف تلاش ہین تادیر نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخرکار نیزے ہاتھ سے پھینک پھینک
دستے کر ستائین بھالین بیکار ہوگئین ہیں نوبت گرز کی پہونچی افراط نے گرز اپنا بہرام پر مارا کہ گیارہ سو من
کی ضرب تھی بہرام نے چوبدست کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز چوب پر پڑتا ہی تراقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا بہرام گرد زمین پنہان ہو گیا افراط نے نعرہ کیا کہ زدم دیست کردم عیار بہرام مہتر
لعلان پانی کی چھاگل ہاتھ مین لیے قریب آیا گرد گرد کے چرخ مارکر اندر گرد کے آیا دیکھا کہ بہرام کے ہر بن مو
و سر موسے پسینہ جاری ہی حالت بیخودی طاری ہی لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قایم ہین لعلان نے منہ پر
پانی کا چھینٹا دیا گھبرا کر بہرام نے آنکھیں کھول دین عیار نے کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف و گزاف
کر رہا ہی بہرام نے چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالے مرکب گل تھا جان اسمین باقی نہ تھی بہرام زین سے کود کر
مرکب سے علیٰحدہ ہو کر تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کا افراط کے پے کردے افراط بزدلی تمام گھوڑے سے کود
پڑا اور پکارا ای بہرام گھوڑے کی کیا خطا ہی ارے میرا غصہ اسپر نکالتا ہی مین تو موجود ہون یہ کہکر مرکب سے
کود پڑا بہرام نے چوبدست گران سنگ کیا دہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر افراط پر مارا افراط نے
اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کی لیکن چوب جو پڑتی ہی تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر
زمین ہول سے شق ہو گیا افراط تا بہ کمر زمین مین سما گیا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم دیست کردم عیاران لشکر
کفار آئے گرد کو پانی چھڑک کر بٹھا یا دیکھا تو جو حالت ضرب افراط سے بہرام کی ہوئی تھی وہی حالت ضرب
بہرام سے افراط کی بھی ہو گئی عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا افراط کو ہوش آیا حریف کو نعرہ زن پایا بس
گرز کو ہاتھ سے پھینک کر بہرام سے لپٹ پڑا بہرام نے بھی چوب ہاتھ سے علیٰحدہ کی اور گریبان ابن افراط
کے ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھ کر سرداران لشکر لاجورد شاہ و شہریار عالی وقار دلاوران نامی
کے ہمراہ تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہان یہ دونون معروف تلاش تھے زد کشمکش ہو رہے تھے کبھی افراط
بہرام کو نیچے پکڑ لاتا ہی بہرام صاف نکل جاتا ہی کبھی بہرام افراط کو پکڑ لاتا ہی تو وہ بھی دم بھر نیچے نہین بیٹھتا
صاف نکل جاتا ہی کبھی بہرام افراط کو پکڑ لاتا ہی تو وہ بھی دم بھر نیچے نہین بیٹھتا صاف نکل جاتا ہی جبرا کا

کشتی کا بندھا ہوا ہی جو زنبد پیچون کے ختم ہو رہے ہین اسی عالم مین وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے گیسوؤن کو بکھرایا
اور غم قیس سوز مین خیمۂ سیاہ برپا کیا دونون لشکرون سے واسطے سرداران فوج کے راوٹیان شمگیرے استادہ
ہوگئے وہین سب سامان عیش و نشاط مہیا ہوگیا لیکن بہرام و افراط بن تفرلیط مین ایک حالت سے
کہ نہ یہ اسپر غالب ہوتا ہی نہ وہ اسپر غالب آتا ہی الحاصل شب گذری فیصلہ نہوا دن بھر زور رہے پھر کوئی
نتیجہ نہ نکلا دوسری رات ہوئی یہانتک کہ تیسرا دن ہوا اب یہ کیفیت ہی دونون کی کہ زمکفر ارہے ہین کبھی افراط
بہرام کو تین چار قدم دوڑا لیگیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جھٹکا مارا ایک گھٹنا زمین سے آشنا ہوگیا کبھی بہرام افراط
کو دوڑا لیگیا اور ہکا مارا وہی صورت اسکی بھی ہوئی نیند کے جھونکے آرہے ہین سنبھل سنبھل کے لڑ رہے ہین کہانتک
گذارش کیا جاے کہ دیکھا افراط نے یہ معاملہ یکسو نہوگا بس ایک گھونسا بہرام کی کوکھ پر مارا کہ بہرام بیہوش ہوگیا
چاہتا تھا افراط کہ بہرام کو باندھکر لیجاؤن کہ شہریار کود پڑا اور ایک تھپڑ افراط کو مارا کہ نامردی کی لڑائی
رہتا ہی بہرام کو علیحدہ کردیا افراط کو یہ معلوم ہوا کہ سر دھڑ سے اڑ گیا حواس بجا نرہے لیکن پہلوانان
لاجورد شاہ شہریار پر آپڑے کہ جنگ دوسرے سے تھی تو کون دخل دینے والا تھا ادھر سے شہریار
کے لوگ آپڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی چونکہ لشکر کسی قدر فاصلے سے رہتے ہین وہ سردار جو کشتی کا تماشا
دیکھ رہے تھے اٹھ اٹھ کر لڑنے لگے شمائل خان بن خذائل خان کا قلماق اژدر خوار کا سامنا ہوا قلماق نے میل
فولادی شمائل خان پر مارا شمائل خان نے اٹھا سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن میل جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا میل جو سپر پر سے پھسل کے گرتا ہی تو شانہ شمائل خان کا نشانہ ہوا ہاتھ جھول
گیا مگر شمائل خان نے بھی داہنے ہاتھ سے گرز مارا کہ قلماق نے گرز میل پر روکا لیکن تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی ہاتھ قلماق کے تھرا اے گرز اچٹ کر میل پر سے قلماق کے کاندھے پر گرا ایک ہاتھ اسکا بھی جھول
گیا دونون زخمی ہوے ادھر فرزیل عقرب چشم اور گرتوس تبرزن کا سامنا ہوا فرزیل نے ساطور مارا گرتوس
نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ حربہ سپر سے کب رکتا ہی مانند گردہ نان کے ڈھال کو دو کر کے خود پر بیٹھا
فرزیل نے جھٹکا مارا کہ سر گرتوس کا زخمی ہوا اسی عالم زخمداری مین گرتوس نے وار تبر کا کیا کہ سپر فرزیل
کو دو کر کے سر فرزیل کا زخمی کیا فرزیل نے دستانہ مارا تبر سے نکالا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے
دونون کو غشی طاری ہوئی جھومنے لگے سیماب چپ گردان نے گولہ فولادی منجنیق مین رکھ کر چرخ دیکر جو مارا
جھیجتا ہوا اسپر قیلوس بلند بالا کے پڑا سر قیلوس کا زخمی ہوا یہ حربہ دور کا تھا قیلوس نے تیر چلہ کمان مین پیوستہ
کر کے جو مارا بازو سیماب کا زخمی ہوا یہ دونون بھی بیکار ہوگئے مریخ اختر چشم نے تلوار قیماس بلند آواز پر بھی پیم
قیماس نے سپر اٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو سر مین در آئی قیماس نے دستانہ مارا تلوار سر سے
نکلی اور جھپٹکر ہاتھ تیغ آبدار کا اس چالاکی سے مارا کہ سپر نہ اٹھنے دی سر مریخ کا بھی زخمی ہوا مندویل چپ گردن نے
ہامان میمون چشم کو ڈوکا ہامان نے ارہ پشت نہنگ را مندویل نے چاہا خالی دون لیکن اچھا سا زخم ران پر آیا
پلٹ کر اسنے بھی سارلیق ماری کہ کولا میمون کا بھی شکستہ ہوا شیرزادے شیر خشم سے اور پلنگ شیر سر سے سامنا
ہوا پلنگ نے نیزہ مارا کہ زرہ کو شیرزاد کی توڑ کر نکل گئی چاہا پلنگ لے کر اٹھا لون شیرزادے شیر خشم نے بڑی جرات
سے کام لیا کہ تلوار سے نیزے کو قلم کر کے وار تلوار کا کیا کہ سر پلنگ کا مجروح ہوا قیراط آدم خوار نے جو فیروزہ دیوانہ کو دیکھا
جھپٹ کر بغل مین فیروزہ حیدر انداز کو دبا لیگیا سینہ زخمی ہوا تا خون مین گوشت تک نچ کر چلا گیا فیروزہ نے ایک قیق

ماری اور جھپٹ کر چکت ماری کہ گوشت شانے کا قیراط کے اُڑا لیگیا قہرمان دیوانہ سے اور ہومان دیوانہ
سے سامنا ہوا ہومان نے قہرمان کا مُنھ چڑھا دیا قہرمان نے ہومان کا منھ چڑھایا ہومان دوڑ کر قہرمان
سے لپٹ پڑا اور چکت شانے پر ماری قہرمان نے ہومان کو کاٹنا شروع کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سگ دیوانہ
مصروف جنگ ہیں ارجاس مردم در سے اور مقصود مردم دزد سے مقابلہ ہوا چنگل چلنے لگے کہاں تک گذارش کیا
جائے کہ کل سردار شہریار کے اور اکثر سردار لاجورد شاہ کے زخمی ہوئے یہ رنگ دیکھکر لاجورد شاہ نے فوج کو شادی
کیا کہ اریان فرنگیوں کو جانے نپائیں فوج لاجورد شاہ مانند سمندر کے موج مار کر چلی اُدھر سپہسالار فرنگی
نے اپنے لشکر کو حکم دیا ادھر سے بھی لوگ باجے جنگی بجاتے ہوئے شان قواعد دکھاتے ہوئے چلے پہلے
تو اپنی اپنی طرف کے سرداروں کو میدان سے اُٹھایا کہ کوئی غش میں تھا کوئی نیم بسمل تھا کسی کا سر زخمی کسی کا
شانہ شکستہ بعد اُسکے باہم مصروف جنگ پیکار ہوئے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو دریائے زخار موجیں مار کر یکجا
ہوگئے کہیں تیغزنوں میں شور بگیر و بزن بلند تھا کوئی فتح یاب کوئی دردمند تھا ہر ایک کا دم بند تھا ہیں مانند جادہ راہ
عدم کے نمایاں تھیں چمک خرمن جان سکے واسطے برق جہندہ کی تاثیر رکھتی تھی جرأت کا یہ پھل تھا کہ سر تنوں
سے اُڑ اُڑ کر مانند ثمر پختہ گر رہے تھے آب آہن میں کشتی عمر طوفانی ہوئی تھی لیکن کشیدہ خاطری کج ادائی
کسی طرح نہ جاتی تھی کسی کے تیر انداز فاصلہ دیتے ہوئے روح ارجن کو شرمندہ کر رہے تھے جسم کو ترکش سمجھ کر تیر مار رہے
تھے آواز پر تیر سے صدائے فنا فنا چلی آتی تھی کمانوں کی کڑک سے زمین تھراتی تھی کوئی کسی طرف سہما ہوا تھا
کوئی کہیں گوشۂ عافیت ڈھونڈھ رہا تھا کہ اب کسی معبدگاہ میں بیٹھکر چلہ کشی کرینگے مگر نوکری فوج میں ہم کرینگے
کسی جا نیزہ باز عجب عجب انداز سے لڑ رہے تھے لڑائی کو طول دے رکھا تھا جنگ سے ہاتھ نہ کھینچے
تھے ایک ایک اپنے کو گیو و گودرز سے کم نہ جانتا تھا اُس غول میں نیستان کا سمان نظر آتا تھا ان
لوگوں کی موت بھی پروردگار نے عجب طرح کی معین کی تھی کہ نہ زمین میں نہ آسمان میں بالائے ہوا پھڑک
پھڑک مرتے تھے لاش زمین پر بیشک آتی تھی گویا موت انکو نشیب و فراز دنیا دکھلاتی تھی گرز بازوں میں زور دست
کر رہے تھے نعرے بلند تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ کٹ رہے ہیں آسمان پھٹ رہے ہیں ہر طرف تڑاقے کی صدا
بلند مرکبوں کے دل دردمند کسی طرف تبر بردار ایک دوسرے کے نخل حیات کو قطع کر رہے تھے جسم کو
اُن کندوں سے بھر رہے تھے کسی جانب کمند انداز جعل ساز باہم اُلجھے ہوئے تھے تقدیر کے دام میں پھنس
گئے تھے طائر روح قفس جسم میں زیست سے بیزار ایک دوسرے سے ہوشیار تھا کہاں تک بیان کیا جائے
اتنی بڑی فوج کی لڑائی آن واحد میں کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہوگئے ندیاں خون کی بہ گئیں کتنوں
کی تمنائیں دلوں میں رہگئیں ملک الموت کو قبض روح کرنے میں کیا کیا دقت پڑ رہی تھی عین گرمی جنگ میں
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا اور شہریار کا سامنا ہوا صلصال نے کہا او طفل بہت سر اُٹھایا ہے
تونے بہتر ہے کہ پھر جا میدان جنگ سے یہ معلوم ہوا کہ ہاں تو جری اور بہادر ہے لیکن ابھی ناتجربہ کار ہے سب سردار
تیرے زخمی ہو چکے لیکن طبل بازگشت نہیں بجاتا شہریار نے کہا تیرے لشکر کے سردار بھی تو زخمی ہیں تو ہی طبل
امان بجوادے صلصال نے کہا چھوٹا منھ بڑی بات ہم تیرے مقابلے میں طبل امان بجوائینگے شہریار نے
کہا اگر طبل نہیں بجاتا تو لا ضرب بہادری کی معلوم ہوا کہ تیری قضا دامنگیر ہے شہریار نے کہا نہیں جانتا تو مجکو کہ میں
ہما جہقران اعظم ہوں اور یہ امر شان صاحبقران کے خلاف ہے کہ میں پیشدستی کروں صلصال نے کہا مجھکو بھی پروا نہیں

کی ہوا لگ گئی تیر ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور نیزہ سینۂ شہریار پر مارا شہریار نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین
چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی بند بند چھٹنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانیں نکالے لڑ رہے ہیں یا دو تیر شہاب برابر سے
چلے ہیں کہاں تک بیان کروں کوئی تین سو طعن کی نوبت پہونچ گئی ہوگی کہ طیقور شیردل نے آواز دی کہ ای شہریار بس ابھی
تیرے دعوی صاحبقران اعظم ہونیکا ہی کہ ہاتھ سے اک گبر کے نیزہ ابتک نہ ہوائی کیا شہریار کو غیرت آئی خون شجاعت نے
جوش مارا آواز دی کہ او صلصال اب ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک بند اس پھرتی سے باندھا کہ صلصال کی سمجھ میں نہ آیا
نیزہ مانند تیر شہاب کے شست سے نکل گیا لشکر شہریار میں واہ واہ کی صدا بلند ہوئی صلصال نہایت خفیف ہوا اور پکارا کہ نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جان کہتے ہیں یہ کہکر وار تیغ آبدار کا سر
شہریار پر کیا شہریار نے پشت شمشیر پر تلوار صلصال کی روک کر اپنا وار کیا صلصال نے بھی وار شہریار کا رد کیا
تین چار ہاتھ چلنے پائے تھے کہ کڑک کر دو پیچے گرے اور صلصال و شہریار کو اٹھالے گئے شام ہو چکی تھی طبل
امان بجا دونوں لشکر اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سپہ سالار فرنگی مع سرداران زخمی داخل بارگاہ ہوا
زخمیوں کے ٹانکے لگوائے جانے لگے علاج ہونے لگا لیکن شہریار کے غائب ہو جانے سے سخت تردد تھا عیاروں
کو واسطے تفحص کے روانہ کیا ادھر لاجورد شاہ مع اہل سپاہ پلٹا آپ بالائے قیطول گیا سرداروں کا معالجہ شروع
ہوا لیکن وہ پیچے جو شہریار و صلصال کو اٹھا کر لے گئے تھے ایک صحرا میں اتارا دونوں متحیر ہوا سے بیہوش ہو گئے
تھے جس وقت ہوائے سرد صحرا کی لگی ہوش آیا ایکنے دوسرے کو دیکھا پھر لڑنے کا قصد کیا تھا کہ نعرے کی صدا
پیدا ہوئی کہ منم ملکہ شمامہ جادو دونوں نے گھبرا کر شمامہ کی طرف دیکھا شہریار نے تو نہایت غصے سے کہا تو کون ہی اور ہم
کیوں یہاں اٹھا لائی لیکن صلصال نہایت خوش ہوا شمامہ نے شہریار سے کہا کہ ای صاحبقران اعظم یہ سمجھ
رہا کہ تم صاحبقران ہو اور امیر ثانی سے بھی زور و طاقت میں چاہے زیادہ کیوں نہو لیکن مثل مشہور ہی کہ اکیلا
چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہی حمزہ کو پھر دیکھو کہ کبھی خود بھی مقابلہ کر لیتے ہیں ورنہ اور سردار لڑا کرتے ہیں کسی کو خلق کہیں
تابع کیا کسی کو بزور صاحبقرانی فرمانبردار کیا یہانتک کہ اتنی بڑی ثروت پیدا کی کہ اب ہر کوئی انکے مقابلہ کو جاتے
تھرّاتا ہی تم دونوں ابھی نہ لڑو بلکہ پہلے خدا پرستوں سے لڑ کر ملکہ کو چھین لو بعد اسکے آپس میں سمجھ لینا یہ نہیں خیال
کرتے ہو کہ اب منارس امیر میں داخل ہو چکی ہے جس وقت یہ خبر پہونچی کہ قلعہ کام نہنگ پر یورش ہی تمام خدا پرست
تیہیں ہونگے انسے جان بچانا دشوار ہو جائیگی نہ کہ آپس میں لڑکر اپنی قوت کو گھٹائے دیتے ہو خبردار اب
آپس میں لڑنے کا قصد نہ کرنا یہ صلاح شمامہ جادو کی شہریار کو بھی پسند آئی اور صلصال نے بھی قبول کیا لیکن
شہریار نے کہا کہ میں نے تو قلعہ پر یورش کرنے کو طبل بجوایا تھا لاجورد شاہ خود سد راہ ہوا شمامہ جادو نے کہا اس نے
بہت بڑی غلطی کی اب میں خود جا کر اسکو سمجھاتی ہوں اور تم اپنے لشکر میں جا کر سرداران زخمی کا علاج کرکے تیار رہو
یا جسطرح ہو ملکہ کو قبضہ میں لاؤ ورنہ یہ خوب سمجھ رکھو کہ حال اس جنگ کا طشت از بام ہو گیا ہی یقین ہی کہ حمزہ ثانی تک
خبر پہونچ گئی ہوگی خدا پرست چل چکے ہونگے راستے ہی میں ہونگے یہ کہکر کچھ سحر دم کرکے دستک دی کہ اک مرکب سحر پیدا ہوا شہریار
سے کہا کہ اپنے لشکر میں جاؤ یہ مرکب تمہیں پہونچا دیگا شہریار تو سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے آیا شمامہ جادو صلصال کو
لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے روانہ ہوئی یہاں لاجورد شاہ تخت پر بیٹھا ہی صحبت تخلیہ ہی کسی کے آنے کی اجازت
نہیں ہی چار جادوگرنیاں سامنے حاضر ہیں جنمیں لالہ رعد سامان خداوندی کا ہی نام ایک کا توسن جادو ہی کہ جو مرکب بنکر
سرداروں کو بالائے قیطول لاتی ہی اور نام دوسری کا گردونہ جادو ہی کہ جیسے سحر سے قیطول اڑ کر پہنچے

ہیں اور نام تیسری کا حسام جادو اور چوتھی کا صمصام جادو ہی کہ یہ دونون جس انتظام پر تعین ہین بروقت مقابلہ
لشکر امیر گذارش کیا جائیگا لاجوردشاہ اُن ساحران سے ساعات نیک دکھلا رہا ہی کہ کس وقت جنگ آغاز
کرون جو فتح پاؤن کہ یکایک اک برق چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو دیکھا تو شمامہ جادو مع صلصال
تخت سحر پر سوار موجود ہی لاجوردشاہ نے کہا ای خالا سے قدرت تسلیم شمامہ ہنسی اور دعا دیکر کہا کہ جسطرح تیرے
باپ کے دماغ مین خلل تھا اُسی طرح اب تجھکو بھی خبط ہو گیا ہی ارے بیوقوف ابھی خداوندی کرنیکے طریقے تو سیکھا ہی
کہ منم خداوند منم خداوند پکارنا شروع کر دیا لاجوردشاہ نے کہا پھر جیسا آپ فرمائین شمامہ جادو نے کہا کہ مین نے
شہریار کو سمجھا دیا ہی اب وہ تم سے نہین لڑیگا اگر اُسنے قلعہ پر حملہ کیا تھا تو تمھین سدراہ ہونیکی کیا ضرورت تھی کیونکہ
وہ استحقاق اُسکی سزا و جزا کا رکھتا ہی کہ ملکہ بہن ہی اُسکی اگر تمھین عشق چرایا ہوا تھا تو اتنا صبر کرتے کہ دیکھئے پردے سے
خدا پرستو نکے کل آتی پھر دیکھا جاتا اگر شہریار کے قبضہ مین وہ آجاتی تو کوئی رشک کی جگہ بھی نہین تھی کسی طرح کی بدگمانی بھی
نہین ہو سکتی کہ شہریار بھائی اُس کا اور ملکہ بہن اُسکی ہی بلکہ یقین ہی کہ تیری یہ جاہ و حشمت کہ دعوی خداوندی کا
کرتا ہی تو پیغام اپنا بھیجتا تو باپ اُسکا خود بخوشی منظور کر لیتا لاجوردشاہ نے کہا خالہ جان بیشک مجھسے غلطی ہوئی اب
مین بھی تقدیر کرتا ہون کہ جیسا آپ ارشاد کرتی ہین شہریار سے ہرگز مزاحم ہونگا بعد اُسکے شمامہ جادو نے وہ ہیکل جو
واسطے صلصال کے تیار کی تھی گلے مین صلصال کے پہنا دی اور کہا کہ بس اب اطمینان رکھ نہ تلوار تجھپر اثر کریگی
نہ تو کسی سے زیر ہوگا مگر خبردار جہانتک ہو سکے گی تُسے رہنا اس ہیکل سے بہت ہوشیار رہنا بعد اسکے کہا کہ
اب مین طرف چاہ بابل کے جاتی ہون کہ دن مجھپر سخت ہین اور اُسی وقت بیٹھے بیٹھے نظرون سے غائب ہو گئی واضح
راے ناظرین ہو کہ یہ لاجوردشاہ بن زبرجد شاہ ہی جسکی دمامہ جادو نے امیر سے مقابلہ کیا تھا جسکا ذکر تاریخ
جلد دوم مین ہو چکا ہی اور یہ ایک لاجوردشاہ بن لاہوت شاہ بن زمرد شاہ جسے زمرد ثانی بھی کہتے ہین وہ تقلما
سے لقا کا پوتا ہی لیکن شہریار نامدار جو مرکب پر سوار اپنے لشکر مین پہونچا خبر اہل لشکر کو ہوئی کہ آقا ہمارا آتا
ہی واسطے استقبال کے گئے اور شہریار کو پیشوائی کرکے بارگاہ مین لائے شہریار دنگل پر بیٹھا ملک پریسیا سے
فرنگی نے پوچھا کہ ای فرزند تم کہان گئے تھے شہریار نے سارا حال شمامہ جادو کا بیان کیا اور کہا کہ اب لاجوردشاہ
در انداز نہوگا کل مین دعا و اکرکے ملکہ کو لے آونگا لیکن مہتر طیفور شیردل سامنے حاضر تھا عرض کی کہ ای شہریار
اگر مجھے حکم ہو تو جاکر ملکہ کو چرا لاؤن سارا جھگڑا فیصل ہو جاے شہریار نے کہا تجھے اختیار ہی مہتر طیفور شیردل
اُسی وقت باسباب عیاری تن پر آراستہ کرکے طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ ہوا لیکن یہان ملکہ مہرناز پرور نے
نہنگ طوفانی کو طلب کیا اور کہا ای نہنگ ابھی تک تو پروردگار عالم نے بچایا کہ جسنے قلعہ پر دعا و اکیا
ایک دم ایک بلاے آسمانی اُسپر نازل ہوئی لیکن اب دل میرا زیادہ دھڑک رہا ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہی
اور نامہ برا بتک جواب خط پاس سے امیر حمزہ ثانی کے لیکر نہین پھرا نہین معلوم راہ مین کیا افتاد گذری
ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ خط پہونچتا اور امیر تشریف لاتے یا کسی کو براے مدد روانہ نہ کرتے لہذا میرے نزدیک
بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی اور کو خط دیکر روانہ کرو نہنگ نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسی وقت
ایک خط ملکہ کی جانب سے تحریر کرکے پاس امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے چور دروازے سے روانہ کیا
نامہ بر خط پگڑی مین باندھکر قلعہ سے نکلکر چلا حسب اتفاق جس راستے سے یہ قاصد چلا ہی اُسی طرف مہتر طیفور
شیردل بھی اس فکر مین مشغول رہا تھا کہ کیا کرون کیونکر قلعہ مین جاؤن کہ یکایک جانب قلعہ سے اک سانڈنی سوار کو آتے

دیکھا سمجھا کہ کچھ اسرار ضرور ہی ایک درخت پر جو اثنائے راہ مین واقع تھا چڑھ گیا اور منتظر بیٹھا جیسے ہی ناقہ سوار زیر درخت
ہو کر گذرا طیفور نے حلقہ کمند گلے مین اُسکے ڈال دیا ناقہ سوار بیگناہ بیچارہ گھبرایا کہ یہ آسمان پر سے کیسے پھانسی نکلی
گلا اسکا گھٹنے لگا ادھر طیفور نے ایک سرا کمند کا درخت مین باندھ دیا ایک سرا گردن مین ناقہ سوار کی پھنسا اونٹ
اسکا نہایت اصیل تھا فوراً رک گیا طیفور نے شتر پر تازیانہ مارا کہ وہ بلبلا کر بھاگا شتر سوار لٹک کر رہگیا دم بھر مین
پھڑک کر مر گیا اب طیفور نے سرا کمند کا جو درخت سے بندھا ہوا تھا کھول دیا کہ لاش اُس بیگناہ کی زمین پر گری آپ بھی درخت
پر سے اُترا اور پگڑی سے شتر سوار کی خط نکالا کھولکر پڑھا لکھا ہوا تھا کہ **یا حمزہ صاحبقران ثانی** بڑے تعجب کی
بات ہی کہ اب یہ کنیز ناموس مین شہنشاہ گوہر کلاہ کے داخل ہو چکی ہو اگر کسی طرح کی توہین میری ہوئی تو میری آبرو
ریزی آپ کی آبرو ریزی ہی یہان محصور کفار کا نرغہ ہی علاوہ اسکے بھائی میرا شہریار بھی ہمارے قلعہ پر دھاوے کر رہا ہی
تو کیسے شان پروردگار بھی کہ وہان لشکر لاجورد شاہ اور لشکر شہریار مین جنگ ہونے لگی ورنہ ابتک نہین معلوم
کیا انجام ہوتا اگر کوئی داخل قلعہ ہو جاتا تو مین اب تک ملک ہستی سے جانب عدم کوچ کر گئی ہوتی ایک عریضہ
قبل اسکے روانہ کر چکی ہون نہین معلوم حضور کو پہونچا یا نہین پہونچا مضمون نامہ دیکھکر طیفور شیر دل نے صورت
اپنی اس ناقہ سوار کی بنائی اور مکر دل مین تجویز کرکے طرف قلعہ کے آیا رومال ہلایا نگہبان جو دروازے کے متعین
ہین اس امر پر جو کوئی یہان سے جاے تا وقتیکہ پلٹ کر نہ آئے ۔ دیکھتے رہتے ہین دیکھا نگہبانون نے کہ ابھی
ناقہ سوار گیا تھا ابھی پھر پلٹ آیا یہ کیا معاملہ ہی دروازہ کھولکر اسکو بلا لیا جس وقت قاصد نقلی اندر قلعہ کے گیا نہنگ
طوفانی سے کہا کہ راہ مین قزاقون نے اونٹ میرا چھین لیا بمشکل اُنسے جان بچا کر مین واپس آیا ہون اب میرا
قصد ہے کہ جب تھوڑی رات باقی رہیگی اُس وقت یہان سے جاؤن نہنگ طوفانی نے کہا بہتر ہی قاصد نقلی نے
وہین قیام کیا لیکن جس وقت زلف لیلاے شب کمر سے بھی گذر گئی طیفور شیر دل جو بشکل قاصد بنا ہوا تھا اپنی
جگہ سے اُٹھا اور طرف دولتسراے ملکہ مہرناز پرور کے چلا دیکھا کہ لوگ سو رہے ہین ہر طرف نفیر خواب بلند ہی گلیون
مین سناٹا ہی کوئی آئند و روند نہین معلوم ہوتا ہی طیفور راہ طے کرکے جب قریب محل پہونچا ادھر اُدھر دیکھکر دیوار
پر کمند ماری اور چڑھ کر بسلسلہ کمند سے اندر محل کے اُترا ایک کونے مین چھپکر کھڑا ہو رہا حسب اتفاق سامنے
سے ایک کنیز بڑبڑاتی چلی آتی تھی کہ ہم باز آئے ایسی نوکری سے کہ نہ دن کو چین ہو نہ رات کو آرام ان امیرون کے
بھی کارخانے ہین کہ رات دن جاگا کرتے ہین نہ انکو نیند آتی ہو نہ بھوک لگتی ہی ہم لوگ محنت مشقت اسی
لیئے کرتے ہین کہ دو گھڑی آرام سے بیٹھین بی بی ہماری تمام رات جاگا کرتی ہین اپنے ساتھ اورون کو بھی جگاتی
ہین اس طرح کی باتین کرتی ہوئی ہوا سے شتابی آتی تھی طیفور نے جو اسکو دیکھا آڑ مین ہو رہا جیسے ہی
وہ عورت نکلی ہی ہو سے کرکے سامنے آگیا اسنے ایک چیخ ماری بس طیفور نے جلدی سے آٹھون حباب منہ پر
کھینچ مارے وہ بڑھیا تو بیہوش ہوئی لیکن اسکی چیخ کی آواز جو ملکہ کے کان مین پہونچی خواصون سے کہا
کہ دیکھو تو شاید صنوبر ڈر گئی اور باری داری جو حاضر تھین یہ سُنکر دوڑین یہان طیفور نے جلدی سے اس عورت
کو تو ایک کونے مین ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر زمین مین اس انداز سے لیٹ رہا کہ جو دیکھے یہ سمجھے
کہ بیہوش ہی لیکن وہ عورتین جو دوڑتی ہوئی آئین دیکھا کہ ساتھ والی زمین مین پڑی ہی لوا صنوبر لوا صنوبر کہہ
کہکے کئی بار پکارا کچھ جواب نہ آیا خواصون نے باہم یہ صلاح کی کہ اسے سامنے ملکہ کے لیجاؤ یہ مشورہ کرکے اُٹھا کر صنوبر نقلی
کو سامنے ملکہ کے لائین دیکھا ملکہ نے کہ دانت بیٹھ گئے ہین صنوبر بیہوش پڑی ہوئی ہی یہ حال دیکھکر حکم دیا کہ

کیوڑہ گلاب اسکے منھ پر چھڑکو کہ اسے ہوش آسئے اب کوئی کنیز کیوڑے کا قرابہ لیے چلی آتی منھ پر کیوڑا چھڑک رہی ہی
کوئی لخلخہ سنگھا رہی ہی کوئی بازو کسکر باندھتی ہی بعد کچھ دیر کے ایک مرتبہ صنوبر نے کروٹ لی اور آنکھ کھولکر دیکھا
ملکہ نے پوچھا بوا صنوبر کیسی ہو یہ کیا کیفیت ہوئی صنوبر نے جلدی سے پھر آنکھیں بند کرلین پھر ملکہ نے پکارا
کہ اری مین تیرے پاس بیٹھی ہون اور تو نے آنکھیں کھولکر پھر بند کرلین اب صنوبر نے ملکہ کو دیکھا جلدی
سے اٹھ کر بیٹھی ملکہ نے پوچھا کہ یہ تجھپر کیا حالت گذری تو نے کچھ دیکھا تو نہین صنوبر نے کہا بی بی کیا کہون
جیسے ہی مین مولسری کے درخت کے نیچے پہونچی مین بہت دنون سے سنتی تھی کہ اس درخت پر کچھ آسیب ہی رات
زیادہ گئی تھی دیکھا مین نے کہ ایک مردوا کالا کالا دو دانت بڑے بڑے آگے نکلے ہوے درخت تلے ننگا ناچ
رہا ہی بس مین نے ایک چیخ ماری پھر مجھے خبر نہین کہ کیا ہوا ملکہ نے کہا دیکھو تلاش کرو کہ وہ کون ہی عورتون
نے عرض کیا کہ بی بی یہ رات کا وقت درخت کا معاملہ اس طرح کی باتو نہین پڑتے ہین اسی مین تو کون بلا
ہو جاتا ہی ہمارا تو وہان جاتے دل تھراتا ہی خدا بچاے خدا جانے کیا اسرار کون آسیب تھا خاموش ہو رہیے
ملکہ بھی چپ ہو رہی حسب اتفاق شمون کے گل پڑے ہوے تھے ملکہ نے کہا صنوبر ذرا گل لیلو صنوبر بولی کہ بہت
خوب اور گلگیر لیکر شمعون کے گل کترنا شروع کئے اور نگاہین بچا بچا کر پروانہ مین بیہوشی اڑائی فقط دفع بیہوشی
اپنے دماغ پر پہلے ہی سے چڑھا لیا تھا اب جو پروانے جلتے ہین اور دھوان انکا منتشر ہوتا ہی ہر ایک پر غلبہ نیند کا
طاری ہوا ملکہ تو تکیہ پر سر رکھنے کے پہلے ہی سے سو گئی بعد کو اور سب تھا نہین بھی لیٹ رہین اب تو کیا طیفور نے
کہ میدان صاف ہی بس اسی وقت پشتارہ ملکہ مہر ناز پرور کا پشت سے لگایا اور کمند مار کر دیوار پر چڑھا اور ترقی کر
دیوار محل سے چلا آتے آتے قریب اس چور دروازے کے پہونچا دیکھا کہ دربان بیٹھے اونگھ رہے ہین دروازے
مین قفل دیا ہوا ہی طیفور نے رخ ہوا کا دیکھکر تھوڑی بیہوشی اڑا دی کہ وہ دربان اور بھی بیہوش ہو گئے آپ
وہان سے قریب آیا اور قفل کو توڑ کر دروازہ کھولکر مع پشتارہ ملکہ کے صاف نکل چلا گیا کوئی چار گھڑی رات
باقی ہوگی کہ لشکر مین اپنے پہونچ گیا اب اسنے یہ خیال کیا کہ اگر سامنے شہریار کے لیے جاتا ہون تو ایسا
نہو وہ غصہ مین آکر ملکہ کو قتل کر ڈالے اس سے بہتر یہ ہی کہ پاس ملک پر سیباے فرنگی کے لیچلون سیدھا
خیمہ ملک پر سیباے فرنگی مین آیا بادشاہ کو سوتے سے جگایا اور کہا کہ لیجیے یہ دختر بلدا اختر آپ کی موجود ہے
ملک پر سیباے فرنگی نے جو ملکہ مہر ناز پرور کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے طیفور میری یہ رائے
ہی کہ اسکو اسی وقت اسیر کرکے چند سوار تھوڑی فوج ساتھ کرکے طرف فرنگستان کے روانہ کردون
طیفور نے عرض کیا کہ رائے شہریار کی بھی لے لیجیے ایسا نہو کوئی پیچ پڑے تو الزام آپ کے سر رہے گا
ایسی حالت مین دوسرے کی رائے شریک کرلینا مناسب ہی پر سیبا نے حکم دیا کہ اچھا جا کر شہریار کو
بلا لو طیفور اسی وقت خوابگاہ شہریار مین آیا پاؤن دبا کر جگایا جب شہریار خواب غفلت سے ہوشیار ہوا طیفور
کو پاؤن دباتے دیکھا پوچھا اس وقت تو یہان کہان طیفور نے عرض کیا اے شہریار آپ کو آپ کے والد
ماجد بلاتے ہین اور مین آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ مہر ناز پرور کو لے آیا شہریار اسی وقت ساتھ مہتر طیفور کے
خیمہ ملک پر سیبا مین آیا باپ کو سلام کیا اور تلوار کھینچکر طرف ملکہ کے دوڑا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یہ کیا حرکت
تھی تیری ملک پر سیباے فرنگی نے ہاتھ شہریار کا پکڑ لیا اور کہا اے فرزند اسکی سزا ابھی کافی ہی کہ اسے مقید
کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے بھیج دیا جاے کیونکہ اگرچہ یہ ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے بھاگ گئی تھی

مگر ابھی تک کوئی فرق عصمت مین اُسکی نہین آیا ہی کیونکہ ان مسلمانون کا قاعدہ ہی کہ جبتک عقد نہین کر لیتے ہین کسی کی
آبرو نہین لیتے ہین شہریار باپ کے لحاظ سے خاموش رہا اور اسی وقت جو شہریان ہنگزیان طوق اسیری ملکہ کے
واسطے تیار رکھا تھا ملکہ کو پہنا کر ایک محافہ مین بٹھا کر ارجاس مردم در اور تمثال مردم در کو دعلا کہ سواری کی جہت
سے ساتھ کیا کہ اسی قلعہ بہارستان فرنگ مین پہونچا کر نگران حال رہنا اگر یورش مسلمانون کا ہو یا اور کوئی غنیم چڑھ
آئے تو ہمین اطلاع کرنا کیونکہ یہان رکھنا اس کا اب مناسب نہین ہی اُدھر تو لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اُسکی
فکر مین ہی اُدھر مسلمان آتے ہونگے ارجاس مردم در اور تمثال مردم در اسی وقت کوچ کر کے طرف قلعہ
بہارستان فرنگ کے روانہ ہوئے کہ انکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا لیکن اہل حال قلعہ کا بیان کیا جاتا ہی
کہ جب وہ وقت آیا کہ روشنی ستارونکی کم ہونے لگی چہرہ مہتاب جہانتاب کا فق ہوا ملکہ داغ بہ دل فراق لیلی شب مین
عازم گوشہ مغرب ہوا چراغ نفس سرد بھر بھر کر مانند شعلہ آہ بے اثر بھڑک بھڑک کر خاموش ہو رہے نسیم
صبح گاہی نے سوتے ہوؤنکو چھیڑ چھیڑ کر جگانا شروع کیا شاہ خاور نے جانب مشرق آسمان سے طلوع کیا اہل
قلعہ ہوشیار ہوئے نماز صبح سے فراغت کی وہ کنیزین ملکہ کی جو بیہوش پڑی ہوئی تھین اثر بیہوشی دفع ہونے کی
وجہ سے چونکین ایک نے دوسری کو دیکھا اور کہا کہ بندی تو کیسی بیہوش سوتی ہی نوکری نہوئی خالہ جی کا گھر ہوا
ابھی ملکہ اُٹھ بیٹھین اور تجھکو سوتے دیکھ لین تو کیا کہین اُسنے جلکر جواب دیا کہ ہمین تو کہتی ہو تم کیا جاگ رہی تھین
ایک آدمی نے ملکہ کی مسہری کیطرف دیکھا ناک پر انگلی رکھکر حیرت کی ادا دکھا کر بولی کہ ای ہی غضب ہوا معلوم
ہوتا ہی ملکہ حوائج ضروری سے فراغت کرنے اکیلی چلی گئین دیکھو مسہری پر کہان ہین لو سچ تو ہی ایک سرے سے
سب سو گئے آج ملکہ بہت خفا ہونگی خدا اُنہین زندہ و سالم رکھے کہ ہماری تکلیف کا خیال کیا کسی کو جگایا نہین ایسے
مالک ہوتے کاہے کو ہین مگر جب مالک ایسا خیال کرے تو ہم لوگونکو بھی اُسکا خیال ویسا ہی کرنا چاہیے ایک نے
کہا چلو خیر جو ہوا سو ہوا دیکھو تو ملکہ ہین کہان ہاتھ منہ دھلائین اگر کچھ انکے دل مین کدورت ہوگی بھی تو دفع ہوجائیگی
کوئی لوٹا لیکر بیت الخلا کی طرف دوڑی کسی نے سگا دان جلدی سے لاکر تخت پر رکھا کوئی بچھونا جھاڑنے لگی باسی
پھول چن چن کر بستر سے علیحدہ کئے ایک قریب بیت الخلا کے پہونچکر بی بی بی بی کہکر پکارنے لگی جب کچھ
جواب نہ آیا سمجھی کہ ایسی جگہ بیٹھکر تمیزدار لوگ منہ نہین کھولتے بات نہین کرتے ہین منتظر ہو کر کھڑی ہو رہی لیکن
ایک آدمی اُدھر بھی نکلی کہ جہان صنوبر اصلی بیہوش پڑی تھی اُسکا بھی اثر بیہوشی دفع ہو چکا تھا مگر چونکہ سن رسیدہ تھی
سہمی پڑی تھی پکارا کہ بوا صنوبر ای تم یہان کہان پڑی ہو ابھی رات کو تمہین اُٹھا کرے گی ہوشیار کیا اسوقت
پھر تم اُسی حال سے یہان پڑی ہو کیا تم پھر ڈر گئین ایک بار تو یہ کیفیت گذر ہی چکی تھی تمہین پھر یہان آنا کون
فرض تھا وہ گھبرا کر اُٹھی اور کہا کہ مین رات سے یہین پڑی ہون میری کسی نے خبر بھی نہ لی یہان تو سب عورتین
ناقص العقل ہین یہ آپس مین باتین کر رہی ہین اتنا ہوش کسیکو نہین کہ بھلا شاہزادی اکیلی کیا جا سکتی ہی
امیرون کی عادتین خراب ہو جاتی ہین اُنسے کہان ممکن ہی کہ لوٹا ہاتھ مین لیکر بیت الخلا جائین جب سیکڑون
آدمی خدمت کو موجود ہین تو کیا ایسی پڑی ہی کہ وہ تنہا جائینگی آخرکار یہ بھید یون فاش ہوا کہ طیفور کمندانی
دیوار پھاندتا گیا تھا دوسرے یہ کہ چور دروازہ کے نگہبان جو ہوشیار ہوئے دروازے کو کھلا پایا دوڑتے
ہوئے خدمت مین شہنگ طوفانی کے آئے کہ معلوم ہوتا ہی وہ شخص جو رات کو آیا تھا وہ دروازہ کھولکر
چلا گیا اگر ہم لوگ ہوشیار رہتے تو جگا لیا ہوتا ایک آدمی نے جو دروازہ محل پر کمند آویزان دیکھی یہ ماجرا بھی

نہنگ طوفانی سے بیان کیا اتنا سن نہنگ طوفانی گھبرایا اور کہا حال ملکہ عالم کا تو دریافت کرو قرینے سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ شتر سوار نہ تھا بلکہ کوئی عیار مکار تھا ایک خدمتگار نے دروازہ محل پر آکر محلدار کو پکارا اور کہا ملکہ سے
کچھ عرض کرنا ہے کہدو نہنگ طوفانی امیدوار باریابی ہے محلدار نے کہا سب عورتیں تمام گھر کے جا بجا لیتی پھرتی ہیں
کونا کونا ڈھونڈھ مارا لیکن کہیں ملکہ کا پتہ نہیں لگتا اس ملازم نے آکر نہنگ طوفانی سے بیان کیا نہنگ کو
یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ کو چرا لے گیا نہنگ سر پیٹنے لگا کہ افسوس اب میں شہنشاہ گوہر کلاہ کو کیا منہ دکھاؤنگا
اور قصد کیا کہ تلوار کھینچکر اپنے کو ہلاک کردن ایک آدھ شیر نے سمجھایا کہ اے نہنگ اس سے کیا حاصل ہوگا کوئی
ملکہ تو ہاتھ نہ لگ جائیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ ہرکاروں کو واسطے تفحص کے روانہ کرو کہ کون لیگیا ہے کس
سمت ہے اگر شہریار کا عیار لیگیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے زیادہ تردد کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اسکا بھائی ہے جس وقت شہنشاہ
گوہر کلاہ یا امیر عالی جاہ آئینگے پھر لڑکر چھین لینگے ہاں اطلاع دینا خدمت امیر میں ضروری ہے اور اگر
عیار زبرجد شاہ لے گیا ہے تو کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھکر نام خدا کا لیکر پچیس لاکھ فوج پر جا پڑو کہ اس مرنے میں
بھی نام ہے علاوہ اسکے وہ بہن ہے شہریار کی کیا اُسے غیرت نہیں ہے جس وقت یہ راز اسپر ظاہر ہوگا کہ اہالیان قلعہ
کام نہنگ برائے رہائی ملکہ لاجورد شاہ سے لڑ رہے ہیں یقین ہے کہ یہ لشکر آپہنچے گا پھر برابر کی جنگ
ہوگی کہ ہم تم موقع پائینگے تو ملکہ کو لیکر اسی طرف خدمت امیر با توقیر میں چلے جائینگے نہنگ طوفانی کو
یہ رائے پسند آئی اور ہرکاروں کو واسطے خبر کے روانہ کیا کوئی پہر دن چڑھا ہوگا کہ آکر نہنگ طوفانی سے بیان
کیا کہ طیفور رشیدل عیار شہریار نامدار ملکہ کو چرا لیگیا تھا اب پر سیاہ فرنگی نے اسکو اسیر کرکے دو سردار زبردست
دو لاکھ فوج کی جمعیت ساتھ کرکے طرف قلعہ کام نہنگ کے روانہ کردیے ہیں نہنگ طوفانی نے اسی وقت
چوردروازے کو وا کیا اور فوج نکلکر تعاقب میں ارجاس مردم در اور تشال مردم در سے روانہ ہوا کہ اب
وہیں لڑ بھڑ کر یا تو ملکہ کو چھین لائینگے یا جان دی دیکھیے کس وقت پہنچتا ہے لیکن یہاں صبح کو لاجورد شاہ
بن زبرجد شاہ تخت خداوندی پر بیٹھا تھا سرداران زخمی کا علاج ہو رہا تھا کہ ہرکاروں نے بعد عادتنا بجالانے
کے عرض کی کہ رات کو عیار شہریار ملکہ کو گرفتار کرلایا اور اب اسکو اسیر کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ سے
روانہ کیا ہے یہ سنکر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے صلصال سے کہا کہ اے خان اعظم اگر ان لوگوں سے خداپرستوں
نے پھر چھین لیا ملکہ کو تو ہاتھ آنا دشوار ہے میری یہ رائے ہوتی ہے کہ تمہیں بھی کسی سردار زبردست کو تعاقب میں
روانہ کروں کہ اگر خداپرست ملکہ کو چھین لینے کا قصد کریں تو وہ ان سے مقابلہ کرے اور اگر کوئی اور ہو تو یہ سرداران
شہریار لڑکر ملکہ کو چھین لیں صلصال نے کہا بہت مناسب ہے میری بھی یہی رائے ہے یہ سنکر لاجورد شاہ نے آواز دی کہ اے
بندگان میں جسکو خداوند کو اپنے خوش کرنا منظور رہا ہو اور رہنا چاہتا ہے کہ خداوند عمر کو اسکی دراز کردے تقدیر اسکی بھی اچھی کرے وہ اس
کار نیک پر کمر ہمت کو چست باندھے یہ سننا تھا کہ خونخوار مرغ پیشانی کہ زخمی نہ ہوا تھا اور بہت بڑا سردار تھا ساٹھ تیر سوسن کی چوب بست
باندھتا ہے اپنے دنگل سے کود پڑا اور کہا کہ یہ بندہ گنہگار اس خدمت کو بجا لائیگا اور مجھے اسلیے خداوند سے
مرتبہ عالی پائیگا اور اسی وقت آستان عبودیت کو چوم کر توسن پرآن پر سوار ہوکر قسطول سے
اترا اپنے لشکر میں آیا اور پانچ لاکھ فوج جرار کی جمعیت سے طرف بہارستان فرنگ سے روانہ ہوا کہ
دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے ادھر اکسیر برق رو کوہ بالا سے کوہ میم تھا حال ملکہ سے آگاہ ہوچکی یہ بھی
اپنے بارہ ہزار قزاقوں سے کوچ کرکے چلا ہے۔

اب یہان سے چند کلمے داستان سطوت بیان شوکت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ عالی شان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد انتقال ملکہ گلشن آرا بانو اکثر بیٹھے کلام مجید و فرقان حمید کی تلاوت کیا کرتے ہین کبھی ثواب اسکا روح ملکہ مہر نگار کو کبھی روح گلشن آرا بانو کو کبھی نام قباد و شہریار کو بخشتے ہین کبھی انجام دنیا پر نظر کرکے رو یا کرتے ہین لندھور بن سعدان کی یہ حالت ہے کہ واسطے دل بہلانے کے ادھر ادھر کی باتین کیا کرتے غم امیر کا ٹالتے ہین اکثر کلمہ زبان پر لاتے ہین کہ وقع مین فقیری مین جو لطف ہے بادشاہی مین وہ مزا نہین ہے کہ غم درد و غم کا لا میرجی چاہتا ہے کہ سلطنت ہندوستان پر خاک ڈالون اور ہر وقت خدمت بابرکت مین حاضر رہا کرون امیر فرماتے ہین کہ سچ ہے ای لندھور اگر غور کرکے دیکھو تو یہ ایک سرا ہے اگر ہزار برس بھی یہان رہے تو پھر ایک روز کوچ کرنا ضرور ہے اگر تمام عمر فرش قاقم و سنجاب زیر قدم رہا ہے تو پھر ایک روز بستر خاک پر لیٹنا ہوگا اگر ہر وقت صدہا ہزارہا آدمی خدمت مین فرمانبردار رہ چکے ہین لیکن انجام یہی ہے کہ گوشہ قبر ہوگا اور تنہا ہوگے جو لوگ ہمسے تمسے پیشتر گذر چکے ہین انپر غور کرو کہ کیسے کیسے جاہ و جلال سے عمر بسر کی لیکن اب نشان قبر پر کوئی فاتحہ پڑھنے بھی نہین جاتا وہ وہ متکبر کہ جنھون نے کبھی خدا کے آگے بھی سر نہین جھکایا انکو خاک مین ملا ہوا پایا بموجب شعر پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے ✦ کاسۂ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے یہان یہی باتین تھین کہ اکبار ہوا ے تند چلی اور ایک ٹکڑا ابر خفیف نظر آیا دیکھا کہ آن واحد مین وہ ٹکڑا ابر کا روے زمین پر آیا اب جو غور سے دیکھا امیر نے تو ایک دیو سر جھاڑ منہ پھاڑ ایک خط ہاتھ مین لیے سامنے قریب آکر امیر کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ ای تندک خیریت تو ہے اس وقت کیونکر آنا ہوا اور مزاج ملکہ آسمان پری کا کیسا ہے تندک نے عرض کیا کہ جیسا کچھ ہے اس خط کے ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوجایگا امیر نے خط اپنے ہاتھ مین لیا اور لفافے کو چاک کیا بعد القاب و آداب مناسب یہ تحریر تھا کہ او آدم زاد بے مروت تو تو خانہ کعبہ مین اطمینان سے زندگی بسر کرتا ہے ہم تیرے ساتھ نکاح کرکے زندگی بھر کے واسطے مصیبت مین پھنس گئے ہین ہم تو مون سے عداوت محل لی سچ کہا ہے کہ آدم زاد بڑے بیمروت ہوتے ہین تین ماہ کا زمانہ ہوا کہ فرزند تمہارا سلیمان اعظم بیمار ہے عجب طرح کی تپ ہے کہ عبدالرحمن جنی علاج کرتے کرتے عاجز آگئے لیکن کوئی دوا تاثیر نہین دکھاتی بیماری روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے اب سوا پروردگار عالم کے کوئی بھروسا نہین ہے ہم اس حال پر ملال مین مبتلا ہین اور دیو کرار دفرار لسپان گزیت بن قہقہہ پانچ لاکھ دیوون سے چڑھ آئے ہین قریشہ نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوئی اب قریب ہے لشکر شکست کھائے اگر تجھکو کچھ غیرت ناموس ہے تو آکر ہماری خبر لے ورنہ انجام کار یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جان کا جانا تمہارے ہاتھ سے بدا ہے خیر جو کچھ تقدیر مین ہو جس وقت امیر مضمون نامہ سے آگاہ ہوے لندھور سے فرمایا کہ دیکھتے ہو اس عورت کی تند مزاجی کہ انداز تحریر سے بگاڑ ٹپک رہا ہے اور خط پڑھکر لندھور کو سنایا بعد اسکے فرمایا کہ اس گوشے کو گوشہ عافیت سمجھکر پناہ لی تھی مگر نہین معلوم کہ خاک ہماری کہانکی ہے کہ یہان بھی بیٹھنا نہین ملتا اب ایسے وقت مین کس طرح روگردانی کرون اور کیونکر براے مدد نجاؤن لندھور نے عرض کی کہ حضور بھلا کہین ہوسکتا ہے غیرت کب اس امر کی متقاضی ہے کہ ملکہ آسمان پری ایسی آفت مین مبتلا ہون اور آپ خبر نہ لین جبکہ حضور نے قربتہً للہ غیرون کے واسطے جان لڑادی ہے تو یہ معاملہ تو اپنا ہے

اور ناموس کا معاملہ ہے امیر نے فرمایا کہ اے تنتدک میں چلنے کو موجود ہوں لیکن کوئی سواری بھی پڑا نے عرض کی
کہ حضور سواری میں ہمراہ لیتا آیا ہوں ہنوز حرف ناتمام تھا کہ جانب فلک سے ایک تخت پیدا ہوا کہ چار دیو
اس کو اٹھائے ہوئے تھے امیر مع لندھور تخت پر بیٹھے لیکن عمرو نے کہا حمزہ میں اپنے فرزند کے ساتھ
چلونگا یہ کہکر تنتدک سے فرمایا کہ بیٹا تو مجھے گردن پر سوار کرلے تنتدک نے خواجہ کو اپنی گردن پر بٹھا لیا اور
یہ سب طرف پرستان کے روانہ ہوئے دیکھا چاہیے کہ کب پہونچتے ہیں

اب دو کلمے داستان ارجاس مردم در اور تمثال مردم در کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہ دونوں قید ملکہ مہر ناز پری کی بیکر طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے چلے تھے کوچ اور مقام کرتے ہوئے
برابر چلے جاتے تھے ملکہ کی یہ حالت تھی کہ وہ جسم نازک کہ جسکو بسبب فرط نزاکت کے ہوا بے تند ناگوار گذرتی
تھی اگر کبھی بے اختیاری کے ساتھ زلف جھونک کھاکر لٹک پڑتی تھی تو بوجہ اسکا کمر تک پہونچتا تھا کہ کمر تک
بل کھا جاتی تھی بموجب شعر کمر تک جو زلف چلیا گئی ٭ نزاکت پکاری بلا آگئی ٭ آج اسی جسم نازک پر
قید کا بار ہے اگرچہ طوق جو گلے میں ملکہ کے ڈالا گیا ہے طوق آہنی نہیں بلکہ خاردار ہے مگر وہ نازک گلا کہ جس سے
سرخی خون کی ہویدا رنگ دلکش پیدا ہے اس سے اس طوق کا بار بھی کب سنبھل سکتا ہے گردن جھکی ہوئی بلکہ درد گلو
کی شکایت پیدا ہو گئی بموجب شعر کے ۔ اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن میں ٭ پہنائے طوق منت کے
پہلے میری گردن میں ٭ یا وہ حالت کہ جبین اگر کبھی ہار پھولوں کے پہنے لیں تو یہ معلوم ہوا کہ صورت اسیری رونما
سامنا ہے آج یہ ظلم ہم پر بجا ہے کہ اسمیں ہتکڑی ہے ساعت کڑی ہے سخت گھڑی ہے وہ پاؤں جنکو زیور معمولی بھی قید
شدید کی ندن سی زرم چیز شدید معلوم ہوتی تھی آج چند دن چڑھا کر جو بیڑیاں پہنا دیگئی ہیں تو پاؤں کا پھیلانا اور سمیٹنا
ناگوار گذرتا ہے بھلا چلنے کو کون کہے ملکہ بار بار جانب فلک دیکھتی ہے اور کہتی ہے حقیقت میں محبت کا انجام
یہی ہے نہ کسی سے دل لگاتی نہ جان آفت میں پھنساتی وہ ہاجو میں یہ جانتی کہ بیت سے کے دکھ ہوتے ہیں
مگر وصف صحرا سے یہی کہ بیت کرسے نہ کرے ٭ مگر اب تو جو کیا وہ کیا جان سے جائینگے مگر الفت سے باز
نہ آئینگے کبھی یاد میں شہنشاہ گوہر کلاہ کی یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتی ہے دل کو سمجھاتی ہے غزل

ظلم آپ نے نہ چرخ ستمگار نے کیا
سایا تیرے مکان کی دیوار نے کیا
مایوس ایسا تھا جو سحر کی اذان سنی
احسان وہ ہم پر بھی تلوار نے کیا
دل بھی کشیدہ مجھسے ہے الفت میں آندنو

جو کچھ کیا وہ میرے دل زار نے کیا
چھوٹے جفائی چرخ سے سب مل کے آ ملے
اک سجدہ شکر کا ترے بیمار نے کیا
آنکھوں میں لک اٹھے نکلتے نکلتے دم
جنبہ انکا میرے طرف دار نے کیا

چلتے ہوئے یہ دھوپ میں آیا ترے کیسے
نشتر کا کام مرہم زنگار نے کیا
سر جھکے ہارے نہ اب اٹھیگا تا بہ حشر
اچھا سلوک حسرت دیدار نے کیا

اس اس طرح کے اشعار عشق آمیز
جنون انگیز دل ہی دل میں پڑھتی ہے اور اپنی بے بسی پہ مجبور ہو کر روتی ہے کہ کوئی آشنا بھی نہیں کہ اُس شہریار
عالی وقار سے میرے حال پر ملال کی اطلاع کرے شعر قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بری ہائے کسے زنگی ہاتھی دوری
خبری ٭ الحاصل بالہراحل وقطع منازل کرتے ہوئے ملکہ کو ہمراہ لئے ہوئے یہ دونوں سردار ملازمان شہریار
طرف ملک فرنگ کے چلے جاتے ہیں ناگہان وہ وقت بھی پہونچا کہ قافلہ نور نے دنیا سے کوچ کیا
اور کاروان ظلمت نے خیمہ سبز میں آکر آرام کیا فوج انجم سبزہ زار فلک پر قیام پذیر ہوئی ارجاس مردم
در و تمثال مردم در نے ایک صحرا میں پہونچکر خیمہ بر پا کئے رات بآسائش تمام بسر کی لیکن جب وہ وقت آیا کہ

ماہ تاباں نے خیمہ شب اکھڑوا کر طرف مغرب کے کوچ کیا ارجاس مردم در اور تمثال مردم در نے بھی فوج کو حکم دیا
کہ پیش خیمہ چار روانہ ہو سب مسلح و مکمل ہو کر عازم سفر ہوئے ہنوز کوس رحلت پر چوب نہیں لگی تھی کہ یکایک
پردۂ بیابان سے تتق گرد خفیف بلند ہوا آن واحد میں دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور آواز بوق پیدا ہوئی اور نعرہ
ہوا کہ منم اکبر برق رو بن اسد دلاور کہ گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بروی نعرہ کرکے بارہ ہزار
قزاقوں نے فوج پر آپڑے اور آواز دی کہ اے یاران بزنید و بہ خیمہ ہا بگیرید یہ سننا تھا کہ تمام قزاق ٹوٹ
پڑے اور قتل کرنا شروع کیا عجب طرح کی لڑائی ان سب کی ہے کہ جہاں کسی زبردست سے سامنا پڑا اور انھوں
نے بوق کو دم دیا گھوڑا اُس کا بے لگام ہوا اور اسی جگہ پالی اور تلوار ماری غضب کے گھوڑے ہیں کہ وار خالی ہی نہیں
جاتا اُن کے گھوڑے عادی ہیں ایک نہیں ہزار بدلے گئیں لیکن کوئی تک نہیں بدلتے لیکن عین گرمی جنگ میں
اکبر برق رو کا اور ارجاس مردم در کا سامنا ہوا ارجاس نے تلوار ماری اکبر برق رو نے خالی دیکر تلوار ایک
ارجاس پر ماری گردن مرکب کی قلم ہوئی اور مرکب نے چیخ مارا مرکب آتشبازی ہو گیا ارجاس مع توسن زمین پر
غلطاں و پیچاں گرتے گرتے ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے تمثال مردم در نے کہا او دیوانے غضب کیا
تو نے کہ بھائی کو میرے مارا کہاں جائے گا بچ کر میرے ہاتھ سے یہ کہکر سیل فولادی اکبر برق رو پر مارا اکبر نے
وار اس کا بھی خالی دیکر کمر کو بچا کر جو سر کا ہاتھ مارا تلوار تا دو ابرو اتر گئی اپنے دستانہ مار تلوار کو کھینچا کر سر سے نکلی
لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی لیکن اکبر برق رو بہ بس پڑا آن واحد میں کئی زخم
تمثال کے بھی آئے اہل فوج درمیان میں آ گئے مالک کو اپنے بچالے گئے اب اکبر برق رو طرف محافہ
ملکہ کے چلا کہ کسی طرح لیکر محافہ کو نکل جاؤں لیکن دو لاکھ سوار کا یورش ہے جان بچا کر تنہا نکل جانا تو ممکن نہیں
تھا کہ محافہ کو قبضہ میں کرنا کہاں ممکن ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ ہم
گرد بر آسمان رسیدہ و پاسے گرد در زمین پیچید صاحب نظران سمجھے کون آیا اور کسکی مدد کو آیا کہ یکایک ہوا نے
مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ
پھریرے پر ہر علم کے تعریف لاجورد شاہ بن زرجد شاہ مرقوم تھی آگے آگے فوج کے ایک پہلوان زبردست
گرگدن مست پر سوار برچھا ہاتھ میں تانے ہوئے مرکب کو اڑاتے چلا آتا ہے عقب میں فوج دریائے فوج در فوج زوج
فوج گھوڑوں پر کوشت توڑتے چلے آتے ہیں لیکن اس گبر نے پہونچتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے گروہ غدارستان
ہوشیار باشید کہ منم خونخوار تیغ پیشانی برا قلم کے نتے کر رکھا ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اور آپڑا قزاقوں کو قتل کرنا
شروع کیا اس ملعون کو تو یہی حکم دیا تھا لاجورد شاہ نے کہ اگر مسلمان آجائیں تو انسے مقابلہ کرنا ورنہ ذریعوں سے
لڑ کر ملکہ کو چھین لانا جب یہ دیکھا اسنے کہ جنگ مسلمانوں سے ہو رہی ہے یہ بھی نعرہ کرکے آپڑا اور لڑنے لگا قضائے کار
اکبر برق رو اور اسکا سامنا ہو گیا اکبر برق رو نے تلوار ماری خونخوار نے وار اکبر کا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ
آبدار کا مارا اکبر برق رو نے اٹھا کر سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغہ خونخوار کا پانچ سو من کی ضرب ہو کہیں اس
سپر سے رکتا ہے سپر کو دو کر کے خود پر بیٹھا جھٹکا جو مارا تا دو ابرو اتر گیا اکبر برق رو نے دستانہ مارا تیغہ تو نکل
سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے عجب حال ہوا تمام جسم خون سے لال ہوا اب بلک بلک کر
قزاقوں نے کہا ابھی سب کمسن ہیں اور اکبر برق رو بھی بچہ ہیں گو کہ شیر کا بچہ ہے اس وجہ سے انہیں ڈر تھا
ہے ہر ایک پر جا پڑتا ہے اب وقت سخت جو آپڑا ہے مددگار عالم کی طرف رجوع کی اور بلک بلک کر دعا کرنا

شروع کی کہ ای کس بیکسان وای یاور غریبان ای کارساز ای بے نیاز اس وقت مشکل میں ہو کر جاری ہنوز دعا تمام نہ کی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور نہنگ طوفانی چالیس ہزار سوار سے پہونچا لیکن کہ ایک لاکھ کا فوج میں گھرا ہو اب ہے چند آدمی گئے اور اُسکے ساتھ والے بھی حنیس تنہا اپنی فوج کے ریلے سے بچنا دشوار ہوتا ہے نکل نہیں سکتے لیکن بے اور شجاعت سے بچا تا کہ یہ سب خدا پرست ہیں پس یہ بھی نعرہ کرکے گرا اور لڑنا شروع کیا اگرچہ اُسکے ساتھ بھی چند کس تھے مگر سب تازہ دم تھے کہ ایک بار اور تیغ کر بلند ہوا پھر سب نگران ہوے کہ اب کسکی کمک آئی لیکن جس وقت گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار لیکے چلا آتا ہے نقابدار بھی نعرہ کرکے گرا اور لڑنا شروع کیا اب قریب ایک لاکھ کے مسلمان بھی ہیں اور سات لاکھ کفار کے لوگ ہیں جسمیں دو لاکھ فرنگی اور پانچ لاکھ لاجورد پرست لیکن گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے خوب تلوار چل رہی ہے ہر طرف سے آوازیں بگیر و بزن کی بلند ہیں لیکن یہ روانہ ہونے خونخوار پریشانی کے جب خبر شہریار کو ہوئی ہے تو شہریار نے بھی شمائل خان بن جذائل خان کو کہ یہ کم بھی نقابلہ شاہزادہ کے قریب نعیت تھا دوسرے روز روانہ کیا تھا کہ اسکا بھی کہ بعقب ہو گا یہاں تلوار چل رہی تھی نقابدار گوہر پوش نے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار کردیے اُدھر نہنگ طوفانی نے اس دریا سے آہن میں مانند شناور کے پیرنا شروع کیا کہ سات لاکھ فوج ہے کہاں تک قتل کریں لیکن خونخوار استارہ پیشانی نے اپنے سپہسالار کیوان تیرہ رو سے کہا کہ تو ملکہ کا محافہ لیکر آگے نکل چل میں یہاں ان لوگوں کو روکے ہوے ہوں کیوان اشارہ خونخوار کا پاکر تیغ بکف اور محافہ ملکہ کے چلا پہلے تو لوگوں نے فرنگستان کے اُسے نہ ٹوکا کیونکہ یہ تو آہن کی طرف سے مقابلہ خدا پرستان جنگ کر رہا تھا کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ اور ارادے سے آتا ہے لیکن جب قریب محافہ کے پہونچ گیا تو ملازمان تمثال مردم ورنے روکا کیوان نے دو چار کو قتل کیا اور محافہ ملکہ کا لیکر طرف لشکر لاجورد شاہ کے چل نکلا یہاں سات لاکھ فوج کی جمعیت کسی کو کیا معلوم کہ محافہ ملکہ کا کب نکل گیا سب جنگ کر رہے ہیں اور نقابدار گوہر پوش ہر طرف نعرہ دوڑاتا ہے مگر کسی طرف پتا نہیں پاتا ہے یہاں تو سب اس رنگ میں ہیں لیکن کیوان محافہ ملکہ کا لئے ہوے جاتا ہے اور اُس طرف سے شمائل خان بن جذائل خان آتا ہے تتق گرد جو نظر آیا شمائل خان نے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کیا عیار گیا اور بعد کچھ دیر کے آکر عرض کیا کہ کیوان تیرہ رو محافہ ملکہ کا لئے ہوے طرف لشکر لاجورد شاہ کے جاتا ہے بس یہ سنتا تھا کہ اس نے کہا ایک نشہ دوشد اور اُسی وقت برابر سد راہ ہوا اور پکارا او کیوان کہاں جاتا ہے ٹھہر بس اب قدم آگے نہ بڑھانا لا محافہ ملکہ کا میرے حوالے کر اور چلا جا سامنے سے میرے کیوان پکار اٹھا جھک ملتا ہے اگر کچھ دعوی بہادری کا ہے تو محافہ ملکہ کا چھین لے مجھسے یہ کہکر محافہ ملکہ کا میدان میں رکھوا دیا اور خود مقابل ہوا شمائل خان نے کہا لا قرب بہادری کی کیوان نے نیزہ مارا شمائل خان نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنیں چلنے لگیں برچھیوں کے پھلوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں کوئی پیاسی طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ شمائل خان نے نیزہ ہاتھ سے کیوان کے ہوائی کیا کیوان پکارا او ہندی غضب کیا تونے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر کھینچ کر تیغ آبدار سر شمائل خان پر وار کیا شمائل خان نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا کیوان نے اٹھا کر سپر کو جسے کی پناہ کیا لیکن تیغ فگر دار تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوے اور چار انگل کا زخم سر میں آیا کیوان نے دستانہ مارا تیغ چھینا کر سر سے لگا غشی طاری ہوئی یہ حال دیکھکر لوگ

کیوان کے ٹوٹ پڑے اپنی جانین دین لیکن کیوان کو بچایا طاقت کیوان مین لڑنے کی نہتی اسکو اٹھا پر ڈال
لیا اور بھاگے ہوے پاس خونخوار ستارہ پیشانی کے آئے کہ یہان لڑ رہا تھا سب ماجرا بیان کیا اور کہا کہ
جلد چلئے ورنہ فوج شہریار ملکہ کو لیکر خدمت مین شہریار کے پہونچ جائیگا محافہ اُسنے چھین لیا ہے سنا تھا کہ اسیوقت
خونخوار نے گھوڑا باگ کا لیا اور صفون کو پھاڑتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوا لقابدار گوہرپوش نے دیکھا
کہ یہ کیا معاملہ ہے ضرور اسمین کوئی بھید ہے ساتھ ہی لقابدار نے بھی اپنا گھوڑا اُسی طرف اڑایا لیکن اسکو
لشکر سے نکلنے مین کسی قدر عرصہ ہوا کیونکہ سامنے اسکے صفین لشکر کفار کی زیادہ حائل تھین لیکن اول خونخوار
ستارہ پیشانی پہونچا دیکھا کہ شمائل خان محافہ ملکہ کا لئے ہوے جاتا ہے بس وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار
وہوشیار باش او ہندی کہان جاتا ہے کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا شمائل خان نے پلٹ کر آواز دی
کہ اگر تو آیا ہے تو کیا کریگا آہین ست میدان مین است گوے ہا خونخوار نے کہا اے شمائل خان اگر
جان کی خیریت چاہتا ہے تو محافہ ملکہ کا میرے حوالے کردے اور چلا جا ورنہ نہین جانتا تو مجھکو کہ مین کون ہون
مفت مارا جائیگا میرے ہاتھ سے سوا جان دینے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا شمائل خان نے کہا کیا جھک
مارتا ہے لا ضرب بہادری کی خونخوار نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمائل خان نے وار خونخوار کا سپر
پر روکا اور تیغ کو درمیان مین ضامن دیا تلوار نے خونخوار کی سپر کو قلم کیا لیکن تیغ بر نگی شمائل خان نے بھی
وار اس کا روک کے ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے وہ وار بچا . کر بند دست پکڑ لیا اور یہ کا بدا شمائل خان نے بھی کمر بند
مین ہاتھ ڈال دیا بازو بلا ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے کشتی ہونیلگی یہ دونون تو
مصروف تلاش تھے لیکن فوج ہمراہ خونخوار کی زیادہ تھی کیوان نے جبر محافہ پر قبضہ کیا اور لیکر راہی ہوا
شمائل خان مصروف تلاش تھا ہر چند چاہتا تھا کہ خونخوار سے جھگڑا طے ہو تو جاکر محافہ چھینون لیکن خونخوار
کہین کم تھوڑے ہے تاب ہے اگر شمائل خان اُسے چار قدم دوڑائے جاتا ہے تو خونخوار بھی اسی قدر دوڑا
لے جاتا ہے یہ دونون تو یہان لڑ رہے ہین لیکن کیوان ملکہ کو لئے ہوے چلا جاتا ہے لیکن بعد آنے خونخوار
ستارہ پیشانی کے لشکر مین غل ہو گیا تھا کہ محافہ ملکہ کا یہان نہین ہے سب نے جنگ سے ہاتھ اٹھایا
اور تعاقب مین خونخوار اور لقابدار گوہرپوش کے روانہ ہوے تھے اول تمثال مردم در قریب پہونچا
دیکھا کہ کیوان محافہ ملکہ کا لئے ہوے بھاگا بھاگ چلا جاتا ہے نعرہ کیا کہ باش او بے ایمان کہان جاتا ہے بڑا
تو جعل ساز ہے اور بعیر اخداوند بھی ایسا ہی کچھ بے سمجھے تھے اس امر کی اجازت دی کہ پرائے ناموس کو فریب دیکر
لے آؤ کب چھوڑتا ہون تجھکو کیوان نے پلٹ کر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری تجھکو یہان تک کھینچ
لائی ہے پلٹ جا اُسی طرف ورنہ پچھتائیگا تمثال نے کہا کیا جھک مارتا ہے دونون کی یہ حالت ہے کہ زخم سر
تو بندے ہوے ہین قابل لڑنے کے نہین ہین مگر مجبور و ناچار ایک نے دوسرے پر وار کیا اور دو بدل ہونیلگی
یہ تو اس طرف مصروف جنگ ہین کہ اُدھر سے برق سے گرد اڑی اور نعرہ لقابدار گوہرپوش کا ہوا لقابدار
نے آتے ہی لوگون کو قتل کرنا شروع کیا ایک ملک ڈالدیا اور قریب محافہ کے پہونچ گئے محافہ اپنے ہمراہ لیا اور
طرف صحرا کے چلا لوگون نے شور کیا کہ لقابدار محافہ لئے جاتا ہے خونخوار ستارہ پیشانی نے شمائل خان
سے کہا کہ اب ہم تم عبث لڑتے ہین جو بنا چاہیے تمہارے جنگ کی تھی اب وہ دوسرے سے آپڑی
پہلے لقابدار سے فیصلہ کر لینا چاہئے پھر دیکھا جائیگا شمائل خان نے کہا بہتر دونون علیحدہ ہوے

اور طرف لقا بدار کے چلے اول شمائل خان قریب لقا بدار کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او لقا بدار کہاں جاتا ہے خبردار
و ہوشیار کہ مین آپہونچا لقا بدار نے پلٹ کر جواب دیا کہ اگر آیا ہے تو کیا کر لیگا لاضرب بہادری کی شمائل خان نے
تلوار ماری لقا بدار نے وار شمائل خان کا پشت شمشیر پر روکا اور آواز دی شعر تو ضرب بے زوری ضرب مانوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ہے اور پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا شمائل خان نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تلوار کو بیچ مین ضایع دیا یہان تو یہ رد و بدل ہو رہی ہے لیکن خونخوار ستارہ پیشانی کو فرصت ملی اسنے آتے ہی
لوگون کو لقا بدار کے قتل کرنا شروع کیا لڑتا بھڑتا قریب محافہ کے پہونچا اور ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوا ملکہ
دل مین کہتی ہے کہ عجب کشمکش مین جان پڑی ہے پروردگار یہ کونسا چکر میری تقدیر کا ہے اس سے تو حکم کر ملک الموت
کو کہ اگر قبض روح میری کر لین اُدھر وہ کہار بیچارے جو محافہ ملکہ کا اُٹھائے ہوئے تھے مصیبت مین
مبتلا تھے کہ کبھی اُدھر بھاگنا پڑتا ہے کبھی اُدھر جانا پڑتا ہے جان مصیبت مین ہے جو آتا ہے تلوار دکھاتا ہے اگر حکم کے
خلاف کرین تو جان کا دھڑکا ہے لیکن اکبر برق رو یہ زیادہ زخمی ہو چکا تھا اپنے قراولون سے نکل کر طرف کوہ کے
روانہ ہوا اور نہنگ طوفانی برابر تعاقب مین چلا آتا تھا دیکھا اسنے کہ خونخوار لیے جاتا ہے محافہ ملکہ کا واہین سے
نعرہ کیا کہ باش خبردار ہوشیار کہ مین آپہونچا خونخوار نے پلٹ کر دیکھا نہنگ کو پہچانا کہا تو کس دن سے
مرد ہو گیا کہ مجھے ٹوکتا ہے اُس وقت کہ ملکہ قلعہ مین تھی واسطے مقابلہ کے نہ نکلا گیا نہنگ طوفانی نے کہا کہ
تو نے مجھکو ٹوکا تھا اور مین مقابلہ کو نہ نکلا تھا وہ وقت نازک تھا ناموس کا معاملہ تھا اگر مین زخمی ہوتا یا مارا جاتا
تو ملکہ کی محافظت کون کرتا مین بخیال ناموس صاحبقران قلعہ مین بیٹھا رہا یا تجھسے ڈر گیا تھا خونخوار نے کہا
لاضرب بہادری کی دیکھون کہ تو کیسا سپاہی ہے نہنگ نے کہا نہین جانتا ہے اہل اسلام کا کبھی پیشدستی نہین کرتے
ہین خونخوار نے غصہ مین آکر تلوار ماری نہنگ نے وار اُس کا سپر پر روکا لیکن یہ تلوار کسیلی سپر سے نکلنے
والی ہے ڈھال کو مانند گروہ نان کے دو کر کے خود پر پہنچی خونخوار نے جھٹکا مارا تا دوا پر واتر گئی نہنگ طوفانی
نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ
دوڑ پڑے نہنگ کو بچایا خونخوار پھر محافہ ملکہ کا لیکر طرف لشکر لاجوردشاہ کے چلا لیکن یہان لقا بدار
گوہر پوش اور شمائل خان سے رد و بدل ہو رہی تھی کہ ایکایک فوج نے شمائل خان و لقا بدار
کے غل کیا کہ خونخوار محافہ لیکر بھاگا جاتا ہے شمائل نے لقا بدار سے کہا کہ اب لڑنا ہمارا اور آپکا بیکار ہے
جو بنائے خصومت تھی وہ دوسرے سے آپڑی وہ دیکھئے خونخوار محافہ لئے جاتا ہے لقا بدار گوہر پوش
نے جبھی ہاتھ جنگ سے روکا اور دونون طرف خونخوار کے چلے لقا بدار و خونخوار سے مقابلہ ہوا لیکن شمائل خان
کو موقع ہاتھ آیا یہ محافہ لیکر روانہ ہوا پھر خونخوار و لقا بدار علیحدہ ہو رہے اسی حالت سے لڑتے بھڑتے سے
چلے جاتے ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گر دگو گردونے مارا ہوا تو دامن گردش گافتہ ہو دل گرد سے
شہنشاہ گوہر کلاہ مع سپاہ میدان جنگگاہ مین آپہونچے عجب معرکہ دیکھا کہ جب شمائل خان و لقا بدار لڑنے
لگتے ہین تو ایک گبر ہو کہ منہ خونخوار ستارہ پیشانی کا نعرہ کر کے محافہ کو لے بھاگتا ہے یہ رنگ دیکھکر
دونون اُسکا تعاقب کرتے ہین جب کوئی خونخوار سے مصروف پیکار ہوتا ہے تو دوسرا فرصت پاکر محافہ لیجاتا
ہے یہ حال دیکھکر شہنشاہ گوہر کلاہ نے نعرہ کیا کہ باش خبردار و ہوشیار کہ مین آپہونچا یہ وہ وقت تھا کہ

کہ خونخوار و نقابدار مصروف پیکار تھے اور شمائل خان قریب محافہ کے پہونچ گیا تھا شہنشاہ کے نعرے
کی صدا سنکر ٹھہرا لیکن لڑتے بھڑتے سب کے سب اسقدر قریب اپنے اپنے پڑاؤ کے آپہنچے ہیں کہ سواد لشکر
یہان سے معلوم ہوتا ہے اس ہنگامہ کی خبر سنکر شہریار نامدار با فوج لیبار علی جنگاہ پہونچے اور لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ
نے بھی اور سرداروں کو واسطے کمک کے روانہ کر دیا ہے یہان شہنشاہ گوہر کلاہ اور شمائل خان
کا سامنا ہوا شمائل خان نے تلوار ماری شہنشاہ نے وار اُسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر کو
دو کرکے تلوار جو بیچ مین ضامن تھی اُسے بھی قلم کیا خود پر بیٹھا جھٹکا جو مارا تا دو ابرو تیغہ اُتر گیا شمائل خان
نے سر نیچے کھینچا تلوار سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑی کہ سر مرکب کا قلم ہوا گھوڑا چرخ مار کر مرکب آتشبازی ہو گیا
شمائل خان مع مرکب زمین پر غلطان ہوا شہنشاہ گوہر کلاہ نے محافہ اپنے ساتھ لیا چلنے کا قصد کیا تھا کہ
جانب صحرا سے تیغ گرد و غبار بلند ہوا ہے۔ دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم
افراط بن تفریط ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے یہ بھی پہونچا ساتھ ہی دوسری گرد اُڑی اور نعرہ بہرام
تیغزن کا ہوا تیسری گرد اُڑی اور نعرہ فرتوط نیزہ دار کا ہوا چوتھی گرد اُڑی اور نعرہ شہریار نامدار کا ہوا لیکن
بہرام نے جو افراط بن تفریط کو دیکھا للکارا کہ باش او گیدی کس ارادے سے آیا ہے جواب دیا کہ تو خوب جانتا
ہوگا جس ارادے پر ایکبار مجھسے جنگ ہو چکی ہے بہرام نے کہا ادھر آ کمان جاتا ہے اُس طرف معلوم ہوا
کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہے جو از خود زندگی کی زمین کرتا ہے افراط نے کہا بھول گیا اُس وقت کو کہ ایک ہی گھونسے
مین کیا حال ہوا تھا تیرا بہرام نے کہا او نامرد تیری بڑی نامردی کی حرکت کی کہ تو کھڑا پر گھونسا مارا یا اور اسکا
سر میدان لغو بیان کرتا ہے آنکھ نیچی کر گریبان مین منھ ڈال کیا سنا ہوگا تو نے کہ صاحبقران اول کو زمانے
مین جب لندھور رفیق و جانشین امیر سے اور ملک قہرش ابن سو کیا سے طوفانی سے ملک صبائل مین
مقابلہ ہوا ہے سات روز تک کشتی رہی جب لندھور کسی طرح غالب نہو سکے کہ قہرش بھی ثانی لندھور تھا کچھ
پایہ کمی کا نہ رکھتا تھا ایسی حرکت لندھور نے بھی کی تھی جسپر امیر عالی وقار حمزہ صاحبقران نامدار نے لندھور
کو ذلیل کرکے بارگاہ سے نکال دیا تھا اُسی حرکت کو تو اچھا جان کر بیان کرتا ہے بس اگر تجھے دعوی مردی و مردانگی
کا ہے تو لا ضرب بہادری کی افراط نے تلوار ماری بہرام نے وار افراط کا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
تیغزن تو اسکا لقب ہی ہے دوسرے جلا ہوا تھا اسکی حرکت سے تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم
کیا خود پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اُتر گئی افراط نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا سر سے نکلی لیکن چادر خون
کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بہرام نے ہاتھ روک کر آواز دی کہ دیکھا تو نے تیغزنی اسکا نام ہے اب
کیا باقی ہے تجھ مین ایک ہاتھ کا اور محتاج ہے لیکن ہم زخمی پر ہاتھ نہین اُٹھاتے لوگ افراط کو آکر سامنے
سے ہٹا لے گئے لیکن فرتوط نیزہ باز نے جو یہ معاملہ دیکھا آپڑا بہرام پر اول نیزہ بازی ہوئی فرتوط
نے سنان نیزہ بہرام کی نکال دی بہرام نے غصے مین آکر جھپٹ کر چھری ماری کہ نیزہ فرتوط کا بھی بیکار رہا
انجام کار نوبت تلوار کی پہونچی فرتوط بھی ہاتھ سے بہرام کے زخمی ہوا اب بہرام نے شہنشاہ گوہر کلاہ
کا سامنا کیا اور آواز دی کہ آپ سے بہت بعید یہ امر ہے کہ پرائی بہو بیٹی کو نگاہ بد سے دیکھئے شہنشاہ
گوہر کلاہ نے للکارا کہ او مردود نہین جانتا کہ یہ میری ناموس مین داخل ہو چکی ہے اب تو کس ارادے
سے اُسکو لینے آیا ہے بہرام نے کہا مین ملازم شہریار ہوں اور ملکہ بہن ہے اُسکی ملکہ کو پاس شہریار

سکے ہو جاؤنگا شہنشاہ نے کہا کہ اب شہریار کو کیا حق ہے جب عورت سن تمیز کو پہونچی جس کا ہاتھ اُسنے پکڑ لیا
اُسکی مالک ہو گئی اور یہ ہوتا ہی چلا آیا ہے کہ کسی کی بیٹی کسیکا بیٹا یونہین عقد ہوتے ہین اسی طرح نسل پھیلتی ہی
بہرام نے کہا کیا خوب والدین کی رضامندی سے عقد و نکاح ہوتا ہی یا یونہین ہوجاتا ہے شہنشاہ نے کہا کہ جس سے
مطلب ہے وہ راضی ہو ماں باپ کی رضامندی سن طفولیت تک لی جاتی ہے جب انسان جوان ہوا پھر خود لڑکیان
بھی وہ اپنے فعل کا مختار ہے اور اب اگر تو ملکہ کو لے جائے گا تو کیا کرے گا شہریار ملکہ کا اچار ڈالے گا
وہ اب اُس کے کس کام کی رہی بہرام نے کہا کسی عالی نسب شاہزادے کے ساتھ عقد کر دیا جائیگا یہ سننا
تھا کہ جہان نظروں مین شہنشاہ گوہر کلاہ کی تیرہ و تار ہوگیا فرمایا بس اب بیہودہ نہ بکو لا ضرب بہادری
کی دیکھون کہ تو کیسا ہے اور کیونکر ملکہ کو میرے قبضے سے بچا لیتا ہے بہرام نے وار تیغ آبدار کا کیا شہنشاہ
نے تلوار اُسکی روک کے اپنا وار کیا یہان تو رد و بدل ہونے لگی لیکن اُسطرف نقابدار گوہر پوش اور خونخوار
ستارہ پیشانی سے بڑی دیر سے تلوار چل رہی تھی لیکن کوئی زخمی نہین ہوتا تھا نہایت ہوشیاری
کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ یکایک تتق گرد بلند ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم شہریار عالی وقار عیار نقابدار نے
آواز دی کہ اب کہان تک لڑائی کو طول دیجیے گا لیجیے شہریار آپہونچا اب یقین ہے کہ محافہ ملکہ کا لیکر صاف نکلا
چلا جائیگا شہنشاہ گوہر کلاہ بہرام سے لڑ رہے ہین یہ سننا تھا کہ نقابدار کی رگون مین خون شجاعت
نے جوش مارا اور خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ سپر اٹھانا دشوار ہوگئی تیغہ جو سر پر خونخوار
کے پڑتا ہے تا دو ابرو اتر گیا خونخوار نے جلدی سے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑی
کہ سر مرکب کا قلم ہوگیا گھوڑا چرخ مار کر مرکب آتشبازی بن گیا خونخوار غلطان و پیچان زمین پر آیا شہریار
نے یہ حال خونخوار کا جو دست نقابدار گوہر پوش سے دیکھا اُچھل پڑا اور تعریفین کرنے لگا جان تازہ
بدن مین آگئی کہ یہ نقابدار وہی آفت ہوش ہے لیکن نقابدار نے فرصت پا کر قریب محافہ کے اپنے کو پہونچایا ایک
مرکب ساتھ لے لیا تھا بس پردہ محافہ کا اٹھا کر ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر کھینچا ملکہ پیچھے ہٹنے لگی کہ نہین معلوم کون
کھینچتا ہے نقابدار نے آواز دی کہ مین فرستادہ ہون شہنشاہ گوہر کلاہ کا کوئی غیر نہین ہون اور کھینچکر
ملکہ کو مرکب پر بٹھا لیا اور ساتھ اپنے لیکر صفون کو چیرتا لوگون کو قتل کرتا صاف نکلا چلا گیا لشکر مین
غل ہوا کہ نقابدار گوہر پوش ملکہ کو لئے جاتا ہے پلٹ کر شہنشاہ گوہر کلاہ نے دیکھا کہ سرداران لشکر کفار
زخمی تھے کسین اتنی حالت باقی تھی کہ تعاقب نقابدار کا کرتا یہان شہنشاہ گوہر کلاہ اور بہرام مین تلوار
چل رہی تھی لیکن عجب طرح کی بات ہوئی کہ شہنشاہ کو بھی ملکہ کے جانے کا کچھ ملال نہین اور شہریار بھی جانتا ہے
کہ یہ عورت ہے لیکن وہی محبوب جانی یار جاودانی ہے اس سے کیا علاقہ ہے عورت کے ساتھ اگر عورت
رہے تو کوئی دھبا اسکی عصمت مین نہین آسکتا ادھر شہنشاہ کو بھی اطمینان ہوا کہ نقابدار نے بارہا مدد کی
ہے یہ کوئی دوست ویگانہ ہے کہ اسکی حرکتون سے بوے اولاد بھی آتی ہے شام ہو چکی تھی شہریار کو
خیال گذرا کہ ایسا نہو بہرام ہاتھ سے شہنشاہ کے زخمی ہو یا مارا جائے جس امر کی لگن تھی وہ جھگڑا
فیصل ہی ہوگیا بس اسیوقت طبل بازگشت بجوا دیا بہرام و شہنشاہ نے مقابلے سے ہاتھ روکا تمثال ہردوم
اور شمائل خان ہندی اور بہرام آکر شہریار سے ملے تمثال نے حال مارے جانے ارجاسپ کا
بیان کیا شہریار مع سرداران زخمی پلٹ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور سرداران لاجورد شاہ جزیرہ شاہ

مثل خورشید ارستارہ پیشانی وکیوان تیرہ رو وافراد بین تفریط وفرط و طنیزہ دار بہ سبب مع لشکر طرف لشکر
لاجوردشاہ کے روانہ ہوے لیکن شہنشاہ گوہرکلاہ نے یہ خیال کیا کہ یہ معاملہ عورت کا ہے چلکر دیکھنا چاہیے کہ یہ
نقابدار لیکر ملکہ کو کہاں جاتا ہے اور کس ارادے سے لیگیا ہی لیکن زنگ طوفانی گو یہ بھی زخمی تھا مگر شہزادہ کی قدم
بوسی حاصل کی اور عرض کی کہ قلعہ مین چلیے شہنشاہ نے کہا تم جاؤ مین تعاقب مین نقابدار کے جاؤن گا لیکن شہریار کو
جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شہنشاہ گوہرکلاہ اسی وقت جاتے ہین خیال گذرا کہ ایسا نہو یہ نقابدار گوہرپوش کے سدراہ
ہون اور ملکہ کو اُس سے چھین لیں پس مع سرداران لشکر برائے استقبال آیا اور کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ شب مین بسر
کیجیے صبح کو تشریف لیجائیگا شہنشاہ گوہرکلاہ نے ہرچند عذر کیا لیکن اصرار شہریار سے مجبور ہو کر ساتھ
ہوئے شہریار شہنشاہ کو لئے ہوئے اپنی بارگاہ خاص مین آیا جائے مناسب پر جگہ دی اور کہا کہ اگر
آپ یہ خیال کرتے ہون کہ کوئی غیر شخص ملکہ کو لے گیا ہے تو مین کب گوارا کر سکتا تھا آنکھون سے دیکھا
کرتا اور اُسے لیجانے دیتا آپ اطمینان رکھیے کل میرا بھی قصد ہے کہ یہان سے کوچ کردون اور طرف
لشکر صاحبقران ثانی کے روانہ ہون شہنشاہ بھی چپ ہو رہے کہ واقع مین اگر ملکہ میری ناموس مین داخل
ہو تو اسکی ہین ہے مگر یہ بات حیرت کی تھی کہ نقابدار گوہرپوش مسلمان اور طرفدار اپنا ہی اسے کیونکر اعتبار ہو بعد
اس کے شہریار نے کہا کہ اے شہنشاہ گوہرکلاہ وہ وقت آپ کو یاد ہے جب مین نے آپ کے خیمہ مین نام ملکہ
ماجرہ بانو دختر بلند اختر صاحبقران ثانی کا لیا تھا کہ آپ سے اور ملکہ ماجرہ سے اتنا قریب کا رشتہ تھا
کہ جسقدر قرابت قریبہ مجھسے اور مہرناز پری رہے ہے لیکن آپ نے مجھے بارگاہ مین ٹھہرنے نہ دیا اور اس قدر
بر خاستہ خاطر تھے کہ یقین ہے اگر مین خود نکل کر نہ چلا جاتا تو مین کشت و خون کی نوبت آجاتی مجھے بھی اسکی شرم
تھی کہ مین احسانمند ہو چکا تھا کہ آپ نے مجھے اُس ساحرہ کے دام سے چھڑایا تھا شہنشاہ گوہرکلاہ کو سوا افسوس
کے کوئی جواب نہ بن پڑا الغرض کچھ دیر کے شہریار سے کہا کہ اب مین اپنے خیمہ مین جاتا ہون صبح کو انشاء اللہ
ہم تم ساتھ یہان سے چلین گے ہرچند شہریار مصر ہوا کہ یہین آرام فرمائیے لیکن شہنشاہ گوہرکلاہ نے نہ مانا
نہ کیا اور وہان سے اٹھکر اپنے لشکر مین آئے شہریار تا در بارگاہ پہونچانے آیا غرضکہ شب تو بہ راحت بسر
کی صبح کو شہنشاہ اور شہریار دونون کوچ کرکے طرف لشکر امیر ثانی کے روانہ ہوے لیکن جس وقت
لاجوردشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ شہریار لشکر امیر ثانی پر گیا ہے قصد کیا تھا اس نے کہ مین بھی کوچ
کرکے ہمنشین امیر ثانی جاؤن کہ یکایک خبر پہونچی کہ ایک نامہ دار حاضر ہے حکم ہوا کہ بلاؤ جس وقت ایلچی بالائے
قبطول گیا بعد آداب خداوندی بجالانے کے نامہ پیش کیا اُسمین تحریر تھا کہ یا خداوند ابھی آپ کہیں تشریف
نے جائیگا ارادہ نہ کیجئے مین نے سنا ہے کہ آپ کو معاونت کرنا خداوند اول کے خون کا مسلمانون سے
منظور ہے تو مین نے بھی قصد کیا کہ چلکر شریک ہون لیکن بسبب چند وجوہ کے ابھی حاضری سے قاصر
ہون لہذا گذارش ہے کہ اگر وہین قیام منظور ہو تو مجھے اطلاع ہو کہ مین خود حاضر ہو کر ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہون ورنہ اگر حکمت خداوندی کے خلاف نہو تو اسی شہر کو خداوند اپنے جلوے سے منور و معمور کرین
بلکہ خداوند کو یاد ہوگا کہ آپ نے اپنا ایک بندہ افلاک روئین تن کہ جو سپہ سالار میرا ہے ایسا پیدا کیا ہے کہ جو
کل مسلمانون کے واسطے کافی ہے آج کل وہ اپنے ملک مین گیا ہوا ہے اُسکا بھی انتظار ہے جس وقت اس
نامہ سے شنگاد وہ آہن کلاہ کے لاجوردشاہ آگاہ ہوا اُسی وقت کہا کہ ہم نے تقدیر کوچ کی طرف

ملک شنگاوہ کے اور اسی وقت مع لشکر کے روانہ ہوا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان جرأت نشان نقابدار گوہر پوش کے بیان ہوتے ہین

کہ یکس ہاہی کے ساتھ ذکر خونخوار ستارہ پیشانی کو زخمی کرکے ملکہ مہر ناز پرور کو گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگا ہی لیکن جاتے جاتے لشکر امیر کشور گیر مین داخل ہوا خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی کہ دو نقابدار چالیس ہزار فوج سے آئے ہین فوج کو صحرا مین چھوڑا اور آپ لشکر ظفر اثر مین ضرور کے داخل ہوگئے ہین امیر نے فرمایا آنے دو اور کچھ سوارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اتنے مین ہرکارون نے آکر دوسری خبر دی کہ دونون نقابدار کہ ایک گوہر پوش دوسرا یاقوت پوش تھا درانہ محل معلی مین چلے گئے دربانون نے ہر چند روکا تھا مانا بلکہ جس کو تھپڑ مارا بیہوش ہوگیا یہ سنکر چہرہ امیر کا غصہ سے سرخ ہوگیا اور عقرب سلیمانی پکڑ کر اٹھے کہ یہ کون سے بے ادب نقابدار ہین عمرو ثانی ہمراہ ہوا امیر دروازہ محلسرا پر تشریف لائے دیکھا کہ ایک آدھ دربان بیہوش پڑا ہی کوئی گلے پر ہاتھ دھرے رو رہا ہی گھوڑے نقابدارون کے باہر کھڑے ہین امیر درانہ داخل محل ہوئے لیکن جس وقت نقابدار داخل محل ہوئے تھے تو ایک شور محل مین ہوگیا تھا کہ امیر کی موجودگی مین یہ آفت ہی کہ لوگ گھر مین چلے آتے ہین ملکہ گردیہ بانو و ملکہ زبیدہ شیر گیر تلوارین پکڑ پکڑ کر آگئی تھین کہ قتل کرین نقابدارونکو لیکن نقابدارون نے برابر سے نقابین چہرے سے دور کین دیکھا ملکہ گردیہ بانو وغیرہ نے کہ ایک تو ہاجرہ بانو دختر امیر ثانی ہین اور دوسری کوئی اور نازنین ہی پشیمان ہوکر تلوارین نیامون مین کین ہاجرہ بانو کو گلے سے لگایا بلائین لین پوچھا بہن ہی تم کہان تھین اور یہ کون ہی ہاجرہ بانو نے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ یہ ناموس ہی آپکے پوتے شہنشاہ گوہر کلاہ کی بہن شہریار کی دختر ملکہ سیلہ فرنگی کی شہنشاہ نے اسکو قلعہ کام شنگ مین بھیج دیا تھا وہان نرغہ ہوا اس کے باپ بھائی کا اور لاجورد شاہ بن زرجبد شاہ ملعون واسطے خواستگاری کے آیا تھا لیکن پروردگار نے عصمت اسکی اور عزت شہنشاہ کی بچائی مجھے تدبیر بن آئی کہ جنگ مغلوبہ سے اسکو لے نکلی گردیہ بانو نے اس کو بھی گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا دونون کو لا کر بٹھایا گرد مجمع ناموس صاحبقران کا ہوا اسی ہنگام مین امیر با توقیر تشریف بیہونچے کہ کہان ہین وہ نقابدار ملکہ گردیہ بانو نے جو امیر کشور گیر کو بغیظ و غضب آتے دیکھا فرمایا بیٹا کچھ خیر ہی مجال تھی کسی نامحرم کی کہ یہان چلا آتا وہ نقابدار تمہاری دختر تھی اور نقابدار ثانی تمہاری بہو معشوقہ شہنشاہ گوہر کلاہ ہی امیر نے ہاجرہ بانو کو دیکھا ہاجرہ نے سلام کیا گردن نیچی کرلی اور ملکہ مہر ناز پرور نے بھی تسلیم عرض کی اور سر جھکا کر سامنے باادب بیٹھی امیر بھی تشریف فرما ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران ثانی نے ملکہ ہاجرہ بانو سے تو کچھ نہین کہا الا ملکہ گردیہ بانو سے عرض کی کہ اب یہ چھوکری نکلنے نہ پائے ذرا خیال رکھیے گا کہ میری ناموسی کا باعث ہی ہم لوگ لڑنے بھڑنے کو کیا کم ہین یہ عورت ہو کر ہر جنگ مین شریک ہوجاتی ہی اگر کسی مقام پر پردہ فاش ہوگیا تو کیسی ذلت کی بات ہی اور مہر ناز پرور کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ اب تم اطمینان رکھو انشاءاللہ بہت جلد ہم عقد تمہارا شہنشاہ کے ساتھ کردینگے ملکہ نے شرم سے اور گردن جھکالی بعد اسکے امیر کشور گیر محل سے برآمد

ہوے دربار شاہی مین آئے اور سب ماجرا بادشاہ اسلام سے بیان کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ بڑا کار نمایان
کیا اتنی بڑی جنگ سے مہر ناز پرورکونا نا اُسی شخص کا کام تھا کہ جو لیاقت صاحبقرانی رکھتا ہو غرضکہ اب
بیان تو انتظار ہی شہنشاہ گوہر کلاہ و بدیع الملک رستم ثانی کا کہ یہ آئین تو کوچ طرف کوہ بیضا کے ہو کہ زمانہ
سیلے کا قریب رہ گیا ہی

لیکن اب چند کلمے شاہزادہ رستم ثانی دلاور کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ کوچ و مقام کرتے ہوے طرف قلعہ کام رنگ کے چلے جاتے ہین اک صحرا مین پہونچ کر شام ہو گئی اسی
جگہ اتر پڑے بارگاہ برپا ہوئی خیمہ کھڑے ہونے لگے چھولداریان استادہ ہو گئین دم بھر مین جنگل مین
منگل نظر آنے لگا لیکن عجب طرح کا وہ صحرا تھا کہ کوسون تک کف دست میدان ہی نظر آتا تھا برسون وہان
بوے انسان نہ آتی تھی شام کے ہوتے ہی عجب عجب طرح کی ہول خیز آوازین آنے لگین ہوا کا سنسنانا
دل کے پار ہوا جاتا تھا ہوشیار شاہ حاضر خدمت تھا عرض کی کہ حضور نہایت پُر آشوب یہ صحرا معلوم
ہوتا ہی خیر رات تو خدا خیر سے گذارے لیکن صبح کو یہان قیام نہ فرمایئے گا رستم ثانی نے کہا اے ہوشیار
شاہ تم بڑے بودے معلوم ہوتے ہو شیرون کے رہنے کو ایسا ہی جنگل چاہیئے ہم جب گھر سے نکلتے ہین
موت کو بہت نزدیک زندگی کو اپنے سے دور جانتے ہین بموجب شعر موت کو دور نہ سمجھے وہ
بشر عاقل ہی ٭ قبر مین سونا ہی تکیے مین کفن پاس رہے ٭ جب ہر طرح مرنا ہی ایک روز اس دنیا فانی سے
گذرنا ہی تو جیسے آج ویسے کل ہوشیار شاہ کہ نہایت سرد و ہوشیار ہی مزاج سے رستم ثانی کے آگاہ
ہو چکا ہی کہ اب اگر زیادہ کہونگا تو یہ مضمون بیان سے آگے نہ بڑھیگا خاموش ہو رہا لیکن اب وقت
ہوا کہ زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی قریب ہی کہ دربار برخاست ہو کہ شبرنگ نے آکر عرض
کی کہ اے شہریار عجب طرح کی بات ہی کہ ایک شخص عجیب الخلقت کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہی کہ ہی کوئی ایسا
دلاور و بہادر کہ مجھسے مقابلہ کرے رستم ثانی نے کہا وہ کون شخص ہی شبرنگ نے کہا یہ نہین معلوم انسان
تو نہین کوئی بلا معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ حرکات خلاف عقل ہین کہ کوئی ہم سے مقابلہ کرے کسی کو کیا
ضرورت مقابلے کی ہی رستم ثانی نے کہا مین چلتا ہون اور مقابلے کا مزا چکھائے دیتا ہون شبرنگ نے
عرض کی کہ حضور وہ انسان نہین معلوم ہوتا اس صحراے ہولخیز وحشت انگیز مین کہین برسون بوے
انسان تو آتی نہو گی نہ کہ یہ رات کا وقت یہ سناٹا ایسا کون اجل رسیدہ ہی جو آئے گا رستم ثانی نے
کہا کہ ایک صحبت نور الدہر کا اثر تجھسے گیا نہین ہی اپنے ساتھ تو دوسرے کے حوصلے کو بھی پست کرتا ہی
اگر کوئی دوست یا دشمن آزمائش کرنے آیا ہو اور مین نہ جاؤن وہ یہان سے جا کر مشہور کرے کہ رستم
ڈر گیا اور مقابلے کو نہ نکلا اور اگر وہ کوئی آسیب ہی انسان نہین ہی تو میرا کیا کر سکتا ہی مین اُس کی
جان کے واسطے آسیب بن جاؤنگا لیکن اُسے سزا پہونچاؤنگا شبرنگ خاموش ہو رہا لیکن
رستم ثانی بارگاہ سے نکل کر باہر آئے مرکب پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے جس وقت حد لشکر کو
تمام کیا دیکھا کہ واقع مین ایک شخص کھڑا پکار پکار کر کہ رہا ہی کہ ہی کوئی جو مجھسے مقابلہ کرے رستم ثانی
کو ایسی لفظین سننے کی کب تاب ہی اسی وقت نعرہ کیا کہ آیا مین تیری خدمت گذاری کے لیے یہ
کہکر باگ گھوڑے کی لی کوئی دو کوس تک گھوڑا دوڑائے چلے گئے لیکن جب دیکھا اُس شخص سے

پندرہ بیس قدم کا فاصلہ ہی دیکھا جب گورسکو اس حیرت مین آکر دو کا کہا ئین مین اسقدر دور نکل آیا لیکن ابھی تک
اتنا ہی فاصلہ اس سے باقی ہی یہ کیا اسرار ہی اور بظاہر یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ یہ بھاگ رہا ہی لیکن ادھر مرکب
رستم ثانی کا رکا اور سامنے آدا اور وہی کہ بس اسی حوصلہ پر آئے تھے مقابلہ کرنے آگے بڑھو تو معلوم ہو رستم ثانی
اگرچہ ان کیفیتون کو دیکھکر سمجھ گئے ہین کہ یہ انسان نہین واقع مین کوئی بلا ہی مگر آگے بڑھتے ہی
چلے جاتے ہین کہ دیکھون تو یہ کہا تک مجھسے بھاگے گا جہان پاجاؤنگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا لیکن وہ
غول صحرائی رستم کو لگائے ہوے اسقدر دور نکل گیا کہ رستم اہل لشکر کی نظرون سے پنہان ہوگئے دیکھیے
اس کا کیا انجام ہوتا ہی اور رستم ثانی کہان پہونچتے ہین

اب چند کلمے داستان جلالت عنوان بدیع الملک نوجوان سے کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ بھی بعد شہنشاہ گوہر کلاہ کے طرف قلعہ کام ہنگ کے چلے تھے طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے
تھے راہ مین خبر پائی کہ عیار شہریار مہتر طیفور شیردل ملکہ مہر ناز پرور کو چرا لیگیا تھا اور سپہ سالار فرنگی
نے اُسے قید کرکے طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ کیا تھا راہ مین بہت بڑا کشت و خون ہوا آخر
کار نقابدار گوہر پوش ملکہ کو لیگیا یہ خبر سنکر بدیع الملک نے خیال کیا کہ اب جانا میرا طرف قلعہ کام ہنگ
کے ہیچ ہی اور اُسی وقت طرف لشکر امیر باتوقیر کے مراجعت فرمائی طی مراحل کرتے چلے آتے تھے کہ دیکھے
سامنے سے شبرنگ بن عمرو روتا پیٹتا چلا آتا ہی پوچھا بدیع الملک نے کہ کیون روتا ہی شاہزادہ رستم
کہان ہین شبرنگ نے تمام ماجرا بیان کیا کہ بعد تشریف لے جانے حضور کے امیر نے اُن کو بھی برائے
مدد روانہ کیا تھا انجام یہ ہوا کہ راستے مین کہین ایک غول بیابانی لگا کر معلوم کہان لیگیا شاہزادے کا پتہ نہین
ہر چند ہمنے تفحص کیا مگر پتہ نہ ملا بدیع الملک نے نہایت افسوس کیا اور کہا وہ شہریار باقبال سے
حامی اُسکا ہر مقام پر رب ذوالجلال ہی اور شبرنگ کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے کچھ راہ طی کی تھی کہ لشکر
رستم ثانی دکھائی دیا اہل لشکر بھی اپنے آقا کے واسطے پریشان تھے ہوشیار شاہ جرار دوڑا تھا بدیع الملک
نے سب کو اپنے ہمراہ لیا اور طرف لشکر امیر کشورگیر کے روانہ ہوے یہان امیر باتوقیر منتظر وقت بیٹھے
ہین کہ بدیع الملک و رستم ثانی آئین تو طرف کوہ بیضا کے کوچ ہو کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد سے
برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہرکارون نے آکر
خبر امیر کشورگیر کو دی کہ آمد لشکر جرار و فوج بسیار کی معلوم ہوتی ہی امیر مع سرداران ذیشان و پہلوانان عالیشان
ایک بلندی پہ آکر کھڑے ہوے اور گرد کی طرف نگران ہوے یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد سے نے مارا
ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے بارہ سو علم نشانہ بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا کہ پھریرے پر ہر علم
کے تعریف خدا و نعت سیّد تحریر تھی امیر سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ لشکر شہریار ہی دوسری جانب دیکھا کہ تین
علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوے علمون کے سبز اور ہر پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی تحریر تھی
ہرکارون نے خبر دی کہ یہ فوج شہنشاہ گوہر کلاہ پسر بدیع الملک ذیجاہ کی ہی غرضکہ لشکر شہریار
بمقابلہ لشکر امیر آ ٹھیرا اور لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ آکر لشکر امیر سے ملحق ہوا شہنشاہ نے ملازمت
قدمبوسی امیر باتوقیر کی حاصل کی شام تک لشکر شہریار صحرا مین اترا کیا جس وقت دو ساعت رات گئی روشنی

دن کی برطرف ہوئی اور تیرگی شب کی دور ہوئی طائر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوے چونکہ شب واسطے
استراحت کے پروردگار نے پیدا کی ہی امیر با توقیر بعد دربار برخاست کرنے کے اپنی خوابگاہ کی طرف متوجہ
ہوے جب دوسرا دن ہوا پھر گرد اُڑی سب تماشا دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہی لیکن جسوقت دامن گرد کا شگافتہ
ہوا دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الملک نوجوان مع لشکر گران نمودار ہوے اور لشکر رستم ثانی کے لوگون کو بھی
ہمراہ دیکھا کیونکہ علم سبز لشکر بدیع الملک کی علامت اور نشان ہلالے سرخ فوج رستم کی علامت ہے جس وقت
بدیع الملک مع لشکر امیر با توقیر سے ملحق ہوے اور ملازمت صاحبقران حاصل کی امیر نے حال رستم
کا پوچھا کہ کہاں ہین بدیع الملک نے سارا ماجرا جو زبانی اہل لشکر کے سُنا تھا بیان کیا امیر کو نہایت تردد ہوا
ارادہ فرماتے تھے کہ کسی کو براے مدد روانہ کردن لیکن تیسرے روز خبر پہونچی کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ
تیس لاکھ فوج و سپاہ کی جمعیت سے آتا ہی اور دو سردار آفت روزگار زنگیشاد آہن کلاہ کہ ساڑھے تیرہ سے
من کا میل فولادی باندھتا ہی اور دوسرا افلاک روئین تن کہ تلوار اُسپر اثر نہین کرتی اُسکے ساتھ ہین اور
صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و خلخال بن صلصال بھی ہمراہ ہین اور سُنا گیا ہی کہ صلصال
کے پاس کوئی ہیکل ہی کہ اُسکے سبب سے نہ تلوار اُسکے جسم پر اثر کرتی ہی اور نہ کسی سے زیر ہوتا ہی بوقت مقابلہ خود
بخود قوت حریف کی سلب ہوجاتی ہی امیر نے فرمایا کچھ پروا نہین خداے ما بزرگ است لیکن اب آمد لشکر
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ شروع ہوگئی اس طرح کہ گرد اُڑی اور باریق بن سایق ایک لاکھ سوار کی
جمعیت سے پہونچا جاے مناسب دیکھکر خیمہ برپا کیا بعد اُسکے دوسری گرد اڑی اور سیلاب پیل گردان
ایک لاکھ سوار سے پہونچا تیسری گرد اڑی فرزیل عقرب چشم تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا چوتھی گرد اڑی
اور قلماق اژدر خوار تین لاکھ سوار سے پہونچا پانچوین گرد اڑی افراط بن تفریط تین لاکھ سوار سے آکر قائم
ہوا چھٹی گرد اڑی اور مریخ ستارہ چشم چار لاکھ سوار سے پہونچا ساتوین گرد اڑی مندویل فیل
گردن چار لاکھ سوار سے آیا آٹھوین گرد اڑی پلنگ شیر سر چار لاکھ سوار سے پہونچا نوین گرد عظیم بلند
ہوئی اور لشکر بسیار نمودار ہوا کہ افسر اس لشکر کے قیر اطا آدم خوار معقود مردم درہ خونخوار مریخ خیالی
صلصال بن دال و خلخال بن صلصال و زنگیشاد آہن کلاہ اور افلاک روئین تن تھے اب یہ عالم ہوا
کہ تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا جا بجا خیمہ و خرگاہ برپا ہونے لگے جوانان فوج اُترنے لگے بعد ان سب کے نہایت
عظم و شان سے دیکھا کہ قیطول اُڑتے چلے آتے ہین اور ایک مرکب باد رفتار روش صبا پر سوار آگے آگے
قیطولون کے بغیر پر و بال اُڑتا چلا آتا ہی نام اُسکا توسن تقرب رسان ہی کہ جسکو لاجورد شاہ طلب کرتا ہی
یہ مرکب اپنی پشت پر سوار کر کے بلا تکلف قیطول سے جاتا ہی امیر با توقیر اسکی آمد دیکھکر نہایت متعجب ہوے
سمجھے کہ یہ ملعون بڑی شان و شوکت پیدا کرکے آیا ہی لیکن قیطول لاجورد شاہ کے صدر لشکر مین بالاے ہوا
قایم ہوئے اب ان سب کو تو اسی حالت مین چھوڑیے

لیکن چند کلمے داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

کہ دیو تندک نامہ ملکہ آسمان پری اپنے ہمراہ لایا تھا امیر براے مدد طرف پرستان کے روانہ ہوے
بساط پر تشریف فرما تھے پہلو مین دوست قدیم لندھور بن سعدان گردسار رفیق ساتھ تھا جو مقامات

پرستان کے راستے میں سے ملتے جاتے تھے صاحبقران بلند حضور کو بتے دیتے جاتے تھے کہ یہ فلاں جگہ ہے یہ فلاں
مقام ہے عمرو تندگ کی گردن پر سوار جس وقت پرواز اسکی تیز ہو جاتی ہے خواجہ صاحب کان اینٹھتے ہیں کہ آہستہ آہستہ
پرواز کر آخرکار لب ساط ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گلستان ارم میں پہونچا خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی
برائے استقبال آکر امیر کو لے گئی مسند پر بٹھایا امیر نے حال سلیمان اعظم کا پوچھا آسمان پری نے کہا کہ چلکر
دیکھ لیجئے امیر قریب مسہری کے آئے دیکھا کہ سلیمان اعظم شدت تپ سے بیہوش ہیں ہاتھ جسم پر رکھنا ناگوار
کرتا ہے امیر نے بازو پکڑ کر دعا پڑھی سلیمان بیہوش تھے انتہا کی غفلت طاری تھی وہاں سے اٹھ کر پھر امیر
باتوقیر آکر مسند پر شگن ہوئے آسمان پری نے کہا کہ اے بیمروت آدمزاد ہم اس حال پر ملال میں
مبتلا ہوں اور تم خبر بھی نہ لو جب تمنے شادی ملکہ قریشہ سلطان کی سلیمان ثانی کے ساتھ کر دی اُس وقت
سے اپنے رہنا عظیم نا موقوف کر دیا پردادا کا سلیمان اعظم اس حال میں مبتلا ہے سنا ہے دیو کرہ صرصرہ پیراں
گو سیت بن قہقہہ بہت قریب آ چکے ہیں امیر نے فرمایا اے آسمان پری تمنے مجھے ناحق ستایا میں نے تو صاحبقرانی
کو ترک کیا اس وقت جو صاحبقران ہے بیٹے فرزند دلبند میرا اس سے اعانت طلب کی ہوتی آسمان
پری نے عرض کیا کہ ہونے کو سلامتی سے سب ہیں تمھارے بیٹے پوتے ماشاءاللہ بہت سے ہیں مگر مجھے
تو تمھیں سے سروکار ہے اگر تم ایسا ہی کہتے ہو تو خیر میں نامہ بھیجتی ہوں اور اسی وقت دیو تندگ سے
حکم کیا کہ تو لشکر حمزہ ثانی میں جا کر یہ نامہ میرا دے آ تا بلکہ جواب خط بھی لیتا آنا یہ لکھ نامہ تحریر کیا اور تندک
کو دیکر روانہ کیا یہ تو اس طرف روانہ ہوا لیکن امیر باتوقیر قبر شہپال بن شاہرخ پدر آسمان پری پر تشریف
لائے فاتحہ پڑھا اشکبار ہوئے اپنی ضعیفی پر خیال کیا شباب کا زمانہ یاد آیا بلند حضور نے فرمایا اے واہ اے
فلک روز یہی انجام سب کے واسطے ہے ابھی کل کی بات ہے کہ ہم تم جوان تھے دلولہ شباب کا تھا کیسے کیسے
کارنمایاں بفضل خلاق انس و جان سے کئے کہ دم بھر بھی نہیں آ سکتے تھے آج یہ کیفیت ہے کہ نہ وہ ولولہ ہے
نہ امنگ ہے اگر کسی حسین ماہ جبین پر نظر بھی پڑتی ہے تو اپنا سن دیکھکر اُس سے بات کرتے شرم معلوم ہوتی ہے
آنکھ ملاتے حجاب آتا ہے یا ایک وہ زمانہ تھا کہ بموجب شعر پردہ بے لوچیا ہے خود ہم نہ ہیں حجاب تھا
عشق کے لیے بھلا ہم وہ نہ تھے شباب تھا یا یہ کیفیت ہے جب بالوں کی سفیدی پر نظر پڑتی ہے سفیدہ صبح
محشر کا آنکھوں کے نیچے پھر جاتا ہے دل افکار انجام میں گھر جاتا ہے بموجب شعر ہوئے گلشن ہستی سے نا امید
کہ نرگس ہوئی در سنبل سپید اب لند حضور کی یہ کیفیت ہے کہ یہاں صاحبقران پر سکوت کا عالم ہے دل پر
ہجوم غم ہے عرض کرتے ہیں کہ حضور یہاں سے چلکر میرا بھی جی چاہتا ہے کہ سلطنت کو ترک کرکے یہ
نفس چند گدایانہ طور پر حضور کے ہمراہ عبادت الٰہی میں بسر کروں حقیقت میں یہ جاہ و حشم طبل و علم دنیا
تک ہیں قبر میں سوا دو گز کفن کے کوئی چیز مال دنیا سے ساتھ نہ جاوے گی لہذا جس چیز کو ثبات نہیں
اسکی ہوس بیکار ہے حمزہ صاحبقران مع بلند حضور میں سوار ان تو اس حالت عبرت مآل میں ہیں

اب دو کلمے داستان حیرت نشان صاحب صولت جہانبانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ لشکر امیر باتوقیر کا صحرا میں مقیم ہے ارادہ کوہ بیضا کی طرف چلنے کا ہوا تھا لیکن عجب سخت زمین اس
صحرا کی تھی کہ پاؤں پکڑتی تھی جانے نہ دیتی تھی ایک ایک مرحلہ ایسا درپیش ہو جاتا تھا سو منزل

رہتا تھا ویسا ہی اتفاق گذرا کہ اول تو شہریار زمین ملک پر سید یاسے فرنگی نے آکر مقابلہ لشکر امیر فوج کو
زنار اکہ بموجب مشہور مثل یک نہ شد دو شد لاجورد شاہ بھی زبرجد شاہ بھی آپہونچا لیکن یہ ملعون عجب شان وشکوہ
کے ساتھ آیا ہے کہ تیس لاکھ فوج اسکے ہمراہ ہے سردار نہایت زبردست زبردست ساتھ ہین جنمین ایک ایک
گویہ دعوی ہے کہ ہم امیر سے مقابلہ کرینگے قیطول اُسکے بالاے ہوا اڑتے آتے ہین کہ حال ان قیطولون
کا اپنے وقت پر منکور ہوگا لیکن لاجورد شاہ نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرمی ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے
بعد دعا وثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر لاجورد شاہ مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی تو دش مین آیا دل زمین ہل
سے تھرایا اُدھر لشکر شہریار نامدار مین بھی طبل جنگ بجا تینون لشکرون مین تیاری ہونے لگی جوانان
آزمودہ کارزار دلاوران لہو شعار سلاح جنگ درست کرنے لگے کوئی تلوار کو سان پر لگا کر بارٔ دیکھ رہا تھا کوئی
نیزے کے پھل کو اور آبدار کر رہا تھا کوئی کمند کے سلجھانے مین اُلجھا ہوا تھا کوئی زرہ کے جال مین پھنسا ہوا
تھا عجب عالم تھا کہ جوانمردون کے چہرون پر بشاشت چھائی ہوئی سرخی چہرون پر آئی ہوئی تھی کہ کل روز نام و
ننگ ہے ایسی حرب کرنا چاہیے کہ نام رستم وسام صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹ جائے جو بزدلے
تھے وہ چھپ چھپ کر پردۂ شب کو غنیمت جان کر نکل نکل گئے تھے بعضے بہانے کر کے ٹل گئے کہان تک
گذارش کیا جائے کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم
بہار کے چلے صاحبقران ثانی عبادت سبحانی سے فراغت کر کے اسلحۂ حرب تن پر آراستہ کرنے لگے
کہ اتنے مین خبر آمد سلطان عالی مقام بادشاہ اسلام کی ہوئی امیر با توقیر مع سرداران نامی وگرامی بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوے سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا بعد امیر کے اور سردارون کے سلام ہوے
بادشاہ آنکھ کے اشارے سے جواب سلام دیتے ہوے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوے صدر مین تخت
شاہی قائم ہوا داہنی جانب فوج دست راست اور اُنکے سردار علمہاے سبز نکلے ہوے بائین
جانب سرداران دست چپ مع فوج ظفر موج اور علمہاے سرخ جلوہ نما یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طرف
باغ کھلا ہوا ہے ایک طرف لالہ پھولا ہوا ہے امیر چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی ابرک سیہ چشمی
پر سوار آکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر سر پر کھلا اور پھریرے سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران
پیدا ہوئی اور سرداروں دس دس قدم صف سے آگے بمرتبہ سرداری قائم ہوے اُدھر دیکھا تو ایک
جانب لشکر لاجورد شاہ صف بندیان کر رہا ہے وسط لشکر مین قیطول بالاے ہوا قائم ہین سردار
صفون کی درستیان کر رہے ہین ایک جانب شہریار باوقار اپنا لشکر آراستہ کر کے آپ بمرتبہ صاحبقرانی
لشکر سے چالیس قدم آگے اپنا مرکب بڑھا کر کھڑا ہوا ہے اسکو دعوی ہے کہ مین صاحبقرانی امیر سے
چھین لونگا مین آپ صاحبقران ہون مستر طیفور شیر دل رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوے
کھڑا ہے کہ یکایک بیلدار برق رفتار صفون سے نکل نکل کر میدان جنگ کی درستی بصد چیرہ دستی کرنے لگے
اور آن واحد مین جھاڑی جھنکاڑی کاٹ کر میدان کو مانند آئینہ کے ہموار کر دیا بعد اس کے سقون نے آب پاشی
کر کے گرد کو بٹھا یا تازی کھدی ہوئی مٹی پر جو پانی پڑا عجب سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی کہ دماغ جان

کو تر و تازہ کر دیا نقیبان بلند آواز ساز ہا لا کر رزم سروں میں اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے اشعار

ہیں کہاں آج رستم و بہرام
کشتۂ تیغ مرگ ہو گئے آہ
جنکا زیر فلک بلند ہے نام
کرتے ہے کلہ نہنگ جو چاک
تھی عمل جنگی تیغ سے نہ پناہ
دل شگاف اب پڑے ہیں زیر خاک
صف در و آج کام تم بھی کرو
نام کا دن ہے نام تم بھی کرو
جس وقت نقیب بیت دیگر نکل

گئے بہادروں کی رگوں میں خون شجاعت سے جوش مارا تلوار وں کے قبضوں پر ہاتھ جا پڑے شمشیر نیاموں سے اُگلنے لگیں مرکب تہ ران جنبیاں کرنے لگے کہ یکایک بارلق بن سارلق مرکب اپنا جھکا کر سامنے قبطول لاجور دشاہ کے آیا گھوڑے سے اُتر کر آستان عبودیت کو بوسہ دیا اجازت چاہی لاجوردشاہ نے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے دست قدرت کے بارلق بار دیگر مرکب پر بیٹھا اور رُخ میدان کارزار کا کیا اب اُدھر تو لشکر اسلام منتظر ہے کہ دیکھئے یہ تو کتا ہے سبب اراد ہ پیکار رکھتا ہے یا فرنگیوں سے عزم مقابلہ رکھتا ہے لیکن بارلق نے میدان میں پہونچ کر پہلے خوب سلح شوری کی طرح میدان کا دکھایا جب خوب پسینہ میں غرق ہو گیا نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے نعرہ دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان جس کو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور اگر جان اپنی پیاری ہو تو آکر خداوند لاجوردشاہ کو سجدہ کرے کہ وہ جاگتی جوت کا خدا ہے جب جی چاہے اپنے خداوند کی زیارت کرے اب بھی پرستش سے خدائے نادیدہ کے باز آؤ تم لوگوں کی عجب عقل ہے کہ جسکو دیکھا نہیں اُسکو خدا مان لیا یہ سننا تھا لشکر اسلام میں جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ کیخسرو نامدار نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت سلطانی کے آئے اجازت حرب و پیکار چاہی بادشاہ نے فرزند کو نگاہ حسرت سے دیکھا گردن نیچی کرلی اس سے پیدا تھا کہ تمہیں برائے مقابلہ جانے کی کیا ضرورت تھی لیکن مجبوری فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا کیخسرو نامدار مرکب پر سوار متوجہ میدان کارزار ہوئے اور للکارا بارلق کو کیا بکتا ہے تا تجھے نہیں جانتا تو اس پروردگار کو جسکو خدائے نادیدہ کہتا ہے وہ ایسا ہے کہ کل موجودات کو اُسنے پیدا کیا اور اُسکو نہیں کسی نے پیدا کیا ہے اُسکی شان ہی نرالی ہے ذات اُسکی قدیم ہے اور یہ بڑا شخص کہ تو جسکو خداوند خدا کہکر پکارتا رہا ہے باپ اسکا جس ذلت و خواری سے مارا گیا تمام عالم پر روشن ہے اگر خداوند تھا تو کوئی قدرت دکھائی نہ کی اسی طرح ایک روز لاجوردشاہ بھی کتے کی موت مار ڈالا جائیگا یہ سننا تھا کہ بارلق پکارا او خدا پرست تو بڑا دریدہ دہن معلوم ہوتا ہے لاف بہادری کی کیخسرو نے کہا نہیں جانتا ہمیں اہل اسلام کا کہ ہم لوگ پیشہ سخن نہیں کرتے جب پروردگار تیری ضرب سے بچا لیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر بارلق نے نیزہ کا وار کیا کیخسرو نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ باہم پیچیدہ ہو گئے طعن بر طعن چلنے لگی بند بند ملنے لگے اور کھلنے لگے کوئی جا سی طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ کیخسرو نامدار نے گرز سر پر جھڑ مار دی اور نیزے کو بارلق کے مانند کاکل محبوب پیچیدہ کرکے جھٹکا مارا نیزہ مانند تیر شہاب کے سن سے فلک کو نکل گیا بارلق نیزہ گنوا کر آب خجالت میں غرق ہو گیا لیکن خفیف ہو کر گرز سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر کیخسرو پر وار کیا کیخسرو نے کلہ عمود کو مشق تمام رستم کے قلم کیا بارلق پکارا خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حلق بازی تیغ بازی راست بازی جسکا

حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر دار تیغہ آبدار کا سر کیخسرو عالی وقار پر کیا کیخسرو نے وار اُسکا پشت شمشیر پر
روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو گئے اہل فوج لاجوردشاہ تھرا گئے شہریار پری
پر سیما نے بھی غور سے دیکھا جوانان لشکر اسلام نے تعریف کی لیکن لشکر کفار سے کذاب کوہی نے گرگین
پچا نکالا لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا کہا غضب کیا ایسے زبردست کو ایک ضرب میں مار ڈالا تو
زبردست ہو نہیں جانتا مجھکو کہ میں کون ہوں منم کذاب کوہی کہ گذرم کہ از دست من زندہ و سلامت نروی یہ کہکر اسنے تیغ جنگ
سر کیخسرو نامدار پر مارا کیخسرو نے اسکو بھی تیغ سے قلم کیا چاہا شمشیر کا کذاب نے سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا تلوار کو چھین خالی دیا لیکن تیغ
کیخسرو کا سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کرتا ہوا اپنی تلوار کا تراشا ہوا خود بھی پھٹا کذاب بہت ہوشیار تھا اور دیکھا تو مرد گرم زمانہ
چشیدہ ہی سر اپنے پیچھے کھینچا لیکن تین انگل کا زخم سر میں آیا تیغ سر سے نکلکر زین مرکب پر بیٹھا گردن گھوڑے کی قلم ہوئی راکب
آتشبازی کے مانند چرخ مارنے لگا اور مرکب دونوں غلطان و پیچان زمین پر آئے کیخسرو نے نعرہ کیا کہ لیجاؤ اسے میدان
سے کہ مرے سے بدتر ہے مجوسی اور کو لوگ لشکر لاجوردشاہ سے آئے اور کذاب کو بھی زخمی کو اٹھا لیگئے کہاں تک بیان
کیا جائے کہ کیخسرو نے آج کی میدان داری میں سات سردار لشکر کفار کے زخمی کئے اور تین سردار
جان سے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان جنگ سے پھرے اپنی اپنی فرودگاہ
پر آئے شہریار جدا اپنی فوج و سپاہ کو لئے ہوئے میدان سے پھرا داخل بارگاہ ہوا لیکن چونکہ یہ بھی
بہادر پرست ہے تعریف جنگ کیخسرو کی کرتا تھا کہ کیا بہادر ہے اور کس آن بان سے لڑا ہے ادھر
لاجوردشاہ نے لاشیں اپنی فوج والوں کی جلوادیں اُنکے عزیزوں کو تسکین دی کہ ابکی بروز جشن
خداوندی ان سبکو ہم پھر زندہ کردینگے اس طرف امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے بادشاہ
فرزند پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے سب سرداروں نے پوشاک رزم اتاری لباس بزم
پہن کر بیٹھے جام بادۂ ناب گردش میں آیا یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک دیو سر جھاڑ منھ
پہاڑ کھڑا ہوا اجازت باریابی مانگ رہا ہے فرمایا امیر نے کہ آنے دو جس وقت دیو اندر بارگاہ کے
آیا دیکھا امیر باتوقیر نے کہ تندک دیو ہے پوچھا کہ خیر و عافیت تو ہے مادر مہربان کا مزاج مبارک کیسا ہے تندک
نے بعد خیر و عافیت بیان کرنے کے عرض کیا کہ یہ نامہ لایا ہوں امیر نے نامہ ہاتھ سے دیو کے لیا پڑھا
تحریر تھا کہ اے فرزند دلبر کرہ لودر مرہ پسران گزست بن قہقہہ کئی لاکھ دیووں سے برائے غارت گلستان ارم
چلے ہیں اور جانی تمہارا سلیمان اعظم نہایت علیل ہے بیٹے میں نے اضطراب میں تمھارے باپ کو بلا
بھیجا لیکن وہ جنگ و جدل سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے صاحبقرانی کو ترک کیا اب حمزہ
ثانی بیٹے ہو لہذا تم کو اطلاع دی گئی امیر ثانی نے نامہ تندک کے ہاتھ میں دیدیا اور کہا کہ میری
طرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ میں خود یہاں لشکر لاجوردشاہ میں گھرا ہوا ہوں اُدھر شہریار پری پر سیما
برائے مقابلہ آیا ہوا ہے اور وہ دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے رستم ثانی کا کہیں پتا نہیں اگر اس وقت میں پرستان
چلتا ہوں یہاں لشکر پر نہیں معلوم کیا گذر جائیگی لہذا میں مجبور ہوں تندک یہ جواب صاف سنکر مجبور ہو کر
نکلا اور طرف پرستان کے روانہ ہوا لیکن بعد جبکہ تندک کے یہاں پھر خبر آئی کہ لشکر لاجوردشاہ
یکتا کوس حربی بجاتا امیر نے فرمایا خدا بزرگ است یہاں بھی بفضل ایزدی دو سنائید الٰہی بجے
طبل جنگی اسی وقت نقارخانہ سلیمانی نوازش میں آیا طیاری جنگ و جدال ہونے لگی یہاں تک کہ آمد

شہنشاہ خاور سے فوج انجم گریزاں ہوئی علم کا ہلستان سرنگوں نظر آیا سواد شب نے خیمہ سیاہ اپنا اٹھایا
لوگ اپنے اپنے خوابگاہ سے اٹھے اپنے اپنے مذہب و آئین کے موافق عبادت پروردگار سے فراغت
کرکے اسلحہ جنگ کو تن پر درست وچست کرکے عازم میدان قتال وجدال ہوئے دو گھڑی دن چڑھے
چڑھے تمام میدان فوجوں سے مملو ہو گیا ایک جانب شہریار نامدار با فوج بسیار و سرداران عالی وقار مثل
شمائل خان بن جدائل خان و بہرام تیغ زن وقہر اکن دیوانہ وفیروزہ دیوانہ و کرکوس تیغ زن و
قیماس بلند آواز و فیلوس بلند بالا و شیر زادے گنج حشیم وہامان میمون حشیم عجب عزم و شان سے صف آرای
میدان کارزار ہوئے ایک طرف لشکر لاجورد شاہ کے سرداران زیجاہ میدان جنگگاہ میں صف بندیاں کرنے لگے اطراف
کے داہنے جانب خونخوار مریخ حشیم سیماب تند گردان پلنگ شیر سر افراط بن تفرلیط قلمماق اژدر خوار
جانب دست چپ مریخ ستارہ حشیم مندیل فیل گردن قیراط آدمخوار ہومان دیوانہ مفقود مردم و بد
وغیرہ افسر فوج شگاوہ آہن کلاہ اور کساہ اسکے افلاک روئین تن سا پہلوان شمشن و صلصال کے نخال
پاس لاجورد شاہ کے بالا سے فیلوں میں اس طرف امیر کشور گیر صاحب چار شمشیر زینت بار گاہ سلیمانی
جناب حمزہ صاحبقران ثانی مع فوج کثیر و جم غفیر صفوں کو آراستہ کیے ہوئے منتظر جنگ کھڑے ہیں
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نمیب دیگر نکل گئے تھے کہ عاد شتر گردن نے کرگدن اپنا
صف سے نکالا اور لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ بات
اے گروہ خداپرستان جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ لکلے میرے مقابلے کو ہنوز سخن در دہان
تھا کہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور پہلوان مطلق شاہزادہ بدیع الزمان گردش کے
مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اتر کر اجازت حرب چاہی
فرمایا امانت پروردگار میں دیا سے بدیع الزمان بادگر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان کارزار ہوے
عاد شتر گردن نے جو بدیع الزمان کو آتے دیکھا دہیں سے تیر کمان میں جوڑا اور تاک کر سینہ بدیع الزمان
پر مارا بدیع الزمان نے تیر اسکا تیغ سے قلم کیا اور مرکب کو اڑا کر قریب جا پہونچے عاد نے نیزہ مارا
بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی پیاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بدیع الزمان
نے نیزہ عاد کا ہوائی کیا عاد نے غصہ میں آکر دار چوبدست کا کیا بدیع الزمان نے چوب اسکی سپر پر
روکی اور ہاتھ کمر کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوے فوج اسلام سے صداے احسنت و مرحبا بلند ہوئی فوج
کفار بکر شکستہ و دل رمندہ ہوئی لیکن معاد شتر لب نے جو یہ حال دیکھا وہیں سے تلوار کھینچکر چیخا کہ غضب کیا
تو نے کہ بھائی کو میرے مارا بازو میرا شکستہ کیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو یہ کہتا ہوا قریب بدیع الزمان
کے پہونچا اور وار تیغ آبدار کا کیا بدیع الزمان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ لعمورش
دیو بند کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے یہ حال دیکھکر افراط بن تفرلیط نے رخ میدان کا کیا اور کہا کہ
واقع میں تو بڑا ہی سرکش ہے جو تجھے لوگ سر فتنہ ملک باختر کہتے ہیں لیکن کسی سخت سے ابھی سامنا نہیں
ہوا ہے یہ کہکر وار اسپ پشت خدنگ کا کیا بدیع الزمان نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر کو
اٹھایا تلوار سپر کو قلم کرکے خود میں بیٹھی جھنجھلا جو مارتا رد اور وہ اتر گئی افراط نے دستانہ مارا تلوار تو نعبار کر سر سے
نکلی لیکن چادر خون کی بہہ کے باہر آئی بیہوشی طاری ہوئی بدیع الزمان نے آواز دی کہ لیجاؤ اسے

کہ مردوں سے بدتر ہے جو لوگ زخمی سے نہیں لڑتے ہیں لوگ اگرافراط کو بھی لے گئے غرضکہ بدیع الزمان نے بھی شام تک چھ سردار لشکر کفار کے زخمی کئے اور چار جان سے مارے شام کو طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے شہریار اپنی بارگاہ میں گیا بدیع الزمان کی نہایت تعریف کرتا ہوا لیکن رغبت زیادہ سرداران دست چپ کی طرف سے لیکن وہاں لاجوردشاہ نے توسن تقریب رسان کو حکم دیا کہ جاؤ اور سرداران لشکر کو لے آؤ یہ خبر افسران فوج کو ہوئی یکے بعد دیگرے حاضر خدمت خداوندی ہونے لگے یہاں تک کہ کل سردار داخل بارگاہ ہوئے لاجوردشاہ تخت خداوندی پر جلوہ افروز ہوا افسران فوج گرد بیٹھے ہیں کہ شنگادہ آہن کلاہ نے عرض کی کہ یا خداوند کل کے روز حکم کر دیجئے کہ کوئی میدان جنگ میں نہ نکلے میرا سپہ سالار افلاک رو ڈھین تن ان خدا پرستوں کے واسطے کافی ہے دیکھئے تماشا اسکی جنگ کا کہ حمزہ بھی کچھ نہ کر سکیگا لاجوردشاہ نے کہا میں نے تدبیر کو تیری رائے کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے عرق میں آلودہ پسینہ میں غرق گرد میں اٹے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کل کے روز کوئی مرد دو افلاک رو ڈھین تن ہے کہ وہ مقابلہ کریگا کفار میں نہایت خوشی ہے لاجوردشاہ کہہ رہا ہے کہ میں نے اسکی موت کو پیدا ہی نہیں کیا یہ کسی کے ہاتھ سے مارا نجائے گا بادشاہ اسلام یہ گفتگوئے لاطائل لاجوردشاہ کی زبانی ہرکاروں کے سنکر بہت ہنسے اور فرمایا کہ کہدو ہمارے یہاں بھی بالفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی نقارہ سلیمانی نوازش میں آیا انکو تو اسی حال میں چھوڑیئے

اب چند کلمے داستان عبرت نشان قوت بازو صاحبقرانی عمرو بن حمزہ یونانی کے گزارش کیے جاتے ہیں

کہ یہ ہمیشہ صحرا بصحرا سیر کرتے ہیں فقیرانہ طور پر زندگی بسر کی جب کوئی وقت سخت امیر کشورگیر پر یا اور کسی عزیز پر دیکھا تو کام آئے ایک صحرا میں مع فوج مقیم تھے دیکھا کہ ایک قافلہ چلا آتا ہے اپنے عیار سے کہا کہ جا کر دریافت تو کر کہ یہ کاروان کس طرف سے آتا ہے بہت دنوں سے کچھ خبر قبلہ دین و دنیا کی نہیں معلوم ہوئی عیار نے آکر عرض کی کہ یہ قافلہ مکے سے آتا ہے عمرو بن حمزہ قریب اس کاروان کے آئے اور پوچھا کہ آپ لوگوں کو کچھ حال جناب حمزہ صاحبقران کا بھی معلوم ہے اہل قافلہ نے کہا کہ بالفعل تو امیر باتوقیر خانہ کعبہ میں نہیں تشریف رکھتے ہیں سنا ہے کہ پرستان میں گئے ہوئے ہیں لیکن ہاں ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ فولاد حبشی بہزاد حبشی پسران شداد حبشی نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی لیکن لندھور نے آکر دونوں کو شکست دی بعد اسکے پہلوان غادی محافظ ملکہ گلشن آرا بانو کا لئے ہوئے آتے تھے راہ میں کوہان کوہ سرکوبی کا فرتھا کہ غادی کے ہاتھ سے اسکے مارے گئے اور ملکہ نے جام زہر نوش کرکے انتقال کیا لندھور آکر لاشیں لے گئے امیر دن رات قبر پر بیٹھے رہتے تھے کبھی کلام شریف پڑھ کر روح کو ثواب بخشتے تھے کبھی روتے تھے یہ سنتا تھا کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے گریبان کو چاک کیا سر پر خاک ڈالی اور اسی وقت کوچ کرکے خانہ کعبہ میں آئے قبر پر فاتحہ پڑھا اور بہت روئے کہ ملکہ گلشن آرا بانو مادر مہربان عمرو بن حمزہ کی تھیں لیکن حسب اتفاق جو دیو تندک جواب نامہ امیر ثانی سے لیکر پھرا تھا اسی طرف گذر اسکا ہوا دیکھا کہ امیر بیٹھے مرقد ملکہ گلشن آرا پر روتے ہیں تندک یہ سمجھا کہ شاید صاحبقران اسی

خیال ہے کہ امیر ثانی نے کسی کو برائے مدد روانہ کیا ہوگا آپ رخصت ہو کر چلے آئے ہیں اور حمزہ ثانی
نے جواب صاف دیا لہذا امیر کو اطلاع کرتے ہوئے چلا بستر پر یہ خیال کرکے بالائے ہوا سے زمین پر آیا سلام کیا
عمرو بن حمزہ نے جو تندک کو دیکھا پوچھا کہ قبلہ و کعبہ خیریت ہے تو ہیں اب تندک نے بھی پہچانا کہ یہ
فرزند اکبر امیر کے عمرو بن حمزہ یونانی ہیں تندک نے عرض کی کہ حضور ہاں ابھی تک تو خیریت ہے لیکن آیندہ
دیکھا چاہیے کہ دیو گر گرہ اور مرمرہ لیسران گزیت بن قہقہہ لشکر دیوان لیکر چل چکے ہیں نو گلستان ارم
میں پہونچنے نہیں پائے ہیں ملکہ آسمان پری نے صاحبقران کو بلا بھیجا تھا امیر نے ارشاد کیا کہ میں جنگ و
جدل ترک کر چکا صاحبقرانی سے دست بردار ہوا اب جو صاحبقران وقت ہو اُس سے اعانت طلب کرو
تو بہتر ہے ملکہ نے امیر کے فرمانے سے نامہ حمزہ ثانی کو بھیجا انھوں نے جواب صاف دیا کہ مجھے فرصت
نہیں کہ آؤں اور کسی کو میں اس قابل نہیں سمجھتا کہ برائے مدد و امداد کروں میں نے جو آپ کو دیکھا تو مجھے حمزہ
صاحبقران کا گمان ہوا میں نے اس خیال سے کہ اطلاع کرنا ضروری ہے اپنے کو یہاں پہونچایا تو
آپ کو دیکھا عمرو بن حمزہ نے کہا افسوس کچھ حمزہ ثانی کو پاس و لحاظ بزرگوں کا نہیں جواب لکھتے ہوئے
شرم بھی نہ آئی خیر مارا چہ ازیں اے تندک تو مجھے خدمت میں مادر مہربان ملکہ آسمان پری کی لیچل
تندک نے عمرو بن حمزہ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور طرف پرستان کے روانہ ہوا

لیکن اب حال گلستان ارم کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ بعد جانے تندک کے تیسرے روز خبر ہوئی کہ دیو گر گرہ و مرمرہ پانچ لاکھ دیووں سے حوالی گلستان ارم میں
آپہونچے ہیں ملکہ آسمان پری نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ بیرون قلعہ مقیم ہو سیا ملک سیاہ قبا مع لشکر دیوان
گلستان ارم سے باہر آکر پہونچے خیمہ برپا کیا لیکن گر گرہ اور مرمرہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت
کوس حربی نوازش میں آیا یہاں لشکر آسمان پری میں طبل جنگ بیدرنگ بجا تیاری جنگ ہونیلگی دیووں
نے اپنے اپنے حربے درست کرنا شروع کئے کسی نے شاخوں پر آہنی نعل نیزے کے چڑھائے
کسی نے ارہ پشت نہنگ کے دانت بارہ وار کئے کسی نے وارشمشاد کو ہاتھ میں تولا کوئی میل فولادی
کو جلا دینے لگا کسی نے زنجیر ساریق کی کڑیاں درست کیں اسی طور سے اپنے اپنے حربے درست
کرنے لگے یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ دیو سفید صبح نے زنگی شب کو شکست دی امیر معروف جہاندست
پروردگار ہوئے بعد فراغت فریضہ سحری ہمراہ رکاب اپنے لندھور بن سعدان گرد کو لیکر رخ میدان کارزار
کا کیا سلیمان اعظم کی تپ بھی آج کسی قدر کم ہوئی ہے یہ بھی ہمراہ بہ رعائی جاہ ہیں لیکن جسوقت امیر با توقیر
اپنے لشکر میں پہونچے دیکھا فوج حریف کی صف آرا ہے صاحبقران نے لندھور کو افسر لشکر قرار دیا
اور سلیمان کو میمون لئے آپ تماشائے جنگ دیکھنے کے قصد سے کھڑے ہو رہے لیکن
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بیلداروں نے صفوں سے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر زمین کو ہموار
کیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیب بہادروں کے دوست نامردوں کے رقیب پر وں
کے قریب آکر نہیب دیکر چلے اُس وقت دیو گر گرہ میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ جسکو تمنائے مرگ
دامنگیر ہو اور روز قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنکر سیاملک نے امیر سے اجازت جنگ لی اور
سامنے دیو گر گرہ کے آیا گر گرہ سیاملک کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا کہ تو کیوں جان دینے آیا ہے

اسی آدم زاد و لقمہ چرب لو کہ جسکا گوشت نہایت مزے کا ہوگا سیامک نے کہا کیا جھک مارتا ہے یہ میدان
جنگ ہے بزم تمسخر نہیں ہے یہ سنکر دیو کرکرہ نے ساریق ماری کہ شانہ سیامک کا نشانہ ہوا ہاتھ شانے
سے جھول گیا چاہا دیو کرکرہ نے کہ دوسرا وار کرکے کام اسکا تمام کردون کہ سیاہ قبا جھپٹ پڑا اور آواز دی
کہ کیا کرتا ہے ابھی ملک الموت تیری جان کا مین موجود ہون کرکرہ نے وہی ساریق سیاہ قبا پر ماری اسکا
سر زخمی ہوا چاہتا تھا دیو کرکرہ کہ سر دونون کے کاٹ لون کہ لندھور نے امیر سے اجازت لیکر نعرہ کیا
کہ باش او قرمساق کیا کرتا ہے ادھر آ کرکرہ لندھور کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا او آدمزاد کیا تو دیو دون سے
زیادہ طاقت و قوت رکھتا ہے جو یہ ارادہ جنگ آیا ہے نہین دیکھا تو نے کہ کیا حال کیا مین نے ان دو ولان کا
ابھی مین منھ کھولتا ہون تو کو دیرینہ دانت لگاؤن گا نہ ڈاڑھ ملیدا ملیدا کر کھا جاؤن گا بیشک تو لقمہ چرب
ہے یہ کہہ آنکھین بند کرلین اور منھ کھول دیا لندھور نے ایک سنگ گران اٹھا کر اسکے حلق مین ڈال
دیا دیو کے دانت جو مارا تو پتھر پر پڑا گھبرا کر آنکھین کھول دین لندھور کو سامنے کھڑا پایا پکارا او آدمزاد
تو بڑا انکا معلوم ہوتا ہے لندھور نے آواز دی کہ مردود تو مجھے لقمہ چرب کہتا ہے نہین جانتا کہ مین
لقمہ سخت ہون دیو نے غصہ مین آکر لندھور پر بھی وار ساریق کا کیا لندھور نے ایک گولہ ساریق
کا سپر پر روکا دوسرا تیغ سے قلم کیا بس دیو نے کہا او آدمزاد تو بڑا تیز دست ہے لیکن کہان
جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے باش خبردار و ہوشیار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا منم دیو کرکرہ یہ نعرہ کرکے
سر نیچا کیا اور گردن کو بل دیکر طرف لندھور کے اس ارادے سے چلا کہ شاخون پر لندھور کو اٹھا لون
لندھور نے پیترا بدل کر شاخ کو خالی دیا دیو اپنے زور مین اوندھے منھ زمین پر آیا اب لندھور نے
مہلت پائی شاخ اسکی پکڑ لی چاہا دیو نے کہ اٹھا لون لیکن لندھور نے اپنے پاؤن جمائے زمین پر
کہ ممکن نہوا جو دیو اٹھا لیتا اس وقت دیو پریشان ہوا اور قصد کیا کہ شاخ چھڑا کر بھاگون لیکن شاخ
پنجۂ اجل مین ایسی ہے کہ چھٹنے لگا یہان تو یہ حالت ہے لیکن دیو مرمرہ نے دیکھا کہ جان میرے
بھائی کی بچتی نہین معلوم ہوتی وہین سے میل فولادی پکڑ کر چلا کہ او آدمزاد بڑا تو سرکش معلوم
ہوتا ہے لیکن امیر یہ حال دیکھکر نہایت مضطرب ہوئے کہ لندھور ایک سے لڑ رہا ہے دوسرے
سے کیونکر مقابلہ کریگا ایسا نہو کہ ہاتھ سے دیو مرمرہ کے مارا جائے کہ یکایک ایک لکہ ابر تنک کا سمان
پر نمودار ہوا سب نگران تھے کہ یہ ابر بے فصل کا کیسا ہے لیکن وہ لکہ ابر مانند پرکالۂ آتش کے زمین پر
آیا اور نعرہ عمرو بن حمزہ یونانی کا ہوا امیر کی جان مین جان آگئی دیو مرمرہ قریب لندھور کے پہونچ
چکا تھا کہ عمرو بن حمزہ نے آواز دی کہ او مردود کہان جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا مین ہون دیو مرمرہ
نے کہا کہ او آدمزاد اجل رسیدہ تو کہان سے آگیا یہ کہکر وہی میل فولادی عمرو بن حمزہ پر مارا عمرو
بن حمزہ نے اس خیال سے کہ ایسا نہو گردن میری دیو کے لنگر سے میل کے ٹوٹ جائے میل کو خالی
دیا لیکن جسوقت میل زمین پر پڑا اتنی گرد بلند ہوا کہ عمرو بن حمزہ مع تندک گرد مین چھپ گئے
اس کو گمان ہوا کہ عمرو بن حمزہ ہلاک ہوئے دیو مرمرہ نے نعرہ کیا کہ افسوس اے آدمزاد اب
گوشت تیرا کرا ہوگیا ہوگا تجھ ایسا لقمہ چرب ہاتھ آکر یون خاک مین مل گیا لیکن امیر نے عمرو کو واسطے
دریافت حال کے روانہ کیا تھا کہ خواجہ دیکھو تو کہ میرے فرزند پر کیا گذری کہ دھمک سے ضرب میل کے

میرا دل دھڑک اٹھا یہ دیو نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے خواجہ براے تفحص چلے تھے ہنوز راہ میں تھے کہ عمرو
بن حمزہ نے گرد سے نکل کر نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کیا جھک مارتا ہے میں لقمہ سخت ہوں لقمہ چرب نہیں
ہوں جسے تو کھا سکے یہ کہکر دستہ میل پر ہاتھ ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے لگے دیکھا دیو نے کہ میرا
سر پر ہونا مشکل ہے گردن پھیر کر جانب فوج دیکھا دیو نے اشارہ کیا گردو سے یہ حال دیکھکر امیر نے بھی اپنے
لشکر کو حکم دیا آپ بھی مجبور ہوکر تلوار کھینچی سلیمان اعظم ہر چند ابھی پورے طور سے اچھے بھی نہیں ہوئے
ہیں لیکن تلوار کھینچکر جا پڑے دونوں فوجیں غدبد ہوگئیں دیووں پر وار چلنے لگے جو لاش گرتی تھی
یہ معلوم ہوتا تھا پہاڑ پھٹ کر گرا ہر طرف صداے گیر و بزن بلند تھی داریں چل رہی تھیں کہ خدا کی
پناہ آواز تڑاقوں کی چلی آتی تھی زمین تھرتھراتی تھی کسی جانب اژدہاے پشت نہنگ مانند ارہ خزاں کے
دیووں کے نخل حیات پر چلتی تھی جو ہاتھ کٹ کر گرتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی شجر بلند کا ٹہنا بھٹ پڑا
سر زمین پر جو کٹ کٹ کر گرتے تھے تو لطف کہسار کا حاصل ہوتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں
ہیں یا ایک مقام پر بہت سے گنبد بنا دیے ہیں دریاے خون ہر جانب رواں تھا کشتی عمر ہر ایک کی طوفانی
تھی آب شمشیر کی طغیانی سے پانی تلوار کا گلو سے گذر کر غرق کر رہا تھا ایک عجب ہنگامہ قیامت خیز
برپا تھا لیکن لندھور اور دیو گرگرہ سے زور ہو رہے تھے دیو ہر چند زور کر رہا تھا لیکن لندھور شاخ اسکی
نہ چھوڑتے تھے یکایک دیو گرگرہ لندھور کو سر سے پیل کر لیچلا اور کوئی آٹھ قدم دوڑا لیگیا ہوگا وہیں
سے شاخ کو کن دیکر جو جھکا مارا لندھور جبتک سنبھلیں سنبھلیں پاؤں زمین سے اٹھ گئے چاہا دیو نے
کہ اٹھا کر لندھور کو لے بھاگوں کوئی گز بھر پاؤں زمین سے بلند ہوگئے ہونگے کہ یکایک تڑپ
کر اب جو جھکا مارا لندھور نے شاخ دیو کی توڑ دی اور خون سر سے جاری ہوا دیو سامنے سے لندھور
کے بھاگا لندھور نے تعاقب کیا لیکن ادھر عمرو بن حمزہ یونانی سے اور دیو مرمرہ سے زور ہو رہے
ہیں تماشائی تماشا دیکھ رہے ہیں آپس میں خوب زور کر رہے ہیں عمرو بن حمزہ یونانی نے میل ہاتھ سے دیو
کے چھین کر پھینک دیا دیو نے چاہا کہ شاخوں پر اٹھا لوں لیکن عمرو بن حمزہ نے آڑے ہو کر وار کو خالی
دیا جیسے ہی دیو اپنے زور میں زمین پر آیا جھپٹ کر ایک پاؤں اسکی شاخ پر رکھ دیا اور دوسرا پاؤں
زمین پر قائم رکھا اور ہاتھ سے شاخ سر پکڑ کر جو جھکا مارا سر سے شاخ کھینچ لی دیو کے زخم سر سے ایک
پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخ مار کر سامنے سے بھاگا عمرو بن حمزہ نے تعاقب کیا لیکن قضاے کار
اتفاقات روزگار ایک آندھی سیاہ جو آئی ہے تمام زمانہ تیرہ و تار ہوگیا چہرہ مہر درخشاں نگاہوں سے پنہاں
ہوگیا شب یلدا کا سماں نظر آنے لگا گویا وہ طبقہ ظلمات سے مبدل ہوگیا اب یہ کیفیت ہوئی کہ اپنا پرایا
کچھ نہیں سوجھتا فوج گرگرہ کے لوگ جدا آپس میں لڑنے لگے اور فوج آسمان پری کے دیو الگ
مصروف جنگ ہوے باپ کو بیٹا بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی چچا کو بھتیجا بھتیجے کو چچا مارے ڈالتا ہے
عجب ہنگامہ تھا یہی عالم تا دیر رہا جس وقت وہ سیاہی ہر طرف ہوئی کچھ کچھ روشنی نظر آنے لگی جس نے
جو ہر کا راستہ صاف دیکھا اسی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ فوج گرگرہ کے لوگ روشنی ہوتے ہوتے
سب چلے گئے لاشیں تک اپنے ساتھ والوں کی وہ اٹھا لیگئے لیکن امیر با توقیر نے جو خیال کیا تو عمرو
بن حمزہ یونانی اور لندھور اور سلیمان اعظم کسی کا پتا نہیں ہے اب امیر نہایت متردد ہوے لاشوں میں

تلاش کیا کہیں پتا نہ ملا متردد و متفکر میدان جنگ سے پھر کر بارگاہ میں آئے اُسیوقت ملکہ آسمان پری نے
عبد الرحمٰن جنی کو طلب کیا اور کہا کہ نہیں معلوم کونسا ستارہ بدی پر ہے پروردگار عالم نے فتحیاب کیا تو اب
یہ آفت پیش آئی کہ لندھور اور سلیمان اعظم اور عمرو بن حمزہ میدان جنگ سے غائب ہوگئے ہیں دیکھو
تو کہ کہاں گئے اور کسکے بس میں ہیں عبد الرحمٰن جنی تختۂ زائچہ کرکے عرض کیا کہ ابھی تک خانۂ حیات پر تینوں صاحب
زندہ ہیں لیکن کسی طلسم میں پھنس گئے ہیں اب امیر نے فرمایا کہ یہ خیال کیجئے کہ وہ طلسم کسطرف اور فتاحی اُس طلسم کی کسکے
نام معلوم ہوتی ہے عبد الرحمٰن جنی نے بعد غور و تامل کے عرض کیا کہ یہانسے وہ طلسم جانب شمال ہے اور فتاحی اُس طلسم کی شاید کہ اس زمانہ میں آپ ہی کے
نام ہوا امیر نے ملکہ سے رخصت طلب کی اور دوسرے روز مع عمرو کوچ کرکے بتلاش طلسم نوح طلسم روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑ دیتے ہیں

اب یہان سے چند کلمے داستان حالات عنوان نبیرۂ قاسم قدیمگاہ یادگار علم شاہ زیب و زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادہ رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہیں

رہروان دشت سخن و نخل بندان این چمن صحرانوردان رنگین بیانی و سالکان مسلک شیرین زبانی بعد
طے کردن راہی و تباہی اس طرح جادۂ تقریر پر آتے ہیں کہ وہ مہ وش و روان ایرج نوجوان یعنی رستم ثانی ذیشان
کہ انکو غول صحرائی اپنے ساتھ لگا کرلے گیا تھا جاتے جاتے اسقدر دور نکل گئے کہ اہل لشکر کی نظروں سے
پوشیدہ ہوگئے اور لشکر کے قیامگاہ کی انھیں خبر نہ رہی جب چند قدم آگے بڑھ کر رُکتے تھے وہ غول پلٹ
کر رُکتا تھا کہ ڈر گیا بس اسی دل گردے پر میرے مقابلہ کو آیا تھا آگے بڑھ تو معلوم ہو جاے رستم
ثانی غصہ کرتے ہوے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہانتک کہ تمام رات اسی عالم میں گذری جس وقت سفیدۂ سحری
کی چرخ اخضری پر جلوہ گری ہوئی سیاہی شب کی مانند زلف پری ابتری ہوئی وہ غول نظروں سے پنہان
ہوگیا رستم ثانی لاحول پڑھنے لگے کہ یہ میں کہاں نکل آیا کس مقصد سے چلا تھا اور کس آفت میں مبتلا ہوا
حیران و سرگردان بیابان در بیابان پھرنے لگے دیکھئے کبتک گردش تقدیر انکو پھراتی ہے اور کس وقت
گردش طالع راہ پر لاتی ہے

لیکن اب یہان سے کچھ حال ملک سلیمانیہ کا تحریر کیا جاتا ہے

کہ یہ ملک حوالی شہر صندل بین واقع ہے بادشاہ یہان کا سلیمان شاہ ہے ایک پسر ہے کہ نام اُس کا شاہین
بن سلیمان ہے نہایت جوان حسین مرد شجاعت آئین ہے بسبب اتفاق ایک روز اپنے باپ سے اجازت
شکار لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ اسکو بہت چاہتا تھا کہ ایک ہی فرزند دلبند تھا سپہر سلطنت
کا خورشید آفتاب مطلع امید تھا چند مرد دیرینہ اسکے ہمراہ کر دیے تھے کہ نشیب و فراز دنیا سے آگاہ کرتے
رہیں قدم راہ نامناسب کی طرف نہ اُٹھنے دیں سبب اسکا آگے بڑھ کر سب لوگوں پر کھل جائیگا مقدر
کا لکھا ضرور پیش آئیگا غرضکہ شاہین بن سلیمان کچھ فوج و سپاہ ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا
بیرون شہر جا کر جائے سکونت غزالان دریافت کرکے ایک صحرا میں خیمہ برپا کیا شام ہوگئی تھی شب
تو بہ استراحت بسر کی جس وقت صبح ہوئی قراولوں کو ہمراہ لیا مرکب پر سوار صید شکار کرتا ہوا روانہ
ہوا جاتے جاتے ایک جھیل نظر آئی دیکھا کہ کنارۂ آب پر چند آہو مصروف چرا ہیں شاہین نے تیر کمان
تن پیوست کرنے کا ارادہ کیا آہو اسقدر وحشی تھے کہ آواز پر تیر سے ڈر کر مانند تیر کے بھاگے شاہین نے تعاقب کیا
اور چار رفیقوں نے ساتھ ہی گھوڑے اُڑا دیے لیکن وہ آہو اس طرح اُڑا تر چھا بھاگتا چلا جاتا ہے کہ نشانہ

نہیں بند ہو سکتا شاہین نے ایک اور تیر مارا خالی گیا لیکن وہ آہو آتے آتے قریب ایک عمارت
عالی شان عرش مکان کے پہونچا دیوارین اس عمارت کی نہایت بلند تھین جست کرکے پھاند نہ سکا
لیکن دیکھا کہ بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہی دروازے پاٹون پاٹ کھلے ہوئے ہین اوپر دو برجیان
بنی ہوئی ہین کہ انپر جوڑا البط دریائی کا بیٹھا ہی وہ آہو مقام امن سمجھکر چوکڑیان بھرتا ہوا اندر اُس
پھاٹک کے چلا گیا شاہین خود بھی پیچھے اُس آہو کے چلا ساتھ والون نے منع کیا کہ اے شہریار یہ
مقام مخدوش ہی آٹھوین روز یہ پھاٹک کھلتا ہی دن بھر وا رہتا ہی شام کو دروازہ عمارت سب چیزین
غائب ہو جاتی ہین اور جو کوئی اندر اس دروازے کے جاتا ہی پھر پلٹ کر نہین آتا شاہین نے کہا کہ خوب
سامنے دروازہ کھلا ہوا موجود ہی کوئی روکنے والا نہین یہ بات بالکل خلاف عقل ہی دیکھو ابھی جاتے
ہین اور ابھی چلے آتے ہین یہ کہکر باگ گھوڑے کی لی ہر چند لوگ منع کیا کیے لیکن نہ مانا جس وقت
قریب پھاٹک کے پہونچا ایک بط اڑی اور پکاری خبردار اے شخص اندر جانے کا قصد نہ کر ورنہ تا عین
حیات باہر دروازے کے نہ آ سکیگا مر کر جنازہ بھی باہر نہ بھیجا جائیگا شاہین نے یہ سماعت نہ کی اور دوڑا اندر
پھاٹک کے چلا گیا جیسے ہی شاہین داخل دروازہ ہوا دوسری بط اڑی اور پکاری کہ افسوس صد افسوس
شاہزادۂ ملک سلیمانیہ شاہین نام پسر سلیمان شاہ گرفتار ہوا اب یہ باہر نہ آویگا جونہی شام ہوگئی تھی ایک
تڑاقے کی صدا آئی برق سی چمکی آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلتی ہی تو نہ وہ عمارت ہی نہ پھاٹک
نہ جوڑا البطون کا ایک بیابان لق و دق میدان ہر طرف سائین سائین کی صدا آ رہی ہی وہ لوگ روتے
پیٹتے لشکر شاہین مین آئے اور اہل لشکر سے سب کیفیت بیان کی صدائے شیون و فریاد بلند ہوئی آخر کار
مجبور ہوکر خدمت مین سلیمان شاہ کے روانہ ہوئے یہ خبر قبل پہونچنے ان لوگون کے بادشاہ کو پہونچ گئی
تھی اُسنے گریبان اپنا چاک کیا سر پہ خاک ڈالی جانب آسمان دیکھا اور کہا اے سپہر کجرفتار کیا گردون
دون کہ صرف ایک چراغ میری سلطنت کا تھا اُسے بھی تو نے گل کر دیا ایک گل بھی میرے باغ تمنا کا
کھلا رہنا تجھکو خار گذرا اور قصد کیا سلیمان شاہ نے کہ آپ کو ہلاک کردن وزیرا امرا نے منع کیا ہاتھ
پکڑ لیا اور عرض کی کہ جسنے وہ فرزند عطا کیا تھا کیا وہ اور نہین دے سکتا ہی یا اُسی کو نہین ملا سکتا ہی اگر
شہریار اگر اپنے کو دشمنون نے ہلاک کیا اور بعد چند روز کے شاہزادہ گردش تقدیر سے
رہا ہوکر اپنے ملک کی طرف متوجہ ہوا اور یہان اور کا قبضہ پایا تو اُسکے دل پر کیا گذریگی اس سے
بہتر یہ ہی کہ کوئی تدبیر و کوشش کرنا چاہیے بموجب **شعر** مشکلے نیست کہ آسان نشود
مرد باید کہ ہراسان نشود بہت سے شاہزادون شہریارون پر مصیبتین پڑ گئی ہین اور انکو
حافظ حقیقی نے نجات دی ہی کاہنون منجمون کو بلوائیے اُنسے حالات دریافت کیجیے بادشاہ نے کہا
جو کچھ تمسے ہوسکے وہ کرو مین کیا منع کرتا ہون وزیر سلیمان شاہ کا فہیم روشن رائے نہایت مرد عاقل ہی
اور کاہن بے نظیر ہی اُسی وقت اپنے بچار کیا بارہ خانے نو ستارون سے حساب لگا کر عرض کی کہ حضور عمر بین
خانۂ حیات شاہزادے کا نہایت مستحکم ہی ہان یہ ضرور ہی کہ قید طلسم مین پھنس گیا ہی بادشاہ نے پوچھا آخر
رہائی کی کوئی صورت ہی فہیم روشن رائے نے پھر غور کیا اور کہا کہ بعد چندے یوم کے ایک شخص تمہارے شہر مین
وارد ہوگا کہ نہایت خاندان عالی سے ہوگا ہر چند اُس سے نام و نشان پوچھیے نہ بتائیگا اگر کیانی پرند کے پچا

اور بانس کمان کو توڑ ڈالیگا اور غلام کشتی گیر کو چیر کر پھینک دیگا وہی فتاح طلسم ہی اور رہائی شاہزادے
کی اُسی کے آنے پر موقوف ہی آپکو چاہیے کہ آج سے پندرھوین روز جو دن اُسکے آنے کا ہی ایک میلا
قرار دیجیے کہ ایک جگہ اکھاڑا ہو وہان کشتیان ہوتی ہون ایک مقام پر وہ کمان رکھوا دیجیے جو آپ کے
یہان ہی کہ آج تک کسی سے دو گوشے بھی اُسکے نہین کھنچے ہین ایک طرف شغل پھری گتکے کا ہو ایک
جانب بنا ایک سمت باڑا ایک مقام پر تیراندازی کہ اگر وہ ادھر آ نکلے تو یہان اُسکا دل لگے کیونکہ مرد
بہادر ہی اور سپاہیون کا ایسی ہی باتون مین دل لگتا ہی بادشاہ کو راے فہیم کی پسند آئی چارچی کو حکم
ملا کہ فلان روز بادشاہ نے میلا قرار دیا ہی لہذا جس شخص کو جس جس فن مین کمال ہو وہ آکر اپنا ہنر
دکھاے حسب لیاقت منصب و انعام پائیگا چارچی نے اُسیوقت چارچ دیا شہر بھر مین غل ہو گیا جا بجا
کمالات کی مشق ہونے لگی ہر شخص تیغ ہنر پر جلا دیتا تھا کمالات کو اپنے درجہ ترقی پر پہونچانیکی کوشش مین
مصروف تھا یہانتک کہ جب وہ روز جو انتظار کے سے بمشکل گذرے اور دن میلے کا آیا تو ستونون اور
تنبولیون کے تخت سر راہ آ کر کھنچے لگے کھلونے والون مٹھائی والون کی دوکانین آراستہ ہونے
لگین کسی جا چرخ پوجا ایستادہ ہوا یہ میلا عجب انتظام سے قرار پایا ہی کہ چار در استون پر تو دکانین
ہر قسم کی آراستہ ہین اور وسط چوک مین صدر قرار پایا ہی یہین تخت شاہی ایستادہ ہوا ہی نہایت بلند
ایک چبوترہ بنا کر آرایش پر تخت رکھا گیا ہی بادشاہ تاج بر سر و چارقب شاہنشاہی در بر کرکے بیٹھا ہی
پہلو مین فہیم روشن راے ہی اور ملازمان جلیل القدر حسب مراتب گرد و پیش مقام مناسب پر حسب
مراتب کرسیان دنگل بچھاے بیٹھے ہین میلے کا جماؤ ہو رہا ہی کچھ روپے بٹتے اور ڈول ہر من خوب کھنکنار ہی ہین

لیکن اب احوال فرخندہ مآل زور بازوے صاحبقرانی شاہزادہ رستم ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ غول کے بہکائے گردش فلک کے ستائے خاک دشت و بیابان چھانتے پھرتے ہین دن بھر صورت
گرد باد صحرا مین پھرتے ہین شام کو کسی درخت کے نیچے تھک کر بیٹھ رہتے ہین نہ کوئی مونس ہی نہ غمخوار نہ یار
نہ مددگار فقط سایہ پروردگار بہ باطن و سایہ اشجار بظاہر سر پر ہی جب زیادہ بھوک کا غلبہ ہوتا ہی کچھ پھل جنگلی
درختون کے کھا لیتے ہین پیاس مین کسی چشمے کا پانی پی لیتے ہین شب کو بسبب خوف جانوران گزندہ
و درندہ کے جاگتے جاگتے آنکھین ورم کر آئی ہین پاؤن مین پھرتے پھرتے آبلے پڑ گئے ہین کوئی اتنا
بھی نہین ہی کہ تلوون سے خار کھینچے پاؤن تک سے ہین خار کھٹک رہے ہین بموجب شعر
رہ نوردی مین پاؤن جل اُٹھے + آنچ چھالون مین ہی کہ پانی ہی + لباس کی یہ حالت کہ مانند
وحشیون کے جفاے خارہاے صحرا سے پارہ پارہ ہو گیا ہی بموجب شعر خار صحرا گو تھے کوتہ مگر ہمت دراز +
دشمنون کو یون دیے جھٹکے گریبان لیگئے + ابتدا مین اکثر رات کو روشنی دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید قریب کوئی
بستی ہو تلوار ہاتھ مین سنبھالکر چل نکلے جاتے جاتے صبح ہو گئی اب جو خیال کیا تو پھر وہی صحرا ہی
اسی حال پر ملال سے روان دوان حیران و سرگردان پندرھوین روز قریب ایک قصبے کے پہونچے دیکھا
تو لوگ وہان کے گھرون سے نکل نکل کر کپڑے بدل بدل کر شہر کی طرف جا رہے ہین ایک دفعہ پوچھا
کہ آج کوئی دن عید کا ہی یا اور کوئی خوشی کا روز ہی یہ لوگ کہان جاتے ہین اہل قصبہ نے بیان کیا کہ یہان

قریب ملک سلیمانیہ ہو وہان کے بادشاہ سلیمان شاہ نے آج بہت بڑا میلہ کیا ہو ہم سب لوگ وہین جاتے ہین
کیونکہ اُسکے قلمرو مین بستے ہین بادشاہ کی نہایت تاکید تھی کہ ہماری عملداری مین جسقدر لوگ بستے ہین کوئی
باقی نہ رہجائے کہ جو آکر میلے مین نہ شریک ہو رستم ثانی نے ایک شخص سے کہا کہ ہمین راہ ملک سلیمانیہ
کی معلوم نہین ہی ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین اُس شخص نے کہ مرد شریف تھا کہا کہ ای شخص تو گرد آلود صحرائی
معلوم ہوتا ہی جسم پر خاک اس قدر جمی ہوئی ہو ناخن اور بال بڑھے ہوے ہین اگرچہ تکلیف نہو تو میرا گھر موجود
ہو چلکر غسل کیجئے لباس بدلئے خط بنوائیے میرا کوئی نقصان آپکے لیجانے مین نہین ہو لیکن اس ہیئت سے
جانا میری صلاح نہین کیونکہ دن میلے کا ہی ہر شخص حسب حیثیت لباس نفیس پہنکر آیا ہوگا آپ جو اس شکل سے
چلینگے تو کوئی ہنسے گا کوئی پھبتی کہے گا آپ کو برا معلوم ہوگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر ہنسینگے لوگ
تو مجھپر کوئی آپ کو تو کچھ نہ کہیگا جیسا سوال ویسا جواب جو ہمکو زبان سے کہیگا ہم اُسے ہاتھ سے جواب
دینگے اب تو وہ شخص گھبرایا کہ اسکے ساتھ چلتے ہین تو یقین ہی کہ جوتیان کھانا پڑینگی یہ مزاج سے بدڈھب
معلوم ہوتے ہین اب اس نے واسطے ڈرانے کے کہا کہ اگر عتاب شاہی ہو کہ تم کیون اس صورت سے
میلے مین آئے تو کیا کیجئے گا فرمایا بادشاہ ہمارا کیا کریگا اگر کوئی کلمہ خلاف شان کہیگا سزا پائیگا اگر دوسرے
کی قتل کی فکر کریگا خود بھی مارا جائیگا ہم لوگ سپاہی ہین جب گھر سے نکلتے ہین موت کو پہلے تین بار پکار
لیتے ہین اُس شخص نے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ اُنکے دماغ مین خلل ہی انکا ساتھ اچھا نہین ہی سیدھی بات
کا ٹیڑھا جواب دیتے ہین رستم ثانی سے کہا مین خود اب تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا مین ایسے بودون کا
ساتھ پسند نہین کرتا کہ بادشاہ کا نام آیا اور ڈر گئے جو مرتا ہی وہ ڈرتا نہین اُسنے کہا بہتر ہی نہایت مناسب
ہی جو آپ کسی اور کے ساتھ یا تنہا تشریف لے جائین غرضکہ رستم ثانی وہان تنہا روانہ ہوے جابجا پتا پوچھتے
راہ دریافت کرتے داخل شہر سلیمانیہ ہوے دیکھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ انبوہ انبوہ چلے آتے
ہین تمام شہر اور ہر گلی کوچے مین میلہ لگا ہوا ہی اس ناکے سے لیکر اُس ناکے تک دورویہ دکانین لگی
ہوئی ہین کہین مٹی کے کھلونے بک رہے ہین کمہارون نے عجیب عجیب صنعتین دکھائی ہین جس تصویر
مین خندہ دندان نما کی ہیئت دکھائی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ درحقیقت کوئی ہنس رہا ہی تصویرین منہ سے بولا
چاہتی ہین جس پھل یا پھول کی شبیہ بنا دی ہی اسقدر تازگی اُس سے ظاہر ہی کہ معلوم ہوتا ہی ابھی درخت سے
ٹوٹ کر آیا ہی جس مٹھائی کی تصویر بنائی ہی شیرینی اُس سے ٹپک رہی ہی زبان پر رکھنے سے ذائقہ آتا ہی
کہین کنجڑیون نے عجب تکلف سے دوکان کو سجا ہی ڈالیون مین میوے ترکاریان اس حسن سے لگائی
ہین کہ بغیر خواہش بھی مول لینے کو جی چاہتا ہی مٹھائی والون کے خوانچون پر خریدارون کی یہ کیفیت ہی کہ مانند
مور و مگس گرے پڑتے ہین کسی جانب گنڈیریان کیوڑے سے بسی ہوئی چن رکھی ہین تمام کوچہ معطر ہو رہا
ہی بیچنے والے عجب عجب لطیفے پیدا کر رہے ہین باتون مین مزا بھر رہے ہین کوئی کہتا ہی - ع دام میٹھے
کہ مال میٹھا ہی کسی طرف سے صدا آتی ہی ع نہ کچھ شک کر کہ عمدہ نے شکر ہی کوئی آواز لگاتا ہی مزہ انگور
کا ہی بنگلترو ہین کسی سمت بانڑہ گلوری والون کی ہو ساقی کے حقے سلگتے ہوے پیچون پہ ہار لپیٹے ہوئے کھڑے
ہین لب معشوق کی صدا لگا رہے ہین بلکہ یون کہیے کہ دھومین اُڑا رہے ہین تماشہ بین ادھر اُدھر
کی سیر کرکے آتے ہین پان کھا جاتے ہین گلوری والیون سے دو چار جگت چل جاتے ہین دیون کے چوچلے

ہاتھون مین گل جاتی ہین کہین طرف سونگون کے تخت اُڑے ہوئے ہین مقابلے پڑے ہوئے ہین لاگون پر
لاگین بیچ ہی ہین ایک نے چھری نگل لی تو دوسرے نے پیٹ مین تلوار اُتار لی کوئی پانی پیکر جونکین اُگلتا ہے
کوئی آہنین گولہ نگلتا ہی نظربندیون کے سحر چھٹتے ہین طائر عقل کے پر جلتے ہین دکانون کی پشت پر جو بعض
بعض جا کچھ جگہ چھوٹی ہوئی ہی وہان چرخ پہیے والون نے اپنا رنگ جمایا ہی لڑکونکو چکر مین پھنسایا ہی گویا
گردش گردون کو اسی پردے مین ختم کیے دیتے ہین بعض مقام پر مداری سانپ نیولے کا تماشا کر رہے
ہین ان دونون موذیون کی لڑائی قابل دید ہی عجب عجب گھاتین ہوتی ہین کوئی جھولی سے اژدہا غائب کرکے
پھر لا لیتا ہی کوئی پیسا یہان چھپا کر وہان سے نکالتا ہی کوئی روپیہ نگل کر اشرفی اُگلتا ہی رستم ثانی سیر و تماشا
دیکھتے ہوئے چوک مین پہونچے کہ جو مقام صدر قرار پایا ہی دیکھا کہ جا بجا طوائفین کوٹھون پر اُتو سے سنگار کیے
ہوئے بیٹھی ہین کسی کمرے پر تعلیم ہو رہی ہی بجیرے کی ٹھنک دل کے پار ہوئی جاتی ہے طبلے کی گمک
کلیجے کی خبر لاتی ہی سارنگی کے سُر کانون کو اپنی طرف متوجہ کیے لیتے ہین سازون کی آواز عاشقانہ مزاجون
کی طبیعت کو ناساز کیے دیتی ہی گھنگرو کی صدا تو بنا بر مشہور قیامت ہی برپا کرتی ہی بموجب مصرع
گیا سینہ چھن گیا دل بھی چھن چھن ہوئے جس دم ترے گھنگرو۔ کوئی مجرا سننے کے شوق مین کمرے پر چڑھا
چلا جاتا ہی کوئی کوٹھے سے اُتر رہا ہی کسی جگہ کوئی پری تمثال زہرہ خصال جو شریلی صداؤن مین کوئی غزل
گا رہی ہو تو کمرے کے نیچے ٹھٹ لگ گیا ہی لوگ اَڑے ہوئے ہین راستہ مسدود ہی کندھے سے کندھا
چھل رہا ہی پیلے چل رہے ہین جو لوگ اور بھی آتے جاتے ہین وہ بھی اُسی جگہ جمتے جاتے ہین کان آواز
کی طرف لگے ہوئے ہین

غزل

اور تاثیر بیت جانسوز مین کیا ہوتا ہی
تیر انجم جو لگے دل سے جدا ہوتا ہی
دیر اک بت کے حسین مین مسلمان ہوکر
کوئی در پردہ اشارون مین خفا ہو ہی
ضبط مین دل جلے کی ہی ترقی ہر دم
وہ چمک کر رہے پہلو سے جدا ہوتا ہی
نامۂ شوق کو کر دیتے ہین آنسو مشکوک
کھول کر بلبل کوئی محو دعا ہوتا ہی
اب نہ کہنا کہ کسیکو نہین مرتے دیکھا
شامت آئی ہی کہ پابند وفا ہوتا ہی
بیخود عشق ہو نہین مست مئے حسن بتان
شرم دنیا کی نہ پھر خوف خدا ہوتا ہی

کیا محبت کا تماشا بھی بلا ہوتا ہی
بات اچھی بھی جو کہیے تو بُرا ہوتا ہی
گھر سے نکلے ہین وہ پھر گیسوؤن بل دیکے
جو مقدر کا لکھا ہی وہ ادا ہوتا ہے
اپنے ہوتے ہین کہین بیخ جنون سے گلگل
کچھ جو کہتا ہون زبان سے تو گلا ہوتا ہی
ہائے کرتا ہون تو ہوتا ہی پریشان مسیح
کہین مٹتا ہی جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے
شکوۂ جور بتان اور گلے مین زنار
جان پر کھیلنے والا بھی بُرا ہوتا ہی
تیری منت کی سنتا ہی کہ پڑھا [illegible]
ہوش دشمن کو نہین دیکھ لیا ہوتا ہی

منتین کرتے ہین ہم اور وہ خفا ہوتا ہی
درد فرقت اسی باعث سے سوا ہوتا ہی
دیکھیے کون گرفتار بلا ہوتا ہی
بزم اغیار ہی رسوا نہ کرائے نالۂ دل
[illegible] ہین نظر ہرا ہوتا ہے
داغ الفت کی چمک ہی کہ تڑپ بجلی کی
ضبط کرتا ہون تو کچھ اور سوا ہوتا ہی
خود کشی مین کہین بیمار محبت مرجائے
کہین ایسون کا طرفدار خدا ہوتا ہی
دم بیان محبت یہ پکارا انجام
دیکھیے کون تصدق مین بہا ہوتا ہے
آرزو دیتے ہین جس وقت یہ تکلیف [illegible]

یہان سے آگے بڑھ کر جو دیکھا تو وہ تماشا مین جنگلی رنگ کا زمانہ ہے
ابتدائی شباب ہی نئی جوانی ہی بموجب شعر کیون چلین تیکھے جوانی مین نہ صورت والے سر الطاف مین بہت کچھ نئی
دولت والے خود تماشائیون کا شوق بڑھانے کو اپنے کو ہزار طرح سے آراستہ کرکے سیون پر کھڑی ہین تازہ تازہ
کرشمے نئی نئی ادائین پیدا کرکے دل لبھا رہی ہین دام مین پھنسا رہی ہین جس کسی تماشائی سے آنکھ ملگئی

اشارون مین باتین ہو گئین نگاہون نے زبانون کا کام کیا جو اچھی طبیعت کے لوگ ہین وہ اپنے مذاق کے
موافق چھیڑ چھاڑ کر رہے ہین کسی نے پان مانگا کوئی کسی کو دیکھکر مسکرایا جواب مین کسی نے منھ چڑھا دیا کسی
نے انگوٹھا دکھا دیا کسی کمرے پر جو کوئی نامی حسین رشک لیلی و شیرین ایک طرف انداز سے بعد کرشمہ و
ناز بیٹھی ہی چاہنے والون کی یہ حالت ہی کہ دل دست نگاہ پر رکھے ہوے کھڑے ہین ▪ رخ بھی نہین
کرتی کسی غمزہ دنیا پر خواہش دلکو فوق دے دیا ہی جو جب شعر کہتے ہین جسکو ذلت وہ عشق مین ہے
عزت ✦ کیا شان عاشقی کی گر کو بکو نہ نکلے ہاکسی نے پاؤن ایسے جاتے ہین کہ یہ دل مین عہد کرلیا ہی
کہ زندگی کا لطف تو اسی جا ہی اب کہان جائین جب شعر کوچہ جانان مین جا ہو گیا مرکے جینے کا ڈھنگ آگیا
پابندی محبت نے پاؤن مین وہ زنجیر ڈالی ہی کہ قید آہن سے بھی سخت ہی دل سے مشورے ہو رہے ہین
زبان پر یہ شعر ہی جو نام تو ہم تام ہو فنا کرکے اٹھینگے ✦ بیٹھے ہین تو اب در سے ترے مرکے اٹھینگے ہم لوگون
کو ساتھ بیتابی دل کی کچھ جا بھی دامنگیر ہی وہ دیکھتے ہوے آنکھین سینکتے ہوے ادھر سے ادھر چلے جاتے
ہین ادھر سے ادھر چلے آتے ہین جو جب شعر چلو گھر سے ترے جو لوگ گند جاتے ہین ✦ بس وہ پھر دن
ادھر آتے ہین ادھر جاتے ہین ✦ اگر حسب اتفاق کسی سے آنکھ مل گئی کلی باغ تمنا کی کھل گئی اسی امید پر
کہ شاید پھر ادھر دیکھے پاؤن جما دیتے ہین کبھی بیتابی مین یہ شعر زبان پر آجاتا ہی شعر اور اک وار
تیغ ابرو کا ✦ اور جھٹکا کمند گیسو کا ✦ لیکن وہ ماہ پیکر التفات بھی نہین کرتی مڑکر بھی نہین دیکھتی کہ کسی کیا
حالت ہی کس کو شوق نظارہ کس کو درد محبت ہی جو جب شعر نہ مڑکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا ✦ تڑپتے رہے
نیم جان کیسے کیسے ✦ اگر حسب اتفاق اس نے کسی شناسا کا مزاج پوچھا بات کی ہزارون کو رشک
کی چھری نے ذبح کر ڈالا چاہے پاک آشنائی کیون ہو لیکن شعر عشق است و ہزار بدگمانی ✦ اگر کسی کو
پان دے دیا سیکڑون کا دل خون ہو گیا جسکو پاس رہا کبھی ہار کے جو آگے بڑھے دکھا کر جادو کا زن
مین کہین دھول اڑ رہے ہوے ہین چاو بہت بڑھے ہوے ہین گھمنڈ گا رہے ہین لیکن کہاں رون
کا ہر رنگ کالون کو پریشان کیے دیتا ہی کسی جا کنجڑون کے گھر بیٹھے قصاب وغیرہ اپنے اپنے خیال مین شلہ سلا
رنگ سے بھی کچھ بڑھے ہوے خیالون کے بام بلند پر چڑھے ہوے ہین جوتین چل رہی ہین طنز
اور گلنی کی دہائی ہی غرضکہ چھوٹی قوم والے بھی سب اپنے اپنے رنگ مین مست ہین کسی جگہ ڈومنیان حلقہ
مین گھیرے ہوے ناچ رہی ہین غزل گانے کا شوق اور زبان کی اشعار کی ٹانگین توڑ رہی ہین لفظون
مین نئی شان طرفہ آن بان پیدا کر رہی ہین انکے سننے والے بھی ویسے ہی ہین وہ اسی پر مرے جاتے
ہین کسی جا نشہ بازون کا مجمع ہی کلوار کی دوکان سبیل ہو گئی ہی جام ارغوانی کا دور ہی اس صحبت
کا رنگ ہی اور ہی کسی کی ورد زبان یہ شعر ہی۔ بہار آئی ہی بھر دے بادہ گلگون سے پیمانہ ✦ رہے
لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ✦ کوئی کہہ رہا ہی شعر۔ ساقی کی شراب دے دے ✦ باقی ساقی
جو کچھ ہو سو لے ✦ جو دو چار آپس کے یار مل کر بیٹھ گئے ہین تو عجب لطف ہی کہ ایک بھر کر دوسرے کو
دیتا ہی وہ تکلف کے ساتھ انکار کرتا ہی وہ پھر اصرار کرتا ہی مع سب جام پی جائے تو میرا لہو پیے ✦ کسی کی
زبان پر جوش مستی کے شوق مین یہ شعر جاری ہی۔ آئی نہین کشا تو نہ آنے پینگے ہی ✦ کوچہ مین می فروش کے
الکس کہان کے ✦ غرضکہ آوازہ شاہد و شاہ و نوش بلند ہی کوئی واسطے تیزی نشہ کے جاتا ہی چا کر

ساغر سے ساغر لڑا دیتا ہی کہ یہ شگون میخوارون کا ہی کوئی جو زیادہ پی کر بہک رہا ہی ساتھ والے اُسے سنبھالے
ہوئے ہین ہر گام پر پاؤن لغزش کرتے ہین نشہ کی دھن مین اگر کسی جا دل لگ گیا کھڑے ہو رہے تو
ہٹنے کا نام نہین لیتے لڑکون کی طرح مچل رہے ہین ساتھ والے بعض مرتبہ عاجز آ کر کہہ بیٹھتے ہین کہ
انسان کو اپنے ظرف کے موافق پینا چاہیے جب نشے مین بےمزگی ہوئی تو اس پینے کا کیا لطف ہتو چلو نہین
پی گئے مگر ابتک تیور وہی ہین کہ جیسے پی ہی نہین کوئی تیزی نشہ مین جامے سے باہر ہی ہم منہ ہو گیا ہی لیکن
بڑہ مار رہا ہے کہ وہ ہوش و حواس رہا ہی خبر نہین جن نے شیشون کی بیعت یہ رنگ دیکھ کر ذرا بگڑی بھی وہ انجام
دیکھ کر گریز کرنے لگے کہ لعنت ہی اس نشہ پر ہوشمندی کو چھوڑ کر بیہوشی اختیار کرنا یہ کونسا فعل
ہی اگر کسی شرابی نے اس کلمے کو سُن لیا پلٹ کر جواب دیا شعر لطف مے کیا بتاؤن ای زاہد ✤ ہائے کمبخت
تو نے پی ہی نہین ہا کوئی کہتا ہی کہ میلا ہر وقت در توبہ باز ہی رحمت رب بے نیاز ہی ہم گناہ اپنے پروردگار کا
کرتے ہین وہ عفو رحیم ہی بخش دیگا بموجب شعر صبر سے زاہد نا فہم نہ بیچارو نکا ✤ بخشنے والا ابھی دیکھا ہو گنہگارو نکا
اور اگر یہ بھی نہ سہی تو جب ضعیفی کا زمانہ مرنے کے دن قریب آئین گے توبہ کر لینگے ابھی تو شام
شباب آنکھون مین دنیا اندھیر کئے ہوئے ہی بات سے صبح کی فکر یہ ہمارا کام نہین شام کی بات
شام کے ساتھ صبح کی بات صبح کے ساتھ شعر رات کو پی خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی ✤ رند کے رند رہے ہاتھ
سے جنت نہ گئی ✤ اس گروہ سے نکل کر جو دیکھا تو وسط چوک مین نہایت مقام وسیع ہی بیچ مین تخت
شاہی استادہ ہی بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہی وزرا امرا حسب مراتب ادب سے بیٹھے ہین سر پر
بادشاہ کے چتر پھر رہا ہی تاج مرصع برسر قب شاہنشاہی در بر لیکن رنگ رو متغیر اور چہار طرف
اگرچہ میدان وسیع ہی لیکن لوگون کی کثرت سے تل بھر جگہ نہین تھالی پھینکو تو سر ہی سر جائے زمین پر
نہ آئے لیکن کسی طرف تڑ تڑ پھری تکلے کی آوازین بلند ہین کسی جانب کشتی کے خمون کی صدا
آ رہی ہی کہین بانا چل رہا ہی کہین پٹے کے ہاتھ نکل رہے ہین کہین تیر و تفنگ کے نشانے چل رہے
ہین بادشاہ بار بار فہیم روشن راے سے کہہ رہا ہی کہ ای وزیر خوش تدبیر ابھی تک تو وہ شخص نظر
نہ آیا کہ جسکے واسطے یہ سب سامان مہیا کیا گیا ہی وزیر دست بستہ عرض کر رہا ہی کہ حضور وقت بیا بر
آ چکا ہی یقین ہی کہ وہ اس مجمع مین کہین نہ کہین ضرور ہو گا اتنے بڑے انبوہ مین اسے کیونکر دیکھ سکین
لیکن پہلا زور جسکا یقین ہی کہ کمان کیانی پر ہو گا بس جلد اب حال اُسکا ظاہر ہوا چاہتا ہی بادشاہ بحسرت
کہتا تھا کہ دیکھئے لیکن رستم ثانی سیر کرتے ہوے ہر مقام کی اُس جگہ پہونچے کہ جہان کمان کیانی رکھی ہوئی
تھی گرد کمان کے لوگون کا ہجوم تھا اور وہین ایک بدرہ اشرفیون سے بھرا ہوا رکھا تھا یہ شرط تھی کہ جو کوئی
اس کمان کو کھینچ لے وہ یہ بدرہ اٹھا لے لوگ جو برسون سے مشقین کر رہے تھے کوتین بڑھا رہے تھے
خاص آج کے روز کے واسطے کہ اگر کمان کو کھینچ لیا تو خلق مین نام ہو گا بادشاہ کی ملازمت
حاصل ہو گی یکے بعد دیگرے کمان پر زور کر رہے ہین لیکن کسی سے ایک گوشہ کھینچکر رہ گیا کسی
سے ڈیڑھ گوشہ دو گوشون سے زیادہ کسی سے نہ کھنچتے تھے اور ایک شخص مغلوب الحال کھڑا ہوا کبھی
بنگاہ حسرت اُس بدرے کو اشرفیون کے دیکھتا تھا کبھی ادھر اُدھر تکتا تھا اور کہتا تھا کہ یا اللہ کیا
خواب میرا دروغ ہی مجھے تو اک بزرگ فرما گئے ہین کہ ایک شخص آ کر اس کمان پر زور کرے گا اور

کمان کو توڑ کر پھینک دیگا بدرہ اشرفیون کا تجھے دیگا تو اپنی لڑکیون کی شادی کر دینا لیکن ابھی تک کوئی ایسا
نظر نہین آیا بعض لوگ بازاری اُسکی اس تقریر پر ہنستے تھے کہ کیا خوب جواب بھی ہوا تو اپنے ہی مطلب کی کہتا
ہے کچھ تجھے خلل دماغ ہے اول تو کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ اس کمان کو کھینچ لے نہ کہ توڑ ڈالنا علاوہ اسکے اگر کمان
ٹوٹ بھی گئی تو جو کمان توڑے گا اور زور کرے گا وہ اشرفیان آپ لے لیگا یا تجھے دیدیگا لیکن شاہزادہ
زمان رستم ثانی نوجوان جو قریب سے اُس شخص کے گذرے اور یہ آواز اُسکی کان مین گئی دل سے کہا کہ پہلے
اس غریب کی حاجت روائی کرنا چاہیے اور قریب کمان کے گئے لوگون نے جو دیکھا کہ ایک شخص مفلوک
روزگار ناخن بڑھے ہوے کپڑے پھٹے ہوے بحال خراب اتنے بڑے ارادے سے آیا ہے کوئی تو ہنسا
کسی نے کہا کہ یہ جنگلی کمان سے تنگ آیا کوئی خدا ترس بولا کہ میان حبیب یہ بری بات ہے کسی پر ہنسنا نہ چاہیے
ایسا نہو خدا کو برا معلوم ہو اگرچہ وہ اس حال خراب سے ہے لیکن چہرہ تو دیکھو کہ گرد غبار مین اٹا ہوا ہے لیکن
مانند شمع فانوس کے ضو دے رہا ہے چراغ تہ دامان کا لطف دکھا رہا ہے نہین معلوم کیونکر خدائی خراب
ہوا شریف سے امیر زادہ معلوم ہوتا ہے چاند پر خاک پڑنے سے چھپتا نہین لیکن رستم نے آتے ہی کمان
کو ہاتھ مین اُٹھایا اور چترا چل کر جو زور کیا ستاون گوشے کھینچ لئے اور داب جو کن دیکھکر جھٹکا مارا کمان کے
دو ٹکڑے ہوے تڑنے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ اتفاق سے دوسری طرف متوجہ تھا لیکن
کمان کے ٹوٹنے کی صدا جو کان مین گئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص گرد غبار مین آلودہ لباس بوسیدہ
جسم مین پھٹنے بال اور ناخن بڑھے ہوے لیکن نوجوان کھڑا ہوا ہے لوگ اُس کے زور بازو کی تعریف
کر رہے ہین کمان ٹوٹی پڑی ہے اتنے مین اُس شخص نے ایک اور آدمی کو کہ جو ضعیف پریشان حال
تھا قریب بلایا اور کہا یہ توڑہ اشرفیون کا لیجا وہ تو خوشی خوشی توڑہ لیکر دعائین دیتا ہوا روانہ ہوا لیکن
بادشاہ سے فہیم روشن رائے نے عرض کی کہ حضور وہ شخص یہی معلوم ہوتا ہے لیکن رستم ثانی وہان
سے ہٹکر قریب دوسرے مجمع کے پہونچے کہ جہان کشتیان ہو رہی تھین آوازین خم پڑنے کی پہلوانون
کی بلند تھین ظلام بن اظلم کشتی گیر نعرے مارتا تھا کہ کہان ہو رستم کہان ہین سام بن نریمان کہان ہین
حمزہ صاحبقران کدھر ہین علمشاہ نوجوان آئین اور حلقہ غلامی کان مین ڈالین جب سنا تھا کہ رستم
ثانی کو کب تاب تھی جو دادا اور پردادا کا نام کس توہین کے ساتھ سنا وہین سے للکار کر آواز دی
کہ کیا جھک مارتا ہے مرے ہوون کا نام لیتا ہے حمزہ صاحبقران کو خدا زندہ و سالم رکھے کہ صاحبقرانی
ترک کر کے خانہ کعبہ مین قیام پذیر ہین اگلی دعوے تھا تجھے تو اُنکے جاکر مقابلہ کیا کہ حال معلوم
ہوتا ظلام پکارا تو بڑا طرفدار رہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ کے ہاتھ سے پیتا ہے جبھی لوہا انکا مانے ہوے
ہے اگر تجھے کچھ گھمنڈ ہے تو آ دو ہو کر کے اپنی آزمائش کرلے بھلا انکو کب تاب تھی آ کا منھ سے نکلنا تھا
کہ کود کر اکھاڑے مین سر ظلام کے پہونچ گئے ظلام پکارا کپڑے اُتار دو جٹ لنگوٹ کس لو
جو طریقہ کشتی کا ہے اگر لنگوٹ تمہین میسر نہین تو مین کسی سے لیکر دیئے دیتا ہون رستم ثانی نے جواب دیا
کہ اب تجھی سے جٹ لنگوٹ لینگے تو باندھینگے ظلام بن اظلم نے کہا کہ مین تو دینے کو کہتا ہون رستم
ثانی نے کہا پہلوان ہو کر بات کو نہین سمجھتا ہم تیرا جٹ لنگوٹ لینے کو آئے ہین ظلام نے کہا یہ خیالات
دل سے دور رکھو ہان خیرات مانگو تو دیتا ہون رستم ثانی نے جھنجھلا کر ایک طمانچہ مارا اگر ظلام خانم سے

تو نہین معلوم کیا انجام ہو لیکن ظلام کو بھی غصہ آگیا کہ یہ تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہے رستم ثانی سے لپٹ پڑا
بلند ہونے لگے لوگ حیران تھے کہ یہ کون شخص ہے ابھی کمان کو شل کمان تصور کے توڑ کر پھینکدیا اب یہ جو عمل
کیا کہ اتنے بڑے پہلوان سے لبان لڑا کر یون چار ۲ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فلک سیدھو جان سے عاجز
ہے لیکن رستم ثانی نے دیکھا کہ کپڑے پارہ پارہ ہوگئے ہین ایسا نہو کہ ننگی پر لوگ ہنسین لیس ایک مقام پر
نہین معلوم کیا پیچ کیا کہ ظلام ایسا فیل سکر قلا بازی کھاتا ہوا نیچے ٹانگین اوپر ہوکے چارون شانے چت گرا رستم
ثانی کود کر چھاتی پہ سوار ہوگئے اور تیغے سے کہا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین اُسنے کہا کہ ہزار
جانین ہون تو فدا ہون خدا وحدت دو رنگ پر اور قصد کیا کہ پکار کر سب سے کہدون کے اسے مارو اسکو
یہ خدا پرست ہے کہ رستم نے منہ و باد یا مٹی اٹھا کر اسکے حلق مین ٹھونس دی بعد اُسکے ایک ہاتھ ٹھوڑی مین
دیا دوسرا گدی سے رکھکر جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا شاگردون نے ظلام کے رستم پہ ہجوم
کیا سب ایک ہی بار لپٹ پڑے لیکن رستم ثانی نے جسکے ڈنڈا مار دیا منکا ڈھل گیا جسکو گھونسا مارا
بیدم ہوگیا جسپر ٹانگ رکھدی ہل نہ سکا آخر کار وہ لوگ جو ظلم سے ظلام کے نہایت تنگ رہتے تھے
الگ کرکے کود پڑے اور رستم ثانی کی طرف سے شاگردان ظلام کو مارنا شروع کیا لوگ بیچ مین آگئے
فساد موقوف ہوا عزیز و اقارب ظلام کے لاش اُسکی اُٹھا کر سامنے بادشاہ کے لائے فریاد کی بادشاہ
سے فہیم روشن رائے نے کہا کہ یہ دوسری علامت ظاہر ہوئی بادشاہ نے اُن لوگون سے کہا کہ کشتی
کی سزا یہی ہے ہم کچھ نہین جانتے وہ لوگ لاش اُسکی لئے ہوئے روتے پیٹتے اپنے مکان کی طرف راہی
ہوئے لیکن رستم ثانی قریب مجمع ثالث کے پہونچے کہ جدھر بھیڑ لگ رہی ہے ایک شخص نہایت چین چڑھائے
کے ہاتھ نکال رہا ہے سو آدمی چارون طرف سے گھیرے کھڑے ہین چھری گٹکے سب کے ہاتھون مین ہین مار رہے
وار کرتے ہین لیکن یہ چوٹ نہین کھاتا جب گھر جاتا ہے سیف کو ٹیک کر اُڑجاتا ہے سیکڑون کو چیلا کر دیا ہے
اگر سیف اصلی ہوتی تو کتنون ہی کے سر قلم ہو چکے تھے لکڑی کی بنی ہوئی سیف جرمی بہی کپڑا لپٹا لگا ہوا
اُسپر بندھا ہوا تھا کہ جس پر پڑ جائے نشان پڑ جائے جو چیلا ہوجاتا ہے علحدہ ہوجاتا ہے یہانتک کہ آن
واحد مین اُسنے سب کو زخمی کرکے نعرہ کیا کہ ہے کوئی میرا ثانی لوگ کہنے لگے آپ کا مثل کا ہے کو ہے ایک
شاگرد نے کہا کہ اگر آپ دعویٰ صاحبقرانی کا کرتے تو بجا تھا یقین ہے کہ حمزہ ثانی بھی ہیچ کے بہانے سے
کعبہ مین چھپکر بیٹھ رہتے تب امیر کا نام سنتے ہی رستم ثانی کو طیش آیا کہا او مردود بزرگان دین کا نام
اس بے ادبی سے لیتا ہے کیا اسکو آتا ہے جسپر اسقدر ناز کرتا ہے سیف ہلانے مین اپنے جسم تک سے بیخبر
رہتا ہے ہر جگہ کھلا رہتا ہے جہان چاہے ہنسے چوٹ دیجائے سفاک سیف دست بگڑا کہ صاحب تم بھی
تمھین کیا انسان دوسرے کی بات کا اُس وقت جواب دے اور اعتراض کرے جب خود اُس سے
اچھا کرکے دکھا دے اگر مین کھلا رہتا ہون تو قسم ہے تمھین اپنے دین و مذہب کی کہ تلوار سے چوٹ
دے دو اور مین بھی اصلی سیف آہنی سے بچ جاتا ہون یہ کہکر سیف آہنی ہاتھ پر چڑھائی اور کہا کہ لے
آیئے اور ہاتھ سیف کے لگاتا ہوا رستم ثانی کی طرف چلا رستم نے وار اُسکا پشت شمشیر پر لگا کر دکھایا
لہذا اُسکے جس جگہ سے کھلا وہین جرکا دے دیا ہنسی مار کر قبضہ سے سیف کو قلم کر دیا اُس سفاک کا جا بجا
دیا یہ کمال دیکھکر لوگ وجد کرنے لگے اور سفاک قدمون پر گر پڑا اور پکارا کہ تا زندہ ام بندہ ام واقع

ہیں کہ انکا مثل و نظیر نہیں ہے یہ مع شاگردوں کے مطیع ہوا فہیم روشن رائے نے بادشاہ سے عرض کی کہ
حضور یہ تیسری علامت ہے لیکن رستم ثانی اب اُس گروہ کی طرف آئے کہ جہاں تیر اندازی کی مشق ہو رہی
تھی بسبب کثرت کے میدان نہیں تھا کہ سامنے نشانہ لگایا جائے لہذا ایک ستون بلند گاڑ دیا اُس پر ایک تھا
نصب کیا ہے چاند کے اندر ستارے بنائے ہیں لوگ تیر لگا رہے ہیں جو بڑے تیر انداز ہیں اُنکا تیر حلقہ قمر میں سے
گذر جاتا ہے لیکن اُس ستارے پر نہیں پڑتا رستم ثانی نے یہ رنگ دیکھکر دوش سے کمان اُتاری ترکش
سے کھینچا تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کرکے جو مارا ستارہ اُڑ گیا ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی فہیم روشن
رائے نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہ خدمت آخری ہے بیشک یہ وہی شخص ہے جو آپ کے فرزند کو آپ سے ملائے گا
بادشاہ مع وزرا اور امرا تخت سے اُٹھا لوگوں سے حکم کیا کہ اس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ چوبدار
نے آکر رستم ثانی سے عرض کی کہ آپ کو بادشاہ یاد کرتے ہیں جواب دیا کہ بادشاہ مجھے کیا جانیں کہ میں
کون ہوں اور وہ مجھے کیوں یاد کرنے لگا چوبدار نے عرض کی کہ نہیں آپ ہی کو طلب کرتے ہیں جواب دیا
کہ میں بادشاہ کا نوکر نہیں مجھے جانے کی کیا ضرورت کوئی غرض بادشاہ سے نہیں اگر بادشاہ مجھے یاد بھی
کرتا تو میں اُسے نہیں یاد کرتا چوبدار نے کہا کہ وہ حاکم یہاں کا ہے کیا نہیں کچھ خوف اُس سے نہیں جواب دیا
کہ ہم سوا پروردگار عالم کے کسی سے خوف نہیں کرتے چوبدار پلٹ آیا اور بادشاہ سے آکر عرض کی کہ وہ شخص
نہایت متکبر ہے نہیں آتا بادشاہ نے خیال کیا کہ واقع میں غرضمند تو میں ہوں مجھے اُسکے پاس چلنا چاہئے اُسے میرے
پاس آنے کی کیا ضرورت ہے یہ خیال کرکے بادشاہ خود مع رؤسا و امرا سوار ہو کر چلا انبوہ عظیم تھا جگہ نہ ملتی
تھی ملازمین شاہی لوگوں کو ہٹاتے ہوئے دھکے دیتے ہوئے چلے حسب اتفاق جس جگہ میں رستم
ثانی تھے وہاں بھی کشمکش ہوئی چنانچہ ایک شخص نے سلوک ناخوش سمجھکر ایک کہنی ماردی اب چونکہ ناگوار
طبع ہوتا ہے تو جھلا کر جو طمانچہ مارا کہ منہ پھر گیا کلہ پھٹ گیا پھڑک کر دم نکل گیا وہ جوان فوجی تھا ملازم سرکاری تھا
یہ حال دیکھکر لوگوں نے رستم ثانی پر یورش کیا اتنے میں بادشاہ کی سواری قریب آگئی یہ رنگ دیکھکر بادشاہ
نے اپنے ملازموں کو منع فرمایا کہ ارے نابو لو نہیں جانتے تم کہ یہ کون شخص ہیں لوگ ڈر گئے کہ بادشاہ طرفداری
کرتا ہے ایسا نہو خلاف طبع بادشاہ ہو جیسے عتاب آئے علیحدہ ہو گئے بادشاہ نے رستم ثانی سے مخاطب
ہو کر پوچھا کہ آپ کون صاحب ہیں کہاں سے تشریف لانا ہوا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اگر اپنی فوج
کو حکم دیجئے تو معلوم ہو جائے کہ میں کون ہوں بادشاہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ آپ بہادر ہیں لیکن
نام نامی و اسم گرامی کیا ہے رستم ثانی نے کہا کہ اس حال پر ملال میں کیا نام و نسب سے اپنے تمہیں آگاہ
کروں بموجب اشعار حسب حال ہذا

اے آہ و نالہ مجھسے نہ آگے چلو کہ میں	نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں	ہیں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
وہ گو کہ ہوں سہ ہوں عرض آفت رسیدہ ہوں	بچھڑا ہوا ہوں کارواں سے مسافر رہیدہ ہوں	میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا القرابادہ

اُس وقت بادشاہ تخت پر سے اُتر پڑا اور قریب رستم ثانی کے
گر دست ادب بستہ عرض کیا کہ شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست
غرضکہ اُس فقیر کو بلاتا ہوا باتوں میں لگاتا ہوا اپنے ساتھ لیکر طرف ایوان شاہی کے چلا آن واحد میں راہ کو
قطع کرکے داخل بارگاہ ہوا اراکین دولت و مشیران مملکت حاضر ہوئے بادشاہ نے رستم ثانی سے کہا
کہ بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ غسل فرمائیے لباس بدلیے رستم ثانی نے جواب دیا کہ پہلے آپ یہ

بیان کیجیے کہ آپ مجھے یہاں لائے کس واسطے ہیں بادشاہ نے پھر پوچھا کہ آپ بھی تو ارشاد فرمائیں کہ آپ
کا آنا کہاں سے ہوا جواب دیا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا کہ تمھیں میرے نام ونشان سے کیا کام ہے اپنا
مطلب بیان کرو کیونکہ چہرے پر تمھارے آثار غم پیدا ہیں بلکہ عنوان پریشانی ہویدا ہیں گلے میں ایک رومال
سیاہ جو بندھا ہوا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسیکا غم ہے چشم پر نم ہو بادشاہ نے ایک آہ جگرخراش
کھینچی اور عرض کیا کہ میں اسیر پنجہ تقدیر کیا اپنا حال پر ملال عرض کروں کہ ایک دفتر غم ہو لیکن آپکو دیکھکر سب
غم غلط ہو گیا جی یہی چاہتا ہے کہ اب آپ سے نہ بیان کروں کیونکہ دلوے آپکے امکان بشری سے بھی کچھ
بڑھے ہوئے ہیں ایسا نہو کہ ایک آفت تو ناگہانی تھی دوسری آفت آسمانی آجائے دشمن آپکے بھی اسی بلا میں
مبتلا ہو جائیں رستم ثانی نے کہا اب بے تغیر سنے قرار نہ آئیگا بادشاہ نے اُس عالم مجبوری میں کہا کہ گو ہم مشکل گر
تو ہم مشکل یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے ٭ دو بلے میں ہمارا آشیان ہے اور رستم ثانی نے
کہا کہ اگر مطلب اپنا نہ بیان کرو گے تو میں چلا جاؤں گا کیونکہ پھر میرے یہاں لانیکا کیا نتیجہ یہ کہکر اُٹھنے کا قصد
کیا تھا کہ بادشاہ نے مجبور ہو کر عرض کیا کہ میں اکثر نجومیوں اور کاہنوں کی زبانی سنا کرتا تھا کہ اس جوار میں کوئی
طلسم ہے کہ نام اُسکا طلسم صندل ہے یہ سمجھے کہ باعث رنج و درد سر ہوگا یہ نہ معلوم تھا کہ وجہ درد جگر ہوگا
رستم ثانی نے کہا وہ درد جگر کیسا بادشاہ نے بیان کیا کہ میرے شہر سے نکلکر جانب شمال جو صحرا ہے وسیع
واقع ہے اُسمیں دور سے ایک سیاہی مانند قلعہ کے معلوم ہوتی تھی لیکن کبھی کوئی اُسطرف جانے کا ارادہ نہیں
کرتا کہ وہ مقام نہایت پرخطر ہے دن کو دور سے معلوم ہوتا ہے صحرا چھا رہے دکھاتا ہے آٹھویں روز ایک دروازہ اُسکا نمودار
ہوتا ہے پھاٹک خود بخود وا ہو جاتا ہے دن بھر کھلا رہتا ہے بالائے در دو برجیان چھوٹی چھوٹی ہیں اُسپر جوڑا بط
دریائی کا بیٹھا رہتا ہے جو کوئی اُسطرف جانے کا قصد کرتا ہے تو اُنمیں سے ایک بط منع کرتی ہے کہ اے شخص
اس طرف نہ آ ورنہ آفت میں پھنس جائیگا تا زندگی رہائی نہ پائیگا حسب اتفاق میرا ایک فرزند تھا کہ نام
اُسکا شاہین تاجدار تھا ایک روز مجھسے اجازت صید و شکار لیکر جانب صحرا روانہ ہوا چونکہ مزاج اُسکا سپاہیانہ تھا
بلکہ جاہلانہ تھا میں نے چند رفیق دیرینہ اپنے بھی ساتھ کر دیئے تھے کہ اگر شاہین اُس طرف جائے تو منع کریں
لیکن جس بات سے دل دھڑک جاتا ہے وہ ضرور پیش آتی ہے ایک آہو شاہین تاجدار کو لگا کر اُسی قلعہ کی
طرف لیگیا آہو تو غائب ہو گیا لیکن یہ بدنصیب قریب اُس پھاٹک کے پہنچ چکا تھا رفقا نے منع کیا
کہ اے شہریار اُس طرف نہ جائیے کہ وہ مقام مخدوش ہے والد ماجد نے آپ کے منع فرمایا ہے بلکہ ہمیں اسی سے
ساتھ کر دیا ہے یہ کلمہ سنکر اُسے ضد آگئی کہ مردوں کے لیے کہیں خدشہ نہیں ہے ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جسکا جی
چاہے جائے اور چلا آئے زیادہ سے زیادہ یہی اگر کوئی مزاحم ہوگا اُس سے لڑینگے میرے رفیقوں نے کہا کہ ابھی
آپ نشیب و فراز دنیا سے آگاہ نہیں ہیں آدمی سے لڑتے ہیں یا ہوا سے یہاں تو یہ گفتگو تھی اُدھر ایک
بط نے آواز دی کہ ای شخص خبردار اسطرف آنے کا قصد نکرنا ورنہ مبتلائے بلا ہو جائیگا سوائے پشیمانی
کچھ ہاتھ نہ آئیگا افسوس ہے کہ اُس جاہل نے نہ مانا اور کہا دیکھو ہم ابھی جاتے ہیں اور ابھی چلے آتے ہیں
یہ کہکر اندر دروازے کے چلا گیا ایک دوسری بط نے آواز دی کہ فلاں کا بیٹا فلاں کا پوتا یہ نام
اسیر پنجہ تقدیر ہوا حسرت ہیں اُس فرزند دلبند کی بعض رفقا اُسکے اور ندامت میں اُسکی کہ بادشاہ کو
کیا منھ دکھائینگے میرے رفیقان دیرینہ اندر اُس پھاٹک کے چلے گئے کہ جو کچھ شاہزادے پر گذرے گی

وہ پھر بھی گذر گئی لیکن ساتھ تو چھوڑ دینگے کیونکہ اگر بادشاہ پوچھیگا کہ شاہین تاجدار کو کہاں چھوڑ آئے تو ہم کیا جواب
دینگے جس وقت شام ہوئی وہ دروازہ نظروں سے غائب ہوگیا اور مجھپر کچھ موقوف نہیں اسی درد میں بہت
سے مبتلا ہیں کہ کسیکا بھائی کسیکا بیٹا کسیکا بھتیجا کسیکا عزیز کسیکا دوست خواندر اس مکان کے گیا آج تک
پلٹ کر نہ آیا نہ کچھ خبر اُسکی معلوم ہوئی کہ وہاں پہونچ کر کیا گذری سب زندہ ہیں یا مر گئے اور میں تو کس حال
میں ہوں لہذا اسی نظر سے میں آپ کو دیا تھا کہ شاید ہم دردمندوں کے مسیحائی آپ ہی کے ہاتھ ہو اس
مشکل کو آپ ہی آسان کریں تو کیا عجب ہے کیونکہ میں نے نجومیوں اور رمالوں کی زبانی سنا تھا کہ فلان روز
فلان وقت اس شکل و شمائل کا ایک شخص اس شہر میں وارد ہوگا اور کمان کیانی کو شکستہ کریگا ظلام
بن ظالم سے پہلوان کو ماریگا۔ سفاک سیف دست کو زیر و زبر کریگا اور جو جو علامتیں بتائی ہیں سب آپ میں
پائی گئیں کسی بات میں ذرا سا فرق نہیں نکلا لہذا اب امیدوار ہوں کہ آپ غسل فرمائیں پوشاک بدلیں
رستم ثانی نے کہا کہ میرے تمہارے مذہب کا فرق ہے شاید ہر چیز تمہارے یہاں کی نجس و حرام جانتا ہوں
اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ یا میرے ساتھ چلکر وہ قلعہ مجھے دکھادو یا پتا بتادو کہ میں جاکر فکر رہائی شاہین تاجدار
کی کروں شاید کہ پروردگار عالم کو رہائی اُسکی میرے ہی ہاتھ سے منظور ہو بموجب مصرعہ شاید کہ ہمین بیضہ
برآرد پر و بال۔ بادشاہ نے کہا اے مسیحائے دردمندان ابھی پانچ روز اُس دن کے باقی ہیں کہ جس روز وہ
پھاٹک کھلتا ہے۔ کیا آپ پانچ روز اسی حال پر ملال سے رہینگے مجھکو نہایت شاق ہوگا اور میں مطیع اسلام
بلکہ مسلمان ہوتا ہوں اگر آپ مجھے نجس سمجھتے ہیں تو طاہر کر لیجیے رستم ثانی نے کہا ہمارا یہ آئین نہیں ہے کہ
بغیر زیر کیے ہوئے یا مطلب برآری لیے ہوئے کسی کو مسلمان کریں یہ جو لوگ کرتے ہیں خدا انہیں کو
مبارک کرے بادشاہ نے پھر کہا کہ اچھا میں مطیع اسلام ہوتا ہوں جس وقت آپ مطلب دلی میرا پورا کیجیے گا
اسی وقت سہی لیکن میں دل سے مسلمان ہوچکا انجام کار رستم ثانی نے یہی خیال کیا کہ پندرہ روز کی مسافت
اٹھائے ہوئے چلے آتے ہو ابھی پانچ روز اس قلعہ کے کھلنے میں باقی ہیں پھر وہاں جاکر نہیں معلوم کیا گذرے
اس حالت سے کب تک رہو گے یہ خیال کرکے نئے لباس کی طیاری کو حکم دیا اور کنارہ دریا پر آکر غسل کرکے
لباس پہنا اور پھر آکر ایوان شاہی میں بیٹھے اب جس شخص نے صورت دیکھی یہ معلوم ہوا کہ آفتاب نکل
آیا بھلا ایسے حسن و جمال کا کیا پوچھنا ہے الغرض اب انتظار اُس روز کا ہونے لگا کہ جس دن دروازہ قلعہ کا
نمودار ہوتا ہے لیکن جب وہ رات آئی کہ جسکے دوسرے روز طرف قلعہ کے چلنا ہوگا رستم ثانی کو اشتیاق
میں نیند آئی تمام رات اختر شماری میں گذری ہر بار صحن میں آکر سپیدۂ سحری کو دیکھتے تھے کبھی ادھر اُدھر
ٹہلنے لگتے تھے بہزار مشکل وہ رات آخر ہوئی اور سفیدی مشرق سے ظاہر ہوئی تمام صحبت سیارگان
گلشن آسمان برہم ہوئی یعنی کمین خلوت کی جھلک سے یک بیک چمک چمک کے پردۂ اطلس زنگاری
فلک میں منہ چھپانے لگے اور مانند شمع سحری کے جھلملانے لگے جھونکے نسیم عنبر شمیم کے باغ جنت النعیم سے
آنے لگے ہر دماغ جان کو بسانے لگے غنچہ چونکا بوہ خوشبو کو لگا سرد ہوا کا اور مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا
شاہزادہ رستم ثانی دلاور نے فریضہ سحری کو ادا کیا ہنوز مصروف وظائف تھے کہ اسی میں سلیمان شاہ حاضر ہوا
رستم ثانی نے جس وقت اوراد و وظائف سے فراغت پائی سلیمان شاہ نے عرض کیا کہ سواری تیار ہے اگر
مناسب ہو تو سویرے سے چلے چلیے کیونکہ فصل گرمی کی ہے اگر دن چڑھ جائیگا تو تمازت آفتاب

نہایت پریشان کر رکھی ہے رستم ثانی نے کہا بہتر ہے سلیمان شاہ نے پلٹ کر دیکھا ملازمان وابستہ نے عرض کی کہ
سواری کی تیاری پیشتر سے ہے مرکب بیشتر سے مثل پری کے آراستہ کھڑا ہے شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ سلیمان شاہ
کے اُس پالکی میں سر در رکھتی میں چلے جو بسبب تھوڑی سیاہی شب باقی ہونے کے ساتھ پھسلتی تھی تا
در بارگاہ آئے دیکھا کہ مرکب دروازے پر کھڑا ہوا ہنہنا رہا ہے رستم ثانی نے جلدی سے گھوڑے کو
پتوران کیا شعر ہوا سوار جو وہ شہسوار گھوڑے پر تھا قدم قدم پہ مبالغ نثار گھوڑے پر تھا ادھر سلیمان شاہ
اپنے مرکب پر بیٹھا تمام اراکین سلطنت و مشیران مملکت و ہمراہان بلند خیال ہمراہ رکاب ہوئے فوج و لشکر کو بھی
ہمراہ لے لیا تھا علاوہ سپاہ کے یہ خبر جو منتشر ہوئی تھی کہ ایک شخص نہیں معلوم کہاں سے آیا ہے اور وہ بلارادہ
فتاحی طلسم صندل جاتا ہے جوق جوق گروہ گروہ لوگ شہر کے ساتھ چلے سواری مثل باد بہاری روانہ ہوئی کوئی
دو گھڑی دن چڑھے چڑھتے شہر سے نکل کر اُس سحر لو سبزہ زار میں پہنچے دیکھا کہ عجب طرح کا بیابان ہے
بیابان کا ہے کو رشک گلستان ہے ہر جگہ پر نہالان شمشاد و بر بر سے لگے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوقان طناز
بعد کرشمہ و ناز صف باندھے کھڑے ہیں کسی جا درختان صنوبر کا غنچہ ہے گویا چند سبز پوشوں نے اپنی بزم الگ
آراستہ کی ہے کسی جانب کو سون تنگ کوڑیالا اس طرح پھولا ہوا ہے کہ زمین سفید ہو رہی ہے چاندنی کا فرش بچھا ہوا
معلوم ہوتا ہے کہیں سبزہ لہلہا رہا ہے دل لبھا رہا ہے کہیں لالہ کوہی رنگ لایا ہے گویا روح فرہاد نے بھیس بدل کر
داغ دل دکھایا ہے وہ نہالان صحرائی کہ جو نظر سے کم گزرے ہیں عجب عجب طرح کے پھول اُنہیں کھلے ہوئے
ہیں خوشبو سب پھولوں سے عمدہ مشام جان معطر کرتی ہے طبیعت میں جنون خیزی بھرتی ہے طیور صحرائی
دلیلے سنرا نے زمزمہ پیرائی دل میں عاشق مزاجوں کے گدگداہٹ پیدا کرتی تھی گل بند قدرت نے اُس
صحرا کو مثل باغ کے آراستہ کیا تھا راہ صحرا طے کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ نمودار ہوا دیکھا کہ
پھاٹک کھلا ہوا ہے کوئی نہ آدمی نہ پریزاد دیو کی نہ طیور سوائے اُن دو لطیون کے کہ جو برجوں پر اور پھاٹک
کے بیٹھی ہوئی ہیں سلیمان شاہ نے رستم ثانی سے کہا کہ وہ مقام خطرناک یہی ہے رستم ثانی نے کہا
کہ میں جاتا ہوں سلیمان شاہ نے عرض کیا کہ برائے خدا آخر کوئی تدبیر کوئی فکر یا یوں ہیں۔ رستم ثانی نے جواب
دیا کہ اب وہیں جا کر فکر کریں گے سلیمان شاہ رونے لگا اور کہا اس وقت تک آپ نے اپنا نام نامی و اسم گرامی
بھی نہ ظاہر کیا شاہزادہ رستم خلق کو بھی یہ خیال گذرا کہ واسطہ طلسم کا ہے کیا جانے کیا معرکہ پڑے کون کون سی
آفتادیں پیش آئیں کہا اے سلیمان شاہ تو نے نام حمزہ ثانی کا سنا ہے سلیمان شاہ نے کہا کہ تمام عالم
جانتا ہے کہ وہ صاحبقران ہیں پھر پوچھا کہ علمشاہ نوجوان سے بھی آگاہ ہے اُس نے عرض کیا وہ ثانی صاحبقران
تھے اگر وہ صاحبقرانی کا کرتے تو بہت بجا تھا فرمایا کہ ہاں وہ سپاہی منش تھے اُنھیں جاہ و منصب سے
غرض نہ تھی خیر اتنا میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ میں بیٹا ہوں ایرج نوجوان روح و روان قاسم بلند مکان پسر
علمشاہ نوجوان کا تو نے شاید میرا بھی نام سنا ہوگا سلیمان شاہ نے کہا آپ کیا کسی کھلے پایہ کی کار رکھتے
ہیں کہا خیر اگر ہمارے یگانوں میں سے کوئی اس طرف کبھی آ نکلے تو کہہ دینا کہ رستم ثانی طلسم صندل میں ہے اور تم
چالیس روز تک یہاں میرا انتظار کرنا یا تو میں تم سے آ کر ملوں گا ورنہ یہ سمجھ لینا کہ رستم بھی مارا گیا یہ فرما کر سلیمان
شاہ کی بہت کچھ تسلی کی اور فرمایا پروردگار عالم سب کا محافظ ہے اگر رہائی تمہارے فرزند کی میرے ہی ہاتھوں ہے
تو انشاء اللہ بہت جلد تم اس سے ملو گے ورنہ جو تقدیر کا لکھا یہ فرما کر باگ توسن برق رفتار کی لی سلیمان شاہ

بنگاہ حسرت رستم ثانی کی طرف دیکھ رہا ہے لیکن جو رستم ثانی جس وقت پھاٹک کے قریب پہونچے دیکھا ایک
بط نے آواز دی کہ اے شخص کہاں آتا ہے دیکھ پلٹ جا ورنہ گرفتار بلا ہو جائے گا کچھ ہاتھ نہ آئے گا رستم ثانی
نے کہا کیا جھک مارتی ہے گرفتار بلا تو ہوگی ہم طلسم کو توڑینگے بط قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا بہت سے اس تمنا میں
ادھر آئے لیکن آج تک پھنسے ہوئے ہیں جو چھڑانے آیا وہ بھی اسیر ہوا رستم ثانی ایک سماعت نہیں کرتے
آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں ایک بط نے دوسری سے کہا بوا دیکھتی ہو نگوڑے کو کہ ڈرتا بھی نہیں چلا ہی آتا ہے
اُس نے اپنی بولی میں یہ جواب دیا کہ جو آگ کھائے گا وہ انگار ہگے گا ہمارا کام تھا وہ ہم نے کیا بتا دیا کہ ادھر
نہ آؤ وہ نہیں مانتا گرفتار بلا ہوگا رستم ثانی کے کان میں جو آواز گئی للکارا کہ او حرام زادی نگوڑی تو تیرے ہوتے سوتے
ابھی بتا دونگا کہ پھڑک کر رہ جائیگی بط پکاری بڑے تیر انداز معلوم ہوتے ہو ایسی خطا نہ کرنا
ورنہ مفت نشانہ تیر قضا ہوگے یا کسی گوشہ میں اسیری کی چلہ کشی کرنا ہوگی رستم ثانی نے کہا تو بڑی
دریدہ دہن معلوم ہوتی ہے بکت بک زبان کرتی ہے جبتک سزا نہ پائیگی نہ مانے گی یہ فرما کر تیر ترکش سے کھینچا
اور چلہ کمان میں پیوستہ کر کے مارا لیکن جیسے ہی تیر قریب پہونچا بط نے منقار کھولکر اُف کی ایک شعلہ نکلا
کہ تیر جل گیا سلیمان شاہ تو یہ رنگ دیکھ کر گھبرا گیا فہیم روشن رائے سے کہا دیکھتے ہو کیا بھولی بھولی
باتیں ہیں کہ بط سے ڈر رہے ہیں فہیم نے کہا اے شاہ اس جرأت کو تو ملاحظہ فرمائیے کہ سوا آگے
بڑھنے کے قدم پیچھے نہیں سرکتا دوسرا ہوتا تو جس وقت بط نے بطور انسان گفتگو کی تھی مارے
خوف کے گر پڑتا ورنہ جب تیر جل گیا اور حربہ بھی خالی گیا پھر جرأت آگے بڑھنے کی نہ کرتا یہ بطیں نہیں ہیں
خدا جانے کون بلائیں ہیں لیکن رستم ثانی کو جو غصہ آیا دوسرا تیر مارا وہ بھی جل گیا تیسرا تیر مارا یہانتک کہ
ترکش خالی ہوگیا بط قہقہہ مار کر بولی کہ اب کھو جاؤ اور تیر لے آؤ رستم ثانی نے کہا اب یہاں سے کہاں جائینگے
جبتک اُس کام کو نہ کرینگے کہ جس لئے آئے ہیں دوسری بط نے آواز دی کہ پھر جس کام کو آئے ہو جاؤ ہم سے
کیوں لڑ رہے ہو ہمیں کیا ہم تمہارے ہی واسطے کہتے تھے آگے بڑھ کر معلوم ہو جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ
مردار ہم سے نہ بولتی تو ہم کیوں تیر مارتے مردوں کو ٹوکتی ہے بدشگونی کرتی ہے بط نے کہا کہ پھر تیر مارا تو کیا بنا لیا
رستم ثانی کو اور غصہ آیا اور فرمایا کہ اب تجھے تلوار سے ذبح کرینگے یہ کہکر قریب پھاٹک کے آئے اور قصد
کیا کہ گرز مار کر پھاٹک کو گرا دوں لیکن جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا پھاٹک نظروں سے پنہان ہو گیا پشت پر
دیوار دیکھی ایک صحرائے لق و دق نظر آیا تو اس وادی ہولناک میں پھنسے لیکن اُنکے پھنستے ہی دوسری
بط نے آواز دی کہ افسوس نہ مانا کہنا اور اپنے ہاتھ سے آپکو گرفتار بلا کیا اور سارا حسب نامہ رستم ثانی
کا بیان کر دیا کہ فلاں کا بیٹا فلاں کا پوتا فلاں کا پرپوتا یہ نام اسیر پنجہ تقدیر ہوا یہاں سلیمان شاہ نے بھی رستم ثانی
کو اندر پھاٹک کے قدم رکھتے دیکھا پھر نہ معلوم ہوا کہ رستم کہاں گئے دل میں کہا کہ افسوس یہ بھی [illegible] مزاج
معلوم ہوتے ہیں اپنے کو یوں گرفتار بلا کیا کہنا نہ مانا غرضکہ سلیمان شاہ کو بحالت انتظار
چھوڑے

اور اب چند کلمے داستان سطوت بیان سلطان سلطانان حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن
نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب حمزہ صاحبقران عالیشان کے سماعت فرمائیے
کہ امیر با توقیر بتلاش عمرو بن حمزہ و لندھور و سلیمان اعظم طرف طلسم قلزم کے روانہ ہوئے خواجہ عمرو

بن اُمیہ حمزہ سا رفیق قدیم ساتھ ہے گو اکثر ایسا ہوا ہے کہ امیر و عمرو تنہا کسی صحرا و کوہ مین جا نکلے ہین لیکن وہ وقت
اور تھا کہ صاحبقران بھی جوان تھے عمرو بھی جوان تھا اُنکے پاس اسباب صاحبقرانی اُنکے پاس باندھاے عیاری
سب سامان ہر طرح کے مہیا تھے اب وہ وقت ہے کہ عالم ضعیفی کے دولے پست گوشہ نشینی کا زمانہ راحت پرستی
کے ایام لیکن گردش گردون سفلہ پرور اب بھی چین سے نہین بیٹھنے دیتی اب امیر اس لائق ہین کہ تنہا صحرا بصحرا
پھرین کہانتک بیان کیا جائے کہ قریب پہر دن رہے سے ایک وادی پر ہول مین پہونچے دیکھا کہ کوسون
تک درخت نظر نہین آتا زمین پر گیاہ کا نام نہین لیکن توکلت علی اللہ چلے جاتے ہین جاتے جاتے جب وسط صحرا مین پہونچے
دیکھا کہ درمیان مین ایک دریا حائل ہے امیر قریب اُس دریا کے آئے چاہا کہ چلو مین پانی لیکر چہرہ پر ڈالین جب
ہاتھ قریب لائے تو بجائے آب ریگ دیکھی معلوم ہوا کہ یہ دریائے ریگ ہے نہایت تردد و انتشار ہوا کہ اب
کیا کرین کہان جائین بغیر منزل مقصود تک پہونچے پلٹنا آئین صاحبقرانی کے خلاف ہے اور آگے راستہ نہین
دریائے ریگ حائل ہے جائین تو کہان جائین قیام کرین تو کہان کرین کوئی درخت تک نہین ہر طرف کف دست
میدان نظر آتا ہے وہ جو وقت شام کا قریب ہوتا جاتا ہے صحرا سائین سائین کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند دنون تک کو
اس صحرا نے پہاڑ کھایا ہے اسی حالت مین وہ وقت ہو گیا کہ قافلہ انجم نے سبزہ زار فلک پر پہونچکر مقام کیا اور خیمہ
سیاہ شب بر پا ہوا مشعل ماہ فروزان ہوئی امیر با توقیر نے عمرو سے فرمایا کہ کیون خواجہ اب کیا کرین عمرو
نے عرض کی کہ آپ جانتے ہین مین کیا بتاؤن کیون اس صحرا مین آئے اپنے ساتھ مجھکو بھی خراب کیا اور اب
وہ سامان بھی میرے پاس کہان کہ جہان تھے کہا وہین خیمہ ڈیرہ لگا نا بنا سب کچھ مہیا ہو گیا خدا برا کرے اُس ناشدنی
عمرو ثانی کا کہ میری عمر بھر کی کمائی سب لیکے چلا گیا ہاتھ پاؤن میرے کٹ گئے اب اگر کوئی افتاد بھی میرے
دشمنون پر پڑے تو کچھ نہین کر سکتا ہزارون میرے دشمن اور یہ بے سرو سامانی اور اے حمزہ تو تو بڑھاپے
مین کچھ سٹھیا گیا ہے کہ طلسم کشائی کے شوق مین چلا ہے جسپر جیسی پڑیگی جھیل لیگا یہان آپ زندہ جہان نہ مردہ
آپ مردہ جہان مردہ علاوہ اسکے تیری اولاد جہان جائیگی دوست ہو یا دشمن شان و شوکت کے ساتھ
جائے یا اسیر بلا ہو کر جائے ہر جگہ پروردگار عالم مدد کرتا ہے حافظ حقیقی بچاتا ہے اگر انکی تقدیر مین رہائی ہے خود
چھوٹ جائینگے شان و شوکت کے ساتھ آئینگے اگر قسمت مین اسیر رہنا یا قتل ہونا ہے تو آپ جا کر کیا
کر لیجئے گا عمرو بن حمزہ کچھ تجھے کسی طرح یارا بھی کا نہین رکھتا تو نے بڑھاپے کو کافی ہے امیر نے فرمایا او بیمروت
و بے حمیت ایک بات کے اتنے جواب مجھے طول تقریر نہین اچھی معلوم ہوتی تو اگر تجھے اپنی جان پیاری ہے
چلا جا عمرو نے کہا تو یہ خوب جانتا ہے کہ مین تجھے تنہا چھوڑ کر نہ جاؤنگا اسی سے ایسی باتین کرتا ہے امیر نے فرمایا
واللہ مین نہین چاہتا کہ میرے باعث سے تو کسی آفت مین پھنسے مین بخوشی کہتا ہون کہ تو چلا جا عمرو نے کہا
حمزہ زندگی بھر تو ساتھ دیا اب اس بڑھاپے وقت مین کیا چھوڑ دونگا اے کور سوا ہے عالم کرونگا عمرو کی یہی تمنا ہے کہ دنیا
سے بھی ساتھ اٹھین الحاصل وہ شب کا وقت وہ صحرائے لق و دق ہو کا سناٹا ہے کہ پار ہوا جاتا تھا لیکن
پروردگار عالم نے ہر جگہ کے سامان نئے رکھے ہین اگر گھر مین واسطے استراحت کے پلنگ اور مسہری ہے تو جنگل
مین بستر خاک ہی کافی ہے اگر سر پر سایہ سقف نہو تو سایہ آسمان ہی بس ہے گھر مین روشن شمع و چراغ ہوتے ہین
صحرا مین کرم شبتاب یا مشعل ماہ یا چراغ ہائے شعلہ غول ہو جب شعر مسلم ہین یہ روشنی سکو اور وہ حقیقت مین عجل
شب بیچی اور مشعلین لاکھون فروزان ہو گئین امیر باتوقیر نے تکیہ معبود بے نیاز پر کرکے تیمم سے نماز مغرب مین ادا

ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکے درگاہ الٰہی مین مصروف دعا ہوئے کہ اے رب پاک ذات اے
خالق کائنات اے کس بیکسان والے یاور غریبان اس وقت مشکل مین سوائے تیرے کون مددگار و معاون
ہے جبتک تیرا حکم ہوا ہفت اقلیم مین صاحبقرانی کی اب حکم تیرا گوشہ نشینی کو ہوا اُس جاہ و منزلت کو ترک کر کے
فقیری اختیار کی لیکن گردش گردون سفلہ پرور اب بھی چین نہین لینے دیتی اس اپنے بندہ عاجز کی مدد کر
اور میرے بچھڑے ہوئے دوست اسد عمرو اور دونون فرزند تو مجھکو ملادے بیڑا اس دریائے فرقت سے پار
لگا یہ دعا کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے عمرو پشت پر کھڑا ہوا آمین کہہ رہا تھا اور آنسو خواجہ کی آنکھون
سے بھی جاری تھے چہرے پر آثار پریشانی طاری تھے جب امیر نے مناجات سے فراغت پائی سجدے مین
گئے رخسارہ خاک پر رکھ دیا لیکن جھونکا ہوائے سرد کا جو آیا امیر و عمرو دونون سو گئے اللہ اکبر
عجب گردش ہے اس فلک کج رفتار کی یہ وہی صاحبقران ہین کہ جنکے محکوم سرکشان و بادشاہان ہفت
اقلیم ہین آج بستر خاک ہے اور وہ جسم پاک ہے لیکن جب سو گئے تو کچھ خبر نہین کہ زیر سر تکیہ نرم زانوی
محبوب ہے یا سنگ خارا ہے حقیقت یہی ہے بموجب مشہور کہ سویا مردا برابر ہے مگر خاک سے اجتناب کرنا
اچھا نہین کیونکہ ہیچ آغاز بھی خاک ہوا انجام بھی ہے ہر نفس اسی خاک سے پیدا ہوا اور ایک روز پھر
خاک ہو جائیگا **شعر** خاک کا پتلا بنا اور خاک کی تصویر ہے جو خاک مین مل جائیگا اور خاک
دامنگیر ہے بالکل جو وقت امیر عالم رویا مین پہونچے دیکھا کہ جناب ابراہیم علی نبینا و آلہ علیہ السلام تشریف لائے
ہین اور فرماتے ہین کہ ای فرزند تو پریشان نہو کہ دولت تیری بخیر و عافیت ہے اور تجھ سے ملیگی اور یہ ایک سلطنت ابدی ہے کہ تیرا عمرو
جسی کی اک مرا نیرا ہے سن اسکا کئی سو برس کا ہو چکا ہے اب زمانہ اسکے انتقال کا قریب ہوا اور قسمت مین
اسکی تختی تیرے ہاتھ کی لکھی ہے اگر یہ انکار نہ کرتی تو اس طرف نہ کوئی آسکتا اور تجھے کیا ضرورت تھی لہذا
یہ انگشتری ہے اور اسے پہن کر اسی دریائے ریگ مین کود پڑ منزل مقصود پر تو پہونچ جائیگا اپنے بچھڑی ہو ملو
کو پائیگا جاتے تھے امیر کچھ اور پوچھین کہ حضرت نظرون سے غائب ہو گئے جس وقت ہنگام سحر قریب ہوا کاروان
انجم نے رخت سفر باندھ کر کوچ طرف مغرب کے کیا خیمہ سیاہ شب اکھڑا امیر بالطور خواب سے بیدار
ہوئے عمرو کی بھی آنکھ کھلی امیر نے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھی تمام ماجرا کو معلوم پایا عمرو سے خواب اپنا بیان کیا
عمرو نے کہا حمزہ انگوٹھی دینے کے بھروسے نہ رہنا ایسا ہو کسی نے دھوکا دیا ہو کیونکہ جب تھے صاحبقرانی
سے سروکار رکھا تو حضرت بابا نے مدد کیون آنے لگے اگر تیرے بیٹے پوتون کی اعانت سے کب فرصت ہوگی
جو تیری خبر کو آئین اب جو لوگ راہ خدا مین لڑ رہے ہین وہ اُنکی خبر لینگے یا تجھے پوچھینگے اور افسوس کہ ای
حمزہ اگر تو صاحبقرانی کو نہ ترک کرتا تو اب تک تمام عالم مین دین اسلام پھیل گیا ہوتا بھلا ان چھوکرون
سے کیا ہوتا ہے جیسے حمزہ ثانی تیرا فرزند ہوا یا عمرو ثانی خدا اسکو غارت کرے میرا بیٹا ہے سب بے ہمت
ہین خالی زور و طاقت کے بل پر تھوڑی صاحبقرانی ہوتی ہے یا سامان عیاری اسکے ہونے سے کیا کوئی عیار
ہو جاتا ہے خیر سرگذشت گذشت ای حمزہ تیرے ہی بدولت میری بھی زنبیل و گلیم وغیرہ میری زندگی بھر
کی کمائی سب گئی اگر تو بانے صاحبقرانی کے نہ دیتا تو مین بھی زنبیل و گلیم وغیرہ کبھی نہ دیتا امیر نے فرمایا
مرد عزیز یہ سب سامان جبتک ہماری تمہاری تقدیر کے تھے ہمارے تمہارے پاس رہے اب جنکی قسمت کے
ہین اونکے پاس ہین چند دن اور زندگی ہے کسی طرح بسر ہو جائے گی بہتر ہوا کہ اپنی اپنی حیات مین جو چیز

جس کے لائق تھی اُسے سپرد کر چلے یہاں اگر جاتے تو کیا چھاتی پر رکھکر لیجاتے شکر کرو یہ بھی خوش نصیبی ہے
کہ اولاد موارث والدین کے لائق ہوئی الحاصل وقت تنگ رہگیا تھا امیر نے مع عمرو و تیم کے ساتھ فریضۂ سحری کو
ادا کیا شکر پروردگار بجالائے اور قریب دریائے ریگ کے آئے عمرو سے کہا عمروا جب چلتے ہو ہمارے ساتھ عمرو
نے کہا مجھے خبط نہیں ہے کہ اپنے پاؤں سے قبر میں اتروں زندہ درگور ہوں تم اپنی جان سے تنگ ہو جاؤ
میں فاتحہ پڑھ دیتا ہوں امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور بسم اللہ کہکر اُس دریا میں کود پڑے دیکھا عمرو نے کہ امیر
غرق ہو گئے عمرو پکارا افسوس کہنا نہ مانا لیکن امیر کے پاؤں جو زمین پر آشنا ہوئے اپنے کو ایک صحرائے
دلکشا میدان وسیع میں پایا لباس میں کہیں خاک کا دھبا تک نہ تھا انگشتری کو ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا کہ
دہنی جانب جاؤ ایک حجرہ ملیگا وہاں محمود جنی سے ملاقات ہوگی پس کام انجام کو پہونچ جائیگا یہ پڑھتے
ہی انگوٹھی ہاتھ سے ناپدید ہوگئی امیر داہنے جانب چل نکلے جاتے جاتے وہاں پہونچے کہ جہاں وہ حجرہ
بنا ہوا تھا دیکھا تو دروازہ حجرے کا وا ہے اور ایک مرد پیر کہن سال باریش سفید بیٹھا ہوا ہے ہاتھ پاؤں
میں بسبب ضعیفی کے رعشہ پیدا ہو گیا ہے امیر کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیک یا حمزہ صاحبقران
عالی شان امیر نے جواب سلام دیا کہ علیک السلام اور اندر حجرے کے تشریف لے گئے محمود جنی
نے مصافحہ کیا جائے عمدہ پر بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا شکر ہے پروردگار عالم کا کہ آج میری سعادت ہوئی
یا امیر میں خدمت میں آپ کے جد بزرگوار کے رہچکا ہوں اُنھوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ خوشا نصیب تیرے
کہ دفن و کفن تیرا میرے فرزند حمزہ کے ہاتھ سے ہوگا اور فلان زمانہ تیرے انتقال کا ہے اور آخر وقت میں
تو قیام اپنا طلسم قلزم میں رکھنا کہ وہیں وہ آئیگا امیر نے یہ سنکر کہ یہ مصاحب خاص میرے جد بزرگوار
کا ہے محمود جنی کے ہاتھ چومے اور کہا خوشا نصیب میرے کہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا کہ آپ
صحبت یافتہ اپنے خدارسیدہ کے ہیں مجھے بھی عالم رویا میں جد نامدار حال سے آپکے آگاہ کر گئے تھے بعد اسکے
محمود جنی نے پوچھا کہ آپ کا دوست صادق یار موافق کہاں ہے امیر سمجھ گئے کہ عمرو کو پوچھتے ہیں کہا
وہ بڑا ڈرپوک ہے کنارے دریائے ریگ تک میرے ساتھ آیا پھر وہیں ٹھہر گیا لیکن میری فرقت میں نہیں
معلوم اُسپر کیا گذر رہی ہوگی بعد اسکے محمود جنی نے احمر جنی سے کہ ملازم اسکا تھا کہا کہ جا کر قلزم
شاہ کو اطلاع کر کہ حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہیں احمر جنی برائے اطلاع روانہ ہوا امیر نے
پوچھا کہ میرے دو فرزند اور ایک رفیق میدان جنگ سے غائب ہو گئے تھے اُنھیں کی تلاش میں میں نکلا
تھا آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ اسی طلسم میں ہیں محمود جنی نے کہا کہ قلزم شاہ کے آنے پر یہ معلوم ہو سکتا ہے
لیکن احمر جنی نے قلزم شاہ کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ صاحبقران عالی شان داخل
طلسم ہوئے قلزم شاہ نے بحیرت پوچھا کہ کیونکر احمر جنی نے یہ کہا کہ میں نہیں جانتا قلزم شاہ
نے طوفان جادو سے کہا کہ کیا تو نے آنے دیا کیونکہ تو نگہبان سرحد طلسم ہے بغیر تیری اجازت کے کوئی آ نہیں سکتا
پھر امیر بازی گر کیونکر داخل طلسم ہوئے خیر قلزم شاہ اُسی وقت سوار ہو کر خدمت صاحبقران عالیشان میں
حاضر ہوا تسلیم بجالایا پہلے یہی عرض کیا کہ حضور یہاں کیونکر تشریف لائے امیر یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ اے قلزم شاہ
تو نے راہ ظاہری مسدود کی ہے یا راہ باطنی بھی مسدود کر دی ہے تقدیری معاملات میں کسی کو دخل نہیں میرے
مقدر میں یہاں تک آنا لکھا تھا میں آگیا خدا نے مجھکو پہنچایا لیکن یہ تو بتا کہ میرے فرزندوں کی بھی کچھ خبر ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ کوئی

ساحر تمہارے طلسم کا نگین اُٹھا لایا ہے قلزم شاہ نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیں آپ کا دوست لندھور بن سعدان
کُرد اور دونوں فرزند آپ کے مع دشمنان طلسم کے یہیں موجود ہیں دیوؤں کو میں نے قید کرا دیا ہے فرزند رفیق آپ کے آرام
سے ہیں امیر نے فرمایا بلاؤ دیکھوں قلزم شاہ نے عرض کی کہ اگر مناسب جانیئے تو اس فقیر کے کلبۂ احزان کو منور و معمور
فرمایئے جہاں حضور نے یہاں تک آنے کی زحمت کی اتنی تکلیف اور گوارا فرمایئے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے لیکن پہلے
میرے رفیق خاص یار وفادار عمرو بن امیہ نامدار کو کنارے دریائے رنگ پر میں چھوڑ آیا ہوں بلوالو پھر میں
چلونگا قلزم شاہ نے طوفان جادو کی طرف اشارہ کیا طوفان اُسی وقت تلاش عمرو روانہ ہوا یہاں خواجہ
فرقت صاحبقران زمان میں رو رہے تھے بلک بلک کر دعا کر رہے تھے کہ اے رب پاک ذات اے خالق
کائنات اے حافظ حقیقی والے رب تحقیقی تو حمزہ کا معین و مددگار رہنا میری کیا شامت تھی کہ ساتھ حمزہ کے چلا
گیا اگر خدانخواستہ امیر کو کوئی آفت پڑی تو میں یہاں سے جا کر خلق کو کیا منہ دکھاؤنگا اُسکی اولاد سے کیونکر
سامنا کرونگا عمر بھر کی محنت و جانبازی خاک میں مل جائیگی سب یہی کہینگے کہ عمرو کو اپنی جان پیاری ہوئی اور
وقت آخریں صاحبقران کا ساتھ چھوڑ دیا ادھر تو یہ خیالات اُدھر بھوک کی شدت پیاس کا غلبہ بیچارے
نامددگار بے کس تھے کہ یکایک ایک برق چمکی اور بجلی کڑک کر گرا کمر زنجیر کا بند پکڑ کر بالائے ہوا لے چلا عمرو چلایا ارے
ظالم تو کون ہے تو جسے سمجھا ہے میں وہ نہیں ہوں اے دوست دشمن کو پہچان لے اگر تو حمزہ کا دشمن ہے تو مجھے
اُس سے کوئی سروکار نہیں اُسنے صاحبقرانی کی سیکڑوں ساحروں سرکشوں کو مارا میں بیچارہ تین ٹکے کا پیادہ
جو کام ملازموں کے ہوا کرتے ہیں وہ کیا کیا لیکن اُسنے ایک سماعت نہ کی بلکہ اُسکی باتوں پر بار بار آواز
قہقہہ کی آتی تھی عمرو کی جان نکلی جاتی تھی طوفان جادو باتوں پر خواجہ کی ہنستا ہوا عمرو کو لئے ہوئے سامنے
قلزم شاہ اور صاحبقران ذیجاہ کے آیا خواجہ کو زمین پر اُتارا عمرو متوحش ہوا یہ بیہوش ہو گیا تھا امیر نے
پانی منہ پر چھڑکا اپنے دامن سے ہوا دی پھر ہوشیار کیا عمرو نے جو آنکھ کھولی امیر کو دیکھا پھر آنکھ بند کر لی
امیر نے فرمایا او مکار یہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ اب مجھے تیری صورت ابھی نہیں معلوم ہوتی تو اپنی اور میری
دونوں کی جان کا دشمن ہے آپ بلا میں پھنسا تھا تو مجھکو بھی یہاں بلا بھیجا امیر نے فرمایا اُٹھتے ہو یا میں آ کے
اُٹھاؤں عمرو ڈرا کہ ایسا نہو گھونسا ماردیں تو کام ہی تمام ہو جائے گا جلدی سے اُٹھ بیٹھا اور کہا کس ظالم کے
پھندے میں پھنسے کس بیدرد کی نوکری کی لیکن محمود جنی نے کہا خواجہ سلام علیک مزاج شریف عمرو نے
جواب سلام دیا اور کہا الحمد للہ لیکن میں نے آپ کو نہیں پہچانا امیر نے حال محمود جنی کا بیان کیا کہ یہ ایسے مرد
بزرگ ہیں خواجہ نے بھی بڑھکر مصافحہ کیا لیکن امیر سے بہت شکایت کی عمرو نے کہا کہ حمزہ اب وہ طاقت و
جوانی کہاں گئی کہ جسے چاہا جھنجھوڑ کر جس طرح عمرو کو لٹکا لیا ارے کوئی اپنے چاہنے والے اور دوست کو یوں نہیں
لاتا ہے قلزم شاہ سمجھا کہ خواجہ کو تکلیف ہوئی طوفان جادو پر نہایت خفا ہوا کہ تعظیم و تکریم کے ساتھ نہ لایا
اور کوڑا لیکر مارنے کو اُٹھا لیکن امیر باتوقیر نے سعی فرمائی اب قلزم شاہ امیر و عمرو و محمود جنی کو ہمراہ
لیکر طرف ایوان شاہی کے چلا وہاں خبر لندھور و سلیمان اعظم و عمرو بن حمزہ کو ہوئی کہ صاحبقران بھی
داخل طلسم ہوئے قلزم شاہ برائے استقبال گیا تھا امیر کو ساتھ لئے ہوئے آتا ہے یہ بھی خوش ہو ہو کر برائے
استقبال چلے چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ سواری مانند باد بہاری نمودار ہوئی ان تینوں آدمیوں نے صاحبقران کو سلام
کیا امیر نے دعا دی غرضکہ قلزم شاہ سبکو ساتھ لئے ہوئے قصر شاہی میں آیا مقام اعلیٰ پر امیر کو جگہ دی اور جانے

مناسب ہے لندھور و سلیمان اعظم و عمرو بن حمزہ کو بٹھایا عمرو جنی ایک سمت آکر بیٹھا امیر نے فرمایا اے قلزم
شاہ تم نے ان تینوں آدمیوں کو کس غرض سے بلوایا ہے قلزم شاہ نے عرض کی کہ غلام مدت سے سنتا
تھا کہ صاحبقران اور نیز آپکی اولاد و رفیقوں میں ایسے ایسے زبردست و جیادار ہیں کہ دیوؤں کو مار ڈالتے ہیں
چنانچہ دیو ہزار دست کا واقعہ دیو خر جنگ آہن شاخ کا قصہ اور آپ کے ہاتھ سے دونوں کا مارا جانا یہ سب
میں نے سنا تھا نہایت اشتیاق تھا کہ میں ایسی جنگ کو کیونکر دیکھوں فی الحال یہ خبر پہونچی ہے کہ
گلستان ارم میں دو دیو چڑھ کر آگئے ہیں اور مقابلہ ہو رہا ہے بیٹے طوفان جادو سے کہا کہ تو جا کر دیوؤں
کو مع اولاد امیر اوٹھالا کہ تماشائے جنگ دیکھوں امیر نے فرمایا خود کیوں نہ چلے آئے قلزم شاہ نے
عرض کی کہ یہ امر آئین طلسم کے خلاف تھا اہل طلسم کو سوائے سرحد ملک کے علم نہیں کہ بیرون طلسم جائیں اور
پھر آئیں اس سبب سے یہ قصور سرزد ہوا امیر نے فرمایا کہ پھر تماشا جنگ کا دیکھا قلزم شاہ نے کہا کہ ابھی نہیں
بیٹے دیوؤں کو قید کر کے چلے شاہزادوں سے اپنا قصور بیان کر کے بخشوایا پھر خدمت و ضیافت میں مصروف
ہوا امیر نے فرمایا کہ اچھا اب دکھلاؤ بلواؤ ان دیوؤں کو قلزم شاہ نے داروغہ زندان سے کہا کہ لاؤ قیدیوں
کو نگہبان زندان اسی وقت دیو گرگرہ اور دیو مرمرہ کو لیکر حاضر ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے خود اٹھ کر
ہتھکڑیاں بیڑیاں ہر دو لعینوں کی کاٹ دیں دیو گرگرہ نے رہائی پاتے ہی لندھور پر حملہ کیا لندھور بھی لپٹ
پڑے کشتی ہونے لگی ادھر سلیمان اعظم دیو مرمرہ پر جا پڑے دیو ان سے لپٹ پڑا کل کشتی ہونے امیر نے
قلزم شاہ سے کہا کہ تماشا دیکھو اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی اپنے ابد جرد کا زور دیکھنے لگے لیکن گرگرہ نے
دیکھا کہ وہی آدمزاد بلائے بے درمان ہے اس سے جانبری دشوار ہے گھونسا لندھور کو مارا بس گھونسا
کھاتے ہی یہ معلوم ہوا لندھور کو کہ سلیمان جو ابھی کہیں کہاں دیو کہاں انسان لیکن ہیں ایسے انسان
ہیں کہ دیوؤں سے کلا نکال ڈالتے ہیں بس طیش کھا کر اب جو زور کرتے ہیں دیو کو قدم جمانا دشوار ہو گیا بس آخر ہی
ہو کر جو جھکا مارا دیو پہلو کے بل زمین پر آ رہا لندھور نے آتے آتے چت کر لیا اور کود کر چھاتی پر آ بیٹھا اور کہا کہ
او مردود کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے میں دیو نے کہا کہ جانتا ہوں تو نام پیدا اوند ابلیس
کے نشان میں بس لندھور نے ایک ہاتھ زیر زنخدان دیا اور دوسرا ہاتھ جانب قفا دراز کر کے
پیچ دیا اور جھٹکا مار کر دھڑ سے سر کھینچ لیا لاشہ دیو کا زمین پر پھڑکنے لگا قلزم شاہ کے ہاتھ پاؤں میں
تھرتھری پڑ گئی کہ الٰہی یہ کیسے زور آور ہیں اور ہاتھ جوڑ کر تعریف کی لندھور اپنے دنگل شوکت پر جا کر متمکن ہوئے
ادھر سلیمان اعظم کو دیو مرمرہ سے مصروف تلاش تھے دیو اور انسان کی لڑائی کیا جب دیو سمجھا ہو
جاتا ہے گردن کو گھما کر تک بھی ہاتھ نہیں پہونچتا اٹھنے لگا کہ اسکو گراتے ہیں پھر گرفت نہیں بن پڑتی دیو
نکل جاتا ہے اسکے موٹے موٹے بازو ہاتھ میں بھی نہیں آتے کہ روکیں لیکن جیسے ہی انہوں نے دیکھا کہ لندھور
نے دیو گرگرہ کو چت کیا اور دھڑ سے سر کھینچ لیا ساتھی ہاتھوں نے بھی اڑنگا لگا کر دیو کو گرایا اب جو دیو نے
اٹھنے کا قصد کیا شاخ اسکی پکڑ لی ہر چند دیو نے زور کیا نہ شاخ چھوٹی نہ اٹھ سکا بلکہ ایک گھونسا جو گردن
پر مارا دیو چیخ مار کر گر پڑا اسکے چلانے سے یہ معلوم ہوا کہ پردے کان کے پھٹ گئے سلیمان اعظم نے نعرہ
کیا کہ اب بھی لعنت کر ابلیس پر تو تجھے چھوڑ دوں دیو نے کہا مرنا بہتر اور دین تمہارا اختیار کرنا نہیں بہتر
ہے سلیمان اعظم نے ایک لات سر پر دیو کے اس زور سے ماری کہ سر پاش پاش ہو گیا اور دیو پھڑک کر رہ گیا جس وقت

جسوقت یہ خبر پہنچی تو معلوم ہوا کہ زلزلہ آگیا زمین ہلنے لگی امیر نے فرزند کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا عمرو بن حمزہ نے بھی بھائی کو گلے سے لگا کر بہت تعریف کی کہ کیون نہو شباب کا زور ہے ہم اور بابا ہمتو ضعیف ہوے لیکن سلیمان اعظم چونکہ جانتے ہین کہ یہ طرفدار علمشاہ وقاسم کے ہین جھک کر تسلیم کی اور کہا نہ آپ کی ضعیفی نہ ہمارا شباب آپ ثانی صاحبقران ہین امیر نے بھی فرمایا کہ ای فرزند بیشک تمنے انصاف کی بات کہی کہ یہ بڑا بھائی تمھارا کسی طرح مجھسے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی اگر یہ خواستگار صاحبقرانی ہوتا تو حمزہ ثانی کسی طرح اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتے تھے ایک یہ سبسے بڑے ہین دوسرے قوت وجرأت مین بھی سب سے زیادہ ہین لیکن عمرو بن حمزہ نے گردن جھکالی واقعی ہے اولاد صاحبقران مین سے کوئی ایسا نہین کہ جسنے مقابلہ امیر سے نکیا ہو عمرو بن حمزہ نے کہ زندگی مین کبھی باپ سے مقابلہ اور دعوے ہمسری نہین کیا القصہ قلزم شاہ نے لاشین دیوون کی پھنکوا دین اور اب سامان جشن دعوت صاحبقران کا کیا کہ اگر تفصیل اسکی لکھی جائے تو ایک دفتر ہو لیکن خلاصہ یہی کہ تمام عہدہ داران طلسم کو پروانے گئے اور تمام طلسم آئینہ بند ہوا عجب ترکیب کا یہ جشن تھا کہ ہر مقام پر ایک سازوسامان جشن کا تھا اور جو وہان کا افسر تھا وہ جشن مین منتظم تھا اور ایوان شاہی مین جشن خاص تھا ایوان شاہی ایک باغ مین واقع ہے درختون مین قندیلین ابرق رنگ آویزان کی گئی ہین کہ ہر نخل سرو چراغان ہو رہا ہے یا آتشبازی کہ یک فتیاب کیسے یا یہ کہ نہال کا کہکشان یا نخل سے تشبیہ دیجئے تنے درختون کے تمامی سے منڈھے گئے ہین سراپردہ فرش مخمل و دیبا کا بچھا ہوا ہے وہ نرمی اسکی کہ پاؤن پڑنے سے آنکھون مین خواب آتا ہے اس چبوترہ جو آگے قصر کے واقع ہے شامیانہ زردوزی جواہر نگار کھنچا ہوا ہے بیچ مین مسند لگی ہوئی ہے امیر با توقیر مع عمرو بن حمزہ ولندھور و سلیمان اعظم کا دسیکے بیٹھے ہین عمرو پشت پر کھڑا ہوا مرد خنیابی کر رہا ہے قلزم شاہ دست ادب بستہ سامنے حاضر ہے نازنینان پری جمال وحور خصال بعد کرشمہ ناز آواز مین سر ملا کر گا رہی ہین سازکی گات ہین غزل

فصل پیری ہو نہین یاد شباب آنے کو ہے
غنچہ نرگس سے پہنچ کھنچکر گلاب آنے کو ہے
بزم کے سوز سے ساقی نے اثر دکھلا دیا
بیٹھنے کے دن گئے شام شباب آنے کو ہے
دمبدم اٹھتا بگولا بعید سو خالی نہین
شوخیان کم ہوتی جاتی ہین حجاب آنیکو ہے

دم ہے آنکھون سے بے شراب آنیکو ہے
تنگ غل صبح پیری کا نتیجہ ہے زوال
آگ ہے پہنچی تا جگر بوئی کباب آنیکو ہے
آنکھ بیمار محبت کی ہوئی جاتی ہے بند
مژدہ ای صحرا کہ کی خانہ خراب آنیکو ہے
آنکھ بدلی یار نے تقدیر پلٹی آرزو

خون داغ دل پیکا اشک ہوکر آنکھ ہے
دوپہر ہوتی ہے سر پر آفتاب آنیکو ہے
شوخیان اسکی کہین بڑھنے لگی زلف سیاہ
موت کی غفلت یہ ہے یا رب کہ خواب آنیکو ہے
عیش کی شب کا گذرنا فتنہ ہی کا آثار
پھرتا ہے وہ ننگا ہین انقلاب آنیکو ہے

جب یہ غزل نازنین گا چکی تو اہالیان محفل نے اسی نازنین سے فرمائش کی کہ اگر آپکو کوئی غزل اسیر کی یاد ہو تو سنا دیجئے نازنین نے فوراً تعمیل کی اور گنگنا کر نہایت سریلی آواز سے یہ غزل شروع کی اور سازندون نے بھی بہت اچھا ساتھ دیا

سفر ہستی ہے اے مسافر ضرور کر قصد اب عدم کا
جو ہو ملاقات کی تمنا ادھر کو تو بھی روان ہو چل
نکلے گم ایسے نہین پتا ہے جو کوئی ڈھونڈھے کبھی وہانکے
ہوئے تلف تخت تاج کیا کیا ہے نہ دوبال کیسے کیسے
نہین ہے کوئی مرض سے خالی قریب ہے کہ مرون سو
بدن ہے لاغر جگر فسردہ دماغ ہے خشک دل ہے مردہ

سحر ہے نزدیک رات ہے کم سحر کا تارا فلک پہ چمکا
سفر سے ممکن نہین ہے بچنا مسافران رہ عدم کا
غبار ہو بانگ جرس تو یکسو نشان نہین ایک کے قدم کا
کہان ہے وہ حشمت سکندر نشان دیکھو کہین ہے جم کا
کوئی تپ لرزہ سے ہے مضطر کوئی ہے مبتلا دق و ورم کا
الٰہی آجائے کوئی عیسیٰ کہ کہین نسیم مسیح دم کا

اگرچہ ماہ صیام ہے پلا بھی جام شراب ساقی
رہ طلب میں تمھارے طالب ہوئے جو آوارہ بحر بحر
وہ جمع عاشق میں تھا گھوں رہا نہ دو دن بھی ایک دم
پکارتا ہوں یہ بتکدے میں خدا ہی واحد خدا ہی واحد
وہ بادہ کش ہوں کہ عیب میرا فقط نہیں محتسب کا باب
نجات دنیا کے مخمصوں سے ہمیں نہیں کوئی دینے والا
جہان سے جو لوگ اٹھ گئے ہیں خبر ہو معلوم انکی کیونکر
ہوا ہے یہ حال زار اپنا کہ ایک تمہ کبھی جو لکھا
جو اپنے ساتھی تھے سب خدا جانے کہاں ہیں ہر طرف کو ڈھونڈھوں
ذرا جو تیرا اشارہ پاؤں ابھی تہ تیغ سر جھکاؤں
پڑا ہوں پیر مغاں کے در پر یہاں سے جاؤں کہاں میں اٹھ کر
[illegible] میں ہے صید کرنے میں کیا تامل

ابھی تو ہیں چند روز رونے کے پھر وہ سایا ہو ایکدم کا
تو سیر دیکھو کہ خاک سے بھی درخت پیدا ہوا قدم کا
کبھی بنا دیر میں برہمن کبھی عبا در ہوا حرم کا
جواب دے مجکو اے برہمن یہ منہ ہے تیرے کسی صنم کا
جو بخت میرے جام آئے تو خشک ہو جائے کاسہ جم کا
دراز عمر حسام قاتل جو آسرا ہے تو اس کے دم کا
کبھی نہ ہستی میں پھر کے آیا کوئی مسافر رہ عدم کا
دوات کی آنکھ خون رو لی فگار سینہ ہوا قلم کا
جگر کو دیتا ہے داغ فرقت جو نقش رستہ میں ہے قدم کا
ہزار جان سے ہوں میں کہ قاتل مطیع حکم قضا ستم کا
ملے کوئی غم کہ کوئی ساغر خیال کسکو ہے بیش و کم کا
اسیر بط ہے شراب کی یہ ہے طائر کوئی حرم کا

پیری کی یہ کیفیت ہے کہ کچھ ذکر پیری و شباب و احوال موت ان دونوں غزلوں میں آگیا ہے اپنی جوانی کو یاد کرتے ہیں کہ افسوس ایک وہ بھی زمانہ تھا ایک یہ وقت ہے ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ یہ بھی نہ رہیگا کبھی وہ سرد دل [illegible] سے بھر کر یہ شعر ورد زبان کرتے ہیں شعر گیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہاں ہے بجھی جو آگ [illegible] ہوں گے بجھی ہوئی آگ کا دھواں ہے اتنے میں قلزم شاہ نے عرض کی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ حضور بعض مقامات طلسم کی بھی سیر کریں امیر نے فرمایا بہتر اور اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ امیر کے لندھور و عمرو بن حمزہ و سلیمان اعظم وغیرہ سب چلے قلزم شاہ نے سواریاں طلب کیں یعنی تخت رواں آئے ایک ایک سردار ایک ایک تخت پر جلوہ افروز ہوا اور سیر کرتے ہوئے چلے جا بجا عجب عجب سامان دیکھے کسی جا دریا میں لوگ مثل سفینہ خاک کے طرح آب پر بے تکلف پھر رہے ہیں کہیں خشکی میں ناؤ میں تیر رہی پھرتی ہیں کسی جگہ پانی سے شعلے زبانیں نکالے ہوئے زبان حال سے انقلابات دنیا بیان کر رہے ہیں کسی مقام پر شعلہ شمع سے فوارے جاری ہیں کسی جگہ سقف بے ستون مانند گردون استادہ ہے زیر سقف جلسہ نازنینان رشک جہان کا ہے صحبت رقص و غنا جنکا عشرت برپا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک ٹکڑا ابر سرخ رنگ کا مانند شامیانہ کے سایہ افگن بارش یاقوت کر رہا ہے ایک طرف ابر سبز رنگ کہ ایسا ابر چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا یاقوت سبز برسا رہا ہے کسی ابر سے موتی برس رہے ہیں لیکن زمین پر غلطان نظر آتے ہیں پھر نہیں معلوم کیا ہو جاتے ہیں یہاں پہونچتے ہی عمرو نے کہا حمزہ اس سے بہتر کوئی مقام نہیں ہے اگر ایسے مقام پر سکونت ہو تو لطف زندگی ہے اگرچہ یہ نہیں معلوم کہ یہ گوہر و یاقوت اصلی ہیں یا نقلی تاہم تسکین خاطر کے واسطے بہت ہیں امیر نے فرمایا ای قارون وقت بلکہ رشک قارون ہمیشہ تیری جان مال میں اٹکی رہتی ہے عمرو نے کہا محتاج تو ہو گیا جو کچھ عمر بھر کی کمائی تھی وہ ناشدنی یعنی عمرو ثانی لے گیا میرے پاس اب کیا گیا ہے امیر نے فرمایا آخر اس وقت آخر میں کہ چار دن کی زندگی باقی ہے مال و متاع کیا کریگا مال دنیا اسیواسطے ہوتا ہے کہ انسان اٹھائے اپنے صرف میں لائے عمرو نے کہا حمزہ مال والے کا مال بھی اچھا ہوتا ہے مال داد کی عاقبت

بھی خراب ہوتی ہے دو دو دن مرا پڑا رہتا ہے غرضکہ یہان سے بھی آگے بڑھے دیکھا کہ ایک مینار بلند ہے کلسی پر اسکی ایک
طاؤس رقص کر رہا ہے اور پرون سے اسکے گلہائے بوقلمون گر رہے ہین اور یہ پھول ایک طرفہ مہک نرالی خوشبو
رکھتا ہے اسکے بعد ایک گنبد نظر پڑا کہ بالائے ہوا چرخ مار رہا تھا یکایک بعد ایک ساعت کے گنبد نظرون سے پنہان
ہوگیا پھر بعد کچھ ساعتون کے بالائے ہوا اسی مقام پر کہ جہان تھا معلوم ہونے لگا کہانتک گزارش کیا جائے
تین روز یہ جشن رہا اور تینون دن امیر کو قلزم شاہ نے نئے تماشے مثل اسکے کہ جیسا بیان ہوچکا ہے
دکھائے امیر نے بہت تعریف کی کہ تمہارا طلسم نیرنجات سے مملو ہے اور بڑے شکر کی بات یہ ہے کہ تم خدا پرست
ہو قلزم شاہ نے عرض کی کہ یا امیر یہ کام نیرنجات قواعد حکمیہ سے ہین میرے طلسم مین جو جا سحر و ساحری کا گذر
آپ یہ نہ خیال فرمائیگا کہ یہ سب چیزین سحر کی بنی ہوئی ہین بلکہ بانی اس طلسم کے حکما ہین امیر نے اسکی اور
زیادہ تعریف کی قلزم شاہ نے عرض کی کہ ایک مقام اس طلسم مین نہایت متبرک ہے کہ اگر اس جگہ کو آپ
دیکھینگے تو نہایت مسرور ہونگے اور صاحبقران کو ہمراہ لیکر ایک احاطہ مین آیا جس وقت امیر داخل احاطہ
ہوئے دیکھا کہ فرش سفید بچھا ہوا ہے اور ایک صحبت آراستہ ہے امیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ محفل کس کی ہے قلزم شاہ
نے عرض کی کہ اسکو بزم خاموشان کہتے ہین اہل صحبت باہم کلام نہین کرتے فقط زبان حال سے باتین ہوتی
ہین گویا ایک کا دوسرے سے یہ اشارہ ہے کہ مجبور ہین زبان اختیار مین نہین ہاتھ پاؤن ملنے کے ہین کام
لینے کے قابل نہین ہان کسی وقت مین مثل اور لوگون کے صاحب قوت لسانی و طاقت بیانی تھے اب تو حس و
حرکت جسمانی بھی باقی نہین لیکن جسوقت امیر با توقیر اس محفل مین پہونچے تو کسی نے سلام کیا نہ تعظیم دی نہ
مزاج پوچھا بلکہ امیر نے انہیں سلام کیا جب بھی جواب سلام نہ آیا قلزم شاہ نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ جسمان اصلی نہین ہین بلکہ اجساد نقلی ہین یہ سب تصویرین پتھر کی ہین لیکن مصور انکا ایسا تھا کہ فقط جان
ڈالنے کی کمی رہگئی ہے ورنہ وہی صورت وہی ہیئت ہے امیر نے فرمایا یہ تصویرین کن لوگون کی ہین قلزم شاہ نے
عرض کی کہ وہ سامنے جو تصویر کلان ہے جناب آدم علیہ السلام کی ہے پہلو مین انکے شبیہ حضرت ہابیل ہے برابر انکے حضرت
شیث کی تصویر ہے بعد انکے حضرت نوح یہانتک کہ تین ہزار پیغمبرون کی تصویرین ہین اور آگے ہر تصویر کے ایک ایک
لوح رکھی ہے کہ اسپر نام صاحب تصویر کا کندہ ہے امیر یہ سنکر بہت روئے اور انجام پر خیال ہوا کہ افسوس جب
ایسے ایسے لوگ خدا رسیدہ نہ رہے تو ہمارا کیا ذکر ہے حقیقت مین کہ کل نفس ذائقۃ الموت سوا ذات معبود کے کسی کو
بقا نہین ہے بموجب شعر ذات معبود جاودانی ہے ۔ باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے ۔ امیر اسی عالم مین اسقدر روئے کہ آنسو
گریبان تک جاری ہوئے نام ہر ہر پیغمبر کے فاتحہ پڑھنا شروع کیا تین روز امیر کو یہین گذرے چوتھے
دن احمد جنی گھبرایا ہوا پہونچا اور عرض کی کہ محمود جنی کا غیر حال ہے امیر مع قلزم شاہ و لندھور و عمرو و حمزہ
و سلیمان اعظم و عمرو احاطہ سے باہر آئے اور حجرہ محمود جنی کی طرف چلے اتنے مین کچھ اور لوگ آگئے اور انھون نے
عرض کی کہ محمود جنی نے انتقال کیا امیر نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون اور سامان تجہیز و تکفین کر کے محمود جنی
کو دفن کیا تلقین خود پڑھی روئے بعد اسکے قلزم شاہ سے فرمایا کہ اب مجھے گلستان ارم مین پہونچا دو کہ گوہر
آسمان پری مادر سلیمان اعظم بہت پریشان ہوگی قلزم شاہ نے ایک بساط بسیط منگوا کر امیر کو مع
فرزندان و رفیق تخت پر سوار کر کے طوفان جادو سے کہا کہ تو ساتھ جا اور صاحبقران
کو بخیر و عافیت پہونچا آ طوفان جادو نے بساط کو اشارہ کیا بساط بالائے ہوا اڑ کر روانہ ہوئی

لیکن یہان گلستان ارم مین بعد جانے امیر کشور گیر کے ملکہ آسمان پری چشم انتظار وا کئے بیٹھی ہے روز عبدالرحمن جنی طلب ہوتے ہین انسے پوچھا جاتا ہی کہ اب امیر مع فرزندان با توقیر کبتک آئینگے عبدالرحمن جنی عرض کرتے ہین کہ ملکہ آفاق آپ اطمینان رکھیے صاحبقران اور آپکا فرزند سب خیریت سے ہین دوست کے گھر مہمان ہین جب دعوت و ضیافت سے فرصت ہوئیگی تو آ جائینگے ادھر معشوقہ لندھور با دیدۂ گریان دل مین دعائین کرتی ہین کہ پروردگار شاہنشاہ ہندوستان کو تیری امان مین دیا ہی تو ہی ہر جگہ نگہبان ہے ادھر معشوقہ عمرو بلبلا بلبلا کر دعائین کرتی ہی ایک روز ملکہ آسمان پری بالاخانہ پر جلوہ افروز ہین گرد و پیش پریون کا مجمع ہی باغ حسن کھلا ہوا ہے ملکہ قریشہ سلطان پہلو مین بیٹھی ہی یکایک جانب آسمان سے ایک ٹکڑا ابر خفیف نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی یکایک وہ ابر قریب آیا دیکھا تو امیر با توقیر مع فرزندان و رفیقان تخت پر جلوہ افروز ہین ملکہ آسمان پری برائے تعظیم اٹھ کھڑی ہوئی لیکن تخت امیر نے زیر بام اتروا دیا اور آکر آسمان پری سے ملے ملکہ آسمان پری نے بڑی خوشی کا جشن کیا لندھور اپنی معشوقہ سے ملے اور عمرو اپنی معشوقہ سے ملے بعد مدت کے تمنائین نکلین مرادین برآئین دوسرے روز امیر آسمان پری سے کہا کہ اب مجھے خانہ کعبہ پہونچا دو آسمان پری رونے لگی اور کہا ای آدمزاد بیمروت ارے کاش اپنی عمر یہین بسر کر جیسے خانہ کعبہ مین رہے ویسے یہان امیر نے فرمایا اطاعت معبود مین فرق آئیگا جب ہر وقت تمہارا سامنا رہا تو پھر بندگی بے نیاز کہان ادھر عمرو اپنی معشوقہ سے ملکر روئے لندھور اپنے مطلوبہ سے رخصت ہوے سلیمان اعظم نے امیر سے عرض کی کہ انشاء اللہ غلام بھی حاضر ہوگا تو اسکو وقت رخصت امیر پرستان مین ایک ہنگامہ برپا تھا کہ دیکھئے اب قدوم میمنت لزوم امیر کے پھر بھی کبھی اسطرف آتے ہین یا نہین امیر نے فرمایا کہ ای آسمان پری اب وقت ہمارا آخر ہے مجھکو کوئی امید زندگی نہین اس نفس کا کیا اعتبار آیا یا نہ آیا اب وہ حال ہے چراغ صبحگاہی ہے مری زیست ہر نفس نزع وقت مین جھونکے ہین ہوا کے غرضکہ بعد گریہ بسیار امیر رخصت ہوکر مع عمرو و لندھور و عمرو بن حمزہ طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے اور پہونچکر سرزمین مکہ مین قیام کیا کہ اب یہ حال پھر کسی وقت گذارش کیا جائیگا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان جلالت عنوان جانشین کوچک سلیمان حمزہ ثانی عالی شان بیان کئے جاتے ہین

کہ یہان طبل جنگ بج رہا ہی لشکر مین ہنگامہ ہی کہ کل کے روز کوئی ملعون افلاک رو ملعون تن ہی وہ مقابلہ کریگا تیاری جنگ و جدال ہو رہی ہی کوئی بہادر جوہائے جنگ کو دیکھ رہا ہی تلوار ڈھال پر صیقلین ہو رہی ہین جل بیچون کے آبدار کئے جا رہے ہین سپر بان تیرون کی بار مرد ارکی جا رہی ہین جو قدر انداز نہایت آزمودہ کار ہین تیرون کے خم نکال کر درست کر رہے ہین لشکرون مین طلایہ کا گشت پھر رہا ہی آواز ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہی کہانتک گذارش کیا جائے کہ یکایک زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور وفور نور ہر طرف ہونے لگا سیاہی شب مانند سپہر کھینچنے لگی خطوط شعاع شمشیر آبدار کا کام کر رہے تھے ماہ تابان فوج انجم شکست خوردہ و ہزیمت پروردہ جانب مغرب روانہ ہوا ناگاہ خاور مشرق سے تاج زرین پر سر شمشیرہائے خط شعاعی کھینچے ہوے برآمد ہوا ادھر اہل اسلام نے جلد جلد فریضہ سحری کو ادا کیا ادھر کفار نے اپنے طور پر پرستش سے فراغت کی اب لشکر جانب میدان روانہ ہوے دو گھڑی

دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا ایک جانب جناب حمزہ صاحبقران ثانی با شوکت
خسروانی مع لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہوکر آپ چالیس قدم مرکب اپنا آگے صفوں سے بڑھا کر قریب
صاحبقرانی ہوئے داہنی جانب لندھور ثانی با فوج ہندوستانی بدیع الملک دلاور مع لشکر ظفر اثر
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع لشکر گران اسی طرح سرداران
دست راست مانند بدیع الزمان فرامرز عاد مغربی داراب کشورکش شہنشاہ گوہر کلاہ تورج نامور کرب
دلاور بائیں سمت مالک ثانی جرات عرب کی نشانی کیخسرو نامدار فرزند بادشاہ شاد تعالی وقار ایرج نوجوان یار دار
علمشاہ عالی مکان جمہور جانسوز تبر زن بہادر شاہزادہ طرطوس قہور دیو پیرو خورشید تاجدار
وغیرہ اپنے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کرکے منتظر وقت کھڑے ہوئے کہ دیکھنا چاہیے افلاک روئین تن کیسا
جوان ہے اور کیا گھمرتی ہے ادھر شہریار نامدار مع فوج بیار کہ اسکو بھی دعوی صاحبقرانی ہے اسی
واسطے ملک فرنگ سے آیا ہے کہ امیر ثانی سے صاحبقرانی لینا چاہیے بڑے جاہ و جلال سے فوج فرنگ
لئے ہوئے بارادہ جنگ کھڑا ہے وسط لشکر میں تخت ملک پر سیلاسے فرنگی کا آنتا لشکر کے آپ بمرتبہ صاحبقرانی
قائم طیقور شیر دل ساعیار رکاب سعادت انتساب کو تھامے ہوئے ادھر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ
مع سپاہ میدان جنگاہ میں اگر قائم ہوا آج یہ ملعون تخت پر سوار ہے نہایت اشتیاق ہے جنگ افلاک روئین
کا سردار لشکر شنگا وہ آہن کلاہ ملبوس کو کیا ہے فوج ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے ایک ابر محیط چھایا ہوا ہے سمندر موجیں مار رہا
ہے سب سردار صف آرائی میں مصروف ہیں داہنی جانب مریخ ستارہ جسیم فرزیل عقرب جسیم قلماق اژدر
نو ار افراط بن تفریط افسر میمنہ صلصال بن دال بن دیو بن اشتامہ جادو ہیں بائیں جانب خونخوار
مریخ پیشانی مندیل فیل گردن سلابیر جل گردان تبریق بن ابرق تفریط بن افراط وغیرہ افسر
میسرہ قلقال بن صلصال ہیں بیکر چس۔ تب صفیں آراستہ ہوچکیں بیلداروں نے میدان کو ہموار کیا سقوں نے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا آن واحد میں میدان جنگ کو مثل آئینے کے ہموار کر دکھایا نقیب بہادروں کے
دست نامردوں کے رقیب پردوں کے قریب آ کر یوں نہیب دینے لگے کہ ہاں بہادرو یہی روز نام و ننگ
ہے آج دیکھنا چاہیے کہ کون نامدار اپنے باپ دادا کا روشن کرکے نام رستم و سہراب کو صفحہ ہستی سے مثل
حرف غلط کے مٹاتا ہے کون بفتح و فیروزی پھرتا ہے کون کام آتا ہے شعر نام اختر کی طرح دہر میں تابندہ ہے
تیغ کی موت جو مرجائے وہی زندہ ہے جس وقت نقیب نہیب دیکر نکلے بہادروں کے خون نے جوش مارا اپنے
ہتھیار تلواروں کے قبضوں کی طرف ہاتھ جانے لگے بعضے قدم اپنی حد سے آگے بڑھانے لگے افسران فوج
نے بڑھ بڑھ کر روکا اسی ہنگام میں افلاک روئین تن نے ایک انگڑائی لی اور کرگدن کو اپنے آڑا کر
سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا مرکب سے اتر کر آستان جبودیت پر پیشانی رگڑی اور اجازت جنگ چاہی
لاجورد شاہ نے کہا میں نے تیری موت نہیں پیدا کی ہے بلکہ تجھی کو ان خداپرستوں کے لئے ملک الموت
قرار دیا ہے جا اور ہنر اپنا دکھا یہ سنتا تھا کہ افلاک روئین تن نہایت شاد ہوا اور بار دگر
مرکب پر چمکر عازم میدان قتال ہوا چلے خوب سلح شوری کی تیزی کے ہاتھ نکالے جب میدان
میں غرق ہوگیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ باش اے فرقہ خداپرستان و گروہ مسلمان
جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو اتنا آگاہ کیے دیتا ہوں

کہ خداوند نے تمہاری موت میرے ہاتھ سے معین کی ہے بہتر و مناسب یہ ہو کہ ابھی اگر خداوند کو سجدہ کرو ورنہ
ہاتھ سے میرے امان نہ ملیگی یہ سنتا تھا کہ نہایت غصہ آیا اُس شخص کو کہ نام جسکا شاہزادہ جمہور جہانگیر
تیغ زن ہے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اُتر کر دست ادب باندھ کر اجازت
حرب چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے جمہور بار دگر مرکب پر سوار ہوے بادشاہ کو سلام کر کے جانب
میدان کارزار روانہ ہوے افلاک نے جو جمہور کو آتے دیکھا وہیں سے مرکب کو باشارہ نگاہ [illegible]
دوڑایا لیکن پہلوان کرگدن پر سوار ہے جمہور گھوڑے پر ہیں جسوقت دونوں قریب پہونچے جمہور نے تکاور کو
خالی دیا کیونکہ گھوڑے اور گینڈے میں تکاور نہیں چلتی ہے کرگدن افلاک کے زور میں دور نکلا چلا گیا
لیکن افلاک نے باگ پھیری اور آکر سامنا کیا جمہور کا جمہور نے نعرہ کیا کہ او قرمساق جیسے ترک بچہ
مار رہا تھا لا ضرب بہادری کی افلاک نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے میری ضرب طمانچہ اجل ہے وار میرا
خالی نہیں جاتا جمہور نے کہا ہم لوگ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے جس وقت پروردگار تیری ضرب سے
بچائیگا اُسی وقت اپنا وار کرینگے افلاک نے خبردار رہیو کہکر نیزے کا وار سینہ بے کینہ جمہور نامدار
پر کیا جمہور نے نیزہ افلاک کا نیزے پر لیا انیاں چلنے لگیں پیند پیند ہٹنے لگے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ دو بجلیاں کوندہ رہی ہیں سنانیں نیزوں کی جو ٹر جاتی تھیں تو چنگاریاں نکلنے لگتی تھیں سب
تماشائی جنگ دیکھ رہے تھے کوئی ڈہائی سو طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر جمہور نے پیچ دیکر
دوبارہ نیزہ اپنا لچکا کر نیزہ افلاک کو مانند گیسوے محبوبان کے پیچیدہ کر کے جو جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے افلاک
کے نکل گیا لشکر اسلام سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی افلاک نہایت خفیف ہوا اور جھپٹ کر گرز اپنا
اپنے پر سے لیا اور سر پر چرخ دیکر سر جمہور پر وار کیا جمہور نے گرز اپنا بلند کیا لیکن گرز پر گرز پڑتا ہے
ٹرّاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ خاک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوا شق گرد بلند ہوا کہ جمہور اُس
گرد میں پوشیدہ ہو گئے افلاک نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم جمہور نے جلدی سے مرکب اپنا گرد سے نکالا
اور آواز دی شعر تو ضرب بے زوری ضرب بازوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ اور تیر اپنا سنبھالا
اور سر افلاک پر وار کیا افلاک نے اُٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیر چوپٹ تا ہی سپر کو مانند [illegible]
کے قلم کیا خود کو کاٹا لیکن سر پر مطلق اثر نہوا افلاک نے کٹی ہوئی سپر ہاتھ سے پھینک دی اور تیغ اپنا نیام سے کھینچ لی
جمہور سے کہا کہ یہ موج بحر فنا ہے آب اسکی سم قاتل کا اثر رکھتی ہے کشتی حیات کو طوفانی کرتی ہے زندگی سے
کنارہ کرنا چاہتا ہے خبردار رہیو یہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور پیشتر وار تیغہ آبدار کا کیا جمہور نے دیکھا کہ اس دو
بدل میں سوا زخمی ہونے کے کوئی نتیجہ نہیں ہے کیونکہ یہ مردود صدہا من تن آہنی بدن ہے مرکب کو داہنی جانب
بڑھایا اور قصد کیا کہ بند دست پکڑوں جس میں نوبت کشتی کی آجائے پھر زیر کر لینا اسکا مشکل نہیں ہے لیکن قضا
کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے سکندری کھائی جمہور عیال مرکب پر آرہے جبتک سنبھلیں [illegible]
پہونچ چکا تھا خود نیچے گر چکا تھا چار انگل کا زخم سر میں آیا وہیں سے دستانے سے تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکلا لیکن
چار خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی یہ حال جمہور کا دیکھکر فرامرز عاد مغربی شاہزادہ
بہارستان مغرب بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر جھپٹ پڑے افلاک نے قصد کیا تھا کہ سر جمہور کا کاٹے
یوں ہی فرامرز نے نعرہ کیا کہ او مردود کیا کرتا ہے خبردار ہو ہوشیار باشید کہ منم شاہزادہ بہارستان مغرب فرامرز عاد مغربی تو

کیسا نامرد ہی کہ زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہی ادھر آ ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا ہی افلاک پکارا اگر آیا ہی
تو یہی انجام تیرا بھی ہوگا بلکہ جو مجھسے مقابلہ کریگا اسکی یہی حالت ہوگی کیونکہ خداوند نے موت کل مسلمانوں کی
میرے ہاتھ سے معین کی ہی فرامرز نے پکارا او بیوقوف تیرا خداوند کیا گیدی ہی اور تو کیا مسخرا ہی لا ضرب بہادری
کی لیکن عیار جمہور اور رفیقان جمہور آکر جمہور کو میدان جنگ سے پھیر لے گئے یہان افلاک نے فرامرز
پر وار کیا فرامرز نے پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا افلاک نے سر آگے بڑھا دیا تلوار نے فرامرز کی
مطلق اثر نکیا افلاک پکارا دیکھا تو نے خداوند نے میری موت ہی نہین پیدا کی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
فرامرز نے پھر بڑی جرات و ہمت کے ساتھ وار اسکا رد کیا کئی وار رد و بدل ہوئے دیکھا فرامرز نے کہ تلوار
اس ملعون پر اثر نہین کرتی انجام یہی ہوتا ہی کہ آخرکار تو بھی زخمی ہوجائیگا یہ خیال کرکے ایک جو ہاتھ تلوار کا
افلاک کے مارا فرامرز نے مرکب سے مرکب کو ملا کر چاہا کہ بند دست پکڑین پاؤن گھوڑے کا موش خانہ
مین جا رہا خود سے گر اتلوار افلاک کی سر پر پہنچی تا دو ابرو اُتر گئی وہین سے دستانہ مارا تلوار تو چھنا کر سر سے
نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہی تمام پوشاک رنگین ہوگئی عیار اُنکا جھپٹ کر آیا فرامرز کو
پھیر لیگیا ادھر لاجور دشاہ نے آواز دی کہ ای زور و قدرت یہ چلے آو افلاک روئین تن پلٹ گیا لیکن
بعد اسکے واپس جانے کے لشکر کفار سے خان خطم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو میدان
مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے
یہ سنتا تھا کہ عدیل بن عادی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ
بازی ہوئی عدیل نے نیزہ ہاتھ سے صلصال کے بہ برکت اسلام ہوائی کیا صلصال نے کہا نیزہ
بازی تو تم لوگون سے کرنا بیکار ہی لیکن ہان اب سامنا تلوار کا ہی یہ کہکر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا عدیل نے سپر
چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ تیغ تند وار تھا سپر سے زرہ کا خود و سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اتر گیا عدیل نے
دستانہ مارا تلوار چھنا کر سر سے نکلی بعد عدیل کے مہور بن جمہور نے سامنا کیا اُسکی بھی وہی حالت ہوئی
یہانتک کہ شام تک سات سردار ہاتھ سے صلصال کے زخمی ہوے دو سردار جان سے مارے گئے شام کو
طبل بازگشت بجا تینون لشکر میدان حرب گاہ سے پھر کر اپنے فرودگاہ پر آئے لاجور دشاہ افلاک
روئین تن اور صلصال پر سے زرنثار کرتا ہوا بالاے قیطول آیا شہریار نامدار نہایت بددل کہ
یہ افلاک ملعون عجب طرح کا آدمی ہی کہ تلوار اسپر اثر نہین کرتی ملک پرسیبائے فرنگی سے کہا کہ خدا
پرستون پر وقت سخت ہی اور یہ اکثر میرے بھی کام آئے ہین میرا جی چاہتا ہی کہ کل مین افلاک سے مقابلہ
کرون اور سر میدان اسکی ٹانگین چیر کر پھینک دون پرسیبائے فرنگی نے کہا کہ تمہین کیا کام ہی ہان
اگر وہ ٹوکے تو بیشک مقابلہ کرنا ضرور ہی شہریار نے کہا میرا دل نہین مانتا مین خود اسے ٹوک کر رہونگا
لیکن ادھر حقیقت بارگاہ سلیمانی یعنی امیر ثانی جو با چشم گریان و دل بریان بارگاہ سلیمانی مین آکے
رفقا بیٹھے ہوے امیر نے فرمایا کہ بڑے تردد کی بات ہی کہ تلوار اس ملعون پر اثر نہین کرتی پھر کیا کیا جائے
کیسے کیسے سرداران نامی و پہلوانان گرامی زخمی ہوے بدیع الملک نے عرض کی کہ انشاء اللہ کل کے روز
یہ تابعدار میدان کارزار مین نکلیگا امیر ثانی نے فرمایا ای بدیع الملک کیا افلاک کے واسطے شاہزادہ طوس بہادر جمہور
جہان سوز تیر زن یا فرہاد معزبی شاہزادہ بہارستان تجربہ نہین کافی تھے مگر اب کیا کیا جائے کہ جو اپنا

کام نہین کرتا ہنوز یہی باتین تھین کہ جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے
نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کیا کہ لشکر لاجورد شاہ مین پھر طبل جنگ بجا امیر
نے فرمایا شعر بہ بنیم کہ تا کرد گار جہان * درین آشکارا چہ دارد نہان * ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی طبل
جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا ادھر لشکر شہریار مین بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے
لگی آخر کار طبل جنگ بید رنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ہر شخص نے
اپنے اپنے دین و مذہب کے موافق عبادت آلہی سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان کارزار کا کیا
دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا وہ پیادون کی ریل پیل سوارون کی تگ و پو کہ زمین
کو تزلزل آئے اُس وقت نقیبون کی نقابت سے ہر طرف سناٹا سا ہوگیا اُسی ہنگام مین افلاک دیو
تن لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا باش اے گروہ خدا پرستان دیکھا تمنے کہ کل
کیا حال کیا تھا مین نے اب بھی دین خدا پرستی سے باز آؤ خداوند رحم دل کو نہ ستاؤ ورنہ یہ سمجھو کہ مین قہر
خداوند ہون ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا لیکن افلاک نے دیکھا کہ شہریار کے تیور سے معلوم ہوتے ہین مرکب
پیچنیان کر رہا ہوا سنے آواز دی کہ مین خاص کسیکا نام نہین لیتا نہ خدا پرستون پر ختم ہے سب لشکریون پر موقوف
ہے جو خداوند لاجورد شاہ سے خلاف ہو وہ آئے اور سامنا میرا کرے بس یہ سننا تھا کہ شہریار نامدار نے
مرکب کو اڑایا سامنے تخت ملک پر سبک آیا اجازت جنگ چاہی کہا جا تجھکو امان الٰہی اور شفقت سے جا
مین دیا شہریار بادگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور پکارا کہ باش او گیدی کیا بہک ماتا ہے لا فن
بہادری کی افلاک نے کہا بہتر ہے کہ لاجورد شاہ کو جانکی جوت کا خداوند ہے سامنے موجود ہے
سجدہ کر ورنہ مارا جائیگا نہین دیکھا تو نے کہ کل کیا حال بنے اہل اسلام کا کیا شہریار نے کہا وہ ملعون جسے
تو خداوند کہتا ہے کیا مسخرہ ہے افلاک کو غصہ آیا کہ بائین تو خداوند کو مسخرہ بناتا ہے جھپٹ کر نیزہ مارا شہریار
نے نیزہ ہاتھ سے افلاک کے بہت تھوڑے عرصے کے گذرنے مین نکال لیا افلاک نے غیظ و غضب مین
آکر گرز گران سنگ آسمان رنگ بہشت پہلو بیچ کو سر پہ چرخ دیکر سر شہریار پر مارا شہریار نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا لیکن گرز افلاک کا جو پڑتا ہے تڑ تڑ نے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک سو نکل گیا جگر زمین دل
سے شق ہوگیا شق گرد اڑا کر مرکب شہریار کی ٹوٹی افلاک نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم
لیکن شہریار نے چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب گلی ہوگیا ہے جلدی سے گرد سے
نکلکر آواز دی کہ ازدی و کرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور جھپٹ کر کر گردن افلاک کے
شکم مین سر اڑا اور دونون ہاتھوں سے تا تکمین گینڈے کی پکڑ کر جو زور کیا مع کر گردن اٹھا لیا اور سر پر
پیچ دیکر زمین پر مارا افلاک گینڈے سے کود کر علیحدہ ہوا لیکن مرکب جو زمین پر گرتا ہے ہڈیان چورا ہو گئین
شہریار نے چاہا کہ جھپٹ کر افلاک کو اٹھاؤن ساتھ ہی اک برق چمکی اور پنجہ جو کڑک سے گرتا ہے
افلاک کو اٹھا لیگیا شہریار ہاتھ ملکر رہ گیا اہل کفار غمگین ہوئے لشکر اسلام مین زور و جرأت شہریار
کی نہایت تعریف ہوئی غرضکہ طبل بازگشت کا بجا تینون لشکر میدان جنگگاہ سے اپنے اپنے فرودگاہ
پر آئے اب کفار کو تلاش افلاک رو دین تن چھوڑا جاتا ہے ہنوز طبل جنگ بجنا موقوف ہے باقی آئندہ
احوال کسی موقع پر بخدمت ناظرین گذارش کیا جائیگا

لیکن اب کچھ حال تفرقہ اندازی فلک زوال اہل اسلام کا بیان کیا جاتا ہے
زمینون لشکرون کے پڑاؤ مین بڑی بڑی لڑائیان اس صحرا مین واقع ہوئی ہین اگرچہ یہ صحرا آجتک گمنام تھا
کوئی نام خاص اسکا نہ تھا لہذا پتے کے واسطے نام اسکا وادی جنگ مثلث رکھا گیا کیونکہ اکثر تین
لشکرون کی جنگ اس صحرا مین رہی ہے قبل اسکے تہمتن شاہ وزار غوان شاہ ایک جانب لشکر
وتلکستان ایک سمت لشکر اسلام ایک طرف تھا اب ہمارے تہمتن شاہ لاجورد شاہ ہے اور دونون
لشکر بدستور ہین حسب اتفاق ایک روز شب کا وقت ہے طلایہ کے گشت پھر رہے ہین ہر طرف آواز
بیدار باش وہوشیار باش کی بلند ہے عمر وثانی واسطے بالا دوی کے نکلے تھے جاتے جاتے لشکر کی
حد سے بہت دور نکل گئے وہ وقت ہے کہ زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچ چکی ہے لیکن شب ماہ کے ہونے
کی وجہ سے اچھا خاصہ دن معلوم ہوتا ہے تمام صحرا روشن ومنور ہے بعض طائر جنکو فراز فرزنجی کا ہے آشیانون سے
گردنین نکال نکال کر سیر صحرا دیکھ کر کبھی چہک اٹھتے ہین عمر وثانی کی طبیعت بھی اسکی متوجہ ہے کہ لیلئے کوچ مین
جا بیٹھا کوسون تک گوشیار عجب بہار دیرپا ہے کہ ایک ایک طرف سے آواز ساز کی نہین آتی دیکھا کہ کوئی نازنین سریلی آواز سے
باریک وحزین یہ غزل گا رہی ہے

غزل

ارادے سے ہم بھی پشیمان ہو کے در پہ آئے ہین
یہ مطلب ہے کہ آکر خاک مین ایسے ملائے ہین
حرارت شرم کی کتنی ہے تڑپنے دیکھا طالب
کسی قاتل کے جھٹکے تیر سینے مین در کئے ہین
چھپے سات پردون مین ہم انکو دیکھ لوگ کہین
زبانسے اُف نہین کرتے خدا سے لو لگائے ہین
ہوا ہے آہ کا جھونکا جلا دے جب نفس وقت
کہ اک تار نے اسکے ہزارون دل پھنسائے ہین
غریب مٹنے کا اپنے یک بیک ہوتے کچھ بھی
غرض ہنسنے سے ابکے یون نہین مسکرائے ہین
تسلی لطف دیتی ہے سو یا چٹکیان لینا
اجاڑے کے لیے ہیران نے سر جھکائے ہین

کہین کیا حال دل سوز محبت کے جو ہین
ستا بیٹھا ہے جنون نے مقدر آزمائے ہین
مثال آبلہ بس پھوٹ بہتے ہین کہ تجھ بن کے
لطافت شوخی کا ہے جو وہ منہ کو چھپائے ہین
اگرچہ آنکھ تنگ جھلک ہے مین سنگ کے
کہ بجلی کی طرح وہ میری آنکھون مین سمائے ہین
حجاب آسا نہین ہم کاہر و ساحل فانی ہین
چراغ صبح کی صورت ستارے جھلملائے ہین
اب آگے دیکھئے کیا جوش حسن جلوہ نمائی ہے
جھپک بس لیں بلکھی ہو شجر جو تکی ہے ہین
کہین ترنج کی انگشت الفت رجانی کی
بجی جانے تو خشوق حسن سے اٹھائے ہین

ہوئے غم نے مارا ہے خدا سے لو لگائے ہین
وہ بھی مجکو دینے بعد مرنے کے چواۓ ہین
کہ تیرے دل جلے سوز نہانی کے ستائے ہین
کوئی مہمان دل کا ہے کوئی مہمان جگر کا ہے
مگر داغ محبت کو ترے دل سے لگائے ہین
ستاتا ہے شمع سے ہمنے کہ جب کی دل جلتی ہے
سہارے پر نقط یار نفس کے سر اٹھائے ہین
سبب جو گھلا اس گیسوی پیچان کے پھندو نکا
گریبان چاک ہم ابھی تو ہاتھ لائے ہین
مجھ کو دل کی لگی سنے کو بیٹھے تھے ہی انعم
وہ خواہان جانکا ہے گلے اسکو لگائے ہین
در ملک عدم کو تاہ ہے ای آرزو شاید

عمر وثانی اس صدائے دلفریب دشمن صبر وشکیب کی طرف روانہ ہوا
جاتے جاتے قریب ایک باغ دلفریب کے پہونچا چارون طرف پھرنا شروع کیا گویا بلا گرد ان اس محل کا ہو
رہا تھا جب دروازہ باغ نظر آیا دیکھا کہ دربان بیٹھے ہین عمر وثانی نے خیال کیا کہ اب کیونکر جانا چاہیے پشت
باغ کی جانب آیا کمند مار کر دیوار پر پہونچا عجب تماشا دیکھا کہ وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر کا
اسی پر یہ محفل طرب آراستہ ہے نازنین جھرمٹ کیے بیٹھی ہین عقد ثریا معلوم ہوتا ہے بیچ مین ایک پری تمثال حور
جمال آفت ہوش وخرد رو گوش مسند پر ایک عجب انداز دلفریب سے بیٹھی ہے گرد وپیش سہیلیونکا مجمع ہے وہ بھی مست
حسن ماہ جبین چودہ پندرہ پندرہ برس کے سن خاص جوش شباب کے دن کبھی آپس مین چہلین ہونے
لگتی ہین کبھی رقص وغنا ہوتا ہے کوئی حرارت سے کسی پر ہول بیخ مارتی ہے وہ عجب ناز ونخرے سے تیوری چڑھا کر

شمعہ بنا کر کہتی ہی کہ بوا تو کیسی بیدرد ہی دیکھ میرے چوٹ کی نیل پڑ گیا یہ نگوڑا بھوں تھا جیسے کسی نے ڈھیلا مار دیا
بلکہ کبھی اسپر خفا ہوتی ہی کبھی اُسے ڈانٹ دیتی ہی یہ رنگ دیکھ کر عمرو ثانی نقش دیوار ہو کر رہگیا ہنسنے کا عالم تھا
پاؤں تھرائے قریب تھا کہ دیوار پر سے گر پڑے لیکن یہ مرد فہمیدہ و ہوشیار عیار طرار یادگار خواجہ عمرو نامدار ہی اپکو
سنبھالا اچھو دی کو ٹالا سنبھلکر دیوار پر سے اُترا لیکن عقب باغ سمجھا کہ اگر باغ میں اُترتا ہوں اور مبادا کسی نے دیکھ
لیا تو بڑا غضب ہو جائیگا پھر کوئی فکر نہ بن پڑیگی لیکن یہ فکر کہ کیونکر شریک جلسہ ہوں کسطرح اس بزم میں جاؤں
اسی خیال میں باغ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ عیار ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہوئے انمین سے
ایک کو تجویز کر کے رنگ و روغن عیاری کا لگا صورت اپنی ایک نازنین کی بنائی گیروے کپڑے پہنے کانوں میں
مُندرے ڈالے پیشانی پر قشقہ کھینچا ایک بین اُٹھا کر کاندھے پر رکھی چہرے پر بھبھوت ملا صورت اپنی ایک
جوگن کی بنا کر دروازہ باغ کی طرف آکر ان دربانوں سے کہا کہ ملکہ عالم سے اطلاع کرو کہ ایک کلاونت بچی حاضر ہو
اگر ارشاد ہو تو اگر کچھ ہنر اپنا دکھلائے دو چار چیزیں سنائے دربانوں نے جو اس جوگن کو دیکھا جوانوں کی تو یہ
کیفیت ہوئی کہ نقد دل ہاتھوں سے لیکر پیش کرنے لگے جو لوگ ضعیف تھے انھوں نے اپنے اپنے شباب کو یاد کیا
اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اتنے میں ایک محلدار دروازے پر آئی جوگن نے محلدار سے کہا کہ ملکہ عالم
سے عرض کرو کہ ایک کلاونت بچی حاضر ہے محلدار نے جا کر ملکہ سے عرض کی حکم ہوا کہ بلا لو جوگن اندر باغ
کے گئی جس وقت اُس بزم طرب و انبساط میں ہو گئی نظر ملکہ کی اُسپر پڑی جوگن نے سلام کیا ملکہ نے
بیٹھنے کی اجازت دی جوگن مؤدب ہو کر سامنے بیٹھی قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی نیا آدمی کسی
صحبت بے تکلف میں آجاتا ہے تو اہل صحبت کو تکلف ہوتا ہی وہ نازنین جو آپس میں شوخیاں کر رہی تھین
اس جوگن کو دیکھنے لگین ملکہ نے پوچھا نام تمھارا کیا ہی یہ بہانہ کیونکر آنا ہوا اس سن میں کہ ابھی پوری جوان
بھی نہیں ہو اس جوگ لینے کی کیا وجہ بیان کیا کہ نام مجھ سے گنہگاروں کا کیا سوا اسکے کہ گرد باد صحرا کیجیے لیکن بھی
ماں باپ پیار سے چنچل پکارا کرتے تھے کیونکہ میں بچپن میں شوخ بہت تھی ملکہ نے مسکرا کر کہا جوگن نے آہ سرد
بھری اور یہ غزل وردِ زبان کی

غزل

نہ چھوڑیگا ابتک اس دشمن کو ای آہ
ذرا ای درد جگر جا تا یہاں سے
جلال اسکی دعا تو پہلے سُن لو

کوئی یہ پوچھ دے دردمند ان سے
ارے کیا ٹلگئی تو آسمان سے
جگر میں اُسکے کیا بیتے ہو چکی
نہ مانگو اپنی موت اپنی زبان سے

مجھے دل ڈھونڈھلایا ہی کہاں سے
جگہ کر لی ہی یاد دوست دل میں
نکلتی اُف ہو جس ناتوان سے

آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے
چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگین رقت کو ضبط کر کے دل کو سنبھال کر کہنے لگی کہ ای ملکہ آفاق آپنے میرا حال پوچھ کر
دل دکھا دیا تمام زخم کہنہ تازے ہو گئے میں اپنا کیا حال بیان کروں کہ یہ کنیز دختر ہے شادان چنگ نواز
کی باپ اُس شخص کا حقیقت میں اسم بامسمی تھا اپنی زندگی اُسنے بڑے عیش و سرور سے بسر کی لیکن میں
بدنصیب ایسی پیدا ہوئی کہ نو برس کی تھی کہ باپ مر گیا گیارھوین برس ماں نے انتقال کیا عزیزوں نے مجھے
لاوارث جانکر بڑی بدعت کی ہر طرف سے عاجز تھی لیکن ملک شعشعہ کا شاہزادہ مجھپر عاشق تھا کیونکہ
مین ایک بار اپنی خالہ کے ساتھ اُسکے یہاں مجرے کو گئی تھی تبھی سے وہ مجھپر شیفتہ ہوا تھا اور میں بھی اسکی
عاشق تھی لیکن بسبب کمسنی اور خوف والدین کے اسکی جرات نہوئی کہ مجھپر اظہار کرتا آخرکار در پردہ پیغام
سلام کر ملک سے ہاتھ اٹھایا ماں باپ کو چھوڑا مجھے مال و اسباب ساتھ لیکر مجھے اپنے ہمراہ لیا اور راہ صحرا

اختیار کی چندے کوہ و بیابان مین بسر کی وہ مجھے دیکھکر جیتا تھا مین اُسے دیکھکر جیتی تھی یہ فلک تفرقہ پرداز کسیکا عیش دیکھ نہین سکتا اُس صحرا مین کچھ قطاع الطریق آ گئے اُس شہریار عالی وقار کو مار ڈالا سب مال و اسباب لوٹ لے گئے مین سخت جان زندہ بچ گئی جب سے اُسی یار جانی کی قبر پر بیٹھی رویا کرتی ہون یہ درد سے جوگن نے یہ حال پُر ملال اپنا بیان کیا کہ ملکہ کا دل بھر آیا اور سہیلیان رونے لگین ملکہ نے کہا تو بڑی سحر بیان ہے پھر اے چنچل اس رونے سے کیا حاصل ہے مگر اب کچھ اپنا ہنر دکھا جس واسطے تو آئی ہے جوگن نے آنسو اپنے پونچھے اور بین کو چھیڑا یہ غزل گانا شروع کی

تارے وہ ہجر سے ہو گئے غم تجھے فلک نے جو دیے　　جتنے کہ ہنس کے بات کی ہم بھی لپٹ کے رو دیے
طالب دل ہی گم تو تھے پیش جگر بھی کر دیا　　اب کہو چاہتے ہو کیا ایک کے بدلے دو دیے
ہین نہ وہ ٹھنڈی سانسین اب اور نہ جلی ہوئی فغان　　عشق نے سرد و گرم عشق ایک ہی مین سمو دیے
کونسی ہے وہ سرزمین مزرعۂ یاس جو نہین　　بیٹھ گئے جہان کہین دانۂ اشک بو دیے
آپ کا رحم آپ پر میرے لیے ستم ہوا　　آنسوؤن سے لہو کے داغ تیغ ادا سے دھو لیے
دل جو بھر آیا ہجر مین پی گئے آنسوؤن کو ہم　　نکلے جہان سے جو گھر پھر اسی جادہ بو دیے
میرے مسیح دہر کی چارہ گری ستم کی ہے　　دیکھا جو ایک آبلہ نیش کبھی چبھو دیے
ہوش و حواس و عقل و صبر و تاب و توان و جان و دل　　ان کو خدا سے جو ملے جتنے وہ آپ کو دیے
جنکی صفا و آب و تاب مخزن بحر حسن سے　　سلک بیان مین آرزو آج وہ در پرو دیے

کچھ ایسے سرون مین یہ غزل وہ نازنین گائی کہ سمان باندھ دیا قریب تھا کہ شبنم انجم سے بھی آنسو ٹپک پڑے فلک سا سنگدل بھی پردہ شبنم مین رونے لگا شمعون پر افسردگی طاری ہوئی کنول جھلانے لگے کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا آنکھین چنچل کی طرف لگی ہوئی تھین کانون مین سرون کی صدا بھری ہوئی تھی سماء خموشان کا عالم تھا ہر ایک تصویر لگی ہو رہی تھی چنچل نے بین ہاتھ سے رکھدی ملکہ نے کہا اے چنچل ہماری نوکری کی جی چاہتا ہے کہ تجھے کوئی آن جدا نکرین کیا خوب تو نے ایسے فن کو حاصل کیا ہے اور کیا اچھا بتایا ہے چنچل نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کی قدردانی ہے ورنہ کنیز کو آتا ہی کیا ہے ابھی کے دن سیکھا تھا یہ کہکر طالب رخصت ہوئی ملکہ نے کہا اے چنچل میرا جی نہین چاہتا کہ تو جا چنچل نے عرض کیا کہ لونڈی پھر حاضر ہوگی ملکہ نے کہا پھر ہماری نوکری کر لوگی چنچل نے سکوت کیا اور عرض کی کہ اگر حضور مین تشریف رکھین گی تو کنیز روز حاضر ہوگی ورنہ مجبور ہے ملکہ نے کہا یہ کیا کہا اُس قبر کو زندگی مین نہین چھوڑ سکتی کہ جسمین وہ عاشق زار میرا دفن ہے ملکہ نے چلتے وقت بہت کچھ خلعت و انعام عطا فرمایا چنچل کا بھی جی چاہتا تھا مگر خوف امیر تاتی کہ یہ اسی شخص کا بیٹا ہے جسنے تیرے باپ سے کیسی روگردانی کی تھی ایسا نہو خلاف مزاج ہو جائے تو غضب ہو دل پر جبر کرکے اُس بزم سے اٹھا اور باغ سے نکلکر چلا ہر چند کہ ہوش و حواس بجا نہ تھے بموجب شعر لاکھ اٹھتے ہین ہم اپنے دلکو سمجھاتے ہوئے ٭ پاؤن اُس در سے نہین اٹھتا ادھر آتے ہوئے ٭ کچھ رات باقی تھی کہ داخل لشکر ہوا اور اپنے خیمے مین جا کر قصد کیا کہ سو رہے لیکن نیند نہین آتی ہے بموجب شعر دھیان جنکو سیکا رہتا ہو کب ان آنکھون مین نیند آتی ہے ٭ کروٹین لیتے لیتے آتی رات وہ بھی

تمام ہو گئی صبح کو خدمت امیر با توقیر میں روانہ ہوا لیکن امیر با توقیر نے جو آج صورت عمرو کی دیکھی کہ
رنگ چہرے کا فق ہے غم اداس آنکھوں میں عالم یاس آثار عشق چہرے پر ہویدا ہیں کچھ سمجھے اور فرمایا
کہ کبھی آپ کا پتہ نہیں ملتا اور اکثر غائب رہتے ہو ہم تو اس مصیبت میں مبتلا ہیں کہ افلاک
روئین تن و صلصال سے مقابلے ہو رہے ہیں تلوار اُن سخت جانوں پر اثر نہیں کرتی سرداران
نامی و گرامی زخمی ہو رہے ہیں تجھے عشق و عاشقی سوجھی ہے معلوم ہوتا ہے شامت آئی ہے ای عمرو
انجام ان حرکات کا اچھا نہ ہوگا عمرو ثانی نے جواب دیا کہ اوّل تو ایسا ہی نہیں رات کو خبرداری
لشکر میں مصروف رہنا ہوتا ہی جاگنا پڑتا ہی دن کو تیری خدمت میں حاضر رہتا ہوں مجھے اتنی فرصت کہاں کہ
عشق و عاشقی کرنے جاؤں دوسرے اس صحرا میں معشوق کہاں کوئی شہر و دیار نہیں میرے کیوں حمزہ خود را
فضیحت و دیگرے را نصیحت دل کسی کا اختیاری ہی عشق کوئی جان کے کرتا ہے جب دل کسی پر آگیا وہی عشق
ہے آپ اپنے وقت کو یاد کیجیے کہ جس عاشق ہوے نہ وقعت صاحبقرانی کا خیال رہا نہ مال پر نظر
ہوئی ای حمزہ مجھے خود تیری تندمزاجی سے خوف معلوم ہوتا ہی آج کل ستارہ میرا تیری دشمنی کا آگیا ہے خدا
بخیر و عافیت یہ دن گذار دے تو شکر ہی ورنہ انجام اچھے نہیں معلوم ہوتے امیر نے فرمایا خاموش زیادہ
زبان نہ چلانا اچھا نہیں عمرو ڈر کے چپ ہو رہا لیکن وہ دن گذارنا دشوار ہو گیا ہر بار آسمان کو دیکھتا تھا
کبھی آفتاب سے باتیں کہتیں کہ آج تو نے بھی سیر دنیا میں دل لگا دیا ہی تیرا جی نہیں چاہتا کہ مغرب میں
جا کے نہا نہ کے تجھے بھی مجھ سے رقابت کرنا منظور ہی ابھی یار جانی کو دیکھ کر تیرا جی نہیں چاہتا کہ بام فلک کو
چھوڑے کبھی یہ شعر زبان پر آتا تھا۔ شام کیا روز جدائی کی نہیں ہوتی ہی دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیواروں پہ
الغرض خدا خدا کر کے دن تمام ہوا اور وہ وقت آیا کہ لیلائے شب نے گیسوؤں کو سنوار استاروں سے
مانگ بھری چاند سی ٹکلی ماتھے پر لگائی شمع حسن سے جہان کو منور کیا عمرو ثانی منتظر وقت ہی کہ امیر دربار برخاست
کریں تو میں جاؤں حسب اتفاق صاحبقران کے سر میں درد تھا دربار برخاست ہوا عمرو نادر خیمہ امیر کو
پہونچا کر رخصت ہوا اور جلدی سے لباس شب روی تن پر آراستہ کر کے قنطورہ زربفتی یا مایہ
سقرلاتی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر خیمہ سے نکل پائے خاطری مارتا ہوا اُس سمت جانب باغ امید
روانہ ہوا جاتے جاتے جس وقت قریب باغ پہونچا ٹھہر کر ایک مقام پر ادھر اُدھر دیکھ کر صورت اپنی اسی
جوگن کی سی بنائی بین ہاتھ میں اٹھائی دروازے کی طرف آکر کہتی کہ اطلاع ہو لے تو جاؤں ملکہ کو بھی
اُس سے ایسی محبت ہو گئی ہی کہ پہلے سے دربانوں کو حکم دے رکھا تھا کہ خبردار اگر جوگن آئے تو نہ روکنا دربانوں
نے اُسکے آتے ہی کہا کہ جائیے جائیے آپ کے روکنے کا حکم نہیں ہی جوگن داخل باغ ہوئی ملکہ اُسے دیکھ کر
بہت خوش ہوئی اور کہا کہ ای بخیل تو بڑی بے مروت ہی اس قدر رات گنوا کر آئی جوگن نے عرض کی کہ خطاوار
تو ہوں لیکن مجبور تھی کہ آج جمعرات کا دن تھا اُس محبوب کے فاتحہ خوانی میں اتنا وقت صرف ہو گیا کل سے
سویرے آؤں گی ملکہ نے کہا خیر بیٹھو جوگن سلام کر کے بیٹھ گئی آج پھر اسی طرح صحبت رقص و غنا برپا ہوئی
جوگن نے بین کو چھیڑا اُسے ٹھیک کر کے یہ غزل گانا شروع کی غزل موافق مضمون ہذا۔

یاری نے مجھے کیا کیا پیدا ہر ایک سے یارانہ چھوٹا — احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا
غم نوش جدائی جیسے ہوئے غم کھا کے پیالے خون پیے جیے — کھانا کپ پینا گیا پانی چھوٹا دانا چھوٹا

کس مست سے ساقی آنکھ ملی ہے جو پیے کیفیت مے کی | اس ہاتھ سے تو دل چھوٹ پڑی اور اس سے پیمانہ چھوٹا
مشرب نہ ہمارا رندی تھا نہ مذہب بادہ پرستی تھا | جس دن سے چکھا اک متوالا اسدن سے میخانہ چھوٹا
اک جلوۂ قیامت تھا تیرا ایمان اسکا دین اسکا لیا | زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا ہندو سے بتخانہ چھوٹا
پیری جو تری منت کی مجھی پہو پہنچا اثر اسکا اس جا بھی | وہ قید جنون اسنے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی اسیر بھی تھی محویت طاری | اس لطف مین یہ بھی یاد نہین کس جا سے وہ افسانہ چھوٹا
تھا سوز جدائی تو چھپا تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا | کیون آگ مین اپنی جل نہ گیا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
ای آرزو اب کیا ذکر اسکا جس دل نے ہمکو چھوڑ دیا | اور ون مین ایسا ربط بڑھا مدت کا یارانہ چھوٹا

یہ غزل عجب حال جوگن اس طرح گائی کہ ملکہ آفاق آنکھون مین بھر لائی زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگی جوگن نے بین ہاتھ سے رکھ دی اور کہا واری آپ کے رونے کا کیا سبب یہ اثر تو ان لوگون کے دلون پر ہوتا ہی جو چوٹ کھائے ہوئے دل لگائے ہوئے ہوتے ہین آپ کو ابھی نصیب دشمنان کسکا خیال ہو ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ای چنچل مجھے دو ہی روز مین تیری ایسی محبت ہو گئی ہی کہ تجھسے جدا رہنے کو جی نہین چاہتا چنچل نے کہا پھر یہ ایسی کونسی بات ہی جسکے واسطے آپ روتی ہین لونڈی ہر وقت حاضر حضور رہیگی دو گھڑی کو چلی جایا کرونگی ملکہ نے کہا تم ساتھ میرے چلنے کو نہین کہتی ہو اور یہان اب مین رہ نہین سکتی کیونکہ میرا چچازاد بھائی یعنی شہریار عالی وقار کہ وہ ملک پر سیلے فرنگی کا بیٹا ہی اور مین ملک ایسانے فرنگی کی بیٹی ہون اسنے حکم کیا ہی کہ کل تم جانب قلعہ بہارستان فرنگ چلی جاؤ یہان رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی مجھے اس بات کا صدمہ ہی چنچل نے کہا ای ملکہ آفاق اگر آپ مجھسے قسم اس بات کی کھائین کہ مین تجھے عمر بھر نہ چھوڑونگی اور کسی بات کا تجھسے پردہ نہ رکھونگی تو مین بھی قسم کھاتی ہون کہ خلاف حکم نہ کرونگی ملکہ نے کہا ای چنچل قسم پروردگار عالم اور مسیح مکرم کی کہ جو تو کہیگی وہی کرونگی بس یہ سنتا تھا کہ چنچل دل مین خوش ہوئی کہ اب مار لیا ہی عرض کی ای ملکہ مین چاہتی ہون میرے ساتھ تنہائی مین کچھ باتین ہون کیونکہ ایک راز اپنا مین اور بیان کرنا چاہتی ہون اور کسی کے سامنے کہنے کا نہین ملکہ نے کہا اچھی اور اسی وقت حکم دیا کہ سب یہان سے چلے جائین جسوقت تخلیہ ہو گیا عمرو ثانی قدمون پر ملکہ کے گر پڑا اور عرض کیا کہ ای ملکہ خطا کو میری معاف کرنا مین تمھارا عاشق عمرو ثانی ہون تمھاری محبت مین یہ صورت بنائی ہے ورنہ تم تک رسائی ناممکن تھی ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا او مکار عیار غضب کیا تو نے کہ مجھسے قسم لے لی اب مین کیا کرون عمرو ثانی نے ہاتھ منھ پر پھیرا اور صورت اصلی ظاہر کی ملکہ نے صورت عمرو کی دیکھ کر گردن نیچی کر لی اور دل مین خیال کیا کہ اگرچہ بہت خوبصورت نہین ہی لیکن کیا گرم باتین ہین گانا بجانا قیامت کا ہی دل بیٹھنے کے سب سامان ہین لیکن مین شاہزادی یہ ایک عیار مگر عیار بھی کس شخص کا ہی دوسرے باپ اسکا کیا شاہ ہی کہ شاہزادہ ولایت اول کہلاتا ہی کہا ای عمرو غضب کیا تو نے یہ بتا کہ مین تجھ تک کیونکر آتی ہون اور تو میرے پاس کیونکر رہ سکتا ہے اگر ظاہر ہو گیا تو میری بھی رسوائی ہی تیری بھی جان نہین بچنے کی شہریار فوراً اگر مار ڈالے گا عمرو نے کہا یہ میرا ذمہ تم اپنی رضامندی ظاہر کرو اور آمادہ ہو اگر حلقہ آہن مین ہوگی تو نکال لیجاؤنگا اور شہریار مجھے کیا مار سکتا ہی ایک بھائی کرب دلاور میرا ایسا ہے کہ صاحبقران بھی اسکا کچھ نہین کر سکتے شہریار کیا چیز ہے علاوہ اسکے مین خود شہریار کے لیے کیا کم ہون اگر ایک حباب بیہوشی مار دونگا بیہوش ہو جائیگا رات

تھوڑی رہگئی تھی عمرو ملکہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور آکر اپنے خیمہ میں لیٹ رہا
جس وقت صبح ہوئی جو وقت صاحبقران کے دربار میں جانے کا تھا عمرو ثانی کچھ پیشتر سے حاضر ہو جاتا تھا آج
کچھ وقت اور گذر گیا لیکن عمرو نہ آیا امیر باتوقیر نے مقبول بن مقبل کو بھیجا کہ آج عمرو کیوں نہ آیا مقبول بن
مقبل نے آکر دیکھا کہ عمرو بے رومال باندھے ہائے ہائے کر رہا ہے جاکر امیر ثانی سے بیان کیا امیر ثانی خاموش
ہو رہے دربار میں آئے دنگل شوکت برہم ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوس فرمایا اور سرداران نامدار
حاضر حضور ہو ہو کر اپنی اپنی جاے معین پر فروکش ہوئے تمام دربار مملو ہے لیکن افلاک روئین تن کچھ غائب
ہونے سے کچھ اُسکو مقابلہ شہریار سے اٹھا لیگیا ہے طبل جنگ بجنا موقوف ہے جب تک اسکا لگے گا
اُس وقت دیکھا جائیگا یہاں شہریار باوفا نے ملکہ پریسیاے فرنگی سے کہا کہ بیٹی آپ کی ملکہ ماہ سیمبر
جو ہمراہ ہے اُسکا یہاں رکھنا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ اُسے جانب فرنگستان روانہ کر دیا جاے مہر ناز بدور
پر جو کچھ گذری دیکھا آپنے یہ تعلق ناموس کا ہے پریسیاے فرنگی نے ایساے فرنگی سے کہا اُسنے عرض
کیا کہ آپ میرے بھی بزرگ اُسکے بھی بزرگ ہیں جیسا مناسب جانیے ویسا کیجیے شہریار نے چند آدمی ساتھ
کرکے ملکہ ماہ سیمبر کو طرف قلعہ بہارستان فرنگ کے روانہ کر دیا یہ خبر مشتہر ہوئی اور خواجہ عمرو ثانی کو پہونچی
اسی وقت اٹھکر باندھے عیاری تن پر آراستہ کرکے تنہا روانہ ہوئے وہ لوگ جو محافہ ملکہ کا ہمراہ لیکر چلے
تھے جابجا ٹھہرتے ہوئے قیام کرتے ہوئے چلے آتے تھے خواجہ عمرو ثانی قریب کا رستہ سوچکر صورت اپنی
ایک برہمن کی بناکر روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک کنوئیں پر کہ صحرا میں واقع تھا پہونچکر پانی بھرا اور نمک
سرکاری اُسمیں ملا کر منتظر تھے دیکھا کہ سامنے سے لوگ چلے آتے ہیں محافہ ملکہ کا ساتھ ہے گرمی کی فصل تھی
دن چڑھ گیا تھا ادھر چلے آتے تھے تشنگی کا غلبہ ہوا سب آتے ہی پانی پر گرے گھوڑوں تک نے خوب پانی پیا
یہاں تک کہ ہوا جو لگی سب بیہوش ہو گئے برہمن نے نعرہ کیا کہ منم یادگار و جانشین خواجہ عمرو بن امیہ
ضمیری اور قریب محافہ کے آکر پردہ اٹھایا ملکہ یا تو زار زار رو رہی تھی یا نعرہ عمرو کی آواز سنکر آنسو پونچھتے
پونچھکر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا ملکہ کیا کہتی ہو ملکہ ماہ سیمبر نے کہا کہ میں موجود ہوں عمرو نے کہا
تم کسقدر پسینے میں تر ہو رہی ہو یہ کہکر جھٹ پنکھا کی دی ملکہ کی آنکھ بند ہو گئی عمرو نے ملکہ کو اٹھاکر زنبیل میں
ڈال لیا اور سب کے کپڑے اتار کر برہنہ کرکے آپ طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے جسوقت اپنے
خیمہ میں پہونچے برابر ایک دوسرا خیمہ استادہ کیا ملکہ کو اُسی خیمہ میں نکالکر ہوشیار کیا جسوقت آنکھ ملکہ کی کھلی
سب سامان عیش و نشاط طرب و انبساط مہیا تھے اب یہاں تو جشن ہو رہے ہیں لیکن امیر نے مقبول
بن مقبل سے کہا کہ جاکر دیکھ آؤ کہ عمرو اب کیسا ہے مقبول بن مقبل نے آکر اطلاع کی عمرو نے کہا کہ جاکر حمزہ سے
کہدو کہ میری طبیعت بہت نادرست ہے میں اس وقت نہ آؤنگا مقبول نے جاکر اُسی طرح بیان کر دیا امیر کو
نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ بد مزاج ہوتا جاتا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی اپنے باپ کی طرح پریشان ہو لیکن غصہ کو ضبط
کرکے خاموش ہو رہے وہاں وہ لوگ جو پانی پی کر بیہوش ہوئے تھے جب اثر بیہوشی اُنپر سے دفع ہوا آنکھ کھلی
ہر ایک نے اپنے کو برہنہ پایا نہایت پریشان ہوئے کہ کیا کریں کدھر جائیں صحرا کا واسطہ کسی کے جسم پر کپڑا نہیں
ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ اگر ملکہ اس حالت سے دیکھ لینگی تو کیا کہینگی کسی نے کہا کہ پہلے یہ تو دریافت کرنا
چاہیے کہ ملکہ پر کیا گذری ایک آدمی نے کہا کہ ہم تو برہنہ قریب محافے کے نہ جاینگے خلاف ادب ہے

ی مالک کے سامنے ننگے جائیں اور مالک بھی عورت مرد ہیں سخت عتاب ہوگا لیکن ایک آدھ کہاری جو ملکہ
کے ہمراہ آئی تھی وہ جو ہوشیار رہتی ہو اپنے اوپر نظر کی دیکھا کہ ننگا ہے دوپٹہ ملکہ کی ایک نذار دی ہو یہ اور سب سے
زیادہ شرمندہ ہونے لگی ادھر سب مرد برہنہ ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے دھرے ہوئے کھڑے ہیں ادھر کہاریوں
کی یہ کیفیت ہو لیکن انھیں کہاریوں میں سے ایک دو نے جرأت کی اور قریب جانے کے اگر پردہ سے
جھانک ہیں سے جھانکا تو منھ پیٹنے لگی کہ ملکہ تو محافہ میں نہیں کسی نے کہا وہ برہمن نہیں معلوم ہوتا جسنے ہم سب کو
پانی دیا تھا معلوم ہوتا ہو وہ کوئی عیار تھا برہمن نہ تھا غرضکہ سب کے سب باحال خراب وہاں سے
آئے پیرون پیٹتے اور طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوئے یہاں شہریار زنگل شوکت پر بیٹھا ہے ملکہ
پری سیما ے فرنگی تخت شاہی پر ہو بائیں تخت شاہ دارغوان شاہ و شادمان شاہ یہ سب کے سب
حاضر ہیں سرداران نامی وگرامی مثل بہرام شعران تیماکل خان ابن جبرائیل خان فرو زرد لوانہ قہرمان دیوانہ
قیماس بلند آواز قیلوس بلند بالا اسیر نامی تیر خشم بامان ہمون خشم یہ سب کے سب حاضر ہیں ذکر ملکہ
مہر ناز پری کا ہو رہا ہو کہ نہیں معلوم نقابدار کون ہے اسکو کمان لے گیا لیکن شہریار کہتا ہو کہ مجھے نقابدار پر
اطمینان ہو نقابدار سے خوب واقف ہوں کہ یکایک ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ وہ لوگ جو محافہ ملکہ
ماہ سیما کا لیکر طرف بہارستان فرنگ کے روانہ ہوئے تھے سب کے سب برہنہ باحال پریشان آتے ہیں
شہریار نے کہا بلاؤ یہ کیا معرکہ ہے گیا کوئی افتاد ملکہ بھی پڑی ملکہ ہو یا نہیں شہریار اٹھا تھا کہ یکبار وہ
سب فریاد کنان باحال پریشان حاضر ہوئے تمام ماجرا بیان کیا شہریار نے مہتر طیفور شیر دل کی طرف
دیکھا اور کہا جلد جاکر دریافت کر کہ یہ فعل کسکا ہو طیفور اسی وقت روانہ ہوا اول اسی کنوئیں پر پہونچا کہ
جہاں یہ ماجرا گذرا تھا تیرے کا نشان دیکھتا ہوا چلا آتے آتے داخل لشکر اسلام ہوا صورت اپنی فریب
ہوکے تبدیل کرلی تھی فقیر بنا ہوا صدا لگاتا لیکن نظر نشان پر آتے آتے قریب خیمہ عمرو ثانی کے پہونچا دیکھا
کہ اس جگہ پیر اتمام ہوا ہو دروازہ خیمہ پر صدا لگائی کہ بابا بھلا کر بھلا ہوگا ملکہ نے جو آواز فقیر کی سنی عمرو ثانی
سے کہا کہ کچھ خیرات کرنا چاہیے پروردگار عالم نے مجھ بلا سے نجات دی ہو اگر شہریار کو معلوم ہو جاتا
تو یہاں تک آنا دشوار تھا عمرو ثانی نے کہا ایسے ایسے فقیر بہت سے پھرا کرتے ہیں میں کس کس کو دیا کرونگا
ملکہ نے کہا ای شخص تو بڑا خسیس ہو یہ میرا کنگن دیدے یہ کہکر ہاتھ سے جوڑی کنگن کی اتار کر دی
عمرو نے لیکر کہا کر آپ نے تو داخل زنبیل کرلیا اور ایک نقلی کنگن مثل کے زنبیل سے نکالکر طیفور کو دیدے طیفور کو
ایک سند بھی مل گئی اسی وقت دعائیں دیتا ہوا طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوا جس وقت بارگاہ
میں پہونچا تمام ماجرا بیان کیا کہ وہ خیمہ عمرو ثانی میں موجود ہے میں نے فقیر بنکر صدا لگائی تھی تو یہ جوڑی کنگن
کی مجھے دی ہے بس یہ سننا تھا کہ شہریار کو نہایت طیش آیا اور وزیر کی طرف دیکھکر فرمایا کہ لکھو نامہ
امیر ثانی کو وزیر قلم دوات کاغذ لیکر موجود ہوا شہریار نے مضمون بیان کیا کہ یا امیر ثانی بہلاد اتو شہنشاہ
گوہر کلاہ کا آپکو معلوم ہوگا دوسرا یہ واقعہ ہوا کہ اب عیار بھی ایسی ایسی جرأت کرنے لگے ہیں کہ شاہزادیونکو لے
جاتے ہیں آپ کے دورے میں ظلم ہو رہا ہی یہی شان صاحبقرانی ہو [illegible] کا بیٹا وہ
عمرو ثانی اور ملکہ ماہ سیما دختر الیاس فرنگی بھلا کونسی مناسبت ہو وہ بیچاری ملکہ کو بیہوش کر کے لے گیا
ہو اسکے خیمہ میں موجود ہی لہذا بہتر و مناسب یہ ہو کہ یا تو اسے باندھ کر مع ملکہ کے میرے پاس روانہ کیجیے

ورنہ دعوے صاحبقرانی سے باز آئے جو زبان پھیر کر بیٹھے مین خود اسکا تدارک کر لونگا وزیر نے نامہ لکھکر تمام
کیا شہریار نے بہرام ترغزن سے کہا کہ تو یہ نامہ لیکر جا بہرام اسی وقت نامہ سر سے باندھ کر خدمت امیر نامی
مین روانہ ہوا یہان خبر امیر با توقیر کو ہوئی کہ بہرام ترغزن نامہ شہریار لیے ہوے آتا ہی امیر بہت خوش ہوئے
کہ معلوم ہوتا ہی قصد مقابلہ ہی میرا خود جی چاہتا ہی کہ جلد میرے اسکے فیصلہ ہو جاوے کیونکہ یہ مرد بہادر ہی اور
مین بہادر دوست ہون حکم دیا کہ کوئی بہرام کو نہ روکے اور پہلے سے ایک دنگل اسکے واسطے بچھوا دیا جس
وقت بہرام داخل بارگاہ ہوا امیر کو سلام کیا صاحبقران نے کرسی پر بیٹھنے کو اشارہ کیا بہرام سلام کرکے
کرسی پر بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا بہرام نے دو چار جام پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا نکالا نامہ
نامہ دار امیر نے نامہ لیا اور خود پڑھا تو عجب مضمون تھا جو کچھ سمجھے تھے اسکے بالکل خلاف تھا نہ کہین اشتیاق
جنگ نہ ذکر مقابلہ تمام شکایت عمرو تاجی کی تحریر تھی یہ لکھا ہوا دیکھنا تھا کہ چہرہ امیر کا غصہ سے سرخ ہو گیا
مقبول بن مقبل کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جاؤ اور پکڑ لاؤ عمرو کو مقبول اسی وقت روانہ ہوا اور در خیمہ پر آواز
دی کہ اے عمرو امیر نے یاد فرمایا ہی خواجہ یہان مصروف عیش ہین تمام خیمہ کو مثل عروس شب اول کے سجا ہے
عجائب عجائب چیزین زنبیل سے نکالکر رکھی ہین گلدستہ پرستان رکھے ہین کہ طرفہ بہار دے رہے ہین ایک
جانب کنول انواع اقسام کے واسطے شب کی روشنی کے قرینے سے لگے ہوے ہین ایک سمت چھپر کھٹ
لگا ہوا ہی ایک جانب جو گھٹنون کا امیر مسند لگی ہوئی ہی ملکہ بھی بیٹھی ہی خود بھی بیٹھے ہین جام محبت گردش مین ہی
جیسے ہی آواز مقبول بن مقبل کی سنی کچھ نشہ عشق کچھ نشہ شراب یہ بھی نہ سمجھ مین آیا کہ کون بلاتا ہی کہا جا کر کہدو کہ
مزاج ہمارا ناساز ہی مقبول نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ نشا تین آگئی ہین جلدی یاد ہین آؤ ابتو عمرو گھبرایا کہا تو کون
ہی یہان آنے والا جتنا مجھے کہتے ہین جا کر کہدے مقبول نے اگر بد مزاجی عمرو کی بیان کی امیر اسی وقت اٹھ کھڑے
ہوے اور آپ خیمہ عمرو کے دروازے پر آئے پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوے دیکھا کہ عجب لطف ہے
خواجہ مسند پر بیٹھے ہین اور ایک نازنین سامنے جلوہ گر ہی باتین چاہ پیار کی ہو رہی ہین عمرو نے جو صورت
امیر کی دیکھی دم نکل گیا لیکن امیر نے آواز دی کہ او دزد ابن دزد او مکار یہ کیا حرکت ہی تو مجھے رسواے
عالم کرنا چاہتا ہی ابھی یہ حقیقت ہوئی کہ شاہزادیون کو نکال لایا اور مجھے یہ بد دعا تھی کہ بلاتے ہین اور
نہین آتا یہ فرما کر بازو عمرو کا پکڑا اور مقبول بن مقبل کو آواز دی کہ محافہ منگواؤ مقبول نے اسی وقت
محافہ حاضر کیا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ سوار ہو تجھے شرم نہ آئی بیٹے کے پیادے کے ساتھ بھاگ کر
آئی ملکہ کا رنگ فق ہو گیا ناچار محافہ مین بیٹھی امیر نے مشکین عمرو کی باندھین اور ساتھ لیے ہوے
بارگاہ مین آئے اور بہرام کے حوالے کیا اور فرمایا کہ شہریار سے کہنا کہ تم کچھ میرا پاس و لحاظ اس معاملہ
مین نہ کرنا کیونکہ یہ مقدمہ ناموس کا ہی یہ مجرم تمہارا حاضر ہی چاہے قتل کرو چاہے قید رکھو مجھے کچھ
اس سے سروکار نہین ہی بہرام تو عطاے صاحبقرانی اور مروت امیر پر وجد کرتا تھا لیکن عمرو نے کہا کہ
کیون حمزہ یہ ویسی ہی حرکت ہی جیسی میرے باپ نے ساتھ تمہارے والد ماجد کے کی تھی انجام اسکا اچھا ہوگا
مین مجرم کاہے سے ٹھہرا اگر مین مجرم ہون تو شہنشاہ گوہر کلاہ بھی مجرم ہین انھین بھی باندھ کر بھجوا دو اسکی تو
وہ بہن ہی جسے وہ لے آئے ہین امیر نے فرمایا بس زیادہ یاوہ گوئی نہ کر تو اور شہنشاہ گوہر کلاہ برابر نہین ہین
تو بھی شاہزادونکی برابری کرنے لگا اپنی حقیقت کو بھول گیا عمرو تاجی نے کہا دیکھ حمزہ تیرہ اسکا اچھا ہوگا عمرو کے

ولسطے سب پریشان تھے لیکن صاحبقرانی سے کسکا زور چل سکتا تھا وہ نخود بیٹھے ہین بہرام عمرو کو لیکر مروت
صاحبقرانی کا شکریہ ادا کرتا ہوا مع محافہ ملکہ ماہ سیمبر طرف لشکر شہریار کے روانہ ہوا خبر شہریار کو پہونچی کہ امیر
نے محافہ مین ملکہ کو بٹھا کر اور عمرو کو اسیر کرکے ہمراہ کر دیا ہی بہرام دونون کو لیے آتا ہے غرض کہ جس وقت
بہرام بارگاہ مین پہونچا عمرو کو پیش کیا شہریار نے کہا کیون خواجہ یہ کیا حرکت تھی اور ہم مروت
صاحبقرانی پر وجد کرنے لگا کہ کیا کہنا عدالت امیر کا کہ ایک حرکت ناشائستہ پر کچھ پاس و لحاظ
عمرو کا نکیا اور دہن اژدر مین بھیج دیا کیا صاحبقران یہ تھوڑی سمجھے ہونگے کہ مین اسے زندہ چھوڑونگا اور
حقیقت مین کبھی زندہ چھوڑتا لیکن اب مجھے شرم آتی ہی اس بات پر کہ جب امیر نے میرے ساتھ اس مروت
کو کام فرمایا کہ اپنے ایسے رفیق کو مع ملکہ کے بھیج دیا تو مجھے بھی لازم نہین ہی کہ اُسے قتل کرون اور عمرو کو خلعت
دیکر چھوڑ دیا کہا کہ خواجہ اب آیندہ ایسی حرکت نکرنا عمرو نے خلعت تو نہ لیا لیکن بارگاہ سے نکلکر طرف صحرا
کے روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ آخر وہی حرکت اس عرب نے تیرے ساتھ بھی کی جو امیر اول نے والدہ دار
کے ساتھ کی تھی مگر اب شرمندہ احسان شہریار کا ہو چکا ہون یہ فعل نامناسب ہی پھر ملکہ کو لیکر جاتا ہوں لیکن اے
عمرو اب بہتر سب سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ نہ لشکر امیر مین جا نہ ملکہ سے سروکار رکھ نام پر اس امت جان و
دوستی سے فقیر ہو کر بیٹھ رہ یہی خوب بات ہی یہ دل سے تجویز کرکے ایک جانب روانہ ہوا یہان حال عمرو
کی خبر امیر کو پہونچی کہ شہریار نے خلعت دیکر رہا کیا قتل نہین کیا نہ قید رکھا مگر عمرو نے خلعت نہین لیا امیر اس
حرکت پر شہریار کی بہت خوش ہوئے کہ نہایت پاس اُسنے کیا ہمارے نام کا اور عمرو کے بارے مین یہ بھی
نہ پوچھا کہ کہان گیا لیکن شہریار نے ایلیاسے فرنگی سے کہا شادی اسکی بہرام کے ساتھ کر دیجیے جبتک یہ کسی
کے ناموس مین نہ داخل ہوگی ہزار آفتین اسکی اور زن شوہر دار سے یہ خدا پرست سروکار نہین رکھتے ہین
ایلیاسے فرنگی نے کہا تمہین اختیار ہے اُسی وقت بطور اہل فرنگ سامان کرکے عقد بہرام کا ساتھ
ملکہ ماہ سیمبر کے پڑھ دیا گیا زیادہ طول اس شادی کو اس وجہ سے نہین دیا گیا کہ ایسا ہوا سے اُسکے
مشتہر ہونے سے کوئی اور افتاد پڑے لیکن جس وقت بہرام ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے اپنی بارگاہ مین آیا
نہایت خوش و مسرور ہوا کہ وہ شخص شہریار عالیوقار کا ہنوز قرار پایا ہے اب جو مرتبہ بارگاہ شہریار
مین میرا ہوگا وہ دوسرے کا نہوگا محلدار نے ملکہ کو محافہ سے اُتارنے کا قصد کیا دیکھا تو جسم ملکہ کا ٹھنڈا ہو گیا
ہی جسم بیحس ہے سر پیٹنے لگی بہرام نے پوچھا یہ کیا ہوا اُسنے کہا کیا عرض کرون ملکہ دنیا سے سدھاریتن
بہرام سر پیٹنے لگا یہانتک یہ ہنگامہ بلند ہوا کہ خبر شہریار نامدار کو پہونچی شہریار گھبرایا ہوا قریب محافے کے
آیا پردہ ہٹا کر جو دیکھا تو بیحس پڑی ہے شہریار کی آنکھون سے اسکی کمسنی اور حسن و جمال اور غیرت مین جان
دیدینے پر آنسو نکل پڑے کہا خیر دفن کردو لاش اسکی رکھنے مین زیادہ رسوائی ہوگی غرضکہ اسی وقت سامان
کرکے جنازہ ملکہ کا اٹھایا اور لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے حسب اتفاق عمرو تنہائی یاد مین ملکہ ماہ
سیمبر کے رو رہا تھا کہ یا اللہ کیا تدبیر کرون کیونکر ملکہ کو پاؤن کس طرح اُس تک جاؤن کہ دیکھا
سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے ایک جنازہ لیے چلے آتے ہین عمرو نے کہا خدا خیر کرے اس صحرا
مین یہ جنازہ کیسا آتا ہے اور جنازہ بھی کسی صاحب جاہ کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوپر شامیانہ زربفتی
لکھا ہوا ہے منقل مین عود و عنبر سُلگ رہا ہے تابوت پر سہرا بندھا ہوا ہے اس سے یہ پایا جاتا ہے

کہ کسی نامراد کی لاش ہی گھبرا کر قریب آیا ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ کون مرگیا کسکا جنازہ ہی اُن
لوگون نے کہا ہمین حکم نہین ہی کہ حال اِس میت کا بیان کرین اب عمرو اور پریشان ہوا سیکڑون خیال دل
مین آنے لگے یہ بھی گمان گذرا کہ ایسا نہو اسی محبوب جانی یار جادو دانی کو شہریار نے قتل کرڈالا ہو اگر ایسا
ہوا تو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ شہریار کو بھی بغیر مارے نہ چھوڑونگا حمزہ سے تو بگڑ ہی چکی ہی اب مجھے ڈر
کسکا ہی لیکن جنازے کے ہمراہ ہوا لوگون نے جو ایک شخص اجنبی کو دیکھا کہ چلا آتا ہی منع کیا عمرو نے نہ مانا ایک
آدمی نے کہا رہنے بھی دو یہ مرد صحرائی سا معلوم ہوتا ہے اگر جان بھی جائیگا تو کیا غرضکہ غسل و کفن تو دے ہی
چکے تھے جو مقام واسطے دفن کے تجویز ہوا تھا وہان لائے قبر پہلے سے کھُدی ہوئی تیار تھی ملکہ کو سپرد زمین کیا لوگ
پلٹ کر راہی ہوئے اب عمرو پھر صورت بدلکر اُسی غول مین مل گیا وہ لوگ آپس مین کہنے لگے کہ افسوس
ماہ سیمبر کے مرنے کے دن نہ تھے ہائے کیا غیرت دار شاہزادی تھی باوجودیکہ اُسکے دامن عصمت مین کسی طرح کا
داغ نہ لگا تھا مگر صرف اتنی بات پر کہ عمرو اُسے بیہوش کرکے لیگیا تھا اپنی جان دیدی یہ سنکر ایک آدمی نے
کہا کہ یہان افسوس مگر پرچل سکے کر لینا ایسا نہو کوئی غیر سنتا ہو اُنھون نے جواب دیا کہ یہان سوا اپنون
کے بیگانہ کون ہے ایک آدمی مرد ہوشیار نے کہا درو دیوار ہم گوش دارد بات منھ سے نکلی اور پرائی ہولی
کسی نے کہا بھلا یہ امر ایسا ہے جو چھپ جائے آج نہین کل کل نہین پرسون ضرور ظاہر ہو جائیگا بڑون کے
گھر کی بات جلدی مشہور ہوتی ہے یہ ہم غریب تھوڑے ہین کہ کوئی ایسے کا پوچھنے والا ہے نہ بُرے کا
ان لوگون مین تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن عمرو نے جو سُنا کہ ملکہ نے انتقال کیا اور یہ جنازہ اُسکا تھا بس ہائے
کا نعرہ مارا اور ایک گھونسہ چھاتی پر اس زور سے مارا کہ بیہوش ہوگیا لوگون نے دیکھا کہ یہ کون شخص
ہمارے غول مین ہو جسنے ہائے کی عمرو صورت عنبر بادرو عیار کی بنا ہوا تھا جو کہ کوکا ملکہ ماہ سیمبر کا تھا لوگون
نے دیکھا کہ عنبر بادرو بیہوش پڑا ہی سمجھے کہ بسبب محبت کے اُسکی یہ حالت ہوئی اسے اُسکا رنج ہے اُٹھا لیا
اور خیمہ شہریار مین آئے عنبر بادرو نقلی کو پیش کیا شہریار نے جو بادرو کو دیکھا کہا نیکا بھلو ہوشیار کرو
کوئی کیوڑہ لیے چلا آتا ہی کوئی لخلخہ سنگھا رہا ہے مگر بادرو کو ہوش نہین آتا اُس عالم بیقراری مین نہین معلوم
کس جگہ گھونسا پڑ گیا کہ جسکے صدمہ سے عمرو بیہوش ہوگیا تھا جس وقت یہ ہنگامہ بلند ہوا کہ بادرو کی غش
مین ملکہ کے یہ حالت ہی یہانتک کہ خبر بادرو اصلی کے کان مین بھی پہونچی گھبرایا کہ یہ کونسا بادرو ہی دوڑا ہوا آیا شہریار
کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار بادرو تو مین ہون یہ میری صورت بنا ہوا کوئی اور شخص ہی شہریار بھی متحیر ہوا
کہ یہ دو ایک صورت کے کہان سے پیدا ہوگئے بادرو سے کہا اسے ہوشیار تو کر بادرو نے گرم پانی سے منھ دھویا
کچھ مفرح لخلخہ سنگھائے کہ عمرو ثانی کی صورت اصلی بھی نظر آئی اور ہوش بھی آیا جب شہریار نے عمرو کو پہچانا
کہا کیون اے شخص ایکبار مین نے تجھے رہا کیا اب یہ کیا حرکت تھی کہ تو بادرو کی صورت بنا ہوا پھرتا
تھا عمرو ثانی نے کہا اے شہریار اس رہائی سے قید بہتر تھی کاش تو مجھے قید رکھتا یا قتل کرڈالتا تو بہتر
تھا کہ مجھے یہ روز سیاہ نہ دکھائی دیتا یہ کہکر خنجر کھینچا اور اپنے سینے پر مارنے کا قصد کیا شہریار نے
دیکھا کہ یہ آپ کو ہلاک کیا چاہتا ہے اور رفیق خاص ہے امیر ثانی کا اگر یہ مرگیا تو امیر کو بڑا صدمہ
ہوگا تو جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ کیا حرکت کرتا ہے اگر تجھے جان دینا ہے تو اپنے لشکر مین جاکر
جان دے یہان مرنا تیرا بدنامی کا باعث ہوگا عمرو ثانی نے کہا کہ مین ہرگز اب حمزہ مین نہ جاؤنگا اور نہ

اُسے منہ دکھاؤنگا لیکن شہریار نامدار نے عمرو ثانی کو اپنے چند رفیقان خاص کے ہمراہ خدمت میں حمزہ ثانی نامدار کے روانہ کیا وہاں امیر توقیر جہان ستان و جہانگیر دنگل شوکت پر تمکین میں سرداروں کا مجمع ہے لندھور ثانی نے عرض کیا کہ حضور کچھ حال خواجہ سلامت کا نہ معلوم ہوا کہ کہاں تشریف لے گئے امیر نے فرمایا کہ اے لندھور اگر تم دوست عمرو کے ہو تو نکل جاؤ میری بارگاہ سے ورنہ اب اُسکا ذکر نہ کرنا لندھور ذرا خاموش ہو رہے کہ ہمیں کیا کام ہے لیکن دل میں سوچے کہ انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا امیر بگاڑ رہے ہیں عمرو ثانی کو ایسا نہو ویسے ہی نتیجے ظہور میں آئیں جیسا کچھ امیر اول کے زمانے میں ہو چکا ہے اتنے میں خبر انتقال ملکہ ماہ سیمبر کی ہوئی امیر نے فرمایا الحمدللہ ایسی عورتوں کا مرجانا ہی بہتر ہے جو ننگ خاندان ہوں بعض رحم دلوں کو جوانی ملکہ کا افسوس ہوا لیکن پاس امیر سے کچھ نہ کہہ سکے جو بعض لوگ زمانہ امیر اول کا دیکھے ہوئے تھے اور ملال عمرو و امیر سے آگاہ تھے انھوں نے کہا خدا خیر کرے انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا صاحبقران حد کی ناانصافی کر رہے ہیں ایسا نہو عمرو ثانی بھی بگڑ جائے تو قیامت ہو جائیگی ابھی اسی ملکہ ماہ سیمبر کی بہن مہر ناز پرور منسوبۂ شہنشاہ گوہر کلاہ ہمراہ نقابدار گوہر پوش کے اگر داخل ناموس بھی ہو گئی اسمیں کوئی عیب نہیں نکالا گیا اور ماہ سیمبر کے بارے میں فرماتے ہیں ایسی عورتوں کا مرجانا بہتر ہے جسوقت یہ کلمہ عمرو ثانی کے گوش زد ہوگا تو دل پر اُسکے کیا گذرے گی محبت ایسی چیز ہے کہ والدین تک کو تو چھڑوا دیتی ہے نوکری کیا چیز ہے اور عمرو ثانی سا ہر دل عزیز شخص اُسے کیا پروا ہے جہان چلا جائیگا اُسکے واسطے کمی نہیں ہر اصل یوں ہی کہ رکن صاحبقرانی وہ شخص ہے یہاں یہ کیفیت تھی لیکن بہرام تیغزن و فیروزہ دیوانہ وغیرہ عمرو ثانی کو لیے ہوئے حاضر ہوئے چوبدار نے اطلاع کی امیر ثانی نے اپنے سامنے طلب کیا جس وقت بہرام وغیرہ عمرو ثانی کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے امیر کو سلام کیا اور عرض کی کہ خواجہ آپکو ہلاک کیے ڈالتے تھے لہذا شہریار نامدار نے برائے حفاظت ہمکو ساتھ کرکے آپ کی خدمت بابرکت میں روانہ کیا ہے کہ یہ بدنامی ہمارے سر ہو اب یہ جانے اور حضور جانیں امیر نے فرمایا مرجانے دیا ہوتا مجھے کچھ شکایت شہریار سے ہوتی اور میں نے تو یہ سمجھ رکھا تھا کہ شہریار اسے قتل کروا ڈالے گا میں نہ جانتا تھا کہ وہ چھوڑ دیگا میرا خیال اس بارے میں مطلق نہ کیا ہوتا میں ترے کا ساتھی نہیں بہرام وغیرہ تو عمرو ثانی کو سپرد امیر کرکے رخصت ہوئے لیکن عمرو ثانی نے کہا کہ یا امیر خون ملکہ ماہ سیمبر کا اُنکی گردن پر ہو اور اگر میں نے جان دیدی ہوتی تو میرا بھی خون آپ ہی پر ہوتا کیونکہ آپ اُسکو مجھسے جدا کرتے نہ وہ جان دیتی امیر نے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے کوئی اپنا گلا کاٹے اور خون مجھ پر ہو اُسکا خون اسی پر ہوا اور تیرا خون بھی تجھی پر ہوتا ایک تو ایسی ایسی نالائق حرکتیں کرتا ہے دوسرے یہ گستاخی کے کلمات زبان پر لاتا ہے نکل جا یہاں سے کہ تو لائق میری بارگاہ کے نہیں ہے عمرو ثانی نے کہا او عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار تو اپنی حقیقت کو بھول گیا آج صاحبقران بنکر بیٹھا ہے دیکھوں تو اب کیونکر صاحبقرانی کرتا ہے بہت ہوشیار رہنا مجھسے اگر زندہ بچ گیا میں اس قدر سے تو زندگی تیری بھی دشوار نہ کر دی ہو تو نام اپنا عمرو ثانی نہ پایا ہوگا آخر کار وہی کیا تو نے کہ جس بات کا مجھے تیری خصلت و طبیعت سے خوف تھا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر نکلکر دروازہ بارگاہ سے طرف صحرا کے روانہ ہوا یہاں بعد جانے عمرو ثانی کے تمام لشکر میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں عیار الگ دم بخود تھے سردار جدا حیران تھے

کر دیکھیے کیا ہوتا ہے دشمنوں ہی سے کہاں نجات تھی کہ امیر نے ایسے دوست کو کہ جو رو رضا جعفر ثانی
تھا اس دولت سے نکالکر دشمن بنا یا اچھا کیا بادشاہ اسلام بھی لحاظ امیر عالی مقام سے کچھ نہ فرما سکے
لیکن سبکو قلق ہی کہ افسوس بڑا مددگار لشکر اسلام کا چلا گیا یہ بھی ایک علامت ادبار کی ہی لیکن عمرو جو لشکر
امیر سے نکلا راہ صحرا کی اختیار کی اول قبر پر ملکہ ماہ سیمبر کی آیا تربت کو کلیجے سے لگا یا بار بار یہ کلمہ زبان پر
لایا کہ ای ملکہ ہنوز وصل بھی نصیب ہوا تھا کوئی تمنائے دلی بھی نہ بر آئی تھی کہ ایسی جدائی ہو گئی کہ تا قیامت ملاقات
ہونا غیر ممکن ہے اور بار بار خاک تربت کو سونگھتا تھا اور کہتا تھا اب بھی کیا سوندھی سوندھی بو آتی ہے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ بو تمھارے جسم کی اس خاک میں بہت جلد بس گئی عمرو ثانی تو عالم بیقراری میں اس طرح
کے کلمات حسرت آیات زبان پر لاتا تھا اور ملکہ زبان خاموش و بیان حال یوں کہتی تھی شعر جہان سے
حسرت دیدار یار لیکے چلے ؛ چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے ؛ یا یوں کہیے شعر پوچھتا جا مری تربت سے
گذرنے والے ؛ کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنے والے ؛ یعنی ہمارا حال نہیں پوچھتے کہ تجھپر کیا گذر گئی اور
کیا گذرتی ہی اپنا رونا رو رہے ہو ہاے وہ آغاز الفت ہماری موت کا بہانہ ہو گیا دل لگانے کا انجام
خاک میں ملنا ٹھہر گیا بادہ بزم عشرت ہی کہ مسند پر زر تکیہ ہوتی تھی چراغان کا لطف تھا نازنینوں کا مجمع مشغل رقص و
غنا آج بستر خاک ہی اور رحم میں تیرگی قبر ہی اور یہ آنکھیں میں ہجوم بیکسی ہی اور دل ہی خاموشی ہی اور زبان ہم
سناتا ہی اور کان میں خیر ای عمرو ثانی مقدر میں یہی تھا کہ تم ناکام مرین کچھ تمھاری شکایت ہی نہ امیر کا گلا ہی لیکن اتنا
خیال رہے کہ اگر کبھی بھولے سے اس بد نصیب کو یاد کرنا تو سورہ فاتحہ پڑھکر ثواب اس گنہگار کی روح
کو بخش دینا کہ مجھپر سختی میں آسانی ہو گی عمرو ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا خواب میں
ملکہ کو دیکھا کہ زانو پر سر لیے ہوئے کہتی ہی کہ ای عمرو اب اس جان کھونے سے کیا فائدہ ہو گا دشمن تمھارے بہت
ہیں تم اپنے ہوش میں نہیں ہو ایسا نہو کہ کوئی تمھارا قصد جانی وقت و موقع پاکر تمھارے دشمنوں کو ہلاک
کرے بس بہتر و مناسب یہ ہی کہ صبر کرو دلپر جبر کرو یاد ہماری دل سے بھلا دو کسی اور سے دل کو لگاؤ عمرو نے
کہا کہ ای ملکہ یہ کلمات تسکین اور موجب اشتعال ہوتے ہیں اگر تم ایسی باتیں کرو گی تو نہ مرتا ہو نگا تو مر جاؤنگا کیا
دل اختیار میں ہی ملکہ نے کہا اگر ہمکو چاہتے ہو تمھیں قسم ہی ہماری روح کی کہ اپنا حال خراب نہ کرنا یہ کہکر
نظروں سے غائب ہو گئی عمرو ثانی کی آنکھ کھل گئی جی چاہا کہ خنجر مار کر اپنا بھی کام تمام کرو ہر چند بموجب بیت
ملکہ صبر کرتا ہی مگر دل نہیں مانتا بموجب شعر جب ہوے قابو تو ہمنے دل کو کیونکر مار کے ؛ دل میں آتا ہے کہ
دیدوں جان خنجر مار کے ؛ الحاصل یہ خیال کیا کہ جبتک اس قبر پر بیٹھے رہو گے غم و الم بڑھتا جائیگا ہر وقت
یہی خیال آئیگا بہتر یہ ہی کہ جسنے تمھارا دل دکھایا ہی اسکو بھی ایذا و صدمہ پہونچاؤ یہ خیال کرکے ہوش و حواس درست
کرکے ایک جانب روانہ ہوا جاتے جاتے دور نکل گیا راہ گم کی تمام دن پھرا لیکن کہیں سواد کسی شہر یا قصبہ
کا نہ معلوم ہوا رات ہو گئی بخوف درندوں کے ایک درخت پر بیٹھکر رات گذاری جس وقت صبح ہوئی
پھر ایک طرف چل نکلا عمرو سا تیز رو لیکن پھر شام ہو گئی اور حد صحرا سے نہ نکلا کہانتک گذارش کی
جاے کہ تین روز یہی حالت رہی چوتھے دن ایک قافلہ سوداگروں کا جانب جنوب سے نمودار ہوا اور
دیکھا کہ لوگ طرف مغرب کے جاتے ہیں عمرو غنیمت سمجھکر کہ ایسے راہ تو معلوم ہو جائیگی تین دن سے تو
اس صحرا میں سوا دو نہ ہمدم نہ خضر راہ ہی درختوں کے پھلوں پر اوقات بسر ہوتی ہی اب چلکر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ یہ

کہ یہ قافلہ کس طرف جاتا ہے اور کہاں سے آتا ہے یہ خیال کر کے صورت اپنی اس لحاظ سے تبدیل کر ڈالی کہ نہیں معلوم کسکا قافلہ ہے دشمن ہوں یا دوست ہوں تو کوئی پہچان نہ سکے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی لٹیا ڈوری کاندھے پر رکھکر قافلہ میں آئے پوچھا یہ قافلہ کس طرف جائیگا اور مالک قافلہ کون ہے اُن لوگوں نے بیان کیا کہ مالک قافلہ کا نام خواجہ نافع ہے اور ہم سب طرف شہر نونہالیہ کے جاتے ہیں وہ ملک نہایت آباد و شاد ہے کچھ سودا بیچیں گے نفع اٹھا کر اپنے گھر واپس جائیں گے عمرو نے کہا میں بھی شہر نونہالیہ کو جاتا تھا لیکن راستہ بھول گیا تھا بسبب تنہائی کے اور بھی پریشان تھا اب میں بھی تمہارے ہمراہ چلا جاؤنگا اُن لوگوں نے ترس کھا کر کہا کیا مضائقہ ہے عمرو تاقی بھی قافلہ کے ساتھ ہو لیا جاتے جاتے جس وقت قافلہ قریب شہر نونہالیہ کے پہونچا ہنوز ناکے تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ شام ہو گئی قافلہ نے مقام کیا اہل قافلہ کھانا پکانے میں مصروف ہوئے کنوان تلاش کرنے لگے لیکن سب سے پہلے عمرو تاقی کنوئیں پر پہونچے اور سواسیر بیہوشی اُس چاہ میں چھوڑ دی کچھ پانی پہلے اپنے واسطے علیحدہ بھر لیا تھا لیکن اہل قافلہ بیچارے اسی کنوئیں سے پانی بھر بھر کر لائے پیا بھی کھانا بھی اسی سے پکا کر کھایا جسکو اسطرح سوئے کہ کچھ خبر نہ رہی عمرو تاقی نے جتنا مال قافلہ کا تھا لوٹ لیا یہانتک کہ ایک کپڑا بھی کسی کے جسم پر باقی نہ رکھا اور کچھ رات رہے سے طرف شہر نونہالیہ کے روانہ ہوئے یہاں جس وقت ہوا کے سرد جھونکے آئے ہنگام سحر ہوا اثر بیہوشی دماغوں سے دور ہوا لوگ بستر خواب سے اُٹھے خواجہ نافع نے دیکھا کہ جتنے قافلے والے ہیں سب برہنہ پڑے ہیں آواز دی کہ بے غیرتو یہ کیا حرکت ہے جسکی آنکھ کھلی اپنے جسم پر کپڑا نہ دیکھا پریشان ہوا سب کو کہنے لگے خواجہ نافع اپنی طرف جو نگاہ کرتا ہے وہی حالت اپنی بھی ہے سخت پشیمان ہوا اور دل میں یہی کہتا ہے کہ یہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا بیدار ہوں خداوندا یہ کیا معرکہ ہے جو ہر برہنہ نظر آتا ہے اتنے میں ایک دو کو اسباب کا خیال آیا اب جو دیکھا تو اسباب بھی نہیں خیموں کے پردے تک غائب ہیں کسی شے کا پتا نہیں سب سر پیٹنے لگے خواجہ نافع تو جیتے جی مر گیا لیکن حیران و سرگردان کیا کریں کیا نکریں طرف شہر کے روانہ ہوئے جس وقت داخل شہر ہوئے تمام شہر میں ایک غلغلہ ہوا کہ نہیں معلوم کہاں کے صحرائی شہر میں چلے آئے ہیں کہ سب برہنہ ہیں کسی کے جسم پر کپڑا تک نہیں بیچارے مجبور و عاجز کہ پاس پیسہ تک باقی نہ رہا جو اور کپڑا خرید کر ستر چھپاتے آخر کار بادشاہ کو پرچہ لگا کہ کوتوال شہر کو حکم ملا کہ نکال دو ان صحرائیوں کو ایسا نہو کہ شہر کو لوٹ لیں کوتوال لوگوں کو لیے ہوئے آیا اور چاہا کہ ان بیچاروں پر بدعت کرے کہ خواجہ نافع نے کہا ہم جانتے تھے کہ بادشاہ اس ملک کا عادل ہے مگر معلوم ہوا کہ بڑا ظالم ہے یہ نہ پوچھا کہ تم لوگوں پر کیا گذر گئی اور آئے کہاں سے کوتوال کو خیال ہوا کہ ایسا نہو بادشاہ کو یہ لوگ بدنام کریں مجھپر عتاب شاہی نازل ہو نوکری بھی جاتی رہے پوچھا کہ آخر بیان کرو خواجہ نافع نے سب کیفیت بیان کی کہ ہم اس طرح سے بادشاہ سے فریاد کرنے آئے ہیں کہ آپکے شہر میں آکر ہماری یہ حالت ہوئی عوض نفع کے نقصان مال و آبرو ہوا کوتوال نے یہ معرکہ بادشاہ سے بیان کیا نونہال شاہ نے کہا بالکل یہ امر خلاف عقل ہے کہ ایک آدمی تمام قافلہ کو لوٹ لیجائے اور ان سب کو ایسا خواب غفلت آجائے کہ کوئی ہوشیار نہو اس غفلت کی سزا یہی تھی جیسا کچھ ہوا نکال دو ان لوگوں کو میرے شہر سے کوتوال نے عرض کی کہ حضور اگرچہ یہ بات ہو لیکن ذرا ان لوگوں کی فریاد سننا چاہیے ایسا نہو کہ دوسرے شہر میں جاکر

بدنام کرین نونہال شاہ کو رائے کوتوال کی پسند آئی اور حکم دیا کہ خیر حسب لیاقت کچھ انکو خزانہ سے دلوا دو
کوتوال نے حسب الارشاد پانچ ہزار روپیہ خواجہ نافع کو دلوا دیا خواجہ دعائین دیتا ہوا اپنے گھر کو روانہ ہوا
لیکن خواجہ عمرو ثانی جو داخل شہر ہوے تھے دل مین کہتے تھے کہ شگون تو اچھا ہوا ہی کیا عجب ہی کہ اس
شہر سے منفعت کثیر حاصل ہو یہ خیال کرتے ہوے شہر کی سیر کرنے چلے جاتے تھے شہر نہایت آباد و شاد تھا
کہین کوئی فقیر تک نہین ملتا تھا بازارین نہایت آراستہ مکانات معمولی بھی نہایت بلند و وسیع ہر طرف
مثل چوک کے گلزار ہمیشہ رہتا ہی عمرو ثانی سیر کرتان چاندنی چوک کی طرف جو نکلے منھ مین پانی بھر آیا
جوہری کی دکان پر مثل فلفل سرخ و سبز و زرد کے یاقوت پنا پکھراج کے ڈھیر لگے ہوے تھے گہنے جواہر نگار
انواع اقسام کے عمرو کو زیور دیکھ کر خیال ملکہ ماہ سیما کا آیا کہ اگر ہاے وہ محبوبہ جانی زندہ ہوتی تو یہ زیور جو
مخفل الماس نگار ہی لائق اُسکے تھا ایک گوشہ مین بیٹھکر رونے لگا لوگون نے پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی
کہان سے آیا ہی کیون روتا ہی عمرو ثانی نے جواب دیا شعر کیا پوچھتے ہو یارو مجھ جسم ناتوان کی ہر رگ رگ
مین نیش غم ہی کیسے کہان کہان کی ہر کیا تمھین نام و نشان اپنا بتاؤن یہ سمجھو کہ ایک مسافر ہون غریب الوطن
ہون رہنے کی جگہ تلاش کرتا ہون تلاش روزگار مین نکلا تھا راہ مین ایسی افتاد پڑی کہ جو رفیق تھے سب مر گئے
انھین کے واسطے روتا ہون ایک آدمی نے ترس کھا کے کہا کہ آؤ میان مسافر ہمارے یہان رہو جب دل لگا
تمھارا کہین لگ جاے پھر اختیار ہی لیکن تمھین دخل کس فن مین ہی خواجہ عمرو ثانی نے بیان کیا کہ جس فن کو
کہیے وہی فن دکھاؤن اُس شخص نے کہا ائے صاحب کمال ہو کر یون ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہو خواجہ عمرو ثانی
نے کہا آزمائش کر دیکھیے اُس شخص نے کہا خیر جانے آپ صاحب کمال ہون یا نہون ہمین اس سے تو
کچھ سروکار نہین ہی از راہ مسافر نوازی ہم یہ کہتے ہین کہ مکان ہمارا موجود ہی عمرو ثانی اُسکے ساتھ ہو لئے وہ
شخص خواجہ کو لیے ہوے خانہ میزبانی کی آیا دعوت و ضیافت کی خواجہ عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہان کا بادشاہ
کیسا ہے کیا نام ہے اور آئین و دین یہان کے لوگون کا کیا ہی اُس میزبان نے کہا کہ نام یہان کے بادشاہ
کا نونہال شاہ ہی اور ہم سب خداوند نخل سرسبد کو مانتے ہین مذہب سحر پرستی رکھتے ہین یہ شہر معبد ہے
اور پرستش گاہ ہی شجر بیچون کی عمرو ثانی نے کہا وہ پرستش گاہ کہان ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ شہر سے
نکلکر بہت تھوڑی دور بجانب مشرق ایک صحراے دلچسپ ہی ایک کوہ اُس صحرا مین واقع ہی اور قلہ کوہ
پر ایک قصر بنا ہوا ہی اور اس قصر مین ایک درخت ہی کہ ایسا درخت کسی نے آجتک نہین دیکھا نہ کبھی کوئی پتا اُسکا خشک
ہو کر گرتا ہی نہ اُس درخت مین کبھی کوئی کونپل پھوٹتی ہے نہ پھول لگتے ہین نہ پھل آتے ہین مثل نخل تصویر کے
ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے اور ہر ایک ماہ کے تمام خلقت جمع ہو کر جاتی ہی اُس درخت مین سے
آواز پیدا ہوتی ہی خداوند خود اپنے بندون کو اپنی آواز سناتا ہی کسی کی تقدیر مین لکھا ہی کسی کو اولاد دیتا ہی جو مراد
مانگو وہ حاصل ہوتی ہی عمرو ثانی یہ سنکر نہایت خوش ہوے دل مین کہا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی خبیث اُس
نخل مین سما گیا ہی اُس شخص سے کہا کہ اگرچہ مین بت پرست ہون لیکن یہ مذہب مجھے نہایت عمدہ معلوم
ہوتا ہی ابکی میلے مین مین بھی چلونگا اُس شخص نے کہا ہمین ضرور لیجلونگا بعد اسکے عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ کے
یہان کچھ پہلوان زبردست بھی ہین اس شخص نے کہا ہان دو سردار ایسے ہین کہ جنکا مثل روے زمین پر
نہوگا قد اُنکے دیوون سے زیادہ بلند ہین ایک کا نام عوق بن عوج اور دوسرے کا عنق بن عوج ہی

جب وہ تین باندھتے ہین کہ وزن جنکا ساڑھے تین ہزار من کا ہی یہ سنکر عمرو ثانی کے ہوش اڑ گئے اور کہا کہ بھلا حمزہ کیا
مقابلہ کرسکتا ہی ان سرداروں سے کیونکہ گرز حمزہ کا صرف اٹھارہ سو من کا ہی بعد اسکے نام بروج بن عرو کو بھی یاد
آیا کہ صندلی نامہ مین بروج بن عروج بن اوج بن عنق جو آیا تھا کہ ضرب اسکی پانچ ہزار من کی تھی جسکی چمک
سے تمام سردار بیہوش ہو ہوگئے تھے یہ دونو اسی کے بیٹے معلوم ہوتے ہین یہ دل مین نہایت خوش ہوا کہ اُسے
تو مین نے اپنی حکمت عملی سے مارا اب دیکھون تو کہ انھین کون مارتا ہی یہ خیال کرکے اُس روز کا منتظر
رہا کہ جو روز میلے کا تھا اب عمرو روز برائے سیر ملک لونثالیہ کے نکلتے ہین یہ مشغلہ ہے کہ کسی کے جیب
مین اگر کھنک روپیہ اشرفی کی دیکھی نکال لیا کسی کی گرہ کاٹ اکثر جی مین آیا کہ شہر کو لوٹ لو مگر ساتھ ہی
یہ خیال ہوا کہ ای عمرو ابھی تجھے رستون سے بڑے بڑے کام لینا ہین ایسا نہو کہ حال پر اخلل جائے لہذا
بس کھانے بھر کا پیدا کر لینا چاہیے یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے یہانتک کہ وہ روز آیا کہ جو
دن میلے کا تھا اُس شخص نے کہا کہ چلیے آج آپ کو زیارت خداوندی کرا لاؤن بلکہ چاہیے تقدیر بدلوا
لیجیے گا جتنی بُرائی مقدر مین ہوگی وہ نکل جائیگی خداوند ایسا خلیق و حلیم دل ہی کہ خود اپنے بندے
سے باتین کرتا ہی عمرو ثانی نے کہا کہ چلو مین موجود ہون وہ شخص انکو اپنے ہمراہ لیے ہوئے روانہ
ہوا دیکھا عمرو نے کہ ہر گلی کوچے سے صدہا آدمی اُجلے کپڑے پہنے ہوئے عطر ملے ہوئے چیزین نذر کی مثل
حلوے مٹھائی وغیرہ کے ہمراہ غول کے غول غٹ کے غٹ چلے جاتے ہین آج کے روز واقع ہین کہ
تمام شہر خالی ہوا جاتا ہی لیکن جسوقت کہ عمرو ثانی ساتھ اُس شخص کے بالائے کوہ پہونچے دیکھا کہ عجیب
اطلاق سے تمام کوہ مملو ہی گھاٹیاں عجب عجب انداز سے بنی ہوئی ہین پہاڑ کو سنگ تراشون نے اس
انداز سے تراشا ہی کہ جا بجا درجے نکالے ہین مکان قائم کیے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ہر سنگ تراش یہان کا
شاگرد فرہاد کوہکن کا ہی بلا شبہ فرہاد و ثانی تھا عمرو اس کشمکش کو جھیلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے طرف قصر کے چلے دیکھا کہ
برابر قصر کے ایک تالاب ہی جو چیزین لوگ نذر کے واسطے لائے ہین اُسی مین پھینکتے جاتے ہین بعض بسبب کشمکش
کے اندر قصر کے تو جا نہین سکتے دروازے ہی پر سے دعا کرکے پلٹ آتے ہین بعضے تالاب پر نذر چڑھا کر
دعا مانگ کر چلے آتے ہین بعض جو زیادہ حاجتمند ہین جان پر کھیل کے اندر قصر کے جاتے ہین اور اُس رخت
سے بیٹے بعد دیکھے کلام کرتے ہین حاجت اپنی اپنی بیان کرتے ہین عمرو ثانی نے اپنے ہمراہی سے کہا
کہ تو روز ملتے ہین خداوند سے کیونکر کلام ہو سکتا ہی اُسنے کہا کہ یہ میلا تین روز رہتا ہے آج کا روز جشن
عام کا ہی کل کا روز نا ور پرسون کا دن جشن خاص کا ہی کل صرف وہ لوگ مرادین مانگینگے اور نذرین
چڑھائینگے جو خداوند سے یہ اقرار کرتے ہین کہ بعد مراد آنے کے پندرہ برس کا لڑکا حسین نذر چڑھائینگے
اور پرسون عورتین آتی ہین اور ایک عورت باکرہ نہایت حسین تلاش کرکے نذر خداوند کر دی جاتی
ہی عمرو ثانی نے کہا وہ عورت پھر پلٹ کر بھی آتی ہی اُس شخص نے کہا وہ عورت آتی تو نہین لیکن حال اُسکا
معلوم ہوتا رہتا ہی اکثر جو خداوند سے پوچھا تو آواز آئی کہ وہ عورت ساتھ حورون کے جنت مین کھیل رہی ہی
اور لڑکے جن رہی ہی عمرو ثانی یہ باتین سنکر اس فکر مین ہوئے کہ کسی ترکیب سے اس خبیث کو مارو یا اپنے
قبضہ مین لاؤ تو کام چلیگا یہ خیال کرکے کہا اچھا ہم بھی کل ہی مراد مانگین گے اور ایک ٹھائی مین اگر قیام
کیا وہ دن تمام ہوا شب ہوئی رات کو چراغان کا انتظام کیا گیا علاوہ قصر و کوہ کے صحرا تک جگر جگر کر رہا تھا

جنگل میں منگل ہو رہا تھا درختوں میں قندیلیں آویزاں تھیں فرش مخمل کا ستونوں سے زمین میں پاؤں رکھنے کی
جگہ نہ تھی جس طرف دیکھو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے ہر نخل سرو چراغان کی بہار دکھاتا تھا جا بجا صحبت
رقص و غنا برپا تھی گانا سننا اس مذہب میں نہایت ثواب ہے رات بھر عجب لطف رہا جس وقت آثارِ سحر
نمودار ہوئے بہارِ شب پر خزاں آئی چراغ بھڑک بھڑک کے خاموش ہونے لگے ستارے چرخِ اخضری پر روپوش
ہونے لگے گلوں کے چہروں پر شگفتگی ظاہر ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے جو لوگ رات بھر کے جاگے ہوئے
تھے وہ سو گئے جو سوتے تھے وہ خواب سے چونکے اب دیکھا تو کوئی بارہ چودہ لڑکے کمسن
نہایت حسین زیور سے آراستہ کیے ہوئے کچھ لوگ اُنکو لائے تھے عمرو ثانی نے دل میں کہا یہ دیکھنا
چاہیے کہ انجام اُنکا کیا ہوتا ہے لیکن دیکھا کہ ایک مقام پر ایک غار بنا ہوا ہے اگر جھانک کر دیکھو تو اس غار
میں روشنی معلوم ہوتی ہے پاس اُس غار کے لوگ اُن لڑکوں کو لائے دیکھا کہ اُس وقت ایک لڑکے
کو دو چار آدمی قریب غار کے لائے اور پکارے یا خداوند فلاں منت ہماری پوری ہو مراد بر آئے
تھے وعدہ کیا تھا کہ ایک حسین لڑکا چڑھاوینگے لہٰذا یہ نذر قبول کیجیے یہ کہکر اس لڑکے کو اندر غار کے
لے گئے عمرو کو اُس طفل کے حال پر نہایت افسوس ہوا اور دل میں خیال کیا کہ بڑا ظلم ہوتا ہے یہاں لیکن اُس
شخص نے کہ جو ساتھ عمرو کے گیا تھا بیان کیا کہ جو کوئی غار میں گرتا ہے زمین تک نہیں پہونچنے پاتا کہ خداوند اُسے
اپنے دستِ قدرت سے روک لیتا ہے اور طرف بہشت کے پھینک دیتا ہے اسی طرح وہ جتنے لڑکے کہ ساتھ
آئے تھے بعد دیگرے سب کو دھکیل دیا ہر چند انھوں نے شور کیا کہ ہم خداوند پاس جانے سے باز آئے لیکن
کسی نے سماعت نہ کی اور اُن بیگناہوں کو زندہ در گور کر دیا عمرو سے اُس شخص نے کہا کہ تمھیں بھی جو کوئی آرزو مانگنا
ہو وہ یہاں لو کہ یہ دن پھر نہیں مہینہ بھر کے بعد آئیگا عمرو نے کہا میرے دل میں کوئی تمنا نہیں ہے سب چیزیں
پوری ہو چکی ہیں لیکن اب خواہش ہے کہ اگر آگے میلے کی سیر کرنا بھی منظور ہے اُس شخص نے کہا کل بھی روز
خاص عورتوں کا میلا ہے کوئی مرد یہاں رہ نہیں سکتا عمرو نے کہا میں نے مجاوری دروازہ خداوندی اختیار
کی اور دربان کسی وقت دروازے سے علیحدہ نہیں ہو سکتا اُسنے کہا ایسا ہو نہیں کہ یہاں کسی وقت
میں کوئی دربان رکھا جاتا ہے ہفتہ دروازہ اس قصر کا خود بخود بند ہو جاتا ہے اور آپ سے آپ کھل جاتا ہے
جب دن اُسکے کھلنے کا آتا ہے عمرو نے کہا تم لوگوں کو اس میں کیا دخل ہے اگر خداوند ممانعت کریں تو مجھے
ہٹا دیں ورنہ اس دروازے سے میں اب نہ ہلونگا بھلا خداوند کا دروازہ چھوڑ کر کیسے در بدر جاؤں وہ شخص
جو اپنے ہمراہ لایا تھا وہ تو علیحدہ ہوا کہ یہ شخص کہنا نہیں مانتا ایسا نہ ہو عتاب خداوندی میں مبتلا ہونا پڑے
یا عتاب شاہی آئے کیونکہ یہ اک نئی بات کرنے کو کہتا ہے اور عمرو ثانی دروازہ قصر میں آکر بیٹھے وہ لوگ جو
نونہال شاہ کی طرف سے انتظام پر معین تھے انھوں نے جو عمرو ثانی کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا اے شخص تو
کون ہے کیا آئین سے یہاں کے ناواقف ہے عمرو ثانی نے کہا میں مسافر ہوں اور تازہ شجر پرست ہوا ہوں
دروازہ خداوند کو کبھی نہ چھوڑونگا انھوں نے سمجھایا کہ یہاں کا یہ دستور نہیں ہے عمرو نے نہ مانا اُن لوگوں نے
دل میں کہا کہ اگر یہ اپنے اعتقاد سے بیٹھا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن ایک آدمی نے کہا کہ اطلاع اسکی خداوند
سے کر دینا ضرور ہے جو مصلحت ہو رہنے دو اگر ناخوش ہو مار کر ہٹا دو یہ گفتگو قریب اُس نخل کے آئے کہ ذکر
جسکا ہو چکا ہے پکار کر کہا کہ یا خداوند نخل ہر سید ایک بندہ آپکا دروازے پر آکر بیٹھا ہے اور کہتا ہے

کرین آستان خداوند کو چھوڑ دیگا کیا حکم اُسکی نسبت ہوتا ہی آیا مار کر اُسے نکال دین یا رہنے دین تحمل سے
آواز آئی کہ ہم اُس بندے سے اپنے نہایت خوش ہین تم لوگ نہین جانتے ہو اگر وہ نہین جاتا تو رہنے
دو ہمنے اُسے کلید بردار اپنے مکان کا قرار دیا ان لوگون نے آکر عمرو تانی کے ہاتھ چومے آنکھون سے
لگائے باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یہ مقبول بندہ خداوند کا ہی جو بات کسی کے واسطے نہوئی تھی
اُسکے لیے ہوئی غرضکہ وہ دن بھی تمام ہوا شب ہو گئی اب یہ رات بادشاہ کے آنے کی ہی چہار طرف اژدحام
ہوا عوام الناس چلے چلے گئے سواری شاہنشاہ کی دھوم ہی کوہ سے لیکر تا بشہر دور استہ شیشیان
لگین چراغان کا انتظام ہوا ہر چہار طرف فوجی آدمی مسلح و مکمل ہو کر کھڑے ہوئے یکایک سواری مانند باد
بہاری نمودار ہوئی دیکھا عمرو تانی نے کہ ایک بادشاہ تاج بر سر و چار قبہ شاہنشاہی در بر تخت مرصع کار
جواہر نگار پر سوار آگے آگے دو آدمی نہایت بلند قامت انتظام سواری کرتے ہوئے چوبدارین کاندھون پر
دھرے ہوئے چلے آتے ہین عورتین دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہی عمرو نے دل مین کہا کہ یہی زور اُس سرکش کی
دعا مین ہے غرضکہ بادشاہ جو دروازہ پر آیا دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہی پوچھا یہ کون ہی لوگون نے بیان
کیا کہ اس شخص کو خداوند نے کلید بردار اس قصر کا قرار دیا ہی بادشاہ چپ ہو رہا اور داخل قصر ہوا وہ دونون
پہلوان باہر کھڑے رہے اور وہین سے سجدہ کر کے دعا مانگنے لگے بادشاہ نے آکر دو گلدستے
کہ ایک زمرد اور ایک یاقوت کا تھا اُس قصر مین چڑھا دیے یہی معمول اُسکا ہی صدہا گلدستے قصر مین
رکھے ہوئے ہین بادشاہ نے عرض کی کہ یا خداوند ہیمنحت شاہ بندہ آپ کا جسکو رواج دین کے
واسطے بھیجا تھا نصرانیون مین مل گیا اور اپنا مذہب بھی اُسنے تبدیل کر ڈالا اور بیٹا اُسکا بہرام بھی نصرانی
ہو گیا سنا ہی کوئی شخص شہریار ہی اُسنے فرنگستان سے خروج کیا ہی اور ملک گیری کرتا چلا آتا ہی اندر
سے آواز آئی کہ چندے صبر کر دیکھین سب حال ہیمنحت شاہ کا معلوم ہم تجھسے بہتر جانتے ہین بادشاہ
خاموش ہو رہا اور نذر وغیرہ چڑھا کر وہان سے پلٹا اور تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا عمرو تانی نے دل مین
کہا کہ اب معلوم ہوا ہیمنحت شاہ یہین سے آیا تھا اگر گلدستون کی طرف دیکھکر منھ مین پانی بھر آتا ہی لاکھون
روپیہ کا مال ہی مگر مصلحت وقت کے خلاف سمجھکر دل کو سمجھاتے ہین طبیعت کو روکتے ہین یہانتک کہ
تیسرا دن ہوا اب دیکھا تو صدہا عورتین چلی آتی ہین تھالیون مین حلوہ بنا ہوا نہایت تکلف کے ساتھ
رکھا ہی کچھ ہار کچھ پھول آکر حلوہ اندر تالاب کے پھینکنا شروع کیا ہار پھول کچھ درخت پر چڑھا دیے
کچھ تالاب مین ڈال دیے دعا مین مانگنا شروع کین کوئی کہتی ہی یا خداوند مجھے بیٹا دو کوئی کہتی تھی
اُس عورت کے مردوے نے سوت کو سر پر لا کر رکھا ہی روٹی نہین دیتا ہی بہین چلاتا ہی اسکو خوش
کرتا ہی اُسے تو غارت کر دے کوئی کہتی ہی یا خداوند اس کنیز کی چار لڑکیان ہین اگر انکی شادی کا
سامان ہو جائے تو ایک لڑکی مین نذر کرون آواز آئی کہ کام تیرا ہو جائیگا اور چار لڑکیان نہایت حسین
اُسکے ہمراہ ہین جسمین ایک کی صورت نہایت مشابہ تھی ملکہ ماہ سیما سے عمرو تانی اُسکو دیکھکر شیفتہ ہوا
دل مین سوچا کہ اگر کسی طور سے یہ ہاتھ لگتی تو کیا اچھی بات تھی اُسی سمجھ تمام عورتین مرادین مانگ کر
چلی گئین وہ دن بھی تمام ہوا شام کے وقت ایک زن جمیلہ کو لیکر کچھ عورتین آئین اور سواری اُسکی وہان
رکھکر چلی گئین دیکھا عمرو نے کہ پہاڑ کی جانب سے کچھ جنّت بالکل برہنہ نمودار ہوئے اور ایک جانب

چکر چلے عمرو نے سوچا کہ اگر یون اُنکے تعاقب مین جاتا ہون تو شاید مجھکو دیکھ لین جلدی سے گلیم اوڑھ کر ہمراہ
ہو لیا دیکھا کہ وہ جنات سواری اُس حسینہ کی ہمراہ لیے ہوے ایک کوہ کی طرف چلے اور اُسمین اُتر اُتر
کر غائب ہو گئے عمرو بھی گلیم عیاری اوڑھے ہوے اندر داخل ہوا دیکھا کہ ایک باغ بنا ہوا ہے اور ایک
دیو مہیب تخت پر بیٹھا ہے اُن جنتون نے اُس حسینہ کو لیجا کر اُسکے سامنے پیش کیا اور خود ایک جانب
چلے گئے دیو نے اُس مہ جبین کو گلے سے لگایا مصروف اختلاط ہوا یہانتک کہ آمادہ ہوا مجامعت پر
بچاری عورت کمسن دیو کی تاب کہان سے لا سکتی ہے پھڑک پھڑک کر مر گئی جس وقت وہ مر چکی دیو نے
اُسکو کھا لیا عمرو تھرا گیا کہ پروردگار اس ملک مین ہوتا ہے خیر دیکھا جائیگا اور وہان سے پلٹ کر پھر دروازہ
قصر پر آکر بیٹھ رہا ایام گذاری کرنا شروع کی یہانتک کہ بعد مہینہ بھر کے پھر وہی روز آیا اسی طرح میلا لگا نذرین
چڑھنے لگین یہانتک کہ تیسرے دن وہی ضعیفہ آئی کہ جسنے لڑکیون کی شادی کی مراد مانگی تھی
اگر بہت خوش ہوئی سامنے محل کے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تو نے اپنا وعدہ پورا کیا اب مین اپنا
وعدہ پورا کرنے آئی ہون اُنمین سے جو دختر پسند خاطر ہو اُسے حاضر کرون اندر سے درخت کے آواز آئی
کہ سمن اندام کو ہماری خدمت مین روانہ کرو اُسنے جلدی سے تین لڑکیون کو علٰحدہ کر کے سمن اندام کو
آراستہ کرنا شروع کیا عمرو نے دیکھا یہ وہی ہے جو مشابہ بصورت مین ملکہ ماہ سیما سے دل مین کہا کہ یہ بڑا
غضب ہوا جاتا ہے وہ دیو لعین اسے بھی کھا لیگا اب عمرو نے فکر کی کہ کیا کرنا چاہیے یہانتک کہ جب
شام ہوئی سب عورتین چلی چلی گئین فقط سمن اندام رہ گئی عمرو نے جلدی سے صورت اپنی سمن اندام
کی بنائی اور اُسے بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا آپ اُسکی جگہ بیٹھ رہا اتنے مین وہی جنات پیدا ہوے
اور آکر سمن اندام نقلی کو لے چلے سامنے دیو کے لائے اور غیرہ ہو گئے جسوقت تخلیہ ہوا دیو حسب
معمول وہی اختلاط کرنے لگا سمن اندام نے کہا یا خداوند مین ایک تحفہ اپنی طرف سے آپکے واسطے
لیتی آئی ہون دیو نے کہا کیا سمن اندام نقلی نے ایک تشتری جیب سے نکالی اسمین حلوہ رکھا ہوا تھا
کہا یہ مین نے اپنے ہاتھ سے پکایا تھا اس نیت سے کہ اگر خداوند تک پہونچون گی تو یہ نذر مین پیش کرونگی
عجب عجب تاثیرین یہ حلوہ رکھتا ہے دیو نے لقمہ چرب سمجھکر کھا لیا بس حلوے کا کھانا تھا کہ دیو لگا ناچنے
اور کہا کیا چیز تو نے خداوند کو اپنے کھلائی ہے کہ آج تک مین نے نہ کھائی تھی بعد اسکے پھر اختلاط کرنے
لگا سمن اندام سامنے سے بھاگی دیو پیچھے دوڑا بس اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور دیو چرخ کھا کر
زمین پر گرا بس اُسکا گرنا تھا کہ عمرو نے چلتے چلتے جال الیاسی مارا اور دیو کو داخل زنبیل کیا اور جلدی سے پھر طلب
کیا کہ صورت وقد وقامت میری اُس دیو کے مانند ہو جاے اسی وقت عمرو کی وہی ہیئت ہو گئی
اتنے مین وہی جنات جو خدمت مین دیو کی رہتے تھے پلٹ کر حاضر ہوے سمجھ گئے کہ اُس نازنین کو
کھا لیا ہوگا دیو نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اب آسمان پر چلے جائین لہذا جو کچھ آجتک نذر خداوند ہوا
وہ حاضر کرو کہ سب خزانہ قدرت مین داخل کر دیا جاے وہ جنات گئے اور ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لانا شروع کیا
سوا روپیہ اشرفی جواہر کے اور کیا کہتا تین روز تک مال ڈھویا گیا عمرو نے اٹھا اٹھا کر داخل زنبیل کرنا
شروع کیا یہانتک کہ کل مال داخل زنبیل کر لیا اسکے بعد وہ طفلان حسین جو واسطے نذر کے لوگ
لایا کرتے تھے ایک مکان مین بند کر دیے جاتے تھے دو طفل روز حاضر کیے جاتے تھے اُنکے سانے بھی

وہ وہ فعل ناجائز کرکے مار ڈالتا تھا بعد اسکے کھا لیتا تھا حسب معمول مفتون نے سامنے عمرو ثانی
کے بھی وہ طفل حاضر کیے عمرو نے وقت تخلیہ انکو زنبیل کرلیا وہ مفتون یہ سمجھے کہ کھا لیا ہوگا
یہانتک بعد ایک ماہ کے پھر وہ روز آیا کہ جس دن خلقت جمع ہوئی تھی اور نذریں گذرتی تھیں
آج جتنی نذریں گذرتی ہیں سب غائب ہوتی چلی جاتی ہیں یہانتک کہ جب وقت بادشاہ کی آمد کا ہوا اور
نونہال شاہ حاضر ہوا اندر سے درخت کے آواز آئی کہ اے نونہال شاہ تمھیں لازم ہے کہ اندر پندرہ
یوم کے لشکر درست کر رکھو کیونکہ اب ہم طرف آسمان کے جاتے ہیں آج سے پندرھویں روز
نائب ہمارا بیابان جنوب کی طرف نمودار ہوگا تمھیں لازم ہے کہ اسکی اطاعت کرنا اور جو کچھ وہ
کہے اسپر عمل کرنا اور عبادت بھی تم سے میں نے اس وقت تک کے واسطے معاف کی کہ جبتک تمام
عالم میں دین ہمارا نہ پھیلا لوگے اور سب سے پہلے خداپرستوں کا استیصال کرنا نونہال شاہ
نے کہا بہت خوب اور اسی وقت وہاں سے پلٹ کر جو شہر میں آیا آراستگی لشکر کا حکم دیدیا تمام شہر
میں ایک غل ہوا کہ آج سے پندرھویں روز نائب خداوند کی زیارت ہوگی یہاں تو یہ ہنگامہ برپا ہی تیاری کی
ہو رہی ہے اور انتظار وقت ہے لیکن عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور نظروں سے غائب ہوگئے وہ مفتون شور
مچانے لگے کہ ہائے خداوندا وائے خداوند کونسی ایسی خطا مجھ سے ہوئی کہ جسکی وجہ سے ہمپر یہ عتاب ہوا لیکن
عمرو نے باہر نکلکر قصر میں جتنے گلدستے جواہرنگار رکھے تھے جال الیاس مار کر سبکو زنبیل کیا
اور آپ طرف بیابان جنوب کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت وہ دن آیا کہ جسکا پتا شجرپرستوں
کے خداوند نے دیا تھا اور کہا تھا کہ نائب ہمارا آئیگا تمام خلقت مع بادشاہ و لشکر کے طرف بیابان جنوب
برائے استقبال روانہ ہوئی ہر دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا مملو ہوگیا اب سبکو انتظار ہے کہ دیکھیں نائب
خداوند کیونکر تشریف لاتے ہیں اور صورت انکی کیسی ہے کہ یکایک ایک جانب سے ایک حباب سفید اڑتا ہوا
نظر آیا سبکی آنکھیں اسی طرف لگی ہوئی تھیں کہ یکایک وہ حباب بالائے آسمان سے جانب زمین
اترنے لگا اب جو خیال کرکے دیکھا تو ایک تخت ہے کہ اسپر ایک مرد پیر باریش دراز و سفید بیٹھا
ہوا ہے اور پوشاک بیان سفید پہنے ہوا ہے آگے چند درختان کوتاہ رکھے ہوئے ہیں کوئی درخت نارنگی کا ہے
ثمر بیل ترنج لیفے کے لگے ہوئے ہیں کوئی درخت آم کا ہے جسمیں امرود لگے ہوئے ہیں کوئی نخل
انار کا ہے اسمیں سیب لگے ہوئے ہیں کوئی شجر سیب کا ہے لیکن انگور پھلے ہوئے ہیں سب دیکھ کر
نہایت متعجب ہوئے ایک آدہ نے سجدے کو جھکنے کا ارادہ کیا لیکن نائب خداوند نخل سرسبز
نے نعرہ کیا کہ خبردار سجدہ کرنے کا قصد نہ کرنا یہ خاص واسطے خداوند کے ہے اور میں نائب خداوند ہوں
یہاں نذریں گذرا لو اسے میں قبول کرونگا اول نذر بادشاہ کی گذری بہت سے جواہر کے بنے ہوئے
گلدستے اور طرہ نائب صاحب نے لیکر زیر بغل لیا کر آواز دی کہ اے فرشتگان مقرب یہ نذر بادشاہ
کی پہونچا دو اور خداوند کی خدمت میں پہونچا دو وہ گلدستے زیر بغل جاتے تو معلوم ہوتے پھر پتا نہ لگا کہ کیا ہوئے
بعد اسکے اور امرا و روسا کی نذریں حسب حیثیت گذرنے لگیں نائب صاحب نذریں لے لیکر غائب کرتے
جاتے ہیں بعد اسکے عام نذریں گذرنے لگیں یہانتک کہ نائب صاحب نے پیا اور کوزہ بان تک [illegible]
جسوقت نذریں گذر چکیں اب نائب صاحب نے وعظ بیان کرنا شروع کی کہ اے بندگان خداوند نخل سرسبز

آگاہ ہو کہ یہ ادنی قدرت خداوند کی ہی کہ دیکھو نارنگی کے درخت میں شریفہ انار کے درخت میں سیب سیب
کے درخت میں انگور لگے ہوے ہیں سب کہنے لگے کہ آستاد صدقنا ہمیں یقین ہی خداوند کی قدرت اس سے
بھی بڑھکر ہی اگر خداوند چاہے تو ببول کے درخت میں اناناس پیدا ہو بعد اسکے نائب صاحب نے کہا کہ
جانتے ہو مجھے خداوند نے کس واسطے بھیجا ہی سب نے کہا بغیر ارشاد کیے ہوے کیونکر جان سکتے ہیں الا اتنا
ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ ایک یہی خوش نصیبی ہماری ہی جو حضور نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمکو ممتاز و سرفراز
فرمایا نائب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حکم خداوند ہی کہ ای بندگان خوش اعتقاد خروج کرو اور دین ہمارا تمام
عالم میں رائج کرو اور سب سے اول خدا پرستوں کا استیصال کرو کہ انھوں نے بہت سر اٹھایا ہی اور تمکو بھی
ہی کہ تم پر اپنے برکت ساتھ ہو اور نونہال شاہ کو طرہ بغیری دیا ہی یہ کہکر ایک پھول جیب سے نکالکر تاج میں
نونہال شاہ کے آویزاں کر دیا نونہال شاہ نہایت خوش ہوا اسکے بعد وہ درخت جو سامنے رکھے ہوے تھے
انمیں سے ایک پھل توڑ کر نونہال شاہ کو دیا اور کہا کہ اگر اسے کھالو گے تو قیامت تک تمھارے شجر حیات پر خزان
نہ آئیگی ہمیشہ پھولے پھلے رہو گے اور ایک پھل عوق بن بروج کو دیا اور ایک پھل عنق بن بروج کو دیا اور کہا کہ جلکر ثمرہ سے
لڑو اور اس پھل کو کھالو کہ کشت تمنا تمھاری سرسبز ہو اور باغ فیروزی بھرو نونہال شاہ نے اور عوق بن
بروج و عنق بن بروج نے وہ پھل کھالیے اور اطمینان ہوا کہ اب ہم کبھی نہ مرینگے لیکن نونہال شاہ
نے نائب صاحب سے کہا کہ کونسا روز کوچ کا معین کیا جاوے نائب خداوند نے کہا کہ اول سامان
میری سواری کا کرو یہ سواری جسپر میں بیٹھا ہون یہ خداوند کی ہی یہانتک آنے کو ملی تھی اب یہ سواری تو چلی
جائیگی لیکن اور سواری تیار کی جائے اس طور سے کہ ایک تخت جواہر نگار بنے اور ایک تاج اس انداز
کا کہ ہر گوشے پر اسکے ایک ایک گلدستہ قائم کیا جاوے وہ بھی جواہر کا بیچ میں بجاے کلغی ایک درخت
زمردی بصورت سرو بناکر لگایا جاوے وقت خروج وہ تاج ہم اپنے سر پر رکھینگے اور اس تخت پر بیٹھینگے
حسب الحکم تیاری ہونے لگی ایک پندرہ روز میں تخت و تاج بنکر تیار ہوا اور وہ تخت و تاج جسپر رکھا
اور وہ تخت جسپر نائب صاحب تشریف فرماتے تھے نظروں سے زیر بغل جاکر غائب ہوگیا اعتقاد شجر
پرستوں کے جو گئے ہوتے چلے جاتے ہیں کہانتک بیان کیا جاوے کہ آخر کار نائب صاحب نے نام اپنا
بہاران چمن قبا مشہور کیا اور ایک بڑا ساجبہ نکالکر پہنا کہ جسمیں بڑے بڑے گلبوٹے زر دوزی بنے
ہوے تھے اور وہ تاج جو فرمائش کرکے تیار کرایا تھا سر پر رکھا اور اس تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور نونہال
شاہ کو ساتھ لیکر مع لشکر و سرداران نامی و گرامی کہ جنکے نام وقت پر لیے جائینگے ہمراہ لیا اور طرف
بیابان مثلث کے براے رزم و پیکار روانہ ہوتے ہیں کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر کیا جاویگا

لیکن اب چند کلمے داستان حیرت بیان جانشین زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحب گرز سام بن نریمان امیر ثانی عالیشان کے بیان ہوتے ہیں۔

اسکے بعد جانے عمرو ثانی کے امیر نے رضوان بن عمرو کو خلعت امارت دیکر کرسی پدر پر بٹھایا اور فرمایا کہ تمکو چالاک
کی نمک حلالی کا حال معلوم ہوگا کہ جسوقت پدر نامدار سے اور تمھارے دادا سے بگڑی تھی تو سب
عیار عمرو کی طرف ہو گئے تھے سوا چالاک کے کہ ایک ہی صاحبقران کا شریک رہا ویسی ہی
نمک حلالی تمکو بھی چاہیے رضوان نے عرض کی کہ انشاء اللہ دیکھیے گا وہاں شہریار نامدار

نے ملکہ سیسانے فرنگی سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جلد میرے اور امیر ثانی کے فیصلہ ہو جائے
تو بہتر ہے کیونکہ اب فراق ملکہ ماجرہ بانو کا مجھ پر شاق ہے دوسرے یہ کہ ملکہ مہرنگار پرور کو نقابدار گوشہ
پوش لیگیا ہے اور وہ خدا پرست ہے ایسا نہو وہ ملکہ کو خدا پرستون کے سپرد کر دے اگر مین نے امیر کو زیر کر لیا
اور وہ میرے مطیع ہوئے دین عیسوی اختیار کیا تو سبحان اللہ اس سے کیا بہتر ہے اسکے ساتھ سب ہی
دین اختیار کرینگے پھر مین بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کے ساتھ ملکہ کا عقد کر دینے مین کوئی عذر نہوگا اور
امیر کو ملکہ ماجرہ کا عقد ہمارے ساتھ کرنے مین تکلف نہوگا اور اگر مین زیر ہوا جب بھی یہی انجام ہے
پیر سیسانے فرنگی نے کہا پھر تمہین اختیار ہے کیون عرصہ کرتے ہو شہریار نے ایک نامہ امیر کے نام لکھا
مضمون اسکا یہ تھا کہ مین چاہتا ہون میرے آپ کے اب جلد فیصلہ ہو جائے اور وہ نامہ بہرام تیغزن کو
دیا بہرام نامہ لیکر روانہ ہوا یہان امیر ثانی دنگل نادعنبر روکش مین بادشاہ اسلام تخت پر جلوس ہے سرداران
دست راست و چپ اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہین تمام دربار جلوہ گر ہے ذکر افلاک روئین تن کا ہو رہا ہے
کہ شہریار نے تو کام اسکا تمام کر دیا ہوتا لیکن ابھی قضا اسکی نہ تھی جو بچ گیا لیکن جیسے حال نہ معلوم ہوا کہ وہ ملعون
کہان گیا کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ بہرام تیغزن فرستادہ شہریار صف شکن حاضر ہے امیدوار
باریابی حاضر ہے امیر نے فرمایا بلوا او اور ایک دنگل بہرام کے واسطے بچھوا دیا بہرام نے آکر مجرا گاہ سے مجرا کیا
بیٹھنے کو ارشاد ہوا بہرام سلام کر کے دنگل پر بیٹھ گیا ساقی نے دو چار جام دیئے جب دماغ بہرام بادہ ناب
سے گرم ہوا یکبار انجم نامہ وار امیر نے نامہ بہرام کے ہاتھ سے لیا اور مضمون نامہ پڑھ کر پشت پر اپنے ہاتھ
سے جواب جنگ تحریر فرمادیا اور ارشاد کیا کہ مین بھی مقابلہ شہریار کا نہایت مشتاق ہون اور بہرام کو
خلعت دیکر رخصت فرمایا بہرام خدمت شہریار مین آیا اور نامہ مع جواب پیش کیا شہریار نے آراستگی
لشکر کا حکم دیا اسی وقت تیاری ہونے لگی وردیان نئی سی جانے لگین تمغے سردارون کے بدلے گئے تو ہلہ
ہونے لگی آٹھ روز تیاری رہی جب آٹھوان دن گذر کر وہ وقت پہونچا کہ مرغ زرین بال پرواز کنان
جانب آشیانہ مغرب روانہ ہوا اور شب زندہ دار آسمان یعنی ماہ تابان سجادہ کہکشان بچھا کر مشغول
عبادت رب بے نیاز ہوا جماعت انجم پیچھے صف بستہ ہوئی یہان لشکر اسلام مین مغرب کی اذان
ہوئی جابجا نمازین ہونے لگین نمازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مصروف عبادت پروردگار ہوئے
جس وقت بعد نماز اور وظائف سے فراغت ہوئی بارگاہ سلیمانی تخت شاہی پر بادشاہ
اسلام نے جلوس ہوا امیر دنگل نادعنبر روکش پر سردار آ آ کر جمع ہونے لگے کہ یکایک ہرکارون نے
آکر دعا و ثنائے شاہی بجالا کر عرض کی کہ لشکر شہریار مین طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت بجاے عمرو رضوان بن عمرو نقارخانہ سلیمانی
مین آیا اور نقارہ پر چوب لگائی قلاب چینی اور کباب چینی نے مندودی اور شہنائیون کے گھر ملا کر وقت
کے موافق چیزین بجانا شروع کین نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا ادھر اور لشکرون مین مثل لشکر ایرج و
نور الدہر و بدیع الملک و منصور وغیرہ سب کے یہان طبل جنگ بیدرنگ بجنے لگا تمام سرداران نامی
و گرامی کو اشتیاق ہے شہریار کے مقابلے کا ہر ایک یہ قصد کر رہا ہے کہ کل ہم مقابلہ کرینگے لشکر مین تیاری ہونے
لگی بادشاہ اسلام بھی دربار سے برخاست کیا امیر بھی اپنی بارگاہ مین تشریف لائے یہانتک کہ طبل

بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا اور زمانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ناگاہ فراش سپہر خبر آمد مہر لشکر
و دنگری پتیز چادر نور بدستور لیکر فلک نیلوفری پر بچھا اور سپیدہ سحری بعد جلوہ گری قمہ چرخ اخضری سے
چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنے چہرے سے بصد آب و تاب مانند بند
نقاب کے بیحجاب ہوکر دور کیا دیکھا کہ تاج زرین بر سر و چارقبہ شاہنشاہی در بر اس کروفر سے در مشرق
آستان سے ظہور کیا تمام عالم ایجاد کو نور سے معمور کیا مگر ماہ تاباں آمد مہر درخشاں سے بشکل حیران
بے سروسامان رواں دواں ہوکر دامن کہکشاں میں پنہاں ہوا ادھر کو حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف
ثانی سلیمان عبادت معبود بہر طاعت رب ودود اُٹھے بعد رفع اجابت مشتاق عبادت وضو بعد
آرزو کرکے مسجد کبریا میں قدم دھرکے نماز بعد نیاز پڑھنے لگے بعد از الفراغ وظیفہ سحری محو وظائف
تھے کہ آمد سرداران ذیشان کی شروع ہوگئی لندہور مالک فرامرز جمہور بدیع الملک نور الدہر ایرج
بدیع الزمان کیخسرو ذیشان داراب کشور کشا ہمو ویرو پیرو رسب حاضر ہوئے جس وقت مجمع سرداران
کا ہوگیا اور خبر ورود میمنت آمود بادشاہ اسلام ہوئی امیر مع سرداران با توقیر خدمت سلطانی میں حاضر ہوئے
اول صاحبقران کا سلام ہوا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ دل میں جگہ ہے بعد امیر کے اور سرداروں کے
سلام ہوئے بادشاہ جمجاہ انکے اشارے سے سب کے سلام لیتے ہوئے طرف میدان کارزار
کے متوجہ ہوئے بیچ وسط میں تخت شاہی قائم ہوا صف بندیاں ہونے لگیں ادھر آمد لشکر شہریار کی ہوئی
پر سیاسے فرنگی بڑے جاہ و حشم سے تخت پر سوار آج و یرو یان تمام لشکر کی بیچ میں لیئے افسروں کے
ظلائی بھرے بلے میں گھونڈون کے سازکی جدا تیاری ہے بہرام تیغزن لشکر کا انتظام کرتا ہوا افسری لشکر کا
ایسے عمدہ طلب سب سردار لشکر کی درستی میں مصروف ہیں ایک جانب شمائل خان بن جذائل ایک جانب
کرنوس بن قرقوس ایک جانب قیلوس بلند بالا قیاس بلند آواز ایک طرف شہزادے شیر حشم
ایک سمت ہامان بیمون حشم ایک طرف فیروز دیوانہ و قہرمان دیوانہ اپنے اپنے دیوانوں کا لشکر لیئے ہوئے
عجب آن بان سے کھڑے ہیں کوئی سر برہنہ ہے کسی کا گریبان چاک ہے ناخن بڑھے ہوئے کوئی آپ سے آپ ہنس رہا ہے
کوئی اپنے سایہ سے ڈر رہا ہے کہ تو میرے ساتھ کہاں چلا آتا ہے یہ میدان جنگ ہے ایسا نہو مارا جائے کوئی آپسے
آپ منہ بنا رہا ہے دوسروں کو ہنسا رہا ہے زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ سے تمام صحرا گونج رہا ہے لیکن قہرمان و فیروز دو
ہر وقت جو صحبت شہریار میں رہتے ہیں اسی وجہ سے انمیں کسیقدر انسانیت آگئی ہے اپنے ساتھ والوں کو
ڈانٹے جاتے ہیں منع کرتے جاتے ہیں کبھی افسر کے خوف سے چپ ہو رہتے ہیں ادھر آنکھ بچی پھر ایک نے
دوسرے کا منہ چڑھا دیا اپنے ہاتھ سے جرجخ بنا کر دکھا دی ان دیوانوں کے لشکر کی طرف جسکی نظر
پڑجاتی ہے مارے ہنسی کے لوٹ جاتا ہے غرضکہ آن واحد میں ہر طرف صف بندیاں لشکر کی ہوگئیں اور
صفیں مانند تار مسطر کے راست و درست ہوگئیں لیکن لاجورد شاہ ملعون نے جو سنا ہے کہ
امیر اور شہریار سے مقابلہ ہوگا برائے تماشا یہ بھی آیا ہے ایک جانب لشکر اسکا بھی قائم ہے فیطول
اسکا بالائے ہوا اڑتا ہوا آیا ہے لیکن بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیبان بلند آواز بصد سوز و
ساز جا بجا گھر باریک شعروں میں اشعار عبرت آمیز شجاعت انگیز پڑھنے لگے

اشعار

یار و سرائے فانی رہنے کی جا نہیں ہے ٭ جز درد و رنج کلفت کچھ بھی ملا نہیں ہے ٭ تربت بچا کے دیکھو بہرام دسام کی گر

بجز نام بڈیون کا مطلق پتا نہین ہی	لے جا سکے جنگ نامی مدہی جائے جا	وہ کونسا ہنر ہے جسکی قضا نہین ہی

بہر اس ہجوم مین نقیبون نے نقابت کی کہ دلاورون کی رگون مین خون جوش مارنے لگا تلوارین نیامون سے
نکلنے لگین تیوریان بدلنے لگین بعضے جوش شجاعت مین صفون سے آگے بڑھ آئے افسرون نے روکا
کہ یکایک لشکر فرنگستان سے کل علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار نے یو دا باگ کا لیا مرکب
کو جھکا کر سامنے تخت ملک پر سیسائے فرنگی کے آیا گھوڑے سے اُترا اجازت حرب چاہی
پر سیسا نے فرنگی نے کہا ای فرزند جا تجکو امان پروردگار و ضمانت مسیح عالی وقار مین دیا شہریار
باردگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا پہلے خوب سلح شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا
دکھایا جسوقت پسینے مین غرق ہو گیا ٹھہرا کر ایک مقام پر رم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ باغی ای گروہ
خداپرستان جسکا جی چاہے نکلے میرے مقابلہ کو یہ سننا تھا کہ جانب دست راست کے علم جلوہ گری
پر آئے اور تورج یزدان پرست نے مرکب اپنا پرے سے نکالا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے
آئے اُتر کر گھوڑے سے اجازت حرب چاہی فرمایا سپرد پروردگار کیا تورج باردیگر مرکب پر بیٹھ کر میدان
مین آئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی ڈھائی سو طعن کی نوبت آئی کام نہ نکلا آخرکار سنانین
بھالین نیزون کی بیکار ہو گئین پھریرے جھڑنے لگی نیزون کے بند بند جدا ہو گئے نیزون کو بیکار سمجھ کر ہاتھ سے
پھینک دیا اور جھپٹ کر شہریار نے گرز اپنا اپنے پرے سے اٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ ای تورج خبردار رہنا یہ طمانچہ
اجل کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی یہ کہکر سر چرخ دیکر جو مارا تو تورج نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا گرز جو
پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا کمر مرکب تورج کی ٹوٹی شہریار نے نعرہ کیا کہ زدم و پست
کردم عیار تورج کا جھپٹ کر آیا گرد کو پانی کے چھینٹے دیکر اٹھایا دیکھا کہ تورج بیہوش پڑا ہی اور ہر بن مو سے
پسینہ جاری ہی عیار نے آواز دی کہ ای شہریار یہ میدان جنگ ہی خوابگاہ نہین ہی آنکھ کھولکر دیکھیے کہ حریف
لاف زنی کر رہا ہی تورج نے آنکھ کھولی چاہا مرکب کو زمین سے نکالے دیکھا کہ گھوڑا اوکب گلی ہو چکا ہی تورج
نے زین کو خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ مرکب شہریار کو پاؤن کرے شہریار بھی مرکب سے کود پڑا تورج نے
تلوار پھینک دی شہریار سے لپٹ پڑا شہریار نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی افسران فوج
قریب آ گئے تماشائے جنگ دیکھنے لگے لیکن یہان پنجہ اکا کشتی کا بندھا ہوا ہی پیچ ہو رہے ہین یہانتک
کہ دن تمام ہو گیا رات ہوئی دونون جانب سے روشنی آئی اور ایک ایک کاسہ دودھ کا پلایا دونون
جوانون نے پیا اور پھر بردرہم ہونے لگے پہر پہر مین پسینے کے راستے بہا دیا یہانتک کہ پھر صبح ہوئی اور
دونون علیحدہ نہوئے کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ قضائے کار و اتفاقات روزگار سے پاؤن تورج کا موش
جانے مین جا رہا شہریار نے بسیار کرکے پیچلا تھا لنگر نہ قائم رہ سکا گھٹنے کا جوڑ اکھڑ گیا رنگ تورج کا متغیر ہو گیا
بلکہ صدمے سے بیہوش ہو گیا یہ رنگ دیکھ کر شہریار نے تورج کو چھوڑ دیا اور کہا لیجاوا سے اہل اسلام
اٹھا کر لائے تورج کو دیکھا کہ گھٹنے کا جوڑ اکھڑ گیا ہی شہریار میدان سے پلٹ کر اپنی فوج مین آیا
طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر بھی تورج کو لیے ہوئے میدان سے پھرے
داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے تورج کا تو علاج ہونے لگا اور شہریار نامدار جو میدان جنگ سے
پھرا ایک روز استراحت کی دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی یہان

بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو پھر دونوں لشکر معرکہ آرا ہے
میدان قتال ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال شہریار نامدار نے باگ مرکب تیز پائی لی دا
میدان میں آکر نعرہ زن ہوا کہ جو اپنے کو زبردست جانتا ہو وہ نکلے یہ سخن سنتا تھا کہ داراب کشور کشا
نے اپنے توسن کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آئے باادب ہوکر اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ
امان پروردگار میں دیا داراب بادو گر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آئے بعد از نگاوززنی نوبت نیزہ بازی
کی پہونچی تا دیر نیزہ بازی رہی لیکن مطلب نہ حاصل ہوا سنانیں بنانیں نیزوں کی بیکار ہوگئیں خالی
خالی چھڑوں کو ہاتھوں سے پھینک پھینک کر تلواریں کھینچ لیں یہ رنگ دیکھ کر امیر کشور گیر دست بدعا
ہوئے کہ پروردگار بچانا داراب کو شہریار کے ہاتھ سے اور شہریار کو داراب کے وار سے کیونکہ
دونوں تیغ دست ہیں اگر شہریار مسلمان ہوگیا بہت مدد از دین اسلام کو ہوجائیگا ایک جماعت کفر
اسلام لائیگی لیکن وہاں دونوں میں تلوار چل رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا جو دو بجلیاں کوندرہی ہیں قضاے کار مرکب
داراب نے سکندری کھائی اور تلوار شہریار کی سر پر آہوئی سنبھلنا دشوار ہوگیا تیغہ جو سر پر پڑتا ہے
تا دو ابرو اتر گیا داراب نے دستانہ مارا تلوار کو جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے بلند آئی
داراب نے زخم سر باندھنے کا قصد کیا شہریار نے کہا میں زخمی سے نہیں لڑتا آپ تشریف لیجائیے
جب علاج اپنا کر لیجئے گا تو مجھ سے پھر مقابلہ کر لیجئے گا زخمی ہونا بہادر کے واسطے عیب نہیں ہے ادھر بدیع الزمان
وغیرہ پہونچ گئے اور داراب کو میدان جنگ سے پھیر لائے شہریار نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ
عین الزمان پسر بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور میدان میں آکے نیزہ بازی
ہوئی شہریار نے نیزہ ہاتھ سے عین الزمان کے نکلیا بس جہان آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگیا
جھپٹ کر گرز اپنا اٹھایا اور بے پر چرخ دیکر مارا شہریار نے گرز عین الزمان کا سپر پر روکا اور
دوسرا ہاتھ کلائی پر اس ارادے سے مارا کہ جو اس کے ہاتھ سے گرز چھین لوں مگر ممکن نہوا زور ہونے لگے
مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں دلیر مرکبوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی کوئی
دو پہر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ شہریار نے لنگر عین الزمان کا توڑا اور باندھ کر لیگیا بدیع الزمان
کو نہایت صدمہ ہوا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور صبح کو صف آرائی ہوئی آج نور الزمان نے قصد کیا
بدیع الزمان نے ہرچند منع کیا لیکن نہ مانا آخرکار مثل عین الزمان کے یہ بھی اسیر ہوئے پھر طبل بجا آج
مسیحا ابن قاسم نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت چاہی فرمایا
تمہیں نکلنے کی کیا ضرورت تھی دیکھتے ہو کہ شہریار نے عین الزمان اور نور الزمان کا کیا حال کیا عرض
کی جو تقدیر میں ہوگا وہ ضرور ہوگا اور اب تو میں نکل چکا اگر مقابلہ نہ کرونگا تو اور بھی ذلت کی بات ہے
بادشاہ نے مجبور ہوکر فرمایا خیر جاؤ سپرد پروردگار کیا بس مسیحا ابن قاسم مرکب کو جھکا کر سامنے شہریار
کے آئے اور نعرہ کیا کہ لا حرب بہادری کی شہریار نے کہا خدا کی شان یہ چھوٹے بلند ستی کو کہتے ہیں آواز
دی کہ تم نہیں جانتے مجکو کہ میں کون ہوں میں نبیرہ صاحبقران اعظم ابن قاسم ہوں اور کہا کہ جو آتا ہے وہ
صاحبقرانی ہی کا دعوی کرتا ہوا آتا ہے شہریار نے کہا پھر مجھ کو شک کیا ہے ابھی دیکھا جائیگا کہ جن سرداران امیر کا
کیا حال کیا تمکو بھی اسیطرح باندھ لیجاؤنگا بس مسیحا ابن قاسم نے کہا کہ پھر کیوں نہیں

نہیں وار کرتا شہریار نے پھر کہا کہ میں پیشدستی نکرونگا کیونکہ میں صاحبقران ہوں الحاصل یہ گفتگو بسلسلہ
نیزہ بازی شروع ہوئی یہانتک کہ شہریار نے نیزہ ہاتھ سے لیس ابن قاسم کے ہوا کیا لیس نیزہ کا ہاتھ سے
نکلنا تھا کہ دنیا آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گئی نیزہ بھر آب خجالت میں غرق ہو گیا کھینچکر تلوار نعرہ کیا کہ خیر نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی عمال بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر لاکر
مرکب سے مرکب کو وار تیغ آبدار کا کیا شہریار نے آتی تلوار خیال میں کر کے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی
جھپ سے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے انجام کار شہریار نے لیس کو بھی اسیر کیا بعد اسکے
قیس ابن قاسم نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر پنجہ تقدیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے
اپنے فرودگاہ پر آئے لیکن ایرج کو اپنے دونوں بھائیوں کی گرفتاری کا نہایت صدمہ ہوا ناچار داخل
بارگاہ ہوئے یہ دل میں تصور کیا کہ کل میں خود نکلکر مقابلہ کرونگا لیکن وہاں شہریار نے اپنی بارگاہ
میں ہو نکلکر پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر مسند عزت پر جلوہ گر ہوا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
ناب کو گردش ہوئی جس وقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی نوازش
میں آیا خبر اہل اسلام کو ہوئی یہاں بھی کیس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی آج علم بادشاہ اسلام کا اہل
لشکر کو ہوا ہے کہ کل کے روز جو کوئی برائے مقابلہ شہریار کے نکلے ذرا خوب سمجھ بوجھ کر نکلے کہ وہ رستم وقت
ہے الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور سفیدۂ صبح برآمد ہوئی نماز یان دیندار
و مجاہدان ابرار نمازوں سے فراغت کر کے آلات حرب و ضرب کو پھر درست و چست کر کے عازم
میدان قتال ہوئے ادھر غازیان بر بلیہ یعنی لشکر کا جوروشاہ کے لوگ میدان جنگ میں ہو پہنچے
ایک طرف سے سپاہ شہریار ذیجاہ نمودار ہوئی جس وقت نقیب نسب کر نکل کیلئے شہریار میدان
میں آیا مبارز طلب کیا آج لشکر اسلام میں سپاہ شہنشاہ کو سرکلاہ کے علم جلوہ گری پر آئے شہنشاہ
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب چاہی فرمایا کہ امان الٰہی و حمایت
رسالت پناہی میں دیا شہنشاہ نے تسلیم کی بادۂ مرکب پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لانے بعد تکادو
ترفی نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب حل نہوا نیزوں کی سنانیں بنانیں بیکار ہوئیں گانٹھیں ہاتھوں سے پلک
پلک پڑیں شہریار دلاور نے گرز اپنا آزا بہ پر سے لیا اور سو چرخ دیکر مارا شہنشاہ کو سرکلاہ
نے اپنا گرز بلند کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا شعلہ فلک کو نکل گیا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا شہریار نے توجہ کیا کہ زدم و پست کردم عیار شہنشاہ
جھپٹ کر آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اور گرد نے ورآیا دیکھا تو شہنشاہ کے ہر بن موئے سے پسینہ
جاری ہے لیکن ہاتھ دونوں مانند ستون فولادی کے قائم ہیں عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا دیا اور آواز دی
کہ ہوشیار ہو جیسے حریف لاف و گزاف کر رہا ہے شہنشاہ نے آنکھیں کھولی چاہا مرکب کو زمین سے نکالیں
دیکھا تو مرکب گل ہو چکا ہے کود کر گھوڑے سے تلوار کھینچکر جھپٹے شہریار نے دیکھا کہ شہنشاہ مرکب کو چھوڑ
کیا چاہتے ہیں کود کر گھوڑے سے جھپٹا شہنشاہ نے تلوار ہاتھ سے رکھ دی اور گریبان میں ہاتھ ڈال
دیا کشتی ہونے لگی افسران لشکر مرکبوں کو بڑھا بڑھا کر قریب آگئے جا بجا ذنگل کر سیان بچ گئے
لوگ تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے مگر یہ دونوں معروف تلاش تھے جوڑا کا کشتی کا بند بعلم ہوا تھا اور

زور کشاکش کے جوہر دکھاتے رہے یہانتک کہ شام ہوگئی دونون جانب سے روشنی آگئی اور ایک ایک کاسہ
شیر کا دونون نے پیا پھر زور ہونے لگے دم بھر مین دو دو پینترے ہوکر گل گیا دیکھنے والون کی جانین تری ہوئی تھین
کہ دو شیر اس طرح لڑتے ہین دیکھیے کس کی فتح ہو کس کی شکست کون غالب آئے کون مغلوب ہو لیکن
تمام رات کشتی رہی مطلب حل نہوا یہانتک کہ صبح ہوگئی پھر ایک ایک کاسہ شیر کا دونون جانب سے آیا دونون
نے پیا اور مصروف تلاش ہوئے کہانتک بیان کیا جائے کہ چار شبانہ روز کشتی رہی قضائے کار را اتفاقات
روزگار پانچوین دن دونون بازو شہریار نے شہنشاہ کے پکڑے سر سینہ سے ملا کر زور کیا اور لپیٹا
کر کے لیجاتا تھا شہنشاہ نے ہر چند لنگر قائم کیا لیکن قائم نہ رہ سکے اور پاؤن موش خانہ مین جا پڑا گول اکھڑ گیا
چہرے پر زردی ظاہر ہوئی رنگ سپید متغیر ہوگیا ہاتھ پاؤن سرد ہوگئے شہریار چھوڑ کر علیحدہ ہوا اور
پوچھا کہ مزاج کیسا ہے شہنشاہ نے کہا کچھ نہین اچھا ہون شہریار نے کہا مین نہ مانونگا اُس وقت دیکھا کہ
پاؤن کا ٹخنہ اترا ہوا امیر سے فرمایا اے شہنشاہ وہ کوئی بہادری نہین ہے کہ پاؤن بیکار ہوچکا اور پھر لڑنے
سے باز نہین آتے ہو اور اپنے ہمراہ لشکر میدان سے پھرے اُدھر شہریار مع فوج جرار پھر کر اپنی
بارگاہ مین آیا سرداران تعریفین کرتے ہوئے کہ بیشک آپ صاحبقران اعظم ہین اگر چاہیے روزگار
جہاندار مسیح دوران نے تو اسی طرح حمزہ ثانی کو بھی زیر کر لیجیے گا وہان امیر با توقیر شہنشاہ کو ہمراہ
لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے علاج ہونے لگا شہریار نے اُس روز تو راحت و آرام سے بسر کی
دوسرے دن حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزم نوازش مین آیا خبر امیر ثانی کو ہوئی یہان بھی طبل
جنگی بجا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اور کس سے مقابلہ ہوتا ہے

مگر اب یہان سے چند کلمے داستان افلاک و زین تن کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو جو چیتا اٹھا کر لے گیا تھا وہ شمامہ جادو تھی کہ اپنے زکام افلاک کا تمام ہوا چاہتا ہے تجربہ بنکر
اٹھا کر لے گئی اور لا کر ایک مقام پر اتارا افلاک زخمی ہوا اسے بیہوش ہوگیا تھا ہوشیار کیا افلاک
نے جو سامنے ایک ساحرہ کو دیکھا کہا آپ کون ہین جو ایسے وقت سخت مین کام آئین شمامہ جادو نے
اپنا نام بتایا اور کہا مین نے جب سے تجھے دیکھا ہے تجھ پر عاشق ہون اگر تو کام دل میرا بر لایا تو ہمیشہ تیری
نگران حال رہونگی اور ہمیشہ بچا بچا لیا کرونگی افلاک کی طبیعت بادشیکہ کراہت کرتی تھی لیکن
مجبوری منظور کیا اور شمامہ جادو کے الغرض کام لایا شمامہ جادو نے قریب مہینہ بھر کے افلاک
کو مہمان رکھا بعد اسکے افلاک نے کہا کہ اے ملکہ جس طرف لشکر خداوند کے ہو پہنچا دو نہین معلوم
لشکر پر کیا گذری ہوگی شمامہ جادو نے کہا مجھے سب حال معلوم ہے لڑائی موقوف ہے اور شہریار سے
خدا پرست لڑ رہے ہین لیکن اب جلد فیصلہ ہوا چاہتا ہے افلاک نے کہا اب مجھے جانے دیجیے تو بہتر ہے
شمامہ جادو نے چالیس ہزار سوار ہمراہ کرکے افلاک و زین تن کو طرف بیابان جنگ شلف
کے روانہ کیا دیکھیے پہونچنا کس وقت ہوتا ہے لیکن یہان لشکر امیر مین طبل بجنے لگے زمانہ شب کا ہر طرف تھا
سیاہی شب مانند تیرگی سرمہ چشم معشوق کے وقت صبح برطرف ہوئی اور سفیدہ سحری نے جلوہ گری
کی جھونکے نسیم بہار کے چلے خدا پرستون نے نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے اسلحہ جنگ تن پر
آراستہ کیا اُٹھے مین تخت بادشاہ دسلام کا برآمد ہوا امیر ثانی مع سرداران نامی حاضر خدمت

بادشاہی ہوئے تسلیم بجا لائے بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا بعد اسکے اور سرداروں کے سلام ہوئے
بادشاہ تو آنکھ کے اشارے سے جواب سلام دیتے طرف میدان کارزار کیطرف روانہ ہوئے اور تخت شاہی
مقام صدر میں قائم ہوا امیر لشکر سے آگے چالیس قدم پر برتبہ صاحبقرانی آکر قائم ہوئے سر پر علم
اژدہا پیکر سایہ فگن ہوا آواز یا صاحبقران یا صاحبقران سے تمام صحرا گونج رہا ہی اس طرف لشکر شہریار
صف آرا ہی ایک جانب لاجورد شاہ مع سپاہ کھڑا ہی تقدیر الٰہی دیکھ رہا ہی کہ یکایک شہریار نامدار
سمند کب اپنا نکالا اور برچھا سے فرنگی سے اجازت لیکر میدان میں آیا پہلے خوب سرا پا میدان
کا دکھایا بعد اسکے ایک مقام پر شہزادم کو آراستہ کیا ہے میں طیفور شیر دل نے دو مست فیل
لاکر چھوڑ دیے انھون نے آپس میں لڑنا شروع کیا شہریار نے مرکب اپنا چمکایا اور درمیان دونوں
ہاتھیوں کے آکر دونوں کو علیحدہ کر دیا نیزہ داروں نے پھر فیلوں کو دور سے جاکر چھوڑا اور وہ ایک
دوسرے کی طرف چلے قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ شہریار نے درمیان میں ہوکر ایک ہاتھ
سے اسے روکا دوسرے ہاتھ سے اُسے دونوں نے ہاتھ شہریار کے سونڈوں میں لپیٹ لیے
باہم کھینچنا شروع کیا مگر شہریار کو جنبش بھی نہ ہوئی آخرکار شہریار نامدار نے دونوں کی خرطوم میں
مروڑ کے نیچے پھینک دیں اور فیل تڑپ کر مرگئے ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند
ہوئی اُس وقت امیر ثانی پر زور شہریار کا حال کھلا دل میں فرماتے تھے کہ واقع میں یہ زبردست
ہی کسی سے پایہ کمی کا نہیں رکھتا ہی قصد کیا تھا صاحبقران نے ممانعت فرمائی کہ کوئی
مقابلہ شہریار کو نہ نکلے لیکن شہریار نے خود ہی خیال کیا کہ امیر کے لشکر میں پانچ ہزار پانچ سو
پچپن پہلوان ہیں تو کہانتک لڑونگا برسوں گذر جائینگے اس سے بہتر یہی ہے کہ افسر فوج سے مقابلہ
کرے اگر امیر کو زیر کر لیا تو سبکو زیر کر لیا یہ خیال کر کے عرض کیا کہ یا حمزہ صاحبقران میں چاہتا
ہوں کہ اب میرے ہی آپ کے مقابلہ ہو جائے کہ حال زور کا کھل جائے مجھے بھی دعوی صاحبقرانی
کا ہی اور آپ تو صاحبقران مشہور ہی ہیں اور کسی سے لڑنا میں نہیں چاہتا بس یہ سننا تھا کہ
رضوان بن عمرو نے جو بجائے عمر ثانی امیر کی رفاقت میں ہی اپنی کلاہ اچھال کر کہا ان کو ذوق یا
لیجئے اب ہمارے مقابلہ کوئی نہ نکلے تمام لشکر میں چرچا ہوا کہ اب امیر باتوقیر خود مقابلہ کرینگے
تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے یکایک امیر اپنے مرکب سمند جنگی کو چمکا کر سامنے تخت شاہی کے
آئے اجازت جنگ چاہی بادشاہ نے آستین مرصع بنشستہ جھاڑی اور فرمایا کہ سپرد بپروردگار
کیا امیر عالی شان نے رخ میدان کارزار کا کیا امیر کو آتے دیکھ کر شہریار بڑھا اور بعزم کارزار
جھپٹا اُدھر سے امیر نے مرکب کو جولان کیا وسط میدان میں ملاقات ہوئی کہ سینہ سے سینہ
مل گیا تھا نے کی صدا بلند ہوئی دونوں سپرین اس طرح لڑیں کہ جیسے ولولہ ابر بلکہ گرج گئے سات
قدم مرکب شہریار کا اور پانچ قدم گھوڑا امیر ثانی کا پسپا ہوا پاؤں کو جدا جدا کر ایک نے دوسرے کا
سامنا کیا بعد گفتگو کے بسیار شہریار نے نیزہ مارا امیر نے نیزے سے رد کیا رد و بدل ہونے لگی
نیزے بند بند ہوگئے اور کھٹنے لگے دونوں نیزے بزبان نیزہ میں گفتگوئے جنگ میں مصروف تھے یہ
معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ باہم لڑ رہے ہیں یا دو مظلوموں کی تلاش اتر رہے اژدہا اجابت میں

ٹکرا رہی ہیں یا دو تیر شہاب آسمان پر سے برابر زمین پر آئے ہیں کہاں تک بیان کیا جائے کہ ساڑھے تین سو
طعن کی نوبت بہم پہونچی آخرکار ایک مقام پر امیر با توقیر نے چھڑ بر چھڑ نیزہ ماری اور نیزہ شہریار کو اپنے نیزے
سے پیچ کر کے جو جھٹکا مارا قریب تھا کہ نیزہ ہاتھ سے شہریار کے نکل جائے مگر شہریار بھی استاد اور ہوشیار تھا
کہ نیزہ ہاتھ سے چھوڑا مگر سنان نیزہ نکل گئی چوب نیزہ ہاتھ میں مارے شعلۂ آتش نکل گیا یا آہ مظلوم سے اثر
جدا ہوا ڈانڈ کو فضول جان کر شہریار نے پھینک دیا اور غیظ و غضب میں آ کر گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو جو کہ وزن میں پندرہ سو من کی ضرب اٹھا کر سر پر چرخ دے کر خبردار خبردار کہتا ہوا جھپٹا اور صاحبقران
نوشیروان پر وار کیا امیر نے بھی گرز سام بن نریمان کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر گرز شہریار جو گرز پر
پڑتا ہے العظمت للہ تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب
غرق زمین ہو گیا امیر کے پسینہ تا بہ سینہ آ گیا مگر ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم رہے شہریار نے نعرہ
کیا کہ زدم دست کردم تو خبر امیر کی دیکھو کہ کیا گذری مہتر رضوان بن عمرو جلدی سے قریب گرد کے
آیا اور گرد گرد کے چرخ ادھر اندر گرد کے در آ آ دیکھا تو آنکھیں بند ہیں صاحبقران کی اور بہر بن
سر سے بسینہ خطا ہو رہی مگر زبان پر واہ واہ کا کلمہ جاری ہے ضرب شہریار کی تعریف فرما رہے ہیں رضوان نے
آواز دی یا صاحبقران ہوشیار ہو جئے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے ادھر لاجورد شاہ نے کہا
من چہ تقدیر کردم ای بت گمان من شناسید این شہریار کو صاحبقران بنا لگا اور نقارہ شادمانی کو
حکم دیا ادھر لشکر لاجورد شاہ میں طبل شادمانی بجنے لگا اور غل ہو گیا کہ خداوند کہتا ہے میں نے شہریار کو
امیر پر غالب کیا یعنی امیر مارے گئے لیکن ادھر تو اہل فرنگ حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ پڑا ہی ہم سے
پوچھتے لوگ یہ جس ہارے ہیں ادھر اہل اسلام متحیر تھے کہ کفار میں کس بات کی خوشی ہے میں امیر نے گرد
سے نکل کر آواز دی کہ کرار ذی وکر الست کر دی حریف تیرا میں موجود ہوں اور گرز سام بن نریمان
اٹھارہ سو من کی ضرب اٹھا کر آواز دی شعر تو ضربے زدی ضرب با ہوش کن ☆ ہمہ شادی از دل فراموش کن +
یہ فرما کر جو گرز گران سر کو سر پر چرخ دیکر سر شہریار پر وار کیا شہریار نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ
کیا لیکن گرز جو امیر کا سر گرز پر پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ پر کوہ پھٹ پڑا تراقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا کمر مرکب شہریار کی ٹوٹی پسینے میں غرق
ہو گیا مارے دہشت کے مثل بید کے تھر تھر کانپتا تھا امیر نے نعرہ کیا کہ زدم کردم تو خبر اس کی دیکھو
کہ کیا گذری طیفور شیر دل جھپٹ کر آیا چھاگل پانی کی ہاتھ میں تھی چھینٹے دے دے کر گرد کو ہٹایا دیکھا
کہ شہریار آنکھیں بند کئے ہوئے بیہوش کھڑا ہے سر سے پسینہ جاری ہے طیفور نے آواز دی
او شہریار ہوشیار ہو جئے مگر یہ آواز نہ آئی ادھر لشکر لاجورد شاہ میں جو طبل شادمانی بجتا تھا
اس کی صدا موقوف ہو گئی لوگ پوچھنے لگے یا خداوند اتنی جلدی آپ نے تقدیر پلٹ دی یہ کیا
تھا یہ تو خداوند کسی کو خوش کسی کو ناخوش کرتا ہے یہ کھیل ہیں قدرت کے تم ہیں اس میں کیا دخل ہے سب
خدا خوش ہو رہا ہے بعضے جو اہل فہم سے تھے ان کے اعتقاد برگشتہ ہو گئے کہ عجب طرح کا کلمہ یا خداوند
ہے کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ بکنے لگتا ہے یہ محض مسخرا شخص ہے خاص مسند کا گدھا ہے جو چاہتا ہے بکتا ہے
اہل فرنگ سمجھ گئے کہ لاجورد شاہ ہمارا طرف دار ہے اور اہل اسلام پر بھی راز کھل گیا الحاصل مہتر

لطیفور شیر دل نے شہریار کو پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا پوچھا مزاج کیسا ہے شہریار بولا واقع میں امیر
کی قوت و طاقت کا جواب نہیں ہے اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالے دیکھا تو مرکب کلی ہو چکا ہے شہریار نے
زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر جھپٹا کہ امیر کے مرکب کو بھی پی کر ڈالوں صاحبقران نے دیکھا کہ یہ ارادہ
فاسد آتا ہے کود پڑے توسن سے شہریار نے تلوار سپر ہاتھ سے رکھ دی اور امیر سے لپٹ گیا امیر نے بھی
گریبان میں ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی ادھر بیسائے فرنگی مع سرداران نامی و گرامی قریب آگیا تخت
بچھوادیا خیمہ برپا کروا کر تماشائے تلاش میں مصروف ہوا ادھر سرداران امیر باتوقیر مع بادشاہ اسلام
پاس سے تماشا دیکھنے لگے چھولداریاں اور خیمے استادہ ہو گئے دنگل اور کرسیاں بچھ گئیں ادھر لاجورد
شاہ اپنے سرداروں سمیت تماشا دیکھنے لگا سب کو یقین ہے کہ اس کشتی کا فیصلہ جلد ہونا دشوار ہے کیونکہ
دو شیران ببر کی جنگ ہے دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے لیکن وہ دونوں شیر گتھے ہوئے ہیں کلہ بکلہ زور
ہو رہے ہیں اگر امیر شہریار کو پکڑ لاتے ہیں تو شہریار یکدم بھر نیچے نہیں ٹھہرتا صاف نکل جاتا ہے اگر شہریار
امیر کو پکڑ لاتا ہے امیر بھی صاف نکل جاتے ہیں جوڑ اکھیڑ پچھاڑ کا بنتا ہو رہا ہے دیکھنے والے وجد کر رہے
ہیں آنکھیں لڑ رہی ہیں دونوں لڑ رہے ہیں اسی ہنگام میں وقت آکر پہونچا کہ خیمہ سپہر گرداں میں چراغ
کواکب کا انتظام ہوا مشعل ماہ فروزاں ہوئی دونوں طرف سے میدان جنگ میں روشنی آئی ایک ایک کو
شیر کا آیا امیر باتوقیر و شہریار نامدار نے دودھ پیا اور پھر تند رہونے لگے دم بھر میں سب دودھ پسینہ کے رستے
بہ گیا دیکھنے والوں کی پلک نہیں جھپکی آنکھیں لڑ رہی ہیں اور وہ دونوں دلیر مصروف پیکار
ہیں اس طرح لڑ رہے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے ابھی کشتی شروع ہوئی ہے نہ ادھر تیور پر بل ہیں نہ ادھر جبیں پر
شکن ہوا اسی ہنگام میں صبح ہو گئی دیو سفید سحر زنگی شب پر غالب آیا مگر یہاں کشتی کا رنگ بدستور ہے
کوئی کسی پر غالب نہیں ہوتا بالکل بے پروا دونوں جنگ آزما لڑ رہے ہیں یہاں تک کہ یہ دن بھی تمام
ہوا اور وقت شب کا ہم پہونچا کہاں تک بیان کیا جائے کہ چھ شبانہ روز کشتی رہی اب ساتواں دن ہے
کشتی ہو رہی ہے مگر دیکھنے والوں کی یہ کیفیت ہے کہ آنکھیں آشوب کر آئی ہیں جالے جاتے ہیں عجب
حال ہو گیا ہے ورم چہرے پر آگیا ہے امیر کی یہ کیفیت ہے کہ رہتے رہتے پلک سے پلک بند ہوئی جاتی
ہے چھ راتیں گذر چکی ہیں کہ سونا نصیب نہیں دم لینے کی فرصت نہیں ملی ہے شہریار آواز دیتا ہے
کہ یا امیر میدان جنگ ہے خوابگاہ نہیں ہے ہوشیار ہو جیے امیر چونک کر پھر زور کرنے لگتے ہیں کبھی
شہریار پینترا کرتے کرتے کاندھے پر صاحبقران کے سر رکھ کر سو جاتا ہے امیر بازو ہلا کر چونکاتے ہیں اور
فرماتے ہیں کہ اے شہریار بے خبر مطمئن ہوا تھا ابھی خبر ہوئے کہ سو جاتا ہے یہ میدان نہ ہے ہنگامہ زور آغوش مادر
شہریار چونک کر پھر زور کرنے لگتا ہے جب صبح ہوگئی لوگ سمجھ گئے ہیں سولی پر بھی نیند آتی ہے کہ دونوں
اولو العزم صاحب جدا ہیں چھ روز سے برابر جاگ رہے ہیں اب ساتواں دن شروع ہوا ہے کوئی دو
گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ شہریار نامدار نے امیر سے کہا کہ یا امیر یہ دور آخر ہے ہوشیار رہیے گا اور
دونوں بازو امیر باتوقیر کے استوار تھامے اور سر سینے سے ملا کر جو زور کرتا ہے سات قدم امیر کو دوڑا
لے گیا جھٹکا جو مارا دہنا گھٹنا امیر کا آشنا زمین ہو گیا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو جھکا مارتا ہے لنگر
صاحبقران کا توڑا کوئی دو بالشت امیر زمین سے بلند ہوئے تھے کہ لشکر فرنگستان میں طبل

ظفر بجنے لگا لوگ خوش ہوئے کہ شہریار نے امیر کو اٹھا لیا لیکن رضوان بن عمرو پکارا کہ واقع میں
یا صاحبقران ہر وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا زمین بھی انسان کو چاہتی ہے کہ اپنی پشت پر نہ رہنے دوں
سچ ہے آپ ضعیف ہیں حریف جوان ہے اب شہریار امیر کو تا بہ کمر لے آیا ہے چاہتا ہے زور کرکے سر سے
بلند کرکے زمین پر ماروں لیکن صاحبقران نے غیرت میں آکر جو لنگر مارا ہاتھ سے شہریار کے چھوٹ کر
کمر تک غرق زمین ہو گئے اب امیر نے بازو شہریار کے تھامے اور سینے سے ملا کر فرمایا کہ میں بھی اب
زور آخر کرتا ہوں اے شہریار ہوشیار ہو جا اگر اس زور میں ہم نے تمہیں نہ زیر کیا تو بغیر زیر ہوئے تیری
اطاعت اختیار کرتا ہوں شہریار نے کہا بسم اللہ ہوس دل میں نہ باقی رہ جائے اور لنگر قائم کرکے
کھڑا ہوا لیکن امیر نے جو زور کیا لنگر نہ اس کا قائم ہو سکا اور صاحبقران شہریار کو نو قدم دوڑا لیے گئے
اور داب جو ہکا مارا تو دونوں گھٹنے آشنائے زمین ہوئے بس وہیں سے کمر زنجیر کا بند پکڑ نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچ کر جو زور کیا تا بہ کمر اٹھا لائے طیفور نے آواز دی اے شہریار دلاور ابھی تک تو امیر کو آپ پر
فوق نہیں ہے کمر تک آپ نے بھی اٹھا لیا تھا کمر تک امیر بھی اٹھا لائے ہیں مگر ہاں اب آگے
نہ بڑھنے دیجئے گا شہریار نے بل لا کر لنگر مارا مگر امیر کب چھوڑتے ہیں ہاتھ کو وہیں روکا اور فرمایا کہ اچھی
طرح تڑپ لے ہر چند شہریار نے لنگر مارے کچھ نہ ہو سکا اب جو زور کیا امیر باتوقیر نے تو تا بہ سینہ
لائے پھر شہریار تڑپا کہ کسی طرح ہاتھ سے چھوٹ جاؤں ممکن نہ تھا تیسرے زور میں امیر نے سر سے بلند
کرکے زمین پر مارا اور باندھ کر مشکیں رضوان بن عمرو کے سپرد کیا اور با فتح و فیروزی طبل شادمانی بجاتے ہوئے
طرف بارگاہ سلیمانی کے پھرے ادھر سپاہ فرنگی نہایت حیران و پریشان محزون و دردناک اپنی
بارگاہ میں آیا لاجورد شاہ ملعون اپنے لشکر سمیت اپنے فرودگاہ پر گیا امیر نے شہریار کو تو زندان خانے میں
بھیج دیا آپ لباس رزم کو دور کرکے غسل فرمایا خاصہ تناول فرما کر سو رہے جب دوسرا دن ہوا بارگاہ
میں تشریف لائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوس فرما ہوئے سرداران نگون کرسیوں پر بیٹھے جب
تمام دربار مملو ہو گیا امیر نے کہا کہ لاؤ شہریار کو داروغہ زندان شہریار کو اسیر غل و زنجیر سامنے
امیر کے لایا پوچھا امیر نے کہ میں نے تمہیں کیونکر زیر کیا شہریار نے کہا جس طرح بہادر بہادروں
کو زیر کرتے ہیں فرمایا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے میں شہریار نے کہا ایک شرط سے قسم یا وہ کیا
عرض کی کہ اگر شاہزادہ بدیع الملک کو میرے ساتھ تنہائی میں بھیج دیجئے تو عرض کر دوں امیر نے
بدیع الملک کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جاؤ دیکھو کیا کہتا ہے بدیع الملک شہریار کو لیے ہوئے اپنے
خیمہ میں آئے اور تخلیہ کرکے پوچھا شہریار رونے لگا اور کہا کہ اگر امیر باتوقیر اپنی دختر بلند اختر کا عقد میرے
ساتھ کر دیں تو مجھے بھی کوئی عذر نہیں ہے اور یقین ہے کہ ملکہ ماہ جرہ بانو میرے ساتھ عقد ہونے میں انکار
نہ کریں گی کیونکہ اُنھوں نے نقابدار کو ہیں پوش بنکر اکثر وقت تخت میں میری مدد بھی کی ہے اور شکار پر جا کر
تیر عشق کا شکار ہوا اور سب ماجرا مفصل بیان کیا بدیع الملک نے گردن نیچی کر لی اور دل میں خیال کیا کہ
امیر غیر خاندان والے کے ساتھ عقد کرنا کب منظور کریں گے افسوس کہ شہریار مفت مارا جائیگا کہا اے برادر میں
سعی و کوشش کروں گا مگر امید نہیں کہ امیر ایسے امر کو گوارا کریں کیونکہ تم اُس خاندان سے اور اولاد
ابراہیم سے نہیں ہو شہریار نے کہا اگر امیر نہ منظور کریں گے تو مجبور ہوں گا گوارا ہے اور یہ داغ دل پر

لیکن زندگی منظور نہیں ہے بدیع الملک دیکھا مے آکر تمام ماجرا بیان کیا بس یہ سننا تھا کہ چہرہ
امیر با توقیر کا غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ اب میں شہریار کو مع ماجرہ بانو کے قتل کروں گا چارجی
سے کہو چارج دے کہ جسے بچانا ہو آکر بچائے کل شہریار قتل ہوگا یہ سننا تھا کہ تمام اہل دربار کے جسم
میں تھرتھری پڑ گئی کہ غضب ہوا امیر کو غصہ آ گیا اب شہریار ضرور قتل ہوگا اور ساتھ اس کے
ملکہ ماجرہ بانو جدا بیقصور قتل ہو گی افسوس ہر شخص دل میں دعا کرنے لگا کہ پروردگارا تو رحم کر حال پر
ملکہ ماجرہ بانو کے لیکن یہ خبر ہر دم پر دم ملک پرستیاسے فرنگی کو پہنچتی رہتی تھیں کہ دیکھیں دوبارہ
شہریار کیا ہوتا ہے جس وقت قتل شہریار کی خبر پہنچی پرستیاسے فرنگی رونے لگا پہلوانان صف شکن
آمادہ ہوئے کہ ہم جا میں چھین لیں اور اپنے آقا کو چھڑا کر چھڑا لاتے لیکن پرستیاسے فرنگی نے کہا
کیا ہو سکتا ہے امیر کی اتنی بڑی فوج جہاں پانچ ہزار پانچ سو چھپن افسر ہیں اور ایک ایک رستم
زمانہ افراسیاب وقت ہے تم سب مارے جاؤ گے اور کچھ نہ ہو سکے گا لیکن مہتر طیفور شیر دل نے کہا کہ
اے بادشاہ آج شب کو میں جا کر شہریار کو لے آؤں گا یہ تو اس فکر میں ہے وہاں چارجی نے چارج دیا
کہ کل شہریار قتل ہوگا تمام لشکر اسلام و سپاہ لاجورد شاہ و فوج ملک پرستیاسے فرنگی میں تہلکہ
مچ گیا کہ ایسا بہادر قتل ہو جائیگا اب وہ وقت آیا کہ آسمان کی سیاہی شب دوڑنے لگی گویا فلک نے مارے
شرمندگی کے نقاب اپنے چہرے پر ڈالی کہ ایسا بہادر تیرے دور میں قتل ہو جائیگا یا یوں کہئے کہ پہلے سے
لیلی شب نے غم میں بال اپنے بکھرا دیے ہر طرف لشکروں میں روشنی ہوئی طلایہ کا گشت پھرنے لگا
آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہوئی شہریار کو پھر زندان خانہ میں بھیج دیا تھا لیکن وہاں ملکہ
ماجرہ بانو نے جو خبر شہریار اور اپنے مرنے کی سنی تھی اپنے ایک حجرے میں بیٹھ کر بال سر کے
بکھرا دیے اور رونا شروع کیا اور درگاہ رب بے نیاز میں دعا کرنا شروع کی کہ اے کس بیکساں و اے
یاور غریباں مجکو اپنے قتل ہونے کا غم ہے نہ شہریار کے مرنے کا صدمہ ہے الا اپنی رسوائی کا خیال ہے
جس وقت دنیا میں یہ خبر مشہور ہوگی کہ امیر نے ماجرہ کو قتل کر ڈالا یہ کوئی نہ سمجھے گا کہ شہریار اسیر
عاشق تھا تو ماجرہ کی کیا خطا تھی تمام عالم یہی کہے گا کہ ماجرہ بھی اسیر عاشق ہوگی ورنہ امیر قتل
کرتے پروردگارا تو بہتر و برحق جانتا ہے کہ اب تک میرے دامن عصمت میں کسی طرح کا داغ نہیں لگا ہے یہاں ملکہ
تو اسی عالم میں ہے وہاں مہتر طیفور شیر دل برائے رہائی شہریار لباس شب روی تن پر آراستہ کر کے
چل چکا ہے جس وقت زلف لیلائے شب کمر تک پہنچی طیفور لشکر امیر میں صورت عمر ثانی کی بنکر داخل
ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہے اہل لشکر میں جس نے دیکھا کہا آئیے خواجہ آپ کہاں تھے عمرو نقلی نے کہا
چپ رہو اگر حمزہ نے کام نکالا دیگا یا قتل کر ڈالیگا صحرا صحرا پھرا کرتا ہوں لیکن تم لوگوں کی محبت پھر
یہاں تک کھینچ لائی سب کو دیکھ بھال کر چلا جاؤں گا لوگ چپ ہو رہتے ہیں طیفور اس طرح سیر کرتا
ہوا دروازہ زندان پر پہنچا داروغہ زندان نے جو عمرو کو دیکھا کہا خواجہ آپ کے نہ ہونے سے عیار
بہت پریشان ہیں سب کا دھیان آپ میں لگا ہوا ہے امیر شاہی سب بیدل ہو رہے ہیں طیفور
نے کہ جو صورت عمرو کی بنا ہوا تھا آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی کہا کہ دیکھی بے مروتی تمنے اس عرب کی
داروغہ زندان نے کہا خواجہ ہم کیا کہیں یا تک ہیں انکو کچھ کہ سکتے ہیں عمرو نے کچھ کھیل جنگلی جیب سے

نکالکر دیے کہ اجو انھین پر گذرا ہوتا ہو کسی کے ذکر مین نہ چاہیں اپنے خدا کے ملازم ہین یہی تقدیر ہی ہے یہ سنکر
داروغۂ زندان نے کہا کہ سر آنکھون پر مصرع هرچہ از دوست میرسد نیکوست؛ یہ کہکر عمرو نے وہ پھل لے
لیے عجب طرح کی خوشبو اُن پھلون مین سے آتی تھی داروغۂ زندان نے ایک ایک پھل اور دربانون
کو بھی تقسیم کر دیا باقی پھل آپ کھانے لیے نہ سمجھے کہ مزا اسکا اچھا نہین بجز تلخ کامی کے کوئی لذت حاصل
نہوگی یکایک ان پھلون نے گرمی کی داروغۂ زندان نے کہا خواجہ مزاج ان اثمار کا نہایت گرم معلوم
ہوتا ہے عمرو نے کہا بیشک گرم تو ضرور ہین مگر انتہا کی بیچینی ہے داروغۂ زندان واسطے پانی پینے کے اٹھا
تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چیخ کھا کر زمین پر گرا لوگ سنبھالنے کے واسطے دوڑے مگر جو اٹھا
وہ بیہوش ہو کر گرا طیفور اندر زندان کے آیا قفل جلدی جلدی کھول کر کے شہریار کو سلام کیا اور کہا
کہ غلام جان پر کھیل کر آیا ہی چلیے شہریار نے کہا اے طیفور تو نے بڑی بھلائی کی لیکن مین نجاؤنگا اگر
یہان سے نکل کر بھاگ جاؤن تو خلقت خدا کو کیا منہ دکھاؤنگا طیفور نے کہا کل قتل ہو جائیگا شہریار نے
کہا جس طرح ایک دن مرنا ہو تو جیسے آج ویسے کل ماسوا اسکے اگر مین یہان سے بھاگ ہی گیا تو مگر یہ
ماجرا باپ کو کس طرح بتاؤنگا لہذا اس زندگی سے بہت بہتر کہ اسی کے باپ کے ہاتھ سے مین قتل
ہوتا ہون جس وقت وہ سنیگی انکو یہ تو معلوم ہوگا کہ شہریار ہماری محبت مین مارا گیا جان دیدی مگر الفت
سے نہ باز آیا اگر مین بھاگ کر چلا گیا تو وہ بھی یہ خیال کرینگی کہ شہریار کو بھلا خیال تھا جو یہان سے جان بچاکر
بھاگ گیا اے طیفور اگر کہین ملکہ سے ملاقات ہو جائے تو ہماری طرف سے کہہ دینا کہ تمھاری محبت
مین شہریار قتل ہو گیا مگر ترک الفت کو گوارا نکیا۔ یہ کہکر رونے لگا طیفور نے دیکھا کہ یہ نجائیگا اور
انجام کار صبح کو قتل ہو جائے گا رومال سے آنسو شہریار کے پونچھنا شروع کیے شہریار نے کہا اے
طیفور عطر اس رومال مین ملا ہوا ہی الله قوی سے آنسو پاک کر رہا ہی اگر آنکھ مین ہاتھ لگ گیا تو یہ
آنسو اور بہینگے مگر خوشبو عطر کی جو ناک مین جاتی ہو شہریار چھینک مار کر بیہوش ہو گیا طیفور نے
جلدی سے ہتھکڑیان بیڑیان شہریار کی کاٹین اور پشتارہ باندھ کر دوش پر لگا زندان خانہ سے نکلا روانہ
ہوا جہان کہین ذرا کھٹکا ہوتا تھا طیفور مع پشتارہ شہریار چھپتا چھپاتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ جب حد لشکر
سے نکل گیا سیدھا خدمت مین ملکہ ریماسا فرنگی کے آیا اور پشتارہ سامنے رکھدیا ریماسا
فرنگی نے کہا کھولو پشتارہ کو اور ہوشیار کرو شہریار کو جس وقت پشتارہ کھولکر شہریار کو ہوشیار
کیا دیکھا شہریار نے کہ ہم مین اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہون جانا کہ خواب دیکھ رہا ہون پھر آنکھ بند کر لی طیفور
نے عرض کی اے شہریار یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہی آپ اپنی بارگاہ مین ہین مین آپکو بیہوش کر کے
لے آیا ہون بس یہ سنتا تھا کہ شہریار نے اٹھکر ہاتھ طیفور کا پکڑا اور کہا غضب کیا تو نے کہ
مجھکو رسوائے عالم کیا امیر یہی سمجھینگے کہ شہریار از خوف جان سے بھاگ گیا لہذا مجھکو بھی سزا دلواؤنگا
کہ قصور اسکا ہی میرا نہین ہی مجھکو بیہوش کر کے زندانخانہ سے لے گیا تھا اور خود پھر ہتکڑی بیڑی
پہن لونگا ریماسا فرنگی نے سمجھایا اور کہا کہ اے فرزند بغیر تیرے میری زندگی کیونکر ہوگی شہریار
نے کہا ایسا فرزند ننگ خاندان خدا کسی کو نہ دے جب مین زیر ہوگیا امیر سے تو پھر میرا زندہ رہنا
مر جانے سے بدتر ہو آپ سمجھے گا کہ شہریار پیدا ہی نہین ہوا تھا اور مین وصیت کیے جاتا ہون کہ بعد

میرے آپ اطاعت امیر ثانی کی قبول کیجیے گا وہ مرتبہ اعلیٰ کو پہونچا ملینگے اور میرے ایمان لانے مین لوگ
یہ کہینگے کہ شہریار بخوف جان مسلمان ہوگیا یہ کہکر ہاتھ طیفور کا پکڑے ہوے پیدل اُسی وقت طرف لشکر
امیر با توقیر کے روانہ ہوا ایمان امیر ثانی جو صبح کو بیدار ہوے فریضہ سحری سے فراغت کرکے خدمت بادشاہ
اسلام مین حاضر ہوے اور بادشاہ کے ساتھ میدان خونی مین تشریف لائے دیکھا کہ چبوترہ ریت کا
بنا ہوا تیار ہے دارین استادہ ہین جلاد تلوارین برہنہ لیے ہوے استادہ ہین تمام سرداران لشکر اسلام تماشے
مین جوانی شہریار پر افسوس کر رہے ہین بعضے زمرہ دل منھ پھیر پھیر کر رو رہے ہین لیکن لشکر ملکہ
پر سیپسائے فرنگی سے کوئی بعزم مجادلہ نہین آیا ہے سب کو حیرت تھی کہ افسر لشکر قتل ہو اور کوئی خبر تک نہ لے
بعضے کہتے تھے کہ ہر شخص کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے کس کے واسطے کون مرتا ہے اتنے مین داروغہ زندان
روتا پیٹتا پہونچا کہ رات کو کوئی عیار خواجہ عمرو ثانی کی صورت بنکر ہمکو بیہوش کرکے شہریار کو لے گیا امیر
کو پہلے تو یہ گمان گذرا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کام اسی زندان درزد کا ہے دوسرے کا یہ جگر نہین ہے جو اتنے بڑے
لشکر مین آکر ایسا کام کر جائے داروغہ زندان پر عتاب ہوا کہ جب عمرو بصورت اصلی آیا تھا تو تمنے اُسے
کیون نہ گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے تم عمرو سے میل رکھتے ہو اُسی وقت داروغہ زندان کو قید شدید کا حکم
ملا داروغہ بیگناہ قید مین بھیجا گیا اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یا امیر جہتر طیفور شیر دل عیار شہریار کو
اُسکو رہا کر لیگیا تھا لیکن شہریار ایسا بہادر و دلاور ہے کہ اس حرکت پر اُسنے اپنے عیار کو بھی اسیر کیا اور
اُسے لیے ہوے آتا ہے یکایک سامنے سے شہریار نمودار ہوا اور سامنے امیر کے آکر عرض کی کہ یہ مجھکو
مجھکو بیہوش کرکے زندان سے لے گیا تھا مین خود سے نہین گیا تھا مین اسے بھی لیتا آیا ہون جیسی چاہیے
سزا طیفور کو دیجیے اور آپ جاکر چبوترے پر ریت کے بیٹھ گیا گردن جھکائی اور کہا حکم دیجیے جلاد کو
کہ مجھے قتل کرے اس جرأت پر شہریار کی سب وجد کرنے لگے امیر کو بھی شرم آئی کہ ایسے بہادر کو
کیا قتل کردون مگر جب خیال ملکہ باجرہ کا آتا تھا منھ غصہ سے لال ہوجاتا تھا امیر سر جھکائے کھڑے مین کچھ
کچھ بن نہین پڑتا لیکن عیار کو تو امیر نے اُسی وقت رہا کر دیا اور فرمایا خبردار اے طیفور اب ایسی حرکت
نکرنا طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران میرا منصب یہی تھا کہ جیسا مین نے کیا اور اب بھی آپ رہا
کر دیجیے گا تو مین پھر ایسا ہی کرونگا جہانتک ہوسکے گا اپنے مالک کو بچاؤنگا چاہے آپ قتل کر ڈالیے
جب مالک کا وقت آخر ہے تو ہم کس امید پر اپنی جان بچائین بہتر ہے کہ طرف ملک عدم کے ساتھ جائین
کہ دیکھنے والون کو یہ افسانہ یاد رہے کہ دنیا مین نمک حلال بھی ہوتے ہین سب نمک حرام ہی نہین
ہوتے ہین یہ کہکر رونے لگا اور شہریار بار بار کہہ رہا ہے کہ یا امیر اب یہ ذلت و خواری میرے واسطے
کہانتک رہیگی کہ گردن جھکائے بیٹھا ہون جلد حکم میرے قتل کا دیجیے امیر کو کچھ بن نہین پڑتا ہے کہ یکایک
جانب آسمان سے کچھ ٹکڑے ابر کے نمودار ہوے اور آواز نقارون کے بجنے کی آئی سب جانب آسمان
دیکھنے لگے یکایک وہ ابر قریب آکر شق ہوے دیکھا کہ سلیمان اعظم مرکب پر سوار اور لاکھ دیو مرکب
کو اُنکے اُٹھائے ہوے اور بہت سے آدم زاد دیوون پر سوار چلے آتے ہین لیکن سلیمان اعظم
نے امیر با توقیر کو سلام کیا اور عرض کی کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے کون قتل ہوتا ہے امیر نے ماجرا شہریار کا بیان
کیا سلیمان اعظم جرأت شہریار پر وجد کرنے لگے اور دل مین سوچے کہ اگر یہ بچگیا تو ہماری صف مین

شریک ہوگا اہل دل وجگر کے لوگ اُسی طرف ہین جی کی میرے کہ یا صاحبقران میری خاطر سے آج
کا قتل ملتوی رکھیے مین بھی اُسکے معاملہ کو سمجھ لون پھر آیندہ حضور کو اختیار ہی کچھ تو امیر بھی اُسکے
قتل مین متردد تھے کچھ سلیمان اعظم کے کہنے کا خیال کر دیا کہ خیر آج قتل شہریار کا ملتوی رکھو اور شہریار
سے کہا کہ جاؤ اپنے لشکر کو کل دیکھا جائیگا شہریار نے کہا اب مین اپنے لشکر مین کیا جاؤنگا مین لشکر کو
مُنھ دکھانے کے لائق کب ہون بہتر ہی کہ پھر مجھ کو قید کیجیے امیر نے فرمایا تمھارے قید کرنے کی
کچھ ضرورت نہین ہی شہریار زندان کا پتہ پوچھتا ہوا چلا اور قید خانہ مین آکر خود ہتھکڑی بیڑی پہنکر بیٹھ رہا
یہان سلیمان اعظم ناموس مین آئے بہنون بھاوجون ماؤن سے ملے چھوٹون نے بندگی کی بڑون نے
پیشانی پر بوسہ دیا گلے سے لگایا بعد دعوت وضیافت سب اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے لیکن آج شب کو
جو امیر ثانی نے آرام فرمایا عالم رؤیا مین دیکھا کہ جناب ابراہیم علے نبینا وآلہ وعلیہ السلام تشریف لائے
ہین اور فرماتے ہین کہ اے امیر ثانی اے فرزند دلبند شہریار کو کچھ خبر نہین ہی تحقیق سب مین سے ہی یہ بیٹا ہی
ایرج نوجوان کا بطن سے ملکہ گوہر تاج کے تمکو تفتیش کے بعد معلوم ہو جائیگا اور نہین دیکھتے ہو کہ
نشانیان ہماری اولاد کی اُسمین موجود ہین اور بعد مسلمان ہونے کے تمکو لازم ہی کہ عقد شہریار کا ملکہ
ماجرہ کے ساتھ کر دینا خواب دیکھکر امیر کی آنکھ کھل گئی صبح کو بعد از فراغ فریضہ سحری خدمت بادشاہ مین
آکر سب حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر آپ سچے آپ کا خواب سچا لیکن خالق خدا کیونکر مانیگی
اور خود شہریار کیونکر سمجھیگا کہ مین ایرج کا بیٹا ہون لوگ یہی کہینگے کہ شہریار دریا دل تھا امیر قتل کرنا
اُسکا مناسب نہ سمجھے اور اپنے خاندان سے اُسکو ظاہر کرکے دختر کا عقد کر دیا امیر نے کہا پھر کیا تدبیر
ہو جو یہ راز افشا ہو بادشاہ اسلام نے کہا سب سردارون کو جمع کرکے رائے لیجیے غرضکہ اسوقت
پھر یہ ذکر ملتوی رہا جب دربار کا وقت آیا اور سب سردار جمع ہوے دیکھا امیر نے کہ رنگ رو
ایرج نوجوان کا متغیر ہی امیر نے فرمایا کہ بیشک یہ اسی کا بیٹا ہی یہ محبت پدری جوش مار رہی ہی جو
حال ایرج کا دگرگون ہوا جاتا ہی لیکن بادشاہ اسلام کی یہ رائے ہوئی کہ یا امیر جیسا ایرج کے بارے مین
صاحبقران اول نے فرخ بازرگان سے تحقیق کیا تھا ویسا ہی آپ پیر سیباے فرنگی کے ساتھ
کیجیے تو شاید یہ حال کھلے امیر کو رائے بادشاہ اسلام کی پسند آئی اور سلیمان اعظم کی طرف دیکھ کر فرمایا جو دیو تمھارے
ہمراہ آئے ہین اُنمین سے کسی کو طلب کرو سلیمان اعظم نے تندک کو بلوا بھیجا دیو تندک حاضر ہوا امیر نے
فرمایا کہ جاؤ اور پیر سیباے فرنگی کو بلا لاؤ دیو تندک تو پیر سیباے فرنگی کے لینے کو روانہ ہوا یہان
امیر نے شہریار کو طلب کیا شہریار حاضر دربار ہوا امیر نے دنگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا اور دست
شفقت پشت پر رکھا اور کہا اے شہریار آگاہ ہو کہ تو ہم مین سے ہی اور فرزند ہی ایرج نوجوان کا یہ
سُننا تھا کہ شہریار کا چہرہ سرخ ہو گیا اور کہا یا امیر یا تو مجھکو قتل کر ڈالیے یا زندان مین پڑا رہنے
دیجیے ایسی ایسی باتین سننے کی مجھے تاب نہین ہی آپ نے مجھے زیر کیا ہی تو کیا گالیان بھی دیجیےگا بہادر
ایسی باتین نہین سن سکتے اب ایسا کلمہ نہ ارشاد کیجیےگا امیر نے خواب اپنا بیان فرمایا شہریار نے کہا
آپ سچے آپ کا خواب سچا مین کیونکر یقین جانون باپ میرا پیر سیباے فرنگی موجود ہی اور آپ فرماتے ہین
کہ تو ایرج کا بیٹا ہی امیر نے فرمایا اے شہریار واللہ تمھاری تضحیک کی غرض سے یہ کلمہ مین نے نہین کہا تھا

تم بجز انما نواب تا وقتیکہ یہ امر مثل آفتاب کے ہر شخص پر روشن ہو جائیگا میں کچھ نہ کہونگا اور جیسا کچھ تم پر
بھی ظاہر ہوا جاتا ہی اتنے میں دیو تندک نے پرسیماے فرنگی کو لا کر حاضر کیا پرسیماے فرنگی کا ڈر کے
مارے خوف کے کانپ رہا تھا امیر سے کہا یا صاحبقران مجھکو کس لیے یاد فرمایا ہی امیر نے ارشاد کیا میں نے
تجھیں اس واسطے بلوایا ہی کہ سچ سچ حال شہریار کا بیان کر وہ کسکا بیٹا ہی اور تمنے اسے کیونکر پایا پرسیماے
فرنگی نے کہا یا صاحبقران بڑے غضب کی بات ہی کہ میرا بیٹا اور آپ مجھسے پوچھتے ہیں کہ وہ کسکا
بیٹا ہی امیر نے فرمایا دیو تندک سے کہ یون نہ بتائیگا اسے لیجا کر بلندی آسمان پر سے پھینکدو
اگر بتانے کا اقرار کرے تو نہ پھینکنا ورنہ اس طرح پھینکنا کہ زمین تک آتے آتے اسکا کام تمام ہو جاے
دیو پرسیماے فرنگی کو لیکر اڑا پرسیماے فرنگی نے دیکھا کہ اب اگر راست راست نہیں بیان
کرتا ہون تو جان نہیں بچتی معلوم ہوتی تندک سے کہا کہ میں سچ سچ بیان کرونگا مجھکو نہ پھینک دیو تندک
پرسیماے فرنگی کو لیکر پھر زمین پر آیا امیر نے فرمایا بیان کر پرسیماے فرنگی نے [illegible] کہا یا
امیر واقع میں فرمانا آپکا بہت درست ہی کہ شہریار میرا فرزند نہیں ہی مگر ہزار فرزند ہون تو امیر ست
شمار میں میں شکار پر گیا ہوا تھا صحرا میں دیکھا میں نے پہنچ کر ایک درخت کے نیچے دو لڑکے ایک کپڑے
میں لپٹے پڑے ہیں میں نے اٹھوا لیا اور ایک پرچہ انمیں لکھا ہوا رکھا تھا کہ یہ لڑکے بہت عالی خاندان کے
ہیں جو کوئی انکو پرورش کریگا درجہ عالی کو پہونچیگا امیر نے فرمایا وہ رقعہ تمھارے پاس ہی پرسیماے
فرنگی نے عرض کی ہاں یا امیر ہی تو مگر فرنگستان میں ہی امیر نے فرمایا کہ اس دیو کی گردن پر سوار ہو کر جاؤ
اور ابھی وہ پرچہ کاغذ کا اور وہ کپڑا جسمین یہ لڑکے لپٹے ہوئے ملے تھے لاؤ پرسیماے فرنگی
پشت تندک پر بیٹھکر طرف فرنگستان کے روانہ ہوا امیر نے شہریار کی طرف دیکھ کر فرمایا کیون
اے شہریار اب تم پرسیماے فرنگی کے بیٹے تو نہیں باقی جسکی اولاد میں ہو اسکا حال بھی دیکھ لو تم نے
پھلوا دیکھا شہریار نے گردن نیچی کر لی لیکن پرسیماے فرنگی ایوان شاہی میں جا کر اترا لوگون کو
حیرت ہوئی کہ یہ بادشاہ اکیلا آسمان پر سے اترا یہ کیا معاملہ ہی ایک دو نے پوچھا پرسیماے
فرنگی نے کہا اتنی فرصت نہیں ہی کہ بیان کرسکون اور توشہ خانہ کھلوا کر بس صندوق میں لپٹے
شہریار کے رہتے تھے انمیں سے وہ کاغذ کو پاس لیا اور پھر گردن تندک پر بیٹھکر خدمت
امیر با توقیر میں حاضر ہوا اور رقعہ پیش کیا امیر نے خط ملکہ گہر تاج کا پہچانا اور اس رقعہ اور کپڑے کو
محل میں بھیج دیا یہان جس وقت سے قتل شہریار کی خبر پھیلی تھی ملکہ گہر تاج کا کلیجا منہ کو آیا جاتا تھا
خود بخود جی چاہتا تھا کہ روئے لیکن دم بخود تھی دل میں کہتی تھی کہ پروردگار یہ کیا ماجرا ہی کہ قتل
شہریار کی خبر میرے کلیجے کے واسطے چھری ہوگئی ہی شہریار تو کوئی عزیز قریب کیا دور کا رشتہ دار
بھی نہیں معلوم ہوتا ہی کہ جا فرنگی زادہ کیا ہم لوگ کہ اتنے میں خلدار رقعہ اور کپڑا لیے ہوئے ہو چکی
اور ملکہ گردیہ بانو سے عرض کی کہ یہ کپڑا امیر نے بھیجا ہی اور رقعہ کو پہچانو کسکا خط ہی پہلے وہ رقعہ ملکہ
گردیہ بانو نے دیکھا پھر اسی طرح یکے بعد دیگرے جہان افروز وغیرہ سب نے دیکھا اور
انکار کیا کہ ہمارا خط نہیں ہی سبکے بعد نوبت ملکہ گہر تاج کی آئی ملکہ گہر تاج اس رقعہ کو دیکھکر رونے لگین
پوچھا ملکہ گردیہ بانو نے کہ کیا سبب تمھارے رونے کا ہی ملکہ گہر تاج نے کہا کہ جب لشکر پر تباہی

پڑی ہے تو مین اور میری وزیر زادی دونون محل سے محض پاس آبرو کے واسطے گھوڑون پر بیٹھ بیٹھ کر
طرف صحرا کے نکل گئے تھے راہ مین دو لڑکے پیدا ہوے دونون کو ایک کپڑے مین لپیٹ اور یہ
رقعہ لکھ کر رکھ دیا تھا نہین معلوم ان لڑکون پر کیا گذری محلدار رقعہ لیے ہوے باہر آئی اور تمام ماجرا
امیر با توقیر سے بیان کیا اُس وقت امیر نے ہنس کر شہریار سے فرمایا کہ اب تو ظاہر ہوگیا کہ تم ایرج
نوجوان کے فرزند ہو شہریار کب انکار کر سکتا تھا گردن نیچی کر لی ایرج نوجوان کے چہرے پر
بشاشت ظاہر ہوئی تمام اہل دربار خوش ہوے لیکن امیر نے اُسی وقت شہریار کو حمام بھیجا
غسل کروایا پوشاک بدلوائی ساتھ اپنے لیے ہوے داخل محل معلی ہوے اور ایک ایک کو بتاتے
ہوے کہ یہ تمھاری پھوپھی یہ مان یہ دادی یہ پردادی ہین اُدھر مخدرات عصمت و طہارت کو حال شہریار
سے آگاہی ہوئی ایک ایک نے گلے سے لگایا ملکہ گوہر تاج سے امیر با توقیر نے فرمایا کہ شہریار فرزند
تمھارا ہے ملکہ گوہر تاج نہایت خوش ہوئی اور جوش محبت سے سینے مین دودھ اتر آیا پھر امیر شہریار
کو لیے ہوے دربار مین آئے اور دنگل علم شاہ رومی کا عنایت ہوا شہریار اپنے پردادا کی جگہ پر
بیٹھا اب پرسیسائے فرنگی سے امیر نے فرمایا کہ اگر تم کو ساتھ شہریار کا دینا ہے تو دین اسلام کو اختیار کرو ورنہ
جہان چاہے چلے جاؤ پرسیسائے فرنگی نے عرض کی کہ یا امیر با توقیر مین شہریار کے ساتھ ہون
لیکن بغیر شہریار کے چلے ہوے اہل لشکر مطیع ہونگے اور شہریار سے بھی اجازت خواہ ہوا کہ اگر حکم
ہو تو اپنے لشکر کو بھی تلقین دین اسلام کرون جو مسلمان ہو اُسے رہنے دون جو نہ مانے اُسے برطرف
کردون امیر نے فرمایا کہ یہ امر جملہ واجبات سے ہے شہریار اُسی وقت مع پرسیسائے فرنگی کے طرف
اپنے لشکر کے روانہ ہوا خبر شاہان لشکر اور سرداران فوج کو ہوئی برائے استقبال شہریار آئے
شہریار داخل بارگاہ ہوا اور سب سردارون سے بیان کیا کہ مین تم سب کو آگاہ کرتا ہون کہ مین نے
دین اسلام اختیار کیا اور پدر نامدار میرے ایرج نوجوان ہین جس کو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین
خدا پرستی اختیار کرے ورنہ جہان چاہے چلا جاے اول بہرام تیغ زن نے عرض کی اے شہریار
نامدار ہم تو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین آپ کو ہر طرح اپنے سے بہتر سمجھتے ہین جس دین کو آپ
نے اچھا سمجھا وہی دین برحق ہے بعد اُس کے اور سردار مثل کرتوس بن قرنوس ہامان میمون حشم
وشیر زادے شیر حشم و قیماس بلند آواز و قیلوس بلند بالا و فیروزہ دیوانہ و قہرمان دیوانہ کے سب
ایمان لائے سوا شمائل خان بن جذائل خان کے کہ یہ قبل آنے شہریار کے صرف یہ خبر سنکر کہ شہریار
نے دین اسلام اختیار کیا لشکر سے علیحدہ ہو کر لاجورد شاہ کا شریک ہو گیا بعد اُس کے شہریار نے
ہر سردار سے فرمایا کہ جاؤ اپنے اپنے لشکر مین اور اہل لشکر کو بھی تلقین دین اسلام کرو جو مانے اُسے
رہنے دو جو نہ مانے اُسے نکال دو حسب الارشاد فیض بنیاد سردارون نے اپنے اپنے اہل لشکر کو
جمع کرکے وعظ و پند کی سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین اور جو لوگ سیہ قلب تھے وہ لشکر سے
نکلکر چلے گئے الحاصل شہریار نامدار مع کل فوج کے مسلمان ہو کر شریک لشکر صاحبقران عالیشان ہوا
لیکن شمائل خان بن جذائل خان جو لشکر شہریار سے علیحدہ ہو کر طرف لشکر کفار کے گیا یہ خبر
لاجورد شاہ کو ہوئی کہ شمائل خان ہندی لندھور کا نواسا شہریار سے بگڑ کر آتا ہے سردارون کو

واسطے استقبال کے بھیجا لوگ استقبال کرکے شمائل خان کو پاس لاجورد شاہ کے لے گئے لاجورد شاہ نے شمائل خان کی بہت عزت کی شمائل خان نے لاجورد شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین مین ان خدا پرستون سے مقابلہ کرونگا لاجورد شاہ نے کہا کہ مجھے انتظار افلاک روئین تن کا ہے جس وقت تک کچھ خبر افلاک کی نہین دریافت ہوتی اسوقت تک لڑائی موقوف رہیگی شمائل خان خاموش ہو رہا اب انکو تو باتنظار افلاک روئین تن چھوڑ دیئے لیکن امیر با توقیر نے بادشاہ اسلام سے مشورت کی کہ اب میرا جی چاہتا ہے کہ عقد ماجرہ بانو کا شہریار کے ساتھ کردون کیونکہ یہ اسکا عاشق ہے اور بیگانہ بھی کوئی بیگانہ نہین اور نکاح ملکہ مہر ناز پرور دختر پیلسوے فرنگی کا شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہمراہ اور عقد ملکہ جہان افروز دختر ہرمز بدیع الملک کے ساتھ ایک ہی جشن مین یہ تینون عقد ہوجائین بادشاہ نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے غرضکہ اسی وقت سے تیاری عقد ہونے لگی شاہزادہ ایرج نوجوان شہریار کو مع لشکر لیکر لشکر امیر سے علحدہ ہوا شاپور شیر دل نے اپنے فرزند طیفور شیر دل کو گلے سے لگایا اور اپنے خیمہ مین لایا اب نصف لشکر تو ایرج نوجوان کے لشکر سے ملحق ہوا جتنے دست چپی تھے سب بیٹے والون کی طرف ہو گئے دست راستی امیر کشور گیر کی طرف رہے چالیس روز کا جشن قرار پایا جلسے بڑی دھوم سے امیر کی طرف سے گیا بعد اُسکے سانچق ہوئی مہندی ہوئی اب شب عروسی آئی ایرج نے کل لشکر کی مع بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام دعوت کی امیر تو بعد نوش کرنے طعام کے ایرج سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے اور انتظام رخصتی مین مصروف ہوے ادھر سرداران لشکر ایرج مثل مالک ثانی ہاشم تیغ زن کیخسرو دلاور شاہزادہ طرطوس بیاد قہموز نیرو خورشید تاجدار وغیرہ سب طعام دعوت نوش کرکے اس جگہ آئے کہ جہان جلسہ تھا ایک طائفون کو حکم ملا صحبت رقص و غنا گرم ہوئی رقاصان پری طلعت ناہید صورت آکر مجرا کرنے لگین ایک نازنین ماہ جبین نے یہ غزل شروع کی

جانا جو گھر غیر کے آپنے کم کردیا
آتش ہوس کو مگر تمنے ہم کر دیا
کچھ ایسے ہوے راز دلی کم گئے
اُسمین لگا دی ایک آگ ورگسے نم کردیا
تمنے مرے شوق کی بو سے جو دیکھ لی
کونسی تھی گفتگو برہم کو سر کردیا

ہمنے بھی کچھ روز سے دور یہ کم کر دیا
پھیر ہم پیر تھے ہی ای نفس زندگی
بیخودی شوق نے کیا یہ ستم کردیا
ملکے مگر آپ سے ہم نکسین کے رہے
ہونٹوں پہ جان آگئی لب جو بہم کردیا

غم لوہین دو گے اگر کیون نہ جلیگا جگر
آبرو شہد نے ترے ناک مین دم کردیا
رکھتی تھی زخمت کی جا کہ یہ دل سے جو لاگ
حوصلے لب بڑھ چلے ربط کو کم کردیا
یہ سخن ای آرزو عشق کا بارا ہی تو

ادھر تو لطف رقص و غنا ادھر چراغان کی بہار نجمون اور مشعلون کی سجاوٹ شامیانہ فلک پر چشمک زن تھی تمام صحرا کے درختون کو تمامی سے منڈھوایا تھا قندیلین آویزان کی گئین تھین صحرا جگر جگر کر رہا تھا ہر طرف دور سے دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے چراغان بہار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک آسمان زمین پر اتر آیا ہے جا بجا طبلون کی گمک مجیرون کی ٹھنک سریلے سازنہ باریک آواز کے سوز و گداز سے تمام جنگل گونج رہا تھا ہر طرف ایک ہنگامہ عشرت برپا تھا شادی بہت بڑی ہوئی کہ اگر خلاصہ طور سے لکھی جاتی تو ایک دفتر اور ہوتا لیکن مختصر یہ کہ کئی خزانے طلسم افراسیاب کے جو شاہزادہ لعل خفتان خونریز خاوری یعنی شاہزادہ ملک قاسم سے ودیعت مین ایرج کو ملے تھے وہ صرف ہوے اور رستم علم شاہ صف شکن مرحوم کی دولت اور کمائی بہت کچھ

صرف ہوئی جا بجا متفرق جلسے اس انداز سے تھے کہ ہر جلسے مین ایک مرتبے کے لوگ جمع کیے تھے
اور اُسی کے موافق سامان رقص مہیا کیا گیا تھا غرض ایک خیمہ مین بڑے ایک بارگاہ مین چھوٹے ایک
شگیرے کے نیچے برابر والے ایک جانب تاکہ باہم ایک کو دوسرے کا لحاظ ہو القصہ صبح تک یہ جلسہ رہا صبح کو
برات کی تیاری ہوئی شہریار کو دولھا بنایا ہاتھی پر سوار کیا سب براتی ساتھ ہوئے آگے آگے جلوس باجا
بجتا ہوا طرف مکان عروس کے روانہ ہوئے شہریار کے دل کی یہ حالت ہے کہ مارے خوشی کے
شادی مرگ کی نوبت ہے دلیر نشانون کا ہجوم ہے ایرانیون کا مجمع ہے اب شہریار کو معلوم ہوا کہ ملکہ مہرناز پرور
بھی ناموس مین داخل ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہاجرہ بانو لقا بدار گوہر پلوش بنگر جو عرصہ کارزار سے نکلی تھین
تو ناموس امیر ہی مین چلی آئی تھین لیکن وہان برات بیٹھنے کے واسطے بارگاہ حشامی آراستہ ہوئی ہے اور
بارگاہ سلیمانی مین عروس ہے عورتون کا مجمع ہے انتظار برات کا ہو رہا ہے سب سردار مثل ملازمون کے کام
کر رہے ہین کہ یکایک آواز بانسری کی بلند ہوئی اور سامنے سے ہاتھی نشان کا نمودار ہوا آگے آگے
نوبت خانہ بعد اُسکے ماہی مراتب اُسکے بعد فیل آنے کا جو سلسلہ بندھا تو تمام صحرا کالی بن نظر آنے لگا بعد اُسکے
شتران جلوسی گذرنا شروع ہوئے ایک قطار بندھ گئی اُسکے بعد باد بہاری کے گھوڑے کیسے کیسے
لطف سے باجے بجتے ہوئے فرنگستان کے لوگ اپنے اپنے کام مین نہایت چست و چالاک بعد ان سب کے
گذر جانے کے جھنڈیان مختلف رنگ کی گذرنا شروع ہوگئین کہانتک بیان کیا جائے کہ آخر مین دولھا کی
سواری گذری براتی بارگاہ حشامی مین تشریف لائے دولھا کو مسند پر بٹھایا خواجہ زادون نے عقد پڑھا
طائفون نے مبارکباد گانا شروع کیا بعد اسکے ریت رسم کے واسطے دولھا محلسرا مین طلب ہوئے
ملکہ مہرناز پرور نے سر پر آنچل ڈالا آج اتنے دنون کے بعد ملکہ کا اور شہریار کا سامنا ہوا شہریار سر
جھکائے بیٹھا ہے رسوم ادا ہو رہی ہین نوبت آرسی مصحف کی آئی اُس وقت دولھن دولھا کا سامنا ہوا
شہریار دل مین کہتا ہے کہ پروردگار اس وقت مین کہان جان بچا ملکہ ہاجرہ بانو کجا مین واقع مین بغیر
دولت اسلام یہ دولت بھی ملنا ناممکن تھی اُدھر ملکہ ہاجرہ بانو شکر پروردگار بجا لاتی ہے اور دل مین
کہتی ہے کہ الحمد للہ آبرو بھی رہی اور کام بھی نکلا یہ سب باتین آپ ہی کی جانب سے ہین غرضکہ دولھا دولھن
کو لیکر باہر آیا محافہ مین سوار کیا برات رخصت ہوئی جہیز امیر نے اسقدر دیا تھا کہ مکان عروس سے
تا بہ مکان نوشاہ مزدورون کی قطار بندھ گئی تھی اسی شب ملکہ ہاجرہ حاملہ ہوتی ہے اور لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ
بعد مین کہ اسکا لعل نامہ مین آتا ہے بعد اُسکے پری سیماے فرنگی نے امیر کشورگیر سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو
ملکہ مہرناز پرور کو مجھے عنایت کر دیجیے اور آپ اسی طرح شہنشاہ گوہر کلاہ کو دولھا بنا کر برات لیکر
تشریف لایئے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے اور مہرناز پرور کو پری سیماے فرنگی کے سپرد کیا
دوسری شادی کا انتظام ہوا اور عقد شہنشاہ گوہر کلاہ کا مہرناز پرور کیساتھ پڑھا گیا مدتون کی
آرزوئین جو دل مین تڑپ رہی تھین بر آئین بعد اسکے عقد بدیع الملک کا جہان افروز کے ساتھ
ہوا طیفور شیر دل کا عقد بھی ملکہ ہاجرہ کی وزیرزادی کے ساتھ ہوا یہ سب حاملہ ہوئی ہین اور لڑکے
انسے پیدا ہوتے ہین کہ ذکر انکا لعل نامہ مین ہوتا ہے جس وقت ان شادیون سے فراغت ہوئی
کفار بدکردار اور بھی جلے بھنے یہانتک کہ لاجورد شاہ نے بغیظ و غضب حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت

کوس حربی نوازش مین آیا خبر امیر با توقیر کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دبتائید
ربانی بجے طبل جنگی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ طبل جنگ بجتے بجتے زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے غازیان دیندار نے
نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور آلات حرب تن پر کس کے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور
کفار بدکردار نے بھی بت پرستی سے فراغت کی اور معرکہ آرائے کارزار ہوئے آفتاب نکلتے نکلتے تمام
صحرا فوجون سے مملو ہو گیا اس طرف امیر کشورگیر مع سرداران با توقیر و فوج کثیر صف آرائے میدان
کارزار ہین اُس طرف لاجورد شاہ مع سپاہ میدان جنگ مین صفوف آرائے نبرد ہین یکایک چلیدار برق
رفتار صفون سے نکل کر بلندی و پستی زمین کی درستی کرکے چلے گئے نقیب بہادرون کے دوست
نامردون کے رقیب پردن کے قریب آکر سرودستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار آبدار عبرت آثار بلند
سُرون مین پڑھنے لگے کہ بہادرون کے خون شجاعت نے جوش مارا اور شمائل خان بن جذائل خان
نے فیل اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آکر اجازت میدان چاہی کہا جاؤ تم کو
سپرد کیا خداوند بت بزرگ کے شمائل خان فیل اپنا جھکا کر میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار
آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان مجھنے بڑے ظلم پر کمر باندھی صدہا مذہبون کو نیست و نابود کر دیا
ہر جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو بس یہ سننا تھا کہ لندھاوہ بن
لندھور نے مرکب اپنا جولان کیا اور سامنے تخت بادشاہ کے آئے اجازت چاہی فرمایا جاؤ سپرد پروردگار
کیا لندھاوہ سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھ کر چلے تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ آمد لشکر
عظیم کی معلوم ہوتی ہے یہ کون آتا ہے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل
گرد سے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا پیدا ہوا اور پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوند نخل سرسبد
تحریر تھی اور تعریف بہادران چمن قبا تسطیر تھی امیر متحیر تھے کہ یہ خداوند نخل سرسبد کون ہے اور بہادران
چمن قبا کیا چیز ہے لیکن کیمخت شاہ کے اندام مین رعشہ پڑ گیا قریب شہریار دلاور کے آکر عرض کی
کہ اے نامدار بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ لشکر نونہال شاہ ہے شہریار نے کہا پھر کیا ہے کیمخت شاہ
نے عرض کی کہ اسکے ساتھ دو اژدردمان مین کہ انسان تو کیا دیو بھی مقابلہ انکا نہین کر سکتا کہ ستائیس
تین ہزار من کی جو بدست باندھتے ہین نام ایک کا عوق بن برقج دوسرے کا لاوق بن برقج ہے اور
اوج بن عنق کے پوتے ہین شہریار بھی وزن ضرب سنکر متفکر ہوا تھا لیکن خدا کو یاد کیا اور کہا اے
کیمخت شاہ پروردگار عالم سے زیادہ کوئی توانا نہین ہے اگر ہم حق پر ہین تو وہ ضرور ہمکو فتحیاب
کریگا لیکن تمام ماجرا آکر خدمت امیر کشورگیر مین عرض کیا امیر نے کہا اے شہریار خدائے ما
بزرگ است لیکن وہ نو لاکھ کا لشکر ایک جانب آکر صف آرا ہوا بعد آمد لشکر کے دیکھا کہ جلوس
سواری گذرنے لگا عصا بردار علم بردار برچھی بردار جب یہ سب نکل گئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت
جواہر نگار پر سوار ایک بہت بڑا تاج سر پر رکھے ہوئے اور دوسرا بادشاہ آگے بہت ادب بستہ
بیٹھا ہے پشت پر کچھ لوگ ایک ایک رومال ہاتھ مین لیے ہوئے سر و تیر بچھونے وار ٹوپیان

دبئے ہوئے کھڑے ہین یہ لوگ جس کام پر متعین ہین انشاء اللہ بر وقت معلوم ہو جائیگا اور آگے تخت کے
دو جوان انتظام کرتے ہوے کہ قد انکے دیو سے کہین بلند چوبدستین کاندھون پر رکھے ہوے پیادہ پا
چلے آتے ہین کیونکہ مرکب اُنکے سواری کے لایق دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا ہے اسی لشکر کی آمد مین شام
ہو گئی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لاجورد شاہ نے جاتے ہی پھر حکم دیدیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا ادھر لشکر امیر مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا ادھر لشکر
شہر پرستان مین بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تینون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال ہونے لگی تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ہر سہ لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوے بعد آراستگی صفوف قتال
و جدال نقیب نجیب دیگر چلے گئے تھے کہ پھر شمائل خان لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا اس طرف سے لندھاوہ بن لندھور نکلے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تھا
کہ شمائل خان نے گرز مارا لندھاوہ نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل
گیا مگر مرکب لندھاوہ کی ٹوٹی عیار حبیب گرا یا گرد گردنے کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا تو لندھاوہ
بیہوش کھڑے مین ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے عیار نے گرد کو پانی چھڑک کر بٹھایا لندھاوہ کی آنکھ
کھلی عیار سے کہا کہ دوسرا مرکب لا یہ مرکب بیکار ہو گیا ہے یہ کہکر زین فرس کو خالی کیا عیار گھوڑا لینے کے
واسطے روانہ ہوا لیکن شمائل خان نے جو دیکھا کہ مرکب لندھاوہ کا مارا گیا اور دوسرا گھوڑا اسنے
طلب کیا ہے اتنی بڑی ضرب سے بچ گیا جھپٹ کر دوسرا وار کیا لندھاوہ کا برا حال ہو گیا تا بہ کمر غرق زمین
ہو گیا اور گرز جو پھسلتا ہوا شانے پر گرا ضرب شدید آئی لندھاوہ بیہوش ہو گئے شمائل خان نے سر کاٹنے
کا قصد کیا تھا کہ ارشیون بن بیزاد نے مرکب اپنا جولان کیا آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے خبردار
ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچا شمائل خان نے آواز دی کہ آتا ہے تو آ کیا کریگا اور وہی گرز ارشیون پر
مارا ارشیون نے بھی اُٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا ارشیون کی بھی وہی حالت ہوئی مرکب
مارا گیا گرز پھسل کر ران پر گرا پاؤن ارشیون کا بھی مجروح ہوا یہ حال دیکھکر فرہاد خان یک ضربی نے
فیل اپنا نکالا اور سامنے آکر آواز دی کہ باش او خیرہ سر تجھے شرم نہین آتی کہ زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہے
شمائل خان نے فرہاد یک ضربی پر وار کیا فرہاد خان نے وار اسکا رد کرکے چوبدست ماری کہ
گرز برد کر دیا لیکن شمائل خان نے نکلکر گرد سے تلوار کھینچی فرہاد خان نے بھی تیغہ سنبھالا
رد و بدل ہونے لگی شام تک ان دونون مین تلوار چلی شام کو دونون زخمی ہوے طبل بازگشت بجا
دونون لشکر میدان سے پھرے علاج زخمیون کا ہونے لگا امیر عالی وقار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی صبح کو پھر صف آرائی ہوئی آج مریخ ستارہ حشم میدان مین آیا مبارز
طلب کیا لشکر امیر با توقیر سے بہرام تیغزن نے مقابلہ کیا مریخ زخمی ہوا کہ یکایک پردہ بیابان سے
شق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ یکایک گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ افلاک روئین تن چالیس ہزار
سوار کی جمعیت سے آتا ہے لیکن افلاک نے جو بہرام کو نبرد زن دیکھا وہین سے مرکب کو چمکا کر
سامنے آیا اور آواز دی کہ ہمارے ہونے سے تم لوگون نے بڑی آفتین برپا کر رکھی ہین لا ضرب
بہادری کی بہرام نے کہا نہین جانتا تو کہ ہم لوگ خدا پرست ہین جمشید پرستی کرنا ہمارا شیوہ نہین افلاک نے

خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین ردوبدل ہونے لگی کوئی ستتر
طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بہرام کے نیزہ ہاتھ سے افلاک کے ہوائی کیا پس جہان آنکھون مین تیرہ و
تار ہوگیا کھینچکر تلوار آواز دی کہ خبردار کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی جال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر چلاکر مرکب کو بہرام پر وار کیا بہرام نے وار اس کا
سپر پر روکا تلوار درمیان مین ضامن دی افلاک کا تیغہ لنگر دار ہر جوان بھی زبردست ہی تیغہ چوبی تار کی
سپر کو قلم کیا لیکن پشت شمشیر بدرنگ کا انجام کار تین چار وار کی ردوبدل ہوئی افلاک ناپاک روئین تن تھا ہر
وار بہرام کا سر پر روکتا تھا آخرکار بہرام ہاتھ سے افلاک کے زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر قیماس بلند آواز
نعرہ کرکے جھپٹا تمام صحرا آواز سے اسکی گونج گیا لیکن یہ بھی ہاتھ سے افلاک کے زخمی ہوا کہانتک بیان
کیا جائے کہ شام تک بارہ سردار افلاک نے زخمی کیے دو ایک ضعیف جان سے بھی مارے
گئے درجہ شہادت پر پہونچے شام کو طبل بازگشت بجا ہر سہ لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے
لاجورد شاہ افلاک پر سے زر نثار کرتا ہوا ملبشاتین میدان داریون مین افلاک کے ہمراہ کردیا
ستر یا کچھ سردار لشکر اسلام کے زخمی کیے اور پندرہ کے قریب جان سے مارے گئے امیر با توقیر
نہایت پریشان ہین ہر شخص جنگ افلاک سے پہلوتہی کرتا ہے کہ یہ ملعون روئین تن ہے حربہ اس پر
کارگر نہین ہوتا پھر کیونکر مقابلہ کیجیے اسی انتشار مین پھر خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی امیر نے فرمایا
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دستا ید ربانی بجے طبل اسی وقت یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین
آیا تیاری جنگ ہونے لگی ناگاہ فلک نے چادر سیاہ شب دور کی اور لباس سفید سحری زیب جسم کیا
بزم سیارگان مین ابتری ہوئی شہنشاہ خاور نیزہ خط شعاعی پنجہ زرین مین لیے ہوئے نمودار ہوا تینون
لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوئے ایک جانب لشکر لاجورد شاہ مثل سمندر کے موجین مارتا ہوا
ایک سمت سپاہ شجر پرستان اور وہ دونون پہلوان زبردست کہ جن کی صورتین دیکھ دیکھکر زہرے
آب ہوے جاتے تھے ایک طرف لشکر اسلام مع امیر عالی مقام میدان جنگ مین قیام پذیر ہوا لیکن
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نخیب دے کر نکل گئے تھے کہ افلاک روئین تن نے
مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا پیادہ پا ہوکر اجازت جنگ مانگی لاجورد
شاہ نے کہا جا سپرد کیا تجھکو اپنے ید قدرت کے تیری موت کو خداوند نے پیدا ہی نہین کیا تو ہمیشہ زندہ
رہیگا سب کو قتل کریگا لیکن تو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا افلاک کا دل قوی ہوا پھر مرکب پر
بیٹھکر عازم میدان کارزار ہوا جس وقت بیچ میدان مین پہونچا بعد سلح شوری لیا نعرہ کیا کہ باش
اے گروہ غدار پرستان جس کو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو ہنوز سخن
ورد زبان تھا کہ لشکر اسلام مین جانب دست چپ علم سرخ جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار
نے بوداباگ کا لیا سامنے تخت بادشاہی کے آیا اتر کر مرکب سے اجازت جنگ مانگی بادشاہ
نے فرمایا جاؤ سپرد بپروردگار کیا شہریار دلاور بار دگر مرکب پر بیٹھکر بادشاہ کو سلام کرکے میدان مین
بمقابل افلاک روئین تن آیا افلاک نے کہا اے شہریار کیا نہین دیکھا تو نے کہ مین نے
کن کن سردارون کو زخمی کیا کس کس کو جان سے مارا تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہ آیا جو میرے

مقابلے کو نکلا شہر یار نے کہا کیا بھول گیا اسوقت کو جب مع کرگدن تجکو اُٹھا لیا تھا اگر پنجہ گر کر نہ لیجاتا
تو معلوم ہوتا تجکو خیر کا ضرب بہادری کی افلاک نے نیزہ مارا شہر یار نے نیزہ نیزے پر لیا سترطعن مین
نیزہ ہاتھ سے افلاک کے نکالدیا نیزہ تو مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے افلاک کے نکالکر بلند ہوا ملکی
خود نیزہ بحر آب خجالت مین غرق ہوگیا آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی
ساست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر کھینچکر تلوار سر شہر یار پر وار کیا شہر یار نے ملاکر مرکب کی
دھار تلوار کی بچاکر ہاتھ بند دست پر ڈال دیا افلاک نے بھی ہاتھ گریبان مین ڈالا زور ہونے لگے
مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون دلیر مرکبون سے کود کر عازم کشتی ہوئے دستی زبردستی
کھینچنے لگے پیچون کے جوڑ بند ہو گئے پہلوانان لشکر مرکبون کو بڑھا بڑھا کر قریب آگئے تماشائی جنگ
دیکھنے لگے جب شہر یار نامدار افلاک کو پکڑ لاتا ہی افلاک نکل جاتا ہی اور جب افلاک شہر یار کو پکڑ
لاتا ہی شہر یار نکل جاتا ہی یہانتک کہ دن قریب ختم ہو چکا طیفور شیر دل نے کہا ای شہر یار یہ آج کیا ہی بہت
عرصہ ہو گیا بس اسی وقت شہر یار نے دونون بازو افلاک روئین تن کے پکڑکر جو زور کیا گیارہ قدم
لے گیا جھکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے وہین کمر زنجیر کا بند پکڑکر جو جھکا مارا سر سے
اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر آواز دی کہ کیا کہتا ہی شناخت
پروردگار عالم مین افلاک نے کہا لعل تو میری موت ہی تھین مین ڈرون تجھ سے کیون زیر ہو جاتا اور
بات ہی دو سرے اگر ہزار جانین ہون تو تمام پر اُس خداوند کے نثار ہین کہ جو سامنے کھڑا ہوا تماشا اپنے
بندے کی جانبازی کا دیکھ رہا ہی بس شہر یار نامدار نے ایک پاؤن افلاک کا ہاتھ مین تھاما اور دوسرا
پاؤن قدم کے نیچے دبایا اور کہا ایک رخدا وند کو دیکھون تو کیونکر تیرا خداوند تجکو بچالیتا ہی ادھا کام ہو جاتا کہ دو
اُسکی طرح آتی ہی یہ کہکر جو زور کیا افلاک روئین تن کو چیر کر پھینک دیا تمام اہل لشکر لاجورد شاہ کانپ
اُٹھے اور سنگا وہ تو سر پیٹنے لگا لیکن شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
اُدھر شمع پرست بھی اپنے لشکر سمیت اپنی فرودگاہ پر گئے لاجورد شاہ تو نہایت غمگین و پریشان
اپنی فوج کو لیے ہوے ہی اور امیر با توقیر شہر یار پر سے زر نثار کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین تشریف
لائے اور فرمایا کہ نہین معلوم یہ شمع پرست کس ارادے سے آئے ہین اور کس سے مقابلہ کرینگے
ہرکارون نے آکر عرض کی کہ طور تو ایسے پائے جاتے ہین کہ لشکر اسلام سے مقابلہ ہو

اب چند کلمے داستان نصرت نشان زینت بارگاہ سلیمانی رستم ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ ملک سلیمانیہ سے واسطے رہائی شاہین بن سلیمان کے چلے تھے جسوقت سر طلسم پر ہوے تھے
مثل شاہین کے یہ بھی بچا گمک کے اندر جاتے ہی غائب ہو گئے سلیمان شاہ باانتظار رہا تین روز
صحرا مین مقیم رہے لیکن رستم ثانی جو داخل دروازہ ہوے اب جو دیکھا تو ایک صحرا ہے وسیع
ہی کہ کوسون کوئی درخت بلند نظر نہین آتا اور پلٹ کر جو دیکھا تو دروازہ نظرون سے ناپید ہی بس
اُسی وقت توکلت علی اللہ ایک جانب چل نکلے دیکھا کہ سامنے سے ایک آہو تر خوردہ چلا آتا ہی رستم ثانی
نے اُس کو تیر مار کر صید کیا دیکھا کہ عقب مین اُس کے ایک جوان زبردست مرکب کو اُڑاتے

مانند بلائے بے درمان کے چلا آتا ہے رستم ثانی نے بھی باگ اپنے مرکب کی روک لی لیکن اُس جوان
نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے خیرہ سر تو نے میرے آہو کو کیوں صید کیا رستم ثانی نے کہا تیر نے
تیرے خطا کی تھی جس نے تجھے دکھا دیا کہ یوں تیر لگاتے ہیں ابھی تجھے تیر لگانا نہیں آیا کچھ دنوں تحصیل
علم تیر کر یہ سنکر اُس نے کہا کہ تو بڑا تیر انداز معلوم ہوتا ہے تجھے علم تیر و شمشیر میں بھی دخل ہے یا خالی تیر
اندازی ہی آتی ہے رستم ثانی نے کہا جس فن میں تیرا جی چاہے آزمایش کرے اُس جوان نے کہا تو خبردار
ہو جا یہ کہکر نیزہ سینہ شگاف رستم ثانی پر مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں کوئی
اسّی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ رستم ثانی نے نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے چھین لیا بس دنیا آنکھوں
میں تیرہ و تار ہوگئی جست کر تلوار ماری رستم ثانی نے دھار بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا زور ہونے
لگے گھوڑے سے لنگر دونوں کی تاب نہ لا کے بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی کوئی دو پہر کامل کشتی رہی
آخر کار رستم نے لنگر اُسکا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا چاروں شانے چت زمین پر گرا
رستم نے آواز دی دیکھا تو سزا اُسکو اپنی ہو بچا یا ابھی نہیں یہ سنتا تھا کہ اُس جوان نے خنجر کھینچ کر اپنے
سینہ پر مارنے کا قصد کیا رستم نے دیکھا کہ یہ غیرت دار معلوم ہوتا ہے اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہے جلدی
سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیا کرتا ہے کیوں اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہے دنیا میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ ایک
کو دوسرا زیر کرتا ہے لہٰذا جسکو زیر کرتا ہے اُسے اپنی اطاعت میں رکھتا ہے تو جان اپنی کیوں دیتا ہے اُسنے
کہا اے شخص اس ذلت کے جینے سے مرنا بہتر ہے رستم ثانی نے کہا کہ اب تک کیا تو یہ خیال کرتا تھا کہ مجھسے زیادہ
پردۂ دنیا پر کوئی زبردست نہیں ہے اب اُسنے گردن نیچی کی اور رونے لگا رستم ثانی نے کہا رونے کا
کیا سبب ہے اُس شخص نے بیان کیا کہ مجھ پر ایک مصیبت عظیم پڑ گئی ہے جس وقت مجھے اُس کا خیال
آجاتا ہے بیساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں لیکن تم سے کیا بیان کروں رستم ثانی نے کہا
اے شخص کیا مضائقہ ہے بیان کرنے میں شاید تیرا کام ہمیں سے نکل جائے اُس نے کہا میرے چچا
کی بیٹی ملکہ ماہ ناز آفرین نام بچپن سے میرے ساتھ منسوب کردی گئی تھی جب وہ بھی سن تمیز
کو پہونچی اور میں بھی جوان ہوا ہنوز ماں باپ نے اُس کے رخصت نہیں کیا تھا حسب اتفاق
صحن خانہ میں کھڑی ہوئی بال خشک کر رہی تھی کہ یکایک جانب آسمان سے ایک پنجہ گرا اور اُس کو
اُٹھا لے گیا میں اُسی کے فراق میں دن رات رویا کرتا ہوں ایک روز میں نے خودکشی کرنے کا قصد
کیا تھا لیکن پھر میرے جی میں آئی کہ آج تمام زمانے کے خداوندوں کو پکاروں اگر کوئی خدا
برحق بھی ہے تو ضرور سنیگا یہ خیال کرکے لات و منات و لوشک و تاجوتمک جمشاد و جمشید سبکو
پکارا لیکن کچھ نہوا جب تمام زمانے کے خداوندوں کو پکار چکا تو آخر میں مسلمانوں کے خدائے نادیدہ کو
پکارا اُسی ہنگام میں آنکھ میری لگ گئی عالم رویا میں دیکھا میں نے کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہیں
اور فرماتے ہیں کہ اے اسفندیار صحرائی اطمینان رکھ کہ اسی طلسم میں بہت جلد ایک شخص داخل ہونے والا
ہے کہ وہ مراد تیری پوری کردیگا اور اُسی کے ہاتھ سے تو زیر بھی ہوگا اور وہ خاندان حضرت ابراہیم
سے ہوگا نام اُسکا رستم ثانی ہوگا میں نے اُس روز سے پیروی دین اسلام کی اختیار کی تھی اور جو کوئی اسیر
طلسم ہوتا تھا اُس سے مقابلہ کرکے اُسے زیر کرتا تھا جب وہ زیر ہوکر مطیع ہوتا تھا تو اُسکو اپنا

ملازم کر لیتا تھا کیونکہ میں حاکم اس تورج کا ہوں مگر افسوس کہ اب تک سب آئے وہ شخص طلسم میں داخل
ہوا کہ جسکا پتا وہ بزرگ دے گئے تھے اور میں تیرے ہاتھ سے ذلیل ہوا یہ سنکر رستم ثانی نے کہا ای
اسفندیار صحرائی میں وہی رستم ثانی ہوں اور تو اپنے کو ہلاک نکر اپنے مکان بھر میں تیری ناموس کو تجھے
ملادونگا لیکن یہ بتا کہ نام اس طلسم کا کیا ہے اور لوح اسکی کہاں ہے اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ ای
شہریار لوح کا حال مجھے نہیں معلوم الا نام اس طلسم کا صندل سے منسوب ہے اور بادشاہ طلسم صندلان شاہ
ہے اور خداوند اس طلسم میں تمثال آئینہ رو ہے رستم ثانی نے کہا کہ کچھ حال شاہین بن سلیمان شاہ
کا بھی تمھیں معلوم ہے اسفندیار نے عرض کی کہ وہ آپ کے اس غلام کا مہمان ہے رستم ثانی نے کہا کہ چلو
مجھے اسکے پاس لیچلو اسفندیار صحرائی شاہزادہ رستم ثانی کو لے کر طرف اپنے قصر کے چلا تھا کہ دیکھا سامنے
سے کچھ لوگ چلے آتے ہیں اسفندیار کو دیکھا کہ رکاب با سعادت انتساب پر رستم ثانی کے ہاتھ دھرے
چلا آتا ہے ان لوگوں نے کہا ای افسر ہمارے یہ کیا فعل ہے کہ آج تو مانند محکوموں کے ساتھ اس قیدی
تازہ کے چلا آتا ہے اسفندیار نے کہا خاموش ہو خبردار کوئی کلمہ خلاف شان زبان پہ جاری ہو
یہ شہریار نامدار زینت بارگاہ سلیمانی زور بازو حمزہ ثانی ہے اس نے مجھے زیر کیا میں مطیع ہوا اور ایک
شاہزادہ کو کہ نہایت بانکے تیور کا تھا دیکھ کر رستم ثانی سے عرض کیا کہ یہی شاہین بن سلیمان شاہ ہے
رستم ثانی نے اسفندیار صحرائی سے کہا کہ اصل میں اسی کے لیے کو میں آیا تھا لہذا اب بغیر تمھاری
مشکل آسان کیے تو جانے کا نہیں لہذا تمکو مناسب ہے کہ اسے باہر طلسم کے اسکے باپ کے پاس بھیج دو اسفندیار
نے عرض کی کہ ای شہریار یہ امر میرے امکان سے باہر ہے کیونکہ میرا اختیار اسی قدر ہے کہ جو کوئی وارد
طلسم ہو اسے بیان کے نیک و بد سے آگاہ کر دوں اور اپنے پاس بطور ملازموں کے رکھوں میں خود
بھی باہر طلسم کے جا نہیں سکتا اور جو شخص کہ داخل طلسم ہو گیا پھر وہ نکل نہیں سکتا رستم ثانی نے کہا خیر
تو انشاء اللہ اب اس طلسم کو تو ہمی توڑینگے اسفندیار صحرائی نے شاہزادہ رستم ثانی کی دعوت
بڑی دھوم دھام سے کی اور شاہین بن سلیمان نے بھی ملازمت شاہزادے کی حاصل کی محفل سرود
آراستہ ہونے لگا نازنینان ماہ پیکر حاضر ہوئیں مجرا کرنے لگیں آواز ساز سے ناہید گردوں کے ہوش
اڑے چنگ نوازی بھول گئی رقص میں پاؤں بہکنے لگے بار بار جھک کر جانب زمین چشم تحیر سے
دیکھتی تھی کہ یہ کون گا رہا ہے اور کہاں گانا ہو رہا ہے یہاں صحبت عیش آراستہ ہے جام شراب ناب گردش
ہے اسفندیار صحرائی سا بادشاہ مطیع ہوا ہے تمام بارگاہ میں وہ آراستگی ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی
نہ دیکھی ہو گی جھاڑ اس انداز کے روشن ہیں کہ جن کو دیکھ کر ثریای گردون شرمائی ہے چراغان کہکشان
پر اوس پڑی جاتی ہے ایک تو تازہ مہمان کی خاطر دوسرے اسفندیار کو بہت بڑی خوشی یہ ہے کہ اب وہ
مسیحا آگیا ہے جو دوائے دردوقت دیتا ہے ایک چوردق سے فرمایش کر کے یہ غزل گوائی

غزل

اب ترا آنسو بہانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
اپنے ہاتھوں گھر لٹانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
خط میں لکھ کر انھیں بھیجا تو مطلع درد کا
دلکو قاتل کے پڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

برق مضطر تلملانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
دیکھکر قاتل کو [illegible] خون
درد دل اپنا بتانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
کیا ہوا ذوق [illegible]

تیر دو سکان جتنے تھے دلمیں بیٹھے نکل
سچ تو یوں ہے کہ گرانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
تیغ قاتل بھی بڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
لیکن اٹھکر نہیں ہٹانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

غرضکہ دل تو اسفندیار کا یاد مین ملکہ ماہ ناز آفرین کے بھرا ہوا تھا خوب رویا صبح کو وہ بہار خزان ہوئی رنگ
فلک دگرگون ہوا چراغ جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئے کنول مثل دل عاشق بجھ کر رہ گئے پھول اُن بستر دن
کے کمھلائے ہوئے تھے کہ جلوہ ات ہجر کسی گلبدن نے لیا با اضطراب اُس سے فرقت ہو گئی اور وہ ہجران
نصیب عاشق مجنون نے تڑپ تڑپ کر شب فرقت بسر کی تھی وہ تکئین بستر کی برابر کر رہے تھے جانب در
آنکھ لگی ہوئی تھی بموجب شعر شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہے صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا
الغرض جوہرات ہجر کے جاگے ہوئے تھے سب سو رہے بعد دوپہر کے اٹھ کر کچھ خاصہ رستم ثانی نے تناول
فرمایا اسفندیار حاضر خدمت ہے اور شاہزادے شہریار زادے مثل شاہین بن سلیمان کے جو اسیر
طلسم ہین حاضر خدمت ہین سب منہ دیکھ رہے ہین کہ شاید اسی شہریار نامدار کی بدولت رہائی حاصل ہو جائے
لیکن رستم ثانی نے اسفندیار سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص داخل طلسم ہونا چاہے تو کیونکر جائے
اسفندیار نے عرض کی کہ حضور اس ارادے سے باز رہین کیونکہ کوئی شخص زندہ داخل طلسم نہین
ہوتا تاب طلسم پہونچتے پہونچتے سوے عدم روانہ ہو جاتا ہے رستم ثانی نے کہا یہ کیا وہ رستہ کونسا ہے اسفندیار
صحرائی نے عرض کیا زبیان سے چالیس سو قدم پر ایک حمام جانب جنوب واقع ہے کئی حوض بنے ہوے ہین
اور برابر اُن حوضون کے ایک کنوان ہے اُس کنوین پر دو بیجیان چھوٹی چھوٹی بنی ہوئی ہین ادھر
انسان قریب اس حمام کے پہونچا اور وہ طائر زنبیل ساتھ ہی کنوین اور حوضون سے ایک طغیانی کے
ساتھ پانی اُبلتا ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے دریا آگیا پھر انسان لاکھ بچا کے لیکن وہ پانی پیچھا نہین چھوڑتا ہے
تاوقتیکہ غرق آب نہ ہو جائے بعد اسکے ایک نہنگ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انسان کو نگل کر اُسی کنوین مین
اُتر جاتا ہے یہ سنکر رستم ثانی نے کہا کہ مین ضرور قریب اس حمام کے چلونگا اور اُس طائر کو تیر سے مارونگا
اسفندیار نے عرض کی ای شہریار مین آپ کو ہرگز راستہ اُدھر کا نہ بتاؤنگا اور نہ جانے دونگا بغیر
کسی تدبیر کے چلے جانا آپ کو ہلاکت مین پھنسانا ہے رستم ثانی نے کہا جو کچھ ہو بغیر پھنسے ہوے لوح
نہ ملیگی اسفندیار نے عرض کی کہ قربان اس جرأت کے لیکن جب خود پھنس گئے تو لوح کیونکر مل
سکتی ہے رستم ثانی نے کہا خدا مالک ہے اسفندیار نے عرض کی ہان خوب یاد آیا اسی صحرا مین ایک
حوض اور بھی ہے کہ بعد مہینہ بھر کے نواح طلسم کے لوگ وہان جاتے ہین کوئی جام زہر بھر کر اُس حوض مین ڈالتا
ہے کوئی ساغر مے انڈیل دیتا ہے کوئی کوزہ شربت خالی کر دیتا ہے کوئی کاسہ شیر بھر کر اُس حوض مین انڈیل
دیتا ہے پھر جو شخص اپنا کوزہ بھرتا ہے اُسکے کوزے مین وہی شی بھر آتی ہے کہ جو اُسنے حوض مین انڈیلی تھی
یہ سنکر رستم کو نہایت تعجب ہوا کہا ہم وہان ضرور جائینگے اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ بانیان طلسم بھی
ایک علامت آمد طلسم کشائی لکھ گئے ہین کہ جس دن یہ طلسمی حوض شکستہ ہوا اور فعل اسکا بدلا وہی روز داخلہ
طلسم کشا کا ہے لہذا آج کے آٹھوین روز وہ دن ہے سب چلین گے آپ بھی تشریف لیچلیے گا رستم نے کہا بہتر
اور منتظر وقت ہو کر بیٹھے بیان ہے کہ دو روز معین پر اسفندیار صحرائی رستم ثانی کو مع اور دیگر طرار مین کے لیے
ہوے طرف اُس حوض کے روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت قریب اُس حوض کے پہونچے دیکھا
کہ خلقت خدا جمع ہے اور سب جام لبریز کر کر کے اُس حوض مین ڈال رہے ہین بیان ہے کہ قریب شام وہ
حوض پر ہو گیا اب جسنے جسنے اپنا کوزہ بھرا ہوا دودھ شربت وغیرہ ڈالا تھا اُسنے جام لے لیا لیکن یہ معلوم

آج کے روز انجام اچھا نہیں ہی زہر وغیرہ جدا ہو سکا ہر چیز مخلوط ہوگئی جیسے جام پیاز بان اینچ لگی دم میں کام
تمام ہوگیا یہ رنگ دیکھتا تھا کہ نبات جادو جو منتظر اس جوش کا صندلان شاہ کی طرف سے ہی ادھر آدھمکا اسفندیار
صحرائی کی طرف مخاطب ہوا اور بغیظ و غضب چلایا کہ ای اسفندیار سچ بتا کہ تازہ قیدی کون ہی اسفندیار نے کہا کہ اگر
بتائے دیتا ہوں تو یہ شہریار عالی وقار قید ہوا جاتا ہی اور نہیں بتاتا ہوں تو مجھ پر عتاب بادشاہ طلسم کا آتا ہی گویم مشکل و گرنہ
گویم مشکل لیکن وہ خیر عرصۂ نیستان شجاعت یعنی رستم ثانی ذی شوکت خود پکار اٹھا کہ ناش اوقو مساق قیدی کیا قیدی
تو ہوگا ہم تو آزاد ہیں لیکن تازہ وارد اس مقام پر بیشک ہیں کیا کہتا ہی نبات جادو نے کہا کہ بیشک تو ہی فتاح
طلسم ہی باننان طلسم یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ وہ بڑا دلیر و سرکش ہوگا آپ کو خود ظاہر کرکے گرفتار کرا دیگا یہ کہکر کچھ
اسم سحر پڑھنا شروع کیا رستم ثانی نے یہ رنگ دیکھ کر تلوار کھینچی اور جا پڑے جیسی ہی قریب نبات جادو کے
پہونچے اُسنے ایک دو پتھر سحر کر پھینکی آواز دی زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہاتھ بے قابو ہوگیا تلوار ہاتھ سے گر گئی وار خود
نبات جادو نے مشکیں رستم ثانی کی رسن سحر سے باندھیں اور پر پرواز پیدا کرکے رستم کو لیے ہوئے اڑتا ہوا
طرف طلسم کے روانہ ہوا بیان بعد اسکے جانے کے اسفندیار صحرائی افسوس کنان گریہ و زاری کرتا
ہوا پھر گرد اجل قلعہ ہوا اور یاد میں شاہزادہ رستم ثانی کے دن رات رویا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ افسوس
اس صاحب اقبال نے اپنی جہالت میں آپ کو گرفتار کرایا دام مصیبت میں پھنسایا اب بیان کون ایسا دوست
رفیق ہی کہ جو رہائی کی فکر کریگا سب دشمن بادشاہ طلسم خود عدو ے جان ہی یقین ہی کہ ایک دن روز میں
قتل ہو جائیگا لاش کو دفن و کفن بھی نصیب نہ ہوگا اُدھر شاہین بن سلیمان نے جیسے شاہزادے کو دیکھا تھا
دل کو ڈھارس تھی کہ یہ فتاح طلسم ہی اور تیر انجمن ہی کہ اپنی جان پر کھیل کر تیری رہائی کو آیا ہی اسکی
بھی آس ٹوٹی مانند ماہی بے آب کے تڑپتا تھا ان دردمندوں کو تو اس حالت میں چھوڑا جاتا ہی لیکن
اب حال نبات جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ قید شاہزادہ رستم ثانی نامور کی لیے ہوئے اپنے مکان پر آیا
شاہزادے کو قید کیا اور آپ خدمت میں صندلان شاہ کی روانہ ہوا وہاں صندلان شاہ تخت حکومت
پر جلوہ افروز ہی گرد و پیش ارکین سلطنت کا مجمع ہی وزرا امرا بہ ادب اپنے اپنے منصب کے موافق جائے
مناسب پر بیٹھے ہیں معلم کتابدار ایک کتاب کھولے ہوئے دیکھ رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ای بادشاہ یہ سال اس
طلسم پر نہایت سخت ہی فتاح طلسم اس سال میں داخل طلسم ہوگا بلکہ وہ خود بھی بڑی ساعت نے نکلا ہی داخل
طلسم ہوتے ہی گرفتار ہو جائیگا لیکن اگر زندہ بچ کر رہا ہوگیا اور پھر طلسم میں آیا تو ہر جگہ شکست کرتا ہوا
بڑے سنّد و مد سے آئیگا لہذا اگر پہلے ہی گرفتاری میں قتل ہوگیا تو بہتر ہی ورنہ انجام اچھا نہیں ہی ہنوز یہی
ذکر تھا کہ نبات جادو پہونچا اور تسلیم بجا لایا صندلان شاہ نے پوچھا ای نبات جادو خیریت ہی تو
اپنی سرحد کو چھوڑ کر ایسے نازک وقت میں کیوں آیا کہ برابر کتاب زردشتی سے ظاہر ہو رہا ہی کہ فتاح
طلسم داخل طلسم ہو چکا ہی اور بعد لبط جادو کے مرحلہ تیرا ہی نبات جادو نے عرض کی کہ ای شاہ تیرے
اقبال کے سے میں نے فتاح طلسم کو گرفتار کیا او مقید کرلایا ہوں اگر حکم ہو تو بیرون طلسم بیجا کر قتل کر ڈالوں
کیونکہ رکھنا ایسے شخص کا بہتر نہیں ہی مبادا کوئی افتاد پڑے تو پھر ہاتھ آنا اسکا مشکل ہی اور اندر طلسم کے شرط ہی
کہ چالیس روز قید رکھا جائے بعد اسکے قتل کیا جائے صندلان شاہ نے کہا بہت مناسب ہی تو لیجا اور
باہر طلسم کے میدان خونی تیار کرکے آج کے تیسرے روز طلسم کشا کو قتل کرا اور ہم اسی روز جشن تیار دینگے

تاکہ ایک عالم قتل طلسم کشا کا تماشا دیکھ کر عبرت کرے اور اہل طلسم کی بڑی خوشی کی بات ہی کہ دشمن انکا
قتل ہوگا بنات جادو تو حکم قتل لیکر اُس طرف روانہ ہوا ادہر صندلان شاہ جادو نے تصویر طلسم کشا کی مع
پروانے کے روانہ کی کہ تمام اہالیان طلسم صندل صورت طلسم کشا کی پہچان لیں اور سیلد طلسم سے ان تین روز کے
عرصے مین طلسم کشا رہا ہوجاے تو اُسے جہان پائیں گرفتار کرلیں اور بروز قتل بجایان خونریز مین حاضر ہوکر
تماشاے قتل دیکھیں اسی وقت ساحر پروانے لیکر طرف عہدہ داران طلسم کے روانہ ہوے کہ چند نام
اس وقت تحریر کیے جاتے ہیں باقی بر وقت ضرورت چنانچہ ایک نامہ مع تصویر پاس ابلیس خود پسند کے پہونچا
ایک نامہ پاس جندال دستک زن کے گیا ایک پروانہ پاس نقاش حیرت نما کے پہونچا ایک خط پاس دیرنخ
آسمان خنگاف کے پہونچا ایک حکم نامہ پاس ملکہ کم کم جادو کے پہونچا ایک پروانہ پاس ملکہ خلخال محشر خرام
کے اور اسی طرح متفرق نامے حاکمان ملک و مالکان مراحل کو پہونچے کہ جنکا ذکر اپنے وقت پر آئے گا لیکن یہ
سب نامے تقسیم ہونے کے بعد اب تیسرے روز کا انتظار ہی حسب اتفاق ایک تصویر صندلان شاہ نے
اپنے پاس رہنے دی تھی شب کو جو ایوان شاہی مین آکر سویا تصویر گلے سے اتار کر سرہانے رکھ دی تھی
صبح کو بھول کر اٹھ کھڑا ہوا اور باہر چلا آیا حسب اتفاق وہ تصویر ایک پیش خدمت کے ہاتھ لگی ایسے
جوان حسین کی تصویر دیکھ کر پاس ملکہ صنم بادلہ پوش دختر کوچک صندلان شاہ لائی اور عرض کیا کہ ملکہ دیکھو
تو کیا پیاری صورت ہی اسکی صنم بادلہ پوش نے کہا یہ کسکی تصویر ہی اُسنے عرض کی کہ بی بی یہ مین نہین
جانتی ہون تمھارے والد ماجد کے بستر پر سے پائی ہی اسپر کچھ لکھا ہی دیکھ کر پڑھو تو معلوم ہوجاے گا صنم
بادلہ پوش نے بغرض نام پڑھنے کے تصویر ہاتھ مین لی دیکھا تو لکھا ہی کہ یہ تصویر فتاح طلسم رستم ثانی کی
ہی ادھر تو نام طلسم کشا پہ نظر پڑتے ہی دل تھرایا خیال آیا کہ یہ باعث بربادی ہمارے ملک کا ہی لیکن ساتھ ہی
صورت زیبا پر جو نظر پڑی ہی وہ دشمنی مبدل بہ دوستی ہوگئی ہزار جان سے عاشق ہوگئی رنگ رو متغیر ہوا
اس عورت سے کہا اب کسی سے اس تصویر کا ذکر نہ کرنا اگر بابا جان بھی پوچھین تو نہ بتانا یہ تصویر مجکو دیدے
اور کچھ اشرفیاں اسکو دین تصویر لے لی پاس اپنے چھپالی اتنے مین کچھ سہیلیان دوڑتی ہوئی آئین
اور انھون نے کہا اے ملکہ آپ کی والدہ ماجدہ نے حکم فرمایا ہی کہ کل طلسم کشا قتل ہوگا لہذا ہم سب کو
خوشی کرنا چاہیے یعنی لازم ہی کہ کوئی سامان تازہ عیش و طرب کا مہیا کرو یہ سننا تھا کہ ملکہ کے چہرے کا رنگ
اڑگیا ایک آدمی نے کہا اے ملکہ عالم مین اس وقت ایک نئی بات دیکھتی ہون کہ اتنی بڑی خوشی کی خبر سنکر
آپ کچھ خوش نہوئین بلکہ رنگ رو متغیر ہوگیا ملکہ نے کہا چپ رہو اور میرے باغ مین آؤ تو بیان کرون
مجھے کچھ اور خیال تھا اتنے مین سامنے سے ملکہ زرینہ الماس پوش آئی اور کہا کیون بی بی
مزاج کیسا ہی رنگ رو متغیر ہی منھ اترا ہوا ہی صنم بادلہ پوش نے گردن نیچی کرلی ملکہ نے خود کہا کہ کچھ
تمنے سنا کل فتاح طلسم قتل ہوگا یہ بھی عنایت خداوند تمثال آئینہ روکی تھی کہ وہ خود اسیر ہوگیا ورنہ یہ
سال نہایت سخت تھا طلسم پر یہ سنکر اور ملکہ کا چہرہ کمھلا گیا اب تو زرینہ الماس پوش نے پوچھا کہ لڑکی یہ کیسی
بات ہی کہ تو خوشی کی خبر سنکر رنجیدہ ہوتی ہی کیا طلسم کشا تیرا کوئی عزیز ہی صنم بادلہ پوش نے عرض کی
کہ اماں جان میری نظر انجام بین ہی جو میری یہ حالت ہوئی جاتی ہی مین نے سنا ہی کہ اگر قتل طلسم چھوٹ
گیا تو پھر ہاتھ آنا دشوار ہی مجھے اس بات کا اندیشہ ہی کہ کہین ایسا نہو کہ وہ چھوٹ جاے ملکہ زرینہ

نے کہا لڑکی تو کیسی نادان ہے کیون فال بد زبان سے نکالتی ہو ہمارے طلسم صندل ہے یہان سوا دشمنون کے اسکا کون دوست ہے جو بچ جائیگا اسکو جو پائیگا خون بہائیگا اس سے تو اطمینان رکھو اگر کوئی دوست اسکا یہان آنے کا قصد بھی کریگا تو بغیر گرفتار ہوئے داخل طلسم ہو نہین سکتا یہ سنکر ملکہ نے کہا تو بہتر ہو مین سے باغ طرب انگیز مین جاتی ہون اور سامان عیش و طرب مہیا کرتی ہون یہ کہکر بات کو ٹال کر مع سہیلیون کے طرف باغ طرب انگیز کے روانہ ہوئی جسوقت باغ مین پہونچی ادھر اودھر ٹہلی مگر کہین دل نہ لگا آخرکار قصر یاقوت نگار مین آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی سہیلیون نے کہا اے ملکہ عالم کچھ تو بیان کیجیے یہ حالت آپکی کیا ہوئی جاتی ہے ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر ورد زبان کیا شعر فرقت کی سختیون مین بھی ہے ساتھ اپنے قابو مین جب نہین تو کسے اعتبار دل ؛ ملکہ سرداب جادو کہ صنم بادلہ پوش کی وزیرزادی ہے نہایت محبت کرتی ہے بلا مین لیکر بولی کہ اے ملکہ مین صدقے جو مجھسے چھپائیگی تو کس سے کہیگی یہ عاشقانہ شعر پڑھنا علت سے خالی نہین ہے کسپر دل آیا کس محبوب نے بسمل بنایا ملکہ نے کہا کہ اے سرداب واقع مین وہ ایسی کہنی بات میری ہے جو تجھسے پوشیدہ ہے اور کرنی تیری بات ہے جو ہم بیقرار نہین ہے لیکن اپنا حال تو موجب

ان اشعار کے ہر حرف سے اثر ٹپکتا اس غزل مین ایک غزل
چارہ گرون کی کوشش راحت چرخ کی دل آزاری ہے

سمجھا ہے کا اپنے زخم جگر کے مرہم نمک نثاری ہے
حال کہا جائے اب کس سے دل تو بھرا ہی آتا ہے

پوچھو سے مین وہ عشق کس کے رقت ہمپر طاری ہے
جو کہین مارے درد و الم کے غم ہی بیٹھے جلاتے ہین

نالہ و شیون شب کو اگر ہے دن کو آہ و زاری ہے
پانی کو بھی آگ بنایا سوز نہان کی گرمی نے

اشک کو اپنے بوند نہ سمجھو جلتی ہوئی چنگاری ہے
وہ میرے گھر مین آتے ہوئے ہین پوچھا ہے مین نے جل بھی

دیکھتا ہون مین جو یہ انکی خواب ہے یا بیداری ہے
آنکھون مین ہے اندھیر زمانہ یاد جو ہے ان زلفون کی

صبح نظر آئیگی دم بھر گر رات یہ ہمپر بھاری ہے
جتنے بخت کا رحیون ہین ایک طریقہ رکھتے ہین

قیس ہے رسم چاک گریبان اب تک ہم مین جاری ہے
دل کا دھڑکنا چہرے کی زردی گو نہین خالی علت سے

مرتے ہین لیکن کہہ نہین سکتے ہم کو کیا بیماری ہے
ارزو اسکو تم کیا جانو گذری ہو جسپر اس سے پوچھو

آفت جان مین انکی ادائین صورت جسکی پیاری ہے

جب ملکہ نے یہ اشعار حسب حال بہ آواز درد ناک پڑھے بیساختہ سرداب کی آنکھ سے آنسو گر پڑے ملکہ کے قدمون سے لپٹ گئی اور کہا اگر نہ بتائیگا تو ابھی اپنے کو ہلاک کر دونگی اس وقت ملکہ صنم بادلہ پوش نے حرم سے تصویر شاہزادہ رستم ثانی کی نکال کر پیش کی اور کہا اے سرداب کیا دیکھتی ہے جو ہمارا قاتل باعث بربادی سلطنت ہے وہی محبوب جانی ہے سرداب تصویر دیکھ بیخود ہو گئی کر کیا کہون کیا نہ کہون لیکن عرض کی کہ اے ملکہ تمھین اس دشمن جانی کو دل دیے ہوے کچھ تردد ہوا اور بیقرار ہو تمھین ملکہ نے کہا اسی سے تو مین بیان نہین کرتی تھی سرداب نے کہا یہ تو ممکن ہے کہ وہ نبات جادو کی قید مین ہے وہ ہوا میر اکیا کر سکتا ہے ابھی جاکر لے آؤن لیکن یہ راز چھپ نہین سکتا جسوقت ظاہر ہو گیا تو آپکی رسوائی جدا ہے بادشاہ طلسم الگ دشمن ہو جائیگا میری زندگی تو دشوار ہے مگر مجھے اپنی جان کا خیال نہین ایسی ایسی لاکھ جانین آپ پر سے نثار ہین منگوار ہوتے ہی کس دن کے واسطے ہین مگر آپکی رسوائی بھی ہوگی اور پھر کوئی نتیجہ نہ نکلیگا طلسم کشا پھر گرفتار ہو کر قتل ہو جائیگا ملکہ صنم بادلہ پوش نے کہا اے سرداب کسی طرح سے اسے چرا لا مین اسی بیرون طلسم چھپا دونگی نہ طلسم مین ہوگا نہ قتل ہوگا نہ میری رسوائی ہوگی لیکن تو اس طرح سے

لا کہ تیر الاماں ظاہر نہ ہوا اور اگر ابکی بار طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر گرفتار نہیں ہو سکتا میں سمجھی ہوں کہ اگر ابکی بار
وہ چھوٹ کر داخل طلسم ہوا تو مرحلے شکست کرتا ہوا آئیگا سرداہہ نے کہا تو آپ نہ گھبرائیں یہ کام میرا ہی آج ہی
شب کو میں اُسے لے آؤنگی لیکن وقت شب کا ہونے دیجیے ملکہ نے کہا اگرچہ ایک ایک پل ایک
ایک برس ہے مگر مصلحت وقت یہی ہے خیر جیسا تم مناسب جانو یہ کہکر خاموش ہو رہی ملکہ نے واسطے دل بہلانے
کے گانیون کو طلب کیا اور شغل رقص و غنا ہونے لگا نازنینیں بصد ناز و انداز کوئی غزل کوئی ٹھمری کوئی
ٹپہ کوئی خیال گا رہی ہیں لیکن ملکہ کا دل نہیں لگتا تھا بار بار صحن خانہ کی طرف دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتی تھی
شعر شام کیا روز جدائی کی نہیں ہوتی سحر ؛ دھوپ جیسے کہ موجود ہے دیواروں پر ؛ کبھی انگڑائی لے کر
سرداہہ سے کہتی ہے کہ ان گانیون کو رخصت کرو طبلے کی گمک سے دل دھڑکتا ہے سر میں درد ہوتا ہے
سارنگی کی آواز کانون کے پاس ہوئی جاتی ہے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا سرداہہ نے گانیون کو بہ انعام دیکر
رخصت کردیا اور ملکہ سے کہا اے حور جمال پری تمثال انتظار تو معشوق کا اور یہ پریشان حالی جس وقت وہ
آکر دیکھیگا اور گھر کی حیثیت معمولی روزمرہ کے موافق دیکھیگا تو کیونکر سمجھیگا کہ یہ ہماری عاشق ہیں لہذا
بناؤ سنگار کیجیے قصر کو آراستہ کیجیے کچھ ساز و سامان تو مہیا کیجیے کہ اسمیں ایک نتیجہ دو کاج میں دل بھی
آپکا بہلےگا اور معشوق بھی آئیگا تو دیکھکر خوش ہوگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ نہیں ہو سکتا تو انتظام کر سرداہہ
نے اسی وقت آراستگی باغ و سامان چراغان کا حکم دیا مسند جواہر نگار جو ملکہ نے نئی تیار کرائی تھی نکلوا کر
بچھائی اور ہر بات کو ملکہ کا دل بہلنے کے واسطے مکرر سہ کرر پوچھتی بھی جاتی تھی یہانتک کہ بشغل وہ وقت آیا
کہ لیلی شب نے گیسوون کو سنوارا ستارون سے مانگ بھری قمری چاندنی کی ملکے پر لگائی اطلس
سرخ شفق رنگ کا جوڑا زیب جسم کیا یہاں چراغان ہونے لگا ملکہ نے سرداہہ سے کہا کہ اب سب انتظام
میں کرونگی تو جا سرداہہ اسیوقت پرپرواز سید اکے طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوئی یہاں ملکہ آپ خود
انتظام میں مصروف ہے روشنی کروا رہی ہے مسند قرینے سے بچھوائی جب سب ان امور سے فراغت ہوئی تو
آئینہ سامنے رکھکر بالوں میں کنگھی کی جو مواجب بھاری ہنا خنک عروس شب اول کے آپ کو آراستہ کیا
منتظر بیٹھی ہے جانب فلک دیکھ رہی ہے لیکن وہاں سرداہہ جادو جو زندان خانہ نباتیہ پر پہونچی دیکھا کہ نبات
جادو بار بار آتا ہے اور محافظان زندان پر تاکید کرجاتا ہے کہ دیکھو خبردار ہوشیار رہنا کہ یہ شب آخر ہے ایسا نہو
کوئی افتاد پڑے اگر آج شب بھر کی تکلیف گوارا کروگے تو زندگی بھر راحت سے سوؤگے اور اگر آج تم نے
غفلت کی تو تا بہ حیات آرام نہ پاؤگے زندانبان آنکھوں میں پانی لگاتے ہیں باہم ایک دوسرے کو جگاتے ہیں
اول تو خود مارے خوف کے نیند کہاں یہ رنگ دیکھکر سرداہہ جادو نے بالاے ہوا سے ایک اسم سحر
پڑھکر دم کیا کہ جھونکا ہوا سرد کا چلا پاسبانوں کی آنکھیں بند ہونے لگیں نیند سے جانیں قربان کر
سکے یہ شعر پڑھ پڑھ کر سو رہے شعر ؛ نیند مژگان میں مری آنکھ لگی جاتی ہے ؛ لوگ سچ کہتے ہیں سولی پہ بھی نیند آتی
ہے ؛ دیکھا ملکہ سرداہہ نے کہ سب اسطرح سو رہے ہیں جیسے سانپ سونگھ گیا بس اسی وقت بالاے ہوا
سے اتر کر زندانخانہ میں آئی اور ایک اسم پڑھا کہ ہتھکڑی بیڑی دشت دیا چوم چوم کر علیحدہ ہوگئی بازو رستم
ثانی کا پکڑا اسی وقت پرواز کرکے بالاے ہوا آئی ساتھ ہی خیال گذرا کہ اے سرداہہ ملکہ کا معشوق اور
اس طرح تشنل چور کے لٹکا ہوا جاے ملکہ دیکھکر کیا کہیگی اسی وقت رستم ثانی کو لیے ہوئے ایک کوہ پر

آئی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دی دیکھا کہ چار پتلیاں ایک تخت سر پہ لیے ہوئے زمین سے نکلیں سرداب جادو
نے رستم ثانی کو تخت پر ڈالا اور پیکر حرف ملکہ کے روانہ ہوئی بیان ملکہ دیدۂ انتظار وا کئے ہوئے دیکھ رہی
ہے سرداب کا انتظار رہی ہو جب شعر وقت تکتے رہیں ترے آنے کا ہم ٭ گہ نظر در پہ ہو گہ دیوار پر ٭ کہ یکایک
بالا سے ہوا تخت اڑتا ہوا نمودار ہوا ملکہ یا تو مسہری پر پڑی ہوئی تھی کنیزیں گرد و پیش بیٹھی ہوئی
دل بہلا رہی تھیں یا اٹھ بیٹھی اتنے میں تخت نیچے اترا سرداب نے کہا لیجیے آپکا یار جانی محبوب جاودانی
حاضر ہے اور سحر اپنا رستم ثانی پر سے اٹھا لیا نیند برطرف ہوئی رستم ثانی کی آنکھ کھلی تو عجب عالم دیکھا کہ یا تو
وہ زندان تیرہ تھا یا ایک باغ دکھائی دیتا ہے ایک حور وش پری جمال آفت ہوش بادلہ پوش سامنے بیٹھی ہے ایک کنیز
ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہے اور حسین گرد و پیش مجمع کیے ہوئے ہیں رستم نے دل میں خیال کیا کہ میں کہاں اور یہ
سامان کہاں معلوم ہوتا ہے کہ وقت آخر میں قضا یہ سامان دکھا رہی ہے بیداری نہیں ہے بلا عالم رویا کی سیر ہے
یہ سمجھ کر آنکھیں بند کرلیں اب صنم بادلہ پوش کو تاب نہ رہی سر زانو پہ رکھ لیا اور کہا اے دشمن دین و ایمان اے
آفت جان و تاب و توان یہ خواب نہیں ہے ملکہ نہیں بیداری ہے تو نے آنکھیں کیوں بند کرلیں رستم ثانی نے پھر
آنکھ کھولکر دیکھا اب سر بزانوے محبوب پر پایا نظر جو رستم ثانی کی ملکہ صنم بادلہ پوش کے جمال بے مثال پر پڑتی ہے
ہوش باختہ ہوئے سکتے کا عالم ہو گیا ملکہ نے کہا کیوں مزاج کیسا ہے رستم ثانی نے یہ شعر ورد زبان کیا اور اٹھ
بیٹھے شعر جبر آہ کیا تھی اس کی وہی عیش کی گھڑی تھی ٭ انھیں جتنی دیر گذری ہے سمجھے ہوشیار کرتے و بعد
اسکے پوچھا کہ آپ کون ہیں نام آپ کا کیا ہے ملکہ نے کہا آپ کو میرے نام و نشان سے کیا مطلب ایک خادمہ
ہوں رستم ثانی نے کہا اگر یہ احسان کیا ہے کہ مجھکو اس قید شدید سے بچایا ہے تو نام بھی بتلا دیجیے ملکہ نے کہا نام بتانے
میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن کیا اپنے باپ دادا کا نام رسوا کروں میں بدنصیب ایسی نکلی کہ اپنے
خاندان میں داغ لگایا تجھ ایسے غیر شخص دشمن جان پر عاشق ہوئی رستم ثانی نے سنکر جواب دیا کہ عاشقوں کا
یہی شیوہ ہے کہ نام بھی نہیں بتلاتے اگر تم عاشق ہماری ہو تو کب تک ہم سے چھپاؤ گی صنم بادلہ پوش نے کہا بس
اتنی عاشق ہوں کہ قتل تو ہوگا گوارا نہ ہوا زندان سے رہا کر دیا اب آپ کو بیرون طلسم پہنچائے دیتی ہوں اب
اپنے گھر کی راہ لیجیے ہم پر جو گذرے گی جھیل لینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ دل سے اس دور افتادہ کو بھلا
رستم ثانی نے کہا مجھے تو اب بغیر تمھارے ایک آن بھی قرار نہ آئیگا میں تمھیں چھوڑ کر نہ جاؤنگا تم کیسی
عاشق ہو کہ جدائی میری گوارا کرتی ہو ملکہ نے کہا کہ اگر جدائی تمھاری نہ گوارا کرونگی تو تمھارے ساتھ میں
جدائی ہو جائے گی میں رسوائے عالم ہوں گی اور تم کو اس کے بھی جان پر کھیلنا پڑے گا رستم ثانی نے کہا
جبتک نہ بتاؤ گی میں نہ مانونگا اور تلوار کھینچ کر اپنی گردن پر رکھ لی اب تو ملکہ سہم گئی مجبور ہو کر کہا اے طلسم کشا میں
دختر ہوں بادشاہ طلسم کی نام میرا صنم بادلہ پوش ہے تصویر تمھاری دیکھ کر عاشق ہو گئی سرداب جادوی
وزیرزادی کو بھیجکر تمھیں بلوا لیا اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ میں سرداب کو ساتھ کرتی ہوں وہ تمھیں ابھی بیرون
طلسم پہونچا آئیگی اب اس طلسم کی طرف آنے کا قصد نہ کرنا کہ یہ مقام نہایت سخت ہے ہم تا زندگی تمھاری
یاد میں تڑپینگے تم ہمیں صبر کرواؤ کہیں تو صبر کہاں ہو بموجب شعر قرار دلکف آزادگان نگیرد مال ٭ نہ صبر در
دل عاشق نہ آب در غربال ٭ رستم ثانی نے کہا ملکہ عورتوں کے دل سخت ہوتے ہیں مردوں کے دل
ایسے نہیں کہ جس سے محبت کی بغیر اسکے دم بھر بھی قرار ہو اب تم نکالو گی بھی تو میں نہ جاؤنگا ملکہ نے

کہا حاصل کیا ہوگا یہ راز چھپ سکتا نہین اگر صبح ہوگئی تو معلم کتابدار خود آگیا دیکھا کہ طلسم کشا فلان مقام پر ہی لہذا تمھارا رہنا کسی طرح بیان بہتر نہین ہر صفت مین میری رسوائی ہوگی تم بھی گرفتار ہو کر قتل ہو جاوگے رستم ثانی نے کہا حبیب عاشق ہوے تو کیا مرنے سے ڈر جائینگے بموجب مطلع غم ہجر کیون نہ جانگزا کہ وہ دم بدم مری جان پر ہے مین جہان سے منھ کو پھیر لے ہون کہ ہر جان اگر تو جہان ہے ملکہ نے دیکھا کہ یہ کہنا نہ مانیگا سر جھکا لیا دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی سہروابہ نے کہا ای ملکہ وقت کو غنیمت جان صبح کو جو ہوگا وہ ہوگا اتنی رات تو راحت سے بسر کرو یہ کہکر سامان طرب مہیا کیا رستم کو پاس ملکہ کے مسند پر بٹھایا جام شراب لبریز کر کے حاضر کیا رستم ثانی نے کہا مذہب تمھارا کیا ہی ملکہ نے کہا عاشق رستم ثانی نے ہنسکر فرمایا کہ یہ تو ہم جانتے ہین لیکن قبل اسکے کیا دین و آئین تھا ملکہ نے کہا اہل طلسم صندل خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتے ہین رستم ثانی نے لاحول پڑھکر فرمایا کہ یہ کونسا مذہب ہے تم ہر ملکہ نے کہا ہاں تم خداوند کو ایسا کہتے ہو رستم ثانی نے کہا اگر تم ایسے مسخرے خداوند کو مانتی ہو تو مین تمھاری محبت سے باز آیا ایسے ایسے سب سے خداوند پیدا ہوے اور بڑی بڑی سرکشیان کین صدہا بندگان خدا کو گمراہ کیا انجام کار نیست و نابود ہوگئے اب ہمارا قدم اس طلسم مین آیا ہی دیکھ لینا کہ اسکی خداوندی کی بھی قلعی کھل جائیگی اور کچھ تعریف پروردگار عالم کی بیان کی کہ ملکہ کے دل سے زنگ کفر دور ہوا کہا ای شہریار واقع مین یہ کوئی ساحر زبردست ہی خداوند بن بیٹھا ہی جسطرح سامری و جمشید کی خداوندی ہوگئی ایسی ہی کچھ خداوندی اسکی بھی ہی جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کیجے رستم ثانی نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا ملکہ مع سہیلون کے از سر صدق مسلمان ہوئی جو ساحر ہین وہ مطیع اسلام ہوئین اور عرض کیا کہ ابھی ہم سحر سے توبہ نہین کر سکتے اگر پروردگار عالم وہ دن دکھائیگا کہ خوف ساحران زبردست کا ہمسے دور ہوگا اسوقت توبہ کرینگے پہلے برکت طلسم صندل مین قدم رستم ثانی کی یہ ظاہر ہوئی کہ ملکہ مع ہمجولیون کے مسلمان ہوئی اب جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا رقاصان پری خصال ناہید جمال مصروف رقص و غنا ہوئین ایک نازنین پری تمثال نے یہ غزل شروع کی

قرض کیا جو آئیگا جان ہی لیکے جائیگا
سمجھے یہ ہمین کہ تا بہ زیست جیکے ستائے ستم
کبھی بنائے رکھنے مین بتے منانا جائیگا

جاتے ہو تم اگر تو جاؤ دلکو سنبھال لینگے ہم
خود بھی کریگا ناز وہ جو تیرا ناز اٹھائیگا
کو کہ ہو ابنا ہی ضرر رکھتے ہین اسکی آرزو

یار اگر نہ آئیگا ہجر کا غم ستائیگا
دوگے تسلیان اگر پھر نہ قرار آئیگا
پوچھتے ہو ہمین تو خیر کہتے ہین قصۂ فراق
جان ہماری جائیگی آپکا کیا جائیگا

اسی ہنگامہ طرب مین وہ وقت آیا کہ آسمان پر بزم انجم بھی برہم ہوئی پیدا ہوئی مشعل ماہ کا نور زائل ہوا چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہونے لگے شمعین جھلملا جھلملا کر گل ہونے لگین نسیم سحری نے سوتے ہوؤن کو ٹھوکر مار کر جگایا جاگے ہوؤن کو تھپک تھپک کر سلایا مثنوی وصل دیر سے جو رہا تھا شاد وہ اب وہ ممنت ہوگیا ناشاد جی بچا ہجر مین جو مر رہے تھے وہ اُنکا شکر حق ہوا کرے لیکن جون جون سفیدۂ سحری کی جلوہ گری چرخ اخضری پر ہوتی جاتی تھی رنگ روے ملکہ صنم بادلہ پوش متغیر ہوتا جاتا تھا لیکن سہروابہ جادو نے بغیر استفسار ملکہ مصلحت وقت جانکر کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا کہ شاہزادہ رستم ثانی ملکہ کے زانو پر سر رکھکر سو گیا بس اسی وقت اُسنے دست ادب بستہ ملکہ سے عرض کی کہ ای شاہزادی یہ وقت صبر ہے دلیر بخود رہیے اور مجھے حکم دیجے کہ مین طلسم کشا کو باہر طلسم کے پہنچا آؤن صنم بادلہ پوش کا یہ حال ہوا کہ قریب تھا قالب سے روح نفس جسم سے پھڑک کر نکل جاے لیکن مجبور تھی تو کیا کرے سر جھکا لیا اور کہا ای سہروابہ تجھ کو خیال تھا کہ ایسا

سو جب آنکھ اسکی کھلے اور اس صحبت کو نہ پائے تو آپ کو ہلاک کرنیکا قصد کرے سرو ابہ نے کہا آپ خاطر جمع
رکھیے ایسا نہوگا یہ کہکر تخت سحر پر رستم ثانی کو مع لالا اور تخت اڑا کر سن کرتی ہوئی ایک راہ پوشیدہ سے
روانہ ہوئی یہان ملکہ نے اپنی غیر حالت کی کبھی بستر کے پاس بھی پھول اٹھا کر سونگھتی تھی کبھی آنکھوں سے لگاتی
تھی کہتی تھی کہ ابتک بو اُس گلبدن کی میرے دماغ مین بسی ہوئی ہے ہائے ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا کچھ اعتبار
گردش فلک دوار کا نہین ملکہ کا حال بموجب اس شعر کے تھا۔ شعر ۔ شب وصال وہ سر رکھ کے جنپہ سوے تھے ۔
تڑپ رہا ہون وہ تکیے گلے لگائے ہوئے ۔۔ ملکہ کو تو اس حال پر ملال سے چھوڑا جاتا ہے لیکن اب حال سرو ابہ
جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ رستم ثانی کو لیے ہوئے مراحل طلسم سے بچتی ہوئی اس سن تخت اڑاتی ہوئی حد طلسم سے
دور نکلکر قریب اس کوہ کے آئی کہ جہان لشکر سلیمان شاہ پڑا ہوا ہے رستم ثانی کو بالائے کوہ اتارا آپ ایک گھاٹی
مین پنہان ہو رہی اد اسم سحر پڑھکر پھونکا کہ ہوا ایکی آنکھ شاہزادے کی کھلی ہاے جو دیکھا تو وہ باغ باغ خیال نظر آتا ہے
کا تصور کیجیے تو سب کچھ ورنہ کچھ بھی نہین ہے ایک کوہ بلند ہے چارطرف کف دست میدان نظر آتا ہے رستم ثانی نے
ہاے ملکہ کا نعرہ مارا اور کہا افسوس نہین معلوم کس دشمن نے مجھے یہان پھینکا اگر پاؤن تو مار ہی ڈالون
دل سے کہا کہ جو یہان لایا ہے ضرور یہین کہین ہوگا یہ خیال کرکے ہر طرف دیکھنے لگا کبھی ادھر دوڑ جاتا تھا کبھی
اس طرف نکل جاتا تھا جب کسی کو نہ پایا ہے کہ ابھی تخت کو کہ جسپر سوار تھا تلواروں کی ضرب سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
سرو ابہ نے یہ رنگ دیکھکر دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ مجھے پا جاتا تو ضرور مار ڈالتا لیکن رستم ثانی اسی
وقت کوہ سے اُترکر سیر صحرائی کرتے ہوئے چلے سرو ابہ نے قیام اپنا اسی کوہ پر اختیار کیا لیکن رستم جو ہر کنان
ہاے ہاے کے نعرے مارتے ہوئے چلے دیکھا کہ سامنے ایک لشکر معلوم ہوتا ہے خیال کیا کہ کہین بادشاہ طلسم کا
لشکر نہ ہو شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے چلے جس وقت قریب پہونچے تو پہچانا کہ یہ فوج سلیمان شاہ
ہے ادھر لوگون نے سلیمان شاہ کو خبر دی کہ رستم ثانی نامور آتے ہین سلیمان شاہ براے استقبال آیا سلام
کیا رستم ثانی نے جواب سلام دیا سلیمان شاہ نے دیکھا کہ آنکھین سرخ رنگ زرد چہرہ پر پریشانی حضرت عشق
کی نشانی ہویدا ہے عرض کی اے شہریار عالی وقار کہان سے تشریف لانا ہوا کیونکر آنا ہوا طلسم سے کیونکر رہائی
ہوئی رستم ثانی ساتھ سلیمان شاہ کے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے اور سب ماجرا ملاقات شاہین اور
مقابلہ اسفندیار اور اسیری اپنی پھر رہائی اور حال ملکہ صنم بادلہ پوش کا سب بیان کیا سلیمان شاہ نے
کہا اے شہریار سو آپ کے آجتک کوئی اس بلا مین پھنسکر پھر رہا نہین ہوا رستم ثانی نے کہا کہ سلیمان شاہ
انشاءاللہ بقوت پروردگار تو ونا اس طلسم کو ضرور شکست کرونگا سلیمان شاہ نے عرض کی آخر کوئی راہ کوئی طریقہ
بھی طلسم کشائی کا ہے یا اسیطرح جس طرح سے آپ تشریف لے گئے تھے رستم ثانی نے ہنس کر کہا کہ انشاءاللہ دیکھ
لینا اب انکو تو ایک آدھ روز کے واسطے حالت استراحت مین چھوڑا جاتا ہے بعد کو بخدمت ناظرین عرض ہوگا
لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان ملکہ صنم بادلہ پوش کے معرض بیان مین لائے جاتے ہین کہ بعد
روانہ ہونے شاہزادہ رستم ثانی اور سرو ابہ جادو کے یہ نہایت مضطر و پریشان کبھی سہری پر پڑ رہتی ہے کبھی
سیر باغ مین مصروف ہوتی ہے ایک ایک گل کے پاس جاکر بیان کرتی ہے کہ مجھے تیرا کھلکھلا کر ہنسنا اچھا نہین
معلوم ہوتا کیونکہ میرا گل خندان نظروں سے پوشیدہ ہے کبھی بو کسی پھول کی سونگھ کر کہتی تھی کہ وہ خوشبو اور
ہے یہ بو اور ہے بموجب شعر مین عطر ملنے کو مانع ہون اُس سے روز وصال ۔ کہ غیر کی نہ ترے پیرہن سے بو آئے

کبھی زلف سنبل دیکھکر طبیعت کو پیچ و تاب ہوتا تھا وہ زلفین سلیلی یاد آتی تھین گھٹائین غم کی امڈ چھا جاتی تھین
کبھی یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا کہ شعر ترا بوٹا سا قد اے رشک گل جب یاد کرتے ہین ٭ تو نالون سے گلے مل مل کے
ہم فریاد کرتے ہین ٭ یہ تو اسی حال پر ملال مین ہے لیکن وہان وقت صبح ہوتے ہی دیکھا نبات جادو نے کہ
آمد ساحرون کی شروع ہو گئی یکایک ابر زعفرانی فلک پر نمودار ہوا آواز قہقہہ بلند ہوئی یکایک وہ ابر قریب آکر شق
ہوا دیکھا ملکہ کم کم جادو زعفرانی جوڑا پہنے ہوئے جو گراج باندھے تخت سحر پر سوار ایک طرہ مغیشی
جگنو جڑے مین لگا ہوا کہ یہی سحر اس کا ہے انشاء اللہ حال اس کا بر وقت مقابلہ ظاہر ہو جائے گا پشت پر چالیس
ہزار نازنین دُرد رگوش مرصع پوش دریلیے جواہر مین غوطہ مارے سب کا گرن مین جوڑے زعفرانی
اس شان و شوکت کے ساتھ ملکہ کم کم جادو آکر ایک جانب خیمہ بر پا کرکے ٹھہری بعد اسکے اور ایک ابر جلوہ
رنگ نمودار ہوا اور ابلیس خود پسند کی ملکہ نسیم گلپوش ایک لاکھ ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے
محبوبیان مجبولیان کا دھون پر لادے ہوئے ایک جانب صحراے خون ریز مین قیام پذیر ہوا نبات
جادو ان سب کے واسطے حسب مراتب اترنے کی جگہ بتا تا جاتا ہے بعد اس کے اور ایک ابر بھبعت رنگ نمودار
ہو جس وقت وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ نقاش حیرت نما تین لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے
آیا بعد اس کے جلاجل دستک زن بڑے شد و مد سے یکایک ایک ابر طاؤسی پر نمودار ہوا آواز
گرجنے کی پیدا ہول و ہیبت طاری جس وقت یہ ابر شق ہوا ملکہ دبدبہ آسمان شگاف پانچ لاکھ ساحران غدار
سے پہونچی بعد اس کے ملکہ خلخال محشر خرام مانند فتنہ محشر کے نمودار ہوئی اسیطرح اور مالکان درندو بادشاہان
ہر ملک متعلق طلسم صندل سب یکے بعد دیگرے آکر پہونچے اب آمد بادشاہ طلسم صندل شاہ جادو کی ہوئی کہ
ابر کے ٹکڑے رنگ بدلتے ہوئے ہزار در ہزار اور بجلیان چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی صدا قریب آکر ابر شق
ہوا اور صندل شاہ جادو تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے چارقب شاہنشاہی دربر کیے ہوے فرق زرینہ صندل نما
کا بہ مقابل اور ساحرون کے ادنیٰ سایہ تھا کہ صندل شاہ جادو معمولی سحر کی نہین لگاے تھا بلکہ بروقت ضرورت کشتیان
اسباب سحر کی خود بخود سامنے اسکے پیدا ہو جاتی ہین اژدہا رسا گرد پیش پشت پر لشکر فراوان بڑے شدومد
سے آکر بیٹھا بارگاہ سحر جو ضروریات طلسمی سے ہے برپا ہوئی صندل شاہ داخل بارگاہ ہوا اوسکا نبات جادو
کر لاے طلسم کشا کو نبات جادو زندان خانے کی طرف متوجہ ہوا اب جو آکر دیکھتا ہے تو تمام نگہبان سو رہے
ہین گھبرا کے کہا سحر کہ پھر ابھی پچھلی رات تک تو مین خود تاکید کر آیا ہون معلوم ہوتا ہے شب بھر جاگے ہون گے قریب
صبح سو گئے ایک آدھ کو ٹھوکر ماری کہ کم بختو یہ وقت سونے کا ہے لیکن جواب نہ آیا خیال کیا کہ کیا انکو سانپ
سونگھ گیا ہے جو ہوشیار نہین ہوتے یہ ماجرا کیا ہے گھبرا کر زندان خانے مین آیا اب جو دیکھتا ہے تو قیدی کا پتا
نہین سر پیٹ لیا پھر پلٹ کر ان نگہبانون کو ہوشیار کرنا چاہا کسی نے جواب نہ دیا وہ ہوشیار کیا ہوتے بلکہ سحر ابر
جادو کے سحر مین مبتلا تھے وہ جلدی مین سحر اتارنا بھول گئی تھی اور سردابہ جادو کا سحر ایسا دیا تو تھا
نہین کہ جسے نبات جادو اتار سکتا غصہ مین آکر ایک آدھ کو قتل کر ڈالا پھر یہ خیال گذرا کہ یہی بریت تیری ہے
ورنہ عتاب شاہی مین پھنس جائیگا ایک آدھ بیہوش کو اٹھا لیا سر پیٹتا ہوا سامنے بادشاہ طلسم کے آکر
عرض کی کہ دیکھیے سب نگہبان ایسے سوے ہین کہ کسی طرح جاگتے ہی نہین معلوم کون ظالم ان کو سلا کر
طلسم کشا کو لے گیا اور وہ ایسا ہی کوئی زبردست تھا کہ جس نے میرا سحر طلسم کشا پر سے اتارا یہ سنتا تھا کہ

صندل لال شاہ جادو نے کہا دیکھو ہم ابھی پوچھے لیتے ہین جب ساحر ہے وہ بتائے دیتا ہے یہ کہکر تازیانہ سحر اٹھایا اور
کچھ اسم سحر پڑھکر اُس مرد بیہوش پر مارا اور آواز دی کہ گویا ہو تو کس کا سحر ہے دیکھا کہ تازیانہ پڑتے ہی ایک دھوان
سا جسم سے اُس نگہبان کے اٹھا اور آواز آئی کہ اے شاہ جادوان مین سحر ہون ملکہ سرداب جادو دختر چقماق
جادو کا جو وزیرزادی آپکی ہے بادشاہ نے پلٹ کر چقماق جادو کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا آتش فروزی کی اس
دختر نے تمھاری چقماق نے گردن نیچی کر لی اور دست ادب بستہ عرض کی کہ میرا اس مین کیا قصور اگر ارشاد ہو تو اُس
شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو جہان ملے گرفتار کر لاؤن اور حضرت بادشاہی مین لاکر حاضر کرون جہان پناہ کو اختیار ہے
جو سزا چاہے اُسکے واسطے تجویز کرین بموجب شعر سر زنی یا بکشی با تیر ز شمشیر حبیب : ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ہم
لیکن اے شاہ اتنا تو دریافت فرما دیجیے کہ وہ بیکر طلسم کشا کو کہان لے گئی ہے کہ مجھے تلاش کرنے مین سہولت ہو
بادشاہ نے پھر ایک تازیانہ مارا اور کہا بتا سرداب کہان گئی ہے اور طلسم کشا کو کس غرض سے لے گئی ہے کیا اسپر
عاشق ہوئی ہے سحر نے جواب دیا کہ اے شاہ جادوان سرداب بحکم ملکہ صنم بادلہ پوش طلسم کشا کو لیکے باغ
طرب انگیز مین لیگئی تھی مگر جب وہ نکلے ہاتھ آئے ملکہ بیرون طلسم چلی گئی اور اب فلان کوہ پر قیام پذیر ہے یہ سنتا تھا کہ بادشاہ
غیرت مین آکر از سر تا پا پسینہ مین غرق ہو گیا لیکن چقماق جادو تلاش سرداب روانہ ہوا اور بادشاہ نے
غصہ مین آکر سو ملکہ سرداب کا جلا دیا اور اُسی وقت ناظمان طلسم کو رخصت کر کے آپ ایوان شاہی کی طرف غصہ مین
روانہ ہوا کہ جا کر صنم بادلہ پوش کو اسی وقت قتل کرے یہ ناظمان طلسم جو یہان سے اپنے اپنے ملک و مراحل
کی طرف چلے دل مین کہا کہ اب خیر طلسم صندلی کی نہین معلوم ہوتی غضب ہے کہ دختر بادشاہ اور طلسم کشا پر عاشق
ہو کچھ پاس ننگ و ناموس نہین بموجب سخن کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے انجام اچھا نہین یہ یہان یہ چرچے ہونے لگے
لیکن بادشاہ تازیانہ بکف غصہ مین جو دو محل محل ہوتا ہے پوچھا کہ وہ چھوکری شوخ دیدہ گیسو بریدہ کہان ہے ملکہ
زر ریشہ نے کہا مردوے حواس ٹھکانے ہین یا نہین میری بچی نے کیا کیا جو تو گیسو بریدہ کہتا ہے خدا اس کی
زلفون کو دراز کرے انکی شام جوانی کو ترقی دے بادشاہ نے کہا تم کیا جانو جو کچھ کر کے تمھیں لپنے اپنے
سین مین پھیلائے ہین کہ ابھی پوری چودہ برس کی نہین اسپر یہ حالت اور یہ حوصلے ملکہ نے کہا آخر کچھ کہو
تو سہی بادشاہ نے کہا کہون کیا باعث بربادی طلسم و ملک و مال بھی ہوئی اس کمبخت نے طلسم کشا کو زندانخانہ
سے نکلوا کر پہلے اپنے باغ مین بلایا پھر سرداب جادو کے ہاتھ بیرون طلسم بھجوا دیا کہ قتل نہو یہ کیا نہین جانتی
تھی کہ اگر ابکی طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا دشوار ہے بلکہ طلسم کا بچنا مشکل ہے زر ریشہ نے کہا تو صاحب غصہ
کرتا ہو ذرا انسان کچھ تو جوہر بات منہ سے نکالتا ہے کوئی بن بیاہی کنواری لڑکی کو اس طرح منہ کہ بیٹھتا ہے
اگر اولاد ایسی کوئی فعل کرے بھی تو اُسپر خاک ڈالتے ہین اُسے سمجھاتے ہین کہ آئندہ وہ ایسی حرکت نکرے
یا خود ڈھنڈھورا پیٹنے لگتے ہین کہو اتنی دیر مین اُسنے کیا کر لیا اگر اُسکے دشمنون کی نیت بد ہوتی تو وہ
ساتھ طلسم کشا کے خود بھی طلسم سے نکل جاتی کچھ نہین یہ ساری باتین سرداب جادو کی ہین وہ اسی کی چیل
ہے مجھے اُس چھوکری کے دیدے سے ہمیشہ سے ڈر معلوم ہوتا تھا اسی سے مین اکثر اُسکی ہمنشینی کی روادار نہ تھی
لیکن کیا کہون کہ صنم بادلہ پوش کو بھی اُس سے ساتھ کھیلنے کی کچھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ کچھ کہہ نہ سکتی تھی اے بادشاہ
خبردار اب میری بچی کا نام اس طرح نہ لینا اگر دشمنون نے اسکے غیرت مین آکر اپنی لال سی جان کو تلف و برباد کیا تو
کیا ہوگا یا خدا رکھے ملکہ نوبہار گوہر پوش بڑی مین اس کی ہر پایہ ایک دختر ہے ایک آنکھ کی روشنی ہے اُس

ہو جائیگی اگر ایسا ہی ہی تو خیر مین دریافت کرونگی نگران حال ہونگی تم جاؤ طلسم کشا کی کوئی فکر کر دیا پہلے گھڑی بین
ہنگ لگانے کو چلے کچھ اس طرح کی باتین ملکہ زرینہ نے کین کہ بادشاہ کو سوا پلٹے جانے کے کچھ نہ بن پڑی اور دربار
مین آکر حکم دیا کہ کوئی ساحر زبردست بیرون طلسم جاکر سکونت اختیار کرے اور جب طلسم کشا یہان آنے کا قصد
کرے وہین اُسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالے یا اگر فوج و لشکر اُس کے ساتھ ہو تو با روفت کو اطلاع دے کر
بیرون طلسم جنگ شروع کر دے تاکہ یہ زمانہ جو عمل ہی بر طرف ہو یہ سنکر تفتیش جادو بتلاش طلسم کشا بیرون طلسم
روانہ ہوا کہ اسکا حال دقت پر تحریر کیا جائیگا یہان ملکہ زرینہ بعد رخصت کرنے اور غضہ فرد کرنے کشادہ طلسم
کے پاس ملکہ صنم بادلہ پوش کے آئی دیکھا کہ ملکہ کے چہرے کا رنگ فق جیسے مُنھ پر ہتا بین چھوٹ رہی ہین
ہلکی ہلکی حرارت دھڑکن کی شدت آنکھین متوالی ہوش گم بال پریشان یہ کیفیت دیکھ کر ملکہ نے کہا کیون صنم
یہ کیا حالت ہی ملکہ نے جھک کر تسلیم کی اور کہا اماں جان رات سے درد سر مین مبتلا ہون سنا ہے طلسم کشا
قتل ہوا ملکہ نے کہا لو اور سنو طلسم کشا کو سرو ابہ سے تھین نے منگوا لیا اب تجھے پوچھتی ہو ملکہ نے کہا اوئی
اماں جان کوئی او سچ تا تو مین کہتی کہان کا بغض تمکا کا عداوت ختم کی آپکو کیا جواب دے سکتی ہون طلسم کشا کوئی عزیز
تھا یا مجھے اُس سے کیا تعلق تھا مین صورت سے بھی اُسکی آگاہ نہین اُسکی فریب آمیز باتون نے ملکہ زرینہ
کو بھی دھوکا دیا کہا جی مین تو پہلے ہی سمجھی تھی لیکن تمھارے والد صاحب یہی کہتے ہوے کہ تم ہین نے بلکے قتل پر
آمادہ تھے یہ کہو مین نے خفا ہو کر سمجھا بجھا کر بھیجا ہی مین تو پہلے ہی سمجھی تھی کہ کہان میری بچی کہان طلسم کشا لیکن ملکہ
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہا اماں جان اب مجھے زہر دیکر سلا دیجیے مین اس بدنامی سے مرجانا بہتر سمجھتی ہون
غضب خدا کا حب والد ماجد یہ فرمائش تو غیرون کو کہتے ہوے کیا باک ہوگا مین اس زندگی سے باز آئی رہا ہے
عالم ہو کر جی تو کیا جی تو کیا بلکہ اس جینے سے مرنا بہتر ہی یہ کہکر خنجر کھینچ اپنے کو ہلاک کیا چاہتی تھی کہ ملکہ نے دوڑ کر
خنجر ہاتھ سے چھین لیا گلے سے لگایا ملکہ معتمد وئی کہ بچی بند ہو گئی ملکہ زرینہ المانس پوش آنسو پونچھتی
جاتی ہی سمجھاتی جاتی ہی لیکن تار اشکون کا نہین ٹوٹتا تھا چنانچہ ملکہ زرینہ نے پوچھا کہ سرو ابہ کہان گئی سہیلیون
نے بیان کیا کہ وہ کل سے گئی ہوئی ہی اُسکا پتہ نہین ملکہ نے کہا اب سرو ابہ یہان نہ آنے پائے اور اگر
آئے تو مجھے اطلاع کرنا مین گرفتار کر کے خدمت بادشاہ مین بھیج دونگی لو صاحب آج کو میری لڑکی کو بدنام
کیا کل کو سچ مچ جیسی وہ آپ آوارہ ہی اُسے بھی بدراہ لگائے گی مین ایسے کی صحبت سے درگذری اور ملکہ کو
سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ لائی ہر وقت نگران حال رہتی تھی لیکن دل کا صنم بادلہ پوش کے خدا ہی حافظ تھا جو جو خبر
سنتی تھی کہ تلاش سرو ابہ جادو اور رستم ثانی کی ہو رہی ہی دم نکلا جاتا تھا کہ خدا اُن دونون کو بچائے

لیکن اب حال شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کا گذارش کیا جاتا ہے۔

کہ بعد دو روز آرام لینے کے اُنھون نے سلیمان شاہ سے فرمایا کہ ایک راوی لشکر سے علحدہ صحرا مین استادہ
کرادو کہ آج شب کو ہم تنہا اُسمین رہینگے حسب الحکم شاہزادہ نوجوان اُسی وقت علحدہ لشکر سے بارگاہ بپا کر دیگئی
جس وقت شام ہوئی رستم ثانی نے غسل کیا وضو سے فراغت کی اور اندر بارگاہ کے آکر فریضہ عشا کو ادا کیا
بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر درگاہ رب بے نیاز مین بصد التجا عرض کرنا شروع کیا کہ ای خالق ای مالک
ای کس بیکسان و ای والی غریبان شعر ندا ریم غیر از تو فریاد رس ٭ توئی عاصیان را خطا بخش و بس پروردگارا صدقہ
میں اپنے نبی برحق و وصی مطلق کے میری مدد کر کہ مین طلسم صندل کو فتح کرون اور کفر و ضلالت کو مٹاؤن مین اسلام کو

جاری کرو ان سب استغاثہ کرتے کرتے شاہزادے کی آنکھ لگ گئی دیکھا عالم رویا میں کہ جناب سلیمان علی نبینا و
آلہ و علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے رستم فتح اس طلسم کی تیرے ہی نام ہے لیکن یہ مکتوب
میں دیے جاتا ہوں موافق اسکے عمل میں لانا یہ فرما کر مرقع حضرت کا نظروں سے پنہان ہو گیا رستم ثانی کی آنکھ جو
کھلی ہے تمام خیمہ کو خوشبو سے معطر پایا مکتوب سرہانے رکھے ہوئے دیکھا آنکھوں سے لگایا پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے رستم
یہاں سے دس کوس پر جانب بیابان ایک تکیہ ہے کہ شب کو مردے نکل نکل کر درختوں پر بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے
ہیں اور راز بیان کرتے ہیں تو وہاں جا جو کچھ اُنسے سُننا پھر مکتوب کو دیکھ لینا اور اسکے موافق عمل میں لانا رستم نے
مکتوب لپیٹ کر پاس رکھا اور بارگاہ سے نکل کر وظیفہ پڑھتے ہوئے چلے یہاں سلیمان شاہ بھی نماز صبح سے فراغت
کرکے برائے دیدار رستم ثانی چل چکا تھا راہ میں ملاقات ہوئی رستم ثانی نے کہا کہ اے سلیمان شاہ مجھے تو لوح طلسم کا
مل گیا اب میں جاتا ہوں خدا حافظ اب انشاءاللہ جب وہ ہاتھ آ جائیگی تو تجھسے ملاقات ہوگی یہ کہکر کچھ خاصہ تناول فرمایا
اور پشت مرکب پر بیٹھکر تنہا چل نکلے سلیمان شاہ نے عرض کی اے شہریار آخر کچھ لشکر ہمراہ لے لیجے رستم نے کہا کوئی
لشکر و سپاہ کی ضرورت نہیں اے فوج حاجت ہے صرف دو گھڑی کافی ہے یہ کہکر روانہ ہوئے سلیمان شاہ جدھر تا نظر تھے
کی وجہ دیکھتا تھا لیکن رستم ثانی طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہیں جاتے جاتے قریب اُس تکیے کے
پہنچے دیکھا کہ بہت بڑا تکیہ ہے کہ حضرت آدم کے وقت کا معلوم ہوتا ہے صدہا قبریں شکستہ اور استخوان بوسیدہ
پڑے ہیں اور زبان حال سے بیان کر رہے ہیں جو نظر پاؤں تلے آتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے کاسہ سر آگے
دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے ۔ ایک مقام جو نظر آتا ہے ہر قبر پر ایک درخت املی یا برگد یا پیپل وغیرہ کا لگا ہوا ہے وسط
تکیہ میں ایک قبر بہت بڑی ہے اور ایک درخت مولسری کا اُسپر لگا ہوا ہے جا بجا درختوں پر بوم صحرائی بیٹھے ہیں
عجب مقام ہول خیز وحشت دلگیر ہے شاہزادہ رستم ثانی نے مرکب کو وہیں چھوڑا آپ پیادہ پا ہوکر ایک درخت
کے نیچے آئے جو قبروں سے علیحدہ کنارے پر تکیے کے لگا ہوا تھا مکتوب کو دیکھا اور درخت پر چڑھ کر
بیٹھ رہے ناگاہ روشنی دن کی کافور ہونے لگی اور شب تیرہ کا ورود ہوا جانب مغرب سے سیاہی شب نے
مشک افشانی شروع کی بیابان میں ہر طرف سیاہی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا سناٹے سے صحرا کے دل تھراتا تھا غیر
نیستان شجاعت پروردگار عالم پر تکیہ کیے بیٹھا ہے کچھ خوف و ہراس نہیں ہے عجب مقام ہے کہ اس صحرا میں غول بیابانی
تک مارے خوف کے نہیں رہتے کسی درخت پر کرمک شبتاب بھی نہیں معلوم ہوتے سوا آنکھوں کے کسی چیز
کی روشنی نہیں نظر آتی نگاہ بھی خیرگی کرتی جاتی ہے کہاں تک بیان کیا جائے کہ یکایک شام ہوتے ہی
دیکھا کہ ہر قبر میں شق ہونا شروع ہوئیں اور مردے نکل نکل کر درختوں پر مثل بندروں کے جا بیٹھے ایک
مردہ بہت بڑا اُسی قبر کلاں میں سے نکلکر درخت پر چڑھ کر بیٹھا ادھر ادھر دیکھ کر پکارا کہ آج بوے
غیر آتی ہے نہیں معلوم کون یہاں آیا ہے پھر آپس میں باتیں کرنے لگے کوئی کہتا تھا میاں پیر وا ہے تجھے تو ہو کوئی
کہتا تھا میاں وفاتی تمہارا مزاج کیسا ہے تمھیں مردوں میں سب طرح کے لوگ ہیں بارہ ہزار مردہ ہے
شب کو ایک آبادی اس تکیہ پر معلوم ہوتی ہے دن کو سناٹا ہو جاتا ہے لیکن ان مردوں نے آپس میں اپنے
حال بیان کیے کوئی کہتا تھا کیا کہیں ہم فلاں ملک کے شاہزادے تھے واسطے شکار کے نکلے تھے لیکن اس صحرا
میں آکر اجل کے شکار ہوئے مٹی یہاں کی ہمیں یہاں کھینچ لائی کوئی کہتا تھا کہ ہم سوداگر تھے جہاز ہمارا تباہ ہوا
اسی صحرا میں آکر کنارے پر لگا ٹھوکریں کھاتے خاک چھانتے اس صحرا میں آ نکلے یہاں موت نصیب ہوئی

افسوس کہ اہل وطن کو ہماری خبر نہیں کوئی کہتا تھا ہم تلاش معاش میں نکلے تھے لیکن اس سرزمین نے ہمیں نوالہ بنایا
کسی نے کہا کہ ہم اپنی گذری کس سے کہیں کہ ایک نازنین کے عشق میں مانند مجنون کے خاک چھانتے ہوئے بادیہ پیمائی
کرتے ہوئے یہاں آ گئے یہاں آ کر دست جنون پنجۂ اجل بنکر گریبان گیر ہوا اب روح بھی تا قیامت یاد میں اُس
محبوب کے پھڑکا کریگی اور وہ بھی ہمارے حال سے بیخبر ہے کسی کا بیان تھا کہ ہمیں قطاع الطریق نے مار
کر مال و اسباب بھی چھین لیا اور لاشے کو یہیں چھوڑ کر چلے گئے الحاصل ہر مردہ اپنی اپنی کیفیت بیان کرتا
تھا رستم ثانی دل میں کہتے تھے کہ یہ نئی دنیا ہے اور نیا تماشا ہے آج تک مردوں کو باتیں کرتے نہ دیکھا تھا اور نہ
سنا تھا لیکن وہ مردہ کلاں چلایا کہ یارو آج تک تو جو گذری وہ گذری تو چین سے رہتے ہو دن بھر قبروں میں آرام
کرتے ہو رات کو آپس میں ایک دوسرے سے کلام کر کے دل بہلاتے ہو اب بھی اس مرنے پر زندگی کا مزا حاصل
ہے لیکن آج کچھ خود بخود رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ دشمن جانی آ پہونچا جس کی بدولت
قبروں میں بھی رہنے نہ پاؤ گے رستم ثانی نے جلدی سے مکتوب کو ہاتھ میں اُٹھایا اب کوئی وقت بارہ بجے شب کا
ہے کچھ چاندنی بھی صحرا میں کھل چلی ہے ماہ تاباں نے فلک پر جلوہ کیا ہے اُسی چاندنی میں مکتوب کو پڑھا لکھا تھا کہ اے
رستم ثانی جس وقت یہ مردہ کلاں قبروں کو دیکھیں لازم ہے کہ ساتھ ہی اُسکے تم بھی قبروں میں اُسکی کود پڑنا ہرگز ہرگز
نہ چھوڑنا اگر آج یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تا قیامت یہ قبریں نہ کھلیں گی نہ کوئی مردہ باہر نکلیگا نہ لوح طلسم ہاتھ آئیگی تمہیں
لازم ہے کہ جلدی اُسے چیر کر پھینک دو اور ران اُسکی چاک کر کے لوح نکال لو رستم ثانی مکتوب کو دیکھکر
درخت پر سے آہستہ آہستہ اُترے اور مردوں کی نظر بچاتے ہوئے اپنے کو چھپاتے ہوئے قریب اُسکی
درخت کلاں و قبر دراز کے پہونچے جس پر وہ بڑا مردہ بیٹھا باتیں کر رہا تھا رستم ثانی کے پہونچتے ہی اُس مردے
نے کہا بھائیو اب ہماری صلاح یہ ہے کہ اپنے اپنے گھر کو آباد کرو نہ زیادہ سیر اچھی نہیں ہوتی ایسا نہو جسکا ڈر ہے
وہ آکر ایذا پہونچائے اور ہمیں تکلیف دے اُدھر تو اُسنے یہ کہا اُدھر رستم ثانی نے آواز دی کہ اے کیا بک رہا ہے جسنے
دماغ پریشان کر دیا اتر درخت پر سے نہیں تو ٹانگ پکڑ کر کھینچ لونگا مردہ یہ سنکر بالا غضب ہوا آپ ہی وہ آ پہونچا
بھاگو کا غل کر کے دھم سے کودا ساتھ ہی اور بھی مردے دھما دھم کودنے لگے اس مردے نے چاہا کہ قبر میں کود جائے
رستم ثانی نے کمر پکڑ لی اب یہ چلایا کہ ارے بچاؤ یہ سرکش مارے ڈالتا ہے تمام مردے آ کر لپٹ گئے
بہتیرے اپنی اپنی قبروں میں یہ کہکر چلے گئے کہ ارے میاں آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان
مردہ بعض لپٹ پڑے کہ بھئی افسر کی جان کے ساتھ ہماری بھی جان ہے لیکن رستم ثانی نے جسکو گھونسا مار دیا
وہ چیخ مار کر بھاگ گیا عجب طرح کی بات ہے کہ مردے زندے سے لپٹے ہوئے ہیں پیچھا نہیں چھوڑتے مگر رستم
ثانی نے اُس مردہ کلاں کو نہ چھوڑا ایسا تنگ کہ وہ قبر میں بھاگ نہ پڑا ساتھ ہی رستم بھی کود پڑے اور مردے بھاگ
گئے قبریں بند ہو گئیں لیکن رستم سے کشتی ہوتے ہوتے آخر کار رستم نے اُس مردے کو پچھاڑا اور ایک پاؤں
اپنے قدم کے نیچے دبایا دوسرا پاؤں کو ہاتھ سے پکڑ کر چیر سے چیر کر پھینک دیا اور ران کو چاک کر کے لوح
نکال لی دیکھا کہ ایک تختی ہیرے کی بالشت بھر کی ہے لیکن وہ مردہ دو ہو کر زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی
وہ قبریں تمام شق ہو گئیں درخت اکھڑ اکھڑ کے گرنے لگے جبتک وہ مردہ تڑپا کیا یہی حالت رہی جب سرد ہو گیا
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بہمن مردار خوار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم پھر خاک
اُڑانے کے غل مچا کر چلے گئے اب جو روشنی ہوتی ہے تو دیکھا کہ نہ قبریں ہیں نہ وہ درخت ہیں ایک میدان ہے

بجائے ہر قبر کے ایک گڑھا ہے اور کچھ استخوان بوسیدہ ہر گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اس جادوگر نے بہت سے
مردوں کو تابع کیا تھا مثل شیاطین کے یہ سب تھے اب رستم ثانی نے لوح کو دیکھا تو بالکل صاف ہے کچھ خبر نہیں
دیتی اُٹھا کر مکتوب کو ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا کہ اے رستم اگر لوح تیرے ہاتھ آئے بس بیکار ہے لوح جبتک اسکو
دریائے موج نسیم میں غوطہ نہ دیا جائے اور محافظ دریائے موج نسیم کا اہرمن جادو ہے جسوقت وہ سامنے تیرے
آکر حملہ کرے تجھے لازم ہے تیر و شمشیر سے کام نہ لینا کیونکہ اگر ایک قطرہ خون اسکا زمین پر گرا تو دوسرا اہرمن
پیدا ہوگا اسی طرح جتنے قطرے خون کے زمین پر گرتے جائینگے اتنے ہی دیو پیدا ہوتے جائینگے تجھے جان
بچانا دشوار ہو جائیگی پس تجھکو لازم ہے کہ سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدے یہ حال دیکھکر رستم ثانی نے پتا
دریائے موج نسیم کا دریافت کیا اور ایک سمت چل نکلے اب دیکھیے کہ کس وقت پہونچتے ہیں اپنے مقام مقصود پر

اب دو کلمے داستان سرداب جادو کے بخدمت ناظرین بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہ رستم ثانی کو بالائے کوہ پہونچا کر آپ پوشیدہ ہو گئی تھی جسوقت رستم ثانی قصد کرکے کوہ سے اُترکر
لشکر سلیمان شاہ میں آئے یہاں اسنے خیال کیا کہ ضرور حال تیرا بادشاہ پر کھل گیا ہوگا لہذا اب جانا اندر طلسم
کے بہتر نہیں یہ خیال کرکے اسی کوہ پر ایک حصار سحر تیار کرکے قیام پذیر ہوئی کہ دفعتہ اُسکے بیرون سے خبر دی
کہ اے ملکہ سرداب سحر خواب آپ کا شہنشاہ جادوان ملک صندل شاہ نے جلادیا ملکہ سرداب جادو بہت
پریشان ہوئی تب اس کے یہ بھی چلہ کشی میں مصروف ہوئی اور چقماق جادو وزیر صندلان شاہ باپ ملکہ
سرداب جادو کا جو تلاش اپنی دختر کے چلا تھا ہر چہار طرف ڈھونڈھا سا کہیں پتا نہ پایا کیونکہ ملکہ سرداب جادو
سحر و ساحری میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہے سحر غائب کرکے نظروں سے پنہاں ہو گئی تھی اب جب تک سرمہ
ساحری کوئی آنکھوں میں نہ لگائے سرداب جادو کو نہیں دیکھ سکتا آخر کار مجبور ہو ناچار چقماق جادو نے طلسم میں
بے نیل مقصود جانا مناسب نہ سمجھا صحرا میں قیام اسنے بھی اختیار کیا کہ حال اسکا بھی وقت پر گزارش کیا جائیگا۔

لیکن پھر حال رستم ثانی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہیں جاتے جاتے قریب ایک دریا کے پہونچے دیکھا کہ عجب طرح
کا دریا ہے موجیں مختلف الوان کی آتی ہیں کوئی سرخ موج آگئی کوئی سبز کوئی زرد سطح آب قوس قزح کا رنگ
دکھاتا ہے بس چاہا تھا کہ لوح کو غوطہ دیں یکایک پشت پر سے آواز آئی کہ باش او خیرہ سر کیا کرتا ہے
خبردار ہوشیار باشید کہ منم اہرمن جادو پلٹ کر دیکھا رستم ثانی نے کہ ایک دیو چلا آتا ہے رستم ثانی نے بھی نعرہ
کیا کہ او گرگ صحرائی کیا جھک مارتا ہے لیکن دیو نے آتے ہی وار شمشاد ماری رستم ثانی نے وار کو خالی دیا دیو اپنے
زور میں اوندھے منھ زمین پر آرہا ایک تق گرد وار کے پڑنے سے بلند ہوا دیو نے آواز دی کہ افسوس
اے آدمزاد گوشت تیرا اگر لہو تھی ہوگا اب تیرے کھانے کا مزا جاتا رہا لیکن جیسے ہی دیو آگے کو جھکا رستم ثانی
نے شاخ اُسکی پکڑ لی اور آواز دی کہ او مردود کیا بکتا ہے میں حریف تیرا موجود ہوں دیو نے دیکھا کہ شاخ
میرے پکڑ لی ہے زور کرنے لگا جانتا ہے کہ شاخ پر اٹھا لوں لیکن جب رستم ثانی لنگر مارتے تھے دیو کو معلوم
ہوتا تھا کہ شاخ ٹوٹ گئی یا گردن اکھڑ گئی جلدی سے سر نیچا کر دیتا تھا رستم ثانی نے تا دیر اُسے خوب اونچا
نیچا دکھایا جنگ چلا لیکے انجام کار جب دیو جھکا رستم ثانی نے دونوں شاخیں اُسکی ہاتھوں سے مضبوط تھام کر
دونوں پیر کاندھوں میں لگا کر نعرہ اللہ اکبر کھینچکر جو مارا سر دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا بس دیو کا مرنا تھا کہ آندھی چلی خاک اڑی

بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اہرمن جادو بود حیف مردیم و مطلب خود نرسیدیم اب کیا رستم ثانی
نے کہ لاش ایک مرد کی پر منظر کی پڑی ہے اور دریا لہرین مار رہا ہے جلدی سے لوح کو اسمین غوطہ دیا اور گلے میں
پہن لیا اور ایک جانب بتوکلت علی اللہ چل کھڑے ہوئے جاتے جاتے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچے
دیکھا کہ ایک فقیر بیٹھا ہے فقیر نے رستم ثانی کو دیکھتے ہی سوال کیا کہ بابا کچھ خدا کی راہ پر دو رستم ثانی نے جیب سے
کچھ اشرفیاں نکالکر فقیر کو دین اس نے کہا بابا ایسی چیز دے کہ مین تا زندگی کھاؤن اور میرے بال بچے بھی چین
کرین رستم ثانی نے کہا شاہ جی مین خود مسافر ہون جو کچھ میرے پاس تھا حاضر کیا شاہ جی نے کہا جو تیرے پاس ہے وہ دی
دیگا رستم ثانی نے کہا کیا فقیر نے کہا پہلے اقرار کر تو پھر بیان کرون رستم ثانی نے اقرار کر لیا اب اس مکار نے کہا کہ یہ تختی
جو تیرے گلے مین پڑی ہے مجھے دے ڈال رستم ثانی نے کہا شاہ صاحب یہ تختی میرے کی نہین ہے آپکے کام کی ہے فقیر نے
کہا مرد کا قول ایک ہے یاد تجھے کیا چاہیے میرے کام کی ہے یا نہ مجھے دیدے رستم ثانی نے مجبور ہو کر تختی گلے سے اتار کر فقیر کو دیدی
بس تختی کا ہاتھ مین آنا تھا کہ اس فقیر نے نعرہ کیا کہ بانی طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ لوح طلسمی بھی لے آیا تھا مگر اب
کہان جاتا ہے بیکر میرے ہاتھ سے مین تفتیش جادو ہون یہ کہکر زنجیر رستم ثانی کی پکڑ کر لیچلا وہان سرداب جادو نے حال
ملکہ صنم بادلہ پوش کے ایما سے بیرون سے کبھی خبر طلسم کبھی خبر رستم کی منگاتی تھی بیر بار بار ہر جگہ کی خبر
دیتے تھے کیا شک کہ لوح ملنے کی خبر بھی دی اب سرداب جادو کو اطمینان ہوا لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ شاہزادہ
یہان کی راہون سے واقف نہین ہے مبادا کوئی افتاد پڑی تو غضب ہو جائیگا بہر حال دریافت کیا اب کی مرتبہ
بیرون نے اسکو عجب خبر وحشت انگیز سنائی کہ ای ملکہ لوح چھن گئی اور تفتیش جادو رستم ثانی کو لیے جاتا ہے بس
اسی وقت پر پرواز پیدا کر کے تفتیش جادو کے تعاقب مین روانہ ہوئی ادھر چقماق جادو بھی برابر خبر دریافت
کر رہا تھا جس وقت آگاہی ہوئی کہ تفتیش جادو نے لوح قبضے مین کی رستم ثانی کو پکڑ کر لیچلا ہے یہ بھی
روانہ ہوا تھا لیکن تفتیش جادو رستم ثانی کو لیے ہوئے اڑا چلا جاتا ہے ہنوز داخل طلسم نہین ہونے پایا ہے
کہ یکایک ایک برق چمکی اور چمک کر جو گری ہے تفتیش جادو کے دو ٹکڑے ہو رستم ہاتھ سے تفتیش کے
چھوٹ کر بالاے ہوا سے طرف روے زمین کے چلے تھے کہ ملکہ سرداب جادو نے راہ مین روکا اور
زمین پر آ اتارا ادھر لاش تفتیش جادو کی قلابازی کھاتی ہوئی زمین پر گری آندھی چلی خاک اڑی
بیرون نے غل کیا کہ کشتی مرا نام من تفتیش جادو بود جس وقت لاش اسکی زمین پر گری دیکھا کہ لوح کا پتا نہین ہے
ملکہ سرداب نے بیرون سے پوچھا انھون نے بیان کیا کہ ای ملکہ آپ اتنی بڑی ہوشیار ہو کر ایسی نادانی کی بات
کہتی ہین اور سمجھتی نہین کہ اگر لوح اس کے پاس ہوتی تو یہ ہو سکتا تھا یا آپکا سحر ہی کارگر ہوتا ملکہ نے
کہا کہ پھر لوح کہان ہے بیرون نے کہا کہ یہ مردود لوح کو ایک تالاب مین پھینک آیا تھا اور شاہزادہ رستم ثانی
کو گرفتار کر کے لیچلا تھا اب قریب ہے کہ باپ آپ کے چقماق آتش فروز جادو لوح کو تالاب سے نکالین
ملکہ نے رستم ثانی سے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا جاتا ہے جلد چلیے یہ کہکر تخت سحر پر رستم ثانی کو بٹھایا اور
طرف تالاب کے روانہ ہوئی لیکن وہان چقماق جادو نے تالاب مین غوطہ مارا اور لوح کو لیکر ہنوز ابھرا نہ تھا
کہ سرداب جادو نے عرض کی ای شہریار جب تک ساحر تالاب مین ہے اور پانی تالاب کا لوح سے مس ہو چکا ہے
اسوقت تک اسے سحر فراموش ہے ادھر یہ تالاب سے نکلا پھر ہاتھ آنا لوح کا دشوار ہے یہ شخص باپ ہے میرا
اور وزیر ہے شہنشاہ جادوان ملک صندل شاہ کا سحر و ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے لہذا اندر تالاب کے

کے کود کر پڑے ور صاحبقرانی اسے زیر کرکے لوح چھین لیجیے رستم ثانی یا بیاے ملکہ سردابہ جادو تالاب مین
کھاند پڑے جیسے ہی چقماق جادو لوح لیکر ابھرا رستم ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا چقماق نے گھبرا کر کہا تو کون
رستم ثانی نے کہا ملک الموت چقماق جادو نے چاہا ہاتھ چھڑاؤن لیکن نہوا رستم ثانی نے ہاتھ مروڑ کر لوح چھین لی
چقماق نے دیکھا کہ اگر اس سے لڑتا ہون تو مفت مارا جاؤنگا کوئی سحر کام نہ دیگا اور دل مین خیال کیا کہ واقع مین
یہ فاتح طلسم ہی یہ اقبال مندی ہی کہ قید سے چھوٹا اور لوح قبضے مین کی پھر لوح چھینی پھر اسکے ہاتھ لگ گئی اب اسکی
اطاعت بہتر ہی ادھر رستم ثانی نے تالاب سے نکلکر لوح قبضہ مین کرکے آواز دی کہ اے چقماق آتش افروز بہتر
یہ ہی کہ مطیع اسلام ہو مشتاق آئینہ رو پر لعنت کرو ورنہ دین و دنیا دونون خراب ہونگی سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
چقماق آتش افروز از سر صدق مطیع اسلام ہوا اب سردابہ بھی سامنے آئی جھک کر سلام کیا باپ سے
ملی اور عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار مین نے برخلاف ملکہ صنم بادلہ پوش یہ حرکت کی تھی ورنہ اس شہریار کو اپنا
مالک و آقا سمجھتی ہون ادھر رستم ثانی نے کہا کہ اے چقماق جادو واقع مین تمھاری دختر نہایت پارسا ہی مین اسکو
مثل ہمشیر کے سمجھتا ہون چقماق آتش افروز جادو نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اے شہریار عالی تبار یہ کنیز ہی
آپکی مجھے کسی طرح کا گمان نہین غرضکہ ایک طرف چقماق جادو ایک جانب سردابہ جادو بیچ مین رستم ثانی راہ پیما
دریافت کرکے طرف لشکر سلیمان شاہ کے روانہ ہوے جس وقت قریب لشکر پہونچے خبر سلیمان شاہ کو ہوئی
برائے استقبال آیا پیشوائی کرکے بارگاہ مین لایا مزاج پرسی کی رستم ثانی نے حال سردابہ جادو اور چقماق
آتش افروز کا بیان کیا اور کہا اے سلیمان شاہ کل ان لوگون کا حال تجھ پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ لوگ کیسے نمک حلال ہوتے

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعد کشتہ ہونے افلاک روئین تن کے امیر کشور گیر طبل شادمانی بجاتے ہوے شہریار تاجدار پر سے زر نثار کرتے
ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے لیکن کفار بدکردار کے دل تھرا گئے کہ ایسا جوان زبردست و روئین تن
اسفندیار زمین یون مارا گیا تو اب کون مقابلہ کریگا تمام مین افلاک کے بیٹھے ہین مگر نونہال شاہ شجر
پرست جو نو لاکھ کی جمعیت سے آیا ہوا تھا بہاران چمن قبا اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے بعد آداب
شاہی بجالانے کے عرض کی کہ شجر پرستون کے لشکر مین کوس حربی بجا ہی امیر با توقیر نے فرمایا کہ جسکا خروج
ہوتا ہی ہمین یہ ہوتا ہی خیر کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی تیلیدہ بانی بجے طبل جنگی یہان
بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی یہانتک کہ تمام رات تیاری مین
بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوے بیلدارون نے نکلکر بلندی و پستی زمین کو
برابر کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو تھمایا نقیبون نے نقابت کی طلب کرو کا کہکر نکل گئے یکایک
عوق بن برنج نے سامنے تخت بہاران چمن قبا کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ اور جو ملے اسے
زندہ پکڑ لاؤ خبردار قتل نکرنا یہ سنکر عوق بن بروج میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے گروہ خدا پرستان کا تو
دین خدا پرستی کو چھوڑ دو اور مذہب شجر پرستی اختیار کرو اطاعت بہاران چمن قبا نائب خداوند نخل سرسبز کی قبول
کرو یا مجھسے مقابلہ کرو دیکھا امیر کشور گیر نے کہ ایک مینار بلند میدان مین استادہ ہی بلکہ جو بیت اسکی مینار سے کم
نہین ہی انسان تو کیا دیو بھی اتنے بڑے قد کا نہین دیکھا کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ مقابلہ کو جائے لیکن بہرام تعزن

مرکب اپنا صف سے نکالا آگے تخت شاہی کے آیا اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ سپرد بپروردگار کیا بہرام بار و گرگ پر بیٹھ کر سامنے عوق بن بروج کے آیا اور نعرہ کیا کہ لا ضرب بہادری کی عوق ہے اور کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے میری ضرب طمانچہ ہوا اجل کا بہرام نے کہا تو نہیں جانتا کہ اہل اسلام پیش دستی نہیں کرتے ہیں یہ سنکر عوق نے چوب ماری بہرام نے چوب کو خالی دیا اور کلائی سے عوق کی لپٹ گیا عوق نے دوسرے ہاتھ سے اٹھا کر بہرام کو بغل میں داب لیا اور لشکر میں اپنے چلا آیا باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا بعد اس کے عنق بن بروج میدان میں آیا ایکی مرتبہ کرتوس بن قرلوس نے نکلکر مقابلہ کیا عنق اسے بھی بغل میں دبا لیگیا آج شام تک سرداران لشکر شہریار گرفتار ہوئے عوق و عنق ہر ایک کو اٹھا کر بغل میں دبا کے لیے چلے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے لشکر شہر پرستان میں طبل شادمانی بجا اور خدا پرستوں کی سپاہ میں ہر ایک محزون و غمگین امیر بھی نہایت متردد کہ اس زور کی کہاں پناہ ہے کون ان مردودوں سے مقابلہ کریگا جو ایسے ایسے زبردستوں کو یوں اٹھا لیجائیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری صاحبقرانی کی حد تمام ہوگئی اب سامنا قضا کا ہے لیکن پروردگار عزت سے اُمید لے کر بیچ خبر طبل جنگ کی پہونچی لشکر اسلام میں بھی کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی لیکن شہریار نامدار کو نہایت صدمہ ہے کہ سب سردار اسی کے تو اسیر ہوئے ہیں ارادہ ہے کہ کل کے روز خود مقابلہ کرونگا اور جو بدست اسکی ہاتھوں پر رو کو تھا یا تو مثل جد نامدار علیشاہ عالی وقار کے ایسے دلولے سے اسکو مارا ہوگا کہ تمام عالم داد مردی دیگا یا اپنی جان شیریں تلف و برباد ہوگی شہریار یہ عزم بالجزم کیے بیٹھا ہوا تھا کہ تمام شب میں اسے نیند نہیں آتی ہے بار بار اُٹھ کر زیر آسمان آتا ہے ستاروں کو خیال کرتا ہے لیکن جب اتفاق کہ قریب صبح سردی سی معلوم ہوئی اور اس شدت کی تپ ہو آئی کہ شہریار پر غفلت طاری ہوئی یہاں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خادہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے امیر با توقیر فریضہ سحری کو ادا کر کے خدمت شاہی میں آئے سب سردار ہمراہ تھے لیکن شہریار نامدار کو جو نہ پایا فرمایا کہ آج شہریار کیوں نہ آئے تھے طیفوس شیر دل حاضر تھا تمام ماجرا علالت شہریار کا بیان کیا امیر خاموش رہے غرضکہ بادشاہ اسلام میدان کارزار میں تشریف لائے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال عوق پھر میدان میں آیا اور نعرہ کیا آج کے دن ثمود عاد رفیق نور الدہر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا عوق ثمود عاد کو بھی بغل میں دابکر میدان سے لیے ہوئے چلا گیا اتنا بڑا سردار ہے کہ تین روز میں نور الدہر نے اسے زیر کیا تھا بعد اسکے عاد بن ثمود میدان میں آیا اسکی بھی وہی حالت ہوئی آج شام تک میں کل سرداران زبردست لشکر نور الدہر کے اسیر ہوئے پھر شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام انتہا کے پریشان ہیں آج نور الدہر کا بھی ارادہ ہوا ہے کہ کل میں مقابلہ کرونگا لیکن چونکہ نیت شب حرام کہلاتی ہے صبح کو انھیں بھی تپ شدید ہو آئی خبر امیر کو پہونچی کہ نور الدہر بھی مبتلائے بخار ہیں فرمایا پروردگار شفائے عاجل عطا کرے لیکن آج پھر صف آرائی ہوئی آج عوجان دریابار ی اور مرجان دریا باری اور دیلم شاہ اور زنگی اوشباط بن دیلمان زنگی رفقائے ایرج نوجوان یہ سب اسیر ہوئے اور لشکر ایرج بھی علیل ہو گئے غرض عجب طرح کی بے وہوا اس صحرا کی خراب ہوگئی ہے کہ سرداران لشکر امیر بیمار ہوتے چلے جاتے ہیں یہانتک کہ سرداران لشکر بدیع الزمان و سرداران فوج داراب کشورکشا و افسران سپاہ قہرمان دیو برو سات آٹھ روز کے عرصے

میں سب گرفتار بلا ہو گئے اب نہایت اضطرار ہے طبل جنگ روز بجتا ہے اور صبح کو سرداران لشکر گرفتار ہو جاتے ہیں آج
بارھواں دن ہے کہ حسب اتفاق شب کے وقت عوق بن بروج و عنق بن بروج انکو بھی تپ نے گھیر لیا صبح کو یہ خبر بہاران
چمن قبا کو ہوئی کہ دونوں سردار جنپر دار و مدار تھا بیمار ہو گئے بہاران چمن قبا نے کہا کہ خیر آج بھی میدان داری اور
سرداری کرنی ہے انجام کو دیکھا جائیگا غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بحکم بہاران چمن قبا لشکر شجر پرستان
میں سے عاد شجر پرست میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قہور بن جمہور نے نکلکر مقابلہ کیا بعد گفتگوی
بسیار نیزہ بازی ہوئی قہور نے نیزہ ہاتھ سے عاد شجر پرست کے ہوائی کیا عاد نے تلوار ماری قہور نے وار اسکا رد
کرکے جو ہاتھ مارا سپر و خود کو کاٹ کر تیغہ تا جگر گاہ اتر گیا عاد مارا گیا بعد مرنے عاد کے سعاد شجر پرست میدان میں آیا
تلوار ماری قہور نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ کمر کا مارا سعاد شجر پرست کے دو ٹکڑے ہوے لیکن امیر کشور گیر
نے متحیر ہو کر پوچھا کہ آج وہ دونوں بلائیں کہاں ہیں زبانی عیاروں کے معلوم ہوا کہ وہ دونوں بھی بیمار ہیں
غرضکہ شام تک قہور نے سترہ شجر پرست مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے
بہاران چمن قبا نے حکم دیا کہ تاوقتیکہ عوق و عنق غسل صحت نہ کر لیں جنگ موقوف رہے لیکن ادھر لشکر لاجورد
شاہ میں یہ مشورہ ہوا کہ اسوقت حالت خدا پرستوں کی اچھی نہیں ہے یہی موقع ہے کہ انکو دم لینے کی فرصت نہ دی جاے
اگر شجر پرستوں میں طبل نہیں بجا ہے تو ہم بجا دیں یہ مشورہ کرکے لاجورد شاہ نے طبل جنگ بیدرنگ بجوا دیا ادھر لشکر
اسلام نے خیال کیا تھا کہ خیر جبتک وہ دونوں ملعون بیمار ہیں اسیوقت تک امن میں رہیں گے یکایک آواز
طبل کانوں میں پہونچی باہم چرچا کرنے لگے کہ یہ طبل کہاں بجا ہے کہ یکایک ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لشکر
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ میں کوس حربی بجا ہے امیر با توقیر نے بھی فرمایا کہ جو مرضی پروردگار کی ادھر سے بھی
نقارہ رزمی بجے اسی وقت طبل جنگ بجنے لگا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرا
کارزار ہوے ہنوز صف بندیاں ہو رہی ہیں کوئی میدان میں نہیں نکلا ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے
برخاست گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ اب کون آتا
ہے یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو اس گرد فتنہ گافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشان سات
لاکھ سوار کا نمودار ہوا کہ چہرے مہرے انکے سیاہ تھے اور ہر چہرے پر تعریف تمثال آئینہ رو تحریر تھی ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہو چکے تھے آکر عرض کی کہ حام بن دجال ساٹھ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوئی ملعون تمثال آئینہ رو
دعوی خداوندی کا کرتا ہے اسکا دین رواج کرنے کی غرض سے آتا ہے اور ساتھ اسکے ایک جوان ہے کہ نام اسکا کیوان
بن الکوان چہار دست ہے امیر نے فرمایا کہ اپنا حال آج کل بموجب اشعار انوری ہے قطعہ ہر بلائے کز آسمان آید گرچہ
بر دیگران روا باشد بر زمین نارسیدہ می پرسد خانۂ انوری کجا باشد ضرور ہے کہ یہ لا حد انکا بھی یہیں ہوگا خیر کچھ پروا
نہیں خداے بزرگ است لیکن حام بن دجال نے آتے ہی ایک جانب لشکر اپنا قائم کیا اور ہرکاروں سے خبر
منگائی کہ یہ صف آرائی کن لشکروں میں ہے ہرکاروں نے بیان کیا کہ لاجورد پرست اور خدا پرست معروف جنگ و
جدال ہوا چاہتے ہیں اس نے کیوان چہار دست کو اشارہ کیا کیوان مرکب اپنا چمکا کر میدان میں
آیا ادھر لشکر لاجورد شاہ سے قیراط کج گردن نکل چکا تھا کیوان نے میدان میں پہونچکر آواز دی کہ منم کیوان
چہار دست نمونہ قدرت خداوند تمثال آئینہ رو باش ای گروہ خدا پرستان و ای مجمع شجر پرستان و ای انبوہ لاجورد
پرستان خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ اب اس خداوند کا ظہور ہے جو خداوندی جسکی برحق ہے اور یہیں فرستادہ

اُسکا واسطے فہمایش تم لوگون کے آیا ہون دیکھو قدرت خداوند کو کہ تم سب کو دو دو ہاتھ عطا کیے اور مین اسکا
ایسا پیارا بندہ ہون کہ مجھکو چار ہاتھ عنایت فرمائے تاکہ تم مین سے کوئی میرا مقابلہ نکرے اور اگر سامنے آئے تو
مارا جائے بس یہ سننا تھا کہ قیراطنج گردن نے آواز دی کہ تیرے چار ہاتھ ہین تو کیا ہے ہمارے دو ہاتھون مین
خداوند لاجورد شاہ نے اسقدر طاقت دی ہے کہ تیرے چار ہاتھون سے زیادہ ہے یہ کہکر مرکب کو جپٹ کر سامنے آیا
کیوان پر نیزے کا وار کیا کیوان نے نیزے کو نیزے پر لگا کر تھاما اور تلوار ماری کہ سر قیراطنج کا قلم ہوا لاش زمین پر گری
کیوان نے آواز دی کہ اے لاجورد شاہ تو کیسا خداوند ہے کہ تیرے سامنے تیرا بندہ قتل ہو گیا اور تو نہ بچا سکا یہ سننا
تھا کہ خرسیل تنگ پیشانی کو جوش مذہبی ہوا اور گردن اپنا جپٹ کر سامنے آیا اور آواز دی کہ ایک سردار کے قتل پر
اسقدر تجھے غرور ہو گیا لا ضرب بہادری کی کیوان ہنسا اور کہا کہ چار چیزین تجھے کیونکر زندہ چھوڑینگی خرسیل نے کہا مین
تیری کوئی ضرب نرد کرونگا اگر خداوند مین کچھ قدرت ہے تو وہ مجھے بچائیگا یہ سنکر کیوان نے چارون چیزین ہمبار کین کہ
نیزہ سینہ پر مارا گرز سر پر تلوار کمر پر تیر سر گردن پر خرسیل جپکا ہوا دیکھا گیا کہ نیزہ سینہ سے پار ہو گیا سر چور ہو گیا
کمر سے دو ٹکڑے ہوے گردن کر گدن قلم ہوئی کیوان نے نعرہ کیا کہ باطل پرستی کی سزا پائی یہانتک کہ شام تک
لاجورد شاہ کے بارہ سردار کیوان نے جان سے مارے جو اسکے مقابلے کو گیا زندہ پلٹ کر نہ آیا قریب شام
شنگاوہ آہن کلاہ نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت حرب مانگی لاجورد
شاہ نے کہا اے شنگاوہ مین تقدیر کرتے آج کے دن ڈرتا ہون بہتر یہ ہے کہ تم اپنا مقابلہ دوسرے دن پر موقوف
رکھو شنگاوہ نے کہا خداوندا بتو مین کل چکا اگر مقابلے سے منھ موڑونگا فرزندان عالم مجھکو کیا کہینگے مین ضرور
کیوان سے مقابلہ کرونگا لاجورد شاہ نے مجبور ہو کر اجازت دی شنگاوہ مرکب کو جپٹ کر سامنے کیوان
کے آیا آواز دی کہ دیکھون تو چار حربے تو کیونکر کرتا ہے کیوان نے کہا کیا تیری بھی شامت آئی ہے تو جوان
زبردست ہے مجھے حال پر تیرے رحم آتا ہے اے شنگاوہ اب بھی باز آ اپنے ارادے سے خداوند تمثال پر نیہ رد
کو سجدہ کر مین تجھے اپنے ساتھ لیچلونگا خداوند کی زیارت سے مشرف کراونگا تیری بڑھواونگا شنگاوہ نے
کہا کیا جھک مارتا ہے غرضکہ بعد گفتگو سے بسیار شنگاوہ نے تلوار ماری کہ سر کیوان کی قلم ہوئی لیکن تلوار
پشت شمشیر پر رکی کیوان نے خبردار خبردار کہکر چارون وار لیے شنگاوہ نے تلوار پشت پر شمشیر ساردی کی گرز سپر پر
روکا نیزہ زیر بغل خالی دیا لیکن تیر جو سر گردن پر پڑتا ہے سر گردن کا قلم ہوا شنگاوہ غلطان بیجان زمین پر
گرا تھا کیوان دوسرا وار کیا چاہتا تھا کہ لوگ فوج لاجورد شاہ کے دوڑ پڑے ادھر جام جم وجمال نے اشارہ اپنی
فوج کو کیا تمثال پرست تلوارین کھینچ کھینچ کر آ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی شنگاوہ کو لاش کو لا اٹھا گیا تھا اسے
تو لوگ اٹھالے گئے لیکن اور سردار لشکر لاجورد شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچ کر لڑنے لگے ادھر کیوان
چہار دست جا پڑا جدھر کا رخ کیا صفا ہو گیا صفین مثل بادل کے چھٹنے لگین اہل اسلام اور شہزادے
دور سے تماشا دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت [illegible] القصہ شام
تو قریب ہی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علحدہ ہوے لاشین میدان جنگ سے اٹھائی گئین لاجورد
شاہ شنگاوہ آہن کلاہ کو لیے ہوے میدان سے پھرا اصلصال جرأت شنگاوہ کی تعریف کرتا تھا اور سردار
داد مردی و مردانگی دے رہے تھے لیکن ادھر کیوان چہار دست جو داخل بارگاہ ہوا نوشیروان نے [illegible]
بزم [illegible] جام شراب ناب گردش مین آیا سامنے رقاصان پری جمال مصروف رقص ہوئین آواز ساز بلند ہوئی

جب کیوان نے دو چار جام پیے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل شجر پرستون
کی باری ہی اور پرسون لشکر اسلام سے سمجھونگا بموجب حکم اسی وقت کوس حربی بجا ہرکارون نے خبر بہاران چمن
قبا کو دی کہ کل کے روز آپ کے لشکر سے مقابلہ ہی کیوان کہتا ہی کہ ایک ایک میدان جدری ہر لشکر سے
کرونگا اور سب کو سزاے معقول دونگا یہ سنکر بہاران چمن قبا کا جثہ ڈھیلا ہوگیا لیکن چار و ناچار حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ بیان بھی کوس حربی نوازش مین آیا لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا فوج لاجوردشاہ مین بھی
طبل بجا کیوان نے آتے ہی تہلکہ ڈال دیا ہی شجر پرستون کی تو یہ کیفیت ہی کہ مرجاے جاتے ہین ہر شخص مانند
باد خزان کے ہوگیا ہی چہرے مانند برگ خزان دیدہ کے زرد پڑے ہوے ہین غنچۂ خاطر پر پژمردگی طاری
ہو شاخ تمنا پھولی نہین نظر آتی ہیا تک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نخل کہکشان پر
آثار پژمردگی ظاہر ہوئے انجم مانند گل چاندنی کے مرجھا کر رہ گئے سبزہ فلک گلشن انجم سے بیگانہ وار علیحدہ نظر
آنے لگا مطلع صاف ہوگیا ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فراغ
حاصل کرکر کے میدان جنگاہ مین آکر صف آرائیان کرنے لگے آفتاب نکلتے نکلتے تمام میدان فوجون سے
مملو ہوگیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیگر نکل گئے تھے کہ کیوان چہاردست جام
بن دجال سے اجازت لے کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر نونہال شاہ سے سرشاخ بلند بالا میدان مین آیا
کیوان نے کہا تم لوگ سب سے زیادہ بیوقوف ہو کہ درختون کو سجدہ کرتے ہو درخت وہ چیز ہی کہ جسے ہم بوتے
ہین تو اگتا ہی جسقدر اسکی داشت کرتے ہین اسی قدر وہ پھیلتا ہی پھل اسکے کھاتے ہین لکڑیان جلاتے ہین
مکان مین لگاتے ہین سرشاخ بلند بالا نے جواب دیا کہ ای شخص اگر درخت نہ پیدا ہوتا تو کوئی دنیا مین زندہ
نرہ سکتا جتنی چیزون کے کھانے پر زندگی کا دار و مدار ہی مثل گیہون چاول وغیرہ کے کل درخت پیدا ہوتے
ہین پس جو شی باعث زندگی کی ہی وہی ہمارا خدا ہی جب جانین کہ بغیر کھائے پیے کوئی زندہ رہے کیوان نے
کہا کہ تم لوگون کی عقل اوندھی ہی تمسے بحث فضول ہی یہ کیا ضرور ہی کہ جس چیز کو کھا کر ہم زندگی بسر کرتے ہین اوسے
خدا بھی مان لین خداوند نے حیوان اور اسباب ضروری انسان کے واسطے پیدا کیے ہین وہان درخت کو بھی
پیدا کیا کہ ہم لوگ کھائین اور شکر خداوندی بجا لائین پس بہتر و لازم ہی کہ خداوند تمثال کو سجدہ کرو ورنہ
مقابلہ کر سرشاخ نے تمثال آئینہ رو کو برا بھلا کہا کیوان نے غصہ مین آکر چارون حربے کیے سرشاخ نے دو
حربون کو رد کیا لیکن دو حربے نہ رک سکے آخر کار ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا کیوان نے چرخہ کیا اور مبارز
طلب کیا اثمار شجر پرست اس کے مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار یہ بھی ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا کہانتک
بیان کیا جاے کہ سترہ شجر پرست ہاتھ سے کیوان کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا
آج لشکر خدا پرستان کی طرف دیکھکر کہتا گیا ہی کہ کل باری تم لوگون کی ہی غرضکہ آتے ہی اس نے طبل
جنگ بجوا دیا اور شجر پرستون نے بھی زہر مار کرکے آپ سو رہا پھر چارون لشکرون مین رات بھر نقارے سر پٹیا کیے صبح کو
دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے کیوان نے نکل کر رخ خدا پرستون کی طرف کیا اور آواز دی کہ ای گروہ
خدا پرستان تم عجیب طرح کا مذہب رکھتے ہو کہ خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہو جسکو دیکھا آنکھ نہین ایسی بے بنیاد
چیز کو سجدہ کرنا تمھارا ہی کام ہی بس یا تو تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو ورنہ مجھ سے مقابلہ کرو یہ سنتا تھا کہ ارباب
باحرمی رفیق شاہزادہ بدیع الزمان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ ای کیوان

باز آ اس باطل پرستی سے جسکو تو خداوند سمجھتا ہے وہ کوئی ساحر یا شعبدہ باز ہوگا کیوان نے کہا میرا خداوند ایسا ہے
کہ اگر کوئی صورت اسکی دیکھ لے تو بیہوش ہو جائے تاب نظارہ نہ لائے یہ سنکر ارباب باختری نے کہا کہ اس نے
اپنے کو طلسم بند کیا ہوگا کیوان نے کہا تم لوگوں کا وہم حد سے گذر گیا ہے جس کسی میں کوئی کرامات دیکھی اُسے
سحر کہدیا پھر تم بھی سحر یاد کرکے خداوند بن بیٹھو ارباب باختری نے لاحول پڑھا اور کہا کہ ہم لعنت کرتے ہیں
ایسی خداوندی پر بس یہ سننا تھا کہ کیوان پر جوش غضب طاری ہوا اور آواز دی کہ تو ہمارے خداوند کو شیطان
بناتا ہے اسپر لاحول بھیجتا ہے بس اب زیادہ زبان درازی نہ کر تا لا ضرب بہادری کی ارباب باختری نے کہا
ہم لوگ خداپرست پیشدستی نہیں کرتے جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سننا تھا کہ
کیوان نے چاروں تلواریں ارباب باختری پر ماریں ارباب نے دو تلواریں روکیں ایک خالی دی مگر چو
شمشیر قضا کی تھی وہ کمر پر پڑی کہ ارباب باختری دو نیم ہوکے مرکب سے گرا اور درجہ شہادت پر فائز ہوا اور
بدیع الزمان اپنے شفیق قدیم کے واسطے روئے بعد ارباب باختری کے ورقائے زنجیرخوار میدان میں
آیا بڑا جوان زبردست ہو رفیقان خاص بدیع الزمان سے ہو انتہائے جرأت اسکی یہ ہو کہ ملک بیجان
میں جب بدیع الزمان قلعہ چاربانغ میں بہت زخمی ہو گئے تھے گھوڑا میدان جنگ سے نکال لیگیا تھا اور
باپ نے ورقائے زنجیرہ خوار کے قلعہ چاربلغ پر بلغار کردیا تھا ورقائے زنجیرہ خوار نے منع کیا جب نمانا تو باپ
سے لڑا اور اُسے قتل کر ڈالا کہ جب اقرار نہیں ہو تو اس سے رشتہ ناتہ چاہیے بعد اُس کے خود مقابلہ کیا
بدیع الزمان سے منزیر ہو کر مطیع ہوا اس بہادر کے جانے سے بدیع الزمان کو نہایت تشویش ہو کہ خدا اسے
بچائے لیکن ورقائے زنجیرہ خوار نے آتے ہی کیوان کو آواز دی کہ او نامرد تو چار حربے رکھتا ہو چار ہاتھ
تیرے ہیں ہم لوگ دو ہاتھ رکھتے ہیں چار حربے کیونکر ایکبار رد کر سکتے ہیں اگر ان دو ہاتھ سے مقابلہ
کر تو معلوم ہو کیوان نے کہا جب خداوند نے مجھے چار ہاتھ عنایت کیے ہیں تو میں دو ہاتھوں سے کیون
لڑوں حق ناحق بھی ثابت ہوگیا یہ سنکر ورقائے زنجیرہ خوار کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون جس نے
تجھے چار ہاتھ عنایت کیے ہیں وہ اور ہی ہے جسے تو خداوند کہتا ہے وہ اور ہے کیوان نے کہا بس زیادہ گفتگو
سے کچھ حاصل نہیں ہوئے خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر چاروں دار ورقائے زنجیرہ خوار پر
کیے ورقا نے ایک تلوار پشت شمشیر پہ روکی ایک سپر پر تھی ایک خالی دی ایک سر کر گردن پر پڑی مرکب
ورقا کا مارا گیا ورقا غلطان پیچان زمین پر گرا لوگ دوڑ پڑے اور ورقائے زنجیرہ خوار کو بچا لے گئے
چوٹ اُسکے آگئی لائق مقابلہ نہ تھا کہاں تک بیان کیا جائے کہ شام تک بارہ خداپرست درجہ شہادت
پر فائز ہوئے انہیں کچھ رفقائے بدیع الزمان کچھ سرداران ایرج نوجوان تھے کیوان شام کو طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھرا اور کہدیا کہ کل پھر باری لاجورد پرستوں کی ہے لیکن امیر با توقیر لاشے خداپرستوں
کے میدان سے اٹھوا کر خیمہ میں لائے سب کے واسطے بہت افسوس کیا لاشوں کو دفن کروا دیا آپ بارگاہ سلیمانی
میں دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہوئے صفوان بن عمرو کرسی پر بیٹھا امیر نے فرمایا کہ افسوس یہ وقت تخت پر اور
چین کا دوست عمرو ثانی تک پاس نہیں کہ اس وقت آخر میں اُسے ایک نظر دیکھ لیتے صد حیف نہیں معلوم
وہ کن جنگلوں میں تباہ ہوگا یہ فرما کر صاحبقران رونے لگے صفوان بن عمرو نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو
تو والد ماجد کی تلاش کی جائے فرمایا کہ ہاں میرا جی چاہتا ہے کہ میرے اُسکے صفائی ہوجائے مگر جانے ہے وہ لشکر

میں رہے یا چلا جائے کیونکہ قصد میرا یہی ہے اور انصاف کا مقتضا بھی یہی ہے کہ میں اپنی خطا اس سے بخشواؤں
رضوان نے عرض کی کہ حضور یہ کیا ارشاد کرتے ہیں وہ خود دست بستہ حاضر ہونگے غرضکہ حسب الارشاد عیار اسیوقت
سے تلاش میں روانہ ہوئے بعضوں نے کہا کہ حضور بغیر آپ کے دیکھے کہیں انھیں قرار آسکتا ہے جائیں گے
کہاں یہیں کہیں ہونگے الحاصل عیار تو تلاش خواجہ عمرو ثانی روانہ ہوئے یہاں امیر کو دو روز کا اطمینان بھی
ہے کہ اب کل مقابلہ کیوان کا لاجورد پرستون سے ہے یا تنک کہ طبل بجتے بجتے بوقت صبح کا لشکر دار ہوا تارا
سحری چمکا روشنی مہر جہانتاب کی ہر چہار طرف پھیلی جوانان صف شکن و پہلوانان تہمتن آلات حرب تن پہ درست
درست کر کے وعدہ گاہ مصاف میں آئے صف بندیاں ہونے لگیں نقیب نقیب دیگر نکل گئے کیوان
چاردست حام بن دجال سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور آواز دی کہ بس ہے گروہ لاجوردستان دیکھا
تم نے کہ مجھ اکیلے نے تینوں لشکروں کا کیا حال کر دیا کہ تہلکہ برپا ہو گیا لہذا اب میں سمجھتا ہوں کہ فائدہ تجدید کرو نفاذ
قتال آئیے ہو کہ یہ کلام سنکر لشکر لاجوردشاہ سے سہمان حنارہ گرد نکلا لیکن ہاتھ سے کیوان کے مارا گیا منذر
فیل پیکر نکلا اس کی بھی وہی حالت ہوئی شام تک سترہ سردار مارے گئے کیوان نے فوج کا ستھراؤ کر دیا
شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا پھر طبل بجوا دیا دوسرے روز کل پرستون ہفتان آئے کئی درخت
قلم ہوئے تیر قضا کا چل گیا میدان رزم میں پھولنا پھلنا نصیب ہوا یاران حمیت قبا بھی نہایت متردد ہیں ملکہ تین
روز سے گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں خداوند سے منہ مانگنے جاتا ہوں و پر سب تماشے
دیکھ رہے ہیں اب تیسرا روز ہوا مقابلہ خدا پرستان کا دن آیا آج بڑے بڑے سرداروں نے کہ جو سب کہا سے
صاحبقران کے ہیں عزم بالجزم کیا ہے کہ ہم مقابلہ کرینگے چنانچہ جیسے ہی کیوان نے میدان میں پہونچکر نعرہ کیا اکیلا
کروں ہمی صف سے نور الدہر بن بدیع الزمان اور اپنی صف سے ایرج نوجوان دونوں نے ساتھ ہی مرکب
اپنے جولان کیے سامنے تخت بادشاہی کے ہو جھکر مجرا کیا اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے عزیزان
اسلام آپ لوگوں نے بدل دیا ہے کہ ایک کے مقابلہ کو دو جاتے ہیں ہاں یہ ہے کہ وہ چار دست ہے اس وجہ
سے یہ سنکر نور الدہر نے عرض کی کہ میں صف سے مشورہ کر کے تو نکلا نہ تھا کہ تو بھی ایرج ہم تم کیوان
سے مقابلہ کریں یہ میں نہ جانتا تھا کہ میرے ساتھ ہی یہ بھی عزم کرینگے لیکن ایرج نوجوان نے عرض کی کہ کیا میں
آپ کو دیکھ کر نکلا ہوں میرا خود ارادہ پیشتر سے تھا اور اگر اے شاہ آپ یہ فرماتے ہیں کہ وہ چار دست ہے اس وجہ
سے تم دو آدمی نکلے ہو تو ایک ہاتھ میرا باندھ دیجیے اگر اس کے چار ہاتھ ہیں تو میں ایک ہی ہاتھ سے مقابلہ کرونگا
آپ تماشا میری جنگ کا دیکھ لیجیے بادشاہ نے فرمایا اب میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں میں سے کوئی
نہ جائے کوئی اور مقابلہ کریگا شاہزادہ بدیع الملک یہ تماشا دیکھ رہے تھے سمجھے کہ اب ان دونوں میں سے
تو کوئی جانے نہ پائیگا ایسا نہ ہو سعد رنگے پلٹنے کے کوئی اور نکل پڑے جلدی سے مرکب جھکا کر سامنے تخت شاہی کے
آ کر پیادہ پا ہو کر عرض کیا کہ حضور واقع میں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک کے مقابلے کو دو جائیں یا ایک صاحب جائیں
ایک نہ جائیں تو جنکو روکا جائیگا انکے خلاف ہوگا لہذا میں آپ دونوں صاحبوں کا خرد ہوں مجھے جانے دیجیے میں مقابلہ کو
جاؤں بادشاہ نے یہ رائے بدیع الملک کی پسند کی نور الدہر و ایرج کو اپنی اپنی صف میں بھیجا بدیع الملک
کو اجازت دی بدیع الملک مرکب کو جھکا کر سامنے کیوان کے آئے اور نعرہ کیا کہ لا ضرب بہادری کی کیوان
نے کہا تو کون ہے جو اس ہاہمی کے ساتھ میدان میں آیا تجھے خوف اپنی جان کا نہ آیا بدیع الملک نے آواز

وہی ہون ملک الموت تیری جان کا ہون مین وہی شخص ہون کہ جسکے باپ نے تیرے باپ کو مارا تھا اب تو میرا شکار
ہو یہ سنکر کیوان نے کہا مجھے خود یہ اشتیاق تھا کہ مجھے یا تیرے باپ سے مقابلہ ہو تو بہتر ہو کہ عوض اپنے باپ کے
خون کا مجھسے لون بدیع الملک نے کہا پھر عرصہ کیون کرتا ہے کیوان نے چارون گرز بدیع الملک پر کئین
بدیع الملک نے آڑے ہو کر جو ہاتھ مارا چارون ہاتھ کیوان کے قلم ہوے بیدست ہو کر آواز دی اپنی فوج
کو کہ ارے مارلو اس خداپرست کو غضب کیا اسنے کہ چارون ہاتھ میرے کاٹ ڈالے اور مجھے بیکار کر دیا
یہ سننا تھا کہ تمام فوج دوڑ پڑی ادھر بادشاہ اسلام نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا دونون فوجین غٹ پٹ ہو گئین
تلوار چلنے لگی شجرپرست اور ماجوپرست تو پہلے ہی سے جلے ہوے تھے شکر بھیجا کہ خوب ہوا یہ مارا گیا دونون
لشکر کھڑے تماشا دیکھا کیے اور فوج اسلام سے اور تمثال پرستون سے تلوار چلنے لگی صداے تکبیر و بزن بلند
ہوئی دریاے خون روان ہوا سر مانند حباب کے تیرتے نظر آنے لگے ہر طرف برق شمشیر کا کوندا ایک ہاتھ عالم
کا ابر چھایا ہوا تھا بارش خون ہو رہی تھی بازو زرہ پوشون کے جو کٹ کٹ کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ
مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین کہانتک بیان کیا جاے کہ شام تک تلوار چلی ہین گرمی جنگ مین
حام بن دجال اور کیخسرو نامدار کا سامنا ہوا حام نے گرز ماری شاہزادہ کیخسرو نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا خود و مغفر فرق مین اور زرہ خوب کو کاٹ کر تا دوابرو اتر گیا دستانہ یار تلوار کو جھٹکا کر سر سے نکلی
لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی حام نے طبل امان بجوایا دونون لشکر علحدہ ہوے لیکن حام اسی وقت کوچ
کرکے طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہوا لاش کیوان چہاردست کی اٹھالی اور لاشین وہین چھوڑین کسی کو
دفن بھی نہین کیا کہ اب جا کر خداوند سے فریاد کرینگے اور کہینگے کہ اس بندۂ عزیز بابت سے لوگ قتل کیے لیکن
کیوان ہاتھ سے بدیع الملک کے مارا گیا تو پھر اسے زندہ کر دے لیکن یہان امیر با توقیر لشکر بارگاہ سلیمانی
مین داخل ہوے تعریف شاہزادہ بدیع الملک کی کرتے ہوے لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنکر بیٹھے کہ
پھر خبر پہونچی کہ لشکر شجرپرستان مین طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا جو مرضی بہ عدد گار کہہ دو یہان بھی بفضل
ایزدی و تائید سبحانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارہ سنہری نوازش مین آیا لیکن رضوان بن عمرو نے امیر با توقیر
سے عرض کی کہ مجھے شبہہ ہوتا ہے کہ یہ بہاران چمن قبا شجرپرستون کے ہمراہ جو ہے یہ الدا جد ہین کیونکہ
اول تو یہ ملاحظہ فرمایئے کہ جتنے سردار ہمارے مقابلے گئے سواے اسیر ہونے کے کوئی قتل نہین ہوا اور اتنک قید
رہتا یہ فعل سوا دوست کے دشمن کا نہین ہو سکتا امیر نے فرمایا کہ پھر یہ راز کیونکر افشا ہو رضوان نے عرض کی
کہ غلام آج ہی شب کو فکر کرتا ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور برق ثانی اور چالاک ثانی و قران ثانی وغیرہ ان
سب عیاران نامی کو جمع کیا اور کہا یہ تو مین نے پہچان لیا کہ بہاران چمن قبا جو بنے ہوے ہین سوا الدا جد کے
کوئی دوسرا نہین ہے لیکن اب انکی گرفتاری کی تدبیر کرنا چاہیے کہ امیر با توقیر سے ملاپ ہو جاے تو بہتر ہے آج کل
مزاج صاحبقران کا انکی جانب سے صلاح پر ہے سب عیارون نے کہا کیا فکر کرنا چاہیے رضوان نے کہا میری
یہ راے ہوتی ہے کہ بھائی برق ثانی تمہارے باپ نے بھی سنا ہے کہ عورت کی عیاری خوب کی لہذا تم کو چاہیے
کہ تم معشوقہ ملک ماہ سیمبر کی شکل بنو اور ہم سب فرشتے بنین اسکے بعد خواجہ کو دھوکا دیکر گرفتار کرین
سب نے اس راے کو پسند کیا کہ واقع مین خواجہ بہوت ہو رہے ہین ضرور دھوکا کھا جاینگے یہ صلاح کرکے
سب چارون جانب جنگ روانہ ہوے اور رنگ و روغن عیاری لگا کر برق ثانی نے صورت اپنی ملکہ ماہ سیمبر

کی بنائی اور قبر پر ملکہ کی جا بیٹھا قران ثانی وچالاک ثانی وغیرہ نے صورتیں اپنی فرشتوں کی بنائیں اور رضوان بن
عمرو ایک فرشتے کی شکل بنکر طرف بارگاہ بہاران چمن قبا کے روانہ ہوا جسوقت زلف لیلائے شب تابہ کمر
پہونچی طبل جنگ بج رہا تھا گشت طلایہ کا پھر رہا تھا چار طرف آواز ہوشیار باش و بیدار باش بلند تھی رضوان
بن عمرو نگاہوں سے بچتا ہوا اپنے کو چراتا ہوا تابہ خیمہ بہاران چمن قبا پہونچا پشت خیمہ کی چاک کرکے دیکھا
کہ کچھ شمعیں کافوری روشن ہیں بالکل خلوت ہے اور بہاران چمن قبا اک تصویر اپنے سینے سے لگائے ہوئے
رو رہے ہیں رضوان نے کہا کہ بیشک یہ قبلہ و کعبہ ہیں اور تصویر ملکہ ماہ سیمبر کی ہی پس پلٹکر دروازہ بارگاہ کی
طرف آیا اور رخ ہوا کا دیکھ کر بیہوشی اڑائی کہ دربان جھومنے لگے خفیف سی بیہوشی طاری ہوئی رضوان جھک کے داخل
خیمہ ہوا اور سامنے پہونچ کر السلام علیک کی آواز دی بہاران چمن قبا نے گھبرا کر دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت
بصد دونوں بازوؤں پر سامنے کھڑا ہے کہا تو کون جواب دیا کہ منم فرشتہ برزخ پوچھا کہ پھر میں تو زندہ ہوں میرے
پاس تمھارا کیا کام ہے جواب دیا کہ ایک پیغام لایا ہوں ہکو سنئے کہا کیا رضوان نے ایک رقعہ پیش کیا بہاران چمن قبا ہم
بیٹھے رقعہ کو پڑھا ملکہ ماہ سیمبر کی طرف سے لکھا ہوا تھا کہ ای عمرو ثانی جیسے ہم سے جدا ہوئی ہو جو کچھ ہم پر گذری کسی نے سنا ہی
ہوگا قبر میں بھی چین سے اس دل بیقرار نے سونے نہ دیا ہو جب شور مچا کے روئے قبر پر رونے والے * بدلنے
لگے کروٹیں سونے والے * افسوس کہ تمنے رسم فاتحہ خوانی بھی اٹھا دی اس اندھیری قبر میں ہر وقت
دم گھٹا کرتا ہے تم یہاں بہاران چمن قبا بنے بیٹھے ہو ہمپر بلائے قبر جمیل ہے ہیں بشکل فرشتگان اعمال سے
اجازت لیکر آج بالائے قبر آئے ہیں اگر بموجب مشہور کہ یک نظرے خوش گذرے منظور ہو تو سہیں آکر دیکھ جاؤ
یہ عشق کیا بلا ہے عقل پر کیسے پردے ڈال دیتا ہے کہ عمرو ثانی ایسا مرد ہوشیار عیار طرار اور دھوکا کھا گیا یہ سمجھ
میں نہ آیا کہ فرشتگان اعمال کیسے ہیں کہیں فرشتے سامنے آتے ہیں کہا کہ اے فرشتہ اعمال مجھے پاس ملکہ کے
لے چل رضوان نے کہا بہتر ہے اور رگیا میں کس لیے ہوں چلیے عمرو ثانی ساتھ رضوان کے چلے جتنے پوچھا کہ اے
نائب خداوند آپ کہاں جاتے ہیں بہاران چمن قبا نے کہا مجھ کو بیاز قدرت ہے فرشتہ قدرت میرے پاس آیا ہے
خداوند زحل سر سبد نے بلایا ہے میں آتا ہوں کسی نے کہا کہ ہماری یہاں العطش کیوں اسکی ہماری طرف سے خداوند سے
سفارش کیجیے گا کوئی کہتا تھا کہ ہمارے یہاں لڑکا ہوتا ہے مگر جیتا نہیں بہاران چمن قبا ہر ایک سے کہتے ہوئے
کہ اچھا تم اطمینان رکھو مطلب تمھارا ہو جائیگا ساتھ رضوان بن عمرو کے جو صورت فرشتہ قدرت کی بنا ہوا ہے
صحرائیں قبر پر آئے دیکھا کہ واقع میں ملکہ ماہ سیمبر کفن پہنے ہوئے بیٹھی ہے کچھ فرشتے گرد و پیش جمع ہیں کہتے
ہیں کہ بس بہت دیر ہوئی اب چلو ملکہ ایک ایک کی منت کرنے لگی کہ کچھ دیر اور انتظار کرو شاید وہ اب بھی
آجائیں یہ رنگ دیکھ کر عمرو کا دل بھر آیا دوڑ کر ملکہ سے لپٹکر رونے لگے چالاک ثانی کو دل لگی سوجھی کہا بس
پہنچے یہ اجازت نہیں ہے کہ ملکہ سے لپٹے عمرو ثانی ایک ایک کی منت کرتا ہو یہاں تک کہ فرشتوں نے عمرو ثانی
کو بھی باندھا اور کہا تمھیں زندہ درگور کرینگے جو مردے سے لپٹے اسکی یہی سزا ہے عمرو ثانی کہتا ہے کہ مجھے دل
سے منظور ہے اب اس زندگی سے مرنا بہتر ہے مگر ملکہ کی جدائی اب شاق ہے جب شعر یہ قصد ہی تجھے باناگوں ہیں
حق سے روز جزا * مزا تو جو کہیں سن لے اگر خدا امید * ان باتوں پر عمرو کی تاب نہ آئی آخرکار سب عیار ہنس
پڑے اور منہ منہ کے نعرے ہر سے ادھر چالاک ثانی نے نام اپنا ظاہر کیا ادھر قران ثانی نے کہا خلیفہ جی
یہ آپ کیا سوجھی کہ امیر کو ایسے وقت غضب میں چھوڑکر چلے گئے ادھر ملکہ ماہ سیمبر نے نعرہ کیا کہ منم برق

ثانی اتنے عمرو ثانی کے آئے ہوش گم ہوئے دل میں نہایت شرمندہ ہوئے کہ عیاروں نے مجھے بڑی سبکاری
کی کہا یارو دیکھی تھی ناانصافی امیر کی سب نے کہا کہ اب امیر کو آپ کی فرقت کا نہایت صدمہ ہے
عمرو ثانی نے کہا تو کیا مجھے باندھ کر لے چلو گے سب نے کہا کہ کیا مجال ہماری آپ افسر ہیں لیکن یہ ضرور ہے
کہ جس طرح چلیے گا اسی طرح لے چلینگے عمرو ثانی نے کہا کہ تم لوگوں نے سنا ہوگا کہ جب والد ماجد سے اور
صاحبقران اول سے بگڑی ہے تو سب عیار والد ماجد کی طرف تھے میں نے آپ صاحبوں کو تکلیف نہیں
دی اکیلے جو بن پڑا وہ کیا اب آپ لوگوں کو یہ مناسب نہیں ہے کہ مجھے اسیر کر کے اس ذلت و خواری سے
لے چلیے سب نے کہا کہ ہم امیر سے جا کر عرض کرتے ہیں کوئی پہر رات اب باقی ہوگی کہ صفوان بن عمرو
خدمت امیر ثانی میں آیا اور عرض کی کہ اقبال صاحبقرانی سے پتا خواجہ کا لگایا لگا ہی تھا [illegible] کرا کے صحرا میں
گرفتار کیا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ جس دیار سے اس ذلت و خواری سے نکالے گئے اب کیا منھ لیکے جائیں امیر ثانی نے
فرمایا کہ اپنے دوست کو لینے میں خود چلونگا دریاے عنایت و مروت جوش پر آیا اور ہمراہ صفوان کے صحرا میں
آئے عمرو ثانی نے جو امیر ثانی کو آتے دیکھا دوڑ کر قدموں سے لپٹا رونے لگا امیر نے سینے سے لگایا
اور خود بھی رونے لگے اور فرمایا کہ خواجہ مجھے معاف کرنا میں نے نہیں نکالا بہت پشیمان ہوا عمرو ثانی نے عرض
کی کہ کیا مضائقہ ہے اکثر مالکوں کا عتاب ملازموں پر ہو جایا کرتا ہے لیکن شہریار امید ہے خیال سے
امیر نے فرمایا خواجہ تمہیں میں برادر اپنا قوت بازو سمجھتا ہوں کیا بھائیوں بھائیوں میں رنج و ناراضی نہیں
ہو جاتی ہے عمرو ثانی نے عرض کی کہ آپ آقا ہیں غرضکہ امیر نے عمرو سے کہا کہ اب لشکر میں چلو عمرو ثانی نے
عرض کی کہ اے شہریار اگر ارشاد ہو تو میں مال و اسباب بھی ان [illegible] سے [illegible] لاؤں ورنہ
جس وقت یہ حال کھلا کہ بہاران چمن تھا عمرو تھا مال میرا ضبط کر لینگے پھر ملنا دشوار ہے امیر ہنسنے لگے اور فرمایا کہ
اے عمرو مجھے نہ بہنا مجھے دغا نہ کرنا عمرو ثانی نے عرض کی اسواے آپ کے سب رنج و قید نہیں میں آئیں بھی چھوڑا
ہوا امیر نے فرمایا بہتر ہے جاؤ غرضکہ امیر تو صحرا سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے عمرو اپنی بارگاہ میں آیا
جال الیاسی مار کر تخت و تاج اور کل سامان خفیہ آلات وغیرہ سب نذر زنبیل کیا زندان خانہ میں جا کر سب
سرداروں کو مع ہتکڑی بیڑی نذر زنبیل کر لیا اور لشکر سے طرف فوج امیر کشور گیر کے روانہ ہوا یہاں امیر منتظر
بیٹھے تھے کہ عمرو آ کر پہونچا سرداروں کو زنبیل سے نکال نکال کر قید سے رہا کیا ہر ایک نے امیر کو سلام کیا عمرو کو جانا
معلوم ہوا کہ بہاران چمن تھا خواجہ سلامت بنے ہوئے تھے امیر نے کہا اے مرد عزیز تھی بڑی بلا تو نے لا کر
مجھ پر چھوڑی ہے کہ جس کا دفعیہ مشکل ہو گیا ہے عمرو نے عرض کی کہ کیا امیر یہ لوگ اسی طرف آنے والے تھے میں عیاری
کر کے انکے ساتھ ہو لیا آنا تصور دار ہوں لیکن طبل تو بج ہی رہا تھا طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا
اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی شگوفے نسیم بہار کے چلے امیر نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا عمرو کو ساتھ
لیے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوئے بادشاہ نے جو عمرو کو دیکھا متحیر ہو کر فرمایا کہ اے خواجہ تم کہاں
گئے تھے اور کب آئے عمرو نے عرض کی میں حاضر تھا لیکن امیر نے سنکر فرمایا کہ اے شہنشاہ بہاران چمن تھا آپ
ہی کے ساتھ تھے یہ سنکر بادشاہ نے منھ پر رومال رکھا تبسم کیا اور فرمایا کہ قیدیوں کو کیا کیا عمرو نے عرض کی کہ ساتھ میرے
سب آئے ہیں اتنے میں سب سردار بھی یکے بعد دیگرے حاضر حضور ہیں [illegible] ہونے لگے سرداران [illegible] ایرج
سے ملے نورالدہر کے افسران لشکر نورالدہر سے ملے اسی طرح ہر ملازم اپنے اپنے آقا سے ملا اب یہ سب

میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے وہاں صبح کو خبر نونہال شاہ کو ہوئی کہ رات کو بہاران چمن قبا مع تخت و
تاج غائب ہو گئے بارگاہ لٹی پڑی ہے بلکہ قیدی تک زندان سے غائب ہیں نونہال شاہ نے کہا معلوم ہوتا ہے
کوئی بے ادبی ہم لوگوں سے ہوئی وہ خفا ہو کر خداوند کے پاس چلے گئے لیکن ایک آدم شیر وزیر نے کہا کہ
نہیں اگر خفا ہو کر جاتے تو قیدیوں کو کیوں لیجاتے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند پاس قیدیوں کو لے گئے ہیں
اور ہم سب کی طرف سے سعی بھی کرنے گئے ہیں کہ آپ کے منزون نے یہ کام کیے جب اُن کا جی چاہے گا
پھر آ جائینگے نونہال شاہ خاموش ہو رہا چونکہ طبل جنگ بجا تھا صبح کو مع لشکر میدان میں آیا آراستگی صفوف قتال
جدال ہونے لگی لیکن نظر نونہال شاہ کی عوجان دریاباری مرجان دریاباری وغیرہ پر پڑی متحیر ہو کر کہا کہ
یہ تو قیدی تو سب آزاد ہیں اپنے لشکر میں موجود ہیں یہ کیا امر ہے مہتر شمیم اپنے عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو
مہتر شمیم برائے دریافت حال روانہ ہوا یہ خبر پہلے ہی منتشر ہو چکی تھی شمیم نے کہلا کر دریافت جا کر عرض کی کہ بہاران
چمن قبا امیر کا عیار عمرو ثانی تھا وہی سب قیدیوں کو لیکر حضرت امیر با توقیر میں روانہ ہو گیا پہلے کچھ بگڑی ہوئی
تھی اب سنا ہے کہ ملاپ ہو گیا ہے یہ سنکر عوق بن برموج کو کسی قدر تب اسکی کم ہو گئی تھی بعد بیمار ہونے کے آج
پہلے پہل پھر میدان کارزار میں آیا تھا سنے کہا کہ کیا پرواہ ہے میں سب کو اسیر کرونگا اور نونہال شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور آواز دی کہ باش ہے گروہ خداپرستان معلوم ہوا کہ تم لوگ بڑے مکار ہو عیاروں سے
دوسروں کو ذلیل کرواتے ہو دیکھو تو کیسا عوض لیتا ہوں اس امر کا جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ
نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہریار نامدار نے مرکب اپنا
صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت جنگ مانگی فرمایا سپرد بخدا کیا لیکن شہریار
کا نکلنا تھا کہ رنگ روئے ایرج نوجوان کا متغیر ہو گیا کہ خدا بچائے اسکی ضرب سے شہریار کو یہ کہ سارے تین ہزار
من کی چوب باندھتا ہے اہل اسلام مصروف دعا ہیں لیکن شہریار گھوڑا دوڑا کر سامنے عوق کے آیا آواز دی
کہ باش او گبر ضرب بہادری کی دکھلاؤں تو میں بھی کہ تیری چوب کیسی ہے عوق نے کہا تو اپنا حوصلہ نکال لے
شہریار نے کہا اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں یہ سنکر عوق نے چوب دست گران اٹھا کر تین بار سر چرخ دیکر وار کیا
شہریار نے اٹھا کر گرز کو چہرے کی پناہ کیا ایرج نوجوان نے خدا کو یاد کیا فلک کو دیکھا سب کے منہ سے
یہی نکلا کہ خدا بچائے لیکن چوب دست جو آکر پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا شہریار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا کمر مرکب کی ٹوٹی
شہریار تا بہ کمر زمین میں غرق ہو گیا یاران کو شکست ہوا ہر ایک یہ سمجھا کہ شہریار مارا گیا طیفور شیر دل جھپٹ کر
قریب گرد کے آیا گردا گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ شہریار
بیہوش ہے رنگ رو متغیر ہے اور حریف بہ ارادہ قتل کھڑا ہی چاہا طیفور نے کہ مالک کو اپنے اٹھا کر میدان سے
پھرے کہ عوق نے چوب دست سیدھی کی طیفور نے حقہ آتشبازی کھینچ مارا عوق جلا کر ہٹا کہ طیفور شہریار کو
لیے ہوئے میدان سے پھرا لشکر امیر میں آیا شہریار کا یہ حال دیکھ کر ہر ایک پر انتشار طاری ہوا ایرج نوجوان
کے آنسو نکل آئے ابھی تک بہت سے سردار علیل ہیں صرف دو ایک سردار باقی ہیں جو میدان جنگ میں
آئے ہیں لیکن عوق نے پھر نعرہ کیا کہ ہے کوئی اور ایسا کہ نکلے اور مجھ سے مقابلہ کرے کہ یکایک جانب دست راست
کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آئے

اجازت حرب مانگی بادشاہ نے فرمایا جاؤ امان الٰہی وضمانت رسالت پناہی میں دیا شہنشاہ گوہر کلاہ بار دگر پشت مرکب پر
بیٹھکر سلام کرکے میدان میں آئے عوق نے کہا کہ دیکھا تمنے کیا حال کیا میں نے ایک وار میں شہریار کا شہنشاہ
نے کہا پھر کیا ہوا زخمی ہونا مرد کے واسطے عیب نہیں لا ضرب بہادری کی عوق نے اُسپر بھی چوب ماری شہنشاہ
گوہر کلاہ نے بھی گرز کو چہرے کی پناہ کیا ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ تمام میدان جنگ تھرا گیا شہنشاہ کا دل
ہلگیا کلیجے پر صدمہ پہونچا بیہوش ہوگئے اسنے آواز دی کہ زدم وپست کردم عیار جھپٹ کر آیا عوق نے دوسری چوب
اُٹھائی اُسنے بھی حقہ آتشبازی مارا کہ عوق بھاگا سامنے سے عیار شہنشاہ کو لیکر لشکر میں آیا ہنوز یہ کیفیت ہے کہ تمام فوج
میں ایک تہلکہ عظیم برپا ہے ایسے ایسے سرداروں کی یہ کیفیت ہوتی جاتی ہے کہ جو زور صاحبقرانی ہیں سبکا دل ٹوٹ گیا کسی کی جرأت
نہیں پڑتی کہ یکایک پھر جانب دست راست کے علم جلوہ گری ہوئے اور شاہزادہ بدیع الملک نے مرکب اپنا صف سے
نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت مانگی فرمایا اے بدیع الملک دیکھ رہے ہو کہ کیا حال تمھارے فرزند کا ہوا
اور شہریار سا زبردست لیکن ایک ضرب نہ اٹھا سکا بیہوش ہوگیا بدیع الملک نے عرض کی کہ اگر اقبال بادشاہی
اوسپر ہے تو ماروں گا اس ملعون کو اور اگر قضا ہے تو مارا جاؤنگا فرمایا خیر جاؤ سپرد خدا کیا بدیع الملک میدان میں
آئے عوق نے بعد لاف زنی چوب ماری بدیع الملک نے چوب اسکی گرز پر روکی لیکن چوب جو گرز پر پڑتی ہے یہ
معلوم ہوا کہ فلک پھٹ پڑا مرکب بدیع الملک کا مارا گیا ہے تن مو سے پسینہ جاری ہوا آنکھیں بند ہوگئیں
شاپور شیر دل جھپٹ کر آیا پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے بدیع الملک کی آنکھ کھلی تلک
گرد سے آواز دی کہ شعر تو ضرب بے زدی ضرب نوش کن ہمہ شادی ہنوز فراموش کن یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان
رنگ مشت پہلو پر چہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر تین بار چرخ دیکر وار کیا بھلا اٹھا گرز سر عوق تک تو کہاں تاب کہ جی
نہ پہونچا عوق نے ہر چند گرز کو چوب پر روکا لیکن گرز جھلتا ہوا اٹکر پاؤں پر پڑا کہ عوق رکھوا کر گرا گرتے گرتے
چوب دست ماری بدیع الملک نے پھر گرز پر روکا مگر تھرا ہٹ میں گرز جو کج ہوتا ہے چوب گرز سے پھسل کر زمین
پر گری دھماکا ہوا کہ صدمہ قلب پر پہونچا بدیع الملک بیہوش ہوگئے شاپور شیر دل جھپٹ کر آیا بدیع الملک
کو بغل میں ڈال کر لشکر میں لایا ادھر عوق بھی بیکار ہو چکا تھا کہ ضرب شدید عمود بدیع الملک کی اوسکے پاؤں
میں پہونچی تھی اتنا کہکر میدان سے پھر گیا کہ بالفعل میرے بھی ضرب آگئی ہے اب بعد صحت تم سب سے سمجھونگا یعنی میدان
جنگ سے طبل بازگشت بجا کر پھر گیا ادھر امیر کشور گیر میدان جنگ سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے حکما کو
طلب کیا علاج شہریار و شہنشاہ وبدیع الملک کا ہونے لگا شب کو دربار برخاست ہوا جس وقت صبح ہوئی
بادشاہ اسلام دربار میں آکر تخت پر متمکن ہوئے بانتظار صاحبقران نامدار ہے لیکن جو وقت حاضری
صاحبقران کا تھا اوس سے کئی ساعتیں زیادہ گذر گئیں لیکن امیر نہ آئے بلکہ سوا مالک ثانی ولندھور
ثانی کے کوئی سردار تک نہیں آیا اب بادشاہ کو نہایت تشویش ہوئی عیاروں کو واسطے خبر کے روانہ کیا
چالاک ثانی خدمت امیر با توقیر میں حاضر ہوا دیکھا کہ امیر تپ میں بیہوش ہیں عمرو ثانی مروحہ جنبانی کر رہا ہے
مقبول بن عقیل تلوے سہلا رہا ہے یہ ماجرا چالاک ثانی نے بادشاہ اسلام سے بیان کیا اسی طرح جتنے عیار جس
جس سردار کے خیمہ میں گئے اسکو شدت تپ میں بیہوش پایا عجب طرح کی یہ ہوا چلی کہ دشمن قوی سے سامنا
اور ہر سردار پر مرض کا غلبہ نہایت پریشانی ہے متواتر خبریں خدمت شاہی میں چلی آتی ہیں کسی عیار نے آکر عرض
کی کہ ہم سب ڈر ڈر کر دیکھتے ہوئے چلے آتے ہیں بالکل ہاتھ پاؤں سرد ہیں بدن گرم ہے غفلت طاری ہے

کسی نے آکر بیان کیا کہ ایرج نوجوان تپ محرقہ مین گرفتار ہین کسی نے کہا کہ نور الدہر درد گردہ مین مبتلا ہین اسی
طرح ہر سردار کے مریض ہونے کی خبر آئی بادشاہ اسلام نے دربار خلاف وقت برخاست کر دیا عجب ہی لوگ نہین
کہ جیتنے دربار ہے تو دربار کیسا عجیب طرح کا وقت پریشانی آپڑا ہے کہ پانچ ہزار پانچ سو تحقیق تلو رہا ہیا۔ ہیں اور فوجون کے
ہجوم ہین لشکرون کی کثرت ہے کفار باہم مشورہ کر رہے ہین کہ اس سے بڑھ کر موقع نہ ملے گا لیکن بادشاہ اسلام
برائے عیادت امیر عالی مقام تشریف لائے اسوقت امیر کو کچھ ہوش آیا ہے بادشاہ نے مزاج پرسی کی امیر
اٹھ بیٹھے اور عرض کی کہ اقبال شاہی سے اچھا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ دشمنون کی چڑھائی اور تمام لشکر کی یہ
حالت آپکی یہ کیفیت اگر لاجورد شاہ یا نونہال شاہ کسی نے طبل جنگ بجوادیا تو کیا ہوگا کون مقابلہ کریگا امیر
نے فرمایا کہ اگر اقبال حضور کا یاور ہے تو اسی حالت مین مارونگا اور قتل کرونگا کفار کو اور اگر مدت عمر تمام ہو چکی ہے
اور انتہا میری صاحبقرانی کی یہین تک ہے تو خیر جو مرضی پروردگار بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہوتی ہے
کہ ایک نامہ امیر با توقیر صاحبقران اول اپنے والد ماجد کو تحریر فرمایئے کہ یہان یہ کیفیت ہے مین صاحبقرانی سے
باز آیا بعد آپ کے تشریف لیجانے کے وہ دقتین ہم پر پڑی ہین کہ بیان سے باہر ہے امیر نے رائے پسند کی اور
دبیر کو بلوا کر اسی وقت نامہ تحریر کیا اور عمرو ثانی کو دیکر ارشاد کیا کہ خواجہ اگرچہ اسوقت مین فرقت تمھاری مجھ کو
پر نہایت شاق ہے لیکن سوا تمھارے یہ کام دوسرا نہین کر سکتا ہے کہ تمھارے والد خواجہ عمرو بن امیہ عیار نے
بیابان جبل القمر کی راہ کو جو انتہا کی مخدوش تھی کوئی سال بھر سے کم مین نہ طے کر سکتا تھا اسے ایکماہ مین انھون
نے طے کیا تھا اور تم ڈونگی گاو سوار سے شرط جیتی تھی لہذا یہ وقت تمھاری تیز روی کے امتحان کا ہے عمرو ثانی
نے عرض کی کہ اے آقاے نامدار مین آنکھون سے یہ خدمت بجا لاؤنگا اور نامہ لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے یہان
شام کو کفار نے مشورہ کر کے طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ لشکر لاجورد شاہ مین طبل جنگ
بجا ہے فرمایا کہ رضینا بالقضا اور خود بھی طبل جنگ بجوا دیا اب ساری بارگاہ سلیمانی خالی ہے دنگلون پر سردارون
کی جگہ غاشیے پڑے ہوئے ہین ایک سناٹا ہے تخت پر بادشاہ اسلام ہین داہنی جانب تمام صف خالی ہے فقط
لندھور ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے ہین بائین جانب کی بھی پوری صف خالی ہے صرف مالک ثانی اپنے دنگل پر
بیٹھے ہین بارہ بجے شب کو دربار برخاست ہوا بادشاہ اسلام آرامگاہ مین تشریف لائے چپرکھٹ پر لیٹے مگر
نیند کہان آتی ہے انتہا کی تشویش ہے اختر شماری کر رہے ہین کروٹین بدل رہے ہین کہ یکایک سفیدہ سحری
نمایان ہوا بادشاہ اسلام نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا تخت شاہی برآمد ہوا دیکھا کہ لندھور و مالک حاضر
ہین بادشاہ اسلام پانچ ہزار پانچ سو چین سردارون مین آج دو سوارون کو لے کر میدان مین تشریف
لائے ہین گو فوج فراوان ہمراہ ہے لیکن شخص محرک لشکر نور الدہر ہے مگر سردار لشکر نہین فوج بدیع الزمان ہے
مگر خود بدیع الزمان نہین سپاہ ایرج نوجوان ہے مگر بغیر ایرج دل اہل لشکر کے ٹوٹے ہوئے ہین آج ساری
فوج کا انتظام دو سپہ سالارون پر موقوف ہے ادھر لاجورد شاہ تخت پر سوار ہو کر میدان مین آیا ہے اسکے ساتھ تیس لاکھ
سوار و پیادون کی جمعیت ہوگی وہ آہن کلاہ سیاہ بچار ساتھ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و صلصال
بن صلصال و مریخ ستارہ چشم و خونخوار مرغ پیشانی اور سرداران نامی دگر ہمراہ ہین فوج مانند سمندر
کے موجین مارتی ہوئی آکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئی کہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب و نکر چلے
گئے ہین کہ یکایک مریخ ستارہ چشم گردن بنا بڑھا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی

کہا جاؤ میں نے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا مریخ ستارہ چشم بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آیا
اور نعرہ کیا کہ ای گروہ خدا پرستان دیکھا تمنے کہ خداوند نے تمھیں کیسی بلاے عظیم میں مبتلا کیا العذاب بھی بہتر دست
بستہ ہو کر حاضر خدمت خداوندی ہو کر سجدہ کرو ورنہ اس ارحق سے اول تو نجات پانا دشوار ہے ورنہ میرے ہاتھ
سے مارے جاؤگے یہ سنتا تھا کہ مالک ثانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت
جنگ مانگی بادشاہ نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا حافظ حقیقی تمھیں
با فتح و فیروزی واپس لائے مالک ثانی سلام کر کے بار دگر مرکب پر چمکر سامنے مریخ کے آیا مریخ نے نیزہ مارا
مالک نے چند طعن میں نیزہ ہاتھ سے مریخ کے نکالدیا مریخ نے غصہ میں آکر تلوار ماری مالک نے
وار اُس کا سپر پر روکا اور اپنا وار کیا مریخ نے بھی سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کی لیکن تلوار جو مالک کی پڑتی
ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا غاشیہ خود سے گذرتی ہوئی سر پر پہنچی جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا
تلوار تو جھنا کر سر سے نکل گئی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہوئی مالک نے آواز دی کہ لیجاؤ اسے
اور کسی کو بھیجو لوگ مریخ کو اٹھا لیگئے یہ حال دیکھ کر خونخوار مریخ پیشانی لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان
جنگاہ میں آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مالک نے نیزہ اسکا ہوائی کیا خونخوار نے تلوار ماری مالک
نے چاہا کہ وار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیجیے کہ حسب اتفاق گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ خونخوار کا سر پر پہنچا
تا دو ابرو اتر گیا مالک نے دستانہ مارا تیغ جھنا کر سر سے نکلا لیکن واہ ری جرات مالک کی کہ دم میں سنبھلکر
جو تیغہ مارا خونخوار نے بھی سپر ملنبہ کی لیکن یہ سپر مانند گردۂ نان کے کٹی اور سر خونخوار کے بھی جا کر کام
آیا یہ پہلوان بھی زبردست ہے دستانہ مارا کہ تلوار سر سے نکل اور جھپٹ کر ہاتھ جھینو کا مارا مالک نے سپر سے وار
اسکا رد کیا لیکن اوچھا سا زخم آگیا بس وہیں سے پلٹ کر کمر کا ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہو گئے لشکر
اسلام سے آواز اللہ اکبر بلند ہوئی مالک میدان سے پھرے کہ طبل بازگشت بجا کہ لاش خونخوار کی لیکر
میدان سے پھر گئے بادشاہ اسلام مالک پر سے نذر نثار کرتے ہوئے بلیٹھ بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے کہ پھر خبر
طبل جنگ کی پہونچی بیان بھی کو کس حسبی بجا رات بیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان جنگ
میں آکر صف آرا ہوئے آج سنگاوہ آہن کلاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا فوج اسلام سے جانشین امیر ثانی
یعنی لندھاوہ بن لندھور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل سنگاوہ ہوئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی
ہوئی لندھاوہ نے نیزہ ہاتھ سے سنگاوہ کے ڈیڑھ سو طعن میں نکالا اس سنگاوہ پر غیظ و غضب طاری ہوا
آواز دی کہ او حبشی غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا مگر میں نے سنا ہے کہ تو لشکر امیر میں صاحبقران
گرز کہلاتا ہے یہ کہکر گرز گران سنگ سر پر چرخ دیکر وار کیا لندھور ثانی نے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن
گرز سنگاوہ جو سر گرز لندھاوہ پر پڑا تا ہفت طاق کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول
سے شق ہو گیا تتق گرد بلند ہوا سنگاوہ نہایت زبردست پہلوان ہے بہت بڑا گرز باندھتا ہے نعرہ کیا کہ زدم بچہ
زدم یہ صدا کان میں لندھاوہ کے پہونچی نکلکر گردے آواز دی کہ زدی وکرامت کردی وریغ تیر امین
موجود ہوں یہ سنتا تھا کہ جھپٹ کر سنگاوہ نے دوسرا وار کیا لندھاوہ نے پھر گرز پر روکا ہاتھ تنگ کہ تیسرے
وار میں کمر مرکب لندھاوہ کی شکستہ ہوئی لندھاوہ گھوڑے سے کود کر تلوار کھینچکر بپھرے کہ میں بھی ایک گرز تنگ
پی کر ڈالوں کہ یکایک سنگاوہ گھوڑے سے کود پڑا لندھاوہ تلوار پھینک کر سنگاوہ سے لپٹ گئے یہ نوں

مین ہاتھ پڑ گئے کشتی ہونے لگی سرداران فوج کفار قریب سے تماشا دیکھنے لگے ادھر تخت بادشاہ اسلام کا قریب لا کر رکھا گیا کشتی ہو رہی ہی جب شنگاوہ لندھاوہ کو پکڑ لاتا ہی لندھاوہ نکل جاتے ہین اور جب لندھاوہ شنگاوہ کو پکڑ لاتے ہین یہ بھی صاف نکل جاتا ہی کوئی کسی پر غالب نہین ہوتا اسی ہنگام مین شام ہو گئی دونون طرف سے دو کاسۂ شیر آئے دونون نے پیے روشنی لا لا کر رکھی گئی پھر دونون مصروف تلاش ہوے وہ دودھ پسینے کے راستے سب بہا دیا صبح ہو گئی اور فیصلہ نہوا پھر دن تمام ہوا لیکن دونون کی وہی کیفیت ہی کہ اب تیسرا روز ہی حسب اتفاق لندھاوہ شنگاوہ کو ریلتے ہوے چلے جاتے تھے کہ پانون شنگاوہ کا موشخانہ مین جا رہا اوپر سے لندھاوہ نے ہکا جو مارا چینی گھٹنے کی انگھڑ گئی شنگاوہ کا رخ زرد ہو گیا لندھاوہ نے کہا ہی پہلوان یہ کیا حالت ہی شنگاوہ نے کہا ہی لندھاوہ میرا گھٹنا ٹوٹ گیا ہی لندھاوہ نے شنگاوہ کو چھوڑ دیا کفار شنگاوہ کو اٹھا کر میدان سے پھرے ادھر بادشاہ با توقیر و جہانگیر مع لندھاوہ میدان جنگ سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے وہان کفار شنگاوہ کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین پہونچے لیکن آج صلصال نے کہا کہ خداوندا آخر مین کس واسطے ہون کل میرے نام پر طبل جنگ بجے اسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا

لیکن اب چند کلمے داستان نصرت بیان صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر با توقیر مع عمرو بن حمزۂ یونانی و لندھور و خواجہ عمر و گورستان ملکہ مین بیٹھے ہین قبرون پر فاتحہ پڑھ رہے ہین کہ یکایک سامنے سے عمرو ثانی بھی نمودار ہوا امیر کو اور عمرو کو جھک جھک کر مجرا کیا عمرو بن حمزہ اور لندھور کی خدمت مین تسلیم بجا لایا امیر نے پوچھا کہ لشکر مین خیریت تو ہی عمرو ثانی نے نامہ نکال کر دیا اور عرض کیا کہ اس خط کے دیکھنے سے سب حال حضور پر روشن ہو جائیگا امیر نے نامہ پڑھا تحریر تھا امیر ثانی کی طرف سے کہ اے قبلۂ دینی و کعبۂ دنیوی واقع مین صاحبقرانی وہ بار عظیم ہی کہ جسکا اٹھانا آپ ہی کا کام تھا جب سے آپ خانۂ کعبہ مین جا کر قیام پذیر ہوے انواع اقسام کی مصیبتین کو پیش ہوئین سب کو اس خادم نے انگیز کیا لیکن ایسا وقت کبھی نہ پڑا تھا کہ جو کیفیت آجکل گذر رہی ہی لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے خروج کیا جو ساتھ اسکے بہت سے پہلوان اور کئی ساحر بھی ہین لیکن ابھی تک تو جنگ پہلوانون سے ہو رہی ہی ساحرون کی نوبت نہین آئی ہی ادھر قرنال شاہ شجر پرست آیا ہوا ہی کہ اسکے ساتھ دو سردار عوق بن براج و عنق بن بروج ہین کہ ساڑھے تین ہزار من کی چوبدست باندھتے ہین رستم ثانی کا پتہ نہین بدیع الملک سا بہادر تاب ضرب نہ لا سکا اور ایک ہی وار روکنے مین بیہوش ہو گیا جبکہ تپ نے گھیرا ہی پانچ ہزار یا چھبیس سردار بیمار ہین کوئی مقابلہ کرنیوالا نہین ہی اور کفار برابر طبل جنگ بجواتے جاتے ہین لہذا مین اس صاحبقرانی سے باز آیا تو آپ آکر عہدۂ صاحبقرانی مجھ سے نکال لیجیے یا کسی کو اپنے اعانت روانہ فرمایئے ورنہ ایک ہی آدھ روز مین کام لشکر کا تمام ہوا چاہتا ہی اور دین خداپرستی نیست و نابود ہوا چاہتا ہی عوق بن براج و عنق بن بروج کے بھی بیمار ہو جانے کی وجہ سے پریشان ہی اگر یہ دونون صحت پا گئے تو یقین ہی کہ ایک ہی روز مین آکر عرصۂ حیات کو تنگ کر دینگے یہ نامہ جو امیر نے پڑھا لندھور اور عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوے کہ یہ غلام کس واسطے ہین امیر نے فرمایا کہ ایسے وقت مین میرا چلنا ہی ضرور ہی یہ فرما کر صاحبقران عالی شان بھی اٹھ کھڑے ہوے اور اسی وقت کوچ کر کے

طرف بیابان جنگ کے روانہ ہوے ساتھ امیر کے کچھ فوج عمرو بن حمزہ کی اور کچھ لشکر لندھور
کا ہی اب دیکھیے کیوقت پہونچتے ہین

اب چند کلمے شہر صندل کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعض راویون نے خبر دی ہی کہ یہ شہر صندل وہی ہی جسکو شیرویہ بن حمزہ نے آکر خالی کیا تھا لیکن
بعد مارے جانے صندل شاہ اور رواج پانے دین خداپرستی کے یہ خبر صندلان شاہ جادو مالک طلسم
صندل کو پہونچی اپنے ابلیس خودپسند کو طلب کرکے حکم دیا کہ جا اور شہر صندل کو خداپرستون سے چھین کر دین
تعالیہ کو رواج دو ابلیس خودپسند بموجب حکم صندلان شاہ ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیکر روانہ ہوا تھا اور آکر حاکم شہر کو اسنے
قتل کیا اور خداپرستونکو جان سے مارا شہر سے نکالدیا مسجدین ڈھادین تجانون کی بنا ڈالی کافور شاہ کو یہان کا
بادشاہ کیا اور چند ساحر انکو چھوڑکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوگیا تھا لیکن جس وقت دخل رستم ثانی کا طلسم صندل مین
ہوا اور حالت بیانگی مجندرش ہوئی تو اسنے ایک نامہ گرشاسپ گرد کو لکھا کہ تمھین لازم ہی کہ سکونت اپنے
قصبہ کی چھوڑکر رہنا شہر صندل مین اختیار کرو کہ حکم بادشاہ کا یہی ہی اور اگر کوئی غنیم چڑھ آئے تو اس سے
مقابلہ کرنا اور ایک نامہ اسی مضمون کا فیروزہ تیغزن کو کہ شہنشاہ مازندران کہلاتا ہی تحریر کیا کہ تم بھی
سکونت شہر مازندران کو ترک کرو اور رہنا شہر صندل کا اختیار کرو فیروزہ تیغزن پسر شیرویہ بن
حمزہ ہی نہایت زبردست ہی لیکن اس نے پرورش جو کفار مین پائی ہی تو اپنے باپ دادا کے دین و مذہب
سے آگاہ نہین ہی اور ایک نامہ سہراب بن لندھور کو تحریر کیا جس زمانے مین دیونی لندھور پر عاشق
ہوئی ہی اور وصل اس سے ہوا تو سہراب پیدا ہوا اسنے بھی بسبب اس کے کہ پرورش کفار مین پائی ہی
یہی کافر ہی ان سب کا حال بر وقت گذارش کیا جائے گا اور ایک نامہ ابلیس خودپسند نے بنام لاجورد شاہ
و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو روانہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ مین نے سنا ہی آپ لوگ
خداپرستون سے جنگ کر رہے ہین لہذا بہتر یہ ہی کہ ہم آپ ملکر رہین تو اور بہتر ہوگا آپ طرف شہر
صندل کے چلے آئیے اگر خداپرستون کو آپ سے دشمنی ہی اور وہ تعاقب کرینگے تو یہان آکر سمجھا جائیگا

اب دیکھا چاہیے کہ یہ نامہ کسوقت پہونچتا ہی

لیکن پھر بہانے چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کہ صلصال نے طبل اپنے نام پر بجوایا تھا جب صبح ہوئی اور دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب و نجیب وغیرہ نکل گئے تھے کہ لشکر کفار سے صلصال نے مرکب اپنا نکالا
اور لاجورد شاہ سے اجازت لے کر میدان مین آکر مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام نہایت متردد تھے کہ اب سوا
لندھور کے اور کوئی نہین ہی جو لڑے مالک بھی زخمی ہو چکے ہین مگر یہی زخم سر پر جسکی ہوئی ساتھ
بادشاہ کے میدان مین آتے ہین اس طرف سے لندھور ثانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی
کے آکر اجازت حرب چاہی فرمایا کہ جاؤ امان پروردگار مین دیا ہی لندھور سلام کرکے بادگر مرکب
پر سوار ہوکر میدان مین آئے صلصال نے نیزہ مارا لندھور نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے
صلصال کے نکال دیا صلصال نے خفیف ہوکر آواز دی کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے
میرے ہوائی کیا خبر کچھ بہ دشمنین نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی تمال بازی تیغ بازی رہت بازی جسکو

حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر لندھور پر وار کیا لندھور نے وار صلصال کا پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا صلصال نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو لندھور کی پڑتی ہی سپر کو مانند گردہ نان کے دو کرتی ہوئی خود پر پہنچی جھٹکا مارا خود کٹ گیا لیکن سر پر خط بھی نہ پڑا لندھور متعجب ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے صلصال نے کٹی ہوئی سپر ہاتھ سے پھینک دی اور دوسرا وار کیا لندھور نے وہ بھی وار رد کرکے کمر کا ہاتھ مارا کہ پورا بیٹھا بند کمر کٹ گیا لیکن جسم پر خط تک نہ بیٹھا تب تو لندھور کے حواس باختہ ہوئے کہ پروردگارا یہ کیا معاملہ ہے کیا صلصال بھی مثل افلاک کے روئین تن ہو گیا کہ تلوار کام نہین کرتی کہاں تک بیان کیا جائے کہ تا بہ شام جنگ رہی آخر کار لندھور ہاتھ سے صلصال کے زخمی ہوئے شام ہو چکی تھی دن نہ تھا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے بادشاہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے صلصال نے پہونچتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا پھر دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی آج بادشاہ اسلام کو نہایت تردد ہے کہ کل کون مقابلہ کریگا لیکن تکیہ پروردگار پر کرکے دربار برخاست کیا آرام گاہ مین آکر سو رہے جس وقت سیاہی شب دور ہوئی اور سفیدی سحر نمودار ہوئی وقت نماز سحر تھا بادشاہ اسلام نے نماز سے فراغ حاصل کیا اور میدان کارزار کی طرف روانہ ہوئے یہ خبر امیر کشور گیر کو پہونچی کہ آج تنہا بادشاہ میدان جنگ کو تشریف لیگئے ہین امیر اسی حالت مین مرکب سبز چشمی اپنا طلب کرکے پشت مرکب پر بیٹھ کر روانہ ہوئے یہان صف بندیان ہو رہی ہین کہ امیر پہونچے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ اس حال سے کیون تشریف لائے فرمایا امیر نے کہ مین نے سنا ہے کہ آپ تنہا تشریف لائے ہین اس وجہ سے مین خود چلا آیا لیکن امیر کے پہونچنے کی خبر جو پھیلی ہے جتنے سردار مبتلائے تپ تھے سب نے مرکب طلب کیے اور مرکب پر بیٹھ بیٹھ کر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اب جو دیکھا بادشاہ اسلام نے تو سردار آنے لگے نور الدہر و ایرج و قہور و تورج و خورشید یہانتک کہ کوئی ڈیڑھ ہزار سردار جنھین ہوش تھا وہ سب آکر حاضر ہوئے اور جن پر غفلت طاری تھی وہ نہ آئے بادشاہ اسلام ایک ایک کو منع فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین میدان جنگ مین آنا خلاف عقل و مصلحت ہے لیکن کوئی نہین مانتا ہر ایک یہ عرض کرتا ہے کہ اے شاہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہماری زندگی مین آپ تنہا میدان کارزار مین تشریف لائین اور خود مقابلہ کیجے عجب ہنگامہ برپا تھا ایک صلصال نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت لاجوردشاہ کے آکر اجازت جنگ مانگی لاجوردشاہ نے کہا اے خان اعظم اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ سب مبتلائے بلا ہین کوئی اس لائق نہین ہے کہ مقابلہ کر سکے جو آئیگا یا گرفتار ہوگا یا مارا جائیگا صلصال بعد اجازت لینے کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا اس طرف شاہزادہ ایرج نوجوان نے مرکب کی باگ لی تمام علم لشکر ایرج نوجوان کے جلوہ گری پر آئے ایرج گھوڑے کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت جنگ مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے گرشاسپ جہان کیونکر تمھین اجازت دون اس علالت مین کیونکر مقابلہ کروگے دوسرے یہ کہ صلصال نہین معلوم روئین تن ہو گیا ہے کیا آفت ہے کہ کل کے مقابلہ مین لندھور نے اسکے مار ڈالنے مین کسی طرح کی کوتاہی نہ کی تھی مگر تلوار نے بال بھر بھی نہ کاٹا ہان شاید اگر نوبت کشتی کی آجائے تو کچھ کام چلے ایرج نے عرض کی کہ انشاء اللہ اقبال شاہی سے جا کر ابھی باندھے لاتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی

نگہبان ہے ایرج نوجوان بار دگر مرکب پہ سوار ہو کر میدان میں آئے بعزم جنگ ورزی مرکب کو جولان کیا ادھر صلصال نے اپنے گھوڑے کی باگ لی سپر سے سپر لڑی یہ معلوم ہوا کہ دو ٹکڑے ابر ملکر گرجنے لگے لیکن مرکب صلصال سات قدم اور مرکب ایرج ساڑھے تین قدم حسب عادت پیچھے ہٹا صلصال نے کہا کہ نیزہ بازی تو تم خدا پرستون سے بیکار ہے لیکن ہان تلوار کے گھاٹ سب برابر ہین یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچی اور سر ایرج پر وار کیا ایرج نے وار اسکا پشت شمشیر پہ جھک کر ہاتھ تلوار کا مارا صلصال نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار ایرج کی برق تابندہ سی سپر کو دو کر کے پیالہ خود سے مثل بادہ تند کے گذرتی ہوئی سر پہ پہنچی مگر رک گئی آگے نہ بڑھی ایرج نے جھٹکا مارا تلوار چھن سے نکل آئی مگر خطا تک سر صلصال پر نہ پڑا ایرج نے دل مین خیال کیا کہ اتنا بڑا ہاتھ تلوار کا تو نے مارا اور پھر یہ ملعون بچ گیا زخمی تک نہ ہوا بیشک کوئی اسرار ہے لیکن صلصال نے دوسرا وار کیا ابکی بار ایرج نے دھار تلوار کی بچا کر بند دست پکڑ لیا صلصال نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگردون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون مرکب سے کود پڑے کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر افسران فوج گھوڑے دوڑا دوڑا کر قریب آگئے تماشائی زور کشمکش دیکھنے لگے یہان یہ دونون مصروف تلاش ہین جب ایرج نوجوان صلصال کے بازو پکڑ کر دوڑا لیجاتا ہے اور جھٹکا مارتا ہے دونون گھٹنے زمین سے ملجاتے ہین مگر جو چاہے کہ اٹھائے ممکن نہین بلکہ جتنا ایرج دوڑا لیجاتے ہین اتنا ہی صلصال بھی دوڑا لیجاتا ہے ایرج کو سنبھلنا دشوار ہوجاتا ہے یہ حال دیکھ کر سب متحیر ہین کہ کیا قوت بھی اسکی بڑھ گئی ہے لیکن نظر شاپور شیر دل کی ہیکل پر پڑی سامنے ایرج کے آکر اشارہ کیا کہ او شہریار ہیکل گلے سے کھینچ لیجے ایرج سمجھ گیا کہ یہ کچھ فتور اسی ہیکل کا معلوم ہوتا ہے بس اسی وقت ہیکل پکڑ کر جو جھٹکا مارا ڈورا ہیکل کا ٹوٹ گیا ایرج نے ہیکل تو چکر پھینکدی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو جھٹکا مارا اس سے اٹھا لیا مگر ساتھ ہی بجلی کڑکی اور کڑک کر ابر جو گرجتی ہے صلصال اور ہیکل کو لیے ہوے بالا ہوا روانہ ہو گئی ایرج دیکھ کر رہگیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لیکن اس علالت مین جو آج ان سب نے میدان جنگ مین آنے کی زحمت کی شب کو پھر سب سردار مع امیر ثانی نامدار تپ شدید مین مبتلا ہو گئے بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین لاجورد شاہ نے تو آج طبل جنگ نہین بجوایا یہ تو بانتظار صلصال بیٹھا ہے لیکن عوق بن بر روح نے غسل صحت کیا اور عنق حبابی اسکا بھی اچھا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا تو نہال شاہ سے کہا کہ طبل جنگ بجائیے اگر چاہا خداوند جل سر سبد نے تو کل ہی ان خدا پرستون کا کام تمام کر دینگے اسی وقت نہال شاہ نے طبل جنگ بجوادیا نقارہ بزمی پہ چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لے کر خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ لشکر سحر پرستان مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ کیا کرین کیا نہ کرین مجبور و ناچار تکیہ اعانت پروردگار پر کر کے ارشاد کیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دیتا ہے کہ بانی طبل جنگی بجے بوقت نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑی تیاری جنگ ہونے لگی

لیکن اب دو کلمے داستان صلصال کے بیان ہوتے ہین

کہ اسکو جو بیٹھے لیکر اڑا ایک کوہ پر لاکر اتارا آنکھ کھلی سامنے تمام جادو کو دیکھا کہا واقع مین وہ ادہی ہان آپ نے بت خیالی میرا بخشی ہین اگر اسوقت مین خبر نہ لیتین تو ایرج نے کام میرا تمام کر دیا ہوتا ہیکل کی سنکھ نیچ ہی

لی تھی شمامہ جادو نے کہا کہ بیوقوف ایسی چیز کو کوئی اس طرح پہنتا ہی کہ دشمن دیکھے زنجیر فولادی مین یہ ہیکل
گندھوا کر مین اور اوپر سے اسکے زرہ چار آئینہ وغیرہ لگائے کہ ہاتھ دشمن کا نہ پہونچ سکے صلصال نے
کہا اب ایسا ہی ہوگا شمامہ جادو نے کہا کہ بہت دن ہوئے کہ تو نے دل سے دل میرا شاد نہین کیا ہی لہذا
تین چار روز میرے پاس رہ بعد اسکے چلا جانا اور یہ دعا ایک روز تجھ پر سخت بھی ہین اگر جائیگا تو پھر کسی
نہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائیگا یہ کہکر صلصال کو ہمراہ لیے ہوے چاہ بابل پر آئی اپنے یہان لائی صحبت عیش
آراستہ کی جام شراب ناب گردش مین آیا شب کو شمامہ جادو نے صلصال سے منہ کالا کروایا اور بعد
تین چار روز کے کچھ لوگ ساتھ کرکے طرف بیابان جنگ شلث کے روانہ کردیا اب دیکھا چاہیے کہ یہ کسوقت پہونچتا ہی

لیکن پھر داستان جنگ عوق بن برقوج با لشکر اسلام بیان کی جاتی ہی

کہ طبل جنگ بج رہا ہی یہانتک کہ زنادشب کا برطرف ہوا اور رخسار شب سے صبح برآمد ہوئی جو نکہ نسیم بہار کے
چلے لوگ انگڑائیان لے لیکر اپنے اپنے بستر خواب سے اُٹھے اہل اسلام نے نماز سے فراغ حاصل کیا کفار
سنکھ پھونکتے ہوے ڈھر و بجاتے ہوئے بت پرستی کے رسوم ادا کرکے میدان جنگ مین آئے صف بندیان
ہونے لگین ایک طرف لاجورد شاہ مع سرداران ذیجاہ وسپاہ میدان جنگگاہ مین صف آرا ہی ایک سمت
نوہنال شاہ مع لشکر بسیار وفوج جرار معرکہ آراے نبرد ہی عوق و عنق ایسے سردار ساتھ مین کہ جنکے سر
آسمان سے ملے ہوئے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو بغل مین داب کرے بھاگتے ہین اس طرف صرف
بادشاہ اسلام تخت پر ہین اور کوئی سردار گرد و پیش نہین ہی ان فوج تو بے انتہا ساتھ ہی مگر اس قابل
کون ہی کہ عوق سے مقابلہ کرے یکایک عوق بن برقوج سامنے تخت نوہنال شاہ کے آیا اجازت
جنگ مانگی نوہنال شاہ نے کہا جا تجھے سپرد کیا خداوند زحل سر سبد کے عوق میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے
اے گروہ خداپرستان خبردار ہوشیار ہو جاؤ کہ آج تم سب کو مٹانے آیا ہون جسکو تمنا ے مرگ ہو وہ آئے میرے
مقابلے کو اور جسے خوف جان ہو وہ چلا جائے اور اگر تم نہین آتے ہو تو مین خود آتا ہون یہ کہکر اسنے بڑھنے
کا قصد کیا تھا کہ بادشاہ اسلام نے تخت زمین پر رکھوا دیا مرکب طلب کیا آج سردارون کو تنہا ہوش بھی نہین
ہی کہ میدان جنگ مین کیا ہو رہا ہی ادھر مخدرات عصمت مین خبر پہونچی ہی کہ سب سردار مع امیر عالیمقدار
بیمار ہین اور دشمنون کی چڑھائی ہی آخر کو مجبور ہو کر بادشاہ اسلام خود برائے مقابلہ جاتے ہین عورتون مین حشر
برپا ہی بالون کو کھولے صحن خانہ مین کھڑی دعا کر رہی ہین کہ اے بیکسان وا ے والی غریبان اے دادرس
ہماری داد کو پہونچ وہان بادشاہ اسلام مرکب طلب کرکے چاہتے ہین کہ تخت سے اتر کر مرکب پر سوار
ہون فوج مین تہلکہ برپا ہی کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ سر گرد
بر آسمان رسیدہ وپاے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران ہوے کہ کون آتا ہی کسکی کمک آئی کہ یکایک ہوا نے
مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اتنی علم نشان اتنی ہزار سوار کا پیدا ہوا
ہرکارے دو سیطے خبر کے روانہ ہوئے لیکن جسوقت علمہاے سبز و سرخ قریب آگئے دیکھا کہ پھریرے پر ہر
علم کے تعریف الہی نعت رسالت پناہی مرقوم ہی ادھر عیارون نے خبر دی کہ عوق میدان مین کھڑا نعرے مار رہا
ہی اور لشکر اسلام مین کسی سردار کو اتنا ہوش نہین کہ کچھ سن سکے یا سمجھ سکے بادشاہ اسلام خود برائے مقابلہ
جاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ لندھور نے فیل اپنا بڑھایا فیل ہیون مبارک نہین ہی بلکہ کوئی دوسرا

فیل ہے کیونکہ جیسے لندھور امیر سے رخصت ہوکر ہندوستان میں تشریف لیگئے فیل ہمایون مبارک پر
سوار ہونا چھوڑدیا ادھر خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ امیر کشورگیر صاحب چہار شمشیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران عالیشان تشریف لائے بادشاہ برائے استقبال کسکو رواں ہوئے تصرف شاہان ہفت کشور پیشوائی
کو گئے ادھر امیر کو لیکر خدمت بادشاہ میں آئے لیکن لندھور پہلے ہی ارادہ میدان کا کرچکے تھے سامنے
عوق کے آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق نے کہا اگر واقع میں ہاتھ پاؤں تیرے ان سب سے
زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر تو اپنا حوصلہ نکال لے لندھور نے کہا کہ نہیں جانتا کہ یہ دستور اہل اسلام
کا نہیں ہے ہم لوگ پیشدستی نہیں کرتے ہیں عوق نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے بھی تیری اجل یہانتک کھینچ کر
لائی تیری تقدیر میں مناسب کے ساتھ بد اتفاق یہ کہکر چوبدست اٹھائی اور سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہ
کر وار کیا لندھور نے اٹھاکر گرز کو چوب کی پناہ کیا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی اور قد و قامت کو
عوق کے خیال کیا جی میں کہا کہ خدا بچائے لندھور کو مگر ضرب چوب جو گرز پر پڑی تو تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا فیل لندھور کا مارا گیا لندھور نے چوب
روک تو لی مگر دھمک سینہ پر پہنچی اور لندھور بیہوش ہو گئے ہاتھ کانپے چوبدست گرز سے پھسل کر گرنے
پر آئی کولہ لندھور کا شکستہ ہو گیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دوست کی لئے خبر لو دیکھو تو کیا حال ہوا
لندھور کا ادھر عوق نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم عمرو روانہ ہوے اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد
کے در آئے پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا لندھور کو بیہوش پایا عمرو نے اٹھانے کا قصد کیا تھا کہ عوق چوب
پکڑ کر جھپٹا عمرو نے حقہ آتشبازی مارا عوق بھاگا عمرو نے لندھور کو اٹھایا لیکن عمرو بن حمزہ یونانی
نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ اب مجھے بھی اجازت ہو بادشاہ اسلام نے کہا حافظ حقیقی نگہبان ہے روی فتحیاب
کرے عمرو بن حمزہ مرکب کو جھپکا کر میدان میں آئے اور نعرہ کیا کہ لاضرب بہادری کی عوق نے جھپٹ کر
چوب ماری عمرو بن حمزہ نے برابر ہوکر دستۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ عوق بن برقوچ
آگے کو جھکا عمرو بن حمزہ نے ایک ایسا پیچ کیا کہ عوق زمین پر گرا بس کود کر چھاتی پر سر گردن سے
کھینچ لیا ہر طرف سے صدائے مرحبا بلند ہوئی سلیمان اعظم کو اسوقت کسی قدر تپ نے مہلت دی تھی
کہ یہ بھی میدان میں کھڑے تھے جسوقت دیکھا انھوں نے کس جرأت کے ساتھ عمرو بن حمزہ نے
عوق کی چوبدست ہاتھوں پر روکی اور جست کرکے دھڑ سے سر کھینچ لیا جوش محبت میں دوڑ پڑے لیکن
قریب ہوکر جو دیکھا عمرو بن حمزہ کو خون کی قے آئی اور سر سینہ پر عوق کے رکھدیا سلیمان اعظم سر پیٹنے
لگے لیکن عنق نے جو دیکھا کہ بھائی میرا مارا گیا چوبدست پکڑ کر دوڑا کہ کام عمرو بن حمزہ کا تمام کردوں
بلکہ قریب ہو چکر چوبدست اٹھائی کہ کام عمرو بن حمزہ کا تمام کروں کہ سلیمان اعظم قریب کھڑے تھے جھپٹ
کر تلوار ماری کہ عنق کے دو ٹکڑے ہوے لاش جو گری یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا لیکن حال
عمرو بن حمزہ کا غیر ہو گیا یہ حال دیکھ کر امیر دوڑ پڑے اگر عمرو بن حمزہ کو اٹھایا دیکھا کہ رمق جان
باقی ہے روتے ہوے میدان سے پھرے ادھر نونہال شاہ جرأت عمرو بن حمزہ پر وجد کر رہا تھا
یہانتک کہ مع فوج مسلمان ہوا اور آکر شریک اسلام ہوا لیکن عمرو بن حمزہ نے ہاتھوں پر جو اتنی
بڑی چوبدست روکی گردے چھٹ گئے ہی ایسے بہادر تھے کہ اپنی عالم میں عوق کا زور توڑ کر اسے

لیکے لشکر تک آتے آتے روح جسم سے مفارقت کر گئی امیر نے گریبان چاک کیا بالوں پر خاک ڈالی
تمام سردار سر پیٹنے لگے ایک کہرام برپا ہوا اس پہر کا وقت تھا امیر ثانی کو کسی قدر تخفیف ہوئی تھی تپ
کی شدت کم ہوئی تھی ہوش آیا تھا حال جنگ پوچھ رہے تھے کہ یکایک انتقال عمرو بن حمزہ کی خبر پہونچی
حمزہ ثانی بھی سر پیٹنے لگے گریبان چاک کیا اور کہنے لگے کہ واحسرتا اگر دور صاحبقرانی تھا تو بڑے بھائی
صاحب میں تھا لائق صاحبقرانی وہی تھے اگر وہ دعوی کرتے تو میری مجال نہ تھی کہ میں صاحبقران
ہو سکتا اسی طرح ہر سردار کے خیمے میں خبر پہونچی سب نے حال اپنا غیر کیا خبر ناموس صاحبقران میں
پہونچی ملکہ گردیہ بانو نے بال سر کے کھول دیے ہے فرزند ہائے فرزند کہتی ہوئی قریب تھا کہ خیمے سے
نکل پڑیں رابعہ اطلس پوش مادر علمشاہ رومی کہتی تھیں کہ میرے نزدیک آج علمشاہ نے دنیا سے
رحلت کی مخدرات عالیہ میں ایک کہرام برپا تھا سب سر پیٹ رہے تھے ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا لاش
عمرو بن حمزہ کی لیے ہوئے امیر داخل ناموس ہوئے گرد لاش کے ماں بہنوں کا مجمع ہوا سب سر پیٹ
رہی ہیں انجام کار امیر نے دیکھا اور ایک آدھ ہلاک ہوا چاہتا ہے لاش اٹھالی سب سے
رخصت ہو کر مع خواجہ عمرو اسی وقت طرف خانۂ کعبہ کے روانہ ہوئے اور آ کر پائتی ملکہ گلشن آرا بانو
مادر عمرو بن حمزہ کے انکو دفن کیا ہر وقت صاحبقران کو سوا رونے کے دوسرا کام نہ تھا فرماتے
تھے کہ اے فرزند ہم جانتے تھے کہ بعد ہمارے تم اپنے چھوٹے بھائی امیر ثانی کے نگران حال رہوگے
اور خردوں کی سرپرستی کروگے یہ نہ سمجھے تھے کہ ہم سے پہلے کوچ کرکے طرف ملک بقا کے چلے جاؤگے
اب امیر کو ماتم عمرو بن حمزہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن یہاں بعد جانے لاش عمرو بن حمزہ یونانی
کے چالیس روز تک ماتم برپا رہا تمام سرداران صاحبقران سیہ پوش رہے صف ماتم بچھی رہی ہنوز
چہلم بھی نہونے پایا تھا کہ لاجوردشاہ ملعون نے یہ صلاح کی کہ اسوقت خدا پرست دلشکستہ ہو رہے ہیں
اس سے بہتر وقت نہ ہاتھ لگے گا اور جسکا خوف تھا یعنی امیر وہ خانۂ کعبہ کو چلے گئے اسی وقت حکم دیا کہ
طبل جنگ بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت میں بادشاہ
اسلام کے آئے بعد دعا و ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ پھر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے اب
امیر ثانی مع جملہ سرداروں کے مرض سے صحت حاصل کر چکے ہیں مگر ہنوز پرہیز ہی علاج ہوئے جاتا ہے
غسل صحت کی نوبت نہیں آئی دوسرے غم میں عمرو بن حمزہ کے دلشکستہ ہو رہے ہیں یہ خبر وحشت اثر
سنکر بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیدیا کہ ہمارے یہاں بھی بقوت خالق توانا طبل جنگ بجے نقارخانۂ سلیمانی پر چوب
میں آیا تیاری جنگ و جدل ہونے لگی جوانان آزمودہ کار سلاح جنگ درست کرنے لگے کوئی تلوار کو سان
پر لگاتا تھا کوئی برچھی کی انی کو آبدار کرتا تھا کوئی تیروں کی کجی دور کرتا تھا کہ نشانہ پر خطا نہ کریں کوئی
چلۂ کمان کو درست و چست کر رہا تھا یہی عالم تا بصبح رہا جسوقت آثار صبح نمودار ہوئے ظلمت شب
دور ہوئی غازیان لشکر اسلام عبادت رب انام سے فراغت حاصل کرکے میدان کارزار میں آ کے
صف آرا ہوئے ادھر لشکر کفار کے لوگ جوق جوق گروہ گروہ حربگاہ میں آ کر صف آرا ہوئے جسوقت
نقیب نہیب دیکر نکل گئے آج پھر شنگ وہ آہن کلاہ لاجوردشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا
خوب سلحشوری کی جرایا میدان کا دکھایا جسوقت پسینے میں غرق ہوگیا ہم کا ایک مقام پر نیزے کو

پرگار شکر نعرہ کیا کہ اے گروہ خدا پرستان جسکو تمناے مرگ ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ قہمور دیو پیکر
مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اتر کر اجازت جنگ مانگی فرمایا جاؤ سپرد پروردگار
کیا قہمور بار دگر مرکب پر بیٹھکر وعدہ گاہ مصاف میں سامنے شنگاوہ کے آئے شنگاوہ نے نیزہ مارا
قہمور نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی اسی باسٹھ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام
پر قہمور دیو پیکر نے چرخ کو چھرپیا مارا اور نیزہ شنگاوہ کو مثل کاکل محبوبان کے پیچ دیکر کے جو جھٹکا مارا
نیزہ شنگاوہ کے ہاتھ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے بلند ہوا شنگاوہ نے غصہ میں آکر تلوار ماری قہمور
نے مرکب کو آگے بڑھا کر چاہا کہ ہاتھ بند دست پر ڈالدوں کہ قضائے کار گھوڑے نے سکندری کھائی
تیغ شنگاوہ کا سر قہمور پر بیٹھا تا دوابرو اتر گیا دستانہ مارا تیغ جھٹکا کر سر سے نکالی لیکن جادر خون کی جو
سر سے باہر آئی ہے غشی طاری ہوئی شنگاوہ نے نعرہ کیا کہ بھیجو کسی اور کو لوگ آکر قہمور دیو پیکر
کو لے گئے شنگاوہ طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا دوسرے روز طبل بجواکر پھر میدان میں آیا
مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب آسمان سے آواز نقارے کی آئی سب
دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ دیکھا ایک مرد کریہ منظر ایک عقاب پر سوار آگے نقارہ رکھا ہوا بجاتا چلا آتا ہے
اور کہتا ہے کہ باش اے گروہ خدا پرستان وای فرقہ لاجورد پرستان خبردار و آگاہ ہو کہ حکم خداوند تمثال
آئینہ رو کا ہے کہ اس بیابان طاہر کو کہ جسے تمنے واسطے میدان حشر بنانے کے پیدا کیا تھا تم لوگوں
نے میدان جنگ آکر کشت و خون کرکے اس وادی کو بھی خراب کر دیا لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ غیر آجکے جو ہوا وہ
ہوا مگر اب اپنے اپنے ارادے سے باز آؤ اس میدان سے چلے جاؤ بلکہ خداوند نے کوہ ہیجا پر میلے
قرار دیا ہے کہ جو آج کے ستر ہوین روز ہوگا اس میلے میں شریک ہو اور پہچانو اپنے خداوند کو آجتک تمہیں
نہیں معلوم تھا کہ خداوند ہمارا کون ہے تم سب بیٹھے ہو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو نہ اسے مقتول
پاؤگے یہ نقارہ نواز تو نقارہ پیٹ کر چلا گیا خدا پرستوں میں چرچا اس بات کا ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ
کون گبر ہے جسنے دعوی خدائی کا کیا ہے لیکن لاجورد پرست کچھ دل میں ڈرے اور آکر لاجورد شاہ
سے پوچھا کہ کیا رائے خداوند کی ہے لاجورد شاہ نے کہا کہ تمھیں جو حکم ہم دیں اسکے موافق عمل میں لاؤ
جنگ سے باز آؤ تمثال آئینہ رو کیا گیدی ہے جس وقت سامنا ہوگا تو ساری ہی خداوندی بھلا دونگا دیکھنا
کہ ایک ہی تقدیر ایسی کرونگا کہ برسوں اپنی قسمت کو روئیگا بعضوں نے تو سجدے کیے کہ واقع میں تو ایسا ہی
خداوند ہے اور بعضوں نے دل میں کہا کہ جس وقت دونوں خداوند لڑینگے جو غالب آئیگا وہی خداوند ٹھیک
ہے الحاصل کسی نے کچھ سماعت نہ کی یہانتک کہ شنگاوہ آہن کلاہ نے پھر نعرہ کیا کہ اے گروہ خدا پرستان
وای فرقہ مسلمانان ہے کوئی تم میں ایسا جو نکلکر مجھ سے مقابلہ کرے یہ سننا تھا کہ جانب دست
راست سے داراب کشور کشا نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت
جنگ مانگی فرمایا جاؤ تم کو سپرد پروردگار کیا داراب سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر سامنے شنگاوہ
کے آئے شنگاوہ نے تلوار ماری داراب نے بھی وہی حرکت کی کہ جو قہمور نے کی تھی حسب اتفاق
انکے مرکب نے بھی سکندری کھائی یہ بھی ہاتھ سے شنگاوہ کے زخمی ہوئے شنگاوہ نے پھر مبارز
طلب کیا اب کی مرتبہ شاہزادہ بدیع الملک مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے پیادہ ہوکر

اجازت جنگ مانگی فرمایا جاؤ امانت الٰہی مین دیا بدیع الملک بادہ گرمرکب پر سوار ہوکر سامنے شنگاوہ
کے آئے بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی ہوئی بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے شنگاوہ کے نکالدیا شنگاوہ
نے غصے مین آکر تلوار ماری بدیع الملک نے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا زور ہونے لگے شنگاوہ نے بھی
گریبان مین ہاتھ ڈالدیا مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے بدیع الملک و شنگاوہ
گھوڑون سے کود کر مصروف تلاش ہوے لشکری تماشا دیکھنے کی غرض سے آگے بڑھ آئے یہانتک کہ
شام ہو گئی اور معاملہ یکسو نہوا اب ہر دو جانب سے روشنی آگئی ایک ایک کاسۂ شیر آیا دونون نے پیا پھر
زور ہونے لگے دودھ پسینے کے رستے دم بھر مین نکلگیا سرداروں کے لیے چھولداریان کھڑی ہوگئین
دنگل گرد بیٹھ بچھ گئے سب تماشا کشتی کا دیکھنے لگے ادھر تو بدیع الملک صاحبقران وقت ہین ادھر
شنگاوہ آہن کلاہ بھی بارگاہ لاجورد شاہ مین ایک ہی پہلوان ہے یہ کب دبتا ہے اگر بدیع الملک
اسے پکڑ لاتے مین تو فوراً تڑپ کر نکل جاتا ہے اور یہ بھی بدیع الملک کو پکڑ لاتا ہے بدیع الملک بھی صاف
نکلجاتے ہین دم بھر نچلے نہین ٹھہرتے کہانتک بیان کیا جائے کہ رات تمام ہو گئی دن ہوا پھر دیکھا تو دونون اسی طرح لڑ
رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی زور شروع ہوا ہے وہ دن بھی تمام ہوا رات ہو گئی وہ رات بھی تمام ہو کر دن ہوا
زور ہو رہے ہین اب تیسرا روز ہے لوگون کی جاگتے جاگتے آنکھین سوج گئی ہین شنگاوہ کی یہ کیفیت ہے کہ زور
کرتے کرتے آنکھین بند کر لیتا ہے اور اونگھنے لگتا ہے بدیع الملک کہتے ہین اے پہلوان یہ خوابگاہ نہین ہے بلکہ جاگنے کی جگہ
ہے ہوشیار ہو کر زور کر انجام کار کوئی پہر بھر دن باقی ہوگا کہ شنگاوہ آہن کلاہ نے بدیع الملک سے کہا کہ زور
آخر ہے ہوشیار رہنا بدیع الملک نے کہا ہم ہوشیار ہین تو زور کر شنگاوہ نے دونون بازو بدیع الملک
کے پکڑ کر سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا تو قدم دو قدم گھسیٹ لیگیا اور جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا زمین سے آشنا ہو گیا مگر
زنجیر کا بند پکڑ کر جا ہا کہ لنگر توڑ کر زمین سے اٹھاؤن ممکن نہوا بدیع الملک نے کہا اے شنگاوہ مین بھی زور کرتا
ہون اگر اس زور مین مین نے تجھے نہ اٹھالیا تو بغیر زیر ہوے یہ سمجھونگا کہ تو مجھ پر غالب ہوا یہ کہکر دونون
بازو شنگاوہ کے پکڑ کر سر سینے سے ملا کر جو بدیع الملک نے زور کیا تیرہ قدم دوڑا لیگئے اور اب جو جھٹکا مارا
دونون گھٹنے زمین سے لگ گئے بس وہین سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو جھٹکا مارا سر سے اٹھالیا اور آواز دی کہ
کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین شنگاوہ نے کہا بیشک دین آپکا برحق ہے یہ عجب خداوند ہے کہ سامنے دیکھو یہ ہی
کہ بندہ ہمارا اسیر ہوا جاتا ہے ہماری راہ بدل رہا ہے اور یہ اسکے لیے کچھ نہین ہو سکتا لہذا یہ ہرگز خداوند نہین ہے
جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کہے بدیع الملک نے شنگاوہ کو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا
کہ اے شنگاوہ جاؤ اپنے لشکر سمیت آنا شنگاوہ نے عرض کی کہ اگر مین گریز کر جاؤن بدیع الملک نے
کہا آپ بدنام و رسوا ہو گئے شنگاوہ سلام کر کے رخصت ہوا اور آکر اپنے لشکر کو فوج لاجورد شاہ سے علحدہ
کر کے صبح کو خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوا جسوقت آمد شنگاوہ کی خبر بادشاہ نے سنی چند سردارون کو
برائے استقبال روانہ کیا شنگاوہ کو عزت سے بٹھایا امیر ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا شنگاوہ مع لشکر از سر
صدق مسلمان ہوا اور اطاعت بدیع الملک کی اختیار کی لیکن لاجورد شاہ کو شریک ہو جانے شنگاوہ
کا بہت پُر ملال ہوا اور یہ کہکر میدان سے پھر گیا تھا کہ کل نقارۂ قہر بجواؤنگا اور اپنی بارگاہ مین جا کر خلوت
کیا بازو پر سے ایک تعویذ کھولکر آگ کو دکھایا اسیوقت ایک دیو سامنے حاضر ہوا اُس سے کہا کہ جا کر ملکہ برقا رجا کو

سے کہنا کہ خوب آپ نے خبر ہماری لی اب اگر آپکو کچھ محبت اپنے فرزند کی ہے تو میری مدد آج ہی پہونچیے ورنہ میری
شان خداوندی مین فرق آیا چاہتا ہے دیو اُسیوقت روانہ ہوا اور جاکر یہ کالہ جادو سے بیان کیا یہ کالہ جادو
اُسیوقت روانہ ہوئی اور پوشیدہ آکر بالاے کوہ اُتری اور بچہ خوک کو جھٹکا کرکے اُسی کے خون سے شتابی چوکہ دیکر
ایک پتلا ماش کے آٹے کا تیار کیا اور کچھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر دانے رائی سرسون کے اُسپر مارنا شروع کیے کہ یکایک
اُس پتلے کو جنبش ہوئی اور اُسنے قد و شکل انسان کے پیدا کیا اور اُٹھ بیٹھا یہ کالہ جادو سے کہا کہ کیا حکم ہوتا
ہے یہ کالہ جادو نے کہا کہ صبح کو تو میدان جنگ مین منم قہر خداوند کا نعرہ کرکے جانا اور جو تجھ سے
مقابلہ کرے اُسے گرفتار کرکے لشکر لاجورد شاہ کے سپرد کرنا اور ایک مرکب سحر سے بھی پتلے کو یہ کالہ
جادو نے تیار کر دیا یہان لشکر اسلام و لشکر کفار مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا و نور سحر
ہر طرف ہوا بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام و سرداران ذوالکرام میدان انتقام مین تشریف لاکر صف آرا
ہوے اُدھر لاجورد شاہ مع سپاہ وعدہ گاہ مصاف مین صف آرا ہوا اہل اسلام انتظار مین تھے کہ دیکھیے برائے
مقابلہ کون نکلتا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد خفیف بلند ہوا جیسے ایک سوار کی آمد ہوتی ہے یکایک قریب
آکر وہ بگولہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک سوار پیدا ہوا اور نعرہ کیا اُسنے کہ منم قہر خداوند لاجورد
شاہ اے گروہ خدا پرستان جس کو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو آئے میرے مقابلہ کو یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام
سے عدیل بن عادی اپنا مرکب بڑھاکر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اجازت جنگ چاہی فرمایا جاؤ سپرد
بپروردگار کیا عدیل سلام کرکے میدان مین آئے اور نعرہ کیا کہ دیکھون تو کہ تو کیسا قہر خداوند ہے وہ سوار
ہنسا اور کہا تو کیا میرے مقابلے کو آیا ہے میرے کہ کر دو آمین تو بیشک لطف بھی ہے عدیل نے کہا کیا بکتا
ہے پتلے نے تلوار ماری عدیل نے سپر پہ وار اُسکا رد کیا اور اپنا وار کیا اُسنے بند دست پکڑ کر جھٹکا
مارا کہ عدیل اوندھے منھ عیال مرکب پر جا رہے بس اُس سوار نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر
عدیل کو قاش زین سے اُٹھا کر بالاے زمین پھینکا اور کود کر توسن سے مشکین باندھکر لشکر لاجورد شاہ کی طرف
لے گیا لوگ آئے سوار نے عدیل کو سپرد کیا اور مرکب پہ بیٹھ کر پھر نعرہ کیا امیر ثانی وغیرہ سب متحیر تھے کہ ایک
حقیر سا آدمی اتنے بڑے پہلوان زبردست کو کہ یکایک امیر بھی زیر نہین کر سکتے یون اُٹھا لیا جیسے کوئی درخت
سے پتا توڑ لیتا ہے یہ کون شخص ہے لیکن اب جو نعرہ کیا تو معروف بن اسد بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار کئی تلوارین مارین لیکن سوار پر کچھ اثر نہوا آخر کار بند دست پکڑ کر
سوار نے معروف بن اسد کو بھی باندھ لیا یہانتک کہ شام تک مین دس بارہ سردار لشکر اسلام کے اُسنے گرفتار
کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے لاجورد شاہ منم خداوند کے نعرے کرتا ہوا
اُلٹی سیدھی تقدیرین بگھارتا ہوا بالاے قیطول آیا سرداران لشکر امیر کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ
مین بھیجدیا یہان امیر با توقیر نہایت پریشان کمال افسوس کہ عجب عجب طرح کی بلاؤن کا سامنا ہوتا ہے داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے اور فرما رہے تھے کہ کوئی خبر لائے کہ یہ سوار کہان رہتا ہے اور کون ہے یہ اسرار سمجھ مین نہین
آتا کہ اکیلا مثل ہوا سے آتا ہے اسکے ساتھ کچھ فوج بھی ہے یا نہین ہنوز یہی ذکر تھا کہ نقارہ بجنے کی خبر ہوئی یہان بھی
طبل جنگ بیدرنگ بجا عیار برائے تجسس روانہ ہوے صبح کو پلٹ آئے پتہ نلگا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ اے
عمرو ثانی آج جس وقت میدان داری کرکے یہ سوار جانے لگے اُسوقت اُسکے عقب مین جانا عمرو ثانی نے کہا

کہ وہ اگر مجھے دیکھو کر بگڑے امیر نے فرمایا او مکار تجھے بھی کوئی گرفتار کر سکتا ہی ایسی مکاری کی باتین نکر دیکھ تو
یہ کیسا ظلم ہو رہا ہی کہ کون کونسے سردار کس طرح سے اسیر کیے ہین عمرو ثانی نے کہا انشاءاللہ بروقت دیکھا
جائیگا یہان طبل بجتے بجتے پھر صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
نقیب نہیب نے پکار چلے گئے تھے کہ دیکھا جانب صحرا سے پھر گرد اڑی اور وہی سوار پیدا ہوا میدان مین آکر پھر بنام قہر
خداوند لاجورد شاہ کا نعرہ کر کے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان اب بھی اطاعت خداوند اختیار کرو ورنہ
سب کو اسیطرح گرفتار کر لیجاؤنگا آخر مین سب اسطرح سے قتل کیے جاؤگے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے
حال پہ گریہ و زاری کرینگے روگردانی اپنے خداوند سے اچھی بات نہین یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ طرطوس بہادر یعنی
جمہور جانسوز تبرزن بہادر مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آئے اجازت جنگ چاہی بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ جاؤ سپرد بہ پروردگار کیا جمہور سلام کر کے سامنے اس سوار کے آئے اور نعرہ کیا کہ کیا
بیہودہ بکتا ہی لاضرب بہادری کی سوار نے نیزہ مارا جمہور نے نیزہ اسکا نیزے سے قلم کیا سوار کو نہایت
غصہ آیا اور جھپٹ کر تلوار ماری جمہور نے تیغہ اسکا تبر پہ روکا اور ہاتھ تبر کا مارا سوار نے بند دست
کیا طالبا زور ہونے لگے مرکب لنگر دون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون کود پڑے کشتی ہونے لگی یہانتک کہ تا شام
کشتی رہی قریب شام سوار نے لنگر جمہور کا توڑا اور سر پہ چرخ دیکر زمین پہ مارا اور مشکین باندھکر فوج لاجورد
شاہ کے سپرد کیا اور آپ گھوڑا اٹھا کر جانب صحرا روانہ ہوگیا ساتھ ہی اسکے عمرو ثانی بھی گلیم عیاری اوڑھ
کر روانہ ہوے یہان شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھر کر اپنی اپنی فرودگاہ پر
آئے امیر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے نہایت حیرت مین تھے کہ شاہزادہ طرطوس سا پہلوان زبردست
اور یون گرفتار ہو جائے یہ اسرار سمجھ مین نہین آتا کہ کیا معاملہ ہی یہان حسب دستور پھر طبل جنگ بجا لیکن حال
عمرو ثانی کا گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ جو عقب مین اُس سوار کے روانہ ہوے تھے آگے آگے سوار چلا جاتا ہی
پیچھے پیچھے اُس کے عمرو ثانی جاتے ہین یہانتک کہ وہ سوار آتے آتے بالاے کوہ پہونچا دیکھا عمرو ثانی
نے کہ ایک بلاے سیاہ یعنے ایک زن سیاہ فام بڑے بڑے بال چہرے پر سیتلا کے داغ ایک
ہونٹھ کٹا ہوا بیٹھی کچھ پڑھ رہی ہی جیسے ہی یہ سوار سامنے آیا کہا کیا آج تو نے اسنے بیان کیا کہ مین نے
جمہور جہانسوز تبرزن کو گرفتار کیا اُس عورت نے پوچھا بس کہا بس یہ سنتا تھا کہ اسے نہایت طیش آیا
اور کہا کہ مردے میدان جنگ مین کھیلنے جاتا ہی یا مقابلہ کرنے اگر ایک ایک دن مین ایک ایک کو گرفتار کریگا
تو پانچہزار پانسو پچیس سرداران لشکر اسلام کتنے دنون مین گرفتار ہونگے خبردار خبردار کل ایسا نہو سوار نے کہا
اے ملکہ وہ شخص نہایت زبردست تھا کشتی مین عرصہ ہوگیا ملکہ نے کہا کہ آ مین قوت تیری بڑھا دون یہ کہکر کچھ
اسم سحر دم کر کے بایان انگوٹھا اپنا چاک کیا اور خون حلق مین سوار کے ٹپکا دیا اور کہا خبردار کل دس سرداران
سے کم نہ اسیر کرنا ورنہ جلا کر خاک کر دونگی سوار نے عرض کی کہ بہت خوب اور سامنے گھوڑے سے اتر کر بیٹھ
گیا عمرو ثانی نے یہ ماجرا دیکھ کر ارادہ کیا کہ چلکر امیر ثانی سے بیان کرون پھر خیال کیا کہ بغیر مارے
اسکے یہانسے جانا بیکار ہی یہ خیال کر کے صورت اپنی ایک لڑکے کی بنائی اور زیر کوہ اتر کے چلا چلا کر رونا
شروع کیا آواز رونے کی جو پری کالہ جادو کے کان مین آئی دل اسکا ہل گیا کوہ سے نیچے اتر کے دیکھا
کہ ایک بچہ کوئی گیارہ برس کا آستین سے آنسو پوچھتا جاتا ہی اور روتا جاتا ہی اسنے آواز دی کہ اے لڑکے

تو کون ہی اور کیون روتا ہی لڑکے نے کہا کہ ہم اپنے ابا کو یاد کرکے روتے ہین پر کالہ جادو نے پوچھا باپ
تیرا کیا ہوا کہا مجھے یہین بٹھلا کر آپ اسی صحرا مین پانی لینے کو گئے تھے کھانا میرے پاس رکھ گئے تھے شام ہے
ابھی تک نہین آئے پوچھا تو رہنے والا کہان کا ہی اسنے بیان کیا کہ مین لشکر شگشتاوہ آہن کلاہ مین تھا باپ
میرا کھانا پکانے مین نوکر تھا شگشتاوہ مسلمان ہوگیا باپ نے میرے اپنے مذہب قدیم کو نہ ترک کیا نوکری چھوڑ دی
اپنے گھر جاتے تھے شام ہوگئی یہان زیر کوہ قیام کیا پر کالہ جادو نے کہا کہ اچھا لالے کو وہ تو چل میرے پاس
رہ شب صبح کو تیرا باپ آجاتیگا اسوقت تجھے اُسکے ساتھ کرکے روانہ کردینگے لڑکے نے کہا بہت خوب اور
پر کالہ جادو کے ساتھ ہوا پر کالہ جادو نے دیکھا کہ لڑکا نہایت حسین ہی گوشوارے کانون مین پڑے ہوے
غضب کا حسن دے رہے ہین قیامت کی آب و تاب دکھا رہے ہین جی مین کہا کہ خداوند سامری و جمشید نے
یہ معشوق تیرے واسطے اپنی قدرت سے یہان بھیج دیا ورنہ یہ صحرا کہان اور یہ لڑکا کہان غرض بستر پر لا کے پاس
بٹھایا لڑکے کی روتے روتے ہچکی بندھی ہوئی تھی پر کالہ جادو نے بہت تسلی و تشفی کی اور کہا کہ اگر باپ
تمھارا نہ آئیگا تو تم ہمارے پاس رہنا اسنے کہا جی مین یہی چاہتا بھی تھا ایسا جلاد باپ ہوا تو کیا نہ ہوا تو کیا
کہ اس صحراے ہولناک مین مجھے تنہا چھوڑ کر چلا گیا اگر مجھے کوئی درندہ آکر پھاڑ کھاتا تو کیا ہوتا پر کالہ
نے کہا سچ ہی تم ہمارے پاس رہو لڑکے نے کہا مجھے بھوک لگی ہی کھانا تو میرے پاس ہی مگر پانی نہین ہی
پر کالہ جادو نے کہا کہ پانی ہم سے لو اور پانی گھڑے سے انڈیل کر دیا لڑکے نے دسترخوان کھولا اور کہا
ملکہ آپ نے نوش فرمایئے پر کالہ جادو نے کہا جانی تم کھاؤ لڑکے نے کہا جانی کسکو کہتے ہین پر کالہ ہنسی اور
کہا بڑا تو نادان ہی جانی اولاد کو اور معشوق کو بھی کہتے ہین لڑکے نے کہا تو مین آپکا کون ہون پر کالہ جادو
نے کہا تم ہمارے معشوق ہو لڑکے نے کہا معشوق کسے کہتے ہین پر کالہ نے کہا سوتے وقت بتاوینگے کہ وہ اسے
کہتے ہین لڑکا خاموش ہو رہا پر کالہ جادو دل مین کہتی ہی کہ کیسا بھولا لڑکا ہی کہ کچھ سمجھتا ہی نہین آجکل
کے لڑکے تو پیدا ہوتے ہی ادھر ادھر کی باتین کرنے لگتے اور سب کچھ اُنسے پوچھ لیجیے تو بتا دینگے لیکن لڑکے
نے کہا کہ آپ بھی نوش کیجیے پر کالہ نے کہا کہ اچھا اور اپنا کھانا ماش کی کھچڑی نکالکر بیٹھی لڑکے نے کہا ہمارے
ساتھ کھایئے پر کالہ نے کہا یہ کھانا ہم نہین کھاتے ہین ہم لوگ وہ کھانا کھاتے ہین جسمین ماش کی شرکت
ہو لڑکے نے کہا باپ نے اس شخص کے آج دھوئی ماش کی دال نہایت عمدہ پکائی تھی آپ نوش تو کیجیے
یہ کہکر ایک تشتری دسترخوان سے نکالکر سامنے کی پر کالہ جادو نے اسکے اصرار پر کچھ کھانا کھا لیا اور پانی
چالیس پانی کا پینا تھا کہ اُسے چکر سا آیا سر پکڑ لیا چراق سے چھینک آئی بیہوش ہوئی تھی نے طمانچہ مارا پر کالہ
جادو وہم سے گر پڑی عمرو و ثانی نے نعرہ کیا کہ باش اومرد ازضم عمرو و ثانی جانشین رستم تا شیدہ کار زمان
دمر برندہ جادوگران اور خنجر لیکر اُسے ذبح کر ڈالا سر کاٹا اسکا کہ آندھی چلی خاک اڑنی آتش باری
بر فباری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا ادھر اس تیلے مین جو کہ بعد میدان جنگ مین جاکر سرداروں کو گرفتار
کیا کرتا تھا آگ لگ گئی خود بخود جل کر خاک ہوگیا بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتہ مرا نام من پر کالہ جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو یہ دشتی ہوئی ہی تو دیکھا عمرو نے کہ لاش ہیں
مردار کی پڑی ہوئی ہی عمرو نے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور سر لیکے خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوئے
یہان قریب ہی کہ دربار برخاست ہو ذکر ہو رہا ہی امیر ثانی فرما رہے ہین کہ میر ابار و فا شعار تعاقب

مین اُس سوار کے گیا ہوا ہی ابھی تک آیا نہین خدا جانے اُسپر کیا گذری مجھے نہایت تردد ہی کہ یکایک دروازہ
بارگاہ پر آواز زنگلہ کی بلند ہوئی دیکھا امیر نے کہ عمرو ثانی آتے ہین فرمایا خواجہ کہا سے آتے ہو عرض کی
کہ حمزہ تیرے اقبال سے مارا مین نے یہ کالہ جادو کو یہ سوار جو روز آکر مقابلہ کیا کرتا تھا انشاء اللہ
آج صبح کو نہ آئیگا یہ کہکر سر یہ کالہ جادو کا آگے امیر کے ڈالدیا امیر نے اُسی وقت خلعت منگا کر عمرو
کو عنایت فرمایا اور دربار برخاست کردیا جاکر آرام گاہ مین سورہے جسوقت صبح ہوئی پھر دونون لشکر معرکہ
آرائے نبرد ہوے صفین آراستہ ہوئین کفار منتظر ہین کہ گرد اُڑیگی اور سوار آئیگا یہ نہین معلوم کہ رات کو موت
اُسپر سوار ہوگئی دشت عدم کی طرف باگ لی تا دیر منتظر رہے جسوقت کوئی نہ آیا لاجورد شاہ نے کہا یہ کیا ہو کہ
ہی آواز دی کہ اے قہر خداوند نازل ہوکیون اسقدر دیر لگا رکھی ہی عمرو ثانی نے وہ سر میدان جنگ مین پھینکدیا
اور کہا کہ جو بڑی تیری حمایتی تھی یہ اُسکا سر ہی آج تیرا قہر تیری ہی جان پر ٹوٹے گا لاجورد شاہ نے سر
پر کالہ جادو کا پہچانا اور آواز دی کہ ارے غضب کیا ان خدا پرستون نے کہ اُسے مارا جو قوت خداوندی تھی اور
زور خداوندی اسی کے دم سے تھا یہ کالہ جادو اُس شخص کی مان تھی اور کبھی کبھی زوجہ کا کام بھی دے جاتی تھی
ارے مارو انکو جانے نہ پائین یہ سننا تھا کہ تمام کفار ایک ہی بار یورش کرکے لشکر اسلام کی طرف چلے یہ معلوم
ہوا کہ سمندر موجین مارتا چلا آتا ہی ایکبار تیس ہزار تلوارین علم ہوگئین ادھر غازیان اسلام نے بھی تلوارین
کھینچین اور نعرہ اللہ اکبر جو قہر سے چیخ کھینچ کر تڑاتڑ سے تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوا کہ صد ہا بجلیان آکر لگنے لگی ہیں شمشیر
کا کوندا لپکنے لگا بارش خون شروع ہوگئی سنگ اندازون نے بارش تگرگ کا لطف دکھا دیا ہر طرف دھا دھم
کی آوازین آرہی تھین سیکڑون کے سر پھٹے ہزارون کے ہاتھ ٹوٹے تیر اندازون نے تیرون کا مینہ برسایا
ہر سڑکے کی صدا بلند ہی جب تیر چلتے ہین زمین پر سایہ ہوجاتا ہی نیزہ بازون مین الگ جنگ ہورہی ہی
انیان برچھیون کی پار ہورہی ہین تیغ زنون مین جدا جنگ ہی عرصۂ حیات ہر شخص پر تنگ ہی صدا سے گیر و بزن
بلند ہی دم بند ہی کہ یکایک جانب بیابان سے تیرہ گرد بلند ہوا اور صلصال جادو تیس ہزار سوار سے ہونچا دیکھا
کہ لشکر اسلام سے جنگ ہورہی ہی یہ بھی نعرہ کرکے مسلمانون کو قتل کرنے لگا یہ بہت بڑی جنگ ہوئی ہی
کہ اگر حال اسکا مفصل لکھا جائے تو نہایت طول ہوگا الحاصل شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ
ہوے دونون طرف لاشین اُٹھانا دشوار تھین اسقدر لوگ مارے گئے تھے کہ تین روز تک جنگ ہوتی
رہی برابر لاشین اُٹھا لینے جو تھے روز لاجورد شاہ دربار مین بیٹھا ہوا خداوندی بگھار رہا ہی کہ جانب
آسمان سے ایک کبوتر اُڑتا ہوا آیا گلے مین اُسکے ایک نامہ بندھا ہوا تھا آکر ہاتھ پر لاجورد شاہ کے
بیٹھا لاجورد شاہ نے نامہ گلے سے اُسکے کھولا پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ای لاجورد شاہ واضح خان اعظم یعنے
صلصال بن دال بن دیلو بن شتامہ جادو تمہین آپ لوگون سے اطلاع کرتا ہون کہ مین نے شہر
صندل کو کہ جسمین خدا پرستون کا چندروز سے قبضہ تھا پھر لے لیا ہی اور انتظام تازہ کیا ہی کچھ پہلوان بھی
مہیا کیے مین اور ساحر تو بہت ہین اب یہ ملک نہایت مستحکم ہی مین نے سُنا ہی کہ آپ لوگ لشکر اسلام سے گرفتار ہے ہین
ہماری یہ رائے ہی کہ اب ہم اور آپ شریک ہوکر خدا پرستون سے مقابلہ و مجادلہ کرین کینۂ دیرینہ دلون
سے نکالین اہل اسلام کو تہ تیغ بے دریغ کرین کسی خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑین برائے نام بھی نشان انکا باقی نہ رکھین
بالکل صفحۂ دنیا سے نام و نشان ان مسلمانون کا مانند حرف غلط کے مٹا دین اور ممالک مقبوضۂ متفرقۂ اہل اسلام

کو مانند شہر صندل کے اپنے تصرف مین لائین زمین کو خار و خس اہل اسلام سے جلد تر پاک وصاف کردین
سیوف آبدار سے خون نجس و ناپاک ان لوگون کا زمین پر گرائین اعضا کو انکے تیغون سے ٹکڑے ٹکڑے
کرین سر مسلمانون کی تلوارون سے کاٹ کر نیزون پر بلند کرکے شہر بشہر مشتہر کرین اسی واسطے روانہ کرین کہ جملہ
خاص و عام خائف و ترسان ہون اور کوئی مسلمان ہونے کا اور شریک انکے ہونے کا ارادہ نہ کرے
لاشے انکے پامال سم اسپان کرین کہ بخوبی توہین انکی ہو اور دل ہمارا شاد ہو ان میں یہ وہ مسلمان ہین کہ انھون نے
اکثر خداوندون اور انکے تابعین کو انواع و اقسام کے صدمے پہونچائے ہین اخبار سے ظاہر ہوتا ہو کہ بہت سے
مذاہب قدیم ان بدذاتون نے مٹائے ہین اب انکو اپنی جمعیت کثیر اور اپنی شجاعت پر از حد گھمنڈ ہو اپنے آگے
کسی کی کچھ حقیقت نہین جانتے ہین نہایت سرکشی و خود سری پر کمر باندھی ہو ظلم و جفا مردمان غیر مذہب پر
روا رکھا ہو اپنے خدائے نادیدہ کی پرستش کو کہتے ہین جو انکے دام فریب مین آکے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاتا
ہو وہ تو جانبر ہوتا ہو اور جو مسلمان ہونے سے انکار کرتا ہو یہ لوگ اسکو قتل کرتے ہین ذرا بھی رحم نہین کرتے
ہین اور قتل کرنا مردمان غیر مذہب کا ثواب عظیم جانتے ہین جیسے ان ستمشعارون نے جمعیت
و سرکشی کی ہو اس زمانہ سے اب تک ہزارون بلکہ لاکھون مردمان غیر مذہب کو انھون نے تہ تیغ کیا ہو اکثر
چراغ خداوندون کی خدائی کے بجھائے ہین روز بروز اہل اسلام کو ترقی ہوتی جاتی ہو اور مذاہب دیگر کو
ضعف ہوتا جاتا ہو اگر نظر غور سے دیکھیے تو بہت کم مردم مذاہب قدیم پر نظر آتے ہین ہر طرف جمع اہل اسلام
ہی دکھائی دیتا ہو اگر چندے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا جائے اور فکر مٹانے کی نہ کیجائے تو اچھا نہ ہوگا یہ گروہ
روز بروز ترقی پذیر ہوگا دین اسلام ربع مسکون مین جاری ہوجائیگا کوئی مذہب دنیا مین باقی نہ رہیگا
پس ایسے دشمنان جان و ایمان کو مہلت نہ دینی چاہیے قبل اسکے کہ تمامی دنیا اسلام آباد ہو انھین کو نیست و
نابود کر دینا چاہیے عاقل وہ ہو کہ اپنے دشمن سے غافل نہ رہے ہر وقت اسکے ہلاک کرنے کی تدبیر مین
مصروف رہے کبھی عدو کو ذلیل و خوار نہ جانے ڈرتا ہی رہے اور اسکے دفع کرنے کی کوشش کرے بلکہ
حتے الامکان اسے ہلاک ہی کر ڈالے تاکہ بیخوف و خطر با اطمینان خاطر زندگی اپنی بسر کرے ابھی ان
مسلمانون نے تمامی عالم اپنے قبضہ مین نہین کیا ہو اور دین اسلام کو شرق سے غرب تک اور جنوب سے
شمال تک نہین پھیلایا ہو اکثر مردم مذاہب سابقہ اطراف و جوانب مین پائے جاتے ہین از انجملہ ایک ہم ہین
کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو کہ ایک روشن خداوند ہین مانتے ہین اور بدل صاف انکی پرستش کرتے ہین
دوسرے آپ خداوند لاجورد ہین آپ کی ذات سے لاجورد پرستی دنیا مین جاری ہو اسی طرح بہت سے مذاہب
اور بھی ہین کہ انکے اظہار حال سے بیان طولانی ہوجائیگا اور ہم مطلب دلی کی تحریر سے قاصر رہینگے اسوجہ
سے انکا ذکر ترک کیا جاتا ہو اور مدعائے دلی لکھا جاتا ہو کہ آپ حضرات صحرائے مثلث مین مسلمانون سے
مجادلہ و مقابلہ کرین کیونکہ وہ صحرا نہایت پاک و صاف ہو خداوند تمثال آئینہ رو نے اس صحرا کو روز
مجمع خلائق خلق کیا ہو بے شائبہ نظر میدان حشر تصور کیا ہو ایک روز اسی صحرا مین اپنے تابعین
کو محشور کرینگے ہر ایک کے اعمال نیک و بد پر نظر کرینگے جو بوجہ اعمال بد کے لائق بخشش نہوگا اسے داخل
جہنم کرینگے اور جو شخص نیک اعمال ہوگا اسے داخل بہشت کرینگے لہذا ایسے بیابان طاہر مین خونریزی نہ
کیجیے ہمارے خداوند کو ملال نہ دیجیے باہم دو خداوندون مین اگر فساد ہوگا نہین معلوم کہ انجام کیا ہو کون

خداوند غالب ہوا اور کون مغلوب ہو بظاہر ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو قوی ہیں وہی غالب ہونگے
ہرچند کہ آپ بھی خداوند لاجورد ہیں اور تخت نشین ہیں تابعین آپ کے آپ کو بجائے خود مثل جواہر گران
بہا کے جانتے ہیں اور قدر و منزلت بہت کرتے ہیں لیکن آپ آپ ہی ہیں اور ہمارے خداوند جو ہیں وہ
اور ہی مرتبہ پر فائز ہیں پس یہ ہمیں منظور نہیں کہ انہیں اور آپ میں باہم ملال ہو وہ بات نہ کیجیے کہ جس میں کشت و
خون ہو سوا اسکے سُنا گیا ہے کہ آپ اہل اسلام سے جنگ میں عاجز ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک روز
مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیے گا یا شکست فاش کھا کر کسی طرف بھاگ جائیے گا اہل اسلام کی تعاقب کرینگے
جس طرف جائیے گا وہ بھی مانند ملک الموت برائے قبض روح آئیں گے اور بغیر قتل کیے باز نہ آئینگے پس مناسب
وقت یہی ہے کہ آپ مع صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو ہمراہی فوج باقی ماندہ جانب شہر صندل
چلے آئیے یا تنہا تشریف لائیے صلصال کو ساتھ نہ لائیے آپ کو اختیار ہے یہاں سامان جنگ بہت ہے ساحر
لاتعد و لاتحصے ہیں اکثر ایسے ساحران زبردست ہیں کہ اگر وہ ایک ادنی سحر کرینگے لشکر اہل اسلام کا نام و نشان
بھی نہ رکھیں گے سوا اسکے چند پہلوان نامی و نامور غیر ساحر ایسے یہاں ہیں کہ رشک رستم و اسفندیار
ہیں شیر کو روباہ جانتے ہیں اور فیل مست کو ایک پشہ تصور کرتے ہیں دیو اور جن بھی انسے
مقابلہ کر نہیں سکتے اہل اسلام اگر آپ کے تعاقب میں یہاں آئیں گے تو ان پہلوانوں سے کیا مقابلہ کرینگے
ان ساحروں سے کیا لڑینگے علاوہ پہلوانان مذکور کے فوج ظفر موج ساحروں اور غیر ساحروں کی بجمیع
اسباب جنگ و جدال بہت مہیا ہے ہم صرف آپ کے اور اہل اسلام کے یہاں آنے کے منتظر ہیں جلدتر
اس طرف تشریف لائیے اور جواب نامہ کا تحریر کیجیے تاکہ موافق تحریر سامان کیا جائے خداوند لاجورد
نے جو اس نامہ کو حرف بحرف خود پڑھا بیٹھے تو دل میں خداوند تمثال آئینہ رو کو سخت و سست کہا اور
ابلیس خودپسند کے اس تحریر کرنے پر بہت غصہ آیا کہ اگر صحرائے مثلث میں کشت و خون ہوگا تو ہمارے
خداوند برہم ہونگے اور ایسا ملال ہوگا کہ لڑائی ہوگی ضرور خداوند تمثال غالب ہونگے پھر غصہ کو ضبط کرکے
خیال کیا کہ یقینی ایک روز یہاں سے بھاگوں گا اہل اسلام سے مقابلہ نہ کر سکونگا پس مصلحت وقت یہی ہے کہ جانب
شہر صندل روانہ ہوں بظاہر ابلیس خودپسند کی اطاعت کروں خلاف اس کے لکھنے کے عمل نہ کروں
باطنًا دشمن جان رہوں وہاں پہونچکر جس وقت قابو پاؤں خداوند تمثال آئینہ رو کو اٹھا کر بصد
غضب اس طرح زمین پر پٹکوں کہ اعضا اس کے مانند آئینہ کے شکستہ ہو جائیں کیا صورت تمثال آئینہ رو کی
اچھی نظر نہ آئے میری خداوندی ہر ایک دیکھنے والے پر مانند آئینہ کے روشن ہو جائے یہ نابکار درشت خو
تمثال آئینہ رو دعوی خدائی کرتا ہے مابدولت کی خداوندی کا قائل نہیں ہے ہمارے زمانہ خداوندی میں یہ
حرامزادہ بھی دعوی خدائی کرتا ہے ہماری پرستش کرنے والوں کو فکر و تردد میں ڈالتا ہے بجائے خود اپنے تئیں
خدا سمجھا ہے ہمارے قہر و غضب سے نہیں ڈرتا ہے ادنی ہو کر اعلی بنتا ہے ہماری برابری کرتا ہے محض نالائق
و نادان ہے کہ ہماری ہمسری کرتا ہے کوئی اہل نظر و منصف آگے مابدولت کے خداوندی کا قائل نہ ہوگا کیونکہ وہ
ادنی بمنزلہ ایک شیشہ کم قیمت کے ہے اور مرتبہ مابدولت کا مثل جواہر گران بہا کے زیادہ ہے اور ابلیس خودپسند
بھی ایک شیطان مجسم ہے ہمکو سجدہ نہیں کرتا ہے بندہ نافرمان ہے لائق قہر و غضب مابدولت ہے ہم کسی دن اسپر
بھی قہر و غضب نازل کرینگے بالفعل دشمنی و عداوت کو ظاہر نہ کرینگے یہ خیال کرکے خود ہی اپنے ہاتھ سے جواب

نامہ کا بعد لکھنے القاب کے یہ لکھا کہ نامہ تمھارا ہمکو پہونچا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی تم بخوبی آگاہ ہو کہ ہم خداوند
ہین گو ہمین قدرت ہی کہ اسی صحرائے مثلث مین ان مسلمانون کو اپنے قہر و غضب سے ایکدم مین نیست و نابود
کر دین لیکن تمھارے کہنے سے ہم بہت جلد جانب شہر صندل مع فوج و لشکر آتے مین تمھاری خوشی بدل منظور
ہی ورنہ ان مسلمانون کے سامنے سے نہ ہٹتے یہ عبارت لکھکر نامہ کو تمام کیا اور لفافہ مین رکھکر سر نامہ پر
اپنی مہر کرکے کبوتر کے حوالے کیا وہ طائر سحر نامہ مذکور منقار مین دبا کر جانب ابلیس خود پسند روانہ ہوا
بعد قطع راہ نامہ ابلیس خود پسند کو دیا اُسنے جواب نامہ پر نظر کرکے اور شادمان ہوکے کافور شاہ کو
لاجورد شاہ کے ادھر آنے سے اطلاع دی اور بتاکید حکم کیا کہ جسوقت وہ یہان آئے بعزت و حرمت
اُسے دار الامارۂ شاہی مین جگہ دینا اور سردارون کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کرنا خود بھی تا لب
سرحد اُسکا استقبال کرنا دعوت و ضیافت مین نہایت تکلف کرنا عجب نہین ہی کہ ہم بھی برائے ملاقات لاجورد
شاہ آئین اور صندلان شاہ بھی اُس سے ملاقات کرین کافور شاہ بادشاہ شہر صندل نے
حکم ابلیس خود پسند سے آگاہ ہوکر ہرکارون کو حکم کیا کہ لاجورد شاہ کے ادھر آنے سے ہمین آگاہ کرو
خبردار غفلت نہ کرنا ہرکارون نے عرض کی کیا مجال خادمون کی کہ حکم بادشاہ بجا نلائین یہ کہکر اُسی وقت
جانب سرحد شہر صندل روانہ ہوئے اُدھر کافور شاہ سامان دعوت و آراستگی عمارات عالیہ مین مصروف ہوا
یہان تو کافور شاہ سامان ضیافت مین مشغول ہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لاجورد
شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد روانہ کرنے کبوتر مذکور کے فکر مین سر جھکا کر بیٹھا اہل دربار نے عرض کیا اے خداوند
یہ کبوتر کسکا نامہ لیکر آیا تھا کہ آپ نے میر منشی کے حوالہ نکیا خود ہی پڑھا اور خود ہی جواب لکھا اور اسوقت
کچھ چہرۂ خداوندی پر آثار فکر پائے جاتے مین آیا کیا تردد ہی کوئی تقدیر تازہ کرنے کا قصد فرمایا ہی یا کوئی
اور سبب ہی اگر مناسب ہو تو ہم بندون پہ ظاہر فرمایئے لاجورد شاہ نے اُنسے مخاطب ہوکر کہا اے بندگان
خاص مین آگاہ ہو کہ وہ نامہ ہمارے ایک بندہ نے ہمکو لکھا تھا اور مضمون اسکا ایسا تھا کہ ما بدولت نے
خود ہی پڑھا اور اپنے دست قدرت سے جواب لکھا محض اس خیال سے کہ اگر کوئی ہرکارہ لشکر اہل اسلام کا
ہمارے دربار در بار قدرت آثار مین موجود ہو تو وہ راز خداوندی سے آگاہ نہو اور جو اسوقت ما بدولت کو
فکر ہی وہ یہ ہی کہ آج کی شب واسطے ان مسلمانون کے ایسی تقدیر کیجائے کہ کچھ دنون تو یاد کرین یہ کہکر
کچھ آہستہ افسران فوج سے کہا انھون نے عرض کیا بہت بہتر لاجورد شاہ نے اہل دربار سے ہم سخن ہوکر
دربار برخاست کیا افسران فوج موافق حکم لاجورد شاہ انصرام کار مین مصروف ہوئے جب وہ دن
گذرا اور زلف لیلائے شب تا کمر پہونچی لاجورد شاہ اپنی بارگاہ سے مثل سنگ سیاہ نکلا دیکھا کہ افسران
فوج مع پانچ لاکھ سوارون کے مسلح مرکبون پر سوار صف آرا مین یہ دیکھتے ہی خوش ہوکر خود بھی کپ تیز رو
پر سوار ہوا اور جلدی سے افسران فوج و سپاہ کو ہمراہ لیکر بارادۂ شبخون جانب لشکرگاہ اہل اسلام بعد تعجیل
روانہ ہوا اُدھر لشکر اسلام کا یہ حال ہی کہ تمام لشکر اپنے اپنے بستر پر بوجہ خستگی متواتر جنگ و جدال غافل سو
رہے ہین اور بہتیرا سوار و پیادہ شدت تپ سے بیہوش پڑے ہین اگر کسی کو کچھ ہوش آتا ہی بے اختیار
ایذائے تپ و درد سر سے آہ کرتا ہی اور پھر بیہوش ہو جاتا ہی کوئی مریض تپ لرزہ سے مانند دست رعشہ دار
کانپ رہا ہی ہر چند لحاف اوڑھے ہی مگر سردی سے کانپ رہا ہی اور بآواز دردناک ضعیف بنست

کہتا ہی یارو مجھپر رحم کرو کچھ حیات مستعار کا اعتبار نہین ہو آج نہایت تپ شدید ہی بند بند ٹوٹا جاتا ہی سردی
کی کثرت سے سخت ایذا ہی براے خدا اور کوئی شی قسم لحاف و رضائی سے مجھ پر ڈال دو یا گرد میرے آگ
کی انگیٹھیان رکھدو تاکہ گرمی سے یہ سردی دفع ہو اور روح کو کچھ راحت ہو کوئی صاحب تپ فریاد و آہ کر
رہا ہی اور ایذاے تپ سے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کر بحضور قلب خدا سے یہ دعا کرتا ہی کہ اے حکیم
مطلق اگر مصلحت ہو تو جلد مجھ کو شفا دے ورنہ اب ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو جلد حکم
کر کہ وہ میری قبض روح کرین اس قید تکلیف سے رہا کر دین یہ دعا کرتے کرتے غش آجاتا ہو غرض تمام
لشکر مین ہزارہا مردم مبتلاے تپ ہین کراہ رہے ہین فریاد و آہ کر رہے ہین کبھی ہوشیار ہوتے ہین گاہ غافل
ہوتے ہین جو صحیح و تندرست ہین وہ براحت سو رہے ہین جملہ افسران سپاہ بھی شر اعدا اور ظلم فلک جفا جو
سے اصلح بے اندیشہ و تردد سو رہے ہین کہ کچھ بھی خیال مرگ نہین ہی کوئی سردار شجاعت شعار بادہ نوام
جوانی سے ایسا سرشار ہی کہ مطلق فکر دین و دنیا کی نہین ہی کوئی فلاطون اپنی بارگاہ مین بہزاران راحت و آرام
ہم آغوش شاہد خواب ہی الغرض اسی طرح تمامی سرداران لشکری اپنے اپنے بستر پر راحت و تکلیف سے لیٹے
ہین آنکھیں بند ہین صداے نفس بلند ہی کہین تو راحت ہی کہین غشی ہی صرف دیوانہ فیروزہ ہوا خواہ شہریار
بسر ایرج ہمراہ پانچسو سوارون کے واسطے حفاظت لشکر کے گرد سپاہ کے پھر رہا ہی سواران ہمراہی باواز
بلند پکار رہے ہین اے جوانو ہوشیار رہو بہت سونا اچھا نہین ہی خوف دزد و خطر دشمن ضرور ہی مردم ہمراہ دیوانہ
مذکور کے چوبدستیان لیے ہین جابجا لالٹینین بھی روشن ہین رات کا وقت ہی ہواے سرد چل رہی ہی شمع و
چراغ گل ہو رہے ہین تاریکی شب سے ظلمت پردۂ ظلمات بھی خجل ہی وہ سناٹا ہی کہ صحراے ظلمت بیابان
جان ستان بنگیا ہی درختان بیابان کی ایسی ہواے تیز و تند سے کہ آگی صورت پر خطر سے قلوب شب بیدارون
کے دہلتے ہین ایسی تاریکی شب مین فیروزہ تیغزن طالب لشکر سے کسل مند ہو کر اپنے خیمے کے در پر ایک کرسی بچھا کر
بیٹھا اور اپنے سواران ہمراہی سے کہا جلد ہمارے واسطے کشتی شراب کی لاؤ انھین سے ایک سوار کشتی
بادۂ گلنار مع ساغر بلورین دوڑ کر لایا دیوانہ مذکور شراب پینے لگا اور سواران ہمراہی بھی حسب ایماے
دیوانہ مذکور شراب لے گئے اور مصروف بادہ خواری ہوے فیروزہ تیغزن نے ان سے کہا تم لوگ
شراب پی چکے ہو بیٹھے رہو حفاظت لشکر سے غفلت نہ کرو انھون نے عرض کیا اے خداوند نعمت آپ کے
حکم سے تو مجبور ہین ورنہ حفاظت سپاہ کی کیا ضرورت ہی کیونکہ آپ ایسا بہادر یگانۂ آفاق کہ جو فنون جنگ
مین طاق اور شجاعت مین شہرۂ آفاق ہی مسلح کرسی پر جلوہ گر ہی کس اہل سپرہ کی طاقت ہی کہ اس طرف بخیال
دشمنی نظر کر سکے اور کس دشمن کی یہ مجال ہی کہ اس لشکر کی جانب قدم اٹھا سکے آپ کے رعب سے بڑے بڑے
شجاعان جان ترسان و لرزان ہین دزد و دیگر دشمن کی کیا حقیقت ہی دیوانہ نے عالم نشۂ شراب مین
خوش ہو کر جواب دیا تم لوگ سچ کہتے ہو کہ اس طرف کوئی دشمن نابکار ارادہ آنے کا نہ کریگا لیکن مقتضاے
عقل یہ ہی کہ دشمن سے غفلت نہ کرے اور عدو سے تغافل نہ رہے مناسب یہی ہی کہ پھر اٹھکر چارون طرف لشکر کے
پھرین بخوبی نگہبانی اس لشکر ظفر افزا کی کرین بادہ کشی مین مصروف نہ رہین مبادا کوئی عیار لشکر عدو سے آئے
اور کسی سردار کو لیجائے یا اور کوئی فتنہ و فساد ہو تو باعث الزام کا ہوگا بادشاہ لشکر اسلام اور سرثانی سے
خجالت ہوگی تم سب تو چندان معتوب نہ ہوگے جسقدر کہ مہر عتاب شاہی ہوگا یہ کہکر ارادہ کیا کہ کرسی سے

اُٹھا کر سواروں کو ہمراہ لیکر برائے طلایہ لشکر روانہ ہو کہ یکا یک سامنے سے لاجورد شاہ جمعیت افواج رو سیاہ
بتند آندھی کیطرح پیدا ہوا فیروزہ تیغ زن نے گھبرا کر کہا یارو دیکھو غضب ہوا دشمن جمعیت فوج کثیر بارادہ
شبخون شاید اس طرف آتا ہے ہوشیار ہو جاؤ جلد لشکریوں کو جگاؤ آمادہ پیکار ہو جاؤ کسی کو آگے بڑھنے نہ
دو دلیرانہ دشمنوں کو رد کرو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ رستادہ کرینگے کچھ خوف نکرو مرنے سے نہ ڈرنا آخر
ایک روز مرنا ضرور ہے اجل سے بھاگنا جان بچانا محض نادانی ہے یہ تقریر کر کے کرسی سے اُٹھا سوار
بھی فی الفور سبو و خم و جام کو چھوڑ کر اُٹھے پہلے فیروزہ نے بڑھ کر نعرہ کیا کہ کون اجل رسیدہ اس طرف
آتا ہے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نہ کرے ورنہ پچتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ہنوز فیروزہ دیوانہ یہ کہہ
رہا تھا کہ لاجورد شاہ مع سپاہ آ کر لشکر امیر ثانی پر گرا بیچارے لشکریوں کو کہ غافل سو رہے تھے تہ تیغ کرنا
شروع کیا دیوانہ مذکور اپنے ہمراہی سواروں کی جمعیت قلیل سے فوج عدو پر حملہ ور ہوا اعدا کو قتل
کرنے لگا داد مردی و بہادری کی سواران لشکر اسلام دینے لگے ہر چند فیروزہ تیغ زن نے بہت سے
کفار تہ تیغ آبدار کیے لیکن ہجوم سپاہ کم نہ ہوا سواران ہمراہی بھی جنگ میں کام آئے اب لاجورد شاہ
دلیرانہ ہر ایک بارگاہ و خیام پہ گرا سواروں اور پیدلوں کو بخوف قتل کرنے لگا اُس وقت کئی ناریوں نے
حکم لاجورد شاہ سے چند خیام و بارگاہ میں آگ لگا دی جب شعلہ آتش بلند ہوے اور شور و غل مانند شور
اہل محشر کے بلند ہوا سپاہیان اہل اسلام خواب سے بیدار ہوے دیکھا کہ جا بجا خیام جل رہے ہیں غنیم فوج
کثیر سے گر آیا ہے اہل اسلام قتل ہو رہے ہیں یہ حال دیکھ کر دلیرانہ بستر خواب سے اُٹھے جلد جلد سلاح تن پہ
آراستہ کر کے مرکبوں پر سوار ہو کر انبوہ فوج پر گرے اور شمشیر آبدار سے قتل کرنا شروع کیا یہی حال شہزادہ
بدیع الملک اور امیر ثانی اور ایرج اور شہریار پسر ایرج اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران
فوج اسلام خواب سے بیدار ہو گئے اور سلاح جنگ جلد تر تنوں پر آراستہ کر کے اپنی اپنی فوج کا ان سواروں
اور پیدلوں کو جو بیدار ہو کے مسلح ہوے تھے انھیں کو ہمراہ لیکر روشنی بھی ساتھ لیکر بعد مہلت فوج پر گرے
اور لڑنا شروع کیا اُس تاریکی شب اور گھبراہٹ میں اسد بن کرب نے مع اپنی فوج کے سپاہ شہریار
پسر ایرج نامدار پر حملہ کیا اور اُس کی فوج کو سپاہ دشمن کی تصور کر کے قتل کرنا شروع کیا شہریار بھی
دلیرانہ مع اپنی سپاہ کے لڑنے لگا جانبین کے سوار قتل ہونے لگے تلوار چلنے لگی تیر پہلو و جگر کو توڑ کر گزرنے
لگے گرز گران سر پہلوانوں کے بہادروں کے سروں پر یوں پڑنے لگے گویا پہاڑ سر پر پھٹ پڑا ان گرز ہاے
گران کی ضرب سے کاسہ سر ہاے دلیران چور چور ہونے لگے مغز سر کا پتہ بھی نہ ملتا تھا روحیں مقتولوں
کی سوے جنت و جہنم بہ کثرت چلی جاتی تھیں بسمل فریاد کرتے تھے زخمی خاک پر مانند مرغ بسمل بلا ماہی بے آب
کے تڑپتے تھے کوئی زخمی بعد منت حالت تشنگی میں پانی طلب کرتا تھا اس جنگ مغلوبہ میں کوئی اُسے پانی
نہ پلاتا تھا بلکہ شور و غل میں اُسکی آواز بھی کسی کے کان تک نہ پہونچتی تھی کوئی جری نیزہ جگر پر کھائے ہوے
کلیجے کو ہاتھوں سے پکڑے ہوے زمین پر غلطاں تھا اور کہتا تھا افسوس جلد اجل آئی ابھی باغ جوانی اچھی
طرح پھولا پھلا بھی نہ تھا کہ درخت زندگانی پر خزاں آئی بعوض ثمر نخل شادمانی پھل نیزہ کا کھایا اسی طرح
زخمیوں میں شور و فریاد و آہ قتل گاہ میں بلند تھا کوئی کسی کی فریاد کو نہ پہونچتا تھا بلکہ اُس وقت گھبراہٹ میں
واسطے مقابلہ دشمن کے سوار اپنے مرکبوں کو آگے بڑھاتے تھے لاشے اُن زخمیوں کے پامال سم اسپان

ہوجاتے تھے پدر اپنے فرزند کو اور پسر اپنے پدر کو تاریکی شب مین اور گھبراہٹ مین قتل کرتا تھا اور لاشہ
پائمال کرتا تھا کچھ افسوس نہ کرتا تھا ایک طرف تیر اندازی پر لعین تھے جو غول انکے سامنے آتا تھا
اُسپے بارش تیر سے بہ اتحد وقد زخمی کرتے تھے کہین تلوار چلتی تھی برق شمشیر چمکتی تھی کسی انبوہ مین نیزہ دار
سرگرم پیکار تھے لاش پہ لاش گر رہی تھی خونریزی کفار و اہل اسلام کی ہو رہی تھی نعرے کر رہے تھے
نقیبان خوش آواز دلاورون کے دل بڑھا رہے تھے جو لوگ مبتلاے تپ تھے یا غافل سوتے تھے
انکو یون جگا کر کہتے تھے یا اللہ کیا سوتے ہو ہوشیار ہو کوئی دشمن سپاہ لیکر بارادہ شبخون آیا ہے لشکر اسلام
پر گرا ہے غضب کی لڑائی ہو رہی ہے افسوس صدہا اہل اسلام قتل ہو رہے ہین تمھاری نیند بھی عجب نیند ہے
کہ ایسے ہنگامہ گیر و دار مین فرط خواب سے آنکھ نہین کھلتی ہے یہ تمھارا خواب ہے یا خواب اجل ہے ہاے خدا
جلد اٹھو سلاح زیب تن کرو دشمنون سے لڑو حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو اگر مرو بھی تو دنیا سے سرخرو
جاؤ کافرون کے ہاتھ سے قتل ہو شہادت کا رتبہ پاؤ وہ سوار نقیبان کی یہ گفتار سنکے فی الفور گھبرا کر فرش
خواب سے اٹھکر زرہ الٹی گھبراہٹ مین پہنتے تھے جب زرہ اس طرح پہنی نہ جاتی تھی بجاے خود کہتے تھے
آج کیا سبب ہے کہ زرہ ہمارے تن پر درست نہین ہے نہایت تنگ ہے پہنی نہین جاتی ہے کیا ہم آجکل فربہ
ہو گئے ہین کہ زرہ تنگ ہوگئی ہے دوسرے سوار انکو جواب دیتے ہین تم تو آجکل بوجہ تپ کے لاغر ہوگئے
ہو ذرا غور سے دیکھو کہین زرہ الٹی تو نہین ہے کہ بدن مین نہین آتی ہے وہ سوار یہ سنکے کہتا تھا واقعی
تم سچ کہتے ہو گھبراہٹ مین سیدھی الٹی کا خیال نہ رہا اسی طرح اکثر سوار اور پیادے خواب سے بیدار
ہو کر ہتھیار لگاتے تھے جلدی اور گھبراہٹ مین تیر نیام مین اور ترکش مین تلوار رکھتے تھے اکثر صاحبان تپ
باوجود اس شور و غل اور جنگ و جدل کے کثرت و شدت مرض سے بیہوش پڑے تھے اگر کسی کو کچھ بھی
ہوش آتا تھا تو شور و غل سنکے پوچھتا تھا یارو اس وقت یہ شور و غل کیسا ہے ہم کہان ہین کیا یہ صحراے محشر ہے اور
آج روز قیامت ہے تمام خلائق جمع ہوئی ہے ہر مرد نفسی نفسی پکار رہے ہین ہر ایک شخص کا حال متغیر ہے اعمال
نیک و بد کا حساب ہو رہا ہے خداوند عالم عدالت فرما رہا ہے خاصان خدا بھی خائف و ترسان ہین اپنی بخشش
کے خواہان ہین دوزخ کس طرف شعلہ زن ہے جنت کدھر ہے ہمارے نبی و پیمبر حضرت ابراھیم
علیہ السلام کہان تشریف رکھتے ہین براے خدا ہمین اسی جگہ لیچلو جس جگہ وہ جناب تشریف فرما ہین اگر یہ تم
سے ممکن نہو تو ہماری طرف سے ان جناب سے جاکر عرض کرو کہ فلان ابن فلان جو آپکی شریعت پر ثابت قدم
ہے وہ عرض کرتا ہے کہ آج کے روز اس فدوی کو فراموش نہ فرمایئے گا گنہگار ہون شفاعت میری خدا سے
ضرور کرکے میرے گناہ عفو کرا کے اپنے ہمراہ جنت مین لیجایئے گا یہ تقریر انکی سنکے لشکری جواب دیتے
تھے اے برادر تم کو تپ شدید ہے شدت مرض سے ہذیان و بعض کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہے ہو
ذرا اچھی طرح ہوش مین آؤ آنکھین کھولو حواس درست کرو ممکن ہو تو اٹھو سلاح جنگ تن پر آراستہ
کرو غنیم فوج کثیر لیکر بارادہ شبخون آیا ہے لڑائی ہو رہی ہے تلوار بڑے زور سے چل رہی ہے لاش پر لاش گر
رہی ہے دلاور نعرے کر رہے ہین صداے تکبیر دہندگان بلند ہے زخمی کراہ رہے ہین نالہ و فریاد بلند کر رہے
ہین یہی سبب شور و غل کا ہے یہ وہی صحراے مثلث ہے جسمین ہم اور تم قیام پذیر ہوے ہین صحراے محشر نہین
ہے نہ آج روز قیامت ہے مگر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے دیکھو یہ شب تاریک ہے یا روز روشن ہے اگر روز قیامت

ہوتا تو آفتاب بقدر سوا نیزے سر ہاے مردم پر آجاتا یخ اُسکا اس طرف ہوتا میزان عدل کھڑی ہوتی
اعمال نیک و بد تولے جاتے کوئی شے مال دنیا سے پاس نہوتی سوائے اعمال نیک و بد کے کوئی چیز ساتھ
نہوتی اس طرح تم اپنے بستر پہ لیٹے نہوتے اور ہم تمسے اسطرح ہمسخن نہوتے نہ اپنے حال مین خود مبتلا ہوتے
وہ سوار بیمار یہ گفتگو اپنے برٹے کے سواروں سے سُن کے کہتا تھا خداوند عالم اس تپ کو دفع کرے ہمی
کے سبب سے ہمنے ایسے کلام زبان پہ جاری کیے اب تمسے معلوم ہوا کہ دشمن بار بار شبخون لایا ہو تراائی ہو رہی ہو نیا
کمین ہمسے تو اُٹھا نہین جاتا ہو تم ہمکو کسی طرح اُٹھا کر مرکب پر سوار کر کے اپنے ہمراہ جنگاہ مین لیچلو اگر تو شامت سے
سے نوبت بہ ہلاکت ہو دنیا مین چند روز کے مہمان ہین کفار سے لڑکر اُنکے ہاتھ سے قتل ہو جائینگے تو اب
شہادت پائینگے ایذاے مرض سے بچین گے بعد قتل ہو جانے کے دل کو چین روح کو راحت ملیگی تم سب
بھائیون سے امید ہو کہ ہمکو غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر قبر مین دفن کر دینگے اور تربت پر فاتحہ پڑھو گے
تو اب اُسکا ہماری روح کو بخشو گے وہ جواب دیتے تھے ہمکو اسوقت اتنی مہلت کہان کہ ہم تم ایسے بیمار کو اُٹھا کر
جنگاہ مین لیچلین اور یہ امید کسکو ہو کہ اس لڑائی مین دشمنون کے ہاتھ سے نہ مارے جائین گے تم اپنے بستر
پر اسی طرح لیٹے رہو یا خود بھی ہماری طرح مسلح ہو کر میدان جنگ مین آ نکلو جاتے ہین زیادہ ٹھہرنا اور ایسے
وقت مین باتین کرنا خوب نہین ہین اول تو دلیری و فراست کے خلاف ہو کہ ایسے وقت مین اپنے آقا اور
مالک کے شریک حال نہونا اور نمک حرامی کرنا دوسرے رسالہ دار صاحب کے عتاب کا خیال ہو یہ کہکر
وہ سب سوار تو جا کر شریک جنگ ہوے تھے یہان یہ سوار بیمار نمک حلال بہزار دشواری سر بالش سے اُٹھاتا
تھا بہمت و جراٗت بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھاتے تھے وہ کانپتے ہوے ہاتھون سے بصد دقت
سلاح جنگ حالت تپ میں تن پہ آراستہ کر کے باعانت سائیس مرکب پر سوار ہو کر جانب نبردگاہ روانہ
ہوتا تھا اسی طور سے ہر ایک بیمار پیادہ و سوار بصد دشواری بستر سے اُٹھ اُٹھ کر شریک جنگ ہوتا تھا تاریکی
شب مین جو سامنے آتا تھا نیزہ مارتا تھا اگر وہ ہلاک ہو جاتا تھا تو یہ بیمار دوسرے شخص سے ہم نبرد ہوتا
تھا اور اگر وار اسکا خالی جاتا تھا تو وہ اسکو اپنا دشمن جان کر بضرب شمشیر قتل کرتا تھا چونکہ شب تار ہو اور
ہواے تند و تیز چل رہی ہو اگر روشنی کی بھی جاتی ہو تو بھی ہوا سے مشعلین اور ان میں شمعین و شاخ وغیرہ
گل ہو جاتے تھے خوب اندھیرا ہو جاتا تھا کوئی کسیکو نہ پہچانتا تھا اور حریف اپنا جان کر قتل کرتا تھا اُن
نعرون سے معلوم ہوتا تھا کہ اس غول مین اسد بن کرب لڑ رہا ہو اور اس انبوہ مین شہریار بن ایرج
اور اُس سمت بہرام تیغ زن مصروف جنگ ہو اسی طرح ہر ایک سردار و افسر کے نعرۂ شیرانہ سے سننے والون
کو ثابت ہوتا تھا کہ ادھر فلان بہادر سرگرم نبرد ہو اور بغیر نعرے کے کوئی کسیکو نہ پہچانتا تھا بھائی کو بھائی فرزند پدر کو
پدر فرزند کو حریف اپنا جانکر قتل کرتا تھا لاش پہ لاش پر پر کر کے مرکب برکرے تھے ہر طرف جوی خون روان
تھی دلاور بہادرانہ لڑ رہے تھے چقا چاق خنجر اور جھنکار تلوارون کی اور نالہ و آہ زخمیون کی اور نعرے بہادرون
کے اور کڑکنا کمانون کا اور صداے سم سمندان اور ضرب گرز گران اسقدر صحراے مثلث مین بلند تھی کہ تا
گردون دون آواز جاتی تھی یہ جنگ ایسی ہوئی کہ قلم شور زبان بمفصل بیان نہین کر سکتا کہ بمقتضاے این ابیات مولف

لکھے کیا قلم اس لڑائی کا حال	کہ ایسے ہوئی کم جہان مین جدال
اُٹھائے زمین بار دشوار تھا	نہ تھی کشت و خون سے زمین لالہ گون
ہر اک جا پہ لاشون کا انبار تھا	روان تھا بیابان مین دریاے خون

دو جانب کے اسوار وقت شمار | ہوئے قتل دو لاکھ اسّی ہزار | راوی ناقل ہے کہ عین گرمی جنگ

میں یکایک لاجورد شاہ کی سپاہ ہزیمت اثر مین باجے جنگی بجے شور طبل و نقارہ بلند ہوا لاجورد پرست
سمجھے کہ ہمارے افسون جمع ہم کو خداوند ہمسے یہی کہا تھا کہ جب جنگی باجے ہمارے لشکر مین بجین لڑائی موقوف
کرنے تم سب لوگ فلان مقام پر جمع ہونا بس اب تعمیل حکم کرنا ضرور ہے یہ خیال کرکے ہر طرف سے
یعنے ہر ایک غول اور انبوہ سے نکل نکل کر ایک جگہ جمع ہوے پھر ہمراہ لاجورد شاہ کے بہ وقت
آخر شب سوے شہر صندل روانہ ہوے ہنوز لاجورد شاہ نے تھوڑی راہ طی کی تھی کہ صلصال
بن دال بن دیو بن شامہ جادو بھی مع اپنی سپاہ کے قریب آیا اور لاجورد شاہ سے پوچھا کیا ارادہ
ہے اُسنے کہا حسب الطلب ابلیس خود نیسند کے اہل اسلام پر شبخون مار کر سوے شہر صندل جاتا ہون
صلصال نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا یہ کہکر ہمراہ لاجورد شاہ کے چلا اب یہ دونون سگ دوزخ
ہمراے ضلالت و گمراہی طرف شہر صندل کے جاتے ہین انشاء اللہ احوال انکا بمقام مناسب لکھا جائیگا۔

لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا رقم کیا جاتا ہے

کہ جب لاجورد شاہ تاریکی شب اور عین گرمی جنگ مین مع فوج جنگاہ سے چلا اس تاریکی شب اور
لڑائی مین کسی نے اُسے جاتے نہ دیکھا جملہ مسلمان اسی طرح مصروف جنگ رہے اور یہی امر ذہن نشین تھا
کہ فوج کفار نے ابھی تک شکست نہین کھائی ہے بہ ثبات قدمی ہمسے مقابلہ کر رہی ہے یہ تصور کرکے اسی طرح
مشغول جنگ رہے باہم اہل اسلام تا طلوع سحر خوب جنگ آزما ہوے ہر ایک دلیر و بہادر نے ہزار ہا
سوارون اور سیکڑون پیادون کو قتل کیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے جب وہ وقت آیا کہ تاریکی
شب کہ اک بلاے سیاہ تھی بدعاے عابدان شب بیداران تمامی جہان سے دفع ہوئی اور سفیدۂ سحر
مانند نور دل عارفان جانب مشرق سے نکل کر فلک پر نمایان ہوا موذنون نے صداے تکبیر بلند کی اور مرغان
خوش الحان اپنے آشیانون سے نکل کر حمد خدا مین مصروف ہوے ہر اک طائر خوش الحان نغمہ سرا ہوا اہل
اسلام نے دیکھا کہ ہم آپس مین لڑ رہے ہین فوج حریف کا نام و نشان بھی نہین ہے ان لشکریان سپاہ
لاجورد شاہ صدہا خاک و خون مین آغشتہ مردہ پڑے ہین یہ دیکھ کر ہر ایک نے شرمندہ اور منفعل
ہوکر لڑنے سے ہاتھ روکا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی نے لاشہاے اہل اسلام پر نظر کرکے بہت
افسوس کیا بعد صد رنج و افسوس معلوم ہوا کہ اہل اسلام کفار سے زیادہ تر قتل ہوے ہین اور بہت سے
دلاور زخمی ہین امیر ثانی نے باایماے بادشاہ لشکر اسلام حکم کیا لاشے ہماری فوج کے جوانون کے
موافق حکم شارع دفن کیے جائین اور چند ہرکارے واسطے تفحص کرنے اس حال کے ہر طرف جائین کہ لاجورد
شاہ اور صلصال بدآئین و بد افعال بیانسے کس طرف بھاگ کر گئے ہین بموجب حکم لاشے مردم اہل اسلام کے مقتل سے
اُٹھنے لگے اور کئی ہرکارے ہر جہت روانہ ہوے بعد روانہ ہونے ہرکارون کے بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر جو زخمی نہ تھے وہ بھی داخل بارگاہ مذکور ہوے اور جو سوار
اور سردار زخمی تھے حکم امیر سے علاج انکا ہونے لگا جراحون نے زخمون کو خون سے صاف کرکے سی دیا
اور پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا دین یہان تو جراحان نیک دست زخمیون کے علاج مین مصروف ہین
کچھ جراح پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا چکے ہین اور کچھ چارہ گری زخمہاے کاری مین مشغول ہین انکو

تو اسی کام مین چھوڑا جاتا ہے مگر اب حال دربار درر بار ظل اللہ دین پناہ حارث بن سعد کا کہ اب یہی دنیاۓ
فوج اسلام مین لکھا جاتا ہے کہ جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور سرداران لشکر
بھی داخل بارگاہ ہوکر اپنے اپنے دنگل پر بصد ادب رعب بادشاہ سے بیٹھے اور دربار بخوبی آراستہ
ہوچکا بادشاہ موصوف نے امیر ثانی سے مخاطب ہوکر یہ فرمایا کہ اس لڑائی مین بہت سے اہل اسلام کام
آئے افسوس اہل اسلام نے اہل اسلام کو قتل کیا لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ لاجورد شاہ ہنگام شب
تھوڑے سے اہل اسلام کو قتل کرکے تاریکی شب مین کسی طرف نکل گیا ہم مین سے کسی کو اسکا جانا معلوم
ہوا اسی وجہ سے باہم لڑا کیے جاے عجب ہے کہ لاجورد شاہ بیحیا و بدکردار نے دعوے خداوندی کرکے
یہ نامردی کی کہ اہل اسلام کو عین خواب مین قتل کیا اور جب اہل اسلام ہوشیار ہوکر مقابل ہوے تو بھاگ
گیا کچھ شرم نہ آئی امیر ثانی نے بصد ادب عرض کیا وہ ایک بیحیا و نالائق ہے اور نہایت نامرد و بزدل ہے
کہ آپنے شبخون مارا اگر مرد ہوتا تو ایسا نہ کرتا خیر دیکھا جائیگا ہرکارے واسطے دریافت خبر کے گئے ہین
یقین ہے کہ جلد ہرکارون سے حال اسکا معلوم ہو یہ عرض کرکے امیر خاموش ہوے بادشاہ لشکر اسلام
نے بوجہ خستہ ہونے کے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گیا اور راحت
پذیر ہوا بعد کئی روز کے وہ ہرکارے جو برائے دریافت خبر روانہ ہوے تھے مفصل خبر دریافت کرکے
اس وقت دربارگاہ سلیمانی پر آئے کہ حسب دستور بادشاہ گیجاہ گردون بارگاہ عالم پناہ بارگاہ مذکور
مین تخت پر رونق افزا تھے اور جملہ سرداران سپاہ دنگلون پر بیٹھے تھے بادشاہ موصوف امیر ثانی سے فرما رہے
تھے کہ ابھی تک ہرکارے نہین آئے لاجورد شاہ روسیاہ کی کچھ خبر نہ لائے کہ ناگاہ وہ ہرکارے داخل بارگاہ ہوے
اور پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیکے اسطرح دعا و ثنا بادشاہ لشکر اسلام زبان پر لائے کہ موافق نظم مؤلف

اے خسرو ذی وقار و خجستہ اقبال　　روز افزون ہو تیرا جاہ و جلال
ڈھونڈھتے ہین حسود جائے پناہ　　خوف سے تیرے اے شہ ذیجاہ

حسب الحکم یہ تکھوار گئے تھے بعد پرسش بسیار یہ مردم سے معلوم ہوا
کہ لاجورد شاہ خاطی و گمراہ و جلصال بد افعال دونون مع سپاہ جانب شہر صندل گئے ہین اور
یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ ابھی تک داخل شہر صندل نہین ہوے ہین اثناے راہ مین ہین عجب نہین کہ جب
شہر مذکور مین داخل ہون وہان کا حاکم مسمی کافور شاہ کہ نہایت بیدین و بد آئین ہے اور فی زمانہ اسنے
سپاہ اور پہلوان نامی فراہم کیے ہین ہر وقت بادہ نخوت سے مست رہتا ہے ان بھگوڑون کے حال پر رحم
کرکے پناہ دے ہرکارے یہ عرض کرکے بارگاہ سلیمانی کے باہر گئے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب
امیر ثانی دیکھا امیر نے ایماء ما فی الضمیر بادشاہ سے آگاہ ہوکر فی الفور خادمون کو حکم کیا کہ موافق
قاعدۂ لشکر اسلام سر دربار چوکی پر ایک جام شربت سے بھرکر رکھو جب خدام نے حکم کی تعمیل کی امیر نے
جملہ سردارون کی طرف دیکھکر باواز بلند یہ فرمایا کہ اے بہادران بیمثال و اے دلیران رستم خصال تم سب مین
کون ایسا شجاع و بہادر ہے کہ جانب شہر صندل جائے اور لاجورد شاہ گمراہ کو ہدایت کرکے راہ راست
پر لائے یا سر اسکا تیغ تیز کرے اس طرح جاکر تسخیر کرے یہ فرماکر خاموش ہوے اول سب بہادرون سے
بدیع الملک نے اپنے دنگل سے اٹھکر جام کلاہ عفیت سے کچھ شربت پیکر عرض کیا یہ خاکسار
جائیگا اور حکم بجا لائیگا امیر ثانی نے فرمایا جاؤ تم کو حوالہ خدا کیا بدیع الملک اجازت حاصل کرکے شادان

وہ جوان بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلے اور اپنے افسران لشکر کو حکم دیا جلد ہماری فوج کے جوان مسلح ہوں جب بحکم
جلد تر تمام لشکری مسلح ہوکر مرکبون کے قریب آکر کھڑے ہوئے جب بدیع الملک اپنے اسپ صبا دم
پر سوار ہوئے جملہ سواران لشکر بھی مرکبون پر سوار ہو کر ہمرکاب ہوئے اور بدیع الملک کے ہمراہ
سوے شہر صندل روانہ ہوئے جب وہ دن گذرا شب کو بادشاہ لشکر اسلام نے عالم خواب مین
دیکھا کہ بدیع الملک بن نورالدہر ایک دریاے خون مین غوطہ کھا رہا ہے یہ خواب پریشان دیکھ کر
صبح کو بادشاہ موصوف نے سر دربار امیر ثانی سے خواب مذکور بیان کرکے فرمایا کہ ضرور ہے کہ کسی
بہادر کو براے شرکت و مدد بدیع الملک روانہ کیا جائے امیر ثانی نے اسی وقت حسب قاعدہ
اسی طور سے سر دربار جام ماتل کلاہ عزیمت مین شربت رکھوا کر جملہ بہادرون سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا تم مین
کون ایسا دلیر ہے کہ واسطے شرکت و خبر گیری بدیع الملک کے جائے اور وہ جس بلا مین مبتلا ہو اُس
آفت سے اُسے بچائے اور شریک اسکا ہوکر اعدا سے مقابلہ کرے یہ کلام امیر ثانی سن کے شہریار
ملقب بہ رستم ثانی پسر ایرج اپنے دنگل سے اٹھا اور عرض کیا اس حکم کو مین بجا لاؤن گا امیر نے اجازت
دی شہریار یعنے رستم ثانی مع اپنی سپاہ کے شربت نوش کرکے اسی وقت سوئے شہر صندل روانہ
ہوا العبد گذرنے اس روز کے پھر شب کو بادشاہ لشکر اسلام نے خواب مین دیکھا کہ شہریار مبتلاے
بلا ہے اور کہتا ہے اے بادشاہ لشکر اسلام جلد میری خبر لیجیے یہ خواب ہولناک دیکھ کر حارث بن سعد کی
آنکھ کھلی نہایت تردد ہوا صبح کو دربار مین آکر امیر ثانی سے خواب مذکور بیان کیا اور کہا ہم کو سخت
تشویش ہے کہ فرزند ہمارا ہمکو مبتلاے آفت و بلا نظر آیا ہے اسکی اعانت کیواسطے کسی سردار کو روانہ کرنا لازم ہے
ناظرین پر واضح ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام نے اس سبب سے شہریار کو اپنا فرزند ظاہر کیا کہ دختر اسکی سے
منسوب ہے وہ داماد بادشاہ حارث بن سعد کا ہے الحاصل آمدم برسر مطلب امیر ثانی نے فی الفور
موافق قاعدہ اسی طور سے اسی جام مین جو مانند کلاہ عزیمت کے تھا شربت طلب کرکے سر دربار جوکی پر رکھوا
کر فرمایا اے بہادرو بادشاہ جمجاہ نے اپنے فرزند کو عالم خواب مین مبتلاے بلا دیکھا ہے پس کون
تم مین ایسا بہادر ہے کہ پاس اُس صف شکن تیغ زن کے جاکر شریک ہو اور اُس کی بلا کو اُس سے دفع کرے
ہنوز امیر ثانی یہ فرما کر چپ ہوئے تھے کہ سب سے پہلے کرب غازی اپنے دنگل سے اٹھا اور روبرو جاکر
عرض کیا کہ اس حکم کو یہ فدوی بجا لائیگا امیر ثانی نے اجازت دی کرب غازی نے خوش ہو کر جام مندرجہ
بالا سے تھوڑا شربت پیا اور ارادہ جانے کا کیا بادشاہ لشکر اسلام نے جو اپنے داماد کو عالم خواب
مین مبتلاے بلا دیکھا دل سینہ مین از حد بیچین تھا اسوجہ سے امیر ثانی سے باشارہ ارشاد کیا کہ اس بہادر سے
کہو کہ ہمارا پیش خیمہ لیکر جانب شہر صندل روانہ ہو کیونکہ ہم بھی بعد چند روز کے بیانتے جانب شہر صندل روانہ
ہونگے امیر ثانی نے حکم سے کرب کو آگاہ کیا وہ بہادر اثاثہ بارگاہ سلیمانی اور دیگر اسباب چھکڑون پر بار کراکے شربت
پی اسکا و خلعت رخصت لیکے مع چالیس ہزار قزاقون کے سمت شہر صندل روانہ ہوا العبد جانے کرب غازی
کے امیر ثانی و جملہ سرداران صف شکن مع تمامی فوج قیصرے اور ہمراہ رکاب بادشاہ فوج اسلام طرف
شہر صندل روانہ ہوئے

داستان سہو چخالا جور دشاہ و صلصال کا قریب سنق کوہ اور پناہ دنیا ملک ترسی

حاکم شفق کوہ کا اور لڑنا بدیع الملک سے ساقی نامۂ مؤلف

پلا ساقیا بادۂ ارغوان — کہ اسوقت لکھنی ہے وہ داستان — جسے سنکے مسرور ہون سامعین
جسے پڑھ کے ناظر کہیں آفرین — بہت خوب لکھی ہے یہ داستان — مؤلف ہے اسکا فصاحت بیان
جو دیکھے ایسے حاسد خود پسند — تو دل اُسکا ہو رشک سے دردمند — پلا دے اگر بادۂ بے مثال
تو نشہ مین اُسکے بفکر کمال — شفق کوہ کی آج لکھو مین جنگ — دکھا دون طبیعت کا مین اپنی زبان
نہین ہے بجز میکشی دل کو چین — مجھے کہتے ہین سب تصدق حسین — سخن سنجان گلزار معانی
بیان کرتے ہین اب یون نغمہ خوانی

کہ جب لاجورد شاہ اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو صحرائے ثلث سے ہنگام شب سوے شہر صندل روانہ ہوے تھے خوف بادشاہ لشکر اسلام اور خطر امیر ثانی عالی مقام سے ہوش و حواس بجا نہ تھے بے اختیار دونون نابکار مع فوج گھوڑے دوڑائے ہوے بھاگے جاتے تھے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے کہ ہمارے تعاقب مین اہل اسلام تو نہین آتے ہین راوی ناقل ہے کہ اسی خوف و خطر و پریشان خاطری مین چند در چند کوچ و مقام کرکے ایک روز قریب شام ایک ایسے صحرائے سبزہ زار نہایت پُر بہار مین پہونچے کہ وہ صحرا ایسا وسیع تھا کہ ایک نظر بھی کسی طرح اسکو طے نہ کرسکتا تھا اور طائر خیال بھی بہزار کوشش حد اُسکی دریافت نکر سکتا تھا مرزون تک کردگار جہان نے اپنی قدرت سے فرش بہ فرش سبزۂ شاداب کا کہ رشک فرش زمردنگار تھا بچھایا تھا اور ایک ادنیٰ نمونہ اپنی قدرت کاملہ کا اپنے بندون کو دکھایا تھا ہواے سرد اُس سبزہ زار کی ایسی راحت رسان تھی کہ اگر برسون کا بیمار وہان کی ہوا کھائے ایک دن مین بخوبی شفا پائے نہین نہین ہوائے اُس سبزہ زار پر بہار کی گویا مسیحا نفس تھی کہ اگر مردون کو وہان کی ہواے جانفزا کھانا نصیب ہو عجب نہین کہ بتاثیر جان بخشی بحکم خدا اُن اموات کو پھر گلشن ہستی مین ملک عدم سے لائے سبزۂ سبز اُس میدان بے پایان کا ایسا آرام بخش تھا کہ اگر کوئی بیمار کہ جسکو شدت امراض سے کسی طرح نیند نہ آتی ہو اُس فرش سبزہ پر ایک دم ہی لیٹے تو فوراً نیند آجائے روح آرام پائے اور اگر کسی میت کو درمیان اُس سبزہ زار کے دفن کیا جائے تو تا قیامت سے بھی نجاگے و صداے صور اسرافیل علیہ السلام سے بھی اس میت کے خواب خوش مین ذرا بھی فرق نہ آئے وحوش و طیور اُس صحرا مین مانند ذرہ ریگ بیابان لکھوکہا پھرتے تھے خصوصاً آہوے ختن چشم اپنی انداز رفتار و خوش خرامی سے اور طائران خوش الحان رشک بلبل غزلخوان اس طرح نغمہ سرا تھے کہ دیکھنے اور سننے والون کے دل بہلاتے تھے وہ آہو مردم کو اسیر دام دید کرتے تھے اور اہل سماعت کو وہ طیور مشتاق شنید کرتے تھے قریب سبزہ زار مذکور بہت کہین نہرین رواں تھین جن کا آب صاف و شیرین خوش صفات تھا نہین نہین پانی اُن نہرون کا رشک آب حیات تھا غرض وہ سبزہ زار خوش و خوب تھا کہ روح کو اُسکا تھا بدل مرغوب تھا ایسے بے مثال صحراے سبزہ زار کی مفصل تعریف کیا لکھی جائے کہ تحریر محال ہے قلم شکستہ بال ہے لیکن مختصر یہ ہے نظم

سبزہ تھا مقتل سبزہ زار حسین — اسکو خوش چشم چرتے تھے ہرن — کوئی پالے کے وصف کیا ہون بیان
غیرت مار زلف پیچا فشان — بیل بوٹے یہ نقش دیا جوبن — دامن دشت پر لکھی تھی چمن
مقتل اطفال جو روش ہر سو — مست تھے جست و خیز مین آہو — لاجورد شاہ اور صلصال

نے جو ایسے سبزہ زار پر بہار پر نظر کی بے اختیار لاجورد شاہ نے صلصال سے کہا کیا خوب سبزہ زار

ہی دل چاہتا ہی کہ آج یہی جگہ مقام کیجیے یہان کی سیر سے کچھ لطف زندگی اُٹھایئے ہرچند کہ مسلمانون سے مقابلہ کرکے وہ صدمے اُٹھائے ہین اور ایسی آبروریزی ہوئی ہی کہ لطف زندگی باقی نہ رہا یعنی خداوند ہو کے بھاگا سامنے بندون کے ذلیل ہوا پہلوان نامی قتل ہوئے لشکر تباہ ہوا صدمہ پر صدمہ اٹھایا ہی لیکن اس سبزہ زار کی سیر کا مشتاق ہون یہانسے اسوقت آگے نہ جاؤنگا صلصال نے جواب دیا ابھی ہم کو اہل اسلام کی طرف سے خطر ہی یہ کوئی جاے پناہ نہین ہی کہ یہان ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہونگے اس سبزہ زار کی سیر سے کیا فائدہ ہوگا آگے بڑھیے ابھی دن ہی شب کو کسی درہ کوہ مین ہو کر قیام کرینگے لاجورد شاہ نے جواب دیا ہین تو یہانسے نہ جاؤنگا اگرچہ مسلمان مجھے آکر قتل بھی کر ڈالین یہ کہکر مرکب سے کود کر سیر سبزہ زار کی کرنے لگا جب لاجورد شاہ مرکب سے اُترا اُسوقت صلصال وغیرہ جملہ سردار مرکبون سے اُترے جلد خیام و بارگاہ برپا کیے سرداران لشکر اسلام کو بھی اونٹ سے کشان کشان اُتارا یہ وہ سردار ہین جن کو سوار قہر خدا زنگی وغیرہ نے وقت مقابلہ اسیر کیا تھا غرض جب خیام و بارگاہ خدام برپا کر چکے لاجورد شاہ مع صلصال داخل بارگاہ ہوا پردے بارگاہ کے اُٹھادیے یہ دونون نابکار کرسیون پر بیٹھکر سیر سبزہ زار کرنے لگے سواران ہمراہی بھی خیام مین اور اکثر فرش سبزہ پر بیٹھکر راحت پذیر ہوے ہر ایک سوار نے پوشاک اور سلاح بدن سے اُتارا ہنوز شام نہوئی تھی لاجورد شاہ مع صلصال سیر کر رہا تھا ناگاہ دست راست سے بہت دور سرخی ایسی نظر آئی کہ جیسے وقت شام جانب مغرب سرخی ہوتی ہی لاجورد شاہ نے اُس سرخی پر نظر کرکے متحیر ہو کر صلصال سے کہا دیکھو تو اس جانب یہ سرخی کیسی ہی گویا شفق ہی اُسنے جواب دیا شاید بطرف کوہ شفق سرخ ہی کہ شعاع آفتاب سے سرخی اُس کوہ کی نظر آئی ہی یا کچھ اور ہی یہان تو یہ دونون بادیہ پیماے منازل ضلالت و ہزیمت بارگاہ مین بیٹھے ہوے سیر سبزہ زار کر رہے ہین باہم باتین کر رہے ہین [illegible] لشکری سامان اکل و شرب کا کر رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال شفق کوہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب یہ دونون نابکار اس سبزہ زار مین مقیم ہوے تھے حسب اتفاق چند ہرکارے حاکم کوہ شفق کے سبزہ زار [illegible] مین براے ہواخوری و بالادوی آئے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ لشکر اُترا ہی بارگاہ و خیام برپا ہین دل مین خیال کیا شاید کوئی بادشاہ براے مقابلہ حاکم کوہ شفق آیا ہی پس لشکر مین چلکر حال تحقیق دریافت کرکے اپنے بادشاہ کو آگاہ کرنا چاہیے یہ تدبیر ذہن نشین کرکے داخل لشکر ہوکر سوارون سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہی کہان سے آیا ہی کہان جائیگا اُنھون نے تمام حال صحیح صحیح بیان کیا ہرکارے تمام حال سنکے بقصد عجلت راہ طی کرکے اسوقت کوہ شفق پر پہونچے کہ حاکم کوہ شفق یعنے ملک تیرسی دربار مین تخت پر بقصد نخوت بیٹھا تھا دربار آراستہ تھا امرا و وزرا و گردان قوی تن و سرداران سپاہ علی قدر مراتب بیٹھے تھے حاکم مذکور نے براے بادہ خواری ساقیان خوبرو سے کشتیان شراب ناب کی طلب کی تھین ہنوز ساقیان سیمین ساق کشتیان مے گلرنگ کی نہ لائے تھے ناگاہ وہ ہرکارے افتان و خیزان داخل دربار ہوے بجھر پایہ تخت کو بوسہ دیکے اُن کافرون نے اپنے حاکم الکفر کی اس طرح ثنا و دعا زبان پر جاری کی بمقتضاے نظم

حامی کفر تیری ذات رہے
اہل اسلام کا سدا بدخواہ

اے شہنشاہ خسرو کوہ شفق
جب تلک [illegible] رہے
دین اسلام سے کیا انکار

تجھکو جز عیش ہو نہ کوئی قلق
تو نے طی کی ازل سے کفر کی راہ
بت پرستی مین تو رہا طیار

ملک ترسی نے خوش ہوکر پوچھا بیان کرو کیا خبر لائے ہو اُنھون نے عرض کیا خداوند لاجوردشاہ مع سپاہ ہمراہی صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو سبزہ زار فرحت افزا مین آکر مقیم ہوے ہین حضور کی عملداری مین تشریف لائے ہین مسلمانون سے رنجیدہ ہوکر یہان آئے ہین ملک ترسی یہ خبر سُنکے نہایت خوش ہوکر وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اسوقت ان ہرکارون نے مابدولت کی تمنائے حصول کی ہر اور دعا بھی مابدولت کو بہت خوب دی ہر اور خبر ہمارے خداوند کے آنے کی بھی دی ہر بہت ہمکو خوش کیا ہر لہذا انعام مین انکو خلعت و زر کثیر ہمارے خزانۂ عامرہ سے دینا چاہیے وزرا نے فی الفور حکم کی تعمیل کی جب ہرکارے خلعت و انعام پاکر دربار سے چلے گئے ملک ترسی نے اپنے وزرا اور جملہ افسران سپاہ سے مخاطب ہوکر کہا وقت سحر سبزہ زار فرحت افزا مین جاکر ہمارے خداوند کو باعزاز تمام استقبال کرکے یہان لانا خوشا مقدر مابدولت کا کہ خداوند جن کے دیدار کے ہم بہت مشتاق تھے تشریف لائے ہین سب نے عرض کیا جو حکم ہم منکوا ردن کو ہوگا ضرور بجا لائینگے جب وہ شب گذری وزرا اور تمامی افسران سپاہ حسب الحکم حاکم کوہ شفق برائے استقبال لاجوردشاہ روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اُسوقت سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے کہ لاجوردشاہ نے ارادہ کوچ کا جانب شہر صندل کیا تھا ناگاہ وزرائے حاکم ترسی نے بصد ادب لاجوردشاہ کو سلام کیا اور خداوند اپنا جانکر قدم پر اُسکے سر جھکایا اسی طرح ہر ایک گمراہ نے اُس گمراہ کو سجدہ کیا بعد سجدہ کرنے کے وزرا نے دست بستہ عرض کیا اس وقت ہمکو ہمارے بادشاہ حاکم شفق کوہ نے حضور کے آنے کی خبر سُنکے برائے استقبال روانہ کیا ہی کیا عجب ہر کہ خود بھی تشریف لائین لاجوردشاہ نے انکی تقریر سُنکے دل مین خیال کیا کہ بالفعل کوہ شفق پر جاکر پناہ لینا چاہیے بعد بربادی کوہ شفق سوے شہر صندل عزم کیا جائے گا یہ خیال کرکے وزرا سے کہا مابدولت تو سوے شہر صندل جاتے تھے ہمارے بندۂ خاص وہان بھی ہین لیکن اب نہ جائینگے کیونکہ مالک ترسی بھی ایک ہمارا بندۂ خاص ہر اور تم سب بھی مابدولت کو بدل خداوند جانتے ہو یہ کہکر ساتھ وزرائے مذکور کے طرف شفق کوہ مع صلصال وغیرہ کے روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب کوہ پہونچا دیکھا عجب کوہ ہر کثرت لالۂ نعمان سے رشک لعل بدخشان ہر دامن کوہ بھی نہایت پربہار ہر تعریف کوہ مذکور اگر اچھی طرح لکھی جائے تو ناظرین اختصار پسند کو ناگوار ہوگی لہذا بخیال حیفت کوہ شفق مختصر رقم کیجاتی ہی

نظم

لالہ پھولا تھا اور نافرمان
فاختہ کا تھا نالہ کوکو
اڑ رہی ہر کہین سے صوت ہزار
آرہی تھی کہین ہوائے سرد
لیکے آب انکی نہر سے رضوان
فرحت افزا بر ناب نغمہ ساز
اک طرف چشم نرگس کہسار
تمنہ آموز عندلیب جنان

تھا تہ آسمان عجب وہ کوہ
اُس کی بو کا تھا تابع فرمان
کہین سنقار کبک جلوہ کنان
کہین پھولی ہوئی گلون کی بہار
چشمے اس کوہ پہ تھے وہ پرتاب
سینچتا تھا ریاض باغ جنان
ہر شجر اُس کا نخل گلشن طور
دیدۂ مست کی طرح سرشار

جانور آسیہ سے گروہ گروہ
آبشارین تھین والہ جان ہر سو
کہین خنیاگری طاؤسان
زعفران کا کہین تھا تختہ زرد
موجزن مثل چشمۂ سیماب
دلربا آب ستارکی آواز
ہر ثمر رشک سیب عارض حور
وہ درختون پہ مرغ خوش الحان

ابھی لاجوردشاہ سیر دامن کوہ کر رہا تھا ساکنان شفق کوہ

دست بستہ عرض کر رہے تھے اے خداوند یہ سب جلوہ آپ ہی کی قدرت کا ہے لاجورد شاہ خوش ہو کر
کہتا تھا اے بندگان تم سچ کہتے ہو ناگاہ ملک ترسی کوہ شفق سے ہمراہی چند ارکان دولت اُتر کر بہر
لاجورد شاہ برائے استقبال آیا بعد بجالانے شرائط عبودیت کے اور سجدہ کرنے کے لاجورد شاہ کو بصد اعزاز
کوہ شفق پر لیگیا اور اپنے تخت حکومت پر بٹھایا خود بھی گوشہ تخت بصد ادب تمام بیٹھا اہل دربار بھی دربار میں اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے جب دربار خوب آراستہ ہوگیا ملک ترسی نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا وہ حسب الحکم کشتیان شراب
کی لائے اور پیالے ملک ترسی لاجورد شاہ کو جام پر جام شراب بھر کر دینے لگے جسوقت لاجورد شاہ کئی جام شراب
کے پی چکا اور صلصال اور ملک ترسی وغیرہ میکشی سے فارغ ہوئے تو لاجورد شاہ کو نشہ شراب کا ہوا ملک ترسی
نے دست بستہ پوچھا اے خداوند اس طرف آپ کے تشریف لانے کا کیا سبب ہوا لاجورد شاہ نے کہا ماہدولت
کے کچھ بندگان خراب ہیں وہ ماہدولت سے منکر ہیں خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہیں تا ہم بنفس نفیس
اُن بندگان جاہل کی ہدایت کو گئے تھے ہر چند انکو ہدایت کی لیکن انھون نے ماہدولت کو نہ پہچانا
بلکہ آمادہ جنگ ہوئے ماہدولت کو سخن بد کہے لیکن ماہدولت کو غصہ آیا بندے جان کر رحم کیا آخرکار
وہ بندگان جاہل اسقدر ایذا رسان ہوئے کہ ماہدولت کو اُن سے بظاہر لڑنا پڑا چند روز اُنسے خوب
لڑائی ہوئی سوار قدرت نے ماہدولت کے چند در چند اہل اسلام کو جو قوت و شجاعت میں نام آور
تھے ایک دم میں گرفتار کر لیا چنانچہ وہ سب ابتک ماہدولت کے ہمراہ ہیں یہ کہکر اُن دلاورون کو طلب کر کے
ملک ترسی کو دکھایا انھون نے دربار میں آکر بطریق اہل اسلام انکافرون پر سلام کیا کسی نے جواب نہ
دیا ملک ترسی نے برہم ہو کر کہا جلد ان مسلمانون کو دربار سے لیجاؤ کہ ہمیں ان کی صورتیں اور انکی آواز
بُری معلوم ہوتی ہے ملازم انکو جسطرح طوق و زنجیر میں گرفتار کیے لائے تھے اُسی طرح دربار سے لیگئے بعد جانے
اُن دلاورون کے ملک ترسی نے پوچھا اے خداوند بعد گرفتار کرنے ان مسلمانون کے پھر کیا ہوا اتنو
لاجورد شاہ نے آنسو بہا کر اور آہ سرد بھر کے کہا اب آگے کیا بیان کریں یہ قصہ طویل ہے اور نہایت
پرغم ہے مختصر یہ ہے کہ اہل اسلام نے رنج پر رنج دیے ماہدولت نے قہر اپنا انپر نازل نہ کیا بندگان
جاہل جان کر چھوڑ دیا اور ابتک رحم کیا آخر ہدایت کرنے سے ہاتھ اُٹھا کر اس طرف کا عزم کیا دیکھیے
اہل اسلام یہان بھی ماہدولت کو براحت و آرام رہنے دیتے ہیں یا نہیں یہ کہکر زار زار رونے لگا
ملک ترسی نے عرض کیا اے خداوند آپ اشکبار نہون آپ کے رحم و کرم نے اہل اسلام کو دلیر کر دیا ہے
اگر یہان اہل اسلام آئینگے تو یہ بندہ خاص آپ کا انکو قتل کر ڈالیگا ملک ترسی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ چند
ہرکارے افتان و خیزان گھبرائے ہوئے دربار میں آئے اور مجرا گاہ سے حسب قاعدہ شرائط آداب
و تسلیم بادشاہی بجا لا کر بعد ادائے ثنا و دعائے ملک ترسی یون عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک جاہ
مقام تردد ہے کہ ایک شخص مسمی بدیع الملک بجمعیت چالیس ہزار سواران زمرد پوش کے دو کوس اس کوہ
فلک شکوہ سے ہٹکر میدان وسیع میں قیام پذیر ہوا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ سوار مذکور
مع اپنے لشکر کے مسلمان ہے اور برائے تعاقب ہمارے خداوند کے آیا ہے ہرکارے یہ خبر دے کر
دربار سے چلے گئے یہان دربار میں لاجورد شاہ بالائے تخت شادمان بیٹھا تھا ہاتھ میں جام شراب
تھا چاہتا تھا کہ شراب پیے ناگاہ ہرکارون سے بدیع الملک کے آنے کی خبر سنکے ایسا خائف و ترسان ہوا

اور اس درجہ خوف سے کانپا کہ ہاتھ سے ساغر چھوٹ گیا تخت پر گرا ملک ترسی نے پوچھا ای خداوند نام
بدیع الملک سنکے آپکے ہاتھ سے جام مے کیون گرا لاجورد شاہ نے جواب دیا ای بندۂ خاص ہمارے
آگاہ ہو کہ میکشی ہنگام عیش و راحت اور بوقت شگفتگی دل مناسب ہی نہ ہنگام رنج و ملال چونکہ بدیع الملک
ایک سردار زبردست ہی اور ہم سے منحرف ہی بلکہ بوجہ جاہل ہونے کے ہم ایسے خداوند کا درپی آزار ہی
اسکے آنے کی خبر سنکے عیش مایہ دولت کا مبدل بہ الم ہو گیا اسوجہ سے جام مے ہاتھ سے گرا دیا ہی ملک ترسی
نے عرض کیا ای خداوند آپ تصور کر کے اپنے بدخواہ کو ابھی نیست و نابود کر دیجیے اپنے عیش کو
مبدل بہ غم نہ کیجیے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجکو ہماری مصلحت سے آگاہی نہین ہی ہم خداوند ہین جنہے
ایسے بھی بندگان جاہل کو پیدا کیا ہی خلاف ہمارے رحم اور خداوندی کے ہی کہ ہم اپنے بندون کو اپنے
قہر و غضب سے ہلاک کرین ہان اسوقت یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے بدیع الملک وغیرہ کو قتل
کرا وینگے دنیا مین اس کار نمایان سے عزت و آبرو تیری بڑھاوینگے ملک ترسی نے یہ کلام سنکے از حد
شادمان ہو کر ایک سردار مسمی بہرام فیل پیکر کو حکم کیا کہ اسی وقت اثالہ ہماری بارگاہ فلک فرسا کا
لیکر جانب بدیع الملک روانہ ہو بعد تیرے جانیکے ہم بھی مع سپاہ بمقابلہ بدیع الملک آوینگے
سردار مذکور حسب الحکم اثالہ بارگاہ کا ہمراہ لیکر مع اسی ہزار سوارون کے کوہ شفق سے اتر کر بمقابلہ
بدیع الملک آکر قیام پذیر ہوا بدیع الملک نے اس سردار کو دیکھکر دل مین کہا کہ یہ نابکار بہت قوی
ہیکل سردار ہی دیو قامت فیل پیکر سیاہ رو قوی بازو نظر آتا ہی نہین معلوم کس حاکم کی فوج کا سردار ہی
مجھسے بے وجہ کیون بر سر کاوش ہی مین تو جانب شہر صندل لاجورد شاہ گمراہ کے تعاقب مین جاتا
ہون یہ نالائق کیون لڑنے آیا ہی ابھی بدیع الملک اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ سامنے سے ملک
ترسی اور لاجورد شاہ اور صلصال شتر مرکب پر سوار کئی لاکھ سوارون کی جمعیت سے لڑنے آئے
جملہ نشان ہاے لشکر ضلالت اثر سیاہ پائے بدیع الملک نے لاجورد شاہ اور صلصال کو دیکھ کر
مسکرا کر بے اختیار فرمایا کہ ہم جسکے تعاقب مین جاتے تھے وہ خود ہی ہمراہ اپنے معین کے آتا ہی الحمد للہ
کہ شہر صندل تک نہ گئے تھے کہ در مطلب اثناے راہ مین ہاتھ آیا ہم جانتے تھے کہ اس نابکار نے
سیان کے بادشاہ سے پناہ چاہی ہی اور اسنے اسے پناہ دی ہی اور رفقا اسکی دامن گیر ہی کیونکہ خود مقابلے
پہ آتا ہی خیر آتا ہی تو آئے خداوند عالم ہمارا مددگار ہی ہنوز بدیع الملک زرد پوستون سے یہ تقریر
کر رہے تھے کہ ملک ترسی اور لاجورد شاہ وغیرہ مقابلہ لشکر ظفر اثر مین آ کر اپنی اپنی بارگاہ و خیام
مین فروکش ہوئے جب وہ دن کچھ باقی رہا ایک نامہ ملک ترسی نے بدیع الملک کو اس
مضمون کا لکھا کہ ای بدیع الملک حالت اچھی نہین ہی اب یہی بہتر و مناسب تمھارے حق مین ہی
کہ اپنے خداوند پیدا کرنے والے کو یعنی خداوند لاجورد شاہ کو سچا خداوند اپنا جانو بس سرکشی ہو چکی
اب سجدہ کرو ہم اقرار کرتے ہین کہ تمھارے قصور ماضی خداوند سے عرض کر کے عفو کرا دینگے اور اگر
خلاف اس تحریر کے کروگے بہت پچھتاؤگے سیان سے زندہ نہ جاؤگے میرے ہاتھ سے قتل ہوگے مین
وہ بادشاہ قوی بازو ہون کہ اکثر سلاطین جہان مجھ سے خائف و ترسان ہین خداوند لاجورد شاہ
کی عنایت و کرم سے سپاہ بہت رکھتا ہون پہلوان بھی چند ایسے ہین کہ چیدۂ روزگار ہین فرزانہ بھی واق

رکھتا ہون مجھسے تم کیا رطو گے ایک ادنے میرے لشکر کا سردار تمھارے قتل کرنے کو کافی ہی جب ملک ترسی
یہ عبارت لکھوا چکا ملفوف کر کے سر نامہ پر اپنی مہر کر کے ایک عیار سبک صبا قدم کو دیا اور کہا جلد ہی نامہ
کو بدیع الملک کے پاس لیجا اور جواب اسکا لا وہ حسب الحکم نامہ مذکور بدیع الملک کے پاس لایا
اس بہادر نے اُسے پڑھکر جواب مین بعد القاب لکھا کہ ای ملک ترسی آگاہ ہو کہ لاجورد شاہ ہرگز
ہرگز لائق پرستش نہین ہی کیونکہ وہ بھی ایک بشر ہی اور کچھ بھی قدرت کسی امر پر نہین رکھتا ہی محتاج دو عالم
ہی اگر کچھ قدرت رکھتا تو صحرائے مثلث سے بھاگ کر تمھارے دامن پناہ مین آکر نہ چھپتا بس اب
اس باب مین ذرا فکر و غور کرو تمکو اُسکی پرستش کیواسطے کیا لکھتے ہو تم بھی اُسکی پرستش نکرو کیونکہ وہ مثل
شیطان کے بندگان خدا کو بہکاتا ہی خود بھی گمراہ ہی اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتا ہی لہذا تمکو مناسب یہی ہی
کہ ایسے مردود کو پناہ نہ دو ہمارے حوالے کردو کہ ہم اُسکو قتل کرین اور تم اپنا دین باطل چھوڑ دو دائرۂ
دین اسلام مین آؤ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جہالت سے باز آؤ اپنے معبود حقیقی کی پرستش کرو تا کہ انجام بخیر ہو
اور کثرت فوج پر مغرور ہو کر غرور کرنا اچھا نہین ہی اگر خلاف اسکے کروگے تو بہت پچھتاؤگے تم اور
تمھارا تمام لشکر میرے ہاتھ سے قتل ہوگا دیکھو لاجورد شاہ کی پرستش سے باز آؤ میرے کہنے پر عمل کرو
اپنے خالق کو پہچانو اُسکی پرستش کرو قابل پرستش اور لائق حمد وہ معبود لایزال ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے
کون و مکان اور مافیہا کو پیدا کیا ہی کہ بمقتضائے این نظم

کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب اُس نے بنایا
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
دیا سامان شاہانہ کسی کو
مزہ دیتی رہی اندوہنا کی
چھپائے سیکڑون جلوے دکھا کے
فقط عالم مین ہی افسانہ باقی

مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
کیا پیدا نشان ہی بے نشان کا
بنایا خاک ویرانہ کسی کو
دکھائے جلوہ ہائے حسن خوبان
تماشا مین صورتین کیا کیا بنا کے
کہین طالب کہین مطلوب ہی وہ

بنایا جسنے کن سے دو جہان کو
سکھایا بے قدم انداز رفتار
جہان مین اہل بینش کے عجب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہو نہ ہی فرزانہ باقی
غرض جس رنگ مین ہی خوب ہی وہ

ای ملک ترسی یہ ادنی قدرت پروردگار تحریر کی ہی وہ بہت بڑا قادر ہی تجھکو مکرر لکھا جاتا ہی کہ معبود
حقیقی و لایزال کو سجدہ کر لاجورد شاہ پر اور اپنے خداوندون پر لعنت کر ہماری ہدایت قبول کر کہ تیرے
حق مین خوب ہی آیندہ تجھکو اختیار رہی یہ عبارت بجواب نامہ رقم کر کے عیار مذکور کو نامہ سپرد کیا وہ لیکر
روانہ ہوا اور ملک ترسی کو دیا اُسنے تمام و کمال عبارت پڑھکر از حد غیظ و غضب مین آکر کچھ کلمات نامناسب
بدیع الملک کو لکھکر حکم کیا ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے ہم صبح کو ان خدا پرستون سے مقابلہ
کر کے سب کو تہ تیغ کرینگے حسب الحکم خدام نے طبل جنگ بجایا جب صدائے طبل جنگی لشکر حریف مین
بلند ہوئی ہرکارون نے خدمت بدیع الملک مین حاضر ہو کر بعد آداب و شرائط فدویت و ثنا
وہ دعا یون عرض کرنے لگے کہ بمواقق نظم

ہو ہزیمت سدا عدو کو نصیب

ای قوی شاہزادۂ ذی جاہ
فتح ہو تجھ سے نیکخو کو نصیب

دے عدو پر تجھے ظفر اللہ
اسیوقت ملک ترسی نابکار

نے جواب نامہ سے مطلع ہو کر از حد برہم ہو کر طبل رزمی بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہین کا ہی کہ ہنگام سحر

میدان کارزار میں آکر خدام و لشکریان حضور سے کارزار و ستیز کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے تو
یہ خبر دے کر چلے گئے **بدیع الملک** نے اعانت مددگار انس و جان معبود قوی و ناتوان پر بھروسا
کر کے اپنے ملازمون کو حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بامید مددگاری پروردگار عالم نقارۂ رزمی
بجایا جائے خدام نے فی الفور حکم کی تعمیل کی جب دونون لشکرون مین صدائے طبل و نقارۂ رزمی
بلند ہوئی ہر ایک سپاہی و لشکری کو معلوم ہوا کہ ہنگام سحر میدان کارزار مین حریفون سے لڑنا ہوگا
پس آلات حرب و ضرب کو صاف و درست کرنے مین مصروف ہوئے کسی نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی
تیر انداز نے اپنی ہر ایک کمان اور تیرون کو درست کیا جو لشکری نمک حلال و جری تھے وہ تو خوش
ہو کر باہم یہ کہہ رہے تھے کہ وقت سحر سامنا دشمنون سے ہوگا بڑھ بڑھ کر لڑین گے اعدا کو دلیرانہ حمل
کرینگے نعرے شیرانہ کرینگے حق نمک اپنے آقا و مالک کا ادا کرینگے جان دیدین گے مگر میدان جنگ سے
قدم پیچھے نہ ہٹائین گے سرخرو ہو کر دنیا سے جائین گے بہادرون کی فہرست مین نام اپنے درج کیے جائینگے اگر
اعدا کو بھگا کر زندہ رہین گے تو ہمارا مالک و آقا ہمارے عہدے بڑھائیگا خوش ہو کر انعام دیگا سوا اسکے
تمام لشکر بلکہ دنیا مین بہادر مشہور ہونگے دلیران جہان مین محبوب ہونگے اور جو لوگ لاجوردشاہ
اور ملک ترسی کی سپاہ مین نامرد و بزدل تھے انکا یہ حال تھا کہ جس وقت سے طبل جنگی اور نقارۂ رزمی
دونون لشکرون مین بجے تھے بہت گھبرا گئے تھے چہرے زرد تھے حواس باختہ تھے خیال جنگ
سے اسقدر خائف تھے کہ دست و پا کانپتے تھے بعضون کو خوف جنگ و کشت و خون سے تپ آگئی تھی
اکثرون کو دست آنے لگے تھے بزدل نامردون سے کہتے تھے بھائیو ہمکو اس روز بد کا مطلق خیال
نہ تھا ورنہ ہم نوکری نہ کرتے ہرگز فوج مین چہرہ نہ لکھواتے تلوار سپر نہ باندھتے بھیک مانگتے کوئی محنت
و مزدوری کرتے دو چار روپیہ مہینے مین پیدا کرتے اہل و عیال تنگی و پریشان حالی سے بسر کرتے اب
سخت مشکل درپیش ہے تباؤ کیا کرین صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا دشمنون سے سامنا ہوگا مشہور ہے
کہ دشمن دشمنی ضرور کرتا ہے اور کبھی رحم نہین کرتا ہے وہ کا ہیکو ہمین چھوڑ دیگا تیغ و تیر یا اور کسی آلۂ ضرب
سے ہلاک کر ڈالیگا جورو بچے ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے ملک ترسی اور لاجوردشاہ کو کچھ
ہمارے مرجانے اور قتل ہونے کا ملال نہوگا بس ہم تو صاف صاف کہتے ہین کہ صبح تک اس لشکر ہی مین
نہ رہین گے نہ سپاہی ہونگے نہ میدان جنگ مین جائین گے نہ حریف ہمکو قتل کرینگے نامرد بزدلون کی گفتگو
سنکے کہتے تھے تمھاری رائے کو ہم پسند کرتے ہین جو کچھ کہا سچ ہے ہم بھی ایسے ہی خیال کر رہے تھے کیونکہ
ہمنے دس روپیہ کے لالچ سے رسالہ مین نوکری کر لی تھی نہ یہ سمجھ کے ملازمت اختیار کی تھی کہ اپنے
مالک کی طرف سے مالک کے دشمنون سے لڑینگے اگر یہ امر ذہن نشین ہوتا تو کبھی نوکری نہ کرتے کیونکہ
ہمکو کا جنگ تلوار لگانا بھی نہین آتا اور نہ کبھی کسی نے بتایا نہ خود کسی سے فن سپاہگری حاصل کیا ہم نے
بڑے ناز و نعمت سے پرورش پائی ہے بزرگون نے سدا ہمارے ناز اُٹھائے ہین ہائے اُن بزرگون
کی شفقتین یاد آتی ہین اسقدر ہمکو چاہتے تھے اور اسدرجہ پیار کرتے تھے کہ مکان سے باہر نکلنے نہ دیتے
تھے اور کبھی چاقو چھری قینچی کیل پیا تنک کہ قسم لوہے سے سوئی تک بھی ہمکو نہ دیتے تھے اور نہ کبھی
چاقو وغیرہ کے قریب جانے دیتے تھے اگر کوئی فصد لیتا تھا یا کوئی چوپایہ مانند بھیڑ بکری کے کہین

ذبح کیا جاتا تھا تو وہان ہم کو نہ جانے دیتے تھے تاکہ ہم خون نہ دیکھین وہ زمانہ تو گیا بزرگ بھی مر گئے
اب یہ زمانہ آیا ہی کہ میدان جنگ مین کشتے خاک و خون مین بھرے ہوے دیکھین زخمیون کی فریادین کے
تلوار اور نیزہ اُٹھا کر لڑین زخم تلوارون کے اس تن نازک و آرام طلب پر کھائین افسوس ہزار افسوس
کیا انقلاب ہی یہ پیر فلک نہایت ستم شعار ہی اور از حد نیرنگ ساز شعبدہ پرداز ہی کسی کا راحت و
آرام سے بسر کرنا اسے ناگوار ہی ہر دم یہ جفا کار درپے آزار ہی خصوصاً ہم الیسون پر ظلم زیادہ کرتا ہی
جو ناز و نعمت سے پلے ہین حیف اس ستم ایجاد کو یہ منظور نہوا کہ ہم لوگ بےخوف و خطر نوکر رہین تنخواہ
ماہ بماہ پایا کرین پلنگ پر پڑے رہا کرین غذاے مرغن کھایا کرین خبر جو خوشی فلک کی کوئی اب
ہم تدبیر کرینگے ایسی ہی نوکری اور ڈھونڈھین گے یہان کی نوکری چھوڑ دینگے کیونکہ فلک کو آرام
رسانی مین ہمارا رہنا منظور نہین ہی اور ہم کو بھی ایسی نوکری منظور نہین ہی جسمین جان جانے ہی اسی وقت
جاتے ہین یہ کہکر وہ تاریکی شب مین سب اُٹھ کر چلے بزدل اُنکے ساتھ لشکر سے نکل گئے الحاصل بہادر
لشکر مین رہ گئے اور بزدلان نمک حرام پوشیدہ ہو کر بھاگ گئے جب وہ شب بسر ہوئی اور آمد آمد خسرو خاور
کی جانب مشرق سے بہ نیزۂ خطوط شعاع ثابت ہوئی اور ادھر بدیع الملک نماز سحر پڑھکر دعا فتح و ظفر کرکے
ہمراہ اپنے لشکر کے جانب نبردگاہ روانہ ہوے اُدھر سے ملک ترسی بہمراہی صلصال و لاجورد
شاہ روسیاہ لشکر کثیر سے عرصۂ کارزار مین آیا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے اور دونون
لشکرون سے بیلدار اور بیلچہ بردارون نے نکل کر میدان جنگ کی بلندی و پستی کو دیکھ کر زمین کو ہموار کیا
جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک نبردگاہ سے دور کرکے چلے گئے اُس وقت باماے بدیع الملک و
ملک ترسی بعد صف آرائی کے نقباے خوش گفتار اور کہلت چیدہ روزگار لشکرون سے نکل کر
درمیان دونون لشکرون کے کھڑے ہو کر جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہو کر یون کہنے لگے کہ اے
دلاوران چیدہ روزگار و اے بہادران شجاعت شعار یہ وقت دلیری کا ہی حریفون کا سامنا ہی دیکھو
خوف جان سے نہ بھاگنا اپنے اور اپنے آبا و اجداد کی ذلت و بےعزتی گوارا نہ کرنا اپنے مالک و آقا سے
بیوفائی نہ کرنا نمک حرامی نہ کرنا دلیرانہ دشمنون سے لڑنا ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹانا ورنہ عزت
و آبرو لُٹ جائیگی سر میدان جنگ سامنے دلاورون کے ذلیل ہو گے بھاگ کر کب تک زندہ رہو گے
آخر ایک روز مرنا ہی خیال کرو تمھارے آبا و اجداد اور وہ بادشاہان خوش نہاد جنکے حالات
کتب مین موجود ہین اب کہان ہین اور وہ بہادران نامی و نامور کہ جو مثل و بےنظیر تھے اس وقت
کہان ہین اے ان سب کا موت سے بس نہ چلا دنیا سے چلے گئے ذکر انکی خوبی و خوش سیرتی کا اب تک
زبان زد خلق ہی سراے دنیا اک گذرگاہ ہی ہر شخص کو اس دنیا سے گذرنا ہی کوئی زندہ نہ رہیگا ہر مخلوق
کو فنا ہی بس ایسی دنیاے ناپائدار مین رسوا و ذلیل ہو کر چندے زندہ رہنا ہرگز قبول نہ کرنا آبرو سے
مر جانا گوارا کرنا اگر عاقل ہو تو یہ دل مین خیال نہ کرنا کہ میدان جنگ سے بھاگ کر دنیا مین ہمیشہ عیش
و آرام مدام سے رہینگے تم تو کیا ہو جو لوگ نامی و نامور اہل زر تھے وہ ہمیشہ زندہ نہ رہے اور کس
طور پر انکی زندگی بسر ہوئی ذرا غور کرو دنیا مقام عبرت ہی ہر شخص کی جدا جدا حالت ہی کہ بمقتضاے اس نظم

کوئی آغوش دلبر مین مصروف ہوش | کنار قبر سے کوئی ہم آغوش | کوئی ہی بادشہ مصر و ختن کا

کوئی محتاج ہی گور و کفن کا
کسی کے بزم مین ہی شادمانی
کہین تابوت اور ماتم سرا ہی
کسی کے واسطے دفن و کفن ہی
کسی کا جسم مٹی مین دبا ہے
کوئی بے جستجوے زر لٹا ہے
شکستہ ہی کسی بیکس کا مدفن
کسی کا فرش ہی دیبا و کمخواب
کسی کو سنگریزون پر ہی آرام
کوئی کرتا ہی سیر باغ و گلزار
کوئی ہی چھانتا خاک بیابان
کوئی وارفتۂ عیش و صفا ہی
کسی کی گود مین ہی لاش فرزند
کوئی ہی خرمی سے قہقہہ زن
نہ چھوڑا کا سگار اپنے نہ ناکام

کہین ہی ساز و برگ غسل صحت
مکان مین ہی کسی کے نوحہ خوانی
کوئی ماتمون کو کرتا ہی خابند
کوئی تن طعمۂ زاغ و زغن ہی
کوئی صہبائے عشرت سے ہی مخمور
کوئی کوشش سے بھی یک جو نہ پائے
شہانی ایک کے تن مین قبا ہی
کوئی کرتا ہی فرش خاک پر خواب
کوئی ہی زندگی سے اپنی خورسند
کسی کی آنکھ مین گلزار ہی خار
کوئی ہی عیش اور عشرت سے دلشاد
کوئی دل رفتۂ فقر و فنا ہی
کوئی تخت عروسی پر ہی دلشاد
کسی کا آنسوؤن سے تر ہی دامن
پلایا اپنے سب کو زہر قاتل

کہین ہی غسل میت کی مصیبت
کسی جا تخت کا رخ خوشنما ہے
حنوط مردہ مین ہی کوئی پابند
کسی کے عطر اعضا مین ملا ہی
کوئی ہی زہر غم سے زندہ درگور
کسی کا قصر زرین ہی نشیمن
کہین خاکستری تن پر ردا ہی
کسی کو مسند مخمل سے ہی کام
کوئی ہی اس اجل کا آرزومند
کوئی ہی صحن گلشن مین خرامان
کوئی کرتا ہی غم سے آہ و فریاد
کسی کی گود مین دولہا ہی خورسند
کوئی تابوت پر کرتا ہی فریاد
نہین اسیر بھی اس دنیا مین آرام
جو نادان وہ ہشیار وہ غافل

پس عاقلون کو لازم ہی کہ دنیائے عبرت نشان کو محض جائے عیش و عشرت تصور نہ کرین اور وہ امور زندگانی چند روزہ مین نہ کرین جو باعث ننگ خاندان ہون چونکہ تم سب بہادر بھی شرفا فہیم ہو ہم امید رکھتے ہین کہ تم ہمارے سخنان پندآمیز کو سنکے ہمارے کہنے پر عمل کروگے آج میدان کارزار مین خوب لڑوگے بھاگنا اور پیچھے ہٹنا کیسا خیال بھی بھاگنے کا نہ کروگے جب نقبا اور کوکیت جوانان ہر دو لشکر کو اسطرح آمادۂ جنگ کرکے پیچھے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ سخن نقبائے خوش تقریر اور نصیحت کوکیتون کی سنکے اکثر جوانان ہر دو لشکر کا یہ حال تھا کہ واسطے اظہار بہادری و دلاوری کے زرہ اور بکتر اور آئینہ اپنے تنون سے دور کرکے تلوارین نیامون سے کھینچکر نیام توڑکر پھینک دیے تھے اور بار بار یہ ارادہ کرتے تھے کہ اپنے حریفون پر جا گرین اور انکو دلیرانہ تہ تیغ کرین خود بھی مرتے مرتے وار اپنے سینون پر روکین سر میدان خاص و عام کو اپنی شجاعت دکھائین خصوصاً جوانان نبرد پیش برائے جنگ و جدال نہایت بیقرار تھے ہر چند ہمت و شجاعت اُن کی اُن کو یہ اشارہ کرتی تھی کہ اب توقف بیکار ہی مثل شیران گرسنہ و غضبناک کے گلۂ اعدائے بزدلان پر جلد تر گرو بخوبی تمام خاکسار کرو لیکن رعب بدیع الملک اور قاعدۂ لشکر اسلام انکو روکے تھا اسوجہ سے کوئی نبرد پیش لڑنے مین سبقت نہ کرتا تھا اور ہر ایک منتظر اس امر کا تھا کہ لشکر حریف سے کوئی اجل رسیدہ میدان جنگ مین آئے اور مبارز طلب کرے تو ہم بلا توقف اسکے مقابلہ کو جائین ہنوز بہادران مصروف انتظار آمد حریف کر رہے تھے کہ ناگاہ صف لشکر ضلالت اثر ملک ترسی سے ایک سردار نہایت قوی و خونخوار مانند فیل مست یا مثل دیو سیاہ یا بطرز بلائے عظیم نکلا پھر اپنے گھوڑے کو روبروئے ملک ترسی اور لاجورد شاہ کے لیجا کر گھوڑے سے اُترکر اجازت میدان جنگ طلب کرنے لگا ملک ترسی

نے کہا اے بہادر ہمنے تجکو اجازت حرب کی جا سر بدیع الملک کا تیغ تیز سے کاٹ کر لے آ اور تمام لشکر کو
اُسکے پراگندہ وتباہ کر دے سردار مذکور نے اجازت جنگ حاصل کر کے جانب لاجورد شاہ دیکھ کر دست
بستہ عرض کیا خداوند میرے بارے مین کیا حکم کرتے ہین لاجورد شاہ نے جواب دیا جا میدان مصاف مین
بدیع الملک سے مقابلہ کر ہمنے جو تقدیر تیرے باب مین کی ہو تجپر ظاہر ہو جائیگی سردار مذکور سمجھا یقیناً خداوند
نے میرے بارے مین یہی تقدیر کی ہوگی کہ جملہ زمرد پوشون کو قتل کرون بدیع الملک کو تہ تیغ کر کے سر کاٹ
کے لے آؤن یہ تصوید کر کے نہایت شادمان ہو کر گینڈے پر سوار ہوا اور میدان جنگ کے درمیان مین آیا گینڈے
کو روک کر جانب لشکر اسلام نظر حقارت سے دیکھنے لگا ادھر زمرد پوشون نے اُسے دیکھ کر متحیر ہو کر باہم آہستہ
آہستہ اس طرح تقریر کی کہ یہ حریف نابکار کسقدر قوی الجثہ ہو کہ آجتک ایسا فربہ کسیکو نہین دیکھا پہلوان عادی
ہر چند فربہ تھے مگر وہ بھی اسدرجہ موٹے نہ تھے کسی زمرد پوش نے خیال کیا ہمارے نزدیک یہ قسم بشر سے نہین
ہو یہ وہ قاف کا دیو سیاہ ہو بے شاخ کا کسی نے کہا یہ جسامت مین مانند فیل مست کے ہو کسی نے کہا یہ
نابکار گینڈے پر اس طرح سوار ہو گویا پہاڑی پر دیو سیاہ ہو کسی نے کہا نہین یہ نسل آدم سے ہو عوج بن عنق
کا یادگار ہو ابھی ہر ایک زمرد پوش ایک دوسرے سے ہمکلام تھا کہ اس سوار ضلالت شعار نے اپنے گینڈے
کو مانند مرکب کے کاوے پہ ڈالا اور فنون سپہ گری جوانان لشکر کو دکھانے لگا ادھر بدیع الملک اُسکے
فنون سپہ گری کے عیوب پہ نظر کر کے مسکرانے لگے ادھر لاجورد شاہ وغیرہ بے اختیار تعریف اُسکے
کمال کی کرنے لگے جب سردار مذکور تا دیر فنون سپہ گری دکھا چکا اور ہمہ تن پسینے مین تر ہو چکا گینڈا بھی بدم
ہو چکا اُسوقت گینڈے کو دو چار قدم اور بڑھا کر مانند فیل مست کے یون چنگھاڑا کہ ای فرقہ خدا پرستان
وای گروہ زمرد پوشان تم سب مین جو سیر عدم کا مشتاق ہو وہ آ کر مجھ سے مقابلہ کرے مگر کوئی نحیف وناتوان
نہ آئے کہ اُسکے لڑنے سے لڑنا اپنی عزت کھونا ہو یہ کہکر خاموش ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے مرکب کو سوے حریف
بڑھایا دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُس وقت علمبردار لشکر زمرد پوشان کے علمدارون نے جلوہ دیا شہزادہ
بدیع الملک مرکب کو جولان کر کے حریف مذکور کے سامنے پہونچے اُسنے بنظر تند دیکھ کر پوچھا ای جوان تیرا کیا
نام ہو تعجب ہو کہ تو میرے مقابلے کو آیا ہو مثل پشہ ہو کر ارادہ مجھ ایسے فیل زور سے لڑنے کا کیا ہو مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہو کہ تجھ ایسا جوان نازنین ایک میرے اوچھے سے وار مین پیوند خاک ہو جائیگا بدیع الملک
نے نعرہ شیرانہ کر کے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہو مجکو نحیف وناتوان جانکر رحم نہ کر جس حربہ پر تجکو بہت
ناز ہو وہی حربہ مجھ پر کر اگر خداوند عالم مجکو تیری ضرب سے بچائیگا اور اگر میرا نام پوچھتا ہو تو آگاہ ہو کہ نام
میرا بدیع الملک ہو مین فرزند نورالدہر کا ہون دادا میرے مشہور جہان بدیع الزمان گردن لشکر شکن
ہین شجاعت مجکو میراث مین ملی ہو ابھی تو میری قوت وزور سے ماہر نہین ہو مین وہ شجاع ہون کہ فیل کو ہنگام
جنگ ایک پشہ اور شیر نر کو ایک روباہ جانتا ہون تجھ ایسے فربہ اجسام پہلوانون کی میرے روبرو کیا
حقیقت ہو بڑے بڑے نامی وناموروں کو مین نے باعانت خداے کون ومکان قتل کیا ہو مین خود تیرے
حال پر رحم کر کے چاہتا ہون کہ تو میرے ہاتھ سے قتل نہو اگر تو اپنے مذہب باطل سے اجتناب کر کے دین
اسلام اختیار کرے تو مین تجکو پناہ دون سردار مذکور یہ سنکے قہقہہ مارکر مانند دیو قہقہے کے ہنسا تمام میدان
نبرد اُسکی صداے قہقہہ سے لرز گیا بعد ہنسنے کے اُس سردار نے کہا ای جوان شاید تو دیوانہ ہو جو ایسی باتین

زبان پر لاتا ہی یا میرے حال سے اور نام سے واقف نہین ہو اگر تجکو میرے نام اور میری قوت و شجاعت سے
آگاہی نہین ہی تو مین آگاہ کرتا ہون غور سے سن نام میرا بہرام فیل پیکر مشہور جہان ہی شجاعان دنیا میرے
نام سے کانپتے ہین نیزہ میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تلوار میری سنگ خارا کو بھی مثل موم کاٹ ڈالتی ہی
گرز میرا وہ گرانبار ہی کہ اگر سر کوہ پر مارون مانند کاسۂ سر مردم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اگر دیو کو طمانچہ
مارون تو اُسے غش آ جائے بلکہ صدمہ سے روح اُسکی تن سے نکل جائے اگر قوت بازوے قوی دکھاؤن
کوہ گران کو ہٹا دون اگر نعرہ کرون شیران دشت و جبال ڈر کر کوسون بھاگ جائین بس تجھ ایسے قوی نامی
پہلوان سے نہ لڑ چل ہمارے خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر اپنی جوانی پر رحم کر بدیع الملک نے
برہم ہوکر جواب دیا او نابکار تو نہایت دروغگو ہی ہرگز تو ایسا نہین ہی کہ جیسا تو نے اپنے تئین ظاہر کیا
اور سجدہ کرنے کے بارے مین جو کہا جواب اسکا یہ ہی کہ مین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرتا ہون اور لاجورد شاہ
پر لعنت کرتا ہون کہ وہ اک بندۂ گمراہ ہی اور بندگان خدا کو گمراہ کرتا ہی تجکو بھی اُسی نے گمراہ کیا ہی بہرام
فیل پیکر نے یہ تقریر سنکے اور نہایت غضبناک ہوکے نیزہ اُٹھا کر کہا ای جوان ضعیف اعضا و نازک تن
ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری آئی ہی یہ کہکر گینڈے کو کاوے پر ڈال کر نیزے کو گردش دیکر خود بخود اسکا سینۂ
شاہزادہ بدیع الملک پر مارا اُدھر یہ بہادر بھی ہوشیار ہو چکا تھا اپنے مرکب کو بھی کاوے پر ڈال چکا تھا نیزہ ہاتھ
مین اُٹھا چکا تھا جب بہرام نے نیزہ لگایا اُس دلیر نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر ایسی خوبی و چالاکی
سے روکا کہ تمام زمرد پوش بلکہ منصفان نیزہ دار لشکر عدو بھی تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے نیزے کو روکا
ہی بعد روکنے ضرب نیزے کے بدیع الملک نے بھی نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو
اپنے نیزے کی سنان پر روکا سنا مین جو باہم رگڑین یون شرارے پیدا ہوے کہ گویا دن کو چند ستارے
ٹوٹ کر برسے ہوا نظر آئے اور سعدوم ہو گئے بدیع الملک اور بہرام جنگ مین مصروف تھے
جوان ہر دو لشکر بہ نظر غور دیکھ رہے تھے منصف مزاج داد دیتے تھے جب تا دیر جنگ ہوئی اور چالیس
طعن نیزہ تک نوبت پہونچی بدیع الملک نے بہرام فیل پیکر سے کہا او نابکار اب کی مرتبہ ہوشیار رہ میں
ایسا بند نادر باندھونگا کہ سنان نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گی صرف ڈنڈا ہاتھ مین رہجائیگی بہرام فیل پیکر
یہ سنکے کہنے لگا مین بڑے بڑے استادون سے لڑا ہون سنان نیزہ مین نے اُنکے ہاتھ سے نکالدی ہی آج تک
کسی نے میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نہین نکالی ہی علاج کیا ہو جو میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دے گے
مین ہوشیار ہون تم بند باندھو دیکھنا کس خوبی سے کھولتا ہون کیونکہ فن نیزہ بازی و سپہ گری مین کامل
اور شہرۂ آفاق ہون بدیع الملک نے اُسکی گفتگو سنکے ایک بند صاحبقرانی باندھا اور مرکب کو کچھ ترچھا کر
ایسی حرکت بزور و قوت بازو دی کہ سنان نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکل کر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی بعد جا کر
گری زرہ پوشون مین شور ثنا بلند ہوا کفار بھی تعریف کرنے لگے لاجورد شاہ وغیرہ دنگ ہو گئے بہرام
فیل پیکر کو خجالت سے پسینا آ گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا بعد ایک لمحہ کے برہم ہوکر شاہزادہ
بدیع الملک سے کہنے لگا ای جوان غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے کامل فن کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا خیر مین اُسکے
عوض مین تیرے تن نازک سے تیری روح نکلے دیتا ہون یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی بقوت تمامتر سر
بدیع الملک پر لگائی اس بہادر نے ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا اُسنے خجل ہوکر شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینککر

تیغۂ گرانبار نہایت آبدار نیام سے کھینچا اور کہا ای جولان کرنے والون نے کہا ہی کہ نیزہ بازی خلال بازی
تیغ بازی راست بازی شاید اسکا یہ مطلب ہی کہ نیزہ بازی کچھ نہین تلوار غضب ہی کہ ہنگام جنگ دو چار ہاتھ مین
حریف کا رشتۂ حیات قطع کر دیتی ہی برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کر دیتی ہی بس مین نے اسی خیال سے
تلوار کو کھینچا ہی تیر و گرز وغیرہ سے لڑنا موقوف رکھا ہی ذرا ہوشیار ہو جا کہ یہ تیغۂ آبدار گرانبار ہی کہ آجتک
کسی دلیر کے سر پر نہین رکا ہی جب وار کیا ہی سپر کو کاٹ کر خود سے گذر کر کاسۂ سر کی سیر کر کے مانند قطرۂ آب
کے صراحی گردن مین جا کر صندوق سینہ کو اچھی طرح دیکھ کر شکم و کمر سے بڑھ کر مرکب پر پہونچ کر اُس کے
دو ٹکڑے کر کے خاک پر پہونچتا ہی اور زمین مین در آتا ہی حریف کو مع مرکب کے چار ٹکڑے کرتا ہی شہزادہ
بدیع الملک نے جواب دیا او دروغگو تجکو اپنی نیزہ بازی پر دعویٰ تھا وہ دعویٰ تو باطل ہوا اب یہ دعویٰ
کرتا ہی انشاء اللہ اس دعوی مین بھی سچا نہوگا بہرام فیل پیکر یہ سنکے برہم ہوا اور تیغۂ گرانبار اٹھا کر رکب
کو جانب راست لا کر بقوت تمام تر سر بدیع الملک پر لگایا ادھر اس شاہزادۂ ذیجاہ نے بفن سپہگری
نہایت چالاکی سے وار تیغۂ تیز و گرانبار کا سپر فراخ دامن پر روکا اور بہرام سے کہا او نابکار دیکھ یون
وار روکتے ہین ابھی تو کہتا تھا کہ میرا وار رک نہین سکتا کیا جلد تیرے غرور نے تجھے ذلیل کیا یہ کہکر خود شمشیر
لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار بدیع الملک نے تلوار اپنی دست راست
سے دست چپ مین لیکر انتظار اسکا کیا کہ حریف تیغہ لگائے جب اُس نے وار کیا اس بہادر نے بازو پر
تیغہ کی نظر کر کے مرکب کو آگے بڑھا کے تیغہ قریب سر آتے ہی اُس کے بند دست پر ہاتھ کو ڈال دیا بہرام
بھی زور کرنے لگا انجام کار شاہزادۂ موصوف نے کلائی اس کی مروڑ کر تیغہ چھین لیا اور حلقۂ زنجیر کمر
عدو مین ہاتھ ڈال کر جھٹکا دیا کہ رکابون سے قدم اُس کے جدا ہوے پھر نعرۂ اللہ اکبر کر کے زین فرس
سے اُسے اٹھا کر اپنے سر سے بلند کر کے چرخ دیکر پوچھا ای نابکار حالا در شناختن پروردگار عالم چہ
میگوئی اُس بد انجام نے جواب دیا اگر ہزار عالم مین ہون تو بھی فداے خداوند لاجورد شاہ کردن مگر
خداے نادیدہ کو سجدہ نکردن بدیع الملک نے یہ سُن کے اُسے اس زور سے زمین پر پٹکا کہ اعضا اُسکے
بالکل شکست ہوگئے اور روح اسکی اس افتادگی کے صدمے سے تن سے نکل کر جانب سقر روانہ ہوگئی اور
بعضے داستان گویان خوش تقریر نے یون بیان کیا ہی کہ بہرام فیل پیکر کو قاش زین سے اٹھا کر شہزادہ
بدیع الملک نے مانند گیند کے سوے فلک اچھالا جب وہ سوے زمین آنے لگا ایسی شمشیر لگائی کہ
اُسکے چو رنگ کیا غرض بہر طور بہرام فیل پیکر مارا گیا زمرد پوشون نے بے اختیار بلند آواز سے اپنے
آقا کی تعریف کی جملہ کفار بہرام کے قتل ہونے سے متحیر ہوے ملک ترسی دنگ ہوگیا تا دیر اُسکو
سکوت رہا بعد ازان محزون ہو کر جانب دست راست دیکھا فی الفور ایک سوار قوی بازو و جرأت
شعار مسمی فرخ کج کلاہ زشت خو و روسیاہ بدصورت کیوقت پہلوان زبردست لاجورد پرست
صف لشکر سے مانند فیل مست نکل کر روبروے ملک ترسی و لاجورد شاہ آیا اور اجازت میدان نبرد کا
خواستگار ہوا ملک ترسی نے کہا ای بہادر شہرۂ آفاق حریف زبردست ہی دیکھا کسطرح بہرام
فیل پیکر کو ہلاک کیا ہی اُسکے ہلاک ہونے سے میسرۂ لشکر ہمارا بے رونق و بے زینت ہوگیا ہی تمھین کیا اجازت
دون ایسا نہو کہ میمنۂ لشکر بھی مانند میسرۂ لشکر کے بے قوت و بے افسر کلان ہو جاے تم رونق لشکر ہو تمھین

اجازت جنگ نہ دینگے ہمارے لشکر مین بہت سے دلاور ہین خصوصاً گرگ تیز دندان اسد نعرہ زن
وغیرہ ان مین کوئی جاکر بدیع الملک سے مقابلہ کریگا عوض خون بہرام کا اس جوان زمرد پوش سے
لیگا فرخ نے عرض کیا اے بادشاہ جم جاہ تیرے اقبال سے حریف پر فتحیاب ہونگا گو بہرام قوی بازو
تھا مگر مجھ سے بدرجہا قوت و سپہ گری مین کم تھا یقین ہے کہ مین حضور کے اقبال اور خداوند کی تقدیر کرنے
سے سر اس بدخواہ کا تن سے کاٹ کر لاؤنگا ملک ترسی نے خداوند کی طرف دیکھا لاجورد نے سر ہلایا
باشارہ کہا اجازت دیدے ہم تقدیر معقول کرین گے جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملک ترسی نے لاجورد
کے کہنے سے مجبور ہو کر اُسے اجازت جنگ دی وہ سلام کرکے خلعت رخصت لیکر مرکب دورکا بہ پر سوار
ہو کر شیرانہ جانب بدیع الملک چلا جب قریب شاہزادہ موصوف پہونچا مرکب کو روک کر بنظر قہر و غضب
بدیع الملک کو دیکھ کر دل مین اپنے کہنے لگا اے فرخ کج کلاہ تو پہلوان زبردست ہے مرکب تیرا نہایت
تنومند ہے مناسب وقت یہی ہے کہ لگاوٹ باہم زورآزمائی کے حیلے سے اس جوان کو شل گرد خاک میدان نبرد
کردے یہ فکر کرکے مرکب اپنا بعد گفتگو بے نیاز بڑھا کر سپر فولادی مستحکم ہاتھ مین لیکر برائے زورآزمائی
مرکب کو بڑھایا ادھر شاہزادہ بھی ہوشیار ہوا جسوقت باہم دونون سپر ٹکرائین سب نے دیکھا کہ تین قدم
مرکب فرخ کج کلاہ پسپا ہوا اور گھوڑا بدیع الملک نوجوان کا اپنی جگہ پر رہا اسقدر ہٹا کہ دیکھنے والون
کو شبہہ اسکا ثابت ہوا فرخ اپنے مرکب کے پیچھے ہٹنے سے نہایت برہم ہوا پھر گھوڑے کو زانو مین دبا کر
آگے بڑھا کر پکارا اے جوان تیری قوت و طاقت مین کمی نہین ہے یہ جانور البتہ پیچھے ہٹ گیا نہین معلوم کیا
سبب ہوا مرکب تمھارا نہین معلوم کس قوم کا ہے مجھے نہ ہٹا مین نے سنا ہے کہ مرکب طلسمی پسپا نہین ہوتا ہے
یہ گھوڑا طلسمی تو نہین ہے بدیع الملک نے جواب دیا اس تقریر سے کیا فائدہ ہے جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا دیکھنے
والون نے دیکھ لیا اب اس امر مین کچھ تقریر نہ کر کیونکہ یہ میدان جنگ ہے نہ مقام بزم کوئی وار کر فن جنگ
دکھا ہمارے بھی جوہر شمشیر دیکھ فرخ نے کہا پہلے تم اپنا حوصلہ نکال لو جو ضرب لگانا ہو لگا لو پھر تو مین بسہولت
تم کو ہلاک کرونگا شاہزادے نے جواب دیا یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہین ہے کہ پہلے حریف پر وار کرین بلکہ
یہ طریقہ مقرر اختیار کیا ہے کہ جب حریف کی ضرب کو روک لین اُسوقت اُسپر وار کرین بس بموافق قاعدہ
مقررہ جنگ مین سبقت تو ہی کر جب خدا تیری ضرب سے ہمین بچائیگا اُسوقت ہم بھی وار کرینگے فرخ نے
یہ سنکے نیزہ اُٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادۂ
موصوف پر مارا شاہزادہ نے بقوت الٰہی اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانین
جو لڑین شعلۂ آتش پیدا ہوئے دیکھنے والون نے تعریف کی کہ واہ واہ کس عمدگی و چالاکی سے سنان
نیزہ کو نیزہ کی سنان پر روکا بعد روکنے ضرب نیزہ کے بدیع الملک نے بھی اُسکے سینہ کو تاک کر نیزہ
مارا فرخ نے بھی بفن سپہ گری و ہوشیاری اسی طرح سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا اس مرتبہ بھی
منصفان کامل فن نے داد دی اسی طور سے تا دیر باہم لڑائی ہوئی اور نوبت باہم ساٹھ طعن ردو
بدل نیزہ کی پہونچی بدیع الملک نے عین جنگ مین دلمین کہا یہ جوان بہ نسبت بہرام فیل پیکر کے فن نیزہ
بازی مین کامل ہے اور قوت مین بھی اُس سے زیادہ ہے اگر یہ جوان راہ راست پر آتا تو سردار اچھا تھا مگر نہایت
سیاہ قلب ہے دین اسلام قبول نہ کریگا یہ باتین دل مین کرکے فرخ سے کہا اے جوان ہوشیار رہنا اب وہ

بند صاحبقرانی باندھو نگا کہ سنان تیرے نیزے سے نکل جائیگی یا نیزہ تیرا ٹوٹ جائیگا اُسنے مسکرا کر جواب دیا ممکن نہین کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلجائے مین ہوشیار ہون بند صاحبقرانی باندھو دیکھون تو کیونکر تیرے میرے ہاتھ سے نکالدیتے ہو مین جنگ آزمودہ ہون اور تم ابھی نوجوان کتعلیم طلب ہو بدیع الملک اُسکی تقریر سُنکے برہم ہوے اور چاہا کہ اُس کے نسبت بھی کوئی کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا جائے لیکن حلم نے کلام بدزبان پیلانے نہ دیا آخر غصہ کو ضبط کیا جب فرخ نے میلو پر بقوت بازو نیزہ مارا شاہزادہ نے موافق کہنے کے بند صاحبقرانی باندھا ہرچند فرخ نے کد و کوشش کی لیکن کھولنا اُس بند کا دشوار ہوا گھبراگیا آخر مجبور ہو کر یہ فکر کی کہ سنان نیزہ سے نکل نہ جائے ورنہ سر میدان ذلت ہوگی جب زور با ہم کرنے لگے جھٹکے کے صدمے سے ڈانڈ نیزہ فرخ کی ٹوٹ گئی اہل اسلام خوش ہوے کفار کو رنج ہوا خصوصاً ملک ترسی نے دل مین کہا دیکھیے کیا ہوتا ہی آثار شکست نمود ہین انجام جنگ معلوم ہوتا ہی کہ حریف میرے سردار کا زبردست ہی اسکو بھی مانند بہرام کے تہ تیغ کریگا یہ باتین دل ہی مین کر کے لاجورد شاہ سے کہنے لگا اے خداوند آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نیزہ میرے سردار لشکر کا حالت جنگ مین ابھی ٹوٹ گیا ہی نشان گویا مغلوب ہونے کا ہی آپ خداوند ہین اسوقت کوئی تقدیر ایسی کیجیے کہ سردار لشکر میرا کسی طرح اپنے عدو پر غالب ہو میرے دل کو خوشی ہو کیونکہ یہ سردار سپاہ مجکو بہت عزیز ہی میرے لشکر کی زینت ہی لاجورد شاہ نے کہا ہمنے سرِدست یہی تقدیر کی کہ نیزہ فرخ کج کلاہ کا ہنگام مقابلہ حریف ٹوٹ جائے اور سنان نیزہ فرخ مانند سنان نیزہ بہرام کے نہ نکلے باعث ذلت کا نہ ہو اب بھی کوئی تقدیر کرینگے جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملک ترسی یہ سخن لاجورد شاہ کا سنکے خاموش ہو رہا ادھر فرخ نے نیزہ شکستہ اپنا ہاتھ سے پھینک کر تیغ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچ کر کہا اے جوان آگاہ ہو نظم مولف

نہیں ملتی اس سے عدو کو پناہ	ہزاروں سر اس سے کیے ہین جدا	مری تیغ گویا ہی تیغ قضا
		عدم کی دکھاتی ہی اک دم مین راہ

بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا اے دلاور تیرا سر نیزے سے تو جدا بھی نہو سکا اب تیغ آبدار سے بھی زور کر حوصلہ دل کا نکال لے تیری ضرب تیغ سے کیا اندیشہ ہی کہ بیان اپنی سپر حفظ الٰہی ہی اُسنے یہ سخن سُنکے نہایت برہم ہو کے خبردار خبردار کہکے سر پر تیغ لگایا ادھر شاہزادے نے سپر اٹھا کر ضرب تیغ بالائے سپر روکی بعدہ و کنے ضرب مذکور کے فرمایا اے دلیر اب تو بھی وار ہماری شمشیر آبدار کا روک اُسنے دلیرانہ کہا اچھا وار کر دلاور جری نے تلوار لگائی اُسنے بھی بہادرانہ ضرب شمشیر سپر پہ روکی غرض اسی طور سے تا دیر دونون دلیر سرگرم جنگ رہے جوانان ہر دو لشکر بنظر غور یہ جنگ دیکھا کیے اور ہر ضرب پہ ہر دلیر کی تعریف کیا کیے خصوصاً ملک ترسی اپنے سردار لشکر کی ضرب شمشیر پر بے اختیار صف لشکر سے بڑھ کر باواز بلند تعریف کرتا تھا اور دل اُسکا بڑھاتا تھا سردار لشکر بھی مالک کی تعریف کرنے سے خوش ہو کر کار نمایان کر رہا تھا دلیرانہ مانند رستم دستان لڑ رہا تھا چونکہ یہ جنگ قابل دیدنی تھی اس سبب سے صلصال بد افعال اور لاجورد شاہ و جملہ کفار بنہایت غور سے دیکھ رہے تھے علی الخصوص ملک ترسی بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور جب فرخ کج کلاہ وار کرتا تھا اسکو یقین ہوتا تھا کہ اس ضرب تیغ سے میری سپاہ کا سردار اپنے حریف کو دو نیم کریگا اور جس وقت بدیع الملک سپر تلوار لگاتے تھے کلیجہ پکڑ لیتا تھا کیونکہ اس سردار کو مانند اپنے فرزند کے عزیز رکھتا تھا آگاہی کہتا ہے کہ قریب

دو پہر یہ جنگ ہوئی کوئی دلیر کسی کے ہاتھ سے زخمی نہ ہوا اسپ و مرکب پسینے مین تر ہو گئے ہر ایک کی قوت
مین کمی ہونے لگی مرکب خاک پر بیٹھنے لگے ایسے وقت مین بدیع الملک نے نعرۂ اللہ اکبر کر کے اسطرح
شمشیر آبدار کا وار کیا کہ فرخ کج کلاہ سمجھا تلوار سر پر آتی ہے اُس نے سپر کو سر کی پناہ کیا تھا ناگاہ تلوار
مانند برق جہندہ کے اُسکی کمر پر گری اور مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کر کے گذر گئی سردار سیہ کور دو ٹکڑے
ہو کر مرکب سے بالائے زمین اسطرح گرا گویا ایک پہاڑ دو ٹکڑے ہو کر بالائے خاک گرا اُس کے گرنے
سے زمین تھرائی غبار اول تو پہلے ہی سے بلند تھا اب زیادہ بلند ہوا زمرد پوشون نے نعرہ خوش ہو کر
یکبارگی شور و غوغا بلند کیا کفار کو نہایت رنج ہوا چہرہ ہر ایک کا حیرت و صدمہ سے متغیر و زرد ہو گیا
رعب بدیع الملک سے ہر ایک نابکار کانپنے لگا اور ایک کافر دوسرے کافر سے کہنے لگا کہ جب
فرخ کج کلاہ کو بدیع الملک نے قتل کیا تو ہم کیا ہین اس جوان سے کوئی پیش نہ پائیگا جو لڑنے
اس سے جائیگا مارا جائیگا لشکری تو نہایت بیدل ہو کر باہم سخنان یاس کر رہے تھے ملک ترسی اپنے
لشکر کو بیدل دیکھ کر صدمۂ قتل فرخ سے محزون و ملول ہو کر لاجورد شاہ سے کہنے لگا اے خداوند
اس سردار کے قتل ہونے کا مجکو رنج زیادہ ہوا آپ نے کوئی تقدیر معقول نہ کی یہانتک تقدیر کرنے
مین تامل کیا کہ میرا سردار شجاعت شعار قتل ہو گیا لاجورد شاہ نے جواب دیا ہمنے تقدیر کر کے پلٹ
دی تیرے سردار سپاہ نے اتنی دیر حریف سے لڑ کر غرور کیا ہم کو ناگوار ہوا اسی وجہ سے اُسے سزاے
قتل دی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک کرا دیا اگر وہ غرور نہ کرتا تو ہم اُسکے ہاتھ سے بدیع الملک
کو قتل کراتے اور یہی تقدیر معقول کی تھی ملک ترسی یہ سنکے خاموش رہا اور دلمین سوچنے لگا اب مین
خود جا کر بدیع الملک سے مقابلہ کرون اپنے سرداران لشکر کا عوض لون افسران سپاہ بیدل
ہین انکو برائے جنگ بھیجنا صلاح وقت نہین ہے یہ باتین دل مین کر کے لاجورد شاہ سے کہنے لگا
اب مین مقابلہ بدیع الملک جاتا ہون ابھی سے آپ میرے واسطے تقدیر معقول کر دیجیے مین ہرگز
غرور نہ کرونگا لاجورد شاہ نے کہا جا ہمنے یہ تقدیر کر دی کہ تو بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا ملک
ترسی یہ سنکے خوش ہوا لشکر سے نکلکر ارادہ جانے کا کیا سرداران لشکر مانند گرگ تیز دندان
و اسد نعرہ زن دگیو قوی بازو وغیرہ نے ملک ترسی کو روک کر عرض کیا ابھی تو ہم نمک خوار
ہمارے جان نثاری کو موجود ہین ہم جا کر حریف سے مقابلہ کرتے ہین بعد ہمارے حضور کو اختیار ہے ملک ترسی
نے جواب دیا تم لائق مقابلہ حریف نہین ہو عدو نہایت زبردست ہے بہرام فیل پیکر و فرخ کج کلاہ ایسے
زبردستان روزگار کو وہ اکیلا قتل کر چکا ہے تم اُس سے کیا لڑوگے لہذا تم میری جنگ دیکھو ہان جسوقت مجھپر
کوئی آفت آتے دیکھنا اُسدم البتہ میری مدد کو پہونچنا اور یہ مین نے احتیاطاً کہا ہے ورنہ خداوند نے تو تقدیر
معقول کر دی ہے مین حریف کو جا کر ضرور قتل کرونگا یہ کہکے مرکب کو جولان کیا دلیرانہ سامنے بدیع الملک
کے پہونچا گھوڑے کو روک کر کہا اے جوان تو نے ہر چند میرے افسران سپاہ کو قتل کیا ہے لیکن اب بھی اگر
خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کرے تو مین تیری خونریزی سے باز آؤن مرتبہ تیرا زیادہ کرون تمامی
اپنی سپاہ کا تجھے سردار کرون بہتر یہی ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر جنگ سے باز آ اپنی جوانی پر رحم کر سن
شباب مین میرے ہاتھ سے قتل نہ ہو مجکو مثل میرے سرداران سپاہ کے نہ خیال کر مین ملک ترسی ہون

ایسی قوت رکھتا ہون کہ فیلان اور دیوان قوی ہیکل کو ہنگام مقابلہ و مجادلہ ضعیف و ناتوان سمجھ کر ایک ہاتھ سے کام انکا تمام کر سکتا ہون دل شیران دشت میرے نعرون سے دہلتے ہین نیزہ میرا جگر کوہ مین گذرتا ہے سینہ آبدار میرا اگر سر کوہ پر پڑے تو دو پارہ کر دے مغفر و خود و زرہ و چار آئینہ دشمن کی آگے اس کے کیا حقیقت ہے تیر سے چلو ایسے ترکش مین ہین کہ دل دشمن مین گھر کرتے ہین خانہ دل عدو مین رسائی پیدا کرتے ہین گرز گران سر میرا وہ گرز ہے کہ سر پہاڑون کے توڑتا ہے سرکشان دہر کی سامنے اسکے کیا اصل ہے گران بار اس درجہ ہے کہ اگر رستم و اسفندیار بھی میرے گرز کو اٹھائے تو نہ اٹھا سکتا اور وہ میرے گرز کی ضرب کو نہ روک سکتے ہنگام جنگ ایک ہی ضرب مین پیوند خاک ہو جاتے خداوند لاجورد شاہ نے وہ قوت و طاقت مجھے دی ہے کہ اگر کوہ پر بھی زور کرون تو اسکو اسکی جگہ سے ہٹا دون مجھ سا قوی دنیا مین کوئی نہین ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے شجاعان جہان مجھ سے ڈرتے ہین ربع مسکون مین میری قوت و زور مشہور ہے اکثر شاہان ممالک مجکو خراج دیتے ہین میرے قہر و غضب سے ڈرتے ہین پس مجھ سے لڑنے کا ارادہ نہ کر زندگی سے بیزار نہو مجھ سے لڑنا دشوار ہے تو کیا لڑیگا کیونکہ ایک طفل ناتوان ہے ہان اگر حمزہ صاحبقران یہان ہوتے تو وہ کچھ مجھ سے مقابلہ کرتے انجام کار یہ ہوتا کہ مین انکو بھی تیغ کرتا ملک ترسی یہ تقریر کرکے خاموش ہوکر جواب کا منتظر ہوا بدیع الملک نے برہم ہوکر جواب دیا اے ملک ترسی آگاہ ہو کہ مین خدا پرست ہون ہرگز ہرگز لاجورد شاہ کو سجدہ نہ کرونگا کیونکہ وہ ایک شیطان مجسم ہے تجکو بھی لازم ہے کہ ایسے گمراہ کنندہ پر لعنت کر اور پرستش اسکی اختیار کر جو معبود حقیقی ہے

نظم

پرستش کے لائق ہے بس وہ خدا
نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا
وہ یکتا ہے ذات خدائے غفور
کہ ہے سب سے نزدیک اور سب سے دور
وہ قدوس ہے اور سبوح ہے
خدائے ملک مالک روح ہے
وہ ہے باعث رفعت آسمان
اسی سے ہے قائم زمین و زمان
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ
یہ مصنوع ہین اور صانع اله
بشر تھا جس ایک قطرہ مگر
کیا صورت پاک سے جلوہ گر
وہ رزاق ہے ذات رب قدیر
کہ قبل ولادت کیا خلق شیر
اسی کے لیے ہے صفت ثبات
اسی کے ہے قبضہ مین موت اور حیات
بلاشک وہی ہے علیم و خبیر
عیان اسپہ ہے حال ما فی الضمیر
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا
نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
کیا اپنی قدرت سے ہر بشر
عیان ظلمت شب سے نور سحر
ستارون سے کی زینت آسمان
بشر سے مزین زمین و زمان
وہی اسکو بخشا مناسب جو تھا
اسی کے ہین مملوک شاہ و گدا
کسی شی کی جسکو نہین احتیاج
وہ چاہے جسے دے ابھی تخت و تاج
وہ قادر بھی ہے اور توانا بھی ہے
وہ عالم بھی ہے اور دانا بھی ہے
وہ جبار ہے اور قہار ہے
وہ غفار ہے اور ستار ہے
محب ہے وہی اور محبوب ہے
ہے طالب وہی اور مطلوب ہے
وہ ہے مرتفع اسکا قصر جلال
کہ ہے نارسا مرغ وہم و خیال
لکھے کل جہان وصف اسکا اگر
رہے تا ابد مبتدا بے خبر
نہین چشم و گوش اسکے ہے یہ عجب
یہ بینا ہے وہ اور سنتا ہے سب
عیان ہے جو یہ صنعت ذوالجلال
نہ ہمسر تھا اسکا نہ کوئی مثال
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا
نہان جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
زہے حکم خلاق دشت و جبل
کہ چلتا ہے دریا بسر کے بل
یہ کیا تاب برعکس حکم اسکے
کرین مہر و مہ قطع اک ذرہ راہ

کھلے گل جب حکم پروردگار
نہیں تاب پھر شمع انکو جلائے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب
وہ چاہے جسے مارکر پھر جلائے
نہ ہے رحمت پاک رب جلیل
مسیحا کا بھی وہ مسیحا ہوا
وہی جان و تن کا نگہدار ہے
وہی سب خلاق و معبود ہے
بشر کیا لکھے اوسکی صفات

تو ہو شاخ پر بار مانند خار
دکھائے اگر وہ ہم لطف و قہر
وہ چاہے تو ہو آسمان ہر حباب
وہی ہست کرتا ہے نابود کو
ہوئی آگ گلزار بہر خلیل
اوسی کے لیے ہے ہمیشہ بقا
وہی ہر بشر کا مددگار ہے
وہی سب کا مالک ہے سب کا شاہ
کہ ہے وحدہ لا شریک اوسکی ذات

اگر حکم سے اوسکے پروانہ آئے
تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے
وہی نیست کرتا ہے موجود کو
بنا کشتی نوح کا ناخدا
سوا اوسکے اک دن ہے سب کو فنا
اوسی کی ہے محکوم ہر ایک شے
وہی سب کا ملجا وہی ہے پناہ

اور جو اسقدر تو نے حال اپنی قوت و شجاعت کا ظاہر کیا ہے سراسر جھوٹ ہے اور تو نہایت جاہل و گمراہ ہے کہ اپنی تعریف آپ کرتا ہے اور لاجورد شاہ کی پرستش کرتا ہے جو مثل تیرے وہ بھی ایک بشر ہے او مغرور اسقدر غرور و تکبر و دروغگوئی سے باز آ باتین فضول اور بیہودہ منہ سے نکالنا خوب نہیں ہے تو جناب حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان دادا جان سے کیا لڑتا اور اونکے دشمنوں کو قتل کرتا بیٹے اونکے بوتون سے اور عزیزوں کے فرزندوں سے تو مقابلہ کرے پھر اونسے مقابلہ کی کیا تاب اونکے خادم ایسے قوی و بہادر ہیں کہ تجکو اور تیرے تمامی لشکر کو ایک دم میں قتل و تباہ کر دیں اور او بدزبان مجبور اس سے ہون کہ طریقہ اور قاعدہ ہم اہل اسلام میں پیشتر کا نہیں ہے ورنہ اس سخت کلامی کی تجھے سزا دیتا زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لیتا ملک ترسی نے جواب دندان شکن پاکر انتہا غیظ و غضب میں آکے نیزہ اوٹھاکے گھوڑے کو کاوے بدڈال کے سینہ شاہزادہ کو تاکا خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ادھر اس بہادر نے چالاکی و ہوشیاری سے موافق قاعدہ سنان نیزہ حریف کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا نوکین انیون کی لڑین اور رگڑنے سے شعلہ سنان کے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدہے ہون کے دہن سے شعلے پیدا ہوے بعد روکنے ضرب نیزہ کے بدیع الملک نے بھی اوسکے سینۂ پرکینہ پر نیزہ لگایا اوسنے بھی بفن سپہ گری ایسے ضرب نیزہ کو روکا اسی طور سے نوبت اسی طعن نیزہ کی پہونچی باہم خوب جنگ ہوئی اس کی سنان نیزہ کو اس بہادر نے روکا اور اس دلاور کی ضرب نیزہ سر تیز کو اوسنے بجد و کد روکا کوئی کسی پر غالب نہوا بعد اسی طعن نیزہ کے شاہزادۂ موصوف نے کہا ای ملک ترسی اس مرتبہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائیگا خبردار رہنا اوسنے جواب دیا میرے ہاتھ سے نیزہ کا نکالدینا امر محال ہے شاہزادے نے جواب دیا جو تیرے نزدیک ناممکن ہے اور میرے نزدیک نیزہ نکالدینا آسان ہے بعد اس گفتگو کے جب حریف مغرور نے وار کیا بدیع الملک نے ایسا ایک بند نادر باندھا جسکو ملک ترسی کھول نہ سکا آخر کشاکش و زور تکان سے سنان نیزہ ملک ترسی سے یون نکل کر دور جا کر گری جیسے تیر شہاب بلندی سے سوے زمین آتا ہے اہل اسلام سنان نیزہ دشمن نکلنے سے بہت خوش ہوے جلد دم دیوش شاہزادۂ ذیجاہ کے ثناخوان ہوے کفار کو رنج ہوا حاکم شفق کوہ سنان نیزہ نکل جانے سے ایسا خجل ہوا کہ ہمہ تن عرق انفعال مین تر ہوگیا دریاے خجالت مین ایک نیزہ غرق ہوگیا تا دیر متحیر رہا سر نہ اوٹھایا بعدہ برہم ہوکر کہا او شہزادے غضب کیا تو نے کہ

تیرے ہاتھ سے نیزہ کی سنان نکالدی اب مین تیرے کاٹنے مرے سے نیزہ کو نکالتا ہون اگر بہادر ہو اور جان بچانا
منظور ہو تو اس ضرب کو روک ورنہ اس ضرب کو طمانچہ اجل کا تصور کر یہ کہکے ڈنڈ نیزے کی فرق پر شاہزادے
کے لگائی ادھر بدیع الملک نے بعجلت تمام ڈنڈ کو ڈنڈ پر نیزے کی یون روکا کہ ڈنڈ نیزہ ملک ترسی
کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے یہ حال ڈنڈ کا مشاہدہ کرکے خفیف ہوکر ملک سر دست ایک قسم کی شکست پاکر
سر میدان جنگ ذلیل ہوکر شکستہ ڈنڈ کو ہاتھ سے بروے زمین پھینک کے اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال
کے تلوار علم کرکے کہنے لگا کہ اے بدیع الملک نیزہ بازی کچھ نہین لڑائی تلوار کی خوب ہے کیونکہ تلوار بیچ
میدان دلیران جنگ کے جو پڑتی ہے ایک دم مین فیصلہ کردیتی ہے لہذا اس شمشیر آبدار سے اب لڑونگا شہزادہ
بدیع الملک نے منظور کرکے خود بھی شمشیر برق مثال کو یون نیام سے نکالا کہ جیسے آرزو کو کوئی اپنے دل
سے نکالتا ہے جب شمشیر کھینچ چکا حاکم شفق کوہ نے مرکب کو بڑھاکر تلوار سر پر لگائی اور شاہزادے نے
سپر پر تلوار کو روکا بعد اسکے خود وار تلوار کا کیا اُسنے بھی ضرب شمشیر سپر پر لی اسی طرح تا دیر دونون
مصروف جنگ رہے انجام کار یہ ہوا کہ شاہزادہ نامدار نے مرکب کو جانب دست راست حریف بڑھاکے
نوہ کرکے تلوار اُس کے سر پر لگائی ملک ترسی نے گھبرا کر سپر اٹھاکر چاہا کہ ضرب شمشیر بالاے سپر
روکون لیکن تلوار بدیع الملک کی جو مانند برق جہندہ کے اُسکے سر آئی سپر کو کاٹ کر ہنوز سر دشمن تک
نہ پہونچی تھی کہ ملک ترسی خوف جان سے زین فرس سے مرکب کی پیٹھ سے سرک گیا تلوار گردن پر
گھوڑے کے پڑی وہ دو ٹکڑے ہوکر خاک پر گرنے لگا ہوقت ملک ترسی فی الفور مرکب مقتول کی
پشت سے کود کر بالاے زمین آیا اور حالت غضب مین ارادہ کیا کہ بدیع الملک کے مرکب کو بیکار کردے
ابھی اُسنے تلوار بالاے فرس بدیع الملک پر چلائی تھی کہ شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود کر بالاے
زمین آیا حاکم شفق کوہ نے برہم ہوکر ہاتھ اپنا حلقہ زنجیر کمر شاہزادہ ذیجاہ مین ڈالدیا اور چاہا کہ کمر
توڑ کر اس جوان کو زمین سے بلند کرکے خاک پر اس طرح پٹکون کہ استخوان سرمہ ہو جائین بدیع الملک
نے بھی اسی حالت مین اُسکی گردن مین ہاتھ ڈال کے زور کرنا شروع کیا افسران ہر دو سپاہ واسطے کشتی
دیکھنے کے قریب آگئے لاجورد شاہ اور صلصال بھی قریب آئے بارگاہ برپا کراکے کرسیون پر بارگاہ
مین بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوادیے اسی طرح دلاوران ہر دو لشکر مرکبون سے اترکر سطح زمین پر زین پوش
بچھاکر بیٹھے سرداران سپاہ خیام مین کرسیون پر بیٹھکر پردے خیمون کے اٹھواکر دیکھنے لگے کہ ہر دو دلیر
مانند شیر غضبناک کشتی لڑرہے تھے دامن قبا گردانے تھے آلات حرب وضرب مانند شمشیر و سپر و تیر و
کمان جسم سے جدا کرڈالے اس طرح باہم لڑرہے تھے کہ دو فیل مست یا دو شیر غضبناک باہم کشتی لڑتے
اور زور آزمائی کررہے ہین زمین زور آوری دلیران سے ایسی بیتاب و دردمند تھی کہ تاب تحمل بار
دلیران نہ لاکر پاؤن کے نیچے سے سرکی جاتی تھی غبار خوف پامالی بہادران مذکور سے زمین پر سیاہ تہ
رکھیہ گرسوے فلک گریزان تھا زمین باربار [illegible] پہلوانان مندرجۂ بالا کے دہلتی تھی برابر کشتی
ہورہی تھی کوئی دلیر کسی پیچ مین سبقت نہین لیجاتا تھا اگر ملک ترسی بقوت بازو چند قدم شاہزادہ
کو دباکر اور ریل کے پیچھے ہٹا دیتا ہے تو شاہزادہ بھی اُسے اتنے ہی قدم لیجاکر دبا دیتا ہے سعی وکوشش بخوبی تمام
دونون جانب سے ہورہی ہے تو ٹہر [illegible] کے دونون لیر کررہے ہین یہ کشتی ایسی ہورہی تھی کہ ہر ایک تھک گیا

کو دیکھنے سے لطف حاصل ہوتا تھا جب کوئی دونون مین سے کوئی پیچ کرتا تھا ماہران فن کشتی کہتے تھے کہ واہ
واہ اس جگہ یہ پیچ خوب کیا اور جب دوسرا اپنے حریف کے پیچ کا توڑ کرتا تھا اُسوقت بھی وہی لوگ بآواز
بلند یہ تعریف اُسکی کرتے تھے کہ اس پیچ کا بیشک یہی توڑ تھا اس جوان نے کس جوش سے یہ توڑ کیا ہو ورنہ
پیچ سے بچنا محال تھا ضرور ہی گر جاتا پشت زمین آشنا ہوجاتی بالکل خاک سے بھر جاتا کشتی ہوجاتی حال
غالب و مغلوب کا ظاہر ہو جاتا لیکن یہ کسی اچھے اُستاد کا بتایا ہوا ہی داؤن خوب کرتا ہی کل پیچ بھی اچھی
جانتا ہو مچھلیون سے اسکی رانین بھی خوب ہی تیار ہین ٹانگ اچھی کرتا ہو ڈنڑون سے سینہ تیار ہی شانہ و
بازو بھی بھرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ لنگوٹ بند ہی اگر چھوٹ کرتا تو اسقدر تیار نہوتا گردن پر گوشت ہو کر
شانون کی فربہی سے ملجاتی مچھلیان رانون اور بازوؤن کی ابھری ہوتین اب تک ضرور ورم آجاتا تھل بھینے
کے اپنے لگتا پیٹ مین سانس اچھی طرح نہ سماتی سینہ بینے لگتا پنڈا اسقدر گرماتا ابھی تک کس عمدگی سے
تھم تھم کر لڑ رہا ہے کہ کیا بجوت ہو کر تر بڑ داؤن پیچ کرتا ہی اپنے جوڑ کو فرصت داؤن کرنے کی نہین
دیتا ہی ہر ایک کو بچا ہی اُسکے داؤن سے مشکل ہی وہ لوگ جو فن کشتی سے چندان آگاہ نہ تھے انکو جواب دیتے
تھے کہ ملک ترسی کیا اس جوان سے کچھ کم ہی جوڑ کانٹے کی تلی ہوئی ہی کوئی ان مین سے اونیس بیس
نہین ہی اسنے بھی خوب محنت کی ہی اکھاڑے مین دو دو پہر اپنے پٹھون سے لڑا ہی انکو زور کراتا ہی جب
انکے دم آجاتے مین اُسوقت یہ اکھاڑے سے باہر آتا ہی مہینون بلکہ برسون یہی حال اسکا دیکھا ہی کبھی اپنے
محنت اور زور کرنا ترک نہین کیا ہی ہمیشہ واسطے دم بڑھانے کے کوسون دوڑ لگاتا ہی چنانچہ ایک کا دس
من سے زیادہ وزن مین ہوگا دوش پر دوڑنے مین رکھتا ہی مگر انصاف یہ ہی کہ اسکی بھی محنت بنی ہوئی
ہی کچھ لوٹتا ہوا نہین ہی حاکم کہ وہ شفیق کہ غذاے نفیس و لطیف شب و روز کئی مرتبہ بکثرت کھاتا ہی
فواکہات سے بھی مانند انار ولایتی اور انگور و بادام وغیرہ سے منھ نہین پھیرتا ہی جب ہمنے دیکھا ہی ایسے
مصروف اکل و شرب ہی پایا ہی مبشتر یہ کباب آہو کے کھاتا ہی گوشت سے بھی کام نہین ہوتا کئی آہو
ہر روز شکاری لاتے مین یہ گوشت اُنکا نیمبرشت کیا ہوا شب و روز مین بخوبی کھا کر ہضم کرتا ہی جب ہی
تو اس جوان زمرد پوش سے دلیرانہ لڑ رہا ہی کچھ ہراس نہین ہی ایسے پیچ اور توڑ کرتا ہی کہ دل کو لطف
بحد ملتا ہی اور ایسے جوان قوی بازو سے لڑتا ہی جسنے بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ ایسے نامی و نامور
اور قوی و دلاور سردارون کو بہت جلد قتل کیا ہی ہمارے نزدیک کمال کرتا ہی بلکہ کار رستمانہ کر رہا ہی
اپنے حریف کو تھکا رہا ہی گھات کر رہا ہی ہمین یقین ہی کہ پھر چار گھڑی مین اپنے حریف پر غالب آئیگا لنگر
اسکا اُکھیڑ لیگا اور اُٹھا کر زمین پر پٹکے گا اور سینہ پر سوار ہو کر خنجر کمر سے کھینچ کر سر کاٹ لیگا ابھی حریف
اسکا تھکا نہین ہی اس وجہ سے یہ اسکو چت نہین کرتا ہی وقت کا منتظر ہی دیکھنا جب قابو پائیگا اس جوان
زمرد پوش کو یون چت کریگا کہ زمرد پوشون کے چہرے کثرت رنج سے زرد ہو جائینگے تم اُسوقت اس
جوان زمرد پوش کی بہت تعریف کرتے ہو اُسدم متحیر ہو جاؤگے ساری پہلوانی اور کشتی لڑنا اور توڑ
اور داؤن کا جاننا بھول جاؤگے بھلا ہم تمسے پوچھتے ہین کہ ملک ترسی کیا پڑا لڑ رہا ہی جو یہ کہتے ہو کہ
جوان زمرد پوش سے اسکو اپنے تئین بچانا مشکل ہی تمہیں تو ہم سمجھتے تھے کہ تم بھی کچھ جانتے ہو تمہارے شاگرد
فن کشتی مین چند روز رہے ہین مگر ایسے کلمات بیوقوفی و نادانی کے کہتے ہو کہ جس سے یہ ثابت ہوا کہ تم کچھ بھی

نہین جانتے ہو خالی از کمال ہو اسی نادانی پر اُستادی کا دعوی کیا ہو اُستاد اپنے کو مشہور کرایا ہو لڑکون کو لڑا
کے اُستاد بنگئے ہو کاملون مین محسوب ہوا چاہتے ہو نادان ہو کر عاقل بنتے ہو ذرۂ خاک ہو کر آفتاب عالمتاب
اپنے تئین بنایا ہو لڑکون سے کہتے ہو ہمین اُستاد کہا کرو نام لیکر ہمین نہ پکارا کرو واہ اچھی اُستادی کرتے ہو
دنیا مین اپنی ناموری چاہتے ہو اپنی آبرو و عزت خود بڑہاتے ہو تمھین ذرا بھی شرم نہین آتی ہی بڈہے ہو کر
ایسی باتین کرتے ہو کچھ کسی کا خیال نہین جو چاہتے ہو جہالت سے منھ سے نکالتے ہو دیکھو برا کرتے ہو کوئی کسی
روز تمھین درست کر دیگا ساری اُستادی بھول جاؤ گے اگر غیرت دار ہو تو اب ایسی تقریر کسی اکھاڑے
پر کسی کے سامنے نہ کرنا ورنہ وہ اکھاڑے مین ہی تم کو رگڑ ڈالیگا یہ ہاتھ پانون تمھارے مانند ہیزم خشک کے
توڑ ڈالیگا اپاہج ہو جاؤ گے اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گے جتنے نادانون اور جاہلون کو سبت دیکھا ہو مگر
مثل تمھارے کوئی نادان و جاہل نظر سے نہین گذرا کیونکہ اول تو تم اپنے کو بڑا جانتے ہو انسان ہو لیکن
جانور سے بدتر آنکھین رکھتے ہو مگر اندھون سے سوائے بصر گو کچھ خواندہ ہو لیکن سراسر جاہل ہو چند ہوشیار
ہو مگر بدتر از غافل ضعیف ہو کر باتین نادانون کی سی کرتے ہو ابتک تمیز کچھ نہین ملک ترسی کو اس
جوان زمرد پوش سے داؤن اور زور مین کم جانتے ہو دوسرے یہ کہ اسقدر بیوقوف ہو کہ تماشا بدکوئی سنو گا
کیونکہ جس بادشاہ کی عملداری مین رہتے ہو اور جس حاکم کی رعیت مین داخل ہو جسکا تمنے نمک کھایا ہو
جس شہنشاہ سے زر و جواہر اکثر انعام مین پایا ہو جو تمھارا خداوند نعمت ہو اُسی کی شان مین ایسے کلمات
تو مین زبان پر لاتے ہو ملک ترسی ہمارا اور تمھارا بادشاہ محسن ہو اُسکے دامن دولت مین براحت و آرام
بسر کرتے ہین فوج مین نوکر ہین تنخواہ ماہ بماہ پاتے ہین نمک اُسکا کھاتے ہین اُسی کی خدمت سے
ہماری اور تمھاری عزت و آبرو ہی بس ایسے مالک و آقا و محسن کو مجمع عام مین ذلیل کرتے ہو اسکے دشمن کی
ثنا کرتے ہو ای برادر عقلمندی و دانائی یہ ہی کہ انسان کبھی جادۂ خردمندی سے قدم علیحدہ نرکھے جو مناسب وقت
ہو ویسی بات کرے اپنی عزت و جان و آبرو کا خیال رکھے ڈرتا رہے کہ کہین جان اور آبرو ضائع و برباد
نہو جائے بقول مصرعہ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد ہم وطن یا عزیز یا مالک کیسا ہی بد ہو
عاقل اُسے برا نہین کہتے ہین حتے الامکان اُسے اچھا ہی کہتے ہین تم کس درجہ بیوقوف ہو کہ اپنے ولی نعمت
اور ہم مذہب و ہم ملت کو بوجہ بغض جھوٹ غیر سے برا جانتے ہو اور غیر بھی وہ غیر کہ غیر مذہب اور دشمن
جان و ایمان تمھارا اور تمھارے بادشاہ کا ہو بلکہ ہم سب ساکنان کوہ شفق کا دشمن ہو یہ جوان زردپوش اگر
اسوقت ہمارے آقا و مالک سے فن کشتی زیادہ جانتا ہوتا یا قوت مین سوا ہوتا تو بھی بخیال نمک خواری اور
پاس دین کے ہم کو یہی چاہیے تھا کہ ملک ترسی کو اس جوان کشتی گیر سے اچھا جانتے اور دعا کرتے کہ
ہمارا مالک دشمن پر فتح پائے تم برعکس اس کے کہہ رہے ہو اور سراسر جھوٹ کہتے ہو کیونکہ ابھی تک برابر
کشتی ہو رہی ہی کوئی ذرا بھی دونون مین غالب و مغلوب پایا نہین جاتا ہی اگر ہم تمھارے نزدیک اپنی
سخن پروری کرتے ہین تو اورون سے پوچھو دیکھو وہ کیا کہتے ہین تم کو قائل کرتے ہین یا ہمکو جھوٹا کہتے ہین
ماہران فن کشتی مذکوران لوگون کی تقریر طولانی سنکے نہایت برہم ہو کے کہنے لگے کہ تمھین فن کشتی مین کیا
دخل اچھا اور برا اسکا تم کیا جانو ہم اُستاد اس فن کے خوب جانتے ہین اور کلمۂ حق زبان پر جاری کرتے ہین خیال
اپنے مالک و ہم مذہب ہونے کا اور خطر عتاب بادشاہ کا کچھ نہین کرتے ہین جھوٹ بولنا اچھا نہین جانتے

ہین اور تمکو جھوٹا اور بے ایمان اور نادان جانتے ہین کیونکہ تم سخن ناحق زبان پر جاری کرتے ہو تحقیق یہ
خیال تمھاری بادشاہ کوہ شفق جھوٹ بولتے ہو ہم اب بھی یہی کہتے ہین کہ یہ جوان زمرد پوش فن کشتی مین کامل ہے
اور بادشاہ ہمارا فن کشتی مین ناقص ہے اسوقت تک بھی اس جوان سے کم ہے ذرا غور سے دیکھو حال کھل جائے وہ
لوگ انکی گفتگو سنکے آمادۂ جنگ ہوے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالکر اٹھ کھڑے ہوے چاہا تھا کہ تلوارین
علم کرکے ان ماہران کشتی کو ہلاک کرین کہ ناگاہ افسران سپاہ نے اٹھکر کہا تم سب باہم کیون لڑتے ہو گروہ
ماہران فن کشتی نے پہلے اپنی تقریر سے آگاہ کیا پھر ان لوگون سے پوچھا انھون نے اپنا مطلب اظہار کیا
اور لڑنا بیان کیا سرداران سپاہ نے کہا تم دونون گروہ آپس مین نہ لڑو جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا دونون
مین کوئی غالب ہوگا کوئی مغلوب ہوگا اسوقت دو شخص کشتی لڑ رہے ہین شور و غل نہ کرو بیٹھ جاؤ کشتی دیکھو
جب افسران سپاہ نے یہ کہا ماہران فن کشتی اور وہ لوگ کہ جو چندان فن کشتی سے آگاہ نہ تھے اپنی اپنی جگہ
پر خاموش بیٹھکر کشتی دیکھنے لگے منصف دونون دلیران مذکور کو ہر ایک بند اور توڑ پر داد دینے لگے راوی
بیان کرتا ہے کہ دوپہر باہم خوب کشتی ہوئی ہر چند کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہوا لیکن اسقدر ضرور ہوا کہ
قوت بدیع الملک کی دوپہر لڑنے پر بھی بدستور اول رہی ذرا بھی پسینہ نہ آیا جسم بھی نہ گرمایا اور ملک
ترسی اسقدر لڑنے سے کچھ تھک کر ہانپنے لگا پسینہ مین تر ہونے لگا قوت گھٹنے لگی تھی ضعف بڑھنے لگا
تھا یکایک کشتی لڑتے لڑتے وہ زمانہ آیا کہ آفتاب عالمتاب سیر اس کشتی کی دیکھکر سوے مغرب جاکر بجوف
دلیران کشتی گیر مذکور پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ مع فوج کواکب براے دید کشتی دلیران بالاے فلک برآمد
ہوا یعنی آفتاب پنہان ہوا دن گذر شام ہوئی ماہ اور ستارون کے آسمان کے اوپر ظاہر ہو ملک ترسی
نے بدیع الملک کو روک کر کہا ہان اے جوان شاباش تو بڑا ایسے قوی سے خوب لڑا مجھے یہ امید نہ تھی کہ
تو اسقدر دم رکھتا ہے اب کشتی موقوف کر کیونکہ زمانہ شب کا ہے رات واسطے آرام و راحت کے ہے اور دن
واسطے محنت و مشقت کے شب کو استراحت و آرام سے بسر کر صبح کو میدان جنگ مین آنا مجھ سے کشتی لڑنا
بدیع الملک نے جواب دیا اے ملک ترسی ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ بغیر حریف کو زیر کیے کشتی موقوف
نہین کرتے ہین اگر تاریکی شب کا خیال ہے تو شاہون کے نزدیک کثرت روشنی سے شب تار کو بہ از
روز روشن کر دینا کچھ مشکل نہین ہے حاکم کوہ شفق نے کہا مجھے تمھارے قاعدے سے غرض نہین مجھے
اپنی راحت سے کام ہے مجھکو اپنے قاعدہ کا پابند نہ کر مین ہمیشہ سے اپنی خوشی خاطر کا پابند ہون اسوقت
تو کبھی نہ لڑونگا یہ کہکر بدیع الملک سے علحدہ ہوکر مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین گیا ادھر بدیع الملک
اسکے دل ہارنے اور چلے جانے پر مسکرائے اور اسکو بھی ایک قسم فتح جان کے خرم و خندان داخل لشکر ہوے
اہل اسلام اس فتح سے خوش ہوے کوس شادمانی بجاے ہنوز لشکر اہل اسلام مین صداے نقارۂ خوشی کی
بلند تھی کہ ملک ترسی ہمراہ لاجوردشاہ اور صلصال ادھر چلا اپنی سپاہ کے میدان جنگ سے جانب
قیامگاہ سپاہ روانہ ہوا اس طرف بدیع الملک بھی بفتح و فیروزی اپنے لشکرگاہ کی طرف مع اپنی فوج
ظفر موج کے روانہ ہوے اور راہ طے کرکے داخل بارگاہ ہوے جوانان زمرد پوش بھی سلاح جنگ
تنون سے دور کرکے خیام مین راحت پذیر ہوے ادھر ملک ترسی کا نے قیامگاہ سپاہ پر پہونچکر
بارگاہ مین داخل ہوکے بالاے تخت جا بیٹھا سرداران سپاہ و امرا و وزرا اہل دربار بھی دربار مین آئے جب دربار

آراستہ ہوا ملک ترسی نے ساقیان خوبرو سے کشتی مے طلب کی ساقی فی الفور حکم بجالائے ملک ترسی کو جام
پر جام مے ناب کے دینے لگے وہ شراب پینے لگا جب خوب شراب پی چکا اشارہ کیا اب اہل دربار کو شراب
پلاؤ ساقی حسب الحکم اہل دربار کو جام مے ناب سے بھر کر دینے لگے وہ نابکار بھی شراب پینے لگے جس وقت
ساقیان گلرخسار جملہ اہل دربار کو شراب پلا چکے کشتیان شراب کی اٹھا کے دربار سے چلے گئے ادھر اہل دربار
اور ملک ترسی کو نشہ شراب ناب کا چڑھا دماغ ہر ایک کا بادہ تند سے گرم ہوا اسوقت گرگ تیز دندان
اور اسد نعرہ زن اور شاپور کوہ پیکر و گیو اژدہا صورت وغیرہ سرداران سپاہ نے باہم مشورہ کیا کہ اسوقت
بادشاہ سے حال زور بدیع الملک دریافت کرنا چاہیے یہ مشورہ کر کے شاپور کوہ پیکر نے
اپنی جگہ سے اٹھ کے دست بستہ ملک ترسی سے پوچھا اے بادشاہ فلک بارگاہ یہ جان نثار امیدوار
ہے کہ اسوقت حضور کچھ حال قوت بدیع الملک بیان فرمائیں شاہ مذکور نے چار جانب دربار میں دیکھ کر
دربار کو خداوندان و صلصال اور اغیار سے خالی پاکر کہا اے شاپور کوہ پیکر ہرچند کہ ظاہر کرنا اس حال کا اچھا
نہیں ہے مگر اپنے خیر خواہوں سے نہ چھپاؤنگا صاف صاف کہدونگا میں بدیع الملک کو ایسا قوی و کامل
الفن نہ جانتا تھا ہنگام مقابلہ اسکی قوت بازو مجھپر ظاہر ہوئی میں ہی ایسا تھا کہ اسکے ہاتھ سے جانبر ہو شام
ہونے کا حیلہ کر کے چلا آیا اگر میرے مقام پر اور کوئی دیر تک اس سے لڑتا تو وہ کبھی جانبر نہ ہوتا اب مجکو یہ فکر
ہے کہ کیا کروں طبل جنگ بجوا کر پھر مقابلہ کروں یا قلعہ بند ہوں حریف نہایت زبردست ہے لڑنا اس سے
کچھ آسان نہیں ہے نہایت مشکل ہے خوف جان ہے میں تشریف آوری خداوند لاجورد شاہ سے مبتلاے فکر
ہو گیا کیا جانتا تھا کہ خداوند کو کوہ شفق پر بلا کر اس بلا میں مبتلا ہونگا خداوند تقدیر معقول نہیں کرتے
میں نہیں معلوم کیا مصلحت ہے بہرام فیل پیکر اور فرخ کلاہ افسران سپاہ قتل ہو گئے خداوند نے
مدد نہ کی میں بدیع الملک سے نہ کامیاب ہوا اگر خداوند نے تقدیر کی مگر در مقصد ہاتھ نہ آیا نہیں
معلوم کیا سبب ہوا یہ کہکر آبدیدہ ہوا عالم نشہ شراب میں رونے لگا شاپور کوہ پیکر نے عرض کیا اے بادشاہ
عالیجاہ کو حریف زبردست سے مقابلہ ہے دو سردار قتل ہو چکے ہیں خداوند لاجورد شاہ کسی مصلحت سے
تقدیر حسب دلخواہ نہیں کرتے ہیں حضور کچھ فکر و تردد نہ کریں مطلق رنج و ملال کو دل عشرت منزل میں
جگہ نہ دیں ہرگز قلعہ بند نہوں کہ باعث ذلت و بزدلی کا ہے ہم سرفروش برائے جان نثاری موجود ہیں
آج کی شب اس نکوزر کے نام طبل جنگ بجوایئے صبح کو میری جنگ میدان میں ملاحظہ فرمایئے عجب نہیں
کہ حضور کے اقبال سے بدیع الملک پر فتحیاب ہوں سر عدو تیغ سرتیز سے کاٹ لاؤن حق نمک خواری
ادا کروں سرکار والا تبار سے خلعت و انعام پاؤں سامنے بہادروں کے سرخرو ہوں دنیا میں قاتل
بدیع الملک مشہور ہوں اور اگر ہاتھ سے عدوے مذکور کے قتل ہو جاؤنگا تو بھی دنیا سے سوے عدم
سرخرو جاؤنگا اہل دنیا مجکو خیر خواہ و نمک حلال کہیں گے ملک ترسی نے اسکے نام پر طبل جنگ بجوانے میں تامل
کیا وزرا امرا و دیگر افسران سپاہ نے متفق الراے ہو کر عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ شاپور کوہ پیکر
سردار لشکر حضور ہے زبردستان روزگار سے ہے بڑے بڑے بہادروں سے لڑا ہے جنگ آزمودہ ہے اطراف
و جوانب میں مثل و نظیر اسکا کوئی دلیر نہیں ہے اگر ہمسر اس بہادر کے ہیں تو حضور ہی کے ملازم ہیں مانند
گرگ تیز دندان و اسد نعرہ زن و گیو اژدہا صورت کے سواے ان تین دلاوروں کے

اور کوئی اسکا ہمتا نظر نہین آتا ہو اسکی ملاقات مین کچھ شک نہین ہو اسون سے یہ نمک خوار ہو آپ جو پیش ایک کار سرکار ہو یقین ہیں کہ یہ دلیر اس مہم کو سر کریگا بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا لہذا اسکے نام پر طبل جنگ بجوا دیجئے کچھ اندیشہ نہ کیجئے ملک ترسی نے جواب دیا التماس تمھاری قبول ہو بالفعل طبل جنگ نہ بجواونگا کاہنون اور منجمون سے ستارے او دن دریافت کر کے طبل جنگ بجواونگا بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ یہ دن مجھپر سخت ہین یہ کہکے کاہن اور منجم طلب کیے جب وہ حاضر ہوے حاکم کوہ شفق نے پوچھا تم لوگ اپنے قاعدہ علم کے ذریعہ سے بتاؤ کہ مین کہ بدیع الملک پر فتحیاب ہونگا یا نہونگا فی زمانہ طبل جنگ بجواکر اوس سے مقابلہ کرنا اچھا ہو یا نہین انھون نے سوال بادشاہ کو سنکے بعد فکر بسیار اپنے علم کے ذریعہ سے یہ حال دریافت کر کے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک پناہ یہ دن تو حضور پر کچھ ایسے سخت نہین مین کیونکہ سرکار دولتمدار کی زندگی معلوم ہوتی ہو صاف اس سے ثابت ہوتا ہو کہ بالفعل جان کی خیر ہو آئندہ کے باب مین ابھی دیکھا نہین طبل جنگ بجواتا اور بدیع الملک سے لڑنا اچھا ہو نہ چاہیے فی الحال کشت و خون زیادہ ہوگا اور ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ حضور کو بہت خوشی ہوگی کیا عجب ہو کہ کچھ اہل اسلام کو گرفتار کیجیے یا قتل کیجیے اور دل خوش ہو یا اور کوئی سبب خوشی کا ہو اس علم کو ہمارے نگاہ کیجیے یہ کہکے خاموش ہوے حاکم کوہ شفق نے علی قدر مراتب انکو انعام دیکر رخصت کیا بعد از چار پہر شب بسر ہوا

داستان مقابلہ کرنا شاپور کوہ پیکر دیو اژدہا صورت و بہرام قوی بازو و فرزند ملک ترسی کا بدیع الملک نوجوان سے مع حالات دیگر متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اب ہو شراب تند کا دور	دوسری جنگ کا فروغ ہو اور	پھول سی گر شراب پاؤن مین
کل مضمون بیان کتاؤن مین	گرم بازار پھر مصاف کا ہو	جان کا کافرون کی سودا ہو
خوب گھمسان کی لڑائی ہو	دیکھین کس سمت کی صفائی ہو	

مخبران اخبار جدال و راقمان حال گرفتاری و ملال اس طرح درج کرتے ہین کہ جب ملک ترسی بدیع الملک سے کشتی لڑا اور وقت شام کشتی موقوف کر کے اپنے لشکر مین چلا آیا تھا اور شاپور کوہ پیکر نے اُسے ملول دیکھ کر اپنے نام پر طبل جنگ بجوانے کو کہا تھا حاکم کوہ شفق نے تامل کر کے منجمون اور کاہنون سے نسبت جنگ و جدال پوچھا تھا اور انھون نے موافق اپنے علم نجوم اور کہانت کے قاعدہ سے حکم لگایا تھا تین روز سے کئی روز تک جنگ موقوف رہی ایک روز شاپور کوہ پیکر نے پھر عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک پناہ حضور بمقابلہ لشکر اسلام مع لشکر کب تک قیام پذیر رہیے گا اور طبل جنگ نہ بجایئے گا اہل اسلام نہین معلوم دلمین کیا کہین گے ملک ترسی نے کچھ سوچ کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بنام شاپور کوہ پیکر طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا ہرکارے لشکر اسلام کے خدمت عالی منزلت شیر صولت نیک خصلت نور دیدۂ مومنان بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان مین حاضر ہوے اور شرائط خدمت و مراسم عبودیت بجا لا کر بعد ادائے ثنا و دعا کے اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے قبلۂ عالم و کعبہ اسوقت ملک ترسی روسیاہ نے بنام شاپور کوہ پیکر کہ انکا ایک سردار لشکر نامی زبردست دلاور ہو بجوا دیا ہو اور سردار مذکور نے حاکم کوہ شفق سے مکرر کہہ کے اپنے نام پر بامید فتحیابی خود طبل جنگ بجوایا ہو کہ ضروری دشمنان حضور کو تہ تیغ کرونگا بس وہ نابکار بعد از شب گذار کر صبح کو میدان مین آکر آتش جنگ کو

مشتغل کریگا باقی خیریت ہو بدیع الملک نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے اُنسے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین
بھی طبل جنگ ونقارۂ رزمی پر چوب لگائی جائے حق تعالی معین ومددگار ہو اگرچہ دشمن بقول تمھارے
شجاعت شعار وخونخوار ہو ہرکارون نے حسب الحکم اُسی وقت بارگاہ سے باہر نکلکر ملازمون سے کہا انھون
نے نقارۂ رزمی بجایا جب دونون لشکرون مین طبل ونقارۂ رزمی بجائے گئے اور صدا اُنکی بلند ہوئی جوانان
ہردو لشکر آگاہ ہوے کہ لڑائی ہوگی پس ہر ایک جوان درستی آلات حرب وضرب اُسی وقت سے
کرنے لگا اہل اسلام بخوشی وخورمی سامان جنگ مین مصروف ہوے باہم کہنے لگے کہ جب سے اِس
سرزمین پر آئے مین آجتک جنگ مغلوبہ نہین ہوئی حسرت ہو کہ جنگ مغلوبہ ہو ہم بھی لشکر ملین ملک
ترسی سے لڑین دلیرانہ نعرے کرین گھوڑے دریاے لشکر عدو مین ڈال دین تیغ وتیر ونیزہ وگرز
سے دشمنون کو ہلاک کرین خود بھی زخمی ہون لہو مین نہائین اپنے مالک سے سرخرو ہون یا دست عدا
سے قتل ہون شہادت کا مرتبہ پائین یہان کافرون کو قضا کے گھاٹ اُتارین روانی آب شمشیر دکھائین
دل کو فرحت ہو درد والم سے نکلین جب خون کفار میدان کارزار مین نظر آئے اُس مین سرہاے کفار
مانند حباب دکھائی دین لاشے اُنکے مانند کشتی بہتی رواں دیکھین موج موج دل اپنا شادمان ہو کہین
جلد طوفان جنگ مغلوبہ کا ظہور ہو آنکھین مشتاق دید ہین دل آرزومند ہو کہ ہم شناور بحر مواج
ومتلاطم فوج کفار مین گرین اور مانند شناورون کے ہاتھ تلوارون کے لگا کر ایک کنارۂ لشکر عدو سے
دوسرے کنارہ سپاہ تک جائین سب کو تلوارین جاری دریاے مذکور مین مانند مچھلیون کے ڈوبتی اور
اُبھرتی نظر آئین اُدھر سواران لشکر کفار بھی مشغول درستی تیغ وتیر وغیرہ ہوے جو بہادر تھے وہ تو طبل
جنگ بجنے سے خوش تھے اور ہر ایک بہادر دوسرے بہادر سے کہتا تھا خوب ہوا طبل جنگ بجا امید
دلی بر آئی کئی روز سے طبل رزمی نہ بجاتا تھا دل پریشان تھا آج صداے طبل جنگی مثل مژدۂ جان بخش
کے سنائی دی ہو کیا اچھا ہو کہ روز اسی طرح طبل جنگی بجا کرے لڑائی ہوا کرے تلوار چلا کرے اور جو لوگ
فوج کفار مین بزدل تھے وہ آواز طبل جنگی سنکے تھرانے لگے دل سینون مین طپان ہوے حواس خمسہ مین خلل
پیدا ہوے دیوانہ وار پھرنے لگے سواران دلاور انھین مختل الحواس دیکھکر پوچھنے لگے ای جوانو آج تمھارا
کیسا مزاج ہو چہرے کیون اُترے ہین بیتابی و پریشان خاطری کا کیا سبب ہو وہ کہتے تھے باعث
اضطراب یہ ہو کہ طبل جنگ بجا ہو فکر ہو کہ جلد درستی آلات حرب وضرب کرین دشمنون سے لڑنا ہو وقت جنگ
تلوار صاف ہو تا کہ حریف کے دو ٹکڑے کرین زنگ آلودہ نہ ہو کہ نہ کاٹے چونکہ آلات حرب وضرب
ہمارے کسی قدر زنگ آلودہ ہین صیقل کرنے کی تشویش ہو صیقل گر کی جستجو ہو وہ سوار سنکر یہ جواب
دیتے تھے کہ نہین اضطراب سے تمھارے دل مین شک پیدا ہوتا ہو بلکہ صاف یقین ہوتا ہو کہ خوف جان
سے گھبرا گئے ہو ہمین طور بے طور نظر آتے ہین دیکھو نمک حرامی پر کمر نہ باندھنا اپنے آقا سے ایسے وقت مین
بیوفائی نہ کرنا لشکر سے چھپکے چلے نجانا ہنگام جنگ مغلوبہ خوف جان سے نہ بھاگنا ہمارے ساتھ رہنا وہ
کہتے ہین یہ خیال خام تمھارا ہو ہم نامرد نہین ہین کہ بھاگ جائین یہ کہکر دل مین اپنے کہتے تھے یہ سوار
ہزار ہمکو پند کرتے ہین لیکن ہم لشکر مین نہ رہینگے جان اپنی نذر دینگے وقت شب تاریکی مین لشکر سے نکل
جائینگے چار روپیہ کے واسطے تیر وتیغ ونیزہ وتیر وشمشیر نہ کھائینگے یہی باتین دل مین کرتے تھے عجب

شب تار ہوئی ہر حیلہ و بہانہ سے اٹھکر لشکر سے نکل کر اپنے مکانون کی طرف راہی ہوے پیادے رہ گئے سواران بزدل فوج سے نکل گئے الغرض جب وہ شب بہادران بیرودلشکر نے درستی آلات حرب و ضرب و اشتیاق مصاف مین بسر کی اور وہ زمانہ آیا کہ بمصداق نظم مولف

نظر آیا گردون پہ نور سحر ۔ لگے بولنے طائر خوش نوا
زمانہ ہوا شب کا جب کہ بسر ۔ موذن نے اللہ اکبر کہا

ادھر اہل اسلام خصوصاً بدیع الملک نے خواب سے بیدار ہوکر وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز ہاتھ سوے فلک واسطے دعا کے بلند کرکے پروردگار عالم سے واسطے اپنی فتح و ظفر کے دعا کی زمرد پوشون نے ہنگام دعا لفظ آمین مکرر زبان پر جاری کیا جب بدیع الملک نماز و دعا سے فراغت کرکے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے بارگاہ سے برآمد ہوے چالیس ہزار زمرد پوش کہ مسلح کھڑے تھے سب نے سر اپنے واسطے سلام کے جھکائے بدیع الملک نے سب کا سلام لیکر مرکب پر سوار ہوکر عزم نبردگاہ کیا زمرد پوش پس پشت ہمراہ رکاب اپنے مالک و آقا کے خرامان خرامان مرکبون کو تیز روی سے روکے ہوئے جانب جنگاہ چلے اسوقت جانا زمرد پوشون کا اور ظاہر ہونا سفیدۂ سحر کا اور پنہان ہونا کواکب و ماہ کا قابل دید تھا وہ وقت صبح نسیم سحر کا چلنا غنچون کا چٹک کر کھلنا میدانمین سبزہ کا شبنم آلودہ کا لہکنا گل خودرو کا صحرا میں شگفتہ نظر آنا کوڑیالے کی بہار جا بجا پھول بوٹے جنکا وہ بہار سبزہ زار وہ طائران خوش الحان کا بولنا اپنی زبان مین معبود کی حمد و ثنا کرنا وہ زمرد پوشون کی میدانمین قطار وہ جانفزا صحراے سبزہ زار وہ فلک پرنور سحر کا دمبدم پڑھنا وہ آمد آمد شاہ خاور وہ صداے مرغان سحر وہ موذنون کا اذان دینا صبا کو اپنی آواز مرغوب سنا کر دل لے لینا وہ اشجار کا ہواے سرد سے بار بار ہلنا وہ ہر ایک جا غنچۂ سربستہ کا کھلنا اہل دل کو وجد مین لاتا تھا اہل نظر کو قدرت پروردگار رشک میدان سبزہ زار پر بہار مین نظر آتی تھی اہل اسلام خدمت صناعی باغبان جہان پر نظر کرتے ہوے حمد و ثناے الہی زبان پر جاری کرتے ہوے جب میدان کارزار مین پہونچے مرکبون کو روکا بدیع الملک چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے بعہدۂ سرداری کھڑے ہوے اور انتظار ملک ترسی کے آنے کا کرنے لگے ہنوز تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ طرف سے ملک ترسی بھی ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال مع سپاہ کثیر عرصۂ رزم مین آیا جب دستور بعد درستی میدان رزم کوکیت اور نقباے خوش تقریر دونون لشکرون سے نکل بیچ مین دونون لشکرون کے کھڑے ہوکر کوکیت اپنے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگے کہ اے جوانان جنگ جو اے دلیران تند خو آج بھی سامنا اور مقابلہ مسلمانون سے ہے یہ لوگ دشمنان جان و ایمان ہین اور تم سب بہادر ہو باپ دادا تمھارے شجاع و بہادر تھے دیکھو جنگ مین ثابت قدم رہنا اعدا سے دلیرانہ لڑنا خوف جان سے نہ بھاگنا ذلت گوارا نہ کرنا بہادرانہ بڑھ بڑھ کر لڑنا ان مسلمانون کو تہ تیغ کرنا انکی خونریزی کا بہت ثواب ہے رحم کرنا ان خداپرستون پر باعث عذاب ہے نقباے خوش آواز و خوش تقریر جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکر اس طرح پر آواز بلند کہتے تھے کہ اے ہزبران بیشۂ شجاعت و اے رہ نوردان منازل جرأت و ہمت بگوش ہوش سنو کہ یہ دنیاے دون ناپائدار ہے یہ وہ باغ ہے کہ چند روزہ اسکی بہار ہے ایکدن حکم خدا سے معدوم ہوجائیگی یقیناً گلشن جہان پر خزان آئیگی جو ساکنان حدیقۂ دہر ہیں واسطے انکے بھی فنا ہے سواے ذات خدا نہ کسی کو بقا ہے نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ رہیگا ہر ایک صدمۂ جدائی چمن دنیا دل پر سہیگا

یہ گلشن عالم اک مقام عبرت ہوتا جاے بے فکری و غفلت پر خیال کرو تمھارے آباو اجداد جو بادرو خوش بنا د اسوقت کہاں ہین آنکھین اُنکو ڈھونڈھتی ہین وہ زیر خاک جیسے باعث خواب گران ہین یا وہ کبھی تم تک آ نہین سکتے تم کبھی اُنکے پاس جا نہین سکتے قبرین بھی اُنکی ظاہر نہین کوئی اُنکے حال سے ماہر نہین نہین معلوم اُنکا کیا حال ہو راحت مین ہین یا کہ ایذا بدرجۂ کمال ہو اگر کچھ ہین تو قبرین اُنکی بیچراغ دیکھتے ہین جنکی حسرت انگیز مجاور ہو اہل قبور محتاج ثواب سورۂ فاتحہ لظاہر ہین سوا اپنے بزرگون کے اور بادشاہون کو یاد کرو کہ ملک و مال نہایت کوشش سے حاصل کرکے خالی ہاتھ سوے عدم چلے گئے سواے نیک و بد کچھ بھی ساتھ نہ لے گئے زندگی مین گرد و غبار سے اپنے تئین بچاتے تھے اب قبرون مین سورہے ہین سیکڑون من مٹی انکپر پڑی ہو جو خاک مین سر سے قدم تک دبے ہوے پڑے ہین زندگی مین انکو بغیر روشنی شمع موی وکافوری کے نیند نہ آتی تھی دل تاریکی سے گھبراتا تھا اب اندھیری قبر مین لیٹے ہین وہان روشنی چراغ بھی نہین ہان خوش اعمالی سے اگر انکی قبرون مین برحمت الٰہی روشنی ہو تو اُس سے آگاہی نہین بظاہر اکثر قبور سلاطین جہان بیچراغ و گل ہین گنبد قبور شکستہ ہین طائرون کے مسکن ہین کوئی اُنکے قبور پر جھکی شب و روز نہین رہتا انھین بادشاہان گذشتہ سے ایک افراسیاب ہو کہ جو شہریار ترکستان تھا زندگی بعیش و راحت بسر کرتا تھا عمدہ عمارات مین رہتا تھا بعد مرنے کے اُسکے قبر کے گنبد مین کا یہ حال ہو

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت	بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

افسوس ہزار افسوس کیسے کیسے شاہان اولوالعزم اور پہلوانان لاجواب اس دنیا سے جانب ملک بقا چلے گئے کہ مصداق **نظم**

کہاں ہین کیقباد و قیصر روم	گئے عیش و طرب سے ہو کے محروم	نہ کیکاؤس نے بھی پایا آرام
گئے اسفندیار و زال و بہرام	ارم کے باغ کی حسرت مین شداد	ہوا کس طرح سے آخر کو برباد
سکندر کے نہ لشکر کام آیا	سبھون نے خاک مین آرام پایا	بڑی رستم کی تھی زور آزمائی
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی	ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال	کیا سر ٹھوکرون سے سب نے پامال
ہوا گودرز سا مرد دلاور	اجل کی تیغ سے اک دم مین میر	

علاوہ بادشاہان مذکور و پہلوانان نامی و مشہور و مسطور کے خاصان معبود خاص و عام یعنی پیغمبر و امام ہمیشہ اس سراے فانی مین نہ رہے تو اور کوئی کب رہیگا جب یہ امر بخوبی ثابت و ظاہر ہوگیا کہ دنیا اور اہل دنیا اور تمامی مخلوقات کو ایک روز مرنا ہو اور دنیا سے سوے عدم جانا ہو تو انسان کو اشرف المخلوقات ہو اسکو اسباب راحت سفر عدم مہیا کرنا چاہیے ایک دم اس سے غافل نہونا چاہیے تاکہ بوجہ اسباب و مال کے سفر عدم مین راحت پاوے وہ اسباب و مال کیا ہو اعمال خوب و نیک ہین اور وہ سب عمل نماز و روزہ جھوٹ نہ بولنا غیبت کسی مرد مومن کی نہ کرنا راہ خدا مین اپنا مال و اسباب صرف کرنا غربا و فقراے مستحقین کی حاجتین برلانا اور سوا اسکے بہت سے اعمال حسنہ اور بھی ہین کہ باعث راحت عقبیٰ ہین اور سبب مرتبۂ اعلیٰ پانے کے ہین از انجملہ ایک عمل خیر جہاد ہو کہ کافرون پر کیا جاے جب وہ بیدین دین اسلام قبول نکرین سو آج مقابلہ نور و نار کا ہو تم سب اہل اسلام ہو اور یہ حریف تمھارے کافر ہین رہنمائی سے بھی راہ راست پر نہین آتے ہین اپنے معبود حقیقی کو نہین پہچانتے پرستش اُسکی نہین کرتے ہین اپنی تجویز سے بہت سے گمراہون کو معبود جانتے ہین اُنکی پرستش کرتے ہین اور از انجملہ ایک انکا خدا و زلاچور دشاہ بھی ہو لہذا انسے لڑنا اور انپر جہاد

کرنا ضرور ہی اگر انکو قتل کروگے ثواب پاؤگے اور اگر انکے ہاتھ سے قتل ہوگے مرتبہ شہادت کا ملیگا شہیدون
کا وہ رتبہ ہی کہ بعد شہادت کے زندہ رہتے ہین بظاہر نظر نہین آتے ہین اور مرجاتے ہین اور وہ اہل
جنت سے ہین اے جوانو دیکھو جنس شہادت کی بازار جنگ مین جستجو کرنا حتی الامکان نقد جان دیکر خریدنا اِس
عمل خیر سے کنارہ نہ ہونا اور کافرون کے قتل سے باز نہ آنا میدان جنگ سے بخوف جان نہ بھاگنا ورنہ
سر میدان جنگ والا دون کے آگے ذلیل ہوگے اور جو کوئی حال تمھارے بھاگنے کا سنے گا وہ تمکو نامرد
و بزدل کہے گا ہمنے تم کو اتنی دیر ہدایت کی ہی راہ راست دکھائی ہی تمھاری بہتری کی بات ایسی تمکو بتائی ہی
کہ جس سے دونون جہان مین تم کو نفع ہو اب ماننے اور نہ ماننے کا تمکو اختیار ہی ہمارا جو کام تھا وہ ہم کر چکے مصرع
بر رسولان بلاغ باشد و بس ٭ راوی اخبار جنگ کہتا ہی کہ جس وقت دونون لشکر میدان مین صف آرا تھے
علم ہاے لشکر کھلے تھے کرنیت اور نقیبا دونون سمت کے جوانون کو لڑنے پر آمادہ کر رہے تھے سب خاموش
تھے باوجود لاکھون سوارون کا مجمع تھا لیکن سناٹا تھا ہر ایک جوان بگوش ہوش کرنیتون کا اور
نقیبون کی نصیحت سن رہا تھا ہر ایک اس امر مین اپنے سے کہتا تھا واقعی دنیا ایک سرا ہی اور ہم مسافرانہ
یہان قیام چند روزہ ہی سفر کرنا ہی اپنے ضرور ہی زاد راہ اعمال نیک مہیا کرنا چاہیے تا بعد مرگ راحت سے
زمانہ برزخ بسر کرین روز قیامت داخل جنت ہون اہل اسلام اپنے اپنے دل مین حال بے ثباتی جہان
و اہل جہان نقیبان خوش مقال سے سنکے محکم کمر لڑنے اور مرنے پر باندھے کھڑے تھے اپنے اپنے
حریف کو ہر ایک زمرد پوش تجویز کر چکا تھا ناگاہ نقیبا اور کرنیت میدان سے چلے گئے سواران ہر دو
لشکر و افسران سپاہ جانبین نے شوق جنگ وجدال مین آگے بڑھنے کا ارادہ کیا علمدارون نے قصد
بڑھنے کا کیا باجے والون نے اسی اثنا مین جنگی باجے بجائے جوانان ہر دو سپاہ اپنے اپنے لشکر کا جنگی باجا سنکے
وجد مین آکے مانند بادہ کشون کے نشۂ شراب شجاعت سے جھومنے لگے اور بار بار قبضۂ شمشیر کو چومنے لگے
قصد ہر ایک جوان کا یہ تھا کہ صف لشکر سے نکل کر مین اپنے حریف کو طلب کرون سر میدان اُس سے لڑون
لیکن سب کے پہلے شاپور کوہ پیکر کہ اسی نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا صف لشکر سے نکلا اور پیش ملک
ترسی اور لاجورد شاہ کے جاکر بعد سجدہ کرنے لاجورد شاہ کو حاکم کوہ شفق سے طالب اجازت جنگ ہوا
ملک ترسی نے خلعت رخصت دیکر کہا خداوند سے اپنی تقدیر خوش کرا لے اگر خداوند تقدیر نیک کر دیگے تو فتح
ہوگا بدیع الملک پر فتحیاب ضرور ہوگا اُسنے موافق کہنے بادشاہ مذکور کے لاجورد شاہ سے بمت لجہ کہا کہ اے
خداوند مین براے مقابلہ بدیع الملک جاتا ہون میری تقدیر ایسی کر دیجیے کہ جاتے ہی بدیع الملک پر فتح پاؤن
سر اُسکا تیغ تیز سے کاٹ لاؤن اُسکے ہاتھ سے مارا نہ جاؤن خداوند مذکور نے اُسکی تقریر سنکے ہاتھ اپنا اُسکی
پشت پر رکھا اور کہا اب ہمنے تیری تقدیر تیرے حسب دلخواہ کر دی لیکن ہنگام جنگ غرور نہ کرنا ورنہ ہم
تقدیر پلٹ دینگے شاپور کوہ پیکر نے ہاتھ باندھکر گڑگڑا کر عرض کیا اے خداوند مین ہرگز غرور کو دل مین آنے
نہ دونگا لیکن آپ تقدیر نہ پلٹ دیجیے گا لاجورد شاہ نے کہا خیر دیکھا جائیگا شاپور کوہ پیکر لاجورد
شاہ سے تقدیر نیک کرا کے گینڈے پر سوار ہو کے لشکر سے بلاے بد یا فیل مست یا کفر مجسم ہو کر میدان
کارزار مین آیا پہلے گینڈے کو روک کے جانب لشکر شاہزادہ بدیع الملک با آواز عجب پکار کر
کہا اے مسلمانو تم سب مین جس کو تمناے سیر عدم ہو وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے ہنوز شاپور کوہ پیکر

سباز رطلب کر کے خاموش ہوا تھا کہ اس طرف سے بدیع الملک نے بسم اللہ ورد زبان کر کے مرکب کو بڑھایا اُسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ علمائے لشکر ظفر اثر کو علمداروں نے کیطرح حسن جلوہ دیا شاہزادہ موصوف بعد قطع راہ سامنے اپنے حریف کے جا کر مرکب کو روک کر ٹھہرا اسوقت شاپور اپنی زبان پر یہ اشعار واسطے اپنی فتح اور اظہار شجاعت کے رجز آسا زبان پر لایا اشعار مؤلف

مرے ڈر سے رستم بھی زیر کفن
اُٹھاؤں اگر نیزۂ جان ستان
تو اعدا سے ملک ہو میدان صاف
کوئی مثل رستم ہو یا مثل زال

کروں نعرہ میدان میں گر مثل گیو
کہے الاماں ڈر سے کوہ گران
مری تیغ مانند تیغ دودم
لڑے مجھ سے میدان میں کیا مجال

جہان میں ہوں وہ گرد لشکر شکن
سنان ڈر سے ہو قاف میں جا کے دیو
علم گر کروں تیغ خارا شگاف
دکھاتی ہے دشمن کو راہ عدم

بدیع الملک نے جواب دیا

اے جوان مغرور و خود پسند جھوٹ نہ بول یہ دروغگوئی تیری اور یہ غرور تیرا کہیں تجکو پست و ذلیل نہ کر دے تو نے شاید سامنا بہادروں سے کبھی نہیں کیا ہے نامردوں اور بزدلوں سے لڑا ہے مخلصین کو قتل کر کے یا بھگا کے دعوی دلیری کرتا ہے او اجل رسیدہ آگاہ ہو کہ میں شجاع ہوں کہ تجھ ایسے ہزاروں کو قتل کیا ہے چند روز گذرے ہیں کہ سامنے تیرے لشکر کے دو پہلوان نامی مسمی بہرام فیل پیکر اور فرخ کج کلاہ کو قتل کر چکا ہوں آج تجکو بھی بعد دکھا یا قتل کرونگا اگر تجکو جان اپنی عزیز ہے تو مجھ سے مقابلہ نہ کر میری اطاعت اختیار کر ظلمت پرستی سے باز آ خدا پرستی قبول کر اور کونین کی عزت و آبرو حاصل کر شاپور کوہ پیکر نے گفتگوے بدیع الملک سنکے برہم ہو کے نیزہ اٹھائے گینڈے کو کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے سینۂ شاہزادہ بدیع الملک پر مارا ادھر شاہزادے نے سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اسیان جو ڈین چنگاریان پیدا ہوئین نیزہ بازان منصف نے بے اختیار کہا واہ کیا خوب ضرب نیزہ روکی ہے ادھر اہل اسلام نے تعریف کی بدیع الملک نے بعد روکنے ضرب نیزے کے خود بھی نیزے کا وار کیا اُسنے بھی چالاکی سے اپنی سنان نیزہ پر سنان نیزہ کو روکا اسی طرح چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار بدیع الملک نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دیا سنان نیزہ مانند تیر شہاب کے دور جا کر گری اہل اسلام نے خوش ہو کر پکار کے باآواز بلند اپنے مالک کی تعریف کی ادھر ملک تیرسی وغیرہ کو نیزہ کے چھٹنے کا ملال ہوا شاپور کوہ پیکر نے تحمل ہو کر سر جھکا لیا شرمگیں ہے سینہ آگیا بعد ایک لمحہ کے سر اٹھا کر بدیع الملک سے کہا شاید سنان نیزہ دبیز وقتی تھی کہ نیزہ سے یون نکل گئی خطا اسمین میری نہین ہے مین کامل فن ہوں قوت مین بھی کمی نہین ہے بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا تیرے غرور نے تجکو سر میدان ذلیل کیا اب اور کوئی وار کر قوت تیری ظاہر ہو گئی دعوی تیرا باطل ہو گیا شاپور نے گرز گرن سرا را بے سے لیکر گینڈے کی پشت پر بلند ہو کے پاؤں رکاب مین محکم رکھ کے گرز گران کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے گردش دیکے خبردار خبردار کہکے سر شاہزادے پر مارا ادھر اس شیر بیشۂ ہمت و شجاعت نے اپنے کو گرز زیر دلیرانہ ضرب گرز کو روکا شاپور نے ضرب گرز لگا کے نعرہ کیا زدم و پست کردم حریف را اور یہ نعرہ اسیوجہ سے کیا تھا کہ جب ضرب گرز لگائی تھی اور گرز بالاے گرز پڑا تھا ایسی آواز پیدا ہوئی تھی کہ زمین ہل گئی تھی فلک پیر تھرایا تھا گھوڑے سواران ہر دو لشکر کے چونکے تھے غبار بلند ہوا تھا بدیع الملک غبار مین پنہان ہوا تھا ہنوز شاپور نعرہ کر کے خوش ہو رہا تھا ناگاہ چہرۂ بدیع الملک نے اس غبار سے نکل کے کہا او دروغگو کسکو تو نے ہلاک کیا ہے جو خوش ہو کر نعرہ زن ہے اب اپنی فکر جان کر کیونکہ موافق شعر

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن　　ہمہ شادی از دل فراموش کن

ادھر شاپور کوہ پیکر بدیع الملک کو صحیح و سالم دیکھکر متحیر ہوکر دل میں کہنے لگا کہ یہ نوجوان کیونکر بچ گیا
آجتک میری ضرب گرز سے تو کوئی حریف جانبر نہوا تھا خداداد تدبیر کرین یہ حریف زبردست نہایت ہی جان
بچاتا اس سے شکل ہو انسان نہین ہے کوئی بلائے عظیم ہے کہ میری ضرب گرز سے ہلاک نہوا اور کچھ بھی اسکو صدمہ
نہ پہونچا ادھر اس ہزبر صحرائے جوانمردی نے گرز گران سر کو موافق قاعدۂ دلیران کے گردش دے کے
قدم رکابون مین جما کے پشت فرس سے بلند ہوکے نعرۂ کوہ شگاف کر کے مرکب کو آگے بڑھا کے سر عدو پہ
مارا اُسنے اپنے گرز کو بطور سپر کے اپنے سر کی پناہ کیا جب ضرب بالائے گرز پہونچی ہاتھ اسکا کثرت صدمہ درد
سے تھرایا شانہ و بازو کو سخت صدمہ پہونچا ہاتھ قائم نہ رہا ضرب گرز بخوبی نہ روکی گرز بدیع الملک کا مع
گرز شاپور کوہ پیکر پر پڑ کے اُسکے سر پہ آیا ہر چند اُسنے ہٹنے اور کود پڑنے کا ارادہ کیا لیکن قضا نے
کوئی تدبیر جان بچانے کی نہ کرنے دی گرز مذکور بخوبی تمام سر پر پڑی گیا کاسۂ سر مع خود چور چور ہوگیا مغز
دماغ بعوورے نکلکر زمین پر گرا سر سینہ مین گھسا اور سینہ شکم و کمر سے ملکر بصورت مضغۂ گوشت ہوگیا گینڈا
بھی مشغول راکب ہوگیا کیونکہ وفادار تھا بعد مرنے کے بھی اپنے راکب سے جدا نہوا دونون سوئے عدم
ساتھ گیا اہل اسلام ضرب گرز مذکور پر نظر کر کے اور شاپور کوہ پیکر کو پیوند خاک دیکھ کے اس قدر
شادمان ہوئے کہ بے اختیار باواز بلند بدیع الملک کی تعریف کرنے لگے کفار نابکار شاپور کوہ پیکر
کا یہ حال دیکھکر دنگ ہوگئے چہرے زرد ہوگئے خوف سے دست و پا کانپنے لگے حوصلہ لڑائی کا دل سے دور
ہوا بھاگنے کا ارادہ کیا ملک ترسی نے شاپور کو پیوند خاک دیکھ کے پہلے ایک آہ سرد کی بعد لشکریون
کو بیدل دیکھکر کہا یارو تم کیون اسقدر پریشان خاطر و پراگندہ حواس ہو کیون میدان جنگ سے بھاگنے
کا ارادہ کرتے ہو کیا ضرب گرز بدیع الملک تمھارے سرون پر پڑا چاہتی ہے کہ خوف جان سے تمھارا
یہ حال ہے اگر شاپور ہلاک ہوگیا ہے تو ثابت قدم رہو کوئی دلیر ہمارے لشکر سے نکل کر ابھی اس سے مقابلہ
کریگا یہ کہکے جانب گیو اژدہا صورت نظر کی چونکہ یہ سردار زبردستان روزگار سے ہے فی الفور ملک
ترسی کے دیکھنے سے سمجھ گیا کہ مجھ سے سر عدو کا طلبگار ہے یہ سمجھکر بے تامل صف لشکر سے نکل کر سامنے
لاجورد شاہ کے آکے طالب اجازت میدان کارزار ہوا لاجورد شاہ نے اجازت دے کے کہا تو
غرور نہ کرنا ورنہ حال تیرا بھی مثل شاپور کوہ پیکر کے ہوگا گیو اژدہا صورت نے عرض کیا اے خداوند
کیا مجال میری کہ مین ذرا بھی غرور کرون یہ کہکے ملک ترسی سے خواستگار اجازت حرب ہوا اُسنے اجازت
دیکر کہا اے گیو اگر تو سر بدیع الملک کاٹ لائیگا تو وہ انعام کثیر دونگا کہ کسی بادشاہ نے کبھی کسی کو نہ دیا
ہوگا گیو اژدہا صورت نے بل کر کے عرض کیا حضور کے اقبال سے جاکر ابھی سر حریف تن سے جدا
کر کے لاتا ہون مین شاپور کوہ پیکر نہین ہون کہ ایک ضرب گرز نہ روک سکون مانند نامردون کے مارا
جاؤن یہ عرض کر کے مرکب دورکابہ طلب کیا پھر ایک اور زرہ بالائے زرہ پہنکر زنجیر آہنی سے کمر کسکے
مرکب دورکابہ پر سوار ہوکے صرف ایک تیغۂ آبدار و گرانبار ہمراہ لیکر جانب شاہزادہ ذیجاہ روانہ
ہوا جب قریب شاہزادہ موصوف کے پہونچا مرکب کو روک کر بدیع الملک سے کہنے لگا اے جوان آگاہ
ہو کہ نام میرا گیو اژدہا صورت ہے میرے شعلۂ آتش قہر و غضب سے اکثر سلاطین جہان ڈرتے
ہین بڑے بڑے نامی پہلوان واسطے مقابلے کے سامنے میرے نہین آتے ہین کیونکہ تیغہ میرا دم دار

وآبدار ہی کہ حریف کو مانند اژدہے کے نگل جاتا ہی یعنے کام حریف کا ایک دم مین تمام کرتا ہی مین وہ شعلہ خو
ہون کہ جب کسی شہر و صحرا مین بخیال بربادی گیا آتش قہر سے اُسے ایک دم مین جلا کر خاک کر دیا میرے آگے
سنگ گران و دیو و انسان کی کیا حقیقت ہی نیزہ میرا سب کا ایک سا لقمہ کرتا ہی اور شکم اسکا نہین بھرتا ہی مین وہ
مار سیاہ ہی کہ جس عدو کو کاٹتا ہی کسی تدبیر و دوا و علاج سے زہر اسکا دفع نہین ہوتا ہی اور کبھی زخم اُس
کالے کے کاٹے کا کسی مرہم سے اچھا نہین ہوتا ہی صرف میرے دم سے بادشاہت و حکومت ملک ترسی
کی قلعہ کوہ خندق وغیرہ مین ہی مین مثل ان بزدلون کے نہین ہون کہ جنکو تو نے قتل کیا ہی مین وہ ہون کہ
بغیر لڑے کام دشمن کا تمام کرتا ہون جسکو چشم زہر آلود سے دیکھتا ہون یہ اثر ہوتا ہی کہ زہرہ اسکا آب
آب ہو جاتا ہی کیسا ہی فولاد دل کیون نہو پانی پانی ہو جاتا ہی چونکہ ابھی تیرا سبزۂ خط نکلا ہی اور تو جوان
خوبرو ہی اسوجہ سے تیرے حال پر مجھے رحم آتا ہی خونریزی تیری اس سن و سال مین نہین چاہتا ہون کہ
تجھے قتل کرون مین بھی صاحب اولاد ہون کسی نوجوان کو حتی الامکان قتل نہین کرتا ہون لہذا مجھ سے
آمادۂ جنگ نہو کہ میری ضرب کی پناہ نہین ہی بہتر و مناسب تیرے حق مین یہ ہی کہ میرے ساتھ خدمت
خداوند لاجورد شاہ اور ملک ترسی مین چل خداوند موصوف کو سجدہ کر ملک ترسی سے عذر جرم کر مین بھی
تیری شفاعت کرونگا قصور معاف کرا دونگا ملک ترسی سے خلعت دلوا دونگا رتبہ تیرا بڑھوا دونگا
ماتحت اپنے لشکر کا تجھے افسر مقرر کرونگا بدیع الملک نے تمام تقریر اسکی سنکے جواب دیا او نابکار اگر
نام تیرا گیو اژدہا صورت ہی تو کیا خوف ہی خدا حامی و مددگار ہی وہی مجھکو تیری ایذا رسانی سے بچائیگا
او مغرور اسقدر بل نہ کر دیکھ کسی پیچ مین آ جائیگا یہ شعلہ خوئی آتش بیانی تیرے حق مین سم افعی ہی دلاورون
کے سامنے ایسی تقریر کرنا خوب نہین ہی ایسا نہو کہ سر تیرا سنگین گرز سے دیکر باش پاش ہو جاوے
مثل شاپور کے تو بھی سوے عدم جائے سارا غرور تیرا نکل جائے او بزدل تو میرے حال پر مہربان نہو
مجھ سے مقابلہ کر مین دلاور ہون مجھے نہ ڈرا دیکھنا ہنگام جنگ ایک دم مین تجھے مارونگا سر تیرا مانند سانپ
کے سر کے کچلونگا دم تیرا نکالونگا اگر تو مرد ہی تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور اگر نامرد ہی تو دم دبا کر میدان
جنگ سے بھاگے گا مین تجھے گھیر کر مارونگا او گیو اژدہا صورت تو کہان جائیگا اور تیرے کاٹنے سے کیا
ہوگا تیغہ تیرا بھی مانند مار سیاہ کے کیا کاٹ سکے گا مین ماہر فن سپہگری ہون تو مجھے زخمی نہ کر سکے گا تو اور
تیغہ تیرا مشتاق زخم رسانی رہے گا ہان یہ شمشیر آبدار میری مانند ناگن کے تجھ ایسے اژدہے اور افعی چشم
کو ایک دم مین نگل جائیگی تھوڑی دیر مین تیرا نشان بھی نہ معلوم ہوگا او نابکار و گمراہ تو مجھے کیا بہکاتا ہے
اور ڈراتا ہی لیکن ہرگز تیرے ڈرانے سے نہ ڈرونگا لاجورد شاہ کو گر کر سجدہ نہ کرونگا جہانتک ممکن ہوگا اُسے
ہدایت کر کے مسلمان کرونگا ورنہ سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹ کر خدمت امیر ثانی مین لے جاؤنگا اور
اسی طرح ملک ترسی سے بھی پیش آؤنگا اگر میرے کہنے پر عمل کریگا یعنے اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرے گا اور
میری اطاعت اختیار کریگا تو فہو المراد ورنہ تجھکو بھی مانند بہرام فیل پیکر کے چو رنگ کرونگا او جاہل اب
بھی جہالت سے باز آ مذہب باطل سے کنارہ ہو لاجورد شاہ پر لعنت کر وہ مانند شیطان کے تجھے بہکاتا
ہی اور تو اسکے گمراہ کرنے سے گمراہ ہو گیا ہی غور سے دیکھ تجھ مین اور اسمین کیا فرق ہی جو اعضا اسکے ہین
وہی اعضا تیرے بھی ہین وہ کھاتا پیتا ہی سوتا جاگتا ہی اور جسطرح دیگر حوائج ضروری کی اسکو ضرورت

ہوتی ہو اسی طرح تجکو بھی احتیاج ہوتی ہو ہمارا خدا جسم و جسمانیت سے پاک و منزہ ہو کوئی اسکو دیکھ نہین سکتا نہ کسی نے اسکو دیکھا ہو اور نہ کبھی کوئی اُسے دیکھیگا تیرا خداوند کیسا نالائق و بے قدرت خداوند ہو کہ کچھ بھی قدرت نہین دکھاتا ملک ترسی سے یہان آکر پناہ چاہی ہو صوائے شلث سے بھاگ کر آیا ہو بہرام اعلا اسد نعرہ زن اور شاپور قتل ہوے کسی کو زندہ نہ کر سکا نہ یہ کیا کہ مجمد پر انکو فتحیاب کرتا اسنے دعوی خدائی ایک ساحرہ کے بھروسے پر کیا تھا اسکو عمرو ثانی نے ہلاک کیا ہو اب یہ نابکار مجبور و لاچار ہو کوئی شعبدہ دکھا نہین سکتا ہو اور معبود ہمارا ایسا قادر و توانا ہو کہ بمصداق اسکے **نظم**

کیا خلق اک کن سے کون و مکان
نہین کوئی شایان حمد و ثنا
ہوے عندلیب ایسے رنگین بیان
کہ ہے شوق مین اسکے ہمشکل ذوق
جہان مین اسی کا ہو جلوہ عیان
کہ جس پر یہ بلبل بجاتا ہو غل
تماشائے قدرت تو ہر شے مین ہو
قد سرو و گیسوے سنبل مین ہو
ثنا ہو سکے اسکی کیونکر ادا
فنا ہوگئی ہم تو ان رقم
تجے ہو عقل کو کچھ رسائی بیان

کیا اپنی قدرت سے اسنے عیان
زبان تر زبان اسکی تعریف سے
کیا اُسنے طوطی کو شیرین زبان
دو دل ہوگیا روشن کوہ طور
دل آشنا پہ نہین کچھ نہان
عیان شمع مین بھی اسی کا ہو نور
دف و چنگ و سارنگی و نی مین ہو
لب و ابروے عشوہ کاران مین ہو
نہ کلک روان ہو نہ فکر رسا
رہ فکر مین ہو رسائی نہین
کرے حمد بے کیف و کم کچھ بیان

سوائے خداوند ارض و سما
قلم خوش رقم اسکی توصیف سے
کسی کا ہوا ہے شائق کو شوق
بھرا جسمین اسکی محبت کا نور
اسی کی تو بو سے مہکتا ہو گل
کہ ہو حق پروانہ مین کو وہ طور
عذار گل و شور بلبل مین ہو
تپ و نالہ اشکبار ان مین ہو
زبان قلم ہوگئی ہے قلم
مگر حمد کی حد نہ پائی کہین

پس ایسے معبود برحق و حکیم مطلق کی پرستش کر جسکی کچھ حمد و ثنا تیرے روبرو کی گئی یہ کہا اژدہا صورت نے برہم ہو کر جواب دیا او جوان زمردپوش جو کچھ تو نے کہا میری سمجھ مین نہین آیا سوا اسکے کہ تو نے ہمارے خداوند کو برا کہا خیر تو نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا برا کیا یہ کہکر قبضہ تیغ پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام سے اس طرح نکالا جیسے غبار سے اژدہا نکلتا ہو کہو نے تیغہ علم کر کے پہلے برائے زور آزمائی سپر کو ہاتھ مین لیکر مرکب کو جولان کیا ادھر شاہزادہ بھی ہوشیار ہوا اُسنے بھی سپر دوش سے دست چپ مین لیکر مرکب کو جولان کیا جسوقت دو سپرین دونون بہادرون کی باہم لڑین دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار قدم مرکب کیو اژدہا صورت کا پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا بدیع الملک کا اپنی جگہ پر قائم رہا اگر کچھ ہٹا بھی تو اسکا ہٹنا ثابت نہوا گو مذکور زور آزمائی مین گھوڑے کے ہٹنے سے بہت برہم ہوا اہم مرکب کو رانون مین داب کر آگے بڑھا یا اور کہا اے جوان مرکب میرا ہٹ گیا مین اپنی جگہ سے نہین ہٹا دیکھ اسی جگہ ہون یہ کہکے تیغہ چمکا کر خبردار خبردار کہکے مرکب کو جانب دست راست لیکر شاہزادہ ذیجاہ پر لگایا ادھر شاہزادے نے سپر لگائی وار تیغہ کا بالائے سپر رد کا بعد اسکے خود شمشیر آبدار اس نابکار پر لگائی اُسنے بھی تلوار بالائے سپر روکی تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی دیکھنے والے اپنے اپنے دل مین کہتے تھے کہ یہ جنگ بھی لائق اسکے ہے کہ ایک دفتر مین تحریر کیجائے اور صفحہ سینہ پر لکھ لیجائے اگر رستم اور اسفندیار باہم شمشیر آبدار سے لڑے ہونگے تو اسی طرح لڑے ہونگے یہ دونون فن سپہ گری مین کامل ہین کوئی کسی سے کم نہین ہو کتا نہین جوٹ نہین کھاتا

زخمی نہین ہوتا ایک کی آنکھین جنگ مین دوسرے سے لڑی ہین تلوارین برق آسا کبھی اسکے سر پر گرتی ہین اور
کبھی اسکی کمر پر جاتی ہین سپرون پر کس خوبی وحسن سے وار روکتے ہین گھوڑے اشارے مین مانند کلون کے
پھرتے ہین ہنوز دیکھنے والے اس جنگ کے دونون مین یہ کہ رہے تھے اور بنظر غور دیکھ رہے تھے خصوصًا
ملک ترسی آگے بڑھا ہوا لڑائی دیکھ رہا تھا اور اپنے فرزند مسمی بہرام قوی بازو سے کہہ رہا تھا دیکھ اے
فرزند کیا خوب گیو لڑ رہا ہے مجھے امید قوی ہے کہ بدیع الملک کو تھکا کر تیغ کریگا سر کاٹ کر لا دیگا کہ ناگاہ
بدیع الملک نے نعرہ کیا اے گیو ہوشیار ہو جا کہ اس وار سے بچنا تیرا دشوار ہے گیو نے جواب دیا مین ایک
گرگ باران دیدہ جوان جنگ آزمودہ ہون ہوشیار و خبردار ہون تو وار کر شاہزادہ نے تقریر اسکی سنکے
شمشیر آبدار چمکائی اُسنے سپر اٹھائی تلوار مانند برق کے سپر پر گری اسکے دو ٹکڑے کرکے خود پر آئی اس کے
بھی دو ٹکڑے کرکے سر پر غرور گیو مین در آکے مانند قطرۂ آب صراحی گردن مین آئی پھر صندوق صدر کو
دیکھتی ہوئی اسکے خم شکم پر از شراب پر ندا آئی بعدہ کمر کو مانند خیار تر کاٹ کر زین فرس پر آئی اور زورا
دم کے وہان سے بھی یون چلی کہ اسپ کو بھی دو ٹکڑے کرکے ایک وجب زمین مین اتر گئی راکب و مرکب
کے چار ٹکڑے ہوے دیکھنے والون کو حیرت ہوئی جسوقت راکب و مرکب مذکور چار ٹکڑے ہوکے بالاے
خاک گرے تو مین اُنکے لشکر سے عوعوا ادھر اہل اسلام نے خوش ہوکے باواز بلند اپنے آقا کی تعریف کی کفار
لاش گیو پر نظر کرکے مغموم ہوے خصوصًا ملک ترسی گیو اژدہا صورت کو یون ہلاک ہوتے دیکھ نہایت
محزون ہوا اور کہنے لگا عجب سردار شجاعت شعار اس جوان ستم شعار خونخوار کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کہ مجھکو اسکے
بھی قتل ہونے کا صدمہ ہوا اب کوئی دلیر ایسا نظر نہین آتا کہ اس جوان سے خون بہرام فیل پیکر اور
شاپور کوہ پیکر اور گیو اژدہا صورت وغیرہ کا عوض لے سر کاٹ کر میرے روبرو لے آئے مجھکو خوش
کرے بہرام قوی بازو نے تقریر اپنے پدر کی سنکے اور آبدیدہ اسے دیکھ کے کہا آپ کیون غمگین و
نا امید ہوتے ہین آپ کے لشکر مین ابھی اکثر دلیر ایسے ہین کہ اس جوان زرہ پوش سے جاکر لڑین از انجملہ
فرزند آپ کا ہے کہ قوت و زور مین مانند فیل مست کے ہے اور دلاوری مین مثل شیر غضبناک کے یہ جوان
تو کیا ہے اگر دیو ساکن قاف ہوتا تو بھی مین اس سے مقابلہ کرتا تیغ آبدار سے سر اسکا کاٹ کرکے آتا آپ کی
آنکھون کو پرنم نہ دیکھ سکتا اور کلمۂ یاس و نا امیدی کبھی نہ سنتا آپ مجھکو اجازت جنگ دین مین ابھی اس جوان
کا سر تن سے جدا کرکے لیے آتا ہون ملک ترسی نے اپنے فرزند کو سینے سے لگا کر پیار کرکے کہا مین تجھکو ایسے حریف
زبردست کے مقابلے کے لیے اجازت نہ دونگا تو ایک ہی میرا نور نظر پارۂ جگر ہے تو ہی باعث قوت قلب و جگر
ہے تو ہی سبب باقی نور بصر ہے تو ہی میرے شجر باغ زندگانی کا تازہ و تر ثمر ہے اگر تجھکو ہاتھ سے حریف کے کچھ
صدمہ پہونچا مین تو بے تلوار قتل ہو جاؤنگا غم مین تجھ ایسے فرزند سعید و قوی و نوجوان کے مر جاؤنگا ایکدم
زندہ نہ رہونگا داغ فرزند عجب داغ ہوتا ہے اور غم پسر عجب الم جانکاہ ہوتا ہے خداوند اس غم سے ہر ایک
دل پدر کو محفوظ رکھے کیونکہ جدائی و مرگ فرزند مین پدر و مادر فرط الم سے روتے روتے نابینا ہو جاتے ہین
دلون پر داغ جل جاتے ہین لطف زندگانی جاتا رہتا ہے اول تو کثرت رنج سے جلد تر مر جاتے ہین اور اگر زندہ رہتے
ہین تو بدتر از مردہ بلکہ بھی انکو لطف حیات نہین ہوتا ہے لہذا مین دیدہ و دانستہ تجھکو سامنے ایسے حریف کے جانے نہ
دونگا کہ تو جا کر اس سے لڑے ابھی دو سردار میرے لشکر کے اسنے قتل کیے ہین انکا تو صدمہ اٹھایا ہے

تیرا صدمہ اٹھایا نہ جائیگا اور کوئی دلیر واسطے اسکے مقابلہ کے جائیگا یا مین طبل بازگشت بجوا دونگا آج مقابلہ نکرونگا پھر دیکھا جائیگا بہرام قوی بازو نے کہا آپ کچھ فکر و اندیشہ نکرین مجکو اجازت دین مین جاکر ابھی تو سر اس جہان کا کاٹ کرکے آؤنگا ملک ترسی نے جواب دیا دل میرا گوارا نہین کرتا کہ مجکو اجازت حرب دون بہرام نے طلب اجازت مین اصرار کیا لاجورد شاہ نے ملک ترسی سے کہا اے بندۂ خاص مین اپنے فرزند کو جانے دے اجازت حرب دے مینے تقدیر کی ہے کہ یہ بدیع الملک پر فتحیاب ہوگا بشرطیکہ ہنگام مقابلہ غرور نہ کرے لاجورد شاہ یہ کہکے خاموش ہوا ملک ترسی نے موافق کہنے خداوند اپنے کے مجبور ہوکر اپنے دلبند کو اجازت جنگ دی وہ سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب دوررکاب پر سوار ہوکے نہایت کبر و غرور سے میدان جنگ مین آیا اور سامنے بدیع الملک کے آکے مرکب کجے روکے فنون سپہ گری دکھاکے اس طرح کہنے لگا اے جوان آگاہ ہو کہ نام میرا بہرام قوی بازو ہے مین فرزند ملک ترسی حاکم کوہ شفق کا ہون قوت و شجاعت مین یگانۂ آفاق ہون فنون سپہ گری مین طاق ہون واسطے حریف اپنے کے گویا ملک الموت ہون میرے پنجۂ سخت سے دشمن کو رہائی ممکن نہین بغیر قتل کیے میدان سے جاتا نہین ہون مین نے ہزارہا ون دلاورون کو تہ تیغ کیا ہے گو سن کم ہے لیکن لڑائیان بہت لڑا ہون آج تجھ سے مقابلہ کو آیا ہون تجھے بھی قتل کرونگا لشکر کو تیرے تباہ و برباد کردونگا اگر تجکو اپنی جان عزیز ہو تو میرے ہمراہ چل خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر سرکشی سے باز آ مین اقرار کرتا ہون کہ جرائم تیرے عفو کرادونگا خداوند میرے کہنے سے تیری خطائین معاف کردینگے اور والد بھی تیرے خون سے درگذر کرینگے تجکو لازم ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر اور یہ مین نے اسوجہ سے کہا کہ مجکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان بہادر میرے ہاتھ سے قتل نہو بدیع الملک نے مسکرا کر جواب دیا اے جوان مجکو بھی تیری جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہے چاہتا ہون کہ تو اس سن و سال مین باغ دنیا سے جانب ملک عدم نہ جائے لہذا تجکو ہدایت کرتا ہون کہ لاجورد شاہ گمراہ کنندہ پر لعنت کر اسکی پرستش نہ کر کہ وہ بمنزلہ ابلیس کے ہے سجدہ اور پرستش اس معبود حقیقی کی اختیار کر جو معبود کون و مکان خالق زمین و آسمان و مافیہا ہے وہی لائق سجدہ کے ہے تجکو سجدہ کرنا لازم ہے سوا اسکے کسی کو سجدہ و معبودیت جائز نہین ہے جو لوگ سوا ے کبریا کے اور کسی کو سجدہ معبودیت کرتے ہین وہ کافر ہین ناری و جہنمی ہین مین اپنے پروردگار کو سجدہ کرتا ہون لاجورد شاہ کو ہرگز سجدہ نہ کرونگا تجکو بھی مناسب ہے کہ تو بھی اسے سجدہ نہ کر تا دوزخ مین مدام رہنا اختیار نہ کر دین اسلام مین آ کلمہ پڑھ پروردگار عالم کو سجدہ کر دیکھ قابل سجدہ و لائق پرستش وہی رب العالمین ہے کہ موافق نظم

محمد ہے رب کونین و ہر خاص و عام
علیم و وحید و قدیر و قدیم
پرستش کے قابل نہین ہے کوئی
وہ ہے مالک و کارساز جہان
جہان مین ہر ایک چیز کی آشکار
دیا فہم و ادراک انسان کو

کیے کن سے خلق اسنے عالم تمام
ہے قبضے مین اسکے زمین و زمان
وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی
وہ معبود ہے عبد ہین سب تمام
ہوا اسکی صنعت پہ ہر اک نثار

خداوند عالم غفور الرحیم
وہ رزاق مطلق ہے روزی رسان
وہ ہے داور و کارساز جہان
نہین اس جگہ فکر کا کچھ مقام
کیا خاک سے پاک انسان کو

تو بھی صاحب فہم و ادراک ہے غور کر سوائے خدائے لایزال کے کوئی لائق سجدہ و پرستش نہین ہے لاجورد شاہ کیا نابکار ہے کہ اسکو سجدہ کیا جائے اے جوان میری ہدایت

قبول کر مجھ سے آمادۂ جنگ ہو ورنہ بچیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا بہرام قوی بازو گفتگو سے
بدیع الملک سنکے پہلے تو غصہ سے کانپنے لگا چہرہ کثرت قہر و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھیں بھی مانند بادہ کشوں
کے نشۂ شراب غیظ سے سرخ ہوگئیں کثرت برہمی سے ہونٹھ چبانے لگا کف دہن میں بھر آیا باچھوں سے
ظاہر ہوا پھر اسی عالم غیظ و غضب میں نیزہ اٹھا کر کہا او جوان میں مجبور ہوں تیری قضا ہی تیری دامنگیر ہے
ہوشیار ہوجا کہ وار نیزہ کا کرتا ہوں یہ نیزہ میرا ملقب بہ اجل ہے جس حریف کے قریب صدر و گلو جاتا ہے وہ
آگاہ ہوجاتا ہے کہ اجل قریب آگئی موت کا سامنا ہوا اب زندگی آخر ہوئی یہ کہکے نیزہ کو گردش دیکے گھوڑے
کو کاوے پر ڈال کے سینۂ شاہزادہ کو تاک کے نیزۂ مذکور کا وار کیا ادھر بدیع الملک نے نیزہ اٹھا کر
نہایت خوبی و چالاکی سے اسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا منصفان ہر دو لشکر نے بے اختیار
باواز بلند تعریف کی دشمن نامنصف ناخوش ہوے کہنے لگے نیزہ کچھ اچھی طرح نہیں روکا لوگ تعریف بیکار کرتے
ہیں ابھی دوست و دشمن تعریف و مذمت کر رہے تھے کہ شاہزادے نے بہرام پر نیزہ لگایا اُسنے بھی چالاکی سے
نیزہ پر نیزہ روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی ساٹھ ستر طعن نیزہ کی نوبت پہونچی ہر دو راکب و مرکب پسینے میں
تر ہوگئے مرکبوں کی گردش سے غبار اٹھا ہاتھ بہرام قوی بازو کا چھٹنے لگا قوت کم ہونے لگی بدیع الملک
نوجوان کے زور و بازو میں فرق نہوا یہ حال دیکھکر فرزند ملک ترسی پسپا ہوکر ہٹنے لگا اسی حالت میں
بدیع الملک نے نعرہ کرکے کہا اے نوجوان ہوشیار ہوجا کہ اب قضا تیری قریب آگئی ہے یہ نعرہ کرکے سینۂ
پر کینہ پر اسکے نیزہ کا وار کیا کہ نیزہ بہرام قوی بازو سے رک نسکا اور سینہ میں اسکے در آیا شاہزادے
نے مرکب کو اپنے آگے بڑھا کے نیزے کو نشان دے کے ایسا جھٹکا دیا کہ پانوں بہرام کے رکابوں سے
جدا ہوے تسمہ رکابوں کے ٹوٹے نیزہ پشت سے گذرا بدیع الملک نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے پشت سے
اُسے اٹھا کے اپنے سر سے بلند کرکے گردش دے کے پوچھا اے جوان حالا در شناخت خالق ہر دو
عالم چہ میگوئی ہر چند کہ بہرام قوی بازو درد سینہ سے جان بلب تھا لیکن ایسا سیاہ قلب تھا کہ ایسی
حالت میں بھی اُسنے خدا پرستی سے انکار کیا بدیع الملک نے برہم ہوکر اسطرح خاک پر اُسے پٹکا کہ
استخوان اُسکے چور چور ہوگئے روح تن سے نکل کر سوے جہنم روان ہوئی جوانان لشکر اسلام بہرام
قوی بازو کے ہلاک ہونے سے بہت خوش ہوے اپنے آقا و مالک کی شجاعت زور بازو کی تعریف
کرنے لگے نقارہ شادمانی بجانے لگے کفار یہ حال پر ملال دیکھکر اشکبار ہوے کثرت غم سے نالان ہوے
خصوصا ملک ترسی اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکر سینہ و سر پیٹنے لگا بے اختیار نالہ و فریاد کرنے لگا اور لاجورد
شاہ سے اسی حالت صدمہ و ملال میں کہنے لگا اے خداوند آپ ہی کے کہنے سے میں نے اپنے فرزند کو اجازت
جنگ دی تھی آپ نے کیسی تقدیر کی تھی کہ فرزند میرا کامیاب نہوا حریف کے ہاتھ سے مارا گیا لاجورد شاہ
نے جواب دیا اے ملک ترسی ہمنے پہلے ہی کہدیا تھا کہ غرور نہ کرنا اُسنے ہنگام جنگ غرور کیا ہمکو ناگوار ہوا
ہمنے بدیع الملک کے ہاتھ سے قتل کرا دیا اب گریہ و زاری نکر روز نوروز قریب ہے تیرے فرزند
کو جلا دینگے تجکو تیرے پسر سے ملا دینگے کچھ دنوں کی البتہ مفارقت ہے صبر کر ملک ترسی اسی حالت
میں خداوند مذکور کو اپنے دل میں کچھ سخت و سست کہا اور خنجر کمر سے کھینچکر ارادہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے
اپنے تئیں ہلاک کرے بعد ایسے فرزند کے زندہ نرہے سرداران سپاہ اور صلصال بن ذال بن ہوبون

شمامہ جادو نے الغرض وہ لاکر ملک ترسی سے ہٹ گئے خنجر اسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہنے لگے اے بادشاہ صبر
کر حالانکہ غم فرزند جانکاہ ہے اور بعد مرگ فرزند سعید جینا ناگوار طبع ہے لیکن خودکشی اچھی نہیں ہے خداوند نے
ارشاد کیا ہے کہ روز نوروز تیرے فرزند کو زندہ کر دیگے ملک ترسی نے سرداران سپاہ خصوصاً گرگ
تیز دندان سے مخاطب ہو کر کہا اگر تو چاہتا ہے کہ مین اپنے تئین ہلاک نہ کرون تو سر بدیع الملک کا تیغ
سے جدا کر کے سامنے لا لانے کو نہ جا میری تمامی فوج سے اسپر حملہ آور ہو گرگ تیز دندان نے عرض کیا یہ
خادم ابھی تعمیل حکم کرتا ہے یہ کہکر اور افسران سپاہ سے کہا یارو دلیرانہ تم سب بھی مع فوج بدیع الملک
پر حملہ کرو جس طرح ممکن ہو سر بدیع الملک کا تیغ آبدار سے کاٹے تو انھون نے کہا ہم تابع حکم ہین جیسے
ہم ابھی موجود ہین یہ کہکر وہ سب ہمراہ گرگ تیز دندان کی لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر بدیع الملک پر
حملہ آور ہوئے ادھر سے اہل اسلام بڑھے جب دونون فوجین کہ مانند دو دریا کے موجزن کے تھین
مل گئین تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی راوی بیان کرتا ہے کہ دو لشکر باہم نہین ملے تھے تلوار نہین چلتی
تھی بلکہ وہ دو ابر تھے کہ ملے ہوئے تھے اور وہ تلوارین چلتی نہ تھین بلکہ ہر جگہ ابر مین برق چمکتی تھی بارش
خون دلیران جنگ جوکی ہو رہی تھی زمین بارش خون سے سیراب ہو رہی تھی دلیر رعد آسا نعرہ کرتے تھے
کمانین مانند بجلی کے کڑکتی تھین بارش تیر زور و شور سے ہو رہی تھی سر دلاورون کے تلوارون سے
کٹ کٹکر مانند اولون کے زمین پر گر رہے تھے خون کافرون کا میدان جنگ مین پانی کی طرح بہ رہا تھا ہر طرف
ہوئے خون جاری تھی پھریرے سیاہ یون اٹھی ہوئی تھین جیسے کالی گھٹا اٹھتی ہے ہوائے تیز پرہائے تیر سے
چلتی تھی غرض اس جنگ مغلوبہ مین لطف زمانۂ برشکال و بارش کا دیکھنے والون کو ملتا تھا کیونکہ کرکون
سے مجروح اس طرح گر رہے تھے جس طرح برسات کی کیچڑ مین مردم کے پاؤن پھسل جاتے ہین اور
گر پڑتے ہین کفار ہر چند کہ اہل اسلام سے بکثرت افزون تھے لیکن بدیع الملک اور جملہ زرد پوشون سے خائف
و ترسان اسقدر تھے کہ قریب جانے سے ڈرتے تھے جہانتک ممکن ہوتا تھا دور ہی رہتے تھے اور جب
بدیع الملک حملہ کرتے تھے مانند بھیڑون کے بھاگتے تھے چونکہ خوف بدیع الملک کا دل مین سما
گیا تھا ہنگام جنگ ہوش و حواس درست نہ تھے اگر کوئی لشکریان بدیع الملک سے مجمع کفار
مین گھر جاتا تھا کفار اسے بدیع الملک جان کر پسپا ہو کر ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے وہ لشکری بڑھکر
انکو قتل کرتا تھا اور کفار خوف سے ہاتھ بھی نہ اٹھا سکتے تھے بعضے زرد پوش سوار کو اپنی طرف نیزہ بکف
آتے دیکھکر بدیع الملک کا یقین کر کے اور گرگ درندہ و ایذا رسان اسے تصور کر کے مانند بندرون کے
آنکھین اپنی بند کر لیتے تھے اسی وجہ سے اہل اسلام قلیل تر ہو کے کافرون کو قتل کرتے تھے آگے
بڑھتے جاتے تھے کفار پسپا ہوتے جاتے تھے لاش پر لاش کافرون کی گر رہی تھی جابجا انبار کشتون کے
لگے تھے مجروح زمین پر پڑے ایڑیان رگڑ رہے تھے کثرت زخمہائے کاری سے نالہ و فریاد کرتے تھے
کوئی انکی فریاد کو نہ پہونچتا تھا حالت تشنگی مین پانی مانگتے تھے کوئی پانی نہ دیتا تھا کیونکہ میدان جنگ
مین جز آب شمشیر پانی نہ تھا آخر پیاسے ہی مرتے تھے لاشے انکے پامال سم اسپان ہو رہے تھے بزن و بگیر
کی صدا بلند تھی اہل اسلام شیر آسا نعرے کرتے تھے کفار روباہون کے مانند بھاگتے تھے لیکن بھاگ نہ سکتے
تھے اہل اسلام چارون طرف سے گھیرتے تھے اگر یہ جنگ مفصل تحریر کیجائے تو چند اوراق یہ مؤلف سیاہ کرے

چونکہ ناظرین مختصر پسند طول تحریر کو اچھا نہیں جانتے ہیں اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہے اور صرف خلاصہ
اسقدر لکھا جاتا ہے کہ یہ جنگ عظیم تا شام ہوئی بعضون نے لکھا ہے کہ تین شبانہ روز ہوئی غرض بہر طور حسب کارنامہ کا
ہزارہا قتل ہوے اور تاب مقابلہ انکو باقی نہ رہی بھاگنے لگے یہ حال دیکھکر ملک ترسی نے طبل بازگشت
بجوایا جب صدائے طبل بازگشت لشکر کفار سے بلند ہوئی اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا جو اہل اسلام
سے کسی حریف کا تیغ سے سر جدا کر رہا تھا اسنے آواز طبل بازگشت سنکے سر اُسکا جدا نہ کیا تلوار اس کی
گردن پیسے اٹھالی اور یہ کہکر اُسے چھوڑ دیا کہ او نابکار مجبور ہون کہ طبل بازگشت تیرے حاکم نامرد نے
بجوا دیا ہے اور ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ جب لشکر حریف مین طبل بازگشت و آسائش بجتا ہے
تو ہم لوگ لڑنے سے ہاتھ روک لیتے ہین اگر مین پابند قاعدہ کا نہوتا تو کبھی تجکو زندہ نہ چھوڑتا
سر تیرا ضرور ہی کاٹتا یہ کہکر اس سے علیحدہ ہوتا تھا کفار امان پاکر خوش ہوتے تھے جان انکی بچی تھی
الحاصل بعد بجنے طبل بازگشت کے اہل اسلام کفار سے اور کفار اہل اسلام سے علیحدہ ہوے اور
گرگ تیز دندان جانب لشکرگاہ مع سپاہ ہزیمت خوردہ روانہ ہوا ادھر بدیع الملک مظفر و
منصور ہوکر شادان و فرحان اپنی قیام گاہ سپاہ کی طرف مع اپنی فوج ظفر موج کے چلے اور بعد قطع راہ
لشکرگاہ پر پہونچکر مرکب سے اترکر داخل بارگاہ ہوے جوانان زمرد پوش بھی اپنے گھوڑون سے
اتر اتر کر داخل خیام ہوکر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے فرش پر راحت پذیر ہوے یہان تو بدیع
الملک داخل بارگاہ ہوے ہین سلاح جنگ تن سے علیحدہ کر رہے ہین اپنے عیار سے کہ رہے ہین
کہ خداوند عالم نے آج بھی کفار پر مجکو فتحیاب کیا اسکا شکر کیا زبان سے کرون کہ زبان میری اسکے شکر
مین قاصر ہے بلکہ بقول **شعر** اگر بر موے تن باشد زبانم * نہ تتوانم کہ تو صیفش برآنم عیار عرض کرتا
ہے واقعی حضور سچ فرماتے ہین لیکن اب حال لشکر کفار کا لکھا جاتا ہے کہ جب **گرگ تیز دندان**
مع سپاہ باقی ماندہ و ہزیمت خوردہ پاس **ملک ترسی** کے پہونچا حاکم **کوہ شفق** نے کہا او نابکار
اسقدر فوج ہمراہ لیکر گیا اور سر **بدیع الملک** کا نہ لایا اُسنے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ فوج
بے دلی سے آگے نہ بڑھتی تھی دلیرانہ نہ لڑتی تھی مجھ سے سامنا **بدیع الملک** کا نہین ہوا ورنہ
مین قتل کرتا خیر آج تو جو ہوا وہ ہوا آیندہ دیکھا جائیگا **ملک ترسی** یہ سنکے روتا ہوا لشکرگاہ سے
ہمراہی **لاجورد شاہ و صلصال** سمت لشکرگاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ نالان و گریان داخل بارگاہ
ہوا اور وہان لشکر کفار نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے خیام مین استراحت پذیر ہوے **لاجورد شاہ**
اپنی بارگاہ مین صلصال اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور راحت پذیر ہوا لیکن **ملک ترسی** نے جو
قبل اسکے داخل بارگاہ ہوا تھا غم فرزند نوجوان مین اسکو قرار نہ تھا کیا استراحت پذیر ہوتا مبتلائے
غم تھا فریاد بکا سے اسے کام تھا فرش پر مانند ماہی بے آب کے تڑپتا تھا زندگی سے بیزار تھا اسی
حالت مین **ملک ترسی** نے اپنے عیار سنی **ملک اردوان کوہی** کو تنہائی مین اپنے پاس طلب
کیا یہ عیار فن عیاری مین کامل ہے اور سوا اسکے ہنر پہلوانی سے بھی آگاہ ہے قوی بازو و قوی ہیکل و
خوش رو ہے اور **ملک ترسی** کی دختر کہ نام اسکا **ملکہ طلعت جادو** ہے عاشق ہے اور اسکے شمع جمال کا پروانہ
ہے جب **ملک ترسی** کی دختر سے یہ طالب وصل ہوتا ہے وہ منظور نہین کرتی اور بوجہ اپنے حسن و جمال

وشاہزادی ہونے کے یہ جواب سخت دیتی ہی کہ او نمک حرام چار روپیہ کے پیادے تو مجھ سے طالب وصل
ہی اپنی لیاقت اور میری امارت پر نظر نہین کرتا ہی اگر تو مر بھی جائیگا تو بھی مجکو رنج ہنوگا یا درکھ کبھی وصل
میرا تجکو نصیب ہنوگا عیار مذکور جواب صاف پاکر خاموش رہتا ہی ملک ترسی بھی اپنے عیار کے عشق
سے آگاہ ہے الدعا جب ملک اردوان کوہی حسب الطلب خدمت ملک ترسی مین حاضر ہوا بعد
سلام عرض کیا کیا حکم ہے فدوی کو کیون طلب کیا ہے ملک ترسی نے کہا اے ملک اردوان کوہی تونے
نمک مابدولت کا کھایا ہی اور فی زمانہ جو جو صدمہ میرے دل پر گذرا ہے اس سے تو آگاہ ہی حاجت اظہار نہین
ہے اور ملازم نمک حلال وہ ہی کہ وقت بدمین اپنے آقا و مالک کا خیرخواہ رہے جان و مال اپنے آقا کی بکار لائے
جس صدمہ و رنج مین اپنے آقا کو مبتلا دیکھے اُسکے دفع کرنے کی تدبیر کرے لہذا ایسے وقت بد مین تو بھی ہمسے نمک
کا حق نمک ادا کر ہمارے دل کو خوش کر ہم بھی تجھ سے ایسی نیکی کرینگے کہ تو بہت خوش ہوگا آرزوے دلی
بر آئیگی ذرہ ہو کر آفتاب بنجائیگا ذلیل ہو کے جلیل ہوجائیگا اپنے ہمچشمون مین فخر کریگا عیار مذکور نے عرض
کیا اے بادشاہ ذیجاہ یہ نمک خوار تابع فرمان ہے جو کچھ ارشاد ہو تو یہ فدوی جلد بجالائے اور یہ بھی ظاہر فرمائیے
کہ وہ نیکی جو حضور میرے ساتھ کرینگے کیا ہے ملک ترسی نے کہا اگر تو بدیع الملک میرے سرداران لشکر
اور میرے فرزند کے قاتل کو کسی طرح خواہ بعیاری خواہ بہادری اسیر کرکے مابدولت کے روبرو لے آئیگا
تو مابدولت اپنی دختر نیک اختر کو جسپر تو ایک مدت سے فریفتہ ہے تجھے دینگے تیرے ساتھ اسکی شادی کردینگے
عیار مذکور یہ خوشخبری سُنکے اسقدر خوش ہوا کہ قریب تھا شادی مرگ ہوجائے اسی حالت خوشی مین عیار
نے عرض کیا جو حضور نے ارشاد کیا ہی فکر اسکی آجکی شب کیجائیگی یہ عرض کرکے بارگاہ سے باہر آکر کئی سو
اپنے شاگردون کو جمع کرکے ایک خیمہ وسیع مین مجلس پوشیدہ اُنسے کچھ باتین کین انھون نے سوانگ کنے
اپنے استاد کے سامان کرنا شروع کیا جب وہ زمانہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی ملک اردوان کوہی
با نہانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے سب شاگردون کو ہمراہ لیکر جابجا تھوڑے تھوڑے شاگردون
کو جھاڑی جھنڈیون مین چھپا کر صرف چند شاگردون کو ساتھ لیکر سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوا جب
قریب لشکرگاہ کے پہونچا ایک جھاڑی مین نہان ہوکر دیکھا کہ ایک سردار کئی سو سوار ہمراہ لیے ہوے لشکر کی
حفاظت کر رہا ہے سوار پودرپے ہوشیار باش و خبردار باش باواز بلند کہ رہے ہین چوردستا بین اور
...رستا بین روشن ہین بارگاہ فلک فرسا بدیع الملک کی درمیان لشکر مین ہی چہار جانب خیام لشکریون
کے ہین دربار بارگاہ پر ایک عیار نہایت چست و چالاک بانے عیاری کے زیب تن کیے ہوے ایک کرسی
پر بیٹھا ہے جو سردار حفاظت لشکر کی کر رہا ہی اس سے یہ کہہ رہا ہے کہ بہت ہوشیار و خبردار رہنا ہا یہ لشکر سے
غفلت نکرنا آج مجکو کچھ کھٹکا اور شبہہ ہوا ہی ابھی لشکر اعدا کی طرف سے چند آدمی سیاہ لباس پہنے ہوے ادھر آتے
نظر آئے تھے دفعۃً نظر سے غائب ہوگئے ہین چونکہ آج ہمارے آقاے بہرام قوی بازو سپہ جاکہ کو وہ مخنق کو ہلاک
کیا ہی عجب نہین کہ وہ نابکار اپنے عیار کو براے دزدی شاہزادہ نامدار روانہ کرے اور اس فریب و
مکاری سے ہمارے آقا کو گرفتار کرا کے اسیر کرے اور بعوض خون بہرام قوی بازو وغیرہ ہمارے
مالک کو ضرر پہونچائے حالانکہ مین بھی ہوشیار بیٹھا ہون کیا مجال کسی عیار نابکار کی جو لشکر مین قدم بھی رکھ
سکے لیکن تم بھی بہت ہوشیار رہنا سردار نے انکو جواب مین کہا ہی کہ اے رضوان بن عمرو مین بخوبی ہوشیاری

وخبرداری مین معروف ہون تم میری جانب سے مطمئن رہو کیا طاقت کسی دندکی جو یہان آسکے اور مدعائے
دلی حاصل کرسکے وہ تیرناک کرہارون کہ واسطے اسکے تیرقضا ہوجائے ملک ار دوان کو ہی یہ حفاظت
وہوشیاری دیکھکر اور باتین رضوان بن عمرو کی اور سردار مذکور کی سنکے اپنے ہمراہی شاگردون سے
کہنے لگا سوائے اسی عیاری کے جو ہم نے تجویز کی ہے اور کسی مکاری وعیاری سے کچھ کام نہ نکلیگا در
مطلب ہاتھ نہ آئیگا چلو وہی تدبیر کرو یہ کہکر جھاڑی سے نکلکر اپنے لشکر کیطرف چلا آتا سے راہ مین جہان جہان
اسکے شاگرد جھاڑی جھنڈیون مین پوشیدہ تھے ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر ایک سمت روانہ ہوا ادھر
رضوان بن عمرو اور وہ سردار مع سواران ہمراہی معروف حفاظت تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک جانب سے
کئی سو آدمی پچاس خون کی کشتی مین دہل اور تاشے اور جھانجھ بجاتے اور گاتے ادھر آتے ہین ان مین ایک
دولہے سر پر اسکے سہرا بندھا ہے ایک کوہی ٹانگن پر سوار ہے لباس عروسی پہنے ہے گرد اسکے پیادہ بہت
سے آدمی ہین جا بجا وہ لوگ ٹھہر جاتے ہین کوہی زبان مین گیت گاتے ہین باجا بجانے والے باجے
بجاتے ہین اور جہان ٹھہر جاتے ہین وہان کچھ انار یا مہتاب یا کوئی چرخی آتشبازی کی چھڑاتے ہین پھر
شور وغل کرتے ہوئے گیت گاتے ہوئے آگے بڑھتے ہین خود رضوان اور وہ سردار مع اپنے سوارون
کے اسی طرف دیکھ رہے تھے رضوان بن عمرو کہتا تھا آدھی رات سے زیادہ گذری ہے اس وقت
یہ کیسی برات آتی ہے یقین ہے کہ کچھ اسمین فتور ہے سردار مذکور کہتا تھا اگر کوئی عیار واسطے عیاری کے آتا تو
اسطرح نہ آتا رضوان بن عمرو اسکے جواب مین کہتا تھا تم عیارون کی عیاری سے اچھی طرح آگاہ
نہین ہو عجب نہین کہ یہ لوگ عیار ہون اس طور سے واسطے عیاری کے آئے ہون غرض باہم یہ گفتگو
ہورہی تھی کہ برات مذکور قریب آئی رضوان نے بڑھکر باواز بلند کہا کون اسطرف آتا ہے خبردار
اس طرف آنیکا ارادہ نہ کرے کیونکہ یہ لشکرگاہ شاہزادہ فرجاہ بدیع الملک بن نور الدہر ہے شاہزادہ
ہمارا خواب راحت مین ہے تم لوگ دف وغیرہ بجاتے گاتے ہوئے آتے ہو تمھارے شور وغل سے
ہمارے مالک کے خواب مین خلل آئیگا لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ اس طرف نہ آؤ اس جانب سے
چلے جاؤ اور اگر ادھر آؤگے تو سزا پاؤگے جسوقت رضوان بن عمرو نے یہ کہا ان براتیون مین سے
چند کس آگے بڑھے انمین ایک بڈھا بھی تھا اور وہ بڈھا دولہا کا بزرگ یا باپ معلوم ہوتا تھا انھنے
قریب رضوان کے آکے نہایت عجز وانکساری سے کہا ہم لوگ کوہی ہین اور ہمارے لڑکے کی آج
برات ہے ہم اپنے لڑکے کو بیاہنے جاتے ہین اور دلہن کے مکان کی طرف جانے کی یہی راہ ہے اور
دوسرے ہمارے یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی شادی ہوتی ہے تو اسی راہ سے جاتے ہین اور یہاں
راہ سے جانا ہمکو مبارک ہوتا ہے اگر ہم اور کسی راہ سے جائین تو شگون بد ہوگا بس ہمکو نہ روکیے جانے
دیجیے سردار مذکور اور رضوان نے جواب دیا ہم ہرگز اس طرف سے برات نہ جانے دینگے اسی
گفتگو مین سب برات والے اور دولہا وغیرہ بھی وہان آگئے برات کے ساتھیون نے کہا ہم تو اسی
جانب سے جائینگے رضوان اور اس سردار نے جواب دیا ہم تو نہ جانے دینگے جب باہم تکرار وحجت
زیادہ ہوئی شور وغل اسقدر ہوا کہ بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی پہلے رضوان کو پکارا جب وہ
نہ بولا تو پھر خادمان بارگاہ کو پکارا انھون نے داخل بارگاہ ہوکر عرض کیا کیا حکم ہے فدویون کو کیون طلب کیا

تب بدیع الملک نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے انھون نے عرض کیا حضور ایک برات عجیب و غریب
آئی ہے جیسے تو کبھی نہ دیکھی تھی اور نہ کبھی کسی سے سنی تھی لائق حضور کے دیکھنے اور ہنسنے کے ہے اس برات کو
رضوان بن عمرو اور فلان سردار لشکر حضور نے روکا ہے برات کے ساتھی کہتے ہین کہ ہم اسی راہ سے
جائینگے اور رضوان کہتا ہے کہ ہم ادھر سے نہ جانے دین گے اسی وجہ سے باہم تکرار ہو رہی ہے یہی
باعث شور و غل کا ہے بدیع الملک تمام و کمال حال سے آگاہ ہو کر مسہری سے اٹھکر باشتیاق دید برات
کے ایک خادم سے کرسی جواہر نگار رکھوا دی شاہزادہ موصوف نے کرسی پر بیٹھکر پردے بارگاہ کے خدام
سے اٹھوا کر کہا برات کے ساتھیون کو مع دولھا کے ہمارے سامنے لاؤ تاکہ دیکھین ہم کہ برات کیسی ہے خدام
حسب الحکم گئے اور ان سب کو ہمراہ لیکر بدیع الملک کے پاس آئے شاہزادہ نے دولھا اور برات
کے ساتھیون پر نظر کرکے بے اختیار ہنسکے پوچھا تم لوگ کہان کے رہنے والے ہو برات کہان لیے جاتے
ہو شور و غل کیون کرتے ہو انھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہم لوگ کوہی ہین برات کے ساتھ جاتے
ہین۔ دُلھن کا مکان اسی طرف ہے یہان سے تھوڑی دور ہے ہمیشہ اسی طرف سے جاتے ہین آج ملازمان
حضور رہین اسطرف سے جانے کو مانع ہین ہم اپنی جانین دین گے شادی کو مبدل بہ غم کرینگے مگر اسی طرف سے
جائینگے شگون مین فرق نہونے دین گے کیونکہ اسطرف سے جانا واسطے ہمارے شگون مبارک ہوتا ہے دولھا
دلھن مین اتفاق رہتا ہے اور اگر کبھی اور طرف سے جاتے ہین تو شگون بد ہوتا ہے یا تو دولھا شب عروسی
مرجاتا ہے یا دلھن مرجاتی ہے اسی سبب سے خاصکر اسی راہ سے برات لیجاتے ہین بدیع الملک نے
انکی گفتگو سنکے اور انکے سراپا پر نظر کرکے رضوان بن عمرو سے کہا انکو نہ روکو اسی طرف سے جانے دو
کیون نہین جانے دیتا کہ ان لوگون کے شگون مین فرق ہو اور اے رضوان جو تمکو خیال ہے وہ خیال غلط
ہے کہ یہ لوگ واقعی کوہی ہین ان کی پوشاک اور زبان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ غریب آدمی ہین عیار
مکار نہین ہین جو تمکو شک ہے وہ بیجا ہے رضوان نے عرض کیا مجھے ان لوگون پر عیارون کا شک ہوا
تھا اسوجہ سے روکا تھا اب حضور کے ارشاد سے اور انکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ عیار مکار نہین ہین
اب نہ روکونگا دولھا کا باپ یہ سب باتین سنکے خوش ہوا اور باجے والون سے کہنے لگا دیکھو یہ شاہزادہ
عالیمقدار بیٹھے ہین ذرا انکے سامنے باجا بجاؤ اور گانے والون سے کہا کہ تم بھی ان میان کے سامنے اچھے
اچھے گیت گاؤ اور دولھا سے کہا اپنے صاحب کو سلام کرو کہ انھون نے ادھر سے جانے کو حکم دیا ہے ورنہ
تو اس طرف سے نہ جانے پاتا دولھا جو بنا تھا اسنے سلام کیا اس اثنا مین مردم نے دف و نے اور
ڈھول اور تلکے اور جھانجھ بیہودہ طور سے بجانا شروع کیے کچھ لوگ سامنے دولھا اور بدیع الملک
کے اپنی زبان کوہی مین گیت گانے لگے بدیع الملک ان باجون کی صدا اور ان گانے والون کی
آوازین اور گیت بے تکے سنکے بے اختیار ہنسنے لگے جب شور و غل وغیرہ کا ہوا اکثر سرداران لشکر
اور سواران سپاہ جو بیدار ہوے تھے قریب آگئے اور عالی قدر مراتب بیٹھکے گانا سننے لگے اور جو لشکری
سوتے تھے وہ بدستور سویا کیے غرضکہ تا دیر اس جگہ خوب ان کوہیون نے گیت گائے ہر ایک کو خوب
ہنسایا کیے خصوصاً بدیع الملک کو از حد خوش کیا کیے بعد ازاں دولھا کے باپ نے اپنے ساتھ کے آدمیون
سے کہا بھائیو وہ قشقا بزی کہان ہے جو دلھن کے گھر لیجانے کو ہمراہ لائے تھے اسے جلد لاؤ اسمین ہے

تھوڑی سی آتشبازی ایسے شاہزادہ خوش مزاج کے روبرو چھڑاؤ کہ جسنے ہمپر از راہ غریب نوازی عنایت
کی ہے یعنے ہمکو اس طرف سے جانے کی اجازت دی ہے ہمراہی مذکور جلد ترکئی ٹوکرے آتشبازی سے
بھرے ہوے لائے اور سامنے شاہزادہ کے وہ آتشبازی چھڑانے لگے کبھی ایسی مہتاب چھڑائی کہ اسکی
روشنی سے شب تاریک مبدل بروشنی سحر ہوگئی کبھی سرخ مہتاب چھڑائی کہ جسکی روشنی سے تمام میدان
سرخ ہوگیا کبھی ایسی چرخیاں چھڑائین کہ جنھون نے کئی کئی رنگ بدلے زمانہ کا رنگ دکھایا پھول اور آوزے
ایسے سے رنگارنگ نکلے کبھی انار اور پھلجھڑیان وغیرہ چھڑائین یہانتک کہ وہ سب آتشبازی چھڑائی ہر ایک
نے خوش ہوکر اس آتشبازی کو دیکھا خصوصًا بدیع الملک سیر اس آتشبازی کی کرکے بہت خوش ہوے
اور ملازمون سے فرمایا یہ لوگ غریب و محتاج ہین انھون نے اسقدر آتشبازی ہمارے روبرو چھڑائی ہے
ہمکو خوش کیا ہے ابھی تک سا لگایا ہے ہین نقصان انکا منظور نہین ہو بلکہ انعام دینا منظور ہے لہذا چار ہزار
روپیہ انکو ہماری سرکار سے دیے جائین حسب الحکم بدیع الملک چند ملازمون نے اٹھنے اور روپیہ
کے لانے کا ارادہ کیا تھا چونکہ اس آتشبازی سے دھوان بکثرت نکلا تھا اور جانب بدیع الملک
وغیرہ سے وہ دھوان گذرا تھا کیونکہ ہوا اس طرف کی تھی اس سبب سے جسکو چھینک آئی وہ بیہوش
ہوا اور جسنے اٹھنے کا ارادہ کیا تھا چکر کھا کر گرا اور بیہوش ہوا بدیع الملک اور رضوان بن عمرو بھی
بیہوش ہوے غرض جسقدر آدمی وہان بیٹھے تھے اور جسکی ناک مین وہ دھوان گیا وہ بیہوش ہوگیا جب سب
بیہوش ہوگئے دولھا کے باپ یعنے ملک اردوان کوہی نے نعرہ کیا منم عیار ملک ترسی کون ہوشیار
تھا جو سنتا اور اسکو گرفتار کرتا اسنے نعرہ کرکے چادر عیاری بچھا کے بدیع الملک کو اس مین باندھکے
دولھا کی گرہ عیاری کی لگا کے پشتارہ دوش پر لٹکایا اور جاتے وقت ایک پرچہ کاغذ کا اسپر یہ عبارت
لکھی تھی رضوان کے گلے مین ڈورے سے باندھ دیا کہ ای پسر رضوان بن عمرو ہمنے سنا تھا کہ تم بڑے
نامی عیار ہو اور عمرو کے فرزندون مین تم سب سے بہتر ہو لیکن اب معلوم ہوا کہ تم ابھی عیاری نہین
جانتے ہو عیاری بہت مشکل ہے باوجود اسکے کہ تمکو ہم سب لوگون پر عیارون کا شک ہوا تھا اسپر بھی تمنے روئی
اپنی ناک اور کان مین نہ رکھی تاکہ دھوئین سے بیہوشی آمیز کے بچتے اور بیہوش نہ ہوتے تمنے سخت نادانی
کی آخر نادان تھے چوک گئے خیر تمتو نادان ہو اگر تمھاری جگہ خواجہ عمرو یا عمرو ثانی بھی ہوتے تو وہ بھی
دھوکا کھاتے ہین وہ عیار بلاے بے درمان ہون کہ میری عیاری سے عمرو و عمرو ثانی بھی پناہ مانگتے
الغرض بعد باندھنے کاغذ مذکور کے ملک اردوان کوہی پشتارہ بدوش جانب لشکر ملک ترسی
چلا شاگرد ہمراہ ہوے اثناے راہ مین شاگردون نے کہا استاد پشتارہ ہمین دیجیے ہم دوش پر رکھکر
لے چلین اسنے کہا اگر رضوان ہوشیار ہوکر آجائیگا تو تمسے بخوبی بھاگا نہ جائیگا اور حفاظت اس پشتارے
کی نکرسکوگے وہ تمسے لیجائیگا شاگرد یہ سنکے چپ ہو رہے تھے اکثر شاگرد اسکی عیاری کی تعریف کرتے
جاتے تھے کہ واہ استاد کیا عیاری تجویز کی تھی کہ جس سے در مطلب ہاتھ آگیا رضوان نے بھی دھوکا کھایا
ملک اردوان کوہی ہنسکر جواب دیتا تھا تمنے عمدہ عیاریان ابھی ہماری نہین دیکھی ہین کسی مقام و
موقع پر عیاریان نازک نازک دیکھاؤنگی یہ باتین کرتا ہوا قریب صبح داخل لشکر ہوا جب صبح ہوئی ملک
ترسی خواب سے بیدار ہوا ملک اردوان کوہی نے جاکر سلام کیا اور عرض کیا یہ نمک خوار شہزادہ

بدیع الملک کو بیہوش کر کے لے آیا ہی ملک ترسی نے خوش ہو کر کہا میرے فرزند کے قاتل کو اپنے
پاس رکھو میں دربار میں میرے سامنے لاتا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور دوسری بارگاہ میں جو
محض اسطے دربار کے سقررتھی گیا پھر بالاے تخت بیٹھا امرا و وزرا بھی بارگاہ مذکور میں حاضر ہوے لاجورد
شاہ بھی اس وزیر صلصال کے بارگاہ ملک ترسی میں آیا حاکم کوہ شفق وغیرہ جملہ کبار و صغار
واسطے اسکی تعظیم کے کھڑے ہوے ملک ترسی نے اپنے تخت پہ لیکے بٹھایا خود زیر تخت بیٹھا اسی اثنا میں
ملک اردوان کوہی پشتہ رہ بدوش دربار میں آیا ملک ترسی نے کہا بدیع الملک کو بیڑی طوق
و زنجیر وغیرہ میں بخوبی گرفتار کرکے پھر ہوشیار کر اسنے حکم کی تعمیل کی جب شاہزادہ قید رنج بیہوشی سے
ہوشیار ہوا دیکھا طوق و سلاسل میں گرفتار ہوں دربار ملک ترسی میں یہ حال اپنا دیکھکر اہل دربار
سے مخاطب ہو کر کہا سلام میرا اس شخص پر جو خداوند عالم کو وحدہ لا شریک بدل جانتا ہو اور اسکے
خلیل کو یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیغمبر بدل سمجھتا ہو جسوقت شاہزادہ نے اسطرح سلام کیا
درباری نام خدا سنکے برہم ہوے کانوں میں انگشتان رکھنے لگے تاکہ نام خداے زمین و آسمان و اسم معبود
زمین و زمان نہ سنیں خصوصاً صلصال اور ملک ترسی کفار ان نابکار از حد غضبناک ہو کر کہنے لگے
او اسیر کیا غضب کیا تو نے کہ نام اپنے معبود کا سر دربار لیا آواز ہمارے کانوں میں آئی دیکھا تو نے کہ
ہمارے خداوند نے تیری سرکشی سے یہ عتاب تجھپر کیا کہ تو اسیر ہو کر سر دربار آیا خداوند لاجوردشاہ
سے منحرف ہونا باعث تیری قید کا ہوا اگر اب بھی ہمارے خداوند کو بدل سجدہ کرے تو رہائی ہو جائے شاہزادہ
نے جواب دیا تم لوگ کافر ہو اور لاجوردشاہ گمراہ کنندہ تمھارا ہی مانند شیطان کے تم کو بہکاتا ہے تمھیں لازم
ہو کہ ایسے ثانی شیطان کی پرستش نہ کرو تم مجھکو کیا سجدہ کرنے کو کہتے ہو تم خود اس نابکار و مردود خدا کو سجدہ
نہ کرو بلکہ عوض سجدہ اسپر لعنت کرو اور آگاہ ہو کہ وہ خدا قابل سجدہ ہی اور لائق پرستش ہی جسنے اپنی
قدرت کاملہ سے شجر و حجر شہر و صحرا بحر و بر انسان و حیوان زمین و آسمان گل و بلبل آفتاب و مہتاب نجوم
درخشان برق و سحاب وغیرہ کو پیدا کیا ہی اسکی حمد و ثنا میں زبان فصاحت بیان اور کلک دو زبان معذور

وجود میں کہ مصداق نظم

سپاس و شکر میں ہر جبہ سائی
بیان خود ہی غرق بحر حیرت
کہاں وہ اور کہاں ہم تودہ خاک
وہاں لازم ہی ضبط نفس ہر
پریشان عقل ہی حیران ملک ہی
توہاں پر فکر ہو کیونکر قدم زن

تعالے اللہ زہے خلاق عالم
قلم کیا کرسکے دستان سرائی
اگر ہر موے تن اپنا زبان ہو
ثنائے حق ہی اور دعوی ادراک
ہوس کا پلے کوشش ہی بیان تک
زمین بیہوش سرگردان فلک ہی

ثنا میں اسکی مارے کیا کوئی دم
زبان کو کب ہی یارا طاقت
نہیں ممکن کہ حمد اسکی بیان ہو
رسولوں کی جہاں قاصر ہوس ہی
خرد رہ عرصۂ چون و چرا تنگ
حجاب غیب ہو جسکا نشیمن

ملک ترسی نے بدیع الملک سے یہ تقریر سنکے از حد غضبناک
ہوکے باشارۂ لاجوردشاہ نابکار حکم کیا جلد اس زبان دراز و منحرف خداوند کو بیرون بارگاہ لیجا کر جلاد
کو بلا دو وہ جلد اسکو قتل کرے سر اسکا کاٹکر ہمارے روبرو لے آئے ملازم حاکم کوہ شفق شاہزادہ فلک شکوہ
کو کشان کشان بیرون بارگاہ لیگئے جلاد حسب الحکم آیا ہاتھ شاہزادہ موصوف کا پکڑکر ایک جانب لیگیا
شکل جلاد خونخوار کیا لکھی جائے کہ قلم حلیہ نویسی سے ڈرتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی کہ کہیں بجرم خطا حلیہ نویسی

سے سر میرا ابھی قلم ہو جائے وہ صورت اسکی مہیب کہ جسے دیکھکر جلاد فلک بھی خائف ہو وہ دست و پا اسکے
قوی و زبردست کہ دیو بھی اپنے دست و پا کو اسکے دست و پا سے لاغر تصور کرے وہ آنکھیں اسکی سرخ ڈھونکا
کہ چشم مریخ فلک بھی انسے شرمائے وہ سینہ پر کینہ وہ دل بیرحم اسکا وہ تیغہ آبدار اسکا چار انگل کا چوڑا
وہ رومال خون آلودہ دوش پر اسکے کہ جس سے بوے خون بیگناہان آتی تھی غرض جلاد مذکور نے ایک گوشہ
مین ریت کا چبوترہ بنایا بوریا ہلاکت کا اسپر بچھایا بعدہ بدیع الملک کو اسپر بٹھایا گردن پر کوئلے کا خط کر
کہا ای اجل رسیدہ جو کچھ کھانا ہو کھالے اور پینا ہو پی لے آرزوے دل نکال لے کہ اب کوئی دم مین رشتہ
حیات تیرا قطع ہو جائیگا مین حکم حاکم سے قتل کرتا ہون بازو قوی رکھتا ہون مجھپر کچھ الزام نہین اور خون تیرا
میری گردن پر نہین ہی بقول شخصے بیت قتل حاکم میکند پس شکوہ جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست
بدیع الملک نے جواب دیا ای جلاد آب و غذا کی خواہش نہین ہی غم سے سیر ہون خون دل سے سیراب
ہون مجکو جو حکم تیرے حاکم کا ہی بجا لا یہ کہکر سوے آسمان سر بلند کر کے رجوع قلب اسطرح واسطے اپنی رہائی
و جانبری کے درگاہ خدا مین دعا کرنے مین مصروف ہوے کہ بمقتضاے **نظم**

ہر اک کے حال سے توہی ہی ماہر
مصیبت مین توہی ہی سب کا حامی
بچا ان کافرون کے ہاتھ سے اب

توہی فریادرس ہی عاجزون کا
توہی کھوتا ہی سب کی تلخکامی

خداوندا توہی ہر شی پہ قادر
معاون ہی توہی درماندگون کا
مری بھی حال پر کر رحم یارب

ہنوز **بدیع الملک** بچشم اشکبار دعا اپنے پروردگار سے کر رہے
تھے جلاد سر پر تیغہ بکف کھڑا تھا ناگاہ **ملک ترسی پلاس پوش** نے پہلا حکم جلاد کو واسطے قتل شہزادہ
بدیع الملک کے دیا جلاد مذکور اول حکم پاکر اور دو حکمون کا منتظر رہا یہان تو جلاد دو حکمون کا منتظر ہی
بدیع الملک زیر تیغ سر جھکائے بیٹھے ہین جلاد تیغہ بکف کھڑا ہی تماشائیون کا ہجوم ہی کوئی سنگدل
کہتا ہی خوب ہوا یہ جوان زمرد پوش اسیر ہو کر زیر تیغ بٹھایا گیا کوئی کہتا ہی گو یہ جوان ہم مذہب نہین ہی
لیکن اسکی جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہی افسوس تھوڑی دیر مین اسکے سر و تن مین جدائی ہو جائیگی کوئی سخت
قلب **بدیع الملک** کو زیر تیغ بیٹھا دیکھکر ہنستا ہی اور کوئی رحمدل شاہزادہ کو دیکھکر بحال گردن زدنی تھا
ہم ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑ جاتا ہی اور اب حال دختر **ملک ترسی** یعنی **ملکہ ماہ طلعت**
جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ دختر مذکور چودہ پندرہ برس کا سن رکھتی ہی حسن و جمال مین شہرۂ آفاق ہی سحر و ساحری
مین نہایت طاق ہی چالیس ہزار ساحر اسکے ملازم ہین چند اشیاے نادر سحر کی اسکے پاس ہین نہایت کوشش و
سعی سے فراہم کی ہین شب و روز شغل سحر و ساحری مین رہتی ہی بارہا **کوہ قشقق** سے براے تیاری
سحر و سیر صحراے سبزہ زار یہ گلعذار چلی جاتی ہی تعریف اسکے حسن کی عقل تو دشوار ہی لیکن مختصر یہ ہی **نظم**

ماہرو و شکبوبت طناز
در رفتہ بروے عالم باز
کام آرام از خرام تمام

آفت سحر جان اہل نیاز
بردہ در صبح راصباحت او
قامت او بلاے قامت نام

کردہ از حسن خوبی و انداز
نمک زخم دل ملاحت او

فی الحال نازنین مذکور براے
سیر و تیاری سحر ایک سبزہ زار کی طرف گئی تھی اسی جگہ اسنے سنا کہ لشکر مسلمانون کا براے تسخیر **کوہ قشقق** آیا ہی
جنگ ہو رہی ہی اسی لڑائی مین **بہرام قوی بازو** بھی مارا گیا ہی چونکہ **ماہ طلعت جادو** اپنے بھائی
بہرام قوی بازو سے محبت زیادہ رکھتی تھی یہ خبر پرملال سنکے نالان و گریان پہلے **کوہ قشقق** پہ آئی [illegible]

مذکور اپنے پدر کے پاس روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ اور خداوند لاجور دشاہ کو سلام و سجدہ کرکے پہلوئے
خداوند میں بیٹھ گئی خداوند مذکور اسکے حسن پر نظر کرکے دست قدرت بنا اسکی پشت و دیگر اعضا پر پھیرنے لگا
خیال وصل دل میں لانے لگا نازنین جانب خداوند دیکھکر پہلے تو شرم سے کچھ ہٹی اور چاہا کہ کلمات سخت
زبان پر جاری کرے پھر خاموش رہی کہ یہ خداوند میں دست شفقت سمجھ اپنی بندی پر پھیرتے ہیں نادر کسی وجہ
اور خیال سے اس سبب سے سر جھکا کر بیٹھی رہی ابھی وہ نازنین بیٹھی ہوئی اپنے بھائی کے غم میں رو رہی تھی
اور حالات جنگ اپنے باپ سے مفصل پوچھ رہی تھی ناگاہ بیرون بارگاہ شور و غل ہوا ماہ طلعت جادو
نے سبب شور و غل دریافت کیا ملازموں نے عرض کیا آپ کے بھائی کا قاتل قتل ہوتا ہے جلاد تیغہ برہنہ سر پر
اسکے لیے کھڑا ہے ساکنان قلعہ کوہ شفق گروہ گروہ برائے سیر آتے ہیں وہی اسکے قتل ہونے کی خوشی کرتے
ہیں ہنوز ملازم مذکور یہ عرض کر رہے تھے کہ ملک ترسی نے دوسرا حکم واسطے قتل بدیع الملک کے
جلاد کو دیا نازنین مذکورہ نے تمام حال ملازموں سے سنکے اپنے پدر سے کہا ذرا میرے بھائی کے قیدی
کو یہاں بلا لیجے تاکہ میں بھی اُسے دیکھوں اور کچھ عوض اپنے بھائی کے خون کا اس سے لوں ملک ترسی نے
اپنی دختر کے کہنے سے حکم کیا جلاد سے کہو بدیع الملک کو دربار میں لے آئے ملازم حسب الحکم آگے جلاد
کے گئے اور حکم شاہ سے اُسے آگاہ کیا دوسرا زنجیر کا پکڑ کر بدیع الملک کے وہاں سے لیکر چلا بدیع الملک
نے یہ سمجھکر شکر خدا کا کیا کہ یقینی دعا میری مستجاب ہوئی پروردگار عالم نے کوئی سبب میری جانبری کا اپنی
قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے جب ہی تو جلاد دربار میں لیے جاتا ہے بدیع الملک تو اپنے دلمیں ایسے ہی خیال
کرتے تھے جلاد کشاں کشاں لیے جاتا تھا جب جلاد مذکور بدیع الملک کو روبرو اس نازنین کے لیگیا
اُسنے بدیع الملک کے حسن عدیم المثال پر نظر کرکے تیر عشق کا اپنے دل پر کھایا فی الفور بے اختیار آہ
کی ملک ترسی و تمامی اہل دربار سمجھے کہ ماہ طلعت جادو نے جو اپنے بھائی کے قاتل کو دیکھا ہے اپنا
بھائی اسے یاد آگیا ہے اسی وجہ سے آہ سرد دل پر درد سے کی ہے اور یہ کسی نے نہ سمجھا کہ حضرت عشق کا
خیال جس دل میں گذرتا ہے وہ دل نالہ و آہ کرتا ہے کہ موافق این ابیات

کر دیئے اسنے گھر کے گھر خالی
اسنے جس سے ذرا تپاک کیا

نہیں آنسو کی یہ سرایت سے
سب سے پہلے اُسے ہلاک کیا

عشق سے کون ہے جو بہتر خالی
نہیں یہ خونچکان حکایت ہے

الحاصل نازنین مذکورہ نے
شاہزادہ بدیع الملک پر عاشق ہو کے اپنے باپ سے مخاطب ہو کے کہا اے پدر عالی جاہ آپ آگاہ
ہیں کہ جسقدر مجکو اپنے بھائی سے الفت تھی یہ قاتل اُسی کا ہے مجھے یہ منظور نہیں کہ ایک وار میں
اسکا سر تن سے جدا ہو جائے اور بعد ایک دم کی ایذا کے اسکی روح کو راحت ہو جے لہذا
میری خاطر سے اسے قتل نہ کرائیے میرے حوالے کیجے میں اسکو شب و روز ایسی ایسی ایذائیں اور
تکلیفیں دونگی کہ وہ سختی مرگ سے بدتر ہونگی عذاب الیم سے اسکو ہلاک کرونگی اس طرح عوض
خون برادر لیکے اپنے دل کو تسکین دونگی اور جبتک یہ زندہ رہیگا اسکو بقید سحر رکھونگی ملک ترسی
نے بعد فکر کہا اے دختر نیک اختر اس دشمن جان و ایمان کا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے بڑی مشکل
سے ہاتھ آیا ہے ملک اردوان کو ہی ایک محبوبہ کے ملنے کے لالچ سے ایسی عیاری
کرکے ہزار مشکل لایا ہے عیار اس نامدار کا رضوان بن عمرو موجود ہے لشکر بھی فرو کش ہے

مجکو عیار مذکور اور اسکے لشکریون سے خوف ہی وہ اسکو قید سے رہا کر لیجائینگے جنگ وجدال کرینگے آفتین برپا کرینگے لہذا اسکو زندہ رکھنا خلاف عقل ہی ای دختر مین اسوقت یہی غور رہا ہون کہ رضوان عیار کہین صورت بدل کر یہان نہ آئے اور تیرے بھائی کے قاتل کو رہا کر کے نہ لیجائے مجکو حیرت ہی کہ وہ اب تک یہان کیون نہ آیا ملک اردوان کوہی نے عرض کیا حضور وہ ابھی مع سیکڑون آدمیون کے بیہوش پڑا ہوگا بیہوشی دفع نہوئی ہوگی ورنہ وہ ضرور آتا رہائی بدیع الملک کی تدبیر کرتا مگر تدبیر اسکی بکار آمد نہ ہوتی کیونکہ مجکو یہان دیکھتا بھاگ جاتا یہ کہکر اپنی معشوقہ کیطرف دیکھنے لگا اور ملک ترسی سے عرض کرنے لگا ای بادشاہ جس انعام کا وعدہ کیا ہی وہ انعام جلد تر دیجیے گا فدوی بیقرار ہی ملک ترسی نے بھی در پردہ یون جواب دیا کہ ای ملک اردوان صبر کر جو وعدہ کیا ہی ایفا کیا جائیگا مگر ابھی نہین ادھر ملک اردوان کوہی ملک ترسی کی تقریر کو سمجھا ادھر ماہ طلعت سمجھ گئی کہ مجکو میرا باپ اس عیار کے حوالے کریگا یہی انعام اسکو دیگا اسی انعام کا وعدہ کیا ہوگا یہ سمجھکر اپنے باپ سے مخاطب ہوکر کہا آپ کچھ اندیشہ عیار نابکار رضوان بن عمرو کا نہ کیجیے اور نہ کچھ خوف لشکر عدو کا کیجیے مین ساحرہ ہون میرے سحر کی بنا ایسی نہین ہی اس شخص کو قید سحر مین رکھونگی حصار سحر مین جو کوئی جائیگا وہ بھی مبتلائے سحر ہوگا رضوان ہو یا اور کوئی ہو اور بربادی لشکر کی یہ تدبیر ہے کہ میرے پاس ایک خفتان سحر ہے اور وہ نادرات عجائبات سحر سے ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ وہ جس کسی کے پاس ہو وہ سب پر غالب ہو کسی سے مغلوب نہو مین وہی خفتان تمام کرونگی جسکو مناسب جانیے گا دیجیے گا سوائے خفتان مذکور کے اگر مین چاہونگی تو ایک سوار سحر سے تمام لشکر مسلمانون کا قتل کرا دونگی علاوہ اسکے اور چیزین بھی نادرات سحر سے میرے پاس ہین آپ کچھ خوف نہ کیجیے ملک ترسی نے یہ تقریر سنکے کہا اچھا مین نے اس مجرم کو تیرے حوالے کیا تجھے اختیار ہی جسطرح مناسب جانتا اسکو ہلاک کرنا یہ کہکے پھر کچھ سوچ کے اپنی دختر سے کہا اب یہان تیرا ٹھہرنا اور بدیع الملک کا یہان رہنا اچھا نہین ہی جلد اسکو یہان سے لیجا مجکو رضوان کی طرف سے بہت اندیشہ ہی اور اہل اسلام کیجانب سے نہایت ہی خطرہ ہے مبادا وہ سب یکبارگی حملہ ور ہون اور لڑ بھڑ کر بدیع الملک کو رہا کر لیجائین ملکہ ماہ طلعت جادو یہ گفتگو سنکے در مدعا پاکے دل مین خوش ہوکے اسمائے سحر زبان پر جاری کرکے زمین پر لوٹ کے بصورت عقاب بنی اور پنجہ مین بدیع الملک کو دبا کر اڑی اور بہت بلند ہوکے ایک سمت روانہ ہوئی دیکھیے یہ ساحرہ بدیع الملک کو کہان لیجاتی ہی انشاء اللہ حال اسکا آیندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا

مگر اب حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی

جب ملک اردوان کوہی عیاری کرکے رضوان بن عمرو وغیرہ کو بیہوش کرکے بدیع الملک کو چادر عیاری مین باندھ کرکے لے آیا تھا وہ سب بیہوش پڑے تھے جب ملکہ ماہ طلعت جادو شہزادہ بدیع الملک کو لیگئی اسوقت ان بیہوشون کو ہوش آیا رضوان بن عمرو نے بارگاہ مین بدیع الملک کو نہ پایا پتیرہ ملک اردوان کوہی کا زمین پر پا کر سمجھ گیا کہ شب کو وہی مع اپنے شاگردون کے برات لیکر آیا تھا یہ عیاری برات کی کرکے آتشبازی بیہوشی آمیز کی دھوئین سے ہم سب کو بیہوش کرکے ہمارے آقا اور مالک کو لیگیا ہی یہ سمجھ کے سرداران لشکر سے تمام حال شہزادۂ بدیع الملک کا بیان کیا سرداران لشکر اور جملہ لشکری محزون ہوئے رضوان نے کہا تم سب بدستور خیمہ مین رہو کچھ رنج وغم نہ کرو مین ابھی جاتا ہون

اور اپنے آقا کی خبر لاتا ہوں یہ کہکے بصورت سبحل دربار ملک ترسی مین گیا وہان دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ بدیع الملک کو ملکہ طلعت جادو کہین لیگئی ہے رضوان بن عمرو یہ حال سنکے اپنے لشکر مین آیا
اور سرداران سپاہ سے کہا جبتک مقام قید آقا نہ معلوم ہوگا مین کیا کر سکتا ہون گو عیار ہون لیکن اسجگہ اس باب
مین مجبور ہون سرداروں نے کہا یہان قیام پذیر رہنا اب مناسب نہین ہے ہمین آقا کی جستجو کر کیے حق نمک خوارگی
و نمک خواری ادا کرنیگے رضوان بن عمرو نے کہا مین تمہاری رائے کو پسند کرتا ہون سرداران لشکر نے
اسی وقت سوارون کو مسلح ہونے کا حکم دیا جب سب مسلح ہوے سرداران سپاہ مرکبون پہ سوار ہوے
اور تمامی لشکر کو ہمراہ لیکر مع رضوان بن عمرو ایک جانب بتلاش بدیع الملک روانہ ہوے

داستان آنا قہرمار ملقب بہ رستم ثانی کا اور مقابلہ کرنا ملک ترسی سے ساقی نامہ

ساقیا جلد آ بہار آئی
وقت دور ایاغ ہے ساقی
دل کو لہراتی ہے ہوائے جھیل
یہی موسم ہے تیری یاری کا
ہین حسینان لکھنؤ کے جماؤ
چار سو نازکش مین عاشق زار
دل لبھاتا ہے سبزۂ شاداب
شاخ اٹھاتی نہین ہے بار ثمر
کیا دہسان باغ کے ہین نگار
چشم نرگس غضب ہے متوالی
مے سے گر بھر کے دے مجھے ساغر
تجھسے اور ناظرون سے داد مین لون
بسکے دھوم کی بھی دل کو تاب نہ تکے

ساعت جشن بادہ خوار آئی
دھوم سے آئی ہے بہار چمن
اب گوہر ہے آب بے تاویل
جامنون کی سڑک پہ جوبن ہے
قمر کے ٹھاٹھ ہین غضب کے بناؤ
چال مستانہ چل رہی ہے صبا
جھومتا ہے برنگ مست سحاب
رنگ لائی ہے اور فصل بہار
کار مشاطہ کر رہی ہے بہار
زلف سنبل مین روغن گل ہے
بھر تو اے ساقی مجھے لبریز
سلطنون کی تو اب پہ داد رہے
واہ بے ساختہ زبان پہ لا سکے

ابر ہے عیش باغ ہے ساقی
ہین ترنم سرا ہزار چمن
آج تو دن ہے بادہ خواری کا
کیا ہوا سرد شفق من سے
چیدہ چیدہ ہین کچھ طبیعت دار
موج صبا ہے صاف موج ہوا
کثرت گل سے ہین نہال جھکے
گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہے جو
لب گل پہ ہے قمر کی لالی
شانہ کش بال و پر سے بلبل ہے
نغمہ مین پھر وہ داستان گوئی
اور شجاعون کو شغل آہ ہے

راویان سحر بیان و محرران
چیدہ وبیان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ جب رضوان بن عمرو ہمراہ لشکر ملول
محزون و مضطر لشکر گاہ سے ایک جانب روانہ ہوا تھا اثنائے راہ مین ہر ایک سے پوچھتا تھا تم کو معلوم
ہے کہ ماہ طلعت جادو کہان رہتی ہے اور شاہزادۂ بدیع الملک کو اسنے کس جگہ قید کیا ہے وہ کہتے تھے
ہمین نہین معلوم ماہ طلعت جادو کون ہے اور بدیع الملک کے قیدخانہ سے بھی آگاہی نہین ہے
رضوان بن عمرو یہ جواب اپنے سوال کا سنکے نشان در مطلب نہ پاکے افسوس کرتا تھا اور کہتا
تھا ہاے کوئی شخص اس ساحرہ کے مسکن سے آگاہ نہین کرتا ہے کہ مین وہان جاؤن اسکو قتل یا اسیر کرکے
اپنے آقا و مالک کو قید سے چھڑاؤن اسی طرح دشت و دامان جبل مین تلاش کنان جاتا تھا کوچ و مقام صبح
و شام کرتا تھا لشکری اسیری بدیع الملک سے پریشان خاطر آبدیدہ تھے کسی کو لطف حیات نہ تھا ایک
روز رضوان بن عمرو ہمراہ لشکر کے تبلاش بدیع الملک چلا جاتا تھا ناگاہ سامنے سے ایک لشکر گران
ادھر آتے دیکھا سمجھا کہ شاید ملک ترسی جمعیت فوج گران ہم سب کے قتل کرنے کو آتا ہے یہ سمجھکر سرداران

سپاہ سے کہنے لگا یارو ہوشیار ہوجاؤ دشمن بفوج گران آتا ہے ہرچند کہ ابھی دور ہے لیکن تم ہوشیار ہو کر صف آرا
ہوجاؤ خبردار ہنگام مقابلہ بیدل ہو کر پسپا نہونا اگر بھوگ اسی صحرا میں مرجانا مگر تم بھی ہو کر مرجاؤنگا بعد اسیری آقائے
قدردان زندہ نہ رہونگا ابھی رضوان سرداران سپاہ سے یہ کہہ رہا تھا سردار لشکر صف آرائی میں مصروف
ہوئے تھے ناگاہ ہوائے گرد وغبار برطرف ہوا لشکر عظیم قریب آیا غور سے جو دیکھا تو فوج ظفر موج شہریار
ملقب برستم ثانی کی نظر آئی دل میں خوش ہوا تردد رفع ہوا بعدہ فی الفور آگے بڑھکر خدمت شہریار
پسر ایرج نامدار میں پہونچا سلام کیا شاہزادۂ موصوف نے اُسے پریشان خاطر دیکھکر پوچھا کہ اے رضوان
بن عمرو باعث تیری پریشان خاطری کا کیا ہے اُسنے تمام حال جنگ وعیاری واسیری بدیع الملک کا بیان
کر کے عرض کیا اب میں مع لشکر واسطے تلاش بدیع الملک کے صحرا صحرا کوہ کوہ پھر رہا ہوں شہریار نے
جواب دیا اے رضوان اس صحرا نوردی سے کچھ فائدہ نہوگا تم مع لشکر اسی جگہ چلو جس جگہ قیام پذیر تھے
اور بدیع الملک کو عیار حاکم کوہ شفق کا بعیاری بیہوش کر کے لیگیا تھا میں ملک ترسی نابکار کو ہنگام جنگ
گرفتار کر کے تمام حال تمھارے آقا کا دریافت کرونگا بلکہ اس سے کہونگا کہ او نابکار اگر زندگی اپنی چاہتا
ہے تو دائرۂ دین اسلام میں آ اور بدیع الملک کو اپنی دختر سے طلب کر کے ہمارے حوالے کر رضوان
نے عرض کیا بہتر تشریف لے چلیے یہ کہکر ہمراہ رکاب ہوا لشکر بدیع الملک بھی شہریار کے ساتھ ہوا اس جگہ
سے بعد کئی کوچ اور مقام کے ایک روز قریب شام شہریار بن ایرج اسی جگہ پہونچا کہ جس جگہ سے ملک
اردوان کو بھی بدیع الملک کو عیاری ومکاری سے لیگیا تھا رضوان بن عمرو نے عرض کیا اے
شاہزادۂ ذیجاہ یہ وہی مقام ہے جس جگہ خیام لشکر تھے شہریار نے سنکے فرمایا ہمارے بھی اسی جگہ خیام فیروزی
فرجام ودربارگاہ فلک فرسا ایستادہ ہو حسب الحکم اسی جگہ بارگاہ وخیام خدام نے استادہ کیے شہریار مرکب سے
اترکر خیام میں داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی مرکبوں سے اترکر خیام میں داخل ہوئے ہنوز شہریار
نامدار بہان فرد کش ہوا تھا کہ یہان دربار ضلالت آثار میں روبروے ملک ترسی چند ہرکارے گئے
اور موافق قاعدہ سلام کر کے دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ بمصداق **نظم مؤلف**

اے شہنشاہ لاجورد پرست
دشمنوں کو مدام دے تو شکست
تیرے ڈر سے عدو گریزان ہو
سر بسر مضطر و پریشان ہو
آج یہاں اک جوان سرخ لباس
جسکو مطلق نہ خوف ہے نہ ہراس
ساتھ فوج گران کے آیا ہے
سبز پوشوں کو بھی دبایا ہے
نام اسکا ہے شہریار اے شاہ
ہے شجاع و دلیر و عالیجاہ
برسر جنگ وہ دلیر ہے اب
رستم ثانی ہے اسی کا لقب

ملک ترسی نے یہ خبر ہرکاروں سے سنکے اُنسے کہا کہ وہ ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجایا جائے جس طرح
زرد پوش کو اسیر کیا ہے اسی طرح بقوت بازو اس سرخ پوش کو بھی اسیر کرونگا ہرکاروں نے
حسب الحکم طبل جنگی بجوایا ہرکارے اہل اسلام کے فی الفور خبر طبل جنگی کے بجنے کی لیکر بارگاہ فلک پناہ
شہریار بن ایرج نامدار میں آئے اور بعد زمین ادب بوسی کے یوں بعد ثنا ودعائے دولت واقبال
کے عرض کرنے لگے کہ موافق **نظم مؤلف**

اے جری شاہزادۂ ذیجاہ
تیرا دشمن رہے جہان میں تباہ
تو بہادر وہ ہے اسد صولت
ڈر سے اعدا کی زرد ہے رنگت
تیری تلوار کی نہیں ہے پناہ
وہ بہادر ہے تو بفضل اگر
جب تلک ہیں یہ آسمان و زمین
امن پائے تیرا عدو نہ کہیں

اسوقت ملک ترسی حاکم کوہ شفق نے خبر تشریف آوری حضور سنکے بعد غیظ و غضب طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ
بس بیدین و نابکار کا یہ ہے کہ صبح کو بجمعیت سپاہ گران میدان جنگ مین آئے اور فدویان و خادمان حضور سے
آمادہ جنگ و فساد ہو باقی خیریت ہے شہریار کو یہ خبر سنکے پہلے تو نہایت غصہ آیا چہرہ کثرت قہر و غضب سے
سرخ ہوگیا بعدہ انھین ہرکارون سے کہا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی طبل جنگی پر چوب لگائی جائے
اور نقارہ جنگی بجایا جائے انشاء اللہ صبح کو میدان جنگ مین جاکر ملک ترسی نابکار کو اور اسکے تمامی لشکر
کو قتل و تباہ کردونگا ہرکارون نے موافق حکم بیرون بارگاہ جاکر نقارہ نوازون کو حکم شاہزادہ موصوف
سے آگاہ کیا انھون نے فی الفور بسم اللہ کہکر چوب اٹھاکر نقارۂ رزمی پر چوب لگائی ایسی صدائے مہیب
نقارہ جنگی سے نکلی کہ سپہر فلک سنکے دہل گیا زمین کانپی جانوران صحرائی چرند و پرند آواز نقارہ سنکر مارے
خوف سے آشیانون اور مسکنون سے نکلکر ہر طرف بھاگے جوانان ہر دو لشکر آواز طبل جنگی و نقارۂ رزمی
سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے لشکریان ملک ترسی مین جو نامرد و بزدل تھے وہ سب
اسوقت طبل جنگی بجنے کے یکجا ہوئے اور کہنے لگے ای بھائیو قبل اسکے بدیع الملک جوان زمرد نگار
سے میدان کارزار مین مقابلہ ہوا تھا اُسنے لشکر کو آدھا کر دیا تھا نامی پہلوانون کو قتل کیا تھا ہمکو امید نہ
تھی کہ اُسکے ہاتھ سے جانبر ہونگے لیکن خداوند لاجورد شاہ ملک لدوان کوہی کو بیغہ سلامت رکھین
جنھون نے بڑا کام کیا بدیع الملک کو بعیاری بیہوش کرکے لے آیا اب یہ اسکا عزیز جوان سرخ پوش تنہا
جوش و خروش سے لشکر کثیر لیکر آیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان عفریت جنگجو از حد
غضبناک و تندخو ہے اور شجاعت و بہادری مین جوان زمرد نگار سے بڑھا ہوا ہے یہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا
سب کو تہ تیغ کریگا اسکی تلوار کی پناہ ہوگی کون میدان مین اس سے مقابلہ کرسکیگا کیونکہ اب لشکر مین کوئی
ایسا دلاور نہین ہے کہ جو نامی ہو جو سرداران نامی و نامور تھے وہ دست بدیع الملک سے قتل ہوگئے
اگرچہ لیکو گرگ تیز دندان وغیرہ سردار موجود ہین تو ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ سردار کچھ ایسے قوی و زبردست
نہین ہین اس جوان سرخ پوش سے کیا مقابلہ کرینگے ہمکو تو بہت مشکل ہے جب وہ بہادر مانند شیر نعرہ کریگا
تو اسکے نعرہ ہی سے ایسے مضطرب الحواس ہونگے کہ دہل کر گھوڑون سے خاک پر گرینگے اور خوف سے
تڑپ کر مر جاوینگے کوئی زخم تیر و نیزہ و شمشیر بھی تن پر نہ کھاوینگے جب انکا یہ حال ہوگا تو سواران لشکر کس
شمار مین ہین اور ہم اور تم کس قطار مین ہین ہم سب تو مانند گوسفند کے ہین جب وہ شیر صورت نعرہ کریگا تو ہم
ہوگا دیکھ لینا بھاگنے مین بسبب اضطراب کے راہ نہ سوجھے گی اہل اسلام میدان جنگ کو قربانی گاہ تصور کرکے
ہم سب کو تیغ آبدار سے ذبح کرینگے اور خوش ہونگے اور ذبح کرنا ہمارا باعث ثواب اور اپنے خدا کا حکم جانینگے
تو میدان جنگ کو کثرت خونریزی سے مقام مینا بنا دینگے ملک ترسی کا بھی یہی حال کرینگے بھلا ہم اپنی تباہی کی
موت کیونکر گوارا کرین جان عزیز کا خیال کرین یا عزت و آبرو دیکھیں نظر کرین ہمتو اپنی جان بے عزتی و آبرو کو
ترجیح دینگے زندگی عجب نعمت ہے کوئی شے اس سے بہتر دنیا مین نہین ہے یہ وہ میوۂ شیرین و خوش ذائقہ ہے کہ
قدردان اسکے ہمیشہ اسکی خواہش کرتے ہین نہایت اسکی قدر کرتے ہین اور کسی چیز کو اس سے بہتر نہین جانتے ہین کہ
ان لوگون کا ذکر نہین ہے کہ تارک دنیا ہین ہزار اپنے معبود کی بندگی و اطاعت مین مصروف رہتے ہین انکو
زندگی کی چندان قدر نہین ہے بلکہ ادھر جانا دنیا سے ہوئے عدم جانا اچھا جانتے ہین اور رہتے ہین ترک دنیا کیے

سرائے فانی ہوا میں چند روز قیام کر کے سفر ملک عدم کرینگے کہ ملک عدم ہمیشہ رہنے کا مقام ہی اسکے سوا
وہ لوگ حشر و نشر کے قائل ہیں دوزخ و جنت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو گنہگار پروردگار عالم کے
ہونگے مثلاً جنھیں کفار کہتے ہیں داخل نار جہنم ہونگے اور جو بندہ خاص مطیع خدا ہونگے وہ جنت میں جائینگے
وہاں ہمیشہ رہیں گے نعمت ہائے جنت سے لطف اٹھائیں گے حوریں انکو ملیں گی انسے وصل ہوگا ہم ان
لوگوں کے خلاف زندگانی دنیا کو عقبیٰ سے اچھا جانتے ہیں عزت و آبرو کو زندگی پر سے ہزار بار بلکہ لاکھ
بار نثار کرتے ہیں ہمکو شمشیر و تیر سے مرنا دکھ اٹھا کر زخم کھا کر خاک پر ایڑیاں رگڑ کر گھوڑوں کی ٹاپوں سے
پامال ہو کر مرنا کسی طرح گوارا نہیں ہم تو لشکر میں نہ رہیں گے قبل صبح لشکر سے نکل جائیں گے اپنے اہل و عیال
میں بعشرت بسر کرینگے زندہ تو رہیں گے ایسی عشرت کو سلام ہے کہ جسمیں جان کا خوف ہے یہی نا اہل
لشکر کہیں گے کہ یہ لوگ نامرد و بزدل تھے بھاگ گئے سوائے اسکے اور کیا کہیں گے اس کہنے سے انکے
ہمارا کیا نقصان ہوگا یہ کہکر وہ سب نامرد و بزدل ہر حیلہ و بہانہ سے تاریکی شب میں لشکر سے نکل جاتے
تھے اور جو مرد تھے وہ بقلب مطمئن اپنی تلواروں کو صیقل کرتے تھے اور باہم کہتے تھے ہمنے حاکم کوہ دمشق
کا نمک کھایا ہے صبح کو اسکے دشمن سے اور اس سے مقابلہ ہوگا ہم وقت جنگ جان اپنی عزیز نہ کریں گے
اسکے دشمنوں کو قتل کر کے مر جائیں گے ادھر اہل اسلام کا یہ حال تھا کہ جب سے نقارہ جنگی بجایا گیا تھا
نہایت خوش تھے ایک جری دوسرے دلاور سے کہتا تھا ای برادر تلوار پر ایسی صیقل کرو کہ مانند آئینہ کے
صاف ہو جائے دشمن کو اسمیں صورت موت نظر آئے جب کسی کافر پر تلوار پڑے اسکے دو ہی ٹکڑے ہو جائیں
تسمہ لگا نہ رہے ہم بھی ایسی ہی شمشیر آبدار کر رہے ہیں خدا نے یہ دن دکھایا کہ صدائے نقارہ جنگی
کان میں آئی دل خوش ہوا اس روز کے مشتاق تھے پروردگار سے دعا کرتے تھے کہ کہیں کافروں سے
لڑائی ہو تو ارجلے حوصلہ دل کا نکالیں بڑھ بڑھ کر تلواریں ماریں نعرہ مانند شیر کے کریں دشمنوں کو قتل
کریں زخمی ہوں خون میں نہائیں خلعت خون زخم تن پر آراستہ کریں سرکار جہاد سے یہ خلعت سرخ
پائیں مجاہدان عالم میں سرخرو ہوں الحمد للہ کہ دعا ہماری درگاہ الٰہی میں مستجاب ہوئی تقدیر یہاں لیکر آئی
بعد ایک زمانہ کے صبح کو یہاں روسیہ کفار کو تہ تیغ کرینگے یہاں تو اہل اسلام تیاری جنگ میں مصروف ہیں
اور باہم اشتیاق جنگ و حوصلہ دل ظاہر کر رہے ہیں انکو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
ملک ترسی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ بوقت شام ملک ترسی طبل جنگ بجوا کر دربار میں آ کر زیر تخت بیٹھا اور بالائے
تخت لاجور دشاہ کو بٹھایا اہل دربار بھی علی قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہنوز دربار آراستہ ہوا تھا
ملک ترسی اپنے خداوند سے کہہ رہا تھا مجھکو یقین کامل تھا کہ کوئی معین و مددگار بدیع الملک کا ضرور
آئیگا آمادہ جنگ ہوگا اسی وجہ سے میں یہاں قیام پذیر رہا تھا اور قلعہ کوہ دمشق میں نہیں گیا تھا چنانچہ
جس بات کا یقین تھا اسی کا ظہور ہوا شہریار ملقب برستم ثانی عزیز قریب بدیع الملک مع لشکر
کثیر یہاں آیا ہی میں نے طبل جنگ بجوایا ہی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی دختر نیک اختر میری یہاں نہیں ہی
ورنہ میں اس سے کہتا کہ تمنے جو کہا تھا کہ ایک خفتان سحر کردہ ایسی ہے کہ وہ جس کسی کے پاس ہو اکبھی
غالب نہو بلکہ مغلوب ہو بس وہ خفتان مجھکو دیدے اور اتفاقات وعدہ کر تاکہ اسکو اپنے پاس رکھوں
دشمن سے بیخوف رہوں ابھی لاجور دشاہ نے مجھے جواب دیا تھا کہ سوئے آسمان ایک ٹکڑا ابر سیاہ نمایاں ہوا

آسمین برق کی سی تڑپ اور رعد کی سی آواز تھی کبھی اس ابر سے پانی برستا تھا گاہ پھول برستے تھے جب وہ پارۂ ابر قریب آکر درمیان سے پھٹا اہل دربار نے دیکھا کہ بیچ مین سے اس ابر کے ایک تخت پیدا ہوا جسپر ایک عورت ادھیڑ جیک رو بیا ہ قلب بصد نخوت و غرور بیٹھی ہے سب دیکھ رہے تھے کہ وہ تخت عین دربار مین آیا اور زن مذکور تخت سے اتر کر روبروے ملک ترسی و خداوند لاجورد شاہ کے آئی پہلے خداوند مذکور کو سلام و سجدہ کرکے ملک ترسی کو سلام کیا اور عرض کیا چونکہ حضور کی دختر نیک اختر کو معلوم ہوا ہے کہ شہریار ملقب برستم ثانی پسر ایرج لشکر کثیر لیکر آیا ہے اور حضور نے طبل جنگ بجوایا ہے لیکن جب اقرار یہ خفتان کہ بفعل تا گیز مین ہے اور عجب نادر چیز ہے آپکی خدمت مین میرے ہاتھ ارسال کی ہے عرض کرکے وہ خفتان پیش کش کی ملک ترسی نے خوش ہوکر خفتان مذکور اسکے ہاتھ سے لیکر اسی وقت اپنے تن پر آراستہ کی مگر زیر لباس بعدہ اس ساحرہ سے مخاطب ہوکر کہا اے سرخاب جادو دایۂ دختر من نا بدولت کیطرف سے بعد دعا کے کہنا کہ بدیع الملک سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا اور سا اگر مناسب ہو تو اسے ہلاک کرنا زندہ نہ رکھنا سرخاب جادو نے جھکے سلام کرکے اسی تخت پر سوار ہوئی اسما سے ورد زبان کیے تخت بلند ہوا ساحرہ نام پردہ بالا ایک سمت روانہ ہوئی بعد جانے ساحرہ مذکورہ کے ملازمان کو حکم دیا کہ ساقیان سیمین ساق کو بلاؤ کشتیاں شراب کی لیکر آئین ہمین اور اہل دربار کو شراب پلائین اور چند نازنینان خوبرو بھی مع اپنے سازندون کے دربار مین آئین رقص و نغمہ کرین کہ اسوقت دل ہمارا بہت خوش ہے ارادہ ہے کہ یہ شب عیش و عشرت مین بسر کرکے صبح کو میدان جنگ مین جاکر شہریار سے مقابلہ کرونگا خدام مذکور نے ساقیان گلرخسار و نازنینان سمن عذار کو حکم ملک ترسی سے آگاہ کیا وہ حسب الحکم حاضر دربار ہوے ساقیان خوبرو نے مے ناب جام بلورین مین بھرکے بادشاہ لاجورد شاہ کو دیا جب وہ کئی جام شراب ناب کے پی چکا پھر ملک ترسی و جملہ اہل دربار بادہ کشی سے فارغ ہوے تو بالاے ہر گزک سے لطف مے کشی اٹھا چکے ساقیان خوبصورت و خوبرو کشتیان شراب کی اٹھاکر لیگئے بعد جانے ساقیان سیمبر کے نازنینان خوبرو و خوش گلو ہین جو نازنین سب سے خوبرو ہی دخوش گلوئی مین بہتر تھی وہی ہمراہ اپنے سازندون کے سامنے ملک ترسی کے کھڑی ہوکر رقص کرنے لگی اہل دربار دیکھنے لگے خصوصاً لاجورد شاہ اور صلصال اور ملک ترسی رقص دیکھنے مین بدل مصروف ہوے اور بجانے خود اسکی تعریف کرنے لگے جب وہ رقاصہ رقص کر چکی پھر سوچکر اس نے یہ غزل شروع کی غزل

بہ نسبت وصل کے راتین نہ کیون ہون ہجر مین دیرے
تمھارا فکر کرنے کو دہان زخم کتنے ہین
پڑی ہے روزنون سے دھوپ اے صیاد جا کر
وہ بیکس ہون جو ساقی کچھ بھی کم دیتا ہے مجکو
ہمارا دم نکلنے کو ہو جب تم بھی چلے آنا
ارے واعظ لکھی ہے میکشی رندون کی قسمت مین
دلاے یاد بارہا ہے تیرے مجکو تربت مین
وہ مجکو ذبح کرکے رو رہے ہین میری میت پر

جدا اختیار ہی تقدیر ہے میرے مقدر سے
گھڑی بھر کے لیے سب نے دہان مانگی ہے خنجر سے
مری تربت کو تو بھی کم نہین پھولون کی چادر سے
تو کر لیتا ہون مین لبریز اپنے دیدۂ تر سے
وفا ہون عاشق و معشوق کے وعدے برابر سے
مثا ہے خط پیشانی بہت سے خط ساغر سے
خدا سمجھے گا مر جائی ہوئی پھولون کی چادر سے
جو لہو چھا غیر نے بوے لہو دھوتا ہون خنجر سے

مکان جسنے بنایا ہو مشابہ غیر کے گھر سے		یقین ہو اور سا ابتو وہ بھولے سے چلے آئین

جب یہ غزل وہ نازنین مہ جبین بلحن داؤدی گاتی تھی اور دونکا تو کیا ذکر ہے لاجورد شاہ روسیاہ اور صلصال بد افعال و ملک ترسی نابکار بار بار خوش ہو کر اسکی تعریف کرتے تھے جب وہ غزل سطور تمام کر چکی ملک ترسی نے انعام اسکو دیا وہ انعام لیکر دربار سے مع اپنے سازندون کے چلی گئی بعد جانے اس نازنین عدیم المثال و خوش جمال کے ہر ایک نازنین یکے بعد دیگرے رقص و نغمہ سے اہل دربار کو خوش کرتی رہین یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ زہرۂ فلک و ماہ تابان و جملہ کواکب درخشان رقص و نغمہ نازنینان مذکور کا دیکھکر کثرت شرم و فرط حیا سے چادر نیلی فلک مین ہر ایک نہان ہونے لگا اور نور سحر جانب مشرق سے مشتاق دید بزم طرب ہو کر عیان ہونے لگا نسیم سحر چلنے لگی طائران خوشنوا بولنے لگے باغ جہان مین غنچے شبنم ہو کر شگفتہ ہونے لگے شمع پروانون سے رخصت ہونے لگی موذن نے کلمۂ اللہ اکبر باواز بلند زبان پر جاری کیا بتخانون مین گھنٹ اور ناقوس اصنام پرست بجانے لگے ملک ترسی آثار صبح فلک پر دیکھکر بزم طرب سے اٹھا محفل عشرت برخاست ہوئی ہر ایک نازنین انعام لیکر اپنے اپنے مکان کیطرف گئی حاکم کوہ شفق نے دربار سے اٹھکر افسران سپاہ کو حکم کمر بندی کا دیا سرداران سپاہ نے دربار سے اٹھکر سواران لشکر سے کہا جلد مسلح ہو لشکری حسب الحکم سلاح جنگ اپنے تن پر لگانے لگے یہان تو سپاہ کفار مین کمر بندی ہو رہی ہے ہر ایک لشکری و سردار مسلح ہو رہا ہے ملک ترسی بارگاہ دیگر مین گیا ہے مسلح ہو رہا ہے ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور ماجرا سوال لشکر شہریار بن ایرج کا لکھا جاتا ہے کہ جب آثار صبح فلک پر ہویدا ہوے شہریار لے بیدار ہو کر بعد وضو کرنے کے نماز صبح بہ جمیع طلب پڑھی اسی طرح ہر ایک لشکری نے نماز صبح جلد تر پڑھی پھر حکم افسران سپاہ ہر ایک لشکری مسلح ہو کر اپنے اپنے خیمہ سے باہر آیا سامنے دن مند رلب زین و لجام سے آراستہ کیے ناگاہ شہریار بادی ربعداد لے نماز صبح و تعقیب سحر مسلح ہو کر بارگاہ سے برآمد ہوا ہر ایک سردار و لشکری نے صف باندھکر باادب تمام سلام کیا شہریار نے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا اور سبکو مستعد و مسلح دیکھکر خوش ہو کر مرکب طلب کیا جب ملازم مرکب بادرفتار لیکر آئے بسم اللہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا جب سوار ہوئے شہریار کے ہمراہ ایک سردار شہزادہ اور لشکری مرکبون پر سوار ہوے شہریار نے مرکب اپنا جانب رزمگاہ بڑھایا لشکر بقاعدہ احسن ہمراہ رکاب ہوا سواران زمرد پوش بھی ہمراہ ہوے اسوقت لشکرون کا جانب عرصۂ کارزار خرامان خرامان جانا ایک جانب سواران سرخپوش کی بہار ایک طرف سواران زمرد پوش قطار در قطار وہ صبح کا وقت وہ ہواے سرد کا چلنا وہ طائران سحر کا بولنا وہ زمین پر سبزہ شاداب و شبنم افتادہ کی ڈلک وہ گل خودرو کی مہک وہ آسمان پر جانب شرق شفق کا ظاہر ہونا وہ آفتاب عالمتاب کی آمد وہ تاریکی شب کا دمبدم گھٹنا وہ نور سحر کا آنا فانا بڑھتا تھا گویا قدرت خدا کو وجد مین لاتا تھا راوی ناقل ہے کہ آفتاب برآمد ہوا تھا کہ شہریار بن ایرج نامدار میدان کارزار مین پہونچا بعدہ مرکب کو روکا جملہ سواران لشکر نے بھی گھوڑے روکے شہریار منتظر ملک ترسی کے آنے کا کرنے لگا ابھی تھوڑا زمانہ انتظار کو گذرا تھا اور آفتاب نکلا تھا کہ اس طرف سے غبار آمد لشکر ضلالت اثر کے نمایان ہوے سب اہل اسلام نے دیکھا کہ ملک ترسی مسلح مرکب پر سوار ہمراہ اسکے لاجورد شاہ اور صلصال کے عقب مین سپاہ

پھر ہر ایک بعجلت تمام سوے میدان کارزار آتا ہو غبار تا گنبد دوار بلند ہوا ہو رسم اسپان بلند تھا ابھی سب
اہل اسلام دیکھ رہے تھے کہ ملک ترسی سامنے شہریار کے آیا کچھ فاصلے سے ٹھہر کر مرکب کو روکا اُسکے
ٹھہرنے سے تمام سپاہ اُسکی جب دونون لشکر میدان مصاف مین آپہنچے ادھر سے باشارۂ ملک ترسی اور ا
دھر سے باپاے شہریار دلیر بیلدار واسطے درستی میدان کارزار کے نکلے پھر انھون نے بعجلت تمام اونچی
نیچی کو میدان کارزار سے دور کرکے زمین پست و بلند کو ہموار کیا بعدہ سقون نے دونون لشکرون نے
لشکر اسقدر پانی چھڑکا کہ عرصۂ کارزار بخوبی تر ہوگیا غبار بیٹھ گیا جب اس طرح درستی میدان نبرد ہو چکی
دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ
و بطرز اسلوب درست ہوا شہریار بعدہ سالاری سپاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم آگے کھڑا ہوا علمداران
لشکر نے علم کھوے پھر دونون لشکرون مین جنگی باجے بجے جب شور باجون کا موقوف ہوا باشارۂ ملک
ترسی اس طرف سے کرکیت اور باپاے شہریار اس جانب سے نقباے خوش گلو نکلے اور درمیان
مین دونون لشکرون کے کھڑے ہوکر جوانان ہر دو لشکر سے مخاطب ہوکر آمادۂ جنگ و جدال کرنے
لگے کرکیت باواز بلند کہتے تھے اے دلاوران نامدار اے جوانان شجاعت شعار دیکھو اسوقت سامنا اہل اسلام
کا ہے یہ لوگ بے مذہب ہین خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین ہمارے خداوند سے منحرف ہین لاجرم یہ لوگ ہمارے
کے دشمن جان و ایمان ہین خبردار انسے لڑنے مین کوتاہی نکرنا بڑھکر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا نعرے
شیرانہ کرنا دلیرانہ ان مسلمانون کو قتل کرنا ہرگز رحم نکرنا انکے ہلاک کرنے سے خداوند تمسے خوش ہونگے
سوا اسکے سر میدان جنگ روبرو دو سرون کے سرخرو ہوگے بہادران عالم مین محسوب ہوگے اگر بھاگوگے
آبرو جاتی رہیگی دنیا مین نامرد مشہور ہوگے کسی بہادر کے آگے تمہاری عزت و آبرو کچھ نرہیگی جبتک زندہ
رہوگے ساتھ ذلت و رسوائی کے حیات اپنی بسر کروگے قہر خداوندی مین مبتلا ہوگے تباہ و برباد ہوجاوگے
نقباے خوش تقریر جوانان رستم و اسفندیار نظیر سے مخاطب ہوکے کہتے تھے کہ اے جوانان وفا شعار اے بہادران
نامدار آگاہ ہو کہ دنیا منزل نہ سرا ہو اور انسان وغیرہ مانند مسافرون کے ہین کوچ کا یقین ہے قیام کی تعداد
معلوم نہین واللہ اعلم کس وقت کوچ ہو کیونکہ حیات مستعار کا اعتبار نہین ہے نہین معلوم کس وقت اجل
آجاے اور امور نیک کرنے کی مہلت نہ دے پس عاقل کو لازم ہے کہ اس دو روزہ زندگی مین جہانتک
ممکن ہو کار خیر کرے زاد آخرت مہیا کرے کہ سفر دور و دراز درپیش ہے کسی کو قضا سے امان نہین ہے کتب
معتبرہ سے باسناد معتبر ثابت ہوا ہے کہ جب سن انسان کا چالیس برس کا ہوتا ہے ایک منادی آسمان سے
آکے ندا کرتا ہے کہ زمانہ تیرے کوچ کا قریب آیا ہے زاد راہ مہیا کر اور یہ بھی ہادیان راہ دین سے منقول
ہے جب انسان کا آخر روز دنیا کا اور اول روز آخرت کا ہوتا ہے تین صورتین اسکے سامنے آتی ہین اہل
و عیال کی اور مال کی اور بعد اعمال کی اسوقت مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے قسم بخدا مین نے
تجھکو کوشش سے فراہم کیا ہے ہمیشہ تیری زیادتی کا حریص تھا اور بخیل تھا تیرے صرف کرنے مین کیا آج
تو میری کچھ مدد کریگا یا نہین وہ صورت مال جواب دیتی ہے کہ صرف اپنا کفن مجھسے لے اور کیا مین تیری
مدد کرون بیشک وہ شخص اسکے جانب سے منہ پھیر لیتا ہے اور صورت اہل و عیال کیطرف نظر حسرت
سے دیکھکر کہتا ہے کہ واللہ مین تمسے بہت محبت رکھتا تھا تمہارے حق مین بہتری چاہتا تھا آج تم میرے

واسطے کیا کر سکتے ہو وہ صورت جواب دیتی ہے کہ ہم تجکو قبر تک پہونچا دینگے خاک مین چھپا دینگے وہ وہ یہ سن کے
تیسری صورت کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ قسم بخداے عزوجل مین تمھارا خواہان نہ تھا تم مجھپر گران و دشوار
تھے آج حالت عاجزی و ماندگی مین میری کیا مدد کر سکتے ہو صورت اعمال جواب مین اس سے کہتی ہے
کہ ہم تیرے ساتھ ہین تیرے قبر مین جب قیامت کا دن ہوگا تیرے ساتھ صواے محشر مین چلین گے یہانتک
کہ تجھے اور ہمین روبرو خدا کے لیجائین پس وہ گرد دست خدا تھا ایک شخص نہایت خوشرو و خوشبو حالت
غفلت مین اسکے سامنے آتا ہے لباس فاخرہ پہنے ہوے اور کہتا ہے کہ بشارت ہو تجھے بہ نسیم گلہاے بہشت
ونعمت ابدی خوش آمدی یہ اس سے پوچھتا ہے تو کون ہے وہ جواب دیتا ہے کہ تیرا عمل صالح ہون اب جو تو
دنیا سے جاتا ہے خبر دیتا ہون کہ تیرا مقام بہشت ہے اور یہ بھی ہے ایک ہادی راہ دین سے مروی
ہے کہ قبر ہر روز آدمی کو پکارتی ہے اور کہتی ہے کہ مین ہون خانہ غربت مین ہون خانہ تنہائی و وحشت مین
ہون گھر کیڑون کا اور جانورون کا مین ہون قبر کہ ایک باغ ہون باغہاے بہشت سے یا ایک
پہاڑ ہون گڑھاے جہنم سے اور حدیث صحیح مین ہے کہ قبر ندا کرتی ہے ہر بار پانچ کلمون سے کہتی ہے کہ مین خانہ فقیر ہون
لا میری طرف مال اور خزانہ یعنی خالی ہاتھ نہ آنا مین خانہ تاریکی ہون مجھ مین چراغ لا مین خانہ تنہائی ہون
مجھ مین انیس لا مین خانہ سنگریزہ و خاک ہون مجھ مین بچھونا لا مین گھر ہون سانپ بچھوؤن کا مجھ مین تریاق لا تریاق
صدقہ ہے فرش عمل صالح ہے انیس تلاوت صحائف وکلام الٰہی ہے اور چراغ نماز شب اور خزانہ کلمہ شہادت
ہے لہذا عاقلون کو لازم ہے کہ فرش قبر یعنے عمل صالح کی فکر کرین اور دیگر اعمال نیک بھی جو بیان ہوے ہین
حتی الامکان ضرور کرین تاکہ بعد مرگ قبر مین راحت ہو منجملہ اعمال قبر کے ہمارے نزدیک یہ ہے کہ کافرون کو
خدا پرستی کی ہدایت کرے اگر وہ قبول نہ کرین اور آمادہ جنگ ہون انکے دفع شر کی فکر کرے جب وہ قتل
کرین تو انکو خود بھی قتل کرے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹائے اگرچہ زخمہاے کاری سے مرکب سے
گرکے ہلاک ہو جائے یون مرنا حیات ابدی ہے شہیدان راہ خدا کا بڑا مرتبہ ہے قبر مین راحت حشر مین بافراغت
بہشت مین ہر قسم کی نعمت سے لطف اٹھائینگے خدا و پیغمبر انسے راضی و خوش ہونگے پس اے جوانو تم سب
مسلمان ہو اور یہ حریف تمھارے کافر لاجورد پرست بیدین ہین اسلام قبول کرنیسے انکار کرکے تمھارے قتل
پہ آمادہ ہوے ہین وقت جنگ تم بھی ان بیدینون سے خوب لڑنا جنگ مین کمی نہ کرنا انکا قتل کرنا خالی
از ثواب نہین ہے اگر تم انکے ہاتھ سے قتل ہوگے دنیا سے سرخرو سوے عدم جاؤگے حق نمک اپنے
مالک و آقا کا ادا کر جاؤگے دنیا مین بہادر مشہور ہوگے مرتبہ شہیدان راہ خدا کا پاؤگے قبر مین عیش با فراغت
پاؤگے روز حشر جنت مین جاؤگے جب کہ یہ نصیحت اور نقیبان ہر دو سپاہ کو پند و نصیحت سے آمادہ جنگ
کر چکے ہر دو سپاہ سے چلے گئے اسوقت بہادران ہر دو سپاہ کا عجب حال تھا چہرے کثرت شجاعت سے
سرخ تھے تلوارون کے قبضون پہ ہاتھ تھے زندگی ناگوار تھی عروس اجل کے طالب تھے اکثر دلاورون نے
تلوارین کھینچکر نیام توڑکر پھینک دیے تھے بہت سے جوانان شجاعت شعار نے زرہ جوشن بکتر و خود چار آئینہ وغیرہ لباس
واسطے حفاظت تن جسم سے دور کرکے بند قبا کھول دیے تھے سینے نظر آتے تھے اگر کوئی انسے پوچھتا تھا
کہ سینہ کیون کھول دیا ہے وہ جواب دیتے تھے کہ تمنا ہے فرط شجاعت یہ ہے کہ اس طرح سینون پہ تیر و نیزہ و خنجر
کھائین کہ پر چہرہ و سینہ پہ لائین قدم جنگاہ سے نہ ہٹائین ابھی بہادران لشکر اسلام باہم ہم سخن تھے ایسی

شجاعت ظاہر کر رہے تھے ناگاہ ملک ترسی خفتان مندرجہ بالا کہ ملکہ ماہ طلعت جادو نے بدست ہی
دایہ شہباز جادو کے ارسال کی تھی اپنے تن پر زیب باس آراستہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور بیچ مین
میدان مصاف کے آکر مرکب کو روک کر پکارا اے فرقہ اہل اسلام تم مین شہریار ملقب بہ رستم ثانی کون ہی
تعریف اسکی شجاعت کی سنی ہی چاہتا ہون کہ اسی سے جنگ آزما ہون اگر وہ مرد میدان نبرد ہی تو یقین جلد
آکر مجھ سے مقابلہ کریگا چونکہ قاعدہ لشکر اسلام کا یہی ہی کہ حریف جسکو طلب کرتا ہی وہی اسکے مقابلہ کو جاتا ہی
اسوجہ سے جملہ دلیران لشکر اسلام مجبور ہوکر کھڑے رہے ملک ترسی کے مقابلہ کو نہ گئے کیونکہ اسنے شہریار
بن ایرج ہی کو طلب کیا تھا غرضکہ جب حریف مذکور نے شہریار کو طلب کیا فی الفور ابن لاوینہ ارادہ
جانے کا کیا طمطراق سرخ لشکر شہریار جلوہ گری پہ آئے شہریار نے مرکب کو جانب حریف جولان کیا جب سامنے
اسکے پہونچا مرکب کو روکا ملک ترسی نے سراپائے شہریار پر نظر کرکے کہا اے جوان کیا تیرا نام ہی شہریار
تو ہی پسر ایرج نوجوان ہی شاہزادہ نے اقرار کیا اسنے کہا مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی چاہتا ہون کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا نہ جائے اور میدان مین صد ہا بندگان خداوندی کی خونریزی نہو لہذا میرے ساتھ میرے لشکر
مین چل ہمارے خداوند لاجورد شاہ کو سجدہ کر خداوند یہ قدرت تیری پشت پر رکھین گے اپنے بندگان
خاص مین مجکو محسوب کرینگے زندگی و دولت اقبال مین زیادتی کر دینگے اور مین مجکو تمام اپنی سپاہ کا سردار
کر دونگا عزت تیری بڑھاؤنگا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا اور سرکشی کریگا تو اچھا نہوگا ابھی میرے ہاتھ
سے قتل ہوگا یا مانند بدیع الملک کو بھی قیدخانہ مین قید ہوگا تیرا سر میدان جنگ بذریعہ کمند اسیر کرلینا
نزدیک میرے کچھ دشوار نہین ہی مین وہ دلاور ہون کہ شجاعان جہان مجھ سے ڈرتے ہین مین ہنگام جنگ
شیر کو روباہ اور فیل مست کو ایک پشہ جانتا ہون خداوند نے وہ قوت مجکو دی ہی کہ اگر کوہ پر زور کرون
تو اسکو بھی اسکی جگہ سے ہٹا دون شہریار بن ایرج نامدار اس ناہنجار کی گفتار سنکے نہایت برہم ہوا
چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھین فرط غیظ سے مانند پشم کے سرخ و گلنار ہوگئین لیکن غصہ کو
کچھ ضبط کرکے کہا او نابکار اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو لاجورد پرستی سے باز آ خدا پرستی اختیار کر خود اپنے
اور اپنے مردمان سپاہ کی خونریزی نہ چاہ او نامرد تو نے ہمارے بزرگ بدیع الملک کو ملک الدوان ہی
عیار اپنے سے بیہوش کرا کر گرفتار کیا ہی اسی کا فخر کرتا ہی اگر تو مرد ہوتا تو سر میدان جنگ اسیر کرتا
جب تو ایسا نامرد ہی تو پھر مجکو کیا قتل و اسیر کریگا ملک ترسی یہ کلمات شہریار سے سنکر نہایت برہم ہوا اور
کہنے لگا معلوم ہوا تجکو قضا یہان لائی ہی یہ کہکے نیزہ اٹھاکے اور گھوڑے کو کاوہ دے یکبارگی نیزہ کو گردش
دیکر خبردار خبردار کہکر سینہ بے کینہ شہریار پر نیزہ لگایا ادھر اس شاہزادہ ذوالفقار نے اسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ سے ایسی خوبی سے روکا کہ علاوہ اہل اسلام کے کفاران سقیف مزاج بھی تعریف کرنے لگے
شور ثنا و تعریف دونون لشکرون سے بلند ہوا شہریار نے بعد روکنے وار کے خود بھی نیزہ اسکے پہلو
پر لگایا اسنے بھی چالاکی سے نیزہ کو نیزہ پر روکا اسی طرح تا دیر ردوبدل ہوئی ستر اسی طعن نیزہ کی نوبت
پہونچی آخر یہ ہوا کہ دونون دلیرون کے نیزے ٹوٹ گئے کوئی کسی پر غالب نہوا اہل اسلام یہ حال دیکھ کر متحیر
ہوکے کہنے لگے کہ شہریار ایسے کامل الفن کا نیزہ ٹوٹ جائے اور حریف پر زخم بھی نہ آئے بہت تعجب ہی ابھی اہل اسلام
باہم یہ کلام کر رہے تھے کہ ملک ترسی نے اور شہریار نے نیزون کو بیکار جان کر خاک پر پھینک دیا اور

ملک ترسی نے تیغہ نیام سے کھینچکر نعرہ کیا کہ ای شہریار آگاہ ہو یہ وہ تیغۂ آبدار و گرانبار ہی کہ جسنے ہزار ہا سرکشون کا لہو چاٹا ہی آج یہ تیغۂ تیز تیرے رشتۂ حیات کو بھی قطع کریگا رگ جان کو کاٹیگا شہریار نے جواب دیا او نابکار بیہودہ نہ بک نامرد ہو کر دعوی مردی نہ کر یہ مقام بزم نہین ہی سخن کو تاہ کر ضرب تیغۂ تیز لگا خداوند عالم مالک و مختار ہی جو اسکو منظور ہوگا وہ ظاہر ہوگا دیکھنے والے دیکھین گے جوہر تیغ ظاہر ہو جائین گے حریف نے یہ سنکے اپنے مرکب کو سوے دست راست شہریار ہنگام کارزار لا کر سر پہ تیغہ لگایا شہریار نے ضرب بالائے سپر رد کی بعدہ خود بھی وار شمشیر آبدار کا اسپر کیا اسنے بھی سپر پر تلوار رو کی اسی طور سے تا دیر جنگ ہوئی آخر کار ملک ترسی نابکار نے ایک وار تیغۂ تیز کا ایسا کیا کہ سپر و خود شہریار کو کاٹ کر چار انگل سر مین در آیا شاہزادۂ ذیجاہ و بہادر نے ایسی حالت مین یہ جرات کی کہ دستانہ مارا تیغۂ تیز تو سر سے نکل گیا لیکن چادر خون کی یکبارگی سر سے پیدا ہوئی شہریار ہمہ تن خون مین نہا گیا غش آنے لگا ضعف سے آنکھین بند ہونے لگین لیکن باوجود ایسے زخم کاری اور ضعف کے شہریار شجاع یکتا ے روزگار نے زخم سر کو رومال سے باندھکر بعد قہر و غضب اس طرح سر ملک ترسی پہ تلوار لگائی کہ اگر سر کوہ پہ پڑتی تو اسکے بھی ٹکڑے کرتی لیکن تلوار نے ذرا بھی کام نہ کیا مانند چوب خشک کے اسکے سر پر پڑی اور اچٹ گئی ملک ترسی نے مسکرا کر کہا واہ کیا تلوار لگائی کہ جسنے کچھ بھی کام نہ کیا اسی قوت و بازو پہ جنگجو ہوا اسے شجاعت تھا یہ کہکر اپنے افسران سپاہ سے مخاطب ہو کر کہا ای سرداران لشکر باعدولت جلد آؤ اور اس زخم خوردہ کو اسیر کرو ملک الردوان کو بھی کو روانہ کرو کہ وہ اسکو اسیر کرے مجکو منظور ہی کہ اسے قتل کرون شاید خداوند کو سجدہ کرے سرداران مذکور حسب الطلب حاکم کو دہ خفق مع سپاہ بڑھے اردوان کو بھی ایک کمند لیکر براے اسیری شاہزادہ موفق بڑھا یہان شاہزادہ کو کثرت ضعف سے بیٹھنا پشت فرس پر مشکل تھا خون زخم سے برابر جاری تھا جب فوج عدو براے گرفتاری بڑھی ہرچند شاہزادہ زخمی تھا لیکن اپنے لشکر سے کسی کو خود براے مدد طلب ن کیا اور خود تلوار پکڑ کر ارادہ آگے بڑھنے کا کیا سرداران لشکر اسلام یہ حال مشاہدہ کیکے تمام فوج کو ہمراہ لیکر ادھر سے بڑھے جب دونون فوجین باہم مانند دو دریا کے مل گئین دلاورون نے تلوارین نیام سے لین ایک نے دوسرے کو للکارا تیغہ سر پہ مارا سپرین بلند ہوئین وار تیغون کے چلنے لگے سر و تن مین جدائی ہونے لگی شہریار بھی اسی عالم مین دلیرانہ سواران لشکر حریف کو قتل کرنے لگا بار بار نعرہ اللہ اکبر کا کرنے لگا سرداران لشکر اسلام و سواران سپاہ شہریار بھی اپنے حریفون کو قتل کرنے لگے اور خود بھی انکے ہاتھ سے زخمی و قتل ہونے لگے جانبین کے سوار کام آنے لگے سوار گھوڑون سے زخمی ہو کر گرنے لگے خاک پر مانند ماہیان بے آب کے تڑپنے لگے کوتل گھوڑے سوارون سے چھوٹ کر لشکر مین جابجا دوڑنے لگے گرد و غبار بلند ہوا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہونے لگے صداے جن و تکبیر دلیران سے میدان مصاف گویا میدان حشر ہو گیا وہ تلوارون کی چمک برق آسا وہ سپرون کی سیاہی گھٹا کے مانند وہ کمانون کا کڑکنا وہ تیرون کا مینھ برسنا وہ چقاچاق خنجر بران وہ اجسام دلیران پر زخم خندان وہ زخمیون کی فریاد مانند مہجور و نامراد وہ کشتون کا سم اسپان سے پامال ہونا وہ سواران جنگجو کا جنگ مغلوبہ مین قتل ہونا وہ دھڑ ادھر لاشون کا زمین پر گرنا وہ خون بہادرون کا زمین پر مانند موجے کے بہنا نہ بذات خدا کبھی ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی تھی یہ کشت و خون کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا پیر گردون نے بھی

چشمۂ آفتاب کے ذریعہ اچھی طرح یہ جنگ عظیم و خونریزی دیکھتا تھا اپنی جفاکاری و ستم ایجادی پر کمال نازان
تھا جوانان عدیم المثال و دلیران خوش خصال کو خاک و خون مین غلطان دیکھکر خوش ہوتا تھا زمین کثرت بار
کشتگان سے دبی جاتی تھی اور غبار کے پردے مین تاب تحمل نہ لاکر سوے آسمان اڑی جاتی تھی میدان
جنگ مین کثرت گرد و غبار سے روز روشن پر تاریکی شب کا دھوکا تھا جس طرح کوئی کسی کو نظر نہ آتا تھا ایک
تاریکی دوسرے گھبراہٹ مین جو کوئی کسی کے سامنے آتا تھا وہ اسکو اپنا دشمن جان کر نیزہ و شمشیر سے ہلاک
کرتا تھا دشمن و دوست کی تمیز نہ تھی بھائی کو بھائی قتل کرتا تھا باپ بیٹے کو پسر پدر کو تہ تیغ کرکے خوش ہوتا تھا
اور بجاے خود کہتا تھا اسوقت حریف خوب زد پر آیا کہ مین نے ہلاک کیا غرض کہانتک احوال اس جنگ
مغلوبہ کا لکھا جائے کہ سینۂ قلم کا اس جنگ مغلوبہ و شمشیر چلنے کے تصور مین شق ہے اور طول تحریر ناظرین اختصار
پسند کو مرغوب نہین ہے لہذا یہ مؤلف ہیچمدان اس جنگ مغلوبہ کو مفصل کیا لکھے خلاصہ جنگ یہ ہے کہ صبح سے
تا غروب آفتاب خوب لڑائی ہوئی کافر و دیندار ہزارہا قتل ہوے سیکڑون سواران جانبین زخمی ہوے
ملک ترسی بوجہ خفتان سحر کے کہ اسکے پاس تھی تیغ و تیر و نیزہ کسی کا اسپر کارگر نہوتا تھا اسوجہ سے
بیخوف ہوکر اہل اسلام کو قتل کر رہا تھا اور اسی خفتان کے سبب سے شہریار کے ہاتھ سے بہنگام جنگ
بچا تھا ورنہ شہریار ملقب برستم ثانی کے ہاتھ سے کبھی جانبر نہوتا جب آفتاب عالمتاب یہ جنگ مغلوبہ
چار پہر تک دیکھا کیا دل مین دلیران جنگجو سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ جانب مغرب جا کر چھپا اور شہریار
ملقب برستم ثانی کا عالم زخمداری مین لڑتے لڑتے یہ ضعف بڑھا کہ مرکب پر بیٹھا نہ گیا مجبور ہوکر ہاتھ مرکب
اصیل کی گردن مین ڈالکر تلوار نیام مین رکھکر کہا کہ اے راہوار مجکو اس جنگ مغلوبہ سے کسی سمت سے نکال
ایسا نہو کہ دشمن کوئی ایسی حالت مین مجھے تہ تیغ کرے اسپ وفادار اشارہ راکب مجروح کے زخمکاری
پر نظر کرکے فی الفور میدان گرمی جنگ مین جنگگاہ سے نکلکر سوے صحرا روانہ ہوا کسی نے اسکو جاتے نہ دیکھا
دلیران لشکر اسلام نے بوجہ نہ سنتے نعرۂ شہریار بن ایرج نامدار کے یقین کیا کہ وہ دست کفار سے قتل ہوگیا
اس سبب سے سب اہل اسلام بیدل و غمگین ہوکر پسپا ہونے لگے کفار بڑھنے لگے مسلمان ہٹنے لگے اور سبب
پسپا ہونیکا ایک یہ بھی تھا کہ ملک ترسی کے پاس خفتان سحر تھی تاثیر اسکی یہ تھی کہ جسکے پاس ہو کوئی حربہ اسپر کارگر نہو
اور لشکر اسکا شکست نہ کھائے اور جو اس لشکر سے لڑے وہ مغلوب ہو پس مسلمان اسوجہ سے کہ قریب
اپنے لشکرگاہ کے آگئے ملک ترسی نے اتنے غلبہ کو بھی اپنی فتح جان کر اور تاریکی شب پر نظر کرکے طبل
شادمانی و آسائش بجوا دیا اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا اور بجنا طبل آسائش کا لشکر حریف مین
انکو باعث جان بری کا ہوا کفار خرم و شادان ہمراہ ملک ترسی اور بغداد و لاجورد شاہ کے میدان
جنگ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوے بعد قطع راہ قیامگاہ پر پہونچے لاجورد شاہ تخت سے اترا
ملک ترسی اور صلصال بن دال بن دیو بن شماس جادو بھی مرکبون سے اترے اور اپنی بارگاہ
مین داخل ہوے پھر سرداران و سواران روسیاہ بھی اپنے اپنے مرکب سے اترکر خیام مین جا کر سلاح جنگ
تن سے دور کرکے راحت پذیر ہوے ادھر اہل اسلام اپنے لشکرگاہ پر آئے شہریار بن ایرج کو بتلاش
بسیار نہ دیکھکر سب غمگین و مضطر و بیدل ہوے اکثر سوار و سردار زار زار روئے سرداران سپاہ نے
سوارون کو حکم دیا کہ سب اہل اسلام کے کشتون کو دفن کروا دو اور لاشون مین ہمارے آقا و مالک کے

لاشہ کو تلاش کرو سوارون نے مقتل مین آکے لاشون مین ہر چند غور سے دیکھا مگر کہین لاشہ شہریار بن
ایرج کا نہ پایا عقل سے دریافت کیا شاید صین گرمی جنگ مین مرکب ہمارے شہزادہ مجروح کو کسی طرف
لشکر سے نکالکر لیگیا ہو شکر ہے خدا کا کہ دست اعدا سے قتل نہین ہوا ابھی امید ہمکو اسکے ملنے کی ہے یہ باتین
اپنے دل مین کر کے جملہ اہل اسلام کے لاشون کو موافق حکم شریعت دفن کیا اور سرداران سپاہ سے جاکر
کہا لاشہ ہمارے آقا و مالک کا مقتل مین نہین ہے وہ اس خبر کو سنکے گونہ خوش ہوے پھر جملہ سوارون سے مخاطب
ہو کر کہنے لگے یارو اب اس جگہ قیام کرنا کئی وجہ سے اچھا نہین ہے اول تو ہمارا آقا ہمسے جدا ہوگیا ہے
اسکی جستجو ضروری ہے دوسرے یہ کہ ملک ترسی ہم سب اہل اسلام کا دشمن جان ہے شہریار لشکر مین نہین
ہین اس سے مقابلہ کرنا مشکل ہے اگر تم سب کی راے ہو یہانسے بتلاش شہریار روانہ ہون ورنہ اسی
جگہ قیام پذیر رہین ملک ترسی سے جسطرح ممکن ہو لڑین سب نے عرض کیا بغیر شہزادہ ذیجاہ شہریار
شجاعت دستگاہ کفار سے مقابلہ کرنا بظاہر خوب نہین ہے مناسب وقت یہی ہے کہ اب یہانسے کوچ کرکے
واسطے تلاش آقا کے روانہ ہون سرداران سپاہ نے موافق راے جملہ لشکریون کے اسی وقت وہانسے
بتلاش شہریار کوچ کیا یہ خبر ملک ترسی کو بذریعہ ہرکارون کے پہونچی وہ بہت خوش ہوا اور ملازمون
کو اسی حالت شادمانی مین حکم دیا جلد بزم عشرت آراستہ کرو نازنینان خوبرو و خوش گلو و ساقیان ماہرو
کو طلب کرو سامان جشن نہایت تکلف سے کرو کیونکہ مینے دشمن کو شکست دی ہے اعدا پر فتح پائی ہے دل
نہایت خوش ہے چاہتا ہون کہ اس خوشی کو ظاہر کرون ملازمون نے حسب الحکم بزم طرب نہایت خوبی سے آراستہ
کی ملک ترسی و لاجوردشاہ و صلصال بن دال بن دیو بن غمارہ جادو و جملہ اہل دربار بزم
عشرت مین جلکر علی قدر مراتب بیٹھے ساقیان گلرخسار کشتیان مے گلنار کی لیکر حاضر بزم ہوے شراب
بجامہاے بلورین مین بھر بھر کر ملک ترسی وغیرہ کو دیکر پلانے لگے بیت بنوش بادہ کہ ایام غم
نخواہد ماند، چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند، جملہ کبار و صغار بادہ کشی مین مصروف ہوے
بالاے شراب گزک سے لطف بیحد اٹھانے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان شراب
ناب کی اٹھا کر لے گئے بعد جانے ساقیان مذکور کے ایک نازنین زہرہ جبین نہایت خوبرو و خوش گلو
مع اپنے سازندون کے بزم طرب مین بصد ناز و انداز حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے روبرو ملک
ترسی بلباس پوشش کے بقصد رقص کھڑی ہوئی سازندون نے ساز ملائے بعدہ گت بجانے لگے نازنین
مذکور ناچنے لگی اہل دربار عالم نشہ شراب ناب مین بنظر غور رقص دیکھنے لگے اور خیالات بوس و کنار کرنے
لگے خصوصاً لاجوردشاہ اور ملک ترسی اس نازنین کو دیکھکر بار بار عالم نشہ مین چاہتے تھے کہ مطلب
دل اس سے حاصل کرین لیکن بخیال اہل دربار و باعث رسوائی خاص دربار مین مدعاے حصول
دلی سے باز رہتے تھے وہ نازنین ملک ترسی و لاجوردشاہ کو اپنا مائل جان کے اس طرح خوشی سے
رقص کرتی تھی کہ بقول کسے ابیات

برق آسا نظر مین کوندی تھی
[illegible] عضون کی بھی آفت تھی
جب چمک کر دیا کوئی توڑا
جاے سبزہ دلون کو روندتی تھی
جتنو نین وہ حلال کرتی تھین
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
ٹھوکرین پائمال کرتی تھین

[illegible] ملک ترسی خوش ہو کر اسے بار بار انعام دیتا تھا اشارہ سے کہتا تھا وہ اپنا اسکا سمجھکر ناز سے انکار کرتی

تھی لاجورد شاہ صلصال سے کہتا تھا یہ ہندی خداوند کیا خوب رقص کر رہی ہے اسوقت خداوند یہی چاہتے ہیں کہ نور قدرت اسکے شکم میں داخل کریں لیکن سرور بار سوچ نہیں ہے ہنوز لاجورد شاہ صلصال بت ہمسخن تھا ناگاہ ہی نازنین نے یہ غزل بہ لحن دلکش گانا شروع کیا غزل مشاطہ سے کہتے ہیں جنکا

محرم کے نہ بند باندھ کسیکے
دیدے نہیں تاکنے قفس کے
کچک سے حال ترس کے
بدلی کھل جاتی ہے ہوس کے
مشکین باندھو ای کس کے

مژگان پہ ہے اشک تیرے جھوڑاؤ
آتا ہے کردن ضل گل میں
دل کو میرے تیرا شب وصل
سینہ ہے تیرا عشقبازان
سینہ پہ ابھار ہے جو ان کا

بہتے در چشم پر [illegible]
در شکوا دست باغبان قفس کے
کھائے ہیں پھول ہات سب کے
ہیں تار جڑے ہوئے [illegible]
محرم ... کی کیون [illegible]

ہے تار نظر کی چلمن [illegible]
آئی تر سا سے [illegible] ترس
[illegible]
[illegible]
کستے ہیں [illegible]

بچھو تا کوئی زلف میں ہی جیسے نازنین مذکورہ تو غزل مسندرجہ گا رہی ہے جملہ اہل دربار ہر شعر پر خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کیا خوب شعر کہا ہے اور کس عنوان خوشی سے اس نازنین نے تا نے گایا ہے ملک ترسی غزل سنکے مست ہو گیا ہے لاجورد شاہ جھوم رہا ہے بار بار کہتا ہے کہ واہ ای ہندی قدرت کیا اچھی طرح گا رہی ہے اپنے خداوند کو شاد کر رہی ہے خداوند نے تجھے خوبرو و خوش رو و خوش گلو پیدا کیا ہے میں نے تقدیر کی ہے تو جملہ حسینوں سے خوش گلوئی میں گوے سبقت لیجائیگی کسی روز خداوند کے کام میں آئیگی یہ تو اسطرح بکتے ہیں نازنین ناچ رہی ہے غزل گا رہی ہے ان سب کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال لشکر بدیع الملک وسیاہ شہریار ملقب بہ رستم ثانی کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب سے سواران ہر دو لشکر میدان جنگ سے واسطے تلاش بدیع الملک و شہریار پسر ایرج کے ایکطرف روانہ ہوے تھے کوہ کوہ صحرا صحرا نار کہان جاتے تھے ہر کا رسے اور جملہ مردمان ہر دو سیاہ اپنے اپنے مالک و آقا کو ہر ایک سے دریافت کرتے تھے کوئی شخص نہ بتاتا تھا مردمان ہر دو لشکر محزون ہو کر آگے روانہ ہوتے تھے دیکھیے یہ دونوں لشکر کہان جاتے ہیں اور انجام کار کیا ہوتا ہے لیکن اب پھر حال بزم طرب کا لکھا جاتا ہے کہ ملک ترسی وغیرہ رقص و نغمہ نازنین مذکورہ سے لطف زندگی اٹھا رہے ہیں جب وہ نازنین خوب رقص کر چکی اور غزل تمام و کمال گا چکی ملک ترسی نے انعام کثیر اسے دیکر رخصت کیا جب وہ دربار سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین مع اپنے سازندوں کے دربار میں آکے اپنے رقص و نغمہ سے اہل دربار کو خوش کرنے لگی یہان تو دوسری نازنین رقص کر رہی ہے اہل دربار دیکھ رہے ہیں انکو تو اسی احوال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب پھر احوال مردمان لشکر بدیع الملک و مردم سپاہ شہریار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ وہ سب نمک حلال و خیرخواہ اپنے مالک و آقا کی جستجو میں کوچہ بکوچہ مقام بمقام ہوے چلے جاتے تھے ایک روز ایک جانب سے گرد و غبار عظیم پیدا ہوے فلک ظاہر ہوا مردمان لشکر متردد ہوے کسی نے کہا کسی دورسے آندھی آتی ہے کہ بیابانات خدا کسی نے کہا یہ آندھی نہیں ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آمد لشکر عظیم ہے جب مردمان ہر دو لشکر میں یہ چرچا ہوا سرداران ہر دو سپاہ بھی متردد ہو کر غور سے اس طرف دیکھنے لگے اور دل میں کہنے لگے عجب نہیں کہ سپاہ ملک ترسی رو بیاد کی واسطے ہم سب کے قتل و گرفتاری کے آتی ہے خیر مرنا برحق ہے بھاگنا بیکار ہے اسی جگہ کفار سے لڑ بھڑ کر مر جائینگے گرفتاری ہرگز گوارا نہ کرینگے قتل ہونے کا غم نہیں ہان یہ الم ہے کہ ہم اپنے آقا سے جدا ہو کر قتل ہونگے افسوس تب نے اپنے مالک کو نہ پایا کہ اجل اس صحرا میں آئی ہنوز سرداران سپاہ اپنے دلو نمین یہ کہہ رہے تھے کہ نہ پہنچا ہوا سے دامن گرد اٹھا

سب نے دیکھا کرب غازی اشارہ بارگاہ سلیمانی کا لیے ہوے مع دیگر سامان و اسباب کے بجمعیت چالیس
ہزار قزاقون کے بعجلت گھوڑے دوڑاتا ہوا آتا ہے عقب مین اسکے جملہ قزاق بھی مرکبون کو جولان کیے
ہوے آتے ہین سرداران لشکر وغیرہ کرب غازی کو دیکھکر خوش ہوے جب وہ قریب تر آیا ہر ایک
سردار نے بڑھکر بعد سلام سبب آنے کا پوچھا اسنے کہا مین آگے آیا ہون عقب مین میرے بادشاہ لشکر
حارث بن سعد و امیر ثانی بجمعیت تمام سپاہ کے تشریف لاتے ہین سردارون نے پوچھا کیا بادشاہ
و امیر ثانی واسطے دیکھنے میلہ کے کوہ ہیجا پر تشریف نہین لیگئے کرب غازی نے جواب دیا اول زمانہ
میلہ کا ابھی نہ تھا دوسرے بادشاہ نے متواتر خواب ہاے پریشان دیکھے تھے ایک مرتبہ یہ خواب دیکھا تھا
کہ بدیع الملک مبتلاے آفت بلا ہے اور مجکو واسطے مدد طلب کرتا ہے یہ خواب دیکھکر شہریار بن ایرج
کو روانہ کیا تھا دوسری شب کو پھر ایسا ہی ایک خواب دیکھا کہ شہریار سراپا خون مین ڈوبا ہے اور
مدد چاہتا ہے یہ خواب دیکھکر مجکو اشارہ بارگاہ کا حوالہ کرکے بطور مقدمۃ الجیش روانہ کیا پھر خود اس جگہ سے
یعنی صحراے شلیث سے روانہ ہوے اب پہر دو پہر مین یہان وہ تشریف لائینگے یہ کہکر سردارون سے حال
بدیع الملک شہریار کا دریافت کیا انھون نے جو حال گذرا تھا ابتداے انتہا تک بیان کیا کرب کو
بدیع الملک کی گرفتاری سے رنج ہوا کیونکہ کرب دست راست ہے خیرخواہ بدیع الملک کا ہے جب
کرب غازی حالات بدیع الملک و شہریار سنکر رنج سے باہر ہوا اسی صحراے سبزہ زار مین
قیام پذیر ہوا خدام نے اسکے حکم سے بارگاہ سلیمانی اور خیام دور تک برپا اور ایستادہ کیے جہان بارگاہ
سلیمانی و خیام خدام ایستادہ کر چکے تھے کہ جملہ سرداران سپاہ واسطے استقبال بادشاہ و امیر ثانی کے روانہ
ہوے بعد قطع راہ سامنے لشکر فیروزی اثر امیر ثانی کے پہونچے سبھون نے بعد ادب بادشاہ و امیر
ثانی کو سلام کیا بادشاہ و امیر ثانی نے حال پوچھا انھون نے آبدیدہ ہوکر جو کچھ حال گذرا تھا عرض
کیا بادشاہ و امیر ثانی کو نہایت ملال ہوا حارث بن سعد یعنی بادشاہ لشکر اسلام نے امیر ثانی سے مخاطب
ہوکر فرمایا دیکھا تمنے دونون خواب ہمارے صادق تھے کیا جلد ظہور اسکا ہوا افسوس بدیع الملک کہان جاپڑا
ہوگا اور شہریار زخمی ہوکر لشکر سے کہان گیا یہ فرماکر انھین سردارون کے ہمراہ بادشاہ و امیر ثانی اس جگہ گئے
جس جگہ کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی برپا کی تھی چونکہ زمانہ شام کا قریب تھا بادشاہ لشکر اسلام مرکب
سے اترے امیر ثانی بھی گھوڑے سے اترے جملہ مردان سپاہ بھی مرکبون سے اترے بادشاہ اپنی بارگاہ
مین امیر اپنی بارگاہ مین داخل ہوے سرداران لشکر اپنے خیمے مین داخل ہوے لشکری بھی خیام
مین جاکر سلاح جنگ تن سے دور کرکے راحت پذیر ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے بہزار خرابی وہ شب
ہر دو شاہزادوں کی یاد مین بسر کرکے صبح کو اسجگہ سے کوچ کیا سپاہ بدیع الملک و لشکر شہریار بن
ایرج کو ہمراہ لیا شام کو ایک صحرا مین پہنچکر قیام کیا صبح کو پھر وہان سے کوچ کیا اسی طرح چند کوچ و مقام
کرتے ہوے بعد ایک روز وقت شام اس میدان مین پہونچے جس میدان مین بدیع الملک اور
شہریار سے لڑائی ہوئی تھی سرداران لشکر بدیع الملک و سپاہ شہریار نے عرض کیا حضور یہ مقام
وہی ہے کہ جس جگہ ہم اپنے مالک و آقا سے جدا ہوے تھے اور اسی جگہ نہایت کشت و خون گبر و مسلمان کا
ہوا تھا اب پھر یہان تقدیر لائی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام نے

اسی جگہ فرد کش ہو کے صفر اپنا بافضل ختم کر کے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہو کے خواجہ زادون کو طلب کر کے اُنسے فرمایا کہ آپ حضرات اپنے علم کے ذریعے سے دریافت کیجیے کہ بدیع الملک و شہریار پر کیا گذری زندہ ہین یا نہین اور ہمسے اُنسے ملاقات ہوگی یا اب منوگی اُنھون نے بارگاہ مین آکے بعد سلام مجھکے سوال بخوبی سنکے بقاعدۂ رمل حکم لگایا اور یہ عرض کیا کہ دونون شاہزادے بفضل خدا سے زندہ ہین امید قوی خدا سے ہو کہ بعد ایک زمانہ کے وہ آپ سے ملین گے فی الحال اُنسے ملاقات نہین ہو سکتی ہر بادشاہ و امیر ثانی خواجہ زادون سے یہ حکم رمل سنکے کونہ شاد ہوئے

داستان طبل جنگ بجوانا ملک ترسی کا اور رطب ناد لیران لشکر اسلام سے ساقی نامہ مؤلف

پلا ساقیا مجکو صہبائے تیز
مری طبع ہو مثل شمشیر تیز
جو بدخواہ میرے ہون ہو جائیں خراب
نہین بادہ کش ہون تصدق حسین
شاخسار بیان پہ بلبل سان

کہ مسطور لکھتا ہو حال ستیز
لکھون نشہ مین آکے وہ داستان
دل اپنے ہون سوز دسے کباب
نغمہ سنجان بوستان سخن
اس طرح ہوتے ہین نواسنجان

ہون مین اگر بادہ تند و تیز
کہ تعریف میری کرین قدردان
بجز بادہ ملتا نہین دل کو چین
تازگی بخش داستان کہن
کہ ملک ترسی روسیاہ و کینہ خواہ

حاکم کوہ شفق بنو زجشن سے فارغ نہو اتھا چہار و زجشن مین بسر ہو اتھا بزم طرب آراستہ تھی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کر رہی تھین ساقیان گلرخسار بادہ گلنار ہر بادہ خوار کو بتکرار جام بلورین مین دے رہے تھے ہر ایک بزم عشرت مین بہ خندۂ گردش ایام صہبائے گلرنگ کے جام ساقیان شوخ چشم سے لیکر شراب پیتا تھا سامان دعوت و ضیافت اہل بزم کا بتکلف مہیا تھا ارادہ حاکم مذکور کا یہ تھا کہ سات روز تک برابر جشن کیجیے شہریار کو زخمی کیا ہو فوج کو اسکی پسپا کیا ہو اسکی خوشی کیجیے ناگاہ چھٹے روز وقت شام چند ہرکارے افغان و خیزان محفل عشرت مین آئے اور بموجب قاعدہ زمین ادب کو بوسہ دے کے اسطرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ بمصداق مضمون ابیات مؤلف

تو سلامت رہے صد و سی سال
تیری جرات مین فلک جین سر ہو
بھاگے دشمن بسمت کوہ قاف

تو وہ ہو حاکم قوی پنجہ
خوف سے تیرے بھاگتے ہین گو
اسوقت یہ گلفخوار براے تفرج کہیں گئے تھے ہوا سے سرد کھاتے تھے سیر

ای شہ ذی وقار و خوش اقبال
دل عدو کا مدام ہے رنجہ
تیغ کھینچے جو تو بوقت مصاف

سے لطف بیحد اٹھا رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک لشکر عظیم کہ جسکے ساتھ فوج بدیع الملک سپاہ شہریار بھی تھی آکے قیام پذیر ہوا بعد دریافت معلوم ہوا کہ لشکر امیر ثانی کا ہمراہ بادشاہ لشکر حارث بن سعد کے لشکر مین صدہا جوانان رشک رستم و اسفندیار ہین دلیران جنگ بیشمار ہین یہ دیکھکر براے خبر رسانی خدمت حضور مین حاضر ہوئے ہین باقی خیریت ہو ملک ترسی یہ خبر سنکے متردد ہوا نشہ شراب کا اتر گیا لاچار بادشاہ سے مخاطب ہو کے عرض کرنے لگا ای خداوند کیا آپ نے بندگان جاہل کو بکثرت پیدا کیا ہے کہ چلے ہی آتے ہین لاچور دشاہ نام حارث بن سعد و لاامیر ثانی سنکے پہلے ہی گھبرایا تھا اب اور بھی خوفزدہ ہو کر ملک ترسی سے کہنے لگا بان ہمنے اپنی قدرت نمائی کی ہے یہ امیر ثانی وہ بندہ قوی ہے کہ جملہ اہل لشکر اسلام سے قوی تر ہے ہمنے اسکو ایسی ہی قوت دی ہے مگر وہ ہمسے منحرف ہو جاے ور بے آزار ہو اگر یہ بندہ قتل ہو جائے تو لشکر اسلام تباہ ہو جائے ملک ترسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ تقدیر ایسی کیجیے کہ مین

سکو قتل کرڈالون خداوند نے جواب دیا یہ تقدیر اسوقت ہو نہین سکتی وقت وساعت پر موقوف ہے بالفعل
سامان جنگ کر اپنے مددگارون اور دوستون کو براے مدد طلب کر طبل جنگ بجوا مقابلہ کر بادولت بخیر
کرینگے ملک ترسی نے گفتگوے خداوند سنکے حسب الحکم خداوند جشن کو موقوف کیا اور میرمنشی کو طلب کرکے
کئی شاہون اور دلیرون کو نامے لکھوائے مضمون ہر ایک نامے کا یہ تھا کہ جلد مع فوج یہان اوے اور
اہل اسلام سے مقابلہ ہے ایسے وقت مین ہماری شرکت کرو جب نامے تیار ہوے انھین ملفوف کرکے
خاصون پر مہر کرکے ملک ترسی نے اپنے قاصدون کے حوالے کیے وہ ہر طرف روانہ ہوے تمام ان
شاہان بیدین کے بروقت انکے آنے کے ظاہر کیے جائینگے الحاصل بعد روانہ کرنے قاصدون کے ملک
ترسی نے خفتان سحر کے بہروسے پر بےخوف واندیشہ ملازمون کو حکم دیا کہ اسوقت ہمارے لشکر ظفر اثر مین
طبل جنگی بجایا جائے ملازمون نے حسب الحکم لشکر مین طبل حربی بجوایا صداے طبل رزمی بلند ہوئی ہرکارے
لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین گئے پہلے موافق
قاعدہ مجرا گاہ سے مجرا کرکے اور پایہ تخت بادشاہ لشکر اسلام کو بصد ادب بوسہ دے کے دست بستہ بطرح
ثنا و دعاے ترقی و دولت و اقبال بادشاہ لشکر اسلام زبان پر جاری کرکے عرض کرنے لگے کہ موافق نظم

اے شہ ذیوقار و کشورگیر
زیر گردون نہین ترا ہمسر
تیغ کھینچے جو تو سر میدان
صید ہو شیر صورت آہو

حاکم بر و بحر و خوش تقدیر
رعب سے تیرے اے شہ ذیجاہ
دم مین ہون سیکڑون تہ و بیجان
جب تلک آب پیذمین ہو مقیم

تو ہے وہ بادشاہ دین پرور
نہین ملتی کہین عدو کو پناہ
تو دکھاے جو قوت بازو
تو ہو فرمانرواے ہفت اقلیم

اسوقت ملک ترسی نے خبر ورود لشکر ظفر اثر حضور پر نور سنکے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ
اس بداندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان رزم مین آکے مقابلہ نمکخواران حضور سے کرے باقی خیر و عافیت
ہے بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے جانب امیر ثانی دیکھا امیر ثانی نے حسب ایماے
بادشاہ لشکر اسلام ہرکارون سے فرمایا کہ ہمد نقارہ نوازون سے کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ سلیمانی
بجائین اور چوب بامید اعانت الٰہی نقارۂ جنگی پر لگائین صبح کو جو منظور خدا ہوگا اسکا ظہور ہوگا ہرکارون
نے حسب الحکم نقارہ نوازون سے حکم امیر ثانی بیان کیا انھون نے عمرو ثانی کو مثل خواجہ عمرو کے پہلے
چند اشرفیان نذر دین پھر چوب اٹھاکر نقارۂ رزمی پر لگائی آواز مہیب نقارۂ جنگی سے ایسی پیدا ہوئی
کہ زمین کانپی فلک پر آواز نقارہ مذکور سنکے تھرایا جب دونون لشکرون مین آواز طبل و نقارہ رزمی
بلند ہوئی جوانان ہر دو سپاہ تیاری جنگ مین مصروف ہوے ادھر ملک ترسی طبل جنگی بجوا کر بزم
عشرت سے اٹھکر داخل بارگاہ ہوا اور جو بادشاہ اور صلصال وغیرہ اہل بزم عشرت بھی محفل
طرب سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ وخیام مین براے استراحت داخل ہوے ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے
دربار برخاست کیا اور خود بارگاہ مین جاکر راحت پذیر ہوے بہادران لشکر جانبین سامان جنگ و
جدال مین جابجا کیے کسی نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی نے اپنی کمان کو درست کرکے تیرون کو ترکش مین
بھرا کسی دلاور نے ہاتھ اپنے جانب آسمان بلند کرکے درگاہ خدا مین یہ دعا کی کہ اے خالق کون ومکان اے معبود
زمین و آسمان صبح کو سامنا کفار سے ہے تو سب کو ثبات قدمی کی توفیق دیجیو تاکہ میری عزت و آبرو ضائع

وہ باد شہو دلیرانہ کافرون سے بڑھ بڑھکر لڑین قدم پیچھے نہ ہٹے نمک حرام نہ کہلاؤن دلیرون مین بدنام
نہون اگر زندگی ہو تو فتح و مراد ورنہ دلیرانہ دشمنون سے لڑ کر قتل ہو جاؤن دنیا سے سوے عدم سرخرو
جاؤن بھاگنے مین دست اعداسے نہ مارا جاؤن کوئی صف شکن تلوار کو اپنی آبدار کرتا تھا اور اپنے ساتھی جوانون
سے کہتا تھا انشاء اللہ صبح کو دیکھ لینا یہ تلوار مانند برق سر اعدا پر چمکے گی اور خرمن ہستی بد خواہون کو جلا کر
خاک کر دیگی اکثر بہادران لشکر اسلام حیات مستعار کا اعتبار نہ کرکے اس شب کو شب آخر حیات جان کے
غسل کرکے زیر لباس کفن بالاے تن پنہان کرکے جوانان لشکر سے بغلگیر ہو کر کہتے تھے ای برادران دینی
کل سامنا اور مقابلہ کافران جنگجو سے ہے نہین معلوم ہنگام جنگ ہم زندہ رہین یا نہ رہین لہذا اسی وقت ہم
تمھارے سامنے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرتے ہین تم شاہد
رہنا اور ہمنے جو کچھ تمھاری خطا و تقصیر عمداً و سہواً کی ہو اسے عفو کر دو تاکہ مواخذہ اسکا روز حشر نہو
وہ جواب دیتے تھے ای بہادر توبہ کرنا گناہون سے اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرنا واقعی خوب
ہے لیکن قبل از وقوع واقعہ تمنے اپنے تئین مردہ تصور کرکے کفن سے ہم آغوشی اختیار کیون کی ہمین
کیونکر معلوم ہوا کہ ہم ضروری قتل ہو جائینگے زندہ نہ رہینگے خدا معلوم کون زندہ رہے اور کون قتل ہو
خیر تمھارے کہنے سے ہم تمھاری توبہ اور کلمۂ شہادت کے گواہ ہین تمنے ظاہراً تو زمانہ مین کوئی خطا ہماری
نہین کی اگر کی ہو تو ہمنے معاف کی تم بھی ہمارے قصورون کو عفو کر دو ادھر تو جوانان لشکر اسلام کا یہ حال
ہو رہا تھا ادھر دلیران جنگجو زرشت خو تیاری جنگ مین مصروف ہین تلوارین آبدار کرکے مرد میدان
سے کہتے تھے کل اس شمشیر آبدار سے مسلمانون کو قتل کرینگے سر انکے تنون سے کاٹ کر ثواب مین داخل ہونگے
کیونکہ اہل اسلام کی خونریزی باعث حصول ثواب ہے یہ لوگ ہمارے خداوندون سے منحرف ہین برا کہتے ہین
خدا ے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین انپر رحم کرنا اور انکے قتل سے ہاتھ اٹھانا ہمارے مذہب مین جائز نہین
ہے یارو تم بھی اہل اسلام سے بڑھ بڑھکر لڑنا جنگ مین قصور نہ کرنا خداوند کے روبرو دلیرانہ لڑنا قدم
پیچھے نہ ہٹانا ورنہ خداوند تقدیر کرکے غارت کر دیگے وہ جواب دیتے تھے ذرا صبح تو ہو دیکھنا کیونکر لڑتے
ہین اور جو لوگ سپاہ کفار مین بزدل تھے جیسے طبل جنگ بجاتا تھا انکا خوف سے عجب حال تھا رنگ
رخ فق تھا حواس خمسہ بجا نہ تھے منھ سے کہنا کچھ چاہتے تھے نکلتا کچھ تھا دل سینہ مین ہر ایک بزدل کا کثرت
خوف سے دھڑکتا تھا کسی کو خیال جنگ سے تپ آگئی تھی کسی کو دست آتے تھے بار بار بیت الخلا مین جا
تا اور رہ جانے سے آکر اپنے ساتھی بزدلون سے کہتا تھا بھائیو ہمنے تو آج مسہل لیا ہے طبیعت ہماری ناساز
ہے تو میدان نبرد مین نہ جایا جائیگا ہنگام صبح دشمنون سے نہ لڑا جائیگا مجبور و لاچار ہین وہ کہتے تھے ہم بھی
بیمار ہین دیکھو نبض ہماری نہایت سریع ہے تپ تجویلی موجود ہے سردی معلوم ہوتی ہے سر مین درد ہو رہا
ہے دل چاہتا ہے کہ لشکر سے جاکر اپنے گھر مین براحت و آرام خوب بسر کرین بعض بعض نامرد طبل جنگی بجنے سے
ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ موت انکو نظر آتی تھی باہم کہتے تھے کہ ناحق ہمنے فوج مین نوکری کی یہان موت کا سامان
ہے کل میدان جنگ مین تلوار چلیگی کشت و خون ہوگا لاش پر لاش گریگی زمین پر خون مانند آب بہیگا کشتون
کے جابجا انبار ہونگے مجروح گھوڑون سے گرینگے خاک پر تڑپینگے خاک خون مین بھر جینگے کوئی انکو نہ اٹھائیگا
مرتے وقت ایک قطرہ بھی پانی کا نہ ملیگا گھوڑے سوارون کے انکو گرمی جنگ مین پامال کرینگے یہ رنگ ہرگز

ہرگز ہم سے دیکھا نہ جائیگا ہم نہایت رحم دل ہیں ہمنے کبھی کسی جانور کو حلال ہوتے نہیں دیکھا خون ہم لا حبت بلکہ جب
اگر کوئی فصد لیتا ہے اور اتفاق سے جیسے ہی ہم خون نکلتے دیکھ لیتے ہیں تو ہمیں غش آجاتا ہے ہمنے اپنے والدین کی
زندگی میں کبھی تلوار ڈھال نہیں باندھی بلکہ چاقو اور چھری بھی کبھی پاس نہیں رکھی ہم کیا جانیں کہ تلوار حریف پر کیونکر
لگاتے ہیں بازو ہمارے نازک ہیں دبلے پتلے آدمی ہیں کم خوراک ہیں بحیثیت ناز نعمت سے زندگی بسر کی تھی
ہم میں اتنی قوت کہاں ہے کہ حریفوں سے تیغ و گرز گرانبار مقابلہ کریں اور ایسی ہمت نہیں کہ تن نازک پر
زخم تیغ و نیزہ کھائیں ہم تو وہ ہیں کہ اگر کبھی پھانس لگ گئی بھی تو اسکے صدمہ سے کئی دن تک تپ میں مبتلا
رہتے ہیں اور درد کی کھٹک سے نیند نہیں آتی ہے درد سے مانند ماہی بے آب کے تڑپتے ہیں جب وہ پھانس
ہمیں بیہوش کر کے کسی بیدردنے نکل بھی لی تب ہمکو راحت ملتی ہے لہذا ہم صاف کہتے ہیں کہ ہم سے میدان
جنگ میں دیکھا جائیگا مسلمان لوگ بڑے بیدرد اور بہادر ہیں وہ لاچور دیوستوں کے دشمن جان ہیں انکے
ہاتھ سے بچنا محال ہے اور لڑنا تو درکنار ہم سے جنگاہ میں جایا ہی نہ جائیگا ہم وہاں ایک دم ٹھہر کر لڑائی بھی نہ
دیکھ سکینگے کیونکہ وہاں جانیں کے سوار قتل ہونگے گھوڑوں سے گرینگے خون انکے زخموں سے بہیگا ہم کو
فی الفور غش آجائیگا لہذا ہم ایسی نوکری سے دست بردار ہوتے ہیں کہ جس نوکری میں سراسر جان کا خوف
ہے ہمکو تو جان پیاری ہے جان ہے تو جہان ہے یہ مثل مشہور ہے اگر جان نہ رہے اور عزت رہے تو کس کام کی
وہ لوگ جو عزت و آبرو کا خیال کر کے جانیں اپنی دیدیتے ہیں وہ نہایت نادان ہیں سخت بیوقوف ہیں
انکو زندگی کی قدر نہیں خدانے انکو عقل نہیں دی کہ جان کا خیال کریں لڑائی کی جگہ سے فرار ہوں دیدہ و
دانستہ اپنے تئیں مبتلائے بلائے مرگ ذکریں یہ باتیں کر کے سائیسوں سے کہتے تھے جلد ہمارے گھوڑے
کسکر لاؤ وہ پوچھتے تھے حضور اس تاریکی شب میں کہاں جائیے گا آج تو دو پہر رات سے زیادہ گذری ہوگی
اتنی رات تیاری جنگ میں بسر کیجیے صبح کو مسلمانوں سے لڑنا ہوگا تلواریں صیقل سے صاف کیجیے اور دیگر
آلات حرب و ضرب کے درست کیجیے وہ ان بیچاروں کو جواب دیتے تھے کہ تم ہمارے محکوم ہو کچھ حاکم
نہیں ہو جو ہم سے ایسی باتیں کرتے ہو بس جو ہم کہتے ہیں حکم ہمارا بجالاؤ چون و چرا سے باز آؤ ہم اسوقت
برائے ہوا خوری جائینگے قریب صبح تک لشکر میں آجائینگے وہ غریب انکے ماتحت ہونے کی وجہ سے انکے
کہنے پر عمل کرتے تھے جب وہ سوار ہو کر لشکر سے جاتے تھے سائیس کہتے تھے صاحب ہم جانتے ہیں کہ اب
آپ نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو اسوقت آئیگا کہ جب لڑائی موقوف ہو جائیگی بزدل ان کو کلمات سخت
کہکر لشکر سے نکلکر اپنے اہل و عیال کیطرف چلے جاتے تھے الغرض وہ رات بہادروں کو شوق جنگ و جدال
میں اور تیاری جنگ میں بسر ہوئی اور بزدل و نامرد تمام شب ہر حیلہ و بہانہ سے جایا کیے جب وہ زمانہ
آیا کہ شاہ انجم سپاہ خوف و خیال آمد شاہ خاور سے مع سپاہ کواکب نہاں ہونے لگا اور نور سحر جانب مشرق
سے دمبدم عیاں ہونے لگا سفیدۂ سحر خبر آمد شاہ خاور اہل جہان کو دینے لگا اور ماہ شب افروز جیسے شاہ
انجم سپاہ کہتے ہیں خوف و خطر شاہ خاور سے پیر فلک سے پناہ لینے لگا مرغان خوش الحان آثار سحر فلک
پر دیکھکر بزبان بیزبانی حمد اپنے معبود کی کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی غنچے گلشن میں چٹک کر گل ہونے لگے آواز
موذن آنے لگی صدائے اللہ اکبر سنکے عباد برائے عبادت الٰہی و ادائے نماز سحر خواب سے بیدار ہو کر اٹھنے
لگے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام بھی برائے نماز سحر خواب سے بیدار ہوئے خادموں نے بہلے

وضو پانی حاضر کیا سجادہ بچھایا بادشاہ موصوف وامیر ثانی نے بعد وضو کرنے کے نماز صبح پڑھی بعد نماز درگاہ
خدا مین واسطے بہبودی امور دینی و دنیوی کے دعا کی پھر جا نماز سے اٹھے لباس وسلاح جنگ سے تنون کو
زیب و زینت دی پہلے امیر ثانی مسلح ہوکر اپنی بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداران سپاہ دیکر منتظر تشریف
آوری امیر ثانی دربارگاہ پر مسلح ومکمل موجود تھے بعد ادب جھک جھک کر سلام کیا امیر ثانی نے
سب سرداروں کا سلام لیکر مرکب پر سوار ہوکر در بارگاہ بادشاہ فلک جاہ پر مع جملہ سرداروں کے
گئے اور صف باندھکر کھڑے ہوے ناگاہ پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ حارث بن سعد تخت پر سوار کمار
تخت دوش پر رکھے ہوے تا در بارگاہ لائے امیر ثانی وجملہ سرداران سپاہ نے واسطے سلام کے سر
جھکائے نقبا نے بآواز بلند کہا ای ظل اللہ جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ موصوف نے دیکھا سلام ہر ایک
کا باشارہ لیکر سب کو مسلح دیکھکر خوش ہوے پھر تخت شاہی کے گرد و پیش سرداران لشکر ہوے بعض سرداروں
نے واسطے اپنے فخر وامتحان کے چاہا کہ ہم بجاے کماروں کے تخت کو دوش پر لیکر میدان کارزار کی طرف
بادشاہ موصوف کو لیچلین شاہ موصوف نے منع کیا کہ اب مرکبون پر سوار ہوکر جانب عرصۂ نبرد چلو ایسا نہو
کہ حریف میدان رزم مین مع سپاہ آگیا ہو اور ہم سب کا انتظار کرتا ہو دیر نہ لگاؤ جلد چلو موافق حکم پہلے
امیر ثانی اپنے مرکب پر سوار ہوے بعد از ان جملہ سرداران سپاہ مرکبون پر جلد جلد سوار ہوکر جملہ سپاہ
کو ساتھ قاعدہ کے ہمراہ لیکر بادشاہ لشکر کے ہمراہ رکاب قدم بقدم چلے اسوقت بادشاہ کی سواری شان و بہار
کے جانب گلشن میدان کارزار کے جاتی تھی سقے زمین پر ابر آب پاشی کرتے جاتے تھے تا گرد و غبار
نہ اڑے نقبا یہ صدا دیتے جاتے تھے کہ سواری بادشاہ جہان پناہ کی ہے ادب قاعدے سے رہو اور قدم بڑھاؤ
اسدم وہ شان و شوکت بادشاہ لشکر اسلام کی وہ لشکر اسلام کا اوج وہ مانند موج دریاے زخار لشکر کا
بہا پر جانا وہ نسیم سحر کا چلنا وہ تارون کا دمبدم نہان ہونا وہ تاریکی شب کا گھٹنا وہ سفیدۂ سحر کا دمبدم بڑھنا
وہ شبنم افتادہ وسبزہ کا لہکنا وہ میدان مین جابجا گل خودرو کی بہار وہ کوہ شفق کی کیفیت لائق دیکھنے تھی جب
سواری بادشاہ لشکر اسلام کی میدان کارزار مین پہونچی ہر ایک سردار اور سوار نے مرکب روکا بادشاہ و
امیر ثانی ملک ترسی کے آنے کا انتظار کرنے لگے ہنوز تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اس طرف سے
ملک ترسی روسیاہ بجمعیت سپاہ مع لاجورد شاہ وصلصال بن دال بن دیو بن غمامہ جادو وغیرہ
نبردمین آیا بادشاہ لشکر اسلام وکثرت فوج اہل اسلام کو دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا اہل اسلام نے
اسقدر ترقی کی ہے کہ حد سے زیادہ جہان تک نظر کام کرتی ہے لشکر اسلام ہی نظر آتا ہے ہنوز یہ باتین کر رہا تھا کہ خیال
درستی میدان کارزار کا آیا اپنے اشارہ کیا بیلدار لشکر سے نکلے ادھر سے بھی بحکم والاے بادشاہ وامیر
بیلچہ برید بیلچے کاندھون پر رکھے ہوے لشکر ظفر اثر سے نکلے درستی میدان کارزار کی کرنے لگے جھاڑی
جھنڈی کاٹ کر زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام پست وبلند زمین کو ہموار کر چکے اور خس و
خاشاک کو دور کر چکے میدان جنگ سے علحدہ ہوے اسوقت سقون نے دونون لشکرون سے نکلکر مانند
ابر باران کے کثرت آب پاشی سے زمین عرصۂ رزم کو سیراب وتر کر دیا جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے
میدان جنگ سے ہٹ گئے اسوقت سپاہ کفار سے کوکیت اور فوج اہل اسلام سے نقبا سخن خوش تقریر نکلکر
بیچ مین دونون لشکرون کے کھڑے ہوے پہلے کوکیت جوانان لاجورد پرست سے مخاطب ہوکے باواز

بلند پکارے کہ ای جوانان شمشیرزن و ای دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ دنیا گذرنگاہ ہی ایک دن یہانسے گذرنا ضرور
ہی یاد کرو اپنے آبا و اجداد کو جو بہادرانہ تنہا ہزارون دشمنون سے لڑتے تھے کچھ خوف نہ کرتے تھے وہ اسوقت
کہان ہین اجل سے مجبور ہو کر تہ خاک نہان ہین خاک مین خاک انکی ملگئی ہی استخوان بھی انکے مٹ گئے ہرچند کہ وہ
خاک ہو گئے لیکن بوجہ بہادر ہونے کے اب تک ذکر انکا زبان پر جاری ہی اور جبتک یہ دنیا باقی ہی نامورون کو
اہل جہان یاد کرینگے جو لوگ بہادر ہونگے وہ انکی دلاوری کا ذکر کرینگے اگر غور سے دیکھو تو وہ صف شکن بعد
مرنے کے بھی زندہ ہین نام انکے اور ذکر انکے اہل جہان کی زبان پر باقی ہین جب وہ لوگ کہ جو مشہور و نامور
تھے باقی نہ رہے تو ہم اور تم کیا سدا زندہ رہین گے ایک دن آخرکار مر جائین گے حکم خداوند سے سوے
عدم جائین گے لہذا تم کو لازم ہی کہ تم بھی مانند اپنے بزرگون کے نام پیدا کرو دلیرانہ لڑو دیکھو آج بہادران
اہل اسلام سے مقابلہ ہی یہ وہ لوگ ہین کہ خداوند ہمارے انسے ناراض ہین اور یہ خداوند سے منحرف ہین انکا
قتل کرنا باعث خوشنودی خداوند ہی خبردار ہنگام جنگ قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹانا آبرو اپنی بڑھا
کے نہ گھٹانا سر میدان سامنے لاکھون دلیرون کے ذلت اپنی گوارا نہ کرنا ذلیل ہو کر زندہ رہنا اختیار نہ
کرنا بھاگنا میدان مصاف سے قبول نہ کرنا مانند اپنے بزرگون کے روکنا تیغ و تیر و نیزہ و شمشیر سے ہرگز منہ
نہ موڑنا بڑھ بڑھ کر زخم سنان و نیزہ و تیغ تیز سر و سینہ پر کھانا دلاوری اپنی سب کو دکھانا جہانتک ممکن ہو
سپر نہ اٹھانا وار شمشیر کا بالاے سپر نہ روکنا اپنے سینون کو بجاے سپر تصور کرنا ضرب تیغ اعدا سینون پر روکنا
تم بہادر ہو دلاوری ظاہر کرنا اگر لڑائی مین سیکڑون مسلمانون کو تہ تیغ کر کے زندہ رہے تو ملک ترسی
خوش ہو کر عہدے بڑھائیگا انعام کثیر دیگا خداوند ہمارے تمسے خوش ہو کر عمر تمھاری بڑھا دینگے تقریر
مقبول کر دینگے دنیا مین عزت و آبرو حاصل ہو گی اگر زخمی ہو جاؤ گے تو بھی بہادرون مین سند یافتہ ہو جاؤ گے
جو کوئی زخمہاے کاری تمھارے تنون پر دیکھے گا یہی کہے گا کہ بیشک تم بہادر ہو یہ زخم کاری تمھاری
بہادری کی گواہی دیتے ہین اگر دست اہل اسلام سے قتل ہو جاؤ گے تو بھی اچھے رہو گے دلاورون مین
محسوب ہو گے دنیا سے سرخرو سوے عدم جاؤ گے نیک نامون مین شامل ہو گے دنیا مین ذکر تمھاری
بہادری کا ہمیشہ رہیگا خداوند ہمارے تمسے خوش ہونگے کیا عجب کہ تقریر مقبول کرین پھر تمھارے زندہ
کرنے کی فکر کرین گے اور روز جزا بھی قریب ہی یارو اگر عاقل و بہادر ہو تو ہمارے کہنے پر عمل کرنا برعکس ہماری
تقریر کے نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گے ذلت اٹھاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مارے جاؤ گے اپنے مالک و
آقا کی نظر سے گر جاؤ گے بھاگنے سے عجب عجب ذلتین اٹھاؤ گے اور زندہ بھی نہ رہو گے اہل اسلام شیرانہ
بڑھکر تمھین قتل کر ڈالین گے بھاگنے مین عوض نفع کے نقصان جان و آبرو ہو گا القصہ خوش گلو و خوش
تقریر جوانان اہل اسلام سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہتے تھے ای جوانان رشک رستم و اسفندیار و ای دلیران
ہمت و شجاعت شعار ذرا گوش ہوش سے ہماری تقریر سنو اور تھوڑی دیر ہماری طرف متوجہ ہو کہ ہم
تمھارے نفع کونین کے مقدمہ مین کچھ تمسے کہتے ہین ہرچند کہ ہم عالم و فاضل نہین ہین کہ وعظ مثل انکے
کرین لیکن ہمارا کام یہی ہی کہ ہم جاہل ہو کر اہل خرد کو خاص ایسے وقت مین ہدایت کرین یارو آگاہ ہو
کہ یہ سراے دہر ایک مقام عبرت ہی ہمنے اپنی زندگی مین عجب عجب انقلاب دیکھے ہین اور تم سب نے بھی
اکثر انقلاب دیکھے ہونگے یہ فلک جفا جو ہر ایک کا در پے آزار رہتا ہی فکر بربادی و تباہی مین ہر شب و روز

بسر کرتا ہی اسکے ظلم سے بڑے بڑے سلاطین جہان کو صدمے پہونچے ہین بڑے بڑے بہادرون کو اسی ظالم نے خاک مین ملا دیا ہی دیکھو رستم و زال و سام و نریمان وغیرہ دلاوران مشہور و معروف سے اسنے کیا سلوک کیا رستم سے سہراب کو قتل کروا ڈالا شغاد سے رستم کو ہلاک کرایا جسکو اسنے تا کا زندہ نہ چھوڑا ہر ایک نامی و نامور کو خاک مین ملا دیا شاہان اولوالعزم سے بھی بدسلوکی کی انکو مدام سلطنت نہ کرنے دی بعد مرنے کے انکے نشان قبور بھی مٹائے اب انکی قبرون کا کہین پتہ نہین ایسا انکو مٹایا کہ پیوند خاک کر کے نشان قبر بھی انکا باقی نہ رکھا صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ فلک جفا کار ہی اور دنیا مقام عبرت ہی جس گل کو شگفتہ ہوتے دیکھا اسے پژمردہ بھی ہو جاتے دیکھا جسکو تخت نشین دیکھا اور سنا اسکو ایک روز گوشۂ قبر مین بالائے خاک سوتے دیکھا ہی اور سنا ہی آفتاب کو کبھی عروج ہو گا وہ زوال ہی ماہ انور کبھی بدر ہی کبھی ہلال ہی وہ حسینان یوسف جمال عدیم المثال جنکے عشق مین خوبان خوبرو مانند مجنون اور فرہاد کے نالہ کش تھے انکا وہ حسن نہ رہا جوانی مبدل بہ پیری ہو گئی ہر ایک اُنسے کراہت کرنے لگا پاس بیٹھنے سے بھی نفرت کرنے لگا ایک دن وہ تھا کہ بسبب جوانی و حسن و جمال کے ہر شخص مشتاق تھا کہ ہمارے پہلو مین یہ حسینان خوبرو بیٹھ جائین تو دل مضطر کو قرار آ جائے یا وہی حسینان دل آزار و عشاق کش کو جوانون پر مائل دیکھا اور جوانون کو انسے کراہت و بیزاری کرتے پایا بسبب جوانی و حسن کے جانے سے اور خزان پیری کی آنے سے رنگ دگر ہو گیا آخر وہ حسینان مذکور ایک روز خاک مین مل گئے کسی نے انکی تربت پر پھولون کی چادر بھی نہ چڑھائی ہمیشہ اپنی زندگی مین ہار پھول اپنے پاس رکھتے تھے پھولون کی خوشبو سونگھتے تھے پھولون مین بسے رہتے تھے دمبدم اپنے لباس مین عطر ملا کرتے تھے انھین حسینونکی قبرون پر چادر گل نہ دیکھی کبھی کسی دلسوز نے ان معشوقون کی قبرون پر ایک شمع بھی روشن نہ کی خود کبھی کبھی قبرون پر مانند دل عشاق کے نہ جلایا جو حسین ٹھوکرون سے اپنے شہیدان جفا کے مرقدون کو پامال کرتے تھے انھین کی قبرون پہ مردمان رہگذر کو آتے جاتے دیکھا خود انکی قبرین پامال ہوتی دیکھین مفصل حالات عبرت انگیز کیا بیان کیے جائین خلاصہ یہ ہی کہ بقتضائے اسکے

نظم

آج ہین فاتحہ کو وہ محتاج
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
خاک مین مل گیا سب انکا غرور
جائے عبرت سرائے فانی ہے
پڑھتے ہین کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
استخوان تک بھی انکے خاک ہوے
کوئی لیتا بھی اب نہین ہے نام
مورد مرگ نوجوانی ہے

کل جو رکھتے تھے اپنی فرق پہ تاج
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
تھے جو خود سر جہان مین مشہور
کون سی گور مین گیا بہرام
صبح کو طائران خوش الحان

بس اے جوانو اس سرائے عبرت نشان مین وہ مور نیک کر جاؤ کہ بعد مرگ بھی تم اپنے ذکر و اذکار سے زندہ رہو جس طرح کہ رستم و اسفندیار اس دنیائے ناپائدار سے چلے گئے اور اب تک بوجہ انکی شجاعت کے لوگ انکو یاد کرتے ہین اور ذکر انکا بہادرون کی بزم مین ہوتا ہی کہ طور سے وہ مر کر بھی گویا زندہ ہین دیکھو آج سامنا کفار نابکار سے ہی تم بھی ایسی بہادری کرنا اور اگر قتل ہو جاؤ تو مانند دلیران مذکور کے لوگ تمکو بھی یاد کرینگے اور تم بھی گویا زندہ رہو گے اے بہادر دینی اس سرائے عبرت مین آج ایسا تخم نیکی بو جاؤ کہ جسکا پھل دنیا و آخرت مین نہایت شیرین کھاؤ ہمارے نزدیک تخم نیکی سے بہتر کوئی چیز نہین ہی اور اپنے پروردگار حقیقی کو اپنا معبود جانو اسکے پیغمبرون اور نبیون اور دینون کا اعتقاد رکھو جھوٹے نہ ہو لو اپنے مالک و آقا سے وفا کرو دشمنون کو اسکے تہ تیغ کرو عنایت خدا سے تم سب موقد و درست

عقاید ہو تو بمعرفت مالک و آقا سے وفا کر نا دہ اسوقت معلوم ہوگا میدان جنگ و اسطے سپاہی کے گویا
ایک کسوٹی ہے کھوٹا کھرا اسی جگہ معلوم ہو جاتا ہے نمک حلال و نمک حرام جری و بزدل شریف و غیر شریف کی اسی جگہ
تمیز ہو جاتی ہے خبردار میدان جنگ سے قدم پیچھے نہ ہٹے اگرچہ سر کٹ جائے غرض جب اس طور سے اور ترکیب
جب جوانان لشکر جانبین کو اچھی طرح آمادہ جنگ کر چکے میدان رزم سے ہٹ گئے اسوقت دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ ہر ایک بہادر شوق جنگ میں گویا از خود رفتہ تھا ارادہ ہر ایک کا یہ تھا کہ بخوف لشکر حریف میں گھوڑا
ڈال دیجیے جہاں تک ممکن ہو کفار کو قتل کیجیے بعد ازان بعد شوق سینہ پر زخم نیزہ و تیر و شمشیر کھا کر جان دیدیجیے
مر کر حیات ابدی پائیے اس عبرت سرا میں نام کر جائیے آخر تو چند روزہ زندگی ہے پھر مر جانا ہے آج ہی مر جائیں
سرخرو ہو کر دنیا سے جائیں ہنوز بہادران لشکر کا یہ حال تھا ناگاہ حکم شاہان سپاہ سے صفوف میدان جنگ میں
آراستہ ہوئے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان قوی بازو سے آراستہ
ہوا ادھر امیر ثانی بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے
غلہ علمداروں نے کھولد یا اس سے بوے مشک و عنبر تمام میدان میں ایسی پھیلی کہ دماغ ہر ایک کا بوے
خوش سے معطر ہو گیا اہل اسلام ہوے خوش کے آنے سے مشام میں درود پڑھنے لگے اور علم اژدہا پیکر سے یا
امیر ثانی یا امیر ثانی کی مکرر آواز آنے لگی کفار متحیر ہوے باہم کہنے لگے یہ علم عجب علم ہے کہ ہمنے کبھی نہیں
دیکھا تھا نہ ایسے علم کا علم تھا ابھی کفار متحیر تھے کہ ملک ترسی کی طرف بھی صف آرائی ہو گئی اسوقت پہلے
ملک ترسی اپنی فوج سے نکلکر اپنے خداوند لاجورد شاہ سے اجازت لیکر میدان کارزار میں آیا پھر مرکب
کو روک کے باواز بلند کہنے لگا ای امیر ثانی اپنے لشکر سے کسی قوی بازو کو واسطے میرے مقابلے کے بھیج
کہ شمشیر میری تشنۂ خون حریف ہے اور نیام میں بوجہ تنگی کے نہایت بیتاب و بیقرار ہے امیر ثانی نے اس کی
گفتگو سنکے جانب دست چپ دیکھا فی الفور شیروی بن شیرویہ صف لشکر سے نکلکر بادشاہ لشکر اسلام
اور حمزۂ ثانی سے اجازت جنگ لیکر سامنے ملک ترسی پلاس پوش حاکم کوہ شفق کے گیا اُسنے سراپا پر
نظر کر کے کہا ای جوان کیا تو اپنی زندگی سے بہت بیزار تھا کہ مجھ سے لڑنے آیا جلد جان دینے کا ارادہ کیا ہے تو
بتا کہ تیرا نام کیا ہے اس بہادر نے جواب دیا ای ملک ترسی آگاہ ہو کہ نام میرا شیروی ہے میں بیٹا
شیرویہ کا ہوں تو کیا ہے وقوی بازو ہوں تیری جان کے لیے ملک الموت ہوں واسطے قبض روح کے تیرے
جلد تر آیا ہوں ملک ترسی نے برہم ہو کر تیغ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار کہکر مرکب کو اپنے دست
راست پر پھیر کر ضرب تیغ تیز سر شیروی پر لگائی ادھر اسنے سپر اٹھائی وار تیغ کا سپر پر روکا بعد روکنے
ضرب مذکور کے خود بھی اس بہادر نے تلوار اسکے سر پر زور سے لگائی اُسنے بھی بچا لا کی سپر پر تلوار کو روکا
یونہی تا دیر لڑائی رہی آخر کار شیروی دست ملک ترسی سے ایسا زخمی ہوا کہ حالت پشت فرس پر
بیٹھنے کی باقی نہ رہی سر چار انگل ضرب تیغ سے شگافتہ ہوا مجبوری سے سر مرکب پر جھکا یا خون میں نہا گیا
ملک ترسی نے چاہا تھا کہ بڑھکر سر تیغ سے جدا کرے ناگاہ امیر ثانی نے مڑکر اشارہ کیا قمور بن جمہور
نے بعد اجازت جلد تر پہونچکر نعرہ کیا او نابکار خبردار سر شیروی نہ کاٹنا میں دشمن جان تیرا آپہونچا مجھ سے
مقابلہ کر ملک ترسی اس شاہزادے کے آنے سے سر شیروی کا نہ کاٹ سکا قمور نے شیروی کو لشکر
میں بھیجدیا جہاں اسکا علاج ہونے لگا دہان ملک ترسی نے برہم ہو کر کہا او جوان غضب کیا تو نے کہ میرے

حریف زخم خوردہ کو میرے ہاتھ سے بچا دیا تجکو سر اسکا جدا نہ کرنے دیا خیر اب اسکے عوض سر تیرا کاٹونگا
یہ کہکر وہی تیغ خونچکان جھپٹ کر سر پر لگایا ادھر قہور نے ضرب تیغ بالائے سپر روکی پھر بقہر و غضب
شمشیر آبدار اسکے سر پر لگائی اُسنے بھی تیغ بالائے سپر روکی اسی طرح تھوڑی دیر جنگ ہوئی آخرکار قہور
نے نہایت برہم ہوکر کہا او نابکار ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا ابکی وہ ضرب لگاؤنگا کہ تجکو مع تیرے مرکب
کے چار ٹکڑے کردونگا اسنے ہنسکر جواب دیا اچھا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے قہور نے نہایت قوت سے
سر پر اسکے تلوار لگائی ادھر اسنے سپر اٹھائی چار ٹکڑے راکب و مرکب کا ہونا تو کجا سپر پر ذرا خط بھی نہ
پڑا قہور حیران ہوا بلکہ اہل اسلام بھی متفکر ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ قہور ایسے بہادر نے اس طرح
تلوار لگائی اور حریف کو کچھ بھی ضرر نہوا اہل اسلام متردد تھے کہ ادھر ملک ترسی نے نعرہ کرکے کہا او
قہور اب میری ضرب شمشیر کو روک یہ کہکر تلوار لگائی ادھر قہور نے سپر اٹھائی تلوار اسکی سپر کے دو ٹکڑے
کرکے خود پر آئی اسکو بھی کاٹ کے کاسۂ سر میں در آئی پیشانی تک اتر آئی ادھر اس دلیر نے دستانہ
تیغ کو سر سے کھینچ لیا لیکن خون میں سراسر تر ہوگیا ضعف سے غش آنے لگا حواس بجا نہ رہے دست
و بازو میں قوت نہ رہی اسی حالت میں ملک ترسی نے جھککر ہاتھ اپنا حلقۂ زنجیر کمر میں ڈالکر پشت فرس سے
اٹھا کر ملک اردوان کوہی اپنے عیار کے حوالے کیا وہ حباب بیہوشی مار کر طوق و سلاسل میں گرفتار
کرکے لیگیا اہل اسلام کو صدمہ ہوا ملک ترسی نے بعد گرفتار کرنے قہور کے باواز بلند کہا او امیر ثانی
اب اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کر امیر ثانی نے مڑکر دیکھا فوراً مقبول
بن عادی نے دلیرانہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بادشاہ و امیر سے اجازت لی پھر سامنے حریف جنگجو
کے جاکر کہا او نابکار تلوار لگا فنون سپہ گری دکھا اسنے بعد تھوڑی دیر کے اسکو بھی زخمی کیا اور چاہا کہ مانند
قہور کے اسکو بھی گرفتار کرے ناگاہ باشارۂ امیر ثانی ابراہیم بن مالک اشتر نے مرکب جولان کرکے
مقبول بن عادی کو شر حریف سے بچا کر لشکر میں بھیجا ملک ترسی نے برہم ہوکر تلوار لگائی اس
جری نے تلوار اسکی اوپر سپر کے روک کے خود بھی ایسی شمشیر آبدار لگائی اسنے بھی تلوار ابراہیم کی سپر پر
روکی یوہیں تادیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو لشکر لڑائی دیکھا کیے انجام کار ملک ترسی نے تیغ خونچکان
کو جھکا کر کہا او جوان ابکی مرتبہ وہ ضرب لگاؤنگا کہ تیرا جانبر ہونا دشوار ہوگا ابراہیم نے جواب دیا خدا حافظ
حقیقی ہے وہی مجکو تیرے شر سے بچاویگا تو بلا تامل وار کر اسنے نام خدا کو سنکے نہایت برہم ہوکے اسطرح تیغ آبدار
دگرانبار لگایا کہ سپر کے دو ٹکڑے کرکے خود کو کاٹ کے سر پر پہونچا وہانسے تا جبین اترا آگے بڑھنے کا ارادہ
کیا تھا کہ ابراہیم نے دلیرانہ پیچ اس منحوس کی دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے تو نکل گیا مگر چادر خون کی سر سے
رو پیدا ہوئی سر شق ہوگیا ابراہیم نے سر کو باندھکر حالت زخمداری میں یہ بہادری کی کہ سپر شمشیر آبدار
لگائی اسنے سکر اگی تلوار کو بالائے سپر روک لیا ادھر ابراہیم کو بھی ضعف سے غش آنے لگا ادھر
ملک ترسی نے ملک اردوان کوہی وغیرہ سے باشارہ کہا اس جوان کو مانند قہور کے گرفتار کرو میں اسکو
زین فرس سے اٹھائے لیتا ہوں یہ اشارہ کرکے آگے بڑھا ادھر سے گرگ تیز دندان تھوڑے سے
سواروں کے ہمراہ مع ملک اردوان کوہی عیار کے آگے بڑھا یہ حال دیکھکر ادھر سے بھی باشارۂ امیر
ثانی چند سرداران سپاہ آگے بڑھے اور نعرہ کیا او نابکار دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم ہنوز ملک ترسی

نے ابراہیم کو زین فرس سے نہ اٹھایا تھا کہ ادھر سے سرداران مذکور اور ادھر سے ملک
اردوان کوہی اور گرگ تیز دندان وغیرہ پہونچے اور چاہا کہ ابراہیم کو گھوڑے سے کھینچکر گرفتار
کریں سرداران لشکر اسلام سد راہ و مانع ہوئے گرگ تیز دندان غضبناک ہو نیمچہ کھینچکر حملہ آور ہوا
تلوار سر پر ایک سردار کے لگائی اسنے روک کر اسکو شمشیر سے زخمی کیا سواروں نے گرگ کو زخمی دیکھکر یکبارگی
حملہ کیا اور ان سرداروں کو گھیر لیا چاہا قتل کیجے ادھر سے بکلا امیر ثانی کچھ سوار اور ایک سردار انکی مدد کو
روانہ ہوئے ملک ترسی نے یہ حال دیکھکر اپنی کل فوج کو حکم دیا کہ ابراہیم اور ان چند سرداروں کو قتل
کرو سر انکے کاٹ کر بابدولت کے روبرو لے آؤ فوج ضلالت افزا مانند طوفان عظیم کے جانب ابراہیم
بن مالک آتے دیکھکر امیر ثانی نے بھی اپنے تمام لشکر کو آگے بڑھنے کو فرمایا حسب الحکم لشکر ظفر اثر بڑھا
جب دونوں لشکر مانند دو دریاؤں کے ساتھ جوش و خروش کے باہم مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے
لگی ابراہیم بن مالک کو عین گرمی جنگ میں عیار جنگگاہ سے قیام گاہ سپاہ پر لے گیا اور گھوڑے
سے اتار کر خیمے میں لیجا کر فرش پر لٹایا جراحوں کو بلا کر کہا انکا علاج بخوبی کرو وہ سرگرم علاج ہوئے
یہاں تو ابراہیم و شیرویہ اور مقبول بن عادی کا علاج ہو رہا ہے مگر اب حال میدان جنگ کی جاتا
ہے کہ جب تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کشت و خون بکثرت ہونے لگا جوے
خون عرصہ جنگ میں رواں ہوئی دلیران جنگجو نعرے شیر آسا کرنے لگے کمانیں کڑکنے لگیں تیروں کا مینہ
برسنے لگا برق شمشیر ہر طرف میدان جنگ میں چمکنے لگی ڈھالیں مانند سیاہ گھٹا کے بلند ہوئیں زمین پر چھا
اجسام دلیران سے بارش خون ہونے لگی کثرت صدائے بزن و بگیر دلیران سے شور و غل ہوا گھوڑوں
کے دوڑنے سے زمین میدان رزم کی ہلنے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہر چند سیکڑوں سوار جانبین کے قتل ہوئے
لیکن کوئی لشکر کسی سپاہ سے پسپا نہ ہوا ملک ترسی نے حرارت آفتاب سے پریشان ہو کر دوپہر تک جنگ
کے طبل آسائش بجوا دیا جب صدائے طبل بلند ہوئی اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا مجملاً کفار ہمراہ
ملک ترسی بلباس پوش لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئے ادھر تمام اہل اسلام جنگگاہ سے ہمراہ رکاب شہنشاہ
اسلام و امیر ثانی عالی مقام فرودگاہ سپاہ پر آئے ہر ایک اپنے اپنے مرکبوں سے اتر کر اسلحہ جنگ تن سے
دور کر کے بارگاہ و خیام میں استراحت پذیر ہوا اس جنگ مغلوبہ میں دس ہزار سوار دونوں طرف سے
قتل ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے ادھر حکم ملک ترسی سے لاشے کفار کے اٹھنے لگے ادھر فرمان
امیر ثانی سے خدام لاشے اہل اسلام کے میدان کارزار سے اٹھا اٹھا کے موافق حکم شریعت غسل و کفن
دیکے دفن کرنے لگے تا شام لاشے دفن ہوئے جب شاہ انجم سپاہ تخت لاجورد فلک پر جلوہ گر ہوا اور
آفتاب عالمتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف دلیران جنگجو سے لرزاں و ترساں جانب مغرب جا کر پنہاں
ہوا ملک ترسی نے دربار میں تخت پر بیٹھکر بادہ تند پیکر عالم نشہ میں کہا اے ملازمان بابدولت ہمارے
لشکر فیروزی اثر میں طبل جنگ بجوا دو کل تین سرداران لشکر امیر ثانی کو ملیا زخمی کیا ہے کہ وہ جانبر نہونگے
اور ایک سردار کو زخمی کر کے اسیر کیا ہے کل قیامت برپا کر دونگا چیدہ و منتخب سرداران لشکر امیر ثانی
کو قتل و اسیر کرونگا صبح سے تا شام لڑونگا یہ حکم دیکر خاموش ہوا ملازموں نے فی الفور طبل جنگ بجوایا
جب لشکر میں صدائے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی متعین و مقرر تھے

وہ صداے طبل جنگی لشکر کفار مین بلند پاکے فوراً خدمت امیر ثانی مین حاضر ہوے اور زمین ادب کو بوسہ
دے کے عرض کیا اسوقت ملک ترسی پلاس پوش نے اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اس بد اندیش
کا یہ ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکے آتش جنگ کو شعلہ ور کرے سواے اس امر کے خیریت ہے امیر ثانی
نے بایاے بادشاہ لشکر اسلام حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی باامید اعانت خداوند عالم نقارۂ جنگی بجایا
جاے جو بہبودی و خرابی کاتب قدرت نے لوح پیشانی پر تحریر کی ہے وہی پیش آئی ہے ہرکارون نے بارگاہ
کے باہر جاکر نقارہ نوازون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا انھون نے حسب قاعدہ عمرو ثانی کو چند اشرفیان
نذر دے کے چوب اٹھاکے نقارۂ رزمی پر لگائی صداے نقارۂ جنگی اسقدر بلند ہوئی کہ تا گنبد آسمان گئی
کفار و اہل اسلام طبل و نقارۂ جنگی کے بجنے سے آگاہ ہوے کہ پھر صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی دلیران کفار
یہ خیال کرکے اپنے اپنے آلات حرب کی درستی کرنے لگے اور جو لوگ لشکر ملک ترسی مین بزدل و
نامرد تھے اور وقت جنگ لشکر سے چلے جاتے تھے اور بعد جنگ پھر چلے آتے تھے انکا یہ حال ہوا کہ طبل جنگ
بجتے ہی خوف جان سے از حد پریشان خاطر ہوے دست و پا مانند صاحب مرض رعشہ کے کانپنے چہرے
ہمرنگ زعفران خوف سے زرد ہو گئے کوئی بزدل کسی نامرد سے کہنے لگا برادر کل وقت سحر پھر دشمنون
سے مقابلہ ہوگا میدان مین تلوار چلے گی کشت و خون بہت ہوگا لاش پر لاش لشکریون کی گرے گی زمین میدان
جنگ خون کشتگان سے گل رنگ ہوگی بلکہ جو سوتون میدان مصاف مین بہے گی اکثر مقتولون کے سر و تن
مین جدائی ہوگی تن بے سر خاک پر پڑے رہینگے ہنگام جنگ مغلوبہ پامال سم اسپان ہونگے بہت سے
کاسۂ سر دلیرون کے گھوڑون کے سمون اور پیدلون کی ٹھوکرون مین آئینگے عجب انقلاب ہوگا۔
پاؤن سے سرشاتہ و پامال ہونگے ان مقتولون کے سرون پر کوئی رحم نہ کریگا کوئی کشتون کو غسل و کفن دیکر
دفن بھی نہ کریگا جانوران صحرا گوشت ان بیچارون کا خوب کھائینگے ہڈیان چبائینگے افسوس ہزار
افسوس اُن جوانان مقتول پر کوئی نہ روئیگا کسی کو انکے جوان قتل ہونیکا ذرا بھی صدمہ نہوگا جوانی
انکی خاک مین ملجائیگی جان جائیگی کسی کو کچھ خیال بھی نہوگا لہذا ہم تو ہرگز ہرگز میدان جنگ مین نجائینگے
حریفون سے مقابلہ نہ کرینگے نوکری ہمنے اسواسطے نہین کی ہے کہ دو واسطے چار روپیہ کے جان عزیز اپنی دیدین
اور گلشن دنیا کو چھوڑ کر سوے عدم جائین دیدہ و دانستہ خاک و خون مین ملجائین اہل و عیال سے چھوٹ
جائین وہ ہمارے ماتم مین روئین صف ماتم بچھائین ہمنے تو محض اس خیال سے نوکری کی تھی اور ڈھال
تلوار باندھی تھی کہ ہر مہینے تنخواہ پاکر اہل و عیال مین اپنے جاکر بعیش و راحت زندگی بسر کرینگے یہان
کل خوف جان جانے کا ہے ایسی نوکری کو سلام ہے ہم اسی وقت سے اپنے اہل و عیال مین جاتے
ہین باز آئے ایسی نوکری سے کہ جس نوکری سے جان جاے جسم نازک پر زخم تیر و خنجر و شمشیر کھائین
آہ آہ خیال ذکر زخمہاے کاری و مرگ سے دل بیتاب ہو گیا دیکھو دست و پا مانند صاحب مرض رعشہ
کے کانپتے ہین بے اختیار ہم گرے پڑتے ہین ذرا ہمکو سنبھالو فرش پر لٹا دو پسینا آگیا ہے پنکھے سے ہوا دو
تاکہ غش نہ آجاے سوا اسکے اور کچھ ایسی باتین کرو کہ خیال جنگ و مرگ دل سے نکل جاے تو ہوش بحال
ہو جائین حالات جنگ و جدال کو فراموش کرین ہم وہ ہین کہ ہمارے والدین نے ہمکو نہایت ناز و نعمت
سے پرورش کیا ہی یہ زندگی ہمنے ناچ دیکھنے اور عیاشی کرنے اور نشہ مین اور سیر و تماشہ مین بسر کی ہے

کبھی فنون جنگ کسی سے نہیں سیکھے کبھی کسی پر تلوار نہیں لگائی خونریزی پر طبیعت مائل نہوئی کیونکہ قتل کرنا کسی کا
اچھا نہ سمجھے بلکہ گناہ کبیرہ سمجھے اگر کسی نے ہزار جوتیاں بھی گن کے لگائیں تو سر جھکائے کھڑے رہے اور یہی اپنے دشمن سے
کہا کیے کہ اور جوتیاں لگاے ہم تجھسے نہ بولینگے ہرگز نہ روکینگے کیونکہ خونریزی کام جلادوں کا ہے ہم جلاد اور سپاہی نہیں
ہیں تا قوم شریف سے ہیں لڑنا بحث و تکرار کرنا مارنا پیٹنا برا جانتے ہیں اور کھانے پینے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں ای برادران ہمنے کبھی فصد
تک فساد سے بسبب خوف کے نہیں کھلوائی بلکہ کسی نے فصد لی ہے تو ہمنے منہ پھیر لیا ہے اور خون نکلتے نہیں دیکھا ہے
کیونکہ خون ہمارا بہت پتلا ہے اگر کسی جانور کو اتفاق سے ذبح ہوتے دیکھ لیا ہے تو ہمیں غش آگیا ہے جب یہ رنگ نزاکت ہمارا ہے
تو ہم میدان جنگ میں کیا جائیں لا خونکو بہتا ہوا کیونکر دیکھیں حریفوں سے کیا خاک لڑینگے وہ نامرد اسکی تقریر سنکے کہتا
تھا تم بیشک سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی حال ہے جو تمنے بیان کیا ہم بھی تمہارے ساتھ اس لشکر سے نکلکے اپنے اہل و عیال میں چلیں گے
اسیطرح سب بزدل و نامرد ایسی ہی باتیں کرکے تاریکی شب میں لشکر سے نکلکر جانے لگے ادھر اہل اسلام کہ سب دلیر و جوانمرد
تھے سامان جنگ کرتے جاتے تھے تلوارونکو صیقل سے آبدار کرتے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ شب نہیں معلوم شب آخر
حیات ہے یا ابھی ہماری زندگی باقی ہے غنیمت جانو اس رات کو نہیں معلوم صبح کو کیا ہو کلکے روز لڑائی ہوگی جنگ عظیم ہوگی
زندہ رہیں یا نہ رہیں جو کچھ باتیں کرنا ہوں کرلو سب سے بغلگیر ہو ہماری خطا و تقصیر کو عفو کرو یہ کہکر باہم گلے مل کے
ہر ایک اپنی خطا دوسرے سے عفو کراتا تھا اور کہتا تھا واقعی صبح کو حریفوں سے لڑنا ہے جنگ دو سرداروں
مشہور ہے نہیں معلوم کیا ہو مگر یہ ہم کہتے ہیں کہ ہم بھاگنے سے جنگاہ میں قتل ہوجانے کو اچھا جانتے ہیں جوانمرد
وہ ہے جو مرد سپاہی کی اسی میں ہے کہ جنگاہ سے قدم پیچھے نہ ہٹائے حریف کو پشت نہ دکھلائے زخم سنان و خنجر و
شمشیر و تیر کھائے کبھی نہ گھبرائے خیال بھاگنے کا بھی دل میں نہ لائے لہذا ہم تو دلیرانہ لڑینگے ہم بھی مانند ہمارے
رفقا اعدا کو تہ تیغ کرنا ہنگام جنگ قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹانا الحاصل یہیں باتوں میں اور تیاری جنگ میں
شب بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ سفیدۂ سحر جانب مشرق سے فلک پر نمایاں ہوا اندھیرا شب کا غلبۂ نور
سحر سے پوشیدہ و نہاں ہونے لگا ستارے دریاے فلک میں غوطے دینے لگے رخ ماہ پر سفیدی ظاہر ہونے لگی
طائران خوش الحان آشیانوں سے نکل کر حمد و ثناے الٰہی کہنے لگے موذن اذان سے بہرہ مند ہونے لگے
جملہ اہل اسلام نے بعد وضو بخضوع و خشوع نماز سحر پڑھ کے درگاہ الٰہی میں اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی
کے واسطے دعا کی بعد مسلح و مکمل ہوکے در بارگاہ امیر ثانی پر آئے ناگاہ امیر ثانی مثل آفتاب کے
مشرق بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداروں اور سواروں نے موافق قاعدہ سلام کیا امیر ثانی نے
سب کو جواب سلام کا دیکر اور انکو ہمراہ لیکر در بارگاہ فلک جاہ بادشاہ لشکر اسلام پر گئے اور انتظار
تشریف آوری بادشاہ موصوف کا کرنے لگے یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار کھڑا یا
[illegible] ہاں دوش پر تخت اٹھائے ہوئے تھا [illegible] وہاں سے کہاروں نے انہیں تخت
کو لیکر اپنے دوش پر مثل بار امانت نیکی کے رکھا تھا [illegible] نے بعد ادائے ثنا و دعا آواز بلند کہا شہنشاہ
[illegible] برو حارث بن سعد نے ملاحظہ فرمایا امیر ثانی [illegible] سرداروں وغیرہ نے موافق قاعدہ
جنگ کے سلام کیا شاہ موصوف نے سلام ہر ایک کا علی قدر مراتب لیکر اشارہ جانب رزمگاہ
کے چلنے کا کیا سواری بڑھی جملہ سردار زین و سیار سواری چلے شاہ موصوف نے فرمایا ای امیر ثانی
مرکب پر سوار ہو جیسے پیادہ نہ چلیے حسب الارشاد بادشاہ امیر ثانی مرکب پر سوار ہوئے پھر جملہ سردار

مرکبون پر سوار ہوکر ہمراہ اپنے اپنے لشکر کے دلیرانہ چلے فوج ظفر موج سوے جنگاہ ہمراہ رکاب بادشاہ چلی بعد قطع راہ سواری بادشاہ رزمگاہ مین پہونچی ہر ایک سردار اور سوار نے اپنے مرکب کو روکا بادشاہ اور امیر ثانی انتظار ملک ترسی پلاس پوش کا کرنے لگے ابھی تھوڑا زمانہ انتظار کا نہ گذرا تھا کہ ادھر سے ملک ترسی پلاس پوش نہایت کبر و نخوت سے مع لشکر کثیر میدان مصاف مین آیا پہلے موافق دستور درستی میدان جنگ ہوئی پھر دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی بعدہ کر کیت اور نقبا دونون لشکرون سے نکل کر درمیان دونون فوجون کے کھڑے ہوے پہلے کر کیتون نے جوانان لاجورد پرست سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہا کہ ای جوانان رشک رستم و اسفندیار و ای دلاوران نامی و نامدار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ہے دون مقام گذر جانے کا ہے یاد کرو تم اپنے رفقا اور ساتھیون کو جو کل تمہارے ساتھ تھے اور میدان تمہارے ساتھ اہل اسلام سے رہتے تھے آج وہ کہان ہین نام انکے یاد ہین صورتین انکی نظر سے نہان ہین کیا وہ لوگ بہادر تھے کہ اس میدان مین دشمنون سے لڑکر سرخرو ہوکر دنیا سے چلے گئے آج تم مانند انھین بہادرون کے اہل اسلام سے ہو تا دکھاو ارادہ گریز نہ کرنا عزت دگا ہو اپنی خاک مین نہ ملا دینا بعد انکے نقبا جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہوکے بے اعتباری حیات اور مذمت دنیاے فانی مین یہ اشعار عبرت آمیز باواز بلند زبان پر لاکے انکو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے

اشعار

بس اعتماد برین پنج روز فانی نیست
گشت خرم و خندان و تازہ و خوشبوی
طمع مکن کہ درو بوی مہربانی نیست
چہ حاجت ست عیان را باستماع و بیان
کہ باز در قفسش آفت خزانی نیست
دل ای رفیق برین کاروانسرای مبند

درخت قد صنوبر خرام انسان را
دلا امید ثباتش چنانکہ دانی نیست
مباش غرہ و غافل بپوش سر در پیش
کہ بیوفائی دور فلک نہانی نیست
اگر ممالک روی زمین بدست آری
کہ فانی ساعتی آمین کاردانی نیست

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست
مدام رونق نوبادہ جوانی نیست
دوام پیروش اندر کنار ما دیدیم
کہ در طبیعت این برگ گل بقائی نیست
کدام بار بہاری وزید در آفاق
بہای دولت پیروزہ زندگانی نیست

لہذا ای جوانان ستودہ شعار و دلیران نامدار اپنی عزت و آبرو کا خیال کرو آخر ایک روز مرنا ہے آج ہی دشمنون سے جنگ رستمانہ کر کے مرجاو دنیا مین نام کر جاو دیکھو اپنے اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو نہ کھونا قدم بڑھا کر پیچھے پاؤن نہ ہٹانا سپاہی بہادر کا قول ہی ہوتا ہے کہ اپنے حریفون سے لڑ بھڑ کر زخمہاے کاری کھا کر حق نمک اپنے مالک کا ادا کر کے دنیا سے جاے جب کر کیت اور نقبا جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کر کے میدان جنگ سے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ دلاوران ہر دو سپاہ شوق عروس جنگ مین بیتاب و بیقرار تھے بار بار چاہتے تھے کہ مرکبون کو جولان کر کے لشکر حریف پر گرے دشمنون کو تہ تیغ کرین جلد لڑ بھڑ کر مرجائین دنیا مین کچھ نام کرجائین ہنوز دلاوران ہر دو سپاہ لڑنے اور مرنے پر آمادہ تھے ناگاہ ملک ترسی پلاس پوش اپنے خداوند سے اجازت جنگ لیکر میدان نازنین آیا اور باواز بلند کہنے لگا ای امیر ثانی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کو بھیجو امیر ثانی نے اسکی تقریر سنکر مڑکے دیکھا فی الفور صف لشکر سے ایک دلیر ہستی خونریز آہن کلاہ نکلا اور بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی سے اذن جنگ لیکر سامنے ملک ترسی پلاس پوش کے گیا اُسنے پوچھا ای اجل رسیدہ کیا نام ہے اُسنے اپنا نام بتایا اُسنے کہا کیا تو بخوف و خطر میرے مقابلہ کو چلا آیا کچھ مجھ سے خوف نہ کیا اس بہادر نے جواب دیا تو کیا ہو جو مین تجھ سے ڈرتا تجھ جیسون کو مین نے بارہا قتل کیا ہے آج تجکو بھی قتل

کرونگا خالی ہاتھ میدان جنگ سے نہ جاؤنگا اگر خدا نے چاہا تو تیرا سر کاٹ کر میدان جنگ سے بجاؤنگا ملک
ترسی اسکی گفتگو سنکے نہایت برہم ہوا مہوب تامل تیغ آبدار نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر پر اس بہادر
کے لگایا اسنے سپر اٹھائی تیغ سپر کو کاٹ کر خود آہنی پر آیا اسکے بھی دو ٹکڑے کر کے کاسۂ سر مین در آیا وہانسے
آگے بڑھکر تا پیشانی آ پہنچا تھا کہ خونریز نے دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گیا لیکن سر دوپارہ ہوگیا خون سر سے
مانند آب جاری کے بہنے لگا ہمہ تن خون مین تر ہوگیا سر گردن پر فرس کے رکھدیا جبتک اس طرف سے کوئی
سردار جائے اسنے بڑھکر حلقۂ زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کے لٹکا دے کے پشت فرس سے اٹھایا خونریز بوجہ
زخم کاری کے بیہوش ہوگیا تھا ملک ترسی نے اپنے عیار کے حوالے کیا اسنے لیجا کر طوق و زنجیر مین گرفتار کیا اور
جس جگہ قمور بن جمہور تھا اسی جگہ اسکو بھی قید کیا بعد گرفتار ہونے خونریز آہن کلاہ کے ملک
ترسی نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک اور سردار نامی اسکے مقابلہ کو گیا ملک ترسی نے اسکو
بھی زخمی کیا اور مرکب سے اٹھا کر ملک اردوان کوہی کے سپرد کیا اسی طرح تا شام بیس سردارون کو
زخمی اور اسیر کیا دوسرے روز پھر میدان مین آکر چند سردارون کو زخمی اور اسیر کرکے طبل بازگشت بجوا
کے میدان سے چلا گیا راوی بیان کرتا ہے کہ سات روز کے زمانہ مین قریب ساٹھ سرداران نامی کے ملک
ترسی نے زخمی اور اسیر کیے بعد سات روز لڑنے کے آٹھوین روز ملک ترسی نے طبل جنگ نہ بجوایا اور
اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ آج شب کو ایسی بزم طرب آراستہ کرو کہ جو بزم جمشید سے بھی اکثر تکلفات و خوبیون
مین بہتر ہو کیونکہ ہم بادہ خواری سے لطف اٹھائینگے اور رقص و نغمۂ نازنینان سے حظ حاصل کرینگے ملازمون
نے حسب الحکم اسطور سے بزم طرب آراستہ کی اس بزم عیش و عشرت کی مفصل تعریف تو ممکن نہین لیکن مختصر یہ
ہے کہ بمقتضائے

نظم

وہ زمرد کے خوبصورت جام
عطر دانون مین عطر مشک تمام
روشنی سے تھی بزم چرخ خجل
بید و میوہ تھا باغ جنت کا
تھے وہ گلدستون کے جابجا مین
ماہ کو بھی ہوا تھا بس سکتا

کونڈے الماس کی وہ نور انگیز
جنکو مینائے چرخ تاکے مدام
اوٹ چھپرون کی تھی جو کچھ ہوائے
نور سے بھر گئی تھی وہ محفل
تھالیان لعلون کی وہ نادر کار
وہ ظروف پر آب و تاب کہین
چاندنی شرمسار ہوتی تھی

آب یاقوت رنگ سے لبریز
کشتیون مین گلوریون کی بہار
حسن سے وہ ہوائے رشک لگائے
ڈالیان میوون کی تھین وہ بچھا
کہین سیخین کباب کی تیار
یہ قرینہ جو اس جگہ پہ ہوا
صدقے فصل بہار ہوتی تھی

جب اس طرح بزم عشرت آراستہ ہوئی ملک ترسی لباس پوشی ہنگام شب بزم مذکور مین آکر بالائے
تخت بیٹھا لاجورد شاہ بھی آکر دوسرے تخت پر بیٹھا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی جلسۂ
بزم طرب مین متمکن ہوا سوائے ان دیوون کے جملہ اہل دربار علی قدر مراتب آکے دربار مین بیٹھے لاجورد
شاہ نے چہار طرف بزم طرب کو خوب آراستہ دیکھکر تعریف کی ملک ترسی نے عرض کیا اے خداوند چونکہ مجکو
سرداران لشکر اسلام کی اسیری و گرفتاری سے بدرجۂ کمال خوشی کرنا منظور تھا اسوجہ سے یہ بزم طرب
اس عنوان سے آراستہ کرائی گئی ہے اب جس روز حمزۂ ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کو زخمی و اسیر
کرلونگا اس سے بہتر جشن کرونگا یہ کہکر ساقیون کو طلب کیا حسب الحکم ساقیان خوبرو حاضر ہوئے شیشۂ
صراحی اٹھا کر جام یاقوت و بلورین مین ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ کو شراب پلانے لگے ملک ترسی نے

شراب پی کر ساقیوں سے کہا یہ شراب اچھی تو ہے مگر بہت تیز نہیں ہے یہیں شراب تیز پلاؤ ساقیوں نے عرض کیا
کہ شراب دو آتشہ میخانہ میں ہے اور میخانہ بیرون بزم عشرت ہے فدوی جا کر ابھی لاتے ہیں یہ عرض کرکے دو تین ساقی
تو بزم طرب میں موجود رہے اور ایک ساقی کو مانند شراب تند کے تیز تر جانب میخانہ مذکور حسب حکم
کھینچا لیگیا حال اس ساقی کا تو آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال بارگاہ امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ جس روز ملک
ترسی نے بزم عشرت آراستہ کی تھی اس طرف بادشاہ لشکر اسلام دربار میں بعد فراغ نماز صبح میں تشریف
لاکر بالائے تخت حکومت جلوہ فرما ہوئے تھے امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر موجود تھے بصد ادب اپنے
اپنے دنگل پر بیٹھے تھے عیاران لشکر اسلام بھی علی قدر مراتب استادہ تھے عمرو ثانی کرسی جوہر پر بیٹھے
تھے یکایک بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر ثانی مخاطب ہوکے فرمایا ہرکاروں سے معلوم ہوا ہے کہ
آج ملک ترسی نابکار نے بزم عشرت آراستہ کی ہے خوشی اسکی ہے کہ قریب ساٹھ سرداروں کے زخمی اور
اسیر کیے ہیں اور اکثر سرداران لشکر اسلام چیدہ و منتخب اسیر و زخمی ہوئے ہیں نہیں معلوم کس وجہ سے ایسے
نامی سردار اس نابکار کے ہاتھ سے زخمی و اسیر ہوئے یہ وہ سردار ہیں کہ ملک ترسی کی تو کیا حقیقت
ہے ظاہر اک حقیر و کم قوت ہے اگر عفریت بھی انسے مقابل ہوتا تو اسکو بھی یہ سردار شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے
کرتے یہ سرداران نامدار ایسے نہ تھے کہ ملک ترسی ایسے حقیر شخص سے یوں زخمی و اسیر ہوتے ہمنے خود
سے ہر ایک سردار کو اس سے لڑتے ہوئے دیکھا جب ہمارے لشکر کے سردار نے بقوت تمامتر تلوار اسکے
سر پر لگائی ذرا بھی تلوار نے نہ کاٹا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شے ایسی ملک ترسی کے پاس
ہے کہ وہ ایسے ایسے نامی سرداروں پر غالب ہوا اور کسی سے مغلوب نہوا بس ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے
لشکر سے کوئی عیار جائے اور کسی تدبیر سے دریافت کر آئے کہ ملک ترسی کے پاس کیا چیز ہے کہ اسکے سبب
وہ اپنی لڑائیوں میں غالب رہا ہر لڑائی میں چند سرداران نامی زخمی کر گیا ہے یا انھیں اسیر کر لیگیا ہے یہ فرما کر
خاموش ہوئے امیر ثانی نے عیاروں کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا تمنے سنا جو ظل اللہ جہاں پناہ نے فرمایا
پس تم میں کون ایسا عیار فن عیاری میں کامل و اکمل ہے کہ بفن عیاری اس شے سے آگاہ ہو جو پاس ملک
ترسی کے ہے جسکی وجہ سے وہ ہمارے سرداروں پر بوقت جنگ غالب ہوا ہے ہنوز امیر ثانی یہ فرما کر
خاموش ہوئے تھے کہ اپنی جگہ سے چالاک ثانی اور رضوان بن عمرو وغیرہ چند عیار دست بستہ آگے بڑھکر
عرض کرنے لگے ای امیر یا تو قید ہم جاتے ہیں اور اس عقدۂ لاحل کو حل کرکے ابھی آتے ہیں امیر ثانی نے
فرمایا تم میں سے جو کوئی عیار اس شے کے حال سے ہمیں آگاہ کریگا یا اس شے کو ملک ترسی سے کسی عنوان سے
لے آئیگا ہم اسے انعام کثیر دینگے مالا مال کر دینگے عمرو ثانی نے جو ذکر انعام و مال کثیر کا سنا منھ میں لالچ سے پانی بھر آیا
بیتاب ہوکر کرسی مذکور سے اٹھکر باادب تمام عرض کرنے لگا ای امیر ثانی ان عیاران نالائق سے ہرگز اس
کام کا انصرام نہوگا یہ نادان جھوٹے ہیں انکو اس عیاری میں مطلق تمیز نہیں ہے وہاں جا کر کیا کار نمایاں
کرینگے سوائے میرے اور کوئی عیار اس کار دشوار کا انصرام کر نہیں سکتا لہذا مجھکو ایک شب کی مہلت دیجائے
اور زر انعام جو تجویز کیا ہو تو ابھی سرکار سے مرحمت ہو یا جمع کرا دیا جائے امیر ثانی نے جواب دیا قبل انصرام کار
انعام نہ دیا جائیگا ہاں زر انعام جمع کر دیا جائیگا عمرو ثانی یہ سنکے خوش ہوا چالاک ثانی وغیرہ عیار
طرار گفتگوئے عمرو ثانی سنکے کچھ عیار بخوف و لحاظ بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی اپنے دل میں او بچھا ہے

آہستہ کہنے لگے کہ ہمکو تاوقتیکہ مجبور کرے کہتے ہیں عیاری میں مقابلہ کریں تو حال کھل جائے مشہور ہے ادنجی دوکان
پھیکا پکوان عیاران لشکر تو باہم گفتگو کرکے اپنی اپنی جگہ پر مصروف رہے لیکن عمرو ثانی بارگاہ سلیمانی سے نکل کے
جانب لشکر ملک ترسی بشکل قلندر روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا دیکھا بجالتا اہل لشکر سے ہمکلام ہوتا ہوا سمت
میخانہ گیا ہر چند چاہا کہ در میخانہ پر بیٹھے اور منتظمان میخانہ کو کسی طور سے بیہوش کرے لیکن ممکن نہو اکسی نے باوجود
طلب ساغر میں ایک قطرہ بھی شراب کا نہ دیا اور قریب میخانہ بھی بیٹھنے نہ دیا کیونکہ وہاں انتظام عیار ملک
اردوان کوہی کا تھا عمرو ثانی مجبور ہو کر وہاں سے پلٹا تھا کہ اثنائے راہ میں دیکھا ایک ساقی
ایک کشتی مے جسمیں کئی صراحیاں اور شیشۂ مے مع جام و ساغر یاقوت و الماس نہایت عجلت سے لیے ہوئے
جانب بزم عشرت جاتا ہے بہت گھبرایا ہوا ہے خود بھی کہتا جاتا ہے دیر زیادہ ہوئی ہے دیکھیے ملک ترسی خفا
ہوتا ہے یا کوئی سزائے سخت دیتا ہے عمرو ثانی نے اسے آتے دیکھکر میدان میں اور کسی کو نہ پاکر ٹھہر گیا جب
وہ قریب آیا پوچھا بابا یہ کشتی مے کہاں لیے جاتا ہے کچھ شراب اسمیں سے ہم فقیروں کو بھی دیگا تیرا بھلا ہوگا
اُسنے جواب دیا ای قلندر یہ شراب نہایت تند و تیز ہے ملک ترسی کیواسطے حسب الطلب لیے جاتا ہوں اسمیں سے
تو نہ دونگا لیکن اور شراب وہانسے واپس آکے ضرور دونگا تم میرے واسطے دعا کرو کہ بادشاہ مجھپر عنایت
کرے کیونکہ بادشاہ نے مے تند طلب کی تھی اور مجھکو دیر بہلانے میں ہوئی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے قلندر نے جواب
دیا بابا کیوں عتاب بادشاہ سے خائف ہے میں تجھو ایسی ایک شی دیتا ہوں کہ اسکی وجہ سے بادشاہ تیرا تجھ
سے ہرگز ناراض نہو گا بلکہ خوش ہو کر انعام کثیر دیگا اُسنے خوش ہو کر کہا شاہ جی معلوم ہوا کہ تم صاحب کمال ہو
وہ شے جو عتاب بادشاہ کو سہل مہربانی کر دے جلد مجھے دو اسکے عوض میں ایسی شراب پلاؤنگا کہ تمنے اپنی
زندگی میں کبھی نہ پی ہوگی اور جو انعام سرکار شاہی سے مجھے ملیگا اسمیں سے بھی میں کچھ پیش کرونگا قلندر مذکور
نے یہ سنکے ایک چھوٹی سی شیشی اپنی جھولی سے نکالی اور کہا بابا دیکھو اسمیں عطر ہے اس عطر کی یہ خاصیت ہے اور یہی
تو اثر ہے کہ اگر بو اسکی مشام دشمن تک بھی پہونچے تو وہ دوست دلی ہو جائے آمیں تیرے لباس میں تھوڑا سا
لگا دوں جب وہ قریب آیا قلندر نے عطر مذکور کسی قدر اسکے لباس میں لگا کر شیشی عطر مذکور کی اسے سنگھائی
چونکہ وہ عطر بیہوشی آمیز تھا فی الفور ساقی بیہوش ہوا قلندر نے اسکو تو ایک جھاڑی میں ڈالدیا اور رنگ
و روغن سے اسکی شکل بنکر اسی کا لباس پہنکر کشتی مے لیکر جلد تر سوئے بزم طرب روانہ ہوا بعد قطع راہ
داخل بزم ہوا دیکھا عجب تکلف سے بزم آراستہ ہے کہ لائق تعریف کے ہے غرضکہ بزم طرب پر نظر کرتا ہوا اہل بزم کو
دیکھتا ہوا اور کشتی سے ایک شیشہ و ساغر لیکر شراب کو حسب دلخواہ بیہوشی آمیز کرکے کسی پر کچھ ظاہر
نہ ہوا کہ اس ساقی نے شیشۂ مے میں کیا شے شامل کی ہے شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا ناز و انداز سے آگے
قدم بڑھاتا ہوا سامنے ملک ترسی کے پہونچا پھر شیشہ سے ساغر میں شراب تند انڈیل کر ہاتھوں
پر ساغر رکھکر ملک ترسی کو دیا اُسنے ساغر لیکر شراب ناب پیکر کہا ہاں یہ شراب تند اچھی ہے یہی شراب
اہل بزم کو بھی پلا ساقی نے عرض کیا خداوندی حکم بجا لاؤنگا جب ساقی مذکور شاہ مذکور کو کئی جام شراب سے بھر کر
دیچکا اور وہ شراب پی چکا حسب الحکم اہل بزم کو بھی وہی شراب بیہوشی آمیز پلانے لگا تھوڑی دیر میں جملہ اہل
بزم کو وہ شراب پلائی یہانتک کہ لاجورد شاہ اور صلصال کو بھی وہی شراب پلائی اب صرف تنجکان
بن تنجک باقی رہگیا جسوقت ساقی مذکور جام مے لیکر اسکے سامنے گیا اُسنے سراپا پر نظر کرکے آہستہ کہا سبب مجھے تو

معاف فرمائیے شراب نہ پلائیے مین آپ سے آگاہ ہوگیا آپ کچھ اندیشہ مجھ سے نہ کیجیے گا مین خلل انداز عیاری نہ
ہونگا جو کچھ آپ نے چاہا وہ کیا اور جواب مناسب ہو کیجیے مین دخل نہ دونگا حال آپ کا کسی پر ظاہر نہ کرونگا
اچھا ہوا آپ تشریف لائے بہت دنون سے مین نے آپ کو نہ دیکھا تھا اسوقت مشرف بزیارت ہوا عمرو
ثانی نے کہا اے ججگان جب سے تم ہمراہ لاجورد شاہ کے ہو آجتک تم نے ہزارون شرارتین کین ہین تمہاری
بات کا اعتبار نہین ہے ضرور اسوقت بھی تم کوئی شرارت کروگے بہتر یہ ہے کہ شراب پی لو یہ کہکر خنجر کی جانب
دیکھا اور چاہا کہ خنجر کھینچکر نوک خنجر سے اذیت پہونچائے ججگان سمجھ گیا کہ عمرو ثانی کے خلاف عمل کرنا اچھا
نہین ہے یہ خنجر سے ضرور صدمہ پہونچائین گے یہ سمجھکر نہایت عجز سے کہنے لگا اگر مناسب ہو تو شراب نہ پلائیے
اسکے عوض جو اشرفیان مین نے واسطے نذر حضور کے جمع کی ہین وہ لے لیجیے نذر قبول کیجیے عمرو ثانی
نے کہا نذر ہم قبول کرینگے اشرفیان لاؤ اور یہ بتاؤ کہ ملک ترسی کے پاس کیا شے ہے کہ اسکے سبب سے سرداران
اہل اسلام پر غالب آتا ہے اگر نہ بتاؤ گے اور جھوٹ کچھ بھی کہوگے تو ابھی اسی خنجر سے تمکو ہلاک کرکے چلا
جاؤنگا ججگان نے خیال کیا کہ اسوقت عمرو ثانی کو بدرجہ کمال غصہ ہے اگر تو جھوٹ بولا یا کوئی شرارت
کریگا تو ضرور یہ تجھکو مار ڈالین گے جان تیری مفت جائیگی مناسب وقت یہی ہے کہ سچ بول کوئی شرارت نہ کر
حال انکے آنیکا کسی پر ظاہر نہ کر جو یہ پوچھتے ہین صاف صاف انسے بتا دے انکے ہاتھ سے جان اپنی بچا ورنہ
یہ ضرور تجھکو مار ڈالین گے انکے نزدیک مار ڈالنا کیا مشکل ہے یہ باتین دل مین کرکے کہنے لگا اگر مین بتادون
پھر تو مجھے قتل نہ کیجیے گا عمرو ثانی نے کہا ہم نہین قتل نہ کرینگے اسنے کہا ملک ترسی کے پاس ایک خفتان سحر ہے وہ
اسوقت بھی زیر لباس پہنے ہے اسی کی وجہ سے ہنگام جنگ اہل اسلام پر غالب آتا ہے خفتان اسکی دختر ماہ طلعت جادو
نے اسکو دی ہے لیجیے اب مین نے صاف صاف کہدیا اب آپکو جو مناسب ہو کیجیے عمرو ثانی نے تمام حال اس سے دریافت
کرکے اور اشرفیان سب کی آنکھ بچا کے اس سے لیکر کہا کہ یہ جام شراب ہمارے ہاتھ سے لیکر پی لو اسی مین ہماری خوشی
ہے ججگان نے مجبور ہوکر جام لیکر شراب پی لی ہنوز ججگان شراب پی رہا تھا کہ ملک اردوان کوہی عیار ملک ترسی
بھی انتظام شرابخانہ کا کرکے عیاران لشکر اسلام کی عیاری کرنے کے خیال سے شرابخانہ کو دیکھ بھال کر بزم عشرت مین
آیا ملک ترسی کو دیکھا کہ نشہ مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے یہ اسے سلام کرکے اپنی جگہ پر بیٹھے جو کرسی
واسطے اس کے مقرر تھی بیٹھا عمرو ثانی کہ بصورت ساقی تھا شیشہ و ساغر لیکر اس کے بھی سامنے گیا
پہلے شراب سادہ کا جام دیا اسنے شراب کو دیکھکر بیہوشی سے صاف و پاک پاکر شراب پی پھر اور جام شراب
ساقی سے طلب کیا ابکی مرتبہ ساقی مذکور نے شراب بیہوشی آمیز ساغر مین بھرکر سامنے ملک اردوان
کوہی کے پیش کی اس نے ابکی مرتبہ کچھ بھی غور و فکر نہ کی اور بے خوف و خطر ساغر لیکر شراب پی لی بعد
اسکے جو ساقی اور دیگر ملازم دربزم پر بادہ کشی سے محروم رہے تھے انکو بھی یہ کہکر وہی شراب پلائی کہ بادہ
آج شب عشرت ہے بزم طرب آراستہ ہے سب میکشی مین معروف ہین تم بھی شراب پیو شراب کی کشید مین
ملک ترسی کا روپیہ صرف ہوا ہے ہمارا کیا نقصان ہے کہ ہم تمکو نہ دین اور بادہ کشی سے محروم رکھین انھون نے
پینے کے اسکی تعریف کی کہ تم نہایت نیک ہو الغرض جسوقت جملہ اہل بزم وغیرہ شراب پی چکے اور انکو نشہ
ہوا باہم حجت و تکرار کرنے لگے کسی نے کسی سے کہا کہ دیکھو یہ ساقی دربار مین پیر کس خوبی سے آتا ہے اور
شراب پلاتا ہے اسنے اسکو جواب دیا کہ تو نہایت بیعقل و نالائق ہے اسے بیان دریا کہان ہے فرش سفید نفیس بچھا

لگا کہ اب دربار تباہی کیا چاہتا ہے اسکی تقریر سنکے اُسنے کلمات سخت کہے اسی طرح کسی نے کسی کو دیکھکر کہا واہ
واہ تم بیٹھے ہو اور تمہاری مونچھوں پر دو کوے بیٹھے ہوے کریال کر رہے ہیں تمسے یہ بھی نہیں ہوتا کہ انہیں
ہنکا دو یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ مونچھیں اسکی پکڑ کے زور سے نوچ لیں اُسے غصہ آیا اُسنے اُسے ایک طمانچہ مارا اور
کہا او نالائق یہ کیا حرکت بیہودہ کی ہماری مونچھیں نوچ لین مرد ہم ہیں ذلیل کیا مطلق تجھے خوف نہ کیا ہم وہ
ہیں کہ بہادران عالم میں ہمارا مثل نہیں ہے اسنے کہا نیکی برباد گناہ لازم واہ ہمنے تو کوے ہنکا دیے تم ناراض
ہوتے ہو اور اپنی دلاوری ظاہر کرتے ہو بس چپکے بیٹھے رہو ورنہ دیکھنا کہ میں بھی تجھ جیسا کمزور نہیں ہوں کہ
تمسے دبوں ابھی ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤنگا تمہارے سر و تن میں جدائی ہو جائیگی ساری دلاوری و بیہودہ
گوئی بھول جاؤگے سیدھے سوے عدم چلے جاؤگے وہ یہ کلمات سنکے نہایت برہم ہوکے آمادۂ جنگ ہوتا
تھا اسی طور سے ہر ایک نابکار ہر ایک کافر سے عالم نشۂ شراب بیہوشی آمیز میں بیہودہ کلمات کہتا تھا
بحث و تکرار ہوتی تھی آخر کار بعد تکرار بسیار وہ نابکار واسطے کارزار کے اٹھے ملک اردوان کوہی یہ
حال دیکھکر واسطے انکے منع کرنے کے اپنی جگہ سے اٹھا ادھر یہ اٹھا ادھر وہ لوگ اٹھے نوشی بادہ کے سبب
سے گرے اور بیہوش ہوے ملک اردوان کوہی نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ دوڑ کر انہیں اٹھائے ہنوز
ایک یا دو قدم بڑھانے تھے کہ وہ بھی ہولکے فرش پر گرکے بیہوش ہوا جب اہل بزم کا یہ حال ہوا
صلصال و لاجورد شاہ و ملکہ سنگ بخشان بھی اپنی اپنی جگہ سے باین خیال اٹھے کہ ان سب کو دیکھیں
کہ یہ لوگ کیوں اشکر گرپڑے انکا اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے انکو ایسا طمانچہ مارا کہ چکر کھاکر یہ سب بھی گرے
اور بیہوش ہوگئے جب کل اہل بزم بیہوش ہو چکے ساقی مذکور نے نعرہ کیا کہ منم عمرو ثانی استاد کافران
نابکار اب دیکھو کہ میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں یہ نعرہ کرکے رنگ و روغن نکالکر جلد جلد اہل بزم کی صورتیں
تبدیل کیں کسی کی صورت کو مانند بندر کے بنایا کسی کو بشکل خنزیر بنایا کسی کا کالا منہ کیا کسی کی ڈاڑھی مونچھیں
مونڈیں اور سب کے کپڑے اتار لیے صرف پھٹے پرانے کپڑے کی لنگوٹیاں باندھ دیں بعد اسکے تمام بزم
عشرت کو لوٹ لیا کوئی شے وہاں باقی نہ رکھی ہر ایک چیز اٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کی ملکہ ترسی کی پوشاک
بھی اتار لی اور وہ ختنان سحر بھی سنے کی تختہ اسکا کالا کرکے اسکے پہلو میں ملک اردوان کوہی کو ایک
زن خوبرو کی صورت بنا کر لٹا دیا اور ایک پرچہ اس مضمون کا لکھا کہ اے ملک اردوان کوہی آگاہ ہو
کہ منم عمرو ثانی دیکھ یوں عیاری کرتے ہیں اور بزم عشرت کو یوں تباہ و برباد کرتے ہیں اور تجھ ایسے
نادان و نالائق عیار کو یوں بیہوش کرکے اپنا مطلب دلی حاصل کرکے ختنان سحر لیکے چلے جاتے ہیں
اور تجکو ایک نادان و احمق عیار جانکے تیرے حال پر رحم کھاتے ہیں ورنہ خنجر آبدار سے سر تیرا کاٹ لیتے
بس اس احسان کے عوض میں تجکو لازم ہے کہ ملکہ ترسی سے کہدینا کہ اے ملکہ ترسی کفر سے باز
آ دین اسلام اختیار کر اطاعت و فرمانبرداری بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کی قبول کر ورنہ
پچھتائیگا اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا سوا اسکے اے ملک اردوان کوہی تو بھی کفر سے باز آ میری
شاگردی اختیار کر کچھ عیاریاں مجھ سے سیکھ لے ورنہ تو بھی پچھتائیگا پھر اس پرچہ مذکور کو اردوان کوہی
کے گلے میں ایک ڈورے سے باندھ دیا بعد اسکے تخت گان کو بصورت ایک نازنین بنا کے لاجورد شاہ
کے پہلو میں لٹا دیا بعد ازاں بیرون بزم آکر بخوف و خطر اپنے لشکر کی طرف چلا بعد قطع راہ اسوقت دربارگاہ

سلیمانی پر پہونچا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست نہ کیا تھا کہ عمرو ثانی اندر بارگاہ سلیمانی کے گیا امیر ثانی نے پوچھا اے خواجہ کہو کچھ حال دریافت کرکے آئے یا خوف ملک اردوان کوہی سے بے نیل و مرام چلے آئے خواجہ عمرو ثانی نے عرض کیا یہ خاکسار گیا تھا عیاری کرکے اہل بزم کو بیہوش کرکے ملک ترسی سے خفتان لے کر اور ملک اردوان کوہی کو بیہوش کرنے کے بصورت زن خوبرو بناکے پہلو سے ملک ترسی میں لٹا کے خدمت عالی میں حاضر ہوا ہے وہ عیار نابکار کیا ہے کہ جو میں اُس سے غافل ہوتا اور بے عیاری کئے واپس آتا یہ عرض کرکے وہ خفتان سحر نکال کر روبرو دے امیر ثانی لے گیا امیر ثانی نے خوش ہو کر خفتان مذکور لیکر انعام کثیر دیا بادشاہ لشکر اسلام بھی خفتان مذکور کے لے آنے سے عمرو ثانی سے خوش ہوئے اور اُسی وقت دربار برخاست کیا جملہ اہل دربار عمرو ثانی کی تعریف کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام میں گئے جب وہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ نسیم صبح چلنے کی ٹھنڈی ہوا سے ملک ترسی کو کسی قدر ہوش آیا اپنے پہلو میں زن خوبرو کو پاکر اسے اپنی جانب بقصد ہم بستری کھینچا وہ زن خوبرو یعنے ملک اردوان کوہی بھی ہوشیار ہوا تھا بیہوشی دفع ہو چکی تھی اُسنے آنکھ کھول کر عجب حال دیکھا نہایت شرمندہ اور خجل ہو کے ملک ترسی کے پہلو سے اٹھنے لگا شاہ مذکور نے کہا اے جان من اس وقت میرے پہلو سے اٹھکر کہاں جاتی ہے اسنے کہا اے بادشاہ غضب ہوا ذرا ہوشیار ہو کر رنگ بزم دیکھئے معلوم ہوتا ہے کوئی عیار لشکر اسلام کا یہاں آیا تھا اسنے عیاری کرکے بزم طرب کو درہم برہم کیا سب کو ننگا کیا کپڑے اتار لئے لنگوٹیاں باندھ دیں رنگ و روغن سے سب کے منہ کالے اور سرخ کر دیئے ہیں مجکو زن خوبرو خیال کیجئے میں ملک اردوان کوہی ہوں مجکو بھی وہ نابکار بیہوش کرکے بصورت زن خوبرو بنا کے چلا گیا ہے آپکو بھی ننگا کر گیا ہے ذرا آئینہ میں اپنی صورت دیکھئے عجب صورت آپکی بنی ہے ملک ترسی یہ سن کے بخوبی ہوش میں آ کے اٹھا اور اپنا حال اور تمامی اہل بزم کی صورتیں دیکھ کر پہلے تو بے اختیار ہنسا بعدہ برہم ہو کر کہنے لگا او نا عیار تو موجود تھا اور عیار لشکر اسلام کا یہاں آیا اور سب کو اس نے بیہوش کیا اور یہ صورتیں سب کی بنا کے بزم کو لوٹ لے گیا تجھ سے کچھ نہ ہو سکا تو کیسا عیار ہے دعوای عیاری کا کرتا ہے ابھی ملک ترسی یہ کہہ رہا تھا کہ سنجگان شیطان بارگاہ خداوند لاجوردشاہ ہوشیار ہو کے اٹھا اپنی تسلین زندہ باد کرکے کہنے لگا خیر ان جناب نے یہ صورت بنا کے مجھ پر رحم کیا قتل نہیں کیا یہ کہکر ملک ترسی سے کہا اے بادشاہ ملک اردوان کوہی پر کیوں اسقدر عتاب ہے یہ ہر چند عیار ہے مگر عمرو ثانی کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے آخر یہ بیچارہ کیا روک سکتا ہے وہی اس جگہ تشریف لائے تھے عیاری کرکے سب کو بیہوش کرکے چلے گئے ہیں اور دیکھئے ایک پرچہ کاغذ کا اُس پر کچھ لکھا ہوا ہے آپکے عیار ملک اردوان کوہی کی گردن میں باندھ گئے ہیں ملک ترسی نے خود اردوان کوہی کی طرف غور سے دیکھکر کہا دیکھو تو اس پرچہ میں کیا لکھا ہے اسنے حرف بحرف پڑھ کے سنایا بعدہ کہا خیر اسکا عوض لونگا اگر بدلا اس کا نہ لیا اور عمرو ثانی کو اپنا کمال نہ دکھایا تو میں عیار نہیں ملک ترسی نے اُسکی تقریر سنکے اپنے سراپا پہ نظر کی اور نہایت شرمندہ ہو کر کہا اُسکی اس عیار نے مجکو بھی برہنہ کر دیا تاج و لباس اور خفتان لے گیا اسکے مجکو صدمہ خفتان کے لیجانے کا ہوا کاش کر وہ یہاں آیا تھا تمام بزم کو لوٹ لیتا مگر خفتان نہ لیجاتا کیونکہ خفتان مذکور گویا ایک تعویذ تھا میری حفاظت جان کا اب اہل اسلام سے دیکھئے کیونکر بچتا ہوں یہ کہکر مغموم ہوا اس اثنا میں لاجوردشاہ اور صلصال وغیرہ جملہ اہل بزم ہوشیار ہوئے سب نے اپنا اپنا حال خراب دیکھا بہت شرمندہ ہوئے

ایک دوسرے سے پوچھنے لگا یہ کیا آفت آئی خداوند نے یہ کیسی تقدیر نامعقول کی ہم کو ننگا کردیا رنگ و روغن سے
کالا منھ کردیا کچھ کفار نے جواب دیا ہاں ہاں خداوند کو کچھ نہ کہو یہ تقدیر اُنھوں نے نہ کی ہوگی پہلے دریافت تو کرلو کہ یہ کیا
واقعہ ہوا ہے پھر کچھ کہنا جب معلوم ہوا کہ **عمرو ثانی** نے عیاری کی ہے اور یہ حال بنایا ہے ہر ایک منفعل ہوا اور پچھتا
نے لگا ہم نے خداوند کو ناحق برا بھلا کہا یہ لوگ تو شرمندہ و منفعل تھے لیکن وہ نازنینان خوبرو جو واسطے
رقص و نغمہ کرنے کے مع اپنے سازندوں کے دربار میں آئی تھیں جب وہ ہوشیار ہوئیں اور اُنھوں نے اپنے تئیں
لنگوٹی بندھا ہوا دیکھا حیا سے سر جھکا لیا شرم سے پسینہ آگیا بعد اس کے اپنے سازندوں سے کہا
تمھیں معلوم کون مردا موذی کا نامحرم تھا کہ اسنے ہمارا یہ حال کیا ہے ہائے پشواز اور پائجامہ اور انگیا کرتی تک ہماری
اُتار لیگیا ہمیں بیہوش کرکے چلا گیا نہیں معلوم بعد بیہوش کرنے کے اسنے کیا کیا فعل کیا ہوگا کس عضو کو چھوا ہوگا ننگا
کھلا دیکھا ہوگا سازندوں نے جواب دیا بیوی جو ہونا تھا وہ ہوا اب کچھ رنج برہنہ ہونے کا نہ کرو تم یہ خیال کرو
کہ جیسے تمہارے عشاق نے تمکو ننگا کھلا دیکھا ہے اور جا بجا اعضا پر ہاتھ لگایا ہے اُسی طور سے ایک اسنے بھی دیکھ
بھال لیا ہوگا اسکے اس فعل سے تمہارا کیا نقصان ہو گیا اگر اسنے کوئی فعل بھی کیا ہوگا تو کچھ اسی کا نقصان ہوا ہوگا
رنڈیاں اپنے سازندوں سے یہ تقریر سنکے خاموش ہو رہیں ہنوز جملہ اہل بزم بیہوشی سے ہوشیار ہو کے اور
اپنی برہنگی پر نظر کرکے افسوس کررہے تھے ناگاہ **ملک ترسی** نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ جلد تر واسطے جلسے
اور خداوند کے اور تمامی اہل بزم کے واسطے پوشاک و لباس حسب قدر و مراتب لاؤ چنانچہ بمجرد حکم خدام گئے اور
پوشاک و لباس موافق ہر ایک مرد و زن کے لے کر آئے پہلے **لاجورد شاہ** اور **ملک ترسی** اور **صلصال** اور
ملک اردوان کوہی اور **زنجگان** نے پوشاک و لباس بعد دور کرنے رنگ و روغن کے پہنا بعدہ
ہر ایک اہل بزم نے کپڑے پہنے رنگ و روغن چہرے سے دور کیا نازنینان خوبرو کپڑے پہن کے اور
انعام سے بھی دست بردار ہو کے جان بچی اس کو غنیمت جان کر مع اپنے سازندوں کے عیاری کرنیوالے کو گالیاں
کوستے دیتی ہوئی بزم سے چلی گئیں **ملک ترسی** اور **لاجورد شاہ** وغیرہ بھی بزم سے اٹھکر اپنی بارگاہ
و خیام میں گئے جب آفتاب نہان ہوا اور ماہ بالائے فلک عیان ہوا **ملک ترسی** بارگاہ سے برآمد
ہو کر دربار میں بالائے تخت حکومت آکے بیٹھا اہل دربار بھی حاضر دربار ہوئے **لاجورد شاہ** اور **زنجگان**
بھی آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے جب دربار خوب آراستہ ہو چکا **ملک ترسی** نے **ملک اردوان کوہی**
کو طلب کیا جبدم وہ آیا **ملک ترسی** نے اس سے کہا او نمک حرام استے دنوں سے تو ہمارا نمک کھاتا ہے
اور کچھ خیال ہماری جان و آبرو کا نہیں کرتا ہے شب گذشتہ عیار نے آکے ہمارا اور تیرا مع جملہ اہل بزم کے کیا حال کیا
اگر وہ چاہتا تو سب کو قتل کرتا تو کیسا عیار ہے اسی نادانی و غافل ہونے پر دعوای عیاری کا کرتا ہے اپنی حفاظت جان و
آبرو تو نہ کرسکا اوروں کی کیا حفاظت کرتا اور اب کیا کرے گا جلد دور ہو میرے سامنے سے آجتک میں تجکو عیار کامل سمجھا کیا اس وقت
سے عیار ناقص بلکہ ناعیار جانتا ہوں تیری حفاظت نہ کرنے سے میری آبرو ریزی ہوئی بزم کو عیار نے آکے لوٹ لیا تجکو بھی
اپنی عیاری کا کمال دکھا گیا کپڑے تیرے بھی اتار کر عورت کی صورت بنا کے میرے پہلو میں لٹا گیا اگر تو کچھ شرم و غیرت رکھتا
تو اسوقت زندہ نہ رہتا اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں ہلاک کرتا ذلیل و خوار ہو کر عیار کے ہاتھ سے زندہ نہ رہتا اور زندہ
بھی رہتا تو جو منھ سے کہا تھا اس کے ایفائے وعدہ میں کوشش کرتا **عمرو ثانی** کی عیاری کے جواب
میں تو بھی کوئی نادر عیاری کرتا سرداران لشکر اسلام کو جا جا کر بیہوش کرکے لے آتا کچھ تو اپنے کمال

کر ظاہر کرتا ملک اردوان کوہی نے سر جھکا کر دست بستہ عرض کیا واقعی جو حضور نے ارشاد فرمایا درست ہے مجھ سے غفلت ہوئی بیشک میں نے دھوکا کھایا عمرو ثانی میرے دھوکا کھانے سے عیاری کر گیا مجکو اس کی عیاری کر جانے کا اور اپنے دھوکا کھانے کا چندان ملال نہیں ہے کیونکہ بڑے بڑے کامل اپنے اپنے فن میں بعض اوقات دھوکا کھا جاتے ہیں نامی و نامور بہادر دشمنوں کے ہاتھ سے قتل و زخمی ہو جاتے ہیں اگر میں نے بھی دھوکا کھا گیا تو کیا ہوا اس دھوکا کھانے کا اور عمرو ثانی کی عیاری کرنے کا کچھ ایسا صدمہ نہیں ہے جو حضور سے کہا ہے وہ ضرور کرونگا آج کی شب دیکھیے کیا کرتا ہوں ملک ترسی تو اپنے عیار کی تقریر سنکر خاموش ہو رہا لیکن لاجورد شاہ نے گفتگوے عیار مذکور سنکے کہا اے ملک ترسی اے بندہ خاص میں آگاہ ہو کہ کل جیسے وہ تقدیر کی تھی کہ عمرو ثانی کے ہاتھ سے اہل بزم کو ننگا کرا دیا تھا اور خود بھی شمول حال اہل بزم ہو گئے تھے آج یہ تقدیر کی ہے کہ ملک اردوان کوہی سے سرداران اہل اسلام کو بیہوش کرکے متواتر آئے گا اسکو خلعت دینا چاہیئے اسپر غصہ بیکار ہے اسکی کیا خطا ہے ملک ترسی نے پوچھا اے خداوند ایسی تقدیر آپ نے کیوں کی کہ جس سے ہم سب کی اور آپکی بھی آبروریزی ہوئی لاجورد شاہ نے جواب دیا تمکو ہماری مصلحت میں کیا دخل ہے جو مناسب جانتے ہیں کرتے ہیں یہ کہکر شہزادگان کی جانب دیکھا وہ سمجھ گیا کہ لاجورد شاہ یہ چاہتا ہے کہ میں اسوقت اسکے سخن کو اپنی تقریر سے رونق دوں یہ سمجھکر ملک ترسی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے شاہ واقعی اسکے امور میں کسی کو کیا دخل ہے دیکھیے ساتھ اہل بزم کے خود بھی برہنہ ہو جانا گوارا کیا عمرو ثانی نے منہ کالا کیا اسے بھی منظور کیا اس نے مجکو عورت بناکے لنگے پہلو میں بٹھا دیا اسکو بھی انھوں نے پسند کیا کل اہل بزم کو عمرو ثانی نے لوٹ لیا آپ کا لباس اور تاج مرصع اتار لے گیا یہ بھی ان کو برا نہ معلوم ہوا بلکہ کسی وجہ اور کسی مصلحت سے کہ اُس کو میں نہیں جانتا یہ سب امور کئے ملک ترسی تو سنکے خاموش ہو رہا اہل دربار میں سے بعض بعض نے اپنے دل میں کہا عجب بیہودہ خداوند ہے کہ ایسے ایسے امور کرتا ہے کہ اوروں کے ساتھ اپنی بھی ذلت و توہین گوارا کرتا ہے جب کرتا ہے ایسی ہی نالائق تقدیر کرتا ہے مسلمانوں سے بھاگتا پھرتا ہے نہیں معلوم کتنی جگہ سے بھاگ کر یہاں آیا ہے حاکم کوہ شفق سے پناہ لی ہے باتیں واہیات کرتا ہے امور نازیبا اس سے وقوع میں آتے ہیں کچھ قدرت وطاقت نہیں رکھتا ہے اگر کچھ قدرت رکھتا ہوتا تو اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست پے در پے کھا کر یہاں آتا سب کو غارت کر دیتا اگر یہ کہیے کہ اہل اسلام پر رحم کرتا ہے بندہ جاہل جان کر اُن پر غضب و قہر نازل نہیں کرتا ہے تو یہ بھی کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ جو شخص قدرت رکھتا ہو وہ یوں اپنے دشمنوں پر رحم کرکے ذلت اٹھاکے بھاگتا پھرے ہمکو تو اسکی خداوندی میں شک ہے چندے اور دیکھتے ہیں اگر اسنے کوئی تقدیر معقول کی تو خیر ورنہ ہم تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جائینگے اس حرام زادے پر لعنت کرینگے اور بقول اہل اسلام کے اس کو ایک شیطان گمراہ کنندہ جانینگے پہلے اہل اسلام کا یہ کہنا کہ لاجورد شاہ بھی ایک بندۂ خدا ہے اور مانند شیطان کے مردم کو بہکاتا ہے ہمکو برا معلوم ہوتا تھا اب ہمیں یقین ہے کہ وہ سچ کہتے ہیں کہ یہ کیسا خداوند ہے کہ مانند ہمارے کھاتا ہے اور پیتا ہے اور جاگتا ہے اور سوتا ہے بول و براز کی اس کو احتیاج ہوتی ہے کسی امر پر قادر نہیں ہے خلاف خداوندی ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں غرض کچھ نہ کچھ بات ہے ہمکو اسکی خداوندی میں شک آگیا ہے چند روز اور دیکھتے ہیں بعدہ مسلمان ہو جائینگے دین اہل اسلام کا ہمیں نہایت اچھا

معلوم ہوتا ہے ان کا خدا بھی لائق سجدہ اور پرستش ہے ہر حال مین خدا انکی مدد و اعانت کرتا ہے روز بروز دین اسلام کو
ترقی ہوتی جاتی ہے دوسرے دین گھٹتے جاتے ہین خصوصًا دین لاجوردپرستی کو ضعف ہوگیا ہے آج
کل خداے اہل اسلام کا زور بڑھا ہوا ہے بقول اہل اسلام اسنے آسمان و زمین و آنچہ مافیہا کو خلق کیا ہے انکی
یہ لوگ پرستش کرتے ہین اور اسی کے حکم سے نماز پڑھتے ہین کس خوبی سے طاعت کرتے ہین بے اختیار دل ہی چاہتا ہے کہ ہم
بھی انھین مین شامل ہوجائین دین لاجوردپرستی کو ترک کرین مسلمان ہوجائین لیکن ابھی نہین کچھ دنون اور
لاجوردشاہ کو دیکھ لین کہ کیسی کیسی تدبیرین کرتا ہے بعدہ اس دین سے ہاتھ اٹھاینگے بعض اہل دربار کا
تو یہ عزم ہے جو لکھا گیا لیکن ملک اردوان کوہی تقریر لاجوردشاہ اور ملک ترسی پلاس پوشش
سکے عرض کرنے لگا یہ نمک خوار اسی وقت جاتا ہے تدبیر عیاری کی کرتا ہے یہ عرض کرکے بیرون بارگاہ آیا اور
شاگردون کو جمع کیا آہستہ انسے کچھ باتین کین انھون نے عرض کیا ہم حاضر ہین جو ارشاد ہوا ہے ایسا ہی کرینگے ملک
اردوان کوہی شاگردون کو کچھ سمجھا کے اُن کی طرف سے مطمئن ہوکے اپنے خیمے مین مع اپنے شاگردون
کے بیٹھا جب زمانہ وہ آیا کہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی ملک اردوان کوہی باندھ عیاری کے
اپنے تن پر آراستہ کرکے لباس سیاہ پہن کے چند شاگردون کو ہمراہ لیکے جانب لشکر اسلام نہایت
ہوشیاری سے روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا ایک جھاڑی مین نہان ہوکے دیکھا کہ لشکر دور تک فروکش
ہے بارگاہین اور خیام برپا ہین چو رہتا ہین اور رن ہتا ہین روشن ہین ایک سردار کئی سو سوارون کے
کے ہمراہ حفاظت لشکر کی کر رہا ہے اہل لشکر سو رہے ہین یہ حال دیکھکر جھاڑی مین تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا
جب وہ سردار ایک سمت براے حفاظت لشکر روانہ ہوا ملک اردوان کوہی نے جلد تر
جھاڑی سے نکل کر پس پشت ایک خیمے کے جاکر خنجر سے قنات چاک کرکے اندر دیکھا کہ ایک سردار
لشکر غافل سو رہا ہے کئی شمعین مومی روشن ہین یہ حال دیکھکر دلیرانہ اندر خیمہ کے گیا اور قریب اس سردار کے
بیٹھ کر کنپٹی بیہوشی مین تھوڑی سی بیہوشی رکھکر اسکے نتھنون کے پاس لے گیا جب اس نے اوپر کی سانس لی کچھ
مذکورہ بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچی فورًا اسکو چھینک آئی ملک اردوان سمجھ گیا کہ یہ بیہوش ہوگیا
فی الفور چادر عیاری مین اُسے باندھکر ڈھائی گرہ عیاری کی لگا پشتارہ اٹھا کر پشت خیمہ کی طرف گیا
اور ایک اپنے شاگرد سے کہا یہ پشتارہ لے کر اسطرف سے کرنا تاہے اپنے لشکر مین چلا جاوے پشتارہ لیکر موافق
اُسکے کہنے کے روانہ ہوا جس سردار کو بیہوش کیا تھا اسکا عیار در خیمہ پر بیٹھا رہا اسکو کچھ خبر نہ ہوئی جب
ملک اردوان کوہی سردار مذکور کو بیہوش کرکے پشتارہ اسکا بدست شاگرد روانہ کرچکا دوسرے
سردار کے خیمے مین گیا اسکو بھی بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکے ایک اپنے شاگرد کے حوالے کیا شاگرد
مذکور پشتارہ مسطور اپنے لشکر کی طرف لے گیا اسی طرح اس شب مین دس سردار لشکر اسلام کے بیہوش
کرکے قریب صبح اردوان کوہی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا صبح کو امیر ثانی الملوک بادشاہ لشکر
اسلام کو معلوم ہوا کہ عیار ملک ترسی کا دس سردارون کو بیہوش کرکے لیگیا امیر ثانی کو کمال صدمہ
ہوا عیارون پر عتاب کیا دوسرے روز وقت نصف شب پھر ملک اردوان کوہی لشکر اسلام مین آیا اور
باوجود نہایت ہوشیاری و خبرداری کے پانچ سردارون کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکے اپنے لشکر
کی طرف چلا گیا اسی طرح سات شبون مین ساٹھ ستر سردارون کو بیہوش کرکے لے گیا اور ایک پرچہ کاغذ پہ

یہ عبارت لکھ کر چھوڑ گیا کہ ای عمرو ثانی تجھے فقط ایک عیاری میری غفلت میں کی تھی اسپر تم نے بہت ناز کیا تھا
اور مجھکو نادان عیار بنایا تھا شاگرد کرنے کو کہا تھا اب تمہیں انصاف کرو کہ تم لائق شاگردی ہو یا میں ہون
میں نے تو متواتر عیاریان کیں اور تجھے مع اپنے شاگردون کے اور تمامی عیارون کے کہ ایک لاکھ اسی ہزار
ہیں حفاظت بخوبی کی اور میں نے اسی حفاظت میں عیاری کی اور سردارون کو بیہوش کر کے لیگیا تم سے
بعد جواب ہو گیا لہذا تمکو لازم ہے کہ اب حلقہ شاگردی میرا اپنے گوش میں ڈالو مجھے استاد کہو میں عیاری میں کامل
بلکہ اکمل ہون تم ایسے مجبور ہے میں نے بہت شاگرد چھوڑ دیے ہیں میرے شاگرد تجھسے بہتر ہیں اب عیاری کا
دعوی ذکر نا کبھی غرور نہ کرنا اپنے تئین عیار یکتا و بے مثل خیال کرنا صبح کو واسطے شاگرد ہونے کے کچھ مٹھائی
لیکے میرے پاس چلے آنا میں تمکو اپنا شاگرد کر کے عیاریان سکھا دونگا اور اگر یہ منظور نہو تو ان عیاریونکا
جواب دینا زیادہ کیا لکھا جائے جب صبح ہوئی وہ پرچہ عمرو ثانی کو ایک سوار نے اٹھا کے دیا اور کہا یہ کاغذ
درمیان لشکر میں ایک خیمہ کے قنات میں تاگے سے بندھا ہوا تھا میں لے آیا دیکھیے اسمین کیا لکھا ہے عمرو
ثانی نے اسے پڑھا نہایت غصہ آیا کاغذ کو غصہ میں پھاڑ ڈالا اور کہا دیکھا جائیگا ان عیاریون کا جواب دیا
جائیگا لشکر اسلام میں تو بسبب گم ہو جانے سردارون کے سناٹا ہے امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام کو انکے
اسیر ہو جانے کا اور سردارون کے لیجانیکا ملال ہے لیکن اب حال لشکر کفار کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملک اردوان
سرداران لشکر اسلام کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کے لیگیا اور سامنے ملک ترسی کے پاس ہوش
کے انکو میں لیگیا اس نے خیال کیا کہ یہان ان سردارون کا رکھنا خلاف عقل ہے عیاران لشکر اسلام ضرور انکو
ایک نہ ایک روز رہا کر کے لیجائیں گے پھر انکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا کیونکہ میں اب ایسے سردارون کو ہنگام
جنگ گرفتار کر نہ سکونگا خصوصاً جب عمرو ثانی عیاری کر کے لیجا چکا ہے اسی خصان سے میں بخوف تھا بار بار
طبل جنگ بجواتا تھا اور سردارونکو زخمی و اسیر کرتا تھا اب کس بھروسے پر طبل جنگ بجواؤنگا اور سردارانکو
زخمی و اسیر کرونگا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ ان سب سردارون کو اپنی دختر کے پاس روانہ کر دون وہان
کوئی عیار نہ جا سکے گا اگر جائیگا گرفتار ہو جائیگا یہان ہر روز و شب عیاران لشکر اسلام واسطے رہائی سرداران
آتے ہیں ایسا ہی انتظام ساتھ ہوشیاری و خبرداری کے اتنک ہوا کہ ان سردارونکو کوئی عیار لشکر
اسلام کا رہا کر کے نہیں لیگیا ایسی ہوشیاری کب تک رہیگی کسی روز نگہبان زندان ضرور غافل ہو جائینگے
عیاران لشکر اسلام اپنے لشکر کے سردارون کو رہا کر کے لیجائیں گے یہ سوچکر فیروز گرد کو طلب کیا اور کہا
تو اپنے ساتھ جملہ سرداران لشکر اسلام کو لیکر میری دختر کے پاس جا اسکو جملہ سردار سپرد کر کے چلا آ فیروز گرد
کہ ہم عیار و ہم دلاور ہے اور شاگرد رشید ملک اردوان کوہی کا ہے حسب الحکم ملک ترسی کے ہنگام نصف
شب سب سردارون کو ارابون پر ڈال کر کئی سو سوارون کو بھی واسطے حفاظت کے ہمراہ بادشاہ مذکور
ساتھ لیکر قلعہ کوہ شفق کی طرف روانہ ہوا یہ تو جا بجا مقام کرتا ہوا جاتا ہے ذکر اسکا بمقام مناسب آئندہ
آئیگا مگر اب کچھ حال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ ایک روز امیر ثانی نے عمرو ثانی و دیگر عیاران لشکر اسلام سے
کہا کہ ملک اردوان کوہی ہمارے لشکر کے سردارون کو بیہوش کر کے لیگیا ہے تجھسے نہیں ہو سکتا کہ ان
سردارون کو جا کر بعیاری رہا کر کے لے آؤ سب نے عرض کیا حضور جس روز سے ملک ترسی سردارون کو لیگیا
ہے ہم ہر شب واسطے رہائی سردارون کے جاتے ہیں مگر نگہبان زندان کو ہوشیار پاتے ہیں وہ اپنے

قریب بھی ہمین آنے نہین دیتے ہین نہ ہمارے کسی دام مکر مین گرفتار ہوتے ہین آخر ہم مجبور ہو کے چلے آتے
ہین آج پھر جائین گے اگر قابو پائین گے تو سردارون کو جس طرح ہو گا پکڑ لائینگے امیر اسکی تقریر سن کے
خاموش ہو رہے جب شب ہوئی عمرو ثانی مع چند عیارون کے بصورت مبدل لشکر ملک ترسی مین گیا تمام
لشکر مین پھرا لیکن کہین سرداران لشکر اسلام کا نشان بھی نہ پایا مجبور ہو کے دو چار آدمیون کو لشکر کفار سے
بیہوش کیا اور انکو صحرا مین لیجا کر ہوشیار کیا اور بہت ڈرا کر اُنسے پوچھا سچ بتاؤ کہ سرداران لشکر اسلام کو ملک
ترسی نے کہان قید کیا ہی انھون نے کہا ہمین نہین معلوم کہان روانہ کیا ہی لشکر مین تو نہین ہین ہمنے سچ کہا
ہی اب آگے تم مختار ہو چاہو ہمین چھوڑ دو یا قتل کرو عیارون نے انھین راست گو اور بیخطا جان کر چھوڑ دیا
اور اپنے لشکر مین آکے بہنگام صبح امیر ثانی سے عرض کیا ہمنے شب گذشتہ لشکر حریف مین جا کر سرداران لشکر
حضور کو بہت تلاش کیا لیکن انھین کہین نہ پایا آخر مجبور ہو کر چلے آئے معلوم ہوتا ہی کہ ملک ترسی نے کہین
ان سردارون کو لشکر سے روانہ کر دیا ہی تاوقتیکہ کسی شخص سے مفصل حال دریافت ہو گا ہم کیا کر سکتے ہین امیر
انکی تقریر سنکے خاموش ہو رہے یہان لشکر گذار مین ملک اردوان کو بھی کو یہ خیال ہوا کہ مین نے متواتر
کارنمایان کیے ہین آج پھر ملک ترسی سے کہونگا کہ اب ایفاے وعدہ کیجیے دختر اپنی میرے حوالے کیجیے یہ خیال
کر کے جسوقت حاکم کوہ شفق دربار مین آ کے بالاے تخت حکومت بیٹھا اور جملہ اہل دربار علی قدر مراتب اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے اور ملک ترسی بادہ خواری مین مصروف ہوا براے عرض مدعا سبار مین ہو چکا پہلے ملک
ترسی کو سلام کیا بعدہ دست بستہ سر دربار بآواز بلند عرض کیا اے بادشاہ تو نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر بدیع الملک
کو بیہوش کر کے پشتارہ اسکا لاکر میرے حوالے کریگا تو مین اس کارنمایان کے عوض تجھے اپنی دختر دونگا جسپر تو
ایک مدت سے شیفتہ ہی یہ مژدہ جانبخش سنکے یہ نمک خوار شوق وصل یار مین ایسا بیتاب ہوا تھا کہ بے تامل
اسی شب کو کچھ اپنی جان کا خیال نہ کر کے لشکر اسلام مین گیا تھا اور عیاری کی تھی بدیع الملک کو بیہوش
کر کے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کے آیا تھا اور تیرے حوالے کیا تھا تو نے اسکو جلاد کے حوالے کیا
تھا اسنے زیر تیغ اُسے بٹھایا تھا ناگاہ محبوبہ میری بیٹی ملکہ ماہ طلعت جادو یہان آئی اُسنے اسے قتل
ہونے سے باز رکھکر اپنے ساتھ لیگئی تھی بعد اسکے لیجانے کے اے بادشاہ یاد کر مین نے تجھسے عرض کیا
تھا کہ ایفاے وعدہ کر تو نے کہا تھا ابھی صبر کر مین نے تیرے حکم سے صبر کیا تھا بعد اُسکے عمرو ثانی نے تیری
بزم مین آ کے عیاری کی بزم کو لوٹ لیا تیرے تن سے خفتان اتار کے مع لباس کے لیگیا تھا تو مجھپر خفا
ہوا تھا مین نے تیرے خفا ہونے سے لشکر امیر ثانی مین جا کر متواتر عیاریان کین اہل اسلام سے نہ ڈرا
جان کا کچھ خیال نہ کیا عیاران لشکر اسلام سے نہ خوف کیا سرداران لشکر اسلام کو بیہوش کر کے تیرے حوالے
کیا اسی امید پر کہ تو اپنی دختر مجھے دیگا بس اب ایفاے وعدہ کر دیر نہ کر کیونکہ اب طاقت صبر نہین ہی فراق
محبوب مذکور مین ایک لمحہ مجکو برابر ایک سال کے ہی اور ایک دن برابر ہزار سال کے ہی زندگی مجکو بغیر
اسکے بدتر موت سے ہی بے اسکے لطف حیات نہین ہی جسوقت اسکا خیال آتا ہی دل پہلو مین مانند سیماب
کے تڑپتا ہی یا مانند ماہی بے آب کے طپان ہوتا ہی خواب و خور مجھپر حرام ہی آنکھین اسکے جمال کے دیکھنے کی
مشتاق ہین اور کان میرے اسکی صداے خوش کے شائق ہین دل بیتاب اسکے وصل کا آرزومند ہی
لہذا اب میرے حال زار پر رحم کر آج ہی اپنی دختر کو جس طرح تجھے منظور ہو میرے حوالے کر خواہ شادی کر دے

خواہ یون ہی مجھے دیدے تجھے اختیار ہے یہ کہکے خاموش ہوا ملک ترسی پلاس پوش نے اسکی تقریر سن کے
نہایت غضبناک ہوکے کہا او نابکار تونے مجکو سر دربار ذلیل و رسوا کیا وہ بات ظاہر کی کہ جس سے سر دربار مین
ذلیل ہوا تو نے میری عزت و حرمت خاک مین ملادی کچھ پاس و لحاظ تو نے اپنے بادشاہ کی عزت کا اور اپنی
نمک خواری کا نہ کیا ایسا کانہ میری دختر کی بوام خواستگاری کی مجکو سخت صدمہ دیا کیا کرون تو ملازم قدیم ہے
ورنہ تجھے ابھی قتل کرتا اسوقت کی تیری تقریر کی تجھے سزا دیتا اب صرف یہی سزا دیتا ہون کہ باوجود اقرار
کرنے کے تجھے اپنی دختر نہ دونگا ہرچند کہ مین نے تجھ سے وعدہ کیا تھا مگر اب ہرگز ہرگز ایفائے وعدہ نہ کرونگا
کیونکہ اول تو تونے صبر نہ کیا سر دربار مجھے ذلیل کیا دوسرے تو اپنی لیاقت پر نظر کر اور ہماری عزت پر نظر کر
تو ایک ذرہ ہے اور ہم بمنزلہ آفتاب کے ہین نہین ہوسکتا کہ تجھ ایسے ذلیل وادنی کو ہم اپنی دختر حوالے
کردین میسر ہے یہ کہ مجھے معذور دختر مین مجبوری دخل نہین ہے وہ خود مختار ہے جسکو وہ چاہے قبول کرے اور
جس شخص سے چاہے ہم بستر ہو بس او زبان دراز دور ہو میرے سامنے سے ورنہ تیرا ہرنہ آئیگا ملک اردوان
نے برہم ہوکے کہا ای بادشاہ دروغگو و ای شاہ ناسنجت تو نے اقرار کرکے انکار کیا اچھا دیکیو ایسے اپنے دوست
کو اپنا دشمن بنایا بڑا کیا دیکھو اب بھی التماس ہے وعدہ کر خلاف اقرار نہ کر ورنہ پچتائیگا ملک ترسی نے بقہر و غضب
عالم نشہ شراب مین جواب دیا او نمک حرام دخیانت آبرو و حرمت بیشک مین نے اقرار کیا تھا لیکن بمصلحت اقرار
کیا تھا اور وہ مصلحت وقت یہ تھی کہ تو وصل ماہ طلعت کے لالچ سے ضرور بدیع الملک کو بے ہوش
کرکے لے آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہو مطلب میرا نکل گیا وہ وقت گیا وہ بات گئی اگر تو میرا دشمن ہو جائے گا تو
کیا کریگا مین ہرگز اپنی دختر کو تجکو نہ دونگا یہ کہکر ملازمون سے کہا اس نابکار کو مارپیٹ کے گردن اس کی
پکڑکے ہمارے دربار سے نکالدو ملازمون نے حسب الحکم ملک اردوان کو زد و کوب کرکے نہایت
ذلت سے دربار سے نکالدیا وہ آبدیدہ ہوکر ملک ترسی کو کلمات سخت کہتا ہوا اپنے خیمہ کیطرف گیا جب
خیمہ مین پہونچا تا دیر سر جھکائے بیٹھا رہا فکر مین غوطہ زن ہوا فکر کرتا رہا کہ اب کیا تدبیر کرون کہ دل آرزو ہاتھ لگے
یعنی ملکہ ماہ طلعت سے وصل ہو اور ملک ترسی کے شر سے محفوظ رہون کہ یہ دشمن ہوگیا ہے بعد فکر
بسیار ذہن مین آیا کہ دین اہل اسلام کا بہت اچھا ہے اور یہ لوگ بھی اچھے ہین کیونکہ اکثر سنا ہے اور دیکھا ہے کہ
مسلمان راستگو ہین اور اہل کمال کے قدردان ہین اپنے محسن سے نیکی پیش آتے ہین لہذا انکے ساتھ نیکی
کرنا چاہیے اور ایسا احسان کرنا چاہیے کہ امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام اس احسان کے عوض مین میری محبوبہ
کو حتی الامکان مجھ سے ملادین اور خطا میری معاف کرین مجھ سے خوش ہون یہ خیال کرکے ایک نامہ
جانب ملک ترسی پلاس پوش سے فیروز گرد اپنے شاگرد رشید کو اس مضمون کا لکھا کہ اے فیروز گرد
تو اکیلا سرداران لشکر اسلام کی حفاظت و حراست نہ کرسکے گا عیاران لشکر اسلام یہان سے روانہ
ہوئے ہین وہ تجھ سے جس طرح ممکن ہوگا سردارون کو چھین لین گے یا عیاری کرکے تجکو قتل کرکے سردارونکو
رہا کرکے لیجائین گے لہذا تجکو لازم ہے کہ جسوقت یہ نامہ تیرے پاس پہونچے خبردار آگے نہ جانا سردارونکی
بخوبی حفاظت کرنا ہم تیرے استاد ملک اردوان کو یہی کو روانہ کرتے ہین جب وہ تجھ تک پہونچے تب
آگے روانہ ہونا تو ہرچند ہوشیار ہے لیکن استاد تیرا اگر تیرے ہمراہ ہوگا تو عیاران لشکر اسلام عیاری کر
سکین گے سردارون کو رہا کرکے نہ جاسکین گے جب اس مضمون کا نامہ لکھ چکا سرنامہ پر مہر ملک

ترسی کی کرکے اپنے ایک شاگرد مسمی نسیم تیز رو کے حوالے کیا اور کہا یہ نامہ جلد تر لیجا تا اثنائے راہ مین کہین
توقف نہ کرنا جس جگہ فیروز گرد سے ملاقات ہو یہ نامہ اُسے دیدینا اور کہنا کہ یہ نامہ مجھے ملک ترسی نے
دیا ہے سوائے اسکے کچھ نہ کہنا اسنے عرض کیا استاد ایسا ہی ہوگا جو آپ نے ارشاد کیا ہے وہی کرونگا یہ کہکر وہ
روانہ ہوا ناظرین دفتر پر واضح ہو کہ ملک اردوان کوہی نے جو مہر سرنامہ پر ملک ترسی کی کردی یہ
مقام اعتراض نہین ہے کہ اسکے پاس مہر بادشاہ کہان تھی قاعدہ عیارون کا ہے کہ مہرین بادشاہون کے نامون
پر دیکھکر انکو دوسرے کاغذ پر اتار لیتے ہین اور ویسی ہی مہر تیار کرلیتے ہین بوقت ضرورت انہین مہرون
سے کام نکالتے ہین عیاری کرتے ہین اگر ملک اردوان نے بھی بطریق دیگر عیاران مہر ملک ترسی
کی بھی کسی طور سے تیار کرکے نامۂ مذکور پر کردی تو کیا جائے تعجب ہے الغرض آمدم برسر مطلب جب ملک
اردوان کوہی اپنے شاگرد کو نامہ دیکر سوئے فیروز گرد روانہ کرچکا دوسرے روز خود بھی اسیطرف
روانہ ہوا پہلے نسیم تیز رو پاس فیروز گرد کے پہونچا نامہ اسے دیا اسنے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اسی جگہ
قیام کیا بعد دو روز کے ملک اردوان کوہی بھی پاس فیروز گرد کے پہونچا فیروز گرد نے کہا استاد
مین تو آپ کے آنے کا منتظر تھا نامہ بادشاہ کو دمشق کا نسیم تیز رو نے مجھے لاکے دیا تھا اب وقت شام
کا ہے اسوقت یہان سے کیا کوچ کرون صبح کو یہانسے کوچ کرونگا آپ تشریف لائے خوب ہوا اب خوف
عیاران لشکر اسلام کا نہ رہا یہ کہکر خاموش ہوا ملک اردوان نے کہا آجکی شب بہت ہوشیار رہنا مین بھی خبردار
رہونگا ہمراہ سوارون کے حفاظت ان سردارون کی کرونگا تو بھی میرے ہمراہ رہنا سنا ہے کہ بہت سے
عیاران لشکر اسلام واسطے رہا کرنے ان سردارون کے اس طرف آئے ہین اسنے کہا مین ضرور ہمراہ آپکے
حفاظت ان سردارون کی کرونگا کیا مجال عیاران لشکر اسلام کی کہ میری اور آپ کی موجودگی مین وہ یہان تک
عیاری کرین اور ان سردارون کو رہا کرکے لیجائین غرض انہین باتون مین اور کھانے پینے مین ادہر ادہر
گشتی مین ایک پاس سے زیادہ شب گذری ملک اردوان فیروز گرد کو ساتھ لیکے واسطے حفاظت
سرداران مذکور کے اٹھا ان دونون کے ہمراہ تھوڑے سوار بھی ہوئے باقی سوار اپنے فرش خواب
پر سو رہے ملک اردوان گرد ان سردارون کے تا دیر پھرا کیا بعدہ سوارون سے کہا تم ان سردارون
کی حفاظت کرو ہم مع اپنے شاگرد کے اس طرف برائے سیر جاتے ہین تھوڑی دیر مین آتے ہین یہ کہکے
فیروز گرد کو ہمراہ لیکے جانب صحرا گیا جب ان سوارون سے دور نکل گیا ایک درخت کے نیچے بیٹھا
فیروز بھی بیٹھ گیا ملک اردوان کوہی نے کہا اے فیروز گرد تجھ سے اسوقت ایک بات کہین اگر تو
منظور کرے تو خوب ہے مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اسنے کہا استاد کہو وہ بات کیا ہے ملک اردوان
نے کہا اے فیروز آگاہ ہو کہ ملک ترسی نہایت نالائق بادشاہ ہے ہماری قدر نہین کرتا ہے کیسی کیسی ہم اور
تم عیاریان کرتے ہین انعام نہین دیتا ہے سوا اسکے اسکا دین بھی اچھا نہین ہے افسوس ہم آجتک گمراہ رہے اپنے
معبود حقیقی کو سجدہ نہ کیا اب خیال آیا کہ دین اہل اسلام کا اچھا ہے اور یہ مسلمان اہل کمال کے قدردان ہین
لہذا ہم چاہتے ہین کہ تو ان سردارون کو رہا کردے اور انکے ساتھ اور میرے ہمراہ لشکر اسلام مین چل وہان
ہوکر دین اسلام سے مشرف ہو امیر ثانی تجھ سے اور مجھ سے بہت خوش ہونگے انعام کثیر دینگے علاوہ انعام
کے دولت دین حاصل ہوگی اس تدبیر سے اور اس عمل سے دولت دنیا و عقبی ہر دونون تجکو اور ہمکو حاصل

ہوگی اُسنے جواب دیا اُستاد ہرچند مین آپکا شاگرد ہون لیکن خلاف حکم ملک ترسی پلاس پوش ہرگز نہ کرونگا
آپ کے نزدیک وہ نالائق ہے اور دین اسکا بہت برا ہی آپکے نزدیک دین مسلمانون کا بہتر ہے
میرے نزدیک سب دینون سے بدتر جو آپ کہتے ہین کہ بادشاہ کو وہ شخص قدردان نہین ہی اہل اسلام قدردان ہین
مین آپ کے قول کے برعکس جانتا ہون مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ مین سردارون کو رہا کرون اور دین اسلام
قبول کرون لشکر مین اہل اسلام کے جاؤن اپنے مالک و آقا سے منحرف ہون نمک حرامی اختیار کرون آپ
بھی اس ارادے سے باز آیئے ورنہ پچھتایئے گا اپنے دین سے بھی بیدین ہوجیے گا اور بیجہ دولت
دنیا نہ ملے گی ای استاد اگر اور کوئی بات ہوتی تو مین قبول کرتا یہ بات تو ہرگز قبول نہ کرونگا خواہ
آپ کو مجھسے ملال ہو ملک اردوان سنے کہا او نالائق تجکو ہمارے کہنے کا کچھ خیال نہ ہوا کچھ پاس
ولحاظ ہمارا نہ کیا شاگرد ہوکر استاد سے اپنے سرکشی کی پس خلاف شرافت یہ فعل تجھسے ظاہر ہوا تجکو تجھسے
صدمہ پہونچا اسوقت دل یہ چاہتا ہی کہ تجھے قتل کرون اُسنے برہم ہوکے جواب دیا استاد بس چپ رہو زیادہ
کلمات سخت نہ کہو ورنہ مین بھی کہونگا تم مجکو کیا قتل کروگے کیا مین تم سے زبون ہون یہ کہہ کر اٹھا اور خنجر
کمر سے کھینچکر کہنے لگا بہتر یہی ہے کہ تم میرے ساتھ نہ چلو اسی وقت سمت لشکر بادشاہ یا جانب سپاہ امیر ثانی
چلے جاؤ ورنہ اسی خنجر سے تمکو قتل کرونگا اگر تم میرے ساتھ ہمراہ سردارون کے چلوگے یقین ہی کہ اثنا ے
راہ مین مجھے غافل دیکھکر یا مجھے بیہوش کرکے سرداران لشکر اسلام کو رہا کردوگے اب مین تمکو اپنا دشمن
اور اپنے بادشاہ کا بدخواہ جانتا ہون ملک اردوان کو بھی اسکی گفتگوے سخت سنکے اور نہایت برہم
ہوکے خنجر کمر سے کھینچکر اٹھا اور کہا او نابکار ہوشیار ہوجا کہ اسی خنجر سے تجھے قتل کرونگا وہ بھی برہم ہوکے
آمادہ جنگ ہوا خنجر چلنے لگا تا دیر استاد اور شاگرد لڑے آخر کار ملک اردوان نے اُسے زخمی کیا وہ
چو زخم کاری کھا کے زمین پہ گرا ملک اردوان نے اسکے سینہ پہ چڑھکر خنجر سے سر اسکا کاٹ لیا پھر سر
اور لاش اسکی ایک جھنڈی مین ڈالکر جانب سرداران محبوس روانہ ہوا جب وہان پہونچا سوارون
نے پوچھا فیروزگرد کہان گیا ملک اردوان نے جواب دیا مجھے اسے جانب لشکر ملک ترسی بضرورت
روانہ کردیا ہی سوار یہ سنکے خاموش ہو رہے بعد تھوڑی دیر کے ملک اردوان کو ہی سنے کہا تم لوگ
دیر سے حفاظت کررہے ہو اب سو رہو مین جاگتا ہون حفاظت کرونگا وہ سوار خوش ہوکے اپنے
بسترون پہ جاکر سو رہے ملک اردوان نے سب سوارون کو غافل دیکھکر جملہ سردارون کو قید سلاسل
سے رہا کردیا بیڑیان اور طوق و زنجیر وغیرہ انکے تنون سے دور کرکے دست بستہ سب سے کہا اب آپ
اپنے لشکر کیطرف چلیے مین ہمراہ رکاب ہون سرداران مذکور اسکے خوش ہوکر چاہتے ہین کہ اپنے لشکر
کی طرف روانہ ہون ناگاہ تھوڑے سوار بیدار ہوے انھون نے سردارون کو رہا دیکھکر ملک اردوان
سے پوچھا کہ ان سردارون کو کس نے رہا کردیا اسنے جواب دیا مجھے رہا کیا ہی اب تمکو چاہیے کہ آمادہ جنگ
ہو یا انکی اطاعت اختیار کرو وہ برہم ہوکے بسترون سے اٹھکے تلوارین علم کرکے آمادہ جنگ ہوے سرداران
لشکر اسلام نے انکو برسر فساد دیکھکر انھین سواران صف آرا کی تلوارین اٹھا کے نعرے شیر آسا کرکے کہا
اے سواران نابکار دیکھو آمادہ کارزار ہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگے انھون نے کہا ہم تمکو زندہ
جانے نہ دینگے یہ کہہ کر حملہ ور ہوے اس طرف سے جملہ سردار ستمگار بڑھے تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین بہت

ست سوارون کو قتل کیا آخرکار باقی ماندہ سوار طالب امان ہوے سردارون نے جنگ سے ہاتھون کو روکا وہ
سب سوار دست بستہ حاضر خدمت ہوے اور کہا ہماری خطا عفو کیجیے اور ہمین مسلمان کیجیے ہمکو یقین ہوا کہ دین
آپ صاحبون کا اچھا ہے خدا آپ کا آپ کی مشکل مین مدد کرتا ہے دشمن کو دوست بنا دیتا ہے ملک اردوان
آپ صاحبون کو بیہوش کرکے لایا تھا اب اسی نے بحکم آپ کے خدا کے رہا بھی کر دیا سردارون نے خوش
ہوکے ان سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور کچھ عقائد دین تعلیم کیے بعد اسکے ملک اردوان کوہی نے بھی
عرض کیا مجھے بھی دولت دین سے مالامال کر دیجیے سرداران مذکورنے اسکو کلمۂ شہادت تلقین کیا وہ کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے کے عیاران مذکور نے عرض کیا اب آپ اپنے لشکر مین تشریف
لیچلیے سرداران مذکور اسکی راے پسند کرکے مقتول سوارون کے مرکبون پر سوار ہوکے ملک اردوان
کوہی اور سوارون کے ساتھ جانب لشکر امیر چلے

داستان طبل جنگ بجوانا ملک ترسی پلاس پوش کا اور آنا نقابدار گوہر پوش کا مع حالات
دیگر بضمن داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
خون سے آئے نظر زمین گلگون
مین دکھاؤن جو معجز تقریر
نہ رہے ہٹ دھرم کی ہٹ سری
ہند مین ہون مین زمزمہ پرداز
اب دکھاتا ہون اپنی جانبازی

تا کہون نشہ مین مین حال جنگ
پڑھنے والا بھی سنکے دنگ رہے
جان پڑ جائے بول اٹھے تصویر
نہ رہے سنکے بلبلون کو ہوش
صدقے ہو روح بلبل شیراز

وہ سناؤن مجھے نئے مضمون
انوری سے بھی منفعہ رنگ رہے
مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی
شمع طور کلیم ہو خاموش
نہین آتی مجھے سخن سازی

کاتبان حال جنگ وجدال ومحرران حالات میدان قتال اس
داستان عدیم المثال کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب ملک ترسی پلاس پوش ان سرداران لشکر اسلام
کو جنکو ہنگام جنگ اسیر کیا تھا اور ان بہادران نامی کو جنھین ملک اردوان کوہی بعیاری بیہوش
کرکے لایا تھا ہمراہ فیروز گردک سمت مسکن ملکہ ماہ طلعت جادو روانہ کر چکا اور ملک اردوان کوہی
کو بسبب اسکی تقریر ناخوش کے اپنے دربار سے بصد ذلت نکلوا چکا اور یہ خبر ہرکارون سے سن چکا کہ
ملک اردوان کوہی دربار سے نکلکر کسی طرف چلا گیا ہے ایک روز عالم نشہ شراب مین سر دربار کہنے لگا افسوس
ہزار افسوس عمرو ثانی عیاری کرکے خفتان لیگیا ہے اگر نہ لیجاتا تو مین بخوف وخطر طبل جنگ بجوا کر اہل
اسلام سے مقابلہ کرتا سرداران لشکر اسلام کو قتل وزخمی کرتا اکثر دلیرون کو اسیر کرتا اگر حمزہ ثانی یعنی امیر
ثانی بھی مجھ سے مقابلہ کرتے تو انکو بھی زخمی کرکے اسیر کرتا بادشاہ لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا لشکر اسلام
کو تباہ و برباد کر دیتا چراغ لشکر اسلام کا گل کر دیتا خداوند کو خوش کرتا حوصلہ دل کا نکالتا مسلمانون کو عذاب
الیم سے قتل کرتا اب بخوف ہوکے طبل جنگ بجوا نہین سکتا نامی پہلوان جنگ مین کام آچکے دختر میری
اپنے قصر کیطرف بدیع الملک کو لیکر جا چکی ہے اگر وہ یہان ہوتی تو اس سے اور کوئی شے مانند خفتان مذکور بالا
طلب کرتا بعدہ طبل جنگ بجواتا مسلمانان قوی بازو سے سر دست لڑتا دل بہت چاہتا ہے کہ طبل جنگ بجوا دیجیے
مگر ڈرتا ہون کہ کہین میرے لشکر کو شکست نہو یہ کہکر خاموش ہوا اگرگ تیز دندان کہ زخم سر اسکا اچھا ہو چکا
تھا اپنے دنگل سے اٹھ کے کہنے لگا اے بادشاہ فلک جاہ اگر بہت لڑنے کو دل چاہتا ہے تو میرے نام پر طبل جنگ

بچونئے تماشا ہیر طرح اٹی کا دیکھیے مین نے بھی حضور کا نمک کھایا ہی حق نمک ادا کرون دشمنون سے حضور کے لڑون انھین قتل کرون ملک ترسی نے خوش ہوکر اپنے ملازمون سے کہا ابھی بنام گرگ تیز دندان طبل جنگ بجاؤ صبح کو ہم مع فوج گران میدان مین جائینگے گرگ تیز دندان دلیرانہ لڑیگا اسکی جنگ دیکھینگے ملازمون نے حسب الحکم اسی وقت طبل جنگ لشکر ضلالت نشان مین بجوایا جسوقت آواز طبل رزمی لشکر کفار سے بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر رسانی معین تھے صدائے طبل جنگی سن کے فی الفور اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے اور لشکر مین اسوقت پہونچے کہ بادشاہ حارث بن سعد بالائے تخت حکومت جلوہ فرما تھے امیر اپنے دنگل پر مانند شیر غضبناک کے بیٹھے ہوے تھے سرداران لشکر بھی اپنے اپنے دنگل پر بصد ادب بیٹھے تھے دربار بجلی تمام آراستہ تھا جو سردار لشکر مین نہ تھے انکے دنگلون پر غاشیے پڑے تھے عیاران لشکر اسلام بھی اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے عمرو ثانی کرسی ہہ ہر پر بیٹھا ہوا تھا بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی سے مخاطب ہوکر فرما رہے تھے کہ ملک ترسی نابکار نے نہین معلوم ہمارے لشکر کے سردارون کو عیارون سے بیہوش کرکے اور کچھ سردارون کو زخمی و اسیر کرکے کہان روانہ کردیا ہی کچھ حال انکا معلوم نہین ہوتا کہ انکی رہائی کے باب مین کوشش کیجائے یا تو کوئی سردار مع فوج گران جاوے یا کوئی عیار برائے رہائی روانہ ہو افسوس دنگل ان دلاورون سے خالی ہین نہین معلوم وہ قتل ہوگئے یا کہین اسیر ہین کیونکر انکا حال دریافت ہو ملک ترسی نے بعد اسیر و زخمی کرنے چند سردارون کے طبل جنگ بھی نہین بجوایا ہی شاید بخفتان سحر کے ہونے سے طبل رزمی نہین بجوایا ہی دل گھبراتا ہی ہنوز امیر ثانی نے کچھ بھی بجواب بادشاہ موصوف عرض نکیا تھا ناگاہ چند ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین آئے انھون نے پہلے مجرا گاہ سے بصد ادب مجرا کرکے زمین ادب کو بوسہ دے کے اس طرح ثنا و دعائے بادشاہ لشکر اسلام اپنی زبان پر جاری کی رباعی قطعہ

تراجلال چنین است احتشام چنانک
کہ آفتاب چو پروانہ خواہد از تو امان
فراست تو چو افگند نور در عالم
ز عجز ضعف چو شبنم شود دل عصفور

اگر گسستہ شود رشتہ سنین و شہور
نہال جاہ تو زان حوض فیض رست نما
نماند در تتق غیب ہم سر مستور
بخیہ تا نتوان کرد حصر دور فلک

چراغ بخت تو زان شمع بر فروختہ ام
کہ از ترشح او حاصل آید دست بجود
ہمائے ہمت تو گر کسان گردون را
تراچہ دور فلک با دہر نامعمور

بعدہ اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ اسوقت ملک ترسی نابکار نے بنام گرگ تیز دندان طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ کل صبح کو میدان جنگ مین آکے خدام سرکار دولت مدار سے مقابلہ کرے سوائے اس خبر شر کے خیریت ہی بادشاہ نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے جانب امیر دیکھا امیر ثانی نے رائی الضمیر بادشاہ موصوف سے آگاہ ہوکے ہرکارون سے فرمایا نقارہ نوازون سے کہدو کہ باامید عنایت و بعدالی چوب نقارۂ رزمی پر لگائین وہ ہرکارے ہمراہ عمرو ثانی نقارہ نوازون کے پاس گئے حکم امیر ثانی سے انھین آگاہ کیا انھون نے حسب دستور لشکر اسلام کچھ اشرفیان عمرو ثانی کو نذر دین بعدہ بسم اللہ کہکے چوب اٹھاکے نقارۂ جنگی پر لگائی آواز نقارۂ رزمی سے ایسی نکلی کہ زمین مانند زلزلے کے جنبش مین آئی گنبد فلک تھرایا جانوران صحرا خوف سے بھاگے لشکریان ہر دو سپاہ صدائے طبل و آواز نقارۂ جنگی سنکے سمجھ گئے کہ کل صبح کو پھر میدان مین حریفون سے لڑائی ہوگی یہ سمجھ کے جو جو بہادر تھے وہ لوگ اسوقت سے سامان و تیاری جنگ مین مصروف و مشغول ہوے کوئی دلاور اپنی تلوار کو صیقل

سے زیادہ آبدار وصاف کرنے لگا کوئی اہل اسلام سے اپنے نیزہ کو درست کرنے لگا کوئی جری اپنی کمان کو درست
کرکے تیرون کو ترکش مین بھرنے لگا کوئی شجاع اپنی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر کسی جری سے مخاطب ہوکے کہنے لگا
یہ وہ تلوار ہی کہ جب سر دشمن پر مانند برق کے گرتی ہی خرمن ہستی بدخواہ کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور یہ تلوار
مانند آئینہ کے صاف ہی کہ اسمین عدو کو چہرہ عروس اجل نظر آتا ہی دیکھنا اسی تلوار سے کافران نابکار کو ہم کیونکر
قتل کرتے ہین کوئی دلاور کسی صف شکن سے کہتا تھا کہ للہ الحمد والمنہ صدائے نقارہ جنگی کان مین آئی چند روز
سے لڑائی موقوف تھی کیا دل بیتاب تھا اب امید ہی آئی صبح کو حریفون سے دیوانہ لڑینگے بڑھ بڑھ کر دشمنون کو
قتل کرینگے بار بار نعرے شیر کے مانند کرینگے قدم آگے بڑھا کے پیچھے نہ ہٹائینگے خوشی سے زخم تیغ و تیر
صدر سینہ پر کھائینگے زخمی ہونگے لہو مین نہائینگے اگر زندہ رہینگے تو فتح مراد ورنہ سرخرو ہوکے دنیا
سے جائینگے حق نمک اپنے مالک آقا کا ادا کر جائینگے اگرچہ ہم لڑکر کافرون سے مرجائینگے مگر بوجہ
اسکے کہ لوگ ہماری شجاعت کا چرچا کرینگے گویا زندہ رہینگے وہ صف شکن اس سے کہتا تھا بھائی ہمکو بھی راہ
ہی دعا کرنا چاہیے کہ خدا ہمکو اور تمکو ہنگام جنگ ثابت قدم رکھے تلوار کی آنچ نہایت تیز ہی وہ لوگ بڑے
بہادر ہین جو اسکی آنچ کے متحمل ہوتے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہین گرمی بازار جنگ سے نہین ڈرتے ہین
ثبات قدمی اختیار کرتے ہین کوئی جری کسی دلاور سے اسطرح کہتا تھا دیکھیے کل وقت سحر کیا ہوتا ہی مشہور
ہی جنگ دو سردار و کس کی فتح ہوتی ہی کس کو شکست حاصل ہوتی ہی کون غالب ہوتا ہی کون مغلوب ہوتا ہی
کون زندہ رہتا ہی کون قتل ہوتا ہی مقام تردد ہی خداوند عالم ہم اہل اسلام کو کفار پر فتحیاب کرے دین اسلام
کو ترقی ہو کفر کو زوال ہو کفار دین اسلام قبول کرین یا قتل ہون کوئی دیندار کسی عارف سے کہتا تھا اسے
بہادر کل ہنگام سحر کفار سے لڑائی ہوگی تیاری جنگ تو کر چکے ہین تلوار کو صیقل کر چکے ہین زندگی کا اعتبار نہین ہی
کیا معلوم کل ہنگام جنگ کافرون کے ہاتھ سے قتل ہونگے یا زندہ رہینگے پس بہتر و مناسب یہ ہی کہ یہ شب
یاد الٰہی مین بسر کرین توبہ و استغفار کرین واسطے مغفرت کے خدا سے دعا کرین زاد راہ عدم کچھ تو مہیا کرلین
عارف مذکور جواب دیتا تھا جزاک اللہ عاقل کو ایسا ہی خیال کرنا لازم ہی دنیا مین کو چند روز رہنا ہی اسکی
کیا محبت ہان جہان مدام رہنا ہی وہان کی البتہ فکر چاہیے دنیا سے کچھ ایسے اسباب راحت وہان لیکر جانا چاہیے
کہ جس سے وہان آرام سے بسر ہو لشکر اہل اسلام مین تو بہادر و دیندار ایسی ہی تقریر کرتے تھے اور یاد
ذکر خدا مین تر زبان تھے لیکن اب لشکر کفار ضلالت آثار کا احوال لکھا جاتا ہی کہ جس وقت سے طبل جنگ بجایا
گیا تھا جو لوگ بہادر تھے وہ تو تیاری جنگ مین بشوق مصروف تھے باہم کہتے تھے کہ ہمکو اہل اسلام سے
بہت تعصب ہی یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین انکو قتل کرنا ثواب عظیم ہی اور انپر رحم کرنا اور زندہ چھوڑنا
گناہ ہی ہم انکو ہنگام مقابلہ اس طرح قتل کرینگے کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا بھی اگر انکے حال کو دیکھینگے
تو افسوس کرینگے بعد قتل کرنے کے بھی انکی روح اور انکے جسمون کو صدمہ پہونچائینگے انکے سامنے سے
پیچھے نہ ہٹینگے اگرچہ زخمی ہون یا قتل ہون اور جو لوگ بزدل تھے وہ باہم کہتے تھے ہمتو فوج مین نوکری
کرکے بہت پچھتاتے ہین ہر وقت یہان سامنا اجل کا ہی روز سامان جنگ ہوتا ہی طبل جنگی بجایا جاتا ہے
سامنا دشمنون سے ہوتا ہی تلوار چلتی ہی کشت و خون ہوتا ہی گرمی بازار اجل سے دل گھبراتا ہی خیال قتل سے
رنگ سے خون تن مین خشک ہوا جاتا ہی مرنے سے ڈرتے ہین ہمتو زندگی کو پسند کرتے ہین یہ لوگ نہایت

جاہل ہیں کہ آبرو و عزت پر نظر کر کے مر جانا قبول کرتے ہیں ہم جاہل نہیں ہیں کہ دیدہ و دانستہ جان عزیز کا خیال نہ کریں آبرو پر نظر کریں ہمارے نزدیک عزت و آبرو کیا چیز ہے جو کچھ ہے وہ جان ہے اگر جان نہیں تو کچھ بھی نہیں لہذا ایسی نوکری سے باز آئے اجنک جو ہوا وہ ہوا فوج میں رہے تلوار . . . گھوڑے پر سوار ہوئے اب محنت مزدوری کر کے زندگی بسر کرینگے یہ باتیں کر کے لشکر سے ہر حیلہ و بہانہ سے نکل نکل کر اپنے اہل و عیال کی طرف جاتے تھے جو لوگ بہادر تھے انھیں جاتے ہوئے دیکھ کر پوچھتے تھے اسوقت کہاں جاتے ہو وہ کہتے تھے ہم ابھی آتے ہیں برائے سیر جاتے ہیں بہادران لشکر جواب دیتے تھے اب تم کیا آؤ گے معلوم ہو گیا بزدل ہو خوف جان سے لشکر میں نہ ٹھہرے وقت امتحان بھاگ نکلے نمک حرام ہو گئے اپنے آقا و مالک سے بیوفائی کی جان کا خیال کیا کچھ آبرو و عزت کا لحاظ نہ کیا افسوس تم سب نے بہت برا کیا اپنے ساتھ اوروں کو بھی بدنام کیا کہنے والے یہی کہینگے کہ مردمان لشکر ملک ترسی بزدل ہیں شب تاریک میں خوف سے جان کی بھاگے جاتے ہیں خیر ہم تمکو روکتے نہیں ہیں اگر جاتے ہو تو جاؤ تمھارا جانا ہی اچھا ہے اگر تم نہ جاتے اور وقت جنگ سامنے سے حریفون کے بھاگتے تو یقینا تمکو دیکھ کر بہادروں کے بھی پاؤں اکھڑ جاتے تم اپنے ساتھ لشکر اور اہل لشکر کو بھاگنے پر آمادہ کر دیتے یہ لوگ خاموش ہوئے بر مثل انکی تقریر سنکے کچھ مردہ ہوئے اپنے مکانوں کی طرف چلے گئے الغرض دونوں لشکروں میں بہادروں نے تیاری جنگ میں شب بسر کی بزدل خوف جان سے لشکر سے نکل گئے بہادر رہ گئے جب وہ وقت آیا بمقتضائے این نظم

آیا بمقتضائے این نظم	اٹھا جس گھڑی پرچبہ دور شراب	فلک نے لیا ساغر آفتاب
سفیدی نے کیا سیاہی کا رنگ	بنا ملک زنگی کا ملک فرنگ	ورق الطا واللیل کا شاد ہو
سحر نے پڑھا سورۂ فجر کو	لگی چلنے باد صبا دمبدم	لگے بولنے جانور بھی بہم
وہ کوئل کی کوکو وہ قمری کا شور	وہ بلبل کے نغمے پپیہے کا زور	وہ سبزے پہ شبنم کے قطرے پڑے
کہ نوک مخمل پہ موتی جڑے	وہ صحرا کا لطف اور چمن کی فضا	درختوں کا وہ وجد میں جھومنا

جملہ اہل اسلام فریضۂ سحری سے فارغ ہو کے مسلح و مکمل ہوئے پھر ہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام جانب نبردگاہ بقصد و اشتیاق جنگ روانہ ہوئے بعد قطع راہ نبردگاہ پر پہونچے سواری بادشاہ کی کی جملہ اہل اسلام ٹھہر گئے بادشاہ و امیر ثانی انتظار ملک ترسی کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ بیدین و بد یقین بھی ہمراہ اپنے خداوند لاجورد شاہ اور صلصال تتار کے بجمعیت فوج کثیر میدان رزم میں آیا اسوقت دونوں لشکروں سے باشارہ دونوں بادشاہان سپاہ کے بیلدار اور بیلچہ بردار بھاوڑے اور بیلچے کاندھوں پر رکھے ہوئے نکلے اور درمیان میں دونوں فوجوں کے جھاڑی جھنڈی خار و خس بھاوڑوں اور بیلچوں سے دور کر کے زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جب بخوبی تمام عرصۂ کارزار کو صاف و درست کر چکے وہاں سے ہٹ گئے بعدہ سقے دونوں طرف سے مشکیں پانی سے بھری ہوئی لیکر نکلے انھوں نے مثل ابر بہاران کے بارش آب سے میدان کارزار کو تر و سرد کر دیا گرد و غبار کو دفع کیا جب اس طرح درستی میدان کارزار کی ہو چکی اور سقے بھی میدان جنگ سے چلے گئے دونوں لشکروں میں صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا علمداران ہر دو لشکر نے علم کھولے امیر ثانی چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی صفوں سے بعدہ سپہ سالاری کھڑے

ہوے علمدار نے سایۂ علم فرد ہا بیکر کا سر پر کیا اس علم سے آواز متواتر یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے
لگی سوا اسکے پھریرے سے بوے مشک و عنبر اس درجہ نکلی کہ سارا میدان خوشبو سے بس گیا دماغ
ہر ایک کا بوے خوش سے معطر ہو گیا اہل اسلام اس بوے خوش کے آنے سے درود پڑھنے لگے ہنوز
اہل اسلام بوے خوش سے درود پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ دونون لشکرون سے کمیت اور نقیب
فلک کے بیچ مین دونون لشکرون کے جا کے ٹھہرے کمیت اپنے جوانان لشکر کیطرف مخاطب ہو کے باواز
بلند انھون نے کہنے لگے اے جوانان لشکر شکن و دلیران شمشیر زن آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک عبرت سرا ہے کسی کو اس
جگہ ثبات نہین ہمیشہ کسی کی حیات نہین کونسا گل کھلا جسکو ظلم خزان سے ضرر نہ پہونچا کونسا درخت پیدا ہوا
جو مدام سرسبز رہا فصل خزان اور جفاے تیشہ سے محفوظ رہا کون بشر دنیا مین خلق ہوا کہ جو موت سے بچا
خیال کرو سلاطین نامی و نامور دارا و اسکندر و کیقباد و افراسیاب کیخسرو و کیکاؤس جمشید و
فریدون وغیرہ اسوقت کہان ہین وہ انکی حکومت و سلطنت وہ انکا لشکر و رسا سوار وہ انکا خزانہ
وہ جاہ و حشم انکا انھین کے ساتھ گیا اب نہ وہ ہین اور نہ وہ سامان ہین باوجود اس ملک و مال کے
وہ اسی اجل سے مجبور و ناچار ہوے کہ دنیا سے سوے عدم چلے گئے حکماے حاذق علاج سے اور
خزانے ملک و مال و زر و جواہر کے صرف کرنے سے بھی پنجۂ گرگ اجل سے نہ بچے آخر شکار گرگ اجل ہو گئے
ملک و مال خزانہ بیشمار چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سواے کفن کے مال دنیا سے کچھ بھی نہ لے گئے
زندگی مین فرش نرم و نازک پر خواب کرتے تھے شمعہاے عودی و کافوری کی روشنی مین شب بسر کرتے تھے
اندھیرے مین گھبراتے تھے گرد و غبار سے بچتے تھے بعد مرگ وہی زیر خاک نہان ہوے ہزارون من
مٹی انکے عزیزون اور دوستون نے انپر ڈالدی یہ بھی نہ خیال کیا کہ یہ شاہان اولوالعزم و نازک مزاج ہین
گرد و غبار سے انکے اجسام کو بچائین خاک مین انکو نہ چھپائین ہاے وہ عزیز و احباب انکے کیونکر ایسا نکرتے
کہ حکم براے میت یہی ہے کہ بعد مرگ خاک مین چھپا دو گو فوراً تہ زمین میت کو لٹا دو تختے لگا کے قبر بند کر دو وہانسے
ہٹ جاؤ بس انھون نے بھی ایسا ہی کیا انکو موافق حکم قبر مین نہان کر دیا نشان قبر بنا دیا اب انکی قبرین
بھی ظاہر نہین ہین نشان قبرون کے مٹ گئے ہین اگر کسی بادشاہ کی قبر کہین ہے تو اسے دیکھکر چشم پرنم ہوتی ہے
دل انکے حکومت و جاہ و حشم کا خیال کر کے غمگین ہوتا ہے کیونکہ قبر سراسر شکست نظر آتی ہے چادر گل ادھر
شمع فروزان سے خالی پائی جاتی ہے کوئی دلسوز مانند شمع اس قبر پر دل بھی نہین جلاتا ہے کوئی صاحب قبر کو
بادشاہ جان کے تحفۂ ثواب بھی نہین دیتا ہے وہ باوجود بادشاہ روے زمین ہونیکے بعد مرگ محتاج ثواب ہین
اپنے اعزا اور احباب سے طالب خیر و ثواب ہین ایسی جگہ جا کر سکونت پذیر ہوے ہین کہ وہان خود کوئی کار
خیر نہین کر سکتے اپنے امراض انواع و اقسام عصیان کا کچھ علاج نہین کر سکتے زیر خاک پڑے ہین کسی کو
اپنے پاس بلا نہین سکتے اور کوئی فرد بشر سے انکے پاس جا نہین سکتا کسی سے وہ کلام کر نہین سکتے نہ کوئی
انکی تقریر سن سکتا ہے ایسے خواب مین ہین کہ کوئی بشر انکو جگا نہین سکتا اور نہ وہ خود جاگ سکتے ہین افسوس
ہزار افسوس وہ قبور مین کیسے مجبور و ناچار ہین کیڑے انکے گوشت و پوست کو کھاتے ہین وہ انھین دفع
کر نہین سکتے جس کروٹ لیٹے ہین سواے اسی کروٹ کے برعکس انکے کروٹ بدل نہین سکتے ہرچند کوئی
انکو پکارے جواب نہین دیتے لاکھ کوئی روئے اور اپنا حال ظاہر کرے انکو خبر بھی نہین ہوتی کہ کون ہماری

قبر ہے آیا ہے کون ہیں یاد کرکے روتا ہے سوائے ان بادشاہان گذشتہ کے کہ زور آوران روے زمین پہلوانان
قوی خشمگین کو یاد کرو کہ وہ کہاں ہیں رستم و اسفندیار سہراب و بہزود و فرامرز و گیو بیژن وغیرہ
دلیران ایران کے کچھ کہیں نشان ہیں ہاں نام انکے بوجہ انکی شجاعت و بہادری کے زبان زد خلق ہیں لیکن
قبروں کا نشان بھی نہیں ہے زندگی میں زور آزما تھے کسی کو دباتے تھے بعد مرگ خاک سے دب گئے
کچھ بس نچلا زرا بھی قوت و شجاعت کام نہ آئی زندگی میں در قلعہ توڑتے تھے بعد فنا قبر کے تختے بھی نہ ہٹائے
گئے علاوہ انکے تم اپنے بزرگوں کو یاد کرو اسوقت تمھارے آبا و اجداد جو نامی گرامی تھے اور جن کی
دلاوری و شجاعت مثل آفتاب عالمتاب روشن تھی کہاں ہیں تمکو چھوڑ کر مجبوری سے چلے گئے اور
اور ایسی جگہ گئے کہ جہاں سے اب آ نہیں سکتے نہ تم انکو دیکھ سکتے ہو نہ وہ تمکو دیکھ سکتے ہیں اجل سے ایسے بے حس
و حرکت زیر زمین پڑے ہیں کہ مطلق حرکت بھی کر نہیں سکتے جنکو بہت دوست رکھتے تھے اب انکا خیال بھی نہیں
کرتے ہیں مقراض موت نے رشتۂ محبت کو بھی ہمراہ رشتۂ جان کے قطع کر دیا ہے کبھی وہ کسی کو یاد بھی نہیں کرتے
ہیں جس طرح وہ کسیکو اپنے اعزا و احباب میں سے یاد نہیں کرتے اسی طرح کوئی انکو بھی دنیا میں یاد نہیں کرتا چونکہ
وہ بہادر تھے اکثر دلاوری و بہادری انسے ظہور میں آئی تھی اسی سبب سے ہم اور اکثر مردم انکو یاد کرتے ہیں تعریف
انکی شجاعت و بہادری کی کرتے ہیں اگر وہ اس کشت زار بے مزۂ دنیاے ناپائدار میں تخم شجاعت و بہادری
نہ بوجاتے تو کبھی شجر بار آوری پیدا نہوتا اور ثمر خوبی نہ دیتا پس تمکو لازم و مناسب ہے کہ گذشتہ کا خیال کرکے
اور موت کے آنے کا یقین کرکے اپنے آبا و اجداد کیطرح اس دنیا میں امور نیک کرو تاکہ بعد مرگ تمکو بھی اہل
جہان ساتھ نیکی کے یاد کریں فرزند وہی فرزند سعید ہے جو قدم بقدم امور خیر میں اپنے پدر کے ہو تمھارے
آبا نے اکثر لڑائیوں میں حریفوں کو دلیرانہ تہ تیغ کیا ہے قدم جنگگاہ میں بڑھا کر نہیں ہٹایا ہے تلوار کی کاٹ سے
کبھی نہیں گھبرائے ہیں سراپا زخمہاے کاری کھائے ہیں خون میں نہائے ہیں نمک حلالی ظاہر کی ہے
عوض میں اپنے مالک و آقا و ولی نعمت کے جان اپنی دی ہے عزت و آبرو کا خیال کیا ہے جان دینا میدان
نبرد میں گوارا کیا ہے دشمن کو پشت نہیں دکھائی ہے تم بھی انھیں کے فرزند ارجمند ہو لہذا آج تم بھی مانند
انھیں کے اپنے حریفوں سے لڑنا اور مثل اپنے آبا و اجداد کے میدان رزم میں اپنی بہادری ہر ایک
کو دکھانا جہانتک ممکن ہو قدم آگے ہی بڑھانا بڑھ بڑھ کے دشمنوں کو قتل کرنا تو بے خبر آسا کرنا
حتی الامکان صفیں لشکر اعدا کی درہم و برہم کر دینا سرداروں کو چن چن کے قتل کرنا بلکہ بہتر و مناسب
یہی ہے کہ جہانتک ممکن ہو بادشاہ لشکر اسلام کو تہ تیغ کرنا جب بادشاہ ہی نہوگا اہل لشکر کیا لڑینگے میدان
جنگ سے بھاگ جائینگے انکا مال و اسباب لوٹنا سر بادشاہ کا تیغ سے جدا کرکے اپنے بادشاہ کو نذر دینا
عوض میں اس دلاوری کے خلعت و جاگیر و انعام وافر لینا اور اگر ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہو جاؤگے
تو بھی اچھا ہے بہادروں میں محسوب ہوگے مانند اپنے آبا و اجداد کے دلاور و نمک حلال مشہور ہوگے
لوگ تمکو بھی انھیں کیطرح یاد کرینگے مانند رستم و اسفندیار کے تمھاری بھی دلاوری کا ذکر کرینگے دیکھو
لڑنے سے اور زخم نیزہ و شمشیر سنان کھانے سے خوف نہ کرنا آخر ایک روز مرنا ہے آج ہی مر جانا جسطرح
سے پہلے بادشاہوں اور نامی پہلوانوں وغیرہ کے حالات بیان کیے ہیں اسی طور سے ایک دن سبکو
دنیا سے جانا ہے زیر خاک مقیم ہونا ہے تم کبتک اپنی جان کی حفاظت کروگے جب پیمانۂ عمر لبریز ہوگا

دنیا سے سوے عدم چلے جاؤ گے بھاگنے سے بچ نہ جاؤ گے قضا سد راہ ہوگی زمین پانون پکڑ لیگی بھاگنے
سے زندگی حریف تعاقب کریگی ذلت سے قتل ہو گے جان سا قدر بیغیرتی و بیحرمتی کے جائیگی اہل جہان تمکو نامرد و
بزدل کہینگے اس صورت مین کوئی بہادر دلاور نہ کہیگا آگے تمکو اختیار ہے نیک و بد سے آگاہ کردیا
تم عاقل و ہوشیار ہو کچھ نادان و نافہم نہین ہماری جنس بے بہا تقریر کو میزان عقل مین تول کر ذرا فکر و غور
سے خیال کرو کہ ہم سچ کہتے ہین یا جھوٹ کہتے ہین نقباء خوش آواز خوش گلو و خوش تقریر جوانان اہل
اسلام سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہتے تھے کہ اے دلیران عرب واے بہادران عالی حسب و نسب آگاہ ہو
کہ تم سب بہترین اقوام ہو مانند تمھارے کوئی قوم و قبیلہ شجاع و بہادر نہین ہے تم مین دو طرح کی قوتین ہین
ایک تو قوت ظاہری دوسری قوت باطنی قوت ظاہری تو یہ ہے کہ عنایت خدا سے تم قوم عرب ہو تمامی قوم
سے قوی تر ہو شجاعت تمھاری مشہور آفاق ہے تلوار تمھاری وہ تلوار ہے کہ جسکا لوہا ہر ایک قوم مانے ہوے
ہے دوسری قوت قوت دین اسلام ہے تمسا دنیا مین کون بہادر ہے بارہا تمھین نے کافرون کو شکست دی ہے
جب کفار سے لڑائی ہوئی ہے غلبہ اہل دین کو ہوا ہے کفار کو شکست ہوئی ہے کفار مثل بتان مانند لات و ہبل وغیرہ
صنمون کے مثل زمین پر گرے ہین تھے اور تمھارے آباو اجداد نے سر انکے لاتون سے توڑے اور کچلے ہین
آج کے دن بھی سامنا کفار سے ہے دیکھو مانند اپنے بزرگون کے اس میدان جنگ مین لونا کفار کو تہ تیغ
کرنا گرزہاے گران انکے سر پر غرور پر مارنا کاسہ سر انکے مانند سرہاے اصنام کے چور چور کرنا نیزہ و تیر
انکے قلوب و سینہ پر کینہ پر لگانا یہ سیاہ قلب ہین نور ایمان و اسلام انکے دلون مین نہین ہے کوئی کور چشم
ہوتا ہے یہ لوگ کور باطن ہین خداے کون و مکان و خالق زمین و آسمان کی پرستش نہین کرتے ہین باوجود
ہدایت کرنے کے راہ کفر سے نہین پھرتے ہین ایک شیطان مجسم ملک لاجوردشاہ کو اپنا خداوند جانتے
ہین اسکی پرستش کرتے ہین انکا قتل کرنا ضرور ہے یہ لوگ نہایت گمراہ ہین انپر رحم کرنا اور انکو زندہ چھوڑ
دینا ہمارے نزدیک ایک گناہ ہے لہذا وہ کام کیون کرو کہ جس سے داخل گناہ ہو ہنگام جنگ ہرگز انپر
رحم نہ کرنا دلیرانہ انھین قتل کرنا اگر یہ نابکار ارادہ بھاگنے کا کرین تو انکو بھاگنے نہ دینا چہار طرف
سے گھیر کر قتل کرنا آج ہی اپنی شجاعت و بہادری کو ظاہر کر دینا دیکھین آج کیونکر لڑتے ہو کن کن کافرونکو
تہ تیغ کرتے ہو کسکو نشانہ تیر کرتے ہو کسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگاتے ہو کس پر گرز گران مارتے ہو اور پیوند
خاک کرتے ہو کسکی رگ جان کو خنجر آبدار سے کاٹتے ہو کیونکر بڑھ بڑھ کے لڑتے ہو کیونکر نعرے کرتے
ہو کیا خوب ہو کہ اگر آج لاجوردشاہ تمھارے ہاتھ آجائے اور تم اسے چورنگ کرو اور کیا اچھا
ہو کہ ملک ترسی نابکار کو قتل کرو سر اسکا کاٹ کر نیزہ پر بلند کرو لشکر کو اسکے تباہ و قتل کرو
کوہ شفق پر بہادرانہ لڑتے ہوے چلے چلو قلعہ پر قبضہ کرو زر و مال ملک ترسی کا لوٹو بتکدون کو
منہدم کرو یہ سب باتین امداد خدا سے کچھ مشکل نہین ہین الانسان قصد کار خیر کا کرے خداوند عالم مدد
کرتا ہے وہ قادر ہے ہر شی پر فتحیاب ہوگے اگر خدا چاہیگا تو امید دلی بر آئیگی دل قوی رکھو اعانت
عنایت خدا پر نظر رکھو تم شیران بیشہ شجاعت و دلاوری ہو اگر وہ چاہے تو مور کو فیل پر غالب کر دے
اسکے قبضہ قدرت مین کیا نہین ہے سب چیز پر اسی کی قدرت ہے دیکھو لڑائی مین کوتاہی نہ کرنا خوف سے
جان کے پیاسے نہ ہونا آخر ایک دن مرنا ضرور ہے ہمیشہ کوئی زندہ رہا ہے نہ رہیگا سب کو فنا ہے سواے

خداے کسی کو بقا نہین ہے خیال کرو جو سلاطین و پہلوانان نامی و گرامی تھے قبل تھے اب وہ کہان ہین زر کثیر و قوت زور سے کچھ انکو ہنگام مرگ مدد نملی روپیہ نے اور قوت بازو نے انکو مرنے سے بچا نہ دیا اور کسی دوا و قرابادین سے انکے مرض کو دفع نہ کر دیا جسوقت انکا پیمانہ عمر بھر گیا کسی کے بنائے کچھ نہ بنا پڑا اسپ حکیم و طبیب بالین پر بیٹھے رہے ملک الموت علیہ السلام نے روحین بحکم خدا قبض کر لین ہر ایک انکا عزیز و دوست عاجز ہوے بیٹھا ہوا دیکھا کیا جب وہ مرگئے انکے رنج و غم مین رو کر انھین دفن کر دیا مطلب ہمارا اس تقریر سے یہ ہے کہ قضا سے کسی کو گریز نہین ہے جسکی قضا آئی ہے اسے کوئی روک نہین سکتا کیا مجال کہ کوئی حکیم یا طبیب ایسے بیمار کو دوا سے یا کسی تدبیر سے شفا دے کہ جسکی عمر تمام ہو چکی ہو بس اگر تم سب بہادرون کی زندگی ہے تو یہ کفار کیا ہین اگر تمام عالم کے انسان اور جملہ جن اور دیو اور تمامی مخلوق خدا انکو ہلاک کرنا چاہین تو بھی تم کسی کے ہاتھ سے ہلاک و قتل نہوگے اور اگر خدا نخواستہ تم لوگون کو ان کافرون کے ہاتھ سے قتل ہی ہونا ہے تو ضرور قتل ہوگے کوئی تمکو انکے ہاتھ سے بچا نہ سکیگا اگر بھاگوگے بھی تو بھی انکے ہاتھ سے نہ بچوگے بس اب تم کو لازم ہے کہ بمقتضاے این نظم

	نہ میدان خبردار تم چھوڑنا	گرہی کیسی ہی ہو نہ منھ موڑنا
یہ لشکر ہے کیا تم جنون سے لڑو	رکھو دل پہ گر آگ مین جا پڑو	تمھارا تو شہرہ بہت دور ہے
لڑائی تمھاری تو مشہور ہے	نقیبون سے سب سنکے بیجا ہوا	ہوا غل کہ ہان اقتلوا اقتلوا

جب کہ کیتون اور نقیبانے اس طرح جوانان ہر دو لشکر کو آمادۂ جنگ کیا اور درمیان سے لشکرون کے چلے گئے اسوقت ہر ایک بہادر دلاور کا یہ حال تھا کہ شوق جنگ مین بیتاب و بیقرار تھا چاہتا تھا کہ میدان جنگ مین مرکب کو جولان کرکے مبارز طلب کرے ہنوز لشکر اسلام سے کوئی دلیر براے جنگ نکلا نہ تھا ناگاہ صف لشکر ملک ترسی سے گرگ تیز دندان اپنے بادشاہ اور اپنے خداوند سے اجازت جنگ حاصل کرکے نکلا پھر مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آکے مرکب کو روک کے جانب لشکر اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھنے لگا حال اسکی صورت و قامت کا مفصل تو کیا لکھا جاے لیکن مختصر یہ نظم

طویل اسکا وہ قامت بد نما	اور اسپر گرانبار سر کوہ سا	وہ صورت مہیب اسکی اور کریہہ ترین
ہوے دیکھکر لوگ جسکو حزین	لکھون کیا صفت ناک کے حال کی	وہ گویا تھی بندوق دو نال کی
نہین اس کے کانون کا ہوتا بیان	کہا چاہیے انکو ہاتھی کے کان	عجب طرح سے گال وہ پھول کر
بنے تھے وہ دو گنبد پرخطر	نکیلے کئی دانت نکلے ہوے	درندہ جسے دیکھوے تو ڈرے
ہو کیا حال ہونٹون کا اسکے رقم	وہ گویا لب ناقہ تھے دو بہم	

اہل اسلام اس کی صورت دیکھ دیکھ کے نادعلی پڑھنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا یہ انسان ہے یا دیو ہے اسنے جواب دیا ہمارے نزدیک یہ ایک بلاے بد ہے خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے ابھی اہل اسلام اسے دیکھ رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ خداوند عالم اس زشت رو کے شر و فساد سے بچائے ناگاہ وہ نابکار مانند فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا باواز بلند یون کہنے لگا کہ اے امیر ثانی مین وہ بہادر ہون کہ میر ثانی پہلوے دنیا پر نہین ہے انسان کی کیا مجال کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے دیو و جن بھی خوف سے میرے روبرو نہین آتے ہین مین تنہا بمنزلہ ہزار سواران نامور کے کافی ہون لہذا اسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کو اسطے بھیجو اور اپنے کسی دلیر کو بھیجو کہ وہ دیکھے تو مجھ سے لڑے ایک ادنے ضرب تو میری روک سکے امیر ثانی نے اسکی تقریر بیہودہ سنکے اپنے لشکر کی طرف نسبت

جب دیکھا تھا کہ ایک جانب بیابان سے ایک بگولا گرد کا پیدا ہوا تمامی اہل اسلام اور گرگ تیز دندان
و ملک ترسی وغیرہ سب کافر و دیندار اسی طرف دیکھنے لگے ابھی بہادران لشکر اسلام نے ارادہ صف لشکر
سے نکلنے کا کیا تھا مگر کوئی دلیر نکلا نہ تھا کہ اس بگولے سے ایک نقابدار گوہر پوش بصد جوش و خروش
مرکب پر سوار نیزہ بدست پیدا ہوا اور درمیان مین دونون لشکرون کے آگے اور دونون لشکرون کو دیکھ
کے لشکر کفار و فوج اہل اسلام کو خوب پہچان کے گرگ تیز دندان سے کہنے لگا او نابکار تو مجھ سے مقابلہ کر
اُسنے جواب دیا او اجل رسیدہ تو کیون مجھ سے لڑتا ہی اور اپنی زندگی سے بیزار ہی جا سامنے سے دور ہو
مین تجھ روپوش سے کہ خاصیت عورتون کی رکھتا ہی کیا لڑون مین مردون سے مقابلہ کرتا ہون ابھی مین نے
ہم نبرد اپنا طلب کیا ہی لشکر امیر ثانی سے کوئی دلیر نکل کے مجھ سے لڑیگا تو جس طرف سے آیا ہی اُسی جا
چلا جا نابکار مجھ سے لڑ کے قتل نہو نقابدار نے برہم ہو کے جواب دیا او نابکار پہلے مجھ سے مقابلہ کر لے
بعدہ دلیران لشکر اسلام سے لڑنا تو مجکو بنظر حقارت نہ دیکھ مین تیرے حق مین ملک الموت ہون واسطے تیری قبض
روح نجس کے آیا ہون یہ کہکر جانب امیر ثانی مخاطب ہو کے کہا ای امیر با توقیر آپ کسی دلیر کو اس
نابکار کے مقابلہ کو واسطے نہ بھیجیے گا مین اس سے مقابلہ کرونگا امیر ثانی گفتگوے نقابدار سنکے دل مین
کہنے لگے نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی نام اسکا کیا ہی ہماری طرف سے لڑنا دلیل اسکی ہی کہ ہمارا
کوئی دوست ہی ابھی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ گرگ تیز دندان نے گفتگوے نقابدار
سنکے از حد برہم ہو کے کہا اگر تو نہین مانتا تو ہوشیار ہو جا یہ کہکے سپر اپنے ہاتھ مین لیکے مرکب کو براے
زور آزمائی دوڑایا ادھر نقابدار بھی باخبر ہوا جب دونون سپرین باہم لڑین دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ہنگام نگاورزنی پانچ قدم مرکب گرگ تیز دندان کا اور دو قدم مرکب نقابدار کا پسپا ہوا گرگ
مذکور نے منفعل و خجل ہو کر بصد غضب گھوڑے کو رانون مین داب کے آگے بڑھا کے کہا کہ ای نقابدار مین
اپنی جگہ سے نہین ہٹا کیونکہ نہایت قوی ہون یہ حیوان نہین معلوم کس وجہ سے پیچھے زیادہ ہٹ گیا خطا
اسکی ہی نقابدار نے جواب دیا اگر مرد ہی تو اب پیچھے نہ ہٹنا یہ سخن نقابدار سنکے نیزہ اٹھا کے گھوڑے
کو کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے خبردار خبردار کہکے سینہ نقابدار پہ نیزہ لگایا ادھر
اس دلاور نے نیزے کی سنان پر روکا جب دونون سنانین باہم لڑین چنگاریان پیدا ہوئین
بعد روکنے ضرب نیزہ کے نقابدار نے بھی اسکے پہلو پر نیزہ لگایا اسنے بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ
کی سنان پر روکا تا دیر اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار نقابدار نے ایک بند نادر باندھ کے سنان نیزہ کی اسکے
ہاتھ سے نکالدی سب نے دیکھا وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا گری اہل اسلام خوش ہو کے
نقابدار کی تعریف کرنے لگے خصوصاً امیر ثانی نے اپنے دل مین کہا واقعی اس نقابدار نے کیا اچھا
بند نیزہ کا باندھا تھا اور کس خوبی سے سنان نیزہ حریف نکالدی ہی ادھر تو امیر ثانی وغیرہ نقابدار کی
کی تعریف کر رہے تھے ادھر گرگ تیز دندان سنان نیزہ کے نکل جانے سے بہت خجل تھا غیرت سے
پسینہ آگیا تھا عرق خجالت مین ایک نیزہ گویا غرق ہو گیا تھا ملک ترسی یہ جنگ دیکھ کے حیرت مین تھا دل
مین کہتا تھا حیف میرے سردار لشکر کا زبردست معلوم ہوتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی بظاہر انجام اس
لڑائی کا بد نظر آتا ہی ابھی ملک ترسی اپنے دل مین خیال مذکور کر رہا تھا ناگاہ گرگ تیز دندان

نے برہم ہوکے ڈانڈ نیزہ کی فرق نقابدار پر لگائی نقابدار نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر یون روکا
کہ ڈانڈ گرگ تیز دندان کی کئی ٹکڑے ہوگئی گرگ مذکور نے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کے تیغ تیز و
آبدار وگراں بار پر ہاتھ ڈال کر تیغ برق نظر علم کرکے کہا او نقابدار نیزہ بازی کچھ نہین لڑائی تلوار کی
خوب ہی یہ وہی ہی کہ پیچ مین دو دلیران جنگجو کے پڑکے مانند منعت کے برسون کا جھگڑا ایک دم مین فیصل
کردیتی ہی یہ کہکے خبردار خبردار کہکے وار تیغ آبدار کا سر نقابدار پر کیا ادھر نقابدار نے تیغ اسکا بالاے
سپر روکا پھر اسپر تلوار لگائی اسنے بھی پھرتی سے سپر پر روکی اسیطور سے تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی
آخرکار نقابدار نے گرگ تیز دندان سے کہا او نابکار اگر اس مرتبہ وار میری شمشیر آبدار کا روک
سے تو جانون کہ مرد ہی اسنے قہقہہ مار کر کہا او نقابدار خیر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے بعد روکنے تیری
شمشیر کے مین بھی ایسی تلوار لگاؤنگا کہ جس سے تو کسی طرح جانبر نہوگا نقابدار نے تقریر اسکی سنکے تلوار
چمکاکے خبردار خبردار کہکے تلوار سر پر اسکے لیجاکے دھوکا دیکے اس طرح کمربند وار کیا کہ وہ نابکار مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر پشت فرس سے یون بالاے خاک گرا گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے زمین پر گرکے
گاڑ زمین اُسکے تکڑے سے دب کے تھرائی غبار بلند ہوا اہل اسلام نے خوش ہوکے باواز بلند تعریف کی
امیر ثانی بھی ضرب شمشیر نقابدار کو دیکھکر پھڑک گئے نہایت خوش ہوے دل مین کہنے لگے یہ طریقہ شمشیرزنی
کا تو ہمارے ہی خاندان مین ہی اسکو ایسی شمشیر لگانا کسنے بتایا ہی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہے
تھے اہل اسلام اسکے قتل ہونے سے خوش تھے کفار غمگین و حزین تھے ناگاہ ملک ترسی اپنے لشکر
کے سردار کو دو نیم ہوتے دیکھکر برہم ہوکے اپنے خداوند سے اجازت جنگ لے کے سامنے نقابدار
کے آیا اور مرکب کو روک کے کہا او نقابدار غضب کیا تو نے کہ میری سپاہ کے نامی سردار کو قتل کیا
مجکو صدمہ دیا خیر اب اسکے قتل کرنے کا عوض تجھ سے لیتا ہون ابھی تجکو قتل کرتا ہون نقابدار نے جواب
دیا او ریدین تو مجکو کیا قتل کریگا خود ہی میرے ہاتھ سے مانند گرگ تیز دندان کے قتل ہوگا تو خود
میرے سامنے نہین آیا ہی قضا تیری تجکو کھینچکر میرے سامنے لائی ہی ملک ترسی پلاس پوش یہ سنکے
بصد جوش و خروش مرکب بڑھا کر تیغ آبدار علم کرکے پکارا خبردار ہو کہ اس ضرب سے جانبر ہونا دشوار
ہی بلکہ ممکن نہین کہ حریف کسی تدبیر سے جان اپنی بچاے یہ کہکے بالاے سر نقابدار لگایا ادھر نقابدار
نے بفن سپاہگری تیغ مذکور کو اپنی سپر پر روکا اور کہا او نابکار تو نے کیا کہا تھا اور کیا ہوا دعوی تیرا
باطل ہوا یہ کہکے آپ بھی اسکے سر پر غرور پر شمشیر لگائی اُسنے بھی تلوار بالاے سپر روکی تا دیر یون ہی لڑائی
ہوئی ہر دو جانب لشکر جانبین بنظر غور یہ لڑائی دیکھ رہے تھے کوئی کسی کے ہاتھ سے زخمی نہ ہوتا تھا ہر ایک
ہوشیاری سے لڑتا تھا ادھر لاجورد شاہ بھی غور سے دیکھتا تھا بختگان سے کہتا تھا کہ دیکھتا ہی کہ ہمارا بندہ خاص
کس خوبی سے لڑ رہا ہی ہمین نے اسکو یہ قوت دی ہی وہ پوچھتا تھا یہ تو فرمایئے کہ آپ نے کیا تقدیر کی ہی ملک
ترسی نقابدار پر غالب ہوگا یا نقابدار کے ہاتھ سے قتل ہو جائے گا لاجورد شاہ اسکو جواب
دیتا تھا ابھی تقدیر کچھ بھی نہین کی ہی بعد تھوڑی دیر کے جو کچھ تقدیر کرونگا وہ تو دیکھ ہی لیگا بختگان کہتا
تھا ذرا تقدیر ابھی کیجیے گا سوچ سمجھ کے ورنہ اچھا ہوگا پہلے سے آپ کو بھاگنا پڑیگا مسلمان پھر تعاقب کرینگے
لاجورد شاہ برہم ہوکے جواب دیتا تھا تجھے ہمارے امور مین کیا دخل ہی جو ہم مناسب جانینگے

ہی کر نکلا ادھر تو لاجورد شاہ چنگان اپنے شیطان بارگاہ سے ہمسخن تھا ادھر نقابدار نے متواتر اسکے
وار روک کے نعرہ کیا کہ او نابکار اب ہوشیار ہوجا کہ تلوار میری مانند برق کے تجھپر گریگی اور خرمن ہستی کو
جلا کر خاک میں ملادیگی اسنے جواب دیا میں ہوشیار ہوں تلوار لگا نقابدار نے مرکب کو اسکے دست
راست کی طرف لیجا کے نعرۂ اللہ اکبر کرکے اس طرح شمشیر بالاے سر لگائی کہ اسکے سپر وخود کو کاٹکر
کاسۂ سر میں در آئی پھر وہانسے مانند قطرۂ آب کے گویں اترکر سینہ میں ذرا دم لیکے شکم و کمر سے گذر کر پشت
زین پر آئی بعدہ اسکے بھی دو ٹکڑے کرکے بالاے خاک پہونچی راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر بالاے
زمین گرے اہل اسلام از حد خوش ہوکے باواز بلند نقابدار کی تعریف و ثنا کرنے لگے امیر ثانی
بھی خوش ہوکے نقابدار کی ثنا بالاے زبان لائے جب ملک ترسی قتل ہوا اور شور و غل
اہل اسلام نے خوش ہوکے کیا تب کفار نہایت غمگین و محزون ہوے ہر ایک حاکم کو وہ شفق کے
قتل ہونے سے بیدل ہوگیا اسوقت لاجورد شاہ نے اور صلصال بن دال بن دیو بن سمامہ
جادو نے اپنی اپنی سپاہ و دادسیوں اور ملک ترسی کے لشکر کے سپاہیوں سے باواز بلند کہا کیا
کھڑے دیکھ رہے ہو جلد یکبارگی اس نقابدار پر حملہ ور ہو اس نے ملک ترسی کو قتل کیا ہے تم سب
مل کے چار طرف سے اسے گھیر کے قتل کرو سر اسکا تن سے جدا کرکے ہمارے سامنے لے آؤ راوی بیان کرتا
ہے کہ جب لاجورد شاہ اور صلصال بن دال نے جیسا کہا تھا اس طرح کہا سب یکبارگی یوں بڑھے جیسے
سپاہی کفر باغواے شیطان بڑھتی ہو اور جانب لشکر اسلام وہ سب بدانجام یوں آئے جس طرح زد و سرد
شور سے سیاہ آندھی آتی ہو جب یہ حال امیر ثانی خوشحال نے ملاحظہ فرمایا اپنے بھی تمامی لشکر کو آگے
بڑھنے کا حکم دیا ادھر سے اہل اسلام اور ادھر سے کفار بڑھ کے آخرکار شامل ہوے دلیران جنگجو
نے تلوارین نیام سے کھینچین خنجر اٹھائے گرز گران سر بلند کیے کمانداروں نے تیر چلہ کمان میں ترکش
سے نکال نکال کے رکھے اعدا کے سینہ کو تاک کے کمانین کھینچین تیر مانند تیر اجل کے چلے جسکے سینہ
وجگر پر وہ تیر پڑا نشانۂ اجل ہوگیا جسکے سر پر تلوار کسی جری کی پڑی اس کو فی الفور راہ عدم
نظر آئی جسکا گرز گران سرکسی کے سر پر پڑا پیوند خاک ہوگیا جس بہادر کا نیزہ سینۂ حریف پر لگا پشت
سے گذر گیا نقابدار کو بھی جوش جنگ دستہ ذکر تا تھا جو کافر اسکے سامنے آتا تھا اسکو تہ تیغ کرتا
تھا امیر ثانی بھی مصروف جنگ تھے انکی لڑائی کا کیا حال لکھا جاے جس انبوہ اور جس غول پر
مرکب کو بڑھا کر نعرۂ شرار کرکے گرتے تھے کفار مانند بھیڑ بکریوں کے بھاگتے تھے امیر ثانی ان کو قتل
کرتے تھے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر اسلام کا دلیرانہ مشغول جنگ تھا تلوار چل رہی تھی تیروں کا مینہ
برس رہا تھا سپرین مانند گھٹا کے اٹھی تھین نعرے بہادروں کے دیوں کو ہلاتے تھے گھوڑوں کے
دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا باوجود روز روشن کے میدان جنگ میں اندھیرا تھا ابھی طرح کسی کو کچھ
نظر نہ آتا تھا وہ اسکو اپنا حریف سمجھ کے قتل کرتا تھا بھائی باپ بہادر حقیقی کو قتل کرتا تھا فرزند اپنے
پدر کو ہلاک کرتا تھا گھبراہٹ اور اضطراب اور اندھیرے میں بجز تیغ کچھ نہ سوجھتی تھی لاش پر لاش گر رہی
تھی کفار و اہل اسلام قتل ہو رہے تھے زخمی بار بار گھوڑوں سے گر رہے تھے انکی نالہ و آہ و فریاد کو
کوئی نہ سنتا تھا اور کوئی انپر رحم نہ کرتا تھا بلکہ حالت اضطراب میں انپر سے گھوڑے گذر جاتے تھے

وہ پامال سم اسپان ہو جاتے تھے مفصل حال اس جنگ مغلوبہ کا کیا لکھا جائے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمصداق نظم

کوئی تیغ بران لگانے لگا ۔ کوئی اپنا نیزہ ہلانے لگا ۔ چلا کوئی گرز گران تان کر
کسی نے فقط لی تیغ و سپر ۔ کسی نے کیا بڑھ کے خنجر کا وار ۔ لگائی کسی نے چھری اور کٹار
کوئی نعرہ کرتا تھا یون زور مین ۔ کہ رستم بھی چھپین ہو گور مین ۔ کسی کے پڑی سر پہ شمشیر تیز
کسی نے کیا رن سے قصد گریز ۔ کوئی ہو گیا نصف دھڑ سے قلم ۔ کسی کو نظر آئی راہ عدم
کسی جا برستا تھا باران تیغ ۔ جلاتی تھی بجلی کہین بے دریغ ۔ دو پارہ تھا کافر کوئی تا کمر
قلم کرتا تھا کوئی دشمن کا سر ۔ تھے کفار اُسوقت یون بدحواس ۔ نہ کچھ سوجھتا تھا اُنھین وقت یاس
کوئی تیغ کی جا سپر تھا لیے ۔ سپر تھا کمر سے لگائے ہوئے ۔ ہنوز لڑائی ہو رہی تھی تلوار چل

رہی تھی سواران لشکر جانبین قتل ہو رہے تھے جا بجا لاشون کے انبار لگے ہوئے تھے عرصۂ جنگ مین دریائے
خون کشتگان جاری ہوا تھا ناگاہ وہ سب سرداران لشکر اسلام جنکو ملک ترسی اور ملک اردوان
کوہی نے اسیر کیا تھا اور ملک اردوان نے فیروز گرد کو قتل کرکے اُنھین رہا کیا تھا اور وہ سب
جانب لشکر اسلام چلے تھے پس پشت کفار وقت کارزار پہونچے اُنھون نے اس جنگ مغلوبہ کو دیکھکر
فوراً تلوارین نیام سے کھینچین اور نعرے کرکے لشکر کفار پر گرے ہر ایک کافر کو گھیر کر قتل کرنے لگے جسکے
سر پر تلوار لگائی اُسے دو ٹکڑے کیا جسپر نیزہ لگایا وہ راہی ملک عدم ہوا اب کفار درمیان مین لشکر
اسلام کے جو آگئے سخت گھبرائے بدحواس ہو گئے تاب تحمل باقی نہ رہی کفار کے پاؤن اُٹھ گئے علمدارون
نے نشان ہاتھ سے چھوڑ دیے لاجورد شاہ اور صلصال یہ حال جدال و قتال دیکھکر بہت گھبرائے
خصوصاً لاجورد شاہ سخت گھبرایا ججگان سے کہنے لگا اے شیطان درگاہ مین اسوقت حواس بجا نہین
ہین سرداران لشکر اسلام لڑتے لڑتے میرے قریب آگئے ہین جلد بتا جالا چہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا
اسوقت تقدیر گریز کیجیے اہل اسلام سے جان بچائیے اب یہان توقف نہ کیجیے اُسنے کہا اچھا اسوقت تیرے کہنے پر
عمل کرتا ہون سو مین نے تقدیر گریز کی اب اُسی طرف سے گریز کرنا چاہیے کہ جس طرف سے بھاگنا
چندان دشوار نہو ججگان نے جواب دیا اُسطرف سے بھاگنا میرے نزدیک مناسب ہے کہ تھوڑے
سے سرداران اہل اسلام ہین اُنسے لڑتے ہوئے نکل جا سکتے ہین لاجورد شاہ نے اُسی طرف رخ
کیا فوج اُسکی اور صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو اور ملک ترسی پلاس پوش
کی اُسی جانب سے بھاگی اِدھر سے امیر ثانی مع لشکر کثیر اُنکے تعاقب مین آگے بڑھے اُدھر سے
سرداران لشکر اسلام نے اُنھین روکا اور قتل کرنا شروع کیا اس جگہ کفار دست اہل اسلام
سے بیشمار قتل ہوئے جا بجا لاشون کے انبار ہوگئے لیکن بوجہ کثرت کے اُسی طرف سے ہمراہ
لاجورد شاہ کے بھاگے امیر ثانی نے تھوڑی دور تک اُنکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر
دور نکل گئے اور جو کفار ہمراہ لاجورد شاہ کے نہ جا سکے اور وہ امان طلب ہوئے امیر نے اُنکو
امان دے کے مرکب کو روکا اور سب کو لڑنے سے منع کیا ہر ایک نے جنگ سے ہاتھ روکا پھر خیمہ و خرگاہ اور
تمامی مال و اسباب ملک ترسی اور لاجورد شاہ اور صلصال کا اہل اسلام نے لوٹ لیا امیر ثانی
نے اُن سب سردارون کو جو ہمراہ ملک اردوان کوہی آئے تھے اُنکو بصد شوق و شفقت بزرگانہ

سینے سے لگایا احوال پوچھا اُنھون نے تمام حال اپنے رہا ہونے کا اور ملک اردوان کوہی کے سلوک
نیک کرنے کا ظاہر کیا امیر ثانی نے جانب ملک اردوان کوہی دیکھا اُسنے بعد ادب سلام کیا
امیر نے فرمایا تمنے نیکی کی ہے انشاء اللہ تمھارے ساتھ بھی حسب دلخواہ نیکی کیجائیگی اُسنے عرض کی مین خادم
ہون باسید ایک حاجت کے اپنے ولی نعمت سے بڑھکر حاضر ہوا ہون دین آبائی بھی چھوڑا ہے دین
اسلام اختیار کیا ہے اُس حاجت کو کسی وقت عرض کرونگا امیر ثانی اسکی تقریر سنکے خاموش ہو رہے
بعدہ جملہ اہل اسلام کو ہمراہ لیکر ہمراہ رکاب بادشاہ نہایت خرم و خندان جانب فرودگاہ سپاہ چلے
جب قیام گاہ سپاہ پر پہونچے حکم امیر ثانی سے جملہ سواران لشکر نے مرکبون سے اُترکر اپنے خیام مین جاکر
سلاح جنگ تن سے جدا کیے امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر اسلام ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے حسب دستور بادشاہ بالائے تخت حکومت اور جملہ سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ
لشکر اسلام نے تخت پر بیٹھکر ان سردارون کی طرف دیکھا جنکو ملک اردوان کوہی بعیاری بیہوش کرکے
لیگیا تھا اور ملک ترسی نے وقت جنگ حالت زخمداری و بیہوشی مین اسیر کیا تھا اُنھون نے قبل ہی
بعد ادب سلام کیا تھا اور اب بھی اپنے اپنے دنگل سے اٹھ کے موافق قاعدہ سلام کیا بادشاہ نے
سلام لیکر نہایت خوش ہو کر اشارہ سے فرمایا بیٹھو حسب الحکم سلام کرکے بیٹھے امیر ثانی نے اپنے دنگل
سے اُٹھ کے بادشاہ سے عرض کیا ان سردارون پر ملک اردوان کوہی عیار ملک ترسی نے
ایک احسان کیا ہے اور وہ انکے ہمراہ آیا ہے مسلمان بھی ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا وہ کہان ہے اُسے ہمارے
روبرو طلب کیجیے امیر ثانی نے خدام سے ارشاد کیا ملازم اُسے بارگاہ مین لے آئے اُسنے بارگاہ مین آکر
حسب قاعدہ بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے اُسے دیکھکر امیر ثانی سے فرمایا اس سے بھی نیکی کیجائیگی امیر
نے اُسی وقت اُسکو ملازمون سے کشتی خلعت طلب کرکے خلعت و انعام دیا اور فرمایا کہ بالفعل یہ انعام دیا گیا
ہے آیندہ اور بہت نیکی تجھ سے کیجائیگی اُسنے بہت خوش ہوکے سلام بادشاہ اور امیر کو کرکے خلعت و انعام لیا
عمرو ثانی اور جملہ عیار آئے اور کہا اب تو داخل دائرہ اسلام ہوا ہمارا برادر دینی ہوا ہم تجھ سے خوش ہوے
بعد اسکے عمرو ثانی نے پھر اُسکے خلعت و انعام پر نظر کرکے کہا اے ملک اردوان کوہی یہ خلعت و انعام
اگر اپنے پاس رکھوگے تو کوئی دزد لیجائیگا یا خلعت خراب ہو جائیگا لہذا اسے میرے پاس امانت رکھو مین
بخوبی اسکی حفاظت کرونگا بلکہ زنبیل مین رکھونگا چونکہ وہ جانتا تھا کہ عمرو ثانی خواجہ عمرو کے فرزند ہین
جیسے وہ طماع تھے ویسے یہ بھی حریص مال و اسباب ہین اسوجہ سے اُسنے کہا یہ خلعت و انعام حاضر ہے
آپ ہی لے لیجیے اب تو مین داخل لشکر اسلام ہوا ہون مجھے آپسے سرکشی مطلوب نہین ہے بلکہ اطاعت آپ کی
مدنظر ہے عمرو ثانی نے بیرون بارگاہ سلیمانی اُس سے سب مال و خلعت لیکر خوش ہوکر داخل زنبیل کیا
یہ خبر امیر ثانی کو معلوم ہوئی کہ عمرو ثانی نے ملک اردوان کوہی سے خلعت و زر و انعام لے لیا
اور داخل زنبیل کر لیا اس خبر کو سنکے عمرو ثانی کے طامع ہونے پر مسکرائے بعدہ ملک اردوان کوہی
کو اور خلعت طلب کرکے دیا اور انعام دیکر کہا اے ملک اردوان اب یہ خلعت و انعام کسی کو نہ دینا
اُسنے سلام کرکے لیلیا عمرو ثانی مجبور ہوکے دیکھا کیا بعد دینے دوبارہ خلعت و انعام کے امیر ثانی
نے باشارۂ بادشاہ لشکر اسلام ملازمون کو حکم دیا چلے ہمارے لشکر کے کشتون کو دفن کرو بعدہ اسباب نشاط

حاضر ہو کر رقص و نغمہ کریں ساقیان گلرخسار بادۂ گلنار کشتیون مین لا کر جامہاے بلورین و زمردین مین شراب ناب بلائین بزم عیش نہایت خوبی سے آراستہ کرین کیونکہ اس فتحیابی کا آئین جشن منظور ہے ملازم حسب الحکم کاربند ہوے کچھ ملازم تو دفن کشتگان مین مشغول ہوے تعداد کشتگان اہل اسلام کی بعد شمار دریافت ہوئی کہ چھ ہزار سواران اہل اسلام قتل ہوے اور قریب ایک لاکھ سوارون کے کفار قتل ہوے اور کچھ اہل اسلام تیاری بزم عشرت مین مصروف ہوے بعضے داستان گویون نے بیان کیا ہے کہ جشن بارگاہ سلیمانی مین ہوا اور اکثر کا قول یہ ہے کہ بارگاہ شاہی مین بزم عیش و طرب آراستہ ہوئی غرض ہر طور جب بزم عیش و عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ ہو چکی اور بادشاہ و امیر ثانی اور جملہ سرداران نامی و گرامی اپنے اپنے تخت و تکیہ پر بیٹھ چکے پہلے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لاے اور جامہاے زمردین مین شراب ناب بادشاہ و امیر ثانی کو پلا کر ساغرہاے بلورین مین جملہ اہل بزم کو شراب ناب دینے لگے ہر ایک نہایت خوشی سے شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان مے گلنار کی اٹھا کر بزم طرب سے لیکے بعد جانے ساقیان سیمین تن کے ایک رقاصہ نہایت خوبصورت و خوش گلو مع اپنے سازندون کے بزم مذکور مین عجب ناز و انداز سے حاضر ہوئی کہ اہل بزم اُسکے ناز و انداز کو دیکھکر اور اُسکے جمال بیمثال پر نظر کرکے مائل ہوے تعریف اُسکی خوبی کی کرنے لگے پہلے رقاصہ مذکورہ نے بادشاہ اور امیر ثانی کو بناز و انداز سلام کیا بعدہ کھڑے ہو کے بعد درستی ساز ہاے سازندگان ہمراہی رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم طرب اُسکے رقص کو دیکھنے لگے اکثر جوانان بزم عیش آہستہ آہستہ اُسکی تعریف کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین اس خوبی سے ناچتی تھی کہ دیکھنے والون کے دلون کو پامال کرتی تھی جب وہ رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر بہ لحن داؤدی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

جنت پچھانے ہم بہت چہرے کے
ایک ہی وار مین تمام کیا
شانے نے عقدے کھولے گیسو کے
ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج
نکلے مقتل مین میرے پہلو سے
انکو جنت سے کام کیا اے حور
خون آلودہ ہمیشہ وہ ہمو کے
رخ رنگین کے عندلیب ہین ہم
نشے ہوگئے ہرن ہین آہو کے
اوج پر ہے ستارہ اے اختر

نہ ابھی جاؤ سیر ہو لے دو
تیغے دو غضب تھے ابرو کے
نیک تھا دل یہ بدمزاج ہوا
ہم تمہین سودائی زلف کی بو کے
ہاتھ ملواتی ہے مجھے حیرت
رہنے والے ہین جو ترے کو کے
آرزو ہے کبھی تو تکیہ کی جا
قمری ہین اسکے قد دلجو کے
اس فسون ساز چشم سے ہیری
رہتے ہو ساتھ یار مہ رو کے

ہوکے دیوانہ اُس پریرو کے
آپ کے حسن کے ہین ہم بھوکے
دل صدچاک تجھپہ پہنچ پڑا
ناز اُٹھانے سے یار بدخو کے
ہجر کی شب مین پھونکے دیتے ہین
دیکھکر آئینے وہ زانو کے
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہوا
سر زانو ہو نیچے زانو کے
سنکے خوش چشمی کا ترے شہرہ
سیکھین ساحر طریق جادو کے

اہل بزم غزل مندرجہ کے ہر شعر کو سطر بہ سطر سنکے نہایت خوش ہوتے تھے کیونکہ وہ مہ جبین نہایت خوبی سے رقص و نغمہ کرتی تھی یہان تو نازنین رقص و نغمہ کرتی ہے اُدھر لاجورد شاہ میدان جنگ سے جو بھاگا تھا پہلے تو بے اختیار بھاگتا ہوا دور تک چلا گیا بعدہ صحراے قریب ایک دریا کے کنارے ٹھہر کر بخشگان سے پوچھنے لگا اے شیطان درگاہ من حالانچہ تقدیر کنم اُسنے جواب دیا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ راہ خشکی چھوڑ کر راہ تری

اختیار کیجئے اہل اسلام سے غافل نہو جیے عجب نہین کہ بحکم امیر ثانی کوئی سردار ہمراہ سپاہ کثیر لیکے تعاقب
مین آتا ہو اگر خشکی کی راہ اختیار کیجئے گا تو اچھا ہو گا سردار مذکور وہان آکے سد راہ ہو گا جنگ عظیم ہوگی
نہین معلوم انجام جنگ کیا ہو آپ زخمی ہون یا قتل ہون لہذا راہ تری خوب تر ہے اگر کوئی سردار آئیگا
بھی تو ہمکو اور آپ کو راہ تری سے جاتے دیکھکر مجبور ہو جائیگا ایسے بحر ذخار مین گھوڑے نہ ڈال سکے گا
لاچور دشاہ نے کہا مین نے یہی تقدیر کی جلد ناخدا وکشتیبان کو بلاؤ بخنگان نے اُنکو طلب کیا پھر جہازون
اور کشتیون پر لاچور دشاہ اور صلصال اور بخنگان مع اپنے ہمراہی فوج کے سوار ہوکے ایک جانب
روانہ ہوے احوال اُنکا بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان گرفتار رستم ثانی کا لب دریا مرکب سے اور لیجانا ملکہ آرام بانو کا شہریار کو اپنے باغ مین مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ سحر طرازیٔ منشی

ساقیا بد مزاج ہو نہ ذرا
یہ گدا کو امیر کرتا ہے
تاج شاہون کا ہے ٹہک دیتا
دل بہت ناامید ہوتا ہے
بھاتا تھا جنکے دل کو چنگ و رباب
عشق مین پھیکا رنگ اُنکا ہوا
بدقماشون سے بازی کھلوا کر
نذر سفت سیر کو کیون دین
چھوٹے جاتے ہین بس مرے چھکے
یہ فسون مجھپہ ماہتاب کا ہے
پانچ اور سات کیا کرین دلمین
سب کو دیتے ہین ہم دو دست خلال
کاٹ دیتا ہے یہ ورق دل کا
زیر دستون کا دل ہے آوارہ
عشق کا حکم عشق کی ہے بات
ہم جگر سوختہ ہین وہ ہے ماہ
ابتر اب ہم ہوے نہین ہے شعور
ورق دل خراب جاتا ہے
یاد ہے عشق کا ہمین تو مزا
نقش اسکا جگر پہ آفت ہے
ملک دل ہے خراج مین لیتا
تیغ ابروے بس اسے ہی کام
دل جلا کر کیا ہے اُن کا کباب
شب گیسو نور رات ہے اسکی
ہمکو دیتا ہے گردشین در در
اسکی باتون نے دل کو دہلایا
حضرت عشق ہین بہت پکے
کیا کری اور کیا تری سمجھے
آٹھ اور چار کو بھرین دل مین
ٹیپ لیتا ہون عشق کی جب مین
سامنے دل ہے اسکے اک چھکا
چکر کھاتا ہے ہر گھڑی مُنھ پر
چوہام زین ہین نہین ہے ثبات
اے کمبخت عشق خانہ خراب
اپنے دل مین ہے عشق ہی کا دور
نگارندہ دفتر عشق اب
شاہون کو یہ فقیر کرتا ہے
دو دلون کے لئے قیامت ہے
رنگ اسمین سفید ہوتا ہے
رستمون کو بناتا ہے یہ غلام
سرخ غصہ مین رہتے تھے جو سدا
کیا کہون جو کہ بات ہے اسکی
ہم تو اُنکو بس اپنے فن مین دین
مجکو دریاے غم مین نہلایا
کھیل سارا یہ آفتاب کا ہے
بات اس عشق کی گری ہے
دولت عشق سے ہین مالامال
رنج سہتا ہون دل ہی پر سب مین
کیا زبردست سے بھلا چارہ
ضرب لگتی ہے یہ بڑی مُنھ پر
ہم تو نادار اور ہے وہ شاہ
دل جلاتا ہے سب کا شل کباب
رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہے
رقم کرتا ہے داستان عجب

کہ جب شہریار یعنے رستم ثانی پسر ایرج نوجوان کو مرکب جنگاہ سے نکالکر دشمنون سے بچا کر جانب
صحرا روانہ ہوا یہ جاتے جاتے ایک سبزہ زار بہار مین قریب کنارۂ دریا ہو نکلا پانی کو دیکھکر ٹھہر گیا
چونکہ دو روز برابر رہروی کرنے سے گرسنہ و تشنہ بہت تھا آب جاری دیکھکر بے اختیار کھڑے ہو کر
مُنھ پانی پر جھکا دیا جب خوب پانی پی چکا موافق قاعدۂ چوپاؤن کے پھر ہری ہی رستم ثانی کو لیکر

بیہوش میں تھا قدم رکابون سے نکل چکے تھے اسکے پھریری لینے سے بالاے زمین گرا مرکب چونکہ اصیل و وفادار
تھا پاس اپنے راکب زخمی کے کھڑا ہوگیا پھر ہر چند اسنے اپنے دست و پا اور دہن سے راکب مذکور کو حرکت
دے کے چاہا کہ راکب میرا ہوشیار ہو لیکن شہریار بوجہ زخم کاری کے ہوشیار نہوا مرکب مجبور ہو کر قریب
اپنے راکب کے سبزۂ شاداب کھانے لگا اور حفاظت و حراست اپنے راکب کی جانورون سے کرنے لگا
اگر کوئی چوپایہ یا پرند شکاری قریب رستم ثانی آتا تھا تو مانند شیر غضبناک کے اسپر حملہ کرتا تھا و مخالف
ہوکر بھاگ جاتا تھا غرضکہ وہ راکب کو اپنے درندون اور گزندون سے بچاتا تھا چونکہ رستم ثانی لب دریا
غش مین پڑا ہوا تھا زخم سرسے خون بہکر آب دریا مین ملتا تھا شاہزادہ کو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا
ہے اور اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ جس سبزہ زار مین کنارے دریا کے شہریار پڑا تھا وہ دریا اور سبزہ زار
سعدان کج کلاہ بادشاہ کے قلمرو مین تھا شاہ مذکور نہایت جاہل و کافر تھا فوج بہت رکھتا تھا قلعہ
مستحکم رکھتا تھا خود بھی بہادران جہان سے تھا اور سپاہ بھی اسکی آزمودہ کار تھی چند سردار و پہلوان بھی نامی
وگرامی رکھتا تھا سواے حکومت و حشمت و شوکت و جاہ و جلال کے ایک دختر نہایت خوبصورت رشک
پری بلکہ غیرت حور رکھتا تھا سن اسکا چودہ پندرہ برس کا تھا اکثر شاہان جہان نے اس کی خواستگاری
مین بہت کوشش کی تھی مگر سعد الشاہ نے کسی شاہ و شہریار کو لائق اپنی دامادی کے نہ جان کر دختر
مذکور کو واسطے منعقد کیا تھا وہ مہ جبین بھی اکثر اپنے باغ مین کہ لب دریا تھا اور نام اس باغ کا
فرحت افزا تھا براے سیر و تفریح قلب ہمراہ سیکڑون سہیلیون اور کنیزون کے آتی تھی سیرگاہ دریا
سے لطف اٹھاتی تھی دریا کی سیر اور باغ کے گلون کی بہار اور میدان سبزہ زار کی ہوا سے لطف پیدا پاتی
تھی اور ساتھ اپنے جلیسون کے باغ مین گاہ میکشی سے بھی لطف زندگی اٹھاتی تھی بعد سیر کرنے کے پھر اپنے
قصر مین چلی جاتی تھی اتفاقاً اس روز بھی وہی نازنین ہمراہ اپنی کنیزون اور جلیسون کے واسطے سیر کے
اپنے باغ مین آئی تھی ایسا باغ رشک ارم کی تعریف مفصل تو کیا ہو سکتی ہے کہ بسا مشکل ہے لیکن مختصر یہ ہے نظم

وسعت اسکا اگر دون مین تو جسم
دیکھے رضوان تو کھاے سینہ پہ داغ
تھے خذف کی جگہ بجاے یاقوت
رکھتی جنکی جان و دل مین بیجے
کیا بلندی کرون مین اسکی بیان
تو فرشتون کا مرتبہ وہ پاے
تھے جواہر نگار وہ جو شجر
آنکھ اسنے رہ آتی تھی خوشبو
اشرفی جاہی جوہی ا سنگھار
پارے رخ کے عکس سے پرور
اور ضیا کا تھا جو نافرمان
عاشقون کے سبب جو درد کا تھا

لال ہو جاے بس زبان قلم
مشک خالص کی تھی زمین سبھی
روح حورون کی جسے پاے قوت
تھی طلائی کٹہڑی جو وہ دیوار
کیا کرون اسکے باغ کے مین بیان
ہین انواع و قسم کے تھے درخت
بلبلین بیٹھی تھین جا جا کر
سوتیا موگرا و گل خوشبو
تھی ہر ایک طرح کی ہر اک پہ بہار
گل لالہ کہین بدخشان کا
تھا دکھاتا بہار وہ ہر آن
گل او رنگ لعل کا تھا بنا

بادہ تفریح کے گرد مین تھا وہ باغ
اور کرن کی تھی آپ تھا سب جی
ذرون کی جا پہ ہیرے موتی تھے
اسپہ تھا سب جڑا ہوا مینا کار
کوئی دیوار پر اگر چڑھ جاے
ایستادہ تھے سرو ہوکے درخت
چہچہاتی تھین بلبلین خوش ہو
گو تھے جھاڑے تھے کھلا کے راتون کو
کہین گیندے کے لگے ہوے تھے زرد
کیون نہ بلبل کو کھٹکا ہو جان کا
گل چینیا عقیق زرد کا تھا
جسپہ بلبل کا دم نکلتا تھا

خوشیکہ آرام بانو اپنی جلیسان مذکورہ کے ساتھ سرگرم خرام ناز تھی سیر باغ و دریا کر رہی تھی لب
دریا ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی تھی جو بہ کرسیوں پر ہمنشینیں اور جلیسیں ہیں وہیں بیٹھی تھیں پس
پشت صد ہا کنیزیں عمدہ ہاتھوں میں لیے کھڑی تھیں ایک نازنین خوردہ جام بادۂ گلنار سے
بھرکر ملکہ کو دے رہی تھی ہنوز شراب منھ سے نہ پی تھی ناگاہ آب دریا پر نظر جو پڑی دیکھا کہ پانی دریا
کا مانند خون کے سرخ ہے اور چند لختے خون کے پانی میں بہتے ہوئے چلے آتے ہیں یہ رنگ پانی کا دیکھ کر
ملکہ آرام بانو نے بیچین و بے آرام ہوکے ایک اپنی ہم جلیس سے کہا دیکھ تو آج یہ پانی کا کیا حال ہے اور
یہ لختے خون کے کیسے بہتے آتے ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عملداری میں کسی بیگناہ کا خون کسی جلاد
نے لب دریا بہایا ہے ہم حاکم وقت ہیں ہمیں عدل و انصاف اور خبرگیری رعایا کرنی چاہیے تاکہ کوئی کسی
پر ظلم نہ کرے جلد اٹھ کے اس طرف جا دیکھ تو کیا واقعہ ہے کسکو کسنے قتل کیا ہے جلد تر دیکھ کے مجھ سے
آکر بیان کر وہ ہم جلیس حسب الحکم ملکہ موصوفہ کے اسی طرف چلی بعد تھوڑی دور جانے کے بوجہ خوف
تنہائی کے پھر پلٹ آئی اور چند کنیزوں کو ہمراہ لیکر اس طرف روانہ ہوئی بعد قطع راہ جب اس جگہ پہونچی
جہاں گھوڑا … سبزہ زار میں … بغور دیکھا ایک جوان نہایت خوبرو لباس شاہانہ پہنے
ہو … لب دریا پڑا ہے خون اسکے زخم سر سے بہکر پانی میں ملتا ہے وہ نازنین
رستم ثانی کو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگئی چھاتی پر ہاتھ مار کے کنیزوں سے بولی ارے کس
بیرحم نے ایسے جوان کو اس طرح زخمی کیا ہے کیسا بیدرد وہ ظالم تھا جس نگوڑے نے اس جوان خوبرو کے
سر پر ایسی تلوار لگائی تھی کہ سر دو پارہ ہوگیا ہے آؤ چلو دیکھیں وہ جوان زندہ ہے یا مرگیا خداوند ایسا کریں
کہ وہ جوان زندہ ہو جب ہم اسکی بالین پر پہونچیں تو آنکھیں کھولے میرے حسن و جمال پر نظر کرے عاشقانہ مجھ سے کلام
… بیٹھے تو میں … ہونگی جب وہ بہت منت و خوشامد کریگا تو ابھی سیدھی کچھ باتیں سنا کے اپنے ساتھ لیجاؤنگی
علاج اسکا ملکہ سے کراؤنگی جب یہ اچھا ہوگا خود دیکھے گا اسوقت ناز کرونگی آخرکار اسکی خوشی کی بات
منظور کرونگی کنیزوں نے کہا واہ بی بی اچھا ہی بھلا چاہا اور ہم لوگوں کا ذکر بھی نہ کیا وہ جلیس انکے سخن کو سنکے
اور ماحصل اسکی تقریر کا سمجھ کے کہنے لگی تمہاری کیا حماقت ہے کہ تم بھی ایسے جوان سے مدعائے دلی حاصل
کرو جسکو ہم پسند کریں اسکو تم بھی واسطے اپنے حظ نفس کے چاہو ذرا اپنا منھ بنواؤ حلوا خوردن را روے
باید کنیزیں آپس میں کچھ سخت و سست آہستہ آہستہ کہتی ہوئی ہمراہ اسکے چلی جاتی تھیں جب وہ جلیس عنقریب
رستم ثانی کے پہونچی جمال شاہزادہ موصوف پر اچھی طرح نظر کرکے بدل و جان فریفتہ ہوکے بے اختیار
بالین سر شاہزادہ ذیشاں جا بیٹھ گئی اور زخم سر کو دیکھ کر اشک آنکھوں میں بھر لائی روکر کہنے لگی ہائے اس
جوان کو کس کمبخت بدنصیب مریخ خو جفا جو نے زخمی کیا ہے اگر میں اس موئے موذی کاٹنے کو پا جاتی تو
چیل کوؤں کو اسکی بوٹیاں کاٹ کاٹ کر دیتی حیف ایسے جوان خوبصورت و خوش جمال و قوی بازو
کو یوں زخمی کیا مطلق رحم نہ کیا یہ کہکر پہلے سینہ پر ہاتھ رکھا نبض کو دیکھا روح تن میں پاکر کچھ خوش
ہوکر فرط شوق وصل سے چاہتی ہے کہ منھ پر منھ رکھے سینہ سے سینہ ملاکے سر اٹھاکر اپنے زانو پر رکھے
ناگاہ کنیزیں قہقہہ مار کر ہنسیں وہ متعجب ہوکے اپنے ارادوں سے باز رہی اور برہم ہوکے کہنے لگی تم
اسوقت اس طرح کیوں ہنسیں کیا دیکھا انھوں نے بات بنا کے کہا کچھ نہیں یوں ہی ہنسی آگئی ضبط نہوسکا

ہنس دیے جلیس مذکور نے بہت برہم ہوکے پوچھا سچ کہو کیوں ہنسیں تھین انھون نے کہا ہم سے اگر آپ سچ پوچھتی ہین تو باعث ہمارے ہنسنے کا یہ تھا کہ آپ نے اس جوان کی نبض دیکھی سینہ پہ ہاتھ رکھا ہم نے دور سے آمد و شد نفس کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ جوان حسین زندہ ہی آپ کو مدعا ہے دل نکلنے کا انے کہا نہین تم سب جھوٹی ہو اور کسی وجہ سے ہنسین تھین خیر نہ بتاؤ مین سمجھ گئی یہ کہکر ان سب کنیزون سے کہا مین یہان بیٹھی ہون تم جلد خدمت ملکۂ عالم مین جاؤ جو کچھ یہان دیکھا ہی انسے عرض کرو اور یہ بھی کہنا کہ اگر حضور بہ تکلیف فرما کے یہان تشریف لائین تو بہتر ہی کیونکہ حضور نے ایسے جوان خوبرو کو اور ایسے زخمی کو نہ دیکھا ہوگا کنیزون کو اس طرف موافق اسکے کہنے کے روانہ ہوئین ادھر جلیس مذکورہ نے حالت غشی مین رستم ثانی کو پیار کیا بے اختیار لپٹ کے سینہ سے سینہ ملایا زار زار روکے سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور کہا ای جوان واسطے تجکو اپنے دین و مذہب کا ہوشیار ہو آنکھین کھول میری طرف نظر کر کچھ باتین کر میرے حال زار پر نظر کر تاکہ کچھ تسکین خاطر ہو یہان تو وہ شیفتہ سر رستم ثانی کا اپنے زانو پر رکھے ہوے فرط محبت و کثرت عشق سے سخنان ہمدردانہ بالا کر رہی تھی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال ان کنیزون کا سنیے کہ جب وہ خدمت ملکہ مین پہونچین ہرچند رعب و داب ملکۂ آرام بانو سے چاہا کہ نہ ہنسین لیکن ہنسی کب رکتی ہی بے اختیار ہنسنے لگین ملکہ نے پوچھا دیوانیو کیون ہنستی ہو کچھ کہو تو کیا دیکھا کیا ہوا اور وہ میری جلیس کہان ہی یہ سنکے وہ اور بیقرار ہوکے ہنسین یہانتک کہ ہنستے ہنستے گر پڑین انپر ملکۂ آرام بانو کو غصہ آیا کوڑا طلب کر کے چاہا کہ انکو ہنسنے کی سزا دے کنیزین خوف سے آخر ہنسی کو ضبط کر کے دست بستہ عرض کرنے لگین حضور باعث ہماری اس گستاخی و بے ادبی کا یہ ہی کہ ہم حضور کی جلیس کے ہمراہ گئے تھے عقب باغ کنارۂ دریا جب پہونچے دیکھا کہ ایک جوان نہایت خوبرو خوبصورت موٹا تازہ لباس فاخرہ پہنے ہوے زرہ اور جوشن و بکتر سلاح جنگ تن پر آراستہ کیے زخمی پڑا ہی سر اسکا شق ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کوئی بادشاہ یا شاہزادہ ہی اسی کے سر سے خون جاری ہی اور وہ لختے خون کے جو پانی مین بہکر آئے تھے اسی کے خون زخم سر کے تھے جو حضور نے ملاحظہ فرمائے تھے خیر اب سنیے جب ہم قریب پہونچے حضور کی جلیسہ نے اس جوان کو دیکھ کر یہ باتین کین بعد چاہا کہ فرط محبت سے سر اسکا اٹھا کے اپنے زانو پر رکھ کے پیار کرین ہم انکے ارادے سے باخبر ہو بے اختیار ہنسے وہ ہمپر خفا ہوئین بعد بہت باتون کے انھون نے ہمکو آپکی خدمت مین بھیجا ہے اور یہ کہلا بھیجا ہی کہ اگر تکلیف ہو تو یہان آئیے ایسے خوبصورت جوان کو اور ایسے زخمی کو دیکھیے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا لہذا اگر مناسب ہو تو حضور چلین اس جوان کو بھی دیکھین اور اپنی ہم جلیس کے حال سے بخوبی آگاہ ہون کیا عجب کہ وہ اب اس جوان کے سر کو اپنے زانو پر رکھے ہوے رو رہی ہون پیار کر رہی ہون درد دل سے آگاہ کر رہی ہون شکوے بہار رہی ہو عشق اپنا ظاہر کر رہی ہون غش سے اسے ہوش مین لا رہی ہون ملکۂ آرام بانو کنیزون سے تمام حال سنکے بے اختیار مسکرائی اور اپنی ہم جلیسون سے کہنے لگی کہ اس بیوقوف و نالائق کو کچھ شرم نہ آئی کنوارے پنے مین ایسی واہیات اور بری باتین کین جسکے سننے سے بوجہ حیا و شرم کے ہمین پسینہ آگیا ہی چلو خود چلین تمام حال دیکھین شاید یہ کنیزین جھوٹ کہتی ہون یا ذرا سی بات کو چمکا کر کہتی ہون مصیبون نے عرض کیا حضور تشریف لیچلین یہ سنکے ملکۂ آرام بانو

اٹھی ہمراہ اسکے چلہ عورتین ہوئین وکنیزین جو رستم ثانی کو دیکھ کر آئی تھین راہی ہوئین ملکہ درمیان مین
اپنی ہم جلیسون اور انیسون کے آہستہ آہستہ قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی جلیسون کی باتون پر مسکراتی ہوئی
چلی اسوقت چانا ملکہ آرام بانو کا ہمراہ اپنی ہم نشینون اور کنیزون کے دیکھنے والون کو اس طرح ثابت
ہوتا تھا کہ ماہ تابان ہمراہ کواکب وسیارگان کے جنبش وحرکت مین ہے یا پریان پرستان کی ہمراہ اپنی
ملکہ کے جاتی ہین چرخ ان نازنینون او ملکہ آرام بانو کی رفتار دلربا پر نظر کرکے اپنی چال اور
گردش بھول گیا تھا بنظر حسرت دیکھتا تھا زمین آسمان پر فخر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر بالائے
فلک ماہ وکواکب ہین تو کیا ہین مجھپر وہ حسین وخوبرو نازنینان خوش جمال خرامان ہین کہ یہ حسن وصورت
ماہ وثوابت وسیارگان کو نصیب نہین ہے الحاصل جب ملکہ آرام بانو کثرت نزاکت اور غرور حسن وجمال سے
بہ ہزار دشواری تھوڑی راہ طے کرکے ہر ایک جگہ نزاکت سے ٹھہر ٹھہر کے قریب رستم ثانی پہونچی دیکھا
تو واقعی وہ جلیس رو رہی ہے سر زانو پر رکھے ہے خود بخود کچھ باتین کر رہی ہے ملکہ اپنی جلیس کو دیکھ کر بے اختیار
خندہ زن ہوئی ساتھ اسکے چلہ عورتین قہقہہ مار کر ہنسین اس جلیس نے سب کو آتے دیکھکر اور آواز
انکے قہقہون کی سنکے سر رستم ثانی مجبور ہوکے زمین پر رکھدیا اور علیحدہ ہوکر کھڑی ہوئی ملکہ نے
قریب تر ہوکر پوچھا ای تو گرفتار عشق اسوقت کس شغل مین مصروف تھین ہمارا آنا تمھارے
حق مین برا ہوا ہم خلل انداز عیش وراحت ہوے کیونکہ تم سر اس جوان کا اپنے زانو پر رکھے تھین پیار
کر رہی تھین ہوش مین لا رہی تھین عشق اپنا ظاہر کر رہی تھین ہمین آتے ہوے دیکھکر الگ کھڑی
ہوگئین اگر ہم پہلے سے یہ جانتے کہ تم اس شغل مین مصروف ہو تو ہم یہان نہ آتے خیر اب یہان آئے تھے
تو یہان توقف نہ کرینگے ابھی اپنے باغ مین چلے جائینگے تمکو یہان چھوڑ جائینگے تم اپنے کام مین
مشغول ہونا جو دل چاہے اس جوان مرغوب دل سے حرکت کرنا لطف جوانی اٹھانا دل لگانا حسرتین
قلب مضطر سے نکالنا زندگی عیش وعشرت مین بسر کرنا کچھ شرم وحیا نہ کرنا کیونکہ جس مرد پر دل آجائے
لاکھ کوئی سمجھائے اسے چھوڑنا اور عزت وآبرو کا خیال کرنا شرم وحیا اختیار کرنا کیا ضرور ہے عاشق
بات وہی کرے جو اسکا دل کہے اب یہ جوان رعنا تمکو مبارک ہو اسکو اپنے ساتھ لیجاؤ علاج کرو جب
اچھا ہو جائے جو آرزو ہے دل کی پوری کرو شکر کرو کہ خداوند نے گھر بیٹھے تمھین ایسا جوان دیا کہ لائق تھا
جواب کیا ہے چین کرو مزے سے زندگی بسر کرو اس جلیس نے نہایت شرمندہ وخجل ہوکے کثرت حیا
سے سر جھکاکے عرق خجالت مین سر تا پا غرق ہوکے دست بستہ عرض کیا ای ملکہ عالم یہ آپ کیا فرماتی
ہین مین تو الگ اس جوان سے بیٹھی تھی حضور کو آتے دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی مجھے اس سے کیا مطلب
وغرض کہ مین سر اسکا اپنے زانو پر رکھون آنسو بہاؤن پیار کرون کوئی مین اس کی شناسا نہین یہ کوئی
میرا عزیز ودوست نہین نہ یہ میرا عاشق ہے نہ مین اسکی عاشق ہون مجھے کیا غرض کہ مین اسکو اٹھا کر
اپنے گھر لیجاؤن اور علاج کرون وہ مطلب دلی کیا ہے جسکا آپ نے ذکر کیا مین نہین سمجھی حضور کی ہمراہی
مین زندگی ہمری عیش وآرام سے گذرتی ہے اس مردوے سے کیا لطف ملیگا جو عیش وعشرت حیات
بسر ہوگی خداوند کا شکر کرتی ہون کہ ابتک کوئی رنج وغم نہین ہوا ایسی مردوے نگوڑے کو سوائے
اسکے نہین دیکھا مین کوچہ عشق عاشق سے ماہر نہین کیا جانون عشق کسکو کہتے ہین مردوا کس کام سے

عورت کو خوش رکھتا ہے زن وشوہر مین کیا ہوتا ہے عاشق ومعشوق مین کیا باتین ہوتی ہین عاشق اپنی معشوقہ پر کیون جان دیتا ہے کس شئے کی ہوس رکھتا ہے کس چیز کا طالب ہوتا ہے کیا چاہتا ہے معشوق کیون اپنے عاشق سے ناز کرتا ہے اسکے کہنے کو نہین مانتا ہے یہ باتین مجکو نہین معلوم ہین تو حضور کی خدمت مین رہتی ہون اسن عورتون اور مردون سے بھاگتی ہون انکی صحبت سے کارہ ہون اسوجہ سے آجتک کسی سے ایسی باتین نہین سنین سوا اسوقت کے کہ حضور نے ایسی باتین کین کیا کہون نمکخوار ہون اگر سوا حضور کے اور کوئی ایسی باتین میرے تئین کہتا تو اُسے مین بھی کہتی یہ عرض کرکے رونے لگی ملکہ نے ہنسکر جواب دیا اری کیون روتی ہو اب خوش ہو مراد بر آئی بھولی نہ بنو سب کچھ جانتی ہو تمام دفتر عشق وعاشقی کا چاٹے بیٹھی ہو دنیا کی باتین جانتی ہو بیکار مجھ سے انکار کرتی ہو بات بناتی ہو خیر اگر تم کو میرے اس کہنے سے رنج ہے تو مین اب کچھ نہ کہونگی جو تم کہتی ہو اچھا ایسا ہی ہوگا تم بہت بھولی بھالی نادان ہو کچھ بھی نہین جانتی ہو ہین جھوٹ کہتے ہین تم بڑی پاک دامن ہو جب ملکہ نے یہ تقریر کی جلوعورتین اس جلیس کو دیکھکر قہقہہ مار کر ہنسین وہ بیچاری نہایت خجل وشرمندہ ہوئی آخرکار سب عورتون کے قہقہے اور ہنسنے سے وہان سے ہٹ گئی دور جاکر کھڑی ہوئی جب ہنسی دل لگی موقوف ہوئی ملکہ نے غور سے قریب رستم ثانی جاکر چہرہ پر نظر کی اور بیک نظر ہزار جان سے شیفتہ وفریفتہ ہوئی کیونکہ حسن وجمال رستم ثانی کا ایسا تھا کہ مصداق این اشعار

چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
تیغ ابرو سے تھا جہان بسمل
گل گلزار کامرانی تھا
صفت شعلہ تھا سراپا نور
موے سر رشک دود شعلہ طور
شوخ چشمی عیان تھی چتون سے

اسکے عارض سے مہ نے کھایا داغ
ایک عالم کا بس تھا وہ قاتل
جوش پر تھا بہار حسن شباب
شمع قامت مین تھی تجلی طور
نور عارض تھا برق خرمن ہوش
سحر کرتا تھا چشم پرفن سے

خوبصورت جو تھا جوان وحسین
لاکھون ہی مہوشون نے پایا داغ
شجر باغ نوجوانی تھا
گل رخ تھا شگفتہ وشاداب
تھی جبین آفتاب صبح بلور
زلف دام بلا سے تھی ہمدوش
ملکہ آرام بانو ایسے جوان

حسین کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوکر چاہتی تھی کہ رستم ثانی سے لپٹ جائے لیکن شرم وحیا نے منع کیا ہمراہی عورتون کا بھی خیال تھا کہ یہ سب کیا کہینگی خصوصًا اس جلیس کا خیال کیا کہ جسکو بہت چھیڑا تھا اور وہ شرمسار دور جاکر کھڑی ہوئی تھی ہرچند خیالات مندرجۂ بالا سے ملکۂ آرام بانو نے اپنے تئین بہت سنبھالا اور لپٹ جانے سے باز رہی مگر رنگ رخ اثر عشق سے اور درد مرض محبت سے متغیر ہوگیا دل پہلو مین بیتاب وبیقرار ہوگیا اشک بھر بھر آنکھون مین بھر آئے دست وپا مین رعشہ ہوا قوت وطاقت نے حضرت عشق کے آتے ہی جواب دیا آہ پردرد لب پر آنے لگی نالۂ جانکاہ تا لب ہونیکو آمادہ ہوا غرور اپنے حسن کا جاتا رہا قریب تھا کہ گر پڑے لگی جلیسون اور کنیزون نے دوڑ کر سنبھالا مزاج پوچھا ملکہ نے جواب دیا گھبراؤ نہیں میرا مزاج اچھا ہے اس غریب مجروح کے زخم سر کو اور خون سر سے بہتے ہوئے دیکھکر مجھے چکر آگیا تھا اسی وجہ سے گری پڑتی تھی آگاہ ہو کہ خون میرا ہلکا ہے سوا اسکے کبھی مین نے کسی شخص کو آجتک زخمی نہیں دیکھا نہ کسی کے سر سے خون جاری ہوتے دیکھا تھا آج اس مصیبت زدہ شخص کو زخمی دیکھکر میرا یہ حال ہوگیا اسکی مصیبت وتکلیف پر نظر کرکے میری آنکھین پرآب

ہو گئیں کیونکہ ہمیشہ سے ہیں رحیم المزاج ہوں افسوس ہزار افسوس اس غریب کو کسنے ایسا زخمی کیا
کہ سر دو پارہ ہو گیا ہی غش آگیا ہی نہیں معلوم کب سے اس جگہ پڑا ہی کون اسکا قاتل ہی یہ کہاں کا رہنے والا
ہی بظاہر شریف قوم معلوم ہوتا ہی ہم شاہزادی ہیں پدر عالی مقدار ہمارے بادشاہ عادل ہیں نہ تو وہ کسی
پر ظلم کرتے ہیں نہ کسی کو کسی پر ظلم و جفا کرنے دیتے ہیں انکے خوف سے شیر اور بکری دونوں ایک گھاٹ
پانی پیتے ہیں کیا مجال شیر کی کہ بکری کو ایذا پہونچانے جاتا ہی کہ اس سرزمین پر حکومت سعدان شاہ
کج کلاہ کی ہی اسی طرح کوئی انسان کسی بشر پر ظلم و بدعت نہیں کرتا ہی ہر وقت ڈرتا ہی کہ بادشاہ یہاں کا
عادل ہی ضرور عدل کریگا ہم اگر کسی پر ظلم کرینگے بادشاہ ہمکو سزاے سخت دیگا بسا تعجب ہی کہ باوجود
مشہور ہونے عدل و انصاف پدر ذیوقار کے میرے باغ کے قریب اس غریب کو کسی نے زخمی کیا ہے
شاید مال و اسباب اسکا لوٹ لیا ہی اسکو یہاں ڈالدیا ہی میں جبھی بادشاہ عادل کی ہوں ضرور اس
جوان غریب کا علاج کراکے بعد صحت پوچھونگی کہ تجکو کس ظالم نے زخمی کیا ہی کیا اس شخص کو تجھ سے عداوت
تھی جسنے یہ حال تیرا کیا جب یہ شخص بیان کریگا میں اپنے والد سے کہونگی کہ آپ کیا حکومت کرتے ہیں اور
کیا آپ کا رعب و داب ہے کوئی آپ کے رعب و خوف سے نہیں ڈرتا ہی دن دھاڑے
غریب و مسافر کو لوگ لوٹ لیتے ہیں آلات حرب و ضرب سے زخمی کرکے زر و مال چھین کے مسافر کو
خاک پر ڈال کر چلے جاتے ہیں ذرا بندوبست کیجیے ڈاکو لٹیرے راہزن اور چوروں کو تلاش کرکے
سخت سزا دیجیے اس غریب کے ایذا رسان لوگوں کو بھی سزاے معقول دیجیے اچھی طرح عدالت کیجیے
عادل ہوکر عدالت سے ہاتھ نہ اٹھائیے سلطنت و حکومت ہوشیار ہوکر کیجیے امور مالی و ملکی سے غافل نہ
ہوجیے ورنہ انجام برا ہوگا سلطنت میں فتور واقع ہوگا رعایا کے دلوں سے خوف جاتا رہیگا ہر ایک
قوی کمزور کو ستائیگا جسکا جو دل چاہیگا کریگا جس طرح اس غریب مسافر نوجوان وطن آوارہ غربت زدہ
پر کسی نے ظلم کیا ہی اسی طرح ہر شخص ہر ایک پر ظلم کرنا اختیار کریگا جب یہ تقریر ملکہ آرام بانو نے کی
بظاہر ہر ایک ہم جلیس و انیس کہنے لگی واقعی حضور سچ فرماتی ہیں بیشک حضور رحمدل ہیں اسی وجہ
سے اس غریب پر حضور کو رحم آگیا ہی اور بسبب بہت خون ہونے کے اور زخمی کو بھی نہ دیکھنے سے حضور
کا یہ حال ہو گیا ہی دشمن حضور کے اسوقت قریب بہ ہلاکت ہیں بہت مناسب ہی کہ اس شخص کو یہاں سے
اٹھا کر کسی مکان میں رکھا جائے اور جراحوں سے اسکا علاج کرایا جائے امید ہی کہ چند روز میں اچھا
ہوجائیگا حضور کی جان و مال کو دعا دیگا جب اپنے قاتل و ایذا رسان کو سزایاب دیکھیگا عدل و انصاف
حضور اور آپ کے والد عالی قدر کا معترف ہوکر ممنون و مرہون منت ہوگا جس شہر میں یہاں سے
جائیگا آپکی خوبی و رحمدلی و مسافر نوازی اور آپ کے والد کی عدالت و انصاف کا حال ہر شخص سے ظاہر
کریگا اور بباطن یہ کہا کہ ملکہ عالم ہماری فلاں ہم جلیس پر بہت ہنسی تھیں اسے بناتی تھیں وہ بیچاری شرمندہ
و خجل ہوتی تھی غرضکہ یہانتک اسکو چھیڑا اور ستایا کہ وہ مجبور ہوکر کثرت شرم سے ابتک
دو گھڑی ہی رو رہی ہی بیچاری اسکی لگی ہی اب خود ہی اس جوان کو دیکھکر بسمل پڑیں عاشق ہو گئیں آنکھوں
میں آنسو بھر لائیں بیتاب و بیقرار ہوکے اس سے لپٹنے کو جی میں ہے بہانہ کرتی ہیں کہ میں خون اسکا
جاری دیکھ کے غش کھا کر گر پڑی تھی یہ نہیں کہتیں کہ عاشق و شیفتہ و فریفتہ ہوکر اس جوان پر گر ہی پڑتی

تھین اور یہ بھی ایک حیلہ اور بات کا بنانا ہی کہ ہم رحمدل ہین ہمین اس غریب پر رحم آیا ہی اسکے قاتل کی تلاش
کرینگے عدل و انصاف کرین گے مطلب دلی تو یہ ہی کہ یہ جوان پسند آگیا ہی چاہتی ہین کہ اسکو اپنے باغ میں رکھین
جب یہ اچھا ہو اس سے ہم بستر ہون لطف زندگی اٹھائین ہمنے اس زندگی مین بہت سی آنکھین دیکھی ہین
بہت سی باتین سنی ہین ہم کچھ نادان نہین ہین سب جانتے ہین ملکہ تو کیا ہین بڑے بڑے عاقلون کی باتون
کو سمجھ لیتے ہین یہ جیسے کیا اڑتی ہین ہم تو اڑتی چڑیا کو پہچان لیتے ہین ہمنے اس سن و سال مین کیا کچھ نہین کیا
دیکھا ہر ایک لذت سے آگاہ ہین عشق کی لذت سے ماہر ہین فراق کے درد سے آگاہ ہین وصل کے
ذائقہ سے باخبر ہین کسی نے کتابون مین یہ باتین دیکھی ہونگی یا کسی سے سنی ہونگی ہمپر یہ سب باتین گذر چکی ہین
ہم وہ ہین کہ چہرہ پر نظر کرکے دل کے حال سے آگاہ ہوجاتے ہین جیسے ملکہ عالم بیکار چھپاتی ہین انسان بات
اس سے چھپائے جو آگاہ نہو سکے ہم تو قیافہ شناس ہین ہم سے پوشیدہ کرنا محض نادانی ہی خیر اچھا چھپائین تو
چھپائین کب تک چھپائینگی آخر ایک روز ظاہر بھی ہوجائیگا اسوقت ہی ملکہ صاحبہ کو جھک کے سلام کرینگے
اور کہین گے حضور نے ہم سے کیا کہا تھا اور کیا کیا آپ کو تو ایسا کرنا لازم نہ تھا ابھی انیسین اور جلیسین اپنے
دل مین یہ باتین کر رہی تھین کہ ملکہ آرام بانو نے کنیزون سے مخاطب ہوکر کہا اس جوان کو یہان
سے اٹھا کر ہمارے باغ میں بلند محل بارہ دری مین فرش نرم و نازک پر لٹا دو کنیزین حسب الحکم
اٹھانے کو بڑھین ناگاہ گھوڑا رستم ثانی کا مانند رستم دستان کے اپنی زبان مین نعرہ کرکے بڑھا
قبل اسکے واسطے گھانس کھانے کے دور نکل گیا تھا جب ادھر سے اس طرف آیا اپنے مالک و راکب
کے قریب مجمع دیکھکر اور راکب کو اپنے پہچانے پر مادہ ہا کے نعرہ کرکے جھپٹا جیسا کہ کہا گیا کہ کنیزین اور
جلو عورتین اسے آتے دیکھکر ڈر کے بھاگین گھوڑا اپنے راکب کے قریب آکر منہ اپنا روے رستم
ثانی پر جھکا کر بو سونگھنے لگا ملکہ آرام بانو نے جب دیکھی کہ مرکب اس سوار کا وفادار ہے قریب
اپنے راکب کے کسی کو آنے نہین دیتا ہے خود بڑھکر اسکی پشت پر بشفقت ہاتھ رکھا اور کہا ای مرکب وفادار
ہم تیرے راکب کو بدشمنی جان سے نہین لیے جاتے ہین بلکہ بدوستی لیے جاتے ہین تجھکو لازم ہی کہ یون ہی کھڑا
رہ دور ہی اور پشنک سے ہم لوگون کو ایذا نہ دے چونکہ حیوان بھی اپنے دوست اور مالک کے دشمن کو خوب
پہچانتے ہین اور باتین موافق اپنی عقل کے سمجھ لیتے ہین بس گھوڑا رستم ثانی کا بھی سمجھ گیا کہ یہ سب عورتین
میرے راکب کی دوست ہین دشمن نہین ہین انکو ہلاک کرنا مناسب نہین ہی یہ سمجھکے گردن جھکا دی اور
اس سر و گردن جھکا دینے سے اس بے زبان نے اس مطلب کو ادا کیا کہ اگر تم سب ہمارے راکب کی
دوست ہو تو مین تمکو ایذا نہ دونگا ملکہ آرام بانو نے بفراست دریافت کرکے کنیزون سے کہا اب یہ گھوڑا
شوخی و ایذا رسانی سے باز رہیگا اسکے راکب کو بیخوف و اندیشہ اٹھا کے لیچلو کنیزین حسب الحکم آتی ہوئی
قریب رستم ثانی کے آئین اور بعنوان شائستہ شاہزادہ کو اٹھا کر سوے باغ روانہ ہوئین ایک کنیز حسب الحکم ملکہ
کے مرکب کی باگ پکڑ کے اسے بھی سوے باغ لیچلی ملکہ آرام بانو بھی ہمراہ اپنی جلیسون وغیرہ کے جانب
باغ چلی دل مین کہتی جاتی تھی کہ ای ملکہ آرام بانو خوبی تقدیر سے تجھے یہ جوان تو اچھا ملا ہی کہ سیکڑون
بلکہ ہزارون جوانون مین چیدہ و منتخب ہی لیکن مجروح بہت ہی اگر یہ علاج سے اچھا ہوگیا تو فہو المراد ورنہ
تو اسکی تربت یا بیت پر اسقدر روتا کہ ہلاک ہوجاتا اور اگر گریہ و زاری مین بھی تن سے روح مفارقت

نکرے تو ہیرے کی انگوٹھی جو تیری انگشت مین ہے اسکے نگینہ کو پیسکر کھا لینا اس طور سے جان دیدینا بعد
ایسے جوان خوبرو کے زندہ نہ رہنا یہ خیالات کرتی ہوئی اور دعاے صحت رستم ثانی کی کرتی ہوئی
باغ مین پہونچی کنیزون نے حسب الحکم بارہ دری مین سہری پر فرش نرم و نازک بچھاکر رستم ثانی
کو اسپر لٹا دیا پھر حکم ملکہ سے کنیزون نے جراحون کو طلب کیا انھون نے آکر زخم سر کو دیکھکر ملکہ سے عرض
کی کہ حضور ہر چند یہ زخم نہایت کاری ہے لیکن ہم حضور کے یاوری اقبال سے ایک ماہ کی مدت مین اچھا کر دینگے
ملکہ نے کنیزون سے کہا کہدو انسے کہ اگر تم اس جوان کے زخم سر کو جلد اچھا کر دوگے تو ہماری سرکار سے خلعت و انعام
پاؤگے کنیزون نے انسے کہا انھون نے اسیوقت بطمع مال دنیا زخم سر کو شراب سے دھوکر ٹانکے لگاکر مرہم کا پھاہا
رکھکر پٹی باندھی ملکہ نے کچھ زر و جواہر انکو دیکر رخصت کیا دوسرے روز علی الصبح کو جراح مذکور آئے پٹی
کھولکر زخم کو دیکھا پھاہا کچھ کچھ کے بدلا اسی طرح تین روز زخم سر کو دیکھ دیکھ کے پھاہے بدلتے رہے
تیسرے روز وقت شام رستم ثانی کو غش سے افاقہ ہوا آنکھ کھولی سامنے اپنے ایک نازنین نہایت
خوبرو کو حلقۂ نازنینان مین پایا حیرت سے در و بام و سقف و نازنینان مذکورہ پر نظر کرکے دل مین کہا مین
یہان کیونکر آیا کون مجھے یہان لایا ہنوز رستم ثانی یہ خیال کر رہا تھا کہ ملکہ آرام بانو رستم ثانی
کی آنکھین کھولنے سے از حد خوش ہوکر مسکرا رہی تھی اور جملہ عورتین جو اسوقت وہان موجود تھین وہ بھی
خوش ہوکر ملکہ سے عرض کر رہی تھین کہ اے ملکۂ عالم مبارک ہو کہ آج اس جوان نے آنکھین کھولین
غش سے افاقہ ہوا ہے اب امید قوی ہے کہ جلد تر اس شخص کو صحت ہو ملکہ ان کی تقریر کو بگوش
سن رہی تھی اور فرط شرم و حیا سے سر جھکاے حلقۂ نازنینان مین بیٹھی تھی چاہتی تھی کہ نقاب اپنے
روے روشن پر ڈالے رستم ثانی سے حجاب کرے یکایک فرط ضعف سے شہریار [illegible] نامدار
نے آنکھین بند کرلین اس روز سے موافق کہنے جراحون کے کنیزون نے شوربا مرغ رستم ثانی
کے حلق مین ٹپکانا شروع کیا بعد چند روز کے کچھ قوت آئی زخم سر بھی کسیقدر رو باصلاح ہوا ملکہ کو خوشی
زیادہ ہوئی راوی کہتا ہے کہ قریب ایک ماہ کے زخم سر رستم ثانی بخوبی اچھا ہوگیا جراحون نے
غسل صحت کرادیا ملکہ آرام بانو نے اس خوشی مین کہ میرے محبوب کو صحت ہوئی ہے حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت
خوبی و تکلف سے آراستہ ہو نازنینان خوبرو بزم مین حاضر ہوکے اپنی رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کرین
اسکے دور جام مے بھی ہو کنیزون وغیرہ نے حسب الحکم اسی باغ مین بزم طرب آراستہ کی ملکہ آرام بانو
اور رستم ثانی دونون عاشق و معشوق ایک مسند پر زر پر پہلو بہ پہلو بیٹھے کیونکہ اتنے دنون مین وہ شرم
و حجاب ملکہ کا باقی نہ رہا تھا رستم ثانی بھی اسکے شمع جمال کو دیکھکر مائل ہوا تھا مگر ہم بستر ہونے سے باز
رہا تھا کیونکہ قاعدہ جملہ جوانان لشکر اسلام کا یہ ہے کہ جبتک عقد نہین کر لیتے ہین مباشرت نہین کرتے ہین
الحاصل آمدم بر سر مطلب جب وہ آفتاب و ماہتاب انجمن بیٹھے اور جملہ انیسین اور جلیسین مانند کواکب ثوابت
کے بزم عشرت مین گرد مہر و ماہ مذکور کے قیام پذیر ہوئین کنیزین کشتیان شراب ناب کی لائین اور جام
یاقوت مین مے گلگون بھر کر روبرو ملکہ کے لگائین ملکہ نے باشارۂ چشم کہا پہلے اس جوان کو شراب پلاؤ ایک
کنیز نے حسب الحکم چاہا تھا کہ جام مے ناب رستم ثانی کو دے ناگاہ ایک ہم جلیس ملکہ نے الحکم ملکہ سے عرض
کیا کہ حضور آج دن نہایت خوشی کا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ بطریق مہمان نوازی انکو شراب اپنے ہاتھ سے پلایئے

ملکہ نے بعد انکار و عذر ظاہری کے موافق کہنے اس جلیس ساگر کنیز کے ہاتھ سے جام مے لیکر نہایت ناز و ادا سے
ہاتھ اپنا جانب رستم ثانی بڑھا کر شرم سے منہ پھیر کر کہا جسکا دل چاہے وہ ہمارے ہاتھ سے جام مے
لیکر شراب پیے رستم ثانی نے مسکرا کر جام مے اس نازنین کے ہاتھ سے لیکر شراب پینے میں تامل کیا
ملکہ آرام بانو نے بھی اپنی ہم جلیس کی جانب دیکھکر اشارہ سے کہا دریافت تو کر کہ یہ شراب کیون
نہیں پیتے اُسنے رستم ثانی سے پوچھا اے جوان لب اعجب ہے کہ ہماری ملکۂ عالم نے کیسی تیرے ساتھ نیکی
کی ہے کہ گویا تجھے مردہ سے زندہ کیا ہے اعجاز عیسیٰ دکھایا ہے آج تیری صحت پانے کی خوشی کی سبب بزم عشرت
آراستہ کی ہے اور ہمارے کہنے سے تجھے اپنے ہاتھ سے جام مے دیا ہے کیا باعث ہے کہ تو شراب نہیں پیتا ہے
جلد ظاہر کر رستم ثانی نے جواب دیا اے نازنین آگاہ ہو کہ میں مسلمان ہوں نام میرا شہریار ہے لقب
میرا رستم ثانی ہے میں فرزند ہوں شاہزادۂ ایرج نوجوان کا عزیز قریب ہوں حمزہ صاحبقران
و امیر ثانی کا میں نے لشکر ملک ترسی حاکم کوہ شفق سے مقابلہ کیا تھا زخمی ہو کر اتفاق سے
مرکب مجکو ادھر لے آیا تمھاری ملکہ نے واقعی عنایت کی میرا علاج کرایا میرے صحیح ہونے کی خوشی
میں بزم عیش آراستہ کی ہر چند جام مے از راہ محبت و عنایت مجھے دیا ہے مگر میں بغیر استفسار حال
شراب پی نہیں سکتا اب تک مجھے نہیں معلوم ہوا کہ انکا دین و مذہب کیا ہے یہ کس کی دختر ہیں ساحرہ
ہیں یا غیر ساحرہ ہیں اگر مسلمان ہیں تو مجھے شراب پینے میں کچھ عذر نہیں ہے اور اگر مسلمان نہیں ہیں تو جبتک دین
اسلام اختیار نہ کرینگی میں ہرگز شراب نہ پیونگا اور آجتک جو یہاں اکل و شرب میں نے کیا ہے حالت غفلت میں
کیا ہے اب فضل خدا سے کچھ ہوشیار ہوا ہوں حواس خمسہ درست ہوئے ہیں نیک و بد میں تمیز ہوئی ہے بیہوشی و
غفلت دور ہوئی ہے ممکن نہیں کہ اب بے استفسار حالات مذکورۂ بالا شراب پیوں ملکہ آرام بانو یہ تقریر
رستم ثانی کی سنکر آگاہ ہوکے کہنے لگی بارے غضب دل اپنا کسپر آیا ہے کہ جو ظالم خلاف مذہب سے
اور چاہتا ہے کہ ہمکو اپنے دین میں لائے ادھر تو ملکہ اپنے دل میں یہ کہہ رہی تھی ادھر اس ہم جلیس نے رستم
ثانی سے مخاطب ہو کر کہا آپ کی تقریر سے اب معلوم ہوا کہ آپ شاہزادہ ہیں اور مذہب آپکا وہ ہے
کہ جو ہمارے دین سے خلاف ہے ہماری ملکہ تو خداوند لاجورد شاہ کو اپنا خداوند بڑا جانتی ہیں اور سوا
انکے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے خداوندوں کی پرستش کرتی ہیں ملکہ ہماری دختر نیک اختر سعدان
شاہ کج کلاہ کی ہیں جو اس زمانہ میں بادشاہ اولوالعزم ہے اور عملداری اسکی دور تک ہے شہنشاہ بروبحر
مشہور ہے کئی بادشاہ اسے خراج دیتے ہیں فوج بے شمار رکھتا ہے پہلوان و دلاور اسکے نوکر ہیں بس ملکہ
ہماری شاہزادی ہیں کوئی غریب و محتاج عوام سے نہیں ہیں نام نامی انکا ملکہ آرام بانو ہے ہمیشہ راحت و آرام
سے زندگی بسر کرتی ہیں شکر ہے خداوندوں کا کہ آپ بھی شاہزادۂ ذیجاہ ہیں جیسی یہ ذی عزت ہیں ویسے
ہی آپ بھی ذی حرمت ہیں جوڑا اچھا ہے آپ انکو زیب ہیں یہ آپ کو زیب ہیں اگر آپ ماہتاب ہیں تو
یہ آفتاب حسن و خوبی ہیں دونوں لاجواب ہیں اب رہگیا جھگڑا کہ انکا دین اور ہے اور آپ کا مذہب
اور ہے اس بارے میں ہماری تو یہی رائے ہے کہ آپ ہماری ملکہ کو کہ بہت نازک مزاج ہیں انکار سے کبیدگی سے
رنج نہ دیجیے شراب پی لیجیے دیکھیے ہمارا کہا مانیے ورنہ ہماری ملکۂ عالم کو رنج ہوگا ابھی ابھی گل سا چہرہ
فرط رنج سے زعفرانی ہو جائیگا اور شیشۂ دل سنگ صدمہ سے چور چور ہو جائیگا لطف عیش باقی نہ رہیگا

ہے بزم عشرت محفل ہم ہو جائیگی مجکو اور جملہ اہل بزم کو بھی صدمہ ہوگا آیندہ آپ کو اختیار ہے رستم ثانی
نے جواب دیا ای نازنین مین تمہارے کہنے پر ضرور عمل کرتا مگر مین مجبور ہون خلاف طریقہ آبا و اجداد کر نہین
سکتا اگر ملکہ تمھاری ناخوشی ہوگی تو مین چلا جاؤنگا وہ ہم جلیس ملکہ آرام بانو یہ تقریر شہریار کی سنکے
جانب ملکہ آرام بانو دیکھنے لگی ملکہ موصوفہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اسوقت مسلمان نہین ہوتی ہون
اور مین اپنے دین سے منحرف نہین ہوتی ہون تو یہ شاہزادہ کہ نہایت غصہ ور ہے ضرور خفا ہو کے
یہانسے اپنے لشکر کی طرف چلا جائیگا مین اسکے فراق مین مبتلا ہو کر جلد مر جاؤنگی حسرتین دل مین لے کر
دنیا سے جاؤنگی ناشاد و نامراد کہلاؤنگی علاوہ اسکے اس شاہزادے سے جدا ہو کر جبتک زندہ رہونگی
سب انیسین جلیسین میری مجھے طعنہ دینگی اور کہینگی کہ ای ملکہ آپ نے کوچہ عشق مین قدم تو رکھا مگر راہ عشق طے
نکر سکین نادان تھین ایسے جوان بیمثل کو ہاتھ سے کھو بیٹھین اگر ہم آپ کی جگہ ہوتے تو کبھی ایسی نادانی نکرتے کوچہ
عشق مین قدم رکھکر نام پیدا کرتے مدعاے دل حاصل کرتے حسرتین دل کی نکالتے شب و روز عیش و عشرت مین بسر کرتے مبتلا
ذلت بیمار نہ ہوتے نالہ و فریاد نہ کرتے تڑپ تڑپکر زندگی بسر نہ کرتے اپنے معشوق کو ناراض نکرتے بقول شاعر ہم عشق کے
بندے ہین مذہب سے نہین واقف ✦ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا ✦ لہذا مناسب وقت یہی ہے کہ مین اس شاہزادے
کی خوشی خاطر پہ نظر کرون جو یہ کہتا ہے اسے منظور کر لون اپنے حال زار پہ خود رحم کرون بلا سے دین آبائی
سے پھرتی ہون تو پھرون اسکی محبت و الفت سے منہ نہ موڑون جبکہ اسکو دل دینے کا قصد کر لیا ہے تو دین بھی اسکی نذر
کر دون اسکو یہانسے جانے نہ دون یہ خیالات کر کے اسی اپنی ہم جلیس سے باشارہ چشم و ابرو کہا ذرا انسے پوچھو تو
کہ صاحب اگر کوئی تمھارے دین مین آنا چاہے تو کیا کرے کیونکر مسلمان ہو اس نے بایماے ملکہ موصوفہ
رستم ثانی سے ہنسکر پوچھا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ تو معلوم ہو کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے تو
کتنی مدت مین مسلمان ہو سکتا ہے اور کیونکر مسلمان ہوتا ہے کیا دقتین مسلمان ہونے مین ہوتی ہین شاہزادہ
نے ہنسکر فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو ابھی ہو سکتا ہے صرف کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرے
اسنے پوچھا وہ کلمہ کیا ہے ذرا ہمکو بھی بتائیے شہریار نے کلمہ شہادتین زبان پہ جاری کیا ملکہ نے
اسے سنکے نازسے شرماتے لجاتے ٹھہر ٹھہر کے بار بار پوچھ پوچھ کے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا بعدہ
ملکہ کے کہنے سے جملہ انیسین اور جلیسین اور کنیزین مثل ملکہ آرام بانو کے کلمہ پڑھ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوئین رستم ثانی نے ملکہ وغیرہ کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہو کر وہی جام شراب کہ ہاتھ مین تھا
لبون سے لگاکر شراب پی لی پھر شیشہ و ساغر طلب کر کے جام مین شراب بھر کے اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا اسنے
بعد ناز و انکار بسیار کے جام مذکور لیکر شراب پی جب اسی طرح چند جام شاہزادے نے ملکہ کو دیے
اور ملکہ نے شاہزادے کو دیے جب ہر ایک نے شراب پی لی جام کو ہاتھ سے رکھدیا اسوقت کنیزون
نے جملہ انیسون و جلیسون کو حکم ملکہ سے شراب پلائی جسوقت سب اہل بزم پی چکے کنیزین کشتیاں شراب
کی اٹھا کر لیگئین بعد انکے جانے کے ایک رقاصہ نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے
کہ وہ بھی عورتین تھین حاضر بزم ہو کر روبرو ملکہ اور رستم ثانی کے ناچنے لگی ہمراہ اسکے جو عورتین تھین وہ
ساز بجانے لگین ملکہ اور شہریار وغیرہ رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر عورتین اس رقاصہ کی تعریف
کرنے لگین ملکہ آرام بانو بھی خوش ہو کر بار بار زر و جواہر انعام مین دینے لگی جسدم وہ

نازنین رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر یہ غزل بلحن داؤدی گانے لگی غزل

کیا تپنگ آئی مرے شیون سے
درد الفت جو کھیلتا ہون مین
سوز ظاہر ہے سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہے
اسکا بخیہ نہ ہوگا سوزن سے

نسو سوزش سے عشق کی ہین وان
ہار جاتا ہون یار کے فن سے
دل خم زلف مین لٹکتا ہے
کم نہین زخم دل یہ روزن سے

کیون اڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑتی ہے میرے دامن سے
استخوان مثل شمع جلتے ہین
پیچ کھایا ہے تینے ناگن سے
چاک دل کی دوا کہان اختر

اہل بزم اشعار غزل سنکے خوش ہونے لگے خصوصاً ملکہ آرام بانو بہت خوش ہوکر تعریف کرنے لگی اور زر و جواہر مطربہ کو انعام دینے لگی انھین جلسے مین ملکہ کی حالت نشۂ شراب مین اشعار غزل مندرجہ سن سنکے عالم وجد مین مانند رندان مست کے یا مانند صوفیان مست کے سر ہلانے لگین اسوقت اس طور سے وہ مطربہ گاتی تھی کہ سماں بندھا تھا اور یہ حال تھا کہ مصداق اشعار

سننے والون نے تھے کلیجے پہ ہاتھ
بوسے لیتا تھا پانون کے سب فرش
بزم انسان مین حور رقصان ہے
جس طرف دیکھو رقص بسمل تھا

دم پھڑکتا تھا ہر پھنچ کے ساتھ
دیکھ کر اسکے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہے

واہ واہ کہہ رہے تھے سامع عش
ساکن خلد کہتے ہین باہم
وہ سماں دیکھنے کے قابل تھا

جب وہ نازنین بخوبی تمام رقص کر چکی اور غزل مطلع سے تا مقطع گا چکی ملکہ نے اسے زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کیا پھر حکم دیا اور کوئی رقاصہ ہمارے سامنے آکے رقص کرے حسب الحکم اسی وقت ایک اور رقاصہ حاضر بزم عیش ہوکر بعد سلام کرنے کے کھڑی ہوئی جب اسکی ہمراہی عورتون نے اپنے اپنے ساز کو مانند طبع ناساز کے اپنی اپنی تدبیر سے سر درست حسب دلخواہ درست کیا اور اپنی شوخی سے انھین چھیڑا رقاصہ رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر عورتین اسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگین جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

کھلے داغ جگر نظارۂ برگ گل تر سے
تشکر اسنے کیا ہے اگر دلکو یقین آیا
حلاوت بڑھ گئی اشعار کی تنہ مکرر سے
مین وہ مست شراب الفت ساقی ہوش ہون
ہماری خاک کو کیا فائدہ پھولوں کی چادر سے

نہ پیجائیگا اب یہ بدبھی نامہ جاکے دلبر سے
وگرنہ باز کو کیا نقش تھا پیرے کبوتر سے
دلا مین یاد گیسوے کسی سفاک کی کھین
ہوا بے خودی زائل نہ ہوئی مرکے بھی سر سے
خدا دیگا رہائی دست تندور ناز سے

جنون پیدا ہوا پھر سایۂ نخل صنوبر سے
جواب خط لکھا ہے یار نے خون کبوتر سے
ہوئی مگر از مضمون لب شیرین کی تحسین مین
کسی کم درد کو یاد آگیا اسکو مکرر سے
جبت ہے قبر کی زینت بدن جبتک چکا ٹھی
محبت ہے جو صادق تو نہین اندیشہ کبوتر سے

تمام عورتین اور رستم ثانی اشعار غزل مندرجہ کو سن سنکے سب کے سب خود تعریف بعض بعض شعر کی کرنے لگے ملکہ آرام بانو بھی کشادہ دل ہوکے پورے انعامات دینے لگی مطربہ زر و جواہر لینے لگی یہان تو رقاصہ مذکور اپنے رقص و نغمہ سے اہل بزم کو خوش کر رہی ہے ملکہ اور رستم ثانی بے خوف و خطر بیٹھے ہوئے گانا سن رہے ہین عیش و عشرت سے زندگی بسر ہو رہی ہے حالت نشہ مین عاشق و معشوق اپنی کس راحت و آرام سے بیٹھے ہین یہ فلک جفا جو نظر دون سے دیکھ رہا ہے انکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال دیگر رقم کیا جاتا ہے کہ جب زمانہ قریب ایک ماہ کے گذرا اور ملکہ آرام بانو اپنے باغ سے پاس اپنے پدر کے نہ گئی سعد ان کج کلاہ کو تردد ہوا اپنے خود کہنے لگا کہ میری دختر مجھسے اجازت لے کر واسطے سیر باغ کے گئی تھی نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ اب تک نہین آئی ضرور کوئی امر ایسا ہے کہ اسکا آنا

انکی وجہ سے نہین ہوا ہی ورنہ وہ اتنے روز اپنے باغ مین نہ رہتی تھی جلد سیر کر کے چلی آتی تھی لہذا مناسب
وقت یہ ہی کہ سبب اسکے نہ آنے کا دریافت کرون یہ خیال ذہن نشین کر کے چند ہرکارون کو حکم کیا کہ ابھی جانب
باغ فرحت افزا روانہ ہون وہان جا کر پوشیدہ طور سے حال میری دختر کا دریافت کر کے مجھ سے آ کے
بیان کرین ہرکارے حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت سمت باغ روانہ ہوے عنقریب باغ پہونچے
بصورت سہل زیر دیوار باغ مذکور جا کر ملازمان درباغ سے پوچھنے لگے یہ باغ کسکا ہی اسمین کون رہتا ہے
اسمین آج کوئی بزم طرب کسی نے آراستہ کی ہی کہ آواز نغمۂ نازنینان کی چلی آتی ہی ملازمان درباغ نے پوچھا تم
لوگ کون ہو جو ایسی باتین دریافت کرتے ہو تمھارا منشا اس دریافت کرنے سے کیا ہی انھون نے جواب دیا
ہم لوگ مسافر ہین یہ باغ نہایت وسیع و نادر زمانہ دیکھا تب سے دریافت کیا ہی ورنہ ہمین کیا ضرورت تھی
کہ ہم لوگ پوچھتے یہ باغ کسکا ہی ملازمان مذکور نے انکو مسافر جان کر صاف صاف بیخوف وخطر کہدیا کہ یہ باغ
ملکۂ آرام بانو دختر نیک اختر سعدان شاہ کج کلاہ کا ہی فی الحال ملکۂ موصوفہ اسی باغ مین تشریف
رکھتی ہین اور ایک جوان اپنی شہریار ملقب رستم ثانی سے سرگرم عیش ہین بزم طرب آراستہ کی ہی نازنینان
محو رقص و نغمہ کر رہی ہین ہرکارے جو بصورت مبدل مسافر بنکر آئے تھے یہ خبر دریافت کر کے جانب
سعدان شاہ جلد تر روانہ ہوے بعد قطع راہ اسوقت پہونچے کہ سعدان شاہ دربار مین بالاے
تخت حکومت بصد غرور ونخوت بیٹھا ہوا تھا امرا و وزرا ماتحت پہلوانان نامی و نامور سرداران لشکر
نجومی و رمال وغیرہ جملہ اہل دربار علیٰ قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے دربار بخوبی آراستہ تھا ہرکارون
نے حسب قاعدہ مجرا گاہ سے بادشاہ مذکور کو مجرا کئے اور شرائط عبودیت بجا لا کے دست بستہ عرض
کیا ای بادشاہ جمجاہ ہم حسب الحکم گئے تھے جو کچھ دریافت کر کے آئے ہین سر دربار اسے عرض نہین کر سکتے
ہمین امیدوار ہین کہ تنہائی مین حضور سے عرض کرین یا بذریعہ تحریر اُس سے حضور کو آگاہ کرین
سعدان شاہ کج کلاہ انکی تقریر سے سمجھ گیا کہ یہ گفتار میری آبروریزی کے خواہان نہین ہین ایسی
ہی کوئی بات ہی کہ اسے سر دربار ظاہر نہین کرتے ہین یہ سمجھ کر حکم دیا کہ بذریعہ تحریر اسی وقت ہمکو اس
حال سے جسکو ظاہر کرنا چاہتے ہو اطلاع دو ہرکارون نے حکم کی تعمیل کی سعدان شاہ اپنی دختر کے
حال سے باخبر ہو کے نہایت برہم ہوا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور فرط غیظ وغضب سے دست وپا مین
رعشہ سا پیدا ہوا آنکھین کثرت قہر وغصے سے سرخ ہو گئین وزرا نے جسارت کر کے دست بستہ پوچھا ای
بادشاہ گیہان پناہ اسوقت سبب غیظ وغضب کیا ہی اگر مناسب ہو تو ہم خادمون پر ظاہر فرمائیے تاکہ
دفع غیظ وغضب حضور کی تدبیر کیجائے اگر کوئی دشمن نے سرکشی کی ہی تو ہم غلامون کو حکم ہو ہمراہ سپاہ
کثیر لیکر جائین سر اسکا تیغ آبدار سے کاٹ کر لے آئین بادشاہ نے حالت غصہ مین جواب دیا جس وجہ سے
مابدولت کو غصہ ہی وہ امر تمپر ظاہر ہو جائیگا بالفعل اسکا ظاہر کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ جو خبر ہرکارون
سے معلوم ہوئی ہی نہین معلوم سچ ہی یا جھوٹھ ہی یہ کہکر فی الفور تخت سے اٹھا بعدہ وزرا امرا کو ہمراہ
لیکر اور کئی ہزار جوانان جنگ آزمودہ کو اپنے ساتھ لیکر مرکب پر سوار ہو کر سوے باغ فرحت افزا روانہ
ہوا بعد قطع راہ دراز قریب باغ مذکور پہونچا دربانان باغ اپنے بادشاہ کو مع سپاہ آتے دیکھکر
گھبرا گئے جلد انھون نے باواز بلند کنیزون کو پکار کر کہا کہ ہماری طرف سے خدمت ملکہ مین جلد جا کر وہ

کرو کہ حضور غافل کیا بیٹھی ہیں آپ کے والد بجمعیت سپاہ کثیر شاید واسطے گرفتاری رستم ثانی کے آئے ہیں کیونکہ
آثار غیظ و غضب انکے چہرہ سے آشکار ہیں لہذا جلد رستم ثانی کو کسی گوشۂ باغ میں نہان کیجیے کنیزوں
نے جلد جا کر ملکہ آرام بانو سے جو کچھ دربانوں سے سنا تھا عرض کیا ملکہ یہ خبر سنتے ہی نہایت پریشان
خاطر ہوئی حواس باختہ ہوئے رنگ رخ متغیر ہو گیا نشہ مے اڑ گیا خوف بید سے کانپنے لگی اور کہنے لگی ہاے
کیا کروں غضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہے کیونکر میری اور انکی جان بچتی ہے رستم ثانی نے پوچھا اے ملکہ یہ کیا کہتی
ہو کیوں پریشان خاطر ہو کچھ حال تو بیان کرو کہ باعث اس اضطراب و بیتابی کا کیا ہے ملکہ نے جواب دیا
کیونکر مضطرب و پریشان خاطر نہوں کہ میرے والد ماجد فوج کثیر لیکر در باغ تک آپہنچے ہیں شاید کسی نے
یہاں کے حال سے انھیں آگاہ کر دیا ہے دیکھیے تمھاری اور میری جان کیونکر بچتی ہے یقین ہے کہ والد میرے
مجھے اور تمھیں ضرور قتل کر ڈالینگے رستم ثانی نے ہنسکر جواب دیا بس اسی وجہ سے تم پریشان خاطر
ہو اگر تمھارے والد بارادۂ گرفتاری و قتل میرے یہاں آئے ہیں تو انسے کچھ اندیشہ نہ کرو جس وقت
وہ یہاں آئینگے دیکھا جائیگا اس نازنین مہ پارہ سے کہو اسی طرح رقص و نغمہ کرے تمام عورتیں اسی
طرح سے باطمینان خاطر بیٹھی رہیں منتشر الحواس اور متردد ہوں شور و غل نہ کریں گریہ و زاری
سے باز رہیں اس بزم عشرت کو مبدل بصحبت الم نہ کریں ملکہ نے کہا صاحب کیا کہتے ہو کیونکر اندیشہ
نکروں کہ تم تن تنہا ہو اکیلے کیا کروگے میرے باپ کے ہمراہ لشکر کثیر ہے اور وہ خود بھی مانند رستم پیلتن
کے قوی بازو ہے کس کس سے لڑوگے کیونکر اپنی جان انکے دشمنوں سے بچاؤگے افسوس ہزار
افسوس اس فلک جفاکار مردم آزار کو ہمارا عیش سے بسر کرنا ناگوار ہوا آخر کار دیکھو آزار ہو کر ایسا ظلم
کیا چاہتا ہے کہ ہمارے اور تمھارے جدائی تا قیامت ہو جائیگی میں قتل ہو جاؤنگی نہیں معلوم تم دشمنوں
کے ہاتھ سے زندہ بچو یا نہ بچو اگر بعد اسکے خیر و شر دشمنان سے جانبر ہو نا تو اے شہزادۂ ذیوقار یہ وصیت میری
یاد رکھنا کہ کبھی کبھی میری تربت پر براے فاتحہ خوانی آیا کرنا روح کو میری شادمان کر کے چلے
جایا کرنا یاد ہماری اپنے دل سے دور نہ کرنا یہ کہکر آبدیدہ ہو کر یہ اشعار زبان پر لائی **اشعار**

کبھی آجائے گر طبیعت پر	پڑھنا قرآن میری تربت پر	ہجر دل مرا کھلا جانا
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا	جا کے رہنا نہ اس جگہ سے دور	ہم جو مر جائیں تیری جان سے دور
شعر بیٹھے گی گر نہ پائے گی	ڈھونڈھنے کس طرف کو جاؤگی	

رستم ثانی نے تقریر ملکہ کی سنکے
جواب دیا اے ملکہ خدا وہ دن نہ دکھائے کہ میں زندہ ہوں اور تم نہو کیا مجال تمھارے باپ کی یا اور
کسی نابکار کی کہ تمھیں میرے سامنے میری زندگی میں قتل کرے اگر لاکھوں سوار و پیدل تمھارے
باپ کے ساتھ ہیں تو ہوا کریں میرا پروردگار میرا حامی و مددگار ہے ہر چند تنہا ہوں مگر دیکھ لینا کہ کیا
کرتا ہوں اس باغ میں لاشوں کے انبار لگا دونگا دریاے خون دشمنان بہا دونگا تمکو ہمارے
سر کی قسم پریشان خاطر نہو اسی طرح بیٹھی رہو دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور کون غالب ہوتا ہے ابھی رستم ثانی
شمشیر بکف بیٹھا ہوا تھا ملکہ سے گفتگو کر رہا تھا جملہ عورتیں درگاہ خدا میں بگریہ و زاری دعا کر رہی تھیں
کوئی سر کے بال کھولکر ہاتھوں کو سوے آسمان بلند کر کے آبدیدہ ہو کے برجوع قلب اسی طرح
کرتی تھی کہ اے خالق زمین و آسمان و اے مددگار انس و جان ہم سب تازہ مسلمانوں پر رحم و کرم کر

دشمنوں کے ہاتھ سے ہم سب کو بچا اپنی قدرت دکھا اعتقاد ہمارا بڑھا رستم ثانی اور ہماری ملکہ وغیرہ کو
سعدان شاہ کے ہاتھ سے قتل نہ کرا اسی طرح ہر ایک عورت دعا کرتی تھی ملکہ بھی اپنے دل میں بوجوع
قلب اس طرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرتی تھی

مناجات

مرصع ساز سطح بام افلاک
بساط آرائے سطح عالم خاک
شفیق جان زار نیم بسمل
دوائے درد وقت تنگ ارے
انیس منزل طاعت گذاران
بشارت بخش خاطرہائے غمگین

چراغ افروز کاخ ماہ انور
چمن پیرائے چرخ چارم تاک
عصائے دست در شبہائے تاریک
شکیب دل بوقت آہ و زارے
گنہ آمرز زندان زیان کار
بصارت بخش چشم کور و نابین

تمہیں کچھ شک تو ہی ہے ایزد پاک
ضیا اندوز چشم مہر خاور
رفیق غربت درماندہ منزل
گرہ بکشائے غم در کار باریک
جلیس محفل شب زندہ داران
خطا بخش سیہ مستان میخوار
بہت مضطر ہے دل میرا غموں سے
بچا ہم سب کو یارب دشمنوں سے

ہنوز ملکہ مصروف مناجات تھی اور دیگر عورتیں بھی مشغول دعا تھیں ناگاہ سعدان شاہ کج کلاہ تمام سواران ہمراہی کو گرد دیوار باغ کے مقرر کر کے وزرا امرا کو بھی بیرون باغ چھوڑ کے تنہا مرکب سے اتر کر اندر باغ کے آیا دور سے دیکھا کہ بزم طرب آراستہ ہے ناز نینان در بر دو بیٹھی ہیں اور تمام عورتیں بھی بزم میں موجود ہیں ملکہ آرام بانو پہلوئے رستم ثانی میں بیٹھی ہے مگر سب عورتیں پریشان خاطر و آبدیدہ ہیں ہاتھوں کو جانب آسمان بلند کیے کچھ کہہ رہی ہیں بزم طرب درہم برہم ہے یہ حال دیکھ کر نہایت غصہ میں آ کر آگے بڑھا پھر نعرہ کیا او نوجوان ہوشیار ہو جا کہ میں آ پہونچا تیرا آنا گویا تیری قضا کا آنا ہوا ارے غضب کیا تو نے کہ میری دختر کے پاس بیٹھا ہے کچھ خوف و اندیشہ مجھ سے نہ کیا میری عزت و آبرو خاک میں ملا دی یہ کہکر جانب ملکہ آرام بانو دیکھ کر کہا او کنیز بدپدہ تو نے یہاں آ کے خوب گل کھلایا خوب سیر باغ کی اپنی آبرو کے ساتھ میری عزت بھی برباد و ضائع کی دیکھ تو سہی کہ آج تجھکو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہوں یہ نعرہ کر کے اور آگے بڑھا ملکہ اور جملہ عورتیں بے اختیار کھڑی ہو کر شور و غل کرنے لگیں رونے پیٹنے لگیں اکثر عورتیں ہاتھ باندھکر آگے بڑھکر سعدان شاہ سے بمنت و عاجزی عرض کرنے لگیں ای بادشاہ فلک جاہ ہماری ملکہ عالم کی خطا معاف فرمایئے انکے خون سے درگذر کیجیے اگر غصہ زیادہ ہے تو انکے عوض ہمیں قتل کیجیے ہماری ملکہ کی کچھ خطا نہیں ہے نہ اس جوان کی کوئی تقصیر ہے ہم سے قسم لیجیے کہ ابھی تک ملکہ ساتھ عزت و آبرو کے ہیں در ناسفتہ ابھی تک سوزن الماس سے محفوظ ہے اختائے سوزن الماس نہیں ہوا ہے دیکھیے ہماری عرض کو قبول کیجیے خون ناحق ملکہ اور اس جوان کا اپنی گردن پر نہ لیجیے سعدان شاہ نے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر واسطے ڈرانے کے انپر حملہ کیا وہ پھر خوف جان سے بھاگیں سعدان شاہ نے قریب آ کے نعرہ کر کے تیغ آبدار سر پر شہریار کے لگائی شاہزادے نے مسند پر زرسے اٹھکر تلوار کی باڑھ پر نظر کی جب ضرب سر آئی چالاکی سے بند دست سعدان شاہ پہ ہاتھ انداز ال کے کلائی مروڑ کے تلوار چھین لی اور کہا او نابکار مردود ہو گیا تجھے شمشیر آبدار سے ہلاک کروں کہ مجھکو ملکہ کے رنج کا خیال ہے سعدان شاہ نے ایسا برہم ہوا کہ دوڑ کر کمر سے لپٹ کر زور کرنے لگا ادھر شاہزادہ بھی اس سے لپٹ کر زور کرنے لگا پھر دیر تک باہم کشتی ہوئی آخر کار رستم ثانی نے نعرہ

کوہ شگاف کرکے اسکو زمین سے دو تین زوروں مین اپنے سر سے بلند کیا اور گردش دیکر چاہا کہ بروے
خاک اس طرح پٹکیے کہ استخوان سرمہ سا ہو جائین اسوقت سعدان شاہ امان طلب ہوا شاہزادے نے فرمایا
امان تجکو بشرط قبول دین اسلام دیجائیگی اُسنے قبول کیا شاہزادۂ موصوف نے آہستہ اسکو بالاے فرش بٹھا
دیا وہ شاہزادہ سے زیر ہوکر اور اسکی قوت و شجاعت پر نظر کرکے چاہتا تھا کہ قدم پر گرے شاہزادہ مانع
ہوا اور کہا آپ بزرگ ہین مین آپ کا خورد ہون مجھ سے جو کچھ کہتا ہون آپ کو مناسب نہین ہے کہ میرے
قدم پر گرین سعدان شاہ یہ سنکے خوش ہوا اور کہا اے جوان پہلے تو مجھے مسلمان کر بعدہ اپنے نام و حسب و
نسب سے آگاہ کر شہریار نے پہلے اُسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعدہ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا وہ حسب و نسب
سے ماہر ہوکے بہت خوش ہوا اور دل مین کہنے لگا شکر ہے خدا کا کہ موافق میری آرزو کے مجھے داماد ملا بعد شکر کے
رستم ثانی کو مانند اپنے فرزندون کے سمجھ کے سینہ سے لگایا اور کہا اے فرزند بالاے مسند بیٹھ اب کچھ اندیشہ
نکر وہ کہکے ایک کنیز کی طرف دیکھکر کہا ملکہ آرام بانو کہان ہے اُسے بلا لا اس سے کہنا کہ اب کچھ خوف نکرے وہ
کنیز گئی اور جس جگہ ملکہ آرام بانو چھپی ہوئی زار زار رو رہی تھی دعا کر رہی تھی کنیز مذکور نے پہنچکر تمام
حال ملکہ سے بیان کیا اور کہا چلیے آپ کے والد آپ کو بلاتے ہین ملکہ ڈرتی ہوئی مع اپنی انیسون اور
جلیسون کے نقاب اپنے رخ پر ڈال کے آگے بڑھی پھر کچھ سوچ کے ٹھہر گئی سعدان شاہ خود وہان
گیا اُسنے سلام کیا سعدان شاہ نے اپنی دختر کو اپنے سینہ سے لگایا اور کہا اے دختر نیک اختر اب کچھ
اندیشہ نکر مین مسلمان ہوگیا ہون پہلے دشمن تھا اب دوست ہون نازنینون سے کہہ کہ رقص و نغمہ کرین یہ بھی
اسوقت شریک بزم عشرت ہونگے کیونکہ ہمکو دولت ایمان و اسلام کے ملنے کی اور شاہزادہ رستم
ثانی کے یہان آنے کی بہت خوشی ہے یہ کہکر وہان سے آکر بالاے مسند بیٹھ گیا رستم ثانی کو اپنے
پہلو مین بٹھا لیا ملکہ آرام بانو اپنے باپ کے لحاظ سے علحدہ بیٹھی جملہ انیسین و جلیسین بھی ملکہ کی حاضر
بزم ہوئین ایک قامہ روبروے سعدان شاہ کھڑی ہوکے رقص کرنے لگی عورتین جو اسکے ہمراہ
تھین وہ ساز بجانے لگین پھر بزم طرب مین آثار خوشی نمایان ہوے ہر ایک رقص و قامہ دیکھنے
لگا جب وہ رقص کرچکی اُسنے بہ لحن داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

مجکو بیٹھے سب چبا کر ہمان نکلین گی تجھ سے ۔۔۔ مرزئی عشق آنکھین کسطرح محبوب کے در سے
غمزہ کے عشق کی مجکو خلش رہتی تو بہتر تھا ۔۔۔ تیری تیغ نظر نے ناوک نکالا قلب مضطر سے
سنبھلتا ہون نہ اُسکے گردسیہ میثال سکے خنجر سے ۔۔۔ بنایا رشک صحرا آئے یاسات باغ جنت کو
تیرے صاحب جانِ شمس مرتبہ فرقت کی وفتے ہین ۔۔۔ کدورت کا کو نجات ہوتی ہے ہر تار بستر سے
کہ سب احباب کہتے ہین مجھے یاشد سکندر سے ۔۔۔ نظم ہے اسقدر احوال خط مین سوا ہونکا
دیو چھا کون ہے بے غا تلک ہے نہا ہی کچھے مین ۔۔۔ جدا دنکے دھڑکنے کی چلی آتی ہے ہر پہر سے

نقطہ مردے نہ زندہ ہونگے اس عیسیٰ کی ٹھوکر سے
کرتن مین جان آتی ہے جو آتو ہے بابر سے
مجھے ڈر ہے تڑپنے پہ کہین اسکو نہ رحم آئے
حرارت داغ دل کی بڑھ گئی خورشید محشر سے
صنم کے در سے اٹھکے ہوگیا تھا حال یہ اپنا
ہوا ٹھنڈا بھی نکلتی ہے ہر بال کبوتر سے

اہل بزم اشعار غزل سنکر رجہ سنتے
لگے خصوصاً رستم ثانی اور سعدان شاہ بگوش سننے لگے جب وہ مطربہ غزل تمام کرچکی سعدان شاہ نے
اُسے زر کثیر انعام مین دیکر کہا اب جلسۂ عشرت برخاست ہو موافق حکم شاہ جلسہ مذکور برخاست ہوا اب
سعدان شاہ اپنی دختر اور رستم ثانی وغیرہ کو بعزت و حرمت اپنے ساتھ لیکر اپنے دار العمارۃ کیطرف
روانہ ہوا بعد قطع راہ جب دار العمارۂ شاہی پر پہونچا ملکہ آرام بانو اور اسکی ہمراہی سب عورتین تو

سواریون سے اترکر داخل محلسرا ہوئین سعدان شاہ رستم ثانی کو ہمراہ لیکر دربار مین آیا اور تخت شاہی پر بیٹھنے کو کہا شاہزادہ نے انکار کیا اور کہا یہ تخت و تاج آپ کا آپکو مبارک ہے مجکو ہوس تخت نشینی و حکومت نہین ہے یہ کہکے سعدان شاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھلایا اور خود ملحق تخت ایک دنگل پر بیٹھا سعدان شاہ نے تخت پر بیٹھکر جملہ اہل دربار کی طرف نظر کرکے باآواز بلند کہا اے ملازمان من آگاہ ہو کہ مجکو اس شاہزادہ ذیوقار نے زیر کرکے مسلمان کیا ہے کلمۂ شہادتین مین نے بصدق اپنی زبان پر جاری کیا ہے لہذا تم سب کو بھی لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور جملہ اپنے خداوندون پر لعنت کرو سب نے حکم بادشاہ سے کلمۂ شہادتین سعدان شاہ سے دریافت کرکے اپنی زبان پر جاری کیا پھر حکم بادشاہ سے منادی نے شہر مین ندا دی کہ حکم سعدان شاہ کج کلاہ کا یہ ہے کہ تمام رعایا ہماری دین اسلام اختیار کرے جو حکم سے سرکشی کریگا قتل کیا جائیگا جب یہ حکم بادشاہ ہر ایک صغیر و کبیر نے سنا سب نے دین اسلام اختیار کیا پھر حکم سے بادشاہ موصوف کے دیر اور چلہ سے منہدم کیے مساجد بنانے کی فکر کی یہان سعدان شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت تکلف و خوبی سے آراستہ ہو سامان دعوت و ضیافت شاہزادہ ذیجاہ نہایت تکلف سے کیا جائے نازنینان خوبرو و خوش گلو اور ساقیان ہوش کشتیان شراب کی لیکر حاضر بزم عشرت ہون ملازم کاربند ہوے بزم طرب آراستہ ہوئی جملہ اہل دربار حاضر بزم طرب ہوے سعدان شاہ شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر داخل بزم عشرت ہوکر رونق افزاے محفل عشرت ہوا ساقیان گلرو نے جام یاقوت و بلورین مین مے ناب بھرکر سعدان شاہ کج کلاہ اور شاہزادہ رستم ثانی کو دینا شروع کیا جب شاہزادہ اور شاہ مذکور خوب شراب پی چکے پھر ساقیون نے اہل بزم کو ساغر دیے ان سب نے بھی خوب شراب پی بعدہ گزک سے ہر ایک نے لطف اٹھایا بعد اسکے ایک نازنین نہایت خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے شاہ شہریار کو سلام کیا بعدہ سازندون سے کہا سازون کو درست کرو جب الحان نے حسب دلخواہ سازون کو درست کیا وہ نازنین رقص کرنے لگی تعریف اسکے رقص کی مفصل کیا کیجائے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمقتضاے نظم۔

ناچ اس گل کا الٰہی کہ غضب ہے یہ پری
کبھی دامن سنبھالتے جانا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اسکی
سر پہ رکھا اٹ کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سرو ہی کا ہاتھ
جتنے تھے وہ حلال کرتی تھین

پر وہ چتون کہ لٹنے لگے پری
کبھی غمزہ سے مسکرا دینا
ابھرے سینے کی بھی وہ تھرسک
حلقۂ دست جب ہوا بالا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
ہاتھ دونون جو تا کمر آئے
ٹھوکرین پامال کرتی تھین

کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
مثل طاؤس مست اینٹھتی
نکلیا گرد ماہ کے ہالا
ناز سے سر پہ جبکہ اٹھ گیا ہاتھ
دو ہلال ایک جا نظر آئے
اہل محفل بجائے خود اسکی تعریف

ناچنے کی کرنے تھے خصوصاً سعدان شاہ نہایت تعریف کرکے بار بار اسے انعام مین نقد و جواہر دیتا تھا جب وہ حسینہ بخوبی رقص کر چکی ٹھہر کر رنگ محفل دیکھکر پھر کچھ سوچکر یہ غزل گانے لگی غزل

سبب ہے دم فیض ساقی احسان کش ہے | ہماری گردش قسمت عیان ہے دور ساغر | خدائی اسکو دست اسلیے انگوری شراب کی

چھپا لیں تا گنہگار اپنے منہ دامان محشر سے
جنوں میں پانوں پھیلا گئیں ایسے چاک جیب ہے
ہوا چلا کر اڑاتی ہے جو پر صیاد کے گھر سے
مضامیں ضعف سے کھو کر عبث نالے کو بلند تھا
نہ دیکھو محروم ای گردیا باں ایک جادر سے

نزاکت انکی سنیے سخت جانی قہر ڈھاتی ہے
گریباں کرتے ہیں گو شیاق امان محشر سے
پریشان ہو کے سنگی جس سے آج نکلی ہے
کلے ہیں پر اڑا جاتا نہیں لیکن کبوتر سے
بہت جذب شہادت بسمل لاغر کے کام آیا

نہ تیغ قاطع ہے ہاتھوں سے نہ سر کٹتا ہے خنجر سے
اسیر دل کی نظر میں حسرت پرواز بھری ہے
خبر کوئی شکوی تو اڑی صیاد کے گھر سے
پڑی ہے بریت کی وحشی آوارہ وحشت زرگی
نہیں بیخی رہیں جو ہر صفت قاتل کے خنجر سے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سن سنکے کہتے تھے کیا اچھے اچھے شعر کسی شاعر نے کہے اور یہ نازنین بھی کس خوبی سے ان اشعار کو گاتی ہے راوی کہتا ہے کہ بزم عشرت سات روز تک شب و روز برابر آراستہ رہی بعد سات روز کے جشن مذکور ختم ہوا سعدان شاہ نے زمانہ جشن میں رستم ثانی کی نہایت تکلف سے دعوت و ضیافت کی شہر کو آراستہ کرایا بعد ختم ہونے جشن کے رستم ثانی نے سعدان شاہ سے کہا اب مجکو رخصت کیجیے کیونکہ میں میدان جنگ میں دست حریف سے زخمی ہوا تھا مرکب مجکو جنگ مغلوبہ سے نکالکر اتفاق سے آپکی سرحد میں لے آیا تھا یہاں آکے اتنی مدت بعیش و عشرت زندگی بسر کی زخم سر بھی اچھا ہوگیا قوت بھی آگئی آپ کی عنایت و مہربانی سے شب و روز بہت راحت پائی اب دل چاہتا ہے کہ اپنے لشکر میں جاؤں نہیں معلوم ہمارے لشکر کا کیا حال ہوگا اہل لشکر کو تردد ہوگا سعدان شاہ یہ سنکے کہنے لگا میں تو رخصت نہ کرونگا مجھ سے صدمہ مفارقت نہ اٹھ سکے گا سوا اسکے آپ کے جانے سے اور بھی ایک خرابی ہے لہذا جانا یہانسے بہتر نہیں ہے لشکر کو اپنے یہیں بلوا لیجیے یہ تاج و تخت و حکومت موجود ہے کاسے سپ خود یہاں کی حکومت کیجیے یہ کہکر اپنے ایک وزیر سے کچھ آہستہ کہا اسنے دوسرے روز رستم ثانی سے عرض کیا ای شاہزادۂ ذیوقار و نامدار آپ کا تشریف لیجانا کسی طرح اس خاکسار کے نزدیک مناسب نہیں ہے کیونکہ بادشاہ فلک بارگاہ کل مجھ سے فرماتے تھے کہ سامان شادی ملکہ آرام بانو کا جلد کر مجھے تعمیل منظور ہے لہذا اب حضور یہاں اپنی شادی کیجیے تخت حکومت پر جلوس فرمائیے سعدان شاہ کی خوشی کیجیے رستم ثانی نے جواب دیا ای وزیر خوش تحریر بالفعل میں یہاں کسی طرح قیام پذیر ہو نہیں سکتا میری طرف سے اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ آپ اس مقدمہ میں اصرار نہ کیجیے بخوشی مجھے رخصت کیجیے اگر خدا چاہیگا تو جلد اپنے لشکر سے ہوکر یہاں آونگا وزیر مذکور نے خدمت سعدان شاہ میں جاکر جو کچھ رستم ثانی سے سنا تھا عرض کیا بادشاہ کو رستم ثانی کے کہنا نہ ماننے کا گونہ صدمہ ہوا جب یہ خبر محلسرا میں پہونچی کہ شاہزادہ شہریار اب سعدان شاہ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر میں جانیوالے ہے ملکہ آرام بانو یہ خبر سنکر بے چین و بے آرام ہوئی خیال مفارقت کا ہش جان ہونے لگا چہرہ کثرت رنج سے زعفرانی ہونے لگا خواب و خور میں خلل آنے لگا راحت و آرام نے سلام رخصتی کیا غم و الم ہمدم و رفیق ہوئے آہ و نالہ سے کام ہوا وہ ہنسنا ہم جلیسوں سے موقوف ہوا دو ہی دن میں صورت بدل گئی جو کوئی اسے دیکھتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ملکہ برسوں سے بیمار ہے جب یہ حال ملکہ مذکور کا ہوا جو عورتیں سن تمیں مانند دایہ ملکہ مذکور انکو ملد ملکہ آرام بانو نے طلب کر کے کہا تم لوگ ذرا جاکر میری دختر کو سمجھاؤ اور کہو ای ملکہ کیوں اسقدر رنج کرتی ہو یہ رنج و غم اچھا نہیں ہے سوا اسکے اور جو تمہیں مناسب ہو اس سے کہنا کہ تم مستحق ہو میں

اسکی مادر ہوئی ایسی باتیں ہیں اس سے کہ نہیں سکتی زنان سن حسب الحکم زوجہ سعدان شاہ ملکۂ
آرام بانو کی خدمت میں گئیں دیکھا کہ وہ مانند بیمار دن کے سہری پر خاموش بیٹھی ہیں آثار حزن و ملال رخ
سے آشکار ہیں چشم پر نم ہیں استخوان تپ سے مانند شمع کافوری کے جل رہے ہیں یہ حال دیکھکر وہ سب
سلام کرکے بالین سر بیٹھ گئیں اور یوں کہنے لگیں کہ بعد ادای نظم

کوفت کھانے سے رات دن کے حصول
سنیے تو عقل ہی بہت حیران
چار دن بھی نہیں ہوئی صحبت
ہوش کی اپنے کچھ دوا کیجے
آدمی سیکھتا ہے عقل و شعور
کارخانہ ہے یہ تو الفت کا
انتہا کا خدا ہی حافظ ہے
ابھی اچھی نہیں ہے خود کامی
کیسی بات دل میں آگئی ہے

کیوں اے جوانی میں کھو لگائی ہو
ابھی کے رونے کڑھی مری جان
آج شکوہ فلک کا ہونے لگا
بات کچھ سمجھ کر کہا کیجے
تم ابھی کمسن ہو ویسی ہی نادان
روز یہاں سامنا ہے آفت کا
اور پری آدمی وہ بات کرے
چاہیے کچھ لحاظ بدنامی
رہی حالت جو صبح شام یہی

ستاتی ہو تھوڑی بات کو طول
جان کیوں مفت میں گنواتی ہو
ایک دن دیکھی یار کی صورت
عشق لطف شباب کھونے لگا
دن بدن اے مہ سپہر غرور
عقل کی بات کچھ کرے انسان
تم ابھی سے ہو جان کی درپے
تاکہ سنکر نہ کوئی نام دھرے
تمکو کیا جانے کیا سمائی ہے
کا سکو دشمنوں کی جان بھی

ای ملکہ صبر کرو اور شاہزادہ برائے چند روز جاتا ہے تو کیا مضائقہ بعد تھوڑے دنوں کے پھر آئیگا
انشاء اللہ پھر سامان شادی و خوشی ہو جائیگا چند روز کی مفارقت کوئی مفارقت نہیں ہے عشاق
تو برسوں بلکہ مدام مبتلائے فراق محبوب رہتے ہیں اور امید وصل یار کے سہارے پر زندہ رہتے ہیں
یہاں تو ابھی فراق نہیں ہے شاہزادہ موجود ہے ہاں ارادہ اسکے جانے کا ہے اچھا اگر جائیگا تو پھر
چلا آئیگا تم ابھی سے مبتلائے غم و الم ہو دیکھو یہ بات اچھی نہیں ہے ہمنے ایک زمانہ دیکھا ہے یہ بال دھوپ
میں سفید نہیں کیے ہیں دنیا کے عجب عجیب رنگ دیکھے ہیں کتابیں قصے کی بھی سنی ہیں اکثر عاشق معشوق
کو دیکھا ہے لیکن مثل تمھارے ہمنے کسی کو نہیں دیکھا تم دنیا سے انوکھی باتیں کرتی ہو ہمنے تمہیں اپنی
گودیوں میں پرورش کیا ہے ہمکو تم سے نہایت الفت ہے سوائے اسکے تمھارا ہمنے نمک کھایا ہے از راہ
خیر خواہی نصیحت کرتے ہیں اگر مانوگی تو فہو المراد ورنہ ای ملکہ پچھتاؤگی دشمنوں کا انجام اچھا نہوگا
یہ کہکر وہ سب عورتیں خاموش ہو گئیں ملکہ آرام بانو انکی تقریر سنا کی شرم سے کسی کو جواب نہ دیا بلکہ
حیا سے منھ ڈھانپ لیا وہ عورتیں آخرکار سکتے بکتے وہاں سے اٹھکر خدمت مادر ملکۂ آرام بانو میں
گئیں اور عرض کیا حضور ہمنے جاکر بہت سمجھایا ہے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا سمجھانا مفید مطلب
نہیں ہوا بلکہ باعث ملال ملکہ ہوا کیونکہ شاید انھوں نے غصہ سے منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانپ لیا ہماری
طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی کچھ حال اپنے دل کا ظاہر نہیں کیا مطلق ہمسے کلام نکیا شاید ہمکو مسن اور دایہ
اپنی جانکر شرم و حیا سے کچھ بات نہیں کی اگر مناسب ہو تو وزیر زادی کو طلب فرمائیے کہ وہ ملکہ سے
نہایت محبت رکھتی ہے اور ہر دم خدمت گذاری ملکہ میں سرگرم رہتی ہے ملکہ بھی اس سے بہت خوش
ہیں اور اپنے دل کے حالات اسپر ظاہر کرتی ہیں خلوہ میں اس سے نادر باتیں کرتی ہیں اگر وہ حضور کے
حکم سے ملکۂ آرام بانو کو سمجھائیگی تو عجب نہیں کہ اسکے سمجھانے سے ملکہ سمجھیں اور اپنا حال غیر ذکر یں مادر

ملکہ آرام بانو ان عورتوں کی گفتگو کو سنکے کہنے لگی واقعی تم سچ کہتی ہو اگر پہلے سے تم مجکو یہی راے دیتین تو مین ہرگز مجکو بھیجتی خیر اب وزیر زادی مہوش گل اندام کو واسطے سمجھانے اپنی دختر کے بھیجونگی ضرور ہے کہ اسکے سمجھانے سے کچھ نہ کچھ اثر ہوگا یہ کہکر مہوش گل اندام کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی مادر گرامی قدر ملکہ آرام بانو نے اس سے کہا اے مہوش تو میری دختر کی ہمدم و ہمراز ہے لہذا تجھ سے بہ تاکید کہا جاتا ہے کہ میری دختر کو جا کر یہ سمجھا کہ اگر شاہزادہ شہریار یہاں سے چندے جانے پر آمادہ و تیار ہے تو اسکا کچھ رنج نہ کر اُس نے عرض کیا حضور سمجھانا میرا کام ہے ماننا نہ ماننا انکے اختیار ہے یہ کہکے بعد سلام رخصت ہوکے قصر ملکہ آرام بانو مین آئی دیکھا کہ وہ نازنین بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور انیسون سے یہ کہ رہی ہے کہ بمقتضاے این نظم

کیسا جا کر پھنسا یہ دل کمبخت
لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
جسمین بچنے نہین یہی ہے وہ شب
ہے شب اول مزار یہی
گاہ کہتی تھی دہشت جگر
جب ہوئی ہے ہجر کی بیداد
کیا بلا آسمان اندھا ہے
بولی وہ تم یہ بوجھ مت ڈالو
نہ تو دل کو قرار آتا ہے
کچھ تو ہے رنج کچھ پشیمان ہون
نہ تو بیخود ہے دل نہ ہوش مین ہے
نوبت بیقرار باقی ہون
جیب و دامن کے ہاتھ سے نالان
آہ سوزان کا ضبط بھاتا ہے
گریہ طوفان اٹھایا چاہتا ہے
درد دل سینہ زوری کرتا ہے
درد سے ارتباط بڑھتا ہے
طوق و زنجیر بنو ہے ارمان
دل مشتاق سیر ویرانہ
کنج کمرہ ہے بدتر از محبس
دل بہلانے مین حواس نہین
غرض اک دل ہزار آفت ہے
دل لگانے مین یہی ہوتا ہے
کونسی فخر ہے کیا بلا ہے عشق

کیونکر آسان ہو گی مشکل سخت
جان لیتا ہے کام اسی شب کا
شب بیمار ہے اسی کا لقب
یہی ظالم بسر نہین ہوتی
ہجو سنتے تھے سب سے یہ اکثر
سو یہان وصل تو نصیب کہان
ظلم ہے یہ بھی نہین سلیقا ہے
تمہین بتلاؤ کھاؤن کیا کھانا
نہ وہ اس جا نگار آتا ہے
کچھ ہے اپنے کیے کی لاج مجھے
پر وہی شوق دید جوش مین ہے
صبر دل طالب اجازت ہے
پاؤن وار فتگی پہ مائل ہین
رات دن چشم منتظر وا ہے
اشک خون رنگ لا رہا ہے
ہے بہت شوق خستہ حالی سے
دل سبق بیخودی کا پڑھتا ہے
تیرہ نظرون مین اب زمانہ ہے
بھاتا ہے وحشیون سے یارانہ
رو تا آتا ہے خندۂ گل پر
اقربا کا لحاظ و پاس نہین
گاہ کہتی تھی وہ گل رعنا
اپنی ہی جان آپ کھوتا ہے
ہوئی یہ سنکے مہوش دل چہ

شب فرقت اسی کو کہتے ہین
شام بلبل ہے نام اسی شب کا
ہے بلاے فراق یار یہی
اسی شب کی سحر نہین ہوتی
پہلے ہوتے ہین وصل یار سے شاد
دیکھنے کا بھی رہ گیا ارمان
جب کسی نے کہا کہ کچھ کھا لو
ہے حرام اب تو آب اور دانا
اپنی حالت پہ آپ حیران ہون
کچھ نہین سوجھتا علاج مجھے
دل کو جس وقت آزماتی ہون
شرم کا بھی پیام رخصت ہے
ٹھنڈی سانسون سے ربط بڑھتا ہے
طائر خواب شکل عنقا ہے
ضعف طاقت کی چوری کرتا ہے
الم نصیحت نہین ہے گالی سے
وحشت دل ہے سلسلہ جنبان
گھر نہین کالا جیل خانہ ہے
مرغ جان کو ہے خانہ باغ قفس
چیخی کہتی ہے شور بلبل پر
تجھے کچھ جو ندامت ہے
لو گو بتلاؤ از براے خدا
ہجو واقف نہ تھے کہ کیا ہے عشق
بیقراری تو کچھ عجب کم خو

کھتا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول ہو جو رنجیدہ تم یہ کب کچھ ہے	کوفت کھانے سے رات دن کے حصول بارے مہوش نے خوب سمجھایا	دل اگر خوش ہو تو یہ سب کچھ ہے دل کو اس غمزدہ کے بہلایا

اور اس امر پر بھی بہزار خرابی و دشواری راضی کیا کہ شاہزادہ کے فراق مین اسقدر بیتاب نہو نا بعد
چند روز کے شہریار یہان پھر آئینگے تمہارے ارمان دل پر آئینگے خلاصہ یہ کہ مہوش گل اندام
ملکہ آرام بانو کو سمجھا کر شاہزادہ کے جانے پر راضی کر چکی ہی لیکن جس روز شہریار نے اپنے لشکر کیطرف
عزم جانے کا مقرر کیا اس روز پوشیدہ سعدان شاہ سے ملکہ آرام بانو نے رستم ثانی کو ایک
مکان مین بلایا بعدہ جلسہ عشرت آراستہ کیا اور خود بھی ہمراہ مہوش گل اندام کے اس جگہ آئی بعد ختم
جلسہ وہ رستم ثانی کا اس سے رخصت ہونا وہ اسکا بیتاب ہو کر رونا اور شاہزادہ سے پھر آنے کا
اقرار کرانا قسم لینا شہریار کا اس طرح اقرار کرنا کہ اگر خدا چاہیگا تو ضرور یہان آؤنگا مہوش کا یون دست
بستہ شاہزادہ سے عرض کرنا کہ ای شاہزادہ ذیوقار انکو بھول نہ جائیگا جہان تک ممکن ہو ضرور ضرور آئیگا
ورنہ حال انکے دشمنون کا ابتر ہوگا شاہزادہ کا مکرر کہنا کہ اگر پروردگار عالم نے چاہا تو مین جلد آؤنگا
تم انکو سمجھا کر ہمارے جانے کا رنج زیادہ کرنے دینا یہ کہکر شاہزادہ جانب ملکہ آرام بانو بڑھا وہ بھی
بصد شوق بڑھی عاشق و معشوق باہم گلے ملے ہنگام رخصت دونون آبدیدہ ہوے پھر ایکنے دوسرے
کو حوالہ خدا و رسول کیا جب شاہزادہ روتا ہوا چلا ملکہ آرام بانو بھی گریہ کنان سوار ہو کر ایسے ایک
مکان مین گئی جس طرف سے ارادہ شاہزادہ کے جانے کا تھا جب یہ خبر سعدان شاہ کو معلوم ہوئی
کہ اسوقت شاہزادہ اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے نہایت ملول ہوا مگر مجبوری اسکے جانے پر راضی ہو کے
تمام اپنے ارکان سلطنت کو اپنے ہمراہ لیکر اور کئی ہزار سواران دلاور بھی اپنے ساتھ لیکر شاہزادہ کے
ہمراہ ہوا تھوڑی دور تک پہونچا کے سواران مذکور سے کہا تم بھی اس شاہزادہ ذیجاہ کے ہمراہ رکاب
جاؤ خیر و عافیت سے اسکو لشکر مین پہونچا دو انھون نے عرض کیا ہم سب تعمیل حکم کرینگے جب شاہزادہ جانے
لگا سعدان شاہ نے خلعت رخصت دیا اور امام ضامن بازو پر باندھا اور کہا ای شاہزادہ ذیجاہ
سوا اس پیرے درست نہ تھے ورنہ قبل اسکے امام ضامن باندھنا چاہیے تھا غرض شاہزادہ موصوف
وہانسے ہمراہ سوارون کے آگے بڑھا سعدان شاہ آبدیدہ اپنے دارالعمارہ کیطرف روانہ ہوا یہ
قول ایک راوی معتبر کا لکھا گیا ہی اور ایک راوی ضعیف یون بیان کرتا ہی کہ جب رستم ثانی نے ملکہ
آرام بانو اور سعدان شاہ سے واسطے رخصت ہونیکے کہا کسی نے اجازت جانیکی نہ دی
مجبور ہو کر شاہزادہ قیام پذیر ہوا سعدان شاہ دعوت و ضیافت مین سرگرم رہا چونکہ یہ راوی
ضعیف ہی لہذا بیان پہلے راوی کا معتبر ہی اور نزدیک اس مولف کے بھی یہی ہی کہ شاہزادہ بعد ختم
جشن ملکہ آرام بانو اور سعدان شاہ سے رخصت ہوا اور ہمراہ سواران مذکورہ بالا کے اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین ملکہ آرام بانو جس قصر پر سر راہ بیٹھی تھی شاہزادہ کا گذر ہوا
کنیزون نے حکم ملکہ سے شاہزادہ کو بلایا رستم ثانی ان کنیزون کو پہچان کر مرکب سے اتر کر داخل قصر
ہوا ملکہ آرام بانو دوبارہ شاہزادے سے رخصت ہوئی اگرچہ ہنگام رخصت جو اسکا حال ہوا لکھا جاسکے
تو ناظرین کو رنج ہوگا لہذا اسے اسی وجہ سے ترک کیا اور اسی قدر لکھا کہ وہ بانو ملکہ سے شہریار رخصت

ہو کر اپنے لشکر ظفر اثر کیطرف روانہ ہوا دیکھیے یہ شاہزادہ ذکاوہ کب تک اور کسوقت اپنے لشکر مین پہونچتا ہے

داستان قید کرنا ماہ طلعت جادو کا بدیع الملک کو اور طالب وصل ہونا شاہزادہ کا انکار کرنا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا

ساقی بھر دے ہمارے جام کو پھر
کرتا ہے دلِ شوریدہ کو وہ تباہ
سیکڑوں اسمین ہوگئے مجنون
ان مجنون پر بھی دل کو داغ دیا

نشہ کا ہو چکا مزا آخر
ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل و ذوفنون ہوے مفتون

عشق ایسی بری بلا ہے آہ
سیکڑوں اسمین ہوگئے دلبند
پر نہ اسنے کسی کا پاس کیا

محرران اخبار الفت وکاتبان دفتر احوال محبت اس داستان کو اسطور سے درج کرتے مین ناظرین دفتر کو معلوم ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ماہ طلعت جادو دختر ملک ترسیلاس بیہوش سحر سے بصورت عقاب بنکے بدیع الملک کو پنجہ مین دبا کے ایک طرف روانہ ہوئی تھی اسکو راہ مین چھوڑ دیا تھا اب اسکا احوال لکھا جاتا ہے کہ جب وہ ساحرہ شاہزادہ ذکاوہ کو بیکر لشکر سے اپنے پدر کے پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی اثناے راہ مین سوچی کہ پہلے اس جوان خوبرو کو قید کرنا چاہیے اور مصائب زندان مین مبتلا کرنا چاہیے بعدہ اسکو راحت و آرام دیکر اپنا مدعاے دل اسپر ظاہر کرنا چاہیے یقین ہے اس تدبیر سے یہ جوان تیرا تابع فرمان ہوجائیگا جو تو کہے گی تجھ سے قبول کریگا یہ تدبیر سوچکر خود ہی اپنی تدبیر مذکور پر معترض ہوئی کہ ای ماہ طلعت کیا تو دیوانی ہوگئی ہے ہوش و حواس تیرے بکا نہین ہین جو ایسی تدبیر کہ ضرر رساں اور کاہش جان ہے بلکہ اسمین خوف جان کا ہے واسطے اپنے دلربا کی تجویز کی ہے اگر ایسا کریگی تو بہت پچتائیگی کیونکہ اول تو یہ شاہزادہ پروردہ ناز و نعمت ہے اور خوگر راحت و آرام ہے شدائد و مصائب زندان کا متحمل نہوگا جلد مر جائیگا پھر مدعاے دل تیرا کس طرح بر آئیگا دوسرے یہ کہ اگر تو نے اسے قید کیا اور طرح طرح کی تکلیف و اذیت دی اور یہ زندہ بھی رہا تو راحت و آرام دینے سے بھی نہوگا دل اسکا تجھ سے صاف نہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ پہلے اسے قید نکر دوستی و محبت اسپر ظاہر کرکے طالب وصل ہو اگر کہنا تیرا قبول کرے تو فہو المراد ورنہ قید کر اور ایسی جگہ قید کر کہ عیاران لشکر اسلام اور کوئی سردار لشکر امیر ثانی کا وہانتک جا نسکے کیونکہ بیشتر اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ جب کسی ساحر یا ساحرہ یا اور کسی حریف نے مسلمانون مین سے کسی اہل لشکر کو قید کیا ہے تو عیاران لشکر اسلام تجسس کنان پہونچے ہین اور ساحرون کو بعیاری و مکاری قتل کرکے اپنے ہم مذہب کو قید سے چھڑا کے لیگئے ہین عیاران لشکر اسلام بلا کے عیار ہین لاکھ کوئی اپنی جان کی حفاظت کرے یہ اسکو کسی نہ کسی تدبیر سے ضرور ہی مار ڈالتے ہین اپنے ہم مذہب کے نہایت خیر خواہ و جان نثار ہین اپنے لشکر کے ادنی ادنی شخص کے واسطے اپنی جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہین صورتین بدل کر واسطے رہائی اپنے اہل لشکر کے سپاہ دشمن مین جاتے ہین کچھ خوف جان کے جانے کا نہین کرتے ہین کبھی عورت بنتے ہین کبھی ساحر بنتے ہین کبھی فقیر کبھی پیر صد سالہ وغیرہ بنکے عیاری کرتے ہین بڑے بڑے عاقل و ہوشیار ساحر و غیر ساحر انکے دام مکر و فریب مین گرفتار ہو جاتے ہین بھلا تیری کیا حقیقت ہے تجکو یہ کب زندہ چھوڑینگے اور تو انکو کیا پہچانیگی بڑے بڑے عقیل و فہیم تو انکو پہچان نسکے انکے دام فریب مین آ ہی گئے اور قتل ہوگئے یا اسیر ہوے افراسیاب جادو و دیلم مصور جادو وغیرہ ساحران نامی و شاہان اولوالعزم نے عیارون سے دھوکے کھائے ان ساحرون نے

لگے تیری کیا حقیقت ہے جب وہ انسے عاجز آئے تو بھی ضرور عاجز ہوگی لہذا بہتر یہ ہے کہ اس شاہزادے
کو ایسی جگہ لیجا کہ عیار کا فرشتہ بھی نہ پہونچ سکے یہ باتین اپنے دل مین کرتی ہوئی دوڑ چلی گئی بعد ازان ایک
باغ کو خالی انس و جن سے دیکھکر اسمین اتری دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہے کہ بمقتضائے این

نظم

اسمین انواع قسم کے تھے درخت
یار کے رخ کے عکس سے پودرو
تختہ تھا اک طرف گلاب کا جو
باغ مین انکا تھا جدا آئین
تھے درخت اور میوؤن کے جو
جنکے سایے مین عشق ہو مرغوب
بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا
صاف ترشے ہوئے الماس سی
بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر
جس طرح سے درمیان عدن
تھی لبالب گلاب سے ہر نہر
دیکھکر قلب ہوتا تھا بسمل
نہر کو دیکھکر یہ لہر آئے
ہوئی اسیر کمند نہر چمن
کیا صفائی خدا نے بخشی تھی
چشم دار و ہین متصل جسطرح
رخ کرا گی تھی تیغ معرع خوش آب
خوبی چشم گلرخان کا جواب
طاق کسریٰ سے حسن مین وہ جدا
صاف مانند لوح سینۂ حور
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
رشک رخسار شاہدان طلب
زور دیوار گیر لیے نیچ بہار
صاف صبح اجابت آئینہ تھا
رنگ تصویر رنگ روے بہار
یا کہ رنگ طبیعت سبزاد
پردے زربفت کے بہت بھاری
شیشۂ آسمان سے بھی خوشتر

ایستادہ تھی سرو ہوکے کرخت
سیوتی کی بہار ایک طرف
کیا بیان آب و تاب اسکی ہو
کہین نرگس کہین ہے داؤدی
کرون کیا مین بیان اب انکو
باغ وہ گلشن بکھے تھا
صحن گلشن سپہر آسا تھا
یون تھی عقدون کی انجم جلوہ گری
وہ تمامی کی تھیلیون مین قمر
نہرین اسطرح کی بنائی تھین
جوش سے پانی مارتا تھا لہر
موجزن مثل چشمۂ خورشید
منہ مین کوثر کے پانی بھر آئے
دیکھکر آب و تاب پانی کی
وہان لطافت بھی پانی بھرتی تھی
ہر حباب انکا رشک غنچۂ گل
دمبدم ہوتے تھے شگفتہ حباب
تھا بڑا قصر اس مین مینا کار
قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند
سائبان وہ ہر ایک زردوزی
صبح جنت بھی جس سے لیوے دام
تھا دلکو دیکھکر ہوا ثابت
کہیے بستان شاہد دیوار
وہ پری چہرہ ایک اک تصویر
رنگ گلگونہ گل رخسار
صدر مین ایک مسند پر زر
شیر ماہی کی وہ چھتین ساری
جلوہ آرا وہ بادۂ سرجوش

کہین گیندے کھلے ہوے تھے زرد
کیتکی کی قطار ایک طرف
نسترن راے بیل اور نسرین
اور جھومی ہوئی گھٹا اودی
تاک انگورون کی تھی ایسی خوب
ہر چمن سدن کھلے تھا
نخل وان وہ تمام الماسی
جس طرح سے نگینۂ شجری
یون شگفتہ تھا موتیے کا چمن
دل مین آنکھون مین جو سمائی تھین
نہر پانی کی باندھتی تھی دل
صاف پانی تھا آب مروارید
دل تسنیم و سلسبیل و لبن
پانی پانی ہوا آب گوہر بھی
قرب موج حباب تھے اسطرح
گیسوے موج طرۂ سنبل
لے رہی تھی ہر ایک چشم حباب
تھی جواہر سے سب بھری دیوار
چار سو ایک چبوترہ پر نور
غیرت افزاے ابر نوروزی
آئینہ ایک ایک برق نسب
سبع سیارے ہو گئے ثابت
وہ دو شاخے کنول تھے دستہ
ہر روش ماہ پارہ برق نظیر
رنگ روے شفق کا تھا ہمزاد
ہر جیسے بساط گردون پر
کشتیون مین وہ نور کے کشتر
جسکی ہر سوت دام طائر ہوش

زخم ربا عیش وصل یار صفت | روح بخش آب خضر کی صورت | ملکہ ماہ طلعت جادو بہت

خوش ہوکر دل مین کہنے لگی نہین معلوم یہ باغ کس بادشاہ عیش پسند کا ہے کہ تمام سامان عشرت مہیا موجود
ہین لیکن عجب یہ ہے کہ باغ مین کوئی نہین ہے شاید یہ باغ جنون یا پریزادون کا ہے شب کو وہ اس باغ
مین آکے لطف سیر و بادہ کشی اٹھاتے ہونگے اتفاق سے اسوقت مین یہان آگئی ایسے باغ کو دیکھا کبھی
نہ دیکھا تھا وہ پریزاد شب کو یہان جشن کرتے ہونگے مین اسوقت یہان اپنے محبوب سے اپنا دل خوش
کرون اگر کوئی یہان آئیگا دیکھ لیا جائیگا ایک سحر مین اسکا خاتمہ کر دیا جائیگا مجھ سے کون لڑ سکے گا یہ باتین
کرکے کچھ اسماے سحر پڑھ کے سبزۂ شاداب چمن پہ سُنگھائی بعد ایک ساعت کے بصورت اصلی ہوکر بدیع الملک
کو اٹھا کے زرنگیرہ بٹھا کر مسند زرین پر رکھا پھر خود بھی وہان بیٹھکر رد سحر ایسا کیا کہ بدیع الملک
کو ہوش آیا مگر دست و پا بیکار رہے بدیع الملک نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ مین بالاے مسند زرین
زرنگیرہ ایک باغ پر بہار مین بیٹھا ہوا ہون پہلو مین ایک نازنین نہایت خوبرو و خوش جمال بیٹھی ہے
کشتیان شراب ناب کی ساغر و مینے کے سامنے رکھی ہین شاہزادۂ موصوف گھبرا کر اور متحیر ہو کے
آنکھین ملکر غور سے چہار طرف دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا اے بدیع الملک تم یہ باغ و سامان عیش
خواب مین دیکھ رہے ہو شاید عالم رؤیا مین تمھاری روح کا گذر بہشت مین ہوا ہے یہ باغ باغہاے
بہشت سے ہے اور یہ خوبرو جو تمھارے پہلو مین ہے ایک حور ہے شکر ہے خداوند عالم کا کہ جسنے زندگی
مین سیر بہشت عنبر سرشت کی کرا دی مقام میرے رہنے کا مجھکو دکھا دیا جو حور مجھے بعد فنا عطا
فرمائیگا اسکا جمال بھی دکھا دیا بلکہ اُسے پہلو مین میرے بٹھا دیا اور یہ سب سامان عشرت و آرام بھی
دکھا دیے کہ بعد مرنے کے واسطے تیرے یہان یہ سامان راحت و آرام ہونگے اے بدیع الملک
یہ کشتیون مین جو شیشۂ پر از مے رکھے ہین اسمین شراب طہورا ہوگی بھلا اس شراب کا کیا کہنا دنیا کی
شراب سے اُسے کیا نسبت یہ وہ شراب ہے کہ خاصان خدا اس شراب ناب کے مشتاق ہین یکشان
وہم کو یہ شراب میسر نہین اور کسی بادشاہ و شہریار کو سیر ایسے باغ کی ممکن نہین کوئی شہنشاہ دہر ایسا
باغ پُر بہار تیار نہین کر سکتا سواے شہنشاہ کون و مکان کے اسی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ادنی
رنگ اپنی قدرت کا یہ بھی دکھایا ہے بہشت کو پیدا کیا ہے یہ کہکر حمد خدا مین اشعار پڑھنے لگے پھر آنکھین
اپنی بند کر لین یہ خیال کر کے مین خواب مین ہون ماہ طلعت جادو بدیع الملک کی طرف
دیکھکر اسکی آنکھین کھولنے اور بند کرنے پہ نظر کر کے اور خوب ہنس کے کہنے لگی کہ اے بدیع الملک
کس حال مین ہو ذرا آنکھین کھولکر بخوبی ہوشیار ہو کے میری طرف نظر کر دا ہے تمین بیدار جانو
خواب کا خیال نہ کرو باغ کی سیر کرو بادہ کشی سے لطف اٹھاؤ غمزہ و ناز کرو کہ تمکو مجھ ایسی نازنین
رشک پری او غیرت حور ملکۂ شاہان اولوالعزم سے تمھاری تقدیر پڑھ گئی مجھکو میرے والد نے
کسی بادشاہ و شہریار کو زوجیت مین نہین دیا کسی شہنشاہ کو دامادی مین قبول نہین کیا سیکڑون شاہ و
وزیر بے مثل و بے نظیر کے خواستگار ہین مانند مجنون اور فرہاد کے میرے عاشق و شیفتہ ہین تصویرین
میری دیکھا کرتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین سینے پہ رکھتے ہین شب و روز رویا کرتے ہین ایک دم
میری تصویرون کو وہ اپنے پاس سے جدا نہین کرتے ہین دیکھنا میری تصویرون کو باعث اپنی تسکین

قلب و زندگی کا جانتے ہین سوا انکے سیکڑون بلکہ ہزارون لاکھون جوانان خوبرو۔ شہرہ میرے حسن و جمال کا سنکے بے دیکھے مجھپر عاشق ہین جان نثاری کو موجود ہین صدہا فقیر بنکر میرے شہر مین آئے ہین گرد میرے قصر کے پھرا کرتے ہین سائل وصل ہین بہت سے دعوٰی رہائے بیٹھے ہین دین و دنیا سے کچھ بھی تعلق نہین رکھتے ہین سوائے میری یاد کے انھین کوئی فکر نہین ہی اکثر عشاق میری بادۂ محبت سے مست و مدہوش ہین کوئی عاشق میرے عشق مین دیوانہ ہو کر چاک گریبان ہی کوئی خاک صحرا پر پڑا ہی کوئی میری جستجو مین صحرانورد ہی کوئی بجھ گل رعنا کے عشق مین مانند بلبل شیدا کے نعرہ زن ہی شور و شیون سے اسے دمبدم کام ہے کوئی مانند قمری کے مجھ سرو قد کی چاہ مین عشق کا دم بھرتا ہی کوئی بے صبر کہتا ہی ای ملکہ ماہ طلعت ابتو تمھارے فراق مین میرا یہ حال ہی کہ جان زار لب پر آئی ہی دیکھو تمھارے عشق نے یہ صورت میری بنائی ہی سرو پا کا ہوش نہین ہی لباس تن پارہ پارہ ہی آب و غذا اشک خون جگر ہی آنکھین تمھارے دیکھنے کی مشتاق ہین دل پہلو مین بیتاب و بیقرار ہی چاہتا ہی کہ تمکو اپنے پہلو مین بیٹھا دیکھے لہذا ای ملکہ واسطے تم کو غرور و ناز کا اور واسطے تمکو اپنے حسن و جمال کا مجھ نیم جان کو ایک نظر اپنی صورت زیبا دکھا دو اب یہ عاشق تمھارا سوے عدم جاتا ہی وہانسے اب نہ آئیگا اگر محروم دیدار سے ہو کر مر جائیگا تا قیامت روح بھٹکی رہیگی کوئی فریفتہ مجھ خوش جمال کا کہتا ہی ای حضرت عشق جب سے آپ نے مجھپر عنایت کی ہے کیا کہون کیسے کیسے مین نے صدمے اٹھائے ہین ابتو میرے حال پر رحم کیجیے کچھ تو میری مدد کیجیے دربدر تو پھرا چکے خاک صحرا کی چھنوا چکے عزیز و اقارب سے چھڑا چکے آوارۂ دشت بدنامی کر چکے ناتے کرا چکے شب و روز خوب رلا چکے مانند ماہی بے آب کے تڑپا چکے ظلم و جفاے فلک خوب اٹھوا چکے اب رنگ دیگر بدلیے معشوق کو میرے حال پر مہربان کیجیے میرے حال زار پر رحم کیجیے اگر رحم نہ کیجیے گا تو مر جاؤنگا غرض کہانتک ہر ایک کا بیان کیا جائے خلاصہ یہ ہی کہ میرے عشق مین ہزارہا جوانان

خوبرو کا یہ حال ہی کہ مصداق **نظم**	بلند آوازہ آہ عاشقان ست	بہر سو سیل اشک شان روان ست
ز دیدہ چشم شان آئینہ حیران	ز بحر اشک شان ابر نیسان	لبہا نالہ گرم گر مجو ست
بدلہا آہ و در سر دہی فرو شی	ز گریہ یم بیم ہر سو بجوش ست	ز سوزش دل بدل بلطعو در ست
ز سوز سینہا آتش فروزان	ز آب دیدہ ہا سیلے بسیلان	نجاک خاکساری شان قراری
ہوا داری ہوائے سازگاری	شدہ این ہر چہار اربع عناصر	وجود عشق مے گرد دیدظا ہر

شاہزادہ بدیع الملک کو اسکی تقریر سنکے آنکھین کھولکر ہوشیار تحوبی ہو کر اپنے تئین بیدار جان کر اسکی طرف دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کیونکہ وہ مہ جبین وخوبرو ایسی تھی کہ بمقتضاے این **نظم**

جمال جہانگیر تھا بے عدیل	نہایت حسین اور نہایت جمیل	عجب شکل اسکی دل آویز تھی
حیا سامنے اسکے بلاخیز تھی	قد ناز کا سرو طوبی غلام	نسیم چمن پا ئمال خرام
وہ گیسوے مشکین و شکین کمند	وہ سر حسن کا آسمان بلند	وہ معشوق میان سروقدان
کہون راہ ظلمات یا کہکشان	جبین بدر تھی ادر ابرو ہلال	بر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہاے برنا و پیر	مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر	وہ چہرہ بہارین تھا یا آتشین
وہ خال اسپہ مشکین تھا یا عنبرین	دہن درج یاقوت دندان گہر	زبان پارۂ لعل دکان گہر

لب لعل حلوای قوت رواں
بہیں تر ترنج دہن سے کہیں
وہ غبغب کہ تھی سبز کوثر کی نہر
گلاس گلو از مے حسن پر
بغل تھی وہ یا طبلۂ عود خام
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
وہ پنجہ جو کرتا تھا خون بہار
سر ناخن اسکے تھے مثل ہلال
وہ آئینہ پشت کی آبرو
کمر وہ نہ تھی تھی وہ تار نظر
وہ بوج شکم صبح امید تھی
کہ جسکے تصور میں ہر شاب تھا
وہ پائے نگارین تھے جون شاخ گل
نبات سخن لذت آمود تھی
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا

دم خندہ گلہائے رنگین فشان
وہ چاہ ذقن سیب کے درمیان
کہاں وہ کہاں آب حیوان کی نہر
وہ گردن کہ جون دستۂ عاج تھی
وہ تھے دو دف یا برج بالا بام
وہ دست حنائی جو برگ چنار
کیا اُسنے مرجان کا پنجہ نگار
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن شباب
دکھائے رخ شاہد آرزو
وہ کوہ سرین قبۂ نور دار
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
وہ زرین ستون تھے وہ دو ساق ان
کف پائے رنگین تھے جون برگ گل
جو گل خندہ و لقمہ مثل کبک
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا

ذقن اسکے سیب بہشت برین
کسی حور کے دانت کا تھا نشان
صدف گوش تھے اور بناگوش گوہر
صراحی کی گردن سے بے بال تھی
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
کف دست پر لالۂ تر نشان
وہ ناخن تھے بدر سپہر جمال
وہ پستان اسی بحر کے دو حباب
نظر میں جو آتی نہ تھی وہ کمر
برنگ خم بادۂ نشہ دار
اب آگے تو بس اسکے گرداب تھا
وہ زانو تھے دو قبۂ سیمیان
وہ آواز خوش لحن داؤد تھی
تبسم سے ہر غنچہ مقتول رشک

بعد حیرت بسیار کے اسکی طرف سے جانب بارہ دری و باغ دیکھا اور دلمین کہا ای بدیع الملک تو کہاں ہی کیا شان پروردگار عالم ہی کیا اسکی قدرت ہی کہ انسان کو کہاں سے کہاں پہونچا دیتا ہی کہاں میں زیر تیغ بیٹھا تھا جلاد تیغ بکف کھڑا انتظار بادشاہ ترسی کا تھا کہاں یہاں آ پہونچا وہاں سامنا اجل کا تھا یہاں سامان عیش و راحت میں باغ ایسا ہی کہ کوئی باغ ایسا روے زمین پر نہو گا محبوب پہلو میں ایسا حسین کہ رشک حور جنان ہی بیشک خداوند عالم ہر شی پر قادر ہی اُسنے اپنی قدرت سے مجھے دست دشمن سے بچا کر یہاں پہونچایا اسکی حمد و ثنا میں زبان قاصر ہی کیونکہ بمقتضائے نظم

محبت سے ہی بلبل گل کا دمساز
ہر اک شی میں ہی شان اسکی ہویدا
ہر اک بندہ کا وہ حاجت روا ہی
کہ ہی مشکل کشائی کام اس کا

تماشا اسکی قدرت کا عیان ہے
ہی قمری عاشق سرو سرافراز
کسی کو حسن میں رتبہ دیا ہے
مریض غم کو نام اسکا دوا ہی

کہ ہر بوٹی میں رنگ بوستان ہی
کیے ہیں جن و انسان اُسنے پیدا
کسی کو عشق میں نامی کیا ہے
عجب حاجت روا ہی نام اسکا

ابھی شاہزادہ حمد خدا کر رہا تھا ناگاہ ماہ طلعت جادو نے کہا ای شاہزادہ کیوں فکر کیا ادھر اُدھر دیکھتے ہو مجھ سے کچھ باتیں کرو بدیع الملک نے پوچھا ای نازنین تو کون ہی نام تیرا کیا ہی مجھے یہاں کون لایا ہی اُسنے مسکرا کر جواب دیا ای شاہزادہ ذیجاہ آگاہ ہو کہ میں دختر نیک اختر ملک ترسی بلباس پوش حاکم کوہ شفق کی ہون نام میرا ماہ طلعت ہی تم زیر تیغ جلاد بیٹھے ہوئے تھے باپ میرا دو حکم واسطے تمھارے قتل کے جلاد کو دے چکا تھا ہنوز تیسرا حکم نہیں دیا تھا کہ میں دربار میں اپنے باپ کے گئی تھی پاس خداوند لاجورد شاہ کے بیٹھی تھی شور و غل سنکے متردد ہوئی تھی جب سبب شور و غل پوچھا معلوم ہوا کہ تم قتل ہوتے ہو میں نے

تمکو طلب کرکے دیکھا اعتقاد دل مین محبت پیدا ہوئی تھی اس سبب سے اپنے باپ سے تمھارے حق مین کچھ
باتین کرکے انکی اجازت سے تمھین یہان لے آئی ہون مین تمھاری محبّ ہون اور عاشق بھی ہون مین
نے تمھاری جان بچائی ہی تم بھی میرے ساتھ نیکی کرو جو مین کہون اسپر عمل کرو دیکھو یہ باغ پُربہار
ہی جملہ سامان عیش و راحت کے یہان موجود ہین خلیہ ہی کوئی بیگانہ یہان نہین ہی کشتیان شراب
ناب کی مع جام و ساغر بلورین رکھی ہین قابین کباب کی بر سے گزک بھی موجود ہین لہذا شراب پیو اور
مجکو بھی پلاؤ بعد ازان مسہری جواہر نگار پہ میرے ساتھ آرام کرو لطف زندگی اٹھاؤ میرے دل کو خوش
کرو شکر کرو کہ مین ایسی حسین و جمیل کہ جسپر ایک عالم فریفتہ ہی جیسا کہ قبل اسکے مین نے اپنے عشاق کا کچھ حال
بیان کیا ہی تمپر دفعتًا مائل ہوئی اور خود طالب وصل ہوئی مناسب وقت یہ ہی کہ انکار نہ کرو میرے کہنے
پہ عمل کرو مجھ ایسا کوئی محبوب خوبرو دنیا مین نہ پاؤگے اگر میرے کہنے پہ عمل کروگے وہ رتبہ تمھارا
ہوجائیگا کہ کم کسی کا ہوا ہوگا شہنشاہ ہفت اقلیم کا کرودنگی کوئی تم سے لڑ نہ سکیگا ہر ایک بادشاہ روے
زمین تمھارا مطیع و فرمانبردار ہوجائیگا یہ کہکر کشتی شراب کی آگے اپنے کھینچکر شیشہ و ساغر اٹھا کر شراب
ناب ساغر بلورین مین بھرکر کہا ای شاہزادے لو اس جام شراب کو پیو اور فخر کرو کہ مین اپنے ہاتھ سے
تمھین شراب دیتی ہون آجتک کسی کو یہ مرتبہ اور رتبہ حاصل نہوا تھا جو اسوقت تمھین حاصل ہوا ہے
شاہزادۂ موصوف نے جام مے تو اسکے ہاتھ سے لیلیا لیکن شراب نہ پی اور منھ اپنا اسکی طرف سے پھیر لیا کیونکہ
اسکے دہن سے ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوگیا جب شاہزادے نے اسکی طرف سے منھ پھیر لیا
ماہ طلعت نے منھ پھیرنے کے سبب بیزاری دریافت کیا بدیع الملک نے کہا ای نازنین واقعی تو نے
مجھپر احسان کیا ہی مجھے دشمنان خونخوار سے تو یہان لائی ہی اور تیری خوبروئی مین بھی کلام نہین ہی لیکن
تیرے منھ سے بوے بد آتی ہی یقین ہی کہ تو ساحرہ ہی علاوہ ساحرہ ہونے کے تو لاجورد شاہ کی
پرستش کرتی ہی تیری تقریر سے خود ایسا ظاہر ہوا ہی کہ تو لاجورد شاہ کو اپنا خداوند جانتی ہی اور مین
مسلمان ہون سواے دست مسلمان کے جام شراب لیکر کبھی نہین پیتا ہون تم کافرہ ہو ہرگز تمھارے
ہاتھ سے جام لیکر شراب نہ پیونگا اگر تمکو شراب پلانا اور مجکو خوش کرنا منظور ہی تو اپنے خداوند پہ لعنت
کرو اپنے دین باطل سے بیزار ہو کلمۂ شہادتین زبان پہ جاری کرو مسلمان ہو اپنے معبود حقیقی کو پہچانو
سجدہ اس معبود حقیقی کو کرو جسنے تمکو اور تمامی کون و مکان اور ما فیہا کو اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا
ہی لاجوردشاہ جسکو تم اپنا خداوند جانتی ہو وہ بھی خداوند عالم کا ایک بندۂ گنہگار ہی کیونکہ دعوی
خدائی کا کرتا ہی ہمسری خدا سے کرتا ہی لوگون کو مانند ابلیس کے بہکاتا ہی افعال زشت کراتا ہے ایسے
گمراہ کنندہ پہ لعنت کرو ذرا غور سے خیال کرو کہ مردم مین اور اسمین کیا فرق ہے جو دو ہاتھ اور دو
پاؤن آدمیون کے ہین ویسے ہی اُسکے بھی ہین سواے اسکے حرکات اور خصائل اور اکل و شرب
وغیرہ جو انسان کے ہین وہی اسمین بھی ہین وہ کونسی بات ہی کہ جس سے وہ سب سے اپنے تئین بہتر
جان کر اپنے تئین خدا جانتا ہی اور لوگ اسکو اپنا خداوند سمجھتے ہین اور تم بھی اسکو اپنا خداوند جانتی ہو
یہ تمھاری عقل کا قصور ہی وہ ہرگز ہرگز خدا نہین ہی اور لائق پرستش نہین ہی سواے لاجوردشاہ
کے اصنام وغیرہ کو جو لوگ پوجتے ہین وہ بھی برا کرتے ہین سجدہ اور پرستش اسکی کرنا چاہیے جو معبود

نظم

لایزال و خالق بندہ جلال ہے وہ

سرمدی دولت اپنی یاد کی دی	ہے سزاوار حمد وہ تحقیق	جسنے دی ہمکو دانش و توفیق
نہ کیا کور دل ہمارے تئین	آگہی مبدا و معاد کی دی	دلکو روشن کیا بنور یقین
	تا معارف کو دین کے پہچانا	اور حق کا طریق حق جانا

ای **ماہ طلعت** تو بھی ابھی پروردگار کو سجدہ کر اس اپنے دین باطل سے بیزاری اختیار کر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو دیکھ عنایات و الطاف خداوند عالم کو کہ تجھکو ایسے کیا حسن و جمال دیا ہے سوا اُس معبود حقیقی کے کون ایسا ہے کہ تجھکو ایسا محبوب خوش جمال کو خلق کرے **ماہ طلعت** نے برہم ہو کر کہا وہ سوال دیگر جواب دیگر خیر ای شاہزادہ سرکش و مغرور تمنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا بہت برا کیا اب تم ایسا پچھتاؤ گے کہ کبھی کوئی اس طرح نہ پچھتایا ہوگا میرا سجدہ کرنا تمھارے حق میں سم قاتل ہو گیا تمنے میرے خداوند کو میرے سامنے برا کہا اپنے خدائے نادیدہ کی تعریف کی سخت صدمہ دیا اب اسکے عوض میں تمکو قید کروں گی تا زندگی رہا نہ کرونگی ایسی تکلیف دونگی کہ تم بھی یاد کروگے یہ کہکر کچھ الفاظ سحرای زبان پر آہستہ آہستہ جاری کر کے فرش پر مانند مرغ بسمل کے لوٹی اور فی الفور شکل عقاب صورت پیدا کر کے **بدیع الملک** کو بعد غضب پنجہ میں دبا کر ایک جانب اڑی بعد تھوڑی دیر کے کوہستان میں پہونچی وہاں ایک چاہ تیرہ و تاریک تھا مانند کور باطن کے اندھا تھا تاریکی اسکی سیاہی دل کافران بد مذہب سے بڑھی ہوئی تھی یا تیرگی اُسکی پردۂ ظلمات سے بھی لوے سبقت لیگئی تھی غرض اُس چاہ کلان و تاریک کو دیکھ کے جائے قید شہزادہ تجویز کر کے بلندی سے بروے زمین آئی چونکہ شاہزادہ تحیر ہو کے عالم غشی میں تھا اُسی صورت سے شاہزادے کو اندر چاہ مذکور کے لیگئی اور حسب دلخواہ اسی چاہ میں اس یوسف کو قید کیا بعد ازاں چاہ سے نکلکر درۂ کوہ میں آکے مقیم ہوئی اور بعضے داستان گویان خوش تقریر یوں بیان کرتے ہیں کہ اس کنوئیں میں قید کر کے جانب **کوہ شفق** روانہ ہوئی بعد قطع راہ داخل قلعۂ **کوہ شفق** ہوئی غرض جو شاہزادے کو قید کیا بعد قید کرنے کے اپنی بدقسمتی پر آبدیدہ ہوئی دل میں کہنے لگی کہ ای **ماہ طلعت** ہم بھی کیا بدنصیب ہیں کہ دل بھی ہمارا آیا تو ایسے جوان سرکش و مغرور پر آیا کہ جو سخن ناشنو کیسا کیسا اُسے سمجھایا کبھی کہنا نہ مانا اب ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجل ہماری قریب آئی ہے کیونکہ **بدیع الملک** جب تاریکی چاہ سے گھبرائیگا ضرور ہے کہ ایک روز مر جائیگا جب محبوب ہلاک ہوگا ہمکو صدمہ جانکاہ ہوگا ہم بھی صدمۂ مفارقت میں مبتلا ہو کے جلد مر جائیں گے ہائے افسوس آرزو سے دل بر نہ آئی حسرت دل کی دل ہی میں رہی غنچۂ دل اپنا ہوا ے عشرت سے شگفتہ نہوا اور پہلوے محبوب سے گرم نہوا حیف لطف زندگی حاصل نہوا ہمیں امید عیش و راحت کی رہتی تھی فلک نے ظلم کیا مبتلا ے غم و الم کیا بعد کرنے اس گفتگو کے از روی بیتابی گاہ گاہ قریب چاہ جا کر بیٹھتی تھی کبھی کنوئیں میں جھانک کر **بدیع الملک** کو دیکھنا چاہتی تھی چونکہ چاہ مذکور نہایت عمیق و تاریک تھا کچھ اسکو نظر نہ آتا تھا بیتاب ہو کے بزور سحر اندر چاہ کے جا کر کسی گوشۂ چاہ میں اژدر سیاہ بنکر ٹھہرتی تھی اور وہاں سے رخ **بدیع الملک** پر نظر کرتی تھی جب اچھی طرح دیکھ چکتی تھی بزور سحر باہر کنوئیں کے چلی آتی تھی اور جب صبح ہوتی تھی ایک نان جو اور ایک کوزہ آب خود کنوئیں میں لیجا کر **بدیع الملک** کو دیتی تھی اور عشق اور بیتابی دل سے شاہزادہ کو آگاہ کر کے کہتی تھی ای شاہزادہ کیوں بیجا ہو اب بھی خیر ہے میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچھتاؤ گے دیکھو مجھسا دوست اور تجھ ایسا کوئی

نازنین مہ جبین وحسین تمکو بھی نہ ملے گی مین باوجود اس حسن وجمال کے اور معشوق خوبرو ہونے کے
تمھاری اطاعت وفرمانبرداری کرونگی سواے مسلمان ہونے کے جو کچھ کہوگے کرونگی شاہزادہ جواب
دیتا تھا اے ماہ طلعت مجھے اس چاہ تاریک مین مرجانا قبول ہے لیکن تیرا کہنا ماننا منظور نہین ہے ہرگز
مین ساحرہ دغا باز بدکار سے ہم صحبت ہونگا نہ تیرے ہاتھ سے جام لیکر شراب پیونگا ساحرہ مذکورہ جواب
صاف پا کے روتی ہوئی چاہ سے نکل آتی تھی اور گرد چاہ حصار سحر کردیتی تھی تاکہ کوئی بدیع الملک
کو بہانے نہ لیجاوے اسی طرح چندے ماہ طلعت جادو آب وطعام شہزادہ بدیع الملک کو چاہ مذکور
مین پہونچاتی طالب وصل ہوئی شاہزادے نے کہنا اسکا نہ مانا آخرکار ایکروز ماہ طلعت جادو
نے بدیع الملک کو چاہ تاریک سے نکالا اور قریب اُس کنوین کے فرش بچھا کر کہا اے شاہزادہ خود بخواہ
اگر اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو تو بہتر ورنہ آج تمکو قتل کرکے خود بھی ہلاک ہوجاؤنگی بدیع الملک نے
جواب دیا اے ماہ طلعت بار بار تیرا کہنا بیکار ہے ہرگز مین تجھ ساحرہ سے ہمبستر نہونگا اگرچہ قتل ہوجاؤن
ماہ طلعت نے گفتگوے بدیع الملک سنکے نہایت برہم ہوکے کارد نکال کے چاہا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کے حلق پر رواں کرے اور شاہزادے نے جانب فلک دیکھکر برجوع قلب خداوند عالم
سے دعا کی تھی ناگاہ ایک تیر جانب آسمان سے آکر ساحرہ مذکورہ کے سینہ پرکینہ پر اس طرح پڑا کہ پشت
سے گذر گیا وہ فی الفور زمین پر تڑپ کے ہلاک ہوئی اُسکے مرجانے کے بعد آندھی سیاہ آئی ابر برد سے
ہوا نمایان ہوا برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی ساحرہ مذکورہ کے سحر کے
ہیرون نے اُسی کے نام سے اس طرح صدا دی افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم ہیر
سحر کے یہ صدا دے کے ایک جانب چلے گئے بدیع الملک پر سے سحر دفع ہوگیا کیونکہ قاعدہ ہے
کہ جب ساحر یا ساحرہ مرتی ہے تو اشیاے سحر اُسکے مانند قلعہ یا مکان وغیرہ کے نیست ونابود ہوجاتے ہین
اور جس کسی پر اُس ساحر یا ساحرہ کا سحر ہوتا ہے خود اُتر جاتا ہے باقی نہین رہتا ہے بس ماہ طلعت
کے مرتے ہی بدیع الملک کے دست وپا قابو مین آئے شاہزادے نے شکر خداوند عالم کا کیا ہنوز
شاہزادہ شکر خدا کا کر رہا تھا یکایک جانب آسمان سے ایک نقابدار گوہر پوش کہ ایک جامہ
جواہر نگار زیب تن کیے تھا تخت سے اُترکر قریب بدیع الملک کے آیا اور سلام کیا شاہزادہ
بدیع الملک نے جواب سلام دیکر پوچھا اے نقابدار تو کون ہے کیون آیا ہے اُسنے کہا آپ نے
مجھے نہ پہچانا مین نقابدار گوہر پوش ہون اسوقت اس طرف سے سیر کنان جاتا تھا ناگاہ دیکھا
کہ یہ ساحرہ آپ کو قتل کیا چاہتی ہے مین نے تاک کر ایسا ایک تیر اسکے سینے پر مارا کہ یہ ہلاک ہوئی شہزادہ
نے اُسے پہچان کر اور خوش ہوکر پوچھا یہ جامہ تمھارے تن مین کیسا ہے کہ اسپر نظر نہین ٹھہرتی ہے اور
وہ صد ہا رنگ بدلتا ہے اُسنے کہا یہ جامہ وہ ہے کہ جب طلسم حیران کو فتح کیا تھا تو مال واسباب طلسم سے
ایک صندوق بھی ملا تھا اسمین سے یہ جامہ نکلا تھا اس جامے کے خواص کئی ہین کیونکہ یہ جامہ طلسمی ہے
یہ کہکے خاموش ہوا بعد ایک لحظے کے کہا اگر آپکو منظور ہو تو میرے تخت پر بیٹھکر تشریف لے چلیے مین بہت
جلد آپکو آپ کے لشکر مین پہونچا دون بدیع الملک نے جواب دیا مین یہانسے سیر کرتا ہوا جا بجا
مقام کرتا ہوا اپنے لشکر مین جاؤنگا ہر چند تنہا ہون لیکن خوف نہین ہے خداوند عالم حامی ومددگار وحافظ

جان ہی دیکھو اسوقت اُسی نے مجکو پنجۂ دشمن سے بچایا یقین میری مدد کو بھیجا تھے تیر مار کر اُس ساحرہ کو
ہلاک کیا اس طرح وہ کارساز و مسبب الاسباب ہر ایک جگہ تا بقاے حیات ہر دشمن سے مجھے بچاۓ گا
نقابدار نے کہا واقعی خداوند عالم حافظ حقیقی اور مسبب الاسباب ہے میں اسوقت اس طرف سے
نہ جاتا آبادی کیطرف سے جاتا لیکن کچھ دل میں ایسا آیا کہ اسی طرف میں آیا اور آپ سے ملاقات ہوئی
شکر ہے پروردگار عالم کا کہ اچھے وقت پر ادھر آیا کہ ساحرہ آپکے قتل پر آمادہ ہوئی تھی آپ کے
دشمنوں کو قتل کرنے نہ پائی تھی یہ کہکے تخت پر بیٹھا اور سلام کرکے تخت کو بلند کرکے سوے پردۂ
قاف روانہ ہوا بعد جانے نقابدار کو ہر نوش کے بدیع الملک اُس جگہ سے ایک سمت
چلے چونکہ راستہ نہ معلوم تھا اپنے لشکر کیطرف تو نہ چلے بلکہ جانب کوہ قاف روانہ ہوے جب
دو دن رہروی میں بسر ہوا شام کو ایک دہ کوہ میں قیام کیا کچھ اثمار اشجار کھاکے اور پانی کہ پہاڑ
سے جاری تھا پی کے شب اُسی جگہ بسر کی صبح کو وہانسے آگے روانہ ہوے اسی طرح بعد کئی روز کے
ایک دن قریب شام ایک دریا کے کنارے پہونچے وہ دریا نہایت مہیب و خوفناک تھا دیکھنے سے
اُسکے زہرہ آب ہوتا تھا وہ متلاطم آب کہ پناہ بخدا بدیع الملک اُس بحر ناپیدا کنار کو دیکھکر دریاے
فکر میں غوطہ زن ہوے تدبیر اُس دریا سے گذرنے کی سوچنے لگے اور کسی کی تدبیر ذہن میں نہ آئی
کسی جانا ور کشتی کو اُس بحر زخار میں نہ دیکھا کیونکہ وہ دریاے ناپیدا کنار ایسا متلاطم خوفناک تھا
کہ بمقتضاے این

نظم

اُسکی ہر ایک موج تھی طوفان
کشتی کب کوئی اُسمین جاتی تھی
کشتی عمر غوطے کھاتی تھی

گھاٹ اُسکا تھا یا کہ موت کا گھاٹ
خجل اُس سے تھا قلزم عمان
نظر آتا تھا اُسکا کوسون پاٹ

کس قدر وہ مہیب دریا تھا
ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز
اُسکی ہر موج تھی قیامت خیز

ساتھ چشمے کے دل چھلتا تھا

بدیع الملک دریاے
مذکور کی روانی اور جوش و خروش کو دیکھکر دل میں کہنے لگے کہ خالق بحر و بر نے اپنی قدرت کاملہ سے
کیا کیا اشیا کو خلق کیا ہے اپنی قدرت دکھائی ہے اس کی ثنا میں زبان قاصر ہے اور کلک بھی عاجز ہے
یہ دلمین کہتے ہوے اُسی دریا کے کنارے قیام کیا ہنگام شب اُس دریا میں عجائب و غرائب اشیاء
جانوران بحری کو دیکھا جنکے دیکھنے سے تمام شب نیند نہ آئی شاہزادہ دعائیں پڑھتا رہا جب صبح ہوئی
وہ عجائب و غرائب مفقود نظر سے ہوے بدیع الملک نے یاد دریا کو چھوڑ کر راہ خشکی کی اختیار
کی صحرا نوردی سے کل سے تلوے خار دشت سے فگار ہوے گرد و غبار دشت پرخار و ہولناک
سے رنگ و لباس و تن مانند مٹی کے ہو گیا تھا چہرہ حرارت آفتاب سے متغیر ہو گیا تھا وہ صحرا تھا
کہ صحراے محشر تھا انتہا اُسکی ادراک عقل سے باہر تھی طول میں مانند عمر خضر علیہ السلام کے تھا اور عرض
میں عرصۂ تصور سے زیادہ تھا حرارت آفتاب سے ہر ایک ذرہ ریگ بیابان گویا ایک شعلہ
آتش تھا ہواے گرم اُس صحراے قیامت خیز میں ایسی چلتی تھی کہ لو بھی اُسکے آگے ایک ہواے سرد
و خشک تھی کوئی طائر اور کوئی چوپایہ حرارت آفتاب و ہواے گرم کے خوف سے اپنے آشیانہ و مسکن
سے باہر نہ آتا تھا اگر کوئی پرندہ اتفاق سے براے تلاش آب و دانہ نکل آتا تھا تو سیخ موج گرم ہوا پر
مانند کباب کے بریان ہو جاتا تھا روح اُسکی سوے عدم پرواز کرتی تھی اور اگر کوئی چوپایہ اپنے

مسکن سے باہر آیا تھا کثرت حرارت مہر تابان سے شکل پتھر کے جل ہو جاتا تھا پانی اُس صحرا میں کمیاب
بلکہ نایاب تھا کوئی چاہ و چشمہ نہ تھا صرف ایک کوہ سے کچھ پانی نکلکر بالائے زمین گرتا تھا زمین گرم ایسی
طرح اُسے بہنے بھی نہ دیتی تھی کثرت تشنگی سے خود جذب کر لیتی تھی تابش آفتاب اس حد پر تھی کہ رات
کا تو کیا ذکر ہے اگر کوئی چاہتا تو اُسکے شعلوں سے دن کو شمع روشن کر لیتا اور ایسی وہاں ہوائے گرم چلتی
تھی کہ اُسکی لپک سے شیر فلک بھی کانپتا تھا اور کہتا تھا پناہ بذات خدا اسقدر ہوائے گرم و تیز تھی
کہ بہا تنگ آتی تھی مجھے جلائے دیتی ہے اس صحرا کی تو ہوا ایسی گرم ہے صحرائے محشر کی ہوا کیسی ہوگی کہ روز
قیامت آفتاب بہت نیچا ہوگا اُس حرارت کا کون متحمل ہوگا زمین کیسی جلتی ہوگی ہوا کیسی گرم ہوگی اہل
محشر کا کیا حال ہوگا حرارت آفتاب سے تو اسقدر گرمی ہوا میں ہے اس جہنم سے تیز ہوگی شیر فلک تو
بالائے فلک لرزاں و ترساں بالائے زمین مرغ صحرا صحرا اسکا کثرت گرمی سے دیکھتے تھے دمبدم سیخ
موج ہوائے گرم پر جلتے تھے سنگریزے اُس دشت کے رشک اخگر تھے جو نخل تھا اُس صحرا کا گویا آگ
کا شجر تھا مانند سرو آتشبازی کے جلتا ہوا نظر آتا تھا اور جو ٹکڑا پتھر کا دامن کوہ میں تھا وہ ہر ایک دہکتا
انگارہ تھا زمین کثرت حرارت آفتاب عالمتاب سے اسقدر جلتی تھی کہ نظر بھی خس خانہ مژہ سے
اور پردہ ہائے چشم سے بخوف جلنے کے باہر نہ نکلتی تھی اور اگر اتفاق سے نظر گوشہ چشم سے برائے
دید صحرائے مذکور نکل آتی تھی تو فی الفور پلے نظر میں چھالا پڑ جاتا تھا حال سنگ سرمہ کا متغیر ہوتا تھا
مردم چشم اُسکے حال پر روتے تھے وہ عرصہ صحرا تو جہنم سے اسقدر گرم تھا کہ اُسمیں قدم رکھنا دشوار
تھا راہ چلنا تو بہت ہی مشکل تھا کیا مجال کسی کی کہ اُس صحرا کی زمین گرم پر کوئی ٹھہر سکے اگر کوئی ارادہ
ٹھہرنے کا کرے اور ایک گھنٹہ بلکہ کم اس سے اُس زمین آتش خو پر ٹھہرے تو مانند پارہ کے اڑ
جائے سایہ نہالان بیابان کا مانند بیماروں کے اُس سرزمین پر پریشان رگڑتا تھا جن اور دیو
بھی باوجود آتشی ہونے کے اس صحرا سے راہ نہ چلتے تھے اُس صحرا کی حد کو چھوڑ کر گذر رکھتے تھے
پر سیمرغ بھی حرارت آفتاب سے مانند شمع کے جلتے تھے جب غبار اُس صحرا سے مانند شعلہ کے
بلند ہو کر سوئے فلک جاتا تھا اُسکی گرمی سے فلک بھی چرخ کھا کر مانند طلا کے نظر آتا تھا اور
ہوائے گرم کا جھونکا گویا رشک شعلہ آتش دوزخ تھا جس وقت سر پر کسی شجر کے آفتاب آتا تھا سایہ اُسکا
خوف ہلاکت سے پائے شجر میں لپٹ جاتا تھا درخت ہر ایک اس صحرا کا مانند چوب خشک کے خشک
تھا برگ و بار کا کیا ذکر ہے چوب شجر صحرا میں ذرا بھی تری نہ تھی اگر اُس صحرائے وحشت ناک
و شعلہ خیز کو حضرت قیس کہیں دیکھ لیتے تو ساری دشت نوردی بھول جاتے وحشت تشریف لیجاتی
عشق سے لیلیٰ کے باز آتے اُس صحرائے بلا خیز کو آلام و مصیبت میں کوچہ عشق سے بڑھا ہوا جانتے کوچہ
عشق میں قدم رکھا تھا اس صحرا میں ہرگز قدم نہ رکھتے فرہاد باوجود اسکے کہ اُسنے سختی ہجر شیریں میں بہت
اٹھائی انجام کار تیشہ فراق شیریں سے تیشہ کا مہ ہوکے جان دی اگر وہ بھی اس صحرا میں قدم رکھتا
تو ایک قدم اٹھانا اُسکو پہاڑ ہو جاتا اور اگر رستم و اسفندیار بھی اس صحرا میں قدم رکھتے تو
ساری بہادری و دلاوری بھول جاتے ہرچند ہفتخوان کو کر پار آئے طے کر چکے تھے مگر اس صحرا کو ہرگز
طے نہ کر سکتے کیونکہ اس صحرا میں حرارت آفتاب اور نایابی آب اور ہوائے گرم اور نایابی غذا

اور جلنا زمین صحرا کا یہ چند بلائیں ایسی ہین کہ پہلوانان مذکوران بلاؤن سے خوفناک ہو کے مانند بزدلون کے بھاگ جانے کچھ قوت ہمت کام نہ آتی گو بھی رہبری مین عاجز ہوتا حال اُس صحراے آفت زا کا مفصل لکھنا تو بہت دشوار ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ ~~نظم~~

گرد وہ تھا وادی قیامت زا
آسمان اُسکا ایک تودا تھا

جب اڑاتی تھی باد تند غبار
کالی آندھی کے ساتھ تھا تاتار

منزلون تک تمام ریگستان
شرر افشان چنار سا ہر سید

ہر گڑھے مین تنوری حدت
ہر بگولا الاؤ کی صورت

صورت ابر تھا آتش بار
چاہ و چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل

پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان
بجز اک آب گوہر دندان

تشنگی آب پیکان تھا
تابش ایسی کہ شب کو گیا دن کو

بس وہ ایسا تھا دشت آفت زا
طول مین جسم خضر جادہ تھا

وہ حرارت وہ دخل تابستان
ذرہ ذرہ مین تابش خورشید

دامن دشت پر سحاب غبار
تھلی آب نے دھری تھی سبیل

تشنہ لب ہر ایک حیوان تھا
لو کے شعلون سے تپش روشن ہو

بدیع الملک ایسے صحرا مین آ کود کے سختی راہ اور تابش حرارت آفتاب سے مبتلاے رنج و تکلیف تھے تشنگی سے زبان مین کانٹے پڑے تھے زبان تالو مین لپٹی جاتی تھی تری مین آتی تھی وہان سے ناکام ہو کے ہونٹون پر تری ڈھونڈھتی تھی وہان بھی سواے خشکی کے کچھ نہ پاتی تھی گرسنگی سے لبون پر جان تھی زمین پر قدم نہ رکھا جاتا تھا ہر ذرہ اُس صحرا کی ریگ کا مانند شعلہ کے کف پا کو جلاے دیتا تھا لباس تن صحرا کے کانٹون سے پارہ پارہ تھا چھالے کف پا مین پڑے تھے اکثر چھالے پھوٹ پھوٹ کر بہتے راہ صحراے اندیا کر روتے تھے قدم رہروی سے عاجز تھے دل درد مند تھا کوئی دوست براے دستگیری نظر نہ آتا تھا شاہزادہ نہایت بیتاب ہو کے درگاہ خدا مین دعا کرتا تھا کہ پروردگارا مجھے اس صحراے ریگستان اور اس دشت جان ستان سے سلامتی جان نکالکر کسی آبادی مین پہونچا کہ اب مین بہت پریشان خاطر ہون یہ دعا کرتا تھا اور اعانت و مددگاری خداے پر نظر کر کے قدم آگے بڑھاتا تھا جب حالت رفتار جواب دیتی تھی بے اختیار بیٹھ جاتا تھا پھر تکلیف گرمی زمین سے بیتاب ہو کے کھڑا ہو جاتا تھا کوئی شجر سایہ دار بھی نہ تھا کہ اُسکے سایہ مین دم بھر بیٹھے کوئی درہ کوہ تھا کہ اُسمین جا کر قیام ور احت پذیر ہو غرض حال شاہزادے کا لائق تاسف اور قابل افسوس کرنے کے تھا کہ بمقتضاے این ~~نظم~~

پانون شاہزادے کے وہ نازک و نرم
نہ تو رہبر نہ راستا معلوم

جبر سے جب قدم اُٹھاتا تھا
تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا

تھی ہویدا علامت سرسام
تھتمائے تھے تا زمین رخسار

جیب و دامن کی دھجیان لسکر
پانون مین باندھتا تھا وہ اکثر

آسمان سے کبھی مخاطب تھا
اے فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہے

کچھ تو قہر خدا سے ڈر ظالم
اس قدر تو ستم نہ کر ظالم

اب نہین راستہ چلا جاتا
طاقت یا جواب دیتی ہے

رحم کر بندۂ خدا ہون مین
ہون نشانہ ناوک بلا ہون مین

وہ کڑی دھوپ وہ ریت وہ گرم
نہ کسی ملک کا پتہ معلوم

تیور آتا تھا ہر قدم ہر گام
تلے سے تلوے جھلسے سے انگار

گھبرایا سے ڈر کا طالب تھا
ہمیں ہاے سبب مجھے کر دی

اے او بانی عناد و جفا
قوت اب ہاتھ کھینچے لیتی ہے

الحاصل بدیع الملک صحرا

مذکور سے بصد دشواری و ہزار خرابی کئی روز کے بعد نکلے ایک جگہ کچھ اثمار اشجار اور پانی دکھائی دیا انکے
دیکھتے ہی جان تازہ تن میں آگئی پانی پیا پھل درختوں کے کثرت گرسنگی میں کھائے تھوڑی دیر زیر
سایۂ شجر سایہ دار بیٹھ کے راحت پائی خدا کا شکر کیا کچھ قوت و طاقت تن میں آئی جو اس جگہ سردست جو
ہوا سے سرد سے سوں کو فرحت ہوئی نیند آنے لگی ہرچند چاہا کہ یہاں سے اٹھکر آگے چلے لیکن نیند آہی گئی
بدیع الملک زیر شجر سو گئے بعد دو پہر کے خواب سے بیدار ہوئے وہ کسل کسیقدر زائل ہوا شاہزادہ
بدیع الملک نے پھر شکر خدا کیا اور وہانسے اٹھکر قدم آگے بڑھایا بعد رہروی بسیار کے قریب
شام ایک ایسے شہر میں پہونچے کہ وہ نہایت وسیع تھا عمارات و مکانات تمام اس شہر کے پختہ
و بلند تھے سڑکیں نہایت خس و خاشاک سے صاف و پاک دکانیں ہر قسم جنس و اشیاے نادرہ کی کھلی ہوئیں
ہر قسم کی چیزیں دکانوں میں رکھی ہوئیں جوہری بازار میں دکانیں جوہریوں کی بھی اسی طور سے کھلی
دیکھیں روپیہ اشرفی جواہر رنگا رنگ کے ڈھیر لگے ہوئے نظر آئے کہیں دوکان میں زیور نقرئی
و طلائی باکثرت رکھے ہوئے دیکھا کسی بازار میں دوکانیں تاجروں کی کہ اسباب تجارت سے مملو تھیں
کھلی ہوئی پائیں اسی طرح جس بازار میں بدیع الملک کا گذر ہوا ہر طرح کے اشیاء و ہر نوع جنس کی
دوکانیں کھلی ہوئیں دیکھیں اور جملہ اشیاے قیمتی اور غیر قیمتی کو دوکانوں پر رکھے ہوئے پایا لیکن کسی دوکاندار
کو دوکان پر نہ دیکھا نہ اہل شہر کو کسی جگہ پایا شاہزادہ کو نہایت حیرت ہوئی کہ یہ شہر کیسا ہے جملہ شہروں میں
سب چیزیں تو موجود ہیں دوکانیں بھی ہیں مگر دوکاندار نہیں ہیں اور نہ کوئی امیر و غریب
ساکنان شہر سے دکھائی دیتا ہے ہنوز شاہزادہ متردد و حیران تھا ہر طرف نگران تھا ناگاہ ایک
جگہ ایک گوشہ میں ایک بڈھے کو دیکھا کہ وہ اپنے بستر پر پڑا ہوا آہ و دمبدم کرتا ہے کبھی مانند مرغ
نیم بسمل کے فرش خواب پر تڑپتا ہے کبھی شدت مرض سے نالہ و فغاں کرتا ہے گاہ سختی مرض سے اوسپر
حالت غشی کی طاری ہوتی ہے خاموش ہو کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خداوند اب تو تمھارے
اس بندے سے تکلیف مرض کی نہیں اٹھائی جاتی دست و پا میں قوت باقی نہیں ہے بصارت میں
کمی ہو گئی ہے ضعیف ہو گیا مرض قوی ہو گیا طاقت نشست و برخاست بھی جاتی رہی دست و پا
بیکار ہو گئے سن بھی زیادہ آ گیا بال بھی سفید ہو گئے سرد و گرم زمانہ کو بھی خوب دیکھ چکا راحت
خوب اٹھا چکا اب مجھے طلب کیجیے دنیا سے اٹھا لیجیے پاس اپنے بلا لیجیے اب زندگی ناگوار ہے مرگ
کا اشتیاق ہے نیم جان ہوں کہ زندہ رہنا اچھا نہیں ہے جلد مجھ پر رحم کیجیے خدمت میں اپنی بلا لیجیے عرض
میری قبول کیجیے بدیع الملک آواز اسکی سنکے قریب اسکے گئے دیکھا کہ ایک شخص نہایت کبیر السن
نہایت زار و ناتوان و علیل بستر پر پڑا ہوا ہے شاہزادے نے اوس سے پوچھا اے شیخ اس شہر کا کچھ
حال بیان کر بادشاہ اس ملک کا کون ہے اور باعث ویرانی ملک کیا ہے اوسنے آواز شاہزادۂ موصوف
کی سنکے اور غور دیکھ کے کہا اے جوان معلوم ہوتا ہے کہ شاید تو اس ملک میں مسافر آیا ہے اس شہر کا
رہنے والا نہیں ہے آگاہ ہو کہ حاکم اس ملک کا ملک بہمن ہے یہ شہر تمامی شہروں میں نہایت آباد
تھا مثل اسکے کوئی ملک روے زمین پر آباد نہ تھا آب و ہوا بھی یہاں کی خوب تھی ہر ایک شخص بصد
راحت و آرام یہاں رہتا تھا کوئی رنج و ملال کسی کو نہ تھا اتفاق سے ایک بوسام نام کا اس ملک

میں گذر ہوا اُسنے کثرت مردم پر نظر کرکے مردم آزاری شروع کی یعنی آدمیوں کو کھانا شروع کیا ہر چند ملک
بہمن قوت و دلاوری پر ناز کرتا تھا اور دو سردار نہایت شجاع و بہادر رکھتا تھا اور سپاہ بھی کثیر
رکھتا تھا لیکن پاس نہ پہونچے وقت جنگ مغلوب ہوکر یہاں سے بھاگ گیا ہے لاکھوں آدمی اس شہر کے
باشندے اُسکے ساتھ چلے گئے ہیں اپنے مکانات و مال و اسباب کو چھوڑ گئے ہیں جان کے خوف سے
نکل گئے ہیں ملک بہمن کوہستان میں جاکر قیام پذیر ہوا ہے دیو مذکور نے ہزارہا مردم کو یہاں کے ہلاک
کیا ہے میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ ہر ایک انسان کو اُٹھا کے یوں کھاتا تھا جیسے کوئی لقمہ خورد کھاتا ہے
اب بھی وہ دیو گاہ گاہ یہاں آتا ہے اگر کوئی انسان یا حیوان ملگیا تو اُسے کھا کر چلا جاتا ہے قد اُسکا بہت
طویل ہے دست و پا اُسکے بہت قوی و فربہ ہیں شکل اُسکی نہایت مہیب ہے رنگ رخ اُسکا ابر سیاہ سے کہ تیرگی
شب اُسکے رنگ چہرے سے شرماتی ہے بلکہ تاریکی پردہ ظلمات بھی گر اُسکے رنگ چہرہ سے مقابل ہو
تو وہ بھی اُسکے سامنے خجل ہو آواز اُسکی ایسی مہیب ہے کہ جسوقت معمولی زبان میں آہستہ بھی کچھ کلام کرتا
ہے تو پردہ گوش مردم کو سخت صدمہ پہونچتا ہے نعرہ اُسکا تو قیامت ہے زہرہ میں شگاف پڑتا ہے زہرہ انسان آب
ہوجاتا ہے ایک چوب دست یادار شمشاد وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ ایسا مستقد طویل و گرانبار ہے کہ
اُسکو وہی اُٹھا سکتا ہے کیا مجال کسی بشر کی جو اُسے جنبش بھی دے سکے اُٹھانا تو محال ہے جسوقت ملک
بہمن برہم ہوکے اُس سے آمادہ جنگ ہوا تھا اور میدان میں اُسنے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کی تھیں
دیو سطور نے اُسی چوب دست سے ایک لمحہ میں ہزاروں سواروں کو پیوند خاک کردیا تھا کسی کا نیزہ و تیر
و شمشیر اُسپر کارگر نہوتا تھا لڑائی اُسکی ایک قیامت تھی جو نامی و نامور بہادر تھے وہ اُسکے
سامنے سے مانند نامردوں اور بزدلوں کے بھاگ گئے تھے وہ دوڑتا جاتا تھا اور مردم کو اُٹھا اُٹھا کے
کھاتا جاتا تھا کہ سکتا ہوں کہ آدھے آدمی اس شہر کے وہ کھا گیا ہے آدھے باشندے یہاں کے اور ملک
بہمن تاب جنگ نہ لاکر یہاں سے بھاگ گئے ہیں جیسا کہ قبل اسکے کہا ہے چونکہ تجکو یہاں کے حال سے
اطلاع نہ تھی اسوجہ سے تو یہاں آیا خیر بہتر ہے جلد بھاگ جا ایسا نہو کہ وہ دیو یہاں آجائے اور
تجکو کھا جائے مجھے تیری جوانی اور تیرے حال پر رحم آتا ہے اسوجہ سے تجکو سمجھاتا ہوں ورنہ تجکو اختیار ہے
خواہ یہاں سے جا یا نہ جا اگر نجائیگا تو پچتائیگا ایک لقمہ اُس دیو کا ہوجائیگا جان جاتی رہیگی اور میں اسوجہ سے
یہاں سے نہیں گیا کہ بسبب امراض مزمنہ کے مجھ سے اُٹھا بھی نہیں جاتا ہے خود چاہتا ہوں کہ جلد موت
آجائے وہ دیو مجھے بھی کھا جائے تو ان امراض کی سختی سے نجات کرب و بیچینی سے بعد مرگ راحت
پاؤں بدیع الملک نے جواب دیا میں بھی یہاں سے نہ جاؤنگا اگر وہ دیو آجائیگا دیکھا جائیگا اس سے
مقابلہ کرونگا انشاء اللہ ہنگام مقابلہ اُسے قتل کرونگا وہ پیر یہ گفتگو بدیع الملک سنکے اُس
حالت کرب و درد میں بے اختیار ہنسا اور کہا اے جوان تیری باتوں سے ثابت ہوا کہ تو دیوانہ ہے
ضعیف الجثہ ہوکے دیو سے مقابلہ کرنے کو کہتا ہے تو اُس سے کیا لڑیگا اور کیونکر قتل کریگا بس زیادہ باتیں
نکر یہاں سے چلا جا مجھ سے زیادہ تقریر ہو نہیں سکتی ہے اسقدر جو میں نے باتیں کیں سانس چڑھنے لگی روح
کو صدمہ پہونچا مگر تھوڑی خوشی بھی ہوئی کہ بعد ایک مدت کے صورت انسان نظر آئی یعنے تجکو دیکھا
ہو رہا تیں باتیں تو نے وہ تقریر کی کہ مجکو بے اختیار ہنسی آگئی ہنوز وہ ضعیف بدیع الملک سے ہمکلام

تھا کہ وہ دیو وار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے ایک طرف سے نمایاں ہوا بڈھے نے اُسے آتے ہوئے
دیکھ کے کہا ای جوان غضب ہوا دیکھ وہ دیو جسکا ذکر مین نے کیا ہی آ پہونچا اب اسکے ہاتھ سے تیری
جان اور میری جان ہرگز نہ بچیگی مجھے تو اپنے ہلاک ہونے کا مطلق غم نہین ہے بلکہ اپنے ہلاک ہونے
کی آرزو ہی لیکن تیرے قتل و ہلاک ہونے کا البتہ صدمہ ہی کہ اب تجھ ایسا جوان اسکے ہاتھ سے ہلاک
ہو جائیگا ضرب وار شمشاد سے پیوند خاک ہو جائیگا وہ دیو بغیر ہلاک و قتل کرنے کے تجھے چٹکی سے پکڑ کر
منھ مین اپنے رکھ لیگا بدیع الملک نے اُسکی گفتگو سنکے جانب دیو سیاہ دیکھا ناگاہ مانند بلائے عظیم
کے وہ دیو قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھ کے خوش ہوا قہقہہ مار کر ہنسا اُسکے ہنسنے سے در و دیوار لرز
گئے بعد ہنسنے کے اُس دیو نے ہاتھ اپنا جانب بدیع الملک بڑھایا شاہزادے نے نعرہ کوہ شگاف
کرکے کہا او ناہنجار دست خود را نگہدار یہ کہکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر آمادہ جنگ ہوا دیو نعرہ
شاہزادے سے تھرا کر ایسا ہوکر ہاتھ اپنا کھینچکر دل مین کہنے لگا یہی آدم کیسا ہے کہ مجھ سے تنہا آمادہ
جنگ ہوا اور نعرہ بھی اسکا ایسا ہی کہ مجھ ایسے دیو قوی کا دل دہل گیا ہی آج تک ایسا بنی آدم کبھی نہ دیکھا
تھا خیر اسکے قریب نہ جانا چاہیے دور سے اسپر وار شمشاد لگا کر اسے پیوند خاک کرنا چاہیے یہ باتین
اپنے دل مین کرکے وار شمشاد کو گردش دیکے اپنی زبان مین خبردار خبردار کہکر رکھکے سر شاہزادے
پر لگائی شاہزادے نے وار شمشاد پر نظر کی جب وہ قریب سر آئی دلیرانہ اُسے روکنا چاہا اُس بڈھے
نے بیتاب ہوکے آواز بلند کہا اے جوان ضرب وار شمشاد کو واسطے خدا کے جو تیرے پیدا کرنے والے کا نہ روک
ورنہ ہلاک ہو جائیگا بدیع الملک نے بسبب اسکے قسم دینے کے ضرب وار شمشاد کو نہ روکا دہنی
جانب اُس دیو کے قدم بڑھایا وار مذکور زمین پر پڑی زمین شق ہو گئی ایک غار عظیم ضرب وار سے
زمین مین ہو گیا جب تک وہ دیو وار کو اٹھائے بدیع الملک شمشیر بکف قریب آ پہونچے اُسنے
وار کو چھوڑکر بدیع الملک کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ اسے اُٹھا کے منھ مین رکھ لون ہرچند
زور کرکے اٹھانا چاہا لیکن نہ اُٹھا سکا اور شاہزادے نے بھی اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا
دیو بھی بدیع الملک سے زور کرنے لگا پیر مرد بطور حیرت سے دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا عجب
یہ جوان ہی کہ ایسے دیو سے زور کر رہا ہی ادھر تو پیر مرد متحیر ہوکر کشتی دیکھ رہا تھا اور دیو بدیع الملک
سے مصروف زور آزمائی تھا بار بار بقوت تمام زور کرتا تھا لیکن کچھ نہو سکتا تھا شاہزادے پر غالب
نہوتا تھا بلکہ جب شاہزادہ زور کرتا تھا پست ہوتا تھا راوی کہتا ہی کہ وہ دیو قریب دو پہر یا دو پہر تک
خوب کشتی لڑا اور دانت زور بخوبی کیا آخرکار تھک گیا پسینہ اُسکے تن سے مانند سیل کے رواں ہوا
سانس جلد جلد لینے لگا کمزور ہوکر پیچھے ہٹنے لگا شاہزادہ بدیع الملک نے نعرہ کرکے بقوت بازو
اُسے اٹھا کے زمین پر پٹک کے سینہ پر سوار ہوکے کہا ای دیو روسیاہ جلاد ناشناختن پروردگار عالم
چہ میگوئی اُسنے برہم ہوکر کلمات سخت کہے شاہزادے نے غضبناک ہوکے ایک ہاتھ اپنا زیر رخسار
دیو رکھا اور دوسرا ہاتھ بالائے رخسار دیگر رکھکر اس طرح زور کیا کہ سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا لاشہ
اُس دیو کا زمین پر تڑپ کے سرد ہو گیا ہرچند اُس پیر مرد سے اُٹھا نہ جاتا تھا مگر جس وقت شاہزادہ
بدیع الملک نے اُس دیو کو ہلاک کیا وہ اپنے بستر سے اٹھکے قدم بدیع الملک پر گرا اور

کہا ای جوان مین مجکو ایسا شجاع و بہادر نہ جانتا تھا تو نے کام رستم و سلیقہ کیا کہ ایسے دیو کو ہلاک کیا
تیرے باعث سے یہ بلا رد ہوئی اہل شہر پر تو نے بڑا احسان کیا کیا مذہب رکھتا ہی بدیع الملک
نے اپنا نام بتایا اور کہا مین نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہون دین و مذہب میرا اسلام ہی اُسنے تمام
تقریر سنکے کہا تمہارا دین اچھا ہی چاہتا ہون کہ مجکو اپنے دین مین لاؤ شاہزادے نے اُسے کلمہ تلقین کیا
وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد ازان شاہزادے کو اپنا مہمان کیا آب و طعام پیش کیا شاہزادہ
نے کئی روز کے بعد کھانا کھایا شکر خدا کا کیا بعد چند روز کے ملک بہمن کو یہ خبر کسی نے دی کہ جس دیو
کے خوف سے حضور شہر کو چھوڑ کر کوہستان مین آئے ہین اُس دیو کو ایک جوان نے آکے ہلاک کیا ہی
اور ابھی تک وہ جوان حضور ہی کے شہر مین موجود ہی ملک بہمن یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا اور جملہ
اپنے لشکریون اور مردم رعایا کو اپنے ساتھ لیکر کوہستان سے اپنے شہر مین آیا پھر بدیع الملک سے
ملاقات کر کے قدم پر گرا شاہزادے نے سر اُسکا اپنے قدم سے اٹھا کر سینے سے لگایا اُس نے بعد بہت
شکر گذاری کے عرض کیا کہ آپ اپنے اسم گرامی اور اپنے دین سے آگاہ کیجیے اور اب مجکو اپنا ایک مطیع و فرمانبردار
جانیے بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور یہ حقیقت اپنے سے اُسے آگاہ کیا جب اُسکو معلوم ہوا کہ نام اِس
جوان کا بدیع الملک ہی اور یہ شاہزادہ ہی دین اسلام رکھتا ہی بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ یہان
حکومت و سلطنت کیجیے کیونکہ آپ ہی کے سبب سے دوبارہ یہ شہر آباد ہوا ہی شاہزادے نے جواب دیا
مجکو ہوس حکمرانی نہین ہی یہ تخت و تاج تمکو مبارک ہو مین صرف یہ چاہتا ہون کہ تم مع اہل شہر کے دین
اسلام کو اختیار کرو اُسنے قبول کیا لاجورد پرستی اور دیگر اصنام کی پرستش سے منحرف ہوا بعد مسلمان ہونے
کے اُسنے حکم دیا کہ تمام باشندے اِس شہر کے مسلمان ہون کلمہ پڑھین دین اسلام مین آئین اصنام
پرستی اور لاجورد پرستی کو چھوڑین اگر کوئی خلاف اِس حکم کے کریگا قتل کیا جائیگا جب اہل شہر کو حکم
ملک بہمن سے آگاہی ہوئی سب اہل شہر مسلمان ہوئے پھر بحکم شاہ سے بتکدون کو منہدم کیا مساجد کے
بنانے مین مصروف ہوئے سوا اِسکے ہر ایک اپنے اپنے کاروبار مین سرگرم ہوا اور دو چار خبر شاہزادہ
بدیع الملک کو دینے لگا ملک بہمن نے بعد مسلمان ہونے کے بدیع الملک کی دعوت ضیافت
نہایت تکلف سے کی اور ایک بزم عشرت آراستہ کرائی پھر اُس بزم مین ہمراہ بدیع الملک اور
اپنے ارکان سلطنت و اعیان مملکت کے جا کر بیٹھا ساقیان گلرخسار اُسکے حکم سے کشتیان شراب ناب
کی لائے اور ساغر بلورین مین بھر کر ہر ایک اعلی و ادنی کو شراب پلانے لگے جب سب اہل بزم شراب
پی چکے اور گزک سے لطف بیحد اٹھا چکے ساقی کشتیان شراب کی اٹھا چکے اُسوقت حکم ملک بہمن سے
ایک رقاصہ نہایت حسین و خوبرو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین بصد ناز و انداز حاضر
ہوئی اور شاہ و شاہزادے کو سلام کر کے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کر کہنے لگی جلد سازون کو
درست کرو اُنھون نے حسب الحکم سازون کو درست کیا رقاصہ مذکورہ بناز و ادا رقص کرنے
لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھکر خوش ہونے لگے جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی **غزل**

جو وہ چار تیرا صنم دیکھتے ہین
ترا نور ہر شے مین ہم دیکھتے ہین

وہ حق کو خدا کی قسم دیکھتے ہین
تری تیغ کے اک اشارہ سے قتل

بحر مین بحر مین زمین و زمان مین
ہزارون کے سر ہم قلم دیکھتے ہین

دل عاشقان پیچ میں کیوں نہ آئے | تیری زلف میں جبکہ خم دیکھتے ہیں | ہو رہتے ہیں ہر دم گلی میں تمہاری
وہی سیر باغ ارم دیکھتے ہیں | ہوا نعت احمد سے دل میرا روشن | حبیب خدا کا کرم دیکھتے ہیں

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوئے تعریف اشعار اور ثنا اُسکے گانے کی کرنے لگے
جب وہ غزل گا چکی اور جب دوسری غزل بھی گا چکی انعام کیثر شاہ سے لیکر بزم عشرت سے چلی گئی
بعد اُسکے جانے کے نازنینان خوبرو سات شبانہ روز رقص و نغمہ میں سرگرم رہیں جب سات روز
گذر گئے جشن موقوف ہوا بدیع الملک نے ملک بہمن سے کہا اب مجکو رخصت کرو نہیں معلوم
میرے لشکر کا کیا حال ہوگا پہلے تو اُسنے رخصت کرنے سے انکار کیا بعدہ شاہزادے کے اصرار سے
مجبور ہوکر کہا میں بھی آپ کے ہمراہ رکاب چلتا ہوں شاہزادے نے کہا تم یہان سلطنت کرو کیون میرے
ساتھ چلتے ہو اُسنے شاہزادے کے کہنے سے اپنا ہمراہ چلنا ترک کیا اور بعوض اپنے دو سپہ سالار دنکو کہ بڑے
نامی و نامور اور نہایت شجاع و بہادر تھے قریب دس ہزار سوار و نکے شاہزادے کے ہمراہ کیے
نام اُن سرداروں کے یہ ہیں ایک کا نام قہرمان شیر سوار تھا اور دوسرے سردار کا نام ہومان
تیغ زن تھا الغرض جب بدیع الملک ہمراہ سرداران مذکورہ کے مع لشکر مذکور چلے ملک بہمن بھی
اپنے ملک کی سرحد تک ہمراہ آیا بعدہ شاہزادے سے رخصت ہوکر اپنے شہر کیطرف گیا بدیع الملک
اپنے لشکر کی طرف بجذم و حشم روانہ ہوئے اب ان لوگون کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے

مگر اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے

کہ امیر ثانی نے بعد قتل ہونے ملک ترستی کے جشن کیا تھا اور ہرکاروں کو واسطے دریافت حال
لاجورد شاہ کے روانہ کیا تھا ہنوز جشن ختم نہوا تھا بادشاہ اور امیر ثانی وغیرہ سرداران لشکر
بزم عشرت میں بیٹھے ہوئے ناچ نازنینوں کا دیکھ رہے تھے یکایک وہ ہرکارے آئے اور حسب واقع
قاعدہ شرائط عبودیت بجالا کے عرض کیا اے بادشاہ فلک جاہ لاجورد شاہ جانب صحرائے مثلث
اور سمت کوہ بیضا کہ وہاں خداوند تمثال آئینہ رو کے حکم سے میلہ ہونے والا ہے بھاگ
کر گیا ہے ابھی بادشاہ اور امیر ثانی اُنکی تقریر سنکے کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ چند ہرکارے نہایت خوش
و شادمان بارگاہ میں آئے اور بعد مجرا کرنیکے اور شرائط عبودیت بجالانے کے دست بستہ عرض
کرنے لگے کہ اے امیر ثانی مبارک ہو کہ بدیع الملک بجذم و حشم ادھر آتے ہیں بادشاہ لشکر
اسلام اور امیر ثانی یہ خبر فرحت اثر سنکے بہت خوش ہوئے پھر اُسی وقت بہت سے سرداران لشکر
کو حکم دیا کہ برائے استقبال جائیں سرداران مذکور حسب الحکم گئے اور بدیع الملک کا استقبال کرکے
اُنکو اپنے ہمراہ بارگاہ میں لائے بدیع الملک نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو سلام کیا
امیر نے خوش ہوکر سینہ سے لگایا احوال پوچھا شاہزادے نے جو کچھ حال گذرا تھا سب بیان کیا
امیر نے تمام حال سنکے اُسی وقت جشن کو موقوف کیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا مسلح ہو ہم یہان سے
جانب کوہ بیضا روانہ ہونگے کیونکہ لاجورد شاہ اُسی طرف بھاگ کر گیا ہے اُسکا تعاقب منظور
ہے سوا اسکے ہمکو میلہ میں بھی شریک ہونا ہے کیفیت میلہ کی دیکھنا ہے یہ کہکے خاموش ہوئے بموجب حکم
بادشاہ جملہ اہل لشکر مسلح ہوئے بادشاہ لشکر اسلام اُٹھکر تخت پر سوار ہوئے امیر اپنے مرکب پر

سوار ہوئے پھر جملہ اہل لشکر گھوڑوں پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام جانب کوہ بیضا روانہ ہوئے

اب یہاں سے چند کلمے داستان شجاعت بیان روح و روان گرشاسپ جہان ایرج نوجوان زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادہ رستم ثانی کے بیان کیے جاتے ہیں

دانندگان طلسم مقال و گرہ کشایان بندنیل و قال اس داستان حیرت مقال کو یوں بیان کرتے ہیں کہ شاہزادۂ زمان رستم ثانی نوجوان نے لوح طلسمی کیس شدو مدسے حاصل کی اور آکر لشکر سلیمان شاہ سے ملے ملکہ سردابہ جادو وادر باپ اس کا چقماق آتش افروز جادو مطیع اسلام ہو کر ہمراہ ہیں رستم ثانی نے کہا ہے کہ ان شاء اللہ کل کا روز جو اس قلعے کے ظاہر ہونے کا ہے یہی دن اسکے شکست ہونیکا بھی ہے دیکھنا کہ بقوت پروردگار کیوں کر اس مرجنہ کو شکست کرتا ہوں اور ان بطوں کو زباندرازی کی کیسی سزا دیتا ہوں سلیمان شاہ کو نہایت خوشی ہے کس دھوم سے رستم ثانی کی دعوت کی ہے آج کی رات کو غنیمت جان کر سامان جشن مہیا کیا ہے وسط لشکر میں ایک بارگاہ بہت بڑی ایستادہ ہوئی ہے کہ اوج سے جسکے خیمہ سپہر نیلی پست معلوم ہوتا ہے تمام بارگاہ میں فرش مخمل و دیبا بچھایا گیا ہے صدر میں مسند زرین بجواہر نگار لاکر نصب کی گئی ہے شاہزادۂ عالی وقار رستم ثانی نامدار اس مسند پر جلوہ افروز ہیں تمام عزیز و اقارب سلیمان شاہ کے گرد و پیش جمع ہیں جام شراب ناب کو گردش ہے ہر طرف آواز ہے نوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے جس سامان کو دیکھ کر دل زاہد فلک کا درد مند ہے آواز غنا سے ناطقہ ناہید گردن کا بند ہے رقاصان پریجمال و نازنینان خورشید جمال کا مجمع ہے باری باری اٹھ اٹھ کر مصروف رقص و غنا ہوتے ہیں جلوۂ جمال سے دیکھنے والوں کے ہوش کھوتے ہیں کوئی لعبت کرشمہ و ناز غزل گاتی ہے دل لبھاتی ہے

غزل

موت سے کبھی ہم مزے میں ہچکیاں لینے لگا
تمام پیر اسکے مجنوں کو جا ہی آگئی
مجھ سے یکسر دن کے بدلے آسمان لینے لگا
جس کی اس بیکدمیں بیت دست سبو
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہاں لینے لگا
حسن سے بیمار ہے جان ابھی کرم اختلاط
یوں ترا بیمار غم جو ہچکیاں لینے لگا

آہ جو نکلی میں لیا اسنے لی جان عدو
بید مجنوں دیکھ کر انگڑائیاں لینے لگا
ہے جو ہنجوں کا جھکنا انگلیوں کی ہی چٹک
وہ قدم ترے لیں دیر مغاں لینے لگا
تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ
شمع کی گلگیر جو منہ میں زباں لینے لگا
بانکوا ذوق تنکے نوک مژگاں کا لیا

مجھ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا
رشک سے دلیں کیا کیا چٹکیاں لینے لگا
مجکو ہر شب ہجر کی ہو نیلگی جوانے نوخیز
بلا میں کسکی باغ ای باغبان لینے لگا
لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
چشم کی گردش سے وہ کار زماں لینے لگا
موت اسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ وہ
آن پر ہر موئے سر کے کار زماں لینے لگا

عجب طرح کا ہنگامہ ہے آواز ساز سے تمام بارگاہ گونج رہی ہے بلکہ تمام صحرا اندر کا اکھاڑا معلوم ہوتا ہے نہالان بلند قامت دیوان مہیب کی طرح ہجوم رہے ہیں پرند لطف چراغان سے شب کو دن سمجھ کر غل کر رہے ہیں ادھر سے اڑ کر ادھر جاتے ہیں ادھر سے اڑ کر ادھر آتے ہیں جنگل میں منگل نظر آتا ہے لطف چراغان سے چراغان کواکب شرماتا ہے اسی ہنگام میں وہ وقت آیا کہ مشک افشانی شب موقوف ہوئی اور کافور سحر کی خوشبو پھیلی چراغ مانند نفس واپسین کے بھڑک بھڑک کر خاموش ہونے لگے شمعوں پر اداسی چھائی گلشن انجم پہ خزاں آئی شہنشاہ خاور لوح مدد لیے ہوئے جانب مشرق

نمودار ہوا تمامی عالم مطلع انوار ہوا طلسم سب شکست ہو چکے اپنی فسونسازی بھول کر پست ہوا شاہزادہ والاتبار رستم ثانی نامدار نے تیاری چلنے کی کی داہنی جانب سلیمان شاہ ہے بائین جانب ملک سردابہ جادو چقماق آتش افروز وزیر صندلان شاہ پدر ملک سردابہ ہے مشورہ ہو رہا ہے سردابہ جادو اور چقماق جادو کہتے ہین کہ ہم ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین شاہزادۂ والاتبار فرماتے ہین کہ مجھے صرف اعانت پروردگار درکار ہے مین کسی کی مدد نہین چاہتا تم سب یہین رہو مین جس وقت اس مرحلے کو شکست کر دونگا اور تمھین بلا بھیجونگا اُسوقت آنا کبھی سلیمان شاہ کو تسکین دیتے ہین کہ تم گھبراؤ تمھارا فرزند جلد تمسے ملیگا کیونکہ بعد اس مرحلے کے شکست ہونے کے اُس سے ملاقات ہو جائیگی ہنوز یہی باتین تھین کہ جانب آسمان سے ابر سرخ رنگ نمودار ہوا اور آن واحد مین وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ ایک ساحر سرخاب نشین پر سوار پشت پر ساحران غدار بلاے بد آفت کے پر کالے جھولیان سنجھولیان کاندھون پر ڈالے چلے آتے ہین جسوقت قریب پہونچے افسر فوج نے سلام کیا رستم ثانی نے محروق جادو کو پہچانا جواب سلام دیا پوچھا ای محروق کیونکر آنا ہوا محروق نے عرض کیا کہ غلام کو خبر معلوم ہوئی کہ حضور براے فتح طلسم جاتے ہین لوح دستیاب ہو گئی ہے مین نے سوچا کہ چلکر قدمبوسی حاصل کرون رستم ثانی نے کہا اگر صرف بہر ملاقات آئے تو اچھا کیا اور اگر بغرض اعانت آئے ہو تو ابھی چلے جاؤ مجھے کسی کی مدد سواے پروردگار منظور نہین محروق جادو نے عرض کی کہ ای رستم ثانی تیری جرأت دبہادری مین کسکو کلام ہے لیکن یہ جنگ ساحرون کی ہے معاملہ طلسم کا ہے یہان زور وتدبیر سے کام لینا چاہیے قوت صاحبقرانی کی ضرورت نہین ہے مین اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ سرحد طلسم صندل سے ملا ہوا ایک ملک ہے کہ اُسکو شہر خاقانیہ کہتے ہین مالک وہان کا خاقان روشن دل ہے کہ فن سحر وساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے نہایت معقول ہے اگر وہ حضور کا شریک ہو جائیگا تو اُس سے اکثر بھید اس طلسم کے معلوم ہوتے رہین گے اور طلسم کے فتح کرنے مین آسانی ہوگی کیونکہ وہ رہنے والا یہین کا ہے اور روشن دل لقب اُسکا ہے جس بات کا وہ خیال کرتا ہے سامنے اُس کے مثل آئینے کے نظر آجاتی ہے رستم ثانی نے کہا ای محروق اُسے کیا غرض جو وہ ہمارا شریک ہوگا محروق جادو نے عرض کی کہ کاہنون نے اُسے خبر دی ہے کہ ایک شخص اس شکل وشمائل کا فلان خاندان سے فلان زمانے مین براے فتح طلسم صندل آئیگا اور طلسم کو فتح کریگا اگر تو اُسکا شریک ہوگا۔ تو مرتبۂ اعلے کو پہونچے گا وہ وقت اور ساعتین دیکھ رہا ہے آپ پر حال اُسکا بروقت ظاہر ہو جائیگا اور مین اب رخصت ہوتا ہون اور طرف شہر خاقانیہ کے جاتا ہون یہ کہکر شاہزادے کے قدم چومے اور اُسی وقت مع فوج طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوا کہ اس کا حال بروقت تحریر ہوگا لیکن شاہزادۂ زمان رستم ثانی دیوان نے سلیمان شاہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلنے کا قصد نہ کرو یہ معاملہ طلسم کا ہے ہر قدم پر ہزارہا افتادین درپیش ہونگی میرے پاس لوح طلسمی ہے مین ہر طرح بچ سکتا ہون اور تم کسی طرح جانبر نہ ہو سکو گے انشاء اللہ یہ پہلا ہی مرحلہ شکست ہونے کے بعد تمھارا فرزند تمسے خدا چاہتا ہے تو آج ہی ملجائیگا سردابہ جادو اور چقماق آتش فروز جادو سے کہا کہ تم بھی یہین رہو سردابہ جادو نے عرض کی کہ جو شہر یار

ہم تابع فرمان ہیں مگر اب بعد اس مرحلے کے شکست ہونے کے آگے جانے کا قصد بغیر اس کنیز کے آپ لیے ہوئے
نہ فرمائیے گا یہ نہ خیال کیجئے گا کہ لوح طلسمی ہمارے پاس ہے فریب دینے والے اور لوح کے لینے والے
بہت ہیں اگرچہ ساحر آپ کا کچھ نہیں کرسکتا لیکن تمام طلسم کی جان اسی لوح سے وابستہ ہے غرضکہ شہزادہ
سب سے رخصت ہوکر جانب طلسم روانہ ہوا ایک سامنے سے وہی دروازہ مثل آغوش تمنا کے
کھلا ہوا نظر آیا اور جوڑا بطون کا دونوں برجیوں پر بیٹھا تھا جیسے ہی **رستم ثانی** کو آتے ہوئے دیکھا
آواز دی کہ لو یہی ہیں ملک الموت ہماری تمہاری جان کا آہو بچارے طلسم سے کیونکر چھوٹ گیا اور
اب لوح طلسمی بھی اسکے پاس ہے ادھر **رستم ثانی** نے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم جسوقت تو
سامنے دروازہ طلسم کے پہونچے اور بط آواز دے خاموش رہنا لیکن جسوقت دوسری بط اسے جواب
دینے لگے تو تجھے لازم ہے کہ منقار کھلتے ہی ایسا تیر مارنا کہ حلق کے پار ہوجائے اگر نشانہ نے خطا کی تو آپ تیر اجل
کا نشانہ ہوگا بس فوراً **رستم ثانی** نے تیر ترکش سے کھینچا کمان دوش سے لی اور تیر کو چلہ کمان میں پیوست کیا جیسے
ہی وہ بط خاموش ہوئی اور دوسری بط نے منقار واسطے جواب کلام کے کھولی تھی کہ **رستم ثانی** نے تیر
مارا تیر مانند پیکان قضا کے حلق سے گذرا بط مانند بط آتشبازی کے ہوگئی اور شعلہ بنکر دوسری بط کیطرف
چلی کہ جس زندگی میں ساتھ رہا مرے پر بھی ساتھ نہ چھوٹے اُسنے ہر چند چاہا بچوں ممکن نہوا مانند پرکالہ
آتش کے ایک بط دوسری پر گری دونوں جلکر خاک ہوگئیں پھاٹک نظروں سے ناپدید ہوگیا میدان
نظر آنے لگا لیکن کوئی اور علامت مثل آندھی چلنے یا خاک اڑنے کی نہ ظاہر ہوئی جو ساحر کے مرنے میں
نمودار ہوتی ہے کیونکہ یہ بطین اور پھاٹک سحر **نبات جادو** مالک سرحد طلسم سے تھیں ہمزاد برکت لوح
سحر باطل ہوگیا اب **رستم ثانی** سیر کناں آگے چلے وہاں یہ خبر **اسفندیار صحرائی** کو پہونچی کہ **رستم ثانی**
قید سے چھوٹ کر لوح کو پیدا کرکے بارادہ طلسم کشائی آتے ہیں بلکہ پہلا مرحلہ شکست ہوا **اسفندیار
صحرائی** خوشی کے مارے بیخود ہوگیا تصویر حیرت بنگیا کہ قید طلسم سے چھوٹنا کہاں ممکن بالفرض اگر رہا
بھی ہوجائے تو لوح کیونکر دستیاب ہوسکتی ہے مجھے یقین نہیں آتا لیکن **شاہین بن سلیمان** نے **اسفندیار**
سے کہا کہ چلکر دیکھ نہ لیجئے لوگ یہ بھی تو بیان کرتے ہیں کہ بطین جلکر خاک ہوگئیں راہ طلسم وا ہوگئی چند
قدم چلنے میں معلوم ہوجائیگا یہ سنکر **اسفندیار صحرائی** مع **شاہین بن سلیمان** اور قیدیان طلسمی سبکو
ہمراہ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے سے شاہزادہ **رستم ثانی** چلے
آتے ہیں **اسفندیار** گھوڑے سے کود پڑا افسر کے اترتے ہی سب گھوڑوں سے اتر پڑے اور
شاہزادہ **رستم ثانی** کی رکاب سعادت انتساب سے آکر لپٹے **رستم ثانی** نے **اسفندیار** کو گلے
سے لگایا **شاہین بن سلیمان** کی پشت پر دست شفقت رکھا اسفندیار شاہزادے کو ہمراہ لئے
ہوئے قلعے میں آیا جائے صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا **رستم ثانی** نے کہا کہ صحرا میں لشکر
سلیمان شاہ پدر **شاہین** کا اترا ہوا ہے جاکر خبر کردو کہ مرحلہ شکست ہوا آپکو شاہزادے نے یاد
کیا ہے اور اپنے فرزند کو بحسب الحکم اسی وقت **اسفندیار** نے اپنے عیار کو طرف **سلیمان شاہ**
کے روانہ کیا عیار نے جاکر **سلیمان شاہ** کو خبر دی یہاں **سلیمان شاہ** بھی طلب کا منتظر تھا کہ
بغیر اجازت جانے میں ایسا نہو مزاج کے خلاف گذرے کیونکہ طبیعت شناس ہوچکا ہے ورنہ داستہ

تو اُن بطون سے فنا ہو ستی ہی کھل گیا تھا قلعۂ اسفندیار بھی نظر آیا تھا سلیمان شاہ مع سرداب جادو وچقماق آتش افروز جادو بلکہ مع کل لشکر طرف قلعۂ آہن حصار کے روانہ ہوا جسوقت آمد سلیمان شاہ کی خبر پہونچی رستم ثانی نے اسفندیار اور دیگر سرداروں کو مع شاہین بن سلیمان کے واسطے استقبال کے روانہ کیا جسوقت سلیمان شاہ داخل قلعۂ آہن حصار ہوا اور خدمت مین رستم ثانی کے پہونچا رستم ثانی نے شاہین بن سلیمان کو اُس کے باپ سے ملایا دونوں کو انتہا کی خوشی ہوئی خوب گلے ملکر ایام فرقت یاد کرکے روئے بعد اس کے سلیمان شاہ حسب وعدہ مسلمان ہوا اسفندیار صحرائی نے بہت بڑا جشن کیا تمام صحرا کو آراستہ کیا درخت تمامی سے منڈھے گئے بادلہ کتر کر درختون پر ڈالا گیا قندیلین آویزان ہوئین قلعہ مین بارگاہ آراستہ ہوئی اُسکی تیاریان بیان سے باہر ہین کرچینے جھاڑ کنول تھے سب یاقوت سرخ کے تھے اور بارگاہ بھی مخمل سرخ کی زردوزی کا کام جابجا بنا ہوا جواہر لعل جسوقت خیمۂ چرخ نیلی مین چراغان کواکب کو جلوہ ملا مشعل ماہ فروزان ہوئی یہان بھی روشنی کی گئی اول دعوت ضیافت ہوئی بعد اُسکے شاہزادہ رستم ثانی نامدار مسند عزت پر جلوہ گر ہوئے گردو پیش رفقا جمع ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرد ماہ تابان کے ستارون کا جمگھٹ ہی جسکی نظر بارگاہ پر پڑتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک شعلہ بلند ہی کہ بالائے زمین قائم ہی تمام بارگاہ جگر جگر کر رہی تھی یکایک رقاصان ناہید خصال کو حکم ملا کہ شغل سرود ستار شروع ہو جام بادۂ احمر گردش مین آئے ساقیان سیمین ساق جام مرصع کار صراحی جواہر نگار لیکر ہر طرف آدا انشراح دیکھا دے رہے تھے ادھر نشۂ شباب اُدھر بیخودی شراب ڈورے آنکھون کے سرخ ہو رہے تھے خون رگون مین دوڑ رہا تھا بلکہ جوش مین چہرون سے ٹپکا پڑتا تھا عجب رنگ محفل تھا اُدھر سماجیون نے ساز جو ملائے تمام بارگاہ مین سناٹا پڑ گیا ہر ایک تصویر حیرت بنا ہوا بیٹھا تھا اور ایک پری وش یہ غزل بصد کرشمہ و ناز گا رہی تھی کہ دل ہر شخص کا لبھا رہی تھی

غزل

علاج کا عشق اور جسکا کمل وحشت نہین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
منہ مین گر پانی چوائے یار اپنے ہاتھ سے
جسکی سختی مین دوا کے لفظ کو صحت نہین
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے مجکو قرار
روز کر لیجئے چل قدمی مگر رخصت نہین
ایک دل اور اسپہ اتنے بار غم اللہ رے دل
کوئی مصور اپنے مصور نگری کی صورت نہین

اس گلستان جہان مین سیر کی فرصت نہین
وہ فلاطون ہی تو اپنے قابل صحبت نہین
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
کھا کے زخم تیغ قاتل جو بچا لائے شکر
ایک ساعت بھی شامل شیشۂ ساعت نہین
میری وحشت پانون پھیلا تو ہر دو نون جہان
اور اس طاقت پر ایسا کوئی بیطاقت نہین

سیر کے قابل یہ یہ سیر کی فرصت نہین
خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہی زمین
ہوتا ہی والے شور وا ویلا و حسرت نہین
ہی نوشتے مین ترے بیمار کی صحت کہان
کوئی بھی اُس سے زیادہ کا زحمت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہی دشت عدم
ہون اگر ایک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین
ذوق اس سر تنگ مین ہی خوب دن سوز نہین

کچھ ایسا سمان بندھا ہوا تھا کہ ہر شخص جھوم رہا تھا کسی کو سکوت تھا کسی کی آنکھ سے آنسو جاری تھے یہانتک کہ بموجب مصرع ہر عروجے را زوالے ہر بہارے را خزان وہ رات تمام ہوئی اور آثار سحر نمودار ہوئے چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہوئے قندیلین گل ہوئین بوسے گل پریشان ہو کر بزم عشرت سے نکلی وقت نماز سحر تھا رستم ثانی

دلاور مع رفقا اُٹھکر مصروف عبادت رب بے نیاز معبود کارساز ہوئے جسوقت فریضۂ سحری
سے فراغت ہوئی دہ روز بآسائش تمام بسر کیا جب دوسرا دن ہوا سلیمان شاہ نے عرض کی کہ
ای شہریار مین اب نہین عرض کرتا کہ آپ آگے جانے کا قصد کرین کیونکہ میری شرط پوری ہوگئی
کہ بچھڑا ہوا فرزند آپکی بدولت مجھ سے ملا رستم ثانی نے ہنسکر فرمایا کہ اب بغیر اِس طلسم کو اسلام سے
آباد کیئے ہوے مین کب پھرتا ہون اگر تمھارا جی چاہے تو اپنے لشکر مین چلے جاؤ چاہے میرے ہمراہ رہو
تمھین اختیار ہی سلیمان شاہ نے عرض کی کہ ہم ہمراہ رکاب ہین اب آپ کو کہان چھوڑ سکتے ہین
رستم ثانی نے اسفندیار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اب ہم طرف اُس حمام کے جاتے ہین کہ جہان سے
نہنگ پیدا ہوتا ہی بعد اس مرحلے کے شکستہ ہونے کے جیسا ہوگا دیکھا جائیگا ابھی تم لوگ یہین قیام کرو
یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر روانہ ہوئے ہرچند لوگون نے ساتھ چلنے کا قصد کیا
مگر رستم ثانی نے اُن سبھون کو منع فرمایا یہانتک کہ آتے آتے قریب اُس حمام کے پہونچے دیکھا
کہ طائر نے چہچہہ کیا اور پانی حوضون سے اُبل کر چلا رستم ثانی نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم
تجھے لازم تھا کہ قبل چہکنے طائر کے لوح کو دیکھے مگر تو نے غلطی کی اگر تو پہلے اِس طائر کو تیر کرتا تو پانی
جوش مین نہ آتا لیکن اب تجھے لازم ہی کہ یہ اسم جو کنارۂ لوح پر مرقوم ہی کسی برگ سبز پر دم کر کے
اُسے پانی مین ڈالدے کہ وہ مثل کشتی کے ہوجائیگا تو اُسپر بیٹھ جانا جسوقت نہنگ تجھے نگلنے کو آئے
دوسرا اسم جو مقابل مین اُسکے لکھا ہی پڑھکر سر نہنگ پر خنجر مار نہ کام نہنگ جادو کا تمام ہوجائیگا
اور یہ طائر جل جائیگا رستم ثانی نے ویسا ہی کیا کہ جلدی سے ایک برگ درخت سے توڑ کر وہی
اسم پڑھکر پانی مین ڈالدیا کہ وہ برگ مانند کشتی کے ہوگیا رستم ثانی اُس کشتی پر بیٹھ گئے دیکھا وہ
طائر برابر چہکار رہا ہی اور پانی کو طغیانی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ سیل آگئی تلاطم عظیم برپا ہی آن واحد
مین بانسون زمین سے پانی اونچا ہوگیا کہ یکایک نہنگ نظر آیا اور منہ کھول کر طرف کشتی کے چلا
جیسے ہی قریب کشتی پہونچا رستم ثانی نے دوسرا اسم پڑھکر خنجر نہنگ پر مارا خون سر سے مانند
شعلۂ جوالہ کے نکلا اور نہنگ جلکر خاک ہوگیا ایک شعلہ چمک کر اُس طائر پر گرا کہ طائر بھی جلکر
خاک ہوا حمام کا پتہ بھی نہ لگا کہ کیا ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام
من نہنگ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بعد آتشباری اور
برف باری کے اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کریہ منظر سیاہ رو کی پڑی ہوئی
ہی نہ حمام ہی نہ چاہ ہی اور سامنے راہ معلوم ہوتی ہی رستم ثانی وہان سے آگے روانہ ہوئے

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت بیان نبات جادو کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت سحر اُسکا باطل ہوا یعنی مرغ اُڑا اور دل شکستہ ہوا نبات جادو بیمار ہوگیا بعد تین روز کے
جب ذرا صحت حاصل ہوئی سر پیٹتا ہوا خدمت مین صندلان شاہ بادشاہ طلسم کے روانہ
ہوا جسوقت دربار مین پہونچا دیکھا کہ تمام دربار ساحران نامی و افسونگران گرامی سے مملو ہی بادشاہ
تخت پر جلوہ افروز ہی معلم کتابدار ساکاہن زبردست قوانین کتاب زردشتی ملاحظہ ذکر طلسم
کا ہو رہا ہی کہ نبات جادو پہونچا نہایت حال خراب سے گھبرایا ہوا صندلان شاہ نے کہا

کیون ای ناظم سرحد خیر تو ہی **نبات جادو** نے عرض کی کہ حضور خیر کہان سوا شر کے اور کچھ بھی نہین ہی فتاح طلسم نے لوح پائی مرحلہ اول شکست ہوا سحر ہمارا باطل ہوا **نہنگ جادو** مارا گیا تمام نیست و نابود ہوگیا اب طلسم کشا قلعہ رخشانیہ کیطرف چلا ہی **صندلان شاہ** یہ سنکر گھبرا گیا اور معلم **کتابدار** کی طرف دیکھکر کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے **معلم کتابدار** نے کہا کہ ساحرون اور عیارون کو روانہ کیجیے کہ کسی طرح لوح **طلسم کشا** سے لیکر قبضہ مین کرین ورنہ کیا ہوسکتا ہی نہین معلوم لوح اس کے ہاتھ کیونکر آئی ایسا سخت مرحلہ **بہمن مردار خوار جادو** کا کیونکر طی ہوا پھر بھی لوح بیکار تھی نہین معلوم اس کو دریائے **موج تمیم** کا کسنے پتا دیا اور پھر **اہرمن جادو** سے کیونکر مقابلہ کیا عقل نہین کام کرتی غرضکہ یہان **سرجوش جادو** بیڑا اس بات کا اٹھا کر مین لوح لاتی ہون اور **طلسم کشا** کو بھی گرفتار کرکے لاتی ہون طرف قلعہ **رخشانیہ** کے روانہ ہوئی کہ اس کا حال بھی وقت پر تحریر ہوگا مگر حالت ملکہ **صنم بادلہ پوش** کی فرقت **رستم ثانی** مین یہ ہوگئی ہی کہ چہرہ زرد دل مین درد جان بے آرام روح بیچین دن پر دن مانند شمع سوزان کے گھلتی چلی جاتی ہی تنہائی مین بیٹھکر جسوقت جی بھر آتا ہی رو لیتی ہی جو ایک راز دار تھی یعنی ملکہ **سردابہ جادو** وہ بھی بخوف شہنشاہ طلسم پاس نہین آسکتی نہ کوئی آنیوالا ہی کہ جس سے خیر و عافیت یار جانی کی معلوم ہو نہ جانیوالا ہی کہ جس سے کوئی پیغام کہا جاسکے بموجب **شعر** نہ قاصدے نہ صباے نہ مرغ نامہ برے ✦ کسے زلیخی بانزے برد خبرے ✦ اور کبھی یہ غزل حسب حال ورد زبان ہوتی ہی

غزل

یہ سیکھے ہین دل لگانے کے
وہ نہین وہ یقین لانے کے
دل پہ لون یا جگر پہ تیر لگاہ
سو بہانے ہین موت آنے کے
جاتے ہین فلک ہی برگشتہ
داغ الفت نہین مٹانے کے
دل میرا توڑے مگر اس طرح
منتظر ہین تعلق کے آنے کے
ان کو پابندی جفا بھی نہین
بعد مرے اس منہ چھپا کے جانے کے
آرزو تو سنگ صبر سے دل

گر اٹھاتے ہین دکھ زمانے کے
مین ہون جنکے عروج کا خواہان
دونون پہلو ہین ظلم اٹھانے کے
زندگی تلخ ہی جدائی مین
ہم نہین قسمت آزمانے کے
سر اٹھایا یہ ظلم نے اس کے
رہے قابل یہ ناز اٹھانے کے
حلقہ پھانسی کا ہی خم گیسو
وہ جیلے کیا ہون ظلم اٹھانے کے
انکا آنچل سے پونچھنا آنسو
کر فنا دامن ہین زمانے کے

حال قابل بھی ہو سنانے کے
وہ ہین در پے مرے مٹانے کے
جان پر اپنی کوئی کھیلے تو
اب ارادے ہین زہر کھانے کے
آپ سمجھائین گے مگر دل سے
حوصلے پست ہین زمانے کے
انکے آنے کی تو امید نہین
ہم نہین خود گلا پھنسانے کے
جیسے ہم صورت آشنا ہی نہین
وہ سامان ہین رلانے کے
کبھی اپنے دل کی شکایت

تو قسمت پردازی گردون کا شکوہ کہ ہائے پوری ایک شب بھی باہم بیٹھکر بسر نہ کر سکی ہائے میری کیا شامت تھی کہ مین نے اس تصویر کو خواص سے لیکر دیکھا مین نگوڑی یہ کیا جانتی تھی کہ تصویر کے دیکھنے کا انجام یہ ہوگا کہ سکوت اختیار کرنا پڑیگا جان تن سے کھینچنے لگے گی دست و پا مانند تصویر کلی کے بیحس و حرکت ہو جائین گے مگر خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا انجام دیکھیے اس محبت کا کیا ہوتا ہی اسکو شب درد و نا اسی طرح گذرتی تھی کہ حسب اتفاق جب **نبات جادو** آیا اور حال شکست

مرحلہ جات کا بیان کیا اور یہ خبر اندر محل کے پہونچی تلعہ کی بات ہی کہ لازمین کو مالک کی خوشی سے خوشی اور مالک کے رنج سے رنج ہوتا ہی آپس میں چرچا ہونے لگا کوئی کہتی تھی کہ لو وہ مرد واجب عقب کا نکلا پھر اور ابھی تمنے سنا ابھی کل کی بات ہی کہ کیسی ذلت سے گرفتار ہو کر یہان آیا پھر خدا جانے کیونکر رہا ہو گیا لوگ ہماری شاہزادی ملکہ صنم بادلہ پوش کو بدنام کرتے ہین مگر صاحب ہمین تو یقین نہین کہ انھون نے رہا کرا دیا ہو کوئی بھی دنیا مین ایسا کریگا کہ اپنے گھر کے برباد کرنے والے پر ترس کھائیگا اور اپنا ملک و مال لٹائیگا اب کیا ایسی ننھی نادان ہین کہ اونچ نیچ دنیا کا نہین سمجھتی ہین خدا رکھے تیرھوان سال ہی ابتداے شباب ہی علاوہ اسکے اُنکا یہ جیبھ کمان جھوٹے سے جھوٹے کی ملی ہین ایسی باتین کیا جا لین لوگ خدا سے نہین ڈرتے ہمتو یہ کہین گے کہ ہماری شاہزادی کبھی ایسی نہین ہی کسی نے کہا دیکھو تو سہی کہ چند ہی روز مین اسکی حالت کیا ہو گئی ہی سچ ہی جسپر اتنا بڑا طوفان لیا جائیگا اسکی جو کچھ حالت ہو وہ تھوڑی ہی مثل مشہور ہی کہ عزت دار کھلائے آپ کی عزت کھائے دوسرے کو کسی ادنے پر تہمت رکھو تو اُسے کیسا غصہ آتا ہی نہ کہ وہ تو اتنی بڑی شاہزادی اُسکے ضبط کو دیکھیے پھر جو حالت ہو وہ بجا ہی اور سُنا ہی کہ اب مرحلے شکست کرتا ہوا چلا آتا ہی طلسم مین تہلکہ مچی ہوئی ہی خود شہنشاہ طلسم پریشان ہین کوئی بات بن نہین پڑتی ہی حسب اتفاق یہ خبر اڑتے اڑتے ملکہ صنم بادلہ پوش کے کان تک پہونچی کہ وہ اختر آسمان محبوبی مرحلہ جات کو شکست کرتا ہوا قریب قلعۂ رخشانیہ کے آپہونچا ہی لوح اسکے پاس ہی بس یہ سُنا تھا کہ چہرے پر ملکہ کے آثار خوشی پیدا ہوے صدہ دل مین کمی نظر آئی شوق دل نے ترقی پائی دل ناامید کو تسلی ہوئی کہ اگر وہ محبوب جانی قلعۂ رخشانیہ تک آگیا اور لوح طلسمی اسکے ہاتھ لگ گئی ہی تو کبھی ہم تک بھی پہونچ ہی جائیگا یہ تو با انتظار و اشتیاق شاہزادۂ رستم ثانی

نامہ اور سان بیٹھی ہے

لیکن اب چند کلمے داستان شجاعت عنوان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ جس وقت طلسم تمام شکست ہوا اور تنک جادو مارا گیا اور راہ قلعۂ رخشانیہ کی راہ لی شاہزادہ رستم ثانی مع لشکر سامنے قلعۂ رخشانیہ کے پہونچے خیمہ برپا کیا رات باستراحت بسر کی صبح کو سروابہ جادو سے پوچھا کہ یقین ہی کہ تم حال سے اس قلعہ کے آگاہ ہو گی کہ آیا یہان کارخانہ سحر کا ہی کوئی پہلوان زبردست ہی کیا معاملہ ہی سروابہ نے عرض کی کہ اے شہریار مالک قلعۂ رخشان جادو ساحرہ بے نظیر ہی سحر اُسکا یہ ہی کہ جسکی طرف دیکھ کر وہ ہنس دیتی ہی تو بجلیان چمک کر گرتی ہین اور جلا کر خاک کر دیتی ہین مگر اُسکا مقابلہ ابھی دور ہی پہلا مرحلہ دل دل کا ہی کہ جب اُسے طی کرے تو قلعہ تک پہونچے اور یہ دل دل سحر کی نہین ہی کہ لوح طلسمی کام دے سکے رستم ثانی نے کہا کہ پھر اور کوئی راہ قلعہ مین جانے کی نہین ہی سروابہ نے عرض کی اس سے یہ کنیز آگاہ نہین ہی اب رستم ثانی نے اسفندیار صحرائی سے فرمایا کہ کسی گناہگار کو بلواؤ کہ جسے بھیجکر حال اس دلدل کا دریافت کرین اسفندیار نے اُسی وقت حسب الحکم ایک گناہگار کو طلب کیا جس وقت وہ سامنے آیا اشارہ کیا کہ جا اور دیوار قلعۂ رخشانیہ کو چھو آ تو تجھے رہا کر دین وہ شامت زدہ یہ سمجھا کہ سامنے تو قلعہ معلوم ہوتا ہی ابھی جاؤنگا ابھی چھو کر چلا آؤنگا مدت سے قید ہون رہائی حاصل

ہوگی گھر جاکر اپنے اہل وعیال سے ملونگا یہ گناہگار خونی تھا اُسنے ایک بیگناہ کو قتل کر ڈالا تھا جسوقت
چھٹ کر طرف قلعۂ زرخشانیہ کے چلا جاتے جاتے جیسے ہی قریب دلدل کے پہونچا سمجھا کہ شاید اسطرف
پانی برسا تھا اُسی سے کیچڑ ہوگئی ہے زیادہ سے زیادہ گھٹنوں گھٹنوں ہوگی اس دلدل مین اُترکر چلا لیکن
جیسے ہی دونوں پاؤں کیچڑ مین لگے جاتے ہی غرق زمین ہوگیا بالکل دھنس گیا گویا زندہ درگور ہوگیا
یہ رنگ دیکھکر رستم ثانی نہایت پریشان ہوئے کہ پروردگار اب کیا کرون اگر پہلوان ہوا اُس سے
لڑون اگر دیو ہوا اُس سے مقابلہ کرون سحر ہو تو لوح سے کام لون اس دلدل کے دفع کرنے کی کیا فکر
کی جاے ہنوز اسی تردد مین تھے کہ جانب فلک سے لکۂ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا اور محروق جادو
پہونچا بعد تسلیم بجالانے کے عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار خاقان روشن دل حضور کی قدمبوسی
کا نہایت مشتاق ہے لیکن چونکہ آجکل ستارہ نحس ہے اور اسوقت کی ملاقات بہتر نہین اسوجہ سے حاضر
حضور نہین ہوا انشاء اللہ بروقت ضرورت حاضر ہوگا اسوقت مین بارگاہ خاقان مین موجود تھا
اور خاقان روشن دل آنکھین بند کیے ہوے حالات آپ کے چشم غور سے مشاہدہ کر رہا تھا
بعد کچھ دیر کے آنکھین کھولکر مجھ سے بیان فرمایا کہ ای محروق جادو جلد جا اور اسوقت وہ
شہریار عالیوقار نہایت پریشان ہے مرحلہ قلعۂ زرخشانیہ کا درپیش ہے اور ہر چہار طرف قلعہ کے دلدل
کا حصار ہے کوئی قریب قلعہ کے جا نہین سکتا لہذا تم جاکر اُس وقت صاحبقران ثانی زینت بارگاہ سلیمانی کو
راستے سے آگاہ کرو بس ای شہریار جانب مغرب جو وہ کوہ تاریک واقع ہے اُسمین ایک درہ ہے
اُس درے سے نکلکر ایک بیابان ہے اُس سے صاف راہ دروازہ قلعہ کی کھلی ہوئی ہے رستم ثانی
نے کہا مین نہایت ممنون ہوا اس احسان خاقان روشن دل کا ای محروق اب تم میرے
لشکر مین قیام کرو اور مین طرف قلعہ کے جاتا ہون یہ فرماکر باگ گھوڑے کی لی اور جانب کوہ روانہ
ہوے یہان اہل لشکر مصروف دعا ہوے کہ پروردگار افتحیاب کرنا ہمارے شہریار کو وہان
رستم ثانی قریب کوہ کے پہونچے دیکھا کہ درہ مانند دہن اژدر کے کھلا ہوا ہے تاریکی اسقدر ہے کہ
راہ نہین سوجھتی ہے مگر وہ شیر بیشۂ شجاعت بسم اللہ کہکر درے مین داخل ہوا لوح طلسمی کی روشنی مین
راہ کو طی کرتا ہوا چلا وہ مقام ہیبت ناک سوا رستم ثانی کے دوسرے کا کلیجہ نہ تھا کہ اس راہ سے
گذرتا لیکن شاہزادے نے مثل سکندر اس ظلمات کو طی کیا سامنے بیابان نظر آیا دیکھا کہ راہ
سیدھی قلعہ کو گئی ہے شاہزادے نے گھوڑے کی باگ لی لیکن آواز سم مرکب جو قلعہ مین پہونچی اور
مالک قلعہ کو اسکے بیرون سے آگاہ کیا مانند برق جہندہ تڑپ کر بالاخانہ پر آئی دیکھا رستم ثانی نے
کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش مرصع پوش کوئی تیرہ برس کا سن ابتدائے شباب کے دن
رستم ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ محو جمال بیمثال ہوگئے لیکن اُس آفت ہوش نے جو رستم ثانی کو
دیکھا آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اللہ اکبر اب بھی آئے تو مہربانی کی بجب
شعر دور آخر مین ہمین جام دیا او ساقی ✦ ہائے صد شکر کہ اب بھی مین تجھے یاد آیا ✦ ہماری تو
یہ حالت ہے کہ جب سے تصویر بے نظیر آپکی دیکھی ہے جان کشمکش فراق مین پڑی ہے چہرے کا رنگ اُڑ گیا
ہے دست و پا بیحرکت ہوے جاتے ہین سکتے کا عالم رہتا ہے آپ کی یہ کیفیت کہ مانند کمان کھینچے

رہتے ہیں کیونکہ سنو دنیا کا قاعدہ یہی ہے کہ چاہنے والے سے بھی بھاگتے ہیں رستم ثانی ایک تو محو جمال بے مثال
ہو ہی رہے تھے یہ دلفریب باتیں جو اُس آفت ہوش نے کہیں اور بھی محو ہوگئے جلد قدم آگے بڑھایا
لیکن پہلا ہی قدم اُٹھایا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی رستم کو خیال گذرا کہ شگون بد ہے ایسا نہو کوئی افتاد
پڑے جلدی سے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے فاتح طلسم اگر تو کوہ تاریک سے گذر کر سامنے قلعہ کے پہنچے
تجھے رخشان جادو نظر آئیگی بس تجھے لازم ہے کہ فریب میں اُسکے نہ آنا اُسکی باتوں پر نہ جانا فوراً یہ اسم پڑھکر
تیر مارنا کہ سینے کے پار دل سے دو سار ہو اور اگر تو نے توقف کیا اور تجھ سے ہمکلام ہوئی تجھے باتوں میں
لگایا تو یہ سمجھ لے کہ اِدھر اُسنے قہقہہ مارا اور دانت رخشان جادو کے چمکے بتیس برقیں تڑپ کر گرینگی
تجھے جلاکر خاک سیاہ کر دینگی لیکن بانیان طلسم نے ایک انتظام یہ کر رکھا ہے کہ مبادا تو چوک گیا تو آئینہ دار
جادو کو یہ اسم پڑھکر یاد کرنا وہ آکر مدد دیگا یہ دیکھکر رستم ثانی نے جلدی سے اُس اسم کو پڑھکر تمام
کیا لیکن اُس نازنین نے کہ جو اصل میں رخشان جادو تھی سن اسکا پونے پانچسو برس کا ہے مگر زور
سحر تیرہ برس کی بنی ہوئی ہے جیسے ہی دیکھا کہ طلسم کشا لوح کو دیکھ رہا ہے آواز دی کہ اے ظالم ہم تو تیرے
اشتیاق و انتظار میں مرتے ہیں تو لوح کو دیکھ رہا ہے ایسے کہیں لوح چلی جاتی ہے یا تو چلا جاتا ہے اچھا لینا اگر
مجھ سے تجھے کچھ کھٹکا ہے آ تیرے پاس لوح ہے میں تیرا کیا کر سکتی ہوں ہر چند یہ چاہتی ہے کہ کسی طرح رستم ثانی
اس طرف دیکھ لے تو ایک ہی قہقہہ میں کام تمام کردوں مگر رستم ثانی کب دیکھتے ہیں اُس اسم کو
پڑھکر تمام کیا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک برق سی چمکی اور ایک ساحر تخت سحر پر سوار آئینہ
ہاتھ میں لیے ہوئے نمودار ہوا رستم ثانی کو سلام کیا اور آئینہ ہاتھ میں دیکر کہا کہ جسوقت رخشان
جادو قہقہہ مارے یہ آئینہ طلسمی سامنے کر دینا رستم ثانی نے آئینہ ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھکر آواز
دی کہ اے مردار اب کیا کہتی ہے رخشان جادو نے کہا کہ او ناقدر شناس مجھ ایسی معشوقہ کو مردار
کہنا یہ بھی تیرا ہی کام ہے رستم ثانی نے کہا خوب خدا نے تیرے شر سے بچایا ورنہ میں تو تیرے دام میں
آ ہی چکا تھا رخشان جادو نے کہا کہ خیر اگر تو آگاہ ہوگیا تو کیا کریگا اب میں بھی اپنے کو ظاہر کیے
دیتی ہوں سنم ملکہ رخشان جادو یہ لوح بیکار ہے میرا سحر رد نہیں ہو سکتا ہے آگاہ ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار
نہ کیا تھا رستم ثانی نے کہا کہ میں مشتاق ہوں تیرے ہنسنے کا دیکھوں تو کیونکر ہنستی ہے رخشان
جادو نے کہا جسنے میری ہنسی دیکھی اُسسے روتے بھی نہ بن پڑا تو کیا میری ہنسی دیکھیگا خیر معلوم ہوا
کہ تیری شامتیں آگئی ہیں یہ کہکر اُسنے قہقہہ مارا اور دانتوں سے بتیس برقیں تڑپ کر چلیں رستم ثانی
نے جلدی سے آئینہ سامنے کر دیا برقوں کو اپنی صورت آئینہ میں نظر آئی سحر پلٹا ہمجنس پر ہمجنس ہو جب
حملہ نہیں کرتا ہے نہ سحر خالی جاتا ہے اگر دشمن کو نہیں پاتا تو ساحرہ کا کام تمام کرتا ہے بس وہی برقیں پلٹ کر
اب جو سر رخشان جادو پر گری ہیں بتیس ٹکڑے کیے بس مرنا تھا رخشان جادو کا کہ ایک
شور و غوغا بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بیر خاک اُڑنے کے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ حیف
مردیم و جا بمدادیم و مطلب خود نرسیدیم ارا جوان کشتی کہ نامم رخشان جادو بود بس مرنا تھا
رخشان جادو کا کہ آئینہ دار جادو تو آئینہ طلسمی لیکر اُڑ گیا لیکن قلعہ رخشانیہ سے فوج رخشان
جادو کی چلی اور چہار جانب سے آکر رستم ثانی کو گھیر لیا ہر طرف سے تیغ و ناوک سحر چلنے لگے

رستم ثانی نے بھی تلوار کھینچی اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جو گولہ سحر کا قریب اُنکے آتا ہی لوح کو سامنے کر دیتے ہین سحر باطل ہو جاتا ہے جسپر ہاتھ تلوار کا مارا دو پرکالے ہوے لیکن جسوقت یہ حال چقماق جادو نے دیکھا محروق جادو اور سرواہہ جادو سے کہا کہ اب یہ وقت کمک کا ہے اگر وہ شہریار باوقار تنہا ساحرون مین گھرا ہوا ہے دشمنون کا نرغہ ہے جسکا خوف تھا وہ قتل ہو گئی یہ صلاح کرکے ہر ایک ترنج و نارنج سحر کا پھینکتا ہوا چلا اگر فوج رخشانیہ پر گرے قتل عام ہونے لگا ساحرون کے مرنے سے ایک تلاطم عظیم برپا تھا خاک اُڑ رہی تھی آتش باری بر فنباری ہو رہی تھی آوازین آ رہی تھین کہ کہتی مرا نام من فلان جادو بود پہر بھر کامل یہ جنگ رہی صدہا ساحر رستم ثانی نے قتل کیے بیسیون کو سرواہہ جادو نے مارا کتنے ہی محروق جادو کے ہاتھ سے ہلاک ہوے سیکڑون چقماق جادو کے ہاتھ سے مارے گئے آخرکار فوج بے سردار کب لڑ سکتی ہے تاب مقاومت نہ لا سکی سب بھاگ کھڑے ہوے اہل قلعہ نے امان مانگی اب فوج سلیمان شاہ و لشکر اسفندیار بھی آیا قلعہ رخشانیہ پر قبضہ کیا جو ساحر و غیر ساحر رہ گئے تھے وہ مطیع و فرمانبردار ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے بتکدے منہدم کرا دیے مسجدون کی بنا ڈالی ہر طرف شور اللہ اکبر بلند ہوا جو غیر ساحر تھے وہ مسلمان ہوے جو ساحر تھے انھون نے عرض کی کہ اے شہریار ہم مطیع اسلام تو ہو چکے اگر مسلمان کیجیے گا سحر سے توبہ کرنا پڑیگی اور ابھی آپ کو بڑے بڑے مرحلون کا سامنا ہوگا لہذا اگر خدا وہ دن دکھائیگا کل طلسم آپ فتح کر لین گے اور کوئی خدشہ نہ باقی رہجائیگا تو ہم سب مسلمان ہونگے رستم ثانی بھی مصلحت وقت جانکر خاموش رہے

لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے سرجوش جادو کا کہ جو بیڑا اٹھاکر لوح لینے کو اور گرفتاری طلسم کشا کو چلی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان حیرت بیان کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ جسوقت سرجوش جادو قریب قلعۂ رخشانیہ کے پہونچی دیکھا کہ کچھ لوگ بھاگے چلے آتے ہین اپنے لوگون سے کہا کہ بلاؤ دیکھین کیا حال قلعۂ رخشانیہ کا دریافت ہو یہ لوگ ہاتھ سے رستم ثانی کے شکست کھاکر بھاگے تھے اور فریاد کنان لاش رخشان جادو کی لیے ہوے خدمت صندلان شاہ مین جاتے تھے جسوقت سرجوش جادو نے انکو سامنے طلب کیا اور یہ حاضر ہوے پوچھا کہ تم لوگ کہانسے آتے ہو اور کس طرف جاتے ہو انھون نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ ہم لاش اپنے سردار کی لیکر خدمت شہنشاہ جادوان مین جاتے ہین سرجوش جادو نے لاش رخشان جادو کی دیکھکر سر پیٹ لیا اور کہا کہ خیر تم سب تو جاؤ مین جاکر تدبیر کرتی ہون یہ کہکر طرف صحرا سے رخشانیہ کے روانہ ہوئی اور آکر خیمہ برپا کیا اور سحر سے دو سو تصویرین رستم ثانی کی بناکر تمام بارگاہ مین نصب کین اور صورت اپنی ایک نازنین مہ جبین کی بناکر منتظر وقت ہوکر بیٹھی حسب اتفاق جب قلعۂ رخشانیہ پر قبضہ ہوگیا اور انتظام ہو چکا دل کو اطمینان ہوا اور آگے چلنے کا قصد ہے ابھی پورے طور سے یہ نہین معلوم کہ آگے کون مرحلہ ہے وہان کیا کیا بلائین درپیش ہونگی کس کس مصیبت کا سامنا ہوگا کہ اسکی تدبیر سوچی جائے ایک روز بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا اسفندیار صحرائی و سلیمان شاہ

سے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ اگر حوالی شہر رخشانیہ مین کوئی صحرا قابل شکار ہو تو مین ایک آدھ روز سیر و
شکار مین دل بہلاؤن اسفندیار صحرائی نے عرض کی کہ سنا گیا ہے جانب مشرق ایک صحرا نہایت سرسبز
شاداب ہے آہو بھی بہت ہین مگر مصلحت وقت نہین معلوم ہوتی کیونکہ یہ نئے ملک پر نیا نیا قبضہ کیا ہے ہزارون
دشمن پوشیدہ لگے ہوئے ہونگے رستم ثانی نے کہا کچھ پروا نہین جس خدا نے سر میدان فتح عطا کی وہی ہر
مقام پر بچائیگا سب نے گردنین اپنی کرلین کہ آپ مالک و مختار ہین شاہزادۂ والا تبار نے اسی وقت
سامان صید و شکار کر کے طرف بیابان کے کوچ کیا کچھ تھوڑی سی فوج ہمراہ لی افسران فوج کو قلعہ
مین چھوڑا آپ سیر کرتے ہوئے طرف بیابان کے روانہ ہوئے دیکھا کہ عجب صحرائے پر فضا بیابان
خوشنما ہے کوسون کوڑیالا پھولا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنگ مرمر کا فرش ہے کسی طرف سبزہ فرش
مخمل کا لطف دکھا رہا ہے ایک جانب ایک جھیل ہے چند آہو مصروف چرا ہین یکایک شاہزادۂ
رستم ثانی نے باگ مرکب کی اسی جانب پھیری آہوون کے کان مین جو آواز سم مرکب کی پہونچی
سب کے سب چراغ پا ہوئے اور متفرق ہو کر بھاگے رستم ثانی نے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا
اور وہ ہرن مانند تیر کے بھاگا شاہزادہ رستم ثانی نے تعاقب کیا وہ آہو تو بعد کچھ دیر کے
نظرون سے پنہان ہو گیا اور رستم ثانی نے راہ گم کی پہر کامل اُس صحرا مین تباہ رہے کہین
سے کہین نکل گئے جاتے جاتے ایک جانب کچھ سیاہی سی معلوم ہوئی رستم ثانی کو خیال ہوا کہ
شاید کوئی قصبہ یا دیہہ ہو تو چلکر راہ دریافت کر لین گے رات استراحت سے بسر کرینگے یہ خیال کر کے
روانہ ہوئے لیکن جب قریب پہونچے دیکھا کہ ایک بارگاہ استادہ ہے کچھ حاجب و دربان بیٹھے
ہوئے ہین اور ایک تصویر دروازۂ بارگاہ پر نصب ہے جیسے ہی رستم ثانی کو آتے دیکھا جلدی سے
ایک محلدار جو دروازے پر مثل منتظرون کے کھڑی ہوئی تھی جلدی سے اندر بارگاہ کے گئی
اور جا کر ملکہ سے کہا کہ جنکا آپ انتظار کر رہی ہین وہ آ پہونچے بس یہ سُنا تھا کہ ملکہ آپ دروازۂ
بارگاہ تک آئی اتنے مین قریب دروازۂ بارگاہ پہونچکر رستم ثانی نے دربانون سے پوچھا کہ
اس صحرا مین یہ کسکی بارگاہ برپا ہے محلدار نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ ہی کی بارگاہ ہے رستم ثانی
نے دیکھا کہ تصویر میری دروازۂ بارگاہ پر لگی ہوئی ہے متحیر ہو کر فرمایا کہ مین تو آگاہ بھی نہین اتنے مین
پردے سے آواز آئی کہ ہان صاحب چاہنے والون کو بھی بھول جاتے ہین یہ سنکر رستم ثانی
اور بھی متعجب ہوئے لیکن اُس محلدار نے عرض کی کہ اے شہریار اندر تشریف لائیے آپ کو ملکہ یاد
فرماتی ہین رستم ثانی نے کہا کون ملکہ کچھ نام کچھ نشان اُسنے عرض کی کہ نام و نشان بتا کر کیا کرون
صورت دیکھکر آپ خود نہ پہچان لیجیے رستم ثانی نہایت متعجب تھے کہ جان نہ پہچان اور اسقدر تواضع
پھر بھی افضال الٰہی ہے بسم اللہ کہکر داخل بارگاہ ہوئے جیسے ہی پردہ اٹھا کر اندر تشریف لیگئے دیکھا کہ
ایک آفت جان و ایمان دشمن دل و جان چودہ برس کا سن در دور گوش مرصع پوش دریائے جواہر
مین غوطہ مارے کھڑی ہے رستم ثانی کو سکتہ سا ہو گیا لیکن اُسنے ایک عجب انداز دلفریب کہا کہ آئیے تشریف
لائیے قدم رنجہ فرمائیے اللہ اللہ یہ رکھائیان یہ بے اعتنائیان رستم ثانی حیرت زدہ ہو کر صورت
اُس نازنین کی دیکھتے ہین غرضکہ اُسنے ہاتھ پکڑ کر انکو مسند پر بٹھایا سامان عیش و نشاط سا نظر ہو

انبساط مہیا کیا رستم ثانی نے دیکھا کہ تمام بارگاہ تصویرون سے بنی ہوئی ہی ہر در و دیوار مین اپنی ہی تصویرین نصب پائین دل مین کہا اللہ رے عشق کہ اسنے ہر طرف میری تصویرین لگائی ہین پوچھا یہ تصویرین کیسی ہین اور کیون لگائی ہین اگر بارگاہ کا سجانا منظور تھا تو مختلف تصویرون سے سجا ہوتا اُس مہ جبین نے عرض کی کہ ہین جو تصویر پسند تھی اُسی سے تمام بارگاہ کو زینت دی جسکی نظرون مین سوا ایک صورت کے دوسری اچھی نہ معلوم ہو وہ کیونکر اور صورتون کو اپنے دل مین جگہ دے ای شہریار مجھے سوا آپ کی صورت کے کسی دوسری شئی کیطرف نظر کرنا اچھا نہین معلوم ہوتا لہذا مین نے چاہا جدھر دیکھون آپ ہی آپ نظر آئین رستم ثانی دل مین کہتے ہین کہ یہ حسن و جمال اُسپر یہ عاشق مزاجی واقع ہین کہ طلسم صندل مین عجب عجب صورتین صناع قدرت نے خلق کی ہین الحاصل کھانا ہین آکر حاضر ہوئین صحبت رقص و غنا گرم ہوئی ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل شروع کی

غزل

دل لیجا لیتی ہو چتون جسکی شیدائی ہوئی
حسرتین جھڑتی ہین وین سینہ مین بھر آئی ہوئی
باغ عالم مین شگفتہ کیا ہو دل ہم پژمردہ دل
جان ہلک کر آنکھ مین جسکی تماشائی ہوئی
دیکھکر مین خواب مین اسکو نہ چونکا عمر بھر
جب گھڑی ہو میرے بالین پر قضا آئی ہوئی
ملگیا دل خاک مین جسکی ندب نکو تلاش
رنج و غم کی تیرگی ہو اسقدر چھائی ہوئی
نا امیدی نے کیا ہو کے ولا تنگ اسقدر
اب کہو کیسے سبب عالم مین رسوائی ہوئی

شوخیان کرتی ہو آنکھون مین حیا آئی ہوئی
دم نکلتے ہی ملی آزار الفت سے نجات
وہ ہین کھلتی مین جو کلیان ہین چھائی ہوئی
پاس رندو کے گھڑی ہوتی نہین تو بھی
روح یہ حسن خیالی کی تماشائی ہوئی
حسن دونا ہو گیا ہر چند حرکات کے خفا
ڈھونڈھتی کیا ہین نگاہین جسکی شیدائی ہوئی
وقت خواب ناز آنکھین ہین جو انکی نیم باز
کچھ تمنا ہین رہا کرتی ہو گھبرائی ہوئی
پاس سے ای آرزو جاتے رہے ہوش و حواس

ہجر یہ دل کسلئے اتنی گھبرائی ہوئی
اسکی جلادی مرے حق مین مسیحائی ہوئی
سیر گر ممکن ہو آکر خلل انداز کون
مے پہ بھی ہر کچھ حضرت واعظ کی بہکائی ہوئی
فرقت غم یار مین پڑا ہون سانس تنگ ہو نہین
سو جگہ سے ہر کر اسکی جو بل کھائی ہوئی
صبح میری شام فرقت کی نظر آتی نہین
نیند بھی ہو یہ کس گوشہ مین شرمائی ہوئی
تم چھپے مجھ سے سوا ہو نیلگا میرا خون
اسطرح کی ہو نے خلوت ایسی یکجائی ہوئی

تا دیر صحبت رقص و غنا گرم رہی جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر ہو گئی ملکہ نے صحبت برخاست کی بارگاہ مین تخلیہ ہو گیا ساز و سامان عیش و عشرت موجود تھا سوا اُن تصویرون کے کوئی اہل صحبت مین موجود نہ تھا ملکہ نے جام شراب لبریز کرکے اور ایک ہاتھ گردن مین رستم ثانی کے ڈالکر دوسرے ہاتھ پر جام پیش کیا رستم ثانی نے جام ہاتھ سے لیکر فرمایا کہ ای ملکہ تم جانتی ہو کہ مین مذہب اسلام رکھتا ہون تمھارے ہاتھ کی شراب کیونکر پی سکتا ہون اسنے عرض کی کہ ای شہریار مین تو مسلمان ہون مجھ سے کیون پرہیز ہی شاہزادہ رستم ثانی نے کہا کسنے تمکو مسلمان کیا نازنین نے جواب دیا کہ آپ ہی تو خواب مین آکر آئین دین تعلیم کر گئے تھے رستم ثانی نے مسلمان سمجھکر جام شراب پیا خود ایک جام بھر کر اسکو دیا اسنے بھی پیا اب نشۂ شراب نے دماغ مین گرمی پیدا کی سرخی آنکھون مین آئی گلون مین ہاتھ پڑ گئے اُسی عالم بیخودی و بیہوشی مین سر جوش جادو نے ڈورا لوح کا کاٹ دیا لوح گلے سے نکلکر گر پڑی ایک خوامی نے کہ نام اُسکا مینا بے جادو تھا لوح اُٹھا کر قبضے مین کی تصویرون نے قہقہہ مارا رستم ثانی نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ کون ہنسا دیکھا تو تصویرین ہنس رہی ہین کہا ای ملکہ تصویرین بھی ہنستی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ جب آپ ایسا عاشق مان موجود

ہو تو جسم بے جان مین جان آجانا کوئی تعجب کی بات نہین ہی رستم ثانی نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تم
ساحرہ ہو سرجوش جادو کا مطلب تو حاصل ہو ہی چکا تھا صاف کہدیا کہ بیشک مین ساحرہ تو ہون
پھر رستم ثانی نے کہا تو مجھ سے علیحدہ رہو ہم لوگ ساحرہ سے توسل نہین رکھتے سرجوش جادو نے کہا کہ
اگر وصل میرا نہ قبول کروگے تو مارے جاؤگے ذلتین پاؤگے رستم ثانی نے کہا کیا تجھک مارتی ہی تیرے تو
نے پھر قہقہہ مارا اور کہا کہ آپ جسکے گھمنڈ پر بولے ہین وہ چیز قبضے سے نکل گئی اب رستم ثانی کو لوح کا
خیال آیا سینہ پر جو نظر کرتے ہین تو لوح نہین یہ دیکھکر بہت گھبرائے غصے مین آکر آواز دی کہ چرا لے گیا
تو نے سرجوش جادو نے کہا کہ اگر وصل میرا قبول کرو تو مین لوح تجھے دیدون رستم ثانی نے کہا
کہ تو صورت اصلی اپنی دکھا تو شاید وصل تیرا مین قبول کرلون یہ سنکر سرجوش جادو نے غلاف اپنا ہی
اب جو دیکھا تو بھوت سی بھتنی بیجا سی ڈرونی چڑیل کی سی لونی مانو خیل مین رنگالی ہی یہ صورت نحس
اُس ملعونہ کی دیکھکر رستم ثانی کے رونگٹے کھڑے ہوگئے پوچھا تیرا سن کیا ہوگا سرجوش جادو
نے کہا ارے سن میرا ابھی کیا ہی کل پونے گیارہ سو برس کا تو سن ہی رستم ثانی نے کہا دفعہ دور
ہو میرے سامنے سے ایسی منھ پر شوق وصال رکھتی ہی سرجوش جادو نے کہا یہ وہ صورت ہی
جسپر ہزارون کی جانین گئین سیکڑون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کاٹ کر مرگئے تو میری صورت کو
برا کہتا ہی تیری صورت کونسی اچھی ہی تو شکر نہین کرتا کہ مجھ ایسی پری جمال کا دل تجھپر آگیا ہی جو تیری
گرویدہ ہون اور تو مجھسے انکار کرتا ہی رستم ثانی نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور کہا مردار تجھے
ایسی باتین کرتے شرم بھی نہین آتی یہ کہکر چاہتے تھے کہ وار کرین سرجوش جادو نے اپنے
کچھ اسم سحر پڑھکر ایک دو چتر زمین پر مارا اور گیر کی آواز دی ہاتھ پاؤن بے قابو ہوگئے زمین
سے پاؤن پکڑ لیے ہاتھون کی حرکت زائل ہوگئی سرجوش جادو نے نعرہ کیا کہ باعث او فتاد
طلسم اس دن کی تجھے خبر نہ تھی لوت پاکر بڑی سرکشی پر کمر باندھی تھی رخشان جادو والیسی ساحرہ
ذی شوکت کو مارا افسنگ جادو کا کام تمام کیا راہ طلسم کی کھولدی مجھے جوانی پر تیری ترس آتا
تھا اسوجہ سے مین چاہتی تھی کہ تو وصل میرا قبول کرلے تو تجھے چھوڑ دون مگر اب سامنے
شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگی وہ جیسا چاہیگا تیرے حق مین کریگا یہ کہکر میناے جادو سے
کہا کہ تو تو لوح لیکر خدمت شہنشاہ جادوان مین جلد مین بھی لیکر آتی ہون میناے جادو تو
اُس طرف روانہ ہوئی بعد جانے میناے جادو کے سرجوش جادو نے رستم ثانی
کو جواب سحر مین بند کیا اور آپ بھی طرف بارگاہ شہنشاہ جادوان کے روانہ ہوئی

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان لشکر شاہزادہ عالیشان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جو لوگ ساتھ رستم ثانی کے صحرا مین براے شکار آئے تھے اُنھون نے ہر چہار طرف
شاہزادے کو تلاش کیا تین روز تک صحرا مین سرگردان رہے مگر کہین پتہ نہ ملا آخرکار روتے
پیٹتے طرف قلعہ رخشانیہ روانہ ہوے جس وقت خبر سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی وغیرہ
کو ہوئی براے پیشوائی آئے میدان دیکھا کہ لوگ گریبان چاک سر پر خاک اڑاتے چلے آتے

مین پوچھا خیر تو ہی انھون نے رو رو کر بیان کیا کہ خیر کہان شاہزادہ ہمارا گم ہو گیا ایک آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا تھا پھر پتہ نہ لگا کہ کہان تشریف لیگئے ہم لوگون نے تمام صحرا چھان ڈالا زمین کے گز ہو گئے
مگر اس دشت مین اپنے شیر بیشۂ جرأت و شجاعت کو نہ پایا یہ لوگ بھی رونے پیٹنے لگے شور گریہ بلند ہوا ہر ایک
کا دل دردمند ہوا لیکن چقماق جادو نے محروق جادو سے کہا کہ ای برادر یہ ہنگام گریہ و زاری
نہین ہی رونے پیٹنے سے کیا حاصل ہوگا دشمن سنین گے تو خوش ہونگے دوستون کے دل پر بار غم چھائیگا سیلاب
اشک جوش پر آئیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ کوئی تدبیر کرو محروق جادو نے کہا کہ ہم کیا تدبیر کر سکتے
ہین جو تدبیر آپ بتائین وہ کرین چقماق جادو نے کہا کہ شہر رخشانیہ سے جانب خنگاہ سوا
ایک راہ کے دوسری راہ نہین گئی ہی لہذا درمیان راہ مین چلکر منتظر رہنا چاہیے اگر کوئی دشمن اسیر
کرکے لیچلا ہی تو اسی طرف سے جائیگا محروق نے اس راے کو پسند کیا لیکن چقماق جادو نے
کہا کہ ای محروق تم سامنا ساحران طلسم صندل کا کر نہین سکتے لہذا مین سردابہ جادو کو روانہ
کرتا ہون عقب مین سردابہ جادو کے تم بھی جانا اور مین نگہبانی لشکر کی کرونگا یہ سنکر اسی وقت
ملکہ سردابہ جادو بیٹھکر کاوس سحر پر ناکے کی طرف روانہ ہوئی عقب مین اسکے محروق جادو
بھی چلا لیکن اول سردابہ پہونچی دیکھا کہ ایک ساحرہ کوئی شے ہاتھ مین لیے ہوے چلی جاتی ہے
سردابہ جادو نے ٹوکا کہ تو کون ہی اور کہان جاتی ہی اسنے نعرہ کیا کہ منم مینائے جادو سردابہ
نے للکارا کہ او قحبہ ہمارے سامنے نعرہ کرتی ہی مینائے جادو نے کہا کہ تم میرا کیا کر لوگی سردابہ
نے کہا کہ پھر دکھا دون مینائے جادو نے کہا کہ دیر کیون کرتی ہو سردابہ کو غصہ آیا کہ مین وزیر
شاہ چقماق آتش فروز سے شخص کی دختر اور یہ ایک کنیز سرجوش جادو کی مجھسے ہمسری
کرتی ہی نکالکر گولہ فولادی جھولی سے سینۂ مینا پہ مارا مینائے جادو نے لوح کا پر تو ڈالا گولہ زمین
پر گر پڑا سحر باطل ہوا ادھر تو سردابہ جادو اور ادھر مینائے جادو دونون بیہوش ہو کر گرین کہ
اتنے مین محروق جادو بھی آپہونچا یہ معرکہ دیکھکر لوح کو قبضے مین کیا سردابہ کو ہوشیار کیا
اور طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوے ادھر سردابہ جادو کو ہوش آیا مینائے جادو
کی مشکین رسن سحر سے باندھین کہ اسکو سزاے معقول دیکر قتل کرونگی اور لیکر اسکو بتلاش شہزادہ
رستم ثانی روانہ ہوئی ہر چہار طرف ڈھونڈھتی پھرتی ہی کبھی زمین مین مانند قطرۂ باران کے اتر
جاتی ہے ساتون طبقے جہان آتی ہی کبھی بالاے ہوا تا آسمان دیکھ آتی ہی ایک بجلی ہی کہ تڑپتی پھرتی ہی
یکایک سامنے سے اور ایک شعلہ سا چمکا سردابہ نے ٹھہر کر سکوت کیا کہ یہ کون ہی یکایک وہ
شعلہ سامنے آیا اور ایک چہرہ اسی شعلہ مین سے نمودار ہوا سردابہ جادو کے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ پڑ گیا لیکن آواز دی کہ آپ کون ہین چہرے نے جواب دیا کہ تم کون ہو سردابہ جادو نے کہا کہ
منم ملکہ سردابہ جادو شعلے نے کہا ہان مین سمجھا کہ تم بھی دوستون مین سے ہو سردابہ کی عقل حیران
ہی کہ یہ کون ہی کہا اگر آپ دوست سمجھتے ہین تو کیون ظاہر نہین ہوتے جواب دیا کہ منم الشہاب جادو
وزیر خاص خاقان روشن دل ای لڑکی اسوقت ہمارے شہنشاہ کا حکم ہوا کہ سرجوش جادو
شاہزادہ رستم ثانی کو اسیر کرکے طرف صندلان شاہ کے لیے جاتی ہی لہذا تم جاؤ اور اسسے چھڑا

لاؤ لہذا میں بقصد رہائی شاہزادہ رستم ثانی جاتا ہوں سرِدابہ جادو نے کہا میں بھی اُسی شہزادہ کو تلاش
کر رہی ہوں التہاب جادو نے کہا کہ تم اب تلاش نہ کرو جاکر قلعۂ زرخشانیہ میں آرام لو میں جاتا ہوں
اور ابھی اُس شہریار عالی وقار کو لاتا ہوں لیکن مینائے جادو کو کہ جو کنیز سرجوش جادو کی تمہارے
ساتھ ہے مجھے دیدو سرِدابہ نے کہا کہ لیجیے مگر بے سزا دیے نہ چھوڑ دیجیے گا التہاب جادو نے کہا میں
کیا اسے سزا دونگا انشاء اللہ ایسے سزا اسی کے مالک کے ہاتھ سے ملجائیگی غرضکہ سرِدابہ تو مطمئن
ہوکر طرف قلعۂ زرخشانیہ کے روانہ ہوئی اور آکر تمام حال محروق جادو و چماق جادو وغیرہ سے بیان
کیا محروق جادو نے کہا کہ اگر التہاب جادو آیا ہے تو طلسم صندل میں ہلچل ڈال دیگا وہ کسی طرح
پایہ کمی کا کسی سے نہیں رکھتا وزیر اعظم خاقان ہے لیکن التہاب جادو مینائے جادو کو لیکر
روانہ ہوا اور سحر پنہان کرکے نظروں سے غائب ہوکر تلاش کرنے لگا دیکھا کہ ایک لکۂ ابر زنگاری
چلا آتا ہے جوقت وہ لکۂ ابر قریب سے گذرا دیکھا کہ ایک تخت پر شامیانہ زنگاری کھنچا ہوا ہے اور
شامیانہ میں حباب آویزاں ہیں وسط میں ایک حباب کلاں ہے کہ اسمیں کچھ سیاہی سی معلوم ہوتی ہے
التہاب نے خیال کیا کہ اسمیں شاہزادہ رستم ثانی ہے بس اسی وقت بزور سحر ویساہی حباب تیار کیا اور
اُس حباب میں مینائے جادو کو بشکل رستم ثانی بناکر بند کیا ٹیکا سحر کا زبان پر دیدیا تاکہ کسی
وقت کوئی پوچھے تو یہ حال نہ بیان کرسکے اور اسطرح اُس حباب کو بدل لیا کہ مطلق خبر نہوئی سرجوش
جادو مست بیٹھی ہے جام و صراحی آگے رکھی ہے ساز لبھوز کرکے پیتی جاتی ہے سیر ہوا کرتی ہوئی تخت
ہوا اڑاتی ہوئی طرف بارگاہ صندل شاہ کے چلی جاتی ہے یہ تو دیکھیے کب پہونچتی ہے لیکن التہاب جادو
شاہزادہ رستم ثانی کو لیے ہوئے طرف شہر خاقانیہ کے بخدمت خاقان روشن دل روانہ ہوا
ادل حال سرجوش جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تخت ہوا اڑاتی ہوئی قریب بارگاہ
صندلان شاہ کے پہونچی اور خبر صندلان شاہ کو ہوئی کہ سرجوش جادو طلسم کشا کو
گرفتار کرلائی ساحروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ سرجوش جادو کو استقبال کرکے اندر بارگاہ
کے لائے سرجوش جادو نے وہ حباب آگے صندلان شاہ کے پیش کیا صندلان شاہ نے خلعت
دیا اور کہا کہ اے سرجوش کیا کام کیا ہے سرجوش جادو نے پوچھا کہ مینائے جادو کے ہاتھ
مین نے لوح طلسمی روانہ کی تھی وہ حضور کو پہونچی یا نہیں صندلان شاہ نے کہا کہ مینائے جادو
تو ابھی تک نہیں آئی معلوم ہوتا ہے کہ لوح اُسکے پاس تھی راہ میں کوئی آفت دیکھی پھر سرجوش جادو
نے کہا اگر لوح چھین لی گئی ہوگی تو بیکار ہے کیونکہ طلسم کشا تو اسیر ہے دوسرا اُس لوح سے کام نہیں
لے سکتا صندلان شاہ نے بھی خیال کیا کہ واقع میں یہ سچ کہتی ہے نہ لوح بغیر طلسم کشا کام دے سکتی
ہے وہ طلسم کشا بغیر لوح کچھ کرسکتا ہے لہذا اب زندہ رکھنا اسکا بہتر نہیں ہے اُسیوقت حکم دیا کہ
طلسم کشا کو قتل کرو معلم کتابدار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ آئین طلسم کے خلاف کوئی فعل کرنا
اچھا نہیں کہ ایسا ہو کوئی فساد عظیم برپا ہو بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ قیدی کو بغیر چالیس روز گذرے قتل کرنا
نہ چاہیے اور وہ بھی بیرون سرحد طلسم اندر طلسم کے اگر خون طلسم کشا کا گریگا تو تمام طلسم برباد ہوجائیگا
صندلان شاہ نے کہا اگر قید رکھو گے بھاگ گیا تو پھر رہا ہوجائے معلم کتابدار نے کہا آپکو اختیار

ہے لیکن اچھا نہیں صندلان شاہ نے کچھ ساعت نہ کی اور اُسیوقت تیاری میدان خونی کا حکم دیا میدان
خونی تیار ہوا چارجی نے چارج دیا کہ آج طلسم کشا قریب شام قتل ہوگا جسکو تماشائے قتل دیکھنا ہو آئے
یا جسکو چھڑانا ہو چھڑا لیجائے ایسا انتظام ہوا کہ آن واحد میں یہ خبر تمام طلسم مین منتشر ہوئی اور ساحران
نامی وگرامی جمع ہونے لگے میدان خونی کی تیاری ہوئی چبوترہ ریت کا بنایا گیا دارین استادہ ہوئین
اہل طلسم مین ایک ہلچل مچگئی جو ساحران اولوالعزم تھے اُنھون نے اسمین تامل کیا اور دلمین کہا کہ بادشاہ
آئین طلسم کے خلاف کرتا ہے اسکا انجام اچھا نہوگا کوئی نہ کوئی زک پہونچیگی یہ بھی ایک علامت ادبار کی ہے
الحاصل یہ خبر اُڑتے اُڑتے لشکر سلیمان شاہ مین بھی پہونچی کہ وہ شہریار عالیوقار قتل ہوتا ہے سب جانین
دینے پر آمادہ ہوے اور شہر رخشانیہ سے چلنے کا قصد کیا چقماق جادو بھی بیحواس ہو گیا سرداب جادو
کا رنگ متغیر ہو گیا محروق جادو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے التہاب جادو کے کیے کچھ نہو سکا ان سب نے
جانین دینے کا قصد کیا کفن سر سے باندھے ہر ایک نے یہ خیال کیا کہ جہان وہ شہریار عالیوقار اس دار
ناپائدار سے جاتا ہے وہین ہم بھی جائینگے افسوس ہے کہ ایسا سردار تو زندہ نہ رہے اور ہم روسیاہ زندہ
رہین کوئی گریبان چاک کرتا ہے کوئی سر پر خاک ڈالتا ہے مگر محروق جادو نے کہا کہ التہاب جادو ایسا
ساحر زبردست کبھی خالی نہین پھر سکتا اے ملکہ سرداب جادو اسمین نہین معلوم کیا راز ہے مین پاس
شہنشاہ خاقان روشن دل کے جاتا ہون اور خبر راست لیکر آتا ہون سرداب جادو نے کہا
کہ جبتک تم جاکر شہر خاقانیہ سے واپس آؤگے اُسوقت تک یہان کام اُس شہریار عالیوقار کا تمام
ہو جائیگا پھر اس جانے سے اور آنے سے کیا حاصل ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک پرچہ آکر گود مین
محروق جادو کے گرا اُٹھا کر جو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے محروق جادو تم لوگ پریشان
نہو اطمینان رکھو مین شاہزادہ رستم ثانی کو لیکر طرف شہر خاقانیہ کے جاتا ہون اور وہ رستم
جسکے قتل کا شور ہے وہ رستم نقلی ہے راقم التہاب جادو یہ دیکھکر محروق جادو اُچھل پڑا اور پرچہ
سامنے چقماق جادو اور سرداب جادو کے رکھدیا اور کہا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ التہاب جادو ایسا شخص
نہین ہے جو بغیر اپنا کام کیے خالی واپس آئے چقماق جادو نے اُس پرچے کو پڑھا اور افسران لشکر کو مثل
سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی و شاہین بن سلیمان وغیرہ کے سب کو سنایا اب یہان تو
اطمینان ہوا لیکن وہان تیاری قتل ہو رہی ہے ساحران عالم کا مجمع ہے ایک جانب ملکہ کمر جادو
مع لشکر کے اُتری ہوئی ہے ایک سمت ملکہ خلخال محشر خرام ایک سمت ابلیس خود پسند ایک طرف
جلاجل و سنگ زن ایک سمت الکن جادو و ملمس جادو ایک طرف سیلاب جادو و حباب جادو
ایک سمت معلم کتابدار ایک طرف مقام صدر پر خود صندلان شاہ بساط سحر پر سوار گرد و پیش وزرا
نامدار ساحران غدار کا مجمع ہے وقت کے منتظر ہین مہرجوش جادو قید طلسم کشا لیے ہوے ایک طرف
کھڑی ہے مگر یہ خبر وحشت اثر جو ملکہ صنم بادلہ پوش کے گوش زد ہوئی ہے تو چہرے پر مردنی چھا گئی ہے
موت کی لذت زبان پر آگئی ہے بیخودی طاری ہوئی جاتی ہے دست غم نے پردۂ حیا کو اُٹھا دیا ہے اُسیوقت اُسنے
حکم دیا کہ جلد جام زہر تیار کرو انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھا رہی ہین کہ اے ملکۂ آفاق یہ آکر کیا ہوا ہے کوئی
بھی مرتے کے ساتھ مرتا ہے جسکی قضا ہے اُسکی کیا اجارہ ہے اگر خدانکردہ حضور کے دشمنون کیجانب سے یہ امر بیجا ہوتا تو

وہ بھی جان دیتے ملکہ نے کہا کہ شہر دو فا یہ نہیں ہو کر بعد اُس شہریار رعالیو تبار کے مین زندہ رہون اب
سب بیکار ہے مین کوئی کہنے پر ملکہ صنم بادلہ پوش کے عمل نہیں کرتا اُسوقت ملکہ نے عاجز ہو کر خنجر
اُٹھایا اور چاہتی تھی کہ آپ کو ہلاک کرے کہ اتنے مین سامنے ملکہ نوبہار گوہر پوش نمودار ہوئی اور
یہ کیفیت دیکھکر پکاری کہ ہائین ارے چھوکری کیا کرتی ہے ملکہ اپنی بڑی بہن کو دیکھکر گھبرا گئی خنجر ہاتھ سے رکھدیا
نوبہار گوہر پوش نے کہا آخر یہ معرکہ کیا ہے کچھ مین بھی تو سنون ملکہ خاموش کیونکر مین دم بخود کہین تو کیا کہین
مگر ملکہ نوبہار دل مین سمجھ گئی کہ معلوم ہوتا ہے یہ عشق طلسم کشا مین اپنی جان دیتی ہے سابق مین بھی ایک
بدنامی اسکی ہو چکی ہے اب اُسکے قتل کی خبر پائی ہے کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تجھے شرم نہیں آتی ہے ایک تو بدنامی
ہو چکی ہے کہ تو نے طلسم کشا کو رہا کروا دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تین مرحلے شکست ہوئے کہنک جادو سا ساحر مارا
گیا رخشان جادو سی ساحرہ کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا جہان بحق تسلیم ہوئی اب کس شکلون سے وہ پھر گرفتار ہوا
اُسکے قتل کی خوشی کرنا چاہیے یا جان دینا چاہیے اری کمبخت کوئی دشمن سے محبت کرتا ہے جو اپنے گھر بار ملک و
مال کا دشمن ہو آپ اُسکی عاشق ہو یہ کونسی عاشقی ہے صنم بادلہ پوش نے دیکھا کہ یہ راز سے آگاہ ہو گئی ہین اب
چھپانا بیکار ہے گردن نیچی کرلی اور کہا خیر باجی امان اتنا آپ پر یہ امر ظاہر ہی ہو گیا پھر ہر طرح مرجانا ہی بہتر ہے
یہ کہکر پھر خنجر اُٹھایا نوبہار گوہر پوش نے خنجر ہاتھ سے چھین لیا اور ایک طمانچہ مارا کہ چھوکری اسطرح کا
مرنا اور باعث ناموسی کا ہے اگر تجھے مرنا تھا چپکے سے زہر کھا کر سو رہی ہوتی صنم بادلہ پوش زار و قطار رونے
لگی منھ آنسوؤن سے دھونے لگی روتے روتے ہچکی بندھ گئی مگر نوبہار گوہر پوش انتہا کی محبت اپنی
چھوٹی بہن سے رکھتی تھی طمانچہ تو مار دیا لیکن اسقدر قلق ہوا کہ خود بھی رو دیں لیکن ضبط نہو سکا صنم بادلہ پوش
کو گلے سے لپٹا لیا پیار کیا کہا کہ بیٹا میری خطا کو معاف کر خدا کے لیے لیکن تو اپنی جان پر نہ کھیل جا تا مین نے جوش غیرت
و محبت مین تجھے مارا اب یا اسی خنجر سے مجھے ذبح کر ڈال یا خطا میری عفو کر صنم بادلہ پوش نے کہا میری مجال ہے کہ
مین آپ سے خفا ہونگی آپ بڑی بہن ماں کی جگہ ہین یہ میری تقدیر کی خوبی ہے یہ کہکر اور چیخین مار مار کر
رونے لگی نوبہار نے کہا کہ بیٹا تجھے اپنی رسوائی کا بھی خیال نہیں ہماری جان کی قسم اب نہ رو صنم بادلہ پوش
نے کہا کہ اب زندہ رہنا تو میرا غیر ممکن ہے لیکن جو امر چاہتی تھی وہ ہوا کہ مین خود اُس سے پہلے دنیا سے اُٹھ جاتی
کہ پردہ رہجاتا اگر بعد طلسم کشا کے جان اپنی دونگی اور بھی باعث رسوائی ہے لوگ یہی کہین گے کہ صنم بادلہ
نے محبت طلسم کشا مین جان دی اسوقت کوئی یہ نہیں کر سکتا نوبہار نہایت پریشان ہے کہ کیا کرون کیا
کرون یہ چھوکری کسیطرح کہنا نہیں مانتی آخر کار مجبور و ناچار یہ خیال کیا کہ مین گھڑی بھر اس سے جدا
ہوئی اور یہ ہلاک ہو مجھکو مہلت ہی نہ دون یہ خیال کرکے وہین بیٹھ رہی صنم بادلہ پوش پریشان ہے کہ
کیا کرون کیونکر اُنہین سمجھاؤن بیدرد گا اور وقت نہ دکھاتا کہ وہ خبر بد میرے سننے مین آئے لیکن وہان
میدان خوب تیار تھا ساحران نامی و گرامی کا مجمع تھا ایک شور تھا کہ طلسم کشا قتل ہوا چاہتا ہے افسوس یہ
جوانی اسکی یہ حسن تھا کہاں سے کہاں کھینچکر لائی ہے بموجب شعر گو ولادت کسی مکان کی ہو خاک لیجاتی
جہان کی ہو غرضکہ جیسے ہی چار بجے صندلان شاہ نے حکم دیا کہ قتل کرو طلسم کشا کو مرجوش جادو
چبوترے پر آئی سحر دور کیا آواز دی کہ اے طلسم کشا جو کچھ کہنا ہو کہے جو وصیت کرنا ہو وصیت کرے
جو پیغام جسے دینا ہو دے دے طلسم کشا کے قتل جو اصل مین مینا کے جادو ہے چہار جانب لگا ۔

حسرت سے دیکھتی ہو کہ یہ کیا معاملہ ہے مین نے کیا گناہ کیا جو میرے قتل کا سامان ہو جاتی ہو کہ کچھ زبان سے کہے زبان یاری نہین دیتی عجب بیکسی و بے بسی ہو کہ ایکبار سرجوش جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ ناشاد و نامراد تجھے دنیا سے جانا منظور ہو کوئی حسرت نہین بیان کرتا یہانتک کہ میرا حکم ہوچکا سرجوش جادو نے تیغۂ سحر اٹھا کر گردن پر مارا سر جدا ہوا بس سر کٹنا تھا کہ ایکبارہ اندھی چلی خاک اڑی جب سب علامتین برطرف ہوئین آواز آئی کہ حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کشتی مرا نام من میناے جادو بود یہ سنا تھا کہ سرجوش جادو نے تو سر پیٹ لیا بادشاہ طلسم تلوار کھینچکر سرجوش جادو کے سر پر آیا کہ او مردار یہ کیا حرکت تھی اپنی ناموری کے لیے تو نے اس بیچاری کی مفت جان لی بصورت طلسم کشا بنا کر اسے قتل کیا کیا نہ جانتی تھی کہ بعد مرنے کے حال اسکا کھل جائیگا بیر شور کر نکلے لوگ تیرے گھر سے ہاتھ کا خون پر دم پہنچے سرجوش جادو حیران ہو کر اے شہنشاہ جادوان قسم ہو خداوند قشال آئینہ روکی کہ مین نے خود سواے رخشانیہ مین طلسم کشا کے گلے سے لوح اتاری اور اسکی میناے جادو کے ہاتھ آپکی خدمت مین روانہ کی خود طلسم کشا کو اسیر کرکے چلی مین نہین سمجھ سکتی کہ راہ مین کیا افتاد پڑی پہلے آپ معلم کتابدار سے حال میرا دریافت فرمائین بعدہ آپکو اختیار ہو جیسا چاہو سزا دیجیئیگا صندلان شاہ نے معلم کتابدار کی طرف دیکھا اور کہا آپ حال اسکا کتاب زردمشق سے صاف صاف بیان کیجیے معلم نے کتاب دیکھکر بیان کیا کہ واقع مین سرجوش جادو سچی ہو اسنے طلسم کشا کو ضرور گرفتار کیا مگر راہ مین کوئی افتاد پڑی اور یہ کام کسی بڑے شخص کا ہو کہ ایسی ساحرہ زبردست غافل رہی اور وہ طلسم کشا کو لے بھی گیا اور بجاے طلسم کشا میناے جادو سے لوح لیکر اور بصورت طلسم کشا بنا کر قید کر گیا صندلان شاہ نے ہاتھ روکا اور کہا اچھا اسکا حال دیکھیے اور نام بتایے کہ وہ کون شخص تھا جو لیگیا معلم نے پھر کتاب دیکھی اور عرض کی کہ اے شہنشاہ جاے حیرت ہو کچھ بن نہین آتا نہ اس کتاب کو غلط کہہ سکتا ہوں نہ اس شخص پر گمان ہوسکتا ہو جسکا نام نکلتا ہو صندلان شاہ نے کہا آپ نام تو بتایے معلم نے عرض کی کہ وزیر خاقان روشندل ملک الشہاب جادو بس یہ سنا تھا کہ صندلان شاہ سر سے پیر تک لال ہو کے غصہ کے کانپنے لگا اور کہا کہ جب اپنے ہم مذہب دوسرون کے شریک ہو جائینگے اور یہ آفتین بچائینگے تو کیونکر طلسم پر بربادی نہ آئیگی اور خاقان روشندل کی شامتین آئی ہین معلم کتابدار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ جادوان آئین - طلسم کے خلاف کرنے مین ضرور زک دھری ہوئی ہو دیکھا انجام آپ نے صندلان شاہ نے کہا کہ اگر چالیس روز قید رہتی تو کیا طلسم کشا ہو جاتی معلم نے عرض کی کہ طلسم کشا تو نہ بنجاتی لیکن یہ راز کھل جاتا حال طلسم کشا کا ظاہر ہوجاتا میناے جادو بھی قتل کے بیچ جاتی اسکی جان بھی مفت نہ جاتی اب یہ ہوا کہ نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ دشمن کیسے قہقہہ لگاتے ہونگے خوشی مناتے ہونگے یہ سنکر صندلان شاہ سیلاب خونریز جادو کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تو طرف ملک خاقانیہ کے جا اور ہمارا پیام خاقان روشن دل سے کہنا کہ یہ کیا حرکت تھی کہ تمنے ہمارے دشمن کو رہا کیا لہذا بہتر یہ ہے کہ اسے اسیوقت ہماری خدمت مین حاضر کرو ورنہ انجام اسکا اچھا نہو گا تمام شہر خاقانیہ کو جلا دونگا ساری سحر ساحری بھلا دونگا اسیوقت مع فوج جانب خاقانیہ روانہ ہو

لیکن اب حال شہر خاقانیہ کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ خاقان روشن دل تخت سلطنت پر بیٹھا ہو گرد و پیش ارکین سلطنت کا مجمع ہو انتظار ہو خاقان روشندل

کو التہاب جادو کا کر یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ چمک کر زمین پر آیا دیکھا کہ شق ہوا اور التہاب جادو
مع شاہزادۂ رستم ثانی نمودار ہوا راہ مین جاتے سے نکالکر التہاب جادو نے رستم کو ہوشیار کر لیا تھا یہ
دیکھکر خاقان روشن دل تخت سے اُتر پڑا سب اہل دربار پیشوائی کو بڑھے خاقان نے سلام کیا رستم ثانی
نے جواب سلام دیا مزاج پرسی کی خاقان نے عرض کی کہ یہ تخت و تاج حاضر ہو لائق اسکے حضور ہی ہین مین
آپ کے سامنے تخت پر نہین بیٹھ سکتا رستم ثانی نے جواب دیا کہ مجھے خواہش تاج و تخت نہین مین ایک مرد سپاہی
ہون اور ای خاقان اگر پروردگار عالم نے چاہا تو یہ تخت و تاج کیا ہی تحقیق طلسم صندل کا تخت نشین کرونگا
یہ فرماکر بازو خاقان کا پکڑا اور فرمایا ہمارے سر کی قسم تم تخت پر بیٹھو میرے واسطے ڈنگل بچھوا دو خاقان
نے ڈنگل یاقوت نگار منگوایا اور رستم ثانی کو ڈنگل پر بٹھایا رستم ثانی نے کہا اے خاقان مین تمہارا نہایت
ممنون احسان ہون کہ تمنے میری رہ کے بیکڑون کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ طلسم صندل سے بگاڑی خاقان نے
عرض کی کہ اگر جان میری آپکے کام آجائے تو جانون کہ خیر آج کچھ کام ہوا ورنہ مین تو نہین عرض کر سکتا کہ مین نے
کوئی کام کیا خیر اگر آیندہ انشاء اللہ جو سخت مرحلے ہین وہ در پیش ہونگے تو آپکو میری جان نثاری کا حال معلوم ہو جائیگا
غرضکہ تا دیر باتین رہین خاقان روشن دل نے حکم جشن دیا تیاری جشن ہونے لگی اور ایک ایک نامہ پاس مسود طلب
جادو و محروق جادو و ملک چماق آتش فروز جادو کے روانہ کیا کہ بجشن رہائی شاہزادۂ زمان رستم ثانی
نوجوان کی خوشی کا جشن کیا ہی لہذا آپ لوگ بھی اگر شریک جشن ہون ایلچی نامہ لیکر طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ
ہوا لیکن رستم ثانی نے ایک آہ سرد کھینچی خاقان نے عرض کی ای شہریار سبب آہ کھینچنے کا نہ کھلا رستم ثانی
نے کہا ای خاقان مجھے اسوقت ایک تو خیال اپنے رفیق قدیم شبرنگ بن عمرو کا آیا کہ وہ بغیر میرے
نہایت پریشان ہوگا دوسری یاد ملکہ صنم بادلہ پوش کی آئی کہ پہلی بار جب مین اسیر ہوکر گیا ہون تو
اُس یار وفا شعار نے مجھے رہا کروا دیا اپنے باغ مین بلایا کچھ دیر کی صحبت رہی بعد اسکے سرداب جادو
کے ہاتھ مجھے بیرون طلسم بھجوا دیا مین نہین جاتا تھا اُس یار جانی نے میری محبت مین غم فرقت اُٹھانا
قبول کیا میرا مارا جانا قبول نہ کیا اب نہین معلوم کہ یہ راز فاش ہونے کے بعد اُسپر کیا گذری بادشاہ طلسم
نے اُسے قید کر لیا یا اسکے دشمنون کو ہلاک کیا خاقان نے عرض کی کہ ای شہریار عالیوقار آپ نہ گھبرائیے
انشاء اللہ مین دونون فکرین کرتا ہون منتر شبرنگ کو بھی بلوائے لیتا ہون اور صنم بادلہ پوش کی
حفاظت کی بھی فکر کرتا ہون یہ تو معلوم ہی کہ صنم بادلہ پوش ابھی تک خیر و عافیت سے ہین مگر ان سے
ملاقات ناممکن ہوگیا ہی میرا ایک دوست باشندگان طلسم صندل سے ہی کہ نام اسکا سعید سالک ہی مرد درویش
اور خدا پرست ہی لیکن راز اُسکا ہرکسی پر ظاہر نہین ہو آپ نے اُسکو مجھے دین اسلام کیطرف متوجہ کیا لیکن مین نے بسبب
خوف جان کے منظور نہ کیا دل سے مطیع اسلام رہا کیونکہ اگر مسلمان ہو جاتا تو سلطنت ترک کر دینا ہوتا اور جب ہم ترک
کر دیتا تو خاقان طلسم صندل یہ ملک بھی چھین لیتے اور مجھے قتل کر ڈالتے اب یہ ارادہ رکھتا ہون کہ جب پروردگار
عالم آپکو اس طلسم پر فتح دیگا اور کوئی خدشہ باقی نہ رہجائیگا اُسوقت بالاعلان مذہب اسلام کو اختیار کرونگا
الحاصل مین ایک نامہ سعید سالک کے نام لکھتا ہون اگر کوئی وقت سخت دیکھین گے تو یقین ہی کہ بادشاہ
طلسم سے ملکہ کو چھین لین گے اور بادشاہ طلسم انکا کچھ کر نہین سکتا ہی یہ کہکر ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے
لکھکر پاس سعید سالک کے روانہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ آپکو بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ طلسم کشا

پہونچا اور کئی مرحلے اسنے شکست کیے بالفعل وہ میرا مہمان ہی لیکن معشوقہ اُسکی دختر صندلان شاہ نہین معلوم
کس حال پر ملال مین ہی لہذا آپ کو تحریر کیا جاتا ہی کہ از راہ عنایت قدیمانہ دختر صندلان شاہ کو میری
دختر تصور فرمایئن اور اُسکا خیال رکھیے گا الراقم خاقان روشن دل ایک ساحر یہ نامہ لیکر طرف سعید جالک
کے روانہ ہوا اور ایک ساحر کو کہ نام اسکا طیران جادو تھا حکم دیا کہ تو جا اور شبرنگ بن عمرو عیار شاہزادہ
رستم ثانی کو لے آ طیران اسیوقت پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوا

لیکن اب چند کلمے داستان شبرنگ بن عمرو کے بیان ہوتے ہین

کہ جب شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کو غول بھگا کر لیگیا تھا اور شاہزادہ گم ہوا تھا وقت مین شاہزادہ
والاتبار کے دن رات رونے کے کام تھا لیکن دل نہ لگتا تھا آخرکار ایک روز جو زیادہ جی گھبرایا لشکر سے تنہا نکلکر
صورت اپنی ایک درویش کی بنائی اور صحرانوردی اختیار کی کبھی کسی کوہ پر بسر کردی کبھی کسی صحرا مین پھر کر گذار دی
جب شب ہوگئی درخت پر مچان باندھکر آرام کیا صبح کو پھر معروف صحرانوردی ہوا اسی حال پر ملال مین اسکو پھرتے
پھرتے عرصہ ایک ماہ کا گذر گیا حسب الاتفاق ایک صحرا مین جاتے جاتے ایک چشمہ نظر آیا اسپر بیٹھکر پانی پیا اور
منھ دھویا کہ یکایک ایک ہوا سے تند چلی اور ایک دیو سر جھاڑ منھ پھاڑ سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور آواز دی کہ
ای آدمزاد کیا تو نہین جانتا تھا کہ یہ مسکن ہمارا ہی پھر کیا سمجھ کر ادھر آیا شبرنگ نے جواب دیا کہ مجھے نہین معلوم
تھا اب کبھی ادھر نہ آؤنگا دیو نے کہا کہ اب مین تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون بہت بھوکا ہون مین آنکھین بند کرکے
منھ کھولے دیتا ہون تو اور منھ مین میرے کود پڑ نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ پلپلا پلپلا کر کھا جاؤنگا شبرنگ
ہر چند منتین کرتا ہی مگر دیو نہین مانتا اب شبرنگ نے بلک کر دعا کی کہ اے کس بیکسان وای داعی
ہر جان ای داد رس ای فریاد رس اس حال پر ملال مین اسوقت سوا تیرے کون مددگار ہی کہ یکایک ایک
برق سی چمکی اور ایک پنجہ گرا شبرنگ کو اٹھا کر لیچلا دیو نے آواز دی کہ او سرکش تو کون ہی جو مجھے غصہ
دلا کر چلا میرے سامنے سے میرے شکار کو لیے جاتا ہی آواز آئی کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ مفت میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا دیو نے برا بھلا کہنا شروع کیا بس اسیوقت ایک برق چمک کر گری کہ دیو کے دو ٹکڑے
ہوے اور آواز آئی کہ منم طیران جادو فرستادۂ خاقان روشن دل لیکن شبرنگ حیران ہی کہ یہ کون شخص
ہی مین تو اسے پہچانتا نہین لیکن پنجے نے لاکر ایک کوہ پر اتارا شبرنگ متوحش ہوا تھا بیہوش ہو گیا تھا جو
آنکھ کھلی سامنے ایک ساحر کو دیکھا کہ جوڑی سحر کی زربفتی لگی ہوئی ہی گلے مین مالا مونگے کا پڑا ہوا ہی پیشانی پر قشقہ
کھنچا ہوا ہی شبرنگ دل مین سوچا کہ یہ سب علامتین کفر کی ہین معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی کوئی دشمن ہی کافر ہمارا
کیون دوست ہونے لگا شاید قضا مین کچھ دیر تھا کہ اسوقت دیو سے اسنے بچایا لیکن سوا پروردگار کے کون
بچانیوالا ہی طیران جادو نے کہا کہ نام آپکا کیا ہی شبرنگ نے کہا مجھے درویش صحرانورد کہتے ہین طیران جادو
ہنسا اور کہا آپ مجھ سے کیون خوف کرتے ہین مین دشمنون مین سے نہین ہون مجھے آپکے آقا رستم ثانی
نے آپکے تجسس کے لیے روانہ کیا تھا اگر مہتر شبرنگ بن عمرو آپ ہی ہین تو چلیے کہ اُس شہریار عالیوقار
نے آپکو یاد کیا ہی جسوقت شبرنگ پر یہ راز ظاہر ہوا اسوقت دوڑکر طیران جادو کے گلے لپٹ گیا
اور کہا اے برادر ہان میرا نام شبرنگ ہی مجھے نہ معلوم تھا کہ تم دوستون مین سے ہو کیونکہ طریقہ تمھارا
کفار سے ملتا ہوا ہی اور ہم لوگ اہل اسلام ہین اور کفار اہل اسلام مین دوستی ہو نہین سکتی طیران جادو

نے کہا کہ بیشک میں مسلمان تو نہیں ہوں لیکن جب میرا آقا ولی نعمت یعنی شہنشاہ خاقان روشن دل مطیع
اسلام ہوا اور غلامی رستم ثانی کی منظور کی تو مجھے کہاں عذر ہو سکتا ہے یہ سنکر بعد بغلگیر ہونے کے طیران جادو
نے کہا کہ تمھارا آقا اسیر ہو کر جاتا تھا التہاب جادو وزیر خاقان روشن دل نے اُسے قید سے چھڑوایا اب
اُسی خوشی کا جلسہ ہے اور کل سے وہ جلسہ شروع ہوگا اور تین روز تک جشن رہیگا لہذا میں چاہتا ہوں کہ کچھ کھانے
پینے کا انتظام کر لوں تو آپ کو لیکر طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوں یہ کہکر طیران جادو تو کھانا پکانے میں
مصروف ہوا شبرنگ بن عمرو سیر صحرا کرنے لگا حسب اتفاق اس طرف سے بدخشان جادو خواہر
رخشان جادو کا تخت سحر اُڑا ہوا جاتا تھا جیسے ہی رخشان جادو ماری گئی اُسنے دیکھا کہ اب طلسم ریستاں
سخت ہے یہ طلسم صندل سے نکلکر واسطے چلہ کشی کے اپنے ملک شہر بدخشانیہ کو جاتی تھی چند انیسیں جلیسیں
ساتھ تھیں آپسمیں باتیں ہوتی جاتی تھیں کوئی کہتی تھی سنا ہے خاقان روشن دل طلسم کشا کا شریک
ہو گیا بڑا غضب ہوا کیونکہ خاقان ہمپایہ صندلان شاہ ہے کسیطرح سحر و ساحری میں کم نہیں ہے کسی نے کہا
کہ ہاں سنتے تو ایسا ہی ہیں مگر کیا معلوم جب سامنا ہو تو حال کھلے کہ کون زبردست اور کون کمزور ہے کہ یکایک
نظر بدخشان جادو کی کوہ پر پڑی دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا جو کہ دے رہا ہے بدخشان جادو نے تخت کو تا زمین
تخت بالائے کوہ آیا پوچھا بدخشان جادو نے کہ تو کون ہے طیران جادو کہ یہ بھی ملازم خاقان ہے بھلا یہ کسی
کی کیا حقیقت سمجھتا ہے جواب دیا کہ تو کون ہے بدخشان جادو نے کہا شامتیں آئی ہیں جو مجھسے تو انکار کرتا ہے
طیران جادو نے کہا پہلے تو نے مجھے سخت کہا یا میں نے بدخشان جادو نے کہا کہ تو میرا ہمسر بنتا ہے طیران نے کہا
کہ ہمسر تیرے دماغ درغن ہو نگے میں کیوں ہونے لگا تو اپنی شکل تو دیکھ بدخشان جادو نے غصہ میں آکر گولہ فولادی
مارا طیران نے اسم سحر پڑھکر سپر اُٹھائی گولہ رد ہوا طیران نے تیغ سحر مارا بدخشان نے چاہا رد کردوں ممکن نہوا
بازو پر زخم آیا آواز دی کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ مجھ ایسی ساحرہ کو زخمی کیا طیران نے کہا میں غلام خاص
ہوں شہنشاہ خاقان روشن دل کا تیری حقیقت کب سمجھتا ہوں بس یہ سنا تھا کہ بدخشان جادو نے
کہا کہ میں کب چھوڑتی ہوں تجھکو اگر تو رفیق خاقان ہے تو بھیر بارے نہ چھوڑونگی کیونکہ وہ شریک طلسم کشا ہوا
ہے اور ہم لوگوں کا دشمن ہے یہ کہکر کمند سحر نکالی یہ کمند پاس بدخشان جادو کے تحفہ جات طلسمی سے ہے ساحر
اس کمند کو توڑ نہیں سکتا اور یا سامری کا نعرہ کر کے طیران جادو پر ماری طیران یہ نہ سمجھا تھا کہ کمند تحفہ
جات طلسمی سے ہے نام اس کمند کا کمند جمشیدی ہے جانتا تھا کہ بزور سحر کمند کو توڑ ڈالونگا لیکن حلقے کمند کے
جو کہ گلے میں پیوست ہوتے ہیں لاکھ زور کیا ہزار سحر پڑھا کچھ نہو سکا کسی افسوں نے کام نہ کیا بدخشان
جادو نے نعرہ کر کے مشکیں طیران کی باندھیں شام ہو چکی تھی انیسوں جلیسوں نے کہا کہ اے ملکہ عالم فضا
اس بیابان کی اچھی معلوم ہوتی ہے یہ کوہ بھی نہایت خوشنما ہے اگر مناسب ہو تو چندے یہیں سکونت اختیار کیجیے
بدخشان جادو نے منظور کیا بارگاہ برپا ہوئی جام بادۂ ناب گردش میں آیا اب شام ہو چکی تھی جلوہ لیلی شب کا
دیکھکر سپہر گردوں مجنوں وار گرد پھر رہا تھا طائر اپنے اپنے آشیانوں پر جا کر پنہاں ہوئے صحرا میں سناٹا ہوا
ہول و ہیبت بڑھنے لگی شبرنگ سیر صحرا کر کے پھرا یہ سب تماشے ایک درخت کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا تھا جو نہیں
دیکھا کہ طیران جادو گرفتار ہو گیا نہایت پریشان ہوا لیکن ایک مکر دل میں تجویز کر کے صورت اپنی ایک طفل میں
کی بنائی اور گویوں کیطرح چنگ ہاتھ میں لیا اور زیر کوہ بیٹھکر گانا شروع کیا یہاں بدخشان

نے گرفتاری طیران کی خوشی مین بزم عیش آراستہ کی ہو جام شراب ناب کو گردش ہو طیران جادو ستون سے
بندھا ہوا ہو بدخشان جادو شراب پیتی ہو اور طیران پر پھبتی ہو طیران نگاہ یاس سے دیکھکر رہجاتا ہو
دل مین کہتا ہو کہ پروردگار یہ مین کس بلا مین پھنس گیا اس حال پر ملال کی کسکو خبر ہو کوئی اتنا بھی تو نہین
کر جاکر میرے شہنشاہ سے خبر کرے لیکن سب سامان تو بدخشان جادو نے مہیا کر لیے تھے کوئی گانیوالا اچھا
نہ تھا جو اسکے ساتھ والیان تھین وہی ڈھولک پیٹ رہی تھین گاتی کیا تھین اپنی جان کو رو رہی تھین کہ
یکایک جانب صحرا سے آواز گانے کی آئی بدخشان جادو نے کان کھڑے کیے کہ اس صحرا مین کون گانیوالا
آنکلا کیسی اچھی سریلی آواز ہو ایک کنیز سے کہا کہ اری جا تو سہی دیکھ یہ کون گا رہا ہو ہمارے پاس لے آ خداوند
تمثال آئینہ رو نے مہربانی کی کہ میری محفل سونی تھی اپنی قدرت سے اس صحرا مین سے ایسی گانے والی کو بھیجدیا
ایک کنیز اٹھکر زیر کوہ آئی دیکھا کہ ایک طفل ماہ جبین نہایت حسین گوشوارے کانون مین پڑے ہوے وہ بھی
عجب حسن دے رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہو کہ آفتاب کے گرد دو ستارے چمک رہے ہین چنگ بجا بجا کر
جھوم جھوم کر گا رہا ہو تمام صحرا مین سناٹا پڑا ہو دشت دور سے آواز ساز چلی آتی ہو کنیز نے سامنے آتے ہی
کہا اے لڑکے تیرا کیا نام ہو تو کہان سے آتا ہو چل تجھے ہماری ملکہ بلاتی ہین یہ لڑکا اٹھکر ساتھ ہوا کنیز ساتھ لیے ہوے
بارگاہ مین آئی لڑکے نے جو بدخشان جادو کو مسند پر جلوہ گر دیکھا سلام کیا ہاتھ اٹھا کر بطور گویون کے دعا
دی کہ اعلے اعلے مراتب رہین بدخشان نے جو صورت دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوگئی سن اس قحبہ کا ڈھائی
سو برس کا ہو یہ بچہ پندرہ برس کا ہو پوچھا کیا نام تمہارا ہو لڑکے نے جوابدیا کہ مجھے شیبور چنگ نواز کہتے ہین
بدخشان جادو نے کہا اس صحرا مین کیونکر آنا ہوا شیبور نے کہا اسے نہ پوچھیے اگر کہونگا تو خلاف ادب ہوگا
بدخشان نے کہا ہم اجازت دیتے ہین تو کہ شیبور نے کہا کہ مان اس شخص کی ناہید چنگ نواز ہو اسکی
صورت سے حضور کی صورت نہایت مشابہ ہو مین اسی کے ساتھ اس صحرا مین آیا تھا وہ مجھے ایک درخت کے
تلے بٹھا کر پانی پینے کو گئی تھی پھر پلٹ کر نہ آئی تین روز سے مین اسی صحرا مین تباہ ہون درختون کی پتی کھا کر بسر کرتا
ہون چشمے سے پانی پی لیتا ہون نہ تو راہ معلوم ہو کہ اپنے وطن کو جاؤن نہ پاس ہے اور نہ مددگار ہے اسوقت پھوپی کی
یاد مین اپنے حال زار پر رو رہا تھا آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ ساز سے بھی آواز فغان نکل رہی تھی بدخشان جادو نے کہا
تو نے اس سن مین ایسا کمال کیونکر حاصل کیا شیبور چنگ نواز نے عرض کی کہ حضور یہ تو ہماری گھٹی مین پڑا
ہوا باپ دادا کا پیشہ ہو ہماری تو ہڈی بولتی ہو اور جو کچھ آپ نے سنا یہ گانا کیا تھا رونا تھا ہان اگر دل ٹھکانے ہو تو پھر
بدخشان جادو نے کہا کہ تو بھی کوہان کچھ بلکہ چاہیے تو وہ ہمارا رشتہ جوڑے کہ اور محبت دونی ہوجاے قند مکرر کا
لطف دکھاے شیبور نے کہا ایسا بھی ہوتا ہو بہت اچھا تو مین آپکو جو یاد ہو عرض کرون بدخشان جادو نے
ہنسکر اپنی جلیسون سے کہا کہ دیکھتی ہو کیسی بھولی بھولی باتین کرتا ہو کہ دل لیا جاتا ہو غرضکہ بدخشان جادو نے
کہا اے شیبور کچھ گاؤ شیبور نے عرض کی بہت خوب چنگ کو درست کرکے ایک غزل موافق وقت

[illegible] **غزل**
جسم مین لگی ہو جا بجا بجھتے ہین ہم
ہنستے ہین دم بھر تو پہرون بیٹھکے روتے ہین ہم
پوچھنا خود حال انکا اور نہ ہونا یقین

دل دیا تھا یون ہے جب سے بے کل ہو رہا
ہاتھ اب دونون سے دل سے دھو بیٹھے ہین ہم
خواب مین انکا کہ دل لین کر لیتے ہین دھیان
ذکر آجاتا ہو جب کیا کیا مچل جاتے ہین ہم

تم نہ سر بدھ کے پہرون بیچ مین ہیں
پاس کب ہو فکر مین دہر کوئی خوشی
اور تھوڑا سا جگا کر بخت کو سوتے ہین ہم
اپنی حسرت پر رلایا ہو کسی سفاک کو

اُسکے دامن سے لہو کا داغ خود دھوتے ہیں ہم
اشک بھی بہتے نہیں کیونکر لگی دل کی بجھے
کچھ سمجھ کر اسکو اپنے ہاتھ سے کھوتے ہیں ہم
ہاتھ ملتا ہون جو وہ دست حنائی کرکے یاد
نیند بھر جاے تو آنکھیں گے ابھی سوتے ہیں ہم

بار بار اٹھ اٹھ کے اُسکے بزم سے ای اضطراب
دل جلاتا ہی جو وہ تقدیر کو روتے ہیں ہم
دیدۂ گریان ہمارے آبلون سے کم نہیں
جیتے جی ہین دلکی امیدین لہو ہوتے ہیں ہم
اس سے پیدا ہو نخل مراد ای آرزو

غیر کیا خود اپنی نظروں میں سبک ہوتے ہیں ہم
پاس جب دل ہی نہو کاہے کو پہنچے گی کسے
تیغ طرح دیتا ہی جو کوئی تو ہنسکر روتے ہیں ہم
ہجر کی راتون کے جاگے ہیں ای شور نشور
تو دانے اشک کے امید پر بوتے ہیں ہم

کچھ اس سوز و گداز سے یہ غزل شیپور نے گایا کہ بدخشان جادو جھومنے لگی سب انیسین جلیسین ہوگئین ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی بارگاہ بھر مین سناٹا تھا طیران جادو جو ستون سے بندھا کھڑا تھا کہ رہا تھا کہ اس سن مین یہ کمال بڑا طبیعت دار لڑکا ہی لیکن شیپور نے چنگ ہاتھ سے رکھکر پوچھا کہ ای ملکۂ آفاق یہ کون شخص ہی جو مجرمون کیطرح ستون سے بندھا ہوا ہی بدخشان جادو نے کہا تجھ سے کیا بیان کرون تو کیا جانے یہ کون ہی اور مین کون ہون شیپور نے عرض کی کہ اگرچہ نہین جانتا ہون جب آپ بتا دینگی تو جان جاؤنگا بدخشان جادو کو اس سے محبت ہوگئی ہی دل مین اسکے خدا جانے کیا کیا تمنائین بھری ہوئی ہین انیسون جلیسون کو اشارہ کیا وہ تو اٹھ اٹھ کر کوئی پیشاب کے بہانے کوئی پاخانے کے بہانے کوئی کسی حیلے سے کوئی کسی نقریب سے اٹھکر راہی ہوئین ایک علحدہ خیمہ تھا اسمین جا کر قیام کیا لیکن بدخشان جادو نے تخلیہ پاکر شیپور چنگ نواز کو قریب بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا پوچھکیا پوچھتا ہی شیپور نے کہا کہ مجھے اسکی حقیقت سے اور اپنے حال سے آگاہ کیجیے بدخشان جادو نے کہا کہ نام اسکا طیران جادو ہی ملازم ہی خاقان روشن دل کا اور خاقان روشن دل سے اور ہمارے بادشاہ صندلان شاہ جادو سے دشمنی ہوگئی ہے خاقان شریک ہوا ہے طلسم کشا کا اسی وجہ سے مینے اسے گرفتار کیا ہی شیپور نے کہا کہ دشمن کو گرفتار رکھنا کونسی عقل ہے اگر کوئی چھڑا لیجاے اسکو اس سے قتل کیون نہ کرڈالا بدخشان جادو نے کہا تو نے بڑی مشکل کی بات پوچھی وجہ اسکی یہ ہی کہ یہ ساحر نہایت زبردست ہی مین اسے قتل کر نہین سکتی اور نہ یہ گرفتار ہو سکتا تھا اگر کمند جمشیدی میرے پاس نہوتی تو یہ گرفتار ہوتا اب نہ اسکا سحر تاثیر کر سکتا ہی کہ یہ کمند سے نکلے نہ میرا سحر تاثیر کر سکتا ہی کہ اسے قتل کرون کیونکہ کمند درمیان مین حائل ہی ہان کوئی غیر ساحر ہوتا سے قتل کرے شیپور نے کہا کہ پھر مین قتل کرڈالون بدخشان جادو نے کہا تجھے اختیار ہی شیپور نے کہا کہ اچھا خیر دیکھا جائیگا صبح کو قتل کیجیے گا بدخشان جادو نے کہا تم جانو یہ نکلکر تو کہین جا نہین سکتا نہ کوئی اسے چھڑا سکتا ہی کیونکہ یہ کمند اس سے بغیر میرے حکم کے علحدہ نہین ہو سکتی شیپور نے کہا کہ جب یہ تحفہ طلسمی ہی تو آپ کے محکوم ہونکی کیا وجہ بدخشان جادو نے کہا اسمین ایک راز ہی اسے نہ پوچھو شیپور نے تیوریان چڑھائین اور کہا کہ کیا آپ مجھے دشمن جانتی ہین جو نہین بیان کرتین بدخشان جادو نے دیکھا کہ یہ رنجیدہ ہوتا ہی دل سے مرتی ہی کہا ای جان جہان تجھ سے مین نہین چھپاتی لیکن جب مین نے تجھ سے بیان کیا تو یہ بھی سمجھیگا شیپور نے کہا سنیے گا تو کیا کر سکتا ہی صبح کو تو قتل ہو جائیگا نہ چھوٹ سکتا ہی نہ کوئی اسے چھڑا سکتا ہی بدخشان جادو نے کہا کہ اگر کوئی شخص مجھے قتل کرے اور کلیجہ میرا نکالکر جمشید کی نذر دے اور اس کمند مین اس کلیجے کو ملکر جلا کر اُسی کا بخور دے تو یہ کمند اُسکے تابع ہو سکتی ہی ورنہ غیر ممکن ہی یہ سنکر شیپور دل مین نہایت خوش ہوا لیکن بدخشان جادو نے بیتاب ہوکر شیپور کو اپنی آغوش مین کھینچا بوسہ لینے کا قصد کیا

یہ معلوم ہوا کہ دہن کیا کھلا گویا سنڈاس کا دروازہ کھل گیا شیپور کا دماغ پھٹنے لگا کہا ای ملکہ ان ٹھنڈھی
گرمیوں سے کیا فائدہ کوئی لطف نہیں دو ایک جام شراب کے نوش کیجیے پھر دیکھا جائیگا میں ساقی گری خوب
کرتا ہوں **بدخشان جادو** نے کہا کہ سب سامان مہیا ہے پھر کیا دیر ہے شیپور اٹھکر قریب جام و صراحی
کے آیا جام بادۂ گلرنگ سے لبریز کیا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا ناچتا ہوا کبھی جام سر پر رکھا کبھی شانے
پر کبھی ہاتھ پر لیلیا اسطور سے سامنے **بدخشان جادو** کے آیا جام پیش کیا **بدخشان جادو** نہایت خوش
ہو کر ایسا معشوق طرحدار ملا کہ گانا بھی خوب جانتا ہے ساقی گری بھی اچھی کرتا ہے صورت بھی ایسی ہے کہ باید
اور شاید خوش ہو کر جام ہاتھ سے لیکر پیا اور برہنگی آواز دی شیپور نے دوسرا جام لبریز کیا اور آنکھ بچا کر بنگ
سرکاری آمیز کر دیا اور پھر اسیطرح ادا میں ساقی گری کی دکھاتا ہوا رنگ نشہ کا جماتا ہوا سامنے آیا جام دیا
اسیطرح کئی جام **بدخشان جادو** کو دیے اور اس بدمست نے بے اندیشۂ انجام پیے اب شیپور سے کہا
کہ تو بھی پی شیپور نے کہا اچھا میں بھی پیتا ہوں **طران** یہ کرتب دیکھ رہا تھا دلمیں کہتا تھا کہ کس بلا میں پھنسے
یہ بیحیا ایسی بیہودگی کر رہی ہے اور مجھے مجبوری سے دیکھنا پڑتا ہے یہ کلاونت بچہ نہیں معلوم شامت کا مارا کہاں سے
آنکلا چند ہی روز میں یہ تجربہ ہے چوس لیگی لیکن شیپور نے کہا اے **بدخشان جادو** تو نے مجھے پہچانا **بدخشان**
نے کہا میں نشہ میں ایسی بیخود نہیں ہوتی ہوں کہ بھول جاؤں تو یار جانی محبوب جادو دانی **شیپور چنگ نواز** ہے
شیپور نے کہا میں شیپور نہیں ہوں میں ملک الموت تیری جان کا ہوں **بدخشان جادو** نے کہا معشوق جتنے ہیں
سب ملک الموت ہوتے ہیں شیپور نے کہا او مردار خوار تو اپنی شکل تو دیکھ میں تیرا معشوق نہیں بنتا میں
اپنے گھر جاتا ہوں تیری صحبت سے تنہائی صحرا بہتر ہے یہ کہکر بھاگا **بدخشان جادو** اٹھکر واسطے پکڑنے کے
دوڑی ہی اٹھنا تھا کہ جھونکا ہوا کا جو لگتا ہے بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگیں اوپر بیہوش ہو کر گری
لڑکے نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ منم **شبرنگ بن عمرو** کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی
یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچا اور **بدخشان جادو** کو ذبح کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ عیاذاً باللہ یہ معلوم ہوا کہ تمام زمین
پر زلزلہ آگیا بارگاہ میں آگ لگ گئی خاک اڑی آندھی چلی بجلیاں چمکیں آتشبازی دیر تک جاری ہوئی بعد کچھ دیر
کے پیر اپنے خاک اڑا کر شور مچا کر چلے گئے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من **بدخشان جادو** بود حیف صد حیف بمایہ امید
و مطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے جو روشنی ہوتی ہے دیکھا کہ نہ بارگاہ ہے نہ وہ انیسیں جلیسیں ہیں لاش ایک
ڈھائی سو برس کی بڑھیا کی پڑی ہوئی ہے چہرے کا رنگ سیاہ ہے تمہ بیستار کے داغ آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئیں
طران جادو کمند سے بندھا ہوا بے بس پڑا ہے **شبرنگ** نے جلدی سے سینہ **بدخشان جادو** کا چاک کیا
اور کلیجہ نکالکر کمند میں ملدیا اور کہا اے کمند علیحدہ ہو جا **طران** سے کمند فوراً علیحدہ ہوئی **شبرنگ** نے آتش
افروزی کر کے کلیجہ اسکا جلا کر کمند کو پھونک دیا اور قبضے میں کیا **طران جادو** لپٹ گیا اور کہا اے برادر کیا کام
کیا ہے اگر آپ نہ ہوتے تو جانبری مشکل تھی واقعی میں کہ پروردگار نے جامہ عیاری کا آپ ہی کے جسم پر
قطع کیا تھا **شبرنگ** نے کہا یہ کیا عیاری تھی اب انشاء اللہ تمہارے ساتھ ہی چلتے ہیں **طلسم صندل**
میں ہماری عیاریوں کا مزا دیکھنا غرضکہ **طران جادو** نے بساط سحر تیار کیا اور بٹھا کر **شبرنگ بن عمرو** کو روانہ
ہوا ادہر بارگاہ **خاقان** میں صبح کا وقت ہے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہیں **رستم ثانی** ذکل صاحبقرانی
پر متمکن ہیں اور ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہے تیاری جشن ہو رہی ہے آج شام سے جشن شروع ہوگا

کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا سب نگران تھے کہ یکایک وہ ابر اُتر کر صحن
بارگاہ مین آیا دیکھا کہ طیران جادو ہی اور پہلو مین کوئی اور شخص ہی خاقان سمجھا کہ رفیق شاہزادہ
رستم ثانی یہی شخص ہوگا لیکن شبرنگ نے دیکھا کہ ایک دربار عالیشان ہی ایک بادشاہ
جلیل القدر تخت شوکت پر متمکن ہی وزرا امرا گرد و پیش جمع ہین ڈنگل صاحبقرانی پریباً آفتابِ
نامدار جلوہ افروز ہی شبرنگ نے پہلے رستم ثانی کو سلام کیا پھر خاقان روشن دل کو تسلیم بجالایا اور
لوگون پر عام سلام کیا رستم ثانی نے اٹھکر شبرنگ کو گلے سے لگایا طیران جادو نے تمام معرکہ دیو کا بیان کیا اور
گرفتار ہونا اپنا اور عیاری شبرنگ کی اور پھر چھوٹنا ہاتھ سے بدخشان جادو کے سب بیان کیا خاقان روشندل
نہایت مسرور ہوا غرضکہ شام ہوئی بارگاہ جو واسطے جشن کے آراستہ کی گئی تھی اسمین روشنی ہونے لگی خاقان روشن دل
مع شاہزادہ رستم ثانی و دیگر امراے سلطنت مع التہاب جادو و سکان فلک رفعت وغیرہ اگر مسند پر بیٹھے
بلور آسمان شگاف پسر خاقان منتظم ہوا تنے مین ملکہ ناہید سیمتن کی سواری آئی یہ دختر تھی خاقان روشن دل
کی جیسے ہی نظر رستم ثانی کی ناہید پر پڑی دیکھا کہ ایک آفتاب محشر نمودار ہی مگر رستم ثانی نے نگاہ نیچی کرلی کہ
خاقان دوست ہی یہ اسکی بیٹی ہی اپنے چشم خود سے دیکھنا ٹھیک نہین مبادا طبیعت کے بے ترکیب ہو جائے
دل پر کسیکا اختیار نہین ہی ادھر ناہید نے جو رستم کو دیکھا کہ ایک جوان معقول و حسین ہی محبت نے رستم کی
اسکے دلمین گھر کیا مگر کسی اور طرح کا لگاؤ طبیعت مین نہین آیا کیونکہ انتہا کی باعصمت و عزت ہی اسنے بھی
آنکھ اپنی نیچی کرلی خاقان نے دختر کو گلے سے لگایا پاس اپنے بٹھایا رستم ثانی کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ انھین
سلام کرو ناہید جھک کر تسلیم بجالائی رستم ثانی نے دعا دی خاقان نے بیٹھنے کی اجازت دی ناہید سلام کرکے
بیٹھ گئی اب ایک پہلو مین شاہزادہ رستم ثانی کے خاقان روشن دل ہی بعد اسکے ناہید سیمتن ہی
دوسرے پہلو مین بلور آسمان شگاف پسر خاقان ہی کہ یکایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ محروق
جادو حاضر ہین اور امیدوار باریابی ہین خاقان نے دو چار ساحرون کو واسطے استقبال کے روانہ
کیا مثل التہاب جادو وغیرہ کے یہ سب گئے اور محروق جادو کو لائے محروق نے خاقان
کو سلام کیا رستم ثانی کی قدم بوسی حاصل کی بعد اسکے خبر آئی ملکہ سرداب جادو دختر افراق جادو کی ہوئی
خاقان نے سکان فلک رفعت کو برائے استقبال بھیجا سکان بھی وزیر اعظم خاقان ہے
اور چقماق جادو وزیر صندلان شاہ ہی دونون ہمرتبہ ہین سکان گئے اور چقماق جادو و سرداب
جادو کو استقبال کرکے لائے اور جاے مناسب پر بٹھایا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی اب محفل عیش گرم ہوئی
صحبت رقص و غنا شروع ہوئی غرضکہ یہ جلسہ قریب صبح تمام ہوا دن کو سب نے استراحت کی رات کو پھر
جلسہ شروع ہوا انکو تو اسی ہنگامہ عیش و عشرت مین چھوڑیے

لیکن اب دو کلمے داستان ملکہ صنم بادلہ پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسنے خبر قتل رستم ثانی کی سنکر اپنی حالت تباہ کی تھی اور راز عشق ملکہ نوبہار کو بھی پوش پر ظاہر ہوگیا
تھا یہ باتون سے پاؤن باندھکر بیٹھی تھی جہان صنم بادلہ پوش اٹھنے کا قصد کرتی تھی ساتھ ہی نوبہار گوہر
پوش بھی اٹھتی تھی لیکن ملکہ اپنی جان سے تنگ تھی دل مین کہتی تھی کہ پروردگارا تو خبر بد اس شہریار جانبوقار
کی مجھے نہ سنانا ہاے کیا بے بسی ہی کہ جان بھی نہین دیسکتی ہر بار کہتی ہے کہ ہا ہی جان

جب مجھے مرنا ہر طرح منظور ہی تو آپ کبتک میری نگہبانی کیجیے گا یہانتک کہ جب قریب شام بعد مرنے
مینائے جادو کے راز فاش ہوا اور خبر مشتہر ہوئی کہ طلسم کشا کو وزیر خاقان روشن دل نکال لیگیا
اور بالعوض اُسکے مینائے جادو قتل ہوئی اُسوقت صنم بادلہ پوش نے سجدہ شکر کیا نوبہار گوہر پوش
بھی پاس سے صنم بادلہ پوش کے اٹھی صنم بادلہ پوش قدمون سے لپٹ گئی کہ باجی امان اِس راز
کو اپنے ہی تک رکھیے گا ایسا نہو یہ خبر والد ماجد تک پہونچ جائے تو قیامت برپا ہو نوبہار گوہر پوش
نے کہا کہ چھوکری کیا مجھے تو اپنا دشمن جانتی ہی لیکن حسب اتفاق دنیا مین ہر شخص کے دوست دشمن سبھی
ہوتے ہین ایک سوتیلی بہن صنم بادلہ پوش کی کہ نام اُسکا ملکہ اختر ماہ اندام تھا اس راز سے آگاہ ہوگئی
جیسے ہی صندلان شاہ اندر محل کے داخل ہوا اسنے ایک گوشے مین بیٹھکر رونا شروع کیا صندلان
شاہ جو دختر کو روتے دیکھا دل چین ہوگیا سبب گریہ پوچھا اختر ماہ اندام اور زار و قطار رونے لگی
صندلان شاہ نے گلے سے لگایا اور کہا ای فرزند آخر کچھ بیان کو کہ اختر ماہ اندام نے کہا کیا بیان کرون
مین دیکھتی ہون کہ گھر کے چراغ سے آگ لگا چاہتی ہی جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہو ہی جائیگا مین کیون بیان
کرکے اپنے سر بدنامی لون لوگون کو دشمن بناؤن صندلان شاہ نے کہا کوئی دشمن ہوگا تو تیرا کیا
کریگا تو بیان کر ماہ اندام نے سارا حال پوست کندہ ملکہ صنم بادلہ پوش کا عشق رستم ثانی
کے ساتھ بیان کردیا بس یہ سننا تھا کہ آتش غضب برافروختہ ہوئی اور وہانسے اٹھکر سیدھا باغ ملکہ مین
آیا دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہاتھون مین مہندی مل رہی ہی صنم بادلہ پوش نے جوقت سے سنا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی
زندہ ہین دلمین اپنے خوشی کی تھی ظاہری سامان بسبب خوف دشمنان کے کسیطرح کا نہین کیا تھا بس یہ دیکھتے
ہی صندلان شاہ نے آتے ہی آواز دی کہ کیون او شوخ دیدہ گیسو بریدہ جو ہمارا دشمن جانی ہوا اُسے
تو دل سے دوست رکھتی ہی کچھ اپنی اور ہماری رسوائی کا خیال نہین خیر دیکھ تو کیسی سزائے معقول
دیتا ہون۔ یہ کہکر رسن سحر سے مشکین صنم بادلہ پوش کی باندھین اور کھینچتا ہوا لیچلا یہ خبر مادر ملکہ کو
ہوئی وہ روتی پیٹتی دوڑی اِدھر نوبہار گوہر پوش کلیجا تھامے ہوے آئی کہ بڑا غضب ہوا
رسوائی بھی ہوئی اور جان بھی اِسکی مفت گئی لیکن صندلان شاہ نے کسی کی سماعت نہ کی ہرچند مادر
ملکہ کہا کی کہ میری لڑکی ایسی نہین ہی دشمنون نے تہمت رکھی ہی بلکہ اختر ماہ اندام نے ایسا بھر دیا
تھا کہ بادشاہ کو کسی کے کہنے کا یقین نہوا سب روتے پیٹتے رہگئے اور صندلان شاہ صنم بادلہ پوش
کو لیے ہوے ایوان شاہی مین آیا اور سیلان خونریز جادو کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد میدان
خونی تیار کرو اور اِس ننگ خاندان کو قتل کرو خبردار ہرگز عمر نا مین تینون حکمون کا ایک حکم دیتا
ہون کیونکہ شاید الفت پدری جوش کرے اور مجھے حال پر اُسکے رحم آجائے تو غضب ہوگا زندہ
رہنا اسکا بہتر نہین ہی بادشاہ کے گھر کی بات اور بادشاہ بھی اتنا بڑا آن واحد مین یہ خبر تمام طلسم مین
پھیل گئی کہ شاہزادی جرم عشق پر قتل ہوتی ہی کوئی تو حال پر ملکہ کے افسوس کرتا تھا کوئی کہتا تھا
کہ یہ ابتدائے شباب یہ حسن قاتل کا ہاتھ کیونکر اُٹھیگا کوئی کہتا تھا کہ ایسی ننگ خاندان کا مرنا ہی
بہتر ہی الغرض یہان تو ہلچل مچی ہوئی ہی تمام طلسم مین تہلکہ پڑا ہی ہر شخص افسوس و حسرت کے
کلمات زبان پر لاتا ہے اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی۔

لیکن اب چند کلمے نامہ دار شہنشاہ خاقان روشن دل کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہ نامہ لیے ہوئے پاس سعید سالک کے آیا سلام کیا سعید سالک سجادۂ عبادت پر بیٹھے تھے کہ الکن
جادو نامہ لیے ہوئے پہونچا سلام کیا نامہ دیا سعید سالک نے کہا بادشاہ کا مزاج تو اچھا ہے خیریت سے
ہیں الکن جادو نے عرض کی کہ حضور یہاں آپکی دعا سے خیریت ہے سعید سالک نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ آپکو
میں اپنا بزرگ جانتا ہوں لہذا از راہ شفقت قدیمانہ میرے حال پر ہمیشہ نظر توجہ چاہیے فی الحال شاہزادہ
رستم ثانی زینت بارگاہ سلیمانی حضور نے بھی سنا ہوگا کہ داخل طلسم صندل ہوئے تھے بالفعل میرے
یہاں مہمان ہیں لہذا امیدوار ہوں کہ قبل میں جو حضور مجھے تلقین دین اسلام فرمایا کرتے تھے لہذا وقت اسکا
قریب آپہونچا جوقت شاہزادہ و زمان طلسم پر فتحیاب ہونگے اسوقت میں دین خدا پرستی اختیار کرونگا اسوقت
یہ غرض درپیش ہے کہ ملکہ صنم بادلہ پوش دختر ملک صندلان شاہ معشوق شاہزادہ رستم ثانی ہے اگر
اسکا راز عشق افشا ہو جائے یا کسی طرح کی افتاد آ پڑے تو امیدوار ہوں کہ آپ بہت خیال رکھیے گا
اور اگر مناسب و ممکن ہو تو اسے قبضہ میں کرکے طلسم صندل کی سکونت کو ترک کرکے میرے ملک میں
تشریف لائیے سعید سالک نامہ پڑھکر بہت ہنسے اور الکن جادو کو جواب نامہ شوق کا تحریر
کرکے دیا کہ تم اطمینان رکھو تم بھی میرے بجائے فرزند کے ہو اور صنم بادلہ پوش بھی آج سے بجائے دختر
ہے اگر خدا پروردگار نے چاہا تو میں اسے لیکر بہت جلد آتا ہوں الکن جادو تو جواب نامہ کا لیکر اس طرف
روانہ ہوا اور سعید سالک نے ایک پتلا کاغذ کا کترا اور اسپر کچھ نقش لکھا کہ وہ پتلا اڑکر نظروں سے غائب
ہوگیا بعد کچھ دیر کے سعید سالک نے بوریا بدھنا سمیٹا اور طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوئے کہ انکا
بھی ذکر وقت پر کیا جائیگا

لیکن پھر اب حال طلسم صندل کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت میدان خونی تیار ہو چکا سیلان خونریز قصد ملکہ صنم بادلہ پوش کی لیے ہوئے میدان
خونی میں آیا اور ہاتھ تلوار کا سر صنم بادلہ پوش پر مارا کہ گردن کٹ کر علیحدہ ہوگئی بس گردن کا کٹنا
تھا کہ فوارہ خون کا نکلا ایک شعلہ جو ہو کر بنکر سر سیلان خونریز پر گرا کہ سیلان جلکر خاک ہوا آندھی چلی
خاک اڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیلان جادو بود حیف مردیم و جا ندادیم و بمطلب
خود نرسیدیم یہ دیکھنا تھا کہ سب متحیر ہوئے کیونکہ ملکہ علم سحر و ساحری مطلق نہ جانتی تھی پھر کیا وجہ کہ خون ملکہ
کا شعلہ بنکر گرا اور قاتل کو جلا کر خاک کر دیا کوئی تو کہتا تھا کہ یہ خون ناحق تھا ملکہ ہرگز خطاوار نہ تھی کسی نے
کہا کہ اس طلسم میں خونریزی کی سخت ممانعت تھی بادشاہ نے یہ ظلم روا رکھا یہ سبب ہے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ
کہتا تھا سب اپنی اپنی رائے کے موافق بیان کرتے تھے لیکن معلم کتابدار نے کتاب زرد وشتی دیکھکر بیان کیا
کہ اے بادشاہ صنم بادلہ پوش قتل نہیں ہوئی یہ کرشمہ سعید سالک کا تھا وہ صنم بادلہ پوش کو لیکر
طلسم سے نکل گئے اور یہ پتلا نقلی تھا جو قتل ہوا اور یہ کرامات بھی انہیں کی تھی کہ خون شعلہ بنکر نکلا اور قاتل کو
جلا کر خاک کر دیا بادشاہ نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ یہی علامت بربادی طلسم کی ہے کہ سعید سالک سا
اپنا شخص شریک طلسم کشا ہوا خیر کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے نہایت
متحزن و دردناک متفکر ہے پھر لیکن جسوقت خبر قتل صنم بادلہ پوش اندر محل کے پہونچی مادر ملکہ نے جنجھ

کھینچا آپ کو ہلاک کیا چاہتی تھی لوگ لیٹے ہوئے تھے ہاتھ پکڑ لیا تھا ادھر ملکہ نوبہار گوہر پوش انکو ہلاک
کیے ڈالتی تھی ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا آلا ظفر تھا ملکہ کی ہان نے جو ڈیان توڑ ڈالی تھیں کہ ایکبار خبر ہوئی کہ ملکہ
قتل ہو گئی مگر معلم کتا بدار کہتے ہین کہ ملکہ کو سعید سالک لیکر شہر خاقانیہ چلے گئے تصویر نقلی قتل ہوئی
ملکہ حفاظت سے ہی نوبہار گوہر پوش کو یقین نہین آتا اور ملکہ کہتی ہی کہ تم لوگ یہ سب باتین میری
تسلی کیواسطے کہتے ہو بھلا سعید سالک کو کیا غرض تھی کہ وہ میری بچی کو بچلیتے اور بادشاہ کو اپنا دشمن بناتے
اتنے مین صندلان شاہ اندر محل کے داخل ہوا یہ حالت زوجہ اور دختر کی دیکھکر محبت پدری نے جوش
مارا خود بھی صنم بادلہ پوش کو یاد کر کے رونے لگا اور ملکہ نے کہا ای بادشاہ نکل جا اسوقت محل سے
ورنہ مین اپنی اور تیری جان ایک کر دونگی تو باپ کا ہیکو تھہ اولاد کا قاتل دشمن جان بجھر ایک کو تو قتل
کیا اب دوسری پر بھی کوئی تہمت لگائیگا صندلان شاہ نے کہا ای ملکہ صنم بادلہ پوش زندہ ہی تمھاری
جان کی قسم قتل نہین ہوئی سعید سالک اسکو لیکر طلسم سے نکل گئے غرضکہ بمشکل تمام ملکہ کو یقین آیا
اسپر یہ جواب دیا کہ اگرچہ وہ زندہ ہو خدا اسکو زندہ رکھے لیکن تم تو اسے قتل کر چکے تھے وہ اپنی زندگی سے
بچگئی رسوائی بھی ہوئی اور اب اسی شخص کے پاس پہونچ گئی جس سے بدنام کیا تھا اب کہو کیسی رسوائی ہوئی
بیٹی مانا کہ طلسم کشا پر عاشق بھی تھی تو کوئی جاتا تھا تو وہ تھا یون اپنے ہاتھ سے رسوائی کی غرضکہ ملکہ کو صبر آیا نوبہار
گوہر پوش کو بھی اطمینان ہوا بادشاہ ایوان شاہی مین آیا تخت حکومت پر بیٹھا نگہبان طلسم کو پروانے اس
مضمون کے روانہ ہوئے کہ اپنی اپنی سرحد پر نہایت ہوشیار رہنا کیونکہ خاقان روشن دل طلسم کشا
کا شریک ہو گیا ہو علاوہ اسکے ہم بھی طلسم کشا کے پاس ہی جہانتک ہو سکے مکر و فریب سے کام لیگا

اسکو تو اس کیفیت مین چھوڑا جاتا ہی۔

لیکن اب پھر داستان عشرت بیان جلسۂ خاقان روشن دل کی بیان کیجاتی ہے

کہ اب تیسرا روز جلسے کا ہی آج بڑی تیاری ہو رہی ہی ناگاہ وہ وقت آیا کہ سبزہ زار گردون مین خیمہ لیلائے شب
برپا ہوا اور چراغان کواکب کی روشنی ہر طرف پھیل مشعل ماہ روشن ہوئی کہکشان نے لطف سرو چراغان دکھایا گلستان
شب بہار پر آیا یہان تمام شہر مین خاقان شاہ نے چراغان کروایا ہی شہر کو آئینہ بند کیا ہی ہر گلی و کوچے مین بلاد
مرہانمار مین جا بجا نگیرے تجے ہوئے ہین ناچ ہو رہا ہی اول شاہزادہ رستم ثانی کو سوار کیا خود بھی مع امرائے
سلطنت سوار ہو کر ہر گلی کوچے کی سیر کرتا ہوا چلا کہین دیکھا کہ اندر سبھا کا ناچ ہو رہا ہی زنان خوش خصال پری
جمال روپ پریون کا بھرے ہوئے ناز و انداز دکھا رہی ہین دل دیکھنے والون کا لبھا رہی ہین پرستان کا
سمان معلوم ہوتا ہی کسی جگہ بیسوا ہی کہین طوائفون کا جھرمٹ ہی کسی مقام پر کشمیری بھانڈ لطف دکھا رہے ہین
انواع واقسام کی نقلین کر کے ہنسا رہے ہین دو رستہ دوکانین لگی ہوئی ہین کھلونے مٹھائی بازار بکا رہے
ہین خریدار ٹوٹے پڑتے ہین کہین سازندون تنبولیون کی دوکانون پر جو انون کے مجمع ہین جگت بازیان
ہو رہی ہین غرضکہ پہر دن سے دو پہر رات تو شہر کا لطف دیکھنے مین گذری جب زلف لیلائے شب کمر تک
پہونچی سیر سے فراغت ہوئی خاقان روشن دل مع شہزادہ رستم ثانی و دیگر ساحران نامی
و گرامی پلٹ کر خیمہ مین تشریف لائے خاصہ تناول فرمایا بعد اس کے بارگاہ مین تشریف لائے
ساقیان سیمین ساق جام بلورین و صراحی مرصع کار لیے ہوئے منتظر تھے جام لبریز کر کرکے

پیش کرنا شروع کیے آواز ہو خوشا ہو شوش و غنا و نوش بلند ہوئی جو وقت دماغ سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوے خاقان نے طائفوں کو حکم دیا مجرے ہونے لگے ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل شروع کی غزل

دل ہی میں نہیں سوز نپٹتا ہی جگر بھی
رکھتی ہی خموشی کہ کوئی دلدادہ مر بھی
ہوتے اثر سوز محبت کا بڑھ چلے
گل زر گل ہاتھ میں ہی زاد سفر بھی
ہو جاتا ہی یہ راز خموشی ہی میں ظاہر
سہی یہ قیامت کہ نگاوٹ کی نظر بھی
شوریدہ جنون خیز ہوا موسم گل کی
خاموش ہم ہونگے جو کٹ جائیگا سر بھی
وہ پوچھتے ہیں حال جو چڑھا ہوے تیوری
چلتے ہیں جب وہ صورت مری جاتی ہی نظر بھی

ہر ایک ہی بجا لا کر دھوئی ہوا دھر بھی
رسوائیوں کا گھر ہی محبت کا اثر بھی
گرم اشک بہاتے ہیں مرے دیدۂ تر بھی
کیا ادو ہی پروانوں کے جل بجھنے کا غم ہی
گویا کہ زبان رکھتی ہی الفت کی نظر بھی
آتی جو نزاکت تھی تو جلا دیتے کیوں
ہر جھونکے میں اڑ جاتے ہیں گر ہو کمر بھی
کیوں شمع میں تو دیکھ کے خاموش کھڑا
کٹتے نہیں ستا ہی کہ الفت بھی ہی ڈر بھی
ہی آرزو کسی کی لگ جائیگی نا الفت

کچھ شوق تو کچھ دل کو ہی سفاک کا ڈر بھی
رنگ اڑتا ہی جب سے کہ تو آئی ہی خبر بھی
یوں سیر گہہ دیر میں آئے تو ہی کچھ لطف
افسردہ ہوئی جاتی ہی کچھ شمع سحر بھی
دلکش ہی یوں ہی حسن خداداد جو نکلا
دیکھو تو کلائی بھی لچکتی ہی کمر بھی
اس بزم میں اور شمع صفت چرب زبان
ہی کاش ہی کہدو کہ جلدی کہیں کچھ
کچھ میل طبیعت ہی تو کچھ حسن کشش ہی
قائل کہیں اہل شنا کی دیکھی ہی سحر بھی

ناگاہ بزم گلشن میں اختری نظر آئی چراغان ماہ تابان پر اداسی چھائی لیلی شب نے اپنا خیمہ سیاہ اکھاڑا اور اپنا دیگر اڑا جو رات بھر کے جاگے ہوے تھے بستر خواب پر گئے دن کو شب بھر کے سوے وہ جلسہ برہم ہوا غرضکہ ایک روز سب نے آرام لیا جب دوسرا دن ہوا کہ خاقان روشن دل آکر تخت حکومت پر بیٹھا امراے سلطنت آ آکر اپنے اپنے منصب کے موافق جلے مناسب وحسین پر بیٹھنے لگے شاہزادہ رستم ثانی زلزل صاحبقرانی پر جلوہ افروز ہیں داہنی جانب چماق جادو بائیں طرف محروق جادو دسر دابہ جادو ہیں تخت خاقان کے چاروں پایوں پر سکان فلک رفعت التہاب جادو آفتاب جادو سب حاضر ہیں اور بہت سے ساحران نامی وگرامی کا مجمع ہی کہ انشاء اللہ نام لیکے بروقت ضرورت لے جائینگے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ ای خاقان بس تمہاری ہو چکی اب میں جس کام کے لیے آیا ہوں مجھے وہاں جانے دو خاقان نے عرض کی کہ بالفعل ساحتین ابھی نہیں ہیں آپ ایک دو روز توقف فرمائیں رستم ثانی نے کہا کہ اگر ساعتیں اچھی بری ہیں تو تمہارے واسطے میرے لیے سب ساعتیں برابر ہیں خاقان نے عرض کی کہ میں حضور کو روک تو سکتا نہیں لیکن بالتجا عرض کرتا ہوں کہ ایک آدھ روز اور قیام فرمایئے رستم ثانی نے کہا کہ دو تین روز تو اب ٹھہر ونگا مگر تمہاری خاطر سے آج کے روز سفر اپنا میں نے ملتوی کیا ہنوز یہی باتیں تھیں کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ سیلان خونریز جادو فرستادۂ ملک صندلان شاہ حاضر ہی خاقان روشن دل نے کہا بلاؤ سیلان خونریز اندر بارگاہ کے آیا دیکھا رستم ثانی نے کہ بہت بڑے قد کا جوان ہی بھولی ندہ بغتی لگی ہوئی آستین سامان سحر مہیا از در آتشین کو باہر چھوڑا آپ اندر آیا پہلے خاقان کو سلام کیا بعد اس کے نامہ صندلان شاہ کا دیا خاقان نے پڑھا تحریر تھا کہ ای خاقان تمنے شرکت طلسم کشائی کی اور کچھ پاس برادری وہم مذہبی نہ کیا تم اتنی بات پر بھولے ہو کہ اسکے پاس لوح ہی کیا حقیقت ہی لوح کی اول تو جب چاہوں لوح اگر چھین لیجاؤں دوسرے یہ کہ بہت سے مرحلے ایسے پڑینگے جہاں لوح بیکار پڑ جائیگی ہمکو ناداں تھے کہ لوح کو جانتے تھے اور طلسم کا بندوبست نہ کرتے اسی خیال سے کہ مبادا

لوح کسی کے ہاتھ آگئی تو چند آفتین ہین لیے ایسی بنا کر رکھی ہی کہ جہان لوح کچھ کام نہین دیسکتی جسوقت طلسم کشا
بیابان آفات تک پہونچیگا اُسوقت حال لوح کا معلوم ہو جائیگا اور ای خاقان تجھے خوب پہچانتے ہو اور پہچانتے
ہو تو پہچان رکھو اگر مجھے غصہ آگیا تو تمام شہر خاقانیہ کو درہم برہم کردونگا خاقان نامہ دیکھکر غصے مین آیا لیکن
ضبط کیا اور جواب نامہ تحریر کیا کہ ای صندلان شاہ بیشک مین طلسم کشا کا شریک ہوا ہون اسکے مذہب کو
برحق جانتا ہون اور معاملات دین مین برادری کا خیال نہین کیا جاتا ہی لہذا تمکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ اگر تم
بھی اس دین کو ترک کرو اور دین خداپرستی اختیار کرو تو بہتر ہی طلسم کشا تمسے متعرض نہوگا تمھارا ملک
تمکو بخشیگا بلکہ اور ملک عطا کریگا اور اگر نہ مانوگے تو بیشک مین پورے طور سے شرکت طلسم کشا کی کرونگا
اور تمھارا جس طرح جی چاہے مجھسے سمجھ لو مین کسیطرح تمسے باہر نہین ہون یہ نامہ لکھکر سیلان خونریز کو دیا
سیلان خونریز جادو نے نامہ لیکر دیکھا اور نامہ کو چاک کر ڈالا اور کہا کہ تمھارا ابھی یہ منہ ہی کہ ہمارے
بادشاہ سے مقابلہ کروگے یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالکر خاقان پر مارا رستم ثانی نے جو یہ کیفیت
دیکھی لوح کا پرتو ڈالا گولہ تو زمین پر گرا کھینچکر تلوار سر پر آ پہونچے کہ او ملعون ایلچی ہوکر آیا ہی اور یہ سرکشی دکھاتا
ہی سیلان خونریز نے کمند سحر رستم پر ماری کہ سارے فساد تیرے ہین تجھی کو نہ پکڑ لیجاؤن رستم ثانی نے
لوح کا عکس ڈالکر حلقہاے کمند کو تیغ سے قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا مارا کہ سیلان خونریز کے دو ٹکڑے ہوے لاش
اسکی زمین پر گری رستم ثانی نے لاش اسکی لشکر مین سیلان کے بھجوادی وہ سب لاش لیے ہوئے
روتے پیٹتے طرف صندلان شاہ کے روانہ ہوے یہان بعد روانہ ہونے لاش کے دروازہ
بارگاہ سے آکر چوبدار نے عرض کی کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہی جسے ہم نہین جانتے وہ بیان کرتا ہے
کہ مین فرستادہ سعید سالک ہون خاقان نے کہا بلاؤ ایک شخص سامنے سے آیا اور نامہ ہاتھ
مین خاقان کے دیا خاقان نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ اے فرزند خاقان روشن دل مین
صنم باولہ پوش کو لے آیا لیکن مین ایک مرد فقیر ہون میرے پاس اتنا سامان کہان کہ اُس
شاہزادی کی سواری لیکر آؤن مین صحراے خاقانیہ مین مقیم ہون یہ نامہ پڑھکر خاقان روشن
دل نے رستم ثانی کو دیا رستم ثانی نے نامہ پڑھا غرضکہ خود رستم ثانی اور خاقان روشن دل
و ملکہ سردابہ جادو و دختر ملک چاق جادو وغیرہ سب شہر سے نکلکر صحراے ملک خاقانیہ مین
پہونچے دیکھا کہ سعید سالک ایک کنوئین کی جگت پر سجادہ بچھاے بیٹھے ہین اور ایک برقع پوش
پاس بیٹھی ہی سواری خاقان روشن دل کے ہمراہ تھی ملکہ ناہید سیمتن نے آتے ہی ملکہ صنم
باولہ پوش کو محافہ مین سوار کیا خاقان نے سعید سالک کی ملازمت حاصل کی سعید سالک
نے رستم ثانی کے ہاتھ انگوٹھے لگالے سب ملکر شہر خاقانیہ مین آئے ناہید سیمتن ملکہ کو اپنے باغ مین لائی
خلوتگاہ آراستہ ہوئی شاہزادہ رستم ثانی کا بھی دل بیتاب ہی مگر لحاظ خاقان سے کچھ کہہ نہین سکتے سردابہ
جادو آئی اور چپکے سے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کی طبیعت ناساز ہوگئی ہی درد سر کی شکایت ہی آپکو
مناسب ہی کہ چلکر دیکھ آئیے رستم ثانی نے کہا ای سردابہ کیا میرا جی نہین چاہتا ہی کہ ملکہ کو دیکھون
مگر ایک بے شرمی کی بات ہی مکان غیر مین دختر خاقان بیاہی ہی پھر مین کیونکر جا سکتا ہون جبتک کہ
خاقان خود نہ کہے سردابہ جادو نے جاکر یہ حال ناہید سیمتن سے کہا ناہید نے کہا مین تدبیر کرتی ہون اور

اور اپنی ایک کنیز کے ہاتھ پاس خاقان روشن دل کے کہلا بھیجا کہ صنم یادل پوش کی طبیعت ناساز ہو گئی ہی
اگر مناسب جانیے تو شاہزادہ رستم ثانی کو پاس ملکہ کے بھیجیے وہی آ کے سمجھا دین جیسا مناسب سمجھین کے
علاج کیلیے کنیز نے آکر جیسے سے کان مین خاقان روشن دل کے کہا خاقان کو بھی خیال ہوا کہ واقع مین
ایک دوسرے کا عاشق اور پھر جدائی مین کیونکر دونون کو قرار آئے اور اپنی دختر نیک اختر سے نہایت خوش
ہوے کہ واقع مین یہ نہایت سلیم الطبع و دور اندیش ہی شاہزادہ رستم ثانی سے فرمایا کہ آپ باغ مین تشریف
لیجا مین سنا ہی کہ کچھ طبیعت ملکہ کے دشمنون کی ناساز ہوگئی ہی رستم ثانی تو بہانہ ڈھونڈھی رہتے تھے اسیوقت
اٹھے سروابہ جادو کے ساتھ ہی باغ مین تشریف لائے جسوقت اُس قصر مین پہونچے کہ جہان ملکہ تھی اور نظر
ملکہ کی رستم ثانی پر پڑی اٹھ کھڑی ہوئی عاشق و معشوق باہم ہوے گلے اور شکوون کے دروازے کھل گئے
اپنی اپنی سرگذشت دونون نے بیان کی بعد اسکے لپٹ کر خوب روئے غرض کتا دیر صحبت رہی اب رستم
ثانی نے کہا کہ ای ملکہ میرا قصد ہی کہ پہلے شہر رخشانیہ مین جاؤن بعد اسکے طرف شہر نباتیہ کا قصد کرون
تم اگر میرے ساتھ چلنا قبول کرو تو ساتھ رہو اور اگر یہین رہنا قبول کرو تو یہان رہو ملکہ نے کہا مین کنیز ہون
جہان آپ مناسب جانین لیکن جی تو یہی چاہتا ہی کہ ہمراہ آپ کے رہون اتنا تو ہوگا کہ کبھی کبھی دیکھ لیا
کرینگے رستم ثانی نے کہا ای ملکہ میرے ساتھ مین ہزار طرح کی افتادین ہین مین مرحلہ جات طلسمی شکست کرتا
ہوا جاؤنگا ہر وقت دشمنون کا سامنا تمھارا مقدمہ نازک نہین معلوم کیسی بنے کیسی نہ بنے لہذا میرے نزدیک
تمھارا یہین رہنا مناسب ہی ملکہ رونے لگی اور کہا دوہا ❊ تم پیت لگا کے دور دیس مت جاؤ ❊ بسو ہماری
ناگری ہم مانگین تم کھاؤ ❊ کیون صاحب شرط محبت یہی ہی کہ جو آپ کیواسطے رسوائے عالم ہون گھر چھوڑین بار
چھوڑین دوستون کو دشمن بنائین آپکی یہ حالت ہی کہ کچھ پروا نہین سچ ہی آپ کو کیون پروا ہونے لگی آپ
جہان جائیے گا آپ کے چاہنے والے ملجائینگے یہ ہمارے ہی واسطے ہی کہ مرنا اور پھر نا تمھین سے مطلب
ہی بموجب شعر تمھین لحد مین اُتار و تمھین پڑھو تلقین ❊ کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے ❊ کبھی رکھائی کی ادا دیکھا
یون کہتی تھی دوہا جو مین یہ جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے ❊ نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کریو کوے ❊ رستم
ثانی کا بھی دل بھر آیا بہت روئے اور ملکہ کو گلے سے لگا کر سمجھایا کہ ای باعث بیقراری دل اسوقت کی راحت
سے آئندہ تکلیف ہو اور آجکی تکلیف اُٹھانے مین تا حیات راحت ہی چندے صبر کرو کہ مین طلسم فتح کرون
اور تمکو لیکر اپنے لشکر مین جا کر اپنے عزیزون سے ملون اُسوقت امیر ثانی خود عقد پڑھین گے پھر ہم تم
راحت سے زندگی بسر کرینگے آج کا عقد کر لینا اچھا نہین ایک تو اپنے عزیز طعنہ زن ہونگے مرا ایسی کیا شکایت
ہوگی کہ ہمین نہ شریک کیا الحاصل رستم ثانی نے ملکہ کو سمجھا بوجھا کر تا ہمیشہ تسکین کی سیر دکی مین وہ کر باہر
آئے خاقان روشن دل سے کہا کہ اب میرا جی چاہتا ہی کہ پہلے اپنے لشکر مین جاؤن کہ سلیمان شاہ
و اسفندیار صحرائی وغیرہ بہت پریشان ہونگے بعد اسکے سنا ہی کہ شہر رخشانہ سے آگے ملک نباتیہ
ملتا ہی اور وہ مرحلہ نہایت سخت و دشوار ہے لہذا جلد جا کر اُسے بھی شکست کرون خاقان روشن دل
نے کہا حضور کو اختیار ہی اور بلور آسمان شگاف نے اپنے فرزند دلبند سے کہا کہ تم اپنا لشکر لیکر ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہو بلور نے اسیوقت حکم تیاری دیا اور پانچ لاکھ ساحران جفا کار کی جمعیت
سے تیار ہوا رستم ثانی نے بلور کو لشکر ساحران کا بادشاہ کیا چقماق جادو اور سروابہ جادو

کو عہدۂ وزارت دیا اور سعید سالک سے فرمایا کہ ملکہ کو آپکی نگہبانی مین دیتا ہون یہ فرمایکر داخل باغ ہوے ناہید سیمتن نے امام ضامن باندھا صنم بادلہ پوش نے بھی امام ضامن باندھا گلے لپٹ کر رونے لگی کہ ہمین بھول نہ جایئے گا جلد خبر لیجیے گا رستم ثانی کا بھی دل بھر آیا اور یہ اشعار زبان پر لائے اشعار

جان سے یا تو ہی جا بیٹھیگے
مگر امید حق سے رکھنا تم

یا خدا لائیگا تو آئینگے
ہی تمھارا تو کبریا حافظ

کیا بتائین جو ہین اپنے ہین غم
تو بس اب جاتے ہین خدا حافظ

یہ کلمات حسرت آیات غیرون کے دل ٹکڑے کیے دیتے تھے پاس سے اُس محبوب جانی کے اُٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا جب قصد بھی کرتے تھے ملکہ دامن پکڑ لیتی تھی غرضکہ بہت سی تسلی و تشفی کر کے ملکہ کا ہاتھ ناہید سیمتن کے ہاتھون مین دیکر فرمایا کہ ای ناہید یہ تمھارے حوالے ہین دل انکا مضمحل ہو رہا ہی اپنے عزیزون سے چھٹی ہوئی ہین سن یہ ہی فرداً دلجوئی کا خیال رکھنا ناہید نے عرض کی کہ ای شہریار سوا اسکے کہ آپ کو تو ہر وقت ہم نہین دکھا سکتی علاوہ اسکے مثل کنیزون کے ہر طرح سے راحت دونگی تکلیف کسی طرح کی ہونے پائیگی غرضکہ شاہزادہ رستم ثانی باغ سے نکلکر چلے مگر حالت یہ تھی کہ شعر اُٹھتے ہین ہم اپنے دل کو سمجھاتے ہوے ✤ پاؤن اُس در سے نہین اُٹھتا ادھر آتے ہوے ✤ جسوقت اپنے لشکر مین پہونچے سب کو تیار پایا شاہزادہ رستم ثانی پشت مرکب پر بیٹھے لوح گلے مین ڈالی خاقان روشن دل سرحد شہر خاقانیہ تک پہونچانے آیا بعد اسکے رستم ثانی نے قسمین دیکر رخصت کیا خاقان نے عرض کی کہ ای شہریار انشاءاللہ وقت ضرورت پر حاضر ہوا کرونگا اور ہر وقت میرا ہمراہ رکاب رہنا بھی مناسب نہین ہے غرضکہ خاقان رخصت ہوا اور رستم ثانی باشکوہ و شان صاحبقرانی شہر خاقانیہ سے کوچ کر کے طرف قلعۂ رخشانیہ کے روانہ ہوے بعد طی مراحل و قطع منازل جسوقت قریب شہر رخشانیہ کے پہونچے یہ خبر سلیمان شاہ و اسفندیار صحرائی کو ہوئی یہ دونون بادشاہ برائے استقبال روانہ ہوے صحرا مین آکر ملاقات ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی عجب شکوہ و شان سے تشریف لاتے ہین کہ پشت پر پانچ لاکھ ساحر ہین تخت پر فرزند خاقان روشن دل ملک بلور آسمان تنگاف چماق جادو و محروق جادو و سردابہ جادو بعہدۂ وزارت آگے آگے مرکب پر وہ شہسوار عرصۂ دلاوری ہے سلیمان شاہ نے قدمبوسی حاصل کی اور داخل رستم ثانی کا قلعۂ رخشانیہ مین ہوا تین روز رستم ثانی نے یہان قیام کیا بعد اسکے قلعۂ رخشانیہ مین اسفندیار صحرائی و سردابہ جادو کو چھوڑا کہ حفاظت و انتظام ملک مین معروف رہین اور آپ مع فوج ساحران طرف شہر نباتیہ کے روانہ ہوے جسوقت قریب شہر کے پہونچے اور خبر نابغ جادو کو ہوئی نہایت مضطرب ہوا کہ کیا کرون کیا نہ کرون یہ تو متردد و متفکر ہی لیکن شاہزادہ رستم ثانی جسوقت شہر سرحد نباتیہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک دیوار مثل سد سکندری کے کھینچی ہوئی ہی کہ گذر دشوار ہی دروازہ کہین معلوم نہین ہوتا اسیوقت حکم دیا بیلدارون کو کہ کھود ڈالو اس دیوار کو چماق جادو نے عرض کی کہ ای شہریار یہ دیوار نہ کھدیگی یہ دیوار طلسمی ہی شاید لوح کام دے جاے ورنہ یون ٹوٹنا اس دیوار کا ناممکن ہی رستم ثانی نے لوح کا عکس ڈالا مطلق اثر نہوا اُسوقت غصہ مین آکر جھپٹ کر کئی گرز مارے لیکن دیوار پر مطلق اثر نہوا بلور آسمان شگاف نے عرض کی کہ آج کے روز یہین بارگاہ برپا کیجیے کل کوئی تدبیر کیجائیگی رستم ثانی نے منظور کیا اور صحرائے نباتیہ مین خیمہ برپا کیا لیکن اتنا

گذارش کرنا رہ گیا تھا کہ چلتے وقت خاقان نے ایک بارگاہ اپنے فرزند کے ساتھ کر دی ہے کہ نام اس بارگاہ
کا افسون حصار ہے کہ کسی دوسرے ساحر کا سحر یہاں کام نہیں کر سکتا اگر کوئی ساحر چاہے کہ ہم غیر ساحروں کو بھی بارگاہ
کے اندر آ کر گرفتار کر لیجائیں تو ممکن نہیں غرضکہ بارگاہ بپا ہوئی شب تو اس صحرا میں بسر کی صبح کے وقت
حسب اتفاق شبرنگ سیر صحرا کی کرتا ہوا طرف ایک تالاب کے جا نکلا دیکھا کہ ایک ساحر نہا رہا ہے لیکن
نظر اس ساحر کی شبرنگ پر نہ پڑی تھی شبرنگ نے رخ ہوا کا دیکھکر بیہوشی اڑانا شروع کی یہ ساحر بیہوش ہو کر
زمین پر گرا وہاں سے لنڈھک کر تالاب میں گرا غرق ہو کر مر گیا پھر خاک اڑا کر چلے گئے پانی تالاب کا بالشت بھر اچھلا مگر
چونکہ اسے کسی نے قتل نہیں کیا تھا اس وجہ سے بیرون نے نام کسی کا نہیں لیا تھا شبرنگ وہاں سے بھاگ کر خدمت
میں اپنے آقائے نامدار رستم ثانی کے آیا اور تمام ماجرا بیان کیا حیقاق جادو نے رستم ثانی سے کہا کہ اے شہریار
میں نے سنا تھا کہ حصار شہر نباتیہ ایک ساحر کی وجہ سے ہے کہ نام اسکا تراب جادو ہے مگر حال اسکے مسکن کا
کسیکو معلوم نہیں اگر کوئی تراب جادو کو ذبح کرے اور سر اسکا اس دیوار پر کھینچ مارے تو یہ دیوار ٹوٹیگی لہذا
شاید یہ ساحر وہی ہو شبرنگ سنتے ہی پھر روانہ ہوا اسکو عرصہ کوئی دو پہر کا گذرا ہوگا کہ لاش تراب جادو
کی پھولکر اوپر آ گئی تھی شبرنگ نے کٹیا ڈالکر لاش اسکی تالاب سے باہر کھینچی اور سر کاٹکر خدمت رستم ثانی
میں آیا رستم ثانی قریب دیوار کے آئے اور شبرنگ کو اشارہ کیا شبرنگ نے سر تراب جادو کا دیوار
پر کھینچ مارا سر کا دیوار پر پڑنا تھا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی تمام دیوار میں لرزہ سا پیدا ہوا اور آڑا ڑا کر گری رستہ
کھل گیا لیکن یہ خبر نبات جادو کو پہونچی کہ تراب جادو مارا گیا اور حصار برطرف ہوا بس یہ سنکر نبات
جادو بہت گھبرایا اور تو اسے کچھ نہ بن پڑی وہاں سے ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر خدمت میں رستم ثانی کے
حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اگرچہ میں آپکا دوست نہیں ہوں لیکن اتنی
مہلت مانگتا ہوں کہ دختر میری نہایت علیل ہے وہ اچھی ہو لے پھر میں مقابلہ کو موجود ہوں بلکہ صحت اسکی آپکے
اختیار میں ہے اگر آپ جائیں گے تو ایک ہی گھڑی میں وہ اچھی ہو جائیگی رستم ثانی نے کہا کہ اگر میرے
جانے پر صحت اسکی موقوف ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ابھی وہ اچھی ہو جائے کل کو میرے تمہارے جنگ شروع ہو
نبات جادو نے کہا کہ اسکی صورت یہ ہے کہ آپ یہاں سے تنہا تشریف لیچلیں وہ اپنے باغ میں ہے حالت
اسکی نہایت سقیم ہے اگر آپ پانی لوح کا اسے پلا دینگے تو اسیوقت صحت حاصل ہو جائیگی رستم ثانی نے کہا میں
ابھی چلتا ہوں حیقاق جادو مخروق جادو وغیرہ نے ساتھ چلنے کا قصد کیا نبات جادو نے کہا آپ لوگ
تکلیف نہ فرمائیں دختر میری پردہ دار ہے اور اس شہریار عالیوقار سے کیا پردہ طبیب سے پردہ نا ممکن ہے
حیقاق جادو نے کہا اے شہریار دشمن کے کہنے پر آ جانا خلاف عقل ہے میری رائے نہیں کہ حضور باغ میں اسکے
تشریف لیجائیں رستم ثانی نے کہا اے حیقاق جادو جو حافظ حقیقی یہاں بچانیوالا ہے وہی وہاں بھی بچائیگا
نبات جادو نے کہا حضور یہ نئے مسلمان ہیں یہ ابھی پورے طور سے خدا کو نہیں جانتے غرضکہ ہر چند
سب منع کرتے رہے رستم ثانی نے کسی کی سماعت نہ کی اور ساتھ نبات جادو کے روانہ ہوئے یہاں
سب متردد ہے کہ خدا بخیر و عافیت اس شہریار کو واپس لائے نبات جادو ایک مکار ہے خدا اسکے فریب
سے بچائے افسوس کہ یہ شہریار اپنے عزم میں لڑکا کام نہیں کرتا یہاں تو سب دعائیں کر رہے ہیں لیکن شاہزادہ
رستم ثانی نبات جادو کے ہمراہ در دروازہ باغ پر پہونچے نبات جادو نے کہا کہ اندر تشریف لیچلئے

آپ سے کیا پردہ ہی شاہزادہ رستم ثانی اندر باغ کے داخل ہوئے پشت پر سے آواز قہقہہ آئی پلٹ کر دیکھا
تو دروازہ باغ کا نظروں سے پوشیدہ ہو گیا نبات جادو سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہی نبات جادو نے
عرض کی کہ ای شہریار یہ معاملات طلسمی ہیں انسے آپ آگاہ نہیں ہیں قاعدہ اِس باغ کا یہ ہی کہ جب آپکا
قصد کیجئے دروازہ نظر آتا ہی جب داخل ہو جایئے دروازہ نظروں سے نہان ہو جاتا ہی اب جسوقت حضور چلنے کو
دیکھ لیجئیں مگر پھر وہ دروازہ نمودار ہو جائیگا رستم ثانی خاموش ہو رہے لیکن باغ کو جو ملاحظہ فرماتے ہیں تو عجب
طرح کا باغ ہی کہ ہر نخل و ثمر دنیا سے نرالا ہی کیلے کے درخت میں لوکی لگی ہوئی ہی انگور کی بیل میں سیب لٹک رہے ہیں
درخت سیب میں انار کے پھل نظر آتے ہیں ارنڈ کے درخت میں خربوزے لگے ہوئے ہیں برگد کے درخت سے
کشمش گر رہی ہی عقل انسانی کام نہیں کرتی اور کچھ درخت ایسے ہیں کہ جنکی صورت آجتک نہ دیکھی تھی پھل نہایت
خوشنما لیکن نئے صورت کے پھول دنیا سے نرالے جسوقت نسیم اپنے دامن میں شمیم گلہائے بوقلموں کی لاتی
ہی دماغ جان کو بساتی ہی یہ خوشبو بھی سب پھولوں سے علٰحدہ نبات جادو نے عرض کی حضور ذرا ان گلوں
کی صورت کو ملاحظہ فرمایئے جسمیں یہاں کے باغبانوں نے اپنی لیاقت صرف کی ہی یہ کہکر ایک پھول
گلاب کا توڑ کر سنگھایا رستم ثانی کو معلوم ہوا کہ جوہی کے پھول کی خوشبو آتی ہی پھر جوہی کا پھول توڑا
اسمیں سے گلاب کی خوشبو آئی چنبیلی میں سے موتیے کی مہک موتیے سے کیوڑے کی نکہت محسوس
ہوئی رستم ثانی نہایت تعریف باغ کی کرتے ہوئے سیر کنان آگے بڑھے عجب تماشا دیکھا کہ جانور بھی
عجیب الخلقت ہیں کسی جگہ عندلیب سرخ بیٹھی چہچہے کر رہی ہی کہیں طاؤس زرین مصروف رقص ہیں کہیں
ہر رنگ طاؤس مصروف خرام ہیں جو جانور ہی اسی طرح کا ہی کہ صورت اور رنگ اور ڈھنگ اسیطرح سیر کنان
آخر اس مقام پر پہونچے کہ دیکھا ایک پلنگ بچھا ہوا ہی ایک درخت سایہ دار کے نیچے ڈالیاں اس درخت کی قریب
پلنگ کے جھکی ہوئی ہیں اور ایک نازنین مہ جبین آفت ہوش دزد گوش صبح پوش ایک چینی کی ادا سے اسی
پلنگ پر لیٹی ہوئی ہی چہرے سے کرب ہویدا اور بیدا ہی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نگاہ یاس سے ادھر ادھر دیکھ
رہی ہی تکیہ پر سر دھن رہی ہی رستم ثانی اسکی صورت دیکھکر حزین ہوگئے اور ایک فصادہ کاسنی پلنگ کی پٹی کے پاس
بیٹھی ہی نشتر ہاتھ میں لیے ہوئے رگ دیکھ رہی ہی ایک حکیم صاحب باریش سفید و دراز قریب پلنگ کے کرسی
بچھائے بیٹھے ہیں اس نازنین نے جو رستم ثانی کو دیکھا پکاری ای شہریار مجھے بچایئے دیکھیے یہ فصادہ
ظلم کرنے پر آمادہ ہی نشتر دیکر میرا خون بہایا چاہتی ہی رستم ثانی ایسے بیخود ہوگئے تھے کہ فصادہ کو منع کیا فصادہ
ہنسی اور کہا کہ بسا تعجب ہی کہ آپ اور ایسا کلمہ ارشاد کرتے ہیں جیسا مرض ہوتا ہی ویسا ہی اسکا علاج
کیا جاتا ہی کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ملکہ اسی درد میں مبتلا رہیں فرمایا اسکے درد کی دوا ہمارے پاس ہی فصادہ نے
کہا بہتر ہی مطلب تو صحت سے ہی جس علاج سے ہو تیئے تشریف لائیے میں ہی جاتی ہوں رستم ثانی آگے
بڑھے لیکن شاخیں درخت کی اسقدر جھکی ہوئی تھیں کہ گردن نیچی کرکے جاتا ہوا بس جیسے ہی رستم ثانی
گردن نیچی کیے چلے ایک شاخ لوح کے ڈورے میں اٹک رہی اور بلند جو ہوتی ہی تو لوح گلے سے نکل گئی
رستم ثانی نے جو سر اٹھا کر دیکھا تو لوح شاخ درخت میں لٹک رہی ہی ہاتھ بڑھایا کہ لوح اتار لوں شاخ
اونچی ہو گئی اب انھوں نے جست کی ہاتھ قریب لوح پہونچا تھا کہ شاخ اور اونچی ہو گئی انکے اچھلنے پر اور
لوح نہ پانے پر فصادہ اور حکیم صاحب نے قہقہہ مارا کہ علاج کرنے تو آئے تھے نسخہ تسکین کھو دیا رستم ثانی

نے کہا یہ عجب طرح کا درخت ہی کہ شاخین خود بخود بلند ہوتی جاتی ہین اُس نازنین نے کہا کہ اچھا جو ہونا تھا وہ ہوا لوح
سے ہاتھ اُٹھایئے معلوم ہوا کہ میری تقدیر مین ابھی محنت لکھی ہی خیر جو میرے مقدر کا لکھا تھا وہ ہوا اب آپ
تشریف لیجائیے رستم ثانی نے دیکھا تو اب نبات جادو کا کہین پتہ نہین غصہ مین آکر کہا کہ یہ کہان چلا گیا اور
نازنین سے کہا کہ تم گھبراتی کیون ہو لوح درخت ہی پر تو ہی مین ابھی اُتارے لیتا ہون فصادہ نے طعن سے کہا
کہ اب لوح یون تو ہاتھ نہین آتی ہان بانس لگنے کا کام ہی رستم ثانی نے جوابدیا کہ بغیر بانس کے لوح نہ اُتار
تو جبھی سمندیہ کہکر تلوار نیام سے کھینچکر جھپٹ کر ایک ہاتھ تنۂ درخت پر مارا اور درخت کٹکر گرا لیکن لوح کو دوسرے
درخت کی شاخ نے لیلیا اور درخت کٹتے ہی دو بیڑا خون کا درخت سے جاری ہوا ملکہ نے کہا غضب کیا آپ نے
اپنی بھی جان لی اور میری بھی جان لی اب اِس خون سے نکلنا دشوار ہی یہ خون ناحق ہمین اور تمکو
دونون کو غرق کریگا رستم ثانی نے غصہ مین آکر اور پانچ چار تلوارین مارین جتنے ٹکڑے اُس درخت کے
ہوے اُتنے ہی پرنالے خون کے جاری ہوے یہانتک کہ آن واحد مین اِسقدر خون بہا کہ تمام باغ مین
گھٹنون گھٹنون خون ہوگیا نازنین نے کہا اب بتایئے کیا کیا جایئے رستم ثانی تو سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا
تھا اُسپر چڑھ گئے لیکن خون کی یہ کیفیت ہی کہ جوش مارتا چلا ہی آتا ہی یہانتک کہ پلنگ ملکہ کا ڈوبنے لگا
ملکہ نے نگاہ یاس سے رستم ثانی کیطرف دیکھا کہ ہمین ڈوبتے دیکھتے ہو اور آکر نکالتے نہین رستم ثانی چبوترے
پہ کودے پس کودنا تھا کہ دیکھا صورت اپنی نہنگ کی سی معلوم ہوتی ہی اتنے عرصہ مین کچھ خون ملکہ کے پلنگ
پہ آگیا ملکہ بھی ایک ماہی سرخ کی صورت ہو کر تڑپی فصادہ بھی مینڈک کی شکل بنی حکیم صاحب ایک گرگچھ کی صورت ہو گئے
نازنین نے غرق ہونے وقت اتنی آواز دی کہ واہ صاحب کیا اچھا سلوک کیا کہ آپ بھی مبتلا بلا ہوے دوسرے
کو بھی آفت مین پھنسایا یہانتک تو نوبت آگئی کہ آدمی سے جانور کی صورت ہوگئے ذرا اپنی شکل و شمائل کو غور فرمایئے
اور میری صورت تو پیش نظر ہی یکایک وہ خون سر سے بلند ہوا نازنین ماہی سرخ بنی ہوئی تڑپکر غرق دریاے
خونی ہوئی حکیم صاحب بھی گرگچھ بنے ہوے دریاے خونی مین پھرنے لگے رستم ثانی بھی بصورت نہنگ اُسی بحر
خونی مین شناوری کرنے لگے آن واحد مین تمام باغ بصورت دریاے خونی ہو کر رہگیا نہ وہ نخل تھے
نہ سبزہ زار تھا نبات جادو نے پورا انجور باغ سبز دکھا کر رستم ثانی کو گرفتار کیا لیکن بعد غرق ہونے
کے اب جو آنکھ رستم ثانی کی کھلتی ہی تو اپنے کو ایک حجرۂ تاریک مین عجب حال خراب سے دیکھا کہ ہاتھوں
ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق ہی اپنے حال پر نہایت افسوس کیا دلمین کہتے تھے کہ اے رستم ثانی
اصل یون ہی کہ تو لالچ مین تھا جی طلسم کے نہین تھا وہ خواب جو تو نے دیکھا تھا بزرگان دین تیرے ولولون پہ ترس
کھاکر یہ لوح کا بتایا تھا یہ تو وہ جانتے ہی تھے کہ انجام جو کچھ ہونا ہی کبھی اپنی نادانی پر اور رفقا کے سمجھانے پر خیال
کرکے کہتے تھے کہ اے رستم واقع مین کتنی بڑی حماقت کی بات ہی کہ جسکو یقینی دشمن جانتے ہین اور خود بھی اپنے کو
دشمن ظاہر کر رہا ہی پھر اُسکے کہنے مین آگئے کچھ انجام پر نظر نہ کی یہ بھی نہ خیال ہوا کہ مبادا یہ دغا کرے اِس اِس
طرح کی باتین دل سے کرتے تھے کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ ایکبار ضیغم بادلہ پوش کی بدولت رہائی پائی دوسری
مرتبہ خاقان روشن دل کے باعث سے رہائی پائی اب یہ تیسری خطا ہی کہ جسمے پڑی ہی جو ہر مرتبہ چھڑانے آئیگا اور
کتنی بڑی غیرت کی جگہ ہی کہ چھوٹے اور گرفتار ہوے باوجودیکہ لوح پاس ہی لیکن کچھ نہین ہو سکتا یہ تو اِس
حالت افسوس مین بیٹھے مین لیکن نبات جادو نے بعد گرفتار کرنے رستم ثانی کے ایک نامہ اِس مضمون

کا بادشاہ طلسم کو تحریر کیا کہ ای خسرو خسروان و ای شہنشاہ افسون گران دام اقبالکم حضور کے اقبال سے یجن
طلسم کشا کو مع لوح گرفتار کیا لیکن ساتھ اسکے پانچ لاکھ ساحرون کی فوج آئی ہی اور بادشاہ لشکر ملو پسر خاقان
ہی کہ ہم اسکا مقابلہ کسیطرح نہین کر سکتے اگر طلسم کشا کو قتل کرنیکا قصد کرینگے تو وہ اگر رہا کر لیجائیگا اگر گرفتار کرکے
حضور کی خدمت مین روانہ کرتے ہین تو مبادا راہ مین کوئی افتاد نہ پڑے اسکا بھی خیال ہی کہ اگر طلسم کشا آپ تک
پہونچ گیا تو ایذاے طلسم کے خلاف ہی آپ بھی اُسے قتل نہین کر سکتے قید رکھنے مین یہ خیال ہوتا ہی کہ پھر ایسا نہو کوئی
رہا کر لیجائے کیونکہ ستارہ اہل طلسم پر سخت آیا ہوا ہی زمین و آسمان سے دوست طلسم کشا کے ہمارے دشمن پیدا
ہو جاتے ہین جنسے کیسی کیسی امیدین تھین اُنسے افعال دشمنی کے ظہور مین آئے خاقان روشن دل سا شخص
شریک ہو گیا سعید سالک ایسا مرد دور اندیش عاقبت اندیش اُسکا شریک ہو گیا جیسا ہمین حکم ہو ویسا
عمل مین لایا جائے جسوقت مضمون عرضی تمام ہوا ملفوف کرکے ایک ساحر کے ہاتھ خدمت مین صندلان جادو کے روانہ کیا

لیکن اب چند کلمے داستان صندلان شاہ کے بیان ہوتے ہین پہونچنا لاش سیلان خونریز
کا غصہ کرنا بادشاہ کا لیکن ستارے نحس دیکھکر تامل کرنا اُسکے بعد عرضی پہونچنا نیات جادو کی

راویان اخبار و ناقلان گفتار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صندلان شاہ دربار مین بیٹھا ہوا ہی معلم کتابدار
حاضر ہی ابلیس خود پسند سپہ سالار بھی موجود ہی اور دیگر ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہی ذکر خاقان کی
بے اعتنائی کا ہو رہا ہی صندلان شاہ کہتا ہی کہ مجھے خاقان سے یہ امید نہ تھی کہ ہمارے دشمن کا شریک
ہو کر ہمارے لہو کا پیاسا ہو جائیگا دیکھیے مین نے نامہ سیلان خونریز کے ہاتھ بھیجا ہی اُسکا کیا جواب آتا ہی پھر
ابلیس خود پسند نے کہا کہ حضور اگر اُنکو آپکی دوستی کا خیال ہوتا تو وہ طلسم کشا کے شریک کیون ہوتے نامہ
بھی آپ نے فضول بھیجا اگر میری موجودگی مین یہ نامہ لکھا جاتا تو مین ہرگز رواے نہ دیتا کہ آپ نامہ بھیجے بلکہ
عوض نامہ کے پیغام جنگ بھیجنا مناسب تھا بلکہ لشکر کشی کر دینا بہتر تھا کہ خاقان کو بھی معلوم ہوتا کہ بغاوت
کا یہ پھل ہوتا ہی مجھے تو امید نہین کہ سیلان خونریز وہانسے زندہ بھی واپس آئے کیونکہ خاقان کو آپکا پاس
دوستی اب نہین ہی اور سیلان خونریز نمک حلال ہی وہ بھی کسیطرح دب کے نہین رہیگا پھر سیلان کی لیاقت
نہین ہی کہ خاقان روشن دل سے مقابلہ کرسکے اگرچہ خاقان روشن دل ملک و مال مین
آپ سے بہت کم ہی مگر کمال افسونگری مین وہ آپ سے ہمسری کا دعوی رکھتا ہی ہنوز یہی باتین ہوتین کہ آسمان
پر سے ابر خونی نمودار ہوا گویا بادل لہو کے اشک روتا چلا آتا تھا ابلیس خود پسند نے کہا کہ یادشہ خبر فوج سیلان
خونریز کی آپہونچی لیکن اس ابر سے اُداسی برس رہی ہی خداوند تمثال آئینہ رو خیر خیر سنائین یکایک وہ ابر
نیچا ہوا اور آواز ماتم اس ابر سے آئی دیکھا کہ ترسول پنج سول سرخ ہو رہے ہین پردانیا سر پیٹ رہے ہین
سنکہ نالے کر رہا ہی کسا ہوا ارتھی اٹھائے ہوئے سر پیٹتے چلے آتے ہین قریب پہونچکر ارتھی سامنے صندلان شاہ
کے رکھدی صندلان شاہ نے کہا یہ کیا ہوا اُنھون نے عرض کی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ظہور مین آیا اور
تمام ماجرا پوست کندہ بیان کیا کہ سیلان خونریز نے یہ نمک حلالی کی یون گفتگو کی آخرکار ہاتھ سے
طلسم کشا کے مارا گیا ہم سب لاش اپنے مالک کی لیکر بھاگے صندلان شاہ نے ہاتھ زانو پر مارا اور کہا
ای ابلیس تم سچ کہتے تھے اِس سے مین نامہ نہ بھیجتا تو بہتر تھا خیر لاش اسکی خدمت مین خداوند کے روانہ
کرو کہ اُسنے بڑی خیرخواہی و جانفشانی کی ہی لہذا خداوند اسے پھر زندہ کر دین یہ سنکر ساحر تو رو دیے

پیٹے اُس ارتی کو اُٹھا کر طرف شہر تمثالیہ کے بخدمت تمثال آئینہ رو روانہ ہوے لیکن صندلان شاہ نے
غصہ مین آکر کہا کہ مین خود مع فوج چلتا ہون اب طلسم کشا سے پہلے قتل کرنا خاقان کا مجھپر واجب ہوا معلم
کتابدار نے اپنے علم سے دریافت کر کے کہا کہ ای شہریار ہاکیرا اپنے فعل کا اختیار ہے ہم منع نہین کر سکتے لیکن بفعل
ستارہ نحس ہے آپ ہرگز طلسم صندل کے باہر قدم رکھنے کا قصد نہ فرمائین آجکل زمین و آسمان دشمن ہو رہا ہے
اور مجھے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا سال بھر بیشتر سے خبر دیدی تھی کہ آئندہ سال طلسم پر نہایت سخت ہے بڑی سب
آثار ظاہر ہو رہے ہین مین ایسا کچھ معلم کتابدار نہین صندلان شاہ کو ایسا خوف دلایا کہ پھر صندلان شاہ
نے سکوت اختیار کیا لیکن بموجب مثل کہ یار کا غصہ کتار پر اُسیوقت حکم دیا کہ عجماق جادو کی کل فوج
اور اہل و عیال کو اُسکے طلسم صندل سے نکالدو کہ یہ نمک حرام بیانسے اپنی دلغر کی گرفتاری کیواسطے گیا تھا
وہان جا کر یہ بھی طلسم کشا کا شریک ہو گیا سارے فتنہ و فساد اسی کی ذات سے برپا ہوے اگر اُسکی
دختر طلسم کشا کو نہ رہا کر دیتی تو اب تک مدت کا طلسم کشا قتل ہو گیا تھا بیٹی نے یہ حرکت کی خود بھی جا کر
دشمن سے مل گیا بیسے بنی ہو گیا اور عیال جو رہ گئے ہین ایسا نہو کسیوقت اُنسے بھی دغا ہو سکے بموجب شعر عاقبت
گرگ زادہ گرگ شود ❊ گرچہ با آدمی بزرگ شود ❊ یہ خبر قبل حکم سلطانی پہونچنے کے ملکہ عالم افروز جادو زوجہ
عجماق جادو کو پہونچی اُسنے اُسیوقت تیاری سفر کی اور اپنا مال و اسباب فوج و سپاہ ہمراہ لی ایک فرزند
اُسکا نہایت کمسن ہے سات برس کا سن ہوگا اُسے بھی ساتھ لیکر کوچ کر کے طلسم صندل سے جانب صحراے
نباتیہ روانہ ہوئی خبر بادشاہ کو پہونچی کہ ملکہ عالم افروز جادو مع اپنے پسر و فوج کے طلسم سے نکل گئی بادشاہ
نے کہا اگر وہ خود نہ جاتی تو مین نکلوا دیتا ایسون کا چلا جانا ہی بہتر ہے خس کم جہان پاک بعد ایکم روز کے نامہ
نبات جادو کا پہونچا بادشاہ نے نامہ پڑھا تحریر تھا کہ ای شہنشاہ مین نے آپکے اقبال سے طلسم کشا
کو اسیر کر لیا آئندہ جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے بادشاہ نامہ دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اُسیوقت احمر جادو
کو دو لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور نبات جادو کے شریک ہو اور ایک نامہ
اس مضمون کا لکھوا کر دیا کہ ای نبات جادو ہم تجھسے نہایت خوش ہوے کہ تُنے حق نمک ادا کیا خیر خواہان
دولت کو ایسا ہی کرنا چاہیے کہ جیسا تُنے کیا مگر تجھکو لائق و لازم ہے کہ لوح کو اسطرح پوشیدہ رکھو کہ حال
لوح کا کسی پر ظاہر ہونے پائے اور رستم ثانی کو قتل کر ڈالو سر اُسکا شہر نباتیہ مین دروازۂ شہر پناہ پر
آویزان کر دو تاکہ دیکھنے والون کو عبرت ہو اور دلمین ڈرین کہ بادشاہون پر خروج کرنیکا یہ انجام ہوتا ہے
اور دو ساحرون کو تمھاری مدد کیواسطے روانہ کیا جاتا ہے لیکن حسب اتفاق جسوقت یہ نامہ نبات جادو کا
آیا ہے اور حال گرفتاری طلسم کشا کی خبر منتشر ہوئی ہے بادشاہ نے جشن خوشی کا حکم دیا ہے اندر محل کے بھی یہ خبر
پہونچی تو ملکہ نوبہار گوہر پوش کے ماہ ناز آفرین اپنی جلیس خاص سے کہا کہ جا کر ذرا خبر تو لا شاید کچھ حال ملکہ
صنم بادلہ پوش کا بھی تحریر ہو ماہ ناز آفرین دروازۂ محلسرا پر کھڑی ہوئی سب سُن رہی تھی تمام
ماجرا آکر ملکہ نوبہار گوہر پوش سے بیان کیا نوبہار گوہر پوش نے کہا افسوس صد افسوس صنم بادلہ پوش
ایسی عورت جسکو مرد کے نام سے کراہت جلے عورت کہ کرتا تو باپ شادی کرنے کا ذکر کرتا تھا تو پہرون
بیٹھکر روتی تھی یا ایسی طبیعت بے قابو ہو گئی کہ یار کی محبت مین گھر بار چھوڑا ہم سب سے منھ موڑا سچ ہے
کہ عورت کی ناک نہو تو گو کھاے یہ سنتا تھا کہ ماہ ناز آفرین نے ہنسکر جواب دیا کہ ملکہ ایسی بات نہین

دوسرے کو نام و ر رکھنا چاہیے جو اپنے مین موجود ہو نوبہار گوہر پوش نے کہا مجھ مین کیا بات ہی جو کہتی ہے
ماہ ناز آفرین نے کہا دو زمانہ آپ کو یاد ہی جب لشکر خدا پرستان کی جرأت و شجاعت کا ذکر اس طلسم مین آیا ہی
اور آپ کے والد ماجد کو دیکھنے کا اُن لوگون کے اشتیاق ہوا ہی اور تصویرین خدا پرستون کی مصورون کو کھینچ کر
دکھائی ہین مصور تصویرین کثرت سے کھینچ لائے تھے ایک ایک شخص کی دو دو سو تین تین سو تصویرے کم نہ تھی اور تمام
طلسم مین دو دو تصویرین بکین تھین تو آپ نے بھی ایک تصویر اپنے باپ سے یہ کہکر مانگ لی تھی کہ یہ تصویر کس شخص
کی ہو نہایت سرکشی اس سے ظاہر ہوتی ہی لہذا اگر مجکو عنایت ہو تو مین سو کوڑے روز درخت مین لٹکا کر مارا کرون
لیکن جسوقت آپ اس تصویر کو لائین تو بالعوض کوڑے مارنے کے اپنے گلے سے لگائی سر پر رکھی اکثر تنہائی مین آکر
اُس تصویر سے باتین کیا کرتی تھین جو مین نے بھی چھپ کر سنی ہین کبھی کہنا کہ شعر کہتا ہون بوسے سینے مین
تصویر یار کے۔ کچھ بول او مٹھو مجھے بھی اگر ناگوار ہو۔ کبھی یہ کہنا کہ شعر۔ مین ہون مشتاق سخن اور دم سیمین
گویائی نہین + اسلیے تصویر جانان نے سمجھوائی نہین + مگر کیا کرین کہ کچھ کچھائی تصویر ہاتھ لگ گئی کاہ
بحیرت یہ کہنا کہ ای تصویر وہ دن بھی کبھی ہوگا صاحب تیرا مجھ سے آکر ملیگا غنچۂ خاطر کھلے گا یہ باتین جو ماہ ناز آفرین
نے کین نوبہار گوہر پوش حجیب گئی گردن نیچی کر لی اور کہا سچ ہی ای ماہ ناز آفرین لیکن مین نے کیسا آتش
عشق کو فرو رکھا کہ سوا تیرے کسی نے نہین جانا رسوائی سے بچی رہی ماہ ناز آفرین نے جواب دیا کہ
رسوائی تو اسوقت ہوگی ہی جب انسان اپنے مطلوب و محبوب سے ملتا ہی جب آپکو ابھی حضرت تک نہین رہتی
تو رسوائی کیونکر ہو سکتی ہی ای ملکہ اگر بدیع الملک مثل رستم ثانی کے داخل طلسم ہو جاتے اور رسائی
آپکی اُن تک ممکن ہوتی اور آپ نہ ملتین تو ہم جانتے کہ بیشک ضبط سے کام لیا یہ سنکر آتش عشق اور بھڑکی
اور ساتھ ہی دل مین خیال آیا کہ ای نوبہار اگر کسی وقت سامنا تیرا اور بدیع الملک کا ہوگیا اور انھون
نے مجھ سے شکایت کی کہ تمھاری موجودگی مین بھیجا ہمارا قتل ہوگیا اور تمنے بچانے کی کوشش نہ کی تو مین کیا
جواب دونگی ماہ ناز آفرین سے کہا کہ للہ بادشاہ جان کی خدمت مین ایک عرضی میری طرف سے پیش کرو
اس مضمون کی کہ میرا جی چاہتا ہی کہ مین بھی شہر نباتیہ کی سیر کو جاؤن اور قتل طلسم کشا کا تماشا دیکھون کہ بہت
بڑی خوشی کی بات ہی دوسرے اسوقت تک تو خداوند نے ہر قسم کے گناہ سے بچایا ہی اور یہ کام ثواب
کا ہی لہذا یہ ثواب کیون چھوڑ دون مین بھی قتل طلسم کشا مین شریک ہون ماہ ناز آفرین نے حسب
ارشاد ملکہ عرضی اس مضمون کی لکھکر خدمت مین ملک صندلان شاہ کے پیش کی اور زبانی بھی بیان کیا
صندلان شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تین لاکھ ساحران غدار کو برائے محافظت ملکہ معین کیا ملکہ یہ
خبر سنکر اسی وقت تیاری سفر کی کرکے محافہ مین بیٹھکر ہمراہ خضر جادو و اژدر جادو کے طرف شہر نباتیہ کے
روانہ ہوتی ہی دیکھیے کہ کب پہونچتی ہی

لیکن اب چند کلمے داستان نصرت نشان شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہین
کہ انھین دنون ذات سوا سر پٹکنے کے کیا شغل تھا کبھی اپنی بیکسی و بے بسی پر رونا کبھی پروردگار عالم سے یہ دعا
کرنا کہ بار الٰہا صدقہ اپنی وحدانیت کا کہ یا تو مجھے اس قید سے نجات دے اور یا موت میری آگئی ہی تو تلوار
کی موت عنایت کر اس زندان تاریک مین مرنا مجھے پسند نہین اگر اپنے بھی ہاتھ پاؤن چلتے ہون تلوار کا
قبضہ ہاتھ مین ہو کھنیون سے خون جاری ہو تو مرنے کا لطف ہی کبھی صنم بادلہ پوش کو یاد کرتے تھے

کہ افسوس وہ یار جانی وہان پھڑک رہی ہوگی میری گرفتاری کی خبر نادان دوستون نے اُس تک بھی ضرور پہونچادی ہوگی ایسا نہو کہ وہ صدمے مین آپ کو ہلاک کرے لیکن بعد گرفتاری کرنے شہزادۂ رستم ثانی کے نبات جادو نے سامنے لشکر اسلام کے اپنا لشکر اُتارا خیمہ برپا کیا اور پاس بلور آسمان شگاف کے کہلا بھیجا تم لوگ جسکے بوتے پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ کرنے چلے تھے وہ اسیر ہوگیا لوح بھی چھن گئی اب اگر جان سے اپنی عاجز ہو تو مقابلہ کرو ورنہ یہانسے چلے جاؤ جواب اسکا بلور آسمان شگاف نے جنگ کہلا بھیجا نبات جادو نے طبل جنگ کا حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر اسلام مین ہوئی کہ کفار بدکردار نے کوس حربی بجایا ہو یہان بھی طبل بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحر اپنے اپنے سحر جگانے لگے جابجا اگیاریان روشن ہوئین آواز یا سامری یا جمشید بلند ہوئی عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا شنکھ پھنک رہے تھے زہرہ نج رہے تھے کہ ناگہان بزم ثوابت وسیارگان مین بیچی پیدا ہوئی افسون سازی گردش فلکی سے رنگ عالم مبدل ہوا ظلمت شب کافور ہوئی آمد آفتاب عالمتاب سے تمام دنیا پر نور ہوئی نبات جادو مع لشکر ساحران میدان مین آیا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت اسکے بھی ساتھ ہے ایک ایک اپنے کو سامری وقت جمشید عصر کہتا ہو اُدھر بلور آسمان شگاف مع فوج افسون گران آراستہ میدان کارزار ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف جدال وقتال اژدر جادو سپہ سالار نبات جادو میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر بلور آسمان شگاف سے محروق جادو نے اپنے سرخاب آتشین کو نکالا سامنے تخت بادشاہ کے آیا اجازت حرب چاہی فرمایا جاؤ امانت پروردگار مین رہا ہے محروق نے سلام کیا بار دگر پشت سرخاب پر بیٹھکر میدان مین آیا اژدر جادو ہنسا اور کہا اے محروق یہ جرأت ہوئی تیری کہ ساحران طلسم صندل سے مقابلہ کو نکلا خبردار ہو ہوشیار رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور اسم پڑھکر اژدر جادو نے وار کیا محروق جادو نے سپر سحر اُٹھائی گولہ سپر پر لگ تو گیا لیکن اب جو گولہ پھٹتا ہے اندر سے گولہ کے چار شعلے نکلے اور چارون طرف سے محروق کو گھیر لیا محروق سحر ہو گیا اژدر جادو نے آواز دی کہ بس اسی منہ پر مقابلے کو نکلا تھا فوراً قریب آکر شکنجۂ محروق جادو کی کند سحر سے باندھکر میدان سے پھرا تہ محروق کی ساحرون کے سپرد کی خود میدان مین آیا اور آواز دی کہ دیکھا تمنے کیونکر اسیر کیا مین نے محروق کو پھر سمجھاتا ہون کہ آؤ اور اطاعت بادشاہ طلسم صندل کی اختیار کرو ورنہ سب کو اسی طرح گرفتار کر لیجاؤنگا اور اب طلسم کشا کے چھوٹنے کی امید اُٹھا دو یہ سنتا تھا کہ ہیران جادو رفیق بلور آسمان شگاف بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ کیا بکتا ہو اژدر جادو نے وہی گولہ فولادی مارا ہیران جادو نے بھی اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ گولہ آتے آتے پھٹا اور شعلے مانند چراغ سحری کے بھڑک کر گل ہوگئے ہیران نے آواز دی کہ بس اسی سحر پر پھولا ہوا تھا سحر اسکا نام ہو یہ کہکر ایک ٹکڑا نیلے سوت کا جھولی سے نکالا اور اسم سحر پڑھکر دم کیا اور اژدر جادو کی طرف پھینکا وہ ڈوراسی بنکر چلا ہر چند اژدر جادو نے سحر پڑھے دفع کرنے میں مگر کچھ نہو سکا رسن جاکر بازوؤن مین لپٹ گئی ہیران نے اُنگلی سے اشارہ کیا اژدر جادو کھنچتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا گیا کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے نبات جادو پریشان ہو کر کیا کرون کیا نہ کرون اگر طلسم کشا کو قتل کیے ڈالتا ہون تو یہ سب جانین دینگے اور

عجب نہین ہو کہ اور کمک ملک خاقانیہ سے آجائے ہمارے بادشاہ نے ابھی تک کسیکو براے مدد روانہ نہین
کیا اور اگر نہین قتل کرتا ہون تو بھی قباحت ہو یہ روز کی جنگ مین کہا تک کر سکتا ہون مبادا کسی روز شکست
ہوئی اور طلسم کشا چھوٹ گیا تو پھر آفتین برپا کریگا یہ اسی تردد مین ہو لیکن آج نبات جادو نے خود طبل نہین
بجوایا کہ اگر اہل اسلام کوس حربی بجوائینگے تو دیکھا جائیگا اور جتنی کمک آگئے ہون یہی ایام گذاری کرنا یہ خیال کرکے نبات
جادو نے سکوت اختیار کیا ہو وہان اہل اسلام منتظر ہین کہ لشکر کفار مین طبل بجے تو ہم بھی طبل جنگ بجوائین جب پہر رات
گئی اور طبل جنگی نہ بجا چقماق جادو نے کہا کہ اگر نبات جادو نے طبل نہین بجوایا ہو تو ہم اب کیون نہ نقارہ رزمی
بجوا دین بلور آسمان شگاف نے کہا اے چقماق جادو صرف خیال یہ ہو کہ اُس شہریار عالیوقار کے خلاف مزاج
ہوگا جسوقت وہ سنے گا کہ پہلے طبل ہمارے لشکر مین بجا ہو نہایت اسکی ناخوشی ہوگی کیونکہ جسوقت اُنسے مجھے
بادشاہ لشکر کیا ہو تو چند قاعدے تعلیم کردیئے تھے منجملہ اسکے یہ بھی تھا کہ خود نقارہ رزمی پہلے نہ بجوانا نہ حریف
پر پیشدستی کرنا اور اے چقماق جادو اگر یون لڑوگے بھی تو کیا نتیجہ ہوگا جسوقت وہ لوگ شکست کھائینگے طلسم کشا
بہ مدد آ جائینگے اسکے دشمنون کو ہلاک کرینگے اس سے بہتر یہ ہو کہ سکوت اختیار کرو دیکھو خدا کیا دکھاتا ہو ہنوز
یہی باتین تھین کہ ایک پرچہ سقف بارگاہ سے بلور آسمان شگاف کی گود مین گرا اسمین تحریر تھا کہ اے فرزند تم
خاموشی اختیار کرو جنگ کی ابتدا نہ کرنا ہان اگر حریف منہ چڑھے تو جواب دینا خود پیشدستی نہ کرنا عجب طرح کا
ستارہ آیا ہوا ہو کہ جو ابتدا کریگا وہ شکست اُٹھائیگا بعد چند روز کے خدا چاہیگا تو وہ شہریار عالیوقار یعنے
رستم ثانی نامدار مدد غیبی سے چھوٹ جائیگا دشمنون مین سے دوست پیدا ہو جائینگے راقم خاقان روشن
دل بلور نے نامہ آنکھون سے لگایا مضمون اہل دربار کو سنایا سب مطمئن ہو کر بیٹھے رات باستراحت بسر کی صبح کو اُٹھکر
ہاتھ منہ دھو کر بادشاہ لشکر اسلام یعنی ملک بلور آسمان شگاف تخت شاہی پر متمکن ہوا گرد و پیش ساحران نامی
وگرامی جمع ہوئے کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی آئی اور بیان کیا کہ آمد فوج ساحران کی علامت معلوم ہوتی ہے
اور رخ اسیطرف کا ہو سب بارگاہ سے نکلے اپنی فوج کو بھی تیاری کا حکم دیا خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن ہو
یا دوست اور دوست تو کہان سوا دشمنون کے دیکھا کہ جانب صحرا ابر سفید مائل بہ سبزی جا بجا اُس ابر مین
رنگ شفق کا جلوہ گر گرجنے کی صدا بجلیون کی چمک موتی اُس ابر سے برستے ہوئے آتے آتے قریب ہو کر وہ
ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک زن جمیلہ طاؤس سحر پر سوار ہلکا پیازی رنگ کا لباس جوڑا کج بندھا ہوا پہلو مین ایک
لڑکا مانند ستارے کے چہرہ چمکتا ہوا ہے سحر پہ سوار چقماق جادو نے کہا یہ زوجہ ہو اُس شخص کی معلوم ہوتا ہو کہ
میری محبت مین سکونت طلسم صندل کو اسنے بھی ترک کیا بلور آسمان شگاف نے افسران فوج کو برائے
استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور ملکہ عالم افروز جادو کو استقبال کرکے لائے بلور نے بڑی حرمت کی
کیونکہ یہ وزیر طلسم صندل کی زوجہ ہو ملکہ بارگاہ مین تشریف لائین یہ لشکر بھی لشکر بلور سے ملحق ہوا اب دس
لاکھ ساحرون کی جمعیت ہوگئی لیکن چقماق جادو نے حال پوچھا عالم افروز جادو نے سب ماجرا بیان کیا
کہ یون بادشاہ کا عتاب ہوا لوگ میرے نکالنے کو ہنوز چلنے بھی نہین پائے تھے کہ مین خود کوچ کرکے چلی آئی
ہون چقماق جادو نے کہا تمنے بہت خوب کیا جو چلی آئین اور لڑکے کو اپنی گود مین لیکر پیار کیا گلے سے لگایا اور
کہا بیٹا تمنے تو اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم بھی اب اپنا بادشاہ طلسم کشا کو سمجھو بادشاہ طلسم صندل کو دشمن
جانو خورشید جادو نے کہا کہ اگر فرمائیے تو ابھی سحر کرکے صندلان شاہ کو پکڑ لاؤن یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا

حقاق جادو ہنسنے لگا اور کہا ای فرزند اِس کام کی جرأت کرنا چاہیے جو اپنے سے ہو سکے بھلا تمھارا سحر کہین بادشاہ
طلسم کے سحر پر غالب آسکتا ہی بلکن ایسکے دولے پر بہت خوش ہوا اور شاہزادۂ رستم ثانی کو یاد کیا کہ اگر اسکی جرأت
وہ شہریار دیکھتا تو اِس سے بہت خوش ہوتا یہ لڑکا اُنکی طبیعت کے موافق ہی حقاق جادو نے کہا دختر تمھاری ملکہ
سردابہ جادو قلعۂ رخشانیہ مین ہی تمھارا جی چاہے اُسکے پاس چلی جاؤ اور اگر زیارت طلسم کشائی کرنا
ہو تو یہین رہو بالفعل وہ شہریار اسیر ہی عالم افروز جادو نے کہا کہ جسکی بدولت تم یار ملک و مال چھوٹا
اُسے دیکھنے سے بھی گئی اول تو مین یہ کہتی ہون کہ اگر تم اجازت دو تو آج طلسم کشا کو چھڑا لاؤن تمام شہر
نباتیہ کو اُلٹ پلٹ کر دون پھر دوسرے نبات جادو کی بھی یہ حقیقت ہی کہ وہ مجھسے مقابلہ کریگا پھر حقاق
جادو نے کہا ابھی مناسب نہین ہی ماسوا اسکے وہ شہریار عالیوقار ناراض ہوگا اُسکا آئین یہ نہین ہی کہ دشمن
پر پوشیدہ سبقت کرے عالم افروز جادو خاموش ہو رہی لیکن جسوقت یہ خبر نبات جادو کو پہونچی کہ زوجۂ
حقاق ملکہ عالم افروز اگر شریک لشکر طلسم کشا ہوئی ہی تھرتھرانے لگا اور کہا کہ ہمارے بادشاہ کے اطمینان
کو دیکھو کہ اِسوقت تک کمک نہ روانہ کی اگر یہ لوگ یکایک آپڑے تو کیا ہو سکتا ہی طلسم کشا کو چھین لیجائینگے نبات
جادو پریشان ہو رہا تھا کہ یکایک جانب آسمان سے دو ابر نمودار ہوے ایک ابر سرخ رنگ دوسرا ابر سبز رنگ
اور جانب صحرا سے زیر ابر تیغ گرد بلند ہوا آواز یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئی نبات جادو مع افسران لشکر برائے
استقبال آگے بڑھا راہ مین خبر پائی کہ خود ملکہ نوبہار گوہرپوش برائے تماشائے قتل طلسم کشا تشریف لاتی ہین اور
اخضر جادو و احمر جادو ایک ایک لاکھ ساحر خونخوار کی جمعیت سے آتے ہین نبات جادو گیا اور ملکہ کو استقبال
کرکے لایا باغ مین اُتارا وہ دختر نبات جادو کی باغ باغ ہو گئین مثل کنیزون کے خدمتگذاری ملکہ مین موجود
تھین کہتی تھین کہ یہ بھی خداوند کی مہربانی ہی کہ بادشاہ طلسم صندل کی دختر اور ہمارے یہان آئے لیکن
نبات جادو و اخضر جادو اور احمر جادو کو استقبال کرکے شہر مین لایا سامان دعوت و ضیافت
مہیا کیا اخضر جادو نے نامہ بادشاہ کا دیا نبات جادو نے نامہ آنکھون سے لگایا اور پڑھا تحریر تھا کہ ای
خیرخواہ دولت و اقبال بڑا کام کیا تمنے لیکن اب تمکو لازم ہی کہ اپنے امکان بھر طلسم کشا کو ایک آن زندہ نہ رکھو
وہین قتل کر ڈالو اور لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا اخضر جادو اور احمر جادو کو تمھاری کمک کیواسطے
روانہ کیا جاتا ہی نبات جادو نامہ پڑھکر نہایت خوش ہوا اُسیوقت حکم دیا کہ جارچی جار دے کہ آج ہی کے
روز طلسم کشا قتل کیا جائیگا جسکو تماشائے قتل طلسم کشا کا دیکھنا ہو وہ آئے اور چشم عبرت وا کرے اُسیوقت
جارچی نے جار دیا خبر لشکر اسلام مین ہوئی بلور آکسان تنکاف نے ایک نامہ خدمت مین خاقان
روشن دل کے روانہ کیا کہ فلان روز اُس شہریار کے قتل کا معین ہوا ہی دو ساحر صندلان شاہ کیطرف
سے برائے مدد آئے ہین اور یقین ہی کہ اور کمک آئے لہذا مجھکو کیا ارشاد ہوتا ہی ایک ساحر یہ نامہ لیکر خدمت
مین شہنشاہ خاقان روشن دل کے روانہ ہوا جسوقت دربار خاقان مین پہونچا نامہ پیش کیا خاقان
نے جواب نامہ تحریر کیا کہ ای فرزند جو روز قتل معین ہوا ہی اُسی روز تم بھی تیاری کرکے لشکر پر گرنا امید ہے کہ
طلسم کشا رہائی پائے اور مین بھی خیال رکھونگا اگر وقت سخت پڑیگا تو کسیکو برائے کمک روانہ کرونگا ایلچی
جواب نامہ لیکر خدمت مین بلور کے آیا بلور نے سکوت کیا منتظر وقت ہو کر بیٹھا لیکن ملکہ عالم افروز جادو نے کہا
کہ ای بادشاہ اگر مجھے حکم ہو جائے تو دکھا دون تماشا ابھی جاکر طلسم کشا کو لے آؤن یہ دونون موذی کس لے کیلیے

جو آئے ہین تو کیا کر سکتے ہین مگر ہان خیال اتنا ہوتا ہی کہ صبا رفتار ہین کسی نے مدد کا اور مقابلے کی ٹھہری اتنے
عرصے مین کفار نے اُس شہریار کو قتل کر ڈالا اور مار پیچھے سوار ہوئی تو کیا بلور آسمان خنگاف نے کہا
کہ اب جو کچھ ہوگا ایک ہی روز ہو جائیگا جو روز قتل طلسم کشا کا معین ہوا ہی روز سہ شنبہ جلاد فلک کا دن ہے
یعنی یقین ہی کہ خوب تلوار برسیگی اچھی طرح خونریزی ہوگی یہ سب تو منتظر وقت ہو کر بیٹھے ہین لیکن شبرنگ بن عمرو
اپنے آقاے نامدار کے لیے بیتاب و بیقرار پھرتا تھا کبھی گھسیارے کی صورت بنکر شہر بناتیہ مین داخل ہوا ہر
چہار طرف تلاش کی مگر پتہ زندان کا نہ ملا واپس چلا آیا کبھی مسافر بنکر کبھی سوداگر بنکر صدہا بھیس بدل ڈالے
خاک شہر بناتیہ کی چھان ڈالی مگر کہین پتہ شاہزادہ رستم ثانی کا نہ پایا ایک روز جانب صحرا نکل گیا زیر درخت
بیٹھکر فلک کو دیکھکر رونے لگا کہ ای چرخ کج رفتار ای گردون غدار تو عجب طرح کا تفرقہ پرداز ہی کہ تجھے ملاتے اور
چھڑاتے کچھ دیر بھی نہین لگتی ہی کس مدت کے بعد تو اپنے آقا سے ملے تھے لیکن تو نہ دیکھ سکا اتنی جلد اُس شہریار
عالیوقار سے جدا کر دیا یہ اسی خیال مین تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک خواجہ سرا ایک آدمی بہا ہو تیر خوردہ
لدوائے ہوئے لالو لالو پکارتا چلا آتا ہی لالو کا کہین پتہ نہین ہر بار غصہ ہو کر کہتا ہی کہ کمبخت کہان مر گیا
حقہ بھرنے گیا تھا اب تک نہین واپس آیا مین نے اس شکار کے پیچھے آج صبح سے حقہ نہین پیا پیٹ مین نفخ ہو رہا ہی
ہلکا ہلکا درد ہوتا ہی عرق مین غرق ہانپتے ہوئے چلتے ہین تو ند تھل تھل کرتی ہوئی یہ خواجہ سرا ملکہ نوبہار
گوہر پوش کے ساتھ آیا ہی میان تراب اسکا نام ہو آج صبح کو انکا جی گھبرایا تھا تو برائے شکار گئے تھے
آہو صید کیے پھرے لیکن مرد ضعیف ہین پست ہو گئے شبرنگ نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرے
پر ملکر صورت اپنی ایک ساقی بچے کی بنائی سامنے جیل تھی اُس سے حقہ تازہ کیا چلم بھری دہن سے دود کر
سامنے میان تراب کے آیا حقہ پیش کیا اور کہا کہ غلام کو آپ نے کیون نہ یاد فرمایا مین تو اسی صحرا مین رہتا
ہون جو رئیس امیر برای صید و شکار ادھر نکل آتا ہی اسکی خدمت کرتا ہون میان تراب نے حقہ پینا شروع
کیا تین چار دم لگائے جھونکے کہ بیہوش ہونے لگا تمام صحرا چکر مارتا ہی پاؤن زمین سے اونچے ہوئے جاتے
ہین میان تراب نے کہا یہ کیسا حقہ تو نے پلایا کہ سر گھومنے لگا ساقی بچے نے کہا حضور مسافت راہ طے کیے
ہوئے آتے تھے حقہ کھینچ کر پی لیا اسوجہ سے سر گھومنے لگا ہوگا ذرا ٹہلیے کہ ہوش لگے میان تراب کو چھینک آئی
بیہوش ہو کر گرے وہ آدمی جو آہو کو لادے ہوئے ساتھ تھا پھر دھوان حقے کا اُسکے بھی ناک مین گیا تھا وہ بھی بیہوش
ہوا شبرنگ نے جلدی سے میان تراب کو گود مین لیا کر ایک پتھر کے نیچے دبا دیا اور آپ صورت میان
تراب کی بنکر پھر ادھر آیا اُس آدمی کو ہوشیار کیا اتنے مین اور لوگ میان تراب کے ہمراہی انھین
ڈھونڈھتے ہوئے پہونچے کہا میان آپ نے بہت دیر کی ملکہ پریشان ہو رہی ہونگی غیر کے گھر مین مہمان ہین
اگرچہ وہ بھی سب ملازم ہین لیکن آپکی گودیون کی کھلائی ہوئی ہین ہر طرح کی بے تکلفی دیکھا چاہیے ہی اب سے حال
ہی میان تراب نے کہا کہ کباب اس آہو کے ملکہ کیواسطے لگاؤن تو لیکر چلون خالی ہاتھ کیا جاؤن اگر وہ
پوچھین گی کہ اتنی دیر کہان گذاری تو کیا جواب دونگا لوگون نے کہا آپکو اختیار ہی غرضکہ میان تراب
نے آہو کے کباب لگائے اور کباب اپنے ہمراہ لیکر طرف باغ فرحت افزا کے کہ جہان ملکہ نوبہار گوہر پوش
مقیم تھی گئے جسوقت داخل باغ ہوئے اور نظر ملکہ نوبہار پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہ ایسی صورتین بھی خدا نے
پیدا کی ہین لیکن نوبہار گوہر پوش نے جو میان تراب کو دیکھا پوچھا کہ آپ کہان گئے تھے جو ادھر آئے کہ بابا

تمھارے واسطے شکار کرنے گیا تھا نہایت پریشان رہا آخر ایک آہو صید کیا یہ کباب لایا ہوں ملکہ نے کہا کہ تم تو
یہاں تنہا گھبرا رہے تھے ایک ماہ ناز آفرین ہو تو وہ بھی عورت میں بھی عورت اگرچہ کوئی خوف کا مقام نہیں
ہوتا ہم نئی جگہ ہے جی گھبرا اٹھتا ہے میاں تراب نے کہا اچھا! باخدا میری معاف کرو اب کہیں نہ جاؤنگا جب وقت
قریب پہونچے ملکہ پرا سے کھلیم اٹھی کیونکہ میاں تراب نے اسے گودیوں میں کھلایا ہے غرضکہ دسترخوان بچھا ملکہ نے
سے خاصہ تناول فرمایا میاں تراب تمکس رانی کیا کئے جب ملکہ خاصہ نوش فرما چکیں میاں تراب نے بھی
کھانا کھایا ہاتھ منھ دھوکر بیٹھے لیکن یہ میاں تراب تو ہیں نہیں یہ تو شبرنگ عیار ہے کہ جسنے دنیا دیکھ ڈالی ایک
زمانہ تک شاہزادہ نورالدہر کے ساتھ رہا ہے اب شاہزادہ رستم ثانی سے ویسی ہی ایسی محبت ہو گئی ہے
کہ نورالدہر کا ساتھ چھوڑ ان کے ہمراہ رہتا ہے دیکھا شبرنگ نے کہ چہرہ ملکہ کا متغیر ہے بیٹھے بیٹھے ٹھنڈی
سانس بھرتی ہے دل کی الجھن باتوں سے نمایاں ہے جتنا دیدار آنکھوں سے ٹپکی پڑتی ہے چہرے کا رنگ زرد
دل پر درد ہے ہر انداز سے حالت عشق ہویدا نشان از خود رفتگی پیدا ہیں شبرنگ دل میں سمجھا کہ ضرور کسی نہ کسی
پر شیفتہ ہوئی سوا رستم ثانی کے یہاں اور ایسا کون ہے معلوم ہوتا ہے شاید اس نے کہیں دیکھ لیا ہے چلو خوب ہوا
اسی سے اسکا پتہ بھی لگ جائیگا یہ سنکر کہا صاحبزادی اسوقت میں کچھ عجب بات دیکھ رہا ہوں کیا کہوں نہ کہتے بنتا
ہے اور نہ کہے بنتا ہے نوبہار گوہر پوش نے کہا آخر کیا بات آپ نے دیکھی ہے کچھ بیان تو فرمایئے میاں
تراب نے کہا تمھارے چہرے کے انداز سے یہ پایا جاتا ہے کہ جیسے کوئی کسی کے عشق میں سرشار ہوتا ہے خدا
کیواسطے صاحبزادی کچھ بیان تو کرو مرد ہو یا عورت جوان آدمی کیواسطے یہ آزار برا ہوتا ہے اس آزار کا
چھپانا اس درد کا زبان پر نہ لانا بہت برا ہوتا ہے مجھسے تو کہو کہ اگر تدبیر ممکن ہو تو میں کوئی تدارک کروں
نوبہار گوہر پوش نے گردن نیچی کر لی اور کہا آپ بجائے عمو ہیں آپ کے آگے ایسی بات کہنا بھی بیحیائی ہے مگر نہ
کہنے میں بھی برائی ہے مگر اب آپ خود پوچھتے ہیں تو عرض کرتی ہوں کہ عجب طرح کا وقت نازک آپڑا ہے کچھ مجھسے
کہنا نہیں پڑتی ہے ابھی کل کی بات ہے کہ صنم بادلہ پوش کی کیسی رسوائی ہوئی لیکن خداوند عالم نے اسکی جان
بچائی ایسا باپ بھی جلاد نہیں دیکھا کہ بے خوف و خطر دختر کے قتل کا حکم دیدیا دل میں ذرا رحم نہ آیا میرا اس سے بڑا
ہیچ ہو گا مگر دل سے مجبور ہوں آپکو یاد ہو گا کہ جس زمانہ میں تصویریں خدا پرستوں کی آئی ہیں اور ایک تصویر
بدیع الملک کی میں نے اس بہانے سے پدر بزرگوار سے مانگ لی تھی کہ میں درخت میں لٹکا کر سو کوڑے
روز مارا کرونگی لیکن یہ تو سب بہانہ تھا اس روز سے وہی تصویر باعث زندگی ہے سنتا ہوں میں نے کہ یہ شخص جسکا نام
رستم ثانی ہے اسکا بھتیجا ہے اور اسکے قتل کا سامان ہو رہا ہے میں اس تردد میں ہوں کہ اگر کہیں وہ دن تقدیر نے
دکھایا کہ ہمارا اور اس یار جانی کا سامنا ہوا تو یہ منھ دکھانے کے قابل نہ رہیگا کہ ہم موجود ہوں اور بھتیجا اسکا
قتل ہو جائے دوسری بات یہ ہے کہ جس سے دل ملے تو اسکی خوشی وہی اپنی خوشی اسکا ملال اپنا ملال ہے جیسے
رستم ثانی انکا بھتیجا ویسے میرا بھتیجا اگر آپ نے شفقت بزرگانہ فرمائی ہے تو کوئی تدبیر نکالئے میاں تراب
جو اصل میں شبرنگ بن عمرو ہیں کہا کہ اچھا صاحبزادی تمھی خوب پیٹ سے پاؤں نکالے ماں باپ کا
نام روشن کروگی مجھے تو فقط دل لیکر دریافت کر لینا تھا ابھی تو بادشاہ کو مطلع کرتا ہوں یہ سنکر نوبہار
گوہر پوش کا رنگ اڑ گیا لیکن دل میں سوچی کہ خیر اب تو جو کچھ ہو گا وہ ہو گا دشمن کو تو کیوں چھوڑتی ہے یہ خیال
کر کے تلوار کھینچی اپنی کنیزوں سے کہا کہ گرفتار کر لو اس خواجہ سرا کو کہ مجھپر تہمت رکھتا ہے یہ سنتا تھا کہ تمام کنیزیں دوڑ

رہیں میاں تراب کو کوئی گھونسہ کوئی لات کوئی تھپڑ مارتی تھی شبرنگ نے دل میں کہا کہ مفت کی جوتیاں
کھاتیں ہیں تو گھمارتے ہیں دیکھیں عشق اسکا صادق ہے یا نہیں واقعی میں یہ اپنے عشق کی سچی معلوم ہوتی ہے
میاں تراب نے بھی ادھر ادھر ہاتھ مارنا شروع کیے جسکی ناک تک ہاتھ انکا پہونچا چھینک مار کر بیہوش
ہوئی آن واحد میں جیاب مار مار کر شبرنگ نے سب کو بیہوش کیا اب ملکہ سے مخاطب ہوا کہ اے ملکہ عالم
آپ نے مجھے پہچانا بھی کہ میں کون ہوں میں شبرنگ بن عمرو عیار شاہزادہ ذوالزمان رستم ثانی نوجوان
میری بے ادبی معاف ہو اور آپ نہ گھبرائیے میں اسی تدبیر میں آیا ہوں کہ اس شہریار عالیوقار کو اس قید ستم
سے رہا کروں الحمدللہ کہ یہاں آکر ملازمت حضور کی حاصل کی یہ کہکر منہ دھو ڈالا اور صورت اصل اپنی ملکہ کو
دکھائی ملکہ دم بخود تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے شبرنگ سے کہا اے مہتر عیاران یہ تو بتاؤ کہ تمنے میرے خواجہ سرا کو کیا کیا شبرنگ
نے کہا خواجہ سرا سے صبر کیجیے وہ اس قابل نہ تھا جیسا آپ نے مجھ سے بیان کیا اگر آپ سے بیان کرتیں تو نہیں
معلوم کیا فساد برپا ہوتا میں نے اسے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا تھا یقین ہے کہ وہ عدم آباد تک پہونچ گیا ہو گا
ملکہ نے کہا وقت کم کام زیادہ پھر اے شبرنگ اپنے آقا کی رہائی کی فکر کیوں نہیں کرتے ہو شبرنگ نے کہا کہ
مجھے ابھی تک پتہ ٹھیک نہیں ملا ہے کہ وہ شہریار عالیوقار کہاں قید ہے نوبہار گوہر پوش نے کہا بہتر میں
بتاتی ہوں اسی باغ کی پشت پر ایک حجرہ بنا ہوا ہے کہ اس سے کوئی آگاہ نہیں ہے طلسم کشا اسکے قفل تہ خانہ
میں مقید ہے اور اصل میں جو رستم ثانی ہے وہ بھی قید ہے اب رہا کرنا تمہارا کام ہے شبرنگ نے کہا اے ملکہ
شام ہونے دیجیے آج ہی بقوت پروردگار اپنے آقائے نامدار کو لے آؤنگا غرضکہ جب دن تمام ہوا شبرنگ
نے گوشہ باغ میں جا کر نقب لگانا شروع کی کوئی بارہ بجے شب کے دہنہ نقب کا گوشہ زندان میں وا ہوا آہستہ
سے گردن نکالکر دیکھا تو اپنے آقا کو مسلسل و مطوق پایا اور دیکھا کہ چار ساحران غدار اسباب سحر تو پر آراستہ
کیے ہوئے گرد شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے ہیں شبرنگ نے جلدی سے سر اپنا نقب میں کر لیا اور سوچا کہ
اب کسطرح سے شہریار نکلیگا یہ سوچ دل سے ایک کر کے زرد رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک زن کریہ منظر
سیہ فام کی بنائی اور ایک پرانا ریشمی سوسی کا لہنگا پہنا چنری اوڑھکر نہایت چالاکی کے ساتھ نقب سے نکلکر نعرہ کیا کہ منم
سکھیا چماری یہ آواز سنتے ہی وہ ساحر جو ہر وقت حفاظت کے لئے رہتے ہیں غنیمہ میں آچلے تھے گھبرا کر چونک پڑے
کہ یہ سکھیا چماری کون ہے اب جو دیکھا پیشاب خطا ہو گیا دیکھا کہ ایک عورت سیہ فام منہ پھیلائے دانت بڑے بڑے
دو دو دانت آگے نکلے ہوئے گھبرا کر کہا کہ آپ کون ہیں کہا میں وہ ہوں لونا چماری کی پاس سے خداوند کے آئی ہوں کچھ پیغام اس
شخص پاس لائی ہوں لہذا تم لوگ تھوڑی دیر کیواسطے تخلیہ کر دو یہ سنتا تھا کہ سب ڈنڈوت کرنے لگے اور اسیوقت حجرے
کے باہر چلے گئے اب اس نے آواز دی کہ کیوں اے طلسم کشا تو نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی کہ طلسم صندل کو برباد کرنے آیا چل تجھے
خداوند نے یاد کیا ہے رستم ثانی نے جو اسے دیکھا لاحول پڑھکر منہ کو پھیر لیا کہا قبحہ دور ہو یہاں سے ہنسکر جواب دیا کہ خدا
کی شان مجھ ایسی نازنین مہ جبین سے تو کراہت کرتا ہے ارے اسی صورت پر سیکڑوں کی جانیں اور
ہزاروں کے خون ہوے ہیں بعد اسکے شبرنگ کو خیال ہوا کہ مبادا یہ لوگ جھانکتے ہوں تو کام نہ بن پڑیگا
ایک آواز دی کہ کیوں موذی کالوں سنے تمہیں یہاں سے تو ہٹا دیا اب تم دروازے سے لپٹے ہوئے باتیں
ہماری سنتے ہو ابھی جا کر خاک سیاہ کر دونگی یہ سنتا تھا کہ ان لوگوں نے کہا بھگی یہاں سے ہٹ چلو ایسا نہو
غضب آجائے دیکھو تو کیسی صاحب کمال ہیں کہ انھیں سب حال روشن ہے کیوں نہ ہو کسکی ہو ہیں لونا چماری

ابھی تو پونے دو سو خداوندوں میں داخل ہیں غرضکہ وہ لوگ ڈر کر ہٹ گئے یہان سکھیاچاری نے شہزادہ
رستم ثانی سے کہا کہ اے جان جہان والے آرام مشتاقان اگر تو میرا وصل قبول کرے تو ابھی لوح تجکو دلوا دون
طلسم کو فتح کروا دون اگرچہ جانب خداوند سے تیرے قتل کو آئی تھی لیکن وہان جا کر کوئی بہانہ کر دون گی یا نہ
جاؤنگی عجب مجھ سا ایسا یار جانی جو لطف زندگی ہے بغل میں ہوگا تو کہیں جا کر کیا کرون گی رستم ثانی نے کہا
کہ مردار دور ہو یہان سے مجھے مرنا قبول ہے اور تجھ سے ہمکلام ہونا نہین قبول سکھیاچاری نے کہا ارے
ایسی میری صورت بری ہے بھلا ایک آئینہ میں میری اور اپنی صورت ملا کر دیکھ تو یہ کہکر منہ قریب منہ کے
لائی تھی کہ رستم ثانی نے ہاتھ مع ہتکڑی بلند کیا کہ قریب آئے اور سر پر مارون کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے
ہون اب اینے قہقہہ مارا اور کہا اے شہریار پہچانا آپ نے مین ہون غلام آپکا شبرنگ ابن عمرو شہزادہ
رستم ثانی نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ صورت تو نے کیسی بنائی ہے شبرنگ نے کہا عیاری کی ہزار صورتین
ہین لیکن آپ چلیے رستم ثانی نے کہا کس طرف سے چلون شبرنگ نے کہا اٹھیے تو سہی اگر قید سخت ہے
تو کیے کاٹ دون سوہن وغیرہ پیشتر سے لیتا آیا ہون کہ شاید آپ قید مین ناتوان ہوگئے ہون اور قید
نہ توڑ سکین یہ طعنہ سننے کی انھین کب تاب ہے کہا اے شبرنگ اگر قریب مرگ بھی ہون تو ایسی ایسی ہزار
قیدین توڑ کر پھینک دون یہ کہکر دامن آرزو مین آکر اپ جو جھٹکے مارتے ہین قید کو مانند تار عنکبوت کے
پارہ پارہ کر کے پھینک دیا شبرنگ اپنے ساتھ لیکر نقب کے رستے سے چلا اور دہنہ نقب کا بند کیا اُن
ساحرون کو آواز دی کہ ہم طلسم کشا کو پاس خداوند کے لیے جاتے ہین تم لوگ پریشان نہو نا دلاش
کرنا خداوند کو منظور ہے کہ طلسم صندل برباد نہو اسوجہ سے طلسم کشا کو اپنے پاس طلب کر لیا کہ نہ یہان
رہیگا نہ طلسم ٹوٹیگا یہ کہکر دہنہ نقب کا بند کر کے روانہ ہوے جسوقت باغ مین نکلے دیکھا رستم ثانی نے
کہ عجب باغ ہے کس لطف کی چمن بندی ہے کیا اچھے طریقہ سے روش بندی قائم کی ہے گلہاے بوقلمون پھولے
ہوے ہین طائر چہچہے کر رہے ہین وسط باغ مین جو نہر ہے ہر نہر اسکی آغوش تمنا معلوم ہوتی ہے حباب بشکل دیدۂ
مشتاق اُبھر ابھر کر ہر سو نگران ہوتے ہین لیکن جس چیز کو دیکھتے ہین اپنے سے دور پاتے ہین اپنی قسمت پر
پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین مچھلیان سبز و سرخ پانی میں سیر کرتی پھرتی ہین اگر کوئی غول مچھلیون کا شکر نکل
آتا ہے عجب لطف دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میان آب پرکار آتش صنوبر تن ہی جا بجا چھوٹے چھوٹے بجرے
پڑے ہین گرد نہر کے جو نانڈے جواہر نگار رکھے ہین انمین چھوٹے چھوٹے درخت سرے پاؤن تک
پھولون میں لدے ہوے گلدستۂ کاغذی کا لطف دکھاتے ہین نہین نہین گلدستۂ کاغذی مین یہ لطف
کہان نقل کو اصل سے کیا نسبت ہے ہر گلدستہ کو گلدستۂ جنت کہنا چاہیے رستم ثانی سیر کنان قریب قصر ہوئے
یہان ملکہ نوبہار گوہر پوش مصروف دعا تھی کہ پروردگارا تو مجھے بدیع الملک سے سرخرو کر نا رستم ثانی
کی جان کا تو ہی حافظ ہے کہ یکایک سامنے سے رستم ثانی نمودار ہوے ملکہ ماہ ناز آفرین نے کہا کہ سجدۂ شکر
بجالائیے اے ملکۂ عالم مراد آپکی پوری ہوئی دیکھیے وہ تشریف لاے نوبہار گوہر پوش نے بھی رستم ثانی کو
دیکھا لیکن نظر رستم ثانی کی جو نوبہار گوہر پوش پر پڑی شبرنگ سے پوچھا یہ کون ہے کس قدر صورت اسکی
صنم بادلہ پوش سے مشابہ ہے شبرنگ نے کہا یہ بڑی بہن اُنکی ہین اور عاشق ہین شاہزادہ بدیع الملک
پر رستم ثانی نے جھک کر سلام کیا کیونکہ رشتون سے ملکہ بڑی ہوتی تھی ملکہ نے دعا دی گلے سے لگایا

پاس اپنے بٹھایا ہنسکر فرمایا کہ کسیقدر آپ لوگوں کی صورتیں ملتی جلتی ہیں یہ کہکر تصویر نکال کر ملائی اور کہا ان
میں کا تو فرق بیشک معلوم ہوتا ہے ورنہ جو صورت وہ ہے وہ صورت یہ ہے کسیطرح کا فرق نہیں اب شبرنگ
نے تمام ماجرا اور ماشا میان ترّاب کا اور انہیں بیہوش کرکے پہونچنا باغ میں ملازمت ملکہ کی اور تائید رب کی
اور کی سب بیان کیا رستم ثانی نے دل میں سوچا کہ یہ اچھا موقع احسان کرنے کا ہے کسیطرح نوبہار گوہر پوش
کو یہان سے لیچلنا چاہیے شبرنگ سے کہا کہ پری جان کو یہان سے لیچلیں شبرنگ نے کہا یہ ہو سکتا
ہے کہ سب کو بیہوش کر کرکے پشتارے باندھ باندھکر کہئے تو میں پہونچا آؤن رستم ثانی نے کہا کہ میں
اپنی موجودگی میں تو اس طرح نہ لیجانے دونگا شبرنگ سے کہا کہ آپ خود بھی سوا اس تدبیر کے کسی طرح
نکل نہیں سکتے رستم ثانی نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ فعل وزیر الغاکہ کوئی عالم بیہوشی میں جسطرح
چاہے لیجائے تا ہمہ تو میں اسطرح کبھی نہ جاؤنگا شبرنگ نے کہا اچھا میں جاکر انہیں اطلاع کرتا ہوں یہ کہکر شبرنگ
تو اسی پردہ شب میں نکل کر روانہ ہو یہان شاہزادہ رستم ثانی کو ملکہ نے نہلوایا پوشاک بدلوائی ایک حجرے
میں بٹھایا چوکی پہرے کا خوب بندوبست کردیا جو وقت دختر نبات جادو و لالہ خندان شکرلب کے آنیکا
معین تھا اسوقت باغ میں نکلکر ٹہلنے لگی جسوقت خندان شکرلب آئی دو چار باتیں کرکے اُسے
رخصت کردیا لیکن جب صبح ہوئی زندانبان خدمت میں نبات جادو کے آئے اور عرض کی کہ رات کو
عجب کرامت خداوندی ظہور میں آئی ہے کہ زندگی بھر کا اطمینان ہوگیا اب کوئی کھٹکا باقی نہیں رہا نبات جادو
نے کہا کیا ہوا انہوں نے بیان کیا کہ ہم حسب منصب اپنی نگرانی طلسم کشا میں مصروف تھے دروازہ زندان
کا بند تھا کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی گھبراکر جو لوگوں نے دیکھا تو کیا چاری بود و ناچاری
کی گھڑی میں صورت پڑی ایسا دبدبہ تھا کہ پیشاب ہم لوگوں کے خطا ہوئے جاتے تھے سحر بھولے جاتے تھے
نہ انکو زمین سے نکلتے دیکھا نہ آسمان سے آتے دیکھا نہیں معلوم تھا یک زندان میں کہاں سے پیدا ہوگئے
اور ہمسے کہا کہ تم لوگ باہر زندان کے چلے جاؤ ہمنے ویسا ہی کیا کہ زندان سے باہر چلے آئے کان لگاکر سننے
لگے کہ کیا باتیں طلسم کشا سے ہوتی ہیں انہوں نے پہلے تو کہا کہ چل اے طلسم کشا تجھے خداوند نے یاد کیا ہے
پھر ہم لوگوں کو ڈانٹا کہ تم کیا سن رہے ہو دروازے کے پاس سے ہٹ جاؤ ایسی صاحب کمال ہیں کہ انہیں
معلوم ہوگیا کہ ہم لوگ پاس دروازے کے کھڑے سن رہے ہیں ہم لوگ ڈر کر ہٹ گئے پھر ہمیں
نہیں معلوم کہ انسے اور طلسم کشا سے کیا باتیں ہوئیں لیکن جاتے وقت وہ آہستہ سنائی گئیں کہ میں طلسم کشا
کو پاس خداوند کے لئے جاتی ہوں اب تم لوگ اطمینان سے بیٹھو نہ طلسم کشا وہان سے آنے پائیگا طلسم
کو ہوچکا بعد اس آواز کے ہمنے جو دروازہ حجرے کا کھولکر دیکھا تو نہ طلسم کشا کو پایا نہ انہیں دیکھا نہ کوئی راہ آمد و رفت
دکھائی دی یہ سنکر نبات جادو نہایت متردد ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہے احمر جادو و اخضر جادو سے بیان کیا انہوں
نے کہا کہ خداوند ہمارا رحیم ہے کیا عجب ہے کہ اسے بربادی طلسم منظور نہو اسیوجہ سے طلسم کشا کو اپنے پاس بلا لیا
ہو لیکن اس حال کی اطلاع خدمت بادشاہ میں کرنا ضروری ہے نبات جادو نے ایک عرضی لکھکر تیار کی اور
خدمتمین صندلان شاہ کے روانہ کی جسوقت عرضی بادشاہ کو پہونچی اور صندلان شاہ مضمون عرضی سے آگاہ ہوا
کہ اسطرح طلسم کشا زندانخانہ سے غائب ہوگیا اسوقت معلم کتابدار سے کہا کہ یہ کیا راز ہے معلم کتابدار نے کتاب
زر دستی کو کھولا اور بعد دریافت عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار یہ تو اوبار کا ہے وہ وہ باتیں ظہور میں

آتی ہیں کہ جنکا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا ہے شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا آیا پہلے تو اُسنے میاں تراب
کو صحرا میں حقہ پلاکر بیہوش کیا بعد اُسکے صورت میاں تراب کی بنکر اندر باغ کے پاس بڑی صاحبزادی
ملکہ نوبہار گوہر پوش کے آیا ملکہ کو ایسا باتوں میں لگایا کہ نوبہار گوہر پوش نے بھی راز دلی بیان کر دیا
یعنے عشق بدیع الملک ظاہر کیا اور کہا کہ کسیطرح رہائی طلسم کشا کی فکر کرو جب معلوم ہوا کہ ملکہ دوستی
طلسم کشا کا دم بھرتی ہیں تو شبرنگ نے اپنے تئیں ظاہر کر دیا اور صورت سکھیا چماری کی بنکر زندان میں گیا
اور اپنے آقا کو قید سے چھڑا لایا زندانبانوں کو بہکا آیا اب ملکہ نوبہار اور رستم ثانی دونوں باغ میں نبات
جادو کے موجود ہیں عیار طلسم کشا اُسکے لشکر میں خبر کرنے گیا ہوا ہے اگر وہاں سے لوگ آ گئے تو فوراً
رہا کر لیجائینگے اور طلسم کشا بسبب لوح نہونے کے مجبور ہے اگر لوح اُسکے ہاتھ لگ گئی ہوتی تو ابتک وہ کام
نبات جادو کا تمام کر چکا ہوتا نبات جادو کی آنکھوں پر پردے غفلت کے پڑے ہوئے ہیں یہی علامتیں
بربادی طلسم کی ہیں صندل ان شاہ جادو نے جو یہ باتیں سنیں اور حقیقت حال سے آگاہ ہوا سامنے شہزادہ
روئین تن کہ نہایت ساحر زبردست سامری عصر ہے موجود تھا کہا اسے شہزادہ حکومت ملک نبایتہ
میں نے تیرے نام کی جا اور نبات جادو کو سزاے معقول دے کر شہر نبایتہ سے نکال دے اور سر طلسم کشا
کا مع سر نوبہار خدمت میں مابدولت کی روانہ کر اور ایک نامہ نبات جادو کے نام اس مضمون کا تحریر
کیا کہ اسی منہ پر یہ دعویٰ تھا کہ ہمنے طلسم کشا کو اسیر کیا تو لائق اعتماد کرنے کے نہیں ہے لہذا تجکو اطلاع
دیجاتی ہے کہ حکومت شہر نبایتہ سے دست بردار ہو اور شہزادہ روئین تن کے سپرد کر کے جہاں تیرا جی
چاہے وہاں چلا جا ایک ساحر یہ نامہ لیکر طرف شہر نبایتہ کے روانہ ہوا بعد اُسکے شہزادہ روئین تن پانچ لاکھ
ساحران غدار کی جمعیت سے کوچ کر کے طرف شہر نبایتہ کے روانہ ہوا دیکھیے کس وقت پہونچتا ہے
لیکن اب حال شبرنگ بن عمرو کا سنئے کہ یہ بیچارے نکلکر پیچ لشکر اسلام کا دیکھکر یاسے شاطری مارتا ہوا اندا
ہوا کچھ بات باقی تھی تباہ ہو کر صحرا میں نکل گیا راہ گم کی تین روز تک راستہ لشکر کا نہ ملا حیران سرگرداں کبھی یہ
خیال کر نہیں معلوم کہ اُس شہریار عالیمقدار پر کیا گذری دشمنوں میں اُسے چھوڑ آئے ہیں لوح پاس نہیں ہے
اسی حال پر ملال میں تیسرے روز دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا جاتا ہے تو ویسی صورت ایک مسافر کی بنکر
شریک قافلہ ہوا ایک آدمی سے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں جاتے ہیں اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم شہر نبایتہ
کو جاتے ہیں شبرنگ نے کہا میں بھی چلتا ہوں تین روز سے اسی صحرا میں تباہ ہوں راہ بھول گیا ہوں
غرضکہ ساتھ قافلے والوں کے شہر نبایتہ کے قریب آیا پہلے دریافت کیا کہ کوئی غدر تو نہیں شہر میں واقع
ہوا جب معلوم ہوا اسیطرح کا کوئی ہنگامہ تازہ نہیں برپا ہوا دلکو اطمینان ہوا کہ معلوم ہوتا ہے ابھی تک راز
اُس شہریار عالیمقدار کا فاش نہیں ہوا لیکن افسوس کہ اگر میں نے راہ نہ گم کی ہوتی تو ابتک آکر اپنے آقاے
نامدار کو لیجاتے مگر راہ راست دریافت کر کے جلد جلد طے منازل کرتا ہوا داخل لشکر ہوا یہاں سب امرا
رؤسا دربار میں موجود تھے بطور آسمان شگاف تخت حکومت پر جلوہ افروز تھا فکر ہو رہا تھا کہ کیا تدبیر
رہائی شاہزادہ رستم ثانی کی کریں حکم سے خاقان روشن دل کے مجبور ہیں ورنہ جاکر لڑا جاتے جانیں
اپنی نثار کرتے مگر اُس آقاے نامدار کو چھڑا کر لاتے کہ ایکبار دروازہ بارگاہ پر آواز زنگلہ پیدا ہوئی
اور شبرنگ بن عمرو سامنے سے نمودار ہوا بطور آسمان شگاف نے کہا اے مہتر مہتران تم کہاں

سے تمھارے گم ہو جانے سے اور تردد افزون ہو گیا تھا شہرنگ نے کہا آپ یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہیں
جو میرا کام تھا وہ کر آیا اس شہریار کو قید سے رہا کیا اب وہ باغ نبات جادو میں مقیم ہیں اور سارا ماجرا
جو کچھ گزرا تھا مفصل بیان کر کے کہا اب آپ لوگوں کا کام ہے چلئے اور اپنے آقا کو لے آیئے یہ
سنکر بلور آسمان شگاف تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور تیاری لشکر کا حکم دیا اسی وقت تیاری ہونے لگی
عالم افروز جادو اور شچاق جادو وغیرہ نے اپنے اپنے لشکر کو حکم دیا آن واحد میں تمام لشکر تیار ہو گیا
کیونکہ ہر افسر کو حکم تاکیدی پہونچا تھا جو جہاں جس حالت سے بیٹھا تھا اسی طرح اٹھ کھڑا ہوا فقط
اسباب جنگ لے لیا جھولی سحر کی لٹکالی باقی ہر چیز کو جو جہاں تھی وہیں چھوڑا کوئی کھانا کھانے
بیٹھا تھا کوئی دسترخوان بچھا رہا تھا سب چھوڑ چھاڑ لشکر میں چلا آیا اور کوئی کھانا پکا رہا تھا وہ اسی طرح
چولہے سے اٹھ کھڑا ہوا کوئی نہانے بیٹھا تھا تو آدھا نہایا اور آدھا بے نہایا کمر ہمت کو چست باندھکر
روانہ ہوا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ یارو وقت جانبازی ہنگامۂ امتحان افسون سازی ہے چلو اور اپنے
آقا و ولی نعمت پر جانیں نثار کرو غرض لشکر بلور آسمان شگاف مع فوج ظفر موج چڑھائی کرتے ملک
نبایتہ پر جاتا ہے دیکھئے کس وقت پہونچتا ہے لیکن اول حال شرارہ رومین تن کا سنئے کہ یہ طے مراحل
و قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہے اول نامہ وار صندلان شاہ کا پاس نبات جادو کے پہونچا اور نامہ دیا
نبات جادو نے نامہ لیکر پڑھا تھر تھر کانپنے لگا مضمون نامہ سے آگاہ ہوتے ہی رنگ چہرے کا اڑ گیا
اور قصد کیا کہ قبل آنے شرارہ رومین تن کے میں ملک نبایتہ سے چلا جاؤں مگر جاؤں تو کہاں
جاؤں یہ اسی فکر و تردد میں تھا لیکن شرارہ رومین تن نے آتے ہی پہلے باغ ملکہ کو گھیر لیا دیکھا
کہ شاہزادہ رستم ثانی باادب سامنے بیٹھے ہیں اور ملکہ نوبہار گوہر پوش مسند پر جلوہ افروز ہیں ماہ ناز آفرین
پاس بیٹھی ہے بس اسنے نعرہ کیا کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ شاہزادیوں کو آوارہ کیا طلسم میں بیجا
ڈالدی آبرو بادشاہ طلسم کی خاک میں ملادی لیکن اب کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے منم شرارہ رومین
تن سے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکر جھولی سحری میں ہاتھ ڈالا اور ایک بیج نکالکر
کچھ پڑھنے کا قصد کیا رستم ثانی نے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کر کے چلے کہ او ملعون کیا بکتا ہے شرارہ
نے آواز دی کہ مجھے مثل اوروں کے نہ سمجھنا یہ کہکر گرکی آواز دی زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہاتھ پاؤں بے حس
و حرکت ہو گئے اس نے سحر پڑھکر درخت سنبل کی طرف اشارہ کیا کہ تین رسنیں پیدا ہو کر چلیں ایک رستم ثانی
کے بازوؤں میں لپٹ گئی ایک نے نوبہار گوہر پوش کی مشکیں باندھیں ایک ماہ ناز آفرین کے ہاتھوں
میں لپٹ گئی کیا تفرقہ پردازی گردون سفلہ پرور ہے کہ ابھی تو کس اطمینان سے بیٹھے تھے کیا باتیں ہو رہی
تھیں امیدیں دل کی بڑھ رہی تھیں اب دو تین روز میں ذرا احباب بھی باہم ہم کم ہوا تھا ملکہ حالات لشکر اسلام
پوچھتی تھی شاہزادہ رستم ثانی بیان فرماتے تھے کبھی صنم بادلہ پوش کا ذکر ہوتا تھا رستم ثانی کہتے تھے کہ
وہ شعر خاقانیہ میں ہیں آپکو بھی انہیں کے پاس بھیجدونگا آن واحد میں یہ حالت ہوئی کہ امید زندگی اٹھ
گئی اجل کے پنجہ میں آگئے سب خیالات خواب پریشان ہو گئے ایک ادنیٰ ملازم نے آکر مشکیں باندھیں
نوبہار گوہر پوش فلک کو دیکھکر رہجاتی ہے لیکن شرارہ رومین تن نے کہا کہ پہلے اس نمک حرام دولت یعنی
نبات جادو کو سزا پہونچاؤں تو آکر سمجھوں بادشاہ کا حکم ہے کہ سر دونوں کے ہمارے پاس بھیجدو

یہ ملعون تو ایوان نبات جادو کی طرف روانہ ہوا یہان ملکہ نے بلک بلک کر دعا مانگنا شروع کی کہ اے
کس بیکسان واے والی غریبان اے دادرس اے فریادرس اسوقت سخت مین سوا تیرے کون مددگار ہے
مین تازہ مسلمان ہون میرے حال پر رحم فرما لیکن شرارہ روئین تن سامنے نبات جادو کے آیا اور کہا
کہ ابتک تو نے سلطنت شہر نباتیہ کو ترک نہین کیا فرمان بادشاہی کا بھی کچھ خیال نہوا جلد اٹھو جا تخت
سے نبات جادو کو اور کچھ سمجھ نہین پڑی یہی خیال ہوا کہ اے نبات جادو ایسا ناقدر بادشاہ دنیا مین
نہوگا کستار ظلم تو نے کام کیا اسکا صلہ ظاہر یہ کچھ دوستی سے بادشاہ طلسم کے ہاتھ اٹھایون بھی جان بچتی نہین
معلوم ہوتی کیا انکی صاحبزادی نے الزام بغیر تقصیر لگایا یہی علامتین بربادی طلسم کی ہین بیشک اس
سال مین یہ طلسم برباد ہو جائیگا کہا اے شرارہ روئین تن یہ بھی کیا ہے یہ تخت و تاج ملک و مال امانت بادشاہی
ہے جسکو وہ کہتا ہے اسکے سپرد کر دیجے یہ تخت بھی حاضر ہے تاج بھی موجود ہے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور اندر محل کے
آکر لوح صندوقچہ سے نکالی اور چہرہ دروازہ سے نکلکر طرف باغ کے روانہ ہوا اور اندر باغ کے
آکر لوح طلسمی سامنے رستم ثانی کے ڈالدی اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ جو حاضر ہے خطا اس غلام کی معاف
ہو اور اب مین دوست ہون جبتک دشمن تھا عکس لوح کا جو پڑتا ہے تمام قید سحر دفع ہوئی رستم ثانی
نے لوح گلے مین ڈالی جن جلادون کو قید پر مسلط کر دیا تھا وہ تلوارین کھینچ کھینچ کر رستم ثانی پر چلے سحر
کرنے لگے اب سحر اثر کب تاثیر کرتا ہے جہان عکس لوح کا ڈالا سحر برطرف ہو گیا جلاد کو مار کر تلوار چھین لی نوبہار
گوہر پوش پر سے بھی قید دفع ہوئی ماہ ناز آفرین بھی چھوٹی وہان شرارہ روئین تن
نے اخضر جادو و احمر جادو سب کو ساتھ لیا اور سب کو بارادہ قتل رستم ثانی و نوبہار گوہر پوش طرف
باغ کے چلا تھا کہ یکایک جانب آسمان سے صدہا لکہ ہاے ابر نمایان ہوے کوئی سرخ کوئی سبز کوئی زنگاری
کوئی سفید کوئی سیاہ بجلیان چمکتی ہوئی گرجنے کی آوازین بلند شرارہ نے تامل کیا کہ یہ علامت فوج ساحران
کی معلوم ہوتی ہے یکایک وہ ابر قریب آکر شق ہوے اور ترسول او پنج سول چمکتے ہوے نظر آنے
اور نعرے ساحرون کے ہونے لگے ایکطرف سے چقماق جادو کا نعرہ ہوا ایک سمت سے عالم افروز
جادو چہل بلور آسمان شگاف نے للکارا کہ ہان لینا جانے نہ دینا یہ سننا تھا کہ چار طرف سے ساحر مجمع ہو کے
چلے ادہر اخضر جادو و احمر جادو و شرارہ روئین تن نے بھی اپنے اپنے لشکر کو للکارا اور خود بھی جھولیون
پر ہاتھ ڈالے سحر ہونے لگے گولے ترنج و نارنج کے پھینکانون کا گچھ سوئیون کا چلنے لگا سامری یا جمشید
کی آوازین بلند ہوئین ساحر مرنے لگے بیرون کا شور کرنا علامات سحر ظاہر ہونا عجب ہنگامہ برپا تھا کہین
برق شمشیر چپ چمک کر گر رہی تھی کہین پیکان سحر مانند تیر شہاب کے چل رہے تھے کسی طرف آتشباری کہین
برف باری ہو رہی تھی عالم افروز جادو جسطرف نعرہ کرکے جاتا ہے صفین کی صفین بچھا دیتا ہے چقماق
جادو کی آتش فروزی نے سیکڑون خانہ تن پھونک دیے ادہر اخضر جادو نے نخل حیات اہل اسلام
کو قطع کرنا شروع کیا کھیت مین جا بجا اور را ہے کہ دل سے ہتیہ کہ سرسبزی حاصل ہوا احمر جادو نے
خون کے دریا بہا دیے ہین چہرہ غصے سے سرخ ہے کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے کفنی جوڑا برمین پہن لیکی اب
ساحران لشکر اسلام نے رخ باغ کا کیا جلکر اس شہر کو رہا کرین دشمنون کے پنجون سے چھڑائین
جانین لڑاتے ہوے لڑ رہے ہین بلور تخت پر بیٹھے جب کوئی سحر کا مار دیتا ہے صفین فوجون کی کوٹ

جاتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابر پھٹ گیا اسکا سحر کسی سے رد نہیں ہو سکتا قریب باغ پہونچ چکے ہیں یہ دیکھ
شرارہ روئین تن نے جو دیکھا کہ اہل اسلام قریب باغ پہونچ گئے ہیں سب کے سحر کا توڑ میں جواب دے سکتا
ہوں لیکن بلور آسمان شگاف کا سحر نہیں رک سکتا اس سے بہتر یہ ہے کہ جاکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالوں سارا
قصہ فیصل ہو جائیگا ان سب کے دل ٹوٹ جائینگے بھاگ کھڑے ہونگے اور اے شرارہ بڑی غلطی کی تو نے
جو طلسم کشا کو مہلت دی یہ خیال کرکے احمر جادو و اخضر جادو سے کہا کہ اب یہی وقت جانثاری ہے اگر
تم ان لوگوں کو تھوڑی دیر بھی روک لوگے تو میں جاکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالونگا احمر جادو نے
کہا ہم ہوشیار ہیں تھوڑی دیر کیسا کہ جبتک جان تن میں باقی ہے کسیکو آگے نہ بڑھنے دینگے آپ جائیں شرارہ
نے رخ میدان جنگ سے موڑا اور طرف باغ کے چلا ادھر نبات جادو نے جاکر محروق جادو کو رہا
کر دیا اور کہا کہ چلو ہم تم شاہزادہ رستم ثانی کو رہا کر لیں تمہارا لشکر بھی آگیا ہے شرارہ روئین تن سے
جنگ ہو رہی ہے ہنگامہ جنگ برپا ہے لیکن شاہزادہ باغ میں ہے یہی موقع ہے چلو ہم تم اس شہریار
عالیوقار کو لیکر نکل چلیں ادھر محروق جادو باغ کیطرف آتا ہے ادھر شرارہ روئین تن نے بھی باغ کیطرف
رخ کیا ہے نبات جادو نے محروق جادو کو رہا کر کے اپنے لشکر میں آکر آواز دی کہ ایسا شہریار بہادر باوفا
ہے اور بادشاہ طلسم کی ناقدری ظاہر ہو چکی ہے لہذا میں نے تو غلامی اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ
دینا ہو وہ شریک لشکر اسلام ہو کر شرارہ روئین تن سے لڑے اور لوح بھی پنج طلسم کشا کو دیدی سب نے
کہا ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم بادشاہ طلسم کو کیا جانیں ہم آپ کے نمک خوار ہیں نبات جادو بھی مع لشکر آکر
لشکر شرارہ روئین تن پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا لیکن شرارہ روئین تن بلائے بد آفت کا پرکالا ہے
کسی کے سحر کو کب مانتا ہے برابر رد کرتا چلا جاتا ہے قضائے کار اتفاقات روزگار ادھر سے محروق جادو
آتا ہے اسطرف سے شرارہ روئین تن جاتا ہے اسکا ارادہ ہے کہ میں طلسم کشا کو نکال لیجاؤں شرارہ
بارادہ قتل آتا ہے دونوں کا سامنا ہوا شرارہ نے جو محروق کو دیکھا آواز دی کہ تو کون ہے کیونکہ محروق
جادو ساحران طلسم صندل سے تو ہے نہیں کوئی اسے پہچانتا نہیں محروق جادو نے نعرہ کیا کہ میں
محروق جادو ہوں تو کون ہے شرارہ روئین تن نے کہا کس ارادے سے آتا ہے محروق جادو نے کہا
کہ طلسم کشا کو رہا کرنے آتا ہوں یہ سننا تھا کہ شرارہ جادو نے تیغ سحر مار کر سر محروق کا زخمی
ہوا جھوم کر چلا رستم ثانی نے جو اپنے رفیق کو دیکھا کہ قتل ہوا چاہتا ہے شرارہ تلوار کھینچ کر چلا ہے کہ محروق کو
قتل کردوں رستم ثانی نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہاں جاتا ہے شرارہ نے آواز دی کہ تجھے کس نے رہا کیا رستم ثانی
نے جواب دیا کہ میرے پروردگار نے مجھے رہا کیا شرارہ نے کہا کہ کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اسے
قتل کر لوں تو تیرا بھی کام تمام کروں یہ کہکر چاہتا تھا کہ محروق کو قتل کرے محروق جادو بے حس پڑا ہوا
تھا رستم ثانی سے ابھی کچھ فاصلہ تھا جلدی سے عکس لوح کا محروق پر ڈالا محروق جادو کو ہوش آیا
سر پر جلاد کو دیکھا جست کرکے علیحدہ ہوا رستم ثانی نے نعرہ کیا اور شرارہ روئین تن ادھر آ کہ ملعون
تیری جان کا سر پر آپہونچا شرارہ نے تیغہ سحر مارا رستم ثانی نے عکس لوح کا ڈالا اور تیغہ سپر سے رد
کیا شرارہ کی نظر جو لوح پر پڑی سحر گیا اور اکڑ کر چلا کہ اب سوائے قتل کوئی چارہ نہیں ہے لوح اسکے
ہاتھ لگ گئی سحر تیرا کارگر نہوگا جیسے ہی اکڑ کر چلا رستم ثانی نے عکس لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا شرارہ زمین پر

آیا رستم ثانی جھپٹ کر قریب آئے شرارہ نے آواز دی کہ میں فقط ساحر نہین ہون اگر تجھے دعوی سپہ گری
کا ہی تو روکے یہ کہکر خبردار خبردار کہکر تلوار ماری رستم ثانی نے بند دست پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا لیکن ٹھوکر
کھائی تلوار سر پہ بیٹھی چار انگل کا زخم سر مین آیا دستانہ نہ تھا کلائیان ماریں تلوار سر سے نکلی لیکن
دونون کلائیان زخمی ہوئین اب لوح کا عکس برابر پڑ رہا ہی سحر شرارہ کا کام نہین کرتا اُسی زخمی ہاتھ سے
وار تیغ آبدار کا کیا تلوار اُسکے سر پر پڑی مگر اچٹ گئی کارگر نہوئی کیونکہ شرارہ روئین تن ہی پھر اُس نے
جھپٹکر وار کیا رستم ثانی نے اُسی جرأت و ہمت کے ساتھ بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار
چھین لی زور ہونے لگے لیکن رنگین ہاتھون کی جو کشمکش مین کھنچین زخم مین درد ہوا رستم ثانی کو غصہ آیا
جھٹکا مارا کہ شرارہ روئین تن اوندھے منھ زمین پر آیا دوسرے ہاتھ سے بند کمر مضبوط تھام کر جو ہکا مارا
بالائے خاک سے برروے ہوا اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر
چڑھا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار مین شرارہ ہنسا اور کہا کہ تو تجھے کیونکر قتل کریگا خداوند نے
مجھے پیدا کیا اور میری موت کا پیدا کرنا بھول گیا تلوار بھی اثر نہین کرتی پھر ایسے خداوند کو چھوڑ کر مین خدائے
نادیدہ کو سجدہ کرون کہان ہوسکتا ہی یہ سنکر رستم ثانی کو غصہ آیا اور ایک پاؤن اُسکا پاؤن کے نیچے
دبایا دوسرا پاؤن ہاتھ مین لیکر ہکا مارا اور چیر کر پھینکدیا شرارہ کا مرنا تھا کہ قیامت کبری برپا ہوئی
تمام باغ مین آگ لگ گئی آتش گل بھڑک اُٹھی عندلیبون کے سوز جگر سے دھوان اُٹھا شعلۂ لالہ بھڑک
اُٹھا ہر درخت مانند چنار کے جلنے لگا بلکہ تمام وہ طبقہ جلنے لگا جبتک لاش شرارہ جادو کی پھڑکا کی ایک
زلزلہ برپا رہا جب روح شرارہ کی تن نجس سے نکل کر دوزخ کی سمت لاہی ہوئی ایک آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من شرارہ جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب علامات سحر برطرف
ہوئی محروق جادو اپنے آقا پر ہلاگردان ہوا لیجئے اب رستم ثانی اُسی عالم زخمداری مین مرکب پر سوار ہو
لوح گلے مین عجب جلوہ دے رہی تھی ساحرون کو قتل کرتے ہوئے چلے اِدھر بالائے ہوا سے ساحرون کی لاشین
گر رہی تھین ہنگامہ گیرو دار بلند تھا میدان جنگ مین کوسون خون کی شفق پھولی ہوئی تھی زمین رونق آسمان
کو جھولی ہوئی تھی رستم ثانی نے جسپر عکس لوح کا ڈالا سحر بھولا گود ترنج نارنج مارا کام نہ نکلا جسپر ہاتھ
تیغۂ آبدار کا مارا دو ٹکڑے کالے ہوئے اِدھر یہ قتل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اُدھر نبات جادو نے آفتین برپا
کردی ہین گود ترنج و نارنج چل رہا ہی ساحرون کے مرنے سے وہ وہ علامتین پیدا ہوتی ہین کہ
عیاذاً باللہ نبات جادو اور عالم افروز جادو کا سامنا ہوا یہ لوگ ابھی حال سے نبات جادو کے آگاہ
نہین ہین قصد کیا تھا عالم افروز جادو نے کہ گود سحر کا نبات جادو پر مارون نبات جادو نے
آواز دی کہ ملکہ کیا کرتی ہو مین تو غلام طلسم کشا ہون لوح مین نے طلسم کشا کو دیدی شرارہ جادو
مارا گیا عالم افروز جادو نے ہاتھ اپنا روکا لیکن احمر جادو کا اور چقماق جادو کا سامنا ہوا احمر جادو
نے ترنج سحر مارا کہ شانہ چقماق جادو کا زخمی ہوا فوارہ خون کا جاری ہوا بس چقماق آتش افروز جادو
نے وہی خون ہاتھ مین لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر احمر جادو پر کھینچ مارا خون شعلہ بنکر احمر جادو پر گرا تن
بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگا رد سحر پڑھا لیکن سحر چقماق جادو نہ اترا جلکر خاک ہوگیا اُدھر اخضر جادو نے
عالم افروز جادو پر نارنج سحر مارا عالم افروز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر نارنج ہاتھ مین پکڑ لیا اور وہی نارنج

اخضر جادو پر مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا لاشے ان دونون کے زمین پر گر کر پھڑکنے لگے کہ تمام عرصہ کارزار
متزلزل ہوا بیرون سے جب کچھ نہو سکا غل مچا کر خاک اُڑا کر چلے گئے آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من
احمر جادو و اخضر جادو بود فوج بے سردار کیا تنک لڑتی آخر کار لاشین اپنے اپنے افسرون کی اُٹھالین اور میدان
جنگ سے نکلکر راہ فرار اختیار کی جو لوگ حلقے مین پھنس گئے تھے نکلنے کا رستہ نہ لا اُنھون نے امان مانگی مطیع
اسلام ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے ہاتھ روکا سب نے ہاتھ روک لیے بلور آسمان شگاف آکر رستم ثانی
سے ملا نبات جادو نے قدمبوسی حاصل کی رستم ثانی نے بلور سے دوستی نبات جادو کا حال بیان کیا
اب سب مجتمع ہوکر قلعہ نباتیہ مین آئے ایک روایت مین ہے کہ رستم ثانی نے سلیمان شاہ کو قلعہ
رخشانیہ کا بادشاہ کیا تھا اور اسفندیار صحرائی کو بادشاہ لشکر کرکے اپنے ساتھ رکھا ہے اس بنا پہ
اسفندیار بھی ساتھ ہے یہ بھی قلعہ مین آیا ہر طرف امن وامان ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے نبات جادو
کو پھر سے اپنی طرف سے تاج بخشا نبات جادو نے بڑی دھوم سے سبکی دعوت کی شہر آئینہ بند ہوا بتکدے
منہدم کرا دیے گئے مسجدون کی بنا پڑی سکہ نام پر بادشاہ لشکر اسلام کے جاری ہوا تمام شہر مین چراغان ہوا
جراح طلب ہوے شاہزادہ رستم ثانی اور چقماق جادو کا علاج ہونے لگا اب اژدر جادو کو طلب کیا
کہ یہ ہاتھ سے چقماق جادو کے گرفتار ہوا تھا جسوقت اژدر جادو سامنے آیا نبات جادو نے کہا کہ
مین نے غلامی اِس شہریار باوقار کی اختیار کی ہے تو کیا کہتا ہے اژدر جادو نے کہا کہ ہم تو مطیع آپکے ہین جسکی
اطاعت آپنے اختیار کی ہمنے پہلے اختیار کی رستم ثانی نے اژدر جادو کو رہا کیا خلعت فاخرہ بخشا اسکا
عہدہ اسے دیا لشکر نبات جادو کا یہ سپہ سالار رہا لیکن جس روز رستم ثانی نے غسل صحت کیا نبات جادو
نے خوشی کا جشن کیا رستم ثانی بعد غسل صحت کرنے کے پاس ملکہ نوبہار گوہر پوش کے واسطے سلام کے
آئے ملکہ نے دعا دی پاس بٹھایا کشتیان جواہر کی منگا کر نثار کین ملکہ نے ہنس کر پوچھا کہ مین نے سنا ہے کہ تمھارے
لشکر مین اسفندیار صحرائی بھی ہے رستم ثانی نے کہا کہ جی ہان مین نے اُسے بادشاہ لشکر کیا ہے غیر ساحر لوگون
کی فوج کا وہ افسر ہے لیکن آپ نے کیونکر اُسکا نام لیا ملکہ نوبہار گوہر پوش نے کہا کہ یہ میری مصاحب
ہے ماہ ناز آفرین اِسکا نام ہے کہ اُسکے چچا کی بیٹی ہے شادی اِسکی اُسکے ساتھ ہوئی تھی یہ اُسپر عاشق تھی
وہ اِسپر عاشق تھا لیکن خدا غارت کرے ابلیس خود پسند کو کہ جو سالار لشکر میرے باپ کا ہے سواکسی قابل نہین ہے لیکن
ہوس اِسقدر ہے کہ جو خوبصورت عورت جہان دیکھتا ہے اُٹھا لاتا ہے وہ اُسکی جان کو زندگی بھر رویا کرتی ہے اِسے بھی
اُٹھا لایا تھا ایک روز یہ میرے یہان مہمان آئی اور سب حالات اپنے اِسطرح بیان کیے تو مین نے اِسے اپنے پاس سے
جانے نہین دیا اور اِس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجھے اسفندیار سے ملا دونگی الحمد للہ کہ پروردگار نے غیب
سے ایسا سامان کر دیا کہ اب یہ اپنے شوہر سے ملجائیگی رستم ثانی یہ سنکر نہایت خوش ہوے اور شبرنگ ہمراہ تھا
اُسے پاس اسفندیار کے روانہ کیا اسفندیار صحرائی خیمہ مین بیٹھا رو رہا تھا کہ افسوس ابتک ہمارے
یار جانی کا پتہ بھی نہین ملا کہان ہے اور کس حال مین ہے کبھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا تھا اور یہ شعر زبان پر لاتا
تھا شعر نہین تاثیر الفت مین تو پھر جیتے ہین ہم کیون ہین ٭ جو دل سے آہ نکلے گی کہان تک بے اثر ہوگی ٭ ناگاہ شبرنگ
دروازۂ خیمہ پر پہونچا دربانون نے ہاتھ باندھکر عرض کی اِسوقت تخلیہ ہے کسی کے جانے کا حکم نہین ہے لیکن ہماری
کیا مجال ہے کہ آپکو منع کرین شبرنگ نے کہا کہ تخلیہ مین کوئی اور بھی ہے شبرنگ کو خیال ہوا کہ مبادا کوئی معشوق

پاس بیٹھا ہو اُنھوں نے کہا کہ اور تو کوئی بھی نہین ہے لیکن کسی تردد مین ہین شبرنگ سب واقعہ تو ملکہ کی
زبانی سُنچکے آیا ہی تھا سمجھ گیا کہ یاد مین ماہ نازآفرین کے بیٹھا ہوگا سچ ہے عشق کیا بُری چیز ہے کہ سوا جینے
کے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا ہے عقل خبط ہوجاتی ہے اگرچہ شبرنگ کو کون روک سکتا تھا تاہم شبرنگ نے
لحاظ کیا کہ یہ بھی تو بادشاہ ہے ایک دربان سے کہا کہ ہمارے آنے کی اطلاع کرو دربان نے جاکر عرض کی
اسفندیار کی آنکھون سے آنسو جاری تھے جیسے ہی نام شبرنگ کا سُنا آنسو رومال سے پاک کیے کہا کہ
اُنھین کیون روکا دربان نے عرض کی کہ ہمنے صرف اُنسے بیان کردیا تھا کہ تخلیہ ہے وہ خود تشریف نہین لائے
لیکن کوئی کار ضروری تھا فرمایا کہ اطلاع کرو غرضکہ شبرنگ اندر آیا سلام کیا دیکھا کہ آنکھین اسفندیار کی
سرخ ہو رہی ہین درد پیدا آثار عشق ہویدا ہین شبرنگ نے مزاج پرسی کی اسفندیار نے کہا شکر ہے خدا کا
اے مہتر مہتران اسوقت کہان آنا ہوا شبرنگ نے مسکرا کر کہا کہ آپکو شاہزادہ رستم ثانی نے یاد فرمایا ہے
اسفندیار اُٹھکر ساتھ ہوا شبرنگ اسفندیار کو لیے ہوے دروازہ باغ پر آیا اطلاع کی ملکہ نے اوڑ
آگے اپنے رکھ لیا اور کہا کہ بلالو اسفندیار اندر باغ کے آیا شاہزادے کو سلام کیا ملکہ کی خدمت مین تسلیم بجا لایا
پاس رستم ثانی نے بٹھالیا اسفندیار نے گھبرا کر پوچھا کہ اسوقت یاد فرمانے کا کیا سبب ہے رستم ثانی نے کہا سبب تو
مین پھر بیان کرونگا لیکن اسوقت تم گھبرائے کیون ہو اسفندیار نے عرض کی کہ اے شہریار ملکہ عالم سامنے تشریف فرما
ہین اور آپ اپنے سر کی قسم دیتے ہین گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل اسوقت مجھے یاد ملکہ ماہ نازآفرین کی آئی
اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا دل سے باتین کر رہا تھا اور اُسی کو یاد کرکے رو رہا تھا رستم ثانی ہنسنے لگے پاس نوبہار
کے بیٹھی تھی اسکا بھی دل بھر آیا جی چاہا پکار کر رونے لگے لیکن ضبط کیا پاس ادب رستم ثانی اور ملکہ نوبہار
گوہرپوش کا مانع ہوا ضبط کرکے رہگئی لیکن رنگ رو متغیر ہوگیا شاہزادہ رستم ثانی نے دل مین خیال کیا
کہ یہ اور ظلم ہے کہ دونون قریب بیٹھے ہین اور ایک دوسرے سے بات نہین کرسکتا اُٹھکر پاس ماہ نازآفرین
کے تشریف لائے اور ہاتھ پکڑکر اُٹھایا اور سامنے اسفندیار کے لاکر ارشاد کیا کہ دیکھو اس عورتکو پہچانو تو کہ
یہ کون ہے اسفندیار نے جو صورت ماہ نازآفرین کی دیکھی سکتے کے عالم مین ہوگیا شادی مرگ کی نوبت تھی
ادھر ماہ نازآفرین گردن نیچی کیے کھڑی تھی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اے اسفندیار اتنا صبر کرو
دل پر جبر کرو کہ جب طلسم فتح ہوجائے تو تمھارا عقد اسکے ساتھ کردیا جائیگا اسوقت تردد کی حالت ہے
دیکھو کہ ملکہ صنم بادلہ پوش شہر خاقانیہ مین ہین اور ہم یہان لیکن کیا کرین مجبور ہین اب انشاء اللہ جس روز
ہمارا عقد صنم بادلہ پوش کے ساتھ ہوگا اُس روز تمھارا بھی عقد اُسکے ساتھ ہوجائیگا تم ہمارے ساتھ ہو یہ
صنم بادلہ پوش اور یہ جان ملکہ نوبہار گوہرپوش جو اس طرف اوٹ کے تشریف رکھتی ہین انکے ساتھ
رہین گی اسفندیار نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے مجھے تو انکی خیر و عافیت سے غرض تھی اب دل کو اطمینان
ہوگیا لیکن رستم ثانی کو خیال ہوا کہ تمھارے لحاظ سے یہ دونون آپسمین ہمکلام بھی نہین ہوئے دل کی شکایتین
دل ہی مین رہین اسلیے مناسب یہ ہے کہ انکو بھی تخلیہ گاہ مین بھیجدین کہ مدتون کے بخار جو دل مین بھرے
ہوئے ہین وہ نکل جائین یہ خیال کرکے ایک علیحدہ کمرہ تھا وہان پہلے ماہ نازآفرین کو بیجا کر بٹھادیا بعد
اسکے اسفندیار کو اپنے سر کی قسمین دیکر بھیجا عاشق و معشوق یکجا ہوے اسفندیار ماہ نازآفرین سے
لپٹ کر رونے لگا اپنی اپنی سرگذشت بیان کی ہرچند جدا ہونے کو جی نہین چاہتا تھا لیکن لحاظ ملکہ

نوبہار گوہر پوش و بپاس شاہزادۂ رستم ثانی ملکہ ماہ ناز آفرین نے اسفندیار سے کہا کہ جلد یہان سے
جاکر خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہو ایسا نہو کہ لوگ مجھپر طعنہ زن ہون کسی اور طرح کا گمان کرین اسفندیار نگاہ
حسرت سے ملکہ کو دیکھتا ہوا باہر کمرے کے آیا پاس شاہزادۂ رستم ثانی کے حاضر ہو اگردن جھکائے ہوے سر نیچا کیے
ہوے اتنے مین قمر تمکین نے آکر عرض کی کہ اے شہریار نبات جادو نے کہلا بھیجا ہی کہ جلسہ آراستہ ہی آپکا انتظار ہی
حضور تشریف لائین تو شغل رقص و غنا شروع ہو ملکہ نوبہار گوہر پوش نے کہا اے فرزند مین نے بھی تمھارے غسل
صحت کی خوشی کی ہی کچھ دیر یہان شریک رہنا کچھ دیر وہان رہنا اور اسفندیار سے کہا کہ میرا پردہ تجھ سے
آنکھ کا پردہ ہی اور زیادہ تر وجہ یہ ہی کہ جو میرا مختار و مالک ہی وہ یہان موجود نہین ہی بغیر اُسکی اجازت کے مین
سامنے نہین ہو سکتی اسفندیار نے عرض کی کہ ہم غلام آپ شاہزادی آپکا پردے ہی مین رہنا مناسب ہی میری
مجال ہی کہ مین شکایت کر سکون غرضکہ شاہزادۂ رستم ثانی ملکہ سے وعدہ کرکے رخصت ہوے کہ مین بارہ بجے
شب کے پھر حاضر ہونگا اور مع اسفندیار و شبرنگ داخل بارگاہ ہوے وقت شام کا تھا ہر طرف چراغان
کی بہار تھی سیر کرتے ہوے آئے دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول کے آراستہ ہی طائفے حاضر ہین شاہزادہ
رستم ثانی آکر مسند پر جلوہ گر ہوے طائفون نے مبارکباد شروع کی سب نے حسب لیاقت انعام پایا کہ مالا
مال ہو گئے اب ایک ایک طوائف مجرا کرتی ہی اور چلی جاتی ہی کسی نے کوئی ٹھمری گائی کسی نے خیال کسی نے
ٹپہ کسی نے کوئی غزل گائی دس بجے تک صحبت رقص و غنا گرم رہی بعد اسکے دوسرے خیمہ مین دسترخوان
بچھا نبات جادو نے نہایت شیرین زبانی سے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش فرمائین شاہزادۂ رستم ثانی
کو خوشی میزبان کی ہر طرح منظور تھی مع رفقا اُٹھ کھڑے ہوے خاصہ تناول فرمایا بعد اُسکے نبات جادو
سے ارشاد کیا کہ اب تم میرا راستہ نہ دیکھنا رقص و غنا کا شغل جاری رکھنا مین باغ مین جاتا ہون یہ فرماکر مع
شبرنگ باغ مین تشریف لائے یہان ملکہ نے تیاری جشن کی تھی ملکہ خندان شکرلب دختر نبات جادو مصروف
اہتمام تھی نازنینون کا مجمع تھا پرستان کا سمان نظر آتا تھا ہر نخل باغ کا لطف جنت سے بڑھکر چراغان ہو گیا تھا
رستم ثانی پاس ملکہ کے باادب آکر بیٹھے گائنون نے ساز ملائے گانا شروع کیا غرضکہ شاہزادۂ رستم ثانی
کچھ دیر یہان بھی بیٹھے بعد اُسکے پھر جلسہ مین تشریف لائے سات روز تک یہ جشن رہا بعد اُسکے تین روز
آرام لیا اب شاہزادۂ رستم ثانی پاس ملکہ نوبہار گوہر پوش کے تشریف لائے اور عرض کی کہ اگر آپ مناسب
جانین تو طرف شہر خاقانیہ کہ وہ مقام امن ہی پاس اپنی چھوٹی بہن کے تشریف لیجائین نوبہار گوہر پوش
نے کہا اے فرزند جو تمھاری خوشی ہو جیسا تم مناسب جانو مجھے کیا عذر ہی شاہزادۂ رستم ثانی نے اُسیوقت
تیاری کرکے ملکہ کو سوار کیا اور چقماق جادو و ملکہ افروز جادو کو بڑے محافظت ساتھ کیا اور ایک نامہ خاقان
روشن دل کے نام اس مضمون کا تحریر کیا کہ ملکہ نوبہار گوہر پوش دختر کلان صندلان شاہ کی
آتی ہین اُنھین رکھیے پاس پہونچا دیجیے گا اور اُنکا خیال صنم بادل پوش سے زیادہ کرنا چاہیے کہ
رشتے مین میری بھی چچی ہوتی ہین غرضکہ اُسیوقت سواری مثل باد بہاری طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوگی
اور یہان شہزادۂ رستم ثانی نے درستی لشکر کا حکم دیا اور نبات جادو سے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ جبتک
چقماق جادو ملکہ کو پہونچا کر واپس آئین اُسوقت تک یہان لشکر آراستہ ہو رہے بعد اُسکے یہان سے آگے
جو ملک ہو وہان چلون نبات جادو نے اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا فوج آراستہ ہونے لگی

لیکن اب چند کلمے داستان مصیبت عنوان بادشاہ طلسم ملک صندلان جادو کے بیان ہوتے ہیں
کہ یہ منتظر بیٹھا ہے کہ شرارہ روئین تن سر ملکہ نوبہار گوہر پوش طلسم کشا لاتا ہوگا جسوقت سے یہ خبر
اندر محل کے گئی ہے اور خبر مادر ملکہ نوبہار کو ہوئی ہے اس نے رو رو کر اپنی آنکھیں سوجالی ہیں ہر بار ہاتھ اٹھا
اٹھا کر کوستی ہے کہ خدا صندلان جادو کو غارت کرے یہ کیسا سنگدل ہے کہ اسے اولاد کی مطلق محبت نہیں پہلے اس
لڑکی پر تہمت رکھی اسکو قتل کرنے چلا اسے اللہ نے بچایا سعید سالک لیگئے آخر کار جو تہمت لگائی تھی
وہی ہوا کہ وہ طلسم کشا کے قابو میں آگئی نہ یہ اُسے قتل کرتا نہ یہ انجام ہوتا خودکردہ را علاجے نیست اپنی
خطا اور پر الزام اب نوبہار گوہر پوش سے تسکین خاطر تھی اسکو بھی قتل کرواتا ہے ابھی تو اس امید پر میں
جیتی ہوں کہ شاید خدا اُسے بھی مثل صنم بادلہ پوش کے بچالے کوئی صورت نکل آئے جسدن خدانخواستہ
دائی بندی کے قتل کی خبر سنونگی میں بھی جان دیدونگی صندلان شاہ کو بھی زہر دے کے ماروں گی جب چراغ
سلطنت گل ہوگیا تو زندگی کا کیا لطف رہا یہ تو اس حال پر ملال میں ہے لیکن آج تیسرا دن ہے کہ صندلان شاہ
نے معلوم کتنا بار اسے کہا کہ ابتک شرارہ روئین تن نہ پھرا یہ کیا آفت ہے کہ جو یہانسے جاتا ہے کام ہو جاتا
ہو یہی مطلب خدا ہوں کے ہیں کہ یکایک دیکھا کہ کچھ ساحر روتے پیٹتے لاشیں لیے ہوئے چلے آتے ہیں
صندلان جادو نے کہا کہ کیا ہوا انھوں نے بیان کیا کہ نبات جادو طلسم کشا کا شریک ہوگیا لوح طلسمی
اُسے دیدی شرارہ روئین تن پر تلوار نے کام نہ کیا لیکن طلسم کشا بلائے بد آفت روزگار ہے اُسکو
چیر کر پھینک دیا یہ کہکر دونوں ٹکڑے لاش کے آگے صندلان جادو کے حوالہ کیے پھر اُسکے اخضر جادو
احمر جادو کے رفیقوں نے ان دونوں لاشوں کو رکھدیا اور کہا کہ آپ کے وزیر چماق جادو نے
احمر جادو کو مارا اور عالم افروز جادو نے اخضر جادو کا کام تمام کیا صندلان شاہ نے سر پیٹ لیا
اور کہا کہ میں نہ سمجھتا تھا کہ چماق جادو دشمن ہوگیا ہے مجھے خیال تھا کہ کنارہ کشی اختیار کی اپنی جان
بچاکر چلا گیا خیر سمجھا جائیگا کہاں جاتے ہیں یہ سب نمکحرام جس روز مجھے غصہ آیا آن واحد میں سب کو مٹادونگا
یہ کہکر ابلیس خودپسند کیطرف دیکھا اور کہا کہ اب طلسم کشا کے پاس بھی جمعیت کثیر ہوگئی ہے ایک دو ساحر
کے جانے سے کام نہیں نکلے گا لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ فوج شاہی اپنے ہمراہ لیکر شہر نباتیہ کے جانب
روانہ ہو لیکن پہلے انتظام لوح کرلینا یہ حکم پاکر ابلیس خودپسند نے تیاری لشکر کا حکم دیا فوج میں کمر
بندیاں ہونے لگیں افسران جنگ مصروف اہتمام ہوئے تیسرے روز ابلیس تیس لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے
طرف ملک نباتیہ کے روانہ ہوا سرحد پر پہونچکر خیمہ برپا کیا قبل اپنے چلنے کے ایک نامہ کافور بن صندل کے
نام اس مضمون کا رقم کیا تھا کہ چاروں پہلوانوں کو جو رستم وقت ہیں طرف شہر نباتیہ کے برے مقابلہ
طلسم کشا روانہ کردہ بھی چل چکے ہیں لیکن ابلیس خودپسند نے خیمہ برپا کیا ہے تیس لاکھ ساحروں کی جمعیت
ہے ابلیس کو بھی انتظار ہے پہلوانوں کا کہ وہ آلیں تو جنگ آغاز کروں جانتا ہے کہ لوح طلسم کشا کے قبضہ میں
ہے یوں کوئی چارہ نہ ہوگا اسی سے اس نے تامل کیا ہے لیکن یہ خبر شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچی کہ ابلیس خودپسند
تیس لاکھ ساحروں کی جمعیت سے آپ پہ چڑھ آیا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارا لشکر
بھی شہر سے باہر نکل کر بارگاہ برپا کرے اسیوقت بارگاہ افسوں حصار بیرون شہر نباتیہ برپا ہوئی
بطور تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا سب سردار مثل محروق جادو نبات جادو آزر جادو چماق جادو

عالم افروز جادو اپنے اپنے عہدے کے موافق بیٹھے شاہزادۂ رستم ثانی ذیگل شوکت پر متمکن ہوئے اب اسقدر
اسکا ہے کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجے تو یہاں بھی بجے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد برخاست تیرہ تیرہ
وخیرہ وخیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ کون آتا ہے یکایک جھونکا ہوا نے گرد کو گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے تین علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھریرے پر علم کے تعریف
تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی رنگ فیروزی تھے ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ لشکر فیروزہ مازندرانی کا آتا ہے
لیکن یہ لشکر آکر لشکر ابلیس خود پسند سے ملحق ہوا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جلوس سواری گذرا ماہی مراتب
برچھی بردار علم بردار عصا بردار بعد ان سب کے گذر جانے کے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تاج مرصع
زیر چار قب شاہنشاہی در بر آگے آگے ایک جوان نہایت حسین مرکب تیز رفتار پر کج بیٹھا ہوا نمودار ہوا
ہرکاروں نے شاہزادۂ رستم ثانی کو آکر اطلاع دی کہ یہ ساحر نہیں ہے بلکہ اسے اپنی زور و طاقت پر گھمنڈ ہے
اور آپ سے مقابلہ کرنے کے ارادے سے آیا ہے نام اسکا فیروزہ مازندرانی ہے غرضکہ ابلیس خود پسند نے
سرداران فوج کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آکر فیروزہ مازندرانی کو لے گئے سامان دعوت و ضیافت
ہوا آج بوقت شام ابلیس خود پسند نے پاس شاہزادۂ رستم ثانی کے کہلا بھیجا کہ اگر تمھیں اپنے زور
و طاقت پر گھمنڈ ہے اور سحر و ساحری نہیں جانتے ہو تو ہمیں خود تم سے لڑنے سے عار آتی ہے اس طلسم میں پہلوان بھی ایسے
ایسے ہیں کہ رستم زمان اسفندیار دوران موجود ہیں ابھی تو فقط فیروزہ مازندرانی آیا ہے یہ ایک ہی سردار
ایسا ہے کہ تم کیا ہو لشکر امیر بھر کو کافی ہے لیکن آج ہی کل میں تین پہلوان اور ایسے آیا چاہتے ہیں کہ وقت مقابلہ جنکو
دیکھکر زہرہ شیر کا آب ہو جائے شاہزادۂ رستم ثانی نوجوان نے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ آئیں اس سے مقابلہ
ہو جائے اگر انتظار کروگے تو عمر بسر ہوگی لوگ آتے جائینگے شکار ہوتے جائینگے جسوقت یہ پیام ابلیس خود پسند کو
پہونچا نا خوش ہوا کچھ جواب نہ دیا لیکن جب دوسرا دن ہوا پھر جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوا ہرکارے
واسطے خبر کے روانہ ہوئے آن واحد میں دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا
نمایاں ہوا اور پھریرے پر علم کے تعریف خداوند تمثال آئینہ رو کی مرقوم تھی ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ گرشاسپ
گرد آتا ہے ابلیس خود پسند نے فیروزہ مازندرانی کو واسطے استقبال کے روانہ کیا دیکھا شاہزادۂ رستم ثانی
نے کہ ایک جوان معقول مرکب پر بیٹھا ہوا عقب میں کچھ سامان جلوس بعد اسکے تخت شاہی یہ بھی آکر شریک
کفار کا ہوا پھر شام ہوئی ہنوز طبل نہیں بجا ہے ابلیس خود پسند ہر ایک کی دعوت و ضیافت میں مصروف
ہے کہ تیسرا دن ہوا کہ یکایک باز از پردہ دشت تتق گرد برخاست و دامن گرد از ناخن موج نسیم شگافتہ
شد دیکھا کہ ڈیڑھ سو علم نشان ڈیڑھ لاکھ سوار کا اور ایک جوان پیل مست پر گرز گران سنگ ہاتھ میں لیے
نمودار ہوا ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یہ جوان سہراب بن لندھور دیونی کی بطن سے پیدا ہوا ہے اور چونکہ پرورش
اسنے کفار میں پائی ہے اس وجہ سے اسکا بھی عقیدہ مثل انھیں لوگوں کے ہے غرضکہ یہ بھی شریک لشکر
ابلیس ہوا کفار میں کیسی خوشی ہے تین سردار زبردست روزگار آچکے ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ طلسم کشا کس کس سے
لڑیگا اس مقام پر لوح بیکار ہے یہ موقع زور آزمائی کا ہے اسی چرچے میں شام ہوئی ہر ایک اپنے امور
ضروری سے فراغت حاصل کر کے سو رہا جب چوتھا دن ہوا پھر جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جب دامن گرد شگافتہ
ہوا تو پانچ سو علم نشان پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھریرے علموں کے نارنجی تھے اور ہر علم کے پھریرے

پر تعریف تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی ابلیس نے تین سردار جو آچکے ہین اور دیگر سرداران فوج ساحران کو
براے استقبال روانہ کیا لیکن یہان شاہزادہ رستم ثانی کو ہرکارون نے اطلاع دی کہ ضیغم شیر شکار
نہایت زبردست روزگار پانچ لاکھ سوار کی جمعیت لیے آتا ہی رستم ثانی نے کہا کوئی آے لیکن کیا جو
آے گا ہمارے ہی خون کا پیاسا آئیگا وہان کفاران بدکردار ضیغم شیر شکار کو استقبال کرکے لے گئے ابلیس
نے بڑی دھوم سے ضیغم کی دعوت کی رات کو جلسۂ رقص و غنا کیا جب یہ لوگ دو تین روز مین آسودہ ہوچکے
تھکن سفر کی دور ہوئی ابلیس خودپسند نے دربار مین سب کو طلب کیا اور بیان کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہی
کہ یہ شخص رستم ثانی ایک سردار امیر ثانی کا آکر طلسم صندل مین تہلکہ ڈالدے اور کوئی اُسکا مقابلہ کرنیوالا
زور و طاقت کا اُسکے جواب دینے والا اتنی بڑی سلطنت مین نہ نکلے ہم ساحر وہ غیر ساحر ہین خود اُس سے
مقابلہ کرتے حجاب آتا ہی کہ جیسے ایک چیونٹی کو مار ڈالا ویسے اُسے قتل کیا ہم اُس سے کیا لڑین ہان چند
ساحر اسکے شریک ہوگئے ہین اس وجہ سے اُسکے مقابلہ کو بھی آے ورنہ قبل اسکے کسی نے یہ بھی نہ جانا کہ کون
آیا ہی اتفاق سے لوح طلسمی اُسکے ہاتھ لگ گئی ہی اس بناپر وہ اور سرکشی کرتا ہی ساحرون سے مطلق نہین
ڈرتا ہی اور حقیقت مین لوح وہ چیز ہی کہ جسکی وجہ سے بادشاہ طلسم بھی اُسکا سامنا نہین کرسکتا شہزادہ
روئین تن ساحر کس ذلت و خواری کے ساتھ اُسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ سنکر عبرت ہوتی ہی اُسنے چیر کر پھینک دیا
ایک سحر نہ چل سکا اسیطرح جبتک لوح طلسمی اُسکے پاس ہی ہم مین سے کوئی اُسکا کچھ نہین کرسکتا لہذا آپ لوگون کو
اسی غرض سے تکلیف دی گئی ہی کہ اُسے بھی اپنی قوت و جرأت پر گھمنڈ ہی اور آپ لوگون کو بھی اپنی طاقت کا غرہ ہی اب
یہی وقت امتحان ہی اگر اُسپر آپ غالب آے تو کچھ بات نہین ہی لوح چھین لیجیے گویا تمام طلسم کی جان بخشی کی
یہانتک کہ بادشاہ بھی ممنون احسان ہوگا اور لوح آپ کا کچھ کر نہین سکتی قوت آپکی گھٹا نہین سکتی اگر ہان طاقت
اُسکی بزور سحر ہوتی تو البتہ مشکل تھی مثل ہمارے آپ بھی تھے یہ کلمہ سنکر ضیغم شیر شکار نے کہا کہ پھر دیر کیا ہی
حکم دیجیے کہ طبل جنگ بجے لیکن فیروزہ مازندرانی نے کہا کہ یون طبل جنگ بجوا دینا اور حق ناحق مقابلہ کرنا
خلاف ہمت مردی و مروت ہی پہلے اُسے سمجھا لینا چاہیے اگر وہ یون راہ راست پر آجاے تو کیا ضرورت ہے
ورنہ لڑین گے ضیغم کو بھی یہ راے فیروزہ مازندرانی کی پسند آئی فیروزہ نے اُسیوقت اپنی طرف سے ایک نامہ
بنام شاہزادہ رستم ثانی تحریر کیا اور مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے رستم زمان و اسفندیار دوران ہمین
حال آپکی جرأت و طاقت کا معلوم ہوا آپکا کیا کہنا کس خاندان سے ہین کیون نہو لیکن اے بہادر مرد اسکا بھی
گھمنڈ نہ کرے کہ سوا ہمارے دنیا مین کوئی اور زبردست بہادر نہین ہی خداوند عالم نے ایک سے بہتر
ایک کو پیدا کیا ہی جنگ دوسر وار و جبوقت میدان جنگ مین سامنا ہوا اُسوقت نہین معلوم آپ ہمپر غالب
آئین یا ہم آپ پر غالب آئین غرضکہ جو زیر ہوا وہ سامنے سب کے سبک ہوا لہذا ہم ازراہ دوستی سمجھاتے
ہین کہ ایک کی دوا دو اور دو کی دوا چار آپ تنہا ہین اور یہان چار پہلوان زبردست متعین ہین ہر ایک کو دعوے
صاحبقرانی و کشورستانی ہی اگر آپ ایک پر غالب ہوے دوسرے سے زیر ہو جیےگا اگر دو پر غالب ہوے
تیسرے سے پست ہونا پڑیگا اگر تین پر غالب ہوے چوتھے سے شکست پایےگا زحمت اُٹھایےگا ابھی تک
پھر بات بنی ہوئی ہی اور علاوہ اسکے اپنا خداوند لیجیے تمثال آئینہ رو کہ جسکی قدرت تمام عالم پر آشکار
ہی اُس سے آپ روگردانی کیے ہین بلکہ اُسکے خداوند کو بُرا کہتے ہین غور تو کیجیے کہ وہ کیا عزوجل خداوند ہی کہ جو

اِس قدرت کے کہ اگر جلوہ دکھادے تو تمام عالم بیہوش ہو جائے آپ لوگون کی بے ادبی پر کچھ نظر نہین کرتا اپنے
ترحم سے کام لیتا ہی اگر دریاے غضب جوش پر آگیا تو یہ ساری شوکت آن واحد مین خاک ہو جائیگی بڑے
تعجب کی بات ہی کہ ایسے خداوند کو چھوڑ کر آپ ایک خداے نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اور لغو یہ بیان کرتے ہین کہ
وہ ایک ہی کوئی اُسکا شریک نہین ہی بھلا اکیلا دو سے مقابلہ کر نہین سکتا وہ کہ پورے دو سو خداوندون کی کرامات جمع
ہوئے سے آپ نہین مانتے بلکہ وہ خداوند جو گذر گئے اُنھین کسی کو یہ رتبہ حاصل نہ تھا جو اس خداوند کو ہی لقا کی خدائی بے انتہائی کہ
چار روز مین غارت ہوگئی لیکن اِس خداوند کی خداوندی نہایت زبردست ہی لہٰذا آپ کو ہدایت کیجاتی ہی کہ اپنے ارادہ
سے توبہ کرکے ہاتھ رومال سے باندھکر لوح طلسمی بطور نذر لیکر چلے آیئے کہ ہم بادشاہ طلسم صندلان شاہ سے
خطا معاف کرادینگے خداوند سے بھی ملا دینگے وہ آپکے زور و طاقت مین اور ترقی عطا کریگا جب اُسوقت
مین کہ تم لوگ خداوند سے برخلاف ہو اُسپر اُسنے تمھین ایسی زور و طاقت عطا کی تو اُسوقت کہ تم لوگ اطاعت
اختیار کروگے خداوند کسقدر تمپر مہربان ہوگا تائب کرنے طرہ پیغمبری کا دیوے تو کوئی تعجب نہین یہ نامہ
طوماس منارہ گردن کو دیا طوماس نے نامہ سر سے باندھا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر
شاہزادہ رستم ثانی کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ ساحران مین تشریف رکھتے تھے کہ
ہرکارون نے آمد طوماس کی خبر دی شاہزادہ رستم ثانی نے شاہین بن سلیمان وغیرہ کو براے استقبال
روانہ کیا اور آپ بارگاہ اسفندیار صحرائی مین تشریف لائے اِس خیال سے کہ وہ پہلوان ہی ساحر نہین ہی
لہٰذا اُس سے ایسے ہی مقام پر ملاقات کرنا چاہیے کہ جہان ساحر نہون غرضکہ طوماس منارہ گردن اندر بارگاہ
کے اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا آیا شاہزادہ رستم ثانی نے واسطے اُسکے ایک دنگل فولادی پہلے سے بچھوا رکھا تھا
بیٹھنے کو اشارہ فرمایا طوماس دنگل پر بیٹھا ساقی نے جام شراب پیش کیا طوماس نے دو چار جام پیے
جب دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دارم منم نامہ دار شاہزادہ نے نامہ لیکر پڑھا جسوقت
مضمون سے آگاہی ہوئی شاہزادہ رستم ثانی ہنسے اور اسفندیار کیطرف دیکھکر فرمایا کہ کیا جواب اِسکا
مین لکھون مجھے عقل سے فیروزہ مازندرانی کے تعجب معلوم ہوتا ہی کہ ایسا مرد معقول اور ایک خر نا مشخص کو
خداوند کے تمثال آئینہ رو نہین معلوم کون شخص شعبدہ باز و افسون ساز ہی کہ جسنے ایک عالم کو برگشتہ
کر رکھا ہی اپنے کو خدا کہلواتا ہی پشت پہ جواب جنگ تحریر کر دیا اور لکھ دیا کہ جسوقت تم مجھے زیر کروگے تو عذر
بیندر کرنا یا مین تمھین زیر کرلونگا تو مین تمھین تلقین دین اسلام کرونگا اور ابھی یہ گفتگو بیکار ہی طوماس کو یہ
یہ کلام سنکر نہایت غصہ آیا اور آواز دی کہ او سرکش بے ادب تو خداوند کو برا کہتا ہی اتنا کہہ میرے آقا نے مجکو
لکھا لیکن تیرا قلب ایسا سیاہ ہی کہ کچھ اثر نہوا پہلو مین اُسکے اسفندیار صحرائی بیٹھا تھا ایک تھپڑ مارا کہ ملعون
ہمارے آقا سے بے ادبانہ کلام کرتا ہی تھپڑ ایسا تھا کہ طوماس چرخ کھاکر بیہوش ہو گیا اسفندیار ایسا پہلوان
زبردست اور غصہ کا ہاتھ طوماس کے حواس جاتے رہے اسفندیار نے ٹھوکر مارکر اسے چت کر دیا اور نامہ سینے پر
رکھ دیا اور لوگون سے طوماس کے کہا کہ اسیطرح اُٹھاکر اسے فیروزہ پاس لیجاؤ لوگ مجبور و ناچار اُسی حیثیت سے طوماس کو اُٹھا
ہوے لیکر روانہ ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ارتھی جاتی ہی اور اسی حال خراب سے سامنے فیروزہ مازندرانی کے لیجاکر ڈالدیا
اور سب کیفیت زبانی طوماس کی بیان کی اب طوماس کو بھی ہوش آگیا ہی تمام دربار ابلیس خودپسند کا بھرا ہوا ہی
سردار بھی ساحر بھی سب جمع ہین اور اتنی بڑی ذلت ہوئی فیروزہ تھرتھر کانپ رہا ہی آواز دی طوماس کو کہ تو زندہ

پھر کر کیون آیا اول تو خود زیادتی کی اور کلمات سخت کہے جب طمانچہ کھایا تو چپکا چلا آیا اگر بکار ذرا بھی تو دیکھ
لر موا ہوتا لعنت ہو تیری نامردی پر لیکن ایک ہاتھ مارا کہ طوماس کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن فیروزہ کے
دوبے پر ابلیس خود پسند کانپنے لگا اور دل مین کہا کہ یہ بچارے انھین لوگون کیواسطے ہین حقیقت مین بیکاری
جہالت کی ہے کہ ہم اس مقام پر ہوتے تو کبھی اپنے رفیق کو قتل نہ کرتے یہی خیال ہے کہ وہ تھا تھا اپنی جان
بچائی لیکن فیروزہ کو افسوس بھی ہوا کہ اپنا رفیق اپنے ہاتھ سے مارا گیا اسی طیش مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
جس طرح مین نے طوماس کو مارا ہے اسیطرح اس طلسم کشا کو بھی قتل کرونگا تو مجھے مزا آئے گا کہ میرا ایسا
رفیق اسکی وجہ سے یون مارا گیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہان بعد
جانے طوماس کے شاہزادہ رستم ثانی نے نشست بارگاہ بلور آسمان شگاف کی ترک کی اور فرمایا
کہ جسوقت ساحرون سے سامنا ہوگا اسوقت بارگاہ بلور مین بیٹھونگا اور جب غیر ساحر سے مقابلہ ہوگا تو
بارگاہ اسعد بہار میں جمع ہونگا ابھی شاہزادہ رستم ثانی نے دربار برخاست کیا ہے کہ ہر کارے گرد مین آلودہ
پسینے مین غرق آکر پہونچے اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ فیروزہ ماز ندرانی نے اپنے ہان
طبل جنگ بجوایا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کچھ پروا نہیں خدائے بزرگ ست کہدو کہ بفضل ایزدی
و تائید ربانی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی بہت زمانہ
کے بعد شاہزادہ رستم ثانی کو اس مقابلہ کا اتفاق ہوتا ہے بہت خوشی ہوئی شاہزادہ رستم ثانی کو کر اگر یہ
شخص یعنے فیروزہ ماز ندرانی مجھ سے زندہ بچا تو اسے پیسا کر دونگا غلبہ رد جو دوبارہ معلوم ہوتا ہے غرض
طبل جنگ بجنے لگے وہ وقت آکر ہوا استقبالے این نظم

چھپا نور مین جادو کا تیرگی	رخ صبح مائل بہ زردی ہوا
مسیحا نفس بھی نسیم سحر	لگے ہونے لگے اخگر ...
لگے ہونے نور سے تارے نہان	لباس فلک لاجوردی ہوا

بیان شاہزادہ نامدار رستم ثانی

نوجوان نامدار صبح سے فراغت حاصل کرکے کر وظائف مین کر سامنے سے محروق جادو حاضر ہوا اور عرض کی
کہ بلور آسمان شگاف نے استفسار کیا ہے کہ مین کیا حکم ہوتا ہے آیا میدان جنگ مین جائین یا نہیں شاہزادہ
رستم ثانی نے فرمایا کہ اتنا انتظار کرین کہ لشکر کفار میدان مین آجائے اگر لشکر فیروزہ کے ساتھ ابلیس خود پسند
کا لشکر بھی آئے تو آپ بھی اسی قاعدے سے اپنی فوج لیکر میدان کارزار مین تشریف لائین اور اگر فیروزہ صرف
لشکر غیر ساحرون لیکر آئے تو آپ بھی ہرگز قصد نہ فرمائیے گا محروق یہ پیام لیکر خدمت مین بلور آسمان شگاف
کے آیا اور عرض کیا کہ ایسا حکم شاہزادہ رستم ثانی نے ارشاد فرمایا ہے بلور نے خبر میدان جنگ سے بھی زبانی
ہرکارون کے معلوم ہوئی کہ فیروزہ ماز ندرانی نے ابلیس خود پسند کو میدان جنگ مین آنے سے روکا تھا
مگر ابلیس نے کہا کہ ہمیں تماشائے جنگ دیکھنا منظور ہے اسوقت فیروزہ نے کہا کہ آپ بطور بیگانہ ذرا
کے اپنے لشکر کو ہم لوگون کی فوج سے علیحدہ رکھیے گا اور تا فیصلے ہمارے جنگ سحر و ساحری موقوف رکھیے گا
ابلیس خود پسند نے اسے منظور کیا ہے اور اب لشکر طرف میدان مصاف کے چل چکا ہے یہ سنکر بلور نے
محروق جادو سے کہا کہ ہم بھی اسیطرح اپنا لشکر لیکے علیحدہ کھڑے ہونگے یہ فرما کر تخت پر سوار ہوئے اور ...
چھاق جادو ملکہ عالم افروز جادو خورشید جادو و نجات جادو و اژدر جادو وغیرہ سب جادوگر ہمراہ
... میدان مصاف مین آکر لشکر شاہزادہ رستم ثانی سے علیحدہ قائم ہوئے دیکھا کہ سامنے ...

سے توریج پہونچا اور ایک جانب قائم ہوا پھر گرد اڑی اور سہراب بن لندھور پہونچا پھر گرد اڑی ضیغم شیر شکار
پہونچا اسی طرح بہت سے بہادر پہونچے جب سردار آچکے باب آمد ساحروں کی شروع ہوئی ان ساحروں میں تمام صحرا نو پر جو
مملو ہو گیا لیکن ابلیس خود پسند فوج ساحران فوج فیروزہ سے علیحدہ لیکر میدان میں قائم ہوا ادھر لشکر
شہزادہ رستم ثانی کا جسمیں دو لاکھ سوار ہیں میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوا لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
بیلداروں نے جھک کر پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نسب و نیر نکل گئے کہ
فیروزہ مازندرانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور ابلیس خود پسند سے اجازت لیکر میدان کارزار میں آیا پہلے خوب
سلح شوری کی سراپا میدان کا دکھایا جب وقت پسینے میں غرق ہو گیا ایک مقام پر مرکب کو قائم کیا نیزہ زمین پر گاڑ
دیا دم کو آراستہ کرکے نعرہ کیا کہ ای رستم ثانی میں چاہتا ہوں کہ آج میرے تمہارے زور کا امتحان ہو جانے تمام
عالم جمع ہے داد مردی و مردانگی دینے کا اس سے بہتر کونسا موقع ہوگا اگرچہ مجکو تمنا مقابلہ امیر ثانی کی تھی مگر تمہارے
زور و طاقت کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا مجھے نہایت اشتیاق تھا اسی یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی نے مرکب
اپنا بڑھایا اور بلور آسمان شکاف سے اجازت جنگ چاہی بلور کو شرم آئی کہ جو تاج بخش ہو اور جسکی بدولت
میں سلطنت کروں وہ مجھ سے اجازت چاہے تخت رکھوا دیا اور کہا کہ سپرد بپروردگار کیا شاہزادہ رستم ثانی نے
مرکب کی باگ پھیری اور سامنے فیروزہ کے آئے اب دونوں لشکر تماشا دیکھتے ہیں فیروزہ مازندرانی
بھی پہلوان زبردست ہے اور شاہزادہ رستم ثانی کا توڑ کری کیا ان ساحروں نے ایسے دیکھوں کے مقابلے
کہاں دیکھے تھے سب نگران ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ دو اژدہوں کا سامنا ہے دیکھیے کون فتحیاب ہوے شکست
حاصل ہو لیکن فیروزہ نے کہا ای رستم ثانی کیا کہ میں نے تمکو نہیں لکھا لیکن جیسا کچھ اتراس تحریر کا نمودار رستم ثانی
نے کہا ای بہادر مجھے تیری عقل و شعور سے وہ تحریر بالکل باہر معلوم ہوتی تھی میں کیا جواب اسکا سو
جنگ کلمہ اول ہمارے تمہارے زور و جرات کا امتحان ہو جانے یہی امتحان مذہب بھی ہے جسکا مذہب حق
ہوگا خداوند عالم اسے فتحیاب کریگا فیروزہ نے کہا بہتر کیا ہو رستم ثانی نے کہا میں تو موجود ہوں
فیروزہ نے کہا وار کرو رستم ثانی نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ نہیں کہ ہم لوگ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے
ہیں فیروزہ نے کہا کہ مجھے بھی دعوی صاحبقرانی کا ہے اور آئین صاحبقرانی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ حریف پر
پیشدستی نکریں رستم ثانی نے کہا کہ پھر فیصلہ کیونکر ہو فیروزہ نے کہا کہ تم وار کرو رستم ثانی نے کہا کہ تمہاری
گفتگو میں رستم ثانی نے کہا کہ یہ آئین نکالا ہوا ہمارے بزرگوں کا ہے اسکی پابندی تمکو نہیں ہے ہاں جسوقت تم مذہب
اسلام میں آجاؤ یا صاحبقران امیر ثانی سے لیلو اسوقت یہ گفتگو روا ہے۔ فیروزہ نے قائل ہو کر نیزہ ہاتھ میں
سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینہ پیکر شاہزادہ رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر لیا
طعنیں چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگے جو ہنر فیروزہ جانتا ہے شاہزادہ رستم ثانی اسے خوب سمجھتے ہیں اور
جو ہنر یہ جانتے ہیں اسے فیروزہ خوب سمجھتا ہے یہانتک کہ دو بدل ہوتے ہوتے نوبت ساٹھ طعن کی
پہونچی کہ شبرنگ بن عمرو نے آواز دی ای رستم ثانی بس اسی تحریر پر فتح طلسم صندل کا دعوی تھا کہ
ایک سردار کا نیزہ اٹکا ہوا ہے ہوائی نہ کیا گیا بس یہ سنتا تھا کہ رستم ثانی کو غیرت آئی اور غصہ میں آکر عجب طرح
سے ایک بند باندھا کہ فیروزہ مازندرانی کی سمجھ میں نہ آیا بس نیزے سے اپنے نیزہ فیروزہ کو اتنے کا کل
مجبوب پیچیدہ کرکے جو جھٹکا مارا ہے نیزہ ہاتھ سے فیروزہ مازندرانی کے نکل گیا بس نیزہ ہاتھ سے

مثل محک جھانوں لگا جون مین تاریک ہونے لگا آواز دی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تونے کہ نیزہ ہاتھ سے
میرے نکال لیا خیر کچھ پروا نہیں بس اس ضرب سے بچنا محال ہے گرز زیر اطاعت جبل کا ہے یہ کہکر گرز اپنا اوپر سے
اٹھایا اور سیدھے رخ دیکر چلا ادھر رستم ثانی نے بھی اپنا گرز بلند کیا فیروزہ نے قریب پہونچکر گرز مارا لیکن گرز جو گرز
پر پڑا تو ایسی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا سیق گرد بلند ہوا جو زمین ہول سے شق ہوگئی مگر کمر رستم ثانی
کی شکستہ ہوئی فیروزہ نے نعرہ کیا کہ دم دیست کرو ساحران لشکر ابلیس تالیان بجانے لگے ہر ایک کو یقین ہوا کہ
طلسم کشا مارا گیا لیکن شبرنگ یہ دیکھ وجھٹکر قریب گھوڑے کے آیا اور کے گرد چرخ ملکر اندر گرد کے درآیا دیکھا کہ پسینہ
تا سینہ ہے شبرنگ نے آواز دی کہ ای شہریار استقدر عرصہ کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے رستم ثانی نے چاہا مرکب کو زین
سے نکالیں دیکھا تو گھوڑا مرکب گلی ہو گیا ہے کود کر پشت مرکب سے علیحدہ ہو تلوار کھینچکر قریب فیروزہ کے چاہا کہ مرکب کو
کہ وہاں فیروزہ مازندرانی گھوڑے سے کود پڑا گرز ہاتھ سے پھینکا اور رستم ثانی سے لپٹ پڑا ادھر رستم ثانی کی
تلوار دست سے پھینک کر دامن زرہ کوہ کو گردان کر مصروف تلاش ہوا افواج لشکر قریب آکر تماشاے جنگ
دیکھنے لگے لیکن فیروزہ اور رستم ثانی میں زور ہونے لگے جوڑا کا کشتی کا بندھا یہ کیفیت ہے کہ اگر رستم ثانی
فیروزہ کو پکڑ لاتے ہیں تو فیروزہ صاف نکل جاتا ہے اور اگر فیروزہ رستم ثانی کو پکڑ لاتا ہے تو رستم ثانی
دم بھر دم نہیں لیتے یہانتک کہ اسی ہنگامہ میں شام ہوگئی فیروزہ مازندرانی نے کہا کہ اے رستم ثانی واقعی
بھی تو مرد دلاور و بہادر ہے تیری جرأت میں شک نہیں لیکن شب واسطے راحت کے ہے اب تو بھی اپنے خیمہ
میں جا میں بھی جاؤں آرام لوں کل پھر ہمارے تمہارے زور ہوگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ یہ میرا قاعدہ نہیں
بغیر معاملہ کیسو کیے میدان سے پھروں اب یا میں تجھے باندھکر لیجاؤنگا یا تو مجھے باندھکر لیجا تا میدان جنگ
سے خالی پھرنا شرم کی بات ہے فیروزہ نے کہا بہتر ہے غرضکہ دونوں جانب سے ایک ایک کا نعرہ شیر [illegible] دونوں پہلوانوں
نے پھر زور ہونے لگا آن واحد میں وہ دودھ پسینے کے رستے بہ گیا دونوں جانب سے روشنی ہوگئی سرداران
کے نیچے قریب قریب برپا ہوگئے دنگل بچھ گئے سرداران فوج دنگلوں پر بیٹھے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے جانبین
سب کی لڑائی ہوئی ہیں دو شیر بیکار رہے ہیں ہر ایک کو خیال ہے کہ دیکھیے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا
ہے لیکن دونوں کا ہکارا رہے ہیں زور ہو رہے ہیں ادھر ابلیس خود لشکر اگرچہ ساحر زبردست افسر فوج
صندلان شاہ ہے مگر ایسے پہلوانوں کی کشتی کبھی کا ہیکو دیکھی تھی متحیر ہو ہو کر کہتا ہے کہ واقعی میں یہ انھیں دونوں کا
کام ہے ادھر بلور آسمان شکاف ہر بار پروردگار عالم کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ
پروردگار تو ہی نتیجہ اب بر لائیگا تو کام نکلے گا ورنہ فیروزہ بھی کسی طرح کم نہیں معلوم ہوتا ہے غرضکہ اسی ہنگامہ میں
وہ وقت آپہونچا کہ دیو سفید صبح نے زنگی شب کو زیر کیا لیکن ان دونوں میں فیصلہ نہ ہوا اسیطرح کشتی ہو رہی ہے
کسی طرح کا فرق نہیں ہے یہ معلوم ہوتا ہے ابھی لڑنے کو اترے ہیں غرضکہ کہاں تک بیان کیا جائے کہ پھر شام ہوئی رات
بھی اسیطرح گذری کام نہ نکلا یہانتک کہ اب تیسرا دن ہے کوئی دوپہر دن چڑھا ہوگا اب کیفیت فیروزہ مازندرانی کی
ہے کہ اگر یہ رستم ثانی کو چار قدم دوڑا لیجاتا ہے تو رستم ثانی بھی فیروزہ کو پانچ قدم دوڑا لیجاتے ہیں مگر ابھی
اتنا فرق نہیں ہوا کہ یہ سمجھا جائے کہ رستم ثانی فیروزہ کو زیر کر لیں گے کہ یکایک ترے سے بجلی چمکی اور کڑاکے کا
اب جو گرتی ہے تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمربند فیروزہ کا پکڑ کر اٹھائے لیے چلا گیا یہ منہ دیکھکر رہ گئے نتیجہ نہ نکلا
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے تین روز کے تھکے ہوئے تھے ایک روز طبل نہیں بجا سب نے آرام کیا

لوگ ابلیس خود پہلوان کے برائے تلاش فیروزہ روانہ کیے کہ کوہ سے گیا اور کہاں سے گیا لیکن تیسرے روز گرشاسپ گرد
نے کہا کہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقاروں کی گرجی خبر لشکر اسلام
میں پہونچی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا غرض دونوں جانب تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری میں
بسر ہوئی جب صبح ہوئی دونوں لشکر معرکہ آرا ہوئے بعد ہو ہو کے گرشاسپ گرد گردن جھکا کر سامنے تخت
ابلیس کے آیا اجازت حرب مانگی ابلیس نے کہا کہ جا تجھے سپرد کیا خداوند تعالیٰ آئینہ رو کے گرشاسپ میدان
میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ رستم ثانی بلند آسمان خنگ گاؤ سے اجازت لیکر میدان میں
آئے بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی ہوئی رستم ثانی نے نیزہ گرشاسپ کا ہوائی کیا گرشاسپ نے
خفیف ہو کر ساطور اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے نہایت ہوشیاری
و با حواسی سے کام لیا کہ دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگا مرکب لنگڑوں کی تاب نہ لاکے بیٹھ
گئے دونوں جوان کود پڑے کشتی ہونے لگی شام ہوگئی وہی حالت رہی دوسرے روز شاہزادہ رستم ثانی
گرشاسپ کو ریل کر لیجا حسب اتفاق پاؤں گرشاسپ گرد کا موشخانہ میں جا پڑا وہ پرے زور جو پڑا
پاؤں چینی پر سے اکھڑ گیا رنگت چہرہ گرشاسپ کی زرد ہوگئی جسم کانپنے لگا شاہزادہ رستم ثانی نے یہ
حالت گرشاسپ کی دیکھکر فرمایا کہ اے پہلوان کیا حال ہے گرشاسپ نے کہا کہ پاؤں میرا اکھڑ گیا رستم
جدا کر علیحدہ ہوئے اور فرمایا کہ جاؤ جب صحت ہو جائیگی اسوقت پھر مقابلہ کر لینا اور بولے گرشاسپ
کے آواز دیکر کہا کہ آؤ اور مالک کو اپنے لیجاؤ لوگ آکر گرشاسپ گرد کو لے گئے اور لشکری بھی میدان سے
پھرے ادھر شاہزادہ رستم ثانی مع لشکر میدان سے پھرے وہاں سہراب بن لندھور کو جوش شجاعت ہوا
اور حکم دیا کہ آج ہمارے نام پر طبل جنگ بجے یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچی شاہزادہ رستم ثانی نے شہرنگ
بن عمرو سے کہا کہ یہ کس لندھور کا بیٹا ہے سنا ہے کہ صورت تو بالکل مثل ہمارے دادا صاحب کے رفیق سمجھ
لیکن وہ مسلمان تھے یہ کافر ہے شہرنگ نے کہا کیا عجب ہے کہ انہیں کا بیٹا ہو اکثر آپ کے عزیزوں نے
پرورش دوسرے مقام پر پائی ہو مذہب انکے موافق رہا جب لشکر میں آئے تو مسلمان ہوئے کہ ناگاہ یک آواز
طبل جنگ کی کانوں میں آئی شاہزادہ رستم ثانی نے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل
جنگی بجے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی جوانان نامور
کار سلاح جنگ درست کرنے لگے بہت دنوں سے کوئی لڑائی اسطرح کی درپیش نہیں ہوئی تھی کوئی حلقہائے
کمند کی درستی میں الجھا ہوا ہے کسی کا شوق آبداری شمشیر گلوگیر ہے کوئی تیروں کو ترکش میں اسطرح بھر رہا ہے جیسے
مژگان معشوق دلہین جگہ کرتی ہیں کوئی حلقہ کمان کی خانہ بدوشی کو پسند کرتا ہے کوئی بے طولی کھانے کیلئے
نیزے کی انی کھات کر رہا ہے تمام لشکر میں جاگ ہے گشت طلایہ کا پھر رہا ہے ہر طرف آواز ہوشیار باش و بیدار
باش بلند ہے اسی ہنگام میں وہ وقت آکر پہونچا کہ آمد شاہ خاور سے فوج انجم میں ابتری پڑی جادۂ امن
کہکشاں نظروں سے پنہان ہوا بھاگنے کی راہ نہ ملی آخر مجبور و ناچار بحر زنگار فلک میں ڈوبنے لگے اور
ماہ تابان نہایت پریشان منہ اداس چہرے پر یاس جانب گوشۂ مغرب روانہ ہوا لوگ اپنے اپنے بستروں سے
اٹھے عبادت پروردگار اپنے اپنے آئین کے موافق بجالانے میں مصروف ہوئے فوج ساحران میں آواز ناقوس
سنکھ بلند ہوئی اور لشکر اسلام کی رونق مرحلے اذانوں سے دوچند ہوئی خلقت عبادت معبود سے بہرہ مند

ہوئی یہاں شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان نے درد و وظائف سے فراغت حاصل کرکے مرکب طلب کیا
اور بیٹھ کر پشت مرکب پر بطرف وعدہ گاہ مصاف کے روانہ ہوے اب دونوں لشکر صف آرائی کرنے
لگے آن واحد میں صفیں آراستہ ہوگئیں ۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی اچھے خوشنویس کے ہاتھ کی سطریں برابر
کی لکھی ہوئی ہیں لیکن بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیبوں نے ساز ملا ملا کر سریلی صداؤں میں اشعار
عبرت آمیز زبان پر جاری کیے جوانوں کی یہ کیفیت ہوئی کہ خون شجاعت نے رگوں میں جوش مارا تلواریں نیاموں
سے نکلی آتی ہیں ہر شخص چاہتا تھا کہ پہلے ہمیں نکلیں اور ہنر جنگ دکھائیں یا مارے جائیں یا فتحیاب ہوں تو
غازی کہلائیں کہ یکایک سہراب نے فیل اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ابلیس خودپسند کے آکر اجازت
جنگ چاہی ابلیس نے کہا کہ جاؤ تمہیں سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ رو کے یہ سنکر سہراب سلام کرکے
میدان میں آیا اور نعرہ کیا کہ اے رستم ثانی تم میرے حسب و نسب سے خوب آگاہ ہو کہ میں کون ہوں میں
بیٹا ہوں اُس شخص کا کہ نام جسکا لندھور بن سعدان کرد ہے جو رفیق خاص تمہارے پردادا صاحب یعنے
امیر اول کے ہیں مگر مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ وہ شاہزادۂ ہندوستان ہوکر ایک مجاور زادۂ خانہ کعبہ کے
مطیع ہوے خیر یہ فعل انکا تھا کہ اپنے دین قدیم سے بھی حمزہ کی محبت میں دست بردار ہوے جس وقت
میرا انکا سامنا ہوگا تو سمجھا جائیگا لیکن تمہیں سمجھاتا ہوں کہ تم آؤ اور میری اطاعت منظور کرو دین خداوند
تمثال آئینہ رو کو اختیار کرو ورنہ سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا رستم ثانی نے جواب دیا کہ اے سہراب
دیکھ یہاں بھی یہ ہوتا ہے کہ باپ کو تمہارے امیر اول نے زیر کرکے مطیع کیا میں تجھے زیر کرونگا اگر تو نے
بھی مثل اُنکے اطاعت میری اختیار کی تو خیر ورنہ قتل کرونگا ہرگز رعایت لندھور کی نہ کرونگا اور اگر
دین تمہارا برحق ہے تو فرق حق باطل میدان جنگ میں معلوم ہو جائیگا یہ فرما کر مرکب صف سے نکالا سامنے
تخت بلور آسمان شکاف کے آکر اجازت مانگی بلور آسمان شکاف نے کہا سپرد پروردگار عالم کیا
رستم ثانی مرکب کو چمکا کر سامنے سہراب کے آئے سہراب نے خبردار کہکر نیزہ مارا رستم ثانی نے
نیزے کو نیزے پر لیا طعنیں چلنے لگیں ایک تماشا تھا کہ بند بندھا ہوا تھا جو بند سہراب باندھتا تھا رستم ثانی
کھول دیتے تھے جو بند رستم ثانی باندھتے تھے سہراب کھول دیتا تھا یہاں تک کہ طعنیں چلتے چلتے ایک
مقام پر رستم نے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکال دیا نیزہ تو مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے نکلکر بہ روے ہوا گیا
لیکن سہراب نیزہ بہ آب خجالت میں غرق ہوگیا اور گرز اپنا اُٹھا کر آواز دی کہ اے رستم غضب کیا تو نے
کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکالدیا لیکن یہ طمانچہ ملک الموت کا ہے بچ اس سے یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیتا ہوا
جھپٹا اور سر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے گرز اپنا اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑتا ہے یہ
معلوم ہوا کہ جیسے کوہ پر کوہ گر پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے
شق ہوگیا مگر مرکب رستم ثانی کی ٹوٹی سہراب نے نعرہ کیا کہ ندم ویست گردم شہر تنگ بن عمرو دوسرا گرز
لیکر جھپٹا اور قریب گرز کے پہونچکر آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف و گزاف کرتا ہے
رستم ثانی نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ آواز دی کہ پست کردی حریف تیرا میں موجود ہوں یہ فی الفور
مرکب پر سوار ہوے اور گرز اپنا اوپر سے اُٹھایا اور آواز دی شعر تو ضربی زدی ضرب ما نوش کن ۔
بہ شادی اول فراموش کن ۔ اور پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سہراب پر وار کیا سہراب

نے اپنا گرز بلند کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا فیل نے ایک چیخ ماری کہ فیل کی شکست
ہوئی کہ لہ سہراب کا ٹوٹا لنگر نہ سنبھل سکا لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہے بعد رستم ثانی نے نعرہ
کیا کہ زدم وپست کردم خبر تو آکر سہراب کی عیار سہراب کا جھپٹکر آیا اور گرد کو پانی کے چھینٹے دیکر بٹھایا دیکھا کہ
سہراب کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا
مارکر ہوشیار کیا اور کہا کہ حریف لاشریک کر رہا ہے سہراب نے کہا کہ میں مجبور ہوں اور رستم ثانی کو آواز دی
کہ اے رستم آؤ اور سر میرا کاٹ لیجاؤ کیونکہ میں لڑنے کے قابل نہیں ہوں دہنا کو ہا میرا بیکار ہو چکا ہے رستم ثانی
نے کہا زخمی پر ہاتھ اٹھانا خلاف شان مردی ومردانگی ہے جب اچھے ہو گے اوسوقت لڑلینا لوگ آئے اور
سہراب کو لیکر میدان سے پھرے ابلیس خود پسند نہایت غمگین و پریشان میدان جنگ سے پھرا دل میں کہتا تھا
کہ یہ خدا پرست بلائے بد آفت روزگار ہے کہ دو سرداریوں زخمی ہوے ایک کو نجہ لگیا اب ایک اور باقی ہے
آج دیکھیے کیا ظہور میں آتا ہے معلوم ہوا کہ ستارہ ہم لوگوں کا گردش میں ہے ادھر بلور آسمان شگاف
شاہزادہ رستم ثانی پر سے زر نثار کرتا ہوا پھرا لیکن ضیغم شیر شکار جو میدان سے پھر کر بارگاہ میں آیا
پوشاک رزم اتار کے لباس بزم پہنکر بیٹھا جام شراب کو گردش ہوئی ضیغم نے دو چار جام پیے جب دماغ اسکا
بادۂ ناب سے گرم ہوا نشۂ شراب میں حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی
ہرکارے خبر لیکر خدمت میں بلور آسمان شگاف کے آئے اور بعد دعا وثنائے شاہی بجا لانے کے عرض
کی کہ آج ضیغم شیر شکار نے اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا ہے یہاں بھی حکم ملا اور نقارے بجے تیاری جنگ ہونے
لگی بلور آسمان شگاف نے کہا اے زینت بارگاہ سلیمانی واے زور بازوے صاحبقرانی پروردگار عالم نے
تین مقابلوں میں تو سرسبز کیا اب یہ مرحلہ آخری باقی ہے رستم ثانی نے کہا کہ وہی حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر
تقدیر میں میری فتح طلسم صندل ہے تو اسے بھی زخمی کرونگا یا زیر کرونگا اور اگر پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے تو اسی کے ہاتھ
سے مارا جاؤنگا لیکن اے شاہ اتنا سن رکھیے کہ یہ سردار لینے ضیغم شیر شکار مثل سہراب وگرشاسپ کے
نہیں معلوم ہوتا ہے اس سے لطف مقابلہ آئے گا غرضکہ جب زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی شاہزادہ رستم ثانی
نے دربار برخاست کیا اور اپنے خیمہ میں آکر آرام کیا لیکن طبل بجتے بجتے جب وہ وقت آیا کہ عروس سحر نے
نقاب سیاہ کو اپنے چہرۂ منور سے دور کیا اور جلوۂ رخسار سے تمام عالم کو منور کیا چونکے نسیم بہار کے چلے
طائر اپنے اپنے نشیمن سے نکلکر شاخ درخت پر نغمہ سرائی کرنے لگے غنچہائے نرگس ونسرین نے خمار آلودہ آنکھوں
کو وا کیا لوگ انگڑائیاں لے لیکر اپنے اپنے بستروں سے اٹھے اور عبادت رب بے نیاز سے فراغت حاصل
کرکے طرف میدان کارزار کے متوجہ ہوے ادھر شاہزادہ رستم ثانی بھی مرکب پری پیکر پر بیٹھکر طرف
وعدہ گاہ مصاف کے روانہ ہوے گھڑی بھر دن نہ چڑھنے پایا ہوگا کہ تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا لیکن
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ ضیغم شیر شکار نے مرکب اپنا بڑھایا
سامنے تخت ابلیس خود پسند کے آیا اجازت جنگ مانگی ابلیس نے کہا سپردم بخدا ونذر کشتال آمید بود کیا ضیغم شیر
شکار مرکب کو چمکاکر میدان میں آیا سارا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے لیکن سلح شوری جب پسینے میں تر
ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر نیزے کو زمین پر گاڑ کر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے رستم ثانی یہی گو ہے اور یہی
میدان ہے اگر کچھ دعوی قوت وجرات ہے تو مجھ سے بھی مقابلہ کر لیکن بہت ہوشیار رہنا اور مجھے مثل دیگران

نہ بچھا رستم ثانی نے یہ سنتے ہی مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ لشکر سے اجازت لیکر رخ میدان کارزار
کا کیا ضیغم نے جیسے ہی رستم ثانی کو آتے ہوئے دیکھا مرکب بجزم تگاور دوڑایا ادھر رستم ثانی نے گھوڑے
کی باگ لی وسط میدان میں نکا در چلی سر سے سپر ڈھالی یہ معلوم ہوا کہ دو لکۂ ابر ملکر گرجنے لگے لیکن چار قدم
مرکب رستم ثانی کا پسپا ہوا اور پانچ قدم گھوڑا ضیغم شیر شکار کا پیچھے ہٹا لیکن اس فرق کا دیکھنے والا یہاں
کون تھا اسفندیار صحرائی نے آواز دی کہ اے شہریار حریف کی قوت بہ پیر روشن ہو گئی انشاء اللہ مار لیا ہے جا
کہاں ہے لیکن ضیغم نے نیزہ ہاتھ میں سنبھالا اور جردار جردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادہ رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی
نے نیزہ کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ آپس میں لڑنے لگے یا دو تیر شہاب آکر مل گئے
یا دو آہیں مظلوموں کی ایک وقت میں باب اجابت پر سر ٹکرانے لگیں لیکن دیکھیے کون رسا ہے اور کون
نارسا ہی مگر نیزہ بازی ہوتے ہوتے کوئی پونے چار سو طعن کی نوبت پہونچی ہوگی کہ شیر رنگ نے آواز دی
اے شہریار سست ہو گئے ضیغم شیر شکار کو غصہ آیا اور کہا او نا عیار تو کیا مجھکو بھی مثل دیگران سمجھا ہے نیزہ میرے
ہاتھ سے نکال لینا دل لگی بازی لیکن جو رستم ثانی نے کہا کہ اگر مجھے ہوشیار کر کے نیزہ ہاتھ سے نہ نکالا ہوگا تو نام
اپنا رستم ثانی نہ پایا ہوگا اور کہا کہ پانچ طعن کے اندر نیزہ نکالو نگا اب ہوشیار رہنا یہ کہکر ایک بند بازو ضیغم کی
سمجھ میں نہ آیا اور جھٹکا دیا کہ ضیغم نے دیکھا نیزہ ہاتھ سے جایا چاہتا ہے ضیغم نے بقوت تمام نیزے کو تو دوسرے ہاتھ
شریک کر کے روک لیا لیکن سنان نیزہ مانند شرر کے بالا ہوا چلی پس خفیف ہوکر ضیغم نے نیزہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی عمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال
مشکلات جہاں کہتے ہیں یہ کہکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور تلوار نیام سے کھینچکر سر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے سپر کو
اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا تلوار جو پڑتی ہے سہمی چار انگل اتر گئی رستم ثانی نے جھٹک دی تلوار ٹوٹ گئی ضیغم نے
قبضۂ شمشیر کھینچ مارا شاہزادہ رستم ثانی نے خالی دیا لیکن ضیغم نے کاٹھی سے دوسری تلوار کھینچ لی اور پھر وار
کیا رستم ثانی نے دیکھا کہ یہ تیز دست بہت ہی تلوار کی لڑائی سے کام نکلنا علاوہ اسکے اگر ایسا سردار زبردست
اگر مارا گیا تو بھی افسوس ہوگا لہذا اسے کشتی میں زیر کرنا چاہیے یہ خیال کر کے ابھی ضیغم نے وار کیا رستم
ثانی نے مرکب کو ملا کر چاہا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدوں قضاے کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے
سکندری کھائی تو دوسرے ضرب تلوار رستم ثانی کے سر پر بیٹھی چار انگل اتر گئی رستم ثانی نے وہیں سے سنبھلکر دستانہ
مارا تلوار تو جھنکار سے نکلی چادر خون کی جو سر سے آتی ہے غشی طاری ہوئی مگر اسی عالم زخمداری میں جو
خنجر دار جردار کہکر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا ضیغم کو بھی سنبھلنا دشوار ہو گیا جلدی سے سپر کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا مگر یہ تلوار کہیں سپر سے رکتی ہے ڈھال کو مانند قرص پنیر کے دو کرتی ہوئی سر پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ
کاسہ ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھنکار سے نکلی مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آتی ہے غشی طاری ہوئی
ابلیس خود پسند نے یہ خیال کیا کہ اب تو دونوں زخمی ہیں لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوگا سنے فوج کو اشارہ کیا کہ
مار لو اس سرکش کو جانے دینے نہ پائے جھپٹ پڑے ادھر بلو آسمان شگاف نے فوج کو اشارہ کیا دونوں
لشکر آکر غت بت ہو گئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا لیکن شاہزادہ رستم ثانی نے زخم سر باندھا
اور لڑنا شروع کیا نائرہ جدال و قتال مشتعل ہوا برق شمشیر چمک چمک کر گرنے لگی کشتی حیات ہر شخص کی طوفانی
ٹکرانے لگی دریاے خون رواں ہوا لیکن ضیغم شیر شکار میں طاقت سنبھلنے کی نہ تھی بانہیں گردن میں گھوڑے سے

کے ڈالدیں وہ مرکب اصیل تھا سوار کو ایک سمت لے نکلا لیکن یہاں شام تک قیامت کبریٰ برپا رہی
اس قیامت کی تلوار چلی کہ تمام صحرا لہو سے سرخ ہو گیا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے
ایک روز کامل دونوں طرف کی لاشیں اٹھانے میں گذر گیا سردار بھی دونوں جانب کے زخمی ہیں جنگ موقوف
ہے لیکن ابلیس خود پسند نے اپنے عیار مہتر کذاب زود رفت کو طلب کیا اور کہا کہ تو نے نام عیاری کا
بالکل ڈبو دیا اتنا نہ ہو سکا کہ لوح طلسم کشا اسے لے آتا مہتر کذاب نے کہا کہ مجھے کب حکم ملا تھا اسیوقت
چند عیار اپنے ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا یہاں شاہزادہ رستم ثانی کے زخم سر میں ٹانکے دیے
گئے پٹی مرہم کی چڑھی آج تیسرا دن ہے کسیقدر زخم سر اندمال پر آ چلا ہے کیونکہ زخم اوچھا تھا اسفندیار صحرائی
ہر وقت حاضر خدمت رہتا ہے ادھر ادھر کی باتیں کرکے دل بہلایا کرتا ہے کبھی ذکر ملکہ صنم بادلہ پوش کا آ جاتا
ہے شاہزادہ رستم ثانی ملکہ کیواسطے بے چین ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای اسفندیار یہ بھی فلک کی
تفرقہ پردازی ہے کہ بموجب شعر کسی کا اسے عیش بھاتا نہیں * یہ دو دل کو اکجا دیکھا تا نہیں باوجودیکہ کوئی
منع کرنیوالا اور کہنے والا نہیں مگر دو گھڑی پاس اس محبوب جانی کے بیٹھنا نصیب نہیں ہوتا ادھر وہ
تڑپتی ہوگی ادھر اپنا یہ حال ہے کہ کسی پہلو قرار نہیں ہے بموجب شورش فرقت کے تڑپنے کا تماشا دیکھتا ہے * صبح
کیوقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا * اسی قسم کے تذکرے رہتے ہیں بارہ بجے اسفندیار اپنے خیمے میں چلا
جاتا ہے شاہزادہ آرام فرماتا ہے آج وہ وقت ہے کہ اسفندیار پاس سے شاہزادہ رستم ثانی کے اٹھکر گیا
ہے اور شاہزادہ پلنگ پر لیٹا ہے کہ ایک شخص بصورت ایلچی دروازۂ خیمہ پر آیا دربانوں سے اندر جانے کی
اجازت مانگی دربانوں نے منع کیا کہ یہ وقت ملاقات نہیں اس نے کہا کہ اچھا ہماری اطلاع کر دو اشد ضرورت کا
میں پیام بر ایک شخص کا ہوں اور اگر اطلاع نہ دو گے تو میں نہیں جانتا جو تم پر عتاب آ گئے یہ سنکر دربان خدمت
میں شاہزادہ رستم ثانی کے حاضر ہوئے اور عرض حال کی شاہزادے نے فرمایا بلاؤ جسوقت وہ شخص اجنبی
خیمہ میں آیا سلام کیا ایک خط پیش کیا شاہزادے نے پڑھا تحریر تھا کہ ای مرد بیمروت اللہ اکبر یہ غفلت
شعاری کہ ہم تو درات فراق میں تڑپیں اور آپ معروف جنگ رہیں ہماری کچھ خبر نہ لیں سچ ہے کہ مردوں
کی ذات بیوفا ہوتی ہے ہمیں وہ لوگ ہیں کہ جس سے محبت کی اسکے نام پر بیٹھکر زندگی بسر کر دی مرنا اور جینا
اگر خلاف شان اقدس نہو تو دو گھڑی کو اس خیمے میں آکر جلوہ افروز ہو جیے اور اپنے چاہنے والے
کو پہچان لیجیے شاید آئندہ کچھ خیال ہو رستم ثانی نے جو یہ مضمون پڑھا گھبرا کر اس شخص کیطرف دیکھا اور کہا کہ
میں نہیں جانتا یہ کون ہیں اس نے عرض کی کہ چلکر دیکھ لیجیے پہچان لیجیے ہمیں اجازت نام بتانے کی نہیں ہے
ورنہ عرض کر دیتے اور وجہ پوشیدگی کی یہ ہے کہ ملکہ بہاری فرماتی ہیں کہ نام ہمارے بزرگوں کا بدنام ہوگا لہذا
مجھکو گمنام سمجھیے شاہزادہ رستم ثانی کا جی بھی گھبرا رہا تھا نیند نہیں آتی تھی یہ خیال کیا کہ چلو جی دو گھڑی
دل بھی بہلے گا یہ خیال کرکے اٹھے اور اس شخص کے ساتھ ہوئے اس نے عرض کی کہ کسی کو ہمراہ نہ لیجیے گا نہ
کبھی ذکر کسی سے کیجیے گا کیونکہ ملکہ نے کہہ دیا تھا کہ میری رسوائی کا خیال رہے رستم ثانی تنہا ساتھ اس
شخص کے روانہ ہوئے ہر چند دربانوں نے استفسار کیا کہ حضور تنہا اور شخص اجنبی کے ساتھ جانا مناسب نہیں
معلوم ہوتا آئندہ جیسا رائے عالی میں آئے رستم ثانی نے جواب دیا کہ تم لوگوں کو ہمارے امور میں کیا دخل ہے میں تنہا
ہوں تو کیا ہے کوئی میرا کیا کر سکتا ہے غرضکہ ساتھ اس شخص کے روانہ ہوئے چلتے چلتے حد لشکر سے نکل گئے

صحرا میں پہونچے اُس شخص سے فرمایا کہ کہاں تک لیجائیگا اُسنے عرض کی کہ سامنے چلیے تھوڑی دور اور ہے تھوڑی
دور اور ہے یہانتک کہ اسیطرح شاہزادہ رستم ثانی قریب دو کوس کے نکل گئے اب سامنے سے کچھ روشنی نظر
آئی اُس شخص نے کہا کہ وہ بارگاہ برپا ہے جسوقت شاہزادہ رستم ثانی قریب بارگاہ پہونچے اسی خادم نے
اندر اطلاع کی ملکہ تا در بارگاہ لینے کو آئی شاہزادہ رستم ثانی داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ ایک آفت ہوش
پندرہ سولہ برس کا سن عالم دور شباب کے دن دروازہ بارگاہ سے لپٹی کھڑی ہے شاہزادے کو
دیکھتے ہی ہاتھ پکڑ لیا پھر کچھ خود ہی شرمائی اور لاکر مسند پر بٹھایا گردن نیچی کر لی شاہزادہ رستم ثانی نے نام
پوچھا کہا آپ کو میرے نام سے کیا کام ہے میں ننگ خاندان کیا نام اپنے بزرگوں کا بدنام کروں شاہزادہ
رستم ثانی نے کہا کہ تمہارا نام معلوم ہونے سے بزرگوں کا نام کیونکر معلوم ہو سکتا ہے ملکہ نے کہا اگر کسیوقت آپ
میرا نام ساتھ میرے والدین کے سنیے گا اُسوقت آپ پر ظاہر ہو جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ اچھا مجھے آپ نے
کس لیے یاد فرمایا ہے ملکہ نے کہا کہ ذرا تشریف رکھیے میری تو یہ کیفیت ہے کہ شعر ہے کہتے ہے کہتے جو آجاتا ہے سب
کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا ہے ذرا دل ٹھکانے ہوے حواس درست ہو لیں تو بیان کروں رستم
ثانی نے کہا اگر کسی کے خوف میں دل ٹھکانے نہیں ہے تو بیان کرو ابھی جا کر ماروں کام اسکا تمام کروں ملکہ
نے ہنسکر جواب دیا کہ میں جانتی ہوں آپ ایسے ہی ہیں مگر یہ بات نہیں ہے جو کچھ کیفیت ہے آپ ہی کے
خوف سے ہے شہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ میں تمہارا دشمن نہیں تمسے آگاہ بھی نہیں پھر مجھسے کاہے کا خوف نا
زنین نے کہا خوف بیوفائی رستم ثانی نے جواب دیا کہ اسوقت تو میں پاس آپ کے موجود ہوں وقت خوشی میں
غم کرنا بالکل بدشگونی ہے غرضکہ ملکہ ایسی ہی گول گول باتیں کیا کی کچھ مفصل بیان نہ کیا اور گائنوں کو طلب کرکے
حکم ناچنے کا دیا وہ جنگل کا سناٹا اُسمیں ایک بارگاہ برپا ہو سازندوں نے ساز ملا کر جو وقت کی چیز تھی گانا شروع
کی سماں بندھ گیا اور ایک نازنین مہ تمکین نے یہ غزل شروع کی

غزل

اُسوقت میں جانوں کہ مری جیب میں زر ہے
بیٹھے ہیں گلستان میں اِدھر وہ گل اُدھر ہے
جس عالم پر نور میں شب ہے نہ سحر ہے
روشن جو ہوے دیکھتے ہی یہ محبوب
خاموش جو بیٹھے ہیں یہ اللہ کا ڈر ہے
جب حد سے بڑھا عشق نتیجہ نہ رہا کچھ
ہے دونوں طرف چین نہ اِدھر ہے نہ اُدھر ہے
ادنی سی یہ ہے تفرقہ پردازی گردوں
ہر صبح یہاں شام ہے اور ہر شام سحر ہے
ہاتھ آئی زنجیر نفس کیا دولت کا لد
خاموش اِدھر میں ہوں اُدھر تیغ کمر ہے
کرتا ہے جفا اور جھجکتا بھی ہے ظالم
بیٹھا ہے جو پردے میں وہی پیش نظر ہے

محویت دل کا مرے ادنی سا اثر ہے
اب دیکھیے بلبل کی نظر کو کہ کدھر ہے
دم تیغ ادا کا میں مرے جاؤں گا قاتل
ضو چہرۂ یوسف کی ہے گر نور نظر ہے
پھاڑوں جو گریباں بھی تو ہوتی نہیں ظاہر
تیرا ہے نہ اب ہوش نہ اپنی ہی خبر ہے
پوچھیگا نہ پھر لطف سے احوال مسیحا
تا دل سے جدائی میں تری دور اثر ہے
دل آگے یہ کہتا ہے نہ جائیگی تری جان
دل تنگ ہے غنچوں کا کہ دستہ میں زر ہے
ہر جز میں دیکھا اثر الفت کی لگی کا
کچھ دل میں شرارت ہے کچھ اللہ کا ڈر ہے
ایام جوانی کی ابھی رات ہے چھوٹی

جب تو وہ کہیں حال یہ کیونکر ہو عدو راز
تو داغ سے پوشیدہ ہوں پیش نظر ہے
پہونچی ہے وہاں لیکے نہ وہ دلگی عشق
یہ جان ہے جبتک کہ یہ جسم میں سر ہے
سجدہ جو کرے کوئی تو خم ہو گئی بھی
فرقت کی سحر ہو کہ قیامت کی سحر ہے
کچھ پھر نہ محبت میں کھلی دل کی حقیقت
صحت کا میں ہرگز نہیں خواہاں کہ ضرر ہے
کہتا ہے یونہی روز مرے وصل کا وعدہ
کل ہوگا جو کچھ آج ہی سے اُسکی خبر ہو
چھائی ہے کچھ ایسی تہ جانے سے ادا کی
بس حد ہے کہ پھر حسن بھی پوشیدہ شرر ہے
دیکھے تو کوئی میرے تصور کی کرامت
گیسو ترا ہے لیلی ادا تابہ کمر ہے

کہ روز قیامت سے نہیں کم یہ مری رات	اس لطف کی نہ ہی شام نہ ہی شب کی سحر ہے	اے آرزو اک یہ بھی ہے گردش کی قسمت
جو آہ رو کے کوئی کہا اسیں اختر		

وہ نازنین تو یہ غزل گا رہی تھی اور ملکہ کی آنکھ سے آنسو جاری تھے شہزادہ
رستم ثانی کا دل پسا جاتا تھا ہر بار یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ کون عورت ہے اشارے سے گانے کو منع فرمایا وہ چپ
ہوئی ملکہ کے آنسو رومال سے پاک کیے اور کہا کہ للہ کچھ بیان تو کرو آخر یہ رونے کا کیا سبب ہے اس نازنین
نے کہا کہ رونا تقدیر کا ہے کہ دل بھی لگا تو کیسے شخص سے کہ جو سوا تلوار کے کسی کا آشنا نہیں دوسرے آپ کہاں
کے رہنے والے ہیں آپ کے ساتھ بھاگ کر جا نہیں سکتے کہ رسوائی کا خیال ہے آپ کو کیا غرض ہے جو کس واسطے
یہاں رہیے گا سچ کہا ہے شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت ٭ مثل ہے یہ جوگی ہوئے کسکے میت ٭ مگر دل سے
مجبور ہیں شاہزادہ رستم ثانی پر اسقدر محبت اپنے ظاہر کی کہ الفت ملکہ صنم بادلہ پوش کو بھلا دیا بعد اسکے
ایک جام مے ارغوانی بھر کر پیش کیا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا کہ مذہب تمہارا کیا ہے نازنین نے جواب دیا کہ
مذہب الفت جسے چاہا جو اسکا مذہب وہی اپنا مذہب شاہزادہ رستم ثانی نے کلمہ تحقیق فرمایا اس نازنین نے
کلمہ پڑھا شاہزادے نے جام بے اندیشہ انجام پیا پھر خود جام بھر کر دیا اس نازنین نے بھی اسیطرح پیا
جب دو چار جاموں کی نوبت آئی ہو گئی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا اے ملکہ یہ کیسی شراب تھی کہ مجھے گری
معلوم ہوتی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ او نادان یہ جام قضا تھا جو تو نے پی لیا یہ کہکر پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی رستم ثانی
نے کہا کہ جام قضا کیسا ملکہ نے نعرہ کیا کہ مہتر کذاب زود رفت عیار ابلیس خودلسند اور طلسم کشا غضب
کیا تھا تو نے کہ لوح پاتے ہی آفتیں برپا کر رکھی تھیں اب کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے رستم ثانی نے
دل میں کہا کہ بڑی نادانی کی اور غصہ میں تلوار کھینچکر جھپٹے بس اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چراغ سے
چھینک آئی اور سر نیچے ٹانگیں اوپر گرے گرنا تھا کہ مہتر کذاب نے دوچ تو گلے سے اتار کر ایک عیار کے
سپرد کی اور خود پشتارہ رستم ثانی کا باندھا اور پشت پر لگا کر طرف لشکر ابلیس خودلسند کے روانہ
ہوا لیکن حال مہتر شبرنگ بن عمرو کا سنیے کہ یہ واسطے خبر لینے کے لشکر کفار میں گیا ہوا تھا کہ سردار
تو سب نمی ہوے اب ان کفار کی کیا صلاح ہوتی ہے اور کیا ٹھہرتی ہے جسوقت یہ معلوم ہوا کہ کل سے مہتر کذاب
بیڑا اٹھا کر گیا ہوا ہے کہ میں طلسم کشا کو اسیر کر لاؤنگا شبرنگ نہایت پریشان ہوا اسیوقت چاہا کہ چلکر
خبر لینا چاہیے وہ شہریار عالیوقار جیسے رستم ثانی نامدار جیسا بہادر ہے ظاہر ہے ابھی کل کی بات ہے کہ غول سے
لڑتے ہوے اور باتیں کرتے ہوے ملک سلیمانیہ تک نکل گئے جسکی وجہ سے اس طلسم تک آنا ہوا ایسا نہو کہ کذاب مکر
سے گرفتار کرلے یہ خیال کر کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا پہلے خیمہ شاہزادہ رستم ثانی کے جانب آیا اندر خیمہ کے
جانے کا ارادہ کیا دربانوں نے کہا کہ وہ شہریار کہیں تشریف لے گیا ہے ایک شخص اجنبی آیا تھا اسی کے ہمراہ چلے گئے
سننا تھا کہ شبرنگ نے کہا غضب ہوا اور کچھ عیاروں کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا جب حد لشکر سے
نکلکر صحرا میں پہونچا عیاروں کو متفرق کر کے برائے تلاش روانہ کیا ایک جانب آپ بھی روانہ ہوا اب وہ وقت
ہے کہ کچھ تھوڑی سی رات باقی ہے سفیدی صبح کاذب آسمان پر نمودار ہو چلی ہے ستاروں کی روشنی مانند چراغ
سحری کے ہو رہی ہے کہ یکایک دور سے سیاہی نمودار ہوئی شبرنگ نے تعاقب کیا اور آواز دی کہ تو
کون ہے اور کہاں جاتا ہے مہتر کذاب نے دیکھا کہ آفت سر پر آ گئی اب جان بچنا دشوار ہے اپنے عیاروں کو
آواز دی کہ لینا اسے اور آپ پشتارہ بدوش بھاگا عیار جھپٹے شبرنگ پر اور کیا خنجر کھینچ گئے لیکن ہنگامہ جو برپا ہو

عیاران شبرنگ بھی آگئے اب ان عیارون سے تو خنجر چلنے لگا لیکن شبرنگ نے ایک کو مار کر پھر
کذاب کا تعاقب کیا کذاب نے دیکھا کہ اب چارہ نہیں ہے پشتارہ زمین پر رکھدیا تلوار کھینچ لی دو بدو
ہونے لگی خنجر چلتے چلتے ایک مقام پر کذاب نے خنجر مارا شبرنگ نے سپر آ بڑ کر خالی دیا وہان ایک جھاڑی
تھی الجھکر گر اگر ناتھا کہ کذاب نے کمند ماری شبرنگ نے کمند کو قطع کیا اور منھ پر کذاب کے حباب بیہوشی
کھینچ مارا کذاب فتیلہ دافع بیہوشی اسوقت سے چڑھائے ہوئے تھا کہ جب تازمین بنا ہوا رستم ثانی کے
ساتھ شراب پی رہا تھا ورنہ یہ بھی بیہوش ہو جاتا کذاب نے کمند قطع ہوتے ہی جھپٹ کر خنجر مارا شبرنگ
خالی نہ دے سکا ہاتھ پکڑ لیا دونون مین کشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے پاؤن کذاب کا موشخانہ زمین جا پڑا
اور الجھکر گرا شبرنگ نے گرتے گرتے خنجر مار کر کام کذاب کا تمام کیا اور سر اس ملعون کا کاٹ لیا بعد
اسکے پشتارہ کھولکر شاہزادہ رستم ثانی کو ہوشیار کیا اور کہا ای شہریار دشمنون کا محاصرہ اور ایک شخص
اجنبی کے ساتھ چلے جانا یہ آپ ہی کا کام تھا رستم ثانی دل مین نہایت پشیمان ہوئے اور شبرنگ کی بہت
تعریف کی غرضکہ شبرنگ رستم ثانی کو لیکر صحرا سے پھرا اور عیار لاش کذاب کی اٹھا کر طرف ابلیس خود پسند
کے روانہ ہوئے صبح ہو چکی تھی ابلیس خود پسند حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرکے بارگاہ مین
آکر تخت پر بیٹھا ساحر آکر جمع ہونے لگے سوفار جادو صمصام جادو جلاجل دستک زن شہنائے
جادو صہبائے جادو وغیرہ یہ تمام ساحر آکر جمع ہوئے انمین سے ہر ایک لاکھ لاکھ دو دو لاکھ ساحرون
کا افسر ہے ابلیس خود پسند نے کہا کہ پرسون سے کذاب زود رفت برائے گرفتاری طلسم کشا گیا ہوا
ہے ابھی تک نہین پھرا معلوم ہوتا ہے کہ جاگ گیا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ایک عیار پیدا ہوا کہ نام اسکا
کاذب بن کذاب ہے اور لوح طلسمی لاکر سامنے ابلیس خود پسند کے ڈالدی اور عرض کی کہ والد ماجد
نے طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لیا ہے لوح میرے ہاتھ روانہ کردی ہے اور خود یقین ہے کہ پشتارہ طلسم کشا کا
لیے ہوئے آتے ہونگے یہی ذکر تھا کہ بعد کچھ عرصہ کے چند عیار سر بہ خاک اڑاتے روتے پیٹتے نمودار ہوئے
ابلیس خود پسند نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہے لیکن وہ عیار سامنے ابلیس کے آئے اور لاش کذاب کی آگے
رکھدی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ یون طلسم کشا کو گرفتار کیا اور لیکر چلے تھے عیار طلسم کشا مسمّی شبرنگ
بن عمرو پہونچگیا اسکے ہاتھ سے یہ مارے گئے اور وہ اکیلا طلسم کشا کو چھڑا لیگیا ابلیس خود پسند کو یہ سنکر
اپنے عیار کا نہایت صدمہ ہوا اور کاذب بن کذاب کو اسکی جگہ پر معین کیا لیکن اطمینان ہوا کہ لوح
طلسمی تو ہاتھ آگئی اب اگر طلسم کشا رہا بھی رہے گا تو کیا کر سکتا ہے ایک ادنی ساحر چاہے تو اسے مار ڈالے
غرضکہ ابلیس خود پسند نے لوح طلسمی خدمت مین صندلان شاہ کے روانہ کی کہ اسکا حال وقت پر گذارش کیا جائیگا
ادہر یہان یہ خبر گرد شاسپ گرد اور سہراب بن لندھور کو پہونچی کہ اس طرح عیار گیا اور طلسم کشا کو چرا کر
لیچلا تھا لیکن عیار طلسم کشا نے کذاب کو مارا اپنے آقا کو چھڑا لیا ان دونون نے کہا کہ خوب ہوا ایسے
بیہودون کو جو بہ مکر گرفتار کرنا چاہے اسکی یہی سزا ہے اور پاس ابلیس خود پسند کے کہلا بھیجا کہ اگر آپکو ساحرون
اور عیارون سے کام لینا تھا تو ہماری کیا ضرورت تھی ہمین بیکار بلا بھیجا اور ابھی تو ہم زیر نگین ہوکے
مین شہ مرگئے ہین ان جسوقت ہمارا اور طلسم کشا کا معاملہ یکسو ہو جائے اسوقت آپکو اختیار ہے لیکن ہماری
موجودگی مین ایسے امور سرزد ہونا ہماری سپہ گری مین داغ لگاتے ہین طلسم کشا کے انصاف کو دیکھیے

کہ ہم لوگ زخمی تھے تو اس نے طبل نہیں بجوایا مہلت دیجو وقت یہ پیام ابلیس خود پسند پاس پہنچا ابلیس نے
کہلا بھیجا کہ یہ فعل اس عیار کا تھا میرے حکم سے اس نے ایسا نہیں کیا تھا ورنہ ساحر مدد کو ضرور جاتے لہذا
اس نے جیسا کیا ویسا پایا اب آپ اطمینان رکھیں جبوقت تک آپ کی جنگ کا فیصلہ ہوئے گا اسوقت تک
کوئی ساحر دخل نہ دیگا نہ کوئی عیار دربے ہوگا الحاصل بعد ہفت عشرہ کے جب ان دونوں نے غسل صحت
کیا دربار میں آئے ابلیس نے انکی صحت کا جشن کیا جام شراب ناب گردش میں آیا ساقیان سیمین ساق جام
بلورین و صراحی جواہر نگار لیکر حاضر ہوئے ہر طرف آواز ہو شاہو ش نوشا نوش بلند ہوئی لیکن جبوقت
دماغ گرشاسپ گرد کا نشہ شراب سے گرم ہوا اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر
چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوئے یہاں بھی یہ رنگ ہے
کہ دربار جمع ہے بلور آسمان شگاف تخت شاہی پر بیٹھا ہے گرد و پیش ساحران نامی و گرامی کا مجمع ہے داہنی
جانب چپاق آتش افروز جادو ملکہ عالم افروز جادو بائیں جانب محروق جادو اژدر جادو
اور دیگر ساحران ملک خاقانیہ جو ہمراہ بلور آسمان شگاف کے آئے ہیں موجود ہیں شاہزادہ رستم ثانی
دنگل صاحبقرانی پر جلوہ افروز ہیں ایک پہلو میں اسفندیار صحرائی دوسری جانب شاہین بن
سلیمان بیٹھے ہیں کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق حاضر ہوئی بعد دعا
و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر کفار میں بنام گرشاسپ گرد طبل جنگ بجا ہے شاہزادہ
رستم ثانی نے فرمایا کہ کمدو ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے اسیوقت حسب الحکم
یہاں بھی کوس حربی بجا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی بلور آسمان شگاف نے دربار
سویرے برخاست کیا سب امیر و وزیر رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے آرام گاہ میں آئے لباس شب خوابی
پہنکر اپنے اپنے بستر راحت پر مصروف استراحت ہوئے لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا
اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے انگڑائیاں لے لے کے اپنے اپنے بستر خواب
سے اٹھے اہل اسلام نے نمازیں پڑھیں دعائے شہادت مانگی اور لباس رزم پہنکر آلات حرب و ضرب
تن پر چست باندھ کے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ادھر کفار بدکار مرکبوں پر سوار ہو ہو کر
وعدہ گاہ مصاف میں آکر صف آرا ہوئے آن واحد میں تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا لیکن بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکر نکل گئے تھے کہ یکایک گرشاسپ گرد نے مرکب اپنا چمکا کر سامنے
تخت ابلیس کے آکر اجازت میدان چاہی کہا جاؤ تمہیں سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ روئے گرشاسپ
بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا سر تا سر میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جبوقت پسینے
میں غرق ہو گیا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے رستم ثانی اسروز ساعت بد تھی
کہ میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا یا تون میرا دشمنا نہ میں جا رہا لیکن آج کا دن اور ہے اگر تو جان سے اپنی
عاجز ہے تو نکل میرے مقابلے کو یہ سننا تھا کہ شاہزادہ زمان رستم ثانی نوجوان مرکب کو جھکا کر سامنے
تخت بلور آسمان شگاف کے آیا بادشاہ نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور کہا کہ سپرد پروردگار کیا
رستم ثانی بار دگر مرکب پر سوار ہو کر عازم میدان کارزار ہوئے ادھر گرشاسپ گرد نے گرز گردن اپنا
جولان کیا رستم ثانی نے قریب پہنچکر باگ مرکب کی کج کردی یہ اپنے زور میں اسطرف نکلگیا شاہزادہ

دوسری جانب نکلا چلا گیا کیونکہ گھوڑے اور گینڈے مین تگا و رنہین چلتی ہر پھیر پھیر کر مرکبون کو ایک نے دوسرے
کا سامنا کیا گرشاسپ گرد نے کہا اے رستم ثانی نیزے کی لڑائی تم لوگون سے بیکار ہے مین خوب جانتا
ہون کہ فن نیزہ بازی تم خداپرستون پر ختم ہے ایک ادنی ادنے بھی بڑے بڑون کا نیزہ نکالدیتا ہے لیکن
ہان یہ ساطور میرا طمانچہ اجل ہے بچو اس سے یہ کہکر ساطور گران ساڑھے آٹھ سو من کی ضرب اٹھا کر سر پر جھونکی
خبردار خبردار کہکر سر رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے مرکب آگے بڑھایا اور آتی ہوئی ضرب کو خیال مین
کر کے دھار بچا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگا مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے
دونون جوان گھوڑون سے کود پڑے گرشاسپ نے ساطور ہاتھ سے چھوڑدیا اور دامن زرہ گردان کر
رستم ثانی سے لپٹ گیا رستم ثانی نے بھی ساطور کو چھین کر پھینک دیا اور مصروف تلاش ہوئے کشتی ہونے
لگی جوڑا کا بندھ گیا جو پیچ گرشاسپ باندھتا ہے رستم ثانی کھولدیتے ہین جو پیچ رستم ثانی کرتے ہین
گرشاسپ جواب دیتا ہے اس پیچ کا توڑ کرتا ہے جوڑ بند تمام ہو رہے ہین لیکن یہ رنگ دیکھ کر افسران لشکر کفار
و سرداران لشکر اسلام ترسنے لگے جانبین اور آنکھین سب کی لڑائی ہوئی مین کہ دیکھیے کون غالب آتا ہے کون پست ہوتا
ہے دو شیر یہاں کہ رہے ہین یہانتک کہ وہ وقت آگیا کہ دیو سیاہ شب نے دیو سفید روز کو زیر کیا خسرو روز نے
شکست کھائی فوج انجم کا غلبہ ہوا ماہ تاباں تخت نیلی فلک پر حکمرانی کرنے لگا لیکن ان دونون پہلوانون کی یہی حالت
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لڑنے کھڑے ہوے ہین نہ کسی کا دم آتا ہے نہ سانس پھولتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ دو پتلے
کل کے بنے ہوے لڑ رہے ہین لیکن شام ہوتے ہی دونون جانب سے روشنی آگئی جیسے ڈیرے سرداران کے
استادہ ہوگئے دنگل کریاں بچھ گئین دو کاسہ شیر آئے دونون نے پیے پھر مصروف تلاش ہوے ان واحد مین
وہ شیر لپیٹ ہوکر نکل گیا دیکھنے والون کی آنکھین اسی طرف ہین گھنٹہ پر دیکھ رہے ہین فتح و شکست
کا اندازہ کر رہے ہین مگر کون کچھ سمجھ سکتا ہے گرشاسپ گرد بھی بلائے بے درمان ہے کبھی ہاتھ تھوڑی ہی ادھر
رستم ثانی پیچ لائے پھر صاف نکل گیا وہی حالت رستم ثانی کی تھی کہ جہان گرشاسپ گرد نے کوئی پیچ کیا
اور یہ پیچ لایا صاف نکل گئے اسطرح کہ معلوم بھی نہوا اسی ہنگام مین زمانہ شب بھی ہر طرف ہوا آنکھین
ستارون کی دیکھتے دیکھتے پتھرا کر بے نور ہوگئین ان دونون کو نہ بھوک معلوم ہوتی ہے نہ نیند آتی ہے دیکھنے والے
داد مردی و مردانگی دے رہے ہین حسب معمول صبح کو بھی ایک کاسہ شیر آیا دونون نے پیا زور ہونے لگے کیا خلق
بیان کیا جائے کہ اسی عالم مین دو دن اور دو راتین گذر گئین اب تیسرا روز ہے دیکھنے والون کی آنکھین آشوب کر
آئی مین بیٹھے بیٹھے پاؤن رہ گئے ہین جسکو بھوک لگی وہین منگا کر کھالیا کچھ پانی پی لیا اب تیسرا روز ہے کوئی
پہر دن چڑھا ہوگا کہ یکبارگی گرشاسپ گرد نے دونون بازو رستم ثانی کے تھامے اور یا خداوند تمثال آئین
کہکر جو زور کیا تو قدم ہوڑا ہلگیا اب جو جھٹکا مارتا ہے پایان گھٹنا شنا بزمین ہوا تھا کہ رستم ثانی نے نہایت
چالاکی کے ساتھ آسی لگے ہوے گھٹنے کے سہارے سے بند کر پکڑا کر جو ہوکا مارا سر سے اٹھالیا اور سر پر بلند کیا کفار
کے چہرون کے رنگ اڑگئے لشکر اسلام مین باجے فتح کے بجنے لگے بلور آسمان شگاف تخت پر اُچھل پڑا
اسفندیار صحرائی اپنے آقا کے گرد پھرنے لگا لیکن رستم ثانی گرشاسپ کو اسیطرح ہاتھ پر بلند کیے
پہنچے میدان جنگ سے پھرے کفار نہایت محزون و شرمسار اہل اسلام شادیانے بجاتے ہوے پلٹ کر بارگاہ
مین آئے رستم ثانی نے گرشاسپ کو شبرنگ کے سپرد کیا شبرنگ نے اسے تو زندانی نے بھیجدیا

شاہزادہ رستم ثانی تین روز کے جاگے اور تھکے ہوئے تھے لباس رزم اُتارا جامہ شب خوابی پہنکر آرام
فرمایا لیکن ابلیس خود پسند نہایت محزون و غمگین میدان جنگ سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا برخاست دربار کیا
شب کو سو رہا تین روز لڑائی موقوف رہی لوگ تلاش فیروزہ مازندرانی و ضیغم شیر شکار جو روانہ ہوچکے
تھے ہنوز واپس بھی نہیں آئے تھے اسکا بھی انتظار تھا لیکن آج سہراب بن لندھور کو جوش ہوا دو چار
جام شراب کے پیے جسوقت دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارہ رزمی
پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت میں شاہزادہ رستم ثانی کے حاضر ہوئے
اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے خبر طبل جنگ بجنے کی سنائی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری
جنگ ہونے لگی انکو تو اسی حال میں چھوڑیے

لیکن اب یہاں سے چند کلمے داستان صندلان شاہ جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بعد روانہ کرنے ابلیس خود پسند کے صندلان شاہ معلم لقا بدار سے مخاطب ہوا کہ یہ دیکھو کہ ستارہ
طلسم کشا کا ان پہلوانوں پر غالب ہے یا انہیں سے کوئی طلسم کشا پر غالب ہے معلم نے بعد دریافت حال
عرض کیا کہ اے شہنشاہ جادو داں طلسم کشا کا ستارہ ان سب پر غالب ہے اور فیروزہ مازندرانی نہایت مرد
زبردست ہے لیکن طلسم کشا سے زیر ہوکر اسی کا طرفدار ہوجائیگا اور ضیغم شیر شکار بھی ہزیمت اٹھائیگا یہ سنکر
صندلان شاہ نے پنجہ طلائی جھولی سے نکالکر پھینکا اور اپنے سحر سے حکم کیا کہ اگر فیروزہ کو زیر ہوتے دیکھنا
تو اُٹھا لانا اور بیابان خاکستر میں پھینک آنا اور ضیغم شیر شکار کو دربند طلائیہ میں پھینک آنا پنجہ کڑک کر
روانہ ہوا اب صندلان شاہ منتظر وقت بیٹھا ہے اور انتظام باطن میں مصروف ہوتا ہے کہ بعد چند روز کے پنجہ
واپس آیا اور تمام خبر بیان کی اسکے بعد ہدہد جادو نامہ ابلیس خود پسند کا لیے ہوئے پہونچا اور لوح طلسمی حاضر کی
اب صندلان شاہ لوح کو دیکھکر نہایت خوش ہوا ارکین دولت سے مشورت کی کہ اب لوح کو کہاں رکھوں
سلطان پری چہرہ وزیر صندلان شاہ جادو کا ساحر زبردست سامری عصر ہے اسنے عرض کی کہ اے شاہ لوح
میرے سپرد کیجیے بہتر و مناسب یہ ہے کہ راز اسکا کسی پر ظاہر نہو میں اسے جہاں مناسب جانونگا وہاں رکھونگا
صندلان شاہ خاموش ہو رہا اور سلطان پری چہرہ لوح لیکر کسی طرف روانہ ہوگیا کہ حال اس کا
ابھی نہیں کھلتا ہے اور خبر لوح کی پوشیدہ رہتی ہے لیکن صندلان شاہ جادو نے ایک حکمنامہ ابلیس خود پسند
کے نام اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے خیرخواہ دولت تمکو لازم ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار بلا کرکے جلد قتل کر ڈالو
یا کسی مقام مستحکم پر مقید رکھو خداوند مثال آئینہ رو کی عنایت سے جسکا ڈر تھا وہ شئ ہاتھ لگ گئی اب
طلسم کشا بغیر لوح کے کیا کر سکتا ہے اسکا گرفتار کرنا کوئی مشکل نہیں ہے رہی یہ بات کہ چند نمک حرام اسکے
شریک ہوگئے ہیں تو ہمیں کوئی ایسا نہیں ہے جو تمھارا مقابلہ کرسکے لہذا اب موقع ہے ورنہ دن طلسم لڑنے کا نہیں ہے
دن پر دن ستارے سخت چلے آتے ہیں حل ٹھرائے ہیں بعد فتح کے تم ورد نبردوں کا انتظام کرکے اندرون طلسم سے چلے
آؤ ساحرہ حکمنامہ لیکر خدمت میں ابلیس خود پسند کے روانہ ہوا

اب پھر چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ ذیشان رستم ثانی نوجوان کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہاں طبل نوبج چکا تھا جسوقت زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ مغرب سے صبح برآمد ہوئی جنوبی تسم رنگ کی
کے چلے لاکر اپنے اپنے آشیانوں سے نکلکر بیرنگ سحر سازی عندلیبان قد و قد کا تماشا دیکھکر زمزمہ پردازی کرنے لگے

غنچون نے آنکھین کھولکر ذوق باغ پر نظر کی بزم مین شمعیں جھلملا جھلملا کر خاموش ہوگئیں محفل انجم برخاست
ہوئی مشعل ماہ کی روشنی مین فرق آیا بموجب شعر کی بروقت آخر حدت داغ جگر ہوگی ضیاے شمع یکین فرق
آئیگا جب دم سحر ہوگی • غرضکہ مردان دلاور و اہل لشکر اپنے اپنے بستر خواب چھوڑ چھوڑ کر اُٹھے اور طاعت معبود سے
فراغت حاصل کر کے آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرنے لگے بعد تیاری اپنے اپنے افسر کی خدمت مین
آکر ساتھ اُسکے طرف میدان جنگاہ کے روانہ ہوے آن واحد مین تمام میدان فوجون سے بھر گیا ادھر
بلور آسمان شگاف فرزند خاقان روشن دل اُس طرف ابلیس خود پسند سپہ سالار صندلان شاہ بلور
کی فوجین دریاے افسون کی موجین ترسول رنج سول بلند ذیر و بجتے ہوے جھولیان سحر کی لگاے
جادوان سحر پر سوار لیکن ایک طرف فوج فیروزہ ناز عراقی مگر بے سردار نہایت پریشان ایک طرف
لشکر گرشاسپ گرد ایک سمت سپاہ ضیغم شیر شکار ایک جانب لشکر سہراب بن لندھور سہراب
فیل مست پر سوار عقب مین فوج بسیار بلکہ اب تمام فوج کا افسر سہراب ہی ہے ادھر شاہزادہ رستم ثانی
مرکب پری پیکر پر بیٹھا ہوا دبدبہ رستمی چہرے سے ہویدا شان صاحبقرانی پیدا پشت پر
اسفندیار صحرائی بمرتبہ سپہ سالاری دس قدم لشکر سے آگے اور شاہزادہ رستم ثانی تین قدم اسفندیار
سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی استادہ ہے کہ یکایک لشکر سہراب کے علم جلوہ گری پر آئے اور سہراب نے فیل مست
اپنا صف سے نکالا سامنے تخت ابلیس کے آکر اجازت مانگی ابلیس خود پسند نے کہا کہ سپرد خداوند شال
آئینہ رو کیا سہراب بادگر مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان جنگاہ کا کیا بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ
اے رستم ثانی واقعی مین تو مرد سپاہی و زبردست ہے تیری جرات مین شک نہین کہ گرشاسپ جیسے پہلوان کو
تو نے اس طرح بمردی زیر کیا تیرا ہی کام تھا لیکن مجھے گرشاسپ سمجھنا پھر مجھے سمجھاتا ہون کہ چلا آ اور اپنے
ارادے سے ہاتھ اٹھا ورنہ مفت مارا جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ میدان جنگ ہے محفل وعظ نہین ہے تو مجھے
نصیحت کرتا ہے ہر شخص اپنے نشیب و فراز کو خود خوب سمجھ لیتا ہے مین تجھ سے لڑنے مین عاجز نہین ہون یہ فرماکر
مرکب کو جولان کیا اور بلور آسمان شگاف سے آکر اجازت لی بلور نے کہا سپرد خدا کیا رستم ثانی میدان مین
آئے سہراب نے نیزہ مارا رستم ثانی نے نیزے کو نیزے پر کاٹا ردو بدل ہونے لگی طبیعتین جھنجھلا گئین معلوم ہوا
کہ دو مار سیاہ آپس مین لڑ رہے ہین لیکن نیزہ بازی ہوتے ہوتے کئی سو نے دو سو طعن کی نوبت آئی ہوگی
کہ شہزادہ رستم ثانی نے چھپر چھپر ماری اور نیزہ اپنا نیزہ سہراب سے مثل زلف معشوق کے پیٹ کر جھٹکا
مارا اس سے نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکل گیا نیزہ تو ادھر مانند تیر شہاب کے روانہ ہوا لیکن سہراب نیزہ
بھراب خجالت مین غرق ہوگیا ہر طرف سے آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی لیکن سہراب نے خفت اٹھا کر
خواصی سے گرز اٹھایا اور سر پر چھڑ دیتا ہوا چلا اور برابر رستم ثانی کے پہونچکر وار کیا رستم ثانی نے
گرز سہراب کا اپنے گرز پر روکا لیکن دو دستی ضرب سہراب نے لگائی ہر گرز جب گرز پر پڑا ہر تراقے
کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول سے تھرا گیا شعلہ فلک کو نکل گیا تتو گرد بقدر
بلند ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی اس گرد مین پنہان ہوگئے سہراب نے
نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم دیکھنے والون کو گمان ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی
مارے گئے یہانتک کہ کفار نے طبل شادمانی بجادیا بلور آسمان شگاف تھرتھرا اُٹھے

لگا اسفندیار کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا قریب تھا کہ اہل اسلام لشکر کفار پر جا پڑیں لیکن شاہزادہ
رستم وہ بہادر ہے کہ کب مانتا ہے جیسے ہی نعرہ سہراب کی آواز سنی چاہا مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب
ہر کب گلی ہو چکا ہے بس مانند برق تڑپ کر گرد سے نکلا اور آواز دی کہ کیا کیا ہے خم رستم ثانی کر آزردہ و کرا پست
گردی حریف تیرا میں موجود ہوں اور فوراً یہ خیال ہوا کہ ای رستم تو پوتا اس شخص کا ہے کہ جس نے اسکے باپ کو
مع فیل اٹھا لیا تھا واے ہو تجھ پر جو تو بھی اسے نہ اٹھائے یہ خیال کر کے سہراب کو آواز دی کہ دیکھ زور
اسے کہتے ہیں اور یوں ہی شاہزادہ علمشاہ نوجوان نے اپنے زمانے میں تیرے باپ لندھور کو اٹھا لیا
تھا اگر میں اولاد میں اسکی ہوں تو تجھے بھی دکھائے دیتا ہوں یہ فرما کر گردن اپنی شکم فیل سے ملا کر دونوں
ہاتھ کا سہارا دیکر جو زور کیا سہراب کو بھی مع فیل اٹھا لیا اور طرف ایک نشیب کے چلے کہ ماروں اور پست
کروں یہ زور دیکھکر کفار کے چہروں پر مردنی چھا گئی ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا ابلیس خود پسند دل میں
کہتا تھا کہ حقیقت میں ان لوگوں سے کون مقابلہ کر سکتا ہے وہاں بلور آسمان شکاف نے بے اختیار ہو کر
آواز دی کہ ای زینت بارگاہ سلیمانی وای زور بازوے صاحبقرانی کیا کرتا ہے ہاں اس طرح پٹکیے کہ استخوان
اسکے چورا ہو جائیں فرزند یا تو دیکھا نشیب قریب بھی دیکھ لے لیکن سہراب نے جو دیکھا کہ لنگر اکھڑ گیا نہایت خفیف ہوا
جست کر کے فیل سے پیچھے آیا رستم ثانی نے فیل کو سہراب پر کھینچ مارا سہراب نے اپنی جان بچانے کیواسطے فیل کو
چورنگ ہوائی کیا لیکن پھر صدمہ ہوا کہ اب ایسا فیل مشکل سے ملیگا جو مجھے سواری دے سکے اور غصہ میں تلوار کھینچکر رستم
ثانی سے لپٹ پڑا رستم ثانی نے بھی سر تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور سہراب سے لپٹ پڑے پھر تو کا کشتی کا بندھا سرداران
فوج برائے تماشا قریب آ گئے دنگل کرسیاں بچھ گئیں لیکن ان دونوں میں کشتی ہوتے ہوتے دن تمام ہو گیا
شام ہو گئی حسب معمول قدیم وہی کاسہ شیر آیا دونوں نے پیا پھر لڑنے لگے آن واحد میں پسینے سے
راستے بہا دیا رات بھی تمام ہو گئی صبح کو بھی وہی عالم رہا کہ زور کشمکش کے ہو رہے ہیں پیچ بندھ رہے
ہیں کھل رہے ہیں دونوں اس طرح لڑ رہے ہیں کہ مطلق یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو دن سے لڑ رہے ہیں بلکہ
یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کشتی شروع ہوئی ہے کہاں تک بیان کیا جائے کہ اب وہی تیسرا دن ہے اور دو پہر
بج گئی ہے مگر معاملہ یکسو ہوتے نظر نہیں آتا یہاں تک کہ اب کوئی چار گھڑی دن باقی رہ گیا سہراب نے
آواز دی کہ اے طلسم کشا تو بلاے بے بلا ہے نہ تجھے نیند آتی ہے نہ بھوک لگتی ہے تین دن تمام ہو چکے ہیں
اب چوتھی شب ہوا چاہتی ہے جا میں تجھے مہلت دیتا ہوں ایک روز تو بھی آرام لے میں بھی راحت سے
بسر کروں کل دیکھا جائیگا رستم ثانی نے کہا کہ یہ میرا قاعدہ نہیں کہ بغیر فیصلہ ہوئے میدان جنگ سے
پھر دن سہراب کو یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تو یہ سمجھتا ہے کہ سہراب تھک گیا ہے اب میں اسے زیر
کر دونگا یہ خیال دل سے دور رکھ وہ بات دوسری تھی جو تو نے مجھکو مع فیل اٹھا لیا اب کیوں نہیں روز
کشتی میں گذر گئے معلوم ہوا کہ تم لوگوں نے بوجھ اٹھانے کی بہت مشق کی ہے باربرداری اور شے ہے
اور پہلوانی اور چیز ہے یہ کہکر دونوں بازو رستم ثانی کے پکڑے اور سر سینے سے ملا کر اب جو زور کیا گیارہ
قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا جو مارا دہنا گھٹنا رستم ثانی کا آشنا زمین ہوا بس وہیں سے رستم ثانی نے
بھی لنگر قائم کیا اور وہیں سے سنبھلکر دونوں بازو سہراب کے تھامے اور سر سینے سے ملا کر آواز دی کہ ای
سہراب ہوشیار رہنا کہے دیتا ہوں کہ اگر میں نے تجھے اس زور میں زیر کیا تو بغیر زیر کیے ہوئے گویا

تو نے مجھے زیر کر لیا سہراب نے کہا استو مجھے کیا زیر کر سکتا ہے جب کمند پایا اور حریف ہوشیار ہو گیا تو ایک
زور کو ہزار پہلوانوں سے روک سکتا ہے یہ کہکر کھڑا ہو گیا لیکن رستم ثانی نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تیرہ
قدم سہراب کو دوڑانے گئے اور اب جو جھٹکا مارا تو دونوں گھٹنے زمین سے ملگئے بس کمرد تجنے کا بند پکڑ کر
جو جھٹکا مارا سینے تک اٹھا لائے سہراب نے تڑپ کر لنگر مارا رستم ثانی نے ہاتھ کو وہیں قائم کر کے اور دی کر
حوصلہ نکال لے اور اچھی طرح پھڑک لے ہرچند سہراب نے لنگر مارے کچھ نہ ہوا رستم ثانی نے دوسرے زور میں
سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا اور مشکیں باندھکر شبرنگ کے حوالے کیا اور نقارۂ
فتح بجوا کر میدان سے پھرے داخل بارگاہ ہوئے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے جام شراب
ناب گردش میں آیا طوائفیں آکر مصروف رقص و غنا ہوئیں چونکہ شاہزادہ رستم ثانی چار روز کے جاگے
ہوئے تھے سویرے سے دربار برخاست کیا اور کچھ خاصہ تناول فرما کر آرام فرمایا جسوقت صبح کو بیدار ہوئے
حوائج ضروری سے فراغت حاصل کر کے بارگاہ میں تشریف لائے دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے بطور تخت
نشاہی پر جلوہ افروز ہوا اسفندیار صحرائی آکر پہلو میں بیٹھا اور سب ساحر بھی مثل قپاق آتش افروز جادو
اور ملکہ عالم افروز جادو اژدر جادو وغیرہ یہ سب کے سب حاضر ہیں تعریف زور بازوے رستم ثانی کی ہو رہی
ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ لاؤ قیدیوں کو داروغۂ زندان پہلے گرشاسپ گرد کو لیکر حاضر ہوا شاہزادہ
رستم ثانی نے ساقی کو اشارہ فرمایا ساقی نے جام پیش کیا گرشاسپ نے رستم ثانی کو سلام کر کے جام
پیا جب یہ آسودہ ہو لیا اسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ میں نے کیونکر زیر کیا تو گرشاسپ نے
کہا کہ جس طرح مرد مردوں کو زیر کیا کرتے ہیں شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ پھر اب دین خدا پرستی اختیار کرنے
میں کیا عذر ہے گرشاسپ نے عرض کی کہ میں غلام ہوں اور جو مذہب آقا کا وہی غلام کا شاہزادہ رستم
ثانی نے اٹھکر اپنے ہاتھ سے قید کاٹی کلمہ تلقین فرمایا اور حمام میں بھیج دیا بعد اسکے فرمایا کہ لاؤ سہراب کو
داروغۂ زندان نے سہراب کو حاضر کیا شاہزادہ رستم ثانی نے بعد مرحمت جام اس سے بھی اسیطرح استفسار
فرمایا کہ کیونکر تم زیر ہوئے سہراب نے کہا کہ جس طرح مرد مردوں سے زیر ہوتے ہیں بلکہ جس طرح لندھور
علمشاہ سے زیر ہوئے رستم ثانی نے کہا یہ نہ کہو لندھور میرے بھی بزرگ ہیں وہ زیر نہیں ہوئے بلکہ
صرف مع فیل انھیں علمشاہ رومی نے اٹھا لیا تھا سہراب نے کہا کہ جب فیل اٹھا لیا اور لنگر زمین
سے توڑ لیا تو زیر کر لیا شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کہ اب دین خدا پرستی اختیار کرنے میں کیا عذر ہے
سہراب نے کہا کچھ عذر نہیں ہے شاہزادہ رستم ثانی نے کلمہ تلقین فرمایا اور سہراب بھی از صدق مسلمان ہوا
شہزادہ نے قید دور کی اور سہراب کو بھی حمام میں بھیجدیا اور دونوں کو خلعت عنایت فرمائے جسوقت
یہ دونوں غسل کر کے خلعت پہن پہن کر آئے شاہزادہ رستم ثانی نے ایک دنگل دہنی جانب ایک بائیں جانب
بچھوا دیا اور فرمایا کہ جسکو جو جگہ پسند ہو وہ وہاں بیٹھے رستم ثانی کے اس کلام پر سہراب نے مسکرا کر
عرض کی کہ حضور تو جانتے ہی ہیں کہ ہم لوگ دہنی صف کے ہیں اگرچہ آپ کے مطیع ہوں لیکن یہاں دہنی صف
میں بیٹھیں گے اور وہاں بائیں صف میں رستم ثانی نے بھی مسکرا کر فرمایا کہ بہتر جو جگہ پسند ہو لیکن
گرشاسپ گرد نے عرض کی کہ اگرچہ میں طہماس بن عنقول دیو پرور کا بیٹا ہوں اور بارگاہ صاحبقرانی
میں انکی جگہ بھی دہنی صف میں تھی مگر میں مطیع آپ کا ہوں لہذا قریب آپکی جا چاہتا ہوں یہ کہکر سلام کر کے بائیں

جانب جا بیٹھا گیا اب گویا دو سردار زبردست روزگار دہنے اور بائیں جانب بیٹھے اور دست راست
سہراب سردار دست چپ گرشاسپ گرد ہوا اور اسفندیار و شاہین رفیق خاص ہوئے شاہزادہ
رستم ثانی نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل لشکر کو ہدایت کرو جو تمہارا ساتھ دے اُسے لے آؤ جو نہ
ساتھ دے اُسے برطرف کرو سہراب نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسیوقت سوار ہو کر اپنے لشکر کی جانب
روانہ ہوا بعد سہراب کے گرشاسپ گرد نے بھی مرکب پر سوار ہو کے رخ اپنے لشکر کا کیا لیکن دونوں
کے عیاروں نے جو واسطے خبر کے آئے ہوئے تھے جا جا کر لشکروں میں اطلاع کی اہل لشکر خبر اپنے افسروں کے
آنے کی پاکر برائے پیشوائی روانہ ہوئے راہ میں ملاقات کی سہراب و گرشاسپ نے اپنے اپنے اہل لشکر سے بیان
کیا کہ ہمنے ساتھ دیا طلسم کشا کا اور مذہب خدا پرستی کو برحق جان کر اختیار کیا تم میں سے جسے ہمارا ساتھ
دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت میں اس شہریار باوقار کے چلے اور جسکو نہ ساتھ دینا ہو اُسے اپنے فعل کا اختیار
ہے سب نے عرض کی کہ ہم آپ کے تابع زمان ہیں جسکے پیرو آپ ہوئے ہم اُسکے پیرو ہوئے ہمیں کیا عذر ہے سہراب و
گرشاسپ نے مرحبا کہا اور سب کو ہمراہ لیکر خدمت رستم ثانی میں حاضر ہوئے شاہزادہ رستم ثانی نے ان
دونوں کے مسلمان ہونے کی خوشی میں جشن ہفت روزہ معین فرمایا اور پاس ابلیس خود پسند کے کہلا بھیجا کہ
اگر تمہیں جنگ و پیش کرنا ہو تو ہم جشن کو معطل کر دیں ورنہ اگر جشن شروع ہو جائے اُسکے بعد تمکو مناسب یہ
ہے کہ بعد اتمام جشن طبل جنگ بجواؤ ابلیس خود پسند نے منظور کیا یہاں شاہزادہ رستم ثانی نے حکم تیاری
جشن کا دیا لیکن بلور آسمان شگاف نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار باوقار ابلیس کو آپ ابلیس ہی
تصور فرمایئے گا یہ نہ جانیے گا کہ اُس نے جیسا کہا ہے ویسا ہی کرے گا وہ ایک مکار ہے میں اُسے خوب جانتا ہوں
اور لوح طلسمی ہاتھ سے جا چکی ہے لہذا اگر مناسب جانیے تو صحبت جشن بارگاہ افسون حصار میں مقرر فرمایئے
شہزادہ رستم ثانی نے کہلا بھیجا کہ میں آپکی اس دوراندیشی کا ممنون ہوا لیکن اب مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ ابلیس
خود پسند نے جسوقت یہ خبر پائی کہ جشن بارگاہ افسون حصار میں معین ہوا ہے ضرور طعنہ زن ہوگا کہ ہمارے
خوف سے یہ انتظام ہوا ہے اور جرأت اُسکی زیادہ ہو گی رعب میں میرے فرق آئیگا حالانکہ جو حافظ حقیقی
وہاں بچانے والا ہے وہی یہاں بھی بچانے والا ہے ہاں اگر آپکو اپنی جان شیریں عزیز ہو تو میں جشن میں شریک
ہونے کی تاکید نہیں کرتا اگر مزاج میں آئے شریک ہوجیے نہ مزاج میں آئے نہ شریک ہوجیے جسوقت یہ
پیام رستم ثانی کا پاس بلور آسمان شگاف کے پہنچا گردن نیچی کر لی چقماق جادو نبات جادو
محروق جادو وغیرہ کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ یہ ولولے ہیں شہریار کے دیکھیے کیا انجام دکھاتے
ہیں اسکا انجام یہ ہوگا کہ خدا نکردہ دشمن انکے بھی گرفتار ہو جائیں گے ہزاروں خدا پرستوں کا خون ہوگا
بہ بیت اُٹھانا پڑیگی خیر ہمیں کیا اُنکو اختیار ہے بموجب قول سرمدی ہے نظم ز شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب
لیکن یہ جشن مرگ انبوہ کا معلوم ہوتا ہے چقماق جادو کہ وزیر ہے صندلان شاہ کا نہایت سرد چشیدہ ہے
اُسنے عرض کی کہ میری خاطر سے ایک پیام اس مضمون کا اور کہلا بھیجیے کہ آپ معروف جشن رہیں اور ہم جان
نثار برائے حفاظت ہر چہار جانب نگران رہیں کہ مبادا کوئی حریف آ پڑے تو اُسکو جواب دیں غفلت میں
گرفتار نہ ہو جائیں جشن بارگاہ افسون حصار میں نہ کیجیے تو یہی قبول فرمایئے بلور آسمان شگاف نے
کہا کہ تمہیں اختیار ہے یہ بھی کہلا بھیجو گو مجھے یقین نہیں کہ وہ قبول فرمائیں غرضکہ چقماق جادو یہ پیام لیکر خود

خدمت رستم ثانی مین حاضر ہوا اور عرض کیا شاہزادے نے فرمایا کیا تمھارا حفاظت کرنا حفاظت پروردگار سے زیادہ ہی اور مین تو پہلے ہی کہہ چکا کہ جی صاحب کو خوف اپنی جان کا ہو وہ نہ تشریف لائین اور بارگاہ ایون حصار مین فروکش رہین حقاق جادو اسکا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا اور شاہزادے سے رخصت ہو پاس بلور آسمان شگاف کے آکر عرض کی کہ وہ شہریار با وقار کسی طرح نہین مانتا بلور نے کہا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ جو انکی بات مین دخل دیگا اور ضد بڑھ جائیگی خیر جو کچھ ہو لیکن جب اسقدر رعب ساحرانہ ہو تو کیونکر وہ مدد نہ کرے ان لوگون کو انکا عقیدہ بچاتا ہے ورنہ اپنے پاؤن سے دہن اجل مین جاتے ہین لیکن شاہزادہ رستم ثانی نے عجب طرح کا یہ جشن معین فرمایا ہے کہ ایک بارگاہ نئی اس ترکیب کی بنوائی ہے کہ نصف سرخ ہے اور نصف سبز ہے اور اسی ترکیب سے آئے سجا بھی ہے کہ ایک جانب جتنی چیزین آراستگی کی ہین مثل فانوس مردنگ جھاڑ کنول مسند وغیرہ کے سب سرخ ہین اور دوسری جانب سبز ہین اور وسط بارگاہ مین ایک مسند بچھوائی ہے کہ وہ نصف سبز ہے اور نصف سرخ ہے ایک حصہ اسکا ادھر شامل ہے اور ایک حصہ اسکا سرخ ہے وہ دوسری جانب ملحق ہے جب سب سامان درست ہو چکا اور وہ وقت آکر بہم پہونچا کہ خیمہ گردون گردان مین چراغان کواکب کی روشنی ہوئی اور مشعل ماہ قریب جادہ کہکشان برائے آیندگان وروندگان فروزان ہوئی حکم فرمایا کہ روشنی ہو آن واحد مین حسب الحکم تمام بارگاہ مین کیا کہ تمام لشکر مین بلکہ کل صحرا مین جہانتک نظر کام کرتی تھی ہر نخل نخل چنار ہر سرو سرو چراغان معلوم ہوتا تھا ایک آگ لگی ہوئی تھی قندیلین عجیب بہار دکھا رہی تھین جنگل مین منگل نظر آتا تھا بعض طائر شب کو دن سمجھکر گھبرا گھبرا کر آشیانون سے نکل آئے تھے شاخہاے درخت پر چپک رہے تھے دل مین متحیر تھے کہ ابھی شام ہوئی اور ابھی صبح ہو گئی درندے مارے خوف کے بھاگ بھاگ کر بھٹون مین چھپ رہے تھے عجب سماں تھا سب لوگون نے بھی اپنے حسب لیاقت خیمون کو آراستہ کیا تھا طائفے حاضر تھے ناچ و راگ رنگ کی صحبت تھی شراب ناب کے جام چل رہے تھے خاص بارگاہ مین جسکو شاہزادہ رستم ثانی نے تیار کروایا تھا عجیب سماں تھا کہ دہنی جانب سرداران دست راست لباس سبز پہنے ہوئے بیٹھے تھے بائین جانب افسران دست چپ لباس سرخ پہنے ہوئے جلوہ افروز تھے ایک جانب یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے یکطرف سرسبزی باغ کا لطف تھا دونون روشنیون کے پرتو جو بیچ مین پڑتے تھے تو عجیب رنگ کی چھاؤن نظر آتی تھی کہ کبھی سرخی سبزی پر غالب کبھی سبزی سرخی پر چھائی ہوئی لیکن کسی رنگ کو قیام نہین جو ہے کی کیفیت تھی گویا دو رنگی زمانہ کو انکھون کے دکھایا تھا کہ بمقتضاے این اشعار قصیدہ

ظاہر ہی جرم ابلق ایام کا دو رنگ
توام ہین بسکہ شادی و غم باغ دہر مین
اس دور مین ہے شیشہ مے کی صدا دو رنگ
پیش آنے والے تھے جو سیاہ و سپید دم
دیکھیے مدام خلعت آہ رسا دو رنگ
خوف خزان اگر تو امید بہار ہی کر
رکھتی ہے ہر حسین کی زلف دوتا دو رنگ

تیرہ کبھی ہے ابر سے روشن کبھی ماہ سے
ہر برگ گل بنا کا ہے مثل حنا دو رنگ
غنچے جو کھل گئے ہین تو گل ہوگئے ہین خشک
خلق اس سبب سے دیدہ بینا ہوا دو رنگ
آغاز کار کرتے ہین انجام کے لیے
ہر باغ شوق کا ہے گل مدعا دو رنگ
کہتے ہین ہو گیا ہے جہان کا لہو سفید

کیونکر نہ ہو زمانہ نا آشنا دو رنگ
یکرنگ ہوکے بھی تو ہین سیچ مے ساد و رنگ
ہچکی بندھ رہی ہی کوئی کوئی قہقہہ
کسوقت مین ہے اپنے اثر سے ہوا دو رنگ
مظلوم کی ہی دوست تو ظالم کی ہے عدو
کیا ذکر اسکا کہ ہی خود ابتدا دو رنگ
نسب غنچہ کبھی ہی تو کبھی ہی بلاے جان
بیگانگی سے رنگ عزیزان ہوا دو رنگ

کیا گیا ہے لیکن یہ لوگ تو عیش میں مصروف ہیں جام شراب ناب کو گردش ہے صحبت رقص و غنا گرم ہے مگر
ابلیس خود پسند کو یہ رنگ دیکھکر بہت ناگوار گذرا کہ خدا پرست جشن کر رہے ہیں اتنی بڑی خفت ہوئی کہ
ایسے دو سردار زیر ہو کر شریک ہو گئے اسیوقت اپنے چند ساحران نامی و پہلوانان گرامی کو ساتھ لیا اور
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور چند ساحروں کو اس راز سے باخبر کرکے یہ کہدیا کہ جسوقت ہنگامہ گرم
ہو تو تمام لشکر کو آگاہ کر دینا اور اسوقت کے ظاہر کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہے کیونکہ اہل اسلام بھی باخبر
ہو جائینگے تو سرکھ رہائی ہوگی اور چقماق جادو اور بلور آسمان شگاف ایسے نہیں ہیں کہ کسی سے دبیں یہ
کچی کا کھیلے ہوں پس یہ لوگ غفلت کے عالم میں زحمت اٹھا جائینگے یہ باتیں سمجھا کر آپ ایک کوہ کی جانب روانہ
ہوا اور بچہ خوک کو حلال کرکے جو کہ دیا خون سے اسکے نہایا چند پھل روائی کئے کچھ اسم سحر دم کرکے بالا سے ہوا اڑانا
شروع کئے گردہ ابر بنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اور خود بھی ایک ٹکڑا ابر پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوا یہاں جشن ہو رہا تھا جام چل رہا تھا آواز ہوشا ہوش بڑے نام بلند تھی ورنہ ہوش کسی کو
نہ تھا جام بے اندیشہ انجام پی رہے تھے کہ یکایک ہوائے سرد چلی اور جانب مغرب سے کچھ ٹکڑے ابر سیاہ
نمودار ہوئے تھوڑی تھوڑی کوندے کی لپک بجلی کی چمک رعد کی گڑگڑاہٹ ہو پیدا ہوئی چقماق جادو نے
کہا کہ یہ بے فصل کا ابر کیسا بعضوں نے جواب دیا کہ اکثر ایسا ہو جاتا ہے اسمیں تردد کیا ہے لیکن وہ ابر محیط ہونے
لگا اور وہ ٹکڑے ابر کے بڑھتے بڑھتے تمام آسمان پر پھیل گئے اور ترشح شروع ہو گیا اور بجلی تیزی سے چمکنے
لگی رعد کی گرج میں اسقدر ترقی ہوئی کہ کلیجے شق ہونے لگے یکایک بلور آسمان شگاف نے رستم ثانی
کیطرف دیکھا عرض کیا کہ غضب ہو گیا جس بات کو میں نے عرض کیا تھا وہ پیش آگئی یہ ابر ابر سحر ہے
اور اب ہم سب حصار سحر میں آگئے نکلنا دشوار ہے خدا ہی بچائے تو بچ سکتے ہیں ورنہ ممکن نہیں کہ اس ابر سے
نکل سکیں یہ کہا تھا کہ ایک پنجہ کڑاک کر گرا اور رستم ثانی کو لیکر روانہ ہوا اور ایک پنجہ سہراب بن لندھور پر گرا اور
ایک پنجہ گرشاسپ گرد پر گرا ایک اسفندیار صحرائی اور ایک شاہین بن سلیمان کو لیکر روانہ ہوا اور
چند پنجے ناخونوں میں کمندیں لئے ہوئے ساحروں کیطرف چلے اور تمام لوگوں کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ جس پر
ایک قطرہ بھی اس ابر سے گرا وہ پانی ہو کر بہ گیا زہر کی تاثیر دکھائی دیکر وہ پنجے جو ساحران نامی کے قریب آئے
اور انکی گرفتاری کا قصد کیا بلور آسمان شگاف نے بھی جیبوں سے کچھ پنجے طلائی اور نقرئی اسم سحر پڑھ پڑھ کر
پھینکنا شروع کئے وہ ان پنجوں سے ہم پنجہ ہوئے سحر کو روکا مگر کچھ کارستہ نہیں پاتے جائیں تو کیونکر جائیں
جو بلائیں سر پر آ جاتی ہیں انھیں دفع کرتے جاتے ہیں عجب رنگ ہے زمانے کا کہ ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا
یا وہ صحبت جشن بزم عیش و نشاط تھا یا یہ ہنگامہ تھا کہ جدھر دیکھیے قیامت کبریٰ برپا ہے اور ساحر جو ابلیس
خود پسند کے ساتھ روانہ ہوئے تھے انھوں نے لچھا سوئیوں کا چھا پیکانوں کا گرز فولادی ترنج نارنج اسم سحر دم کر
کرکے جو مارنا شروع کئے پناہ مشکل ہو گئی ساحران لشکر بلور کس بے بسی سے قتل ہو رہے ہیں ابلیس
خود پسند نے ابر کو محیط کرکے سب کو سحر بند کر دیا تھا کسی کو سحر فراموش ہو گیا تھا جسے یاد بھی تھا تو بے تاثیر تھا
فوج ابلیس کے لوگ بخوف و خطر ان بیگناہ بہادروں کو قتل کر رہے تھے ابلیس بار بار نعرے مارتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ہاں مار لینا کوئی آج زندہ نہ بچنے پائے ان نمک حراموں نے شاہ جادوان سے برگشتگی اختیار
کی طلسم کشا کے شریک ہوئے انکی سزا یہی ہے کہ اس ذلت و خواری سے مارے جائیں بار بار بلور جانب

فلک دیکھکر رہجاتا ہی مگر کوئی چارہ نہیں کیا کرے اور کیا نہ کرے ہر طرف سے گرے ترنج نارنج کی بھور ہی
ہر جسوقت کوئی حربہ قریب بلور کے آتا ہی پیر بن با ہر حفاظت پیدا ہو جاتی ہیں یہی حالت چقماق جادو
عالم افروز جادو نبات جادو اژدر جادو وغیرہ کی ہی جو ساحر اپنی حفاظت خود کر سکتے ہیں وہ خود
آپکو بچا رہے ہیں جو خود نہیں بچ سکتے ہیں اُنکو بلور آسمان شگاف چقماق جادو عالم افروز جادو
وغیرہ بچا لیتے ہیں خود بھی بچے جاتے ہیں مگر کس کس کو بچائیے لشکر کا ستھراؤ ہو رہا ہی لاشیں پر لاشیں
گر رہی ہیں دریائے خون رواں ہی حباب سروں کے تیرتے پھرتے ہیں برق سحر ہر طرف چمک چمک
کر گر رہی ہی ہر اک خاد تن کو جلا رہی ہی آگ لگا رہی ہی خدا پرست دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے ہوئے یوں بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہیں کہ اے کس بیکسان والی غریبان اس وقت بدین
سوا تیرے کون مددگار ہی ہمپر سے اس بلا کو رد کر ہم تیرے بھروسے پر رستم ثانی کے شریک ہوئے تھے ادھر
ابلیس خود پسند بار بار بلور آسمان شگاف اور چقماق جادو وغیرہ کو غیرت دلاتا تھا کہ اگر کچھ
زور و طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ اس ابر سے غرض یہ تھی کہ یوں تو یہ لوگ گرفتار ہونگے اس طرح
شاید کوئی نکلنے کا قصد کرے تو کمند سحر میں پھنسے بلور آسمان شگاف نے جواب دیا کہ او ابلیس تو
بڑا عہد شکن ہی تو نے دھوکا دیکر دغا کی ہم غفلت میں تھے خیر اب تو پھنس چکے ہیں اگر بچایا پروردگار نے
تو تجھے جواب دینگے ابلیس خود پسند نے کہا کہ اگر زندگی بھر تڑپتے رہو گے تو اس قید سے نہ نکل سکو گے
مطلب میرا حاصل ہی کہ تم لوگ مرے سے بدتر ہو گئے یہ کہکر ابر سحر کو اشارہ کیا اور جانب طلسم صندل
روانہ ہوا اور اب وہ ابر بسمت کہ مانند ایک گنبد کے ہو گیا اور ان ساحران نامی کو لیکر مثل قیدیوں کے
چلا چقماق جادو نے بلور آسمان شگاف سے کہا کہ اے بادشاہ ہمیں آپ کے والد ماجد سے یہ امید نہ
تھی کہ وہ اسقدر غفلت فرمائیں گے افسوس کہ دل کی دل ہی میں رہی کوئی زور سحر و ساحری نہ دکھا
سکے اور مانند مور و ملخ کے قبضۂ دشمن میں آگئے اگر ابلیس خود پسند داخل طلسم ہو گیا تو رہا ہونا ممکن
نہیں بلکہ کسی کو خبر تک نہوگی کہ ہم لوگ زندہ ہیں یا مر گئے اور افسوس کہ اس شہریار عالیوقار یعنی رستم ثانی
نامدار پر نہیں معلوم کیا گذری غرضکہ سب نے دعا کرنا شروع کی ازبسکہ یہ لوگ حق پرست تھے اور وقت
مصیبت میں دل سے پروردگار عالم کی جانب رجوع رہے تھے کہ یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور
اُس ابر میں ایک شعلہ چمکا اور ابر شق ہوا اور اُس شعلے سے چہرہ انسان کا نمودار ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم
التہاب جادو ابر کا پھٹنا تھا کہ ان لوگوں پر سے قید دفع ہوئی اور اسم سحر دم کر کر کے اُس ابر سے نکلے
اور لڑنا شروع کیا نعرے کر کے فوج کفار پر گرے گو ترنج نارنج لیکھا سوئیوں کا گچھا پیکانوں کا چلے
لگا منہ منہ کے نیزے ہوئے لیکن التہاب جادو نے بلور آسمان شگاف سے کہا کہ ستارہ نہایت
سخت ہی لیکن اب لڑتے بھڑتے نکل چلیے یہی مناسب ہے بلور آسمان شگاف بھی سحر کرتا ہوا اڑ
ہوا چلا التہاب جادو نے تو آتشین برپا کر دی جس طرف دیکھکر اُن کی شعلہ بھڑک کر اجاڑ کر
خاک سیاہ کر دیا وہ بیرون کا غل مچاتا ساحروں کا مارے جاتا آندھی کا زور پانی کا شور ابلیس نے
دیکھا کہ اب قبضہ جاتا رہا اور یہ لوگ بھی کسی طرح پایۂ کمی کا نہیں رکھتے ہیں مگر اب بھاگنا بھی مناسب
نہیں ہی علاوہ اُسکے ابلیس خود بھی ساحر زبردست افسر لشکر ملک صندلان شاہ جادو ہی بلکہ

لڑ رہا ہی سب کو جواب دے رہا ہی اور ساحر ڈسکے مثل جلاجل دستک زن کے کہ یہ ایک جانب کھڑا تالیان بجا رہا ہی جسکے کان مین اسکی دستک کی صدا جاتی ہی پھر اُسے کچھ سنائی نہیں دیتا صمصام جادو جدا برق شمشیر چمکا رہا ہی خرمن ہستی کو جلا رہا ہی سرفیل جادو ہلیل جادو زنگار آتشبار جادو شاد جلدو سہمان جادو چوپان جادو یہ سب ساحر بلاے آفت روزگار مین تیامتین برپا کر رہے ہین کیا تک گذارش کیا جائے کہ شام تک یہی قتل عام رہا جسوقت خسرو خاور بے سپاہ و لشکر شکست خوردہ و ہزیمت پژمردہ جانب مغرب گریزان ہوا کہکشان نے چادر طلائی امان کی صورت نظر آئی دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے لشکر اسلام کئی لاکھ کی تعداد مین چند ہزار آدمی باقی رہگئے تھے لاشین دفن کرنا بھی ممکن نتھا بس یہ ساحران نامی جو عہدہ دار و سردار فوج تھے بچ گئے تھے باقی سب مارے گئے لشکر اسلام کا خاتمہ ہوگیا لیکن لشکر جدا ہوتے وقت ابلیس ملعون نے عجب حرکت کی کہ ایک ترنج سحر نکالکر خون انگشتر سے آلودہ کیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر بلور آسمان فرنگان کی جانب کھینچ مارا بطور غافل تھا کہ اب تو طبل امان بج چکا ہی لیکن وہ ترنج سحر آکر شانے پر پڑا کر شانہ سے بہا خون جاری ہوا وہین سے پلٹ کر نعرہ کیا کہ او مکار یہ کونسی حرکت تھی اور ایک نارنج سحر اٹھا کر مارا ابلیس نے چاہا خالی دون ممکن نہوا نارنج بازو پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا ادھر التہاب جادو قریب سے جلاجل دستک زن کے نکلا جلاجل نے تفنگ سحر مارا کہ پاؤن پر التہاب کے پڑا پاؤن زخمی ہوا لیکن خون مانند شعلۂ جوالہ کے نکلکر جلاجل پر گرا ہر چند جلاجل نے ردسحر کیے ممکن نہوا تمام جسم مین چھالے پڑگئے ادھر صمصام جادو نے جانب پشت سے شمشیر سر چقاق جادو پر ماری کہ سر چقاق کا زخمی ہوا چقاق جادو نے پلٹ کر وہی خون سر لیکر صمصام پہ کھینچ مارا کہ صمصام کو جلا کر خاک کر دیا ہومان جادو نے گولہ فولادی عالم افروز جادو پر مارا نبات جادو نے دستک دی سپر سحر آکر درمیان میں حائل ہوگئی گولہ اُسپر لگا عالم افروز نے پلٹ کر دیکھا آواز دی کہ اے دغاباز تو آپ ہی طبل امان بجوایا اور پھر دھوکا دے دیکر لڑتے ہو کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر تار زلف توڑ کر کچھ اسم سحر دم کرکے ہومان جادو پر کھینچ مارا کہ وہ اژدہا بنکر ہومان پر چلا اور دم کشی کرکے ہومان کو نگل گیا لیکن بجائی ہومان کا چوپان جادو پشت پر نبات جادو کے تھا ایک تیر سحر مارا کہ ران نبات جادو کی زخمی ہوئی نبات جادو نے پلٹ کر گولہ فولادی مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گذر گیا سہمان جادو نے قریب اژدر جادو کے پہونچکر تیغۂ سحر مارا کہ سر اژدر جادو کا زخمی ہوا اژدر جادو نے پلٹ کر نیزۂ سحر مارا کہ بازو سہمان جادو کا زخمی ہوا معظم جادو نے بھالا پیکانون کا محروق جادو پر کھینچ مارا کہ محروق جادو بھی زخمی ہوا محروق جادو نے ترنج سحر مارا کہ معظم جادو بھی زخمی ہوا الحاصل جتنے افسران لشکر اسلام تھے اس دھوکے سے زخمی ہوگئے اور کچھ مارے گئے آخر فرار پر قرار کیا اور طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوئے ابلیس خود لیکر مع لشکر اسی وقت کوچ کرکے اندر طرف طلسم صندل کے داخل ہوا اور با استظام در بندون تک پہنچا سرحد طلسم پر اپنی فوج اتاری اور قید شاہزادہ رستم ثانی کی اپنے قبضہ مین رکھی اور قید گرشاسپ گردشکن دربند بدخشانیہ کی جانب روانہ کی اور قید سہراب بن لندھور

کی طرف در بند مرجانیہ کے بھیجی اور قید اسفندیار و شاہین بن سلیمان کی در بند لعلانیہ کے
سمت روانہ کردی اور آپ ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کرکے خدمت شاہ جادوان ملکہ صندلان شاہ
مین روانہ کی کہ اے سامری زمان جمشید دوران یادگار خداوندان فخر ساحران آپ کے
اقبال سے اس کمترین قدیم نے کل لشکر اسلام کو شکست دی طلسم کشا کو گرفتار کرلیا وہ میری قید مین
موجود ہے اور مین بالفعل بیابان خونریز مین مقیم ہون کہ جو خاص سرحد ہے طلسم صندل کی اب جیسا حکم ہو
ویسا کیا جائے ادہر جادو نامہ لیکر طرف صندلان شاہ کے روانہ ہوا دیکھیے کیا پہونچتا ہے

لیکن اب چند کلمے داستان عشرت نشان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایسی بڑی شکست کھائی کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہوگیا چند ساحران نامی بچ گئے باقی سب مارے گئے
خیمے ڈیرے تک چھوٹ گئے لاشون کو بھی دفن نہ کرسکے مسلمان بے گور و کفن پڑے رہ گئے صرف بارگاہ
افسون حصار تو بچالی کہ تحفہ جات طلسمی سے تھی اور نایاب شئے تھی باقی مال دنیا سے سب چیزین چھوٹ
گئین افسر لشکر کا پتا نہین غرضکہ سب افتان و خیزان شہر خاقانیہ مین پہونچے بلور آسمان شگاف
اور التہاب جادو اور نبات جادو محروق جادو اژدر جادو چقماق آتش افروز جادو
ملکہ عالم افروز جادو خورشید جادو سب کے سب بحال خراب خدمت مین خاقان روشن دل کے
پہونچے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ افسر لشکر کا ہمارے پتا نہین خاقان نے جواب دیا کہ وہ شہریار قید ہوگیا
اور بہت جلد اُسکے قتل کا سامان ہوا چاہتا ہے اور ساعتین ایسی خراب ہورہی ہین کہ کسی ساحر کا جانا
بہتر نہین معلوم ہوتا ہے جو جائیگا مارا جائیگا مگر وہ شہریار عالیوقار قتل ہوتے بھی نہین معلوم ہوتا امید
پروردگار سے ہے کہ اُسے بہت جلد رہائی حاصل ہوگی غرضکہ یہ سب تو معالجے مین مصروف ہوتے ہین مگر جسوقت
ان لوگون کے آنے کی خبر محلسرا مین پہونچی اور ملکہ صنم بادلہ پوش کو معلوم ہوا ناہید سیمتن سے کہا کہ
دریافت تو کر کہ وہ زینت بارگاہ بیوفائی بھی تشریف لائے یا نہین ناہید سب حال سے آگاہ تھی کیا بیان
کرتی کہا کہ ابھی آئے تو نہین ہین مگر آتے ہونگے راہ مین ہین صنم بادلہ پوش نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور کہا کہ ہان صاحب اب اُنھین کیا فکر ہے وہ کیون آنے لگے ہماری تو وہ حالت ہے شعر دل اک
امید پر اُس بت کو دیکر ✽ کوئی خوش ہے کوئی پچھتا رہا ہے ✽ شعر خبر نہ تھی کہ وہ دل لیکے بیوفا ہوگا پڑے اب
ہر سو ہے کہ یارب مآل کیا ہوگا ✽ لیکن اُڑتے اُڑتے یہ خبر ملکہ کے کان تک پہونچ گئی کہ شاہزادہ رستم ثانی
گرفتار ہوگئے اور اُنکے قتل کا سامان ہے تمام فوج قتل ہوگئی تھوڑے سے آدمی بچکر آئے ہین باقی مارے
گئے یہ سننا تھا کہ چہرے پر صنم بادلہ پوش کے مردنی چھاگئی وہ پھول سے عارض پژمردہ ہوگئے دل مین درد
اُٹھا چہرہ زرد ہوگیا اشک حسرت آنکھ سے جاری ہوے آثار غم و الم طاری ہوے بیقراری افزون ہوئی
توانائی نے ساتھ چھوڑا شکیبائی نے منھ موڑا حالت ملکہ کی غیر ہونے لگی ایک کہرام محل مین برپا ہوا یہ خبر
سعید سالک کو ہوئی سعید پاس ملکہ کے آئے اور کہا اے ملکہ عالم اگرچہ محل تردد ہے لیکن ایسے وقت مین
اسقدر بیتابی و بیقراری سے اور نتیجہ خراب نکلتا ہے یہ باتین خلاف عقل ہین انسان کو چاہیے کہ
استقلال سے کام لے وقت مشکل مین حافظ حقیقی کا نام لے وہی ہر مشکل کو آسان کرتا ہے ابھی کل کی بات ہے کہ آپکے
قتل ہوجانے مین کیا عرصہ تھا کون بچانیوالا تھا لیکن حافظ حقیقی نے بچایا اسیطرح اس شہریار کو بھی خدا

بچائیگا جب بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص فتاح طلسم ہی تو اُسے کون قتل کر سکتا ہی وہ کہین مر سکتا ہی اب
یہ فرمائیے کہ جب آپکی یہ حالت ہی تو ہم لوگ آپکی خبر گیری کرین یا اُس شہریار کی رہائی کی فکر کرین یا آپ
اپنے حق مین اور اُس شہریار کے حق مین دونون کے لیے بُرا کرتی ہین اور اگر وہ شہریار بہ حمایت
پروردگار رہا ہوا اور آپ نے اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالا تو اُسپر کیا گذریگی بغیر آپ کے کیونکر زندہ
رہ سکتا ہی دونون خون آپ ہی کی گردن پر ہونگے غرضکہ کچھ ایسا سعید سا ملک نے سمجھایا کہ ملکہ کو
صبر دل پر جبر کرنا پڑا

لیکن اب حال بارگاہ شاہ جادوان ملک صندلان شاہ کا بیان کیا جاتا ہے

کہ صندلان شاہ بعد لوح روانہ کرنے کے منتظر وقت بیٹھا ہی کہ اب گرفتاری طلسم کشا کی خبر آتی ہے
لوح اُسکے پاس نہین ہی کیا کر سکتا ہی چند ساحر ہین کہ اُنسے مقابلہ طلسم کشا کا پڑیگا ابلیس ایسا مرد ہوشیار افسر
لشکر ہی اُنکو بھی گرفتار کر لیا اُسکے نزدیک کوئی ایسا امر نہین ہی کہ یکایک ہد ہد جادو نامہ لیے ہوے
پہونچا عرضی پیش کی صندلان شاہ نے حال گرفتاری طلسم کشا اہل دربار کے سامنے باآواز بلند
پڑھا سب نہایت خوش ہوے بادشاہ کو مبارکبادی صندلان شاہ نے خوشی کا جشن مقرر کیا
اور جواب عرضی کا یہ تحریر کیا کہ اے خیر خواہ دولت تمنے بڑا کام کیا لیکن تمکو لازم ہی کہ قتل طلسم کشا مین
عرصہ نکرو کیونکہ تمکو بہت بڑا خوف ہی خاقان روشن دل سے کہ وہ ضرور برائے رہائی رستم ثانی
آئیگا اور اُسکا جواب دینے والا سوا میرے دوسرا نہین ہی اور مابدولت و اقبال کو تکلیف کرنا پڑیگی
لیکن معلم کتابدار نے منع کیا اور کہا اے شاہ دو مرتبہ آپ نے شرط طلسم کے خلاف کیا اُسکا نتیجہ دیکھا کہ
طلسم کشا رہا ہو گیا پھر آپ شرط طلسم کے خلاف کرتے ہین اچھا نہین کرتے میرے نزدیک بہتر و مناسب
یہی ہی کہ چالیس روز اُسے قید رکھیے اُسکے بعد آپکو اختیار ہی ورنہ کتاب زردہشتی سے صاف ظاہر ہے کہ
طلسم کشا قتل نہوگا صندلان شاہ نے کہا کہ مین خلاف عقل کبھی نکرونگا اگر روح سامری و جمشید
بھی آکر منع کریگی تو سماعت نکرونگا کیونکہ اگر زندگی طلسم کشا کی ہی تو ہر طرح چھوٹ جائیگا اور اگر قضا آ کے
برابر پہونچ گئی ہی تو مارا جائیگا اور کام مین عرصہ کرنا اچھا نہین معلم کتابدار تو خاموش ہو رہا مگر دل مین
کہا کہ شامت انسان کی آتی ہی تو کہا نہین آتی ہی یہی باتین بربادی طلسم کا باعث ہونگی لیکن ہد ہد جادو
نامہ لیکر اودھر روانہ ہوا یہان تیاری جشن ہونے لگی تمام طلسم مین چراغان ہوا آتشبازی چھوٹی صحبت رقص
و غنا برپا ہوئی کہ جام شراب خوشگوار گردش مین آیا یہان تو دن عید رات شب برات ہو رہی ہی وہان ہد ہد
جادو نامہ شاہی لیے ہوے پاس ابلیس خود پسند کے آیا حکمنامہ دکھایا اُسیوقت ابلیس خود پسند
نے کہا کہ چارچی سے کہو چارج دے کہ آج کے تیسرے روز طلسم کشا قتل ہوگا جسکو تماشا قتل طلسم کشا
کا دیکھنا ہو وہ آئے ہر طرف یہ خبر پھیلی یہان قتل رستم ثانی کا سامان ہونے لگا یہانتک کہ خیمہ
خاقانیہ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ پرسون رستم ثانی قتل کیا جائیگا خاقان روشن دل نے سکوت اختیار
کیا تھا کہ اتنے مین ملکہ سردابہ جادو دختر حقیقی آتش افروز جادو قلعہ زرخشانیہ سے یہ خبر وحشت اثر سنکر
پاس خاقان کے پہونچی اور کہا اے شاہ اب اور کونسا وقت سخت ہوگا جو آپکی دوستی کام آئیگی خاقان نے
کہا اے سردابہ تو میرے فرزند کی جگہ ہی تجھے کیا جواب دون مگر یہ سمجھ لے کہ جب مین خیال کرتا ہون ستارے بخش پاتا

ہوں صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر جادو نگار دعو کا اٹھاد نگار اور طلسم کشا قتل ہوتے معلوم نہیں ہوتا پھر کوئی
مدد غیبی ہوگی دو مرتبہ قبل اسکے جو وہ اسیر ہوسکتے ہم میں سے کس بنا چھڑا لایا ہر مرتبہ ایک صورت نو پیدا
ہوئی ابھی بھی حافظ حقیقی بچائیگا اس جہاز کو طوفان سے پار لگائیگا لیکن اب سپرد خدا کرکے ہو جو
دعا رہو اس با اقبال کو کوئی قتل نہیں کرسکتا ہے سردابہ بھی خاموش ہو رہی اور ساحر بھی چپکے بیٹھے
ہیں لیکن سردابہ کو دل میں یہ خیال گذرا کہ شاید خاقان روشن دل صندلان شاہ کی دوستی میں یہ
غفلت کر رہا ہے دوست بنکر دشمنی پر آمادہ ہو چکے سے چقاق جادو سے بیان کیا چقاق جادو نے محروق
جادو سے کہا یہ سب کے سب ملکر دربار سے اٹھے اور قصد کیا کہ ہم لوگ تنہا محض اعانت پروردگار بر
بہرو ساکے ساحروں سے لڑیں اپنے آقا کو چھڑا لائیں یا اپنی جانیں بھی نثار کریں خاقان نے جو تیوران
لوگوں کے بدلے دیکھے منع کیا اور کہا کہ اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو تم لوگ جس طرح چاہے مجھسے قصاص لینا
میں قسم کھاتا ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ میں بدل دوست ہوں رستم ثانی کا اور بلور آسمان شگاف کو
گرفتار کرکے ان لوگوں کے سپرد کیا کہ اگر طلسم کشا قتل ہو جائے تو تم اسے قتل کر ڈالنا ابھی اپنی قید میں
رکھو اس کلام پر خاقان روشن دل کے رفقائے رستم ثانی کو گونہ تسکین ہوئی اور ابلیس نے قتل
رستم ثانی کا سامان کیا میدان خونی آراستہ ہوا انہیں تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے

مگر اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ ثانی عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

کہ بعد فتح کوہ شفق خود بھی جانب کوہ بیضا روانہ ہوئے ہیں لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ کا تعاقب
بھی منظور ہے اور اشتیاق میلے کا بھی ہے لیکن اول حال لاجورد شاہ و صلصال کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
لوگ افتان و خیزان جاتے جاتے اسی بیابان جنگ مثلث میں پہونچے کہ جہاں اول جنگ امیر ثانی
درپیش ہوئی تھی کئی روز سے بھاگا بھاگ چلے آتے تھے تھکے ہوئے مرکبوں میں جان سواروں میں تاب
و توان باقی نہ تھی اس بیابان میں قیام کیا خیمے ڈیرے برپا ہو گئے جسوقت شب ہوئی لاجورد
شاہ بارگاہ میں آکر پہونچا اور سردار جو باقی رہگئے تھے وہ جمع ہوئے مشورہ ہونے لگا کہ اب کہاں
چلنا چاہیے صلصال نے بیان کیا کہ چاہیے کوہ بیضا کیطرف چلیے کہ وہاں میلا بھی ہے کوئی شخص مثال
آئینہ رو ہے کہ وہ بھی دعوی خداوندی کا رکھتا ہے جب ایسا ہی سامان اسنے بہم پہونچایا ہے جب تو خداوند بنکر بیٹھا
ہی پہلوان و ساحر بھی ہونگے ان خدا پرستوں سے پھر کر پڑینگے اور سیر میلے کی بھی ہوگی عجائبات دیکھنے میں آئینگے
اور اگر اسطرف چلنے کو نہ جی چاہے تو نامدار ابلیس خود پسند کا آچکا ہے طرف شہر صندل کے چلیے وہاں قیام
کیجے لاجورد شاہ نے کہا خیر صبح کو دیکھا جائیگا غرضکہ شب کو تو یہ کفار بدکردار بستر اجل پر گرے خواب مرگ میں
بسر کی جب صبح ہوئی تیاری کوچ کی ہونے لگی بارگاہیں لدنے لگیں اب رائے طرف کوہ بیضا کے چلنے
کی قرار پائی ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ دریائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ کون آتا ہے کہاں جاتا ہے دل تھرا رہے تھے کہ یکایک
ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا
پیدا ہوا پھر ہر سو علموں کے سرخ اور سو کے سبز اور سو کے سفید اور سو کے سیاہ تھے اور ہر علم کے پھریرے پر لوح بعینہ

خداوند تمثال آئینہ رو کی تحریر تھی اور آگے آگے اُن سب کے چار نقابدار ایک سرخ پوش ایک سبز پوش ایک
سفید پوش ایک سیاہ پوش مرکبوں پر سوار نمایاں ہوئے عقب میں اُنکے چار لاکھ سوار وہ بھی اسی
ترتیب سے ایک لاکھ سوار سرخ پوش یہ معلوم ہوتا تھا کہ تختہ لالہ کا کھلا ہوا ہے یا بیابان میں شفق پھولی ہوئی
ہے یا صحرا میں آگ لگ گئی ہے ایک لاکھ سوار سبز پوش ایک لاکھ سفید پوش ایک لاکھ سیاہ پوش ہرکاروں کو واسطے
خبر کے روانہ کیا کہ یہ کس غرض سے آتے ہیں کس طرف جائیں گے لیکن اُن نقابداروں نے جو اور ایک لشکر کو دیکھا
مقابل میں آکر ٹھہرے لیکن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یہ چاروں نقابدار نیرنگ قدرت کہلاتے ہیں اور
تمثال آئینہ رو کی جانب سے برائے گرفتاری و نمائش آپ کی آتے ہیں یہ سنکر لاجورد شاہ بہت
گھبرایا قصد گریز کیا لیکن صلصال کی یہ رائے ہوئی کہ بھاگنا مناسب نہیں ہے بلکہ اِن نقابداروں کو
آشتی پیدا کرکے خداپرستوں سے لڑوانا چاہیے یہ صلاح سب کو پسند آئی لیکن اُدھر نقابداروں نے جو سُنا
کہ لاجورد شاہ وغیرہ ہاتھ سے خداپرستوں کے شکست اُٹھا کر آتے ہیں فوج کو حکم دیا کہ چار جانب
محاصرہ کرو کسی طرف جانے نہ پائیں اول اِنکو میلہ میں لیچلنا چاہیے بعد اسکے خدمت خداوند میں
لیچلیں گے یہ سنتا تھا کہ سرخ پوشوں کا گروہ ایک جانب چلا سبز پوشوں کا گروہ ایک سمت چلا سیاہ
پوشوں کے غول نے ایک طرف سے گھیرا سفید پوش ایک جانب سے آئے غرض چار جانب سے محاصرہ کر لیا اب دیکھا ان
لوگوں نے کہ کسی طرف بھاگ کر جا نہیں سکتے اسی جگہ پھر اُتر پڑے بارگاہ برپا کی لیکن جان اعظم یعنی صلصال
بن دال بن دیو بن خمامہ جادو پاس نقابداروں کے آیا اور کہا کہ آپ لوگ کس ارادے سے آئے ہیں
اور ہمیں کیوں گھیرا ہے نقابداروں نے کہا کہ ہم لوگ نیرنگ قدرت کہلاتے ہیں اور خداوند تمثال
آئینہ رو کی جانب سے اسواسطے آئے ہیں کہ جو اطاعت خداوند کی اختیار کرے اُسے خدمت خداوند میں
لے چلیں دیدار خداوند سے مشرف کریں اور جو انکار کرے اُسے راستہ دوزخ کا بتائیں یہ سنکر صلصال
نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو خود ہی مشتاق دیدار خداوندی تھے اور اسی جانب جاتے تھے نقابداروں نے
کہا کہ پھر ہمارے ہی ساتھ چلو کہ تمہاری حفاظت رہیگی صلصال نے کہا ہم موجود ہیں غرضکہ یہ سب
ہمراہ نقابداروں کے طرف کوہ بیضا کے روانہ ہوئے لیکن جس وقت بیابان صفا میں پہونچے تین
نقابداروں نے وہیں قیام کیا اور ایک جانب کوہ بیضا روانہ ہوا خبر حاکم کوہ بیضا کو ہوئی کہ نیرنگ
قدرت کچھ لوگوں کو لیکر آتے ہیں ضحاک ریش دراز حاکم کوہ بیضا نے کچھ لوگوں کو بغرض استقبال
روانہ کیا لوگ آئے اور لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو لیکر طرف قلعہ ضحاکیہ کے روانہ ہوئے اور
چاروں نقابدار رخصت ہوئے یہ کہکر کہ میلے سے تین روز پیشتر حسب معمول قدیم ہم پھر آجائینگے
لیکن بالفعل ہمیں خبر دینا آمد لاجورد شاہ سے خداوند کو ضرور ہے لہذا ہم جاتے ہیں یہ کہکر چاروں
رخصت ہوکر جانب شہر تمثالیہ روانہ ہوئے بیان قلعہ ضحاکیہ میں اِن لوگوں نے قیام کیا ضحاک
ریش دراز نے حالات جنگ خداپرستان کا تذکرہ چھیڑا صلصال نے اول سے سب کیفیت خروج حمزہ
صاحبقران اول تا ایندم سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب بھی خداپرست ہمارے تعاقب سے باز نہ آئیں گے
یہ سب آتے ہونگے اگر تم میں طاقت خداپرستوں سے مقابلہ کرنے کی ہو تو ہمیں پناہ دو ورنہ جانے دو ضحاک
ریش دراز ہنسا اور کہا کہ اے صلصال یہ وہ مقام نہیں ہے کہ جا نکلے بغیر ہماری اجازت کے خداپرست

آبھی سکین اگر ہم نہ اجازت دین تو زندگی بھر ٹلپتے ٹلپٹے مرجائین لیکن راہ کنے کی نہ پائین مگر ہان
ہمکو اطلاع کرنا خدمت خداوند مین ضرور ہے یہ کہکر اسیوقت عرضی اِس مضمون کی تحریر کی کہ یا خداوند
لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ جو شہر زبرجد نگار کا خداوند کہلاتا تھا وہ ہاتھ سے خداپرستون کے تنگ
آکر یہان دامن پناہ کا لینے آیا ہے اور یقین ہے کہ خداپرست اُسکے تعاقب مین ضرور آئینگے لہذا ہمین کیا حکم
ہوتا ہے اور یہ عرضی پاس تمثال آئینہ رو کے روانہ کی دوسرے روز خبر پائی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کا
قریب آپہونچا ہے یقین ہے کہ کل وہ لوگ بیابان صفا مین داخل ہوجائین اب ضحاک ریش دراز کو
یہ تردد ہوا کہ تو عرضی خدمت خداوند مین بھیج چکا ہے نہین معلوم وہانسے کیا جواب آئے خداوندی کیا
مصلحت ہو میری رائے اگر اسکے خلاف ہوئی تو اچھا نہوگا یہ اسی فکر مین تھا کہ طائر جادو نامہ کا جواب
لیے ہوے پہونچا صاف تحریر تھا کہ اے ضحاک ریش دراز یہ خداپرست ہمارے بہت پیارے بندے
ہین اگرچہ یہ تمسے ابھی برخلاف ہین لیکن جسوقت تماشاے قدرت دیکھین گے سب مطیع و فرمانبردار
ہوجائینگے لہذا جسوقت امیر ثانی قریب پہونچین اُنھین اطلاع دینا کہ آپ آئیے اول تماشاے عجائبات
قدرت کا دیکھیے میلے کی سیر کیجیے جب یہ زمانہ میلے کا گذرے گا تو ہمارے آپ کے خواہ صلح خواہ جنگ جیسا کچھ
ہوگا ظہور مین آئیگا ضحاک ریش دراز از خود خدمت بابرکت صاحبقران ثانی مین روانہ ہوا یہان
لشکر امیر کا بیابان خرم مین اُترا ہوا ہے بارگاہ سلیمانی برپا ہے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز
ہین امیر ثانی دنگل صاحبقرانی پر متمکن ہین اور سردار مثل بدیع الملک نور الدہر بدیع الزمان
داراب فرامرز اسد دلاور معروف بن اسد کرب سلند صور ثانی تو تنگ یزدان پرست وغیرہ
جانب دست راست اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین جانب دست چپ مالک ثانی جمہور جانسوز تیرزن
قاسم نوجوان قہور دیو بہور خورشید ہاشم تیغزن وغیرہ سب اپنی اپنی جاے معین پر فرکش ہین تمام دربار پانچ
ہزار یا پچسو پچین تلوریون سے معمور ہے سواے رستم ثانی و شہریار نامدار کے کوئی ایسا نہین ہے جو بارگاہ مین
موجود نہو امیر ثانی بادشاہ اسلام سے مشورت کررہے ہین کہ کیونکر اس میلے کی سیر ہو سنا ہے کہ غیر شخص اس
میلے مین نہین جانے پاتا ہے سوا اُن لوگون کے کہ جو تمثال پرست ہین کسیکی اجازت نہین اور اگر زبردستی
جاتے ہین تو یہ ایک خلاف امر ہے لوگ روکین گے جنگ ہوگی میلا خراب ہوگا پھر جس لیے یہ سب جھگڑے کیے
جب وہی نہوا تو کیا حاصل ہنوز یہی باتین تھین کہ دروازۂ بارگاہ سے جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ
عرق مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ ضحاک ریش دراز حاکم کوہ سفید
حاضر خدمت ہونیوالا ہے امیر ثانی نے بادشاہان ہفت کشور کو براے استقبال روانہ کیا وہان ضحاک
ریش دراز راہ ہی مین تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی اسنے پوچھا کہ یہ گرد کیسی ہے ہرکارون نے اسکو
بھی خبر دی کہ امیر باتوقیر نے آپکی پیشوائی کے واسطے شاہان ہفت ملک کو روانہ کیا ہے ضحاک ریش دراز
یہ مروت صاحبقرانی دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور دل مین کہا کہ انھین باتون نے اِن بندون کی خداوند کو
اچھا کر رکھا ہے جبتو خداوند نے اِنکو اسقدر مرتبہ عنایت کیا ہے غرضکہ ضحاک ریش دراز ہمراہ شاہان
ہفت ملک کے خدمت بابرکت صاحبقرانی مین حاضر ہوا امیر نے جگہ اسکے بیٹھنے کی پہلے سے معین فرما رکھی تھی
اُسی جگہ ضحاک کو بٹھلایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام دیے ضحاک نے پیے اب امیر نے سبب آنے کا

پوچھا ضحاک نے بیان کیا کہ جسوقت آپ نے اپنے دل مین قصد اِس طرف آنے کا کیا خداوند پر روشن
ہوگیا ہمکو حکم ملا کہ جاؤ اور ہماری جانب سے پیام مہمانی دو اور اُنھین میلے مین شریک کرو اگرچہ
آج تک یہ بات کبھی نہوئی تھی کہ غیر شخص اِس مینے مین شریک ہوسکتا مگر نہین معلوم کیا عنایت خداوند
کی آپ لوگون پر ہوئی ہے کہ ایسا حکمنامہ میرے پاس آیا لہذا اسواسطے مین برائے اطلاع حاضر ہوا ہون کہ آپ
بے اندیشے تشریف لائین اور میلے کی سیر کرین لیکن اتنا خیال رہے کہ مین نے سُنا ہے آپ کے ساتھ عیار بہت سے
ہین اور وہ جس ملک مین جاتے ہین اُسے لوٹتے ہین لہذا ازراہ دوستی مین یہ عرض کرتا ہون کہ عیارون پر اِس کی
آپ تاکید فرمادین کہ میلا لوٹنے کا قصد نہ کرین ورنہ گرفتار بلا ہونگے اور پھر آپکی سعی بھی نہ سنی جائے گی
امیر ثانی نے فرمایا کہ واللہ مین خود سعی نہ کرونگا جو جیسا کریگا ویسا پائیگا اور نیز عیارون پر بھی تاکید
کرونگا غرضکہ ضحاک ریش دراز تو رخصت ہوا اور یہان امیر ثانی نے عدیل بن عادی کو بلا کر حکم دیا کہ کل
پیش خیمہ ہمارا بیابان صفا کیرت روانہ ہو تمام لشکر مین خبر ہوگئی کہ کل کوچ ہوگا سب تیاریان کرنے
لگے وہان ضحاک ریش دراز قلعہ مین پہونچا لیکن صلصال نے کہا کہ اے ضحاک یہ اچھا نہوا کہ دشمنون کو دل مین
جگہ دی فقط عیار لشکر اسلام کے اِس میلے کے لوٹ لینے کو کافی ہین ضحاک یہ سُنکر ہنسا اور کہا کہ اے
خان اعظم یہ مقام مثل اور مقامون کے نہین ہے یہان کا ذرہ ذرہ تابع حکم خداوند تمثال آئینہ رو ہے
یہ مثل لقا وغیرہ کے خداوندی کے نہ سمجھنا اور دیکھ لینا کہ جس روز کوئی فساد اِن لوگون سے ہوا اُسدن
اسی بیابان سے کہ جو کف دست میدان نظر آتا ہے کیسی کیسی عمارتین اور کیسی کیسی بلائین اور کس کس قسم کے عجائبات
ظہور مین آتے ہین صلصال خاموش ہو رہا اب شام ہوتی سبنے کھانا کھایا کچھ دیر دربار رہا بعد اسکے
سب سو رہے لیکن جسوقت سفیدۂ سحری نمایان ہوا ضحاک ریش دراز اُٹھا اور بالاے قلعہ آکر بیٹھا
صلصال خلخال لاجوردشاہ بن زبرجد شاہ یہ سب کے سب آکر بیٹھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے
برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ وخیرہ وخیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پای گرد در زمین پیچیدہ ضحاک ریش دراز
نے کہا کہ آمد لشکر امیر کی معلوم ہوتی ہے صلصال نے کہا کہ مجھے تو اِس صحرا مین اتنی وسعت بھی نہین معلوم
ہوتی ہے کہ لشکر امیر سما سکے یہ میلے کے لوگ کہان آئینگے ضحاک ریش دراز نے کہا کہ یہ بیابان وادی
قدرت ہے مقام متبرک ہے یہان کراتمین خداوند کی ایک ایک ذرہ مین پوشیدہ ہین جب وقت پڑتا ہے
تو ظاہر ہو جاتی ہین تمھین آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے عدیل بن عادی اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیے ہوئے پیدا ہوے تمام بھائی
انکے ساتھ تھے اور فوج بھی ہمراہ تھی آکر ایک مقام مناسب تجویز کرکے بارگاہ سلیمانی کے برپا کرنے مین
مصروف ہوے کہ یکایک دوسری گرد اُڑی اور بڑی شوکت کے ساتھ کرب دلاور پہونچے ایک جانب
خیمہ اپنا برپا کیا یکایک تیسری گرد اُڑی اور لندھور ثانی اپنے فیل پر سوار ساتھ انکے ارشیون
پری زاد فرہاد خان بکفرنی پیچھے نو لاکھ سوار سے علم کھلے ہوئے پھریرون پر نعت آلہی منقبت رسالت
پناہی مرقوم لندھور ثانی اِس شان و شوکت کے ساتھ پہونچے کہ ضحاک ریش دراز گھبرا گیا اور سوچا کہ
اللہ اکبر دنیا مین امیر ثانی کا مثل نہین ہے جسکے رفیق اِس شان و شوکت سے چلے آتے ہین غرضکہ اِن
تین آدمیون کی آمد مین آج کا دن تمام ہوگیا جسوقت شب ہوئی ضحاک ریش دراز و صلصال وغیرہ سو رہے

پھر دوسرے دن صبح کو آکر بالائے قلعہ بیٹھے وہان عدیل بن عادی نے بارگاہ سلیمانی آراستہ کردی لندھور نے ایک جانب اپنا خیمہ برپا کیا کرب دلاور نے اپنی بارگاہ ایک سمت آراستہ کی اب یہ سب بھی منتظر آمد لشکر کے ہین جسکا دوست ہو اُسکے لیے پہلے سے جگہ تجویز کر رہا ہو کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ گردون مانند شیشۂ ساعت کے نظر آنے لگا جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ اسّی علم نشانے اسّی ہزار سوار کے نمایان ہوئے علمون کو جلوہ ملتا ہوا اور مالک ثانی سب کے آگے آگے ضحاک ریش دراز صلصال سے ایک ایک کو پوچھتا جاتا ہو کہ یہ کون آیا اور یہ کون آیا اور صلصال حال ایک ایک کا بتاتا جاتا ہو جسوقت مالک ثانی کو دیکھا ضحاک نے پوچھا صلصال نے بیان کیا کہ یہ بھی رفیق خاص ہی امیر ثانی کا افسر ہی میسرہ لشکر کا اور وہ شخص جسکا نام لندھور ثانی ہو وہ میمنۂ لشکر کا سردار ہو مالک نے بھی بارگاہ سلیمانی کے بائین جانب خیمہ اپنا برپا کیا کہ یکایک پھر گرد اُڑی اور طوق حران گرد اور ابو المعدن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوئے پہونچے پھر گرد اُڑی اور بہرام گرد بن خاقان چین اپنی فوج بسیار کو لیے ہوئے پہونچے ضحاک ریش دراز سے بیان کیا کہ یہ مرد ضعیف جو بیٹھا ہی خاقان چین اور رفیق قدیم ہو امیر اول کا حمزہ ثانی تک اسکی بزرگی مانتے ہین غرضکہ پھر شام ہو گئی جب دوسرا دن ہوا ضحاک پھر منتظر ہو کر بیٹھا کہ اب کون آتا ہو کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوا ضحاک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی امیر ثانی مع کل فوج آگئے صلصال ہنسا اور کہا اے ضحاک تم ہار گئے ہی لیکن فوج کا اندازہ نہ کر سکے ابھی دیکھو تو سہی کہ کتنے دنون تک لشکر آیا کرتا ہی لیکن جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ دل گردے صدہا علم نشانہ کی گرد کی فوج کا نمایان ہوا ہی پھر ہرے علمون کے سبز نشانون کو جلوہ ملتا ہوا اور ہر پھر ہرے پر علم کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم جسوقت یہ سب گذر گئے اب فوج جوق جوق گروہ گروہ دستے کے دستے قشون کے قشون غول کے غول غٹ کے غٹ جانا شروع ہوئے جسوقت یہ سب گذر گئے تو دیکھا کہ کچھ جلوس سواری گذرا خاص بردار برچھی بردار علم بردار ان سب کے گذر جانے کے بعد دیکھا کہ ایک جوان مرکب پر جو بیٹھا ہوا زیور جنگ تن پر آراستہ کیے ہوئے اگرچہ اب سن زیادہ ہو آیا ہی لیکن چہرے سے جلالت نوجوانی و دبدبۂ جہان ستانی آشکار ہے صلصال سے پوچھا یہ کون ہے صلصال نے کہا یہ وہ شخص ہی جسکو سرنتۂ ملک باختر کہتے ہین نام اسکا شاہزادہ بدیع الزمان ہی اُسنے تنہا جاکر ملک باختر کو فتح کیا اور ملکہ گوہر ملک کو لیگیا نہ خداوند لقا کے کیے کچھ ہو سکا نہ کنجاب بن تہجور بن ملک حرمان دیو کش جو بڑے پیغمبر خداوند کے تھے اُنکے بنائے بھی کچھ نہ بنا آخر کار شکست کھا کر ملک و مال چھوڑ کر اپنے بچا کے کر سبائل مین آکر دم لیا ضحاک ریش دراز نے یہ سنکر بڑا تعجب کیا کہ یکایک دوسری گرد اُڑی وہ اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی تھی لیکن جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ اس سے زیادہ شان و شوکت کے ساتھ ایک لشکر عظیم آتا ہی پھر ہرے علمون کے سبز ہین لوگ اس لشکر کے جوان ہین بعد اسکے دیکھا کہ ایک جوان مرکب پری پیکر پر سوار چہرے سے شان شہریاری آشکار صلصال نے ضحاک سے بیان کیا کہ یہ بیٹا بدیع الزمان کا گوہر ملک کے بطن سے نواسا کنجاب کا ہی نام اسکا شاہزادہ نور الدہر ہی ملک سبائل مین اُسنے آفتین برپا کر دین لقا کی خداوندی مین تزلزل ڈال دیا ضحاک

نے غور سے نورالدہر کی جانب دیکھا لیکن نورالدہر بھی آکر مع لشکر اُترے بارگاہ برپا کی کہ پھر گرد
اُڑی اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل لشکر نورالدہر کے پیدا ہوا
علموں کے پھریرے ہوا سے اُڑتے ہوئے پھر ضحاک نے پوچھا کہ یہ کون آتا ہے صلصال نے کہا یہ اس
شخص کا لشکر ہے جو صاحبقرانی کر رہا ہے بیٹا ہے نورالدہر کا نام اسکا بدیع الملک ہے صاحبقران ثانی
تو برائے نام صاحبقران ہیں مگر ہیں یہ ہیں کہ صاحبقرانی یہی کر رہا ہے کرتے ہیں لشکر گذر کر سواری مانند
باد بہاری کے پیدا ہوئی اور یہ لشکر بھی آکر متصل لشکر نورالدہر قائم ہوا بارگاہ برپا ہوئی شام ہوگئی تھی
ضحاک ریش دراز دل میں کہتا تھا کہ بڑی جمعیت امیر ثانی نے پیدا کی ہے حقیقت میں کہ ان لوگوں سے برمیدان
بنکر کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا سوائے ساحر غیر ساحر کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کیوان
چہار دست بھی بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اتنے میں ایک ساحر نامہ لیے ہوئے پہونچا
ضحاک کو سلام کیا نامہ پیش کیا ضحاک نے پڑھا تمثال آئینہ رو کی جانب سے تحریر تھا کہ اے ضحاک ہمیں
معلوم ہوا کہ آمد لشکر حمزہ دیکھکر نہایت پریشان ہو لہٰذا ہم تخیل رازدان کو نائب قدرت کرکے بھیجتے ہیں وہ
استعلام میلے کا کرے گا اور خدا پرستوں کو راستی پر لے آئیگا جو برخلاف ہوگا وہ سزائے معقول کو پہونچے گا
یہ سنکر ضحاک ریش دراز نہایت خوش ہوا اور یکایک جانب آسمان سے ایک ٹکڑا ابر ہفت رنگ
نمایاں ہوا اور ٹکڑا ابر قریب آکر پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر شامیانہ ہفت رنگ جواہر نگار کھنچا ہوا ہے
اور ایک شخص نہایت مہیب صورت آنکھیں زرد بال بھورے یک چشم سیتلا کے داغ منہ پر چہرہ سیاہ
نہایت متکبر نمایاں ہوا اور نعرہ کیا کہ منم نائب قدرت یعنے تخیل رازدان ضحاک آداب بجا لایا [illegible] ہوا تخیل
رازدان کا تخت بالائے ہوا سے نیچے اترا پوچھا ہے ضحاک ریش دراز کو کس قدر لشکر آیا ضحاک نے بیان کیا کہ
ربانی خان اعظم یعنے صلصال سے معلوم ہوا ہے کہ ابھی ربع لشکر بھی نہیں آیا ہے لیکن کئی کرور کے قریب فوج
آچکی ہے تین روز سے برابر لشکر آرہا ہے کل صبح سے آپ بھی تماشا دیکھیے گا غرضکہ شب کو تو سب سو رہے
جسوقت صبح ہوئی اور خسرو خاور فوج شعاع لیے ہوئے بیابان فلک پر نمودار ہوا تخیل رازدان خواب سے
بیدار اور ہمراہ ضحاک ریش دراز کے آکر بالاخانہ پر متمکن ہوا اتنے میں لاجورد شاہ آیا صلصال طمطال
وغیرہ بھی ہمراہ تھے تخیل نے حال لاجورد شاہ کا دریافت کیا ضحاک نے صلصال کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ آپ خوب بیان کریں گے اور حال صلصال کا خود بیان کیا کہ یکایک از پردۂ بیابان
گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ وغیرہ چیو سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ یہ آئے
اور یہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی سو علم نشانے جمعیت لشکر کے پیدا
ہوئے پھریرے علموں کے سرخ اور ہر علم کے پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور
تمام جوان لشکر دن کے سرخ پوش یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا میں آگ لگی ہوئی ہے یا یہ کہیے کہ تمام
صحرا میں شفق پھولی ہوئی ہے یا فنک کہ دستے کے دستے پرے کے پرے تشون کے تشون گروہ کے گروہ
انبوہ کے انبوہ غول کے غول غٹ کے غٹ گذرنا شروع ہوئے اور بائیں جانب بارگاہ سلیمانی
کے اترنے لگے جسوقت اہل فوج گذر گئے تو جلوس سواری گذرنے لگا خاص بردار چوبدار برچھی بردار علم دار
بعد اسکے سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے انگیٹھیاں روشن عود و عنبر سلگتا ہے اور ایک طرف

پری پیکر پر کج بیٹھا ہوا چہرے سے رعب و جلالت آشکار تجنیل راز دان نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے صلصال
نے بیان کیا کہ نام اسکا ملک قاسم ہے لعل خفتان خونریز خاوری بھی کہتے ہیں پوتا ہے امیر اول کا بیٹا
ہے علمشاہ رومی کا اسنے سات برس کے سن میں طلسم افراسیاب کو توڑا ترک توسن یلتاقی کو مارا اور
زمانہ شباب میں تو قیامتیں برپا کیں لقا کی خداوندی میں رخنہ ڈالدیا نور چکیدۂ قدرت یعنی ملکہ گیتی افروز
کو باغ شبستان سے نکال لیگیا اور جو نسطو شبخون فوج لقا پر مارے جسمیں ایسے ایسے سردار مارے گئے
کہ ایک ایک برابر ہزار ہزار دو دو ہزار کے گنا جاتا تھا تجنیل نے کہا کہ واقعی میں صورت سے اسکی خونخواری
ٹپک رہی ہے لیکن قاسم بھی مع فوج آکر اترے بارگاہ افراسیابی برپا ہوئی کہ یکایک دوسری گرد بلند
ہوئی سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گردے کئی سو علم کہ پھریرے ان
علموں کے سرخ تھے نمودار ہوے یہ لشکر لشکر قاسم سے بھی زیادہ تھا صلصال نے بیان کیا کہ عجب
نہیں ہے جو یہ فوج ایرج کی ہو لیکن جسوقت لشکر آچکا اور جلوس سواری گذر گیا تو سواری شاہزادہ
گرشاسپ دوران ایرج نوجوان کی نمودار ہوئی تجنیل نے کہا کہ یہ کون ہے صلصال نے
بیان کیا کہ یہ بیٹا ہے قاسم کا بطن سے ملکہ گیتی افروز کے نواسا ہے زمرد شاہ باختری کا لقا پرست
اسکو نبیرہ قدرت کہتے تھے اسنے اٹھارہ برس ملک باختر میں صاحبقرانی کی ہے لشکر ایرج کے آنے
میں پھر شام ہوگئی کیونکہ علاوہ لشکر ایرج کے فوج رستم ثانی کی بھی ساتھ ہے جب سے شاہزادہ رستم ثانی
طلسم صندل میں گئے ہیں جب فوج انکی ایرج کی فوج سے ملحق ہوگئی ہے غرضکہ شام کو تجنیل راز دان
نے کثرت فوج دیکھکر ضحاک ریش دراز سے کہا کہ بڑی جمعیت ہے الٰہی خدا پرستوں کی مگر یہاں انکو
قضا انکی کھینچ لائی ہے نہ یہ اپنی سرکشی سے باز آئیں گے نہ بچیں گے کیونکہ یہ سب طلسم سامری میں ہمارا کیا
مقابلہ کر سکتے ہیں اگرچہ انھوں نے ساحروں کو بھی مارا ہے سامر شمشش کو دریا سے نکالکر مارا دمامہ جادو
کو چاہ الماس میں کود کر ہلاک کیا بڑے بڑے طلسم برباد کردیے مگر یہ مقام ایسا نہیں ہے جہاں
سے سلامت چلے جائیں فقط حکم خداوند کی دیر ہے غرضکہ پھر شب بسر کی صبح کو حوائج ضروری سے فراغت
حاصل کرکے منتظر ہوکر بیٹھے سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد
و غبار بلند ہوا اور آتے آتے گرد شق ہوئی دل گردے کئی سو علم نشانے کئی لاکھ سوار کے نمایاں ہوے
اور پھریرے ہر علم کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی جسوقت لشکر گذر کر جلوس بھی گذرا
اور سواری مانند باد بہاری نمودار ہوئی دیکھا کہ ایک جوان بہت بڑے قد کا مرکب پر سوار رعب
چہرے سے آشکار تجنیل راز دان نے پوچھا کہ یہ دیو صورت کون ہے صلصال نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ
بہارستان مغرب ہے نام اسکا فرامرز عاد مغربی ہے پسر خانہ امیر اول کا نہایت مرد زبردست
و جری ہے غرضکہ فوج فرامرز ایک طرف آکر قائم ہوئی خیمے برپا ہوا کہ یکایک پھر تتق گرد بلند ہوا اور
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گردے اور ایک فوج مانند لشکر اول کے مثل دریا کے موجیں مارتی ہوئی
پیدا ہوئی اور ایک جوان مرکب پر سوار کج بیٹھا ہوا چہرے سے بانکپن پیدا رعب و جلالت ہویدا اتر باندھے
ہوئے نمایاں ہوا صلصال نے تجنیل سے کہا کہ یہ دوسرا پسر خانہ امیر کا ہے نام اسکا جمہور جہانسوز
تیرزن ہے اور شاہزادہ طوس بہادر بھی کہلاتا ہے بعد لشکر جمہور اترنے کے اور گرد اڑی اور دل گردے ایک

لشکر مانند سیل کے موجیں مارتا ہوا نمایاں ہوا بعد لشکریوں کے گذر جانے کے اور ایک جوان مہر جبین مشتری لقا نظر
آیا پوچھا تجیل نے صلصال نے کہا یہ بیٹا ہے امیر اول کا بھائی ہے حمزۂ ثانی کا نام اسکا داراب کشورکشا
ہے بڑے عزم و شان کے ساتھ داراب کشورکشا بھی آکر اُترے بارگاہ میں جا بیٹھے پھر گرد اُڑی
اور دل گردے اور ایک فوج کثیر و جرار پیدا ہوئی اور ایک جوان نہایت بانکپن سے مرکب پر سوار جہولیں
پربل پڑے ہوئے صلصال نے کہا یہ دوسرا بیٹا ہے امیر اول کا نام اسکا جمہور دیو پرور جہانیت زبردست
ہے اسے دیوؤں نے پالا تھا قوی بدن ہے اسکے بال بچے بات کسی کی نہیں سمجھتا تھا نہ اسکی بات کوئی سمجھتا تھا جب
تعلیم کی گئی تو یہ انسان ہوا بڑے بڑے سرداروں کو اسنے زیر و زبر کیا آخر کار امیر کے ہاتھ سے زیر ہو کر
مسلمان ہوا جب حال اسکے نسب کا دریافت ہوا پھر شام ہو گئی تجیل راندان و ضحاک ریش و رماز
و صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ سب آکر اپنی خوابگاہ میں سو رہے جب صبح کو بیدار ہوئے پھر مقام
بلند پر منتظر بیٹھے کہ جانب صحرائے تق گرد بلند ہوا جس وقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گردے تو تیغ یزدان
پرست پیدا ہوئے صلصال نے بیان کیا کہ یہ بھی تو اسلام کا بیٹا ہے بدیع الزمان کا بطن سے ملکہ
جہان افروز کے جو بڑی بیٹی ۔ زمرد شاہ باختری کی ہیں بعد اسکے پھر گرد اُڑی اور خورشید پیدا ہوئے
فوج کثیر بھی انکے ہمراہ تھی صلصال نے حال خورشید کا بھی زمانہ شاہ پرستی سے لیکر تا زمان اسلام
بیان کیا بعد اسکے پھر گرد اُڑی اور ہاشم تیغ زن پہونچے پھر گرد اُڑی اور اسفندیار گیلانی آئے
پھر گرد اُڑی اس گرد سے آوازیں لوتوں کی بلند ہوئیں تجیل نے گھبرا کر پوچھا یہ کون آتا ہے صلصال
نے کہا یہ بلائیں ہیں انہیں نہ پوچھو نہ یہ ساحر کی حقیقت سمجھتے ہیں نہ پہلوان کو ملتفت ہیں عیار کو خیال میں لاتے
ہیں یہ سب قزاق ہیں افسر انکا معروف بن اسد ہے پوتا ہے کرب کا نبیرہ زادہ ہے حمزۂ صاحبقران
کا یہ لوگ عیار بھی ہیں پہلوان بھی ہیں غرضکہ اسی طرح باپ ہزار ایک سے ایک ظہور ہے آئے کہ تمام صحرا
فوجوں سے بھر گیا بیٹھنے کی گنجایش نہ رہی ضحاک ریش و رماز نے کہا کہ اب بتلاؤ کہاں ہوگا یہ تمام بیابان تو ان
فوجوں سے مملو ہو گیا تجیل ہنسا اور کہا اے ضحاک امیر کو بھی تو آلینے دو پھر تماشا قدرت خداوندی
دکھا دونگا دیکھو اسی صحرا کو کسقدر وسعت ہو جاتی ہے اب خبر آئی امیر تالی کی ہے سب کو اشتیاق ہے رات
بوقت تمام کی ہے صبح کو پھر بالائے قلعہ آکر بیٹھے ہیں کہ یکایک ادہر وہ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ
وغیرہ وغیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و ہوائے گرد در زمین پیچیدہ شعر ز سم ستوران دران پہن دشت زمین شش
شد و آسمان گشت ہشت یکایک ہوا نے ہاتھ گرد کو گردن میں نانا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گوسوا ایکہزار
علم نشانی و دس لاکھ سوار کی نمایاں ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی کے
بعد نام صاحبقران کا تحریر تھا بعد ان سب کے گذر جانے کے تمام سوار زرین پوش گذرے اسکے بعد جلوس
سواری گذرا ماہی مراتب جھنڈی بردار برچھی بردار چوبدار علم بردار اسکے بعد دیکھا کہ سقے آبپاشی کرتے
ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے انگیٹھیوں میں عود و عنبر سلگتا ہوا نقیب نقابت کرتے ہوئے بعد اسکے دیکھا
کہ بادشاہ اسلام تخت پر سوار صاحبقران عالیشان ہمراہ تخت شاہی شاہزادہ عمر نامدار و شاہزادہ
دارائے جن داراب سیمین زرہ و شہنشاہ گوہر کلاہ و مقبول بن مقبل انتظام سواری کرتے
ہوئے اس عزم و شان سے سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی کل سرداران لندھور ثانی مالک ثانی

فرامرز عادمغربی جہور جہانسوز تیغ زن بہادر بدیع الزمان ہاشم تیغ زن نور الدہر ایرج شہزادہ
بدیع الملک دانیاب کشور کشا قہمور دیو پرور خورشید تورج وغیرہ سب ہمراہ استقبال چلا در
بادشاہ اسلام کی سواری بڑی دھوم سے آکر بارگاہ سلیمانی میں اُتری سلامی کی توپین چھوٹین نقارہ خادمانی
پر چوب لگی بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تخت پر جلوس فرمایا سب سردار اپنے اپنے ڈنگلون پر
آکر متمکن رہے کچھ دیر دربار رہا بعد اسکے سب تھکے ہوئے آئے تھے آرام پایا یہان تخیل رازدان
کے ہوش اڑگئے دل مین خیال کیا کہ ان لوگون سے کون مقابلہ کرسکتا ہی ضرور خداوند کو تکلیف کرنا ہوگا
اوران بندون کے تیور ایسے نہین معلوم ہوتے کہ یہ خداوند کو سجدہ کرین غرضکہ یہان تخیل
رازدان بھی خواب اجل مین گرفتار رہا الاجور وشاہ او صلصال کی نیند اڑگئی حواس
جاتے رہے دل مین کہتے تھے کہ دیکھیے میلے کا کیا انجام ہوتا ہی ضحاک ریش دراز نے یہ
اچھا نہ کیا جو ان لوگون کو اتنا قریب بلا لیا خیر بموجب شعر سر بنی بمجز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بسر
بالنصیب ٭ اب تو جو کچھ ہوگا ضرور رہی پیش آئیگا لیکن قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ خداوندی بہت جلد برباد
ہو جائیگی خیر وہین کیا غرضکہ جب صبح ہوئی تخیل رازدان آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور ضحاک ریش دراز
سے حکم پاکر جارچی سے کہو جارچ دے کہ کل نائب خداوند تجھ نے قدرت کے دکھائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ
سامنے کوہ بیضا کے آئے حسب الحکم اُسی وقت جارچی نے تمام بیابان مین کہ جو اسوقت شہر سے زیادہ
بسبب میلے کے آباد ہو رہا تھا جارچ دیا خبر بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کو بھی ہوئی فرمایا بادشاہ اسلام
نے کہ ہم بھی تماشا دیکھین گے کہ کیا ہوتا ہی غرضکہ شب بھر اشتیاق رہا جسوقت صبح ہوئی دیکھا کہ لوگ جوق
جوق گروہ گروہ ہر چہار جانب کوہ کے آکر منتظر کھڑے ہوے کہ کیا قدرت نمائی ہوتی ہی یہان ضحاک
ریش دراز نے امیر کشور گیر سے کہلا بھیجا کہ اگر حضور کو بھی تماشا دیکھنا ہو تو تشریف لائین آپ کے واسطے
سامنے کوہ کے جو ایک بلندی واقع ہوئی ہی اُسے عامۂ خلائق سے محفوظ رکھا ہی امیر عالی مقام مع بادشاہ
اسلام و ہمراہان عالیمقام کے تشریف لائے تخت بادشاہ اسلام کا جائے بلند پر نصب ہوا امیر زادون کے ڈنگل بچھے
یکایک تخیل رازدان نے داہنی جانب ہاتھ اُٹھایا اور آواز دی کہ اے نیرنگ قدرت اے قطب
شمالی بیا ٭ یہ آواز دینا تھا کہ جانب جنوب سے معلوم ہوا کہ آندھی سرخ رنگ کی اٹھی سب نگران تھے کہ
قریب ہوکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نقابدار سرخ پوش ایک لاکھ سواران سرخ پوش
کی جمعیت سے نمودار ہوا اور سرحد شمالیہ روک کر خیمہ برپا کیا اب تخیل رازدان نے بائین جانب ہاتھ
اُٹھایا اور آواز دی کہ اے نیرنگ قدرت اے قطب جنوبی بیا ٭ یہ آواز سے تیغ گرد خضری بلند ہوا اور
آن واحد مین قریب ہوکر دامن گرد شگافتہ ہوا اور ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے نقابدار سبز پوش
پیدا ہوا اور سرحد جنوبی روک کر خیمہ برپا کیا اب تخیل رازدان نے جانب پشت طرف مشرق نگاہ کرکے
آواز دی کہ اے نیرنگ قدرت والی ابیض سفید پوش بیا ٭ یہ آواز منھ سے نکلنا تھی کہ فوراً تیغ گرد
بلند ہوا اور ایک لاکھ سفید پوشون کی جمعیت سے نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور آکر سرحد شرقی روک کر
خیمہ برپا کیا بعد اسکے تخیل رازدان نے جانب غرب ہاتھ اٹھایا اور اسی طرح آواز دی کہ اے نیرنگ
قدرت آ نقابدار سیاہ پوش اسود مغربی بیا ٭ ہنوز سخن ناتمام تھا کہ یہ معلوم ہوا ایک آندھی سیاہ

اٹھی آن واحد میں دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گردے نقابدار سیاہ پوش ایک لاکھ سیاہ پرخوف کی جمعیت
سے نمودار ہوا اور سرحد غربی روک کر خیمہ پا کیا جسوقت یہ چاروں نقابدار اس شان و شوکت سے آئے
تخییل رازدان نے کھڑے ہو کر آواز دی کہ بندۂ نائب قدرت احیا الناس میرا رازدان ایسے جرم سے
سے ملقب ہو کہ میں خداوند تمثال آئینہ رو کے راز قدرت سے آگاہ ہوں بلکہ نمونہ اسکی قدرت کا دکھا
بھی دیتا ہوں جسنے نہ دیکھا ہو دیکھے یہ کہکر اپنے تخت کو اشارہ کیا اور تخت اڑکر بالائے ہوا بلند ہوا اب
تخییل رازدان نے طرف کوہ کے رخ کیا یہ کوہ وسط بیابان میں واقع ہے گرد اسکے پانی ہے بیچ میں مثل حباب
کے یہ کوہ ہے اور صورت اسکی بیضاوی ہوائی ہے اسکو کوہ بیضا کہتے ہیں جسوقت تخت تخییل رازدان
کا سامنے کوہ کے پہونچا تخییل رازدان نے دستک دی بس دستک کا دینا تھا کہ ایک چراتے کی صدا بلند
ہوئی اور ہر چہار جانب کوہ کے دریچیاں پیدا ہو گئیں اور ایک طائر ہفت رنگ بیچ کی دریچی سے
نکلکر کوہ پر سایہ فگن ہو گیا لیکن وہ سات دریچیاں جو کوہ میں پیدا ہو گئیں ان میں بیچ کی دریچی میں ایک پردہ
نظر آیا کہ اسکا راز وقت پر ظاہر ہوگا غرضکہ وہ دریچیاں جو خالی ہیں انمیں سے ایک دریچی میں تخییل
رازدان جا کر مقیم ہوا اور وہ طائر ہفت رنگ جو بالائے کوہ سایہ فگن تھا پرواز کر کے تمام بیابان میں چکر لگانے لگا
جسوقت ایک دورہ ختم ہوا ایک حجرہ پیدا ہوا جب وہ سرا چکر تمام ہوا دوسرا حجرہ نمایاں ہوا اسی طرح سات حجرے
اس بیابان میں پیدا ہو گئے اُسکے بعد ایک مقام پر کوئی شے نظروں میں اُس طائر کے گئی وہ جھپٹ کر زمین
پر آئی ایک تڑاقا پیدا ہوا اور ایک تالاب نمایاں ہوا اور وسط تالاب میں ایک تصویر نظر آئی اور طائر پھر
پرواز کر کے جانب کوہ بیضا آکر سایہ افگن ہوا یہ کرشمہ دیکھ کر جتنے تمثال پرست تھے سب نے اس تصویر
کو سجدے کیے اب ڈھنڈورا پٹا کہ پرسوں سے میلہ شروع ہوگا اور ضحاک ریش دراز نے پھر امیر
کشورگیر کے پاس کہلا بھیجا کہ ذرا عیاروں پر تاکید رکھیے گا کہ ایسا نہ ہو کوئی بے ادبی انسے ظہور میں آئے
اور باعث ناراضی خداوند کا ہو اور خداوند بھی انکو کوئی سزا دے تو باعث آپکی ناخوشی کا ہوگا امیر ثانی
نے جسوقت یہ پیام سنا سب عیاروں کو بلا کر فرمایا کہ اگر تم لوگ کوئی بے عنوانی کرو گے اور کسی بلا میں گرفتار
ہو جاؤ گے تو مجھ سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا میں ہرگز دخل نہ دونگا سب عیاروں نے عرض کی کہ کیا مجال ہے
ہماری اور پاس ضحاک کے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی عیار خلاف حرکت کرے تو مجھے اُس سے کوئی سروکار
نہیں ہے میں ہرگز دخل نہ دونگا غرضکہ اب تیاری میلہ کی ہونے لگی اور ہر چہار جانب سے لوگ آنے لگے
جو لوگ دور دور کے تھے وہ پہلے ہی سے آکر جمع ہو گئے تھے جو حوالی ملک خجندہ اور دیگر شہروں کے لوگ
تھے وہ اب آنے لگے گردیں اڑنے لگیں کوئی بادشاہ دس لاکھ سوار سے پہونچا کوئی بیس لاکھ سوار سے
آیا کوئی ایک کروڑ کی فوج سے پہونچا یہانتک کہ اس تین روز کے عرصے میں صدہا بادشاہ اور پہلوان کہ نام
اُن کے وقت پر ظاہر ہونگے جو تمثال آئینہ رو کے ماننے والے تھے آکر پہونچے لیکن عمرو ثانی نے
امیر ثانی سے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو اور اجازت ملے تو ذرا میں بھی ہر چہار جانب کی سیر کر آؤں مقامات
اور عجائبات کو سمجھ رکھوں کہ جب وقت جنگ کا آئیگا تو سہولت پڑے گی اور یا امیر یہ مقام سحر و ساحری
سے مجھے معلوم ہوتا ہے پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا یہاں کا نیرنگ و افسون سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے امیر ثانی نے
فرمایا کہ اری عمرو اتنا تو سمجھ لے کہ جو بات حمزہ کی زبان سے نکلجاتی ہے اُسکی پابندی بھی حمزہ پر واجب

ہو جاتی ہو اگر تو نے ویسے ہی کمر باندھی یا کسی کے ساتھ دغا بازی قتل اپنے باپ کے کی تو میں تیرا مناسب جانتی
ہوں بلکہ اگر بھاگ کر میرے پاس آیا تو واللہ ہی کر باندھکر بھیجدونگا آئندہ تجھے اختیار ہے عمرو ثانی نے
کہا اے عرب بے مروت نیکی کا ثمرہ بدی ہے جو انجام بد تو رکھاتے ہیں اور اسکو ایسی باتیں کرتا ہے کہ جیسے
میں کبھی کالو نے لاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا ابو جانے خواجہ عمرو ثانی کے سب عیار ایک مقام پر جمع تھے
خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو ثانی امیر عالی شان سے اجازت لے کر برائے سیر روانہ ہوئے ہیں آپسمیں صلاح کی کہ چلو
ہم سب بھی چلیں یہ مشورہ کرکے چالاک ثانی چند عیار اپنے ہمراہ لے کر ایک جانب روانہ ہوا اور رسائی
ثانی چند عیاروں سے ایک طرف چلا اور مہتر برق ثانی ایک سمت متوجہ ہوا اور ابو الفتح اصفہانی
اور سنجر بلخی اور زیرک ختلانی وغیرہ یہ چند عیار ایک طرف متوجہ ہوئے الحاصل اول خواجہ عمرو ثانی
سیر کرتے ہوئے تمام مقامات دیکھتے ہوئے تالاب اور جھرنوں وغیرہ سے گذرتے ہوئے جب تمام بیابان
کی خاک چھان چکے تو طرف صحرا کے روانہ ہوئے جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے سے ایک گرد بلند ہوا جیسے کہ
سوار آتا ہو آپ اس وقت صورت ایک منشی کی بنے ہوئے تھے جسوقت وہ بگولہ گرد کا قریب ہوا دیکھا کہ
کوئی شاہزادہ ہے کمان دوش پہ ترکش میں تیر لگے ہوئے معلوم ہوا کہ شکار کھیلتا ہوا اس طرف نکل آیا ہے
جیسے ہی للاش شاہزادے پر پڑی آپ نے جھک کر سلام کیا اُسنے جو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوگیا
کہا اے جان جہان تم کون ہو اور اس صحرا میں بیان تنہا کیونکر آئے کہا میں جو کچھ ہوں سو ہوں لیکن آپکو
ایسی باتیں کرنا نہ چاہیے جو آپکے خلاف شان ہوں بھلا آپ کہاں اور میں کہاں اکثر آپ ایسی باتیں کرتے
میں جیسے کوئی برابر والوں سے کلام کرتا ہے میں مصیبت کی ماری اپنا حال کیا کہوں ایک مگر ڈ مارا مجھے اپنے ساتھ
لگا لایا ماں باپ سے چھڑا بدنام کرا یا اس صحرا میں پہونچکر سب مال و اسباب میرا چھین لیا اور کسی طرف
چلا گیا اس شاہزادے نے کہا کہ اگر تمہیں مال و اسباب کا رنج ہے تو میں تجھے اسقدر زر دونگا کہ تجھ سے
اٹھ نہ سکیگا اور محبت میں شان و شوکت کو کیا دخل ہے بموجب شعر کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی
محبت میں بھی یکساں ہیں جسکی جس سے بن آئی + اس منشی نے جواب دیا کہ اچھا آپ اپنا نام تو بتائیے شہزادے
نے کہا میرا نام نوذر بن طوس ہے منشی نے کہا کہ حضرت آپ کا مکان ہے جواب دیا کہ شب عقب میں آتے ہیں میں
شکار کھیلتا ہوا آگے بڑھ آیا اب یہیں ٹھہرتا ہوں جب وہ لوگ بھی آلینگے تو آگے بڑھونگا منشی نے
پوچھا کہاں کا ارادہ ہے نوذر نے جواب دیا کہ جانب کوہ بیستا جانے کا قصد ہے آجکے دوسرے روز
سے میلا شروع ہوگا لہذا میں بھی جاؤنگا تصویر خداوند کی زیارت سے مشرف ہونگا تجکو بھی لیچلونگا لیکن
تم ذرا کسی درخت کی آڑ میں ہو جاؤ جسوقت لوگ میرے نزدیک آجائینگے اسوقت میں تمہیں محافہ میں بٹھا
دونگا لحاظ اس بات کا ہے کہ باپ میرا طوس زرین تاج ہمراہ ہے ایسا نہ ہو کہ اسے معلوم ہو جائے
یہ سن کر منشی ایک درخت کی آڑ میں چھپ رہی یکایک سامنے سے گرد اڑی اور کچھ خلق نوذر کج کلاہ کے
پہونچے نوذر نے ان سے سب ماجرا بیان کیا انھوں نے اسیوقت محافہ منگا یا منشی کو سوار کیا بلکہ اسی مقام پر خیمہ
برپا کر دیا انھیں اتار دیا اتنے میں گرد اڑی اور طوس زرین تاج تین لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت
سے پہونچا نوذر سے کہا کہ اے فرزند شب قریب ہے لہذا رات یہیں بسر کرو سنا ہے کہ اب کوہ بیستا بہت قریب
ہے کل سویرے سے چل کھڑے ہونگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے پہونچ جائینگے نوذر کج کلاہ کی تو تمنا سے

دلی یہی تھی عرض کی جہان پناہ کو اختیار ہے غرضکہ اسیوقت لشکر اتر پڑا خیمے ڈیرے برپا ہو گئے چوبدار اپنی
استادہ ہوئیں لشکریوں نے جابجا گھوڑوں کو باندھا کھانے پینے کے انتظام میں مصروف ہوئے مگر جب شب
مشعل ماہ چرخ پر فروزان ہوئی اور ہر شمع نجم زم فلک پر تابان ہوئی بارگاہ طوس میں بھی روشنی ہوئی اہل بزم
آ آ کر اپنے اپنے ڈنگلوں کرسیوں پر متمکن ہوے نوذر کج کلاہ نے دردسر کا بہانہ کیا اور بارباب سے رخصت ہوکر اپنے
خیمہ میں آیا سامان عیش و نشاط مہیا کرواکے تخلیہ کرایا منی کو سامنے طلب کیا منی بنگی طرفہ انداز سے نازو
کرشمے کے ساتھ پاس آکر بیٹھی نوذر نے چاہا گلے سے لپٹالوں منی نے کہا کہ صاحب مجھے ایسی حرکتیں مگر بیان ابھی
نہیں معلوم ہوتیں آپ شاہ و شہریار ہو کر ایسے بے صبر ہیں نہ شراب نہ کباب نہ گانا نہ بجانا مجھ کو اسکی
نوذر نے کہا جان جہان سب سامان مہیا ہے چپر کھٹ بچھا ہوا ہے جام و صراحی موجود ہے بیچو منی
نے کہا اسوقت تو یہ چاہ پیار ہے کل کسی اور سے دل لگا لو گے ہمیں جلا دو گے بلکہ نکال باہر کرو گے ایسی
آشنائی سے باز آئی کہ اپنی آبرو بھی دون اور پھر کوئی نتیجہ نہیں ہے جب مشہور ہے چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ ہاں اگر میرے ساتھ شادی اپنی کر لیجئے اور اسکی مجھ سے قسم کھائیے کہ زندگی میں سوا تیرے دوسری عورت
کی طرف نہ دیکھونگا تو خیر میں سب کچھ گوارا کرلون نوذر اسکے عشق میں بیتاب ہو رہا تھا جو کچھ یہ کہتی گئی سب
منظور کرتا گیا اب منی نے کہا کہ مجھے تھوڑا گہنا منگوا دو کہ میں پہنوں نوذر نے کہا کہ یہاں مسافرت میں سرات
تو گہنا ممکن نہیں ہے شہر میں چلکر جسقدر کہو گی بنوا دونگا منی نے کہا کہ اچھا تو روپیہ نقد واسطے گہنے کے مجھے منگوا دیجئے
نوذر نے جواب دیا کہ تم روپیہ اپنے پاس کہاں رکھو گی لو یہ کنجیاں میری اپنے پاس رکھو جب تم کو میری محل میں
جسوقت چاہنا جتنے روپیہ کی ضرورت ہو صندوقچہ کو نکال لینا جواہر مختلف بہا جن صندوقوں میں ہیں اور اسکی کنجیان یہ ہیں
اشرفیاں جسمیں ہیں اسکی کنجیاں یہ ہیں روپیہ جسمیں ہے اسی طرح سب تفصیل بتلا دی منی نے کہا ہاں اب مجھکو
اطمینان ہوا مگر والد آپ کے جسدن کہ پانچ تھیلے مجکو نکلوا دیجئے اسلیے کہ ایسی بلائیں اچھی نہیں شیطان کوئی پر چرچا
پکارتا ہے نوذر نے کہا منی مشہور کردونگا کہ میں نے فلاں سوداگر کی بیٹی سے عقد کیا ہے اور اس سوداگر
کو روپیہ دونگا وہ کہدیگا کہ ہاں میں نے اس شخص کو اپنی دختر دی غرضکہ بعد اقرار و مدارات کے منی نے
جام بھر کر پیش کیا نوذر نے بے اندیشہ انجام پی لیا ایک آدھ جام خود بھی پیا چہار رکھے گلے میں پڑے ہوے
تھے اپنے کان سے ایک روئی عطر کی نکالی اور اسکے ہاروں میں ملکر سونگھنے لگی بعد اسکے نوذر کے سامنے
وہ ہار پیش کیا اور کہا کہ حضور تو شاہزادے ہیں جو کچھ حضور نے صرف کر ڈالا ہے میں نے آنکھ سے بھی نہیں دیکھا
ہے لیکن ایسا عطر شاید نہ سونگھا ہوگا شاہزادے نے ہار سونگھا کہا ہاں واقع میں خوشبو نہایت نفیس ہے
مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ عطر کاہے کا ہے منی نے کہا کہ حضور اس عطر کو عطر وصال کہتے ہیں سوا ہم لوگوں کے
اسکا بنانا کوئی نہیں جانتا عجب عجب صفتیں اس عطر میں ہیں نوذر نے کہا وہ صفتیں کیا ہیں منی نے جواب دیا کہ طبیعت
کو پستے کی طرح وقت پڑھاتا ہے نشہ کا لطف دکھاتا ہے آدمی ناچنے لگتا ہے نوذر نے کہا ہاں پر کہا کہا تو نے
ارے کیا مجھے بھی نچاؤ گی منی نے کہا جسے تمنا ہی کی ہو تو ضرور ناچو گے جب ہم اپنی آبرو دے چکے تو دو چار دن آپ
رنگ میں نہ لائیں گے جب تک تم میں بھی کوئی بات ہماری سی نہ ہوگی اُس وقت تک طبیعت ملنی کیا ہی
نوذر کو یکایک گرمی سی معلوم ہوئی گھبرا کر اٹھا اٹھا تھا کہ ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا پڑاق سے چھینک
آئی سر تلے ٹانگیں اوپر بیہوش ہوکر گرا عمرو تاقی نے عیاری سے نوذر کے کپڑے اتار کر ایک لنگوٹی باندھ دی

اور نبیل پہن ڈال لیا آپ وہی لباس پہن کر رنگ و روغن عیاری لگا کر نوذر کی صورت بنکر باطمینان
تمام رات چھپر کھٹ پر سو رہے جسوقت کہ صبح ہوئی مقام تخلیہ کا تھا چپکے سے وضو کرکے نماز صبح باطمینان تمام پڑھی
اسکے بعد تھا حاضر ہونے لگے مزاج پوچھنے لگے آپ نے ہر ایک سے بیان کیا کہ میاں خدا نے بچا لیا شکر ہے اُس کا
یہ کہو ایسے مقام متبرک کی طرف چلے گئے تھے اُس کی برکت سے بچ گئے ورنہ نہیں معلوم کیا ہوتا وہ تو تھی کوئی بلا
تھی ہم نے بڑی حماقت کی تھی کہ صحرا سے اکیلی عورت کو لے آئے تھے نہیں معلوم کون بلا تھی باتیں کرتے کرتے
سامنے سے غائب ہو گئی کسی نے کہا کہ یہ بیابان ملا ہوا ہے بیابان صفا سے کیا عجب ہے کہ وہ کوئی حور ہو یا
پری ہو جو بصورت زنی کے آگئی تھی بعضوں نے کہا کہ وہ حور قدرت تھی آپ نے اُس سے بہتر کسی کا قصد کیا
ہوگا وہ چلی گئی غرضکہ اب آپ نے صندوقچے طلب کیے جواہر اشرفی روپیہ سب نکال لیا کنکر پتھر اُنمیں بھر کر
قفل لگا کر پھر سپرد کر دیے اتنے میں چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور کو جہاں پناہ نے یاد کیا ہے یہ سنکر آپ خدمت
شاہ میں روانہ ہوئے طوس زرین تاج نے کہا کہ اے فرزند اب چلنا چاہیے کہا جب مزاج عالی میں آئے
دل میں کہا کہ تم خود ہمارے فرزندوں کے فرزند ہو غرضکہ اُسی وقت خیمہ اُکھڑ کر بار ہوئے اور عمرو بصورت
نوذرج کلاہ طرف بیابان صفا کے روانہ ہوئے کہ اب ان کا حال بروقت گذارش کیا جائے گا

لیکن اب حال اُن چاروں عیاروں کا بیان ہوتا ہے جو چار سمت سے چلے ہیں

اول حال چالاک ثانی کا سنیے کہ چند عیار اپنے ہمراہ لیے ہوئے جنگلے کی سیر کرتے ہوئے جانب مغرب روانہ
ہوئے جسوقت لشکر نقابدار سیاہ پوش کے قریب پہنچے رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت
اپنی کلانوت کی بنائی اور عیاروں نے بھی شکل اپنی شکل سماجیوں کے بنائی اور داخل لشکر نقابدار
ہوئے ایک آدمی سے تجاہل عارفانہ کے طور پر پوچھا کہ یہ لشکر کس بادشاہ کا ہے لوگوں نے کہا تم لوگ کہاں نہیں
جانتے ہو یہ فوج نیرنگ قدرت نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی کی ہے چالاک نے بیان کیا ہم لوگ
کیا جانیں تباہی کے مارے اس حال میں آکر بیان ہو گئے ہیں گویے ہیں اس امید پر آئے ہیں کہ اگر
ہماری رسائی ہو جائیگی گائینگے بجائینگے مالک کو خوش کرینگے جو کچھ تقدیر کا ہوگا ملجائیگا یہاں سے جاکر اپنے بال
بچوں میں بیٹھے آپ لوگوں کو دعا دینگے اہل لشکر نے جواب دیا کہ ہم لوگ آجکل کسی کی سعی نہیں کرسکتے کیونکہ یہ
زمانہ بہت نازک ہے عیاران لشکر اسلام کے بارے میں سنا گیا ہے کہ وہ حد کے مکار ہیں اور سب کے سب یہاں
موجود ہیں مبادا کوئی آفت دیر پڑے تو سعی کرنیوالا بھی دھرا جائیگا اتنے میں ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا
کہ نقاب سیاہ اسکے بھی چہرے پر پڑی ہوئی تھی رفیق خاص نقابدار سیاہ پوش کا تھا اُسنے دیکھا کہ چند کلانوت
بیچ اہل لشکر سے باتیں کر رہے ہیں قریب آکر پوچھا کہ آپ لوگوں کو کچھ گانے بجانے میں دخل ہے چالاک
نے بڑھکر عرض کی کہ حضور روٹی اسی کی کھاتے ہیں غلام نے جب سے آنکھ کھولکر دیکھا تو گانے کو دیکھا ہی سیکھا
نقابدار نے کہا چلو ہمارے آقا کی خدمت میں دربار گاؤ بجاؤ اگر وہ خوش ہوگا تو بہت کچھ دیگا چالاک
نے کہا کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہاں قدردان ایسے ہی ہوتے ہیں چلیے دیکھیے تو کیسا خوش کرتا ہوں نقابدار
سیاہ پوش ان سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے دربارگاہ و بر پا ان سب کو وہیں ٹھہرایا اور جاکر نقابدار
سیاہ پوش مغربی سے عرض کی کہ حسب الارشاد میں تلاش میں گویوں کے نکلا تھا اور کچھ گویے آپکے لشکر
میں آچکے تھے انھیں ہمراہ اپنے لیتا آیا ہوں مزاج عالی میں آئے تو سنیے اسود سیاہ پوش نے کہا بلاؤ

نقابدار آکر ان سب کو بلا لیگیا چالاک نے جھک کر جو کیا کان میں اسکے بندا پڑا ہوا جوڑی نے کی اُنھیں
اسود سیاہ پوش مغربی نے پوچھا کہ مکان تم لوگوں کا کہاں ہی جواب دیا کہ ہم لوگ ہنود والے ملک سبائل
کے ہیں نقابدار نے پوچھا کہ کیا شغل کیونکر آتا ہوا جواب دیا کہ باپ دادا ہمارے لقا کی خداوندی میں بڑے
نامی و نامور تھے بہت کچھ کمایا ہم لوگ ایسے بدنصیب پیدا ہوے کہ لقا کی خداوندی برباد ہو چکی تھی خدا خیر
کرے ان خدا پرستوں کا وہ کچھ گانے بجانے پر زیادہ رغبت نہیں رکھتے بلکہ برا کہتے ہیں دوسرے ایسے
تنگ دل ہیں کہ ہزار جان توڑ کر طوق ڈکر کا وہ مگر اتنا بھی نہیں دیتے کہ اچھی طرح بسر اوقات ہو سکے آخر کار تباہی
کے مارے بیاں تک آکر ہو بچے سنا کہ خداوند تمثال آمیزہ روکی بڑھی ہی خداوندی ہو وہان یہ خدا پرست
کچھ نہیں کر سکتے لہذا ہم لوگ اس طرف آئے اول حضور کی خدمت میں آنا نصیب ہوا تقدیر راہ پر تو آئی ہی
دیکھیے آگے کیا رنگ ہوتا ہی نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ تم خاندانی گوییے ہو ہاتھ باندھکر جواب دیا
کہ حضور میں الحان نے نواز کہلاتا ہوں باپ میرا شخص کامران چنگ نواز کے نام سے مشہور تھا
دادا شادان چنگ نواز پر دادا خندان ذی نواز اسی طرح سات پشت تک نام جاوے نقابدار
اسود مغربی اس کی باتوں پر بہت ہنسا اور کہا الحان نے نواز ہم تم سے بہت راضی ہوے گانے سے تو زیادہ
تمہاری باتوں میں مزا ہی الحان ذی نواز نے کہا یہ حضور کی قدردانی ہی ورنہ میں کیا ہوں میری کیا حقیقت
ہی نقابدار اسود مغربی نے کہا کہ ان کچھ شغل شروع ہو چالاک ثانی نے اپنے ساتھ والوں کی طرف
دیکھا انھوں نے ساز ملائے الحان نے جوڑی ذی کی منھ سے لگائی اور بجانا شروع کیا ایسا بجایا ایسا بجایا
کہ اسود مغربی کو محو کر دیا اب اسود مغربی نے فرمائش کی کہ تمہیں کوئی غزل عاشقانہ بھی یاد ہو جن کی
کہ حضور ایک دو کیسی سیکڑوں غزلیں یاد ہیں یہ کہکر یہ غزل لحن داؤدی گانے لگے غزل

ہوے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
رہیں گے ردیت سے بلکہ منکر جو تیری آیت نہ دیکھ لینگے
ہمیں غرض کیا کہ جا بسینگے ہم حرم کو ہی تیغ بتکدے سے
نہیں ہوں میں خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے
نہ دیکھی کیسی کیسی آفت جہان میں مجھے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم و الم ہم تمہاری بدولت نہ دیکھ لینگے
دکھانا احوال انکو اپنا ہے تنگی الفت کا امتحان ہے
کہ ہو گی الفت تو دیکھ لینگے ہے تنگی الفت نہ دیکھ لینگے
بلا سے گرد انیاں کا سا نہیں ہے پاس اپنے فال نام
ہم اپنے نقطوں سے داغ دل ہی کی فال دولت نہ دیکھ لینگے
ہلال کو دیکھیں کیوں فلک پر اگر ہو منظور عید ہم کو
تو ابر ہو گی تیغ ستم کا دل میں لب جراحت نہ دیکھ لینگے
بہار باران کو کون دیکھے بغیر باران ہو تیر باران
ہم اسکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے
اگرچہ میں مر بھی جاؤنگا تو کہیں گے جیتا ہو دم چلایا
وہ جبتلک نہ آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے
مجھے یقین ہی نہیں دکھائینگے چہرہ خسار اگر وہ کو
رواں مری چشم تر سے جبتک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے
یہ لوگ ناواقف محبت ہونگے واقف تب جب دن سے
کرجتا کی مثل برق رگ رگ میں میری سوزش نہ دیکھ لینگے
خط اسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیکر سکا جو کا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا میری عبارت نہ دیکھ لینگے

جس وقت یہ غزل تمام ہوئی نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی جھومنے لگا اور کہا اے الحان ذی نواز تیری
خوش الحانی کا کیا کہنا مگر تجھے ساقی گری بھی آتی ہی الحان نے عرض کی کہ حضور ایسی ساقی گری کرتا ہوں
کہ دین دنیا کو فراموش کرا دیتا ہوں ایک جام پی لے تو زندگی بھر ہوش نہ آئے اسود مغربی نے کہا

یہ کیا جواب دیا کہ اپنا اپنا کمال ہے وہ لطف ہی شراب کا حاصل ہوگا کسی کے ہاتھ سے پھر شراب مزا ہی نہ دیگی
اسود مغربی کو نہایت اشتیاق ہوا اور کہا کہ جام و صراحی موجود ہے بلا ؤ الحان سے نواز نے اسی وقت
جام ہاتھ میں لیا سر سے ڈوپٹہ اوڑھا اور جام لبریز کرکے گاتا ہوا اور ناچتا ہوا قریب اسود کے
گیا اسود نے جام سے کر بے اندیشہ انجام پی لیا یہ جام سادہ تھا اب کی چالاک ثانی نے چالاکی کے
ساتھ تھوڑا سا نمک سرکاری بھی آمیز کردیا اور اسی طرح گاتا بجاتا سامنے نقابدار کے پہونچا جیسے نقابدار
نے جام ہاتھ سے لیا قصد پینے کا کیا تھا کہ سامنے در میں ایک پنجرا لٹکا ہوا تھا ایک جھنگا اس میں بند تھا فوراً
اس نے آواز دی کہ آہ اسود مغربی بے ہوشی کہ دوست دشمن کو نہیں پہچانتا ایسی غفلت کے پردے آنکھوں پر
پڑگئے ارے اس جام میں بیہوشی ملی ہوئی ہے نقابدار نے جھجک کر پیالہ منہ سے دور کیا اور کہا کہ اب
کہتا ہے جب ایک جام میں پی چکا پھر طوطے نے آواز دی کہ اس جام میں بیہوشی نہ تھی وہ سادہ تھا نقابدار نے
کہا کہ یہ کون لوگ ہیں بیان کر جھنگے نے ایک ایک کو نام بنام بتایا کہ یہ الحان نی نواز جو بنا ہوا ہے چالاک
ثانی عیار عمرو کا پوتا ہے اور سب عیاروں کے نام سے آگاہ کیا عیاروں کے تو ہوش اڑ گئے قصد بھاگنے کا کیا
مگر کہاں بھاگ سکتے تھے زمین نے پاؤں پکڑ لیے نقابدار نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے
چند نقابدار ملازمان اسود سے اندر بارگاہ کے آئے کہا ان سب کو گرفتار کرو یہ عیاران لشکر اسلام
ہیں اور عیاروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا حرکت تھی آشنا تم سے منع کردیا اور سمجھا دیا تھا کہ اس مقام
کو شہر اور مقامات کے سمجھا لیکن تم نے نہ مانا اب اس حرکت کی سزا یہ ہے کہ تمھیں نائب قدرت تخیل
رازدان کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے وہ جیسا تمھارے حق میں بہتر سمجھیں گے وہ کرین گے عیاروں نے
جس وقت دیکھا کہ ہم گرفتار بلا ہوئے دل میں کہا افسوس اب امیر ثانی بھی ہماری خبر نہ لیں گے کیونکہ انھوں
نے تو پہلے ہی منع فرما دیا تھا یہ کہنا نہ ماننے کی سزا ہے بموجب شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے
نہ ادھر کے رہے چنگے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ۞ نقابدار
کے آگے بہت منت و سماجت کی کہ اب ایسی خطا کبھی نہ ہوگی کوئی مقام نرم یا سخت جیسا ہو بیشتر آزما کے دیکھ لینا
چاہیے اب معلوم ہو گیا کہ جیسی آپ لوگوں کی تعریف سنی تھی آپ ویسے ہی ہیں اب ہماری کیا شامت ہے
کہ ادھر آ نکلے ہرچند معذرت کی نقابدار نے نہ مانا اور کہا کہ خداوند تم لوگوں کے بارے میں پہلے ہی ارشاد
کر چکا ہے کہ گو میں ان لوگوں کے نہ آنا پہلے آگاہ کردینا جب نہ مانیں تو گرفتار بلا کرنا اب جیسا تمھارے حق میں
ہوگا تخیل رازدان کرین گے یہ کہکر اسی وقت سب کو اسیر غل و زنجیر کرا کے خدمت میں تخیل رازدان
کے روانہ کیا یہ سب تو گرفتار ہو کر اس طرف جاتے ہیں

لیکن اب حال سنجر بلخی و بیزک خطائی و ابوالفتح اصفہانی وغیرہ کا گذارش کیا جاتا ہے

اُدھر انھوں نے رخ مشرق کا کیا تھا ہر جگہ سے گذرتے ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں جا بجا صورتیں بھی
مناسب وقت اور موقع کی تبدیل کرتے جاتے ہیں کہیں فقیر بن گئے صدا لگانے کی آوازیں بنانے چلے
جاتے ہیں جو چل گیا لیا یہاں تک کہ تمام بیابان کو طے کیا اب مشورہ کیا کہ چلو نقابدار سفیدپوش کے خیمے
کی سیر کریں دیکھئے وہاں کیا رنگ ہے اور یہ نقابدار کون ہے عورت ہے یا مرد ساحر ہے یا غیر ساحر صورت اسکی
کیسی ہے اس وقت سے یہ باتیں دریافت کر لینے میں آئندہ سہولت پڑیگی شاید اغلبین نقابداروں سے اور

لشکر اسلام سے مقابلہ پڑے تو اسوقت یہ لوگ ہوشیار ہونگے رسائی مشکل ہوگی ایسے میں غفلت کی حالت میلے کا بہانہ ہو لوگ جوق جوق گروہ گروہ ہر چہار جانب سے چلے آتے ہین سب کی رائے ہوئی کہ بہتر ہے لیکن یزک خطائی نے کہا کہ یہ حیلہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ صورت اپنی بھانڈون کی بنائیں اور جلکر شور و غل مچائیں نقابدار کو ہنسائیں دل میں گھس کر سب حال دریافت ہو جائیگا سب نے اسکو پسند کیا اور صورت اپنی بھانڈون کی بنا کر کسی نے ڈھولک گلے میں ڈالی کسی نے سارنگی ہاتھ میں لی بڑی بڑی جٹین سر سے لپیٹین گاتے بجاتے لشکر نقابدار مین داخل ہوے ہر خیمے کے قریب ہو کر شور و غل مچانا شروع کیا یہانتک کہ خیمہ نقابدار کے قریب پہونچے نقابدار اسوقت سو رہا تھا دربانون نے منع کیا اور کہا کہ اسوقت مالک ہمارا آرام میں ہے کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے تم لوگ چلے جاؤ انھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ خالی کبھی نہین پھرتے جو کچھ تمہارا مالک ہمین دیگا اسقدر تمھین دیدو ہم چلے جائین انھون نے کہا کہ ہمین کیا غرض ہے ہم کیون دین اگر نہ جاؤ گے کھڑے رہو گے سب نے جواب دیا کہ ہم اپنی خبر آپ کر لینگے یہ کہکر ایک شخص نے چلا چلا کر گانا شروع کیا دربان غصہ کر کے اُٹھے کہ تم لوگ نہین مانتے ہو بڑے سرکش ہو اگر آنکھ نقابدار کی کھل جائیگی تو ہم پر بھی عتاب آئیگا اور تم لوگون کا نہین معلوم کیا انجام ہوگا سب نے کہا کہ انجام یہ ہوگا کہ روپیہ ملینگے اور تم سب جلو گے یہ کہکر دھما دھم تالیان بجا بجا کر ڈھولک پیٹ پیٹ کر گانا شروع کیا ایک دربان نے آکر منہ پر ہاتھ دھر دیا کہ آواز نہ نکلے ایک کا منہ دبایا گیا دوسرا گاتا ہوا آگے بڑھا دوسرے نے دوسرے کا منہ دبایا تیسرا گاتا ہوا آگے چلا چوتھے نے گانا شروع کیا مار پیٹ بھی نہین کر سکتے کہ وہی انجام اسمین بھی دھرا ہوا ہے کہ شور و غوغا ہوگا نقابدار کی آنکھ کھل جائیگی آفت ہمارے سر آئیگی کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرین کیا نہ کرین انجام کار اسقدر شور و غوغا ہوا کہ آنکھ نقابدار کی کھل گئی گھبرا کے باہر نکل آیا اور کہا یہ شور کیسا ہے دربانون نے کہا کہ دیکھیے یہ لوگ نہین معلوم کہانسے آئے ہین کہتے ہین کہ ہم گانا ضرور سنائینگے اگر مالک قدردان ہے خود بلائیگا ہم ہر چند منع کرتے ہین نہین مانتے نقابدار ان لوگون کی طرف متوجہ ہوا سب نے کہا خدا سلامت رکھے بول بالا رہے یہ کیسے لوگ ہین کہ منہ مین قفل دیتے ہین ہم لوگونکا کام گانا بجانا مالک کو رجھانا اپنا مطلب نکالنا یہ ہماری روزی میں خلل ڈالتے ہین منع کرتے ہین بھلا ہم ایسے سخی کے دروازے سے کیونکر محروم جائین نقابدار کو ان لوگون کے مسخرے پن اور ڈھٹائی پر نہایت ہنسی آئی اور دربانونکو منع کیا سب کو اندر بلا لیا آپ دنگل پر بیٹھا ان لوگون سے کہا کہ اگرچہ تم نے میری نیند میں خلل ڈالا مگر خیر اپنا ہنر دکھاؤ کچھ گاؤ بجاؤ ایک شخص نے یہ سنکر گانا شروع کیا سب تالیان بجاتے جاتے ہوحق مچاتے جاتے ہین غزل

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
قیمت میں بڑھے دل کے درم اور زیادہ
تیر انکھے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
جون شمع بڑھے ہوگے قلم اور زیادہ
دیتا ہے وہ دمساز جو دم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینے میں تا دم اور زیادہ
لذت سی محبت کی ہے ہر زخم جگر کو

تو لطف میں کرتا ہے ستم اور زیادہ
ساتھ اپنے ہے اب فوج الم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوسے ہم اور زیادہ
گر شرح جنون کیجے رقم اور زیادہ
شیشے کی طرح ہوے ہین ہم اور زیادہ
کچھ کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کیونکر نہ دین داغ الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ
سر کٹکے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
ہو جائے ابھی جیب قلم اور زیادہ
گھبراتا جو یاد آ رہا ہو کے ہم آغوش
اُٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ
کرنے کو ہے ذوق جنون کو ادا [illegible]

نالے سے ہمین کوئی قلم اور زیادہ
گر میری طرح وحش پہ ہو بار محبت
سینگون ہی تو ایک اس مین ہی خم اور زیادہ
اس زمین نعت کے نالے کی اگر خاک کو جائے
ہے زہر کھلانا مجھے سم اور زیادہ
وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
کیونکر نہ اٹھائے وہ قدم اور زیادہ
ہے روشن لفظ اب سحر گریہ مین ایک چشم
آتا ہی مری ناک مین دم اور زیادہ
بس نیزہ خار سے نکلا سر صحرا
زنجیر مین اب سید قدم اور زیادہ
از خنجر خونخوار و برش مین کمی کر
اتنا ہی اے جان ہے ستم اور زیادہ
سرعت ہوا ابھی نبض مین جان جسم مین برق
اس تیغ وہ دم مین ہے عدم اور زیادہ
کستا ہی گلے تک کے رہے وہ دم خنجر
گرمی سے ہی آنکھ سید درم اور زیادہ
ہے باغ جہان مین مجھے گر ہمت عالی
سمجھے ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

کیا ہوویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو شیشہ فلک مین ابھی خم اور زیادہ
ہو جسکو بس رگ بھی یا دم مین تنگ
پیدا دم افعی مین ہو سم اور زیادہ
ہستی تنک مایہ نے کچھ جو نکالا ہو لیا
یا رو ان کا گیا اپنے بھرم اور زیادہ
دکھلائے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
بھڑکی ہے جو یون آتش غم اور زیادہ
جو بیٹھ کے حلقے مین کچھ بات کب آئے
کچھ تو سن وحشت کا قدم اور زیادہ
گر سر پہ کرے خاک خرابات کو صوفی
ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
کیا ہوگا جو ہوگی تب غم اور زیادہ
کیون مین نکلا مجھ سا خدائی مین نہین اور
لے عشق کا بھر اُسکے تو دم اور زیادہ ق
بیٹھے سر بستر پہ پھیلا پانون کہان تک
کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر

ہین تو نگا ترے سر کی قسم اور زیادہ
دشمن کی نہ عا سید بھی لگا ہوشے کہ جون تیغ
تنگ اسکو کرے کنج عدم اور زیادہ
اس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہے منظور
ابھرے ہین حباب لب یم اور زیادہ
ہو سوز محبت سے مری خاک مین گرمی
ہو آہو رم دیدہ کو رم اور زیادہ
ہر نکہت ریحان کا دماغ اب کسے کچھ ہین
رو کین تو ابھر جائے تسکم اور زیادہ
صید دل عاشق مین ہے مصروف وہ کافر
سو جتین اُسے بھر لے وقلم اور زیادہ
کیا قدر ہے جفا کرو وہ جاہت سے کے ہر
کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ
کستا ہے مرا شوق جراحت کو صد افسوس
سرور ہوا اب وہ ستم اور زیادہ
بس عاشق بیچارہ کا ہے آج برا حال
پس پانون نہ پھیلا شب غم اور زیادہ
لیتے ہین سر شاخ ثمردار جھکا کر
ہو ذوق برابر انھین کم اور زیادہ

تادیر ہو حق گانا بجانا رہا انواع اقسام کی نقلین کین نقابدار نے بہت کچھ انعام دیا لیکن ایک نکلا نقابدار کا بولا نام بارگاہ مین ادھر سے ادھر دوڑتا پھرتا تھا اُسنے جو یہ شور و غل دیکھا بطور انسانون کے گویا ہوا اور نقابدار کی طرف دیکھکر کہا کہ اے نادان آہی منحوس بیرنگ قدرت بنکر بیٹھا ہے تجھے شرم نہین آتی ہے ارے یہ سب عیاران لشکر اسلام ہین تجھے دھوکا دیکر گرفتار کرنے کی فکر مین ہین اب بھی ہوشیار ہو فلان سحر بلخی ہے اور فلان برق خطائی ہے فلان ابوالفتح اصفہانی ہے نام بنام ہر عیار کا بتا بتا کر آگاہ کر دیا عیار گھبرائے بھاگنے کا قصد کیا اب جو دیکھا تو دروازہ نہین ملتا تھا قصد کیا کہ قنات چاک کر کے نکل جائین خنجر لگایا قنات ویسے کی ہوگئی نقابدار ہنسا اور کہا کیون جوڑون تمسے اتنا منع کر دیا تھا پر تم نے نہ مانا اور وہی حرکت کی کیا یہ بھی مسائل مجھے ہو یا تمثل اور مقامات کے تصور کرتے ہو کوئی ہے یہ سنتا تھا کہ چند نقابداران سفید پوش اندر بارگاہ کے آئے کہا باندھو ان سب کو سب نے ہر چند منت و خوشامد کی نقابدار ابیض سفید پوش شرقی نے ایک سماعت نہ کی اور کہا کہ تم لوگ جبتک سزائے معقول نہ پاؤ گے نہ مانو گے اور شیقت آہنگر کو طلب کیا کہا کہ طوق و ہتھکڑیان بیڑیان اور سب کو سلسل و مطوق کر کے پاس تخیل برانداز دان کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ انھون نے ہمین دھوکا دینے کی فکر کی تھی لیکن ہم کب ایسے تھے کہ انکے فریب مین آجاتے لہذا

یہ حاضر خدمت کیے جاتے ہین جیسا انکے حق مین بہتر و مناسب سمجھا جاتے ویسا کیا جاے لوگ ان عیارونکو لیکر جانب
کوہ بیضا پاس تخیل رازدان کے روانہ ہوے

لیکن اب حال برق ثانی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ جانب شمال روانہ ہوا ہے چند عیار اسکے بھی ہمراہ ہین سیر کرتے ہوے چلے جاتے ہین ہر طرف آراستگی میلے کی
ہو رہی ہے ہنڈولے گڑ رہے ہین تخت ساقنون تنبولنون کے لگائے جا رہے ہین جا بجا رنڈیون کے ڈیرے اترے
ہین برق ثانی سیر کرتا ہوا میلے کی حد سے نکلا اور قریب لشکر نقابدار احمر سرخ پوش شمالی کے پہونچا اب
لشکر قریب ایک میل کے رہ گیا عیارون نے صلاح کی کہ ملکر چلنا ٹھیک نہین ہے خدا جانے کیا فتاد پڑے اس سے
علحدہ رہنا بہتر ہے کہ اگر ایک گرفتار رہا ہوگا تو دوسرا بچا لیگا یا یہ کہ سب ایک ہی عیاری بن پڑیگی تو سب نگران
حال رہین گے یا آکر شریک ہو جاوینگے بہر طور حال دریافت کرنا ہے نقابدار کا ضرور ہے کہ کیا طلسم ہے صورت
کو اپنی اسنے کیون چھپایا ہے یہ خیال کرکے سب عیار علحدہ علحدہ ہو ہو کر چلے جسوقت برق ثانی چند قدم آگے بڑھا
دیکھا کہ ایک رنڈی ڈیرے دار چلی جاتی ہے عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرا کرنے کی غرض سے لشکر نقابدار مین جاتی ہے
فقیر بنکر رتھ کے ساتھ ہولیا ایک مقام پر وہ عورت براے رفع حاجت لوٹا ہاتھ مین لیکر رتھ کو ٹھہرا کر ایک
جھاڑی کی طرف چلی آپ وہان سے کترا کر علحدہ ہوے وہ عورت جھاڑی کی آڑ مین بیٹھ گئی برق ثانی نے دوسری
جانب سے قریب پہونچ چپکے سے آواز دی کہ ذرا ادھر تو دیکھ اسنے گھبرا کر دیکھا ایک مرد کو برہنہ سامنے استادہ پایا
کہا تو کون کہا خاموش رہ مین فرشتہ نگہبان صحرا تو نے ایک تو اس مقام متبرک کو نجس کیا کہ یہان موتا دوسری یہ
کہ وہ عورت گڑگڑانے لگی کہ مین نہ جانتی تھی کہ یہان اسکی ممانعت ہے اب تو خطا ہو گئی کہا خیر اگر خطا ہو گئی ہے تو
خداوند معاف کردیگا لیکن اب عوض اسکا یہ ہے کہ اس زمین کو دھو کر پاک کر یہ کہکر ایک چٹکی خاک کی دی اور
کہا اسے زمین پر ڈال کے پانی سے لیپ دے کہ بغیر اسکے یہ جگہ طاہر نہین ہو سکتی عورت کا دل کتنا خوف کھا گئی
اور چٹکی خاک کی لیکر زمین لیپنے لگی لیکن پانی پڑتے ہی عجب طرح کی خوشبو پیدا ہوئی کہا دیکھا وے پاک خاک جنت
کی تھی بغیر اسکی شرکت کے یہ زمین طاہر نہین ہو سکتی تھی اب یہ زمین پاک ہو گئی نجاست اس کی اڑ گئی اب تو
سونگھ عورت جیسے ہی ہاتھ قریب ناک کے لائی سونگھنے لگی چھینک مار کر بیہوش ہوئی برق ثانی نے اسکو تو
وہین چھوڑا آپ اسکی صورت بنکر کپڑے اسکے اتار کر زیب جسم کیے اور لوٹا ہاتھ مین لیکر چھم چھم کرتے ہوئی جہان
رتھ کھڑی تھی وہان آئے ساجیون نے کہا بندا جان بڑی دیر لگائی یہ سنکر جواب دیا کہ جب اتنی دیر لگا چکے
تو رنڈی بنا کیا خاک کرینگے چار دن مین انگلی پر ڈالنے کے قابل ہو جاینگے نائکہ بولی ہان بیٹی یہی بات ہے مگر موقع
محل دیکھ کے شام قریب ہے اور ہنوز تک قدرت کے لشکر مین چلنا ہے کہا آتی تو ہون آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک
کنوئین پر کچھ برہمن پانی بھر رہے ہین ساجیون نے کہا کہ بی بی ذرا پانی پی لین تو چلتے ہین بندا جان نے کہا کہ دہن
تہ کہا ہمنے پانی بہایا تھا تم پی لیتے سب منھ دیکھکر رہ گئے کہ انکو بڑی تیزی ہو گئی ہے ایک آدھ نے دل مین کہا کہ رنڈی پر چڑھتی جوانی
ہے کئی دن سے کوئی جوڑا ملا نہین ہے تو دماغ مین گرمی بڑھ گئی ہے غرضکہ سب کنوئین پر آئے پانی پیا ایک برہمن نے کہا
بی بی صاحب آپ بھی پی لیجیے جوانون کو تو پیاس زیادہ ہوتی ہے برق ثانی سمجھ گئے کہ یہ سب عیار ہین جواب
سنگت پوری ہو گئی برہمنون سے ہنسکر کہا کہ جو کام تمھارا وہ کام ہمارا تم بھی پیاس بجھاتے ہو ہم بھی تشنگی اپنی
بجھا اس آواز کو عیارون نے کچھ سمجھا لیکن وہ لوگ جنھون نے پانی پیا تھا ذرا ہوا جو لگی ہے ناک سے دریش

شیخ ہوئی اور چھینکیں مار مار کر بیہوش ہوئے سب عیار مستم منہ کے لخوے کرکے پہلے سب کے کپڑے لتے اُتار
لیے زیور پر جسم چھوڑ دیا اب اس نازنین کی طرف چلے اور کہا کہ بی بی خیر تیری رعایت کرتے ہیں اور کچھ نہ لیں گے
لیکن یہ گہنا زیور اتار دو بلکہ ایک آدھ نے سینے پر ہاتھ بھی ڈالا دیا نازنین جھجکی اور کہا عیارو ذرا بیگانہ پہچان
کے ایسا نہ ہو کہ میں تمہاری کوئی ہوں اور مستم برق شامی کا نعرہ کیا سب عیار خوش ہوئے اور کہا کہ اب چلنا چاہیے
یہ اچھی ترکیب ہاتھ لگی چلو طائفے کا طائفہ چلے رنڈی کا نام برا ہوتا ہے نہیں بھی سنتا ہوتا ہے تو آنکھیں ہی سینکنے کو
لوگ بلا لیتے ہیں غرضکہ رتھ کو آگے بڑھایا اور داخل لشکر نقابدار سرخ پوش ہوئے خبر نقابدار کو ہوئی
کہ ہم طوائف کو حضور نے طلب کیا تھا وہ حاضر ہے نقابدار نے حکم دیا کہ بلالو بندا جان عجب ناز و کرشمے
کے ساتھ داخل بارگاہ نقابدار ہوئیں ساتھ والے بسم اللہ بسم اللہ کہتے ہوئے بندا جان نے نقابدار کو
سلام کیا نقابدار نے بیٹھنے کو حکم کیا سب سلام کر کرکے بیٹھ بیٹھ گئے بعد اسکے نقابدار نے پوچھا کہ تمہاری بڑی
تعریف سنی ہے بندا جان نے کہا کہ ساری تعریف یہ ہے کہ اگر آپ کو پسند آجاؤں نقابدار مسکرایا غرضکہ جب
تجملات کی نقابدار احمر سرخ پوش شامی اُٹھ کر دوسرے خیمے میں آیا کھانا کھایا ان لوگوں کیواسطے
بھی کھانا بھیجا ان سب نے بھی مال مفت دل بیرحم سمجھ کر خوب نوش جان کیا جب نقابدار کھانے پینے سے فراغت
کرکے آیا ناچ گانے کو حکم دیا بندا جان کا مجرا شروع ہوا ایسے خوب ناچ ہوا ہاتھ چمکائے نزاکت کے انداز
دکھائے سیکڑوں کرشمے کل بھانے کے آفت میں پھنسانے تیغ ابرو کا چڑھنا پاؤں کا تال سے آگے
بڑھنا آنکھوں کے اشارے افشاں کے ستارے زلف کا لٹکنا کر کا لچکنا نقابدار کی یہ حالت ہے کہ ہر ادا پر
بسمل ہوا جاتا ہے سماجی تعریف کرتے جاتے ہیں انعام لیتے جاتے ہیں اب نازنین مذکور نے غزل شروع کی

غزل

چھپا یار از کو تاب ضبط لا نہ سکے
اکیلا پا کے بھی لیکن گلے لگا نہ سکے
خوشی میں دیکھ کے قاصد کو ہم بگڑ گئے
میں گڑگڑاؤں بھی لکھو تو ہنسا نہ سکے
سو ہنسے بھی تو آنکھوں میں اشک بھر آئے
کہ اپنے روٹھنے والے کو ہم منا نہ سکے
لگائے بجز بات میں اسلیئے غم لے
جو کچھ گذر گئی دلبر اُسے بتا نہ سکے
ہمارے ساتھ ہی قاتل کا ظلم بھی معدوم
یہ انتہا تھی کہ ہم ابتدا بتا نہ سکے
گلہ تھا درد کا جبتک وہ چپکا سنتا تھا
کہ دونوں ہاتھوں سے بھی ہم دبا نہ سکے
خلاف پاس محبت ہے غیر سے ہنسنا
کبھی تم اپنی طبیعت کی ضد کو پا نہ سکے

جگر اس رو کے نکالی جو لب ہلا نہ سکے
یہ انقلاب ہوا زور ناتوانی سے
پیام دینا یکن بتا نہ سکے
کسی کے جلوے نے آنکھوں میں گھر کیا ایسا
خوشی کے پردے میں بھی اب ہم چھپا نہ سکے
یہ کیا کہا کہ محبت کا بوجھ ہی کیا ہے
کہ تیری آتش قہر و غضب جلا نہ سکے
کسی کے کوچے میں کیا پڑ گیا ہے اٹھکے ملا
کہ لوح دیکھ کے تربت کی اُٹھا نہ سکے
کراہت آئی یہ الفت میں دی ہجر کی خو سے
کہاں ہے اُسے جو پوچھا تو کچھ بتا نہ سکے
پڑا ہوں کوچے میں اُسکے نشان نقش قدم
وہ ناز ہم تر گرد جو کوئی اٹھا نہ سکے

تخیل تصور صادق سے کب بلا نہ سکے
ہم اب اٹھ گئے جب بار غم اٹھا نہ سکے
یہ چھیڑ اور رلا گئی غم نصیبوں کو
گئے جو اس تو پھر ہوش میں ہم آ نہ سکے
ستم یہ کرگئیں کچھ بدگمانیاں دل کی
یہ ایسا بار تھا جسکو کہ آپ اٹھا نہ سکے
کبھی جو کہا کہ ترے حال آنے پوچھا بھی
لحد بھی حسرت دل کی ہم بنا نہ سکے
کسی نے جیسے اگر وقت بیخودی پوچھا
پڑا ہوا تھا گر دل کو ہم اٹھا نہ سکے
بڑھا یہ سوز نہاں وقت بیقراری دل
کہ اب میں آپ مٹوں گا جو وہ مٹا نہ سکے
کوئی غزل نہ کہی آرزو لکھنؤ تمام

یہ غزل بندا جان اسطرح گائی کہ محو کر دیا نقابدار ہر بار قصد کرتا تھا کہ
گلے سے لپٹ جاؤں آخرکار گانا بجانا موقوف کیا اور تخلیہ کا حکم دیا سماجیوں کو رخصت کیا اب بارگاہ میں سوا

نقابدار اور سنداجان کے کوئی دو گھڑی رہے نقابدار نے ہاتھ گلے میں ڈالے بوسہ لینے کا قصد کیا سنداجان
نے کہا کہ ایسی گرمیاں ابھی نہیں معلوم ہوتیں ہیں کہیں بھاگی تو جاتی نہیں ہوں بہرات دن تمہارے ساتھ ہی ملازم
ہوں ذرا بیٹھے کچھ دیر شراب و کباب کا شغل رہے جب خوب نشہ ہوگا تو دیکھا جائیگا ابھی سے بلا واسطے کس طرح بجا بات ہوگی
کوئی لطف حاصل ہوگا نقابدار نے جام و صراحی آگے بڑھادی سنداجان نے جام بھر کر دیا نقابدار
کے سامنے پیش کیا نقابدار چاہتا تھا کہ پیے لیکن دربارگاہ میں ایک پنجرہ لعل کا ٹنگا ہوا تھا آواز دی
کہ ہو نقابدار ارے شعور کیا کرتا ہے خبردار جام نہ پینا ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا ارے جام تیرے لیے جام زہر ہی اور
نازنین نہیں ہے بلکہ برق ثانی عیار ہے اور ساتھ والے اسکے سب عیار ہیں نقابدار کے ہاتھ سے پیالہ فرش
کا چھوٹ پڑا متحیر ہوگیا پکارا ارے کوئی حاضر ہے فوراً ایک نقابدار اور آیا اور اس سے کہا کہ مشکیں اسکی
باندھ لو برق ثانی نے بھاگنے کا قصد کیا لیکن مارے خوف کے قدم نہ اٹھ سکا برق ثانی دل میں کہتا تھا کہ
افسوس ساری محنت رائگاں ہوئی چلے تھے اس لعل کی خبر نہ تھی ورنہ اسی کی گردن مروڑ دیتے بڑی ہی بری
اب دیکھیے یہ کیا کرتا ہے لیکن اس سرخ پوش نے آتے ہی مشکیں برق ثانی کی باندھیں نقابدار احمر سرخ پوش
شمالی نے کہا کہ اسکے ساتھیوں کو بھی گرفتار کر لینا وہ سب عیار ہیں سرخ پوش نے برق ثانی کو تو
زندان میں بھیجدیا اور آپ رسن لیے ہوے اس خیمے میں آیا جہاں یہ سب عیار ساتھیوں کی شکل بنے بیٹھے تھے آواز
دی کہ اچھے آکر پھنسے پھانسنے آئے تھے مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہاں بھی دام بچھا ہوا ہے عیار دل میں گھبرا کر سرخ پوش
کی طرف دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہے سرخ پوش نے رسن پھینکی کہ اسنے ان سب کو لپیٹ لیا سرخ پوش نے آواز دی
کہ وہ تمہارا افسر پہلے گرفتار ہوا اسی سے یہ حال کھلا کہ تم سب بھی عیار ہو عیاروں میں نہایت پریشانی پیدا
ہوئی مگر سرخ پوش نے سب کو گرفتار کر کے زندان خانہ بھیجدیا تھے میں وہ سب دیر سے دام میں بیہوش پڑے
تھے انھیں ہوش آیا اپنے کو برہنہ پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے دھرے ہوے ہیں کہاں جائیں کیا کریں
رنڈی کا پتا نہیں ادھر رنڈی پر سے بیہوشی دفع ہوئی وہ جھاڑی میں پڑی چلا رہی ہے کہ ارے کوئی کپڑا لاؤ معلوم
ہوا کہ فرشتہ نگہبان نہیں تھا بلکہ کوئی چور تھا میرا مال و اسباب میرا سب لے گیا مجھے برہنہ کر گیا دوڑو ہائے شور و غل
مچا رہے ہیں لشکر نقابدار کے کچھ لوگ اس طرف آتے تھے یہ حال دیکھکر کچھ کپڑے لاکر ان لوگوں کو دیے اور
سب کو ہمراہ لیے ہوے پاس نقابدار کے پہونچے رنڈی نے فریاد کی کہ خوب آپ نے بلا کر ہمیں لٹوایا نقابدار
نہایت شرمندہ ہوا اور کہا کہ میں نے تمہارے چوروں کو گرفتار کیا ہے اور حکم دیا کہ لاؤ سب کو زندان بان جاکر
لیکر حاضر ہوے اب جو دیکھیں تو ایک ایک شکل کے وہ دو دو آدمی ہیں سنداجان نے اپنی صورت کی ایک اور عورت
دیکھی یہ سب تو حیرت میں تھے کہ یہ معرکہ کیا ہے لیکن نقابدار احمر سرخ پوش شمالی نے کہا کہ یہ سب عیار ہیں لشکر عمر
کا تم سب کو بیہوش کر کے تمہاری صورت بنکر مجھے دھوکا دینے آئے تھے میں نے ان سب کو گرفتار کیا غرضکہ نقابدار
نے ان سب عیاروں کو پاس تخیل رازداں کے روانہ کیا

لیکن اب حال شاپور شیردل کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ بھی اپنے چند عیاروں سمیت جنوب کی طرف سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں صورت یہی ایک مرد فقیر کی بنائی ہے اور
سب عیار بالکے بنے ہیں شاہ صاحب آگے آگے جبہ پہنے ہوے سونٹا ہاتھ میں لیے بڑھے ہوے چلے جاتے ہیں
کسی مقام پر خود ٹھہر جاتے ہیں بالکوں سے اشارہ کر دیتے ہیں وہ صدا لگانے لگے ہیں سب تجلی پادشاہ

بنے ہوئے چلے جانے میں یہاں تک کہ قریب لشکر نقابدار اخضر پوش جنوبی کے پہونچے اہل لشکر سے پوچھا کہ یہ فوج
کس کی ہے انھوں نے بیان کیا کہ یہ سبز رنگ قدرت ملک اخضر سبز پوش جنوبی کی فوج ہے شاہ صاحب داخل
لشکر ہوئے ہر طرف سیر کرتے ہوئے بازاروں کو دیکھتے ہوئے قریب خیمۂ نقابدار کے پہونچے حسب اتفاق اُس وقت
نقابدار خیمہ سے نکل رہا تھا جیسے ہی نظر نقابدار کی ان لوگوں پر پڑی دیکھا کہ بہت سے فقیر سر منڈے ہوئے کنٹھے
ہاتھوں میں چپے ہوئے جھومتے چلے آتے ہیں گھبرا گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ سب کون لوگ ہیں لیکن مہتر شاپور
شیردل نے صورت نقابدار کی دیکھی ویسے انداز روش پر نظر کی تو کچھ گھبراہٹ اور پریشانی کا اندازہ کیا آواز
دی کہ بابا بھلا کر بھلا ہوگا نقابدار نے کہا کیونکر سمجھیں کہ بھلا ہوگا بہت سے فقیروں کو دیا سوا کچھ کھو دینے کے
کچھ نفع للّٰہ آیا دل کو بھی راحت۔ ہے نہ بابا اس طرح کے کلام جو نقابدار نے کیے شاپور شیردل سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہے نقابدار کسی پر عاشق ہے کہا کہ بابا جو کچھ تجھ پر گذرتی ہے سب فقیر پر روشن ہے کسی نے تیرے دل کو دکھ دے
رکھا ہے جان کو ستا رکھا ہے خدمت فقیر کی کر مطلب تیرا حاصل ہو جائیگا ایک تعویذ میں وہ ابھی ابھی تیرے پاس
دوڑی ہوئی چلی آئیگی یہ بات تھی کہ جو فقیر نے کہی نقابدار کا عقیدہ فقیر کی طرف جما اندر بارگاہ کے بلا لیا کچھ لوگ اور
آگئے فقیر نے کہا کہ بابا زیادہ دنیاداروں کو ہمارے پاس نہ جمع کرو انکے سایہ میں شیطان چھپا رہتا ہے ان لوگوں
کے ایمان ہاتھوں میں رہتے ساتھ دعا تاثیر نہیں کرتی ہے اور اگر انھوں نے کوئی تاثیر دیکھ لی تو بلا ہوکر فقیر کے پیچھے
لپٹ جاتے ہیں جان چھڑانا مشکل پڑ جاتی ہے نقابدار نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی یہاں نہ آئے سب بخوف نقابدار
باہر چلے گئے اور اندر آنے کا قصد نہ کیا اور اب اندر بارگاہ کے صرف اخضر سبز پوش ہے اور شاہ صاحب ہیں
اور انکے بالکے ہیں نقابدار نے پوچھا کہ مکان آپکا کہاں ہے فقیر نے جواب دیا کہ بابا بے مکانوں کا ہر جگہ مکان ہے
ہم جیسے فقیروں کا کیا گھر اور کیا مقام جس جگہ تکیہ لگی پڑ رہے آج یہاں کل وہاں نقابدار نے کہا آخر
وطن تو کہیں ہوگی ہم یہاں ملک [illegible] میں پیدا ہوا لیکن جب سے ایک مرشد کامل کے مرید ہوئے گھر چھوڑا بار
چھوڑا ترک دنیا کیا اب وطن اور اہل وطن سے کیا مطلب رہا اخضر سبز پوش نے کہا کہ اسم مبارک فقیر نے کہا
مجھکو سالک حق شناس کہتے ہیں اخضر نے کہا کہ آپ تو خود روشن ضمیر ہیں مجھ بے حال کا حال دل بیان کرنا بیکار ہے
بس اسکولی تم میرا معشوق بیوفا کے ملنے کی کیجیے شاہ صاحب نے کہا اچھا تھوڑی آگ اور لوبان اور گوگل
وغیرہ بخورات کی چیزیں منگواؤ نقابدار نے اسی وقت سب اشیا مہیا کیں شاہ جی نے بالکوں کو بھی پاس سے ہٹا
دیا اور بخور روشن کرکے تعویذ لکھا اور آگ میں ڈالا کہا کہ بابا اسکی دھونی میں بیٹھ کر دھواں تمھارے جسم میں لگے
جیسے ہی اخضر سبز پوش آگے بڑھا ایک طوطا دربارگاہ میں لٹکا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ اے اخضر سبز پوش
ارے کیا کرتا ہے ایسا عشق میں مبہوت ہوگیا کہ دوست دشمن کی شناخت جاتی رہی ارے یہ عیار ہے نام اسکا
شاپور شیردل ہے اگر اس دھونی کے قریب جائیگا بیہوش ہو جائیگا [illegible] تیرا اور دریافت کرنے آیا ہے یہ سنا تھا
کہ نقابدار جھجکا اور کہا کیوں مکار ہمارے ساتھ بھی فریب شاپور نے خنجر کمر سے کھینچا کہ اب تو راز فاش ہو چکا ہے اسے
مار کر نکل چلو لیکن جیسے ہی خنجر کھینچا نقابدار نے قمقمہ [illegible] شاپور کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا کچھ نہ سوجھا
اور عیاروں نے بھاگنے کا قصد کیا دروازہ نظر نہ آیا ہر طرف تاریکی معلوم ہوئی اخضر سبز پوش نے آواز دی
کہ ارے کوئی ہے۔ کچھ سبز پوش دوڑ کر حاضر ہوئے کہا ان سب کو گرفتار کرو انھوں نے ان عیاروں کی مشکیں
[illegible] نقابدار نے کہا کہ تم لوگ بڑے سرکش ہو لیکن منع کر دیا تھا پھر کہنا نہ مانا آخر گرفتار بلا ہوئے

بلا

ہرچند شاپور نے اور سب عیاروں نے کہا کہ ہم نہ جانتے تھے کہ آپ ایسے ہیں ورنہ کبھی نہ آتے اور قسم ہے سر
حمزۂ صاحبقران کی کہ ہم بارادۂ قتل نہیں آئے تھے آقا کی ہماری ممانعت تھی مگر یہاں پر عنود ہے کہ پیشہ ہمارا
مکاری ہے عادت قریب کی پڑ گئی ہے جو آپ سے بے دیکھے چلے جاتے نقابدار نے ایک ساعت نہ کی اور کہا
کہ ان سب کو ابھی نائب قدرت یعنی تجمل رازدان کی خدمت میں روانہ کرو لوگ انکو مسلسل و مطوق کر کے
لیکر پاس تجمل رازدان کے روانہ ہوئے لیکن اول قید چالاک ثانی کی چلی ہے پہلے اُسکا حال بیان ہوتا
ہے کہ ملازمان نقابدار اسود مغربی قیدان عیاروں کی لیے ہوئے چلے جاتے ہیں اور یہاں تجمل رازدان
دریچے میں بیٹھا ہوا ہے میلہ جمع ہو رہا ہے لوگ ہر طرف سے چلے آتے ہیں کہ دیکھا سامنے سے کچھ سیاہ پوش چند قیدیوں
کو لیے ہوئے چلے آتے ہیں کنارے پر تالاب کے پہونچکر انھوں نے آواز دی کہ اے نائب قدرت یہ عیاران لشکر اسلام
نیرنگ قدرت یعنے نقابدار سیہ پوش مغربی کو فریب دینے آئے تھے انھوں نے ان کو گرفتار کر کے درگاہ
عالی میں روانہ کیا ہے کیا حکم ہوتا ہے تجمل رازدان نے کہا کہ گرا دو ان سب کو اسی پانی میں اگر کچھ بھی
غیرت ہے تو یہ آپ ہی ڈوب کر مر جائیں گے یہ سُنکر چالاک ثانی نے فریاد کی کہ اے نائب قدرت ہماری خطا
معاف کیجیے اب آئندہ ایسی حرکت نہ ہوگی اور پہلے سن تو لیجیے لیکن اُن سیہ پوشوں نے یہ حکم پاتے ہی ان سب کو
پانی میں ڈھکیل دیا جو گرا ایک نہنگ پیدا ہوا اور اُسے نگل گیا یہاں تک کہ سب عیاروں کو نہنگ نگل گئے
اہل میلہ یہ حالت دیکھ کر تھرا گئے اور تصویر تمثال آئینہ رو کو سجدے کیے ضحاک پرست دل آذر نے بھی
صلصال دلاجور شاہ وغیرہ سے کہا کہ دیکھا آپ لوگوں نے یہ بھی عیار ہیں کہ جس ملک میں گئے تہلکے برپا
کر دیے لیکن یہاں کس طرح اسیر ہو کر غرق عرق خجالت ہوئے صلصال دلاجور شاہ کو ایک گونہ اطمینان
ہوا کہ واقعی یہاں یہ مقام سخت ہے امیر ثانی کو یہاں جنگ مشکل پڑیگی لیکن یہ خبر امیر ثانی کو پہونچی کہ چالاک ثانی
وغیرہ کوئی دس بارہ عیاروں کے قریب نقابدار سیاہ پوش پر عیاری کرنے گئے تھے وہاں گرفتار ہو کے
اور جو تالاب گردکوہ بیضا واقع ہے اُسمیں گرا دیے گئے امیر نے سنکر نہایت عیاروں کی نادانی پر تاسف کیا
کہ جنھے منع کر دیا تھا لیکن نہ مانا آخر اُسکی سزا پائی لیکن اُن عیاروں کا حال سُنیے کہ جس وقت تالاب میں گرا دیے
گئے اور نہنگ آکر انکو نگل گیا یہ سب بیہوش ہو گئے جس وقت آنکھ کھلی اپنے کو سامنے تجمل رازدان کے مسلسل
اور مطوق دیکھا تجمل رازدان نے کہا کہ پہچانا تمنے خداوند تمثال آئینہ رو کو چالاک ثانی چپ ہو کے کہا
کہ بیشک پہچانا وہ خداوند برحق ہے تجمل ہنسا اور کہا کہ ابھی نہیں پہچانا تم ان مگر اب پہچان جاؤ گے یہ کہکر ایک
تصویر جیب سے نکالی اور کہا ادھر دیکھو اور پہچانو اپنے خداوند کو چالاک ثانی کی نظر جہاں تصویر پر پڑی
بے اختیار ہو کر سجدے کو جھکا اور جس عیار نے اُس تصویر کو دیکھا سجدہ کیا یہاں تک کہ سب نے سجدے کیے اور
کہا کہ بیشک جب تک تو ہم لوگ اپنی جان بچانے کو مکاری کی باتیں کرتے تھے اب بیشک سچ جانا یہ خداوند
برحق ہے تجمل رازدان نے کہا کہ جو خطا انسان سے ہوتی ہے جبتک اُسکی سزا نہیں ہو لیتی ہے اُس وقت تک تسکین نہیں
ہوتا ہے اور عدالت خداوندی میں بھی فرق آتا ہے لہذا جو بے ادبی تم نے نیرنگ قدرت نقابدار سیاہ پوش
کے ساتھ کی تھی اُسکی سزا یہ ہے کہ فلاں صحرا میں جاؤ اور دن بھر گھانس چھیلو شام کو اسے لشکر میں لاکر بیچو اور رات
کو عبادت خداوند میں بسر کرو سب نے کہا کہ ہمیں بدل منظور ہے بھیج دیجیے تجمل رازدان نے کہا ابھی تھوڑی
دیر صبر کرو کہ کچھ ساتھ والے تمھارے اور پیدا ہونے والے ہیں کہ یکایک پھر ایک شور و غوغا ہوا تجمل رازدان

تالاب کے جانب متوجہ ہوا دیکھا کہ ملازمان نقابدار سفید پوش چند عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کیے ہوے
لیے چلے آتے ہین اب دریا ہیو بھکر آواز دی کہ او نائب قدرت نقابدار ابیض سفید پوش مشرقی نے ان
گناہگارونکو بھیجا ہے اب اُنکے حق مین کیا ارشاد ہوتا ہے تجمیل رازدان نے پوچھا کیا خطا کی تھی ان سب نے عرض
کی کہ جا نہ نکر لشکر مین ہیونچے دروازہ بارگاہ پر شور و غوغا کیا نقابدار کی نیند اُڑا دی آخرکار گرفتار ہوے
تجمیل رازدان نے کہا دھکیل دو ان سب کو اسی تالاب مین یہ سنکر سفید پوشون نے ان سب عیارون کو
تالاب مین دھکیل دیا ہر چند سنجر بلخی یزک خطائی ان سب نے شور کیا اور فریاد کی مگر اُنھون نے سماعت
نکی اور جو گرا اسکو نہنگ آکر نگل گیا یہ خبر بھی امیر کشورگیر کو پہنچی کہ یزک خطائی سنجر بلخی ابوالفتح صفاہانی
وغیرہ سب نقابدار سفید پوش کے بیان سے گرفتار ہوکر آئے تھے وہ بھی تالاب مین غرق کردیے گئے امیر
ثانی کو اور خجالت ہوئی اور ان عیاران نامی و گرامی کا صدمہ ہوا فرمایا کہ افسوس اپنی عزت بھی ڈبوئی اور
جانین بھی دین کسقدر نامعلوم ہوا کہ قضا ان لوگون کی اسیطرح لکھی تھی کہ ہم آنکھون سے مرتے ہوے دیکھین اور
زبان بھی ہلا نہ سکین وہان جو آنکھ ان عیارون کی کھلی ہے اپنے کو اسیر طلسم در زنجیر بیٹھے ہوے دیکھا اور سامنے
تجمیل رازدان کو پایا چالاک ثانی سے ملاقات ہوئی ابوالفتح وغیرہ نے دیکھا کہ کوئی سلام تک نہین
کرتا دیکھیں کہا کہ معلوم ہوتا ہے بسبب خوف جان کے یہ سب آداب بھولے ہوے ہین ایک عیار نے خود سلام
کیا کہ اگرچہ چالاک ثانی سن مین چھوٹا ہے مگر شان اسلام ہی ہے بندگی خدا کی ہے چالاک ثانی نے
عوض جواب سلام کے اور اس طرف سے منھ پھیر لیا سنجر بلخی وغیرہ خاموش ہو رہے کہ کچھ جنون اسے ہوگیا ہے
اگر فتاری کی شرمندگی کو کیسے تو اسی حال مین ہم بھی مبتلا ہین کہا اے چالاک ثانی مزاج کیسا ہے چالاک
ثانی نے کہا کہ تم لوگون سے میرا مزاج بہت اچھا ہے کیونکہ مین نے اپنے خداوند کو پہچان لیا اب مین تمھارے
گروہ سے الگ ہون مجھ سے بطور تمثال پرستان سلام کروگے تو جواب پاؤ گے یہ عیار پریشان ہوے کہ کیا
مرتد ہوگیا اگر تا ... تجمیل رازدان نے کہا کہ تم بھی خداوند کو پہچانو گے ان سب نے کہا اگر دیکھین گے
کیون نہ پہچانینگے تجمیل رازدان نے وہی تصویر ان سب کو بھی دکھائی بس تصویر کا دیکھنا تھا کہ دل
سب کے برگشتہ ہوگئے قلب پر سیاہی آگئی بے اختیار سجدے کو جھکے اور کہا اے نائب قدرت بیشک آج پہچانا تم
اپنے خداوند کو افسوس کہ اپنی عمر خداپرستی مین مفت برباد کی اور قبل اسکے خداوند کو کیا کیا کہا تھا مگر اب توبہ
کرتے ہین یہ کہکر منھ پر طمانچے مارنے لگے تجمیل رازدان نے قیدان کی دور کرائی اب چالاک ثانی نے ان
سب کو سلام کیا اور کہا کہ آپ ہمارے بڑے ہین خطا ہماری معاف کیجیے اس وقت تک آپ اور تھے ہم اور
تھے اب ہم اور آپ ایک ہوگئے یہ کہکر سب خوب گلے ملے تجمیل رازدان نے کہا کہ اب جو خطا تم سے ہوچکی
ہے اسکی سزا یہ ہے کہ دن بھر گھانس چھیلو اور شام کو لشکر نقابدار سفید پوش مین لاکر بھو رات عبادت خداوند
مین گذارو سب نے کہا ہمین دل سے منظور ہے کہ پھر شور و غوغا ہوا تجمیل رازدان نے دریچے مین آکر دیکھا
کہ کچھ عیار اور گرفتار چلے آتے ہین لب آب پہونچکر کچھ سرخ پوشون نے آواز دی کہ اے نائب قدرت
یہ عیاران سلام نقابدار احمر سرخ پوش شمالی کو دھوکا دینے گئے تھے وہان گرفتار ہوے تجمیل رازدان
نے کہا کہ گرا دو انکو اسی پانی مین سرخ پوشون نے ان سب کو بھی دھکیل دیا اور نہنگ آکر نگل گئے یہ خبر بھی امیر
کو پہونچی نہایت افسوس ہوا یہ لوگ بھی اسیطرح سامنے تجمیل رازدان کے پہونچے تصویر دیکھکر سجدے

سب کیے اعتقاد و برگشتہ ہوئے بعد اسکے سبز پوش شاپور شیر دل وغیرہ کو لیے ہوئے پہونچے اور حسب الحکم خداوند
تجمیل رازدان کے پانی مین گرایا جب آنکھ کھلی سامنے تجمیل رازدان کے پایا اور تصویر دیکھ کر سجدے
کیے تجمیل رازدان نے ان سب سے بھی یہی کہا کہ گھانس چھیلا کرو اور جسپر نقابدار سے گناہگار ہو شام کو اُسی
کے لشکر مین آکر پہونچ جایا کرو رات عبادت خداوند مین بسر کیا کرو سب نے بدل منظور کیا تجمیل رازدان نے چالاک
ثانی سے اور اُسکے عیارون سے کہا کہ تم لوگ یہ کہکر اس تالاب مین کود پڑو کہ اژدہا ہنگ قدرت مین بیابان سمت
مغرب مین پہونچا دے یا تو یہ سب ڈھکیل کر گرائے گئے تھے یا ایسے عقیدے سے زبردست ہوگئے کہ خود پانی مین
کود پڑے ہنگ کے منھ مین چلے گئے جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین دیکھا ایک ایک کھرپی پاس تھی گھانس
چھیلنے مین مصروف ہوئے بعد اسکے برق خطائی وغیرہ سے کہا کہ تم لوگ بھی یہ نیت کرکے کود پڑو کہ اژدہا ہنگ
قدرت ہمین بیابان سمت مشرق مین پہونچا دے یہ بھی پانی مین کودے ہنگ انکو نگل گیا جسوقت آنکھ کھلی
وہی ایک ایک کھرپی انھین بھی ملی گھانس چھیلنے مین مصروف ہوئے بعد اسکے سرخ پوش بیابان سمت شمال
کے قصد سے کودے ہنگ نے انکو شمال مین پہونچا دیا سبز پوش جنوب مین نکلے اب ان سب کی یہ حالت
ہے کہ دن بھر گھانس چھیلتے ہین شام کو چالاک ثانی وغیرہ نقابدار سیہ پوش کے لشکر مین آکر گھانس بیچ جاتے
ہین جو کچھ ملتا ہے اُسمین بسر کرتے ہین رات کو یاد خداوند تمثال آئینہ رو کے نعرے بلند ہوتے ہین اسطرح سب
عیارون بھی گھانس چھیلتے ہین شام کو نقابدارون کے لشکرون مین جا جا کر گھانس بیچتے ہین رات بھر تمثال
آئینہ رو کو پکارتے ہین یہ خبر امیر ثانی کو پہونچی اور عیار جو بالا دو ہی کیواسطے نکلے تھے انھون نے ان عیارون
کو سمجھایا کہ چلے چلو لشکر اسلام مین ہم خطائین تمھاری امیر سے معاف کرا دینگے عیارون نے جواب دیا کہ اب ہم سے اور
امیر سے کیا واسطہ ہے وہ خدا پرست ہین خداوند تمثال آئینہ رو کے ماننے والے اب ہم نے اپنے خداوند کو
پہچان لیا ہمین یہ گھانس چھیلنا قبول اور کہین کی سلطنت نہین قبول عیارون نے آکر امیر سے سب کی حالت
بیان کی امیر کو ان سب کے مرتد ہو جانے کا افسوس ہوا اور فرمایا کہ اس سے تو کمبخت مر جاتے تو اچھا
تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہان سب کارخانہ سحر کا ہے خدا انجام بخیر کرے ان عیارون کی تو یہ حالت ہوئی لیکن اور
عیارون کو خوف ہوا کہ اگر ہم کوئی عیاری کرینگے تو ہماری بھی یہی حالت ہوگی جب ایسے ایسے عیار یون گرفتار
ہوئے تو ہماری کیا حقیقت ہے مگر اب دن میلے کا آیا اور ہر طرف تیاری میلے کی ہوئی دکانین آراستہ ہوئین
بہروپیون نے روپ بدل بدل کر پھرنا اور روپیے کمانا شروع کیا کسی جگہ چرخ ہو رہا گردش مین تھا رنگ اور
وہ جوان بھی جنکے مزاج مین بچپنے کی بو تھی چرخ ہو رہے پر بیٹھے ہوئے نشیب و فراز دنیا کی سیر کر رہے تھے گردش
فلکی کا تماشا دیکھ رہے تھے کہین ساقنون کی دوکانین برابر سے آراستہ تھین نشہ بازون کا مجمع تھا دم زدن
سے دھوئین اڑ رہے تھے اسقدر دھوان بلند ہوا تھا کہ گویا ایک ابر چھایا ہوا تھا کسی مقام پر تنبولیون کے
تخت لگے ہوئے تھے تماشبینون کے مجمع تھے دو دو روپے ایک گلوری کی قیمت پہونچ گئی تھی یار لوگون کے مجمع
تھے کسی مقام پر ریچھ والے بندر والے ڈگڈگی بجا رہے تھے لڑکون کو تماشے دکھا رہے تھے جانور سے آدمی کا
کام لے رہے تھے کہین بیا ہاتھ پر بیٹھا ہوا توپ مین چھوڑ رہا تھا درختون کی پتیان لا رہا تھا کہین طوطا بھی اڑا رہا تھا
کسی جا تخت سہاگون کے اڑتے ہوئے تھے لاگین ہو رہی تھین کوئی چھری نگل رہا تھا کوئی پانی پیکر ہوا اگل
رہا تھا انواع اقسام کی لاگین ہو رہی تھین دیکھنے والے حیرت مین تھے کہین افیونیون کا مجمع تھا سب جمع کیے

ہوے بیٹھے تھے گنے چھیل رہے تھے چھلکوں کا ڈھیر تھا مکھیاں بھنک رہی تھیں افیون گھل رہی تھی قصے ادھر ادھر
کے ہو رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ کیا کہیں یار عجب طرح کا معرکہ سنے میں آیا ہے لوگ کہتے ہیں کہ کسی شہر میں بکری کے یہاں
اونٹ کا بچہ پیدا ہوا اس نے کہا بیشک سچ ہے کوئی اسمیں فرق نہیں ہے ایک نے کہا کہ ہمارے یہاں مرغی نے طوطے کا بچہ
کوئی بولا چیل بلی کو اٹھا لیگئی اس اس طرح کی باتیں ہوتی تھیں افیم ہزاروں قسمیں کہ ہاں سچ ہے باب نے ایک
گنڈیری چھیل اس کے بیچ میں ٹکڑے کیے سب کو بانٹے اگر ادھر سے کوئی نارنگی والا آگیا ب نے کہا کہ جلد جاؤ یہاں
تمھاری آواز سے نشہ کم ہوا جاتا ہے کیا کھٹی چیز بیچنے لائے ہو تمھیں خاک نفع ہوگا کسی مقام پر نشیان ناچ رہی ہیں اگر
کوچے میں بازاریوں کا ہجوم ہے دولت چوری انعام میں دی جا رہی ہے تالاب کے گرد لوگوں کا ہجوم ہے وسط تالاب
میں تصویر تمثال آئینہ رو کی نصب ہے لوگ سجدے کرتے جاتے ہیں ہار پھول پانی میں پھینکتے ہیں ہاتھ منہ دھوتے
اور پانی پیتے ہیں آنکھوں سے لگاتے ہیں جسکو جو کچھ نصیب ہے حسب لیاقت روپیہ اشرفی جواہر وغیرہ اسی تالاب
میں پھینکتے ہیں ہر طرف کٹورہ کھنک رہا ہے ہنگامہ گرم ہے لڑکے کھلونے خرید رہے ہیں یہاں تک کہ جو سات روز میلے
کے ہیں تھے ساتویں روز تک یہ ہنگامہ گرم رہا رات کو چراغاں کا لطف رہتا تھا خلقت کا ہجوم کھوے سے کھوا
چھلتا تھا جب روز آخر ہوا نوذر کجکلاہ اپنے باپ طوس زرین تاج کے ہمراہ بر لب تالاب پہنچا تمام
کیفیت دیکھی کہ خلقت کا ہجوم ہے لوگ روپیہ پیسا پھینک رہے ہیں نوذر کجکلاہ جو اصل میں عمرو ثانی ہے سمجھا
میں اس کے پانی بھرا ہے کہ تمام تالاب میں سونا جواہر اشرفی ہوگا کیونکر لینا چاہیے یہ دل میں خیال کرکے کہا کہ اب
ان لوگوں سے علٰحدہ ہونا بہتر ہے ورنہ تدبیر نہ بن پڑیگی آج روز آخر ہے کل میلا برخاست ہوگا میلے سے زیادہ اس
مقام پر کسی کے ٹھہرنے کا حکم نہیں ہے سب اپنے اپنے مکان کو رہی ہونگے طوس بھی اپنے شہر کیطرف جائیگا جس وقت
طوس زرین تاج سجدہ اس تصویر کو کرکے پھرا نوذر سے کہا اے فرزند چلو نوذر نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ
ہر وقت تصویر خداوند کو دیکھا کروں ایک لحظہ یہاں سے نہ جاؤں طوس نے کہا بیٹا بعد میلے کے یہاں ٹھہرنے کا حکم نہیں
ہے لہذا چلو نوذر نے کہا کہ کل شام تک یہاں رہنے کا اختیار ہے پرسوں البتہ یہاں کوئی نہ ہوگا میں شب کو چلا آؤنگا
طوس نے کہا زیادہ ورزش کرنا تمہارا شوق اچھا ہے جسقدر خداوند کو پسند ہو زیادہ دوستی میں بھی آدمی انتہا
ہے یہ کہکر طوس زرین تاج تو چلا آیا لیکن عمرو ثانی جو بشکل نوذر بنا ہوا تھا منتظر کھڑا ہوا تھا کہ مجمع کم ہو تو اپنا
کام کروں اب شام ہوئی لوگ رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مقام کیطرف متوجہ ہوئے کہ شب کو سو رہیں صبح کو یہاں سے
جانا ہوگا رخصت سفر ہو چکی ہے جب بارہ بجے رات کے اور تالاب پر سناٹا ہوا دیکھا عمرو ثانی نے کہ اب کوئی نہیں
ہے نوذر بنی کر زنبیل سے نکالکر ایک سی بیہوشی دیگر میں ملا دیا اور آپ جال الیاسی مار کر کہا کہ جسقدر روپیہ جواہر
اشرفی ہے سب اسمیں آجائے اب جو جال کھینچا تو جو کچھ تالاب میں تھا مع تصویر تمثال آئینہ رو سب کھنچ آیا عمرو ثانی
نے سب داخل زنبیل کیا اور وہاں سے چلتے ہوئے یہاں لشکر امیر میں عیار جا جا کر رہے تھے کہ خواجہ سلامت کا پتا
نہیں ہے نہیں معلوم کس طرف گم ہیں کہیں وہ بھی کسی افتاد میں نہ پھنس گئے ہوں اور عیاروں کا تو پتا لگتا ہے ان کا
کہیں ذکر نہیں سنا امیر ثانی بھی نہایت تشویش میں ہیں فرماتے ہیں کہ خدا اس دزد مکار کو یہاں کے سیر تماشے
سے بچائے ایسا نہ ہو کہیں پھنس جائے تو قیامت ہو میں منع کرتے ہوئے ہوں کسی کو نہ چھوڑوں گا چلے سے منع کر دیا ہے
پہچانے ماتکدہ سرا کو پہنچے تھا کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر آواز زنگلہ بلند ہوئی دیکھا امیر نے کہ عمرو ثانی
چلے آتے ہیں عمرو نے امیر کو اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا آکر کرسی پر جلوہ افگن ہوئے امیر نے پوچھا خواجہ

کہان گئے تھے میلے کی سیر کی بھی کسی کو لوٹا تو نہین عمرو نے کہا حمزہ جب تو یہ کہیگا تو دشمن حق ناحق کو طوفان
جوڑ دینگے خبردار ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیری آنکھ مین ذرا مروت نہین ہے اگر کوئی جھوٹ موٹ بھی کچھ بات
کردے تو عمرو سے بگڑ جائیگا دشمن ہو جائیگا تیری عقل اور بے مروتی سے خدا پناہ مین رکھے زمانہ پر آشوب ہے اور یہ
مثل مشہور ہے کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندا کرتی ہے ابھی تیرے لشکر کے عیار چارون نقابدار وہی یہان
گرفتار ہو چکے ہین سب کا اعتبار اٹھ گیا چور اور ساہوکار سب برابر ہوگئے امیر نے فرمایا کہ ایک ہی تو ساہو تھا
ہے اور سب چور ہین ارے اُن بیچارون کو سال بھر مین تو اتنا نصیب نہین ہوتا جو تو ایک روز مین لوٹ لاتا
ہے عمرو و تاقی نے کہا کہ حمزہ اب مین دم بھر تیرے پاس سے نہ جاؤنگا نہ تو کسی کام کو مجھے بھیجنا یہان کا تو یہ
رنگ ہے لیکن جب میلہ برخاست ہوگیا تو صبح کے وقت تجمل رازدان نے اُن لوگون کو جو مال تالاب سے نکالنے
پر تعین تھے بھیجا اور کہا کہ دیکھو اس سال کسقدر آمدنی ہوئی ہے کہ حساب لگا کر خدمت مین خداوند کے روانہ
کیجائے لوگ جال ہاتھون مین لیکر روانہ ہوئے یہان نوذر کجکلاہ قریب صبح جو نکا بیہوشی رفع ہوئی اپنے
کو تالاب پر پایا حیران تھا کہ یا تو وہ صحرا پری سے ملاقات اپنا خیمہ یا ایک اندھیری کوٹھری مین جاکر بند ہوئے
یا اب یہ ایک نئے مقام پر ہین خدا جانے یہ کونسا مقام ہے یہ اسی کشمکش مین تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ جال
ہاتھون مین لیے ہوئے نمودار ہوئے اُن لوگون نے جو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہے کہ چہرے سے اُسکے نشان
شاہی و شہریاری ہویدا ہے تاج مرصع برسر جامۂ شہنشاہی در بر مگر بے سامان لوگون نے کہا کہ آپ کون ہین خلاف
وقت اس مقام پر کیون کھڑے ہین نوذر نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اُنھون نے کہا کہ کیا طلسم مین آپکے خلل آگیا ہے
یہ ایسا مقام مشہور اگر آپکو نام اس مقام کا نہین معلوم ہوا تھا تو بیحد تعجب کیونکر ہو سکے نوذر نے کہا کہ مین اپنا ماجرا
کیا بیان کرون یہ کہکر اول سے پری کا ملنا اور پھر ایک اندھیری کوٹھری مین بند ہونا پھر بعد کم زمانے کے اس مقام پر
نکلنا سب بیان کیا وہ لوگ بھی یہ سنکر حیرت مین آگئے بعضون نے کہا کہ نہین معلوم کیا اسرار ہے اسے خداوند جانین
بعضون نے کہا کہ میان اسے خلل دماغ ہوگیا ہے آؤ اپنا کام کرو غرضکہ دو چار اسکی باتون مین الجھے رہے باقیون
نے غوطے لگائے جال مارنا شروع کیے لیکن کوئی کنکری تک تالاب مین سے باہر نہ نکلی سب حیران تھے کسی نے
کہا کہ ابھی کیا کسی نے کچھ نہین چڑھایا کوئی بولا ہم نے اپنی آنکھون سے اشرفی روپیہ پھینکتے دیکھا ہے کسی نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے اسی شخص نے مال لیا ہے اب یہ چال اپنی بچانے کے لیے بہکی بہکی باتین کرتا ہے بعضون نے کہا
کہ یہ اکیلا اتنا مال کیونکر نکال لیجا سکتا ہے کسی نے کہا کہ اور لوگون کے ہاتھ بھیج دیا ہوگا ایک آدھ جو پڑا رہا
کرا رہے میان اور غضب دیکھو خداوند کی تصویر بھی تو نہین ہے کسی نے کہا میان اس بیچارے پر کیون الزام
رکھتے ہو فرشتگان قدرت اگر لیگئے ہونگے خداوند پاس پہنچا دیا ہوگا اتنی بڑی تصویر خداوند کی جسکا لنگر
کئی ہزار من کا تھا بشر کا یہ کام تھا کہ اسے چرا لیجاتا جنبش بھی تو نہین ہو سکتی یہان یہی باتین تھین لیکن وہان
صبح کو طوس زرین تاج جو خواب سے بیدار ہوا پوچھا کہ صاحبزادے آرام کرکے اٹھے یا نہین لوگون
نے بیان کیا کہ حضور وہ تو ابھی تک تالاب قدرت پر سے نہین آئے شب کو جب لوگ بلانے گئے تھے انہین حقیقت
کردیا کہ تم یہان نہ ٹھہرو ہمین کچھ یاد کی باتین خداوند سے عرض کرنا ہین اور وہ باتین بہت ہین خبردار اب
آنا آخر ہم مجبور ہوکر چلے آئے طوس نے کہا جاؤ اور ہماری طرف سے کہنا کہ باتون سے فرصت ہوئی یا نہین
بس زیادہ دماغ خداوند کا نہ پریشان کرو چلے آؤ لوگ دوڑے ہوئے قریب تالاب کے دیکھا کہ نوذر کجکلاہ

سو لوگ گھیرے ہوے کھڑے ہیں نوذر ایک ایک سے کہ رہا ہی کہ میں نہیں جانتا کہ میں یہانتک کیونکر پہونچا لوگ
کہتے ہیں کہ اس باتیں بنانے سے کام نہ نکلے گا یا خدمت میں نائب قدرت کے چلو یا مال کا پتا بتاؤ نوذر عاجز اور پریشان
ہو رہا ہی کہ کیا کرین کیا نہ کرین اور وہ لوگ پریشان کر رہے ہیں یہ لوگ جو نوذر کی تلاش میں آئے تھے یہ معرکہ دیکھکر
خدمت میں طوس زرین تاج کے آئے اور بیان کیا کہ صاحبزادے آپکے گرفتار ہو بیٹھے ہیں لوگ کہ رہے ہیں یا
یا مال بتا یا نائب خداوند کے پاس چلو وہ جیسا تمھارے حق میں بہتر جانینگے ویسا کرینگے اور نوذر کہتا ہی
ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا معاملہ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کون مقام ہی میں یہانتک کیونکر آیا
میں تو فلان صحرا میں اپنے خیمے میں تھا صبح کو طرف کوہ بیضا کے جانے والا تھا طوس یہ سنکر بہت گھبرایا کہا کہ منع
کرتے تھے کہنا نہ مانا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ بے ادبی اس سے ہوئی یا کوئی بات مزاج خداوند کے خلاف گذری عتاب
نازل ہوا اسے جنون ہو گیا یا یہ ہوا ہی کہ شب کا وقت تھا کسی پری یا جن کا اسپر سایہ ہو گیا کیونکہ اس مقام متبرک
پر رہنے کی طاقت نہیں ہی معلوم ہوتا ہی کہ شب کا وقت بھی جن کے رہنے کا ہی انسان میں اور ان میں دشمنی ہی اسی سے
خداوند نے دن کا وقت ہمارے لیے اور شب کا وقت انکے واسطے معین فرمایا ہی غرضکہ اولاد کی محبت بری چیز ہوتی ہی
گھبرایا ہوا تالاب پر آیا دیکھا کہ واقعی میں لوگ نوذر کو گھیرے ہوے کھڑے ہوے ہیں اور کہ رہے ہیں کہ تو ہی
مال یہاں کا لیگیا ہے ہم ضرور نائب خداوند کے پاس لیچلینگے اتنے میں دیکھا کہ سواری نائب خداوند تخیل
رازدان کی آتی ہی سب باادب ہو کر علحدہ ہو گئے تخیل رازدان نے آتے ہی پوچھا کہ کسقدر مال تالاب
سے نکلا لوگوں نے بیان کیا کہ عجب طرح کا معاملہ گذرا ہی کہ یہاں سے باہر ہر مال کے نام خاک بھی تالاب سے نہیں
نکلی ہاں ایک یہ شخص بیشک خلاف وقت یہاں ملا تو اس سے پوچھ رہے ہیں تخیل رازدان نے کہا کہ تم لوگ
بے سبب مشغول ہو کہ اسے پریشان کر رہے ہو ہاں اتنی خطا اسکی ضرور ہی کہ خلاف وقت یہ یہاں رہا تو خیر یہ سکتا
ہی کہ عشق خداوندی میں یہ یہاں سے نہ گیا طوس زرین تاج نے اتنی بات اپنے مطلب کی جو تخیل رازدان
کی زبانی سنی کہا کہ حضور پر سب روشن ہی یہ فرزند میرا خود شاہزادہ ہی خداوند نے ملک و مال سب کچھ دیا ہی اسے
کیا ضرورت تھی جو یہ چراتا تو کہاں لیجاتا اگر نکلتا کوئی تو لیجا بھی تو اسقدر مال کیونکر تالاب سے نکالتا اور کہاں
لیجاتا تخیل رازدان نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مگر جب یہ شب بھر یہاں رہا تو اسنے لیجانیوالے کو بھی ضرور دیکھا ہوگا
انکا نشان اس سے پوچھنا چاہیے یہ کہکر نوذر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم بیان کرو کہ شب کو کون یہاں
آیا اور تمام مال خداوندی اس نے چرایا نوذر نے کہا میں حیران ہوں کہ میں کیا بیان کروں میں تو فلان صحرا تک کا
حال جانتا ہون مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میں یہاں تک کیونکر پہونچا اور یہ مقام کونسا ہی نوذر نے کہا کہ اگر آپ نائب
قدرت ہیں تو آپ پر سب کچھ روشن ہوگا مجھے میلے کے ایک روز قبل تک کی بخوبی خبر ہی کہ میں بیابان خرم میں
شکار کھیلتا ہوا پہونچا تھا شب کو سو رہا صبح کو کوچ کا قصد تھا پھر میں نے اپنے کو ایک مقام تاریک پر پایا کہ نہ
ان دن کا حال معلوم ہوتا تھا نہ رات کا شب کو کوئی شخص آکر سوکھے ٹکڑے اور ایک جام پانی کا دیجاتا تھا اندازہ
بیشک ہو سکتا ہی کہ میں وہاں کئی روز رہا اسکے بعد جو آنکھ کھلی تو میں نے اپنے کو یہاں پایا ان لوگوں کو آتے دیکھا انھوں نے
پہلے جال ڈالے تالاب میں غوطے لگائے اسکے بعد مجھکو گرفتار کر لیا یہ باتیں سنکر تخیل رازدان کے ہوش اڑ گئے
کہ یہ تو نئی بات کہتا ہی طوس بھی گھبرایا کہا کہ ای فرزند ابھی شب کو تو میں خود تجھے یہاں چھوڑ گیا ہون تو نے کہا تھا
کہ میں آج کی رات یہیں عبادت میں بسر کرونگا صبح کو آپ کے ہمراہ چلونگا اسوقت تو صحرا کا پتا دیتا ہی یہ تجھے کیا

ہوگیا ہے نوذر نے حیرت سے باپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں جس وقت ہم سب دشمن
ہو جاتے ہیں میں آپکو کیونکر دروغگو کہوں سوا اسکے کہ میں جھوٹا ہوں خیر اگر میں سچا ہوں تو خداوند آپ مجھکو بچا لیگا
اور بظاہر تو سراسر جھوٹا ہوں نائب خداوند جیسی چاہے مجھے سزا دیں ابھی یہ کلمات حسرت آیات اس طرح
کہے کہ طوس کا تو دل بھر گیا تخیل بھی سر بزانو ہوا کہ بغیر مقدمہ صاف ہوئے ایسے سزا کیونکر دی جا سکتی ہے آخر
کہا کہ اے نوذر تو نہ گھبرا ہم اس حال سے خداوند کو مطلع کرتے ہیں وہ سب جانتا ہے جو بات اصل ہوگی وہ
معلوم ہو جائیگی تو ہمارے ساتھ چل یہ کہکر طوس اور نوذر کو اپنے ہمراہ لیا قلعۂ ضحاکیہ میں آیا ضحاک لعین دراز
سے سارا معرکہ بیان کیا صلصال ولاچور وشاہ کرصد باتماشے عیاران لشکر اسلام کے پیچھے گئی ہیں انجمن
نے کہا اے نائب قدرت یہ کام عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی یا کسی اور عیار نامی کا ہے تخیل اندوان نے کہا کہ
ہم بغیر خداوند سے دریافت کیے ہوئے کسی پر الزام کیونکر رکھ سکتے ہیں اگر کوئی دلیل پوچھیگا تو کیا بیان
کرینگے یہ کہکر اسیوقت ایک عرضی لکھی جس میں تمام حال مفصل نکلنا مال کا تالاب سے اور ناپدید ہوجانا تصویر کا اور
بیان نوذر بدنہاد کا سب تحریر کر کے یہ لکھا کہ اس راز کو سوا خداوند کے کون جان سکتا ہے لیکن ہم بندے نہایت
پریشان ہیں امیدوار ہیں کہ حقیقت حال سے مطلع فرمائیے اور وہ عرضی ملفوف کر کے ایک جادوگر کے ہاتھ
پاس تمثال آئینہ رو کے روانہ کی اور آپ منتظر جواب ہو کر قلعۂ ضحاکیہ میں قیام کیا لیکن وہ ساحر جو عرضی
لیے ہوئے شہر شعبدہ میں پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کرا بھیجی تمثال آئینہ رو نے طلب کیا جسوقت قاصد
یہ عرضی لیے ہوئے سامنے تمثال آئینہ رو کے ہو گیا چہرے پر اسکے نقاب پڑی ہوئی تھی وجہ یہ ہے کہ جو کوئی صورت
نحس اس ملعون کی دیکھ لیتا ہے وہ بیہوش ہو جاتا ہے تمثال آئینہ رو نے عرضی لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا
ہنسا دیوار کے جانب نظر کی اندر اس مقبرے کے صدہا تصویریں لگی ہوئی ہیں ایک تصویر سے کہا کہ حال اس
معرکہ کا مفصل بیان کر یہ سنتا تھا کہ وہ تصویر گویا ہوئی کہ یا خداوند عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی اسکا ہے پیچ
اسی کے بنائے ہوئے ہیں مال لیکر آپ اس طرح علیحدہ ہو رہا کہ کوئی گمان بھی نہیں کر سکتا پہلے وہ ایک مٹی کی
صورت بنکر صحرا میں گیا ادھر سے نوذر آتا تھا نوذر اُسے عورت سمجھکر اُس پہ عاشق ہوا اپنے خیمہ میں لیگیا
عمرو نے نوذر کو بیہوش کر کے زنبیل میں ڈال لیا آپ اسکی صورت بنکر تالاب پر طوس کے ہمراہ آیا مال دیکھکر
طمع دامنگیر ہوئی طوس سے بہانہ کیا کہ میں شب کو یہاں عبادت کرونگا لیکن رات کو اُسنے تمام مال جو نذر
خداوند ہوا تھا جال مار کر تالاب سے کھینچ لیا بلکہ تصویر خداوند بھی اُسی کے پاس ہے آپ تو وہاں سے جاکر
لشکر اسلام میں مل گیا اب میرے پاس ساہوکار بنا ہوا بیٹھا ہے نوذر کو کئی دن کے بعد زنبیل سے نکالکر وہاں
چھوڑ آیا جو لوگ مال نکالنے پر متعین ہیں جسوقت تالاب پر ہونگے فلاں وقت اُسے دیکھا تھا اسیوقت مال
بھی تالاب سے نہ نکلا شک گذرا اور اس بیچارے بیقصور کو گرفتار کیا اصل میں چور عمرو ہے پیشتر تخیل کے
قاصد ملے دوبارہ تمثال آئینہ رو کو سجدہ کیا اور کہا یا خداوند تجھ سے کوئی بات نہیں چھپی ہے تمثال آئینہ رو
نے ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے نائب قدرت اس طور سے عمرو عیار نے آکر سب
مال لوٹا اور تمام کیفیت جو تصویر نے بیان کی تھی مفصل تحریر کی اور لکھا کہ یہ نامہ پاس حمزہ ثانی کے
بھیجدینا اور کہلا بھیجنا کہ تمہارا سا مرد ذی مرتبت اور ایسے ایسے چوروں کو رفاقت میں رکھتا ہے معلوم ہوا کہ تمہاری
صاحبقرانی انھیں سب کے بدولت ہے پس تمہیں لائق و لازم یہ ہے کہ اسی وقت باندھ کر عمرو ثانی کو پاس

ہمارے روانہ کرو وہ چور ہمارا ہے ہم جانے اُسکی تحسین جانے شہزادین جسوقت خط کا مضمون تمام ہوا تمثال
آئینہ رو نے انگشتری قاصد کو دیا قاصد خط لیکر پاس تجمل راز دان کے آیا تجمل نے نامہ خداوند کا سرنگون
ہے لگایا لفافہ چاک کرکے پڑھا حقیقت حال سے آگاہی ہوئی صلصال نے کہا کہ اے نائب قدرت دیکھا
آپنے ہم نہ کہتے تھے کہ یہ کام انھین لوگون کا ہے کہ جنکے عقل جگر مین آئے بعید سمجھ مین نہ آئے لیکن تجمل
نے وہی نامہ اُٹھا کر پاس امیر ثانی کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ شرط مروت یہ ہے کہ آپ اسیوقت عمرو ثانی
کو باندھ کر خدمت مین خداوند کے پاس ہمارے بھیجدیجے ضحاک ریش دراز یہ نامہ لیکر آپ خدمت بابرکت
امیر ثانی مین روانہ ہوا لیکن اول خبر امیر کو اس غلغلہ کے پہونچی کہ کوئی تمام روپیہ اشرفی مع تصویر خداوند
کے تالاب سے نکال لیگیا امیر پہلے تو نہایت متحیر ہوے پھر کچھ کھٹکے کہ کہین عمرو نے تو یہ حرکت نہین کی پھر
خیال ہوا کہ عمرو تو شب سے میرے پاس موجود ہے اور یہ واقعہ صبح کا ہے لیکن احتیاطاً پوچھا کہ خواجہ اتنا مال کا
غائب ہو جانا خالی بنا نیگا خیر و ابست ہوتا تو خیر جیسا تھا وہ صبر کرتا یہ تو کئی ملکون کے خراج کے برابر روپیہ
گیا ہے اسپر یہ کس قدر کی بات ہے کہ تصویر انکے خداوند کی گم ہوئی ہے ضرور وہ لوگ خاک چھانینگے مگر چور کو پیدا
کرینگے کہین تم نے تو یہ حرکت نہین کی اگر ایسا کیا ہے تو جان کہان ہے وہان چینک آرائی مین بہتری ہے ورنہ یہ
تال مجھے نہین سکتا یہان سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے ایسا ہو کہ خلل اور عیارون کے تم بھی گرفتار بلا ہو عمرو
نے کہا حضرت بھلا کوئی عقل کی بات ہے کہ اتنا بڑا تالاب اسقدر مال اُس مین سے کیونکر نکالا گیا اور کون
لیگیا اور جو لیجائیگا وہ جاے گا کہان یہان کے لوگ مکان مین کسی نہ کسی پر سحر ڈالینگے اور عجب نہین ہے کہ یہ طوفان
میرے ہی اوپر کھڑا ہو سب جانتے ہین کہ حمزہ بڑا رعب والا ہے کوئی الزام حمزہ پر لگا دے اپنی غیرت مین آپ
ہی دیگا ورنہ رسواے خلق ہوگا مین بیچارہ ٹکے کا پیادہ اگر چراتا بھی تو اپنی حیثیت کے موافق یا اسقدر چرا
لیتا اگر ایسی ہی چوری کرتا تو آجتک ایک ملک نہ خرید لیتا تیرے میان تین روپیے مہینے کی نوکری کرکے ہزار طرح
کی مصیبتین کیون اُٹھاتا دوسرے یہ کہ تو جانتا ہے کہ مین پانی سے کسقدر ڈرتا ہون جان سے زیادہ مال نہین
پیارا ہوتا ہے بھلا مین پانی مین کودتا اور غوطے لگاتا بھی تو اکیلا اتنا مال کیونکر نکالتا دوسرے یہ کہ اتنی بڑی
تصویر جسکو لیکن دو چار سو آدمی جنبش دیتے جب بھی اپنی جگہ سے نہ ہلتی مجھ سا نحیف و نزار آدمی اُسے کیونکر
چرالاتا بھلا کوئی عقل کی بات ہے عمرو نے ایسی باتین بنائین کہ امیر کو جو خیال ہوا تھا مطلق جاتا رہا اتنے مین
ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ضحاک ریش دراز آتا ہے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یا اللہ خدا خیر کرے مگر امیر ثانی
نے شاہان ہفت ملک کو براے استقبال روانہ کیا کیونکہ ایک تو حیان کی تواضع کا خیال دوسرے یہ کہ ابھی
خاص میرے کوئی بگاڑ نہین پڑا ہے تیسرے یہ کہ وہ بھی ایک مرد ذی عزت ہے حاکم کوہ سیمیا ہے شاہان
ہفت کشور گئے اور ضحاک ریش دراز کو استقبال کرکے لائے امیر نے بیٹھنے کو دنگل عنایت فرمایا ضحاک
نے بیٹھتے ہی بیٹھے وہ نامہ تجمل راز دان کا پیش کیا امیر نے دبیر کو دیا اسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا اب
عمرو نے پہلو بدلنا شروع کیے فقرے دل سے تجویز نے لگا کہ کسی بہانے سے اُٹھکر یہان سے چلا جاؤن ایسا
نہ ہو کہ بات میری نسبت لکھی ہو مگر مجبور جب مشہور کرکے زیادہ خوف مین آئے حواس گم ہو گئے مین کوئی بہانہ سمجھ مین
نہ آیا لیکن جسوقت دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا اور سب اہل دربار مع امیر ثانی اور بادشاہ اسلام
سننے لگے صاف صاف تحریر تھا کہ حمزہ ثانی معلوم ہوا کہ تمھاری صاحبقرانی انھیں عیارون کے زور

پر بھی واقعی میں کہ عیاروں کا تمھارے مثل و جواب نہیں ہے لیکن یہ وہ مقام نہیں ہے جہاں کسی کی تدبیر چل سکے
باوصفیکہ ہمنے پہلے سے آگاہ کر دیا تھا کہ اپنے عیاروں سے منع کر دو کہ یہاں کوئی بے عنوانی نہ کریں امیر بھی ان
لوگون نے نہ مانا معلوم ہوتا ہے کہ تمنے کسی پر حکم قطعی نہیں جاری کیا یا یہ کہ تمھارے ملازمین شاید کہنے میں
نہیں ہیں تمھارا رعب نہیں مانتے ہیں عمرو ثانی نے یہ حرکت کی کہ اسطرح خفی ہنکر نوذر کجکلاہ کو بیہوش کر کے
اپنے پاس زنبیل میں ڈال رکھا اور نوذر بنا ہوا تالاب پر ہو کے شب کو جال مار کر تمام مال اسباب تمہارے
خداوند کے لے گیا اور نوذر اصلی کو یہان چھوڑ گیا ہم سب حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے لیکن جب خداوندی کی خدمت
مین اطلاع کی تو حال مفصل معلوم ہوا اسنے وہ حرکت کی کہ اتنی بڑی آمدنی جو مقام جیب سے سال بھر کی
تھا سب لوٹ لے گیا اب یہ بتاؤ کہ جن کا موقع ہے یہ مال صرف ہوتا تھا وہ خزانہ خداوندی ہی سے کیونکر صرف کیا
جاوے یا تم دو گے لہذا بہتر و مناسب یہی ہے کہ اس دزد مکار کو باندھکر ہمارے پاس بھیجدو اگرچہ اسکی گرفتاری میں ہم
عاجز نہیں تھے اگر چاہتے تو خود گرفتار کر لیتے لیکن پھر ہمنے تمھارا پاس کیا اور اگر خلاف اسکے ہوا تو ہم خود آ کے
گرفتار کر لین گے لیکن اسوقت تک ہمارے تمھارے کوئی امر خلاف عہد نہیں ہوا ہے لہذا بہتر و مناسب یہی
ہے کہ عمرو ثانی کو مع مال و اسباب گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کرو ہم خدمت خداوندی میں اسے بھیجینگے
خداوند اسکے حق میں جیسا بہتر جانیگا وہ کریگا جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا عمرو کے تو چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں
رنگ رو متغیر ہو گیا امیر بادو قیر غصے میں تھر تھر کانپنے لگے سرداران لشکر اسلام مثل لندھور ثانی مالک
ثانی بدیع الزمان نامور گنجر و دلاور وغیرہ سب سر بزانو بنہایت متعجب تھے اور دل میں کہتے تھے کہ عمرو سے
بھی کچھ بڑھا ہوا ہے اپنے باپ پر بھی فوق لیگیا ہے اس قیامت کی عیاری کی کہ سب کو حیرت میں ڈالدیا اگر وہ
لوگ بزور سرپنہ دریافت کرتے تو زندگی بھر یہ بھید نہ کھلتا لیکن امیر ثانی نے فرمایا کہ کیون اے دزد مکار یہ کیا
حرکت تھی عمرو نے کہا حمزہ میں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ مجھے لوگ یہان کے نہایت بد ترکیب معلوم ہوتے
ہین عجب نہیں ہے کہ کچھ الزام رکھکر مجھے لیجاوین اسکی دو دن پیشتر سے پیش بندی تھی حمزہ ثانی نے کہا جبکہ
دعوی کیا ہے اسی سے ہین گے مجھ سے کیون لینے لگے تو لایا ہے تو ہی دے گا عمرو ثانی نے کہا کہ جب میرے
پاس ہو گا نہیں تو کوئی لے گا کہانسے امیر ثانی نے فرمایا کہ رکھو تو ہاتھ میرے سر پر کہ میں مال تالاب سے
نکالکر نہیں لایا ہون عمرو نے کہا میں فضول قسمیں نہیں کھاتا جو دعا بر آمد کر دے میں کہتا ہون نہیں تو تم
خود چور ہو امیر ثانی نے کہا کہ ملعون تیرے پاس زنبیل جو ہے اسمین سے کوئی شی بغیر تیری اجازت کے نہیں
نکل سکتی ہے عمرو نے کہا صاحب اسمین ہی میں تو نکلے گا کہانسے امیر نے فرمایا بس زیادہ باتیں نہ بنا اگر سچا ہے
تو میرے سر کی قسم کھا عمرو نے کہا میں تو تیرے سر کو نہیں معلوم کیا سمجھتا ہون کبھی سچی قسم بھی تیرے سر کی
نہیں کھاتا ہون امیر ثانی نے فرمایا تو ٹھیک چور ہے تو ہی مال چرا لایا ہے عمرو قسم بخدا کے کبھی باندھکر بھیجدونگا
ذرا سی مروت نہ کرونگا اگر تو اپنے حق میں بہتری چاہتا ہے تو جسقدر مال ہو حاضر کرتا ہے ضحاک سے سپردگی میں
سعی کر کے تجھے بچا لونگا اور میری خاطر سے کوئی تجھ سے متعرض نہ ہو گا عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی کو یقین
ہو گیا ہے کہ مال میں ہی لایا ہون اب کوئی فقرہ چل نہیں سکتا کہا کہ اے حمزہ بیشک مال تو میں ہی اٹھا لایا ہوں
اور میرے پاس ہے مگر اسقدر مال کا ہاتھ سے جانا جان کے جانے سے زیادہ دشوار معلوم ہوتا ہے
اگر تو مال دلواتا ہے تو میری زندگی سے ہاتھ اٹھا وہ مال میں نے زنبیل سے نکالا اور مروان شیر کا جسم

سے نکلی یہ تو نہ ہوگا کہ میں مال دیدوں کوئی شئے زنبیل میں جاکر بغیر میری ضرورت کے نکل نہیں سکتی لہذا تو مجکو
بھیجدے مرنا قبول لیکن مال دینا نہیں قبول ہے امیر نے فرمایا کہ او بندۂ دنیا مال دنیا جان کی راحت کے لیے
ہوتا ہے جب جان ہی نہ رہی تو مال کون صرف کریگا عمرو نے کہا سچ ہے اس مال کو دیکھکر خوش ہوگی قبر میں رکھا
بھیجا او حمزہ جو چیز ہی جائے مگر دمڑی نہ جائے امیر نے فرمایا کہ واللہ ابھی باندھکر بھیجدونگا عمرو نے کہا بدل منظور ہے
لیکن مال دینا نہیں منظور ہے ہر چند بادشاہ اسلام اور دیگر سرداران عالیمقام نے سمجھایا مگر عمرو نے کہنا کسیکا نہ مانا
جانشین نہ سردار نے حسب لیاقت زینے کو کہا عمرو نے کہا کہ اگر تم سب ملکر کیسی ہی ہمت کروگے جب بھی اتنا مال
نہیں دے سکتے اور وہ مال سب صرف ہوگیا جو مستحق اُس کے تھے وہ لے گئے اب میرے پاس کیا رکھا ہے امیر نے
دیکھا کہ کسی طرح نہ مانیگا فرمایا ای عمرو میری بات جاتی ہے قسم ہے خدائے یگانہ کی کہ اگر تو مال نہ دیگا تو تجھے دنیا
سے رخصت نہ سمجھا مطلق تیرا خیال اور مروت نہ کرونگا عمرو ثانی نے کہا حمزہ جو کچھ ہو مال تو دل سے نہیں نکلتا
ناچار ہو کر امیر ثانی نے مقبول بن مقبل کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ باندھ لو مشکیں اس دزد مکار کی مقبول
نے حسب الارشاد صاحبقران مشکیں عمرو کی باندھیں عمرو نے یاس سے مقبول کی طرف دیکھا مقبول
نے کہا خواجہ حکم صاحبقران سے مجبور ہوں اگر وہ فرمائیں کہ تو اپنی اولاد کو قتل کر ڈال جب بھی میں حکم سے
باہر نہیں ہوسکتا ہوں میری طرف کیا دیکھتے ہو اگر جان پیاری ہے مال سے ہاتھ اٹھاؤ یہ سنتے ہی عمرو نے
آنکھیں نیچی کرلی مطلب یہ تھا کہ یہ ہوگا سب سرداروں کو مع بادشاہ اسلام عمرو کے حال پہ افسوس آتا تھا مگر
یارا کس کا یہ دل ہے جو امیر کو منع کرے آخر کار امیر نے عمرو کو ضحاک ریش دراز کے سپرد کیا اور
فرمایا کہ زمین چور کا شریک نہیں جاؤ اسے لیجاؤ مجھ سے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے ضحاک عمرو کو ہمراہ لیے ہوئے
[illegible] ہوا سب عیار منھ دیکھ کر رہ گئے سردار سر بزانو ہوے بعضے رونے لگے مگر کیا کریں لیکن وہاں ضحاک
ریش دراز عمرو ثانی کو لیے ہوئے پاس تخیل رازدان نائب قدرت کے پہنچا تخیل کو بھی نہایت
تعجب ہوا کہ یہ امر امیر ثانی سے کیونکر گوارا ہوا کہ اتنے بڑے رفیق قدیم یار جان نثار کو یوں دہن اژدر میں
بھیجدیا یا تو صاحبقران ثانی نے خوف کیا کہ ایسا نہو اسکے ساتھ میں کوئی آفت مجھ پر بھی آئے یا یہ ہوا کہ یہ
دل میں سمجھے ہونگے کہ اگر اسوقت میں مروت کرونگا تو دوسرے وقت دوسرا ابھی کہاں تک مروت نہ کرے گا
عمرو قتل ہونے سے بچ جائیگا یہ بات سنکر صلصال ولاجوردشاہ وغیرہ نے کہا کہ ای نائب قدرت
ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں ہے نہ امیر کسی سے ڈرتے ہیں نہ امیر کو یہ امید ہے کہ عمرو زندہ
بچیگا یہ مروت صاحبقرانی تھی کہ خلاف حکم اُنکے اسنے ویسی حرکت کی اور تمنے شکایت کی انھوں نے باندھکر
بھیجدیا تخیل کو نہایت تعجب ہوا اور دل میں کہا کہ مشکل ہے یہاں امیر ثانی نے عمرو کو باندھکر بھیج تو دیا
مگر دربار میں نہ بیٹھے اٹھکر اپنے خیمے میں چلے آئے نہایت رنج ہوا سکوت کے عالم میں بیٹھے رہے بلکہ تا دیر
خدا سے رہائی عمرو کی دعا کیا کیے اور رو دیا کیے لیکن اب وہ وقت آیا کہ انجم نے اپنے بزم کو آراستہ کیا اور جب
زندہ دار فلک یعنی ماہ تابان نے بصورت کہکشان سجادۂ طاعت بچھایا یہاں امیر باتوقیر نے نماز عشاء
سے فراغت حاصل کی آج بادشاہ اسلام نے بھی عمرو کے رنج میں دربار نہیں کیا غرضکہ شب کو تو سب
سو رہے یہاں تو جس وقت صبح ہوگی اسوقت دیکھا جائیگا مگر تخیل رازدان نے ضحاک ریش دراز
سے کہا کہ آج میں جاتا ہوں حضرت خداوند زمین اور تم ان سب قیدیوں کو لیکر آنا یہ کہکر تخت پنا طلب کیا اور

بیٹھکر تخت پر بر روے ہوا اُڑتا ہوا جانب شہر شعبدہ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے ضحاک ریش دراز
نے ایک ابر سحر آراستہ کیا اور سب قیدیون کو مع عمرو ثانی وچالاک ثانی وشاپور شیر دل وبرق ثانی
وبیزک خطائی وغیرہ جو کمیار سے بنے ہوے تھے انس جیلا کرتے ہین سب کو بلا کر کہا کہ فی الوقت خداوند مین
چلیے یہ سب نے کہا اچھی ضحاک ریش دراز نے ان سب کو ابر سحر مین بند کیا اور ایک لکہ ابر پر خود بیٹھا
ایک ابر مین صلصال وصلخال ولاجورد شاہ وغیرہ ان سب کو بند کر کے طرف شہر شعبدہ کے روانہ کیا
بعد اُسکے آپ جس ابر پر سوار تھا اُسے گرد بیابان صفا کے سات چکر دیکر خود بھی اُڑا ہوا طرف شہر شعبدہ
کے روانہ ہوگیا اب یہ لوگ تو دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین مگر یہان جو صبح ہوئی سب خواب سے بیدار ہوے
اہل لشکر مین سے جو کوئی کسی ضرورت سے لشکر کے باہر نکلکر دیکھتا ہے تو عجب تماشا ہے کہ نہ وہ قلعہ ہے نہ وہ حجرے
ہین نہ تالاب ہے کوہ بیضا مین جو مورکیان نظر آتی ہین وہ بھی نہین ہین نہ طائر ہفت رنگ سایہ افگن اور
انسان کا تو کیا ذکر بوے حیوان بھی کسی طرف سے نہین آتی ہے ایک نے دوسرے سے بیان کیا یہانتک
کہ جسوقت امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام خواب سے بیدار ہوے نماز صبح سے فراغت حاصل کی ہنوز اپنے
اپنے خیمے سے نہین نکلنے پائے ہین کہ یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ بیابان صفا بالکل صفا ہے جو چیزین اس بیابان
مین تھین سب نظرون سے غائب ہین خدا جانے کون لیگیا نہ قلعہ ہے نہ ضحاک شاہ ہے تجمل مین نقابدار
مین کوئی متنفس بھی نہین معلوم ہوتا بلکہ وہ حجرے اور تالاب کوئی شے نہین ہے امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے
یہ سب علامات سحر کارخانہ طلسمی معلوم ہوتا ہے فرمایا خیر دیکھا جائیگا جسوقت حوائج ضروری سے فراغت حاصل
ہوئی اور وقت دربار کا آیا بادشاہ اسلام آکر تخت شاہی پر متمکن ہوے امرا ودیگر نگون کرسیون پر حسب
مراتب آکر بیٹھنے لگے امیر ثانی ونخل نادعنبر پہ فرکش ہوے ذکر ہونے لگا کہ بڑے تعجب کی بات ہے آخر
عمارتین کون چرا لے گیا اور یہ سب کے سب کہان چلے گئے بعض لوگون نے بیان کیا کہ سُنا ہے شہر شعبدہ مین
وہ ملعون یعنی تمثال آئینہ رو رہتا ہے یہ سب وہین گئے ہونگے امیر ثانی نے فرمایا کہ بلاؤ عدیل بن
عادی کو حسب الحکم صاحبقران ثانی عدیل بن عادی حاضر ہوے فرمایا کہ بارگاہین بار کرا کے تم
بارگاہ سلیمانی کا لے کر طرف شہر شعبدہ کے روانہ ہو غرضکہ اسی وقت خیمے ڈیرے اُکھڑنے لگے دربار برخاست
ہوا ہر سردار اپنے اپنے سفر کی تیاری مین مصروف ہوا لیکن سب سے اول عدیل بن عادی نے بارگاہ
سلیمانی اور بارگاہ جمشاہی کا لیکر طرف ملک شعبدہ کے چلے بعد انکے اور سردارون نے کوچ کیا اسی طرح
جب سب سردار جانے لگے تو آخر مین نوبت امیر اور بادشاہ اسلام کی آئی یہانتک کہ جب دن تمام
ہوا شام قریب ہوئی دیکھا امیر ثانی اور اہل لشکر نے کہ عدیل بن عادی بارگاہ سلیمانی لیے چلے آتے
ہین امیر ثانی نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا کہ کیا وجہ ہوئی جو یہ واپس آئے ادھر عدیل نے دیکھا
کہ سامنے لشکر امیر ہے لیکن ہرکارون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ عجب طرح کی بات ہوئی تمام دن عدیل
بن عادی مسافت راہ کو طے کیا کیے جسوقت شام ہوئی اپنے کو اسی مقام پر دیکھا امیر کو گمان ہوا کہ عدیل رستہ
بھول گئے امیر خاموش ہو رہے کہ خیر کل دیکھا جائیگا عدیل کو بھی نہایت شرمندگی ہے کہ یہ مین کہان
آگیا امیر دل مین کیا کہتے ہونگے شب براحت وآرام بسر کی دوسرے روز عدیل پھر چلے دن بھر چلا کیے شام
کو پھر اپنے کو وہین پایا صحراے ذکل سکے اسی طرح تین روز تک سرگردان وپریشان رہے تیسرے روز امیر کی

خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ یا صاحبقران ہماری عقل حیران ہی کہ ہم ایک رخ دیکھکر سیدھے جاتے ہین
مگر شام کو پھر اپنے کو یہین پاتے ہین یا کوئی راہبر ہمارے ساتھ کیجیے یا بارگاہ کسی اور کے سپرد کیجیے ہم ہمراہ
رکاب سعادت انتساب چلین گے امیر نے بارگاہ کرب ولاور کے سپرد کی کہ آپ لیکر جائین دوسرے روز کرب غازی
بارگاہ لیکر چلے لیکن شام کو پھر واپس آئے اب امیر نہایت متحیر ہوے فرمایا کہ کل ہم خود چلین گے شب کو سورہے صبح کیوقت
خود اپنے مرکب برخشی پر سوار ہوے اور کوچ کیا وہی حالت صاحبقران کی بھی ہوئی کہ دن بھر پھرتے رہے جب شام
ہوئی اپنے کو قریب لشکر کے پایا اب تمام لشکر مین نہایت پریشانی ہی کہ ہم سب اسیر ہوگئے ہو دیکھیے کیونکر رہائی حاصل
ہوتی ہی کیا کرین کیا نہ کرین کوئی دشمن سامنے نہ آئے تو اُس سے لڑین مار ڈالین یا مرجائین کوئی دیوار ہو تو اُسے
کھود ڈالین یہ پھیر تقدیر کا کچھ سمجھ مین نہین آتا اب انکو تو اسی حال پریشان مین چھوڑا جاتا ہی

مگر اب چند کلمے داستان ضلالت نشان شہر شعبدہ کے بیان ہوتے ہین

کہ تمثال آئینہ رو دریچۂ قدرت مین گنبد جہان نما پر بیٹھا ہی گرد گنبد لشکر عظیم دو کروڑ کی فوج پڑی ہوئی ہی
بیچ مین قیطول اس ملعون کے ہین صبح کا وقت ہی خلقت کا ہجوم ہی ہر ایک سجدہ کرتا ہی دعا مانگتا ہی چلا جاتا ہی
کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند اس شخص کے یہان اولاد کیون نہین ہوتی مجھ سے کونسی ایسی خطا ہوئی ہی کہ ہم اس
نعمت عظمی سے محروم ہین آواز آتی ہی کہ جب خداوند کی مصلحت ہوگی اُسوقت اولاد ہوگی تو کیون زیادہ بکتا ہی
کوئی کہتا ہی کہ اس شخص کی عورت محبت رکھتی ہی طبیعت اسکی میل نہین کھاتی اسکا کیا سبب ہی یا خداوند دل
اسکا ہمارے دل کی طرف راغب کردے آواز آئی کہ تو اُسے ستاتا بہت ہی اسکی طبیعت ہماری عبادت کی طرف
راغب رہتی ہی اور تو اُسے عاجز کرتا ہی مَس رکھتا ہی وہ عبادت سے محروم رہتی ہی کبھی اسکی طبیعت تیری جانب
راغب نہوگی بلکہ پھر دل اسکا کسی دوسرے کی طرف متوجہ کردینگے جسمین تو اور جلے یہ سنکر وہ اور تھرا گیا کہ اچھا خداوند
الٹی کا شنے والا ہی ہونے لگا کہ ایسا غضب نہ کیجیے گا توبہ ہوئی اب مین اُسے یہ بھی نہ سمجھونگا کہ وہ اس شخص کی ندیم ہی بلکہ
بجائے والدہ کے تصور کرونگا قریب اُسکے دوسرے ارادے سے نجاؤنگا بعض خاموش ہور ہے کہ میان چلو بھی
اسوقت مزاج خداوند کا اصلاح پر نہین ہی اگلی سنتا ہی جیسی تقدیر ہی بہت اچھی ہی ایسا نہو کوئی اور بگاڑ پڑ جائے
تو غضب ہو دل کی دل مین لیکر چلے دریچی مین پردہ پڑا ہوا ہی صرف آواز آجاتی ہی سبب پردے کا آگے بڑھکر
کھلجائیگا یہان بھی ہنگامہ گرم تھا کہ اول جانب فلک سے تخت تخیل رازدان کا پیدا ہوا قریب دریچی کے پہونچکر
سجدہ کیا آواز آئی کہ تم رازدان قدرت ہو چلے آؤ تخیل رازدان کسی دوسرے راستے سے کہ جس سے احد کوئی
آگاہ نہین ہی بالائے قیطول پہونچا تمثال آئینہ رو نے تمام حال سنلیا کہ جو کچھ تخیل رازدان نے جو گذرا تھا
سب بیان کیا اور کہا کہ لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ سب کو لیکر ضحاک ریش دراز آتا ہی کہا کہ خیر آنے
دو یکایک جانب فلک سے تین لکے ابر کے نمایان ہوے اور قریب گنبد جہان نما پہونچکر قائم ہوے ضحاک نے
وہین سے سجدہ کیا حکم ہوا کہ تم زیر قیطول اترو ضحاک ریش دراز نے زیر قیطول اترکر خیمہ برپا کیا ایک خیمہ مین
خود اترا دوسرے خیمہ مین لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ تیسرے خیمے مین سب عیار جو مقید ہو کر آئے ہین
اب انتظار ہی نقابداروں کا کہ یکایک جانب صحراے مشرق گرد و غبار بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد شق ہوئی
دل گرد سے نقابدار احمر سرخ پوش شالی پہونچا زیر قیطول پہونچکر سجدہ کیا اور جانب لشکر شمال اترا خیمہ سرخ
برپا کیا کہ ساتھ ہی دوسری گرد اٹھی اور نقابدار اخضر سبز پوش ایک لاکھ سوار سے پہونچا اسنے بھی قیطول

سجدہ کیا اور جانب جنوب لشکر اپنا اُتارا خیمہ سبز برپا کیا کہ تیسری گرد اُڑی نقابدار اسود سیاہ پوش مغربی
پہونچا اور جانب مغرب خیمہ سیاہ اپنا برپا کر کے لشکر اپنا اُتارا پھر چوتھی گرد اُڑی اور نقابدار ابیض سفید پوش ایک
لاکھ سفید پوشوں سے پہونچا اور جانب مشرق خیمہ برپا کر کے اُترا اس گنبد جہان نما میں چار در یکسان واقع ہیں کہ رخ ایک
کا جانب مشرق اور دوسرا ایک کا طرف مغرب اور ایک جانب جنوب ایک جانب شمال ہے چاروں دریچوں میں ہر وقت پردے پڑے
رہتے ہیں آٹھواں روز دیدار خداوند کا مقرر ہے اُس روز تمام آدمی شہر شعبدہ کے جمع ہوتے ہیں دریچۂ قدرت سے پردہ اُٹھ
جاتا ہے جو صورت تمثال آئینہ رو کی دیکھتا ہے بیہوش ہو کر سجدہ میں گر پڑتا ہے اب تمثال آئینہ رو کو اُسی روز کا انتظار ہے یہانتک
کہ وہ دن آیا اور لوگ جوق جوق گروہ گروہ ہر طرف سے آنے لگے یہانتک کہ پہروں چڑھتے چڑھتے تمام صحرا مملو ہو گیا گرد گنبد جہان نما
کے جسقدر صحن واقع ہے سب بھر گیا جانب جنوب کچھ فاصلے سے ایک دریا واقع ہے کہ یکایک اُسمیں طوفان پیدا ہوا اور ایک
برج سنگ مرمر کی نمودار ہوئی چار پریاں اُسے ہاتھوں پر بلند کیے ہوے ہیں ایک دریچہ اُس میں کیا ہوا تھا ایک
جانور بصورت باز مگر سرخ رنگ کا سایہ فگن تھا یہی راستہ ہے گنبد جہان نما پر جانے کا سوا تجیل رازدان نائب
قدرت کے دوسرے کی یہ مجال نہیں ہے کہ بغیر اذن تا بہ گنبد پہونچ سکے جسکو جس طور سے اجازت ہوتی ہے وہ اسطرح
جاتا ہے اب ضحاک ریش دراز کو حکم ہوا کہ لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ اور صلصال بن دال بن دیو
بن شمامہ جادو وغیرہ کو اور اُن عیار مکار کو کہ نام جنکا عمرو ہے سامنے ہمارے لاؤ کہ اب ہم جلوۂ دیدار دکھا کر
سب کو بیہوش کیا چاہتے ہیں وہ بھی آئے اور تماشا قدرت خداوندی کا دیکھے یہ سنکر ضحاک ریش دراز نے
صلصال وغیرہ کو اور عیاران اسلام کو لا کر زیر قیطول بٹھایا اور آواز دی کہ سب حضرات مشتاق جمال بیمثال
ہیں یہ سُننا تھا کہ پردہ چرخی پر کھنچا دریچہ وا ہوا جتنے اوپر نظر کی بیہوش ہو کر گرے صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ
یہ سب بیہوش ہوے اور جسقدر لوگ وہاں تھے کوئی ہوش میں نہ تھا منھ کے بل زمین پر بیہوش پڑے ہوے تھے
لیکن عمرو ثانی نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں گردن نیچی کر لی تھی لیکن وہ سب عیار یعنی چالاک ثانی
برق ثانی یزک خطائی سنجر تمجی ابوالفتح اصفہانی شاپور شیر دل وغیرہ اور جسقدر عیاران کے ہمراہ تھے
سب بیہوش ہوے گنبد جہان نما سے آواز آئی کہ او بندۂ بے ادب او ناشناس قدرت نہیں دیکھتا اپنے خداوند
کو ہم شعلۂ برق قدرت کو حکم دیں کہ تجھے جلا کر خاک کر دے عمرو ثانی دل میں ڈرا کہ ایسا ہو واقعی کوئی برق
ہو وہ گرے کام تیرا تمام ہو جائے اس سے دیکھ لینا ہی بہتر ہے گھبرا کر اوپر نگاہ کی بس نظر صورت نحس پر جو پڑی
قلب بھر گیا عمرو ثانی بھی سجدے کو جھکا اور بیہوش ہو گیا بس اب پردا پھر گرا دریچہ بند ہوا بعد کچھ دیر کے اُن سبکو
ہوش آیا سجدے کر کر کے سب نے دعائیں مانگیں تمام عیار تو پہلے ہی مطیع ہو چکے تھے اب عمرو ثانی لاجورد شاہ
صلصال طلخال وغیرہ سب بدل مطیع ہوے اور کہا کہ بیشک یہ خداوند برحق ہے اسکا مثل نہیں ہے لیکن دیا ان
دریچے سے آواز آئی کہ پہچانا اپنے خداوند کو سب نے کہا کہ بیشک پہچانا تو خداوند برحق ہے تیرا مثل نہیں ہے بعد اسکے منصور رعد آواز
کو حکم ملا کہ اہل شہر کو آگاہ کر کہ پرسوں کا روز جشن کا ہے لہٰذا اسی کے بیچ میں جشن ہو تمام شہر میں چراغان ہو ہم بھی بہشت
اعلیٰ میں جشن کرینگے اور لیے ان بندوں کو جو ابھی ایمان لائے ہیں سیر بہشت دکھائینگے یہ سنکر منصور رعد آواز
گرجا کہ تمام گنبد گونج اُٹھا اور چالیس کوس تک آواز اُسکی پہونچی جو جہاں تھا وہ وہیں اس حال سے باخبر ہوا
ضحاک ریش دراز کو حکم ملا کہ ہم اپنے ان بندوں کو پرسوں بروز جشن طلب کرینگے انھیں دریاے رحمت
کی طرف سے لیکر آنا کہ گناہ ان کے دھو جائیں اور یہ ہم تک پاک و پاکیزہ پہونچیں ضحاک نے یہ خبر صلصال و

لاجوردشاہ اوران سب عیارون کو دیا ہر ایک اسقدر شوق مین بیتاب تھا کہ چاہتے تھے کسی طرح ابھی پہنچ
جائین وہ رات کٹنا اور دن گذرنا دشوار ہوگیا ضحاک ریش دراز نے عمرو ثانی سے پوچھا کہ تم تو یہان
آتے ہوے ڈرتے تھے دیکھی رحمت خداوندی کہ تم سے کچھ بھی پوچھا عمرو ثانی نے کہا ای ضحاک درحقیقت
مین دشمن بنکر دوستی کرنا یہ تمھارا ہی کام ہی کہو وہ مال بھی خداوند بخش دیگا ضحاک نے کہا کہ کیا خداوند مال کا محتاج
ہی جب وہ ہر چیز پیدا کرسکتا ہی تو اُسے کیا پروا ہی یہ بھی ایک بات تھی اور نہ یہ تمھارے بلانے کا فقط یون ہی بغیر
دیکھے ہوے تم خداوند کے قائل ہوتے عمرو ثانی نے کہا کہ بیشک غرضکہ اب تیسرا دن ہوا کہ جو روز جشن قرار پایا
ہر ہر گلی کوچہ آراستہ ہونے لگا دن سے چراغان کا انتظام ہوا ہر گلی کوچے مین چوک کا لطف حاصل تھا کو بہ کو کنک باقا
دوکاندار آئینہ بندی کرکے نایاب کا انتظام کررہے تھے تھوڑے فاصلے سے تمام شہر مین برابر لنگر کھنچے ہوے تھے کہین پیرا
کہین سجا کہین تھا کہین طوائف جنکو کم مقدرت تھی اُنھون نے تین سیپ دیگر شمعدان بجوائی تھین جا بجا دوکانین آراستہ تھین
عمدہ عمدہ اشیا بکثرت سے موجود تھین ہر کوچہ و بازار مین میلے کا لطف حاصل ہوتا تھا لشکر مین چارون نقار دون کا انتظام
تھا جا بجا لنگر ے کھنچے ہوے تھے جلیلے کی گمک مجرے کی آواز بلند تھی لیکن شام ہوتے ہی چراغان ہوا درختون
مین اسقدر قندیلین آویزان کی گئین کہ دور سے لطف کرمک شب تاب کا نظر آتا تھا فراز لشکر کی بارگاہ مین
خل عروس شب اول کے سجی ہوئی تھین تھا جھکنوا جھاب مردنگ کی روشنی خوب لطف دکھا رہی تھی
سیار چراغان لطافت کواکب کو شرما رہی تھی گویا فلک مشعل ماہ فروزان لیے ہوے لطف زمین کو جھکا ہوا دیکھ رہا
تھا اور گنبد جہان نمائی تو تیاری بیان سے باہر ہر خشت زمین سے رگ شعلہ نور بلند تھا اور گلشن مانند آفتاب کے
ضو دے رہا تھا آواز سرود و ستار چلی آتی تھی دوالی کا لطف ملتا تھا کہ کوئی گلی کوچہ روشنی سے خالی نہ تھا
جتنے بیچارے غریبون کو زیادہ مقدرت نہ تھی اُنھون نے کڑوے تیل کے چراغ برابر سے دیوارون پر رکھ دیے
تھے کوئی ہوا سے بجھ گیا اگر کوئی جھلملا رہا ہی لڑکے بالے صاحب خانہ کے آتے مین پھر اُسے روشن کردیتے ہین سرکی
سی بتی لگا دیتے ہین کہ اب نہ بجھے اگر ماں باپ غریب دیکھ پاتے ہین مارنے کو دوڑتے ہین کہ کمبخت تیل زیادہ
جل جائیگا تو کل کیا اسطے کھانے آئیگا جشن تو ابھی تین روز ہی خداوند کو فکر نہین ہی مزے سے گنبد پہ بیٹھا ہوا ہی
جو چاہتا ہی حکم جاری کرتا ہی یہ نہین سمجھتا کہ یہ غریب کہان سے لائینگے خدا ایسے گدھے خداوند کو غارت
کرے آج تو روٹی کے ٹکڑے گردین کیسے کل کیا ہونا ہی ہم آپ فاقون مرتے ہین غرضکہ جب خوب طرح
آراستگی ہوچکی اُس وقت بیک قدرت پاس ضحاک ریش دراز کے آیا اور کہا چلو خداوند نے
یاد کیا ہی ضحاک جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا صلصال وخلخال بن صلصال لاجوردشاہ عمرو ثانی
اور سب عیار ہمراہ ہوے بیک قدرت ان کو لیکر طرف دریاے رحمت کے متوجہ ہوا جس وقت یہ سب قریب
دریا پہنچے بیک قدرت نے آواز دی کہ ای صراط قدرت نمودار ہو دیکھا تو دریا مین طوفان آیا اور
چیخ مار کر وہی برج نمودار ہوا اور اس پر بان چار رنگ کی لے اُٹھائے ہوے بیک قدرت نے کہا کہ چلو یہ سب جھجکے
کہ چلین تو کیونکر چلین کیا دریا مین ڈوب مرین بیک قدرت ہنسا اور کہا کہ یہ لکیر جو بقدر تنگ سے پانی پر
معلوم ہوتی ہی یہی صراط قدرت ہی اسپر پاؤن رکھکر نام خداوند کا لیکر بیخوف و خطر چلے جاؤ اگر اعتقاد
مین فرق آیا تو اسی دریا مین ڈوب جاؤ گے یہ سب کے سب پہلے ہی سے مطیع ہوچکے ہین دل انکے بالکل اپنے
اپنے مذہب قدیم سے پھر چکے ہین اعتقاد مثال آئینہ روی کی طرف جاچکا ہی یا خداوند یا خداوند کرکے اُسی

جادو ہ پہ چلے اور قریب اس برج کے پہونچ کر اندر دریچی کے داخل ہوئے وہاں زینہ معلوم
ہوا اُتر کر چلے لیکن جس وقت یہ سب اندر اس برج کے پہونچ چلے برج چرخ مار کر بیٹھ گیا لیکن ضحاک
رئیس دروازہ کے آگے آگے پیچھے اُسکے لاجورد شاہ صلصال عمرو ثانی اور مدیر عیار ان لشکر اسلام جاتے
جاتے قریب ایک دروازے کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ یاقوت سُرخ کا ہے اور دو پتلیاں زمردی
ہاتھوں میں گلدستے جواہر کے لیے ہوئے کھڑی ہیں گلوں میں تصویر تمثال آئینہ رو کی پڑی ہوئی ہے
دروازہ مانند آغوش تمنا کے کھلا ہوا ہے ضحاک نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ یک قدرت نے
کہا ابھی ٹھہرو خداوند سے اطلاع کر لینے دو یہ لوگ بھی ٹھہرے یک قدرت خلوت میں تمثال آئینہ رو
کے گیا اور عرض کی کہ سب حاضر ہیں حکم ہوا کہ ہمارے تازہ بندوں کو گنبد جہان نما پر لیجا کر سیر کراؤ اسکے بعد بہشتون
کی سیر کراؤ حوران جنان کو دکھاؤ جو جسے پسند آئے وہ اُسے دو بعد اسکے ہمارے جشن میں لاؤ یک قدرت
نے آکر ان سب سے کہا کہ حکم خداوند ہوا ہے کہ ساتون آسمانوں کی سیر کرو کرسی کو دیکھو اُس نے جو قدرت خداوند
کو شاہد کرو کہ اُنے کیسی کیسی چیزیں بنائی ہیں اُسکے بعد اپنے مرتبہ پر نظر کرو کہ تمہیں عرش اعلی یعنی گنبد جہان نما
کی سیر کا حکم ملا ہے کہ وہاں سے تمام شہر کا لطف دکھائی دیگا غرضکہ یک قدرت ان سب کو لیکر آسمان اول کی طرف
چلا جاتے جاتے ایک دروازہ نظر آیا آگے یک قدرت چلا بعد اُسکے ہر ایک داخل ہوا لیکن جو اندر دروازے سے
کے گیا اُسے یہ معلوم ہوا کہ ہم تہ زمین چلے جاتے ہیں سوا تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا جس وقت آنکھ کھلی
اپنے کو ایک گنبد وسیع میں پایا کہ جسکا عرض و طول حد نگاہ سے کم نہ تھا وسط گنبد میں گرد قرص تابان پایا یک
قدرت نے کہا کہ آسمان اول یہی ہے بعد اُسکے ایک دریچہ اس گنبد میں لگا ہوا تھا یک قدرت ان سب کو
لیکر وہاں گیا جو دریچی میں داخل ہوا اُسے یہ معلوم ہوا کہ بالا سے ہوا اُڑتے چلے جاتے ہیں جب بعد کچھ دیر کے
آنکھ کھولکر دیکھا اپنے کو ایک دوسرے گنبد میں پایا کہ جو اُس سے زیادہ وسیع تھا ایک ستارہ بصورت زن
جمیلہ وسط برج میں جلوہ افروز تھا یک قدرت نے کہا کہ وہ فلک القمر تھا یہ فلک الزہرہ ہے اس
برج میں بھی ایک دریچہ تھا یک قدرت ان سب کو لیکر اُسمین در آیا جو داخل ہوا اُسے یہ معلوم ہوا کہ
کوئی جانب شمال کھینچے لیے جاتا ہے سوا تاریکی کے کچھ نظر نہیں آتا ہے جب روشنی محسوس ہوئی آنکھ کھلی اپنے
کو ایک اور گنبد میں پایا جو اس گنبد سے بھی وسیع و بلند تھا ایک ستارہ بصورت مرد پیر اس گنبد میں بھی
تاباں دیکھا یک قدرت نے کہا کہ یہ فلک العطارد آسمان سوم ہے بعد اسکے اس برج میں بھی ایک دریچی
تھی یک قدرت ان سب کو لیکر اُسمین در آیا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی جانب جنوب کھینچے لیے جاتا ہے جب
آنکھ کھلی اپنے کو اور ایک برج وسیع میں دیکھا کہ جو ان تینوں گنبدوں سے چہار چند وسیع تھا وسط گنبد
میں گرد آفتاب روشن پایا کہ مارے گرمی کے تن بدن پھنکنے لگا ٹھہرنا دشوار تھا یک قدرت نے کہا
کہ یہ آسمان چہارم فلک شمس ہے لاجورد شاہ وغیرہ نے کہا اے یک قدرت جلد ہٹا تُنے بیجا لیا ہو کہ
ہم سب جل جائیں یہ گنبد برج غضب خداوند معلوم ہوتا ہے یک قدرت ان سب کو لیکر پھر دریچی میں در
آیا اب ہر ایک کو یہ محسوس ہوا کہ کوئی آگے کو کھینچے لیے جاتا ہے بعد کچھ دیر کے جب پاؤں ایک جگہ قائم ہوئے
پھر اپنے کو ایک گنبد میں دیکھا کہ جو اُس گنبد سے زیادہ وسیع تھا اور ایک ستارہ سرخ رنگ بصورت مرد جلاد
ایک ہاتھ میں سر کٹا ہوا ایک میں شمشیر برہنہ وسط گنبد میں جلوہ گر دیکھا یک قدرت نے کہا کہ یہ فلک المریخ

آسمان پنجم ہے لاجوردشاہ وغیرہ نے کہا کہ اے پیک قدرت یہاں سے بھی جلد چلو پیک قدرت پھر ایک
دریچے سے گذرا یہ سب بھی چلے پھر تاریکی نظر آئی اور یہ معلوم ہوا کہ پشت کی جانب کھینچے چلے جاتے ہیں پھر بعد کچھ
دیر کے مقام منور پر پہونچے دیکھا کہ یہ گنبد سب سے زیادہ وسیع ہے اور ایک ستارہ بصورت مرد پیر باریش دراز
شجرفی بدوش عصا پر تکیہ کیے کھڑا ہے پیک قدرت نے کہا کہ یہ فلک المشتری آسمان ششم ہے پھر ایک دریچے
میں داخل ہوئے ابھی یہ معلوم ہوا کہ سر نیچے ہے پاؤں ہیں اور یہ ہیں تحت الثریٰ کو چلے جاتے ہیں مگر ان سب کے
دل پر وہ اعتقاد تمثال آئینہ رو کا جم گیا ہے کہ مطلق کسی حالت میں خوف نہیں معلوم ہوتا اب جو آنکھ کھلی پھر اپنے کو
ایک گنبد میں پایا کہ وہ فلک المشتری سے بھی زیادہ وسیع تھا اور ایک ستارہ بصورت کریہ منظر سیاہ رنگ
ڈاکوؤں کی ایسی صورت نظر آیا پیک قدرت نے کہا کہ یہ آسمان ہفتم فلک زحل ہے اسمیں بھی ایک دریچہ تھی جو وقت
اسمیں سے گذرے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے منجنیق میں رکھ کر پھینکا یا چرخ کھاتے ہوے چلے جس وقت پاؤں زمین
سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک گنبد بلند وسیع جو ہفت آسمان سے زیادہ ہے ہزارہا ستارے کوئی بصورت ماہی
کوئی بصورت شمشیر کوئی بشکل نیزہ کوئی بہیئت تیر کوئی بشکل انسان اسی طرح مختلف اشکال کے ستارے ہزارہا دیکھے
یہ تمام گنبد جگر جگر کر رہا ہے نہایت مقام دلچسپ ہے کہ یکایک پیک قدرت نے آواز دی کہ اے سیارگان قدرت
ان بندگان تازہ کو عرش اعلیٰ پر پہونچا دو یہ سنتا تھا کہ جتنے آدمی تھے اتنے ستارے بصورت عقاب ہو کر زمین پر
آئے اور ہر ایک کو سوار کر کے اپنی پشت پر دریچے سے نکل کر بلند ہوے لیکن اس پھیرے سے اٹھے کہ سب بے طرح
ہوا سے بیہوش ہو گئے مگر کوئی گرنے نہیں پایا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک ایسے گنبد اطلسی میں دیکھا کہ جو ان
ہشت گنبد سے بھی زیادہ وسیع تھا باوصفیکہ اس گنبد میں کوئی ستارہ نہ تھا مگر اسقدر روشن و منور تھا کہ گنبد ہشتم
کی بھی کوئی حقیقت نہیں اسمیں چار دریچیاں واقع تھیں اب ان لوگوں کے چار غول کیے ایک ایک غول
ایک ایک دریچے کی طرف آیا پردہ اٹھا دیا اور پیک قدرت نے کہا کہ یہاں سے تمام دنیا کی سیر کرو ہر شخص نے دیکھا
کرہ ارض باشکل نکیرون کے معلوم ہوتے ہیں انسان مور و مگس سے بھی کم حقیقت نظر آتے ہیں واقع میں کہ تمام
دنیا نظر آتی ہے اور شہر شعبدہ میں جہاں تک نظر کام کرتی ہے ہر طرف لطف چراغاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ
لگی ہوئی ہے جب یہ سب یہاں کی بھی سیر کر چکے تو اب پیک قدرت نے کہا کہ تم لوگوں کو خداوند نے کیا رتبہ
عالی دیا اب خدمت خداوند میں طرف بہشت کے چلو اور وہی ستارے جو بصورت عقاب جبکہ انھیں پہونچانے
آئے تھے ان سب سے کہا کہ انھیں دروازہ بہشت پر پہونچا دو سب نے انکو پشت پر سوار کیا اور دور ہیون سے نکل کر
چلے آن واحد میں انھیں دروازے پر لاکر اتار دیا اب ان سب نے آگے بڑھنے کا قصد کیا وہ پتلیاں کھڑی
تھیں بصورت انسان گویا ہوئیں کہ اے او بوجھ دیکھتے ہو کہ دروازہ پر کیا چیز آویزاں ہے اب جو سب نے
آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تصویر تمثال آئینہ رو کی لگی ہوئی ہے سب نے سجدے کیے اور دروازے میں داخل ہوے
سیر بہشت کی کرتے ہوے چلے کسی مقام پر تختہ نرگس جو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ نرگس جو دنیا اور نرگس بہشت میں بھی فرق ہے
کہ یہ چشم اصلی ہے اسے مثل چشم انسان کے گردش ہے اور نرگس دنیا چشم مصنوعی ہے تختہ نرگس سے آواز آئی کہ دیکھو قدرت
نمائی خداوند کو کہ اس نے کیسی کیسی چیزیں پیدا کی ہیں اور ہماری طرح عشق خداوند میں سرشار ہو موجب شجر نرگس کو
ہوا سکتا آزار ایسے کیسے بیہرہ سے جیسے ہوا اچھا بیارا سے کہتے ہیں اور آگے بڑھے تختہ سنبل نظر آیا پیچ کا کل محبوبان کے
پیچیدہ پایا سوسن کی زبان سے آواز پیدا تھی کہ خداوند تمثال آئینہ رو برحق خداوند ہے جسکی قدرت نمائی کا قائل

ہر درندو پرند ہی اسی طرح ہر گل و غنچہ صدا دیتا تھا جانوران مختلف الالوان عجیب الخلقت کوئی یاقوت نگار کوئی زمرد نگار
کسی کے پر یاقوت سرخ کے گردن زرد تمام جسم سرخ کوئی بصورت باز لیکن جسم پر گل بوٹے ہوئے کسیکی منقار
سفید ہیرے کی ترشی ہوئی معلوم ہوتی ہے پنجے زمرد کے تمام جسم یاقوت زرد کا سب مانند انسانون کے
توصیف تمثال آئینہ رو کر رہے ہین شجر وجد کے عالم مین جھوم رہے ہین نہرین شہد و شیر کی جاری ہین انمین
ماہیان سرخ و سبز ناکون مین نتھنیان پڑی ہوئی کانون مین بالیان زیور سے آراستہ پانی سے منھ نکالکر یا خداوند
تمثال آئینہ رو کہکر تہ نشین ہو جاتی ہین غرضکہ ہر در و بام سے یا خداوند یا خداوندی کی آواز چلی آتی ہے جا بجا قمقم
بنے ہوئے ہین کہ کوئی یاقوت سرخ کا کوئی یاقوت زرد کا کوئی زمرد کا کوئی مروارید کا ترشا ہوا معلوم ہوتا ہے بجا ہے
شیشہ و آلات جواہر کے جھاڑ فانوس مرد رنگ لگے ہوئے ہین شمعین روشن ہین زبان شعلہ سے یا خداوند تمثال کی آواز
پیدا ہے یہ سب کے سب جھومتے ہوئے اور وجد کرتے ہوئے بلکہ خود بھی ثنا و صفت تمثال آئینہ روئی کرتے ہوئے
چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب ایک قصر رفیع کے پہونچے دیکھا کہ دروازۂ قصر پر ایک اژدر دہن کھولے ہوئے
بیٹھا ہے شعلے دہن سے اسکے نکل رہے ہین پیک قدرت نے کہا کہ اگر قرب خداوند چاہتے ہو تو کود پڑو اسکے دہن
مین یہ سب کے سب ایسے سرشار ہو رہے تھے کہ بیخوف و خطر دہن اژدر مین کود پڑے شعلون نے مطلق اثر نہ کیا
اب جو دیکھا تو سامنے ایک قصر ہے کہ ہر خشت اسکی جواہر مختلف الالوان کی ہے اور عجب ترکیب سے وہ قصر بنا ہے
کہ اینٹون کی جڑائی سے معمارون نے بیل بوٹے قائم کیے ہین آگے چبوترہ ہے اسپر بہت بڑا شامیانہ کھنچا ہوا ہے
کہ اسکی بھی تیاری بیان سے باہر ہے شامیانہ فلک جیسے آگے سر سے جھکتا ہے فرش قاقم و سنجاب بچھا ہے بیچ
مین ایک مسند لگی ہوئی ہے اسپر ایک گبر نا ہنجار مہر بر نقاب ڈالے بیٹھا ہے پیک قدرت نے آواز دی کہ
یہ تازہ بندے حاضر ہین ان سب نے سجدہ کیا اُس گبر نے آواز دی کہ انھین سیر آسمان و بہشت کرا لائے
پیک قدرت نے کہا کہ کہین حکم خداوند کے خلاف کر سکتے تھے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اب انکو ہماری رحمت
کا حال تو معلوم ہو گیا مگر یہ لوگ مقدار رحمت پر مغرور ہو کر بیٹھینگے تو ہمسے خوف نہ کرینگے لہذا انکو نمونہ قہر کا بھی
دکھا دینا چاہیے پیک قدرت نے کہا کہ بہت خوب اور ان سب کو ساتھ لیا اسی قصر کے پہلو مین زمین پر ایک
پتھر نصب تھا اُسے ہٹایا ایک غار پیدا ہوا ان سب سے کہا کہ دیکھو جسنے جھک کر دیکھا تو یہ توبہ کرتا ہوا
وہان سے پھرا لاجورد شاہ نے اپنے باپ زبرجد شاہ اور مہ ماہ جادو کو دیکھا کہ سانپ اور بچھوؤن
مین لپٹے ہوئے ہین شعلے ہر طرف سے بھڑک بھڑک کر گرتے ہین سڑاند اسقدر ہے کہ ناک نہین دیجاتی وہ فریاد
کر رہے ہین صلصال نے اپنے عزیزون کی بھی کیفیت دیکھی غرضکہ جسنے دیکھا اپنے اپنے عزیزون کو حال خراب
سے پایا سب تھرانے لگے اب پیک قدرت ان سب کو لیکر پھر خدمت مین تمثال آئینہ رو کے آیا اور کہا کہ
نمونہ غضب خداوندی بھی انھین دکھا دیا کہا بہتر ہے ان سب کو بیٹھنے کا حکم ملا سب مودب ہو کر بیٹھے تمثال آئینہ رو
نے حکم دیا کہ حوران بہشتی کو طلب کرو اسیوقت پرے کے پرے نازنینون کے جھرمٹ مارے ہوئے ایک جانب
سے یاقوت پوش ایک سمت سے زمرد پوش ایک طرف سے مروارید پوش اسی طرح انواع اقسام کی پشوازین
پہنے ہوئے زیور مین سر سے پیر تک لدی ہوئی تیرہ تیرہ برس کے سن ولولے کے دن امنگین اُبھری
کافرین دلفریب باتین ہر قدم پر کرشمے دکھاتی ہوئی دل لبھاتی جوبن نمودار ہوئی لاجورد شاہ و صلصال
و عمرو ثانی و دیگر صاحبان نامی سکتے کے عالم مین ہوگئے وہ نازنینین برابر سے آکر پرے جماکر کھڑی ہوگئین اب

ایک غول کو ناچنے کا حکم ملا مروارید پوشون نے ناچنا شروع کیا آواز خلخال سے ہزار سازون کا رنگ پیدا تھا سریلی آوازون سے سوز وگداز پیدا تھا لیکن افسر اُن سب حورون کی ایک نازنین ماہ جبین تھی وہ زمرد گوش مرصع پوش آب گہر مین غوطہ مارے گیسو سنوارے عجب ناز و انداز سے ناچ رہی تھی کہ صورت اُسکی دیکھتے ہی عمرو ثانی کی یہ کیفیت ہوئی کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوے آثار عشق طاری ہوے اُس نازنین کی نظر جو عمرو ثانی پر پڑی اُدھر سے منھ پھیر لیا پس منھ پھیرنا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ اک تیر جانستان جگر کے پار گذر گیا بے ساختہ منھ سے اُف نکل گئی اتنے مین دوسرے غول کو ناچنے کا حکم ملا مروارید پوش جسقدر تھین علحدہ کھڑی ہوگئین اب سرخ پوشون کا غول آیا اور برابر تال پر قدم اُٹھا اُٹھا کر ناچنا شروع کیا پرستان کا سمان تھا ایک سے ایک آپسمین چہلین کرتی جاتی تھین ناچنے مین کوئی کسی کی طرف دیکھکر ہنس دی کسی نے کسی کا منھ چڑھا دیا کسی نے کسی کو انگوٹھا دکھا دیا سن کی شوخی کیسا لحاظ و پاس نہین یہ بھی دھیان نہین کہ غیر لوگ جمع ہین سامنے خداوند بیٹھا ہے اِن نازنینون کی افسر ایک حور وش آفت جان دشمن دین و ایمان تھی کہ جسکے حسن کی چوٹ پڑتی تھی چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن و منور تھا یکایک اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

یاد اُس کاکل شبگون کی جو آجاتی ہے
آہ بجالی رخ جیا پہ آجاتی ہے
اور ہوجاتے ہین ایام جوانی مین حسین
دیکھو اس پھول سے اب بوے وفا جاتی ہے
حسرت غنچہ دہانی کی اُڑاتی ہوئی ہمراہ
سر بالین یہ قضا آکے سنا جاتی ہے
کسی پردے مین نہین رنگ محبت چھپتا
رنگ یہ اچھے بھلے دلکو لگا جاتی ہے

تو گھٹا دل پہ غم و درد کی چھا جاتی ہے
شوخی اُن مست نگاہون مین جو آجاتی ہے
شوخیان آتی ہین آنکھون مین حیا جاتی ہے
یہ بلا وہ ہے کہ ٹالے نہین ٹلتی تا زیست
بھیرے سر کی خبر لیکے فنا جاتی ہے
سنگ کے جیسے سو جائے کوئی نازک دل
خون ہوکر ترے ہاتھون مین حنا جاتی ہے

کان مین تیری دعا کی جو صدا جاتی ہے
پھیر کر منھ ابھی خلوت سے حیا جاتی ہے
گری غم سے مرے دل کو نہ پژمردہ کرو
جان جاتی ہے طبیعت اگر آجاتی ہے
اچھے ہوتے نہین دیکھے کبھی بیمار فراق
اُڑتے ذرے مرے نالون کی صدا جاتی ہے
آرزو نرگس بیمار کی الفت کو نہ پوچھ

جسوقت وہ نازنین سریلی آواز سے یہ غزل گاتی سب کو اک سکتے کا عالم ہوگیا چالاک ثانی کے چہرے کا رنگ زرد ہوا دل مین درد ہوا اشک حسرت آنکھ سے پیدا آثار عشق ہویدا ہوے اتنے مین تیسرے غول کو حکم ملا سرخ پوش الگ ہٹا بادھکر کھڑی ہوئین اب سبز پوشون کا غول آیا اور ناچنا شروع کیا سبز پوشون کی افسر ایک ماہ جبین تھی کہ اُسپر شاپور شیر دل عاشق ہوا اسکے بعد غول زرد پوشون کا ناچنے لگا انکے افسر پہ مہتر برق ثانی شیفتہ و فریفتہ ہوا اسی طرح ایک ایک نازنین پر یہ سب عاشق ہوے جب یہ سب ناچ چکین تو ختم ہوگئی تھی وہ جلسہ برخاست ہوا ان سب کو ایک ایک قصر رہنے کو ملا دن بھر میوہ ہاے جنت کھائے آرام کیا جب شام ہوئی پھر خدمت مین مثال آئینہ رو کے حاضر ہوے اور وہی رنگ صحبت پھر ہوا یہی دو دن کا مجمع شغل رقص و غنا انھی ہنگام مین وہ دن بھی تمام ہوا اب تیسرا دن ہے آج پھر سب جلسہ جمع ہوا ہے سامنے خداوند مثال آئینہ رو بیٹھا ہے یہ نازنینون کے سامنے کھڑے ہین کہ مثال آئینہ رو عمرو ثانی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ہمنے تجکو کیسا خوش الحان پیدا کیا اور تیرے باپ کو بھی اس علم مین کمال بخشا تھا آج قدرت تیرے سننے کے خود مشتاق ہین عمرو ثانی نے کہا یا خداوند بیشک برحق ہے مگر جب دل ٹھکانے نہین تو کیا ہوسکے یہ سنا تھا کہ جنت مین کوئی رنج نہین ہوتا مگر یہان آکر بیمار محبت ہوگئے دو روز سے صدمۂ فرقت نے دلکو سراپا زخم بنا دیا ہے یہ سنکر مثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ ہم کیفیت تیری دیکھ رہے ہین قدرت کو سب حال معلوم تھا پھر کیا موقوف ہے

وغیرہ یہ سب کے سب حاضر ہوے پہلے آداب خداوندی بجالائے سجدے کیے تمثال آئینہ رو نے عمرو ثانی
سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اگر تمکو امیر ثانی کے پاس بھیجیں اور جو کچھ کہلا بھیجیں تو اُنسے کہو گے اِسنے کہا جس طرح
ارشاد ہوگا اُسی طرح کہونگا بلکہ اگر حکم ہو تو باندھکر حمزہ کو لے آؤن کہ اُسنے تمام عالم کو برگشتہ کر رکھا ہے خداے نادیدہ
کو سجدہ کراتا ہے صدہا ساحرون کو مارا ہزارہا شہر برباد کر دیے تمثال آئینہ رو نے کہا کہ اگر خداوند کو یہ منظور ہوتا
تو کیا اُسے بچا نہیں سکتے تھے یا اُسے پیدا کیون کرتے کوئی تو ہماری مصلحت تھی کہ اُسے پیدا کیا وہ ہمارا کیا کرسکتا ہے
اُسی بیابان میں ٹھوکرین کھاتا رہا ہے نکلنے کا راستہ بھی نہیں ملتا اگر ہم مدد نہ کرین تو زندگی بھر وہین ٹھوکرین کھا کھا کر
مرجاے راستہ نہ پائے یہ کچھ نہیں بلکہ تم ایک نامہ ہمارا لیجاؤ اور حمزہ سے کہنا کہ اسی پر عمل کرنا اگر خلاف اسکے
کروگے تو تمھارے حق میں اچھا نہ ہوگا عمرو ثانی نے کہا کہ وہ ایک سرکش ہے ان باتون کو بغیر سزا پائے
نہ مانے گا بلکہ سزا پر بھی نہ مانیگا الحکم تلعب مثل میرے دل کے منصف و حق شناس نہین ہے تمثال آئینہ رو نے کہا
کہ قدرت تم سے بہتر جانتی ہے لیکن جتنا تمسے کہا جاتا ہے اسپر عمل کرو زیادہ باتون کو دخل نہ دو عمرو ثانی خاموش
ہو رہا اب تمثال آئینہ رو نے ایک مالا مروارید کا عنایت کیا اور کہا کہ اسی مالے پر کلمات حاجی عبادت کے
پڑھتے ہوے جانا اور کچھ فقرات تعلیم کیے بعد اُسکے ایک جامہ زعفرانی دیا کہ اسے پہن پھر ایک تاج عنایت
کیا کہ ہزارہا قسم کا جواہر جس مین نصب تھا یہ سب سامان دیکھکر عمرو کی رال ٹپک پڑی کر کیا قیاس خداوند ہوکے
بعد ایک طوطی کا پنجرہ دیا کہ یہ ہاتھ مین لیے ہوے چلے جانا جبوقت حمزہ سے باتین ہون اس جانور کو کھول دینا
یہ اپنا کام کرکے چلا آئیگا اُسکے بعد ایک نامہ لکھوا کر دیا کہ یہ ہماری طرف سے دیدینا اور جواب اسکا لیکر جلد آنا
عمرو نے نامہ سر سے باندھا تاج سر پر رکھا جامہ زیب جسم کیا ایک ہاتھ مین مالا لیا ایک مین پنجرہ طوطی کا لیا ضحاک
ریش دراز کو حکم ہوا کہ تم ساتھ جاؤ اور کچھ چپکے سے کان مین ضحاک ریش دراز کے کہدیا کہ راز
اسکا وقت پہ کھلیگا اور کچھ فوج ہمراہ کرکے بڑے عظم و شان سے عمرو کو طرار قدرت کا خطاب دے کر جانب کوہ
سیضیار روانہ کیا عمرو طے مراحل و قطع منازل کرتا چلا جاتا ہے بیابانک کرجاتے جاتے بیابان صفا مین داخل ہوا
یہان حالت امیر ثانی کی یہ تھی کہ چالیس روز تک ہر چہار جانب پھرے لیکن راستہ نہ پایا نہایت پریشان تھے
کہ پروردگارا اگر قضا میری آگئی ہے تو تلوار کی موت دے اسطرح سے مثل طائر پر بند کے پھڑک پھڑک کر مرنا پسند
نہین آیندہ جو تیری مصلحت اسی حال پر ملال مین تھے سب سردار بھی حیران بادشاہ اسلام بھی پریشان کہ کیا
کرین کیا نہ کرین ایک روز امیر با توقیر کو خیال اپنے رفیق قدیم یعنی عمرو ثانی کا آیا بے اختیار ہوکر رونے لگے
مقبول بن مقبل نے سبب گریہ پوچھا صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ ہم باوجودیکہ اپنے
کو آزاد سمجھتا تھا مگر نہین) گرفتار ہو گیا ہون اور ایسا دوست صادق یار موافق کو تو مین نے خود باندھکر پھینکدیا
ہے وہان نہین معلوم اسپر کیا گذری اور دیگر عیار جو بندہ طلائم اُسکے ہین اُنکی خدا جانے کیا کیفیت ہوئی دیکھیے آیندہ
یہ فلک تفرقہ انداز کیا رنگ لاتا ہے کس کسکی بجراتا ہے ہنوز یہ باتین تھین کہ جوزی عیار کا رونگی کرتا مین آلودہ
گرد مین اٹے ہوا نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنا بجالانے کی عرض کی کہ شاہنشاہ عیاران یعنی خواجہ عمرو ثانی
بڑے عزم و شان سے تشریف لاتے ہین مگر ایک تاج مرصع بر سر اور جامہ زعفرانی شاہنشاہی در بر فوج ہمراہ
بارگاہ ساتھ لیکن ایک ہاتھ مین پنجرہ کسی جانور کا ہے اور دوسرے ہاتھ مین مالا ہے اُسے پڑھتے ہوے
یا خداوند تمثال آئینہ رو کہتے ہوے چلے آتے ہین دریافت کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ تمثال آئینہ رو کی طرف

سے ایلچی ہوکر آئے ہیں اور انھوں نے مذہب تمثال کو اختیار کیا امیر ثانی کو یہ سنکر یقین نہ آیا دل میں خیال کیا
کہ یہ ایک مکار ہے کس کا بیٹا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اسنے تحصیل زر کیواسطے یہ جال بچھایا ہے کیونکہ باپ بھی
اسکا اکثر مقامات پر بہ مصلحت کاذب بن گیا ہے یہ خیال کرکے فرمایا کہ آنے دو بلکہ ایلچی کے مرتبہ کے موافق کہ اتنے بڑے
شخص کا قاصد ہوکر آیا ہے اگرچہ وہ کاذب ہی شاہان ہفت ملک کو حکم ہوا کہ برائے استقبال جائیں حسب الارشاد
اسی وقت شاہان ہفت ملک برائے استقبال روانہ ہوئے اُس طرف سے سواری تخت ہائے ہوا پری خواجہ
عمرو ثانی کی آتی تھی ادھر سے شاہان ہفت ملک برائے استقبال جاتے تھے عمرو ثانی نے جوان سب کو
آتے دیکھا نہایت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ عرب میرے استقبال کو نہ آیا اسے اپنی صاحبقرانی پر گھمنڈ
ہے میرے مرتبے سے شاید آگاہ نہیں ہے کہ میں پیک طرار قدرت ہوں اگر حمزہ صاحبقران ثانی
میرے استقبال کو نہیں آیا ہے تو میں بھی اُس کی بارگاہ میں نہ جاؤنگا اور یہ بات سمجھائی ہوئی
ضحاک ریش دراز کی تھی کہ میں بارگاہ سلیمانی میں نہیں جا سکتا علاوہ اس کے جس کام کے
واسطے تم آئے ہو اگر وہاں جاؤگے تو کچھ نہ ہوسکے گا یہ خیال کرکے خیمہ اپنا علیحدہ برپا کیا لشکر کو اُتارا اور
شاہان ہفت ملک سے کہا کہ اس عرب سے کہدینا کہ تو بڑا مغرور ہوگیا ہے کہ میں شاہزادہ ولایت اول کا
بیٹا اور خداوند تمثال آئینہ رو کا پیک طرار اور تو میری پیشوائی کو نہ آیا اسی باعث سے میں بھی تیری
بارگاہ میں نہ آیا جسوقت شاہان ہفت ملک واپس گئے جاکر تمام کیفیت امیر ثانی سے بیان کی امیر ثانی
نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے اسکی شامتیں آگئی ہیں خلل دماغ بڑھتا جاتا ہے ابھی میرے
غصہ سے آگاہ نہیں فقیر شخص پہلے ضحاک ریش دراز کے سامنے بھی مجھسے مذاق کرتا ہے اب بھی تک امیر ثانی
کو یہی گمان ہے کہ شاید حسب عادت یہ شرارت کرتا ہے اکثر اسنے ایسا کیا ہے کہ مجھ سے تعظیم کروائی اور جسطرح
باپ اسکا خدمت میں والد ماجد کے گستاخ تھا انھوں نے اُسے مُنھ لگایا تھا یہ وہی باتیں سنتا ہوں یہ بھی
حرکتیں میرے ساتھ بھی کرتا ہے یہ سنا تھا کہ رضوان بن عمرو نے عرض کی کہ حضور کبھی تشریف لیجائیں
اگر انکو غرض ہوگی تو خود حاضر خدمت ہونگے ورنہ بجبر بری طرح یہاں تک آئیں گے میں خود جاکر گرفتار کر
لاؤنگا امیر ثانی چپ ہو رہے وہاں عمرو ثانی نے ضحاک ریش دراز سے کہا کہ اب تم میرے ایلچی بن کر
جاؤ اور حمزہ سے یہ کہنا کہ کیا تو مجھ سے خوف کرتا ہے جو یہاں تک نہیں آتا اگر تجھے کسی طرح کا خوف ہو
تو قسم کھاتا ہوں خداوند تمثال آئینہ رو کی کہ تجھ سے بآشتی پیش آؤنگا اور اے ضحاک اگر ایسا نہ کروگے
تو حمزہ کبھی نہ آئیگا یہ پیام سنکر ضحاک ریش دراز روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر امیر ثانی ہوا امیر کاروان نے
امیر کو اطلاع دی کہ ضحاک ریش دراز آتا ہے امیر نے فرمایا بلاؤ جسوقت ضحاک داخل بارگاہ ہوا امیر کو
سلام کیا صاحبقران نے دخل اسکے واسطے پہلے سے تجویز رکھا ہے بیٹھنے کو اشارہ کیا ضحاک سلام کرکے بیٹھ گیا
صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت کس طرف سے آنا ہوا ضحاک نے عرض کی کہ میں ایلچی ہوکر آیا ہوں پیک
طرار قدرت کا کچھ پیام لایا ہوں امیر ثانی نے ارشاد فرمایا کہ بیان کرو ضحاک ریش دراز نے عرض
کی کہ اول تو میری دریدہ زبانی عفو کی جائے کیونکہ میں ایلچی ہوں مثل مشہور ہے کہ ایلچی را زوال نیست جو کچھ
پیام ہے اتنا بیان کرتا ہوں امیر ثانی نے ارشاد فرمایا کہ تم بیان کرو ضحاک ریش دراز نے عرض کی کہ
یا امیر پیک طرار قدرت نے کہا ہے کہ اے حمزہ کیا تو مجھ سے خوف کرتا ہے جو یہاں نہیں آتا اگر ایسا ہو تو میں

مین بھی آؤن اور تو میری طرف سے اطمینان رکھ کہ مین تیرے ساتھ بہ آشتی پیش آؤنگا بدی نہ کرونگا بس
یہ سننا تھا کہ صاحبقران ثانی غصہ مین کانپنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ ای ضحاک مین کبھی اسکی بارگاہ مین نجاتا
کیونکہ وہ میرا ایک ملازم ہوکر اسوقت مجھ سے دماغ کی لیتا ہی مگر اب ضرور جاونگا کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہی کہ مین بھی کوئی
چیز ہون اور حمزہ میان آتے ہوے ڈرتا ہی یہ فرماکر صاحبقران ثانی اٹھ کھڑے ہوے اور ضحاک سے
ارشاد فرمایا کہ مین ابھی چلتا ہون یہ ارادہ امیر نامدار کا دیکھکر سب سرداران مع لندھور مالک فرامرز جمہور
کیخسرو نامدار بدیع الزمان عالیوقار شاہزادہ نورالدہر شاہزادہ ایرج نوجوان داراب کشورکشا تہمور
دیو بچہ و بدیع الملک بن نورالدہر شہنشاہ گوہر کلاہ دارا بن داراب بہمن زرہ غرخشک یا جہزار پا
پچین تلوار لیے امیر کے ہمراہ ڈنگلون سے کودے اور عرض کی کہ ہم ہمراہ رکاب مین امیر نے فرمایا کہ مین واللہ
کسیکو ساتھ نہ لیجاؤنگا بلکہ تنہا جاؤنگا ہر چند سب سردارون نے اصرار کیا کہ ہم بھی ضرور چلینگے امیر نے نہ
مانا اور ارشاد فرمایا کہ جو میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا وہ میرا دوست نہین بلکہ دشمن ہی سب مجبور ہوکر خاموش
ہورہے انتہا یہ کہ مقبول بن مقبل کو بھی امیر نے اپنے ساتھ نہ لیا حالانکہ کسی مقام پر اس رفیق کو امیر نے اپنے سے
جدا نہین کیا لیکن آج مقبول کو بھی ہمراہ نہ لیا غرض اسکی قبول نہ کی اور ہمراہ ضحاک کے طرف بارگاہ عمرو ثانی
کے روانہ ہوے وہان یہ خبر عمرو ثانی کو ہوئی کہ امیر تشریف لاتے مین عمرو نے کہا کہ آنے دو اب امیر ہمراہ ضحاک
چلے جاتے ہین جسوقت بارگاہ سامنے معلوم ہوئی خیال ہوا کہ اب یقین ہی عمرو برائے استقبال آتا ہوگا
لیکن کوئی نظر نہ آیا یہانتک کہ صاحبقران ثانی دروازۂ بارگاہ پر پہونچ گئے جب بھی عمرو نہ آیا اب امیر کو
غصہ آیا کہ اسکی شامتین آگئی ہین اور داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ عمرو تخت جواہر نگار پر تاج مرصع بر سر
چارقب شاہنشاہی دربر کیے ہوے بیٹھا ہی امیر کو خیال ہوا کہ اب تو برائے تعظیم اٹھیگا لیکن عمرو نے اپنی جگہ سے
حرکت نہ کی صاحبقران آکر دنگل پہ بیٹھ گئے عمرو نے پوچھا کہ حمزہ مزاج کیسا ہی امیر نے فرمایا کہ او دزد
یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے میری تعظیم بھی نہ کی اور مجھے اپنی بارگاہ مین بلایا خود حاضر خدمت نہوا عمرو نے کہا کہ یا
امیر آپ میرے آقا اور مالک ہین اسمین کوئی فرق نہین اور مین نمکخوار قدیم ہون میری یہ تاب و طاقت نہ تھی کہ حاضر
حضور ہوتا یا برائے تعظیم اٹھتا اگرچہ اب وہ سلسلہ قطع ہوگیا کہ مین پیک دربار قدرت ہون بندہ خاص الخاص
ہون خداوند تمثال آئینہ رو کا مگر سبب یہ تھا کہ میرے گلے مین تصویر خداوند تمثال آئینہ رو کی پڑی ہوئی ہی
اسکی حرمت مین فرق آتا کہ ایک بندے کی تعظیم کرے مین خداوند کی تصویر کی حرمت کھوتا یہ سنکر امیر کو یقین کامل
ہوگیا کہ عمرو مرتد ہوگیا ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا کہ افسوس ای عمرو مین یہ نہ جانتا تھا کہ تیری تقدیر مین مرتد ہوکر
مرنا تھا اسوقت آخر مین تو نے یہ روسیاہی اختیار کی کہ پروردگار عالم سے اور رسول کرم سے منحرف ہوا گر وہ خدا
مین بنایا ارے تجھے یہ کیا ہوگیا افسوس کہ بچپنے کا ساتھ اب ہمیشہ کو چھوٹ گیا یہ فرماکر آبدیدہ ہوے دل
صاحبقران کا بھر آیا عمرو نے کہا کہ حمزہ رونا بیجا ہی اگر تجھ کو میری محبت ہی اور میرا ساتھ دینا ہی تو ساتھ
میرے خدمت خداوند مین چل آئیل مین تیری بدل و جان سعی کرونگا اور وہ تیری خطا کو بھی معاف کردیگا
اور تجھ سے زیادہ رتبہ عالی عطا کریگا کیونکہ تو مجھ سے کہین بڑھ زیادہ رکھتا ہی تب تو صاحبقران
مشہور ہی جب صاحبقران قدرت کہلائیگا امیر نامدار نے لاحول ولا قوۃ پڑھا اور ارشاد
فرمایا کہ مجھے تیرے حال پہ رونا آتا ہی مین اپنے حال پہ نہین روتا ہون اگر تجھ ایسے ہزار دوست

چھوٹ جائیں بلکہ سب عزیز میرے قتل ہو جائیں جب بھی تمثال آئینہ رو کو سواے کا ذکچھ نہ ہوگا عمرو
نے کہا اچھا اب زبان کو اپنی بند کر میں نے پہلے ہی خداوند سے کہدیا تھا کہ حمزہ راہ راست پر نہ آئیگا سب
نصیحتیں بیکار ہونگی لیکن فرمان خداوند کو بجا لایا جو تجھے اتنا سمجھایا خیر میں کیا چھپا رکھا ولیا پابت اپنے
از راہ دوستی سمجھا دیا آیندہ تجھے اختیار ہے یہ کہکر نامہ تمثال آئینہ رو کا پیش کیا اور کہا کہ یہ نامہ خداوند ہے اسے پڑھو
اور اسپر عمل کرو امیر نے نامہ ہاتھ سے لیا اور لفافہ چاک کرکے پڑھا صاف صاف تحریر تھا کہ اے حمزہ ہمنے تجھے
اس مرتبہ کو پہنچایا زور دیا زر دیا رفیق ایسے ایسے عطا کیے تجکو صاحبقران بنایا لیکن تو دنیا میں آکے ہی
میں ایسا بھولا کہ تو نے دوسرا خدا اسطرح کا بنا لیا کہ نہ جسکو کوئی دیکھ سکے نہ اُس سے بات کر سکے نہ حال دل
کہ سکے ایک واہمہ کی بات ہے جسے تو خدا کہتا ہے دیکھ اپنے یار وفا شعار کو کہ اُسنے بیان اگر اطاعت اختیار کی اور
اپنے خداوند اصلی کو پہچانا پہلے وہ بھی بھولا ہوا تھا لیکن اب راہ پر آیا ہمنے اُسپر چشم رحمت کی سب گناہ اسکے عفو
کر دیے رہنے کے لیے قصر دیا دل بہلنے کو باغ بہشت وصل حوریان کھانے کو میوۂ جنت اور جو مال کہ اُسنے
چرایا تھا وہ بھی اُسے بخش دیا کیونکہ ہم مال کے محتاج نہیں ہر چیز کو پیدا کر سکتے ہیں امیر نامہ پڑھتے جاتے
ہیں اور لاحول بھیجتے جاتے ہیں آخر میں تحریر تھا کہ اگر تو بھی مثل عمرو کے آکر اطاعت اختیار کر ساجد مجھے سجدہ
کرے تو قسم کھاتا ہوں اپنی عظمت وجلال کی کہ تیری صاحبقرانی کو اور عروج دونگا صاحبقران قدرت کا لقب
عطا کرونگا عمرو کو پھر تیری رفاقت میں دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو دوسرا صاحبقران پیدا کرکے
تجھے اسکے ہاتھ سے زیر کروا کر تمام عالم میں ذلیل کرکے قتل کروا ڈالونگا جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا عمرو
نے کہا کہو حمزہ اب کیا کہتے ہو امیر نے فرمایا کہ اے عمرو تو نہیں جانتا مجکو اگر میں ایسے ایسے کافرون کا کہا مانے
پر آجاتا تو اتنک صاحبقرانی کیا کرتا تجھے یاد نہیں کہ کیسے کیسے نیرنجات اُن ساحرون نے دکھائے کہ لیاقت
حمزہ کا برگشتہ ہو لیکن حمزہ کو پروردگار عالم نے وہ استقلال عطا فرمایا ہے کہ کہیں پاؤن لغزش نہیں ڈگے اور فضل خدا
سے اُن سب کو قتل کیا صدہا خداوندان شاہ دین یہ بھی کوئی ساحر ہے اپنے تمام خلقت خدا کو بہکا رکھا ہے پیارے
مشہور کہ ہر فرعونے را موسیٰ یہ بھی کسی نہ کسی کے ہاتھ سے ایک روز مارا جائیگا اسکی ساری خداوندی تشریف
لیجائیگی اور معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مسحور ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے عمرو نے کہا اے حمزہ قلب تیرا سیاہ ہے جو تو ایسے
خداوند کو نہیں مانتا افسوس کہ تیری تقدیر میں جنت نہیں ہے بلکہ دوزخ ہے خیر یہ تقدیر تیری یہ کہکر وہ پنجرہ جو عمرو
کے ہاتھ میں تھا اسکی کھڑکی کھولدی اور کہا کہ حمزہ دیکھ ادنی سا نمونہ قدرت خداوند کا یہ جانور ہیں بہشت سے
پکڑ کر صرف تیرے دکھانے کے واسطے لیتا آیا ہوں جو بات تیرا جی چاہے اس سے پوچھ لے یہ سب حقیقت
بیان کر دیگا کھڑکی کھلتے ہی وہ جانور اڑا اور سر صاحبقران کے گرد سات چکر لگا کر ہاتھ پر بیٹھ گیا اور مانند
انسانون کے گویا ہوا کہ یا امیر واقع میں عمرو سچ کہتا ہے وہ خداوند ایسا ہے کہ اُسنے تمام عالم کو پیدا کیا آپ اُسے
بھولے بیٹھے ہیں دیکھیے مجھے ایک مشت پر اُسنے پیدا کیا دیکھنے میں کوئی حقیقت میری نہیں ہے مگر جب مجھے پوچھیے تو تمام
عالم کے ہفتاد پشت کا حال بیان کر دون اور چاہے اپنا نسب نامہ پوچھ لیجیے یہ کہکر سات پشتون تک نام آبا و
اجداد امیر کے بیان کر دیے اُسکے بعد صاحبقران اول کی پیدائش کے حال سے شروع کیا اور پرورش
پانا امیر کا اور ملازم ہونا نوشیروان کے یہان پھر عشق ملکہ مہر نگار پھر چڑھائی کرنا ہندوستان پر زیر کرنا
لندھور بن سعدان کو غرضکہ اسی طرح جو کچھ واقعات امیر اول کے تھے سب بیان کر دیے اُسکے بعد حال امیر ثانی

کی جنید ابلق کا اور مشروب با ناز کا اندر ہی بلند حتیٰ کی غشین ہوکئین سب یکلخت ہوکرین امیر عالم التحیر مین جب بیکھین بند جیسے
مین ضحاک ریش دراز سے کہا یا امیر اب جناب خداوند ضحاک کی بندگی کی عزت کے قائل ہو علم غیب سے
فرمایا کیا ضحاک مار سے بچو رہکیا اور وہ بیہوش یہ ثقا تھا کہ عمر ثانی نے کہا او شبیہ بے ادب تو خدا او ملہم کو بجا کہتا
ہے کہین بڑا شمنچہ نہ مرجانے انتک مین نے بڑی خاطر کی مگر تو یون نہ مانیگا جبتک سزا نہ پائیگا صاحبقران
نے فرمایا کہ کیا ضحاک مار تا ہے کیا قضا تیری دامنگیر ہے ضحاک نے ہنس کر کہا کہ ادنیٰ کرشمہ قدرت خداوندی یہ ہے کہ آپ
نے جو خداوند کو برا کہا تو زبان کی برکت تشریف لیگئی بیان تو یہ گفتگو ہوئی اور وہ طلا گرز رود کہا عمرو نے کہا
کہ حمزہ اب تو بیان سے جا نہین سکتا مین تجھے زبردستی خدمت خداوند مین باندھکر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیا مجال ہے
تیری ضحاک نے ہنسکر کہا کہ آپ اس بیابان سے تو جبتک نکل نہ سکے اگر ہم نہ چاہین تو آپ تا حیات یونہی پڑے رہین
اور راستہ نہ پائین صاحبقران عقرب سلیمانی پکڑکر اٹھے عمر و رہ گئے جلا امیر نے ہاتھ عقرب کا مارا
ضحاک نے کچھ پڑھا تلوار ہاتھ سے گر پڑی حق ہو ن ہین دہشت پڑ گیا اب امیر نے اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا
مگر کچھ یاد نہین آتا امیر سمجھے کہ یہی من تھی کہ برکت زبان کی جاتی رہی افسوس کہ عمرو اسی باعث سے بارگاہ
سلیمانی مین نہین آیا تھا اب صاحبقران پریشان ہین کہ ناگاہ ایک دو بجلیان کڑکین اور دھوئین گرے ایک عمرو
کو لے گیا ایک صاحبقران کو لیگیا اور ایک پنجے نے ضحاک ریش دراز کو دبا کر گولا مونہ کرکے حلق
مین ڈال لیا جب وہ ضحاک ریش دراز گولا مانند انیرن کے گولی بنا کر کھا چکا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو اس سے چھین چکا خدمت مین اپنی مالکہ کے گیا یعنی قریشہ ثانی کے پاس گیا جو نمک قریشہ مذکورہ سلطنت عالم
دیوا ہرمن کے مع اپنے لشکر کے گئی تھین اور انکی فوج کو شکست دیکر انکو مع تیغ کرکے اپنے مکان کیطرف جاتی
تھین اثنائے راہ مین اہل اسلام کو اسیر پنجہ ضحاک نابکار دیکھکر ایک دیو کو حکم دیا کہ اس ظالم کو کھا لے اور
امیر ثانی اور عمرو ثانی کو بچا رکھو اور ہمی طرح لے آ چنانچہ دیو مذکور پنجہ بنکر گرا تھا جیسا کہ لکھا گیا جس
جب وہ دیو خدمت مین قریشہ سلطان ثانی کے پہونچا انہے پوچھا کہ مقصد خوش کیون ہو اسنے عرض کیا کہ بعد
ایک مدت مدید کے بنی آدم کا ایک غذائے لذیذ ہی کھایا ہے والله اسکا اتک زبان پر باقی ہے اسوجہ سے خوش
و مسرور ہون اگر حضور حکم دین تو پیٹ بھر بنی آدم سے پھر لون قریشہ ثانی نے جواب دیا کہ خبردار اب کسی آدم زاد
کو نہ کھانا یہ کہکر امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ساتھ لیکر بعد خوشی جانب چشمہ ماہیار روانہ ہوئین جس دم چشمہ مذکور
پر پہونچین تمام حال گرفتاری امیر ثانی سنکے کہنے لگین شکر ہے خداوند عالم کا کہ مین حسب اتفاق اس وقت پر پہونچی
کہ آپکو اور عمرو ثانی کو مین نے دست عدو سے چھڑایا اور دشمن عدو کو لقمہ دیو کرایا یہ کہکر اپنے تابعین سے
مخاطب ہو کے کہا کہ آج ہمکو نہایت خوشی ہے کیونکہ دو سبب خوشی و شادی کے ایک وقت مین جمع ہین اول یہ
کہ مین دیوا ہرمن ایسے دشمن پر فتحیاب ہوئی دوسرے یہ کہ مین نے دشمن جناب امیر ثانی کو لقمہ دیو کرایا اور
انکو انکے شر سے بچایا ہے لہذا ہر دو امور مذکور کی خوشی ضرور ہو چاہتی ہون کہ بزم طرب آراستہ ہو سامان عیش
و عشرت مہیا ہون صحبت رقص و نغمہ کی ہو اور سامان دعوت و ضیافت بھی نہایت خوبی سے کیا جائے دیوان پرزاد
یہ حکم سنکے سرگرم بجا آوری حکم ہوئے جلد ایسی بزم عشرت آراستہ کی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی جب ایسی
بزم طرب آراستہ ہوئی امیر ثانی بالائے مسند زرین جا بیٹھے قریشہ ثانی بھی باادب تمام ایک طرف بیٹھی پریزادان
ذی عزت بھی اپنی اپنی لیاقت کے موافق بزم مذکور مین جا بیٹھے اسوقت یہ رنگ بزم مین ہوا کہ بمقتضائے این نظم

کی خوشی وہ امیر ثانی کا بزم عشرت مین بیٹھکر رقص و نغمۂ رقاصہ سے شادان ہونا وہ سامان دعوت ضیافت
وہ ہر ایک طعام لذیذ و لطیف کہ بمصداق این نظم

کھانے تھے نفیس و تازہ و خوب
ہر چیز کا ذائقہ نرالا
شیرین نمکین لذیذ و مرغوب
ہر شی کا مزہ لطیف و اعلا

الحاصل بعد ختم جشن مذکور امیر ثانی نے قرلشیہ ثانی سے فرمایا اب ہمکو رخصت کرو کیونکہ لشکر ہمارا میلہ
مین فروکش ہوا تھا اور مبتلاے سحر تھا نہین معلوم اب کس حال مین ہو سوا اسکے ہمارے اور عمرو ثانی کے وہان
ہونے سے ہر ایک سردار و غیر سردار نہایت متردد و بیقرار ہوگا قرلشیہ ثانی نے دست بستہ عرض کی حضور
چندے یہان قیام فرمائین یہان کی سیر سے لطف اٹھائیے دل کو فرحت و راحت ہو صورت قید برطرف
ہوا امیر نے جواب دیا بفضل خدا سے اب ہم اچھے ہین ضحاک ریش دراز کے مرنے سے سحر ہم پر سے اور عمرو
ثانی پر سے اتر گیا ہی اور اسم اعظم جو قید ہو گیا تھا رہا ہو گیا ہی یعنی فراموش ہو گیا تھا اب یاد آگیا ہی
سحر زائل ہو گیا ہی سیر کرنا مطلوب نہین ہی بزم عشرت مین رقص و نغمۂ رقاصان خوبرو سے بہت لطف اٹھا چکے
ہین اب ہم کو زیادہ قیام ہمارا یہان اچھا نہین ہی بہتر و مناسب یہی ہی کہ اسیوقت ہم کو رخصت کرو اور عمرو ثانی کو
بھی اجازت جانیکی دو قرلشیہ ثانی نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور کی یہی خوشی ہی تو بسم اللہ مگر حضور تشریف
لیجائین عمرو ثانی کو یہان چھوڑ جائین کیونکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ابھی تک عمرو ثانی کے حواس بجا نہین ہین بہکی
باتین کرتا ہی عقائد دین مین بھی اسکے فرق آتا ہی نہین معلوم اسپر کیسا سحر تھا کہ بعد اترنے سحر کے بھی ہوش و حواس
اسکے ابھی درست نہین ہین امیر ثانی نے فرمایا ضحاک ریش دراز نائب خداوند تعالی آئینہ رو نے
ایسا کچھ اسکو سمجھایا ہی اور ایسے عجائب و غرائب سحر کے دکھائے ہین کہ یہ بہک گیا ہی بہتر ہی چند روز اسی کو
اسی جگہ رہنے دو یہان کی آب و ہوا اور سیر و تفریح قلب سے غالباً اسکے حواس ضرور درست و بجا ہو جائینگے
اور وہ باتین کہ ضحاک ریش دراز کی کہی ہین اتنی مدت مین بھول جائیگا عقائد دین بھی اسکے مثل سابق درست
ہو جائینگے یہ فرما کے خاموش ہوئے اسوقت قرلشیہ سلطان ثانی نے چار دیوون کو طلب کیا جب وہ
حاضر ہوئے کہا ایک تخت پر جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو سوار کر کے یہان سے جانب لشکر اسلام
لیجاؤ اور بخیر و عافیت تمام لشکر مین پہونچا دو اور رسید پہونچانے کی لے کر یہان آکے وہ رسید ہمین دو
انھون نے عرض کیا ہم حسب الحکم کاربند ہونگے یہ عرض کر کے فی الفور ایک تخت جواہر نگار لیکر آئے امیر
اُس تخت پر سوار ہوئے پھر قرلشیہ ثانی اور عمرو ثانی سے رخصت ہوئے قرلشیہ ثانی نے چند تحائف
پردۂ قاف و پرستان کے ہمراہ و پیشکش کیے وہ دیو تخت اٹھا کر اپنے دوش پر رکھکر بروے ہوا بلند ہو کر
لشکر اسلام کی طرف چلے امیر ثانی اثنائے راہ مین سیر دشت و صحرا و کوہ کرتے ہوئے دیوون سے ہم کلام
ہوتے ہوئے جابجا راہ مین ٹھہرتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف آتے ہین انکو تو اسی راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اور اب حال لشکر اسلام وغیرہ کا لکھا جاتا ہی

کہ جب دیو بحکم قرلشیہ ثانی پہونچکر ضحاک ریش دراز پر گرا تھا عمرو ثانی اور امیر ثانی کو اٹھا کر
ضحاک مذکور کو کھا گیا تھا اس کے مرنے سے نہایت تاریکی پیدا ہوئی تھی آندھی سیاہ آئی تھی سنگباری اور برف باری
بکثرت ہوئی تھی جسقدر مردم سحار و کیار رسید مین آئے تھے سب گھبرائے تھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
تھی افسوس سا مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم لیٹے مارا ہم کو اور جان دی ہمنا اور مطلب بھی بر نہ آیا

پھر یہ آواز آئی حیف ہلاک کیا مجھکو کہ نام میرا ضحاک ریش دراز تھا جب یہ آوازیں بیچ ضحاک ریش دراز
کے ضحاک کے نام سے دے کر ایک سمت تاریکستان چلے گئے تھے وہ تاریکی دور ہوئی تھی جملہ کفار ضحاک
مذکور کے مرنے سے نہایت حیران و پریشان خاطر ہوئے تھے میلہ درہم و برہم ہو گیا تھا ہر ایک شخص نہایت
متردد و متفکر تھا کہ یہ کیا ہو گیا کون ایسا زبردست تھا کہ جسنے نائب خداوند تمثال آئینہ رو کو مار ڈالا کوئی
کافر کسی کافر سے کہتا تھا کہ ابھی ہمارے سامنے ضحاک ریش دراز امیر ثانی اور عمرو ثانی کو مبتلائے سحر
کر کے تخت پر سوار ہو کے بہ سبب ہوا تخت کو بلند کر کے جانب خداوند جاتے تھے یہ پہنچ کیا گرا کے جسکے گرنے سے یہ
آثار قیامت عیاں ہوئے تاریکی برف باری و سنگباری ہوئی آواز آئی افسوس تمثال ہلاک کیا مجھکو کہ نام میرا
ضحاک ریش دراز تھا وہ بیدین جواب دیتا تھا اے برادر ہمارے نزدیک وہ پہنچ گیا پہنچا ملک الموت نے
اسنے روح نائب خداوند کی گرتے ہی قبض کر لی قضائے کسی کو گریز نہیں خداوند نے انکو طلب کر لیا اور یہ
تاریکی و برفباری انکے مرنے سے ہوئی قاعدہ ہے کہ جب کوئی ساحر زبردست یا ادنیٰ ساحر مرتا ہے تو علی قدر
مراتب ہنگام مرگ تاریکی ہوتی ہے اور سنگباری اور برفباری بھی بڑے بڑے ساحروں کے مرنے سے
ہوتی ہے اور بیر ایکے ہو کے اسی کی آواز سے صدا دیتے ہیں جیسا کہ ابھی تمنے سنا ہے پس نائب خداوند بھی
ساحر زبردست تھے انکے بھی مرنے سے تاریکی اور برفباری ہوئی اور آوازیں بیروں نے دیں افسوس نائب
خداوند کے مرنے سے لطف میلہ کا جاتا رہا بلکہ میلہ درہم و برہم ہو گیا اب یہاں ٹھہرنا خوب نہیں ہے سیدھے اپنے
گھر چلو ایک لمحہ بھی یہاں نہ ٹھہرو سوداگر بیوپاری بیچارے گئے اور ہیں اپنی متاع اٹھا کر لیجاتے تھے تو غضب ہو یہ کہہ کے
وہ میلہ سے کنارہ کر کے اپنے گھر کی طرف جاتا تھا وہ دوسرا بیدین اسکی رائے پسند کر کے ہمراہ اسکے ہوتا تھا کوئی کافر
نابکار کسی اپنے ہم مذہب سے متحیر ہو کے کہتا تھا اے دوست یہ کیا ہوا آوازیں کیسی آئیں یہ تاریکی کیسی ہوئی کچھ سمجھ میں
نہیں آتا ہے وہ اُسے جواب دیتا تھا ہم خود متردد ہیں تحقیق کیا جاتا نہیں کہ یہ کیا ہوا نائب خداوند کو کس نے
مارا یقیناً تو کہہ نہیں سکتے لیکن شاید کوئی مددگار ان مسلمانوں کا میلہ میں وارد ہوا جسنے امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو ضحاک کے شریک پایا اور ضحاک کو ہلاک کیا وہ یہ سنکے کہتا تھا اگر کوئی مددگار ان خدا پرستوں کا آتا زیر روئے
زمین آتا ہوا دکھائی تو آتا بالائے ہوا دوست امیر ثانی کا کیونکر آیا ہماری سمجھ میں نہیں آتا وہ اسے جواب دیتا تھا
تم نہیں جانتے یہ مسلمان جب کسی بلا میں مبتلا ہوتے ہیں اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کر کے اپنے خدا سے دعا
کرتے ہیں تو دعا انکی قبول ہوتی ہے کوئی سبب ایسا ہوتا ہے کہ وہ اُس بلا و آفت سے بچ جاتے ہیں پس عمرو
ثانی اور امیر ثانی نے بھی اپنے خدا سے دعا کی ہوگی کوئی فرشتہ یا جن یا دیو بحکم خدا آیا ہوگا انکو کہیں لے گیا
ہوگا نائب خداوند کو ہلاک کیا ہوگا کوئی سیاہ قلب کسی کافر سے کہتا تھا اے حبیب بڑا غضب ہوا نائب خداوند
کو کسی ظالم نے مار ڈالا وہ بد ایمان کہتا تھا او بد اعتقاد چپ رہ یہ کیا کہتا ہے ارے کوئی نائب خداوند تمثال کو
ہلاک کر سکتا ہے کیا مجال کسی کی کہ جو نائب خداوند کو قتل کر سکے اگر کوئی بد اندیش انکا انکو قتل کرنیکا ارادہ بھی
کرے تو خداوند تمثال آئینہ رو اسکو اپنے برق قہر و غضب سے جلا کر خاک کر دیں یہ نہیں معلوم کیا ہوا بلکہ
خداوند آئینہ رو کے امور میں کیا دخل ہے زنہار ہم سمجھ سکتے ہیں کہ خداوند نے کسی اپنے بندہ خاص کو بصورت پیچ
بھیجا ہوگا وہ انکو مع عمرو ثانی و امیر ثانی لے گیا ہوگا ہم لوگوں کے ستانیکے واسطے قدرت خداوند
سے آوازیں آئیں کہ ہم سب ضحاک ریش دراز کو مردہ تصور کریں پس یہ بھید خداوند کے ہیں عقل سے

تخت

الیسا کچھ تمنے خیال کیا ہو کوئی بد انجام کسی بیدین سے کہتا تھا اے مہربان تمام جاے عجب ہو کہ نایب خداوند
تخت پر بلند ہوتے ہی غائب ہو گئے انہون نے خود اپنے مرنے کی خبر دی آندھی آئی یہ کیا اندھیر ہوا میلہ خاک مین
ملگیا دیکھو لوگ گروہ گروہ پریشان و مضطرب نخال میلہ سے چلے جاتے ہین دریغا کہ یہ آوازین کسی نے
ایسی دین یا خود نایب خداوند نے اپنی مرگ سے آگاہ کیا کہ جس سے دلون کو صدمہ ہوا ہم کو بھی
سخت رنج ہوا یہ میلہ مقام عیش و سرور تھا اب جاے رنج و غم ہو گیا وہ اوس سے کہتا تھا کہ فی الواقع یہ واقعہ
عجیب و غریب و جانکاہ ہے کچھ عقل کو دخل نہین ہے تم سچ کہتے ہو کہ یہ جگہ اب مقام الم ہو گیا ہے ملکا جاے خوف
ہو گیا ہے عطر نا ہیان خلاف عقل ہے بختگان خداوند لاجورد شاہ سے کہتا تھا اے خداوند اسوقت یہ عجب
رنگ دگرگون ہوا ہے ایسا انقلاب مین نے اپنی زندگی مین کم دیکھا ہے ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ ہو گیا ضحاک ریش دراز
عجب طور سے ہلاک ہوا اوس کی لاش کا بھی کچھ نشان نہ معلوم ہوا بہت سی عمارتین اور اکثر اشیا جو
عجیب و غریب یہان نظر آتی تھین اوس کے مرنے سے مفقود النظر ہو گئین راہین جو پہلے مسدود تھین ابھی
اب کھلی نظر آتی ہین دیکھیے وہ غبار جو گرد لشکر اسلام مانند حصار کے تھا اب نظر نہین آتا ہے مین نے عقل
سے دریافت کیا ہے کہ ضحاک ریش دراز ساحر زبردست تھا اوسکے سحر سے بہت سے اشیا کی نمود تھی
راہین مسدود تھین عمارتین وغیرہ ظاہر تھین اوس کے مرتے ہی کسی کا نشان نہ رہا افسوس اہل اسلام بھی
اوس کے مرنے سے قید سے رہا ہو گئے کار ہلاکت اہل اسلام سرانجام نہ ہوا مین تو سمجھا تھا کہ اب دست
ضحاک مذکور سے عمرو ثانی اور امیر ثانی اور تمامی مردان لشکر اسلام کسی طرح جانبر ہونگے لیکن کوئی دوست
انکا عین وقت پر آ گیا اوسنے انکی مدد کی قید سے سب کو رہا کیا ضحاک کو ہلاک کیا واہ واہ کیا اچھا دین اسلام
ہے اور کیا اہل اسلام کا خدا ے قادر ہے کہ جب یہ مسلمان مبتلا کسی بلا مین ہوتے ہین اور اپنے خدا سے دعا کرتے
ہین فی الفور کسی سبب سے بلا سے نجات پاتے ہین خطا معاف ہو میرا اتفاق و تو خدا ے نادیدہ پر ہوتا جاتا ہے
دل چاہتا ہے کسی روز بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جایئے کیونکہ اہل اسلام کا خدا قادر و توانا معلوم ہوتا ہے
ہر شے پر قادر ہے ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا لاجورد شاہ نے برہم ہو کے جواب دیا او شیطان درگاہ مین یہ کیا
بکتا ہے خاموش ہو خبردار اب ایسی باتین ما بدولت کے روبرو نہ کرنا تو نہایت بد اعتقاد ہے اور نہایت
بیوقوف ہے میرے سامنے خدا ے نادیدہ کو اچھا کہتا ہے مسلمان ہو جانے کا ارادہ کرتا ہے اے
بیوقوف یہ ہماری قدرت نمائی ہے جسنے تقدیر کی تھی ہماری تعریف کر مین نے ضحاک ریش دراز نابکار کو
اپنے ایک بندہ سے قتل کرا ڈالا مین نے چپکے چپکے تقدیر معقول کر کے ضحاک ریش دراز کو کہ ایک
بندہ سرکش و مغرور تھا ہلاک کروا ڈالا یہ وہ نابکار تھا کہ آپ اپنا خداوند جانتا تھا کبھی شب کو سجدہ نکرتا
تھا خداوند تمثال آئینہ رو کا مداح تھا اوسیکی پرستش کرتا تھا اوسی کا نایب بنا تھا ہمارے قہر و غضب سے نہ ڈرتا
تھا یا رہا ہمکو برا کہتا تھا اسوقت جسنے اپنے قہر سے ایسا اوسے نابود کیا کہ کچھ بھی اوسکا نشان نہ رہا لاش بھی اوسکی کسیکو
نظر نہ آئی میلہ اوسی کی ذات سے ہوتا تھا ہی مردود بعث [illegible] تمثال آئینہ رو تھا اوس سے مانند آئینہ کے صاف
تھا جسے کدورت رکھتا تھا جسنے کبھی اوسے معدوم کر دیا اور عمرو ثانی اور امیر ثانی کو اور جملہ اہل اسلام کو
اوسکی قید سے رہا کرا دیا کیونکہ یہ سب ہمارے بندہ نازنان ہین ہم جو چاہین انکے حق مین کرین کہ ہمارے بندے
ہین ظاہر ہمکو برا کہتے ہین باطن ہمکو اچھا کہتے ہین پوشیدہ طور سے ہمین سجدہ بھی کرتا ہے اسی وجہ سے ہم انکو غنیمت و

نابود نہیں کرتے ہیں جب یہ بظاہر ہماری تخریب کے درپے ہوتے ہیں ہم انکو بندۂ جاہل جانکر انکے غارت و تباہ
کرنے میں تامل کرتے ہیں اور جب یہ پوشیدہ طور سے ہمیں پکارتے ہیں اور طالب مدد ہوتے ہیں ہم انکی رعایت
کرتے ہیں جسطرح ابھی ہمنے مدد کی ہے جملہ مردمان لشکر اسلام کو شر ضحاک ریش دراز سے بچایا ہے ہم نہیں چاہتے
ہیں کہ ہمارے سامنے ہمارے بندوں کو کوئی ہلاک کرے یا سزائے سخت دے ہمیں نہایت ناگوار ہوتا ہے جس وقت
ہمارے ان بندوں کو کوئی شخص ایذا دیتا ہے او نادان آگاہ ہو کہ جسطرح اسوقت نائب خداوند کو اپنے ایک
فرشتۂ قدرت کے ہاتھ سے ہلاک کرایا ہے اسی طرح ایک روز تمثال آئینہ رو کو بھی ہلاک کرا دینگے کیونکہ وہ بھی
اب بہت مغرور و متکبر ہو گیا ہے اور بدولت کا بندہ ہو کر بدولت سے منحرف ہو کے خود دعویٰ خدائی کرتا ہے
بختگان لاجورد شاہ کی تقریر سنکے اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ خود بیہودہ بکتا ہے کیا کسیکو تباہ و ہلاک کریگا خود تو
اہل اسلام سے بھاگتا پھرتا ہے نہایت عاجز ہے کسی امر پر قدرت نہیں رکھتا ہے دیکھو ہے کبھی اہل اسلام کو برا کہتا
ہے کبھی اچھا کہتا ہے جسوقت جو مناسب ہوتا ہے کہہ دیتا ہے نہیں معلوم کس مددگار امیر ثانی نے امیر کو شر قید
ضحاک سے بچایا ہے اور ضحاک کو ہلاک کیا ہے یہ عبث کہتا ہے کہ میں نے یہ کار نمایاں کیا ہے باطن تو یہ کہا جو
لکھا گیا لیکن بظاہر مصلحت وقت جان کے عرض کیا اے خداوند جو ارشاد کیا گیا ہے درست و بجا ہے واقعی میں نے
نادانی سے کہا تھا اب معلوم ہوا کہ آپنے تقدیر کی ہتک چاہتا ہوں کہ واسطے اپنی بہبودی کے جو کوئی تقدیر جسے تو
معقول کیجیے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجھکو ہمارے امور میں کیا دخل ہے ہم جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں ہم اپنی
مصلحت سے ہر ایک کار کرتے ہیں اپنے واسطے بھی کبھی تقدیر کرینگے بالفعل تو ہر ایک شہر کی سیر اسی حیلے سے
مد نظر ہے سوا اسکے ہر ایک اپنے بندے کا حال دل دریافت کرنا منظور ہے کہ کون بندہ کس طرح ہم سے پیش
آتا ہے بعد سیاحی اور آزمائش بندگان کے جب چاہیں گے ہم اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کرینگے بختگان انکی
تقریر سنکے اپنے دل میں کہنے لگا یہ بھگوڑا از حد دروغگو ہے اسکی بات کا کچھ اعتبار نہیں یہ کیا اپنے عدا کو نیست و نابود
کریگا خود ہی انکے ہاتھ سے اکیروز ہلاک ہو جائیگا بختگان تو اپنے دل میں ایسی ہی باتیں کر رہا تھا لاجورد
شاہ بجائے خود فکر کرتا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے جانیے کس طرف جانا اچھا ہوگا ان عدو نکو تو اسی حال میں
چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے کہ بعد مرنے ضحاک ریش دراز کے جملہ اہل لشکر
نے قید سحر سے نجات پائی دست و پا قابو میں آئے وہ غبار جو گرد لشکر کے مانند حصار کے تھا دفع ہو گیا سحر برطرف
ہوا ہر ایک سردار و غیر سردار نے سحر ضحاک مذکور سے نجات پا کر خدا کا شکر کیا اور بجائے خود ہر ایک نے
کہا نہیں معلوم ضحاک نابکار کو کسنے مارا ہنوز لشکریان اہل اسلام قید سحر سے رہا ہو کے شکر پروردگار کر
رہے تھے ناگاہ چالاک ثانی اور برق ثانی وغیرہ جتنے عیاران لشکر اسلام مبتلائے قید سحر تھے وہ سب بھی
قید سحر سے رہا ہو کے لشکر اسلام میں آئے ہر ایک سے ملے اپنے قید ہو جانے کے حال سے آگاہ کیا عمرو ثانی
اور امیر ثانی کو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں اہل لشکر نے کہا انکا حال ہمیں نہیں معلوم ہے صرف اسقدر سنا ہے کہ جب
ضحاک نابکار نے انکو اپنے سحر میں مبتلا کر کے ارادہ انکے کہیں بھیجنے کا کیا تھا ناگاہ ایک بھگوڑا جنی کی
ہلاک ہوا امیر ثانی اور عمرو ثانی کا کچھ حال دریافت نہوا کہ وہ بھگوڑا انکو لیگیا یا کہیں چھوڑ گیا چالاک ثانی
نے کہا کچھ بجائے اندیشہ و تردد نہیں ہے وہ بھگوڑا تھا یقیناً وہ کوئی اہل اسلام کا دوست تھا دوستی اسکی ہلاک
کرنے ضحاک سے ظاہر ہے ہم امید خدا سے کرتے ہیں کہ امیر مع اخبر مع عمرو ثانی کے تشریف لائیں گے

یہ سخن عیار کا اہل لشکر سنکے کہنے لگے خداوند کریم ایسا ہی کرے جلد امیر ثانی نے لشکر میں بخیر و عافیت تشریف
لائیں عمرو ثانی کو بھی ہمراہ لائیں ادھر تو اہل اسلام ضحاک ریش دراز کے ہلاک ہونے سے اور اپنے قید
سحر سے چھوٹنے کی وجہ سے خوش ہیں صرف امیر ثانی اور عمرو ثانی کا خیال کرکے مختلف خیالات کرتے ہیں لیکن
اب کچھ حال خلخال و صلصال وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ضحاک مذکور کو پنجہ مذکور نے ہلاک کیا اور ان
اسکے مرنے کی ایک صورت سے ہر دم نے پکار کے دی اور تاریکی اور پر غباری و سنگباری ہوئی خلخال پسر صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو نے اپنے باپ صلصال سے متحیر ہو کے کہا اے پدر عالی مقدار آپ نے
ملاحظہ فرمایا یہ کیا ہوا کسی نے ضحاک ریش دراز کو مار ڈالا میلہ درہم برہم کر دیا اہل اسلام کو قید سے
چھوڑا دیا ہم سب کو خوشی میں رنج دیا یہاں بھی چندے حسن سے جینے نہ دیا تقدیر نے یہاں بھی کچھ یاوری
نہ کی اہل اسلام یہاں بھی نیست و نابود نہ ہوئے اب فرمائیے کیا ہوگا صلصال نے کہا اے فرزند بظاہر معلوم ہوتا ہے
کہ وہ پنجہ کوئی دوست امیر ثانی اور عمرو ثانی کا تھا جس نے پنجہ بنکر اور شکل بدل کرکے ضحاک کا کام تمام کیا
امیر ثانی اور عمرو ثانی کو اٹھا کر کہیں لیگیا میرا ارادہ یہ ہے کہ یہاں توقف نکروں جنگاہ شب لشکر اہل اسلام
پر مع اپنی فوج کے گروں جہاں تک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کرکے کسی طرف چلا جانے ... خلخال نے کہا
یہ رائے آپکی میں پسند کرتا ہوں ابھی خلخال اپنے پدر صلصال سے ہم سخن تھا کفار میلے سے جوق جوق
گروہ گروہ بدحواس پریشان خاطر ہو کے بھاگے جاتے تھے اکثر مردم باہم کہتے تھے یہاں سے جلد نکل چلیں
ایسا نہو کہ وہ پنجہ پھر آ کے میلہ کے لوگوں کو ہلاک کرے جس طرح کہ اس نے نائب خداوند کو ہلاک کیا ہے ناگاہ ایک
طرف سے غبار عظیم بلند ہوا کفار جانب غبار دیکھنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا دیکھو یہ غبار اس طرف بلند ہوا ہے
ضرور کوئی نہ کوئی آفت آتی ہے کوئی کافر کسی بے دین سے کہتا تھا ہائے کہاں جاؤں کس جگہ جا کر پوشیدہ ہوں
اس غبار کو دیکھکر میرا عجب حال ہے دل گردہ ہوا جاتا ہے ابھی پنجہ گزر چکا ہے اب یہ کوئی بلائے دیگر آتی ہے غرض تو
تمثال آئینہ رو اس بلائے گرد و غبار سے ہر کہ و مہ سب کو مضطر دیکھ کر تختگان بھی سمت غبار بغور دیکھکر لاجورد
شاہ سے پوچھتا تھا اے خداوند آپ تو خداوند ہیں بتائیے یہ غبار کیسا بلند ہوا ہے اور کون آتا ہے ہمارے دیوتوں
سے ہے یا دشمنوں سے ہے وہ اپنی ریش دراز پہ ہاتھ پھیر کر مسکرا کر کہتا تھا بیٹے اس وقت ایک تقدیر گاہ ہے تھوڑی
دیر میں جو کوئی آتا ہے وہ یہاں آجائیگا تو خود ہی اسے دیکھ لینا ہم تیرا اسے سے خوب آگاہ ہیں مگر نہ بتائیں گے
ہنوز لاجورد شاہ تختگان سے یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک پنجہ ہوائے تند سے وہ دامن غبار پارہ پارہ ہوا
دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ایک بادشاہ پانچ لاکھ سواروں کی جمعیت سے اس طرف آتا ہے نقارہائے
لشکر بلند ہیں فیل ہائے سر بلند ہمراہ لشکر بکثرت ہیں پھریرے علمہائے لشکر کے سیاہ رنگ میں ہر دم سیاہ
بجلت تمام مرکبوں کو جولان کرتے ہوئے آتے ہیں لاجورد شاہ اور تختگان اور خلخال اور صلصال
وغیرہ جملہ کفار اسے دیکھ رہے تھے چونکہ وہ بادشاہ دور تھا شناخت اسکی کر نہ سکے تھے اور جملہ اہل اسلام بھی
اس لشکر کی طرف دیکھ کر باہم کہتے تھے یقیناً یہ کوئی سردار یا بادشاہ کافر ہے کیونکہ رنگ علمہائے لشکر کا سیاہ
ہے خداوند عالم ہم اہل اسلام کو اسکے شر و فساد سے بچائے یہ میلہ کی سیر کو یہاں آیا ہے یا سرکشی و فساد نہ
آیا ہو ابھی اہل اسلام یہ کلام کر رہے تھے ناگاہ وہ بادشاہ کافر قریب آیا سب نے دیکھا کہ ایک جوان
سیاہ رو چین بجبین زشت خو و ترش رو بلند قد و دست و پا مانند دیو تنومند ہیکل ہے تاج جواہر نگار سر پہ کج رکھے

ہوئے ہیں بادہ کبر و غرور سے سرشار رہی پشت کرگدن پر سوار پس پشت اُسکے پانچ لاکھ سواران
نابکار ہیں جس وقت وہ قریب آیا چار طرف دیکھ کے صلصال اور لاجورد شاہ کے لشکر پر
نظر کرکے اُسی طرف متوجہ ہوا جب قریب صلصال کے پہونچا اپنا ہم رتبہ اور ہم مذہب
اسے جان کر کرگدن کو روک کر اُس سے پوچھنے لگا ایکی رتبہ یہاں کیسا میلہ ابھی سے ہو چکا جو
مردم جوق جوق چلے جاتے ہیں اُسنے جواب دیا میلہ درہم و برہم ایک واقعہ سے ہو گیا ہے
آپ پشت کرگدن سے اُتر کر یہاں آیئے تمام حال بیان کیا جائیگا وہ یہ سخن سنکر اپنے لشکر کو
اُسکے لشکر سے علاوہ ایک میدان وسیع میں ٹھہرا کر حکم بارگاہ و خیام کے استادہ کرنے کا خدام کو
دے کر پشت کرگدن سے پاس صلصال کے آیا اور صلصال نے اُسے بعزت و حرمت برابر
اپنے بٹھایا چونکہ اُس وقت لاجورد شاہ اور تخنگان بھی وہیں بیٹھے تھے اور وقت بادہ خواری
بھی تھا اور یہ بادشاہ بھی آیا تھا اس وجہ سے صلصال نابکار نے ساقیان گلعذار سے
کشتی مے طلب کی وہ حسب الحکم کئی کشتیاں لیکر حاضر ہوئے اور حسب ایمائے صلصال شیشہ مے سے جام یاقوت
میں مے ناب اُنڈیل کر جام بھر بھر کر اُس بادشاہ اور لاجورد شاہ اور صلصال و طلخال اور تخنگان کو
دینے لگے جب ہر ایک دو دو تین تین جام لیکر شراب پی چکا ساقیان مذکور حسب ایمائے صلصال کشتی مے اُٹھا کر
لیگئے پھر تھا میں گزک سے بھری ہوئی پیش کش کیں جب سب لطف گزک اُٹھا چکے اور دماغ بادہ تند سے
گرم ہوا نشہ شراب کا ہوا اول وہ بادشاہ جانب صلصال متوجہ ہو کر کہنے لگا آپ اپنے نام نامی سے اور
ان حضرات کے اسم گرامی سے آگاہ کیجیے صلصال نے ایک آہ سرد کرکے کہا ہم کیا اپنے نام و نشان سے آگاہ
کریں کہتے ہوئے شرم آتی ہے اُسنے اصرار کیا صلصال نے آبدیدہ ہوکے کہا کہ سُنا ہو صلصال
بن دال بن دیلوبن شمامہ جادو شہنشاہ ترکستان میں ہی تھا اب گردش فلک کج رفتار سے مانند
فقیر کے در بدر اور شہر بشہر دشت بدشت جانب مسلمانان سے پھرتا ہوں اہل اسلام کے خوف سے بھاگتا ہوا یہاں تک
آیا ہوں تخت و تاج ملک و مال کچھ باقی نہ رہا ہاں تھوڑے مردان سپاہ جو ملک حلال ہیں نمک ہیں ہمراہ ہیں
بعد اس کہنے کے اول سے تا انتہا حال اپنی تباہی اور اہل اسلام کی لڑائی کا بیان کیا پھر لاجورد شاہ کی
طرف اشارہ کرکے کہا یہ خداوند ہیں نام انکا لاجورد شاہ ہے یہ بھی ہماری طرح مسلمانوں کے ہاتھ سے
عاجز آئے ہیں ملک و مال چھوڑ کے اہل اسلام سے شکست پر دہ دکھا کر یہاں تک آگئے ہیں اور یہ شخص جو سامنے
انکے بیٹھا ہے یہ صاحب شخص ہے نام اسکا تخنگان ہے باتیں خوب کرتا ہے ہنسا تا بھی ہے اور یہ فرزند میرا ہے نام اسکا
طلخال ہے اُس بادشاہ نے حال ہر ایک کا اور نام ہر ایک شخص کا سنکر تباہی صلصال پر افسوس کیا پھر جانب
بارگاہ و خیام لشکر اسلام نظر کرکے پوچھا اس طرف کون فردکش ہے کسکے خیام و بارگاہ ہیں صلصال نے
جواب دیا یہ خیام و بارگاہیں اہل اسلام کی ہیں جسمیں سے بارگاہ بلند ہے وہ بادشاہ لشکر اسلام کی ہے
یہی لوگ ہمارے اور ان خداوند لاجورد شاہ کے باعث تخریب ہوئے ہیں اب تک ہمارے اور انکے
تعاقب سے ہاتھ نہیں اُٹھاتے ہیں جہاں ہم لوگ بھاگ کر جاتے ہیں وہیں یہ سب بھی ہماری ایذا رسانی کو
موجود ہوتے ہیں اس بادشاہ نے حال لشکر اسلام سے آگاہ ہوکے پوچھا سبب اس میلے کے ابتر ہونے کا کیا
ہوا خلاصہ بیان کیجیے صلصال نے کہا باعث ابتری اس میلے کے یہی اہل اسلام ہوئے اس میلے میں آکے

پہلے تو لشکر اسلام کے عیاروں نے تاجروں کو اور پیش نذر جواہر کو جو خداوند تمثال آئینہ رو کی تصویر دل پذیر
کے روبرو لاتعداد لاکھوں جمع تھا اور ہر ایک نے موافق اپنی لیاقت کے روبروے تصویر خداوند بطور نذر چڑھایا
تھا لوٹ لیا یہاں تک کہ تصویر خداوند موصوف کو بھی چرا کر لیگئے سوا اسکے میلہ میں جس شخص کو متمول دیکھا اُسے
بھی لوٹ لیا جب نائب خداوند یعنی ضحاک ریش دراز کو حالات عیاران مذکور سے آگاہی ہوئی اُسنے انہیں
قید کیا اور امیر ثانی سپہ سالار لشکر اسلام اور حارث بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے کہا کہ خداوند تمثال آئینہ رو
کو سجدہ کرو ہر ایک نے انکار کیا اور خداوند کو سخت سخت کلمات کہے کہ ہم اُن کلمات کو اپنی زبان پر بوجہ
ادب کے جاری نہیں کرسکتے ضحاک ریش دراز نے سرکشی و سخت کلامی اہل اسلام سے آگاہ ہوکے اور
عیاروں کے افعال ضرر رساں سے ماہر ہوکے اپنے سحر میں سب کو قید کیا تھا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو گرفتار سحر کرکے ارادہ پاس خداوند کے لیجانے کا کیا تھا ناگاہ کوئی مددگار امیر ثانی کا آیا اُسنے نائب
خداوند کو ہلاک کیا اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمراہ اپنے کہیں لیگیا بس نائب خداوند کے ہلاک ہوجانے
سے میلہ درہم و برہم ہوگیا ہر ایک شخص اپنے اپنے مکان کی طرف باین خیال بھاگا جاتا ہے کہ جس کسی نے نائب
خداوند کو مار ڈالا تو ہم کیا ہیں صلصال یہ تقریر کرکے خاموش ہوا وہ بادشاہ حالات سرکشی و ایذا رسانی و قتل
نائب خداوند تمثال آئینہ رو کے سُنکر اسقدر برہم ہوا کہ چہرہ اُسکا فرط قہر و غضب سے سرخ ہوگیا آنکھیں کثرت غیظ سے مانند
خون کبوتر کے سرخ ہوگئیں حالت غصہ میں ہونٹھ اپنے اپنے دندان سے کاٹنے لگا کف دہن میں بھر آیا اور مانند
صاحب تپ لرزہ کے کثرت قہر و غضب سے کانپنے لگا صلصال یہ حال اسکا دیکھکر کہنے لگا کہ میں نے تمام حال یہاں کا
بیان کرکے آپ کو صدمہ دیا آپ کو غصہ آیا مگر یہ غصہ اب بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوچکا اہل اسلام اپنا کام کرچکے
میلہ کو عیار لوٹ چکے تصویر خداوند تمثال آئینہ رو کو لیجا چکے نائب خداوند کو قتل کرچکے قید سے آزاد ہوچکے
ہیں اسنے ارادہ جنگ کرنا اور اپنا غصہ کرنا اب بیکار و فضول ہے میرا ارادہ ہے کہ آج وقت نصف شب
جس وقت جملہ اہل اسلام عالم خواب میں ہونگے اپنے مع اپنی فوج کے حملہ کرونگا جہاں تک ممکن ہوگا اہل اسلام کو
قتل کرونگا کچھ انتقام خون ناحق نائب خداوند کا لیکر کسی طرف بھاگ کے چلا جاؤنگا اُس بادشاہ نے جواب
دیا اب ہم تمام حال سن چکے ہیں یہ ممکن نہیں کہ اہل اسلام کو سزائے معقول نہ دیں خداوند اور نائب خداوند
سے جو ان لوگوں نے بے ادبی کی ہے اُسکے عوض میں انکو نیست و نابود نہ کردیں ہم بزدل و نامرد نہیں ہیں
کہ اہل اسلام سے ڈر جائیں اور اُنسے آمادہ جنگ نہوں ہمکو حیرت ہے کہ آپ ایسا بادشاہ جلیل القدر اور مقبول
آپکے ہیبت خداوند لاجورد شاہ ہاتھ سے اہل اسلام کے تنگ اسقدر کیوں آگئے کہ بھاگنا اپنا شعار کیا آپکی
مردی و مردانگی اور اُنکی خداوندی سے یہ امر نہایت عجیب ہے ہم مانند آپکے نہیں ہیں کہ مسلمانوں سے
خائف ہوں ہم وہ شجاع و بہادر ہیں کہ تمام عالم میں ہماری بہادری و شجاعت کا شہرہ ہے شیر و فیل مست ہمارے
روبرو ایک شغال و پشہ سے بھی کم ہیں کسی انسان کی تو کیا حقیقت ہے کہ ہم سے مقابلہ کرے اگر دیو اور جن
بھی ہو اور وہ ہمسے برسر جنگ ہو تو ہم اسکو بھی فی الفور بہزار ذلت ہلاک کریں ہمکو ہمارے خداوند نے وہ
قوت و شجاعت دی ہے کہ اکثر ہمنے تنہا لشکروں کو میدان جنگ سے بھگا دیا ہے اعدا کو شمشیر تیز سے بیقدر قتل کیا
ہے کہ عرصہ جنگ میں جا بجا انبار لاشوں کے لگا دیے ہیں دلیران روے زمین ہمارا نام سنکے خوف سے کانپتے
ہیں یہ اہل اسلام ہمارے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں انکو تو اسطرح قتل کرونگا جس طرح کوئی شیر گرسنہ

بزدمش کا شکار کرتا ہو صلصال نے انکی تقریر سنکے شرم سے سر جھکایا لاجوردشاہ کو کسی قدر انکی گفتگو پر
غصہ آیا نجگان سے کچھ باخبار کہا وہ اشارۂ لاجوردشاہ سے فی الفور آگاہ ہو کے اس بادشاہ سے مخاطب
ہو کے کہنے لگا آپ کے اوصاف تو آپکی زبان سے ایسے سنے کہ کبھی کسی بشر کے یہ اوصاف نہ سنے تھے لیکن ابھی
تک آپ کے نام نامی و اسم گرامی سے یہ کمترین آگاہ نہیں ہوا لہذا یہ خاکسار چاہتا ہے کہ آپ اپنے نام نامی
سے آگاہ کریں علاوہ اسکے مجھے اپنا ایک خیرخواہ جان کے یہ عرض میری قبول فرمائیں کہ اس میلہ سے
اسی وقت آپ کہیں چلے جائیں دم بھر بھی یہاں قیام نہ کریں تاکہ زندہ رہیں اور اگر یہاں سے نہ جائیے گا
آجکی شب ضرور قتل ہو جائیے گا کیونکہ آپنے بے خوف و خطر باآواز بلند باتیں کی ہیں یہاں دو چار عیاران
لشکر اسلام بصورت سبیل ضرور ہونگے وہ آپکو اپنا اور اپنے بادشاہ کا صدرے قوی جان کے کسی طور سے
ضرور ہلاک کر ڈالیں گے کچھ بھی آپکی قوت و شجاعت سے وہ نہ ڈرینگے اور آپ انکو باوجود اس بہادری
و دلیری کے کہ جو آپ نے ظاہر کی ہے روک نہ سکیں گے اور نہ انکو قتل کر سکیں گے اور اگر حسب اتفاق آپ
انکے ہاتھ سے قتل نہ ہوے اور طبل جنگ آپ نے بجوایا تو کوئی سردار لشکر اسلام کا ضرور آپکو بتیغ کریگا مفت جان
آپ کی جائیگی اہل اسلام میں جو لوگ نامی و نامور ہیں انکی شجاعت و بہادری کا تو کیا ذکر ہے ادنی سردار لشکر اسلام
کے ایسے ہیں کہ وہ بلاے بے درمان ہیں دیووں کو ایک طمانچہ سے ہلاک کرتے ہیں بہنگام جنگ ہاتھوں سے صف
مصاف میں انبار لگا دیتے ہیں جلیلے لشکروں کو بھگا دیتے ہیں شیر نر کے نعروں سے انکے نعرے زیادہ خوفناک ہیں
دلاوروں کے زہرے آب ہوتے ہیں انکی تلوار کی تاب نہیں ہے آپ ابھی ان اہل اسلام کی شجاعت سے آگاہ
نہیں ہیں یہ لوگ ایسے بہادر ہیں کہ میں نے تو مثل انکے کسی مذہب والوں کو بہادر نہیں دیکھا ہے اور
بھکنا آپ کا عبث ہے کہ خداوند ہوکے بھاگے ایسی بات آپکو زبان پر لانا نہ تھا بے سمجھے کوئی بات کہدینا خوب
نہیں ہے ہمارے خداوند نہایت رحم دل ہیں اپنے بندوں کے ہاتھ سے عجب عجب صدمے اٹھاتے ہیں اور
اہل اسلام کو اپنا بندگان جاہل جان کے رحم کرتے ہیں باوجود قدرت رکھنے کے خود انسے کنارہ کش ہوئے
ہیں لوگ ایسا جانتے ہیں کہ خداوند لاجوردشاہ مسلمانوں سے بھاگے ہیں میں نے خداوند سے بارہا کہا ہے کہ
اے خداوند ان مسلمانوں بیباک پر رحم نہ کیجیے انکو نیست و نابود کر دیجیے ہر دفعہ یہی جواب خداوند نے دیا ہے کہ
میں اپنے ان جاہل بندوں کو کیا نیست و نابود کروں ابھی یہ میری قدرت و منزلت سے آگاہ نہیں ہیں
جب بخوبی ماہر ہونگے اسوقت سرکشی نہ کرینگے اور سجدہ اسکے بارہا خداوند نے یہی فرمایا ہے کہ یہ اہل اسلام
بظاہر تو خداے زادیہ کی پرستش کرتے ہیں اور ہمکو برا کہتے ہیں لیکن باطن میں ہمکو سجدہ کرتے ہیں علاوہ اسکے
امور خداوندی ہیں ہمکو اور آپکو کیا دخل ہے جو فعل انکا ہے وہ آپ ہی خوب جانتے ہیں انکی مصلحت میں نہیں ہے
کہ اہل اسلام کو نیست و نابود کر دیں اور انکے شر سے باز رہیں کوئی تو نہیں بھید ہے ابھی یہ کہتا تھا صلصال
جو دست مسلمانان سے تباہ حال ہوے ہیں نامردی و بزدلی سے نہیں ہوے ہیں مسلمان ان سے بھی شجاع
و بہادر ہیں کہ جنسے بہت سی لڑائیاں لڑے آخرکار شکست کھا کے بھاگے ہیں اور انپر کیا موقوف ہے بڑے
بڑے شجاع و بہادران لوگوں سے بھاگے ہیں اور جو نہیں بھاگے ہیں وہ انکے ہاتھ سے قتل ہوے
ہیں یا مسلمان ہوے ہیں آپ ہر چند بہادر ہیں لیکن یاد رکھیے اور سمجھ لیجیے کہ اگر میرے کہنے سے آپ یہاں سے
چلے نہ جائیے گا اور طبل جنگ بجوا کر ان مسلمانوں سے مقابلہ کیجیے گا تو ضرور میدان جنگ سے بھی بھاگ

آجیگا یا انسے خائف ہوکر انکی اطاعت اختیار کیجیگا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جائیگا یا انکے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا
وہ بادشاہ یہ سنکے غصہ سے تھرا اٹھا اب یہ تقریر نجنگان کی سنکے زیادہ تر غضبناک ہو کے از خود رفتہ ہو گیا
اور حالت قہر و غضب و نشۂ شراب میں ہاتھ بڑھا کر قصد کرنے لگا کہ اس نے پاندراز کو کھینچ کر اور ایک طمانچہ
مارکر کام اسکا تمام کر دیجیے جب یہ ارادہ اسکا صلصال کو معلوم ہوا فی الفور درمیان میں آگیا اور
اس سے کہنے لگا آپ کسکو ہلاک کرتے ہیں اور کس پر ایسا غصہ کرتے ہیں یہ وہ شخص ہی کہ شیطان بارگاہ
خداوند لاجوردشاہ مشہور ہی آپ تو کیا ہیں خود خداوند کو جو دل چاہتا ہی کہتا ہی خداوند اسکا بھی بارگاہ
کا شیطان اور ایک مسخرہ جان کر ہنس کر چپ ہو جاتے ہیں اسکی باتوں کا برا نہیں مانتے ہیں اپنے بارہا مجکو
کلمات سخت کہے ہیں میں نے بھی اسکو سزا نہیں دی ہی آپ بھی ہماری خاطر سے اسے کچھ سزا نہ دیجیے اسکی
باتوں کا برا نہ مانیے یہ شخص ایک مسخرہ ہی آپ کے خلاف شان ہی کہ ایک ایسے ناتوان مسخرہ کو اپنی ہاتھ سے ہلاک
کیجیے جو کچھ ہوا جانے دیجیے غصہ کو ضبط کیجیے وہ موذی بدمنکر صلصال کے کہنے سے قتل نجنگان سے باز رہا
اور غصہ کو ضبط کرکے چاہتا تھا کہ صلصال سے کچھ کہے ناگاہ نجنگان نے اپنے سر سے دستار اتار کر سر اپنا
گھٹا ہوا آگے اس بادشاہ کے جھکا کے کہا اگر آپ کو مجھ پر بہت غصہ ہی تو یہ سر حاضر ہی دو چار دھولیں لگا دیجیے
اس کدو کی چنگی و خامی دیکھ لیجیے وہ بادشاہ باوجودے کہ غصہ میں تھا لیکن نجنگان کی اس تقریر سے بے اختیار
مسکرا دیا خلخال اور صلصال بھی ہنسے لاجوردشاہ بھی مسکرایا صلصال نے اس بادشاہ سے کہا
دیکھا آپ نے یہ شخص کیسا مسخرہ ہی بھلا اسکی باتوں پر کیا غصہ کیا جائے اور اسے کیا سزا دی جائے آپ بھی
اب اسکی زبان درازی و سخت کلامی پر توجہ نہ کیجیے اسنے کہا سچ کہتے ہیں یہ شخص عجیب و غریب
ہی اب میں اسکو سزا نہ دونگا یہ کہکر نجنگان سے مخاطب ہو کر کہا اے نجنگان سر اپنا اٹھا دستار اپنے سر پر
رکھ اور جو ہم کہتے ہیں اسے سن اسنے سر پر اپنے دستار رکھی اور کہا فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہی اسنے کہا آگاہ
ہو نام ہمارا قہرمان شیرگردن دیرگردن سوار مشہور روزگار ہی ہم بادشاہ شہر ان شہر قہر بانو کے ہیں
ہمکو جھوٹھ بولنے اور زیادہ گوئی سے نفرت ہی جسقدر ہمنے اپنی بہادری و شجاعت بیان کی ہی اسمیں ذرا
بھی جھوٹھ نہیں ہی ہم ہرگز مسلمانوں سے نہیں ڈرتے ہیں کبھی تیرے کہنے سے اس جگہ سے جائینگے دیکھنا
اہل اسلام کو کیسی سزائے معقول دیتے ہیں کہ وہ بھی یاد کریں ہمیں یہاں آکے احوال اہل اسلام سنکے
سخت صدمہ و غصہ ہوا ہی حیف ان لوگوں نے ہمارے خداوند کی تصویر چرائی زر و جواہر لوٹ لیا ناحق
خداوند کو ہلاک کیا بڑی بے ادبی کے امر کیے ہیں انکو قتل کرنا ضرور ہی ہر چند کہ ہمارے خداوند روشن دل
ہیں تمام حالات اُنپر آئینہ ہیں کوئی بات انسے پوشیدہ نہیں ہی مگر ہم ایک عرضی بابت حالات گذشتہ کے
مضمون میں لکھکر خدمت خداوند میں روانہ کرتے ہیں کہ پہلے ہم اہل اسلام کو آپکی پرستش کرنے کی ہدایت
کرتے ہیں اگر انھوں نے بصدق دل آپ کو سجدہ کیا تو خیر ورنہ ہم سب کو قتل کرکے سر انکے سرداروں کے
تیغ تیز سے کاٹ کر ارسال خدمت حضور کرتے ہیں نجنگان نے کہا آپ نے جو کچھ ارشاد کیا ہے تو کہدون
کہ بہت درست دیکھا ہی اور اگر صاف صاف پوچھیے تو میرے نزدیک اہل اسلام کو ہدایت کرنا اور انسے
مقابلہ کرنا اچھا نہیں ہی آئندہ آپکو اختیار ہی قہرمان شیرگردن نے کہا اے نجنگان سنتے جو کچھ کہا ہم وہی کرینگے
پہلے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حال سرکشی و بے ادبی اہل اسلام میں لکھکر ملفوف کرکے مہر نامہ پیر کرکے

ایک شتر سوار تیز رفتار کو دیکھ کہا جلد یہ عرضی ہماری خدمت خداوند تمثال آئینہ رو مین لیجا وہ عرضی اپنی دستار
مین رکھکر جانب شہر شعبدہ روانہ ہوا بعد جانے شتر سوار مذکور کے قہرمان نے ایک نامہ حارث بن سعد
بادشاہ لشکر اسلام کو اس مضمون کا لکھوایا بھیجے یہان آکے سنا ہو کہ تم سب مسلمانون نے میلہ مین آکے بڑی بڑی
بے ادبیان کین میلہ کو درہم و برہم کیا عیارون نے تمھارے تمھارے ہی کہنے سے تصویر خداوندی کی چرائی
زر و جواہر لوٹ لیا تاجرون کا مال و اسباب غارت کیا سوا اسکے تم مین سے کسی مسلمان نے نائب خداوند مسمی
ضحاک ریش دراز کو ہلاک کیا یہ افعال زشت و نامناسب تم لوگون کو کرنا مناسب نہ تھا اول تو میلہ مین
نہ آئے ہوتے اگر آئے تھے تو میلہ کی سیر کرتے تصویر خداوندی کی بصد ادب زیارت کرتے خداوند کو خوش کرتے
اور قدرت نمائی خداوند پر نظر کرکے انھین سجدہ کرتے تھے سب خلاف کیا ہو لہذا انکو لکھا جاتا ہو کہ بمجرد پہونچنے
ہمارے اس نامہ کے مقر اپنی سرکشی و بے ادبی پر ہو کے بصدق دل ہمارے خداوند کو سجدہ کرو ہم اقرار
کرتے ہین کہ جرائم ماضی تمھارے ہم خداوند سے عفو کرا دینگے اور اگر خلاف اسکے کروگے تو بہت پچھتاؤ گے
زندہ میدان سے نہ جاؤگے ہم تم سب کو قتل کرکے سر تمھارے کاٹ کے خدمت خداوند مین روانہ کر دینگے تمکو
لازم ہو کہ جواب اسکا جلد دو جب نامہ اس مضمون کا لکھوا چکا ملفوف کرا کے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے ایک
سردار کو اپنے لشکر سے طلب کرکے نامہ اسے دیکے کہا کہ ہزبر فیل کش یہ نامہ ہمارا بادشاہ لشکر اسلام کو
جاکر دینا حالات دربار کے دیکھنا اگر کچھ خلاف شان ہمارے کوئی کہے تو بخوف و خطر اسے قتل کرنا اسنے
نامہ لیکر ادب سے زیر خود بالائے سر رکھکر عرض کیا یہ بندہ تعمیل حکم کریگا یہ کہکر اپنے رکب و رکاب پر سوار ہوکر
تھوڑے سواران آزمودہ کار کو واسطے اظہار کرتے اپنی شان و شوکت کے ہمراہ لیکر بصد نخوت و غرور
جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہنوز وہ راہ مین تھا کہ ہرکارے لشکر اسلام کے دربار در بار بادشاہ لشکر اسلام
مین گئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے اور مراسم عبودیت بجا لا کے بعد ادائے دعا و ثنائے بادشاہی کے
عرض کرنے لگے کہ جہان پناہ کی عمر دراز ہو دولت و اقبال روز افزون ہو اسوقت ایک بادشاہ کافر قوی
بازو دیو قامت و دیو قوت نہایت تندخو زشت رو مسمی قہرمان شیر افگن و کرگدن سوار نے پانچ
لاکھ سوارون کی جمعیت سے میلہ مین آکے صلصال و نخشکان دلاور و شاہ سیہ زاد پر طاقت کی اور
میان کا تمام حال گذشتہ سے ماہر ہو کے کمال برہم ہو کے نامہ دیکے ایک سردار لشکر مسمی ہزبر فیل کش کے
ہاتھ بھیجا ہو ابھی وہ راہ مین تھا تھوڑی دیر مین وہ سردار نامہ لیکر حضور مین حاضر ہوگا یہ عرض کرکے
دربار سے باہر گئے تھوڑی دیر کے بعد وہ سوار در بارگاہ پر آیا اور دربانون سے کہنے لگا راہ دو کہ مین
تمھارے بادشاہ کے پاس جاؤن اپنے حاکم کا نامہ دون انھون نے کہا ٹھہرو تاوقتیکہ ہمین حکم نہ ہوگا
ہم نہ جانے دینگے ہزبر فیل کش کو ہر چند کہ کچھ غصہ آیا مگر ضبط کیا کیونکہ دربانون نے بقاعدہ کہا تھا جب
وہ تھوڑی دیر در دولت پر ٹھہرا رہا اور حکم بادشاہ کا اسکے بلانے کا ہوا وہ مرکب سے اترکر ہمراہی سوارون
کو بیرون بارگاہ چھوڑکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ دربار آراستہ ہو بادشاہ لشکر اسلام تخت جواہر نگار پر
شیرانہ بیٹھے ہین تاج جواہر نگار فرق پر ہی قبائے قلمکار بر مین ہی یمین و یسار شہزادہ ہا کرسیون اور دنگل پر
سرداران لشکر ذیشان مطیع و منقاد بصد ادب بیٹھے ہین کوئی رعب بادشاہ سے سر نہین اٹھاتا ہی ہر ایک
خاموش بیٹھا ہی ہر ایک سردار لشکر نہایت بہادر و شجاع معلوم ہوتا ہی ہزبر فیل کش بارگاہ فلک جاہ کو

اور آرائشگی دربار کو اور ہر ایک اہل دربار کو بعین و یسار دیکھتا ہوا دل مین کہتا تھا کہ ان مسلمانون کو از حد ابرو
و ترقی حاصل ہوگئی ہے یہ دل مین کہتا ہوا جب روبروے بادشاہ موصوف پہونچا نقیب نے آواز بلند کہا
اے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام نے سر اٹھا کر دیکھا ہزبر فیل کش نے بکراہت سلام کیا بادشاہ
نے اشارہ ایک کرسی پر بیٹھنے کا کیا وہ حسب الحکم کرسی پر بیٹھا اور بچیر دزدیدہ نظر سے ادھر ادھر دیکھنے
لگا ہنوز وہ بنظر حسرت دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ حسب ایماے بادشاہ لشکر اسلام ساقیان گلرخسار نے کشتی
شراب لاکر جام شراب سے مملو کر کے اسے دیا جب وہ بھی جام لیکر شراب پی چکا اور دماغ بادۂ ناب سے
گرم ہوا پکارا اسم ہزبر فیل کش نامہ دار بادشاہ قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار بہادر شجاع یکتاے
روزگار بادشاہ نے تقریر اسکی سنکے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے موافق قاعدہ نامہ دیا بادشاہ نے نامہ
میر منشی کو دیکر حکم پڑھنے کا دیا اُسنے آواز بلند نامہ مذکور پڑھا حارث بن سعد نے مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر غصہ کو ضبط کر کے حلم کو کام فرماکے میر منشی سے فرمایا کہ ہماری طرف سے اس نامہ کی پشت پر صرف اسقدر
لکھ دیا جائے کہ اے قہرمان ہم خدا پرست ہین ہرگز تمھارے خداوند کو سجدہ نہ کرینگے اگر تم آمادۂ جنگ و فساد
ہوگے تو ہم بھی واسطے مقابلہ کرنے کے موجود ہین اور بہتر تو یہ ہو کہ جنگ و جدال سے باز آکے راہ راست پر آؤ
کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ میر منشی نے حکم کی تعمیل کی جب جواب نامہ حسب دلخواہ تحریر ہو گیا میر منشی نے اُسکے حوالے
کیا ہزبر فیل کش نے ارادہ کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام پر تلوار لگائے مگر رعب بادشاہ و دہشت سرداران لشکر
اسلام کے خوف سے اپنے ارادے سے باز رہا پھر بادشاہ سے رخصت ہوکر مضمحل ہوکر بارگاہ سے نکل کر
اپنے مرکب پر سوار ہوکر سوارون کو ہمراہ لیکر اپنے بادشاہ کی طرف چلا راہ مین دل مین خیال کرتا ہوا جاتا تھا
کہ افسوس ہمارے بادشاہ کو بادشاہ لشکر اسلام نے ہمارے سامنے واسطے مسلمان ہونے کے اور خداے
نادیدہ کو سجدہ کرنیکو کہا اور ہم بوجہ رعب و داب کے بادشاہ لشکر اسلام کو قتل نہ کر سکے خلاف حکم اپنے بادشاہ
کے کیا خیر اب یہ حال اپنے بادشاہ سے نہ کہونگا ورنہ وہ مجکو نامرد و بزدل کہکے سزاے سخت دیگا یہ خیال
کرتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچکر روبرو قہرمان کے جاکر نامہ دیا اُسنے جواب نامہ سے آگاہ ہوکر نہایت برہم
ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے حسب الحکم اُسی وقت ہنگام شام ملازمان کافر
بد انجام نے طبل جنگ بجایا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی
معین تھے وہ صداے طبل جنگی سنکے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور شرائط عبودیت بجا لاکے
اور پایۂ تخت بادشاہ موصوف کو بوسہ دیکے اس طرح دست بستہ عرض کرنے لگے کہ بمصداق **نظم**

اے شہ نامدار و خورشید اقبالی	روز افزون ہو تیرا جاہ و جلال	تو وہ ہے بادشاہ کشور گیر
خوف سے تیرے سرکشان شریر	دشت و دریا کوہ مین ہے نشان	وہان بھی دہشت سے ہے لبون پر جان
لیکن اے بادشاہ دین پرور	قہرمان نے جو کافر خود سر	اسکے لشکر مین اے شہ ذیجاہ
طبل جنگی بجا ہے خاطر خواہ	ہے ارادہ یہ اسکا وقت سحر	آکے میدان مین بہ تیغ و تبر
ہین جو غلام شاہ نیک اطوار	آکے ستنے بے دغدغہ کرے پیکار	

بادشاہ لشکر اسلام نے ہرکارون
سے یہ خبر سنکے فرمایا کہ مدد ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی ہمارے ملازم نقارہ جنگی پر چوب لگائین ہرکارے
یہ حکم پاکے بیرون بارگاہ آئے پھر نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ کو بیان کیا اُنھون نے فی الفور چوب

اٹھا کر نقارۂ رزمی بجا لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند ہو کے تا گنبد فلک پہونچی جب دونوں لشکر ونمیں
طبل ونقارۂ جنگی بجایا گیا مردمان ہر دو لشکر آواز طبل ونقارۂ جنگی سنکے اس حال سے آگاہ ہوئے کہ صبح
کو میدان جنگ میں جانا ہوگا حریفوں سے مقابلہ کرنا ہوگا معرکۂ جنگ میں کشت وخون ہوگا تلوار چلے گی
سر وتن میں جدائی ہوگی بس جو لوگ دونوں لشکروں میں بہادر ودلاور تھے طبل جنگ ونقارۂ جنگی کے
بجنے سے خوش ہوگئے اپنے آلات حرب وضرب کی درستی میں مصروف ہوئے اور باہم کہنے لگے دیکھیے کل
کیا ہوتا ہے کون کون زندہ رہتا ہے کون کون قتل ہوتا ہے دیکھیں کسکی عزت وآبرو وثبات قدمی سے رہتی ہے
اور کسکی عزت بپا ہوتی ہے اور بھاگنے سے سر میدان جنگ جاتی ہے آج تک تو ہم کبھی کسی لڑائی میں پسپا نہیں
ہوئے حریف کے سامنے سے نہیں بھاگے کل کا حال نہیں معلوم ارادہ تو یہ ہے کہ ہنگام مقابلۂ دشمن مانند کوہ
اپنی جگہ سے نہ سرکیں گے کیسی ہی سختی ہوں اٹھائیں گے زخم پہ زخم کھائیں گے لہو میں نہائیں گے مرجانا
قبول کرینگے لیکن جگہ سے قدم نہ ہٹائیں گے اپنے دشمنوں کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر ٹوک ٹوک کے نعرے
کر کر کے دلیرانہ قتل کرینگے اگر دشمن ہمارے مقابلہ کے لیے پسپا ہو کے اپنے لشکر میں واسطے اپنی جانبری
کے جانے لگے گا تو سد راہ ہوکے یا اسکا تعاقب کر کے لشکر میں گھس کے اُسے قتل کرینگے پس بات
حقیقت ہے آؤ باہم معانقہ کرلیں تم ہمارے قصور وخطا معاف کرو ہم تمھارے جرائم کو جو عمدًا یا سہوًا ہوئے
ہوں انھیں معاف کردیں یہ کہکے ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور باہم اپنی اپنی خطا معاف کراتا تھا سوا
اسکے کوئی دلیر کسی بہادر کو اپنی شمشیر آبدار دکھا کر کہتا تھا دیکھو میں نے کیسی صیقل کی ہے یقین ہے کہ جب ہم یہ تلوار
سر دشمن پر لگائیں گے خوب کاٹنے کی راکب ومرکب کے چار ٹکڑے کرے گی عدو کو راہ عدم نظر آئیگی وہ اُسے
جواب دیتا تھا واقعی کیا خوب صیقل کی ہے تلوار بہت آبدار ہے یہ تو آہن وسنگ پر بھی نہ رکے گی اول تو تلوار
نہایت آبدار ہے دوسرے تم کیسے قوی بازو ہو کہ مثل تمھارا قوت وشجاعت میں نہیں ہے میں نے اکثر لڑائی میں
دیکھا ہے کہ جب تم نے اپنے حریف پر یہی تلوار جوہردار لگائی ہے اُس کے دو ہی ٹکڑے کیے ہیں اور اگر ارادہ
کیا ہے تو مرکب کو بھی دو نیم کیا ہے تم نے نامی دلاوروں کو قتل کیا ہے تلوار تمھاری تشنۂ خون عدو ہے وہ
بہادر اُس جری سے کہتا تھا تم دوست صادق ہو کہ مجھ ایسے شخص کی اسقدر تعریف کرتے ہو جو مثل مجکو شجاعت
میں جانتے ہو اور بیان کرتے ہو میں تو مانند تمھارے بھی بہادر نہیں ہوں تم مجھ سے بدرجہا قوت وزور
میں بہتر وافضل ہو کوئی پہلوان کسی قوی بازو سے اپنے گرز گاؤسر کو دکھا کے کہتا تھا اے برادر ذرا
صبح تو ہو دیکھنا اس گرز گران سے اعدا کو کیونکر پیوند خاک کرتا ہوں کہ نام ونشان بھی گوشت واستخوان
کا نہ رہیگا وہ اُس سے کہتا تھا کہ جو تم کہتے ہو مجھے یقین ہے ایسا ہی کروگے یہ گرز تمھارا وہ گرز گران ہے
کہ سر کوہ پسار وتودہ بھی شکستہ ہوکے ریزہ ریزہ ہوجائے انسان کی تو کیا مجال ہے کہ ضرب سے اس گرز
کی بچ جائے اعدا اپنے گرز پر ضرب اس گرز کی دلیرانہ روک لے کوئی تیر انداز کسی کماندار سے اپنے تیروں
کو ترکش سے نکال کر دکھاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو آج یہ چند تیر میں نے درست کیے ہیں اور کمان کی بھی چلہ
درست کی ہے صبح کو یہ تیر ہیں اور سینۂ اعدا ہیں وہ کماندار تیروں کو دیکھ بھال کے جواب دیتا تھا بیشک یہ
تیر ہم پلہ تیر اجل ہیں جس طرح تیر اجل سے انسان کبھی جانبر نہیں ہوتا ہے اسی طرح ان تیروں سے دشمنوں کا
جانبر ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ تم وہ تیرانداز کامل ہو کہ تیر تمھارا ہمیشہ نشانہ پر پہونچتا ہے کبھی خطا نہیں کرتا ہے

وہ اس سے کہتا تھا یہ کلمات محض براے عزت افزائی کہتے ہو جب واقف ہو ہماری عزت وآبرو بڑھاتے
ہو ہم تو ایک خاکسار ہیں ہان تم اپنے فن میں البتہ اکمل ہو غرض کہانتک گفتگوے دلیران جنگجو مفصل کہے۔ پس
کیجائے کہ ہر ایک بہادر تیاری جنگ میں مصروف تھا شوق جنگ اپنے دوستون سے ظاہر کرتا تھا ہر ایک
کو انتظار صبح کا تھا دلاوران ہر دو لشکر کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا لیکن جو لوگ سپاہ وحشیان شیر گردن
و کرگدن سوار مین بزدل و نامرد تھے انکی یہ صورت تھی کہ جب سے طبل جنگ بجا تھا باہم ایک جا بیٹھے تھے
چہرہ ہر ایک کا زرد تھا خوف جنگ سے دست و پا مین رعشہ تھا حواس خمسہ درست نہ تھے کہتے کچھ تھے زبان
سے نکلتا کچھ تھا کسی کو خوف سے دست آنے لگے تھے بار بار بیت الخلا جاتا تھا کسی کو خوف سے تپ آگئی تھی
جب وہ کانپتا تھا اکثر بزدل اُس سے کہتے تھے بیٹھے کیون ہو لیٹ رہو وہ اُنکے کہنے سے لحاف اوڑھکر لیٹ
جاتا تھا اور جنکو تپ نہ آئی تھی وہ بیٹھے ہوے فکر کرتے تھے اگر کوئی بزدل کسی نامرد سے سبب فکر پوچھتا تھا تو
اُس سے کہتا تھا ای برادر تم غافل ہو کے سبب تردد دریافت کرتے ہو کیا تمنے صداے طبل جنگی نہین سنی ہے
کیا یہ تمکو معلوم نہین ہے کہ ہنگام سحر میدان جنگ مین حریفون سے مقابلہ کرنا ہوگا کیا دشمنون سے لڑنا مقام فکر و
تردد نہین ہے کہ تم ہمسے پوچھتے ہو کہ سبب فکر کیا ہے ای برادر دشمنون سے لڑنا زخم کہانے تیغ و تیر و نیزہ و تبر کہانا
کچھ آسان نہین ہے علاوہ زخم کہانے کے لڑائی مین صدہا بلکہ ہزارہا سوار و پیادہ قتل ہوتے ہین کھیت پڑتے
ہین کشتون کو کفن تک بھی نصیب نہین ہوتا ہے اکثر سنا ہے کہ مقتل مین کشتون کو زاغ و زغن اور درندے کہا
جاتے ہین کوئی اُنکے حال پر گریہ اور افسوس نہین کرتا ہے بس ہمکو بھی یہی تردد ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے زندہ رہتے
ہین یا قتل ہو جاتے ہین اگر جان عزیز کا خیال کرکے لشکر سے نکل جاتے ہین تو باعث بدنامی کا ہے اور اگر نہین
جاتے ہین تو صبح کو میدان جنگ مین ضرور جانا ہوگا اعدا سے مقابلہ کرنا ہوگا ہم فی الحال گردش زمانہ سے
محتاج ہو کر نوکر ہوے ہین کوئی لڑائی آجتک نہین لڑے ہین بلکہ لڑائی بھی نہین دیکھی ہے ہمکو نہین معلوم
تلوار کیونکر چلتی ہے نیزہ کیونکر لگاتے ہین تیر جلد کمانمین کیونکر جوڑتے ہین نشانہ کسطرح تاکتے ہین کمان کسطرح
سے کھینچتے ہین عدو کو تیغ سے چورنگ کیونکر کرتے ہین ضرب شمشیر سپر پر کس طرح روکتے ہین بس ہم کیا لڑینگے
تلوار تو نیام سے کھینچی نہ جاویگی سپر سالقہ طریقے سے اُٹھائی نہ جائیگی جب کوئی دشمن تیغ بکف سامنے آجائیگا
اُسکو قتل نکر سکینگے بلکہ خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جائینگے لاش ہماری کوئی بھی میدان جنگ سے نہ اُٹھا سکیگا
کہہ سکتے ہین کہ ضرور پامال سم اسپان ہو جائیگا گور و کفن سے محروم رہیگا کوئی ہماری لاش پر دو آنسو بھی نہ
بہائیگا جب دوران حال ہمارا انتقال ہوگا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے غرضکہ اب ہمکو کچھ
بن نہین پڑتا کیا کرین کہان جاوین یہ شعر کسی کا ہمارے حسب حال ہے شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے دو عالم مین
ہمارا آشیان ہے * اُس بزدل نے اُس نامرد کی تمام تقریر سنکے کہا ہم بھی مانند تمہارے فنون جنگ سے
ناواقف ہین اور ناسازگاری زمانہ سے رسالہ مین نوکر ہوے ہین تم ہمارے جد و آبا سے آگاہ ہو کہ وہ تا
حیات اپنے اپنے گھر مین بآرام و راحت سے پلنگ پر استراحت کیا کیے لونڈی غلامون سے خدمت کرایا
کیے غذائے لطیف و نفیس کہایا کیے کسیکی نوکری نہین کی زر و جواہر پاس تھا کچھ فکر نہ تھی شب و روز عیش
و عشرت سے بسر کرتے تھے اکثر دوست اُنکے اُنکے پاس آتے تھے اُنھین سے صحبت رہتی تھی قصے کہانیان
شعر سنا کرتے تھے حقہ اور پانون سے زیادہ شوق تھا جاڑے سے کمال خوش ہوتے تھے بہ رغبت تمام ساتھ

احباب کے بیٹے تھے منفکر بدل مرغوب تھا جب ہم پیدا ہوے ہمکو بھی ذرا سی افیون کھلانے لگے ناز و نعمت
سے پرورش کرنے لگے یہانتک کہ ہم سن تمیز کو پہونچے جب بھی اسی طور سے پیش آیا کبھی کسی علم سے کوئی
علم نہ پڑھوایا اگر کسی نے کہا بھی تو جواب دیا علم کے حاصل کرنے میں ہمارا لڑکا بوجہ فکر کے دُبلا ہوجائیگا علاوہ
نہ تعلیم کرانے علم کے فنون سپہ گری و دیگر کاردستی سے بھی ہمیں آگاہ نہ کرایا گھر سے ایک مدت تک باہر نکلنے نہ دیا
عورتوں میں بیٹھے رہتے تھے جب انھوں نے انتقال کیا گھر سے باہر نکلے دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح قلب
کیا کیے پیشتر تم بھی ہمارے ساتھ سیر کیوا سطے جا بجا جایا کرتے تھے کیا وہ زمانہ تم کو یاد نہیں ہے اب اس
زمانہ میں تنگدست ہو کے مجبوری نوکری کی ہے ابھی نوکری کیے چھ مہینے کا زمانہ گذرا ہے ڈھال تلوار باندھی تو
ہے مگر تلوار لگانے سے ماہر نہیں ہیں آج یہاں تیاری جنگ ہو رہی ہے صبح کو اہل اسلام سے لڑائی ہوگی جاہل و
بے وقوف جنکو اپنی جان عزیز نہیں ہے وہ تیاری جنگ میں مصروف ہیں تم کو یہ فکر ہے کہ ہم اہل اسلام سے
لڑیں یا لشکر سے چلے جائیں ہمکو کچھ بھی فکر نہیں ہے دیکھو نادان وحشی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں
تجویز کر چکے ہیں کہ جب زمانہ نصف شب کا آئیگا کسی حیلہ سے اپنے لشکر سے نکل جائیں گے ہمکو اپنی جان نہایت
عزیز ہے مشہور ہے جان ہے تو جہان ہے جاو روپیہ کیواسطے ہرگز جان اپنی نہ دینگے ہم عاقل ہیں جاہل و نادان
نہیں ہیں ہمیں عزت و آبرو سے کچھ غرض نہیں ہے آگے جان شیرین کے عزت کی کیا حقیقت ہے جب جان نہ
رہی مر گئے دنیا سے چلے گئے خاک میں ملے خاک ہو گئے عزت و آبرو رہی تو کس کام کی بس ہماری تو یہ رائے
ہے کہ ہمارے ہی ساتھ لشکر سے نکل چلنا عزت و آبرو کا کچھ بھی خیال نہ کرنا اگر کوئی بزدل و نامرد سمجھے
تو سمجھے ہمنے دیکھا دشمن سے جان اپنی بچانا ضرور ہے یہ لشکری جاہل و نادان و نالائق ہیں عزت حاصل ہو
اس امید پہ جان اپنی دینا گوارا کرتے ہیں آبرو کی خواہش میں اپنے تئیں دریائے ہلاکت میں گراتے ہیں کون
انکو سمجھائے یہ سپاہی اتنی کھوپڑی کے ہیں ہماری نصیحت پہ کبھی عمل نہ کرینگے بلکہ ہمکو بزدل جانینگے انکو اسکے
حال پہ چھوڑنا ہی مناسب ہے جسوقت یہ لشکری اہل اسلام سے شمشیر و تیر کھائینگے اور زخمہائے کاری کھا کے
زمین پہ گر کے ایڑیاں رگڑینگے اور گھوڑے لشکر کے انھیں ہنگام جنگ مغلوبہ پامال کرینگے اسوقت البتہ
انکو اپنی جان کے جانے کا ملال ہوگا آبرو اور عزت کا کچھ خیال نہوگا ابھی تو عزت و آبرو کے نام پہ جان
دینے کو موجود ہیں تیاری جنگ میں مصروف ہیں شجاعت و بہادری ہر ایک اپنی ظاہر کرتا ہے جو جو دل میں
آتا ہے بیہودہ بک رہا ہے ہم سنتے ہیں اور ہنسکر خاموش بیٹھے ہیں تم انکے ساتھ اپنی جان نہ دینا ہمارے
کہنے پہ عمل کرنا ورنہ پچھتاؤگے اہل اسلام بڑے بہادر ہیں ہنگام جنگ انکے ہاتھ سے ضرور مارے جاؤگے
یہ جوانی و خوبروئی تمھاری خاک میں ملجائیگی حسرتیں دل کی دل ہی میں رہجائینگی باغ دنیا سے سوے عدم
چلے جاؤگے لذت ہائے نعمت دنیا یاد کروگے ▪ یہ نصیحت اپنے دوست کی سُنکے خوش ہو کے کہتا تھا ہم کو
تمھاری رائے بہت پسند آئی جیسا تمنے کہا ہے ایسا ہی کرینگے اسیطرح ہر ایک نامرد باہم ایسی ہی گفتگو کرتا
تھا اور وقت کا منتظر تھا جب زمانہ نصف شب کا آیا اسقدر نامرد و بزدل تھے ہر حیلہ سے اُٹھ کر لشکر سے
تاریکی شب میں نکل گئے شجاع و بہادر لشکر میں رہگئے جسوقت وہ باقی شب بھی بسر ہوئی اور سپیدہ سحری
فلک پہ نمایاں ہوا نسیم سحر چلنے لگی کواکب خوف آمد شاہ خاور سے دریائے فلک میں ڈوبنے لگے سپاہ انجم
میں ابتری واقع ہوئی ہر ایک نیر روشن پوشیدہ ہونے لگا سپاہ انجم کے رخ انور پہ خوف نیر اعظم سے اداسی

اور سفیدی ظاہر ہونے لگی طائران خوش الحان سحر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر حمد خدا اپنی زبان مین کرنے لگے موذن اذان سے بہرہ مند ہونے لگے پابند نماز برنے اوداے نماز سحر بیدار ہونے لگے کفار اپنے معبدون مین گھنٹہ اور ناقوس بجانے لگے اہل اسلام نے وضو کرکے بر جمعیت قلب فریضۂ سحری کو ادا کیا دعاے فتح وظفر مانگی خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام نے نماز سحر پڑھکر واسطے اپنے مطالب دینی و دنیوی کے درگاہ الٰہی مین دعا کی بعد ازان لباس شاہی زیب تن کرکے تاج جواہر نگار سر پر رکھکے تخت پر بیٹھے کہاریون نے بسم اللہ کہکے تخت مذکور اپنے دوش پر اُٹھاکے رکھا اور اندرون بارگاہ سے تا در بارگاہ آہستہ آہستہ تخت کو لائین چونکہ قبل برآمد ہونے بادشاہ لشکر اسلام کے جملہ سرداران لشکر اسلام موجود در بارگاہ بادشاہ موصوف بصف آرا تھے اور کہاریان در دریان نئی اور نفیس پہنے ہوے در بارگاہ پر حاضر تھے چوبدار کلی عصاہاے نقرئی وطلائی ہاتھون مین لیے پٹکون سے کمر باندھے ہوے تا بہ در بارگاہ کھڑے تھے ہر ایک اعلی و ادنی منتظر تشریف آوری بادشاہ تھا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھایا گیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ کہاریان نہایت حسین خوبرو نوجوان لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہوے دوپٹے رنگا رنگ اوڑھے ہوے مہندی ہاتھون مین لگائے ہوے گلوریان کلون مین دبائے ہوے سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین لگائے ہوے چوڑیان نازک نازک کلائیون مین علاوہ نقرئی وطلائی کڑون کی پہنے ہوے انگلیون مین پور پور انگوٹھی چھلے کہ جو دل عشاق کو چھلے پہنے ہوے بالون مین تیل خوشبو دار ڈالے ہوے کنگھی چوٹی کیے ہوے ٹکیان لگائے ہوے پیشانیون پر نقرئی وطلائی چھینپلے لگائے ہوے پاؤن مین کڑے چھڑے معشوقانہ قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی ہر گام پہ کمرین نازک انکی لچکتی اور بل کرتی ہوئی معطر مین سہ تن بسی ہوئی تخت کاندھون پر رکھے ہوے مین وہ کہاریان تھین پایہ بان تھین تخت سلیمان علیہ السلام کی طرح تخت بادشاہ لشکر اسلام اُٹھائے ہوے تھین ہم تھے عشاق انکی دید کے مشتاق تھے سیکڑون دل عشاق انکے دام گیسو مین مانند مچھلیون کے پھنسے تھے ایسی خوبصورت تھین کہ حورین انکو بام فلک سے دیکھتی تھین اور ایسی شوخ و مستانہ رفتار کہ گوشۂ انکے دوپٹہ کا بار بار زمین پر گرا جاتا تھا کہارون نے انکو دیکھکر بے اختیار آہ سرد کی اُنھون نے باشارہ مسکراکے کہا تم یون مین آہین کروگے ہمیشہ مانند ماہی بے آب خاک پر تڑپو گے ہم کبھی تمھارے جال مین گرفتار نہونگے کیا ہمارے شوہر نہین ہین کہ تمسے پھنس جائین خلاف حکم شرع عمل کرین کہار انکے اشارہ کی گفتگو کو خوب سمجھکر رعب بادشاہ سے خاموش رہکر چند قدم آگے بڑھے پھر تخت جواہر نگار انکے دوش سے لیکر اپنے کاندھون پر رکھا ایک نقیب نے اسوقت باواز بلند کہا بسم اللہ نصر من اللہ فتح قریب دوسرے نقیب نے بصداے خوش پکار کے کہا ظل اللہ جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ لشکر اسلام نے سر اٹھا کے دیکھا جملہ سرداران لشکر ظفر اثر نے موافق قاعدہ واسطے آداب و تسلیم کے اپنے سر جھکائے شاہ موصوف نے علی قدر مراتب ہر ایک کا سلام لیکر اُن جملہ شیران بیشۂ شجاعت کو مسلح و مکمل دیکھکر سرفروشی پر آمادہ پاکر نہایت خوش ہوکر باشارہ چشم و ابرو ارشاد کیا کہ اے دلیران نامدار و اے بہادران شجاعت شعار مرکبون پر سوار ہو سوے میدان کارزار چلو سرداران موصوف جانب تخت باین خیال بڑھے تھے کہ پایۂ تخت بادشاہ کو بعد ادب بوسہ دے کے تخت کہارون سے لیکے اپنے دوش پر رکھ کے چند قدم جانب نبرد گاہ چلین اور اس خدمت بجالانے سے اپنی عزت افزائی پر افتخار کرین کہ اشارہ کہ بادشاہ لشکر سے

مجبور ہوکے اور بجا آوری حکم واجب جان کے اپنے اس ارادے سے باز رہ کر مرکبوں پہ سوار ہوکر
بیچ میں تخت شاہی کو لیکر یمین و یسار تخت کے ہوکر ہمراہ سواری بادشاہ دین پناہ سوئے رزم گاہ چلے
جملہ فوج ظفر موج بھی عقب سواری شاہ مانند موج بحر زخار کے چلی سواری بادشاہ لشکر جاہ وحشم سے
سوئے میدان مصاف چلی وہ صبح کا وقت وہ نسیم سحر کا چلنا غنچون کا کھلنا صحرا میں گلہائے بوقلمون کی بہار
وہ شبنم افتادہ سبزہ صحرا کی لٹک وہ ستارون کا دمبدم پنہان ہونا تاریکی کا گھٹنا روشنی سحر کا بڑھنا وہ شاہ خاور
کا جانب مشرق سے ظاہر ہونا وہ طائران خوش الحان صحرا کا بولنا وہ صحرائے سبزہ زار کی فضا وہ کوہ بیضا
کی صفا وہ لشکر اسلام کا آہستہ آہستہ سمت نبردگاہ ہمراہ سواری بادشاہ جانا وہ جوانان لشکر اسلام کے
چہرہائے نورانی وہ اُنکے تن پہ سلاح جنگ کی پھبن وہ ہر ایک بہادر کی چتون وہ شوق جنگ و جدال
اُنکا وہ مرکب عربی و تازی و ترکی و عراقی اُنکے کہ جنکے ایال پہ پری رویان بھی سراسر شرمندہ ہون
وہ سبک خیزی تیزروی اُنکی کہ جنسے بادصبا بھی متعجب ہوکے ساتھ نہ دے سکے پیچھے رہ جائے راہ میں
گر جائے وہ نقیبون کا بولنا قابل دیدہ و لائق شنید تھا جب اس طرح آہستہ آہستہ سواری بادشاہ نبردگاہ
میں پہونچی اشارۂ بادشاہ لشکر سے سب ٹھہر گئے بادشاہ لشکر اسلام منتظر قہرمان شیر گردن و کرگدن
سوار کے آنے کا کرنے لگے اور امیر ثانی کو ہمراہ اپنے نہ پاکر بار بار یاد کرنے لگے سرداران نامی و نامور
سے مخاطب ہوکے فرمانے لگے افسوس اسوقت امیر ثانی ہمراہ لشکر نہیں ہیں انکے ہونے سے لشکر برق
ہے نہیں معلوم انپر کیا گذری زندہ ہیں یا نہیں سنا ہے کہ پنجہ اُنکو اور عمرو ثانی کو اُڑا کے لیگیا ہے نہیں معلوم
پنجہ بنکر کون لیگیا ہے دوست ہے یا دشمن ہے دل کو تردد ہے سرداران موصوف دست بستہ عرض کرتے تھے ظل اللہ
کچھ تردد نہ کرین انشاء اللہ وہ مع الخیر اپنے لشکر میں تشریف لاوینگے ہمین یقین کامل ہے کہ کوئی دوست
اُنکا پنجہ بنکر اُنکو اُٹھالے گیا ہے اس دعوی کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ دوست نہ ہوتا تو ضحاک ریش دراز
کو دشمن اُنکا جان کے ہلاک نہ کرتا ابھی بادشاہ ان کی فکر میں رہے تھے ناگاہ ایک طرف سے آمد لشکر
قہرمان شیر گردن ظاہر ہوئی یعنے گرد و غبار بکثرت بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے ہوا سے وہ غبار
دور ہوا جملہ مردمان لشکر اسلام نے دیکھا کہ بیچ میں قہرمان شیر گردن بکبر و نخوت تاج کج سر پر
رکھے ہوئے کرگدن پہ سوار ہے داہنی جانب اُس کے لاجورد شاہ ہے بائیں سمت صلصال و خلخال
میں ساتھ لاجورد شاہ کے مانند سایہ کے مختگان بے شمار سواران لشکر قہرمان کا پانچ لاکھ ہے لاجورد
شاہ کے ساتھ دو لاکھ سپاہ ہے صلصال کے ہمراہ رکاب قریب لاکھ سوارون کے ہیں قبل اسکے لاجورد
شاہ اور صلصال کے ساتھ اسقدر سوار نہ تھے میلہ میں آنے سے ہزارہا کفار لاجورد شاہ کے ہمراہ
ہو گئے تھے ہر لشکر میں جدا جدا پھریرے نشان کے تھے علمدار علمون کو اُٹھائے تھے وہان ہمراہ لشکر مسلح اور
دریائے آہن میں سراپا غرق تھے اکثر کفار جرار آمیز ہند تھے فیلان مست ہمراہ لشکر انکے بافراط تھے ہاتھیون
کی کثرت سے وہ صحرا گویا کجلی بن ہو گیا تھا غرضکہ جب قہرمان مع لاجورد شاہ و صلصال و خلخال میدان
جدال میں آئے سامنے لشکر اسلام کے ٹھہرے بعد تھوڑی دیر کے ادھر سے سانڈنی سوار بیلچے اور پھاوڑے
کاندھوں پہ رکھے ہوئے حکم بادشاہان ہر دو سپاہ سے باہر لشکرون سے نکلے پتھر جھاڑی جھنڈی میدان
کارزار سے دور کر کے زمین ناہموار کو ہموار کیا بعد اسکے سقون نے لشکرون سے نکل میدان مصاف

میں آکے اسقدر زمین پر پانی چھڑکا کہ زمین بخوبی تر اور سیراب ہوگئی جب سقے اور بیلدار اور بیلچہ بردار درستی
میدان کارزار کی کرکے ہٹ گئے دونوں جانب لشکر صف آرا ہونے لگے میمنہ و میسرہ ہر ایک لشکر کا حسب
دلخواہ جوانان بہ جگر سے آراستہ ہوا قلب لشکر میں اُدھر قہرمان ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے قیام کیا
ساقہ و کمین گاہ بھی طرفین سے آراستہ کیا گیا جبدم موافق خواہش دل ہر ایک لشکر کی صف آراستہ ہو چکی
لاچوبہ شاہ اور صلصال نے بھی علیحدہ علیحدہ اپنے لشکر کی صف آرائی میں کد و کوشش کی جسوقت
سپاہ ان دونوں نابکاروں کی بھی صف آرا ہو چکی لشکر اسلام سے نقبا سپاہ قہرمان سے کرکلیت نکل نکل
کے درمیان میں دونوں لشکروں کے آگے کھڑے ہوئے پہلے نقبائے خوش آواز جوانان لشکر اسلام سے
مخاطب ہو کے اس طرح آواز بلند کہنے لگے کہ اے دلاوران نامی و سرفرازو اے بہادران شجاعت شعار و ممتاز
آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہے نہیں معلوم کس وقت رشتۂ حیات منقطع ہو جائے اجل آجائے
کچھ بھی طفل و جوان پیر کی قید اور زندگی کسی کو معلوم نہیں ہے بارہا دیکھا ہے کہ پیر زمین گیر زندہ بیٹھے ہے
ہیں اور طفل و جوان جنکی زندگی کی انھیں امید تھی وہ اُنکے روبرو مر گئے غرضکہ مرنا ہر ایک کا ضرور ہے
موت سے کسی کو گریز ممکن نہیں ہے عاقل کو لازم ہے کہ خیال مرگ سے غافل نہ رہے شعر کسی شاعر نے کیا خوب کہا
ہے شعر اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پہ ہے * بہوش باش کہ عالم روا روی پہ ہے * ذرا فکر و غور کرکے خیال
کرو کہ وہ لوگ جو تمھارے قبل خلق ہوئے تھے وہ اسوقت کہاں ہیں افسوس اجل سے مجبور ہو کے اپنے
اپنے اہل و عیال و عزیز و احباب کو چھوڑ کے جانب ملک عدم اکیلے تہیدست چلے گئے مال و ملک زر و جواہر
کو ہزار کوشش سے حاصل کرکے یہیں چھوڑ گئے سوائے کفن کے مال دنیا سے کچھ بھی ساتھ اپنے
نہ لے گئے ہاں اعمال نیک و بد ضرور اُنکے ساتھ ہوئے جنکے اچھے اعمال ہوئے وہ بعد مرگ براحت و
آرام گوشۂ قبر میں سوئے اور جن کے اعمال زشت و زبون تھے وہ بعد رحلت قبور میں مبتلائے عذاب الیم
ہوئے جنھوں نے اپنی زندگی میں امور خیر کیے نامور ہوئے وہ بعد مرگ بھی گویا زندہ ہیں اہل جہان انکو
یاد کرکے تعریف انکی کرتے ہیں نوشیروان اگرچہ کافر تھا لیکن بوجہ عادل ہونیکے لوگ اسکو یاد کرتے ہیں
اسی طرح رستم کو بھی بسبب انکی شجاعت اور جوانمردی کے دلاوران روئے زمین ہمیشہ اُسے یاد کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ رستم پہلتن عجب مرد میدان نبرد تھا بڑے بڑے نامی و نامور دیووں کو تہ تیغ کیا اُسنے
تنہا لشکروں سے مقابلہ کیا ہزاروں کو خاک و خون میں ملا دیا اعدا کو میدان جنگ سے بھگا دیا جنگاہ سے
قدم نہ ہٹائے تا وقتیکہ دشمنوں کو شکست نہ دی اسی صورت سے اسفندیار اور گیو وغیرہ دلاوران
نامی و ناموروں کو اہل دنیا یاد کرکے اُنکی شجاعت کا ذکر کرتے ہیں لہذا تمھیں لازم ہے کہ اپنی زندگی میں وہ
کارہائے نمایاں کرو کہ رشک رستم و غیرت اسفندیار قوت و شجاعت میں ہو جاؤ دیکھو آج سامنا اور
مقابلہ کفار بد انجام سے ہے دلیرانہ مقابلہ کرنا بڑھ بڑھ کر اعدا سے مقابلہ کرنا دشمنوں کو تہ تیغ آبدار کرنا
خوف جان سے قدم پیچھے نہ ہٹانا سر میدان جنگ اپنی اور اپنے بزرگوں کی عزت و آبرو نہ کھونا یاد
رکھو میدان کارزار واسطے سپاہی کے ایک معیار امتحان ہے کھوٹا کھرا اسکی کسوٹی پر ظاہر ہو جاتا ہے خبردار
اے بہادرو تم خوف جان و اندیشۂ زخمہائے تیغ و سنان سے پریشان خاطر ہو کر نہ بھاگنا دلیرانہ لڑنا
بھاگنے کی بدنامی سے قتل ہو جانا قبول کرنا ورنہ سر میدان جنگ ذلیل و رسوا ہوگے بھاگنے سے یقینی بچ

نہ جاؤگے اگر موت دامن گیر ہوئی تو بھاگ نہ سکوگے ضرور دست اعدا سے قتل ہو جاؤگے دنیا سے
بے آبرو ہوکے لاکھوں بہادروں میں ذلیل ہوکے سوے عدم جاؤگے ایسی صورت میں کون تمھاری
تعریف کرے گا بلکہ عوض تعریف ہر ایک یہ کہے گا کہ نامرد و بزدل تھے تاب جنگ نہ لاکے عرصۂ مصاف
سے بھاگے آخر کار دست اعدا سے قتل ہوے ہمارے نزدیک اُنکا قتل ہونا اچھا ہوا کیونکہ وہ نمکحرام تھے
اپنے آقا و مالک سے اُنھوں نے دغا کی سر اپنا سر میدان دلیرانہ نہ دیا یہ کہکر نقبا خاموش ہوے بعد اُن کی
نقابت کے کرکیت جوانان لشکر قہرمان شیر گردن و گردن سوارے مخاطب ہوکے یوں کہنے لگے
کہ اے جوانان شورشعار و دلاوری بہادران نامدار ذرا بگوش دل ہماری تقریر نصیحت آمیز سنو اور ہمارے پند و
نصائح پہ عمل کرو کہ تمھارے حق میں بہت بہتر ہے ہم از راہ خیر خواہی کہتے ہیں نہ از راہ دشمنی کہتے ہیں کام
ہمارا یہ ہے کہ جوانان جنگجو اور لشکریان تندخو کو ہدایت کرکے آمادۂ جنگ کریں لہذا ہم تم سبکو ہدایت
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دنیاے دون ناپائدار ہے اور اہل جہان بھی حادث میں مسافرانہ سراے
دنیا میں براے چندے مقیم ہیں ہمیشہ کوئی دنیا میں نہیں رہا ہے اور نہ رہے گا آخر ایک روز سب کو اس
دنیا سے جانا ہوگا یاد کرو اپنے آبا و اجداد و سلاطین باعدل و داد کو کہ اب وہ کہاں ہیں آنکھیں اُنکے دید
کی مشتاق ہیں کان اُنکی صدا کے شائق ہیں وہ ایسے نظر سے نہان ہوے کہ دکھائی نہیں دیتے ہیں خواب میں
بھی نظر نہیں آتے ہاے وہ صورتیں اُنکی خاک میں مل گئیں اور وہ زبانیں اُنکی جنسے وہ کلام خوش کرتے تھے
زمین میں انھیں کیڑوں نے کھا لیا علاوہ زبان کے کوئی عضو اُنکا بلکہ کوئی استخوان اُنکا بھی اب نہ ہوگا مانند ان کشتگان
کے ایک روز جو اب زندہ ہیں وہ بھی نابود ہونگے خاک میں خاک اُنکی ملجاے گی از انجملہ تم سب بھی باغ جہان سے
سوے عدم جاؤگے مدام اس چمن روزگار میں نہ رہوگے بس مناسب ہے کہ اس کشت زار دنیا میں تخم عمل
نیک ایسا بو جاؤ کہ جسکا ثمر شیرین ہو یعنے ایسے اعمال نیک کرو کہ بعد تمھارے اہل جہان تم کو بہ نیکی یاد کریں
اعمال نیک لاتعد و لاتحصے ہیں اُنکو ہم کیا بیان کرسکتے ہیں اور تم کب اُنکو اسوقت سن سکتے ہو منجملہ اُنکے
ایک عمل نیک یہ ہے کہ دنیا میں عزت و آبرو حاصل کرنا اپنے حاکم و آقا سے دغا نہ کرنا حق نمک ادا کرنا دشمنوں کو
اُسکے قتل کرنا اپنی جان کا مطلق خیال نہ کرنا اسوقت تم دیکھتے ہو کہ اہل اسلام تمھارے بادشاہ کے دشمن
جان اور تمھارے سر کے خواہان میدان میں صف آرا ہیں پر سر کینہ و فساد ہیں اب اُنسے لڑائی ہوا چاہتی ہے دیکھو
تمکو امی نہ کنا قدم اپنے جگہ سے نہ ہٹانا بیوفائی اپنے مالک و خداوند نعمت سے نہ کرنا تم سبھوں اُسکا نمک کھایا ہے
اُسنے بارہا زر و انعام تمکو دیا ہے ایسے مالک و آقا سے وقت رزم میں دغا کرنا تنہا اُسکو دشمنوں میں چھوڑ کے
بھاگ جانا خلاف شرافت و دلاوری ہے اور باعث ذلت و بدنامی ہے جو بہادر خیر خواہ اپنے آقا کے ہوتے ہیں
وہ اپنے مالک کے پسینے پر خون گراتے ہیں چونکہ تم سب بھی شریف اپنی اپنی قوم میں ہو اور بہادری
و شجاعت میں نامی و نامور ہو لہذا ہنگام جنگ اپنے اعداے اور اپنے بادشاہ کے دشمنوں سے دلیرانہ
لڑنا بڑھ بڑھ کر شمشیر و نیزے سے دشمنوں کو قتل کرنا شیرانہ نعرے کرنا سر میدان جنگ شجاعت اپنی
دلیروں کو دکھانا اعدا کو پشت نہ دکھانا اگر اس طور سے اسوقت اہل اسلام سے لڑوگے تمھارا مالک و
آقا تمسے خوش ہوگا بعد فتح یابی تم کو خلعت و انعام دیگا عہدے تمھارے بڑھائیگا دنیا میں جو بہادر ہیں
اُنکے سامنے سرخرو ہوگے بہادر کہلاؤگے آبرو و عزت ثبات قدمی سے حاصل کروگے اور اگر ہنگام

جنگ دست اعدا سے ڈرمت اگر قتل ہو جاؤ گے تو بھی نام تمھارے دفتر بہادری مین لکھے جائین گے
یہ تخم نیکی تمھارا بویا ہوا بعد مرگ بھی تم کو مثل نخل کے ثمر خوش دیگا لوگ تمکو دلاور کہین گے بہادرون کی
بزم مین تمھاری شجاعت کا تا قیامت ذکر ہوگا لقب اور کوکیت رہتی اپنی تقریر سے جب آمادہ
جنگ کر چکے ادھر نقبائے خوش آواز ادھر کوکیت میدان جنگ سے ہٹ گئے اُسوقت دیکھنے
والون نے دیکھا کہ جوانان ہر دو لشکر اسقدر آمادہ جنگ تھے کہ اکثر بہادرون نے تلوارین علم
کرکے نیام توڑ ڈالے تھے زندگی سے بیزار تھے عروس اجل کے طلبگار تھے چاہتے تھے کہ مرکب اپنے بڑھا
کے اپنے دشمنوں پہ حملہ آور ہوں جسقدر امکان انکو قتل کرین بعدہ سینون پر تیغ کے زخم نیزہ و تیر
کھا کے مرجائین دنیا مین نام کر جائین ہنوز ان دلاورون نے ارادہ کیا تھا کوئی صف لشکر سے نکلا
نہ تھا ناگاہ لشکر کفار سے ہژبر فیل کش کہ ایک سردار نہایت زبردست لشکر **قہرمان** کا تھا اور یہی نامہ
قہرمان کا لیکر دربار بادشاہ لشکر اسلام مین گیا تھا اپنے لشکر کی صف سے باہر نکل کر **قہرمان** سے
اجازت جنگ لے کر بیچ مین میدان کارزار کے آیا اور مرکب کو روک کے جانب لشکر اسلام دیکھ کے
پکارا کہ اے فرقہ اہل اسلام تم مین سے جس کو تمنائے مرگ ہو وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے جوہر میری
تیغ خونچکان کے دیکھے یہ تقریر اُس کافر بدانجام کی سنکے بادشاہ لشکر اسلام نے جانب دست چپ
دیکھا فی الفور حمید لال قبا کہ رفقائے قاسم و ایرج **نوجوان** سے اور مرد میدان نبرد تھا
مرکب کو مہمیز کرکے روبرو بادشاہ لشکر اسلام جاکے ادب سے مرکب سے اُتر کے اجازت
جنگ شاہ موصوف سے لیکر جانب حریف گھوڑے پر سوار ہوکے روانہ ہوا جب سامنے اپنے
حریف کے پہونچا اُسنے کہا او اجل رسیدہ بہت جلد آیا تو معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگی سے بیزار ہے
یہ تو بتا کہ نام تیرا کیا ہے کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے آیا ہے مین وہ شیر بیشۂ بہادری ہون کہ بڑے
بڑے دلاور میرے سامنے سے بھاگ گئے ہین سیکڑون کو مین نے ہلاک کیا ہے **حمید لال قبا**
نے جواب دیا او نابکار نام میرا **حمید لال قبا** ہے مین وہ دلیر ہون کہ حریف میرا جانبر نہین ہوتا اور دم
یہ تلوار میری اُسے دکھا دیتی ہے تو کیا ہے مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو قتل کیا ہے نامی دلیرون سے
مقابلہ کیا ہے تو کیا مجھے قتل کریگا مین مانند ملک الموت کے آیا ہون تجھے زندہ نہ رکھونگا اُسنے ہنس کر
جواب دیا تو نے نامردون کو قتل کیا ہوگا کبھی مجھ ایسے بہادر سے مقابلہ نہ کیا ہوگا آگاہ ہو نام میرا
ہژبر فیل کش ہے شجاعت میری میرے نام سے ظاہر ہے تو مجھے کیا قتل کرے گا خود ہی میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہوگا **حمید لال قبا** نے جواب دیا او بدگفتار یہ میدان کارزار ہے جائے تقریر نہین ہے لہذا سخن
کوتاہ کر فنون جنگ دکھا ہنگام جنگ شجاعت ہماری اور تیری ظاہر ہو جائیگی جسکو خدا چاہیگا وہ فتحیاب
ہوگا کیون اسقدر اپنی تعریف اپنی زبان سے کرتا ہے بیہودہ بکتا ہے لڑنے مین دیر کرتا ہے تیری اِس
تاخیر جنگ سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تو لڑنے سے جی چراتا ہے نامرد ہے اُسنے اس بہادر کی گفتگو سنکے برہم
ہوکے نیزہ اُٹھا کے گردش دے کے خبردار خبردار کہہ کے سینۂ **حمید لال قبا** پر لگایا ادھر اس دلیر
نے چالاکی سے اُس کے نیزہ کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانہائے آبدار کے رگڑنے سے
اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین دیکھنے والون نے **حمید لال قبا** کی تعریف کی اور کہا کیا خوب

نیزہ باز ہی جو ضرب حریف کو کس خوبی سے روکا ہی پھر بدفیل کش نے بھی اپنے دل میں کہا میں نے تو اس
طرح نیزے کا وار کیا تھا کہ ہرگز نہ رک سکتا دل و جگر تک گذر جاتا لیکن اسنے پھرتی سے
وار روک لیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ فن نیزہ بازی میں نہایت ہوشیار ہی خیر اگر ایکی مرتبہ جانبر ہوا تو اب
ایسا وار کرونگا کہ جانبر نہ ہو سکے ہنوز وہ اپنے دل میں یہ کہ رہا تھا کہ اس دلاور نے کہا او کافر تو نے
تو وار کیا خداوند عالم نے تیری ضرب نیزہ سے مجھے بچایا اب میں وار کرتا ہوں ہوشیار ہو جا یہ کہنا
کہ خبردار نہ کیا تھا دھوکے سے ضرب نیزہ لگائی ہر چند کہ سپہ گری میں دھوکے سے حریف کو قتل کرنا خلاف
شجاعت نہیں ہی لیکن جو بہادر ہیں وہ اپنے دشمن کو ہوشیار کر کے اسکے اوپر وار کرتے ہیں بس تو
خبردار ہو جا کہ اب میں بھی وار کرتا ہوں اسنے جواب دیا میں بخوبی ہوشیار ہوں وار کر اس
بہادر نے نیزے کو گردش دے کے مرکب کو دپٹ ڈال کے سینۂ پر کینہ کو اسکے تاک کے نیزہ
صدر پر اسکے لگایا اسنے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح چند طعن نیزے کی باہم رد و بدل
ہوئیں آخر کار حمید لال قبا نے اس سے کہا او سرکش ایکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا ایسا بند نیزے کا
باندھونگا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا یہ سخن سنکے مسکرا کر کہنے لگا تو کیا میرے ہاتھ سے نیزہ
نکال دیگا بڑے بڑے استادان فن نیزہ نے تو کبھی میرے ہاتھ سے نیزہ نہیں نکالا انکو تمام حسرت
ہی رہی یہ کہکر بصد غضب نیزہ ہلا کر دھوکا دے کر حملہ پر نیزہ سر سینۂ حمید لال قبا کے لگایا ادھر اس جری
نے بعنوان شائستہ اسکی سنان نیزے کو اپنی سنان نیزے پر روک کے ایسا بند نیزے کا باندھا کہ اسے
ہر چند کھولنا چاہا مگر کھل نہ سکا حمید لال قبا نے اپنے نیزے کو تکان دے کے ایسا کار نمایاں کیا کہ
ڈانڈ نیزے کی اسکے ہاتھ میں رہ گئی اور سنان نیزہ کی مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی ایک پلہ تیر کے
فاصلہ پر جا کے گری اہل اسلام نے خوش ہو کے حمید لال قبا کی تعریف کی کفار کو رنج ہوا لیکن
بدفیل کش سنان نیزے کے نکل جانے سے حیران و شرمندہ ہوا عرق انفعال میں گویا ایک نیزہ غرق
ہو گیا ایک لمحہ سر جھکائے رہا بعدہ برہم ہو کے سر اٹھا کے ڈانڈ نیزے کی بقوت تمام سر پر
حمید لال قبا کے لگائی اس دلاور نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈا اس
سرکش کی شکستہ ہو گئی اسنے غضبناک ہو کے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر پھینک کر قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالکر تلوار علم کر کے کہا او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے سنان نیزے کی نکال دی
خیر دھوکے سے تو نے کام نکالا اور میں غافل تھا اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پر آ گئی ہی میری
تلوار مانند اجل کے ہی جب تیرے سر پر آئے گی بغیر جان لیے خالی نہ جائے گی حمید لال قبا نے
ہنس کر جواب دیا او یاوہ گو پہلے بھی ایسا ہی دعوی کیا تھا نیزے سے تو کچھ بھی نہ ہو سکا بلکہ خجل ہوا سردست
شکست نصیب ہوئی اب پھر دعوی کرتا ہی اب بھی دعوی تیرا باطل ہوگا میں خبردار ہوں تلوار
لگا جو ہنر شمشیر دکھا اسنے غضبناک ہو کے مرکب کو بڑھا کے تلوار کمر پر لگائی اس جری نے تلوار اسکی اپنی سپر
پر روکی پھر اسپر تلوار کا وار کیا اسنے بھی سپر پر روکا تا دیر اسی طرح لڑائی ہوتی آخر کار حمید نے خبردار
خبردار کہ کے شمشیر آبدار اس طور سے اسکی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کے پشت زین سے بر روے
خاک گرا اہل اسلام نے خوش ہو کے باواز بلند حمید لال قبا کی تعریف کی خصوصاً سرداران لشکر [illegible]

نے بہت ثنا کی اور کہا کیا خوب حمید لال قبا نے شیر کا شکار کیا ہی مانند کتے کے ہزبر فیل کش کو مارا
ہو کفار قتل ہونے سے ہزبر مذکور کے حیران و رنجیدہ خاطر ہوئے اور اہل اسلام کی تعریف کرنے سے
برہم ہوئے خصوصاً قہرمان شیر گردن و کرگدن سوار بہت اندوہناک و غضبناک ہوا غصہ
کو ضبط نہ کر سکا فوراً کرگدن اپنا صفوف لشکر سے نکالا اُسوقت اسکے سرداران لشکر نے دست بستہ
اس سے عرض کیا کہا ای بادشاہ ذی جاہ یہ تکلیف کیا ضرور ہی ہم میں سے ایک شخص جاتا ہی اور سر اس
قاتل ہزبر فیل کش کا تن سے جدا کرکے ابھی لیے آتا ہی اُسنے سب سے کہا ٹھہرو میں خود جاتا ہوں اور
اس مسلمان کو قتل کرتا ہوں سوا اسکے جو کوئی مجھ سے مقابلہ کو آئیگا اُسے قتل کرونگا اہل اسلام میرے
لشکر کے سردار کو قتل ہوتے دیکھکر بہت خوش ہوئے ہیں دیکھنا اپنے سردار لشکر کے خون کا کیا عوض
لیتا ہوں کس کس کو قتل کرتا ہوں عوض ہنسنے کا کیسا لیتا ہوں کہ یہ بھی یاد کریں جسقدر ہنسے ہیں اُس سے
زیادہ نالہ و فریاد کریں تم سب لڑائی کا تماشا دیکھو آج ان مسلمانوں سے ایسا لڑونگا کہ میری لڑائی اور
بہادری دیکھکر دلاوروں کو حیرت ہوگی مردم رستم و اسفندیار سہراب و گیو کی قوت و شجاعت
کو بھول جائینگے جو بہادران گذشتہ و حال سے مجھے دلاوری میں بہتر جانتے ہیں تم سب میری
بہادری و شجاعت دردمین تن ہونے سے آگاہ ہو بارہا تمنے میری کارزار دیکھی ہی آج بھی جنگ
میری دیکھو کہ ان خدا پرستوں سے کیونکر لڑتا ہوں اگر خدا پرستوں کی لاشوں سے میدان بھر نہ
دیا تو کچھ کام نہ کیا سرداران لشکر نے اُسکی تقریر سنکے عرض کیا ہم حضور کی جوانمردی و شجاعت سے
خوب ماہر ہیں ہمیں یقین کامل ہی کہ آج حضور ان مسلمانوں سے کسی کو زندہ باقی نہ رکھیں گے اگر دل پر
رکھیں گے آج ہی ان سب کا خاتمہ کر دینگے قہرمان اُنکی تقریر سنکے فی الفور سامنے حمید کے آیا اور
کرگدن کو روک کے کہا او اجل رسیدہ آخر تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے
تلوار نیزہ یا تیر مجھے لگا حمید لال قبا نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہیں ہی کہ پہلے اپنے حریف
پر وار کریں پس پہلے تم ہم پر وار کرو اگر خداوند عالم تمھاری ضرب سے بچائیگا تو ہم بھی تلوار لگائینگے
راوی ناقل ہی کہ جسوقت حمید لال قبا کے سامنے قہرمان شیر گردن آیا تھا اسکے سراپا پر نظر
کرکے حمید لال قبا کا رنگ فق ہوگیا تھا گویا آگاہی ہوگئی تھی کہ یہ حریف کیا آیا گویا اجل آئی باوجود
یقین ہونے اپنی ہلاکت کے اُس بہادر نے دلیرانہ اُس سے گفتگو کی تھی الحاصل جب حمید نے پہلے اُس پر
تلوار نہ لگائی قہرمان نے کہا اچھا میں ہی پہلے اپنی جانب سے ابتداے جنگ کرتا ہوں صرف تلوار اٹھاکے
تیرے سر پر لیجا کے ہاتھ روک لونگا پھر تو مجبور وار کریگا یہ کہکر تلوار لنگر دار نیام سے کھینچ کر کرگدن کو آگے بڑھا کے
شمشیر سر پر حمید لال قبا کے لے گیا حمید نے سپر اٹھائی قہرمان نے ہنسکر کہا سپر تو نے بیکار اٹھائی
ہی میں ابھی تلوار نہ لگاؤنگا تو کچھ خوف نہ کر جب تو خوب حوصلہ اپنے دل کا نکال لیگا اُس وقت البتہ تلوار
لگاؤنگا یہ کہکر تلوار سر حمید سے ہٹالی اور کہا اب تجھکو وار کرنے میں کیا عذر ہی اُسنے کہا ابھی تجھے
عدوانہ تلوار نہیں لگائی ہی میں کیونکر تیر تلوار لگاؤں اُسنے کہا میں وار کر چکا اب تو ضرب تیغ لگا حمید نے
اسکے اصرار سے مجبور ہوکے تلوار لگائی قہرمان شیر گردن نے سپر بھی نہ اٹھائی بجائے سپر سر اپنا آگے بڑھایا
تلوار حمید لال قبا کی اُسکے سر پر بخوبی پڑی لیکن ذرا بھی نہ کاٹا بلکہ اُچٹ گئی قہرمان نے مسکرا کے کہا

اے حمید لال قبا تو نے کیسی تلوار لگائی کہ ذرا بھی زخمی نہ کر سکی شاید تو نے گھبراہٹ مین آہستہ تلوار
لگائی تھی اب بقوت تمام بےخوف و خطر تلوار لگا مین اجازت دیتا ہون خود چاہتا ہون کہ تیرے
ہاتھ سے زخمی ہون حمید لال قبا نے بعد انکار کے اس کے اصرار کرنے سے لاچار ہوکے پھر نہایت
قوت سے تلوار لگائی قہرمان شیر گردن نے پھر اسی طرح سر اپنا آگے اس کی تلوار کے
جھکا دیا تلوار اس کے سر پر غرور پر بھرپور پڑی کسی قدر اسکے سر کو صدمہ ہوا لیکن تلوار نے کچھ
کام نہ کیا مثل ضرب اول سر پر پڑکے اچٹ گئی حمید لال قبا نے خیال کیا کہ تلوار میری اسکے
سر پر پڑتی ہے گویا ایک سنگ خارا پہ پڑتی ہے جھنکار کی آواز آتی ہے نہین معلوم سر اسکا کیسا ہے یا یہ سحر
ہے بزور سحر لڑتا ہے اس سے جانبر ہونا دشوار ہے کیسی طرح تیرے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا بلکہ تو ہی اسکے ہاتھ سے
ضرور مارا جائیگا اب ایسے حریف کے سامنے سے پسپا ہونا خلاف دلاوری ہے اور باعث بے آبروئی و
ذلت ہے بھاگنے سے قتل ہو جانا بہتر ہے کیونکہ ذلت تو سر میدان جنگ ہر ایک کے سامنے ہوگی ابھی
حمید لال قبا یہ خیال کر رہا تھا کہ قہرمان نے پھر اس سے کہا اے حمید لال قبا پھر تلوار لگا کیا تیرے
دست و بازو مین قوت نہین ہے کہ آہستہ تلوار لگاتا ہے اس دلاور نے جواب دیا مین تو بقوت تمام تلوار
لگاتا ہون مگر حیرت ہے کہ تلوار نہین کاٹتی نہین معلوم تمھارا سر کیسا ہے اسمین کیا بھید ہے مجھے حیرت ہے اب
مین ہرگز تلوار نہ لگاؤنگا کئی متواتر تلوار کے وار کر چکا ہون چاہتا ہون کہ اب تم مانند دشمن کے تلوار
لگاؤ اسنے کہا خیر تیرے کہنے سے تلوار لگاتا ہون ہوشیار ہو جا سپر اٹھا لے اور یہ بھی کہے دیتا ہون کہ
تلوار سر پر لگاؤنگا پہلو و کمر پر نہ لگاؤنگا بس سپر فراخ دامن سے اپنے سر کی حفاظت کرنا یہ کہکے تیغ
آبدار دگر انبار چمکانے کر گردن کو حمید لال قبا کے جانب دست راست لاکے تیغ سر پر لگایا
ہرچند حمید لال قبا نے سپر اٹھاکے سر کو بچانا چاہا لیکن تیغ لنگر دار و آبدار نہایت تیز تھا اور بازو
قہرمان شیر گردن بھی بہت پر قوت تھا سپر کو کاٹ کر سر حمید پر آکے مانند برق جھنده گرا اور
سر سے گذر کر گلو و صدر و شکم و کمر کو کاٹ کر دم بھر بھی نہ ٹھہر کر پشت فرس سے گذر گیا بالاے زین ہوکر
بلکہ کسی قدر زمین مین در آیا حمید لال قبا مع اپنے مرکب کے چار ٹکڑے ہوکے بالاے خاک گرا
اہل اسلام کو اسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام کو اسکے قتل ہونے کا ملال ہوا
ادھر کفار قتل حمید سے بہت خوش ہوئے قہرمان شیر گردن کی از حد تعریف کرنے لگے ادھر صلصال
لاجورد شاہ سے کہنے لگا دیکھی آپ نے ضرب قہرمان شیر گردن کی حمید لال قبا ایسا بہادر
جس سے جانبر نہ ہوا مع اپنے مرکب کے چار ٹکڑے ہوا لاجورد شاہ نے مسکرا کر جواب دیا یہ
بندہ میرا نہایت قوی ہے ہمنے اسکو نہایت شجاع و بہادر پیدا کیا ہے ہر رگ و پے مین اسکی قوت و طاقت
بھر دی ہے باوجود اسکے یہ ہمسے منحرف ہے ہمین سجدہ نہین کرتا ہے اور ایک بندہ معتوب ہمارا کہ
مسمی تمثال آئینہ رو ہے اسکی پرستش کرتا ہے اسے کوئی سمجھائے کہ راہ راست پر آئے ورنہ خداوند لاجورد
شاہ دست اہل اسلام سے قتل کرائینگے جنگگان نے عرض کیا اے خداوند ابھی ایسی تقدیر نہ کیجیے کہ جب
تک ان سب اہل اسلام کو قتل کر چکے اسوقت جو مناسب ہو کیجئے گا لاجورد شاہ نے برہم ہوکے کہا
تجھے ہماری مصلحت مین کیا دخل ہے جبتک ہمارا دل چاہے گا اسکے ہاتھ سے مسلمانون کو قتل کرائینگے

جب یہ مجکو کسی طرح سجدہ نہ کرے گا اور غرور بیت کریگا اُسوقت ہاتھ سے کسی مسلمان کے اسکو قتل کراونگا لاچور
شاہ تو صلصال اور تحنگان سے ہم سخن ہے وہ کہتے ہیں آپ کو اختیار ہے جو چاہیے کیجیے گا قہرمان
حمید لال قبا کو قتل کرکے گرگدن پر شیرانہ بیٹھا اور مانند فیل مست کے ہجوم کے آواز بلند کہنے لگا ای بادشاہ
لشکر اسلام حمید لال قبا جو سردار لشکر کا نہایت نیک تھا وہ تو قتل ہوا بالاے قباے سرخ اُسنے قباے
خون سرخ پہنی ہے سرخرو ہوکے عدم کی راہ لی دیکھو یہ لاشہ دو نیم اسکا پڑا ہوا ہے یہ تیغ میر آتشہ خون بہت
ہے لہذا اور کسی اپنے لشکر کے پہلوان یا سوار کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو بادشاہ موصوف نے
تقریر اسکی سُنکے پھرا اپنے دست چپ کی طرف نظر کی فوراً فیروزہ لال قبا نے کہ یہ بھی ہوا خواہان قاسم
وایرج نوجوان سے ہے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالا پھر مرکب سے اُتر کر روبروے بادشاہ
لشکر اسلام جاکر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ نے فرمایا حریف بہت زبردست ہے تم اس سے
مقابلہ نہ کرو اور کوئی دلاور اس سے لڑنے کو جائیگا فیروزہ نے عرض کیا اب تو یہ کمترین صف لشکر
سے نکل چکا ہے اگر واسطے مقابلہ قہرمان شیر گردن کے نہ جائیگا تو جملہ بہادروں میں سر میدان جنگ
ذلیل ہوگا حضور کچھ تردد نہ فرمائیں اگر خدا چاہیگا حضور کے اقبال سے اس کافر کو قتل کرونگا سر
اسکا کاٹ کر واسطے نذر حضور کے لاؤنگا اور اگر میرا پیمانۂ حیات آب زندگی سے لبریز ہوچکا ہے تو اس
کافر کے ہاتھ سے مانند حمید لال قبا کے قتل ہونگا سرخروئی کو نہیں حاصل ہوگی حق نمک حضور
سے ادا ہو جاوئنگا بادشاہ نے مجبور ہوکے فرمایا اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو خیر جاؤ حوالے خداے
کریم کیا فیروزہ لال قبا اجازت حاصل کرکے تسلیم آوری بجالاکے اپنے مرکب پر سوار ہوکے
دلیرانہ بجنبدہ پیشانی سامنے قہرمان کے گیا اُس نے اُس کے سراپا پر نظر کرکے مسکراتا ہوا اسکے پوچھا
ای جوان تیرا کیا نام ہے مسکراتا کیوں ہے تجھے تو اپنے انجام پر خیال کرکے زار زار رونا چاہیے تمھارا عکس
اسکے ہنستا ہے کیا دیوانہ ہے اگر عاقل ہے تو مجھ سے مقابلہ نہ کریگا تو میرے نام اور میری شجاعت سے آگاہ
نہیں ہے کیا ابھی تو نے حمید لال قبا کو قتل ہوتے نہیں دیکھا ہے کیا تو اپنی زندگی سے بیزار ہے کہ مجھ
ایسے بے مثل بہادر سے لڑنے کو آیا ہے ارے آگاہ ہو کہ نام میرا قہرمان شیر گردن وگرگدن سوار
ہے میں روئین تن ہوں کوئی حربہ میرے تن پر کارگر نہیں ہوتا ہے تو اپنی جوانی پر نظر کرکے جنگ سے
ہاتھ اُٹھا مجھے تیری جوانی و خوبروئی پر رحم آتا ہے تجھ ایسے جوان کو کیا قتل کروں اب تجھ کو
لازم ہے کہ اس احسان کے عوض میں راہ سلامت پر آ ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو کو کہ وہ روشن
دل ہیں سجدہ کر خداے نادیدہ کو اب تک سجدہ کیا جواب خداوند موصوف کو سجدہ کر اپنے بادشاہ
سے منحرف ہو ہماری اطاعت اختیار کر فیروزہ نے دلیرانہ جواب دیا ای قہرمان آگاہ ہو کہ نام
میرا فیروزہ لال قبا ہے میں ہوا خواہ قاسم بن علمشاہ ہوں مسکراتا اس وجہ سے ہوں کہ اب
تم کو قتل کرکے سر تمھارا تیغ آبدار سے کاٹ کے واسطے نذر اپنے بادشاہ عالیجاہ کے لیجاؤنگا سواے
خلعت و انعام پانے کے دنیا میں مجکو آبرو و عزت حاصل ہوگی بہادران عالم میں محسوب ہونگا جسطرح
تمکو میری جوانی پر رحم آتا ہے اسی طرح مجکو بھی تمھارے حال پر رحم آتا ہے چاہتا ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے
ہلاک نہو کیا دل میرا خوش ہو کہ تم اپنا دین و آئین ترک کرکے دین اسلام اختیار کرو قتل سے امان پاؤ

یہ جنگ و جدال موقوف ہو حضرت بادشاہ لشکر اسلام مین جلد نوازش و خلعت عنایات شاہ دین پناہ
سے سرفراز ہو بارگاہ سلیمانی مین لشمول بہادران جیدہ روزگار جناب دست چپ بادشاہ لشکر اسلام
کہ خاص خاص بہادر اُس طرف بیٹھتے ہین تم بھی کسی دنگل پر مثل شان و شوکت عزت و آبرو
زیادہ تر حاصل کرو قہرمان اُس بہادر کی تقریر سُنکے ازحد غضبناک ہو کہنے لگا مین نے تو چاہا
تھا کہ تجکو قتل نہ کرون لیکن جب تیری قضا دامنگیر ہی تو مجبور ہون تجکو تیرے برادر حمید لال قبا سے ملا دینے
کی فکر کرتا ہون یہ کہکے وہی تیغہ خونچکان اُٹھاکے پکارا اے فیروزہ ہوشیار ہو کہ اب تیرے خون تن سے
رنگ تیرا مانند عقیق سرخ کے ہو جائیگا اور یہ قبا تیری خون سے تر ہوکے زیادہ تر لال ہو جائیگی اُسنے
جواب دیا خداوند عالم میرا حافظ ہی وہی مجھ کو تیرے ہاتھ سے بچائیگا اگر اجل کی مہلت مین ہو گا مین خبردار
ہون تم تیغہ لگاؤ قہرمان نے گردن کو بڑھا کے تیغہ لگایا ادھر اُس بہادر نے سپر کو اُٹھایا تیغہ سپر کو
کاٹ کر اُس کے سر پر آیا ہر چند فیروزہ نے چاہا کہ ضرب تیغہ تیز سے بچون لیکن نہ بچ سکا چونکہ پیمانہ
حیات اُسکا آب زندگی سے لبریز ہو چکا تھا زندہ کیونکر رہ سکتا تھا تیغہ مذکور سرکاٹ کرتا جگرگاہ
آیا قہرمان نے خود دو نیم کرنے کی ضرورت نہ جان کر تیغہ تیز کو اُسکے جگرگاہ سے نکال لیا وہ فوراً
زمین پر گر کے مانند ماہی بے آب کے تڑپ کے مرگیا کفار شادمان ہوے اکثر بہادرین لشکر سے کچھ آگے
بڑھ کے باواز بلند قہرمان شیر گردن کی تعریف کرنے لگے اہل اسلام فیروزہ کے قتل ہونے سے
ملول ہوے قہرمان شیر گردن نے فیروزہ لال قبا کو قتل کرکے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ موت
بن ساریق ہوا خواہ قاسم سے تھا صف لشکر سے نکل کے بادشاہ لشکر اسلام سے اذن جنگ لیکر
سامنے قہرمان کے دلیرانہ گیا اور طالب ضرب تیغہ تیز ہوا قہرمان شیر گردن نے اُس سے پوچھا تیرا
نام کیا ہی اس قدر تعجیل جنگ مین کیون کرتا ہی اس نے اپنا نام بتایا اور کہا عجلت اس وجہ سے
کرتا ہون کہ دیر تیرے قتل کرنے مین نہ ہو تو نے دو بہادران لشکر اسلام کو کہ وہ ہمارے برادر دینی
تھے قتل کیا ہی اُن کا عوض تجھ سے لینا ہی نام میرا تو سُن چکا ہی کہ موت ہی بس اس وقت سامنا
تیرا موت کا ہوا ہی آگاہ ہو جا کہ اجل تیری آئی ہی اب تجھ کو قتل کرونگا قہرمان شیر گردن اُسکی
تقریر سُنکے غضبناک ہوکے تیغہ کا وار کیا موت نے روکنا مناسب نہ جان کے وار خالی دیا پھر
اُس پر تلوار اُٹھائی اُسنے سپر فولادی دوش سے لے کر کہا ہر چند مجھ ضرورت سپر کی نہین ہی لیکن تیری
شمشیر کو سپر پر روکونگا سر پر نہ روکونگا کیا فائدہ کہ اپنے دماغ و کاسئہ سر کو ضرب تیغ کے درد سے
آشنا کرون یہ سُن کے موت بن ساریق نے اُس پر تلوار لگائی کُسنے چالاکی سے بالا ے سپر کی اسی
طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخر کار قہرمان نابکار نے اس بہادر کو بھی مانند حمید لال قبا کے مع
مرکب چار ٹکڑے کیا بیدینون نے خوش ہوکر قہرمان شیر گردن کی ثنا کی اہل اسلام کو قتل
موت بن ساریق کا بھی صدمہ ہوا بعض سواران لشکر اسلام بعد مرگ موت کے باہم کہنے لگے نہین
معلوم کیا سبب ہی کہ متواتر کئی بہادر سپاہ اسلام کے اس وقت کام آگئے ہین قہرمان نابکار زخمی
بھی نہین ہوا ہی خدا خیر کرے چند سوارون نے اُن کو جواب دیا ہمارے نزدیک فی الحال شاید ہم
لوگون کا ستارہ بد ہوا اور دن ہم اہل اسلام کے سخت ہین اور قہرمان کے دن اچھے ہین اقبال اُسکا

یاد رہے اپنی وجہ سے کہ اُسنے بہادران لشکر اسلام کو تہ تیغ کیا ہے یہ تقریر اُسکی سُنکے چند سواروں نے
کہا ہم تمھارے قول کو پسند کرتے ہیں ضروری یہی سبب ہے قتل مسلمانان لشکر اسلام کا وہ قہرمان بچالیا
دلاور یکتائے روزگار نہیں ہے کہ جس سے ہم اہل اسلام جانبر ہوں ایک سوار نے اُن سب سے کہا
تم کیا خیالات کر رہے ہو اور یہ کیا باتیں کر رہے ہو بس خاموش رہو تم تو مانند نجومیوں کے بُرائی
ساعت اور دن اور ستاروں کی بیان کرتے ہو ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو مشیت الٰہی میں گذرتا ہے
سوائے اُس کے اُسے کون جان سکتا ہے اجل کا آنا ضروری ہے جو پیدا ہوئے ہیں اُنکا مرنا بھی ضروری ہے حمید
لال قبا اور فیروزہ لال قبا اور موت بن ساریق کیسے دلاور و بہادر تھے کس کس سے لڑے
تھے نامی و نامور مشہور تھے آخر اُنکا رشتۂ حیات کیونکر قطع ہوتا کہ زندگی اُنکی اتنی ہی تھی ابھی سواران
لشکر اسلام باہم تقریر مذکور کر رہے تھے ناگاہ قہرمان نے نخوت و غرور سے باواز بلند کہا اے بادشاہ
لشکر اسلام موت بن ساریق کی بھی اجل آئی میرے ہاتھ سے مارا گیا روح اُسکی تن سے جانب
ملک عدم روانہ ہوگئی اب اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجو دیر نہ کرو اور اگر کسی کو
برائے مقابلہ روانہ نہ کروگے تو میں خود تمھارے لشکر پر حملہ کرونگا بادشاہ لشکر اسلام نے اُس کی تقریر
سُنکے پھر سوئے دست چپ دیکھا بمجرد دیکھنے کے شاپور کوہ پیکر کہ یہ بھی ہوا خواہان قاسم و ایرج زوآن
سے ہے صف لشکر سے نکلا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جا کے طالب اجازت نبرد ہوا بادشاہ
موصوف نے فرمایا قہرمان نہایت زبردست ہے اسکے مقابلے کو وہ بہادر جائے کہ جو اُسکا ہم پلہ قوت میں
ہو تم نہ جاؤ اُسنے عرض کیا اب تو یہ خاکسار صف لشکر سے بارادۂ مقابلہ قہرمان نکل چکا ہے جملہ دلاوران
سپاہ دیکھ چکے ہیں اگر اسوقت نہ جائیگا تو سب کی نظروں سے گر جائیگا لہذا امیدوار ہے کہ اجازت جنگ
ملے تا کہ حریف سے جا کر لڑے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے اُسے اجازت دی وہ بادشاہ کو سلام کر کے
اپنے مرکب پر سوار ہوکے قہرمان کے روبرو گیا اُسنے پوچھا اے اجل رسیدہ نام تیرا کیا ہے تعجب ہے کہ تو
بےخوف و خطر واسطے میرے مقابلے کے آیا ہے کیا تو میری شجاعت و بہادری اور میرے نام سے آگاہ نہیں
ہے کیا تو نے حمید و فیروزہ وغیرہ کو قتل ہوتے نہیں دیکھا ہے کہ یوں دلیرانہ مجھ سے [illegible] لڑنے کو
آیا ہے اگر تو میرے نام سے آگاہ ہے تو خیر اور اگر ماہر نہیں ہے تو بس نام میرا قہرمان شیرگردن و
کرگدن سوار مشہور روزگار ہے میں رویین تن ہوں مجھ سے لڑنا اور جانبر ہونا دشوار ہے اگر اپنی
زندگی چاہتا ہے تو واپس جا کیونکہ تو مجھ سے کیا لڑیگا ایک وار ضرب کو بھی روک نہ سکے گا میرا تیغ تیز
واسطے حریف کے گویا پیغام اجل ہے شاپور کوہ پیکر نے شیرانہ و دلیرانہ جواب دیا او گردن بے دین آگاہ ہو
کہ نام میرا شاپور کوہ پیکر ہے کیا تجھ سے ڈرتا ہوں میں تجھکو مانند ایک سگ ناپاک کے جانتا ہوں اور
میں عنایت خداوند عالم سے ایک شیر بیشۂ شجاعت ہوں تو کیا مجھکو قتل کریگا انشاء اللہ میں ہی تجھ کو
ہلاک کرونگا اگر تو رویین تن ہے تو میں بھی کوہ پیکر ہوں اگر تجھکو اپنی زندگی درکار ہے اور رستگار ہونا مطلب
ہے تو مانند ہمارے خداوند عالم کی پرستش کر اپنے خداوند نالائق پر لعنت کر کہ وہ شیطان گمراہ کنندہ ہے اب
قہرمان نے اسکی گفتگوئے سخت سُنکے برہم ہوکے کہا خبردار ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پر آئی ہے
شاپور نے کہا او نابکار میں ہوشیار ہوں خدا میرا حافظ ہوگا اگر تجھکو منظور ہوگا تو وار کر اُسنے تیغ

علم کرکے کرگدن کو بڑھایا ادھر یہ بہادر ہوشیار ہوا اسنے بھی اپنے مرکب کی باگ لی تیغ تیز و گرانبار
قہرمان نابکار نے سر شاپور پر مارا اس دلاور نے اُس کے تیغہ کو اپنی سپر پر اس ترکیب سے روکا کہ
تیغہ اچٹ پڑا بعد روکنے ضرب تیغ کے خود بھی اُس پر تلوار لگائی اُسنے بھی بالائے سپر روکی تا دیر
اسیطرح سے لڑائی ہوتی رہی کبھی شاپور کوہ پیکر ضرب تیغہ قہرمان بالائے سپر روکتا تھا گاہ وار خالی دیتا تھا
قہرمان کرگدن سوار اُس کی چالاکی و ہوشیاری سے اپنے دل مین کہتا تھا عجب یہ حریف ہی کہ زد مین
آتا ہی چوٹ نہین کھاتا ہی وار کو خالی دیتا ہی خود بھی ضرب تیغ ایسی لگاتا ہی کہ مین ہی روک لیتا ہون
دوسرے سے روکی نہ جاتی یہ اپنے دل مین کہتا جاتا تھا اور مصروف جنگ تھا بہادران لشکر جانبین
وجملہ کفار و اہل اسلام یہ جنگ دیکھ رہے تھے ہر ایک جدا جدا خیال کرتا تھا کوئی کہتا تھا کہ شاپور
بہادر ہی قہرمان دلاور ہی تلوار خوب چل رہی ہی دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی کوئی بیدین بجائے
خود کہتا تھا ہر چند یہ مسلمان فن جنگ مین کامل و ہوشیار ہی لیکن کب تک لڑیگا کب تک اپنے تئین
بچائے گا آخر کار ہمارے بادشاہ قوی بازو و رویین تن کے دست زبردست سے قتل ہوگا اکثر اہل
اسلام باہم کہتے تھے کہ شاپور کوہ پیکر عجب عنوان سے مقابلہ کر رہا ہی جنگ مین ہمہ تن چشم بن گیا
ہی دشمن کا ہر طرف سے خیال رکھتا ہی خوب بچاتا ہی تلوارین بھی ایسی ایسی لگاتا ہی کہ دل اپنا خوش
ہو جاتا ہی عجب نہین ہی کہ قہرمان پر فتحیاب ہو بعض بعض اہل اسلام کہتے تھے کہ شاپور لڑ تو رہا ہی
مگر قہرمان سے جانبر ہونا اسکا بظاہر دشوار ہی ہوا خواہان قاسم و ایرج نوجوان جنگ شاپور
کوہ پیکر دیکھ کر نہایت خوش ہوکے ہنگام ضرب شاپور اُس کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے ای
بہادر اب حریف کو زندہ نہ چھوڑنا میدان جنگ سے سرخرو ہوکے لشکر مین آنا سر قہرمان برائے
نذر بادشاہ لشکر اسلام لانا درست راستی یہ تقریر دست چپ والونکی سُنکے باہم کہتے تھے کہ شاپور کی یہ لوگ
اسقدر تعریف کرتے ہین کہ ناگوار خاطر ہوتا ہی ایک ادنی شخص کو اعلے بناتے ہین بھلا یہ قہرمان پر کیا فتحیاب
ہوگا خود تو اپنی جان اُس سے بچاتا ہی دب کر لڑتا ہی وار بھی اگر کرتا ہی خوف سے قہرمان کے حملہ
تو اس کے بچا نہین ہین ضرب شمشیر ہی وہ طور سے لگاتا ہی لڑنے کی تمیز نہین ہی کوئی دم مین قہرمان
کے ہاتھ سے مارا جائے گا سر قہرمان تو کیا لائیگا قہرمان ہی سر اسکا تیغہ آبدار سے کاٹ لے گا اگر ہم
دست راستیون مین سے کوئی بہادر اس سے لڑنے کو جاتا تو ابتک کام اسکا تمام کر چکا ہوتا لڑائی
فتح ہو چکی ہوتی خداوند عالم نے یہ قوت و شجاعت و شرف ہمین دست راستیون کو دیا ہی کہ دشمن کیسا ہی
زبردست ہو اُس سے دب کے نہین لڑتے ہین بڑھ بڑھ کر تلوارین لگاتے ہین دیکھو دست راستیون
کو دست چپیون پر کیا کیا فوقیت ہی جو مرتبہ دست راست کا ہی وہ دست چپ کا نہین ہی ادھر لاجورد
شاہ اور صلصال و خلخال لڑائی دیکھ رہے تھے تخگان بھی بنظر غور نگران تھا اور لاجورد شاہ
سے کہتا تھا خداوندا شاپور کوہ پیکر دیر سے لڑ رہا ہی کسی طرح قتل نہیں ہوتا ہی کیا آپ نے کوئی
تقدیر تازہ کی ہی لاجورد شاہ اسکی تقریر سنکے مسکراتا تھا اور کہتا تھا تو دیکھ ہی لیگا جو ہمنے تقدیر کی ہی
ہنوز لاجورد شاہ تخگان سے ہمسخن تھا کہ قہرمان نے نعرہ کرکے کہا او شاپور ابکی مرتبہ بہت ہوشیار
رہنا ایسی ضرب تیغہ تیز لگاؤنگا کہ تو جانبر نہو سکے گا شاپور نے جواب دیا مین باخبر ہون ابتک تو نے میرا

کیا بنا لیا تھا جواب قتل کریگا او نابکار اگر خدا چاہیگا تو مین تجھی کو قتل کرونگا قہرمان شیر گردن نے غضبناک
ہو کے دست راست پر اُس بہادر کے کہ گردن کو لیجائے موقع پا کر تیغ اُس کے پہلو پر لگایا ادھر اُس بہادر
نے سپر اُٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کو بھی جو ہوئی وار سپر پر رک نسکا جبتک
وہ بہادر گھوڑے کو سنبھالے اور خود بھی سنبھلے تیغ بخوبی تمام پڑ ہی گیا شاپور دو ٹکڑے
ہو کے فرس سے بالاے خاک گرا ٹکڑے اُس کی لاش کے زمین پر تڑپنے لگے کفار نہایت خوش ہو کے
قہرمان بدانجام کی تعریف انعد کرنے لگے وہ مغرور بھی اُن کی ثنا سے بہت خوش ہوا اپنے دل مین
دل مین کہنے لگا کہ بقول سب ان تعریف کرنے والون کے مین اس زمانہ مین کہ رشک اسفندیار ہون
ادھر اہل اسلام کو شاپور کوہ پیکر کے قتل ہونے کا رنج ہوا خصوصاً بہادران دست چپ کو صدمہ
زیادہ ہوا کئی بہادر قتل ہوے شاپور کا الم سب سے زیادہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام کو بھی شاپور
کے قتل ہونے کا غم ہوا قہرمان شیر گردن نے چار سرداران لشکر اسلام قتل کر کے مبارز طلب کرنا
مناسب نہ جان کر قریب شام طبل بازگشت بجوا کر جنگاہ سے اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف چلا صلصال
اور لاجورد شاہ بھی ہمراہ اپنی اپنی سپاہ کے اُس کے ساتھ قیام گاہ سپاہ کی جانب روانہ ہوے
اثناے راہ مین بھی ہر ایک کافر خوش و خرم تھا اکثر کفار نابکار قہرمان بدایان کی تعریف کرتے
جاتے تھے کفار کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہے کہ احوال ان سب کا بمقام مناسب تحریر کیا جاے گا

مگر اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے

کہ بعد جانے قہرمان شیر گردن وغیرہ کے بادشاہ لشکر اسلام بھی مع اپنے لشکر کے میدان نبرد سے
بانداز خاطر قیام گاہ سپاہ کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچے بادشاہ اور جملہ
سرداران لشکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے بادشاہ تخت پر رونق افروز ہوے سرداران سپاہ حسب
معمول اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے جو سردار لڑائی مین کام آئے تھے انکے دنگل خالی تھے بادشاہ نے
تخت پر بیٹھکر بعد تھوڑی دیر کے حکم دیا لاشے حمید لال قبا و فیروزہ لال قبا و شاپور کوہ پیکر
و موت بن سارق کے میدان مصاف سے اُٹھا کر دفن کیے جائین حسب الحکم ملازمان بادشاہ
سوے میدان جنگ روانہ ہوے اور لاشے سرداران موصوف کے نبردگاہ سے اُٹھا کر مصروف
دفن و کفن ہوے سرداران لشکر اسلام نے نبردگاہ سے آکے بعد داخل ہونے بادشاہ لشکر کے بارگاہ
سلیمانی مین سلاح جنگ اپنے تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے بستر پر راحت گزین ہوا ادھر
تو لشکریان اسلام اپنے اپنے خیام مین ہین بادشاہ لشکر دربار مین بالاے تخت رونق افزا ہین
سرداران لشکر دنگلون پر خاموش بیٹھے ہین لاشے سرداران لشکر اسلام کے دفن ہو رہے ہین

لیکن اب حال قہرمان وغیرہ کا لکھا جاتا ہے

کہ جب قہرمان شیر گردن عرصۂ جنگ سے بصد خوشی اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا مردمان سپاہ اُسکے
سلاح جنگ تنون سے دور کر کے مرکبون سے اُتر کر کے بستر دون پر بیٹھے قہرمان شیر گردن اور
صلصال اور خلخال اور لاجورد شاہ اور تحتگان کو ہمراہ اپنے بارگاہ مین لیجا کر بیٹھا اور
ہمراہیون کو یعنی لاجورد شاہ اور صلصال وغیرہ کو موافق انکی عزت کے قریب تر اپنے بٹھایا

بعد اسکے کشتی شراب کی طلب کی ساقیان بیدرین کشتیان لیکر روبرو حاضر ہوے اور باشارۂ قہرمان
سب کو جام شراب بلورین پلانے لگے جب دو دو تین تین جام ہر ایک شخص ساقیان سیم اندام سے لیکر شراب
ناب پی چکا اور قہرمان شیر گردن بھی بخوبی تمام شراب پی چکا عالم نشۂ شراب مین اپنے ملازمون کو حکم
دیا کہ ہمارے لشکر مین اسیوقت طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر پھر اہل اسلام سے ہم مقابلہ و مجادلہ کرینگے
حسب الحکم ملازمون نے طبل جنگ بے درنگ بجایا صدائے طبل جنگی لشکر قہرمان سے بلند ہوئی
ہرکارے لشکر اسلام کے خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین روبروے بادشاہ لشکر اسلام
جاکر شرائط عبودیت بجالاکر دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ ذیجاہ اسوقت قہرمان
نابکار نے پھر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان جنگ مین اسکے
جنگ آزما ہو لشکر اران حضور سے مقابلہ کرے سوا اس خبر شر کے خیریت ہے بادشاہ نے یہ خبر ہرکارون
سے سنکے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پہ نقارہ نواز چوب لگائین آج جو کچھ تقدیر مین
درج تھا وہ ہوا کل بھی جو منظور خدا ہوگا اس کا ظہور ہوگا ہرکارون نے موافق حکم بیرون بارگاہ
آکے ارشاد بادشاہ سے نقارہ نوازون کو آگاہ کیا انھون نے اسی وقت چوب اٹھاکر نقارۂ رزمی
پر لگائی آواز نقارۂ جنگی کی تا گنبد فلک گئی زمین صدائے نقارۂ جنگی سے تھرائی جب دونون
لشکرون مین طبل و نقارۂ جنگی بجنے لگا بادشاہ نے دربار برخاست کیا خود بھی بارگاہ مین تشریف
لے گئے سرداران لشکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکر سلاح جنگ تنون سے دور کرکے بعوض استراحت
مصروف تیاری جنگ ہوے سواران لشکر اسلام بھی صدائے نقارۂ جنگی سنکے اپنے اپنے بسترون
سے اٹھے اور آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول ہوے اکثر سوار باہم کہنے لگے دیکھیے ہنگام
سحر کیا ہوتا ہے قہرمان شیر گردن جوان زبردست و رویین تن ہے کس کس سے مقابلہ کرتا ہے اور کس
کس کو زخمی و قتل کرتا ہے خداوند عالم اس کے ہاتھ سے ہم سب مردان لشکر اسلام کو بچائے لیکن
یہ نابکار کسی طرح مارا جائے ادھر تو سب اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہین اکثر دعا مین مشغول
ہین اکثر کو یہ تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے

مگر اب حال لشکر قہرمان کا لکھا جاتا ہے

کہ جب اسکے لشکر مین طبل جنگ بجا لشکری تیاری جنگ مین مصروف ہوے ہر ایک بیدین و بد آئین
اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا قہرمان صلصال سے کہنے لگا آج تو مین نے چار سرداران
لشکر اسلام کو قتل کیا ہے کل وقت سحر دیکھیے گا کہ کتنے سرداران نامی لشکر اسلام کو تہ تیغ کرتا ہون اسوقت
طبل جنگ بجوایا ہے بعد تھوڑی دیر کے بوجہ کسل کے سو رہونگا وقت سحر بیدار ہوکے میدان جنگ
مین جاونگا آپ بھی مثل آج کے ہمارے ساتھ برائے سیر میدان جنگ مین چلیے گا یہ کہکے لاجورد شاہ
سے مخاطب ہوکر کہنے لگا آپ بھی صبح کو بطریق سیر میرے ساتھ جنگاہ مین ضرور تشریف لیچلیے گا جس طرح
آج میری لڑائی آپ نے ملاحظہ کی ہے اسی طرح کل بھی دیکھیے گا ہنوز صلصال اور لاجورد شاہ
کچھ اس سے کہنے نہ پائے تھے کہ بجنگان نے کہا آپ نے طبل جنگ تو بجوا دیا اب ارادہ سونے کا ہے
میرے نزدیک سونا آپ کا اچھا نہین ہے ایسا نہو کہ سونے کے سوتے رہجایئے پھر قیامت تک

بیدار رہو جیے قہرمان نے پوچھا ای بخنگان یہ تمنے کیا کہا بخوبی تمام مین تمھاری تقریر پیچیدہ
کو نہ سمجھا کیا ہوگا اگر سووُنگا اور کیا باعث ہوگا کہ پھر بیدار نہ ہونگا بخنگان نے کہا مفصل اسکو کیا بیان
کرون شاید آپ کو غصہ آئے اور شکی ہر یا دگنہ لازم ہو جائے قہرمان شیر گردن نے کہا نہین ضرور
بیان کرو مجھے تردد ہوا ہی اُسنے کہا آج آپنے چار سرداران لشکر اسلام کو تہ تیغ کیا ہی جملہ
سرداران لشکر اسلام کو رنج دیا ہی عیاران لشکر اسلام کو بھی رنج دیا ہی اگر آج کے روز اپنے فرش خواب
پر آرام کیجیے گا تو غالبًا عیاران لشکر اسلام آکے عیاری کر کے آپ کو مار ڈالین گے ہرگز ہرگز زندہ نہ
چھوڑینگے اسی وجہ سے مین نے کہا تھا کہ سو رہنا آپ کا اچھا نہین ہی ایسا نہو کہ تا قیامت سویا کیجیے
قہرمان نے جواب دیا مجکو عیاران لشکر اسلام کبھی قتل کر نہ سکین گے کیونکہ اول تو وہ خوف سے میری
بارگاہ تک آنہ سکین گے اور اگر آئین گے میرے ملازم اُنکو گرفتار کر لین گے اور وہ کسی طور سے
میری بارگاہ مین بھی داخل ہو جائین گے تو بھی مجھ کو قتل کر نہ سکین گے کیونکہ مجھے تیغ و تیر و نیزہ
اثر نہین کر سکتا ہی روئین تن ہون ہرگز اُنسے مجکو خوف و اندیشہ نہین ہی وہ مجکو کسی طرح ہلاک کر بھی نہ
سکین گے تم اُنسے ڈرتے ہو مین مطلق نہین ڈرتا بخنگان نے کہا عیاران لشکر اسلام بلاہاے عظیم مین
آپ تو کیا مین اُنھون نے بڑے بڑے ساحرون کو حصار سحر مین کسی طور سے پہونچکر قتل کیا ہی دریا مین
جا کر ساحرون کو مارا ہی زمین مین نقب خوب لگاتے ہین لاکھون ہزارون پیادہ سوار نگہبانی و حفاظت
کرینگے کسی کو بارگاہ کے قریب آنے نہ دینگے اِس حفاظت سے کچھ فائدہ نہوگا وہ راہ نقب سے اندر آپکی
بارگاہ کے جا کر آپ کی ہلاکت کی تدبیر کرین گے سیسہ گرم کر کے آپ کے حلق مین ڈالدینگے یا آنکھون
کو آپ کی نیزہ و تیر سے پھوڑ ڈالین گے کیونکہ سواے آنکھون کے آپ ہمہ تن روئین تن ہین جب
آپ کو وہ اندھا کر دین گے تو آپ کیونکر کسی کو دیکھیے گا اعدا سے کیونکر لڑیے گا سوا اسکے اگر اُنکا دل چاہیگا
تو بیہوش کر کے آپ کو چادر عیاری مین باندھ کر پشتارہ دوش پر رکھ کر راہ نقب سے لیجائین گے کسی کو
خبر بھی نہوگی جب وہ اپنے لشکر مین پہنچین گے یا تو زندان مین قید کرینگے یا کسی طور سے مار ڈالین گے
ہان اگر آپ مسلمان ہو کر کلمہ پڑھینگے تو البتہ وہ آپکو قتل نہ کرینگے قہرمان شیر گردن بخنگان سے حالات
عیاری عیاران لشکر اسلام سنکے بہت گھبرایا بخنگان سے پوچھنے لگا پھر اب کیا کرون کیونکر اُنسے اپنی جان
بچاؤن تمنے تو عیارون کے وہ حالات بیان کیے ہین کہ میرے ہوش اُڑ گئے ہین وہ لوگ انسان ہین یا شیاطین
ہین کہ ایسے ایسے امور اہم کرتے ہین بخنگان نے جواب دیا وہ سب ہین تو انسان مگر بلا سے ہین مین
اگر اپنی زندگی مطلوب ہی تو شب بھر بیدار رہیے اسی بارگاہ مین کسی نازنین کو طلب کر کے اُسکے
رقص و نغمہ سے لطف اُٹھائیے اِس تدبیر سے زندہ رہیے گا ورنہ مار ڈالے جائیے گا قہرمان نے
بخنگان کی تقریر سنکے خوف جان سے اُسکی راے پسند کی اُسیوقت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ نازنینان
خوبرو و خوش گلو کو مع اُنکے سازندون کے ہمارے روبرو حاضر کرو خدام فی الفور گئے اور چند
نازنینان خوشرو و خوش گلو کو مع اُنکے سازندون کے اپنے ہمراہ لائے اُن نازنینون نے روبروے
قہرمان وغیرہ آکے جھک کر سلام کیا بعدہٗ اُنمین سے ایک نازنین سے قہرمان نے کہا پہلے تو ہمارے
سامنے رقص کر بعد رقص کرنے کے اچھی اچھی غزلین عاشقانہ گا وہ حسب الحکم بعد درست ہونے

سازہاے سازندون نے کھڑے ہوکے بعد ادا کرشمہ رقص کرنے لگی دیگر نازنین ہاے خوش گلو حکم قہرمان سے بیرون بارگاہ جاکر مع عمرو لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال و مجنگان و قہرمان رقص اس رقاصہ کا دیکھنے لگے جب وہ رقص کر چکی اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

کسکا لحاظ بزم مین کل ہی حضور تھا
وہ نور آج شمع مین کل جو نور تھا
کل سنتے مجروں کو بلایا تھا اپنے پاس
نالے تھے لب پہ اور شرر صد دور تھا
سمجھے تھے ہم جو وہ کیون مجھسے تھے خفا
آنکھیں اُدھم چراغ تھی جو مکو طور تھا
تربت پہ میری ہنسنے تمہیں بھی ہنسا دیا
غزہ تھا شوخیان تھیں ادا تھی غرور تھا

پروانہ شب کو شمع سے کیون دور دور تھا
اے دل بجھا لگی بزم کا مجھسے بھی حال کہ
مین مانتا ہی ہا ہوں کہ کیون بیقصور تھا
بلبل بھی جو سیر باغ کے سب بادہ نوش تھے
سب نے خطا کی مین نے نہ کی یہ قصور تھا
سچ ہے جہان مین ستم سرکش کے جیتے جی
آتا ہین کے پھول پھلا کیا ضرور تھا

تو مہمان غیر کا شب کو ضرور تھا
وہان جا ہر کوئی ہودہ سو تو ضرور تھا
وہ کیا شب فراق نہ شنو تکے دل ہین
جو یاسمن کا پھول تھا جام بلور تھا
تھا مرتے مرتے ہسکو جو شوق جمال دوست
کیا خوب سینہ دل بستہ طلسم غرور تھا
یہ سب اُنہین بنائے ہوے تھے شتاب ہین

قہرمان وغیرہ اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوکے کہنے لگے کیا اچھی طرح یہ نازنین رقص کرتی ہے اور کیا خوب گاتی ہے یہ کہکے کبھی قہرمان اُسے انعام دیتا تھا کبھی صلصال زرو جواہر دیتا تھا لاجورد شاہ اُس رقاصہ کو دیکھ کر گانا اُسکا سنکے مجنگان سے آہستہ کہتا تھا دیکھتا ہے تو کہ یہ بندی قدرت ہماری کیونکر رقص کر رہی ہے اور کس طرح سے گا رہی ہے دل ہمارا خوش کر رہی ہے وہ یہ کہتا تھا واقعی خوب گاتی ہے آپ بھی کچھ اسکو انعام دیجیے کیونکہ قہرمان شیر گردن اور صلصال انعام اِس کو دے چکے ہین آپ خداوند ہین آپ کو انعام سر بزم دینا ضرور ہے لاجورد شاہ آہستہ جواب دیتا تھا ہم اسکو قبل ہی انعام ایسا دے چکے ہین کہ کسی نے نہ دیا ہوگا وہ یہ ہے کہ ہمنے اسکی عمر دو سو برس کی دراز کر دی ہے جب وہ نازنین غزل مرقوم کو تمام کر چکی اور سواے غزل مندرجہ کے اور چند غزلیں گا چکی قہرمان شیر گردن نے زر کثیر اُسے دے کر رخصت کیا اور دوسری نازنین خوش گلو کو طلب کیا وہ روبرو حاضر ہوکے کھڑی ہوئی جب سازندے اُسکے اپنے سازونکو درست کر چکے وہ رشک زہرہ رقص کرنے لگی ارباب بزم رقص دیکھنے لگے تعریف اُس کے رقص کی کرنے لگے جس وقت خوب رقص کر چکی پھر کچھ سوچکر اُس نازنین مہ جبین نے یہ غزل اس طرح گانا شروع کی غزل

چھڑایا مجھسو نسے عالم امکان کے دم بھر مین
رقیب دیکھے نہ کیونکر یار کے در سے
جہان ہاے دردمندان مین ہم کہ شب فرقت
ملا کے تو کوئی سنفعد سینہ کو جگر سے

ملی یہ آبرو وصف دردمندان عمر سے
تمھاری تیغ کا احسان اُٹھ سکتا نہیں سر سے
ملایا ہر کسی کے حال نے بس خاک مین ہکو
ہوا ہر اشک کا جاری مقابل چشم تر سے
خدا کے فضل سے ہوگیا تا سنا کی محل تک

کہ ہر مصرع غزل کا ہر شتاب سلک گوہر سے
گراتی ہین ہزاروں بجلیان بجلی کی آہ مین
نجھو ہینگا غبار اپنا کبھی دامان محشر سے
اے شعلہ کہین بیساختہ اور اسکو خاکستر
رقیب روسیہ تنگ آگیا اپنے مقدر سے

قہرمان اور صلصال وغیرہ اشعار غزل سنتے گئے رقاصہ اور اشعار کی تعریف کرنے لگے نازنین کو زر و جواہر انعام مین دینے لگے قہرمان تو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا نازنینوں کا گانا سن رہا ہے صلصال و لاجورد شاہ وغیرہ بھی بیٹھے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے کہ ان سبھون کا احوال بمقام مناسب لکھا جائے گا

اور اب حال عیاران لشکر جانبین کا تحریر کیا جاتا ہی

کہ جب سے طبل جنگ و نقارۂ رزمی بجا تھا ہر ایک صفدر و دلاور اپنے اپنے آلات حرب وضرب کی درستی وصفائی مین سرگرم تھا اکثر نیا ور تلوارون کو صیقل کرتے جاتے ہین اور باہم کہتے جاتے ہین دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کیا خوب ہو کہ جنگ مغلوبہ ہو دو دریاے لشکر مل جائین تلوار خوب چلے ہم بھی اپنی دلاوری دکھائین بڑھ بڑھ کے تلوارین لگائین نعرے کر کر کے دشمنون کو قتل کرین اور جو لوگ سپاہ قہرمان اور صلصال و لاجورد شاہ مین نامرد و بزدل تھے وہ اپنے اپنے دل مین کہتے تھے خیر آج تو قہرمان شیرگردن نے خود مقابلہ کیا چند سرداران لشکر اسلام کو قتل کیا دیکھیے کل کیا ہوتا ہی عجب نہین کہ قہرمان کو کوئی بہادر لشکر اسلام سے نکل کے تہ تیغ کرے پھر بادشاہ لشکر اسلام مع اپنی تمام سپاہ کے ہم سب اپنے دشمنون پر حملہ ور ہون جنگ عظیم ہو میدان مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہو جائین اگر ہم قتل ہو جائین تو غضب ہو اول تو ہماری جان جائے دوسرے ہمارے اہل وعیال تباہ و برباد ہو جائین بادشاہان روے زمین باہم لڑتے ہین جائے خوف ہی کہ ہمین گیہون کے ساتھ ہم لیسے گھن بھی پس نہ جائین پس دیدہ و دانستہ ہم تو مقام خوف وخطرہ پر قدم بھی نہ رکھین گے جوانان لشکر کے ساتھ میدان کارزار مین ہرگز نہ جائین گے چار روپیہ کے واسطے اپنی جان نہ دین گے والدین نے ہم کو بڑی بڑی راحتین دی ہین عجب عجب ناز ہمارے اٹھائے ہین انواع واقسام کی نعمتین کھلا کر ہمین پرورش کیا ہی ہاے وہ الفت ومحبت پدر و مادر کی ہمین یاد آتی ہی کہ اگر ہم کہین دھوپ مین بیٹھنا چاہتے تھے یا وقت دوپہر کہین جانے کا ارادہ کرتے تھے تو منع کرتے تھے گھر سے نکلنے نہ پاتے تھے اور کہتے تھے اے فرزند دلبند اس حرارت آفتاب مین کہان جاؤگے چہرہ گلرنگ تمازت آفتاب عالمتاب سے متغیر اور سانولا ہو جائے گا لہذا والدین تو اس طرح پرورش کر کے رحلت کر جائین اور ہم گرمی جنگ مین قدم رکھین ارواح والدین کو صدمہ ہو جائین جیسے تو کبھی نہ ہوگا چاہے ہمین کوئی کچھ ہی کہے ہم سن لین گے مگر تلوارون کی چھاؤن مین نہ جائینگے تن نازک وناتوان پر زخمہاے تیر ونیزہ وشمشیر نہ کھائین گے بلا سے بزدل ونامرد کہلائین گے لشکر سے نکل جائینگے محنت مزدوری کر کے چار پیسے پیدا کر کے اپنے اہل وعیال مین زندگی اپنی بسر کرینگے یہ کہکر تاریکی شب مین لشکرون سے نکلکر اپنے گھرون کی طرف چلے گئے پیچھے مڑکر بھی کسی نے نہ دیکھا جب وہ زمانہ آیا کہ وہ شب بسر ہوئی اور بزم انجم خوف آمد شاہ خاور سے درہم وبرہم ہوئی تارے ہر طرف خوف نیر اعظم سے دریچۂ افلاک مین نہان ہونے لگے اور شاہ انجم کے چہرے پر اداسی ظاہر ہوئی تیغ نورانی سفید ہونے لگا سفیدۂ سحر دمبدم ضیا اپنی زیادہ دکھانے لگا نسیم سحر چلنے لگی مرغان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے نکل کر چہچہے کرنے لگے وقت عبادت الٰہی مشاہدہ کر کے اپنی زبانون مین حمد و ثناے خالق وحش وطیور وانسان جن وملک وحور کرنے لگے مساجد مین موذن اذان دینے لگے بے دین وبد آئین اپنے معبدون مین گھنٹ اور ناقوس بجانے لگے کوئی لات اور کوئی ہبل کی پرستش کرنے لگا عابد وزاہد ونماز گزار وقت عبادت الٰہی دیکھ کے اپنے

بستروں سے اٹھ کر وضو کر کے نماز سحر پڑھنے لگے خصوصاً لشکر اسلام میں جملہ مردمان لشکر اسلام
نے غسل و وضو کر کے بر جوع قلب نماز سحر پڑھی پھر سلاح جنگ اپنے اجسام پر آراستہ کر کے
مرکبوں پر سوار ہو کے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام جانب عرصۂ جنگ دعائیں پڑھتے ہوئے
خراماں خراماں روانہ ہوئے جب وہ سب دیندار و تور شعار میدان کارزار میں پہونچے حکم
بادشاہ سے ٹھہر گئے بادشاہ لشکر اسلام قہرمان شیر گردن کے آنے کا انتظار کرنے لگے ہنوز
تھوڑی ہی دیر انتظار کرتے میں ہوئی تھی کہ قہرمان بھی بزم عیش و طرب سے اٹھ کر سلاح جنگ
تن پر آراستہ کر کے کرگدن پر سوار ہو کے جملہ مردمان سپاہ کو ہمراہ لے کے میدان کارزار
میں بصد نخوت و غرور آیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ساتھ ساتھ اس کافر کے صلصال اور
لاجورد شاہ بھی مع اپنی اپنی سپاہ کے برائے دید جنگ آئے تینوں لشکر جدا جدا میدان کارزار
میں قیام پذیر ہوئے اس وقت لشکر قہرمان اور فوج اسلام سے حسب دستور بیلچہ بردار اور
بیلدار بیلچے اور پھاؤڑے کاندھوں پر رکھ کے نکلے انھوں نے موافق قاعدۂ میدان کارزار
کی درستی کی زمین پست و بلند کو ہموار کیا خس و خاک جھاڑی جھنڈی کو عرصۂ مصاف سے دور
کیا میدان نبرد کو مانند آئینۂ صاف کے صاف و پاک کر دیا جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کے
میدان جنگ سے ہٹ گئے دونوں لشکروں سے نکل کر سقوں نے پانی چھڑک کا گرد و غبار کو دور
کیا بعد اسکے ادھر اہل اسلام صف آرا ہوئے ادھر قہرمان اور صلصال اور لاجورد
شاہ صف آرا ہوئے اس وقت وہ میدان جنگ اور وہ کثرت سپاہ جانبین کی لائق دید تھی
یک نگاہ خبر تو ادھر مردمان سپاہ کا فران و مسلمانان کسی طرح لا نہ سکتا تھا جب ارادہ دریافت
کرنے کا کرتا تھا تھک کر اثنائے راہ میں رہجاتا تھا کیونکہ کوسوں تک فوج و سپاہ پھیلی ہوئی
تھی علمہائے ہر لشکر کھلے ہوئے تھے علمداران لشکر علمہائے رنگا رنگ لیے ہوئے تھے سواران
جنگجو کسی طرف صف بستہ تھے کسی جانب پیادوں کی قطار تھی اگر تمامی سوار مانند افواطم نکے تھے
تو پیادوں کی قطار مثل کثرت مور کے تھی میدان جنگ ہر چند نہایت ہی وسیع تھا لیکن فوجوں کی
کثرت سے بھرا ہوا تھا کبھی ایسی فوجیں کسی میدان میں کسی نے دیکھی نہ ہونگی گا ز مین کثرت سپاہ
جانبین سے دبی جاتی تھی بار بار تھراتی تھی پیر فلک جوانان سپاہ کو بنظر حیرت و حجاب دیکھتا تھا
الحاصل بعد صفوف آرائی لشکر ہائے جانبین سپاہ قہرمان سے کڑکیت اور لشکر اسلام سے نقباء
خوش آواز نکل کر درمیان میں لشکروں کے آنے لگے پہلے نقبائے خوش آواز جوانان لشکر اسلام
سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہنے لگے اے دلاوران ہمت وائے جوانان خوشخصال آگاہ ہو کہ بموجب خمسہ

سرائے دنیا ہے خوف کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہے مسافرانہ گھے ہو اٹھو مقام فردوس ہے ارم ہے	رہا سکندر رہا نہ دارا نہ ہے فریدون رہا نہ جم ہے سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے

نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کم میں جھگڑے ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے	غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس تک ہیں جھگڑے جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہیں جھگڑے

اجل ہوا استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہی

مثال بت سب کے سب ہیں چپ یہ دیکھو قہر خدا کی نیندیں — یہ جاگتے تھے ابتدا میں کہ سن جو سوئے ہیں انتہا کی نیندیں

پڑے ہیں کیسے یہ ہائے غافل جو سوتی ہیں کس کس بلا کی نیندیں — نسیم غفلت کی چل رہی ہی ہوا سنڈی ہیں قضا کی نیندیں

کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

واقعی بقول مصنف خمسہ ہذا کے حال خفتگان لحد پر نظر غور کرکے صدمۂ عظیم ہوتا ہی اور عبرت ہوتی ہی ہائے ساکنان کنج قبور کیسے خواب میں ہیں کہ بیدار ہی نہین ہوتے ہیں لاکھ انکی قبرون پر جاکے عزیز و احباب انکے انکو پکارتے ہیں وہ جواب ہی نہین دیتے ہیں کیسا اجل نے انکو خاموش کردیا ہی کہ کبھی کسی سے کچھ بات بھی کر نہین سکتے ہیں کیسے مجبور و لاچار دو دو ہزار کفنون سے لپٹے ہوئے پڑے ہیں کروٹ تک بھی بدل نہین سکتے ہیں جو کبھی کسی سے نہین دبے تھے وہ خاک سے دبے ہوئے پڑے ہیں کیڑے زمین کے اُن کے گوشت و پوست کو کھا رہے ہیں انکو اتنی بھی قدرت حاصل نہین ہی کہ انھین دفع کرسکین غربا و محتاج و پہلوانان زبردست صاحب تخت و تاج سب ایک ہی حال میں ہیں زندگی میں انمین فرق تھا بعد مرگ کچھ بھی فرق نہین رہا سب یکسان ہوگئے ہیں ایک ہی حال میں ہیں غریبون کا کیا ذکر ہی قبرین سلاطین جہان کی پائی نہین جاتی ہیں اگر کہین ہین بھی تو شکستہ ہیں گنبد انکے مزار کے بھی مانند دلہائے دردمندان کے شکستہ ہیں اور یہ حال ہی بقول شاعر شعر پردہ داری مے کند برقصر قیصر عنکبوت ٭ بوم نوبت مے زند بر گنبد افراسیاب ٭ کوئی ایسا نہین ہی کہ اُن کی قبرون کی مرمت کرے اور شمع کافوری روشن کرے چادر پھولون کی ان کے قبور پر چڑھائے اور سورۂ فاتحہ بالین تربت بیٹھکر آبدیدہ ہوکر پڑھے اور ثواب سورۂ مبارک موصوف انکی ارواح کو بخشے کیونکہ اب وہ محتاج ثواب سورۂ فاتحہ ہیں گو زندگی میں صاحب ملک و مال تھے مگر اب مانند غربا و مساکین کے نادار ہیں جو لوگ زندہ ہیں اُن سے اعمال خیر کے خواستگار ہیں اگر کوئی اُن کی ارواح کو ثواب سورۂ حمد یا اور کوئی عمل خیر کا ثواب ہدیہ کرتا ہی اور فرشتے حکم خدا سے اس ثواب کو انھین پہونچاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تحفہ ثواب سورۂ حمد فلان تمھارے دوست نے دنیا سے تم کو بھیجا ہی وہ اُسے پاکر بہت خوش ہوتے ہیں اور ایسا شادمان ہوتے ہین کہ زندگی میں ملک و خزانہ بھی پاکر اسقدر خوش نہ ہوے ہون گے افسوس صد افسوس سلاطین جہان کہ جو غربا کو ملک و مال دیدیتے تھے وہ اب محتاج ہیں طالب ثواب ہیں ایک دن ایسا آنے والا ہی کہ ہم اور تم سب بھی مانند انہین اموات کے دنیا سے سوے عدم جاینگے مثل انکے ہم اور تم بھی محتاج ثواب سورۂ حمد ہونگے نہین معلوم کوئی عزیز و دوست از راہ محبت و الفت ثواب سورہ حمد یا اور کوئی اعمال خیر سے عمل نیک کا ثواب ہمین اور تمھین دنیا سے بھیجے یا نہ بھیجے اور کوئی ہماری قبر پر اور تمھاری تربتون پر بعد مرگ شمع روشن کرے اور اگر سلگائے اور پھولون کی چادر چڑھائے یا نہ چڑھائے یا کوئی دو آنسو قبر پر آکے گرائے یا نہ گرائے بس ہی جو انسان عاقل ہو وہ نا کسی عزیز و دوست کا بھروسا نہ کرو خود ہی اپنی زندگی میں اعمال خیر کرلو جہانتک ممکن

ہو عبادت الٰہی کرو امور خلاف شرع سے باز رہو اپنے مالک و آقا سے وفا کرو حق نمک ادا کرو کیونکہ
منجملہ اعمال خیر کے ایک یہ بھی عمل خیر ہے یقین ہے کہ ان اعمال حسنہ سے بعد مرگ قبر جو سانپ اور
بچھوؤن کا گھر ہے اور مکان تیرہ و تاریک ہے وہ مبدل بباغ شاداب ہو جائے عوض تکلیفون
کے راحت و آرام روح کو ہر انواع و اقسام کی راحتین ہون کسی کے سورۂ حمد کے محتاج نہو
کوئی قبر پہ اگر شمع روشن نہ کرے تو نہ کرے قبرین تمھاری روشنی اعمال خیر سے پر نور رہیں کوئی اگر
چادر گل نہ چڑھائے تو کچھ پروا نہین تم باغ کی سیر کرو بوے گلہاے خوشبو سونگھو اے بہادرو
تم کو معلوم ہو کہ راحت بغیر تکلیف اٹھانے کے نہین ملتی ہے دیکھو جبتک غواص اپنی جان سے ہاتھ
اٹھاکے بحرین مین غوطہ نہین لگاتا ہے در آبدار اسکے ہاتھ نہین آتا ہے آج تم سب دریاے دخار لشکر
اعدا مین غواصی کرو دشمن کے لشکر پر گرو اعدا کو تہ تیغ کرو ثبات قدمی اختیار کرو بڑھ بڑھکر تلوارین
لگاؤ نعرے شیرانہ کرو صفین لشکر عدو کی درہم و برہم کرو جنگ مین حتی الامکان کد و کوشش کرو
اعدا کو میدان جنگ سے بھگا دو جو اعدا گھر جائین انھین تہ تیغ کرو کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار عرصۂ کارزار مین لگا دو اگر ایسی جنگ کر کے زندہ رہے تو بہادرون مین محسوب ہو گے
آبرو پاؤ گے اور اگر دست اعدا سے قتل ہوئے تو بھی دنیا سے سرخرو جانب عدم جاؤ گے
وہان جیسے کہ قبل اس کے راحتین قبور مین بیان کی ہین پاؤ گے دنیا مین بعد مرگ بھی زندہ رہو گے
کیونکہ اہل جہان تمھاری بہادری ہر ایک بزم مین بیان کرینگے نام تمھارے فرد بہادران عالم مین
لکھے جائینگے جس طرح رستم و اسفندیار وغیرہ بہادران نامی و نامور کی دلاوری بیان
کر کے ان کو یاد کرتے اُن کی تعریف کرتے ہین تمھین بھی انھین کی طرح یاد کرین گے اور تمھاری
بھی تعریف کرین گے اور اگر برعکس اس کے کرو گے یا میدان جنگ سے ہنگام جنگ بھاگو گے تو
کونین مین تمھارے حق مین برا ہو گا ہم نے تم کو آگاہ کر دیا ہے اب تم کو اختیار ہے خواہ عزت یا ذلت
جو چاہے گوارا کرو نقبا یہ تقریر کر کے خاموش ہوئے راوی ناقل ہے کہ اس وقت جملہ اہل اسلام
نے جو نقبا کی گفتگو بگوش ہوش سنی سب کے پیش نظر شکل اجل آگئی ہر شخص انجام پر اپنے نظر کر کے
اور تقریر عبرت آمیز سنکے آبدیدہ ہوا دل مین کہنے لگا جو کچھ نقبا نے کہا ہے سچ ہے دنیا مین ضرور
اعمال خیر کرنا چاہیے اور اسوقت یہ عمل خیر کرنا واجب و لازم ہے کہ اپنے اعدا سے دلیرانہ لڑین کچھ
خوف و خطر نہ کرین زندگی سے مرجانا اچھا ہے یہان کوئی حور خواب مین بھی نظر نہین آتی وہان
خوش اعمالون کو حورین ملین گی بلکہ بھی دو چار ضرور یہی حوران جنا ملین گی انکے ساتھ کس عیش و
عشرت سے بسر کرین گے کہ اہل جنت کو رشک ہو گا یہ دل مین کہے ہزارون بہادرون نے تلوارین
علم کر کے نیامون کو توڑ ڈالا خود و مغفر اور زرہ اور چار آئینہ اپنے تنون سے دور کر کے کہا ہم
جامہ تن زیب و شربتی پہ تلوارین کھائین گے بجاے سپر تلوار کو سینہ پر روکین گے بہادری و
دلاوری اپنی جملہ بہادران میدان مصاف کو اس طرح دکھائین گے دعا خداوند عالم سے یہ ہے
کہ آج جنگ مغلوبہ بھی ہو تو کیا خوب ہو حوصلہ دل کا نکل جائے ابھی بہادران لشکر اسلام کا یہ حال تھا
کہ ناگاہ حرکت اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کے پکارے کہ اے بہادران کیا سے رہے ہو

اور ای جوانان نامی و نامدار تمکو کسی شاعر نے یہ شعر خوب کہا ہے میں تو بہت پسند ہے شعر رستم رہا زمین
پہ نہ بہرام رہ گیا ۔ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ۔ واقعی ایسا ہی ہوا دیکھو رستم اب نہیں ہے
مگر اُسکی بہادری سے نام اسکا زبان زد خلق ہے اور بہرام بھی اگرچہ گور میں گیا لیکن بوجہ نیکی و خوبی
کے اُسکو سب یاد کرتے ہیں آج تمکو بھی لازم ہے کہ سر میدان جنگ نام پیدا کرو سامنے تمہارے
مردان لشکر اسلام صف آرا ہیں یہ تمہاری جان کے دشمن ہیں ان کے دلیرون میں سے کسی کو جنگاہ سے
زندہ کہیں نہ جانے دو بے پرواہ سب کو قتل کرو جب کہہ چکا اور نقیبان سپاہ جانبین کو بخوبی تمام
آمادۂ جنگ و جدال کر چکے میدان جنگ سے ہٹ گئے اُس وقت کفار و اہل اسلام کا شوق
جنگ سے عجب حال تھا ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے ہمیں صف لشکر سے نکل کر اپنے حریفوں سے لڑیں
ہنوز سب ارادہ ہی کر رہے تھے کوئی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ یکایک قہرمان شیر گردن
نے اپنے کرگدن کو صفوف لشکر سے نکالا کسی اپنے سردار لشکر کو باوجود طلب اذن جنگ کے اجازت
میدان جنگ نہ دے کر خود ہی مقابلہ کرنا فال نیک جان کر درمیان میدان جنگ کے آکے
کرگدن کو روک کے بعد اظہار فن سپہ گری بادشاہ لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے کہنے لگا
ای بادشاہ لشکر اسلام جلد کسی بہادر کو واسطے میرے مقابلے کے بھیج کل تو میری قوت بازو اور
کاٹ میں تیغ تیز کا دیکھ چکے آج بھی جوہر تیغ آبدار اور شجاعت مجھ شجاع یکتائے روزگار کی دیکھو
بادشاہ لشکر اسلام نے اُسکی تقریر سنکے اپنے دست راست کی طرف نظر کی فی الفور فضل بن آشوب
کہ رفیقان و ہواخواہ شاہزادہ بدیع الزمان سے تھا مرکب صف لشکر سے نکال کر ادب سے مرکب
سے اُتر کر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور طالب اجازت جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے
بنظر عنایت اُسے دیکھ کر فرمایا ای فضل بن آشوب تمہارا جانا اچھا نہیں ہے حریف زبردست ہے کوئی
اور بہادر قہرمان سے جا کر لڑیگا تم صف لشکر میں جاؤ اُسنے دست بستہ عرض کیا اب تو یہ خاکسار
صف لشکر سے نکل چکا ہے سب خورد و کلان دیکھ چکے ہیں سوا اسکے میرے دل میں تمنا ہے کہ قہرمان
سے لڑون حضور اذن جنگ دیں کچھ تردد نہ کریں بفضل خدا اور حضور کے اقبال سے اس کافر
کو قتل کرونگا بادشاہ نے اُسکے اصرار سے اُسے اذن جنگ دیا وہ تسلیم کر کے مسکراتا ہوا اپنے مرکب
پر سوار ہو کے دلیرانہ سامنے قہرمان کے گیا قہرمان نے بعد ختم رجز فضل بن آشوب سے
پوچھا ای جوان طالب قضا تیرا کیا نام ہے کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے کو آیا ہے فضل نے اپنا نام بتا کے
کہا میں وہ دلاور ہوں کہ ہنگام جنگ شیر صحرائی کو ایک روباہ جانتا ہوں اور فیل مست کو ایک پشہ
خیال کرتا ہوں تو میری نظر میں کچھ بھی نہیں سماتا ہے دیکھنا وقت شمشیر زنی کیونکر تجھکو قتل کرتا ہوں یہ سنکر
قہرمان نے غضبناک ہو کے قبضۂ تیغۂ تیز پر ہاتھ ڈال کے نیام سے تیغہ کھینچا وہ تیغۂ آبدار گویا بجلی
نیام سے کیا نکلا گویا ایک اژدر دمان شعلہ فشان غار سے نکلا دیکھنے والے کہنے لگے یہ وہی تیغہ ہے جسنے
چار بہادران لشکر اسلام کا کل خون بہایا تھا آج پھر نیام سے نکالا گیا ہے دیکھیے آج کس کس کے سر کو
تن میں جدائی کرتا ہے ابھی دیکھنے والے یہ کہہ رہے تھے کہ قہرمان نے کہا ای فضل ہوشیار ہو جا
کیونکہ موت تیری قریب تیرے آگئی ہے یہ کہکے جلدی دوڑ کے اُسکے سر پر تیغہ لگایا اُسنے چالاکی سے وار

خالی دیا قہرمان سمجھا کہ فضل بھی فنون جنگ مین ہوشیار ہے میری ضرب تیغ سے بچ گیا ابھی قہرمان
اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ فضل نے خبردار خبردار کہہ کے اُسکی کمر پر تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی
اپنی دکھانے کو ضرب شمشیر کو سپر روکا وار خالی دیا بعد اسکے پھر تیغ کمر فضل پر لگایا اُسنے اس طور سے
سپر پر روکا کہ تیغ اُسکا پٹ پڑا ایسے وقت مین فضل نے چاہا تھا کہ اُسکے بند دست پر ہاتھ اپنا ڈالکر
کلائی اُسکی مروڑ کے تیغ اُسکے دست تحسین سے چھین لے اور اُس کی کمر زنجیر آہنی مین ہاتھ ڈال کر
پشت کرگدن سے اُسے اٹھا کے بالاے خاک پٹکے کہ قہرمان اس کے ارادے سے آگاہ ہوکر کہنے
لگا او فضل کیا تو نے مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ناتجربہ کار و فن جنگ سے بیخبر تصور کیا ہے مین جنگ
آزمودہ و فنون جنگ مین کامل ہون حریف کی نظر سے حال دل حریف جان جاتا ہون تو نے
ارادہ کیا تھا کہ میرے ہاتھ سے تیغ چھین لے اور میری کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زور کرکے
مجھے پشت کرگدن سے جدا کرے مین ہوشیار ہو گیا حوصلہ تیرے دل کا دل مین ہی رہا یہ کہکے تیغ
اُٹھا کے بھلا و دے کے اس طرح سر فضل پہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر خود و سر و گردن و سینہ و تن
کمر سے گذر گیا بہادر موصوف پشت فرس سے دو ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا کفار خوش ہو کے
باواز بلند تعریف قہرمان کی کرنے لگے اہل اسلام کو اسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا خصوصاً دلاوران
دست راستی کو رنج بہت ہوا قہرمان شیر گردن نے فضل کو قتل کرکے کرگدن کو چند قدم آگے
بڑھا کے پکار کر کہا اے فرقہ اہل اسلام اب تم مین کس کو اپنی زندگی دشوار ہے جسے دنیا سے جانا ہو
وہ آکے مجھ سے مقابلہ کرے ہنوز قہرمان یہ کہہ رہا تھا کہ بادشاہ نے پھر اپنے دست راست کی
طرف دیکھا اس مرتبہ قارن بلند کمان کمان کیانی دوش پر رکھے ہوے ترکش پشت پر
ڈالے ہوے شمشیر آبدار زیب کمر کیے ہوے گھوڑے کو صف لشکر سے نکال کر اور بہ طریق مذکور
سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر اجازت لیکر مرکب پر سوار ہوکر سامنے قہرمان شیر گردن
کے گیا اور بعد گفتگوے بسیار و حرب و ضرب بسیار قہرمان کے ہاتھ سے مارا گیا بعد قتل ہونے
قارن بلند کمان کے ورقاے زفیر خوار بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ
لے کر روبروے قہرمان گیا یہ بہادر بھی بعد جنگ بسیار دست قہرمان نابکار سے قتل ہوا اسکے
بعد قارن کرگدن سوار اجازت جنگ بادشاہ لشکر اسلام سے لیکر قہرمان کے مقابلے کو
گیا قہرمان نے دیکھا کہ یہ بہادر کرگدن پر سوار ہوکے آیا ہے اس سے زور آزمائی کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے بعد دریافت کرنے نام و نشان کے قہرمان نے اپنے کرگدن کو براے زور آزمائی
اس طرف سے بڑھایا اُدھر سے قارن کرگدن سوار نے اپنا کرگدن بڑھایا باہم ہاتھ
سے حکم سپر لی جب دونون سپرین باہم لڑین زور آزمائی ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ چار
قدم کرگدن قہرمان کا پسپا ہوا اور دو قدم کرگدن قارن کا پیچھے ہٹا قہرمان نے خجل ہوکے
کرگدن کو بازون مین دبا کے آگے بڑھایا اور غضبناک ہوکر تیغ آبدار خبردار خبردار کہکر سر پر لگایا
اس بہادر نے سپر اٹھائی تیغ سپر کو کاٹ کر خود پر آیا اُس کو بھی کاٹ کر کاسۂ سر و گردن سے گذر کر
صندوق سینہ و شکم سے ہوکر کمر کو کاٹ کر پشت کرگدن پر پہونچا وہان ذرا دم لے کے آنت بھی دونیم

کیا قارن مذکور مع اپنے کرگدن کے چار ٹکڑے ہوکر بالاے خاک گرا صلصال وخلخال
وغیرہ کفار نے یہ ضرب دیکھ کر قارن کو قتل ہوتے دیکھ کر قہرمان کی بہت تعریف کی اہل اسلام کو
صدمہ ہوا جب چار بہادران لشکر اسلام کہ دست راستی تھے قہرمان کے ہاتھ سے قتل ہوے اور
قہرمان نے خوش ہوکر بہ نخوت وغرور پکار کر کہا ای بادشاہ لشکر اسلام یہ جوان لشکر تو قتل ہوے
اب اور کسی ایسے دلیر کو میرے مقابلے کے واسطے روانہ کیجے کہ کچھ اُس سے لطف جنگ حاصل ہو
اور ان چاروں جوانوں کی لاشوں کو یہاں سے اٹھوا کر انکو دیکھیے اچھی طرح اِنکے الم مین فریاد و
بکا کیجیے میدان صاف ہوجائے تو خوب ہی بادشاہ و لشکر اسلام کو اُسکی تقریر سے غصہ آیا ادھر جانب
دست راست پھر دیکھا ایک مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن صف لشکر سے نکلے اور
بادشاہ و لشکر اسلام سے طالب اجازت جنگ ہوے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ دل نہین چاہتا ہی
کہ مین تم کو اجازت جنگ کی دون یہ دشمن آج ہی چار بہادروں کو قتل کرچکا ہی مبادا تمکو
بھی اس کے ہاتھ سے کچھ صدمہ ہو سکے بس تم لشکر مین رہو اور کوئی دلاور اس کے مقابلہ
کو جائے گا شاہزادہ بدیع الزمان نامدار نے عرض کیا چاہتا ہون کہ مجھی کو اجازت جنگ
دیجیے کچھ تردد نہ فرمایئے اللہ حافظ و نگہبان ہی اگر میری زندگی ہی تو یہ نابکار ہرگز مجھے
قتل نہ کرسکے گا اور اگر پیمانۂ حیات لبریز ہوچکا ہی تو کیا چارہ ہی بادشاہ موصوف نے
یہ سن کے بصد مجبوری اجازت دی شاہزادہ بدیع الزمان رکب کو بھیر کر کے سامنے
قہرمان شیرگردن کے گئے اُس نے بعد دریافت کرنے نام کے اپنے دل مین خیال کیا کہ جتنے
سرداران لشکر اسلام کو مین نے قتل کیا ہی تیغ آبدار ہی سے قتل کیا ہی کسی کو گرز و نیزے سے
ہلاک نہین کیا ہی بس اس جوان کو نیزے سے ہلاک کرون فن نیزہ بازی بھی سب کو دکھاؤں یہ
خیال کرکے تیغ کو نیام مین رکھ کر نیزہ لیکر گردن کو کاوے پر ڈال کر نیزہ گردش دے کر خبردار
خبردار کہکر سینۂ بے کینہ شاہزادۂ بدیع الزمان پر لگایا اور یہ شیر بیشۂ شجاعت بھی ہوشیار تھا
اسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنان فولادی جو باہم رگڑین رگڑ سے آگ کی
چنگاریان پیدا ہوئین شاہزادۂ بدیع الزمان نے اسکے نیزے کو روک کے خود بھی اس کے
سینے پر نیزے کا وار کیا اُسنے بھی بعد و کمد روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار بدیع الزمان
نے ایک سبند نادر باندھکر پھر خبردار خبردار کہکر سنان نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالدی سیف نے لکھا ہی سنان
نیزہ قہرمان مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف
کی کفار کو حیرت ہوئی قہرمان کو سنان نیزے کے نکل جانے کا صدمہ ہوا اور خجل بھی ہوا تھوڑی
دیر تک سر جھکائے رہا عرق انفعال مین تر ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر تیغ آبدار نیام
سے بصد قہر و غضب کھینچکر شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہنے لگا ای جوان آگاہ ہو کہ میری قوت و
فن نیزہ بازی مین کسی کو کچھ کلام نہین ہی جب نیزہ شاید بوسیدہ ہوگئی تھی اس وجہ سے سنان نکل گئی
اسمین میری کیا خطا ہی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ہوشیار ہو جا کہ یہ تیغ وہی ہی جسنے کل اور آج آٹھ
سرداران لشکر اسلام کا خون بہایا ہی ان کی طرح تجھے بھی دو نیم کردیگا یہ کہکر تیغ سر پر لگایا شاہزادہ

بدیع الزمان نے تیغہ حریف کو سپر پر روکا پھر خود اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی سپر پر روکی اسیطرح کئی
ساعت لڑائی ہوئی جملہ اہل اسلام اور کفار بنظر غور دیکھا کیے آخرکار قہرمان شیر گردن نے
برہم ہوکے کہا اے جوان ایکی مرتبہ ایسا وار کرونگا کہ جس سے تیرے ہوش میں جدائی ہو جائیگی ذرا ہشیار
رہنا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا شہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا اے قہرمان میں خبردار ہون تم وار کرو
انشاء اللہ ہمارا تمہاری ضرب تیغ سے ہمیں بچائیگا کیونکہ حافظ جان وہی ہے اُسنے نام خدا کہکے بدرجہ
کمال برہم ہوکے بقوت تمام تیغہ سر پر لگایا ادھر بدیع الزمان نے سپر اٹھائی تھی چونکہ ستارۂ بخت
اہل اسلام بدی پر تھا کہ بیک مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ شہزادہ بدیع الزمان کا سیدھا نہ رہا
کج ہو گیا جبتک مرکب کو سنبھالیں ہاتھ کو سیدھا کریں تیغہ سر پر آکر پڑا خود کو کاٹکر تا دو ابرو تیغہ آیا تھا
آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے سبھلکر دلیرانہ دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر
چادر خون کی ایسی سر سے پیدا ہوئی کہ بدیع الزمان سراپا خون میں تر ہو گئے اسقدر خون جو نکلا تو ضعف
سے سر نگاشتہ ہو کے پر رکھدیا قہرمان نے چاہا کہ جھککر سر جدا کر لیجیے ادھر بادشاہ نے بیتاب ہو کے فرمایا
ہے کوئی ایسا بہادر کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو شر قہرمان سے بچائے اور خود اُس سے مقابلہ کرے
چونکہ اُسوقت بادشاہ نے اپنے دست چپ مڑکر یہ ارشاد کیا تھا اسوجہ سے ایرج نوجوان نے جلد
تر صف لشکر سے نکل کر بصد عجلت اجازت لے کر مرکب کو جلد تیز کرکے نعرہ کیا او قہرمان کیا کرتا ہے میرے
سامنے سر بدیع الزمان کا تیغ سے کاٹنا چاہتا ہے یہ نہیں جانتا کہ میں آپہنچا بس خیریت اسمین ہے کہ ہاتھ
کو اپنے روک لے ورنہ آفت بپا کرونگا قہرمان اس شیر بیشۂ شجاعت و بہادری کے نعرہ کو شگاف
سے گوش سن کر ٹھہر گیا ہاتھ کو روکا ایرج نامدار نے قریب تر پہونچ کر عیار بدیع الزمان سے کہا تو ان کو
لشکر میں لیجا وہ باگ مرکب کی پکڑکر بدیع الزمان کو لشکر میں لے آیا حکم بادشاہ سے جراح زخم
سر کا علاج کرنے لگے ادھر تو خیمۂ بدیع الزمان میں جراح زخم سر بدیع الزمان کا علاج کرتے
ہیں بدیع الزمان فرش نرم پر بیہوش پڑے ہیں لیکن ادھر میدان جنگ میں جب ایرج نوجوان نے
شاہزادہ بدیع الزمان کو قہرمان کے ہاتھ سے بچا کر لشکر میں بھیجدیا اور قتل ہونے نہ دیا اب
قہرمان نے بصد قہر و غضب کہا او جوان تند خو تیرا کیا نام ہے غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے شیر غضبناک
کے شکار کو سامنے سے ہٹا دیا شاہزادہ ایرج نوجوان نے جواب دیا او کافر تو نے سنا ہوگا نام
میرے پدر عالیجاہ کا کہ مشہور جہان ہے اگر نہیں سنا ہے تو اب سن کہ اسم گرامی اُنکا شاہزادہ قاسم ہے
میں اُنکا فرزند ہوں نام میرا ایرج نوجوان ہے فضل خدا سے ایسا شجاع و بہادر ہوں کہ مشہور جہان
ہوں ابھی تیرے شر سے میں نے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو کہ وہ میرے بزرگ ہیں بچایا ہے تجھ کو
صدمہ ہوا ہے ابھی تو اپنی فکر کر قبل قتل ہونے کے اپنے قتل ہو جانے کا صدمہ و غم کر کیونکہ میرے
ہاتھ سے بچنا تیرا محال ہے انشاء اللہ میں بغیر قتل کیے جگاہ نہ جاؤنگا سر تیرا تیغ سے کاٹ کر لیجاؤنگا
تو نے چند بہادروں کو قتل کیا ہے اُن سب کے خون کا عوض تجھ سے لونگا دیکھ اس گرز سے
سر کو تیرے پاش پاش کرونگا اور اس نیزے سے دل و جگر تیرا افگار کرونگا اور اس شمشیر سے سر
تیرا جدا کرونگا میں مانند اور سرداروں کے نہیں ہوں کہ جنکو تو نے قتل کیا ہے او نابکار اگر تجھ سے

مردمی وبہادری رکھتا ہی تو نیزہ اُٹھا کر مجھ سے مقابلہ کر بعد ازان گرز و شمشیر سے لڑنا اُسنے تو پیر
ایرج نوجوان کی سُنکے بدرجۂ کمال برہم ہو کے خادم سے نیزہ خطی لیکر کرگدن کو کاوے پر لگاکر
فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینۂ ایرج نوجوان پر نیزہ لگایا
ادھر اس شاہزادے نے اُس کی سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دو سنانین جو لڑین
چنگاریان پیدا ہوئین جوانان لشکر کفار یہ جنگ دیکھکر بجائے خود کہنے لگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
گو قہرمان بہادر و قوی ہی مگر یہ جوان بھی ہمکو بہت قوی وبہادر معلوم ہوتا ہی ابکی مرتبہ بھی حریف
سخت سے سامنا ہوا ہی خداوند خیر کرین ابھی کفار اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے کہ شاہزادہ
ایرج نوجوان نے اپنے نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر نیزۂ سرتیز اُسکے سینۂ پر کینہ
پر لگایا اُسنے بھی بہزار دشواری سنان نیزہ شاہزادہ معصوف کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا
اسی طرح جتنی دیر شاہزادۂ بدیع الزمان سے نیزے سے لڑائی ہوئی تھی اُتنی ہی دیر باہم جنگ
نیزے سے ہوئی آخر کار ایرج نے ایک بند نادر صاحبقرانی کا باندھ کر قہرمان سے کہا او سرکش
ہوشیار ہو جا کہ اب سنان نیزے کی تیرے ہاتھ سے نکالے دیتا ہون قہرمان نے جواب دیا قبل
اسکے جو سنان نیزے سے نکل گئی تھی اُسکی وجہ یہ ہی کہ چوب نیزہ پوسیدہ ہو گئی تھی اور یہ نیزہ
خطی ہی بھلا اس نیزے سے سنان تم کیا نکالدوگے مین ہوشیار ہون تم قصور وکوتاہی نہ کرنا
ایرج نوجوان نے تمام اُسکی گفتگو سُنکے اپنے نیزے کو مرکب بڑھا کر ایسی تکان دی کہ سنان اُس کے
نیزے سے نکل کر اُسی طرح چلتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام خصوصاً سرداران دست چپ بہت
خوش ہوئے شاہزادۂ ایرج کی تعریف کرنے لگے کفار کو صدمہ ہوا بجنگان لاجورد شاہ سے
کہنے لگا ای خداوند دیکھیے ایرج نے بھی قہرمان کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی بظاہر
معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادہ ایرج قہرمان کو قتل کریگا مین اسکی شجاعت اور قہر و غضب سے خوب
آگاہ ہون آپ بھی جانتے ہین کہ یہ شاہزادہ کیسا بہادر ہی اب یہ فرمائیے کہ اس لڑائی کا انجام
کیا ہوگا آپ نے کیا تقدیر کی ہی اُسنے جواب دیا ابھی تو کچھ تقدیر اچھی بُری نہین کی ہی اب سوچ
سمجھ کے کہا جائیگی اُدھر تو لاجورد شاہ بجنگان سے ہم سخن تھا ادھر قہرمان کو سنان نیزے کے
نکل جانے سے دوبارہ رنج و ملال ہوا اور نہایت شرمندہ ہو کے سر جھکا لیا خجالت سے پسینہ آگیا
گویا ایک نیزہ عرق ندامت مین غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک تو سر جھکائے رہا لیکن پھر برہم
ہو کے سر اُٹھا کے ڈانڈ سنان کی اپنے ہاتھ مین محکم پکڑ کر کرگدن کو آگے بڑھا کر خبردار خبردار کہکر
بقصد غضب سر ایرج پر لگائی اس طرف اس بہادر نے اُسکی ضرب کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر
اس طور سے روکا کہ ڈانڈ اُسکی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اُسنے جھلا کر شکستہ ڈانڈ کو زمین پر ڈال کر گرز
گران سر اُٹھا کر کہا ای جوان اگر حسب اتفاق نیزے سے سنان تونے نکالدی تو خوش نہو کہ اب
اِس گرز گران سے تجھکو پیوند خاک کرتا ہون یہ کہکے کرگدن کو آگے بڑھا کے رکابون مین قدم استوار
رکھ کے پشت کرگدن سے بلند ہو کے گرز کو دونون ہاتھون سے محکم پکڑ کے اور گردش دے
کے خبردار خبردار کہہ کے سر پر ایرج نوجوان کے مارا ادھر ایرج نے ضرب اُس کے گرز

کی اپنے گرز پر روکنا ضروری نہ جان کر شمشیر آبدار علم کی جب گرز قہرمان کا قریب سر کے آیا
ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ درمیان سے گرز مانند خیار کے کٹ گیا کلہ گرز کا مانند ایک پہاڑ
کے ٹکڑے کے بالائے خاک گرا زمین دہل کر دھنس گئی غبار بلند ہوا اور دوسرا ٹکڑا اُسکے ہاتھ میں
رہگیا ایکی بار بھی اہل اسلام خوش تھے خصوصاً سرداران دست چپ شادمان ہو کے باواز بلند
کہنے لگے ضرب شمشیر کیا عمود پر لگائی ہے کہ تعریف اسکی ہو نہیں سکتی ہے کفار گرز کے کٹنے سے متحیر ہو کے
خیال کرنے لگے کہ آثار بد نظر آتے ہیں یہ جوان مسلمان نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے دیکھیے جان
قہرمان کی اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتی ہے اسی طرح صلصال کو بھی تردد ہوا انجگان بھی کہنے لگا اے
خداوند ارباب بیان سے اور کسی طرف نجاگنے کا ارادہ کیجیے سامان برے ہیں مجھے امید نہیں کہ قہرمان
ایرج نوجوان کے ہاتھ سے جانبر ہو ہنوز لاجورد شاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ قہرمان
نے گرز کے کٹنے سے برہم ہو کے غصہ سے ہونٹھ دانتوں سے چباتے وہ ٹکڑا اسفل گرز کا جو ہاتھ
میں تھا سر ایرج پر مارا اس بہادر نے اُسے خالی دیا وہ ٹکڑا مانند پہاڑ کے ٹکڑے کے زمین پر
گرا زمین اُس کے بھی لنگر سے دہل کر دھنس گئی غبار بلند ہوا اس وار کے بھی خالی جانے سے قہرمان
کو نہایت ندامت حاصل ہوئی بعد ایک لحظہ کے غضبناک ہو کے قبضۂ تیغ آبدار پر ہاتھ ڈال
کے تیغہ علم کر کے قہرمان نے کہا اے جوان آگاہ ہو کہ تلوار کی لڑائی سے بہتر کوئی حربہ
میرے نزدیک نہیں ہے تلوار ایک دم میں برسوں کا جھگڑا فیصلہ کر دیتی ہے خصوصاً میرا تیغہ تیز و
خونریز ہے کہ مدام میں نے اسی سے اکثر دلاوروں کو تہ تیغ کیا ہے اب تجھ کو بھی اسی تیغ سے قتل
کرونگا ہوشیار ہو جا ایرج نے ہنسکر جواب دیا او کافر خیرہ و گرز سے جب تو مجھے ہلاک نہ کر سکا
اور متواتر دعوی تیرا باطل ہوا تو اب تیغ سے تو مجھے کیا قتل کریگا یہ دعوی بھی تیرا باطل ہو جائیگا
خداوند عالم میری جان کی حفاظت کرے گا تو حوصلا اپنے دل کا نکال لے تیغہ کا وار کر اُسنے غضبناک
ہو کے گردن کو شاہزادہ کے دست چپ کی طرف لیجا کے پہلو پر تیغہ لگایا شاہزادہ موصوف نے بعنوان
شائستہ اُس کے تیغہ کو سپر پہ روکا پھر خود اُس کی کمر پر شمشیر آبدار لگائی اُس نے بھی ضرب تلوار
سپر پر روکی اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو سپاہ غور سے لڑائی دیکھنے میں مصروف ہوئے
جب قہرمان وار کرتا تھا اہل اسلام کو تردد ہوتا تھا اور جب ایرج نعرہ کر کے تلوار لگاتا تھا کفار کو
قہرمان کے قتل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا تھا گردن اور مرکب کے گشت سے غبار بلند تھا دونوں دلاور
چالاکی و ہوشیاری سے لڑ رہے تھے لاجورد شاہ اور صلصال و نحال وغیرہ بھی لڑائی
دیکھ رہے تھے دلوں میں کہتے تھے یہ لڑائی سخت ہے بڑی دیر سے ہو رہی ہے ابھی تک تو کوئی زک
نہیں ہوا ہے دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہے انجگان باواز بلند کہتا تھا میں تو سمجھ چکا ہوں کہ
قہرمان اب کوئی دم کے دنیا میں مہمان ہیں آپ زندہ پلٹ کے آتے معلوم نہیں ہوتے ہیں لاجورد
شاہ اور صلصال اُس سے کہتے تھے چپ رہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکال ایسا نہو کہ مردمان
سپاہ قہرمان سُن لیں تو باعث فساد کا ہو وہ کہتا تھا اگر کوئی سن لیگا تو کیا ہوگا میں جو کہتا ہوں وہ
سچ کہتا ہوں ظاہر پر میرا عمل ہے باطن کے حال سے آگاہ نہیں ذرا آپ ہی انصاف کیجیے اور دیکھیے

اسوقت ان دونون مین کون شخص کسیر غالب ہی اور کون مغلوب نظر آتا ہی میرے نزدیک تو ایرج نوجوان
غالب اور قہرمان مغلوب پائے جاتے ہین کیونکہ ایرج نوجوان قہرمان کے نیزے سے سنان
نکال چکا ہی گرز کو کاٹ چکا ہی اب باہم تلوار چل رہی ہی ہنوز بجنگان یہ کہ رہا تھا کہ قہرمان نے علاوہ
دے کے تیغہ آبدار سر شاہزادہ ایرج نامدار پر لگایا شاہزادہ نے چالاکی سے سپر اٹھائی ناگاہ
تقدیر بد سے پاؤن مرکب کا ایک گڑھے مین کہ شاید وہ خانہ موش تھا جا تا رہا گھوڑا جانب پستی
مائل ہوا ہاتھ شاہزادہ کا اسی حالت مین کج ہوا جب تک کہ ایرج گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ
اپنا سیدھا کرے سپر کو چہرہ و سر کی پناہ کرے تیغہ گوشہ سپر کو کاٹ کر خود پر آیا اُس کو بھی کاٹکر
کاسہ سر سے گذر کرتا دو ابرو آیا تھا کہ شاہزادے نے جی توڑ کر ایسی حالت مین دلیرانہ دستانہ
مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر خون زخم سے بکثرت بہنے لگا اُسوقت شاہزادے نے زخم سر کو باندھکر
اُسی حالت مین ارادہ لڑنے کا کیا تھا کہ قہرمان نے بوجہ شام ہو جانے کے اور نہایت خستہ ہونے
کے سبب سے لڑنا مناسب نہ جان کر طبل بازگشت بجوا دیا اُسوقت ایک سمت قہرمان اور صلصال
اور لاجورد شاہ ہمراہ اپنی اپنی سپاہ کو لیکر جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوے اور بادشاہ اہل
اسلام ایرج نوجوان اور جملہ سرداران سپاہ کے ساتھ مع تمامی مردمان سپاہ کے سمت قیامگاہ
لشکر چلے اُس طرف قہرمان وغیرہ فرودگاہ سپاہ پر پہونچے مردمان سپاہ نے سلاح جنگ تن
سے دور کیے قہرمان اور لاجورد شاہ اور صلصال اور قلعقال اور بجنگان بوجہ الفت واتحاد
ہونے کے ایک ہی بارگاہ مین داخل ہوے پھر باہم بیٹھکر بعد میکشی نازنینان خوبرو کو طلب
کرکے رقص اُنکا دیکھنے لگے اور گانا اُنکا سننے لگے اِدھر بادشاہ لشکر اسلام جاے قیام پر پہونچکر مع جملہ
سردارون کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اور جملہ لشکری سوار و پیادے سلاح جنگ تن سے
دور کرکے اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوے بادشاہ نے تخت پر بیٹھکر قتل ابن آشوب
اور قارن کمر گدن سوار اور ورقاے زنجیر خاردار اور قارن بلند کمان کے قتل ہونے
کا ذکر کرکے افسوس کیا بعدہ ملازمون کو حکم دیا کہ ان بہادران نامدار کو جنگگاہ سے اٹھا کر غسل و
کفن دیکر دفن کرو ملازم حسب الحکم اسی وقت گئے اور کاربند ہوے بعدازان بادشاہ نے حال زخم
سر ایرج نوجوان اور زخم سر بدیع الزمان کو دریافت کیا ملازمون نے عرض کیا ای ظل اللہ
ابھی تو جراحون نے زخمون کو دھوکر ٹانکے لگائے ہین پٹیان مرہم کی چڑھائی ہین دونون بہادرون
کو غش آگیا ہی انشاءاللہ بعد چند روز کے پھر کچھ زخم سر بعد اصلاح ہونگے بادشاہ موصوف یہ سن کے
خاموش رہے اُدھر قہرمان نے بعد میکشی اور بعد رقص و کنیز نازنینان کے دیکھنے اور سننے لطف اٹھا کر
اُنکو رخصت کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ آج پھر بجلایا جاے ہم متواتر
اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے ایک دن کی بھی انکو مہلت نہ دینگے خدام نے موافق حکم اُسیوقت طبل جنگ
بجایا جو ہرکارے لشکر اسلام کے واسطے خبر رسانی کے معین تھے اُنھون نے صداے طبل جنگ
لشکر کفار سے بلند پاکر احوال دریافت کرکے توقف ذرا بھی نہ کیا فوراً وہ ہرکارے بارگاہ سلیمانی
مین آئے اور مجراگاہ سے بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام کو مجرا کرکے بعد بجالانے ثنا و دعاے بادشاہ

کے دست بستہ اس طرح عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت پھر قہرمان بدایمان نے اپنے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اس بداندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین جمعیت سپاہ کثیر
آکے لشکرخواران حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے سوائے اس خبر شر و فساد کے اور سب طرح خیریت
ہے بادشاہ لشکر اسلام نے عرض ہرکارون کی استماع کرکے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی عنایت
الٰہی سے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جائے یہ حکم دے کر پھر دربار برخاست کیا بادشاہ اپنی بارگاہ
مین تشریف لیگئے ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمے و بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوا ہرکارے
موافق حکم بادشاہ اسی وقت بارگاہ سلیمانی سے باہر آکے نقارہ نوازون کے پاس گئے انکو حکم
بادشاہ سے آگاہ کیا انھون نے فی الفور چوب اٹھاکر بسم اللہ تمام و کمال ورد زبان کرکے نقارہ
جنگی پر چوب لگائی صدائے مہیب نقارے سے بلند ہوکر تا گنبد افلاک پہونچی زمین کانپی پر فلک
تھرایا دلاوران ہر دو لشکر نے بلکہ سپاہ مردمان لاجوردشاہ و اہل فوج صلصال نے بھی بحکم لاجورد
شاہ اور تاکید صلصال سے تیاری سامان جنگ کرنا اختیار کیا ہر ایک بہادر و دلاور نے اپنے
آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا شروع کی جو نامرد و بزدل تھے وہ طبل جنگ بجنے سے اور جنگ
کے خیال سے گھبرائے حواس باختہ ہوے باہم سب بزدل کہنے لگے آج پھر طبل جنگ بجا ہے صبحکو
پھر میدان کارزار مین جانا ہے اگر دو روز سے جنگ مغلوبہ نہین ہوئی تو اب کیا ہوگی کیا عجب ہے
کہ صبح کو جنگ مغلوبہ ہو چار لشکر باہم مانند چار دریاؤن کے ملجائین تلوار چلے کشت و خون بکثرت
ہو بس ہم ایسی نوکری سے باز آئے ہم کو اپنی جان دینا قبول نہین ہے یہ کہکے وہ سب حیلہ و بہانہ سے
لشکرون سے نکل گئے چیدہ جوانان کفار اپنی تلوارون پر صیقل کرتے جاتے تھے اور ایک دلیر
دوسرے بہادر سے کہتا جاتا تھا ذرا صبح تو ہو دیکھنا اہل اسلام سے کسطرح لڑتا ہون وہ جواب
دیتا تھا بیشک تم خوب لڑوگے کیونکہ بہادران جہان سے ایک تم ہی ہو ہمکو بھی بہت شوق جنگ
ہے چاہتے ہین کہ کہین جلدی سحر ہو جوانان ہر سپاہ کفار کے تو مردان لشکر کا یہ حال تھا جو لکھا گیا

لیکن اب احوال لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہے

کہ جب حکم بادشاہ سے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی اور صدائے نقارۂ جنگی بلند ہوئی جملہ مردمان
لشکر اسلام نے سنکے تیاری جنگ کا ارادہ کیا جو سوار و پیادے اپنے بسترون پر بیٹھے تھے وہ
اٹھ بیٹھے اپنے آلات حرب کو دیکھ بھال کر انکی درستی کرنے لگے اکثر مردمان لشکر بعد ادائے نماز
سحر مین دعائے فتح و نصرت کی درگاہ خدا مین کرنے لگے بعض بعض سواران تہور شعار باہم کہنے لگے
دو روز سے تو ہمارے ہی لشکر کے سرداران نامی و غیر نامی قتل و زخمی ہوئے ہین دیکھیے کل کیا ہوتا
ہے قہرمان بیکیش پر قہر الٰہی نازل ہوتا ہے کس دن یہ نابکار مارا جاتا ہے اسنے تو متواتر طبل جنگ بجوا کر
چند سردارون کو قتل و زخمی کیا ہے کچھ سوار کہتے تھے جبتک قہرمان کی حیات ہے اور اسکا اقبال یاور
ہے اسی طرح اہل اسلام سے لڑیگا اور جس روز اسکا پیمانۂ حیات آب زندگی سے لبریز ہو جائیگا اور
اقبال باقی نہ رہیگا غیب سے کوئی سبب اسکے قتل ہونے کا پیدا ہوگا یا ہمین اہل اسلام سے کوئی
بہادر اسکو قتل کریگا غرض جملہ بہادران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف تھے اور باہم ایسی باتین

کرتے تھے انہین باتون اور تیاری جنگ مین شب بسر ہوئی سفیدۂ صبح جانب مشرق سے عیان ہوا
ظلمت شب دور ہوئی روشنی صبح مانند شمع طور کے لامع النور ہوئی نسیم سحر چلنے لگی باغون مین غنچے مسکرا کر
شگفتہ ہونے لگے صحرا مین بھی گلہاے رنگارنگ کھلنے لگے طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکلکر اشجار
پر بیٹھ کر یا اڑ کر اپنی اپنی زبان مین حمد خالق انس وجان کرنے لگے موذن مسجدون مین اذان دینے لگے
پابند نماز پنجگانہ براے اداے نماز سحر اٹھے وضو کر کے قبلہ رو ہو کر برجوع قلب نماز سحر پڑھنے لگے
خصوصاً لشکر اسلام مین جملہ مردان سپاہ نے بعد وضو کرنے کے بخضوع وخشوع نماز سحر پڑھی اور ہر ایک
نے اپنے مطالب دینی اور دنیوی کے واسطے درگاہ کبریا مین دعا کی خصوصاً واسطے فتح وظفر کے ہر ایک
نے آبدیدہ ہو کر خداوند عالم سے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی بیدار ہو کے نماز سحر برجوع
قلب پڑھ کے لباس زیب تن کر کے تاج جواہر نگار سر پہ رکھ کر حسب دستور قدیم تخت جواہر نگار
پر بیٹھ گئے کہاریون نے تخت اٹھایا تا در بارگاہ پہونچایا وہان سے کہارون نے تخت کو اپنے
دوش پر رکھا نقیبون نے بعد دعا وثناے بادشاہ کے باواز بلند کہا اے ظل اللہ نگاہ روبرو چونکہ موافق
قاعدۂ قدیم جملہ سرداران سپاہ دربارگاہ بادشاہ پر موجود ہوتے ہین انکی قاعدے کی پابندی
سے سب سردار حاضر تھے جب بادشاہ نے نگاہ اٹھائی سب سردارون نے جھک کے موافق
قاعدہ سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دے کے سب سے باشارہ فرمایا اب مرکبون پر سوار
ہو کے جانب رزمگاہ چلو حسب الحکم سب سردار مرکبون پر سوار ہوے تخت بادشاہ کے یمین ویسار
آ گئے بیچ مین بادشاہ اس طرح ہے جیسے ماہ کامل درمیان ستارون کے ہوتا ہے القصہ سواری بادشاہ
لشکر اسلام کی جانب میدان کارزار چلی جملہ سرداران مع تمامی سپاہ کے ہمراہ رکاب ہوے بعد قطع راہ
جب بادشاہ مع سپاہ عرصۂ کارزار مین پہونچے قہرمان کو نہ دیکھ کر انتظار اسکے آنے کا کرنے لگے ابھی
تھوڑا ہی زمانہ انتظار کرنے مین گذرا تھا کہ اس طرف سے غبار بلند ہوا آثار کچھ نشانہاے سپاہ کی ظاہر
ہو کی آمد لشکر کفار ثابت ہوئی بعد تھوڑی دیر کے قہرمان بصد کبر ونخوت مع لاجوردشاہ اور
صلصال کے میدان کارزار مین آیا اور مقابلہ لشکر اسلام مین آ کر ٹھہرا اسوقت دونون بادشاہون
کے اشارہ سے نقبا اور کرکیت دونون لشکرون سے نکلکر بیچ مین میدان مصاف کے آ کے نقباے
جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے باواز بلند کہا کہ اے دلیران جنگجو اے بہادران نیکخو آگاہ ہو کہ
یہ روز نام پیدا کرنے کا ہے دیکھتے ہو کہ سامنے تمہارے لشکر کفار ہے ہر ایک بے دین آمادۂ جنگ ہے
تم بھی مرد میدان کارزار ہو اسلئے دلیرانہ لڑنا یہ سب کافر ہین تم اہل اسلام ہو یہ نار ہین تم نور ہو تم مین
اور انمین فرق زمین وآسمان کا ہے یہ مثل تمہارے بہادر نہین ہین تمہاری بہادری ودلاوری مشہور
جہان ہے آبا واجداد بھی تمہارے بڑے بہادر تھے انہین کے تم فرزند ہو مانند انہین کے اعداے
دین سے لڑنا قدم جنگاہ سے ہرگز ہرگز نہ ہٹانا جان کے جانے کا خیال نہ کرنا قصد بھی بھاگنے کا نہ
کرنا مانند کوہ کے ثبات قدمی اختیار کرنا اگر سر بھی تن سے کٹ جاے تو پانون جنگاہ سے نہ ہٹین
دلاور وہی ہے جو میدان کارزار سے پسپا نہ ہو بڑھ بڑھ کر اپنے اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے
لڑے شیرانہ نعرے کرے زخم تیغ وتیر ونیزہ کھائے مطلق نہ گھبرائے مرجانا اختیار کرے بھاگنا قبول

نہ کرے سر میدان جنگ جلد بہادرون مین نام پیدا کرے چار دن کی زندگی مین سپاہی ہوکر نامردی
اور بزدلی اختیار نہ کرے ایک دن مرنا ضرور ہی لڑ بھڑ کر دشمنون سے مرجانے دیکھو یارو ہماری
تقریر پر عمل کرنا خلاف ہمارے کہنے کے نہ کرنا ورنہ عزت و آبرو تمھاری خاک مین ملجائیگی کرکیت اپنے
لشکر کے جوانون سے مخاطب ہوکے کہتے تھے ای جوانان رشک رستم و اسفندیار و ای دلیران نامی
و نامدار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم کب اجل آئے اور رشتہ حیات مقراض
اجل سے قطع ہو جائے عاقلون کو لازم ہی کہ اس حیات چندروزہ مین وہ کارہائے نمایان کرلین کہ دنیا
مین نام و آبرو پیدا کرکے نامی و نامور ہو جائین جبتک زندہ رہین دلاورون مین سرخرو و باآبرو
رہین اور اگر دست اعدائے جفاکار سے قتل ہو جائین تو بھی اچھا ہی کہ بعد مرنے کے اہل جہان اکو
مانند رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب کے یاد کرینگے بہادری و دلاوری انکی بیان
کرینگے بس آج کے دن تم سب اہل اسلام سے دلیرانہ مقابلہ کرنا ہنگام جنگ مغلوبہ پیچھے قدم نہ
ہٹانا اگر میدان جنگ سے بھاگوگے اہل اسلام تمکو گھیر کر قتل کرینگے جان بھی جائیگی اور ذلت و رسوائی
بھی ہوگی جب نقباد کرکیت جوانان ہر دو لشکر کو اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کرتے تھے سب بگوش
دل سن رہے تھے ہر ایک دلاور انکی تقریر کو پسند کرکے دل مین کہتا تھا ذرا صف آرائی تو ہو ہمارا
کسی حریف سے سامنا تو ہو وہ بہادری سب کو دکھائینگے کہ حیرت ہو جائیگی جس دم کرکیت اور
نقبا میدان جنگ سے ہٹ گئے اور حسب دستور درستی میدان کارزار ہو چکی اور صف آرائی بھی
دونون جانب بخوبی تمام ہو چکی لاجورد شاہ بھی اپنی سپاہ کی صف آرائی سے فارغ ہو چکا اور صلصال
بدخصال بھی اپنے لشکر کی صفین حسب دلخواہ باندھ چکا اُس وقت ہر ایک بہادر نے ارادہ
کیا کہ پہلے ہم صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین جائین اپنے دشمنون سے لڑین بہادری اپنی
دکھائین ہنوز سب دلاور ارادہ ہی کر رہے تھے کوئی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ ناگاہ قہرمان اپنے
لشکر کی صفون سے مانند فیل مست کے جھومتا ہوا کرگدن پر سوار ہوکے نکلا اور بعد قطع راہ بیچ مین
میدان کارزار کے آکے کرگدن کو روک کے فنون سپہگری دکھاکے بادشاہ لشکر اسلام سے
مخاطب ہوکے باواز بلند کہنے لگا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام آج پھر کسی ایسے اجل رسیدہ کو واسطے
میرے مقابلے کے بھیجو جو دو تین پہر مجھ سے بہ نیزہ و تیغ و گرز لڑے تاکہ لطف جنگ میرے دل کو
حاصل ہو بادشاہ نے اُسکی تقریر سنکے اپنے دست راست کی طرف دیکھا فی الفور گل گلزار
خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان بہادر و ذیقدر عالی مکان یعنی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام پیادہ پا
جاکر اجازت لیکر تسلیم کرکے مرکب پر سوار ہوکے جانب قہرمان مرکب کو جولان کیا جب یہ
شاہزادہ اُس کے روبرو گیا اُس نے سراپائے نور الدہر پر نظر کرکے پوچھا ای بہادر جوان مردای
شاہزادہ موصوف نے جواب دیا نام میرا نور الدہر ہی فرزند بدیع الزمان کا ہون غرضکہ کہا
مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی تو مجھ سے مقابلہ و مجادلہ نہ کر اپنے لشکر مین چلا جا تیرے دست و بازو مین
اتنی قوت کہان ہی کہ مجھ کیسے پہلوان روئین تن سے لڑے شاہزادے نے جواب دیا مجھے تیری

جوانی وپہلوانی پر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا پہلوان نوجوان اسوقت میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے گا
اگر تجھکو اپنی زندگی درکار ہی تو اپنے مذہب بد سے کنارہ ہو کر دین اسلام قبول کر اور میری پہلوانان
اسلام کی اطاعت و رفاقت اختیار کر کہ کونین مین عزت و آبرو حاصل کر اگر میرے کہنے پر عمل کرے گا
تو حق مین تیرے اچھا ہوگا ورنہ تو پچھتائیگا دم جنگ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کیونکہ مین نے تجھ ایسے
سیکڑون کو تہ تیغ کیا ہی مجھے حقیر و ناتوان نہ سمجھ مین تیرے کہنے سے اپنے لشکر مین ہرگز نہ جاؤنگا انشاء اللہ
سر تیرا تیغ آبدار سے کاٹ کے جنگگاہ سے جاؤنگا قہرمان یہ تقریر شاہزادہ ذیجاہ کی سنکے برہم ہوکر نیزۂ جانگداز
گرگدن کو مانند مرکب کے کاوے پر ڈال کے نیزے کو گردش دے کے خبردار خبردار کہ کے سینۂ بے کینہ
شہزادہ نورالدہر پر نیزے کا وار کیا ادھر شاہزادے نے پھرتی سے اسکے نیزے کی سنان کو اپنے
نیزے کی سنان پر روکا سنانون کی رگڑ سے چنگاریان پیدا ہوئین بعد روکنے ضرب نیزہ کے
خود بھی اسکے سینۂ پرکینہ پر نیزہ لگایا اسنے بھی اپنے نیزہ کی سنان پر سنان نیزۂ شاہزادے کو روکا
اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخرکار جس طرح ایرج نوجوان نے بند صاحبقرانی باندھکر سنان نیزۂ
قہرمان سے نکالدی تھی اسی طور سے ایک بند نادر باندھکر سنان نیزۂ قہرمان نکالدی سنان
مذکور نیزہ سے نکلکر چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام مین شور تعریف بلند ہوا کفار کو کمال صدمہ ہوا
قہرمان نے پہلے تو خجل ہو کے سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر اس سرکش نے کہا ای جوان میری قوت مین
کمی نہین ہی یہ قصور نیزے کا ہی بسبب بوسیدہ ہونے نیزے کے سنان نیزے سے نکلی تھی نورالدہر
نے سنکر جواب دیا ای قہرمان اگر قوت مین کمی نہین ہی تو اور کسی حربہ سے لڑ اسنے گرز اٹھا کر
جس طرح سر ایرج پر مارا تھا اسی طور سے مارا شاہزادے نے شمشیر آبدار سے پنجۂ عمود کو مانند
خیار تر کے دو ٹکڑے کیا قہرمان خفیف و نادم ہو کے پہلے تو سر جھکا لیا بعد برہم ہو کے جو نصف
اسفل گرز اس کے ہاتھ مین تھا غضبناک ہو کے مانند فترے کی ذاندھکے فرق شاہزادے پر
لگایا شاہزادے نے اسے خالی دیا حریف مذکور نے ذلت بالائے ذلت اٹھا کے نہایت غضبناک
ہو کے تیغ گرانبار علم کر کے کہا سچ کہا ہی کہنے والون نے کہ تلوار کی لڑائی سے بہتر کوئی لڑائی نہین ہی
تیر و نیزہ و گرز وغیرہ سب آلات حرب و ضرب بیہودہ ہین تلوار کا کیا کہنا یہ برسون کا فیصلا ایک
دم مین فیصل کر دیتی ہی اور میرا تیغ تو وہ تیغہ ہی کہ علاوہ سیکڑون بہادرون کا خون چاٹنے کے
یہان دو روز سے تم اہل اسلام کا خون چاٹ چکا ہی مزہ اس کو مل چکا ہی اسوقت یہ خون تیرا چاٹیگا
خشک زبان ہی تر زبان ہوگا تشنۂ خون ہی تیرے خون سے پیاس اپنی بجھائیگا نورالدہر نے مسکرا
کر جواب دیا او بے دین دیا وہ گو اگر تیغہ علم کیا ہی تو وار کر اسقدر اپنی تعریف اپنی زبان
سے کیون کرتا ہی ہنگام جنگ حال تیری قوت بازو کا اور حال آبداری تیغ کا معلوم ہو جائے گا
یا تو تیغہ تیرا میرا خون گرائے گا یا شمشیر آبدار میری تیرے سر و گردن مین جدائی کریگی جو ہونا ہوگا وہ ظاہر
ہو جائیگا تقریر بیکار ہی یہ مقام بزم و جائے تقریر نہین ہی کہ باہم محض تقریر کی جائے یہ جنگگاہ ہی یہان
فنون جنگ دکھانا چاہیے قہرمان نے بجائے خود قائل ہو کے خبردار خبردار کہکے ضرب تیغہ
گرانبار و آبدار سر شاہزادہ نامدار پر لگائی شاہزادے نے سپر پر اسکے تیغہ کو روک کر خود بھی اپنی

تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے سپر پر روکی تا دیر یہین لڑائی ہوئی جملہ کفار و اہل اسلام یہ جنگ دیکھ رہے تھے تلوارین دونون دلاورون کی مانند دو بجلیون یا دو صاعقونکے چمکتی تھین گرد ان اور مرکب کے گشت سے غبار بار بار زمین سے اٹھتا تھا باہم وار ردہوتے تھے کفار قہرمان کی تعریف کرتے تھے اہل اسلام نورالدہر کی ثنا کرتے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ جتنے دیر جنگ رہا تھا جب اتنی ہی دیر لڑائی مین گذری قہرمان نے تیغہ تیز مثل شاہزادۂ ایرج کے شاہزادۂ نورالدہر کو بھی زخمی کیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا خون زخم سر سے جاری ہوا جب بہت خون زخم سر سے بہ گیا ضعف سے غش آنے لگا قہرمان نے چاہا تھا کہ بڑھکر تیغہ سے سر کاٹ لیجیے کہ ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ہے کوئی ایسا بہادر کہ جلد تر جا کے قہرمان کے ہاتھ سے شہزادہ نورالدہر کو بچالے اور اس سے مقابلہ کرے یہ سنکر فی الفور سلیمان ثانی فرزند جمیل ماہرو نے صف لشکر سے نکل از ضرورت اجازت لینے کی اسی وقت مین نہ جان کر مرکب کو جولان کیا اور نعرہ کیا ای قہرمان دست خود را نگہدار کہ ماہم رسیدیم اُسنے نعرۂ سلیمان ثانی سنکر ٹھہر کر ہاتھ کو روکا اتنی دیر مین بہادر مسطور نے قریب تر نورالدہر کے پہونچکر کہا ای شاہزادۂ ذیجاہ اب آپ لشکر مین تشریف لیجایے مین قہرمان سے مقابلہ کرتا ہون ابھی وہ بہادر شاہزادۂ نورالدہر سے ہمسخن تھا کہ چند سرداران دست ہاستی اور عیار پاس نورالدہر کے آکے نورالدہر کو جنگاہ سے لشکر مین لے گئے چونکہ سر شہزادہ تا دو ابرو دو پارہ تھا صف لشکر مین ٹھہرنا مناسب نہ جان کر حکم بادشاہ سے کئی سردار تھامے اُس کی بارگاہ مین لیگئے پھر جراحونکو طلب کیا انھون نے چارۂ زخم کرنا شروع کیا سرداران لشکر بارگاہ نورالدہر سے پھر صف لشکر مین آکے کھڑے ہوے ابھی وہ سردار نورالدہر کو بارگاہ مین پہونچا کے آئے تھے کہ قہرمان نے بصد قہر و غضب کہا ای جوان غضب کیا تو نے کہ مجھ ایسے شیر کے پنجہ سے شکار کو چھڑا یا مطلق تجھے خوف نکیا نہایت جسارت کی یہ تو بتا کہ تیرا نام کیا ہے آخر تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اُس بہادر نے جواب دیا اوہ بیہودہ اول تو دلاورون کا نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہمین اپنا نام کیا بتاؤن لب سوفار و زبان شمشیر سے نام و بہادری میری ظاہر ہوجائے گی اور اگر یہی ہے کہ نام میرا تجھے پوچھنا ہے تو آگاہ ہو کہ نام میرا سلیمان ثانی ہے مین فرزند ہون جمیل ماہرو کا قوت و شجاعت مین مشہور ہون ہزارون دلیرون کو قتل کرچکا ہون آج تجکو قتل کرونگا اگر تو شیر گرسنہ ہے تو مین شیر گیر ہون چل تلوار کا کھلا کر تجھے سیر کردونگا اسنے برہم ہوکے کہا مجھ پر غالب ہونا بہت دشوار ہے یہ کہکر وہی تیغہ خونچکان اٹھا کر خبردار خبردار کہکے سر پہ لگایا ادھر سلیمان ثانی نے سپر اٹھائی تیغہ سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹکر کا نوک سر مین چار انگل دھنسا یا تھا کہ اُس بہادر نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن چار دھون کی بے اختیار سر سے نکلی سلیمان ثانی خون زخم سر سے تمہ تن تر ہوگیا زخم کاری لگا فرط ضعف سے ہرنے پر سر جھکانے لگا یہ حال دیکھ کر قہرمان نے ارادہ کیا کہ سر اس حریف کا تیغہ سے کاٹ لیجیے کہ یکایک حکم بادشاہ لشکر اسلام سے کئی سرداران لشکر نے جاکر سلیمان ثانی کو قہرمان کے شر سے بچا کر لشکر مین لائے قہرمان نے بعد جانے سلیمانی ثانی کے پکار کر کہا ای بادشاہ لشکر اسلام نورالدہر اور سلیمان ثانی تو میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکے اب اور کسی کو واسطے میرے

مقابلے کے روانہ کیجیے بادشاہ نے پہلے اپنے دست راست کی طرف دیکھا ہرچند صدہا سرداران لشکر حاضر و موجود تھے مگر کسی نے ارادہ صف لشکر سے نکلنے کا نہ کیا تھا ہر ایک سردار اپنی جگہ سر جھکائے کھڑا رہا اور دل میں یہ کہنے لگا کہ قہرمان سے کون جاکر مقابلہ کرے سر میدان جنگ قتل ہو یا زخمی ہو کر لشکر میں آئے یہ انسان ایسا نہیں ہے کہ کوئی بہادر اس سے مقابلہ کرے کیونکہ کوئی حربہ اس کے تن پر کارگر نہیں ہوتا ہے اپنے سر پر ضرب شمشیر کو روکتا ہے قوی ایسا ہے کہ چند سرداران نامی کو بضرب تیغ آبدار قتل کر چکا ہے شاہزادہ نور الدہر اور شاہزادہ ایرج کو اور ابھی ابھی سلیمان ثانی بن عجیل ماہرو کو زخمی کر چکا ہے جب ایسے ایسے سرداران نامی و گرامی اسکو قتل نہ کر سکے تو ہم کیا اسے تہ تیغ کرینگے ہر ایک سردار دست یمین تو اپنے اپنے دل میں یہی کہتا تھا جو لکھا گیا اور بادشاہ لشکر اسلام اپنے دست یمین کے سرداران کی طرف دیکھ رہے تھے قہرمان منتظر تھا کہ لشکر اسلام سے کوئی دلاور آئے مجھ سے مقابلہ کرے جب کوئی بہادر جانب دست یمین بادشاہ سے دلیرانہ صف لشکر سے نکل کر قہرمان کے مقابلے کو نہ گیا بادشاہ موصوف نے اپنے دست یسار کے سرداران سپاہ کی جانب دیکھا انھوں نے بھی سر اپنے جھکا لیے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ صف لشکر سے نکل کر سامنے قہرمان کے جاکر اس سے بہ نیزہ و گرز و شمشیر لڑے کیونکہ ہر ایک سردار لڑائی اسکی دیکھ چکا تھا اور بجائے خود کہتا تھا کہ قہرمان سے کوئی سردار پیش نہ پائے گا جو اس سے لڑنے کو جائیگا مارا جائیگا یا زخمی ہوگا سر میدان جنگ زخمی اس کے ہاتھ سے ہو کر سامنے جملہ دلاوروں کے ذلیل و حقیر ہوگا کیونکہ فی الحال اقبال اسکا معین و مددگار ہے نیر تقدیر اس کا اوج پر ہے اور ستارہ بخت اہل اسلام بدی اور پستی پر مائل ہے جب یہ خیال کرکے کوئی سردار سپاہ جانب دست چپ سے بھی نہ نکلا بادشاہ لشکر اسلام نے مجبور ہو کے ارادہ کیا تھا کہ خود لشکر سے نکل کر قہرمان سے جاکر مقابلہ و مجادلہ کیجیے ہنوز بادشاہ لشکر اسلام لشکر سے نکلنے نہ پائے تھے کہ ناگاہ جانب صحرا سے غبار عظیم پیدا ہوا بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ مردان لشکر اسلام اس غبار کی طرف دیکھنے لگے کفار بھی سوئے غبار مذکور نگران ہوئے قہرمان بھی تیغ خون آلودہ اپنے دوش پر رکھ کے سمت غبار مذکور غور سے دیکھنے لگا لاجورد شاہ اور صلصال وصلصال بھی اسی طرف دیکھنے لگے بختگان اس غبار کی طرف دیکھ کر بے اختیار مسکرایا صلصال نے پوچھا کہ سبب مسکرانے کا کیا ہے اس غبار میں تو نے کیا دیکھا ہے کہ بے اختیار مسکراتا ہے یہ تو غبار آندھی کا پایا جاتا ہے کہ جس سے صاف آثار آندھی کے پائے جاتے ہیں اس نے یہ سنکے خوب ہنس کے جواب دیا یہ جو غبار اٹھا ہے مجھے یقین ہے کہ ایک بلائے بے درمان کے آنے کا غبار ہے ہوشیار ہو جائیے یہاں سے بھاگ جانے کا سامان جلد کیجیے جو بلا اس پردۂ غبار میں ہے اس سے اپنی جان بچائیے لاجورد شاہ نے کہا اے بختگان اسوقت کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے اور بے محل بکتا ہے اس نے عرض کیا اے خداوند آپ تو اپنے تئیں خداوند کہلواتے ہیں دعویٰ خدائی کرتے ہیں آپ کو کچھ اس غبار سے بھی آگاہی ہے یا نہیں ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اطلاع نہیں ہے میں باوجود اس کے کہ خداوندی کا دعوے نہیں کرتا ہوں لیکن میرے آئینہ دل پر حال اس غبار کے اٹھنے کا

روشن ہوگیا ہی مین دیوانہ نہین ہون دانا و عاقل ہون جو مین جانتا ہون اُسے آپ نہین جانتے ہین
تھوڑی دیر تامل کیجیے مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی جو کچھ نظر آئے گا خود ہی دیکھ لیجیے گا
لاجوردشاہ اور صلصال نے کہا ای نجنگان آخر کچھ تم بھی تو کہو کہ یہ غبار کیسا اُٹھا ہی اس غبار
کے اُٹھنے سے کیا اندیشہ ہی کیون ہم سے سامان بھاگنے کو کہتے ہین کیا کوئی شیر صحرائی یا فیل مست خاک
اُڑاتا ہوا ادھر آتا ہی یا کوئی دیو یا جن کی آمد ہی کہ اُس کے خوف سے ہم بھاگنے جائین اُسنے جواب
دیا شیر صحرائی تو نہین ہی بلکہ ایسا پایا جاتا ہی کہ کوئی شیر بیشۂ جرأت ہی کہ جو شیران دشت کو مانند غزالون
کے شکار کرتا ہی اور یہ آمد کسی فیل مست کی بھی نہین ہی بلکہ اُس کی آمد ہی جو کہ فیلان مست کو پشون کے
مانند جانتا ہی اور یہ غبار کسی دیو اور جن کے آنے سے بظاہر نہین اُٹھا ہی بلکہ کوئی شخص ایسا آتا ہی کہ جو
دیو و جن سے بھی قوی تر ہی اگر شیر صحرا یا فیل مست یا دیو و جن کے آنے کا مجھے احتمال ہوتا تو بھی
مین یہ نہ کہتا کہ آپ یہان سے سامان بھاگنے کا کیجیے لاجوردشاہ نے پوچھا آخر کون آتا ہی کسکے
آنے سے یہ غبار بلند ہوا ہی مفصل بیان کر کہ ہم جانتے ہین کہ خداوند ہین لیکن مجھ سے بھی
پوچھتے ہین اُسنے کہا پہلے آپ اور صلصال سامان بھاگنے کا کیجیے اُسوقت مجھ سے پوچھیے گا
مین صاف صاف حال غبار اُٹھنے کا بیان کرونگا لاجوردشاہ نے برہم ہو کر کہا او نالائق
ہم پوچھتے ہین اور تو نہین بتاتا ہی باتین بناتا ہی اپنے خداوند کو ڈراتا ہی بھاگنے کی رائے دیتا
ہی اتنی دیر سے مسخراپن کر رہا ہی بہتر یہی ہی کہ حال غبار کے اُٹھنے کا صاف صاف بیان کر دے
ورنہ ہم ابھی اپنا قہر تجھ پر نازل کرینگے اُسنے کہا مین آپ کے قہر سے تو نہین ڈرتا لیکن آپ کے اصرار
کرنے سے کہتا ہون ذرا آپ دونون صاحب بگوش سنیے لاجوردشاہ اور صلصال نے کہا ہم
بگوش دل سنین گے تو بیان تو کر اُسنے کہا مین نے بارہا دیکھا ہی اور آزمایا ہی اس بات کو کہ جب یہ
اہل اسلام کسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین یا کوئی ایذا کسی طرح کی حد سے زیادہ سختی ہوتی ہی اور یہ دعا
کرتے ہین تو دعا اُنکی اُنکا معبود حقیقی مستجاب کرتا ہی اور ایسا سامان غیب سے اُنکی بہبودی کا یکایک
ہو جاتا ہی کہ عقل حیران ہو جاتی ہی چونکہ دو تین روز سے قہرمان نے یہان چند سرداران لشکر اسلام
کو قتل کیا ہی اور تین سرداران نامی کو زخمی کیا ہی اہل اسلام کو رنج و صدمۂ عظیم دیا ہی انھون نے بھی
ضرور اپنے خدا سے یہ دعا کی ہوگی کہ اے پروردگار ہمارے اب ہمارے حال پر رحم فرما قہرمان
نے ہم کو صدمہ پر صدمہ دیا ہی بہت دل دکھایا ہی کئی سردارون کو قتل کر ڈالا ہی کئی نامی
سردارون کو زخمی کیا ہی اس ظلم پر بھی ہماری جان کا خواہان ہی بس دعا اُنکی قبول بارگاہ
خدا ہوئی ہی کوئی ایسا شیر بیشۂ جرأت و شجاعت مع لشکر کثیر ادھر آتا ہی کہ وہ یقینی قہرمان کو اسیوقت
ہلاک کر ڈالے گا لشکر کو اُس کے تباہ کر دے گا پھر آپ پر حملہ ور ہوگا اسی وجہ سے مین نے کہا ہی کہ آپ
جلد سامان بھاگنے کا کیجیے لاجوردشاہ نے پوچھا سبب تو تو نے بیان کیا لیکن یہ نہ بیان کیا
کہ اس وقت کون بہادر مع لشکر آتا ہی اُسکا نام کیا ہی بیان کر جو ادھر مع لشکر کثیر آتا ہی نجنگان
نے جواب دیا لشکر اسلام مین اب تو سردار ہین جو قتل ہو چکے ہین اُنکا ذکر نہین لیکن کئی سردار
نہین ہین اول امیر ثانی نہین ہین اور عمرو ثانی بھی نہین ہی کہ اُنکا عیار ہی دوسرے رستم

ثانی نہیں ہو تیسرے شہریار فرزند ایرج نہیں ہو انھین دو تین شخصون مین سے کوئی ضرور آتا ہو
ابھی بختگان لاجوردشاہ اور صلصال سے ہم سخن تھا کہ یکایک ہواے تند سے وہ غبار رفع ہوا
سب نے دیکھا کہ آگے لشکر کے چند درجند علمہاے لشکر مین علمہاے لشکر لیے ہین فیلان سربلند بہت
سے ساتھ مین بعد گذرنے نشانون اور فیلان سربلند کے سواران لشکر ظاہر ہوے درمیان
لشکر مین شہریار بن ایرج بصد شان وشوکت مرکب پر سوار یمین و یسار بہت سے سردار نظر آیا
بختگان نے لاجوردشاہ سے کہا دیکھیے مین نہ کہتا تھا کہ انھین دو تین سردارون مین سے کوئی
ضرور آتا ہوگا دیکھا آپ نے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا شہریار بن ایرج آ پہونچا یہ سردار نہایت
زبردست ہو یہ کیا آتا ہو گویا واسطے قبض روح قہرمان کے ملک الموت کی آمد ہو مجکو اب یقین ہو گیا
ہو کہ قہرمان پر قہر خداے اہل اسلام نازل ہوا چاہتا ہو دنیا سے یہ مغرور جایا چاہتا ہو آپ بھی اب
اسکو کوئی دم کا مہمان دنیا مین جانیے پیمانہ اسکی حیات کا لبریز ہو چکا ہو ابھی بختگان یہ کہہ رہا تھا سب
دیکھ رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام کو بذریعہ ہرکارون کے معلوم ہوا کہ شہزادہ شہریار مع جمعیت سپاہ آتا ہو
بادشاہ نے اسی وقت بہت سے سواران دست یسار سپاہ کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ
کیا جب وہ سردار گئے اور استقبال کرکے اُس شاہزادے کو لشکر مین لائے اُسنے داخل لشکر ہوکے
بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم کی بادشاہ نے خوش ہوکے ازراہ شفقت وعنایت سر اُسکا اپنے سینہ سے
لگا یا مزاج پوچھا اُسنے کہا آپ کی دعا سے اور فضل خدا سے اچھا ہون بعد اس گفتگو کے شہریار بن
ایرج نے بادشاہ سے پوچھا یہ کون نابکار کرگدن سوار آمادہ کارزار ہو بادشاہ نے نام اُس کا
بتا کے تمام حال اُس کی روانی کا اور سرداران لشکر کے قتل وزخمی ہونے کا بیان کیا شہریار بن
ایرج کو قہرمان پر بدرجۂ کمال غصہ آیا عرض کیا حضور اب مجھے اذن کارزار دین مین اس نابکار
سے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ابھی تو تم راہ دور و دراز سے آئے ہو کسلمند ہو شاہزادہ
شہریار نے عرض کیا چندان کسل وخستگی نہیں ہو امیدوار ہون کہ اجازت جنگ دیجیے ہر چند کہ دل
بادشاہ لشکر اسلام کا یہ نہ چاہتا تھا کہ قہرمان ایسے دشمن زبردست کے مقابلہ کے واسطے اپنے ایسے
داماد کو روانہ کرین کہ جو ملکہ گوہر تاجدار دختر بدیع الزمان کے بطن سے پیدا ہوا اور
فرزند شاہزادہ ایرج نوجوان ہو لیکن مجبور ہوکے بوجہ اُسکے اصرار کے اجازت دی شاہزادہ
موصوف اجازت جنگ لیکر بسم اللہ کہکر مرکب کو صف لشکر سے نکال کر سامنے قہرمان کے گیا
اور طالب ضرب ہوا اُس نے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہو ابھی تو شاید دور سے آیا ہو تجھے میری قوت
وشجاعت سے آگاہی نہیں ہو مین وہ دلاور ہون کہ مثل میرا روے زمین پر نہیں ہو مشہور جہان ہون نام
میرا قہرمان شیر گردن دکرگدن سوار ہو سیکڑون بلکہ ہزارون بہادرون کو مین نے تہ تیغ کیا
ہو میرے خداوند تمثال آئینہ رو نے روئین تن پیدا کیا ہو مجھپر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا ہو ہنگام
حرب وضرب مجھ کو ضرورت سپر کی نہیں ہو کہ وار حریف کا بالاے سپر روکون لیکن محض دکھانے کو
اور واسطے اپنی راحت کے کہ بیکار رکیون ضرب دشمن سر پر روک نے درد مند ہون سپر پر ضرب تیغ
روک لیتا ہون بازو پر قوت رکھتا ہون تیغہ لنگر دار آبدار رکھتا ہون کہ جسکی ضرب کی پناہ نہیں ہو

سیر و خود کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا ہو کسی سے نہین دبتا ہو حریف کو دو نیم کر دیتا ہو دنیا سے دشمن کو
عدم مین پہونچا دیتا ہو سوا سے تیغۂ تیز کے گرز میرا وہ گران سر ہو کہ جو سر کوہ کو بھی شکستہ کر دیتا ہو کسی
دشمن کی کیا مجال کہ میرے گرز کی ضرب کو روک سکے اگر روکے تو پیوند خاک ہو جائے نیزہ میرا وہ نیزہ ہو کہ
جو سینۂ کوہ مین در آتا ہو کسی حریف کی کیا مجال کہ میری ضرب نیزے سے جانبر ہو اگر ہنگام جنگ نعرہ
کرتا ہون تو زہرۂ شیر دلان آب آب ہو جاتے ہین بڑے بڑے بہادر مجھ سے ڈرتے ہین تو ابھی
نوجوان و ناتوان ہو مجھ ایسے پہلوان سے مقابلہ نہ کر دیکھ پچھتائیگا سر میدان جنگ مانند حمید لال قبا
اور فیروزہ لال قبا وغیرہ کے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ جوانی تیری خاک مین ملجائیگی سب مجھے
تیرے حال پر رحم آتا ہو کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے قتل ہو بس میرے سامنے سے چلا جا
شاہزادہ شہریار شجاعت شعار نے تقریر اُس کی سُنکے نہایت برہم ہو کے جواب دیا او بے دین
کیا بیہودہ بکتا ہو کیون اسقدر جھوٹ بولتا ہو اِن دروغ گوئی سے مجھ ایسے بہادر کو ڈرانا چاہتا
ہو مین وہ بہادر ہون کہ تیری تو اصل نہین. بڑے بڑے نامور بہادرون سے نہین ڈرا ہنگام جنگ با
حواس رہا فضل و عنایت خدا سے اکثر نامی و نامور بہادرون کو زیر کرکے اپنا مطیع کیا سیکڑون
دلاورون کو قتل کیا ہو نام میرا مشہور جہان ہو تو نے سنا ہوگا اگر نہین سنا ہو تو اب سن لے میرا نام
شہریار ہو مین فرزند شاہزادہ عالی وقار ایرج نامدار کا ہون تجھ ایسے بزدل سے کب ڈرتا ہون
عبث تجھ کو میرے حال پر رحم آتا ہو شاید اسوجہ سے تو مجھ سے نہین لڑتا ہو کہ مجھ ایسے دلیر سے ڈرتا
ہو اگر مرد ہو تو مجھ سے لڑ جنگ سے انکار نہ کر اور اگر زندگی اپنی منظور ہو تو مسلمان ہو کر میری اور
بادشاہ لشکر اسلام کی اطاعت و رفاقت اختیار کر جنگ سے بہتر یہی ہو کہ اپنے خداوند شیطان خصال پر
لعنت کر خداوند کو جسنے تمامی موجودات کو خلق کیا ہو اُسے اپنا معبود جان کر بصدق دل سجدہ کر
رستگار ہو اپنے مذہب سے بیزار ہو کونین مین عزت و آبرو حاصل کر قہرمان نے بقہر و غضب شاہزادہ
کو دیکھ کر تیغہ کو نیام مین رکھکر نیزہ اُٹھا کر کہا اے جوان زبان دراز تو نے نہایت زباندرازی کی ہو
مین بھی اس نیزے سے زبان تیری چھید ڈالونگا یہ سزا زبان درازی کی دونگا یہ کہکے گلگون کو کاوے
پر ڈالا نیزے کو گردش دینے لگا اِدھر شاہزادہ شہریار نے بھی نیزہ اُٹھا کر اپنے مرکب کو کاوے
پر ڈالا قہرمان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ سینہ پر لیجا کے دہن شاہزادے پر مارا ادھر شہریار
نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر اس طرح روکا کہ دیکھنے والون کو نہایت حیرت
ہوئی اور سب دوست و دشمن تعریف کرنے لگے قہرمان بھی اپنے دل مین کہنے لگا کہ اس جوان
نے یہ وار میرا کس خوبی سے روکا ہو کہ کوئی اس طرح روک نہین سکتا ابھی قہرمان بد ایمان اپنے
دل مین یہ کہہ رہا تھا اور حیران تھا کہ شہریار نے نعرہ کرکے کہا او کافر تیری ضرب نیزے کو تو مین نے
بمدد الٰہی روک لیا اب مین وار کرتا ہون اگر مرد ہو تو روک اُسنے کہا اچھا وار کر مین بھی روکونگا
شہریار نے نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر لگایا اُسنے بھی دشواری سے وار کو روکا الغرض تا دیر باہم
لڑائی ہوئی جملہ کافر و دیندار لڑائی دیکھا کیے آخر کار شہریار نے ایک نیزہ نادر مانند خطر سنان
نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال لی وہ مانند تیر شہاب کے چھٹی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام شادمان

ہوئے خصوصاً ہواخواہان شہریار نے بہت خوش ہو کے شاہزادہ شہریار کی از حد تعریف کی بادشاہ
لشکر اسلام بھی خوش ہوئے کفار کو رنج ہوا بختگان نے کہا ای خداوند دیکھا آپ نے کہ شہریار نے
سنان نیزہ قہرمان کے ہاتھ سے نکالدی ہے اب تھوڑی دیر میں یہ بہادر اسکو ہلاک بھی کرے گا
لاجورد شاہ نے کہا شہریار پر کیا موقوف ہے ایرج و نورالدہر نے بھی قہرمان کے ہاتھ سے
نیزہ نکال دیا تھا اور انجام کار وہ قہرمان کے ہاتھ سے زخمی ہوے بچے کیونکر معلوم ہوا کہ شہریار
قہرمان کو ضرور ہی قتل کرے گا اُسنے کہا ای خداوند اسوقت دل میرا یہی کہتا ہے کہ ضرور شہریار
قہرمان پر فتحیاب ہوگا خیر جو کچھ ہوگا دیکھ ہی لیجیے گا بختگان تو لاجورد شاہ کے ہمراہ سے ابھی ہم
سخن تھا کہ ناگاہ قہرمان نے سنان نیزے کے نکل جانے سے نادم و خجل ہو کے پھر غضبناک ہو کے ڈانڈ
نیزے کی خبردار خبردار کہکے سر شہریار پر لگائی شاہزادے نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی لکڑی اندر اس
طور سے روکا کہ اُسکی ڈانڈ ٹوٹ گئی اُسنے نہایت خجل ہو کے ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر ڈالدیا شہریار نے
مسکرا کر کہا تو نے اسی نیزے کے بارے میں کہا تھا کہ نیزہ میرا سینہ کوہ میں در آتا ہے واہ میرے سینے
میں بھی در نہ آیا کیسا بوسیدہ تھا کہ ٹوٹ گیا اور کیسا تو قوی بازو و نیزہ باز تھا کہ سنان نیزہ تیرے ہاتھ
سے نکل گئی او بے دین تو نے غرور کیا تھا خدا کو غرور ناپسند ہوا اس میدان جنگ میرے ہاتھ سے تجھے
پست و ذلیل کر دیا دعوی تیرا باطل ہوا اب اُس گرز کو اٹھا جسکو تو نے کہا ہے کہ سر کوہ کو خشک کرتا
ہے میں بھی دیکھوں کہ وہ گرز کیسا ہے اور تیرے دست و بازو میں کیسی قوت ہے قہرمان نے بعد ناکام ہونے
کے بصد قہر و غضب گرز گرانبار کو اٹھایا اور قدم رکابوں پر ہموار رکھکر پشت گردن سے بلند ہو کے
گرز گران سر کو گردش دے کے خبردار کہکے سر شاہزادہ ذیوقار پر مارا ادھر شاہزادہ
نے دلیرانہ اپنے گرز پر ضرب اسکے گرز کی روکی صدائے ضرب گرز ایسی بلند ہوئی کہ دل سننے والوں
کے دہل گئے اکثر گھوڑے باگیں تڑا کے کثرت خوف سے لشکر سے بھاگ گئے غبار بہت بلند ہوا اب
قہرمان نے ضرب گرز لگا کر خوش ہو کے یہ نعرہ کیا کہ نرم و پست کردم حریف را بادشاہ لشکر اسلام
نعرہ قہرمان سنکے بیتاب ہوے عیار شہریار سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے جلد جا خبر اپنے آقا کی
لا وہ فی الفور چھاگل پانی سے بھر کر گیا اندر اُس وقت غبار کے داخل ہوا پانی چھڑک کر بٹھایا تو اُس
غبار کو کم کیا پھر چہرۂ شہریار پر نظر کی دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں پسینہ آگیا ہے ہاتھ مانند ستون فولادی
کے سیدھا ہے گرز ہاتھ میں ہے پاؤں گھوڑے کے زمین میں دھنس گئے ہیں عیار مذکور نے یہ حال دیکھ کر
پانی چلو میں لیکر چہرہ شہریار پر چھینٹا دے کے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار ہوشیار ہو جیے حال
مزاج بتائیے دیکھیے حریف آپکا ضرب گرز لگا کر خوش ہو کے کہتا ہے کہ میں نے اپنے حریف کو ہلاک
کیا شاہزادے نے آنکھیں کھول کر تو ہیاگی سنکے جواب دیا میں بفضل خدا اچھا ہوں کچھ اندیشہ
نہ کر یہ کہکے مرکب کو اپنے مہمیز کر کے پاؤں اُسکے زمین سے باہر کیے اُسوقت پھر غبار بلند ہوا کیونکہ مرکب
نے جب اشارہ راکب سے پاؤں اپنے بصد قوت زمین سے نکالے گرد بہت اُڑی تھی الغرض
جب شہریار ہوشیار ہو چکا عیار تو بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت میں واسطے ظاہر کرنے حال شہریار
کے روانہ ہوا اُس نے پہنچ کر حال مزاج شہریار سے بادشاہ لشکر اسلام کو آگاہ کیا اور پھر وہاں سے

قریب شہریار آ کے کھڑا ہوا شہریار نے قہرمان سے مخاطب ہو کے فرمایا او نابکار کسکو تو نے ہلاک
کیا تھا کہ خوش ہوتا تھا مین تو زندہ و سلامت ہون ذرا بھی تیری ضرب گرز سے میرے دست و بازو کو صدمہ
نہین ہوا ہی قہرمان شہریار کی تقریر سنکے نہایت حیران ہوا دل مین کہنے لگا یہ جوان کتنا قوی و
شجاع ہی کہ میری ضرب گرز سے ہلاک ہونا تو کیسا ذرا اور دمند بھی نہوا یہ دل مین کہکر ایسا رعب و
خوف شہریار کا اسکو ہوا کہ نیم جان ہو گیا دل مین اسکے آیا کہ کسی حیلے سے جنگاہ سے نکل جاؤن اس جوان
سے مقابلہ نہ کرون لیکن حیا اور تقاضا دامنگیر ہوئی دونون نے اسے جنگاہ سے جانے نہ دیا ابھی
قہرمان اور جملہ کفار شہریار کے جانبر ہونے سے نہایت متحیر تھے نجنگان صلصال و لاجورد شاہ
سے شہریار کی تعریف کر کے کہتا تھا کہ اب قہرمان ضرب گرز شہریار کو رد کرے گا تو حال معلوم
ہوگا عجب نہین کہ ضرب گرز رک نہ سکے اور پیوند خاک ہو جائے لاجورد شاہ اور صلصال جواب
دیتے تھے تو اہل اسلام کی تعریف بہت کرتا ہی خصوصاً اس جوان کی کہ جو قہرمان سے لڑ رہا ہی اسکا
کیا سبب ہی شاید تو باطن مسلمان ہی کہ دوستون کے بارے مین کلمۂ بد زبان سے نکالتا ہی اور
جو دشمن مین انکے بابت کلمۂ نیک زبان سے نکالتا ہی صلصال نے اور لاجورد شاہ نے
جب یہ کہا نجنگان نے جواب دیا مین مسلمان تو نہین ہون لیکن کلمۂ حق زبان پر جاری کرتا ہون جو جیسا
ہوتا ہی ویسا اسے کہتا ہون عاقل ہون عقل کے ذریعے سے ہر ایک بات سمجھ لیتا ہون ضبط ہو نہین سکتا ہی
کہہ دیتا ہون ہنوز نجنگان لاجورد شاہ اور صلصال سے باتین کر رہا تھا کہ شہریار نے قہرمان
سے کہا او بے دین و بد آئین ہوشیار ہو جا کہ اب مین ضرب گرز لگاتا ہون اسنے کہا ہوشیار
ہون ضرب گرز لگاؤ شاہزادے نے دونون قدم اپنے رکابون مین استوار رکھ کے پشت فرس
سے بلند ہو کے مرکب کو آگے بڑھا کے گرز کو گردش دے کے اس کے سر پر لگایا قہرمان جو کہ
خوف و رعب شہریار سے نیم جان ہو چکا تھا ضرب گرز کا رد کرنا اپنے حق مین اچھا نہ جان کے گنی تو خود
لیا ہو کے ضرب گرز کو خالی دے کے کہنے لگا او جوان اب گرز سے نہ لڑونگا کیونکہ جنگ نیزہ و
گرز سے کرنا چندان مجھے پسند نہین ہی یہ کہکر تیغ نیام سے کھینچ کر گردن کو آگے بڑھا کے خبردار
خبردار کہہ کے سر شہریار پر لگایا شاہزادے نے تیغ اسکا اس ترکیب سے سپر پر روکا کہ وہ بیٹھ پڑا
اسی وقت چالاکی سے ہاتھ بڑھا کر تیغ اپنا اس کی کلائی پر گڑا دیا قہرمان غضبناک ہو کے زور
کرنے لگا ادھر یہ شاہزادہ بھی زور کرنے لگا آخر کار شاہزادے نے اس کی کلائی کو فشردہ کر کے
تیغ اسکے ہاتھ سے چھین لیا اہل اسلام خوش ہوئے خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران
دست چپ نہایت خوش ہوئے اکثر سردارون مین سے باواز بلند اس طرح تعریف شہریار کی کرنے
لگے کہ اے شاہزادۂ ذی وقار و نامدار و اے شہریار شجاعت شعار آپ ایسے شجاع و بہادر ہین کہ
ہمسر آپ کا کوئی نہین ہی اور بہادر آپ ایسے ہین کہ دنیا مین مثل و نظیر آپکا نہین ہی یہ زور خداداد
ہی کہ قہرمان ایسے قوی پہلوان کے ہاتھ سے تیغ چھین لیا ہی خدا آپ کو دشمنون کی نظر بد سے بچائے
اب اے شاہزادۂ ذی جاہ دشمن آپ کا خالی ہاتھ ہی تیغ آپ چھین چکے ہین تامل نہ کیجیے گا دشمن کو بھاگنے
نہ دیجیے گا پشت کر گردن سے اٹھا لیجیے گا اگر راہ راست پر آئے تو خیر ورنہ اس طرح خاک پر پٹک

دیکھے لگا کہ پیوند خاک ہو جائے ادھر تو اہل اسلام مصروف تعریف شہریار تھے اور جملہ کفار کو صدمہ
تھا کہ حیف قہرمان کے ہاتھ سے شہریار نے تیغ چھین لیا شاہزادہ قوت میں غالب ہوا قہرمان
مغلوب ہوا انجنگان لاجوردشاہ اور صلصال سے کہتا تھا کیجیے قہرمان کے ہاتھ سے شہریار
نے تیغ چھین لیا گھٹ بڑھ قوت میں ہر ایک کی معلوم ہو گئی میں نے جو کہا تھا آثار اُس کے
ظاہر ہوتے جاتے ہیں آپ سب مجھے جھوٹا جانتے ہیں اب بھی خیر ہے یہاں سے جلد بھاگیے دیر نہ کیجیے
قہرمان کے جانبر ہونے کا بھروسا اور امید نہ کیجیے اسکو اب مردہ تصور کیجیے ذرا دیکھیے تو کہ قہرمان
کے رخ پر ابھی سے مردنی ظاہر ہوتی ہے لاجوردشاہ اور صلصال وغیرہ جملہ کفار کو حیرت تھی ہر ایک
کو تردد تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بظاہر قہرمان مغلوب ہو چکا ہے شہریار غالب ہو رہا ہے آثار بد پائے
جاتے ہیں اور قہرمان بھی تیغ چھن جانے سے شمشیر غم و الم سے دلفگار ہو گیا تھا چہرہ زرد ہو گیا تھا حیرت
سے مثل تصویر بے حس و حرکت تھا زندگی سے ناامید تھا کبھی اپنے دل میں کہتا تھا کہ بھاگوں کبھی حیا و شرم
سے خیال کرتا تھا کہ بھاگنا اچھا نہیں ہے باعث ذلت و بدنامی ہے مرجانا ہی ذلت سے بہتر ہے آخر
اُس نے مرنا گوارہ کر کے دلیرانہ ہاتھ اپنا کمر زنجیر میں ڈال دیا اور چاہا کہ شہریار کو پشت زین سے
جدا کر کے زمین پر اپنے پٹک دیجیے کہ پیوند خاک ہو جائے شہریار نے اُسکے ارادے سے آگاہ
ہو کے خود بھی اُسکی زنجیر میں ہاتھ ڈال دیا پھر دونوں دلاور زور کرنے لگے اُنکے زور کرنے
سے گردن اور مرکب پسینے میں تر ہو گئے تھے زبانیں باہر نکال دی تھیں گھٹنے زمین پر ٹیک دیے تھے
جب یہ حال دیکھا شاطروں نے دونوں لشکروں سے نکل کر قریب آ کے کہا اے بہادرو اگر ارادہ
کشتی لڑنے کا ہے تو گردن اور مرکب سے اُتر کر کشتی لڑو دیکھو تمھاری زور آزمائی سے ان چاروں
حیوانوں کا کیا حال ہے قریب المرگ ہو گئے ہیں بس یہ حیوان تمھاری زور آزمائی کی تاب نہیں
لا سکتے ہیں ہاں گاؤ زمین تمھارے بار کو اُٹھائیگی اور تمھاری زور آزمائی کی متحمل ہوگی قہرمان
اور شہریار نے اُن کی تقریر کو بسکے رائے اُنکی پسند کر کے گردن اور مرکب سے اُتر کے دامن
کو گردان کے باہم لپٹ کے لڑنا شروع کیا جب کشتی ہونے لگی لاجوردشاہ اور صلصال
اور بادشاہ لشکر اسلام نے خیال کیا کہ یہ کشتی دیر تک ہوگی عجب نہیں کہ ایک دن یا کم و زیادہ اس سے
ہو بس کب تک کھڑے رہیں گے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر کشتی دیکھیں یہ خیال کر کے شاہوں کے حکم سے
اُسی وقت بارگاہیں اور خیام فراشوں اور خدام نے برپا اور ایستادہ کیے میزیں اور کرسیاں اور
دنگل بعد فرش بچھانے کے ساتھ قرینہ کے ہر ایک کو رکھ دیا اُدھر لاجوردشاہ اور صلصال
سواریوں سے اُتر کر مع اپنے سرداران لشکر کے بارگاہ اور خیام میں بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام
کے اُٹھوا دیے ادھر بادشاہ لشکر اسلام بھی بارگاہ میں تشریف لا کر بالائے تخت رونق افزا
ہوئے سرداران لشکر دنگلوں پر بیٹھے اکثر اشخاص کرسیوں پر بیٹھے پردے بارگاہ اور خیام کے
واسطے دیکھنے کشتی کے اُٹھوا دیے سوار لشکر کفار و سپاہ اسلام کے بھی مرکبوں سے اُتر کر زین پوش
بچھا بچھا کے اُنپر مسلح بیٹھ کر بنظر غور کشتی دیکھنے لگے اُس وقت واسطے دیکھنے کشتی کے اور بیع و فروخت
کرنے مال و اسباب و اشیائے خوردنی و نوشیدنی کے دوکاندار قریب تر آ گئے لشکروں کی بازاریں

اُٹھے آئین گرم بازاری ہوتی گئی سوار و پیادہ اشیاے مطلوب خرید کرنے لگے مردمان بازاری اُنکے
ہاتھ فروخت کرنے لگے اُدھر تو لشکر کے بازارون مین مردم خرید و فروخت کر رہے ہین ادھر کشتی ہو رہی ہی
جب قہرمان کوئی پیچ کرتا تھا شہریار اُسکا توڑ کرتا تھا وہ اپنے اُس بند سے نا امید ہو جاتا تھا کہ اس سے
حریف زیر نہ ہوگا کیونکہ اس پیچ کا اسکو توڑ یاد ہی یہ سمجھ کر دوسرا پیچ کرتا تھا شہریار اُسکا بھی توڑ کر کے کہتا تھا
ای قہرمان جسقدر تیرا دل چاہے زور کر اور جتنے تجکو پیچ یاد ہون سبھی اسوقت صرف کر کیونکہ تو تیری
کد و کوشش سے کیا ہوتا ہی جو وہ پینکے پر بیم ہو کے متواتر جداگانہ پیچ کرتا تھا شہریار اُنسے بچتا تھا کفار و دینداران
اُنکی کشتی دیکھتے تھے اہل اسلام شہریار کی تعریف کرتے جاتے تھے اور کفار دل قہرمان کا بڑھاتے جاتے
تھے راوی ناقل ہی کہ دوپہر تک باہم خوب کشتی ہوئی بعد دوپہر کے قہرمان نے تھک کر کہا اے شہریار
یہ زور آخری کا ہی ہوشیار رہنا شہزادہ نے جواب دیا مین خبردار ہون اُسنے دونون ہاتھ اپنے شہریار
کے شانون پر رکھکر سینہ شاہزادہ سے سر اپنا ملا کر جسقدر اُسمین قوت تھی زور کیا اور شاہزادہ کو ریل کر تین قدم
تک لیگیا پھر جھٹکا دیا ایسا کہ پایان گھٹنا شاہزادہ کا زمین سے آشنا ہوا اُسوقت اُسنے شاہزادہ کی کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر ہرچند خوب زور کیا اور چاہا کہ زمین سے اُٹھا لیجے لیکن لنگر اُکھڑ نہ سکا آخر تھک گیا ہمت پست
ہوئی زنجیر کمر شاہزادہ سے ہاتھ اپنا نکالکر کہنے لگا مین تو زور کر چکا دم میرا پھول گیا اب تم زور کرو یا نہ کرو
تم کو اختیار ہی شہریار نے جواب دیا زور نہ کرنا کیا معنی جب وقت تیرے زیر کرنیکا آیا ہی اسوقت تجھکو چھوڑ
دونگا یہ تو مجھ سے نہ ہوگا یہ کہکر کہا ہوشیار ہو جا کہ اب مین زور کرتا ہون اُسنے مجبوری کہا نہیں تمھین اختیار ہی
زور کرو بہتر تو یہ ہی کہ اب کل مقابلہ کرنا شاہزادہ نے جواب دیا او مکار تو مجکو فریب دیکر ابھی جان بچانا چاہتا ہی
مین کب تیرے فریب مین آتا ہون یہ کہکر اُسکے شانون پر دونون ہاتھ اپنے رکھکر سر اپنا اُسکے سینہ سے ملا کر
خبردار خبردار کہکر زور کر کے اُسکو ایسا ریلنا شروع کیا یہانتک کہ ریل کر اُسکو بیس قدم کے فاصلہ تک لیگیا
بعدہ ایسا جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین سے آشنا ہوے اُسوقت اُسکی کمر زنجیر آہنی مین دہنا ہاتھ ڈالکر
نعرہ اللہ اکبر کرکے زور اول مین اپنے گھٹنون تک دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے اونچے
بلند کرکے گردش دیکے کہا ای قہرمان حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اس بد انجام نے اُسوقت
بھی مسلمان ہونے سے انکار کیا اور کہا سواے خداوند تمثال آئینہ روئے مین نے نہ کسی خداوند کو آجتک
سجدہ کیا ہی نہ کرونگا اگرچہ ہلاک ہو جاؤن شہریار نے یہ تقریر اُس کی سنکے نہایت غضبناک ہو کے پھر گردش
اسکو دیکے اس طرح خاک پر پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی اُسوقت قہرمان نے چاہا تھا کہ جلد تر خاک
سے اُٹھکر اپنے لشکر مین بھاگ جاؤن حریف سے جان بچاؤن ذلت ہوئی تو ہو جان کے آگے عزت و آبرو کا
خیال بیکار ہی لیکن شہریار نے اُسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمناے دل نکالے فوراً اُچکتے ہی اُسکے سینہ پر
سوار ہو کے بصد عجلت بقوت تمام تر گردن اُسکی مروڑ کر سر اُسکا دھڑ سے اُسکے کھینچ لیا تن اُسکا خاک
پر تڑپنے لگا شہریار اُسکا کام تمام کر کے سر اُسکا ہاتھ مین لیے ہوے اُٹھا پھر نوک نیزہ پر بلند کیا اہل اسلام
نے قہرمان کے ہلاک ہونے سے خوش ہو کر بے اختیار یکبار شور و غل کیا باواز بلند تعریف شہریار کی کی
بادشاہ لشکر اسلام نے بھی از حد شادمان ہو کے شہریار کی تعریف کی کشتیان زر و جواہر کی طلب کر کے
زر و جواہر اُسپر نثار کیا پھر پیار سے اُسے سینہ سے لگایا کفار قہرمان کے ہلاک ہونے سے نہایت غمگین

ہوے اکثر اوسکی فوج کے سوار و سردار اُسکے غم مین رونے لگے اور کہنے لگے بعد ایسے بادشاہ قدردان
کے زندہ رہنا ناگوار ہی جسنے اُسکا مدتون نمک کھایا ہو آج اُسکو ہمارے سامنے اُسکے دشمن نے ہلاک
کیا ہو جسنے یہ تیغ و سپر بیکار باندھی ہو اگر ہم مرد ہین نامرد نہین ہین ضرور اپنے بادشاہ کے خون کا عوض لینگے
قاتل کو اپنے بادشاہ کے قتل کرینگے ہم نمک حلال ہین حق نمک ادا کرتے ہین اگر جنگ مغلوبہ ہوگی تو کیا خوف
ہو روبرو مرجاوینگے ساتھ اپنے بادشاہ کے دنیا سے سوے ملک عدم جاوینگے یہ کہکر وہ سب نابکار براے قتل
شہریار آگے بڑھے اُسوقت کرائیتون نے بھی اپنی تقریر سے جملہ کفار کو خوب ہی آمادہ جنگ کیا جس کا
ارادہ لڑنے کا نہ تھا وہ بھی اُنکی تقریر سے لڑنے پر آمادہ ہوگیا یہانتک کہ جملہ لشکریان قہرمان کہ تعداد اُنکی
پانچ لاکھ تھی آلات حرب و ضرب ہاتھون مین لیکر مانند دریاے قہار کے بڑھے اور شہریار پر حملہ ور
ہوے ادھر شہریار نے جلد مرکب پر سوار ہوکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اُنکو قتل کرنا شروع کیا
جب کفار نے یکبارگی حملہ کیا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی سوار ہوکے اپنے تمامی لشکر کو حکم بڑھنے کا دیا
فوراً تمام اہل اسلام مرکبون پر سوار ہوکے تیغین علم کرکے گرز ہاتھون مین لیکے نعرے کرکے بڑھے جب
دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی مردمان بازاری اپنا مال و اسباب چھوڑکے بھاگے تاجرون نے اپنے
مال سے ہاتھ اُٹھاکے متاع جان کا یون خیال کیا کہ متاع جان وہ بیش بہا ہو کہ جسکی قیمت کا حق کوئی بھی دے
نہین سکتا ہو اگر یہ لڑائی مین تلف ہوجاویگی تو غضب ہوجاویگا اسکو جسطرح ہوسکے بچانا چاہیے اور مال و اسباب
کا کچھ خیال نکرنا چاہیے کیونکہ آگے اس متاع کے اسباب و مال کیا مال ہو یہ خیال کرکے وہ ادھر جلد و دکاندار
خوف جان سے اپنا اپنا مال و اسباب چھوڑکر بھاگے یہان تلوار چل رہی تھی کافر و دیندار لڑ رہے تھے کہ
صلصال نے لاجورد شاہ سے کہا میرا دل چاہتا ہو کہ مین بھی مع اپنی سپاہ کے لشکر اسلام پر حملہ
آور ہون یہانتک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل کرون کینہ دیرینہ کو دل سے نکالون ایسا وقت پھر ہاتھ
نہ آئیگا کیونکہ جب دونون لشکر باہم لڑینگے اہل اسلام تاب جنگ نہ لاکر بھاگین گے وقت بھاگنے کے
ہم اُن کو گھیر کے قتل کر ڈالین گے اگر مناسب ہو تو آپ بھی مع اپنی سپاہ کے مسلمانون پر حملہ
کیجے اُنکو قتل کیجیے کیونکہ ان لوگون نے آپ کو بھی بہت صدمے دیے ہین لاجورد شاہ نے
کہا مین تمھاری راے کو پسند کرتا ہون تمھارے ساتھ لشکر اسلام پر ابھی حملہ کرتا ہون ادھر
بختکان نے صلصال اور لاجورد شاہ سے کہا یاد کیجیے جو مین نے کہا تھا آخر وہی ہوا شہریار
نے قہرمان کو ہلاک کیا آپ جانتے تھے کہ قہرمان روئین تن ہو اُسے کوئی ہلاک کر نہ سکے گا یہ
آپ کا خیال خام تھا یہ اہل اسلام ایسے قوی ہین کہ جب کبھی قید مین ہوجاتے ہین اور اُنکو طوق
و زنجیر وغیرہ مین جکڑ دیتے ہین اور زندان مین قید کرتے ہین جسوقت تک زمانہ رہائی کا نہین ہوتا ہو
یہ ہتھکڑی اور بیڑی اور زنجیر پہنے رہتے ہین اور جب وقت اُنکی رہائی کا آتا ہو تو زنجیر و طوق
وغیرہ کو کہ وہ آہنی و نہایت محکم و گرانبار ہوتا ہو اُسے مانند تارہاے عنکبوت کے توڑ کر
پھینک دیتے ہین فولادی لوہے کی اُنکی قوت کے آگے کچھ بھی حقیقت نہین ہو جب لوہا اُنکے
ہاتھ مین آتا ہو گویا موم ہوجاتا ہو بس ایسے قوی بہادرون کے آگے حریف کا قتل کر ڈالنا
کچھ مشکل نہین ہو اگر شہریار نے قہرمان کے سر کو اُسکے دھڑ سے کھینچ لیا تو کیا مقام حیرت ہو اگرچہ

وہ رو دیئیں حق بجانب تھا لیکن یہ بھی تو کیسے قوی ہیں کہ جنکی ادنے قوت کا حال ابھی میں نے بیان کیا ہے ایسے بہادرون سے آپ دونون صاحب اسوقت لڑنے کو بڑھتے ہیں اچھا نہیں کرتے ہیں اسے بھی یاد رکھیے گا کہ جو آپ کا مطلب دلی ہے وہ ہرگز بر نہ آوے گا مسلمان کبھی نہ بھاگیں گے آپ اُن کو گھیر کر قتل نہ کر سکیں گے میری راے تو یہ ہے کہ اسوقت اہل اسلام فوج قہرمان سے لڑ رہے ہیں ہما بے خوف و خطر یہان سے کسی طرف بھاگیے اس وقت یہ آپ کا تعاقب نہ کرین گے اور سا اگر ان پر حملہ آور ہو جیے گا تو کچھ فائدہ نہ ہوگا انجام کار بھاگیے گا اس حکم کو بھی میرے یاد رکھیے گا اگرچہ میں علم نجوم و رمل سے یہ حکم نہیں لگاتا ہون صرف عقل کے ذریعہ سے یہ حکم لگایا ہے لاجورد شاہ اور صلصال نے کہا ہم تیری راے پسند نہیں کرتے ہمارے دل میں مسلمانون سے کینہ ہے اور یہ وقت مسلمانون پر گو نہ سخت ہے پس ایسے وقت میں ہم ان مسلمانون کو ضرور قتل کرین گے یہ کہکر ایک جانب سے صلصال نابکار لشکر اہل اسلام پر مع اپنی سپاہ کے حملہ آور ہوا دوسری جانب سے لاجورد شاہ ہمراہ اپنی سپاہ کو لے کر اہل اسلام پر گرا اب چار دریاے لشکر باہم مل گئے اول تو پہلے ہی تلوار خوب چل رہی تھی کا فرود بیدار قتل ہو رہے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی اب اور بھی لڑائی میں ترقی ہوئی تین جانب لشکر کفار ایک سمت اہل اسلام اسوقت کی لڑائی بہادرون کی قابل دید تھی وہ ہر مجمع میں برق شمشیر کا دمبدم چمکنا وہ ہر سمت سیاہ ڈھالون کا مانند گھٹا کے اٹھنا وہ پے در پے بارش تیرون کی وہ کمانون کا کڑکنا وہ رعد آسا دلاورون کا نعرے کرنا وہ نیزون کا دم بدم اٹھنا وہ سنانون کا چمکنا وہ ضرب گرز بالاے گرز وہ اسپ کی صداے مہیب وہ دلاورون کا بزن و بگیر کہنا وہ کوتل گھوڑون کا میدان جنگ میں دوڑنا وہ گرد و غبار کا بلند ہونا وہ کرنلیون کا کفار کو آواز بلند آمادہ جنگ کرنا وہ زخمیون کا مرکبون سے بالاے خاک گرنا اور مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپنا حالت تشنگی میں پانی طلب کرنا اور کسی کا نہ دینا وہ اُن زخمیون کا درد زخمہاے کاری سے دمبدم کراہنا نالہ و فریاد کرنا کسی کا اُسپر رحم نہ کرنا بلکہ جنگ مغلوبہ کی حالت میں کشتون اور زخمیون کا پامال سم اسپان ہو جانا اور وہ سوار و پیادون کا دم بدم قتل ہونا وہ اُنکے سر و تن کا زمین پر گرنا وہ جھپا جاق خنجر وہ تلوارون کی جھنکار وہ گھوڑون کی کثرت سے اوج غبار وہ جابجا لاشون کے ڈھیر کشتون کے انبار وہ دریاے خون دلاورانکا عرصۂ جنگ میں رواں ہونا وہ لاشون کا اسکی میں مانند زورقون کے نظر آنا وہ سرہاے کشتگان کا دریاے خون میں حبابون کے مانند دکھائی دینا وہ نقیبون کا آواز بلند اہل اسلام کو اپنی تقریر سے سپاہیون نے دینا اہل اسلام کا بڑھ بڑھ کر لڑنا راوی بیان کرتا ہے کہ ہنوز جنگ عظیم ہو رہی تھی عین گرمی بازار جنگ میں امیر ثانی جو پردہ قاف سے قریش ثانی سے رخصت ہو کے تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوے تھے قریب اپنے لشکر کے پہونچے دیکھا کہ جنگ عظیم ہو رہی ہے کوسون تک سپاہ ہی سپاہ نظر آتی ہے وہ دیو جو تخت امیر ثانی کا اٹھائے ہوے تھے انھون نے اس قدر کثرت بنی آدم کی دیکھ کر خوش ہو کر عرض کیا اے امیر ثانی ہم بہت بھوکے رہتے ہیں غذاے لذیذ نہ ملنے سے سیر ہو کر

نہیں کھاتے ہیں ہم سب غذاؤں سے لذیذ تر گوشت بنی آدم کو جانتے ہیں اگر کبھی بنی آدم کو بہ کثرت
کھا جاتے ہیں اسدن البتہ پیٹ ہمارے بھرتے ہیں اور خوش بھی بہت ہوتے ہیں اسوقت یہاں
بنی آدم بہ کثرت بلکہ لاکھوں نظر آتے ہیں اگر حکم ہو تو ہم انکو کھا کر اپنے پیٹ بھر لیں امیر ثانی نے
فرمایا اول تو بنی آدم کے گوشت کا کھانا خلاف شرع ہے دوسرے یہ جو دور تک مردمان سپاہ
نظر آتے ہیں انمیں اہل اسلام بھی ہیں اور کفار بھی ہیں اُنھوں نے عرض کیا ہم اہل اسلام و کفار
کو خوب پہچانتے ہیں دوست و دشمن کو آپ کے جانتے ہیں ہرگز ہم اہل اسلام کو نہ کھائیں گے
ان کفار کو کہ وہ آپ کے دشمن ہیں اور اس وقت آپ کے سرداران سپاہ و مردمان سپاہ سے
لڑ رہے ہیں صرف اُنھیں کو کھائیں گے اگر حکم آپ کا پائیں گے امیر ثانی نے فرمایا تم اب تخت
کو بالاے زمین بلندی سے لے چلو جلد ہم کو ہمین لشکر میں پہونچا دو خبردار تم کافر و مسلمان کو
نہ کھانا ہاں کفار کو اپنی صورتیں دکھا کر دور سے ڈرا دینا دیو حسب الحکم تخت زمین پہ لائے
امیر ثانی تخت سے اُتر کر تیغ و سپر لے کر اپنے لشکر کے ایک مرکب صبا رفتار پہ سوار ہو کے نعرہ
کرکے کفار پر حملہ آور ہوے کفار نعرہ امیر ثانی کا سنکے گھبرائے حواس منتشر ہوے خصوصاً
صلصال اور لاجورد شاہ بہت گھبرائے بختگان نے کہا سنا آپ نے نعرہ امیر ثانی کا کیا
اپنے لشکر میں آئے گویا ہم لوگوں کی قبض روح کو ملک الموت آئے اب بتائیے کیا ارادہ ہے
اب بھی یہاں سے بھاگیے گا یا نہیں یا ابھی میدان میں دست امیر ثانی سے قتل ہو جائیے گا
اور اپنے ساتھ اپنے مردمان سپاہ کو بھی قتل کرائیے گا ہنوز لاجورد شاہ نے بختگان
بدکردار کو جواب نہ دیا تھا کہ یکایک وہ چاروں دیو جو تخت امیر ثانی کو اپنے دوش پر اُٹھا کے
پردۂ قاف سے لائے تھے اُنھوں نے اپنے تئیں ظاہر کرکے کفار بدکردار کی طرف
بڑھے اور امیر ثانی کی نظر بچا بچا کے کفار کو اُٹھا اُٹھا کے کھانا شروع کیا دیو
کفار کو ہیم کھاتے جاتے تھے اور خوش ہوتے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ دیکھتے
رہو کہ امیر ثانی ہمیں اور تمھیں ان آدم زاد کو کھاتے ہوے نہ دیکھ لیں ورنہ وہ ضرور سزاے
سخت دیںگے اُنکے عتاب کے ہم متحمل نہیں ہیں اور یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ حالت گرسنگی میں غذاے
لذیذ سامنے بکثرت موجود ہو اور اُسے نہ کھائیں آج ایک مدت مدید زمانہ بعید کے بعد یہ
غذاے لذیذ میسر آئی ہے جہاں تک ہو سکے کھا لیں لطف زندگی اُٹھا لیں پھر ایسا وقت ہاتھ نہ
آئے گا یہ کہتے جاتے تھے اور کفار کو کھاتے جاتے تھے ادھر تو اہل اسلام نعرہ امیر سنکے
شادمان ہوے تھے اُدھر کفار نعرہ امیر ثانی سنکے پریشان خاطر ہوے تھے اب دیوؤں نے
جو شکلیں ہیبت ناک اپنی اُنھیں دکھائیں اور اُنھیں اُٹھا اُٹھا کے کھانا شروع کیا کفار رہا تو جے
ہوے لڑ رہے تھے یا دفعتاً پسپا ہوتے بھاگنے لگے لاجورد شاہ اور صلصال جانب شہر صندل
بھاگے اُنکے ساتھ اُنکی فوجیں باقی ماندہ بھاگیں مردمان سپاہ قہرمان ہزارہا قتل و ہلاک ہو چکے
تھے جب لاجورد شاہ و صلصال بھاگے باقیماندہ مردمان سپاہ قہرمان کے بھی پاؤں اُکھڑ گئے
ہزاروں تو اُنھیں کے ساتھ رزمگاہ سے گریزاں ہوے جو رہ گئے وہ قتل ہوے اہل اسلام نے کئی کوس تک کفار

کا تعاقب کیا بعدہ اپنے لشکر کی طرف مراجعت کر کے کفار کے خیام و بارگاہ اور اسباب انواع و اقسام کو غارت کیا امیر ثانی نے اسی وقت چند ہرکاروں کو حکم دیا جلد جاؤ اور یہ خبر لاؤ کہ لاجورد شاہ اور صلصال ہیانے بھاگ کر کس طرف گئے ہیں ہرکارے حسب الحکم روانہ ہوئے امیر ثانی ہرکاروں کو روانہ کر کے خدمت بادشاہ لشکر اسلام میں آئے بادشاہ کو تسلیم کر کے خاموش کھڑے ہوئے شاہ موصوف نے بعد مزاج پرسی و استفسار حال کے فرمایا ہم کو بہت تردد تھا خیر خداوند عالم کی عنایت سے آپ کا لشکر میں آنا ہوا اور عین وقت پہ آنا ہوا امیر ثانی نے عرض کیا مجھے بھی شوق قدمبوسی بہت تھا اسی وجہ سے پردۂ قاف میں زیادہ قیام پذیر نہیں ہوا جلد حاضر ہوا ابھی امیر ثانی یہ عرض کر رہے تھے کہ جملہ سرداران سپاہ حاضر خدمت امیر ہوئے سب نے واسطے سلام کے سر جھکائے امیر ثانی نے سب کو دیکھ کر خوش ہو کے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا بعدہ باشارۂ بادشاہ لشکر اسلام میدان جنگ سے بفتح و فیروزی ہمراہ رکاب بادشاہ مع تمامی سپاہ کے فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع راہ ہنگام جنگ قیامگاہ سپاہ پر پہونچے بادشاہ لشکر اسلام تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ہمراہ اُنکے امیر ثانی اور جملہ سرداران سپاہ بھی مرکبوں سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئے سوار و پیادے بھی اپنے خیام میں گئے بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی میں جا کر بالائے تخت بیٹھے امیر ثانی اپنے صندل پر اور سب سرداران لشکر جو موجود تھے اپنے اپنے صندل پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اسلام نے امیر ثانی سے مخاطب ہو کر فرمایا شکر ہے خدا کا کہ یہاں بھی ہم کفار پر غالب ہوئے کشت و خون بہت ہوا کفار و اہل اسلام بہت کام آئے یہ جنگ ابھی سر ہوتی آپ کے آنے سے اور فضل خدا شامل حال ہونے سے فتح ہوئی دل نہایت خوش ہوا چاہتے ہیں خوشی خاطر ظاہر بھی کریں لہذا پہلے تو وہ اہل اسلام جو ہمارے لشکر کے آج قتل ہوئے ہیں دفن کیے جائیں بعدہ بزم عشرت نہایت تکلف سے بارگاہ شاہی میں آراستہ کی جائے تاکہ چند روز جشن کریں امیر ثانی نے اپنے صندل سے اُٹھ کر عرض کیا جو ارشاد ہوا ہے ایسا ہی ہوگا یہ عرض کر کے اپنے صندل پر بیٹھ کر ملازموں کو حکم دیا کہ جو اہل اسلام آج قتل ہوئے ہیں اُنکو جا کر دفن کرو اور تعداد کشتوں کی آکر بیان کرو کہ اہل اسلام کس قدر قتل ہوئے اور کفار کتنے مارے گئے ملازم مذکور یہ حکم پا کر روانہ ہوئے لاشے اہل اسلام کے دفن کرنے لگے جب وہ دفن کشتگان اہل اسلام سے اور شمار کشتگان کفار سے فارغ ہوئے خدمت امیر ثانی میں حاضر ہوکے دست بستہ یوں عرض کناں ہوئے کہ ہم نمکخواروں نے حکم کی تعمیل کی لاشے جملہ اہل اسلام کے جو آج قتل ہوئے تھے اُنہیں دفن کرا دیا تعداد کشتوں کی پانچ ہزار تھی اور شمار سے کشتگان کفار کے معلوم ہوا کہ وہ سب قریب دس ہزار سوار و پیادوں کے قتل ہوئے ہیں یہ عرض کر کے ملازمان مذکور تو بارگاہ کے باہر گئے لیکن اُسوقت در بارگاہ سلیمانی پر کچھ شور و غل ہوا امیر ثانی نے خدام سے فرمایا دریافت تو کرو کہ یہ شور و غل کیسا ہے اُنہوں نے جا کر دریافت کر کے خدمت امیر ثانی میں آکے دست بستہ عرض کیا کہ چار دیو در بارگاہ پر آئے ہیں وہ کچھ اپنی زبان میں کہتے ہیں اُنکی گفتگو سمجھ میں نہیں آتی ہے خدام بارگاہ اُنکو ہٹاتے ہیں تو وہ نہیں ہٹتے ہیں امیر ثانی

نے فرمایا ان دیوون کو ہمارے روبرو لے آؤ وہ ملازم گئے اور اُنکو بارگاہ مین لائے دیوؤن نے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہو اگر حکم ہو تو حاضر رہین ورنہ رسید اپنے یہان لشکر مین داخل ہونے کی ہمین دیجیے تاکہ ہم جاکر اپنی مالکہ کو دیدین امیر ثانی نے اُنکی تقریر سُنکے اپنے پہونچنے کا حال ایک پرچۂ قرطاس پر لکھوا کر اُنکو دیا اور اُنکی زبان مین اُنسے کہا کہ ہماری طرف سے فرشتہ ثانی سے کہنا کہ عمرو ثانی اگر اپنے ہوش و حواس مین آیا ہو تو جلد اُسے ہمارے پاس روانہ کرو ورنہ اُسکی صحت مزاج کی تدبیر کرو دیو نے ارشاد امیر ثانی کو سُنکے بارگاہ سے نکل کے جو پرواز کیا دیو تو سوے پردۂ قاف روانہ ہوے لیکن امیر ثانی نے حسب ارشاد بادشاہ لشکر اسلام ملازمون کو بزم عشرت کے آراستہ کرنے کا حکم دیا اُنھون نے جلد تر بزم عشرت آراستہ کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر و دیگر اشخاص ذی عزت بمع حرمت داخل بزم عشرت ہوکے علے قدر مراتب تخت جواہر نگار اور صندلون اور کرسیون پر بیٹھے اُسوقت حکم امیر ثانی سے ساقیان گلرخسار کشتیان بادۂ گلنار کی مع جامہاے یاقوتی بلورین لیکر حاضر ہوے اور حکم پاکر شیشون سے شراب ناب جام و ساغر مین اُنڈیل اُنڈیل کر اہل بزم کو جام پر جام دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا جب سب خرد و کلان اعلے ادنی شراب پی چکے اور ساقیان گلرو کشتیان شراب کی اور قابین گزک کی اوٹھاکے لے گئے اُس دم حکم امیر ثانی سے ایک رقاصہ نہایت حسین و خوبرو و خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی کو سلام کرکے بعد درست ہونے سازون کے کھڑی ہوکر رقص کرنے لگی ہر ایک سازندہ ساز بجانے لگا سب اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے اکثر سرداران لشکر بجاے خود اُس کے رقص کی تعریف کرنے لگے جب وہ رقاصہ رقص کر چکی پھر ٹھہر کے اُس نے یہ غزل شروع کی

غزل

پیری مین بھی یہ حسن کا اُسکے وفور تھا
اُسکو جو ناز تھا تو ہمین بھی غرور تھا
آنکھین جو مستون کی بھرین جام کی طرح
گردن کشون کے سر کو جھکانا ضرور تھا
حسرت زدون کی لاش پہ شاد و پری کی نگاہ
میدان عشق مین وہ جوانمرد سور تھا

ہر حال مین شکستہ دل ناصبور تھا
ہوے سفید نور کے تڑکے کا نور تھا
معراج مین جو عرش علا پر بھی گئے
کیف شراب نشۂ زہد کا سرور تھا
قطعہ
ایکدن جو مین گور غریبان گذر ہوا
ایک ڈھیر آرزو کا میان قبور تھا

شیشہ بھی تھا تو سنگ حوادث سے چور تھا
الفت کا جا بجا ہین کے دلمین وفور تھا
معلوم جب ہوا کہ یہ انسان بھی دور تھا
داغ رون ہلال مہ چرخ بنا نہ کیون تھا
رہنے یہ بھی یہ جوش دل کا وفور تھا
اے شاد سر فروشی فرہاد کیا کہون

جب غزل پسندیدہ وہ رقاصہ بناز و ادا و کرشمہ گا کے تمام کر چکی کچھ اہل بزم کو جوش و سرور نہ دیکھ کر سمجھی کہ اس غزل کے شاید اشعار پسند خاطر اہل بزم نہین ہوے لہذا اب ایسی کوئی غزل گانا چاہیے کہ جملہ اہل بزم خوش ہون یہ خیال کرکے اُسنے یہ غزل شروع کی

غزل

لگا ہے مین دل نازک بت سفاک خود سر سے
چھڑکتے ہین پسینہ ابروؤن کا پوچھئے سب پر
ازل کے روز سے گردش رہی مجھ رند سرکش کو
لیے ہین خواب مین اُس ماہ وش کے ہونٹھو کے بوسے

ابھی ہم آپ شیشہ توڑتے ہین آج پتھر سے
وہ اپنے کشتون کو نہلا رہے ہین آب خنجر سے
مشابہ ہو خط تقدیر میرا خط ساغر سے
مگر دھویا ہے ہمنے منھ کو اپنے حوض کوثر سے

نہین وہ گل جو پہلو مین تو کروٹ لینی مشکل ہی — سوا ہی فرش گل اپنے لیے کانٹون کے بستر سے
سوال وصل پر اُس ترک کے ابرو کو جنبش ہی — یہ مطلب ہی کہ تیغ قتل مجکو دم مین خنجر سے
نہ پوچھو حال کچھ اُس بیوفا کی کج ادائی کا — خدا محفوظ رکھے اے فرون یار ستمگر سے

اہل بزم اشعار غزل مرقومہ بالا سنکے خوش ہونے لگے بجاے خود نوجوان تعریف کرنے لگے جب وہ نازنین غزل سطور کو تمام کر چکی با شارۂ امیر ثانی ملازمون نے زر کثیر اُسے دیکے رخصت کیا بعد اُس کے جانے کے اور ایک رقاصہ مع اپنے سازندون کے بحکم امیر ثانی بزم عشرت مین حاضر ہوکے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے گانا سننے لگے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر اسلام تو بزم عشرت مین بیٹھے ہوے ہین امیر ثانی کے تشریف لانے اور فتح کفار پر پانے کی خوشی مین جشن کیا ہی ہرکارے واسطے دریافت حال لاجورد شاہ اور صلصال نابکار کے گئے ہین امیر کو اُن کے آنے کا انتظار ہی لشکر اُترا ہوا ہی کوچ کرنے کا ابھی عزم نہین ہی لیکن دیکھیے کب ہرکارے خبر لاجورد شاہ لاتے ہین اور کب جشن موقوف ہوتا ہی اور کب امیر ثانی مع لشکر کوچ کرتے ہین

داستان جانا چارون دیوون کا خدمت قریشۂ ثانی مین اور ہوش مین آنا عمرو ثانی وغیرہ عیارون کا کوشش قریشۂ ثانی سے پھر رخصت ہونا عیارون کا اور عیاری کرکے رہا کرنا رستم ثانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا۔ ساقی نامہ مؤلف

پلا ساقیا وہ مئے مشکبو
کہ ساقی اب آیا ہی وقت خمار
لکھون حال اک خیر اندیش کا
لکھون مگر کچھ پانچ عیار کا

کہ پی ہو نہ جمشید نے بھی کبھو
پیون مین تو نشہ مین ای میر
رقم کچھ کرون حال درویش کا
دکھاؤن طبیعت کا پھر اپنی رنگ

میری طبع کیونکر ہو بیقرار
پرستان کی لاؤن ابھی مین خبر
یہ پھر قصد ہی تجھ سے میخوار کا
لکھون نشہ مین جادوئی مین جنگ

محرران حالات عجیب و کاتبان وقایع غریب اس داستان نادر و جمیل کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب وہ چارون دیو امیر ثانی سے رخصت ہوکے خدمت قریشۂ ثانی مین پہونچے اور وہ پرچۂ قرطاس جسپر امیر ثانی نے حال اپنے داخل ہونے کا لشکر مین درج کردیا تھا اُنھون نے اپنی مالکہ قریشہ کو دیا اُس نے عبارت پڑھکر اور جو زبانی امیر ثانی نے دیوون سے کہا تھا اُس سے بھی باخبر ہوکر تا دیر فکر کی بعد فکر بسیار دیوون سے تخت طلب کرکے اُس پر عمرو ثانی کو بٹھا کر خود بھی اُسی تخت پر بیٹھ کر چارون دیوون سے کہا تخت اُٹھا کر کوہ قاف کے قریب تر جو ایک کوہ سے کے درے مین ایک درویش کامل مدت مدید سے رہتا ہی اور شب و روز عبادت الٰہی کرتا ہی اُسکے پاس مجھے پہونچا دو دیوون نے حسب الحکم تخت اپنے دوش پر اُٹھا کے بلند ہوکے بعد قطع راہ اُسی درویش کے پاس قریشۂ ثانی کو تھوڑی دیر مین پہونچا دیا قریشہ تخت سے اُتر کر قریب اُس درویش کے گئی دیکھا کہ ایک درویش نہایت ضعیف ہی کہ جسکی ریش دراز ہی اور پلکین بڑھکر نصف بینی تک آگئی ہین ایک بوریہ پر بیٹھا ہوا ذکر خدا مین مصروف ہی چہرہ اُسکا باوجود کبر سنی کے مانند ماہ انور روشن ہی نحیف و زار ایسا ہی کہ جملہ استخوان اور رگین اُسکی تنکے کی مثال مین

کبھی وہ درویش بآواز ضعیف یا حق لگاؤ یا معبود کہتا ہو اسباب دنیوی سے اسکے پاس کچھ نہین ہو
صرف ایک بہت اور ایک بوریا ہو اور ایک تسبیح ہو ہنوز قریشہ ثانی اسکے عقب پشت کھڑی تھی
اور اس کے حال پر نظر حیرت کر رہی تھی ناگاہ اس فقیر روشنضمیر نے حال قریشہ ثانی کے
آنے سے اور اس کے مطلب سے آگاہ ہو کے اپنے پس پشت مڑ کر آنکھین اٹھا کر دیکھا قریشہ نے
اس کے دیکھتے ہی اس کے رعب و بزرگی کمال کے سبب سے بے تحاشا ہاتھ اٹھا کے اسے سلام
کیا اور پوچھا آپکا مزاج کیسا ہو اسم شریف آپکا کیا ہو یہان درہ کوہ مین آپ تشریف رکھتے ہین تنہائی
مین کیونکر بسر ہوتی ہو فقیر مذکور نے تسبیح کو رکھکر سلام کا جواب دیکر کہا شکر ہو معبود حقیقی کا کہ اس
گوشۂ تنہائی مین بآرام تمام زندگی بسر ہوتی ہو کسی طرح کی خالق عالم کی عنایت سے تکلیف نہین ہو دم
رزاق مطلق مجھے صبح و شام رزق بہم پہنچاتا ہو اُس کی بندہ پروری کا شکر ادا ہو نہین سکتا یہ تنہائی مجھے
نہایت پسند ہو اہل دنیا کے شر و فساد سے محفوظ ہون نام میرا کیا پوچھتی ہو مین ایک بندۂ ناچیز و
گنہگار پروردگار کا ہون جو پروردگار عالم کی عبادت و اطاعت چاہیے کرنا وہ ہو نہین سکتی ہو ہر
وقت اسی خیال مین روتا ہون کہ دیکھیے انجام میرا کیا ہوتا ہو نار دوزخ بھی مجھ ایسے گنہگار کو قبول
کرتی ہو یا وہ بھی مجھ سے کراہت کرتی ہو جو لوگ مجھ سے واقف ہین وہ مجھے درویش فغفور
بوریہ نشین کہتے ہین مجھ کو یہان بیٹھے ہوے دو سو برس کا زمانہ ہوا ہو سواے تیرے کوئی مجھ تک
نہین آیا تھا اتنی مدت کے بعد آج تم یہان آئی ہو تمھارے آنے سے اتنی دیر مین ذکر خدا سے باز
رہا مین تمھاری تعظیم کے واسطے اٹھ نہین سکتا ضعف سے اٹھا نہین جاتا ہو معاف کرنا اپنے دل
مین یہ خیال نہ کرنا کہ ہم سے حاکم کی تعظیم درویش فغفور بوریہ نشین نے نہ کی مین ضرور تمھارے تعظیم
اٹھتا لیکن نقاہت و ضعف سے مجبور ہون یہ کہکر اشارہ سے کہا کہ اس بوریہ پر بیٹھ جا قریشہ نے
بوریہ پر بیٹھنے سے کراہت کی درویش نے کہا اے قریشہ ثانی تم فرمانرواے کوہ قاف ہو تخت
نشین ہو اس فقیر کے بوریہ پر کیون بیٹھنے لگین تم کو بوریہ پر بیٹھنے سے کراہت ہو خیر نہ بیٹھو تم جس مطلب
کے واسطے آئی ہو مجھے معلوم ہوا اور ابھی ایک مرتبہ پھر یہان آؤ گی اس درویش کو ذکر خدا سے
باز رکھو گی قریشہ گفتگوے درویش مذکور سنکے بہت حیران ہوئی دلمین کہنے لگی یہ درویش صاحب
کمال معلوم ہوتا ہو میرے نام اور میرے مطلب سے آگاہ ہو گیا ہو مگر اسقدر خلاف کہتا ہو کہ پھر ایک
مرتبہ یہان آؤ گی اب تو مین بضرورت یہان آئی دوبارہ کسواسطے آؤنگی ابھی قریشہ ثانی اپنے دل
مین یہ کہہ رہی تھی کہ اس درویش نے مسکراکر کہا بابا جو فقیر نے کہا ہو اسے یقین جان جھوٹ نہ سمجھ اور
تعجب اسکا نہ کر کہ یہ فقیر میرے نام اور میرے مطلب سے آگاہ ہو گیا ہو اے قریشہ ثانی آگاہ ہو کہ مرد
کامل اور خاصان خدا کے نزدیک ایسے امور سے آگاہ ہو جانا کچھ مشکل نہین ہو کیونکہ دل ان کے
ذکر خدا کرتے کرتے روشن ہو جاتے ہین زبانین اثر آجاتا ہو اگر تمکو میرے کہنے کا یقین نہین ہو تو ابھی اسقدر تجھے
کہتا ہون کہ تم عمرو عیار کو اپنے ساتھ لائی ہو جاتی ہو کہ اسکے ہوش و حواس بجا ہو جائین خیر اچھا اسے میرے
پاس لے آؤ فقیر تھوڑے پانی پر چند اسماے الٰہی پڑھکے دیتا ہو اور اُسپر کچھ دعائین دم کیے دیتا ہو اگر معبود
چاہے گا تو وہ اچھا ہو جائیگا اپنے ہوش و حواس مین آجائیگا گفتار سے جو باتین اسے سمجھائی ہین

اور امور عجیب و غریب عمرو ثانی نے دیکھے ہین اور اُنکا اعتقاد اُسے ہوگیا ہر بھول جائیگا اور راہ راست
پر آجائیگا قریشہ ثانی یہ تقریر اُس درویش روشن ضمیر کی سنکے بعد حیران ہونے کے خوش ہوئی فوراً عمرو
ثانی کو اُس درویش کے سامنے لے آئی اور بخیال آزردہ ہونے درویش کے اُس بوریے پر
بیٹھنے لگی فقیر مذکور اُسکے ارادے سے باخبر ہوکے بوریے سے ہٹ گیا بیٹھنے کو جگہ دی
قریشہ ثانی بیٹھ گئی پہلے درویش نے قریشہ سے مخاطب ہوکے کہا اسوقت تو کچھ سمجھکے فقیر کے بوریے
پر بیٹھ گئی ہے یہ تو نے اچھا کیا یاد رکھنا کہ اگر معبود چاہیگا تو ہمیشہ تو تخت نشین رہیگی تیری حکومت و سلطنت
کو زوال نہوگا جو تجھ سے مقابلہ کریگا شکست کھائیگا تجھ پر فتحیاب نہوگا بعد اس گفتگو کے فقیر بوریا
نشین نے جانب عمرو ثانی دیکھا اور مسکرا کر کہا بابا تیرا رتبہ بہت بڑا ہے تو صاحب معجزہ ہفت پیغمبران
ہے زنبیل وغیرہ اشیائے معجزہ تیرے پاس ہین عیاری مین تیرا مثل و نظیر نہین ہے ذرا فقیر پر نظر
نیک رکھنا فقیر سے عیاری نہ کرنا کیونکہ عیاری تیری اس فقیر سے بیکار ہوگی کچھ نفع نہ دیگی
عمرو ثانی تو اپنے ہوش و حواس مین نہ تھا کہ اُسے کچھ جواب باصواب دیتا لیکن قریشہ ثانی نے
کہا ای شاہ صاحب یہ آپ کیا کہتے ہین بھلا آپ سے یہ کیا عیاری کریگا آپ تو اسکے محسن ہین اسکی
وحشت و دیوانگی کو دفع کرنا چاہتے ہین درویش نے جواب دیا بابا دیکھ لینا جو کچھ یہ کریگا مین نے
قبل سے کہا ہے یہ کہکر ہاتھ اپنا اونچا کرکے کہا ایک ظرف گلی مین آب سرد لاکر ہمین دیدو ابھی
اس درویش نے یہ کہا تھا کہ فی الفور اُسکے ہاتھ مین ایک آبخورہ آب سرد سے بھرا ہوا کسی نے
لاکر دیدیا اور وہ نظر نہ آیا قریشہ ثانی حیران ہوئی دل مین اپنے کہنے لگی شاید اس درویش کے
مطیع و فرمانبردار جن ہین یا ملائک ہین اُسے پانی طلب کیا تھا وہ دے گئے ہین یا کوئی عمل اسنے پڑھا
ہے اُس عمل کے موکل اسکے قبضے مین ہین اُنسے جس کام کیواسطے یہ حکم کرتا ہے وہ فوراً اُسے بجا لاتے
ہین ابھی قریشہ ثانی کے دل مین ان باتون کا خیال گذرا تھا کہ وہ درویش ہنسا اور کہا بابا ان خیالات
سے درگذر اپنے مطلب پر نظر رکھ یہ کہکے کچھ آہستہ اُس پانی پر پڑھا اور دم کیا پھر عمرو ثانی پر چند
دعائین پڑھکر دم کین اور قریشہ ثانی سے کہا لو یہ آبخورا لیجاؤ اور جسقدر اسمین پانی ہے اُس کے
تین حصہ کرکے ایک ایک حصہ اسے ہر روز پلاؤ خدا چاہے گا تو بعد تین روز کے بالکل ہوش و
حواس مین ہو جائیگا قریشہ ثانی نے آبخورہ لے کے کہا اب مین جاتی ہون فقیر نے کہا جاؤ بابا حوالے
خدا کے کیا ہمیشہ آباد و شاد رہو قریشہ نے پھر بے اختیار اُسے سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر
تسبیح اُٹھائی وہ تو ذکر الٰہی مین مشغول ہوا قریشہ عمرو ثانی کو تخت پر لائی اب جو اسپر غور سے
نظر کی چہرے پر اُسکے رونق پائی ہوش و حواس رفتہ میں بھی کچھ فرق پایا قریشہ خوش ہوکر دیوؤن
سے مخاطب ہوکر کہنے لگی تخت ہمارا اب اُٹھاؤ ہمکو ہمارے مکان مین پہنچاؤ حسب الحکم دیوؤن نے
تخت اُٹھایا پھر اُڑکر بلند ہوے تخت قریشہ ثانی کو اُسکے قصر کی طرف لے چلے بعد تھوڑی دیر
کے دیوؤن نے قریشہ کو اُسکے قصر مین پہنچا دیا وہ تخت سے اُترکر عمرو ثانی کو ہمراہ لیکر بالاے
بام گئی اور اُس پانی کے تین حصہ کرکے ایک حصہ اُسی وقت عمرو ثانی کو پلا دیا اُس پانی کے
پینے سے گویا ہوش و حواس عمرو ثانی کے درست ہوے قریشہ ثانی کو پہچان کر سلام کیا اور

کہا مین یہان کیونکر آیا کون مجھے لایا یہ کہکر کہنے لگا او خداوند تمثال آئینہ رو جلد مجھے اپنے پاس بلا
جمال اپنا دکھا قریشہ اسکی تقریر سنکے سمجھی کہ پانی کے پینے سے اتنا تو ہوا کہ آج اسنے مجھے پہچانا اب
دو روز اگر یہ پانی اور پیئے گا تو بقول درویش فقیر بوریہ نشین کے بالکل ہوش و حواس اس کے
درست ہو جاینگے راہ راست پر آجائیگا خداوند تمثال آئینہ رو کے اعتقادات کو فراموش کریگا
یہ سمجھکر خاموش رہی دوسرے روز دوسرا حصہ اُسی پانی کا عمرو ثانی کو پلایا اُس روز پانی کے
پینے سے روز اول سے زیادہ نفع معلوم ہوا جب وہ روز بھی گذر کر تیسرا روز ہوا اور قریشہ ثانی نے
باقی ماندہ آب مذکور عمرو ثانی کو پلایا پیتے ہی پانی کے بالکل صحت و درستی مزاج حاصل ہوئی
ہوش و حواس درست ہو گئے اور جو اعتقادات بد اُسنے اختیار کیے تھے ہوش و حواس درست
ہونے سے اور تاثیر آب مذکور سے اُنسے اُسنے اجتناب و کراہت کی اچھی طرح راہ راست پر
آگیا قریشہ ثانی بہت خوش ہوئی عمرو ثانی نے اچھی طرح ہوش و حواس مین آکے قریشہ ثانی سے
پوچھا آپ مجھکو لشکر اسلام سے یہان کب لائی تھین یا امیر ثانی مجھکو اپنے ہمراہ یہان لائے تھے
مجھکو تو کچھ ایسا خیال ہے کہ مین واسطے عیاری کے ضحاک ریش دراز نائب تمثال آئینہ رو کیطرف
گیا تھا پھر مجھے نہین معلوم کیا ہوا یہان آنا میرا کیونکر ہوا قریشہ ثانی نے کہا ایک روز مین واسطے
مقابلہ دیو اہرمن کے سیہ پاہ گئی تھی فضل خدا سے اُسے قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے کے
فتح و ظفر لیے اپنے مکان کی طرف آنے کا قصد کیا تھا اتفاق سے راہ بھول کر جانب لشکر اسلام جا نکلی
تھی وہان بہ لشکر اسلام کو مبتلائے سحر دیکھا تھا حصار سحر مین سب اہل لشکر قید تھے ہر ایک شخص نالہ
و فریاد کرتا تھا مجکو اہل اسلام کے مبتلائے سحر و بلا ہونے پر رحم آیا تھا ناگاہ دیکھا مین نے کہ
ایک سیاہ روئین رسیدہ کہ جسکی ڈاڑھی زیادہ لمبی تھی تمکو اور جناب امیر ثانی کو تخت پر ڈالے
ہوئے خود بھی تخت سحر پر بیٹھا ہوا کبر و نخوت ایک سمت ارادہ جانے کا کرتا تھا زمین سے
تخت سحر اسکا بلند ہو چکا تھا مجھے یہ دیکھکر اُس ساحر پر نہایت غصہ آیا تھا مین خیال کرتی تھی تمکو
اور جناب امیر ثانی کو اس ساحر زبردست نے اپنے سحر مین مبتلا کیا ہے اور اب کہین یہ اُسے
قید یا قتل کیے جاتا ہے یہ خیال کرکے مین نے اُسی حالت غیظ و غضب مین اپنے ہمراہی دو
دیوؤن کو حکم کیا تھا کہ جلد اس نابکار صاحب تخت کو اٹھاکے کھا لو اور امیر ثانی اور عمرو ثانی
کو اٹھاکر ہمارے پاس لے آو دیو موافق میرے حکم کے دوڑ گئے پہلے تو اُنھون نے اُس
ساحر کو بصد عجلت اُٹھاکے خوش ہوکے اپنے دہن مین رکھ لیا گوشت و استخوان اُسکے
مزے سے کھا گئے بعدہ دو دیو پنجہ پھیلاکر گئے تھے اور امیر ثانی کو اٹھاکر میرے پاس لے
آئے تھے اُسیوقت دیکھا تھا مین نے کہ اُس ساحر کے بطریق مذکور ہلاک ہونے سے وہ حصار
سحر برطرف ہو گیا تھا جملہ مردان لشکر اسلام قید سحر سے رہا ہوگئے تھے امیر ثانی اور تم سے
بھی سحر اُس ساحر کا اُتر گیا تھا لیکن امیر ثانی کو اور تمکو اُن دیوؤن سے لیکر یہان لائی تھی امیر
ثانی تو یہان سے تشریف لے گئے دیو میرے ساتھ اُنکو اُنکے لشکر تک پہنچا آئے ہین مین نے تمھین
اُنکے ساتھ اسواسطے نہ بھیجا تھا کہ تمھارے ہوش و حواس بجا نہ تھے اور اعتقاد بھی تمھارا بد تھا

تم بار بار خداوند تمثال آئینہ رو کو یاد کرکے اُسے پکارتے تھے سوا اُسکے اور بھی بہت سی باتین دیوانون کی سی کرتے تھے مجکو یہ فکر ہوئی کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے جس سے تم اپنے ہوش وحواس مین آؤ چنانچہ بعد فکر بسیار مجکو یاد آیا کہ قریب کوہ ایک پہاڑ کے درے مین ایک درویش مسکن گزین ہی اور یہ حال درویش مذکور کا مین نے اکثر پریزادون سے سنا تھا اور یہ بھی سنا تھا کہ وہ درویش صاحب کمال ہی بس مین تمکو اُس درویش کے پاس لے گئی تھی اُسنے تمپر چند دعائین پڑھکر دم کی تھین اور تھوڑا پانی کچھ اُسپر پڑھکے دیا تھا اور کہا تھا کہ اس پانی کو تین روز تک پلانا مین نے موافق کہنے اُس درویش کے عمل کیا تھا آج تیسرا روز تھا آج وہ پانی ہو چکا تمکو اُس پانی کے پینے سے صحت حاصل ہوئی ہی ہوش وحواس تمھارے درست ہوے ہین مین شکر کرتی ہون خدا کا کہ تمکو صحت ہوئی اب تمکو اختیار ہی خواہ چندے یہان رہو یا اپنے لشکر مین جاؤ عمر ثانی تمام حال سنکے کہنے لگا آپ نے نہایت مجپر احسان کیا دیوانہ وگمراہ کو صحیح کیا اور راہ راست پر لائین آپ نے عجب نیکی میرے ساتھ کی ہی انشاء اللہ تا زندگی یہ سلوک نیک بھی آپ کا مجھے یاد رہیگا پہلے عمرو ثانی نے کہا نہین معلوم چالاک ثانی وبرق ثانی وقران ثانی سیارہ ثانی کا کیا حال ہی وہ بھی مبتلائے سحر ہوے تھے ضحاک ریش دراز نابکار نے اُنھین مبتلائے سحر کرکے قید کیا تھا یہ تو یقین ہی کہ بعد ہلاک ہونے اُس نابکار کے سحر اُنپر سے بھی اُتر گیا ہوگا لیکن میری طرح ہوش وحواس اُنکے بجا نہونگے اگر وہ بھی کسی طرح یہان آجاتے اور اُس درویش کے پاس آپ اُنکو بھی لیجاتین اور وہ دعائین اُنپر دم کر دیتا اور پانی پر بھی کچھ اسماے الٰہی پڑھکے آپکو دیتا اور آپ میری طرح وہ پانی اُنکو پلاتین تو کیا خوب ہوتا میری طرح وہ بھی اچھے ہو جاتے ہوش وحواس اُنکے بھی بجا ہو جاتے وہان ہر چند امیر ثانی صاحب اسم اعظم ہین مگر وہ اُن سے بھی صحیح مزاج نہونگے کیونکہ اگر اُنپر سحر ہوتا تو امیر بہ برکت اسم اعظم الٰہی اُنپر سے سحر کو دفع کر دے سکتے تھے اُنپر تو سحر نہین ہی مگر اُنکے ہوش وحواس بجا نہونگے اور اعتقادات مین فرق ہوگا قریشہ ثانی نے عمرو ثانی سے احوال عیارون کا سنکے کہا اُنکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہے اگر مین چاہون تو وہ ابھی آسکتے ہین عمرو ثانی نے کہا اگر اُنکا یہان آنا مشکل نہین ہی تو اُن کو بلوا لیجیے وہ بیچارے بھی صحیح ہو جائین قریشہ ثانی نے گفتگو خواجہ عمرو ثانی کی سنکے اُسی وقت چار دیوون کو بلاکر اُنسے کہا کہ ابھی تم لشکر امیر ثانی مین جاؤ جس جگہ چالاک ثانی وبرق ثانی وقران ثانی وسیارہ ثانی تمکو لشکر مین نظر آئین اور جس حال مین وہ ہون خواہ جاگتے ہون یا سوتے ہون اُنھین اُٹھا لاؤ دیو حسب الحکم اُسی وقت وہانسے طرف لشکر امیر ثانی کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اور اب حال لشکر امیر ثانی اور عیاران مذکور الصدر کا تحریر کیا جاتا ہی

کہ جب سے تہران نابکار دست شہریار بن ایرج نامدار سے ہلاک ہوا تھا اور لاجورد شاہ اور صلصال شکست کھاکر گریزان ہوے تھے حکم بادشاہ لشکر اسلام سے بزم عشرت آراستہ ہوئی تھی نازنینان خوبرو دو خوشی تمکو بزم عیش مین شب وروز رقص ونغمہ کرتی تھین اہل بزم معروف

بادہ خواری تھے ناچ گانا ہر ایک رقاصہ کا عالم فتنہ رہ مین سنتے تھے سواے خوشی و شادی کے کسی کو
کوئی رنج و غم نہ تھا ان چارون عیار الجنہ مبتلاے دیوانگی تھے کبھی ہنستے تھے گاہ روتے تھے
کبھی لیٹتے تھے گاہ اُٹھکر جس طرف دل چاہتا تھا بھاگتے تھے گاہ زمین سے کوئی کہتا تھا اے نائب
خداوند اے ضحاک ریش دراز جو کچھ آپ نے ہمین سکھایا اور بتایا تھا ابھی تک ہمین خوب یاد ہے
لوح دل پر ہمارے نقش ہو گیا ہے اور جو عجائب و غرائب آپ نے دکھائے ہین اُنکے دیکھنے کو
پھر دل چاہتا ہے لقاے خداوند کی دید کے بھی مشتاق ہین جلد ہمین بہانے بلا لیجیے آرزو مین ہمارے
دل کی نکال دیجیے کوئی عیار کہتا تھا خداوند تمثال آئینہ رو بھی عجیب خداوند روشن دل ہے کوئی عیار
بجاے دف کے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا تو تر تالیان بجاتا تھا اور خیال مین خداوند تمثال
آئینہ رو نابکار کی اُلٹا پلٹا جو کچھ دیوانگی مین زبان سے نکل جاتا تھا بطور بھجن کے اُسے گاتا تھا
کوئی عیار سر اپنا بار بار خاک پر رکھتا تھا اور اُٹھتا تھا اور مردان لشکر سے کہتا تھا کیا دیکھ رہے
ہو تم بھی خداوند کو اسی طرح سجدہ کرو دیکھو وہ خداوند اُس درخت پر جلوہ گر ہین اسوقت جتنے
بھیس مین ہین اکثر مردان لشکر احوال چارون عیارون کا دیکھکر افسوس کرتے تھے اور باہم کہتے تھے
نہین معلوم ان عیارونکو کیا ہو گیا ہے دیوانے ہو گئے ہین کیسی بیہودہ باتین کرتے ہین
جب سے قید سحر سے چھوٹ کر آئے ہین انکا یہی حال ہے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر شاقی و
جملہ سرداران بزم عشرت مین ہین اُنکو ان عیارونکی کچھ بھی فکر نہین ہے امیر شاقی کو لازم تھا کہ اسم
اعظم پڑھکر انپر دم کرکے انکو ہوش و حواس مین لاتے بعض لشکری اُنکو جواب دیتے تھے
بس خاموش رہو ایسی باتین نہ کہو اگر امیر شاقی کو تمھاری اس گفتگو سے آگاہی ہو جائیگی تو نہین
معلوم وہ کیا سزا دین ذرا سمجھو تو سہی کہ تمکو اتنی عقل ہے کہ اسم اعظم ان عیارون پر پڑھ کے دم
کرنا چاہیے تھا کیا امیر شاقی کو اتنی سمجھ نہ تھی کوئی تو بات ایسی ہوگی کہ اُنھون نے ابھی تک ان کے
بارے مین کوئی فکر نہین کی ہے ہنوز سوار و پیادے گرد عیاران مذکور کے کھڑے تھے بہت سے
عیاران لشکر اسلام بھی ان عیارون کو سنبھالے ہوئے تھے اُنکی خدمت و نگہبانی مین مصروف و
مشغول تھے ہزارہا آدمیون کا گرد عیاران مذکور کے مجمع تھا ناگاہ جانب فلک سے چار پنجے مانند
برق کے گرے ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی اور نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوا بعد ایک لحظے کے
جو سب نے دیکھا چالاک شاقی و برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی کو نہ پایا اکثر سوارون
اور پیادون اور عیاران لشکر اسلام کو اُنکے باب مین تردد ہوا کوئی کہنے لگا انکو یہ پنجۂ د
اُٹھا لیگئے ہین یہ جوان بھی خوب تھے اور نامی عیار تھے کسی نے کہا نہین یہ خلاف عقل ہے بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تمثال آئینہ رو کو اب اپنے نائب ضحاک ریش دراز کے ہلاک ہونے
کی خبر ہوئی ہے اُسی لیے کچھ ساحرون کو روانہ کرکے عیارون کو اُٹھوا منگوایا ہے ابھی تو عیارون
پہ یہ سانحہ گذرا ہے دیکھیے سرداران سپاہ پر کیا واقعہ گذرتا ہے خدا خیر کرے کوئی کہتا تھا نہین معلوم
ان عیارون کو کون لیگیا ہے اگر لیجانے والا دوست ہے تو خیر اور اگر دشمن ہے تو برا ہوا خدا اُنکی
جانون کو لیجانے والے کے شر سے بچائے کوئی پیادہ بیوقوف کہتا تھا کہ تم سب اپنی اپنی

عقل کے نزدیک یہ ایک نئی بات کہتا ہے ہوا اور کوئی قوم میں سے ایسی بات نہیں کہتا ہے کہ جسے عقل قبول کرلے
ایک سوار نے اس سے پوچھا کہ اگر تم بہت عاقل ہو تو ایسی کوئی وجہ اِنکے غائب ہونے کی بیان کرو کہ جو
خلاف عقل نہو اُس پیادے نے جواب دیا ہمارے نزدیک اِن چارون عیارون پر ایسی برق گری کہ برق
ثانی وغیرہ کو اُسنے جلا کر خاک کردیا ہے بلکہ خاک بھی باقی نہوگی یہی سب کہتے ہیں کہ انھیں کوئی اُٹھا لیگیا ہے
بھلا عیارون کو پریزاد اور ساحران بد بنیاد کیون لیجاتے یہ تو سلمنے کی بات ہے کہ جو شخص نیکی کرتا ہے واسطے
اُسکے کونین میں بہبودی ہوتی ہے اور جو شخص کسی پر ظلم و جفا کرتا ہے یا اور افعال بد کرتا ہے وہ دین و دنیا مین
مبتلاے عذاب ہوتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ظلم کرنے کا ظالم کرنیوالیکو دنیا ہی پر بدلا ملجاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ سزا و جزا پروردگار موقوف روز حشر پر رکھتا ہے چونکہ عیار بیدرد و سنگدل ہوتے ہیں چالاک ثانی و
برق ثانی و قران ثانی و سیارۂ ثانی نے باہم کسی محتاج و مظلوم کو ستایا ہوگا یا لوٹ لیا ہوگا یا اور کوئی
ظلم کیا ہوگا بس اُسوقت اُس مظلوم نے دو چار گرم آہین کی ہونگی وہی آہین بحکم خداے برق سوزان بنکر
اسوقت عیاران مذکور پر گری ہین انکو جفا و ظلم کرنے کی سزا دنیا ہی پر ملگئی ہے بیکسون کا ستانا مظلومون
پر جفا کرنا برا ہے سنو شیخ سعدی نے بطور نصیحت کہا ہے شعر بآزار مظلوم مایل مباش + زدود دل خلق غافل
مباش + انسان عاقل کو لازم ہے کہ جہانتک ممکن ہو کمر آزار دہی پر نہ باندھے بلکہ حتے الامکان بندگان
خدا سے بہ نیکی پیش آئے پیادہ (یہ کہکر خاموش ہوا جسنے اُسکی تقریر سنی تھی وہ اُسکو نہت بیوقوف
جان کر اُسکی بیہودہ تقریر پر خوب ہی ہنسا اور کہا واہ واہ چار روپیہ کے پیادے خدا تجھے زندہ رکھے
اسوقت تونے خوب ہنسایا کیا اچھے معنون سے عیارون پر بجلی کا گرنا تجویز کیا ہے ایسی فکر کسی نے
عیارون کے بارے مین نہین کی تھی یہ کہکے عیاران لشکر اسلام سے کہا حالانکہ بادشاہ و امیر ثانی
جشن مین ہین لیکن اگر مناسب ہو تو چالاک ثانی وغیرہ کے غائب ہوجانے سے امیر کو انکے گم ہونے
سے آگاہ کرو انھون نے اُنکی راے پسند کیکے بزم عشرت مین جا کے امیر ثانی سے چالاک ثانی
وغیرہ کا احوال عرض کیا امیر ثانی نے متردد ہوکے بزرجمہر کے فرزندون کو علحدہ اُسی بارگاہ مین
طلب کیا اور پوچھا کہ اسوقت چارون عیارون کو کون لیگیا ہے اُنھون نے موافق قاعدۂ علم رمل کے
زایچہ کھینچکر حکم لگایا کہ جو چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ کو لیگیا ہے اور جسنے انکو بلوایا ہے وہ دوست ہے
دشمن نہین ہے بعد گذرنے ایک زمانہ کے عیاران مذکور سے ملاقات ضرور ہوگی امیر ثانی اُنکی تقریر
سنکے خوش ہوے اور خلعت فاخرہ انھین دے کے بعزت و حرمت انھین رخصت کیکے باطمینان دل
پھر بزم عشرت مین اپنے دنگل پر آکے بیٹھے اور رقص و غنا نازنینان خوش گلو کا دیکھنے اور سننے لگے
یہان تو اسطرح سے بزم عشرت آراستہ ہے جسطرح کہ قبل اسکے احوال اُس بزم کا لکھا تھا لیکن اب احوال
اُن دیوون کا لکھا جاتا ہے کہ جو برق وغیرہ کو اُٹھا کر لیگئے تھے جب وہ قطع راہ کرکے خدمت مین قریشہ
ثانی کے پہونچے عیاران مذکور کو سامنے قریشہ کے ڈالدیا اور عرض کیا ہم ان چار عیارون کو
حسب الحکم لے آئے ہین اب جو حکم ہو بجالا ئین قریشہ نے کہا جاؤ ابھی کوئی کام نہین ہے دیو چلے گئے
قریشہ نے عمرو ثانی سے کہا برق وغیرہ کو ہوشیار کرو اُسنے کہا انکو ہوشیار کرنے کی ضرورت نہین ہے
یہ خود ہوشیار ہونگے کیونکہ صدمۂ ہوا سے تھوڑے سے بیہوش ہوگئے ہین پھر عمرو ثانی یہ کہہ رہا تھا کہ

ان عیارون نے آنکھیں کھولکر ادھر اُدھر دیکھکر گھبراکر اُٹھکے مانند دیوانون کے کبھی رونا اور کبھی
ہنسنا گاہ بیہودہ باتین کرنا شروع کین عمرو ثانی نے قریشہ ثانی سے کہا دیکھیے جو مین نے کہا تھا
ان عیارون کا وہی حال ہے اب اگر اسوقت مناسب ہو تو پاس درویش فغفور بوریہ نشین کے ان
عیارون کو لیچلیے اُسنے کہا آج نہین کل انشاء اللہ وقت سحر لیجاؤنگی عمرو ثانی نے کہا مجکو بھی ہمراہ
لیجایئے گا مین اب اپنے ہوش و حواس مین ہون درویش فغفور بوریہ نشین کو اچھی طرح دیکھونگا اُنکے
احسان کا شکر اُنکے سامنے ادا کرونگا قریشہ نے کہا مین تمکو اس درویش کے پاس نہ لیجاؤنگی بقول اُنکے
تم کوئی عیاری ضرور کروگے عمرو ثانی نے کہا مین اول تو عیاری نہ کرونگا کہ وہان عیاری کرنا خوب
نہین ہے اور اگر کسی چیز کے لینے کو دل چاہیگا تو آپ سے پوچھکر اور آپ سے کہکر عیاری کرونگا صرف
جو چیز پسند آئیگی اُسی کو لے لونگا درویش کو نہ ستاؤنگا کیونکہ وہ ہمارا محسن ہے قریشہ نے کہا خیر تمھارے
کہنے سے کل تمکو بھی برق وغیرہ کے ساتھ لیجاؤنگی جب وہ روز گذر گیا دوسرے دن وقت سحر قریشہ
ایک تخت پر بیٹھی دوسرے تخت پر عمرو ثانی چالاک و برق وغیرہ کو لیکر بٹھا دیوون نے حسب الحکم
قریشہ ثانی تخت اٹھاکے بلند ہوتے قطع راہ کرکے موافق حکم قریشہ ثانی کے قریب تر اُس کوہ کے
ہوکے جسکے درّے مین وہ درویش بیٹھا تھا بس اسی جگہ دیوون نے تخت آتارے ملکہ قریشہ ثانی و
عمرو ثانی چالاک و برق ثانی وغیرہ کو ہمراہ بشکل لیکر روبرو اس درویش کے گئے عمرو ثانی نے
اسکے سراپا پر نظر کی دیکھا ایک درویش بہت ہی ضعیف ہے چہرہ اُسکا باوجود کبرسنی کے مانند ماہ روشن
ہے درّہ کوہ مین کسی کے چہرے سے ایسی روشنی ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو دیکھ سکتا ہے
ورنہ ایسی تاریکی ہوتی کہ سیاہی شب دیجور رہی اس تاریکی سے شرمندہ ہوتی چہرہ تو اُس فقیر روشن ضمیر کا
ایسا روشن تھا کہ جیسا کہا گیا لیکن ریش اُسکی سفید مانند سن کے ایک مشت چار انگشت لنبی تھی پیشانی پر
اُسکے نشان سجدہ تھا بلکہ اُسکے گھٹنون پر اور جس جگہ وہ سجدہ کرتا تھا ویسے پتھر پر نشان سجدہ کا ظاہر ہو گیا
تھا اُسکا نہایت ہی نحیف و ناتوان تھا پلکین بہت بڑھ گئی تھین سدّ راہ نظر تھین بعد دیکھنے درویش
کے عمرو ثانی نے باواز بلند اُسے سلام کیا اُسنے پلکین اُٹھاکر عمرو ثانی اور قریشہ وغیرہ کو دیکھکر
سلام کا جواب دیکر تسبیح در یعنی کو علحدہ رکھکر مسکراکر پوچھا اے عمرو ثانی کہو اب مزاج تمھارا کیسا ہے عمرو
ثانی نے کہا فضل خدا اور آپکی برکت دعا سے مین بخوبی اچھا ہون آپکا ممنون احسان ہون واسطے
قدمبوسی کے آیا ہون یہ کہکر عمرو ثانی نے جانب قدم فغفور بوریہ نشین ہاتھ اپنا بڑھایا فقیر نے پاؤن
اپنے سمیٹ کر عمرو ثانی سے کہا یہ پاؤن لائق چومنے کے نہین ہین ہان تیرے پاؤن البتہ قابل چومنے کے
ہین کہ تو صاحب معجزہ ہفت پیغمبر ان باین معنی ہے کہ پیغمبران ماسلف کے اشیاے معجزنما تیرے پاس
ہین سوا اسکے تو فن عیاری مین وہ اکمل ہے کہ مثل تیرا ربع مسکون مین نہین ہے عمرو ثانی نے عرض کیا
آپ مجھ چار روپیہ کے پیادے کی ایسی عزت بڑھاتے ہین گویا ذرہ کو آفتاب بناتے ہین درویش نے کہا
عمرو ثانی مین جھوٹ نہین بولتا واقعی تمھارا مرتبہ بلند ہے یہ کہکر قریشہ ثانی سے مخاطب ہوکر ارادہ کچھ
بات کرنیکا کیا تھا کہ بے اختیار قریشہ نے بھی فقیر کو سلام کیا اور کہا اسوقت پھر آپکی خدمت مین حاضر ہوکر
خلل انداز عبادت الٰہی ہوئی ہون معاف فرمایئے گا یہ کہکر چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ

چارون عیارون کو دکھا کر کہا یہ چارون عیار بھی مثل عمرو ثانی کے دیوانے ہین چاہتی ہون کہ انکے
حال پر بھی نظر رحم وکرم کیجیے درویش مذکور نے کہا بابا مجھے یاد ہی کہ فقیر نے کہا تھا کہ ابھی ایک مرتبہ تم یہان
اور آؤگی تو اس فقیر کے کہنے کا اعتبار ہوا تھا شکر ہی خدا کا کہ فقیر کی زبان سے جو نکل گیا تھا وہی
ہوا یہ کہکے چارون عیارون پر کچھ دعائین پڑھکر دم کین پھر بطور مرقوم الصدر ہاتھ اپنا بڑھاکر پانی کا آبخورہ
پانی سے بھرا ہوا کسی سے لیکر اُسپر کچھ اسماے الٰہی دم کرکے کہا اس پانی مین کچھ اور پانی شامل کرکے تین
روز تک ان چارون عیارون کو پلانا معبود چاہیگا تو یہ بھی صحیح ہو جائینگے ہوش و حواس انکے
بھی درست ہو جائینگے خبردار پانی برابر تین روز تک ہر ایک کو تھوڑا تھوڑا پلانا یہ کہکے کہا ای
قریشہ ثانی اب جاؤ انکو بھی لیجاؤ یہ فقیر دیر سے دنیا کی باتون مین معروف ہی عبادت الٰہی سے
باز ہی یہ سنکے قریشہ نے سلام کیا عمرو ثانی نے باشارہ قریشہ ثانی سے کہا تسبیح شاہ صاحب کی مجھے
بہت پسند ہی کیونکہ اول تو در نجف کی ہی اس تسبیح پر نظر کرنا اور ذکر خدا اسپر کرنا باعث ثواب بے حساب
کا ہی دوسرے اس تسبیح پر شاہ جی نے دو سو برس سے ذکر خدا کیا ہی کیسی متبرک ہو گئی ہی سواے
اسکے یہ تسبیح نشانی ایک بزرگ دوست کی ہی اسے ضرور لونگا یون تو یہ فقیر طلب کرنے سے
کبھی نہ دیگا لیکن مین چالاکی سے لیلونگا قریشہ نے اشارہ سے منع کیا اور کہا ای عمرو ثانی اگر تمکو توفیق
ہو تو اس درویش کامل کی نذر کرو کیونکہ تمہارا محسن ہی برخلاف اسکے تم اُسی کی تسبیح لینا چاہتے ہو برا
کرتے ہو دیکھو تسبیح پر ہاتھ نہ ڈالنا پچھتاؤگے یہ فقیر صاحب کمال ہی اُسکا مال لینا امر محال ہے عمرو
ثانی نے بابا جواب دیا مین خود محتاج ہون اس فقیر کو کیا دون لوگ تمکو میری زنبیل کا بہت خیال ہی کہ
زنبیل مین لاتعد ولاتحصے زر و جواہر بھرا ہوا ہی حالانکہ یہ اُن لوگون کی غلط فہمی ہی اس زنبیل مین خاک تک نہین
ہی فقط بھرم ہی بھرم ہی مین قرضدار ہون ساہو ہر روز اپنے زر کثیر کا مجھسے تقاضاے شدید کرتا ہی مین
نے بمشکل حوالہ اپنی جان و آبرو بچایا تا ہون آپ ذرا غور تو کرین چار دو پیسے پیادے کی کیا حقیقت
ہر ماہ مین آمدنی تو قلیل اور صرف کثیر اِسی وجہ سے قرضدار ہو گیا ہون قریشہ ثانی اُسکی تقریر اشارہ
کی خوب سمجھ کے مسکرائی عمرو ثانی نے درویش مذکور سے کہا اب یہ کمترین خدمت عالی سے رخصت
ہوتا ہی امیدوار ہی کہ معانقہ کرنے کتب مین دیکھا ہی کہ ثواب معانقہ کے بہت ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے جانب درویش بڑھائے اُسنے بھی کچھ سمجھ کے اور مسکرا کے دونون ہاتھ اپنے اُسی طرح واسطے
معانقہ کے بڑھائے عمرو ثانی نے پہلے تو درویش سے معانقہ کیا بعد ازان چالاکی سے ایک ہاتھ
اپنا تسبیح پر کہ وہ پتھر کی چٹان پر رکھی تھی اور اُس پتھر پر بوریہ بچھا تھا لیجاکر چاہا کہ اس تسبیح درنجف کو
اٹھاکر زنبیل مین رکھے ناگاہ اُس سنگ و بوریہ نے گویا ہاتھ عمرو ثانی کا پکڑ لیا تسبیح اٹھانا تو کیسا ہاتھ بھی
اُسی جگہ رہگیا یہ حال دیکھکر عمرو ثانی گھبرایا دل مین کہنے لگا شاید یہ درویش ساحر بھی ہی کیونکہ اُسنے
لیا سحر کیا کہ مین تسبیح نہ اٹھا سکا ہاتھ میرا سنگ و بوریا سے چپٹ گیا کسی طرح سے جدا نہین ہوتا ہے
ابھی عمرو ثانی یہ کہہ رہا تھا کہ درویش مسکور نے مسکرا کر کہا ای عمرو ثانی مین نے سنا تھا کہ تم نہایت
طماع ہو آج تمہاری طمع ظاہر ہو گئی میری تسبیح لینے کا تمنے ارادہ کیا تھا چالاکی تو خوب کی تھی مگر کچھ مطلب
حاصل ہوا تسبیح اٹھا نہ سکے ہاتھ بھی بوریا سے کھینچ نہ سکے اب مجھکو اپنے دل مین ساحر سمجھتے ہو یہ تمنے عجب

ہر فقرا کے کمال سے شاید آگاہ نہیں ہو زبان میں فقرا کی جو وسے اثر بخشا ہر جس شئے سے جو کہدیتے ہیں
بااختیارہ کردیتے ہیں وہ حکم خدا سے اُسکے کہنے پر عمل کرتی ہے عمرو ثانی نے نادم ہوکے کہا میں نے
محض آپ کے کمال دیکھنے کو ارادہ کیا تھا اب یقین ہوگیا کہ آپ درویش صاحب کمال ہیں چاہتا ہوں
کہ ہاتھ میرا اس سنگ و بوریے سے جدا ہو جائے درویش نے جانب بوریا و سنگ اشارہ کیا فوراً
ہاتھ خواجہ عمرو ثانی کا بوریے سے علیحدہ ہوگیا درویش نے کہا اے عمرو ثانی میں تجکو یہ تسبیح دیدیتا مگر
یہ تسبیح میرے پاس ایک ہی ہے اگر تجکو دیدونگا تو ذکر کس چیز پر کرونگا لہٰذا اسکے عوض میں تمہیں ایک
تعویذ دیتا ہوں اُسے اپنے پاس رکھنا تمہارے بہت کام آئیگا دشمنوں سے اکثر جگہ بچائیگا ساحرون
سے محفوظ رہوگے لیکن یہ شرط ہے کہ جب تم پاک و طاہر ہونا اس تعویذ کو اپنے بازو پر رکھنا ورنہ یہ تعویذ
تمہارے پاس نہ رہیگا یا اثر اسکا جاتا رہیگا یہ کہکے ایک تعویذ کہ لکھا ہوا قبل سے رکھا تھا درویش نے
عمرو ثانی کو دیا اور کہا اب جلد یہاں سے چلے جاؤ دیر نہ کرو عمرو ثانی نے تعویذ لیکر سلام کیا پھر قریشہ ثانی کے
ہمراہ دامن کوہ سے نکلکر ایک تخت پر مع ان چاروں عیاروں کے بیٹھے قریشہ ثانی وہ آبخورہ پانی
بھرا ہوا لیے ہوئے اپنے تخت پر بیٹھی دیوون نے تخت اٹھائے اور جانب پرستان بلند ہوکے روانہ
ہوئے بعد قطع راہ دیوون نے قریشہ ثانی کو مع عمرو ثانی وغیرہ کے مکان قریشہ ثانی میں پہونچا دیا
قریشہ ثانی نے وہ پانی تین روز تک چالاک ثانی اور برق ثانی و سیارہ ثانی و قران ثانی کو پلایا
اسکے پینے سے بعد تین روز کے انکو بخوبی صحت حاصل ہوئی وہ دیوانگی و بدحواسی و بداعتقادی ان کی
جاتی رہی قریشہ انکے ہوش و حواس میں آنے سے خوش ہوئی عمرو ثانی نے بعد چالاک ثانی وغیرہ
کی صحت کے ایک روز کہا اب مجکو رخصت کیجیے دیوون سے کہیے کہ مجکو مع چالاک ثانی وغیرہ
عیاروں کے لشکر اسلام میں پہونچادیں کیونکہ یہاں اب خود بخود دل گھبراتا ہے نہیں معلوم کیا سبب ہے
سوا اسکے چالاک ثانی وغیرہ کے لشکر اسلام سے غائب ہونے سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو
تردد ہوگا اگر دیو بروقت انکے یہاں لانے کے امیر ثانی کو ان کے یہاں لانے سے آگاہ کر دیتے
تو انکو تردد ہوتا بس زیادہ یہاں توقف کرنا اچھا نہیں ہے قریشہ ثانی نے عمرو ثانی کے کہنے سے
اسیوقت دیوون کو طلب کرکے حکم دیا کہ ان سب کو تخت پر بٹھا کر جس جگہ یہ کہیں انہیں لیجاؤ دیوون نے
حسب الحکم اسیوقت ایک تخت پر عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی
کو بٹھا کے تخت اپنے دوش پر اٹھا کے بلند ہوکے سوے لشکر اسلام چلے اثناے راہ میں عمرو ثانی وغیرہ
کوہ و دشت کی سیر کرتے ہوئے جا بجا درہ کوہ و صحراے سبزہ زار میں ٹھہرتے ہوئے صید و شکار کرتے
ہوئے دیوون سے انہیں کی زبان میں باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اتفاق سے دیو راہ بھول
کر ایک سمت دور تک چلے گئے یہانتک کہ شہر صندل کی طرف جاکے خاص شہر صندل میں
پہونچے عمرو ثانی نے بلندی سے ایک میدان وسیع میں مجمع ساحران بکثرت دیکھا اور اسی میدان میں
بہت سے خیام و بارگاہیں برپا دیکھیں اور ایک جگہ رستم ثانی کو دیکھا کہ ریگ کے چبوترہ پر
اور یا بٹھایا ہے اسیر وہ بہادر طوق و زنجیر میں گرفتار سر جھکائے بیٹھا ہے جلاد زشت رو و سنگدل
تیغ برہنہ سر پر کھینچے ہوئے کھڑا ہے حکم قتل کا منتظر ہے رستم ثانی آبدیدہ ہوکر کبھی میں ویساؤ دیکھتا ہے

آگاہ سوئے فلک دیکھکر دل ہی دل مین مناجات کرتا ہے جلاد کہہ رہا ہے کہ ای فتاح طلسم آگاہ ہو کہ یہ وقت
تیرا آخر ہے دو حکم واسطے تیرے قتل کے بادشاہ صندل نے دیا ہے تیسرا حکم قتل اب
دے گا لیکن ذرا جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے اگر پیاسا ہو آب سرد پی لے کہ اب کوئی دم مین رشتہ
حیات تیرا قطع ہو جائیگا سر و تن مین تیرے جدائی ہو جائیگی بعد قتل کرنے کے پھر زندہ نہو گا آب و
طعام نہ کھا سکیگا پس مناسب یہ ہے کہ آب و طعام سے سیراب و سیر ہو کر دنیا سے جا چونکہ ہم لوگون کا یہ
قاعدہ ہے کہ جسکو حکم بادشاہ سے قتل کرتے ہین ہنگام قتل واسطے آب و طعام کے مجرم سے کہتے ہین چنانچہ موافق
قاعدہ تجھ سے بھی کہا ہے اب تجکو اختیار ہے خواہ آب و طعام سے سیر و سیراب ہو یا نہو رستم ثانی جلاد سے
کہتا ہے کہ اس وقت مجھے آب و طعام کی کچھ خواہش نہین ہے صرف یہ دل چاہتا ہے کہ لشکر اسلام مین جا کر
بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام کو دیکھون انسے رخصت ہو لون جلاد یہ سنکر
جواب دیتا ہے کہ یہ آرزو تمہاری ہرگز برنہ آئیگی زندگی مین تو کسی طرح اپنے لشکر مین نجا سکوگے ہان بعد
قتل روح تمہاری تمہارے لشکر مین جائیگی رستم ثانی یہ تقریر اس بد گفتار کی سنکے آبدیدہ ہوکے جانب فلک
دیکھتا ہے ہونٹون کی حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ واسطے اپنی رہائی کے خالق ارض و سما سے دعا کرتا ہے ہزارہا
ساحر گرد رستم ثانی کے تاج و ترنج ہار طلسم گوئے فولادی پھولون کے گلدستے وغیرہ اسباب سحر
ساحری ہاتھون مین لیے کھڑے ہین ان ساحران نابکار سے اکثر ساحر باواز بلند جملہ ساحران
گرد و پیش سے کہتے ہین کہ ای برادران حکم بادشاہ صندل لان یہ ہے کہ اسوقت طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے
تم نہایت تمام نگہبانی و حفاظت کرو ایسا نہو کہ مددگاران طلسم کشا سے کوئی مددگار آجائے اور طلسم کشا کو
رہا کرکے لیجائے کچھ ساحر انکو جواب دیتے ہین کہ اگر اسوقت کوئی مددگار طلسم کشا کا آبھی جائیگا تو
کیا کریگا یہان ہزارہا ساحر تاج و ترنج اور گوئے فولادی و دیگر اسباب سحر لیے ہوئے چار طرف کھڑے
ہین نگہبانی کر رہے ہین بھلا وہ ہزارون لاکھون ساحرون سے کیا مقابلہ کریگا اور اگر آئیگا تو سامنے
سے آئیگا ہم سب اسے دیکھتے ہی قتل کر ڈالین گے ایک ادنے سحر کسی ساحر کا واسطے ہلاکت کے
کافی ہے وہ ساحر انکو جواب دیتے ہین یہ خیال نکرو کہ جو مددگار طلسم کشا کا آئیگا وہ سامنے سے
آئیگا ہمنے سنا ہے کہ ان اہل اسلام کے حامی و مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہو کے مدد کرتے ہین اور
یہ بھی خیال نکرو کہ ہم سب ہزارون لاکھون ساحر یہان برائے نگہبانی اور رفع مددگار طلسم کشا اکٹھے ہین
کچھ خوف نہین ہے ممکن ہے کہ زیر زمین سے کوئی مددگار طلسم کشا کا آئے اور طلسم کشا کو زمین مین کے ہی لیجائے
وہ گیا ہو یا آسمان کی طرف سے آئے اور مانند برق کے گرکے فتاح طلسم کو لیجائے جس طرح تمنے دیکھا تھا
کہ یہی طلسم کشا گرفتار کیا گیا تھا اور پھر نہین معلوم کیونکر رہا ہو گیا تھا اب اسی طرح خوف ہے ابھی وہ ساحران
نابکار و دیگر ساحرون سے برائے حفاظت و نگہبانی طلسم کشا اور رد کرنے مددگاران طلسم کشا کے تاکید
کر رہے تھے رستم ثانی زیر تیغ جلاد بیٹھے ہوئے تھے دل ہی دل مین خیال کر رہے تھے کہ اسوقت خورشید
روشن دل بھی مجھسے غافل ہے اسکو بھی میرے حال سے شاید آگاہی نہین ہے ورنہ وہ دو دست میرا
ضرور میرے رہائی کیلئے خود آتا یا کسی زبردست ساحر کو واسطے میری رہائی کے روانہ کرتا یہان تو رستم ثانی
یہ خیال کرتا تھا وہان خورشید روشن دل اپنے علم کے ذریعے سے حال رستم سے آگاہ ہوا۔

تھا بلکہ اپنی جگہ پر سے ایک آئینۂ طلسمی میں رستم ثانی کو دیکھ رہا تھا ساحران نامی گرد پیش اسکے تخت
کے بیٹھے تھے سب سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو اب رستم ثانی کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد تیغہ برہنہ لیے ہوئے
کھڑا ہے ساحران نامی عرض کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو ہم میں سے کوئی ابھی جاکر شاہزادہ رستم ثانی کو لاکھوں
ساحروں کے مجمع سے لے آئے وہ اُنسے کہتا تھا نہ ہمارے سے عذر کرنے کی کچھ ضرورت ہے نہ تمہارے جانے کی
وہاں ضرورت ہے ہمیں اسوقت ہمارے علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ طلسم کشا کی غیب سے مدد
ہوگی کوئی ایسا دوست اور مددگار طلسم کشا کا جلد تر آنیوالا ہے کہ وہ اُسے رہا کرے گا کارہائے نمایاں
کریگا سب ساحران نامی یہ تقریر سنکے متعجب ہیں لیکن اب احوال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ
اسنے دو حکم تو اپنی بارگاہ سے واسطے قتل طلسم کشا کے دیے بعدہ کچھ خیال کرکے فی الفور تخت سے اُٹھا
چونکہ خبر قتل طلسم کشا کی مشہور کردی گئی تھی صدہا ساحران نامی و نامور آئے تھے پاس صندلان شاہ کے
علے قدر مراتب بیٹھے ہوئے تھے جب صندلان شاہ تخت سے اُٹھا وہ سب اور جملہ اہل دربار
بھی اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے ابلیس خودپسند وغیرہ نے پوچھا اسوقت کہاں جانیکا عزم ہے صندلان
شاہ نے اُنھیں جواب دیا اسوقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آج طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے مددگاران
طلسم کشا سے ایک مددگار زبردست خورشید روشن دل ہے اگر وہ برائے رہائی طلسم کشا آجائیگا تو
غضب ہوگا وہ ضرور اسکو رہا کرکے لیجائیگا ہرچند بمقام قتل طلسم کشا لاکھوں ساحر جمع ہیں مگر کوئی اُسے
روک نہ سکے گا بس ہمارا بھی وہاں موجود ہونا مناسب ہے کہ اگر کوئی اعلےٰ یا ادنےٰ مددگاران طلسم کشا سے
وہاں آئے تو ہماری موجودگی میں طلسم کشا کو رہا کرکے نہ لیجاسکے آج طلسم کشا ضرور قتل ہوے اُسکی طرف سے
جو خوف ہے وہ دفع ہو جائے دلکو اطمینان ہو جائے سب نے کہا اے آپکی خوب ہے صلاح وقت یہی تھا جو آپ نے تجویز
کیا ہے صندلان شاہ انکی تقریر کو سنکے تخت پر بیٹھکر جملہ ساحران نامی کو اپنے ہمراہ لیکر بعد عجلت روانہ ہوا
بعد قطع راہ اُس جگہ پہونچا جس جگہ میدان میں لاکھوں ساحروں کا مجمع تھا رستم ثانی زیر تیغ جلاد سر
جھکائے بیٹھا تھا صندلان شاہ نے ہمراہ ساحران نامی کے وہاں جاکے ایک بارگاہ بلند و وسیع میں
بیٹھکر ساحران نامی و ابلیس خودپسند کو گرد پیش اپنے بٹھاکر پردے خیام بارگاہ کے اُٹھواکر جاکر
رستم ثانی کو دیکھنے لگا پھر کچھ سوچکر صدہا ساحروں کو طلب کرکے انکو حکم دیا کہ تم میں سے بہت
سے ساحر تخت سحر پر ہر طرف جاکر بالائے ہوا تخت سحر کو قائم کریں اور دیکھتے رہیں کہ کوئی مددگار
طلسم کشا کا سوے فلک سے یہاں نہ آنے پائے اگر کوئی مددگار طلسم کشا کا آئے بھی تو اُسے
نارنج و ترنج سحر سے ہلاک کریں اگر وہ قتل نہو سکے تو ہمیں اُسکے آنے سے آگاہ کریں اور بہت سے
تم میں سے زیر زمین جاکر ٹھہریں اور دیکھتے رہیں کہ مددگار رستم ثانی کا آنے نہ پائے وہ تمام ساحر
حسب الحکم صندلان شاہ بہت سے بالائے ہوا بہت سے زیر زمین جاکر کاربند ہوئے عمرو ثانی
نے جو یہ واقعہ دیکھا اور رستم ثانی کو پہچانا دل میں کہا اسوقت اتفاق سے میرا ادھر آنا ہوا دیو
راہ بھولکر مجھے اس طرف لے آئے خداوند عالم نے اپنا فضل و کرم کیا کہ اسوجہ سے میں
قتل رستم ثانی سے آگاہ ہوا ورنہ اگر دیو راہ بھول کر مجھے اس طرف نہ لاتے تو میں کبھی اس
واقعہ سے خبردار نہوتا رستم ثانی قتل ہو جاتا یہ دل میں کہہ کے چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی

دیارہ ثانی نے کہا تم بصورت لقمان ثانی بنتا ہون تم اپنی صورتون کو تبدیل کرکے تلامذہ کی صورتین
بناؤ لباس جیسا پہننا چاہیے ہو پہنو مؤدب میرے سامنے قلم کاغذ دوات لیکر بیٹھو انوریخ فی النور
رنگ در وحش نے اپنی صورتین تبدیل کرکے لباس سفید نفیس پہنا قرطاس و قلم و دوات لیکر بادب
تمام سامنے عمر و ثانی کے بیٹھے عمر دیارہ ثانی نے بھی جلد اپنی صورت لقمان ثانی کی بنائی لباس فاخرہ
پہنا پھر وہ منڈھی باطل کرنیوالی سحر کی اور گرفتار کرنیوالی ساحرون کی زنبیل سے نکالکر اپنے تخت
پر استادہ کی نیچے اس منڈھی کے ایک مسند پر تکیہ زیر پہلو رکھکر بیٹھا ابھی عمرو ثانی اور چارون عیارون
نے اپنی صورتین تبدیل کی تھین اور نیچے منڈھی کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ ان ساحرون مین سے ایک ساحر
نے جو بروے ہوا بحکم صندلان شاہ تخت سحر اپنا ہوا پر قائم کیے ہوے نگہبانی مین مصروف تھا
عمرو ثانی کے تخت کو اپنی طرف آتے دیکھا اُسنے خیال کیا کہ یہ تخت کسی ساحر زبردست کا ہے کہ بالاے
تخت سحر واسطے دفع حرارت آفتاب کے ایک نگیرہ ایسا استادہ ہے کہ جو منڈھی کی صورت سے
اور یہ ساحر ضروری مدد کرنے طلسم کشا کی ادھر آتا ہے پس لازم ہے تو اسکو ادھر نہ آنے دے بلکہ
گولے فولادی اور نارنج و ترنج سحر دم کرکے اس تخت پر مارتا کہ یہ تخت ٹوٹ جائے اور جو ساحر اس
تخت پر بیٹھا ہے وہ بھی مارا جائے سر اُسکا تیرے ہاتھ آئے اُسکے سر کو لیکر اگر تو خدمت صندلان
شاہ مین جائیگا تو نسبت کچھ انعام پائے گا سوا اسکے آج جسقدر یہان ساحر جمع ہوے ہین سب سے آگے
عزت بڑی پائیگا یہ تجویز کرکے تخت سحر کو آگے بڑھا کے پکار کے کہا کون ساحر اس طرف آتا ہے خبردار
تخت سحر اپنا روک لے جگہ پر یا اپنے اور کسی طرف لیجائے کیونکہ حکم ہمارے بادشاہ صندلان شاہ
کا یہ ہے کہ اسوقت کوئی ساحر بغیر اذن ادھر نہ آنے پائے بایں وجہ کہ طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے جب اُس
ساحر نے باواز بلند یہ کہا اور وہ تخت نہ رکا تو صاحب تخت نے روکا کہ پلٹایا نہ کچھ کلام کیا ساحر مذکور
کو یقین ہو گیا کہ ضروری کوئی مددگار طلسم کشا کا اس تخت سحر پر ادھر آتا ہے اور ایسا مغرور و متکبر ہے کہ
میرے کہنے پر عمل نہین کرتا ہے جب یہ اُسے یقین ہو گیا فی الفور اپنی جھولی سے ایک نارنج نکالکر
سحر اُس پر دم کرکے اُس تخت پر مارا نارنج قریب منڈھی کے جاکر بے اثر ہو کے بالاے خاک گرا ساحر
مذکور سمجھا کہ جو ساحر اس تخت پر سوار ہے اُسنے میرے سحر کو اپنے سحر سے باطل و رد کیا یہ سمجھکر نہایت
برہم ہوکے جھولی سے گولے اور نارنج و ترنج نکال نکالکر سحر اُنپر دم کرکے پے در پے اُس تخت و
صاحبان تخت پر مارنا شروع کیے ہر چند بہت سے گولے اور نارنج و ترنج وغیرہ مارے لیکن کچھ
نہوا کوئی گولہ یا ترنج کارگر نہوا ہر ایک منڈھی کے سایہ کے پاس جاکر بے اثر ہوکے گر پڑا یہ حال دیکھکر
ساحر مذکور نہایت غضبناک ہوا دل مین کہنے لگا اب نارنج و ترنج مارنا بیکار ہے تو خود سحر سے پرواز
پیدا کرکے صاحب تخت سحر کو جاکر تکار دے سحر سے ہلاک کرے یہ تجویز کرکے سحر سے بصورت عقاب
بنکے اپنے تخت سے اڑکر قریب اُس تخت کے جاکر برہم ہوکر اندر منڈھی کے جانے کا ارادہ
کیا جیسے ہی منڈھی کے سایہ مین پہنچا فی الفور بصورت اصلی ہوکے اُلٹا منڈھی کے ایک
ستون مین ٹلک گیا سحر و ساحری بھول گیا نہایت حیران ہوکے صاحبان تخت کو دیکھکے بعجز و
انکساریون پوچھنے لگا کہ آپ صاحبون کے کیا نام ہین کہانسے آپ تشریف لائے ہین کس کام

کے واسطے جاتے ہین یہ تو ظاہر ہو گیا ہے کہ آپ ساحران زبردست سے ہین کہ مجھ ایسے ساحر کو یون آپ
نے گرفتار کر لیا ہے عمرو ثانی نے جواب دیا او نابکار تو نے ہمارے تخت پر اور ہم سب پر گولے اور
تالیخ و تمریخ اور گلدستے سحر کے سیکڑون مارے یہ خیال نہ کیا اور آنکھون سے نہ دیکھا کہ یہ تخت کسکا
ہے اور کون کون اس تخت پر بیٹھا ہے ہمارے رتبہ و عزت و کمال سے بیخبر رہا او مغرور و نالائق آخر
تو نے اپنی بے ادبی و گستاخی کی سزا پائی اب کہ اسی حال سے ہمیشہ تجھکو رکھین کبھی قید سے رہا نہ کرین یا
اسیوقت تجھکو ایک اشارہ سے قتل کر ڈالین تو ہمین نہین جانتا کہ ہم کون ہین اے نادان آگاہ ہو کہ ہم
لقمان ثانی ہین اور یہ چارون نوجوان ہمارے شاگردان رشید سے ہین ہم اس وقت سامری
و جمشید وغیرہ پوجنے دو سو خداوندان خورد و کلان کی بزم سے آتے ہین اور واسطے ایک بوٹی لینے
کے جاتے ہین یہ شاگرد ہمارے ایک زمانہ سے ایک قسم کی بوٹی کے دیکھنے کے مشتاق ہین بالفعل
ہمکو اسکی ضرورت بھی آپڑی بس اسی پتی کی تلاش مین یہان تک آئے تھے یہ ارادہ تھا کہ سبزہ زار
زیر کوہ مین جاکر اس بوٹی کو ڈھونڈھین اثنائے راہ مین تو نے ہمسے گستاخی کی ہم وہ ذی عزت
ہین کہ پوجنے دو سو خداوند ہماری تعظیم و تکریم کرتے ہین بعزت ہین سامری و جمشید اپنے پاس بٹھاتے
ہین جنت کے باغون کی بارہا سیر کراتے ہین میوہ ہاے جنت کھلاتے ہین ہمارے کہنے کو مانتے ہین
ہر ایک امر اہم مین ہمسے راے لیتے ہین اکثر راز دلی ہمسے بیان کرتے ہین سامرن یعنی زوجۂ سامری
ہم سے پردہ نہین کرتی ہے آگے کچھ ہم سے کسی بات کا انکار نہین ہے ہمارے پہلو مین بیٹھا کرتی ہے
ہمپر مائل ہے طالب وصل ہے ہم اپنے تئین اس سے بچاتے ہین وعدہ امروز و فردا کر کے ٹال دیتے ہین
سامری و جمشید کا یہ حال ہے کہ وہ بارہا ہمسے کہا کرتے ہین کہ حکیم صاحب کبھی تو آپ ہمسے کسی بات کو
کہئے تا کہ ہم اسے بسر و چشم بجا لائین ہم اُنسے یہی کہدیتے ہین کہ ہمین کسی چیز کی اور کسی بات کی تمسے احتیاج
نہین ہے وہ کہتے ہین کہ اگر آپ کو کوئی ہمسے ضرورت نہین ہے تو جب کوئی کام نہایت دشوار ہوگا ہمسے
فرمائیے گا غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ تیرے جلد خداوند ہمسے اسطرح سے ملتے ہین اور تو اسوقت
ہمسے بے ادبی پیش آیا ہے اب بتا کیا سزا تجھے دیجائے ساحر مذکور نے تمام گفتگو حکیم صاحب مذکور کی
سنکے دست بستہ عرض کیا جو کچھ آپ نے فرمایا بجا و درست ہے آپ کے ذی عزت اور ذی لیاقت
و صاحب کمال ہونے مین مجھکو کسیطرح کا شک نہین ہے بیشبہہ آپ خداوندون کی محفل مین جاتے
ہونگے اور وہ سب خداوند اور زوجۂ سامری جسطرح آپنے فرمایا ہے اسیطرح آپسے پیش آتی ہونگی مگر یہ
تو فرمائیے کہ وہ بوٹی جسکی تلاش و فکر مین اسوقت آپ جاتے ہین وہ کس کام کی ہے لقمان ثانی نے
یہ سنکر کہا تو خواص و خاصیتین اس پتی کی کیون دریافت کرتا ہے تیرا کیا مطلب ہے اُسنے عرض کیا مطلب
تو کچھ نہین ہے ہان واسطے ظاہر ہونے اُسکے خواص کے شاید اس سے میرا بھی کوئی مطلب نکلے
بس امیدوار ہون کہ نام اُس بوٹی کا اور خواص اُسکے بیان فرمائیے مجھے حیرت ہے
کہ آپ ایسے شخص اُس بوٹی کی تلاش مین نکلے ہین عقل سے کہہ سکتا ہون کہ وہ پتی ضروری چند در چند
اوصاف رکھتی ہوگی حکیم صاحب نے جواب دیا ہان وہ بوٹی بہت سے کامون کی ہے اول تو اُس سے سونا
بترکیب ہوتا ہے کہ اُسکو ہمین جانتے ہین تیار ہو سکتا ہے اگر ہم چاہین تو دو چار ہزار من سونے کو آتش پر

طرح دیگر اُسی بوٹی کے ذریعے سے ترکیب و تدبیر مذکور طلا کرین اگر چاہین اُسی سے چاندی بنالین اگر
کسی ضعیف آدمی کو برابر ایک سرخ کے ساتھ چند ادویہ کے کھلائین تو وہ از سر نوجوان ہو جائے اگر
اُسی بوٹی کو ایک معجون مین شریک کرکے کسی نامرد کو وہ معجون بقدر مناسب کھلائین تو ایسا مرد ہو جائے
کہ چالیس عورتون کے ساتھ ہر روز ہم بستر ہوا کرے اور سبکو خوش کر دیا کرے اور بلکہ عورتین اُسکے وصل
کی تاب نہ لا سکین اگر اُسی بوٹی کو ہم چند ادویہ حلوہ کے سفوف مین ملا کر مریضان دیرینہ کو چند روز
ساتھ ایک عرق کے استعمال کرائین وہ مریض اچھے ہو جائین برص و جذام و آتشک و سوزاک اور
وجع مفاصل وغیرہ امراض دفع ہو جائین اگر اُسی بوٹی کو کچھ اور دوائیون مین ملا کر سفوف تیار کرکے
ساتھ آب تازہ کے یا ہمراہ شیر گاؤ کے بقدر مناسب اُس شخص کو استعمال کرائین کہ جسے جریان ہو چند
روز مین وہ شخص مرض مذکور سے نجات پائے اسیطرح اور بھی امراض کو نافع ہے کہا تک اُس کے
خواص تجھ سے بیان کیے جائین ساحر مذکور تقریر حکیم صاحب کی سنکے کچھ سوچ کے اور مسکرا کے خاموش
ہو رہا بعد ازان دست بستہ کہنے لگا کہ مین اپنی گستاخی کا مقر ہون سہواً مجھ سے خطا ہوئی ہے امید وار ہون
کہ میری تقصیر و خطا عفو فرما کر مجھے رہا کر دیجیے اور تھوڑی دیر تک توقف فرمایئے تاکہ مین خدمت
صندلان شاہ مین جا کر آپ کے حالات سے اُنھین آگاہ کرون حکیم صاحب موصوف نے ہنسکر اپنے
شاگردون سے کہا اب یہ ساحر عاجزی کرتا ہے خیر اسکو رہا کرو حسب الحکم ایک شاگرد اُن شاگردون مین سے
اُٹھا اور اُس ساحر کو اِس طور سے رہا کیا کہ حکیم صاحب نے اپنی زبان سے ارشاد کیا کہ اے
منڈھی اب اِس ساحر کو چھوڑ دے ہمارا شاگرد رہا کرنے آتا ہے جب حکیم صاحب نے اس
طرح فرمایا اُس شاگرد نے اُس ساحر کو منڈھی سے رہا کر دیا منڈھی نے بھی ساحر کو چھوڑ دیا
وہ رہا ہو کر بعجز و انکسار تخت حکیم صاحب سے علیحدہ ہو کے پرے ہوا سے قائم ہو کے کہنے لگا
آپ اسی جگہ تخت اپنا قائم رکھیے گا مین اب خدمت صندلان شاہ مین جاتا ہون آپ کی
تشریف آوری سے انھین اطلاع دیتا ہون حکیم صاحب نے پہلے تو برہم ہوکے کہا تجھے تیرے
بادشاہ صندلان شاہ سے کیا غرض ہے وہ نالائق کیا ہے کہ مین اُسکے پاس جاؤن لیکن بعدہ کہا خیر تیرے
ہاتھ جوڑنے اور عاجزی کرنے سے تھوڑی دیر تک یہان سے آگے نہ جاؤنگا اگرچہ صندلان
شاہ مع اپنے اہل دربار اور جملہ ساحران نامی کے واسطے میرے استقبال کے آئیگا
اور مانند غلام و خدام کے مجھ سے دست بستہ عرض کریگا تو البتہ مین اُسکے ساتھ اُسکی بارگاہ مین
واسطے ایک لمحے کے جاؤنگا ساحر مذکور یہ سنکے بہت خوش ہو کے جلد تر صندلان شاہ کی خدمت
مین اُسوقت گیا کہ وہ تیر اعظم واسطے قتل شاہزادہ رستم ثانی کے دیا چاہتا تھا اِس ساحر کو گھبرایا
ہوا آتے دیکھکر متردد ہو کر حکم قتل کرنیکا نہ دے سکا گھبرا کر کہنے لگا اے طیران جادو خیر تو ہے گھبرایا
ہوا کیون آیا ہے کیا کوئی مددگار طلسم کشا کا آیا ہے اُسنے بعد سلام کے ہنسکے عرض کیا اسوقت اس
فدوی کو خلوت مین ایک امر ضروری جلد تر عرض کرنا ہے اگر دیر ہو جائیگی تو بہت افسوس کیجیے گا
صندلان شاہ طیران جادو اپنے رفیق قدیم کی یہ گفتگو سنکے بجائے خود کہنے لگا کہ نہین معلوم
تنہائی مین یہ کیا کہے گا نہین معلوم کچھ مقدمہ مددگاران طلسم کشا مین کچھ کہے گا یا کوئی خبر تازہ عرض

کریگا غرض بعد فکر صندلان شاہ نے اُس سے کہا جو کچھ تجکو عرض کرنا ہو اگر اُسکا مجمع مین بیان کرنا تجھے
مناسب نہین ہو تو بذریعۂ عرضی عرض کر ہم خود تیری عرضی کو ملاحظہ کرینگے اُس نے حسب الحکم
بعد القاب کے عرضی مین یہ لکھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ داد گر فرمانروائے رعایا و سپاہ اِسوقت اِس
کمترین سے ملاقات لقمان ثانی سے ہوئی ہو ایک زمانۂ دراز سے یہ مفقود الخبر تھے دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ ہمارے پورے دو سو خداوندون کی بزم مین تھے یہان ایک بوٹی کی تلاش مین مع
چار اپنے شاگردون کے آئے ہین فرماتے ہین کہ جس بوٹی کی تلاش مین ہم آئے ہین وہ بہت خواص
و افعال مین بےعدیل و نظیر ہو منجملہ فوائد بیحد کے ایک اُس بوٹی مین یہ اثر ہو کہ اگر کوئی نامرد یا کم قوت یا
ضعیف اُس بوٹی کو ادویہ مین شرکت کرکے معجون بنا کے ہماری رائے سے چندروز تھوڑی مقدار
کھائے تو وہ ایسا مرد ہو جائے کہ ایک شب مین چالیس عورتون کے ساتھ ہم بستری بخوبی کرے
چونکہ حضور کو خواہش معجون مقوی دل و دماغ وغیرہ کی تھی اور اب بھی کثرت محلات سے حضور کو طلا
و ضماد و معجون کی ضرورت شدید ہو لہذا اگر مناسب ہو تو حکیم صاحب موصوف سے ملاقات کرکے کوئی
نسخہ حسب دلخواہ اُنسے تیار کرا لیجیے یا کوئی نسخہ اُنسے پوچھ لیجیے تاکہ آپ کو اُس سے نفع تام ہو
اور یہ بھی عرض کرنا ضرور ہو کہ حکیم صاحب کو خود یہان تشریف لانے مین تامل ہو میرے نزدیک اُنکے
استقبال کے واسطے آپ کا جانا اور اُنھین لے آنا حضور کی کسر شان نہین ہو کیونکہ وہ ایسے ذی
عزت و رتبہ ہین کہ جملہ خداوند ہمارے اُنکی تعظیم و تکریم کرتے ہین زیادہ کیا عرض کیا جائے خداوند
سامری مدام حضور کی دولت و اقبال کو بڑھائین اور آفتاب کشورستانی و حکمرانی حضور کا بعنایت
خداوند جمشید و تمثال آئینہ رو مدام ماہ و سال تابان رہے بعد اس لکھنے کے مہر کھینچکر نیچے اُسکے
اپنا نام لکھا جب اس طور سے عرضی لکھ چکا لفافہ مین رکھکر موافق قاعدہ کے عرضی مذکور صندلان
شاہ کو دی اُسنے عبارت عرضی کی خود پڑھکر خوشی سے بے اختیار مسکرا کر طیران جادو سے مخاطب
ہو کر کہا تو نے اِسوقت ایسی خبر خوش دی ہو کہ مین تجھ سے بہت خوش ہوا یہ کہکر جلد تر اُسے خلعت دیا
اور کہا تو جلد اُنکی خدمت مین جا مین بھی آتا ہون طیران جادو تو اُسیوقت بارگاہ صندلان شاہ سے
نکلکر تخت سحر پر بیٹھکر حکیم صاحب کی خدمت مین گیا اور عرض کیا مین نے حضور کے اوصاف حمیدہ
اور کمالات پسندیدہ سے ایک شمہ صندلان شاہ سے جاکر بیان کیا تھا اور آپکی تشریف آوری سے
اُنھین آگاہ کیا تھا وہ بہت خوش ہو کر بعد اشتیاق واسطے آپکی ملاقات و استقبال کے بخدم و حشم
آتے ہین آپ توقف کرین حکیم صاحب نقلی نے کہا ای طیران جادو ہم کو اِس جگہ زیادہ ٹھہرنا منظور نہین
ہے اہل غرض مجکو پریشان کرینگے ہر ایک جدا جدا اپنا اپنا مطلب بیان آکے ہمسے کہیگا ہمین
اتنی فرصت اپنے امور سے کہان ہو کہ ہم سب کے مطالب کو سنین اور مطلب برآری کی فکر کرین لو
اب ہم جاتے ہین ہمین یہان دیر ہوئی طیران جادو نے دست بستہ عرض کیا ای حکیم صاحب ایک لمحہ
اور توقف کیجیے ہنوز طیران جادو یہ کہہ رہا تھا کہ حکیم صاحب اُسکے روکنے سے چین بجبین
تھے ناگاہ سامنے سے صندلان شاہ بجمعیت کثیر ساحران نامی و سپاہ ساحران کثیر سے ظاہر ہوا
حکیم صاحب نے دیکھا کہ صندلان شاہ تخت جواہر نگار پر سوار ہو گرد اُسکے پانچون ساحران نامی

ہنس آتشین وفیل آتشین وطاؤس سحر وتخت عنبر بلبلا ہوا ہین پیچھے صندلان شاہ کے بہت سے ساحران
نامی وغیرہ نامی نظر آتے ہین گاہ لکہ ابرہائے سرخ وسیاہ مین نہان ہوجاتے ہین اُن لکون سے کبھی
پانی برستا ہی گاہ پھول برستے ہین کبھی ان مین برق چمکتی ہی گاہ اُنہین ابر کے لکون سے صدائے رعد
پیدا ہوتی تھی غرض عجائب وغرائب انواع واقسام کے لکہ ہائے ابر مذکور سے دمبدم ظاہر وہویدا
ہوتے ہین کبھی دفعتاً وہ ابر کے ٹکڑے درمیان سے شق ہوجاتے ہین اعلے وادنے ساحر اپنی اپنی سواریون
پر دیکھنے والون کو نظر آتے ہین حکیم صاحب اور صندلان شاہ غور سے دیکھ رہے تھے
دل مین کہتے تھے کہ صندلان شاہ بڑے خدم وحشم وجاہ وتجمل سے آتا ہی طیران جادو عرض کرتا
ہی دیکھیے ہمارے بادشاہ واسطے آپکے استقبال کے وہ تشریف لاتے ہین اب کچھ دیر انکے آنے مین نہین ہی
آپ پریشان خاطر نہون ابھی طیران جادو لقمان ثانی سے یہ عرض کر رہی تھا کہ صندلان شاہ
نے اپنی فوج کو حکم ٹھہرنے کا دیکر خود مع پانچ سو نامی ساحرون کے آگے بڑھکر قریب تخت لقمان
ثانی کے آیا اور حکیم صاحب کو دیکھتے ہی بے اختیار ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا حکیم صاحب نے
برہم ہوکے منہ اپنا اُسکی طرف سے پھیر لیا اور ارادہ اپنے تخت کے بڑھانے کا کیا طیران جادو
نے کچھ بچکے صندلان شاہ سے آہستہ کہا حضور نے اس طرح سلام کرنے سے حکیم صاحب کو رنجیدہ
کر دیا ہے مناسب وقت یہ ہی کہ اپنے تخت پر کھڑے ہوکے مانند خادمون کے اُنکو تسلیم کیجیے
اُنکا مرتبہ بڑا ہی آپ نے تو غضب کیا کہ تخت پر بیٹھے بیٹھے ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھا دیا البتہ
آپکو مناسب نہ تھا خیر اب میرے عرض کرنے پر عمل کیجیے دیر نہ لگائیے ورنہ حکیم صاحب خفا ہو چلے
ہین چلے ہی جائینگے صندلان شاہ نے موافق کہنے طیران جادو کے عمل کیا لقمان ثانی نے منہ
اپنا اُسی کی طرف کرکے باشارہ چشم وابرو اُسکا سلام لیکر ایک کتاب جانب پہلو سے نکالکر اُسے
کھولکر دیکھا صندلان شاہ نے سلام کرکے کچھ آگے بڑھکر دست بستہ یون عرض کیا کہ ای جناب
حکیم صاحب آج مین آپکی زیارت سے مشرف ہوا مین نے بارہا آپ کے اوصاف حمیدہ خاص
وعام سے سنے تھے مگر کبھی آپ کو دیکھا نہ تھا آج خوبی تقدیر سے مین نے آپ کو دیکھا ہی امید رکھتا
ہون کہ تھوڑی دیر کیواسطے آپ اس حقیر کے کلبۂ احزان کو اپنے شمع جمال سے روشن فرمائین
اور اس کمترین کی عزت افزائی چاہین کہ حکیم صاحب نے کتاب کو بند کرکے کہا ہم کبھی تیرے ساتھ نہ جاتے
مگر تیرے عجز وانکسار کے سبب سے مجبور ہین خیر اگر یہی تیری خوشی ہی تو ایک لمحہ بیٹھکر جس جگہ جانا
منظور ہی وہان جائینگے صندلان شاہ یہ سنکے خوش ہوا حکیم صاحب نے کہا ہمارا تخت اس طرف
آگے بڑھے فوراً اُسی طرف تخت آہستہ آہستہ چلا صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی و
نامور گرد تخت حکیم صاحب کے آگئے سواری حکیم صاحب کی نہایت تزک وخدم وحشم سے آگے
بڑھی اثنائے راہ مین صندلان شاہ نے پوچھا آپ کا تخت کون اُٹھائے ہی بظاہر تو کوئی
نظر نہین آتا ہی ابھی آپ نے کس سے فرمایا کہ تخت ہمارا بڑھاؤ حکیم صاحب نے مسکراکر
جواب دیا ہمارا تخت ہوا اُٹھائے ہی ہم ہوا سے جو کہتے ہین وہ اُسیوقت کرتی ہی کیونکہ ہماری تابع
ہی یہ تخت ہمارا گویا بساط جناب سلیمان علیہ السلام ہی صندلان شاہ و دیگر ساحران نامی نے

عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین واقعی آپکے تخت کو ہوا لیے جاتی ہی آپ کے ذی کمال ہونے مین
کسی طرح کا شک نہین ہی غرض صندلان شاہ اور اکثر ساحران نامی حکیم صاحب کے کمال کی
تعریف کرتے ہوے گرد اُنکے تخت کے بادب تمام چلے جاتے تھے پیچھے پیچھے فوج ساحرون کی تھی بعد قطع
راہ جب اُس میدان وسیع مین پہونچے جس میدان مین رستم ثانی زیر تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا اور
درگاہ خدا مین واسطے اپنی رہائی کے دعا کر رہا تھا صندلان شاہ نے عرض کیا غریب خانہ تو یہان سے
دور ہی لیکن اِسوقت بضرورت یہ خاکسار اسی صحرا مین آیا تھا بارگاہین اور خیام برپا کرائے تھے
اگر خلاف شان جناب نہو تو اسی صحرا مین جو میری بارگاہ ہی اُسی مین تشریف رکھیے حکیم صاحب
نے کہا بہتر ہی یہین تھوڑی دیر بارگاہ مین بیٹھونگا صحرا کی سیر بھی کرونگا یہ کہکے کہا ہمارا تخت بالاے زمین
رکھو فی الفور تخت بلندی سے زمین پر اُتر آیا صندلان شاہ وغیرہ جملہ ساحران نامی بھی اپنی اپنی
سواری سے اُتر کر حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون سے کہنے لگے اب آپ پانچون صاحب اپنے تخت
سے اُتر کر اندرون بارگاہ تشریف لیچلیے حکیم صاحب نے جواب دیا اسوقت گرمی بہت ہی اندر بارگاہ کے
اور گرمی ہوگی دل گھبرائیگا یہان اچھا ہی میدان مین ہواے سرد آتی ہی دل کو فرحت ہوتی ہی سبزہ
شاداب صحرا عجب لہلہا رہا ہی اِسکی سیر سے بھی دلکو فرحت ہوگی ہی بس ہمتو اپنے تخت سے
نہ اُترینگے نہ کہین جائینگے تھوڑی دیر یہان ٹھہر کر جہان جانا منظور ہی وہان جائینگے صندلان شاہ نے
یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے عرض کیا بہت بہتر آپ اسی جگہ تشریف رکھیں اپنے تخت سے بھی نہ اُترین
یہ خاکسار بھی اسی جگہ آپ کے روبرو بیٹھے گا یہ کہکے اکثر ساحرون سے کہا جلد تر یہان تخت اور کرسیان
لاکر قرینے کے ساتھ رکھدو ساحرون نے حسب الحکم تخت و کرسیان اُسی جگہ لا لاکے رکھدین جب شاہزادہ
رستم ثانی حکیم صاحب مذکور اور اُنکے شاگردون کو دیکھکر دل مین کہنے لگا نہین معلوم یہ حکیم کون ہی
نام اسکا کیا ہی یہان کیون آیا ہی کون یہان بیمار ہی کہ جسکے علاج کو آیا ہی بظاہر ذی عزت ایسا ہی کہ
صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی ہاتھ باندھ کر بصد ادب اِس سے کلام کرتے ہین اور جو یہ کہتا
ہی سب اُسی بات کو منظور کرتے ہین اِدھر حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد جانب رستم ثانی دزدیدہ
نظر سے دیکھتے جاتے تھے جب ساحر موافق کہنے صندلان شاہ کے تخت و کرسیان میدان مین رکھ
چکے اور صندلان شاہ اور جملہ ساحران نامی حکیم صاحب سے بیٹھنے کی اجازت لیکر علی قدر مراتب
تخت و کرسی زرین و چوبی پر بیٹھ چکے صندلان شاہ نے دست بستہ حکیم صاحب سے پوچھا کچھ میکشی
سے بھی شوق ہی اگر میخواری سے انکار نہو تو یہ خاکسار ساقیون کو طلب کرے وہ کشتیان شراب ناب
کی لاکر آپکو جام بلورین شراب بھر کر دین حکیم صاحب نے جواب دیا ہان شوق بادہ کشی تو ہی مگر ہم ہمیشہ شراب
لطیف صاف جنت مین ہمراہ خداوند سامری و جمشید کے پیتے ہین وہ ایسی شراب ناب ہی کہ جسکا ایک قطرہ
یہان کی شراب سے بہتر ہی مگر تمھارے کہنے سے اِسوقت یہی شراب پی لینگے صندلان شاہ نے خوش
ہوکے اپنے ملازمون سے کہا جلد تر ساقیان شوخ چشم و گلعذار کو طلب کرو اور کہو کہ نہایت عمدہ اور تحفہ
شراب شیشون مین بھر کر شیشے کشتیون مین رکھکر مع ساغر بلورین لیکر آئین حکیم صاحب کو شراب پلائین
ساحرون نے حسب الحکم بادشاہ ساقیون سے کہا وہ جلد تر کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوے اور بناز و ادا

کشتیون سے ساغرون مین مے تند بھر کے بایماے صندلان شاہ حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون
کو دینے لگے حکیم صاحب مع اپنے شاگردون کے ساقیون سے جام مے لیکر شراب پینے لگے اور تعریف
اُس شراب کی کرنے لگے صندلان شاہ خوش ہو کے کہنے لگا یہ شراب مین نے خاص
آپ کے واسطے طلب کی ہے جب حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد شراب پی چکے ساقیان خوبرو
حکم صندلان شاہ سے دوسری قسم کی شراب ساحران نامی کو ساغر بلورین مین بھر بھر
کر دینے لگے وہ جام ساغر ساقیون سے لیکر شراب پینے لگے دور جام ہونے لگا صندلان شاہ
بھی ساقیون سے جام مے لیکر شراب پینے لگا ساقی بار بار جام بادۂ گلنار و خوش گوار سے
بھر کر اہل بزم کو دینے لگے سواے حکیم صاحب اور اُنکے شاگردون اور صندلان شاہ
کے سب ساحران نامی وہی شراب پینے لگے جب ایک ایک دو دو جام مے سب پی چکے تشتریان
اور قابین کباب و دیگر اشیاے گزک سے بھری ہوئی خدام لائے ہر ایک ساحر اُس گزک
سے بالاے مے لطف اُٹھانے لگا حکیم صاحب نے اپنی جیب سے اور اُنکے شاگردون نے بھی
اپنے اپنے پاس سے کچھ چیزین نکال کے خیال سے بالاے مے کھالین جب ساقی کشتیان اُٹھا کر
اور خدام قابین گزک کی خالی لے کر چلے گئے اور ہر ایک ساحر کو نشہ ہوا بے اختیار جھومنے
لگا خصوصًا صندلان شاہ سرشار ہو کر حکیم صاحب سے کہنے لگا مین نے آپ کو اس
وجہ سے یہان آنے کی تکلیف دی ہے جا بتاتا ہون کہ مجھے ایک معجون مقوی باہ تیار
کر دیجیے کہ اب زمانہ ضعیفی کا آگیا ہے قوت جوانی کی جا چکی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا اچھا
معجون تمکو تیار کر کے ہم بھیج دین گے لیکن تم زیادہ اُسے کھا کر از خود رفتہ ہو جاؤ گے کم کھانا یہ
کہکر صندلان شاہ سے پوچھا تم اس صحرا مین آج اسقدر ساحرون کی جمعیت سے کیون آئے ہو
اُسنے عرض کیا حضور یہ قصہ طولانی ہے مفصل طور سے عرض نہین کر سکتا الا مختصر بیان کرتا ہون
سبب میرے یہان آنے کا یہ ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی ایک مسلمان نے یہان آکے لوح طلسم
بعد کوشش دستیاب کر کے طلسم صندل کو توڑنا چاہا تھا ہنوز وہ طلسم مذکور کو تمام و کمال
درہم برہم کرنے نہ پایا تھا کہ گرد آفریا سے میرے ملازمون نے اُس سے لوح مذکور لے کر اُسے
گرفتار کر لیا مین نے اُس کا زندہ رکھنا اچھا نہ جان کر حکم قتل کا دیا ہے دیکھیے طلسم کشا وہ زیر
تیغ بیٹھا ہے دو حکم قتل جلاد کو دے چکا ہون اب تیسرا حکم دیتا ہون جلاد ابھی اُس کے سر و تن
مین جدائی کر دے گا آپ ہی کے سامنے اُسکا سر کٹ کے گریگا حکیم صاحب نے کہا اے
صندلان شاہ طلسم کشا کا اسقدر جلد قتل کرنا اچھا نہین ہے خلاف قاعدہ ہے اور یہ بھی واضح ہو
کہ جس جگہ خون اہل اسلام کا گرتا ہے وہ زمین آباد نہین ہوتی ہے تمہین لازم تھا کہ بعد چالیس روز کے
اُسکو بیرون حد طلسم و شہر صندل قتل کرتے اتنے دونون قید رکھتے اُس نے جواب دیا اسکا قید
رکھنا اچھا نہین تھا یہ رہا ہو جاتا اور رہا ہو کر نہین معلوم یہ کیا آفتین برپا کر دیتا اور ایک مرتبہ ایسا
ہو بھی چکا ہے کہ مین اسکو قید کر چکا ہون اب قید نہ کرونگا یہ دشمن جان و ایمان طلسم ہے اس کو
قتل ہی کر ڈالونگا لقمان ثانی نے جواب دیا ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ قتل ہو خون اسکا زمین

ہے نہ گرے کہ باعث بربادی شہر طلسم ہے اور اسکی طرف سے تمکو بخوبی اطمینان بھی ہو جائے اور
کسی طرح کا خوف و خطر باقی نہ رہے صندلان شاہ نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہے میرے تو ذہن مین
نہین آتی ہے حکیم صاحب نے کہا ہماری رائے یہ ہے کہ اسکو خدمت مین سامری و جمشید کے
بھیجدیا جائے وہ جیسا مناسب جانینگے ویسا اُسکے حق مین کرینگے اگر اُنکو منظور ہوگا تو وہ
اس کو دوزخ مین ڈالدینگے اور اگر اُسنے اُنکی اطاعت و پرستش مین کمی نہین کی ہے تو وہ اسکو
جنت مین اپنی خدمت مین رکھینگے پھر کبھی یہان نہ آنے دینگے وہان سے کوئی اُسکو رہا کرکے
بھی نہ لا سکیگا تمھاری جان اور تمھارا ایمان اور طلسم اسکے ہاتھ سے اس تدبیر سے بچ
جائیگا یہ قتل بھی نہوگا صندلان شاہ یہ تقریر لقمان ثانی کی سُنکے کچھ دیر تک سوچا کیا لیکن پھر
اُسوقت تمام ساحران نامی نے کہا ہم رائے حکیم صاحب کی پسند کرتے ہین کیا معقول تدبیر ہے
جب سب ساحرون نے باتفاق رائے حکیم صاحب کی پسند کی صندلان شاہ نے کہا اب حکیم صاحب
جو آپ کے نزدیک مناسب ہو کیجیے آپکو طلسم کشا کے باب مین اختیار ہے خواہ اُسوقت
قتل ہو جانے دیجیے یا خدمت مین خداوندون کی اُسے روانہ کر دیجیے حکیم صاحب نے
فرمایا ہمین اس جگہ طلسم کشا کا قتل ہونا منظور نہین ہے یہ ملک و زمین اسکے خون کے گرنے
سے برباد و ویران ہمیشہ رہیگی یہ کہکے شہزادہ رستم ثانی کو ساحرون سے اپنے پاس بلا کے اور نہایت
برہم ہو کے کہا او طلسم کشا کیا تجکو اس روز بد سے آگاہی نہ تھی کہ جو تو نے بندگان سامری
و جمشید کو یہان آکے قتل کیا طلسم کا توڑنا چاہا سب سامری پرستون کو قتل یا مسلمان کرنا چاہا
شاہزادہ رستم ثانی نے لقمان ثانی کو نہ پہچان کر دلیرانہ جواب دیا او حکیم بیوقوف و نادان دغا
ہم نگہبانان اہل اسلام سے ہین ترقی دین اسلام کی چاہتے ہین اور بربادی و نابودی کفار ان
بے دین کی روز و شب چاہا کرتے ہین مرنے اور قتل ہونے سے نہین ڈرتے ہین اسوقت
اسیر ہین اگر خدا چاہے گا تو رہا ہو جائینگے بعدہ طلسم کو شکست کرینگے ساحرون کو قتل کرینگے
حکیم صاحب گفتگوے شاہزادہ رستم ثانی کی سُنکے بظاہر بہت برہم ہوے بعد ازان
شاہزادہ رستم ثانی کو اپنی طرف کھینچکر عطر بیہوشی سنگھا کر زنبیل مین داخل کرکے صندلان شاہ
اور جملہ ساحران نامی سے کہا تمنے دیکھا کہ ہمنے طلسم کشا کو کسقدر جلد خدمت سامری و جمشید
مین روانہ کر دیا ہے اب اگر ہمین چاہین تو وہ پھر یہان آ سکتا ہے اور اگر نہ چاہین تو کبھی وہان سے
نہ آئیگا اب وہ خدمت مین جملہ خداوندون کی پہونچ گیا ہوگا یہان سے ہم جا کر جو کام کرنا منظور
ہے اُسے کر کے خداوندون کے دربار مین چلینگے تمام حال طلسم کشا کا سب سے کہدینگے
اور یہ بھی کہدینگے کہ اس کو دوزخ مین ڈالدیجیے ساحران نامی نے کہا حکیم صاحب بے شک
آپ صاحب کمال ہین اتنی جلد طلسم کشا کو کس راہ سے خداوندون کے پاس بھیجدیا جائے
حیرت ہے لقمان ثانی نے کہا ہمارے پاس ایک ایسی نادر و کمال کی زنبیل ہے کہ
اس کے اوصاف مفصل تو بیان ہو نہین سکتے لیکن مختصر تعریف اُسکی یہ ہے کہ یہ ایک دروازہ
ہے باغ جنت مین جانے کا اور پھر وہان کی سیر کرکے پوتے مو خداوندون کے جمال دیکھکر

چلے آنے گا اور اسکو خداوندنے ہمین حق اسی واسطے دیا ہی کہ جو شخص ہماری صحبت مین اور
خاص ہمارے بزم مین آنا چاہے اور ہماری زیارت سے مشرف ہونا چاہے تو اُسے اسی
دروازے سے روانہ کردینا اور ایک رقعہ اپنا اسی شخص کے ہاتھ روانہ کرنا کہ موافق
اُسکی تحریر کے عمل کیا جائیگا اور جبتک رقعہ نہ پہونچے گا جو شخص آئیگا وہ ہماری بزم مین
نہ آسکے گا بیرون بزم رہے گا ساحران تامی نے عرض کیا کہ ہم بھی امیدوار ہین کہ
ہمکو بھی باغ جنت مین روانہ کردیجیے تاکہ جملہ خداوندون کی زیارت سے مشرف ہوکر
آئین اور باغ جنت کی بھی سیر کرآئین حکیم صاحب نے جواب دیا کیا مضائقہ ہے مگر ایک
بات کہنا ہم بھول گئے تھے وہ یہ ہے کہ جبتک کوئی شخص تم مین سے یا اور کوئی شخص
خداوندون کی محفل مین جانے کا ارادہ کرے گا تو اُسے ہم رقعہ مین لکھ دینگے کہ یہ شخص
ذی عزت ہی اسنے دس ہزار روپیہ آپ سب خداوندون کی نذر کے واسطے ہمارے
پاس داخل کیے ہین اسے کرسی جواہر نگار اپنی بزم مین دیجیے گا تو اُس شخص کو وہان
کرسی جواہر نگار ملیگی اور جتنی دیر ہم بیٹھنے کو لکھ دینگے اُتنی ہی دیر وہ شخص وہان بیٹھ سکے گا
بعد ازان خدام جملہ خداوندان اُس شخص کو اُسی دروازے تک آکے پہونچا دینگے ہم اُسے
اس دروازے سے نکال لینگے اور اگر کوئی غریب و محتاج وہان جانے کا ارادہ
کریگا اور ہم رقعہ مین لکھ دینگے کہ اس نے ہمکو آپ صاحبون کی نذر گذراننے کے واسطے
کچھ بھی نہین دیا ہی تو وہ شخص بزم خداوندان مین تخت و کرسی و فرش پر بیٹھنے نہ پائیگا مانند
غلامون اور خادمون کے لب فرش مقام مُتارنے نعلینون کے کھڑا رہیگا دور سے سب
خداوندون کو دیکھے گا کوئی خداوند اس سے کلام نہ کریگا اور فی الفور وہان سے
نکالدیا جائیگا بس جس طرح تمکو منظور ہو ہمنے تمھین آگاہ کردیا ہی خواہ نذر حسب مقدرت
جمع کرکے وہان جاکر بعزت بیٹھو یا کچھ نہ دے کر وہان جاؤ اور ذلت اُٹھاکے چلے آؤ تمھین
اختیار ہی کچھ ساحران نامی یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے کہنے لگے ہمین اپنی ذلت منظور نہین
ہی چاہتے ہین کہ بعزت بزم خداوندون مین جاکے بیٹھین ہم موافق اپنی لیاقت کے نذر نذر آپ کے
پاس جمع کیے دیتے ہین یہ کہکے کسی ساحر نے دس ہزار روپیہ کسی نے پندرہ ہزار روپیہ
کسی نے بیس ہزار روپیہ اور کسی نے تیس ہزار روپیہ ابلیس خود پسند نے پانچ ہزار
اشرفیان اسی طرح بہت سے ساحران نامی نے حسب لیاقت اپنے اپنے زرکثیر رو برو
حکیم صاحب کے طلب کرکے جمع کیا حکیم صاحب مذکور نے ہر ایک ساحر کی نذر کو دیکھکر
اُسی زر نذر کی زیادتی کے موافق رقعہ لکھدیا کہ اس ساحر نے اسقدر زر نذر ہمارے
پاس جمع کیا ہی اسکو اپنی بزم مین قریب تر اپنے تخت جواہر نگار یا کرسی جواہر نگار پر جگہ
دیجیے گا اور دو پہر یا ایک پہر بیٹھے رہنے دیجیے گا ہم تخن بھی اس سے ہوجیے گا باغ جنت
کی اچھی طرح سیر بھی کرا دیجیے گا اور جس جس ساحر نے کم روپیہ جمع کیا اسکو اس مضمون کا
رقعہ لکھدیا کہ اس شخص نے اسقدر کم روپیہ واسطے آپ حضرات کی نذر کے جمع کیا ہی اسکو اپنی بزم

مین فرش پر بیٹھنے دیجیے گا اور بعد ایک لمحہ کے بیرون بزم کر دیجیے گا غرضکہ جب حکیم صاحب
اور اُنکے شاگرد ساڑھے چارسو رقعے لکھ چکے ہر ایک ساحر کے ہاتھ مین ایک ایک رقعہ دے
کر کہا دیکھو اس مین تمھارا نام اور تعداد زر اور جائے نشست اور زمانہ قیام لکھدیا ہے
ہر اک نے غور سے پڑھ لیا حکیم صاحب نے ہر اک ساحر کو تخت و کرسی سے اپنی طرف کھینچکر
کہا اس زنبیل عجائب قدرت مین سر اپنا ڈال کر دیکھو جب اُسنے موافق کہنے کے عمل کیا حکیم
صاحب نے ایک تھپکی اُسکی پشت و کمر پر ایسی دی کہ وہ فوراً داخل زنبیل ہوگیا اسی طرح ساڑھے
چارسو ساحرون کو لقمان ثانی نے داخل زنبیل کیا جسوقت ساحران مذکور داخل زنبیل ہو چکے اور جو
پچاس ساحران نامی اور صندلان شاہ باقی رہگئے تھے اُنکو بھی اپنے خداوندون کی زیارت کا
شوق ہوا تھا ہر ایک نے چاہا تھا کہ حسب حیثیت ولیاقت روپیہ حکیم صاحب کے پاس
جمع کر کے رقعہ لکھوا کر زنبیل قدرت مین داخل ہو کے بزم مین خداوندون کی جائین ہنوز
ہر ایک نے زر و جواہر جمع نہ کیا تھا اور حکیم صاحب نے صندلان شاہ سے بمقدمہ لوح
طلسمی یہ کہا تھا کہ اے صندلان شاہ ہم چاہتے ہین کہ اسوقت ایک امر واسطے تمھاری
بہبودی کے ادا کر جائین کہ جس سے ہمیشہ تم بےخوف ہو جاؤ اُس نے پوچھا وہ امر کیا ہے حکیم
صاحب نے بیان کیا طلسم کشا کو تو ہمنے خداوندون کے پاس روانہ کر دیا ہے وہ وہان پہنچ
بھی گیا ہوگا اب ہم خداوندون کے پاس جا کے اُسے دوزخ مین ڈالنے کو کہین گے
ہمارے کہنے سے فوراً نار دوزخ مین ڈالدیا جائیگا اور پھر کبھی وہان سے یہان نہ آئیگا لیکن
مبادا اور کوئی طلسم کشا آکے لوح طلسمی کسی طور سے حاصل کر کے اگر تمھین قتل کرے اور طلسم کو
درہم برہم کرے تو بہتر نہوگا بلکہ برا ہوگا لہذا لوح طلسمی بھی ہمکو دیدو کہ ہم سب خداوندون کے
پاس لیجائین اُنھین سے کسی خداوند کو دیدین جب لوح طلسمی یہان نہ رہیگی تو اور کوئی طلسم کشا
طلسم مذکور کو کیونکر فتح کر سکے گا ساحران طلسم کو بھی ہلاک نہ کر سکیگا تجھسے بھی مقابلہ نہ کر سکیگا
صندلان شاہ نے گفتگو حکیم صاحب کی سُنکے لوح کے دینے مین فکر کی ساحران باقی ماندہ جو گرد
صندلان شاہ کے بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ ہمین رائے
حکیم صاحب کی اچھی معلوم ہوتی ہے ہر طرح اس مین آپ کا فائدہ ہے لوح طلسمی حکیم صاحب
کو ضرور دیدیجیے بےخوف ہو جائیے صندلان شاہ نے اُن ساحرون کے کہنے سے ایک ساحر
کو کہ وہ ذی عزت و زبردست ساحر تھا اور نام اُس کا مفتاح جادو تھا کہا کہ جس صندوقچہ
مین ہمنے لوح طلسمی رکھی ہے اور جہان وہ صندوقچہ رکھا ہے تجھے معلوم ہے جلد وہان جا کر صندوقچہ لیکر
یہان آ وہ اُسی وقت اُٹھکر تخت پر بیٹھکر روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ صندوقچہ لیکر آیا
صندلان شاہ کو دیا اُسوقت صندلان شاہ نے کنجی اپنی جیب سے نکال کے چاہا تھا کہ صندوقچہ
کو کھول کر لوح طلسمی نکال کر حکیم صاحب کے حوالے کر دیجیے بعد ازان داخل زنبیل قدرت
ہو کر جنت مین جا کر سیر باغ جنت کیجیے اور سب خداوندون کے جمال کو بھی دیکھیے
ناگاہ سوے فلک ایک ٹکڑا ابر گلنار پیدا ہوا اُس ابر کے ٹکڑے سے دمبدم مانند برق کے بجلیان

نمایان ہوتی تھین اور صداے رعد اُس ابر سے آتی تھی کبھی اُس سے بارش باران ہوتی تھی گاہ بجاے
آب آگ برستی تھی اور وہ پارۂ ابر بہت جلد آتا تھا لقمان ثانی نے اُس لکۂ ابر کو اپنی جانب آتے
دیکھکر مشوش ہو کے پہلے تو وہ تمام روپیہ جو ساحرون نے جمع کیا تھا اُٹھا اُٹھا کے در زنبیل کیا
بعد ازان صندلان شاہ سے کہا صندوقچہ کھولنے کی کیا ضرورت ہی لوح مع صندوقچہ دیدو کہ
اب ہم جاتے ہین ہنوز صندلان شاہ نے صندوقچہ مذکور کے دینے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ وہ لکۂ ابر
صندلان شاہ پر آ کے قائم ہو کے درمیان سے شق ہوا حکیم صاحب نقلی نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ ضعیفہ تخت پر بیٹھی ہوئی ہی چہرے سے اُسکے آثار غیظ و غضب نمایان ہین ایک
ہاتھ مین اُسکے چند اوراق ہین دوسرے ہاتھ مین اُسکے گلدستہ آلودہ خون ہی ابھی لقمان ثانی
یعنے عمرو ثانی اُس ضعیفہ کی طرف دیکھ رہے تھے صندلان شاہ بھی سوے فلک و لکۂ ابر مذکور
دیکھکر ساحران نامی سے کہہ رہا تھا کہ اچھے وقت ہماری نانی صاحبہ تشریف لائین کہ حکیم صاحب
بھی بیٹھے ہین ابھی صندلان شاہ یہ کہہ رہا تھا اور وہ صندوقچہ جسمین لوح طلسمی تھی لقمان ثانی نقلی
کو دے رہا تھا کہ اُس ساحرہ ضعیفہ نے سحر سے برق بنکر فی الفور زمین پر گر کے اور پھر بصورت اصلی
ہو کے صندلان شاہ سے مخاطب ہو کے کہا او چھوکرے کیا غضب کرتا ہے یہ صندوقچہ
جسمین لوح طلسمی ہی کسکو دیتا ہی ارے نادان یہ لقمان ثانی نہین ہی یہ عیار امیر ثانی کا
ہی نام اِس کا عمرو ثانی ہی اور یہ چارون آدمی جو اِسکے سامنے بیٹھے ہین یہ بھی عیار ہین ان مین
ایک کا نام برق ثانی ہی دوسرے کا نام سیارہ ثانی ہی تیسرے کا اسم قران ثانی ہی جو تھا
شخص جو دبلا پتلا ہی اُسکا نام چالاک ثانی ہی مین اِنکے اسماسے اور اِنکے حال سے خوب ماہر ہون تھوڑی
دیر قبل اِس کے مین اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی تھی سامان عیش و راحت موجود تھے یکایک مجکو
تیرا خیال آیا فی الفور اوراق جمشیدی اُٹھائے اور اِس نیت سے اُنکو دیکھا کہ صندلان شاہ اِسوقت
کس کار مین مصروف ہی کس کے پاس بیٹھا ہی کس سے ہم سخن ہی پس اوراق مذکور سے صاف
صاف یہ عبارت و مطلب پیدا ہوا کہ صندلان شاہ اِسوقت ایک ایسی جماعت مین بیٹھا ہے کہ
جس مجمع مین عمرو ثانی بصورت لقمان ثانی بیٹھا ہوا ہی اور ہمراہ عیار مذکور کے چار عیار اور بھی
ہین نام اُنکے یہ ہین کہ ایک چالاک ثانی دوسرا برق ثانی تیسرا قران ثانی چوتھا سیارہ ثانی ہے
اور اُنھین عیارون سے صندلان شاہ ہم سخن ہی عمرو ثانی کو لقمان ثانی جان کر لوح طلسمی دیا چاہتا
ہی یہ حال دریافت کر کے مین جلدی مین تنہا یہان آئی ہون خیر اچھے وقت پر یہان پہونچی کہ تو نے
اِس عیار بلاے روزگار کو لوح طلسمی نہین دی تھی اگر مین تیرے حال سے باخبر نہوتی اور تھوڑی سی
دیر اور یہان نہ آتی تو غضب ہی ہو جاتا تو لوح طلسمی اِس عیار کو دیدیتا یہ طلسم کشا کو لیجا کر دیتا وہ طلسم کو
لوح پا کر درہم و برہم کر دیتا نام و نشان طلسم باقی نہ رہتا او بیوقوف کوئی ایسی نادانی کرتا ہی کہ بغیر آگہی کے
لوح طلسمی ایسی شے کسی کو دینے کا ارادہ کرتا ہی مین نے بارہا تجھے نصیحت کی ہی کہ امور سلطنت وغیرہ ہوشیاری
و خبرداری سے اور مشورہ بزرگان سے کیا کر مگر تو اپنی نادانی و بیوقوفی سے میری نصیحت پر عمل نہین
کرتا ہی بہت امور سلطنت مین اور انصرام و انتظام مین غفلت کرتا ہی او چھوکرے یاد رکھ کہ

انجام اس غفلت و نادانی کا اچھا نہین ہی مجھے تیری جان کے جلنے کا خوف ہی دیکھ اب بھی ہوشیار
ہو غفلت سے باز آ ورنہ پچتائیگا یہ کہکر پوچھنے لگی مین نے سنا تھا کہ طلسم کشا کو تونے گرفتار کر اسکے
قتل کرنے کا ارادہ کیا ہی بتا اُسکو قتل کیا یا ابھی نہین صندلان شاہ اپنی نانی ملکہ آتش افروز کے
آتے ہی برائے تعظیم تخت سے اُٹھا تھا اور سلام کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ یکایک اُس سے تمام
حال مندرجہ بالا سنکے نہایت گھبرا کر کہنے لگا نانی صاحبہ اسوقت آپ نے تشریف
لا کر لوح طلسمی دینے سے باز رکھا ورنہ مین اسکے دام فریب مین پھنس چکا تھا طلسم کشا کو پہلے ہی اسکے
حوالے کر چکا تھا اب لوح طلسمی بھی اسے دیدیتا اسنے نہایت غصہ کرکے اور کلمات سخت کہکے پوچھا
او چھوکرے تونے طلسم کشا کو اسے کیونکر دیا صندلان شاہ نے تمام حال عمرو ثانی کے آنے کا
اور طلسم کشا کو زنبیل مین داخل کرنے کا اور ساحران نامی کو بھی زنبیل مین ڈالنے کا اور روپیہ
اور اشرفیان لینے کا از اول تا آخر مفصل بیان کیا آتش افروز جادو نے نہایت افسوس کرکے
کہا اب کیا کھڑا ہی حکم کر کہ تمام سپاہ ساحران ان عیارون کو چار طرف سے گھیر کر قتل کر
ڈالین کسی طرف انکو بھاگنے نہ دین مین بھی ایک جانب سے ان عیارون کو روکتی ہون اور
جہانتک ہو سکے گا جانے نہ دونگی گلدستے سحر کے مار کر ان سب کو دیوانہ کر دونگی زمین کو سحر سے
سنگلاخ کر دونگی تاکہ یہ عیار بلاے روزگار کسی طرح زمین مین سما نہ سکین ایک طرف سے تو اپنی
سحر اسوقت ان پانچون عیارون کو ہلاک ہی کر ڈال انہین سے کسی کو زندہ نہ رکھ صندلان شاہ
نے اسی وقت جملہ اپنی سپاہ کے ساحرون کو حکم دیا کہ ان عیارون کو گھیر کر یا گرفتار کر لو یا سحر سے
ہلاک کر ڈالو بس بمجرد حکم جملہ ساحران نامی و غیر نامی نے عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو چار
سمت سے گھیر لیا عمرو ثانی نے صندلان شاہ سے کہا او نابکار ہم پانچ آدمیون سے تو ایسا
خائف ہی کہ تمام اپنی سپاہ کو ہمراہ لے کر لڑنے پر آمادہ ہی ہمکو عمرو ثانی بتاتا ہی اس ساحرہ ملعونہ
کے بہکانے سے ہمین عیار جان کر ہمسے لڑتا ہی دیکھ اپنے ارادے سے باز آ ہمین لقمان ثانی
ہی جان کچھ شک نہ کر صندلان شاہ نے جواب دیا او دزد بلاے روزگار مجھکو میری نانی نے اگر
تیرے حال سے آگاہ کر دیا ہی اب تو لاکھ مجھ سے مکر و فریب کی باتین کریگا تو مین ہرگز تیرے
دام مکر مین گرفتار نہونگا اگر اپنی زندگی اور اپنے ہمراہ عیارون کی حیات چاہتا ہے تو رستم
ثانی کو اور جملہ ساحران نامی کو جنکو ابھی تونے بمکر و فریب داخل زنبیل کیا ہی زنبیل سے نکال کے
میرے حوالے کر دے ورنہ تجھکو اور تیرے شاگردون کو ایک ادنے سحر مین مار ڈالونگا
عمرو ثانی نے جواب دیا او بدآئین و بدایمان یہ کیا بیہودہ بکتا ہی تو مجھے کیا قتل کر سکتا ہی اور
تیری سپاہ مجھے کیا روک سکتی ہی اور یہ تیری نانی آتش افروز کیا مجھے روک سکتی ہی مین اس طرح
زندہ و سلامت تیری سپاہ بیکران سے نکل جاؤنگا کہ تجھے حیرت ہوگی مین تجھسے اور تیری اس
سپاہ سے نہین ڈرتا ہون عبث مجھکو ڈراتا ہی مین رستم ثانی کو اور تیری سپاہ کے ساحران نامی کو ہرگز
تجھے نہ دونگا دیکھون تو تو کیا کرتا ہی آتش افروز صندلان شاہ سے کہنے لگی او چھوکرے اب
اس سے کلام نہ کر یہ کبھی طلسم کشا وغیرہ کو تجھے نہ دیگا یہ کہکے گلدستہ سحر دم کرکے عمرو ثانی پہ مارا

ادھر صندلان شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی فی الفور زمین شق ہوئی ایک نازنین نہایت حسین
لباس رنگین پہنے ہوئے اسباب سحر لیے ہوئے پیدا ہوئی سامنے صندلان شاہ کے آکے
عرض کرنے لگی ای بادشاہ ذیجاہ اسوقت اِس کنیز کو حضور نے کیون یاد کیا ہے خیر تو ہے
کس دشمن سخت سے لڑنے کا ارادہ ہی کہ مجکو واسطے اُسکے طلب کیا ہی لیجیے یہ اسباب سحر موجود
ہی صندلان شاہ نے اُس سے اسباب سحر لیکر کہا ای گل اندام جادو غضب ہوا کہ عمرو ثانی عیار
حمزہ ثانی نے بکر و فریب مجھ سے کہا کہ طلسم کشا کو قتل نہ کرو مین خداوندون کے پاس اسے روانہ
کیے دیتا ہون چونکہ وہ بصورت لقمان ثانی بنکر یہان آیا مین اُسکے فریب مین آگیا طلسم کشا کو اُسکے
حوالے کر دیا سوائے اسکے اور بھی اس عیار نے بہت سی مکر کی باتین کی ہین وہ سب باتین اسوقت
کیا کہون اب تو جا مین عیار مذکور کو بزور سحر ہلاک کرونگا گل اندام جادو تو زمین مین سما کر چلی گئی
صندلان شاہ نے ایک ترنج لیکر اُسپر سحر دم کرکے عمرو ثانی کے تخت پر مارا اس کا ترنج
مارنا تھا کہ جملہ ساحرون نے برابر نارنج و ترنج اور گولے وغیرہ سحر کرکے خواجہ عمرو ثانی پر مارے
ہرچند ہزارہا ساحرون نے سحر کیا لیکن کسی ساحر کا سحر کارگر نہوا جو ترنج یا گلدستہ
سحر یا گولہ فولادی یا کارد سحر یا ماش یا رائی یا ہار فلفل عمرو ثانی پر سحر کرکے مارے وہ سب
قریب تخت عمرو ثانی کے جاکر گر پڑے ملکہ آتش افروز جادو اور صندلان شاہ وغیرہ یہ
حال دیکھکر نہایت حیران ہوے کہ آج کیا سبب ہی جو ہمارے سحر مین اثر نہین ہی عمرو
ثانی پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا ہے شاید سحر پڑھنے مین ہمسے کچھ غلطی ہوئی ہی کہ جسکی وجہ
سے سحر نے تاثیر حریف پر نہ کی اب اچھی طرح سے سحر صحیح پڑھکر اسباب سحر پر دم کرین گے اور
عمرو ثانی پر لگائینگے یہ خیال کرکے پھر ایک ساحر نامی و نامور نے سحر پڑھکر اسباب سحر پر
دم کرکے کسی نے گولہ مارا کسی نے گلدستہ مارا کسی نے نارنج کسی نے ترنج لگایا لیکن عمرو
ثانی کو کسی کے سحر سے کچھ ضرر نہوا وہ بصورت لقمان ثانی اُسی طرح تخت پر بیٹھا رہا
اور ہنسا کیا صندلان شاہ سحر کرتے کرتے حیران ہو گیا ملکہ آتش افروز بھی بہت سے
گلدستے اپنی انگشت کے خون سے تر کرکے سحر دم کرکے لگا چکی اور ساحران نامی وغیر نامی بھی
سیکڑون بلکہ ہزارون سحر کر چکے اور سامری و جمشید کو پکار چکے لیکن کوئی سحر کسی کا عمرو
ثانی پر کارگر نہوا آخرکار سب ساحر سحر کرکے تھک گئے مگر عمرو ثانی بدستور اسی طور سے
اپنے تخت پر بیٹھا رہا اور یہ کہا کیا کہ ای صندلان شاہ دیکھون تم اور تمھاری نانی ملکہ
آتش افروز اور یہ ہزارہا ساحر کب تک مجھپر سحر کرتے ہین اور سحر کرنے سے کیا نفع پاتے
ہین مین اِسی واسطے بیٹھا ہوا ہون کہ تم سب کو عاجز کرلون تو خود تمپر کوئی سحر کرون صندلان شاہ
اس جنگ مین تقریر عمرو ثانی کی سنکے اور نہایت غضبناک ہو کے پھر خود بھی سحر کرتا
تھا اور سب ساحرون سے سحر کرنے کی تاکید کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ
صندلان شاہ اور ملکہ آتش افروز اور ہزارہا ساحرون نے پہر بھر تک پے در پے اسقدر اشیاے
سحر عجائب مانند نارنج و ترنج اور گولون اور گلدستون وغیرہ کے عیاران مذکور پر لگائین

کہ گرد تخت عمرو ثانی کے گولوں اور تاریخ و تریخ وغیرہ کے اونچے اونچے ڈھیر ہو گئے تھے
اور سب ساحر اِس طرح اسباب سحر سحر کرکے عیاران مندرجۂ بالا پر پھینکتے تھے دیکھنے
والوں کو ثابت ہوتا تھا کہ گویا مینھ برس رہا ہے جب ہزارہا ساحروں کے سحر سے اور خود
صندلان شاہ کے سحر ہاے سخت سے عمرو ثانی کو کچھ ضرر نہ پہونچا تو عاجز و مجبور ہو کر صندلان
شاہ نے جملہ ساحروں کو حکم دیا کہ اب تم لوگ سحر نہ کرو ترسول اور پنسول لے کر ایکبارگی
حملہ کرکے عمرو ثانی اور اُس کے ہمراہی عیاروں کو گرفتار کرلو یہ حکم شاہ مذکور کا تمام ساحران
نابکار نے پا کے حسب الحکم حملہ آور ہوے اُسوقت عمرو ثانی نے دیووں سے کہا ہمارا
تخت اب زمین سے اُٹھاؤ دیووں نے یہ حکم پاتے ہی تخت اُٹھایا ساحروں نے
چاہا کہ اندر منڈھی کے جاکر پانچوں عیاران مذکور کو پکڑ لین جو ساحر منڈھی کے سایہ مین
آیا اول تو سحر بھول گیا دوسرے اُلٹا ہو کے منڈھی مین لٹک گیا ساحران نابکار یہ
حال دیکھکر گھبرائے دل مین کہنے لگے یہ منڈھی کس قیامت کی ہے کہ جو ساحر اندر منڈھی کے
جاتا ہے منڈھی مین اُلٹا ہو کے لٹک جاتا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ثانی ساحر زبردست ہے
اور یہ منڈھی بھی اُسکی ایسا اُسکا سحر سخت ہے جب ہی تو ساحروں کا یہ حال ہوا ہے یہ باتین اپنے دل مین کرکے
ساحران نابکار حملہ کرنے سے رُکے صندلان شاہ نے اور ملکہ آتش افروز نے ان
سب ساحروں سے کہا تم کیسے جوانمرد ہو کہ پانچ آدمیوں کو باوجود ہزاروں ساحر ہو کے
گرفتار نہین کرسکتے ہو جاے شرم و حیا ہے کہ خوف سے حملہ نہین کرتے ہو کھڑے ہوے ہو
یہ گفتگو اُنکی سُنکے پھر جملہ ساحروں نے ایکبارگی حملہ کیا جب ہزارہا ساحران نابکار زمین سے
بلند ہو کے گرد تخت کے آگئے دیووں نے اُنمین سے کچھ ساحروں کو پکڑ پکڑ کر کھانا شروع کیا
جب اِسطور سے ساحران نابکار ہلاک ہونے لگے اُنکے مرنے سے تاریکی پیدا ہونے لگی پھر اُنکے
سحر کے اُنکے نام سے آواز اِسطرح دینے لگے کہ افسوس بمردم و بمطلب خود نرسیدم پینے مارا اور ہلاک
کیا ہمکو نام ہمارا خونخوار جادو و شہباز جادو و گلنار جادو و عقاب جادو تھا صندلان شاہ
اُنکے مرنے سے متحیر ہو کے ملکہ آتش افروز جادو اپنی نانی سے کہنے لگا آپ سنتی ہین کہ ساحروں کے
مرنیکی آوازین چلی آتی ہین نہین معلوم اُنکو کسنے مارا ہے عمرو ثانی اور اُسکے ہمراہی عیار منڈھی مین بیٹھے
ہوے ہین دست و پا بھی نہین ہلاتے ہین اُسنے کہا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ثانی کے ساتھ
بھی سپاہ ہے وہ مردم سپاہ ایسے ہین کہ ہمین نظر نہین آتے ہین عجب نہین کہ دیو ہون یا جن ہون بھلا
دیو اور جنون سے تیری فوج کے ساحر کیا لڑینگے اور تو کیا لڑیگا اور مین کیا لڑونگی کیونکہ
جب وہ دکھائی ہی نہین دیتے ہین تو کوئی اُنپر کیا سحر کرے کیا غضب ہے کہ وہ تو سب کو
دیکھتے ہین اور جس ساحر یا غیر ساحر کو چاہتے ہین ہلاک کرتے ہین اور ہم مین سے
کوئی شخص اُنہین دیکھ ہی نہین سکتا ہے بس میرے نزدیک تو یہ لڑائی اچھی نہین ہے اور
مجھے تردد یہ ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی دیو یا جن سب کو آکر کھالے تو غضب ہو جائے بس
ایسی لڑائی سے درگذرو جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب خواجہ عمرو ثانی کو نہ روکنا

چاہیے کیونکہ اُسکے ہمراہ فرزندی فوج دیو دن کی ہے وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی ہی اسی فوج کے بھروسے پر
عمرو ثانی ڈرتا نہیں ہے ہزارہا ساحروں میں گھر جانے سے پریشان خاطر نہیں ہوتا ہے اگر اسکے ہمراہ محض پیادہ مذکور ہوتی
تو اب تک یہان سے بھاگ جاتا سوا اسکے نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ اسپر کسیکا سحر اثر نہیں کرتا ہے خصوص تیرا سحر اور میرا
سحر تو وہ سحر ہے کہ اگر بجاے عمرو ثانی افراسیاب یا ملکہ آفات چاردست وغیرہ ساحران نامی ہوتے تو وہ
بھی مبتلاے سحر ہو جاتے مگر حیرت ہے کہ تیرا سحر اور مجھ ایسی ساحرہ کا سحر اسپر کچھ بھی اثر نہیں کرتا ہے بہتر یہی ہے کہ اسے یہان
سے چلا جانے دے یہ ایک بلاے بے درمان ہے نہیں معلوم انجام جنگ کیا ہو یہ تیرا لشکر ساحران اور تو اور میں اسکی
سپاہ کے ہاتھ سے جانبر ہوں یا نہوں صندلان شاہ نے موافق کہنے اپنی نانی کے اپنے لشکر کے ساحروں
سے بآواز بلند کہا اے ساحران سپاہ ما بدولت اب عمرو ثانی کے گرد سے ہٹ جاؤ ہرگز قریب اسکے نجاؤ
حسب الحکم جملہ ساحر ہٹ گئے عمرو ثانی نے صندلان شاہ سے پکار کر کہا او نابکار آخر عاجز ہو کے جنگ سے
باز آیا مجھکو نہ روک سکا تھوڑی دیر بھی لڑ نہ سکا خیر اگر تو نہیں لڑتا ہے اور جنگ سے عاجز آیا ہے تو اب میں
جاتا ہوں یہ کہکے کہا ہمارا تخت اُس طرف لے چلو دیو اُسی طرف تخت لے چلے ملکہ آتش افروز تو عمرو ثانی کے یہیں سے چلے
جانے سے خوش ہو کے صندلان شاہ سے کہنے لگی کہ او چھوکرے اب یہان سے اپنی دارالامارۃ کی طرف جا
طلسم کشا کے قتل نہونے کا اور ساحروں کے ہلاک ہونے کا کچھ رنج نکر اگر عمرو ثانی طلسم کشا کو لیگیا ہے تو کیا اندیشہ
ہے لوح طلسمی تو پاس تیرے ہے بغیر لوح کے طلسم کشا کیا کر سکتا ہے لوح طلسمی کو اب ایسی جگہ رکھنا کہ طلسم کشا کو نہ علم
سوا اسکے اب جو کوئی کام کرنا سمجھکر کرنا مجھسے ہر کام میں مشورہ کر لینا صندلان شاہ نے کہا جو کچھ آپنے کہا ہے
ایسا ہی کرونگا لیکن مجھے بہت رنج و افسوس ہے کہ عمرو ثانی طلسم کشا کو اور ساحران نامی کو زنبیل میں ڈالکر لیگیا
بہت ساحروں کو اُسکی فوج نے ہلاک کیا مجھسے کچھ نہو سکا ملکہ آتش افروز نے جواب دیا شکر کر کہ ایسی واقعہ
پر یہ بلاے بد اکتفا کر کے چلی گئی تیری جان بچی لوح طلسمی تیرے پاس ہے مجھکو تیری جان جانے کا اندیشہ تھا
بخیر چند ساعتیں بہت غنیمت ہیں خیر جو ہونا تھا وہ ہوا بالقول شخصے ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت تو زندہ
رہا مجھکو اسکی خوشی ہوئی تو بھی خوش ہو مطلق رنج نکر یہ کہکے وہ اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئی صندلان
شاہ جملہ ساحروں کو ہمراہ لیکر اپنی دارالامارۃ کی جانب روانہ ہوا لیکن عمرو ثانی نے جنگاہ سے خوش و خرم روانہ
ہو کر ایک صحراے سبزہ زار مسمی صحراے سرور افزا میں پہونچکر دیوون سے کہا تخت اس صحرا میں اُتارو اُنھوں نے
تخت کو بلندی سے اُتار کے زمین صحراے سبزہ زار پر رکھ دیا عمرو ثانی نے دیوون سے کہا ہم تمکو ایک کاغذ
لکھ دیتے ہیں تم یہان سے جاکے ملکہ قریشہ ثانی کو دیدینا یہ کہکے زنبیل سے قلم و کاغذ و دوات نکالی اسکے بعد
لکھنے القاب ملکہ قریشہ ثانی کے یہ عبارت تحریر کی کہ میں آپسے رخصت ہو کے جانب لشکر اسلام روانہ
ہوا تھا حسب اتفاق دیو راہ بھول گئے اور تخت اُٹھائے ہوے جانب شہر صندل چلے آے تھے ہنوز دیو
تخت لیے جاتے تھے کہ میں نے دور سے ایک صحرا میں ہزارہا ساحروں کی جمعیت دیکھی اور زیر تیغ شاہزادہ
رستم ثانی کو بیٹھے ہوے دیکھکر نہایت افسوس کر کے لقمان ثانی کی صورت بنکے مجمع ساحران مذکور میں جاکے ایسی
عیاری کی کہ شاہزادہ رستم ثانی کو اُن ساحروں سے لے لیا اور کئی سو ساحران نامی کو داخل زنبیل کیا پھر لڑائی
میں بہت سے ساحر ہلاک ہوے آخر کار ساحر لڑنے سے عاجز ہوے مجھے جانیکا راستہ دیا میں نے صحراے
سرور افزا میں آکے دیوون کو یہ پرچہ قرطاس دیکر رخصت کیا اب پھر ان دیوون کو بجرم راہ بھول جانے کے

سزا نہ دیجیے گا کیونکہ کچھ اُنکی خطا نہین ہے منظور خدا یہی تھا کہ دیوزاد مجھے لیکر ایسی جگہ لیجائین جہان شاہزادہ
رستم ثانی زیر تیغ بیٹھا ہو اور مین اُسے دیکھکر عیاری کرکے اُسکی جان اُسکے دشمنون سے بچاؤن یہ عبارت
رقم کرکے تسلیم بعد خاتمہ عبارت لکھ کر اپنا نام بھی درج کرکے قرطاس کو ملفوف کرکے سرنامہ تحریر کرکے اُسپر مہر
اپنی کرکے دیوون کے حوالہ کیا وہ پرچۂ قرطاس مذکور لیکر جانب کوہ قاف روانہ ہوئے بعد جانے دیوون
کے عمرو ثانی نے زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا ای دادا جان شاہزادہ رستم ثانی کو مجھے دیجیے کہ اب انکا نکالنا
زنبیل سے مجھے منظور ہے ناظرین دفتر تو بخوبی آگاہ ہین کہ دادا پوتے کے کہنے پر عمل کیا کرتے ہین فی الفور
شاہزادہ رستم ثانی کو دادا نے پوتے کے سامنے کیا عمرو ثانی نے شاہزادۂ موصوف کو زنبیل سے نکالکر
بیہوشی دفع کرکے کہا ای شاہزادہ رستم ثانی آگاہ ہو کہ مین وہی لقمان ثانی ہون ایک مرتبہ تمنے مجھکو بدربار
صندلان شاہ مجمع ساحران مین دیکھا تھا اب مین تمکو سمجھاتا ہون کہ طلسم کشائی سے باز آؤ اپنے لشکر مین چلے جاؤ
میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ پچھتاؤگے مین تمکو بحکم صندلان شاہ سزاے سخت دونگا شاہزادہ نے جواب دیا ای
لقمان ثانی تم کیا بیہودہ باتین کرتے ہو حکیم ہوکر واہیات باتین کرتے ہو تمکو تو ایسی باتین کرنا مناسب نہین
مین نے اس وقت غصہ کو ضبط کیا تمھارا پاس و لحاظ کیا اگر ایسی باتین مجھسے اور کوئی کرتا تو اسی وقت اسکو
ہلاک کرتا تم مجھسے کہتے ہو کہ لشکر اسلام مین جاؤ طلسم کشائی سے باز آؤ ورنہ پچھتاؤگے سزا پاؤگے
بھلا اب مین بغیر فتح کیے ہوئے اور توڑے ہوئے طلسم کے کیا جاتا بھی ہون ہرگز ہرگز لشکر اسلام مین
ابھی نجاؤنگا اور تم مجھکو کیا سزا دوگے تم مین ذرا بھی قوت نہین ہے بوجہ کبیرسنی کے قریب المرگ ہو اگر آہستہ
سے تمھاری کلائی پکڑ لون تو ابھی روح تمھارے تن سے نکل جائے کچھ تمھاری حکمت کام آئے
حکیم صاحب مذکور نے بظاہر برہم ہوکے کہا ای رستم ثانی کیا مجال تمھاری کہ تم مجھکو ہاتھ لگاسکو کلائی میری
پکڑ سکو کہ مین ضعیف ہون مگر تجھسے قوت مین سوا ہون کہ مین حکیم حاذق ہون ادویہ کے استعمال سے مجھ مین وہ قوت
ہے کہ تم مین بھی نہوگی تم اپنے زور بازو پر بیہودہ ناز کرو تمھاری قوت میری طاقت کے آگے کچھ بھی نہین ہے اگر مین
چاہون تو ابھی اسی جگہ تمکو گرا دون تم مجھسے کلام لغو کرتے ہو عجز و انکسار نہین کرتے ہو یا زر کثیر دیکر جان
اپنی نہین بچاتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ مین تمہین کچھ سزا نہ دون اور چھوڑ دون یا تو مانند خادمون اور غلامون کے
دست بستہ مجھسے کہو کہ حکیم صاحب مجھے چھوڑ دیجیے سزا نہ دیجیے یا زر کثیر ابھی دو یا رقعہ لکھ دو اس مضمون کا کہ بعد
طلسم توڑنے کے جو تمھاری مال و اسباب طلسم کا مین تمکو دونگا اور دینے مین عذر و حیلہ نکرونگا تو مین تمہین چھوڑ دون
صندلان شاہ سے بھی نڈرون خلاف اُسکے حکم کے عمل کرون رستم ثانی نے برہم ہوکے جواب دیا کہ اگر مین
تم سے کم قوت ہوتا تو تمھارے خوف سے تمسے عجز کرتا یا زر کثیر دینے کا اقرار کرتا مین عنایت خدا سے تو مثل
رشک رستم پیلتن و اسفندیار ہون کیون ڈرون اور تمھارے کہنے پر عمل کرون ہان تم عجز و انکسار سے
مجھسے اگر طلب کرو تو البتہ کچھ مال و اسباب طلسم سے تمہین بھی دینے کا وعدہ کرون حکیم صاحب نے بظاہر برہم ہوکے
کہا خاموش مجھسے اب ایسی تقریر نکرنا ورنہ ابھی اپنی حکمت سے وہ تدبیر کرونگا کہ تم جان بر نہوگے جب
شاہزادہ رستم ثانی نے لقمان ثانی نقلی کی یہ تقریر سنی اسقدر غصہ آیا کہ ضبط نہو سکا فوراً ہاتھ بڑھا کر
لقمان ثانی کی کلائی پکڑ کر چاہا تھا کہ دبا کر ہاتھ توڑ ڈالون ناگاہ حکیم صاحب مذکور نے گھبرا کر کہا ذرا دیکھکر اور پہچانکر
ہاتھ توڑنے کا ارادہ کرو مین عمرو ثانی ہون لقمان ثانی کی صورت بنکر عیاری کرکے صندلان شاہ کو فریب

ڈرے کے ساحرون سے کچھ خوف نکرکے اپنی جان کا خیال نکرکے یقین قتل ہونے سے بچا کے یہان لایا ہون
عوض اس نیکی و احسان کے کہ تم میرا ہاتھ توڑے ڈالتے ہو شاہزادہ رستم ثانی نے یہ تقریر سُن کے جلد ہاتھ
چھوڑ کے بعد تسلیم کرنے کے یون عذر ناواقفیت کا کیا کہ آپ نے بہت مجھ پر احسان کیا مجھے قتل ہونے سے بچایا مین نے
مطلق آپ کو نہین پہچانا تھا معاف فرمائیگا عمرو ثانی نے بصورت اصلی ہو کر کہا تمھارے رہا کرنے مین میرا
زر کثیر صرف ہوا ہی سوائے صرف زر کثیر کے مہاجنون کے کئی صندوقچے جواہر کے کہ میرے پاس امانت رکھے تھے
ساحرون کے ہجوم کرنے سے جنگ مین حالت اضطراب مین کہین گر گئے اب جو وہ مجھسے طلب کرینگے
تو انھین کیا دونگا تم جانتے ہو کہ مرد محتاج ہون ایک کوڑی بھی پاس نہین رکھتا ہون تمنے فقط اتنا کہدیا کہ
آپنے احسان کیا اس سے کیا ہوتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے مسکرا کر کہا مین آپ کی باتون سے خوب آگاہ
ہون خیر مطلب آپکا مین سمجھ گیا انشاء اللہ تعالے بعد توڑنے طلسم کے مال و اسباب طلسم سے کچھ آپ کی
بھی خدمت مین حاضر کرونگا عمرو ثانی نے کہا تعداد قیمت مال و اسباب معین کرکے ایک رقعہ لکھ دو کہ وقت پر
کام آئے شاہزادے نے ہنسکر رقعہ حسب دلخواہ عمرو ثانی لکھ دیا خواجہ رقعہ لیکر خوش ہوے شاہزادے نے
پوچھا آپ کا اس طلسم مین تشریف لانا کیونکر ہوا عمرو ثانی نے کہا یہ قصہ طول و طویل ہی مفصل تو کیا کہون لیکن مختصر
کہتا ہون کہ مین ہمراہ رکاب حمزہ ثانی کوہ شفق صحرائے مثلث سے جانب کوہ بیضا مع تمامی لشکر اسلام
کے گیا تھا وہان ضحاک ریش دراز نائب خداوند تمثال آئینہ رو نے میلہ کیا تھا سلاطین کفار اور مردمان
بیدین اس میلہ مین آئے تھے جب امیر ثانی تعاقب مین لاجوردشاہ صلصال کے میلہ مین پہونچے
ضحاک ریش دراز مذکور کو خبر ہوئی اُسنے چاہا کہ ہملوگون کے حال سے اپنے خداوند کو آگاہ کرے چنانچہ اُسنے
ایسا ہی کیا وہان سے خداوند نے کئی نقابدار روانہ کیے اور کہلا بھیجا کہ انکو ہمنے روانہ کیا ہی یہ بھی ہماری قدرت کا
مسلمانون کو تماشا دکھائینگے اہل اسلام سے کہو کہ شریک میلہ مین ہوکے تماشا ہماری قدرت کا دیکھکر ہمین سجدہ کرین
قائل ہماری خداوندی کے ہون غرض میلہ ہوا اور عجائب و غرائب سحر کے عجیب نمونے دکھائے ہمارے اعتقاد مین فرق آنے لگا امیر بھی
حیران ہوے لیکن قائل اس نابکار خداوند کی خداوندی کے نہوے بلکہ کلمات نسبت تمثال آئینہ رو مین
کہے ضحاک کو غصہ آیا چارون عیار کہ فن عیاری سے اچھی طرح واقف نہین ہین عیاری کرنے گئے تھے ضحاک نے
قید کیا اور ایسا کچھ انکو کہنے سمجھایا اور ایسا کچھ انکو نچ دکھایا کہ انکے بھی اعتقاد مین خلل آئے ہی ہو کر فرق آگیا مین نے بعد
انکے جا کر عیاری کی پر مین بھی مانند انکے عاشق ہوا پھر ضحاک مذکور نے اسم اعظم امیر کا بند کرکے انکو بھی قید کیا
لشکر اسلام کو بھی حصار سحر مین کر لیا بعد مجھکو اور امیر ثانی کو تخت پر ڈالکر خود تخت پر بیٹھکر تمثال آئینہ رو
کے پاس جانے کا ارادہ کیا تھا یا اور کہین ہمین لے جانیکا واسطے قتل کرنے یا قید کرنے کے عزم
کیا تھا کہ بقدرت پروردگار اسی وقت گذر اُس طرف سے ملکہ قریشیہ ثانی کا ہوا اُسنے دو چار دیوون
کو حکم دیا کہ اس ساحر نابکار کو پکڑ کر چیر پھاڑ کر کھالو اور امیر ثانی اور عمرو ثانی کو ہمارے پاس لے آؤ
دیوون نے ایسا ہی کیا اور بعد مرنے ضحاک کے حصار کہ لشکر اسلام پر سے سحر اتر گیا تھا اور وہ حصار سحر بھی
دفع ہو گیا تھا ان عیارون پر سے اور مجھ پر سے اور امیر ثانی پر سے بھی سحر اُسکا دفع ہو گیا تھا اسم اعظم امیر کا
بحال ہو گیا تھا لیکن مین اور یہ چارون عیار بد اعتقاد و دیوانے تھے اپنے ہوش و حواس مین بھی نہ تھے ملکہ
قریشیہ ثانی بعد ہلاک ہونے ضحاک ریش دراز کے امیر ثانی کو اور مجھے پرستان مین لے گئی تھین امیر

ثانی کو تو چند روز پرستان مین رکھکر اپنے لشکر مین اسی مقام پر ملے کے کوہ قاف اور پرستان کی چلی آئی تھین لیکن مین
بوجہ دیوانہ ہونیکے پرستان مین نہین ہا تھا قریشیہ ثانی نے مجھے لشکر اسلام مین جانے نہ دیا تھا جب وحشت مین لگی
وبد اعتقادی میری آب و ہوا اور سیر پرستان کی وہ تیغ نو بی مجبور ہوکر وہ از راہ عنایت مہربانی مجھکو ایک درویش مسمی
فقور بوریہ نشین کے پاس لیگئین تھین انکی دعا اور پانی پڑھے ہوئے سے مجھکو صحت تام ہوئی وہ بد اعتقادی بھی
جاتی رہی مین صحیح ہوکر اور راہ راست پر آکے ان عیارون کو بذریعہ دیو وحج پرستان مین بلاکر انکے واسطے بھی ملکہ قریشیہ ثانی
سے کہا وہ پھر اسی درویش کے پاس لیگئین اُسنے انپر بھی دعائین پڑھکر دم کین اور پانی پر کچھ اسماے الٰہی پڑھکر دم کرکے اُسکے
پینے کو دیا اس پانی کے پینے سے اور برکت دعاے درویش مذکور سے انکو بھی صحت ہوئی بعد تندرستی کے مین انکو ہمراہ لیکر
ملکہ قریشیہ ثانی سے رخصت ہوکے اپنے لشکر کی طرف جاتا تھا بقدرت خدا دیو راستہ بھول کر مجھے اُس طرف
لے آئے جہان تم زیر تیغ بیٹھے تھے مین نے تمکو پہچانا کہ صندلان شاہ کی بزم مین جاکے باتین کرو
زیب کی کرکے تمکو اُس سے لیکے داخل زنبیل کرلیا تھا اور ساڑھے چار سو ساحران نامی کو بھی مین نے
بمکر و فریب داخل زنبیل کیا ہے میرا ارادہ تھا کہ لوح طلسم کو صندلان شاہ کو بھی داخل زنبیل کرون
ناگاہ اُسکی نانی ملکہ آتش افروز نے بذریعہ اوراق جمشیدی میرے حال عیاری سے آگاہ ہوکے وہان آتی اُسنے
صندلان شاہ کو لوح نہ دینے دی اور کہا یہ لقمان ثانی نہین ہے بلکہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی کا ہے اُس نے
آگاہ ہوکر اپنی فوج کے ساحرون سے کہا عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو سحر مین مبتلا کرکے گرفتار کرلو ہزارہا
ساحرون نے بموجب اُسکے حکم کے مجھپر سحر کیے صندلان شاہ اور اُسکی نانی نے بھی بہت سے متواتر سحر
کیے مین اسی منڈھی کے سایہ مین بیٹھا رہا کسی سحر نے مجھپر اثر نکیا پھر حکم صندلان شاہ سے ساحرون
نے چاہا سحر کرنے سے باز رہکر ہجوم کرکے مجھے پکڑلین اس تدبیر مین بھی وہ کامیاب نہوے جو
ساحر اس منڈھی کے سایہ مین آیا وہ اُلٹا ٹنگ گیا دیکھیے وہی ساحر ہین جو ابتک تمہارے سامنے
اس منڈھی مین لٹکے ہوے ہین جب ہجوم کرنے سے بھی ساحران نابکار مجھے گرفتار نکرسکے اور دیوون سے
مین نے کہا کہ ان ساحرون کو ہٹا دو اور کھاو انھون نے انکو اُٹھا اُٹھاکے کھانا شروع کیا صندلان شاہ
ساحرون کے غائب ہونے سے اور اُنکے مرنے سے اور مارنیوالا اُنکا دکھائی نہ دینے سے نہایت
حیران ہوا اُس وقت اُسکی نانی نے کہا اب عمرو ثانی کو نہ روکو اُسکو یہان سے چلا بھی جانے دو
ورنہ تمام ساحر غائب ہوجائینگے کیونکہ ثابت ہوتا ہے کہ اُسکے ساتھ فوج دیوون اور جنون کی ہے وہ ساحرون
کو کھالیتی ہے یا قتل کرتی ہے ہمین دیو جن نظر نہین آتے ہین صندلان شاہ نے اپنی نانی کے کہنے سے ساحرون
سے کہا ہٹ جاؤ عمرو ثانی کو نہ روکو جانے دو حسب الحکم سب ساحر ہٹ گئے تمہین وہان سے یہان آیا
دیوون کو رخصت کرکے تمہین زنبیل سے نکالا جو کچھ حال میرے یہانتک آنے کا تھا وہ مین نے بیان
کردیا ہے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی عمرو ثانی کی گفتگو سن کے کہہ رہا تھا کہ آپنے کیا اچھی عیاری کی کہ مجھے رہا
کیا کیا تعریفین آپ کی بیجاے زبان آپ کی تعریف کرنے مین قاصر ہے ناگاہ سامنے سے خورشید روشن دل
مع اپنے فرزند دار کال دولت و اعیان سلطنت و سپاہ کثیر کے بکمال دھوم دھام پیدا ہوا عمرو ثانی خورشید
روشن دل کو ہمراہ سپاہ کثیر آتے دیکھکر خائف ہوکر کہنے لگا نہین معلوم یہ کون ادھر آتا ہے ہمارے
دوستون مین سے ہے یا دشمنون مین سے ہے شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھکر کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے

یہ ایک بادشاہ ہے نام اسکا خورشید روشن دل ہے ہمارا دوست ہے شاید ہماری ملاقات کے واسطے آتا ہے ابھی
شاہزادہ یہ کہہ رہا تھا کہ خورشید روشن دل آپہونچا شاہزادہ کو دیکھکر خوش ہوا مزاج پوچھا شاہزادہ نے تمام
حال اپنا جو گذرا تھا بیان کر کے عمرو ثانی کی طرف اشارہ کر کے کہا انھون نے مجھکو دشمنون کے ہاتھ سے
رہا کیا اگر یہ وہان آکے عیاری نکرتے تو کیا عجب کہ مین جانبر نہوتا خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون کو
حکم خیام و بارگاہ استادہ کرنے کا دیکر شاہزادہ سے کہا مین آپ کے حال پر ملال سے آگاہ تھا لیکن مجھکو میرے
علم سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ مدد شاہزادہ ذیجاہ کی کوئی انکا دوست ضرور کرے گا یا تنک کہ قتل
ہونے سے بچا لیگا اسی وجہ سے نہ تو مین نے اپنے کسی ملازم ساحر کو برائے مدد روانہ کیا نہ مین خود آیا الحمد للہ
کہ جو مجھکو میرے علم سے ثابت ہوا تھا وہی ہوا اس وقت مین نے پھر اپنے علم سے جو دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ صحرائے سرور افزا مین عمرو ثانی نے آپ کو زنبیل سے نکالا باہم باتین ہو رہی ہین جب یہ
بذریعہ اپنے علم کے معلوم ہوا واسطے تہنیت رہائی و جان بری و ملاقات کے مین یہان آیا ہون خورشید روشن
دل شاہزادہ رستم ثانی سے باتین کر رہا تھا کہ ملازمان مذکور نے بتعجیل تمام بارگاہ خیام استادہ و برپا کین
فراشون نے بعجلت تمام فرش کر دیا اکثر ملازمون نے تخت و کرسیان اور دنگل بارگاہ مین بچھا دیئے
پھر روبرو خورشید روشن دل کے آکے دست بستہ عرض کیا حضور بارگاہ و خیام استادہ ہو چکے فرش بھی
کر دیا گیا تخت و کرسیان اور دنگل ساتھ قرینے کے بچھا دیئے گئے اب اگر مناسب و منظور طبع والا ہو تو
بارگاہ مین تشریف رکھیے خورشید روشن دل اپنے ملازمون کی گفتگو سنکے شاہزادہ رستم ثانی اور عمرو
ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اب بارگاہ مین چلکے بیٹھیے وہان باطمینان
تمام باتین کرینگے عمرو ثانی نے اُن ساحرون کو جو منڈھی مین لٹکے ہوئے تھے ہدایت دین اسلام کی اُنھون نے
کہا اے خواجہ عمرو ثانی آپ ہمکو رہا کر دین ہم بالفعل مطیع اسلام ہوتے ہین کیونکہ ابھی ہمکو ہمراہ شاہزادہ
کے علاوہ شاہزادہ ذیجاہ سے لڑنا ہے عمرو ثانی نے اُنکی پشیمانیان دیکھکر اُنکو رہا کیا وہ سب رہا ہو کے
قدم شاہزادہ اور عمرو ثانی پر گرے شاہزادہ اور عمرو ثانی نے اُنکے سرون کو اپنے اپنے قدمون سے اُٹھایا
اور بہت عنایت و مہربانی کی بعد اسکے عمرو ثانی نے منڈھی کو مع تختہ نذر زنبیل کیا پھر چالاک و برق
و بیارہ و قران سے کہا تم کبتک اس صورت سے بیٹھے رہوگے شکلین اپنی تبدیل کرو صورت اصلی اپنی
دکھاؤ انھون نے اپنی شکلین اصلی سبکو دکھائین شاہزادہ چارون عیارون کا سلام لیکر اُنھین دیکھکر
خوش ہوا بعد اسکے عمرو ثانی اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو ہمراہ لیکر خورشید روشن دل کے ساتھ بارگاہ
مین گیا خورشید روشن دل تو تخت جواہر نگار پر بیٹھا شاہزادہ دنگل پر قریب تخت کے بیٹھا ارکان
سلطنت و اعیان مملکت و دیگر ساحران نامی خورشید روشن دل کے علی قدر مراتب کرسیون پر
بیٹھے فرزند خورشید روشن دل کا اپنے پدر کے پہلو مین ایک جواہر نگار کرسی پر بیٹھا عمرو ثانی اور چالاک
و برق وغیرہ بھی موافق اپنی اپنی لیاقت کے بارگاہ مین بیٹھے اس وقت خورشید روشن دل نے ساقیون
کو طلب کیا اور حکم کیا کہ بعد آنے ساقیون کے اور شراب پلانے کے نازنینان خوبرو مع اپنے سازندون
کے ہمارے روبرو حاضر ہو کے رقص و نغمہ کرین کیونکہ اس وقت ہمارا دل خوش ہے یہ شاہزادہ
ذیجاہ دشمنون کے ہاتھ سے بعنایت الٰہی و بعیاری عمرو ثانی رہا و جانبر ہوا ہے ملازم کاربند ہوے

پہلے ساقیان خوبرو کشتیان بادہ گلنار کی مع ساغر بلورین لیکر بارگاہ مین آئے اور شیشہ ہائے مے سے جام وساغر بلورین مین شراب ناب انڈیل کر جام بھر بھر کر خورشید روشن دل وشاہزادہ رستم ثانی وعمرو ثانی و جملہ اشخاص حاضرین بارگاہ کو دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے اور گزک کباب وغیرہ سے بھی لطف اٹھا چکے ساقیان گلرخسار کشتیان شراب کی اور دیگر ملازم قابین اور تشتریان گزک کی اٹھا کر لے گئے بعد اسکے حکم سے خورشید روشن دل کے ایک رقاصہ نہایت حسین وخوش گلو لباس رنگین اور پشواز زرین پہنے ہوئے ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین بناز وانداز حاضر ہوئی پہلے اُس نے بادشاہ خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو بناز وادا سلام کیا پھر اپنے سازندون سے کہا جلد سازون کو درست کرو انھون نے حسب دلخواہ ہر ایک ساز درست کیا اور بجایا رقاصہ کھڑی ہوئی روبرو شاہزادہ خورشید روشن دل کے رقص کرنے لگی جملہ حضار دربار ناچ اُسکا دیکھنے لگے جو نوجوان وکمسن بارگاہ مین بیٹھے تھے وہ اُس رقاصہ کی صورت زیبا اور رقص اُسکا دیکھکر تعریف بجائے خود زیادہ کرتے تھے اور اُسکے حسن پر مائل تھے وہ اس طرح رقص کرتی تھی کہ دیکھنے والون کے دل ٹھوکرون سے اپنی پامال کرتی تھی جب وہ رقاصہ رقص کر چکی ٹھہر کے اُس نے یہ غزل شروع کی

غزل

کیا عاشق کے فن مین مجھے بھی غرور تھا
محفل سے بدر جیتا تھا بدلی میں رات کو
تقدیر اب جو ملگئی مجھے قصور تھا
گستاخ خود کیا ہو تو پھر اسکا کیا گلا
دل مین خیال جام شراب طہور تھا
دربان کبھی نہ ہائے محبت کو روکتے

کھانے مین کچھ مزا نہ سنگ یار کو ملا
شاید تمھارے ہاتھ مین جام بلور تھا
زینت مرے مزار کی ہو جاتی بعد مرگ
بوسہ جو لے لیا تو مرا کیا قصور تھا
آیا تھا عشق خانہ دل مین جو میہمان
کوئی تو رات کو ترے گھر مین ضرور تھا

جو بن یہ ناز آپ کو جب ایک غرور تھا
ایسا ہر استخوان مرا چور چور تھا
گر جانتے برا تو نکرتے سوال وصل
دو پھول تکو آکے چڑھانا ضرور تھا
ظاہر مین ہو تو حضرت زاہد نبی مگر
اے دوردیاس تیرا ابھی ہونا ضرور تھا

کل اہل بارگاہ سننے لگے اشعار غزل اور اسکی خوش گلوئی ومعلومات علم موسیقی کی اپنے دلون مین ثنا کرنے لگے رقاصہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ گائے جب غزل تمام کی خورشید روشن دل نے خوش ہو کے اپنے ایک ملازم سے باشارہ کہا اس رقاصہ کو زر کثیر انعام مین دیکر رخصت کرو اس نے حکم کی تعمیل کی بعد جانے اُس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون سے کہا اگر اور کوئی رقاصہ ہو تو اس سے کہو کہ ہمارے روبرو حاضر ہو کے رقص ونغمہ کرے ملازم نے عرض کیا نازنینان خوبرو وخوش گلو چند حاضر ہین اُن سے ایک رقاصہ ابھی حاضر ہوگی یہ کہکے برائے طلب رقاصہ بیرون بارگاہ گئے اسی وقت محروق جادو کہ ذکر اسکا قبل ہو چکا ہے تخت سحر پر سوار ہو کے صحرائے سرور افزا مین آیا پھر تخت سحر اپنا زمین پر لاکر اندرون بارگاہ تخت سے اُتر گیا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کیا خورشید روشن دل اور شاہزادہ موصوف نے اُسے دیکھکر خوش ہو کے سلام لیکر پوچھا اسوقت یہان تمھارا آنا کیونکر ہوا اُسنے عرض کیا مین نے سنا کہ آپ صحرائے سرور افزا مین تشریف فرما ہین شاہزادہ کی رہائی کی خوشی مین بزم عشرت آراستہ ہی بے اختیار دل مین آیا کہ قدمبوسی حاصل کیا چاہیے پس بشوق تمام اسوقت حاضر ہوا ہون شاہزادہ نے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھ گیا ابھی محروق جادو بیٹھا ہی تھا کہ ایک رقاصہ بہت خوبرو کمسن تیرہ چودہ برس کی عمر زیور ولباس نفیس سے مزین مع اپنے سازندون کے بناز وادا سے بارگاہ مین روبرو شاہزادہ

رستم ثانی کے حاضر ہوئی کہ دیکھنے والون نے خیال کیا کہ شاید یہ پری ہی یا حور ہے کہ اسنے اپنی رفتار ہی سے دلون کو بیچین کر دیا ہی ہنوز سب اہل بارگاہ اُس رقاصہ کے حسن و جمال کو دیکھ رہے تھے کہ اُس نے خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی کو باقاعدہ سلام کیا بعدہ سازندون سے مخاطب ہو کہا ساز درست کرو اُنھون نے سازون کو موافق اپنی مرضی کے درست کیا وہ رقاصہ آمادہ رقص ہوئی سازندون نے ساز بجائے رقاصہ مذکورہ بناز و ادا رقص کرنے لگی اہل بارگاہ اسکے رقص کو دیکھکر بہت خوش ہوے جب وہ رقص کر چکی اسنے یہ غزل شروع کی

غزل

ہوا ہر لکھتے لکھتے حال زرقت ایک پشتارہ
نلے یارب کہین ابجد یہ کالی بلا سے
مکان یار کی جانب چلے تھے ہم کہ موت آئی
بیان بھی ضعف ایسا اٹھ نہین سکتا مین بستر سے
علی جیوری رہا ساقی تو خوف تشنگی کیا ہی

ترے مجے خوشی مین ہے منا کی ترت
سے نامہ کا لیجانا نہین ممکن کبوتر سے
ہلاک اسنے کیا دکھلاکے اپنی ابرو و مژگان
نہین انسان کا کچھ زور چلتا ہے مقدر سے
دل صد چاک کی شانہ صفت شاد ہین کھاہو
اریگئے حشر مین سیراب مجھکو آب کوثر سے

تری ابرو نہین کم آئی تمگر مجکو خنجر سے
نظر آئی شب تاریک زرقت کی سحر ہمکو
کیا زخمی مجھے ناوک سے مژگان نے اور خنجر سے
دہان بھی نازکی ایسی کہ جنبش ساز ہجان آئی
ریختانی جری کچھ کم نہین گنبد دسعود سے

جملہ اہل بزم عشرت گانا اُسکا سننے لگے وہ نازنین ایسی خوش آواز تھی کہ وقت گانے کے صدائے خوش اُسکی سننے والون کے دلون کو کھینچتی تھی اور اپنی طرف متوجہ کرتی تھی جس وقت گانے کے اس خوبی سے ہر ایک کو متوجہ کرتی تھی کہ وہ محو ہو جاتا تھا اُس وقت یہ حال تھا کہ ہر ایک عالم نشہ شراب مین بیٹھا ہوا بنظر شوق رقص اُس رقاصہ کا دیکھ رہا تھا اور بزم عشرت تمام گانا اُسکا سن رہا تھا ہر تان اور ہر اوپج پر اسکے ہر ایک کا دل خوش ہو جاتا تھا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی بھی بگوش دل ہر شعر غزل مذکور کا سن رہے تھے سب اپنے دل مین تو تعریف اُسکی کر رہے تھے جب اس نے غزل مندرجہ کا گا کر تمام کی چاہا کہ انعام لیکر رخصت ہون مگر اصرار سے اہل بزم کے اُسنے دو تین غزلین اور گائین بعد ازان انعام کثیر لیکر بارگاہ سے باہر گئی بعد جانے اس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے اور ایک رقاصہ کو طلب کیا جب اُسکے آنے مین دیر ہوئی خورشید روشن دل عمرو ثانی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا ای خواجہ مینے بذریعہ اخبار تمھارے اوصاف و کمال سنے تھے کبھی تمھین نہ دیکھا تھا آج دیکھا جیسا عیاری مین کامل و اکمل سنا تھا ویسا ہی پایا کیا خوب تمنے عیاری کر کے شاہزادہ رستم ثانی کو رہا کیا ہی اور کس مکر و فریب کی باتین کر کے ساحران نامی کو داخل زنبیل کیا ہی تعریف تمھاری ہو نہین سکتی عمرو ثانی نے کہا آپ ایسے کلمات میری نسبت فرمایئے میری عزت و آبرو بڑھاتے ہین یہ عیاری کیا مین نے کی ہی جسکی آپ اسقدر تعریف کرتے ہین مینے ایسی ایسی عیاریان کی ہین کہ اگر آپ اُن عیاریون کو دیکھتے اور ذکر تفصیل اُنکا سنتے تو حیرت بہت ہوتی اس عیاری کے کرنے مین میرا وقت کثیر ہوا خیر جو ہوا وہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی کو عیاری کر کے لے آیا خورشید روشن دل نے کہا مین نے سنا ہی کہ تم جناب حمزہ ثانی کے برادر مشہور ہو عمرو ثانی نے کہا اسمین کیا شک ہی جو لوگ مجھے جانتے ہین وہ میرے رتبہ و مرتبہ سے آگاہ ہین اور جو نہین جانتے ہین وہ چار روپیہ کا ایک پیادہ مجھے جانتے ہین بوجہ محتاج ہونے کے ناواقف میری عزت درست نہین کرتے ہین سوائے عیاری کے مجھے علم موسیقی مین بھی کمال حاصل ہی ساقی گری سے بھی خوب ماہر ہون خورشید روشن دل نے مشتاق ہو کے کہا اسوقت دل چاہتا ہی کہ کچھ بجا دیکھو گا دو عمرو ثانی نے جواب دیا پریشان حالی مین کیا بجاؤن شاہزادہ

رستم ثانی نے باشارہ خورشید روشن دل سے کہا یہ جناب طماع ہین لالچ انکو زر کثیر کا اگر دیا جائے یا سامنے انکے زر وجواہر رکھ دیا جاوے تو ابھی نے بجاتے ہین خورشید روشن دل لئے بتقریر شاہزادہ کی جو باشارہ شاہزادہ نے کہی تھی سمجھ کر اپنے ملازمون کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا ایک کشتی مین خلعت و زر و جواہر رکھکر ساتھ طریقہ کے جلد لاؤ ملازم فی الفور لیکر حاضر ہوے خورشید روشن دل نے کہا ای خواجہ مرتبہ زیادہ تمہارا ہی گو برادر حمزہ ثانی ہو لیکن اس نذر کو کہ لائق تمہاری شان کے نہین ہے قبول کرو خواجہ خلعت و زر و جواہر لیکر خوش ہوے اور کہنے لگے مین بھی جیسا آپ کو صاحب ہمت و قدردان اہل کمال سنتا تھا ویسا ہی پایا بادشاہون مین آپ بھی نامور بادشاہ ہین اس وقت اپنے مجھے نے بجانے کو کہا ہی خیر آپ کے ارشاد کے موافق نے بجاتا ہون یہ کہکر نے زنبیل سے نکالکر اسے درست کرکے دہن سے ملاکے یہ غزل گانے لگے غزل حسب مقام

باج میرے شعر کی ساری خدائی تھی
شعلہ ہمارے قلب کا شمع تہور تھا
کیونکہ شجاع الملک حیدر کو دل نے
حضرت کا قبل حضرت آدم سے نور تھا

نزدیک تھا قریب تھا بندہ نہ دور تھا — طالب تمہارے دید کا حاضر ضرور تھا
سرگرم التفات ہو قلب حضور تھا — مرنے کے بعد مرتب ہو گئے مستفیض
جگر مین جام ہی تھا اگر حسن یار سے — شیشہ بھی عشق ساقی مہوش مین چور تھا
مقبول بارگاہ خداوند لوز تھا — سبقت نبی پاک کو تھی سب پہ پیشتر

خورشید روشن دل وغیرہ خواجہ کی صدائے نے بگوش دل سن کر اور اشعار غزل جو بلحن داؤدی گا سے تھے سنکے حالت وجد مین تھے ایک سماں بندھا تھا جب خواجہ غزل مندرجہ گاکر تمام کرچکے سب نے خواجہ کی تعریف کی خصوص خورشید روشن دل نے عمرو ثانی کے کمال کی از حد تعریف کی خواجہ نے نے کو زنبیل مین رکھا اور کہا اس وقت آپ کے کہنے سے مین نے نے کو بجایا ورنہ مین کبھی نہ بجاتا خورشید روشن دل نے کہا خواجہ اُن ساحرون کو زنبیل سے نکالو جنکو تمنے بارگاہ صندلان فشاہ مین داخل زنبیل کیا تھا شاید وہ تمہاری اور شاہزادہ رستم ثانی کی ہدایت سے مطیع ہون اور تابعداری اس شاہزادے کی اختیار کریں سوائے ساحران مذکور کے ابلیس خودپسند کو بھی نکالو عمرو ثانی نے کہا انکے نکالنے مین ایک عذر ہی وہ یہ ہی کہ جنتک کارگذاران زنبیل کو نذر اُنکے موافق لیاقت و شان کی نہین دیجاتی ہی اُس وقت تک وہ کوئی کام نہین کرتے ہین اور صورت اُنکے نذر دینے کی یہ ہی کہ زر و جواہر موافق اُنکی قدر و منزلت کے یہ کہکے زنبیل مین ڈالا جاتا ہی کہ ای کارکنان زنبیل یہ واسطے تمہاری نذر کے زر و جواہر بیش قیمت حاضر ہی لے قبول کرو اور فلان شخص کو زنبیل سے ہمین دیدو وہ نذر قبول کرکے فی الفور کام کر دیتے ہین خورشید روشن دل یہ سُن کے مسکرایا اور کہا اچھا زر و جواہر برائے نذر کارکنان زنبیل ابھی داخل زنبیل کیجیے اور اُن سب ساحرون کو مع ابلیس خودپسند کے نکالیے یہ کہکے ایک کشتی مین زر و جواہر طلب کرکے خواجہ کے حوالہ کیا خواجہ نے اُس کشتی کو مع کشتی پوش کے قریب زنبیل کے لیجا کر کہا ای کارکنان زنبیل اس کشتی مین زر و جواہر واسطے تمہاری نذر کے زنبیل مین ڈالا جاتا ہی اسکو قبول کرکے اُن ساحرون کو جنھین ہمنے آج ہی داخل زنبیل کیا ہی انھین زنبیل سے نکالکر ہمین دو یہ کہکر کشتی زنبیل مین ڈالدی بعدہ زنبیل پر ہاتھ رکھکر کچھ آہستہ کہکر ایک ایک ساحر کی گردن پکڑکے زنبیل سے باہر نکال کے زبان مین سوزن دیکے ستون بارگاہ سے باندھنا شروع کیا جب ساڑھے چار سو ساحرون کو جو طلسم مندرجہ نکالکر ستون بارگاہ سے خواجہ باندھ چکے اُس وقت بہ آواز بلند اُن ساحرون سے کہا اے

ساحران نامی آگاہ ہو کہ نام میرا عمر ثانی ہے میں برادر عیار حمزہ ثانی کا ہوں لقمان ثانی کی صورت بنکے تمھارے
بادشاہ صندلان شاہ کی بارگاہ میں گیا تھا وہاں باتیں کر و فریب کی کرکے شاہزادہ رستم ثانی کو صندلان شاہ
کی اجازت سے داخل زنبیل کیا تھا اور تمکو خداوندوں کی بزم کا اشتیاق دلا کے بخوشی تم سب کے تئیں
داخل زنبیل کیا تھا دیکھو شاہزادہ کو تو ہمنے زنبیل سے نکالا ہے اب یہ شاہزادہ لوح طلسمی کی فکر کریگا اور
بعد حاصل ہونے لوح طلسمی کے طلسم کو توڑے گا جو اسکا مطیع ہو کر شریک اسکا ہوگا اُسکو میں رہا کر دونگا
اور جو تم میں سے اسکی اطاعت و شرکت سے انکار کریگا اسکو ابھی قتل کر ڈالونگا پس تمکو کیا منظور ہے آیا اس
شاہزادہ ذیجاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کروگے اور دین اسلام تم سب قبول کروگے یا نہیں اگر
فرمانبرداری اس شاہزادے کی بدل قبول کروگے تو یاد رکھو کہ تمھارے حق میں بہتر ہوگا اور بہت [illegible]
اُن ساحروں نے اشارہ سے کہا ہمسے بوجہ سوزن کے زبان سے کلام ہو نہیں سکتا ہے اگر دوات و قلم و کاغذ عنایت
کیجیے تو جو ہمیں منظور ہے وہ لکھ دیں خواجہ نے اُنکے اشارہ کی تصدیق کرکے ہر ایک کو کاغذ و قلم
و دوات دیکر کہا لکھو تمھیں کیا منظور ہے اُس وقت ہر ایک ساحر نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ شرکت طلسم کشا
کی یقینی ہمارے حق میں بہتر ہوگی اور سرکشی اُسکی اطاعت سے باعث ضرر جان ہوگی اس سال
میں یہ طلسم ضرور ٹوٹ جائیگا اور یہی شاہزادہ فتاح طلسم ہے اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا مناسب ہے
یہ خیال کرکے ہر ایک ساحر نے یہی لکھا کہ اے خواجہ ہمنے تمھارے دین کو اچھا پایا کوئی دین تمھارے
دین سے بہتر نہیں ہے اس وجہ سے ہم مطیع تمھارے دین کے ہو کر بصدق دل شاہزادہ رستم ثانی کی اطاعت
قبول کرتے ہیں رہا کر دیجیے اور کچھ ہمسے اندیشہ نہ کیجیے جو ہمنے لکھا ہے ایسا ہی کرینگے جبتک زندہ ہیں شاہزادہ
کی اطاعت سے باہر نہ ہونگے اور یہ بھی واضح ہو کہ ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہو جاتے
لیکن اس وجہ سے ابھی ہم کلمہ اپنی زبان پر جاری نہ کرینگے کہ سحر بھول جائینگے شاہزادہ کی طرف
سے دشمنان شہزادہ سے سحر میں مقابلہ و مجادلہ کر نہ سکینگے ہاں بعد فتح طلسم ضروری کلمہ پڑھ کر مسلمان
ہو جائینگے ایسی ہی عبارت اور اسی قسم کی تحریر ہر ایک ساحر نے خواجہ کو دکھائی خواجہ نے انکی پیشانیوں
کو روشن پاکے خیال کیا ان ساحروں نے جو کچھ لکھا ہے یہ ایسا ہی کرینگے حال انکے دلوں کا انکی پیشانیوں سے
صاف آشکار ہو گیا ہے کہ روشن ہیں اگر یہ جھوٹ کہتے تو پیشانیاں انکی سیاہ رہتیں مطلق روشن نہوتیں
یہ خیال کرکے خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم ثانی سے کہا یہ سب ساحر اس مضمون کی عبارت
لکھتے ہیں صداقت انکی تحریر کی انکی پیشانیوں سے ظاہر ہے آپ دونوں صاحب اس باب میں کیا
کہتے ہیں میرے نزدیک تو انکار کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ انہوں نے جو لکھا ہے وہی کرینگے خورشید
روشن دل اور رستم ثانی نے جواب دیا اس باب میں تمھیں اختیار ہے اگر انکا رہا کر دینا مناسب ہے تو رہا
کر دیجیے خواجہ نے اُسی وقت ہر ایک ساحر کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور ستون سے کھول دیا
اُس وقت وہ تمام ساحر قدم شاہزادہ پر گرے شاہزادہ نے ہر ایک کے سر کو اپنے قدم سے اُٹھا کر
اپنے سینہ سے لگایا اور موافق اُنکی لیاقت کے اُنکو بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ سب شاہزادہ کو اور
خورشید روشن دل کو سلام کرکے بیٹھے بعد اسکے خواجہ نے ابلیس خود پسند کو اُسی طرح سے
نکلوا کر بخیال ساحر ہونے کے اسکی زبان میں بھی سوزن دیکر ستون بارگاہ سے اُسے باندھ کر کوڑا

ہاتھ مین لیکر اس سے کہا کہ اے ابلیس خودپسند آگاہ ہو کہ مین عمر ثانی عیار حمزہ ثانی کا ہون لقمان ثانی بنکر
مین نے عیاری کی تھی علاوہ اورون کے تجھ کو داخل زنبیل کیا تھا اس وقت تجھکو اس غرض سے زنبیل
سے نکالا ہی کہ تجھکو ہدایت کرین اور راہ راست پر لائین پس بگوش ہوش سن کہ لائق سجدہ وہ معبود ہی جسنے
اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و مافیہا کو خلق کیا ہی سوا اُسکے اور کوئی لائق پرستش کے نہین ہے
پس تجھکو لازم ہی کہ تمثال آئینہ رو اپنے خداوند پر لعنت کر کہ وہ ایک ساحر معلوم ہوتا ہی اپنے سحر سے عجائب
و غرائب دکھا کر بندگان خدا کو بہکاتا ہی اپنی پرستش کے واسطے تاکید کرتا ہی تو اُسے اب سجدہ نکر کہ وہ
ایک بندہ گنہگار خدا ہی خاصیت عزازیل کی رکھتا ہی لوگون کو بہکاتا ہی ایسے گمراہ کو سجدہ کرنا اچھا نہین ہی
اسمین خرابی آخرت کی ہی اور دنیا مین بھی خرابی ہی اور یہ دنیا چندروزہ ہی اور ہر انسان بھی دنیا مین چند روز کا
مہمان ہی کسی کو خدا کے سوا بقا نہین ہی ایک دن سب کو مرنا ہی دنیا سے سوے عدم جانا ہی پس حیات چند
روزہ عبادت و اطاعت آلہی مین بسر کرنا چاہیے کہ بعد مرنے کے رستگار رہو اور دنیا مین بھی نزدیک
دینداروں کے محترم ہو لہذا اگر تجھسے کہا جاتا ہی کہ تو اب راہ راست پر آ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کے شاہزادہ
رستم ثانی کی رفاقت اختیار کر اُس نے اشارہ سے کہا اے خواجہ کیا بکتے ہو خاموش رہو مجھے ہدایت نکرو مین
تمھارے بہکانے سے ہرگز نہ بہکونگا اور سوا خداوند تمثال آئینہ رو کے کسی خداوند کو سجدہ نکرونگا
تم مجھے بیکار ہدایت کرتے ہو مین کبھی تمھارے کہنے پر عمل نکرونگا خداوند آئینہ رو کو مین اپنا خداوند جانتا
ہون سوا اُسکے مین تمھارے خدا کو کبھی سجدہ نکرونگا اگرچہ کوئی مجھے قتل بھی کر ڈالے اے خواجہ تم مجھے کیا
ہدایات کرتے ہو مین خود تمکو ہدایت کرتا ہون کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرو سوا اُسکے اور کسی کی پرستش
نکرو گمراہ ہو راہ پر آؤ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانو ذرا عقل و فہم سے دریافت کرو کہ سوا ہمارے
خداوند کے اور کون خداوند ہی خواجہ عمرو ثانی نے اُسکے اشارون کی تقریر کو خوب سمجھکر نہایت غضبناک ہو کے
چاہا تھا کہ اسپر کوڑے مار کر تیغ یا خنجر سے ہلاک کر ڈالیے ہنوز دو چار کوڑے اُسپر لگا گئے تھے اور وہ بالکل
کوڑون کی اذیت سے تاب ضبط نہ لا کر بیچینی اپنی ظاہر کرنے لگا تھا خورشید روشن دل اور شاہزادہ رستم
ثانی اور جملہ ساحران نامی و نامور بیٹھے ہوے دیکھ رہے تھے ناگاہ عنقریب ابلیس خودپسند کے زمین شق
ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا اور پہچانا کہ ملکہ آتش افروز نانی صندلان شاہ کی ظاہر ہوئی اور کہا او عمرو
ثانی کیا کرتا ہی میری زندگی مین ابلیس خودپسند کو کوڑے مارتا ہی مجھے کیا غافل جانتا ہی ایسے مین صندلان
شاہ کی طرح غافل نہین ہون جب تو ادھر آیا تھا مین بھی اپنے مکان مین گئی تھی وہان جا کر مجھے تیرا خیال
آیا تھا فوراً تیرے حالات دریافت کرنے کو مین نے اوراق جمشیدی دیکھے تھے اُنمین صاف لکھا پایا کہ اس
وقت عمرو ثانی ابلیس خودپسند کو کوڑے مار رہا ہی مین مانند برق کے تڑپ کر اپنے گھر سے چلی اور راہ
زمین سے بعجلت یہان آئی اب ابلیس خودپسند کو لیے جاتی ہون اگر تو عیار کامل ہی تو کوئی ایسی
عیاری کر کہ مین ابلیس خودپسند کو نہ لیجا سکون یا ان ساحرون مین سے جسکو کچھ حوصلہ ہو وہ مجھے روکے
اپنا حوصلہ ارمان دل نکال لے دیکھون تو وہ کیونکر مجھے روکتا ہی مین بھی تو ذرا روکنے والے کی شکل دیکھون ابلیس
خودپسند کو یہان سے لیے جاتی ہون یہ کہکے فی الفور سحر پڑھ کر جانب ستون بارگاہ پھونکا
جس رسن مین ابلیس بندھا ہوا تھا وہ رسن فی الفور ابلیس مذکور سے جدا ہو گئی ساحرہ مذکورہ

ابلیس کو لیکر زمین پر دونوں پاؤں مار کر غرق زمین ہو کر کسی طرف چلی گئی بعد اُسکے جانے کے خورشید
روشن دل نے تخت سے اُٹھکر چاہا تھا کہ خود بھی غرق زمین ہو کے راہ مین ملکہ شعلہ افروز سے لڑ بھڑ کر
اُسے قتل کر کے ابلیس خودپسند کو لے آئین لیکن شاہزادہ رستم ثانی اور عمرو ثانی جادو وغیرہ ساحران
نامی نے جانے نہ دیا اور کہا آپ کا جانا ہم پسند نہین کرتے ہین کیونکہ اول تو آپ بادشاہ ہین دوسرے مرد ہین
ایک بڑھیا عورت سے آپ کا لڑنا خلاف آپکی شان کے ہے ہان اسوقت اگر صندلان شاہ ابلیس خودپسند
کو یہان آکے لیجاتا اور آپ اس طرح ارادہ جانے کا کرتے تو ہم نہ روکتے بلکہ تنہا آپ کو نہ جانے دیتے
خود بھی بشرط امکان آپ کے ساتھ چلتے اگر اس وقت آتش افروز یہان آکے ابلیس خودپسند کو
لیگئی ہے تو کیا مضائقہ ہے کبھی اُس سے ہم سمجھ لینگے اس وقت تو اُس نے ہمین غافل پاکر اپنا کام کیا
یعنی ابلیس خودپسند کو لے گئی ہم لوگ بیٹھے دیکھا کیے بظاہر ای بادشاہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس نے
ہم سب پر ایسا سحر کیا کہ ہم لوگ اپنی جگہ سے اُٹھ نہ سکے اور اُس سے ارادہ لڑنے کا بھی نہ کرسکے جبھی تو
وہ اتنی دیر تک خواجہ سے تقریر کیا کی اور کسی سے اُسنے خوف و اندیشہ نکیا جب وہ ابلیس خودپسند کو
لیکر چلی گئی ہے اُس وقت ہم سب کو ہوش آیا اور دل مین خیال کیا کہ یہ کیا ہوا ہم بیٹھے رہے اور وہ
ابلیس خودپسند کو ہمارے سامنے سے لیگئی خواجہ نے کہا تم سچ کہتے ہو کیونکہ میرا یہی طریقہ ہے کہ جیسے ساحر
دشمن کو دیکھتا ہون تو فی الفور زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لیتا ہون ساحر کی نظر سے غائب ہو جاتا
ہون اُس وقت مین نے اُسے اتنی دیر تک دیکھا اور گلیم نکالکر نہ اوڑھی اور گلیم کو اوڑھتا کیونکر میرے
دست و پا یقینی بوجہ سحر ملکہ آتش افروز کے قابو مین نہ تھے خورشید روشن دل سب کی گفتگو سنکے
پھر تخت پر بیٹھ گیا اور کہا اس وقت تو مین نے تم سبھون کے کہنے سے آتش افروز کو جانے دیا اُسکا
تعاقب نکیا لیکن آیندہ دیکھا جائیگا ساحرون نے عرض کیا ہماری زندگی مین آپ اُس سے نہ لڑیگا
پہلے ہمین اُس سے لڑنے دیجیے گا جب ہم لوگ زندہ نہون اُس وقت آپ کو اختیار ہے خورشید روشن دل
تخت پر بیٹھا ہوا ساحرون کی گفتگو سن رہا تھا غصہ مین بھرا ہوا تھا کسی رقاصہ کے رقص کے دیکھنے کا بھی
ارادہ نہ تھا اور نہ کسی کو جواب دیتا تھا اُس وقت عجب طرح کا بارگاہ مین رنج تھا سب خاموش
بیٹھے ہوے سرون کو جھکائے تھے بادہ بزم عشرت کہ ہر ایک نے مئے ناب پی تھی اور عالم نشہ مین رقص
نغمہ رقاصان خوبرو کا دیکھکر اور سنکے خوش و خرم تھا یا تھوڑی ہی دیر مین وہ نشہ شراب بوجہ رنج
اُتر گیا اور سب وہ خوشی مبدل بہ صدمہ ہوئی محض اس خیال سے کہ ہم بیٹھے رہے اور ملکہ آتش افروز
یہان آئی اور ابلیس خودپسند کو لیگئی ہمسے کچھ نہو سکا اُس وقت عمرو ثانی نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا
اب مین لشکر اسلام کی طرف جاتا ہون کیونکہ میرا جانا لشکر مین ضرور ہے اول تو امیر ثانی کو میرے اور ان
چارون عیارون کے خیال مین تردد ہوگا دوسرے تمثال آئینہ رو نابکار کا عہد ہے نہین معلوم وہ لوگون اُنکے
کس طرح پیش آیا ہوگا کیونکہ اُنھون نے برخلاف اُسکے عمل کیا تھا شاہزادہ نے کہا آپکا جانا بالفعل ہمارے
حق مین اچھا نہین ہے آپ سے مجھکو بڑی قوت ہے جب طلسم کو مین فتح کرلونگا اُس وقت میرے ہمراہ لشکر
اسلام مین چلیے گا خواجہ نے کہا مین تمھارے کہنے سے بجا تھا مگر مجبوری سے جاتا ہون کیونکہ لشکر
اسلام مین ماتحد میرے اور چالاک ثانی و سبق ثانی اور سیارہ ثانی اور قران ثانی کے کوئی عیار

نہین ہی سامنا دشمنون کا ہی ایسی صورت مین مین یہان رہ نہین سکتا ہان اپنے عوض ان چارون کو کہ یہ بھی فن عیاری مین ہوشیار ہین چھوڑ جاؤنگا شاہزادہ نے کہا آپ تنہا پیادہ پا بیابان سے وہان تک کیونکر جائینگا دیوون کو بھی آپ رخصت کر چکے ہین خواجہ نے جانب محروق جادو دیکھکر پوچھا کیون ای محروق جادو تجھکو میرے لشکر مین پہونچا دوگے اُس نے عرض کیا مین تو آپکا ایک فرمانبردار ہون ضرور پہونچا دونگا شاہزادہ رستم ثانی نے گفتگوے محروق جادو سنکے خواجہ سے کہا اچھا آپ تشریف لے جائین میری جانب سے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی کو آداب و تسلیم کہدیجیے گا اور میری حالت سے انہین آگاہ کر دیجیے گا اور یہ کہیے گا کہ اُس نے عرض کیا ہی مین بعد توڑنے طلسم کے انشاء اللہ جلد حاضر خدمت ہوکے شرف قدمبوسی حاصل کرونگا بالفعل حاضر ہو نہین سکتا میرے حق مین یہ دعا کیجیے گا کہ پروردگار عالم مجھکو صندلان پر فتحیاب کرے لوح طلسمی دستیاب ہوجاے طلسم کو توڑون ساحرون کو مسلمان کرون سوا انکے جملہ صاحبان بزرگ وخورد و مساوی درجہ کو بھی میری طرف سے آداب و دعا و سلام کہدیجیے گا اور میرے احوال سے اُنھین بھی مطلع کیجیے گا یہ کہکے شاہزادہ خاموش ہوا خواجہ خورشید روشن دل سے بھی رخصت ہوکے محروق جادو سے مخاطب ہوکے کہنے لگے کہ اب دیر نکرو جلد اُٹھ کر یہان سے سوے لشکر اسلام چلو وہ فی الفور کرسی سے اُٹھا شاہزادہ رستم ثانی اور خورشید روشن دل وغیرہ سے رخصت ہوکے ہمراہ خواجہ بیرون بارگاہ آیا تخت سحر تیار کیا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی اور جملہ ساحران نامی بھی مع خورشید روشن دل بیرون بارگاہ آئے خواجہ کو اپنے سامنے تخت سحر محروق جادو پر ساتھ محروق جادو کے بٹھایا پھر اکثر لوگ مفارقت خواجہ مین آبدیدہ ہوے خواجہ نے اُن سبکو صدمہ و رنج کرنے سے منع کیا پھر محروق جادو سے کہا تخت سحر زمین سے بلند کر یہ سب صاحب خاص میرے واسطے یہان کھڑے ہین اُسنے تخت کو بلند کیا سب دیکھتے ہی رہے خواجہ وہان سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوے

ادھر تو خواجہ روانہ ہوے کہ انکا حال بمقام مناسب لکھا جائیگا اُدھر خورشید روشن دل بھی شاہزادہ سے رخصت ہوکے جسطرح بجزم وحشم صحراے سروافزا مین آیا تھا اُسی طرح مع اپنے فرزند اور ارکان سلطنت و اعیان مملکت اور تمامی سپاہ کے اپنے دار العمارہ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ اُس صحرا مین ہمراہ ساحران نامی کے اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کے قیام پذیر ہوا چنانچہ خورشید روشن دل بعد قطع راہ اپنی دار العمارہ مین پہونچا اُدھر ملکہ آتش افروز جادو ابلیس خودپسند کو لیے ہوے بعد قطع راہ ●

اُس وقت قریب دربار صندلان شاہ کے پہونچی کہ وہ تخت پر سر دربار بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے صندلان شاہ اپنی سپاہ کے ساحران نامی سے کہہ رہا تھا کہ آج ہماری نانی صاحبہ نے ہماری جان بچا دی اور لوح طلسمی بھی عمرو ثانی کو نہ دینے دی عین وقت پر وہ آگئین انکو مجھسے ازحد محبت ہی ہر وقت وہ میرا خیال رکھتی ہین جیسی اُنکو مجھسے الفت ہی ویسی کسی کو بھی نہین ہی اُنھین مجھسے کسی بات کا انکار بھی نہین ہی محبت ہو تو ایسی ہو اگر وہ میری خبر نہ لیتین تو عمرو ثانی مجھسے لوح طلسمی لیکر مجھکو بھی داخل زنبیل کر لیتا اور پھر مجھکو زنبیل سے نکالکر مار ڈالتا شاہزادہ رستم ثانی طلسم کو توڑ ڈالتا بڑی خرابیان ہوتین بڑی خیر ہوئی کہ میری جان بچی لوح بھی میرے قبضہ مین رہی ہان طلسم کشا البتہ رہا ہو گیا اگر وہ رہا ہو گیا ہی تو بغیر لوح طلسمی کے کیا کر سکتا ہی اب مین لوح طلسمی کو ایسی جگہ رکھونگا کہ رستم ثانی کو کسی طرح دستیاب نہو اگر ہزار برس بھی

جستجو لوح کی کریگا تو بھی نپائے گا پھر کیونکر طلسم کو توڑے گا خیر یہ اسکا خورشید روشن دل ہی مگر وہ بھی ہمارا
کچھ بگاڑ نہین سکتا ہی جب مین چاہونگا طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرنے کا حکم دونگا ابکی مرتبہ انتظام خوب
کرونگا نانی صاحبہ کو بھی ہنگام قتل رستم ثانی بلا لونگا تاکہ عمرو ثانی نہ آنے پائے اور اگر کسی طور سے
آئے تو رستم ثانی کو رہا کرکے نہ لے جانے پائے بلکہ وہ بھی گرفتار ہو جائے اور اگر خورشید روشن دل
برائے رہائی فاتح طلسم آئے وہ بھی قتل ہو جائے ساحران نامی اُسکے جواب مین دست بستہ عرض کررہے
تھے واقعی ملکہ آتش افروز کو حضور سے بدرجہ کمال الفت ہی گو وہ آپکی نانی ہین مگر مانند زوجہ کے اُنکو ایسی
محبت ہی آپ کی جدائی ایک لحظہ بھی اُنھین شاق و دشوار ہی آپ بجا فرماتے ہین کہ اگر نانی صاحبہ آپکی اسوقت
نہ آتین اور حال عمرو ثانی سے آپ کو آگاہ نکرتین تو بڑا غضب ہوتا کیونکہ عمرو ثانی یون لقمان ثانی کی
صورت بنکے آیا تھا کہ ہم مین سے کسی نے اُسے نہ پہچانا تھا بلکہ حضور نے بھی نہ پہچانا تھا نہین معلوم عمرو ثانی
کیونکر اپنی صورت کو تبدیل کر لیتا ہی کمال کرتا ہی بیخوف و اندیشہ حضور کے سامنے چلا آیا حیرت ہے کہ
اُس نے وہ باتین مکر و فریب کی کین کہ جنکو سُنکے ذرا بھی کسی طرح کا شک نہوا یہی یقین ہوا کہ جو کچھ یہ کہتا ہی
سچ کہتا ہی حقیقت مین یہ بلا کا عیار ہی کوئی عیاری و مکاری مین اُسکا ثانی دنیا مین نہوگا مین حیرت مین ہون کہ اُس نے
لقمان ثانی بنکے حضور ایسے عاقل و دانا بیمثل کو ایسا دھوکا دیا کہ آپنے طلسم کشا کو اُس کے حوالے کر دیا
اور لوح طلسمی منگوا کر اُسے دینے لگے بڑی خیر ہوئی کہ لوح طلسمی اُسکے ہاتھ مین نہ دینے پائے تھے کہ یکایک
ملکہ آتش افروز نے تشریف لا کر آپ کو اُسکے حال سے آگاہ کیا ورنہ آپ ضرور لوح طلسمی دیدیتے اور آپنے
لوح طلسمی کے دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا اُدھر اُس نے واسطے لینے صندوقچہ کے جسمین لوح تھی ہاتھ بڑھایا
تھا لوح طلسمی قبضے سے نکل جانے مین باقی ہی کیا رہا تھا خیر مقام شکر ہی کہ لوح طلسمی اُس کے ہاتھ تک
نہ پہونچی اور آپ زنبیل مین گئے ورنہ موافق ارشاد حضور کے بڑا غضب ہوتا عمرو ثانی حضور کو داخل زنبیل
کرکے پاتا تو کبھی نہ نکالتا یا سامنے خورشید روشن دل کے اور شاہزادہ رستم ثانی کے زنبیل سے نکال کے
ہلاک کرتا ہم لوگ اگر اُس وقت وہان پہونچ جاتے تو حضور کے رہا کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے
ورنہ دست اعدا سے قتل ہو جاتے حق نمک حضور سے ادا ہو جاتے یا شومی تقدیر سے اس وقت ہم
وہان نہ پہونچ سکتے دشمن حضور کے قتل ہو جاتے ہم سب نکو از تباہ و برباد ہو جاتے طلسم درہم و برہم ہو جاتا
یہ شہر اسلام آباد ہو جاتا عجب انقلاب ہو جاتا ہم تو آپ کی نانی صاحبہ کی تعریف کرتے ہین اور اُنکے احسان
کرنے کے مقر ہین اُنھون نے کیا کام کیا ہی کہ تا زندگی یاد رہیگا اگر طلسم کشا رہا ہو گیا ہی تو بقول حضور کے
کچھ ایسا اندیشہ نہین ہی حضور کا ڈر مرتبہ زیادہ تر ہی اگر ہم مین سے کسی کو حکم ہوگا تو وہ جا کر طلسم کشا کو پکڑ لائیگا
حضور بخوبی انتظام کرکے اُسے قتل کر دینگے یہ فساد اور جھگڑا اُسکے قتل ہو جانے سے جاتا رہیگا بشرطیکہ وہ
قتل ہو جائے کیونکہ بہت بڑا اُسکا مددگار خورشید روشن دل موجود ہی وہ ہنگام قتل رستم ثانی قیامت برپا
کریگا جانتک اُس سے ہو سکیگا قتل نہونے دیگا دلیرانہ لڑیگا حتی الامکان رستم ثانی کو قتل ہونے
سے بچا کر لیجائیگا اگر خوف ہی تو اُسی کا ہی سوا اُسکے کچھ اندیشہ عمرو ثانی کی طرف سے بھی ہی کہ وہ عیار
نہایت مکار و ہوشیار ہی لیکن کوئی حضور سے مقابلہ نکر سکیگا ہمکو یقین ہی کہ جب حضور بخوبی انتظام کرینگے
تو کسی مددگار رستم ثانی کی یہ مجال نہوگی کہ ہنگام قتل طلسم کشا آ کے اُسے قتل سے بچا کے لے جا سکے

اور مقدسہ لوح طلسمی مین جو حضور نے ارشاد کیا ہی ہم سب نمکخوار ہین یہی چاہتے ہین کہ ایکی مرتبہ یا تو لوح
طلسمی آپ اپنے پاس رکھیے گا کہ آپ کون آکے لیجائیگا یا اپنے ایسے معتبر و معتمد کے پاس رکھیےگا کہ جس سے
کوئی لوح طلسمی پا نہ سکے اور اُس تک طلسم کشا اور کوئی مرد کار جا نہ سکے اور اگر کسی طرح کوئی ہنرالکو دو شمن
اُس تک پہونچ بھی جائے تو کامیاب نہو لوح طلسمی اُسے دستیاب نہو بلکہ قتل ہو جالے ایسی جسارت
کرنے کی سزا پائے صندلان شاہ ساحران نامی کی گفتگو سن رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا اُنکے جواب مین
ہنسکر کہتا تھا اب مین جو تدبیر کرونگا ساتھ عقل کے اور ہوشیاری کے کرونگا غفلت و کم توجہی نکرونگا ناگاہ
ملکہ آتش افروز جادو کو سب نے دیکھا کہ عین دربار مین زمین شق ہوئی اور وہ پیدا ہوئی باین شکل کہ تمام
چہرہ پر گرد و غبار غصہ سے آنکھین سرخ رخ پہ آثار غیظ نمایان ہاتھ مین ابلیس خود لپسند کو لیے ہوے ساحران
نامی اُسے دیکھکر واسطے تعظیم کے اُٹھے صندلان شاہ بھی اُسے دیکھ کر گھبرا کے بے اختیار تخت سے
اُٹھا سب ساحرون نے اُسے سلام کیا صندلان شاہ نے بھی آگے بڑھ کر پوچھا نانی صاحبہ خیر تو ہی اس وقت
آپکے اسطرح آنے سے تردد ہی جلد فرمایئے خیر تو ہی سبب تشریف لانے کا باین صورت کیا ہی قبل اس کے
تو آپ میرے پاس سے چلی گئی تھین اس وقت اس طرح کیون آپ آئی ہین باعث غصہ کا کیا ہی اور یہ کون
شخص آپ کے ہاتھ مین ہی کیا آپ عمرو ثانی کو پکڑ لائی ہین یا رستم ثانی کو گرفتار کر لائی ہین یا خورشید
روشن دل اگر وہ ایک مرد کار قوی طلسم کشا کا ہی واسطے میرے خوشنودی کے آپ گرفتار سحر کرکے اُسے لے آئی
ہین ملکہ آتش افروز جادو نے کہا او چھوکرے تخت پر بیٹھ جا اسقدر گھبرا کیون گیا حواس تیرے منتشر کیون
ہو گئے بینائی کیون زائل ہو گئی مین اب تجھسے بیان کرتی ہون صندلان شاہ اُسکی یہ تقریر سنکے تخت پر
بیٹھ گیا ملکہ آتش افروز نے بمقام مناسب بیٹھکر اہل دربار سے باشارہ کہا تم سب بھی بیٹھ جاؤ جملہ
ساحران نامی اسکے حکم سے بیٹھ گئے صندلان شاہ نے اُس وقت ساقیون کو طلب کیا وہ کشتی مئے جام و جام
بلورین لیکر دربار مین آئے اور بعد سلام کرنے کے عرض کرنے لگے ہم خادمون کو کیا حکم ہوتا ہی صندلان
شاہ نے برہم ہو کے کہا او نالائقو مجھسے پوچھتے ہو کہ کیا حکم ہی دیکھتے نہین ہو کہ ہماری نانی صاحبہ نہین
معلوم کتنی دور سے تشریف لائی ہین چہرہ گرد و غبار سے آلودہ ہی ہونٹ خشک ہین آنکھین سرخ ہین
تھکی ماندی ہین انھین شراب پلاؤ تا کہ کسل راہ دفع ہو ساقیان مذکور صندلان شاہ کی قہر و غضب
کی تقریر سے بہت ڈر کر غور کرکے ملکہ آتش افروز کو جام شراب سے بھر بھر کر دینے لگے جب وہ کئی
جام متواتر لیکے شراب پی چکی اشارہ سے کہنے لگی بس اب شراب مین نہ پیونگی صندلان شاہ کو دو
ساقیون نے موافق حکم کے صندلان شاہ کے روبرو جام شراب سے مملو کرکے پیش کیا اُس نے جام
بھی لیکر شراب پی جب یہ بھی کئی جام لیکر شراب پی چکا اشارہ سے کہا اب اہل دربار کو بھی شراب پلاؤ یہ بھی
بادہ کشی سے محروم نہ رہین اور اپنے دل مین یہ نہ کہین کہ صندلان شاہ نے خود شراب پی اور
اپنی نانی کو شراب پلوائی ہمین کو شراب نہ پلوائی ساقیون نے باشارہ صندلان شاہ سے جملہ اہل
دربار کو بھی شراب پلائی جب سب شراب پی چکے حکم صندلان شاہ سے کشتیان مئے کی اُٹھاکر دربار
سے چلے گئے بعد اُنکے جانے کے جس وقت ملکہ آتش افروز کو نشہ شراب کا ہوا صندلان شاہ سے
مخاطب ہو کے کہنے لگی او چھوکرے آگاہ ہو کہ مین تجھ سے رخصت ہو کے اپنے قصر مین گئی تھی وہان

جاکر مین نے واسطے دریافت حال عمرو ثانی کے اوراق جمشیدی دیکھے اوراق مذکور سے صاف ظاہر ہوا کہ
صحرائے سرور افزا مین عمرو ثانی موجود ہی خورشید روشن دل آئی ہی بارگاہ برپا ہی رستم ثانی اور خورشید
روشن دل اور بہت سے ساحران نامی اندر بارگاہ کے بیٹھے ہین عمرو ثانی نے ابلیس خود پسند
کو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ مین باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی یہ حال اوراق جمشیدی سے معلوم کرکے
مجھے تاب ضبط باقی نرہی فی الفور اپنے قصر سے روانہ ہوئی پہلے مین نے بارگاہ خورشید روشن دل پر
آکے سحر کیا بعدہ راہ زمین سے بارگاہ مین جاکر ابلیس خود پسند کو لے آئی ہون صندلان شاہ نے
کہا آپنے بڑی جرات کی کہ بارگاہ خورشید روشن دل جیسی سیکڑون ساحران نامی بیٹھے ہو نگے خوف
و خطر جاکے ابلیس خود پسند کو لے آئین اُسنے کہا ادھر کرے یہ تو کوئی بڑی بات نہ تھی ہان اگر کوئی
وقت آئیگا تو میرے سحرون کو اور ہمت کو دیکھنا صندلان شاہ نے پوچھا آپنے کون سحر کیا تھا
کہ سب بیٹھے رہے اور دیکھا کیے آپ سے برسر فساد نہوے اور آپ ابلیس کو لے آئین اُس نے
جواب دیا او نادان ہزارون لاکھون ایسے سحر مجھے یاد ہین کہ کسی کو معلوم نہونگے آگاہ ہو کہ مین نے
صرف اس قسم کا سحر کیا تھا کہ جتنے اہل بارگاہ مجھے دیکھا کرین اُس وقت تک کسی کو حوصلہ و جرات نہو
کہ وہ مجھسے برسر فساد ہو یہ سحر تجھے بھی معلوم نہین ہی صندلان شاہ نے اور جملہ ساحران حاضر دربار نے
اُسکی تعریف بہت کی اس نے خوش ہو کے کہا مین نے جلدی مین ابلیس خود پسند کو بارگاہ سے لیا اگر عجلت
نہوتی تو خورشید روشن دل اور رستم ثانی وغیرہ کو بھی اسی طرح لے آتی ہو کیے ابلیس کی زبان سے
سوزن کو دور کیا اس نے ملکہ آتش افروز کی تعریف کرکے کہا آپنے مجھپر احسان کیا ہی عمرو ثانی کے
کوڑون سے بچایا ہی جبین بارگاہ سے مجھے یہان لے آئین یہ کہکے وہ مشتال آئینہ رو کی طرف روانہ
ہوا ملکہ آتش افروز بھی اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئی یہان کا تو یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب حال لشکر
اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہی کہ امیر کو سانح ان روز جشن کا تھا بزم عشرت آراستہ تھی جملہ سرداران موجود
دنگلون پر بیٹھے ہوے ایک رقاصہ کا رقص دیکھ رہے تھے امیر ثانی بھی اپنے دنگل پر بیٹھے تھے گو
رقاصہ رقص کر رہی تھی لیکن حمزہ ثانی اُسکی طرف متوجہ نہ تھے عمرو ثانی کے خیال مین بیٹھے تھے فکر یہ تھی
کہ نہین معلوم عمرو ثانی کیسا ہی ہر چند بادشاہ اسلام و دیگر سرداران لشکر سبب فکر پوچھتے تھے لیکن امیر
ثانی باعث فکر بیان نکرتے تھے اور کہتے تھے اس وقت طبیعت گھبراتی ہی ابھی امیر
ثانی یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ محروق جادو نے دربارگاہ پر پہونچکر تخت اُتار کر خواجہ سے کہا تخت سے
اُتریے اندر بارگاہ کے تشریف لیچلئے جبتک خواجہ تخت سے اُترین ہرکارون نے اندر بارگاہ کے
روبرو امیر ثانی کے جاکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا حضور در بارگاہ پر اسوقت خواجہ عمرو ثانی ہمراہ محروق
جادو کے آئے ہین بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی اور جملہ سرداران لشکر یہ خبر سنکے خوش ہوے ناگاہ
عمرو ثانی اندر بارگاہ کے ہمراہ محروق جادو کے داخل ہوے دونون نے بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی کو سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی نے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا محروق اپنی
جگہ پر بیٹھا خواجہ اپنی کرسی پر بیٹھے اس وقت امیر ثانی نے پوچھا کہ خواجہ اب مزاج تمھارا کیسا ہے
عمرو ثانی نے عرض کیا فضل خدا اور آپکی دعا و اقبال سے مزاج میرا درست ہی امیر ثانی نے پوچھا

درستی مزاج کاکونسا علاج ہوا خواجہ نے تمام حال درویش فغفور بوریہ نشین کے پاس جانے کا اور فریشیہ
ثانی کی کوشش کرنے کا بیان کرکے عرض کیا مین نے بعد اپنی صحت کے ملکہ فریشیہ ثانی سے کہا تھا
کہ مین آپکی کوشش سے اور بدعاے درویش فغفور بوریہ نشین کے اچھا ہوگیا لیکن میری طرح چالاک
ثانی اور برق ثانی وسیارہ ثانی وقران ثانی لشکر اہل اسلام مین دیوانہ وار ہونگے اگر وہ بھی کسی طرح
یہان آجاتے تو انکو صحت ہوجاتی ملکہ فریشیہ ثانی نے اسی وقت چار دیوؤن کو بلاکے کہا جلد لشکر
اہل اسلام مین جاکر چالاک ثانی وبرق ثانی وقران ثانی وسیارہ ثانی چارون عیارون کو لے آؤ
دیوبیابان سے انکو وہان لے گئے تھے اور اسی درویش کی دعا اور پانی پڑھے ہوے کے پینے سے انکو بھی
صحت کلی حاصل ہوئی تھی بعد انکی صحت کے مین ملکہ فریشیہ ثانی سے رخصت ہوکے ہمراہ چالاک وغیرہ کو
لیکر تخت پر بیٹھکر اس طرف روانہ ہوا تھا قضاے کار اتفاق روزگار سے دیو راستہ بھولکر مجھے
جانب شہر صندل لے گئے وہان مین نے شاہزادہ رستم ثانی کو ہزارہا ساحرون کے مجمع مین زیر تیغ بیٹھا
ہوا دیکھا فی الفور مین نے بصورت لقمان ثانی بنکے مجمع ساحران مین جاکے عیاری کرکے شاہزادہ کو
رہا کیا اب وہ شاہزادہ صحراے سرورافزا مین فروکش ہو کر اسکو لوح طلسمی کی ہوگئی اور انہون بادشاہ لشکر
اہل اسلام اور آپکو اور سب سرداران سپاہ کو درجہ بدرجہ آداب تسلیم وسلام عرض کیا ہی اور یہ بھی عرض
کیا ہو کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم جلد تر حاضر خدمت ہونگا یہ تقریر خواجہ کی جملہ خرد وکلان سنکے خوش ہوے
ہنوز خواجہ اپنی تقریر تمام کرنچکے تھے کہ ناگاہ دو سرکارے جو پہلے خبر لاجورد شاہ وصلصال وغلغال
روانہ ہوے تھے بعد دریافت خبر حاضر دربار گاہ ہوکے اندر بارگاہ کے جاکے بعد بجالانے ثنا ودعاے
بادشاہ لشکر اہل اسلام وثنا ودعاے امیر ثانی کے اور شرائط عبودیت بجالانے کے دست بستہ اس طرح
عرض کرنے لگے کہ ہم حسب الحکم روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور ودراز ورہروی بسیار ایک روز بہ تگ ودو
بسیار دو لشتدار قریب ایک شہر کے کہ نام اسکا شہر انالمہ ہی اور حاکم اس شہر کا عامل شاہ ہے
پہونچے وہان کے مردمان سے جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ لاجورد شاہ اور صلصال بن دال
مع سپاہ بحال تباہ وپریشان شہر انالمہ مین آئے تھے حاکم شہر مذکور سے طالب پناہ ہوے تھے اس نے
بعد دریافت حال تباہی وبربادی صاف صاف انسے کہدیا کہ ہرچند مین فرمان رواے اس ملک کا ہون فوج
رکھتا ہون سامان جنگ بھی فراہم ہی لیکن بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنے حارث بن سعدو امیر ثانی سے
مقابلہ ومجادلہ کر نہین سکتا کیونکہ اول تو امیر ثانی ایسے شجاع وبہادر ہین کہ فی زمانہ انکا مثل ونظیر
میرے نزدیک دنیا مین کوئی نہین ہی دوسرے یہ کہ انکے لشکر کے سب سردار ایسے بہادر وتہور شعار
ہین کہ میرے لشکر مین اندر انکے دو چار سردار بھی نہین ہین تیسرے یہ کہ انکے پاس اسقدر فوج کثیر ہی
کہ میرے پاس اسکی نصف بھی نہین ہی چوتھے یہ کہ اگر ان سے محبت ودوستی نہین ہی تو مجھے اور انسے
دشمنی بھی نہین ہی گو مذہب انکا اور ہی اور دین میرا اور ہی پس مین ہیچ بوجوہ انسے مقابلہ کسی طرح کر نہین
سکتا اور آپ صاحبون کو پناہ مین چھپا نہین سکتا اگر آپ انسے شکست کھا کر یہان آئے ہین تو چند روز
یہان توقف فرمایئے جو کچھ نان ونمک حاضر ہو اسے نوش کیجیے دعوت وضیافت آپ صاحبون کی
موافق آپکی شان ولیاقت کے ہو نہین سکتی ہان مین اپنی لیاقت کے موافق نان جویین وآب گرم

حاضر کر سکتا ہوں اگر تکلف و انکار نہ ہو تو قبول کیجیے اور اس شہر کی چندے سیر کیجیے بعد ازاں جس طرف مزاج
عالی میں آوے تشریف لیجائیے یہاں سے شہر شعبدہ کچھ ایسا دور نہیں ہے اگر مناسب ہو وہاں جائیے یا دیگر
ممالک میں کہ جہاں کے سلاطین اولو العزم ہیں وہاں تشریف لے جائیے آپکے پناہ کے طالب ہوں جیسے
لاجورد شاہ اور صلصال عاقل شاہ کی تقریر سُن کے کہنے لگے ہم تو یہاں اس خیال سے آئے ہیں کہ آپ
ہم کو اپنے دامن پناہ میں رکھیے گا لیکن برخلاف ہمارے امید و خیال کے آپنے ہمیں جواب صاف
دیدیا اب ہم یہاں توقف نہ کرینگے کیونکہ ہمکو خوف امیر ثانی کا ہے شاید وہ ہمارے تعاقب میں مع سپاہ کے
آتے ہونگے اگر ہم یہاں چندے رہینگے اور وہ بھی یہاں آگئے تو وہ ہمکو گرفتار یا قتل کر ڈالینگے یہ کہکے
وہاں سے روانہ ہوکے ایک دریاے زخار کے کنارے پر جاکے فروکش ہوے ہیں اور وہ
دریا شہر شعبدہ کے قریب تر ہے اور ایسا دریاے عظیم و مہیب و متلاطم ہے کہ ادنی موج اسکی
بلند ہوکے مانند بلندی کوہ سربلند کے جاتی ہے کشتی کا تو کیا ذکر جہاز بھی اسمین بخوبی چل نہیں سکتا
کیونکہ اُس دریا میں بیشتر طوفان ایسا آتا ہے کہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکے غرق ہو جاتا ہے اسی وجہ سے
کوئی ناخدا اُس دریا میں جہاز نہیں لے جا سکتا ہے لاجورد شاہ اور صلصال کو معتبر اشخاص سے سنا ہے
کہ وہ فکر عبور دریاے مذکور میں غوطہ زن ہیں ابھی تک اسی دریا کے کنارے قیام پذیر ہیں یہ کلمے
یہ خبر عرض کرکے بیرون بارگاہ آئے چونکہ اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا اور جشن کو سات روز گذر
چکے تھے امیر ثانی نے بابا ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام جشن کو موقوف کیا اور حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا
یہاں سے جانب شہر شعبدہ اسی وقت روانہ ہو کل ہم بھی یہاں سے جانب شہر شعبدہ مع تمامی سپاہ
کوچ کرینگے بمجرد حکم عادی اثار بارگاہ سلیمانی کا ہمراہ لیکر مع اپنے ہمراہی سپاہ کے جانب شہر
شعبدہ روانہ ہوے دوسرے روز وقت سحر امیر ثانی بھی ہمراہ رکاب بادشاہ حارث بن سعد مع تمامی
سرداران لشکر و مردم سپاہ کے اور تمامی [illegible] کے جو موجود تھی سمت شہر شعبدہ روانہ ہوے بعد قطع راہ
دور و دراز و بسیاری کوچ و مقام کے ایکروز قریب شام قریب شہر انامل کے پہونچے عاقل شاہ
خبر تشریف آوری امیر ثانی سنکے مع ارکان دولت و اعیان مملکت و سپاہ کثیر اپنے شہر سے براے
استقبال بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالیمقام روانہ ہوا بعد قطع راہ مقام ورود لشکر امیر ثانی پر ہو لشکر
امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام کا استقبال کیا اور اس جگہ سے بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو مع تمامی
انکی سپاہ کے اپنے شہر مین لایا جو عمارات وسیع و بلند فرش و شستہ آراستہ و دیگر اسباب سے مزین تھیں
انھیں عمارتوں میں امیر ثانی و بادشاہ لشکر و سرداران سپاہ کو مقیم کیا لشکر امیر ثانی کو ایک میدان
وسیع میں اُتروا لیا بعد اسکے اپنے لازمون سے کہا سامان دعوت و ضیافت کا نہایت تکلف سے کرو انھوں نے
حسب الحکم بخوبی تمام سامان کرکے طعامہاے لذیذ و خوش گوار تیار کیا ساقیوں نے کشتیاں شراب
ناب کی نہایت خوبی سے درست کین جس وقت وہ ساقی بحکم عاقل شاہ براے دفع کسل ماہ کشتیان
شراب کی لیکر روبرو سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر خوش انجام وغیرہ گئے اور چاہا کہ جام شراب سے
مملو کرکے ہر ایک کو پلائیں اُسیوقت امیر ثانی نے عاقل شاہ سے پوچھا تمھارا مذہب کیا ہے اُنھنے کہا
میں تو تمثال آئینہ رو وغیرہ خداوندان کی پرستش کرتا ہوں آبا و اجداد کا بھی یہی مذہب تھا امیر ثانی نے

کہا اگر تمھارا یہ مذہب ہی تو ہم تمھاری دعوت اور بادہ خوش گوار کا کھانا پینا قبول نہین کرتے کیونکہ ہم
اہل اسلام ہین کافر کی شرکت سے پرہیز کرتے ہین اگر تم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ تو البتہ ہم شراب بھی پئین اور
دعوت سے بھی انکار نکرین اسنے کہا مین ایک شرط سے دین اسلام اختیار کرونگا امیر شامی نے پوچھا وہ
شرط کیا ہی بیان کرو اُس نے کہا میرے قلمرو مین ایک درخت سر بفلک کشیدہ ہی اور ایسا سایہ دار ہی کہ
آپکا لشکر شاید اسکے سایہ مین بخوبی اُتر سکے تنہ بھی اُس درخت کا ایسا ہی کہ دس بیس آدم باہم ہوکے اُسے
اپنے کولے مین لے نہین سکتے ہین نیچے اُس تنہ کے ایک پختہ مکان نہایت وسیع و بلند
ہی نہین معلوم اُس درخت کے نیچے کیا اسرار ہی کہ جو کوئی جاتا ہی وہان سے پلٹ کے نہین آتا ہی اور وقت
شام اگر کوئی شخص وہان جاوے اور دور سے دیکھے تو اُس مکان مین روشنی معلوم ہوتی ہی اور ایک خیمہ بہت
بڑا استادہ نظر آتا ہی اور آواز سازہای انواع و اقسام کی اور صدا کسی خوش گلو کے گانے کی آتی ہے
جب کوئی مشتاق زیادہ ہوکے جانب مکان مذکور بڑھتا ہی وہ روشنی و خیمہ نظر نہین آتا ہی اور وہ آواز گانے
اور سازون کی سنائی نہین دیتی ہی میرے لشکر مین ایک نامی پہلوان تھا نہایت قوی اور وہی میری
تمامی سپاہ کا افسر کلان تھا مین اُسکو بہت دوست رکھتا تھا کیونکہ وہ اپنے وقت کا رستم پہلتن تھا
کوئی اُس سے مقابلہ کر نہین سکتا تھا اور اگر کوئی اُس سے لڑتا تھا تو قتل ہوتا تھا مفصل کیفیت تو کیا
شجاعت و بہادری کی اُسکی بیان کی جاوے مگر مختصر حال یہ ہی کہ وہ تنہا ایک لشکر سے مقابلہ کر کے اہل
لشکر کو قتل کرتا تھا باقی ماندہ کو بھگا دیتا تھا مین اسکے سبب بہت مغرور تھا دل مین کہتا تھا کہ یہ سردار
ایسا ہی کہ اُسکی وجہ سے کوئی میرے ملک پر حملہ آور نہو گا اور جس ملک پر مین چڑھائی کرونگا اُسے فتح
کر لونگا حسب اتفاق ایک روز اُس سردار نامدار نے مجھسے اجازت شکار شیر کرنے کے واسطے
حاصل کر کے تھوڑے آدمیون کو ہمراہ لیکر جانب صحرا اُسی راہ سے جس راہ مین وہ درخت ہی گیا تھا جب قریب
اُس درخت کے پہونچا مردمان ہمراہی نے اُس سے کہا اس درخت کے سایہ سے بچکر جائیے گا اُس نے
سبب پوچھا قراولون نے اُس سے کہا اس درخت کے سایہ مین جو کوئی جاتا ہی تنہ درخت سے
ایک زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب پر سوار نیزہ و شمشیر وغیرہ آلات حرب و ضرب اور زرہ خود بکتر
آراستہ ہوتا ہی فی الفور ایسا نعرہ کرتا ہی کہ اُسکے نعرہ کی آواز دور تک جاتی ہی بعد نعرہ کرنے کے اگر وہ
شخص جو اُس درخت کے سایہ مین جاتا ہی مرکب پر سوار ہوتا ہی اور نیزہ خنجر وغیرہ آلات حرب و ضرب
اُسکے پاس ہوتے ہین تو خیر اور اگر وہ پیادہ پا ہوتا ہی اور آلات حرب و ضرب اُسکے پاس نہین ہوتے
ہین تو وہ زنگی اس درہ کوہ کی طرف منہ اپنا کر کے دستک دیتا ہی فوراً درہ کوہ سے ایک مرکب اُسکی
پشت پر سلاح جنگ رکھے ہوئے ہین پیدا ہوتا ہی کوئی اُسے درہ کوہ سے نہین لاتا ہی اور وہ گھوڑا جلد تر
اُس پیادہ پا و بے سلاح جنگ کے پاس جا کر سر جھکا کر کھڑا ہو جاتا ہی اور سر سے یہ اشارہ کرتا ہے
کہ ای شخص میری پشت پر سوار ہو کے اور یہ سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے اس زنگی سے مقابلہ
کر اگر وہ شخص گھوڑے کے اشارہ کو سمجھکر سلاح تن پر آراستہ کر کے مرکب مذکور پر سوار ہو کے
اُس حبشی کے سامنے جاتا ہی تو وہ زنگی اُس سے پوچھتا ہی کہ ای شخص اگر تجھکو تیر اندازی یا نیزہ بازی
یا شمشیر زنی یا جس فن مین بخوبی دخل ہو مجھسے مقابلہ کر اگر کشتی گیر ہی تو کشتی لڑ وہ شخص جس طور سے

لڑنے کو کہتا ہے زنگی مذکور اسی طور سے لڑتا ہے اور تھوڑی دیر مین اُسے زیر کرکے مع اُس شخص کے درخت
مین جاکر غائب ہو جاتا ہے تنہ درخت کا برابر ہو جاتا ہے اور وہ گھوڑا بھی اسی درہ کوہ کی طرف جا کے غائب
ہو جاتا ہے اسی وجہ سے جو لوگ آگاہ ہوگئے ہین اُس درخت کے سایہ سے بچ کر جاتے ہین بلکہ خوف
سے ادھر آتے ہی نہین لہذا آپ آگاہ نہ تھے اور ہم لوگ ضعیف ہین اس درخت کی اصل وحقیقت سے
خوب ماہر ہین اس وقت آپکو آگاہ کر دیا بہتر یہی ہے کہ اس درخت کے سایہ کو ایک بلائے سیاہ جانکے
اس سے ہٹ کر طرف صحرا تشریف لیچلین کہ اس زنگی سے ڈرتے ہین اُس سردار نے کہ نام اُسکا معراج
مشت زن رکھا گیا تھا باین سبب کہ اکثر وہ اپنے حریف کو فقط مشت ہی سے مار کر ہلاک کرتا تھا قراولون کی
تقریر سُن کے نہایت غضبناک ہوا اور اُسی عالم غیظ وغضب مین کہنے لگا مین ایسا پہلوان زبردست
ہوکے اُس حبشی نالایق سے ڈر کے اس درخت کے سایہ سے حذر کرون یہ تو مجھسے نہوگا مین ابھی اس
درخت کے سایہ مین جاتا ہون تم سب اسی جگہ کھڑے رہو جب وہ زنگی تنہ سے درخت کے نکل کر
مجھسے مقابلہ کریگا دیکھنا کہ نہ تو اُس پر تلوار نہ تیر نہ نیزہ نہ گرز لگاؤنگا صرف آگے بڑھکر ایک گھونسا اُسے ایسا
ماردونگا کہ وہ مع اپنے مرکب کے پیوند خاک ہو جاویگا گوشت واستخوان کا اُسکے نشان بھی نہ معلوم ہوگا
ہمہ تن مع مرکب خاک ہوکر خاک مین ملجائیگا یہ راستہ صاف ہو جائیگا قراولون نے دوبارہ دست بستہ
سمجھایا اور منع کیا مگر اُس بہادر نے حالت غضب مین اُنکے کہنے پر عمل نکیا انھین اُسی جگہ چھوڑ کر قریب تنہ
کے جاکر نعرہ کیا او زنگی نابکار جلد درخت کی جڑ سے نکلکر مجھسے مقابلہ کر تو نے آجتک بہت سے کمزور دل
مردم کو زیر کیا ہے آج مین قوی بازو تجھے زیر کرکے ہلاک کرونگا مجھے تیرے حال سے قبل اس کے
اطلاع ہی نہ تھی ورنہ اب تک تو زندہ نرہتا اور مردم راہگذار کو ایذا نہ دیتا اور انھین زیر کرکے نلیجاتا ہنوز وہ بہادر
یہ کہہ رہا تھا کہ اُس درخت کی جڑ مین دفعتاً ایک در پیدا ہوا وہ زنگی مسلح ومکمل مرکب پر سوار اُسی در سے
نکلکر سامنے اُسکے آکے کہنے لگا او بدگفتار کیا بکتا تھا کیا تجھکو میری قوت وشجاعت سے خبر نہ تھی جو ایسے
کلمات واہیات اپنی زبان پر لایا تو کیا مجھے زیر وہلاک کریگا خود ہی زیر ہوکے یہان کے آنے کی سزا
پائیگا اب اگر تو ارادہ یہان سے بھاگنے اور جانے کا کرے تو کسی طرح جا نہین سکتا تجھپر کیا موقوف کوئی بھی
اس درخت کے سایہ مین آکے واپس جا نہین سکتا ہے آج تو خود ادھر نہین آیا ہے بلکہ تقدیر بد تیری تجھکو
یہان لائی ہے خیر زیادہ تقریر کرنا بیکار ہے اب جس فن مین تجھکو منظور ہو مجھسے مقابلہ کر ابھی حال میری قوت کا تجھپر
ظاہر ہو جائیگا معراج مشت زن سنکے اُسکی تقریر برہم ہوکے مرکب اپنا آگے بڑھاکے قریب تر
اس زنگی کے جاکے ہاتھ اپنا واسطے گھونسہ مارنے کے بڑھایا ہنوز اُس زنگی کے تن پر اُس بہادر کا
گھونسا نہ پڑا تھا کہ اُسنے بھی ہاتھ اپنا بڑھا کے کلائی اُسکے ہاتھ مین ڈال دیا اُسنے زور کرکے چاہا کہ اُس کے
پنجہ زبردست سے کلائی اپنی چھڑا لون لیکن نہ چھٹ سکی بعد تھوڑی زور آزمائی کے دونو مرکبون سے
اُترکر کشتی لڑنے لگے بعد ایک ساعت کے اُس زنگی نے میرے سردار لشکر کو زیر کر لیا پھر اُسے اُسی درخت
مین مع اُسکے مرکب کے لیگیا درخت کا تنہ برابر ہوگیا قراول وغیرہ یہ حال پُر ملال دیکھکر وہان سے
نالان وگریان میرے پاس آئے اور جس طرح ابھی مین نے تمام حال بیان کیا ہے اُسی طرح انھون نے
بھی تمام وکمال حال سے مجھے آگاہ کیا ہے مجھے نہایت رنج ہوا بلکہ آج تک صدمہ ہے اگر آپ یا آپ کے

لشکر کا کوئی سردار اُس درخت کے سایہ میں جاکے اُس زنگی کو گرفتار یا قتل کرکے میرے سردار لشکر کو
اُس درخت کی جڑ سے کسی طرح نکال کے میرے حوالے کر دے تو میں بے عذر و انکار بصدق دل مسلمان
ہو جاؤن مجھے آپکی قوت و شجاعت سے امید ہے کہ آپ ضرور میرے سردار کو مجھسے ملا دینگے اور اسی امید میں نے
آپ کا استقبال کیا اور یہان لایا ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں آپکا استقبال کرتا حمزہ ثانی نے تقریر
عامل شاہ کی سنکے کہا اگر خداوند عالم چاہیگا تو وہ سردار تجھے ملا دیا جائیگا اُس نے کہا جبتک وہ سردار نہ مل
جائے آپ میرے یہان کی دعوت و ضیافت سے کسی طور کا انکار نکیجیے امیر ثانی نے جواب دیا انشاء اللہ تعالیٰ
جب تمھارے لشکر کے اُس سردار کو تمسے ملا دینگے اور تم مسلمان ہو جاؤگے اُسی وقت آب و طعام تمھارے
یہان کھائینگے بالفعل شراب نمک نہ پئینگے عامل شاہ یہ سنکے مجبور ہوا دوسرے روز وقت
سحر جب سرداران لشکر دربار میں بادشاہ لشکر اسلام کے کہ دربار بارگاہ سلیمانی میں کیا گیا
تھا آگے روبرو میں دلیسار حارث بن سعد کے دنگلون پر بیٹھے امیر ثانی نے اپنے ملازمون سے
فرمایا اس وقت درمیان بارگاہ سلیمانی کے بدستور قدیم کلہ عفریت میں شربت بھر کر رکھ دو ناظرین پر
واضح ہو کہ کلہ عفریت سے یہان مراد ایک کاسہ سے ہے کہ وہ بڑا اور مشابہ کلہ عفریت سے ہے اسی وجہ
سے اسکا نام جام کلہ عفریت رکھا گیا ہے نہ کہ دراصل کلہ عفریت ہے الغرض آمدم برسر مطلب ملازمان نے
حسب الحکم امیر ثانی حسب قاعدہ قدیم کلہ عفریت میں شربت بھر کر اور چند گلوریان پان کی ایک چوکی پر
رکھ دیں اُس وقت امیر ثانی نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہو کے ارشاد کیا کہ اے دلیران نامدار و اے
بہادران تہور شعار تم سب میں کون ایسا بہادر ہے کہ جام کلہ عفریت سے تھوڑا بہت شربت پی کے یہ گلوریان
کھاکے گویا بیڑا اُٹھا کے اُس درخت کے سایہ میں جائے جسکا حال عامل شاہ نے کل بیان کیا تھا
اور اس زنگی کو زیر یا قتل کرکے کسی تدبیر سے معراج پشت زن کو درخت کی جڑ سے پیدا کرکے یہان لے آئے
عامل شاہ سے اُسے ملا دے ہنوز امیر ثانی یہ فرما کے خاموش ہوئے تھے کہ شاہزادہ شیروے بن شیر دیو نے
اپنے دنگل سے اُٹھکر جام مذکور سے کچھ شربت پی کر بیڑا اٹھا کر کہا میں جاکر اس کام کو انجام دونگا امیر نے
اُسے اجازت دی اُس نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کے
ارادہ جانے کا کیا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام نے امیر سے مخاطب ہو کے فرمایا ہمارا دل چاہتا ہے
کہ ہم اور آپ اور یہ سب سردار قریب اُس درخت کے ایک بارگاہ میں بیٹھکر پردے بارگاہ
کے اُٹھوا کر شیروے اور اُس زنگی کی لڑائی دیکھیں امیر ثانی نے عرض کیا بہت بہتر ہے عرض کرکے اپنے
ملازمون سے مخاطب ہو کے فرمایا شیروے سے کہو کہ ابھی اُس درخت کی طرف نہ جائے ہم سب بھی
ہمراہ چلے ملازمون نے اُس سے کہا وہ ٹھہر گیا اُس وقت بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی وجملہ
سرداران لشکر مرکبون پر سوار ہوئے ہنوز روانہ ہوئے تھے کہ عامل شاہ بھی آگیا وہ بھی ہمراہ
چلنے پر آمادہ ہوا امیر ثانی نے اُسے ہمراہ لیکر اُس جگہ سے جانب درخت مذکور گھوڑے کو بڑھایا جملہ
کیا سوار سبھی چلے لیکن پہلے اسکے عامل شاہ نے کچھ ملازم اپنے سمت درخت مذکور واسطے استادہ
کرنے بارگاہ و خیام کے روانہ کیے تھے اُنھون نے وہان جاکر درخت مسطور سے دور ہٹکر میدان
میں بارگاہ و خیام استادہ و برپا کر دیے تھے اور جملہ اسباب ضروری وہان فراہم کر دیا تھا اسی طرح

لازمان امیر خاقانی نے اُسی جگہ پر بارگاہ جنتائی اور خیام برپا و استادہ کیے تھے اور تمام سامان ضروری یہان
موجود کر رکھا تھا جب امیر ثانی و بادشاہ لشکر اہل اسلام و عامل شاہ وغیرہ وہان پہونچے عامل شاہ
نے دور سے اُس درخت کو دیکھا کہا دیکھیے وہ درخت یہی ہے اسی کی بو انسان کے حق مین گویا بادسموم ہے اور اسی
درخت کا سایہ واسطے بنی آدم کے بلا سے بھی بدتر ہے اس درخت کے اوراق رگویا عبارت گرفتاری مردمان رہگذر
سے ہیں اور اسی درخت کی شاخین مانند تسمہ بلاے عظیم اسے گرفتاری مردمان دراز ہیں اور اسی
درخت کے گلون مین وہ بو ہے بد ہے کہ انسان اُسے سونگھکر قوت ہو کے زنگی سے زیر ہو کر جڑ مین درخت
کی جاکر غائب ہو جاتا ہے یہ وہی درخت ہے کہ جسکے ثمر نیشتر کے نہال امید کو بے برگ و ثمر کر دیتے ہین اور یہ
وہ درخت ہے کہ جسکی جڑ مین ایک در بصورت قبر پیدا ہوتا ہے کہ انسان زندگی مین بقول شخصے زندہ در گور
ہو جاتا ہے امیر وغیرہ اُس درخت کو دیکھکر اور عامل شاہ کی گفتگو سُن کے متحیر ہوے بارگاہون اور خیام مین
تخت اور صندلون پر بیٹھے پردے بارگاہون اور خیام کے واسطے دیکھنے جنگ کے اٹھوا دیے جب سب
علی قدر مراتب بیٹھ چکے شیروے ہر ایک سے رخصت ہو کر دلیرانہ اُس درخت کے سایہ مین گیا فی الفور
جڑ اُس درخت کی شق ہوئی ایک دروازہ پیدا ہوا پتے درخت کے مانند علاجل کے ہوا سے شدت سے
باہم ملکر صدا دینے لگے اور طائران خوش رنگ انواع و اقسام کے جو اُس پر گرد مین جھکائے بیٹھے ہوے
تھے اُنھون نے ہوشیار ہو کے سر اُٹھا کے شیروے کو دیکھکر پکار کر ہر ایک نے کہا اے نونہال مردم
ربا آگاہ ہو کہ آج پھر ایک جوان رعنا آزادی سے بیزار ہو کے یہان آیا ہے جلد آکے اسے گرفتار کرو
بمجرد اس کہنے کے ایک زنگی مرکب پر سوار ہتیار لگائے بصد غضب درِ اصل درخت مذکور سے نمایان ہو کر
میدان مین زیر سایہ شجر مذکور کھڑا ہو کے شیروے سے مخاطب ہو کے بصد قہر و غضب کہنے لگا اے
جوان تو یہان کیون آیا کیا تجھکو اپنی زندگی و آزادی ناگوار طبع ہوئی خیر اگر آیا ہے تو اب یہان سے جا نہین سکتا
جس فن مین تو ماہر و کامل ہو اُس فن مین مجھسے مقابلہ کر خواہ تلوار یا تیر یا نیزہ یا گرز وغیرہ سے مجھپر
وار پہلے تو کر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر مین تجھپر وار کرونگا شیروے نے جواب دیا ہم اہل اسلام سے
ہین ہمارے لشکر کا یہ طریقہ نہین ہے کہ پہلے حریف پر وار کرین جب تیری ضرب تیغ و نیزہ و گرز سے ہم
جانبر ہونگے اُس وقت البتہ تجھپر تلوار لگاوینگے اُسنے تو یہ کہا ہی تھا کہ تو تیغ یا تیر یا نیزہ سے یا گرز سے
کس آلہ حرب و ضرب سے لڑیگا شیروے نے جواب دیا تیغ و نیزہ سے لڑونگا اُس نے نیزہ اُٹھا کر گھوڑے کا
کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر ضرب و ضربوا کہکر نیزہ مذکور سینہ پر لگایا ادھر شیروے نے اُس کے
سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر رد کیا پھر خود اُسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ کا وار کیا اُس نے بھی
اپنے سنان نیزہ پر سنان نیزہ شاہزادہ موصوف کو اس طرح نہایت خوبی و چالاکی سے روکا کہ سب
دیکھنے والے خوش ہوے ہر ایک نے تعریف کی خصوص امیر ثانی نے باوجود اسکے کہ وہ شیروے کا
حریف تھا بہت تعریف کرکے دیا یہ زنگی فن نیزہ بازی مین کامل ہے کس خوبی سے اس وقت اس نے
نیزہ کو روکا ہے بعد رد کرنے نیزہ کے پھر اُس زنگی نے نیزہ کا وار کیا شیروے نے اُسکی سنان نیزہ
کو اپنے نیزہ کے سنان پر بجد و کد رد کیا اسی طرح قریب ایک ساعت کے باہم نیزہ بازی ہوئی آخر کار اُس
زنگی نے ایک چند نادر باندھ کر خبردار خبردار کہکر شیروے کے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی وہ مانند

تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ اہل اسلام یہ رنگ جنگ دیکھ کر متحیر ہوئے دل میں کہنے لگے خدا
خیر کرے حریف زبردست و ماہر فنون جنگ معلوم ہوتا ہے ابھی سب اہل اسلام متحیر تھے کہ شیردے نے
ڈانڈا اپنے نیزہ کی پر ہم ہو کے اسکے سر پر لگائی اُس نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا شیردے نے شکستہ
ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کر غضبناک ہو کے قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا زنگی نے ہنسکر کہا اے جوان میرا یہ قاعدہ
نہیں ہے کہ میں اپنے حریف سے چند فنون سپہ گری میں مقابلہ کروں اسی وجہ سے میں نے تجھسے پہلے ہی
پوچھ لیا تھا کہ آیا نیزہ یا تیغ سے لڑے گا یا اور کسی آلہ حرب و ضرب سے مقابلہ کریگا تو نے جنگ نیزہ کو کہا
تھا میں نے قبول کر کے سنان نیزہ تیرے ہاتھ سے نکال دی ہے پس اب زور آزمائی کر شیردے نے
فی الفور مرکب سے اُتر کر دامن گردانے اُس نے بھی گھوڑے سے اُتر کر دامن گردا کر شیردے سے لپٹ کر
زور کرنے لگا ادھر شیردے نے بھی اُس سے زور کرنے لگا کشتی ہونے لگی سب دور سے دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے
اُس زنگی نے شیردے کو زیر کر کے اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے دوسرے ہاتھ سے مرکب شیردے کو لیکر
اندر اُس در کے جو اُس درخت کے تنے میں پیدا ہوا تھا چلا گیا فی الفور وہ در بند ہو گیا طائران شجر
مذکور پہلے تو وقت زیر ہونے شیردے کے بزبان فصیح گویا ہوئے کہ آج ایک جوان تازہ گرفتار طلسم ہوا
بعدہ مانند طائران خوش الحان کے خوش ہو کر نغمہ سرا ہوئے پھر خاموش ہو کے گردنیں اپنی جھکا کے درخت
مذکور کی شاخوں پر بیٹھے رہے جب وہ زنگی شیردے کو زیر کر کے لیگیا اُسوقت جملہ اہل اسلام بلکہ
عامل شاہ کو بھی صدمہ ہوا امیر ثانی سے کہنے لگا اسی طور سے بہت سے سردار لشکر کو بھی زیر کر کے
یہ لیگیا تھا اُس وقت چند سرداران لشکر نے امیر ثانی سے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم میں سے اب کوئی
شخص زیر سایہ شجر جائے اُس زنگی سیاہ رو سے مقابلہ کرے امیر نے ہنوز کچھ جواب نہ دیا تھا کہ عامل شاہ نے
کہا اے بہادران نامدار قاعدہ اس زنگی کا یہ ہے کہ جب کسی شخص کو گرفتار کر کے لیجاتا ہے اُس روز پھر دوسرے
شخص سے مقابلہ نہیں کرتا لہذا آپ صاحبوں سے کوئی صاحب جانے کا قصد نہ کریں کہ سوائے
گرفتار ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہ ہوگا اور اگر واسطے رہائی شیردے اور مضروح مشت زن کے فردا
ارادہ جانے کا ہے تو کل اُسی وقت جائیے گا اور اگر اس وقت کوئی آپ صاحبوں سے زیر سایہ شجر
جائیگا تو سایہ شجر سے باہر نکل نہ سکے گا نہ ادھر آ سکیگا نہ اُس طرف جا سکیگا یہ تمام دن اور تمام شب زیر
سایہ شجر کھڑا رہیگا جب صبح ہوگی تو وہی زنگی درخت سے پیدا ہو کے مقابلہ کرے گا جب یہ حال عامل
شاہ سے معلوم ہوا سرداران لشکر مجبور ہوئے بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام و عامل شاہ وغیرہ
صدمہ شیردے میں اُس جگہ سے چشم پرنم روانہ ہوئے شہر میں بمقام قیام گاہ آئے وہ روز و شب
ہر ایک کو صدمہ و رنج میں گذرا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ میں تشریف لا کر رونق افزائے
تخت حکومت ہوئے اور جملہ سرداران لشکر موجودہ داخل بارگاہ سلیمانی ہو کے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے
امیر ثانی نے بدستور مرقوم اُسی جام کلاعفریت میں شربت اور گلوریاں طلب کر کے بقاعدہ قدیم
سنگ مرمر کی چوکی پر رکھوا کے باواز بلند جملہ سرداران لشکر موجودہ سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ
اے بہادرو کل تو شیردے واسطے رہائی مضروح مشت زن کے گیا تھا وہاں جا کے زنگی نابکار
سے زیر ہو کے خود گرفتار ہو گیا آج تم میں سے کون ایسا بہادر ہے جو برائے رہائی مضروح مشت زن و

شیر دے کے جائیگا ابھی امیر ثانی یہ کہکے خاموش ہوئے تھے کہ سلیمان ثانی جو جمیل ماہرو اپنے دنگل سے اٹھا حسب تعداد
شربت جام کا عفریت سے لیکر پیا اور سر اُٹھا کر کھایا بعدہ امیر ثانی سے عرض کیا یہ کمترین واسطے رہائی دونون بہادران مذکور کے
جائیگا اگر خدا نے چاہا تو انکو رہا کرکے لائیگا ورنہ انہین دونون صاحبون کے پاس رہے گا امیر ثانی اُسکی تقریر سُنکے اُسے
اجازت دیکے خود بھی ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ سرداران عالی مقام کے بدستور روز اول سلیمان ثانی کو ہمراہ لیکے
اُسی جگہ پہونچے عامل شاہ بھی آیا جب سب علی قدر مراتب بطریق روز اول بارگاہون اور خیام مین بیٹھ
چکے اور پردے بارگاہ و خیام کے اُٹھا دیے گئے سلیمان ثانی ہر ایک سے رخصت ہوکے جانب شجر
مذکور مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا جب سایہ مین اُس شجر منحوس کے پہونچا نعرہ شیر آسا
کیا اور کہا او زنگی جلد آ مجھسے مقابلہ کر دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُسی طرح پتے تند چلی برگ ہاے
شجر مذکور سے مانند صداے صیحہ کے آواز آئی اُسی طرح طائران درخت مذکور نے سر انکو اُٹھا کے بزبان
فصیح نونہال مردم ربا کو طلب کیا فی الفور اُسی طرح اُس درخت کے تنہ مین ایک در پیدا ہوا اُسی طور سے
وہ زنگی نکلا بعد ازان سامنے سلیمان ثانی کے جاکے کہا ای جوان آج تو اپنی آزادی سے اور اپنے آرام
و راحت سے بیزار ہوکے یہان آیا ہے چاہتا ہے کہ شیر دے اور مفروح مشت زن کو رہا کرکے
لیجاے مجھے زیر کرے یہ تیری تمنا بر نہ آئیگی سلیمان ثانی نے جواب دیا او سیاہ تیرہ درون اگر
خدا نے چاہا تو ابھی شکار کرکے ہلاک کرتا ہون بعد ازان شیر دے اور مفروح مشت زن کو لیکر
یہان سے جاونگا زیر کرکے اگر تجھکو اپنی زندگی منظور ہو تو شیر دے اور مفروح کو جلد لاکے میرے حوالے کردے
زنگی مذکور نے ہنسکر جواب دیا یون تو مین انکو تیرے حوالے نکرونگا اگر تو دعوے بہادری کا
رکھتا ہے تو مجھ سے مقابلہ کر جب مجھکو زیر کرکے قتل کر لینا اُس وقت جنکی رہائی کے واسطے تو آیا ہے انہین
لیکر چلا جانا یہ کہکے پوچھا ای سلیمان ثانی تم کس طرح مجھسے لڑوگے آیا مانند شیر دے کے مجھسے مقابلہ
کروگے یا تیغ و گرز سے لڑوگے سلیمان ثانی نے جواب دیا تیر و نیزہ و گرز بیکار ہے تلوار خوب ہے
ایک دم مین کام حریف کا تمام کردیتی ہے برسون کا قصہ ایکدم مین فیصلہ کردیتی ہے زنگی نے یہ سنکے تلوار نیام سے
کھینچکر سپر مدوّر ہے لیکر کہا اے جوان تو بھی تلوار علم کرلے سپر فراغ دامن پشت سے لیکر بائین ہاتھ مین مستحکم لے اگر اور
سپر یا اور شمشیر آبدار کی ضرورت ہو تو ابھی منگوا دیتا ہے سلیمان ثانی نے کہا میرے پاس تیغ و شمشیر و سپر ہے مجھے ضرورت نہین
ہے یہ کہکے تلوار علم کی سپر دوش سے لیکر کہا او زنگی اب دیر نہ کر تلوار لگا اُس نے کہا اتنی جلدی کیون کرتا
ہے او نادان ایک لمحہ تو یہان کی ہوا کھاتے سیر اس دشت و کوہ کی کرلے اپنے
دوست و احباب وغیرہ کو دور سے پھر ایک نظر دیکھ لے کیونکہ پھر ایسا وقت تیرے
ہاتھ نہ آئیگا سلیمان ثانی نے جواب دیا آپ مین تجھکو قتل کرکے سیر دشت و کوہ کرونگا اپنے
احباب و اقربا کو دیکھونگا زنگی مذکور نے یہ سنکے نہایت برہم ہوکے اول تو ایسا نعرہ کیا کہ تمام زمین صحرا
تھرا گئی بعدہ تلوار اُٹھاکے باقاعدہ آگے بڑھ کے تلوار لگائی سلیمان ثانی نے ضرب شمشیر زنگی کو اپنی
سپر پہلو کا پھر خود اسپر تلوار لگائی اُس نے بھی سپر لیکے بلاے سپر رد کی اور چند ساعت تک اُسی طرح باہم
لڑائی ہوئی دونون مین کوئی زخمی نہوا عامل شاہ اور جملہ اہل اسلام لڑائی دیکھ رہے تھے اور واسطے
فتحیابی سلیمان ثانی کے آرزو ظاہر کر رہے تھے کہ سلیمان ثانی نے خبردار خبردار کہکے اُسکے سر پر

تلوار لگائی زنگی نے بھی تلوار اپنے بائین ہاتھ مین لیکر تلوار کی باڑھ پر نظر کرکے مرکب اپنا کسی قدر آگے
بڑھاکر تامل کیا جب تلوار سلیمان ثانی کی متقریب سر کے آئی زنگی نے ہاتھ اپنا چالاکی سے سلیمان ثانی
کی کلائی پر ڈالکر زور کرکے کلائی مروڑ کر تیغ اُس کے ہاتھ سے چھین لیا سلیمان کو غصہ کیا فی الفور اُسکی
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ اُسکو پشت فرس سے اٹھاکر زور سے خاک پر پٹک دیجیے لیکن مدعاے
دل بر نہ آیا زنگی کا پشت فرس سے اٹھا لینا تو کجا ذرا بھی وہ پشت فرس سے جدا نہوا سلیمان
از حد زور کرکے تھک گیا ہمہ تن پسینہ مین غرق ہوگیا زنگی ہنستا رہا اور کہتا رہا اے جوان حوصلہ اپنے دل کا اور
نکال لے پھر زور کرکے مجھے پشت فرس سے جدا کرکے قتل کر سلیمان ثانی گو اُس کے کہنے سے
غضبناک ہوگئے باوجود تھک جانے کے زور کرتا تھا لیکن مطلب دل بر نہ آتا تھا وہ کسی طرح
پشت فرس سے جدا نہوتا اس زور آزمائی کو ایک ساعت گذری ہوگی کہ اُس زنگی نے
خبردار خبردار کہکر حلقۂ زنجیر کمر مین اپنا ہاتھ ڈال کے تھوڑے ہی زور مین سلیمان ثانی کو پشت
فرس سے اُٹھاکر سر سے بلند کرکے گھوڑے کو اسکے ساتھ لیکے لیکر اُسی طرح دریمن درخت کی
جڑ لگے چلا گیا بعد اُسکے جانے کے طائرون نے اُسی طرح خوش ہوکے زمزمہ سرائی کرکے خاموشی
اختیار کی عامل شاہ اور بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سلیمان ثانی کے زیر ہونے
سے بہت متحیر ہوئے اور نہایت متاسف ہوئے ہر ایک کو ملال ہوا لیکن کچھ زور نچلا آخر وہان سے
ہر ایک اندوہناک آ کر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین امیر ثانی نے بعض بعض
سرداران لشکر سے کہا شیر دوے اور سلیمان ثانی تو ایسے نہ تھے کہ اسقدر جلد زنگی سے زیر ہو جاتے
لیکن یہ زنگی شاید ساحر ہی یا کچھ اسرار ہی ورنہ یہ دونون وہ بہادر تھے کہ بڑے بڑے نامی بہادرون
سے لڑے تھے اُنھون نے اُنکو زیر کیا تھا ایسی باتین کرتے ہوئے امیر ثانی اپنی قیام گاہ پناہ
پر آئے جب وہ روز و شب جملہ اہل اسلام کو شیر دوے و سلیمان ثانی کے صدمہ مین گذرا اور صبح ہوئی
حسب دستور بادشاہ لشکر اسلام دربار مین تخت پر بیٹھے جملہ سرداران لشکر جو موجود تھے حاضر
دربار ہوئے ہر ایک اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا اُس وقت امیر ثانی اپنے دنگل سے اُٹھ کے تشریف
لائے بادشاہ موصوف سے عرض کیا آج دل چاہتا ہی کہ مین جا کر اس زنگی سے مقابلہ کرون بادشاہ نے
فرمایا آج بھی جام کلہ عفریت سر دربار شربت سے بھر کر رکھا جائیگا کوئی سردار لشکر
شربت پی کر بیڑا اُٹھا کر واسطے مقابلہ زنگی کے جائیگا آپ تشریف نہ لیجائیے کیونکہ آپ
زینت لشکر ہین امیر ثانی نے عرض کیا نہین دل نہین چاہتا کہ میری آنکھون کے آگے نوجوان جاکر
اُس زنگی سے مقابلہ کرین اور گرفتار ہو جائین اُنکی گرفتاری و جدائی کا صدمہ اُٹھایا جاے بادشاہ
موصوف یہ سُن کے خاموش ہوئے اُس وقت بدیع الزمان نے دنگل سے اُٹھکر امیر ثانی سے
عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائین آج اس خاکسار کو اجازت جانے کی دین امیر نے جواب دیا کہ یہ مجھے
منظور نہین ہی کہ مین تمکو یا اور کسی سردار لشکر کو واسطے مقابلہ اُس زنگی کے بھیجون بدیع الزمان
یہ سُنکے مجبور ہوئے آخر کار اُس روز امیر ثانی مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوے بدستور روز اول و
دوم بادشاہ لشکر اسلام و عامل شاہ و جملہ سرداران لشکر اسلام و افسران سپاہ عامل شاہ

جانب درخت مذکور تخت جواہر نگار اور گھوڑون پر سوار ہوکے روانہ ہوے جب صحرا مین پہونچے قریب کوہ لیس طرح
بارگاہین اور خیام ایستادہ و برپا کی گئین ہر ایک کا فرو دینداراعلی قدر مراتب بیٹھا پڑے بارگاہ وخیام سے
اُٹھوا دیے گئے اسوقت امیر ثانی بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکے ہر ایک سردار لشکر سے مل کے جانب
درخت مذکور جانے لگے اس دم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی شخص دنیا سے جاتا ہی اور احباب واقربا
اُسکے اُس سے لپٹ کر روتے ہین الحاصل امیر ثانی سبکو روتا ہوا چھوڑکے سب کو امر بصبر و دعا کرکے
سمت درخت تنہا روانہ ہوے جب سایہ مین اُس درخت کے پہونچے طائران خوش رنگ نخل مذکور نے
سر اپنے اُٹھا کر اُسی طور سے بزبان فصیح تو نہال مردم ربا کو طلب کیا اُسی طرح ہوائے تند چلی
اُسی طریق سے اوراق نخل ہوائے تند سے باہم ملکے صدائے جلاجل دینے لگے اُسی طریقہ سے تنہ اُس
درخت کا شق ہوا اور دروازہ کلان بدستور پیدا ہوا وہ زنگی مسلح مرکب پر سوار اُسی آن بان سے اور
اُسی شان وشوکت سے نکلا سامنے امیر ثانی کے آیا اور کہا اے شخص کیا تجھکو صدمہ عظیم تھا کون سا رنج
ایسا تھا کہ تو اُسکے سبب سے اپنی راحت وآرام سے بیزار ہوکے یہان آیا مجھے تیرے حال پر نہین
معلوم کیا ہی کہ رحم آتا ہی آجتک کسی شخص پر مجھے رحم نہین آیا تھا یہ تو ممکن نہین کہ تجھے یہان سے اجازت
جانے کی دون کہ صاحب اختیار ایسا نہین ہون لیکن بنرمی تجھ سے لڑونگا یہ کہکے پوچھنے لگا اے
شخص آیا تیر یا نیزہ یا تلوار وغیرہ جس آلہ حرب وضرب سے لڑنا منظور ہو اُس سے لڑ پھر دوسرے آلہ حرب
وضرب سے لانے نہ دونگا کہ طریقہ یہان کا یہی ہی امیر ثانی نے اُس سے فرمایا مین صرف تجھسے نیزہ سے
مقابلہ کرونگا اگر نیزہ سے عہدہ برا نہوا تو پھر کشتی لڑونگا اُس نے قبول کیا ہنوز زنگی مذکور نے نیزہ اُٹھایا تھا
کہ ایک طائر ہفت رنگ ایک پرچہ قرطاس اپنی منقار مین دبائے ہوے اُس درخت کے تنہ کے
در سے بصد تجمل پیدا ہوا بعد ازان اس زنگی کے سر پر سایہ فگن ہوکے وہ پرچہ اُسکی آغوش مین ڈالکر
بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے لونہال مردم ربا پہلے اس پرچہ قرطاس کی عبارت پڑھ بموافق تحریر عمل کر زنگی
مذکور نے متحیر ہوکے بجائے خود یہ خیال کرکے کہ آجتک کبھی ایسا نہوا تھا جو آج ہوا ہی دیکھیے کیا انجام
ہونے والا ہی کیا یہ فتاح طلسم ہی زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی جو آج ایسا حکم ہوا ہے یہ خیال کرکے
پرچہ قرطاس اُٹھا کے اسکی عبارت پر نظر کی اُس مین منتظم دار وغہ طلسم کی طرف سے یہ لکھا تھا
کہ اے لونہال مردم ربا آگاہ ہو کہ جو شخص اس وقت دم شمشیر آیا ہی نام اُس کا حمزہ ثانی ہی یہ صاحب
اسم اعظم ہی اُنکا رتبہ و مرتبہ زیادہ ہی بانیان طلسم انکے باب مین تحریر کرگئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ
امیر ثانی واسطے رہائی مظفر وحشمت زن اور شیر صفے اور سلیمان ثانی کے زیر شجر آئینگے لہذا منتظم کار
طلسم کو چاہیے کہ لونہال مردم ربا کو اُن سے مقابلہ نکرنے دے اور اپنے پاس اُنھین بلاکے اُن سے
ملاقات کرکے بطور نذر خزانہ طلسم سے اور مال واسباب طلسم سے اسقدر زر و جواہر اور فلان فلان اسباب طلسم
اُنھین دے اور جو کچھ ہمنے لکھا ہی پھر اُس سے اُنھین آگاہ کرکے اُنکے تشریف لانے کے سبب سے
فلان فلان گرفتاران طلسم کو اُنکے حوالہ کرکے راہ دیگر طلسم سے اُنھین اُنکے احباب واقربا مین
پہونچا دے یا صرف راہ دیگر سے بیرون طلسم کرسکے تاکید جانے لہذا اے لونہال مردم ربا حمزہ
ثانی کو بعزت وحرمت ہمارے روبرو کے آ خبردار اُسے مقابلہ نکر ورنہ بانیان طلسم کی تحریر کے

خلاف ہوگا تو نہال مرقوم رہا عبارت پرچۂ قرطاس مذکور کو پڑھ کر طائر ہفت رنگ سے کہنے لگا میری جانب سے
جاکر ابھی عرض کر دو کہ جو آپنے حکم کیا ہے موافق اُسکے یہ کمترین ابھی عمل کرتا ہے طائر مذکور یہ سنکے چلا گیا
زنگی نے سراپاے امیر ثانی پر نظر کرکے نظر حیرت سے بغور دیکھا امیر ثانی نے سبب دیکھنے کا دریافت
کیا اُسنے کہا اے شخص مین اس وجہ سے بنظر حیرت دیکھتا ہون کہ تو بڑے رتبہ کا شخص ہے تیرے باب
مین بانیان طلسم نے کیا کچھ کیا لکھا ہے صدہا برس کا زمانہ گذرا ہے یہ شرف کسی یہان کے آنے والے کو میسر نہوا
جو تجھے نصیب ہوا ہے خیر مین تو تابع حکم ہون تجھسے نہ لڑونگا یہ کہکے کہا اے شخص خوشا مقدر تیرا کہ تجھے منتظم کار
طلسم مسمی قباد جنی نے طلب کیا ہے بس اب دیر نکر جلد چل امیر ثانی اُسکے کہنے سے متحیر ہوے پھر پوچھا
وہ منتظم کار طلسم کہان ہے زنگی نے کہا اس درخت کے تنہ مین جو دروازہ ہے یہی راہ اُسکے مکان کی ہے امیر ثانی
جانب در مذکور بڑھے زنگی عقب امیر ثانی چلا امیر ثانی بسم اللہ کہکر داخل دروازہ مذکور ہوے زنگی بھی
دروازہ مسطور مین گیا پھر در بند ہو گیا طائران شجر مذکور یہ واقعہ دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے آج یہ
شخص بغیر زیر ہوے داخل طلسم ہوا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے ادھر تو طائران نخل مذکور حیران و پریشان
خاطر تھے عوض نغمہ سرائی فکر و تشویش مین تھے اُدھر بادشاہ لشکر اسلام وجملہ کفار و اہل اسلام نے جو امیر
ثانی کو اندر اُس دروازہ کے ساتھ زنگی کے جاتے دیکھا اور پھر وہ دروازہ مسدود ہو گیا سبکو طرح طرح کا
خیال ہوا اکثر کفار کہنے لگے کہ امیر ثانی باوجود اسکے کہ انکو بھی صاحب اسم اعظم سنا تھا یہ بھی جاکر کچھ بنا نہ سکے
ہمراہ زنگی کے دروازہ مین تنہ نخل کے چلے گئے وہ دروازہ بھی بند ہو گیا جسطرح شیر دل اور سلیمان ثانی
داخل دروازہ تنہ شجر مذکور ہوے تھے اُسی طرح یہ بھی داخل ہوے صرف فرق اتنا ہوا کہ وہ زیر ہوکے داخل
دروازہ ہوے یہ بغیر زنگی سے زیر ہوے داخل در ہوے ہین بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ امیر ثانی نہایت
عاقل ہین اُنھون نے زیر شجر جاکے ضرور یہ خیال کیا ہوگا کہ اس زنگی پر فتحیاب نہوسکونگا یقیناً مانند شیر دل
و سلیمان ثانی کے اس زنگی سے زیر ہو جاونگا اپنے اور بیگانے سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہین ان سب کے
سامنے ذلت ہوگی یہ خیال کرکے زنگی سے کہا ہوگا کہ تجھسے مقابلہ نکرونگا یونہین تیرے ساتھ چلنے کو
موجود ہون اُس نے قبول کیا ہوگا اسی وجہ سے وہ امیر ثانی سے نہ لڑا اور بغیر لڑے حصول مطلب اپنا جان کر
امیر ثانی کو ہمراہ اپنے لیگیا اب اُنکا آنا ممکن ہے جس طرح مظفر و حشمت زن وغیرہ آج تک نہ آئے
اُسی طرح یہ بھی نہ آئینگے اکثر سرداران لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہوکے باہم یہ کہتے تھے کہ افسوس صد افسوس
ہمارے سامنے امیر ثانی زیر شجر جاکے یون غائب ہو گئے کہ اب نظر نہین آتے ہین ہاے افسوس اس
دیکھنے کو ہم زندہ رہے کاش کہ آج ہم یہان نہوتے یا مرگئے ہوتے یا اندھے ہو گئے ہوتے کہ یہ حال
پُر ملال نہ دیکھتے اب دیکھیے امیر ثانی سے پھر بھی ملاقات ہوتی ہے یا نہین یہ کہتے تھے اور زار زار روتے
تھے اُنکے رونے سے اور بھی سرداران لشکر اہل اسلام گریان تھے اور کہتے تھے کہ اب لطف زندگی
و زور آزمائی باقی نرہا جہان امیر ثانی اس صحراے گئے ہین ہم بھی ضرور جائینگے بعض کہتے تھے ہم تو جانتے تھے
کہ تم دانا ہو لیکن اس وقت معلوم ہوا کہ نادان ہو کیونکہ بے سبب ایسی تقریر کرتے ہو ہمکو تو امیر ثانی کے
تشریف لانے کی امید قوی ہے کیونکہ امیر ثانی زنگی سے زیر ہوکے نہین گئے ہین تمنے خواہ دیکھا
ہو یا نہ دیکھا ہو ہمنے تو غور سے دیکھا ہے کہ ایک طائر زرنگار رنگ اپنی منقار مین ایک کاغذ لیے ہوے

درخت کے تنہ مین جو در پیدا ہوا تھا اُسی در سے آیا تھا اُس نے زنگی کے سر پر جا کے وہ کاغذ گود مین اُسکی
ڈال دیا تھا اُس نے اُسکو پڑھکر امیر ثانی سے کچھ باتین کر کے اُنھین اُسی در کی راہ سے لیگیا تھا پس عقل کے
ذریعہ سے ہم کہ سکتے ہین کہ امیر کو کسی شخص جلیل القدر نے بذریعہ رقعہ طلب کیا ہی وہ جناب اُسکی
ملاقات کے واسطے گئے ہین انشاء اللہ وہ جناب آج ہی یا دو ایک روز کے بعد ضرور تشریف لائین گے
ہان اگر زنگی سے زیر ہو کے جاتے تو البتہ مقام تردد ہوتا پس تم بھی ہماری طرح امید اُنجناب کے جلد
تشریف لانے کی رکھو گریہ وزاری سے باز آؤ فضل وعنایت الٰہی پر نظر رکھو حق تعالے ہر ایک شئے پر
قادر ہی وہ سرداران لشکر جو گریہ وزاری کرتے تھے وہ تو خاموش رہے لیکن بادشاہ لشکر اسلام نے ان
سرداران سپاہ کی گفتگو سنکے فرمایا تم سچ کہتے ہو تمھاری تقریر معقول ہی یہان قیام کرنا چاہیے تا وقتیکہ امیر
ثانی نہ آئین عجب نہین کہ جلد آئین اگر آنکے آنے کا زیادہ زمانہ گذرے گا تو اور کوئی فکر کیجائیگی یہان تو
ارشاد بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ اہل اسلام اور عامل شاہ بھی سب کے سب قیام پذیر ہین اہل اسلام
واسطے تشریف لانے امیر ثانی کے دعا کر رہے ہین انکو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اب حال امیر ثانی
کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر ثانی ہمراہ اُس زنگی کے داخل دروازہ درخت ہوے اور وہ در بند ہو گیا
امیر ثانی نے اندر دروازہ مذکور کے جا کر دیکھا کہ سیڑھیان زینے کی سنگ مرمر کی نہایت عمدگی سے
بنانے والے نے بنائی ہین اُن زینون پر قدم رکھکر موافق کہنے اُس زنگی کے جانب بلندی چلے پھر کچھ زینے
جانب پستی واقع ہوے امیر اُنھین زینون کی راہ سے جانب پستی رہنورد ہوے جب وہ زینے تمام
ہوے دیکھا ایک قصر عالی شان ہی در و دیوار اُسکے قابل دید ہین مٹی اور خشت سے اُسکو بنایا نہین بلکہ
طلا و نقرہ خالص سے بنانے والے نے نہایت صناعی سے بنایا ہی آگے اُس قصر کے ایک پھاٹک ہی کہ وہ
بھی نقرہ خالص کا ہی اور کار طلائی اُسپر ایسا کیا ہی کہ عقل کو دخل نہین ہی اُس پھاٹک پر دو طرفہ حاجب
و دربان عصاہاے نقرئی و طلائی لیے ہوے دستارین سر و نیز رکھے ہوے چپکنین عمدہ پہنے ہوے
پٹکے کمرون سے باندھے ہوے خاموش کھڑے ہین جب امیر ثانی اُس پھاٹک پر پہونچے زنگی نے اُن
چوبدارون سے کہا ہین حکم منتظم کار طلسم کا ہوا ہی پس ہم اُنکو اُنکے پاس لیے جاتے ہین اُنھون نے
کہا آپ کو اختیار ہی انھین لیجائیے ہم آپ کے کہنے سے انھین نہ روکین گے لیکن ایک مدت مدید اور
زمانہ دراز سے کبھی ایسا نہوا تھا جو آج ہوا ہی اس طرح کوئی شخص یہان نہین آیا پھر زنگی نے وہ رقعہ انھین
دکھایا اُنھون نے دیکھکر کہا بیشک یہ رقعہ دستخطی قباد جنی کا ہی پہلے ہی ہم آپ کے کہنے سے اُنھین
نہ روکتے اور اب تو منتظم و داروغہ طلسم کا رقعہ دیکھ لیا ہی یہ کہکے وہ خاموش ہوے زنگی نے کہا اے
امیر اندر اس پھاٹک کے چلیے امیر ثانی اندر پھاٹک کے گئے بعد گذرنے اس پھاٹک سے ایک مختصر
میدان نظر آیا اُس میدان مین انواع واقسام کے درخت کہ جنپر طائران رنگارنگ بیٹھے ہوے نغمہ سرا
تھے امیر ثانی کو دیکھتے ہی نغمہ سرائی سے باز رہکر بزبان فصیح پوچھنے لگے ای نونہال مردم رہا آج خلاف
قاعدہ طلسم اس شخص کو یہان کیون لائے ہو مقام تردد ہی ہم نگہبانان طلسم سے ہین بیان کرو
اگر تم اسکے ساتھ نہوتے ہم اب تک اس شخص کو ہلاک کرتے زنگی نے کہا کچھ جاے فکر و تردد نہین ہے
کچھ تم اندیشہ نہ کرو ہم حکم منتظم کار طلسم سے اس شخص کو اُنکے پاس لیے جاتے ہین اُنھون نے جواب دیا

ایسا تو کبھی نہوا تھا آج یہ واقعہ تازہ ہی کیونکر اندیشہ نہو ذرا ٹھہر جایئے ہم منتظم کار طلسم سے اجازت حاصل کر لین تو انکو لیجایئے زنگی نے وہ رقعہ اُنکو دکھایا اُنھون نے کہا ای نونہال مردم ربا ہمسے ناراض ہونا کہ ہمنے اِس شخص کو تمھارے کہنے سے آگے جانے نہین دیا اُسنے کہا مجھے تمسے کچھ ملال نہین ہوا بلکہ مین تو خوش ہوا کہ تم اپنے کام مین ہوشیاری و خبرداری سے شب و روز بسر کرتے ہو جو چاہیے نگہبانی وہ نگہبانی تم کرتے ہو نگہبانونکو ایسا ہی چاہیے جیسا اس وقت تمنے کیا اُنھون نے کہا ہمکو بانیان طلسم نے صرف اسیواسطے یہان مقرر کیا ہی کہ بخوبی حفاظت کیا کرین اب آپ انھین لیجایئے ہمین اطمینان کامل ہو گیا مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس شخص کے بلانے کا کیا باعث ہی زنگی نے جواب دیا مجھے بھی اچھی طرح معلوم نہین ہی یہ کہکے امیر ثانی کو بعزت ہمراہ لیکے آگے بڑھا انتہاے راہ مین امیر ثانی نے سوا اُن درختون میوہ دار عجائب روزگار کے دو طرفہ تختے گلہاے رنگا رنگ کے دیکھے اُن گلون کی کیا صفت تحریر کی جاے کن گلون سے اُن پھولون کو رنگ و بو مین مشابہ سمجھا جاے کیونکہ مانند اُن گلہاے رنگا رنگ و پُر بہار و عطر آگین کے بیان تو کوئی ایسا گل نہین ہی تا کہ جس سے کچھ بھی اُن پھولون کی مثال رنگ و بو مین دیجاے اگر یہ لکھا جاے کہ تختہ گلہاے گلابی مانند تختہ گلاب کے تھا تو یہ مثال اچھی نہین ہی کیونکہ گلاب مین کانٹے ہوتے ہین اور وہ پھول خار سے بری تھے خوشبو مین بھی بدرجہا گل سرخ سے بہتر تھے اگر وہان کے تختہ نرگس شہلا کو یہان کے تختہ نرگس سے تشبیہ دیجاے تو جو دانا بینا ہین وہ یہ کہینگے کہ یہ شخص کیا اندھا تھا جو ایسی مثال احمق نے دی کیونکہ یہانکے نرگس کے گلون مین باوجود آنکھ سے مشابہ ہونیکے بینائی نہین ہی اور وہان کے گل نرگس مین بینائی ہی غرض اسی طرح ہر ایک گل بیمثل و لاجواب رنگ و بو و شکل مین تھا امیر ثانی ٹھہر ٹھہر کر جا بجا اشجار عجائب و غرائب اور اثمار انواع و اقسام کو دیکھتے جاتے تھے اور گلہاے رنگا رنگ مذکور کو بھی دیکھ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا قدرت پروردگار عالم ہی کہ کیا کیا شجر و ثمر و گلہاے رنگا رنگ اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے دنیا مین خلق کیے ہین یہ فرماکے ارادہ کرتے تھے کہ اثمار و گلہاے بوقلمون سے دو چار توڑ لیجیے وقت ہاتھ بڑھانے کے ثمر درختان مذکور مانند غنچہ کے ہو جاتے تھے اور اُنکے درمیان سے طائران رنگا رنگ پیدا ہو کے اُڑ جاتے تھے اور بزبان فصیح اُس چلک سے مخاطب ہو کے یون گویا ہوتے تھے کہ ای نونہال مردم ربا آج یہ کون یہان آیا ہی کہ تم اپنے ساتھ لاے ہو جلد بیان کرو کیا زمانہ بربادی طلسم کا آگیا ہی یہ طلسم کشا ہی تم اسکے شریک ہو گئے ہو جو اسے یہانتک لائے ہو ہمین اندیشہ ہی ابھی اس شخص نے ہماری طرف ہاتھ بڑھایا تھا وہ انکو جواب دیتا تھا کچھ تم اندیشہ نکرو یہ شخص طلسم کشا نہین ہی نہ مین اس کا شریک بربادی طلسم مین ہوا ہون اسکو منتظم کار طلسم نے کسی امر ضروری کیلیے شاید طلب کیا ہی اس وجہ سے مین اسے لیے جاتا ہون وہ طائران رنگا رنگ جواب دیتے تھے کہ اگر کبھی کسی شخص کو داروغہ نے اس طلسم کے طلب کیا ہوتا تو ہمین یقین ہوتا کہ آج بھی اِس شخص کو اپنے پاس بلایا ہی گو تم سچ کہتے ہو گے مگر ہمکو یقین نہین ہی ابھی تم اسی جگہ ٹھہرو ہم جاتے ہین منتظم کار طلسم سے پوچھتے ہین اگر وہ ہمین حکم دینگے کہ اس شخص کو جسکو نونہال مردم ربا لاتا ہی نہ روکو تم پھر چلے جانا اسکو بھی ہمراہ لیجانا زنگی مذکور اُنسے کہتا تھا کہ تم اُنکی خدمت مین بجاؤ دیکھو یہ رقعہ انکا اس شخص کی طلب مین میسرے

پاس آیا ہی اسے دیکھ لو اور ہمین جلد اس شخص کو لیجانے دو کہ وہ اسکے منتظر ہونگے وہ طائر کہ ساحر تھے رقعہ
دیکھکر اجازت جانے کی دیتے تھے اور پھر بدستور انھین درختون کے جوف اشجار مین جا کر غائب ہوجاتے
تھے اشجار اُسی طور سے ہوجاتے تھے اور اگر امیر ثانی کسی پھول کے توڑنے کا قصد کرتے تھے وہ ہنسکر
اپنے درخت سے جدا ہوکر بصورت بلبل ہوکے یون پوچھتا تھا کہ ای نونہال خیر تو ہی آج یہ کون شخص
تمھارے ساتھ ہی آیا دوست ہی یا دشمن ہی ہمکو اس شخص سے بوے عداوت آتی ہی اسنے ابھی ہماری
طرف بقصد ایذا رسانی ہاتھ اپنا بڑھایا تھا پس اسکے حال سے اطلاع دو وہ اسکے جواب مین وہی
رقعہ منتظم کار طلسم کا دکھا دیتا تھا وہ مجبور و متحیر ہوکے اجازت لے جانے کی دیکر بحالت سابق اُسی درخت
مین غائب ہوجاتا تھا زنگی اس جگہ سے ہمراہ امیر ثانی آگے روانہ ہوتا تھا اگر اثنائے راہ مین کسی غنچہ کو
عجیب و غریب دیکھکر نہایت پسند کرتے تھے بے اختیار اُسکی طرف واسطے اُسکے توڑنے کے ہاتھ بڑھاتے تھے
وہ غنچہ فی الفور چٹک جاتا تھا اور اسمین سے ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوکے پرواز کرکے زنگی سے
برہم ہوکے پوچھتا تھا کہ ای نونہال مردم ربا سچ کہو آج خلاف قاعدہ طلسم اس شخص کو اس طرح
اس جگہ کیون لائے ہو یہان تو آجتک کسی کو نہ لائے تھے اگر یہ کہو کہ یہ بھی ایک گرفتاران طلسم سے ہے
تازہ اسے گرفتار کیا ہی تو اسطرف زندان طلسم نہین ہی پس ادھر اسے لانے کا کیا سبب ہے ہمکو
تشویش ہی صاف صاف بیان کرو زنگی اس سے کہتا تھا یہ شخص گرفتاران طلسم سے نہین ہی مین نے اسے
بقاعدہ طلسم زیر نہین کیا ہی یہ شخص ایسا ذی مرتبہ ہی کہ اُسکو منتظم کار طلسم نے برای ملاقات اپنے پاس
بلایا ہی اس وجہ سے مین اسے اس راہ سے لیے جاتا ہون تم کچھ اندیشہ نکرو وہ جواب دیتا تھا ہرگز ہمکو
یقین نہین ہی کہ یہ شخص خدمت منتظم کار طلسم مین جائیگا کوئی سبب اور بھی ہی ہم تمکو اسے نہ لیجانے دینگے
تم علحدہ ہوجاؤ ہم ابھی برق بنکے اسپر گرتے ہین جلا کر اسے خاک سیاہ کیے دیتے ہین اگر تم اسکی حمایت کروگے
تو پچھتاؤگے تمسے بھی فساد ہوگا ہمکو تم جانتے ہو کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ بانیان طلسم نے واسطے
نگہبانی طلسم کے ہمین یہان مقرر کیا ہی ہم خیرخواہ طلسم ہین یہ بدخواہ طلسم ہی زندگی اگر تمکو اپنی اور اس
شخص کی منظور ہی تو سچ سچ جو بات ہو کہدو ورنہ وہی ہوگا جو ہمنے کہا ہی زنگی ہنسکر جواب دیتا تھا تم اس
قدر مجھسے کیون برہم ہوتے ہو خبردار برق بنکر اس شخص کو ہلاک نکرنا اور مجھسے برسر فساد نہونا آپس مین
فساد پر کمر نہ باندھنا خلاف حکم منتظم کار طلسم کے نکرنا وہ طائر یعنے ساحر زنگی مذکور کے سخن پر عمل نکرکے
بہ آواز بلند اپنے ماتحت ساحرون کو یون آگاہ کرتا تھا کہ ای ساحران نگہبانان طلسم ہوشیار ہوجاؤ اور
بصورت طائران خوش رنگ ہوکے میرے پاس آکے اس شخص تازہ وارد کو اور نونہال مردم ربا کو گھیر لو
یہان سے ان دونون کو جانے ندو یہ سخن اسکا سنکے جسقدر ساحران نابکار اُسکے ماتحت تھے فی الفور
طائر بنکر بہ آواز بلند و فصیح یہ کہتے ہوئے اُسکے پاس آتے تھے کہ ای سردار ہمارے ہم حاضر ہین
کیا مجال کسی کی کہ کوئی شخص بغیر آپکے حکم کے یہان سے ایک قدم بھی آگے بڑھا سکے ہم آپکے مطیع
ہین اپنی سرحد مین آپکی حکومت ہی یہان کے آپ حافظ و نگہبان ہین امیر ثانی دیکھتے ہین کہ غنچہ و گل سے
ساحر پیدا ہوکے طائر بنکے بزبان فصیح تقریر کرتے تھے زنگی ہر ایک کو وہ رقعہ دکھا کر آگے بڑھتا تھا چنانچہ
اس جگہ بھی جب زنگی نے دیکھا کہ ساحرون نے گھیر لیا اور سردار اُنکا جانب منتظم کار طلسم جانے کو

آمادہ ہوا فی الفور وہ رقعہ اُس سردار ساحران کو دکھایا اُس نے رقعہ دیکھکر کہا ای نونہال مردم ربا تمنے غضب
کیا تھا بڑی نادانی کی تھی پہلے ہی یہ رقعہ ہمین دکھا دیا ہوتا تو کاہیکو یہ نوبت پہونچتی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب
ہماری سرحد سے چلے جاؤ آگے اورون کی سرحدین ہین اُنھین بھی جاتے ہی یہ رقعہ دکھا دینا اور بے تکرار
و فسا دراہ سے گذر جانا ورنہ کہین نہ کہین تمسے ضرور فساد ہو جائیگا زنگی اُس سردار ساحران کی تقریر سنکے
امیر ثانی کو ہمراہ لیکر آگے بڑھتا تھا وہ سردار مع اپنے ساحران ماتحت کے اسی طرح گلشن مین غنچہ و گل
ہو جاتے تھے امیر یہ حالات عجیب و غریب دیکھ دیکھ کر دنگ ہوتے تھے اور زنگی سے پوچھتے تھے اب
بیابان سے کتنی دور منتظم کار طلسم ہے وہ جواب دیتا تھا ابھی بیابان سے بہت دور ہے ہمراہ میرے خاموش چلے آؤ
صرف نظر سے ہر طرف دیکھ لیا کرو کسی ثمر و گل و غنچہ کے توڑنیکا ارادہ نکرو مبادا کسی سے فساد ہو جائے ایسی میں
خونریزی ہو جائے امیر ثانی اس سے پوچھتے تھے یہ طلسم مختصر ہے یا وسیع ہے وہ ہنسکر جواب دیتا تھا یہ طلسم
ایسا بڑا ہے کہ کوئی طلسم اسکے مقابل نہوگا اور جو عجائب و غرائب تمنے دیکھے ہین اور حیرت ہوئی ہے یہ کیا دیکھا ہے
اگر تمامی طلسم کی سیر کرو تو ہوش و حواس بجا نرہین اس طلسم مین بڑے بڑے نامی و نامور ساحر جا بجا مع اپنی
اپنی سپاہ کے اپنی اپنی حدمین حافظ و نگہبان ہین ابھی تمنے اتنی راہ مین کیا دیکھا ہے آگے بڑھ کر کچھ نہ کچھ اور
عجائب و غرائب طلسم دیکھیےگا امیر ثانی اُسکی تقریر سن کے ہر طرف سیر کنان تھے اور ساتھ اُس کے
چلے جاتے تھے باوجود رہروی کے ذرا بھی چلنے سے عاجز و ماندہ نہوتے تھے کبھی سڑک کو دیکھتے تھے اور
دل مین کہتے تھے کہ یہ سڑک عجیب صاف ہے کنکر او رخشت و خاشاک و خس سے بری ہے بجائے خشت کے
عقیق سرخ سائیدہ کی سرخی ہے اور بجائے خاک کے گوہر آبدار کی ہے کہین کہین چھڑکاؤ سڑک پر یہ
یون ہوتا تھا کہ جسطرح ابر سے پانی برس کر چھڑکاؤ ہو جاتا ہے اور ابر غائب ہو جاتا ہے ہوا سے سرد چلتی ہے
ٹھنڈی سڑک پر چلنے سے دل کو فرحت ہوتی ہے امیر ثانی سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے جاتے جاتے ایک جگہ
پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ رو ایک قصر مختصر مین بیٹھی ہے دروازے قصر کے کھلے ہین چند
کنیزین دست بستہ روبرو اُسکے کھڑی ہین وہ جام شراب ہاتھ مین لیے ہوے ہے شراب پی رہی ہے
اُسکی کیفیت بدصورتی کی مفصل تو کیا لکھی جاے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمقتضاے ابیات — ابیات

مختصر سیندور کا کھنچا سر پر
روغن نارجیل سے چکنین
لیکن منہ بدشکلی نہین اس طرح
جیسے ہووے عبیر ابو اسعد اس

اک لڑی موتیون کی ماتھے پر
کالا چہرہ تھا پتلیان تھین زرد
کہ پر سانپ پھرتے ہین جسطرح

کالکین منہ پہ واہیات پڑے تھے
تھی کسی غم سے لب پہ آہ سرد
ایسی آتی تھی منہ سے اُسکے باس

امیر ثانی اُسے دیکھکر اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ ساحرہ ہے یا کوئی بلائے
عظیم ہے خداوند عالم اسکے شر سے سب کو بچاے خدا نکرے کہ یہ کسیکو بیداری یا عالم خواب مین اپنی صورت
بد دکھاے دیکھنے والا عجب نہیں کہ خوف سے ہلاک ہو جاے ابھی امیر ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے
کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے امیر ثانی اور اُس زنگی کو اپنی طرف آتے دیکھا فی الفور جام شراب ہاتھ سے رکھکر اُٹھی
اور در قصر تک آکے اس طرح گویا ہوئی کہ اُسکی آواز سے روح تن مین بیچین و مضطرب و خائف ہوئی تقریر
اُس نے یہ کی کہ ای نونہال مردم ربا خبردار بیابان سے آگے جانے کا ارادہ نکرنا آج کچھ تمسے مجھے تردد ہے
کیونکہ اس شخص کو خلاف قاعدہ ادھر کیون لائے ہو کیا یہ طلسم کشا ہے تم اسکے مطیع ہو گئے ہو یا اور کوئی سبب

ہے جلد بیان کرو ورنہ تمھے امید نیکی کی نرکھنا زنگی مذکور نے اس طرح اُسے جواب دیا کہ اے بلا سے جادو کچھ فکر و اندیشہ نکرو مجھسے اور اس شخص سے بد ظن ہو تو یہ طلسم کشا ہے نہ زمانہ طلسم کا آخر ہوا ہے نہ مین اس شخص کا واسطے بربادی اس طلسم کے مطیع ہوا ہون جو تمنے خیالات کیے ہین سب خلاف ہین اصل حال یہ ہے کہ اس شخص کو منتظم کار طلسم نے طلب کیا ہے مین لیے جاتا ہون لہذا مجھے راہ دو اُس نے کچھ سوچ کے کہا تمھاری تقریر دل پذیر نہین ہے مین ہرگز جانے نہ دونگی بھلا منتظم کار طلسم کو کیا ضرورت ہے جو اس شخص کو اپنے پاس بلایا ہے تم جھوٹ کہتے ہو یہ کہکر ایک ناریل جو تی دار اُٹھا کر سحر پڑھ کر چاہتی تھی کہ امیر ثانی اور نونہال مردم بیابانی مارے کہ زنگی مذکور نے بہت خائف ہوکے بیچ و انکسار کہا اے بلا سے جادو قسم تمکو سامری و جمشید کی ابھی ناریل نمارنا ایک رقعہ دیکھ لو پھر تمکو اختیار ہے اُسنے بسبب قسم کے ہاتھ اپنا روکا اور غضبناک ہوکے کہا لاؤ رقعہ کہان ہے زنگی نے وہ رقعہ اُسے دیا اُس نے پڑھ کر دستخط منتظم کار طلسم کے دیکھکر متعجب ہوکر غصہ کو زد کرکے رقعہ زنگی کو دیکے کہا اچھا میری سرحد سے جلد گذر جا زنگی امیر ثانی کو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوا اثنائے راہ مین امیر ثانی نے اُس سے پوچھا یہ ساحرہ کیا بڑی نامی ساحرہ تھی کہ جسکے سحر کے ناریل سے تم ڈر گئے اور قسم دے کے اُسے ناریل کے مارنے سے روکا زنگی نے جواب دیا یہ ساحرہ وہ نامی ساحرہ ہے کہ مین تو کیا ہون اکثر ساکنان طلسم اس سے ڈرتے ہین اسکے سحر کی پناہ نہین ہے حالانکہ اس طلسم مین بہت بڑے بڑے نامی ساحر و ساحرہ ہین لیکن سب مین یہ ساحرہ نہایت غصہ ور ہے فن سحر و ساحری مین کامل ہے تمنے ملکہ ماہیان زمرد رنگ و ملکہ آفات چار دست نامی اور وادی افراسیاب جادو کے حالات سنے ہونگے یہ ساحرہ اُنسے بھی بڑھی ہوئی ہے اسکی کنیزین ایسی ساحرہ ہین کہ جو مانند آفات چار دست کے ہین امیر ثانی یہ سن کے حیران ہوکے دل مین کہنے لگے کہ خوب ہوا جو اُس نے ناریل نہ مارا ورنہ نہین معلوم کیا ہوتا مین تو ببرکت اسم اعظم الٰہی بچ جاتا یہ زنگی البتہ ہلاک ہو جاتا پھر مجھے لیجانا منتظم کار طلسم تک دشوار ہوتا یہ خیال کرتے ہوے چلے جاتے تھے جب اُسکی حد سے گذر سے دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اُسپر فرش کیا ہے تکیہ و نفیس استادہ ہے زیر نگرہ چند در چند نازنینان خوبرو اپنے بناؤ سنگار مین مصروف ہین کچھ بناؤ کر چکی ہین اور وہ چبوترہ درمیان ایک چمن کے ہے اُسی چبوترے پر وہ نازنینان خوبرو بیٹھی ہین اور ہنگام آرایش باہم خوش و مسرور ہوکے یہ باتین کر رہی ہین صورت آگئی ہے اور تقریر باہم یہ کرتی ہین کہ بمصداق نظم موافق مضمون ہذا

چتون کی قہر بھی ادائیں تھیں سب کی
مستیاں گہری گہری ہونٹوں پر
صاف رخسار اور منہ گورے
نیزہ بازی وہ کرتی مژگان سے
کوئی کرتی تھی عیش کا سامان
کوئی کہتی تھی اے میری بہنا
اپنی شیشی کا عطر دو بی جان
لاکھ کو کرتی ہون نظر مین شہید

تھے لکھے وہ پانو تلے لب پر
تھا وہ عاشق کا دود آہ جگر
بجلیون کی چمک وہ کانون مین
باندھ لیتی تھین دل کو دامان سے
مانگ کو کوئی صاف کرتی تھی
ذرا کجلوٹی تم مجھے دینا
کوئی آئینہ دیکھکر ہنستی
کیون بوا ہین یہ آنکھین قابل دید

زلفیں کالی بلائیں تھیں سب کی
جیسے عاشق کا ہو دود جگر
کاجل آنکھون مین پوست کے ڈورے
انگیون کی چمک وہ کانون مین
کوئی چنتی تھی ہاتھ پر افشان
حسن پر کوئی لاف کرتی تھی
کوئی کہتی تھی ہے مجھے زربان
گل چمن میری آنکھ مین کھبتی
کوئی کہتی دوگانا مین واری

ے سرو تاتو کانون سیاری — درمیان میں اُن نازنینان خوبرو کے ایک نازنین نہایت خوبرو پری
جمال حور مثال ایک مسند زرتار پر تکیہ کیے ہوئے بصد ناز و ادا بیٹھی تھی سیر چمن مانند گل خندان ہو کے
کر رہی تھی اور باتیں اپنی ہمجولیوں اور کنیزوں کی سن کے خوش ہو رہی تھی جب وہ ہنستی تھی خندہ دندان نما
سے ایک برق چمک جاتی تھی حسین ایسی تھی کہ جس طرف رخ کرتی تھی رخ پر نور سے اسکے ایسی روشنی ہوتی
تھی کہ زمین مطلع نور ہو جاتی تھی اسکے حسن و جمال کی اور زیب و زینت کی کیا تعریف لکھی جائے کہ قلم دفتر رقم
عاجز ہی اگر اسکی ثنا میں قلم خوش رقم ایک دفتر تحریر کرے تو بھی بجز بی اسکی تعریف نہ لکھ سکے ابھی وہ
نازنین مذکورہ مسند پر بیٹھی ہوئی تھی جلیسیں اور کنیزیں باہم باتیں کر رہی تھیں بناؤ سنگار میں مصروف تھیں
ناگاہ اُس نازنین مسند نشین نے جانب امیر ثانی و نونہال مردم ربا دیکھکر کچھ سوچکر برہم ہو کے ایک
کنیز سے باشارہ کہا ان دونوں کو یہاں بلا لو اُس کنیز نے حسب الحکم بہ آواز بلند کہا ای نونہال مردم ربا
جلد تر تم اور اُس شخص کے یہاں آؤ آگے نجاؤ ہماری ملکہ برق افگن جادو طلب کرتی ہیں زنگی اُس کنیز کے
کہنے سے آگے نگیا بلکہ جانب اُس چبوترہ کے ہمراہ امیر ثانی کو لیکر چلا جب قریب چبوترہ کے پہونچا
بہ آداب کھڑے ہو کر اُسے سلام کیا ملکہ برق افگن نے اُسی کنیز سے باشارہ کہا پوچھ اس سے کہ یہ
شخص کون ہی اسے کہاں لیے جاتا ہی ہمسے اجازت بھی لیجانے کی حاصل نکرکے یہ راہ طے کرتا ہی ہمارے
عتاب سے نہیں ڈرتا ہی کیا ہمارے حال و مراتب سے آگاہ نہیں ہی کنیز مذکور نے اپنی ملکہ کے حکم کی تعمیل
کی زنگی نے کہا ای ملکہ برق افگن جادو نام اس شخص کا امیر ثانی ہی اسکو حسب الحکم منتظم کار طلسم کی خدمت میں
لیے جاتا ہوں واقع میں مجھسے نادانی و غلطی ہوئی کہ آپ سے اجازت جانے کی حاصل نہ کی
معاف کیجیے اور میں آپ کے مراتب سے خوب آگاہ ہوں آپ ایک نامی و نامور ہیں اس طلسم میں آپ کا
ہمرتبہ چند ہی ساحر و ساحرہ ہیں آپ بلاے جادو سے مرتبہ میں زیادہ ہیں ملکہ برق افگن جادو نے خود
اُس سے کلام کرنا خلاف اپنی شان کے جان کے اُسی کنیز سے پھر اشارہ سے کہا کہ اس سے کہو جبتک رقعہ
منتظم کار طلسم کا ہمارے پاس نہ آئے گا ہم یہاں سے نجانے دینگے کنیز مذکورہ نے زنگی سے وہی کہا جو
ملکہ نے کہا تھا نونہال مردم ربا نے فی الفور وہ رقعہ اُس کنیز کو دیا اور کہا ای گل اندام جادو یہ رقعہ ملکہ کو
دکھا دو اُس نے لیجا کر رقعہ مذکور اُسے دکھایا اُس نے رقعہ کی عبارت پڑھ کے رقعہ واپس دے کے اجازت
جانے کی دی زنگی امیر کو ہمراہ لیکر وہاں سے چلا لیکن امیر ثانی بار بار مڑ کر اُسے دیکھتے جاتے تھے اور
دل میں کہتے جاتے تھے کہ یہ ساحرہ کسقدر حسین ہی کہ کبھی ایسی ساحرہ حسین و خوبرو دیکھی نہیں اگر حسن اصلی
اسکا ہی تو یہ ساحرہ حسینہ بیمثل ہی اور اگر سحر سے اس نے اپنے تئیں ایسا خوبرو بنایا ہی تو ضرور یہ سن رسیدہ
اور بدشکل ہو گی امیر یہ باتیں اپنے دل میں کرکے اُس زنگی سے پوچھنے لگے یہ ساحرہ کیا نامی ساحرہ ہی
حسن و جمال اسکا جو تمنے اور ہمنے دیکھا ہی یہ اصلی ہی یا سحر سے ہی اسنے جواب دیا یہی ساحرہ اس طلسم میں
نامی ہی بلاے جادو سے رتبہ میں بڑھی ہوئی ہی اسکے سحر کی پناہ نہیں ہی سحر اسکا یہ ہے کہ
حریف کو دیکھکر ہنستی ہی دندان کی چمک سے ایک ایسی برق پیدا ہوتی ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر
ہو اُسکی خرمن حیات کو جلا دیتی ہی ہنسی اُسے ہلاک کرتی ہی اگر کوئی چاہے کہ جانبر ہو ممکن نہیں امیر
یہ سن کے متحیر ہوئے زنگی نے کہا تم متحیر کیا ہوتے ہو ابھی تمنے یہاں کے تمام ساحروں کو

نہین دیکھا ہی اگر سب نامی ساحرون کو دیکھ لو اور اُنکے حالات سے آگاہ ہو تو بہت حیران ہو گے ایسی باتین کہا ہو
جاتا تھا امیر ثانی سنتے چلے جاتے تھے اثنائے راہ مین امیر ثانی کو کہین شیر نظر آتا تھا کہین گرگ کہین اژدر
آتش فشان کہین ساحران نامی کا مجمع کہین درختون پر ہزار ہا طائران خوش رنگ و خوش الحان کہین دریا کہین نہر
کہین حوض مین کود کر راہ کا طے کرنا کہین عقاب کا ملنا اُسکا سد راہ ہو نا سوا عقاب مذکور کے ہر ایک ساحر کی
سرحدین پہونچکر روکے جاتا اگر یہ تفصیل یہ مولف لکھے تو از حد طول ہوگا اور ناظرین مختصر عبارت پسند اس کثرت مین
مولف سے ناخوش ہونگے اور بُرا کہین گے اس وجہ سے جملہ حالات مقامات ساحران نامی کو نہ لکھا اور جو جو
عجائب و غرائب امیر ثانی نے دیکھے اُنکو بھی اسی غرض سے تحریر نہین کیا ہان امید ناظرین عالیمقام و طول
تحریر پسند سے یہ ہو کہ اگر مشتاق اس طلسم کے ہوکے اشتیاق اپنا ظاہر کرینگے خطوط جناب منشی پراگ نرائن
صاحب دام اقبالہٗ کو اس طلسم مسمی طلسم عجائب رنگ کے باب مین ارسال کرینگے اور وہ جناب
اس کمترین سے حکم تالیف کرنے کا دینگے تو البتہ یہ خاکسار ذرہ بمقدار حال اس طلسم کے بتفصیل تمام
تحریر کریگا اور جو شاہزادہ نسل امیر ثانی سے اس طلسم کو توڑے گا اُسکا نام بھی لکھیگا اور جس مشکل سے
یہ طلسم ٹوٹیگا اور جس خرابی سے لوح طلسمی ہاتھ آئیگی ایک حال کو بتفصیل اس طرح درج کرے گا
کہ ناظرین قدردان کی نظر سے تمام جلدین طلسم ہوشربا کی گر جائینگی القصہ آمدم بر سر مطلب جب امیر ثانی
جملہ مقامات مذکورہ سے گذر گئے دیکھا ایک قصر عالی ہی در و دیوار اُسکے بھی نقرئی و طلا کار ہین زنگی
مذکور امیر ثانی کو راہ سے زینہ کی اُسی قصر مین لیے جاتا تھا ناگاہ امیر ثانی نے دیکھا کہ بہت خادم خدمتگار
بصورت ساحران در قصر پر ایستادہ ہین اندر قصر کے ایک شخص ضعیف بارلیش سفید عمامہ برسر
عبا در بر چہرہ نورانی بالائے مسند تکیہ پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھا ہی اور ایک بڑی سی کتاب کو کھولے ہوئے
عبارت اُسکی پڑھ رہا ہی اور بار بار کتاب سے نظر اُٹھا کے جانب در دیکھتا ہی اور خدام سے کہتا ہی
دیکھو تو نونہال مردم ربا ایک بزرگ و ذی رتبہ کو بنی آدم سے ہمراہ اپنے لاتا ہی یا نہین وہ دیکھکر عرض
کرتے ہے کہ ہان نونہال مردم ربا کسی کو لاتا ہی ہنوز خدام اُس سے عرض کر رہے تھے ناگاہ امیر قریب
اُسکے پہونچے وہ امیر کو دیکھکر برائے تعظیم کھڑا ہوا امیر جھک کے سلام کیا بعد ازان اپنی جگہ پر لا کے
مسند پر امیر ثانی کو بٹھایا خود در برو امیر ثانی کے بعد ادب بیٹھا بعد مزاج پرسی کے کہنے لگا آپ کو یہان
تشریف لاتے مین کمال زحمت ہوئی معاف کیجیے گا اور اسکا خیال نہ کیجیگا کہ زنگی کے ذریعہ سے بلا لیا
خود ہمارے لینے کو نہ گیا وجہ اُسکی یہ تھی کہ جانا میرا قاعدہ طلسم کے خلاف تھا اسی وجہ سے مین زیر شجر
حاضر ہونے مین قاصر رہا اور یہ بھی واضح ہو کہ جس وقت آپ زیر شجر تشریف لائے تھے مجھے اس کتاب کے
دیکھنے سے حال سے آپ کے تشریف لانے کا معلوم ہو گیا تھا کیونکہ آپکے بارے مین بانیان طلسم نے اس
کتاب مین اپنے قلم سے لکھ دیا ہی کہ فلان فلان روز وقت سحر امیر ثانی ایک بزرگ و ذیقدر برائے
رہائی مضروع مشت زن و شیر و سے و سلیمان ثانی ضرور تشریف لائینگے لہذا ہم لکھے جاتے ہین کہ قباد
جنی منتظم کار طلسم دار وغہ زندان طلسم کو چاہیے کہ نونہال مردم ربا کو اُنسے مقابلہ نکرنے دے ایسا نہو کہ وہ
نونہال سے مقابلہ کرین کیونکہ وہ ذی رتبہ ہین اور صاحب اسم اعظم ہین اگر اسم اعظم وہ پڑھین گے تو
نونہال مردم ربا اُنکو زیر نکر سکے گا اور اگر وقت جنگ اسم اعظم الٰہی پڑھینگے تو مزور نونہال اُنکو زیر کرے گا

باعث اُنکی توہین کا ہوگا اور یہ ہمین منظور نہین ہی کہ ان جناب کی ذرا بھی توہین ہو پس انسب یہی ہی کہ قبل
مقابلہ منتظم کار طلسم اُنھین اپنے پاس بلا کے بٹھائے اور اُنسے کہے کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین
ہین آپکی نسل سے ایک شخص اسکو فتح کریگا لہذا آپ درپئے طلسم کشائی نہو جیے اور مفروح مشت زن
اور شیروے اور سلیمان ثانی کو اُنکے حوالے کرکے اور اسقدر زر و جواہر اور فلان فلان اسباب مال
طلسم منتظم کار طلسم اُنھین دیدے اور اگر وہ سیر طلسم کرنا چاہین تو ایک طرف طلسم کے اُنھین روانہ کرے
اور خود بھی منتظم کار طلسم اُنکے ہمراہ ہو اور اُنھین سیر طلسم کرائے بعدہ انھین راہ دیگر سے بیرون
طلسم بعزت و حرمت کردے چونکہ مین مطیع حکم بانیان طلسم تھا اس وجہ سے مین نے آپکو یہان بلایا ہی
اب آپکو مناسب ہی کہ جو کچھ بانیان طلسم نے لکھا ہی اُسے بدل منظور کیجیے مجھپر احسان کیجیے اپنی
عزت و حرمت پر نظر کیجیے فکر طلسم کشائی کی نکیجیے امیر ثانی نے پوچھا ہماری نسل سے کون شخص اس
طلسم کو فتح کریگا نام اُسکا کیا ہی اور یہ طلسم کسکا بنایا ہوا ہی قباد جنی منتظم کار طلسم نے عرض کیا نام اُس
شاہزادہ کا اس کتاب مین لکھا ہوا ہی مگر مجھے حکم بتانے کا نہین ہی زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب
آگیا ہی اور یہ طلسم آصف بن برخیا کا بنایا ہوا ہی بہت سے حکما و عقلا نے فکرین کرکے اور تدبیرین کرکے اسکو
بنایا ہی مال و اسباب اسمین اسقدر ہی کہ مین اُسکی حد بیان کر نہین سکتا زر و جواہر بیشمار ہی اسباب طلسم
ایسا نادر و نایاب ہی کہ اُسکا وصف مین اس وقت کر نہین سکتا یہ سب مال و اسباب آپ کی نسل سے ایک
شخص کے مقدر مین ہے وہی بعد توڑنے طلسم کے اُسے لیگا آپ کی تقدیر مین کل مال و اسباب نہین ہی
کیونکہ آپ فتاح اس طلسم کے نہین ہین ہان کچھ مال و اسباب بانیان طلسم نے آپ کے نام سے علاوہ اس
مال و اسباب کے اس طلسم مین رکھ دیا ہی اور دیکھیے اس کتاب مین سیکڑون برس پیشتر سے اپنے
علم سے آپ کے یہان تشریف لانے سے آگاہ ہوے ہین اور یہ عزت و حرمت آپ کی اُنکو منظور ہوئی ہی
کہ مجھکو بتاکید لکھا ہی کہ مین بعزت یہان آپ کو بلا کے سیر طلسم کرا کے تین شخص گرفتاران طلسم سے
اور کچھ مال و اسباب اُنکے حوالے کرکے پھر بعزت و حرمت آپکو آپ کے لشکر مین پہنچوا دون امیر ثانی نے
فرمایا ہمین بانیان طلسم سے تو کچھ غرض نہین کہ اُنکی تحریر پر عمل کرتے مگر تمھاری عاجزی و انکساری
دست بستہ عرض کرنے سے جو کچھ تمنے کہا ہی منظور ہی ہم اپنے دوست کے حتی الامکان خلاف نہین
کرتے ہین اُسے رنجیدہ نہین کرتے ہین قباد جنی یہ سن کے بہت خوش ہوا پھر عرض کیا کہ اگر خلاف
طبع والا نہو تو کچھ سامان آپ کی دعوت و ضیافت کا کیا جاے بزم عشرت آراستہ کی جاے امیر ثانی نے
فرمایا ہماری دعوت و ضیافت بس یہی ہی کہ مفروح مشت زن اور شیروے اور سلیمان ثانی کو طلب
کرکے ہمارے حوالے کرو قباد جنی نے فی الفور نونہال مردم ربا سے مخاطب ہوکے کہا جلد جا
مفروح مشت زن و شیروے و سلیمان ثانی کو کہ ہمارے حکم سے تو نے علیحدہ گرفتاران طلسم
سے رکھا ہی لے آ وہ فوراً گیا بعد تھوڑی دیر کے اُنھین لے آیا امیر ثانی اُنکو دیکھکر خوش ہوے
شیروے و سلیمان ثانی بھی امیر ثانی کو دیکھکر شادمان ہوے مفروح مشت زن نے شیروے
سے آہستہ پوچھا یہ کون بزرگ ہین کچھ اُنکے اوصاف بیان کرو اُس نے کہا آگاہ ہو کہ نام نامی انکا امیر ثانی
ہی یہ لشکر اسلام کے سپہ سالار ہین سوا اُسکے اور بھی اوصاف بیان کرکے کہا ہم بھی تمھاری

رہائی کو یہان آئے تھے ہمتو گرفتار ہوے لیکن امیر ثانی نے یہان تشریف لاکے تمھین اور ہمین قید سے
رہا کرایا ہی اب ہم اور تم اس طلسم سے بیرون طلسم ہونگے تم اپنے بادشاہ عاقل شاہ کے پاس جاؤ گے
کہ وہ تمھارے یہان گرفتار ہوجانے سے مُبتلاے رنج تھے اور یہ سب حال رہائی مین نے نونہال مردم ربا سے
آج سنا ہی جو تسے بیان کیا ہی وہ یہ خوشخبری سُن کے ازحد خوش ہوکے اسی وقت امیر ثانی کے قدم پر گرا
امیر ثانی نے سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھاکر اپنے سینے سے لگایا قباد جنی نے کہا اے مضروح مشت زن
نہین جناب کی برکت قدوم و تشریف آوری سے تو یہان سے رہا کیا جاتا ہی ورنہ قیامت تک اس طرح
تو رہا نکیا جاتا بغیر ٹوٹنے اس طلسم کے تو اس طلسم سے بیرون طلسم نجاتا اُسنے قباد جنی کی گفتگو سُن کے
عرض کیا بیشک آپ سچ فرماتے ہین یہ جناب میرے محسن ہین مین بھی تا زندگی انکا فرمان بردار رہونگا ابھی وہ
یہ عرض کر رہا تھا کہ قباد جنی نے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اگر کچھ سیر اس طلسم کی کرنا منظور ہو تو چلیے سیر
کیجیے امیر ثانی نے باشتیاق تمام فرمایا ہان سیر طلسم کے مشتاق ہین قباد جنی نے اُسیوقت چند جنون کو
طلب کرکے ایک تخت اُنسے منگواکے امیر ثانی سے کہا اس تخت پر بیٹھیے امیر ثانی اسپر بیٹھے بعدہ قباد جنی
بھی روبرو خادمانہ اُسی تخت پر بیٹھا پھر اشارہ کیا جنون نے تخت اُٹھایا بعض داستان گویون نے
اس داستان کو یون بھی بیان کیا ہی کہ ساحرون نے تخت اُٹھایا غرض بہرطور قباد جنی نونہال مردم ربا
وغیرہ کو وہین چھوڑ کر ہمراہ امیر ثانی کے تخت پر سوار ہوکے واسطے دکھلانے عجائبات طلسم کے جانے
لگا اُس وقت شیروے اور سلیمان ثانی اور مضروح مشت زن بھی چاہتے تھے کہ ہم بھی ہمراہ امیر ثانی
طلسم کی سیر کرین قباد جنی نے اُنسے کہا کہ مجھے بانیان طلسم کا اسی قدر حکم ہی کہ فقط امیر ثانی کو بعض بعض
عجائبات طلسم عجائب رنگ کے دکھادون تم لوگون کے بارے مین بانیان طلسم نے بابت سیر طلسم کے
کچھ نہین لکھا ہی اس وجہ سے مین مجبور ہون تمھین لیجا نہین سکتا شیروے وغیرہ قباد جنی سے
یہ سنکے لاچار ہوے اسی جگہ بیٹھے رہے قباد جنی امیر ثانی کو اُسی طرف طلسم مین لیگیا جس طرف کہ سیر کرانے
کو بانیان طلسم نے لکھا تھا جب امیر ثانی اُسی طرف طلسم مین پہونچے قباد جنی نے عرض کیا دیکھیے یہ
عجائبات قابل دید ہین آپ ہی کا یہ مرتبہ ہی کہ بانیان طلسم نے یہان کی سیر دکھانے کے واسطے تاکید لکھا ہی
ورنہ سواے طلسم کشا کے کوئی یہانتک نہ آسکیگا اور نہ کوئی کبھی آیا ہی مانند آپ کے امیر ثانی اُس کی گفتگو
سُنکے خوش ہوے دل مین کہا مجھ ایسے بندہ خاکسار پر کیا عنایات و افضال پروردگار عالم ہی کہ مین اُسکی
عنایتون کا کچھ بھی شکر ادا کر نہین سکتا کیونکہ اُسنے مجھے یہ عزت دی ہی اور نامور کیا ہی کہ بانیان طلسم نے سیکڑون
سال پیشتر سے میرے باب مین ایسا لکھ دیا ہی یہ دل مین کہکے عجائبات طلسم عجائب رنگ کے دیکھنے لگے
اور دمبدم اُنکے دیکھنے سے حیرت زیادہ ہونے لگی اگرچہ مولف خاکسار اُن عجائبات کو بھی اس جگہ لکھے
تو ناظرین دفتر جو مختصر عبارت کو پسند کرتے ہین بیزار ہوکے کتاب کو بُرا کہینگے ہان وہ ناظرین دفتر
جو قدردان اہل کمال ہین اور خود بھی صاحب فضل و کمال ہین اور اُنکو طول عبارت اور ہر ایک مضمون
و قصہ و حکایت تفصیل دیکھنے کا شوق ہی اور مجمل تحریر سے نفرت ہی مگر اُنکی خدمت عالی مین عرض ہے
کہ ضرور بار بار خطوط جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک اودھ اخبار سے اشتیاق اس
طلسم عجائب رنگ کے طبع ہونے کا ظاہر کرین تاکہ یہ کمترین اُنکے حکم سے طلسم مذکور کو جیسا دل چاہتا ہے

خوبی سے تحریر کرکے پیش کش کرے اور یہ کہے کہ قبول افتد زہے عز و شرف غرض الحاصل امیر ثانی نے بخوبی
تمام سیر طلسم عجائب رنگ کی کرکے قباد جنی سے عجائبات طلسم کی بہت تعریف کی اُس نے عرض کیا یہ آپنے
بعض بعض عجائب طلسم کی سیر کی ہے اگر آپ تمامی طلسم کے عجائب و غرائب دیکھتے تو نہایت حیران ہوتے
اور یہان سے آپ نجاتے مدام اُنہین عجائب و غرائب کی سیر دیکھتے یہ عرض کرکے وہان سے امیر ثانی کو
اپنے قصر مین لایا اور کچھ طبق میوے رنگارنگ کے طلب کرکے روبرو امیر ثانی کے رکھے اور دست بستہ
عرض کیا اسمین سے کچھ کھائیے اور شیروے اور سلیمان ثانی کو بھی شریک میوہ خوری کیجیے کہ باعث میری
عزت افزائی کا ہو امیر ثانی نے اُسکی عرض قبول کرکے کچھ میوہ خشک کھایا اور شیروے اور سلیمان ثانی نے
بھی میوہ مذکور سے تھوڑا تھوڑا کھایا بعدہ امیر ثانی کے کہنے سے کچھ میوہ معراج مشت زن کو بھی
قباد جنی نے منگوا دیا اُسنے علیحدہ بیٹھکر کھایا جب سب میوہ کھانے سے فارغ ہوے قباد جنی نے
حکم کیا کہ تخت لاؤ ساحر یا جن فی الفور تخت لاے قباد جنی نے ایک تخت پر امیر ثانی سے کہا
بیٹھیے دوسرے تخت پر خود قباد جنی بیٹھا تیسرے تخت پر شیروے اور سلیمان ثانی اور معراج مشت زن
بیٹھے اُس وقت اشارہ قباد جنی سے جنون یا ساحرون نے وہ تخت اُٹھالیے پھر باشارہ قباد جنی ایک
سمت بلند ہوکے سے چلے بعد تھوڑی دیر کے راہ دیگر طلسم سے اُنھون نے بیرون طلسم صحرا مین امیر ثانی وغیرہ
کو پہونچادیا قباد مذکور نے صحرا مین تخت رکھواکے امیر ثانی اور شیروے اور سلیمان ثانی اور معراج
مشت زن سے کہا یہ مرکب آپ صاحبون کے موجود ہین اپنے ہمراہ بدستور ساحران لیتا آیا ہون
اُنپر سوار ہوکر اپنے لشکر مین جائیے جب امیر ثانی وغیرہ مرکبون پر سوار ہوکے قباد جنی سے رخصت
ہوکے جانے لگے اُس وقت وہ مال و اسباب طلسمی قباد جنی نے چند جنون یا ساحرون کو دیا اور حکم کیا
کہ یہ اسباب و مال لیکر ہمراہ امیر ثانی کے جاؤ جب یہ اپنے لشکر مین پہونچین یہ مال و اسباب
اُنکو دیکر رسید لیکر ہمارے پاس اندرون طلسم آؤ وہ جن یا ساحر مال و اسباب طلسمی لیکر ہمراہ رکاب
امیر ثانی چلے اِدھر قباد جنی جانب اپنے قصر کے روانہ ہوا اُدھر امیر ثانی خرم و خندان راہ صحرا طے کرتے
چلے جاتے تھے اور شیروے اور سلیمان ثانی سے فرماتے تھے نہین معلوم کہ لشکر ہمارا یہان سے کتنی دور
ہے اور وہ درخت جسکے سایہ مین جانے سے تم سب کو نونہال مردم ربا زیر کرکے لے گیا تھا کہان
ہے جن یا ساحر یہ تقریر امیر ثانی کی سنکے خاموش تھے شیروے اور سلیمان ثانی عرض کرتے تھے ہمین
بھی نہین معلوم ان لوگون سے دریافت کیجیے امیر ثانی اُنسے پوچھتے تھے وہ عرض کرتے تھے یہان
سے وہ درخت قریب تر ہے دیکھیے وہ زیر کوہ آپ کی بارگاہین اور خیام برپا و ایستادہ ہین وہ درخت
جسکا آپ ابھی ذکر کرتے تھے سب درختون سے اونچا وہ نظر آتا ہے امیر ثانی نے جو غور سے دیکھا فرمایا
تم سچ کہتے ہو بیشک ہم اُسی درخت کے قریب آ چکے ہین تھوڑی ہی دور کا ہے اور اُس درخت سے
فاصلہ ہے ابھی امیر ثانی یہ فرماکے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ وہان سے بادشاہ لشکر اسلام
و دیگر سرداران لشکر نے امیر ثانی کو مع شیروے وغیرہ کے آتے دیکھکر از حد شادمان ہوکے سب نے
کہا دیکھو وہ امیر ثانی مع شیروے وغیرہ کے ادھر تشریف لاتے ہین سب کافر و دیندار
دیکھکر خوش ہوے اور نہایت متحیر ہوے کہ زیر سایہ درخت جاکے اور بیچ درخت مذکور مین ہمراہ

زنگی کے جاکے غائب ہوکے جانب صحرا سے تشریف لائے ہین اور اکیلے نہین آئے ہین اپنے ساتھ
شیر دیو اور سلیمان ثانی اور مضروح مشت زن کو بھی لائے ہین اور کچھ آدمی اُنکے ساتھ بار اسباب
اُٹھائے ہوئے دکھائی دیتے ہین یہ دیکھکر سب کو کمال خوشی ہوئی بخصوص عامل شاہ بہت خوش
ہوا اُس وقت حکم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سرداران لشکر اسلام برائے استقبال امیر ثانی مرکبون
پر سوار ہوکے اُس درخت کے سایہ سے بچلے روانہ ہوئے عامل شاہ بھی مع اپنے ارکان دولت
کے برائے استقبال روانہ ہوا بعد قطع راہ بخوشی سب استقبال کرکے امیر ثانی کو زیر کوہ بارگاہ
مین لائے بادشاہ لشکر اسلام نے بہت خوش ہوکے حال جانے اور آنے کا پوچھا امیر ثانی نے
تمام حال جو گذرا تھا اور دیکھا اور سنا تھا بیان کیا اہل لشکر ہر اک سُن کے بدرجہ کمال حیرت مین ہوئے
پھر سب نے امیر کی بہت تعریف کی خصوص عامل شاہ نے ازحد تعریف کی بعد ازان عرض کیا آپ نے
تو ایفائے وعدہ کیا اب مجھکو بھی چاہیے کہ مین بھی ایفائے وعدہ کرون کلمہ پڑھ کر مسلمان ہون امیر
ثانی نے فرمایا اچھا کلمہ زبان پر جاری کر اُس نے کہا مجھے تلقین و تعلیم فرمایئے امیر ثانی نے اُسے کلمۂ شہادتین
تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا پھر مضروح مشت زن و جملہ اپنے ہمراہیون کو کلمہ پڑھا کے
مسلمان کیا بعد اُسکے مضروح مشت زن نے اپنے بادشاہ کے قدم پر سر رکھکر کہا آپ کی کوشش سے
مین قید طلسم سے رہا ہوا اُس نے سر اُسکا اُٹھاکے اپنے سینے سے لگایا اور کہا مین کیا
اور کوشش میری کیا امیر ثانی نے البتہ تجھپر احسان عظیم کیا اور مجھپر بھی احسان کیا کہ تجھکو مجھسے
ملایا اور دولت ایمان و دین بھی عنایت فرمائی مجھکو بندہ بے دام کر لیا یہ احسان امیر ثانی کا تاحیات
بلکہ تا قیامت نہ بھولونگا یہ کہکے امیر ثانی سے کہنے لگا اب یہان سے تشریف لیچلیے امیر ثانی اور
بادشاہ لشکر اسلام و جملہ اشخاص اُسی وقت مرکبون پر اور تخت جواہر نگار پر سوار ہوئے اُس وقت
ان ساحرون نے جو مال و اسباب طلسمی لیکر ہمراہ امیر کے آئے ہین عرض کیا ہمین رسید مرحمت ہو امیر ثانی
نے فی الفور ایک پرچہ قرطاس پر بخیر و عافیت مع مال و اسباب کے حال اپنے پہونچنے کا لکھکر اُن کے
حوالہ کیا وہ پرچہ قرطاس مذکور لیکر جانب طلسم عجائب رنگ روانہ ہوئے بعد قطع راہ طلسم
مین پہونچکر وہ پرچہ قباد جنی کو جاکر دے دیا ادھر امیر ثانی وغیرہ جانب شہر عامل شاہ روانہ ہوئے
بعد طے کرنے راہ کے بخوشی و خرمی داخل شہر ہوئے عامل شاہ نے شہر مین پہونچتے ہی حکم کیا آج
ہمارے دربار مین جملہ صغار کبار اعلے ادنی ملازم و غیر ملازم سب اہل شہر سے حاضر ہون
منادی نے حکم عامل شاہ سے اہل شہر کو آگاہ کیا حسب الحکم ملازم عامل شاہ و غیر ملازم رعایا
سے تمام اعلے ادنی دربار مین حاضر ہوئے عامل شاہ نے تخت حکومت پر بیٹھکر سب سے کہا یارو
قبل اسکے مین گمراہ تھا خداوند تمثال آئینہ رو ایک نابکار نالائق و گمراہ شدہ کی پرستش کرتا تھا اور اُسکو سجدہ
کرتا تھا اور تم سب بھی موافق میرے حکم کے اسی مردود تمثال کی پرستش کرتے تھے اب میری خوبی
مقدر سے میرے ملک مین جناب امیر ثانی مع لشکر ظفر اثر تشریف لائے اُنھون نے جاکر طلسم عجائب
رنگ سے میرے سردار لشکر مضروح مشت زن کو رہا کیا بعد ازان اُن جناب نے مجھکو ہدایت
دین اسلام کی مین نے دین اسلام کو سب مذہبون سے بہتر جانکر اختیار کیا ہے کلمہ پڑھکر مسلمان

ہو گیا ہون میرے ارکان دولت وخیرخواہان سلطنت واعیان مملکت بھی مانند میرے مسلمان ہو چکے ہین پس
تم سب اعلے ادنی کو لازم ہی کہ راہ راست پر آؤ میری طرح تم سب بھی مسلمان ہو جاو تمثال آئینہ رو مردود
پر لعنت کرو خداوند عالم کو اپنا معبود حقیقی جانکر اُسے سجدہ کرو دیر و بتکدے آج ہی منہدم کر ڈالو بجاے
اُنکے مساجد بناکرو اگر خلاف ہمارے حکم کے کوئی کریگا قتل کیا جائیگا جب اس طرح عامل شاہ نے
اپنی تمامی رعایا سے کہا سب نے کہا ای بادشاہ ہمکو حکم حضور سے سرکشی وانکار منظور نہین ہی بلکہ خوشی
سرکار دولتمدار یعنے اپنے بادشاہ کی بدل درکار ہی لہذا امیدوار ہین کہ ہم سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے
عامل شاہ نے سب سے خوش ہو کے کلمہ پڑھا کر ہر ایک کو مسلمان کیا پھر دربار برخاست کیا ہر ایک اعلی
اُٹھکے اپنے اپنے مکان مین جاکر دیر و بتکدون کو منہدم ومسمار کیا تمثال آئینہ رو کی تصویرون پر لعاب دہن
ڈالا کسی نے نعلین اپنی اُسکی تصویر کے سر پر لگائی کسی نے اُسکی تصویر کو پامال کیا کسی نے کہا یہ تصویر
اُس نابکار مردود کی ہی کہ جسکی پرستش ہمارے آبا واجداد اور ہمنے کی تھی اور گمراہ رہے تھے
شکر ہی کہ آج راہ راست پر آئے اپنے معبود کو پہچانا بعد منہدم ومسمار کرنے بتکدون کے
خاص وعام شہر عاملہ نے مساجد کے بنانے مین کوشش کی جا بجا شہر مین مسجدین بننے لگین ہر ایک
عقائد دین اسلام سے آگاہ ہو کے پابند صوم وصلوٰۃ ہوا اور عامل شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم
دیا کہ بزم عشرت نہایت خوبی وتکلف سے جلد تر آراستہ کی جاے اور سامان دعوت وضیافت بھی بادشاہ
لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام کا مع اُنکے تمامی لشکر کے کیا جاے کیونکہ ہمکو مفرح مشت زن
کے طلسم عجائب رنگ سے آنے کی خوشی ہی علاوہ اسکے پہلے ہم گمراہ تھے اب راہ راست پر آئے
دولت دین اسلام ہاتھ آئی ہی ملازمان مذکور حسب الحکم عامل شاہ کے کاربند ہوے بزم عشرت آراستہ
کی سامان دعوت وضیافت بھی نہایت تکلف وخوشی سے کیا جب بزم عشرت آراستہ ہو چکی عامل شاہ کے
عرض کرنے سے بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی وجملہ سرداران لشکر اسلام بزم عشرت مذکورہ مین آئے
بادشاہ موصوف تخت جواہر نگار پر بمقام صدر بیٹھے امیر ثانی قریب تخت بادشاہ موصوف دنگل پر
رونق افزا ہوے اسی طرح علی قدر مراتب ہر ایک دنگل اور کرسی پر بیٹھے عمرو ثانی بھی ایک کرسی پر بیٹھا
دیگر عیاران لشکر اسلام اکثر بیرون بزم عشرت رہے اکثر اندر بزم مذکور کے اپنے اپنے مالک
وآقا کے قریب آکے کھڑے ہوے عامل شاہ بھی مع اپنے ارکان سلطنت کے بادشاہ
لشکر اسلام وامیر ثانی کے اصرار سے بزم مین آکے بمقام مناسب بیٹھا اس وقت حکم
عامل شاہ سے پہلے ساقیان خوبرو وخوش رو کشتیان بادۂ ناب کی مع ساغر یاقوت وبلورین
لیکر حاضر بزم عشرت ہوے اور پہلے عامل شاہ نے جملہ اعلی وادنی درجہ کو اور تمامی اہل بزم
مذکور کو شراب ناب سے جام وساغر بھر کر دینے لگے ہر ایک خوش ہو کے شراب پینے لگا جام پر جام ساقیان
شوخ چشم اہل بزم کو دینے لگے دور جام بادۂ ناب ہونے لگا جب ہر ایک شخص دو دو تین تین جام
ساقیون سے لیکر شراب پی چکا اور ہر ایک نے بادہ خواری سے انکار کیا اس وقت ساقیان سیمتن و
گل پیرہن کشتیان شراب ناب کی اُٹھا کر بزم عیش وعشرت سے لیگئے بعد اُنکے جانے کے حسب الحکم
عامل شاہ ایک رقاصہ بہت خوبرو نہایت خوش گلو موسیقی مین کاملہ ویکتاے روزگار ناچ

گانے میں علیم المثال نوجوان لباس رنگین پُر نذر زیب تن زیور طلائی و نقرئی جواہر نگار پہنے ہوے
بصد ناز و ادا ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت میں روبرو اہل بزم کے حاضر ہوئی اہل بزم
اُسے دیکھکر خوش ہو کے جدا جدا خیال کرنے لگے کوئی جوان رعنا اُسکے حسن و جمال پہ نظر کرکے خیال
کرنے لگا کہ یہ رقاصہ ہے یا پرستان کی پری ہے کوئی جوان خیال کرنے لگا یہ رقاصہ نہیں ہے بلکہ ایک حور ہے
جو اِن جنان سے اسی طرح ہر ایک جداگانہ اُس رقاصہ خوبرو کو بنظر غور دیکھکر خیال کرنے لگا جب
رقاصہ نے ہر ایک کو اپنا مائل و شیفتہ پا کے نازو انداز سے مسکرا کے منھ چھپانے کا ارادہ کیا سازندون
نے اُس سے کہا یہ وقت منھ چھپانے کا نہیں ہے اپنے مشتاق دیدار کو اپنا حسن و جمال دکھاؤ دام گیسو مین
ہر ایک کو اسیر کرو پھر جو فرمایش جس سے کروگی وہ اپنے اجراے مطلب دلی کی امید سے یہی کہے گا
کہ اس فرمایش پر کیا موقوف ہے نقد دل حاضر ہے اس تدبیر سے تھوڑے ہی دنون مین مالا مال ہو جاؤگی
اول تو ابھی نامی و نامور ہو حسن تمھارا شہرۂ آفاق ہے جب یہ شاہ و شاہزادے تمپر جان دینے لگینگے اور
جو تم جس کسی سے طلب کروگی وہ تمکو قسم زر و جواہر سے مالا مال کردیگا پھر تم کیسی دنیا مین مشہور ہوگی اور
کیسی شہرت تمھاری ربع مسکون میں ہوگی کیسی صاحب دولت ہو جاؤگی زر و جواہر و ملک و مال بہت پاؤگی
بس ایسا غضب نکرو کہ ایسے وقت مین اپنا حسن و جمال اہل بزم عشرت کو نہ دکھاؤ وہ رقاصہ سازندون کے
کہنے سے کچھ کچھ بیحجاب ہو کے حسن و جمال اپنا اہل بزم کو دکھانے لگی ہر ایک اُسکے حسن و جمال کی تعریف
کرنے لگا جتنی دیر وہ رقاصہ اہل بزم کو دیکھتی رہی اور اپنا حسن و جمال اُنھیں دکھاتی رہی اُتنی دیر مین
اُسکے سازندون نے سازون کو حسب دلخواہ درست کیا جب وہ سازون کو درست کرکے بجانے لگے وہ رقاصہ
بہزار ناز و ادا و کرشمہ و غمزہ کھڑی ہو کے رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر جوان ناچ اُسکا
دیکھکر اُسپر مائل ہوے رقاصہ مذکورہ نے ہنگام رقص دل کسکے گویا پامال کرڈالے واقعی حسن
حسینان جہان دلرباے عاشقان ہے اور عشق وہ بد بلا ہے کہ بمصداق نظم

کرتا ہے ذی شعورون کو وہ تباہ
سیکڑون اسمین ہوگئے مجنون
ان نمونون پر بھی دل کو داغ دیا

ہوے دیوانے اسمین دانشمند
عاقل و ذو فنون ہوے مفتون

عشق ایسی بُری بلا ہے آہ
سیکڑون اسمین ہوگئے دل بند
پر نہ لیتے کسی کا پاس کیا

خدا وند عالم بلاے عشق سے ہر ایک نوجوان کو محفوظ رکھے یہ بلا پیشتر
نوجوانوں کی دشمن جان و آبرو ہے الحاصل رقاصہ مذکور ناچ رہی تھی اہل بزم بنظر غور دیکھتے تھے ہر ایک شخص
تعریف اُسکے رقص کی کرتا تھا کیونکہ وہ رقاصہ اس طرح رقص کرتی تھی کہ بمصداق نظم

کیا دم رقص ٹھاٹھ بانکا تھا
گردش چشم تھی اُسکے ساتھ
کبھی سارا بدن وہ مٹکاتا تو
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
حلقۂ دست جب ہوا بالا
ماہتابان پہ چھا گیا بادل
تھے دونون جو تا کمر آئے

طرز طاؤس بوستان کا تھا
کچھ نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی دامن سنبھالتی جب تھا
وہ کلائی میں شاخ گل کی لچک
بنگیا گرد ماہ اک ہالا
ناز سے سر پہ جب اُٹھ گیا ہاتھ
دو ہلال ایک جا نظر آئے

عجب انداز سے دکھاتی تھی ہاتھ
دل کو ہر بار پہ سیپے اڑاتی تھی
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
ابھرے سینے کی بھی وہ تھی مسک
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
اہل محفل کو تھا سرو ہی کا ہاتھ
جنبش ابرو کی ایک قیامت تھی

وہ سپہر حُسن فتنون کی بھی آفت تھی
دور اگر دل کا قتل کرتا تھا
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
ناچنے والون کا ہوا توڑا
دید کرنے لگا نذر و ادا

چھوتی تھین وہ حلال کرتی تھین
جان تیغ قضا کا ڈورا تھا
برق آسا نظر مین کوند گئی
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا

ٹھوکرین پامال کرتی تھین
جب چمک کر لیا کوئی توڑا
جائے سبزہ دلون کو روند گئی
ماہی اس طرح گت وہ ماہ لقا

اُسکے رقص سے دل اہل بزم کا خوش ہوتا تھا ہر ایک اپنے دل مین اُسکی تعریف کرتا تھا جب وہ رقاصہ رقص کر چکی گت ناچ چکی ذرا دم لیکے اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

شوق لقائے دوست کا بزم دور تھا
کسب کمال عشق مین مجھکو غرور تھا
کیا کیا تڑپ تڑپکے کٹی رات ہجر کی
صاحب خیال کشتہ حسرت مزدور تھا
ششدر رہی آسمان حسینون کے کلم پہ

مثل کلیم دل مرا مشتاق طور تھا
سن لو تمہارے کشتہ بدعت کی قبر پر
پہلو مین بیقرار دل ناصبور تھا
مشکل اجل نہین تھی شب انتظار یار
گو ظلم اسکو اپنی جفا پر غرور تھا

پڑھتا تھا قیس عالم طفلی مین جب سبق
حسرت پکارتی ہے کہ یہ بے قصور تھا
اکدن نہ آئے گور غریبان کی سمت تم
دن ہجر کا نمونہ روز نشور تھا

اہل بزم عشق گانا اسکا بگوش دل سننے لگے چونکہ وہ خوش گلو ایسی تھی کہ اکثر اہل بزم اُسکی تعریف مین کہتے تھے کہ لحن داودی قدرت خدا نے اسے دیا ہے اس وجہ سے اک سماں بندہ گیا تھا ہر ایک عالم نشہ شراب مین خوش و خرم بیٹھا ہوا سن رہا تھا عمرو ثانی بھی ہوتے تھے اپنے دل مین اُسکے کمال کی ثنا کرتے تھے کیونکر خواجہ وغیرہ اسکی تعریف و ثنا کرتے کہ وہ یون گاتی تھی کہ بمصداق نظم

کیا نا ہیدنے کفن کو چاک
کچھ ہر قدم مین تان سین کی روح
زہرہ کی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق سان پیچ کا تھا انداز
جان صندوق تھا ار گن کا
تان کیا تھی چمک گئی بجلی
نقش جب سان ہوا ہر اک تسخیر
سُر لگاتی تھی جب وہ ماہ منیر
کتنی قانون سے زیادہ نہ کم
نکلے اس گل کا زمزمہ آہنگ
پرکب اسکے کمال کو پہونچے
ہو گئی چشم ساز گوہر بار
ہو گیا آئی چشم ساغر بھی
ہو گئے مست سب در و دیوار
قتل گہ ہو گئی تھی بزم طرب

گائی اس ٹھاٹھ سے وہ حور خصال
تڑپے مانند طائر مذبوح
ایسا باندھا تھا اُسنے سُر او نچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
کس غضب کی سریلی تھی آواز
لوز کی اک ہوائی تھی کہ چھٹی
آفت جان وہ تان اونچ پیچ
دلپہ لگتا تھا اُسکے تیر پہ تیر
ان سرون کی نشست جوس پائے
نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سماں بندہ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آتش گل تار
لب تصویر پر تھی شورش واہ
بول اٹھے طائران نقش و نگار

بار بد شرم سے چھپا تہ خاک
راگ کو مثل صوتی آگیا حال
بزم سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پر زہرا
کیا ہی اُسکا گلا تھا جو من کا
ساز در پردہ اس سے کرتا تھا ساز
لگ گئی لوح دلپہ دم تحریر
دلپہ نشتر زن ایک اک فقرا
گھٹ بڑھ اُس رشک حور کی وہ شمع
ذائقے سے جہان کے دل اچھلے
لولی چرخ لاکھ دولت کی لے
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
شیشۂ دل کو لگ گئی ہچکی
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ
نیم بسمل تھے اہل محفل سب

وہ اس رقاصہ کا ہر ایک شعر کو بتا بتا کے کئی طور سے گانا وہ مضمون غزل کی صورت حالت رقص مین دکھا دینا کبھی حالت نغمہ مین کسی طرف دیکھکر مسکرا دینا گاہ

نانے سے حالت رقص و نغمہ مین تیوری کا چڑھانا دیکھنے والون کے حق مین کب قہر تھا جب وہ رقاصہ غزل مندرجۂ بالا گا کے تمام کر چکی حالانکہ کثرت نزاکت سے تھک چکی تھی لیکن عامل شاہ کے کہنے سے اسنے یہ دوسری غزل شروع کی

برا ہر عشق جلتا ہی کبھی گریہ کرتا ہے
دم آخر بجھے گی پیاس میری آب خنجر سے
وصال یار کی حسرت مین انسو لاتی ہی ہر گھڑی
ٹپکتے ہین لہو کے اشک ہر دم چشم ساغر سے

دہن کا عشق رکھتے ہین محبت چشم دلبر کی
ملک واقف ہین کچھ کچھ اضطراب قلب مضطر سے
محبت اک گل تر کی جو دلمین لیگیا ہو تن
جدا ہو جسم سنبل سا یہ صفت ہم تار بستر سے

غرض ہمکو نہ سوسن سے نہ مطلب نرگس تر سے
شہادت مین رہونگا زندہ اے خضر محشر تک
نکلیگی بعد مردن قبر بھی پھولونکی چادر سے
خرابات بنا ہی میکدہ کس رند کے غم مین

رقاصہ مسطورہ جس وقت غزل مندرجہ بخوبی گا کے خاموش ہوئی عامل شاہ نے اپنے ملازمون سے یہ اشارہ کہا کہ اس رقاصہ کو زر کثیر دیکر رخصت کرو اور دوسری رقاصہ سے کہو کہ حاضر بزم عشرت ہو کے روبرو ہمارے رقص و نغمہ کرے ان ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی دوسری رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہو کے بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازون کے مشغول رقص و نغمہ ہوئی جملہ اہل بزم اُسکی طرف متوجہ ہو کے رقص و نغمہ اسکا دیکھنے سننے لگے چونکہ عامل شاہ کو منظور ہوا ہی کہ یہ جشن برابر شب و روز سات روز تک ہو اور رعایا بھی اپنی جگہ خوشی و شادمانی ظاہر کرے ہر محلہ مین شہر کے بزم عشرت آراستہ کرے لہذا بادشاہ مذکور اور تمامی رعایا معروف عیش و عشرت ہی در خزانہ واہی غربا و مساکین کو زر و جواہر حسب الطلب دیا جاتا ہی ہر ایک خوش ہی شہر بھر مین ہر طرف عیش و عشرت ہی عامل شاہ بزم عشرت مین بیٹھا ہی امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ بھی بزم مسطور مین بیٹھے ہین رقاصہ رقص کر رہی ہی سب دیکھ رہے ہین جب نشہ شراب اُتر جاتا ہے ساقیان گلرخسار کشتیان بادۂ تند کی لا کے جام و ساغر مین شراب بھر بھر کے ہر ایک کو جام پر جام دیتے ہین اہل بزم شراب پیتے ہین ناچ رقاصہ کا دیکھتے ہین گانا سنتے ہین طعام لذیذ کھاتے ہین چونکہ عامل شاہ کے حکم سے سامان دعوت و ضیافت امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام اور اُنکے تمامی مردمان سپاہ کا نہایت تکلف و خوبی سے ملازمان عامل شاہ نے کیا ہی اس وجہ سے طعام انواع و اقسام کے نہایت خوبی و تکلف سے تیار ہوے ہین وقت غذا کھانے کے دسترخوان ایک مکان وسیع مین بچھایا جاتا ہی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی وغیرہ جملہ سرداران سپاہ وہین تشریف لیجا کے طعام لذیذ کھاتے ہین اور پھر بزم عشرت مین آکے ناچ رقاصان خوبرو کا دیکھتے ہین نغمہ اُنکا سنتے ہین پس بادشاہ لشکر اسلام اور امیر ثانی وغیرہ تو یہان جشن مین ہین مگر دیکھیے یہ جشن کب ختم ہوتا ہی اور امیر ثانی وغیرہ مع سپاہ کب یہان سے بتعاقب لاجورد شاہ و صلصال آگے روانہ ہوتے ہین —

داستان جانا لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کا ہمراہ ملکۂ دبدبہ آسمان شگاف کے جانب شہر شعبدہ

ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
زرد ہون جس سے عارض گلگون
رتبہ میرا جہان سے اعلی ہے
داد دے ایمن بجث ہے

کہ دکھاؤن سخن کا آب نیرنگ
سننے والا بھی سن کے دنگ رہے
ہر سخن اُردو سے معلی ہے
مین دکھاؤن جو معجزہ تقریر

وہ سناؤن تجھے مضمون
انوری کے نہ منہ پہ رنگ رہے
لن ترانی سے مجھکو نفرت ہے
جان پڑ جاے بول اُٹھے تصویر

میں دکھاؤں جو طبع کی گرمی شمع طور کلیم ہو خاموش	نہ رہے ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی بند میں ہوں جو زمزمہ پرداز	نہ رہے سنکے اہل بزم کو ہوش صدقے ہو روح بلبل شیراز

راویان خیریں مقال وحاکیان عدیم المثال اس داستان نادر کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ لاجورد شاہ
وصلصال بعد قتل ہونے قہرمان روئین تن کے اور بعد جنگ مغلوبہ وکشت وخون بسیار کے لشکر امیر ثانی
سے جو شکست کھاکر سراسیمہ وبدحواس مع تھوڑی سپاہ کے میدان جنگ سے بھاگ کر ہزاراں
خوف واندیشہ وتحمل سختی راہ دشت وکوہ کے ایک بیابان میں کنارے دریاے زخار کے پہونچا تھا
چونکہ کئی روز پے در پے شب وروز بھاگنے میں گذرے تھے خود بھی خستہ وماندہ ہوگئے تھے اور مردم سپاہ
بھی بھاگتے بھاگتے نہایت تھک گئے تھے گھوڑے بھی قریب المرگ ہوگئے تھے دریاے مذکور دیکھکر
ٹھہرے تھے ارادہ تھا کہ یہاں سے اسی وقت کسی طور سے آگے جائیں اگرچہ خستگی وصحرا نوردی
کے صعوبات سے ہلاک ہوجائیں ہنوز کوئی تدبیر اور کوئی صورت آگے بڑھنے کی بن نپڑی عاجز ہوکے
لاجورد شاہ صلصال سے کہنے لگا اب کیا تدبیر کی جاے اس دریاے کیونکر عبور کیا جاے اس بحر
زخار میں تو کوئی کشتی اور جہاز بھی نظر نہیں آتا ہے خوف امیر ثانی کے آنے کا ہے وہ ضرور مع جمعیت سپاہ کثیر ہمارے
تمھارے تعاقب میں اس طرف آئے ہونگے صلصال نے جواب دیا بہتر تو یہی ہے کہ یہاں سے بھی کسی طرف
روانہ ہوجیے کیونکہ جان کا خوف ہے بختگان نے تقریر لاجورد شاہ وصلصال بن دال بن دیو بن تمامہ جادو
کی سنکے برہم ہوکے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا اے خداوند اب کہانتک تقدیر گریزی کیے جائیگا
آخر کہیں قیام بھی کیجیے گا یا نہیں انکو بوجہ نہایت تھکنے کے قدم آگے بڑھایا نہیں جاتا ہے اور اسقدر رہروی
سے یہ نوبت پہونچی ہے کہ قریب ہے روح تن سے نکل جائے دیکھیے مردمان لشکر اور گھوڑوں کا کیا حال ہے
سوا انکے مجھے اور اپنے تئیں دیکھیے کہ اسقدر بھاگنے سے کس حال خراب کو پہونچے ہیں میرے نزدیک
تو مناسب یہ ہے کہ اب تقدیر گریز نکیجیے بس تقدیر گریزی کی حد ہوچکی اب تقدیر قیام کیجیے اگر خوف واندیشہ
امیر ثانی کے یہاں آنے کا ہے تو ہوا کرے اسی جگہ اُنسے لڑیے گا جو کچھ ہونا ہو وہ اسی جگہ ہوجائیگا اسی جگہ
پہر ہم سب اُنسے لڑ بھڑ کر مر جائینگے جھگڑا اور فساد جاتا رہیگا اول تو امیر ثانی اس جگہ جلد تر نہ آئینگے
دوسرے اگر آ بھی جائینگے تو آپ طبل جنگ نہ بجوائیگا وہ بدوں انتظار طبل جنگ بجنے کے رہینگے لشکر انکا
پڑا رہیگا اتنے دنوں میں کوئی صورت کسی طرف جانے کی نکل ہی آئیگی اور اگر آپ اس میرے کہنے پر عمل
نکیجیے گا تو خیر آپ کو اختیار ہے میں اب اس جگہ سے آگے نجاؤنگا مجھ میں طاقت اور قوت آگے جانے
کی نہیں ہے گھوڑا بھی میرا اب چلنے سے عاجز ہے لاجورد شاہ نے اُسکے کہنے سے کنارہ دریاے مذکور قیام
کیا تھا خیام وبارگاہ میں لب دریا استادہ کراکے فرودکش ہوا تھا اور کچھ ہرکارے واسطے اسکے روانہ
کیے کہ وہ جاکر مردمان رہگذر سے دریافت کریں کہ یہاں سے آبادی کتنی دور ہے آگے اسکے کس بادشاہ
کی علمداری ہے اور یہ صحرا ودریا کس کے قلمرو میں ہے ہرکارے روانہ ہوے تھے اور کچھ سوار لاجورد شاہ نے
اس واسطے مقرر کیے تھے کہ وہ امیر ثانی کے آنے سے آگاہ کریں ہنوز اُن ہرکاروں اور سواروں نے
ابھی کوئی خبر بیان نکی تھی اور لاجورد شاہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا پردے بارگاہ کے
اُٹھے ہوے تھے دریا کی سیر کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک کشتی مانند چرخ کمان کے تیر کے

اس طرف آتی ہی اُسپر ایک عورت نوجوان نہایت خوبرو زیور و لباس نفیس سے مزین بصد عز و رعونت زیر تکیہ بیٹھی ہوئی ہی چند کنیزین سامنے اُسکے دست بستہ حاضر ہین ہمی بالاجود شاہ قریب ہی رہا تھا اور اُسے دیکھ رہا تھا کہ وہ کشتی قریب آئی ہر ایک نے اُس کشتی پر اُس نازنین خوبرو کو مع چند کنیزون کے دیکھکر کہا یہ عورت کسقدر حسین ہی کہ اسکی کثرت ضیاے مہر حسن سے آنکھ کو یارا نہین ہی کہ بخوبی اُس کے رخ پُرنور پر نظر کرسکے اور زیور و پوشاک و آرایش کو اچھی طرح دیکھ سکے واقعی وہ کفار سچ کہتے تھے کیونکہ وہ نازنین ایسی ہی خوبرو تھی اُسکی تعریف حسن سراپا و زیور پوشاک و آرایش بخوبی تو کیا لکھی جاے لیکن بطرز اختصار یہ ہی کہ بمصداق نظم

شعلہ پیدا تھا دود پنہان مین
طور پر باندھی جو سے فیر روان
زلف ہی جو دل بیاض سحر
طرۂ زلف آہ مجنون تھی
حلقہ حلقہ نہین پر افشان تھا
دل صد چاک عشق نالان مین
اونچی چوٹی گندھی ہوئی شفاف
زلف کے نیچے تھا بلا کھڑا
جبین لے جا مین نور کی لہرین
دفتر حسن پر تھی بسم اللہ
زلف مین یون تھا وہ صبح انور
یا سویدا ے دیدۂ دل تھا وہ
تیغ میری تو جان لیتی ہی
سحر و آفت ہون قہر ہون کم ہون
پری خدمت سے یہ تو امر بعید
طاق ایوان حسن تھے ابرو
فتنہ محکوم چشم جادو تھا
نرگس گلشن حیا آنکھین
چھپ جاتی تھی جسے نرگس باغ
جام رکھے ہین طاق ابرو مین
ہین حلب کے آئینے رخسار
حیرت آئینہ دار عارض تھی
دیکھکر نور عارض رنگین +
اک شرارہ تھا برق عارض کا

کب شب زلف مین تھا فرق اظہار
نہر جاری تھی سنبلستان مین
بال باندھا ہو زلف کا مضمون
زلف تھی گیسوے شب عنبر
سنبل مار بھی وہ طرہ تھی
کوچہ زلف مین چراغان تھا
صفت جعد سے بھی موزون
نقرئی وہ پڑا ہوا موباف
اُسکی پیشانی کر رہی تھی بیان
گلشن رخ مین تھین روان نہرین
رخ تھا تفسیر صورت والفجر
جیسے آغوش شام مین ہو سحر
غمزہ کرتی تھی چشم ابرو پر
دوسری یہ جواب دیتی ہی
تو کرے گر مقابلہ مجھسے
وہ کرے اسکی کس طرح سے دید
ہر شمشیر ابرو سے بڑا ان
جو ایک پیشکار ابرو تھا
سحر و جادو مین تھین وہ آنکھین طاق
ملک خوبی کی تھین وہ چشم چراغ
خیرگی چشم کشتہ کرتی ہے
ہین لب لعل اُسکے شکربار
کوکب خال عارض تابان
آئینہ شرم سے ہو خانہ نشین
اسکا باب زیب کرتے تھے بہار

اوپچی تھی صبح کے تھے آثار
شب تاریک مین سحر تھی نہان
چاہ ہون جس پیچ سے مین بند حسن دون
دود شمع نگاہ مجنون تھی
موجۂ نکہت بنفشہ تھی وہ
چین گیسو مین مستون کی کلیان ہین
کوئی چوٹی کا ڈھونڈھیے مضمون
تھی وہ پیشانی ماہ کا ٹکڑا
صاف ہی عکس ماہ مجھ مین عیان
چین اک ابی تھی موج نگاہ
نون ابرو تھا آیت والفجر
خال رخ چشم حور کا ل تھا
کہتی تھی خلق مین نہین ہمسر
کون سی بات مین بھلا کم ہون
آو تو حاضر ہون لڑنے کو مجھ سے
بیت ایوان حسن تھے ابرو
گردش چشم تھی بہ رنگ فسان
گل گلدستۂ وفا آنکھین
قتل عاشق مین شہرۂ آفاق
پلکین یہ کیسے مست اگر دیکھین
واسطے کس کے دکھ یہ بھرتی ہی
کس چمک پر بہار عارض تھی
اختر طالع مہ کنعان
صاعقہ جسکو کہتی ہے دنیا
ہے بنا تھا غازۂ رخسار

تھی نہ دنبالہ دار چشم نگار
تنگی شمشیر تھا وہ دنبالہ

کیا صفت کیجے نوک مژگاں کی
کہ ورق دل کا بس الٹ ہی دیا

نور رخ میں نہ تھی عیاں بینی
شمع سورج مکھی میں تھی لو فشن

دیدہ مور و آب حیوان تھا
غنچۂ باغ لن ترانی تھا

تیغ مصری تھے وہ لب شیریں
یا لب ہوے تکلم سے تھے

لب وہ شمع زبان کا شعلہ تھے
وہ نہوے تو حسن ہو کب ہو

لب نازک پہ کب مسی تھی نمود
برگ سوسن چھپائے اپنے ہونٹ

کیسے جوہر شناس طبع نفیس
دانت ہیرے کی صاف کنیاں تھیں

پارے آئینہ حلب کے تھے دانت
دانت ابر مسی کے اولے تھے

وضع چاہ ذقن بلا کی تھی ہا
ماہ نخشب کنوین سے نکلا تھا

وہ بنا گوش تھا ستارہ صبح
غنیشتری سمجھتے تھے میخوار

ہی گلا یا کہ ہے صراحی کر
ہوے لینے میں کچھ نہیں تکرار

ہاتھ آیا ہی تیر کیا ہنسلو
موجۂ لب نہ تر نزاکت سے

دست رنگیں کا رنگ دیکھا کر
نور افزائے چشم شمس و قمر

نور کی اُسکی تھی وہ چھب تختی
دل ظالم سے بھی سوا تھیں سخت

ہو یہ مضمون دل پسندیدہ

گر ترک چشم میں تھی کشارہ
ناوک بچھلا تھا تیر مژہ

تشنۂ خون تھی ہر مسلمان کی
بینی انگشت قدرت یزدان

کشتی ابرو تھی بادبان بینی
تنگ حوروں کا ایسا کم تھا دہن

حلقۂ خاتم سلیمان تھا
لب جان بخش کا جو وصف لکھوں

جیسے جان عزیز دے شیریں
تھے اثر میں وہی لب پرنوا

آتش رنگ پان کا شعلہ تھے
جب دہن میں زبان ہو حرف سخن

عکس مژگان سے ہو گئی تھی کبود
نیلم ان ہونٹوں سے ہو ہمسر کب

تیغ لب پر دیا مسی نے کیس
گوہر معدن تکلم ہے

قطرے یا آب تیغ لگی تھے دانت
تا شنائی تھا اسکا سیب ذقن

باولی گلشن صفا کی تھی
گوش نازک تھے پارۂ الماس

یا منور تھا گوشوارۂ صبح
رشک نور سحر تھا نور گلو

مئے الفت سے بس لبالب ہے
صاف جلد بدن تھا آئینہ سان

بیچے تھے وہ ساعد و بازو
دست رنگیں تھا دست پنجۂ گل

رنگ یاقوت ہوتا دست نگار
مطلع آفتاب صبح و صفا

قہر تھی چھاتیوں کی بھی سختی
تہکے تھے وہ پستان سے تھے

تو رسینہ ہوا تھا بالیدہ

ترکش تیر تھا وہ دنبالہ
کہ خدنگ قضا تھا تیر مژہ

صف مژگان نے کام ایسا کیا
تھی برائے نشان دہی سوہان

بینی در رخ پہ تھا نیا جوبن
قفل دروازۂ عدم تھا دہن

سر اسرار غیب دانی تھا
کلی آب حیات سے کر لوں

تہ پر طائر تبسم سے تھے
نوش دارو پئے دل رنجور

باغ ہو طوطیے شکر لب جو
انگشت لب سے عیاں ہو حرف سخن

دیکھے مسی ملے جو اسکے ہونٹ
مسی آلودہ دیکھکر وہ لب

دانت وہ موتیے کی کلیاں تھیں
وہ ہر غنچہ تبسم سے

صاف ہنسنے نے عقدے کھول دیے
تانگی کھاتی تھی فریب ذقن

تل ذقن پر نہیں ہویدا تھا
دو ستارے قمر کے تھے چپ راس

گردن ایک موتی تھا صراحی دار
شمع بزم قمر تھا نور گلو

غبغب اسکا ہی شکل چہ تیار
حرف باتوں کے تھے گلے سے عیاں

شاخ نخل گل لطافت ہے
انگلی انگلی تھی شمع شعلۂ نور

سینہ تجلت دہ فروغ سحر
تاجلب شب برات نمیا

کوئی شی اسقدر نہیں ہر کر سخت
صفت سرخاب آبحیوان تھے

آئینہ صاف تھی وہ جلد بدن

منعکس دو طرف تھا سیب ذقن
چشمۂ نور تھا لطافت مین
لوح الماس مین پڑا تھا بال
گر بیان پہ پہونچے خضر عقل بشر
سایۂ موے گیسوے خب تدر
دم نظارہ شک یہ ہوتا تھا صاف
پیچ ہے تھا نور کا کمر کولا
دونون ساقین تھین دو ستون بلور
اسکے تلوے کا اک جواب تھا چاند
دم رفتار پشت پاے صنم
کہیے سرو حدیقۂ اعجاز
گر تدرو اسکی دیکھ لیتا چھاؤن
اک نمک خوار تھی ملاحت بھی
عضو اک اک بدن کا چست و گداز
جسقدر چاہیے بس اتنا تھا
ختم کرنا ستم ستم کی جگہ
پھر دل ناز تیغ بران تھا
بانیٔ غمزہ و کرشمہ و ناز
سن لے سحبان تو دل مین ہو خجل
کیا بیان کیجیے کہ کیا تھی وہ
کسقدر زرق برق تھی پوشاک
جسکی پرتو سے چادر مہتاب
نخل قامت پہ چڑھ گئی تھی بیل
گوٹ لوذات کی وہ زر آگین
موجۂ رنگ گل تھا دامنگیر
سوسنی کاج کا وہ انگرکھا
چاند پر جیسے اودی اودی گھٹا
نور آگین وہ تنگ و چست انگیا
رنگ گل کی تھین ڈوریان اسکی
پاجامہ کا گلبدن گلنار
صاف چھڑیان تھین طرۂ سنبل

شکم آبدار شہر طلسم
قرص کا نور تھا صباحت مین
اپنی نظرون مین تو وہ موے کمر
جادۂ راہ نازکی تھی کمر
کمر ناز مین مین ناف اس طرح
عارض حور مین گڑھا ہو کہ ناف
ساغر ماہ کا سر زانو
دونون ساعد تھے رشک ساعد حور
فرش گل پر اگر چلے وہ نگار
صاف دکھلاتا روے نقش قدم
نخل باغ مراد قامت تھا
پھر نہ رکھنا کبھی زمین پہ پاؤن
تمکنت اسکی باندیون کا تھا نام
کج بلا قہر ادا ستم انداز
دیکھنا ناز کا محل جس جا
رحم کھانا آے کرم کی جگہ
قتل کرنے کی یاد سب گھاتین
موجد طرز عشوہ و انداز
شوخ و طرار وہ بات مین قہر
غرض اک قدرت خدا تھی وہ
نشۂ نو بادۂ جوانی کا کو
چاک ہووے کتان کی طرح نقاب
موج مین چاندنی کی چھڑیان
لو سر ایک شربت شیرین
جلوہ دکھلا رہی تھی یون وہ چمک
اور وہ باریک تھا حریر سا
زرد اطلس کی گوٹ جلوہ نما
سب طرح قطع مین درست انگیا
جو کٹوری کا اسکی بنگلا تھا
خنجری ایک ایک خنجر دار
یون بنت گوکھرو تھا اپہ عیان

صاف تھا آسمان شہر طلسم
تھی موے کمر کی ہو یہ مثال
دیدۂ ناف کا تھا تار نظر
پاتا تھا موے بیان غیرت بدر
میم لفظ کمر مین ہے جس طرح
ہاے پایا تھا کیا کمر کولا
ساق پا دست ساتھے مہر و
سورج اس پشت پاکے آگے تھا ماند
رنگ گل پشت پاسے ہو اظہار
قد تھا وہ نونہال گلشن ناز
چلنا ہنگامۂ قیامت تھا
اسکی سرکار حسن و خوبی کی
ناز و انداز خانہ زاد غلام
موزون ناز و غرور و غمزہ تھا
اک ادا سے وہین ادا کرنا
غمزہ نشتر زن رگ جان تھا
غیرت سحر سامری باتین
روزمرہ بہت فصیح و لطیف
آفت روزگار و فتنۂ دہر
کتنی سج دھج سے ٹھیک وہ بیباک
اوڑھنی وہ جامدانی کا
عشق پیچان ہی صاف آڑی بیل
یون گل افشان تھین جیسے پھلجڑیان
چمک اسمین ہے کب وہ جلوہ پذیر
جیسے ابر تنک مین نکلے دھنک
بدن اسمین سے یون تھا نور افزا
صاف ہم رنگ عاشق شیدا
وہ گلابی کٹوریان اس کی
دلکشا کوٹھی کا نمونہ تھا
ہر کلی پانچے کی غنچۂ گل ہو
برق جیسے شفق مین جلوہ کنان

گو کھرو وہ مرلقش الفت کو
موتی ایک ایک گوہر شب تاب
کرن اس نور کی منور تھی
اطلس نور بھی ہو جسپر لوٹ
ساق نور آستین دیتی تھی یون لمع
کچھ وہ طول امل سے بھی ہے فزون
شلوکین آستین قیصر و چین کی
تازیانہ برائے توسن ناز
بالیان پہنے وہ مرصع کار
ساخت بھی انکی اس طرح سے کی
تارے گوندھے تھے جائے مروارید
پارۂ آبگینۂ خورشید
عقد پروین سپہر حسن پہ تھا
یہ جلا اور یہ لعاب کہان
سر کی چوٹی کا دیکھکر طاؤس
سحر حشر کا ستارہ تھا
دیکھکر زیب گوش ہر جھالا
جھاڑ پایا موتیون کا روشن ہے
بجلیان رشک برق ابر بہار
صاف ترتھین چراغ دامن برق
ہیکل اس حور کی تھی پرافسون
دیکھتی اسکو حور خلد اگر
نورتن بازوون پہ یون تابان
تھا خجل نورتن سے بھی کندن
نور کے پور پور وہ چھلے
شاخ گل کی طرح وہ گل کھائے
تھا گلے مین وہ نور کا مالا
قیمت اسکی خراج ہفت اقلیم
وہ پری بند دست رنگین کا
عشق پیچہ تھا دست رضوان مین
وہ مرصع تھے زیب دست کڑے

دین جو تیرہ بدین تو صحت ہو
چمکی ایسی چمک دمک کی تھی
صاف مژگان چشم اختر تھی
ہر چکلی کی آب یون تھی عیان
جیسے فانوس سرخ رنگ مین شمع
بنفشہ پتے کا برق افگن دل
اور وہ جڑ سین قیامت اس کی
سر سے پا تک وہ گوہر خوبی
تھے لگے جسمین گوہر شہوار
دیکھے جب انکو جوہری فلک
ہر نگین تھا سوائے مروارید
عقل اس جا پہ دنگ ہوتی تھی
یا عرق روئے مہر حسن پہ تھا
تھے کانون مین تھے جواہر کے
مار گیسو تھا جان سے مایوس
کانون مین موتیون کے جھالے تھے
کہے بے شبہہ دیکھنے والا
بجلیان کانون مین جڑاؤ تھین
دل عاشق کو صاعقہ کردار
حلقۂ چشم مہر تھا بالا تو
غیرت افزائے ہیکل گردون
دل سے تا حشر رہتا اسپہ نثار
تارے جسطرح گرد کا ہکشان
کیا کہون کنوتی تھا کیا وہ رنگ
دل عاشق کے چور وہ چھلے
وہ جہانگیریان تھین برق نظیر
موتی ایک ایک حسن مین جسکا
طوق تھا وہ جڑاؤ گردن مین
دام تھا مرغ جان پروین کا
کیا پری بند کی پری ہے نظیر
بے بہا تھے جواہر آگین جڑے

موتیون کی بنت ہے وہ نایاب
چشم اختر تلک جھپکتی تھی
سبز اطلس کی پاینچون مین وہ گوٹ
جیسے سبزہ پہ موج آب روان
طول کیا پاینچون کا عرض کرون
تھا وہ ٹھہا سحاب دامن دل
نور کا وہ ازار بند دراز
عطر مین موتیے کے ڈوبی ہوئی
بالیان وہ جڑاؤ ہیرے کی
مہر و مہ کی لگائے وہ عینک
نور چشم نگینۂ خورشید
زیب گوش اسکے وہ تھے موتی
در شبنم مین ایسی آب کہان
گرد بالکل تھے جن مین موتی لگے
کب وہ صبح جبین پہ ٹیکا تھا
ابر گیسو کے پاکر چھالے تھے
شب گیسو مین سانپ کا من ہے
چھلیان ہیرے کی تھین جسمین نگین
بجلیان دونون برق خرمن برق
حسن مین بدر سے بھی تھا بالا
خوشنما کیا تھے اسکے کولے پر
یا دہیکل گلے کا رہتی ہار
یہ سنہری تھی اسکی جلد بدن
ہر نگینہ کا ڈاک تھا وہ رنگ
ایک بھی حور کے جو ہاتھ آئے
قاتل ہوش و جان عالم گیر
صدف حسن کا تھا در یتیم
پڑتا تھا عکس جسکا دامن میں
حور کیا وہ نگاہ غلمان مین
پائے وزد حنا مین تھی زنجیر
دست نازک مین تھے کڑے اسطرح

شاخ گل مین لگے ہون گل جس طرح
صاف کنگن طلائی اُتر کے تھے
چلنا اُسکا تھا دست برد شکیب
زر خلخال یا زر گل تھا

شک یہ تھا اُنپہ دیکھکر مینا
جلوے روکش ضیاے مہر کے تھے
زیب پا اُسکی کب تھی وہ خلخال
شور خلخال شور بلبل تھا

ہر زہرہ آفتاب پر مینا
جلوہ گر پاؤن مین تھی کیا پازیب
جسکے دیکھے سے ہووے دل پامال

ایسی نازنین خوبرو بناؤ سنگار کیے لباس و زیور پہنے ہوئے دریاے جواہر مین غوطہ مارے جیب کشتی پر قریب کنارے دریا کے آئی ہر ایک اس کو دیکھکر اُسکا خریدار ہزار جان سے ہوا خصوص لاجورد شاہ تو اُسے دیکھکر ایسا مایل ہوا کہ جام ہاتھ سے رکھکر بنظر شوق اُسے دیکھکر تدبیر اُسکے وصل کی سوچنے لگا اور اُسکے عشق مین بار بار آہ سرد بھرنے لگا اور تن تن کے ڈاڑھی ہٹکارکے مونچھون پہ تاؤ دیکے اپنی صورت زشت کو نزدیک اپنے اچھی جانکر اُسے دکھانے لگا اور تاج اپنے سر پر غرور پر دمبدم کج کرنے لگا اور اقرارے سے اشتیاق وصل ظاہر کرنے لگا نازنین مذکور اُسے دیکھکر پہلے اپنے دل مین سمجھی کہ یہ شخص لمبی داڑھی والا دیوانہ ہے دماغ مین اُسکے خلل ہے یا یہ مسخرہ ہے کہ ادھیڑ ہوکر مسخرا پن کرتا ہے یا واقعی صحیح المزاج ہے اور عاشق ہوکر عشق اپنا ظاہر کرتا ہے تھوڑی دیر تک وہ پری جمال خوش خصال دزدیدہ نظر سے جانب لاجورد شاہ دیکھا کی اور دیوانہ یا مسخرہ اُسے جانکر منھ پھیر کر مسکرایا کی کنیزین اسکی لاجوردشاہ پر پھبتیان کہنے لگین کسی کنیز نے کہا یہ آدمی ہے یا نسناس ہے انسان کی تو صورت ہے افعال حیوان کے ہین کسی نے کہا یہ بن مانس نہین ہے جل مانس ہے اسی دریا سے شاید نکلکر ہوا کھانے کنارے دریا کے بیٹھا ہے کوئی بولی اسکی صورت بعینہ موچھندر کے ہے غرض اسی طور سے کنیزون نے بہت سی پھبتیان کہین اور چلبلین اپنی ملکہ کو بھی ہنسایا بعد ازان اُس نازنین نے اپنی ایک کنیز سے کہا ذرا پوچھو تو اس شخص سے کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے اسقدر آدمی تیرے ہمراہ کیون ہین یہان کس غرض سے قیام پذیر ہے کنیز نے حسب الحکم اپنی ملکہ کے لاجوردشاہ سے پوچھا اے شخص سچ کہہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے یہان کیون ٹھہرا ہے تیرے ہمراہ یہ فوج کیون ہے کیا تو دجال ہے جلد اپنے حال سے آگاہ کر ملکہ ہماری تیرے حال سے باخبر ہونا چاہتی ہین لاجوردشاہ یہ سُنکے مسکرایا سمجھا کہ اس نازنین کو بھی مجھسے الفت ہوگئی ہے صورت دیکھتے ہی مائل ہوگئی ہے یہ سمجھکر ہنسکر کہنے لگا اے عورت اپنی مالکہ سے کہدے کہ تو اسقدر جلد اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئی غضب کیا جسنے تجھے یہ حسن و جمال دیا اپنے دست قدرت سے بنایا یہ عزت و توقیر دی اُسی کو بھول گئی یہ کہکے کہنے لگا ہم خداوند لاجوردشاہ صاحب عز و جاہ وہ نازنین یہ تقریر خداوند مذکور کی سنکے قہقہہ مار کر ہنسی اور بے اختیار بولی کہ تمکو کس نے خداوند بنایا ہے یا بجاے خود تم خداوند بن بیٹھے ہو کچھ قدرت بھی رکھتے ہو یا نہین لاجوردشاہ نے جواب دیا مین خداوند یقینی ہون کچھ شک نہین کسی نے مجھے خداوند بنایا نہین ہے نقلی خداوند نہین ہون خداوند اصلی ہون مین نے تجھکو اور تیری کنیزون کو اور ہر ایک کو پیدا کیا ہے مجھ مین ہر طرح کی قدرت ہے نازنین نے پوچھا یہ تو کہیے کہ آنا کہان سے ہوا ہے لاجوردشاہ نے جواب دیا کیا کہون کہان سے آیا ہون اسکا حال نہ پوچھو نازنین مذکور نے جب اصرار کیا لاجوردشاہ نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکے

آبدیدہ ہوکے کہا کہ مین نے کچھ بندے عالم خواب و نشہ شراب مین ایسے سرکش و بہادر و تن ناخشنو پیدا کیے
ہین کہ وہ مجھکو ہدایت کرنے سے بھی سجدہ نہین کرتے بلکہ میری توہین و ایذارسانی و قتل پر آمادہ ہین لاکھ
لاکھ اُنسے کہتا ہون کہ مین نے تم کو پیدا کیا ہی کیا غضب کرتے ہو میرے قتل پر آمادہ ہو خداوند
کو اپنے ناراض کرتے ہو قہر خداوندے نہین ڈرتے ہو مجھے چھوڑکر خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہو
اپنے تئین مسلمان مشہور کرتے ہو دیکھو برا کرتے ہو مگر وہ بندے ایسے سرکش ہین اور ایسے قوی ہین
کہ سرکشی سے باز نہین آتے ہین مجھسے بخوبی نہین ڈرتے ہین بلکہ میری آزاررسانی کے درپے ہین چاہتے
ہین کہ مجھے پکڑکر قتل کرین مین اُنکے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون جہان مین جاتا ہون وہ لوگ
واسطے میرے قتل کے بجمعیت سپاہ کثیر آتے ہین اکثر جگہ گیا اور چاہا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے ایذا نہ پہونچے
مگر وہ مسلمان ایسے سرکش ہین کہ جہان مین گیا وہان وہ بھی پہونچے بالفعل کوہ بیضا کی طرف سے
ادھر آیا ہون نہایت پریشان و مضطر ہون لڑائیون مین تمام فوج میری اہل اسلام نے قتل کی ہے یہ
تھوڑی فوج اب باقی رہی ہے اکثر ان بندگان قوی سے میرے لشکر نے شکست کھائی ہے نازنین مذکورہ
یہ تقریر لاجوردشاہ کی سن کے منہ پھیر کر کہنے لگی اب معلوم ہوا کہ آپ خداوند عجب گوڑے ہین اپنے بندون سے
بھاگتے پھرتے ہین کچھ اُنسے بس نہین چل سکتا ہے بڑا تعجب ہے کہ آپ خداوند ہوکے اپنے بندون سے
ڈرتے ہین اور بارہا بھاگتے ہین یہانتک کہ اس جگہ بھاگ کر آئے ہین لاجوردشاہ نے جواب دیا اے
بندی مین آگاہ ہو کہ قدرت تو سب کچھ ہے مگر مین اُنکو نیست و نابود نہین کرسکتا وجہ اسکی یہ ہے کہ جب
مین نے چاہا کہ اپنا قہر اُنپر نازل کرون اور اُنھین خبر ہوئی تو اُنھون نے شب کو افعال سے توبہ
توبہ کرکے مجھے سجدہ کیا مین نے اُن سے خوش ہوکے عذاب و قہر نازل نہین کیا وہ مطمئن ہوکے
پھر مجھسے منحرف ہوجاتے ہین اور آمادہ قتل بھی ہوتے ہین پھر مجھے غصہ آتا ہے پھر تقدیر اُنکے ہلاک
کرنے کی کرتا ہون پھر وہ اپنی خطاؤن کے مقر ہوکے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین اور بعد
عاجزی تاریکی شب مین مجھے بجاے خود عرض کرتے ہین کہ اے خداوند ہمارے ہماری تقصیرون
کو معاف کر یہ کہکے مجھے سجدہ کرتے ہین مجھے اُنپر رحم آجاتا ہے عذاب اُنپر کسی طرح کا نازل نہین
کرتا ہون دن کو وہ منحرف ہوکے پھر میری خونریزی کے درپے ہوتے ہین اسی سبب سے اتنا زمانہ گذرا کہ
مین نے اُنکو نیست و نابود نہین کیا اُنکی جفا اُٹھا کے تحمل کیا ہے اور یہ خیال کیا ہے کہ شاید کسیوقت مین یہ بندے میرے ایسی
راہ پر آجائین کہ پھر مجھسے کبھی منحرف نہون نازنین مذکور یہ سنکے بہت ہنسی اور کہنے لگی آپ خوب خداوند ہین کہ
اپنے بندون کے ہاتھ سے مصائب اُٹھاتے ہین اور ایک مرتبہ اُنکو ہلاک کر نہین ڈالتے ہین یہ کیا ہے کہ کبھی
قہر کرنے کا ارادہ ہوتا ہے کبھی رحم کیا جاتا ہے یہ تو ہماری سمجھ مین کچھ بات نہین آتی ہے بظاہر ہمین یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آپ خداوند بھی نہین ہین اگر خداوند ہوتے تو قدرت مار ڈالنے کی بھی ضرور ہوتی اگر پیدا
کیا تھا تو مار بھی ڈالتے پس ہمنے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ آپ نے اُنکو نہ تو پیدا کیا ہے
نہ آپ اُنکو ہلاک کرسکتے ہین یہی وجہ ہے کہ آپ اُنسے بھاگتے ہین لاجوردشاہ نے جواب دیا
اے بندی قدرت تو سب مجھے جھوٹا جانتی ہے میرے کہنے کا یقین نہین کرتی ہے مین بیشک خداوند
ہون سب مجھسے ہلتی ہے مین تنہا اس بلا مین مبتلا نہین ہون زمرد شاہ باختری وغیرہ

خداوند بھی میری طرح اُنھین مسلمان یا سرکش و قوی کے ہاتھ سے بھاگے ہین آخر تنگ آکے وہ سب خداوند
تو اپنے بندون سے روپوش ہوکے اور نہایت ناراض ہوکے باغ ارم مین دہر سے چلے گئے ہین بلکہ اُنکے
جانے کے بعد مسلمانون کی چڑھائی رہا کرتی ہی بار بار لڑائی ہوئی ہی کشت و خون ہوتا ہے ایک روز مین
بھی مانند زمرد شاہ باختری وغیرہ خداوندون کے تنگ ہوکے روپوشی اختیار کرونگا حالانکہ مین خداوند واقعی
ہون اورون کی طرح بنا ہوا خداوند نہین ہون لیکن بدرجہ مجبوری مجکو بھی روپوشی اختیار کرنی ہوگی بختگان نے
گفتگوے لاجورد شاہ سُن کے جھلا کے کہا یہ کیون نہین کہتے کہ ہمین بھی تقدیر کرنا آتی ہی جب بھی تقدیر
کرنا آتی ہی یہ نہین بلکہ یہ کہکے اُس نازنین سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ اے اختر سپہر حسن و جمال و اے ماہ منیر
فلک خوبی و عدیم المثال واضح ہو کہ ہمارا خداوند عجب اصلی تقدیر کرنے والا خداوند ہی جب کوئی بُری
تقدیر اُن مسلمانون کے حق مین کرتا ہی تو وہ اچھی ہو جاتی ہی اور جب اپنے دوستون کے واسطے اور
ہم لوگون کے لیے کوئی تقدیر اچھی کرتا ہی تو وہ پلٹ جاتی ہی یعنے بُری ہو جاتی ہی یہ خداوند تازہ بلاؤن
مین مبتلا ہو جاتے ہین اسی سبب سے آجتک خرابیون اور پریشانیون مین رہے ہین اور یونہین
رہینگے اب تم اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کرو کہ تم کس صدف بحر خوبی کی گوہر اور کس چمن آرزو
کی گل تر ہو اور اس بحر زخار و ناپیدا کنار مین کس طرف سے آئی ہو اور کچھ حال اپنا اور اپنے
ملک کا بیان کرو اور اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے بھی آگاہ کرو اُس نازنین نے جواب دیا سب مجھکو
ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف کہتے ہین اس دریا کی حاکم ہون اور نام اس دریا کا محیط حیرت انگیز ہے
اور یہ سرحد ہی ملک شعبدہ کی ہمارے خداوندون نے یہ ملک اپنی قدرت سے آباد کیے ہین نام ہمارے
خداوند کا تمثال آئینہ رو ہی یہ دریا بھی خداوند نے پیدا کیا ہی اسکا حاکم مجھے کیا ہی اگر تم ہمارے خداوند
کو دیکھو تو فوراً سجدہ کرو کیونکہ وہ عجب خداوند ہی بڑے بڑے پہلوانان نامی و عاملان و شاہان گرامی
اُسکے مقابلہ کے واسطے سپاہ کثیر لیکر آئے لیکن جب ہمارے خداوند نے نقاب اپنے چہرۂ زیبا سے
اٹھاکر رخ زیبا اپنا اُنھین دکھایا اور اُن سرکشون نے جمال خداوند کو دیکھا ساری سرکشی اُنکی اُنکے
سر سے نکل کر دور ہوئی فی الفور اُنھون نے بہ نیت و بتصدیق دل خداوند موصوف کو سجدہ کیا اور یہ بھی اکثر
ہوا ہی کہ سرکشان دہر نے جب جمال خداوند پر نظر کی تاب نظارہ جمال خداوندی نہ لاکر بیہوش ہوگئے
جب اُسے ہوش آیا تو خداوند کو سجدہ کیا اور تمام نخوت سے دور ہوگئی خداوند کے مطیع و
فرمانبردار ہوگئے تمھارے خداوند کی طرح ہمارے خداوند نہین ہین کہ اپنے بندون سے بھاگین
اُنسے کچھ بس نہ چلے اُنکی شکایت کرین آپ قدرت نہ رکھین کہ اُنھین نیست و نابود کر سکین یا اُنکو مطیع
اپنا نکر سکین اُنکے قلوب کو اپنی طرف متوجہ نکر سکین بختگان نے اس نازنین کی تمام گفتگو سُن کے
کہا اے ملکہ ہم لوگ تمھارے خداوند کے دیکھنے کے بہت مشتاق ہین تمھارے کہنے سے نہایت شوق
اُنکے جمال کے دیکھنے کا ہوا ہی جبتک زیارت چہرۂ خداوند نکر لینگے کسی طرح ہمارے دل کو قرار نہ آئیگا
کہین جلدی اپنے خداوند کو ہمین دکھادو اگر تمھارے امکان مین ہو ملکہ دبدبۂ آسمان شگاف نے
کہا اچھا کیا مضائقہ ہی جمال خداوندی کو دیکھ لینا جو میرے امکان مین ہی کرونگی مجھے انکار نہین ہی پہلے مین
تمکو ملک شعبدہ مین پاس وہان کے حاکم ملک بہرام خبر شکار کے پہونچاے دیتی ہون چندے وہان

قیام کرنا حال تمھارا خدمت خداوند مین عرض کیا جائیگا جس وقت حکم ہوگا خدام تمکو زیر عرش لیجائینگے
تم وہان جاکر بالحاح وزاری دعا کرنا اگر خداوند کو تمھاری عاجزی پسند آئی اور دعا تمھاری قبول درگاہ
خداوندی ہوئی تو دریچہ قدرت وا ہوگا چہرہ خداوند دریچے سے باہر نکلے گا تم جمال جہان آرائے خداوند کی
زیارت کرلینا اور سجدہ کرنا بختگان نے کہا تمنے جو کچھ کہا ہمین منظور ہے لیکن ہمارے پیچھے ایک شیر غضبناک
مثل ایک اژدہا ہے وہ ان واسطے ہمارے ہلاک کرنے کے چلا آتا ہے اور وہ شیر غضبناک واقع در وہان
امیر ثانی ہے کہ جسکا حال تم ہمارے خداوند سے ابھی سن چکی ہو وہ ایسا قوی و بہادر صاحب لشکر کثیر ہے کہ ہمارے
خداوند اس سے عاجز ہین اگر ملک شعبدہ مین جانے سے اُس دشمن مذکور کے ہاتھ سے بچ جائین اور وہان
جاکر پناہ و امان پائین اور بہرام شیر شکار حاکم وہان کا بہادر ہو امیر ثانی اور اُسکے سرداران سپاہ اور مردم
لشکر سے لڑسکے اور ڈرتا نہو تو البتہ وہان جانا ہم لوگون کا اچھا ہے اور اگر بہرام شیر شکار مانند آہو یا شغال کے
خاصیت رکھتا ہو اور اُسکے پاس لشکر نہو یا سپاہی نہو تو امیر ثانی سے ڈرکے اُنسے مقابلہ نکرسکے اور ہمکو
پناہ نہ دے سکے تو وہان جانا ہم لوگون کا بیکار ہے اور تمھارا بھیجنا بھی ہم سبکو ایسی جگہ بیفائدہ ہے ملکہ دیدہ
آسمان شگاف نے کہا بہرام شیر شکار وہ بہادر و شجاع ہے کہ اُسکی بہادری اُسکے نام سے ظاہر ہے سوا اسکے
اُسکے پاس سپاہ اور سامان جنگ بہت ہے کیا مجال امیر ثانی یا اور کسی بادشاہ سرکش کی کہ ملک شعبدہ پر
لشکر کشی کرسکے اور یہان آکے زندہ جاسکے سلاطین جہان یہانکی لشکر کشی کے خیال سے ڈرتے ہین اول تو
کون ایسا بادشاہ ہے کہ جو ہمارے خداوند کا مطیع نہین ہے اور انھین سجدہ نہین کرتا ہے اگر کوئی بادشاہ ایسا بھی
ہو کہ وہ ہمارے خداوند سے منحرف ہے تو اُسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ خوف سے ادھر آنے کا نام بھی
نہین کرتا ہے اگر امیر ثانی تم لوگون کے تعاقب مین یہان آئینگے تو بہت پچھتائینگے نہ وہ زندہ رہین گے
نہ اُنکے لشکر سے کوئی زندہ بچکر جائیگا سب پر خداوند کا قہر نازل ہو جائیگا بہرام شیر شکار ہر ایک کا مانند
آہو کے شکار کرے گا بختگان نے کہا اے ملکہ جو تمنے کہا ہے واقعی تمھارے خداوند قدرت اُن اہل اسلام
کے برباد و نیست و نابود کردینے کی رکھتے ہین اور بہرام شیر شکار زبردستان روزگار سے ہے یا تم مبالغہ کرتی ہو
ایسا نہو کہ جلوگ تمھارے کہنے سے ملک شعبدہ مین جائین اور امیر ثانی بجمعیت سپاہ کثیر آجائین
بہرام شیر شکار خود امیر ثانی کا شکار ہوجائے ملک شعبدہ برباد ہوجائے خداوند تعالٰی آئینہ رو بھی
ہمارے خداوند لاجورد شاہ کی طرح کوہ بکوہ صحرا بصحرا شہر بشہر سراسیمہ و حیران و پریشان ہون امیر ثانی عالی
مکان کے ہاتھ سے شکست کھاکر پھرین ملکہ بد بسمان شگاف نے کہا اے بختگان کیا بیہودہ بکتے ہو بس ایسے
واہیات کلمات اپنی زبان سے نہ نکالو ہمارے خداوند کی نسبت ایسے کلمات کہتے ہو نہایت بے ادبی
کرتے ہو مین ڈرتی ہون کہ کہین برق قہر خداوند سے ہلاک نہو جاؤ تم جیسے اپنے خداوند کو بزدلا اور بھگوڑا
و بے قدرت و مجبور جانتے ہو ویسا ہی ہمارے خداوند کو سمجھتے ہو بہتر یہی ہے کہ جلد توبہ کرو بختگان نے
پوچھا اے ملکہ آپ نے میرا نام کیونکر معلوم کیا اُسنے جواب دیا مینے اپنے علم سے دریافت کیا اور اگر کہو تو
تمھارے باپ دادا کے نام بھی بتادون بختگان یہ سُن کے حیران ہوا اور کہا اے ملکہ دیکھو مین تمھارے
سامنے توبہ کرتا ہون اب تمھارے خداوند کی نسبت ایسے کلمات نہ کہونگا معلوم ہوا کہ تمھارے خداوند
قدرت و طاقت رکھتے ہین اور بہرام شیر شکار بھی زبردستان روزگار سے ہے ہمکو تمھاری اس تقریر سے

اطمینان ہوگیا اب ہمین یہان سے جلد ملک شعبدہ مین لے چلو اول تو حال خداوند مثال آئینہ رو کے دیکھنے کا اشتیاق ہی دوسرے یہان ہمکو خوف اپنی جان کا ہی ڈرتے ہین کہ ایسا نہو امیر ثانی یہان آجائین اور ہمین قتل کر ڈالین ملکہ دبدبہ آسمان شگاف نے گفتگو نجتگان سنکے اپنی کشتی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا فوراً وہ کشتی خرد ایک جہاز کلان ہوگیا نجتگان اور لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کشتی کو جہاز ہوجاتے دیکھکر نہایت متحیر ہوے نجتگان تاب ضبط نلاکر بول اُٹھا اے ملکہ اس وقت آپنے کوئی سحر پڑھا یا کوئی در شعبدہ کیا یا نظر بندی کی یا اور کوئی عمل عجیب و غریب کہ جس سے چھوٹی کشتی ایک جہاز کلان ہوگیا اُسنے مسکرا کے جواب دیا اے نجتگان یہ تمنے کیا امر عجیب و غریب دیکھا ہی آیندہ دیکھنا کہ تمھاری عقل اسکے سمجھنے سے قاصر ہوگی یہ کہکے نجتگان سے کہا اب تم سب لوگ اس جہاز پر بیٹھو اور جملہ مال و اسباب لادو یہ سنکے نجتگان و لاجورد شاہ و صلصال خوش ہوے خوش خوش ہونے کے اُسی وقت اُس جہاز پر سوار ہوے پھر جملہ مردان لشکر ہمراہی تمام گھوڑے ہاتھی شتر خیام و بارگاہ کو اُس جہاز پر لے گئے جب سب انسان و حیوان جہاز پر سوار ہوچکے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف نے سوے جہاز دیکھکر پھر اشارہ کیا وہ جہاز مانند اگن بوٹ کے ایک سمت روانہ ہوا بعد تھوڑے زمانہ کے ملکہ مذکور نے اُس بحر زخارسے ملک شعبدہ مین اسطرح پہونچا دیا کہ ہر ایک کو حیرت ہوگئی اور بجاے خود کہنے لگا یہ کام سحر کا ہی کسی نے کہا جب یہ ملک شعبدہ کی سرحد تھی تو یہان کے رہنے والے شعبدہ باز سب ہوگئے منجملہ اُنکے یہ ملکہ بھی شعبدہ باز ہی کسی نے خیال کیا کہ سحر و شعبدہ یہ نہین ہی یہ کوئی اور ہی ترکیب و حکمت ہی کہ جسے ہم سمجھ نہین سکتے ہین غرضکہ جب وہ جہاز کنارے پر پہونچا ہر ایک شخص جہاز سے اُترکر خشکی مین آیا ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بھی جہاز سے اُترکر نجتگان وغیرہ کے ہمراہ چلی اثناے راہ مین نجتگان پوچھتا جاتا تھا کہ اے ملکہ یہ وہی شہر شعبدہ ہی یا اور کوئی شہر ہی وہ کہتی تھی یہ اور کوئی شہر نہین ہی خاص شہر شعبدہ ہی ایسے ہی چند شہر ہمارے خداوند نے سوا اسکے اور بھی آباد کیے ہین لاجورد شاہ اور صلصال اور نجتگان وغیرہ مکانات شہر و مردمان شہر و بازار شہر عجائب و غرائب شہر شعبدہ کو دیکھتے ہوے حیران ہوتے ہوے بجاے خود شہر کی تعریف کرتے ہوے سوار چلے جاتے تھے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بھی سوار چلی جاتی تھی ہر ایک شہر کو دیکھکر مانند آئینہ کے حیران تھا کیونکہ وہ شہر خوبی پاکیزگی و آبادی مین ایسا تھا کہ مصداق نظم

نے خزان اسکے باغ کی تھی کبھار
غیرت نور صبح صادق تھی
صاف و آراستہ ہر اک بازار
دلکش و خوش قطع و عالی شان

ساکن شہر سب خوش و خرم
فرزمین جلوہ سواد و بہار تو
جو عمارت تھی سحر آگین تھی
خوش قرینہ مسطح و ہموار

واسدا غنچہ دل عالم تھا
رشک شام امید عاشق تھی
غیرت قصر لندن و چین تھی
کان حسن و وفا ہر اک دکان

لاجورد شاہ و صلصال و نجتگان وغیرہ سیر شہر مذکور کی کرتے ہوے بجاے خود تعریف کرتے ہوے جاتے تھے بعد قطع راہ جب دار الامارۃ بہرام شیر شکار تک پہونچے اور اُسکو ملکہ دبدبہ آسمان شگاف و لاجورد شاہ و صلصال کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور اُس نے اپنے دربار مین طلب کیا لاجورد شاہ و صلصال نے اپنے اپنے مردان سپاہ کو ایک میدان وسیع مین چھوڑکر صرف نجتگان کو ساتھ لیکر ہمراہ ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کے دربار مذکور مین گئے پہلے ہر ایک نے

دیکھا کہ بہرام شیر شکار ایک جوان حور شعار وزیر دستان روزگار ہے بہ عجب و نخوت تاج کج اپنے سر پر
رکھے ہوئے تخت حکومت پر بیٹھا ہے امرا و وزرا وغیرہ اہل دربار حاضر دربار ہیں جب لاجورد شاہ وغیرہ
سامنے اُسکے پہونچے اُس وقت وہ بہرام بھی اپنے تخت حکومت سے برائے تعظیم و تکریم لاجورد شاہ
و صلصال کے اُٹھا بعدہ قریب اپنے تخت کے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کو بٹھایا اور لاجورد شاہ اور
صلصال کو بھی موافق اُنکی عزت کے اُسنے دربار میں اپنے بٹھایا نجنگان بھی اپنی لیاقت کے موافق
ایک جگہ بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے بہرام شیر شکار نے ملکہ دبدبہ آسمان شگاف سے مخاطب ہو کے پوچھا
ای ملکہ ہرچند کہ پہلے میں نے تمہاری اور تجھے معلوم ہے لیکن تم ان صاحبوں کے احوال سے مفصل آگاہ کرو
کچھ انکی تعریف کرو سبب انکے لانے کا ظاہر کرو اُسنے تمام حال جو کچھ لاجورد شاہ و نجنگان سے
سنا تھا مفصل بیان کر کے کہا یہ حضرات امیر ثانی کے ہاتھوں تباہ برباد ہو کے ملک و مال سے بھی منہ موڑ کر
اور بڑی امیر ثانی سے شکست کھا کر بھاگ کے یہاں آئے ہیں طالب پناہ بھی ہیں اور مشتاق جمال خداوند
بھی ہو کے آئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم خداوند تمثال آئینہ رو کے جمال کو دیکھکر خداوند موصوف کو سجدہ بھی کرینگے
پس اس وجہ سے میں تمہارے پاس انھیں لائی ہوں اب تمہیں اختیار ہے میرے نزدیک تو مناسب
ہے کہ انکا دل توڑنا اور امیدوار کو نا امید کرنا نہ چاہیے دو ازین صاحب بامید طلب پناہ یہاں آئے ہیں انھیں
پناہ دو اور خداوند کو انکے آنے سے آگاہ کرو جو حکم ہو وہ کرو ورنہ جو تمکو منظور ہو وہ کرو لیکن یہ سمجھ لو
کہ اگر انکو یہاں پناہ نہ ملیگی تو یہ یہاں سے بھاگ کر اور سلاطین کی عملداریوں میں جائینگے وہاں یہ
سبھوں سے کہینگے کہ ہم ملک شعبدہ میں گئے تھے بہرام شیر شکار نے ہمیں پناہ نہ دی امیر ثانی کے
خوف سے اپنے ملک سے ہمیں باہر کر دیا جب یہ کہینگے تو کیا کہینگے اور کیسی بیعزتی و ذلت
ہوگی اور بدنامی کسقدر ہوگی رعب و داب و جاہ و حشم و خوف تمہارا کسی بادشاہ کی نظر میں کچھ بھی
نہ رہیگا بہرام شیر شکار نے یہ سنکے تھوڑی فکر کی بعد فکر کہا اچھا اگر یہ یہاں آئے ہیں تو جیسا ہوگا دیکھا
جائیگا ابھی میں انکے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہوں یہ سنکر وہ تو خاموش ہو ملکہ دبدبہ آسمان شگاف بہرام سے رخصت
ہو کر بسمت دریائے محیط حیرت انگیز روانہ ہوئی لاجورد شاہ و صلصال و نجنگان دربار بہرام شیر شکار میں بیٹھے رہے
اس جگہ بعضے داستان گو نے یوں بیان کیا ہے کہ ابھی لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ داخل ملک شعبدہ نہیں ہوئے ہیں اور
بہرام شیر شکار سے ملاقات لاجورد شاہ کی نہیں ہوئی ہے صرف ملکہ دبدبہ آسمان شگاف کنارہ محیط حیرت انگیز
لاجورد شاہ وغیرہ کو جہاز پہ سوار کر کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئی ہیں دیکھیے کب پہونچتے ہیں اور کیا ہوتا ہے

داستان ایلچی ناگیر نمک شاہ رزانی کا نامہ امیر ثانی کو جانب ملک شعبدہ — مخمس

تجھکو کہتے جو بشر ہے یہ بڑے بے ادبی — اگر ملک کہیے ملائک سے ہوا کون نبی
کوئی مرسل بھی نہیں ہاشمی و مطلبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تجھسا رتبہ نہیں حور و ملک و آدم کا — کام آدم میں زبان عصمت حوا تو تھا
تھا ترے بعد ہوا کن فیکون امر خدا — لیک نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

سنگ در کا ترے رتبہ وہ ہی فخر آدم دم بدم مجکو اسی بات کا ہی تحت الم	آدم و جن و ملک اُسکے قدم لیتی ہر دم نسبتے خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوے تو شد بے ادبی	
یم ابر دوات اور نیستان ہمہ قلم وصف حسن مین عاجز ہین ملک اور آدم	قلم قدرت حق کب ہون ترے وصف رقم من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی	

محرران اخبار ہمتیال و وقایع نگاران عالی خصال اس داستان کو یون قلمبند کرتے ہین کہ جب عامل شاہ
سات شبانہ روز تک جشن و دعوت و ضیافت بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ کی نہایت مستعدی کے ساتھ
انجام کر چکا بادشاہ اسلام نے بارگاہ سلیمانی مین دربار کیا حسب دستور دربار آراستہ ہوا سرداران صف شکن و
پہلوانان تہمتن مانند لندھور شانی و مالک ثانی و فرامرز ثانی و جمہور ثانی و نوزالدہر بن بدیع الزمان
و ایرج نوجوان و بدیع الملک بن نوزالدہر و شہریار و رستم خفی بن کرب غازی و اسفندیار و گستہم دیو ہر
وغیرہ حاضر ہوئے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے جو وقت تمام دربار جملہ سرداران لشکر سے جو لشکر میں
موجود تھے بھر گیا اور عمرو ثانی بھی اپنی کرسی پر آکے بیٹھ چکا امیر ثانی نے فرمایا نہین معلوم یہ غول بولے
گمراہی یعنی لاجورد شاہ و صلصال بھاگ کر کہان گئے ہین ابھی تک انکی خبر معلوم نہین ہوئی ہر چند
قبل اسکے زبانی ہرکارون کے اسقدر معلوم ہوا تھا کہ لاجورد شاہ و صلصال مع اپنے ہمراہیون کے
کنارہ محیط حیرت انگیز تک پہونچے ہین اور دریاے مذکور سے جلد ہی ملک شعبدہ کی لیکن پھر کوئی خبر
مفصل انکی معلوم نہین ہوئی ہی نہین معلوم وہ اسی جگہ ہین یا وہان سے اور کسی طرف روانہ ہوے ہین
لہذا اے عمرو ثانی ہرکارون پر تاکید کرو کہ جلد جاکر مفصل خبر دریافت کرکے مجھسے آکے بیان کرین تاکہ
ہم یہان سے آگے روانہ ہون قسم بخداے عز و جل ہمارے پدر بزرگوار نے قسم کھائی تھی کہ بغیر قتل کیے یا
مطیع اسلام کیے لقا کے خانہ کعبہ کو نجاؤنگا اسی طرح مین بھی قسم کھا کر کہتا ہون کہ پدر اپنے و الے کی بغیر قتل کیے
یا مسلمان کیے لاجورد شاہ وغیرہ کے قرار نہ ہونگا جہان وہ بھاگ کر جائیگا وہان مین بھی اُسکے تعاقب مین
جاؤنگا جو سدراہ ہوگا تو بھی کچھ خوف و اندیشہ نکرونگا بے تامل مرکب اپنا دریاے آتش مین ڈالدونگا اور
اس دریاے آتش کو آب تیغ سے بجھاؤنگا لاجورد شاہ کو جا گرفتار کرکے ہدایت کرونگا اگر وہ راہ راست پر
آے تو فبہا اور ورنہ سب کو قتل کرونگا مین وہ نہین ہون کہ لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کافران نابکار
کی ہدایت و قتل سے ہاتھ اُٹھادون خداوند عالم نے اپنی عنایت و کرم سے مجھکو قدرت و طاقت شجاعت
دی ہو اور مجھ ایک آدمی کو اسقدر سرفراز کیا ہو کہ مین اُسکا ذرا بھی شکر ادا کر نہین سکتا ہون عمرو
ثانی نے عرض کیا جو حضور نے فرمایا درست ہو آپ کی بہادری و شجاعت مین کسکو کلام ہو مانند آپ کے
اس زمانہ مین کون شجاع ہو آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و ہمت و شجاعت و قدرت مین
زبان قاصر ہو لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کافران نابکار حضور کے ہاتھ سے بچ کر کہان جائینگے
ایک روز ضرور مسلمان ہونگے یا قتل ہونگے انشاءاللہ امید حضور کی بر آئیگی اور جو عہد حضور نے کیا ہے پورا ہوگا
مین حسب الحکم ہرکارون پر تاکید کرتا ہون وہ جلد جاکے لاجورد شاہ وغیرہ کے حالات سے حاضر

قدرست ہو کے حضور کو آگاہ کرینگے یہ عرض کرکے ہرکاروں سے کہنے لگا تمنے سنا جو امیر ثانی نے ارشاد کیا ہے لازم ہے کہ جلد لاجوردشاہ کے مفصل حال سے آگاہ کرو ادھر ہرکارے عمرو ثانی سے عرض کرنے لگے آپ نے جو کچھ ارشاد کیا اور جو امیر ثانی نے فرمایا ہمنے بگوش ہوش سنا انشاء اللہ ہم جلد جاکر لاجوردشاہ کے حال کو مفصل دریافت کر کے یہاں حاضر ہو کے امیر ثانی سے عرض کرینگے ادھر سرداران لشکر تقریر امیر ثانی سنکے عرض کرتے ہیں کہ جو کچھ آپنے اپنی شجاعت اور جرأت کے بارے میں فرمایا ہے بجا فرمایا ہے ہمارے نزدیک تو آپ ایسے بہادر ہیں کہ مثل و نظیر آپکا دنیا میں نہیں ہے شجاعت و بہادری ہمت و سخاوت و حلم و مروت وغیرہ اوصاف و خصائل میں آپ عدیم المثال ہیں ہنوز امیر ثانی سرداران لشکر کے جواب میں یہ فرما رہے تھے کہ تم سب میری نسبت میں جو کہتے ہو میں ایسا نہیں ہوں ایک ادنے بندۂ خدا ہوں حق تعالٰے نے اپنی قدرت سے بڑے بڑے بہادروں کو خلق کیا ہے میری کیا حقیقت ہے ہر ایک کی مثل و نظیر ہے اگر نہیں ہے تو پروردگار عالم کی نظیر نہیں ہے وہ بیشک بے مثل ہے اسکا ثانی کوئی نہیں ہے ناگاہ کئی ہرکارے گرد و غبار میں آلودہ پسینے میں غرق راہ دور و دراز کو طے کیے ہوے اندر بارگاہ سلیمانی کے آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہو کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا کرکے اس طرح ثنا و دعا کرنے لگے اشعار حسب مقام ہو

نظم

الٰہی بحق نبی الورا کہ
الٰہی بحق اشرف الانبیا — یہ سلطان یہ دربار قائم رہے — یہ اقبال و اجلال دائم رہے
لاجوردشاہ میں جب تلک ہے ضیا — ترقی رہے گنج و زر کی سدا — ترقی کرے نفد و اقبال و جاہ
ہمیشہ دشت صحرا میں دشمن تباہ ہو

بعد اس دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے دست بستہ با ادب کھڑے ہو کر جان کی امان مانگ کر ملون عرض کیا کہ اے ظل سبحانی و اے امیر ثانی لاجوردشاہ و صلصال حضور سے شکست کھا کر کنارے دریائے حیرت انگیز کے پہونچا تھا وہاں قیام پذیر ہو کے متردد و متفکر بیٹھا تھا لاجوردشاہ بختگان سے کہتا تھا کہ میں اب یہاں سے کہاں بھاگ کر جاؤں اس دریائے مواج و پر ذخار سے کیونکر عبور کروں یہاں تو جہاز و کشتی بھی نہیں ہے اگر خود جہاز و کشتی یہاں تیار کراتا ہوں تو ایک زمانہ گزر جائیگا مجھے خوف امیر ثانی کے آنے کا ہے سوا اسکے اگر جہاز کی تیاری میں کوشش بھی کی گئی اور جہاز بنا بھی تو کوئی ناخدا اور معلم و کارکنان جہاز یہاں نہیں ہیں کون جہاز کو ساتھ طریقے کے دریا سے لیجائیگا بختگان اُسے کہتا تھا صبر کیجیے چندے تو یہاں قیام کیجیے کوئی صورت یہاں سے جانے کی پیدا ہی ہو گی یا تو اس دریا کی راہ سے کسی ملک میں جانا ہو گا یا راہ خشکی سے بعد دریافت حال کسی ملک کی طرف روانہ ہونا ہوگا گھبرائیے نہیں ہنوز بختگان اُسے سمجھا رہا تھا ناگاہ ایک کشتی چھوٹی سی محیط حیرت انگیز میں پیدا ہوئی اُس کشتی پر ایک عورت نہایت خوبصورت مع چند کنیزوں کے سوار تھی اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اُس نازنین کا ملکہ دیدۂ آسمان شگاف تھا وہ کشتی کو کنارے پر لائی تھی بعد پرسش حال وہ آگاہ ہی احوال رحم کھا کر لاجوردشاہ و صلصال وغیرہ اُسکے ہمراہیوں کو کشتی پر سوار کرکے اُنھیں پناہ دے کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوئی ہے اور یہ بھی دریافت کرنے سے ظاہر ہوا ہے کہ سات ملک میں کہ جنکو تمثال آئینہ روئے بنات خود آباد کیا ہے ساکنان ممالک اُسی کو اپنا خدا و معبود جانکر سجدہ کرتے ہیں اول ملک کے حاکم کا نام بہرام شیر شکار ہے کہ جانب تمثال آئینہ روئے تحت حکومت ہے

بیٹھکر حکمرانی کرتا ہی بولا کہ وہ بدنہاد آسمان شگاف دریاے محیط حیرت انگیز کی مالک ہو تمثال آئینہ روکی طرف سے
دریاے مذکور کی حاکم ہی اور بحر مذکور سے سرحد ممالک شعبدہ کی شروع ہوئی ہی ہرکارے یہ عرض کر کے
بارگاہ سے باہر گئے امیر ثانی نے بابا ے بادشاہ لشکر اسلام میرمنشی کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ابھی ایک نامہ
ہماری طرف سے حاکم ملک شعبدہ کو اس مضمون کا لکھ ہمنے سنا ہی کہ لاجورد شاہ و صلصال بن خلخال تمھارے
ملک میں ہم سب سے متواتر شکست کھا کر پہونچے ہیں اور تمنے انکو اپنے دامن پناہ میں چھپا یا ہی لہذا
تمکو لکھا جاتا ہی کہ لاجورد شاہ وغیرہ کو پناہ نہ دے کر اپنے قلمرو سے باہر کر دو یا لاجورد شاہ وغیرہ کو
گرفتار کر کے ہمارے حوالے کردو ورنہ قسم ہی مجکو اپنے والد ماجد حمزہ صاحبقران اول کے سر اقدس
کی کہ میں وہ حمزہ ثانی ہون کہ جسنے بجناب والد بزرگوار صاحبقران اول کے صدہا ملک کفار کے تباہ
و برباد کر دیے ہیں ہزارہا سرکشون کو زیر کیا ہی لاکھون ساحرون کو قتل کیا ہی بہت سے ساحران نابکار
میری تیغ شعلہ بار کے خوف سے بھاگ کر درہ کوہ و صحرا میں نہان ہوئے ہیں ایسے ساحران نامی و نامور
کے بہت سے سلاطین جہان کو میں نے گمراہی سے منع کیا ہی جنھوں نے دین اسلام قبول کیا وہ
تو میرے ہاتھ سے جانبر ہوے اور ملک و مال انکا بچا اور جو بادشاہان مغرور مسلمان نہوے اُنکو
میں نے سر میدان جنگ قتل کیا ہی بہ نسبت اُن سلاطین و سرکشان جہان کے تمھاری اور تمھارے
ملک و مال کی کوئی حقیقت نہیں ہی تم مجھے لاجورد شاہ کے معین ہو کر کیا کر لوگے بعد چندے ملک و
مال مانند دیگر سلاطین کے تباہ و ضائع ہو جائیگا پس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے ہمارے نامہ کے جو ہمنے
تمھیں لکھا ہی اُسی پر عمل کرو کہ تمھارے حق میں بہتر ہوگا اور پھر تمسے بھی مخاصمت نہوگی میرمنشی نے
حسب الحکم امیر ثانی مضمون مندرجہ بالا مع القاب کے تحریر کیا جب نامہ لکھکر ختم کیا بدستور ملفوف
کیا پھر سر نامہ لکھا امیر ثانی نے سر نامہ پر اپنی مہر کر کے اپنے ملازمون سے بدستور قدیم درمیان بارگاہ
کے سنگ مرمر کی چوکی پر جام کلبۂ عزیمت میں شربت اور گلوریان طلب کر کے رکھنے کا حکم دیا جب
ملازمون نے حکم کی تعمیل کی امیر ثانی نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہو کے فرمایا ای بہادران نامدار
و ای دلاوران مشہور روزگار تم سب میں کون ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ ہمارا لیکر جانب ملک شعبدہ جاے اور
وہان کے حاکم بہرام شیر شکار کو نامہ ہمارا پہونچاے اور دلیرانہ اُس سے تقریر کر کے جواب نامہ کا لاے
ہنوز یہ فرماکر امیر ثانی خاموش بیٹھے تھے کہ سب سے پہلے گیر تنگ شاہ زرا کلی اپنے دنگل سے اٹھ کر
امیر سے کہنے لگا ای امیر ثانی ذی وقار اس خدمت کو تحیف وزار بجالاے گا امیر نے اُسکی ہمت و جرأت
کی تعریف کر کے کہا ای ملک گیر تنگ میں آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون کیونکہ آپ میرے والد کے رفقا سے
ہیں ماشاء اللہ سن بھی آپکا اسی نوّے سال کا ہوا ہوگا بس یہ سن آپکا ایسا نہیں ہے
کہ جوانون کے مانند ایسے امورات سخت و دشوار کیجیے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہی اپنے اعضاے
ضعیف کو راحت دیجیے ایسی زحمتیں گوارا نہ کیجیے لہذا میرے نزدیک بہتر و مناسب یہی ہی کہ آپ نامہ
لیکر سوے ملک شعبدہ نجائیے کیونکہ اول تو آپ ضعیف و نحیف ہیں صعوبات راہ دور و دراز کے
متحمل نہوسکے دوسرے ملک شعبدہ میں آپکا تشریف لیجانا اچھا نہیں ہی وہان کا حاکم کافر ہے پرستش
تمثال آئینہ روکی کرتا ہی سُنا ہی کہ بدمزاج و شعبدہ باز بہت ہی مبادا کچھ اُسکا ضرر آپکو ضرر پہونچے

گیر تنگ شاہ نے عرض کیا اے امیر ثانی عالی وقار آپنے جو کچھ از راہ قدر نوازی و کرم گستری فرمایا یہ تو مجال
نہین کہ اسکے خلاف کہون لیکن باوجود پیر ہونے کے ابھی تک میری ہمت و جرأت مین کمی نہین ہی
انشاء اللہ تعالی باقبال بادشاہ لشکر اہل اسلام اور آپ کے اقبال سے نامہ لیجاکر حاکم ملک شعبدہ کو دیدونگا
جواب نامہ لے آونگا صعوبات راہ کا بھی متحمل ہوجاونگا ابتو مین اپنے دنگل سے اُٹھا اور سب ولاوروں نے
سر دربار مجھے دنگل پر سے اُٹھتے دیکھا ہی اگر اب نجاونگا تو ان سب بہادرون مین ذلیل ہونگا میری عزت
و آبرو بعد خدا و نبی کے آپ کے ہاتھ ہی اگر سر دربار میری ذلت ہی آپ کو منظور ہوگی تو نجاونگا اب
امیر ثانی نے اسکی گفتگو سنکے ارشاد کیا کہ اے گیر تنگ شاہ اس وقت تو خود بخود یہی دل چاہتا ہی
کہ آپ کو نجانے دون نہین معلوم کیا باعث ہی لیکن آپکے اس طرح کہنے سے مجبور ہون اچھا بسم اللہ
نامہ لیکر تشریف لیجایئے وہان سے جلد جواب نامہ لیکر یہان آیئگا دیر نہ کیجیے گا ورنہ دل پریشان ہوگا
اُس نے عرض کیا اگر خدا چاہیگا تو جلد حاضر ہونگا اور اگر وہان جاکر جام عمر لبریز ہوگیا تو لاچاری ہے
حاضر خدمت نہو سکونگا یہ کہکے جام کلہ عزیمت سے کچھ شربت لیکر پیا اُٹھا کر نامہ امیر ثانی سے
لیکر زیر تاج بازیر کلاہ زرین رکھکر ہر ایک ولاور سے رخصت ہوکر سب سے عفو خطا و قصور کا طالب
ہوکے بارگاہ سے باہر گیا اور اپنے سرداران سپاہ کو یہ حکم دیا کہ جلد مردمان سپاہ سے کہو مسلح ہوکے
مرکبون پہ سوار ہون سرداران لشکر نے شاہ موصوف کے حکم کی تعمیل کی مردمان سپاہ فی الفور مسلح
ہوکے مرکبون پہ سوار ہوے سرداران لشکر بھی مسلح ہوکے ہمراہ مردمان لشکر مرکبون پہ سوار
ہوکے خدمت گیر تنگ شاہ مین آئے اُس وقت وہ بہادر بھی اپنے مرکب پہ سوار ہوا اس دم حکم
امیر ثانی سے چند در چند سرداران لشکر اسلام کچھ دور تک اسکے ہمراہ گئے آخر وہ سردار اُن سے
رخصت ہوکے اپنے لشکر مین آئے وہ ولاور ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بجمعیت لشکر جانب ملک شعبدہ
روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال لاجورد شاہ و صلصال بن خلخال و
جنگان وغیرہ کا بقول بعض داستان گویان فصاحت بیان کے لکھا جاتا ہی کہ جب ملکہ دیدبۂ آسمان
شگاف راہ دریا سے لاجورد شاہ وغیرہ کو ملک شعبدہ مین لیگئی بہرام شیر شکار کو ہرکارون سے معلوم ہوا
کہ ملکہ دیدبۂ آسمان شگاف لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو یہان لیکر آتی ہی یہ خبر سنکے اپنے افسران
سپاہ سے کہا جلد جاؤ لاجورد شاہ و صلصال کا استقبال کرکے بعزت و حرمت اُنھین ہمارے پاس
لاؤ سرداران سپاہ حسب الحکم بہرام شیر شکار گئے اور استقبال کرکے لاجورد شاہ کو دار العمارۃ شاہی پہ
لائے لاجورد شاہ و صلصال اپنے اپنے مردان لشکر کو وہین چھوڑکر ہمراہ سرداران لشکر
دربار بہرام شیر شکار مین گئے ہمراہ اُنکے صلصال و جنگان بھی تھے لاجورد شاہ نے دربار مین
جاتے ہی اہل دربار پر نظر کی دربار مذکور کو نہایت خوبی سے آراستہ پایا وزرا امرا افسران سپاہ
وغیرہ اہل دربار کو علی قدر مراتب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے دیکھا ابھی لاجورد شاہ زشت خصال
او صلصال بد مآل اہل دربار پر نظر کرکے دل مین کہتے تھے کہ بہرام شیر شکار کے دربار مین کیا اچھے اچھے
پہلوان و سردار لشکر ہین ناگاہ بہرام شیر شکار لاجورد شاہ و صلصال کو دیکھکر اور ملکہ دیدبۂ
آسمان شگاف پہ نظر کرکے اپنے تخت سے واسطے اُنکی تعظیم کے اُٹھا اُسکے وزیر نے اُسوقت

بہت ہی آہستہ سے دست بستہ ہو کر عرض کیا اے بادشاہ آپ کے خلاف شان ہے کہ آپ لاجورد شاہ اور
صلصال کی تعظیم کریں سرو قد تخت سے اٹھیں بہرام مذکور نے آہستہ سے انھیں جواب دیا ہر چند
کہ لاجورد شاہ اور صلصال غیر مذہب ہیں لیکن ذی عزت و مرتبت ہیں لاجورد شاہ دعوے
خدائی کا کرتا ہے اگرچہ ہمارا خداوند نہیں ہے مگر خداوند مشہور اور صلصال بن خلخال اگرچہ اس وقت
ہمارے ملک میں تباہ و برباد ہو کے آیا ہے مگر شہنشاہ ترکستان مشہور جہان ہے تباہی و بربادی سے
کچھ کسی کی عزت و توقیر جاتی نہیں رہتی ہے سوا اسکے یہ ہمارے پاس آئے ہیں ہمارے مہمان ہوئے
ہیں اب مہمان کے ساتھ بخلق و مروت پیش آنا چاہیے نہ کہ نخوت و غرور سے یہ کہکے لاجورد شاہ و صلصال
سے مخاطب ہو کے کہا آپ حضرات ہمارے تخت کے قریب تشریف لا کے ان تخت جواہر نگار پر
بیٹھیے میں نے قبل سے واسطے آپ دونوں صاحبوں کے یہ دونوں تخت جواہر نگار میں بسیار اپنے
تخت کے بچھوا دیے تھے لاجورد شاہ و صلصال انھیں تختوں پر بیٹھے ملکہ دیدبہ بھی قریب تخت
بہرام شیر شکار کے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی صلصال پسر خلخال بھی کرسی جواہر نگار پر دربار میں
بیٹھا بختگان بہرام کو سلام کر کے موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ دربار میں بیٹھا بہرام شیر شکار نے
بعد مزاج پرسی لاجورد شاہ و صلصال ساقیان سیمتن کو طلب کیا وہ کنیزان بادۂ ناب کی لیکر مع ساغر
بلورین و جام یاقوت کے دربار میں آئے پھر بایائے بہرام مذکور لاجورد شاہ و صلصال بن خلخال و
بختگان وغیرہ اہل دربار کو جام شراب سے بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شراب پینے لگا بہرام
شیر شکار بھی شریک بادہ خواری ہوا جب سب شراب پی چکے اور نشہ ہوا بہرام شیر شکار نے ملکہ دیدبہ
آسمان شکاف سے مخاطب ہو کے پوچھا سبب انکے یہاں آنے کا کیا ہے اسنے جواب دیا میں
تو جانتی ہوں مگر تم انھیں سے پوچھو بہرام شیر شکار نے جانب لاجورد شاہ متوجہ ہو کے پوچھا
باعث یہاں آپ کی تشریف لانے کا کیا ہے لاجورد شاہ نے آبدیدہ ہو کے آہ سرد کر کے جواب دیا
میں تو کیا کہوں مگر میرے حال سے اور سب کیفیتوں سے میرا وزیر بختگان خوب واقف ہے اسی سے
دریافت کر لیجیے یہ باعث ہے میرے یہاں آنے کا اور صلصال کے آنے کا خواہ مفصل یا مجمل بیان
کر دیگا بہرام شیر شکار نے بختگان سے کہا اے ملک جی کچھ اپنے خداوند اور صلصال کے حال سے
آگاہ کرو اور سبب انکے یہاں آنے کا بیان کرو مختصر اسنے عرض کیا اے بہرام شاہ شیر شکار آگاہ ہو کہ
ہمارے خداوند لاجورد شاہ اور صلصال دست اہل اسلام سے تباہ و برباد ہو کے ملک و مال سے
محتاج و دست بر او ہو کے خوف جان سے بھاگ کر آپ کے ملک میں اس واسطے آئے ہیں کہ آپ
انکو پناہ دیں دشمنوں سے انکو بچائیں خصوص امیر ثانی کے ہاتھ سے انھیں قتل نہو لینے دیں بہرام
شیر شکار نے تقریر بختگان کی سن کے تھوڑی دیر فکر کر کے جواب دیا کہ ابھی تو لاجورد شاہ اور صلصال
راہ دور و دراز سے یہاں تشریف لائے ہیں چندے بیخوف و اندیشہ یہاں قیام پذیر ہوں ہمارے خداوند
کی قدرتیں دیکھیں شہر و باغ و سبزہ زار کی سیر کریں جمال ہمارے خداوند کا دیکھیں بعد ازاں جو حکم خداوند
تمثال آئینہ رو کا ہوگا وہ کیا جائیگا ابھی میں نہ تو انکو پناہ دیتا ہوں نہ یہ کہتا ہوں کہ اس ملک سے کہیں چلے
جائیں بختگان وغیرہ یہ سن کے خاموش ہو رہے ملکہ دیدبہ آسمان شکاف دربار سے اٹھکر جانب

محیط حیرت انگیز روانہ ہوئی لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و جنگان دربار مین بیٹھے رہے یہان
تو یہ لوگ داخل ملک شعبدہ ہو کے دربار مین بیٹھے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اب
حال گیرنگ شاہ زرافگن کا لکھا جاتا ہی کہ وہ بہادر نامہ امیر ثانی کا لیے ہوے ہمراہ اپنے لشکر کے راہ
خشکی اختیار کر کے کوچ و مقام کرتا ہوا سیر کوہ و صحرا کی کرتا ہوا جاتا تھا بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز
وقت دوپہر سرحد ملک شعبدہ پر پہونچا چونکہ وہان سپاہ بہرام شیر شکار برائے حفاظت سرحد ملک شعبدہ
قیام پذیر تھی تمام سوار و پیادے و افسران سپاہ اپنے اپنے خیمون مین مقیم تھے مسافت راہ کے تذکرے
آپس مین کر رہے ہین اور ہنسی و مذاق مین اپنا جی بہلاتے ہین گیرنگ شاہ کو جمعیت لشکر دیکھکر اندیشہ
کرکے آگے بڑھی مردمان سپاہ و افسران لشکر بہرام شیر شکار نے بڑھ کر گیرنگ شاہ کو روک کے پوچھا کیا
ارادہ ہی کہان سے ادھر آئے ہو نام تمھارا کیا ہی گیرنگ شاہ نے افسران سپاہ بہرام شیر شکار سے کہا نام
گیرنگ شاہ ہی شہر عالم سے ادھر آیا ہون نامہ امیر ثانی کا لایا ہون چاہتا ہون کہ حاکم ملک شعبدہ
کے پاس جاؤن اور نامہ مذکور اُسے دیکر جواب نامہ لیکر چلا جاؤن افسران سپاہ نے بنرمی کہا کہ ہم
ملازم اپنے بادشاہ کے ہین آپ کے ساتھ لشکر ہی بغیر اجازت بہرام شیر شکار ہم آپ کو اندر شہر کے
نجانے دینگے آپ اس رد کرنے سے رنجیدہ نہو جیگا زیادہ آپکو یہان ٹھہرنا نہوگا ہم ابھی سوارون اور
ہرکارون کو خدمت شاہ مذکور مین روانہ کرتے ہین وہ آپ کے تشریف لانے سے اُنکو آگاہ کرینگے
پھر جو وہ حکم دینگے ویسا کیا جائیگا گیرنگ شاہ چونکہ عاقل و دانا تھا شر و فساد اپنی طرف سے پہلے
کرنا مناسب نجانکر حلم کو اختیار کرکے اسی جگہ مع اپنے لشکر کے فروکش ہوا اور سرداران سپاہ بہرام
شیر شکار نے چند ہرکارے اور کچھ سوار بہرام شیر شکار کے پاس روانہ کیے اُنھون نے خدمت بہرام
مذکور مین جا کر گیرنگ شاہ کے نامہ لانے سے آگاہ کیا جس وقت ہرکارون اور سوارون نے حال گیرنگ شاہ
کے نامہ لانے کا سر دربار بہرام شیر شکار سے بیان کیا لاجورد شاہ و صلصال و جنگان بھی دربار
مین بیٹھے تھے اُنھون نے بھی تمام حال سنا صلصال تو خوف سے تھرا کر لاجورد شاہ سے مخاطب
ہو کے آہستہ سے یہ کہنے لگا لیجیے یہان آکے راحت و آرام سے چند روز بھی نگذرے تھے
کہ نامہ امیر ثانی کا گیرنگ شاہ لیکر آیا ہی یقینی اُس نامہ مین امیر ثانی نے بہرام شیر شکار کو یہی لکھا
ہوگا کہ صلصال اور لاجورد شاہ کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کردو یا اُسکو اپنے ملک سے
نکال دو لاجورد شاہ نے جواب دیا بیشک اسی طور سے امیر ثانی نے لکھا ہوگا دیکھیے بہرام شیر شکار
نامہ امیر ثانی کے مضمون سے آگاہ ہو کے جواب نامہ کا کیا دیتا ہی اگر اُسنے ہمین پناہ دی تو خیر ورنہ اس
جگہ سے بھی بھاگنا ضرور ہوا یہان بھی دست امیر ثانی سے جان نہ بچی دیکھیے اب یہان سے کہان جانا
ہوتا ہی یہ کہکے مغموم ہوا چہرہ پیچ و غم سے زرد ہوگیا جنگان حال گیرنگ شاہ سے باہر ہو کے تاب
ضبط نہ لا کے بول اُٹھا کہ ای بہرام شیر شکار لیجیے گیرنگ شاہ نامہ امیر ثانی لیکر آیا ہی جو کچھ امیر
ثانی نے نامہ مین آپ کو لکھا ہوگا کہیے تو مین بتا دون اُنھون نے غالباً یہی درج کیا ہوگا کہ لاجورد
شاہ و صلصال ہمارے دشمن ہین اور ہم اُنکے عدو ہین وہ ہمسے شکست کھا کر تمھارے پاس آئے
ہین تمکو لازم ہی کہ اُنھین پناہ نہ دو اپنے ملک سے نکال دو یا گرفتار کرکے ہمارے حوالے

کہ جواب آپ یہ فرمایئے کہ جواب ایسے نامہ کا کیا دیجیے گا اگر آپ نے مضمون نامہ مذکور سے آگاہ ہو کے
موافق تحریر نامہ کے عمل کیا باعث آپکی رسوائی و ذلت کا ہوگا امیر ثانی اپنے دل مین کہین گے
کہ بہرام شیر شکار مجبور ہمارا نامہ دیکھنے کے جیسے ڈر گیا تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لاسکا سوا اسکے اخبار
نویس یہ خبر اخبار مین ضرور لکھینگے اور اخبار دور دور جائینگے سلاطین جہان خبر مذکور سے آگاہ ہو کے یہی
بجائے خود کہین گے کہ بہرام شیر شکار کو ہم شجاع و بہادر جانتے تھے ایسا بزدل و نامرد نہ سمجھتے تھے
کہ خوف امیر ثانی سے لاجورد شاہ و صلصال کو پناہ نہ دے سکا انکو اپنے ملک سے نکال دیا یا
گرفتار کرکے امیر ثانی کے حوالے کر دیا امیر ثانی سے مقابلہ نہ کر سکا بس اس صورت سے بھی نہایت
رسوائی و بدنامی آپ کی ہوگی میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی رسوائی و بدنامی گوارا کیجیے
اول تو گیرنگ شاہ کو اپنے دربار مین طلب ہی نہ کیجیے ان ہرکارون سے کہدیجیے کہ سرحد ملک
شعبدہ پر جا کر سرداران سپاہ سے یہ کہین کہ نامہ دار کو نہ آنے دین اور اگر گیرنگ شاہ کو بلایئے بھی
تو نامہ امیر کی تعظیم و تکریم نہ کیجیگا نامہ گیرنگ شاہ سے لیکر اسکے مضمون سے آگاہ ہو کر بےخوف و خطر دلیرانہ
نامہ کو پھاڑ ڈالیے گا اور کلمات نسبت امیر ثانی سخت و درشت کہیے گا بلکہ جواب نامہ کا خلاف مضمون
نامہ کے لکھیے گا کچھ خوف و اندیشہ نہ کیجیے گا اپنے رعب و شان و شوکت کا خیال رکھیے گا عاجزی و انکساری
سے جواب نامہ کا نہ لکھیے گا کیونکہ ایسا لکھنا آپ کی شان کے خلاف ہوگا ایسی صورت مین یقینا امیر
ثانی آپ سے ڈر کر ادھر آنیکا ارادہ نہ کرینگے سوا اسکے جب اخبار نویس یہ خبر درج اخبار کرینگے اور وہ
اخبار سلاطین کی نظرون سے گذرے گا ہر ایک بادشاہ پر ظاہر ہو جائیگا کہ بہرام شیر شکار نہایت بہادر
و تہور شعار ہے سامان جنگ اسکے پاس بہت ہے جب ہی تو اس طرح نامہ امیر کا جواب لکھا بہرام شیر
شکار نے بختگان کو جواب دیا خلاف قاعدہ ہے کہ کوئی بادشاہ یا سردار لشکر کسی کے ہاتھ نامہ روانہ
کرے اور جسکو نامہ لکھا ہے وہ نامہ دار کو اپنے پاس طلب نہ کرے ہم تو ضرور گیرنگ شاہ کو کہ
شاہان ذی عزت و ذی وقار سے ہے بعزت و حرمت اپنے دربار مین بلالین گے اور جس طرح ممکن ہوگا
نامہ اس سے لیکر پڑھوا کر عبارت اسکی سنینگے بعدہ جو مناسب وقت ہوگا وہ جواب نامہ کا دینگے
گیرنگ شاہ سے بخلق و مروت پیش آئینگے اگرچہ وہ مسلمان ہے لیکن ذی وقار ہے اور نامہ دار ہے
نامہ دار سے شاہان جہان کبھی بسختی و درشتی و ظلم و ستم پیش نہین آتے ہین مین بھی ایسا ہی کرونگا
خلاف قاعدہ کوئی بات نکرونگا یہ کہکے ہرکارون اور سوارون سے کہا تم لوگ جاؤ اب ہمین جو منظور
ہوگا کرینگے ہرکارے اور سوار تو حسب الحکم چلے گئے لیکن بہرام شیر شکار نے اسی وقت اپنے
سرداران سپاہ و امرا وزرا سے مخاطب ہو کے کہا تم سب ابھی برائے استقبال گیرنگ شاہ جاؤ
اور بعزت و حرمت اس شاہ ذیقدر کو ہمارے دربار مین لاؤ ہر چند کہ دل ہمارا چاہتا ہے کہ تمہارے
ساتھ خود بھی اسکے استقبال کو جائین مگر مناسب نہین ہے اگر وہ نامہ لیکر ادھر نہ آتا تو مین ضرور اس شاہ
ذیقدر و بزرگ مرتبہ کا استقبال کرتا وزرا امرا و جملہ سرداران سپاہ سوا فولاد مشت زن پہلوان
و سردار نامی لشکر کے برائے استقبال اسی وقت حسب قاعدہ روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب
سرحد ملک شعبدہ پر پہونچے سب نے اسکا استقبال کرکے اسکی عزت و حرمت مین کچھ شک نکرنے کے

بصد حرمت وعزت اُسکو اپنے ساتھ لیکر دربار بہرام شیر شکار کے قریب پہنچے تب گیرنگ شاہ
اپنے لشکر کو ایک میدان وسیع مین چھوڑ کے ہمراہ وزرا وامراے بہرام کے دربار مین گیا بہرام نے
تخت حکومت سے اٹھ کر چند قدم آگے بڑھکے اُسکا استقبال کیا پھر قریب اپنے تخت کے اُسے
لاکر ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بعد ایک لمحہ کے ساقیون کو طلب کیا وہ کشتی شراب ناب کی مع
ساغر بلورین لیکر دربار مین آئے بعدہ اشارہ بہرام شیر شکار سے شراب ساغر مین بھرکر کے
روبرو گیرنگ شاہ کے لے گئے اُسنے باین خیال کہ شراب کفار کے ہاتھ سے لیکر پینا اچھا نہین
ہی پیشکش سے انکار کیا بہرام نے سبب پوچھا گیرنگ نے بمصلحت وقت جواب دیا مین نے تھوڑی
دیر قبل اُسکے شراب پی تھی ابھی تک نشہ اُسکا ہے اب اگر یہان شراب پیونگا تو کثرت نشہ سے
بیہوش ہو جاؤنگا طبیعت بے لطف ہوگی بہرام نے کہا اگر یقینا ناسازی طبع کا خیال ہے تو خیر شراب
نہ پیجیے لیکن یہ خیال کر لیجیے کہ یہ امر خلاف قاعدہ ہے گیرنگ شاہ نے جواب دیا صحت وتندرستی کا
خیال مقدم کرنا چاہیے ہے بہرام نے بہ تنگے نامہ طلب کیا گیرنگ شاہ نے کہا یہ نامہ اور کسی ادنے
سردار کا نہین ہے کہ یونہین دیدیا جاے یہ نامہ ہے امیر ثانی کا اسکو بقاعدہ دونگا اور تم کو بھی لازم ہے
کہ موافق قاعدہ کے جیسے نامہ ہو اس نامہ کی عزت وتوقیر کرو کشتیان زر وجواہر کی طلب کرو پہلے اس
نامہ پر نثار کرو بعدہ نامہ کو لیکر بعد ادب سر وچشم پر رکھ کر پڑھو ہنوز بہرام شیر شکار نے کچھ جواب نیک
وبد نہ دیا تھا کہ یکایک بختگان نے اشارہ سے منع کیا کہ نامہ امیر کو اس عزت وتوقیر سے ہرگز نہ
لیجیے گا بہرام نے اُس جانب سے یہ سمجھ کر منہ اپنا پھیرا تھا کہ یہ شخص نالائق ہے خاموش اسلیے
بیٹھا نہین جاتا ہے ہر امر مین دخل ہی دیے جاتا ہے بختگان اُسکے منہ پھیرنے سے اپنے دل مین کہنے لگا
مین نے تو بہت چاہا کہ بہرام کو آمادہ شر وفساد کرون لیکن یہ کچھ ایسا سرد ونرم مزاج ہے کہ گرماتے اور
آتش افروزی کرنے سے بھی کسی طرح نہین گرماتا ہے افسوس کسی صورت سے جنگ وجدال پر آمادہ
نہین ہوتا ہے میری راے پر عمل نہین کرتا ہے غضب کرتا ہے مدعاے دلی بر آتا معلوم نہین ہوتا ہے میرا
مدعا تو یہ تھا کہ یہ اس وقت نامہ امیر سے بے ادبی کرتا گیرنگ شاہ سے زبردستی چھین کر پڑھ کر
برہم ہوکے پھاڑ ڈالتا اور کلمات سخت زبان پر جاری کرتا گیرنگ شاہ یہان سے جاکر امیر سے بیان
کرتا وہ یہان آکے اس سے مقابلہ ومجادلہ کرتے یہ بھی اُنسے آمادہ جنگ ہوتا لڑائی ہوتی کشت
وخون ہوتا مین سیر دیکھتا خوش ہوتا اگر امیر ثانی مغلوب یا قتل ہوتے تو نہایت خوشی ہوتی اور اگر
بہرام اُنکے ہاتھ سے بہنگام جنگ قتل ہوتا تو یہان سے ہمراہ لاجورد شاہ کے اور کسی ملک کی
طرف روانہ ہوتا ادھر تو بختگان اپنے دل مین یہ خیالات کر رہا تھا اُدھر فولاد قوی بازو مشت
زن گیرنگ شاہ کی طرف دیکھکر بیساختہ ہنسا اور کہا نامہ امیر ایسا ہے کہ اُسپر زر وجواہر نثار کرکے
لیا جاے کیا امیر ثانی کے خوف سے یہان کوئی ڈرتا ہے یا امیر ثانی ہمارے ہم مذہب ہین یا ہمارے
اور ہمارے بادشاہ کے خداوند یا پیغمبر ہین کہ اُنکے نامے کی ایسی عزت وتوقیر کی جاے
ہر چند فولاد مشت زن نے یہ کلمات آہستہ کہے تھے مگر گیرنگ شاہ نے اُسے سنتے دیکھکر
اور یہ باتین اُسکی سنکے برہم ہوکے بنظر تند وتیز اُسکی طرف دیکھ کر غصہ کو بمشکل ضبط کرکے بہرام

شیر شکار سے پوچھا یہ کون بے ادب و بدزبان ہو اُسنے کہا اے گیرنگ شاہ ہر چند میرے لشکر مین بہت سے
سردار نامی و نامور ہین لیکن دو سردار ایسے یکتاے روزگار ہین کہ دنیا مین کسی بادشاہ کو ویسے شجاع
و زبردست سردار نملے ہونگے ایک تو آئین سے خونریز رو مین تن ہو اور دوسرا یہ سردار ہے کہ
جسکو آپ مجھسے پوچھتے ہین نام اسکا فولادمشت زن ہو یہ سردار گویا لشکر کی جان ہو اور وہ بجز دل
سپاہ کے ہو دونون بہادرون کے سبب سے جملہ مردان سپاہ میرے قوی دل ہین فولادمشت زن
یہ وہ بہادر ہے کہ ہنگام جنگ تیغ وتیر ونیزہ وگرز کی اُسکو ضرورت نہین ہو کہ ان آلات حرب و
ضرب سے اپنے حریف کو ہلاک کرے اسکی مشت قہر کی ہو اور گھونسا مارنا اسکا گویا گرز گران مارنا ہی
کیا مجال کسی حریف زبردست کی کہ اسکا گھونسا کھاکر جانبر ہو سکے یقین جانیے گھونسا اس میرے سردار
کا گویا طمانچہ اجل کا ہی اگر یہ دلاور آہستہ سے گھونسا فیل مست یا شیر صحرائی یا کسی دیو یا کسی جن پر مارے
تو وہ بھی فی الفور ہلاک ہو جاے ممکن ہی نہین کہ زندہ رہے آپ اسکو سچ جانیے گا مین مبالغہ نہین کرتا
بارہا مین نے اس بہادر کی طاقت وقوت آزمائی ہو جسکے اسنے گھونسا مار دیا وہ فوراً مر گیا اس سردار
لشکر سے اور خونریز رو مین تن سے بڑے بڑے زور آوران دہر و پہلوان نامی ڈرتے ہین کوئی
انسان یا حیوان انسے مقابلہ کر ہی نہین سکتا ہی یہانتک کہ دیو و جن بھی انسے بھاگتے ہین ہمارے
خداوند نے انکو اپنی قدرت سے ایسا قوی پیدا کیا ہی کہ مثل و نظیر ان دونون کا کوئی بہادر دنیا مین نہوگا
خصوص فولادمشت زن تو کچھ خونریز سے بھی بعض باتون مین بڑھا ہوا ہی اگر یہ آپکی تقریر بیجا سنتا اور کچھ
اُس نے کہا تو آپ اسپر غصہ نہ کیجیے کیونکہ اول تو آپ ذیقدر و ذیوقار ہین میرے ہر ایک ملازم سے بزم
خشم و جنگ نہون کہ باعث آپکی کسر شان کا ہی سوا اسکے اگر اسکو بھی غصہ آگیا تو اچھا نہوگا مفت سر دربار
فساد ہوگا مین نہین چاہتا کہ اس دلاور سے آپکو صدمہ پہونچے اور امیر ثانی کو بھی ملال ہو اور جو نے وہ
یہ کہے کہ امیر ثانی کے نامہ بردار کو بہرام شیر شکار نے اپنے سردار فولادمشت زن کے ہاتھ سے ہلاک
کرا دیا بس مین اس بدنامی سے ڈرتا ہون گیرنگ شاہ نے غصہ کو ضبط کرکے مسکرا کر کہا اے بہرام تمنے
اپنے اس سردار کی بہت تعریف کی ہو ہم چاہتے ہین کہ اس وقت اسکی قوت کو دیکھین یہ ہم پر گھونسا
مارے بہرام شیر شکار نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہین ہرگز آپ اسکی قوت کو اس طرح نہ آزمائیے آپ
ضعیف و ناتوان ہین اگر یہ آہستہ سے بھی آپکے گھونسا مارے گا تو جانبر نہوجیے گا فی الفور ہلاک
ہو جائیے گا مین بدنام و رسوا ہونگا کسی نے کسی بادشاہ کے ایلچی کو ہلاک نہین کرایا ہے مین کیونکر
گوارا کرون کہ فولادمشت زن آپکے سینہ پر گھونسا مارے اور آپ ہلاک ہو جائین گیرنگ شاہ
نے جواب دیا مین اس سردار کو بظاہر ایسا قوی نہین جانتا ہون کہ ایک گھونسے مین کام میرا
تمام کر دیگا بہرام نے کہا کہ یہ سردار ایسا ہی قوی ہی جیسا کہ مینے بیان کیا ہی آپ اپنے ارادہ سے باز
آئیے اگر آپکو زیادہ غصہ ہی تو اسپر ایک گھونسا ماریے تعزیر منہ پھٹنے کی اور زبان درازی کی دیجیے
گیرنگ شاہ نے جواب دیا پہلے یہ مجھپر گھونسا لگائے تو پھر مین بھی اسپر گھونسا مارونگا اسکی قوت
کو آزما کر اپنی قوت اس عالم ضعیفی مین دکھاؤنگا بہرام نے پھر کہا مجھے منظور نہین ہی کہ یہ دلاور آپ
سینہ پر گھونسا لگائے اور آپ اسکی قوت کو آزمائین کیونکہ مجھے یقین ہی آپ ہلاک ہو جائیے گا میں

خاقانی کہین گے کہ ہمارے نامور کو بہرام شیر شکار نے ہلاک کر ڈالا گیر تنگ شاہ نے کہا تم اپنی بدنامی
و رسوائی سے نہ ڈرو امیر ثانی کو کچھ بھی ملال تم سے نہوگا اول تو مین ہلاک نہونگا اور اگر اس سردار کے
گھونسے سے ہلاک ہونگا تو مین بخوشی ہلاک ہوا تم نے مجھے ہلاک نہین کر دیا ایسی صورت مین کوئی الزام
تم پر نہوگا بہرام شیر شکار یہ سنکے مجبور ہوکر کہنے لگا اچھا آپ کو اختیار ہے گیر تنگ شاہ نے فولاد مشت زن
سے کہا اے بہادر میرے پاس آکے مجھے بقوت تمام گھونسا لگا مجھکو اپنی قوت پر شاید بہت ناز ہے کہ تو
مقدمہ بادشاہون مین دخل دیکر سر دربار بنتا ہے ابھی دلیران جہان کی قوت سے آگاہ نہین ہے اگر
خدا نے چاہا تو بعد تیرے گھونسے کے مین بھی تجھے گھونسا مارونگا اپنی بھی قوت دکھاؤنگا حالانکہ ضعیف
ہوگیا ہون مگر خیر کچھ اپنی بھی قوت دکھاؤنگا فولاد مشت زن نے یہ سنکے بہرام سے عرض کیا حضور نے سنا
جو کچھ گیر تنگ شاہ نے کہا اب مجھکو کیا حکم ہوتا ہے بہرام شیر شکار نے کہا اگر گیر تنگ شاہ کی یہی خوشی ہے تو انکے
کہنے پر عمل کر یہ سنتے اپنے دنگل سے اٹھکے سینہ گیر تنگ شاہ پر بتمامی قوت و بصد غضب گھونسا مارا بختگان
یہ کیفیت دیکھکر خوش ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت فولاد مشت زن نے گھونسا مارا گیر تنگ شاہ یہ سمجھا کہ ایک
سنگ گران یا گرز گران نہایت زور سے سینہ پر پڑا ہے اس وقت گیر تنگ شاہ کا عجب حال ہوا تھا
آنکھین کثرت بیچینی سے گاہ بند کرتا تھا گاہ کھولتا تھا اور فرط درد سے بار بار اپنے سینہ کو
دونون ہاتھون سے پکڑ لیتا تھا چہرہ کثرت صدمہ درد سے زرد ہوگیا تھا کرسی پر کسی پہلو بیٹھا نہ جاتا تھا
بہرام شیر شکار کہتا تھا کیون مین نہ کہتا تھا کہ آپ اپنے ارادہ سے باز آیئے آپ نے میرے کہنے پر عمل
نہ کیا برا کیا یہ کہکر حکماے نامی جو دربار مین بیٹھے تھے ان سے کہا جلد انکا علاج ایسا کرو کہ یہ ہلاک نہون انہون
عرض کیا ہم علاج کرنے کو موجود ہین لیکن گیر تنگ شاہ کا عجب حال ہے عجب نہین کہ تھوڑی دیر مین ہلاک
ہو جائین یہ کہکے حکما اٹھے گیر تنگ شاہ کے قریب آکے انکے چہرہ پر نظر کرکے نبض انکی دیکھی نبض
نہایت ضعیف و بطی پاکر متردد ہوکر کہنے لگے اب گیر تنگ شاہ کا یہان بیٹھنا اچھا نہین ہے انکو کسی فرش نرم
و گرم پر لٹا دینا چاہیے اور مقام صدر کو سینکنا چاہیے اور مومیائی وغیرہ کھلانا چاہیے اور ایک
ضماد ہم ابھی تیار کرکے سینہ پر لگاتے ہین کیا عجب ہے کہ اس سے بہت جلد تسکین ہو ہنوز حکما یہ
کہہ رہے تھے بہرام شیر شکار نہایت متردد تھا اہل دربار دیکھ رہے تھے اکثر خاموش بیٹھے تھے کچھ
دیکھکر خوش ہوکے مسکراتے تھے خصوص لاجورد شاہ اور صلصال بختگان اور فولاد مشت زن
خوش و خندان تھے بہرام کی طرف سے منہ پھیر کر ہنستے تھے ناگاہ گیر تنگ شاہ نے سر دربار استفراغ کیا
سواے خون کے اور کچھ استفراغ مین نہ تھا اس وقت گیر تنگ شاہ نے اپنی زندگی سے نا امید
ہوکے بہرام سے کہا افسوس مجھ مین اتنی قوت اس وقت نہین ہے کہ مین بھی فولاد مشت زن کے
سینہ پر گھونسا لگاؤن خیر یہ حسرت لیکر دنیا سے جاؤنگا تم سے وصیت کرتا ہون کہ جب مین ہلاک ہو جاؤن
میت میری سرداران لشکر کے حوالے کر دینا وہ مجھے غسل و کفن دیکے دفن کر دینگے بعد میرے دفن کے
ایک نامہ تم خدمت امیر ثانی مین ضرور روانہ کرنا تمام حال میرے انتقال کا درج کر دینا اور یہ زرہ میری
اور جملہ مال و اسباب میرا میرے سرداران سپاہ کے ہاتھ میرے فرزند نوجوان مسمی نیر تنگ شاہ کو
روانہ کر دینا یہ کہکر خاموش ہوا بہرام نے اپنے ملازمون سے کہا جلد تر گیر تنگ شاہ کو

کرسی سے اُٹھاکر فرش نرم پر آہستہ لٹا دیا غرضکہ اُنھون نے حکم کی تعمیل کی اور حکمانے گو بہت تدبیرین کین لیکن کسی تدبیر اور کسی دوا سے گیر تنگ شاہ کو صحت حاصل نہوئی بلکہ دمبدم حال اُسکا ابتر ہوتا گیا آخرکار تھوڑی دیر کے بعد طائر روح اُسکا قفس تن سے نکلکر جانب گلشن جنت روانہ ہوا اسکا صدمہ بہرام شیر شکار کو ہوا اکثر اہل دربار بھی افسوس کرنے لگے لاجورد شاہ و صلصال بن خلخال دلجنگان روش ہوئے بہرام شیر شکار نے میت گیر تنگ شاہ کی حسب وصیت اُسکے سرداران لشکر کو بلا کے دیدی وہ میت اپنے بادشاہ کی نالان و گریان اُٹھاکر لشکر مین لے گئے اُس وقت لشکریون کا گرد میت گیر تنگ شاہ حلقہ کرکے ماتم و زاری کرنا اور یہ کہنا کہ ای بادشاہ ہمارے اب ہمین کیا حکم ہوتا ہے آپکی تربت پر قیام پذیر رہین یا لشکر امیر مین جائین اور اُنسے جا کے کیا کہین ہائے کس ساعت بد سے آپ یہان آئے تھے کہ یہان اس طرح انتقال ہوا جب سب خوب رو پیٹ چکے موافق کہنے بہرام شاہ کے ہر ایک نے گریہ موقوف کرکے گیر تنگ شاہ کو غسل وکفن دیا پھر صندوق مین میت اُسکی رکھکر زرد دوشالہ سیاہ کی صندوق پر ڈالکر زیر شامیانہ صندوق کو دوش پر اُٹھایا تمام مردمان لشکر گیر تنگ شاہ بطور جلوس نالان و گریان آگے آگے چلے اور رو رو کر کہتے جاتے تھے یہ سواری ہمارے بادشاہ کی آخری ہی اب کاہیکو بادشاہ ہمارا سوار ہوگا اور ہم اُسکے ہمراہ رکاب چلینگے آج خدمت آخری ہم بجالانے کو زندہ ہے کاش کہ ہم یہ روز بد نہ دیکھتے قبل اپنے آقا و مالک کے دنیا سے سوئے عدم جاتے یہ کہہ کہکے روتے تھے جب کچھ اہل اسلام جو ہمراہ میت کے جانب بیرون کے جاتے تھے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرتے تھے جملہ اہل اسلام بے اختیار گیر تنگ شاہ کے اوصاف و اخلاق یاد کرکے روتے جاتے تھے بہرام شیر شکار بھی مع اپنے ارکان سلطنت و اعیان دولت کے ہمراہ جنازہ مذکور جاتا تھا اور محزون تھا اُسکو محزون و مغموم دیکھکر ملازم بھی اُسکے محزون تھے تمام ملک شعبدہ مین اس واقعہ سے سنّاٹا تھا ہر ایک شخص رعایا سے ملک شعبدہ سے آیا تھا اکثر برائے سیر و تماشا آتے تھے باین خیال کہ دیکھین میت اہل اسلام کی کیونکر اُٹھتی ہے اور کیونکر دفن ہوتی ہے اور صد ہا مردم بلکہ ہزارہا ساکنان ملک شعبدہ محض یہ خبر سن کے آئے تھے کہ ہمارا بادشاہ بہرام شیر شکار گیر تنگ شاہ کے جنازہ کے ساتھ مقام دفن گیر تنگ شاہ تک جائیگا ہم بھی ساتھ ساتھ اپنے بادشاہ کے چلین اطاعت و متابعت اپنے حاکم کی کرین اکثر اشخاص ساکنان ملک شعبدہ بنظر عبرت جنازہ بادشاہ مذکور کو دیکھتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین دیکھو گیر تنگ شاہ نام لیکر آیا تھا یہان سے جانا اُسے نصیب نہوا جام عمر لبریز ہوگیا فولاد مشت زن کا سینہ پر گھونسا کھاکے لہو تھوک کے مرگیا قضا اس بادشاہ کی اسی حیلے سے آئی ورنہ فولاد مشت زن سے اُسے تکرار کرنا اُسکی قوت کو آزمانا کیا ضرور تھا چونکہ اجل آگئی تھی عقل بھی زائل ہوگئی کچھ اپنے حق مین نیکی و بدی کا خیال نکیا با مرانجام فولاد مشت زن کا گھونسا اپنے سینہ پر کھایا جسکے صدمہ سے مرگیا افسوس ہزار افسوس تھا اس بادشاہ کو کشان کشان یہان لائی تھی اسی سرزمین پر اسکی تقدیر مین مرنا اور دفن ہونا لکھا تھا سرداران لشکر گیر تنگ شاہ ہمراہ جنازہ کے سب سے زیادہ روتے تھے اور کہتے تھے حیف آج ہمارا مالک و قدردان دنیا سے

سوے جنت گیا اب مثل ہمارے آقا کے کون ہماری قدر کریگا غرض سب دوست و دشمن کافر و دیندار
ہمراہ جنازہ گیر تنگ شاہ محزون و مغموم و خاموش چلے جاتے تھے کشتیون مین عود و عنبر انگیٹھیون مین لے کر
کریمین و یسار جنازہ کے سلگاتے جاتے تھے دھوان انگیٹھیون سے مانند دود آہ کے ظاہر ہوتا تھا مردم
بے اختیار پے در پے پکارتے جاتے تھے یہ سواری آخری گیر تنگ شاہ کی ہے ادب قاعدہ سے چلو اسکے
اس کہنے سے اہل دل بہت روتے تھے خیال کرتے تھے کہ اسی طرح ایک روز ہمکو بھی سوے عدم
جانا ہے یہ تو بادشاہ ذیوقار تھا بعد مرنے کے اسکے جنازہ کے ہمراہ ہزارہا سوار و پیادہ بطور جلوس کے
جاتے ہین نہایت سامان سے جنازہ اسکا اٹھایا ہے نہین معلوم ہماری قسمت مین کیا لکھا ہے کفن و قبر بھی میسر
ہوتی ہے یا نہین یہ خیال کرکے آہ و بکا کرتے تھے اور ہمراہ جنازہ چلے جاتے تھے اُسوقت جنازہ گیر تنگ شاہ
کے ساتھ ہزارہا بلکہ زیادہ مردمان دیندار و کفار تھے کثرت مردم سے راہ طے کرنا ہر ایک کو دشوار تھا
دوستون کا ذکر کیا ہے ہر ایک کافر بھی محزون تھا جب اسی طور سے سب محزون و مغموم تمام باغ بہرام شیر شکار پہنچے
بہرام نے سرداران لشکر گیر تنگ شاہ سے کہا قبل اسکے میرا ارادہ یہ تھا کہ تمہارے بادشاہ کو ایک
جاے ویران و خارستان مین دفن ہونے دون مگر اب منظور یہ ہے کہ اسی باغ مین درمیان چمنستان کے
قبر کھدوا کے دفن کرون کیونکہ یہ بادشاہ بزرگ و ذیوقار تھا گو اس بادشاہ سے ہمسے عداوت
تھی ہم افسوس کرتے ہین کہ عبث تمہارے بادشاہ نے ہمارے لشکر کے سردار سے مقابلہ کیا اور
ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا خیر جو اسکے مقدر مین تھا وہ ہوا ہم بے قصور ہین اگر گیر تنگ شاہ زندہ رہتا تو بھی
ہم اُس سے بدوستی پیش آتے اب بعد اسکی رحلت کے بھی ہم اُس سے بدوستی پیش آتے ہین
اپنے باغ مین اُسکی قبر بنوائینگے تاکہ ہم قبر کو دیکھتے رہین ایک گنبد بالاے قبر بنوائینگے مقبرہ کی بنا آج ہی ڈال
دیجائیگی تم سے اس واسطے یہ کہا گیا ہے کہ اس بارہ مین تمہاری کیا راے ہے انھون نے کہا جاے ویرانہ سے تو
قبر باغ اچھا ہے بہرام نے اُنکی راے لیکر جملہ سوارون اور پیادون کو بیرون باغ ٹھہر جانیکا حکم دیا جب سب ٹھہر گئے
بہرام ہمراہ جنازہ مذکور خاص خاص لوگون کے ساتھ اندر اپنے باغ کے گیا وہان پہونچکر جنازہ کو ایک جگہ
رکھوا کے چمنستان مین حکم قبر کے کھودنے کا دیا کچھ اہل اسلام نے حسب دستور قبر کھود دی سرداران سپاہ
گیر تنگ شاہ نے غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر تربت درکر قبر کے اندر کیوڑا اور گلاب ڈالکر از حد
معطر کرکے میت گیر تنگ شاہ کی اپنے ہاتھ سے قبر مین اُتاری پھر صندل اور بیر کے تختون سے
تیار کرکے تلقین پڑھ کے بعد گریہ وزاری مٹی قبر مین ڈالی جس بادشاہ کو گرد و غبار سے پرہیز و کراہت
زندگی مین تھی اُسے اپنے ہاتھ سے انھون نے خاک مین چھپادیا ہزارہا من خاک اور مٹی عمداً اُسپر ڈالدی
ذرا یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہمارا بادشاہ نازک مزاج اور ضعیف و زار ہے گرد و غبار سے حیات مین اسکو نفرت
تھی اسپر خاک نہ ڈالین مٹی مین اسکا تن نازک و نحیف نہ دبائین جب قبر مین مٹی ڈالکر ہموار کردی گئی
چادر پھولون کی قبر پر ڈالکر اہل اسلام نے پانی چھڑک کر تربت پر ہاتھ رکھکر سورہ فاتحہ پڑھا بعد
فاتحہ خوانی کے وہ سرداران لشکر گیر تنگ شاہ کا رونا قبر سے لپٹنا وہ پانچ سو سواران اہل اسلام کا
نالہ و فریاد کرنا کیا لکھا جاے کہ ناظرین دفتر کو صدمہ ہوگا الحاصل جب سب اہل اسلام گیر تنگ شاہ
کو دفن کرچکے بہرام شیر شکار نے اُنھین امر بصبر کرکے کہا تمہارے بادشاہ نے وقت آخر ہمکو یہ وصیت

کی تھی کہ ہماری شمشیر و سپر و دیگر آلات حرب و ضرب وزرہ و مرکب و دیگر مال و اسباب ہمارا ہمارے فرزند
نوجوان مسمی نیرنگ شاہ کو بدست سرداران سپاہ وغیرہ بھجوا دینا اور تمام حال میرے انتقال کا بھی اس سے
کہلا بھیجنا اور یہ بھی میری طرف سے بعد دعاے عمر و دولت کے کہلا بھیجنا کہ اے فرزند میرے غم والم مین
صبر کرنا بہرام شیر شکار و فولاد مشت زن سے حتی الامکان مقابلہ نہ کرنا کیونکہ اُنھون نے از راہ
عداوت و دشمنی سے مجھے ہلاک نہین کیا ہی خود مین نے فولاد مشت زن کی قوت دیکھنی چاہی تھی چونکہ
اجل میری اسی حیلہ سے آنیوالی تھی گھونسا فولاد مشت زن کا سینہ پر جو پڑا ایسا صدمہ جانکاہ ہوا
کہ جانبر نہو سکا لہذا اے فرزند تم بر سر انتقام نہو نا یہ کہکر انتقال کیا تھا پس تم تمام اسباب مذکور لیکر نیرنگ شاہ
کے پاس جاؤ اور جو مین نے کہا ہی اُس سے کہدو اگر دل نجانے کو چاہے یہین رہو تمھین اختیار ہی اُنھون نے
کہا جو ہمارے بادشاہ نے وصیت کی ہی اُسے بجالانا ضرور ہی ہم سب تو یہان نہ رہینگے لیکن چند کس واسطے
جاروب کشی قبر گیرنگ شاہ کے یہان رہینگے صحیفۂ ابراہیمی قبر پر پڑھا کرینگے ثواب صحیفۂ موصوف
روح گیرنگ شاہ کو بخشا کرینگے بہرام نے کہا بہتر ہی یہ کہکے تمام مال و اسباب طلب کرکے سرداران
مذکور کے حوالہ کیا پھر سب مع بہرام شیر شکار باغ سے باہر آئے ہر ایک اعلی ادنی اپنے اپنے مقام
قیام پر گیا بہرام بھی اپنی مجلس مین آگیا سرداران لشکر گیرنگ شاہ بعد سوم گیرنگ شاہ کے اور تیار
کرکے مقبرہ گیرنگ شاہ کے وہ اسباب لیکر ہمراہ مردان سپاہ جانب نیرنگ شاہ روانہ ہوے کچھ اہل
اسلام ملک قنعیدہ مین رہے وہ ہمراہ سرداران مذکور کے نہ گئے بعد جانے سرداران لشکر گیرنگ شاہ
کے بہرام شیر شکار نے ایک نامہ امیر شانی کو اس مضمون کا لکھوایا کہ اے امیر شانی آپ کا نامہ لیکر گیرنگ
شاہ یہان آئے تھے مین نے بعزت و حرمت انکو اپنے دربار مین طلب کرکے بٹھایا تھا ہنوز نامہ
آپ کا اُنھون نے مجھے ندیا تھا کہ میرے ایک سردار لشکر سے اُنھون نے برہم ہوکے کہا مین
تیری قوت دیکھنے کا مشتاق ہون تیرے بادشاہ نے تیری قوت کی بہت تعریف کی ہے لہذا
زور بازو اپنا مجھے دکھا اور میری قوت تو بھی دیکھ ہر چند مین نے گیرنگ شاہ سے متواتر کہا
کہ آپ میرے اس سردار سے مقابلہ نکیجیے قوت اسکی نہ آزمایئے لیکن اُنھون نے کسی طرح میرا کہنا
نمانا آخر کار فولاد مشت زن نے اُنکے سینہ پر اُنکے اصرار کرنے سے گھونسا مارا وہ تاب صدمہ نہ
لاسکے تھوڑی دیر مین لہو تھوک کر مر گئے ہمکو اُنکے مرنے کا بہت صدمہ ہوا بعد صدمۂ بسیار مین نے
اُنکے سرداران لشکر کو طلب کرکے کہا انھین موافق اپنے طریقۂ دین کے دفن کرو اُنھون نے میرے
باغ مین اُنھین دفن کیا ہی اور تمام مال و اسباب اُسکا لیکر اُنکے فرزند نیرنگ شاہ کے پاس گئے ہین
لہذا مین نے اطلاعاً آپ کو لکھا ہی میری جانب سے خیال دشمنی کا نکیجیے گا کیونکہ مین نے اُنسے ذرا
بھی دشمنی نہین کی ہی کچھ اہل اسلام قبر گیرنگ شاہ کی خدمت کے واسطے جو یہان رہ گئے ہین وہ میری
اس تحریر کے شاہد ہین اس واقعہ سے آگاہ کرنا آپکو ضرور تھا اس وجہ سے یہ نامہ آپ کو ارسال کیا گیا
اور جو نامہ آپ نے مجھے لکھا تھا وہ گیرنگ شاہ سے مجھے ملا ہی نہین اسکا جواب مین کیا لکھون نہین معلوم
آپ نے اُس نامہ مین مجھے کیا لکھا تھا جب میر منشی نے اسی مضمون کا نامہ لکھا ملفوف کرکے سر نامہ لکھا بہرام
شیر شکار نے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا اے بہادر و تم سب مین کون

ایسا بہادر ہے کہ یہ نامہ لیکر شہر عمالیہ مین پاس امیر شانی کے لے جاے اُس وقت خونریز رویین تن
اپنے دنگل سے اُٹھ کے دست بستہ کہنے لگا اے بادشاہ ذیجاہ اس خدمت کو یہ نمکخوار بجا لائے گا بہرام
شیر شکار نے خوش ہوکے نامہ اُسے دیکر کہا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تو ہی نامہ لیکر جانب ملک عامل شاہ بیان
سے جاے پس جو دل چاہتا تھا وہی ہوا اب یہ نامہ لیکر جلد راہ طے کرکے شہر عمالیہ مین جاکر امیر شانی کو دیکھ
ادھر آنا دیر نہ لگانا وہ سردار اسیوقت دربار سے باہر جاکر مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوکے چالیس ہزار
سوارون کو ہمراہ لیکر جانب شہر عمالیہ روانہ ہوا جب یہ قطع راہ دور و دراز سر حد شہر عمالیہ پر پہنچا ہرکارون
نے لشکر اسلام کے اسکے آنے سے امیر شانی کو آگاہ کیا امیر شانی نے اُسکے استقبال کے واسطے چند
سرداران لشکر کو روانہ کیا وہ جاکر استقبال اسکا کرکے اُسے بارگاہ حشامی مین لائے چونکہ اس روز بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے بارگاہ مذکور مین دربار کیا تھا اس وجہ سے خونریز رویین تن کو بارگاہ مذکور
مین سردار جب لیکر آئے اُس نے دربار مین آکے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران لشکر پر نظر کرکے بہت
حیران ہوکے بادشاہ موصوف و امیر شانی کو حسب قاعدہ سلام کیا بادشاہ موصوف و امیر شانی نے
سلام اسکا باشارہ چشم و ابرو لیکر ایما بیٹھنے کا کیا وہ موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ دربار مین ایک
کرسی پر بیٹھا اور پھر بنظر غور ہر ایک سردار لشکر اسلام کو دیکھکر دل مین اپنے کہنے لگا کہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام و امیر شانی کے کیا اچھے اچھے سردار ہین اور کسقدر ان مسلمانون کو ترقی ہے کہ تمام
عبرت ہے لشکر بیشمار ہے سرداران سپاہ بظاہر سب دلاور و بہادر معلوم ہوتے ہین خصوصًا امیر شانی نہایت
شجاع معلوم ہوتے ہین ہنوز خونریز مذکور سرداران کو دیکھ رہا تھا دل مین اپنے باتین کر رہا تھا کہ ناگاہ حکم
امیر شانی سے چند ساقیان خوبرو کشتی شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر لیکر دربار مین آئے اور بحکم امیر شانی
جام بلور مین شراب ناب بھرکر روبرو خونریز رویین تن کے لے گئے اُسنے جام لیکر شراب پی اسی طرح
چند جام ساقیون سے لیکر شراب جب پی چکا اور خوب نشہ شراب کا ہوا بیساختہ عالم نشہ شراب مین پکارا
منم نامہ بردار بہرام شیر شکار بادشاہ ملک شعبدہ امیر نے اس سے نامہ طلب کیا اُسنے نامہ مذکور امیر
کے حوالے کیا امیر شانی نے نامہ میر منشی کو دیا اُسنے نامہ کو لفافہ سے باہر نکالکر موافق قاعدہ بآواز
بلند پڑھا بادشاہ لشکر اسلام و امیر شانی نے عبارت نامہ مذکور کی تمام و کمال سنی نہایت افسوس کرکے
محزون و مغموم ہوے سوا اسکے تمامی سرداران سپاہ کو گیرنگ شاہ کے انتقال کا ملال ہوا ہر ایک
آبدیدہ ہوا اسوقت خونریز رویین تن نے امیر شانی سے عرض کیا اب مین جاتا ہون کچھ جواب اس
نامہ کا لکھا جائیگا یا نہین امیر شانی نے فرمایا اچھا تم جاؤ جواب نامہ کا ابھی کچھ نہ دیا جائیگا آئندہ دیکھا جائیگا
جو مناسب ہوگا کیا جائیگا خونریز یہ سُن کے دربار سے اُٹھ کے بادشاہ و امیر شانی کو سلام کرکے باہر بارگاہ
کے گیا پھر مرکب پہ سوار ہوکے موافق کہنے بہرام شیر شکار کے اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر کے جانب ملک
شعبدہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے بادشاہ کی خدمت مین گیا تمام حال دربار بادشاہ لشکر اسلام
کا بیان کیا اور کہا جب نامہ پڑھا گیا تھا سب کو صدمہ و رنج گیرنگ شاہ کے انتقال کا ہوا تھا چہرہ
ہر ایک سردار کا پہلے تو غصہ سے سُرخ ہو گیا تھا پھر آثار حزن صدمہ گیرنگ شاہ مین ہر ایک کے
رخ پر ظاہر ہوے تھے مجھکو تو بادشاہ لشکر و امیر شانی نے جواب نامہ کا کچھ نہین دیا صرف یہی کہا کہ آئندہ

جو مناسب ہوگا کیا جائیگا اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر کو صدمہ ہوا ہے
اور بہت غصہ آیا ہی عجب نہین کہ پھر کوئی سردار وہ ادھر روانہ کرین اور وہ انتقام گیرنگ شاہ کا ہم لوگون
سے بہرام نے جواب دیا اول تو مین بے قصور ہون نامہ مین لکھدیا ہی دوسرے انکے نامہ کا کچھ جواب
نہین لکھا ہی وہ کوئی سردار برائے پیکار روانہ نکرینگے اور اگر کوئی دلاور وہان سے یہان آئیگا
جو مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا یہان تو بہرام شیر شکار جانب امیر ثانی سے بیخوف ہی چندان
خیال جنگ و جدال کا نہین ہی اپنی فوج و سرداران لشکر پر مغرور ہی لاجورد شاہ و صلصال زور کش ہین
لیکن اب حال لشکر امیر کا لکھا جاتا ہی کہ جب عوض نیر روئین تن دربار سے چلا گیا امیر ثانی نے فرمایا افسوس
گیرنگ شاہ جو ہمارے پدر ذیوقار کے رفقا سے تھے وہ ملک شعبدہ مین جاکر اس طرح مرگئے خبر انکے
انتقال کی بھی پہونچی نہین معلوم گیرنگ شاہ وہان جاکر کیونکر ہلاک ہوئے بہرام شیر شکار کاذب ہی
اسکی تحریر کا کیا اعتبار ہی عجب نہین کہ اسی کے اشارے سے اُسکے سردار فولاد دشت زن نے
گیرنگ شاہ کو ہلاک کیا ہو لہذا اس مقدمہ مین کچھ کرنا ضرور ہی یہ فرماکے ملازمون سے کہا ابھی حسب
دستور جام کلہ عفریت مین شربت لاکر سر دربار رکھ دو انھون نے حکم کی تعمیل کی امیر ثانی نے
باشارہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند یہ کہا کہ اے
بہادران بیعدیل و بےنظیر تم سب نے سُنا کہ گیرنگ شاہ کو فولاد دشت زن نے گھونسا مارا جسکے سبب سے
اُس بزرگ و بہادر نے خون تھوک کر انتقال کیا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی ایسا قوی
و دلاور یہان سے جائے کہ فولاد دشت زن کو ہلاک کرے گیرنگ شاہ کے خون کا اس سے
انتقام لے یہ فرماکر امیر ثانی خاموش ہوئے تھے کہ ناگاہ بدیع الزمان نے اپنے دنگل سے اُٹھکر
کہا مین جاؤنگا فولاد مذکور کو مانند موم کے چٹکی سے ملکر خاک مین ملاؤنگا گیرنگ شاہ کا اچھی طرح
انتقام لونگا امیر ثانی نے اجازت جانے کی دی اُس بہادر نے جام کلہ عفریت سے کچھ شربت پیا
بیڑا اُٹھاکے کھایا بعد ازان بیرون بارگاہ آکے اپنے اہل لشکر کو حکم کمربندی کا دیا جبکہ سب مسلح
ہوچکے بدیع الزمان مرکب پر سوار ہوے سب سردار و دیگر سردار بھی مرکبون پر سوار ہوے ہمراہ رکاب
بدیع الزمان جانب ملک شعبدہ روانہ ہوے بدیع الزمان تو جانب ملک شعبدہ روانہ
ہوے دیکھیے وہان کب پہونچتے ہین اور کیا کرتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال
سرداران لشکر گیرنگ شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ جیدہ نالان و گریان ملک نیرنگ شاہ مین پہونچے
اُسے خبر ہوئی کہ میرے والد کے افسران سپاہ مع لشکر فریاد کنان یہان آئے ہین یہ خبر سن کے متردد
ہوکر اپنے سوالار ابن سپاہ کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا جب وہ سردار استقبال کرکے
اُن سردارون کو دربار نیرنگ شاہ مین لائے سرداران لشکر گیرنگ شاہ نے نیرنگ شاہ
کو حسب قاعدہ سلام کیا اُسنے سلام لیکر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ موافق اپنے رتبہ کے بیٹھ گئے بعد انکے
بیٹھنے کے نیرنگ شاہ نے اُنسے پوچھا سبب تمہارے نالہ و فریاد کرنے کا اور یہان آنے کا کیا ہی
اُنھون نے دنگلون سے اُٹھکر اشکبار ہوکے تمام حال گیرنگ شاہ کے انتقال کا مفصل بیان
کیا بعدہ شمشیر و سپر وغیرہ آلات حرب و ضرب و اسپ و دیگر آلات و اسباب گیرنگ شاہ کا نیرنگ شاہ کو

و بکر کہا آپ کے والد آپکو یہ وصیت کر گئے ہین کہ میرے رنج و الم مین حتی الامکان صبر کرنا اور جہانتک
ہو سکے ملک شعبدہ مین نہ آنا میرے خون کا انتقام بہرام شیر شکار سے نہ لینا کیونکہ وہ باعث میری
ہلاکت کا نہین ہوا ہے مین نے خود باشتیاق تمام اُسکے ایک سردار لشکر مسمی فولاد مشت زن کی قوت دیکھنی
چاہی تھی اور اپنی طاقت اُسے دکھانی منظور تھی چونکہ زمانہ حیات کا باقی نہ رہا تھا فولاد مشت زن کے
گھونسے سے جانبر نہوا نیرنگ شاہ یہ حال پُر ملال سُن کے اور آلات حرب و ضرب اپنے پدر کے دیکھ کے
بے اختیار رونے لگا اہل دربار بھی نالہ و فریاد کرنے لگے محلسرا مین بھی اس خبر سے عورتین رونے
پیٹنے لگین ادھر دربار مین نیرنگ شاہ ہمراہ اپنے اہل دربار کے اشکبار و بیقرار تھا تاج سر سے
اُتار کر خاک پر ڈال دیا تھا کہتا تھا افسوس ای پدر عالی وقار مین وقت رحلت آپکے پاس
نہ تھا آپکی زیارت آخری سے اور آپ کے دفن کرنے اور کفن دینے سے محروم رہا
وزرا وغیرہ تاج اُٹھا کر سر پر اُسکے بار بار رکھتے تھے اور عرض کرتے تھے ای بادشاہ ذیوقار ہرچند
کہ غم پدر واسطے فرزند جوان و لایق و ذی لیاقت کے جان گسل ہی لیکن حتی الامکان اسقدر رنج و غم نکرنا
چاہئے کہ موجب اپنی ہلاکت کا ہو جائے آپ تو آگاہ ہین کہ خاصان خدا نے بڑی بڑی مصیبت اور
تکلیفین اُٹھائی ہین بزرگون اور خردون کو اپنی آنکھون کے آگے مرتے دیکھا ہی اور مشیت الٰہی سے
مجبور ہو کے کچھ اُنکے بارے مین رنج کر کے صبر اختیار کیا ہی آپ بھی اُنھین کی طرح صبر کیجے جو منظور
خدا تھا وہ ہوا ہمیشہ کسی کے بزرگ سر پر سلامت نہین رہتے ہین ایک روز ضرور مر جاتے ہین والدہ کے
مر جانے سے فرزند بیپیر ہو جاتا ہی اور باپ کی رحلت سے یتیم ہو جاتا ہی یہ صدمہ جانکاہ خاص کچھ آپ کے
واسطے دنیا مین نہین ہوا ہی ہزارہا سلاطین جہان نے رحلت کی ہر شاہزادے یتیم ہو گئے ہین اپنے اپنے
والد کے ماتم مین کچھ روز مغموم رہے ہین بعد ازان مشغول کار سلطنت ہوئے ہین آپ تو خلاف اُنکے عمل
کرتے ہین گریہ و زاری نالہ و بیقراری ہم نمکخوارون کے سمجھانے سے موقوف ہی نہین کرتے ہین برای
خدا و رسول اب اسقدر نالہ و بکا نکیجے مشیت الٰہی مین جو گذرا تھا وہ ہوا صبر کیجے کہ مرتبہ صابرون کا
بہت بڑا ہی نیرنگ شاہ نے اعیان مملکت و خیر خواہان دولت کے قسم دینے اور سمجھانے سے وہ گریہ و
زاری و نالہ و بیقراری موقوف کی اور حکم کیا کہ چالیس روز تک سب ماتم والد بجا لائے جائین مین اُنکے
ماتم مین سیہ پوش ہوتا ہون سب اعلے ادنی بھی سیہ پوش ہون اور اس زمانہ تک کوئی شخص رسم
خوشی کی ظاہر نکرے شادی و خوشی کسی قسم کی کوئی نکرے نوبت و نقارہ و ڈہل و دف کسی شادی مین
کوئی نہ بجائے بلکہ شادی بھی موقوف رکھے خاص و عام حکم نیرنگ شاہ سے آگاہ ہوے سب سیاہ
پوش ہوے یہ خبر نیرنگ شاہ کے چچا کو بھی پہونچی وہ بھی اپنے برادر کے ماتم مین سیاہ پوش ہوا چونکہ ظفر
جنگ شاہ عموی نیرنگ شاہ فی زمانہ نیرنگ شاہ ہی کے ملک مین تھا اور اپنی دختر ملکہ بدر جمال کی
شادی کیا چاہتا تھا نیرنگ شاہ سے منگنی بھی اُسکی ہو چکی تھی اس واقعہ کے ہونے سے سخت رنجیدہ
ہو کر پاس اپنے بھتیجے کے گیا اور سمجھایا کہ ای فرزند جو خداوند عالم کو منظور تھا وہ ہوا اب گریہ و زاری
موقوف کرو اُسنے کہا ای عموی نامدار مین آپکو مثل اپنے والد کے جانتا ہون جو آپنے فرمایا ہی حتی الامکان
ایسا ہی کرونگا اور بعد گذرنے چالیس روز کے مین یہان سے مع جمعیت سپاہ جانب ملک شعبدہ ضرور

جاؤنگا اپنے والد کی قبر پر فاتحہ پڑھکر ظالم دہشت زن کو ہلاک کرونگا اپنے والد کے خون کا انتقام لونگا ظفر جنگ شاہ نے کہا ای عزیز میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ جانب ملک خشیدہ نجا تاکہ اسمین ایک سلطنت ہی فاتحہ خوانی برادر نہین ہوسکتی پھر وہان جانے سے کیا نفع ہی اگر قبر اُنکی نہ دیکھی تو نہ دیکھی مطلب ثواب پہونچانے سے ہی شیر تنگ شاہ نے کہا آپ اس مقدمہ مین کچھ نفرمایئے گا مین ضرور جاؤنگا اپنی آنکھون سے قبر والد مرحوم کو دیکھونگا سورۂ فاتحہ اُنکی قبر پر پڑھونگا اُنکا جھگڑا چکاؤنگا ظفر جنگ شاہ اپنے برادر زادہ سے زیادہ تقریر کرنا بہتر نجانکر خاموش رہا بعد تھوڑی دیر کے شیر تنگ شاہ وہان سے رخصت ہوکر اپنی محلسرا مین گیا اور اپنی زوجہ سے قصد شیر تنگ شاہ بیان کیا اُسنے اور عورتون سے بیان کرکے کہا جانا شیر تنگ شاہ کا یہان سے اچھا نہین ہی مبادا وہان جاکر دشمنون کے ہاتھ سے کسی صدمہ پہونچے یہ خبر جب تمام محل مین پھیلی بلکہ بدر جمال نے بھی سُنی اول تو اسکو اپنے چچا کے مرنے کا ملال ہوا اور دوسرے یہ صدمہ ہوا کہ اب شیر تنگ شاہ برادر زادہ میرا کہ جس سے عقد میرا ہونے والا تھا ملک خشیدہ مین جائیگا وہان جاکر اپنے باپ کے دشمنون سے مقابلہ کریگا ان خیالات سے روز بروز دل ہی دل مین رنج کرکے یہ حال ہو گیا کہ مصداق نظم

رنج نے کر دیا یہ حال اُسکا ہو
نہ خود آرائیان نہ آرایش
عارضی زشتون سے آنے لگی
رنج سے رنگ لگے بدل جانے
ہاتھ کھینچا حیا سے پھر سر دست
آنکھ سُرمہ سے بھی چرانے لگی
خون دل لب پہ آکے جمنے لگا
زردی رُخ بھی رنگ چڑھنے لگی
طاقت دل جواب دینے لگی
جائے آب اشک چشم پُر نم تھا
مئے غم کے نشہ سے بہوت
موسے سر پر فدا تھی حیرانی
گاہ بیخود تھی گاہ محزون تھی
اُسکی باتون سے ہوتا تھا خفقان
چپکی رہتی تھی خستہ حالی سے
کسی سے نظر لجائی ہوئی
گھر مین اُسکے انیس تھین جو جو
جا مین دیتی تھین ہر بیانون پر
درد سر رنج کا یہ خوب نہین

رہ گئی دو ہی دن مین صورت لادا
خاک مین مل گیا جمال اُسکا
مسکرانا وہ ہنسنا چھوڑ دیا
آئینہ سے بھی منہ چھپانے لگی
میلے کپڑون پہ میل کرنے لگی
چوڑیون کو ہوئی نصیب شکست
خود سری نے بھی پاؤن پھیلائے
طرف لاکھے کا رنگ جمنے لگا
رات دن شورش خموشی تھی ہو
لب سے ہمدمون کو خشکی لینے لگی
لب پہ نالے تھے تبسمون کے عوض
رات دن منہ لگا ہوا تھا سکوت
شرم عزت نہ پاس بدنامی
گاہ لیلی تھی گاہ مجنون تھی
فکر کا اسقدر بڑھا سودا
گفتگو صورت خیالی سے
رہتی تھی بات سن کے یہ خاموش
جوش حیرت سے رنج تھے سب کو
ہمدمین جو کہ اُسکی تھین جانباز
اس مرض سے بچانے جان کہین

آئینہ نے دکھائی رنگت زرد
نہ وہ زینت رہی نہ زیبایش
آشنا لب کے دود دل سے کیا
ذکر غازہ چدر و برد آتا تو
اودی رنگ مین گذرنے لگی
خود نمائی سے دل چھپانے لگی
ضعف کو روز حیلے ہاتھ آئے
بعد کہ گوئی اُسکی بڑھنے لگی
ٹھنڈی سانسون سے گرم ہوتی تھی
بدلے کھانے کے تو غذا غم تھا
شورش آہ چھپون کے عوض
سرپرست اُسکی تھی پریشانی
بیخودی رنج و محو خود کامی
پہرون رہتی تھی چپکی آئینہ سان
گر وہ رہتی تھی اپنے جی سی خفا
شرمگین آنکھ شرم کھائی ہوئی
نہ اُسے تھا جواب کا کچھ ہوش
لا نہ سکتی تھین کچھ زبانون پر
اُسکو سمجھاتی تھین وہ اس انداز
اب بھی باز آؤ اسکو ترک کرو

دیکھو تم مبتلائے رنج نہو
تو اب بھی کہا تو بھتیری

جان جائیگی ہاتھ آئے گا کیا
ورنہ رسوائی اسکی گھر گھر ہے

سارے عالم مین ہووگی رسوا

ملکہ بدرجمال سب کی باتین سنتی تھی کسی کو جواب نہ دیتی تھی بلکہ اُنکی طرف سے منہ پھیر لیتی تھی ہمدمین دائیںین اُسے آزردہ دیکھکر خاموش ہوکر اُسکے سامنے سے چلی جاتی تھین وہ مبتلائے رنج والم یعنے ملکہ بدرجمال تنہائی مین روتی تھی چشم گلرو وزیرزادی کہ ملکہ بدرجمال سے بدرجۂ کمال محبت والفت رکھتی تھی وہ اکثر خلوت مین اُسکے پاس جاکر اُس سے کہتی تھی اے ملکہ عالم اس رنج والم سے کیا فائدہ ہے بیکار ابھی سے رنج وغم کرتی ہو برادرزادہ تمھارا جس سے تمھاری شادی ہونے والی ہے ابھی تک اپنے شہر مین ہے جانب ملک شعبدہ نہین گیا ہے وزرا امرا باپکی والدہ اور والد بھائینگے ملک شعبدہ کے جانے سے باز رکھین گے تم بدستور قبل ہنسو بولو کھانا کھاؤ باغ کی سیر کرو خدا وہ دن جلد دکھائیگا کہ شادی تمھاری ہزنگ فشاہ کے ساتھ ہوگی وہ اُسے اپنے حال پر شفیق زیادہ پاکے کہتی تھی کہ نظم

ہو حرام اتنا خواب اور دانا تو
تو بیخود ہے دل نہ ہوش مین ہے
تو بہت بیقرار باقی ہون تو
جیب و دامان کے ہاتھ سائل ہین
آہ سوزان کا ضبط بھاتا ہے
ضعف طاقت کی چوری کرتا ہے
کم نصیحت نہین ہے گالی سے
وحشت دل ہے سادہ جنبان
گھر نہین کا لا جبل خانہ ہے
ہر نفس جان کو ہے خانہ باغ قفس
چھلکی کہتی ہے شور بلبل پر
تمنے مجھکو جدا ندامت ہے
ہائے تمھاری تو کچھ عجب ہے خو
کیون جوانی مین گھن لگائی ہو
اتنا اظہار رنج بھی چڑھ ہے
آج شکوہ فلک کا ہونے لگا
بات کچھ سوچ کر کیا کیجیے
تم ابھی تنگ ہو ویسی ہی مرجھان
دور نہ یان سامنا ہے آفت کا
کوئی صاحب کہان کمک کہیاں
تاکہ سنکر نہ کوئی نام دھرے

اپنی حالت پہ آپ حیران ہون
پردۂ شوق دید جوش مین ہے
صبر دل طالب اجازت ہے
پاؤن وارفتگی پہ مائل ہین گو
گریہ طوفان اُٹھایا چاہتا ہے
درد دل سینہ زوری کرتا ہے
درد سے ارتباط بڑھتا ہے
طوق و زنجیر بیتون ہے ارمان
دل ہے مشتاق سیر ویرانہ
کنج گھر ہے بدتر از محبس
دل ٹھکانے نہین ہواس نہین
غرض اک دل ہزار آفت ہے
کتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول
جان کیون مفت مین گنواتی ہو
سینے تو عقل ہے مری حیران
رنج لطف شباب کھونے لگا
دن بدن ہے یہ سپہر عزول
عقل کی بات کچھ کرے انسان
تم ابھی سے ہو جان کی در پے
کون بیکس کے روز مغز پھرا ہے
اتنی اچھی نہین ہے خود کامی

ہم بھی مبتلا کھاؤن کیا کھانا
گو تو ہے رنج کچھ پشیمان ہون
دل کو جس وقت آزماتی ہون
شرم کا بھی پیام رخصت ہے
ٹھنڈی سانسون سے دل بجھا جاتا ہے
اشک خون رنگ لایا جاتا ہے
ہے بہت شوق خستہ حالی سے
دل سبق بیخودی کا پڑھتا ہے
تیرہ نظر دن مین اب زمانہ ہے
بھاتا ہے وحشیون سے یارانہ
رونا آتا ہے خندۂ گل پر
اقربا کا لحاظ و پاس نہین
بولی بے لطف ہوکے وہ کم گو
کوفت کھانے سے راتدن کی حصول
رنج بیجا بھی کیا مری چڑھ ہے
ابھی کے روز کی گھڑی ہے مری جان
ہو سکے اپنی کچھ دوا کیجیے
آدمی سیکھتا ہے عقل و شعور
کارخانہ ہے یہ تو الفت کا
انتہا کا خدا ہی حافظ ہے
اے پری آدمی وہ بات کرے
چاہیے کچھ لحاظ بدنامی

تجھکو کیا جانے کیا سمائی ہی
سیر کو چلنا صبح تو ہو لے
وقت تا غم ہی ابھی سے ای ملکہ
کھانے کو دشمنوں کی جان بچی
دل اگر خوش ہی تو یہ سب کچھ ہی
کون سی بات دل مین آئی ہی
کر نہ ہلکان اپنے دل کو تو
ڈر یہ ہی آگے ہوگا کیا ملکہ
ابھی کتنے ہین درد غم ملکہ
بد جور نجیدہ تر یکب کچھ ہی
کھانا کھانے بہانہ یہ کسو سے
رکھ پر ارمان اپنے دل کو تو
رہی حالت جو صبح و شام یہی
والدی اچھا نہین الم ملکہ کو

جب نسیم گل رو نے اس طرح اُسے سمجھایا تھا اُسکے دل سے رنج و غم کم ہوا چہرہ پر کسی قدر بحالی ظاہر ہوئی مسہری سے اُٹھکر بیٹھی وزیرزادی نے اُسے قسمین دیکر کھانا کھلوایا اور کہا ای ملکہ عالم فی الحال براے دفع رنج و ملال جانب صحراے سبزہ زار براے سیر و شکار چلکر دل اپنا بہلایا کرو خداوند عالم سے یہ دعا کیا کرو کہ جو آرزو و تمناے دلی میری ہی اُسے بر لا حق تعالے تمھارے حال پر رحم کرے گا شیرجنگ شاہ جانب ملک شعبدہ بجانے گا مین نے سنا ہی کہ اکثر عابد و زاہد و حاجتمند براے حاجت روائی واسطے دعا کے صحرا مین جاتے ہین وہان برجوع قلب خداوند عالم سے بعد نماز دعا کرتے ہین تیر دعا نشانہ ہدف مراد پر پہونچتا ہی لہذا ہنگام سحر تم بھی اپنے والدین سے اجازت لیکر صحراے سبزہ زار مین چلنا سیر بھی کرنا دعا بھی کرنا اگر خدا چاہیگا تو حق مین تمھارے جانب صحرا جانا بہتر ہوگا ملکہ بدر جمال نے کہا ای نسیم گل رو بھلا والدین مجھکو جانب صحرا کیون جانے دینگے اُس نے عرض کیا اچھا ہم خود اسکی تدبیر کرینگے یہ کہکے ہنسی دل لگی کی باتین کرنے لگی تمام رات ایسی ہی باتون مین بسر کی جب صبح ہوئی نسیم گلرو خدمت والدین ملکہ بدر جمال مین گئی بصد ادب سلام کیا پھر دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی ظفر جنگ شاہ نے پوچھا ای نسیم گلرو کیا تجکو کچھ عرض کرنا ہی اگر کچھ کہنا ہے تو کہہ اُس نے عرض کیا ہماری ملکہ آج کل کچھ پژمردہ خاطر ہین لہذا واسطے شگفتگی خاطر کے اگر حکم ہو تو آج جانب صحراے سبزہ زار ہم سب کے ساتھ تشریف لے جائین وہان جاکر سبزہ زار کی سیر کرین دل اپنا بہلائین بعد سیر کرنے کے شام تک یہان چلی آئین ظفر جنگ شاہ نے کہا اچھا اگر تفریح طبع منظور ہی تو کیا مضائقہ اُس سے کہو کہ جاے مگر تم سب اُسکے ساتھ رہنا صحرا مین اُسے تنہا نہ چھوڑنا یہ کہکے باہر محلسرا سے گیا ملازمون سے کہا سامان کرو کہ میری دختر نیک اختر ہمراہ اپنی تمام انیسون اور جلیسون کے اس وقت جانب صحراے سبزہ زار جائیگی وہان کی سیر کریگی ملازمون نے سامان کیا محافہ زرین واسطے سواری ملکہ کے اور ڈولیان واسطے جلیسون اور کنیزون کے در دولت ظفر جنگ شاہ پر لگادی گئین پردہ کا بندوبست کیا گیا نسیم گلرو ملکہ بدر جمال کے ہمراہ محافہ مین بیٹھی اور سب عورتین ڈولیون مین سوار ہوئین کچھ خادم و خدمتگار و سپاہی ہمراہ سواری کے ہوے جب سواری ملکہ کی بعد قطع راہ صحرا مین پہونچی ملکہ بدر جمال نے حکم دیا کہ جو ہمارے ساتھ سپاہی وغیرہ یہان آئے ہین یہان سے دور جاکر کسی گوشہ مین بیٹھین کیونکہ اب ہم یہان سواری سے اُتر کر صحرا مین سیر کرینگے ملازم حسب الحکم اس جگہ سے دور چلے گئے ملکہ مذکور محافہ سے اُتری نسیم گلرو بھی ساتھ ہی اُسکے سواری سے اُتر کر سب انیسون اور کنیزون سے کہنے لگی کیا ڈولیون مین بیٹھی ہو اب مرد یہان کوئی نہین ہی

ملکہ ہماری ہمارے ساتھ محافہ سے اُترکر صحرا کی سیر کر رہی ہی تم بھی اب ڈولیون سے نکلو یہ سنکے سب
عورتین ڈولیون سے اُترکر ہمراہ ملکہ بدرجمال کے صحرائے سبزہ زار مین سیر کرنے لگین ہنوز ملکہ مذکور
سیر سبزہ زار کر رہی تھی نسیم گلرو وغیرہ جملہ عورتین ہمراہ تھین چلین آپس مین ہو رہی تھین کہ ناگاہ
سامنے سے ایک درویش او عیر ظاہر ہوا ملکہ نے اُسے دیکھکر شرم سے نقاب رخ پر ڈالکر خیمہ مین
کہ برائے راحت و آرام کنیزون نے استادہ کیا تھا چلی گئی جب ملکہ نے دیکھا کہ فقیر مذکور اس طرف
چلا آتا ہی کنیزون سے کہا اس فقیر کو منع کرو کہ ادہر نہ آئے ورنہ پچھتائے گا جان سے مارا جائیگا
کنیزون نے حسب الحکم ملکہ بدرجمال اُس فقیر سے پکار کر کہا خبردار اے فقیر ادہر نہ آنا ورنہ پچھتاویگا
قتل کیا جائیگا کیونکہ ہماری ملکہ برائے سیر و شکار تشریف لائی ہین نا محرم سے سامنا کرنا انہین
منظور نہین ہی فقیر نے ہنسکر جواب دیا مین تمھاری ملکہ سے اور تمسے نہین ڈرتا ہون ہرگز تمھارا
کہنا نہ مانونگا یہ کہکے آگے بڑھا ہم جلیسون اور کنیزون نے گھبرا کر ملکہ سے عرض کیا حضور وہ فقیر
ہوا سو ہلدی کا ٹاٹ لنگوٹی باندھے کچھ کھولے بیخوف و خطر اسی طرف چلا آتا ہی کسی کا کہنا نہین مانتا ہی
کہتا ہی مین تمھاری ملکہ سے اور تمسے نہین ڈرتا ہون ہرگز کسی کا کہنا نہ مانونگا اسی راہ سے جاؤنگا
ملکہ مذکور یہ سنکے بدرجہ کمال برہم ہوئی کہا معلوم ہوتا ہی کہ اس فقیر کی قضا آئی ہی یہ کہکے خیمہ سے
نکلکر تیر چلہ کمان مین جوڑکر سینہ فقیر مذکور کا تاک کر کمان کو کھینچا تیر کمان سے چھوٹ کر جانب فقیر
چلا تھا ہنوز قریب اُسکے نہ پہونچا تھا کہ اُسنے کچھ پڑھ کے جانب تیر اپنی انگلی سے اشارہ کیا
فی الفور وہ تیر مانند شمع کافوری یا مثل خار و خس جلکر خاک ہوکے گر پڑا ملکہ و جملہ عورتون کو یہ دیکھکر
حیرت ہوئی کنیزین و انیسین ملکہ کی کثرت خوف سے کانپنے لگین بعضی عورتین چیخنے چلانے
لگین کوئی کہنے لگی یہ فقیر نہین ہی کوئی آسیب ہی اس سے جان کا خوف ہی خدا ہماری ملکہ کو
اسکے شر سے بچائے اس صحرا سے ملکہ جلدی اور ہم سب صحیح و سلامت اپنے گھر جائین عہد
کرتے ہین کہ اب کبھی ہم ملکہ کو صحرا مین نہ لائینگے ابھی سب عورتین شور و غل کر رہی تھین اور خوف
سے اُس فقیر کے ڈر رہی تھین ملکہ بھی رخ پر نقاب ڈالے ششدر کھڑی تھی نسیم گلرو بھی پہلوے
ملکہ مین حیران و پریشان جانب فقیر نگران تھی ارادہ کرتی تھی کہ صحرا سے ملکہ کو لیکر کسی طرف بھاگ
جائے یا خدام و ملازمان ملکہ کو پکارے کہ یکایک وہ فقیر قریب آیا اور کہا اے ملکہ بدرجمال تمنے
مجھے تیر مارا مین نے اُسے جلا دیا تمنے مجھسے دشمنی کی ہی مین تمسے دوستی کرتا ہون تمھین ہدایت
کرتا ہون کہ بے سمجھے کسی پر ارادہ ظلم کرنے کا نکیا کرو مظلوم کی آہ سے ڈرا کرو تیر آہ بیکسان سے
خوف کیا کرو کہین ایسا نہو کہ دوسری بلا مین مبتلا ہو جاؤ ایک بلا مین تو مبتلا ہوکے یہان آئی ہو
عوض ہو جائے فقیر کو تیر مارتی ہو تمھارا حال مجھپر ظاہر ہی جس صدمہ مین تم مبتلا ہو ملکہ تو اُسکی
تقریر سنکے مثل تصویر بحیس و حرکت ہوئی حیران نہایت ہوئی لیکن نسیم گلرو نے کہا اے
درویش تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ تم درویش کامل ہو صاحب کمال ہو ہم سب کے حال
سے آگاہ ہو خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب ملکہ ہماری تیر کسی کو نہ مارینگی تم انکے حق مین دعاے بد کرنا
اُسنے کہا مین تمھاری ملکہ کا خیرخواہ ہون بھلا اُنکے حق مین مین کیا دعاے بد کرونگا نسیم گلرو نے

کہا اگر تم ملکہ عالم کے خیر خواہ ہو تو کچھ ملکہ سے نیکی کرو ہماری ملکہ کو ایک صدمہ ہے اس صدمہ کو اپنی دعا سے
دفع کرو اور اپنے حال سے آگاہ کرکے بتاؤ کہ کہاں سے آتے ہو کہاں جانے کا ارادہ ہے اور یہ بھی بتاؤ
کہ ہماری ملکہ کو کیا صدمہ ہے فقیر نے جواب دیا اے نسیم گلرو آگاہ ہو کہ نام مجھ درویش کا پہلے تو کچھ اور تھا مگر
اب سب مجکو عریان شاہ کہتے ہیں بوجہ ریاضت و یاد آلہی اور اپنے مرشد کی خدمتگزاری سے باطن پھر قلب
صاف ہو گیا ہے جب کسی کے حال کو دریافت کرنا چاہتا ہوں من جانب اللہ ایک ایسی قوت علمی پیدا ہو جاتی
ہے کہ میرے آئینہ دل پر تمام حال دلی اسکا ظاہر و روشن ہو جاتا ہے جب تمہاری ملکہ نے مجھے تیر مارا تھا
میں نے دریافت کرنا چاہا تھا پس عنایت آلہی سے یہ حال تمہاری ملکہ کا ظاہر ہوا ہے کہ اپنے چچازاد برادر
مسمی نیرنگ شاہ کے عقد میں آنے والی تھیں وہ جانب ملک شعبدہ برائے انتقام خون پدر جانے
والا ہے انکو اسکا جانا منظور نہیں ہے اسی صدمہ میں یہ مبتلا ہے یہاں برائے سیر و دعا آئی ہے واقعی
صدمہ انکو بہت ہے اور صدمہ کرنا انکا بجا ہے کہ نیرنگ شاہ اگر بغیر تدبیر حفاظت اپنی جان کے ملک
شعبدہ میں جائیگا تو وہاں سے زندہ پھر کر نہ آئیگا کیونکہ ملک شعبدہ میں ہزارہا شعبدہ باز و
ساحران نابکار ایسے ایسے ہیں کہ جنکے شعبدہ سحر سے جانبر ہونا ممکن ہی نہیں ہے وہاں کیسا ہی کوئی جبری
و بہادر شجاع و دلیر جائیگا تو کچھ زور اسکا کام نہ آئیگا ہاں ایک تعویذ جو میں دوں اسکو اپنے بازو پر
باندھ کر ساکنان ملک شعبدہ سے اگر مقابلہ کریگا تو بفضل خدا سے مظفر و منصور ہوگا ہر ایک شریر
و دشمن کے شعبدہ و سحر سے محفوظ رہیگا یہ کہکر ایک تعویذ لکھ کر نسیم گلرو کو دیا کہ یہ تعویذ اپنی ملکہ کو دیدے
اور اُنسے کہدے کہ جب نیرنگ شاہ جانب ملک شعبدہ جانے لگے ضرور یہ تعویذ اسکے
بازو پر باندھ دے بھول نہ جائے یہ کہکے نسیم گلرو سے کہا میں ملک شعبدہ کی طرف بحکم مرشد آیا ہوں شاید
میرے مرشد نے خاص تمہاری ملکہ کے دفع رنج و صدمہ کے واسطے مجھے اس طرف بھیجا تھا خیر
خواہش مرشد بجا لایا میں اب یہاں سے جب خدا چاہیگا جانب عدم جاؤنگا کہ جانا وہاں کا ضرور
ہے ہمیشہ وہیں رہنا ہے دنیا یہ تو ایک سرا ہے برائے چند روز یہاں مقیم ہوں اور مجھپر کیا موقوف ہر
ذی حیات کا یہی حال ہے یہ کہکے درویش مذکور یا حق یا معبود کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا نسیم گلرو
نے وہ تعویذ ملکہ بدر جمال کو دیکر عرض کیا اے ملکہ مبارک ہو کہ خدا نے تمہارے حال زار پر رحم کیا اس
درویش کامل نے تعویذ دیا اب خوش و مسرور ہو رنج و صدمہ ذرا بھی نکرو اگر نیرنگ شاہ جانب
ملک شعبدہ اس تعویذ کو بقول درویش عریان شاہ اپنے بازو پر باندھ کر جائیگا تو جلد
اپنے دشمنوں پر غالب ہو کے زندہ و سلامت وہاں سے اپنے شہر میں واپس آئیگا تمہاری شادی
اُسکے ساتھ ہوگی حسرت و آرزو سے دلی نکلے گی اب میرے نزدیک اس صحرا میں ایکدم بھی
قیام کیجیے در مطلب ہاتھ آگیا ہے یہاں سے اپنے گھر چلیے شکر خدا کیجیے کیونکہ خداوند عالم نے
تمہارے حال پر بڑا فضل و کرم کیا ہے ملکہ بدر جمال نے مسکرا کر تعویذ مذکور لیکر کہا اچھا یہاں سے
چلو نسیم گلرو نے کنیزوں سے کہا سامان یہاں سے چلنے کا کرو خدام وغیرہ ملازموں کو آگاہ کرو کہ اب
ہمراہ ہمارے یہاں سے چلیں کنیزوں نے حکم کی تعمیل کی ملکہ وغیرہ تمام عورتیں اُسی طرح
سوار ہوئیں کہاروں نے محافہ وغیرہ اپنے دوش پر اٹھایا خدام محافہ ملکہ کے ساتھ ہوئے سواری

ملکہ کی چلی بعد قطع راہ ملکہ بدر جمال مع تمام عورتون کے اپنے مکان مین پہونچی اُس روز سے ملکہ بدر جمال
خوش رہتی تھی کبھی اس خیال سے محزون و مغموم بھی ہوتی تھی کہ نہین معلوم جو تعویذ درویش نے دیا ہی راحت
دیگا یا نہین ہر غرض اسی خوشی و صدمہ مین وہ زمانہ آیا کہ نیرنگ شاہ اپنے والد کی فاتحہ خوانی چہلم سے
فارغ ہوا پوشاک سیاہ تن سے اُتاری تمام مردمان شہر نے لباس ماتمی اُتارا جب گیرنگ شاہ کا
چالیسوان ہو چکا نیرنگ شاہ نے اپنے سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ تمام مردمان سپاہ سے کہدو کہ بعد گذرنے
اس شب کے وقت سحر مسلح ہوکر یہان سے جانب ملک شعبدہ چلنے پر تیار رہین سردارون نے حکم کی
تعمیل کی بعد اُسکے نیرنگ شاہ نے اپنے وزرا سے کہا سامان سفر جو چاہیے ہی بخوبی موجود و مہیا کرو
صبح کو یہان سے سوے ملک شعبدہ کوچ کرینگے وزرا نے حسب الحکم سامان کیا صبح کو نیرنگ شاہ
اپنے بزرگون سے رخصت ہوکے خصوص اپنی والدہ اور اپنے چچا ظفر جنگ شاہ سے رخصت ہوکے
جاہتا ہی تھا کہ محل سرا سے برآمد ہو ناگاہ دیکھا کہ نسیم گلرو سواری سے اُترکر آبدیدہ روبرو آئی اور اسلام
کرکے سامنے کھڑی ہوئی نیرنگ شاہ نے کہا ای نسیم گلرو کیون محزون ہو عوض اشکباری کے ہمارے
حق مین دعا کرو کہ خداوند عالم ہمکو ہمارے دشمنون پر فتحیاب کرے یہ کہکے کچھ خیال کرکے خود بھی اشکبار
ہوا اُس وقت نسیم گلرو نے اشارہ سے عرض کیا حضور مجھے کچھ تنہائی مین عرض کرنا ہی نیرنگ شاہ
نے کہا تم ایسے وقت یہان آئی ہو کہ مین جانے والا ہون نہین معلوم اس وقت تم کیون آئی ہو
تمھارے آنے سے مجھے کیا کہون کیا خیال آگیا خیر تخلیہ مین چلو جو کچھ کہنا ہی کہو یہ کہکے مقام خلوت
مین گیا نسیم گلرو بھی وہان گئی نیرنگ شاہ نے پوچھا سبب تمھارے آج یہان آنے کا کیا ہی بیان
کرو اُسنے عرض کیا حضور کی سواری جانب ملک شعبدہ جاتی تھی مین نے اپنے دل مین کہا نہین معلوم
حضور کب وہان سے تشریف لائین مین ایک نظر جاکر دیکھ لون نیرنگ شاہ نے اُسکی تقریر سن کے
پوچھا کہو تمھاری ملکہ کا مزاج کیسا ہی افسوس جو ہمارے دل مین آرزو تھی وہ بر نہ آئی دیکھیے مقدر مین
کیا لکھا ہی ملک شعبدہ مین جاتے ہین وہان سے پھر آنا ہوتا ہی یا نہین تم ہماری طرف سے اپنی
ملکہ سے کہنا کہ قسمت سے مجبور ہین یہان سے سوے ملک شعبدہ جاتے ہین تمکو حوالہ خدا و رسول
کیے جاتے ہین اگر وہان سے زندہ پھر کر یہان آئے تو جو حسرت دل مین ہی اُسے نکالینگے ورنہ اپنے
پدر کی قبر کے برابر ہم بھی مرکر دفن ہونگے ہاے افسوس شادی ہوتا تو کیا اور وصل ملکہ میسر ہوتا تو کجا ہمنے
ابھی تک چہرۂ زیبا ملکہ کا بھی نہین دیکھا تقدیر نے بچایا کہ ہم روز عقد وقت آرسی مصحف کے رُخ پر نور ملکہ
آئینہ مین معائنہ کرین افسوس ہزار افسوس یہ حسرت لیکر دنیا سے جائینگے یہ کہکر بہت اشکبار ہوا نسیم گلرو نے
عرض کیا مین حضور کی خیرخواہ ہون مردانہ جانبازی کرتی ہون شاید میری تدبیر سے آپ ملکہ کو دیکھ لین
کہ حسرت آپ کے دل مین باقی نرہے نیرنگ شاہ یہ سُنکے خوش ہوکر کہنے لگا ای نسیم گلرو اگر تو مجھے صورت
ملکہ کی دکھادے تو بڑا مجھپر احسان کرے مگر مین خیال کرتا ہون کہ تو کیونکر ملکہ تک مجھے لیجائیگی اُس نے
عرض کیا آپ کسی حیلہ سے باغ مراد مین تشریف لائیگا مین یہان سے جاکر ملکہ کو کسی بہانہ سے باغ
مراد مین لیجاؤنگی بارہ دری مین بٹھاؤنگی آپ اُنھین دیکھ لیجیے گا نیرنگ شاہ تو اُسکی گفتگو سن کے
سمجھا کہ جو یہ کہتی ہی اب یہان سے جاکر کریگی مگر اس حال سے بیخبر تھا کہ خود ملکہ بدر جمال

باغ مراد مین آئی ہی نسیم گلرو کی منتین کرکے اسواسطے یہان بھیجا ہی کہ میرے ابن عم کو کسی تدبیر سے مجھ تک
لے آ غرض نسیم گلرو نیرنگ شاہ سے جلدتر رخصت ہوکے سوے باغ مذکور گئی اور خدمت ملکہ مین
جاکر کہنے لگی اے ملکہ جس واسطے آپنے مجھے بھیجا تھا وہ کام ہوا سب کے سامنے نیرنگ شاہ
سے کیونکر کچھ باتین کرتی ملکہ یہ سن کے کثرت رنج سے رونے لگی اور کہنے لگی ای نسیم گلرو تم دعوے
کرتی تھین کہ مین خیرخواہ وجان نثار ہون تمھے تو اس وقت مجھسے نیکی وخیرخواہی کی اُسنے جواب دیا
آپ یہان بیٹھی رہین مین پھر دعا کرتی ہون اور آپ بھی دعا کیجے شاید نیرنگ شاہ ادھر آ نکلے چونکہ
نسیم گلرو دانا وعاقلہ تھی اس وجہ سے دفعتاً خبر خوشی کہنا بخیال شادی مرگ مناسب نہ سمجھی اور ایسی
تقریر ملکہ سے جاکی کہ اُسکو ازحد خوشی نہو نہ اسقدر صدمہ ہو کہ ہلاک ہوجاے الحاصل آمدم برسر
مطلب جب نسیم گلرو نیرنگ شاہ سے وعدہ ملکہ کے دکھا دینے کا کرکے باغ مراد مین آئی بعد تھوڑی
دیر کے نیرنگ شاہ محلسرا سے برآمد ہوا وزرا امرا وغیرہ اہل دربار نے حسب قاعدہ سلام کیا
اُسنے سلام لیکر پوچھا سب سامان تیار ہی وزرا نے عرض کیا سب سامان مہیا وموجود ہی لشکر تیار ہی
فقط حضور کے برآمد ہونے کے ہم سب منتظر تھے بسم اللہ سوار ہوکر جانب ملک شعبدہ تشریف لے
چلیے نیرنگ شاہ نے تخت پر بیٹھکر وزیر اعظم کو قریب اپنے بلاکر اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر
اُسے بٹھاکر اہل دربار سے کہا دیکھو مین نے اُسکو تمھارے سامنے تخت حکومت پر بٹھا دیا ہی تم
سب مانند میرے اُسکی اطاعت کرنا تاوقتیکہ مین ملک شعبدہ سے یہان آؤن سبھون نے عرض
کیا جو حکم ہوا ہی ہم سب ایسا ہی کرینگے نیرنگ شاہ نے وزیر کو تخت پر بٹھاکر تخت حکومت سے
اُٹھکر کہا تم سب ابھی یہین بیٹھے رہو میرے ساتھ نہ چلو مین باغ مراد مین جاتا ہون وہان سے
تھوڑی دیر مین آؤنگا بعد ازان سوار ہوکے جانب ملک شعبدہ جاؤنگا اس وقت باغ مین اس
وجہ سے جاتا ہون کہ اس باغ مین شجر خوشنما بھی ہین اُنکو بہت دوست رکھتا ہون گل اُسکے بہتر گلہاے
باغ ارم سے جانتا ہون اور ثمر اُسکے میوہ جنت سے لذیذتر خیال کرتا ہون قد اُس درخت کا
قد دوران جہان سے اچھا جانتا ہون غرض وہ درخت باغ مراد مین گویا ایک نہال آرزو ہی مجھے بہت ہی
مرغوب ہی چونکہ جانب ملک شعبدہ اس وقت ارادہ جانے کا ہی نہین معلوم وہان سے پھر یہان آنا ہو
یا نہو لہذا اُس درخت کو ایک نظر دیکھ آؤن گلے اُس سے مل آؤن رخصت اُس سے ہو آؤن سبھنے
عرض کیا بسم اللہ حضور تشریف لیجائین نیرنگ شاہ نے دربار سے باہر جاکے ایک مرکب پر سوار ہوکے
جملہ سرداران سپاہ وغیرہ سے کہا تم سب مع تمامی اسباب کے یہان سے روانہ ہوکے صحراے
لالہ زار مین پہونچکر قیام کرنا میرے آنے کا انتظار کرنا عجب نہین کہ مین تھوڑی دیر مین باغ مراد
سے روانہ ہوکے سوے صحراے لالہ زار آؤن حسب الحکم جملہ سرداران لشکر ومردان سپاہ وغیرہ
مع تمامی اسباب جنگ وبارگاہ وخیام وغیرہ کے روانہ ہوے بعد ان سب کے جانے کے نیرنگ
شاہ مرکب پر سوار ہوکے یکہ وتنہا سوے باغ مراد روانہ ہوا اُدھر باغ مراد مین ملکہ بدرجمال نسیم
گلرو سے شکایت کرکے آزردہ خاطر بیٹھی تھی ٹہلین اُٹھادی تھی دروازے بارہ دری کے
کھلے ہوے تھے آبدیدہ ورنجیدہ بیٹھی ہوئی جانب باغ نگران تھی اور برجوع قلب درگاہ خدا مین

یہ عرض کر رہی تھی کہ خداوندا واسطہ تجھکو اپنے بندگان خاص کا میرے ابن عم کو اس باغ مین بھیج دے
تو قادر ہی ہر شی کا پھر چاہتی ہون کہ اس وقت ایک نظر آے دیکھ لون اور تعویذ عطیہ درویش عریان
شاہ کا اُسے دیدون تا کہ وہ تیرے فضل و کرم سے اور برکت تعویذ مذکور سے شر دشمنان سے محفوظ
رہے ہنوز ملکہ بدر جمال درگاہ رب ذو الجلال مین آہستہ آہستہ بگریہ وزاری دعا کر رہی تھی نسیم گلرو
ہنس ہنسکر کہتی تھی ای ملکہ عالم مجھے یقین ہی کہ دعا تمھاری جلد قبول ہوا چاہتی ہی نیرنگ شاہ آیا ہی چاہتا
ہی ناگاہ در باغ سے نیرنگ شاہ مرکب سے اُترکر اندر باغ کے آیا نسیم گلرو نے اُسے دیکھکر کہا تو ملکہ
مبارک ہو دعا تمھاری قبول ہو گئی باغ مراد مین مراد دلی تمھاری بر آئی جو مینے کہا تھا وہی ہوا ملکہ بدر جمال
نے نیرنگ شاہ کو دیکھکر خوش ہو کے کثرت شرم و حیا سے خود ہی اپنے ہاتھ سے پردہ چلمن کا چھوڑ دیا
دروازہ بھی بند کر لیا اتنی دیر مین نیرنگ شاہ راہ طے کر کے قریب بارہ دری پہونچا اُس وقت نسیم گلرو
مع جملہ انیسین و جلیسین ملکہ کی براے استقبال تا در بارہ دری بعد شرم حیا مسکراتی ہوئی گئین اور شاہزادہ
موصوف کو اُس جگہ لائین جس بارہ دری مین ملکہ بدر جمال پس پردہ بیٹھی تھی جب نیرنگ شاہ وہان
پہونچا نسیم گلرو نے بالاے مسند زرین بٹھایا اور عرض کیا اس وقت حضور یہان کہان تشریف لاے کیا
سبب یہان تشریف لانے کا تھا نیرنگ شاہ نے اسکی تقریر سمجھ کے جواب دیا کہ اس وقت مجھکو
یہان تمناے دیدار ملکہ لے آئی ہی چاہتا ہون کہ ایک نظر اُنھین دیکھ لون اور کچھ باتین بھی اُنسے
کرون کچھ تو حسرت دل نکال لون مبادا پھر زندہ یہان آنا ہو یا نہو دل مین تو بہت سے عجب عجب حسرتین
ہین اُنھین اس وقت روبروے ملکہ کیا بیان کرون کہ شرم مانع ہی لیکن بیان کرنا ضرور ہے کہ اگر
اور حسرتین اس فلک تفرقہ انداز کے ظلم و جفا سے نہ نکلین تو صرف یہی حسرت دل کی نکل جاے
کہ مین ملکہ سے کچھ باتین کر لون اور اُنھین دیکھ لون یہ کہکے آبدیدہ ہوا نسیم گلرو نے عرض کیا اس سے
بہتر کیا کہ ایسے وقت مین آپ یہان تشریف لاے ملکہ سے وداع ہونا ضرور تھا اگر آپ تشریف
نہ لاتے تو مین شکایت کرتی یہ عرض کر کے ملکہ سے کہنے لگی ای ملکہ عالم ہر چند کہ آپ کو فی الحال انسے باتین
کرنا اور انکے سامنے ہونا لازم نہین ہی مگر خیال تو کیجیے کہ یہ آپ کی محبت سے یہان آئے ہین اور اب
جانب ملک خمیدہ اپنے دشمنون اور اپنے پدر مرحوم کے قاتلون سے لڑنے کو جاتے ہین خدا معلوم کیا
ہو یہ اُنپر غالب ہون یا خدا نخواستہ وہ انپر غالب ہون کسکی فتح ہو کسکی شکست ہو انکا پھر یہان آنا
ہو یا نہو لہذا ایسے وقت مین شرم و حیا و حجاب کو بالاے طاق رکھیے انکی حسرت دلی جو انھون نے
بیان کی ہی نکال دیجیے انسے کچھ باتین کیجیے پردہ نہ کیجیے چہرہ پر نور اپنا انھین دکھا دیجیے ملکہ
نے نظر قہر و غضب سے اُسکی طرف دیکھکر اشارہ کیا دور ہو وتیا مانند اپنے مجھے بھی بے شرم
بے حجاب جانتی ہی مجھسے کبھی ایسی بیحجابی نہوگی نسیم گلرو عتاب ملکہ سے سمجھ گئی کہ ہم سب کے
سامنے یہ نیرنگ شاہ سے ہم سخن نہو گی لہذا یہان سے علیحدہ چلے جانا مناسب ہی یہ سوچکر جملہ
عورتون سے باشارہ کہا اس وقت یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب نسیم گلرو کے اشارہ سے بہ حیلہ و
بہانہ سے اُٹھکر بارہ دری سے باغ مین گئین نسیم گلرو بھی وہان سے ہٹ گئی مگر بارہ دری کے پیچھے
نہ گئی ایک در کی آڑ مین چھپی کھڑی ہو کے نیرنگ شاہ سے باشارہ کہا اب آپ ملکہ کو منا لیجیے

نیرنگ شاہ نے اشارہ نسیم گلرو سے ملکہ سے مخاطب ہوکے کہا کیوں صاحب کیا ہمسے بات بھی نکروگی پھر بھی اپنا
نہین مندکھاؤگی شرم وحجاب ہی کروگی تمکو تو ایسے وقت مین ہم سے اسقدر شرم وحجاب کرنا لازم نہین ہے
آیندہ تمکو اختیار ہے ہم زیادہ کہہ نہین سکتے ہین اور نہ جبر کر سکتے ہین مگر اتنا کہے دیتے ہین کہ یہ
وقت ملاقات غنیمت ہے دیکھو ہمارے دل کو صدمۂ بیحد ہو نہین معلوم پھر ہمسے ملاقات ہو یا نہو ہر چند کہ
حجاب وشرم تمہین مانع سخن ہے لیکن اس وقت تو یہان سوا میرے اور کوئی نہین ہے نسیم گلرو وغیرہ سب
عورتین چلی گئی ہین تخلیہ ہے ملکہ بدر جمال نے تمام تقریر نیرنگ شاہ کی سنکے آبدیدہ ہوکے
آہ سرد کی چاہا کہ نیرنگ شاہ سے ہمسخن ہو مگر شرم وحیا اجازت نہین دیتی ہے جب نیرنگ شاہ نے
دیکھا کہ ملکہ بدر جمال ہمسخن نہین ہوتی ہے شرم سے خاموش ہے اس وقت نہایت عاجزی سے
بہت سی قسمین دیکر کہا اے ملکہ اب تم عدم کا سفری تصور کرو جو کچھ باتین کرنا ہون کرلو ملکہ بدر جمال نے قسمون
کے دینے سے مجبور ہوکے آہستہ سے کہا مین بدقسمت کیا باتین کرون تمہارے کہنے سے بے شرم ہوکے
ہمکلام ہو چکی آواز اپنی تمہین سنا چکی حسرت تمہارے دل کی نکال چکی اب تم جاتے ہو بغیر خدا
حافظ ہو ہمارے مقدر مین تھا وہ ہوا اور اب جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا دیکھیے زندگی اپنی کس خرابی سے
بسر ہوتی ہے یہ کہکے بے اختیار آہ وبکا مین مصروف ہوئی اور نیرنگ شاہ بھی بے اختیار رونے لگا نسیم
گلرو نے پس در سے تمام باتین دونون کی سنکے تاب ضبط نہ لاکے قریب ملکہ آکے پردہ درمیان سے
اٹھا دیا نیرنگ شاہ نے رخ ملکہ بدر جمال کو دیکھا اسنے نسیم گلرو کو کلمات سخت کہکے دوپٹہ سے منھ
اپنا چھپایا پھر ارادہ کیا کہ وہان سے اٹھکر کسی گوشہ مین جاکے نہان ہو اس وقت نیرنگ شاہ کی
خوشامد اور نسیم گلرو کے ہاتھ جوڑنے اور قدم پہ سر رکھنے سے مجبور ہوکے اپنے ارادہ سے باز رہی نسیم
گلرو نے کشتی شراب کی مع ساغر بلورین کنیزون سے طلب کرکے سامنے ملکہ کے رکھ دی اور دست بستہ
عرض کیا اے ملکہ ہماری خاطر سے اپنے ہاتھ سے جام مے نیرنگ شاہ کو دو اور آج انگوریان سے بجانے
دو مین بزم طرب آراستہ کرتی ہون یہ روز اور شب بعیش وعشرت بسر کرو تم انکو شراب پلاؤ یہ تمہین
شراب پلائین تم انکو جی بھر کے دیکھ لو یہ تمکو دیکھ لین اور دونون باہم باتین بھی کرلین جب خدا چاہیگا
اور حسرت بھی دل سے نکلے گی یہ کہکے جلدی سے بزم طرب آراستہ کی ایک رقاصہ حاضر ہوکے روبرو
ملکہ کے رقص کرنے لگی ملکہ نے نسیم گلرو کے عاجز کرنے سے جام مے بھر کے منھ پھیر کر نیرنگ شاہ کو
دیا اسنے جام لیکر خوش ہوکے شراب پی پھر خود شراب سے جام بلورین کو مملو کرکے ملکہ کو دیا بعد بصد
انکار جام لیکر شراب ارغوانی پی لی جب ملکہ کو نشہ ہوا وہ حجاب باقی نہ رہا بعد میکشی کے نیرنگ شاہ
اور ملکہ جانب رقاصہ متوجہ ہوکے رقص ونغمہ سے اسکے خوش ہونے لگے اور باہم سخن ناز ونیاز کے
ہونے لگے جب وہ روز وشب اسی عیش وعشرت وجلال مین بسر ہوئی روز دوم ہنگام سحر نیرنگ شاہ
ملکہ بدر جمال سے رخصت ہوکے سوے ملک شعبدہ جانے لگا اس وقت باہم دونون کا رونا اور
سخن ہاے حسرت ویاس زبان پر لانا کیا لکھا جاے بعد گریہ وزاری بسیار کے ملکہ بدر جمال نے
وہ تعویذ علیعریان شاہ کا بطور امام ضامن کے نیرنگ شاہ کے بازو پہ باندھ دیا اور تمام حال
تعویذ کے دستیاب ہونے کا ظاہر کیا نیرنگ شاہ تعویذ ملنے سے خوش ہوکے ملکہ سے رخصت

ہو کے مرکب پر سوار ہو کے جانب صحرائے لالہ زار روانہ ہوا جب بعد قطع راہ صحرائے مذکور مین پہونچا سرداران سپاہ نے عرض کیا حضور کے تشریف نہ لانے سے ہمکو تردد تھا نیرنگ شاہ نے حال ملکہ آشیر ظاہر کر کے کہا ہان میرے یہان آنے مین آٹھ پہر کا زمانہ گذرا اسی شجر مرغوب کی رخصت مین کیقدر تاخیر ہوئی اب بلا تامل یہان سے کوچ کرو بمجرد حکم جملہ مردان سپاہ وغیرہ مرکبون پر سوار ہو کے ہمراہ رکاب نیرنگ شاہ کے جانب ملک شعبدہ روانہ ہوے انشاء اللہ احوال نیرنگ شاہ کا آئندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا

داستان جانثار رستم ثانی کا واسطے شکار کے اور دشت نیرنگ مین ثانی ارسطو سے ملاقات کرنا اور عجائبات دیکھنا

راستی مین جو صنوبر سے قد یار بڑھا
دن بدن حسن مین ہر عضو جدا بار بڑھا
لطف افزون ہوا رنگ گل رخسار بڑھا
یون جون ماہ تمام خط طفل جفا کار بڑھا
اپنا بھی عشق ترقی پہ ہوا پیار بڑھا

درد فرقت نے ترے کر دیا بیمار مجھے
دل بیتاب کیے دیتا ہے ناچار مجھے
ہر میسر نہوا شربت دیدار مجھے
تسکین کرتا ہون دے بوسۂ رخسار مجھے
وعدۂ وصل مین او شوخ دغا کار بڑھا

اثر عشق نہ ظاہر ہو یہ ممکن ہی نہین
دل سے الفت ہو تو معشوق بھی رکتا ہی کہین
کھینچ لایا ہی فرشتون کو بھی بردے زمین
گھر سے باہر نکل آیا وہ مرا پردہ نشین
میرے مجھ سے جو قصہ تو دیوار بڑھا

دل نادان کے سبب سخت پریشان ہوے ہم
مگر اب شکر خدا صاحب ایمان ہوے ہم
کفر مین عمر کٹی مضطر و گریان ہوے ہم
الحمد للہ کہ ہندو سے مسلمان ہوے ہم
الفت خال لگی عشق رخ یار بڑھا

ترے احوال پہ قمری کا بجا ہے رونا
ہمسری کر کے بھی بیکار ہی عزت کھونا
کیا ترد دیگا تجھے تخم حماقت بونا
بعد اسکے تو جہاں سے مقابل ہونا
چلئے ای سرو قدم تو بھی رفتار بڑھا

ترک اسلام کو کہتا ہی تو او بد انجام
احمد ایسے جو پیمبر ہین تو حیدر ہین امام
بس خبردار اب اس طرح کا کیجو نہ کلام
ہم مسلمان ہین ہمین رہتا ہی تسبیح سے کام
برہمن توڑ شکست رشتۂ زنار بڑھا

بے ادب جو کہ رواق شہ والا مین گیا
دی اُسے ہاتف غیبی نے یہ گردون سے صدا
سا ملون آنکھون سے مین قبر امام دوسرا
روضۂ پاک مین تیر سحر سے بھی چلتا ہی خطا
ہان ادب سے قدم ای زائر دیندار بڑھا

عام ہی خلق مین اُس ترک کا ہر اک پہ ستم
ایسا جلاد و جفا پیشہ بھی ہوگا کوئی کم
دم شمشیر سے جاتے ہین ہزارون ہی کے دم
سر عشاق کیے تیغ ہلالی سے قلم

ظلم میں چرخ سے بھی ہے وہ جفاکار بڑھا

دل الجھتا ہے بہت صورت گیسوے بتاں
آج آتی ہی نہیں کان میں آواز اذاں
سر بسر مجھکو نظر آتا ہے تاریک جہاں
صاف ہوتا ہے مجھے روز قیامت کا گماں

چرخ آتی نہ شب فرقت دلدار بڑھا

لکھی تھی دشت نوردی تو مری قسمت میں
قیس و فرہاد سے بھی بڑھ گیا کچھ غیرت میں
رتبہ یہ سب سے سوا مجھکو ملا غربت میں
ہوں وہ دیوانہ کہ صحرا جو گیا وحشت میں

پاے بوسی کو مری دشت کا ہر خار بڑھا

کس طرح سے نہ دل طالب دیدار جلے
کف افسوس نہ کیوں عاشق بیتاب ملے
سامنے آ سکے لیکن آپ جو غیروں کے گلے
چھوڑ کر مجھکو جو تم ساتھ رقیبوں کے چلے

مرتبہ میرا گھٹا رتبۂ اغیار بڑھا

مر بھی جائیگا تو ہوگا نہ ترا وصل کبھو
کس لیے غم سے تو ہر روز گھٹاتا ہے لہو
وصل کیسا کبھی سونگھے گا نہ اس شوخ کی بو
رنج کرتا ہے عبث فرقت دلدار کا تو

نہ مرض کو بہت اے عاشق بیمار بڑھا

عیش میں انکے کسی طرح نہ آئیگا خلل
بس خموشی اب کہ نہیں ہے یہ نصیحت کا محل
جس میں ہو نفع نہ حاصل مجھے وہ راہ چل
رند مشرب نکرینگے تری باتوں پہ عمل

اعتبار اپنا نہ او واعظ مکار بڑھا

کیا ہوا گر وہ جفاکار ہے میرا دشمن
جز وفا لفظ کچھ نکلا منہ سے سخن
پیرہن مجھکو ہے خود اپنی شہادت میں کفن
تابع حکم جو تھا میں تو جھکا دی گردن

کھینچ کر تیغ جو وہ قاتل خونخوار بڑھا

رنگ مہتاب ہے فق دیکھ کے چہرہ تیرا
جسنے کچھ بھی کیا دعوے اُسے دی تونے سزا
نور رخسار سے تیرے ہو مقابل کوئی کیا
اسکو غرہ ہے بہت اپنی شب افروزی کا

بزم میں کاٹ کے سر شمع کو اے یار بڑھا

بعد احمد کے علی ہیں جو ہے سردار امام
شیعہ پاک ہے جو خلد میں ہے اسکا مقام
تو دم نقش پا جنکا لیا کرتا ہے نام
مجھکو سمجھاتے ہیں زنہار نہ کہ غیر سے کام

اے ہنر دوستی حیدر کرار بڑھا

سیاحان عرصۂ معانی مضامین بیخیال و صید کنندگان طائران وہم و خیال اس داستان حیرت نشان کو اسطرح بسلسلۂ زنجیر تحریر کرتے ہیں کہ جب خورشید روشن دل صحراے سرورافزاے چلا گیا شاہزادہ رستم ثانی مع ساحران نامی کئی روز تک اُس صحرا میں مقیم رہا اکثر اوقات شاہزادہ اپنی بارگاہ میں ان ساحروں سے پوچھتا تھا کہ اب لوح طلسمی کے حال سے کچھ بھی آگاہی ہو سکتی ہے یا نہیں وہ عرض کرتے تھے کہ صندال شاہ کو ہمارے مطیع اسلام ہونے سے آگاہی ہو گئی ہے اب وہ اپنا ہمیں دشمن جانتا ہے جس جگہ اُسنے لوح طلسمی رکھی ہوگی اب ہمسے کاہیکو بتائیگا بلکہ کسی

اپنے دوست سے بھی احتیاطاً نکہیگا رستم ثانی نے کہا خیر پروردگار عالم مسبب الاسباب ہی کوئی
صورت ایسی نکالے گا کہ احوال لوح معلوم ہو جائیگا اور جب اُسی کو منظور ہوگا لوح طلسمی دستیاب ہو جائیگی
بالفعل دل گھبراتا ہی جبتک کچھ لوح سے آگاہی ہو چاہتا ہون کہ واسطے شکار کے جاؤن سیر صحرا اور
صید وحش و طیر سے دل بہلاؤن سب نے عرض کیا بہت مناسب ہی رستم ثانی نے اسی وضع جملہ اپنے
ہمراہیون کے اُس جگہ سے سمت سبزہ زار کے جہان چرند اور پرند بکثرت تھے کوچ کیا بعد قطع راہ دور
و دراز جب اُس صحرا مین پہونچا چارون عیارون نے یعنے برق ثانی و چالاک ثانی و قران ثانی و دیبارہ
ثانی کہ اُنکو عمر ثانی یہان چھوڑ گیا ہی اُس سبزہ زار کو دیکھکر کہا اے شاہزادہ نامدار حالانکہ یہ سبزہ زار ہی مگر
ہماری نظرون مین بدتر از خارزار معلوم ہوتا ہی عجب مہیب و خوفناک یہ مقام ہی اگر مناسب ہو تو یہان
شکار نہ کھیلئے شاہزادہ نے جواب دیا ہم شیر بیشہ جرأت و شجاعت ہین اس صحرا سے مہیب کیا ہین خوف
ہی عیاران مذکور یہ سنکے خاموش رہے شاہزادہ ہمراہ ساحران نامی کے شکار کھیلنے مین مصروف ہوا
ہنوز شاہزادہ نے کچھ طائران حلال کا شکار کیا تھا ناگاہ سامنے سے ایک غزال پری جمال نہایت
چالاک و دلربائی مین بیباک ایسا شوخ چشم کہ اگر حسینان جہان آنکھ اُس آہوے شوخ کی ایک نظر
دیکھ لین تو اپنے چشمان فتان کو سامنے اُسکے دیدہ لا جواب کے بے حقیقت جان کے شرم و حجاب
سے سر جھکا لین چالاک اس درجہ کہ ہوشیاری خوردبیان عالم بھی نزدیک اُسکے کچھ بھی وقعتی بلکہ
چالاکی عیار چالاک ثانی کی بھی کچھ حقیقت نرکھتی تھی اگر چال خرام ناز اُسکا اچھی طرح سے تحریر کیا
جائے تو نازنینان خوش خرام و حسینان رشک کبک رفتار کو بہت رنج ہو کیونکہ اوصاف اُسکے خرام کے
حسینان حسن رفتار سے کہین بڑھ جائینگے تیز رو ایسا کہ اگر پیک صبا بھی اُسکا تعاقب کرے تو ہرگز گرد قدم
تک اُسکے نپائے آخر کہین راہ مین تھک کر گر جائے ایسا آہو کہ چشم قہر و غضب سے جانب شیر
غضبناک دیکھے تو طرفۃ العین مین اپنے تیر نظر سے اُسے شکار کرے ظاہر ہوا رستم ثانی اُسے دیکھکر
خوش ہوے اپنے ہمراہیون سے کہنے لگے دیکھو کیا اچھا آہو دکھائی دیا ہی دل چاہتا ہی کہ اسے زندہ
بذریعہ حلقۂ کمند اسیر کرون اُس وقت ہرچند ساحران نامی و عیاران مذکور نے یہ عرض کیا کہ اسے
شکار کیجیے تیرے اُسکو زخمی کیجیے لیکن شاہزادہ نے کہنا کسیکا نمانا اور ہر ایک سے یہی کہا تم اسی
جگہ میرے آنے کا انتظار کرنا مین اس آہو کی کچھ لیاقت نہین جانتا ہون اگر خدا نے چاہا تو اُسکو
زندہ گرفتار کرکے لاتا ہون سب نے عرض کیا بہتر ہی ہم تابع حکم ہین آپکو اختیار ہی شاہزادہ
موصوف نے سکی تقریر مذکور سنکے مرکب کو جانب آہوے مذکور جولان کیا وہ غزال صداے سم توسن
سنکے چوکنا ہوکے دیکھنے لگا جب اُسنے دیکھا کہ ایک شخص مرکب پہ سوار واسطے میرے گرفتاری و شکار
کرنے کے میری جانب بعجلت تمام آتا ہی خوف سے ایک طرف بسرعت تمام بھاگا شاہزادہ نے
اسکا تعاقب کیا وہ اپنے دشمن کو اپنے عقب مین آتے دیکھکر نہایت تیز روی سے بطرار سے
بھرتا ہوا راہ دشت و دریا سے کوہ طے کرتا ہوا تین پہر تک برابر بھاگا آخرکار بھاگتے بھاگتے جھاڑی
جھنڈیون کی آڑ مین جاکر کسی سمت نکل گیا شاہزادہ کی نظر سے غائب ہو گیا شاہزادہ موصوف سے
اُسکے ہاتھ نہ آنے سے رنجیدہ خاطر ہوکے مرکب کو روکا اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی کا عجب حال تھا کہ پیاس سے

جگر و دل بیتاب و بیقرار تھے زبان خشک تھی ہونٹ پپڑاے ہوے تھے گرد و غبار مین سر تا پا آلودہ
تھا پسینے سے تمام لباس تن اور مع مرکب بھی تر تھا صحرانوردی سے خود بھی نہایت تنگ تھا اور گھوڑا بھی
قریب ہلاکت تھا زبان اسکی دہن سے باہر نکل آئی تھی ایسی حالت مین شاہزادہ جو یاے آب ہوا چارطرف
دیکھا کہین چشمہ و چاہ نظر نہ آیا جس سمت دیکھا سواے صحراے بے آب و گیاہ اور جا بجا کانٹون اور
پتھرون کے کسی انسان و حیوان کو نہ دیکھا اُس وقت مجبور ہو کے چاہا کہ اپنے ہمراہیون کی طرف روانہ
ہون لیکن مرکب ایسا تھکا ہوا تھا اور قریب ہلاک تھا کہ اُسنے اس صحراسے قدم آگے نہ بڑھایا شاہزادہ
نے مجبور ہو کے گھوڑے سے اتر کے چاہا کہ جسطرح ممکن ہو آج اسی صحراے بیگیاہ مین بسر
کیجے اگر کہین پانی ملجاے تو پیجیے صبح کو اس صحراسے جس طرف تقدیر لے جاے اُس جانب
چلیے کیونکہ راہ سے آگاہی نہین ہی حسبتہ شاہزادہ نے یہ ارادہ کیا تھا اور دعا درگاہ خدا مین
برجوع قلب یہ کی تھی کہ خداوندا اس صحرا مین میری جان کو بچا اور کسی اپنے بندہ کو یہان بھیج کر وہ میرا
مونس تنہائی ہو جب مجھسے ہم سخن ہو ناگاہ سامنے سے ایک شخص کہ یہی پیدا ہوا جب وہ قریب آیا
شاہزادہ نے اُس سے پوچھا اے شخص تو کون ہی کہان سے آیا ہی اس صحرا مین کہین پانی بھی ہی یا نہین ہی
اور اس صحرا کا کیا نام ہی اُسنے جواب دیا مین ایک کوہی ہون پہاڑ پر سے آیا ہون یہان کوسون پانی کا نام و
نشان نہین ہی کیونکہ یہ صحراے نیرنگ ہی اس صحرا مین انسان کی تو کیا حقیقت ہی کہ دو چار روز رہے
حیوان تک بھی یہان قیام نہین کرتا ہی مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ اس صحرا مین شاید کوئی
طلسم ہی یا کوئی بلاے عظیم ہی کہ وقت شام اس صحرا مین ایک جگہ خود بخود ایک مکان عجیب و
غریب ظاہر ہوتا ہی اور وہ مکان آبگینہ کا سا معلوم ہوتا ہی اُسمین روشنی اسقدر ہوتی ہی کہ یہ صحرا
تمام اُس روشنی سے منور ہو جاتا ہی اور اُس مکان مین انسان دور سے کچھ کچھ دکھائی دیتے ہین
جب کوئی قریب اُس مکان کے جاتا ہی وہ شبیہ مگر نظر سے غائب ہو جاتا ہی روشنی بالکل نظر نہین آتی
ہی اور ایک آواز مہیب آتی ہی کہ اے شخص دور ہو یہان سے یہان کیون آیا ہی پس وہ شخص اول تو ڈر کے
فی الفور ہلاک ہو جاتا ہی اور اگر نہ ڈرا تو جانبر ہوتا ہی جب اس صحرا سے دور نکل جاتا ہی پھر جو پلٹ کر
دیکھتا ہی تو وہی مکان اور روشنی اور وہی سب صحرا مین اُجالا نظر آتا ہی اور کچھ آواز گانے کی بھی سنائی
دیتی ہی اسی سبب سے اس صحرا کو صحراے نیرنگ کہتے ہین اس دشت پُر خطر مین جان کے جانے کا
خوف ہی مین بضرورت ادھر آیا ہون جلد یہان سے پہاڑ پر چلا جاؤنگا تمکو بھی چاہیے کہ اس صحراسے
کسی طرف چلے جاؤ ورنہ پچھتاؤگے یا تو وقت شب یہان وہی امور عجیب و غریب دیکھ کے خوف سے
مر جاؤگے یا بے آب و غذا آخر کار ہلاک ہو جاؤگے مین تمکو اپنے ساتھ بالاے کوہ لے جاتا مگر
مجبور ہون کہ میری قوم تمکو اپنے پاس نہ آنے دیگی بلکہ آزار رسان ہوگی مین اُن سب مین
رحم دل ہون ورنہ تمکو ہلاک کرتا اور مانند اپنی قوم کے مثل چوپاے کے مار کر گوشت کھا جاتا
تم یہان بیکار آئے تمہین یہان آنا چاہیے نہ تھا نہین معلوم کس سبب سے تمھارا یہان آنا ہوا شاید
واسطے شکار کھیلنے کے آئے ہوگے مین نے اپنے بزرگون سے یہ بھی سنا ہی کہ اس صحرا مین ایک آہو
ہی وہ بہت خوبصورت ہی اکثر وہ دور دور یہان سے نکل جاتا ہی اور اُن لوگون کو اس صحرا مین لاکے

نظر سے غائب ہو جاتا ہی وہ آہو معلوم نہین اصلی ہی یا کوئی آسیب ہی آجتک اُسکا حال مفصل معلوم نہین
ہوا ہی عجب نہین کہ وہی آہو تمھین بھی لگا کے یہان لایا ہو اُسی کے سبب تمھارا یہان آنا ہوا ہو خیر
اب تم یہان کسی طور سے آلئے ہو دیکھیے یہان سے زندہ پھرکر جاتے بھی ہو یا نہین یہ کہکر وہ کوہی جانب کوہ
چلا شاہزادہ نے اُس کوہی سے ہر چند کہا کہ تو مجکو یا تو اپنے ہمراہ لے چل یا آج کی شب یہین رہ اُسنے
کسی بات کو منظور نہ کیا رستم ثانی بعد اُسکے جانے کے اسی صحرا مین تلاش آب ہر طرف گئے لیکن کہین پانی
نملا اس اثنا مین آفتاب نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی اُس وقت وہ صحرا زیادہ تر خوفناک
ہوگیا کیونکہ وہ تاریکی کا بڑھنا وہ ہوائے صحرا کا چلنا وہ سنسنانا وہ صحرائے لق ودق وہ پیاس وہ ہوا وہ
مجبوری ولاچاری وہ مرکب کا زمین پر گر کے تڑپنا پیاس سے قریب ہلاکت پہونچا وہ شاہزادہ کا بنظر یاس
ہر طرف دیکھنا پناہ بذات خدا رستم ثانی ایسا ہی شجاع وبہادر تھا اور زندگی اُسکی باقی تھی ورنہ اگر رستم بھی
اس مقام پر ہوتا تو خوف سے ہلاک ہو جاتا اور تاب تشنگی نہ لا سکتا ابھی شاہزادہ حیران و پریشان ہر طرف
وسیدم نگران تھا کہ یکایک اُسی کوہی نے اپنی زبان مین شاہزادہ سے جو بیان کیا تھا اور شاہزادہ تمکو
کمال اُسکی تقریر نہ سمجھا تھا وہی اُمور ظاہر ہونے لگے یعنے وہ صحرا روشن ہونے لگا دور سے ایک مکان
مانند حباب کے شیشے کا نہایت وسیع جس مین روشنی بکثرت تھی نظر آنے لگا اور کچھ آواز کسی نازنین
کے گانے کی اور صدائے سازہائے مختلف کان مین آنے لگی اُس وقت رستم ثانی نے دلیرانہ ارادہ
کیا کہ جس طرح ہوسکے مکان مذکور تک جانا چاہیے اور کیفیت وہان کی دیکھنی چاہیے اگر زندگی
باقی ہی تو کچھ بھی ضرر نہوگا اور اگر اجل ہی اسی صحرا مین لائی ہی تو مرضی خدا مین کیا دخل ہی راضی ہون
رضائے الہی مین یہ قصد کرکے اُسی مکان کی طرف روانہ ہوا بدقت راہ طی کرکے قریب اُس مکان عجیب و
غریب کے پہونچا دفعتًا آواز گانے کی تو موقوف ہوئی لیکن وہ مکان نظر سے غائب نہوا رستم ثانی نے دیکھا
کہ دروازہ اُس مکان کا یا تو بند تھا یا فی الفور خود بخود کھل گیا اور مکان مذکور کے اندر سے آواز آئی ای
شاہزادہ رستم ثانی مجھے معلوم ہوا کہ تمنے اس صحرا مین آکے بہت تکلیف وسختی اُٹھائی ہی یہان بڑے بیر
اسوقت آئے ہو آمادہ اپنی جان دینے پر بھی ہو خیر اگر آئے ہو تو ہم بھی تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین
شاہزادہ موصوف یہ تقریر صاحب مکان کی سن کے دلیرانہ دروازہ مکان سے اندر مکان مذکور کے گیا
پہلے اُس مکان کو بنظر غور چہار طرف اور تحت وفوق دیکھا عجب وہ مکان وسیع عجیب وغریب نظر
آیا کہ دیکھنے سے آنکھ ازحد حیرت ہوئی کیونکہ وہ مکان یکسر آبگینہ باریک ونازک کا تھا مانند
قمقمہ بلورین کے یا بطور حباب سر کے بنا ہوا تھا ہر چند بظاہر مختصر تھا مگر اندر جانے سے اُس
مکان کے ثابت ہوا کہ نہایت وسیع ہی چہار طرف درو دیوار مین اور اُسکے تحت و فوق مین صدہا
بلکہ ہزارہا تصویرین زن ومرد انسان وحیوان شجر وحجر و دیو وجن وباغ وصحرا وکوہ ودریا وغیرہ کی
نظر آئین جنکے دیکھنے سے اسقدر حیرت ہوئی کہ شاہزادہ موصوف بھی ایک تصویر حیرت ہوگیا جس تصویر کو
دیکھا یہی معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہی تصویر نہین ہی کیونکہ وہ جملہ تصویرین ایسی تھین کہ مانی وبہزاد نے بھی اپنی
زندگی مین مانند اُن تصویرون کے ایک تصویر بھی کبھی نہ کھینچی ہوگی ایسا انکو رنگ وروغن میسر نہوا ہوگا اور
اُس مکان منقش وپر تصویر کی کیا ثنا لکھی جائے لیکن مختصر یہ ہی کہ وہ مکان رشک نگارخانہ چین تھا اگر

اگر مانی و بہزاد اُس مکان کی کسی تصویر کو مفصل دیکھ لیتے تو غیرت سے پھر کبھی دعوے مصوری نکرتے باین
وجہ کہ اول تو وہ تصویرین ایسی خوشنما و خوبصورت تھین کہ ایسی تصویر کھینچنا محال تھا دوسرے یہ کہ تکلف
یہ تھا کہ ہر تصویر گویا جاندار معلوم ہوتی تھی اور اصلی و نقلی مین فرق ثابت نہوتا تھا جب شاہزادہ رستم ثانی
تصویرون کو دیکھ چکا بعدہ روشنی پر نظر کی دیکھا صدہا جھاڑ بلورین و دیگر شیشہ آلات رنگا رنگ کے عجب
طور سے سقف مکان مین آویزان ہین کہ حیرت ہوتی تھی اُن سب جھاڑون مین بتیان موی و کافوری
روشن ہین دیوارگیریان نہایت نفیس ہین آئینے قدآدم رشک ختن دیوارون پر نہایت خوبی سے نظر
آتے ہین تخت پر فرش نفیس و پاکیزہ یون بچھا ہوا ہے کہ دربار سلاطین جہان مین بھی ایسا فرش کبھی کسی نے
نہ دیکھا ہوگا اگر اُس فرش کی ناتبات فرش زمین کوئی تعریف لکھے تو بھی اچھی طرح تعریف اُسکی نہ لکھ سکے
اور جو کنول اور مردنگ و فانوس و دیگر سامان عجائب و غرائب دیکھا اُسکی بھی ثنا اگر عمر خضر بھی پائے تو
اُسے نہ کر سکے ایک یہ مولف کیا تعریف اُس مکان کی اور تمام اُسکے اشیا کی کر سکتا ہے مجبور ہو کے حال صاحب
مکان وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد دیکھنے مکان و زیب و زینت و سامان و اسباب مکان کے شاہزادہ
موصوف نے دیکھا کہ ایک شخص کبیر السن کہ جسکی ڈاڑھی قریب ایک وجب لمبی اور سفید تھی اور وہ پوشاک
نفیس سفید پہنے تھا بالاے مسند تکیہ کیے بیٹھا ہے چہرہ اُسکا چندان روشن نہین ہے مگر رعب و داب زیادہ
ہے اور قریب اُسکے ایک نازنین نہایت حسین رشک پریزادان پرستان غیرت حوران جنان بیٹھی ہے
چونکہ وہ نوجوان و عاقلہ ہے بعد شرم و حیا اور ہزار ناز و ادا لباس رنگین و نفیس پہنے ہوے جلوہ گر ہے
اُسکی روشنی رُخ سے ایسی ضیا ظاہر ہوتی ہے جیسے ماہ شب چاردہ سے روشنی ہویدا ہوتی ہے شاہزادہ
رستم ثانی نازنین مذکور کو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا وہ بھی پہلے تو شاہزادہ موصوف کو دیکھکر مسکرائی
بعد اُسکے شرم سے سر جھکا کے منہ پھیر کے بیٹھی رہی ابھی اُس نازنین نے رستم ثانی کو دیکھکر ناز و
نخوت سے منہ اپنا پھیرا تھا کہ شاہزادہ کا اُسکے عشق مین عجب حال تھا ناگاہ شخص کبیر السن نے سر اپنا
اٹھا کے جانب شاہزادہ دیکھکر کہا آئیے تشریف لائیے گو مجھسے خورد تر ہو لیکن بوجہ شاہزادہ ہونے کے بزرگ مرتبہ
ہو تمھاری تعظیم و تکریم کرنی چاہیے یہ کہکر مسند سے اُٹھا شاہزادہ نے آگے بڑھ جا کر سلام کیا
اُسنے جواب سلام کا دیا جب شاہزادہ قریب اُسکے آیا اُس شیخ نے اپنی جگہ پر بالاے مسند بٹھایا اور
خود علحدہ ہٹ کر بیٹھا بعد بیٹھنے کے مزاج پوچھا شاہزادہ نے کہا شکر ہے پروردگار عالم کا کہ ابھی تک
بقید حیات ہون یہ کہکر پوچھا کچھ اپنی تعریف کیجیے اُس نے جواب دیا اے شاہزادہ ذیجاہ آگاہ ہو کہ
سب مجھکو ثانی ارسطو کہتے ہین یہ ایک مختصر مقام مین نے اپنے رہنے کے واسطے یہین جنگل مین بنالیا
ہے یہین رہتا ہون مین اُٹھکر معانقہ و مصافحہ آپ سے ضرور کرتا مگر ترک ادب ہوتا کیونکہ مین گویا شمول
اموات ہون پس جو میت ہو اُسکو زندون سے معانقہ نکرنا چاہیے خصوص آپ ایسے شاہزادہ
ذیوقار سے یہ کہکے چہرہ شاہزادہ کو بنظر غور دیکھ کے کچھ سمجھ کے اور مسکرا کے کہا مین آپ کے حال سے
آگاہ ہو گیا ہون لیکن چاہتا ہون کہ آپ اپنی زبان سے اپنا حال خود بیان کیجیے اس وقت چہرہ سے
آپکے صاف پایا جاتا ہے کہ کسی کے دام عشق مین گرفتار ہو گئے ہین سوا اُسکے کسی ایسی چیز نادر
کے حصول کی فکر آپ کو ہے کہ جس سے کام عظیم کا انصرام کرنا منظور ہے شاہزادہ نے

شہزادہ کے سر جھکا کے جواب دیا حکیم صاحب جب آپ آگاہ ہو چکے ہین اور خود بیان کر چکے ہین تو مین اب
کیا بیان کرون حکیم صاحب نے کہا جبتک آپ اپنی زبان سے مفصل اپنا حال اظہار نہ کیجیے گا اُس وقت
تک کوئی فکر آپ کے حسب دلخواہ نہ کی جائیگی اور جواب باصواب آپ کو نہ دیا جائیگا لہذا آپ کو لازم ہی کہ
کچھ حجاب و شرم نہ کیجیے جو کچھ بیان کرنا منظور ہو بیان کیجیے شاہزادہ نے اُس نازنین کی طرف اشارہ
کر کے پوچھا یہ نازنین کون ہی اسکا کیا نام ہی یہ گل رعنائے باغ دلربائی کس گلشن کا ہی اور یہ رشک
سرو کس چمن کا ہی مجھے اس سے بہت الفت ہی جس وقت سے اسے دیکھا ہی کیا کہون کیا حال دل کا
ہی مفصل حال تو اپنے دل کا کیا بیان کرون لیکن مختصر حال میرے دل کا بقول کسی شاعر کے ایسا ہی مطلع
غنچۂ افسردہ جو مشہور ہی وہ ہمارا ہی دل رنجور ہی تو اگر مانند مرغ بسمل کے اپنے دل بیتاب کو بیان
کرون تو کہہ سکتا ہون کہ یہ دل میرا بطور طائر نیم بسمل کے تڑپ رہا ہی اور اگر مثل سیماب کے بیقرار
کہون تو بھی دعوائے میرا غلط نہین ہی کیونکہ یہ دل زار اس محبوبہ گلعذار کے عشق مین مثال سیماب کے
بیقرار ہے حسرت یہی ہی کہ اس سے ہم بستر ہون ایک آرزو یہ ہی جو آپ نے بیان کی دوسری
تمنا یہ ہی کہ لوح طلسمی میرے ہاتھ کسی طرح آجائے تاکہ طلسم صندل کو فتح کرون حکیم ثانی
ارسطو نے مسکرا کے جواب دیا آپ نے جو کچھ بیان کیا ہی اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے مین پہلے
ہی ان دونون باتون سے آگاہ ہو گیا تھا مگر خلاصہ آپ سے بصلوت نکہ سکا اب خلاصہ اور
صاف صاف کہتا ہون آپ کے سوالون کا اور حسرتون کا جواب دیتا ہون بگوش دل سنیے اس
نازنین کے بارے مین جو آپ نے مجھ سے پوچھا ہی معلوم ہو کہ یہ نازنین شاہزادی ہی نام اُسکا ملکہ
ہمایون گوہرپوش ہی اسکے پدر کا نام حدید شاہ ہی جو آجتک ملک حدیدیہ کا فرمانروا ہے اور اسکے
صدمہ جدائی مین سیاہ پوش ہی یہ نازنین مجھ تک عجیب عنوان سے آئی ہی مین اسکے آنے کا حال کیا
بیان کرون بعد چندے آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا مین اب آپ کو ایک خبر خوش سُناتا ہون وہ خبر
یہ ہی کہ آپ کا عقد اسی شاہزادی سے عنقریب ہوگا وصل کے بارے مین نہین کہہ سکتا کہ کبتک ہو مگر
سانحہ ہونا تو ضرور ہوگا آپ صدمہ و رنج نہ کیجیے خوش ہو جیے کہ مدعائے دلی آپ کا بر آئے گا
یہ شاہزادی آپ کے عقد مین آئیگی سوا آپ کے کوئی اس شاہزادی سے ہمبستر نہوگا اور یہ بھی
واضح ہو کہ آپ فتاح طلسم صندل ضرور ہین لوح طلسمی آپ کو ضرور ملیگی لیکن ابھی نہین جب اُس کے
ملنے کا زمانہ آئیگا ملیگی شاہزادہ نے خوش ہو کے پوچھا لوح طلسمی تو بالفعل نہین ملیگی لیکن اس حسین
رشک حور سے عقد کب ہوگا دل میرا بیقرار ہی مین چاہتا ہون کہ ابھی عقد ہو جائے حسرت میرے دل کی
نکل جائے حکیم صاحب نے مسکرا کر جواب دیا اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو خیر مین اور آپ دونون
عقد پڑھ سکتے ہین مین اس شاہزادی کی طرف سے وکیل ہو کے تعداد مہر مقرر کر کے اُسکی رضامندی
سے اجازت لیکے صیغہ نکاح پڑھتا ہون اور آپسے سوالات کرتا ہون آپ عربی زبان مین جوابات
دیجیے اسی وقت آپ کے نکاح مین یہ شاہزادی آجائے گر پھر بھی اس سے نکاح کریجیگا موافق
اپنی شان اور اسکی قدر و منزلت کے میرے عقد پڑھنے پر اکتفا نہ کیجیے گا شاہزادہ نے اس امر کو
بخوشی منظور کیا اُس وقت حکیم صاحب اور چند کنیزون اور دیگر عورتون نے ملکہ ہمایون گوہرپوش کو

دولھن بنایا اور جو سامان شادی و عقد مین ہوتا ہی اور ضروری قواعد و رسوم ہوتے ہین اُنھون نے اُنکے
کرنے مین تامل نہ کیا اگر اُنکو لکھون تو محض طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جب وہ نازنین دولھن بنی چند عورتین جو
طلبین اُن مین سے ایک رقص و نغمہ کرنے لگی کئی عورتین ساز بجانے لگین دو چار عورتون نے ملکر
رستم ثانی کو دولھا بنایا ایک کنیز کشتی لیکر آئی اُسمین نقل و میوہ و شربت وغیرہ رکھا تھا وہ کشتی روبرو
حکیم صاحب کے رکھی گئی حکیم صاحب نے موافق قاعدہ نازنین مذکورہ سے واسطے عقد پڑھنے کے
اجازت لیکے مہر معین کرکے حسب دستور نکاح پڑھا بعدہ سوالات حسب دستور عربی مین کیے
رستم ثانی نے اُن سوالون کا جواب دیا جب اس طور سے عقد ہو گیا حکیم صاحب نے خوش ہو کے کہا ای شاہزادہ
ذیجاہ مبارک ہو لیجیے خوشی آپ کی کی گئی اب یہ شاہزادی آپ کے نکاح مین آگئی ہی یہان جملہ سامان عیش
واستراحت مہیا و موجود ہی بسم اللہ یہ شب ساتھ اپنی زوجہ منکوحہ کے بعشرت بسر کیجیے شربت پلائی موقوف
رکھیے کیونکہ یہان سوا میرے اور آپ کے مردون مین کوئی نہین ہی اگرچہ عورتین ہین تو کنیز وغیرہ ہین
پس اس رسم کو بھی موقوف رکھیے تو بہتر ہی ورنہ اگر آپ کی خوشی ایسی ہی کہ شربت کی رسم ہو تو مین
حاضر ہون ایک حکیم سادہ نبض و قارورہ کا دیکھنے والا ہون شاہ و شہریار و وزیر و امیر تو نہین ہون
ایک محتاج ہون جو کچھ اس رسم مین حاضر کرون اُسے قبول کیجیے گا یہ کہکر ایک کنیز سے اشارہ کیا وہ جلد
گئی اور چند کشتیان کہ اُسپر کشتی پوش نفیس و زرتار پڑے ہوے تھے لے آئی وہ کشتیان نقرئی و
طلائی تھین کسی کشتی مین خلعت فاخرہ لائق شاہ و شہریار کے تھا اور کسی مین تاج جواہر نگار اور شمشیر
آبدار رکھی تھی اور چند کشتیون مین جواہر بیش بہا اور اشرفیان بکثرت تھین الغرض وہ سب کشتیان
حکیم صاحب نے نذر رستم ثانی کرکے کہا ای شاہزادہ ذیوقار ان کشتیون مین جو کچھ ہی اسے قبول کیجیے اور
اسے شربت پلائی مین لینا تصور فرمایے گا نہ جہیز مین خیال کیجیے گا کیونکہ مجھے جہیز دینے کیا تعلق ہی
یہ شاہزادی میری دختر نہین ہی اور نہ مین شربت پلائی مین کچھ آپکو دے سکتا ہون صرف آپکی خوشی
خاطر کے واسطے ایسا طور سر دست اس وقت کیا گیا ہی یہ کہکے حکیم صاحب اُٹھے اور شاہزادے سے
رخصت ہو کے کنیزون سے کچھ اشارہ کرکے اُسی مکان مین ایک جانب جا کے غائب ہو گئے لیکن بعد
جانے حکیم صاحب کے بعد کھانا کھلانے اور پانی پلانے دولھن دولھا کے کنیزون نے موافق اشارہ ثانی
ارسطو کے ملکہ گوہر پوش کو مسند زرین سے اُٹھایا اور جو مسہری نفیس اس مکان مین تھی اُسی مسہری پر [illegible]
کو لے گئین بعدہ اُنہین سے وہ سب کنیزین خدمت رستم ثانی مین مسکراتی ہوئی آئین اور دست بستہ عرض کرنے
لگین ای شاہزادہ دلیر و ذیجاہ و نوشاہ اب تنہا آپ کیون تشریف رکھتے ہین ہمراہ عروس کے
مسہری پر آرام کیجیے مدعاے دلی عروس سے نکالیے شاہزادہ اُنکی تقریرین سنکے شرما کے خوش
ہوا فی الفور شوق وصل مین مسند زرین سے اُٹھکر مسکراتا ہوا اُس مسہری کی طرف چلا جب
قریب اس مسہری کے پہونچا دیکھا کہ عجب نادر مسہری ہی کسی شاہ و شہریار کو کبھی ایسی مسہری
پر خواب مین سونا میسر نہوا ہوگا اور کبھی چشم فلک نے بھی ایسی مسہری نہ دیکھی ہوگی اس مسہری
کے پردون اور خوشبو کے پھولون اور فرش مسہری اور تکیون کی تعریف کیا لکھی جاے کہ قلم دفتر رقم
ثنا مین اُسکے عاجز ہی الحاصل شاہزادہ موصوف نے اُس مسہری کو دیکھکر بہت خوش ہو کے

اور ہمیر ملکہ ہمایون گوہر پوش کو لیکے ادھر شادمان ہوکر مسہری پر قدم رکھا ملکہ مذکور مسہری پر شاہزادے
کے آنے سے گھبرائی ازقات کے خیال سے کچھ شادمان اور کچھ پریشان خاطر ہوئی کنیزون سے اشارے
سے کہنے لگی خبردار تم سب یہان سے کہین نجانا جاگتی رہنا میرے پاس سے جدا ہونا اور اگر کہین
جانے کا قصد ہو تو مین اس شاہزادہ سے خائف ہون مجھے بھی ہمراہ اپنے لے چلنا نہین معلوم بعد
تمھارے جانے کے یہ مجھسے کیا کریگا مین کبھی کسی مرد کے ساتھ سوئی نہین ہون مجھے مرد سے نفرت
ہی اس شاہزادے کے یہان رہنے سے مجھے نیند نہ آئیگی راحت مین میری خلل آئیگا بلکہ تکلیف
و اذیت کا یقین ہی کنیزون نے بھی اشارہ سے عرض کیا حضور گھبرائین نہین باطمینان خاطر آپ
اسی مسہری پر آرام کرین ہم حضور کے پاس سے کہین نجائینگے جس وجہ سے حضور پریشان خاطر ہین
ہم اس سے آگاہ ہین خوب جانتے ہین کہ بعد ہمارے جانے کے یہ شاہزادہ واسطے اجرائے کار
اپنے کے آپ کو تکلیف دیگا خونریزی حضور کے دشمنون کی چاہیگا بھلا ہم جان بوجھکر ایسے وقت تک
کب حضور سے جدا ہونگے ہمنے حضور کا نمک کھایا ہی گودیون مین حضور کو کھلایا ہی خدمتین کی ہین اب خدا
نے یہ دن دکھایا ہی کہ حضور جوان ہوئی ہین تمام خدا سن حضور کا چودہ برس کا ہوا ہی ماہ شباب کمال کو
ہوچکا ہی بس طفلی سے حضور نے باہر قدم نکالا ہی ہم ہرگز یہ نہ چاہینگے کہ حضور کو اس شاہزادہ سے کسی طرح
کی تکلیف و اذیت پہونچے اور بے بیدعا موتی سوزن الماس سے بیدھا جاے ملکہ ہمایون گوہر پوش
انکے اشارہ کی تقریر کو سمجھکر مطمئن ہوئی اور شاہزادے کی موجودگی سے ناخوش ہوکے شرم کے منہ چھپاکے
اور روٹھنے لگی اور وہ ارادہ کرنے لگی کہ مسہری سے اٹھکر کہین چلی جاؤن مبادا کنیزین مجھسے
جھوٹ کہتی ہون یہان سے سرک جائین تو کیا ہو ہنوز شاہزادی اس تردد مین تھی کہ وہ کنیزین اسی
وقت وہان سے علیحدہ ہٹ گئین شاہزادہ مسہری پر جاکر بہزار اشتیاق وصل ملکہ مذکور کے پاس بآرام
تمام لیٹا اور کہا اے شاہزادی کہان جانے کا ارادہ کرتی ہو ہم تمھارے وصل کے مشتاق ہوکے
تمھارے پاس آئے ہین ہمارے حال پر نظر عنایت کرو اس وقت ہمسے جدا نہو یہ کہکے شاہزادہ نے اسکی
کلائی پر آہستہ پیار سے ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا اسوقت عجب طرح کی جنگ فی مابین ہونے لگی کسی طرف
سے ناز اور کسی جانب سے نیاز ہونے لگا آخر کار نوبت باینجا رسید کہ شاہزادہ نے ملکہ ہمایون گوہر
پوش کو بعد خوشامد مسہری پر لٹایا ہاتھ اسکی گردن مین ڈالے بوسے اسکے عارض گلرنگ کے لینے
کا ارادہ کیا ناگاہ ایسی ہوا نزہت بخش دلوم آمد و راحت طلب آئی کہ شاہزادہ موصوف
نہ تو ملکہ مذکور کو پیار کر سکا نہ وصل اس سے حاصل کر سکا نہ کچھ باتین کر سکا لیٹتے ہی سو گیا
چونکہ مشہور ہی کہ غضب وصل نہایت مختصر ہوتی ہی اور فلک پیر اونکا دل آزار ہمیشہ سے رہتا ہی
ایک دم جوانون کو ساتھ حسینان جہان اور نازنینان و خوب رویان کے عیش و عشرت کرنے
نہین دیتا ہی اور اگر اتفاق سے کبھی کوئی جوان کسی اپنی محبوبہ سے وصل چاہتا ہی اور اسکے پاس پہونچتا ہی
تو اس چرخ جفاجو کو حاجت ہی ناگوار ہوتا ہی اور ایسا سنگ تفرقہ بعید قہر و غضب لگاتا ہی کہ عاشق
کو معشوق سے اور معشوق کو عاشق سے جدا کر دیتا ہی فراق طالب و مطلوب کا ہمیشہ خواہان
رہتا ہی وصل زوجہ و شوہر یا ہمبستری عاشق و معشوق کی اسے ناگوار ہی نہین چاہتا ہی کہ دو شیدا

ایک جا ہون عیش و راحت سے زندگی بسر کرین ہمیشہ جلاد بانی بیداد عشاق پر جفا ہی کرتا ہی کون ایسا
خوش مقدار ہی کہ جسپر اس نے کبھی کوئی ظلم نہین کیا ہی کون ایسا شخص ہی کہ اسکا شاکی نہین ہی یہ ستم ایجاد ہر ایک
پر انواع و اقسام سے جور و جفا کرتا ہی کسی کو کسی حسین کے عشق مین صحرا نورد کرتا ہی کسی جوان کو کسی محبوبہ
کی الفت مین مبتلا کر کے مانند ماہی بے آب کے تڑپاتا ہی کسی عاشق کو کسی معشوقہ کی الفت مین مانند
مجنون دیوانہ کرتا ہی کسی طالب کو کسی مطلوب کے شوق وصل مین مثل فرہاد کے تیشۂ ظلم سے ہلاک
کرتا ہی سلاطین جہان کو ملک و مال سے محتاج کر کے ہلاک کرا کے خوش ہوتا ہی کسی کو کسی عزیز دوست
دوست کے فراق مین رُلاتا ہی غرض کہانتک ظلم و جفا اسکے بیان کیے جاوین کیونکہ بیحد و بیشمار ہین
حکایت اس پیر فلک کی مفصل لکھی جائے الا مختصر یہ ہی کہ راقم نے نظم

فلک یہ ہم زبان صحبت ہے افسوس ۔ ہے کیا خوبی یہ کیا عادت ہے افسوس
نہ آثار مردم حیلہ ساز نیست ۔ کہن چرخ مشعبد حقہ باز است

الحاصل آمدم بر سر مطلب ہنوز شاہزادہ رستم ملکہ ہمایون گوہر پوش کے ساتھ مسہری پر لیٹ کے سویا تھا
کہ تھوڑی ہی دیر مین صبح ہوگئی شب وصل گذر گئی آنکھ شاہزادے کی جو کھلی اپنے تئین عجب حال مین
پایا دیکھا کہ فرش خاک پر پڑا ہون نہ وہ مکان ہی نہ مسہری ہی نہ وہ محبوب ہی کہ جسکے ساتھ نکاح ہوا
تھا نہ وہ سامان عیش و عشرت نہ حکیم ثانی ارسطو ہین نہ وہ کشتیان زر و جواہر کی ہین نہ وہ کنیزین
ہین دری صحرائے وحشت ناک ہی ہوائے تند چل رہی ہی گرد اُڑ رہی ہی غبار بلند ہو رہا ہے شاہزادہ
موصوف نے آنکھین کھولکر صحرا کو دیکھکر پہلے تو خیال کیا کہ مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون کیونکہ مین تو
مسہری پر ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے لیٹا ہون یہ صحرا اور فرش خاک پر پڑا ہون میرا کیا یہ خیال
ہی کہ آنکھین اپنی بند کرلین بعد تھوڑی دیر کے خوب ہوشیار و بیدار ہو کے جو بنظر غور چہار طرف دیکھا تو یقین
ہوا کہ خواب پریشان نہین ہی واقعی خاک پر پڑا ہون آلودہ گرد و غبار ہون نہ وہ مکان ہی نہ وہ مسہری ہی
نہ وہ ملکہ ہی شاہزادہ اس طلسم کی ایک سیر اور عجائبات کی سی کیفیت سمجھکر ازحد متحیر ہوا دل مین کہنے
لگا شب کو کیا دیکھا تھا صبح کو کچھ بھی نہ پایا ہائے یہ کیا ہوا یہ کیا شعبدہ تھا اور یہ کیا طلسم تھا اور
یہ کیا عجیب و غریب نیرنگ تھا کہ کبھی ایسا کوئی شعبدہ حیرت افزا دیکھنے مین نہ آیا تھا اور کبھی ایسا طلسم
نظر سے نہ گذرا تھا یہ شہزادہ باتین اپنے دل مین کر کے زمین سے اُٹھا چہار طرف دیکھنے لگا کوئی ہمدم
دیا ور نظر نہ آیا اُسی صحرا مین اپنے مرکب کو زمین پر پڑا ہوا پایا جب اُسکے قریب گیا دیکھا کہ وہ مر گیا ہے
رستم ثانی گھوڑے کے ہلاک ہونے سے فکر کرنے لگا کہ اب اس صحرائے پیادہ کدھر جاؤنگا دشت نوردی
سے ہلاک ہو جاؤنگا اسی فکر مین یہ خیال کیا کہ ای رستم ثانی مرجانا ہی تیرا اب بہتر ہی کیونکہ تو ایسے اپنے
محبوب سے جدا ہوا ہی کہ جو فوز بروئی مین بمشکل تھا یہ خیال کر کے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش مین آہ و بکا کرنے
لگا اور اپنی بدقسمتی پر کف افسوس ملنے لگا آخر تا دیر اپنی بدنصیبی پر گریہ و بکا کر کے یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش کے
ساتھ سونے مین اور وصل سے محروم رہنے مین یہ شعر موزون کیا ؎ باغ جنا مین نہوگا کوئی ہم سا بدنصیب
آئے ایسے باغ مین اور خالی دامان چلے ۔ یہ شعر پڑھکر بعد آہ و بکا وہان سے آگے چلا راہ صحرا کو طے کرنے لگا کوئی
ایسا نہ تھا کہ اس سے راہ دریافت کرتا توکل بخدا ایک سمت صحرا مین رہ نورد ہوا راہ مین ہر قدم پر کانٹے قدم چومنے لگے پیادہ
روی و دہشت شاہزادہ رستم ثانی پر نظر کر کے خارہائے دشت بزبان بیزبانی تعریف کرنے لگے اور گرد باد

شاہزادہ کو صحرا مین پیادہ پا رواں دیکھکر رشک مجنون جانکر واسطے تعظیم کے جابجا اُٹھنے لگے بگولے
تند بیابان شاہزادہ رستم ثانی کو نوشاہ عالی جاہ جہان کے بار بار خلعت تمناے چادر گرد و غبار سے
مخلع کرنے لگی روح قیس عشق ملکہ ہمایون گوہر پوش مین شاہزادہ موصوف کو گریان و صحرا نورد دیکھکر
مرحبا و جزاک اللہ کہکر کہنے لگی تھوڑی سی راہ صحرا شاہزادہ نے طی کی تھی کہ کف پا اُسکے جو مانند گل کے
نازک و نرم تھے صدمہ خس و خار بیابان سے رہروی سے عاجز ہوے خون کف پا سے بوجہ چبھنے خار
دشت کے جاری ہوا یہ جاے افسوس ہی کہ موافق نظم مقام ہوا

عشق نے کس بلا مین ڈالا ہی — گھر سے باہر اُسے نکالا ہے
پاؤن ایذاے راہ سے مجروح — سوجھتی تھی نکوئی راہ فتوح
دمبدم وقت دم شماری تھا — بوجھ سر کا قدم پہ بھاری تھا
نہ رہا تھا ذرا بھی حسن کا روپ — رات کی اوس اور دن کی دھوپ
رنج و آفت سے جان جاتی تھی — مانگتا تھا نہ موت آتی تھی
دیکھو نیرنگ چرخ شعبدہ گر — جاے انصاف ہی مقام حذر
آسمان اُس سے خاک چھنوائے — جوکہ نالون سے پرورش پائے
رگ گل سے جو پاؤن ہون افگار — فرش گل پر جسے نہ آئے قرار
بار ہو اُسنے یون سر ہر خار — اُسکے زیر قدم ہو بستر خار
وہ مہ حور پیکر اور یہ سفر — وہ بت ناز پرور اور یہ سفر
وہ گل گلشن نزاکت زا — اور یہ وادیے قیامت نما
آسمان جسکا آتش بگولا تھا — طول مین عمر خضر جادہ تھا
کالی آندھی کے صاف تھے آثار — جبکہ اڑاتی تھی باد تند غبار

ایسے صحراے بلاخیز مین اُٹھتا بیٹھتا نالہ و فریاد کرتا ملکہ ہمایون
گوہر پوش کی یاد کرتا ہوا جاتا تھا جب بہت رہروی سے عاجز ہوتا تھا سر شام کسی درخت کے نیچے
بالاے خاک لیٹ رہتا تھا زیر سر بجاے بالش سنگ کلان رکھ لیتا تھا دل سے کہتا تھا دیکھیے عشق
ملکہ ہمایون گوہر پوش مین ابھی کیا کیا سختیان اُٹھانا ہونگی اور بعد اُٹھانے سختیونکے دیکھیے اُس سے
ملاقات بھی ہوتی ہی یا نہین اگر ملاقات بھی مثل سابق ہوئی تو اُس سے وصل ہوتا ہی یا نہین اسی قسم کی باتین
کرتا تھا اور روتا تھا یاد محبوب مین نیند نہ آتی تھی ہان کسل راہ و صدمہ خار و آبلہ پائی سے غش آجاتا تھا جب
صبح ہوتی تھی افاقہ ہوتا تھا مجبور اُٹھکر تلاش دلربا مین اسی حالت آبلہ پائی مین آگے جاتا تھا اسی طرح شاہزادہ موصوف
چند روز تک صحرا نورد رہا کبھی دامن کوہ مین کبھی بالاے درخت گاہ زیر شجر سایہ دار کبھی صحراے پر خار مین کانٹون
پر قیام پذیر ہوا اور شب ہزار خرابی و دشواری بسر کی آخرکار ایک روز ہنگام سحر دامن کوہ سے جو روانہ
ہوا جاتے جاتے صحرا مین وقت قریب شام دیکھا کہ ایک جھونپڑی شکستہ ہی اُسکے آگے ایک فقیر
جوان بہ خام شیر کی کھال پر بیٹھا ہی انگیٹھی اُسکے آگے رکھی ہی آگ اُسمین دبی ہی اور کچھ لکڑیان مین دھوان
ہو رہا ہی فقیر مذکور دھونی رماے بیٹھا ہی اور قریب اُسکے ایک گھڑا کورا پانی سے بھرا ہوا رکھا ہے
اُسپر ایک آبخورہ ڈھکا ہی اور یہ گھڑا اُس فقیر کی جھونپڑی کے عنقریب ہی بلکہ اندر جھونپڑی کے ہی اور
ایک پردہ جھونپڑی مین پڑا ہوا دکھائی دیتا ہی فقیر مذکور بار بار یا حق یا معبود یا داتا بہ آواز بلند کہتا ہی اور
جانب دشت بنظر غور اس طرح دیکھ رہا ہی جیسے کوئی کسی کے آنے کا منتظر ہوتا ہی شاہزادہ نے
اس فقیر کو دیکھکر دل مین کہا شکر ہی خدا کا کہ آج بعد کئی دنون کے اس صحرا مین اس فقیر کو دیکھا ہی اسکے
پاس ضرور جانا چاہیے غالبا اسکے پاس پانی ہوگا اس وقت مین پیاسا بھی ہون پانی طلب کرکے پیونگا

اور واسطے بر آنے اپنے مدعا کے فقیر سے کہونگا عجب نہین کہ اس فقیر صحرانشین کی دعا سے لکہ بہا لولن
گوہر پلوش دوبارہ مجھے ملجائے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا اور جانب فقیر مذکور
چلا جاتا تھا ناگاہ اس فقیر نے رستم ثانی کو دیکھکر بآواز بلند کہا اے شاہزادہ رستم ثانی تشریف لائیے مین
آپکا منتظر تھا معبود تمھارے حال پر رحم کرے تمنے اس صحرا مین آکے بہت تکلیف و اذیت اٹھائی ہی اور
ہمت نہین ہاری ہی شاباش و مرحبا تمھاری شجاعت و بہادری و عاشق صادق ہونے مین شک نہین ہی
شاہزادہ موصوف نے اسکے اس طرح کلام کرنے سے خیال کیا بے شبہ یہ درویش صاحب کمال ہی کیونکہ میرے نام و
حال عشق سے آگاہ ہی اور مجھے طلب کرتا ہی غالبًا اس فقیر کی دعا سے میرا مدعاے دلی بر آئیگا جو خواہش
میری ہی وہ اسکی برکت سے پوری ہوگی یہ فقیر کا تند اور فقرا کے بے کمال معلوم نہین ہوتا ہی یقینی یہ بھی ایک
خاصان خدا سے معلوم ہوتا ہی اسکی دعا مین ضرور اثر ہوگا یہ خیال کرتا ہوا دل مین خوش ہوتا ہوا
پاس درویش مذکور کے گیا اور بے اختیار شوق طلب آرزوے دلی اُسے سلام کیا اُسنے جواب سلام
کا دیکر تعظیم کرکے قریب اپنے بٹھایا اور بنظر لطف و عنایت چہرہ رستم ثانی کو دیکھکر بعد مزاج پرسی
کے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ مین آپ کے یہان آنے سے خوش ہوا حال سب آپ کے ماہر ہوا لیکن اسوقت
آپ کو بہت مضطر پاتا ہون اسکا کیا سبب ہی بیان کیجیے رستم ثانی نے کہا باعث میرے اضطراب کا
اول تو یہ ہی کہ مین اس وقت بہت پیاسا ہون کثرت تشنگی سے ہلاک ہوا جاتا ہون اگر پانی ممکن ہو تو
مجھے پلائیے دوسرے سبب میرے مضطر ہونے کا آپ پر ظاہر ہی ہوگیا ہی آپنے خود ہی بیان کیا ہی
حال عشق کا آپ پر ہویدا ہوگیا ہی بیشک آپ فقراے ذی کمال سے ہین اپنے نام سے آگاہ کیجیے اور میرے
واسطے دعاے خیر کیجیے کہ حق تعالے آپ کی برکت دعا سے میرے مطالب دینی و دنیوی بر لاوے فقیر مذکور نے
جواب دیا اے شاہزادہ ذیوقار اگر تم پیاسے ہو تو نہ گھبراؤ یہان آب سرد و شیرین موجود ہی کوئی نازنین اپنے
ہاتھ سے جام آب دیگی اُس آب سرد سے دل آپکا ٹھنڈا ہو جائیگا ابھی روح کو راحت دل کو آرام حاصل ہو جائیگا
اور آپ کے حال سے جو مین آگاہ ہوگیا آپ نے مجھکو فقراے ذی کمال سے تصور کیا یہ آپ کا خیال خام
ہی مین تو ایک فقیر بے کمال ہون اگرچہ نام میرا کمال شاہ ہی مین کیا اور میری دعا کیا جو چاہتا ہی وہ معبود
کرتا ہی ہان حکم دعا کرنے کا ہی یہ فقیر آپ کے کہنے سے دعا کریگا عجب نہین کہ اسی جگہ وقت دعا یا قبل
دعا آپ کا ایک مطلب دلی بر آئے دل خوش ہو جاوے آپ تمام تکلیف و اذیت صحرانوردی بھول جائیں
خیر بیٹھے پانی تو پی لیجیے بعدہ دعا کرونگا یا نکرونگا مطلب آپ کا بر آئیگا یہ کہکے اُس جھونپڑی کی طرف نظر
کرکے کہا اے پردہ نشین آگاہ ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی بہزار دشواری و خرابی صحرانوردی کرکے یہانتک آیا ہی
بہت پیاسا ہی خاطر مہمان ضرور ہی لہذا میرے کہنے سے اور بپاس خاطر شاہزادہ رستم ثانی ایک جام آب
سرد و شیرین اپنے ہاتھ سے اسے دیدے شرم و حجاب نکر کہ اس جوان سے شرم و حجاب اب کرنا
مناسب نہین ہی نامحرم سے البتہ شرم و حجاب کرنا عورتون کو زیبا ہی شاہزادہ موصوف گفتگوے درویش
مذکور سنکے دل مین کہنے لگا کہ اس جھونپڑی مین پس پردہ کون زن محرم میری ہی کہ جس سے مخاطب
ہوکے ایسی تقریر کرتا ہی یہان تو بظاہر کوئی عورت میری محرم نہین ہی نہین معلوم یہ کہ اس فقیر نے کیا مجھسے
کہا ہی دیکھیے کیا ظاہر ہوتا ہی ہنوز شاہزادہ موصوف اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا یکایک

اس پردہ سے ایک ہاتھ تا برقی باہر نکلا اُس دست نازک میں ایک جام آب سرد تھا فقیر مذکور نے شاہزادہ سے کہا ای شاہزادۂ ذیجاہ لیجیے جام آب سرد اور پانی پیجیے دیکھیے تو یہ کیسا آب سرد ہی کہ جو رشک آب حیات ہی اور دینے والا جام کا بھی کیا خوب رو ہی کہ غیرت حور ہی شکر کیجیے کہ فقیر نے دعا نہیں کی اور مطلب دلی آپکا بر آیا شاہد مدعا پس پردہ سے ظاہر ہوا شاہزادہ نے فقیر کے کہنے سے جلد اُٹھکر جام آب سرد اُس پردہ نشین کے ہاتھ سے لے لیا اور پانی پی کر خالی جام اُس پردہ نشین کے دست نازک میں دیکر ایک آہ سرد کی پھر پیمانہ چشم میں یوں اشک بھر آئے کہ بقول شاعر مطلع ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے ہیں نرگس تنہا میں جوں شبنم رہے، فقیر نے گھبرا کر بظاہر پوچھا با خیر تو ہی مزاج کیسا ہی باعث آہ سرد و چشم پرنم کا کیا ہی مقام عجب ہی کہ حالت تشنگی میں آب سرد و شیرین پی کر یہ حال ہوا ہی برخلاف تسکین قلب و جگر آہ و بکا کے سبب اس رنج و ملال کا کیا ہی بیان کرنا چاہیے شاہزادہ نے ضبط گریہ کرکے جواب دیا اے کمال شاہ کیا کہوں حجاب مانع ہی لیکن کہتا ہوں اس پردہ نشین کی ایسی خوشنما کلائی ہی کہ جسے دیکھکر ضرور دل کو کل آئی ہی مگر یہ پنجہ حنائی اور یہ کلائی مشابہ میری محبوبہ ملکہ ہمایون گوہر پوش سے بہت ہی جس مطلوب کے عشق میں میرا یہ حال ہوا ہی اس وقت مجھے وہی محبوبہ یاد آگئی ہی ایسا ہی اسکا پنجہ حنائی تھا اور ایسی ہی مانند شمع کافوری کے اُسکی کلائی تھی اور ایسی ہی جو نشان اُسکی نازک کلائی میں تھیں یہ اسی وجہ سے میں نے آہ سرد کی ہی اور اشک آنکھ میں بھر آئے ہیں مجھے حیرت ہی کہ وہ شاہزادی آپ کی جھوپڑی میں کہاں آئی اگر یقینا کہوں کہ یہ پردہ نشین وہی شاہزادی ہی تو خلاف عقل ہی کیونکہ کہاں وہ شاہزادی اور کہاں یہ جھونپڑا اور یہ صحرا اور اگر یہ کہتا ہوں کہ یہ پردہ نشین وہ محبوبہ نہیں ہی تو بھی دور از فہم و ادراک ہی کیونکہ دست مرزق صاحب پردہ یعنی ملکہ ہمایون گوہر پوش کے ہی اس وقت بے اختیار یہ دل چاہتا ہے کہ اس پردہ نشین کے دست حنائی کو اپنے داغ دل پر بانند مرہم کافور کے پھاہے کے رکھ لیجیے تاکہ ٹھنڈک ہو اور اس کلائی کو بعد شوق سر دست اپنی گردن میں حائل کیجیے اور ہاتھ اپنے اس پردہ نشین کے گلے میں ڈال کے ہم آغوش ہو جیسے اچھی طرح گلے ملیے فقیر نے مسکرا کر کہا ای شاہزادہ ذیوقار بفضل الٰہ اشکبار نہو کچھ تردد و حیرت کا مقام نہیں ہی خدا کی قدرت و عجائب و غرائب امور میں عقل انسان کو کیا دخل ہی کیا عجب ہی کہ جس محبوبہ کی آپ کو تلاش ہی یہ پردہ نشین وہی ہو آپ کے جذب محبت اور اس فقیر کے ارادہ دعا کی برکت سے وہی شاہزادی یہاں موجود ہو یہ کہکر فقیر مذکور نے اُس پردہ نشین سے کہا اے خوبرو جمال بیمثال اپنا اس شاہزادہ کو ہمارے کہنے سے دکھادے پردہ درمیان سے اُٹھادے شرم و حجاب نکر اس فقیر کے کہنے پر عمل کر دل شکنی مہمان کی خوب نہیں ہی شاید شاہزادہ رستم ثانی تجھے دیکھکر شادمان ہو رنج و غم اسکا مبدل بخوشی و خورمی ہو جائے یہ فعل بھی خالی از نیکی نہیں ہی کیونکہ دل مہمان کو شاد کرنا باعث خوشنودی معبود ہی یہ گفتگو سے درویش مذکور کے اُس پردہ نشین نے پردہ اُٹھانے اور صورت اپنی دکھانے میں تامل کیا فقیر نے مکرر کہا ای سرو قبا کیا تجھکو خاطر مہمان کی کرنا منظور نہیں ہی کہ جمال اپنا دکھانے میں تامل کیا ہی پردہ نشین نے فقیر مذکور کے اصرار سے مجبور ہو کے بعد شرم و حجاب پردہ اُٹھا کے صورت اپنی شاہزادہ کو دکھا کے پھر پردہ ڈال دیا شاہزادہ نے اچھی طرح صورت اُسکی دیکھکر از حد خوش ہو کے فقیر سے کہا شاہ صاحب جس حسین کا میں جویا تھا یہ وہی مہرو ہی جس نے خوب

پہچان لیا یہ ملکہ ہمایوں گوہر پوش ہے اسکے ساتھ میرا نکاح حکیم ثانی ارسطو کے مکان عجیب و غریب و طلسم نما میں
ہوا تھا میں اسی نازنین کے ساتھ مسہری پر شب کو سویا تھا صبح کو میں نے کچھ بھی نہ پایا نہ تو اُس شاہزادی کو
دیکھا نہ اس مکان کو دیکھا نہ حکیم صاحب سے ملاقات ہوئی اُس روز سے اسی محبوبہ کی جستجو میں صحرا نوردی
اختیار کی اور گریہ و زاری شروع کی آج آپ کے جھونپڑے میں اسے پایا ہے ملکہ گوہر پوش پیارے
مدعا بعد جستجو و تکلیف و ایذا ہاتھ آیا ہے فقیر نے کہا بابا اگر یہ وہی شاہزادی ہے تو خیر خدا کا شکر کر
پروردگار نے فضل کیا اب وقت شب کا ہے جو کچھ سوکھے ٹکڑے نان جوین کے اس فقیر کی جھولی میں ہیں
کھا لیجئے پانی پی کے میرے قریب آرام کرو صبح کو جو ہو گا دیکھ لینا شاہزادہ نے جواب دیا میں کبھی در
حالت موجودگی محبوب تنہا نہیں سویا فقیر نے جواب دیا یہاں نہ قصر رفیع ہے نہ سامان تزک و عیش
و عشرت ہے نہ مسہری ہے نہ غذائے لذیذ ہے یہ فقط پرانی جھونپڑی ہے اگر اس جھونپڑیا میں سو رہنا قبول کرو
تو موجود ہے شاہزادہ نے کہا یہ جھونپڑیا ملکہ کے ملنے سے اور اسکے ساتھ سونے کے سبب سے قصر فریدون
سے بھی بہتر معلوم ہوتی ہے اسی جھونپڑی میں سوؤنگا فقیر نے یہ سنکے شاہزادہ کو طعام ہائے لذیذ کھلائے
اور آب سرد پلایا بعد فراغت آب و طعام کے درویش نے شاہزادہ سے کہا بابا یہاں شراب نہیں ہے
تمکو ضرور عادت مے کشی کی ہوگی پس اس سبوے آب کے پاس جاؤ اور بہ نیت شراب جام میں پانی
بھر دیکھو کیا ہوتا ہے شاہزادے نے موافق کہنے فقیر کے عمل کیا پانی مبدل بشراب ہو گیا شاہزادہ
کو دیکھتے تو نہایت حیرت ہوئی پھر خیال کیا یہ فقیر ذی کمال ہے اسکی دعا سے پانی مبدل بشراب ہو گیا ہے
یہ خیال کرکے کچھ شراب خود پی کچھ ملکہ کو پلائی بعدہ اسی جھونپڑی میں ملکہ کے ساتھ شاہزادی مذکورہ کے
لیٹا فقیر مذکور باہر ہی چھپر کے رہا ابھی شاہزادہ لیٹا ہی تھا کہ ایسی ہوائے خوش آئی اور ایسی دل کو
راحت حاصل ہوئی کہ نیند آ گئی بوس و کنار ملکہ ہمایوں گوہر پوش سے محروم رہا یہاں بھی بعد تھوڑی دیر
گذرنے کے شب آخر ہو گئی آنکھ شاہزادے کی کھلی دیکھا نہ وہ جھونپڑی ہے نہ ملکہ ہمایوں گوہر پوش پہلو
میں ہے نہ وہ فقیر ہے صرف اس جگہ ریگ بیابان کا ڈھیر ہے اور اسی ریگ پر اپنے تئیں لیٹا پایا گھبرا کے
لاحول پڑھ کے آنکھیں بند کرکے خیال کیا کہ آج بھی اسی طرح کا خواب پریشان دیکھ رہا ہوں یہ سمجھ کے تا دیر
آنکھ بند کیے پڑا رہا اور سمجھا کہ میں ساتھ ملکہ کے سو رہا ہوں جب بہت دیر ہوئی اور ہوش و حواس درست
ہوئے آنکھ کھولکر غور سے جو دیکھا تو کچھ بھی نہ پایا پہلے تو نہایت متحیر و حیران ہو کر دل میں کہنے لگا پروردگارا
یہ کیسا سحر ہے کہ جسمیں دو مرتبہ عجائب و غرائب دیکھ چکا ہوں کیا یہ صحرا طلسمی ہے یا کوئی شعبدہ و نیرنگ اس
سرزمین پر خود بخود ہوتا ہے یا کوئی کرتا ہے بعد حیرت بسیار کے یاد ملکہ ہمایوں گوہر پوش میں اسی جگہ بیٹھکر خوب
رویا تا دیر اشکبار رہا آخرکار ہمت نے کہا اے شاہزادے کبتک یہاں بیٹھے رویا کروگے بس اٹھو آگے
چلو ملکہ ہمایوں گوہر پوش کی تلاش کرو یہاں بیٹھنے سے کیا فائدہ ہے شاہزادہ ہمت کے آمادہ کرنے سے
وہاں سے بعد نالہ و بکا ایک سمت چلا اثنائے راہ میں جا بجا تھک کر بیٹھ جاتا کہیں پائے سر پر خار سے زخمی
صحرا نوردی و عشق ملکہ سے شاہزادہ کا وہ حال تھا کہ آبلہ پا اُسکے حال پر ملال پر نظر کرکے پھوٹ پھوٹ
کے روتے تھے اور وحش و طیر بھی گریہ و بکا و حال زار پر شاہزادے کے متحیر ہو کے گرد جمع ہو کے
روتے تھے شاہزادہ جانوران صحرا کو اپنے حال پر مہربان و گریاں دیکھکر دل میں کہتا تھا افسوس

ہزار افسوس ہم ایسے بیکس ولاچار واشکبار ہین کہ حیوان بھی ہمارے حال پر روتے ہین بہ کیکے اُس جگہ
سے بہزار دشواری اُٹھکر آہ ونالہ کرتا ہوا آگے جاتا تھا اُس صحرائے بلاخیز کی حالت اور شاہزادہ کی
کیفیت مفصل تو کیا لکھی جائے مگر تصویر ہے کہ موافق نظم

منزلون تک تمام ریگستان
ہر گڑھے مین تنور کی حدت
صورت ابر سحر آتش بار
پانی اتنا نہ تھا کہ تر ہو زبان
مشتعل تھی آب پیکان تھا
دیکھکر شعلۂ ہوا کی لپک
سیخ موج ہوا پہ بھنتے تھے
دامن کوہ مین بھی ہر پارہ
سایہ تک ایڑیان رگڑتا تھا
شعلہ ایسا زمین سے اٹھتا تھا
ریگ ماہی ہوئے تھے سیخ کباب
سر پہ جب آفتاب آتا تھا
نام الفت نہ لیتا پھر مجنون
وہ کڑی دھوپ اور ریت وہ گرم
نہ کسی ملک کا پتا معلوم
تیورا تا تھا ہر قدم ہر گام
گرمی سے تلوے تھے خارے انگار
منہ پہ لے لیکے دامن صحرا
آسمان سے کبھی مخاطب تھا
کچھ تو قہر خدا سے ڈر ظالم
اب نہین راستہ چلا جاتا
رحم کر بندۂ خدا ہون مین
کچھ دل افگار کو بتا للہ
ہر قدم تھا یہ قول پا مردی
منہ کڑی سے نہ موڑنا سرِ جان
کم نہ فرہاد سے ذرا رہنا
زالِ قیس کا ہے مقام یہی

شہر ریگستان چنار سایہ بید
ہر بگولا الاؤ کی صورت
چاہ و چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل
بجز اک آب گوہر دندان
تابش ایسی کہ شب کو کیا دن کو
خون سے کانپتا تھا شیر فلک
سنگریزے سے تھے غیرت اخگر
ہر کیک وری تھا انگارہ
جن اُدھر سے نہ راہ چلتے تھے
چرخ مین تھا فلک بھی مثل طلا
تھا وہ باد سموم کا جھونکا
پاؤن مین سایہ لپٹا جاتا تھا
شدت تشنگی سے وہ پُر غم
پاؤن شہزادے کے وہ نازک نرم
جبر سے جب قدم اُٹھاتا تھا
تھی ہویدا علامت سرسام
جیب و دامن کی دھجیان لیکر
گاہ وہ زار زار روتا تھا
ای فلک ظلم کی بھی کچھ حد ہے
اسقدر تو ستم نہ کر ظالم
طاقت اب جواب دیتی ہے
ہدف ناوک بلا ہون مین
شورش دل یہ کہتی تھی ہر بار
رہو سرگرم بادیہ گردی
ہمت دل نہ ہار نا اصلا
دو قدم قیس سے بڑھا رہنا
منزل اول محبت سے

وہ حرارت وہ فصل تابستان
ذرہ ذرہ مین تابش خورشید
دامن دشت پر سحاب غبار
قحط آب نے دھری تھی سبیل
تشنہ لب یہ ہر ایک حیوان تھا
لو کے شعلون سے شمع روشن ہو
مرغ صحرا سر اپنا دھنتے تھے
تھا شجر بھی تو آگ کا تھا شجر
چھالا پا سے نظر مین پڑتا تھا
بیضہ مرغ تا ات جلتے تھے
موج آتش تھی صاف موج سراب
نار دوزخ کا اک زبانہ تھا
دیکھتا خواب مین جو وہ ہامون
منہ مین لیتا عقیق لب ہر دم
نہ تو رہبر نہ راستہ معلوم
تھام کر سر کو بیٹھ جاتا تھا
تھمائے تھے پھول سے رخسار
پاؤن مین باندھتا تھا وہ ہو دم
گاہ حق سے مدد کا طالب تھا
تجھسے بے سبب مجھے کد ہے
ارے او بانیِ فساد و جفا
قوت اب ہاتھ کھینچے لیتی ہے
جانتا ہو جو ملک یار کی راہ
اُف نہ نکلے زبان سے زنہار
دیکھنا جی کچھوڑنا مری جان
بالا جتنا ہوا ہے یہ تیرا
جلنے والون کا ہے کام یہی
داد دے امتحان الفت ہے

شاہزادہ موصوف قطع راہ کرتا ہوا جاتا تھا جب جگہ تھک جاتا تھا بیٹھ جاتا تھا اپنی غربت و تنہائی

اور یاد ملکہ ہمایون گوہر پوش مین آہ و بکا کرتا تھا بعد نالہ و آہ کے بہزار خرابی و جبر اٹھ کر صحرا نوردی کرتا تھا جب کسی جگہ شام ہوتی تھی وہان مقام کرتا تھا کبھی دامن دشت مین گاہ دره کوہ مین کبھی بالائے درخت گاہ ریگ بیابان پر شب بسر کرتا تھا اسی طرح چند روز راہ صحرا طی کر کے ایک روز وقت شام ایک درہ کوہ مین پہونچا اُس روز صعوبت صحرا نوردی اور کثرت رنج فراق ملکہ مذکور سے یہ حال تھا کہ قریب ہلاکت تھا بظاہر زندگی سے مایوس تھا لیکن خدا سے امید رکھتا تھا کہ اگر وہ چاہیگا تو جا بر بھی ہونگا اور گوہر مدعا بھی پا ؤنگا پس اسی حالت امید و بیم مین درہ کوہ مین گر کے مانند ماہی بے آب کے تڑپ تڑپ کر رجوع قلب سیلے کچھ اپنی اذیت و صعوبت صحرا نوردی کا خیال نکر کے شوق عشق مین یہ مناجات عاشقانہ بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگا مناجات عاشقانہ حسب مقام ہذا

دل مجروح قیس کا صدقہ — ہر درد دل شکستہ دلان
مرض الفت حبیب رہے — زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
اور کچھ غم ہو بجنز غم یار — داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
دل مین ہو خون آرزو ہر دم — اشک غم سے کرون وضو ہر دم
بلبلون کو سبق ہو نالۂ دل — دل غم و درد و رنج کا گھر ہو
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل — خانۂ برق کا چراغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو — دلپہ کوہ غم و ہراس گرے
شادمانی سے دل رہے ناشاد — نامرادی ہو میری عین مراد
سرو کی طرح سے رہون آزاد — عالم علم عشق آ ری ہون
علم دیوانگی یہ شہرت پاے — درس وحشت کو روح مجنون آئے
روح فرہاد سے قدم آگر — کوہ رنج و الم کا ہون فرہاد
فرد و ہوش ہون فدای جنون — سایہ انگن رہے ہماے جنون
ننگ کے نام سے ہی عار رہے — رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار

یا خدا روح قیس کا صدقہ
ہر سوز درون خستہ دلان
تیغ الفت سے رکھ جگر افگار
چمن یاس کی بہار ہو دل
وہ گل داغ ہو حوالہ دل تو
مسکن عشق فتنہ پرور ہو
زخمی نازدلبری دل ہو
غرمن جانپہ برق یاس گرے
صفت بوے گل مین ہون برباد
نشئے حکم جان گدازی ہون
کوہ غم وہ اٹھاؤن مین سر پہ
روح مجنون کو ہو مبارکباد
یہ جوانی مرا شعار رہے
وحشیون کا ہون قافلہ سالار

بعد اس مناجات کے واسطے اپنے دفع آلام فراق یار دلبر براے دعاے دل زار بصد اشکبار ہو کے اس طور سے درگاہ کبریا مین دعا کرنے لگا کہ موافق نظم

الٰہی سامع الاصوات تو ہی — نظر کر رحم کی اک کل کے غفار
مین زندان مصیبت مین پڑا ہون — مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون
کہین نالان کہین سر در گریبان — یہ بار رحم اور مین ناتوان ہون
مگر لا تقنطوا سے باخبر ہون — تری رحمت کا طالب سر بسر ہون
براے بیقرار بے یتیمان — براے مبتلایان مصائب
بحق بیکسی جان محبوس — بحق اضطراب طبع مانوس
تلطف بر من شوریدہ سر کن — الٰہی درگہ تو بے نیاز است
مگر دواز درت محروم سائل — شود ہمہ گوہر مقصود حاصل

الٰہی قاضی الحاجات تو ہو
مین ہون بندہ ترا یارب گنہگار
شب دیجور مین سرگشتہ حیران
یہ راہ دور اور مین ہیجان ہون
براے آہ و زاری یتیمان
اسیران جفاہا و نوائب
ترحم بر من خستہ جگر کن
الٰہی ذات تو بندہ نواز است
عطا از لطف خود کن مقصد من

بر آور اثر جسم رصد من ہا یہ دعا کرتے کرتے اور روتے روتے غش آگیا حالت غش مین دیکھا
کہ حکیم ثانی ارسطو بالین سر کھڑا ہی اور کہتا ہی ای شاہزادہ رستم ثانی آپ نے عشق ملکہ ہمایون گوہر بلوش
مین بہت صدمہ اُٹھایا اور نہایت ایذا و تکلیف اُٹھائی ہی اب خوشخبری آپ کو دیتا ہون کہ زمانہ صدمہ فراق
ملکہ ہمایون گوہر بلوش کا کم رہا ہی اور صحرا نوردی کی ایذا و تکلیف باقی نہین رہی ہی یاد رکھیے جلد آپکا مدعا
دلی بر آئیگا خاطر جمع رکھیے ہنگام سحر بیدار ہو کے جانب دست راست اس درہ کوہ سے جائیے گا
بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے در شہر حدیدیہ پر پہونچیگا شہر حدیدیہ کا فرمانروا حدید شاہ ہی جو پدر ملکہ
ہمایون گوہر پوش ہی اُس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی مین نے شاہ مذکور کو آپ کے حال سے
آگاہ کر دیا ہی وہ آپ سے بمحبت پیش آئیگا سوا اسکے اور جو کچھ ہوگا وہ آپ خود ہی دیکھ لیجیگا اُسے
مین کیا بیان کرون آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے حکیم صاحب موصوف نظر شاہزادہ ممدوح کی
پنہان ہوے بعد ایک زمانہ کے رستم ثانی بیدار ہوا حکیم صاحب کو تو سرہانے اپنے نہ دیکھا مگر غور سے جو نظر
کی تو آثار صبح فلک پر پائے اُسی وقت اُٹھکر نایابی آب سے مجبور ہو کے تیمم کر کے نماز صبح پڑھی بعد فراغ
نماز صبح کے حسب ارشاد ثانی ارسطو اُس درہ کوہ سے جانب دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ
وقت طلوع آفتاب در شہر حدیدیہ پر پہونچا ہنوز در شہر مین قدم نہ رکھا تھا کہ تھوڑے آدمی سیاہ پوش
در شہر پر آئے اور شاہزادہ کو دیکھکر کہنے لگے ای شخص جلد تر ہمراہ ہمارے خدمت حدید شاہ مین چل
کہ تجھے طلب کیا ہی ہمین شاہ نے یہی حکم دیا تھا کہ وقت سحر جو شخص پہلے در شہر پر آئے اور داخل
در شہر ہونا چاہے اُسے ہمارے پاس لے آنا پس تکو لازم ہی کہ بے عذر و تکرار ہمارے ساتھ
چلو دیر نکرو ورنہ عتاب و عذاب شاہ مین گرفتار و مبتلا ہوگے رستم ثانی نے بعد کچھ انکار کے اُن لوگون
کے اصرار سے کہا اچھا اپنے بادشاہ کے روبرو مجھے لے چلو وہ ہمراہ اپنے شہر حدیدیہ مین پہنچے
شاہزادہ نے داخل شہر مذکور ہو کے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی عمارات پختہ و نفیس سڑکین بہت وسیع ہر کوچہ
صاف و پاک خس و خاشاک سے ہی دوکانین سڑک کے دو طرفہ ہین دوکاندار انواع و اقسام کا اسباب
و مال بیش قیمت و کم قیمت لیے بیٹھے ہین خریدارون کا ہجوم ہوتا جاتا ہی گرمی بازار آناً فاناً بڑھتی جاتی
ہی لیکن سب خرد و کلان سیہ پوش ہین سب کے چہرون سے آثار حزن ہویدا ہین کوئی مسکراتا بھی
نہین ہی ہنسنا تو بجا یہ رنگ اہل شہر کا دیکھتا ہوا دل مین حیران ہوتا ہوا تا در دار العمارہ حدید شاہ
پہونچا اُن لوگون نے رستم ثانی کو ٹھہرا کر بادشاہ مذکور سے جاکر عرض کیا کہ حسب الحکم ایک شخص کو کہ بحال
تباہ و خراب ہی لیکر در دولت پر آئے ہین اب جو حکم ہو ہم بجا لائین حدید شاہ نے دربار مین آ کے تخت پر
بیٹھ کے روبروے تمام اہل دربار کے اُن لوگون سے کہا جلد اس شخص کو بعزت و حرمت ہمارے
پاس لے آؤ حسب ارشاد بادشاہ لوگ رستم ثانی کو دربار حدید شاہ مین لے گئے شاہزادہ
اول بادشاہ اور اہل دربار کو سیہ پوش دیکھکر حیران ہو کے بطریق اہل اسلام بادشاہ
مذکور وغیرہ کو سلام کیا کسی نے جواب سلام کا نہ دیا اور بعوض جواب سلام کے ہر ایک غصہ سے چین
بجبین ہوا اس جگہ ایک راوی کا قول یہ ہی کہ صرف بادشاہ حدید شاہ نے جواب سلام کا دیکر نیم قد
برائے تعظیم تخت سے اُٹھکر قریب تر اپنے تخت کے ایک دنگل پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے

پوچھا ای جوان نام تیرا کیا ہے اپنے نام و خاندان و احوال سے آگاہ کر رستم ثانی نے جواب دیا پہلے آپ اپنی
سیاہ پوشی کے سبب سے اور تمامی اہل شہر کی سیاہ پوشی کی وجہ سے آگاہ کیجے بعدہ مین بھی اپنے
حال سے مطلع کرونگا حدید شاہ نے آہ سرد کرکے اور اشک ریزان ہوکے کہا ہم اپنی سیہ پوشی کے
حال کیا آگاہ کرین کہ ایک صدمۂ عظیم مین مبتلا ہین اگر تم سنوگے تمکو بھی ملال ہوگا پس بہتر یہ
ہے کہ ہماری وجہ سیہ پوشی کو دریافت نکرو شاہزادہ نے اصرار کیا حدید شاہ نے مجبور ہو کے
کہا ای جوان آگاہ ہو کہ نام میرا حدید شاہ ہے اور اس ملک کا نام حدیدیہ ہے یہان کا مین حاکم ہون
میری ایک دختر نوجوان نہایت حسین و خوبرو تھی کہ خلل اسکا حسن و جمال مین نہ تھا مین اُس سے
بدرجہ کمال محبت کرتا تھا سلاطین جہان نے شہرہ اُسکے حسن و جمال کا سنکے اُسکی خواستگاری مجھ سے
کی تھی مین نے کسی اور شاہ کو لایق اپنی دامادی کے نسمجھا کر اُسکی شادی کرنے سے انکار کیا تھا
اور مین ایک مدت دراز اور زمانہ بعید سے ثانی ارسطو کو کہ حکیم حاذق و کامل ہے مانتا تھا اور اکثر اُنکی نذر
دلایا کرتا تھا حسب اتفاق تھوڑے زمانہ تک حکیم صاحب موصوف کی مین نے نذر نہ دلائی اُسی زمانہ
مین میری دختر کو ایک دیو کہ مسمی دیو اشتر ہے اور صحرائے نیرنگ مین رہتا ہے میرے سامنے سے
محلسرا سے اُٹھا لیگیا تھا اُس روز سے مین اپنی دختر ملکہ ہمایون گوہر پوش کے صدمہ جدائی
مین سیاہ پوش ہوا ہون یہی خیال کرتا ہون کہ شاید حکیم ثانی ارسطو کی نذر نہ دلانے سے اور اُنکے
نماننے اور اطاعت اُنکی نکرنے سے یہ بلا مجھپر نازل ہوئی ہے کہ وہ دیو دختر مذکور کو اٹھالے گیا ہے مین
قبل اسکے ہرچند بگریہ و زاری و نالہ و بیقراری حکیم صاحب موصوف کو یاد کرکے اُنکی روح سے
عرض کرتا تھا کہ اب میری خطا معاف کیجیے میرے حال پر رحم کیجیے دختر کو میری مجھسے ملا دیجیے عہد
کرتا ہون کہ آیندہ آپ کی نذر سے غافل نہونگا مگر کبھی حکیم صاحب کو عالم رویا مین نہ دیکھا تھا شب
گذشتہ مین نے اُنکو عالم خواب مین دیکھا اُنھون نے فرمایا ہے کہ جو شخص پہلے تیرے شہر کے دروازہ
مین داخل ہو اُسے اپنے پاس بلا کے بعزت و حرمت بٹھانا کیا عجب کہ تیری دختر تجھے ملجائے بس
یہی خواب دیکھکر جب بیدار ہوا فی الفور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جو شخص قبل دوپہر شہر سے آئے اُسے
ہمارے روبرو لے آنا چنانچہ حسب الحکم ملازم میرے اس وقت تمکو لائے ہین اب امید کرتا ہون
کہ تمھارے برکت قدم سے مین اپنی دختر سے ملونگا مین نے اپنا حال تمام و کمال کہدیا ہے
اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو ہرچند کہ حکیم صاحب نے کچھ تمھارے حال سے مجھے آگاہ کیا ہے
لیکن مین چاہتا ہون کہ تم بھی اپنے حال سے آگاہ کرو تاکہ مجھے معلوم ہو جاوے کہ جو حکیم صاحب
نے تمھارے باب مین عالم خواب مین بیان کیا تھا وہی تم بھی کہتے ہو یا خلاف اُسکے ظاہر
کرتے ہو رستم ثانی نے نام حکیم کا حدید شاہ سے سنکے بے اختیار آہ سرد کرکے رونا شروع کیا آنسو
آنکھون سے جاری ہوئے حدید شاہ نے گھبرا کے سبب گریہ دریافت کیا شاہزادہ نے ضبط کرکے
کہا ای حدید شاہ مجھسے سبب گریہ دریافت نکرو اور میرے تمام احوال کے پوچھنے سے بھی باز
رہو صرف میرے ظاہر حال پر نظر کرکے اسی پر اکتفا کرو مجھکو ایک فقیر و محتاج و رنجیدہ خاطر جانو
حال باطن سے آگاہ نہو مین اپنا حال پُر ملال کیا بیان کرون اور بیان کیا بیٹھون خیال مجھکو یہ ہے

کہ بقول کسی شاعر کے مطلع	در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

پس مجھکو اپنی محفل مین نہ بٹھاؤ دربار سے باہر کردو اور اگر تم مجھکو دربار سے باہر نہین کرتے ہو اور میرے
حال سے آگاہ ہونا چاہتے ہو تو مکرر کہتا ہون کہ مین اپنا حال خراب کیا عیان کرون کیونکہ حواس و ہوش
میرے بجا نہین ہین موافق اس مطلع کے مطلع ظاہر ہین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون مگر یہ خبر
نہین ہے مین کون ہون کہان ہون ٭ حدید شاہ نے کہا تمھاری تقریر سے صاف ظاہر ہو گیا ہے
کہ تم بھی ہماری طرح سے کسی الم مین مبتلا ہو مجھے اب زیادہ تمھاری قدر ہوئی کیونکہ اہل درد کو اہل درد
کی قدر ہوتی ہے اب مین ضرور تمھارے حال سے آگاہ ہونا چاہتا ہون قسم دیتا ہون تمکو تمھارے
دین و ایمان کی اپنا حال سچ سچ بیان کرو رستم ثانی نے مجبور ہوکے کہا اے حدید شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا
رستم ثانی ہے مین فرزند شاہزادہ ایرج ذیوقار کا ہون اور وہ پسر شاہزادہ قاسم ذی قدر کے ہین اور جد
ہمارے فرزند شاہزادہ علمشاہ رومی کے ہین اور وہ نسل و خاندان جناب حمزہ صاحبقران سے ہین
مین برائے فتح طلسم صندل آیا تھا لوح طلسمی ہاتھ آئی تھی ارادہ کیا تھا کہ طلسم صندل کو توڑون ناگاہ
لوح مذکور کھو کے مجھے ساحرون نے لیکر مجھے گرفتار کیا تھا اور حکم بادشاہ طلسم صندل سے
زیر تیغ بٹھایا تھا ہنوز صندل شاہ نے دو حکم میرے قتل کے دیے تھے تیسرا حکم نہ دیا تھا کہ عمرو ثانی عیار
نامدار جناب حمزہ ثانی نے آکے عیاری کرکے مجھے ساحرون کی قید سے چھڑایا تھا اور قتل ہونے سے بچایا تھا
اور صحرائے سرور افزا مین لاکے مجھے کہا تھا کہ اب تم لوح طلسمی تحقیق کر دیکھو کہ وہ تو اپنے لشکر مین
چلے گئے تھے مین واسطے شکار کے ایک صحرا مین گیا تھا وہان ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا اُسکے
تعاقب مین صحرائے نیرنگ مین آیا تھا سب ہمراہی میرے مجھے چھوٹ گئے یہانتک کہ مرکب بھی
میرا صحرائے نیرنگ مین مر گیا تھا وہ بھی مجھسے چھوٹ گیا شب کو اسی صحرا مین ایک مکان عجیب و
غریب دیکھا تھا اُسمین روشنی بہت تھی جب اس مکان مین گیا تھا حکیم ثانی ارسطو سے ملاقات
ہوئی تھی اور آپ کی دختر نیک اختر کو بھی وہین دیکھا تھا اُسسے مجھکو ایک الفت دلی ہوئی تھی حسب
تمنا میرے حکیم صاحب نے عقد میرا ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش کے کر دیا تھا شب کو اُس مکان
مین سویا تھا صبح کو جب بیدار ہوا وہان کچھ بھی نہ دیکھا تھا نہایت حیران ہوکے بعد آہ و نالہ آگے گیا
تھا بعد چند روز کے ایک فقیر مسمی کمال شاہ سے ملاقات ہوئی تھی اُنکی جھونپڑی مین مین نے ملکہ
موصوف کو دوبارہ دیکھا تھا دل خوش ہوا تھا جب وہان شب کو سویا صبح کو بدستور قبل نہ ملکہ
ہمایون گوہر پوش کو دیکھا نہ اُس فقیر کو پایا تھا وہان سے نالکنان بعد کئی روز کے ایک درۂ کوہ
مین پہونچا تھا وہان مین نے اپنے معبود سے دعا کی تھی حکیم ثانی ارسطو میرے خواب مین تشریف
لائے تھے اور ہدایت کی تھی کہ صبح کو جانب دست راست جانا مین اُنکے ارشاد کے موافق
اس طرف آیا تھا آپ کے ملازم مجھکو لیکر آپ کے پاس آئے ہین یہی حال میرا تھا جو مین نے
بیان کیا قبل ہی مجھکو حیرت ہوئی تھی اور اب بھی آپ کے بیان سے کمال حیرت ہوئی ہے
کچھ میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا اسرار تھا کیونکہ ملکہ موصوفہ کو تو آپ نے بیان کیا کہ دیو اُٹھا
لیگیا ہے پھر اُس مکان حکیم ثانی ارسطو مین اور کمال شاہ کے جھونپڑے مین ملکہ گوہر پوش کو دیکھا

اور حکیم صاحب نے ملکہ موصوفہ سے نکاح میرا اُنکی موجودگی کے کیونکر پڑھا اور پھر اُس مکان اور ملکہ کو اور
اُس فقیر کو نہ دیکھا حدید شاہ نے یہ تمام تقریر شاہزادہ کی سنکے تا دیر فکر کرکے جواب دیا ہر چند کہ جو کچھ
اے شاہزادہ ذیقدر تمنے دیکھا ہے واقعہ حیرت افزا ہے لیکن اگر فکر و غور کرو تو کچھ جائے حیرت نہیں ہے
کیونکہ حکیم ثانی ارسطو موحد برگزیدہ پروردگار عالم سے ہیں ہر چند مر گئے ہیں مگر گویا زندہ ہیں انھون نے
تمکو ایک مکان جنت نشان میں اپنے تئیں دکھا کر تمسے ملاقات کرکے تمہیں ذیقدر و ذیوقار جانکر
میری دختر کی تصویر کو دکھایا ہے اور عقد تمھارا اُس سے کیا گیا ہے گویہ مژدہ بشارت ہی ہے کہ اس
شاہزادی کے ساتھ تمھارا عقد ہوگا پس اُنکا اس طور سے مژدہ دینا مقام حیرت نہیں ہے اگر خدا چاہیگا
تو موافق اُنکی بشارت دینے کے ظہور ہوگا اگر یہ کہو کہ مین نے عالم بیداری مین یہ سب کیفیت
دیکھی تھی تو جواب اسکا یہ ہے کہ وہ بیداری تمھاری گویا ایک خواب ظاہری تھا اور خیال خام تھا جب تم
اصل مین سوے اور بیدار ہوے کچھ نہ دیکھا دیکھتے کیا کہ وہان تھا ہی کیا فقط حکیم صاحب کو اس طور سے
تمہین بشارت دینا منظور تھا اور جو تمنے درویش کمال شاہ کی جھریا مین میری دختر کو دیکھا تھا انھنے
بھی اپنے کمال و کرامت سے میری دختر کی تصویر تمہین دکھا کر گویا خوشخبری دی تھی کہ اس شاہزادی
سے تمھارا عقد ضرور ہوگا پس تمکو خوش ہونا چاہیے اور مین موافق بشارت دینے حکیم صاحب موصوف
اور درویش کمال شاہ کے عمل کرونگا مگر بشرطیکہ دیوانتر دیو کہ دختر میری جسکو لیجاے رستم
ثانی نے تقریر حدید شاہ کی سنکے شادمان ہوکے کہا اگر مجھکو مسکن دیو سے آگاہ ہی ہو جاے
تو مین اُس دیو کو قتل کرکے ملکہ ہمایون گوہر بلقیش کو اسکی قید سے رہا کرکے لے آؤن حدید شاہ نے
کہا مسکن دیوانتر یہ تو معلوم بھی ہو سکتا ہے کہ تمہین بتا دیا جاے مگر تم دیو سے کیا مقابلہ کروگے
کیونکہ وہ دیو ہے اور تم انسان ہو مین نہین چاہتا کہ ہنگام مقابلہ تم اسکے ہاتھ سے ہلاک ہو شاہزادہ رستم
ثانی نے جواب دیا مین اُس دیو سے ضرور مقابلہ کرونگا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر خدا چاہیگا تو
اُسے ہلاک کرونگا اگر آپ مسکن دیو سے آگاہ نہ کیجیے گا تو مین خود ہلاک ہو جاؤنگا صدمہ و رنج سے
جانبر نہونگا حدید شاہ نے یہ تقریر شاہزادہ کی سنکے مجبور ہوکے کہا اچھا چندے یہان راحت
پذیر ہو بعدہ مین تمکو مسکن دیوانتر بیتک پہنچا دونگا یہ کہکر ملازمون کو حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت
کرو اور شاہزادہ سے کہا حمام مین جاؤ نہا کر پوشاک تبدیل کرو رستم ثانی نے ہمراہ چند ملازمان حدید شاہ
کے در حمام تک جاکے داخل حمام ہوکے آب گرم سے نہا کے جو لباس نفیس حدید شاہ نے
اپنے نوکرون کے ہاتھ کشتی مین بھیجا تھا اُسے زیب تن کیا پھر دربار مین حدید شاہ کے آکے
صندل پر بیٹھے اُس وقت حکم حدید شاہ سے ساقیان گلعذار کشتیان شراب ناب کی لیکر آئے
اور اشارہ شاہ مذکور سے جام بلورین شراب سے بھر کر روبرو رستم ثانی کے لائے شاہزادے نے
شراب پینے سے تامل کیا حدید شاہ نے کہا تم شراب بے تامل پیو مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ مین
حکیم صاحب کی ہدایت سے مسلمان ہو چکا ہون اور یہ ساقی بھی مسلمان ہین ہان میرے دربار مین اکثر
مردم کفار سے ہین جنھون نے تمھارے سلام کا جواب نہین دیا تھا اُنسے تمکو کیا سروکار ہے
مین تو مسلمان ہون شاہزادہ نے یہ سنکے جام شراب دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر حدید شاہ

وغیرہ جو اہل اسلام تھے جو دربار میں حدید شاہ کے تھے سبکو ساقیان گلرخسار نے شراب دی ہر ایک
نے شراب پی بعد میکشی کے سامان دعوت وضیافت تو ہو چکا تھا دعوت وضیافت شاہزادے کی
نہایت تکلف وخوبی سے کی گئی اسی طرح کئی روز تک ہر روز دعوت وضیافت کی گئی لیکن بزم طرب
آراستہ نکی گئی کیونکہ حدید شاہ غم فراق دختر میں سیاہ پوش تھا بعد چند روز کے شاہزادے نے
حدید شاہ سے کہا اب مجھکو مسکن دیو تک پہونچا دیجیے اُسنے منظور کرکے حکم کیا اس وقت تمام مردم
سپاہ ہمارے مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہون حسب الحکم اُسی دم تمام افسران سپاہ وجملہ لشکر مسلح ہوکے
مرکبون پر سوار ہوے حدید شاہ اور شاہزادہ ذیجاہ بھی مسلح ہوکے گھوڑون پر سوار ہوے سواری
شاہ وشاہزادہ موصوف کی آگے بڑھی سواران سپاہ کہ اسی ہزار تھے ہمراہ رکاب ہوے حدید شاہ جانب
صحراے بیرنگ روانہ ہوا بعد قطع راہ صحراے بیرنگ میں جو ایک کوہ سیاہ تھا اُسکے قریب پہونچکر ٹھہرا اور
رستم ثانی سے کہنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار دیکھو اسی کوہ کے درہ میں دیوانستریہ کا مسکن ہے مجھ میں اتنی جرأت
نہین کہ وہانتک جاؤن ڈرتا ہون کہ مبادا دیوانستریہ درۂ کوہ سے نکلکر مجھکو اور میری تمام سپاہ کو ہلاک
کرے شاہزادہ نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریے مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو دیو مذکور سے مقابلہ کرکے
اُسے قتل یا زیر کرکے مطیع ومسلمان کرتا ہون یہ کہکے جانب درۂ کوہ روانہ ہوا جب پاس درۂ کوہ سیاہ
کے پہونچا دلیرانہ اس طرح نعرہ کیا کہ اے دیوانستریہ اگر قوی وبہادر ہے تو جلد درہ کوہ سے نکلکر میرے سامنے
آکر مجھسے مقابلہ کر ادھر تو شاہزادہ نعرہ زن ہوا ادھر دیوانستریہ نعرہ شاہزادہ موصوف کا سنکے
درہ کوہ سے باہر نہ نکلا وجہ اسکی یہ تھی کہ اس وقت اُسنے ملکہ ہمایون گوہرپوش کو صندوق سے کہ
جسمین اُسے قید کیا تھا نکالا تھا اُس سے بعد عجز برائے وصل عرض کر رہا تھا وہ انکار کرتی تھی یہ
بار بار بعجز وانکسار کہتا تھا اے ملکہ اب میرے حال پر رحم کرو کبتک مجھسے انکار کروگی تمہین انکار کرتے
زمانہ ایک سال کا ہوا ہے دیکھو اب انکار وصل کرنا خوب نہیں ہے آج ضرور اقرار وصل کرو ورنہ مین تمکو
ہلاک کرکے خود بھی مرجاؤنگا کیونکہ مین بہت شیفتہ ہون ملکہ نے مجبور ہوکے اس سے کہا اس وقت کوئی
دشمن تیرا درہ کوہ پر آیا ہے نعرہ زن ہے جلد جاکے اُس سے مقابلہ کر اگر وہان سے زندہ وسلامت
آئیگا جو تو کہیگا مین کرونگی دیو مذکور یہ سنکے خوش ہوکے کہنے لگا مین ابھی جاتا ہون اور اپنے
دشمن کا سر لیکر آتا ہون بلکہ تن بدن بھی اُسکا لیتا آؤنگا آج بعد وصل کباب اُسکے کھاؤنگا ہنوز
دیو ملکہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ رستم ثانی نے دوبارہ نعرہ کیا اور بآواز بلند کہا او دیوانستریہ کیا تو نامرد و
بزدل ہے کہ مجھ سے ڈرکے میرے مقابلہ کے واسطے نہین آتا ہے خیر میں ہی درۂ کوہ مین آتا ہون دیو
مذکور نے یہ تقریر شاہزادہ کی سنکے ملکہ کو اسی صندوق مین بند کرکے دار شمشاد اُٹھاکے درۂ کوہ سے بعد غضب
نکل کے شاہزادہ کے سامنے آکے اپنے تئین ظاہر کرکے کہا اے انسان ضعیف البنیان کیا تو دیوانہ ہے
یا اپنی زندگی سے بیزار ہے کہ مجھسے دیو قوی ہیکل سے لڑنے کو آیا ہے مجھے تیری حالت پر رحم آتا ہے
چلا جا جلد اس جگہ سے بھاگ جا ورنہ پچھتائیگا مین ابھی تجھکو بطور ایک نقمہ کے اُٹھا کر کھالونگا رستم
ثانی نے برہم ہوکے جواب دیا او نابکار تو مجھے کیا کھائیگا مین تجھے ابھی ہلاک کردونگا گو مین بنی آدم
ہون مگر تجھ دیو سے نہیں ڈرتا ہون مین کیا تیرے خوف سے بھاگون اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو

ملکہ ہمایون گوہر پوش کو جلد لا ورنہ مجھسے مقابلہ کر کہ ابھی تجھکو ہلاک کرون دیو یہ کہکے قہقہہ مار کر ہنسا
اُسکی قہقہہ اور ہنسنے سے تمام صحرا کی زمین تھرائی اور کوہ سیاہ لرز گیا حدید شاہ وغیرہ دور سے لے دیکھکر
اُسکی قہقہہ سن کے تھرانے لگے اکثر سوار کثرت خوف سے مرکبون سے زمین پر گرکے بیہوش ہوگئے شاہزادہ
رستم ثانی دلیرانہ روبرو اُسکے کھڑا رہا دیو نے خوب ہنسکر کہا اے دیوانے کیا تو کوئی مددگاران ملکہ سے ہی
کہ اُسکی رہائی کو آیا ہی یہ تو جا کہ تیرا نام کیا ہی شاہزادہ نے جواب دیا او نابکار آگاہ ہوکر نام میرا رستم
ثانی ہی مین فرزند دلبند شاہزادہ ایرج تاجدار کا ہون دیوانہ نہین ہون بیشک واسطے رہائی ملکہ کے
آیا ہون اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو خیر تجھے ہلاک نکرونگا ورنہ ضرور تجھکو قتل کرونگا تو میری قوت
و شجاعت سے ابھی آگاہ نہین ہی مین وہ شجاع ہون کہ تجھ ایسے دیوون کو قتل کرنا بہت آسان
جانتا ہون بس اب مجھسے مقابلہ کر جنگ مین تاخیر نکر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے وار شمشاد دیکر
آیا ہی بعجلت وار کر مجھکو جلدی ہی کہ تجھے ہلاک کرکے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو رہا کرکے لوح طلسمی حاصل
کرکے طلسم صندل کو توڑون دیو انتریہ یہ گفتگو شاہزادے کی سنکے برہم ہوکے وار شمشاد اٹھا
کے نعرہ کرکے وار شمشاد کو گردش دیکے خبردار کہہ کے بقوت تمامتر وار شمشاد سر شاہزادہ
پر لگائی رستم ثانی نے اُس وقت وار شمشاد کا روکنا مناسب نجانکر وار مذکور کے وار کو خالی دیا
اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ وار شمشاد مانند ایک بیل فولادی یا ایک مینار کلان کے
بالاے زمین گرکے اندر زمین کے در آئی اُسکی گرانی و افتادگی سے گاوزمین تھرائی کوہ سیاہ کانپ
گیا سواے وحش و طیر خوف سے بھاگے گرد و غبار بکثرت بلند ہوا حدید شاہ وغیرہ کو یقین ہوا کہ
شاہزادہ دیو انتریہ کی ضرب وار شمشاد سے مارا گیا کیونکہ شاہزادہ گرد و غبار مین نہان ہوگیا تھا
حدید شاہ وغیرہ کو نظر نہ آتا تھا اس وقت ادھر تو حدید شاہ رنج ہلاکت شاہزادہ مین گریان تھا
ادھر دیو انتریہ نے وار شمشاد مارکر اپنے دانست مین شاہزادہ کو پیوند خاک کرکے اپنی زبان مین ایک
نعرہ زن ہوا کہ آدم ویست کردم مرلیف لا یہ نعرہ کرکے دیو انتریہ خوش ہوکے چاہتا تھا کہ وار شمشاد
کو زمین سے اُٹھائے ناگاہ ہوا سے وہ غبار دفع ہوا شاہزادہ نے بعجلت تمام مرکب سے اُتر کر وار
شمشاد کو پکڑکر زور کرکے اُسکے ہاتھ سے چھین لی وہ برہم ہوکے شاہزادہ سے لپٹ گیا رستم
ثانی بھی دامن گردانکر لپٹ گیا باہم زور ہونے لگا اب حدید شاہ وغیرہ نے دور سے جو
دیکھا کہ شاہزادہ زندہ ہی دیو سے کشتی لڑ رہا ہے کچھ خوف جان نکرکے قریب شاہزادہ کے مع
اپنی سپاہ کے کشتی دیکھنے لگا اور واسطے غالب ہونے شاہزادہ کے اور مغلوب ہونے
دیو انتریہ کے خدا سے دعا کرنے لگا ادھر تو حدید شاہ دعا کرتا تھا ادھر کشتی تیزدستی سے
ہو رہی تھی جب دیو برہم ہوکے زور کرکے چاہتا تھا کہ شاہزادہ کو زمین سے اُٹھاکے سر سے بلند کرکے
زمین پر پٹکون شاہزادہ اُسکی حسرت دلی پوری نہونے دیتا تھا اور جب رستم ثانی اُسے زیر کرنا
چاہتا تھا وہ بھی زیر نہوتا تھا کشتی برابر ہوتی تھی دیکھنے والے نہایت حیران تھے دل مین کہتے تھے
شاہزادہ رستم ثانی مین کیا قوت ہی کہ ایسے دیو قوی سے اس طرح لڑ رہا ہی غرض ادھر حدید شاہ تو
کشتی دیکھتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا اور اُسکے اہل لشکر متحیر تھے ادھر وہ دیو دیر تک خوب زور کیا

کشتی لڑ کے تھک گیا شاہزادہ کو پسینہ بھی نہ آیا اُس وقت رستم ثانی نے دیو انتریہ کو دونون زور مین
اُٹھا کے سر سے بلند کر کے چرخ دیکر زمین پر اسطرح پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی
حدید شاہ وغیرہ یہ قوت شاہزادے کی دیکھکر خوش ہوکے بہ آواز بلند تعریف کرنے لگے دیو مذکور
نے بطریق مذکور زیر ہوکے چاہا تھا کہ زمین سے اُٹھکر پھر شاہزادے سے لپٹ کر زور کرون کہ رستم
ثانی نے فرصت اسکو بیٹھنے کی نہ دیکر بعجلت تمام اُسکے سینہ پر سوار ہوکے اُسکی ایک شاخ سر کو ہاتھ
سے پکڑ کر زور کر کے چاہا تھا کہ توڑ ڈالیے دیو تاب صدمہ کی نہ لا کر طالب امان ہوا شاہزادے
نے فرمایا اے دیو انتریہ اگر زندگی اپنی چاہتا ہے تو دین اسلام اور اطاعت و فرمانبرداری میری اختیار
کر اُس نے قبول کیا اور کہا مجھے مسلمان کیجیے شاہزادے نے اُسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور سینے کی
اُسکے اُٹھ کر گرد و غبار اپنے تن سے جدا کیا اُس وقت دیو انتریہ خاک سے اُٹھکر قدم رستم ثانی پر گرا
شاہزادہ نے سر اُسکا اپنے پاؤن سے اُٹھا کر سینے سے لگایا اُسنے عرض کیا اے شاہزادہ مین آپ سے
زیر ہوکے بظاہر مسلمان تو ہوا مگر ایک حسرت میرے دل مین یہ ہے کہ مین اپنی محبوبہ گلرویہ سے ملون اسکی
وصل سے دل کو شاد کرون شاہزادے نے پوچھا وہ پری کہان ہے اُسنے کہا اے شاہزادہ ذیو قار
پہلے مین کوہ قاف مین رہتا تھا وہان گلرویہ پری کو دیکھکر عاشق ہوا تھا ایک روز قابو پا کر اُس پری کو
ایک صندوق مین بند کر کے کوہ قاف سے چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین ایک شہر ہے کہ نام اسکا شہر سرشار
ہے بادشاہ وہان کا سرشار شاہ بنی آدم سے ہے فوج ایک لاکھ رکھتا ہے نہایت قوی و بہادر ہے صد ہا
پہلوانان کو اُس نے زیر کر کے اپنا مطیع کیا ہے اس وقت تک اسکی قوت سے مین آگاہ نہ تھا اور اتفاق
مین وہ صندوق لیے ہوے بالاے زمین قدم رکھتا ہوا چلا آتا تھا اور سرشار شاہ صحرا مین شکار
وحش و طیر کر رہا تھا اُسنے مجھے دیکھکر روکا اور پوچھا اس صندوق مین کیا لیے جاتا ہے مجھے دکھا دے
مین نے برہم ہوکے کہا مین تو اس صندوق کو کھولکر جو کچھ اسمین ہے تجھے نہ دکھاؤنگا اُسنے کہا تھا مین
تجھے قتل کرونگا یا اس صندوق کو تجھسے چھین لونگا مجھے یہ سن کے غصہ آیا تھا اُس سے آمادہ جنگ
ہوا تھا بعد جنگ بسیار چار پہر کے کشتی مین اُسنے مجھے زیر کیا تھا اور ایک شاخ میرے سر کی
پکڑ کے چاہا تھا کہ توڑ ڈالے اور مجھے ہلاک کرے مین نے بخوف جان اُس سے عاجزی کی تھی اُسنے
میری انکساری پر رحم کر کے وہ صندوق جسمین گلرویہ پری تھی مجھسے چھین کر مجھے چھوڑ دیا تھا اور
کہا تھا خبردار اب کبھی اس طرف نہ آنا ورنہ مار ڈالونگا مین اُسکے خوف سے بھاگ کر اس صحرا مین آکے
قیام پذیر ہوا تھا یہان مین نے سنا تھا کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ رستم ثانی جو فاتح طلسم
صندل ہے ملکہ ہمایون گوہر پوش پر عاشق ہوکے شہر حدیدیہ مین آئے گا مین بغرض ملنے اپنی
محبوبہ گلرویہ پری کے ملکہ ہمایون گوہر پوش کو اُٹھا لایا کہ جب شاہزادہ ملک حدیدیہ مین آئے گا ملکہ کو
نہ پائیگا ضرور واسطے اُسکی رہائی کے یہان تک آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ یہان آئے مجھسے آپ نے مقابلہ
کر کے مجھے زیر کیا اگر سچ پوچھیے تو مین بصدق دل مسلمان نہین ہوا ہون اُسی وقت بصدق دل مسلمان
ہونگا جب آپ میری محبوبہ مذکورہ کو لا دیجیے گا اور اسی وقت مین آپ کو ملکہ ہمایون گوہر پوش کو بھی
دونگا جب میری آرزو بر آئیگی رستم ثانی نے اُسکی تقریر سن کے بعد فکر کہا اے تونے مگر کیا صدق دل سے

تو مسلمان ہوا ایسا مکر و فریب کرنا تجھے لازم نہ تھا خیر اب مجھکو سرشار شاہ کے ملک مین لے چل اگر خدا چاہیگا
تو آرزو تیری بر آئیگی مگر اس وقت یہ اقرار کر کہ بعد آرزو سے مذکور بر آنے کے ضرور بہ صدق
دل مسلمان ہو جاؤنگا اُس نے کہا ای شاہزادۂ نامدار عہد کرتا ہون کہ جب مجھکو میری محبوبہ گلرو پری
مل جائیگی بے تامل صدق دل سے مسلمان ہو جاؤنگا اور ملکہ ہمایون گوہر پوش کو آپ کے حوالے
کرونگا رستم ثانی نے اسکی تقویت سنکے حدید شاہ سے کہا اس دیو نے جو کچھ کہا آپ نے سنا اب
مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اگر خدا نے چاہا تو جلد آکے آپ سے ملونگا اب آپ تشریف لے
جائین حدید شاہ یہ سنکے اپنے ملک کی طرف ہمراہ اپنی تمام سپاہ کے روانہ ہوا شاہزادہ رستم
ثانی دیو کے دوش پر سوار ہوکے جانب ملک سرشار روانہ ہوا دیو نے بعد قطع راہ قریب ملک
سرشاریہ کے پہونچکر ایک صحرا مین رستم ثانی کو اپنے دوش سے اُتار کر عرض کیا ای شاہزادۂ ذیجاہ
یہان سے ملک سرشاریہ قریب ہے آپکو سامنے چلے جانا چاہیے بعد تھوڑی دور جانے کے ملک
سرشاریہ مین داخل ہو جیے گا مین آپ کے ہمراہ نجاؤنگا کیونکہ سرشار شاہ سے ڈرتا ہون اُس سے
عہد کر چکا ہون کہ اب تیرے ملک مین نہ آؤنگا اگر آپ کے ساتھ جاؤنگا تو وہ مجھے ضرور مار ڈالے گا
سوا اسکے خلاف عہد بھی ہوگا پس مین اسی جگہ آپ کے آنے کا تین روز تک انتظار کرونگا شاہزادہ
اسکی گفتگو سنکے اسکو وہین چھوڑ کے آگے روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ بیابان کے داخل شہر
ہوا مردمان شہر نے شاہزادہ کو اپنے ملک کا رہنے والا نپاکر پوچھا تم کون اور کہان سے آئے
ہو یہان کس واسطے تم آئے ہو شاہزادے نے ان لوگون کو جواب دیا کہ مین دور سے آیا ہون اور
چاہتا ہون کہ تمھارے بادشاہ ظالم کے پاس جاؤن اُس سے کچھ باتین کرون اگر وہ میرے کہنے پر
عمل کرے تو فہو المراد ورنہ اُسکو قتل کرون مردمان شہر مذکور گفتگوے شاہزادہ موصوف سنکے
ہنسے کسی نے کہا یہ شخص دیوانہ ہے اکثر مردم نے کہا بھلا تو ہمارے بادشاہ کو کیا قتل کریگا کہ وہ علاوہ
سپاہ کثیر رکھنے کے خود بھی نہایت شجاع ہے انسان کی تو کیا حقیقت ہے دیوون کو زیر کرتا ہے شاہزادہ نے
جواب دیا اگر خداوند عالم چاہیگا تو اُسے زیر کر کے اپنا مطیع کرونگا اُنھون نے جواب دیا بادشاہ
ہمارا قمرپرست ہے تم شاید مسلمان ہو اگر اپنے خدا کا اسی طرح سامنے اُسکے نام لوگے تو غضبناک
ہوکے فی الفور قتل کریگا لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے خیال محال سے باز آؤ جلد یہان سے اپنے
ملک کی طرف چلے جاؤ شاہزادہ نے جواب دیا مین ضرور تمھارے بادشاہ کے پاس جاؤنگا
تمھارے کہنے پر عمل نکرونگا اہل شہر یہ سنکے باہم کہنے لگے اس شخص کو اسکی قضا یہان لائی ہے
ہمارے کہنے پر عمل نہین کرتا ہے پچھتائیگا مارا جائیگا حالانکہ یہ شخص غیر مذہب ہے مگر ہمکو اسکی جوانی پر
رحم آتا ہے کہ یہ اس سن و سال مین قتل ہو جائیگا یہ کہکے یہی ذکر کرتے ہوے چلے گئے شاہزادہ وہان سے
اور آگے بڑھا جب اُن مردمان شہر نے اکثر لوگون سے حال شاہزادہ کا بیان کیا شہر مین جا بجا مردم
چرچا کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوئی ہرکارون نے بھی یہ خبر سنی سنتے ہی دربار سرشار شاہ مین گئے
اور ان کافرون نے اپنے بادشاہ کافر کی ثنا و دعا کر کے دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ آج ایک
شخص اہل اسلام سے وارد شہر حضور ہوا ہے وہ کلمات اپنی زبان پر ایسے جاری کرتا ہے جس سے بو

بغاوت آتی ہے سرشار شاہ نے اُنھین حکم دیا اُس شخص کو گرفتار کرکے بدولت کے روبرو لے آؤ
ہرکارے یہ حکم پاکے دربار سے جانے کو تھے ناگاہ رستم ثانی دارالعمارہ سرشار شاہ پر پہونچا اور اندر
دربار کے جانے کا ارادہ کیا دربانون نے روکنے کا قصد کیا شاہزادہ نے برہم ہوکے اُنھین جھڑک دیا
وہ خوف سے ہٹ گئے شاہزادہ موصوف نے دلیرانہ دربار مین جاکر پہلے تو اہل دربار کو دیکھا کہ بہت سے
پہلوان قوی ہیکل اور اُمرا وغیرہ اہل دربار علے قدر مراتب دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین سرشار شاہ
بصد نخوت بالائے تخت حکومت تاج حکومت کی سر پر غرور پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے بعدہ بطریق اہل
اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام تو نہ دیا مگر سرشار شاہ نے کہ مرد عاقل و بہادر دوست تھا
شاہزادہ پر نظر کرکے قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر بٹھلاکے پوچھا اے جوان تیرا نام کیا ہے
یہان کس غرض سے آیا ہے مین نے سنا ہے کہ تو ارادہ لڑنے کا رکھتا ہے چہرے سے تیرے ہر چند
آثار دلاوری کے ظاہر ہوتے ہین لیکن مجھے حیرت ہے کہ تو مجھ ایسے شجاع بادشاہ سے تن تنہا
لڑنے کو آیا ہے اور میرے دربار مین بیخوف چلا آیا ہے آج تک کسی نے ایسی جسارت نکی تھی
رستم ثانی نے جواب دیا اے سرشار شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا رستم ثانی ہے مین فرزند دلبند شاہزادہ ایرج
نوجوان کا ہون اور وہ فرزند میرے جد ذیوقار شاہزادہ قاسم ذیقدر کے ہین اور وہ فرزند شاہزادہ
علم شاہ رومی کے ہین اور وہ فرزند جناب حمزہ صاحبقران اول کے ہین سبب میرے یہان آنیکا
یہ ہے کہ تو نے دیو اختر یہ پر ظلم کیا ہے وہ صندوق اُس سے چھین لیا ہے جس مین اُسکی محبوبہ گلرو پری بند
تھی پس وہ صندوق مجھکو دیدے تاکہ مین اُسکو دیدون کیونکہ اُسنے مجھسے تیرے ظلم کی فریاد کی ہے اور
اگر تو وہ نہ دینا صندوق مذکور کا منظور ہو تو مجھ سے مقابلہ کر سرشار شاہ تقریر شاہزادہ موصوف کی سنکے
مسکراکے کہنے لگا اب معلوم ہوا کہ تم شاہزادہ ہو اور دیو اختر یہ کے معاون و مددگار ہو اُس دیو نے
میری شکایت تم سے کرکے تمھین یہان بھیجا ہے خود خوف سے یہان نہین آیا ہے اپنی جان کا اُس نے
خیال کیا ہے اور تمکو مجھ شیر خصال و شجاع بیمثال کے سامنے بھیج دیا ہے بھلا یہ تو خیال کرو کہ جب وہ دیو
اور صدہا بلکہ ہزارون نامی پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوے اور بہت سے زیر ہوکے مطیع میرے
ہوے ہین اور میرے دربار مین وہ سب اس وقت بیٹھے ہین تو ایک تم نحیف و زار مجھے کیا
کارزار کروگے سر میدان جنگ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے میرے نزدیک تو بہتر ہے کہ تم یہان سے
جاکر خود دیو اختر یہ کو بھیج دو وہ اپنی محبوبہ کے عشق مین اگر بیقرار ہے تو وہ صندوق یہان آکے مجھ سے
لے جائے اگر یہ حکم منظور نہو تو یہ ہزار پہلوانان نامی گرامی جنکو مین نے زیر کیا ہے اُن مین سے
کسی سے مقابلہ کرو اُنھین پہلوانون مین سے کوئی تمھین زیر کرے گا شاہزادہ نے برہم ہوکے
جواب دیا مین تجھسے مقابلہ کرکے انشاءاللہ تجھے زیر کرونگا اور وہ صندوق چھین گلرو پری بندی لیکے
یہان سے جاؤنگا سرشار شاہ یہ تقریر رستم ثانی کی سنکے اور اُسکی کم سنی پر لحاظ کرکے مسکراکے کہنے لگا
اے شاہزادہ نحیف و زار مجھے تمھارا عفو کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے مجھے تجھسے محبت ہوگئی ہے ورنہ مین وہ
ہون کہ جسنے میری طرف نظر تند سے دیکھا اُسے مین نے اُسی وقت تہ تیغ کیا خیر اگر تمکو یہی منظور
ہے کہ مین تمسے خود مقابلہ کرون اچھا ایسا ہی ہوگا آج تو روز آخر ہوگیا ہے کل صبح کو مقابلہ کرونگا یہ کہکے

محبت و لطف شاہزادہ سے باتین کرنے لگا شاہزادہ بھی اُسکے ساتھ ہم سخن رہا تا دیر شجاعت و بہادری
و جنگ و جدال کا ذکر رہا جب وقت دربار کے برخاست کرنے کا آیا سرشار شاہ نے دربار برخاست
کیا اور رستم ثانی کو ایک مکان وسیع مین بہ آرام تمام شب بسر کرنے کو کہا شاہزادہ نے موافق اُسکے
کہنے کے مکان مذکور مین جاکے بآرام تمام شب بسر کی صبح کو سرشار شاہ نے محلسرا سے برآمد ہوکے دربار
مین آکے رستم ثانی کو یاد کیا پھر چند ملازمون سے کہا جلد جاؤ اگر شاہزادہ رستم ثانی بیدار ہوا ہو تو
اُس سے ہماری طرف سے کہو کہ اے بہادر حسب وعدہ مین جانب میدان کارزار جاتا ہون تم بھی میرے
انھین ملازمون کے ساتھ جنگگاہ مین آؤ مجھسے مقابلہ کرو ملازم مذکور تو اُدھر روانہ ہوئے ادھر سرشار
شاہ نے اپنے تمام سرداران سپاہ سے کہا جلد تم سب مسلح ہو اور جملہ سواران سپاہ سے کہو کہ وہ
بھی مسلح ہون بمجرد حکم شاہ مذکور سب مسلح ہوئے اس طرف سرشار شاہ اپنی تمام سپاہ کو کہ ایک
لاکھ تھی ہمراہ لیکر مرکب پر مسلح سوار ہوکے جانب میدان کارزار چلا اور رستم ثانی ہمراہ اُن
ملازمون کے سوئے میدان نبرد چلا جب سرشار شاہ اور رستم ثانی دونون میدان جنگ مین پہنچے
اُس وقت سرشار شاہ نے رستم ثانی کو تنہا پیادہ بغیر آلات حرب و ضرب کے سامنے اپنے دیکھکر شجاعت
و بہادری و انصاف سے اس طرح مقابلہ کرنا پسند نہ کیا بلکہ ایک مرکب اور تلوار اور سپر اور نیزہ و گرز وغیرہ
آلات حرب و ضرب اپنے ملازمون کو دیکر کہا جاؤ رستم ثانی کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ اس مرکب پر
سوار ہو اور یہ آلات حرب و ضرب اپنے تن پر آراستہ کرو ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی شاہزادہ
نے اُسکی ہمت و بہادری و انصاف کی بجائے خود تعریف کرکے آلات حرب و ضرب اپنے
تن پر آراستہ کیے بعدہ اُسی مرکب پر سوار ہوکے اُن ملازمون سے کہا کہ اب تم جاؤ اب مین
مقابلہ کرونگا حسب الحکم ملازم مذکور اپنے بادشاہ کے روبرو آئے اور کہا اے بادشاہ یہ شاہزادہ نہایت
شجاع معلوم ہوتا ہے بعد مسلح ہونے کے اس نے ہمسے کہا کہ اب تم میرے پاس سے جاؤ مین اکیلا تمھارے
بادشاہ سے مقابلہ کرونگا سرشار شاہ نے یہ سنکے بعد فکر اپنے چند سرداران سپاہ سے کہا تم مین سے
نصف سردار آدھی سپاہ اپنے ہمراہ لیکر رستم ثانی کی طرف ہو لین اور حسب قاعدہ صف آرا ہون سرداران
مسطور پچاس ہزار سوارون کو ہمراہ لیکر جانب رستم ثانی گئے اور شاہزادہ سے عرض کیا ہمکو ہمارے
بادشاہ نے اس واسطے اس طرف روانہ کیا ہے کہ ہم آپکی طرف صف آرا ہون شاہزادہ نے کہا
تمھارا بادشاہ واقعی بہادر و انصاف پسند ہے ہر چند تمھارے ادھر آنے کی مجھکو ضرورت نہ تھی
لیکن چونکہ تمھارے بادشاہ نے تمکو بھیجا ہے تو خیر میری طرف رہو ہنوز شاہزادہ سرداران سپاہ
مذکور سے ہم سخن تھا کہ لشکر سرشار شاہ سے باشارہ بادشاہ طبلدار بجاوے دوش پہ رکھے ہوے
نکلے اُسی وقت اس طرف سے بیلچہ بردار شاہزادہ سے اجازت لیکر سپاہ سے نکلے اُنھون نے
اور اُنھون نے ملکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان کارزار سے دور کیا بعد
اسکے دونون لشکرون سے سقے مشکین پانی سے بھرے لیکر نکلے اور میدان کارزار مین جاکر
اسقدر پانی چھڑکا کہ عرصۂ کارزار کو خوب طور سے تر اور سرد کردیا گرد و غبار کو دفع کردیا جب اس
عنوان سے درستی میدان کارزار کی ہوچکی دونون سمت صف آرائی ہونے لگی میمنہ میسرہ قلب کمینگاہ ہر ایک

لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا ادھر شاہزادہ زیر علم لبعہ سپہ سالاری چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھ
کے کھڑا ہوا ادھر اسی طرح سرشار شاہ بھی سایہ علم شیر پیکر میں کھڑا ہوا جب اس طور سے ہر دو لشکر
مقابل ہوے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور بیچ میں دونوں لشکروں
جنگجوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہوکے بے ثباتی دنیا و اہل دنیا کو ظاہر کرکے جوانان سپاہ کو آمادہ
جنگ کرکے درمیان سے دونوں لشکروں کے چلے گئے اُس وقت پہلے اپنے لشکر سے سرشار شاہ
نکل کے بیچ میں میدان کارزار کے آیا اور مرکب کو روک کر شاہزادہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا
ای شاہزادہ رستم ثانی آؤ مجھ سے مقابلہ کرو مجھ دلطلب کرنے سرشار شاہ کے شاہزادہ موصوف مرکب کو
جولان کرکے اُسکے روبرو گیا اُس نے کہا ای رستم ثانی ہر چند کہ میں نے تمہارے کہنے سے میدان
جنگ میں آکے صف آرائی لشکر سے فراغ حاصل کیا ہے لیکن اب بھی میں تمسے کہتا ہوں کہ تم دیوانہ پن
کی طرف سے مجھ سے مقابلہ نکرو انجام اس مقابلہ کرنے کا تمہارے حق میں اچھا نہوگا مجھے تم سے
ایک محبت ہوگئی ہے نہیں چاہتا ہوں کہ تم میرے ہاتھ سے سر میدان جنگ ہلاک ہو شاہزادہ نے
ہنسکر جواب دیا ای سرشار شاہ اب تو میں تمہارے مقابلہ کو آچکا ہوں نہیں ممکن کہ بغیر مقابلہ کیے تمہارے
سامنے سے چلا جاؤں اُس نے یہ سنکے کہا اچھا اگر تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو نیزہ یا گرز یا تلوار سے
پہلے وار کرلو بعدہ میں بھی تیر وار کرونگا رستم ثانی نے جواب دیا ای سرشار شاہ آگاہ ہو کہ ہم اہل
اسلام سے ہیں ہمارے لشکر کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی وار نہیں کرتے ہیں جب
حریف نیزہ یا تلوار یا گرز وغیرہ آلات حرب و ضرب سے کوئی حربہ اُٹھا کر وار کر چکتا ہے اور اُسکے
وار کو رد کر ہم لوگ چکتے ہیں اُس وقت خود بھی وار کرتے ہیں پس پہلے تم پہلے کوئی وار کرو جب خدا
ہمارا تمہاری ضرب نیزہ و تیغ و گرز سے ہمیں بچالیگا اُس وقت میں بھی تم پر وار کرونگا شاہ مذکور یہ
شجاعت و ہمت رستم ثانی کی دیکھ کر خوش ہوکے دل میں کہنے لگا آجتک کوئی بہادر مانند اس شاہزادہ کے
نہیں دیکھا ہے کیا اسکا حوصلہ ہے اور کیا ہمت عالی ہے یہ باتیں اپنے دل میں کرکے نیزہ اُٹھا کے
پھر یکہ سو چکر نیزہ کو دو ٹکڑا مرکب کو برائے زور آزمائی بڑھایا ادھر شاہزادہ نے بھی بائیں ہاتھ میں نیزہ
لیکے مرکب کو جولان کیا عجب سیر تھی دونوں بہادروں کی باہم لڑیں اور دونوں دلاوروں نے زور کیا
اُس وقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ چار قدم مرکب سرشار شاہ کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم بلکہ نصف
قدم گھوڑا شاہزادہ کا پسپا ہوا سرشار شاہ اپنے مرکب کے ہٹ جانے سے خجل ہوکے پھر
مرکب کو آگے بڑھا کے کہنے لگا ای شاہزادہ رستم ثانی آگاہ ہو کہ میری قوت و طاقت میں کمی نہیں
ہے میں اپنی جگہ سے نہیں ہٹا یہ مرکب نہیں معلوم کیا سبب تھا کہ اس وقت تمہارے مرکب سے پسپا زیادہ
ہوا پس یہ قصور مرکب کا ہے میری قوت میں کمی نہیں ہے شاہزادہ نے مسکرا کے جواب دیا خیر اب بھی
اپنی جگہ سے ہنگام جنگ نہ ہٹنا اُس نے یہ سنکے نیزہ اُٹھا کے مرکب کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو
گردش دیکے خبردار خبردار کہکے سینہ شاہزادہ پر سنان نیزہ کا وار کیا ادھر شاہزادہ نے
اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کے سنان پر روکا دونوں سنان باہم لڑیں چنگاریاں پیدا ہوئیں
دیکھنے والے کہنے لگے کیا اچھی طرح رستم ثانی نے سنان نیزہ حریف کو اپنے نیزہ سے

سنان پر روکا ہی بعد روکنے ضرب نیزہ کے خود بھی نیزہ لگایا بادشاہ مذکور نے بھی چالاکی سے وار کو
روکا اسی طرح باہم رد و بدل چالیس طعن نیزہ کی ہوئین بعد اسکے شاہزادہ نے کہا ای سرشار شاہ ابکی
مرتبہ سنان نیزہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائیگی ذرا ہوشیار رہنا اُسنے ہنسکر جواب دیا میرے ہاتھ
سے سنان نیزہ کا نکال دینا مشکل ہی بلکہ ممکن نہین یہ کہکے غضبناک ہوکے نیزہ کا وار کیا شاہزادہ نے
اس خوبی سے سنان نیزہ کو روکا اور ایسا جند نادر باندھا کہ سرشار شاہ سے کسی طرح کھل نہ سکا آخر
سنان نیزہ دست سرشار شاہ سے نکلکر مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری سبکو حیرت ہوئی بالخصوص
سرشار شاہ کو بدرجۂ کمال حیرت ہوئی اور ایسی خجالت ہوئی کہ اُس نے شرم سے سر جھکا لیا ہمہ تن
عرق خجالت مین تر ہوگیا گویا ایک نیزہ آب ندامت مین غرق ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر برہم
ہوکے خبردار خبردار کہکے ڈانڈ نیزہ کی جھپٹ کر سر شاہزادہ پر لگائی اس بہادر نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو
اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر یون روکا کہ ڈانڈ سرشار شاہ کی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اُس وقت شاہ مذکور نے
برہم ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے پھینک کے گرز گران کو اُٹھا کے کہا ای شاہزادۂ رستم ثانی یہ وہ
گرز ہی کہ اگر اس کو سر کوہ پر مارون تو وہ بھی شکستہ ہوجاے انسان کی کیا مجال ہی کہ اسکی ضرب سے
جانبر ہو یا اسکی ضرب کو دلیرانہ روکے مجھے اس گرز گران کی ضرب لگانے پر ناز ہے اگر دلیرانہ اس
ضرب گرز کو روک لو تو مین جانون تم شجاع و بہادر ہو شاہزادہ نے مسکراکے جواب دیا اگر خدا چاہیگا
تو ضرب گرز کو روکونگا تم بقوت تمام ضرب گرز لگانا رعایت نہ کرنا اُسنے یہ سنکے حسب قاعدہ
پہلوانان قوی بازو کے ضرب گرز لگائی شاہزادہ نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اُس وقت گرز پر
گرز پڑنے سے وہ صدا بلند ہوئی کہ دل جوانون کے دہل گئے گھوڑے سوارون کے خائف
ہوکے گاؤ زمین تھرائی غبار بلند ہوا شاہزادہ کثرت غبار مین نہان ہوا سرشار شاہ نے گرز
لگاکر چلے تو بے اختیار کہا از دم و پست کردم حریف را بعدہ افسوس کرکے کہا عجب جوان بہادر میرے
ہاتھ سے ہلاک ہوا ہی اسکے ہلاک ہونے کا صدمہ رہیگا یہ کہکے اپنے عیار صبا بن بدمست سے کہا
جلد جاکر شاہزادہ کی خبر لا دیکھ تو زندہ ہی یا ہلاک ہوگیا ہی وہ حسب الحکم چھاگل پانی سے بھر کر جلد تر
گیا پہلے اُس نے پانی سے غبار کو دفع کیا بعدہ شاہزادہ کو دیکھا کہ آنکھین بند ہین پسینہ پیشانی پر آیا ہی
ہاتھ مین گرز مانند میل فولادی کے ہر ہاتھ کو ذرا بھی کجی نہین ہوئی ہی گھوڑا گھٹنون تک غرق زمین ہوگیا
ہی یہ دیکھکر جلدی مین پانی لیکر شاہزادہ کے منھ پر چھینٹا دیکے کہا ای شاہزادہ نامدار مزاج کیسا ہی ہمارا
بادشاہ ضرب گرز لگا کر متردد ہی آنکھین کھولیے اگر آپ زندہ ہین تو کوئی میرے سخن کا جواب دیجیے شاہزادہ نے
اُسکی آواز سن کے آنکھین کھولکر جواب دیا جاکر اپنے بادشاہ سے کہدے کہ مین فضل خدا سے اچھا ہون تمھاری
ضرب گرز سے کچھ بھی صدمہ میرے دست و بازو کو نہین پہونچا ہی عیار یہ سن کے حیران ہوکے اپنے
بادشاہ کے پاس جاکر کہنے لگا شاہزادہ زندہ ہی ادھر رستم ثانی نے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے پاون اُسکے
زمین سے نکالے پھر غبار بلند ہوا سرشار شاہ شاہزادہ کے جانبر ہونے سے متحیر ہوکے خوش ہوکر اپنے
سرداران لشکر سے کہنے لگا مین نے آجتک ایسا جوان شجاع و بہادر کبھی نہین دیکھا تھا دیکھیے انجام
اس جنگ کا کیا ہوتا ہی ہنوز سرشار شاہ آہستہ آہستہ یہ تقریر اپنے سرداران لشکر سے کر رہا تھا

وہ عرض کر رہے تھے کہ جو کچھ حضور نے فرمایا بجا ہی ہمنے بھی کوئی ایسا جوان شجاع و بہادر نہین دیکھا ہی آپ کی
ضرب گرز سے جانبر ہوا جائے حیرت ہی کہ ناگاہ شاہزادہ نے بادشاہ مذکور سے مخاطب ہوکے کہا اے
بہادر اب مین ضرب گرز لگاتا ہون اُس نے کہا مین ہوشیار ہون ضرب گرز لگاؤ مین تو اپنی قوت بازو
دکھا چکا اب تمھارے زور بازو کو دیکھنا منظور ہی شاہزادہ نے رکابون پر اپنے قدم استوار رکھکے پشت
زین سے کچھ بلند ہوکے گھوڑے کو کسیقدر آگے بڑھا کے گرز کو گردش دیکر داہنے ہاتھ سے گرز مذکور
اُسکے سر پر لگایا اُسنے بخیال جانبر ہونے کے ضرب گرز کو اپنی گرز پر نہ روک کے پشت زین سے جانب
پائے زین ہٹ گیا گرز شاہزادہ کا اُسکے گھوڑے پر پڑا فی الفور گھوڑا ہلاک ہوکے زمین پر گرنے لگا
سرشار شاہ بعجلت تمام پشت مرکب مذکور سے زمین پر کود کر کیا اور چاہا کہ جس طرح شاہزادہ
نے میرے مرکب کو ہلاک کیا ہی مین بھی اسی طور سے اُسکے مرکب کو ہلاک کرون رستم ثانی اُسکے
ارادہ سے باخبر ہوکے فی الفور مرکب کی پشت سے بالاے زمین آیا اور کہا او سرشار شاہ گھوڑے
کے ہلاک کرنے کا عبث ارادہ ہی مجھسے مقابلہ کرو اُس نے برہم ہوکے دامن گرداں کے کمربند آہنین
شاہزادہ مین جھپٹ کے ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا اور شاہزادہ نے بھی اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈالکر
زور کیا تا دیر زور ہوے آخر دونون بہادر دامن گردانکر کشتی لڑنے لگے جملہ جوانان سپاہ بنظر غور کشتی
دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے دیوانستریہ کو بعد دو پہر کے زیر کیا تھا لیکن سرشار شاہ
کو چار پہر کامل مین زمین سے اُٹھا کے اپنے سر سے بلند کرکے چرخ دیکے چاہا تھا کہ بروے خاک
پٹک دیجیے ناگاہ شاہ مذکور طالب امان ہوا شاہزادہ نے فرمایا امان بشرط قبول دین
اسلام دیجاٸیگی اُسنے مسلمان ہونا قبول کیا رستم ثانی نے آہستہ سے اُسکو زمین پر بٹھا دیا اُس نے
زیر ہوکے قدم شاہزادہ پر گر کے کہا میری خطاے دشمنی کو عفو کرکے مجھے مسلمان کیجیے شاہزادہ نے
سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگا کے کلمہ پڑھایا وہ بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوا بعدہ تمام اپنے اہل لشکر و رعایا کو مسلمان کیا شجر پرستی سے اجتناب و بیزاری کرکے خداپرست ہوا
پھر شاہزادہ کو بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے لیجا کے عرض کرنے لگا اب آپ تخت حکومت پر بیٹھیے
شاہزادہ نے منظور نکرکے جواب دیا یہ تخت و تاج تمھارا تمھین کو مبارک ہو مجھے ہوس تخت نشینی و حکومت
نہین ہی یہ کہکے اُسکو اپنے ہاتھ سے تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور خود ایک ڈنگل پر متصل تخت بیٹھکر سردربار
سرشار شاہ سے کہا کہ دیوانستریہ تمھارے خوف سے یہان نہین آیا ہی قریب اس شہر کے جو صحرا ہے
اُسمین قیام پذیر ہی جلد اُسکو یہان طلب کرکے وہ صندوق جسمین اُسکی معشوقہ گلرو پری ہی اُسے دے
دو کیونکہ مین نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ مین تیری محبوبہ کو سرشار شاہ سے لیکر تیرے حوالے کرونگا شاہ
موصوف نے اسی وقت کچھ سوارون کو روانہ کرکے دیوانستریہ کو بیابان سے بلا کے وہ صندوق
اُسکے حوالے کرکے اُس سے کہا اے دیوانستریہ صندوق مین نے محض اس شاہزادے کی اطاعت اختیار
کرلینے سے تجھے دیا ہی ورنہ کبھی تجھکو نہ دیتا وہ صندوق پاکے بہت خوش ہوا شاہزادہ کی تعریف کرنے لگا
رستم ثانی نے کہا اے دیوانستریہ اب ایفاے وعدہ کر اُسنے کہا مجھے ایفاے وعدہ مین اب کیا عذر ہی
مجھے مسلمان کیجیے شاہزادہ نے دوبارہ اُسے کلمہ پڑھایا اب کی مرتبہ وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان

ہوا جب دیوانتریہ بھی مسلمان ہو چکا سرشار شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا بزم عشرت آراستہ کرو
سامان دعوت وضیافت واسطے اس شاہزادہ ذیجاہ کے نہایت تکلف سے کرو انھون نے حکم کے موافق بزم
طرب آراستہ کی سامان دعوت بھی کیا سرشار شاہ بزم طرب مین ہمراہ شاہزادہ کے جا کے بیٹھا اہل دربار
بھی جو مذکور ہین سکے علی قدر مراتب بیٹھے اُس وقت حکم سرشار شاہ سے چند ساقیان خوبرو کشتیان شراب
ناب کی مع ساغر بلورین بیکو بزم مین آئے شاہزادہ موصوف وغیرہ اہل بزم کو شراب پلانے لگے جب سب شراب
پی چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا کے لے گئے بعدہ ایک نازنین رقاصہ نہایت خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے
بزم عشرت مین حاضر ہوکے شاہزادہ کو اور سرشار شاہ کو سلام کر کے بعد درست ہونے سازون کے
رقص ونغمہ کرنے لگی جملہ اعلے ادنی رقص اُسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے خوش ہونے لگے
خصوص سرشار شاہ بہت خوش ہونے لگا رقاصہ کو متواتر انعام دینے لگا اسی طرح چند در چند نازنینان
خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہوکے کئی روز تک رقص ونغمہ کیا کین اور دعوت وضیافت رستم ثانی
کی ہوا کی بعد کئی روز کے سرشار شاہ نے جشن کو موقوف کیا رستم ثانی نے اُس سے کہا اب مین
رخصت ہوتا ہون کیونکہ بالفعل مجھے صحرائے نیرنگ مین ہمراہ دیوانتریہ کے جانا ہی ملکہ ہمایون گوہر
پوش کو رہا کرنا ہی بعدہ حدیدیہ مین جاتا ہی وہان سے بلاے حصول لوح طلسم صندل کے جاتا ہے
اپنے حال سے اپنے اہل لشکر کو آگاہ کرتا ہی نہین معلوم وہ میرے انتظار مین کس طور سے ہونگے
عجب نہین کہ سب صحرا مین غمگین وحزین ہو گئے ہونگے میری تلاش کرتے ہونگے سرشار شاہ نے
عرض کیا ابھی آپ چندے اس لشکر مین قیام کیجیے شہر کی سیر کیجیے اگر خیال اپنے اہل لشکر کا ہی
تو مین انھین سرکارون اور سوارون کو روانہ کر کے یہان بلاتا ہون رستم ثانی نے جواب دیا اب
میرا یہان قیام کرنا اچھا نہین ہی مجھے رخصت ہی کرو اُس نے عرض کیا اگر آپ کا ارادہ جانے کا ہی تو مین
بھی ہمراہ رکاب چلونگا تا زندگی آپ سے جدا نہونگا ہر چند رستم ثانی نے کہا تم میرے ہمراہ نہ چلو اپنے
ملک مین رہو حکومت وسلطنت کرو لیکن اُس نے نہ مانا اور اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا جلد سامان
سفر مہیا کرو اہل لشکر کو حکم دو کہ مسلح رہین صبح کو ہم یہان سے جانب دشت نیرنگ کوچ کرینگے
افسران سپاہ اور وزرا نے اُسکے حکم کی تعمیل کی دوسرے روز سرشار شاہ اپنے وزیر اعظم کو کہ نام
اُسکا حمید تھا اور خطاب اُسکا مدبر الملک تھا اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا کے تمامی رعایا کو
اسکی اطاعت کا حکم دے کے ایک لاکھ سواران جنگی وآزمودہ کار اور ایک ہزار پہلوانان قوی کی جمعیت
سے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی ہوکے اپنے شہر سے جانب صحرائے نیرنگ روانہ ہوا دیوانتریہ
بھی شاہزادہ کے ساتھ ہوا بعد قطع راہ دور ودراز جا بجا کوچ اور مقام کر کے ایک روز رستم ثانی وقت
دوپہر صحرائے نیرنگ مین پہونچا حدید شاہ حاکم ملک حدیدیہ سرکارون سے خبر تشریف آوری شاہزادہ
موصوف کی سنکے ہمراہ اپنے لشکر کے واسطے استقبال کے صحرائے نیرنگ مین آیا استقبال کر کے
شاہزادہ سے ملا حال پوچھا رستم ثانی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ سنکے خوش ہوا اُس وقت
رستم ثانی نے دیوانتریہ سے کہا کہ ملکہ ہمایون گوہر پوش کو لا کے حدید شاہ کے حوالے کرا سنے
عرض کیا ابھی جاتا ہون اور ملکہ کو لیکر آتا ہون یہ کہکے وہ کوہ سیاہ مین گیا اور ایک صندوق کالا ن

جبین ملکہ موصوفہ کو اُس نے قید کیا تھا اُٹھا لایا پھر وہ صندوق حدید شاہ کے حوالے کیا وہ اپنی دختر کو
پاکے از حد شادمان ہوا اُسکی خوشی کیا لکھی جاے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے جب دیوانشتریہ
ملکہ ہمایون گوہر پوش کو حوالہ حدید شاہ کر چکا اور اپنی محبوبہ گلرو پری کو پا چکا چند بال اپنے سر کے
شاہزادہ رستم ثانی کو دیکر عرض کرنے لگا انہیں بحفاظت اپنے پاس رکھیے گا اگر کبھی کوئی ضرورت ہو اور
طلب کرنا اس فرمانبردار کا منظور ہو تو ایک بال آگ پر رکھ دیجیے گا فی الفور یہ تابعدار حاضر خدمت ہوگا
پھر جو کچھ فرمایئے گا بجا لائیگا یہ کہکے وہ صندوق مجوسہ کا لیکے جانب کوہ قاف چلا گیا اور حدید شاہ رستم ثانی کو
اپنے ہمراہ لیکے اپنے ملک مین آیا پہلے اُس نے اپنی سیاہ پوشاک تبدیل کی پھر حکم کیا جملہ اہل شہر سیاہ
کپڑے اُتارین پوشاک نفیس پہنین شہر کو آراستہ کرین سامان خوشی و عشرت کا کرین حسب الحکم
ہر ایک اعلی و ادنی نے سیاہ پوشاک تبدیل کی سامان عیش و عشرت کیا شہر آراستہ ہوا رونق رفتہ شہر
پھر از سر نو آئی جا بجا نوبت نقارے بجنے لگے حدید شاہ نے وہ صندوق جو دیوانشتریہ نے دیا تھا
محلسرا مین لیجا کے کھولا اُسمین سے اپنی دختر کو نکالا عورتین محل کی ملکہ کو دیکھکر اُس سے ملکر خوش
ہوکے فرط شادی سے رونے لگین پھر ملکہ پر سے زر و جواہر وغیرہ نثار ہونے لگا بعد اُسکے سب کے
کہنے سے ملکہ نے حمام کیا لباس تبدیل کیا سب عورتون کو محل کے خوشی ہوئی مادر ملکہ کو از حد شادمانی
ہوئی اُسی روز شب کو حدید شاہ نے اپنی زوجہ سے کہا کیون صاحب تمھاری دختر تمسے کبھی نہ ملتی اگر
شاہزادہ رستم ثانی یہان آکے دیوانشتریہ کو زیر نہ کرتا اُسی کے باعث سے ہمسے اور تمسے یہ دختر آکے
ملی ہے اُسنے پھر بڑا احسان کیا ہے سوا اُسکے حکیم ثانی ارسطو جنکے ہم معتقد ہین اُنھون نے تمھاری اس دختر کا
عقد عالم خواب مین ساتھ رستم ثانی کے اپنی کرامت سے کر دیا ہے اب سواے رستم ثانی کے میرے نزدیک
کوئی تمھاری دختر کا زوج ہو نہین سکتا ہے اول تو شاہزادہ مذکور تمھاری دختر پر شیفتہ ہے عالم عشق بیچ
بیابان تک آیا ہے کار نمایان جیسا کہ قبل اسکے مین نے بیان کیا اُسنے کیا ہے وہ اس سے عقد کرنے کا مستحق
ہو چکا ہے دوسرے جناب حکیم صاحب کی بھی اُس سے عقد کر دینے مین خوشی ہے خلاف اُنکے کوئی کام کرنا
اچھا نہین ہے بس مین مناسب یہی جانتا ہون کہ عقد تمھاری دختر کا جلد تر ساتھ رستم ثانی کے کہ وہ بھی
ایک شاہزادہ باوقار ہے کر دیا جاے میری تو یہ راے ہے جو ظاہر کر دی اُس نے اپنی دختر کے عقد کی گفتگو
اپنے شوہر سے سنکے خوش ہوکے کہا صاحب مین عورت ناقص العقل ہون مین کیا اس مقدمہ مین
راے اپنی ظاہر کرون بہتر و مناسب وہی ہے جو تمنے تجویز کیا ہے حدید شاہ نے اپنی زوجہ سے یہ تقریر سنکے عقد
دختر پر راضی پاکے شب بسر کرکے صبح کو دربار مین وزرا سے کہا جلد سامان شادی ملکہ ہمایون گوہر پوش
کا کرو اس طور سے کہ تم رستم ثانی کی طرف سے جملہ سامان شادی کا کرو اور مین اپنی دختر کی جانب سے
سامان عقد کرون اُنھون نے عرض کیا ایسا ہی ہوگا حدید شاہ نے وزرا سے یہ تقریر کرکے نجومیون
اور رمالون کو طلب کرکے اُنسے پوچھا اس مہینے مین کونسی تاریخ دیوم واسطے عقد میری دختر کے
سعید ہے اُنھون نے موافق اپنے علم کے بعد فکر بسیار گردش کواکب سعد و نحس پر نظر کرکے اور
زائچہ کھینچ کے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ آج کے چھٹے روز یہ عقد ہو تو بہت مناسب ہے کیونکہ تاریخ
دیوم بھی دونون سعد مین زہرہ و مشتری دونون ایک برج مین ہونگے قران السعدین ہوگا اگر تاریخ

معینہ در روز مذکور عقد ملکہ عالم کا ساتھ شاہزادہ رستم ثانی کے ہوگا تو انجام نیک ہوگا ہمیشہ تا حیات
زن وشوہر مین نہایت الفت و محبت رہیگی سوا اسکے ہم حکم لگاتے ہین کہ اسی سال ایک فرزند
بطن ملکہ عالم سے ایسا شجاع وبہادر ہوگا کہ زیر فلک مثل اُسکے کوئی بہادر وصاحب اقبال کم ہوگا اور یہ
بھی ثابت ہوتا ہی کہ وہ شاہزادہ علاوہ بہت سے کارہاے نمایان کے ایک طلسم کہ نام اُسکا طلسم عجائب
رنگ ہوگا عہد جوانی مین توڑ یگا مال واسباب طلسم مذکور پائیگا نام اُسکا سہراب شیر پیکر ہوگا حدید شاہ
نے اُنکی تقریر سنکے خوش ہوکے اُنھین انعام دیکے رخصت کیا بعدہ وزراے مذکور نے حسب الحکم
حدید شاہ سامان شادی کا کیا اگرچہ مولف بیچمدان احوال مفصل اس شادی کا درج کرے تو
ناظرین مختصر پسند کے خلاف طبع ہوگا اور طول ہوگا لہذا مختصر یہ ہی کہ عقد ملکہ ہمایون گوہر پوش کا
ساتھ رستم ثانی کے نہایت خوبی سے ہوا لاکھون روپیہ کا صرف دو طرفہ ہوا حدید شاہ نے جہیز مین اپنی
دختر کے اس قدر مال واسباب وملک وزر وجواہر دیا کہ تعداد اُسکی بوجہ کثرت کے قلم لکھ نہین سکتا ہی غرضکہ
بعد عقد رستم ثانی اور ملکہ ہمایون گوہر پوش ایک جا ہوکے وصل سے شادکام ہوے الطاف خداے
چندہی روز کی ہمبستری مین ملکہ موصوفہ حاملہ ہوئین رستم ثانی وغیرہ کو خوشی ہوئی بعد انقضاے ایام حمل کے
موافق حکم لگانے نجومیون اور رمالون کے شاہزادہ سہراب شیر پیکر پیدا ہوا انشاء اللہ احوال اسکا بمقام
مناسب لکھا جائیگا اب حال رستم ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ جب عقد رستم ثانی کا ساتھ ملکہ ہمایون گوہر پوش
کے ہوچکا اور ملکہ حاملہ ہوچکین اور چند روز عقد کے بعد بھی گذر چکے ایک روز شاہزادہ رستم ثانی سر دربار
پہلوے حدید شاہ مین دنگل پر سر جھکائے غرق دریاے فکر بیٹھا تھا حدید شاہ نے شاہزادہ موصوف
پر نظر کرکے بعد الطاف وعنایت پوچھا ای فرزند اس وقت مزاج کیسا ہی باعث فکر وتردد کیا ہی شاہزادہ
نے جواب دیا اس وقت مجھکو یہ فکر ہی کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون جملہ عزیز واحباب سے دور ہون
سوا اسکے یہ فکر ہی کہ واسطے شکار کے ہمراہ اپنے رفقا کے صحرا مین آیا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑایا
تھا ہرن تو نظر سے غائب ہوگیا تھا مین صحراے نیرنگ مین پہونچا تھا وہان سے یہان تک آتا ہوا تھا
لشکر چھوٹا لوح طلسم صندل کی ابتک کوئی فکر نہی اب دل گھبراتا ہی چاہتا ہون کہ یہان سے اگر
آپ اجازت دین تو واسطے حصول لوح طلسمی کے کسی سمت جاؤن یا اپنے لشکر مین کہ سب کو صحرا مین
چھوڑ آیا تھا جاؤن بعدہ بادشاہ خورشید روشن دل سے ملاقات کرکے تدبیر حصول لوح طلسم صندل
اُس سے پوچھون جب لوح مذکور حاصل ہو تو بے تامل طلسم مذکور کو فتح کرون اس کام سے فراغت
حاصل کرکے اپنے والد کی خدمت مین جاؤن بادشاہ لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام سے ملون اور
دیگر اپنے عزیز واحباب سے بھی ملون وہ سب میری مفارقت مین محزون ہونگے حدید شاہ نے
یہ سنکے کہا ای فرزند مین تمھین جانے کو مانع نہین بلکہ مین بھی تمھارے ساتھ جانب طلسم صندل چلونگا تمھارے
دشمنون سے لڑونگا تمھارا تمکو جانے مدد دونگا لیکن چندے یہان اور قیام کرو عجب نہین کچھ سراغ لوح
طلسم صندل کا ملجاے کیونکہ آج کے پانچوین روز عرس اور روز فاتحہ حکیم ثانی ارسطو شکاہو ہوالای
اس ملک مین دور دور سے گروہ گروہ جوق جوق مردم عوام وخواص ومشائخ ومطرب وغیرہ آئینگے تربت
حکیم صاحب پر جمع ہوکے چند روز تک صحیفہ ابراہیمی پڑھینگے مطرب وقوال گا ئینگے تناسخ وغیرہ

جمع ہونگے کاناس کے مشائخ عالم وجد مین آکے جھومین گے اکثر کو حال آئیگا لاکھون آدمی جمع ہونگے
عرس بہت مجمع سے ہوگا سب شریک فاتحہ خوانی و عرس ہونگے عالم جمع ہونگے یہ جلسہ قابل دید ہوگا
تم بھی دیکھنا اور واسطے حصول لوح طلسمی مذکور کے تربت حکیم صاحب موصوف پر صحیفہ ابراہیمی تم بھی پڑھکر انکی
روح کو ثواب صحیفہ ابراہیمی بخش کر شب کو یہ نیت کرکے سونا کہ ای حکیم ثانی ارسطو آپ خاصان خدا سے
ہین اور میرے محسن ہین جس طرح آپ نے بشارت مجھکو عقد ملکہ ہمایون گوہر پوش کی دی تھی اُسی طرح
اب حال لوح طلسم صندل سے عالم خواب مین مجھے آگاہ کیجیے مین یقیناً کہسکتا ہون کہ وہ برگزیدہ
خدا تمھارے خواب مین آئینگے حال لوح طلسم صندل سے آگاہ کردینگے تمھین اسکے دریافت کوشکی
کسی سے کچھ ضرورت نہوگی بعد معلوم ہونے حال لوح کے یہان سے روانہ ہونا مین بھی تمھارے ساتھ
چلونگا بالفعل یہان سے جانا تمھارا میرے نزدیک اچھا نہین آگے تمھین اختیار ہی یہ کہکے جدید شاہ
خاموش ہوا وزرا اور دیگر اہل دربار نے بھی عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار ہمارے نزدیک بھی یہی مناسب
ہی کہ چند روز اور یہان قیام کیجیے شریک عرس حکیم صاحب ہوجیے شاہزادہ رستم ثانی نے سبکی تقریر سنکے
جدید شاہ سے مخاطب ہوکے کہا آپ نے جو فرمایا ہی مین ہی کرونگا خلاف آپ کے ارشاد کے نکرونگا
جدید شاہ یہ سنکے خوش ہوا اہل دربار بھی شادمان ہوے تعریف شاہزادہ کی کرنے
لگے لب. گذرنے چند روز کے موافق کہنے جدید شاہ کے حکیم صاحب کا عرس ہوا لاکھون آدمی
جمع ہوے فاتحہ خوانی حکیم صاحب کی حسب دستور ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے بھی صحیفہ
ابراہیمی تمام وکمال پڑھکے روح حکیم صاحب مرحوم کو ہدیہ ثواب اُسکا دیا اور شب کو قریب قبر
حکیم صاحب ایک بارگاہ مین وہی نیت جو جدید شاہ نے تعلیم کی تھی کرکے آرام کیا عالم خواب مین شاہزادہ
رستم ثانی نے دیکھا کہ حکیم صاحب مرحوم باچہرۂ نورانی ولباس نفیس نظر آئے اور شاہزادہ
موصوف سے نہایت الطاف ومہربانی سے پیش آکے کہنے لگے ای شاہزادہ رستم ثانی سبکے
معلوم ہوا کہ فی الحال تمکو تردد وفکر ہی چاہتے ہو کہ لوح طلسم صندل دستیاب ہو ہرچند کہ مجھے معلوم ہے
مگر مین بمصلحت مفصل حال اُسکا نہ بتاؤنگا لیکن اسقدر بتاتا ہون کہ صبح کو یہان سے جانب دست راست
روانہ ہونا اگر خدا چاہیگا تو کچھ ایسے سبب پیدا ہونگے کہ حال لوح طلسم صندل کا تمکو معلوم ہوجائیگا اور
جب پروردگار عالم چاہیگا لوح مذکور تمھین حاصل ہوجائیگی خاطر جمع رکھو فکر وتردد نکرو حق سبحانہ تعالے
مسبب الاسباب ہی اُس سے امید رکھو ناامید وغرق دریاے فکر نہو کوئی ایسی مشکل نہین ہی کہ اُسکے فضل
وکرم سے آسان نہو تیقولے مطلع مشکلے نیست کہ آسان نشود * مرد باید کہ ہراسان نشود * یہ کہکے
حکیم صاحب تو نظر سے غائب ہوے شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا وقت نماز سحر کا ہی اُس وقت شاہزادہ نامدار
نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد ازان جدید شاہ سے جاکر جو کچھ عالم خواب مین حکیم ثانی ارسطو نے اُنسے کہا
بیان کیا جدید شاہ سنکے خوش ہوکے کہنے لگا ای فرزند دیکھا تمنے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا خیر الحمدللہ
اب حال لوح طلسم صندل معلوم ہوجائیگا فی الحال مناسب یہ ہی کہ اپنے لشکر کو یہان بلوا لو اور اپنے
حال سے بادشاہ خورشید روشن دل کو بذریعہ نامہ کے آگاہ کرو پھر یہان سے روانہ ہو
شاہزادہ نے جواب دیا مین اسی وقت یہان سے روانہ ہونگا کیونکہ حکیم صاحب نے شب کو

عالم خواب مین یہی فرمایا تھا کہ صبح کو یہان سے جانب دست راست روانہ ہونا جدید شاہ یہ سنکے کہنے لگا اچھا اسی وقت یہان سے روانہ ہو خلاف حکم حکیم صاحب نہ کرو آگے بڑھکر دیکھا جائیگا یہ کہکے اسی وقت حکم کیا ہماری تمام فوج تیار ہو سامان سفر مہیا ہو وزرا نے سامان کیا فوج کہ تعداد مین اسی ہزار تھی مسلح ہوئی شاہزادہ اپنی خوش دامن اور اپنی زوجہ ملکہ ہمایون گوہر پوش سے رخصت ہوکے انکو دلاسا دے کے نالان و گریان انکو چھوڑ کے محل سے برآمد ہوکے مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوا جدید شاہ اپنے ایک وزیر کو اپنا قائم مقام و تخت نشین کرکے مع اپنی سپاہ کے ہمراہ شاہزادہ کے ہوا سرشار شاہ مع اپنی سپاہ کے مسلح ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ ہوا سواری شاہزادہ کی بڑھی تمام سپاہ ہمراہ شاہزادہ کے چلی رستم ثانی نے جانب دست راست تین کوس جاکے ایک سبزہ زار مین مقام کیا اس جگہ سے حسب رائے جدید شاہ کچھ سوارون کو واسطے طلب اپنے لشکر ساحران و عیاران کے روانہ کیا اور ایک نامہ مشتمل اپنے تمام حال کا تحریر کرکے ایک شتر سوار کو دیا کہ جلد جاکر بادشاہ خورشید روشن دل کو دیوے جب وہ سوار اور قاصد روانہ ہوا شاہزادہ انکے آنے کا انتظار اسی صحراے سبزہ زار مین کرنے لگا بعد تھوڑے دنون کے وہ سوار لشکر ساحران کو اپنے ہمراہ خدمت شاہزادہ مین لاے شاہزادہ انکو دیکھکر خوش ہوا برق ثانی چالاک و قران ثانی و سیارہ ثانی کو بھی دیکھکر شادمان ہوا سب نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار جبسے آپ تعاقب آہو مین جانب دشت روانہ ہوئے تھے ہم آپکی جستجو مین دشت و کوہ کوہ پھرتے تھے ایک روز یہ سوار سب کو ایک صحرا مین ملے انسے آپکا حال معلوم ہوا ہم خوش ہوکے حاضر خدمت ہوے شاہزادہ نے انسے اپنا تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا وہ سب متحیر ہوکے کہنے لگے آپنے دشت نوردی مین عجب عجب عجائب و غرائب دیکھے تکلیف و ایذا اٹھائی خیر انجام اچھا ہوا اسقدر جمعیت سپاہ ہوگئی سامان جنگ فراہم ہوگیا خوب ہوا ہنوز وہ سب شاہزادہ سے عرض کررہے تھے کہ وہ قاصد بھی آیا اُسنے جواب نامہ کا دیا شاہزادہ نے دیکھا لکھا تھا کہ اے شاہزادہ ذیوقار نامہ آپکا ہمکو پہونچا حال مندرجہ سے آگاہی ہوئی آپ واسطے حصول لوح طلسمی کے جائین ہم بھی بوقت ضرورت آپ کے پاس آئینگے آپکے حال سے باخبر رہینگے طائران سحر وغیرہ سے ہمین آپ کا حال معلوم ہوتا رہیگا جس وقت کوئی ضرورت ہوگی ہم فی الفور آئینگے یا کسی اپنے ملازم کو آپ کی خدمت مین روانہ کرینگے شاہزادہ نے یہ عبارت جواب نامہ مذکور کی پڑھکے اسی روز اس جگہ سے جمعیت دو لاکھ سپاہ کے اُس صحرا سے کوچ کیا

انشاء اللہ آیندہ حال رستم ثانی کا لکھا جائے گا

داستان پہونچنا نیرنگ شاہ کا حوالی ملک شعبدہ مین اور ہلاک کرنا اپنے والد کے قاتل کو مع حال دیگر متضمن داستان ہذا مخمس

اپنے نالے سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر
دیکھنا ہوئیگا تیرہ روے درخشان سحر
ہجر مین صبح کے عوض رونگے مرغان سحر
جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا میرے ہاتھ مین گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
پھر ملنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
تو فلک پردہ نمایان ہوے سامان سحر

طاعت حق کو بجالاتے ہین سب صبح و مسا
ہمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا
جھوٹ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست مرا
شور و غوغا اسے مجھے نکوئی دل مین فدا
کہ ہیم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

مین نے تو اُنکا کیا تھا نکوئی جرم و گناہ
بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے ہوے آہ
خون ناحق میرا کرتے ہین یہ انا للہ
اے شب فرقت محبوب ذرا رہیو گواہ
بے خطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
غم سودا تجھ سے شی مایۂ ادراک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
ولولہ ہے یہی اے جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

غافل اب چاہیے ہے بندگی عز و جل
لیکے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل
چونک پیری مین کہ ہرگز نہین سوتا یہ محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

خوش بیان ہے یار سا دنیا مین کوئی ہوگا کم
اس جگہ بند ہین سب [illegible] پرواز و [illegible]
جھوٹ کہتا نہین مین بلبل بستان کی قسم
اے ہنر سنتے ہی تقریر دل آویز ستم
تجھے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

شہسواران میدان فصاحت و یکہ تازان عرصۂ بلاغت اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ نیرنگ شاہ اردبیلی جو اپنے ملک سے بجمعیت ساٹھ ہزار سوارون کے چلا تھا بعد قطع راہ کوچ اور مقام کرتا ہوا ایک روز ایک صحراے سبزہ زار حوالی شہر شعبدہ مین پہونچا اور فضاے صحراے مذکور دیکھکر اُسی صحرا مین قیام پذیر ہوا ملازم اُسکے حکم سے بارگاہ و خیام برپا و استادہ کرنے لگے ہنوز بارگاہ و خیام بخوبی تمام برپا و ایستادہ نہوئے تھے اور شاہزادہ موصوف ہمراہ اپنے افسران سپاہ کے سیر سبزہ زار کر رہا تھا اور اُنسے کہہ رہا تھا کہ یہان سے ملک شعبدہ نہین معلوم کتنی دور ہے وہ عرض کرتے تھے کہ ہم نمکخوارون کو معلوم نہین ہے الا آیندہ و روندہ سے دریافت کیا جائیگا حال معلوم ہو جائیگا ناگاہ ایک سمت سے ایک آہوے تیر خوردہ بہ ہزار دشواری گرتا پڑتا بھاگتا ہوا پیدا ہوا نیرنگ شاہ نے اُسے دیکھکر تیر چلہ کمان مین رکھ کر سینۂ آہوے مذکور کو تاک کر کمان کھینچی تیر اُسکے سینہ مین جاکر پیوست ہوا وہ تاب صدمہ نہ لاکر زمین پر گرا شاہزادہ موصوف وغیرہ نے گھوڑے دوڑا کر اُسکے پاس جاکے اُسے ذبح کیا اسی اثنا مین چند گھسیارے اُس طرف سے گذرے سرداران سپاہ نے اُنسے پوچھا تمکو معلوم ہے کہ یہان سے ملک شعبدہ کتنی دور ہے اُنھون نے عرض کیا حضور یہ صحراے سبزہ زار حوالی ملک شعبدہ سے ہے یہ سنکے وہ تو چلے گئے سرداران نے شاہزادہ سے عرض کیا حضور اس وقت اس آہو کا اس جگہ

شکار کرنا ایک فال مبارک ہے انشاء اللہ مانند اسی آہو کے دشمن کو بھی حضور ہلاک کرینگے فتح دشمن پر
پائینگے شاہزادہ یہ سنکے خوش ہوکے بولا خداوند عالم ایسا ہی کرے جیسا تمنے کہا ہے اب اس آہو کے
کباب تیار کرنا چاہیے بعد میکشی کباب اسکے بطور گزک کھائینگے سرداران نے عرض کیا بہت مناسب ہے
اس وقت چند کس آہوے مذبوح کے کباب تیار کرنے کی تدبیر کرنے مین سرگرم ہوے یہان تو ملازمان
نیرنگ شاہ آہوے مذکور کے کباب تیار کرنے کا ارادہ کر رہے ہین آہوے مسطور ذبح کیا ہوا
بالاے زمین پڑا ہے لیکن اب حال قاتل نیرنگ شاہ یعنی فولاد دشت زن کا لکھا جاتا ہے کہ یہ نابکار
جو ہمراہ بہرام شیر شکار اپنے بادشاہ سے اجازت شکار کی لیکر سامان شکار کھیلنے کا لیکے چند ہزار سوارون
کی جمعیت سے صوبہ ملک شعبدہ مین واسطے شکار کے گیا تھا بعد شکار کرنے کے ایران ہواے سبزہ زار
کے ایک آہو اسے نظر آیا تھا اس نے اسکے پیچھے پر تیر مارا تھا وہ آہو افتان و خیزان اسی جانب آوارہ
ہوا تھا اور تعاقب مین اس آہو کے خود بھی مرکب کو جولان کرکے چلا تھا اتفاق سے وہی آہو اس طرف آیا تھا
جس سمت نیرنگ شاہ ارادہ قیام کرنے کا کر رہا تھا اور خدم بارگاہ و خیام کے برپا اور ایستادہ کرنے مین
مصروف تھے ناگاہ نیرنگ شاہ نے آہوے مذکور کو دیکھکر تیر مارکر زمین پر گرا کے مرکب سے اترکر ذبح کیا تھا
ہنوز وہ اسی طرح ذبح کیا ہوا پڑا تھا ملازم تدبیر تیاری کباب کر رہے تھے کہ فولاد دشت زن قریب
اس آہوے مذبوح کے مع اپنے ہمراہیون کے آیا اور اس آہو کے پیچھے پر اپنا تیر لگا ہوا دیکھکر خوب
پہچان کے نہایت برہم ہوکے نیرنگ شاہ سے مخاطب ہوکے پوچھنے لگا اس میرے شکار کو کس
اجل رسیدہ نے شکار کیا ہے اگر معلوم ہو جاے تو مین ابھی اسکو مانند اس آہو کے ذبح کرون نیرنگ
شاہ نے دلیرانہ جواب دیا او بدزبان آگاہ ہوکر اس آہو کو مینے صید کیا ہے اگر کچھ دعواے شجاعت
ہے تو اس آہو کو زبردستی مجھسے لے لے اس طرف تو ہے ادھر مین ہون درمیان مین آہو ذبح کیا
ہوا پڑا ہے جو زبردست ہو وہی لے لے اس نے یہ سنکے غصہ سے بیہوش ہوکے پوچھا اے جوان تیرا
کیا نام ہے تو مجھ ایسے بہادر یکتاے زمانہ سے ایسی گفتگو کرتا ہے شاید زندگی سے بیزار ہے اور میری دلاوری
سے آگاہ نہین ہے نیرنگ شاہ نے جواب دیا او بیہودہ گو پہلے تو اپنے نام سے آگاہ کر پھر مین بھی
اپنے نام سے آگاہ کرونگا اس نے کہا نام میرا مشہور جہان ہے سب مجھکو فولاد دشت زن کہتے ہین
کیا مجال کسی حریف کی کہ میرے سامنے سے زندہ بچکر جاے تلوار اور تیر و گرز لگانے کی مجھے چندان ضرورت
نہین ہوتی ہے مین ایک مشت آہستہ مارکر کام حریف کا تمام کر دیتا ہون دلاوران جہان میرے نام سے
خائف و ترسان مدام رہتے ہین اگر نعرہ کرون تو زہرہ شیر نر کا آب آب ہو جاے فیل مست
تھرا کر زمین پر گرکے فی الفور ہلاک ہو جاے نہین تو سپہر فلک کانپے جگر کوہ شق ہو جاے اب تو
اپنے نام سے آگاہ کر کہ بے آگاہی تو میرے ہاتھ سے مارا نجاے نیرنگ شاہ نے برہم ہوکے
جواب دیا او دروغ گو آگاہ ہوکر نام میرا نیرنگ شاہ ہے مین فرزند نیرنگ شاہ زرابی کا ہون
خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے وہ قوت و طاقت مجھے عطا کی ہے کہ بڑے بڑے پہلوانون کو
مین مانند طفل ضعیف و زار کے کم قوت جانتا ہون اور شیران دشت کو مانند روباہ کے خیال کرتا ہون
اور فیلان صحرائی کو مانند پشون کے تصور کرتا ہون تو یاوہ گو ہے جو کچھ تو نے کہا ہے سب جھوٹ ہے

تجھے تیرے قول کا یقین نہین ہی عبث تو مجکو ایسی ایسی تقریر کرکے ڈراتا ہی مین ہرگز تجھسے ڈرکے یہ
آہو تجھے نہ دونگا ہان بعجز و انکساری اگر تو اس آہو کو طلب کرے تو البتہ دیدون اُسنے تمام تقریر مد
نیرنگ شاہ کی سنکے غصہ کو ضبط کرکے بلا سکراکے کہا ایجوان معلوم ہوا کہ تو فرزند گیرنگ شاہ کا ہی سنا تو
ہوگا کہ مین نے تیرے پدر کو ایک گھونسا مار کر خون تھکوا کے ہلاک کیا ہی اگر تو بھی مجھسے مقابلہ کریگا
تو وہی حال تیرا بھی کرونگا بہتر یہ ہی کہ یہ آہو مجھسے ڈرکے میرے حوالے کردے ورنہ پچھتائیگا
اس سن و سال مین میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری جوانی پر مجکو رحم آتا ہی جا ابھی تیرے
کھیل کود کے دن ہین تو مجھسے برسر جنگ نہو میرے ہاتھ سے قتل نہو روح تیرے پدر کی قبر مین
تڑپتی ہوگی نیرنگ شاہ نے جواب دیا او نابکار تیری تقریر سے اب ظاہر ہوا کہ تجھی نے میرے
پدر عالی وقار کو ہلاک کیا ہی تو ہی میرے والد ذوی اقتدار کا قاتل ہی مین تو تیرے ہی ہلاک کرنے کو
یہانتک آیا ہون تا وقتیکہ تجکو ہلاک نکرونگا میرے دل کو قرار نہوگا فولاد مشت زن نے
خوب ہنسکے جواب دیا او طفل نحیف و زار ابھی بار تلوار کا تو تجھسے اُٹھایا نجاتا ہوگا تو مجھ ایسے زنگی
رستم پیلتن سے کیا لڑیگا ایک گھونسا اگر مارونگا تو مثل گیرنگ شاہ کے ابھی تڑپکر مرجائیگا انسب یہی ہی
کہ اول تو مجھسے برسر فساد نہو اور اگر تیرا ارادہ قوت آزمائی کا ہی تو اس وقت یہ آہو مجھے دے
دے تاکہ گرسنگی مین کباب اسکے کھاکے سیر ہوکے چلا جاؤن جب تو دربار بہرام شیر شکار بادشاہ
ملک شعبدہ مین آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا جس طرح تیرا دل چاہے مجھسے مقابلہ کرنا یہان جنگل مین
کون میری قوت و شجاعت کی تعریف کریگا یہان کوئی شاہ و شہریار ایسا نہین ہی کہ قدردان ہو بہرام
شیر شکار قدردان ہی اُسی کے سامنے تجھسے لڑونگا اس وقت بوجہ گرسنگی کے بدحالی حواس میرے
بجا نہین ہین قسم دیتا ہون تجکو تیرے دین و مذہب کی کہ یہ آہو بخوشی مجھے دیدے مین عجز سے طلب
کرتا ہون کہ بہت گرسنہ ہون نیرنگ شاہ نے بوجہ قسم دینے کے اور بسبب اُسکے عجز کرنے کے وہ آہو
اُسے دیکر کہا او نابکار اگر شدت گرسنگی سے حواس تیرے بجا نہین ہین اور قوت مقابلہ کرنے کی
نہین ہی تو اس آہو کے کباب کھاکے سیر و سیراب ہوکے اسی جگہ مجھسے مقابلہ کر یہ کیا کہتا ہی کہ یہان
کوئی قدردان نہین ہی ارے ہزارہا سواران لشکر جا بجا یہان موجود ہین انہین کے سامنے زور
آزما ہو یہی سب وقت مقابلہ تیری تعریف یا مذمت کرینگے بہرام شیر شکار نابکار کیا قدر کریگا شاید
تو نامرد و بزدل ہی کہ یہان مقابلہ کرنے سے انکار کرتا ہی اور دربار بہرام شیر شکار مین مقابلہ کرنے کو
کہتا ہی تیری اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہان سوا تیرے ہمراہی سوارون کے کوئی تیرا معین و
مددگار نہین ہی دربار بادشاہ مذکور مین وہان دربار اور خود بہرام شیر شکار وقت عاجزی تیری مدد کرینگے
اور تو سب سے طالب مدد ہوگا اگر تو مرد میدان نبرد ہی تو اسی جگہ زور آزما ہو اُسنے کہا مین وہ دلاور ہون
کہ مثل اپنا نہین رکھتا ہون کسی سے طالب اعانت کبھی نہین ہوا ہون اگر تیری یہی خوشی ہی تو اسی جگہ بعد سیر
ہونے کے مجھسے زور آزما ہونگا یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہنے لگا مین بہت گرسنہ ہون جلد اس آہو
کے کباب تیار کرو ملازمون نے اُسکے جلد اُسکے حکم کی تعمیل کی جب کباب تیار ہوئے اُسنے نیرنگ شاہ
سے کہا ایجوان اگر تیرا دل چاہے تو ہمراہ میرے تو بھی کباب آہو کے کھاکے سیر ہو جا نیرنگ شاہ

کہا میں گرسنہ نہیں ہوں جبسے تونے میرے والد کو ہلاک کیا ہی روز لخت دل اور خون جگر سے سیر
و سیراب رہتا ہوں اِس وقت بھی غم سے مطلق خواہش غذا نہیں ہی تو بھی کباب کھالے اور یقین
جان لے کہ دار دنیا میں یہ آخری تیری غذا ہی میں ان کبابوں کو کیا کھاؤں کہ دل میرا غم سے خود
کباب ہو رہا ہی اُس نے یہ سنکے بد میکشی کے شکم سیر ہوکے کباب کھاکے نیرنگ شاہ سے کہا ای اجل
رسیدہ اب کہ کیا منظور ہی کیونکر مجھسے مقابلہ کریگا تلوار یا تیر یا نیزہ یا گرز سے لڑیگا یا کشتی لڑیگا
یا گھونسے سے قوت زور آزمائی کریگا نیرنگ شاہ نے جواب دیا او نابکار چاہتا ہوں کہ جس طرح
تونے میرے والد مرحوم کو گھونسا مارا تھا اُسی قوت سے مجھے بھی گھونسا مار بعد اُسکے پھر تلوار وغیرہ آلات
حرب وضرب سے مقابلہ کیجیو اُسنے ہنسکر جواب دیا ای نادان میرے گھونسے سے تو جانبر نہوگا پہلے اپنا حوصلہ
دل کا جسطرح چاہے نکال لے شاہزادہ نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہیں ہی کہ پہلے حریف پر
کسی طرح کا وار کریں جب ہمکو پروردگار ہمارا ضرب سے حریف کے بچاتا ہی اُس وقت ہم لوگ اپنے
دشمن پر وار کرتے ہیں لہذا پہلے تو مجھپر گھونسا مار بعدہ میں تجھپر گھونسا مارونگا اُس نے منظور کرکے
بقوت تمام پشت نیرنگ شاہ پر گھونسا مارا اُس وقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ نیرنگ شاہ
کی آنکھیں بند ہوگئیں رنگ چہرہ کا زرد ہوگیا پسینہ پیشانی پر آگیا سمجھے جانا کہ نیرنگ شاہ
نے انتقال کیا خصوص فولاد دشت زن نے گھونسا مارکر خوش ہوکے سرداران سپاہ نیرنگ شاہ
سے کہا کیا دیکھتے ہو بادشاہ تمہارا مرگیا اب اسکو اُٹھاکر موافق اپنے مذہب کے اسکے باپ کی قبر
کے پاس لیجاکے دفن کردو یا میت اسکی اُٹھاکے اپنے شہر میں لیجاؤ اسکی قضا اسکو یہان لائی تھی تمہارے
سامنے میں نے اسکو بہت سمجھایا کہ مجھسے برسر فساد نہو اُسنے نہ مانا آخر کار اُسنے اپنی جان دی انھوں نے
صبر کو ضبط کرکے اُسے تو کچھ جواب نہ دیا مگر نالہ و بکا کرکے نیرنگ شاہ سے لپٹ کے کہا اے
شہریار اگر آپ زندہ ہیں تو آنکھیں کھولیے کچھ منہ سے بولیے دشمن آپ کا خوش ہو رہا ہے
شاہزادہ موصوف نے بعد تھوڑی دیر کے آنکھیں کھولکر اپنے سرداران لشکر سے کہا تم سب کیوں
نالہ و بکا کرتے ہو میں ابھی حمایت والطاف خداوند عالم سے زندہ ہوں جملہ سرداران سپاہ یہ
سنکے خوش ہوے کفار کو حیرت ہوئی خصوص فولاد دشت زن کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی دل میں
کہنے لگا ای فولاد تونے تو اس قوت سے اس جوان کو گھونسا مارا تھا کہ یقین تھا جانبر نہوگا جلے
حیرت ہی کہ یہ زندہ رہا کبھی ایسا نہوا تھا کہ تیرے گھونسے سے کوئی دلاور جانبر ہوا ہو نہیں معلوم
کیا سبب ہوا کہ یہ جوان زندہ رہا ابھی فولاد دشت زن اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ نیرنگ شاہ
نے حواس اپنے درست کرکے اُس سے مخاطب ہوکے کہا ای فولاد دشت زن بس اسی اپنی
قوت پر تجھے ناز تھا اور دعواے پہلوانی کرتا تھا کلمات کبر وغرور اپنی زبان پر جاری کرتا تھا
میں تو تیرے ہاتھ سے ہلاک نہوا دعوے تیرا باطل ہوا تونے مجھکو مردہ جانا مگر میرے سرداران
لشکر سے کیا کہا تھا کہ سب رونے لگے تھے ای نابکار گھونسا مارکر مجھے مردہ سمجھکر خوش ہوتا تھا
یہ جانتا تھا کہ حریف تیرا زندہ ہی اُس نے یہ سنکے ندامت سے سر جھکالیا اور کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ
نے کہا او نابکار تونے تو گھونسا مارا تیری قوت تو ظاہر ہوئی اب تو میرے زور کو دیکھ اُسنے کہا میں

بھی مشتاق ہوں تمہاری قوت دیکھنے کا نیرنگ شاہ نے یہ سنکے اُسکی پشت پر اس طرح گھونسا مارا کہ
درمیان پشت کی ٹوٹ گئیں بلکہ شاہزادہ کا تا استخوان سینہ پہونچا فولاد مشت زن مانند دوش کبوتر کے
زمین پر لوٹنے لگا اور مانند مرغ بسمل کے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ کے ہلاک ہو گیا طائر روح
اُسکا قفس تن سے نکل کے جانب عالم ہوا ادھر اہل اسلام خوش ہوئے خصوص شاہزادہ انتقام اپنے
پدر کا لیکے بہت خوش ہوا سرداران کفار مغموم ہوئے بعد گریہ وزاری کے تاب ضبط نہ لا کے تلوار میان سے
نکال کر شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے ادھر سے بھی سرداروں و سواروں نے حملے کئے لڑائی ہونے لگی مردان سپاہ
طرفین قتل ہونے لگے آتش پرانش گرنے لگی زمین صحرائے سبزہ زار خون سواران جنگ جو سے
سرخ ہونے لگی تھوڑی دیر تک خوب لڑائی ہوئی کہ اہل اسلام اور ڈیڑھ ہزار کفار کام آئے آخر کار
کافران نابکار تاب پیکار نہ لا کے دست نیرنگ شاہ سے شکست پاکے لاش اپنے سردار
فولاد مشت زن کا اُٹھا کے جانب دربار بہرام شیر شکار فریاد کنان بھاگے نیرنگ شاہ نے
کچھ اُنکا تعاقب کیا بعد وہ تعاقب ہو کے اُسی صحرا میں بصد خوشی و خورمی قیام کیا اور اپنے سرداران سپاہ سے
کہا چاہتا ہوں کہ فولاد مشت زن کے قتل کرنے کی خوشی کروں لہذا بزم عشرت آراستہ کرو نازنینان خوش
گلو کو یہاں طلب کرو اُنھوں نے اور دیگر ملازمون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی وقت شب نیرنگ شاہ
بارگاہ میں ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بیٹھکر رقص و نغمہ نازنینان خوبرو و خوش گلو کو دیکھ کے
اور سن کے خوش ہونے لگا ہر ایک رقاصہ کا رقص دیکھنے لگا جام پہ جام پینے لگا اپنے باپ کے قاتل
کو ہلاک کر کے خوش ہونے لگا نغمہ سنجان خوش گلو کا گانا سننے لگا اُنمیں سے جو ایک رقاصہ سب
نازنینان خوبرو و خوش گلو سے حسن و خوش گلوئی میں بہتر تھی جب وہ ہمراہ اپنے سازندوں کے
حسب الطلب روبرو شاہزادہ کے گئی بعد سلام کرنے کے اور دست بستہ ہوتے سازون کے کھڑی ہوئی
سازندے ساز بجانے لگے وہ بعد کرشمہ و ادا ناچنے لگی اہل بزم اُسکا رقص دیکھ کے بہت خوش
ہوئے خصوص نیرنگ شاہ از حد شادمان ہوا بار بار خوش ہو کے اُسے انعام دینے لگا وہی
شاہزادہ کو محبوب ان اپنا پلکے نہایت ہی خوبی سے گت ناچنے لگی بعد گت ناچنے کے اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

ہوا ہے عشق پیدا ابروئے خمدار دلبر سے
الٰہی ساقی پیمانہ کیا کھنچے ہیں شیشے جھکے ساغر سے
دل نازک کی جانب کو رخ سنگ و خشت ہے
مناسب قتل کرتا ہے مرے تیغ و پیکر سے
چمکتا ہے لبوں کی کے ہاں آتش فزا ہو کا

لہا کرتا ہے اپنا سامنا شمشیر و خنجر سے
جب آئے قیامت چل رہا طوفان اشکوں کا
بچا وہ کس طرح شیشہ ہرا ہے ہمارے چشم تر سے
بیا ننگ آتش دل کی حرارت سے چلے آنسو
اگر آگ ہاتھ لگی تو منہ نکلی گی خنجر سے

ہمیں بھی کچھ بتادو راز پنہانی جو واقف ہو
کھلتے ہیں خزانے اور وہ سوال اشتاق خنجر
تری رہتی نظر کا اہل ہر دکاں ہمیں کھتے ہیں
دھواں اٹھنے لگا ہے ہمارے دیدۂ تر

تھا اہل بزم عشرت اشعار غزل
مندرجۂ بالا کے سن کے خوش ہوئے ہر ایک شعر کی تعریف کرنے لگے جب اُس رقاصہ نے غزل مذکور
تمام کی اور ایک غزل گانے لگی نیرنگ شاہ وغیرہ سننے لگے یہاں تو بزم عشرت آراستہ ہے
نیرنگ شاہ رقص رقاصہ دیکھ رہا ہے گانا سن رہا ہے اسکو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب
احوال ان سوالعین کا درج کیا جاتا ہے لاش فولاد مشت زن کا اُٹھا کے گریان ہوئے تھے
جب وہ نالہ کنان دربار بہرام شیر شکار میں پہونچے شاہ مذکور نے متردد ہو کے سبب فریاد و نالہ

دریافت کیا اُنھون نے لاشہ فولاد مشت زن کا دکھا کے عرض کیا کہ اے بادشاہ عادل اس ظلم کا انصاف کر
ہمارے سردار کو مار ڈالا ہے بہرام شیر شکار نے پوچھا اُسکو کس نے مارا ہے مفصل حال بیان کرو اُنھون نے
تمام حال جو گذرا تھا صاف صاف ظاہر کیا بہرام شیر شکار نے تمام حال سُنکے کہا ہر چند اس سردار کے
ہلاک ہونے سے مجھکو صدمۂ عظیم ہوا ہے لیکن عدل و انصاف کے جادہ سے قدم اپنا علیحدہ نہ رکھونگا اس کے
قاتل سے برسر جنگ نہ ہونگا کیونکہ اس نے گیرنگ شاہ کو مشت مار کر ہلاک کیا تھا اُسکا فرزند
نیرنگ شاہ برائے انتقام خون پدر اس طرف آیا تھا اسنے اُس سے بغیر ہماری اجازت کے کیون
مقابلہ کیا جیسا کیا ویسی سزا پائی اسکے غرور نے اسے پست کیا نیرنگ شاہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا جنگ
مین یہی ہوتا ہے دو لڑتے ہین ایک غالب ہوتا ہے اور ایک مغلوب ہوتا ہے سوا اسکے اس نے
گیرنگ شاہ کو ہلاک کیا تھا نیرنگ شاہ نے دلیرانہ اسے آکے ہلاک کیا مین اس مقدمہ مین دخل
نہ دونگا اسکی قضا آئی تھی اس عنوان سے مرگیا لہذا لاشہ اسکا لیجاؤ موافق اپنے مذہب کے جلادو
اگر یہ اس طور سے ہلاک ہوتا تو البتہ مین اسکے قاتل کو ضرور قتل کرتا اب بعوض قتل اُسکو بعزت
و حرمت یہان بلاؤنگا بلکہ اُسکے استقبال کے واسطے خود جاؤنگا کیونکہ وہ شاہزادہ ہے ہمارے ملک
مین آیا ہے خاطر مہمان ضرور ہے ہان بعد اُسکے یہان لانے کے اگر وہ ہمسے برسر جنگ ہوگا اُس وقت جو
مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا سواران مذکور یہ سنکے لاشہ اسکا اُٹھا کر دربار سے لے گئے بہرام شیر شکار وہ شب
بسر کرکے صبح کو ہمراہ اپنے ارکان سلطنت و جمعیت سپاہ کے واسطے استقبال نیرنگ شاہ کے جانب
صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا بعد قطع راہ صحرائے مذکور مین پہونچکر نیرنگ شاہ کا استقبال کرکے
ہمراہ اپنے اُسے لیکے اپنے ملک مین داخل ہوا اثنائے راہ مین نیرنگ شاہ نے بہرام شیر شکار
سے پوچھا یہان قبر ہمارے والد مرحوم کی کہان ہے اُس نے جواب دیا قبر تمھارے والد کی ہمارے
باغ مین ہے مقبرہ تیار ہوگیا ہے چلو مین تمھارے ہمراہ تمھارے والد کی قبر پر چلونگا یہ کہکے بعد قطع راہ
نیرنگ شاہ کو اپنے باغ مین لایا اور داخل مقبرہ ہوکے کہنے لگا دیکھو یہ قبر تمھارے والد کی ہے
شاہزادہ نے دیکھا کہ مقبرہ مین تیاری خوب ہے شاہانہ سامان ہے چند ملازمان قدیم گیرنگ شاہ کی قبر پر
بیٹھے ہوئے صحیفۂ ابراہیمی پڑھ رہے ہین ہنوز نیرنگ شاہ سامان و آرایش مقبرہ پر نظر کر رہا تھا
ملازمان گیرنگ شاہ نے شاہزادہ کو اپنا آقازادہ جانکر دور سے پہچان کر موافق قاعدہ سلام
کرکے گیرنگ شاہ کے غم مین رونا شروع کیا نیرنگ شاہ بھی اپنے باپ کی قبر کو دیکھکر اور اُسے
یاد کرکے زار زار رونے لگا ہمراہی رفقا بھی اشکبار ہوئے شاہزادہ موصوف روتے روتے اپنے
پدر کی لحد سے لپٹ گیا اور نالہ و فریاد کرکے اس طرح کہنے لگا اے پدر عالی وقار مین تو ایک مدت
سے قدمبوسی و زیارت روے جناب کا مشتاق تھا مقدر مین اس کمترین کے یہ لکھا نہ تھا کہ آرزو
مذکور بر آئے ہان برخلاف اسکے اسوقت آپ کی قبر پر آیا ہون مجھے اپنے گلے سے لگا لیجے آپ کو
مجھسے الفت بہت تھی اس وقت بھی کچھ مجھسے محبت پیش آئیے ممکن ہو تو مجھے اپنے پاس بلا لیجے
یہ ہین جگر خراش بہرام شیر شکار سُنکے خود بھی رونے لگا اور قبر گیرنگ شاہ سے جدا کرکے کلمات
صبر و تسکین تلقین کرتا ہوا اُسے اپنے دربار مین لیگیا اور قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر اُسے

بٹھایا پھر ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب ناب کی لیکر دربار مین آئے اور باشارہ بہرام شاہ
جام شراب سے مملو کرکے سامنے نیرنگ شاہ کے لے گئے نیرنگ شاہ نے دو وجہ سے میخواری سے
انکار کیا اول تو کفار کے ہاتھ سے شراب پینا دوسرے صدمہ والد گیرنگ شاہ مین کہ اُس وقت
زیادہ تر تھا اچھا بتانا ساقیان نیکو لے مجبور ہوکے بہرام شاہ وغیرہ کو شراب پلائی جب بہرام شاہ
کو نشہ شراب کا ہوا عالم نشہ مین نیرنگ شاہ سے کہنے لگا اے شاہزادہ زیباہ اگر یہان آئے ہو تو چندے
قیام کرنا یہ ملک شعبدہ ہے قابل دید ہے اسکی سیر کرنا بالفعل یہان سے اپنے ملک کی طرف روانہ نہو نیرنگ
شاہ نے جواب دیا مین اس ملک مین محض واسطے فاتحہ خوانی پدر کے نہین آیا ہون بلکہ اس ملک کو
جسمین میرے والد کو فولاد مشت زن نے ہلاک کیا ہے اہل اسلام سے آباد کرونگا رعایا کو مسلمان
کرونگا تمکو ہدایت کرتا ہون کہ تم بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤ اگر میرے کہنے پر عمل کروگے
تو فہو المراد ورنہ مین تمسے برسر جنگ ہونگا لڑنے مین تامل نکرونگا آج تو دن آخر ہوگیا ہے کل وقت سحر تمسے
لڑونگا کافرون کے خون بہاؤنگا کیونکہ اس سرزمین پر فولاد مشت زن نے میرے والد کو گھونسا
مارا ہے انھون نے خون تھوک کے انتقال کیا ہے بہرام شیر شکار نے مسکراکر جواب دیا اے نیرنگ شاہ
اس خیال محال سے باز آؤ مجھسے برسر جنگ نہو تم بچے ہو حمزہ ثانی تو آکے اس ملک کو فتح کر نہین سکے
سکا ہے اُنکے پاس سپاہ بیشمار ہے ہزارہا سردار نامی و نامور ہین بڑے بڑے جوانان تیغزن ہین
یہان تیغ و تبر و نیزہ و گرز سے ہم لوگ نہین لڑتے ہین حریف کے سامنے کھڑے ہوکے طالب ضرب
ہوتے ہین جب وہ تلوار وغیرہ سے وار کرتا ہے اُس وقت ایسی تدبیر کرتے ہین کہ ضرب حریف سے محفوظ
رہکر اُسکو گویا اسیر و دیوانہ کر دیتے ہین اگر کوئی یہ کہے کہ سحر کرتے ہین تو ہم بقسم کہسکتے ہین کہ سحر
نہین کرتے ہین پس اگر ہم لوگ یہان کے باخصے قصد کرین تو یکہ و تنہا سیکڑون ہزارون آدمی
کو بے تلوار و سپر اور بغیر کمند اسیر کرسکتا ہے اور جب وہ چاہے ایسی تدبیر کرے کہ انھین ہوشیار کرکے
رہا کردے پس تم مجھسے برسر فساد نہو مبتلائے بلا و آفت نہو اپنی راحت و جوانی پر رحم کرو چندے یہان
کی سیر کرکے اپنے ملک کی طرف چلے جاؤ ورنہ بہت پچھتاؤگے نیرنگ شاہ نے جواب دیا مین بغیر
اس ملک کو فتح کیے نجاؤنگا اس ملک مین تیرے سردار نے میرے باپ کو ہلاک کیا ہے مین اس
ملک کو حتی الامکان تباہ و برباد کردونگا یا اہل اسلام سے آباد کردونگا کل صبح کو اگر مقابلہ کریگا تو
لڑونگا بہرام شیر شکار نے عالم نشہ شراب مین اور غصہ مین کہا اے نیرنگ شاہ اگر تم میرے کہنے
عمل نہین کرتے ہو تو مین مجبور ہوکے آج کی شب طبل جنگ بجواؤنگا تم میرے دربار سے جاکر
بیرون شہر میدان وسیع مین قیام پذیر ہو نیرنگ شاہ اُسکی تقریر سنکے دربار سے اُٹھکر بیرون
شہر شعبدہ جاکے ایک صحرے سبزہ زار مین مع اپنے لشکر کے قیام پذیر ہوا یہان بہرام شیر شکار
نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل رزمی لشکر مین بلند ہوئی لشکر نیرنگ شاہ کے ہرکارے خبر
نواخت طبل جنگ لیکر روبرو اپنے بادشاہ کے گئے اور موافق قاعدہ بعد بجالانے ثنا و دعاے
بادشاہی کے عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادہ ذیقدر اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے لشکر مین طبل
جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان جنگ مین آکے ملازمان حضور سے مقابلہ کرے

نیرنگ شاہ نے کہا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی نقارہ ورزی پر چوب لگائی جائے ہر کارون
نے حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے چوب نقارون پر لگائی صدائے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان
ہر دو سپاہ طبل و نقارہ بجنے سے آگاہ ہوے کہ صبح کو مقابلہ دشمنون سے ہوگا تو جملہ اہل لشکر اپنا اپنا
شعبدہ تیار کرنے لگے ادھر جملہ اہل اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تلوارون پر صیقل کرنے لگے
تیرون اور کمانون کو درست کرنے لگے اکثر بہادر باہم کہنے لگے اے برادران دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے
سامنا دشمنون سے ہوگا دعا کرو خدا سے کہ وقت جنگ میدان نبرد مین ہم ثابت قدم رہین خوف
جان سے میدان مصاف سے نہ بھاگین یہ شب وہ شب ہے کہ جس کی سحر کو بہ تیغ و تیر دشمنون سے لڑنا ہے
غنیمت جانو اس باہم بیٹھنے کو آؤ گلے مل لو یاد الٰہی کر لو گناہون سے توبہ کر لو ہماری خطائین عفو کرو
نہین معلوم کل زندہ رہین یا نہ رہین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے بعض بعضے بہادر بعد درستی آلات
حرب و ضرب کے غسل کر کے توبہ و استغفار کر کے خیال نزدیکی اجل سے کفن در بر کرنے لگے اگر
کسی نے کہا اے بہادرو زندگی مین کفن کو کیون در بر کرتے ہو ۔ جواب دیتے تھے ہم اس وجہ سے
ابھی سے کفن پوش ہوے ہین کہ بادا صبح کو ہنگام جنگ اعدا کے ہاتھ سے قتل ہو جائین اور کوئی ہمکو غسل
کفن نہ دے تو ہم بے غسل و کفن نہ رہین گے غرض اسی طرح ہر ایک سردار و سوار تیاری جنگ
و خیال مرگ و قتل مین جداگانہ درستی و تدبیر کرتا تھا ہنوز وہ شب ایک پاس بھی نہ گذری تھی کہ شاہزادہ
بدیع الزمان جو اپنے لشکر سے شربت جام کلاعفریت سے کچھ پی کر اور بیڑا اٹھا کر بار خاطر حمزہ ثانی
ستمگر انا ملہ سے واسطے سزا دینے اور قتل کرنے فولاد مشت زن کے روانہ ہوا تھا اتفاق
سے وہان آیا شاہزادہ نیرنگ شاہ سے ملا احوال پوچھا اُس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے
کہا آپ ایسے وقت مین یہان تشریف لائے کہ نہایت خوشی ہوئی اور دل کو قوت و اطمینان ہوا
اب بہرام شیر شکار سے خوب مقابلہ ہوگا یقین ہے کہ آپ کے ہاتھ سے بہرام شیر شکار مارا جاے
لشکر کو شکست ہو صبح کو میدان کارزار مین آپ کی تیغ تیز سے ہزارہا اعدائے نابکار قتل ہون
بدیع الزمان نے جواب دیا جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا مین حسب اتفاق آج اتنی شب تک
راہ نورد ہوا ورنہ سر شام مقام کرتا تھا نیرنگ شاہ نے کہا کیونکر آپ آج اس وقت تک صحرا نورد
ہوتے کہ تقدیر مین مجھسے ملنا تھا اور شریک جنگ ہونا تھا اب یہ فرمائیے کہ آپ کا ادھر آنا کیونکر
ہوا بدیع الزمان نے بیان کیا جب تمہارے والد مرحوم نار حمزہ ثانی کا لیکر آپ نے ملک شعبدہ
مین تشریف لائے تھے اور سر دربار فولاد مشت زن کے ہاتھ سے ہلاک ہوے تھے بہرام شیر شکار
نے ایک نامہ مشعر حال ہلاکت گیر نگ شاہ خدمت حمزہ ثانی مین ارسال کیا تھا حمزہ ثانی نے
اُسے پڑھوا کے احوال سے آگاہ ہو کے نہایت برہم ہو کے حسب دستور سر دربار
کلاعفریت مین شربت منگوا کے رکھا تھا اور کہا تھا ہم چاہتے ہین کہ ایک سردار ہمارے
سرداران سپاہ سے جانب ملک شعبدہ جاے فولاد مشت زن کو مسلمان یا قتل کرے بہرام
شیر شکار کو ہدایت کرے پس مین شربت پی کر اس طرف آیا ہون یہان آ کے تم سے ملاقات
ہوئی معلوم ہوا کہ آج کی شب دونون لشکرون مین طبل و نقارہ جنگی بجا ہے صبح کو میدان مین لڑائی

ہو گی نیرنگ شاہ یہ حال سنکے کہنے لگا خداوند عالم حمزہ ثانی کو اور آپکو اور جملہ اہل اسلام کو سلامت رکھے کہ میرے
والد کی خبر ہلاکت سنکے تاب باقی نرہی اُنکے دشمنون کے قتل کرنے کی تدبیر کی یہ کہکے ساقیونکو طلب کیا ساقیان خوردسنے
کشتیان شراب کی لا کے جامہاے بلوریں مین مئے ناب بھر کے بدیع الزمان و نیرنگ شاہ کو شراب پلانی شروع کی
جب وہ شراب پلا چکے کشتیان شراب کی اُٹھا کر لے گئے بدیع الزمان کو جب نشہ شراب کا ہوا حکم کیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی فی الفور سامان جنگ کیا جاے بمجرد حکم لوازم تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب وہ شب تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بعد پڑھنے نماز سحر کے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان مسلح ہو کے مرکبون پر سوار
ہو کے فوج و سپاہ اپنی اپنی ہمراہ لیکے جانب میدان نبرد روانہ ہوے اور سرحد ملک شعبدہ پر
پہونچکر میدان مین ٹھہر کر بہرام شیرشکار کے آنے کا انتظار کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بہرام شیرشکار
بھی ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا بمقابلہ نیرنگ شاہ آکے ٹھہرا اُس وقت حسب دستور
پہلے درستی میدان کارزار کی ہوئی بعد ازان دونون طرف صف آرائی ہوئی دونون بادشاہ سرگرم ہوے
جب حسب دلخواہ صف آرائی ہو چکی کڑکیت اور نقیبون نے دونون لشکرون سے نکلکر درمیان مین دونون
فوجون کے کھڑے ہو کے جوانان ہر دو سپاہ کو اپنی اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کیا جس دم وہ جوانون کو
آمادہ جنگ کر کے ہٹ گئے دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک سردار لشکر بہرام شیرشکار کا مسمی داؤد
شعبدہ باز پہلے سب سے صف لشکر سے نکلکر گھوڑے کو بڑھا کر روبرو اپنے بادشاہ کے گیا اور اجازت
لیکر سامنے لشکر اسلام کے آکے مرکب کو روک کے کھڑا ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ داؤد شعبدہ باز
ایک جوان قوی الجثہ ہے ہر چند کہ خود و زرہ پہنے ہے اور آلات حرب و ضرب اپنے تن پر آراستہ کیے
ہے لیکن ایک بدھی بھی بیلے کے پھولون کی گلے مین ڈالے ہے اسی طرح ہر ایک سردار اور سوار
باوجود مسلح ہونے کے جداگانہ ایک ایک چیز اپنے پاس رکھتا ہے کوئی سوار اپنے کان مین ایک
طرہ پھولون کا لٹکاے ہے کوئی سردار ہار پھولون کا اپنے گلے مین ڈالے ہوے ہے کوئی گلدستہ
گلہاے رنگارنگ کا ہاتھ مین لیے ہے کوئی سوار پھول گلاب کا اپنے پاس رکھے ہوے ہے کوئی شخص
شاخ درخت تر و تازہ ہاتھ مین لیے ہے کوئی ایک ڈبہ اپنے ہاتھ مین دابے ہے یہ حال ہر ایک سردار و سوار کا
دیکھکر تمام مردان لشکر اسلام متحیر ہوے باہم کہنے لگے ہمنے بہت سے لشکر دیکھے ہین اکثر لڑائیان
لڑے ہین لیکن کوئی لشکر ایسا نہین دیکھا ہے کہ سب مردان لشکر باوجود مسلح ہونے کے بدھی
طرہ ہار پھول وغیرہ اشیا اپنے پاس رکھتے ہون نہین معلوم یہ لوگ کیسے ہین لڑنے کو ہمسے اس طرح
سے کیون آئے ہین شاید یہ لوگ ساحر ہین یا شعبدہ باز ہین سحر یا کوئی شعبدہ کرینگے خداوند عالم اسکے
شر و فساد سے بچاے ہمارے گلشن حیات پر خزان نہ آئے ابھی اہل اسلام متحیر و ہم سخن تھے کہ ناگاہ
داؤد شعبدہ باز نے بہ آواز بلند کہا اے نیرنگ شاہ اگر تجھکو گھمنڈ بہادری ہے تو لشکر سے نکلکر سامنے میرے
آ اور مجھسے مقابلہ کر دو چونکہ یہ قاعدہ لشکر حمزہ ثانی و حمزہ صاحبقران اول کا ہے کہ حریف جس اعلیٰ یا ادنیٰ
سردار یا سوار کو واسطے مقابلہ کے طلب کرتا ہے وہی شخص لشکر سے نکلکر اُس سے جا کر مقابلہ کرتا ہے پس
موافق قاعدہ مذکور نیرنگ شاہ صف لشکر سے نکل کے بدیع الزمان سے اجازت لے کے
اُسکے سامنے گیا اور کہا اے جوان مین حسب الطلب تیرے سامنے آیا ہون تیغ و تیر و نیزہ و گرز سے

یا مجبی آلہ حرب وضرب سے لڑنا منظور ہو تجھسے وار کر اُس نے مانند غنچہ کے مسکرا کے کہا ای نیرنگ شاہ پہلے
تم ہی کوئی وار مجھپر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو مین لڑائی مین سبقت نکرونگا کیونکہ ہمارے لشکر کا
یہ طریقہ نہین ہی نیرنگ شاہ نے جواب دیا مین تو پہلے تجھپر تلوار نہ لگاؤنگا اپنی جانب سے آغاز جنگ
نکرونگا کیونکہ ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہی کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین اُس نے کہا بڑی مشکل ہی کہ تم
بھی جنگ مین سبقت نہین کرتے ہو اب لڑائی کیونکر ہو شاہزادہ نیرنگ شاہ نے جواب دیا اے
جوان اگر تلوار یا تیر لگانا حریف پر تیرے قاعدہ کے خلاف ہی تو ایک ڈھیلا یا سنگ گران زمین سے
اُٹھا کے میرے سر و سینہ پر مار پھر مین تجھپر وار کرونگا اُس نے مجبور ہو کے تلوار نیام سے کھینچکر کہا ای
نیرنگ شاہ تمھارے کہنے سے تلوار تو لگاتا ہون لیکن بارادہ قتل یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے تلوار لگائی
شاہزادہ موصوف نے ضرب شمشیر سپر پہ روک کے خود بھی تلوار نیام سے کھینچکر خبردار کہکے اُسکے سر پر
لگائی اُس نے بعد عجلت بہت بیلے کے پھولون کی اپنے گلے سے اُتار کے جب تلوار قریب سر کے آئی
اُسکی باڑھ پر پیش کر دی اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ اُس بدھی کے مارنے سے پہلے
تو ہاتھ نیرنگ شاہ کا اُس کا لبدہ وہ بدھی تلوار کی دھار سے کٹ گئی پھول اُسکے سات جگہ گرے فی الفور
سات چمن بیلے کے ہویدا ہوے درختون مین غنچہ و گل آگئے ہواے سرد چلی خوشبو پھولون کی ہوا سے
نیرنگ شاہ وغیرہ کے دماغ تک پہونچی جس نے اُن گلون کی خوشبو سونگھی مست و دیوانہ واز خود رفتہ
ہو کے جانب چمن ہاے مذکور بے اختیار دوڑا تھوڑی ہی دیر مین نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان
اور جملہ سرداران لشکر اور ہزارہا سواران لشکر اسلام اُن چمن ہاے طولانی مین پہونچکر مرکبون سے
اُتر کر بصد شوق و اشتیاق اُن چمنون کی سیر کر کے پھولون کو شگفتہ دیکھ کے کھلکھلا کر ہنسنے لگے اکثر
سرداران گلہاے بیشمار کو توڑ کے سونگھنے لگے نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان و بعض سردار
بیتاب ضبط نہ لا کے بیٹھ گئے درختان گلہاے مذکور سے لپٹ گئے اشعار عاشقانہ و بہاریہ پڑھنے
لگے اور اس طور سے اُن پھولون کے درختون سے بصد شوق لپٹے جیسے عشاق اپنے محبوبان گلبدن
سے بہ تمناے وصل لپٹتے ہین اکثر سردار سپر تلوار زمین پہ ڈالکر پھولون کو توڑ کر خوشبو اُنکی سونگھ کر
باہم کہنے لگے ای برادران دیکھو یہ کیا تر و تازہ پھول ہین کیسی خوشبو نہین سے آتی ہی یہ کیا
اچھے چمن ہین بلبلین کسقدر شاخ ہاے گل پہ بیٹھی ہین ہر چند کہ یہ بیلے کے پھول ہین گل نسرخ
نہین ہین مگر عنادل کو ان پھولون سے کسقدر محبت ہی کہ خوش ہو کے نغمہ سرا ہین یہ تختۂ چمن
ہین یا باغ ارم ہی یہ لایق دید و قابل سیر ہین ہم تو یہان سے کبھی نہ کھسکینگے ہمیشہ انھین چمنون کی سیر کرینگے
سدا غنچہ دل شگفتہ رہیگا اکثر سواران جنگ جو مست و مدہوش ہو کے عالم از خود رفتگی مین جو دل
مین آتا تھا موزون ناموزون خیال کر کے بطور اشعار کے خوش ہو کے اپنی زبانون پر جاری کرتے تھے کچھ
لوگ غزل ٹھمری گاتے تھے جو رنڈیان دیہاتی لشکر نیرنگ شاہ مین واسطے ناچنے اور گانے کی آئی تھین
بیلون کی گاڑیون مین ہمراہ اپنے سازندون کے بیٹھی تھین وہ بھی اُن پھولون کی خوشبو سونگھ کر ہمراہ
اپنے سازندون کے دوڑتی ہوئی اُنھین چمنون مین گئین اُنھون نے سیر چمن ہاے پر بہار کر کے
اپنے سازندون سے کہا ذرا سازون کو درست کرو اس وقت بے اختیار دل چاہتا ہے

گرکچھ گانے اُنھون نے سازون کو درست کیا وہ سب رنڈیان ملکر اپنی کچی زبان مین یہ غزل گانے لگین

میری خطا تھی کچھ نہ تمہارا قصور تھا
یہ امر تو حضور مروت سے دور تھا
ٹھکرا ہی دیتے فاتحہ پڑھتے نہ بیٹھ کے
اب ہاتھ مل رہا ہون کہ یہ کیا قصور تھا
یہ اتفاق دیکھا نہین حسن و عشق مین
دل پھر آگیا تھا سب اسکا قصور تھا
حاصل تھی مجھکو دل سے حضوری حضور کی
لیکن عجب مزا یہ آتا ضرور تھا
بہلا کے کہتا ہون جو وہ ڈرتے تھے یہی تو
زر رہا تھا سب گھمنڈ نہ انکو غرور تھا
دل میرا مجھکو چھیڑ دیتا تھا اور کے
ظاہر مین گو کہ آپ سے نزدیک دور تھا
الفت جتا کے یار کو مغرور کر دیا
پچھتا نا آپ نے یہ دل ناصبور تھا

ایک سمت تو یہ رنڈیان غزل مذکور گاتی تھین تامین بیہودہ وواہیات مارتی تھین ساز ندے اُنکی تعریف کرتے جاتے تھے وہ کہتی جاتی تھین اُستاد یہ تمہارا تصدق ہو اُستاد اُنکے اس کہنے سے خوش ہوتے تھے ایک طرف کچھ سوار تلوارین پھینک کر سپرین ہاتھون مین لیکر مانند ڈفلی کے اُسے بجاکے کسی چمن مین خاک پر بیٹھ کے اس مطلع کو بار بار گاتے تھے اور خوش ہوتے تھے مطلع بہار آئی ہر بھرے بادہ گلگون سے پیمانہ ہو رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ ٭ غرض اسی طرح سے ہر ایک سردار اور سوار اور عیار تین اُن چمنون مین دیوانہ وار اپنے اپنے حال مین خوش و مسرور تھے کوئی گاتا تھا کوئی ہنستا تھا کوئی اشعار بہاریہ زبان پر جاری کرتا تھا کوئی درختون سے بار بار مانند گل کے خندہ زن ہوکے لپٹتا تھا کفار دیکھ دیکھ کے مانند غنچون کے مسکراتے تھے اور لبیان گل ہنستے تھے خصوص داؤد شعبدہ باز بہت ہنستا تھا اور کہتا تھا اے اہل اسلام تم سب میرے ایک ادنے شعبدہ مین تو دیوانے ہوگئے دین و دنیا کے خیال سے گذر گئے اگر کوئی نادر و نایاب شعبدہ باز کرتا تو نہین معلوم تمہارا کیا حال ہوتا یہ ملک شعبدہ ہے یہان ہر ایک زن و مرد شعبدہ باز ہے کہ فلک شعبدہ باز بھی جس سے حیران و دنگ ہے تم کیا سمجھ کے اس ملک کو فتح کرنے آئے تھے اب تمہاری شجاعت و دلاوری کچھ تمہارے کام نہین آتی جنگ و جدال کا کچھ خیال نہین کرتے ہو پہلے ہی میرے جادو پادشاہ نے کہدیا تھا کہ اس ملک سے چلے جاؤ اسکے فتح کرنے کا خیال نکرو تم سے ہرگز یہ ملک فتح نہوگا تمنے نمانا آخرکار اپنی سزا کو پہونچے اب مین اگرچاہون تو ابھی تم سب کو تیغ تیز سے قتل کرون ان چمنون کو تمہارے خون سے سرخ کرون لیکن مجھے کیا ضرور ہے کہ تمہارے قتل کرنے سے اپنے دست و بازو کو تھکاؤن چند روز مین تم خود ہی مرجاؤگے اپنے خون مین خود مبتلا ہوگے مین تمہارے خون مین گرفتار نہونگا ہرچند داؤد شعبدہ باز نے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ سے مخاطب ہوکے یہ تقریر کی لیکن عالم دیوانگی مین کسی نے اسکی تقریر اچھی طرح سنی بھی نہین نہ کچھ جواب دیا بہرام شیر شکار نیرنگ شاہ وغیرہ کے دیوانہ وار ہونے سے خوش ہوکے کلمات کبر و غرور اپنی زبان پر جاری کرکے داؤد شعبدہ باز کی تعریف کرکے کہنے لگا اے داؤد شعبدہ باز ابھی کچھ اہل اسلام باقی ہین وہ دیوانہ وار اس بہار چمنستان کی سیر کو نہین آئے ہین اسکا کیا سبب ہے مجھے منظور ہے کہ جملہ اہل اسلام ان چمنون مین آجائین کوئی باقی نہ رہے کہ یہان سے بھاگ کر کہین اور جائے اسنے عرض کیا حضور ملاحظہ کرین ذرا ان پھولون کی خوشبو آتے ہی دماغ تک پہونچے تو دیکھیے گا کہ وہ بھی مانند ان مسلمانون کے دیوانہ وار ہونگے اور انھین چمنون مین آوینگے شاید ابھی اُنکے دماغ تک خوشبو ان گلون کی نہین پہونچی ہے کیونکہ وہ یہان سے بہت دور ہین آخر لشکر مین ہین نہ پیچھے بھاگ گئے ہین ہوا ابھی اسوقت کم چلتی ہے

خوشبوان پھولون کی اُنکے دماغ تک نہین جاتی ہی بہرام شیر شکار نے کہا تو سچ کہتا ہی ہی باعث ہی کہ جو
سوار آخر لشکر مین تھے ابھی تک باحواس ہین بہرام شیر شکار ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ باقی ماندہ سردار
و سوار نیر تنگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ کو بلاے مذکور مین مبتلا دیکھکر کچھ تدبیر اُنکے ہواس و ہوش
مین لانے کی نکرکے خوف سے بے اختیار جانب شہر اناملہ بھاگے جب سواران مذکور بھاگ گئے
بہرام شیر شکار رزمگاہ سے پلٹ کر مع سواران سپاہ داؤد شعبدہ باز کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر
آیا اور مرکب سے اُترکر اپنی بارگاہ مین گیا داؤد شعبدہ باز بھی اپنے خیمہ مین گیا سواران سپاہ مرکبوں سے
اُترکر خیام مین داخل ہوے سرداران لشکر حسب الطلب بہرام شیر شکار کے اُسکی بارگاہ مین جاکر
علی قدر مراتب کرسیون اور ڈنگلون پہ بیٹھے داؤد شعبدہ باز بھی حسب الطلب بارگاہ مین جاکے
ڈنگل پر بیٹھا جب دربار سرداران سپاہ و امرا و وزرا سے مملو ہوا اُس وقت بہرام شیر شکار نے فی الفور
ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیان شراب کی لیکر بارگاہ مین آکے ہر ایک کو جامہاے بلورین مین شراب
پلانے لگے جب سب کفار شراب پی چکے سامنے سے کشتیان اُٹھاکر بارگاہ سے چلے گئے کفار کو نشہ شراب
کا ہوا داؤد شعبدہ باز نے بہرام شیر شکار سے عالم نشہ شراب مین عرض کیا حضور آپ یہان کیون کش
ہوے ہین اپنی مجلس مین جاکر استراحت پذیر ہون بہرام شیر شکار نے جواب دیا مین اس وجہ سے یہان
مقیم ہون کہ نیر تنگ شاہ وغیرہ کی حفاظت کرون تاکہ کوئی ان سب کو رد شعبدہ کرکے رہا نکرے
اور کوئی اُنکی اعانت نکرنے پائے جب یہ سب ہلاک ہو جائینگے اور امیر ثانی یہان نہ آئینگے اسوقت
یہان قیام پذیر ہونگا بالفعل یہان سے جانا ان مسلمانون سے غافل ہونا مناسب نہین ہی داؤد شعبدہ باز
یہ سنکے خاموش رہا یہان تو نیر تنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ چمنون مین دیوانہ وار بیٹھے ہین
بہرام شیر شکار ان چمنون سے دور ترہٹ کے مع اپنی سپاہ کے قیام پذیر ہی لیکن اب حال اُن سوارون کا
لکھا جاتا ہی جو میدان جنگ سے بعد دیوانہ ہونے نیر تنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے جانب
شہر اناملہ بھاگ کر روانہ ہوے تھے وہ بعد قطع راہ ایک روز اُس وقت شہر اناملہ مین پہونچے
کہ دربار مین بادشاہ لشکر اسلام بالاے تخت حکومت رونق افزا تھے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ
جو موجود ہین دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے امیر ثانی بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کر رہی
تھے کہ ابھی تک کچھ حال ملک شعبدہ کا معلوم نہین ہوا ہی بدیع الزمان وہان پہونچے یا نہین اور
فولاد مشت زن قاتل نیرنگ شاہ مارا گیا یا نہین دل کو تردد ہی شاہ موصوف جواب مین فرما رہے
تھے کہ ہرکارون کو واسطے دریافت کرنے اس خبر کے روانہ کرنا چاہیے ناگاہ وہ سوار در بارگاہ پر نالان
و گریان با خاطر پریشان آئے بادشاہ لشکر و امیر ثانی نے شور فریاد سنکے ملازمون سے فرمایا دیکھو
یہ کون لوگ دربارگاہ پر فریاد کنان آئے ہین اُنھون نے جاکر بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور کچھ
سواران لشکر ہمراہی شاہزادہ بدیع الزمان کے دربارگاہ پر نالہ کنان آئے ہین وہ امیدوار ہین کہ شرف
خدمت حضور ہوکے کچھ عرض کرین بادشاہ موصوف نے یہ سنکے امیر ثانی سے فرمایا اُن سوارون کو
بلوائیے امیر ثانی نے ملازمون سے کہا انھین دربار مین آنے دو ملازمان مذکور ان کو جاکر دربار مین لے آئے
اُنھون نے مجرا گاہ سے بعد بجا لانے شرائط عبودیت کے اور بعد کرنے ثنا و دعا کے عرض کیا حضور ہم

سرحد ملک شعبدہ سے آگئے ہین امیر نے پوچھا بدیع الزمان کو وہان چھوڑ کے کیون چلے آئے اُنھون نے
تمام حال حیرت افزا جو نیرنگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ پر داؤد شعبدہ باز سے گذرا تھا
بیان کرکے عرض کیا حضور ہم حیران ہین نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کیونکر دیوانہ وار ہو کے
جنگلون مین جا کر بیٹھے نہین معلوم داؤد شعبدہ باز نے کوئی شعبدہ سحر سا کیا یا شخص اُس نے سحر کیا ہم انکو
مبتلاے از خود رفتگی دیکھکر وہان سے واسطے عرض کرنے اُنکے احوال پر ملال و خرابی کے حاضر خدمت حضور
ہوے ہین نہین معلوم کیا سبب تھا کہ ہم مانند اُن سب کے مبتلاے دیوانگی نہین ہوے بادشاہ لشکر اسلام
یہ خبر ملال اثر سنکے برہم ہوے جانب امیر ثانی دیکھکر ارشاد کیا اس جگہ سے اب براے تباہی ملک
شعبدہ و قتل بہرام شیر شکار و تباہی لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن تمامہ جادو کوچ کرنا
ضروری ہو سوا اسکے نیرنگ شاہ پسر گیرنگ شاہ و شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کا اُس بلا سے
رہائی کرانا بھی لازم ہی امیر ثانی نے دنگل سے اپنے اُٹھکے عرض کیا بہت مناسب ہی کہ یہان سے
اُس طرف کوچ کیا جاے یہ فرماکر اُسی وقت عادی بن معدی کرب کو حکم کیا اثالہ بارگاہ سلیمانی کا
و دیگر اسباب ضروری ہمراہ لیکر یہان سے جانب ملک شعبدہ روانہ ہو کل ہم یہان سے مع تمامی سپاہ کوچ
کرینگے چنانچہ اُسی وقت حسب الحکم عادی بن معدی کرب اثالہ بارگاہ سلیمانی کا مع دیگر اسباب کے اپنی
فوج کو اپنے ہمراہ لیکر سمت ملک شعبدہ روانہ ہوا دوسرے روز وقت سحر امیر ثانی نے ہمراہ رکاب بادشاہ
کے بہ تمامی سردار و سپاہ وہان سے سوے ملک شعبدہ کوچ کیا عامل شاہ بھی مع اپنی سپاہ کے
ہمراہ رکاب ہوا امیر ثانی بعد عجلت قطع راہ خشکی کرکے قریب سرحد ملک شعبدہ جاکر مقیم ہوے
بارگاہین اور خیام برپا ہوے لشکر اترا یہ خبر بذریعہ ہرکارون کے بہرام شیر شکار کو پہونچی اُس نے
ملاقات امیر ثانی سے کرکے کہا کہ آپ مجھسے مقابلہ کرنے کا ارادہ نکیجیے باعث آپکی بدنامی و ذلت کا ہوگا اور
یہ شہر آپسے کسی طرح فتح نہوگا امیر ثانی نے جواب دیا اے بہرام شیر شکار اگر تمکو یہ منظور ہی کہ لڑائی نہو تو
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال کو پناہ نہ دو اپنے ملک سے انھین نکال دو یا انکو گرفتار کرکے
ہمارے حوالے کرو اور نیرنگ شاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کو جنکو تمنے کسی طور سے
از خود رفتہ کر دیا ہی اُنکو صحیح کرکے علدخواہ ہو اُس نے کہا یہ تو نہوگا امیر ثانی نے فرمایا اگر یہ منظور
نہین ہی تو آمادۂ جنگ ہو طبل جنگ بجواؤ اُس نے امیر ثانی سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین جاکے
بہنگام شب طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگی کی لیکر بعجلت تمام دربار
بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بجاگاہ سے مجرا کرکے بعد اداے ثنا و دعاے بادشاہ موصوف اس طرح
عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ گیتی پناہ شہریار عالیجاہ اس وقت بہرام شیر شکار نے اپنے لشکر
مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکے حضور فیض گنجور کے عساکر ظفر موثر سے
مقابلہ کرے سواے اس خبر وحشت اثر کے خیریت ہی بادشاہ موصوف نے خبر طبل جنگ
بجنے کی ہرکارون سے سنکے جانب امیر ثانی دیکھکر اشارہ سے کہا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی
بجوائین امیر ثانی نے عمرو ثانی سے مخاطب ہو کے فرمایا ان ہرکارون کے ہمراہ جاکے اپنے سارے
لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجواؤ عمرو ثانی ان ہرکارون کے ساتھ اُسی وقت نقارخانہ مین گئے نقارچیو نکو

حکم بادشاہ و امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھون نے حسب دستور قدیم کچھ اشرفیان خواجہ کو نذر دے کے
چوب اٹھا کے نقارہ جنگی پر لگائی آواز نقارہ بلند ہوئی دونون طرف طبل و نقارۂ جنگی بجنے سے
مردان سپاہ سمجھے کہ صبح کو لڑائی ہوگی یہ سمجھکر ہر ایک سردار اور سوار تیاری جنگ مین مصروف ہوا
کفار اپنے شعبدون کی درستی مین مشغول ہوے اہل اسلام درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف
ہوے تمام شب دونون لشکرون مین خوب سامان جنگ ہوا صبح کو امیر ثانی وغیرہ نماز سحر پڑھکے مسلح
ہوکے مرکبون پر سوار ہوکے ہمراہ سواری بادشاہ لشکر اسلام جلوخاص و عام جانب میدان کارزار روانہ
ہوے بعد قطع راہ امیر ثانی ان پہلوان کے جتنون سے دور تر ہٹ کے میدان مین جاکر ٹھہرے اُس
طرف سے بہرام شیر شکار بھی ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے میدان مصاف مین آیا تھوڑے
فاصلے سے مقابل لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا اُس وقت موافق قاعدہ قدیم درستی میدان کارزار ہوئی پھر
صفین دونون لشکرون کی آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ قلب دکمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ
جوانان بجلادت سے مزین کیا گیا بعدہ کرکیت اور نقیب دونون لشکرون سے نکلے اُنھون نے حسب
معمول جوانان ہر دو سپاہ کو آمادۂ جنگ و شعبدہ بازی کیا اس مؤلف نے بخیال طول تقریر کرکیتون
اور نقیبون کی اس جگہ اور جا بجا نہین لکھی ہے غرض جب مردان ہر دو لشکر مستعد جنگ و شعبدہ بازی
ہوے کرکیت اور نقبائے خوش آواز لشکرون کے درمیان سے چلے گئے اُسوقت داؤد شعبدہ باز نے
سب سے پہلے مرکب اپنا سمت لشکر ستمگار اللہ بہرام شیر شکار کے سامنے جاکے طالب اجازت مقابلہ اہل اسلام
ہوا اس نے اجازت دی داؤد شعبدہ باز دلیرانہ مرکب کو جولان کرکے سامنے لشکر امیر ثانی کے
آکے مرکب کو روک کر لشکر امیر ثانی پر نظر کرنے لگا ہر طرف دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا آہاہ کسقدر اہل
اسلام کا لشکر ہے جہانتک نظر پہونچتی ہے سپاہ ہی سپاہ نظر آتی ہے یہ لشکر ہے کہ ایک دریاے ناپیدا کنار
ہے کیا کیا جوان تہور شعار و نمودار دکھائی دیتے ہین علمہاے سپاہ کس خوبی سے سر بلند ہین
امیر ثانی عجب شان سے زیر علم اژدہا پیکر بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی
صفون سے کھڑے ہین اور یہ علم اژدہا پیکر عجب علم ہے کہ اس سے بوے مشک وغیرہ چلی آتی ہے
علاوہ اسکے یا صاحبقران یا صاحبقران آواز پیدا ہے جو مقام حیرت ہے لیکن کچھ اندیشہ نہین ہے یہ لشکر
کیا ہے اگر تمامی مردان اہل جہان بھی یہان آکے جمع ہوتے تو بھی کچھ خوف نہوتا یہ باتین اپنے دل مین کرکے
اسطرح بآواز پکارا کہ ای امیر ثانی اول تو مناسب یہ ہے کہ آپ برسر جنگ نہون یہان سے چلے جائین
یہ ملک ایک مالک شعبدہ سے ہے خداوند تمثال آئینہ رو نے اپنی ذات خاص سے اسے آباد کیا ہے
اسپر آپ محتاب ہونگے بلکہ مانند نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے مبتلا ہونگے یہان شجاعت
و بہادری سے کچھ کام نہ نکلےگا رستم پیلتن ہو یا اسفندیار روئین تن کے مانند ہو یہان سب اُسکو مثل ذلیل
کے جانتے ہین دیکھیے مین نے تن تنہا لشکر نیرنگ شاہ و سپاہ بدیع الزمان کا کیا حال کر دیا ہے کچھ سوار
لشکرہاے مذکور کے فقط گرسنگی و تشنگی سے ہلاک ہو چکے ہین نیرنگ شاہ و بدیع الزمان وغیرہ ابھی
زندہ ہین یہ بھی دو چار روز مین مر جاینگے یہی حال آپکا بھی ہوگا آپ بھی مع اپنی سپاہ کے اسی طرح
مبتلاے بلا ہو جائیے گا دوسرے اگر آپکو لڑنا ہی منظور ہو تو کسی دلاور کو میرے سامنے روانہ

دیکھیے کہ وہ مجھسے آکے مقابلہ کرے امیر ثانی نے پہلے داؤد شعبدہ باز اور اُسکے لشکر پر نظر کرکے
دیکھا کہ وہ باوجود مسلح ہونے کے ایک بدھی لالہ کی اپنی گردن مین مانند معشوق کے ڈالے ہے اور جملہ
جوان بھی اُسکے لشکر کے عورتون کی طرح ہار پھول پہنے ہین یہ رنگ دیکھکر بدرجہ کمال حیرت ہوئی بعد
حیرت بسیار کے امیر نے داؤد شعبدہ باز کی تقریر سنکے اپنے لشکر کے داہنے طرف مڑکے دیکھا اس
دیکھنے سے یہ اشارہ کیا کہ میمنہ لشکر سے کوئی بہادر نکلکر داؤد شعبدہ باز کے مقابلہ کو جاے پس بمجرد
دیکھنے امیر ثانی کے لندھور ثانی یا بروایتے بہرام ثانی نے صف لشکر سے نکلکر امیر سے اجازت لیکر
مرکب پر سوار ہوکے رُخ سوے جنگاہ کیا اور قریب داؤد کے جاکے اس سے طالب ضرب ہوا
اُسنے بعد گفتگوے بسیار نام دریافت کرکے اور حرز پڑھ کے تلوار نیام سے نکالکر کہا مین یہ تلوار
اس طور سے لگاؤنگا کہ تیرے سر کے قریب جائیگی سر پر نہ پڑیگی کیونکہ ہمارے خداوند کا حکم ہے
کہ حتی الامکان ہمارے کیسے ہی بندے ہون اُنکو قتل نکرو خون ریزی سے باز رہو یہ کہکے جس طرح
کہا تھا اُسی طرح تلوار لگائی لندھور ثانی یا بہرام نے اُسکی تلوار کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار نیام سے
کھینچکر اُسکی کمر پر لگائی اُسنے فی الفور وہی بدھی لالہ کی گلے سے جلد تر نکالکر تاک کر تلوار کی باڑھ پر پھینک
دی دھارسے تلوار کی وہ بدھی کئی جگہ سے کٹی خوشبو پھولون کی اُڑی تلوار کرکے قریب آکے زخمی پھول
لالہ کے سات جگہ متفرق ہوکے زمین پر گرے تھوڑی دیر مین سات چمن طولانی لالہ احمر کے زمین پر
پیدا ہوے اُن گلہاے چمنستان کی ایک دیکھکر اور بو اُنکی سونگھ کر دلاور موصوف کا رنگ
بے رنگ ہوا ہوش وحواس بجا نرہے علامت دیوانگی ظاہر ہوئی یعنے تلوار کو ہاتھ سے زمین پر
پھینکدے کے مرکب سے اُترکے اُن چمنون مین جاکے سیر لالہ زار دیکھکے چند پھول توڑکے اُنکی
خوشبو سونگھ کے بے اختیار قہقہہ مارکر ہنسا اور یہ مطلع ورد زبان کیا مطلع اگر فردوس بر روے
زمین ست ہمین ست وہمین است اسکے بعد ورد زبان کرتے مطلع مذکور یہ کے لالے کے پھول بار بار
توڑنے لگا کبھی اُنکو سر پر کبھی آنکھون پر کبھی سینہ پر رکھنے لگا کبھی اُنکو مانند گیند کے اُچھالنے لگا گاہ لالہ کے
پھولون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا اے گلو تم مجھکو اس طرح داغدار نظر آتے ہو جیسا میرا جگر داغدار
ہے دل چاہتا ہے کہ تمکو اپنے سینہ مین جگہ دون یہ کہکے رونے لگا بعد ایک لمحہ کے مانند گل خندہ زن
ہوکے مثل دیوانون کے باتین کرنے لگا بادشاہ اہل اسلام وامیر ثانی عالی مقام وجملہ سرداران سپاہ
حیران ہوے دل مین اپنے کہنے لگے کہ ابھی تو یہ بہادر صحیح المزاج تھا دفعۃً دیوانہ ہوگیا یہ کیسے چمن
فی الفور پیدا ہوگئے کہ جنکی بہار نے اس دلاور کو دیوانہ کردیا امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام تو یہ باتین
اپنے دل مین کررہے تھے اور بہت متعجب تھے لیکن شبیر وے بن شیرویہ اور سلیمان بن عجیل ماہر وغیرہ
نے بعد متحیر ہونے کے اپنے دل مین کہا کہ لشکر سے نکلکر لالہ کے چمنون مین جاکر اس بہادر کو مرکب پر سوار
کرکے لے آنا چاہیے ہنوز یہ کہہ رہے تھے کہ ہواے تند چلی کچھ بو لالہ کے پھولون کی اُنکے دماغ تک
پہونچی فی الفور وہ سردار کہ ستائیش دلاور تھے مست ومدہوش ہوکے جانب چمنستان لالہ عنان مرکبون کو
جولان کرکے روانہ ہوے جب اُن چمنون مین پہونچے مرکبون سے اُترکر پھول لالہ کے توڑکر خوشبو
اُنکی بخوبی سونگھ کر یہ مطلع بے اختیار اپنی زبان پر جاری کرنے لگے مطلع بہار آئی ہر طرف جنون چالاک ہوگیا

مبارک جوش وحشت جیب و دامان چاک ہو گئے یعنی وہ بیگ اپنے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے
لباس پاچا پارہ پارہ کرنے لگے جیب و دامان کی دھجیان اڑانے لگے کبھی ہنستے گاہ رونے لگے آخر کار
اُن چمنون مین بعد شوق سب کو بھول کر کسی کا کچھ خیال نکرکے جیتے امیر ثانی اُن سردارون کی یہ حالت دیکھکر
زیادہ متحیر ہوئے ابھی امیر ثانی دریاے حیرت مین غوطہ زن تھے اور بنظر غور اپنے سرداران لشکر کو
لالے کے چمنون مین دیوانہ وار گریبان و خندان دیکھکر ارادہ کر رہے تھے کہ خود جاکر اُن سب سردارون
کو کھینچ کر لالے کے چمنون مین جانے سے مانع ہو کے ساتھ اپنے لے آوین ناگاہ پھر ہواے تند چلی جس
طرف کی ہوا تھی اُدھر خوشبو اُن لالے کے گلون کی گئی جس جس سردار یا سوار کے دماغ تک بوے
گلہاے مذکور پہونچی وہ فی الفور از خود رفتہ ہو کے گھوڑون کو جولان کرکے بعد شوق اُن چمنون مین
جانے لگا اور مانند اُن تمامیں اشخاص سردارون کے خود بھی چمنون مین دیوانون کے مانند
باتین کرنے لگا اور جس سمت کی اُس وقت ہوا نہ تھی اور جدھر کو اُن پھولون کی بو نجاتی تھی اُدھر کے
مردان سپاہ دیوانے ہو کر جانب چمنستان لالہ عنان نجاتے تھے جب امیر ثانی نے دیکھا کہ پے در پے
سردار و سوار جانب اُن چمنون کے چلے جاتے ہین امیر ثانی نے اُنسے کہا اے بہادر و صف لشکر سے نکل کے
کہان جاتے ہو خبردار اُن چمنون مین نجاؤ وہ سردار و سوار اول تو کچھ جواب نہ دیتے تھے اور چلے جاتے
تھے اگر کوئی جواب دیتا تھا تو یہ دیتا تھا کہ اے امیر ثانی ہم تو ان چمنون مین ضرور جائینگے سیر لالہ زار کرینگے
آجتک آپکے لشکر مین رہے اب ان چمنون مین شب و روز بیٹھے سیر کرینگے لطف زندگی اُٹھائینگے
اگر آپکا دل چاہے تو ہمارے ساتھ آئیے ورنہ اب ہمسے اور آپ سے کچھ مطلب نہین نہ آپ ہمارے
آقا و مالک نہ ہم آپکے مطیع و فرمانبردار یہ تقریر اُنکی سُن کے امیر ثانی متحیر ہوتے تھے اور عمر ثانی سے
فرماتے تھے کہ اے خواجہ سنتے ہو جو یہ لوگ کہتے ہین ذرا تم جاکر انھین روکو چمنون مین نجانے دو اور جو
سردار وغیرہ چمنون مین گئے ہین اُنکو جلد کے لے آؤ خواجہ جواب دیتے اے امیر ثانی مجھے ایسی
خدمت سے معاف رکھیے مین نہ جاؤنگا وہان جاکے خود بھی دیوانہ ہو جاؤنگا نہین معلوم یہ چمن کیسے
ہین اور اُنکے پھولونکی بو کیسی ہے کہ جسکی بو سے انسان دیوانہ ہو جاتا ہے امیر ثانی ارشاد کرتے تھے اگر
نہین جاتے ہو تو مین جاتا ہون یہ کہکے ارادہ جانے کا کیا عمرو ثانی قدم امیر ثانی سے لپٹ گیا اور کہنے لگا
اے آقا براے خدا آپ جانب ان چمنون کے نجائیے بلکہ یہان نہ ٹھہریے مع لشکر یہان سے فرودگاہ پیادہ پا
چلیے نقارہ بازگشت بجوائیے ورنہ خود بھی دیوانہ وار ہو جائیے گا اور جملہ مردان لشکر تھوڑے زمانے
مین از خود رفتہ ہو کے یہان سے ان چمنون مین چلے جائینگے امیر ثانی نے کہا اچھا چمنون مین نجاؤنگا تو
چمنون کے جاکے اسم اعظم پڑھونگا یقین ہے کہ ببرکت اسم اعظم اگر سحر ہے تو ان سردارون پر سے دفع
ہو جائیگا عمرو ثانی نے دست بستہ بعد مجرا عرض کیا کہ اے امیر ثانی آپ اسی جگہ سے اسم اعظم پڑھیے یہان سے
سوے لالہ زار نجائیے امیر ثانی نے اُسکے کہنے سے اسی جگہ اسم اعظم پڑھا مگر وہ سردار جو لالے کے
چمنون مین چلے گئے تھے ہوش و حواس مین نہ آئے اور جو بو اس لالہ کی ذرا بھی سونگھ چکے تھے
وہ بھی لشکر مین نہ ٹھہرے امیر اسم اعظم پڑھا کیے وہ چلے گئے جب اسم اعظم کے پڑھنے سے مطلب
دلی حاصل نہوا اور متواتر دو دو چار چار سو سوار لشکر سے نکل نکل کے جانب چمن لالہ زار مذکور جانے لگے

عمرو ثانی نے عرض کیا ای امیر اگر سحر ہوتا تو برکت اسم اعظم سے دفع ہو جاتا۔ یہ سحر نہین ہے خدا کے
واسطے جلد تر یہان سے قیام گاہ سپاہ پر چلیئے ورنہ تھوڑی دیر مین تمام مردمان سپاہ دیوانے ہو کے
ان جھیون مین چلے جائینگے امیر ثانی نے اسکے قسم دینے سے اُسی وقت طبل بازگشت اپنے لشکر مین
بجوایا باقی ماندہ سردار و سوار ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام اُس جگہ سے
ہٹ کے فرودگاہ سپاہ پر جانے لگے اُس وقت داؤد شعبدہ باز نے بآواز بلند امیر ثانی سے کہا ای امیر
با توقیر تھوڑی دیر یہان اور توقف کیجیے دیکھیے تو کیا ہوتا ہے اگر آپ اور تمام آپکا لشکر ایک دو پہر مین
دیوانہ نہو جائے تو مین اپنا نام داؤد شعبدہ باز نہ رکھون چونکہ اُس وقت لشکر اسلام مین ایک شور و غل بپا
تھا نقارہ بازگشت بجایا جاتا تھا آواز داؤد شعبدہ باز کی امیر نے نہین سنی ورنہ اُسکی تقریر طعن آمیز سے
امیر ثانی کو غصہ آجاتا جنگگاہ سے نہ جاتے بلکہ عالم غصہ مین واسطے سزا دینے داؤد شعبدہ باز کے اندر
ان جھیون کے چلے جاتے غرض کہ داؤد شعبدہ باز تو اپنی ناک کے سوراخون مین پنبہ رکھے ہوے درمیان
ان جھیون کے کھڑا رہا امیر ثانی خواجہ کے تحسین دینے سے مع لشکر وہان سے ہٹ کے فرودگاہ سپاہ
پر آئے لشکر اور بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوے ہمراہ اُنکے امیر ثانی اور سرداران سپاہ
بھی بارگاہ مین بصد ادب گئے بادشاہ تخت پر بجا طور بجور بیٹھے امیر ثانی و سرداران لشکر اپنے اپنے دنگل پر
بیٹھے اُس وقت باشارۂ بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی خوش انجام نے عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ جا کے
دریافت تو کرو کہ داؤد شعبدہ باز نے کس تدبیر سے ہمارے لشکر کے اکثر سردارون اور سوارون کو
از خود رفتہ کر دیا ہے بعد دریافت کرنے اس حال حیرت انگیز کے ہمارے سرداران سپاہ و سواران
لشکر کو جو بیلے کے اور لالے کے جھیون مین دیوانہ وار بیٹھے ہین اُنکو رہا کر دو اور ہو سکے تو دربار بہرام شیر
شکار مین بھی صورت تبدیل کر کے جاؤ وہان کوئی کار نمایان ایسا کرو کہ باعث ہماری خوشی کا ہو
عمرو ثانی نے عرض کیا ای امیر با توقیر مین اب اس بارگاہ سے کہین نجاؤنگا خوف سے باہر بھی بارگاہ کے
نہ نکلونگا عیاری کرنا تو بہت دشوار ہے یہ ملک شعبدہ ہے سب سرداران صف شکن و جوانان تیغزن کو
ایک داؤد نے دیوانہ کر دیا مین بیچارہ کیا ہون اگر یہان سے بہلے دریافت حال جاؤنگا ساکنان ملک
شعبدہ یا اہل دربار و ملازم بہرام شیر شکار مجھے عیار جان کے گرفتار کرینگے یا دیوانہ کر دینگے لہذا
مین تو نجاؤنگا مگر اور عیارون سے فرمایئے وہ جائین کچھ عیاری و مکاری کرین جو کچھ آپ نے فرمایا ہے
اُسے بجا لائین امیر ثانی نے خواجہ کی گفتگو سن کے خیال کیا کہ یہ فرزند ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کا وہ مرد طماع تھے یہ بھی مانند اُنہین کے حریص مال و دولت ہے چاہتا ہے کہ کچھ اقرار دینے کا کرین یا نقد
زر کثیر پہلے دے دین تو واسطے عیاری کے جاؤن یہ خیال کر کے امیر ثانی نے فرمایا ہے ای خواجہ اگر تم
ہمارے کہنے پر عمل کرو گے لینے واسطے دریافت حال داؤد شعبدہ باز و دیگر کار مذکور الصدر کے
جاوگے تو ہم تمکو زر کثیر دینگے خواجہ زر کثیر کا ذکر سن کے بیتاب ہوے کہنے لگے مین زر کثیر کے معنی اچھی
طرح نہین سمجھتا میرے سامنے روپیہ رکھا جائے دیکھون وہ کسقدر ہے اتنا ہی کہ رنگ و روغن وغیرہ
کی ضرورت کو کافی ہوگا یا نہین امیر ثانی نے باوجود کبیدہ خاطر ہونے کے [illegible] خواجہ سے
مسکرا کر دو ہزار روپیہ طلب کر کے خواجہ کے سامنے رکھا پھر فرمایا اسقدر روپیہ تمکو دیا جائیگا اگر تم ہمارے

حسب دلخواہ جاکے کار نمایاں کروگے عمرو ثانی نے عرض کیا ای امیر با توقیر اسقدر روپیہ مین رنگ و
روغن بھی براے عیاری تیار نہوگا اور امور کا کیا ذکر ہی جب مین یہان سے جاؤنگا داؤد شعبدہ باز
کے ملازمون کو زر کثیر دیکر انھین ملاؤنگا اُس وقت داؤد شعبدہ باز تک میری رسائی ہوگی امیر ثانی نے
مسکرا کر کہا بھلا تم ملازمان داؤد کو زر کثیر دوگے ہمین تو یہ خیال ہی کہ تم اُنکے کپڑے تک بھی اُتار کے
داخل زنبیل کروگے ہان یہ کہو کہ ہوس زیادہ ہی خیر چار ہزار روپیہ تمکو دیے جائینگے خواجہ لئے ینکے
اُسی طرح پھر جانے سے اور عیاری کرنے سے انکار کیا آخر کار بعد گفتگوے بسیار دس ہزار روپیہ پر
فیصلہ ہوا امیر ثانی نے روپیہ منگواکے عمرو ثانی کے روبرو رکھا خواجہ نے چاہا کہ اُٹھا کر نذر زنبیل
کیجیے امیر ثانی نے فرمایا یہ روپیہ اُس وقت لینا جب ہمارے حسب دلخواہ کام کرکے آؤ خواجہ نے
مجبور ہوکے کہا اچھا اس روپیہ کو ایک مقام محفوظ مین رکھوا دیجیے یا ہمین ہی نہ دیجیے مین آکے لیلونگا
امیر نے قبول کیا عمرو ثانی نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے خیمہ مین جاکر رضوان بن عمرو کو اور دیگر عیاران
لشکر کو پاس اپنے بلایا اور شیشہ شراب کا اُٹھا کر شراب کو مخفی طور سے بیہوشی آمیز کرکے اور ساغر
اُٹھا کے کہا اس وقت دل چاہتا ہی کہ ہم تمکو شراب پلائین وہ بھی عیار بلاے روزگار تھے سمجھکر
خواجہ کا شراب پلانا خالی از علت نہین ہی کوئی سبب ضرور ہی یہ خیال کرکے عرض کرنے لگے آپ شراب
کیون پلاتے ہین اپنا نقصان کیون کرتے ہین اگر بیہوش کرنا ہمارا منظور ہو اور ہمین کہین لیجانا زنبیل
مین ڈالکر مد نظر ہی تو یونہین ہمین داخل زنبیل کرلیجیے بے عیاری کیجیے ہم بھی عیار ہین خواجہ نے
انکی گفتگو سُنکے برہم ہوکے کہا نہین یہ شراب بے ہوشی کی اگر نہ پیوگے تو مین زبردستی پلا دونگا وہ سب
عیار خواجہ کے خفا ہونے سے خائف ہوکے کہنے لگے آپ ناراض نہون ہم دیدہ و دانستہ یہ شراب بیہوشی
آمیز پیتے ہین آپ کا ارشاد بجالاتے ہین ورنہ کبھی نہ پیتے خواجہ نے یہ کہکر اُن سب کو تھوڑی تھوڑی
شراب پلائی اور کوئی شے انھین واقع شراب بیہوشی نہ کھانے دی تھوڑی دیر مین وہ بیہوش
ہوے خواجہ نے اُنکو داخل زنبیل کیا بعد اسکے رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے
فقیرانہ لباس پہنکر خیمے سے نکلکر ایک سمت جانے کا ارادہ کیا پھر کچھ سوچکر خواجہ دوسری سمت جانب
صحرا روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا دیوارین اُس باغ کی گر گئی
ہین باغ مین درخت بہت سے ہین کچھ درخت انبہ اور املی کے بھی ہین انھین مین سے ایک درخت مین
جھولا پڑا ہوا ہی چند عورتین نوجوان جھولے کے پٹرے پہ بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین ایک نوجوان عورت
ماہرخ خوبصورت لباس رنگین اور زیور نقرہ وطلا پہنے ہوے بعد ناز بیٹھی ہی دو عورتین پینگ دے
رہی ہین اور یہ بارہ ماسہ گا رہی ہین - بارہ ماسہ

سکھی ری جاکے کہ میرے پیاسے
مکان ویران ہی گھر آتا نہین ہی
اکیلے سیج پہ کب نیند آوے
پیا اب تک ہمارے گھر نہ آئے
سکھی تڑپے ہی جی نکلی منھ سے

اگر مین اور ہی کو تیرے ہم پیا سے
سکھی ری جو بنے وہ سیّو پیا لا
پیا بن کر مجھے چھاتی لگاوے
سکھی سنسار گھر کو اپنے جاوے
پیا کے دیکھنے کو جی ترسے

پڑا بیدرد پردیس کا نہین ہی
تو کہو تم سے جاکر حال میرا
اساڑھ آئے اگ بادل گھر آئے
پیا بن کو منڈل میرا بتاوے
سکھی بادل یہ چہ دیس گھر آئے

ہمارے شام کو اب کو منائے
سبھی سکھی جھولتی ہیں ہنس ہنس ہنڈولا
ہمارے کرشن مدھوبن سے نہ آئے
لگا بھادوں چھو ندیں سگھ چھائے
کراس بیدرد نے سدھ بدھ بسرائی
ہمارا کنتھ تو پردیس بھایا
کدے کنتھا گلے کے لگوں میں
کرے تیرے نہیں ہے چین مجھکو
کبھی تو شام بھولے گھر کو آتا
ادھک جاڑا ستانے موہ نندلال
میں روتی ہوں پیا بن اپنے ہیلی
اکیلی سیج پر تڑپتی پڑی میں
پنٹ دکھ دیر ہا ہے مجھکو نندلال
نہیں آتا ہے جیو کو چین دم بھر
سکھی پیتم کو میرے کون لائے
سکھی پیتم نہ آئے کیا کروں میں
کہو ابھی ہمارے شام گھر کب
نہ ابھی ہو تو جاڑا کیسے چھیٹے
کہ ہنس ہنس کر مجھے چھاتی لگائے
لگا پھاگن سکھی سب پھاگ کھیلیں
پیا بن میں رہی اجہوں دکھی ری
گلے میں مل کے کس سے پھاگ کھیلوں
اکیلی سیج پر کب تک رہوں میں
سکھی جس دن سے بچھڑا ہے کنھائی
خبر جا کر سنا پیتم کو ری
چلے پھر جب ہوا ٹھنڈی سنکارے
میں بن بن ڈھونڈنے کو اس کے نکلی
لگا اب جیٹھ بیرا موہ ستاوے
خبر لے جاکے کوئی اس کی پی کر
سکھی جیتا ہے رونے بارہ ماسا
خبر پیتم کے آنے کی نہ سنی ری

سکھی اب ماس ساون کا لگا ہی
پیا بن کو جھلاوے مجھکو جھولا
جتا اب کون سنتا ہے ہماری
ہمارے شام اجہوں گھر نہ آئے
لگے اب رات اندھیاری ستانے
برہ کی آگ نے تن من جلایا
ارے کویل تو جا اب پی کے دلیا
نہیں بھاتی ہے اتو رین مجھکو
لگا کاتک پیا اجہوں نہ آئے
سکھی چھتیاں لگاوے کو پیا بن
لگا اگہن سکھی پیتم کب ابہیں
جو سچ پوچھو تو ہوں بکلی کڑی میں
بھرا ہے تجھے دل بیچ غم کا
سکھی دیکھیں گے اگہن ہم پیا کو
برہ کی آگ نکست ہے بدن سے
برہ کا حال اب کس سے کہوں گی
لگے اب ماگھ کے دن اور بھاری
بڑی ہے رین کیسے ہو دی سیٹے
خبر کوئی جو اس پیتم کی لاوے
پیا بن ہم سجن دکھ اپنا جھیلیں
شھر گھنشام نے لی سدھ نہ موری
مصیبت جو پڑی ہے اسکو جھیلوں
خبر اب لاوے پیتم کی سکھی ری
نہیں اک پل بھی مجھکو نیند آئی
لگا بیساکھ بس بھاگے نہ چین گھر
برہ کی آگ سلگے ہے پیا رے
بھلا کس طرح مجھکو چین آوے
جلانے کو ادھک میرے جلاوے
کوئی دم بھر جو وہ صورت دکھاوے
کرے پوری جو بھاتا ہے مری آس
ملیں بچھڑے ہوے فضل خدا کر

پیا کے سوگ میں تن من جلا ہی
کہو کس طرح سے دل چین پائے
کٹی ہے رین روتے روتے ساری
سکھی پوچھو نہ کچھ حالت ہماری
پیا کو جا کے اب کوئی لے آوے
سکھی لاگا کنوار اب کیا کروں میں
یہی میری طرف سے نے سندیسا
اگر کچھ بھی مری سنتا بدھاتا
پیا بن سیج سونی موہ نہ بھاوے
سبھی سکھیاں رہیں اپنے مندل میں
گلے سے کون دا ہی مجھکو لگیں
مدن مجھکو ستاتا ہے پیا بن
نہیں ملتا کبھی کچھ آرام کا
لگا اب پوس جاڑا منہ نہ بھاوے
یہ جاڑا جاوے اب کوئی جتن ہے
سکھی جیتا مہینہ پوس کا اب
پیا بن سیج سونی ہے ہماری
مرا پیتم سکھی کس دن گھر آوے
سبر تو ہے مجھے گویا جلاوے
میں اکیلی سب سکھیاں سکھی ری
تہا اب لون میں کس سے ہوری
سکھی ری چیت لاگا کیا کروں میں
رہوں کب تک پیا بن میں دکھی ری
لئے کاگا میں تیری ڈلے جیری
میں گنتی ہوں جو تارے رین جاگ کر
نہیں بیدردنے میری خبر لی
جو دم بھر بھی نہ وہ صورت دکھاوے
نہیں آتا ہے کبھی دل کو چین جی کو
مرے دل کی تمنا سب بر آوے
مہینا لوند کا لاگا سکھی ری
رہیں سب خوش ہوئیں پیاری دعا کر

ہوا دکھ درد سکھ حاصل ہوا ہے	بہت بشاش میرا دل ہوا ہے
کہ اب بھی ہجر کے کچھ دن چین پاؤن	یہ جی میں ہے فدا رب سے مناؤن

عمرو ثانی اُن عورتون کا یہ بارہ ماسہ سن کے اور اُس زن نوجوان
و خوبرو کو دیکھ کے بیتاب ہو گیا دل سینے میں بیچین ہو گیا دل میں کہنے لگا اے عمرو ثانی ان عورتون میں چلنا
چاہیئے اُنکے پاس بیٹھنا چاہیئے اور اس زن خوبرو کے پاس جا کے دیکھنا چاہیئے یہ باتین اپنے
دل میں کہکے اپنے ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب دست بستہ سامنے
آئے اُس نے ذہن میں اپنے اُنمین سے ایک مکر کو پسند کر کے ایک جھاڑی میں پوشیدہ ہو کے اپنی
صورت ایک دیہاتی نوجوان عورت کی دولھن کے مانند بنائی ہندوانہ زیور پہنا لہنگا پھر یا زنبیل سے
نکالکر پہنی اور ایک کرتی بھی رنگین نکال کے پہنی ہٹی کے تیل سے بال سر کے چکنے تر کر کے کنگھی کر کے تر تری
بھلی پٹیان جما کے مانگ سیندور سے بھر کے آئینہ سے اپنی صورت دیکھ کے حسب دلخواہ پا کے
جھاڑی سے روتا پیٹتا ہوا نکل کے طرف اُن عورتون کے روانہ ہوا وہ عورتین جھولا جھول رہین تھین
بارہ ماسہ جو لکھا گیا ہے گا رہی تھین باہم ہنس رہین تھین خصوص وہ زن خوبرو خوش ہو کے مسکرا رہی
تھی اُسی گانے اور خوشی مین سب نے آواز رونے کی جو سنی خاموش ہو کے جھولا ٹھہرا کے ہر طرف دیکھنے
لگین وہ زن خوبرو اُنسے کہنے لگی شاید کوئی عورت درد رسیدہ رو رہی ہے نہین معلوم کس درد مین
مبتلا ہے اور اس طرح روتی ہے کہ دل اُسکے سننے سے درد مند ہوتا ہے ذرا باغ سے نکلکر دیکھو تو کہ
کون ہے اُسے یہان بلا لاؤ مین پوچھونگی کہ تو کس بلا مین مبتلا ہوئی ہے سہیلیان اُسکی اُسکے
کہنے سے جھولے سے اُتر کر چلین تھین کہ دیکھا سامنے سے ایک عورت بھولی صورت نوجوان دیہاتی
نئی دولھن بنی ہوئی روتی پیٹتی سر پر خاک اُڑاتی چلی آتی ہے وہ عورتین اُسے دیکھکر پکارین ای
عورت ادھر آ ہماری بھولی اور ملکہ نسرین گلعذار دختر داؤد شعبدہ باز تجکو بلاتی مین عمرو ثانی
اُنکی تقریر سنکے دل مین تو خوش ہوکہ اب عیاری حسب دلخواہ کر کے انکی حال دریافت کرونگا لیکن
بظاہر زیادہ تر رونے پیٹنے لگا اور نالہ کنان اُنکے پاس گیا وہ ہمراہ لیکر نسرین گلعذار کے پاس گئین
نسرین گلعذار نے پوچھا ای عورت اس طرح کیون روتی ہے کیا تجھپر کچھ مصیبت پڑی ہے عمرو ثانی نے
دیہاتی زبان مین اشکبار ہو کے جواب دیا مجکو میرا شوہر میرے گاؤن سے میکے لیے جاتا تھا اُسکے ساتھ
اُسکے عزیز و احباب بھی تھوڑے سے تھے میرے باپ نے کہ وہ ٹھاکر ہین اور زمیندار بلکہ اُنھین ایک تعلقدار
چھوٹا سا کہنا چاہیے مجھے بیاہ کے میرے خاوند کو کئی ہزار روپیہ نقد دیا تھا اور قسم جہیز سے بھی کچھ دیا
تھا شاید تمنے سُنا ہو میرے باپ کا نام گوشائین ٹھاکر ہے گاؤن اُنھین کا ہے اور اُنکے نام میرے
گاؤن کا کھیڑہ آباد ہے مین ٹھاکرنی ہون نام میرا اُدار ان ہے بڑے ناز و نعمت سے میرے والدین
نے مجھے پرورش کیا ہے ہائے افسوس کل اس جنگل مین رات کو میرے شوہر نے قیام کیا تھا
ڈاکہ زن اور راہزن بہت سے ہتھیار لگائے ہوے آئے اُنھون نے میرے خاوند وغیرہ سب
آدمیون کو قتل کیا روپیہ اسباب سب لوٹ کرلے گئے میری زندگی تھی مین بھاگ کر ایک جھاڑی
مین چھپ رہی تھی جب وہ راہزن لوٹ کے سبکو قتل کر کے چلے گئے تو مین جھاڑی سے نکلکر اپنے
پیا کی لوتھ پر خوب روئی تمام شب روئی کی صبح کو وہان سے روتی پیٹتی اس ارادہ سے

چلی تھی کہ اگر کوئی ملے تو اپنے گاؤن کا اُس سے راستہ پوچھون اور اپنے ماں باپ کے پاس چلی جاؤن تمام حال جو گذرا ہی اُنسے جا کر کہون راہ مین اور تو کوئی نہین ملا سوا تمہارے اگر راہ تمہین میرے گاؤن کی معلوم ہو تو بتا دو کہ مین چلی جاؤن یا کسی کو میرے ساتھ رحم کھا کے کر دو کہ وہ مجھے میرے گاؤن مین پہونچا دے نسرین گلعذار نے اُسکی تقریر سُنکے راست گو اُسے جان کے بہت افسوس کر کے حال پر اُسکے رحم کھا کے کہا اے دولارن اب تو زیادہ گریہ و بکا نکر جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا خداوند کو یہی منظور تھا چندے یہان قیام کرین تجھکو اپنے باپ کے پاس بھیجا دینگی تمام حال تیرا اُن سے کہونگی وہ ایک نامی سردار بہرام شیر شکار بادشاہ ملک شعدہ کے مین ضرور تجھکو تیرے گھر پہونچوا دینگے اور عجب نہین کہ تیرے شوہر وغیرہ کے قاتلون کو تلاش کر کے اُنکو قتل کرین دولارن مذکور یہ تقریر سُنکے گونہ خوش ہوئی رونا موقوف کیا نسرین گلعذار نے واسطے اُسکے دفع رنج و ملال کے کہا اے دولارن آ ہمارے ساتھ جھولے کے پٹڑے پر بیٹھکے جھولا جھول اگر تجھکو گانا آتا ہو تو گا خاوند کے مرجانے کا رنج نکر مرد دے بہت ہین پھر کسی سے شادی کر لینا اُس نے دعا کے جواب دیا اچھا جو تم کہتی ہو ایسا ہی کرونگی اور جھولا جھولنے کو اور گانے کو جو تمنے کہا مجھے اچھی طرح گانا نہین آتا ہی ہان کچھ گا لیتی ہون ایسے وقت مین کیا گاؤن اور کیا جھولا جھولون تم ہی جھولا جھولو مین کھڑی ہون نسرین گلعذار نے ہاتھ اُسکا پکڑ کے جھولے پر بٹھا لیا اور قسم دے کے کہا کوئی غزل اگر تجھکو یاد ہو تو گا اُس نے کہا مین گنوارنی دیہاتی مجھے غزل عزل کہان معلوم ہی ہان اپنی زندگی مین ایک غزل بڑی مشکل سے یاد کی ہی نسرین نے کہا وہی غزل گا ہم یقین ہی کہ وہ غزل عاشقانہ ہوگا نہین ہی اور یہ بھی معلوم ہو کہ تو کس طرح گاتی ہی اُس نے بعد بہت انکار کے اور نسرین کے بہت اصرار سے یہ غزل لحن داؤدی گانا شروع کی غزل حسب مقام تھا

جو غنچہ خاک مین تھا وہ ثمرہ بہرہ ور تھا
ہر شخص تیرے کوچے سے آگاہ ہو گیا
لے اُڑی نے لیا تھا یہ بیشک مسرور تھا
بام مکان یار کا اللہ رے عروج
تھا یہ کہ جیسے کہ سون گریبان دور تھا

دیکھا تو جل کے خاک یہ دورِ طور تھا
یان مجھکو دفن کرنا بھلا کیا ضرور تھا
اک جسے بھی زعوت و یی سے تھی
رفعت مین آسمان تھا رتبہ مین طور تھا

ساقی یہ بیکسی کا چمن مین دور تھا
بڑھ کر جلال سے بھی جمال حضور تھا
بوسہ وہ تھا کہ پھر بھی ہتالین آپکو
اللہ سے بھی آنکو زیادہ غرور تھا
سو بار ہاتھ اُٹھا کے جھاں ضعف رہے

دولارن نے صرف یہی چند شعر اس خوبی سے گائے کہ وہ تمام عورتین ازحد خوش ہوئین اور بہت تعریف اُسکے گانے کی کر کے نسرین گلعذار نے کہا اور کچھ گاؤ ہو اُسکے کہنے سے گانے لگی یہان تو نسرین گلعذار بہ لطف تمام جھولا جھول رہی ہی عمر دشتانی جھولے پر بیٹھا ہوا بصورت زن مذکور تانے مار رہا ہی اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال بہرام شیر شکار کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر شاہی طبل و نقارہ بازگشت بجا کے لشکر کے ہمراہ زردگاہ سپاہ کی طرف روانہ ہوئے تھے بہرام بھی مع اپنی سپاہ کے نہایت شاد و خرم ہو کے داؤد شعبدہ باز کو اپنے ساتھ لیکے جنگاہ سے لشکرگاہ پر گیا تھا اور داخل بارگاہ ہو کے سب سرداروں کو بارگاہ مین طلب کر کے بزم عشرت برپا کر کے میخواری کر کے رقص رقاصان خوبرو کا دیکھ کے گانا اُنکا سن کے عالم نشہ مین داؤد سے مخاطب ہو کے گویا ہوا تھا کہ اے داؤد آج بھی تو نے کار نمایان کیا ہی اُس نے

عرض کیا تھا امید وار انعام کا ہون بہرام شیر شکار نے اُسے خلعت فاخرہ دیا تھا بعد برخاست دربار
اور موقوف ہونے بزم عشرت کے داؤد شعبدہ باز خلعت پہنے ہوے مُرغ زرین بنا ہوا اپنے گھر کی
طرف روانہ ہوا اتفاقاً اب اسکو راہ مین چھوڑ کر احوال اسکی دختر کا درج کیا جاتا ہی کہ جب وہ جھولا جھول
چکی اور دولارن کا گانا خوب سُن چکی اُسکو ہمراہ اپنے لیکے گھر مین آئی بعد تھوڑی دیر کے باپ اُسکا
خلعت پہنے ہوے ہنستا ہوا گھر مین آیا نسرین گلعذار نے پوچھا ای پدر آج یہ خلعت کس طرح پایا
باعث خوشی کا کیا ہوا اُسنے کہا ای دختر مین نے وہ کار نمایان ظہور کیا ہی کہ شاید کسی شعبدہ باز سے ہوسکتا
مین نے نیرنگ شاہ و بدیع الزمان اور اُنکے مردان سپاہ کو ایک شعبدہ کرکے سات چمن بیلے
کے بناکے اُنکو دیوانہ کیا ہی بعدہ لشکر حمزہ ثانی کے بہت سے سردارون اور سوارون کو سات چمن
شعبدہ سے لانے کے پیدا کرکے اُنھین انھین دیوانہ بناکے بٹھا دیا ہی امیر ثانی نقارہ بازگشت بجواکے
میدان جنگ سے چلے گئے نہین تو وہ بھی لانے کے چمنون مین آکے مع اپنے مردان سپاہ کے دیوانہ وار
بیٹھتے بہرام شیر شکار نے میرے کار ہاے نمایان پر نظر کرکے یہ خلعت فاخرہ انعام مین دیا ہی نسرین
گلعذار یہ سن کے خوش ہوئی چونکہ دولارن بھی وہان کھڑی تھی اُسنے بھی تمام تقریر اُسکی سنی داؤد نے
بعد تقریر کرنے کے دولارن کو دیکھکے اپنی دختر سے پوچھا ای نور نظر ای دختر نیک اختر یہ کون عورت
ہی کہان سے آئی ہی اسے کون لایا ہی اُسنے تمام حال اُسکا بیان کرکے کہا یہ عورت خوب گاتی ہی
ذرا اسکا گانا تو سنیے آپ بہت خوش ہو جائیے گا اور خوش ہوکے میری خاطر سے اسکی داد کو
پہونچیے گا اسکے شوہر کے قاتلون کو ڈھونڈھ کے اسکے سامنے قتل کرکے اسکو اسکے گانون مین
پہونچوا دیجیے گا یہ کہکے دولارن سے کہا کچھ گا اُس نے روبرو داؤد کے ایک غزل ملیح داؤد کی
گائی وہ سُن کے از حد خوش ہوا بعد کرنے اُسکی تعریف کے کہنے لگا ای دختر مین تیرے کہنے سے
اسکے قاتلون کو تلاش ضرور کرونگا اور اسکو اسکے گھر پہونچوا دونگا مگر اب کسی عورت کو اپنے
ساتھ نہ لانا نہ کسی عورت مرد کو اپنے گھر مین آنے دینا اس وقت سے گھر کے باہر نجانا کیونکہ امیر ثانی
مع لشکر آئے ہوے ہین اُنکے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ عیار ہین وہ سب نہایت فریب
دہندہ و مکار ہین سُنا ہی کہ وہ عورتون کی سی صورت بناکے عیاری کرتے ہین آج کل امیر ثانی
سے لڑائی ہو رہی ہی ہم اُنکے دشمن ہین وہ ہمارے عدو ہین ایسا نہو کہ اُنکے لشکر کا کوئی عیار
صورت تبدیل کرکے عورت بنکے تیرے پاس آئے اور تجھے بیہوش کرکے لیجائے گھر لوٹ لے
دشمن سے جا تک ہوسکے انسان ڈرتا رہی اور اپنی حفاظت خود کرتا رہے نسرین گلعذار نے
جواب دیا مین آپکے کہنے پر عمل کرونگی اب کسی عورت کو گھر مین نہ لاؤنگی نہ کہین جاؤنگی نہ کسی کو
اپنے گھر مین آنے دونگی داؤد شعبدہ باز اسکی تقریر سنکے خاموش رہا جب شب ہوئی نسرین گلعذار
اپنی خوابگاہ مین جاکے مسہری پر لیٹی دولارن نے پاؤن دبانے اور پنکھا جھلنے کا ارادہ کیا اُسنے پہلے تو
منع کیا بعد ازان کہا اچھا پنکھا جھلو وہ پنکھا جھلنے لگی جب نسرین سو رہی عمرو ثانی نے بیہوشی اُسے
سونگھاکے بیہوش کیا اور اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر کہا ای خواجہ اسے نذر زنبیل کرلو یہ نہایت حسین
ہی اگر تو اسے کسی سردار کو دکھائے گا تو وہ اسکے عوض مین تجھے ہزارون روپیہ دیگا اور

اگر کوئی اسکا طلبگار نہوگا تو خود ہی اس سے ہمکنار ہونا اسکو مسلمان کرکے اپنی ازدواج مین داخل
کرتا یہ کہکے اُسے داخل زنبیل کیا بعدہ صورت اپنی بشکل نسرین گلعذار بنا کے اُسکی پوشاک پہن
اور رضوان بن عمرو کو زنبیل سے نکال کے ہوشیار کرکے بصورت دولارن بنا کے مسہری پر لیٹ
رہا جب صبح ہوئی مسہری سے اُٹھ کر روبرو داؤد شعبدہ باز کے جا کے اُسے سلام کیا اُسنے دعائے
طول عمر دے کے خوش ہو کے اپنے پاس بٹھایا نسرین گلعذار نقلی نے داؤد سے پوچھا کہ تو بتائیے
کہ جو شعبدہ آپنے کیا ہے وہ کیونکر کیا ہے اگر اُسے کوئی مٹانا چاہے تو کیونکر مٹائے اہل اسلام تو اُن
چمنون کے مٹانے کی اور اُن دیوانون کے ہوش مین لانے کی تدبیر کرتے ہونگے داؤد شعبدہ باز
نے ہنسکر جواب دیا اے دختر یہ شعبدہ مجکو نہیں معلوم ہے اس وقت کو فرصت نہیں ہے پھر کسی وقت
یہ شعبدہ تجھے بتادونگا یہ کہکے اپنی جیب سے سات دانے مانند گوہر آبدار کے اور سات دانے مثل
دانہاے یاقوت کے نکالے اُنھین دکھا کے کہا اگر اُن چمنون کو مٹا دینا منظور ہو تو پہلے کے چمنون
پر یہ گوہر مصنوعی مارے فی الفور وہ سب چمن مانند خس وخاشاک کے جلنے لگین گے دھوان پیدا
ہوگا وہ دھوان جس دیوانے کے دماغ مین سرایت کریگا فوراً ہوش مین آجائیگا اسی طرح یہ
دانہاے یاقوت نقلی اگر لا کے چمنون پر مارے جائین تو انکا بھی وہی حال ہوگا جیسا پہلے کے
چمنون کا حال بیان کیا ہے نسرین گلعذار نے کہا ذرا مجھے یہ سب دانے دکھلائیے آخرش وہ جو وہ دا
اُسے دیے اُسنے انکو دیکھکر چالاکی سے نظر اُسکی بچا کے اور دانے ویسے ہی زنبیل سے
نکالکر داؤد کے حوالے کیے اور داؤد نے جو دانے دیے تھے انکو زنبیل مین داخل کرکے کہا
مین نے ان دانون کو تو دیکھا مگر انکے بنانے کی ترکیب بتادیجیگا اُسنے اقرار کیا اور وہ دانے
مصنوعی نسرین نقلی سے لیکر واسطے کسی ضرورت کے گھر سے باہر گیا خواجہ نے اُسکے جاتے ہی
جال الیاسی زنبیل سے نکالکر تمام اُسکے گھر کے مال واسباب پر ہاتھ مارنا شروع کیا ایک ہی دم مین
کل مال واسباب داخل زنبیل کر لیا سواے نقش بوریہ کے اور کچھ زمین پر چھوڑا بعد لوٹنے مال
واسباب مذکور کے صورت اپنی تبدیل کرکے گھر سے نکل کے مع رضوان بن عمرو جانب بہرام شیرشکار
روانہ ہوا داؤد شعبدہ باز بعد تھوڑی دیر کے اپنے گھر مین آیا دیکھا نسرین گلعذار نہیں ہے
اور گھر مین کوئی شے مال واسباب کی قسم سے نہیں ہے یہ حال دیکھکر نہایت حیران وغمگین ہوکر بار بار
اپنی دختر کو پکارنے لگا باین خیال کہ شاید کوٹھے پر ہو یا کسی حجرے مین ہو جب صداے دختر نہ سنی
سمجھا کہ دولارن جو گھر مین آئی تھی وہ عورت نہ تھی یقیناً کوئی عیار لشکر امیر ثانی کا تھا اس نے
یہان آکے عیاری کی میری دختر کو اور تمام مال واسباب کو لیگیا ہے یہ سمجھ کے رنج وغم سے مانند دیوانون
کے ہوگیا آخرکار اپنے گھر سے روتا پیٹتا ہوا بارگاہ بہرام شیرشکار مین اُس وقت پہنچا کہ بہرام مذکور تخت پر
بیٹھا تھا اہل دربار بھی تمام حاضر دربار تھے لاجور دشاہ وصلصال وغلغال وتنجگان بھی بیٹھے
تھے بہرام شیرشکار نے اسے نالان وگریان دیکھکر گھبرا کے پوچھا اے داؤد شعبدہ باز خیر تو ہے
تیرے رونے پیٹنے کا کیا سبب ہے اُسنے ضبط گریہ کرکے عرض کیا حضور مین لٹ گیا گھر تباہ وبرباد
ہوگیا وہ دختر میری جو حسن وجمال مین عدیم النظیر تھی اُسے کوئی لیگیا گھر کو بھی لوٹ لے گیا جسکا

مال و اسباب اس طرح سے لے گیا کہ ایک تنکا بھی باقی نہ رہا اب مین اس صدمۂ جانکاہ سے جلد مر جاؤنگا اے خداوند میری فریاد کو پہونچیے دختر سے مجھکو ملا دیجیے جملہ مال و اسباب اور وہ خلعت جو کل آپنے مجھے دیا تھا کسی تدبیر سے مجھے جو لیگیا ہی اس سے دلوا دیجیے بہرام شیر شکار یہ حال سنکے دنگ ہو گیا بختگان تمام حال سنکے کچھ سمجھ کے لاجورد شاہ کی طرف دیکھکر مسکرایا اُس نے اشارہ سے کہا خاموش رہنا کچھ بھی نہ کہنا بختگان تو لاجورد شاہ کے کہنے سے خاموش رہا لیکن بہرام شیر شکار نے بعد حیرت بسیار کے پوچھا اے دادخواہ یہ بھی کچھ تجھکو معلوم ہی کہ تیرے گھر مین کوئی آیا تھا اُس نے عرض کیا اے خداوند نعمت میری دختر باغ مین جھولا جھولنے کو گئی تھی جب گھر مین آئی تھی تو ایک عورت کہ نام اُسکا دولارن تھا اُسے ہمراہ اپنے لائی تھی وہ خوش آواز بہت تھی خوب گاتی تھی بہرام شیر شکار نے پوچھا کہ وہ دانے گوہر و یاقوت کے جو منا دینے والے بیلے اور لالے کے چمنون کے ہین وہ بھی تیرے پاس ہین یا انکو بھی لوٹ کے کھو دیا اُس نے عرض کیا دانہائے مذکور میرے پاس ہین لیکن انہین اب شک پایا جاتا ہی کہ اصلی ہین یا نقلی ہین کیونکہ آج وقت سحر میری دختر نے خلاف عادت اول اس شعبدہ کا لو چھا تھا اور دانہائے گوہر و یاقوت مصنوعی جو مین نے برائے چمنہائے لالہ و بیلہ تیار کیے تھے مجھسے طلب کرکے اُس نے تا دیر غور سے دیکھکر مجھے دیدیے تھے کیا عجب ہی کہ دانے بھی تبدیل کیے ہون سمجھ گو عیار بصورت دختر مین گلفروش کے بیٹھا ہو بہرام یہ حال تمام و کمال سنکے غرق دریائے فکر ہوا دل مین کہنے لگا اے بہرام اب کیا تدبیر کرنا چاہیے کیونکر اُسکی دختر اُس عیار سے لیکر اُسکے حوالہ کرنا چاہیے یہ بھی نہین معلوم کہ اُس عیار کا کیا نام ہی عیار تو لشکر امیر ثانی مین ہزارہا ہین ابھی بہرام دریائے فکر مین غوطہ زن تھا ناگاہ بختگان بیٹھے بیٹھے اور حال سنتے سنتے تاب ضبط نہ لا سکا بے اختیار مسکرا کے کہنے لگا اے دادخواہ اب کیا روتے پیٹتے ہو فریادرسی کو یہان آئے ہو جاؤ صبر کرو اب دختر تمھاری اور مال و اسباب تمھارا تمھین نہ ملیگا ہمارے خداوند و مالک عمرو ثانی ای توبہ جناب مستطاب شاہ عیاران جہان سرگروہ مکاران بعنوان عمرو بن امیہ ضمیری کے خواجہ عمرو ثانی ہین وہی جناب تشریف لائے ہونگے تمھاری دختر چونکہ بہت حسین تھی اُسے پسند کرکے بیہوش کرکے داخل زنبیل کرکے دانہائے گوہر و یاقوت کو بدل کے گھر کے اسباب کو لوٹ کے عیاری کرکے چلے گئے ہونگے اب اُنسے دختر کا ملنا اور مال اسباب واپس لینا ممکن ہی نہین وہ جناب جو چیز داخل زنبیل کر لیتے ہین پھر نہین دیتے ہین اب اس رونے سے کیا فائدہ ہی جو ہونا تھا وہ ہو چکا فکر اپنے جان و ایمان کی کرو مجھے عقل سے معلوم ہو گیا ہی کہ اب بیلے کے چمن اور لالے کے چمن کن دانون سے وہ جناب شاد ہونگے سبکو بیہوش دوا سے بن لائینگے کسی دن عیاری کرکے تمھین پکڑ لینگے داخل زنبیل کرکے جائینگے اپنے لشکر مین پہونچکر تمکو زنبیل سے نکال کر ستون بارگاہ مین باندھ کے ہدایت کرینگے اگر تم مسلمان ہوے تو خیر ورنہ تمکو قتل کر ڈالینگے اُنکی ذات سے دیکھیے بیان کیا کیا ہوتا ہی یہ تو ایک ادنیٰ عیاری ان جناب نے یہان آکے بیلے کی ہی نمونہ اپنی عیاریون کا گویا دکھایا ہی اگر تمکو ان دانہائے گوہر و یاقوت مین شک ہی تو اُنکا امتحان اپنے طور سے کر لو میرے نزدیک تو وہ دانے مصنوعی ہونگے اصلی دانے جو تمنے بنائے تھے خواجہ لے گئے ہونگے بختگان یہ آخر بہ ہنس ہنس کے کرتا تھا اور چارطرف دیکھکر یہ بھی کہتا جاتا تھا اے خواجہ

عمرو ثانی اگر آپ یہان تشریف رکھتے ہون تو میری تقریر بگوش سن لیجیے دیکھیے مین نے ابھی تک کوئی کلمہ
آپ کے خلاف شان نہین کہا ہے صرف آپکی تعریف کی ہے مجھے رنجیدہ ہوکے درپے میری ایذا رسانی کے
نہو جیئگا مین آپکا ایک خادم و تابعدار خیرخواہ ہون چونکہ عمرو ثانی اور رضوان بن عمرو دونون بصورت
خدمتگار بارگاہ بہرام شیر شکار مین موجود تھے کھڑے ہوے ہر ایک کی تقریر سن رہے تھے بختگان کی
گفتگو سن کے رضوان بن عمرو سے باشارہ کہنے لگے دیکھو یہ نالائق و شریر کیسی باتین کر رہا ہے رضوان بھی
باشارہ جواب دیتا تھا واقعی یہ مسخرہ از حد شریر ہے آپ اسکی تقریر سنے جایئے ابھی رضوان عمرو ثانی
سے باشارہ ہم سخن تھا بختگان کہی رہا تھا عمرو ثانی کو ہر ایک طرف دیکھ رہا تھا یکایک بہرام شیر شکار
نے داؤد شعبدہ باز سے کہا اے داؤد بختگان سچ کہتا ہے رونا موقوف کر صبر کر جو ہونا تھا وہ ہوا اب
ان دانہاے گوہر و یاقوت کو نکال کے انکا امتحان کر دیکھ تو بدل گئے ہین یا نہین داؤد شعبدہ باز
نے وہ دانے اپنی جیب سے کہ ایک ڈبیا مین بحفاظت تمام رکھے تھے انھین نکال کے روبرو بہرام
شیر شکار کے سب دانے بالاے تخت زور سے مارے دانون نے تخت پر گرتے ہی مانند پٹاخون یا
پڑاقون کے آوازین دی انہین سے مانند گندھک اور شورہ اور بارود دہکنے لگے دھوان مانند دود بیہوشی
نکلا اور وہ بارگاہ مین تھوڑی دور تک پھیلا جسکے دماغ تک پہونچا وہ چھینک کر فرش پر گر گئے
بیہوش ہوا چنانچہ داؤد شعبدہ باز اور بہرام شیر شکار اور بہت سے اُسکے لشکر کے سردار بیہوش ہو کے
فرش پر گرے یہ حال دیکھکر اہل دربار جو بیہوش نہین ہوے تھے واسطے اُٹھانے بہرام شیر شکار کے
گئے تھے اُس ہنگامہ مین عمرو ثانی نے چالاکی سے بہرام شیر شکار اور داؤد شعبدہ باز اور دو چار اسکے
لشکر کے سردارون کو اُٹھا اُٹھا کے نذر زنبیل کیا خود بیہوش نہوا کیونکہ رضوان بن عمرو اور عمرو
ثانی نے روئی اپنے اپنے سوراخ بینی مین رکھ لی تھی غرض اس ہنگامہ مین اور اُس دود بیہوشی کی تاریکی
مین کسی نے عمرو ثانی کو بہرام و داؤد وغیرہ کو نذر زنبیل کرتے نہ دیکھا جب عمرو ثانی ان نابکارون
کو نذر زنبیل کر چکا رضوان بن عمرو سے کہا اب موقع یہان ٹھہرنے کا نہین ہے اور کچھ فائدہ بھی نہین
ہے جو منظور تھا وہ کام کر چکے یہان سے اپنے لشکر کی طرف چلو وہ عمرو ثانی کے اشارہ سے ہمراہ خواجہ
کے چلا عمرو ثانی نے بارگاہ سے جاتے وقت بختگان کے سر پہ اسے رفیدہ اتار کے ڈھول مار کے کہا
او نابکار تو نے تو شرارت کی تھی لیکن تیری شرارت سے کچھ نہوا تو نے مجھے نہ پہچانا مین یہان موجود تھا
دیکھ یون عیاری کرتے ہین بہرام شیر شکار اور داؤد وغیرہ کو زنبیل مین ڈالکر لیے جاتے ہین اگر تیرے
خلاف ہو تو تجھکو بھی زنبیل مین ڈالکر لے جائین اس نے سر اپنا سہلا کر ہاتھ جوڑ کر کہا آپنے بہت مناسب
کیا کہ بہرام شیر شکار اور داؤد نابکار کو داخل زنبیل کر لیا ان نالایقون کی یہی سزا تھی مین تو آپکا
تابعدار ہون مجھسے خفا نہو جیے ایک ڈھول لگائی ہے دو چار اور لگا لیجیے لیکن داخل زنبیل نہ کیجیے
میرے حال پر رحم کیجیے مجھسے اشرفیان جو مین نے خاص آپکے واسطے اتنی مدت مین جمع کی ہین لے
لیجیے یہ کہکے اشرفیان پیش کین خواجہ نے جلد اشرفیان اُس سے لیکر داخل زنبیل کرکے ہمراہ رضوان کے
بصورت خدمتگار اُس ہنگامہ مین بارگاہ سے یہ کہتے ہوے باہر نکلے کہ یارو جلد آؤ بارگاہ مین ہنگامہ ہے
نہین معلوم کیا واقعہ ہے یہ کہتے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے ہمراہ رضوان بن عمرو کے چلے اپنے

سوراخ بینی مین رکھے ہوے اندر اُن چمنون کے گئے ہیلے گوہر کے مانند جو دانے تھے اُنھین نکال کے ہیلے کے چمنون پر زور سے مارا اُنکے مارنے سے اُن ہیلے کے چمنون پر دفعتًا ایسی خزان آئی کہ وہ مانند خس وخاشاک کے جلنے لگے اور مانند آتشبازی کے چھوٹنے لگے دھوان اُٹھنے لگا وہ دھوان شیرنگ شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ جملہ اشخاص کے جو دماغ مین پہونچا دیوانگی اُنکی زائل ہوئی سبکو ہوش آیا ہرایک نے غور سے اپنے حال پر نظر کی دیکھا ہم خاک پر بیٹھے ہوے ہین کپڑے پھٹے پہنے ہین سر پر خاک پڑی ہی آلات حرب وضرب زمین پر پڑے ہوے ہین گھوڑے ہمارے کھڑے ہوے ہین یہ حال دیکھکر سب متحیر ہوے باہم کہنے لگے ہم یہان کیون آئے اور یہان کیون بیٹھے عمرو ثانی نے صورت اصلی اپنی اُنھین دکھاکے کہا تم سب کو داؤد شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے دیوانہ کردیا تھا مین نے عیاری کرکے دانے گوہر کے اُس سے لیکے ان چمنون پر مار کے تمھین ہوشیار کیا ہی اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا یہ چمن مدام تر وتازہ رہتے اور تم دیوانون کے مانند ہمیشہ اسی جگہ بیٹھے رہتے یا ہلاک ہوجاتے سب نے یہ سنکے خواجہ کی بہت تعریف کی پھر ہرایک ہتھیار اپنے اُٹھاکے اپنے اپنے مرکب پر سوار ہوکر جانب لشکرگاہ امیر ثانی چلا خواجہ نے اسی طرح اُن لالے کے چمنون مین جاکے وہ دانے یاقوت کے چمنون پر مارکے اُنکو مانند ہیلے کے چمنون کے مٹاکے جملہ سردارون اور سوارون کو جو اُن چمنون مین بیٹھے تھے ہوشیار کیا وہ سب بھی ہوشیار ہوکے اپنے تئین خاک پر بیٹھا دیکھکے ازحد متحیر ہوے عمرو ثانی نے اُنسے بھی کہا کہ تم کو داؤد شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے دیوانہ کردیا تھا مین نے جب شعبدہ گیا ہی تب تمکو ہوش آیا ہی اب یہان سے لشکر امیر ثانی مین چلو کہ بالفعل لشکر امیر با توقیر کا یہین اُترا ہی تم بھی ہمراہ لشکر آئے تھے اب تو ہوش مین آئے ہو یاد کرو سب نے کہا ای خواجہ تمنے کار نمایان کیا واقعی ہم ساتھ لشکر امیر ثانی کے آئے تھے اے غضب اُنسے منہ موڑکے یہان بیٹھے تھے یہ کہکے خاک سے اُٹھکر گرد وغبار کو اپنے پھٹے ہوے کپڑون سے دور کرکے ہتھیار اپنے اُٹھاکے مرکبون پر سوار ہوکے ہمراہ خواجہ وشیرنگ شاہ وبدیع الزمان وغیرہ کے باتین کرتے ہوے احوال پوچھتے ہوے سمت لشکرگاہ امیر ثانی روانہ ہوے ادھر امیر ثانی دربار بادشاہ لشکر اسلام مین ذنگل پر بیٹھے ہوے تھے اور تمام سردار بھی موجود تھے برائے دریافت حال امیر ثانی اُن سردارون سے مخاطب ہوکے کہہ رہے تھے کہ عمرو ثانی کل سے روپیہ جمع کرکے چلا گیا ہی ابھی تک نہین آیا ہی معلوم نہین اُنکے حال کیا کیا اسوقت ارادہ یہ ہی کہ چند ہرکارون کو لشکر بہرام شیر شکار مین روانہ کرین سرداران لشکر عرض کرتے ہین کہ رائے آپکی ہم پسند کرتے ہین ہرکارون کو روانہ کیجیے یا حکم دیجیے کہ ہم دلیرانہ دربار بہرام شیر شکار مین جائین حال خواجہ کا بھی دریافت کرین اور بہرام کو اگر ممکن ہو تو گرفتار کرین ہنوز امیر ثانی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ چند ہرکارے نہایت خندان وفرحان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے اس طرح ثنا ودعاے بادشاہ لشکر اسلام اپنی زبان پر لائے نظم مستحسن ہذا شروع کی

نظم

ای خسرو یکہ تاز ہم چرخ تگ نزد
برزخ عبیر ورونق تاتار شکنند
بر نردبان رفعت تو وہم کی رسد

کس پیش حضرت تو صف بار شکند
لا ابوے لطف تو مشاطہ چمن
تاصد ہزار پایہ پندار شکنند

بے مایہ محاسن خلق تو باد صبح
زلف بنفشہ بررخ گلزار شکنند
با جو دید مرغ تو نسبت درست کرد

نقدی کہ در ترازوے عیار نشکند
طاق عمارت تو سعادت چنان نہاد
الا سر عدوے تو دیوار نشکند
کس با تو نیز نکند تا صداے کوہ
جز در دہان خصم تو زنہار نشکند
شب مگذرد کہ صورت تیغ خیال خواب
تا نجاش آز صدمۂ ناہار نشکند
ہر صبح جز براے سر انتشار البقت
این علت آلت است کہ در کار نشکند
شاہے کہ سایہ داری عطفش بعد اے
تا روز حشر گنبد دوار نشکند
با تو کدام خصم نبرد و بکار زار
از ہیبت تو در دم کہسار نشکند
تیغ تو صف دشمن و حکم تو دست چرخ
اندر دماغ فتنۂ بیدار نشکند
پشت فلک ز بہر ربودن کجا خمد
گردون درم ز بیزر و دینار نشکند
دائم اساس عمر چنان استوار باد
از تندباد حادثہ ہا خار نشکند
در خانہ کہ گرز تو کوبد در اجل
ہرگز دگر ز حملۂ تو زار نشکند
زنہار نیزۂ تو چہ ماریست کز بانش
آسان اگر بہ بندد و دشوار نشکند
حاضر بخوان کہ متت کہ شود طمع
تا نعل نقرہ جنگ تو مسمار نشکند
تا نقش بند گسوت این چار کارگاہ
از ہفت در نگردد و از چار نشکند

یہ ثنا و دعا کرکے پھر زبان اُردو مین اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ جمجاہ مبارک ہو کہ اس وقت
خواجہ عمرو ثانی نے عیاری کرکے بیلے اور لالے کے جیتون کو شایاہی جملہ سوار و سردار ہوشیار ہوکے
ہمراہ خواجہ کے اس طرف آتے ہین یہ کہکے ہرکارے تو بارگاہ سلیمانی سے باہر گئے لیکن بادشاہ لشکر اسلام
نے بہت خوش ہوکے جانب امیر ثانی دیکھکر اشارہ کیا امیر باتوقیر نے اشارہ کہ بادشاہ اسلام سے
اکثر سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ واسطے استقبال بدیع الزمان و نیرنگ شاہ و دیگر سرداران
نامی و نامور کے جائین اور انکو یہان لائین حسب الحکم سرداران مذکور اس وقت روانہ ہوے اور
استقبال کرکے سرداران موصوف کو بارگاہ سلیمانی مین لائے نیرنگ شاہ وغیرہ نے بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی عالی مقام کو سلام کیا بعدہ حکم و اشارہ کہ بادشاہ موصوف سے وہ سب دنگلون پر بیٹھے عمرو ثانی
نے بعد سلام کرنے کے امیر ثانی سے وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور کہا ای امیر ثانی مین بہرام شیر شکار
اور داؤد شعبدہ باز اور اسکی دختر نسرین گلعذار وغیرہ کو بھی عیاری کرکے بیہوش کرکے زنبیل مین
ڈالکر لے آیا ہون امیر ثانی نے خوش ہوکے فرمایا انکو زنبیل سے نکال کے ستون بارگاہ سے باندھ کے
ہوشیار کرکے ہدایت کرو عمرو ثانی نے حسب ارشاد اُن سبکو زنبیل سے نکال کے ستون مین باندھا پھر
اُن سب کو فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کے ہوشیار کیا اور کوڑا ہاتھ مین لیکر قریب اُنکے کھڑے ہوکر اُن کو
ہدایت کرنے لگے انھون نے غفلت سے ہوشیار ہوکے اپنے تئین ستون سے بندھا دیکھ کے امیر ثانی وغیرہ پر نظر
کرکے تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سن کے اپنے دلون مین کہا کہ ہمارا یہ حال ہوگیا اور خداوند تمثال آئینہ رو
نے کچھ ہماری خبر نہ لی ہمکو اپنی قدرت سے نہ بچایا یہانتک کہ ہم گرفتار ہوگئے اور خداوند نے اپنی قدرت
نمائی نہ کی اس امر سے انکی غفلت سے یقین ہوگیا کہ وہ قابل سجدہ و پرستش نہین ہین بس لایق سجدہ وہی خدا ہے
جسکی حمد و ثنا ابھی عمرو ثانی نے ہمارے روبرو کی ہے یہ باتین دل مین کرکے سب کے پہلے بہرام شیر شکار
نے جانب امیر ثانی دیکھکر اُنسے مخاطب ہوکے عرض کیا کہ ای امیر ثانی آپ ہمکو کلمہ پڑھائیے مسلمان کیجیے
بیشک آپکا دین و مذہب حق ہے اب ہم سمجھے کہ ہمارا دین اچھا نہ تھا اتنی مدت تک کافر رہے تمثال
آئینہ رو کو خداوند سمجھا کیے اُسے سجدہ کیا کیے امیر ثانی نے بہرام شیر شکار کی تقریر سن کے بہت خوش
ہوکے خواجہ سے فرمایا اسے کھول دو خواجہ نے ستون سے اُسے کھول دیا وہ قدم بادشاہ لشکر اسلام و

امیر ثانی پر گرا شاہ موصوف و امیر ثانی نے سر اُسکا اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگایا بعدہ امیر ثانی نے
اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا امیر ثانی نے اشارۂ بادشاہ سے بیٹھنے
کو فرمایا اور کہا اگر تمھارا دل چاہے جانب دست راست بیٹھو یا جانب دست چپ ڈنگل پر بیٹھو اُس نے
جانب دست راست و چپ دیکھ کے عرض کیا مین جانب دست چپ بیٹھونگا امیر ثانی نے واسطے اُسکے
ڈنگل بچھوا دیا وہ سلام کرکے اُس ڈنگل پر بیٹھا سرداران دست چپ خوش ہوئے خصوص بادشاہ
لشکر اسلام کہ ہوا خواہ و طرفدار زیادہ تر سرداران دست چپ کے تھے شادمان ہوئے سرداران دست
راست نے اُسکی طرف سے منھ پھیر کر باہم کہا یہ نالائق تھا خوب ہوا کہ ہم مین شامل نہوا ابھی سرداران دست
راست اسی طور سے باہم باشارہ باتین کر رہے تھے کہ بہرام شیر شکار نے داؤد شعبدہ باز وغیرہ اپنے
لشکر کے سرداروں سے مخاطب ہوکے بآواز بلند کہا کہ اے بہادرو مین تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو گیا اگر تمھارا دل
چاہے تو تم بھی میری طرح مسلمان ہو جاؤ تمھارے حق مین اچھا ہوگا دنیا و دین مین نفع ہوگا آیندہ تمکو
اختیار ہے سبھون نے یک زبان ہوکر عرض کیا جب آپ مسلمان ہوے تو ہم بھی مسلمان ہونگے بہرام شیر شکار
نے خوش ہوکے جانب امیر ثانی دیکھا امیر با توقیر نے خواجہ سے کہا ان سبکو لیکر کلمہ پڑھاؤ خواجہ
نے حکم کی تعمیل کی وہ سب صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے سرداران سپاہ تو ماتحت بہرام
شیر شکار اپنے بادشاہ کے حکم امیر ثانی سے بعد رخصت ڈنگلوں پر بیٹھے اور لشکر مین گلعذار حکم امیر سے
ایک خیمہ مین گئی امیر ثانی نے اس وقت عالم خوشی مین ساقیوں کو طلب کیا ارباب نشاط کو بھی یاد جب
ساقی آئے شراب ناب کو جامہاے بلوری مین پلانے لگے ارباب نشاط ناچنے اور گانے لگے سب سرور
ہونے لگے یہان تو جام کی گردش مین ہے ارباب نشاط گا رہے ہین سب بیٹھے ہوے سن رہے ہین
خواجہ عمرو ثانی کو امیر ثانی نے خوش ہوکے انعام کثیر دیا ہے خواجہ زنبیل مین زر و جواہر بھر رہے ہین
اپنی کرسی جہر پر بیٹھے ہین لیکن اب حال لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ
عیاری کرکے بہرام شیر شکار وغیرہ کو دن دہاڑے سر دربار زنبیل مین ڈالکر لے آئے تھوڑی دیر تک
بارگاہ بہرام شیر شکار مین ایک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے ہر ایک اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا
بہرام شیر شکار نہین ہے داؤد بھی غائب ہے اور چند سردار بھی نہین ہین یہ دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے یہ
کیا واقعہ ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے بختگان نے اُن سب سے کہا تمھارے بادشاہ کو اور داؤد شعبدہ باز
کو عمرو ثانی عیار امیر ثانی یہان آکے لیگیا ہے کیا قتل ہو ہوشیار رہو یا تو یہان سے کسی طرف بھاگ
جاؤ یا یہین رہو تمکو اپنے فعل کا اختیار ہے ہم تو اب یہان نہ رہینگے یہ کہکے لاجورد شاہ و صلصال سے
کہنے لگا اب یہان سے اور کسی طرف بھاگیے ورنہ گرفتار ہو جائیےگا لاجورد شاہ یہ سنکے متردد ہوا
اس اثنا مین لاجورد شاہ نے خبر پائی کہ بہرام شیر شکار مسلمان ہوگیا ہے بارگاہ سلیمانی مین ڈنگل پر
بیٹھا ہوا ہے یہ خبر سنکے صلصال و بختگان سے پوچھنے لگا اب یہان سے کس طرف گریزان ہون صلصال
نے جواب دیا جدھر مناسب ہو بختگان نے کہا یہ ملک شعبدہ تو اول ملک تھا اسی طرح ابھی پانچ چھ
اور ملک ہین کہ تمثال آئینہ رو نے اُنہین آباد کیا ہے یہ ملک تو گویا امیر ثانی کے قبضہ مین آگیا
بادشاہ یہان کا اُنکا مطیع ہوگیا اب دوسرے ملک شعبدہ مین یہان سے چلیے

مین نے سنا ہے کہ دوسرے ملک کا نام کہرانیہ ہے یہ بہرامیہ تھا لاجورد شاہ موافق راے نجتگان کے
بولا مینے تقدیر گریز کی ہے یہ کہکے ہمراہ صلصال و خلخال کے مع فوج جانب ملک کہرانیہ روانہ ہوا
نجتگان بھی اُسکے ہمراہ رکاب ہوا یہ نابکار تو جانب کہرانیہ روانہ ہوا ہے احوال اسکا پھر لکھا جائیگا مگر
اب حال بہرام شیر شکار و امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب زمانہ دوپہر کا ارباب نشاط کو رقص و نغمہ کرنے مین
گذرا امیر ثانی نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام جملہ ارباب نشاط کو انعام دلواکر رخصت کیا اس وقت بہرام
شیر شکار نے اپنے دنگل سے اُٹھکے امیر ثانی سے عرض کیا کہ اگر مناسب طبع عالی ہو تو میرے
ملک مین مع لشکر تشریف لیچلیے اہل شہر کو مسلمان کیجیے شہر کی سیر کیجیے حمزہ ثانی نے اُسکی عرض قبول
کرکے اُس جگہ سے مع تمامی لشکر کوچ کرکے شہر بہرامیہ مین گئے بہرام شیر شکار نے عرض کیا اب
بادشاہ لشکر اسلام میرے تخت پر جلوہ فرما ہون یا آپ تخت پر بیٹھین امیر ثانی نے جواب دیا یہ تخت و
تاج تمہارا تمکو مبارک ہو نہین اس تمہارے تخت حکومت پر بیٹھونگا نہ بادشاہ موصوف رونق افزا
ہونگے تخت و تاج و حکومت کی ہوس نہین ہے ہم لوگ تو ترقی دین اسلام کی کوشش کرتے ہین یہانتک تعاقب
لاجورد شاہ مین آئے ہین یہ کہکے بہرام شیر شکار کو باشارہ بادشاہ لشکر اسلام تخت پر بٹھلا دیا اور
خود دربار بہرام مذکور مین ایک دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اسلام اپنے تخت پر رونق افزا ہوے جملہ
سرداران لشکر اعلے قدر مراتب بیٹھے اُس وقت بہرام نے منادی تمام شہر مین کرائی کہ ہر ایک زن و مرد
مسلمان ہو جو مسلمان نہوگا وہ قتل کیا جائیگا اسکے منادی کرانے سے تمام مردمان شہر مسلمان ہوے کچھ کافر
سیاہ قلب جانب کہرانیہ چلے گئے جب شہر بہرامیہ مین جملہ مردمان شہر مسلمان ہو چکے مساجد بنانے مین
معروف ہوے امیر ثانی نے بہرام شیر شکار سے حال لاجورد شاہ و صلصال کا دریافت کیا اُسنے
عرض کیا لاجورد شاہ اور صلصال تو قبل میرے یہان آنے کے یہان سے بھاگ کر کسی طرف گئے
ہین مین نے اپنے اہل دربار سے سنا ہے امیر ثانی نے یہ حال سن کے ہرکارون کو اسوقت طلب
کرکے اُنسے کہا جلد جاؤ لاجورد شاہ و صلصال کی خبر دریافت کرکے یہان آؤ وہ حسب الحکم
اسیوقت روانہ ہوے یہان بہرام شیر شکار دعوت و ضیافت امیر ثانی وغیرہ مین سرگرم ہوا بزم
عشرت بھی آراستہ کرائی یہان تو بہرام شیر شکار دعوت و ضیافت امیر ثانی اور اُنکے تمامی لشکر کی
کررہا ہے امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے مین رقص و نغمہ ارباب نشاط کا دیکھ رہے گانا سن رہے ہین
جام مے گردش مین ہے لیکن اب حال لاجورد شاہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ یہ نابکار مردود جو ملک بہرامیہ
سے بھاگا تھا کئی روز تک شب و روز اُسکو بھاگنے مین گذرے بعد چند روز کے ایک روز وقت شام
سرحد ملک کہرانیہ پر پہونچا ہرکارون نے کہران شیر سوار کو لاجورد شاہ و صلصال کے آنے سے
آگاہ کیا اُس نے بخیال اسکے کہ جو بادشاہ کسی شاہ و شہریار سے شکست کھاکے کسی ملک کے بادشاہ
کے پاس براے پناہ جاتا ہے تو وہ شہریار اُسے پناہ دیتا ہے پس اُسی وقت اپنے وزرا امرا و سرداران
لشکر کو واسطے استقبال لاجورد شاہ کے روانہ کیا وہ سب گئے اور لاجورد شاہ اور صلصال و
خلخال و نجتگان کو اپنے ہمراہ بعزت تمام دربار کہران شیر سوار مین لاے شاہ مذکور نے اپنے تخت
سے اُٹھکر لاجورد شاہ و صلصال کی تعظیم کی بعدہ قریب اپنے تخت حکومت کے بعزت و حرمت

انھین بٹھایا صلصال و نجتگان کو بھی موافق اُنکی لیاقت کے دربار مین جگہ دی بعد اُسکے ساقیون کو
طلب کیا اُنھون نے دربار مین کشتیان شراب ناب کی لاکے ساغر بلوری مین شراب بھر بھر کے لاجورد شاہ
وصلصال وغیرہ کو دی ہر ایک نے شراب پی جب سب خوب شراب ناب پی چکے اور دماغ اُنکا بادہ ناب سے
گرم ہوا ساقی تو دربار سے چلے گئے مگر کہران شیرسوار نے عالم نشہ مین لاجورد شاہ وصلصال سے جو
دال بن دیو بن شمامہ جادو سے مخاطب ہو کے پوچھا باعث آپ صاحبون کے یہان آنے کا کیا ہی
لاجورد شاہ وصلصال اُسکی تقریر سنکے اشک آنکھون مین بھر لائے غیرت سے خود تو کچھ کہہ نہ سکے لیکن
اسقدر کہا اگر ہمارا حال اور سبب یہان آنے کا دریافت کرنا آپکو منظور ہی تو نجتگان سے پوچھیے یہ سب
حال بیان کر دیگا کہران شیرسوار نے جانب نجتگان دیکھا اُس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کے حسب دستور
عرض کیا کہ ای بادشاہ جم جاہ یہ لاجورد شاہ جو آپ کے تخت کے برابر بیٹھے ہین خداوند ہین انکے ذی عزت
و حرمت ہونے مین کسیکو کلام نہین ہی جیسے اُنکی خداوندی کو فروغ ہوا تھا صغار و کبار انکو اپنا خداوند
جانکر انکو سجدہ کرتے تھے اور اسکے ماننے والے انکی پرستش کرتے تھے بعد ایک زمانہ کے ایک وقت ایسا
آیا کہ اہل اسلام سے اور ان سے مقابلہ ہوا۔ ہرچند انھون نے اُنکو ہدایت کی اور اپنے قہر و غضب سے
بہت ڈرایا لیکن وہ مطیع انکے نہوے اور انکو سجدہ نکیا بلکہ آمادہ جنگ ہوے بہت سی لڑائیان ہوئین
کہ جنکی تفصیل اس وقت کیا بیان کی جاے اُن لڑائیون مین یہ ہوا کہ بہت سے اہل اسلام گرفتار بھی
ہوگئے قتل بھی ہوے اور ہزارہا اہل اسلام اور انکے پرستش کرنے والے لڑائیون مین کام آئے کشت و خون
بہت ہوا جب کبھی اہل اسلام عاجز و قید ہوے انکو اُنکے حال پر رحم آگیا کسی وجہ سے وہ قید سے چھوٹ
گئے اگر اُنسے انکی نسبت پوچھا گیا تو انھون نے یہ جواب دیا کہ ان بندون نے رات کو بعد عاجزی مجھکو
سجدہ کیا مجھے اُنکے سجدہ کرنے سے اُن پر رحم آگیا بلکہ اُن لوگون نے اقرار مستحکم کیا ہی کہ اب کبھی آپکی اطاعت
و فرمانبرداری سے منہ نہ موڑینگے ابکی بار ہمارا قصور معاف کیا جاے اگر پھر کوئی خطا ہو تو آپکو اختیار ہی جو چاہیے
سزا دیجیے بدینوجہ رہا کر دیا اور مبتلاے بلا ہونے سے انھین بچا دیا غرض جب یہ اہل اسلام مبتلاے آفت و بلا
ہوے تو بطریق مذکور خلاص ہوے اور اُنپر حملہ در ہوے یہ رحمدلی سے طرح دیتے رہے اور بیٹے آئے
وہ دلیر ہوکے انھین دبانے گئے یہانتک کہ رنگ اُنکی خداوندی کا بگڑ گیا اکثر لڑائیان بگڑ گئین یہ شکست
کھاتے کھاتے اہل اسلام پر رحم کرتے کرتے اُنسے کراہت کر کے بہت سے ملکون مین گئے چنانچہ بالفعل
بہرامیہ مین گئے تھے محض اس ارادہ سے کہ وہان اہل اسلام سے رنج و صدمہ نہ پہونچیگا مگر اہل
اسلام نے وہان بھی آکے بہرامیہ کو فتح کر لیا ہی امیر ثانی مع لشکر ابھی تک وہین ہین یہ وہان سے روانہ
ہوکے محض برائے طلب پناہ آپکے ملک مین آئے ہین انکو انکی رحمدلی نے اس حال کو پہونچایا ہے بقول
انکے اور اگر مجھسے پوچھیے تو انکو تقدیر برجستہ کرنی نہین آتی جب کوئی تقدیر بہ حق مین مسلمانون کے یہ
کرتے ہین وہ تقدیر اُنکے حق مین اچھی ہو جاتی ہی اور جب اپنے پرستش کرنے والون کے حق مین کوئی تقدیر
نیک کرتے ہین وہ اُنکے حق مین بد ہو جاتی ہی اگر یہ ان خداوند سے کہتا ہون کہ اب ان اہل السلام کو
اپنے قہر و غضب سے نیست و نابود کر دیجیے تو یہ جواب دیتے ہین کہ یہ سب میرے بندے خوابی ہین
مین انکو کیا نیست و نابود کر دون یہ شب کو بعد خشوع و خضوع و بدل و رغبت مجھکو سجدہ کرتے ہین صبح کو

مجھسے منحرف ہو جاتے ہین مین ایسے شجاع و بہادر لاکھون اپنے بندون کو کیا اپنے قہر سے نابود کرون
میری خداوندی و رحم کے خلاف ہی شاید کسی زمانہ مین یہ لوگ راہ راست پر آکے شب و روز مجھکو سجدہ
کرین یہ حال خداوند لاجوردشاہ کا مجملاً عرض کیا اب کچھ احوال بطریق اجمال انکا جو آپ کے پاس قریب
خداوند لاجوردشاہ بیٹھے ہین بیان کرتا ہون سنیے نام انکا صلصال ہی بیٹے دال کے ہین دال فرزند
دیو کا تھا وہ پسر شمامہ جادو کا تھا انکے بھی ذی عزت و حرمت و ذی لیاقت ہونے مین کسی کو کچھ کلام نہین
ہی کیونکہ یہ شہنشاہ ترکستان کے ہین بہت سے بادشاہ انکے خراج گذار تھے حکومت و سلطنت انکی مشہور جہان ہی
ایک زمانہ انکے واسطے بھی ایسا آیا کہ اہل اسلام کا انکے ممالک مین گذر ہوا انھون نے چاہا کہ انکو مسلمان
کیجیے اہل ترکستان کو دائرہ دین اسلام مین لائیے ہر چند انھون نے انکو ہدایت کی انھون نے انکے کہنے پر
عمل نکیا اور سامان جنگ کیا اکثر لڑائیان بڑی بڑی ہوئین انمین کشت و خون بحد ہوا طرفین کے مردم
بہت کام آئے آخرکار اقبال اہل اسلام کا یاور ہوا انکا زوال اقبال روز بروز ہوتا گیا پے در پے شکست
اہل اسلام سے کھاتے رہے کئی ملک انکے قبضہ سے نکل گئے یہانتک کہ یہ غار افراسیاب مین جاکر
چھپے تھے ایک مدت دراز تک چھپے رہے جب غار مذکور سے نکلے پھر اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا پھر
یہ شکست کھاکے غار مسطور مین نہان ہوے اب جبسے غار افراسیاب سے نکلے ہین اہل اسلام سے
لڑتے ہوے شکست اُنسے کھاتے ہوے ہر طرف ممالک مین واسطے پناہ کے جاکے کسی جگہ اہل اسلام کے
ہاتھ سے چین و آرام نپاکے آپ کے ملک مین باُمید پناہ آئے ہین اب آپکو خداوند لاجوردشاہ اور شہنشاہ
صلصال کی مصیبت پر اور انکی عزت پر رحم کرنا چاہیے انکو پناہ دینا چاہیے اگر انکے دشمن یعنی حمزہ
ثانی جنھین امیر ثانی بھی سب کہتے ہین مع اپنے لشکر کے یہان آئین تو انکو آپ قتل کیجیے گا بڑا احسان
کیجیے گا اور اگر آپکو انھین پناہ نہ دینا منظور ہو تو صاف اسی وقت کہہ دیجیے یہ دونون صاحب یہان سے
اور کسی ملک کی طرف جائین بختگان یہ تقریر کرکے خاموش ہوکے اپنی جگہ پر بیٹھا کہران شیر سوار نے بعد
فکر بسیار بختگان و لاجوردشاہ و صلصال کی طرف دیکھکر کہا بالفعل تو آپ سب صاحب یہان قیام پذیر
ہون مین اپنے خداوند تمثال آئینہ رو کو ایک عریضہ کہ جسمین آپ صاحبون کا حال درج ہوگا روانہ کرونگا
خداوند اُس عریضہ کو ملاحظہ فرماکے جو کچھ اسکے جواب مین مجھے تحریر فرمائینگے مین اُسپر عمل کرونگا ابھی مین
نہ تو پناہ دیتا ہون نہ یہ کہتا ہون کہ اس ملک سے کہین اور چلے جائیے لاجوردشاہ و صلصال و بختگان
یہ تقریر کہران شیر سوار کی سنکے خاموش رہے بعد کئی روز کے کہران شیر سوار نے اپنے منشی کو سر دربار
طلب کیا اور کہا ایک عرضی میری طرف سے خداوند تمثال آئینہ رو کو اس مضمون کی لکھو کہ اے
خداوند ہر چند کہ آپ پر ظاہر ہی لیکن مین بذریعہ عریضہ گذارش کرتا ہون کہ فی الحال امیر ثانی نے آکے
بہرامیہ کو فتح کر لیا ہی بہرام شیر شکار مسلمان ہوگئے انکا مطیع ہوگیا لاجوردشاہ کہ اپنے تئین خداوند کہلواتے
ہین اور شہنشاہ ترکستان یعنی صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو امیر ثانی سے چند دن مقابلہ
کرکے اور شکست کھاکے بہت سے ملکون مین جاکے اب کہرانیہ مین آئے ہین مجھسے طالب پناہ ہین مین
بغیر حکم خداوند کے انھین پناہ دے نہین سکتا اگر حکم ہو تو انھین پناہ دون جبتک کہ بعد قتل کرنے انکے
دشمن امیر ثانی وغیرہ کے وہ آپ کی خداوندی کے قائل ہوکے آپ کو سجدہ بھی کرین بعد اس لکھنے کے

یہ بھی تحریر کرنا کہ ای خداوند میرے پاس لشکر قلیل ہے اور امیر ثانی کے پاس لشکر کثیر ہے لاکھوں سوار اور
سردار ہیں میں اُنسے مقابلہ بالذات کر نہیں سکتا اگر پناہ دینا اشخاص مندرجۂ بالا کا منظور ہو تو میری
اعانت کے لیے نقابداران زرد پوش و سرخ پوش کو روانہ فرمایئے گا میر منشی نے مضمون عرضی سن کے
بعد لکھنے القاب تمثال آئینہ رو کے جو مضمون کہران شیر سوار نے جتایا تھا وہی بعینہٖ مضمون اور وہی
عبارت عرضی میں لکھی بعد لکھنے کے عرضی مذکور کو ملفوف کیا سر نامہ لکھا پھر کہران شیر سوار نے لفافہ عرضی
پر مہر اپنی کر کے ایک قاصد مسمی صبا رفتار کو طلب کر کے وہ عرضی اُسکو دی اور کہا اس عرضی کو لیکر
مانند ہوا کے خدمت خداوند میں جانا اور جلد مانند آندھی کے آنا اُس نے عرض کیا یہ نمکخوار ایسا ہی
کریگا یہ کہکے عرضی کو زیر دستار بالائے سر رکھکر ایک شتر تیز رفتار پر سوار ہوکے جانب تمثال آئینہ رو
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز جلد تر خدمت تمثال آئینہ رو میں پہونچا عرضی مذکور پیش کی خداوند
نابکار و مردود نے عرضی مذکور کی عبارت سن کے پشت عرضی پر لکھوا دیا کہ ای بندۂ خاص ہمارے اے
کہران شیر سوار آگاہ ہو کہ اگر لاجورد شاہ کہ بنا ہوا خداوند ہے بھاگ کر ہمارے ملک میں آیا ہے تو اُسکو
اور اُسکے ہمراہیوں کو پناہ دے جب وہ ہماری قدرت سے آگاہ ہوگا اُسوقت ہمکو سجدہ کریگا یہی
تقدیر نوے ہزار برس پیشتر کی تھی جسکا اب ظہور ہوا اور واسطے تیری مدد کے ہم دونوں نقابداروں کو جلد
روانہ کرینگے وہ کہرانیہ میں پہونچکر چند روز میں اگر امیر ثانی آکے بر سر جنگ ہونگے تو اُنکو اور اُنکے تمام
لشکر کو اسیر کرینگے بعد اس عبارت لکھوا دینے کے وہ عرضی صبا رفتار کو دی گئی صبا رفتار سجدہ
کر کے رخصت ہو کے جانب کہرانیہ روانہ ہوا اور بعد عجلت کہرانیہ میں پہونچکر روبروے کہران شیر سوار
کے آکے وہ عرضی پیش کی کہران شاہ نے عبارت پشت عرضی کو دیکھ کر ادب سے اسے چوم کر آنکھوں
سے لگایا اور کہا کیونکر اس عبارت کو آنکھوں سے نہ لگاؤں کہ خداوند نے خاص اپنے ہاتھ سے یہ
عبارت لکھی ہے بعد اس کہنے کے عبارت پڑھ کے خوش ہو کے لاجورد شاہ وغیرہ کی طرف دیکھکر کہنے لگا
کہ اب آپ سب صاحب خوش ہوں میں آپ کو پناہ دیتا ہوں خداوند ہمارے بھی آپکے حال خراب
پر نظر کر کے مہربان ہوے ہیں کہتے ہیں کہ ہم جلد تر واسطے اسیر کرانے امیر ثانی وغیرہ کے نقابدار
زرد پوش اور سرخ پوش کو روانہ کرتے ہیں یہ دونوں نقابدار ایسے زبردست ہیں کہ اُنسے
کوئی بہادر مقابلہ میں سر بر ہو ہی نہیں سکتا ہے بغیر لڑے بھڑے باتوں باتوں میں صورت
اپنی حریف کو دکھاکے اُسے از خود رفتہ کر کے پشت زین سے اُٹھا لیتے ہیں اگر لاکھوں بہادر ہوں
تو بھی ایک نقابدار زرد پوش یا سرخ پوش اُن سبکو اسیر کریگا لاجورد شاہ اور صلصال
یہ خوشخبری سن کے شادمان ہوے بختگان کہنے لگا کہ نقابداروں کی تو بہت تعریف کی ہے دیکھیے
وہ یہاں آکے کیا کرتے ہیں مجھے خوف ہے کہ انہیں کو کوئی اسیر نکرے کیونکہ لشکر امیر ثانی میں
بڑے بڑے شجاع و بہادر ہیں اور عیار بلاے روزگار ہیں سوا اسکے وقت عاجزی اہل اسلام
اُنکی مدد کو نقابداران سرخ پوش و سبز پوش و گوہر پوش وغیرہ سمت صحرا سے بابا پیدا ہوے ہیں
اور وہ آکے مدد کرتے ہیں پس ایسا نہو کہ مددگاران امیر ثانی میں سے کوئی نقابدار پیدا ہو کے اُن
نقابداروں کو جنکا آپ نے ذکر کیا ہے قتل کرے یا گرفتار کرے کہران شیر سوار نے ہنسکر جواب

بھلا اُن نقابدارون کو کوئی کیا گرفتار و قتل کرسکتا ہی وہ تو قہر خداوندی مشہور ہین تختگان نے عرض کیا
امیر ثانی کے اہل لشکر اور مددگاران حمزہ ثانی ایسے ایسے زبردست ہین کہ قہر خداوندی سے نہین
ڈرتے ہین تمثال آئینہ رو کو بُرا کہتے ہین نقابداران قہر خداوندی کی اُنکے آگے کچھ حقیقت نہین ہی
دیکھ لیجیے گا کہ وہ نقابداران قہر خداوندے ہنگام جنگ کس طرح لڑتے ہین اور نقابدار اُن سے کیونکر
عاجز ہوکے قتل یا اسیر ہوتے ہین کہران شیر سوار تقریر تختگان کی سنکے برہم ہوکے چاہتا تھا
کہ اپنے اہل دربار سے کسی کو حکم دے کہ اس زبان دراز کو کچھ سزا دو یا لیجا کر قتل کردو کہ صلصال نے
کہران شیر سوار کے چہرہ پر آثار غیظ پاکے کہا ای کہران شیر سوار تختگان ایک مسخرہ ہی وہ
ایسی بارہا باتین کیا کرتا ہی ہمین اور لاجورد شاہ کو بھی جو چاہتا ہی کہتا ہی ہم مسخرہ جانکر اسکے کہنے کا کچھ بُرا
نہین مانتے ہین آپ بھی اُسکے بیہودہ بکنے پر غصہ نہ کیجیے کہران شیر سوار صلصال کے کہنے سے
تختگان کو چھوڑ کر رہگیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے افسران سپاہ سے کہا ابھی سے سامان جنگ و جدال
کرو گو امیر ثانی ابھی اس طرف نہین آئے ہین اُنھون نے عرض کیا بہ تعمیل حکم حضور کرتے ہین یہ کہکے
اسی وقت سے سرداران لشکر سامان جنگ کرنے لگے یہان تو لاجورد شاہ اور صلصال کو حاکم
ملک کہرانیہ نے اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی اور اپنے سردارون کو حکم سامان جنگ دیا ہی وہ سامان
جنگ و جدال کر رہے ہین لیکن اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ امیر ثانی مع جملہ اپنے مردان سپاہ
کے شہر بہرامیہ مین دعوت و ضیافت بہرام شیر شکار مین تھے بزم عشرت مین بار بار چند روز سے
رقاصان خوبرو کا رقص دیکھ رہے تھے گانا سنکر رہے تھے بادہ کشی سے اُنکے سرداران سپاہ لطف
زندگی اُٹھا رہے تھے کہ ناگاہ ایک روز عین بزم عشرت مین ہی ہرکارے جو برائے خبر لاجورد شاہ روانہ
ہوے تھے آئے اُنھون نے بعد ادب سلام کرنے کے بعد بجالانے ثنا و دعا کے اس طرح دست بستہ عرض کیا
کہ ای امیر ثانی ہم حسب الحکم گئے تھے بعد قطع کرنے راہ دور و دراز کے اور دریافت کرنے اکثر مردمان آئندہ
و روندہ سے یہ معلوم ہوا ہی کہ لاجورد شاہ اور صلصال ملعون و نابکار مع اپنے ہمراہیون کے ملک
کہرانیہ مین کہ دوسرا ملک شعبدہ ہی اور وہان کے بادشاہ کا نام کہران شیر سوار ہی گئے ہین حاکم نے
وہان کے اُنکو اپنے دامن پناہ مین چھپایا ہی اور سامان جنگ کرنا شروع کیا ہی ہرکارے یہ کہکر بزم عشرت
سے باہر گئے امیر ثانی نے یہ خبر سُنکے بہرام شیر شکار سے مخاطب ہوکے پوچھا کہران شیر سوار کیا
مرد شجاع ہی اور فوج بہت رکھتا ہی اُسنے عرض کیا ای امیر ثانی اب تو مین مسلمان ہو گیا ہون کوئی
بات آپ سے پوشیدہ نکرونگا سنیے کہران شیر سوار ایک جوان زبردست ہی بہادر بھی ہی فوج قلیل رکھتا
ہی ساٹھ ستر ہزار سوار سے سپاہ اُسکی زیادہ نہین ہی وہ آپ سے کیا مقابلہ کرسکتا ہی اگر آپ ارادہ
کرینگے تو چند ہی ساعت مین حملہ کرکے ملک کہرانیہ کو فتح کرلیجیے ہان اگر اُسکی اعانت کے واسطے تمثال
آئینہ رو نقابدار زرد پوش یا نقابدار سرخ پوش کو چالیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے
روانہ کریگا تو وہ البتہ کہرانیہ مین آکے ہنگام مقابلہ آپ کے لشکر کے سرداران نامی کو بسہولیت اسیر
کرینگے سوا سردارون کے جو اُنکے سامنے جائیگا اور اُنسے آنکھین چار کریگا اور اُنکے چہرون پر
نظر کرے گا وہ ازخود رفتہ ہو جائیگا نقابداران مذکور ایسی صورت مین اُنکو اسیر کرلینگے گو کہ

سوا نقابداران مذکور کے دو نقابدار اور بھی ہین مگر یہ دو نقابدار قہر خداوند مشہور مین کیونکہ اول تو یہ دونون
رو مین تن مین کوئی حربہ کیسیکا انکے تون پر کارگر نہین ہوتا ہی دوسرے سحرے انکی آنکھون مین کچھ اثر ایسا
ہی کہ جو کوئی اُنہین دیکھتا ہی آنکھین چار کرتا ہی فی الفور از خود رفتہ ہو جاتا ہی پس آپ جانب کہرانیہ ارادہ جانے
کا نکیجیے مبادا وہ نقابدار آئین اور آپ کے لشکر کو درہم و برہم کر دین اور آپ کو بھی کچھ اُنسے صدمہ ہو یہ سنکے
امیر ثانی نے جواب دیا اے بہرام شیر شکار جس طرح میرے والد نامدار صاحبقران ذی وقار
نے قسم کھائی تھی کہ جبتک مین زمرد شاہ باختری کو قتل یا مسلمان نکرونگا اُس وقت تک چین
اور آرام سے کہین نہ بیٹھونگا اُسی طور سے مین بھی اِس وقت قسم اپنے پروردگار کی کھاتا ہون کہ جبتک
تمثال آئینہ رو نابکار کو کہ وہ دعوائے خدائی کا کرتا ہی قتل یا مسلمان نکرونگا اُس وقت تک مجھے بھی
کسی جگہ راحت نہ ملیگی کہین آرام سے قیام نکرونگا جس وقت تمثال نابکار مانند لاجورد شاہ کے بھاگ کر
جا بیٹھیگا مین بھی وہین جاونگا یہ فرما کے اُسی عالم غصہ مین عدیل بن عادی کو حکم دیا کہ پیش خیمہ جلا لیکر
اسیوقت جانب کہرانیہ روانہ ہو ہمراہ اپنے کرب وغیرہ کو بھی لے وہ بہادر اُسی وقت امال بارگاہ سلیمانی
و دیگر خیام و اسباب ضروری ہمراہ لیکر ساتھ کرب وغیرہ کے مع اپنی فوج ظفر موج کے سمت کہرانیہ روانہ
ہوا دوسرے یا تیسرے روز اسکے امیر ثانی بھی مع اپنے تمامی لشکر کے بہرامیہ سے جانب کہرانیہ چلے
بہرام شیر شکار بھی اپنی جگہ اپنے وزیر اعظم کو تخت پر بٹھا کے مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب امیر ثانی ہوا
اور ایک راوی یون بھی کہتا ہے کہ بہرام شیر شکار اپنے ہی ملک مین رہا امیر ثانی نے اُسے اپنے ہمراہ نہین لیا
غرض بہر طور امیر ثانی بہرامیہ سے سمت کہرانیہ بصد غضب روانہ ہوے

داستان پہونچنا امیر ثانی کا سرحد ملک کہرانیہ پر اور آنا نقابداران زندہ و صبح پوش کا اور اسیر کرنا سرداران لشکر امیر کو پھر عیاری کرنا خواجہ عمرو ثانی کا اور بعد جنگ فتح پانا امیر باتوقیر کا مع حال دیگر متضمن داستان ہذا ساقی نامہ مؤلف ہذا

پلا ساقیا وہ مئے لاجواب
کہ اب دل کو دیتا ہی اپنا خمار
جسے پی کے بزدل کو ہو شوق جنگ

ترے میکدہ مین جو ہو انتخاب
پلا دے جو تو مجھکو جو تھی شراب
چڑھے اُسکے چہرے کا فق ہوئے رنگ

کئی جام دے مجھکو مے بار بار
تو لکھون مین وہ داستان لاجواب

دلاوران عرصۂ تحریر و نامداران میدان
تقریر اس داستان نادر کو اس طرح لکھتے اور بیان کرتے ہین کہ جب امیر ثانی مع لشکر ظفر اثر بہرامیہ سے
روانہ ہوکے کوچ اور مقام جا بجا کرتے ہوے سرحد ملک کہرانیہ پر پہونچکر قیام پذیر ہوے کہران شیر سوار
کو ہرکارون کے ذریعہ سے خبر آمد لشکر امیر ثانی معلوم ہوئی کچھ سوچ کے اپنے جملہ وزرا امرا و سواران
سپاہ کو ہمراہ لیکے واسطے استقبال امیر ثانی کے روانہ ہوا اور سرحد ملک کہرانیہ پر جا کے استقبال
کرکے حرف امیر ثانی کو اپنے ملک مین لایا اور مکان وسیع مین کہ فرش نفیس و شیشہ آلات سے خوب
آراستہ تھا لیگیا اور ایک دنگل پر بصد عزت و حرمت بٹھایا اور خود بھی مع اپنے ارکان دولت و سرداران سپاہ
کے روبروے امیر ثانی کے بیٹھا پھر ساقیون کو طلب کیا ساقیان گلرخ کشتیان شراب ناب کی مع جامہاے بلورین
لیکر حاضر بزم ہوے ایک ساقی باشارہ کہران شیر سوار جام بلورین مئے ناب بھر کے روبروے امیر ثانی کے لیگیا
امیر موصوف نے میکشی سے انکار کیا ہر چند کہران شاہ نے کہا کہ شراب پیجیے لیکن امیر ثانی

نے شراب نہ پی آخرکار مجبور ہوکے اُس نے خود شراب پی اور اپنے اہل دربار کو ساقیوں سے شراب
پلوائی جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے خوب گرم ہوا اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد سامان دعوت و ضیافت
امیر با توقیر کرو امیر ثانی نے فرمایا مین ابھی تمھارے یہان کا کھانا نہ کھاؤنگا کیونکہ تم ابھی داخل دین
اسلام نہین ہوے ہو اُس نے کہا اگر آپ طعام سے انکار و اکراہ ہی تو کچھ میوہ خشک ہی تناول کیجیے گا
امیر ثانی نے فرمایا اسکا مضائقہ نہین ہی تمھاری خاطر سے کھا لونگا اب یہ بتاؤ کہ سبب میرے استقبال
کرنے کا اور مجھے یہان لانے کا کیا ہی اُس نے کہا اے امیر ثانی اول تو مین آپکی ملاقات کا ازحد مشتاق
تھا دوسرے مجھے یہ منظور ہوا کہ مین آپ سے کچھ باتین کرونگا اگر آپ اُن باتون کو مانین تو اچھا ہو
تا حصول حاصل ہو اور وہ باتین یہ ہین کہ آپ اگر بقصد جنگ و جدال ادھر آئے ہین تو مین ازراہ دوستانہ
و خیر خواہی کہتا ہون کہ اپنے ارادہ سے باز رہیےگا مجھسے مقابلہ نہ کیجیگا مجھے ایک بادشاہ حقیر تصور نہ کیجیگا میری
اعانت کو نقابدار سرخ پوش و نقابدار زرد پوش آنے والے ہین اُنسے دنیا مین کوئی مقابلہ کر نہین سکتا ہی
اگر آپ اُنسے مقابلہ کیجیےگا تو وہ آپ کو بھی اسیر کرینگے سر میدان جنگ آپکی بیعزتی ہوگی مین چاہتا ہون کہ آپ
ایسا شخص ذی عزت و ذیقدر سر میدان نبرد ذلیل و اسیر ہو لہذا قہر خداوند تمثال آئینہ رو سے ڈریے انھین
سجدہ کیجیے جنگ سے باز رہیے لاجورد شاہ و صلصال سے ایسے برسر پرخاش ہوجیے امیر ثانی نے
مسکرا کر بملائمت جواب دیا اے کہران شیر سوار آگاہ ہو کہ مین سوا اپنے معبود حقیقی کے قہر کے اور کسی کے
قہر و غضب سے نہین ڈرتا تمثال آئینہ رو جسکو تم اپنا خداوند جانتے ہو وہ ایک شخص ساحر معلوم
ہوتا ہی تم لوگون کو اُس نے گمراہ کیا ہی مین تمکو ہدایت کرتا ہون کہ اب اپنے پروردگار کو جسنے تمکو اور تمامی
مخلوقات کو پیدا کیا ہی اُسے پہچانو اور اُسی کو سجدہ کرو کلمہ پڑھ کر داخل دین اسلام ہو لاجورد شاہ و
صلصال کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردو اگر اسی طور سے میرے کہنے پر عمل کروگے تو مین ہرگز تمسے
برسر جنگ نہونگا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو مین خود تمسے سر میدان مقابلہ کرونگا اگر تمھاری مدد کو نقابدار
زرد و سرخ پوش آئینگے تو کیا اندیشہ ہی مین اُن سے نہین ڈرتا کہران شیر سوار یہ گفتار امیر ذیوقار سنکر
مجبور ہوکے کہنے لگا کہ جو مین نے کہا اُسے آپنے منظور نہین کیا اور جو آپ نے فرمایا ہی اُسے مین بھی
قبول نہین کرتا آپ کی تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ آپکو لڑنا ہی منظور ہی خیر بہتر مین کل شب کو
طبل جنگ بجواؤنگا امیر ثانی یہ سنکے کہنے لگے کہ تمھین اختیار ہی اگر تم طبل جنگ بجواؤگے تو ہم بھی بدرجہ
لاچاری نقارۂ رزمی بجواکے تمسے لڑینگے اگر تم داخل دین اسلام ہوجاتے تو لڑائی نہوتی یہ کہکر امیر ثانی
اپنی جگہ سے اُٹھے کہران شیر سوار نے بھی نزد کا جب امیر اپنے لشکر کی طرف تنہا جانے لگے حاکم ملک
کہرانیہ نے اپنے وزرا امرا و سرداران سپاہ سے کہا تم سب ہمراہ رکاب امیر ثانی جاؤ بعد عزت و حرمت
و حفاظت اُنکے لشکر مین اُنھین پہونچا آؤ افسوس کہ امیر ثانی کو جس غرض سے مین یہان لایا تھا وہ
مطلب حاصل نہوا چاہا تھا کہ لڑائی نہو لیکن امیر عالی وقار کو جنگ ہی منظور ہوئی یہ کہکے خود بھی اپنی جگہ سے
ہمراہ اپنے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت کے تھوڑی دور تک گیا بعدہ امیر ثانی سے خود تو رخصت
ہوکے چلا آیا مگر جملہ وزرا امرا وغیرہ اُسکے امیر ثانی کے ساتھ گئے اور اُنکے لشکر مین اُنھین پہونچا کے
واپس آئے دوسرے روز کہران شیر سوار نے وقت شام اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے

لشکر اسلام کے خدمت امیر ثانی مین جا کے خبر طبل جنگ بجنے کی دی امیر ثانی نے ہرکارون سے خبر
طبل جنگ بجنے کی سن کے عمرو ثانی سے فرمایا جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجواؤ خواجہ حسب الحکم
نقارخانہ مین گئے حکم امیر با توقیر سے نقارچیون کو آگاہ کیا انھون نے موافق قاعدۂ قدیم چند اشرفیان
خواجہ کو نذر دیے چوب اُٹھا کے نقارہ رزمی پر لگائی آواز نقارہ کی اس طرح سے بلند ہوئی کہ زمین تھرائی
آسمان کانپا اہل اسلام صدائے نقارہ جنگی سُنکے خبردار و ہوشیار ہوئے باہم کہنے لگے نقارہ جنگی
بجا ہے تیاری جنگ کی کرنا چاہیے اب غافل نہ بیٹھنا چاہیے صبح کو میدان جنگ مین جانا ہوگا سامنا
حریفون سے ہوگا اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی ضرور کرنا چاہیے یہ کہکے ہر ایک سردار
و سوار و پیادہ درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوا تیغ زن اپنی تیغون پر صیقل کرنے لگے
اور باہم کہنے لگے کل وقت سحر لڑائی ہوگی سامنا دشمنون سے ہوگا خدا وند کریم ہمکو ثابت قدم رکھے
توفیق بڑھ بڑھ کے لڑنے کی اور زخم تیر و تیغ و نیزہ کھانے کی ہمین دے کہ ہم دلیرانہ اپنے دشمنون سے لڑین
جنگ سے منہ نہ موڑین جنگاہ سے پیچھے قدم نہ ہٹائین اگرچہ سر بھی ہمارے تیغون سے کٹ جائین تیر
انداز اپنی کمانون اور تیرون کو درست کر کے باہم کہنے لگے دیکھیے وقت سحر کیا ہوتا ہے لڑائی کیسی ہوتی
ہے تیر تو ہمنے خوب ترکشون مین درست کر کے بھر لیے ہین کمانون کو آگ سے سینک لیا ہے
دیکھیے ہمارے تیر مانند تیر قضا کے کس کس کے دل و جگر کے پار ہوتے ہین پہلوانان نامی اپنے گرز
ہائے گران سر کو دیکھ بھال کے اپنے احباب سے کہنے لگے دیکھو یہ وہی گرز ہے کہ جو گرزون سے ہمنے
سرکشان جہان و کافران بد نیان کے سرون کو شکستہ کیا ہے کل وقت صبح اگر خدا نے چاہا تو یہ گرز ہین
اور سرہائے اعدا ہین اکثر دلاوران لشکر اسلام بعد درست کرنے اپنے آلات حرب و ضرب کے باہم گلے
مل کے کہنے لگے ہمنے عمداً یا سہواً اگر تمھاری غیبت کی ہو یا اور کوئی خطا و گناہ کیا ہو تو اُسے
عفو کر دو زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے کل صبح کو سامنا دشمنون سے ہے نہین معلوم ہنگام جنگ زندہ رہین یا
دست اعدا سے قتل ہون لشکر اسلام مین تو جملہ جوانون کا یہ حال تھا جو لکھا گیا مگر اب احوال لشکر
کہران شیر سوار کا لکھا جاتا ہے کہ جس وقت سے کہران شیر شکار نے طبل جنگ بجوایا تھا جو لشکر
مین دلاور بہادر تھے وہ تو تیاری جنگ مین مصروف تھے اور جو لوگ بزدل و نامرد تھے انکا یہ حال
تھا کہ خوف جنگ سے اور خیال نبرد سے چہرے اُنکے متغیر تھے حواس خمسہ بجا نہ تھے دست و پا مین
رعشہ تھا کہتے کچھ تھے منہ سے کچھ نکلتا تھا اُنمین سے کسی کو تپ آگئی ہے کسی کو مرض اسہال محض خوف
سے شروع ہو گیا تھا وہ سب کنارہ لشکرگاہ جمع ہو کے باہم کہتے تھے ہائے غضب ہوا آج بعد ایک مدت
دراز کے کہران شیر شکار نے طبل جنگ بجوایا ہے وقت سحر لڑائی ہوگی اور جنگ بھی کن لوگون سے ہوگی
جو لوگ اہل اسلام مین جنکی شجاعت و بہادری مشہور جہان ہے کہ انکی تلوار کی پناہ نہین ہے تیر انکے مانند تیر
قضا کے ہین نیزہ انکا وہ سرتیز ہے کہ جو سینہ کوہ مین در آتا ہے گرز انکا سر کوہ کو توڑتا ہے بھلا ہم ایسے
بہادرون سے لڑ سکتے ہین ہم تو وہ نازک طبع و ضعیف دماغ ہین کہ اگر وہ لوگ نعرہ کرینگے تو ہم کو غش
آجائیگا یا خوف سے طائر روح ہمارے قفس تن سے نکل جائیگا بے تیغ و تیر ہم آپ مر جائینگے
جنھون نے دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ ہمکو ہمارے [illegible] نے بہت ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے فصل

سرما مین بھی ہمکو دھوپ مین نکلنے ندیتے تھے ہم تلوار خنجر کے لگانے کو کیا جانین ہمارے بزرگ ہمکو چاقو
چھری لوہے کی کیل تک چھونے ندیتے تھے اگر کبھی ہم بھولے سے چھو لیتے تھے تو انکو سخت صدمہ ہوتا
تھا ہمپر خفا ہوتے تھے اور پیٹتے تھے غضب کیا لوہے کی نکیلی کیل چھو لی اگر یہ کہین ہاتھ مین گڑ جاتی تو لہو
نکل آتا زخم پڑ جاتا یہ کہکے ہمپر سے صدقے انواع واقسام کے اتارتے تھے اور کہتے تھے خیر ہوئی جان
بچ گئی پس جب ہم اسطرح پرورش پاکے جوان ہوے بزرگون نے انتقال کیا تنہائی کے سبب شادی کی جورو کے
ساتھ عیش وعشرت کیا کیے بعد ایک زمانہ کے محتاج ومفلس ہوے چند لڑکے بھی حرامزادے پیدا ہوگئے
نہایت تنگ ہوکے اس لشکر مین آکے نوکری کی تلوار سپر باندھنے کو لی اسکو بھی ایک زمانہ دراز گذرا ماہ بماہ تنخواہ لیکے اپنے
اہل وعیال مین جاکے زر تنخواہ صرف کرتے ہین خیر جسطرح بھلے حال یا برے حال زندگی بسر کرتے تھے اس روز ہمکو مطلق خبر نہ
تھی کہ اہل اسلام سے ہاتھ تیغ وتیر ونیزہ وگرز لڑنا پڑیگا جان دینا ہوگا اگر پہلے سے اسحال کی آگاہی ہو جاتی تو کبھی
نوکری نکرتے فقیرانہ کوڑی کوڑی دوکان بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کرتے اور اب ہم صاف صاف کہتے ہین کہ ایسی
نوکری سے ہم درگذرے جس نوکری مین سر کٹنے کا دھڑکا ہو جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ لشکر مین رہے صبح کو
میدان جنگ مین جاکے اہل اسلام سے لڑے انکے ہاتھ سے قتل ہو ہمکو اپنی جان بہت پیاری ہے واسطے چار
روپیہ کے اپنی لعل سی جان ہرگز ہرگز ندینگے نوکری سے دست بردار ہوکے بھیک مانگنا قبول کرینگے گو کہ
گدائی سے ذلت ہوگی مگر زندہ تو رہینگے کوئی زخم تلوار یا نیزہ کا ہمارے تن نازک پر تو نہ پڑیگا جس سے
خوف ہلاکت ہو یہ کہکے وہ سب نابکار حیلے سے لشکر سے نکل کے اپنے گھر کی طرف شب تیرہ وتاریک مین
چلے گئے جو بہادر تھے وہی لشکر مین رہگئے ہنوز وہ رات ایک پہرے زیادہ نگذری تھی کہ نقابدار
زرد پوش ونقابدار سرخ پوش چالیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے قریب ملک کہرانیہ کے پہونچے
کہران شیر سوار خبر انکے آنیکی اپنے لشکر کے ہرکارون سے سنکے فی الفور ہمراہ اپنے ارکان سلطنت
وخیر خواہان دولت کے واسطے انکے استقبال کے گیا اور بعد عزت وہزار حرمت انکو اپنے ملک مین لایا
قریب تر اپنے تخت کے انکو بصد عزت بٹھایا اور خود انکی موجودگی مین تخت حکومت پر بیٹھنے سے انکار
کرنے لگا نقابدارون نے کہا اے کہران شیر سوار گو رتبہ اور درجہ ہمارا زیادہ ہے مگر تم اس ملک کے بادشاہ ہو
خداوند نے اپنی جانب سے تمہین یہان کا بادشاہ کیا ہے تمہاری عرضی خدمت خداوند مین بطلب مدد پہونچی
تھی اس وجہ سے خداوند نے ہمین واسطے تمہاری اعانت کے روانہ کیا ہے ہم محض دو چار روز کے لیے
یہان آئے ہین زیادہ یہان قیام نکرینگے تمہارے دشمنون کو ایک یا دو روز مین اسیر کرکے تمہارے
حوالے کردینگے اگر تم کہوگے تو ان اسیرون کو خداوند کی خدمت مین لیجائینگے ہمسے کون مقابلہ کرسکے
لہذا تم اپنے تخت حکومت پر بیٹھو اسوقت ہمے ہمارا پاس اور لحاظ کرو کہران شاہ نے خادمانہ کہا
آپ صاحبون کے سامنے تخت حکومت پر مین بیٹھون یہ خلاف ادب ہے انھون نے بہ منت کے زبردستی تخت پر
بٹھا دیا اور خود تخت کے یمین ویسار کرسیون جواہر نگار پر بیٹھے اسوقت کہران شاہ نے ساقیون کو طلب کیا وہ
کشتیان بادہ گلنار کی لیکر حاضر دربار ہوے شراب ناب جامہاے بلورین مین بھر کے باشارہ شاہ مذکور ان
نقابدارون کو جام پر جام دینے لگے اور اہل دربار مین بھی مے گلرنگ پلانے لگے جب سبکو اچھی طرح شراب پلا چکے
کشتیان شراب کی اٹھاکے دربار سے چلے گئے نقابداران مذکور نے بعد بادہ خواری کے [illegible] سے

لطف اُٹھایا جب خوب نشہ ہوا کہران شیر سوار نے عالم نشہ مین پوچھا کہو دشمن تمھارا مع سپاہ کثیر ادھر آیا
ہی یا ابھی نہین آیا ہی اُس نے فدویانہ عرض کیا ای نقابداران ذیوقار و نامدار دشمن جان وایمان حمزہ صاحبقران
با سپاہ گران کئی روز سے آئے ہوے ہین لشکر اُنکا بیرون شہر سرحد کہرانیہ پر اُترا ہی آج مین نے بھی اپنے
لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی اُنکے لشکر مین بھی سُنا ہی کہ نقارہ جنگی بجوایا گیا ہی صبح کو میدان جنگ مین جاؤنگا
اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا مین طبل جنگ بجوا کے متردد تھا اب آپ دونون صاحب میری مدد کو تشریف
لائے ہین وہ تردد جو تھا دفع ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ آپ دونون صاحب دو چار ہی دن مین تمام لشکر
امیر ثانی کا خاتمہ کر دینگے سب کو اسیر کر لینگے آپ وہ ہین کہ خداوند کو آپ پر ناز ہی قہر خداوند آپ ہی
مشہور ہین نقابداروں نے یہ سُنکے کہا اگر تُمنے طبل جنگ بجادیا ہے تو اب کیا اندیشہ ہی ذرا صبح تو ہو
ہم ہین اور دلیران لشکر امیر ثانی ہین یہ کہکے خاموش ہوے چونکہ اس وقت بھی لاجورد شاہ اور
صلصال و خلخال و بختگان دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے تھے بختگان نے پہلے تو بنظر غور اُن نقابداروں
کے سراپا پر نظر کی بعدہ تقریر اُنکی سُنکے تاب ضبط نہ لاکے نقابداروں سے مخاطب ہو کے کہا مین نے
آپ کی تعریف بہت سنی تھی اور اس وقت بھی سُنی ہی ہر چند کہ آپ دونون صاحب قہر خداوند تعالیٰ آئیندہ
مشہور ہین مگر دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی مجھے تردد ہی کیونکہ آپ دو ہی شخص ہین اور لشکر امیر ثانی قریب دو
لاکھ کے بڑے بڑے نامی و نامور سردار ہین اُنکی شجاعت و بہادری و ہمت و شمشیر زنی مین کسی کو کچھ
کلام نہین ہی سوا اُنکے امیر ثانی کے ممد و معاون چند نقابدار بھی ہین کہ بروقت ضرورت وہ جانب
صحرا سے پیدا ہوتے ہین پس آپ کس کس بہادر سے لڑیئے گا کہانتک اُنکو قتل کیجیے گا قتل کرتے
کرتے تھک جائیگا انجام کار کیا کون کیا ہوگا نقابداروں نے گفتگوے بختگان سُنکے برہم ہوکے پوچھا
یہ تو نے کیا کہا کہ انجام کار کیا کون کیا ہوگا اسکو مفصل بیان کر بختگان نے جواب دیا مین مفصل بیان
نہ کرونگا یہ بھی بات بُری معلوم ہوتی ہی آپ کو ناگوار ہوگا غصہ آجائیگا مجھے معاف کیجیے انجام کار لڑائی کا
مجھسے نہ پوچھیے گو مین خوب جانتا ہون لیکن بیان نکرونگا نقابداروں نے کہران شیر سوار سے پوچھا
یہ شخص کوتاہ قد تنگ پیشانی سر پر دستار رکھے کون ہی کہ ہمسے ایسی گفتگو کرتا ہی جو ہم اس سے
پوچھتے ہین نہین بتاتا ہی امیر ثانی کے لشکر کی تعریف کرتا ہی کہران شیر سوار نے کہا یہ شخص خداوند
لاجورد شاہ کا وزیر ہی مگر یہ بے عقل اور مسخرہ تیز زبان بھی ہی ایسی ہی باتین کیا کرتا ہی آپ اسکی باتون کا
کچھ خیال نکیجیے اُنھون نے کہا ہم تو اس سے ضرور پوچھین گے کہ یہ تو نے کیا کہا کہ انجام کار کیا کون کیا ہوگا یہ کہکے
بختگان سے مخاطب ہو کے کہا او نالائق جلد بیان کر ورنہ ابھی ہم تجھکو ہلاک کرینگے بختگان اُنکو برہم
دیکھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا مین اُس وقت کلام کرکے پچھتایا اب کچھ بن نہین پڑتا اگر صاف
صاف کہتا ہون تو یہ نقابدار مجھے مار ڈالینگے بہتر یہ ہی کہ حال انجام جنگ صاف صاف بیان نکرے یہ خیال
کرکے کہنے لگا ای نقابداران ذیوقار مین نے تو کوئی بات ایسی نہین کی ہی کہ جس بات پر آپ مجھے ہلاک
کرین مین نے تو یہی کہا ہی کہ انجام جنگ کیا کون کیا ہوگا خلاصہ اس جملہ کا یہ ہی کہ آپ دونون صاحب
لشکر امیر ثانی کا خاتمہ کر دینگے سبکو قتل کرینگے یا اسیر کرینگے یا خلاف ہوگا وہ لوگ مردمان لشکر کہران
شیر سوار کو تہ تیغ کرینگے خود بھی قتل ہونگے نقابداران مذکور اُسکی تقریر سُنکے کہنے لگے او نابکار

تونے بات بناکے کہی جان اپنی ہمارے ہاتھ سے بچائی عقلمندی کی اگر ہماری نسبت یہ کہتا کہ انجام
کار تم قتل ہوگے تو ہم ابھی تجھکو اسی جگہ قتل کرتے یہ کہکے چاہا کہ کچھ سزا زبان درازی و بیہودہ گوئی کی دیجیے
کہران شیر سوار مانع ہوا نقابداران سطور اسکے کہنے سے غصہ کو ضبط کرکے بیٹھے رہے جب زلف
لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی کہران شیر سوار نے دربار برخاست کیا جملہ اہل دربار گھر گئے لاجورد شاہ
وصلصال وخلخال بھی مع بخشگان جس مکان میں فرو کش تھے گئے کہران شیر سوار نقابداران کو
اپنے ہمراہ دربار سے ایک قصر عالی شان میں کہ جو بہت شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ سے آراستہ
تھا لیگیا اور اُن کے واسطے اپنے ملازموں سے طعامہائے لذیذ و خوش ذائقہ طلب کرکے بعد تکلف
اُنکی دعوت وضیافت کی بعد فراغ اکل و شرب اسی قصر میں دونوں نقابدار سہریلوں پر سوئے کہران
شیر سوار بھی اسی قصر میں علیحدہ اُنسے سو رہا دونوں لشکروں میں تیاری لڑائی کی تمام شب ہوا کی
جب آثار صبح فلک پر ظاہر ہوئے مرغان خوش الحان اپنے آشیانوں سے نکل کے اپنی زبان میں
حمد خدائے دوجہان کرنے لگے کواکب بحر افلاک میں ڈوب کے نہان ہونے لگے رخ ماہتاب پر زردی
و سفیدی نظر آنے لگی ہوائے سرد چلنے لگی باغوں میں غنچے چٹک چٹک کے گل ہونے لگے نسیم عطر
آگین ہوکے اترا کے چلنے لگی کفار موافق اپنے مذہب کے اپنے معبدوں میں جاکے گھنٹے اور ناقوس
بجانے لگے موذن لشکر اسلام میں بہ آواز بلند اذان دینے لگے امیر ثانی و بادشاہ لشکر
و جملہ مردان لشکر اسلام نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد نماز و تعقیب سحر مسلح ہوکے
سواریوں پر سوار ہوکے عازم میدان کارزار ہوئے سواری بادشاہ موصوف کی سوئے میدان
بڑھی نقیبوں نے پکار کر کہا یہ سواری ظل اللہ جہان پناہ کی ہے ادب قاعدے سے چلو سردار
وسوار بصد ادب ہمراہ رکاب ہوکے مجرا اور سلام کرتے ہوئے باہم ذوق جنگ میں آہستہ آہستہ
کلام کرتے ہوئے چلے بعد قطع راہ سواری بادشاہ لشکر اسلام کی میدان کارزار میں پہونچی اُس طرف سے
کہران شیر شکار بھی ہمراہ نقابداران زرد و سرخ پوش کے بجمعیت سپاہ جنگاہ میں آکے
بمقابلہ لشکر امیر ثانی ٹھہرا امیر ثانی وغیرہ نے دیکھا کہ کہران شیر شکار خاص اپنے ساٹھ
ہزار سپاہ کی جمعیت سے مسلح مرکب پر سوار ہوکے میدان کارزار میں آیا ہے اور نقابدار
ہر ایک چالیس چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے آیا ہے ہر ایک نقابدار کے رخ پر نقاب
پڑی ہوئی ہے اور ہر ایک نقابدار مسلح مرکب پہ سوار ہے ابھی جملہ اہل اسلام لشکر کفار کو دیکھ رہے
تھے ناگاہ کہران شیر سوار کے اشارے سے بیلدار پھاوڑے دوش پر رکھے ہوئے لشکر سے
نکلے ادھر امیر ثانی نے زمین ناہموار کو ہموار کرایا خس وخاشاک کو دور کرایا جب اس طرح درستی
میدان کارزار کی ہو چکی اُس وقت سقے دونوں لشکروں سے مشکیں پانی سے بھرے ہوئے دوش پہ
رکھے ہوئے نکلے اُنھوں نے اسقدر پانی چھڑکا کہ زمین جنگاہ کو سرد و تر کیا گرد و غبار کو دور کر دیا جب
اسکے بیلدار و بیلچہ بردار اور سقے میدان مصاف سے ہٹ گئے ہر ایک لشکر کی صفیں
آراستہ ہونے لگیں میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ حسب دلخواہ ہر ایک سپاہ کا آراستہ
ہوا امیر ثانی بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے اپنے لشکر کی صفوں سے بڑھ کے زیر علم اژدہا پیکر

مرکب پر سوار ہو کے کھڑے ہوے پہلے دونون لشکرون مین جنگی باجے بجے اُنکی آواز دلکش سے
جوانان ہر دو لشکر خوش و مست ہوے جب شور باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے کڑکیت
اور نقیب نکل کے درمیان دونون سپاہ کے کھڑے ہوے پہلے نقباے خوش آواز و خوش تقریر
نے جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند یون کہا کہ اے جوانان نامدار و اے دلیران تہور
شعار آگاہ ہو کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی قید اور زندگی کی کسی کو معلوم نہین ہی اجل کا آنا ضرور
ہی نہین معلوم کس وقت اجل آ لے اور کیونکر آ لے اس اجل نے ابتداے خلقت سے آج تک
کیسے کیسے سلاطین اولوالعزم و پہلوانان جویاے رزم و حسینان خوبرو و جوانان جنگجو کو حکم خدا سے
زیر خاک پنہان کر دیا ہی لاکھون بلکہ لا تعد و لا تحصیٰ زن و مرد و خوش و دلیور وغیرہ اس اجل سے
مجبور ہو کے دنیا سے سوے عدم گئے ہین جو زندہ ہین وہ بھی ایک روز اس اجل کے ہاتھ سے
زندہ نہ رہینگے سوے عدم باغ دنیا سے ضرور جا بینگے نہ کوئی رہا ہی اور نہ کوئی سواے خالق کون
ومکان کے باقی رہیگا سب کو ایک دن فنا ہی مگر اُسی کی ذات کو بقا ہی دیکھو مقام عبرت ہی کہ
بادشاہان متقدمین و دلیران روے زمین مانند اسفندیار روئین تن و رستم پہلتن و سہراب و افراسیاب و
فریدون و کیخسرو و جمشید و ضحاک و کیکاؤس و قباد و گیو و زال و سام و نریمان و فرامرز بن رستم پہلتن دارا
وغیرہ اب کہان ہین کسی کا نشان قبر بھی معلوم نہین ہوتا ہی افسوس وہ اجل سے مجبور ہو کے زیر زمین
ایسے نہان ہوے کہ پھر اُنھون نے کسی کو اپنی صورتین نہ دکھائین اہل جہان اُنکے دیکھنے سے
مشتاق رہے اُنھین یاد کر کے رویا کیے اور اب تک اکثر مردم اُنکے افعال و اطوار جو کتب مین مسطور
ہین دیکھکر اُنکو یاد کرتے ہین وہ لوگ کہ جو گرد و غبار سے از حد اجتناب کرتے تھے ہزارون من
خاک مین دبے پڑے ہین وہ ہین اور گوشہ تنگ و تاریک قبر ہی کوئی اُنکا اُنکے پاس ہمدم و
مونس نہ ہی سواے اعمال نیک و بد کے وہ لوگ اس دار دنیا سے کچھ ساتھ اپنے نہ لینگے اِن مال دنیا
سے اکثر کفن بے گئے اکثر کفن بھی نہ دفنے گئے اُنکو غسل و کفن بھی میسر ہوا بہت سے ایسے گذرے ہین کہ
اُنکو قبر بھی میسر نہوئی جنکو غسل و کفن قبر میسر ہوئی اُنکو خوش اقبال ہم کہہ سکتے ہین نہ خوش اعمال
کیونکہ نہین معلوم کون نزدیک پروردگار کے خوش اعمال ہی کسکی عبادت و بندگی وہ قبول کرلیتا ہی اور کون
بد اعمال ہی کہ عبادت اُسکی قبول بارگاہ خدا بوجہ بد اعمالی و کبر و نخوت و غرور کے نہین ہوتی ہی اسکا علم
خدا ہی کو ہی ہم کیا بیان کر سکتے ہین مگر بظاہر اسقدر کہہ سکتے ہین کہ جو اعمال نیک کرتے ہین اُنکی عاقبت
ہمیشہ بخیر ہوتی ہی اور خدا کے سامنے وہ محجوب نہین ہوتے ہین اور کیا عجب کہ وہ رستگار ہون اور جو بد اعمال
کرتے ہین اور جنھون نے کیے ہین وہ معذب ہونگے اور ہوے ہونگے پس انسان کو لازم ہی کہ اس
حیات چند روزہ مین حتی الامکان اعمال نیک کرے دنیا سے سوے عدم تحائف اعمال نیک لیکر
جاے خالی ہاتھ اپنے مالک کے سامنے نجاے زاد راہ مہیا کرے کیونکہ سفر دور و دراز درپیش ہی راہ بھی
وہ راہ ہی جو کبھی نہین دیکھی ہی سامنا اُن لوگون کا ہی جنکو کبھی نہین دیکھا ہی مانند منکرین کے اعمال
نیک بہت سے ہین مانند روزہ و نماز وغیرہ کے منجملہ اعمال نیک کے یہ بھی ایک عمل نیک ہی کہ راہ
خدا مین کفار سے لڑے اُنکو ہدایت کرے اگر کفار ہدایت قبول کرین تو فہو المراد ورنہ اُن سے

مقابلہ کرے آج اس جگہ سامنا نور ونار کا اور گل وخار کا ہوا ہے ادھر تم سب اہل اسلام نوری
بندۂ طاعت گذار پروردگار ہو ادھر کفار ناری ہر پیکار ہین لہذا لازم ہے کہ لڑنے مین کد وکوشش کرنا بڑھ
بڑھ کے کفار سے تیغ وتیر ونیزہ وگرز کا مقابلہ کرنا قدم پیچھے ہرگز نہ ہٹانا بھاگنے کا ہرگز ہرگز ارادہ نکرنا
دنیا مین آبرو وعزت حاصل کرنا دشمنون کو حتی الامکان تہ تیغ کرنا زخمہاے تیر وتیغ بڑھ بڑھ کے
اپنے اجسام پر کھانا خوف مرگ سے گریزان نہونا سر میدان اپنی اور اپنے آبا واجداد کی ذلت و
رسوائی گوارا نکرنا اگر ہماری ہدایت کے موافق اعدا سے لڑوگے اور زندہ رہوگے دلاوردون مین
محسوب ہوگے عزت وآبرو دنیا مین پاؤگے اور اگر دست اعدا سے قتل ہو جاؤگے تو بھی اچھا ہے کہ
حق نمک سے اپنے آقا ومالک کے ادا ہو کے سرخرو سوے عدم جاؤگے غازیون مین شمار کیے جاؤگے
گرد کیت اپنے لشکر سے مخاطب ہو کے بآواز بلند یون کہنے لگے کہ اے بہادران بےمثل روزگار واے دلیران
تہور شعار ذرا چشم عبرت سے خفتگان گوشہاے قبور پر نظر کرو اور خیال کرو کہ اس دنیا سے کیسے کیسے سلاطین
روے زمین ودلاوران نامدار بہادر وتہور شعار اور کیسے کیسے جوانان خوش جمال ونازنینان عدیم المثال
وشرفاے ذیوقار وجوانان خنجر گذار جو کسی کے ہلاک کیے ہلاک نہوتے تھے اجل سے مجبور ہو کے سوے
عدم چلے گئے جاہ وحشمت مال ودولت زر وجواہر وہ سراے دہر کے ساز کچھ بھی اپنے ساتھ
سوا دو گز کفن کے نہ لے گئے خالی ہاتھ دنیا مین آئے تھے خالی ہاتھ سوے عدم چلے گئے کسی نے
یہ مطلع کیا خوب حال سکندر مین کہا ہے لایق یاد رکھنے کے ہے اور عبرت کرنے کا مقام ہے مطلع
نہ ہمراہ اسکے کچھ سامان ملکی اور نہ مالی تھے کہ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے
کہ ہر ایک اعلی وادنی دنیا سے خالی ہاتھ جانب ملک عدم جاتا ہے مگر اعمال نیک وبد ضرور اپنے ساتھ
لے جاتا ہے جو لوگ زندہ ہین وہ اعمال خیر کر سکتے ہین اور جو مر گئے ہین وہ اعمال نیک وبد کرنے
سے مجبور ہو گئے ہین تنہا گوشۂ قبر مین زیر خاک دبے ہوے پڑے ہین حرکت بھی کر نہین سکتے ہین
کروٹ بھی بدل نہین سکتے ہین اکثر ایسے ہین کہ گوشت واستخوان انکے خاک اور کیڑے مکوڑون
کے کھا گئے ہین جس زبان سے وہ انواع واقسام کے کلام کرتے تھے وہ زبانین انکی کیڑے کھا گئے اور
وہ سرہاے پرغرور انکے اکثر رہروون کی ٹھوکرون مین آئے اور اکثر سرہاے پرغرور کو زمین کھا گئی
تن نازک انکے جو گرد وغبار سے حیات مین بچتے رہتے تھے اور وہ لوگ عطر مٹی کا برا جانتے تھے اپنے
لباس وتن پر کبھی نہ ملتے تھے اب وہی زیر خاک ہین ہزار ہا من مٹی انپر پڑی ہے بلکہ وہ خود خاک مین
جا کے خاک ہو گئے ہین واے بیکسی اہل قبور کوئی انکی بعد مرگ خبر نہین لیتا مزاج انکا نہین
پوچھتا حال انکے غم کا دریافت نہین کرتا انکی قبرون پر مثل اہل اسلام کے فاتحہ نہین پڑھتا شمع
وگل قبور پر نہین لاتا کوئی انکی قبرون پر بیٹھ کے انھین یاد کرکے دو آنسو بھی آنکھ سے نہین بہاتا
اگر لاکھون آدمیون مین کوئی شخص کسی اپنے عزیز ودوست کی قبر پر جا کے اسکو یاد کرکے روتا ہے
اسے پکارتا ہے تو وہ ایسے خواب گران مین ہوتا ہے کہ اسکی آواز کو سنکے جواب دے نہین سکتا
ہے یارو ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ مانند گذشتگان کے ہمارا اور تمھارا حال بھی ہوگا مدام ہم اور تم
اس سراے فانی مین نہ رہینگے لہذا تقاضاے عقل یہ ہے کہ اس دو روزہ زندگی کو غنیمت جان کے

کار خیر ایسے کرو کہ تمھارے بعد اہل جہان تمکو بہ نیکی یاد کرین ہر ایک بزم و محفل مین مردم تمھاری دلاوری و شجاعت کا ذکر کرین اظہار شجاعت و بہادری آج کے روز کرو دیکھو لشکر اسلام تمھارے سامنے صف آرا ہی جملہ اہل اسلام تمھارے دشمن جان و ایمان ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جو خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین اور ہمارے خداوند کو برا کہتے ہین بار بار اُنپر لعنت کرتے ہین یہ لائق قتل ہین ہنگام جنگ انکے حال پر ذرا بھی رحم نکرنا نیم جان بھی انکو نچھوڑنا قتل کرکے اُنکی لاشون پر گھوڑے دوڑا دینا بخوبی پامال سم اسپان کرنا خبردار اُنسے دبکے نہ لڑنا جہانتک ہو سکے بڑھ بڑھ کر لڑنا پیچھے قدم نہ ہٹانا تم سب بہادر ہو تمھارے آبا و اجداد بھی بہادر و نامور تھے اہل اسلام کے دشمن جان اور خون کے پیاسے تھے تم بھی اپنے آبا و اجداد کی پیروی کرو ان اہل اسلام سے اس طرح لڑو کہ دیکھنے والے تمھاری ہمت و بہادری کی تعریف کرین رستم و اسفندیار کی لڑائی کو جنگ تمھاری دیکھکے بھول جائین ایسے نعرے کرو کہ دل اعدا کیا کوہ و دشت تھرا جائین اور ایسی بڑھ بڑھ کے تلوارین اپنے دشمنون پر لگاؤ کہ خون سے اُنکے زمین عرصۂ سبز و گلگون ہو جاے بلکہ دریاے خون رواں ہو جاے اگر ہماری پند و نصیحت پر عمل کروگے تو دنیا مین آبرو پاؤگے اور لڑکے دشمنون سے مرجاؤگے تو خداوند تمثال آئینہ رو سے سرخرو ہوگے وہ تمسے بہت خوش ہونگے غرض ہر صورت لڑنا اور مرنا تمھارے حق مین اچھا ہی اور اس میدان جنگ سے بھاگنا بہت ہی بُرا ہی باعث ذلت و بدنامی کا ہی اور سبب ناراضی خداوند بھی ہی آگے تمکو اختیار ہی مصرع بر رسولان بلاغ باشد و بس لقبا اور کرکیت جب اس طرح جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے درمیان ہر دو سپاہ سے ہٹ گئے اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ فرط شجاعت و کثرت شوق جنگ سے جوانان ہر دو لشکر کا یہ حال تھا کہ جوش شجاعت سے مست ہوکے جھوم رہے تھے بار بار قبضۂ شمشیر کو چوم لیتے تھے ارادہ کرتے تھے کہ تنہا مرکب کو جولان کرکے صف لشکر اعدا پر مانند شیر گرسنہ گرین اور اعدا کو مانند گلۂ گو سپند کے جان سے اُنکی خونریزی کرین شکار اُنکا بعد رغبت کرین ہنوز لشکر اسلام سے کوئی بہادر براے جنگ نکلا نتھا کہ ناگاہ سپاہ کیوان شیر سوار سے لقا بدار زرد پوش نیزہ بدوش مرکب کو جولان کرکے سامنے لشکر اسلام کے آیا مرکب کو روک کے بآواز بلند یون کہنے لگا کہ اے اہل اسلام تم خداوند کو بُرا کہتے ہو اُنھین سجدہ نہین کرتے ہو بندگان خاص خداوند سے لڑنے آئے ہو تم کیا یہان آئے ہو اجل تمھاری تمکو کشان کشان یہان لائی ہی یہ اور کوئی ایسا ویسا ملک نہین ہی کہ جسپر فتحیاب ہوگے یہان کا حاکم کیوان شاہ ہی اور یہ ملک بھی آباد کیا ہوا خاص خداوند کا ہی یہان کے ساکن بہادر و دلاور ہین تم کیا لڑوگے بہتر یہ ہی کہ خداوند کو ناراض نکرو اُنھین سجدہ کرو اور اگر یہ قبول نہو تو جو تم سب مین اپنی زندگی سے بہت بیزار ہو اور آزادی سے آمادہ ہو اور دعواے بہادری کرتا ہو وہ جلد تر لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھسے مقابلہ کرے مین وہ لقا بدار ہون کہ جو قہر خداوند کہلاتا ہون یہ کہکے خاموش ہوا امیر ثانی نے اُسکی تقریر بیہودہ سنکے بے نظر کی فی الفور شیر علی بن شیر وبہ صف لشکر سے نکلا اور مرکب باد رفتار سے اُترکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی خوش انجام کے روبرو گیا اور اُنسے اذن جنگ لیکے خوش ہوکے مرکب پہ سوار ہو کے

قریب نقابدار زرد پوش کے گیا اور طالب ضرب ہوا نقابدار نے اُسکے سراپا پر نظر کرکے پوچھا
ای جوان تیرا کیا نام ہی اس بہادر نے جواب دیا نام میرا شیر دے ہی مین فرزند شیر دیہ کا ہون خیر سیرت و
نیم خو ہون واسطے تیرے قتل و شکار کرنے کے آیا ہون اگر اپنی زندگی تجھے منظور ہی تو خداوند تعالیٰ [illegible]
پر لعنت کر کہ وہ ایک شیطان سیرت ہی بندگان خدا کو بہکاتا ہی اپنے تئین سجدہ کراتا ہی سجدہ سوا معبود
حقیقی کے کسی کو جائز نہین ہی پس اپنے پروردگار کو پہچان اسی کو سجدہ کر کلمہ پڑھ مسلمان ہو نقابدار مذکور
اس بہادر کی گفتگو سنکے نہایت غضبناک ہو کے کہنے لگا کہ بس بس خاموش ہو یہ جنگاہ ہی نہ مقام وعظ و پند جو
دل کا حوصلہ نکال لے تیغ یا نیزہ کا مجھپر وار کرلے شیر دے نے جواب دیا ہم اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین
ہی کہ پہلے اپنے حریف پر وار کرین اگر تیرے ہاتھ سے اور تیری ضرب سے مین جانبر ہونگا تو مین بھی
تجھپر وار کرونگا یہ سنکے نقابدار نے گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر نیزہ کو گردش دیکر خبردار خبردار کہکے
سینہ بے کینہ شیر دے پر نیزہ کا وار کیا ادہر اس بہادر نے چالاکی سے سنان نیزہ کو اُسکے اپنے نیزہ
کی سنان پر روکا دو انیان ٹکرا دین جو چین چنگاریان پیدا ہوئین مضمون نے ضرب نیزہ رد کرنے کی
تعریف کی بعد روکنے ضرب مذکور کے شیر دے نے بھی نیزہ اُسکے سینہ پر مارا اُسنے بھی بجد و کد سنان نیزہ
کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا اسی طرح تیس چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی آخرکار شیر دے
نے نقابدار مذکور سے کہا اگر ایکی مرتبہ تو نیزہ کا وار کریگا تو وہ بند نادر باندھونگا کہ سنان نیزہ تیرے
نیزے سے نکل جائیگی اُسنے یہ سنکر جواب دیا تیرا خیال خام ہی یہ کہکر وار نیزہ کا کیا اس دلاور نے اُسکی
سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر عجب طور سے روکا اور عجب بند غریب باندھا کہ نقابدار ہرچند کوشش کرکے
عاجز ہوا اُس بند نادر کو کھول نہ سکا شیر دے نے حسب قاعدہ اُستادان فن نیزہ اُسکے ہاتھ سے سنان
نیزہ نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری جملہ اہل اسلام خوش ہوے کفار کو صدمہ
ہوا خصوص نقابدار زرد پوش کو رشک ہوا اور شرمندہ ہوا شرم کے سر جھکا لیا عرق پیشانی پر کیا آیا گویا دریا
خجالت مین ایک نیزہ غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک تو سر جھکائے رہا لیکن بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کے
نہایت برہم ہو کے نیزہ کی ڈانڈ کو اُٹھا کے خبردار خبردار کہکے گھوڑے کو آگے بڑھا کے وہی ڈانڈ سر شیر دے
کے نہایت زور سے لگائی اُس دلاور نے ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ نقابدار کے
نیزہ کی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی اس وقت نقابدار نے غضبناک ہو کے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے زمین پر
ڈال کے نقاب اپنے چہرے سے اُٹھا کے کہنے لگا ای جوان مصرع ع بر من نگر بہ من نگر شاید کہ
آشنا سی ہوا شیر دے نے جو فی الفور اُسکے چہرہ پر نظر کی اور آنکھین اس سے چار کین دفعتاً یہ حال
ہوا کہ طاقت و قوت بالکل زائل ہو گئی ہوش و حواس بجا نرہے از خود رفتگی دیکھنے والون کو اُسکی ثابت
ہوئی کیونکہ نیزہ کو ہاتھ سے خاک پر ڈالکر شیر دے پکارا ای نقابدار تو نہین وہ یاد ہی کہ جو تجھپر نیزہ لگا کے
مین تو تیرا شیفتہ ہون تیرے تیر مژگان کا زخمی ہون نقابدار نے اُسکی تقریر سنکے جواب دیا اگر تو مائل ہی
تو اپنے گھوڑے مرکب کو بڑھا کے شیر دے کے کمر بند آہنی مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا دیا کہ پاؤن شیر دے کے
رکاب سے جدا ہوے پھر پشت زین سے یون اُٹھا لیا کہ جیسے کوئی پھول کو اُٹھا لیتا ہی جب نقابدار
مذکور شیر دے کو پشت زین سے اُٹھا چکا اپنے لشکر کے سوارون کی طرف دیکھ کے کہا لے جاؤ اسکو

اور قید کرو وہ فی الفور گھوڑے بڑھا کے آئے اور شیروے کو طوق و زنجیر وغیرہ میں گرفتار کرکے لیگئے
جب اس طرح شیروے گرفتار ہوچکا نقابدار نے نقاب منہ پر ڈالکر پھر پکار کرکے کہا اے گروہ اہل اسلام
اب تم سب میں کون ایسا دلاور ہے کہ مجھسے آکے مقابلہ کرے امیر ثانی نے پھر مڑکے دیکھا ابکی مرتبہ سلیمان
ثانی نے اپنے مرکب کو جولان کرکے صف لشکر سے نکل کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی سے
حسب قاعدہ اجازت لیکے پھر مرکب پر سوار ہوکے سامنے نقابدار مذکور کے جاکے مرکب کو روکا نقابدار
نے اپنے لشکر کے ایک سوار سے نیزہ لیکے حسب دستور سینہ پر سلیمان ثانی کے وار کیا اس
دلاور نے وار کو اسکے اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود نیزہ کا وار کیا اُس نے نیزہ کو نیزہ پر
روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی آخر کار سلیمان ثانی نے ایک ضرب عجیب باندھ کر سنان نیزہ اسکے نیزہ
سے نکال دی اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف کی نقابدار نے ابکی مرتبہ ڈانڈ کو ہاتھ سے
خاک پر ڈالکر اسی طرح نقاب اپنے چہرے سے اٹھاکے سلیمان ثانی سے کہا اے جوان ذرا میرے
رخ پر نظر کر مجھے پہچان تو کہ میں کون ہوں سلیمان ثانی نے اُسکے کہنے سے اُسکے چہرہ پر نظر کی باہم
آنکھیں لڑیں آنکھوں کا لڑنا تھا کہ غضب ہوا جو حال شیروے کا ہوا تھا وہی حال اسکا بھی ہوا
نقابدار مذکور نے جس طور سے شیروے کو پشت مرکب سے اٹھا کر واکے اپنے لشکر کے سواروں کے حوالے
کیا تھا اسی طرح اس بہادر کو بھی پشت زین سے اٹھا کے اپنے لشکر کے سواروں کے حوالے کیا
انھوں نے اسی طور سے اس دلاور کو بھی قید کیا بعد اسیر کرنے سلیمان ثانی کے نقابدار مذکور نے مرکب کو
بڑھا کے بہ آواز بلند کہا اے امیر ثانی آپ کے لشکر میں کیا کوئی ایسا بہادر نہیں ہے کہ تا دیر مجھسے مقابلہ
کرے پشت فرس سے اگر میں اٹھا دوں تو وہ نہ اٹھے اگر کوئی بہادر ایسا ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا
تو آپ واسطے میرے مقابلہ کے جلد روانہ کیجیے کہ اس سے کچھ لطف جنگ حاصل ہو امیر ثانی نے اسکی
تقریر سُن کے جانب میمنہ لشکر دیکھا فوراً بدیع الملک نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکالکر بادشاہ
لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام سے اذن و اجازت جنگ لیکے مرکب کو جولان کیا جب وہ بہادر قریب
نقابدار کے پہونچا مرکب کو روک کے طالب ضرب نیزہ ہوا نقابدار نے نام دریافت کرکے کہا ہر چند
کہ دو مرتبہ میرے ہاتھ سے سنان نیزہ حسب اتفاق نکل گئی تھی لیکن میں نیزہ ہی سے لڑونگا تلوار
و گرز و تیر سے نہ لڑونگا یہ کہکے پھر نیزہ اپنے اہل لشکر سے لیکے مرکب کو کاوے پر ڈالکے نیزہ کو
گردش دیکے فنون سپہ گری و نیزہ بازی دکھاکے خبردار خبردار کہکے وار کیا بدیع الملک نے
اسکی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بسہولیت روک کر اسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اس نے بھی
چالاکی سے وار رد کیا تھوڑی دیر اسی طور سے لڑائی ہوئی آخر کار بدیع الملک نے ایک بند
صاحبقرانی باندھ کر سنان نیزہ کی چوب نیزہ سے نکال دی سرداران میمنہ شادمان ہوکے بآواز
بلند ثنا کرنے لگے نقابدار مذکور نے برہم ہوکے چوب نیزہ اٹھاکے مرکب کو بڑھا کے سر پر اپنے حریف کے
لگائی شاہزادہ موصوف نے ڈانڈ اسکے نیزہ کی اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکا نقابدار نے عاجز ہوکے پھر
نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی اور کہا اے جوان دیکھ میرے چہرہ کی طرف دیکھ اور پہچان مجھکو ہائے عجب
ہے کہ تو حریفانہ مجھسے لڑتا ہے تجھے شرم نہیں آتی ہے بدیع الملک نے اپنے دل میں خیال کیا کہ نہیں معلوم

یہ کون ہی دیکھ ہی لینا چاہیے یہ خیال کرکے اُسکے چہرہ پر نظر کی آنکھ سے آنکھ لڑتے ہی شاہزادہ موصوف
گویا دیوانہ ہوکے کم قوت ہوگیا دیکھتے ہی اُسپر شیفتہ ہوگیا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کرکے عشق
اپنا ظاہر کرنے لگا نقابدار نے کہا اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو ہم بھی تمسے الفت رکھتے ہیں تم
نہیں چاہتے کہ تم ہمسے جدا رہو یہ کہکے مرکب کو بڑھا کے کمربند فولادی بدیع الملک میں ہاتھ ڈال کے
جھٹکا دیا کہ رکابیں شاہزادے کی پاؤں سے جدا ہوئیں جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ شاہزادہ
موصوف کو نقابدار مذکور نے اس طرح پشت سمند سے اُٹھا لیا جیسے کوئی کسی بچہ کو بسہولیت
اُٹھا لیتا ہی یا کسی ناتوان وزار کو کوئی مرد قوی آہستہ اُٹھا لیتا ہی یہ حال پُر ملال دیکھ کے جملہ اہل اسلام کو
صدمہ ہوا خصوص سرداران دست راست کو بہت رنج ہوا الغرض اُسی عالم رنج وملال میں چاہا کہ حملہ کرکے
نقابدار مذکور کے ہاتھ سے بدیع الملک کو رہا کریں ہنوز حملہ آور نہوے تھے کہ اس نے سواروں کو جلد تر
طلب کرکے اُنکے حوالے کردیا اُنھوں نے مانند شیروے اور سلیمان ثانی کے اسیر کرلیا نقابدار نے
نقاب اپنے چہرہ پر ڈالکر رُخ سوے لشکر اسلام کرکے پھر امیر ثانی سے کہا کہ اے امیر ثانی اب اور کسی
دلاور کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر ہاتو تورنے پھر سوے میمنہ لشکر مڑکر دیکھا ابکی مرتبہ
اسد بن کرب نے صف لشکر سے نکل کے مانند بدیع الملک وسلیمان ثانی وشیروے کے بادشاہ
لشکر اسلام وامیر ثانی عالی مقام سے اجازت رزم لیکے مرکب پر سوار ہوکے یہ خیال کرتا ہوا جانب نقابدار
مذکور روانہ ہوا کہ جاتے ہی بعد روکنے ضرب نیزہ نقابدار کے پشت زین سے اس
نقابدار نابکار کو اُٹھا لونگا اور خاک پر اس طرح نیکو نگار پیوند خاک کردونگا یہ دیوانے نے اسد
خیال مندرجہ کرتا ہوا سامنے حریف مذکور کے گیا وہ اُسکے چہرہ پر آثار وحشت دیکھ کے اور چالاک و
شوخ اُسکو پاکے پوچھنے لگا اے جوان تیرا کیا نام ہی اُسنے اپنا نام بتایا اُس نے کہا تیرے چہرہ سے
ثابت ہوتا ہی کہ تو دیوانہ ہی اور شوخی وشرارت بھی ظاہر ہوتی ہی تو مجھسے کیا لڑیگا اسد نے جواب دیا
میں تجھسے لڑونگا اور تیرے خداوند نابکار سے لڑونگا تو میری شجاعت سے ابھی آگاہ نہیں ہی تھوڑی
دیر میں آگاہ ہوجائیگا یہ کہکے طالب ضرب ہوا نقابدار نے پوچھا اے جوان تیر یا نیزہ یا شمشیر کس سے
لڑیگا اسد نے کہا میں تو تلوار کی لڑائی کو پسند کرتا ہوں اس نے کہا میں تو تلوار سے نہ لڑتا کیونکہ صرف
نیزہ سے لڑنے کا عہد کرچکا تھا لیکن تیرے کہنے سے لڑتا ہوں یہ کہکے تلوار نیام سے کھینچکر
مرکب کو آگے بڑھا کے موقع پاکر شمشیر آبدار سر اسد نامدار پر لگائی اس دیوانہ نے کچھ سوچ سمجھ کے
واسطے روکنے تلوار کے سپر بھی نہ اُٹھائی لیکن جب تلوار قریب سر آئی بازمہ پیما اسکی نظر کرکے چالاکی
سے ہاتھ اپنا بڑھا کے اُسکے بند دست پر ڈالکر زور کیا چاہا کہ تلوار ہاتھ سے چھین لے کمربند میں ہاتھ
ڈال کے پشت مرکب سے اُٹھا لیجیے نقابدار مذکور نے اُسکے ارادہ سے باخبر ہوکے اُسی عالم میں
نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھائی نظر اسد غازی کی یکبیک اُسکے چہرہ پر پڑی گئی اور آنکھ سے آنکھ
لڑ ہی گئی یا تو زور کرکے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین رہا تھا یا تلوار چھیننا موقوف کرکے ہاتھ اپنا
اُسکے بند دست سے اُٹھا کے عذر کرنے لگا کہ میں نے ارادہ تلوار چھین لینے کا کیا تھا اس
خطا کو میری معاف کردیا سزا اسکی سر دست دو ہاتھ میرے تیغوں سے قلم کردو میں تو فرمانبردار

ایک تمھارا عاشق زار ہون نادانستہ آمادہ جنگ ہوا تھا نادانی سے مین نے مقابلہ کیا تھا اب چہرے پر تمھارے نظر کی خوب پہچانا یہ کہکے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عشق اپنا ظاہر کرنے لگا اُس نے مسکرا کے جواب دیا اگر تم ہمسے محبت رکھتے ہو تو آؤ یہ کہکے مرکب کو اپنے بڑھا کر کر بند آہنین اسد مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا دیا کہ پاؤن رکاب سے جدا ہوے پیر پشت فرس سے اُٹھا لیا اور اپنے لشکر کے سوارون کو حوالے کیا اُنھون نے سلاسل مین فی الفور گرفتار کر لیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرے پر ڈال لی اسی طرح نقابدار مذکور نے قریب شام تک اکثر سرداران لشکر امیر ثانی کو اسیر کیا جو لشکر سے نکل کے اسکے سامنے گیا اور اُسکے رخ و چشم پر نظر کی وہ مسخر ہو گیا قوت بھی زائل ہو گئی کہا تک یہ لڑائی فرداً فرداً لکھی جاے کہ طول کا خیال ہے خلاصہ اور مختصر حال اس جنگ عظیم کا یہ ہے کہ بعد اسیر ہونے اسد بن کرب کے ابراہیم سلیمان اعظم نور الدہر بن بدیع الزمان ایرج نوجوان غضنفر بن اسد کیخسرو ابراہیم بن مالک طروت بن اسد آصف شاہ داراب کشورکشا لندھور ثانی فرہاد دکھان یک مرزبی ارشیون پریزاد الماس بن لندھور ان سب سرداران نامی و نامور کو نقابدار نے قریب شام تک اسیر کیا کسی کو زخمی اور قتل نہین کیا ہر ایک سردار کو صورت اپنی دکھا کے آنکھ اُس سے لڑا کے دیوانہ بنا کے مسخر کر کے قوت زائل کر کے مرکب سے اُٹھا کے اسیر کیا قریب شام طبل بازگشت بجا اُسے میدان جنگ سے جانب فرودگاہ سپاہ کہران شیر سوار روانہ ہوا کہران شیر سوار بھی ہمراہ اپنی سپاہ کے نہایت شادمان ہو کے ساتھ نقابدارون کے جنگگاہ سے چلا گیا اور اہل اسلام محزون و غمگین اپنی لشکرگاہ کی طرف آئے کہران شیر سوار نے اپنی بارگاہ مین جا کے ہنگام شب بخواہش نقابدار سرخ پوش اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا ردمان لشکر کہران شیر سوار صداے طبل رزمی سن کے کہنے لگے نقابدار زرد پوش نے تو آج بہت سے سردارون کو اسیر کیا ہی دیکھیے کل نقابدار سرخ پوش نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی وہی لڑیگا مگر ہمین لازم ہی کہ تیاری لڑائی کی کرین مبادا جنگ مغلوبہ ہو یہ باتین کر کے جنگ مین مصروف ہوے ہرکارے لشکر اسلام کے جو واسطے خبر رسانی کے معین تھے وہ صداے طبل جنگی لشکر کہران شیر سوار مین بلند پا کے حال دریافت کر کے فوراً بارگاہ سلیمانی مین گئے اور بجا آگاہ سے بادشاہ لشکر اسلام کو موافق قاعدہ مجرا کر کے اس طرح ثنا و دعاے بادشاہ موصوف اپنی زبان پر لائے کہ بمصداق نظم

حیدر صلابتی کہ بسبزہ سے نشان
آب حیات لیس زسبزہ خوشگوار داد
سر سبزی فلک زمین پوش شاہ داد

ثنا پیشہ کہ در عظمت بارگاہ تو
شمشیر تو نشان سر ذوالفقار داد
زان پیشتر کہ خاک زمین را بود قرار
ختم سخن مگر چہ بگویا دگار داد

بر آسمان رساند کسے را کہ بار داد
کشورستان سکندر ثانی کہ خضر فیض
افزون زانکہ دور فلک را مدار داد

بعد کرنے ثنا و دعاے مندرجہ کے دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ جہان پناہ اس وقت نقابدار سرخ پوش نے بعد خواہش جنگ اپنے نام پر کہران شیر سوار و نقابدار زرد پوش سے کہکے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا بکار کا یہ ہی کہ وقت سحر میدان کارزار مین آ کے ملازمان حضور سے مقابلہ کرے سوا اس شر و فساد کے باقی خیریت ہی ہرکارے یہ عرض کر کے چلے گئے بادشاہ موصوف نے ہرکارون سے خبر طبل رزمی کے بجنے کی سن کے جانب امیر ثانی نظر کی امیر با توقیر نے عمرو ثانی سے ارشاد کیا

جاؤ ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ جنگی بجواؤ آج نقابدار زردپوش نے مقابلہ کرکے آفت برپا کی ہے کل نقابدار سرخ پوش لڑیگا دیکھیے وہ کیونکر لڑتا ہے کیا ہوتا ہے خواجہ نے اُسی وقت جاکے نقارچیوں کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا اُنھوں نے تھوڑی اشرفیاں نذر خواجہ کو دیکر چوب اُٹھاکر نقارۂ جنگی پر لگائی صداے مہیب نقارۂ جنگی سے نکل کے تاگنبد فلک دوار پہونچی زمین تھرائی اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سُن کے تیاری جنگ میں مصروف ہوے تمام رات دونوں لشکروں میں خوب سامان اور تیاری لڑائی کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ مذہب قدرت الٰہی سے سر لوح طلوع خورشید کو اور پردیباچۂ بیاض صبح کے منقوش کیا اور حاشیہ اوراق فلک کو ساتھ خطوط شعاعی کے جدول کھینچکر نقاط کواکب کو ساتھ خط بطلان کے نظر سے محو کرڈالا بفواے اللہ نور السموات والارض جملہ اہل اسلام وضو کرکے نماز سحر پڑھ کے مسلح ہوے اور ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام امیر ثانی عالی مقام سوے عرصۂ نبرد روانہ ہوے وہ اُس وقت نیر سحر کا چمکنا ستاروں کا پنہان ہونا آفتاب عالمتاب کی جانب مشرق سے آمد آمد وہ طائران خوش الحان کا حمد خدا میں نغمہ سرا ہونا وہ باغوں میں غنچوں کا چٹک چٹک کے مسکراکے شگفتہ ہونا وہ صحراے سبزہ زار کی بہار وہ لہلہانا اوس کی تری سے سبزۂ شاداب کا وہ گلہاے خودروکی صحرا میں بہار وہ ہواے سرد کا دمبدم چلنا وہ ایام سرما کے باعث سے اس وقت کی سردی کہ بمصداق ابیات حسب مقام ہوا۔

بس نکلتا تھا کانپتا خورشید
تیغ ساں کانپتا تھا بس وہ چند
سرد تھا باغ عشق جوں لالا
دیکھ گل پر صبا نسیم برد
بلبلیں مرتی تھیں اکڑ کے تمام
کانپتے تھے درخت وارض جبال
گو دیوں بیچ چھپتی پھرتی تھی
رعد سردی سے بس تھا کرم خموش
پھرتا تھا واسطے زمیں کے لحاف

بہتی تھی نہر باغ میں اسدم
آب میں اسقدر ہوئی تھی گزند
اکڑے جاتے ہی دیکھا سنبل کو
ٹھٹری پھرتی تھی ہر طرف دم سرد
مرمر بیچ جان کھوتی تھی
موسم دی تھا وہ کہ یا ہو حال
بے حرارت ہر سردی کے نالے
ابر دوش ہوا یہ بادلہ پوش

سردی وقت سحر تھی اتنی شدید
بچہ بط تھے مثل بچہ سے کم
آے جاڑے سے پڑ گیا پالا
بس تھی پوشیدہ گل کی تختہ میں بو
گرتے تھے برگ سب شجر کے تمام
تیر سی دل کے پار ہوتی تھی
آگ بھی سردی سے ٹھٹھرتی تھی
مثل یاقوت کے یہ انگارے
برف پڑتی تھی تھا فلک ندات

الغرض ایسی سردی میں ہنگام سحر وہ جملہ سپاہیان خوش سیر اطراف کی سیر کرتے ہوے بصد ادب خراماں خراماں ہمراہ سواری بادشاہ چلے جاتے تھے جب سواری بادشاہ ہمجاہ نبردگاہ میں پہونچی شاہ کے ٹھہرنے سے سب بہادر ٹھہر گئے امیر ثانی انتظار کہران شیر سوار و نقابداران نابکار کا کرنے لگے ہنوز دو ساعتیں بھی انتظار کرنے میں نہ گذری تھیں کہ اس طرف سے کہران شاہ شیر سوار ہمراہ اپنی سپاہ کے اور دونوں نقابداران مذکور ساتھ اپنی اپنی سپاہ کے میدان کارزار میں آئے اور بمقابلہ لشکر امیر ثانی ٹھہرے اُس وقت حسب قاعدہ قدیم دونوں طرف سے باشارہ دونوں بادشاہان لشکر کے بیلدار بیلچے بردار نکلے انھوں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا گرد و غبار جو اُڑا سقوں نے دونوں لشکروں سے نکل کے پانی عرصۂ نبرد پر چھڑکا گرد و غبار کو بٹھایا بعد اسکے دو سمت صفیں آراستہ ہونے لگیں میمنہ میسرہ قلب کمین گاہ ہر ایک سپاہ کا

حسب دلخواہ آراستہ ہونے لگا جب صف آرائی سے فرصت ہوئی ادھر امیر ثانی نے جانب نقبا دیکھا ادھر کہران شیر سوار نے کوکیت کی طرف نظر کی فی الفور دونوں فریق دونوں لشکروں سے نکل کے درمیان میں دونوں سپاہ کے آکے ٹھہرے پہلے نقبا نے جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے بآواز بلند یوں کہا کہ ای بہادران یکتاے روزگار و ای نامداران شجاعت شعار آگاہ ہو کہ تم سبکو خالق کون و مکان و معبود انس و جان نے مرد خلق کیا ہی خلعت مردی اپنی عنایت سے عطا کیا ہی عورتیں نہیں بنایا ہی کہ پردے میں بیٹھیں اور تیغ و تیر و نیزہ کی لڑائی سے ڈریں آج کا دن وہ دن ہی کہ سامنے تمھارے لشکر کفار صف آرا ہی تم سب مرد ہو اور بہادر ہو آبا و اجداد بھی تمھارے بہادر تھے اپنی زندگی میں اُنھوں نے کارہاے نمایاں کیے تھے یکہ و تنہا ہزاروں دشمنوں پر حملہ کیا تھا دشمنوں کو تہ تیغ کیا تھا جنگ میں زخمہاے تیغ و نیزہ و تیر دست اعداسے اپنے اجسام پر دلیرانہ کھاے تھے اور میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تھے پیچھے قدم کبھی نہ ہٹایا تھا آگے ہی قدم حتی الامکان بڑھایا تھا ہمیشہ میدان جنگ میں عزت و آبرو حاصل کی تھی انہیں کے تم فرزند ہو تم بھی آج کے روز کفار سے لڑ بھڑ کر نام پیدا کرو دنیا میں وہی شخص لایق ہی جو کارہاے نمایاں کرکے عزت و آبرو حاصل کرے دیکھو ہنگام جنگ منہ اعدا کی طرف سے نہ پھیرنا اپنی عزت و آبرو نگھو نا لیں اُنکے کوکیت اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کے اسطرح اُنکو آمادہ جنگ کرنے لگے کہ بمصداق نظم

من مولف دفتر ہذا نظم

دلاور ہو تم سب بڑھاؤ قدم
جوانمرد تم ہو کرو آج نام
بڑھاؤ سوے معرکہ جلد گام

جوانو سنو گوش دل سے ذرا
نیاموں سے تیغوں کو کرو علم
تمھارے تھے آبا نہایت دلیر
کرو روشن اپنے بزرگوں کا نام

یہ ہی عرصۂ جنگ و وقت وغا
نہیں بیم و دہشت کا کچھ بھی مقام
انہیں کے تو فرزند تم بھی ہو خیر

کوکیت اور نقبا حسب جوانان ہر دو لشکر کو حسب دلخواہ آمادۂ کارزار کر چکے درمیان ہر دو سپاہ سے ہٹ گئے اُس وقت جوانان ہر دو سپاہ کا عجب عالم تھا سبکو خیال نام تھا زندگی سے بیزار تھے آمادۂ کارزار تھے ہنوز جوانان مذکور کے واسطے لڑنے کے کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ ناگاہ نقابدار سرخ پوش نے اپنے مرکب کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور نقابدار زرد پوش اور کہران شیر سوار سے مسکرا کے یہ کہا کہ آج آپ دونوں صاحب میری لڑائی دیکھیے میں براے گرفتاری اہل اسلام جاتا ہوں کسی کو قتل نکرونگا کیونکہ حکم خداوند نے یہی دیا ہی کہ اہل اسلام گو ہمسے منحرف ہیں لیکن انکو قتل نکرنا فقط گرفتار ہی کرنا شاید وہ بعد گرفتار ہونے کے راہ راست پر آئیں میری طرف توجہ کریں کہران شیر سوار نے جواب دیا اچھا چاہیے حکم خداوند بجا لائیے ہم بنظر غور لڑائی آپ کی دیکھینگے نقابدار نے اپنے مرکب کو جولان کرکے بیچ میں میدان کارزار کے آیا گھوڑے کو روک کے امیر ثانی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا ای امیر ثانی کسی بہادر کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کیجے امیر ثانی نے کہ بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے مڑکر دیکھا فوراً بہرام گرد بن خاقان چین صف لشکر سے نکل کے مرکب سے اُتر کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر خوش انجام سے اذن جنگ لیکے مرکب پر سوار ہوکے سامنے نقابدار سرخ پوش کے جاکے طالب ضرب ہوا اُس نے ابن نام

دریافت کرنے کے اور اپنے خداوند کی تعریف کرنے کے اُنکی پرستش کے واسطے ہدایت کرکے جواب
سخت پاکے نیزہ اُٹھاکے مرکب کو کاوے پر ڈال کے سینہ بہرام موصوف پر نیزہ کا وار کیا اس
بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود اُسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بھی
بہزار کوشش وار کو روکا اسی طرح بیس طعن نیزے کی باہم ردوبدل ہوئی آخرکار بہرام گردن خاقان
چین نے ایک بند نادر باندھ کر سنان نیزہ اُسکے نیزے کی نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی
دور جاگری اہل اسلام نے تعریف کی کفار کو صدمہ ہوا نقابدار سرخ پوش نے خجل ہوکے کہا
ای جوان میرے قوت بازو مین کمی نہین ہی اور نہ فن نیزہ بازی مین ناقص ہون یہ چوب نیزہ کا
قصور ہی بوجہ بوسیدہ ہونے کے نیزہ سے سنان نکل گئی ہی یہ کہکے ڈانڈ نیزے کی برہم ہوکے
بہ نیت تمام سر پر بہرام کے لگائی اس دلاور نے اُسکے نیزہ کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ
پر اس طور سے روکا کہ ڈانڈ نقابدار کی کئی جگہ سے شکستہ ہوئی نقابدار نے غضبناک ہوکے
شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے بالاے خاک ڈالکر نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھاکر بہرام بن خاقان چین
سے مخاطب ہوکے کہا ای جوان ذرا میری طرف دیکھ مجھسے آنکھین چار کر تجھسے بعید ہی کہ مجھ سے حریفانہ
لڑے میرے قتل کرنیکا درپے ہو بہرام بن خاقان چین نے اُسکی تقریر سنکے اپنے دل مین کہا
شاید یہ کوئی نازنین ہی اور مجھسے شناسا ہی خیال اُسکے تماشا دیکھتے ہی اسیر شیفتہ ہوگیا دیوانہ وار
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اور کہنے لگا مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے تیر نیزہ اُٹھایا تمسے مقابلہ کیا اب بندہ
بے دام و درم ہون اُس نے کہا اگر تم عذر کرتے ہو تو خیر خطا تمھاری عفو کردی جائیگی یہ کہکے مرکب کو
بڑھاکے ہاتھ اپنا کمربند زرین بہرام بن خاقان چین مین ڈال دیا یہ بہادر دیوانہ وار مرکب پر بیٹھا
رہا اُس نے جھٹکا دیا قدم بہرام کے رکابون سے جدا ہوے نقابدار نے پشت زین سے مانند
گل کے اُٹھالیا اور چند سوارون کو اپنے لشکر کے طلب کرکے اُنکے حوالے کیا اُنھون نے
طوق و زنجیر مین گرفتار کرلیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرے پر ڈالکر دوبارہ امیر ثانی سے
مخاطب ہوکے کہا کہ ای امیر ثانی اب اور کسی دلاور کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے
امیر ثانی نے پھر مڑکر دیکھا ایکی مرتبہ شہنشاہ گوہر کلاہ معہ لشکر سے نکل کر حسب دستور اجازت
بادشاہ لشکر و امیر ثانی خوش سیر سے لیکر مرکب پر سوار ہوکر اُسکے سامنے گیا اُس نے بعد نام پوچھنے کے
اپنے ایک ملازم سے نیزہ لیکے بدستور اول اس دلاور پر لگایا اُس نے وار نیزہ کا اپنے نیزہ پر روکا
پھر خود نیزہ اُسکے سینہ پر کینہ پر مارا اُسنے بھی حسب قاعدہ اپنے نیزے کے سنان پر سنان
نیزہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو روکا دوانیان فولادی جو باہم لڑین چنگاریان آگ کی پیدا ہوئین
اسی طور سے چند طعن نیزہ کی باہم ردوبدل ہوئی آخرکار شہنشاہ گوہر کلاہ نے ایک بند غریب
باندھ کر سنان نیزہ اُسکے نیزہ سے نکال دی اہل اسلام نے خوش ہوکے تعریف کی نقابدار نے
ڈانڈ اُٹھاکے مرکب کو بڑھاکے سر پر اپنے حریف مذکور کے لگائی شہنشاہ گوہر کلاہ نے ارادہ
کیا تھا کہ ڈانڈ کو اپنے نیزے کے ڈانڈ پر روکے ناگاہ نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھاکے
کہا ای جوان ذرا اس طرف نظر کر دلاور موصوف نے وقت روکنے ڈانڈ کے اُسکے چہرے پر نظر کی

آنکھ لگتے ہی بیخود ہو گیا طاقت بھی زائل ہوئی نقابدار نے اس بہادر کو بھی مانند بہرام بن
خاقان چین کے پشت مرکب سے اٹھا لیا اور حوالے سواران لشکر کے کیا بعد اسکے نقاب چہرہ پر
ڈال لی ناظرین دفتر پر واضح ہو اگر لڑائی نقابدار سرخ پوش کی تفصیل لکھی جائے اور مقابلہ کرنا
سرداران لشکر امیر ثانی کا اس سے فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا بس اسی وجہ سے
بطریق اجمال رقم کیا جاتا ہے کہ نقابدار مذکور نے بعد اسیر کرنے شہنشاہ گوہر کلاہ کے خورشید تیغزن
تورج نامدار سکندر فرخ لقا شیر افگن قہور دیو پرور معظم خان بن بہرام جمہور فرامرز عاد مغربی عدیل
بن عادی مقبول بن مقبل رستم بن کربعل بن قاسم لندھور ثانی ہاشم تیغزن سہیار بن ایرج
آصف انجم طلعت امیر الزمان دارائے بن داراب سیمین زرہ فرخ بخت سلطان سلطان
بخت مغربی سلطان سر برہنہ نعمان بن منذر زرا کلی کوکہ یہ سب سرداران معتبر دست راستی
اور دست چپی ہیں جلد جلد تا تمام مقابلہ کر کے اسیر کیا بعدہ امیر ثانی سے مخاطب ہو کے کہا اے
امیر ثانی اب دن آخر ہوا کل پھر میدان جنگ میں ڈٹونگا اسیطرح تمہارے سرداران لشکر کو اسیر کرونگا
اگر کل آپ مجھسے مقابلہ کیجئے گا تو آپ کو بھی مانند آپ کے لشکر کے سرداروں کے اسیر کرونگا
آج کی شب مہلت دیتا ہوں جائیے اپنے احباب سے مشورہ کیجئے جنگ سے باز آئیے ہمارے
خداوند کو سجدہ کیجئے میں اقرار کرتا ہوں کہ جو سردار آپ کے لشکر کے گرفتار کئے گئے ہیں ان
سب کو رہا کر دونگا اور اگر آپ سجدہ خداوند سے سرکشی کیجئے گا تو میں آپ کے سرداران لشکر کو جنکو
اسیر کیا ہے پرسوں خدمت خداوند میں یہاں سے روانہ کرونگا اور باقی ماندہ آپ کے سرداران سپاہ
کو وقت سحر یہاں آکے اسیر کرونگا بادشاہ لشکر اسلام کو اور آپ کو بھی اسیر کر کے آپ کے سواران
لشکر کو شکست دے کے اسیروں کو ہمراہ لے کے خدمت خداوند میں بعد دو چار روز کے چلا جاؤنگا
مجھسے اور نقابدار زرد پوش سے کوئی سر بر نہو سکیگا آپ اور آپ کا لشکر تو کیا ہے اگر ایک عالم جمع ہو کے
مجھسے اور نقابدار زرد پوش سے مقابلہ کریگا تو فتحیاب نہو گا کیونکہ ہم دونوں نقابدار قہر خداوند تمثال
آئینہ رو مشہور ہیں ہمسے کون لڑ سکتا ہے یہ کہکے جنگگاہ سے خوش و خرم سرداران اسیر شدہ کو ساتھ
لیکر ہمراہ نقابدار زرد پوش و کہران شیر سوار کے اور تمامی سواران لشکر کے جانب فرودگاہ سپاہ
گیا ادھر امیر ثانی اپنے لشکر کے سرداروں کے اسیر ہونے سے نہایت غمگین و محزون ہوئے
جنگگاہ سے ہمراہ رکاب بادشاہ اسلام جانب خیام گاہ سپاہ چلے سرداران لشکر و سواران سپاہ باشک آہ
ہمراہ چلے ادھر کہران شیر سوار وغیرہ فرودگاہ سپاہ پر پہونچے ادھر امیر ثانی اپنے لشکرگاہ پر
پہونچے سواران لشکر تو اپنے خیام میں مرکبوں سے اُتر کر سلاح جنگ زرہ و چار آئینہ تنوں سے دور
کر کے راحت پذیر ہوئے امیر ثانی و سرداران لشکر جو اسیر نہیں ہوئے تھے اور عمرو ثانی ہمراہ بادشاہ
لشکر اسلام کے سواریوں سے اُتر کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے شاہ موصوف محزون و ملول
ہو کے بالائے تخت بیٹھے امیر ثانی اپنے دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے مگر
ملول و حزین کوئی شگفتہ خاطر و خوش دل نہ تھا ہر ایک کے چہرے پر آثار حزن و ملال ہویدا تھے
اور جو جو سردار کہ دو روز کے مقابلہ میں نقابدار زرد پوش اور نقابدار سرخ پوش نے ہنگام

جنگ گرفتار کیے اُنکے دنگل خالی تھے امیر ثانی اُنکے دنگلون پر نظر کرکے اُنکو یاد کرکے
آہ سرد کرتے تھے اشک آنکھون مین بھرے تھے و بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کرتے تھے کہ شہنشاہ عالم
یہ دونون نقابدار زرد و سرخ پوش کیسے نقابدار ہین کہ اُنکی صورت کو دیکھ کے جو اُنسے مقابلہ کرتا ہے
بجو دو دیوانہ وار ہو جاتا ہی وہ اُنکو اسیر کر لیتے ہین شاید یہ ساحر ہین سحر کرتے ہین کل بہنگام صف آرائی
اسم اعظم الہی پڑھونگا اُسکی برکت سے سحر اُنکا ٹوٹیگا بادشاہ لشکر اسلام نے جواب دیا واقعی ایسے نقابدار
افسون گر و آفت روزگار کبھی نہین دیکھے ہین خوف اُنسے یہ ہی کہ وہ ہم سب کی طرف نہ دیکھ لین کہ یکبارگی
تمام سردار و سوار صغار و کبار دیوانہ وار ہو جائین اور وہ سبکو گرفتار کر لین ایک ہی روز مین اور ایک ہی
وقت مین تمام لشکر کا خاتمہ ہو جائے ہنوز امیر ثانی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ بہرام شیر شکار عالم ملک
بہرامیہ نے جو تازہ مسلمان ہوا ہی اور ہمراہ رکاب امیر ثانی اپنے ملک سے آیا ہی اپنے دنگل سے
اُٹھ کے اجازت کلام کرنیکی لیکے عرض کرنے لگا اے ظل اللہ جہان پناہ قبل کے بھی مین نے
عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہون کہ یہ دونون نقابدار زرد و سرخ پوش قہر خداوند تمثال
آئینہ رو مشہور ہین اور دو نقابدار اور بھی ہین یہ دونون نقابدار رو مین تن ہین بمثال آئینہ رو نے
اُنکو رومین تن حکما سے بنوا کے کرایا ہی اور بڑے بڑے ساحرون کو جمع کرکے اس طرح اُنکے چہرہ کو
اور اُنکی آنکھون کو سحر سے افسون ساز افسونگر کرایا ہی کہ جس کسی سے مخاطب جنگ کے آتے اپنا چہرہ دکھائین
اور اُسکی آنکھ سے اپنی آنکھ ملائین وہ مسخر و مطیع و دیوانہ و گم قوت ہو جائے اور کیسا ہی شجاع و بہادر
ہو کم قوت بلکہ بے قوت و طاقت ہو جائے آپ یہ خیال نفرمائین کہ نقابداران مذکور سے کوئی نقابدار
چہرہ اپنا دکھا کے اور آنکھ اپنی ہر ایک کی آنکھ سے ملا کے یکبارگی ایک ہی روز مین اور ایک ہی وقت
مین سبکو دیوانہ و مسخر کرکے اسیر کر لینگے مین اُنکے حالات سے خوب ماہر ہون آپ کچھ تردد نفرمائین
اول تو وہ نقابدار آپ کے لشکر سے دور رہتے ہین نہ اُنکی نظر کسی طرح آپ کے اہل لشکر پر پڑتی ہی نہ
آپ کے لشکری و سرداران سپاہ اُنکے چہرون پر بخوبی نظر کر سکتے ہین اور نہ آنکھ اُنکی آنکھ سے ملا سکتے ہین
صرف وہی شخص اُنکے چہرہ کو بخوبی دیکھ سکتا ہی اور اُنسے آنکھین چار کر سکتا ہی جو اُنسے لڑنے کو لشکر سے
نکل کے جائے ہان احتیاط ضرور ہی کہ جب وہ نقابدار اپنے چہرون سے نقاب اُٹھائین کوئی سردار
اور کوئی سوار اُنکے چہرے پر نظر نکرے اور اُنکی آنکھون سے آنکھین نہ ملائے اُنکی طرف دیکھنے ہر چند
دیکھ لینے سے کچھ دوسرون کو ضرر نہوگا مگر احتیاط ضرور ہی بادشاہ لشکر اسلام نے پوچھا کوئی تدبیر
ایسی بھی ہی کہ ان نقابدارون پر ہم فتحیاب ہون آپنے عرض کیا مجھے ایسی تدبیر معلوم نہین ہی یہ عرض
کرکے اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اُسوقت امیر ثانی نے عمرو ثانی سے مخاطب ہوکے ارشاد کیا کہ اے خواجہ
تم عیار ہو بعد خواجہ عمرو کے عیاری مین مثل و نظیر تمھارا نہین ہی ایک مدت ہوئی ہے کہ
کہ ہمارا نمک کھایا ہی اکثر انعام کثیر ہمسے پایا ہی بڑی بڑی عیاریان تمنے کی ہین ان نقابدارون پر
کوئی عیاری کرکے اُنکو گرفتار کر دیا اُنکے قتل کرنیکی کوئی تدبیر نکالو یا اُنکے چشم فسونساز کو دیکھکر
کوئی دیوانہ نہو ایسی کوئی صورت پیدا کرو کہ ہم جانین کہ تمنے کار نمایان کیا اور ہم اقرار کرتے ہین کہ تمکو
زر کثیر اس قدر دینگے کہ تم خوش ہو جاؤگے خواجہ نے دست بستہ عرض کیا اے امیر با توقیر گو مین

مین فرزند خواجہ عمرو کا ہون اور اب بجائے والد ماجد کرسی ہدہد پر بیٹھا ہون عیاریان کرتا ہون مگر دو فن
مین ہوشیار و چالاک ہون مگر ان نقابدارون کے بارے مین کچھ بھی کر نہین سکتا ہون کیونکہ جب
عیاری کرنے کو جاؤنگا اُنکے چہرون پر نظر پڑے گی دیوانہ ہو جاؤنگا نقابدار مجھے گرفتار کرینگے مجھے
اپنا گرفتار ہونا اور قتل ہونا منظور نہین ہی مین ساحرون سے بہت ڈرتا ہون آپ زر کثیر کا لالچ مت دیجئے
مین ایسے روپیہ سے باز آیا آج نقابدار سرخ پوش آپ سے کیا کہگیا ہی اُسکی تقریر آپ کو یاد ہے
یا نہین کل وہ میدان جنگ مین آکے قیامت برپا کریگا مین تو ابھی یہان سے جانب خانۂ کعبہ
اپنے جد و کعبہ والد ماجد کی خدمت مین اور خدمت صاحبقران اول مین جاتا ہون نقابداران زرد و سرخ
پوش سے اپنی جان و آبرو بچاتا ہون اگر یہان رہونگا تو وہ مجھے بھی گرفتار کرینگے باعث میری
ذلت و بے آبروئی کا ہوگا بعد گرفتار کرنے کے مجھے قتل کر ڈالینگے کیونکہ مین بھی عیارون مین مشہور
ہون بس میرا یہان رہنا کسی طرح بہتر و مناسب نہین ہی اول تو میرے ساتھ آپ بھی خانۂ کعبہ اپنے والد
کی خدمت مین چلیے اُنسے اِن نقابدارون کی کیفیت بیان کیجئے جو وہ جناب رائے دین اُس پر عمل کیجئے
دوسرے اگر اِس وقت میرے ساتھ جانب بیت اللہ نہ چلئے تو جو کچھ کہنا ہو کہہ دیجئے کہ مین خدمت
صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان مین پہونچکر اُن جناب سے کہدون یہکے سامان جانے کا
کرنے لگا امیر ثانی نے متحیر و متعجب ہو کے عمرو ثانی سے کہا ای خواجہ تمسے تو یہ اُمید نہ تھی کہ ایسے
وقت مین ہمارا ساتھ چھوڑ دوگے اور ایسی بیوفائی و [illegible] کروگے خواجہ نے چین بجبین ہو کے
جواب دیا ای امیر ثانی مجھے ایسی مروت و پاس رفاقت اور خیال غمخواری نہین ہی کہ اپنی جان دیدون
جان مجھکو اپنی بہت عزیز ہی مین ایسے وقت مین ہرگز آپکا ساتھ نہ دونگا آپ ناراض ہونگے تو ہون
مین یہان نہ رہونگا آپ سب عیارون مین سے کسی سے فرمائیے کوئی عیارون مین سے کوئی
تدبیر حسب دلخواہ آپ کے کرے آخر یہ بھی تو عیار ہین دعوے عیاری کا کرتے ہین انہین مین سے کسی کو
لالچ زر کثیر کا دیجئے ان سب عیارون مین سے کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین کیا کوئی عیار ایسا
نہین ہی کہ حسب دلخواہ آپ کے کام کرے حکم آپکا بجا لانے مین بھی آپ کے نزدیک ایک عیار
ہون مجھسے آپ بارہا ہر ایک بارے مین وقت بد عیاری کرنے کو کہتے ہین امیر ثانی یہ تقریر
خواجہ کی سُنکے حیران ہوئے چہرۂ خواجہ کا غور سے دیکھنے لگے اُس وقت سرداران لشکر نے
متفق اللفظ ہو کے کہا ای خواجہ یہ کیا تقریر کرتے ہو ایسے وقت مین امیر ثانی کو چھوڑ کے کہان
جاتے ہو خواجہ نے چین بجبین ہو کے سب کو جواب دیا کہ تم لوگ اِس بارے مین دخل نہ دو اپنی
جگہ خاموش بیٹھے رہو اگر عاقل ہو اور جان و عزت کا کچھ خیال ہو تو ابھی اُٹھکر میرے ساتھ سوئے
خانۂ کعبہ چلو رفاقت امیر سے دست بردار ہو یہ کہکے سب سے رخصت ہو کے بارگاہ سلیمانی سے
نکل کے جانب خانۂ کعبہ روانہ ہوا سب کو خواجہ کے چلے جانے کا رنج ہوا اُدھر کہران شیرشکار
نے اپنی بارگاہ مین پہونچکر بعد مینخواری کے عالم نشۂ شراب مین خوش ہو کے کہا ای نقابدار ای ذیقدر
ذی وقار آپ یہان تشریف لائے مجھے بہت سرفراز کیا مدد میری حسب دلخواہ میرے کی بہت سے
سرداران نامی و نامور کو لشکر امیر کے اسیر کیا نہایت مجھپر احسان کیا مین شکر آپ کے احسان کا کر نہین سکتا

نقابدار زرد پوش نے جواب دیا ابھی ہمنے کیا اعانت تمھاری کی ہر ہان چند روز مین دیکھنا کہ ہم کیا کرتے ہین اس وقت ہمارے نام پر طبل جنگ بجواؤ صبح کو ہم لشکر امیر سے مقابلہ کرینگے ایک نے نقابدار سرخ پوش برادر ہمارے لشکر امیر ثانی سے مقابلہ کرینگے آج یہ مقابلہ کر چکے ہین سرداران لشکر امیر ثانی کو اسیر کر چکے ہین کل صبح کو مین مقابلہ کرونگا یہ کہکے جانب بختگان ملاجورد شاہ وصلصال کے دیکھکے کہا دیکھا آپنے کہ ہمنے کس طرح سرداران لشکر امیر ثانی کو بسہولیت اسیر کر لیا اب دو چار روز مین امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ جملہ مسلمانون کو اسی طرح اسیر کرینگے لاجورد شاہ وصلصال نے کہا بیشک آپ نے یہان آکے کار نمایان کیا بختگان نے جواب دیا مین آپ کو ایسا دلاور نجانتا تھا کہ آپ اسقدر سرداران لشکر امیر ثانی کو اس طرح اسیر کرینگے واقعی آپ دونون صاحبون نے کار نمایان کیا ہی مین تعریف کرتا ہون مگر آپ ذرا سمجھ بوجھ کے سرداران لشکر امیر ثانی سے مقابلہ کیجئے گا کیونکہ بار ہا دیکھا ہی کہ جب ان اہل اسلام کو زیادہ صدمہ ہوتا ہی اور وہ رجوع قلب سے خدا سے واسطے اپنی بہبودی کے دعا کرتے ہین تو انکی مدد آسمان سے ہوتی ہی کہ رنج و غم تمام دفع ہو جاتا ہی مدعاے دل بر آتا ہی چونکہ فی الحال اہل اسلام کو گرفتاری سرداران نامی و نامور سے صدمہ عظیم پہنچا ہی کیا عجب ہی کہ وہ دعا کرین اور خدا انکا انکے حال پر رحم کرے مدعاے دلی انکا بر لائے نقابدار زرد پوش نے بصد کبر و نخوت جواب دیا اب ان اہل اسلام کی بہبودی جو یہان آئے ہین روز بروز انکو تنزل ہی ہوگا دیکھنا ترقی نہوگی مطلب دلی بر نہ آئیگا یہ ملک فتح نکر سکینگے خود ہی سب اسیر ہو جاوینگے یہ کہکے خاموش ہوا کہ ان امیر سوار نے نقابدار سرخ پوش سے کہا آپ بمقدمہ طبل جنگ کیا کہتے ہین آپ کے برادر کے نام طبل جنگ بجوایا جاے یا آپ کے نام پر آپنے مسکرا کر جواب دیا ہم اور یہ کیا جدا ہین انکا مقابلہ کرنا حریف سے گویا ہمارا مقابلہ کرنا ہی انکی خوشی اگر یہی ہی کہ صبح کو ہم مسلمانون سے مقابلہ کرین تو بہتر ہو انھین کے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ ان امیر سوار نے یہ تقریر سنکے اسی وقت اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو واسطے خبر رسانی مقرر تھے وہ صداے طبل جنگ لشکر لعین مین سنکے خبر نواخت طبل رزمی لیکر بارگاہ سلیمانی کی طرف روانہ ہوے یہان بارگاہ سلیمانی مین داخل لشکر اسلام و امیر عالی مقام و سرداران سپاہ صدمہ گرفتاری سرداران لشکر اور خواجہ عمرو ثانی کے چلے جانے سے محزون و ملول و خاموش بیٹھے تھے دل مین امیر ثانی کہتے تھے کہ یار وفادار جسکو مین جانتا تھا آج آپنے مجھسے بیوفائی کی ایسے وقت بد مین مجھسے جدائی اختیار کی ہنوز امیر ثانی یہ باتین اپنے دل مین کہہ رہے تھے صدمہ و رنج مین بیٹھے ہین ناگاہ بارگاہ سلیمانی مین ہرکارے گھبراے ہوئے آئے انھون نے مجرا گاہ پر سے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا اور سلام حسب قاعدہ کرکے ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام اس طرح کر کی شروع کی کہ بمصداق نظم

از ہیبت جوشن فلک آسمان گذار
چون رزمیت سفری سایہ افگنی
براہ تو کند ہمہ طرافش از شرار

ہنگام حملہ با ہمہ تندی خویش باد
از آسمان رعد سم مرکبت عیار
در ملک چون تو شاہ ندادہ کسے بیاد

ای خسروے کہ نوک سنانت بروز رزم
در دست و پاے مرکبت اقدیرین نہار
چندانکہ آتش غضبت یک زبانہ زد
ای ملک باز جملہ شاہان تو یادگار

هر کو شنید قصهٔ جم گو بیا ببین
چون تاج سرفرازی و چون تخت پایدار
فر و ملک زکف تو شد سر بخار جود
چون رایت تو دین را بالا گرفت کار
بیدان نجات باد که در صد هزار سال
ابر رحمتی بسر خلق بر ببار

در ملک طول عرض تو در علم گیر و دار
هر فصل و هنر که گزیده از جهان خرد
آری بدست هست تو دریا کم از غبار
در سر زمین خارستان تو بر دمید
هرگز مهندسانش نه آرند در شمار
از مقبل و بخت برخورد جاوید باش از کر

تو سر تاج و تخت فزونا دری از انکه
در طینت تو تعبیه کردست کردگار
چون حجرت هزار بازار گشت تیز
تا نفخ صور گلبن اقبال داد بار
تو شمع عشقی بشب ظلم در شباب
چون عقل کاردانی و چون بخت کامگار

بعد ثنا و دعا سے مندرجہ کے بصد ادب بزبان آندو آدا اخبریت یون عرض کرنے لگے کہ اجلال اللہ فلک جاہ گیتی پناہ خونریز بدخواہ اس وقت کمران شیر سوار نے بنام نقابدار زرد پوش اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اس نابکار کا یہ ہی کہ ہنگام سحر ہمراہ نقابداران زرد و سرخ پوش کے بجمعیت سپاہ جنگاہ مین آئے خیر خواہان حضور سے خواہان جنگ ہو بجز اس خبر شر کے خیر و عافیت ہی یہ عرض کرکے ہرکارے بارگاہ سے جانے لگے امیر ثانی نے بہ اشارہ بادشاہ لشکر اسلام انھین ہرکارون سے فرمایا کہ مد و کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین نقارچی نقارہ جنگی پر چوب لگائین ہمکو اپنے پروردگار کی اعانت کرنے کا بھروسا ہی دشمن اگر قوی ہی اور آمادہ شر و فساد ہی تو کچھ اندیشہ نہین ہی بقول شخصے مصرع
دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است
ہرکارون نے جاکے نقارچیون کو حکم امیر ثانی سے آگاہ کیا انھون نے واسطے نذر عمرو ثانی کے چند اشرفیان نکال کے علحدہ رکھ کے بسم اللہ تعلم و کمال زبان پر جاری کرکے چوب اٹھا کے نقارہ جنگی پر لگائی صدا نقارہ سلیمانی و جنگی سے بلند ہوئی اہل اسلام آواز نقارہ جنگی سن کے اپنے دلون مین کہنے لگے خدا خیر کرے آج پھر نقارہ جنگی بجایا گیا ہی صبح کو پھر نقابدار سے مقابلہ ہوگا دو روز تو برابر دونون نقابدار سرداران لشکر کو ہنگام مقابلہ گرفتار کرکے لے گئے ہین کل دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین سواران لشکر اپنے دلون مین کرکے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے سرداران سپاہ بھی مشغول ہوئے تیاری جنگ پر آمادہ ہوئے ارادہ کرنے لگے کہ دربار برخاست ہو تو اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرین ہنوز سرداران لشکر یہ خیال اپنے دلون مین کر رہے تھے نقارہ نواز نقارہ جنگی بجا رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار دربار سے اٹھکر اپنی بارگاہ و خیمہ مین جاکے مصروف تیاری جنگ ہوا کوئی بہادر اپنی تلوار کو صیقل سے آبدار کرکے کہنے لگا اگر خدا نے چاہا تو اسی شمشیر آبدار سے سرہاے کفار قلم کردونگا کوئی دلاور اپنے نیزہ سر تیز کو دیکھ بھال کے اچھی طرح اسے درست کرکے اپنے ہمنشینون سے مخاطب ہوکے بولا انشاء اللہ صبح تو بہ اس نیزہ سے کفار کو ہلاک کردونگا اسی طرح ہر ایک سردار و سوار درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف تھا اور اپنے رفقا اور ہمنشینون سے ہمکلام تھا لشکر اسلام مین تو ہر ایک سوار و سردار تیاری جنگ مین مصروف ہی جو رہتا ہین اور رن رہتا ہین جا بجا رزمش مین تا لیکن اب حال لشکر کفار کا درج کیا جاتا ہی کہ جب کمران شیر سوار نے بنام نقابدار زرد پوش طبل جنگی بجوایا اور نقابدار زرد پوش نے لاجورد شاہ رنجنگان سے مخاطب ہوکے گفتگو کرکے ارادہ بارگاہ سے اٹھ کے جانے کا کیا رنجنگان نے نقابدار زرد پوش و سرخ پوش سے کہا آج کی شب آپ

دونون صاحب نہ سوئیے بیدار رہیے کیونکہ آج کی رات آپ پر بھاری ہے جسطرح کریہ رات
بھاری ہوتی ہے لقا بدار دن سنکے متردد ہوئے پوچھا کیو نکر تو نے جانا کہ یہ رات ہم پر سخت ہے کیا تو نجوم
ستارہ شناسی مین اور آسکے احوال و تمیز نیک و بد مین تجھے دخل ہے کہ تو نے ہمارے بارے مین
یہ حکم لگایا ہے اُس نے جواب دیا مین نجومی تو نہین ہون لیکن جو حکم لگاتا ہون پیشین گوئی کرتا ہون مشتری کی
ہوتا ہے جو کہتا ہون لقا بدار دن نے جواب دیا ہم تو جاکے سو رہین نے راحت و آرام سے شب بسر کرینگے ہمکو
تیری بات کا کچھ اعتبار نہین ہے ہم کسی سے نہین ڈرتے ہین کیونکر ڈر ہین ہم قہر خداوند ہم مشہور ہین
بختگان نے جواب دیا اسفندیار رو یین تن تھا صرف آنکھین اسکی مانند دیگر مردم کے نہین اسیطرح
آپ صاحبون کی آنکھین بھی ہونگی جسطرح رستم پہلتن نے تیر سے اسکی آنکھین زخمی کرکے اُسے ہلاک کیا
کیا دشمن آپکا آپ کو اسی طور سے ہلاک کر نہین سکیگا یہ مین نے ازراہ خیر خواہی کہا ہے آگے آپ کو اختیار
ہے چاہیے آرام کیجیے میرے کہنے پر عمل نہ کیجیے مجھے تو یقین نہین ہے کہ آپ صبح کو آج کی شب سوکے
بیدار ہون ضرور ہے کہ سوتے رہیےگا تا قیامت بیدار نہ ہوجیےگا خواب آپکا خواب اجل ہوجائیگا کیونکہ
آپ دونون صاحبون نے یہان تشریف لاکے بہت سے سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا ہے عیاران
لشکر اسلام آپکی جان کے دشمن ہین آج کی شب آپ سوئے اور اُنھون نے آکے آپکو ہلاک کیا
ان آنکھون سے کہ آپ اپنے حریف کو دیکھکر ڈراتے ہین اور حریف آپکا آپکی ان آنکھون کو کہ فسون
ساز ہین دیکھکر متحیر و دیوانہ ہوجاتا ہے جب وہی آنکھین عیاران لشکر اسلام پھوڑ ڈالینگے تو آپ کسطرح زندہ
رہیےگا لقا بداران مذکور یہ تقریر دل گیر بختگان کی سنکے متردد ہوکے سر جھکاکے خاموش رہے
کہران شیر سوار نے کہا ہے لقا بداران ذی وقار ہرچند یہ شخص مسخرہ ہے لیکن اس وقت جو یہ کہتا ہے سچ
کہتا ہے بیشک عیاران لشکر اسلام آج کی شب صورتین اپنی تبدیل کرکے ہمارے لشکر مین واسطے آپکے
ہلاک کرنے کے ضرور آئینگے میرے نزدیک بھی مناسب یہی ہے کہ یہ شب بیداری مین بسر کیجیے اُنھون نے
جواب دیا کہ بیکار بیدار رہنا دشوار ہے ضرور نیند آجائیگی کہران شیر سوار نے جواب دیا مین ایسی
تدبیر کرونگا کہ ہرگز نیند آپ کو نہ آئےگی بعیش و عشرت شب بسر ہوجائیگی مین بھی آپکے ساتھ جاگتا
رہونگا اُنھون نے پوچھا وہ تدبیر کون سی ہے کہران شیر سوار نے کہا وہ تدبیر یہ ہے کہ ارباب نشاط کو
طلب کرونگا وہ حاضر ہوکے تمام شب روبرو آپکے رقص و نغمہ کرینگی آپ کو نیند نہ آئیگی اور
طبیعت بھی خوش ہوگی اُنھون نے کہا تدبیر تو معقول ہے اچھا ارباب نشاط کو طلب کرو بختگان کی
تقریر سے ہمکو اپنی جان جانے کا خوف ہے اب نہ سوئینگے کہران شیر سوار نے یہ سنکے اپنے ملازمونکو
حکم دیا کہ جلد تر جاؤ ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ لاؤ وہ حسب الحکم گئے اور انھین ساتھ لیکر آئے ان ارباب
نشاط سے ایک رقاصہ کہ نہایت حسین و خوش گلو تھی اور علم موسیقی مین خوب دستگاہ و آگاہی رکھتی
تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ کہران شیر سوار مین آئی پہلے اُس نے بادشاہ مذکور و اہل بزم کو
دیکھکر کہران شاہ اور لقا بداردن کو بناز و ادا سلام کیا بعد اسکے سازندون سے کہا ساز دن کو
درست کرو اُنھون نے حسب دلخواہ سازون کو درست کیا رقاصہ مذکور کھڑی ہوئی سازندے ساز بجانے لگے
رقاصہ مذکورہ گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے خصوصاً دونون لقا بدار بنظر غور اُسکے

چہرۂ زیبا کو زیر نقاب دیکھنے لگے اور اُسکے رقص کرنے کی تعریف بجائے خود کرنے لگے جب وہ رقاصہ تھوڑی دیر تک رقص کر چکی مطرب کے یہ غزل گانے لگی غزل

میں کون تھی محبت سے دو جا تھا دور تھا
یارب یہ امر کیا تیری قدرت سے دور تھا
دیدار کو کلیم تھا جلنے کو طور تھا
پیتی تھی جو ابر بنکے ہم حشر پیچ و حوب
تجھے کے روز تو تجھیں آنا ضرور تھا
ساقی نے مجھ گدا کو جو دی جان دے کے
بجتی یہ کل یہ ذکر شراب طہور تھا

ای بت سوال بوسہ لب کا قصور تھا
تھا وہ بنکے خدا جو ترون کا غیور تھا
آتے ہی خط کے کھلی حقیقت تیغ کی کھلی
ای ذوالجلال کیا تیری رحمت سے دور تھا
بوسہ واسطے لب جان بخش کا لیا
تو تاہی تھیکرا مجھے جام بلور تھا
واسطے کسی نے رات کو جینے جو آنکے گھر

آنکی خطا نہ تیغ کاٹنے کے قصور تھا
مجھکو خدا کی راہ پہ دینا ضرور تھا
انصاف خوب برق تجلی نے یہ کیا
ای حسن یار اسپہ تفاخر ضرور تھا
شرکت ہمارے دفن میں یا جہاں کی تھی
آب حیات پی کے بھی مرنا ضرور تھا
واللہ اس پری سے اسکیا مناسبت
ہنسکر کہا رقیب نے اپنے ظہور تھا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے خوش ہوکے اُسکی تعریف کرنے لگے خصوص لقابداران زرد و سرخ پوش اُسکے گانے کی ثنا کرنے لگے کہران شیر سوار بھی شادمان ہوکے اشعار غزل مندرجہ سنکے پسند کرکے بار بار رقاصہ کو زر کثیر انعام میں دینے لگا جب وہ رقاصہ غزل مرقومۂ بالا گا کے تمام کر چکی نجتگان نے بے محل ہنسکے کہا ای پری پیکر اس وقت دل چاہتا ہی کہ چند اشعار فارسی کے گا کر مجھکو فارسی اشعار سننے کا بہت شوق ہی اُس نے نجتگان پر نظر کرکے ارادہ کیا تھا کہ انکار کیجیے کوئی عذر کیجیے کیونکہ نجتگان کے بے محل ہنسنے سے اُسے گونہ ملال ہوا تھا ناگاہ کہران شیر سوار نے بھی اُس سے کہا کہ فارسی کے اشعار سے مجھکو بھی رغبت ہی اگر دو چار اشعار فارسی کے کسی شاعر کی تصنیف سے یاد ہوں تو گا دو اُسنے مجبور ہوکے واسطے تنبیہ کرنے نجتگان کے ان چند اشعار کے گانے کا ارادہ کیا خصوص وہ مضمون مطلع کا محض واسطے تنبیہ کرنے نجتگان کے تھا چنانچہ اُسنے جان کے بھی چند شعر گائے

خندہ آمدن بگل ندامت زاست
شگفتن گل بے موسم از نحوست باست
رجا و موجہ گمان محنت و شور بخش
کہ کار سر و صنوبر براستی بالاست

بچار سو کہ محبت قناع درد بسر
تو سودا نکہ طلبکار گو سر پکا ست

کرد ظہور راحت کسا وایں با ماست
در این چمن روش راستی رفتار ماست

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہوئے نجتگان مطلع سن کے اپنی بے محل ہنسی سے نادم و خجل ہوا پھر خاموش بیٹھا رہا بعد گانے اشعار مندرجہ کے رقاصہ مذکورہ نے اور ایک غزل شروع کی لقابدار وغیرہ رقص دیکھنے لگے گانا اُسکا سننے لگے جب وہ غزل بھی رقاصہ مذکورہ گا چکی کہران شیر سوار نے اُسے زر کثیر دیکے رخصت کیا بعد اسکے جانے کے اور رقاصہ ہمراہ اپنے سازندوں کے حاضر بزم ہوکے رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح تمام شب کہران شیر سوار و لقابداران مذکور نے چند رقاصان خوبرو و خوش گلو کا رقص دیکھا گانا سنا جب صبح ہوئی گانا موقوف کیا گیا ارباب نشاط زر کثیر لیکر گئے کہران شیر سوار و لقابداران زرد و سرخ پوش نے ارادہ نبرد گاہ میں جانے کا کیا ادھر اہل اسلام نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی خصوص امیر تانی نے فریضہ سحر بخضوع و خشوع ادا کیا اور بعد نماز کے پڑھنے کے واسطے فتح یاب ہونے کے اس طرح درگاہ خدا میں بصد رجوع قلب مناجات کی مناجات کی

الٰہی قاضی الحاجات تو ہے
الٰہی سامع الاصوات تو ہے

الٰہی انت جبار شکور
الٰہی انت ستار غفور
نظر کر رحم کی ای کل کے غفار

میں ہون بندہ ترا یارب گنہگار مین زندان معصیت مین پڑا ہون	بغیر از تیرے ای رحمان میرے مین زنجیر بلا مین مبتلا ہون	نہ بخشے گا کوئی عصیان میرے بچا کر نجات ان کافرون سے

ظفر دے مجھکو ایسان جابرون پر تو

یہ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرکے مسلح ہوکے بارگاہ سے برآمد ہوئے سرداران لشکر جو پہلے سے در بارگاہ پر حاضر تھے انھون نے بصد ادب سلام کیا امیر ثانی نے جواب سلام دیکر سب سردارون کو ہمراہ لیکر تیغ سوے بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام کیا جب در بارگاہ پر پہونچے ٹھہرکے انتظار برآمد ہونے ظل اللہ گیتی پناہ خسرو عالی مقام بادشاہ سپاہ اہل اسلام کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ موصوف بارگاہ سے برآمد ہوئے امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے نقبائے بہ آواز بلند کہا جہان پناہ نگاہ روبرو بادشاہ موصوف نے سر اٹھا کے ہر ایک سردار کو دیکھا سب کا سلام لیکر تخت یا مرکب پہ سوار ہوکے اشارہ سب کو سوار ہونے کا کیا امیر ثانی وغیرہ سردار اور سوار مرکبون پہ سوار ہوئے سواری بادشاہ لشکر اسلام کی جانب میدان کارزار چلی جملہ صغار و کبار ہمراہ رکاب ہوئے اس وقت سواری بادشاہ موصوف کی قابل دید تھی ہوکے جملہ سرداران لشکر ہمراہ رکاب تھے سواران سپاہ غول غول گروہ گروہ جوق جوق مرکبون کو تیزروی سے روکے ہوئے آہستہ آہستہ بصد ادب ہمراہ سواری مذکور سوے نبردگاہ جاتے تھے جب اس طرح بادشاہ موصوف کی سواری میدان جنگ مین پہونچی بادشاہ ذیجاہ کے ٹھہرنے سے سب ٹھہرے امیر ثانی وغیرہ کہران شیر سوار کے آنے کا انتظار کرنے لگے ناگاہ غبار ایک جانب سے اٹھا آمد لشکر کفار معلوم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ کہران شیر سوار ہمراہ نقابداران زرد و سرخ پوش کے بجمعیت سپاہ آتا ہے جب وہ بمقابلہ لشکر امیر ثانی آکے ٹھہرا ادھر اشارہ امیر ثانی سے بیلچہ بردار ادھر کہران شیر سوار کے کہنے سے بیلدار لشکرون سے نکلے انھون نے حسب دستور میدان کارزار کی درستی کی بہشتیون نے دونون لشکرون سے نکل کے پانی چھڑکا عرصۂ جنگ کو سرد و تر کردیا گرد و غبار کو دور کیا جب اس طرح میدان مصاف کی درستی ہو چکی دونون جانب لشکرون سے صفین آراستہ ہو مین صف آرائی ادھر کرکیت اس طرف سے نقبائے خوش تقریر نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے جا کے ٹھہرے پہلے کرکیت جوانان لشکر سے مخاطب ہوکے اس طرح انکو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے اے دلاوران جنگجو و اے جوانان فتنہ جو ان عدو دیکھو کہ آج آسمان پر ابر نمایان ہی ہوا سرد چل رہی ہے بجلی اس وقت چمک رہی ہے عجب نہیں کہ پانی برسے اور زمین پر کثرت ہو دو لشکرے مثلا کہا جاتا ہی کا بجاہ کی دونون طرف کثرت ہے یہ فوجین جمع ہوئی ہین اور یہ سارے سوارون کے آگے مجتمع ہوئے ہین کا ابر سے نکلے آگے ایک جا اکٹھا ہوئے ہین یہ فوجین ہین اس میدان وسیع مین یا ابر محیط ہو چھا گئی نظر ہوچکتی ہے گھٹا فوجون کی دونون طرف نظر آتی ہی حیات کا اعتبار نہین ہے ایک روز جو زندہ ہین انھین مرنا ضرور ہے یاد کرو اپنے آبا و اجداد کو کہ وہ اب کہان ہین جسطرح وہ مرگئے انکو بھی مرنا ہی دنیا سے سوے عدم جانا ہی عاقل کو لازم ہی کہ اس مزرعۂ دنیا مین تخم عمل نیک ایسا بوجائے کہ بعد مرنے کے اُسکا ثمر شیرین اُسے ملے اور زندگی مین بھی اُسی تخم عمل نیک سے اُسے پھل پھلا دستیاب ہو چونکہ تم سب شجاع و بہادر ہو بہ تخم عمل نیک اس وقت اس میدان مین بونا اہل اسلام سے دلیرانہ بڑھ بڑھ کے

اڑتا تا آسمان پر بجلی چمک رہی ہی تم زمین پر برق تیغ چمکاتا بالائے فلک صدائے رعد ہی تم بھی یہان نعرہ آسا
نعرے کرنا جانب فلک سے ابر سیاہ مینہ برساتا ہی تم آج یہان اپنی تلوارون سے خون اعدا گرانا مانند آب
کے بہانا سر اے دشمن مثل اولون کے گرا دینا دیکھو جنگ مین ثابت قدم رہنا خیال گریز کی طرف مین پاؤن
نہ رکھنا اگر بارش تیر مین دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرکے زندہ رہوگے تو اس تخم عمل نیک کا یہ پھل
پاؤگے کہ بہادرون مین عزت و آبرو پاؤگے اور اگر برق شمشیر اعدا سے ڈرکے بھاگوگے تو پچھتاؤگے
زراعت شجاعت تمھاری خراب ہو جائیگی آیندہ تمھیں اختیار ہی جب کرکیت اپنے لشکر کے جوانون
کو اس طرح اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کر چکے اور خاموش ہوے نقبائے خوش گفتار نے دلاوران
اہل اسلام کی طرف رخ کرکے انسے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند کہا کہ ای دلیران دیندار و ای ہژبران
دلشکست معان و رشائق شکار کفار تمکو معلوم ہو کہ یہ فصل سرما کی ہی سردی سخت ہی ہواے سرد و تیز چل
رہی ہی برف گر رہی ہی کہر ابر پڑ رہا ہی دھوان منہ سے نکلتا ہی ہم اہل اسلام کے دہن سے گویا گرفتاری
سرداران لشکر مین دود آہ نکلتا ہی سردی ایسی ہی کہ عذر اب و داستانون کے علاوہ لشکر کفار مین
نقابدار منہ اپنا نقاب سے چھپائے ہین اعدا سردی سے کانپتے ہین خوف جنگ سے
تھرتھرا رہے ہین تم سب جوانان دلاوران جہان مین یکتا ہو آمادہ کارزار ان کفار سے بھیجے ہو
جاؤ گرمی آتش غضب سے گرما کے جانب بازار جنگ قدم اٹھاؤ جنس آبرو کی خریداری مین سرگرم ہو
وہ لوے کرو کہ دلہاے سخت اعدا تو کیا ہین فولاد بھی نرم ہو یہ فصل سرما ہی آتش جنگ سے کنارہ نہ کرو
جیب و دامن ہمت کو دست وحشت بے ہمتی سے پارہ پارہ نہ کرو دیکھو ہواے سرد چل رہی ہی تم ہوا
جنگ و جدال مین سرگرمی اختیار کرو اس برف باری مین اپنی ہمت و غضب سے گرم بازار کارزار گرم کرو
کہرا اس وقت پڑ رہا ہی تم ان کافرون سے یون لڑو کہ اثر اوس پڑ جائے سنان تمھارے نیزون کی
انکے دلون مین گڑ جائے زندگی کا کیا اعتبار ہی حیات مستعار ہی آخر ایک روز مرجانا ضرور ہی آج ان
کافرون سے اچھی طرح اسطرح لڑو اگر تمکو عقل و شعور ہی جب نقبا بھی اس طور سے جوانون کو آمادہ ستیز
کر چکے کرکیت اپنے لشکر مین گئے نقبا اپنے لشکر مین آئے اوس وقت دونون لشکرون کے جوانون کی
یہ صورت تھی کہ حصول نام و آبرو مین زندگی سے بیزار تھے عروس اجل کے جلد طلبگار تھے ابھی
ان بہادرون سے کوئی بڑی صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ نقابدار زرد پوش نے مرکب اپنا اپنے
لشکر کی صف سے نکالا اور کہا ای شیر سوار اور نقابدار سرخ پوش سے مسکرا کر کہا بڑے اسیری خدا پرستان
جاتا ہون انھون نے کہا جاؤ اگر آج امیر ثانی کو اسیر کرکے لاؤ تو بہت دل خوش ہو کیونکہ جب امیر ثانی
اسیر کر لیے جائینگے اہل لشکر بے دل ہوکے ہمسے مقابلہ کرنے کی تاب نہ لاسکینگے جب ہم سب براے جنگ
معلوبہ گھوڑے اٹھائینگے وہ سب خوف سے یقینا بھاگ جاوینگے نقابدار زرد پوش نے کہا اچھا
آج لو اسیر کرنے دو چار سردارون کے امیر ثانی کو واسطے اپنے مقابلے کے طلب کرونگا یہ کہکے درمیان
مین دونون لشکرون کے جاکے مرکب کو روک کے امیر ثانی سے مخاطب ہوکے بہ آواز بلند کہا کہ ای امیر
ثانی یا تو ہمارے خداوند کو سجدہ کرو لڑائی موقوف ہو یا میرے مقابلے کے واسطے کسی دلاور کو روانہ
کرو امیر ثانی نے اسکی گفتگو سن کے ارادہ کیا تھا کہ جانب میمنہ لشکر دیکھیں تاکہ کوئی سردار دست راستی

لشکر سے نکل کے اس نقابدار سے جاکے مقابلہ و مجادلہ کرے ہنوز امیر ثانی نے مڑکر جانب لشکر دیکھا
تھا کہ از جانب بیابان گرد بے برخاست مگر گرد مختصر اور بہت ہی کم امیر ثانی سوے گرد مذکور دیکھنے لگے
نقابدار زرد پوش وجملہ کفار و اہل اسلام غور سے نظر کرنے لگے کوئی کسی سے کہنے لگا یہ گرد باد ہے کسی نے
کسی سے کہا کہ اس فصل سرما مین گرد باد کیا کوئی سوار اپنے گھوڑے کو بصد تیزی دوڑاتا ہوا آتا ہے
گو نظر نہین آتا ہے ابھی سب دیکھ رہے تھے باہم گفتگو کر رہے تھے ناگاہ دامن گرد مذکور دست بوے
تند سے پارہ پارہ ہوا سب نے دیکھا ایک نقابدار سفید پوش بلکہ برقع پوش مرکب پر سوار گھوڑے کو
دوڑاتا ہوا آتا ہے جب وہ قریب آیا سب نے دیکھا کہ وہ نقابدار عجب نقابدار ہے کہ سر سے تا پا برقع
مین نہان ہے نیزہ اسکے ہاتھ مین ہے کرے تا سینہ و سر ڈیڑھ دو گز چوڑا ہے یہ جسامت اسکی دیکھکر بعض لشکری
متحیر ہوے ہنوز سب اسکو دیکھ رہے تھے کہ اس نقابدار نے سامنے نقابدار زرد پوش کے آکے مرکب کو
روک کے کہا او نابکار کیا سرداران لشکر امیر ثانی سے دغا طلب ہے مجھسے مقابلہ و مجادلہ کر نقابدار زرد پوش
نے جواب دیا او بیحیا و اجل رسیدہ کیونکر یہان آکے مجھسے خواہان جنگ ہوا ہے جا دور ہو مین اہل اسلام سے
لڑتا ہون تجھ برقع پوش سے نہین لڑتا مجھے کیا غرض کہ تجھسے مجادلہ کرون برقع پوش نے جواب دیا
مین تجھسے ضرور لڑونگا تجھے سرداران لشکر امیر ثانی سے لڑنے نہ دونگا تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے
کہ تو شجاع و بہادر نہین محض نامرد بزدل ہے کہ مجھسے ڈرتا ہے لڑنے سے انکار کرتا ہے اگر مرد میدان ہے تو
لڑنے مین تامل نکر نقابدار زرد پوش نے برہم ہو کے اپنے دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ کون شخص ہے کہ
مجھسے ایسی تقریر کرتا ہے لڑنے پر آمادہ ہے منع کرتا ہون تو جاتا نہین یہان سے جاتا نہین سرداران لشکر
اسلام سے مقابلہ و مجادلہ کرنے مین مانع ہے اسکو اسکی تقریر بیان لائی ہے خیر اگر یہ شخص ناخوش ہے تو مجھے
اس سے کیا خوف ہے مین رستم تن بھی ہون سوا اسکے میرے رخ و چشم مین سحر ہے وہ اثر ہے کہ جو دیکھتا ہے
مسحور و دیوانہ و بے قوت ہو جاتا ہے جب یہ میری صورت و چشم پر نظر کریگا یہ بھی مسحور و دیوانہ ہو جائیگا جس
طرح سرداران لشکر اسلام کو مین نے اسیر کیا ہے اسکو بھی ایک دم مین اسیر کرلونگا بعد اسکے اسیر کرنے کے
سرداران لشکر امیر ثانی سے مقابلہ و مجادلہ کرونگا یہ باتین اپنے دل مین نخوت و غرور کی کہکے برقع
پوش سے غضبناک ہو کے کہا کہ اے برقع پوش ہوشیار و خبردار ہو کہ مین تیرے اوپر اپنے نیزہ کا وار
کرتا ہون برقع پوش نے جواب دیا مین ہوشیار ہون وار کر نقابدار نے اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالکر
نیزہ کو گردش دیکر سینہ برقع پوش کو تاک کر نیزہ کا وار کیا ادھر برقع پوش نے اسکے سنان نیزہ کو
اپنے نیزہ کی سنان پر روکا دو سنانین جو لڑین چنگاریان پیدا ہوئین لشکر ثانی اور جملہ اہل اسلام برقع پوش اور
اسکی جنگ کو دیکھکر حیران و ثنا خوان ہوے دل مین اپنے کہنے لگے نہین معلوم یہ برقع پوش کون ہے کیا اسکا نام ہے
بظاہر ہمارا دوست ہے کہ ہماری طرف سے ہمارے دشمن سے مصروف ہے فن نیزہ بازی مین کامل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسطرح کس
خوبی سے ضرب نیزہ نقابدار کو روکا ہے ابھی امیر ثانی وغیرہ لڑائی دیکھ کر اپنے دل مین یہ باتین کر رہے تھے کہ
برقع پوش نے ضرب نیزہ نقابدار کو روک کر خود بھی حسب قاعدہ سپہگری نیزہ کا وار کیا اسنے بھی چالاکی سے
وار کو روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی آخر کار برقع پوش نے ایک بند غریب باندھ کر سنان
نیزہ نقابدار سے نکال دی نقابدار زرد پوش و دیگر کفار کو سنان کے نکل جانے کا صدمہ ہوا اہل اسلام

کو خوشی ہوئی خصوص امیر شانی کو بہت خوشی ہوئی اور بجائے خود کہا یہ برقع پوش فن نیزہ بازی خوب
جانتا ہے کیا اچھی طور سے لڑتا ہے ابھی امیر شانی تعریف برقع پوش کی کر رہے تھے کہ نقابدار زرد پوش
نے غضبناک ہوکے خبردار خبردار مکرر کہہ کے ڈانڈ نیزہ کی سر پہ برقع پوش کے لگائی ادھر برقع پوش نے
ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طور سے روکا کہ ڈانڈ نقابدار زرد پوش کی ریزہ ریزہ ہوگئی کی جگہ سے ٹوٹ
گئی اس وقت نقابدار نے خجل و برہم ہوکے شکستہ ڈانڈ کو زمین پر ڈال کے نقاب اپنے چہرہ سے
اٹھاکے کہا ای برقع پوش ذرا میرے چہرہ پر نظر کر پہچان مجکو عجب ہے کہ تو مجھے لڑتا ہے برقع پوش نے
تصویر اسکی نکلے آنکھ اور چہرہ پر تو اسکے نظر کی لیکن جلد تر برقع ہٹا دیا جو آئینہ کلان کہ زیر برقع نہان
رکھا تھا اسکے رخ کے سامنے کر دیا نقابدار نے صورت اپنی اور آنکھ اپنی آپ ہی آئینہ مذکور مین دیکھی دیکھتے ہی
وہی حال اسکا ہوگیا جو سرداران لشکر اسلام کا ہوا تھا ایسی حالت مین برقع پوش نے گھوڑے کو اپنے
بڑھاکے سر اپنا جھکاکے آنکھ اپنی اسکی آنکھ سے ملاکے کمربند آہنی مین اسکے ہاتھ ڈال کے جھٹکا
دیا کہ پاؤن اسکے رکابون سے جدا ہوے بعد اسکے اسنے بسہولیت پشت فرس سے اسے اٹھاکر
اپنے سر سے بلند کیا یہ حال دیکھ کر جملہ اہل اسلام خوش ہوے خصوص امیر شانی خوش ہوکے ثنائے
برقع پوش کرنے لگے ادھر نقابدار سرخ پوش نے اپنے برادر نقابدار زرد پوش کے حال پر نظر
کرکے جملہ مردان سپاہ سے کہا یارو کیا دیکھ رہے ہو یہ برقع پوش نہین معلوم کون ہے میرے بھائی
کو گرفتار کیا چاہتا ہے پشت فرس سے اٹھا چکا ہے مین واسطے رہائی برادر کے جاتا ہون تم بھی میرے
ساتھ آؤ اس برقع پوش کو چہار طرف سے گھیر لو کسی سمت جانے ندو میرے برادر کی رہائی مین کوشش
کرو اور اسکو قتل کرو غضب کیا اس برقع پوش نے کہ کس علت و تدبیر سے میرے بھائی کو پشت سمند
سے اٹھالیا یہ کہکے مرکب کو جولان کیا پیچھے اسکے کہران شیر سوار مع اپنی سپاہ کے اور جملہ سوار ہمراہی
دونون نقابدارون کے یکبارگی چلے برقع پوش یہ حال دیکھکر سمت صحرا مرکب کو جولان کرکے چلا نقابدار
سرخ پوش وغیرہ جملہ کفار اسکے تعاقب مین واسطے اسکے اسیر و قتل کے چلے امیر شانی نے یہ حال دیکھکر
اپنے تمامی مردان سپاہ سے فرمایا کہ اس برقع پوش نے نمایان آگے کار نمایان کیا ہے نقابدار زرد پوش کو پشت
فرس سے اٹھاکے ہمین خوش کیا ہے بلکہ ہم پر اس نے احسان کیا ہے ہمارے دشمنون کو اسنے زیر کیا ہے یہ ہمارا
دوست ہے اسکی مدد کرو یہ صحرا کی طرف جاتا ہے اسے تو جانے دو مگر نقابدار سرخ پوش اور تمامی کفار
کو بڑھکے روکو کسی کو برقع پوش کے تعاقب مین نجانے دو کیونکہ یہ تنہا ہے احسان کا عوض احسان
ہے اس نے ہم سب پر احسان کیا ہے ہم سبھون کو بھی لازم ہے کہ اسے ان کافرون کے ہاتھ سے بچاوین اسیر
و قتل ہونے دین اگرچہ خود زخمی ہون یا قتل ہون یہ فرماکر مرکب اپنا جانب کفار بڑھایا پیچھے پیچھے امیر شانی
کے جملہ سردار و سوار یکبارگی چلے امیر شانی نے بڑھکر نعرہ کیا کہ ای کافران نابکار تمہین شرم نہین آتی ہے
کہ ایک شخص کی گرفتاری و قتل کے واسطے تم ہزارون سوار جاتے ہو خبردار ٹھہر جاؤ تعاقب برقع پوش مین
نجاؤ یہ فرماکے مع فوج سد راہ ہوے اس وقت نقابدار سرخ پوش جو کہ سب کے آگے تھا نہ رکا
تعاقب برقع پوش مین سوے صحرا گیا لیکن جملہ کفار بوجہ سد راہ ہونے امیر شانی رکے کہران شیر سوار
نے امیر شانی کے روکنے سے برہم ہوکے اپنی فوج کے سوارون سے کہا ای دلاورو دیو تمہارا سد راہ ہو

اُسے قتل کرکے تعاقب برقع پوش مین مصروف ہوا حقیقت ہی کہ ہماری اور تمھاری موجودگی مین نقابدار زرد
پوش کو برقع پوش پشت زین سے اُٹھا کے لیجائے اور ہم اُسے اسیر و قتل نکرین اگر خداوند تمثال آئینہ رو
سے اور تمسے پوچھین گے کہ نقابدار زرد پوش کو برقع پوش سے کیون رہا نکرایا تو تم اور ہم
اور تم کیا جواب دینگے اور جب کوئی عذر نہ پیش کر سکینگے خداوند غضبناک ہوکے ہمکو اور تمکو نیست
و نابود کر دینگے لہذا تعاقب برقع پوش مین جلد چلو غضب خداوند سے بچو جملہ کفار لشکر کہ ان شیر سوار
امیر ثانی و جملہ اہل اسلام کے سد راہ ہوتے تھے برہم ہوکے تلوارین نیامون سے کھینچ کے نیزے اُٹھا کے
اہل اسلام پر حملہ آور ہوئے اہل اسلام نے بھی اُنپر حملہ کیا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی برق شمشیر
دلاوران میدان کارزار مین چمکنے لگی دلاور لسان آواز رعد نعرے کرنے لگے سپرین مانند ابر سیاہ کے بلند
ہوئین تیر مانند باران کے برسنے لگے کمانین مثل بجلی کے کڑکنے لگین گرزہاے گران سر پہلوانون کے
سرون پر پڑنے لگے کاسۂ سر چور ہونے لگے کفار و دیندار زخمی ہوکے پشت مرکبون سے
مانند دیوار ہاے بوسیدہ کے دھما دھم گرنے لگے جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار
ہونے لگے زمین عرصۂ مصاف پر مانند آب بارش کے خون دلیران و کشتگان بہنے لگا جوے
خون میدان کارزار مین جاری ہونے لگی سرہاے بریدہ بہادران اُس جوے خون مین مثل
حبابون کے نظر آنے لگے تن بےسر مانند کشتی کے ہر سو بہتے ہوے دکھائی دینے لگے تن ہاے
مقتولان اُس بحر مواج خون مین بہ رہے تھے کہ طوفان جنگ مغلوبہ سے بحر خون کے طوفان مین لگے
تھے کسی کشتی مذکورہ کا تحمل بیڑا نہ تھا ناخداے مرغ جان کہان تھا کہ اُن کشتیون کو غرق و طوفانی ہونے
سے بچاتا وہ تو پہلے سے اُن کشتیون سے کنارہ کرکے بحر دنیا سے جا چکا تھا اُس وقت عجب
جنگ عظیم ہو رہی تھی کوسون تک برق تلوار کی چمکتی ہوئی نظر آتی تھی زخمی تھماے کاری کھا کے مرکبون سے گرکے
آہ و نالہ کرتے تھے گھوڑے اُنکے کوتل ہوکے ہر طرف جاتے تھے راہ نکلنے کی نپاتے تھے اپنے ہی سوارون
کو وہ مرکب پامال کرتے تھے سوا اُن مرکبون کے سواران ہر دو لشکر لڑائی کی گھبراہٹ مین زخمیون کا کچھ
خیال نکرکے مرکبون کو بڑھاتے تھے لاشے کچل جاتے تھے نیم بسمل پامال سم اسپان ہوتے تھے جو زخمی
پامالی سے بچ جاتے تھے وہ فریاد کرتے تھے کوئی اُس وقت اُنکی فریاد کو نہ پوچھتا تھا وہ پانی مانگتے
تھے کوئی اُنکو ایک قطرہ آب بھی نہ دیتا تھا یہان تو دیندار و کفار مین جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے
از حد کشت و خون ہو رہا ہے کفار اگرچہ اہل اسلام سے کثرت مین کم ہین لیکن دلیرانہ لڑ رہے ہین
لاش پر لاش کافر و دیندار کی گر رہی ہے تلوار چل رہی ہے کہ پناہ بخدا الحفیظ اب برقع پوش اور
نقابدار سرخ پوش کا حال لکھا جاتا ہے کہ جب برقع پوش عنقا صفت بالا نقابدار زرد پوش کو جب زین سے اُٹھا کے
جانب صحرا روانہ ہوا تھا اور اُسکے تعاقب مین نقابدار سرخ پوش واسطے اُسکی گرفتاری و قتل کے اور رہا کرنے
اپنے برادر نقابدار زرد پوش کے چلا تھا بعد قطع راہ دور کے صحرا مین پہونچکر نقابدار زرد پوش کو جو
دیکھا تو اُسکو بیہوش پایا کیونکہ وہ اپنے اثر چشم و رخ سحر شدہ کو آئینہ مین دیکھکے بیہوش ہو گیا تھا
آنکھین بند ہو گئین تھین برقع پوش نے اُسے بیہوش پا کے برقع مین اپنے اُسے لیجا کے غائب
کرکے پس پشت اپنے دیکھا معلوم ہوا کہ نقابدار سرخ پوش نیزہ بکف کف در دہن غصہ سے

یہ کہتا ہوا گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہے کہ او برقع پوش کہاں جاتا ہے ٹھہر کہ میں ! تند ملک الموت کے آہنی پنجہ سے
ہاتھ سے جانبر ہونا تجھے ممکن نہیں ہے غضب کیا ہے تو نے کہ میرے برادر کو پشت زین سے اُٹھا لیا ہے میں تجھے
دنیا سے اُٹھا دونگا ہر چند کہ حکم خداوند کا کسی کے قتل کرنے کا نہیں ہے مگر میں اسی وقت تجھکو قتل کرونگا حکم
خداوندی پر اس وقت عمل نکرونگا اس گناہ سے باز نہ آؤنگا خداوند سے عذر کر دونگا خطا عفو کرا لونگا یہ سب
امور گوارہ کر کے تجھکو اس طرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا تیرے حال خراب پر نظر کر کے افسوس
کرینگے مجھے ذرا رحم نہ آئیگا برقع پوش نقابدار سرخ پوش کو دیکھکر اسکی تقریر سن کے یا تو سوئے صحرا
گھوڑے کو دوڑاتا ہوا جاتا تھا یا کچھ سوچکر گھوڑے کو روک کر نقابدار کی طرف رخ کر کے کہنے لگا او
نابکار آ میں ٹھہر گیا تو مجھکو کیا قتل کریگا تیری کیا لیاقت ہے کہ تو مجھکو اسیر بھی کر سکے برقع پوش کہتا
تھا کہ نقابدار سرخ پوش آہو بخا مرکب کو روک کر پوچھنے لگا او برقع پوش یہ تو بتا کہ تو نے میرے
بھائی کو کیا کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے اُسے قتل کر کے صحرا میں ڈال دیا اب یہاں تجھکو قتل کرونگا نقابدار
سرخ پوش نے یہ سنتے ازحد برہم ہو کے نیزہ سینہ برقع پوش پر لگایا اُس نے اُسکے نیزہ کے وار کو رد کر
خالی دے کے خود بھی نیزہ اُسکے پہلو پر لگایا اُس نے بھی چالاکی سے وار کو خالی دیکر نیزہ سینہ پر لگایا اب کی
مرتبہ برقع پوش نے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا پھر خود اُسپر نیزہ کا وار کیا اُس نے بھی اُسیطرح
وار کو رد کیا چند طعن نیزہ اس طور سے باہم رد و بدل ہوئیں آخر کار نیزہ نقابدار سرخ پوش کا درمیان
جنگ کے ٹوٹ گیا اُس ٹوٹے ہوئے نیزہ کو نقابدار نے زمین پر ڈال کر نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا کر
کہنے لگا مصرع برمن نگر و من نگر شاید کہ تشاسی مرا ؟ برقع پوش نے فوراً اپنے سر کو جھکا کے رخ و
چشم پر اسکے نظر نکر کے آئینہ اسکے مقابل کر دیا نقابدار سرخ پوش اپنی صورت اور آنکھ آئینہ میں
دیکھکر اثر سحر رخ و چشم اپنی سے آپ ہی بیہوش و بیخود ہو گھوڑے سے گرنے لگا برقع پوش نے اُس وقت
یہ نعرہ کیا منم عمرو ثانی او نابکار میں نے تیرے برادر کی طرح تجھکو بھی بیہوش کیا عیاری اسکو کہتے ہیں
یہ نعرہ کر کے یکلخت زین سے بیخوف و خطر اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعدہ اپنا برقع و آئینہ وغیرہ کو بھی نذر
زنبیل کیا پھر بصورت اصلی جانب لشکر گاہ امیر ثانی قدم بڑھایا اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال
جنگ مغلوبہ کا لکھا جاتا ہے کہ لڑائی ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو رہے تھے
گاؤ زمین کشتوں کے بار سے عاجز تھی تلوار کی جھنکار خنجر کی چمک تیروں کا مینہ کمانوں کا کڑکنا دلاوروں کا
بار بار نعرے کرنا گرز ہائے گرانبار کا بہادروں کے سروں پر دلاوروں کا مارنا وہ اُنکے کالبد سر کا چور چور
ہونا پھر اُنکا مرکبوں سے زمین پر گرنا مانند مرغ بسمل کے زمین پر تڑپنا اس ہنگامہ گیر و دار میں کسی کا
اُسپر رحم نہ کرنا زمین سے اُنکا نہ اُٹھانا زخمیوں کا نالہ و فریاد کرنا کسی کا فریاد کو نہ پہونچنا گھوڑوں کے کف سے
زمین کا تھرانا غبار کا جابجا سے بلند ہونا کسی دیندار کا اپنے حریف کافر کا سر کاٹ کر نوک نیزہ پہ بلند
کرنا پھر اُسکے سر کو خاک پر ڈالکر دوسرے حریف پر حملہ کرنا امیر ثانی کا رستمانہ کفار کا قتل کرنا زمین پر
لاشوں کا انبار کرنا کفار کا اُنکے سامنے پسپا ہونا مفصل کیا لکھا جائے کہ یہ جنگ عظیم ہے طول ہوگا خلاصہ
یہ کہ بعد جنگ بسیار کے او دو پہر تک برابر لڑائی ہوئی اور کشت و خون بہت ہوا آخر کفار جنگ سے عاجز
ہو کے جنگاہ سے بھاگنے لگے اُنکے بھاگنے سے کہران شیر سوار نے بھی ارادہ خود بھی بھاگنے کا کیا

امیر ثانی نے اسکو بھاگنے پر آمادہ دیکھکر نعرہ کرکے اسپر حملہ کیا اسنے دلیرانہ امیر پر تلوار لگائی امیر ثانی نے
تلوار کی باڑھ پر نظر کرکے بند دست پر اسکے ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مروڑ کے تلوار اسکے ہاتھ سے
چھین کے کمربند پر اسکے ہاتھ اپنا ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے جھٹکا دیا کہ پاؤن اسکے رکابون سے
جدا ہوے بعد جدا ہونے پاؤن کے امیر ثانی نے پشت فرس سے اسے اٹھا لیا اور اپنے سر سے
بلند کرکے چرخ دیکے چاہا کہ زمین پر اس طرح پٹک دیجیے کہ پیوند خاک ہو جاے اس وقت کہران
شیر سوار امان طلب ہوا امیر ثانی نے فرمایا امان بشرط قبول دین حق وایمان دیجائیگی اسنے مسلمان ہونا
قبول کیا امیر ثانی نے اسکو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اسنے عرض کیا ای امیر ثانی آپ نے مجھے زیر کیا ہی
مین نے مسلمان ہونے کا اقرار کیا ہی چاہتا ہون کہ اسی وقت ایفاے وعدہ کرون آپ مجھے کلمہ تلقین
فرمایئے امیر ثانی نے خوش ہوکے اسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوکے قدم امیر ثانی پر
گرا امیر ثانی نے سر اسکا اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا الطاف بیحد کیے اس نے مسلمان ہوکے اپنی فوج
کے سوارون اور نقابدارون کے لشکرون سے بآواز بلند کہا ای جوانو آگاہ ہو کہ مین امیر ثانی سے
زیر ہوکے اسکا دین حق جان کے کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا تمثال آئینہ رو سے کراہت کی بلکہ
اس ثانی شیطان پر لعنت کی کہ اسنے آجتک ہمکو بہکایا اپنے تئین سجدہ کرایا وقت جنگ امیر ثانی
عاجزی مین ہماری اسنے خبر نہ لی ہر چند دل مین ہمنے اس سے اعانت طلب کی لیکن اس نابکار نے
ہماری مدد واعانت شئی کی کچھ قدرت نہ دکھائی لاکھون آدمی مرے ہزارون قتل ہوے اسکو کچھ خبر نہوئی
ہم سمجھ گئے کہ اسمین کچھ قدرت نہین ہی چند ساحرون اور نقابداران زرد و سرخ پوش کے سبب سے
اس نے دعوے خدائی کیا ہی نقابدار زرد پوش کو تو رتیع پوش سر میدان جنگ مقابلہ مجادلہ کرکے آئینہ کے
دکھانے بیہوش کرکے پشت فرس سے اٹھا کے تمہارے سامنے لیگیا ہی نقابدار سرخ پوش کو زمانہ زیادہ
گذرا کہ اسکے تعاقب مین گیا ہی ہمین یقین ہی کہ رتیع پوش نے اسے بھی اسیر کر لیا ہوگا کیونکہ اگر وہ اسیر
نکر لیا جاتا تو ابتک ضرور یہان آتا لہذا اب تمکو لازم ہی کہ میری طرح تم بھی اپنے پیدا کرنے والے کو اور
اپنے معبود حقیقی کو پہچانو اور اپنے خالق کو سجدہ کرو کہ سزاوار سجدہ و پرستش وہی ہی سوا اسکے اور کوئی
نہین ہی تم سب عاقل و دانا ہو لڑائی موقوف کرکے بھاگنے سے دست بردار ہو گے ذرا میری تقریر سنو
اور غور کرو کہ اگر تمثال آئینہ رو واقعی خداوند ہوتا تو اپنے ممالک آباد کردہ کو کیون اہل اسلام کے قبضہ مین
ہونے دیتا بہرام شیر شکار کی یا میری اعانت حسب دلخواہ ضرور کرتا کچھ نہیں تو اپنی قدرت ضرور دکھاتا اسکے
نہ دکھانے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ کچھ قدرت نہین رکھتا ہی مانند ہمارے اور تمہارے وہ بھی ایک
بشر ہے خدا ہر گز ہر گز نہین ہی خاصیت شیطان کی رکھتا ہی لاکھون بندگان خدا کو اسنے بہکایا ہی
شکر ہی پروردگار کا اور احسان ہی جناب امیر ثانی کا کہ ہم مسلمان ہوے انھون نے ہمکو راہ حق دکھائی تم سب بھی
میری طرح راہ راست پر آؤ کہ اسمین تمہارے حق مین دنیا و عقبی مین بہتری ہی آگے تمکو اختیار ہی اس وقت جملہ
کفار نے یہ تقریر کہران شیر سوار کی سنکے بجاے خود جنگ دگرگون سے باز رہکر فکر کرنے لگے بعد سے کفار تو
بعد فکر سمجھے کہ جو کہران شیر سوار نے ابھی کہا ہی صحیح و درست ہی بیشک دین اہل اسلام کا اچھا ہی یہ سمجھ کے
وہ سب تو اسی وقت کہران شیر سوار کی خدمت مین آکے روبرو امیر ثانی کے مسلمان ہوے اور کچھ کافر

کرنہایت سیاہ قلب تھے وہ ہدایت سے بھی راہ راست پر نہ آئے اور کہران شاہ کی گفتگو سن کے برہم ہوکے
کلمات سخت اپنے دل میں کہے اور اسی میدان جنگ سے بھاگ کے ایک سمت روانہ ہوے اہل اسلام
نے کچھ انکا تعاقب کیا بعدہ پھر آئے خدمت امیر ثانی میں حاضر ہوے امیر ثانی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر
اسلام مع تمامی اپنی سپاہ کے فتحیاب ہوکے خوش وخرم سمت لشکرگاہ چلے کہران شیرسوار نے اس
دم عرض کیا اے امیر ثانی اگر کچھ آپکو کسی طرح کا خیال واندیشہ نہو تو اس وقت مجھے اجازت دیجیے کہ میں
اپنے ملک میں جاؤں اہل شہر کو ہدایت کرکے مسلمان کروں اپنے اہل دربار کو بھی رہنمائی کروں بزم عشرت
آراستہ کروں کیونکہ خوشی مجھکو اسی بابت ہے کہ آج راہ راست پر آیا ہوں سواے اسکے ارادہ ہے کہ شہر کو
آئینہ بند کراؤں آپ کل ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام وجملہ سرداران نیک نام کے تشریف لائیں شہر کی سیر
کریں اور شریک بزم عشرت ہوں دعوت قبول کریں امیر ثانی نے فرمایا مجھے کچھ اندیشہ نہیں ہے میں صاف
باطن ہوں تم اپنے ملک میں جاؤ کل موافق تمھارے کہنے کے میں ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام
وسرداران سپاہ انشاء اللہ ضرور آؤنگا کہران شاہ یہ سنکے مع اپنی سپاہ کے اپنے ملک میں گیا دربار میں
تخت حکومت پر بیٹھ کر پہلے اپنے ملازموں سے پوچھا لاجورد شاہ وصلصال ونجگان وخلخال
کہاں ہیں آج میں نے انکو جنگگاہ میں نہیں دیکھا انھوں نے عرض کیا اے بادشاہ کل شب سے
جس وقت کہ طبل بجایا گیا تھا لاجورد شاہ وصلصال کو تپ آگئی ہے بوجہ تپ آنے کے جنگگاہ سے وہ
یہاں چلے آئے تھے خلخال ونجگان انکو یہاں لے آئے تھے ابھی تک وہ حضور کے شہر میں تپ
میں مبتلا ہیں بیہوش ہوکر پڑے ہیں خلخال ونجگان کو حال جنگ نقابداران زردپوش اور حضور کے
مسلمان ہونے سے اطلاع نہیں ہے کہران شاہ نے آہستہ انسے کہا جلد جاکر ان سبکو گرفتار کرلو انھوں نے
اسی وقت جاکے لاجورد شاہ وصلصال ونجگان کو اسیر کرلیا ہرچند انھوں نے سبب اسیر کرنے کا
پوچھا ملازموں نے کچھ جواب نہ دیا لاجورد شاہ نے ہوش میں آکے اپنے تئیں گرفتار پایا کہ ملازمان کہران
شیرسوار سے کہا اے بندگان مسی سنو تم نے اپنے خداوند سے ایسی بے ادبی کی ہے خداوند کو اسیر کیا ہے قہر وغضب سے
خداوند کے نہیں ڈرتے ہو اگر چاہونگا تو ابھی تقدیر کرکے تم سبکو نیست ونابود کردونگا بہتر ومناسب
یہی ہے کہ خداوند کو اپنے سچا خداوند جان کے رہا کردو تم خداوند سے ڈرو انھوں نے ہنسکر جواب
دیا او نابکار ہمنے حکم سے کہران شیرسوار اپنے بادشاہ کے تجھے اسیر کیا ہے وہ امیر ثانی سے
زیر ہوکے مسلمان ہوگئے ہیں تم تو کیا ہو انھوں نے اور ہم نے خداوند متعال آئینہ رو پر لعنت کی ہے
جب ہم اسکے قہر سے نہ ڈرے تو تجھ ایسے بے قدرت اور بھگوڑے خداوند کے قہر سے کب
ڈرینگے والا کوئے ہم کبھی تجھے رہا نکرینگے لاجورد شاہ یہ سن کے نہایت متردد ہوکے خوف
ہلاکت سے آبدیدہ ہوکے نجگان سے پوچھنے لگا حالا چہ تقدیر کنم اس نے جواب دیا کہ اب آپ کچھ
بھی تقدیر کر نہیں سکتے ہیں آپ کے ساتھ ہم سب بھی گرفتار ہوگئے ہیں اب ہاتھ سے امیر ثانی کے
آپ جانبر نہوجیے گا وہ ضرور قتل کرڈالینگے تمتشاہ صلصال جو آپکے پاس مبتلاے تپ بیہوش ہوے
ہیں انکو بھی اور سب کو بھی امیر ثانی زندہ چھوڑینگے ہاں اگر آپ اور ہم سب کلمہ پڑھینگے اور مسلمان ہونے کا
اقرار کرینگے اور مسلمان ہوجائینگے تو امیر ثانی چھوڑدینگے قتل نکرینگے لاجورد شاہ یہ سن کے

اپنی زندگی سے مایوس ہو کے زار زار رونے لگا اور نجبگان سے پوچھنے لگا کوئی تدبیر ایسی بھی تو کر سکتا
ہے کہ امیر ثانی کے ہاتھ سے بچوں قتل نہوں اور صلصال بھی جانبر ہوں نجبگان نے کہا آپ خداوند ہیں اپنی
کوئی قدرت دکھائیے اور دن کی اوکیا دستگیری کیجیے گا خود ہی اپنی جان بچائیے مجھے کچھ نہ پوچھیے لاجورد شاہ
نے کہا اس وقت خداوند گھبرائے ہوئے ہیں لٹا ہر تب ہی تو ایسی کوئی تدبیر کر کہ جس سے جانبری ہو خداوند
اس وقت کوئی تقدیر نہ کریگے اس نے جواب دیا میں کچھ تدبیر نکر دنگا اگر آپ تقدیر نہ کیجیے گا تو قتل ہو جائیگا
لاجورد شاہ نے کہا خداوند نے یہ تقدیر سر دست کی ہے کہ تو ہی کچھ ایسی تقریر و تدبیر کر کہ صورت رہائی جانبری کی
نظر آئے نجبگان نے کچھ فکر کر کے کہا ایک تدبیر ذہن میں جان بچانے کی آئی ہے لاجورد شاہ نے پوچھا
وہ تدبیر کیا ہے بیان کر اس نے کہا ابھی نہ بتاؤنگا بروقت ضرورت بتا دونگا اگر اس تدبیر سے جان بچ گئی
تو بچ گئی ورنہ آپ کے ساتھ ہم سب بھی قتل کیے جائینگے امیر ثانی کسیکو زندہ نچھوڑینگے لاجورد شاہ
نے کہا ابھی اس تدبیر کو بیان کر نجبگان نے کچھ کان میں اسکے آہستہ سے کہا لاجورد شاہ سن کے
خاموش ہو رہا ملازمان کہران شاہ نے حسب الحکم اپنے حاکم کے لاجورد شاہ وغیرہ کو اسیر کر کے
اسی جگہ اپنی حراست میں رکھا ادھر کہران شیر سوار نے حکم دیا کہ جملہ ساکنان شہر کہرانیہ مسلمان ہوں
جو دین اسلام قبول نہ کریگا وہ قتل کیا جائیگا اہل شہر اسکے حکم سے برغبت تمام کلمہ پڑھ کے مسلمان
ہوئے بعد اسکے کہران شیر سوار نے اپنے ملازمان ذی عزت سے کہا چاہتا ہوں دعوت و ضیافت امیر
ثانی و بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ کروں لہذا تم سامان دعوت و ضیافت نہایت تکلف سے کرو اور بزم عشرت
بھی ابھی آراستہ کرو کہ رشک بزم جمشید ہو انھوں نے اسی وقت سے حکم کی تعمیل میں کوشش کی سامان
دعوت بخوبی کیا بزم عیش بھی نہایت خوشی سے آراستہ کی دوسرے روز امیر ثانی لشکر کو اپنے بیرون
شہر چھوڑ کے ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام کے جملہ سرداران سپاہ کو جو اسیر نہوئے تھے اور لشکر میں
تھے انھیں ساتھ اپنے لیکے شہر کی طرف روانہ ہوئے کہران شیر سوار واسطے استقبال کے آیا
ہمراہ اپنے امیر ثانی و بادشاہ موصوف وغیرہ کو بزم عشرت میں لیگیا بصد عزت و حرمت علی قدر مراتب
ہر ایک کو بٹھایا ہنوز ارباب نشاط حاضر بزم نہوئے تھے کہ امیر ثانی نے کہران شیر سوار سے پوچھا ہمارے
لشکر کے سردار جنھیں نقابداران زرد و سرخ پوش نے اسیر کیا تھا کہاں ہیں تمنے انکو رہا نکیا اسکا
کیا باعث ہے اسنے عرض کیا کہ سرداران مذکور زندان میں ہیں بیہوش پڑے ہیں مبتلائے سحر چشم و لخ نقابداران
زرد و سرخ پوش ہیں جبتک وہ نقابدار ہلاک نہونگے انھیں ہوش نہ آئیگا ایسے بیہوش سرداروں کو
میں رہا کر کیا کرتا انکو آپ کی خدمت میں کیا لاتا امیر ثانی نے یہ سنکے مجبور ہو کے فرمایا اگر وہ برقع
پوش جس نے نقابدار زرد پوش کو اسیر کیا تھا یہاں آتا یا اسکے مسکن سے آگاہی ہوتی اور میں وہاں
جاتا نقابدار مذکور کو ہلاک کرتا تو مدعائے دلی بر آتا یعنی کچھ سرداران مذکور کو ہوش آتا ابھی امیر
ثانی یہ فرما رہے تھے کہ عمرو ثانی تلاش امیر میں بزم عشرت مذکور تک آیا اور داخل بزم مذکور
ہو کے بادشاہ و امیر ثانی کو سلام کیا امیر ثانی نے اسے دیکھکر بہت خوش ہو کے فرمایا ای خواجہ
تم تو خانہ کعبہ گئے تھے کیا راہ سے پلٹ آئے عمرو ثانی نے باادب کھڑے ہو کے دست بستہ
عرض کیا ای امیر یا تو تقریر میں خانہ کعبہ نہیں گیا تھا بلکہ بہانہ خانہ کعبہ واسطے عیاری کے گیا تھا فقط

اور آپ کے اقبال سے حسب دلخواہ مین نے عیاری کی گوہر مطلب ہاتھ آیا یہ کہکے دونون نقابدارون کو
زنبیل سے نکالا امیر نے دیکھا کہ وہ بیہوش ہین اُس وقت امیر ثانی نے خواجہ کی عیاری کی از حد
تعریف کرکے فرمایا کہ اِنکو ہلاک کرو ہم ہدایت دین اسلام قبل ہی انکو کرچکے ہین اور یہ راہ راست پر
نہین آئے ہین عمرو ثانی نے خنجر نکالکر نقابدار زرد پوش و سرخ پوش کی گردنون پر رکھکر چاہا کہ سر
اُنکے جدا کیجے چونکہ وہ دونون روئین تن تھے خنجر نے اُنکے گلون پر خط تک نہ دیا عمرو ثانی نے برہم ہوکے سیسہ اور
سنسی زنبیل سے نکال کے سیسہ کو آگ پر گرم کرکے سنسی سے دانت اُنکے کھول کے وہی گرم سیسہ اُنکے حلق مین
بکثرت ڈال دیا تھوڑی دیر مین نقابداران زرد پوش و سرخ پوش بوجہ گرم سیسے کے پھر ہلاک ہو گئے اُنکے
مرنے سے سرداران لشکر امیر ثانی کو جو زندان مین تھے ہوش آیا سب نے اپنے تئین زندان مین پایا حیران
ہوکے باہم کہا ہم یہان کیونکر آئے کس نے ہمین گرفتار کیا یہ کہکے جوش شجاعت مین آکے ہتکڑیان بیڑیان
طوق خاردار وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑکے زمین پر ڈال دیا پھر سب سردار تورشتار زندان سے
نکلے نگہبانان زندان کہ مسلمان تھے اُنھون نے نہ روکا بلکہ خوش ہوکے کہا آپ صاحبون کو مبارک ہو
کہ عمرو ثانی نے نقابداران زرد و سرخ پوش کو مار ڈالا امیر ثانی نے یہان کے بادشاہ کہران شیر سوار
کو زیر کرکے مسلمان کیا ہم سب رعایا نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہے اب امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام
و سرداران سپاہ اسی ملک مین تشریف لائے ہین بزم عشرت مین رونق افزا ہین اگر فرمائیے تو ہم آپ کے
ہمراہ وہان تک چلین آپکو پہونچا دین اُنھون نے یہ خوشخبری سنکے بہت خوش ہوکے کہا اچھا ہمارے
ساتھ چلو بزم عشرت تک پہونچا دو وہ ہمراہ ہوئے ادھر امیر ثانی کو اُنکے آنے کی خبر پہونچی اُسی وقت اکثر
سردارون کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا سرداران مذکور گئے اور استقبال کرکے ہمراہ
اپنے اُنھین محفل عیش مین لائے اُن سردارون نے بزم عشرت مین آکے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی
عالی مقام کو حسب قاعدہ بعد ادب سلام کیا بادشاہ موصوف و امیر باتوقیر سلام لیکر اُنھین دیکھکر بہت
خوش ہوئے اور ارشاد دنگلون پر بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کرکے علی قدر مراتب دنگلون پر بیٹھے
دست راستی دست راست کی طرف دست چپی دست چپ کی طرف بیٹھے ابھی سرداران مذکور زندان سے
آکے داخل بزم عشرت ہوئے تھے کہ امیر ثانی نے کہران شیر سوار سے پوچھا لاجوردشاہ صلصال و
بختگان کہان ہین یقین ہے کہ وہ یہان سے بھی بھاگ کر دور کسی ملک کی طرف گئے ہونگے اُس نے
عرض کیا مین نے خدمت حضور سے یہان آکے اُنھین گرفتار کرلیا ہے اگر حکم ہو تو اُنھین یہان طلب کرون
امیر ثانی نے ازحد شادمان ہوکے شکر خدا کرکے فرمایا جلد اُنکو یہان بلواؤ کہران شیر سوار نے ملازمون
کو روانہ کرکے اُنکو بزم عشرت مین بلوایا وہ سلاسل مین گرفتار بزم عشرت مین امیر ثانی ذیوقار کے روبرو
یون آئے کہ اول تو خوف جان سے کانپتے تھے رنگ رخ صدمہ گرفتاری و خیال قتل سے متغیر تھا
دوسرے بوجہ تپ لرزہ کے کانپتے تھے چہرے اُنکے متغیر تھے لاجوردشاہ اور صلصال شرم و غیرت
سے سر جھکائے تھے چاہتے تھے کہ اس ذلت و رسوائی سے کاشکے موت آجائے روح جسم سے
نکل جائے ایسی حالت مین ملازمان کہران شیر سوار اُنکے گرد تلوارین علم کیے کھڑے تھے وہ پیش بادشاہ
لشکر اسلام و امیر خوش انجام وغیرہ ایستادہ تھے ناگاہ بختگان نے امیر ثانی وغیرہ کو دیکھکر

جھک کر سلام کیا اور بعد ثنا و دعا کے لاجوردشاہ وخلخال وصلصال سے مخاطب ہو کے کہا آپ بھی بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیجیے اُس وقت لاجوردشاہ وصلصال وخلخال صدمہ گرفتاری وخیال وذلت و رسوائی سے نہایت محزون و مغموم تھے اشک آنکھوں مین بھرے تھے ہرچند اُنکا دل نہ چاہتا تھا کہ سر اُٹھا کر اہل بزم کو دیکھیں بادشاہ موصوف و امیر ثانی کو سلام کیجیے لیکن بمصلحت وقت اور نجتگان کے کہنے سے بھی بکراہت ہاتھ اُٹھا کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر خلق نوش انجام کو سلام کیا امیر ثانی نے باشارہ بادشاہ لشکر اسلام اُنکو ہدایت کر کے کہا اے لاجوردشاہ اے صلصال وخلخال ونجتگان اگر تمکو اپنی زندگی مطلوب ہے تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اُنھون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا امیر ثانی نے برہم ہو کے حکم دیا اُنکو لیجا کے قتل کرو جلادون نے ہر ایک کا بازو پکڑا اور کہا چلو تمھارے قتل کا حکم ہوا ہے اُس وقت لاجوردشاہ نے اشک ریزان ہو کے کہا اے جلاد ذرا تامل کر ابھی ہمکو یہان سے جانب قتل گاہ نہ لیجا کیونکہ کچھ ہمین بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی سے کہنا ہے جلاد نے مہلت دی لاجوردشاہ کو نجتگان نے جو تدبیر جان بچانے کی بتائی تھی وہی تدبیر اسنے یاد کر کے امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام سے کہا آپ ہمکو کیون قتل کراتے ہین کہ ان تیرسوار یہان آپ سے لڑا اُسنے آپ نے زیر کر کے مسلمان کیا ہمتو یہان آپ سے نہین لڑے ہین بلکہ بھاگ کر آئے ہین حالت تپ مین غافل پڑے تھے کہ ملازمان کہران شاہ نے ہمین گرفتار کر لیا ہے ہماری کیا خطا ہے کہ آپ قتل کراتے ہین آپ سراسر ہمپر ظلم کرتے ہین آپ اہل اسلام ہین ظلم نہ کیجیے ذرا انصاف کیجے اپنے خدا سے ڈریے سمجھیے تو آپ سب صاحب منحرف ہین خداوند نہین جانتے ہین پھر اس وقت اسکی کچھ شکایت نہین ہے اس دم تو یہی شکایت ہے کہ آپ انصاف نہین کرتے ہین اگر یہان ہم آپ سے لڑے ہوتے اور آپ ہمکو گرفتار کر کے قتل کراتے تو ہمین قتل ہونے مین کچھ عذر نہوتا بادشاہ لشکر اسلام نے اور امیر ثانی نے اُسکی تقریر سنکے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہے ہنوز امیر ثانی اپنے دل مین عذر لاجوردشاہ کو عذر معقول سمجھ رہے تھے کہ ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے بھی امیر ثانی سے مخاطب ہو کے فرمایا عذر لاجوردشاہ کا بجا ہے یہان ہمسے نہین لڑا ہے لہذا بالفعل قتل نہ کیا جائے مگر قید رہے بعد فکر و غور کے جو مناسب ہوگا اُسکے حق مین حکم دیا جائیگا امیر ثانی نے حسب ارشاد بادشاہ موصوف اُس وقت قتل سے امان دیکر حکم کیا کہ لاجوردشاہ وصلصال وخلخال ونجتگان کو زندان مین قید کرو ملازمون نے موافق حکم نامبردگان کو زندان مین لیجا کے قید کیا پھر گرد زندان کے پانچ سو سوار واسطے نگہبانی کے حسب الحکم امیر ثانی مقرر کیے گئے اور لالٹین نقابداران زرد و سرخ پوش کی قریب زندان گھوڑے پر ڈال دی گئین اور عمرو ثانی کو زر کثیر دیا گیا خواجہ نے وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کر کے امیر ثانی سے عرض کیا کہ اگر مین عیاری نہ کرتا تو نقابداران زرد و سرخ پوش کبھی گرفتار و قتل نہوتے تھوڑے دنون مین سب سرداران لشکر کو بلکہ اہل لشکر کو اسیر کر لیتے شاید آپ بوجہ پڑھنے اسم اعظم الہی اسیر نہوتے لیکن ایسے کار نمایان کرنے کا یہ انعام مین نہونگا اگر انصاف کی نظر سے دیکھیے تو مین نے جملہ اہل لشکر کو اسیری و قتل سے بچایا ہے ہر ایک سے مین طالب انعام ہون سب کو مناسب ہے کہ مجھے کچھ دیکے خوش کرین امیر ثانی نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے جملہ اپنے سرداران سپاہ کی طرف دیکھا سبنے عرض کیا خواجہ بجا کہتے ہین بعد خدا کے اُنھون نے ہماری جان بچائی ہے یہ کہکے ہر ایک سردار نے

علی قدر مراتب روپیہ اور جواہر اپنے ملازمون سے منگوا کے خواجہ کو دیا خواجہ نے ہر ایک سردار سے زر و جواہر لیکر انکی تعریف کر کے نذر زنبیل کیا اور وہ روپیہ جو امیر ثانی نے دیا تھا وہ بھی نذر زنبیل کیا اسوقت شیرویہ بن شیرویہ نے کہا ای خواجہ آج تو زنبیل آپ کی زر و جواہر سے بھر گئی ہوگی خواجہ نے زنبیل دکھا کر کہا اتنے سے زر و جواہر مین کہین زنبیل مملو ہو سکتی ہے خالی پڑی ہے اور مجھے بھی اسیقدر زر و جواہر معلوم ہوتا ہے یہ جو کچھ اس وقت پایا ہے ایک روز کا سود مہاجنون کے روپیہ کا ہے روپیہ تو انکا جو میرے ذمہ واجب الادا ہے ادا ہو نہین سکتا الا اکثر اس روپیہ کا تھوڑا سود دیدیتا ہون امیر ثانی یہ سن کے مسکرائے سرداران لشکر بھی بادشاہ لشکر اسلام کی طرف سے منہ پھیر کر مسکرائے امیر ثانی نے بعد مسکرانے کے جواب دیا ای خواجہ زنبیل تو نہ بھری ہے اور نہ کبھی بھرے گی اور نہ اسمین کچھ کسی کو نظر آئیگا اور یہ محض تمھاری باتین جھوٹ ہین کہ مہاجنون کا قرض دار ہون انھین انکے زر کثیر کا سود دیتا ہون ابھی امیر ثانی یہ فرما رہے تھے اہل بزم خواجہ کی باتون سے خوش ہو رہے تھے ناگاہ حسب الحکم کہران شیر سوار ساقیان گلعذار شیشیان بادۂ گلنار کی لیکر بزم عشرت مین آئے اور جام بلورین مین شراب ناب اہل بزم کو پلانے لگے دور جام ہی ہونے لگا ہر ایک شراب ناب پینے لگا جب اہل بزم شراب پی چکے گزک سے لطف بجد اٹھا چکے کشتیان شراب کی اٹھا کر بزم سے چلے گئے بعد انکے جانے کے حسب الحکم کہران شیر سوار ایک رقاصہ کہ علم موسیقی و رقص مین مشہور روزگار تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مذکور مین حاضر ہو کے بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی و کہران شاہ کو پہلے آداب و اسلام کر کے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کے کہنے لگی جلد سازون کو درست کرو دیکھنا آج ایسا رقص و نغمہ کرونگی کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور تمنے کسی نے ایسا ناچتے گاتے نہ سنا ہوگا نہ دیکھا ہوگا یہان سب شاہ و شاہزادے اہل عزت و متمول ہین انکے سامنے کمال اپنا ظاہر کرونگی انھون نے جلد جلد حسب دلخواہ سازون کو درست کر کے گت بجانا شروع کیا رقاصہ مذکور بعد ادا رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اس کا دیکھا بجائے خود تعریف اس کے کمال کی کرنے لگے جب وہ رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی۔ غزل حسب مقام

بزم حریف عشق کا شب غم مین ظہور تھا

جو یار تھا وہ غیرت آواز صور تھا
مرنے سے میرے آڑتے کر لکھا تھا مجھے خط
پی اس قدر تھا عشق میں لکھا یا غفور تھا
ایسے میں بیدمے شب ہجران کو خوف سے
ضو تھی نہ اخترون مین نہ شمعون مین نور تھا
لخت جگر حضور غم یار رکھ دیا
کب چاک کرتا ہاتھ گریبان دور تھا

خط مین لکھا جو درد جدائی کا مین نے حال
قاصد کا کیا گناہ تھا وہ بے قصور تھا
کشتون کا اپنے رقص ذرا وہ بھی دیکھتے
سایہ تھا میرے ساتھ مگر دور دور تھا
تکلیف کیون اٹھائی دم نزع آپ نے
مہمان رہے گر نہ یہ مہمت سے دور تھا
بخشا جو عشق مجھکو خدا نے تو کیا عجب

ہر ایک حرف لفظ مرکب سے دور تھا
جیو شیون کے وقت بھی بھولے نہ حق کو
دو چار بوسون کا ترے پیام زور تھا
وہ بے نقاب آگئے جو محفل مین رات کو
اب سرفراز کرنا مجھے کیا ضرور تھا
اہل فنون مین جنھون نے مجھکو سبک کیا
مین بھی تو ایک بندۂ رب غفور تھا

رقاصہ مذکور اشعار غزل مندرجہ گانے لگی اہل بزم عشرت سن کے خوش ہونے لگے اسکی خوش گلوئی و کمال کی اپنے دل مین ثنا کرنے لگے کہران شیر سوار بار بار خوش ہو کے اسے انعام دینے لگا وہ زر و جواہر لے لیکر اپنے سازندون کو دے کر جاتا تھا کے ہر ایک شعر کو گانے لگی یہان تک

کہ اُس نے غزل تمام کی اہل بزم عشرت یہ غزل عشقیہ کی کہی ہوئی سنکے خوش ہوے بعد اس غزل کے ایک
ٹھمری اُس نے شروع کی جب وہ تادیر گا چکی اور رقص کر چکی انعام بہت پا چکی بزم عشرت سے مع اپنے
سازندوں کے چلی گئی پھر اور ایک رقاصہ حاضر بزم ہوکے ناچنے گانے لگی اہل بزم اُسکے رقص و نغمے سے
شادمان ہونے لگے اسی طرح اُس شب مین قریب صبح تک چند رقاصہ نے بزم مین آکے رقص لئر کیا اور امیر
وغیرہ اہل بزم نے لطف بعد اُٹھایا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ و خوش ذائقہ کھایا یہان تو امیر ثانی وغیرہ بزم
عشرت مین بیٹھے ہوے رقص و نغمہ رقاصان ذی کمال کا دیکھ اور سن رہے ہین انکو تو اس حال مین
چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال لاجورد شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ حسب حکم بادشاہ لشکر اسلام و ارشاد امیر خوش انجام
ملازمان لعل مشیر سوار نے لاجورد شاہ کو زندان مین لیجا کے قید کیا اور گرد زندان کے سوار واسطے نگہبانی
کے مقرر ہوے لاجورد شاہ سامنے صلصال و خلخال و نجنگان کے زیادہ تر رونے لگا در و دیوار سے سر
ٹکرانے لگا بار بار کہنے لگا ہاے افسوس ان بندگان نالائق نے میری کچھ قدر نکی مجھکو زندان مین قید کیا نجنگان
نے جواب دیا اب بھی تقدیر معقول نکیجیے زندان سے نکلکر کسی جانب چلیے اس رونے اور سر ٹکرانے سے
کیا فائدہ ہے کچھ قدرت اپنی دکھایئے خداوند آپ اپنے تئین مشہور کرتے ہین اُس نے کہا ایسا ہی کرونگا
کوئی تقدیر ایسی معقول کرونگا کہ اہل اسلام کو خصوص امیر ثانی کو صدمہ پہونچے کشت و خون جو ہوا ہے میرے
یہان آنے سے ہوا اُس نے جواب دیا مجھے یقین ہے کہ آپ ایسی تقدیر کیجیے گا ہمیشہ اسی زندان مین تا بقید
حیات رہیگا رویا کیجیے گا اور کچھ بھی نہوگا اُس نے کہا نہین ضرور تقدیر کرونگا اب اہل اسلام نے
مجھے بہت ستایا ہے یہان تو لاجورد شاہ قیدخانہ مین نجنگان سے کبھی باتین کرتا ہے گاہ روتا ہے سر در و دیوار
سے ٹکراتا ہے صلصال وغیرہ بھی اشکبار ہین اُنکو تو اسی رونے اور صدمے مین چھوڑ دیے اور اب احوال
عنقاے جادو کا سنیے کہ یہ ساحرہ نامبردہ لاجورد شاہ کے عاشقون مین سے ہے گو سن و سال مین
کئی سو برس کی ہے لیکن سحر کے زور سے نوجوان بنی رہتی ہے تمناے وصل رکھتی ہے جس شب کو لاجورد شاہ
زندان مین قید ہوا حسب الاتفاق اُسی شب کو قریب صبح ہوتے ہوتے اُسکی آنکھ کھلی لاجورد شاہ کا
خیال کیا دل مین کہا وہ بے مروت نہین معلوم اس وقت کہان ہے ہم یہان بستر پر تنہا ہین وہ کسی
زن خوبرو کے ساتھ سوتا ہوگا یہ کہکے دل مین کہنے لگی ذرا اُسکے حال سے باخبر ہونا چاہیے یہ
کہکے اپنے فرش خواب سے اُٹھی اور اوراق جمشیدی نکال کے بہ نیت اظہار حال لاجورد شاہ آنکھین
دیکھنے لگی اُسمین دیکھنے سے اُسے معلوم ہوا کہ لاجورد شاہ شہر کہرانیہ مین قیدخانہ مین قید ہے زار زار رو
رہا ہے سر اپنا در و دیوار سے ٹکرا رہا ہے یہ حال جب اوراق مذکور سے اُسپر ظاہر ہوا چونکہ محبت بہت
کرتی تھی عاشق لاجورد شاہ تھی تاب ضبط نلائی صبح ہونے کا بھی انتظار نکیا اُسی وقت جھولی اسباب
سحر کی اُٹھا کے دوش پر رکھ کے تخت سحر پر بیٹھکر اپنے قصر سے جانب کہرانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دور
دراز عنقریب صبح در زندان پہ پہونچی دیکھا کئی سو سوار بیدار و ہوشیار گرد زندان پھر رہے ہین
بہ آواز بلند باہم کہتے ہین یارو ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے ایسا نہو کہ لاجورد شاہ کو زندان سے
کوئی نالائق و نابکار آکے لیجاے تو غضب ہو عنقاے جادو نے اُنکی تقریر سن کے برہم ہوکے
کار جھولی سے نکال کے سحر اُسپر دم کر کے ان سب سواروں پہ لگائی وہ مانند تیغ آبدار ہو کے

آنکے سرون پر چلی ایک دم مین تین چار سوارون کے سر کٹ کے زمین پر گرے تن آنکے پھڑکنے لگے ساحرہ مذکورہ ان سوارون کو قتل کر کے در زندان پر آئی اور قفل در زندان پر سحر پڑھ کے اشارہ کیا فوراً دروازہ وا ہوا ساحرہ نے تخت سحر سے اتر کر تاریکی زندان مین فتیلۂ سحر روشن کیا زندان مین گئی دیکھا کہ لاجوردشاہ بیتاب ہو کے رہ رہ کے سر اپنا دیوار زندان سے ٹکرا رہا ہی کبھی آہ سرد کرتا ہی گاہ نالہ و فریاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی ای لاجوردشاہ افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب زمانہ ہی کہ تو خداوند ہو کے زندان مین ہی اہل اسلام نے تجھے قید کیا ہی کوئی معین و مددگار تیرا نہین ہی یہ سنکے عنقاے جادو بھی آبدیدہ ہوئی اور قریب جا کے کہنے لگی کیون رنج کرتا ہی کیا چاہتا ہی جو حاجت ہو بیان کر لاجوردشاہ نے سر اپنا اٹھا کے دیکھا کہ عالم صدمہ مین اسے پہچانا اور کچھ نہ پہچانا تو پوچھنے لگا تو کون ہی اس نے جواب دیا او بیمروت و ناز خو تو مجھے بھول گیا مین عنقاے جادو ہون ہمیشہ تو مجھ سے کنارہ کش رہا کبھی مجھ پر تو نے رغبت نہ کی میرے کہنے پر کبھی تو نے عمل نہ کیا سدا اپنا ہی کہنا کیا اسی وجہ سے تیرا یہ حال ہوا اگر میرے کہنے پر عمل کرتا مجھ سے جدائی اختیار نہ کرتا تو یہ حال کیون ہوتا ۔ یہ کہکے از راہ عشق سے لاجوردشاہ سے لپٹ کے رونے لگی لاجوردشاہ بھی اسے پہچان کے زیادہ رونے لگا بعد گریہ و بکا کے پوچھنے لگا ای عنقاے جادو تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا اس نے کہا مین نے احوال تیرا اوراق جمشیدی مین دریافت کیا تھا جب یہ احوال پر ملال تیرا معلوم ہوا کہ تو قید ہی مین تاب ضبط نہ لا کے اپنے قصر سے یہان آئی لاجوردشاہ نے کہا مین بھی تمھارے دیکھنے کا مشتاق تھا خوب ہوا کہ تم آئین اس نے کہا تو جو چاہی مجھ سے تجھے نفرت ہی تو مجھے کیون یاد کرنے لگا لاجوردشاہ نے کہا اب تجھ سے کراہت نہ کرونگا تجھ سے وصل کرونگا جو تو کہے گی وہی کرونگا ساحرہ یہ سنکے خوش ہوئی مانند گل کے ہنسی بعد ہنسنے کے پوچھنے لگی کیا حاجت ہو بیان کر لاجوردشاہ نے کہا بالفعل حاجت یہ ہی کہ اس زندان سے رہا ہون اور کاغذ و قلم و دوات بھی چاہتا ہون کہ اس وقت کچھ لکھون ساحرہ نے کچھ سحر پڑھا فی الفور زمین شق ہوئی ایک ساحر سیاہ فام ایک قلمدان لیے ہوے پیدا ہوا اور عنقاے جادو کو سلام کر کے کہنے لگا اس وقت آپ نے کیون مجھے یاد کیا ہی عنقاے جادو نے کہا ای قرطاس جادو اس وقت مجھکو قلمدان کی ضرورت تھی اسی وجہ سے تجھے طلب کیا یہ کہکے اس سے قلمدان لے لیا اور سامنے لاجوردشاہ کے رکھ دیا اس نے قلمدان کو کھولکر پرچہ قرطاس اس مین سے نکالکر قلم اٹھا کے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ اس مضمون کا امیر ثانی کو لکھا کہ ای امیر ثانی تو نے مجھ ایسے خداوند کو قید کیا ذلت دی مرتبہ میرا نہ پہچانا تیرا کیا مین نے رحم کیا ورنہ لکوا ور تمھارے تمام لشکر کو نیست و نابود کر دیتا اب یہان سے جاتا ہون اور یہ رقعہ لکھکر یہان چھوڑے جاتا ہون تجھین لازم ہی کہ اب بھی مجھے اپنا خداوند سمجھو ورنہ ایک روز غضبناک ہو کے تجھین اور تمھارے لشکر کو ہلاک کرونگا قدرت اپنی دکھاؤنگا یہ لکھکر نام اپنا درج کر کے رقعہ کو تمام کر کے اس جگہ رکھ دیا پھر قلمدان عنقاے جادو کو دیا اس نے قرطاس جادو کے حوالے کیا اور کہا اب تو جا وہ زمین مین اپنے سحر سے جا کے اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا زمین برابر ہو گئی بعد جانے قرطاس جادو کے عنقاے جادو نے کہا ای لاجوردشاہ آؤ کیا تامل ہی یہان سے اٹھو میرے تخت سحر پر بیٹھ کر جس طرف دل چاہے چل لاجوردشاہ نے کہا مین تو چلونگا مگر ان میرے ہمراہیون کو میرے ساتھ لے چلو اس نے قبول کیا لاجوردشاہ نے صلصال و طلصال و تختگان کو بیدار کر کے کہا مین نے تدبیر کی ہی کہ اب یہان سے چلو تختگان نے عنقاے جادو کو دیکھکر لاجوردشاہ سے پوچھا یہ آپ انکی تعریف کیجیے اس نے کہا اس وقت انکا حال کیا بیان کرون پھر کبھی کہونگا تختگان نے کہا

بہتر ہے نہ بیان کیجیے مین سمجھ گیا یہ کہکے نخجگان و صلصال و خلخال آنکے لاجورد شاہ بھی اٹھا عقاب جادو
ان سبکو ہمراہ لیکر زندان سے باہر آئی پھر تخت سحر پر سبکو بٹھا کر خود بھی پہلوے لاجورد شاہ مین بیٹھکر
تخت کو اشارہ کیا تخت مذکور زمین سے بہت بلند ہوا اُسوقت عقاب جادو موافق کہنے لاجورد شاہ کے
جانب خداوند تمثال آئینہ رو روانہ ہوئی اثناے راہ مین لاجورد شاہ نے عقاب جادو سے کہا تخت
سحر پھر سوے زندان لیچل وہ تخت مذکور پلٹا کے سوے زندان لائی لاجورد شاہ نے اُس کھوڑے پر تخت
رکھا کے اُس نقابدار زرد پوش و سرخ پوش کو اُٹھا کے اپنے اہل لشکر کو دیکے اُنسے کہا کہ یہان سے دامن کوہ
مین کہ یہانسے چند کوس ہے چلکے ٹھہرو ہم بھی آتے ہین تم سب مع سرداران سپاہ صلصال ہین جلد تر آنا انھون نے عرض کیا آپ
تشریف لے چلین ہم سب بھی کوچ کرتے ہین لاجورد شاہ لاشین نقابدارون کی اُنکے حوالے کرکے تخت سحر
بلند کرا کے قطع راہ کرکے اُسی دامن کوہ مین جاکے ٹھہرا عقاب جادو سے خوش ہوکے علاوہ اُسے
سب لیجا کے ہم بستر ہوا پھر اُس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ مین یہان سے جانب تمثال آئینہ رو جاؤنگا
وہان سے آکے تجھسے ملونگا ساحرہ یہ سنکے اپنے تخت سحر پر بیٹھکر اپنے گھر کی طرف وصل سے شادمان ہوکے
روانہ ہوئی بعد چند ساعت کے سرداران سپاہ لاجورد شاہ و لشکریان صلصال بھی اسی دامن کوہ مین آئے
لاجورد شاہ نے خوف امیر ثانی سے اُس جگہ قیام نکیا اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر کے سوے تمثال آئینہ رو روانہ ہوا صلصال
خلخال و نخجگان بھی اُسکے ہمراہ گئے احوال انکا انشاء اللہ آیندہ بمقام مناسب لکھا جائیگا ادھر لاجورد شاہ وغیرہ سوے
تمثال آئینہ رو نقابدارون کی لاشین ہمراہ لیکے روانہ ہوئے ادھر امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے رقاصان خوبرو و خوش
گلو کا رقص دیکھ رہے تھے گانا سن رہے تھے ارادہ کر رہے تھے کہ بزم عشرت سے اُٹھکے بعد ادا نماز سحر وضو کرین
ناگاہ چند ملازمان کہران شیر سوار نہایت حیران و مضطرب الحال بزم عشرت مین آئے انھون نے حسب قاعدہ اپنے
بادشاہ اور امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام کو تسلیم و مجرا کرکے دست بستہ عرض کیا کہ مقام عجیب ہے
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و نخجگان زندان مین نہین ہین ہتھکڑیان بیڑیان اُنکی کٹی ہوئی عجب طور سے
پڑی ہین کہ اُنھین دیکھکر حیرت ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلاد نے نہین کاٹی ہین دروازہ زندان کا
کھلا ہے قفل در زندان کھلا ہوا زمین پر پڑا ہے لشکر لاجورد شاہ و سپاہ صلصال اور تین چار سو سواران
نگہبانان زندان کے سر کٹے ہوے پڑے ہین ایک رقعہ کہ زندان مین پاس ہتھکڑیون اور بیڑیون کے
پڑا ہوا تھا اُسے ہم اُٹھا لائے ہین امیر ثانی اور بادشاہ لشکر اسلام و کہران شیر سوار وغیرہ یہ خبر وحشت
اثر سنکے حیران ہوے رقاصہ نے رقص و نغمہ موقوف کیا بزم عشرت درہم و برہم ہوئی امیر ثانی نے ان لوگون
دو پرچہ قرطاس لیکے عبارت اُسکی پڑھواکے سنی سنتے ہی عبارت رقعہ مذکور کی برہم ہوکے کہا قسم ہے مجھکو
اپنے ایمان کی جہان لاجورد شاہ بھاگ کر جائیگا وہان مین بھی واسطے اُسکی گرفتاری و قتل کے جاؤنگا
یہ فرماکر اپنے لشکر کے چند ہرکارون کو طلب کرکے اُنسے کہا کہ جلد جاکے لاجورد شاہ کی خبر لاؤ دریافت کرو کہ
وہ نابکار کہان بھاگ کر گیا ہے ہرکارے حسب الحکم اسیوقت روانہ ہوے ایک سمت قطع راہ کرتے ہوے نظر مردم
سے نہان ہوے احوال ان ہرکارون کا بھی آیندہ لکھا جائیگا بعد جانے ہرکارون کے امیر ثانی نے اپنے ملازمون کو
حکم دیا کہ لاشے سواران محافظ در زندان کے موافق حکم شرع دفن کیے جائین ملازم مذکور کار بند ہوے بعدہ
امیر ثانی وغیرہ اہل اسلام نے وضو کرکے فریضہ سحر ادا کیا جب آفتاب نمایان ہوا ہے امیر ثانی وغیرہ . جلد کیا دو

ضیا اسی طرح بزم عشرت مین آکے بیٹھے ساقیان گلرخسار گلستان مئے ناب کی لیکر آئے اہل بزم کو ساغر بلوری مین مئے ناب پلانے لگے ارباب نشاط بھی حسب الحکم کمران شیر سوار بزم عشرت مین آکے اُسی طور سے رقص و نغمہ کرنے لگے اہل بزم سننے لگے اب بیان امیر ثانی بزم عشرت مین بیٹھے ہین کمران شیر سوار دعوت و ضیافت امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام و سرداران سپاہ کی کر رہا ہے برکالے برائے خبر لاجورد شاہ گئے ہوے ہین امیر ثانی کو اُنکے آنے کا انتظار ہے دیکھیے کب آتے ہین اور کیا خبر لاتے ہین اور امیر ثانی شہر کمرانیہ سے کب کوچ کرتے ہین

داستان پانا ایک مکتوب کا اور جانا رستم ثانی کا برائے حصول لوح طلسم صندل اور دستیاب ہونا لوح مذکور کا مع حالات دیگر متعلقہ داستان ہذا ✦ ساقی نامہ

پلا ساقی مئے مقصود کا جام	خدا کے فضل سے نیک آئے ایام	ذرا گل کھلے لیے بوتل بغل مین
بجا لاؤن آج کیا ہو کوئی پل مین	ذرا ہنس بول لین ہم بھی کہ اس دم	بجز شادی نہو فی الحال کچھ غم

راویان شیرین زبان اس داستان نادر کو یون بیان کرتے ہین کہ قبل ازین رستم ثانی حسب ہدایت و بشارت حکیم ثانی ارسطو کے شہر حدیدیہ سے ہمراہ سرشناز شاہ و حدید شاہ و پانصد ساحران نامی و برق ثانی و سیارہ ثانی و چالاک ثانی و قران ثانی عیاران لشکر امیر ثانی کے بجمعیت دو لاکھ سپاہ کے جانب دست راست روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دور از ایک روز دامن صحرا مین قریب شام پہونچکر شاہزادہ موصوف نے قیام کیا ہنگام شب عالم خواب مین ثانی ارسطو کو دیکھا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا ای حکیم صاحب مین موافق آپکے ارشاد کے شہر حدیدیہ سے کوچ کیا ابھی تک لوح طلسم کا کچھ پتا نملا حکیم صاحب نے چین بجبین ہو کے کہا ای رستم ثانی آپ فاتح طلسم صندل ہین واسطے تلاش لوح طلسم صندل کے جاتے ہین تو اس طرح جاتے ہین کہ تمام لشکر ہمراہ ہے یہ قاعدہ نہین ہے طلسم کشا کو لازم ہے کہ اپنے لشکر کو ایک جا چھوڑ کے تنہا برائے حصول لوح یا تلاش لوح جائے ہان اسکا مضائقہ نہین ہے کہ ایک شخص کو برائے اعانت بطور اپنے ہمراہ لیجائے راہ سے لہذا آپکو اگر لوح طلسم صندل تک پہونچنا مطلوب ہے تو لیجیے یہ مکتوب آپ کے سرہانے رکھا ہے صبح کو اسے پڑھیے گا جو اسمین لکھا ہے اسپر عمل کیجیے گا خلاف تحریر مکتوب ہرگز ہرگز نہ کیجیے گا ورنہ گرفتار ہو جائیے گا یہ کہکے حکیم صاحب موصوف نظر سے نہان ہوے رستم ثانی خواب سے بیدار ہوا حکیم صاحب کو نہ دیکھا لیکن جو کچھ اُنھون نے عالم خواب مین فرمایا تھا وہ یاد تھا فی الفور اپنے سرہانے دیکھا ایک مکتوب کہ قرطاس اسکا بہ رنگ سبز تھا پیچیدہ رکھا ہوا نظر آیا شاہزادہ رستم ثانی نے خوش ہو کے اُسے اُٹھا کے کھولا چونکہ وہ وقت صبح صادق کا تھا روشنی آسمان پر پھیلی تھی سوا اُسکے ضیائے شمعہائے مومی و کافوری بارگاہ مین روشن تھین اُس مکتوب کی عبارت پڑھی اسمین بخط جلی لکھا تھا کہ ای شاہزادہ رستم ثانی ہنگام سحر خواب سے بیدار ہو کر بعد وضو نماز سحر پڑھ کر لشکر کو اپنے اسی جگہ چھوڑ کر تنہا جانب دست چپ جانا اس مکتوب کو اپنے پاس رکھنا بعد قطع راہ دراز کوہ لالہ زار آپ کو نظر آئیگا اور ایک چمن لالہ دامن کوہ مین دکھائی دیگا اُس چمن سے خوف نکرنا قریب اُسکے جانا وہان ایک سنگ سفید گران وزن رکھا ہوگا وہ سنگ سوا طلسم کشا کے کسی سے نہ اُٹھیگا چونکہ آپ طلسم کشا ہین آپ سے وہ سنگ گران فوراً اُٹھیگا پس اُس سنگ کو اُٹھا کر یہ اسم الٰہی جو

اسی مکتوب میں لکھا ہے ستر مرتبہ اسپر دم کر کے بسم اللہ کہکر چمن لالہ مذکور میں پھینکے گا اسکے پھینکنے سے اُس
چمن پر اس طرح خزان آئیگی کہ آگ اُسمین لگ جائیگی ہر گل و برگ اس چمن کا مانند خار و خس کے جلنے لگیگا
پھر اُسی آگ کے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوگی وہ بہت غضبناک ہوکے آپ کو ڈرائے گی قریب نہ آئیگی
اُسوقت آپ کو لازم ہے کہ دلیرانہ جلد تر اُسکے قریب جا کر اپنی شمشیر آبدار پر یہ دوسرا اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ دم کر کے
اُسکی مانگ پر جہان سیندور کی سرخی ہے تلوار لگانا اگر تلوار جائے مذکور پر پڑیگی تو وہ ساحرہ دو ٹکڑے
ہوکے مانند چمن لالہ مذکور کے جلکر خاک ہو جائیگی ورنہ آپ کو اسیر کر لیگی پھر رہائی دیکھیے کیونکر ہو اور اگر
یوں ہی تلوار آپ کی مقام فرق ساحرہ پر پڑ گئی تو بعد اسکے جلنے اور خاک ہونے کے ایک ساحر زبردست
مسمّی مردار خوار جادو اُسی ساحرہ کی جگہ سے وہ ساحرہ درمیان آتش شعلہ ور کے اسیر ہوگا اگر وہ
آپ کے پاس آئے تو وہی حال لوح طلسم صندل سے آگاہ ہے اسی وجہ سے صندلان شاہ مالک
طلسم صندل نے ساحرہ مذکورہ کے حوالے کیا ہے اور اُس نے قید کیا ہے تاکہ وہ کسی سے حال لوح طلسم صندل کا
بیان نہ کرے پس آپ اُس سے دریافت کیجیے گا اور جو وہ کہے اُسپر عمل کیجیے گا خلاف اس کی
رائے کے عمل نہ کیجیے گا ورنہ پچھتایئے گا رستم ثانی یہ عبارت اس مکتوب میں پڑھ کے خوش ہوا اور وضو
کر کے نماز سحری ادا کر کے مسلح ہو کے بارگاہ سے نکلا سرشار شاہ وغیرہ نے سلام کیا شاہزادہ
نے جواب سلام دیکر فرمایا مجھکو ہدایت و بشارت آج کی شب ہوئی ہے لہٰذا میں واسطے حصول لوح
طلسم صندل کے یہاں سے تنہا جاتا ہوں بالفعل تم سب یہاں رہو بعد دو روز کے یہاں سے اگر راہ
صاف و مخلص پاتا تو آگے مع لشکر کے روانہ ہونا یہ کہکے صید شاہ سے مل کے مکتوب مذکور لیکے بال
ہیولا نستریہ کے اپنے بازو پر باندھ کے مرکب پر سوار ہو کے تنہا جانب دست چپ روانہ ہوا بعد قطع راہ
دور دراز قریب کوہ لالہ زار پہنچا دیکھا کہ دامن کوہ میں عجب ایک چمن لالہ کا ہے کہ جس سے بوے خون ریزی
مردم آتی ہے لالہ مانند خون بیگناہان کے سرخ ہے یا مثل چشم مردم غضب زدہ کے لال ہے عجب ہولے تند سے گل
و برگ جنبان ہوتے ہیں صاف بوے خون آتی ہے ہوا چلتی ہے اُس جگہ کہ تلوار چلتی ہے دل ثابت بھی سنسناتا ہے اس جگہ
اس قدر ہے کہ دل دہلتا ہے چمن لالہ مذکور ایسا مہیب ہے کہ اُسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوا جاتا ہے بے اختیار دل
یہی چاہتا ہے کہ یہاں سے پیچھے ہٹ جائیے اس جگہ ایک لحظہ بھی قیام نہ کیجیے کوہ لالہ زار اگرچہ پر بہار ہے مگر دیکھنے سے
اُسکے خوف سے دل بیقرار ہے شاہزادہ رستم ثانی چمن مذکور کو دیکھ کے گو خائف و ترسان ہوا مگر دلیرانہ
ثابت قدم رہا وہاں سے نہ ہٹا اور سنگ سفید و گران وزن کو جو قریب چمن لالہ مذکور رکھا ہوا دیکھکر
مکتوب کو کھولکر وہی اسم اعظم الٰہی ستر مرتبہ ورد زبان کر کے سنگ مذکور کو بسم اللہ کہکے بقوت بازو اُٹھا کے
اسم اعظم الٰہی جو ستر مرتبہ پڑھا تھا اُسپر دم کر کے اُس چمن کے درمیان میں پھینکا اُسکے پھینکنے ہی
یہ معلوم ہوا کہ زمین تھرائی ایک آواز مہیب آئی کہ غضب کیا تو نے یہاں آکے چمن لالہ کو ملک لالہ زار جادو
کو مٹانا چاہا اس سنگ سفید کو پاس چمن کے کیونکر پھینکا یہ سنگ تو وہ سنگ تھا کہ جسکا یہ کوہ لالہ زار وزن میں
ایک پاسنگ تھا گران ایسا تھا کہ رستم پیلتن سے بھی اپنی جگہ سے نہ اُٹھتا بلکہ حرکت بھی نہ کرتا تو نے
کس طرح اٹھا کر چمن لالہ میں پھینکا بڑا بیخوف تھا کہ نہ ڈرا یہ آواز سنکے باوجودیکہ رستم ثانی نہایت شجاع و بہادر تھا
لیکن پریشان تھا کہ خدا جانے کیا ہوا اُس چمن کو جو دیکھا تو مانند خس کے اُسے جلتا ہوا پایا شعلے اُس سے بلند

دیکھے دھواں اُٹھتے نظر آیا ہنوز شاہزادہ موصوف دیکھ رہا تھا چمن لالہ یون جل رہا تھا کہ جیسے کسی نے
آگ بارود مین لگادی ہی ناگاہ درمیان اسکی آگ اور شعلون کے لالہ زار جادو نہایت بدصورت
و سیہ فام کہ جسے دیکھکر شب ہجران عاشقان بھی ڈر جاے اور تاریکی پردۂ ظلمات بھی اُسکے مشاہدہ کی تاب
نلاے اور حسینان بدشکل و صورت اُسپر نظر کرتے ہی خوف سے بھاگ جائین لیک لمحہ بھی ٹھہر کر دیکھنے کی
تاب نہ لائین بیدار ہوئی رستم ثانی نے اُسکے چہرہ مہیب و مخالف و بدہیئت پر نظر کی دل مین کہا پناہ بذات
خدا کیا یہ ساحرہ بدشکل ہی کہ واسطے مرغ جان کے صورت بد اسکی گویا ایک صیاد ہی کہ دیکھتے ہی اسکے خوف سے
اگر پرواز ہوتا ہی قفس تن مین گھبراتا ہی ابھی شاہزادہ موصوف یہ کہہ رہا تھا کہ اس نے شعلۂ آتش سے بعد
غضب پوچھا ای جوان تو کون ہی کہان سے آتا ہی کیا ارادہ رکھتا ہی یہ چمن سحر میرا تو نے کیون مٹایا سراسر جلایا
شاہزادہ نے جواب دیا ای لالہ زار جادو مین ایک مدت سے تمھاری ملاقات کا مشتاق تھا کسی طرح پاس تمھارے
پہونچ نہ سکتا تھا تم مجھ تک بوجہ نا آشنا جان کے آسکتی تھین آج مین نے تمھاری الفت و عشق مین بیتاب
ہوکے یہ تدبیر کی کہ سنگ سفید اس چمن لالہ مین پھینکا تاکہ تمکو میرے آنے کی خبر ہو تم آؤ مین تمھین دیکھون اپنے
پہلو مین بٹھاؤن دل بیتاب کو قرار و تسکین دون اُس نے اسی جگہ سے بعد قہر و غضب کہا ای جوان کیون
جھوٹی باتین کرتا ہی مجھ سی عاقلہ کو فریب مین لانے کا ارادہ کرتا ہی میرے دانست مین تو کوئی عامل زبردست
ہی یا کسی فقیر کامل کا بالکا ہی کہ مانند اپنے مرشد کے کامل ہی یا فاتح طلسم صندل ہی براے حصول لوح مسمی
بھاگ کر آیا ہی کیونکہ یہی راہ حصول لوح مذکور کے جانے کی ہی یہ چمن لالہ کہ مین نے بحکم صندلان شاہ اپنے
سحر سے پیدا کیا تھا گویا ایک مرحلہ تھا اور سد راہ فاتح طلسم تھا جسے تو نے مٹایا پس ضرور ہی کہ تو یا عامل
زبردست ہی یا فقیر کامل ہی یا فاتح طلسم صندل ہی میرا عاشق نہین ہی بلکہ میرا دشمن جان ہی شاہزادہ نے جواب دیا
ای لالہ زار جادو جو کچھ تمنے میری نسبت کہا ہی سب خلاف ہی مین تمھارا عاشق صادق ہون بس اب زیادہ
ناز کرو شعلۂ آتش سے نکل کے میرے پاس آؤ یا مجھے اپنے پاس بلاؤ کہ دل میرا تمھاری دوری مین
مثل سیماب کے بیقرار ہی اُس نے کہا تو میرا دشمن جان ہی ہرگز مین تیرے پاس نہ آؤنگی بلکہ تجھے بھی
پیش آؤنگی شاہزادہ یہ سن کے اسکی طرف بڑھا تلوار کو نیام سے پھرتی سے کھینچکر وہی اسم اعظم الہی سات
مرتبہ تلوار پر دم کرکے چاہا کہ اسکی مانگ پر جس جگہ سیندور بھرا ہوا ہی لگاے ناگاہ اُسنے تلوار کو دیکھکر اور سہم
ہوکے کہا او نابکار مین تو پہلے ہی جانتی تھی کہ تو میرے قتل کرنے کو یہان آیا ہی طلسم کشا ہی اب تلوار تیرے
ہاتھ مین دیکھ کے یقین کامل ہوگیا کہ تو میرا قاتل ہی عاشق نہین ہی ہنوز وہ ساحرہ یہ کہہ رہی تھی شاہزادہ نے
تلوار نہ لگائی تھی قتل ہونے مین اُسکے تامل کیا تھا خلاف ارشاد حکیم ارسطو عمل کیا تھا کہ یکایک اُس ساحرہ
نے بلا کے سحر پڑھ کے ہاتھ اپنے زمین پر درمیان اُسی آتش شعلہ ور کے مارے اور منھ سے کہا ای زمین
پکڑ لے اسکے پاؤن کہ یہ قاتل میرا مجھ تک نہ آنے پائے فی الفور زمین نے قدم پکڑ لیے بعد اسکے کچھ سحر اسنے
ایسا کیا کہ تلوار ہاتھ سے شاہزادہ کے چھوٹ کر قریب آگ کے جا کے گری لالہ زار جادو نے تلوار
اُٹھا کے اپنے قبضہ مین کی پھر اُس آگ سے نکل کے پس پشت اکے کمند سحر ماری شاہزادہ کو اسیر کیا وہ
چمن لالہ تو جلکر خاک ہوگیا تھا ساحرہ مذکورہ نے بعد گرفتار کرنے رستم ثانی کے آواز دی کہ ای ساحران ملازم
مین جلد آؤ طلسم کشا کو مین نے اسیر کیا ہی بلاؤ کہ وہ لالہ زار جلد لے جاؤ مجرد طلب کرنے ساحرہ کے

بہت سے ساحران نابکار اور بہت سی جادوگرنیاں دفعتاً پیدا ہوگئیں انھوں نے آکے عرض کیا کیا حکم
ہے کیوں ہمیں طلب کیا ہے لالہ زار جادو نے کہا یہ طلسم کشا ہے اسے میں نے اسیر کیا ہے تم اسکو بالاے کوہ لالہ
زار لیجاؤ میں بھی وہاں آتی ہوں وہ سب اسی وقت شاہزادہ کو بالاے کوہ مذکور لے گئے لالہ زار جادو بھی
کوہ مذکورہ پر پہنچی ساحروں سے کہا جلد آگ روشن کرو میں اِس دشمن جان کے کباب کھاؤں گی انھوں نے
قریب رستم ثانی کے آگ روشن کرکے عرض کیا حضور ابھی اس شخص کے کباب نہ کھائیں پہلے صندلان شاہ سے
اسکے بارے میں کوئی حکم لے لیجیے پھر جو حکم ہو اسپر عمل کریں مبادا صندلان شاہ کے خلاف ہو لالہ زار جادو
نے کہا تم سچ کہتے ہو اچھا تو تم شراب کی لاؤ اسکو میرے پاس رکھ دو میں شراب پی لوں پھر عریضہ خدمت
صندلان شاہ حاکم طلسم صندل میں روانہ کروں انھوں نے اسکے حکم کی تعمیل کی ساحرہ مذکورہ نے
تمام حال ایک پرچہ قرطاس پر لکھ کر گرفتاری طلسم کشا درج کرکے لکھا کہ مجھے اب کیا حکم ہوتا ہے اگر حکم ہو
تو قتل کرکے کباب اسکے کھا جاؤں یا کوہ سے اس کو نیچے گرا دوں یا قید کروں غرض جو حکم ہو اُس پر
عمل کروں کہ میں تمکو ار ہوں حضور کے دشمن کو میں نے اسیر کیا ہے امیدوار انعام کثیر کی ہوں یہ عبارت
عریضے میں بعد القاب و آداب کے لکھ کر کھینچ کر زیر مہر عرضی نام اپنا لکھ کر عریضہ مذکور کو لپیٹ کر دستک دی
کہ ایک طائر خوش رنگ جانب صحرا سے پیدا ہو کے اسکے قریب آیا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ ای لالہ زار جادو
آپ نے اسوقت مجھے کیوں یاد کیا ہے اُس نے کہا ای طائر جادو اس وقت مجھے عریضہ خدمت شاہ طلسم
میں روانہ کرنا منظور ہے بس تو عریضہ مذکور کو لیجا جواب اسکا جلد لا یہ کہکے عریضہ مذکور اسکے سامنے رکھ دیا
اس نے اپنی منقار میں اُسے دبا کے پر پرواز تولے پھر وہ طائر سوے شاہ طلسم اڑ کر روانہ ہوا بعد
قطع راہ اس وقت خدمت صندلان شاہ میں پہونچا کہ وہ دربار میں بالاے تخت حکومت بعد کر و نخوت
بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار میں دلسیار حاضر تھے علی قدر مراتب بیٹھے تھے صندلان شاہ شاہزادہ رستم ثانی
کو یاد کرکے اپنے اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ بہت دنوں سے کچھ حال رستم ثانی کا معلوم نہیں ہوا نہیں معلوم وہ
رہا ہو کے کہاں گیا قبل اسکے آئی خبر معلوم ہوئی تھی کہ عمرو ثانی نے عیاری سے اُسے رہا کرکے صحرا سے
سرو باقر میں جاکے قیام کیا تھا اور رستم ثانی کو اپنی زنبیل سے نکالا تھا ساحروں کو مطیع اپنا کیا تھا ابلیس
خود پسند کو ستون میں باندھا تھا خورشید روشن دل بھی واسطے ملاقات رستم ثانی کے وہاں آیا تھا عمرو
ثانی نے چند کوڑے ابلیس خود پسند کی پشت پر لگائے تھے کہ ہماری نانی صاحبہ جو تمہاری زوجہ ہیں مجھ سے محبت
و الفت رکھتی ہیں کسی وقت میری خدمت سے غافل نہیں ہوتی ہیں وہاں پہونچیں اور سامنے سے سب کے
ابلیس خود پسند کو لے آئی تھیں اُس وقت سے اس دم تک پھر کچھ حال طلسم کشا کا سننے میں نہیں آیا
اہل دربار عرض کر رہے تھے ای بادشاہ فلک جاہ رستم ثانی حضور کے رعب و داب و جاہ و جلال سے ڈر گیا
ہوگا اپنے دل میں سمجھا ہوگا کہ لوح طلسم ہاتھ سے نکل گئی ہے اب شاہ طلسم اسے ایسی جگہ رکھیگا کہ مجھے
دستیاب نہوگی یہ سمجھ کے ہمت ہار کے اپنے لشکر میں چلا گیا ہوگا صندلان شاہ ہنسکر کہہ رہا تھا کہ واقعی ابکی
مرتبہ میں نے لوح طلسم صندل کو نہایت حفاظت سے رکھا ہے کوئی اُس تک جا نہیں سکتا ہے اگر رستم ثانی
اس تک جاتا تو جل کے خاک ہو جاتا لوح طلسم پا نہ سکتا اول تو اُسکو نشان لوح معلوم ہی نہ ہوتا کیونکہ ہوا
ایک ساحر کے کہ جسکو میں نے اپنے سحر میں ایک جگہ قید کیا ہے کوئی آگاہ نہیں ہے دوسرے لوح طلسم

ایسی جگہ رکھی ہی اور ایسے ایک ساحر کو اُسکی حفاظت کے واسطے اس طور سے معین کیا ہی کہ اگر وہ ساحر
کسی طور سے رہا ہو کے رستم ثانی کو حال لوح سے آگاہ بھی کرے تو رستم ثانی لوح تک نہ جا سکے اگر جاسکے
بھی تو پا نہ سکے ہر چند تم سب میرے اہل دربار ہو میرے خیر خواہ ہو مین نے تمسے بھی حال لوح پوشیدہ
کیا ہی اپنی نانی صاحبہ سے بھی حال رکھنے لوح کا بیان نہین کیا ہی اہل دربار جنابہ مین عرض کرتے تھے
حضور نے یہ عمل اچھا کیا بہتر کیا کہ کیسکو حال لوح سے آگاہ نہ کیا ہنوز یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ طیران جادو
نے بصورت اصلی ہو کے سلام کیا اور وہ عریضہ لالہ زار جادو کا اُسے دیا اُس نے عبارت اُسکی پڑھوا کے
سنی بعد سننے عبارت عریضہ کے خوش ہو کے کہا ای اہل دربار تمنے سنا کہ رستم ثانی کو لالہ زار جادو نے
گرفتار کر لیا واقعی اُسنے کار نمایان کیا وہ امیدوار انعام کی ہی مین اُسے انعام کثیر دونگا اُسنے مجھے خوش
کیا ہی مین اُسے شاد جان کرونگا یہ کہکے طیران جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ لالہ زار جادو سے کہدینا
کہ ہمین طلسم کشا کو قتل نہ کرنا خون اُسکا زمین پر نہ بہانا ورنہ غضب ہوگا قاعدہ طلسم مین فرق آجائیگا
طلسم اُسکی خونریزی سے برباد ہو جائیگا بعد چالیس روز کے طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے یہی بانیان
طلسم نے لکھا ہی خلاف اُسکے مین حکم دے نہین سکتا لہذا طلسم کشا کو بعد حفاظت قید کرے یا اُسے کوہ
سے نیچے گرادے اس طرح کہ وہ ہلاک ہو جائے اور خون اُسکا زمین پر گرنے نپاوے طیران جادو یہ سنکے
سلام کرکے پھر سحر سے بصورت طائر ہو کے پرواز کر کے چلا بعد قطع راہ لالہ زار جادو کے پاس آیا جو کچھ
شاہ طلسم نے کہا تھا بیان کیا اُس نے کہا مین طلسم کشا کو چالیس روز تک قید نکرون گی مجھ سے
حفاظت مجکی نہو سکیگی کوئی معین و مددگار اُسکا یہان آکے اُسے رہا کر کے لیجائیگا سوا افسوس کے اور
کیا حاصل ہوگا مین خیر خواہ شاہ طلسم ہون نہین چاہتی ہون کہ طلسم کشا زندہ رہے اور بعد رہا ہونے
کے طلسم صندل کو توڑے لوح طلسم حاصل کرے ساحرون کو قتل کرے شاہ طلسم کو ہلاک کرے طلسم کو
مٹانے مین ابھی اُسکا کام تمام کرتی ہون نہ یہ رہیگا نہ اُسکی ذات سے شر و فساد ہوگا یہ کہکے اُسنے
ساحرون سے کہا جلد اِسکو اسی جگہ سے زیر کوہ ڈھکیل دو ساحرون نے اُسکے حکم کی تعمیل کا قصد کیا تھا
کہ رستم ثانی نے تعلیم لقریہ لالہ زار جادو کی سُن کے اپنی جان بچانے کی فکر کی چونکہ ہاتھ رستم ثانی کے
بے قابو سحر سے نتھے صرف پاؤن بے حس و حرکت تھے اور کمند سحر مین اسیر تھا اُٹھ نہ سکتا تھا پس
بیٹھے بیٹھے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بازو پہ لیجا کے ایک بال دیوانتریہ کے سر کا نکال کے دہن کے
پاس لاکے اسطرح اُسے پھونکا کہ وہ اُڑ کر ہوا سے تند سے اُس آگ مین جا کے گرا جو لالہ زار جادو نے
واسطے کباب تیار کرنے رستم ثانی کے روشن کرائی تھی جب بال مذکور آگ مین پہونچکر جلا اُسکے جلتے ہی
دیوانتریہ بعد عجلت وہان آیا دیکھا کہ رستم ثانی کمند سحر مین گرفتار ہین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی ہی بہت سے ساحر
گرد رستم ثانی کے کھڑے ہین ہاتھ اپنے بڑھا کے چاہتے ہین کہ شاہزادہ موصوف کو زیر کوہ ڈھکیل دین یہ
حال دیکھکر پوچھنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار آپنے مجھے کیون بلایا ہی جو حکم ہو بجالاؤن شاہزادہ نے جواب دیا
مجھے یہان سے اُٹھا کے لیچل اور اس ساحرہ سے کہہ کہ سحر اپنا دفع کرے اگر تیرے کہنے پر عمل کرے
تو خیر ورنہ اُسکو اُٹھا کے کھالے اور ان سب ساحرون کو بھی کھالے تا کہ اُنکو خوف اپنی جان کا زیادہ ہو
دیوانتریہ نے لالہ زار جادو سے غضبناک ہو کے کہا او ساحرہ نابکار غضب کیا تو نے کہ میرے آقا

والک کو اسیر کیا اگر اپنی زندگی چاہتی ہے تو سحر اپنا میرے آقا پر سے دفع کر دے یہ کہکے اُسکے سامنے جسقدر
ساحر کھڑے تھے اور خوف دیو اشتر یہ سے مانند مبتلایان تپ و لرزہ کے کانپ رہے تھے سحر یاد
کرتے تھے مگر یاد نہ آتا تھا انہیں اُٹھا اُٹھا کے دہن میں رکھ کے بہت مزے سے کھا گیا ساحرہ مذکورہ نے
جب یہ حال دیکھا خوف سے خود بھی سحر اُسے یاد نہ آیا مجبور ہو کے کہا اے دیو مجھے نہ کھا تا میں اپنا سحر تیرے
آقا پر سے دفع کیے دیتی ہوں دیو اشتر یہ نے کہا اچھا تجھے نہ کھاؤنگا ساحرہ بہت مطمئن ہوئی سحر یاد
آیا دیو پر سحر نکر سکی لیکن رستم ثانی پر سے سحر اپنا دفع کر دیا اُسی وقت دیو اشتر یہ شاہزادہ کو اُٹھا کے دور تر
لیجا کے ایک صحرا میں پہونچ کے رو بروے ہوا سے زمین پر آیا شاہزادہ رستم ثانی سے کہنے لگا اب کیا حکم ہوتا ہے
شاہزادہ نے فرمایا اب تو یہاں سے جا میں اپنے لشکر میں جاؤنگا دیو جانب کوہ قاف روانہ ہوا اور شاہزادہ
اپنے لشکر کی تلاش میں ایک سمت روانہ ہوا اُدھر لالہ زار جادو کوہ لالہ زار سے اُتر کر لرزاں و ترساں اپنے
مکان میں جا کر پنہاں ہوئی گرد اپنے مکان کے حصار سحر سے کیا کچھ جادوگرنیوں نے پوچھا حضور آج یہ حصار آپ نے
کیوں کیا ہے کسکا خوف ہے اُس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا تم تو بیان ہو گیا کیوں جو میرے دل پر صدمہ
گذرا ہے آدمی جان میری رہ گئی بہت سے ساحروں کو وہ دیو کھا گیا میں نے طلسم کشا کی ہلاکت و قید سے
دست بردار ہو کے اپنا سحر اُس پر سے دفع کر کے جان اپنی دیو سے بچائی ورنہ وہ مجھکو بھی کھا جاتا میں
کچھ اسکا بنا نہ سکتی کیونکہ اُسکے خوف سے بالکل سحر بھول گئی تھی اب حصار سحر اس وجہ سے کیا ہے کہ مبادا
پھر وہ دیو یہاں آئے اور کچھ فساد برپا کرے تو بسبب حصار کے اندر مکان کے آ نہ سکے جادوگرنیوں نے
عرض کیا حضور خوب ہوا اگر طلسم کشا کو دیو لیگیا جان آپکی بچی - بقول شخصے - مصرع - رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت لالہ زار جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو بیشک ایک بلاے عظیم سے سامنا ہوا تھا اُس سے
جان میری بچ گئی اب میں بعد چند روز کے ذرا اپنے ہوش و حواس میں آ کے شاہ طلسم کو اس حال سے بذریعہ
عرضی کے آگاہ کرونگی ابھی تو خوف سے اُس دیو کے دل میرا قابو میں نہیں ہے حواس بھی نہیں ہیں یہ کہکے
خاموش ہوئی یہ ساحرہ تو اپنے گھر میں خائف و ترساں بیٹھی ہے لیکن اب حال رستم ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ
شاہزادہ موصوف بعنایت الٰہی بعد قطع راہ بسیار ایک روز اپنے لشکر میں پہونچا سرشار شاہ و حیدر شاہ وغیرہ
نے نہایت سراسیمہ بلکہ آبلہ پا پامال و پریشان شاہزادہ کو دیکھکر پوچھا خیر تو ہے یہ کیا حال ہے شاہزادہ نے جو کچھ احوال
گذرا تھا اُنسے بیان کیا اُنھوں نے کہا شکر ہے خدا کا کہ جان آپکی دست ساحرہ سے بچی آج ہم سب یہاں سے
کوچ کرنے والے تھے خوب ہوا کہ آپ یہاں تشریف لائے اب آپکو لازم ہے کہ شکر عبادت الٰہی کیجیے اور
براے حصول لوح طلسم صندل برجوع قلب دعا کیجیے امید ذات خدا سے ہے کہ مطلب دلی آپکا
بر آئیگا حکم خدا سے کوئی خاصان الٰہی سے آپکے خواب میں تشریف لائینگے وہ احوال لوح طلسم صندل
سے آگاہ کرینگے اس مکتوب حکیم صاحب سے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب اس سے کچھ مطلب برآمد نہ نکلیگا
شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تم سچ کہتے ہو تمہاری راے کو میں پسند کرتا ہوں ہمارے بزرگوں نے بھی واسطے
آسانی امر اہم و دشوار کے اکثر ایسا ہی کیا ہے اور مطلب اُنکا بر آیا ہے آج کی شب ایک خیمہ ہمارے لشکر
سے علیحدہ ایستادہ کیا جائے ہم اُس خیمہ میں باوضو بیٹھکر عبادت الٰہی کرینگے بعد سجدہ دعا کرینگے ضرور ہی خواب
میں کچھ نہ کچھ دیکھینگے سرشار شاہ و حیدر شاہ وغیرہ نے حسب الحکم اسی وقت ایک مختصر خیمہ لشکر

سے دور ایستادہ کرا دیا ہنگام شب رستم ثانی نے با وضو اُس خیمہ مین بیٹھکر برجوع قلب عبادت خدا کی اور
برائے حصول لوح طلسم صندل کی پروردگار عالم سے دعا کی آخر شب غلبہ خواب کا ہوا شاہزادہ موصوف
کی آنکھین بند ہو گئین غفلت سی ہوئی اسی عالم غفلت مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس
سفید و پاکیزہ پہنے ہوے تشریف لائے سرہانے آکے بیٹھے اور بشفقت و مہربانی فرمانے لگے کہ ای شاہزادہ
رستم ثانی اگر تمکو فکر حصول لوح طلسم صندل بہت ہی کچھ اندیشہ و تردد زیادہ نکرو خداوند کریم مسبب الاسباب
ہی وہ حاجت تمھاری بر لائیگا گوہر مدعا تمھارے ہاتھ آئیگا تمکو مناسب ہی کہ دیوانتریہ کو پھر بلاؤ اُس سے
کہو کہ مردار خوار جادو کو قید سے رہا کرے جب وہ رہا ہوگا اُس سے حسب دلخواہ مطلب دلی تمھارا نکلے گا
لیکن بعد حصول لوح طلسم صندل کے ذرا لوح کو بحفاظت اپنے پاس رکھنا یہ کہکے وہ بزرگ خاموش ہوے
رستم ثانی نے پوچھا آپکا اسم شریف کیا ہی آپ نے میرے حال پر بہت عنایت کی تدبیر حصول لوح طلسم صندل
تعلیم فرمائی آن جناب نے ارشاد کیا تمھین میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب ہی مین بھی ایک
بندگان خدا سے ہون حکم خدا کے واسطے تعلیم تدبیر حصول لوح مذکور کے تمھارے پاس آیا ہون یہ فرماکے
وہ بزرگ نظر سے نہان ہوے شاہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا وقت نماز سحر کا ہی فی الفور اُٹھے وضو کرکے نماز
سحر پڑھی ہنوز شاہزادہ موصوف مصروف تعقیبات سحر تھا کہ سرشار شاہ اور حدید شاہ آئے سرشار شاہ
نے بعد سلام کرنے کے پوچھا ای شاہزادہ ذیجاہ کہیے کچھ بشارت ہوئی یا نہین شاہزادہ نے بعد ختم
تعقیبات صبح کے خوش ہوکے جواب دیا ہان ایک بزرگ میرے خواب مین تشریف لائے تھے انھون نے
تدبیر حصول لوح طلسم صندل مجھے تعلیم کی ہی سرشار شاہ و حدید شاہ یہ سُنکے خوش ہوے رستم
ثانی نے اُسی وقت آگ منگوا کے اپنے بازو سے ایک بال دیو انتریہ کا جو تعویذ کے مانند بندھے
تھے نکالا اور آگ پر رکھا فوراً دیو انتریہ حاضر ہوا سلام کرکے دست بستہ پوچھنے لگا ای شاہزادہ عالی
وقار اب کس کام کے واسطے مجھے طلب کیا ہی جو حکم ہو ابھی بجا لاؤن مین تو آپکا فرمانبردار ہون آپنے مجھپر
احسان کیا ہی شاہزادہ نے کہا بالفعل مجھے کوہ لالہ زار تک پہونچا دے وہان ملکے اور ایک کام کے واسطے
تجھسے کہونگا اُس نے کہا اچھا چلیے شاہزادہ حدید شاہ وغیرہ سے رخصت ہوکے کہنے لگا کہ آپکو مناسب
ہی کہ آج ہی آپ یہان سے جانب کوہ لالہ زار کوچ کرین تمام ہمراہ لشکر کے بعد میرے جانے کے کوہ مذکور
کی طرف روانہ ہون مین تو جلد پہونچونگا آپ دیر مین کوچ اور مقام کرتے ہوے وہان آئینگے اول تو مجھسے
کوہ لالہ زار پر ملاقات ہوگی اور اگر وہان ملاقات نہو تو میرے آگے جانے کا حال مردم سے دریافت
کرکے میرے عقب مین تشریف لائیے گا حدید شاہ نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا شاہزادہ یہ کہکے
دیو انتریہ کے شانے پر سوار ہوا وہ اُڑکر جانب کوہ لالہ زار چلا یہان سرشار شاہ اور حدید شاہ نے بھی مع
تمامی لشکر و ساحران و عیاران سوے کوہ لالہ زار کوچ کیا سرشار شاہ وغیرہ تو منزل بمنزل کوچ اور مقام
کرتے ہوے جائینگے حال انکا انشاء اللہ تعالے لکھا جائیگا مگر اب حال رستم ثانی کا رقم کیا جاتا ہی کہ دیو انتریہ جو
شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے دوش پر سوار کرکے سمت کوہ لالہ زار روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دامن کوہ
مذکور مین جس جگہ چمن لالہ زار تھا پہونچا شاہزادہ کو دوش سے اُتار کے پوچھنے لگا اب ارشاد ہو کیا کام ہی
شاہزادہ نے کہا دیکھ وہ سامنے ایک مکان آتشین نظر آتا ہی اسی مکان مین ایک ساحر کوہ صندلان شاہ

مالک طلسم صندل نے قید کیا ہے اور آتش خانہ در آتش مہلی نہیں ہے آتش سحر صندلان شاہ ہے پس تجھسے ہوسکتا
ہے کہ اس آگ میں جاکے ساحر مذکور کو اُٹھا کے مجھ تک لے آوے اُس نے عرض کیا میں اس آتش سحر میں اگر جاؤنگا
تو جلکر خاک ہو جاؤنگا یا مانند مردار خوار جادو کے قید ہو جاؤنگا پھر نکل نہ سکونگا شاہزادہ نے مایوس
اپنے مطلب سے ہو کے پوچھا پھر کیا تدبیر کی جاوے کہ ساحر مذکور اس آتشین مکان و قید خانہ سے نکل کے میرے
پاس آوے اُس نے بعد فکر بسیار کہا اے شاہزادہ ذیوقار گو یہ کام نہایت سخت و دشوار ہے لیکن اپنی جان سے
ہاتھ اُٹھا کے کرونگا کیونکہ آپ نے بھی مجھپر بڑا احسان کیا ہے عوض نیکی کا نیکی ہے پس میں بھی نیکی کرتا ہوں
اگر خدا نے چاہا تو اُس ساحر کو لیکر حاضر خدمت ہونگا ورنہ اپنی جان آپ کی دوستی میں دیدونگا اس وقت سے
تا شام آپ میرے آنے کا انتظار کیجیے گا اگر میں اُس ساحر کو لیکر آیا تو فہو المراد ورنہ آپ میرے آنے سے
ناامید ہو جائیگا سمجھ جائیے گا کہ دیو انتر یہ ہلاک یا قید ہو گیا اب نہ آئیگا یہ کہکے ڈرتا ہوا آگے بڑھا جب عنقریب
اُس مکان آتشین کے پہونچا زمین پر بیٹھکر ایک آلہ تیز و گران سے کہ اُسکے پاس تھا نقب کھودنے لگا اور
گہری نقب لگانے لگا رستم ثانی دور سے دیکھا کیا دیو مذکور نقب لگاتے لگاتے اندر اُس مکان آتشین کے کہ
وسیع تھا پہونچا اور دہانہ نقب کا بعد فکر و غور کے وا کیا قدرت خدا سے اُسی جگہ نقب سے نکلا کہ جس جگہ
مردار خوار جادو بیٹھا ہوا تھا اور خود بخود اپنے دل میں کہ رہا تھا کہ اے خداوند سامری کیا کتاب تمہاری جھوٹی
ہو گئی جو یہیں تمنے لکھا ہے وہ محض غلط و بیہودہ ہے اور جو کوئی شخص بطور فال کے اُس سے کسی اپنے مطلب کو دریافت
کرنا چاہے تو فال جھوٹی نکلتی ہے آپکی کتاب میں سے حال دریافت کیا تھا کہ زمانہ تباہی طلسم صندل کا بہت کم
ہے جس زمانہ میں مردار خوار جادو کو صندلان شاہ قید کریگا طلسم کشا آئیگا اُسکے ہمراہ ایک شخص اور بھی ہوگا کہ
وہ بنی آدم سے نہ ہوگا پس طلسم کشا اُس شخص مذکور کی اعانت سے مردار خوار جادو کو کہ وہ حال لوح طلسم
صندل سے آگاہ ہوگا قید سے رہا کریگا بعد اسکے رہا ہونے کے طلسم صندل بہت جلد تھوڑے زمانے میں
درہم و برہم ہو جائیگا جائے عجب ہے کہ ابھی تک طلسم کشا یہاں تک نہیں آیا میں قید سے نہیں چھوٹا ہنوز ساحر مذکور یہ
باتیں کر رہا تھا کہ ناگاہ مردار خوار جادو نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک دیو زمین سے پیدا ہوا مردار خوار
جادو پہلے تو اُسے دیکھکر خوف سے کانپا پھر پوچھا تو کون ہے یہاں کیوں آیا ہے اُسنے کہا میں تو تیرے واسطے تیری
رہائی کے آیا ہوں شاہزادہ رستم ثانی کہ وہ میرے محسن و آقا ہیں اور طلسم کشا ہیں انھوں نے مجھے یہاں
بھیجا ہے پس اب دیر نہ کر جلد میرے ساتھ خدمت طلسم کشا میں چل مردار خوار جادو یہ مژدہ سُن کے خوش ہوا
اُس سے کہنے لگا جلدی کیا ضرور ہے کچھ اندیشہ نہ کر میری زبان سے سوزن نکال لے دیو مذکور نے اُسکا اشارہ
سمجھ کے سوزن اُسکی زبان سے نکال لیا بعد تھوڑی دیر کے مردار خوار جادو نے کہا اب مطلق خوف و خطر
کسی کا نہیں ہے کیونکہ زبان میری میرے قابو میں آ گئی ہے سوزن زبان سے نکل گیا ہے اگر لالہ زار جادو یا خود
صندلان شاہ نابکار یہاں آئیگا تو اُس سے سمجھ لونگا میں کیا کسی سے سحر میں پایہ کمی کا رکھتا ہوں اگر
چاہوں تو ابھی اس آتش سحر کو دفع کر دوں مگر ایک وجہ سے خود دفع نہ کرونگا یہ کہکے راہ نقب سے ہمراہ
دیو انتر یہ کے خدمت رستم ثانی میں آیا سلام کیا شاہزادہ اُسکے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا دیو انتر یہ سے از حد
خوش ہو کے کہا تو نے بڑا کام کیا اُسنے عرض کیا اب مجھے کیا حکم ہوتا ہے شاہزادہ نے کہا اب تو جانب کوہ قاف
اپنے گھر جا وہ سلام کرکے چلا گیا ادھر مردار خوار جادو نے شاہزادہ سے عرض کیا آپنے مجھپر احسان کیا آپ ہی کے سبب

میری رہائی ہوئی اگر آپ کو کوئی کار دشوار درپیش ہو تو مجھے فرمایئے شاید اُس کام کو مین کر سکون شاہزادہ
نے کہا بالفعل تو مجھے لوح طلسم کی فکر ہی اور تم لوح صندل سے آگاہ ہو مجھے وہان لیچلو جس جگہ لوح مذکور کو
صندلان شاہ نے رکھی ہی تاکہ اُس لوح کو حاصل کر کے کمر طلسم کشائی پر باندھون اُسنے یہ سنکے کہا اے شاہزادہ
ذیوقار مین جانتا ہون جس جگہ لوح طلسم صندل ہی لیکن بعد مشکل دستیاب ہوگی کیونکہ وہ جس ساحر کی حفاظت
مین ہی وہ ساحر نہایت زبردست و نامی ساحر ہی اُسنے اپنے سحر سے ایسا بندوبست کیا ہی کیا مجال کسی کی جو
وہان جاکے زندہ رہے لیکن مین آپ کو وہان لیچلونگا حصول لوح مذکور مین حتی الامکان کوشش کرونگا تامل
کیجیے ابھی مجھکو ایک کام ضروری ہی پہلے اُس کام کو کرلون تو آپ کو وہان لیچلون آپ اسی جگہ تشریف رکھیے
یہ عرض کر کے کچھ سوا ے برگ و اثمار درختان و دیگر اشیا اسباب سحر سے فراہم کر کے جانب مکان لالہ زار
جادو بعد غضب روانہ ہوا ادہر وہ اپنے مکان مین خوف دیوانتر سے حصار سحر مین بیٹھی تھی اُس روز سے گھر سے بھی
نہین نکلی تھی صندلان شاہ کو رہائی رستم ثانی سے بھی آگاہ نہ کیا تھا فقط طلسم سطیش تھا کہ رستم ثانی قید ہو چکا
ہی اسی حالت مین مردار خوار جادو لالہ زار جادو کے مکان پر پہونچا پہلے حصار سحر سے آگاہ ہو کے حصار
مذکور کو اپنے سحر سے دفع کیا پھر بآواز بلند کہا او لالہ زار جادو کیا غافل بیٹھی ہی گھر سے نکل کے مجھسے
مقابلہ کر تو ہی نے از راہ خیرخواہی صندلان شاہ کو رائے دی تھی کہ مردار خوار جادو دانندۂ حال لوح
طلسمی کو قید کیجیے آج تیرے کہنے سے مجھے قید کیا تھا ورنہ وہ مجھ ایسے ساحر زبردست کو کبھی قید
نہ کرتا افسوس کرتا ہون کہ مین دھوکے سے اسیر و قید کیا گیا اگر تیری دشمنی اور صندلان شاہ کے عزم سے آگاہ
ہوتا تو کبھی قید ہوتا اس طرح رہتا کہ دریاے خون ساحران بہادیتا تیرے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا خیر
جو ہوتا تھا وہ ہوگیا اب مین رہا ہوا ہون پہلے تجھ ایسے دشمن کو قتل کرلون تو فکر حصول لوح کرون طلسم
صندل کو حتی الامکان شاہی دون صندلان شاہ سے مقابلہ کرون ہرگز اُس سے نہ ڈرون طلسم کشا کا شریک
ہون اس سے دوستی کرون شاہ طلسم نا قدردان و نابکار سے دشمنی کرون اُس نے مجھے قید کیا تھا مین اُس سے
لڑونگا لالہ زار جادو اپنے گھر مین بیٹھی تھی گفتگو مردار خوار جادو کی سنکے پہلے تو نہایت حیران ہوئی
رنگ رخ اڑگیا چہرہ فق ہوگیا دل دہل گیا لیکن بعد ایک لمحہ کے برہم ہو کے پوچھا او نافرجام دشمن تجھکو
کس نے رہا کیا تو مجھسے کیون لڑنے آیا ہی مین نے تیرا کیا قصور کیا ہی اگر لڑنا ہی تو صندلان شاہ سے لڑ کہ
اُسنے تجھے قید کیا تھا مین نے تیرے قید کرنے کی ہرگز رائے نہین دی ہی تیری مجھ پر تہمت ہی مردار خوار جادو نے
جواب دیا او مکارہ گھر سے باہر نکل مجھسے مقابلہ کر ورنہ گھر مین گھس کے تجھے ہلاک کرڈالونگا تو بڑی بانی فساد
ہی باعث میرے قید ہونے کی تو ہی ہوئی تھی مین تجھکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا مجھے طلسم کشا نے رہا کیا ہی مین
اُسکا احسانمند ہون لالہ زار جادو نے کہا کیا اُسے لوح طلسمی مل گئی کہ تجھکو اُسنے رہا کیا مردار خوار
جادو نے بمصلحت کہا ہان اُسے لوح طلسم دستیاب ہوگئی یہ سنکے وہ نیم جان ہوگئی دل مین کہنے لگی اب زندگی محض
بیکار ہی سامنا اجل کا ہی بھاگنا ان دشمنون سے دشوار ہی یہ مجھکو قتل ضرور کرینگے پس بہتر یہ ہی کہ مردانہ ان سے لڑ کے
حوصلا اپنے دلکا نکال کے جان دے یہ سوچکر بعجلت تمام جھولی اسباب سحر کی اُٹھا کے اپنے دوش پر رکھ کے
غضبناک ہو کے اپنے گھر سے نکل مردار خوار جادو کو دیکھکر آتش قہر وغضب سے گرما کے ایک ترنج اپنی جھولی
سے نکال کے سحر پڑھ کر دم کر کے یا سامری کہکر مردار خوار کے سینہ پر مارا اُدھر اُسنے ایک برگ درخت پر

کچھ سحر دم کر کے جانب ترنج مذکور پھینکا وہ برگ کارد بنکر اُس ترنج پر پڑا ترنج مذکور دو ٹکڑے ہو کے
زمین پر گرا بعد اسکے مُردار خوار جادو نے ایک سنگ اُٹھا کے اُسکو پڑھ کے سمت ساحرہ پھینکا وہ
فولادی گولا ہو کے اُسکے سینہ پُر کینہ کی طرف چلا ساحرہ مذکورہ نے بعد عجلت کارد نکالکر اُسپر سحر دم کر کے
اُس گولے پر ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور بالاے خاک گرا مردار خوار نے اپنے سحر کے رد ہونے
سے برہم ہو کے اپنے دل مین افسوس کیا کہ اسباب اس وقت جو چاہیے یہان نہین ہین اور بعد ایک مدت
کے مین قید سے چھوٹا ہون بہت سے سحر بھول گیا ہون کچھ سحر کے پیر میرے قبضہ سے نکل گئے ہین کیونکہ
بسبب ایک مدت تک اُنکو دی نہین گئی تھی اسی وجہ سے یہ ساحرہ مجھسے مقابلہ کر رہی ہے سحر کو میرے رد کرتی
ہے ورنہ میرے سحر سے صندلان شاہ پناہ مانگتا اُسکو جان بچانی دشوار ہوتی یہ باتین اپنے دل مین
کر کے ایک شاخ درخت کو کہ وہ ایک وجب سے زیادہ نہ تھی اُسپر سحر پڑھ کر کارد سے پیشانی اپنی
شگافتہ کر کے خون پیشانی اس شاخ پر گرایا فی الفور وہ شاخ ایک کارد آبدار جنگی ساحرہ نے اُس کارد کو
یا سامری جمشید کہکے اُسکے سینہ پر لگائی لالہ زار جادو نے سحر پڑھا فوراً چند سپر سحری اُسکے سر و سینہ پر نمایان
ہوئین کارد مذکور ان سپرون کو کاٹکر اُسکے سر پر لگی ساحرہ نے پھر سحر پڑھا کہ وہ زیادہ کارگر ہو کے بصورت
اصلی ہو کے زمین پر گری جب وہ زخمی ہوئی غصہ اُسکو زیادہ ہوا پکاری او مردار خوار خبردار ہوشیار ہو جا کہ
اب مین بھی بڑے بڑے سحر کرتی ہون حتی الامکان تجھکو قتل کرتی ہون تو نے مجھے زخمی کیا ہے مین کب تجھکو
زندہ چھوڑتی ہون یہ کہکے سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے برق بنکر سوے فلک گئی اور وہان سے کڑک کر
سر پر مردار خوار جادو کے گری ادھر اُس نے چاہا تھا کہ سحر سے غرق زمین ہون لیکن غرق زمین نہونے پایا تھا
کہ برق مذکور سر پر آ ہی گئی ساحر مذکور نے بدرجۂ مجبوری ایک شجر درخت صحرائی پر سحر پڑھ کے برق مذکور پر مارا اُسکے
مارنے سے وہ برق کچھ رکی لیکن اُسکا سر زخمی ہو گیا برق مذکور چمک کر پھر بلند ہونے کو تھی کہ وہی خون اپنے
سر پر مردار خوار جادو نے چلو مین لیکر سحر اُسپر پڑھ کر یا سامری کہکر برق مذکور پر پھینکا فی الفور لالہ زار جادو
بصورت اصلی ہو کے بالاے خاک گری آہ آہ کرنے لگی کیونکہ آبلے اُسکے تن پر جو اُس خون سے پڑ گئے تھے اُنکی
سوزش بیحد تھی اُس وقت مُردار خوار نے چاہا تھا کہ ساحرہ مذکور کو پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیجیے بعدہ ہلاک
کیجیے ناگاہ اُسنے اسی حال مین سحر پڑھ کے پاؤن اپنے زمین پر مارے اور غرق زمین ہوئی مردار خوار بھی
سحر سے غرق زمین ہوا شاہزادہ رستم ثانی دور سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا اب دونون کے غائب ہونے سے
حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ جادوگر عجب عجب سحر کرتے ہین کہ عقل حیران ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ابھی
شاہزادہ اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ وہ دونون لڑتے ہوئے زمین سے باہر نکلے لالہ زار جادو مردار خوار
جادو سے عاجز ہو کے سحر سے بشکل غلیواز بن کے سوے فلک اُڑی اور چاہا کہ بھاگ کر صندلان شاہ کے
پاس جاے ساحر مذکور بھی سحر سے بصورت عقاب ہو کے اُڑا اُسکے تعاقب مین مانند باز کے چلا تیز پروازی
سے جلد پہونچکر اُسکا سد راہ ہوا غلیواز مذکور نے نہایت تنگ و عاجز ہو کے پنجہ و منقار سے لڑنا شروع
کیا آخر عقاب مذکور نے اُسکو اپنے پنجہ مین دبا کر منقار سے پارہ پارہ کر ڈالا لالہ زار جادو بصورت اصلی
ہو کر پارہ پارہ ہو کے سوے فلک سے بالاے خاک گری اعضا اُسکے جا بجا خاک پر مانند مرغ نیم بسمل کے
تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے ساحرہ مذکور بہ این صورت تڑپکر مر گئی اُسکے مرنے سے ہواے تند چلی ابر

سیاہ آسمان پر پیدا ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد پیدا ہوئی سنگ باری و برف باری ہونے لگی آندھی سیاہ
آئی تاریکی بہت ہوئی تھوڑی دیر تک یہی حال رہا بعدہ وہ ابر و تاریکی و سنگ باری وغیرہ موقوف ہوئی
پیروں نے سحر کے لالہ زار جادو کے مر جانے سے غمگین ہوکے اسی کے نام سے یوں پکار کر افسوس صد
افسوس مردیم بمطلب خود نرسیدیم کہ نام ما لالہ زار جادو بود لباس آواز دینے کے بر سحر لالہ زار جادو کے
ایک جانب نالاں و گریاں چلے گئے شاہزادہ رستم ثانی نے بعد دفع تاریکی کے جو دیکھا تو کوہ لالہ زار کا
نشان بھی نہ پایا نہایت حیرت ہوئی ابھی شاہزادہ موصوف حیران ہوکے سوئے کوہ لالہ زار دیکھ رہا تھا کہ
عقاب مذکور غصہ میں بھرا ہوا آیا اور زمین پر لوٹ کر بصورت اصلی ہوا شاہزادہ موصوف سے عرض کرنے لگا
دیکھا آپ نے کہ میں نے اپنے دشمن کو کیونکر ہلاک کیا شاہزادہ نے تعریف اسکی ہمت و جرأت کی کر کے کہا
اے مردار خوار جادو ابھی کوہ لالہ زار یہاں تھا ابھی اسکا نشان بھی معلوم نہیں ہوتا ہے اس نے عرض کیا کوہ
لالہ زار سحر لالہ زار جادو کا تھا جب وہ مر گئی سحر اسکا دفع ہو گیا کوہ مذکور غائب ہو گیا یہ کہکے اپنے دشمن
پر فتحیاب جو ہوا تھا ہنستا ہوا شاہزادہ کو ہمراہ لیکر لاشہ لالہ زار جادو کا وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوا اور
اپنے مکان پر پہونچکر اسباب سحر و اشیائے نادر سحر اپنی جھولی میں رکھ کر تھوڑی دیر راحت پذیر ہو کر عرض کرنے
لگا اب جو حکم ہو بجا لاؤں میں اپنے دشمن کو قتل کر چکا اسکے ہلاک کرنے سے فراغ حاصل ہو چکا شاہزادہ
نے کہا چاہتا ہوں کہ جہاں لوح طلسم صندل ہے وہاں مجھے لے چلو اس نے عرض کیا اچھا تشریف لیچلیے
ہنوز مردار خوار ہمراہ شاہزادہ کے سمت مقام لوح مذکور روانہ نہوا تھا کہ سرشار شاہ و حدید شاہ بتقریب
مجلس شب و روز راہ طی کرکے مع کل لشکر کے وہاں آئے شاہزادہ موصوف انکے آنے سے خوش ہوا پھر اُنسے
کہا اب میں یہاں سے برائے حصول لوح ہمراہ مردار خوار جادو کے جاتا ہوں آپ سب صاحب میرے [illegible]
میں آئیے گا حدید شاہ نے کہا ہمارا دل چاہتا ہے کہ دو چار روز آپ لشکر ہی میں رہیے بعد ازاں جائیے گا
فی زمانہ برائے حصول لوح طلسم جانا خوب نہیں ہے کیونکہ یہ ایام نحس ہیں شاہزادہ نے حدید شاہ
کے کہنے سے وہاں قیام کیا اس وقت میں زخم بھی مردار خوار جادو کے اچھے ہو گئے قوت و توانائی بھی اُسے
حاصل ہو گئی بعد چند روز کے شاہزادہ ہمراہ مردار خوار جادو کے لشکر کو اسی جگہ چھوڑ کر روانہ ہوا ساحر
مذکور بشکل عقاب برے ہوا اڑتا ہوا جاتا تھا شاہزادہ مرکب کو دوڑاتا ہوا عقاب کو دیکھتا ہوا قطع راہ
کرتا تھا جس جگہ شام ہوتی تھی وہاں قیام کرتا تھا صبح کو بعد اکل و شرب پھر ہمراہ اسی ساحر کے اسیطرح صحرا
نورد ہوتا تھا اسیطور سے بعد چند کوچ اور مقام کے اور اکثر ان بلاؤں اور دشمنوں کو جو سد راہ ہوتے تھے
دفع و ہلاک کرتا ہوا مردار خوار جادو ہر جگہ اعانت کرتا ہوا شاہزادہ اُس سے خوش ہوتا ہوا ایک
روز ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچا مردار خوار جادو نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیجاہ مبارک ہو کہ اب منزل مقصود
کے قریب پہونچ گئے دیکھیے وہ ابر سیاہ گھرا ہوا معلوم ہوتا ہے جس جگہ وہ ابر ہے وہیں لوح طلسم بھی ہے آج کی
شب اس صحرائے راحت افزا میں بسر کیجیے صبح کو یہاں سے روانہ ہو جیے دوپہر تک یقیناً اس ابر سیاہ تک
پہونچ جائیے گا آج کی رات بعد نماز کے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے گا کہ مردار خوار جادو و سحاب جادو
عرف آبشار جادو و محافظ لوح طلسم صندل پر فتحیاب ہو لوح طلسم صندل دستیاب ہو کیونکہ یہ مرحلہ
نہایت سخت ہے سحاب جادو ایک نامی گرامی ساحر ہے قند لال شاہ کا جز خواہ ہے شاہ طلسم اُسے اپنا قوت بازو

جانتا ہی سحر مین گویا اپنے برابر سمجھتا ہی اسی وجہ سے اسکو محافظ لوح طلسم اسنے کیا ہی اور لوح کو عجب حفاظت سے
رکھا ہی شاہزادہ نے پوچھا لوح کو کیونکر رکھا ہی اسنے عرض کیا کل وہان پہونچکر خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیجے گا
اگر مین اس وقت بیان کرونگا تو آپ خیال کیجے گا کہ یہ جھوٹ کہتا ہی ای شاہزادۂ عالی وقار کیا عرض کرون
صندلان شاہ نے لوح طلسم صندل کو عجب حکمت وصنعت سے رکھا ہی دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہی
نہایت حفاظت اسکی کی ہی کیا مجال کسی غیر ساحر یا ساحر ادنی کی کہ لوح تک جاسکے ایک دو شخصون کا کیا ذکر
ہی اگر دو چار لاکھ مردم مجتمع ہوکے وہان جائین تو بھی لوح طلسم نہ پائین سب کے سب ایک آن مین جلکر خاک
ہو جائین ہان ایسا ہی کوئی ساحر زبردست ہو اور اسکے پاس اشیاے نادر طلسمی ہون اور تقدیر یا اسکی
یاور ہو تو شاید وہ زیر ابر مذکور دمک جاسکے اور سحاب جادو سے رہ سکے اسکو ہلاک کرکے ابر سیاہ کو دفع کرسکے اور
دیگر ناکعون ساحرون کو جو محافظ لوح ہین اُنسے لڑکے سبب اپنی جان بچا کے انکو قتل کرکے لوح مذکور
کے قریب جاسکے شاہزادہ رستم ثانی یہ حال اُسکی زبانی سنکے متردد ہوکے پوچھنے لگا اگر ایسی حفاظت
سے لوح کو رکھا ہی تو کیونکر ہاتھ آئیگی آلغار جادو و دیگر ساحران کثیر کیونکر قتل ہونگے لوح طلسمی کیونکر
ہاتھ آئیگی مردار خوار جادو نے ہنسکر کہا آپ کچھ تردد نہ کیجے اگر آپ کا خدا چاہیگا اور اقبال آپکا معین
مددگار ہوگا تو یہ خاکسار ہر ایک ساحر نابکار کو ہلاک کریگا آپکو لوح طلسم صندل تک پہونچا دیگا گو یہ
کمترین بظاہر ایک ادنی ساحر معلوم ہوتا ہی لیکن غور کیجیے کہ مجھ کو صندلان شاہ نے اس ناچیز کو قید کیا تھا
اس وقت میرے پاس وہ اشیاے نادر طلسمی نہ تھین کہ اگر صندلان شاہ بھی یہان آکے مجھسے لڑے تو اسکو بھی
معطل پڑے اگرچہ میرے سحر سے مارا نجاے مگر گھبرا جائیگا دیوانہ ہوجائیگا بس اشیاے نادرہ مذکورہ
مجبور سے ہو مین نے یہ عزم کیا ہی کہ آپکو آلغار جادو تک جو سحاب جادو بھی کہتے ہین پہونچادون اور
دلیرانہ اس سے مقابلہ کرون ورنہ مین ہمراہ آپکے نہ جاتا تھا شاہزادہ رستم ثانی اسکی تقریر سنکے خوش ہوا
دل کو اطمینان ہوا اسکو بعد نماز مغرب مین واسطے حصول مطلب دلی کے پروردگار عالم سے دعا کرنے لگا پھر بعد
اکل وشرب شب بھر دونون نے بیداری مین بسر کی وقت سحر بعد اداے نماز سحر اس صحراے سبزہ زار سے ہمراہ ساحر
مسطور کے شاہزادہ موصوف آگے روانہ ہوا قریب دوپہر کے لوزرد ہو کے ایسی جگہ پہونچا کہ جس جگہ سے وہ ابر سیاہ
ڈیڑھ کوس کے یا کم اس سے فاصلہ پر تھا مردار خوار جادو نے شاہزادہ سے عرض کیا اب تھوڑی دور اور
یہان سے چلیے بعد ازان ٹھہر جائیے گا آگے روانہ نہ ہوجیے گا کیونکہ یہ ابر سیاہ ایک کوس کے مربع مین محیط ہی پانی
اس ابر سے علی الاتصال برستا ہے بلکہ سحر ہی اور وہ پانی بھی آب سحر ہی خاصیت اسکی مختلف ہی جس شخص پر
ایک قطرہ آب بھی گرے گا وہ مانند شمع کافوری کے جل جائیگا اور ہر ایک قطرہ آب سے ایک ساحر تلوار و سپر
بدست پیدا ہوگا یہ باتین کرتا ہوا سوے ابر سیاہ چلا جب قریب اس ابر کے پہونچا چونکہ مانند کف دست
کے میدان وسیع تھا شہزادہ ذیجاہ نے دیکھا کہ ابر سیاہ گھرا ہوا ہی متواتر اس سے پانی برس رہا ہی ابر مین
برق کی چمک ہی رعد کی سی آواز ہی زیر ابر ایک تالاب ہی گو علیحدہ بھی ہی چہار طرف اُس تالاب کے پانی
برستا ہی لیکن زیادہ تر اس تالاب عمیق مین پانی برستا ہی وہ تالاب پختہ ہی نہایت خوبی سے بنانے والے
نے بنایا ہی دیکھنے سے اسکے عقل حیران ہوتی ہی حکمت وصنعت صناع تالاب کی مشاہدہ سے ثابت ہوتی ہی
اس تالاب مین پانی بھرا ہوا ہی مچھلیان انواع واقسام کی رنگ برنگ بڑی چھوٹی اسمین اُچھلتی ہین

باہم چار طرف نگران ہوکے بزبان فصیح کہتی ہیں خبردار ہوشیار رہو حفاظت لوح طلسم میں قصور نہو
آج خودبخود دل گھبراتا ہے نہیں معلوم کیا باعث ہے پھر انھیں ماہیان تالاب سے کچھ مچھلیاں بآواز بلند
کہتی ہیں اے آبشار جادو ہم تو ہوشیار رہیں آپ بھی خبردار رہیے کہ آج کچھ خودبخود دل گھبراتا ہے وہ گفتگو
انکی سنکے مانند رعد یہ آواز بلند متکلم ہوتا ہے جواب دیتا ہے میں خبردار ہوں آج میرا دل بھی پریشان ہے اے ماہیان
تمہیرا دل گو پریشان ہے مگر حفاظت لوح میں مصروف ہے بظاہر باعث اضطراب دل و پریشانی خاطر یہی ہے زوال
بقاے طلسم صندل اب کم ہے طلسم کشا کے آنے کا خیال ہے کیا عجب کہ طلسم کشا ادہر وارد ہوا ہو یہاں آسکے لوح
طلسم صندل کو حاصل کرنا چاہے مگر میری زندگی تک وہ ہرگز لوح نپائے گا زیر ابر آکے جل جائے گا
آبشار جادو یہ کہتا تھا مچھلیاں اسکی تقریر سنتی تھیں پانی برستا تھا تالاب شاہ سحر سے کثرت آب سے
موجزن تھا درمیان میں اس تالاب کے ایک میل فولادی مجوف مانند سوراخ ہائے مرجان کے تھا پانی تالاب کا
بالاے میل مذکور جاتا تھا اور فوارہ سوراخہاے میل مذکور سے چھٹتا تھا اور کنارہ تالاب تک پانی
فوارے کا پہونچتا تھا مردار خوار جادو نے کہا آپ اس جگہ ٹھہر جائیے زیر ابر نجائیے ورنہ ہلاک ہو جائیگا بعد موقوف
ہونے باران کے کنارہ تالاب تک تشریف لائیگا اگر یہاں تک پہنچے سحر آبشار جادو کے آپ نہ ہونا اسلئے
اپنے تئیں محتاط کیجئے حتی الامکان بچائے گا یہ کہکے پھر کچھ سوچ کے اپنی جھولی سے ایک انگشتری نکالکر
رستم ثانی کو دی اور کہا اس خاتم طلسمی کو اپنے داہنے ہاتھ کی کسی انگلی میں پہن لیجیے خاصیت اس انگشتری
نادر طلسمی کی یہ ہے کہ کسی ساحر کا سحر اسکی موجودگی میں آپ پر اثر نکریگا شاہزادہ نے وہ انگشتری لیکر
ایک نقش اسپر کندہ تھا اور نگینہ اسکا عقیق سرخ کا تھا پہن لی مردار خوار جادو انگشتری دیکر سحر
پڑھکر برق بنکر سوے فلک گیا اور وہاں سے اس ابر پر گرا شاہزادہ نے دیکھا کہ اس ابر میں حرکت
پیدا ہوئی برق زیادہ چمکنے لگی صداے رعد قبل سے زیادہ آنے لگی پانی ابر سے بہ نسبت قبل زور سے
برسنے لگا اب اس پانی کے ہر ایک قطرہ سے ایک سوار تیغ و سپر لیے ہوئے پیدا ہونے لگا پانی تالاب کا
جوش و خروش میں آیا مچھلیاں گھبرا گھبرا کے ہزارہا کنارے تالاب کے آکے بصورت محافظان و نگہبان
قطار در قطار جمع ہوئیں اور پکارتی ہیں اے آبشار جادو خیر تو ہے آج یہ کیا واقعہ ہے چونکہ سحاب جادو
عرف آبشار جادو مردار خوار جادو سے لڑائی میں مصروف تھا ماہیان تالاب کو اُسنے کچھ جواب
نہ دیا شاہزادہ ابھی جانب ابر و تالاب دیکھ رہا تھا کہ وہ سواران سحر آبشار جادو رستم ثانی کو دیکھکر
ہزارہا و صدہا سپر و تلوار لیکر بڑھے اور چاروں طرف سے گھیر لیا شاہزادہ نے بھی تلوار کھینچی سواران سحر تلوار لگانے
لگے شاہزادہ نہایت ہوشیاری و چالاکی سے اُنسے لڑنے لگا ضرب شمشیر ان سحر کے پتلوں کی ابھی
سپر پر روکنے لگا انگشتری مذکور کے سبب بچنے لگا زخمی و قتل ہونے سے محفوظ رہا اسی طرح وہ سحر
کے پتلے بھی ضرب شمشیر آبدار شاہزادہ سے زخمی و قتل نہوتے تھے بڑھ بڑھ کر سینہ و سر پر تلوار روکتے
تھے ادہر شاہزادہ اُنکے قتل نہونے سے حیران تھا اور وہ ہزارہا سوار حیران و پریشان تھے کہتے
تھے کیا باعث ہے کہ طلسم کشا پر ہماری تلوار کا اثر نہیں ہوتا ہے شاید اُسکے پاس تحفہ طلسمی ہے ذرا اُسکے رحم
قریب اُسکے نجا دا ادہر تو شاہزادہ سواران مذکور سے مصروف جنگ تھا اُدہر مردار خوار جادو جو برق سحر
بنکے ابر پر گرا تھا بہ جنگ بسیار اُس نے ابر کو پارہ پارہ کیا آبشار جادو غضبناک ہوکے ابر مذکور سے

ظاہر ہوا پکارا او مردار خوار نمکحرام تو کیونکر قید سے رہا ہوا مجھے حیرت ہے بعد رہا ہونے کے ہمراہ طلسم کشا کے
یہاں آیا ہے کیا مجال تیری کہ تو میری زندگی میں لوح طلسم صندل تک جائے طلسم کشا لوح پا سکے یہ
سنکے ناریل چونی دار نکالکر سحر اسیر دم کرکے برق مذکور پر مارا مردم خوار جادو نے کہا تھا کہ تڑپکر بلند
ہوں ناریل مذکور سے بچوں مگر نہ بچ سکا آکے پھٹا اسکے پھٹنے سے دھواں پیدا ہوا سو اسکے کارد وغیرہ
کے ٹکڑے اُس سے نکلے دھوئیں سے تو مردار خوار جادو اپنی صورت اصلی پر رہا مگر کارد وغیرہ کے ٹکڑے جو دو
ایک اسپر پڑے اُنسے زخمی ہوا لیکن صرف سر و پیشانی پر ہلکے ہلکے دو زخم کھائے بعد زخمی ہونے
کے مردار خوار جادو نے ان تحفہائے طلسمی سے جو چند تحفے نادر اور انتخاب اسکے قبضے میں سے تھے
اُنمیں سے ایک تحفہ طلسم کہ ایک گوہر کلاں تھا اور واسطے ساحر و غیر ساحر کے گویا وہ ایک
گولہ توپ کا تھا یا ایک گولی بندوق کی تھی کہ سینہ کو توڑکر گذر جاتی تھی بجز شاہ طلسم کے کوئی اسکی
جانبر نہو سکتا تھا وہی گوہر جیب سے نکالکر خون پیشانی و سر سے اُسے آلودہ کرکے پکار کر کہا اے
آلبشار جادو تونے تو مجھے زخمی کیا لیکن اگر مرد ہے اور دعوے سحر و ساحری کا رکھتا ہے تو اس گوہر کو پہچان
اُس سے بچا سکے چاہا کہ غرق زمین ہوں ہنوز آلبشار جادو اپنے سحر سے غرق زمین نہوا تھا کہ مردار خوار
جادو نے مثل سامری کے کر اُس گوہر کو اسکے سینہ پر کھینچ مارا راوی ناقل ہے کہ جب وہ گوہر اسکے سینہ پر
پڑا اسنے آہ کی جب تک اسکے دفع کرنے کے واسطے کوئی سحر پڑھے وہ سینہ کو توڑکر نکل گیا آلبشار جادو
زمین پر گرتے ہی ہلاک ہو گیا اسکے مرنے سے وہ ابر دھواں ہوکے غائب ہو گیا بارش موقوف ہوئی
وہ سحر کے سوار جو شاہزادہ رستم ثانی سے لڑ رہے تھے دفعۃً قطرہ ہائے آب ہوکے زمین پر گرے
اسی طرح ہزار ہا مچھلیاں جو سحر آلبشار جادو سے تالاب کے کنارہ پر جمع ہوئی تھیں وہ بھی نابود ہوئیں
پانی تالاب کا جوش و خروش میں آکے خشک ہونے لگا تھوڑی دیر میں جو دیکھا تو نہ تالاب تھا نہ پانی کا کہیں
نام و نشان تھا صرف ایک میدان نظر آیا ایک میل فولادی زمین پر گڑا ہوا دکھائی دیا اور کئی ہزار ساحران
اصلی نارنج و ترنج بازو ملغل دانے آتش کے کارد سحر گلدستہ سحر وغیرہ اسباب سحر ہاتھوں میں لیئے ہوئے
اُس جگہ سے پیدا ہوئے کہ جہاں وہ میل مجوف گڑا تھا آگے آگے اُن ساحروں کے ایک ساحر زبردست
کہ نام اسکا ناظر جادو تھا دکھائی دیا وہ پاس میل مذکور کے ٹھہر کر مردار خوار جادو کو دیکھکر کہنے لگا او نابکار
غضب کیا تونے کہ سحاب جادو عرف آلبشار جادو کو ہلاک کیا طلسم کشا کا شریک ہوا اپنے بادشاہ سے
منحرف ہوا نمکحرامی پر کمر باندھی طلسم صندل کے مٹانے کی فکر کی خبردار ہو جا کہ ابھی میں زندہ ہوں تجھکو اور طلسم
کشا کو یہاں تک آنے نہ دونگا حتی الامکان تجھکو اور طلسم کشا کو قتل و گرفتار کرونگا ناظر جادو یہ کہہ رہا تھا
آلبشار جادو کے مرنے سے گویا آثار قیامت ہویدا تھے آندھی سیاہ آئی تھی برق چمک رہی تھی رعد کی
ابر سے صدا آتی تھی سنگ باری و برف باری ہو رہی تھی ہوائے تند چل رہی تھی تاریکی محیط عالم تھی ایسے
وقت میں مردار خوار جادو نے تقریر ناظر جادو کی سن کے شاہزادہ رستم ثانی کو پاس اپنے بلا کے
ساحر مذکور کو جواب دیا او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے عوض بدی کا بدی ہے شاہ طلسم نے میرے ساتھ دشمنی کی مجھے بے جرم
و خطا قید کیا تھا اب میں رہا ہوا ہوں اسکے ساتھ بھی دشمنی کرونگا جس طرح آلبشار جادو کو ہلاک کیا ہے تجھے
بھی ہلاک کرونگا گو تو ساحران زبردست سے ہے زیر زمین محافظ لوح طلسمی رہا ہے مگر میں تجھسے ڈرتا نہیں اگر

اگر تجھکو اپنی زندگی مطلوب ہے تو آمادہ جنگ نہو اطاعت طلسم کشا کی اختیار کر لوح طلسمی کے لینے مین سد راہ
ہو مین بہ دوستی تجھسے کہتا ہون اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو حق مین تیرے بہتر ہوگا ورنہ پچھتائیگا ابھی میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اُسنے جواب دیا او بدگوہر مین مانند تیرے نمک حرام نہین ہون کہ اپنے بادشاہ سے منحرف
ہوکے نمک حرامی پر کمر باندھون شریک طلسم کشا ہو جاؤن اجازت دیدون کہ لوح طلسمی لے لو مین نمک خوار
ملازم شاہ طلسم ہون تجھسے کچھ ڈرتا نہین ہون ذرا تو ادھر قدم تو بڑھا دیکھ تو کیا کرتا ہون مردار خوار جادو
یہ تقریر اُسکی سنکے برہم ہوکے آگے بڑھا رستم ثانی نے بھی مرکب اپنا آگے بڑھایا ناظر جادو نے اپنے
ہمراہی ساحرون سے کہا تم سب یکبارگی حملہ کرکے پے در پے سحر کرکے طلسم کشا کو مبتلاے سحر کرکے اسیر
کرو مین اس نمک حرام مردم خوار جادو کو قتل یا گرفتار کرتا ہون یہ نابکار میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا
اگر ابتفار جادو ہلاک ہو گیا تالاب و درخت کیا ذکر کیا اندیشہ ہے مین تو ابھی زندہ ہون ساحران نابکار اسکے
کہنے سے طلسم کشا پر بارش اشیاے سحر کرنے لگے کوئی ترنج کوئی نارنج سحر کوئی کارد سحر کوئی گلدستہ سحر
مارنے لگا شاہزادہ تلوار علم کرکے اُنپر حملہ در ہوا سحر اُنکے شاہزادے پر اثر نکرتے تھے شاہزادہ اُنکو
تیغ آبدار سے قتل کرتا تھا ساحر حیران تھے یہ نجانتے تھے کہ پاس رستم ثانی کے انگشتری جمشیدی ہے جو
باطل السحر ہے ابھی شاہزادہ موصوف ساحران مذکور سے لڑ رہا تھا لڑائی ہو رہی تھی ناگاہ ناظر جادو نے
حلقہ کمند سحر مردار خوار جادو پر پڑھ کر پھینکے چاہا کہ اُسکو کمند سحر مین اسیر کرے لیکن مردار خوار جادو نے بزور
سحر برق بنکر حلقہاے کمند کو جلا کر سوے فلک گیا ناظر جادو حیرت سے دیکھتا ہی رہگیا مردار خوار بھی فلک
سے برق بنا زوال بعد غضب اُسپر گرنے لگا وہ بزور سحر غرق زمین ہوگیا بعد ایک لمحہ کے دور جاکر زمین
سے نکلا اور ایک گلدستہ اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے کارد سے پیشانی اپنی شگاف کرکے خون گلدستہ
مذکور پر ڈالا کہا یا خداوند سامری کہکے مردار خوار جادو پر مارا وہ سر پہ ساحر مذکور کے آکے پھٹا
گل و غنچہ اُسکے متفرق ہوکے زمین پر گرتے ہی اُنکے ہولے سرخ چلی کچھ غبار اُڑا بعد ایک لمحہ کے
دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک چمن گلہاے رنگارنگ کا زمین پر ہے پھول سب شاداب ہین برگ
سبز ہین درخت ہرے بھرے ہین ڈالیان پھولون مین لدی ہین طائران رنگارنگ ہین چمن نغمہ سرا ہین
مردار خوار جادو درمیان چمن کے کھڑا ہی تھا بوے گلہاے چمن سونگھ کے مثل مست کے جھومنے
لگا ہوشیار ہو کے چمن کو دیکھتا ہی اور پھول کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہی ابھی دیکھنے والے دیکھ رہے تھے
اور معروف جنگ بھی تھے ناظر جادو خوش ہوکے آگے بڑھا تھا کہ اب چلکے مردار خوار جادو کو
کہ مسحور سحر ہو چکا ہے بیہوشیت قتل کیجیے ناگاہ مردار خوار جادو نے کہ ساحر زبردست ہے مبتلاے سحر ہوکے
بوے گلہاے چمن سے مستانہ وار جھوم کے پھر ہوشیار ہوکے ایک گولا فولادی اپنی جھولی سے نکال
کے سحر اُسپر پڑھ کے اُس چمن پر مارا وہ چمن سحر مانند خس و خاشاک کے جلنے لگا گولا جو پھٹا اُسمین سے
شرارے اور دھوان پیدا ہوا وہ دُھوان ناظر جادو کے گرد محیط ہوا مانند ایک گنبد کے ہو گیا ناظر اُسمین
نہان ہو گیا اُسکے لشکر کے ساحرون نے اُسے دھوئین مین بند دیکھکے بعض نے یقین کیا کہ ہمارے افسر کو
مردار خوار جادو نے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا سردار ہمارا قید ہو گیا اب لڑنا بیکار یہان سے بھاگنا چاہیے
ہنوز ایک لمحہ بھی اُسے بند ہوے نہ گذرا تھا کہ وہ اپنے سحر سے شرارہ بنکے اُس دھوئین سے نکل گیا

اور پھر بصورت اصلی ہو کے مردار خوار جادو پر گولا فولادی سحر دم کر کے مارا ادھر اُسنے اُس گولے کی طرف
دیکھکر سحر کے کلمات وردِ زبان کر کے اپنی انگلی سے اشارہ کیا وہ مانند ترنج یا لیمون کے درمیان سے
دو ٹکڑے ہو کے بالائے خاک گرا مردار خوار جادو نے مسکرا کر کہا او ناظر جادو او چھوکرے تو مجھ جیسے
جہاندیدہ جنگ آزمودہ ساحر زبردست پر ایسے چھوٹے چھوٹے ادنیٰ ادنیٰ سحر کرتا ہے اس سے کیا فائدہ ہوگا
کوئی ایسا سحر کر کہ فائدہ بھی کچھ ہو مین زخمی یا قتل ہوں اُسنے خجل ہو کے جواب دیا ادھر مردار خوار اب تک
تو مین نے تجھپر ادنیٰ ادنیٰ سحر کیے تھے مگر اب تیرے کہنے سے وہ سحر کرتا ہوں کہ جسپر مجھے ناز ہے یہ کہکے ایک
پتلا آرد ماش کا مع شمشیر و مرکب بنایا اور اُسپر سحر دم کر کے چند قطرہ خون انگشت کے اُسکے دہن مین ڈالے
وہ آناً فاناً بڑھنے لگا یہانتک کہ مثل انسان کے ہو گیا اور مرکب بھی مانند عربی گھوڑے کے بڑھ گیا
اُس وقت اُس سحر کے پتلے نے آنکھیں کھولکر کہا ای ناظر جادو کیا حکم ہے اُس نے کہا ای سوار سحر سامری
جلد جا مردار خوار جادو کو قتل کر وہ تیغ تول کر مرکب کو بڑھا کر جانب مردار خوار جادو چلا ادھر
اُسنے ایک گلدستہ پھولون کا اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے اور خون پیشانی اُسپر ڈال کے پکار کے کہا او
ناظر جادو دیکھو ایسا بھی سحر تو نے کسی کو کرتے نہ دیکھا ہوگا ہنوز یہ کہہ رہا تھا کہ اُس سوار نے قریب آکے چاہا کہ
تلوار لگائے کہ مردار خوار جادو نے بعجلت تمام وہ گلدستہ اُسپر مارا وہ بالائے سر سوار مذکور پھٹا پھول
اُسکے سر و رُخ پر گرے بو اُن پھولون کی سونگھکر مسخر و مطیع ہو کر ہاتھ کو روک کر کہنے لگا ای مردار خوار جادو
مین فرمانبردار ہوں جو کہو ابھی کرون اُس وقت مردار خوار نے کہا اس چھوکرے ناظر جادو کو جا کر قتل کر
سوار مانند برق کے تڑپکر چلا ناظر جادو یہ حال دیکھکر گھبرایا پہلے چند گولے سحر کے اُسپر مارے اُسنے
سر و سینہ پہ وہ گولے روک کے قدم آگے بڑھایا ناظر جادو نے شرارہ سحر اُسپر لگائی وہ بھی اُسپر کارگر نہوئی
اسی طرح بہت سے سحر کیے چاہا کہ دفع ہو یا جل کے خاک ہو مگر وہ سوار کسی طرح دفع نہوا نہ اُسکو کچھ
ضرر پہونچا ناظر جادو پریشان خاطر ہو کے پیچھے ہٹنے لگا ادھر مردار خوار اپنے سحر سے اُسے زور دینے لگا
سوار مذکور غضبناک ہو کے جانب ناظر جادو بڑھنے لگا آخرکار ناظر جادو نے مجبور و لاچار ہو کے ارادہ
کیا کہ جلد سحر سے غرق زمین ہوجاے اپنی جان اپنے ہی سحر سے بچائے ہنوز ناظر جادو سحر پڑھ رہا تھا
غرق زمین نہوا تھا کہ سوار مذکور نے جھپٹ کر اُسپر تلوار لگائی اُس نے اُس سحر کے پڑھنے کو ترک کر کے
اور ایک سحر ایسا جلد جلد پڑھا کہ چند سپرین سحر کی اُسکے سر پر ظاہر ہوئین تلوار سوار کی اُن سپرون کو
کاٹکر اُسکے سر پر اس طرح پڑی کہ سر و سینہ و شکم و کمر سے گذر گئی ناظر جادو دو ٹکڑے ہو کے بالائے
خاک گرا ٹکڑے اُسکے لاشے کے زمین پر تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے روح اُسکی تن دو نیم
سے نکل کے سوے عدم گئی اُسکے مرنے سے بھی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی فلک پر ابر سیاہ پیدا ہوا
برق چمکی آواز رعد آئی سنگ باری ہونے لگی ابھی سحاب جادو عرف آبشار جادو محافظ لوح طلسم
صندل کے مرنے سے جو تاریکی ہوئی تھی وہ بخوبی دفع نہوئی تھی کہ ناظر جادو کے ہلاک ہونے سے
زمانہ تیرہ و تاریک ہوا تھوڑی دیر تک دونون ساحران نامی مذکور کے مرنے سے تاریکی اور سنگ باری
و برف باری رہی آخرکار وہ تاریکی بالکل رفع ہوئی پہلے آبشار جادو کے سحر کے بیرون نے اُسکے نام سے
یون بآواز بلند کہا افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا آبشار جادو تھا پھر اسی طرح ناظر جادو کے سحر کے

پکارے کہ افسوس ہزار افسوس مارا مجھکو کہ نام میرا ناظر جادو تھا بعد آنے ان آوازون کے دو بونڈے بنے
زمین پر پیدا ہوئے ایک بونڈے مین لاشہ آبشار جادو کا دوسرے بونڈے مین لاشہ ناظر جادو کا
زمین سے اٹھکر بلند ہوا وہ بونڈے یعنی بیر ان ساحرون کے سحر کے انکی لاشین اٹھا کے سوے شاہ
طلسم روانہ ہوئے بعد جانے لاشہ ہاے مذکورہ کے مردار خوار جادو نے دیکھا کہ باوجود قتل ہونے
ساحران مذکورہ کے یہ ساحران نابکار شاہزادہ رستم ثانی سے لڑ رہے ہین گو قتل ہو رہے ہین مگر بھاگتے
نہین ہین بلکہ سحر کر رہے ہین ترسول پتھول بھی مار رہے ہین یہ دیکھکر غضبناک ہوکے خود بھی اسنے سحر کیا
اور سوار سحر سے کہا اب ان ساحرون کو قتل کرو وہ تو تابع حکم تھا انھین قتل کرنے لگا ساحران مذکور جنگ
عاجز ہوکے تاب مقابلہ نلاکے بہت سے قتل ہوکے طالب امان ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے کہا امان تمکو
بشرط قبول دین حق ایمان دیجائیگی انھون نے عرض کیا ابھی ہم داخل دین اسلام نہ ہونگے کیونکہ ہمکو آپکی طرف سے
شاہ طلسم سے لڑنا ہوگا اگر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجائینگے تو سحر بھول جائینگے بس امیدوار ہین کہ ہماری
التجا کو قبول کیجیے شاہزادہ نے انکی التماس بدل قبول کرکے انھین امان دی وہ سب ساحر کہ دو ہزار سے
زیادہ تھے مطیع دین اسلام ہوکے قدم شاہزادہ پر گرے شاہزادہ نے ہر ایک ساحر پر مہربانی کی بعد مردار خوار
جادو نے لاشے ساحرون کے پڑے ہوے دیکھکر تاب ضبط نہ لاکے موافق عادت قدیم
گوشت انکا پیٹ بھرکے کھا لینے کا قصد کیا رستم ثانی نے اسے گوشت ساحران مقتول کا کھاتے دیکھکر
قریب جاکر گوشت مذکور کے کھانے سے منع کیا پھر اسکے دلیرانہ لڑنے کی اور کارہاے نمایان کرنے کی
تعریف کی اسنے عرض کیا ای طلسم کشا یہ فتح محض اقبال حضور سے ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی
یہ کہکے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار اب دیر زنہار نکیجیے جلد اس میل فولادی کو ایک بار مین زمین سے
اکھیڑ لیجیے اور لوح طلسم کو کہ زیر میل مذکور ہے نکال کے اپنے قبضے مین کیجیے لاشے آبشار جادو و
ناظر جادو سوے شاہ طلسم بونڈون مین بیٹھکر اور بلند ہوکے گئے ہین بیر ان ساحرون کے سحر
کے بونڈے بنکر لاشے انکے اٹھا کے لیگئے ہین مبادا لاشون کے دیکھنے سے غضبناک ہوکے تنہا یا ہمراہ
اپنے لشکر کے یہان آجاے تو اچھا نہوگا لوح طلسمی وہ ضرور لیجائیگا آپ سے اور مجھسے وہ [illegible]
بلکہ مجھے اور آپکو اسیر کرے گا کیونکہ وہ شاہ طلسم ہے گو کہ آپ کے پاس انگشتری جمشیدی ہے اور
مین ساحر زبردست ہون میرے پاس بھی تحفہاے طلسمی دو چار ہین مگر وہ وہی ہے اور مین ایک
ساحر ہون اس سے بخوبی مقابلہ نہ کر سکونگا شاہزادہ نے اسکی تقریر کو سنکے بسم اللہ کہکے اس میل
فولادی پر زور کیا وہ اپنی جگہ سے زور اول ہی مین اکھڑ آیا مردار خوار نے خوش ہوکے کہا اگر یہ میل
آپسے زور اول مین اپنی جگہ سے نہ باہر آتا تو لوح کے دستیاب ہونے مین تردد تھا اب کچھ اندیشہ
نہین ہے نیچے اسکے دیکھیے ایک صندوقچہ ہوگا اس صندوقچہ کو اپنے ہی ہاتھ سے نکال کے لوح طلسمی اپنے
قبضے مین کیجیے شاہزادہ نے اسکے کہنے پر عمل کیا لوح کو صندوقچہ سے نکال کے اپنے گلے مین ڈال لیا
اس وقت مردار خوار جادو و دیگر ساحر خوش ہوے ہر ایک نے کہا ای طلسم کشا مبارک ہو کہ
لوح طلسم صندل آپکے ہاتھ آگئی اب فتح کرنا طلسم صندل کا کچھ مشکل نہین ہے یہی لوح آپ کو
ہر وقت ہر امر مین ہدایت کریگی جب دیکھیے گا حکم لوح سے آگاہ ہو جائیے گا رستم ثانی ہر ایک کی گفتگو سنکے خوش ہوا

بعدہ اسی جگہ قیام کیا اور ساحروں سے قلم و قرطاس و دوات طلب کرکے دو نامے لکھے ایک نامہ تو
خورشید روشن دل کو لکھا اور ایک نامہ سرشار شاہ و حدید شاہ کو تحریر کیا مضمون دونوں ناموں کا
ایک تھا ہر ایک نامہ میں یہی لکھا تھا کہ عنایت خدا سے میں نے لوح طلسم صندل پائی ہے اب ارادہ بیابان
سے آگے جانے کا ہے چاہتا ہوں کہ آپ بھی ہم تک آجایئے ہم آپ مجتمع ہوکے یکبارگی جانب طلسم
صندل روانہ ہوں جب شاہزادہ یہ مضمون دونوں ناموں میں رقم کر چکا سر نامے لکھکر ناموں کو
ملفوف کرکے سر ناموں پر مہریں کر کے کہنے لگا اے ساحران خیر خواہ من کہو تم سب میں کون ایسا ساحر ہے کہ جو
یہ دونوں نامے لے جائے ایک خورشید روشن دل کو جا کر دے اور دوسرا نامہ حدید شاہ کو اثنائے
راہ میں دیدے کیونکہ وہ مع لشکر ضرور اس طرف آتے ہونگے اس وقت مردار خوار جادو نے عرض کیا اے
شاہزادہ ذیوقار یہ خدمت بھی مجھی سے لیجیے اس کام کا انصرام بھی اچھی طرح مجھسے ہوگا شاہزادہ نے
مع خاتم جمشیدی کے اسے نامے دیے وہ رخصت ہوکے روانہ ہوا اپنے اثنائے راہ میں حدید شاہ وغیرہ
کو دیکھکر ایک نامہ اسے دیا پھر وہاں سے تخت سحر پر بیٹھکر سوئے خورشید روشن دل گیا بعد قطع راہ دور
و دراز دربار خورشید روشن دل میں پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہے صدہا ساحران نامی نامور علی قدر مراتب بیٹھے
ہیں خورشید روشن دل تخت پر رونق افزا ہے فرزند اسکا متصل تخت ایک کرسی جواہر نگار پر اسکے پہلو میں مانند
دل کے ہے مردار خوار نے جملہ اہل دربار پر نظر کرکے خورشید روشن دل کو حسب قاعدہ سلام کیا اس
شاہزادہ ذیوقار نے اسے پہچان کے ساحر زبردست جان کے موافق اسکی عزت کے ایک جگہ اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ
اس جگہ بیٹھ گیا اس وقت خورشید روشن دل نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی مے مع شیشہ و ساغر لایا اشارہ
سے اپنے بادشاہ کے ساغر بلوریں مے ناب بھر کے روبرو مردار خوار جادو کے رکھا اسنے یہ عنایت و
الطاف و عزت افزائی شاہ موصوف کی اپنی نسبت دیکھکر دل میں خوش ہوکے خورشید روشن دل کی
ثنا کرکے جام مے لیکے سلام بادشاہ کو اس عطیہ کا کرکے شراب پی جب دو چار جام مے ساقی سے لیکر شراب پی چکا
اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا نکالا حکم نامہ وار شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشاے طلسم صندل شاہ موصوف
نے نامہ اس سے طلب کیا اسنے نامہ دیا خورشید روشن دل کے میر منشی سے وہ نامہ پڑھوایا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکے بہت خوش ہوکے پوچھا میں نے سنا تھا کہ تجھکو صندلان نے قید کیا تھا رہائی تیری کیونکر
ہوئی اور لوح طلسم صندل شاہزادہ رستم ثانی کو کس طور سے دستیاب ہوئی اسنے تمام حال جو گذرا تھا ابتدا سے
تا انتہا بیان کیا بادشاہ موصوف سنکے خوش ہوا پھر اسی وقت حسب الطلب رستم ثانی کے سامان لشکر کشی
و جنگ کرکے اپنے فرزند کو ہمراہ لیکے مع تمامی سپاہ و ساحران نامی وغیرہ نامی گرامی کے بصد شان و شوکت و ہزار
جاہ و جلال تخت پر سوار ہوکے سمت شاہزادہ رستم ثانی کوچ کیا مردار خوار جادو اثنائے راہ سے رخصت
ہوکے بضرورت کسی کار ضروری کے اپنے گھر گیا شاہزادہ رستم ثانی بجمعیت ساحران صحرا میں خیمہ زن تھا کہ
پہلے سرشار شاہ و حدید شاہ لشکر لیے ہوئے آئے شاہزادہ انہیں دیکھکر انکے آنے سے خوش ہوا
انھوں نے تہنیت حصول لوح طلسم صندل کی دی پھر پوچھا کس طور سے لوح دستیاب ہوئی شاہزادہ نے
تمام حال لڑائی کا اور دستیاب ہونے لوح کا بیان کیا ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ سنکے خوش ہوا ابھی داخلہ سرشار شاہ
اور حدید شاہ کا ہوا تھا لشکر طلسم کشا اترا تھا بارگاہ ہفت خیام ایستادہ و برپا ہوئے تھے شاہزادہ بارگاہ میں

بیٹھا ہوا حدید شاہ و سرشار شاہ سے ہم سخن تھا پہلے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے ناگاہ سوئے فلک
دیکھا کہ بہت سے ٹکڑے ابر سرخ و سیاہ کے نمایاں ہوئے ساتھ ہی برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی کسی ابر کے ٹکڑے
سے پانی برستا ہوا معلوم ہوتا تھا کسی ٹکڑے سے پھول تر و تازہ گرتے ہوئے نظر آتے تھے کسی سے شعلہ ہائے آتش گرتے
تھے کسی سے بارش مروارید آبدار ہوئی تھی ہنوز رستم ثانی و سرشار شاہ و حدید شاہ وغیرہ سوئے فلک ہائے ابر دیکھ رہے
تھے ہر ایک کو جداگانہ خیال تھا کوئی جانتا تھا کہ صندل ان شاہ جمعیت فوج کثیر برائے مقابلہ و مجادلہ آتا ہے کوئی کہ
لاتے آبشار جادو و ناظر جادو کے اُسکے پاس پہنچے ہونگے پس تمام حالات سے وہ آگاہ ہو کے غضبناک ہو کے آتا ہے
کوئی سمجھتا تھا کہ یہ آمد بادشاہ خورشید روشن دل کی ہے کیونکہ طلسم کشا نے نامہ بدست مردار خوار جادو
روانہ کر کے اُسے طلب کیا تھا بہر حال ہی بادشاہ ذیجاہ مع لشکر ظفر اثر بعد شان و شکوہ آتا ہے یکایک وہ ٹکڑے
ابر شق ہوئے کسی ٹکڑے سے بالائے تخت زرین جواہر نگار بادشاہ خورشید روشن دل نمایاں ہوا کسی ابر کے ٹکڑے سے
فرزند دلبند بادشاہ خورشید روشن دل عیان ہوا کسی ابر سیاہ سے افسران سپاہ بادشاہ موصوف پیدا ہوئے کسی ابر سیاہ
و کلان سے لشکر کثیر ساحران ظاہر ہوا ہر ایک ساحر کو دیکھا کہ حصول اسباب سحر کی اُسکے چہرے پر آثار خوشی و سرور
چہرے سے عیان ہیں بعضوں کے ہاتھوں میں ترسول و چنبول ہیں عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوئے مختلف سواریوں پر
سوار ہیں کوئی فیل آتشین کوئی ہنس آتشین کوئی اژدر شعلہ افشان کوئی طاؤس سحر کوئی باز سحر کوئی لکلک سحر وغیرہ
جانوران وحشی و طیر سحر پر سوار ہے شاہزادہ رستم ثانی بادشاہ خورشید روشن دل کو دیکھ کر خوش ہوا سرداران سپاہ کو
واسطے استقبال کے حکم دیا ہنوز سرداران سپاہ پئے استقبال نہ گئے تھے سامان جانے کا کر رہے تھے کہ سوئے فلک سے
خورشید روشن دل وغیرہ بالائے زمین آئے پھر سب سواریوں سے اُترے خورشید روشن دل بھی اپنے تخت
سے اُتر کر ہمراہ اپنے فرزند و اہل دربار کے بارگاہ طلسم کشا میں آیا شاہزادہ رستم ثانی نے تعظیم و تکریم کر کے شاہ موصوف
کو قریب تخت اپنے بٹھایا فرزند خورشید روشن دل کا پاس اپنے پدر کے بیٹھا اہل دربار و افسران سپاہ بادشاہ
موصوف بھی علی قدر مراتب بیٹھے تھے اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے ساقیان گل رو کو طلب کیا وہ گلشنیان شراب ناب ہاتھ میں مع شیشہ
و جام بلورین لیکر بارگاہ میں آئے اور اشارہ شاہزادہ رستم ثانی سے اہل بزم دربارگاہ کو جام و ساغر بلورین میں شراب
ناب بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک خوش ہو کے پینے لگا جب ساقیان گلرخسار اہل بزم کو شراب پلا چکے شیشیان شراب کی
لیکر بارگاہ سے چلے گئے پھر بحکم رستم ثانی جو ارباب نشاط ہمراہ لشکر سرشار شاہ و حدید شاہ آئے تھے
انہیں سے ایک رقاصہ کہ نہایت حسین و خوبرو اور خوش گلو بھی تھی حاضر بارگاہ ہوئی اُسنے شاہزادہ ذیجاہ کو سلام
کر کے اپنے سازندوں سے کہا جلد تر سازوں کو درست کر لو سازندوں نے حسب حکم اُسکے سازوں کو درست کر کے گت بجانا
شروع کیا رقاصہ مذکورہ بعد ادا رقص کرنے لگی اہل بزم دیکھنے لگے خوش ہو کے کہنے لگے خدا نے یہ دن دکھایا
کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہوئی اُسکے حصول کی خوشی یہ ظاہر ہوئی خورشید روشن دل کبھی سوئے رقاصہ
دیکھتا تھا گاہ شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہو کے مبارکباد حصول لوح طلسمی کی دیتا تھا اور کہتا تھا اب
طلسم صندل کا درہم و برہم کرنا تمام و کشتان اُسکا شانا ہر ایک در تبدیو توڑنا نہایت آسان ہے شاہزادہ خوش ہو کے جواب
دیتا تھا فضل خدا شامل حال ہوا لوح طلسم ملگئی اب اگر پروردگار رہیگا تو جلد طلسم صندل کو بہدایت لوح توڑ ڈالیگا
ابھی شاہزادہ موصوف خورشید روشن دل سے ہم سخن تھا ناگاہ رقاصہ مذکورہ نے بعد رقص کرنے کے نیچے گت

ناچنے کے یہ غزل شروع کی غزل	ترکی ہیں جفا میں اُس ستم کی		بلا کے ناز ہیں چالیں ستم کی

سمان آنکھون نے ساون کا دکھایا
اگر ہاتھ آئے خاک آپکے قدم کی
شمال اس وقت مین غمخوار ہے کون

نظر پڑتی جو اُس ابر کرم کی
ہم اُس کوچہ مین ایسے جم کے بیٹھے
کہون کس سے کہانی اپنے غم کی

لگا دون آنکھ مین سرمہ کے مانند
کہ حالت ہوگئی نقش قدم کی

اہل بزم غزل مندرجہ بالا سنتے بعض بعض پسند کر کے تعریف کرنے لگے اور رقاصہ کے خوش گلو ہونے کے بھی بجائے خود ثنا کرنے لگے چار پہر کامل ایوان بزم عشرت آراستہ رہی جبکہ نایچ گانا ہر ایک رقاصہ نے حکم شاہزادہ سے موقوف کیا ہنگام شام خورشید روشن دل نے شاہزادہ سے کہا آپ لوح کو ملاحظہ کیجیے کہ اب عمل کیا درپیش ہے شاہزادہ نے لوح کو بسم اللہ کہکے دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ اے طلسم کشا اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو فتح طلسم کو لازم ہے کہ بیابان سے جانب دست راست روانہ ہو کیونکہ آگے طلسم رنگین حصار ملے گا اور یہ طلسم ایک شاخ ہے طلسم صندل کی یہ اُس سے جدا نہین ہے پس قبل اسی طلسم کی بربادی کی فکر کرنا چاہیے شاہزادہ موصوف نے اس حکم لوح سے آگاہ ہو کے خورشید روشن دل سے بیان کیا اُسنے کہا اول وقت سحر بیابان سے سوے طلسم رنگین حصار روانہ ہوجیے شاہزادہ موصوف اُس شب کی صبح کو اُس بیابان سے جانب دست راست ہمراہ تمامی لشکر کے اور سب اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال دربار شاہ طلسم کا لکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے دربار مین خوش وخرم بیٹھا ہوا تھا عیش وعشرت کے سوا کوئی فکر و صدمہ نتھا طلسم کشا کی طرف سے اُسے اطمینان تھا کہ لالہ زار جادو نے اُسے گرفتار کیا ہے عرضی اسکی آچکی جواب عرضی مین حکم اسیری طلسم کشا دیدیا گیا ہے اسی عالم خوشی و اطمینان مین دفعتاً سوے آسمان سے صداے فریاد و فغان اُٹھی سر اُٹھا کے دیکھا دو پوٹلے گرد کے نظر آئے ابھی شاہ طلسم سوے فلک پوٹلون کو دیکھ رہا تھا صداے فریاد سے متردد تھا ناگاہ اُن پوٹلون نے دربار شاہ طلسم تک پہونچ کے لاشے سحاب جادو و برق آتشبار جادو و ناظر جادو کے مین دربار مین ڈالدیے اور ایک جانب وہ پوٹلے یعنی ابر ہو کے نالان و فریاد کنان چلے گئے شاہ طلسم اُن لاشون پر نظر کر کے حواس باختہ ہو کے زانو پر ہاتھ مار کے کف افسوس ملکے کہنے لگا اے یہ کیا غضب ہوا انکو کس نے مارا اہل دربار بھی لاشے دیکھکر حیران ہوئے سکوت کا سا عالم ہو گیا مگر انمین سے چند ساحرون نے عرض کیا اے بادشاہ فلک جاہ ذرا کتاب سامری مین دریافت کیجیے کہ ان ساحران نامی کو کس نے قتل کیا ہے شاہ نے کتاب سامری کو بعد ادب کھولکر دریافت حال کر کے اہل دربار سے کہا انکو مردار خوار جادو نے ہمراہ طلسم کشا کے ہلاک کیا ہے لوح طلسم صندل طلسم کشا کے ہاتھ آگئی ہے خورشید روشن دل وغیرہ مع لشکر اُسکی مدد کو آئے ہین یہ دیکھکر کتاب مذکور کو بند کر کے تا دیر سر بزانوے فکر مین بیٹھا رہا بعد تفکر بسیار اپنے اہل دربار سے کہنے لگا اگر طلسم کشا کو لوح طلسم مل گئی ہے تو چندان اندیشہ نہین ہے جب چاہونگا اُسکے لشکر کو تباہ و برباد کر کے لوح طلسم بھی اُس سے لے لونگا اہل دربار نے موافق اُسکی راے کے عرض کیا حضور کو اس وقت گونہ ملال ہے مناسب ہے کہ دفع ملال کے واسطے ارباب نشاط کو طلب کیجیے اُنکا رقص و نغمہ دیکھیے آپکا تو مرتبہ زیادہ ہے اگر ہم مین سے کسی کو حکم دیجیے گا تو وہ جا کے طلسم کشا کے لشکر کو خاک مین ملا دیگا لوح طلسم کسی تدبیر سے اُس سے چھین لیگا شاہ طلسم یہ سنکے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اُن لاشون کے باب مین حکم دیا کہ دربار سے اُٹھا کر لیجاؤ موافق ہمارے طریق و مذہب کے انھین جلا دو ملازم لاشے اُٹھا لے گئے اور اُنھین آگ مین جلا دیا یہان تو شاہ طلسم بوجہ ادبار کے غافل و مصروف عیش و راحت ہے مطمئن ہے کہ جب چاہونگا طلسم کشا سے کسی طور سے بمکر و فریب لوح طلسم لے لونگا اور ایک ادنی سحر مین اُسکے تمام لشکر کو نیست و نابود کردونگا مگر اب حال طلسم کشا کا لکھا جاتا

ہے کہ بعد قطع راہ بسیار ایک روز ایک صحرائے وحشت خیز و تیرہ و تاریک کے قریب پہونچا اُسے دیکھکر حیران ہوا کیونکہ
تاریکی اُس صحرا میں از حد تھی مطلق کچھ دکھائی نہ دیتا تھا شاہزادہ نے قدم اُس صحرا مین رکھکر علیحدہ اُس صحرا سے
مع لشکر قیام کر کے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اے طلسم کشا تجکو لازم ہے کہ اس صحرائے تاریک کی راہ کو ترک کر حالانکہ
اس طرف سے بھی راہ طلسم رنگین حصار کی ہے لیکن خرابیان اور سختیان بہت اس راہ مین در پیش آئینگی پس اس
راہ پرخوف و دشوار گذار کو چھوڑ کے بیابان سے جانب دست چپ روانہ ہو ایک بحر خونخوار نظر آئیگا اُس دریا مین
جو کشتی پر نظر آئے اس پر اپنے تئین مخفی کرنا اور باتین مکر و فریب کی کرکے کشتی پر سوار ہوجانا یہ حکم لوح کا ذہن نشین کر کے لشکر کو
وہین چھوڑ کے تنہا جانب دست چپ روانہ ہوا اسکو اُنکا سے راہ مین چھوڑ جاتا ہے اور اب حال لشکر امیر ثانی کا لکھا جاتا ہے
کہ امیر ثانی شہر کہرانیہ مین قیام پذیر تھے کہران شاہ دعوت و ضیافت امیر ثانی مین مصروف تھا اسی زمانہ مین ایک
تاجر مال و اسباب لا کلام و اقسام کا لیکر راہ دور و دراز سے شہر کہرانیہ مین آیا کہران شاہ نے اُسکے آنے کی خبر سنکے اُسکے
بارے مین حکم دیا کہ جو اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لایا ہے جلد لیکر ہمارے پاس آئے ملازمون نے حکم شاہ موجب
تاجر مذکور کو جاکے آگاہ کیا اُس نے کہا کل وقت سحر کشتیان اسباب نفیس و نایاب بیش قیمت کی ہمراہ لیکے حاضر خدمت
بادشاہ کہران شاہ ہونگا جو کچھ اجناس بیش بہا لایا ہون پیش کش کرونگا ملازمون نے آکے کہران شاہ سے
عرض کیا کہ سوداگر نے عرض کیا ہے کہ مین صبح کو حاضر خدمت ہونگا کہران شاہ یہ سنکے خاموش رہا دوسرے روز وقت
سحر تاجر مذکور حسب وعدہ مال و اسباب نفیس و نادر ہمراہ لیکر اُسوقت بزم عشرت مین پہونچا کہ امیر ثانی و بادشاہ
لشکر اسلام و کہران شاہ وغیرہ بعد نماز سحر بیٹھنے کے بیٹھے ہوئے تھے ناچ گانا موقوف تھا ارباب نشاط بزم
مین نہ آئے تھے ایسے وقت مین تاجر نے بزم مذکور مین جاکے کہران شاہ و امیر ثانی و بادشاہ لشکر اسلام کو حسب قاعدہ
سلام کیا اور جو اسباب بیش بہا ہمراہ لیگیا تھا وہ موافق قاعدہ پیش کیا کہران شاہ وغیرہ اُس اسباب کو بنظر
خریداری دیکھنے لگے اُس وقت امیر ثانی کو شاہزادہ رستم ثانی یاد آیا اپنے لشکر کے بعض سرداران سے مخاطب ہوکے
فرمایا افسوس اس بزم مین سب سردار لشکر ہین مگر رستم ثانی نہین ہے جب سے وہ بیابان گیا ابتک کچھ حال اُسکا معلوم نہوا نہین
معلوم فی زمانہ کہان ہے کس حال مین ہے مجھے تردد ہے چاہتا ہون کہ اُسکے حال سے باخبر ہون امیر ثانی اپنے سرداران
سپاہ سے یہ فرماتے تھے تاجر مذکور بیٹھا ہوا سن رہا تھا جب امیر ثانی خاموش ہوئے اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی
آپ شاہزادہ رستم ثانی کی خبر دریافت کرنا چاہتے ہین امیر باتوقیر نے فرمایا ہان مین چاہتا ہون کہ اُسکے حال سے
آگاہ ہون اُس نے کہا اتنا تو مین جانتا ہون کہ جب مین شہر حدیدیہ مین گیا تھا اُس زمانہ مین شاہزادہ موصوف
اُسی شہر مین تھا حدید شاہ کی دختر سے عقد اُسکا ہوا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ برائے حصول لوح طلسم صندل جانب
طلسم صندل روانہ ہوجیے مین تو اپنا مال و اسباب فروخت کر کے وہان سے چلا آیا نہین معلوم شاہزادہ وہان سے لشکر
لیکر سوئے طلسم صندل روانہ ہوا امیر ثانی نے یہ خبر سنکے بہت متردد ہوکے عمرو ثانی کو طلب کر کے اُس سے کہا کہ اے خواجہ
تم جانتے ہو کہ رستم ثانی سے کسقدر مجھے الفت ہے اور کیا قرابت ہے اس تاجر کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ برائے فتح
طلسم صندل و برائے حصول لوح طلسم صندل سمت طلسم مذکور روانہ ہوا ہے ساحران نابکار لوح طلسم صندل اُسے
لینے نہ دینگے مزاحم ہونگے وہ صاحب اسم اعظم الٰہی نہین ہے ایسا نہو کہ اُسے گرفتار یا قتل کرین لہذا تمھارے پاس بادمہرہ
وغیرہ اشیائے معجزہ ہین تم اُس تک جلد جا سکتے ہو اور کوئی عیار مانند تمھارے جلدتر نہین جا سکتا ہے لہذا ابھی
یہان سے بسمت طلسم صندل روانہ ہو پاس شاہزادہ رستم کے جاکے اُسکے معین ہو دشمنون کے مکر و فریبات

آ سے بچاؤ میں تحسین زرکشیر وو نگا خواجہ نے زرکثیر کے ملنے کے لالچ سے کہا ابھی سوئے طلسم صندل جاتا ہوں کیا مجال کسی ساحر و غیر ساحر کی کہ میری موجودگی میں شاہزادہ موصوف کو نظر بد دیکھ سکے یہ عرض کر کے بانی عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے قرقول اور بادمہری اپنے پاؤں میں باندھ کے لبیس ثانی وغیرہ سے رخصت ہو کے جانب طلسم صندل بعد عجلت روانہ ہوئے ناظرین عالی مقام پر روشن ہے کہ خواجہ کسقدر تیز رو ہیں اور اب بادمہرہ پاؤں میں باندھے ہیں اور سوئے طلسم صندل روانہ ہوئے ہیں کسقدر جلد پہونچیں گے چونکہ اس جگہ اس موقع پہ میدان کو حال شاہزادہ رستم ثانی لکھنا منظور ہے اس وجہ سے عمرو ثانی کو اثنائے راہ میں چھوڑ کے حال شاہزادہ موصوف کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے جانب دست چپ روانہ ہو کے قطع راہ کرتا ہوا سیر کوہ و دشت کرتا ہوا چلا اثنائے راہ میں جا بجا قیام کر کے ایک روز قریب شام کنارہ ایک بحر ذخار کے پہونچا وہ بحر ایسا پر خوف و خطر تھا کہ فقط اُسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا ہر ایک ادنیٰ موج اسکی بلند ہو کے آسمان کے چھو لینے کا ارادہ کرتی تھی جوش و خروش اسمیں ایسا تھا کہ پناہ بخدا باوجود اس نمایاں ہونے کے پانی اُس بحر ناپیدا کنار کا گنبد فلک تک بار بار اچھل کے جاتا تھا حباب اسکا مردم کو عقدہ کی آنکھ دکھاتا تھا سوائے گھڑیال بڑی بڑی مچھلیاں وغیرہ جانور ان آبی اسمیں لاتعداد و لاتحصٰے تھے شاہزادہ موصوف کنارہ دریا کے ہو کر دریائے مذکور کو دیکھکر متردد تھا دل میں خیال کرتا تھا کہ یہ بحر ذخار کسقدر مہیب ہے طوفان ہو رہا ہے کشتی جان آنکھ کے دیکھنے سے غرق دریائے فنا ہوئی جاتی ہے اس بحر ذخار سے کوئی بھی عبور کر سکتا ہوگا یہی شاہزادہ رستم ثانی یہ باتیں اپنے دل میں کر رہا تھا ناگاہ دور سے ایک مور پنکھی مانند ستارہ سحر کے چمکتی ہوئی اور مثال تیر کے اسی سمت آتی ہوئی نظر آئی شاہزادہ نے لوح کو زیر لباس پوشیدہ کر لیا تھوڑی دیر میں وہ مور پنکھی قریب تر آئی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین پری پیکر جادو نظر پری سیرت حور صورت لباس شاہانہ زیب تن کیے بصد ناز و ادا مسند زریں پر بیٹھی ہوئی ہے اُسکا چودہ پندرہ برس کا آغاز شباب ہے اور چند حور تن ہم جلیس گرد بھی اُسی مور پنکھی پر ہیں اُنمیں کنیزیں تو فانوس دان سے مور پنکھی کو کھیتی ہیں اور ہمجولیاں ہم جلیسیں اُسکے تمیز و ادب سے بیٹھی ہیں ایک ایک اُنمیں نوجوان دوشیزہ ہے سب نے لباس رنگین پہنا ہے و تن اُنکی بھی لائق دیکھنے کے ہیں اگر وہ مہر منیر جو مسند نشین ہے ماہ تاباں ہے تو یہ ہم جلیسیں اُسکی کوکب درخشاں ہیں نہایت رنگین و گرما گرم ہیں بے حد مذاق قہقہہ ایکدم اُنمیں قرار نہیں ہے کبھی وہ بے اختیار کسی بات پر قہقہہ مار کر ہنستی ہیں کبھی خود ہی لطیفے کی جوڑ تیار کر کے غزل نہایت خوبی و خوش آوازی سے گاتی ہیں **غزل** جو اُس مقام پر ذرا

پہلو میں دل نہ تھا شرر برق طور تھا	گرمی سے روز حشر جو شور و فتور تھا	شب کو رہا ہزار طرح کا فتور تھا
بیٹھا بھی تھک کے میں تو غبار سر طور تھا	اس میں شریک یار کا جگر مقدور تھا	داغ دل اپنا مرد مک چشم حور تھا
نقدیر میں تو ہین کے بگڑے تو نامقدور تھا	رسوا کیا خراب کیا در بدر کیا شہ	اُس زلف پر شکن کو شب وصل کیوں نہ چھو
		شاعر یہ ان بتوں کی عدالت سے دور تھا

وہ حور خصال گانا سنکر بھی ہاں بعضا میں بعض بعض شعروں کے سمجھ کے مسکراتی ہے گاہ بے اختیار ہنس دیتی ہے اُسکے ہنسنے سے سب حور تنیں بھی کھلکھلا کے قہقہہ مار کر ہنستی ہیں کبھی اُنمیں سے ایک دوسری سے چہلیں و شرارت سے ہنسکر دل لگی کر کے اُسکے چھیڑنے کے لیے چٹکی لیتی ہے وہ اپنی زبان سے بے اختیار آہ کرتی ہے اور کہتی ہے اے ملکہ عالم دیکھیے اس شریر نے میرے اس زور سے سینہ پر چٹکی لی ہے کہ نشان پڑ گیا ہے ایسی مجھے ہنسی اپنی نہیں ہے یہ عورت ہے کہ مرد ہے جو ایسی جگہ ہاتھ دوڑاتی ہے اور ایسے عضو کو دباتی ہے ذرا اسے منع کر دیجیے وہ ہنسکر اس سے کہتی ہے اور

رونی صورت تو ہنسی میں گزرتی ہے مجھے فریاد کرتی ہے تیرے بھی تو ہاتھ ہیں تو بھی اسکے چٹکی لے لے وہ یہ سنکے
اسکی رانوں میں زور سے چٹکیاں لیتی تھی وہ برداشت کرکے کہتی تھی اچھا ارے جا کچھ نگوڑی کبھی انہیں سے
کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر کوئی میرا عاشق ہوتا تو آپ سے جلا جلا کے نیم جان کرتی کبھی مرجاتے دل
عاشق پر نہ لاتی شاہزادہ رستم ثانی ان سبکو دیکھکر باتیں انکی سنکر خوش ہوتا تھا اور اسکی مسند نشین پر مائل
ہوکے اسکی طرف نگران تھا دل میں کہتا تھا ایسی خوبصورت عورتیں بھی خدا نے بنائی ہیں در نظر آتی ہیں کیا اسکا حسن و
جمال ہے کہ اسکے حسن و جمال کے پری و حور کی بھی کچھ حقیقت نہیں غرض شاہزادہ عالی جاہ صورت زیبا پر اسکی
نہایت مائل ہوا اور دل میں بے تاب اسکے حسن و جمال کی کر رہا تھا ناگاہ اسکی ہمجلیسوں نے شاہزادہ رستم ثانی کو
کنارہ بحر مرکب پر سوار دیکھکر قہقہہ مارکر کہا اے ملکہ عالم ذرا کنارہ بحر تو دیکھیے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار نہیں معلوم
کسکے انتظار میں کھڑا ہے صورت اسکی مرغوب طبع ہے قابل دید ہے ملکہ نے ادھر نگاہ کی تو دیکھا ہے شاہزادہ موصوف کو
دیکھکر ہزار جان و دل سے عاشق ہوکے پس ہمجلیسوں سے کہنے لگی ذرا مور پنکھی کنارے پر جاے تو
اس جوان سے پوچھو کہ تو کون ہے کہاں سے آیا ہے کیا ارادہ ہے یہاں کیوں کھڑا ہے ان عورتوں نے یہ سن کے
کنیزوں سے کہا اے مردار و ذرا مور پنکھی کنارے پر لیجاؤ ارشاد ملکہ کو تو سنا کر وہ کنیزیں ڈانڈیں پانی میں
مارکر مور پنکھی کو کنارے پر لائیں اس وقت ایک ہمجلیس ملکہ نے کہ نہایت شریر و چالاک تھی شاہزادہ
سے مخاطب ہوکے پوچھنے لگی اے مرد وے تجھے کیا مصیبت پڑی ہے کیا آفت آئی ہے کہ ایسے صحرای لق و
دق میں کنارہ بحر کھڑا ہے کیا ارادہ رکھتا ہے نام تیرا کیا ہے کہاں سے آیا ہے ہماری ملکہ عالم کو گھور گھور کے
دیکھتا ہے شاہزادہ سوچ سمجھ مصلحت جھوٹ بولنا اختیار کرکے کہا واقعی میں مصیبت کا مارا ہوں فلک نے
ظلم کیا ہے آفت میں مبتلا ہوا ہوں اس سرزمین پر آکے تباہ و برباد ہوگیا ہوں زندگی سے عاجز ہوں دل چاہتا ہے
اس بحر زخار میں اپنے تئیں گرا دوں غرق ہو جاؤں اس طرح جان اپنی دیدوں اسی ارادہ سے یہاں کھڑا
ہوں کیونکر خودکشی کا قصد نکروں کہ تباہ ہوگیا ہوں اے عورت آگاہ ہو کہ نام میرا جمیل ہے رہنے والا ہندوستان
کا ہوں لاکھوں روپیہ کا اسباب و مال جہازوں پر بار کرکے تری کی راہ سے آیا تھا تجارت کا قصد تھا فائدہ
کی امید میں یہ نقصان عظیم ہوا کہ طوفان میں جہاز آگئے سب مال و اسباب نوکر چاکر ناخدا و معلم وغیرہ جتنے
آدمی جہازوں پر تھے ہمراہ جہازوں کے وہ سب اسی بحر زخار میں غرق ہوگئے میں ایک تختہ پر بیٹھا ہوا کنارے تک آیا
زندگی باقی تھی غرق نہوا کنارے پر آکے اپنے نقصان کا خیال کرکے بہت رویا آخر پیادہ پا ہو جانے کی وجہ سے
یہ گھوڑا میں نے اپنے بازو کے آگے فروخت کرکے خریدا ہے چونکہ میں محض تاجر ہی نہیں ہوں فن سپہگری و
پہلوانی سے بھی مجھے شوق ہے اس سبب سے تلوار سپر وغیرہ آلات حرب و ضرب اپنے پاس رکھتا ہوں تمہاری
ملکہ عالم کو مور پنکھی پر سوار ادھر آتے دیکھکر ٹھہر گیا انکے حسن و جمال کو دیکھنے لگا کچھ خطا نہیں کی تھی اگر اس وقت
یہ مور پنکھی ادھر نہ آتی تو میں غرق بحر ہوچکا ہوتا اب تک زندہ نہ رہتا روپیہ کی کوفت اور زر و جواہر و مال و اسباب
و مرکب تری کی تباہی کا نقصان ایسا نہ تھا کہ میں زندہ رہتا یہ کہکے آبدیدہ ہوا ملکہ نے بے حجابانہ کہا اے جوان تیری
باتیں سنکے مجھے تیرے حال پر رحم آیا تو اپنی جان نہ دے زر و جواہر و مال و اسباب کے تلف ہو جانے کا خیال و ملال
ذرا بھی نکر اگر تو زندہ رہیگا تو اسباب و مال پھر فراہم ہو جائیگا میں اقرار کرتی ہوں کہ جسقدر تیرا نقصان ہوا ہے اس سے
زیادہ تجھے زر و جواہر دونگی تو مال و اسباب خرید کرکے تجارت کرنا مقام تجارت طلسم رنگین حصار سے بہتر

دنیا میں کوئی نہیں ہے پدر میرا مسمی عجائب جادو وہاں کا حاکم ہے چچا میرا صندلان شاہ ہے جو مالک طلسم صندل ہے
پس اس مور پنکھی پر بیٹھ جا میرے ساتھ طلسم رنگین حصار میں چل شاہزادہ رستم اسکی تقریر سنکے اپنے دل
میں کہنے لگا مدعائے دل تو یہی تھا کہ آب بحر سے کس طرح عبور کرکے طلسم رنگین حصار تک پہونچے
یہ باتیں اپنے دل میں کرکے جواب دیا اے ملکۂ عالم تجھے میرے حال پر مہربانی کی جان میری بچائی ورنہ میں غرق آب بحر
ہو جاتا یہ کہکے مور پنکھی پر سوار ہوا پہلوے ملکہ میں بیٹھا وہ فخر کرتا ہی ہجولیوں نے آپس میں اشارہ سے
کہا ہمیں تو بے طور ملکہ کے نظر آئے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی جوان پر فریفتہ و شیفتہ ہوگئی ہے جبھی تو اس سے
ایسی باتیں کہیں ہیں اور برابر اپنے اسے بٹھالیا ہے ورنہ کبھی ہم سخن ہوتیں نہ اپنے پہلو میں بٹھاتیں ایک ہم جلیس
ملکہ نے ایک اپنے ہم رتبہ سے پایا کہا محبت وعشق بے خواہ مرد ہو یا عورت ہو دونوں مجبور و لاچار ہیں یہ
وہ کوچہ ہے کہ جس انسان نے قدم رکھا ہے وہ بے شرم و حیا ہوگیا ہے کچھ لحاظ عزت و آبرو ذلت و بدنامی کا نہیں
ہوتا ہے جوانی کے عالم میں کچھ سوجھائی نہیں دیتا ہے اگر ملکہ کو عشق اس جوان سے ہوگیا تو کیا غضب ہوا اہل دنیا سے
فعل کبھی ہوجاتی ہیں بادۂ جوانی سے مست ہوتے ہیں عشق و الفت سے باز نہیں رہتے ہیں

داستان لیجانا ملکۂ رنگین کاکل کشا کا ہمراہ اپنے شاہزادہ عالیجاہ رستم ثانی کو اور فتح کرنا شاہزادہ موصوف کا طلسم رنگین حصار کو مع حالات دیگر متضمن داستان ہذا - ساقی نامہ

کہ پھر ہو جلد آ اے پیرے ساقی
نہیں بے تیرے تن میں جان باقی
عطا کر مجھکو عیش زندگانی
پلا جام شراب ارغوانی
وہ مے دے جس سے سو عیش و خوشی ہوں
کہ لطف زندگی بے مے کے کب ہے
زمین پر ہو میسر گردون
اگر یہ بھی نہو تو پھر غضب ہے

راویان خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ رستم ثانی مور پنکھی پر پہلوے ملکۂ رنگین کاکل کشا میں بیٹھا
ملکہ کا دل کہ مانند سیماب کے عشق شاہزادہ موصوف میں بیقرار تھا قرار آیا غنچۂ عشق جو پہلے پہل حسب دلخواہ
گوہر مدعا پایا یا غنچۂ دل مانند گل کے شگفتہ ہوا شوق وصل میں سیر اس بحر خار کی ناگوار ہوئی ہوائے خیال بستر
محبوب میں ہوائے سیر کنارۂ دریا سے بیزار ہوئی تاب ضبط نہ لاکے کنیزوں سے باشارہ کہنے لگی اب یہاں
سے مور پنکھی سوے مکان لیچلو وہ حسب الحکم مور پنکھی کو کنارہ بحر مذکور سے وا الٹے پانی میں لگاتی ہوئیں سمت
مکان ملکہ لے چلیں جوں جوں مور پنکھی تیز جاتی تھی تون ملکہ میں خوشی سے جان تازہ آتی تھی اپنے دل میں کہتی تھی
اے ملکۂ رنگین کاکل کشا تو نے اس جوان رعنا سے عشق تو کیا ہے مگر ہمراہ اپنے اسے لے تو چلی ہے ایسا نہو کہ دشمن
لگا دیں میرے اس فعل کی میرے پدر کو خبر ہوجائیں وہ برہم ہوکے مجھے سزا دیں اور اس جوان کو قتل کرڈالیں
تو کیا کرے گی انجام اس عشق کا کیا ہوگا تو صدمہ اوٹھا کے بے چین رہیگی گاہ خیال کرتی تھی کہ تقدیر میری اچھی ہے ایسا
جوان بے عدیل و نظیر مجھے ملا ہے کوئی دشمن مجھسے دشمنی کیا کریگا کیوں ڈرتی ہے اسکو اپنے باغ میں لیجاکے چھپا دونگی
شب و روز زندگی کا لطف اسکے وصل سے اوٹھاؤنگی کسیکو کچھ خبر بھی نہوگی اور اگر خبر بھی ہوجائیگی تو دیکھا جائیگا
پیش از مرگ واویلا کیا ضرور ہے یہ باتیں اپنے دل میں کرتی ہوئی جاتی تھی ہم جلیس اسکی خاموش بیٹھیں دست بستہ
خود طرزن تھیں جب ملکہ نے انکو خاموش دیکھا اشارہ سے کہا تم کچھ گاؤ خاموش کیوں بیٹھی ہو پہلے تو انہوں نے
کچھ گانے میں تامل کیا عذر شرم و حیا کیا مگر جب ملکہ نے اصرار کیا وہ بدستور قبل گانے لگیں اسی طرح سننے لگیں
ملکہ نے کہا کوئی غزل اچھی اگر یاد ہو تو گاؤ انہوں نے یہ غزل شروع کی - غزل

مقابل ہو اگر آکے ہمارے قلب تو...

اپنے دل مین کہتی تھی اے ملکہ رنگین کاکل کیسا خوشا مقدر ہے کہ ایسے جوان پر دل آیا کہ جو لاکھون جوانون مین
چیدہ ہے وہ نازنین باوجود حسین ہونے کے شاہزادہ کے حسن دلفریب کی بجلیے خود تمنا کرتی تھی الحاصل انھین تو ان
ہیت تصور و راہ ہوئی مور پنکھی کنارہ پر پہونچی ملکہ مذکورہ ادا و ناز سے اُس مور پنکھی سے اُتری اشارہ سے اپنی
انجلیسون سے کہا اس جوان کو بعد میرے جانے کے میرے باغ مین اس طرح لانا کہ ہیندرو نند دوست دشمن کوئی اسے
نہ دیکھے اسکا حال کسی پر ظاہر نہو تاکہ باعث بدنامی کا ہو انھون نے اشارہ سے عرض کیا حضور تشریف لیجئیے ہم ابھی
ایک دم مین گوارونکے ساتھ ساتھ یہ جوان آئیگا ملکہ دو ایک کنیزون وغیرہ کو چھوڑ کر اپنی ہمجولیون کے ساتھ اپنے باغ
کی طرف روانہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ عورتین شاہزادہ رستم شکن کو بعد حفاظت نظر نظارگیان اہل شہر
ملکہ کے باغ مین لے گئین وہان وہ منتظر ہی تھی دیکھتے ہی شاہزادہ کو خوشی سے باغ باغ ہوگئی منہ پھیر کر مانند
غنچہ مسکرائی اور مثل گل ہنسی پھر بلکہ دری مین باغ کی کہ وہ خود عروس شب دل کے فرش وفروش آلات وغیرہ
اسباب شاہانہ سے مزین تھی بالائے مسند زرین بیٹھی ان عورتون نے شاہزادہ کو پاس ملکہ کے بٹھا کر کشتی شراب کی لا کے
اشارہ ملکہ سے جام بلورین مین شراب بھر کے جام مے شاہزادے کو دیئے لیکن شاہزادہ نے میکشی سے انکار کیا
انھون نے کہا اے جوان زہے قسمت تیری کہ ملکہ نے تیری خوبی پر رحم کیا تجھسے ہمکلام ہوئین وہان مور پنکھی پر
یہان بھی مسند زرین پر اپنے برابر اپنے پہلو مین بٹھایا یہ وہ ملکہ ہین کہ شاہان جہان انکے خواستگار ہین والد انکے کسی
شاہ و شہریار کو اپنی دامادی مین قبول نہین کرتے ہین چشم بد دور یہ ایسی حسین ہین کہ انکی ایک نظر دیکھنے کے سیکڑون
بلکہ ہزارون لاکھون اعلی و ادنی مشتاق ہین انکے عشق مین دیوانے ہین انھین کسی طرف توجہ نہین ہے یہ وہ ہین جنکا
پدر رعانی فرمانروا بادشاہ طلسم رنگین حصار ہے چچا انکا مشہور جہان ہے ہر ایک انسے آگاہ ہے نام انکا صندل شاہ
ہے انھین انکے پدر سے نہایت محبت ہے اور انکو انکے پدر کا بڑا اعتبار ہے اپنے دشمنون کو اسیر کر کے یہان
بھیج دیتے ہین باپ انکے انھین یہان قید کرتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین بھی چند شاہ شہریار یہان اسیر ہین
انمین ایک شاہزادہ زنگبار ہے دوسرا شہریار شاہ کبود چشم ہے تیسرا اسفندیار شاہ جو صاحب زمان گردون
سوار ہے اسی طرح اور بھی چہ پہلوانان نامی دہر کش ہین پدر انکے وہ بادشاہ ذیجاہ ہین کہ جنکے وزیر بھی شہرہ
آفاق ہین انمین ایک عنقائے بد طینت ہے دوسرا وزیر عقیل جادو ہے تیسرا ارقائے خوک پیشانی ہے چوتھا منقود جادو
ہے گو وزرائے مذکور منتظم و عاقل و زیرک ہین لیکن عجائب جادو انکے پدر ذیوقار کی طرف سے منتظم کار ملک مرد ازید
نگنا ہے پوشنگ جادو ہے یہ غور کرنے کی جگہ ہے کہ انکے والد ایسے ہوشیار ہین کہ خیال دشمنی کا کر کے چار عیار جنکو جنکا
عیاری وچالاکی مین مثل و نظیر نہین اپنا ملازم کیا ہے کیا مجال کسی کی کہ سامنے انکے دعوے مکر و فریب کر سکے انھین
ایک عیار کا نام مرقعہ ہے دوسری کا نام تصویر ہے تیسری کا نام جنجل ہے کہ وہ نہایت شریر و چالاک ذی پیچ ہے
دوم ہمراز نہین ہے چوتھی کا نام کیجل ہے سوا انکے واسطے دفع دشمن اور سرکوبی اعدا کے لیے انکے باپ نے بڑے
بڑے انتظام کیے ہین لشکر ساحران کثیر جمع کیا ہے ورنہ تو کسی بادشاہ کی مجال نہین کہ بنظر بد اسکے ملک کی طرف دیکھے
اگر شاید کوئی شاہ لشکر کشی کرے تو اسکے واسطے عجائب جادو نے یہ انتظام جو کچھ بیان کیئے ہین اپنی
عقلمندی و ہوشیاری سے کر لیے ہین ملکہ عالم انھین کی دختر ہین باپ انکا ذیوقار ہے یہ بھی ذی رتبہ ہین مقام
تعجب ہے کہ سمجھے نہین کہ تم اس حیثیت زدہ کو جسپر ملکہ نے رحم کیا ہے شراب پلاؤ اور تو شراب پینے سے انکار کرے تیرے
اس انکار سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تو سوداگر نہین ہے کوئی شاہزادہ عالی دماغ ہے ہم تو خردون کے ہاتھ سے

شراب لیکر نہین پیتا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ خود جام مجھ کو دین تو شراب پیون مجھے پہلے ہی تیری صورت دیکھکر یہ خیال
ہوا تھا کہ تو شاہزادہ ہی کسی ملک کا تاجر تیرا کہنا یقین نہ آیا تھا سمجھی تھی کہ تو جھوٹ کہتا ہی اب بالکل یقین ہو گیا
تیری صورت و سیرت اور رعب و داب سے پیدا ہی کہ تو شاہزادہ ہی تاجر نہین ہی ہمارے ہاتھ سے شراب نہ پی تو شا
ید اب ملکہ عالم کو اختیار ہی انکا دل چاہے گا تو وہ براہ مہربانی و مہمان نوازی اپنے ہاتھ سے تجھے شراب پلا دینگی
خیال تیرا مجھ پر ظاہر ہو چکا ہی اب چھپانا چاہتا ہی لیکن تئین بیکار ہی نام اصلی اپنا اور خاندان اپنا بیان کر کہ ملکہ بھی
آگاہ ہو جائین یہ کہکے کشتی شراب کی رو برو ملکہ کے رکھ دی اور عرض کیا حضور اپنے ہاتھ سے اس جوان مغرور کو
شراب پلائین ملکہ نے بوجہ شرم و حیا کے تجاہل کیا انکار کر کے بعدہ سب عورتون کے کہنے سے شراب
جام مین بھر کے جام کو منہ پھیر کر شاہزادہ رستم ثانی کو دیا شاہزادہ نے جام تو لے لیا مگر شراب نہ پی ملکہ نے
سبب نہ پینے شراب کا دریافت کیا شاہزادہ موصوف نے کہا اے ملکہ سچ تو یہ ہی کہ مین تاجر نہین ہون نام میرا
رستم ثانی ہی فرزند شاہزادہ ایرج کا ہون سب مجھکو شاہزادہ رستم ثانی کہتے ہین مین طلسم کشائے طلسم
صندل ہون یہ طلسم صندل میرے پاس موجود ہی حکم سے ایرج کے کنارہ بحر زخار آیا تھا تمہارے ساتھ
تاجر اپنے تئین ظاہر کر کے مور نیلگی پر سوار ہو کے یہان آیا ہون طلسم رنگین حصار کو توڑنے اور فتح کرنے کا قصد ہی
کیونکہ یہ رنگین حصار ایک شاخ طلسم صندل کے متعلق ہے پہلے اسکو مٹاؤن تو پھر طلسم
صندل کی طرف جاؤن لشکر میرا قریب ہوا ہے تاریک پہاڑ ہی بالفعل لشکر سے بحکم لوح تنہا ادھر آیا ہون
لشکر بھی میرا یہان آئیگا تمنے میرے ساتھ نیکی کی ہی اپنے ہمراہ یہان لائی ہو مین ممنون احسان ہون تمہارے
ساتھ نہایت راحت و آرام سے یہان آیا ہون تمنے بہ نظر محبت سے اپنے پہلو مین بٹھایا ہی مجھے عشق تمہارا ہی مین
بھی تم پر فریفتہ ہون اس وقت یہ راز بیان کیا ہی اگر تم ساحرہ و کافرہ نہوتین تو مین ضرور تمہارے ہاتھ سے جام لیکر
شراب پیتا مین اہل اسلام سے ہون کافر کے ہاتھ سے شراب کا پینا جائز نہین جانتا ہون اگر تم دین اسلام مین داخل
ہو جاؤ تو بے تامل شراب پیون کچھ عذر نکرون جسقدر آپکو مجھسے الفت ہی اس سے زیادہ محبت کرون ملکہ دل
خوش ہو جاے ملکہ رنگین حصار کا دل کشا تقریر شاہزادہ رستم ثانی کی سنکے حیران ہوئی بظاہر چین بجبین
ہوئی بباطن خوش ہوئی خیال کرنے لگی کہ اے ملکہ جاے شکر ہی کہ اگر دل تیرا آیا تو کسی ایسے ویسے ادنے شخص پر نہین آیا بلکہ ایک
شاہزادہ پر کہ نامدار و نامور ہی تو عاشق ہوئی یہ خیال کر کے شاہزادہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگی صاحب اب مجھکو تمہاری
گفتگو سے معلوم ہوا کہ تم شاہزادے ہو اور اہل اسلام سے ہو افسوس ہزار افسوس کہ تم ہمارے دین کو برا جانتے
ہو ہمین کافر خیال کرتے ہو اگر مین پہلے سے آگاہ ہوتی کہ تم مسلمان ہو ہمارے اور ہمارے والدین و قبائل
اور ہمارے مذہب کے لوگون کے دشمن ایمان و جان ساحران ہو تو کبھی مین تمسے محبت نہ کرتی ہرگز تمکو اپنے
ہمراہ یہان نہ لاتی اب مجھکو کچھ بنائے بن نہین پڑتا ہی کیا کرون تمسے محبت کر کے پچھتاتی تم وہ ہو کہ میرے
باپ کے عدو ہو اسکے قتل کرنے کو آئے ہو طلسم رنگین حصار مٹانے کو یہان آئے ہو ملک والی کو تباہ و
برباد کر دوگے صاحب لوح طلسم صندل ہو کسی ساحر کو زندہ نہ چھوڑوگے ہاے اس محبت کا برا ہو مین نے
کیا نادانی کی اپنے باپ کے دشمن کو اور اپنے دین کے عدو کو ہمراہ لیکے آئی خود بانی اپنے باپ کی ہلاکت و
بربادی ملک و طلسم رنگین حصار کی ہوئی مین توحید خداوند تعالی کی تردید کرتی ہون سامری و
جمشید وغیرہ خداوندون کو بھی مانتی ہون نہین معلوم خدا محمد اکون ہی تم کسکو سجدہ کرتے ہو شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا

اے ملکہ میں اُس پروردگار عالم کو سجدہ کرتا ہون کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہے وہی لائق پرستش و سجدہ ہے سوا اسکے کسی کو سجدہ کرنا معبود اپنا جاننا کفر ہے خالق زمین و آسمان معبود انس و جان کی حمد محال ہے نہ قلم لکھ سکتا نہ ہے زبان کسی کی کما حقہ بیان کر سکتی ہے لیکن تمہاری ہدایت کے واسطے کچھ حمد و نعت مین اپنے خدا کی تمہارے روبرو کرتا ہون بگوش دل سنکے اُسپر ایمان لاؤ اسکے خالق ہونے کا اعتقاد و یقین کرو اسکے پیرون کو بھی مانو ایمان و اسلام تم لاؤ رستگار ہو تمہاری آئینہ رو و سامری و جمشید وغیرہ پر لعنت کرو کہ یہ سب نابکار گمراہ ہین اور انھون نے دعوی خدائی کا کرکے پروردگار عالم کے بندون کو گمراہ کیا ہے گمراہ و گنہگار کرنے مین شیطان خصلت ہین معبود لائق پرستش و سجود بس وہی ہے کہ بمصداق نظم حسب مقام ہے

اسکی قدرت ہے کہ سبحان اللہ — اسکی عظمت ہے کہ سبحان اللہ
فلک کی مہر ہوں کے لب پر — اسکی حجت ہے کہ سبحان اللہ
خیر داریں ہے تیر اسکا — اسکی طاعت ہے کہ سبحان اللہ
ایک قطرہ سے بنا ہے انسان — اسکی حکمت ہے کہ سبحان اللہ
اسکی ہر شی ہے ہمیشہ تجلی — اسکی عظمت ہے کہ سبحان اللہ
روبرو اسکے ہر ایک شی ہے ذلیل — اسکی عزت ہے کہ سبحان اللہ
ڈھونڈھتی ہے وہ گنہگار و نگو — اسکی رحمت ہے کہ سبحان اللہ
مرہم دل ہے گنہگاروں کی — اسکی رحمت ہے کہ سبحان اللہ
شمس عاصی بھی نہ محروم رہا — اسکی جنت ہے کہ سبحان اللہ

شاہد عدل ہے اسکی ہر شی — اسکی وحدت ہے کہ سبحان اللہ
اسمین جسم ہے ہر ایک عاصی کا — اسکی نعمت ہے کہ سبحان اللہ
رزق نعمت سے ہوئے ہمہ عالم — اسکی برکت ہے کہ سبحان اللہ
خاک کو کر دیا اسنے گویا — اسکی صنعت ہے کہ سبحان اللہ
اسکی ہر شی ہے ہمیشہ تابع — اسکی قدرت ہے کہ سبحان اللہ
کوہ اسمیں ہوئے ٹکڑے ٹکڑے — اسکی ہیبت ہے کہ سبحان اللہ
دو جہان کا وہی مالک ہے جو ذات — اسکی عصمت ہے کہ سبحان اللہ
تمامی ہے ارض و سموات کو وہ — اسکی قوت ہے کہ سبحان اللہ

انبیا و رسول بہت سے گذرے ہین اب مانند جناب ابراہیم علیہ السلام کا ہے وہی جناب ہمارے نبی ہین ہم انہین کی شریعت پر ہین ملکہ زرنگین کاکل کہ شاہد حمد و نعت مندرجہ بالا سنکے کہا واقعی پروردگار عالم وہی ہے جسکی حمد مین نے ابھی سنی ہے اگر کوئی مسلمان ہوا چاہے تو کیونکر مسلمان ہو شاہزادہ نے فرمایا وہ کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرے اسنے کہا مجھے کلمہ تعلیم کرو رستم ثانی نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوئی بعد ملکہ کے کہنے سے ملازمان ملکہ بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین جب سب عورتین مسلمان ہو چکین شاہزادہ نے خوش ہو کے ہمراہ ملکہ کے مے نوشی کی یعنی اسکے ہاتھ سے خود شراب پی اپنے ہاتھ سے اُسے پلائی بعد شغل بادہ کشی کے کچھ عورتین ساز بجانے لگین ایک مطربہ یہ غزل فارسی زبان مین گانے لگی اور تال سے دیگر گانے کی غزل آنکہ چمن بہار رخ چون گلشن اوست

ہر ز گلہای مراد دو جہان دامن اوست — نام اُن خانہ منور ز رخ روشن اوست
گرد آغوش تنہا بکشم در بحد شود — ہست چشمک زدن خور ز روزن لیوہ در دو رم
اللہ اللہ چہ قدر نرمی نازک تن اوست — بہتر از رنگ دری دلبرے رفتارش
خوش ز مرغ سحری طرز سخن گفتن اوست — جان بگو شید رضا از جہان خود بمکان
کہ پس از مرگ بہر کو بہ گئے مدفن اوست

اہل بزم سننے لگے خوش ہونے کے بیان تو شاہزادہ رستم ثانی بزم عشرت مین پہلوے ملکہ مین بیٹھا ہوا گانا سن رہا ہے بجز وصل ملکہ کے اور ہر طرح سے عیش و عشرت مین بسر کرتا ہے اسکو تو اسی عالم مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال صندل اول شاہ بادشاہ طلسم صندل کا لکھا جاتا ہے کہ ایک روز صندل ان شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے سامان عیش و عشرت مہیا تھے وہ طلسم معروف عیش و عشرت تھا کوئی غم و ملال نہ تھا اگرچہ کبھی خیال طلسم کشائی کا آیا بھی کو ذرا اندیشہ نہ کرتا اپنے دل مین کہتا تھا کہ اگر اسکو لوح طلسم مل گئی ہے تو

کچھ اندیشہ نہیں ہے جب ارادہ کرونگا اُسکے لشکر کو قتل و تباہ کر دونگا لوح طلسم کبھی مکر و فریب سے لے لونگا اہل دربار اور
خیر خواہ اُسکے اُسے عیش پسند و بے فکر دیکھکر بمقدمہ طلسم کشا کچھ نہ کہتے تھے اگرچہ بعضو نکو اُسکی دیرخواہی سے اُسکے دل میں
یہ خیال آتا تھا کہ اپنے بادشاہ سے کہئے کہ حضور غافل کیا بیٹھے ہیں طلسم کشا کو لوح طلسمی حاصل ہو گئی ہے
اسپر لشکر کشی کیجیے جانب طلسم صندل اُسے جانے نہ دیجیے اُسکے سد راہ ہوجیے لشکر کو اُسکے مقابلہ و مجادلہ کر کے
قتل و تباہ کیجیے کسی فکر و تدبیر سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لیجیے یا خود طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کیجیے یا
اپنے ملازمون میں سے کسی ساحر زبردست کو اُسکے روکنے اور ہلاک کرنے کے واسطے روانہ کیجیے لیکن وہ
خیر خواہ بوجہ اسکے کہ صندلان شاہ عیش پسند سخن ناشنو تھا پند و نصیحت اُسکو ناخلاف اُسکے مزاج سے
جان کے کچھ نہ کہتے تھے غرضکہ اُس روز بھی جملہ اہل دربار دربار میں روبرو صندلان شاہ کے خاموش بیٹھے تھے
کہ ناگاہ سوے فلک یک لکہ ابر گلنار کا ہویدا ہوا اُس ابر کے ٹکڑے میں برق کی ایسی چمک اور رعد کی ایسی آواز
تھی کبھی اُس ابر سے آگ کے انگارے گرتے تھے گاہ پھول رنگا رنگ اُس سے مانند قطرات باران کے
سوے زمین گرتے تھے کبھی بارش مروارید کی اُس ابر گہربار سے ہوتی تھی غرض عجائب و غرائب امور اُس ابر سے
ظہور میں آتے تھے ساحران اہل دربار جب اُس ابر دربار کو دیکھنے لگے صندلان شاہ نے بھی سر اُٹھا کے ابر مذکور کو
دیکھا اور خوش ہو کے اپنے اہل دربار سے کہنے لگا دیکھو ہماری نانی صاحبہ کس قہر و غضب سے آتی ہیں نہیں معلوم
آج کس شخص پر انہیں غصہ آیا ہے ہمیشہ سے اُنکے مزاج میں غصہ ہے سو ہمارے کبھی کسی سے ہنسکر بلا ملامت کلام نہیں
کرتی ہیں خاص مجھسے ایسی محبت رکھتی ہیں کہ اُنکے گل محبت ہے لوگ اُنکی الفت زوجہ آتی ہے ہر امر و عمل میں اُنکو ہماری
خوشی مد نظر ہے کسی امر میں اُنکو مجھسے انکار نہیں ہے اہل دربار نے عرض کیا واقعی نانی صاحبہ حضور سے بہت
محبت کرتی ہیں ہمنے ایسی الفت کیسو کو کسیکے نہیں دیکھا ہے ایسی محبت کوئی نانی اپنے نواسے سے نہیں کرتی ہے
صندلان شاہ یہ سنکے خوش ہوا تا کہ وہ ابر سرخ نزدیک آکے درمیان سے پھٹا تخت ظاہر ہوا سب نے
دیکھا کہ بالاے تخت ملکہ آتش افروز جادو غصہ میں بھری ہوئی بیٹھی ہے چہرہ کثرت غصہ سے سرخ ہے دست و پا
فرط غیظ سے کانپ رہے ہیں ابھی سب جانب ساحرہ مذکورہ دیکھ رہے تھے کہ تخت سحر اُسکا بلندی سے اُترکر
میں دربار میں آیا ملکہ آتش افروز جادو تخت سحر سے اُتری اہل دربار واسطے اُسکی تعظیم کے کھڑے ہوگئے
صندلان شاہ بھی نیم قد اپنے تخت سے بڑھ کے تعظیم ملکہ آتش افروز لایا ساحرہ مذکورہ قریب تخت
صندلان شاہ کے بیٹھی صندلان شاہ وغیرہ بعد سلام کرنے کے اور بعد اُسکے بیٹھنے کے اپنی اپنی جگہ بیٹھے اُس وقت
شاہ طلسم نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا وہ حسب الحکم کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر دربار میں آئے بعد سلام
اشارہ شاہ طلسم سے شراب ساغر بلورین میں بھر کے روبرو ملکہ آتش افروز جادو کے لے گئے اُس نے جام لیکر
شراب پی ساقی نے پھر جام شراب بھر کے دیا آخر وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح چند جام پی لیکر شراب
پی کے ساقی سے باشارہ کہا اب میں شراب نہ پیونگی وہ اُسکا اشارہ سمجھ کے ساغر شراب سے بھر کے روبرو
صندلان شاہ کے لیگیا آخر اُس نے بھی چند جام ساقی سے لیکر شراب پی بعدہ ساقی مذکور نے جملہ اہل دربار کو حکم
صندلان شاہ سے شراب پلائی جب سب شراب ناب پی چکے ساقی کشتیاں شراب کی اُٹھا کے دربار سے چلے گئے بعد
جانے ساقیان خوبرو کے جب ملکہ آتش افروز کو نشہ شراب کا ہوا صندلان شاہ سے مخاطب ہو کے چین بجبین ہو کے
کہنے لگی اے چھوکرے تجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب طلسم صندل باقی نہ رہیگا تو عیش پسند و غافل امور سلطنت سے ہو رہا ہے

بار ہا تجھکو سمجھایا ہے کہ اسقدر عیش پسند ہو کار و بار سلطنت مین مصروف ہوا کر نازنینان خوبرو کے زیادہ دیکھنے کی
بازا ہتماج گا تا کم دیکھا سنا کر حسینون سے ربط و اتحاد نکر اپنے پاس نہ بٹھایا کر محبت و الفت زیادہ تر اُنسے نکیا کر
شب و روز عیش و عشرت مین نگذار امور سلطنت سے غفلت نکیا کر ہر دم ہر فکر امور سلطنت مین صرف
کیا کر انتظام و انصرام کار ملکی و مالی مین سرگرم رہا کر جملہ ملازمون کو اپنے رعب و داب غیظ و غضب سے
بیخوف و خطر نکیا کر تمکو اورون سے سرد بخلاف اپنی شان کے ہنسا نکر زنان خوبرو کے وصل سے زیادہ
اجتناب کیا کر لیکن تو نے نمانا میری اس نصیحت پر عمل نکیا انجام کار تیری غفلت و عیش و عشرت اختیار
کرنیکا یہ ہوا کہ مین نے مکرر شاہی اخبار سے ثابت ہوا ہے کہ طلسم کشا نے کوہ لالہ زار تک کسی کی رہنمائی سے جا کے
کسی طور سے چمن لالہ زار کو جلایا اُسے جلایا چمن جو لالہ زار جادو کو دفع کیا یہ بعید نہیں کلام یہ کیونکر مردار خوار
جادو کو کہ تیری آتش سحر مین گھرا ہوا تھا کچھ خوف اُس آگ سے نکر کے اُسے رہا کیا مجھے حیرت ہے کہ اُسکے
پاس کون ایسی چیز تھی کہ جسکی وجہ سے اُس آتش سحر سے اُسے ضرر نہ پہونچا اور کیا اس نے تدبیر کی کہ چمن
سحر لالہ زار جادو کو دفع کیا بیچ کر جلا دیا خاک مین ملا دیا اگر اُسکے پاس لوح طلسم صندل ہوتی تو مقام حیرت
نہوتا باوجود نہونے لوح کے اُسنے جو یہ امور کیے ہین مجھے بدرجہ کمال حیرت ہے مردار خوار جادو کہ راز دار لوح طلسم
صندل تھا اُسنے رہا ہو کے طلسم کشا کی شرکت کی پہلے لالہ زار جادو کو قتل کیا کہ لالہ زار کہ سحر لالہ زار جادو سے
اُسکی نمو تھی معدوم کیا راہ جو بند تھی کھل گئی مجھکو کچھ خبر بھی نہوئی تو اپنے عیش ہی مین رہا بعد اسکے یہ سنا مردار
خوار جادو طلسم کشا کو ہمراہ اپنے اس جگہ لیکر جس صحرا مین تو نے لوح طلسم صندل رکھی تھی وہان پہونچا طلسم
کشا کو ایک جا کے محفوظ مین چھوڑ کے اشیاے نادر و اسباب سحر و تحفہ جات طلسمی لیکر آگے بڑھا پہر تن بستگر
آبشار جادو پر گیا آبشار جادو کہ خیرخواہ و نمک حلال ملازم تھا اس نے دلیرانہ لڑا حتی الامکان اس نے چاہا کہ مردار
خوار جادو کو قتل کرون لوح طلسم صندل طلسم کشا کو نہ دینے دون بلکہ اُسکو اسیر کرون مگر چونکہ مردار خوار ساحر
زبردست تھا اور اُسکے پاس تحفہ جات طلسم سے چند لگے تھے اس وجہ سے اُسے قتل نکر سکا مجروح زخمی کیا آخر کار ہاتھ
سے مردار خوار کے مارا گیا ابر سنا بارش ہو توقف ہوئی پانی تالاب سحر کا خشک ہو گیا تالاب بھی باقی نرہا ماہیان سحر
آبشار جادو و دیگر جانوران آبی کہ سحر آبشار جادو سے تالاب مین تھے اور حافظ و نگہبان لوح طلسم صندل کے تھے
آبشار جادو کے مرتے ہی وہ بھی نرہے بعد اسکے ناظر جادو کہ زیر زمین حافظ لوح طلسم تھا اپنے لشکر ساحران کو لیکر زمین سے
باہر آیا مردار خوار جادو نے ہرچند اُسے پند کر کے ملانا چاہا وہ نمک حلال لازم شریک طلسم کشا نہوا مردار خوار
جادو پر حملہ ور ہوا جتنی اسکی لیاقت تھی لڑا آخر کار وہ بھی مردار خوار کے ہاتھ سے مارا گیا کچھ لشکر ساحران کام آیا تمام
ساحران نمک حرام امان طلب ہو کے شریک طلسم کشا ہوا اور مطیع دین اسلام ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے مردار
خوار جادو کی ہدایت سے بیلچہ کو اُخیر اصندوق کہ نکلا اُسے کھولا اُسمین سے لوح طلسم صندل نکال کے خوش
ہو کے اپنے گلے مین ڈال لی تھے آبشار جادو و ناظر جادو کہ تیرے دربار مین آ کے تو نے اُنھین دیکھا اُنکے حال
سے آگاہ ہوا لوح طلسم صندل کی بھی کیفیت سے ماہر ہوا کہ طلسم کشا کو دستیاب ہو گئی باوجود آگاہ ہونے کے
تو اپنی جگہ بیٹھا رہا نہ تو خود برائے مقابلہ و مقاتلہ آمادہ ہوا نہ کسی کو تو نے روانہ کیا لوح طلسم کے قبضے سے
نکل جانے کا صدمہ اور ساحران مذکور کے قتل ہو جانے کا رنج بھی نکیا خواب غفلت سے ذرا بھی بیدار نہوا اے
بچے تو نے اپنی جان کے جانیکا اور طلسم کے مٹ جانے کا کچھ خیال بھی نکیا کہ اب لوح طلسم طلسم کشا کو مل گئی

ہیں وہ طلسم صندل کو توڑے گا تجھے قتل کریگا افسوس تونے بعوض ملال و خیال انجام لاشے ساحران مقتول کے
در بارے آنسو بہا دیے بدستور بیٹھا رہا عیش و عشرت مین تیرے کمی نہوئی کچھ فکر لشکر کی نہ کی تو عیش و خواب
غفلت مین رہا طلسم کشا نے دو دن آگے لکھکر اپنے لشکر کو اور خورشید روشن دل کو مع تمامی سپاہ طلب کیا
حدید شاہ و سرشار شاہ و خورشید روشن دل بسبب جمعیت فوج و سپاہ گران طلسم کشا تک پہونچے
اسنے جشن کیا پھر حسن لوح طلسم کو دیکھکر موافق اسکی ہدایت کے سمت طلسم رنگین حصار کے کل گیا دو مہینے دن سے
روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب صحرائے تاریک کے سحر طالکت جادو سے ہوا بچا پھر لوح کو دیکھکر راہ صحرائے تاریک
ترک کرکے بہدایت لوح سوے بحر ذخار کہ سحر طوفان جادو و محافظ زندان سے تھا تنہا روانہ ہوا جب کنارے بحر
زنگور کے پہونچا طلسم رنگین کا کل کشا کہ وہ آوارہ و گیسو بریدہ زنگ خاندان ہے ہور رنگین پر سوار ہوکے بحر زنگور دین لے
سیر کی طلسم کشا کو دیکھکر وہ نالائق عاشق ہوئی اپنے ساتھ اپنے باغ مین لیگئی طلسم کشا نے اُسے ہدایت کرکے
مسلمان کیا اب وہ گیسو بریدہ ساتھ طلسم کشا کے اپنے باغ مین مزے اڑاتی ہے لطف زندگی اٹھاتی ہے کچھ اُسکو یہ
خیال نہین ہے کہ محبوب میرا ہمیرے پدر و عمو کا قاتل ہے طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کا فاتح ہے دشمن جان
دیان ساحران ہے اجے کنارہ کیجے دوست اپنا سمجھے کسی تدبیر سے اسکے گلے سے لوح طلسمی لے تجھے پھر
عجائب جادو اپنے پدر کو خبر کرتے اُسے گرفتار کرا دیجے اپنے بزرگون سے بیعنی پیش آیے بربادی دیتا ہی
ہلاکت طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کی اور اپنے ہم مذہب والون کی اور اپنے پدر و عمو وغیرہ اپنے عزیزون کی
چاہتی ہے وہ گیسو بریدہ تو اپنی بادۂ جوانی سے ایسی مست ہے کہ عشق مین طلسم کشا کے اُسے کچھ خیال تباہی و بربادی کا
نہین ہے اسکو اپنے مزے سے کام ہے بالفعل اس زمانہ مین وہ ساتھ طلسم کشا کے اپنا مدعائے دلی حاصل کر رہی ہے طلسم
کشا طلسم رنگین حصار تک پہونچ چکا ہے تو غافل اسیطرح رہیگا وہ صاحب فتح طلسم رنگین حصار کو فتح کریگا
تیرے برادر عجائب جادو کو قتل کر ڈالے گا قیدیون کو رہا کرلیگا ہاے افسوس تیری غفلت سے اور تیرے ساتھ عیش پسند ہونے سے یہ
نوبت پہونچی کہ رستم ثانی کو لوح طلسم ملگئی ساحر ساتھ ہین داخل ایسا طلسم رنگین حصار مین ہوگیا اگر چندے تو یونہین غافل
رہیگا تو یقینا طلسم کشا طلسم صندل کو فتح کرلیگا تجھے اور مجھے بھی قتل کریگا کسی ساحر کو تمامی طلسم مین زندہ نچھوڑیگا ان جو
ساحر اُسکے دین مین آجاے گا کلمہ اُسکا پڑھکر مسلمان ہوجائیگا وہ البتہ جانبر ہوگا ورنہ کوئی ساحر زندہ نہ بچیگا طلسم کشا سبکو قتل کریگا
تیرے سامنے قتل ہوگا مین زندہ بچکر کیا کرونگی مین بھی زہر کھا کے اپنی جان دیدونگی تیری غفلت سے میری جان بھی کھوئی جائیگی یہ
طلسم و ملک برباد ہوجائیگا نام و نشان طلسم کا اور کسی ساحر کا نہ رہیگا تو اپنی غفلت سے خود ہی ہلاک ہوگا اور اپنے ساتھ سبکو
قتل کروا دیگا تو ہی باعث بربادی ہوجائیگا صندل شاہ نے جواب دیا ای نانی صاحبہ جو کچھ آپنے کہا مین نے سنا اسوقت
آپکو غصہ ہے جو کچھ آپکی زبان پر آیا آپنے کہا مین اور زیادہ تو کچھ نہین کہ سکتا الا اسقدر کہتا ہون کہ چند ساحرون کے
قتل ہوجانے سے اور لوح طلسم طلسم کشا کو ملجانے سے ایسا کیا ضرر ہوا کہ آپنے اسوقت مجھے غافل و عیش پسند
کہکے بکی بربادی و تباہی کی خبر دی کہ مجھے ابھی قتل کر ڈالا اور بھی انجام کا خیال ہے قتل ہونگا یعنی قبل از وقوع واقعہ
طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کو بھی فتح کر ڈالا سب ساحرون کو نیست و نابود کر ڈالا مجھے آپکی بزرگی اور عقلمندی و محبت
پیکنا آپکا بعید معلوم ہوا آپکو تو ایسا کہنا نہ چاہیے تھا کیسی آپ مجھے محبت رکھتی ہین کہ مجھے تڑپا کے دیتی ہین خبر میرے
قتل ہونے کی مجھے سناتی ہین قبل مجھے بیان کرنے کے مین تو اپنے اہل دربار سے اُنکی محبت کا حال بیان کر رہا تھا تبھی مجھے
کہا تھا کہ نانی صاحبہ مجھکو بہت چاہتی ہین آپنے یہان تشریف لاکے عالم غصہ مین مجھے مع طلسم کشا سے قبل از وقوع واقعہ

قتل کرڈالا سوا اسکے اور جو کچھ زبان پر آیا کہا اور ایسا کچھ آپنے کہا کہ دشمن بھی اس طرح کبھی نہ کہتا آپ نوتانی صاحبہ
میری بہن اگر اور کوئی ایسے کلمات میرے سامنے میری نسبت اور طلسم صندل و طلسم رنگین حصار کے باب میں کہتا تو میں اس سے
بری طرح پیش آتا کیسی آپکو محبت مجھسے تھی کہ ایسی باتیں آپ کرتی ہیں کیا وہ محبت جو پہلے تھی وہ اب نہ رہی وہ چاہ
میری آپنے چھوڑ دی کہ مجھسے ایسی تقصیر کی خطا معاف ہو اسوقت مجھکو آپ سے امید نیکی نہ رہی اگر کچھ باقی تھی تو وہ امید
نہ رہی کیونکہ ابھی میں زندہ و سلامت موجود ہوں آپ اپنے خیال سے مجھے قتل کرے دیتی ہیں اور مجھے میری مرگ کی خبر دیتی ہیں
کیا آپ یہ نہیں جانتی ہیں کہ میں صاحب اختیار ہوں کہ جو چاہوں ابھی کروں جب مجھکو کہدوں وہ ہو جائے سبحان اللہ میں
اگر لب ہلا دوں تو ایک عالم کو مبتلاے سحر کر کے ایک دم میں ہلاک کر ڈالوں میں سحر سے طبقے زمین کے ہلا دوں اگر اپنا سلوک
میں سے ہلاوں اور ہلا دوں [illegible] کسی ساحر کو حکم دوں تو وہ ابھی جاکے لشکر طلسم کشا کا نام و نشان بھی نہ رکھے طلسم کشا
سے لوح طلسمی چھین لائے خداوند زردون کی مجھپر نظر عنایت ہے میں صاحب مختار ہوں طلسم کشا کیا ہے کسی سے نہیں ڈرتا ہوں
صرف آپسے دبتا ہوں کہ آپ بزرگ ہیں جیسا چاہونگا اپنے تمام دشمنوں کو مٹا دونگا لوح کے قبضے سے نکالنے کا اقدام
کروں مجھے کیا اندیشہ ہے اگر لوح طلسم طلسم کشا کو مل گئی ہے تو وہ ابھی کیا کر سکتا ہے طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کا توڑنا
کیا سہل ہے کہ وہ جاتے ہی فتح کر لیگا سبکو مار ڈالیگا ملکہ آتش افروز نے جواب دیا او چھوکرے او نادان وا احمق کیسی باتیں
کرتا ہے مجھ ایسی محبت کرنیوالی کو دشمن کہتا ہے میری نصیحت سے ناراض ہوتا ہے شکایت بیجا مجھسے کرتا ہے کیوں اسقدر غرور
کرتا ہے کیوں اپنے دشمنوں کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے کیوں انکی دشمنی سے غفلت کرتا ہے دیکھ یہ باتیں تیرے حق میں اچھی نہیں
انجام ان باتوں کا برا ہے جو عاقل ہیں وہ ایسی باتیں نہیں کرتے ہیں کہ اپنے دوست کو اپنی تقریر و اپنے افعال سے اسے
بنیاد دشمن بنا دیں اور بیجا دوست کی شکایت کریں دوست کی نصیحت پر ناراض ہوں علاوہ دولت و حشمت کے فوج
و حکومت پر غرور کریں دشمن کو حقیر جانیں محبت سے مجھے کہتی ہوں کہ ان باتوں سے باز آ اب بھی ہوشیار و خبردار ہو
خواب غفلت سے چونک بگوش دل نصیحت میری سن اور اسپر عمل کر غرور نکر طلسم کشا کو حقیر نہ سمجھ وہ اب صاحب لوح ہو
گیا ہے اندیشہ ہر طرح کر اسکے ہلاک و قتل کرنے سے باز نہ آ عیش و عشرت سے ہاتھ اٹھا فکر دفع دشمن کر دشمن کیسا ہی
ضعیف و زار و حقیر ہو اسے دشمن ہی تصور کر کیونکہ اسے حقیر جان کے اسکے قہر و فساد سے بیخوف و غافل ہو جاب بھی خبر کر
فکر قتل و گرفتاری طلسم کشا میں شب و روز بسر کر ایسی کوئی تدبیر کر کہ جس تدبیر سے لشکر طلسم کشا قتل ہو جائے
لوح طلسم صندل پھر تیرے ہاتھ آ جائے طلسم کشا اسیر ہو جائے بلکہ قتل ہو جائے تاکہ نام اسکی ذات سے ترد
باقی نہ رہے خیال کر کہ پہلے طلسم کشا یکہ و تنہا ادھر آیا تھا رفتہ رفتہ اسنے جمعیت بہم پہونچا کر لی لوح طلسم حاصل کر لی پہلے
اکیلا آیا تھا اب صاحب لشکر و لوح طلسم ہو گیا ہے اگر اسی طرح تو چندے اسکے دفع کرنے کی کوئی فکر نہ کریگا تو بتا
کیا انجام ہوگا تو ہی انصاف سے کہ طلسم صندل باقی رہے گا میں اور جملہ ساحر زندہ رہیں گے تو اسی طرح تخت
حکومت پر بیٹھا حکمرانی کیا کریگا بھائی تیرا بھی کام سب جادو نہ رہے گا طلسم رنگین حصار اسی طرح برقرار رہیگا کچھ
فتنہ و فساد ملک میں نہوگا آغاز جسکا یہ ہوا ہے انجام اسکا بخیر ہوگا او چھوکرے کیا غضب کرتا ہے تیری غفلت سے
مجھکو خرابیاں ہونگی اور اب بڑی بڑی خرابیاں ہونگی دیکھ ہوشیار ہو جا میری نصیحت کو سنکے برہم نہو میں تیری دوست
ہوں کہ تجھکو اسطرح سمجھاتی ہوں کوئی اسطرح سے تجھے نہ سمجھائیگا اب بھی میرے کہنے پر عمل کر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آئندہ اب
غفلت و عیش پسند ہونا تیرا اچھا نہیں ہے فوج طلسم کشا میں سرگرم ہو دشمن کو حقیر نہ جان غرور و نخوت کو چھوڑ کیا ہے وہ سمجھتا
ہے صندل ان کلمات [illegible] نوتانی صاحبہ اپنی اسقدر تقریر سخت کر سنتے سنتے دماغ میرا پریشان ہو گیا کان کے پردے گویا پھٹ گئے اور [illegible]

یکی تقریر سے پیدا ہوا آپ نے صرف یہ کہا کہ طلسم کشا کی فکر کرو کوئی تدبیر ایسی نہ بتائی کہ میں اس تدبیر سے طلسم کشا سے
لوح طلسمی لے لیتا اُسے گرفتار کر لیتا یا کسی سے کہہ دیتا وہ اُس سے لوح کسی فکر و تدبیر سے چھین لیتا اور اُسے گرفتار
کر کے میرے پاس روانہ کر دیتا میں اسی جگہ بیٹھا رہتا اپنی راحت میں فرق نہ لاتا آپکو لازم ہے کہ اب کوئی ایسی تدبیر
بتایئے واسطے طلسم کشا کے اسیری و قتل کے جو سہل تر ہو مجھے کہیں جانا نہ پڑے میرے عیش و آرام میں خلل نہ آئے
اور حسب دلخواہ کام ہو جائے اُس نے کہا او چھوکرے عیش پسند اب بھی عیش و عشرت سے کنارہ نہیں ہوتا ہے ویسے
بیٹھے چاہتا ہے کہ لوح طلسم دستیاب ہو جائے طلسم کشا گرفتار ہو کر یہاں آئے میری راحت میں خلل ذرا بھی نہ آئے خیر
اگر تو پوچھتا ہے تو یہ تدبیر کر کہ ابلیس خود پسند کو جلد طلب کر جب وہ یہاں آئے اُس سے کہہ کہ جلد تر طلسم رنگین حصار میں
پاس عجائب جادو کے جائے تخلیہ میں اُس سے کہے کہ ای عجائب جادو کیا غافل بیٹھا ہے کہ ہوشیار خبردار
ہو کہ دختر گیسو بریدہ تیری باعث بربادی طلسم صندل ہوا چاہتی ہے اور سبب تباہی طلسم رنگین حصار وہی ناہنجار
روز بین مفرور ہی ہوگی کیونکہ طلسم کشا مسمی شاہرخ وہ رستم ثانی کو صحرائے تاریک کے قریب سے ہوا پر پنکھی پر سوار کر کے
اپنے ساتھ لائی ہے باغ میں اپنے اُسے چھپا کے رکھا ہے مسلمان بھی ہو گئی ہے شب و روز ساتھ طلسم کشا کے جشن کرتی
ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ خود جا کے یا کسی ساحر زبردست کو بھیج کر اپنی دختر کو باغ سے مع اُسکی ہمراہی عورتوں کے
جس طرح ہو سکے اپنے پاس بلا کے اُسے قید کر یا اُسے کوئی سزائے سخت دے کہ وہ بھی یاد کرے کہ اگر یہ طلسم کشا
کو یہاں نہ لاتی تو مجھکو یہ سزا نہ دی جاتی علاوہ اسکے ابلیس خود پسند عجائب جادو سے یہ بھی کہے کہ جس طرح ممکن ہو
خواہ خود یا کسی ساحر کے ذریعہ سے لوح طلسم صندل طلسم کشا سے لیکر اُسے گرفتار کرا دو اور اُس زندان میں
جس میں چند شاہ دختران قید ہیں اُس میں طلسم کشا کو بھی اسیر کرو اور اس حال سے کسیکو آگاہ نہ کرو اور اگر کسی سے کہو تو ایسے
شخص سے کہو کہ وہ کسی سے نکتہ افشائے راز سربستہ نہ کرے کہ ملکہ کاکل کشا اور طلسم کشا کو خبر پہونچ
جائے اور وہ ہوشیار و خبردار ہو جائیں غافل نہ رہیں اور پھر گرفتار نہ ہو سکیں بعد گرفتار کرنے طلسم کشا کے اور لینے
لوح کے مناسب ہے کہ تم فوج ساحران لیکر صحرائے تاریک تک جا کے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کر دو یہ کہکر اُس سے
چلا آئے عجائب جادو خبردار ہو کے موافق تیرے کہنے کے ضرور ہی عمل کریگا اس تدبیر سے مطلب تیرا بر آئیگا
تجھے کہیں جانا بھی نہ پڑیگا عیش و عشرت میں تیرے خلل نہ آئیگا صندلان شاہ نے یہ سنکے خوش ہو کے کہا او
نانی جان کیا تدبیر معقول بتائی ہے کہ جسکے سننے سے میں بہت خوش ہوا اور نہایت مجھے پسند آئی میں ایسی ہی تدبیر
کی فکر میں تھا مگر ذہن میں نہ آتی تھی آپ عقلمند ہیں آپکے فہم میں آئی آپ نے مجھے بتائی اب میں یہی تدبیر کرتا ہوں
یہ کہکے اسی وقت اپنے ملازموں سے کہا کہ تم میں سے کوئی ساحر جلد تر جا کے ابلیس خود پسند کو میرے پاس لے آئے
اگر وہ ہمراہ نہ آئے تو اس سے یہ کہہ آئے کہ تمہیں صندلان شاہ نے بلایا ہے جلد آؤ دیر نہ لگاؤ میں تو اُسے بذریعہ نامہ
طلب کرتا مگر اس وقت نانی صاحبہ تشریف رکھتی ہیں کون نامہ لکھوائے زبانی پیام کافی ہے یہ سنکر صندلان شاہ کے یک
ساحر اہل دربار سے کہ نام اُسکا بریدہ جادو تھا اپنی جگہ سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو تگودار جائے ابلیس
خود پسند سے کہہ آئے یا اسکو اپنے ہمراہ لے آئے صندلان شاہ نے کہا اے بریدہ جادو اچھا تو ہر حتی الامکان اسے
اپنے ساتھ لانا ورنہ میرا پیام کہکے چلے آنا وہ یہ سنکے مجرے بصورت عقاب بنکے دربار سے پرواز کر کے بلند ہو کے جانب
مسکن ابلیس خود پسند روانہ ہوا بعد قطع راہ پاس ابلیس کے گیا اور بصورت اصلی ہو کے اُسے سلام کر کے کہا صندلان شاہ نے
آپکو بلایا ہے ایک کام ضروری ہے اگر مناسب ہو تو جلد چلیے ورنہ آپکو اختیار ہے جب لے جا سے آپکے کہا اس نے پوچھا خیر تو ہے وہ کام ضروری

کیا ہے حبیب جلد طلب کرنے کا کچھ معلوم ہے بریدہ جادو نے بعجلت کہا مجھے حضور سلاطین مین کیا دخل ہے نہ معلوم کیون بلایا ہے
ہان اسقدر جانتا ہون کہ ایک کار ضروری ہے یہ سنکے آسیہ قد تمثال آئینہ روے اجازت لیکر ہمراہ بریدہ جادو کے روانہ
ہوا بعد قطع راہ دربار صندلان شاہ مین آیا شاہ مذکور اُسے عزیز جان کے کسیقدر تخت سے واسطے اسکی تعظیم کے اٹھا اور مت
اسے اپنے پاس بٹھایا اسنے بیٹھ کے شاہ مذکور سے پوچھا اسوقت مجھے کیون بلایا ہے کیا کار ضروری ہے بادشاہ موصوف نے جو کچھ
آتش افروز نے کہا تھا وہ کل حال شرح سے بیان کر کے کہا کہ اب آپ جانب طلسم رنگین حصار جائیے میرے بھائی سے ملاقات
کر کے جو کچھ مین نے کہدیا ہے وہ ان سے کہدیجئے گا مگر تنہائی مین کہئے گا اگر وہ آپکو روکین تو خیر ورنہ فی الحال یہان چلے آئیے گا ابلیس سنکر
تا دیر سر بزانو بیٹھا رہا بعد میں کہا کیا کہ شاید بوجہ شستہ تابی کیا خوش اقبال ہے کہ بعد طلسم صندل مل گئی کیا کیا اسباب بہبودی کے
فراہم ہو گئے جو دوست دوسرے صندلان شاہ کے ساتھ تھے کچھ ان مین سے اسکے شریک ہو گئے اب غضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ باتین
اپنے دل مین کر کے بعد تھوڑی دیر کے صندلان شاہ سے رخصت ہو کے جانب طلسم رنگین حصار روانہ ہوا بعد جانے
ابلیس خود پسند کے نانی صندلان شاہ یعنی ملکہ آتش افروز جادو بھی شاہ طلسم کو بہ پیوند نکاح کر کے اس سے رخصت
ہو کے اپنے مکان کی طرف تخت سحر پر سوار ہو کے تخت کو بلند کر کے ابر گلنار مین پنہان ہو کے اسی طرح جسطور سے آئی تھی
چلی گئی صندلان شاہ بعد جانے آتش افروز جادو کے اپنے اہل دربار سے کہنے لگا ہماری نانی صاحبہ نے جو کیا تدبیر
بتائی ہے اب امید ہے کہ اس تدبیر سے ہمارا مدعا بر آئیگا کچھ اندیشہ نہ رہیگا اہل دربار نے کہا ای شاہ ذیوقار آپکی نانی صاحبہ
نہایت ہوشیار ہین انکی تعریف کیا کیجائے واقعی انھون نے نہایت عمدہ تدبیر بتائی ہے ہمین تو یقین ہے کہ جب ابلیس خود
پسند آپکے برادر عجائب جادو کے پاس جاوینگے اور تمام حال جو آپنے کہدیا ہے ان سے کہینگے وہ فی الفور اپنی دختر اور
طلسم کشا کو کسی تدبیر سے ضرور ہی اسیر کر لینگے لوح طلسم طلسم کشا سے بمکر و فریب لے لینگے انکے نزدیک طلسم
کشا کی کیا حقیقت ہے لوح طلسم کشا سے لے لینا کیا مشکل ہے صندلان شاہ یہ تقریر اہل دربار کی سنکے خوش ہوا
کبر و نخوت سے مونچھون پر تاو دینے لگا اپنے تخت حکومت پر ناز کرنے لگا دل مین کہنے لگا مجھ ایسا صاحب اختیار
کون شہریار ہوگا کہ اپنی جگہ بیٹھا رہے اور ایسے امور اہم و دشوار کے بارے مین کسی سے کہے اور وہ اس کام کا
انصرام کر دے یہان تو صندلان شاہ تخت حکومت پر بصد عجب و نخوت تاج کو سر پر کج رکھے ہوے بیٹھا ہے دل مین
کہرہا ہے کہ مجھ سا صاحب اختیار حکومت کوئی بادشاہ زیر فلک ہو نہ گا لیکن اب احوال ابلیس خود پسند کا لکھا جاتا ہے کہ یہ نابکار
بعد قطع راہ بسیار طلسم رنگین حصار مین پہونچا اسوقت عجائب جادو بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا اہل دربار
اسکے دربار مین حاضر اپنے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے صبا ساحر بھی حاضر دربار تھے امرا وزرا خاموش تھے کوئی رعب سے
کسی سے کلام نہ کرتا تھا سب سر جھکائے ہوے بیٹھے تھے دربار خوب آراستہ تھا عجائب جادو تخت پر بیٹھا تھا اسی
ہنگام مین ابلیس خود پسند دربار مین گیا عجائب جادو نے اسے دیکھا اپنے اہل دربار سے باشارہ کہا انکی تعظیم کے واسطے
کھڑے ہو جاؤ یہ معزز ہین اہل دربار یہ سنتے ہی واسطے تعظیم کے اٹھ کھڑے ہوے عجائب جادو بھی براے تعظیم
اٹھا بعد تعظیم قریب اپنے تخت کے بٹھایا بعد مزاج پرسی پوچھا اس وقت کس وجہ سے آپ یہان تشریف لائے ایک زمانہ
دراز سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق تھا حسب اتفاق آج آپکا یہان آنا ہوا کیا دل کو خوشی و مسرت
حاصل ہوئی ہے ابلیس خود پسند نے جواب دیا مین واسطے ایک خبر دینے کے آیا ہون تمہارے
برادر کلان صندلان شاہ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے سر دست یہ موقع میرے یہان آنے کا ہوا ہے ورنہ
مین یہان کیون آتا خداوند تمثال آئینہ رو کی خدمت مین رہنے سے اتفاق کہین جانے کا نہیں ملن

ہوتا ہے ویسا ہی امر ضروری تھا کہ آج یہاں آیا ہوں بسا عجب ہے کہ آپ یہاں کے حاکم ہیں گو عاقل و دانا ہیں
لیکن غافل ہیں کچھ امور نیک و بد سے آپ کو خبر نہیں ہے عجائب جادو نے جواب دیا آپ یہ کیا کہتے ہیں میں تو شب و روز
امور سلطنت میں بعد ہوشیاری سرگرم رہتا ہوں ہر ایک امر نیک و بد سے خبر رکھتا ہوں اُسنے کہا آپ کیا خاک
امور نیک و بد سے آگاہی رکھتے ہیں اگر آپ ایسے ہی ہوتے تو جس خبر کے دینے کو میں یہاں آیا ہوں اُس سے آپ
آگاہ ہوتے اُس بارے میں ابتک واسطے اپنی بہبودی کے کوئی تدبیر کرتے مجھے آگاہ کرنے کیوں آنا پڑتا عجائب جادو
نے پوچھا بتایئے وہ خبر کیا ہے جس سے مجھے اطلاع نہیں ہے ابلیس خودپسند نے جواب دیا آپ طلسم رنگین حصار کے
حاکم ہوتے ایسے غافل ہیں کہ نہ آپنے گھر سے باخبر ہیں نہ طلسم رنگین حصار نہ طلسم صندل کی تباہی چاہتے ہیں نہ اپنی عزت
و حرمت کی فکر کرتے ہیں نہ اپنے دشمن اور نہ اپنے برادر صندلان شاہ کے عدو سے باخبر ہیں نہ اسکے دفع و قتل کی تدبیر
کرتے ہیں اُسنے گھبرا کے از حد متردد ہوکے دریافت کرنے میں اصرار کیا کہا جلد بتایئے وہ خبر کیا ہے ابلیس خودپسند نے
جواب دیا اے عجائب جادو آب عزت و حرمت آپکی خاک میں ملگئی آپکی دختر ملکہ رنگین کاکل کشا شہزادہ رستم
ثانی طلسم کشا سے طلسم صندل پر عاشق ہوکے بزور خار سحر مبہوت جادو و طوفان جادو کو نا کسے اپنی مددگاری
پر بجا کے اپنے باغ میں لائی ہے طلسم کشا کے ساتھ شب و روز عیش و عشرت کرتی ہے آپکو کچھ خبر نہیں ہے آپ
حکومت اس رنگین حصار کی کرتے ہیں امور نیک و بد سے بھی آگاہ و خبردار نہیں دختر آپکی آوارہ ہوکے یاری و آشنائی کرے
دشمن صندلان شاہ و جملہ ساحران طلسم صندل کو اپنے گھر میں لائے اُس سے دوستی کرے
بربادی رنگین حصار و طلسم صندل کی چاہے اور آپ کو کچھ خبر نہ ہو عجائب جادو نے پوچھا یہ خبر آپکو کیونکر معلوم
ہوئی میری دختر تو بہت نیک ہے آوارہ نہیں ہے کبھی اُسنے حرکت مذکورہ نہ کی ہوگی بھلا وہ اپنی اور میری رو سیاہی و ذلت
کی بے عزتی گوارا کرے گی بربادی طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کی چاہے گی مجھسے اور اپنے چچا سے دشمنی
کریگی مجھے تو یقین نہیں ہے آپ کہتے ہیں میں دریافت کرونگا ابلیس خودپسند نے جواب دیا آپ خوب آگاہ
ہیں کہ ملکہ آتش افروز جادو نانی آپکی نہایت عاقلہ و ساحرہ زبردست ہیں اور کہانت کے علم سے خوب
ماہر ہیں کاہنہ کامل ہیں بڑی ہوشیار و خبردار ہیں اُنھوں نے بذریعہ اپنے علم مذکور کے یا بوسیلہ اخبار کے یہ خبر کو
دریافت کرکے صندلان شاہ سے آکے تمام حال آپکی دختر کا و طلسم کشا کا بیان کیا صندلان شاہ نے
مجھے طلب کرکے آپکے پاس برائے اطلاع دہی روانہ کیا میں نے ابھی آپسے کل حال بیان کیا ہے جو کچھ کہا ہے جھوٹ نہیں ہے
اگر آپکو یقین نہیں ہے تو مشکل کیا ہے دریافت کرلیجیے اگر دختر آپکی طلسم کشا کو اپنے باغ میں لائی ہو اور آپکو آگاہی ہو تو
موافق کہنے صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز جادو کے دونوں کو اسیر کرکے قید کیجیے طلسم کشا سے لوح طلسم
صندل کسی تدبیر سے لے لیجیے لشکر کو اُسکے کہ صحراے تاریک کے قریب اُترا ہے آکے قتل و تباہ کر دیجیے اس باب میں
تساہل و تغافل کو راہ نہ دیجیے طلسم کشا صاحب لوح ہے آسے اچھا اور اپنے برادر کا دشمن بھی جانیے گا عجائب جادو یہ
سنکے کہنے لگا اگر میری دختر نے طلسم کشا سے الفت کی ہے اور اُسے اپنے باغ میں لائی ہے تو میں اُسکے ساتھ بہ بدی پیش آؤنگا
ارشاد اپنے برادر کا اور حکم نانی صاحبہ کا ضرور بجا لاؤنگا ابلیس خودپسند یہ سنکے عجائب جادو سے رخصت ہوکے
پاس صندلان شاہ کے گیا اور اُس سے کہا میں آپکے بھائی صاحب کے پاس گیا تھا جو کچھ آپنے کہا تھا وہ میں نے
اُنسے کہہ دیا اُنھوں نے کہا ہے کہ میں موافق آپکے کہنے کے عمل کرونگا یہ کہکے صندلان شاہ سے رخصت ہوکے جانب
تختگاہ آئینہ روانہ ہوا اور ایک راوی نے یوں بھی بیان کیا ہے کہ ابلیس خودپسند طلسم رنگین حصار ہی میں

رہا غرض بہر طور عجائب جادو نے احوال ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا سے آگاہ ہوکے از حد برہم ہوکے
اپنے اہل دربار کو جمع کیا سر دربار جملہ ساحران زبردست و نابکاروں سے کہا کہ تم سب ساحرون مین کوئی ایسا
ساحر ہی کہ باغ مین میری دختر کے جاے اور بصورت طائر کسی درخت پر بیٹھکر احوال دختر مذکور دیکھے پھر یہان آکے
جو دیکھا ہو مجھسے بیان کرے بمجرد اس کہنے کے اہل دربار سے ایک ساحر مسمے عنقاے جادو اپنی جگہ سے اٹھکے
دوست بستہ عرض کرنے لگا یہ غلام ارشاد آپکا تعمیل حکم حضور کریگا عجائب جادو نے اسے اجازت جانیکی دی وہ بیوقت
گراول وقت شب کا تھا بزور سحر قمری بنکر دربار صندلان شاہ سے اڑکر سوے باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ
ہوا وہ باغ بہار اس باغ عالم مین عدیم النظیر تھا سروم تبرتہ نگران اسکو چرخ پیر تھا عیش و عشرت ساکنان باغ
مذکور بھی اسے ناگوار تھی مگر تباہی وظلم لیل و نہار تھی کیونکہ فلک جفاکار و ستمگار و ستم شعار اس باغ پر بہار کے درپے
بربادی کے ہو تا کہ اسکے گلون پر قطرۂ شبنم سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ معشوقان غضبناک خشمناک کے عارض گلرنگ پر
پسینہ عرق ہی تعریف مفصل اس باغ رشک ارم کی تو ممکن نہین کہ تحریر ہوسکے لیکن مختصر آیہ شنا اسکی رقم کیجاتی ہی کہ۔ قطعہ

روشنہ مانہرہا سلسبیل
زمین پر از میوہ ہاے گوناگون

درخت بہ سجع طیرہا موزون
باد در سایۂ درختانش

آن پر از لالہ ہاے زنگار رنگ
گسترانیدہ فرشش بوقلمون

عنقاے جادو قطع راہ کرکے بصورت قمری باغ مذکور مین داخل ہوکے ایک درخت میوہ دار پر بیٹھا چونکہ وہ شب
شب چہاردہم تھی ماہ کامل بالاے فلک تابان تھا سیر چاندنی کی قابل دید تھی اور وہ باغ پر بہار بھی لائق سیر تھا
اسکے گلونکی سیر سے غنچۂ دل مانند گل کے شگفتہ ہوتا تھا ہواے عطر آگین سے دل کو فرحت دماغ جان کو راحت
حاصل ہوتی تھی جوانان چمن اپنی شادابی و سرسبزی سے مانند سرو کے نخوت و غرور سے اکڑتے تھے درختان میوہ دار
کثرت گل و ثمر سے زمین سے جھک کے ملتے تھے جیسے منکسر تھے ہر ایک چمن خوش قطع قابل دید تھا کوئی چمن نسرین و نسترن
کا تھا کوئی گل شبوکوئی گل چینیا کا تھا کہین موتیا کسی جا موگرا کہین گل اشرفی کہین جاہی جوہی کہین ہارسنگار کسی جا
گیندے کا تختہ تھا کہین چمن لالۂ گل خودرو کہین سرو بیدی کی کوکہین جوہی کی بہار کہین کیتکی کی قطار کہین تختہ گلاب
نہایت نادر و آب آبجو کہین نرگس نظارہ کنان کہین تختۂ لالہ نعمان کہین چمن گل داودی کہ جسکے دیکھنے سے دیکھنے والونکو
یہ گمان ہو کہ یہ ایک گلشن ہے اور دی وہ تھا اون کی جلوہ گری جیسے نگینہ تجری دہ با دلہ پوش ہر ایک شجر وہ تمامی کی تھیلیون
ہر اک ثمر وہ شب چاردہ اور وہ جلوہ بدر ہوسکتا ہی اگر کوئی کہے اسے شب قدر وہ چاندنی صاف اور بیچ چمن باغ
کا روپہلا ہر آن چمن کو گمان چاندنی پر تھا کہ یہی دھوپ ہی اس چمن ماہ کو روز روشن جان کے طائران خوش الحان
نغمہ سرا تھے ہر ایک درخت پر اپنے آشیانے مین بیٹھے ہوے معروف حمد خدا تھے بلبلین چہاتی تھین قمریان سرو پر بیٹھی
ہوئی غل مچاتی تھین کہین تختہ سورج مکھی کا ایسا تھا کہ جسکے ہر گل پر گمان آفتاب کا تھا سبزۂ افتادہ باغ مذکور پر
احتمال خواب کا تھا وہ سبزہ باغ ایسا نرم مانند فرش مخمل سبز کے گسترہ وہ تھا کہ جسکے دیکھنے سے رنج راحت پاکے کیسا ہی
بیمار ہو اُسے اُسپر لیٹکر نیند آجائے وہ بہار طرۂ سنبل وہ ترتیب گل نغمۂ بلبل ہر خیابان جادہ نور شب گلشن گویا کہ
بلور مجلوہر گلاب نہر جوش سے دمبدم پانی مارتا ہی ہر پانی کی لہر سطح باندھتی تھی دل کہ جسے دیکھنے والے ہوتے تھے
بسمل تعریف اس باغ کی بارہ دری کی اگر رقم ہو قصر ارم کو رشک سے الم ہو فرنیچر آلات و فرش نفیس دراصل سے خوب
آراستہ اگر حور ارم بھی آسے دیکھ لیتی تو ہوتی دلربا وہ ساحر مذکور سیر باغ و بارہ دری دیکھکر دل مین کہنے لگا یہ باغ ہی کہ
باغ جنت ہی اور یہ بارہ دری ہی کہ قصر ارم ہی جسکے دیکھنے سے دل کو راحت ہی چونکہ شب ماہ تھی حکم ملکہ رنگین کاکل کشا سے

بزم عشرت بارہ دری مین نہایت تکلف سے آراستہ تھی ملکہ مذکور مسند زرین پر بہلوے شاہزادہ رستم ثانی مین بیٹھی ہوئی تھی ایمیسین جلیسین ہمدمین ہمراہیان کنیزین وغیرہ علی قدر مراتب بزم مذکور مین بیٹھی تھیں بعد بیان چوتھین کرسی نشین در دروازے بارہ دری کے سب کھلے ہوئے تھے روشنی بکثرت تھی جھاڑ کنول صدہا بارہ دری مذکور مین تھے شمعین کافوری ایمین روشن تھین گلدستے جابجا رکھے ہوئے تھے کشتی شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر بلورین روبروے ملکہ مسطور رکھی تھی وہ اپنے ہاتھ سے شراب شیشہ سے ساغر مین بھر کے شاہزادہ رستم ثانی کو بار بار دیتی تھی شاہزادہ موصوف ساغر مے لیکر دمبدم شراب پیتا تھا اور خود جام بلورین شراب مملو کر کے اُسے دیتا تھا ملکہ اپنے محبوب کے ہاتھ سے بخوشی جام مے لیکر شراب پیتی تھی دور جام بزم مین تھا ہر ایک مجلیس ملکہ کی بھی شراب پیتی تھی ایک زن خوبرو واسطے مے پلانے انیسون اور جلیسون ملکہ کے ساقی بنی تھی اہل بزم عشرت خوش و خرم بیٹھے تھے کوئی فکر و اندیشہ کسیکو نہ تھا عنقاے جادو درخت پر بیٹھا ہوا اہل بزم کو بخوبی دیکھ رہا تھا خصوص بار بار شاہزادہ رستم ثانی کو دیکھتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ شاہزادہ کیا خوش اقبال ہے کہ ملکہ کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہے لوح طلسم صندل گلے مین ڈالے ہوے دلیرانہ بیٹھا ہے کس عیش و راحت مین ہے شراب ملکہ کے ہاتھ سے پی رہا ہے ملکہ کا کل کشا کیا بے شرم و بیحیا ہے کہ پہلوے دشمن مین بیٹھی ہوئی ہے دل لگی ہنسنے ہو رہی ہے انیسین جلیسین دمبدم کسی نہ کسی بات پر قہقہہ مار رہی ہین ابھی ساحر مذکور بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور اپنے دلمین یہ باتین کر رہا تھا کہ ناگاہ وہ زن خوبرو جو شراب پلا رہی تھی کشتیان شراب کی اٹھوا کر لیگئی اُسکے جاتے ہی ایک رقاصہ کہ سازندے اُسکے سب عورتین تھین روبرو ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا کے آئی سلام کر کے بعد درست ہونے سازون کے رقص کر کے یہ غزل گانے لگی

غزل

تو پیا اغیار سے دم دو دم ہر وقت دلیر
وہ سنگدستان پاؤن تو پیچوون سر پھیر
کیا ہے سہی کا قامت دلدار سے عوض
نہین ہم نفع مرنے کو ذرا بیتو نکی چادر سے
لحد مین خاک سکا بستر یہ جیب تا حشر سوتا ہے
پھر اٹھیدر سے کاو پھرا پیٹے ہمیر سے

وہ خوش جیتے ہین ہم اتنے ہی ناخوش جیتے
ازل ہو ابرو مژگان کی الفت سے ہوئی تھا
نہ بگڑے ناخنہ گلزار مین کیونکر صنوبر سے
سبب رحلت کا ہے آج کل ہو گا سبب غم
نتھر عاقبت خاصان حق کو جو بستر سے

آ تھا دن ایک لیلیٰ کا محمل نہوا مجھ مین راحت
دوبارہ کرتے ہین زخمی محبت وہ تیر و خنجر سے
محبت ارباب ظاہر ہے زینت ہے پر مرتے ہین
رنگین عشق کہدو اہل زندقا بدن سے عشق زدے
نہین کم وزیر و شاہ مین جب زرق اجل ضیغم

اہل بزم خوش ہوکر ہنسنے لگے عنقاے جادو نے تھوڑی دیر باغ مین شاخ درخت پر بیٹھکر ملکہ رنگین کاکل کشا و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو بزم عشرت مین دیکھکر حال سے بخوبی آگاہ ہوکر باغ مذکور سے بصورت قمری اڑکر روبروے عجائب جادو گیا اور بصورت اصلی ہوکے یون عرض کرنے لگا کہ اے خداوند نعمت مین جسکا حکم گیا تھا بچشم خود دیکھا کہ ملکہ رنگین کاکل کشا پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہے بزم عشرت آراستہ ہے ایک رقاصہ رقص و نغمہ کر رہی ہے جملہ اہل بزم بخوشی رقص اس رقاصہ کا دیکھ رہے ہین گانا سن رہے ہین عیش کر رہے ہین کسی کو کچھ خوف و اندیشہ نہین ہے دور جام بے دغدغہ گردش ایام ہو رہا ہے عجائب جادو یہ حال سنکے کثرت غیظ و غضب سے کانپنے لگا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا کہنے لگا ابلیس خو دلپسند نے جو کچھ کہا تھا دی درست ہو جاتا تھا مجکو خیال پاک دامنی دختر تھا بیجا تھا اس گیسو بریدہ نے مجھ سے بیخوف ہوکے ذرا بھی میرے غضب و قہر سے نہ ڈر کے یہ جسارت کی ہے کہ طلسم کشا میرے اور میرے برادر بلکہ تمامی ساحران طلسم کے دشمن کو اپنے ساتھ اپنے باغ مین لائی ہے اسکے پہلو مین بیٹھی ہے یہ بے شرمی و بیحیائی گوارا کی ہے نہین معلوم کہ کب سے اس رنگ مین ہے جس ہنگام نقش یکجا کب سے ہین کاہیکو اُس گیسو بریدہ نے اپنے تئین طلسم کشا سے بچایا ہوگا علیحدہ اُس سے رہی ہو گی اور طلسم کشا نے کب اُس سے کنارہ کیا ہوگا آگ اور تنے

چھولس کو ضرور جلایا ہوگا ممکن نہین ہے کہ ایکجا یہ چیزین ہون اور ایک دوسرے کو ضرر نہ پہونچائین یہ کہکے از حد
غضبناک ہوا اور اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے کہنے لگا مین ابھی جاتا ہون طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ کرکے تجھے لاتا
کسی تدبیر سے اُسیطرح لے کے اُسے گرفتار کرتا ہون اپنی دختر بدسیر کو بھی اسیر کرکے لاتا ہون یہ کہکے
ارادہ جانیکا کیا وزرا نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ اس ادنےٰ کام کے واسطے جانا حضور کا اچھا نہین
کسی ساحر کو حکم دیجیے وہ ابھی جاکر سب کو گرفتار کرکے روبرو حضور کے لے آئے ہم حضور کو ہرگز نہ جانے دینگے
ہمین یہ خوف ہے کہ طلسم کشا صاحب طرح ہے ایسا نہو کہ اسکے ہاتھ سے آپکو کچھ ضرر پہونچے غرض کرکے قدم عجائب جادو
سے لپٹ گئے اُسوقت شاہ مذکور نے اپنے وزرا کو اپنا دوست جان کے اُنکی عرض قبول کرکے اپنے ارادہ سے
باز رہ کے ابر باران شعلہ افگن سے کہ ساحر نامی وزیر دست سے تھا کہا تو جلد جاکے میری دختر وغیرہ کو گرفتار
کرکے میرے پاس لے آ بلکہ طبقہ باغ کا بالکل پارہ دری کو بزور سحر اٹھا کے یہان لا مین طلسم کشا وغیرہ کو قید کرونگا
تجھے اسکا نقصان کرنیکے عوض مین انعام دونگا ساحر مذکور بحکم شاہ مسطور آسیدم دربار سے اٹھکر باہر گیا اور
چالیس ساحرون کو اپنے لشکر سے انتخاب کرکے اُنسے کچھ کہا تا دیر اُنھین کہا یا اُنھون نے عرض کیا آپ نے جو
کچھ فرمایا ہے ہم ایسا ہی کرینگے ہرگز منہ حکم سے نہ موڑینگے یہ سنکے ابر باران شعلہ افگن نے اپنی جھولی سے ایک کالا
روئی کا نکالا اور ایک شیشہ پر آب کہ جسمین آب چاہ سامری بھرا تھا اور بحفاظت تمام رکھا تھا اسمین سے تھوڑا
پانی لیکر سحر اسیدم کرکے روئی کے گالے پر چھڑکا فی الفور وہ زمین سے بلند ہوگیا اور سوے فلک جاکے بہت
وسیع ہوگیا ساحر مذکور جھولی اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھکر تخت سحر پر سوار ہوا سحر پڑھا تخت مذکور
بلند ہوکے اُس ابر تیرہ و تاریک مین جاکے نہان ہوا اسیطرح سے وہ چالیس ساحران نابکار بھی مختلف سحر کی سواری پر
سوار ہوکے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھ کے بلند ہوکے ابر تیرہ و تاریک مذکور مین جاکے پوشیدہ ہوگئے
ادہر سے تو باشارہ ابر باران شعلہ افگن ابر مذکور سمت باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا لیکن اب
حال باغ کا لکھا جاتا ہے کہ ادہر ایک رقاصہ بزم عشرت مین ملکہ رنگین کاکل کشا سے مخاطب ہوکے
حسب اتفاق مذمت دنیا مین یہ غزل نصیحت آمیز و عبرت خیز بصد ناز و انداز گاتی تھی — غزل

خوشکن بغم و درد کہ راحت بجہان نیست
نخلے نتوان یافت کہ پامال خزان نیست
پابند طرب را ز سد لاف محبت
خوشکن بغم و درد کہ راحت بجہان نیست

جز حسرت و حرمان بجہان گذران نیست
با سنگدلان حرف غم عشق مگوئید
کس را کوچہ تماشا کہ راحت طلبان نیست

در گلشن حیرت کدہ دہر دریغا
گلچین در غنچہ ... گوش گران نیست
بیہودہ رضا چند شوی طالب جنت

ملکہ رنگین کاکل کشا کو علم فارسی مین بھی دخل تھا اشعار غزل مندرجہ بالا مقام مذکور
سنکے جو معنی و مطالب بعض اشعار سے خوب آگاہ ہوکے چین بجبین ہوئی اپنے دل مین ناز سے کہتی تھی نہین معلوم
رضا کس شخص کا تخلص تھا شخص بیہودہ گو تھا کہ اُسنے یہ اشعار کہے ہین وہی غم و درد کی جو اختیار کرے دوسرون کو
نصیحت نکرے اُسکے نزدیک راحت دنیا مین نہین ہے اور سوا حسرت و حرمان کے گذارہ اہل دنیا کا نہین ہے اہل
دولت کو غم و درد سے کیا تعلق اُنکے واسطے دنیا جاے عیش و راحت ہے ہر دم زندگی اُنکی بعیش و آرام گزرتی ہے دنیا اُنکے
واسطے راحت گاہ ہے خصوص میرے واسطے کہ مین شاہزادی ہون باپ میرا عجائب جادو حاکم طلسم رنگین حصار ہے
خداوند عالم نے مجھکو صاحب ملک و مال و دولت و حکومت کیا ہے میری پاپوش کو کیا غرض کہ ہوے غم و درد کر دل
باغ عالم کو بجا جانون ہمیشہ زندگی میری عیش و عشرت مین گزری ہے بعد اسیطرح گزرے گی صورت حسرت و حرمان کا

کبھی خواب مین بھی نہ دیکھونگی یقیناً مصنف اس غزل کا محتاج و مبتلاے مصیبت تھا جب ہی اُس نے مطلع غزل مین
حسب حال نظم کیا ہے اور گلشن حسرت مین فکر دنیا کا بیان کرنا اور افسوس کرکے یہ کہنا کہ کوئی درخت ایسا نہیں ہے کہ
جو پامال خزان نہو یہ بھی اُس نے اپنی تکلیف و مصیبت مین کہا ہے صاحبان ملک و حکومت کو کیا خوف باغ جہان
مین پامالی خزان کا خصوصاً مجکو میرے باغ عیش و حکومت و حسن و خوبی مین مدام بہار رہے گی کبھی خزان نہ آئیگی
اور یہ کہنا اور نصیحت کرنا اُسکا کہ سنگ دلون سے غم عشق مت کہہ کہ یہ سوز عشق اہل اُنکے گوش کے نہیں ہے مین ہی اس شعر کی
نسبت کہتی ہون کہ مجھے عشق تو ہے غم فراق نہیں ہے محبوب میرا میرے پہلو مین ہے پس مین سنگ دلون سے کیون غم
عشق کہنے لگی میرا دل شاد ہے رنج و غم سے آزاد ہے اور یہ کہنا اُسکا کہ جو پابند طرب و عیش ہین وہ لاف محبت
یعنے دعواے محبت محبوب کر نہیں سکتے ہین اگر کرین تو بیجا ہے کیونکہ یہ کوچہ محبت تماشا گاہ راحت طلبونکا نہیں ہے
یہ بھی قول اُسکا خلاف میری طبع کے ہے با اینوجہ کہ مین شاہزادہ رستم ثانی فخل حطلم صندلی پر عاشق ہون
کیسی راحت و عیش و عشرت ہے اُس سے محبت کرتی ہون مجکو کوئی صدمہ نہیں ہے اور نہوگا یون ہی حیات میری
بسر ہوگی یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ دعواے محبت راحت طلب لوگون کو سزاوار نہیں ہے مصیبت زدہ اور درد مندون
ہی کو دعواے الفت کرنا زیبا ہے اور مقطع مین مصنف غزل کا یہ نظم کرنا کہ اے رضا طالب راحت کہیں تک ہوگا عاشق
کر ساتھ غم و درد کے کہ دنیا مین راحت نہیں ہے یہ نظم کرنا بھی شاعر کا اچھا نہین وہی اس اپنے قول پر عمل کرے ہم تو
طالب راحت مین جانتے ہین کہ دنیا مین ضرور انسان کو ہر طرح کی راحت ملسکتی ہے کیا کون وہ شخص اس وقت یہان
موجود نہیں ہے ورنہ اُس سے کہتی کہ یہ مضمون حسب حال میرے نہیں ہے شاہزادہ رستم ثانی محبوب میرا میرے پہلو مین
بیٹھا ہے دل میرا مانند گل کے شگفتہ ہے باغ جہان مین کیسی راحت مجھے مل رہی ہے دور جام شراب کا ہو رہا ہے رقاصہ رقص
کر رہی ہے بزم عشرت آراستہ ہے مجلسین کنیزین موجود ہین انواع و اقسام کی نعمتین مہیا ہین حکومت کر رہی ہون
اس سے بڑھ کے دنیا مین اور کیا راحت ملے گی اسیطرح شاہزادہ رستم ثانی بھی اپنے دل مین خیال کرتا تھا ظلم فلک
و انقلاب روزگار سے غافل تھا مجلسین ملکہ سے اشعار غزل مذکور اسکے معنے و مطلب سمجھ کے ناب ہون پڑ رہی
تھین مصنف کی غزل مذکور کو بھلا برا کہہ رہی تھین کبھی رقاصہ کو گالیان کوسنے چپکے چپکے دیتی تھین اور کہتی تھین اس
رقاصہ نالائق نے کس بیہودے نگوڑے شاعر کی یہ غزل کہی یعنی گائی ہے کہ عالم خوشی مین صدمہ دیا ہے مضامین اشعار
غزل عاشقانہ نظم کرنا چاہیے نہ ایسے مضامین عبرت و نصیحت آمیز و مذمت دنیا نظم کرنا چاہیے ابھی ملکہ رنگین کاکل
کشا اور شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ غزل مندرجۂ بالا سُنکے اپنے اپنے دل مین خیال مسطور کر رہے تھے رقاصہ رقص
کر رہی تھی بزم عشرت آراستہ تھی چودھوین رات کی چاندنی کس خوبی و لطافت سے کھلی تھی ماہتاب و کواکب بالاے
افلاک درخشان تھے حسن و خوبی اپنی اہل جہان کو دکھا رہے تھے ہواے سرد چل رہی تھی خوشبو میوون کی آ رہی
تھی باغ مین گلہاے رنگا رنگ کھلے تھے طائران خوش الحان اُس شب کی چاندنی کو روشنی روز روشن
جانکے چہک رہے تھے بلبلین نغمہ سرا تھین قمریان سرو پر بیٹھی تھین دم عاشقی کا بھر رہی تھین صدا کوئل کی
آ رہی تھی پپیہے کی آواز چلی آتی تھی اہل بزم عشرت کس عیش و راحت سے بسر کر رہے تھے زندگی کا لطف
اٹھا رہے تھے ناگاہ ایکجانب سے ابر سیاہ پیدا ہو کے جلد تر آ کے تمام باغ پر محیط ہوا اُس چاندنی و روشنی کا نام
و نشان بھی نہ رہا اندھیرا ایسا ہوا کہ دل ہر ایک کا گھبرانے لگا کلیجہ تاریکی سے منہ کو آنے لگا اُسوقت ہر ایک اہل
بزم نے گھبرا کے سوے ابر دیکھا اور کہا یہ ابر سیاہ ہے کہ پناہ بخدا لوگو ذرا دیکھو تو اس ابر سے بار بار

کیسی برق چمک رہی ہی کہ جس سے دل جھپکا رہا ہی خوف سے روح کو صدمہ پہنچتا ہی آواز رعد کی ایسی مہیب ہی کہ
مین نے ایسی صداے رعد کبھی نہین سنی ہی میرا دل دھڑکتا ہی جان نکلی جاتی ہی یہ ابر سیاہ و برق و رعد میرے
حق مین وہ فرشتے ہین جو قبض روح کرتے ہین ملک الموت کے تابعین سے ہین خدا خیر کرے اس بلا سے
سیاہ سے خدا سب کو بچائے مجھے تردد ہی اس ابر سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہی کیا کہون کیا کیا خیالات ذہن مین
آتے ہین کوئی عورت اہل بزم سے کہتی تھی آپ سب صاحب کیا خوش قسمت ہین کہ ابر رحمت خدا گھر کے آیا ہی پانی
برسا ہی چاہتا ہی یہ وقت بادہ کشی کا ہی مناسب وقت یہ کہ بیت اب چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ ❊
میکشو خوش ہو کہ یہ ابر بہار آیا ہی + جوانی مین بادہ کشی کا لطف ہی خوشا قسمت اسکی کہ جسکے پہلو مین یار
حسین ہو وہ اسکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاے اور خود اسکے ہاتھ سے جام لے لیکر شراب پیے زندگی اس
عیش و راحت مین بسر کرے کوئی عورت کسی عورت سے کہنے لگی ای بوا دیکھتی ہو کس غضب کا یہ ابر سیاہ ہی
اسکے آنے سے تاریکی محیط عالم ہو گئی ہی کیسی برق چمک رہی ہی کس طرح ابر سے صدا آتی ہی صاف کہون مجھے یہ اندیشہ ہی
کہ یہ کہین ابر سحر نہو کوئی ساحر زبردست اس ابر سیاہ سحر مین مخفی ہوکے ادھر آیا ہو عجائب جادو کو
ملکہ عالم اور شاہزادہ رستم ثانی کے حال سے اطلاع ہوئی ہو اور اسنے غضبناک ہوکے کسی ساحر کو واسطے گرفتاری
ہم سب اہل بزم عشرت کے اس ابر صاحب ابر سیاہ کو بھیجا ہو لہذا ہوشیار ہو جانا چاہیے وہ اسکی طرف دیکھکر
ہنسکر کہنے لگی ای بوا تم بڑی ڈرپوک ہو تم وہ ہو کہ کوئی کتنا ہی دلیر و بہادر مرد ہو یا کوئی عورت کیسی ہی
کڑے دل کی ہو ایسی باتین کرکے اسے ڈرا دو بلکہ بھگا دو ایسی بیوقوف نہو ایسی باتین نہ کیا کرو کس ان
ابر اصلی حکم خدا سے آیا ہی تم اسے ابر سحر کہتی ہو بھلا عجائب جادو کو بیان کے حال سے کس نے
آگاہ کیا کہ اس نے کسی ساحر کو برائے گرفتاری ہم سب کے روانہ کیا ہی یہ ابر سحر اسی کا ہی تمہین یقین ہو گیا ہی
بس ایسی بے سمجھی باتین نہ کیا کرو ذرا عقل کے ناخون لو ہوش و حواس مین آؤ بادہ جوانی سے اسقدر
مست و مدہوش ہو کے ایسے کلمات زبان پر جاری نہ کیا کرو ایسی باتین نہ کیا کرو اگر ملکہ عالم ہماری تمھاری
یہ باتین سن لین تو بتاؤ کیسی سزا دین اور خوف سے کسقدر ڈر جائین ابھی انکے دشمنون کا کیا حال پوچھا جائے
وہ عورت یہ تقریر اس عورت کی سنکے غور کرنے لگی ملکہ رنگین کاکل گشا باوجودیکہ پہلوے شاہزادہ
مین بیٹھی ہوئی تھی رنگ شگفتگی بکثرت تھی لیکن اس ابر کے آنے سے گھبرائی اپنے محبوب سے کہنے لگی یہ ابر کیسا ہی
کہ اسکے آنے سے خود بخود میرے دل پر ابر غم چھا گیا ہی اسکے دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہی اللہ خیر کرے کوئی دشمن
مجھسے دشمنی نکرے خلل انداز میری راحت و عیش نہو مین انکو یہان لائی ہون یہ طلسم کشای طلسم صندل ہین
انکے لانے کی خبر میرے والد کو نہوئی ہو کوئی ساحر برائے قتل و گرفتاری ابر سیاہ مین مخفی ہو کے نہ آیا ہو انکے
دشمن لاکھون ساحر ہین یہ تنہا ہین خدا انکی جان سب ساحرون سے بچائے مجھے الزام کسی طرح کا نہ آئے اگر انکے
ساتھ کوئی دشمنی کریگا گویا اس نے مجھ سے دشمنی کی خدانخواستہ اگر انکے دشمنون کی جان پر کچھ بنی تو مین بھی زندہ
نہ رہونگی جان اپنی دیدونگی جلیسین عرض کرنے لگین ای ملکہ عالم آپ کچھ تردد نکرین یہ ابر ابر بہار ہی ابر سحر نہین ہی
یہ کہکے ان عورتون نے شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار آپ سنتے ہین کہ ملکہ ہماری اس
ابر سیاہ کو دیکھکر خوف سے لرزان ہو کے کیا کیا فرماتی ہین آپ انکو سمجھائین تسلی دین دیکھیے انکا کیا حال ہی گل سا چہرہ
زعفران سا متغیر ہو گیا ہی آثار فکر و تردد چہرہ سے عیان ہین کسقدر مضطرب الحال ہین کہتی کچھ ہین اور نکلتا کچھ ہی

شاہزادہ نے ملکہ کی اور گفتگوان عورتون کی سنکے ملکہ رنگین کاکل کشا سے کہا اے ملکہ تم کیون ڈرتی ہو اول تو یہ ابر بہاری ہی ابر سحر نہین ہی دوسرے بالفرض والمحال اگر یہ ابر سحری ہی اور کوئی ساحر ہمارے حال سے باخبر ہوکے یہان آیا ہی ارادہ دشمنی کا رکھتا ہی تو کیا اندیشہ ہی وہ میرا کیا جا سکتا ہی اور تمھین کیا ستا سکتا ہی مین صاحب لوح طلسم ہون مجھ سے کوئی ساحر مقابلہ و مجادلہ مین سر بر ہو نہین سکتا اور میری موجودگی مین تمھین کوئی دشمن گرفتار کر نہین سکتا کیا مجال کسی ساحر کی جو یہان آسکے اور مجھے اور تمھین گرفتار کرکے لیجا سکے جب تک مین یہان موجود ہون اور لوح طلسمی میرے پاس ہی اور ساحرونکی تو کیا حقیقت ہی تمھارے والد عجائب جادو اور تمھارے چچا صندلان شاہ بھی تو کچھ بنا نہین سکتے اگر وہ بھی اس بارہ دری مین چلے آئین تو میرے ہاتھ سے انھین اپنی جان بچانا دشوار ہو بس تم کچھ فکر و تردد نہ کرو باطمینان خاطر بیٹھی رہو ملکہ تقریر شاہزادہ موصوف سنکے خوش ہوکے مطمئن ہوئی چونکہ ابر سیاہ کے آنے سے برق کے چمکنے سے رعد کی آواز سے عورتون کی مختلف تقریر و خیال سے خوفناک ہوکے رقص و نغمہ موقوف کیا تھا خاموش کھڑی تھی سوے ابر سیاہ دیکھ رہی تھی ڈر رہی تھی ملکہ نے اسکی طرف دیکھکر اشارہ سے کہا کیا سوے فلک دیکھ رہی ہی رقص موقوف کر طلسم کشا صاحب لوح طلسم ہین مین بھی انکے سبب سے مطمئن ہوگئی ہون تو بھی کچھ اندیشہ نکر وہ اشارہ ملکہ سے آگاہ ہوکے پھر مصروف رقص و نغمہ ہوئی اہل بزم اسکی طرف متوجہ ہوے رقص اسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے اہل بزم طرب تو بعد تردد کرنیکے پھر مصروف عیش ہوے لیکن اب احوال طائران چمن و عندلیبان گلشن کا رقم کیا جاتا ہی کہ قبل آنے ابر سیاہ مذکور کے وہ سب چودھوین رات کی چاندنی کو روشنی صبح صادق جانکے آشیانون سے نکل کے نغمہ سرا تھے لیکن جب ابر سیاہ مذکور آکے محیط باغ ہوا بعض طائران باغ باہم کہنے لگے خالق وحوش و طیور خیر کرے آج کچھ سامنا بد نظر آتا ہی یہ ابر سیاہ کیسا آیا ہی کہ جسکے دیکھنے سے ہوش و حواس ہمارے پرواز کرتے ہین یہ ابر ہی کہ اک بلائے سیاہ آسمانی ہی اس سے جان اپنی بچانا ضروری دیدہ و دانستہ دانا کو دام بلا مین پھنسنا بجا ہے یہ کہکے وہ تو اڑکے ایک سمت دور تک چلے گئے مگر جو اور مرغان خوش نوا بیٹھے رہے اور ابر سیاہ کو دیکھکر ابر بہار تصور کرکے اپنے اپنے آشیانے مین جاکے بخیال بارش باران بیٹھے رہے وہ طائران خوش الحان اپنے آشیانون مین جاکے اندرون باغ مذکور بیٹھے ہی تھے ناگاہ نہایت زور سے بجلی کڑکی ابر رعد ہوا اور صداے رعد از حد مہیب ہوئی دیکھنے والے اور سننے والے ڈر گئے سوا ملکہ و طلسم کشا کے سب ڈر کے کانپنے لگے جا بجا ڈر کے چھپنے لگے اسی اثناء مین ابر سیاہ مذکور سے تخت ابر باران شعلہ افگن کا ظاہر ہوکے تیزی سے اترکے پاس بارہ دری کے دروازون کے آیا ساحر مذکور نے ملکہ اور طلسم کشا کو ایک مسند پر بیٹھا ہوا دیکھکر بزم عشرت پر نظر کرکے بعد غیظ و غضب پکار کر کہنے لگا اے ملکہ رنگین کاکل کشا واہ واہ کیا تمنے اس باغ مین گل کھلایا ہی خوب طلسم کشا کو لیکر آئی ہو سب سے پوشیدہ ہوکے یار کو پہلو مین بٹھا کے بیٹھی ہو کیا کیا عیش و عشرت کر رہی ہو بیحیائی و بیغیرتی و بربادی طلسم رنگین حصار پر کمر باندھی ہو اپنے بزرگون اور جد ساحران طلسم کی دشمن جان ہوئی ہو طلسم کشا کی دوست بنی ہو دیکھو تو مین تمسے کس طرح پیش آتا ہون اور تمھارے ہم پہلو اور محسن طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کرتا ہون او کیسو بریدہ تو نے بڑا غضب کیا کہ اپنے بزرگون سے بخوف و خطر ہوکے یہ جسارت کی یہ کہکے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر کا سپر دم کرکے یا سامری کہکر طلسم کشا و ملکہ مذکور پر مارا پہلے

گولے نے ٹکرا کے جھاڑ اور کنول وغیرہ کو توڑا بعدہ جانب ملکہ و طلسم کشا گرنے لگا شاہزادہ نے فی الفور عکس
لوح کا آسیب پر ڈالا وہ گولا مانند موم کے گولے کے ہو کر زمین پر گرا شاہزادہ رستم ثانی نے بوسیلہ عکس لوح
طلسم سحر ساحر مذکور کو باطل کر کے غضبناک ہو کے مستعدی سے اٹھکے تلوار نیام سے کھینچکر ساحر مذکور کی طرف
قدم بڑھا کر کہا او نابکار ساحر بارادۂ پیکار روگرداں ہے آ تو بروانہ مقابلہ کر ثابت قدمی اختیار کر ملکہ کو اور
مجھے اگر تجھ سے ہو سکے تو گرفتار کر دیکھوں کیونکر گرفتار کرتا ہے ساحر مذکور نے یہ سنکے جواب دیا اے طلسم کشا مجھ کو طلسمی
سے مجبور ہوں ورنہ رنگ اپنے سحر کا دکھا دیتا سب کو ایک لمحہ میں قتل یا اسیر کرتا یہ کہکے ایک ناریل چوبی
دار سحر کر کے مارا ہنوز شاہزادہ کے سر پہ پہونچا تھا اور شق نہوا تھا کہ شاہزادہ نے اسپر عکس لوح کا ڈالا ناریل بھی
مانند فولادی گولے بے اثر ہو کے گر پڑا جب ابر باران شعلہ افگن نے دروازۂ بارہ دری پر آتے پے در پے
ادو سحر کیے اور شاہزادہ رستم ثانی نے اسکے سحروں کو بعکس لوح باطل کر کے قدم اپنا بڑھایا ساحر مذکور بقصد رہائی
ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ یہ رنگ دیکھکر اور ساحر مذکور کو بخیال انجام جنگ سے مضطر و خائف ہو کے فورا قتل
کرنے رنگین عبا کا چھینے لگیں کوئی عورت فریاد و بیداد ساحر مذکور کرنے لگی کوئی عورت اسے کوسنے لگی کوئی واسطے
اسکے دفع ہونے کے اور سب کی جان و عزت بچنے کی دعا کرنے لگی ملکہ رنگین کاکل کشا نے بھی بال اپنے سر کے کھول دیے
ہاتھ اپنے سوے فلک بلند کیے درگاہ کبریا میں عرض کیا خداوندا میں تازہ مسلمان ہوں انجام بخیر کر کس ساحر جان
لیوا اور طلسم کشا کی بجا ملکہ وغیرہ جملہ عورتیں تو یہ اپنے حال میں تھیں لیکن شاہزادہ رستم ثانی جو تلوار علم
کر کے سوے ساحر بڑھا وہ خوف سے پسپا ہوتے ناریج و ترنج گولے فولادی گلدستے ناریل چوبی دار وغیرہ سحر کر کے
طلسم کشا پر مارنے لگا شاہزادہ بوسیلہ عکس لوح کے اسکے سحروں کو باطل کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا ساحر مذکور
پیچھے ہٹنے لگا یہانتک کہ ساحر مذکور کہ از حد فریب دہندہ و مکار تھا ہٹتے ہٹتے بیرون در باغ گیا شاہزادہ کو
غصہ میں کچھ خیال ملکہ کا نہ رہا بارہ دری اور باغ سے واسطے قتل کرنے ساحر مذکور کے بیرون باغ تک گیا ہنوز شاہزادہ
موصوف باہر باغ کے تھے تب ابر باران شعلہ افگن میں آیا تھا کہ ساحر مذکور اپنے زنبیل سے اپنے ہمراہی ساحر مذکور
آگاہ کیا وہ فی الفور بوجہ سمجھا دینے قبل کے ابر سیاہ سے پیدا ہو کے ناریج و ترنج وغیرہ اسباب سحر ہاتھوں میں
لیکے پاس ابر باران شعلہ افگن کے آئے اور کہا حکم ہے کہ اس نے کہا تم سب طلسم کشا سے روبرو جنگ میں
مصروف ہو وہ حسب الحکم اسباب سحر پر افسوں دم کر کے متواتر و دفعتاً ناریج و ترنج طلسم کشا پر مارنے لگے شاہزادہ
بوجہ ہونے لوح کے انکے سحروں سے بچنے لگا اور قریب تر انکے پہونچکے تلوار سے انھیں قتل کرنے لگا ابر باران شعلہ
افگن نے شاہزادہ موصوف کو مصروف جنگ دیکھا تو پلک کے نظر شاہزادہ سے غائب ہو کے اندر باغ کے آیا اور ایک
گولا فولادی اپنی جھولی سے نکالکر سحر آمیز کر کے چمنستان باغ و درختان باغ پر مارا گولا شق ہو کے اشجار میوہ دار
چمن سے باغ پر گرا گرتے ہی باغ میں آگ لگ گئی ہر ایک درخت مانند شمع کافوری کے جلنے لگا اور ہر ایک
چمن گل مانند خس کے آتش سحر سے جلکے خاک ہونے لگا درختان میوہ دار باتم کے مثل سرو آتشبازی کے جلنے
لگے مرغان خوش الحان جنکا آشیانہ اس باغ میں بالائے اشجار تھے وہ سب بھی آتش سحر سے کباب ہونے لگے
تمام باغ جلنے لگا دھواں اٹھنے لگا وہ دھواں تھا کہ دود آہ باغ تھا یا دود آہ گرم بلبل تھا کہ باغ و گل کے
جلنے سے اور ایسی خزاں آنے اور سب کے جلنے سے عنادل نے آہ گرم کی تھی وہ دود آہ پیدا ہوا تھا غرض تمام باغ
آتش سحر ابر باران شعلہ افگن سے جل رہا تھا دھواں اٹھ رہا تھا ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ یہ ظلم دیکھ

بربادی باغ دیکھکر فریاد و شور کر رہی تھین شاہزادہ بیرون باغ ساحرون سے لڑرہا تھا ابر باران شعلہ افگن
کے شر و فساد سے غافل تھا ساحرون کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھتا تھا وہ ساحر باقی ماندہ تاب تحمل نہ لا کے
پسپا ہوتے جاتے تھے سحر انکا بوجہ لوح کے طلسم کشا پر نہ اثر کرتا تھا جب اسپر عکس لوح کا پڑجاتا تھا سحر بھول جاتے
تھے شاہزادہ موصوف بڑھکر انکو شمشیر آبدار سے قتل کرنے مین مصروف ہوتا تھا بیرون باغ تو اسطرح لڑائی
ہو رہی تھی اندر باغ کے ابر باران شعلہ افگن نے اپنے سحر سے تمام باغ کو جلا کے دل اپنا ٹھنڈا کرکے رخ سوے
بارہ دری کیا اور خیال کیا کہ فرداً فرداً اگر ایک ایک عورت کو اسیر و گرفتار کرکے روبرو عجائب جادو کے
لیجاؤنگا تو دیر ہوگی لہذا وہ تدبیر کرون کہ سب کو ایک مرتبہ اپنے سحر مین مبتلا کرون اور اسیر کرکے روبرو عجائب جادو
کے لیجاؤن ساحر نامی ہون کمال علم سحر دکھاؤن عجائب جادو کو خوش کرون انعام گرانقدر اس سے پاؤن یہ خیال
کرکے ایک گولا فولادی ایک ناریل چوبی دار جلد تر جھولی سے نکالکر سحر اسپر دم کرکے یا سامری کہکے پہلے گولا بارہ دری پر
مارا اسکے مارنے سے اور گولے کے شق ہونے سے دھوان پیدا ہوا تمام بارہ دری دھوین مین پوشیدہ ہوگئی ملکہ
رنگین کاکل کشا وغیرہ جسقدر عورتین اُس بارہ دری مین تھین اور جس حال سے تھین اُسی حال مین رہین
اور سلاسل سحر مین اسیر و گرفتار ہوگئین بعد اسکے ساحر مذکور نے وہ ناریل چوبی دار اٹھا کے سحر اسپر
کرکے کارد سے خون اپنی پیشانی کا اسپر ڈالکے یا سامری و جمشید کہکر ناریل مذکور بارہ دری پر مارا وہ جاکر
بارہ دری پر پھٹا شعلے پیدا ہوے بارہ دری کو جنبش ہوئی دیوارین اُسکی نیو سے جدا ہوگئے مع بارہ دری
سوے فلک بلند ہونے لگین ابر باران شعلہ افگن اپنے سحر سے آپ نازان ہوکے خوش ہونے لگا جب
بارہ دری مذکور بہت بلند ہوئی ابر باران شعلہ افگن اپنے ابر سحر کو بنا کے ایک طائر بنکے اوڑکر بارہ دری
مذکور پر گیا اور سحر پڑھکر اشارہ کیا وہ بارہ دری پرے ہوا سوے عجائب جادو چلی شاہزادہ رستم ثانی کو
کچھ اس خانہ خراب کی خبر ہی نہوئی کیونکہ وہ مصروف جنگ تھا منھ اُسکا ساحرون کی طرف تھا پشت بارہ دری
کی جانب تھی فریب و مکاری ابر باران شعلہ افگن سے آگاہ نہ تھا جب ان ساحرون نے دیکھا کہ سردار
ہمارا حسب دلخواہ کام کرچکا ملکہ وغیرہ کو اسیر کرچکا بارہ دری کو بزور سحر بلند کرکے لیگیا یکبارگی بے اختیار
شاہزادہ انکے تعاقب مین چلا جاتے جاتے حسب اتفاق اُس جگہ پہونچا کہ مبہوت جادو و طوفان جادو
بجمعیت ساحران اُس قید زندان پر بیٹھے ہوے تھے کہ جس زندان مین شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب
ہیں شہیور و گشتاسپ شاہ و شہریار شاہ و اسفندیار شاہ وغیرہ سرداران لشکر حمزہ ثانی مثل امیر
ثانی و دیگر پہلوانان قوی ہیکل سرکشان جہان قید تھے مبہوت جادو و طوفان جادو نے غل و شور سنکے
سراسیمہ ہوکے جو دیکھا معلوم ہوا کہ بیس پچیس ساحر بھاگے آتے ہین انکے تعاقب مین طلسم کشا آتا ہے وہ ساحر
آواز بلند کہتے ہین اے طوفان جادو و مبہوت جادو محافظان زندان بڑے سامری و جمشید جلد
آؤ ہمین طلسم کشا کے ہاتھ سے بچاؤ ورنہ تو افسوس کیا ہم ابھی طرح سے بھاگ بھی نہین سکتے ہین جب
طلسم کشا ہمپر عکس لوح کا ڈالتا ہے ہمارے سر مین ہوے ہے گویا ایک شعلہ سا نکلتا ہے سحر بھول جاتے ہین ساحران
مذکور طلسم کشا کو دیکھکر نعرہ زن ساحرون کی مدد کے لئے کئی سو ساحرون کو ہمراہ لیکے شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوے
اور اسباب سحر اپنی جھولیون سے نکال کے اسپر سحر کرکے طلسم کشا پر نارنج و ترنج لیمو پیکان سوکے
گلدستے گولے فولادی ناریل چوبی دار وغیرہ مارنے لگے بارش اسباب سحر اسپر کرنے لگے شاہزادہ بوجہ لوح طلسم

کے اُنکے سحروں سے بچنے لگا سحر اُنکے باطل ہونے لگے وہ بھی مجبور ہو کے خوف سے پیچھے ہٹنے لگے شاہزادہ موصوف
آگے بڑھنے لگا عین جنگ میں شاہزادہ نے لوح طلسم کو دیکھا اُسمیں لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم کسی طرح عکس لوح کا
مبہوت جادو و طوفان جادو پر ڈالدے اور دلیرانہ نعرہ کر کے شمشیر آبدار سے قتل کر جب تک یہ دونوں ساحر
قتل نہونگے یہ لڑائی فتح نہو گی اور قیدی اس زندان کے رہا نہونگے جب لڑائی فتح ہو در زندان کو توڑ کر
قیدیان زندان کو رہا کر یہ حکم لوح کا شاہزادہ موصوف ذہن نشین کر کے تیزی سے آگے بڑھا چونکہ مبہوت جادو
و طوفان جادو اپنے سحروں سے قیامت برپا کر رہے تھے ایک طوفان اُٹھا رکھا تھا سب ساحروں کے آگے بڑھے
ہوئے لڑ رہے تھے ماتحت ساحروں کو ترغیب گرفتاری طلسم کشا دے رہے تھے کہتے تھے کہ اے ساحران مشہور شاداب سحر
طلسم کشا پر نہ گرد و سحر کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے بوجہ لوح طلسم کے ہر ایک سحر باطل ہو جاتا ہے کیا تم حملہ کر کے چاروں
طرف سے طلسم کشا کو گھیر لو دلیرانہ تلوار اُسکے ہاتھ سے لپیٹ کر چھین لو لوح طلسم گلے سے اُتار کر زمین میں جلا کر
قید کر لو اسوقت اپنی جانوں کا کچھ خیال نہ کرو نمک عجائب جادو کا کھایا ہے حق نمک ادا کرو ہم بھی تمہارے شریک
ہیں تم بیدل نہو ساحران مذکور نے گفتگو اپنے افسروں کی سُنکے ترسول و تیسول ہاتھوں میں لیکے یکبارگی حملہ کیا
مبہوت جادو و طوفان جادو نے بھی اُنکے ساتھ قصد گرفتاری طلسم کشا کے قدم آگے بڑھایا ساحروں نے
کچھ خوف جان نکر کے چاروں طرف سے شاہزادہ کو گھیر کر قریب آکے ترسول اور تیسول آلات حرب و ضرب سے
لڑنا شروع کیا اور چاہا کہ لپیٹ کر ہاتھ دونوں پکڑ لیں لوح اُتار لیں تلوار ہاتھ سے چھین لیں شاہزادہ موصوف نے
ہجوم ساحروں کا دیکھکے جنکے مطلب دل سے آگاہ ہو کے مبہوت جادو و طوفان جادو کو پہچان کے دونوں پر
عکس لوح کا ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کر کے دونوں ساحروں پر تلوار لگائی چونکہ وہ برابر ایک ہی جا تھے تلوار شاہزادے
کی اُنکو مانند خیار و خیارزہ کے کاٹکر زمین پر آئی وہ دونوں چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گر کے مانند مرغ نیم بسمل کے
تڑپنے لگے تھوڑی دیر میں تڑپ تڑپ کر مر گئے اُنکے مرنے سے تاریکی ہو گئی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ آسمان پر نمودار
ہوا برق چمکنے لگی صدائے رعد آنے لگی ہوائے تند چلنے لگی برف باری و سنگ باری ہونے لگی ساحران ماتحت مبہوت جادو
و طوفان جادو اپنے افسروں کے قتل ہو جانے سے بیدل ہو کے سحر سے بصورت طائران مختلف نکلے جنگاہ سے
اُڑ کے ایک سمت روانہ ہوئے میدان جنگ سے بھاگ گئے اور وہ ساحران نابکار جو ہمراہ ابر باران
شعلہ انگن کے آئے تھے اُنمیں سے کچھ قتل ہوئے باقی ماندہ جان بچا کے بھاگے تاریکی مذکور رہی ایک طرف
نکل گئی بعد تھوڑی دیر کے مبہوت جادو و طوفان جادو کے سحر کے پیروں نے یوں باواز بلند کہا افسوس
ہزار افسوس کہ قتل کیا ہمکو طلسم کشا نے نام ہمارا مبہوت جادو و طوفان جادو تھا ہم محافظان زندان تھے
زمانے دل پر نہ آیا ذائقہ موت کا چکھا بعد اس آواز آنے کے وہ تاریکی برف باری و سنگ باری کی دور ہوئی لاشے
اُنکے گرد باد میں لپٹ کر زمین سے بلند ہو کے سوئے عجائب جادو روانہ ہوئے یہاں تو مبہوت جادو و
طوفان جادو دست طلسم کشا سے قتل ہو کر مرے وہاں بحر ذخار سحر کہ جس بحر میں ملکہ رنگین تاج کل کشتی
مور شکمی پر سوار ہو کے آئی تھی اور شاہزادہ کو دیکھکر عاشق ہو کے مور شکمی پر سوار کر کے کنارہ بحر مذکور سے
اپنے باغ میں لائی تھی دفعتاً خشک ہو گیا نام و نشان پانی کا نہ رہا صحرائے لق و دق بجائے بحر مذکور ہو گیا راستہ
جو مبہوت جادو و طوفان جادو نے بحکم عجائب جادو اپنے سحر سے بحر ذخار پیدا کر کے بند کیا تھا
کھل گیا شہریار شاہ و حدید شاہ و خورشید روشن دل ہرکاروں سے بحر خشک ہو جانے بحر مذکور کی

سنگے اور خورشید روشن دل نے بزور سحر حال دریافت کر کے خوش ہو کے اس صحرا سے طرف رنگین حصار کے مع تمامی سپاہ کے کوچ کیا انکو تو راہ مین چھوڑتا جاتا ہو اور اب حال شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہو کہ بعد قتل کرنے مبہوت جادو و طوفان جادو کے اور دفع ہونے تاریکی کے شاہزادہ نے موافق حکم لوح در زندان پر آ کے قفل در زندان توڑ کے جملہ محبوسان زندان مندرجہ بالا کو قید سے رہا کیا اہل زندان قید سے رہا ہو کے شاہزادہ رستم ثانی سے خوش ہو کے گلے ملے اور کہا آپکے سبب سے ہم اس زندان سے نکلے رہائی ہماری ہوئی اب ہم آپکے ساتھ رہینگے جب تک آپ یہان رہینگے خانہ زاد ہو کے رہینگے یہ سنکے انھین ہمراہ اپنے لیکے شادان و فرحان جانب باغ ملکہ رنگین کاکل کشا روانہ ہوا بعد قطع راہ جب احاطۂ باغ مین پہونچا دیکھا تمام باغ کسی نے جلا دیا ہو نہ وہ چمن پھولون کے ہین نہ وہ درختان میوہ دار ہین نہ بارہ دری ہو خاک اوڑ رہی ہو سب طیور طائران خوش الحان باغ مذکور مین جلے ہوئے پڑے ہین سناٹا ہو ہوا گرم چل رہی ہو اور کچھ طائر ایک سمت سے اوڑ کر آئے ہین وہ دیوار باغ پہ بیٹھکر باغ کی بربادی پر نظر کر کے اور وہ بہار گل اور وہ شادابی گلہائے باغ یاد کر کے اور اب اسی باغ مین عمل خزان کا دیکھکر اپنی زبان میں یہ اشعار عبرت آمیز اہل دنیا سے مخاطب ہو کے اور بیقرار و مضطر و غمگین ہو کے جاری کرتے تھے اشعار عبرت آمیز

تھا یہ کبھی حسرت فزائے عجم شہر و دیار
اس مکان مین کبھی وہ بار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کے وہان گرم تھے بازار
یار اسکا نیا تھی خزان ایسی جا
وہ تھی بکف ظریفان عز و وقار
کھو تے تھے چند کے ہین اٹھون ہاتھ بیلون کے
ہین خفا یا نہین یہ زاغ و زغن کے انبار
اٹھا کیا ذکر ہی ای اہل بصیرت دیکھو
قدرت حق تھی نہ سب ریا نگے ہر رنگ کی بہار
قید کر وہ یا افسوس آئے الکدہ میں
لمحہ اور کیا کیا آئی قیامت یکبار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
شاخ گل پر تھا جہان زمزمہ سنجون کا جاؤ
کیسی سندی کا ہر عالم کسین طائے کی بہار
چمن پہ پیزاد و نہ دشوار تھا جور کا عکس
مسکن ساختہ ہر قصر کا یہ نقش و نگار
قصر کو جانیدو باشندو کو وہان کے دیکھو
جلوہ فرما تھین یہان ملکہ با عز و وقار
تھوڑے ہی دیر مین اس چرخ جفا پیشہ نے
صورت سرو جو آزاد تھی ہر لیلی و نہار
ایسی آئی نہین دیکھی کسی گلشن مین خزان

ای سیمان تو نے ستم سپہر غدار
ہو گرا چمن اگر قصر فریدون کے مزار
رات دن چلین ہاگر گئین سرد اور چمن
اور خون دار سدا گو تھی تھی صوت ہزار
وا و نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج گل وہ چمن وہ بے خاک سے ابھی مزار
چلین سند لائی ہین ہو گئے ہین گلشن عبرت
تکیہ گور و مکذ ہو آج ہی ہر ایک کا مزار
کیا شاداب تھا یہ باغ کہ جہان تھا
نزہگاہ و زرالملکہ عالم کا وقار
ہر غضب بارہ دری کا بھی نہین نام و نشان
جیسے یہ پھولا پھلا باغ ہوا ہی فی النار

شاہزادہ رستم ثانی ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو اور بارہ دری کو نہ پاکے اور جلے ہوئے درختان باغ کو دیکھکے اور حسرت کا نہ دیکھکے اور اشعار عبرت آمیز ان طائرون سے سنکے نہایت غمگین و ملول ہوا صدمہ فراق ملکہ مذکورہ مین بیہوش و حواس گویا جلتے رہے دیوانہ وار باتین کرنے لگا گریبان و دامن اپنا چاک چاک کرنے لگا کبھی رو کے کہنے لگا مین صدمہ فراق ملکہ مین جان بر نہونگا جلد مر جاؤنگا نہین معلوم ملکہ کو مع بارہ دری کون لیگیا اور کہان لیگیا اگر معلوم ہو جائے تو ابھی جا کے اسکو تہ تیغ کرون اسوقت شہزادہ فیروزہ مازندرانی و بہرام مین لندھور وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا آپ اسقدر ملول و مضطر از خود رفتہ فرط صدمہ فراق ملکہ مین ہون ضبط صدمہ و گریہ کرین چند سے تامل کرین ہم سب ہمراہ آپکے ہین جہان آپ جائیے گا ہم بھی ہمراہ آپکے چلینگے در اینحال معلوم ہو جائے کہ ملکہ کو یہان سے کون لے گیا ہر اور کہان اسنے گیا ہے

پھر دلیرانہ اُسے جاکے قتل کرکے ملکہ کو لے آئیں گے رستم ثانی خانہ کے سمجھانے سے ضبط گریہ کیا گشتاسپ وغیرہ
شاہزادہ کو اُس باغ خزان دیدہ سے سوے صحرا لیگئے سیر دشت و کوہ خود بھی کرنے لگے اور ترغیب سیر صحراے
سبزہ زار کی شاہزادہ موصوف کو دلانے لگے باتیں ایسی کرنے لگے کہ فی الجملہ غم غلط ہوا رستم ثانی خوش ہوئے
سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ باتیں کر رہے تھے شاہزادہ
رستم ثانی کو سیر صحرا کی کرا رہے تھے دل اُسکا بہلا رہے تھے ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا سہراب
بن لندھور وغیرہ نے سوے غبار دیکھکر کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف سے لشکر کثیر آتا ہے نہیں معلوم
یہ لشکر کسکا ہے کوئی دوست آتا ہے یا کوئی دشمن بجمعیت سپاہ کثیر آتا ہے رستم ثانی بھی سوے غبار دیکھنے لگا
بعد تھوڑی دیر کے پنجۂ ہواے تند سے دامن غبار صحرا پارہ پارہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ سرشار
شاہ و حدید شاہ بجمعیت سپاہ آتے ہیں اور بہت سے لکہ ہاے ابر سرخ و سیاہ و سفید بھی سوے فلک
عیاں ہیں ان میں برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ہے ہنوز ابر کے ٹکڑوں کو دیکھکر متحیر تھا دل میں کہتا تھا کہ
ان ابر کے ٹکڑوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لکہ ہاے ابر سحر ہیں شاید خورشید روشن دل مع اپنی سپاہ ساحران
کے ہمراہ میرے لشکر کے آتا ہے یا کوئی ساحر دشمن ہے کہ وہ مجھ سے بارادہ مقابلہ و مجادلہ آتا ہے عجائب جادو کا فرستادہ
ہے یا خود عجائب جادو ہمرہ بجمعیت فوج ساحران نابکار ادھر آتا ہے ابھی یہ باتیں دل میں کر رہا تھا کہ وہ سب لکہ ہاے
ابر قریب آئے درمیان سے پہلے کسی ابر سے خورشید روشن دل تخت پر سوار کسی ابر سے اسکا وزیر کسی ابر سے ساحران
سرداران سپاہ خورشید روشن دل کسی ابر سے فوج ساحران پیدا ہوئی ساحروں کو دیکھا کہ جداگانہ سحر کے
جانوروں پر سوار ہیں کوئی اژدر آتشین سحر پر کوئی فیل آتشین سحر پر کوئی طاؤس سحر پر کوئی بازو لطیف سحر
سوار ہے صد ہا تھیلیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی انکے دوش پر ہیں ترسول اور فلیل ہاتھوں میں لیے ہیں
شاہزادہ موصوف ہر ایک کو دیکھکر گو صدمہ فراق ملکہ رنگین کاکل کشا کا تھا مگر خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ کچھ
سرداروں کو براے استقبال خورشید روشن دل روانہ کیجیے ہنوز کسی کو براے استقبال روانہ کیا
تھا کہ وہ سب ساحر وغیرہ ساحر قریب آئے شاہزادہ رستم ثانی حدید شاہ و سرشار شاہ و خورشید روشن
دل سے ملا انھوں نے بعد مزاج پرسی حال دریافت کیا شاہزادے نے تمام حال جو گذرا تھا ان سے کہا انھوں نے
کہا آپ تامل کریں صدمہ جدائی ملکہ رنگین کاکل کشا کا نہ کریں ✻ پھر انشاء اللہ آپ سے ملیں گی یہ
زمانہ فراق مبدل بایام وصال ہو جائیگا شاہزادہ انکے سمجھانے سے بامید ملنے ملکہ کے خوش ہوکر گویا
ہوا اسی صحرا میں بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیے جائیں لشکر ہمارا اسی صحراے سبزہ زار میں
اترے بحسب حکم شاہزادہ بارگاہ ہا و خیام صد ہا صحرا میں لازم برپا و استادہ کرنے لگے جملہ شاہ
و شہریار و سوار ساحران نامی وغیرہ نامی سواریوں سے اتر اتر کے داخل بارگاہ و خیام ہونے لگے
لیکن شاہزادہ رستم ثانی سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی وغیرہ
اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنی بارگاہ میں داخل ہوا سرشار شاہ و حدید شاہ و خورشید روشن دل مع
اپنے لشکر کے و دیگر سرداران سپاہ نامی کے اپنی بارگاہ میں آکے علی قدر مراتب بیٹھے شاہزادہ اُنسے
باتیں کرنے لگا خصوصاً خورشید روشن دل سے مخاطب ہوکے کلام اُنسے کرنے لگا اور پوچھنے لگا اب
لشکر بھی ہمارا یہاں آگیا ہے آپکے یہاں تشریف لانے سے دل قوی ہو گیا ہے طلسم رنگین حصار کو کیونکر

فتح کرون دل چاہتا ہی کہ جلد تر طلسم مذکور کو توڑون عجائب جادو اگر مسلمان ہو تو خیر ورنہ اسکو قتل کرون پھر
سوے طلسم صندل جاؤن آپکی اعانت و مدد خداسے اسکو بھی توڑون وز مدعا حاصل کرون تامل نہ کرون
بادشاہ خورشید روشن دل نے جواب دیا ای شاہزادہ ذیجاہ آپ مجھسے مقدمہ فتح کرنے طلسم رنگین
حصار کے کیا پوچھتے ہین مین نجومی راے کیا دے سکتا ہون خداوند عالم نے آپکو صاحب لوح
طلسم کیا ہی وہ لوح آپکو ہدایت کرے وہی کیجیے خلاف حکم لوح کوئی کام نہ کیجیے انشاء اللہ تعالے اجلد تر فتحیاب
ہوجیے گا مین آپکے حسب الطلب آیا تو ہون مگر یہان قیام پذیر نہونگا کیونکہ فی زمانہ کچھ ستارے میرے
طالع کے تحت ہین اور ایسے برے آئے ہین کہ مجھے خوف اپنی جان کا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ سے
رخصت ہوکے اپنے ملک مین جاؤن اپنے ملک ہی مین رہون یا ملک تخت مین اپنے ملک سے کہین نجاؤن
جب تک ستارۂ طالع برائی پر ہین اپنے ملک سے قدم بھی نہ نکالون حفاظت اپنی جان کی کرون اور
وہان سے آپکی نگہداشت بھی کرتا رہون ہان وقت ضرورت شدید آپکی نصرت کو آونگا آپکی اعانت کرنے سے
متارکہ و تغافل نہوگا لشکر کو اپنے یہین چھوڑے جاتا ہون فرزند میرا بھی آپ کے ساتھ رہیگا جملہ سرداران سپاہ
بھی آپکی خدمت مین رہینگے حکم آپکا بجالائینگے ہنگام جنگ آپکے دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرتے
رہینگے شاہزادہ رستم ثانی نے یہ تقریر سنکے جواب دیا ای بادشاہ خورشید روشن دل آپ میرے معین
و دوست ہین مین نہین چاہتا کہ میری دوستی مین کسی طرح سے آپکو ضرر پہونچے اگر آپکو اپنے علم سے ثابت
ہوا ہی کہ ستارے برے کئے ہین خوف جان ہی تو ضرور آپ تشریف لیجائین میری دوستی و نصرت مین جان
اپنی نہ دین انسان کو لازم ہی کہ حتی الامکان اپنی جان و مال و ملک کی حفاظت کرے جو کام کرے خلاف
عقل نہ کرے جہالت سے باز آئے جسطرح ہوسکے جان اپنی دشمنون سے بچائے جب موقع و محل ہو اپنے
دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ کرے بادشاہ موصوف یہ سنکے بعد ازانکہ دو پہر گذر گئے کے شاہزادے سے رخصت ہوکے
چند ساحرون کو براے خدمت ہمراہ لیکے تخت سحر پر بیٹھ کے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ جلد تر
اپنے دولت سرا مین پہونچا یہان شاہزادہ مع لشکر گران صحرا مین قیام پذیر ہوا اب طلسم کشا تو سواے سبزہ زار
مین ہی لیکن اب احوال ساحر نابکار و غدار و مکار یعنی ابر باران شعلہ افگن کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار بارہ دری
کو بزور سحر ہواے سحر سے اڑاتا ہوا ملکہ رنگین کاکل کشا و جملہ عورتین وغیرہ کو اپنے سحر مین گرفتار کیے
ہوے خوش ہوتا ہوا اپنی سحر و مکاری پر ناز کرتا ہوا قطع راہ کرکے اسوقت قریب دربار عجائب جادو کے پہونچا اور
بعد نخوت و غرور و تکبر تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا دربار آراستہ تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے ساحران
نامی عالی قدر مراتب دربار مین بیٹھے تھے وزرا امرا حاضر تھے عجائب جادو اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے
کہہ رہا تھا کہ ابر باران شعلہ افگن براے گرفتاری طلسم کشا و دختر بادولت گیا تھا بڑی دیر ہوئی ابھی
تک نہین آیا نہین معلوم دست طلسم کشا سے مارا گیا یا اس سے ابھی تک لڑ رہا ہی وزرا عرض کر رہے
تھے ای بادشاہ ذیجاہ ابر باران شعلہ افگن ساحر زبردست ہوشیار ہی پاس طلسم کشا
کے لوح طلسم ہے مگر وہ بوجہ اپنی ہوشیاری کے قتل نہوا ہوگا قتل ہوتا تو لاشہ اس کا
اس کے سحر کے پھر یا اسکے ہمراہی ساحر فرد آکے بیان لاتے حضور کچھ تردد نہ کرین طلسم
کشا کا اسیر کرنا کچھ نہین ہی وہ تدبیر گرفتاری طلسم کشا مین ہوگا یا اس سے لڑ رہا ہوگا

یا اسے گرفتار کر کے آتا ہوگا اگر حضور کو اُسکے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو کسی ساحر کو روانہ کریں وہ جا کے
اُسکی خبر لائے وہان کے حال سے حضور کو آگاہ کرے یا کتاب سامری مین دیکھ لیں ابھی حال اُسکا معلوم ہو جائے کہ
اُس نے یہان سے جا کر کیا کیا اب تک زندہ ہے یا دست طلسم کشا سے مارا گیا کسی کو اُس نے گرفتار کیا یا لڑ رہا ہے
عجائب جادو نے عنقائے بدطینت و ثقیل جادو و دیزناک خوک پیشانی و مفقود جادو امین اپنے وزرا
سے یہ سنکے ارادہ کیا تھا کہ جلد کتاب سامری سے حالات نیک و بد ابر باران شعلہ افگن کے دریافت کرتے بیچ مین
کتاب سامری اپنے ملازمون سے طلب کی تھی کہ ناگاہ ابر باران شعلہ افگن بصورت قمری دیوار بارہ دری پر
بیٹھا ہوا بارہ دری کو بزور سحر لیے ہوئے نظر آیا وزرا نے عرض کیا حضور ملاحظہ فرمائیں وہ بارہ دری
اڑے ہوا ادھر آتی ہے ہم پہچانتے ہین یہی بارہ دری ملکہ عالم کے باغ مین تھی ابر باران شعلہ افگن نے
کار نمایان کیا طلسم کشا و ملکہ عالم وغیرہ کو غافل پا کے اپنے سحر سے کسی کو بھاگنے نہ دیا بارہ دری سے
کسی کو نکلنے نہ دیا شاید حالت خواب مین سحر کر کے سب کو گرفتار سحر کر لیا پھر مع بارہ دری سب کو یہان
لے آیا ہے عجائب جادو نے یہ سنکے جانب بارہ دری دیکھکر خوش ہو کے کہا واقعی اسنے کار نمایان کیا ہے
سب کو گرفتار کر کے اسطرح سے لے آیا ہے مین بھی اسے انعام و خلعت زرتار دونگا ابھی عجائب جادو یہ
کہہ رہا تھا کہ ابر باران شعلہ افگن دیوار بارہ دری سے اُتر کر دربار مین آ کے زمین پر لوٹ کے اپنا سحر آپ ہی
رفع کر کے بصورت اصلی ہوا پھر بارہ دری مذکور کو روبرو سے چبوترے اتار کے زمین پر قائم کیا اور دست بستہ
عجائب جادو سے عرض کیا الٰہی بادشاہ ذیجاہ و قدردان مین امیدوار انعام ہون کار نمایان کر کے آیا ہون
ملکہ عالم کو مع اُسکی کنیزون اور مجلسیون وغیرہ کے گرفتار سحر کر کے لے آیا ہون حالت موجودگی طلسم کشا مین
مین نے یہ کار نمایان کیا ہے مین نے کچھ جان کے جانیکا خوف نہ کیا طلسم کشا سے دلیرانہ مقابلہ کیا اُس سے
لڑتا ہوا بمکر و فریب بیرون باغ آیا طلسم کشا کو تو اسیر نہ کر سکا کہ اُسکے گلے مین لوح طلسمی پڑی تھی لیکن اپنے
ہمراہی ساحرون کو حکم اس سے مقابلہ کرنیکا دیکر لڑائی مین اُسے معروف و اُلجھا کے غفلت اُسے دیکے چپکے سے
کے بارہ دری جا کے باغ کو مین نے بزور سحر جلا دیا ملکہ وغیرہ پر سحر کر کے اسیر کیا بارہ دری کو بزور سحر اُٹھا کے لے آیا
ہون وہان طلسم کشا سے ساحر لڑ رہے ہونگے عجائب جادو یہ سنکے خوش ہو کے اپنے ملازمون سے کہنے لگا جلد واسطے
ابر باران شعلہ افگن کے خلعت زرتار لاؤ اس نے کار نمایان کیا ہے حالت موجودگی طلسم کشا مین میری دختر
وغیرہ کو لے آیا ہے ملازم کشتی خلعت کی لائے عجائب جادو نے اُسے خلعت مع انعام کثیر دیا اُس نے سلام کر کے
خوش ہو کے انعام لیا خلعت پہنا پھر مرغ زرین بنکے اپنے بیٹھنے کی جگہ پر جا بیٹھا عجائب جادو نے سوئے
بارہ دری دیکھکر اپنی دختر کو مبتلائے سحر با حال پریشان پا کے پہلے تو بہت غصہ کیا کلمات اُسکی شان مین سخت
و درشت کہے پھر ارادہ کیا کہ سحر اسپر سے رفع کر کے ہوش مین لا کے مارے کوڑون کے کھال اُسکی پشت سے
جدا کیجیے یہ ارادہ کر کے ابر باران شعلہ افگن سے کہا کہ تو ملکہ رنگین کاکل کشا کو بارہ دری سے نکال کے
اور جملہ عورتون کو اسی حالت مبتلائے سحر مین رکھکر بارہ دری کو یہان سے قریب زندان لیجا کر زمین پر قائم
کر دے اور مبہوت جادو و طوفان جادو سے کہدے کہ جو جو قید ہین ان مین قید مین انکی بھی حفاظت کرنا
انکو زندان سے وقت ہوشیاری باہر نکلنے نہ دینا ظلم و بدعت ان گمراہون پر بہت کرنا کہ انھون نے ایک
مدت تک ہمارا نمک کھایا ہے اور حال طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا سنیے بیان نہین کیا طلسم کشا سے یہ سب

لی تھین تمھین اُسکی دوست تھین ہماری بدخواہ تھین امیر باران جادو نے اسیوقت ملکہ رنگین کاکل کشا
کو کہ بوجہ سحر کے بیہوش و گرفتار سلاسل سحر تھی بارہ دری سے نکالا روبروے عجائب جادو بالاے تخت
حکومت اُسے لٹا دیا جادو اژدر عادی لیدہ عرض کیا اگر حکم ہو تو اس بارہ دری کو مین اپنے مکان کے
قریب قائم رکھون ان عورتون کی حفاظت کرون عجائب جادو نے کہا اچھا تو ہی ان عورتون کی حفاظت کر
امیر باران شعلہ افگن بزور سحر بارہ دری کو اُٹھا کر جس طرح لایا تھا اُسی طرح اپنے گھر کیطرف لے گیا
وہان جاکے قریب اپنے گھر کے بارہ دری کو زمین پر بزور سحر قائم کیا پھر اپنے گھر مین گیا اہل و عیال اُسکے
اُسکو خلعت دیکھکر پوچھنے لگے آج یہ کیسا خلعت پایا ہے اُس نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا زوجہ اُسکی برق جادو
اور اقربا کے اُسکے یہ سنکے خوش ہوے شاد ہو گئے ساحر مذکور تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنے گھر سے جانب دربار عجائب جادو
روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑیے اور اب احوال دربار عجائب جادو کا سنیے کہ بعد جانے امیر باران شعلہ
افگن کے عجائب جادو سحر اپنی دختر پیے دفع کرکے ہوش مین اُسے لایا ملکہ رنگین کاکل کشا نے آنکھین
کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین روبروے اپنے پدر کے عین دربار مین پایا سمجھی کہ مین خواب دیکھ رہی ہون یہ
خیال کرکے بارادہ خواب آنکھین اپنی بند کرلین عجائب جادو نے اپنے ملازمون سے کوڑا طلب کرکے اپنے ہاتھ
مین لیکے نہایت غضبناک ہوکے کہا او نالائق و بیحیا و بیغیرت کیا آنکھین بند کیے تھی ہے یہ خیال کر کہ مین سوتی ہون
اور اپنے باغ کی بارہ دری مین ہون تجکو مین نے گرفتار کرلیا ہے اسوقت تو میرے دربار مین ہے آنکھین کھول ہوشیار
ہوکے ذرا دیکھ تو تجھے کیسی سزاے سخت دیتا ہون کہ تو بھی یاد کرے اور اس ظلم و بدعت سے تجکو ہلاک کردون کہ
انسان کا تو کیا ذکر ہے ہامان دیدیا اور مرغان ہوا تیرے حال زار و خراب پر افسوس کرین او گیسو بریدہ تو نے
میری عزت و حرمت خاک مین ملادی طلسم کشا سے یاری و آشنائی کی اُسکو اپنے باغ مین لیکر آئی مجھ سے
چھپاکے اُسکو اپنے باغ مین رکھا ساتھ اُسکے عیش کیا طلسم رنگین و طلسم صندل مین مجھے رسوا و ذلیل کیا
جملہ ساحرون کے آگے میری عزت و حرمت باقی نہ رکھی مین تجکو کبھی سرور بالا دیدہ اہل دربار کے نہ بلاتا
صورت تیری کسی کو نہ دکھاتا چونکہ تو نے مجھے ذلیل و رسوا کیا ہے مین نے بھی تجکو اسیوجہ سے سر دربار ذلیل
کیا ہے اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا مار ہی ڈالونگا مجھے ایسی دختر بدکارہ کا زندہ رکھنا خوب نہین ہے تو میری اور
اپنے چچا صندلان شاہ و جملہ ساحران ساکنان طلسم صندل کی دشمن جان و ایمان ہے طلسم کشا میرے
دشمن کی دوست ہے یہ کہکر چاہا کہ اُسکے اوپر کوڑا لگائے وزرا دیرہ نے درمیان مین آکے پایہ تخت عجائب جادو
کو بوسہ دیکے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اسقدر غضب مناسب نہین ہے ملکہ عالم ابھی چندان عاقل
نہین ہین سن ابھی انکا کیا ہے تیرہ چودہ برس کی عمر ہے نادان ہین اپنی بیوقوفی سے یہ طلسم کشا کو اپنے
باغ مین لے آئین تھین صرف لیتا ہے یہ اُسکے سامنے بیٹھی ہین اور کوئی فعل انسے سرزد نہین ہوا ہے اتنی
سزا واسطے انکے بہت ہے کہ سر دربار اسیر سحر ہوکے آئی ہین اب ایسی کبھی خطا نہ کرینگی حضور قصوران کا
معاف فرمائین انکے عوض ہم سب کے ادبی کوڑے لگائیے تن نازک و نرم اُنکا بھلا تحمل کوڑون کا کیونکر ہوگا گلسا
بدن نازک کوڑون کی اذیت سے نگار ہو جائیگا یہ ناز پروردہ ہین تاب تحمل نہ لاکے ابھی ہلاک ہو جائینگی خون
ناحق مین انکے حضور مبتلا ہو جائینگے سوا اسکے ذلت و رسوائی اسکی دور دور پہونچے گی اہل اخبار اخبار مین یہ خبر
درج کرینگے کہ بادشاہ طلسم رنگین حصار عجائب جادو نے عالم غیظ و غضب مین ایک ادنے خطا پر اپنی دختر نیکو اختر

کوڑے مار کر مار ڈالا جو اخبار مین یہ خبر لکھی ہوئی دیکھے گا حضور کے حق مین کیا کہے گا ابھی ملکۂ عالم شاید عالم خواب
مین ہین یا بوجہ مبتلاے سحر ہو جانے ابر باران شعلہ افگن کے باوجود تارے سحر کے اتبک ورد مند ہین
اُٹھا نہین جاتا ہی یا کثرت ندامت و شرم بیہوش سر دربار چادر سے مُنھ اپنا چھپالے آنکھین بند کیے لیٹی ہین
ذرا انکو اٹھنے دیجیے حال جو انسے مناسب ہو دریافت کیجیے پہلے کوئی لفظ اے بزرگ ثابت کر لیجیے بعدہ لائق
انکے کوئی سزا تجویز کیجیے اول تو ہمارے نزدیک حضور انکو سزائے سخت دے چکے سر دربار قید کرا کے
انھین بلا چکے کلمات سخت و درشت انکو کہہ چکے کوڑا انکے مارنے کو اپنے ہاتھ مین اٹھا چکے اب اس سے زیادہ
کیا سزا دیجیے گا عجائب جادو نے وزرا وغیرہ سے کہا تم سب ہٹ جاؤ اس مقدمۂ خاص مین دخل نہ دو مین
اس گیسو بریدہ کو زندہ نہ رکھونگا اسنے میری عزت و حرمت اپنی آبرو کے ساتھ خاک مین ملا دی تمام طلسم مین
رسوا کیا ہماری ہمارے بھائی صاحب صندل آن شاہ و ثانی صاحبہ ملکہ آتش افروز جادو تک یہ خبر پہنچائی
ہوئی ہی انھون نے ابلیس خود پسند کو روانہ کرکے مجھے یون آگاہ کیا ہی کہ تمھاری دختر آوارہ ہوگئی ہی طلسم
کشا ہمارے دشمن جان کو اپنے باغ مین لیگئی ہی چاہتی ہی کہ طلسم صندل ٹوٹ جائے ہم سب دست
طلسم کشا سے قتل ہو جائین پس وہ مجھ سے میری دختر کی شکایت کرتے ہین اور یہ ایسا فعل زشت کر کے
زندہ رہے ہین کب اسکو زندہ رکھونگا آج ہی اسکو قتل کر ڈالونگا یا مارے کوڑون کے اسے ہلاک کرونگا
اگر اخبار نویس بقول تمھارے اس خبر کو درج اخبار کرینگے تو کرین دیکھنے والے اخبار کے اہل عزت و
آبرو ہونگے اور خردمند و دانا ہونگے تو سمجھینگے برا نہ کہینگے بلکہ اچھا کہینگے اور یہ کہینگے کہ عجائب جادو
نے خوب کیا کہ اپنی ایسی دختر آوارہ کو ہلاک کیا پس اسکے مار ڈالنے سے بدنامی میری اسقدر نہوگی کم ہوگی
بلکہ کہہ سکتا ہون کہ نہوگی وزرا وغیرہ یہ تقریر عجائب جادو کی سنکے درمیان سے ہٹ گئے بادشاہ مذکور کو
عالم غیظ و غضب مین دیکھکر رعب و قہر سے اسکے خائف ہوکے خاموش رہے جب یہ تقریر ملکہ رنگین کاکل کشا
نے اپنے پدر کی اور اپنے باپ کے وزراؤن اور ملازمون کی سنی سمجھی کہ مین خواب نہین دیکھتی ہون سوتی نہین
ہون بیدار ہون باپ نے میرے ابر باران شعلہ افگن نابکار کو روانہ کیا تھا وہی اپنے سحر مین مجکو مبتلا
کر کے یہان لایا ہی میرا تو یہ حال ہوا ہی نہین معلوم میرے محبوب شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشا پر کیا گذری ساحر
مذکور نے اُسپر کیا ظلم کیا خدا کرے وہ زندہ و سلامت ہو ابر باران شعلہ افگن نے میری طرح اسے اسیر
نہ کیا ہو قاتلون نے اسکے قتل نہ کیا ہو اسے مین اسے یہان کیون لائی مین ہی باعث شر و فساد ہوئی وہ تنہا
ہی لاکھون یہان اسکے دشمن ہین خداوند عالم سب ساحرون اور دشمنون کے شر سے اسے بچاے
اسوقت کون میرا دوست ایسا ہی کہ اُس سے یہ جاکے میری طرف سے میری زبانی کہے کہ ای شاہزادہ ذیوقار
ملکہ رنگین کاکل کشا تمھاری عاشق زار گرفتار ہوگئی ہی اسکو اپنی اسیری کا کچھ خیال و ملال نہین ہی کیونکہ
عشاق ہمیشہ محبت و عشق و فراق محبوب مین آلام و رنج مین رہتے ہین وہ بڑے صدمہ پیدا ہوے ہین اور
غم و الم واسطے انکے مخصوص ہی انھین راحت و آرام مدام کہان ممکن ہان تمھاری تنہائی و اسیری و قتل کا بہت خیال
و ملال ہی لہذا تم طلسم رنگین حصار سے بخیر و عافیت اپنے لشکر مین چلے جاؤ تم صاحب دشمنون سے اپنی جان بچاؤ
طلسم کشائی سے باز آؤ لوح طلسم کو توڑ کر خاک مین ملا دو اپنی لعل سی جان بے بہا کا خیال کرو اپنی عزت پر نظر کرو
جان ہی تو جہان ہی آبرو گئی پھر آبرو نہین حاصل ہوتی ہی تم اکیلے ہو یہان لاکھون دشمن ہین کس کس سے لڑوگے گو بہادر ہو

مگر اتنی قوت دست و بازو مین کہان ہے کہ تیغ آبدار سے لاکھون ساحرون کو قتل کرو گے آخر لڑتے لڑتے دست و بازوے نازک وزم مین تھک جائینگے مجبور ہو جاؤ گے لڑتے لڑتے تھک کر گھوڑے سے گر پڑو گے ساحران نابکار گرفتار کر کے روبرو میرے پدر کے لائینگے وہ عقدہ در پیش فی الفور تمھین قتل کرائینگے صاحب مین تمھاری خبر قتل و گرفتاری سنکے کیا زندہ رہونگی مین بھی فوراً کسی نہ کسی طرح جان دیدونگی مین عاشق صادق ہون نہ عاشق کاذب بس خدانخواستہ تم قتل ہوے اور مین نے بھی بعد تمھارے تمھارے سوز فراق مین اپنی جان دیدی تو اس سے کیا نفع ہوگا سر امر مرنے ہوگا دشمن خوش ہونگے دوستون کو رنج ہوگا اگر زندہ بیان سے نکل جاؤ گے تو یہ امید مجھے رہیگی کہ شاید باپ میرا مجھے قید سے کبھی رحم کھا کے رہا کریگا اور مین رہا ہو کے تم تک پہونچونگی تمھین دیکھونگی دل ناشاد کو شاد کرونگی ہاے مین کیسی بدقسمت ہون کہ عاشق تیر اپنی اقبلات سحر ہوے گرفتار ہو گئی دل مین صد ہا حسرتین تھین ان مین سے کوئی حسرت کسی دن نہ نکلی مفصل حال اپنے مقدر کا تو کیا کہون لیکن مختصر ہی کہ بمصداق اس نظم

کچھ عجب اپنی الٹی ہے تقدیر | آخر ہم کی دیکھنا تاثیر | ہمکو جا کر کہان پھنسایا ہے

ترسے محبوب پر دل آیا ہے | سیکڑون تو ہمارے عاشق ہون | خود بھی وہ چاہنے کے لائق ہون

ہم کبھی التفات بھی نہ کرین | بھول کر ان سے بات بھی نہ کرین | آسمان یا یہ رنگ دکھلائے

ہمکو یون دام عشق مین لائے | نشانۂ تیغ ہے مجھے گھیرے | ہائے مین داغ دل مین ہجر کے

دل تڑپتا ہے بیقراری ہے | کثرت غم سے اشکباری ہے | رازدان ہائے کون ہے ایسا

جس پہ ظاہر ہو ماجرا دل کا | چھٹ گیا مجھ سے مشغلۂ عشق اور | دل ہی دل مین پڑا ہے اب ناسور

کیسی برگشتہ ہوئی تقدیر | کیا کرون ہائے وصل کی تدبیر | کوئی مونس نہین ہے اب میرا

کس سے احوال مین کہون دل کا | کس کو یہ ماجرا سناؤن مین | حیف تمکو کہان سے لاؤن مین

کیسی لیے کی تھی ساری تیاری | صحبت عیش و رقص و میخواری | تھی خبر کب اسیر ہونگے

آگے سب کے حقیر ہونگے | اگر مین قید سے رہا ہوئی اور باپ نے مجکو تا زندگی زندان مین رکھا

تو تم میری اسیری کا غم نہ کھانا دیکھو صاحب آنکھون سے آنسو نہ بہانا دل اور کسی جا کسی خوبرو سے لگا لینا میرے خیال مین آہ وزاری نکرنا زندگی اپنی بے لطف نہ گذارنا تم مرد ہو اور خود محبوب ہو تمھین رنج و غم سے کیا تعلق مجھ ایسے چاہنے والے تمھین بہت سے ملجائینگے الا مین تمھارے ہاتھ اب نہ آؤنگی تمھاری جدائی کا صدمہ اٹھاؤنگی قید خانہ ہی مین مرجاؤنگی دنیا سے پُر ارمان جاؤنگی خیر جو میری قسمت مین کاتب قدرت نے لکھا تھا وہ ہوا اور جو کچھ اب منظور ہوگا وہ ضرور ہوگا مین منع کرتی ہون تمھین سمجھاتی ہون کہ تم میرے خیال مین ملول نہونا خواب و خور ترک نکر دینا شب و روز آہ وزاری اور نالہ و بیقراری نہ کرنا میرے رہا کرنے کی فکر مین کوشش نکرنا سوے زندان مجھ بد مقدر کے رہا کر نیکو نہ آنا دشمنون سے مقابلہ و مجادلہ نکرنا نگہبان زندان سے عالم تنہائی مین ہرگز نہ لڑنا مبادا تمھارے دشمن دست اعداے نابکار سے قتل ہو جائین تو بڑا غضب ہوجاے امید ملنے کی بھی منقطع ہوجاے ہماری قسمت مین اسیری تھی انسان مقدر سے مجبور ہے مین اسیری سے نہ گھبراؤنگی کیونکہ طفلی سے بیڑیان پہننے کی عادی ہون پاؤن میرے بیڑیون کا بوجھ اٹھالینگے اور گلا میرا کہ جسمین طوق منت کے پہن چکی ہون بار طوق آہنی کا بھی اٹھالے گا۔ بقول کسی شاعر کے۔ شعر

اسیری پہنچی ہے کبھی کی اپنی قسمت مین | پڑی تھین بیڑیان پاؤن مین پہنے طوق گردن مین | اور یہی مجکو یقین کامل نہین ہے کہ باپ میرا

مجکو قید ہی کریگا یا زندہ رکھے گا کیونکہ پشیمان ہون اور پدر کو میرے غصہ بہت ہے عجب نہین کہ عالم غیظ و غضب مین قتل دختر بھی جائز رکھے اور خلاف حکم و طریقہ اہل جہان کے عمل کرے پس جب تم خبر میرے قتل ہونے کی کسی سے سننا کثرت غم سے از خود رفتہ ہو کے دیوانہ وار گریبان و جیب و دامن نہ پھاڑنا نالہ و فغان نہ کرنا سر کو در و دیوار سے نہ ٹکرانا صحرا نوردی اختیار نہ کرنا سر پر خاک نہ ڈالنا کثرت سے نہ رونا اپنے تئین ہلاک نہ کرنا ضبط و صبر کرنا اگر غصہ آئے تو غصہ کو بھی ضبط کرنا تلوار نیام سے کھینچ کر آپ سے بیخودی و کثرت غم مین میرے قاتل کے قتل کرنے کو کہین چلے نہ جانا مقابلہ و مجادلہ میرے پدر سے نہ کرنا کیونکہ بے فائدہ ہوگا جنگ و جدال سے مین زندہ نہ ہو جاونگی تم سے نہ ملونگی ہان اگر ممکن ہو تو یہ کرنا اشعار

کبھی آجائے اگر طبیعت پہ
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا
پڑھنا قرآن سبھی تربت پر
غنچۂ دل مرا کھلا جانا
میری الفت نہ تم بھلا دینا
قبر میری گلے لگا لینا
حق تعالے تمہین رکھے آباد
روح کو میری آکے کرنا شاد

القصہ ملکہ رنگین کاکل کشا نے اپنے دل مین تفرقہ مندرجہ بالا کرکے آنکھین نیچی کین پھر اٹھکر اپنے پدر و اہل دربار پر نظر کی شرم و حیاے اور اپنی ذلت بے پردگی سے صدمہ بھی کیا چادر یا دوپٹہ سے منھ کو چھپایا آنسو بہا کر جانب چرخ جفاکار دیکھکر آپ سے مخاطب ہوئی دل مین اسطرح کہا کہ نظم مولف

بے خطا و گنہ اسیر کیا
اے جفا کار و اے ستم ایجاد
مجکو دربار مین حقیر کیا
آج تونے یہ مجھ پہ کی بیداد
دلربا سے چھڑا دیا تونے
کس خطا کا عوض لیا تونے
مین نے تو تیری کی نہ تھی تقصیر
تونے ناحق کرایا مجکو اسیر
ظلم کرتا ہے کچھ نہین ہے خطر
تجھ سے بیکس کی تیر آہ سے ڈر

یہ کہکے اپنے پدر کی طرف دیکھا ہاتھون مین اسکے کوڑا دیکھکر خوف سے کانپی عجائب جادو نے غضبناک ہو کے کہا او نالائق او گیسو بریدہ اب کہہ تیرا کیا حال کرون تجکو کیونکر ہلاک کرون ملکہ مذکور نے خوف و رعب و کثرت غم سے کچھ جواب نہ دیا عجائب جادو نے زیادہ برہم ہوکے ارادہ کیا تھا کہ تخت سے اٹھکے جملہ وزرا وغیرہ کو ہٹاکے بازو پکڑکے کوڑے سے پشت اسکی فگار کرے کہ ناگاہ محلسراے عجائب جادو سے کچھ عورتین کہ جنھون نے ملکہ رنگین کاکل کشا کو گودیون مین کھلایا تھا روتی پیٹتی ہوئین دربار مین آئین ان مین دایہ بھی ملکہ مذکور کی تھی سب نے اپنے سر و زانو کو پیٹکر بال سر کے نوچ کر آنسو بہاکر فریاد و فغان کرکے عجائب جادو سے عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اس بچی نے ایسی کیا خطا کی ہے کہ جس خطا کی سزا حضور نے یہ تجویز کی ہے کہ سر دربار سب کے سامنے بلاکے کوڑے مارنے کا ارادہ کیا ہے بھلا یہ نازک اندام و نازپرورد تحمل کوڑے کھانے کی ہوگی روح اسکی اسکے تن سے نکل نجاویگی اپنے ہاتھ کو روکیے ملکہ کو ہمارے حوالے کیجے ہم اسے محلسرا مین لیجاتین اور ملکہ رنگین کاکل کشا نے آپ سے کہا ہے کہ صاحب میری پارہ جگر پر نظر کی اگر کوڑے مارئیگے اور یہان اس کو سنے آوے گے تو مین روتی پیٹتی ہوئی سر دربار چلی آونگی پھر پردے کا خیال نکرونگی تمھاری ذلت ہوگی مین اپنی بچی کے کوڑے کھانے کے صدمے مین جان اپنی سر دربار دیدونگی عجائب جادو نے یہ تقریر انکی سنکے ہاتھ کو روکا وزرا نے سفارت کرکے پھر عرض کیا حضور بہتر یہی ہے کہ آپ ملکہ عالم کو محلسرا مین بھجوا دیجے وہان لیجاکر جو مناسب ہو کیجے ورنہ تیر تنگ جادو نادر ملکہ رنگین کاکل کشا کی محل سے یہان چلی آوینگی اور ذلت دیدنا ہی حضور کی ہوگی یہ کیا کم ذلت ہوئی کہ سر دربار

آپ نے عالم غصہ مین اپنی دختر کو بلا یا سب نے ملکہ کو دیکھا عجائب جادو سمجھے کہنے سے کچھ سوچ کے اپنی
زوجہ کے محل آنیکا اندیشہ کر کے کہنے لگا اچھا اس گیسو بریدہ کو اندر محل کے لیجاؤ مین بھی آتا ہون دایہ ملکہ کی
اور دیگر عورتین ملکہ کو اپنے ساتھ بصد عزت و پردہ داری پیار کرتی ہوئی سوے محلسرا لے گئین بعد قطع راہ محل
مین پہونچین نیرنگ جادو اپنی دختر کو دیکھکر بے اختیار دوڑ کر اس سے لپٹ کے رونے لگی بار بار پیار
کرنے لگی عورتین محلسرا کی ملکہ رنگین کا کل کشا پر سے بطور تصدق زر و جواہر نثار کرنے لگین کچھ عورتین
بلائین لینے لگین صدقے قربان ہونے لگین چونکہ راز عشق ملکہ رنگین کا کل کشا افشا ہو گیا تھا عورتین
محلسرا کی عشق ملکہ مذکورہ سے آگاہ ہو چکی تھین اور ظاہر ابھی طریق عشق و الفت اعضاے ملکہ
مذکورہ سے اس طرح پائے جاتے تھے کہ مصداق - نظم

دل بغل مین نگار کا خواہان
پاؤن کہتے تھے چلیے اسی کی راہ
سینہ تھا قرب یار کا خواہان
گوش پیغام یار کے مشتاق
دیدہ دیدار نگار کے مشتاق
دل یہ کہتا تھا اعوذ بسم اللہ
اور زبان تھی سوال کی طالب
ہاتھ چٹکیان بلائین لینے پر
جان شوق وصال کی طالب
زانو کو جستجوے زانوے یار
پہلو کو آرزوے پہلوے یار
لب کشادہ دعائین دینے پر

اس وجہ سے کچھ عورتین باشارہ ملکہ نیرنگ جادو ملکہ رنگین کا کل کشا کو بصد شفقت و خیر خواہی سمجھانے لگین سمجھو اسے - نظم

دیکھکر اسکو عشق کا بیمار
سب نے اس طرح سے کیا اظہار
سمجھ اب بھی تو ای بت خوشرو
لعل سی جان کو نہ کھو اب تو
اس مرض کا تو لے چارہ کر
اب بھی اس عشق سے کنارہ کر
ابھی اس کام مین ہے تو انجان
باز آ باز اب بھی کہنا مان
مفت تو اپنی جان کھووے گی
تیری پروا اسے نہووے گی
تیرے غم سے وہ دل ملول نہین
ایسی الفت سے کچھ حصول نہین
بات رسوائی کی ہے جان لے تو
صدقے ہم سب ہون کہنا مان لے تو
دیوتون کا طلسم چھٹتا ہے
جان جاتی ہے گھر بھی لٹتا ہے
عقل بہری نہین یہ کار صواب
کر بزرگون کے نام کو نہ خراب
اسکو بھولا بھی نہ کوئی بتلاے
صبح کا بھولا شام کو جو آے
اپنی دایہ وغیرہ سے سنکر
رہ گئی اپنے سر کو وہ دھنکر
لگی کرنے وہ بار بار افسوس
کہا افسوس صد ہزار افسوس
ہون مین لاچار بہتے ہین آنسو
دل کے اوپر مرا نہین قابو
دوست سمجھے تھے اپنے جنکو لگا
لاکھ سمجھاتی ہون مین اس دلکو
کسی صورت نہین سنبھلتا دل
خار سے ہرگز نہین بہلتا دل
کہکے یہ روتی مثل ابر بہار
آنسوؤن کا بندھا آنکھون سے تار
لاکھ لاکھ اسکو مین ہون سمجھاتی
بات دل کی نہین کہی جاتی
یہی کہتا ہے میرا یہ دل زار
اپنے محبوب پہ ہو جان سے نثار
چھوڑ دے اپنی یہ امیری تو
اسکے کوچے کی کر فقیری تو
اسکے کوچے کی جو گدائی ہے
مجکو دنیا کی بادشاہی ہے
کہتا ہے چھوڑ بے تمیزی تو
اختیار اسکی کر کنیزی تو
دل سے کیا آدمی کو چارہ ہے
بے اجل اس نے مجکو مارا ہے
گئے تاب و توان و عقل و ہوش
پھرون رہتی ہون دم بخود خاموش
جان کیا کیا عذاب دیتی ہے
دل کی طاقت جواب دیتی ہے
عشق نے داؤ پیچ چڑھا مارا
جیتے جی ہاے دل نے ست ہارا
دل جگر ہو کے آب بہتا ہے
آنکھون سے خون ناب بہتا ہے
توان تن مین نہین کہین باقی
حرکت ہاتھ مین نہین باقی

پھر کر دیکھے جو ہو عاقل
تو اسکی نہیں خبر افسوس
جان دینا غضب سمجھتی ہون
مین بری اک اگر ہوئی تو ہوئی
مین نے گھر کو کیا ابھی سے سلام
مین ہون پہلو مین اور وہ دلبر ہو
دین و اسلام سے غرض کب ہی

سینے مین غم سے آپ آپ ہی دل
بسکہ بڑھتا ہی غم کا ہر دم زور
نیک و بد مین بھی سب سمجھتی ہون
چار دن کی یہ نیں جوانی ہی
کیسی عزت کجا بزرگون کا نام
اس سے ہوگا جو کوئی دکھ مجکو
بندۂ حسن ہون یہ مذہب ہی

چاک ہین غم سے دل جگر افسوس
عشق نے کر دیا مجھے کم زور
حرکت اس قدر ہوئی تو ہوئی
عشق سے لطف زندگانی ہی
یار ہو جام ہو ہو دلبر ہو
آنکھین ٹھنڈی کلیجہ شگفتہ مجکو

ابھی ملکہ رنگین کاکل کشا اپنی دایہ نرگس جادو وغیرہ سے یہ کہہ رہی تھی دایۂ مذکورہ و دیگر عورتین اسکی باتین سنکے عشق شاہزادہ رستم ثانی مین آسے دیوانہ پاکے حیران ہوئین یقین دل مین اُنہے کہہ ہی نہین کہ ملکہ کو عشق طلسم کشا کا صادق ہی اتنی دیر ہمنے سمجھایا کچھ فائدہ نہوا اسکی باتین سنکے ہوش اڑگئے حواس جاتے رہے کہ لڑکی کسی کے سمجھانے سے نہ سمجھے گی جو کچھ اسکے دل مین آیا ہی وہی کریگی محبت طلسم کشا سے ہاتھ نہ اٹھائیگی قید ہو تاریخ و غم مین مبتلا ہو تا گوارہ کریگی خیر ہم سمجھا چکے حق نمک سے ادا ہو چکے جیسا یہ کریگی ویسا پائیگی ناگاہ دربار سے عجائب جادو غصہ مین بھرا ہوا محلسرا مین آیا اپنی زوجہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ مین نے صرف تمھارے صدمے کے خیال سے تمھاری دختر کو ہلاک نہین کیا تمھارے پاس بھیجدیا اب یہ کہو کہ تمنے اسے سمجھایا عشق طلسم کشا سے منع کیا اس نے عشق طلسم کشا سے اجتناب کیا اپنی خطا سے توبہ کی اسنے جواب دیا صاحب مین متحیر و حیران و پریشان خاطر یہان بیٹھی ہون نرگس جادو دایہ تمھاری دختر کی اور وہ عورتین جنھون نے اسکو گود مین کھلایا ہی ان سے مین نے اشارہ سے کہدیا تھا کہ تم اس لڑکی کو میرے سامنے سے کہین دور لیجا ڈالے سمجھاؤ وہ سب اسے لیگئے ہین یقین ہی کہ انھون نے تمھاری دختر کو سمجھایا ہو اگر دریافت کرنا منظور ہی تو انھین عورتون کو بلاکے انسے پوچھو جو کچھ حال ہوگا وہ بیان کرینگی عجائب جادو نے نرگس جادو وغیرہ کو طلب کیا انسے پوچھا کہ تم نے ملکہ رنگین کاکل کشا کو سمجھایا وہ عشق طلسم کشا سے باز آئی تو بہ اسنے اپنی خطا پر کی اب کبھی ایسی حرکت نہ کریگی ان عورتون نے چاہا کہ کچھ باتین بنا کر ملکہ کو قید و سزا سے بچائین عجائب جادو نے انکے بشرہ سے دریافت کیا کہ یہ جھوٹ باتین بنایا چاہتی ہین فکر کر رہی ہین کہ اسوقت کیا کہین جو ملکہ رنگین کاکل کشا قید سے محفوظ رہے پس یہ سمجھ کے عجائب جادو نے نہایت غضبناک ہوکے ان سب سے کہا کہ خبردار العیوط نہ بولنا سچ کہنا ورنہ تم سب کو ابھی ہلاک کردونگا دایہ و عورتین وغیرہ ڈرگئین دست بستہ عرض کرنے لگین حضور ہم نے بہت ملکہ عالم کو سمجھایا وہ ایسی عشق طلسم کشا مین دیوانی ہی کہ کچھ نہین سمجھتی ہی اس کی الفت سے ہاتھ نہین اٹھاتی ہی ہمکو ثابت ہوتا ہی کہ وہ اپنے دل کے اختیار مین ہی انکی باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مجنون ہے ہم امید وار ہین کہ جو از خود رفتہ ہو دیوانہ ہوگیا ہو اسکا علاج حکما سے رجوع کیا جائے قتل و ہلاک کرنے سے اسے باز رکھا جائے ہم امید کرتے ہین کہ اگر دوائی ٹھنڈائی چندے ہوگی ملکہ اپنے ہوش و حواس مین آجائینگی دیوانہ پن انکا دفع ہوجائیگا عجائب جادو نے انکی تقریر سنکے غضبناک ہوکے کہا اگر وہ عشق طلسم کشا مین دیوانی ہوگئی ہی تو اسکا علاج اس سے بہتر کوئی نہین ہی کہ اسے قید کردون ہاتھون مین

ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق ڈالوں یہ کہکر اپنی دختر کو طلب کرکے زنجیر و طوق ہتھکڑی اور
بیڑی نقرئی و طلائی پہنا کے اپنی خوابگاہ کے قریب ایک کمرہ میں اُسے قید کیا دروازے بند کر دیے قفل
لگا دیا اور انھیں عورتوں سے کہا تم اسکی حفاظت کرنا خبردار اسے باہر نکلنے نہ دینا ہر روز آب و طعام دور سے
اسے دیدینا ذرا بھی اسکے حال پر رحم نہ کرنا ورنہ میں تمکو سزاے سخت دونگا یہ کہکے محل سے باہر آیا
دربار میں بالاے تخت بیٹھا ہنوز عجائب جادو محل سے آکے تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ ابر باران شعلہ
افگن آیا عجائب جادو کو سلام کیا اُس نے پوچھا جس کام کے واسطے گیا تھا وہ کام کر آیا ابر باران شعلہ افگن
نے عرض کیا میں تعمیل حکم حضور کر آیا عجائب جادو یہ سنکے خوش ہوا ساحر مذکور دربار میں اپنی جگہ پر بیٹھا
اسی اثنا میں سوے فلک سے صداے فریاد و فغان کان میں آئی عجائب جادو نے گھبرا کر جانب
فلک دیکھا یکایک گرد باد لیتی سحر کے بیہودن نے لاشے مبہوت جادو و طوفان جادو کے عین دربار میں
لاکے ڈال دیے اور ایک جانب نالان روانہ ہوے عجائب جادو نے لاشہ ہاے مذکور دیکھکر متحیر
ہوکے بے اختیار کہا انھیں کس نے قتل کیا ابھی اہل دربار سے کسی نے کچھ نہ کہا تھا کہ وہ ساحران نابکار
جو ہمراہ ابر باران شعلہ افگن کے گئے تھے ان میں سے جو بھاگے تھے اور وہ ساحر جو ہمراہ مبہوت جادو
و طوفان جادو کے طلسم کشا سے لڑے تھے بدحواس و گریاں دربار میں آئے عجائب جادو کو سلام کیا
حاکم طلسم رنگین حصار نے پوچھا تم اسقدر گھبرائے کیوں ہو اور سبب تمھارے صدمہ کا کیا ہے انھوں نے
عرض کیا حضور ہم لوگ از طلسم کشا سے لڑے ہر چند چاہا اسکے گلے سے لوح اتار لیں اور گرفتار کر لیں مگر
ممکن نہوا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر اسکے حکم پر عمل کیا مبہوت جادو و طوفان جادو کو قتل کیا قفل
در زندان توڑ کر قیدیوں کو رہا کرکے سوے باغ ملکہ رنگین کاکل طلسم کشا چلا گیا ہم تاب مقابلہ نہ لاکے بھاگ چلے
آئے میں خوف عتاب حضور سے گریاں ہیں اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو ہم بے قصور ہیں طلسم کشا سے ہم
کیا مقابلہ کر سکتے عجائب جادو نے برہم ہوکے کہا اے نمک حرامو میرے سامنے سے دفع ہو اگر تم شاہزادہ
رستم ثانی کو بوجہ لوح کے اسیر نہ کر سکے تو بھاگ کیوں آئے تمکو اُس سے لڑکر مر جانا تھا دلاوری ظاہر کرنا
تھا حق نمک ہمارا ادا کرنا تھا ساحران مذکور یہ سنکے روبروے عجائب جادو سے چلے گئے شاہ مذکور نے
اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ لاشے ان ساحروں کے دربار سے اٹھا لیجاؤ انھیں موافق ہمارے مذہب کے جلا دو
ملازمان مذکور نے تعمیل حکم شاہ مذکور فی الفور کی ابھی لاشے ساحران مذکور کے دربار سے ملازم مسطور اٹھاکر
لے گئے تھے انھیں جلا کر آئے تھے عجائب جادو خاموش بیٹھا تھا دریاے فکر میں غوطہ زن تھا تدبیر گرفتاری
طلسم کشا سوچ رہا تھا کوئی تدبیر معقول ذہن میں نہ آتی تھی گاہ یہ خیال کرتا تھا کہ نہیں معلوم اب طلسم کشا
قیدیان زندان کو رہا کرکے کہاں گیا ہے خبر اسکی دریافت کرنا چاہیے ساحروں کو واسطے دریافت طلسم کشا
روانہ کرنا چاہیے ناگاہ چند ساحران نابکار مضطر و بدحواس روبروے عجائب جادو کے آئے بعد سلام بہت گریہ
عرض کیا کہ ہم خادموں کو التماس کرنا ہے اگر حکم ہو تو عرض کریں شاہ مسطور نے کہا خیر تو ہے گھبرائے ہوے
کیوں آئے ہو جو عرض کرنا ہے عرض کرو انھوں نے کہا حضور غضب ہوا کہ مبہوت جادو و طوفان جادو کے
قتل ہونے سے دو پہر بعد غار سحر جو سد راہ تھا غائب ہو گیا راستہ کھل گیا لشکر نحس طلسم کشا کا کہ دو لاکھ
غیر ساحر و ساحروں کا ہمراہ فوج بیتیاس خورشید روشن دل کے کہ وہ معاون طلسم کشا کا ہے صحراے

سبزہ زار مین آکے اترا ہی ہزار ہا بارگاہ مین و خیام استادہ ہین اطلاعاً عرض کیا ہی عجائب جادو نے یہ خبر
وحشت اثر سُنکے از حد متردد ہوکے بہت فکر کرکے اپنے ملازمون سے کہا اسوقت چارون عیارہ بچپان کمانی
ہین جلد اُن سے کہو کہ سامنے مابدولت کے حاضر ہون ملازم فی الفور گئے اور اُنسے کہا تمکو بادشاہ نے یاد
کیا ہی جلد چلو نہین معلوم کیا کار ضروری ہی وہ فی الفور روبرو عجائب جادو کے آئین بعد سلام کرنے کے
دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اسوقت بادشاہ فلک جاہ نے ہم کمترون اور کنیزون کو کیون یاد کیا ہی
عجائب جادو نے کہا ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ تم سے یہ پوچھین کہ کچھ حق نمک ادا کروگی یا جس کام کو
ہم کہین اُسے کروگی مہ رخ و طلعت و چپل و چنچل چارون عیارنیون نے جواب دیا اے بادشاہ فلک
بارگاہ ہمنے نمک حضور کا کھایا ہی جس کام کے واسطے حضور فرمائین گے حتی الامکان اُس کام کا انصرام و انتظام
کرین گے بخوبی انجام دین گے ہم عیارہ ہین پیشہ عیاری و مکاری مین کامل ہین جسے عیاری ہوسکتی ہی علاوہ
اسکے امور سلطنت و دیگر کام مین ہمین دخل نہین ہی عجائب جادو نے کہا مین تمسے صرف یہ کہتا ہون کہ تم عیاری
ہی کرو دیگر امور سے سروکار نہ رکھو انھون نے عرض کیا ہم بدل و جان واسطے عیاری کرنے کے موجود
ہین جو حکم ہو بجا لائین عجائب جادو نے کہا تمنے ضرور سنا ہوگا کہ نامہ طلسم کشا طلسم رنگین حصار مین
آیا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ اس طلسم کو توڑے ساحرون کو ہلاک کرے مجھے بھی قتل کرے مین اُس سے
بوجہ لوح طلسم ہونے کے مقابلہ و مجادلہ کرنے مین تامل کرتا ہون اگر اسکے پاس لوح طلسم نہوتی تو ایک ادنےٰ
ساحر کو روانہ کرکے اُسے گرفتار کرا لیتا کچھ فکر و تردد نہ کرتا مگر بوجہ لوح کے ابھی تک مین اُسکے مقابلہ و مجادلہ
کے واسطے نہین گیا ہون وہ بالفعل مع اپنے لشکر کے مرلے سبزہ زار حوالی طلسم رنگین حصار مین بیرون
شہر قیام پذیر ہی اگر تم عیاری کرکے لوح طلسم معطل اُسکے گلے سے اُتار کے لے آؤ اور مجھے دیدو تو
مین تمسے بہت خوش ہوکے انعام کثیر دون انھون نے عرض کیا خداوند نعمت یہ عیاری ہمارے نزدیک
کچھ مشکل نہین ہی اور یہ کار کچھ ایسا امر اہم نہین ہی ہم حضور سے وعدہ کرتے ہین کہ بہت جلد طلسم کشا سے
لوح طلسم اپنی عیاری و مکاری سے لیکر حضور کو لاکے دیدین گے عجائب جادو نے یہ سنکے خوش ہوکے
کچھ انعام انھین دے کے کہا اب تم جاؤ فکر حصول لوح کرو وہ اسی وقت رخصت ہوکر دربار سے نکل کر
چلی گئین اور اپنے مکان مین جاکے ایک جا بیٹھ کے بابت عیاری کرنیکے مشورہ کیا ہر ایک عیارہ نے ایک
عیاری کو پسند کرکے متفق الرائے ہوکے واسطے اس عیاری کرنیکے اسباب ضروری فراہم کرکے حسب دلخواہ
سامان کرکے اپنے گھر سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوئین اب ذکر اسکا ترک کرکے احوال طلسم کشا کا لکھا
جاتا ہی کہ جب سے ملکہ رنگین کاکل کشنا کو ابر باران شعلہ افگن نے اسیر کیا اور رستم ثانی یعنی طلسم کشا
نے باغ مین آکے ملکہ کو نہ پایا تھا اس زمانہ سے فراق ملکہ مین مضطر و بیقرار تھا ایکدم آرام نہ تھا ہر چند
سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مانندانی و گشتاسپ چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ
سردار و عیار سمجھاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شاہزادہ ذیوقار گو فراق یار سخت دشوار و ناگوار ہی لیکن
بالفعل فرقت ملکہ مین اپنا دل بہلائیے بزم عشرت مین بیٹھ کر رقاصان خوش گلو و خوشرو کو طلب
کرکے رقص اُنکا دیکھیے گانا سُنیے رنج و غم نہ کیجیے زیادہ صدمہ کرنے سے خوف ہلاکت ہی انشاء اللہ عنقریب
فراق ملکہ کی کوئی تدبیر معقول کیجائیگی شاہزادہ اُنکی تقریر سُنکے جواب دیتا تھا فراق محبوب مین بزم عشرت

مین بیٹھنا رقص و نغمہ ارباب نشاط کا سننا اچھا نہین معلوم ہوتا ہی بغیر ملکہ رنگین کاکل کشا بزم عشرت مجھکو
محفل غم معلوم ہوگی تا وقتیکہ اسے نہ دیکھونگا اور وہ میرے پہلو مین نہوگی کسی طرح دل کو قرار نہوگا یہ
کہکے آہ سرد بار بار بھرتا تھا رفقا و عیار بارگاہ مین پاس اسکے بیٹھے رہتے تھے اور سمجھایا کرتے تھے ایک روز
وقت شب بدستور مذکور رفقاے مسطور پاس رستم ثانی کے بارگاہ مین بیٹھے تھے لشکر اترا تھا شاہزادہ
موصوف فراق ملکہ مذکور مین بیتاب و بیقرار تھا ناگاہ در بارگاہ پر ایک چوبدار رقعہ ہاتھ مین لیے ہوے
آیا خدام بارگاہ سے کہنے لگا کہ مین یہ رقعہ ایک دوست شاہزادہ رستم ثانی کا لیکر آیا ہون چاہتا ہون
کہ شاہزادہ موصوف کو اپنے ہاتھ سے دون خدام نے جواب دیا بڑے میان شاید دور سے آئے ہو ضعف
و نقاہت و رہروی بسیار سے ہانپ رہے ہو گرے پڑتے ہو بیٹھ جاؤ ہم اطلاع تمھارے آنیکی
کیے دیتے ہین چوبدار نحیف و زار یہ سنکے بیٹھ گیا خدام بارگاہ مذکور نے اندر بارگاہ کے جاکے
دست بستہ شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیوقار اسوقت ایک بڈھا چوبدار
ایک رقعہ لیکر در بارگاہ معلیٰ پر آیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین یہ رقعہ اپنے ہاتھ سے شاہزادہ کو دونگا ہرچند
ہمنے اس سے رقعہ طلب کیا مگر اسنے نہ دیا اب جو حکم ہو کیا جاے شاہزادہ موصوف نے کہا کہ اس چوبدار
کو روبرو ہمارے لے آؤ دربانان بارگاہ گئے اور اسے اندرون بارگاہ اپنے ہمراہ لاے اُس نے
حسب قاعدہ مجرا گاہ سے مجرا و سلام کرکے بعد ثنا و دعا کے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار ایک رقعہ یہ
خاکسار لیکر آیا ہی امیدوار ہی کہ حضور ہی اسے پڑھین تاکہ افشاے راز نہو شاہزادہ نے اُس سے رقعہ لیکر جو
دیکھا تو پیچیدہ تھا جب اسے کھولکر دیکھا مہر ملکہ رنگین کاکل کشا کی پاکے بہت خوش ہوکے عبارت رقعہ پر
نظر کی وہ رقعہ عجیب رقعہ تھا کہ اسکے پڑھنے سے شاہزادہ رستم ثانی خوش ہوتا تھا کیونکہ بعد القاب و آداب
عاشقانہ کے اور اظہار شوق اور شکایت جفاے فلک کے مہر کے ملکہ رنگین کاکل کشا کی طرف سے
اس مین یہ عبارت تحریر تھی کہ ای شاہزادہ ذیجاہ بیشتر آپکی پہلے سحر ابر یا لالان شعلہ نگین مین مبتلا ہوئی
پھر وہ ساحر نابکار مجھکو مع بارہ دری کے بزور سحر باغ سے اُٹھا لایا پدر نے مجھکو برہم ہوکے قید کیا اب مین
قید مین ہون مجھکو اپنے قید ہونیکا غم و الم نہین ہی رنج ہر وقت و ہر دم یہ ہی کہ آپ میرے فراق مین مضطر
ہوگئے لہذا محض براے دفع رنج و الم بہزار دشواری یہ رقعہ لکھکر بہیر بخش چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا ہی یہ غلام
ہمارا خیرخواہ و دوست ہی اور اسی شخص کے ہمراہ تین عورتین کہ وہ بھی ہماری ملازم و خیرخواہ ہین روانہ کی
کی ہین اگر آپکو ہمارے پاس آنا ہمین دیکھنا اور ہمین قید سے رہا کرنا منظور ہو تو ہمراہ چوبدار کے ان عورتون
پاس جائیے گا جو کچھ وہ کہین اسپر عمل کیجیے گا وہ آپکو مجھ تک پہونچا دینگی زیادہ کیا لکھا جائے
یہی تھوڑی عبارت خوف دشمنان سے بڑی مشکل سے جلد تر لکھی ہی کیونکہ افشاے راز کا خیال تھا
آپ بھی مضمون رقعہ سے کسی کو آگاہ نہ کیجیگا ورنہ راز افشا ہوجائیگا پھر ہمارا سمجھیے برہم ہوکے
اذیت رسان ہوگا علاوہ عبارت مندرجہ بالا کے اور بھی کچھ عبارت اس رقعہ مین لکھی تھی مگر وہ پڑھی
نگئی کیونکہ اکثر جگہ سے حروف مٹ گئے تھے اور وجہ مٹ جانے حروف کی یہ تھی کہ لکھنے مین رقعہ کے
جا بجا آنکھون سے اشک گرے تھے شاہزادہ رستم ثانی اس رقعہ کو آہستہ آہستہ پڑھ کر
کسی کو نہ سنا کر نہ کسی کو عبارت اسکی دکھا کر مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر اشک جا بجا ٹپکے ہوے دیکھکر

کبھی اشک ریزان ہوا آگاہ مضمون رہائی ملکہ کے خیال سے خوش ہوا اتفاقاً شاہزادہ موصوف
جو اس جگہ موجود بیٹھے شاہزادے کو گاہ خندان وگاہ گریان دیکھکر پوچھنے لگے یہ رقعہ آپکو کس نے بھیجا ہی
مضمون اسکا ایسا کیا ہی کہ آپ کبھی روتے ہین کبھی شکر کرتے ہین شاہزادے نے جواب دیا احوال اس رقعہ کا
وقت مناسب پہ کہہ دیا جائیگا بالفعل کہنا اچھا نہین ہی یہ کہکے اس چوبدار سے پوچھا جو عورتین تیرے ہمراہ
آئی ہین وہ کہان ہین اسنے عرض کیا حضور یہان سے تھوڑی دور پر ہین وہ تو یہین حاضر ہوتین لیکن بوجہ اسکے کہ
لشکر حضور کا اترا ہوا ہی مردمان سپاہ کی کثرت ہی اسیوجہ سے وہ کثرت مردم کا خیال کرکے اور اخفاے راز کے
سبب یہان نہین آئین گو کہ حضور کو تکلیف ہوگی مگر انجام اس تکلیف کا راحت و آرام ہوگا شاہزادہ رستم ثانی
یہ تقریر اس چوبدار کی سنکے اپنی جگہ سے اٹھا سہراب بن بلند صور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و چالاک
ثانی و برق ثانی وغیرہ سردار و عیار بھی اٹھے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے چلنے پر آمادہ ہوے شاہزادہ
نے سب سے کہا تم سب یہین ٹھہرو میرے ساتھ نہ چلو مین اس چوبدار کے ساتھ جاتا ہون تھوڑی ہی دیر
مین آتا ہون کچھ اندیشہ نکرو پاس دوستون کے جاتا ہون نہ پاس دشمنون کے جملہ سردار و عیار یہ
گفتار شاہزادہ نامدار کی سنکے مجبور ہوے ہمراہ چلنے سے باز رہے شاہزادہ سب کو بارگاہ مین چھوڑ کے
اور قسم اپنے سر کی باین عنوان انھین دیکے کہ بعد میرے جانیکے تم سب مین سے کوئی شخص بھی میرے
پیچھے پیچھے نہ آئے میرے حال سے باخبر نہو ہمراہ چوبدار مذکور کے بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پہ سوار ہو کے ایک
سمت سوے صحرا براہ بری چوبدار روانہ ہوا جب اپنے لشکر سے دور تک نکل گیا دیکھا صحرا مین ایک
چھوٹا سا خیمہ استادہ ہی قناتین گرد لگے ہین شاہزادہ رستم ثانی نے اس خیمہ کو دیکھکر پوچھا یہ خیمہ
کس کا ہی اس لق و دق مین کون آیا ہی اسنے عرض کیا حضور یہ خیمہ انھین عورتون کا ہی جو نمکخوار اور
دولتخواہ ملکہ رنگین کاکل کشائی ہین مین انھین کے پاس حضور کو لایا ہون انھین کے بارے مین ملکہ
عالم نے رقعہ مین کچھ آپکو ضرور لکھا ہوگا شاہزادہ تقریر چوبدار نابکار کی سنکے خاموش رہا جب قریب خیمہ
پہونچا چوبدار نے بڑھکر پکار کر کہا ای اہل خیمہ آگاہ ہو کہ شاہزادہ رستم ثانی میرے ہمراہ تشریف لائے
ہین استقبال کے واسطے تمہارا آنا ضرور ہی یہ تقریر چوبدار مذکور کی سنکے تینون عورتین خیمہ سے خوش ہو کے
سراپا اپنے اعضا کو چھپا کے بعد شرم و حیا تا درخیمہ آئین اور وہان سے قصد آگے بڑھنے کا کیا کہ شاہزادہ
مرکب کو جولان کرکے درخیمہ پر پہونچا ان عورتون نے جھک کے سلام کیا اور کہا ای شاہزادہ ذیوقار ہم نمکخوار
و خیرخواہ ملکہ عالم دیر سے حضور کے منتظر تھے شکر ہی خدا کا کہ آپ تشریف لائے اب خیمہ مین تشریف لائیے
کچھ عرض کرنا منظور ہی بعدہ جلد تر یہان سے خدمت ملکہ عالم مین جانا ہی کہ وہ ہماری منتظر کیسی ہونگی
اور متردد ہونگی کہ اب تک کیا سبب ہوا جو نہین آئین شاہزادہ موصوف انکی گفتگو سنکے گھوڑے سے
اتر کے لوح طلسمی گلے مین ڈالے ہوے اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ بمقام صدر پر ایک مسند معقول بچھی ہے
اور کچھ اسباب ضروری بھی اندرون خیمہ ہی شاہزادہ اسی مسند پر جاکے بیٹھا وہ تینون عورتین با ادب
مودب بیٹھین چوبدار درخیمہ پر عصا پر تکیہ کیے کھڑا رہا رستم ثانی نے بالاے مسند بیٹھکر بعد
تھوڑی دیر کے ان عورتین سے مخاطب ہو کے یون پوچھا کہ یہ تو ملکہ کی تحریر سے ثابت ہوا کہ تم خیرخواہ ملکہ
ہو لیکن اب یہ کہو کہ تمنے مجھے کس واسطے بلایا ہی کیا کہتی ہو جلد کہو اور کچھ حال اپنی ملکہ ملکہ رنگین کاکل کشا

کا بھی بیان کرو کہ وہ کیونکر قید ہین اور کس جگہ قید ہین شب و روز زندان مین بسر اُنکی کیونکر ہوتی ہی کبھی کچھ
خبر بھی تمھارے سامنے وہ ذکر کرتی ہین اُنھون نے عرض کیا حضور عجائب جادو نے اُنھین گرفتار کر کے ایک
زندان مین قید کیا ہی وہ قید خانہ یہان سے بہت دور ہی گرد اُسکے ہزار ہا ساحر و ساحرہ واسطے حفاظت و
نگہبانی کے مقرر کیے ہین ملکہ ہماری شب و روز زندان مین رویا کرتی ہین خواب و خور اُنکی محبت و عشق مین اُنھون نے
ترک کر دیا ہی بجز آہ و زاری کے اُنھین کوئی شغل نہین ہی وہ چہرہ پر نور وہ گلرنگ اُنکا کثرت رنج و غم سے ایسا متغیر
ہو گیا ہی کہ پہچانا نہین جاتا ہی اور اُنکی صورت دیکھنے سے ہم ایسے خیر خواہون کو بے اختیار رونا آتا ہی ہائے وہ اُنکی
نازک کلائیان کہ جو پھولون کے گجرون سے صدمہ اُٹھاتی تھین کنگنے بازو کی تحمل نہوتی تھین کثرت نزاکت سے
درد آن مین پیدا ہو جاتا تھا اور نیلگون ہو جاتی تھین اُنھین کلائیون مین اب ہتکڑیان اور وہ نازک گلا کہ جس مین
طوق منت کا اک بار گران تھا اب اسی مین طوق آہنی خاردار ہی وہ بھی ہلکا نہین گرانبار ہی اور وہ پاؤن نازک
ہماری ملکہ کے کہ جو دو قدم باغ مین چلنے سے تھک جاتے تھے اور جنکی ٹھوکر سے خفتگان لحد جان تازہ پا کے
خواب مرگ سے چونک اُٹھتے تھے اور خلخال اک بار گران معلوم ہوتی تھی اُنھین پاؤن مین اب بھاری بیڑیان
اور زنجیر آہنی ہی یہ خداوند زندان مین محض آپکے عشق مین اُنھون نے اُٹھائے اگر وہ آپ سے محبت نکرتین
تو کبھی صورت قید خانہ کی وہ نہ دیکھتین چونکہ ہم بھی حکم والد ملکہ سے محافظ در زندان ہین شب و روز ملکہ کو
گریہ کنان دیکھا کرتے ہین کچھ بس نہین کہ اُنھین قید سے رہا کر دین جسوقت وہ باواز بلند روتی ہین اور بین
دلخراش اپنی مصیبت و ذلت و رسوائی کے کرتی ہین حضور ہم کیا کہین کہ اُسوقت ہم خیر خواہون کا کیا حال ہوتا
ہی کلیجہ منھ کو آجاتا ہی دل یہی چاہتا ہی کہ در زندان سے اپنے سرون کو ٹکرا کے مر جایئے جانین اپنی
دیدیجیے کبھی ملکہ عالم عجب درد بیکسی سے شکایت فلک کج رفتار گردون غدار کرتی ہین کہ جسکے سننے سے
بے اختیار ہم سب رو دیتے ہین کبھی ملکہ اکثر حضور کو یاد کر کے کہتی ہین کہ خیر ہم تو مبتلائے اسیری ہوے خداوند
عالم ہمارے محبوب شاہزادہ ذوالفقار فاتح طلسم صندل کو مع الخیر رکھے ہر بلا و آفت و ہر صدمہ و مصیبت و
شر اعدائے نابکار سے مدام بچائے لوح طلسم انکے قبضے سے بنکل نجائے کیونکہ بعد خدا و رسول وہی
انکی حافظ جان ہی اور رہنما ہی اُسی کی ہدایت سے طلسم صندل و طلسم رنگین حصار توڑینگے اُسی کی ہدایت
سے جملہ ساحران طلسم ہلاک و قتل ہونگے خدا جلد تر وہ دن دکھائے کہ محبوب ہمارا طلسم رنگین حصار
کو بہ ہدایت لوح فتح کر کے والد کو قتل کرے ہمین اس زندان سے رہا کرے گاہ آپ ہی کہتی ہین کہ ای
رنگین کاکل کشا یہ کیا کہہ رہی ہی ہوا مین حسرت تیرے بجا نہین ہین کثرت آلام سے دیوانی ہو گئی ہی ارے رہا
ہونا تیرا دشوار ہی فلک جفا جو در پے آزار ہی اگر راحت و آرام و عیش تقدیر مین لکھا ہوتا تو ایسے محبوب سے
کیون جدا ہوتی مبتلائے سختی ہوکے روے زندان کبھی نہ دیکھتی اب اپنی رہائی کی اُمید نہ رکھ نہ تمنائے رہائی کر
ہان یہ دعا خدا سے کر کہ طلسم کشائے ذوالفقار نیز دلیر یکتائے روزگار زندہ و سلامت رہے خواہ طلسم صندل کو
توڑے یا اپنے لشکر مین چلا جائے جان رہے بخیر و عافیت سے خدا کرے ہر ایک دشمن کے شر و فساد سے بچائے
اُسکو دنیا مین کوئی رنج و غم نہو آخرت بھی اُسکی بخیر ہو اُسکی زندگی سے مجھے یہ اُمید ہی کبھی شاید شکل اُسکی صورت
سے دیکھنے مین آجائے کبھی کہتی ہین ہائے اسوقت مین کوئی اپنا ایسا دوست خیر خواہ نہین ہی کہ میری طرف
سے اُس گل باغ خوبی و سرو گلشن محبوبی سے یہ جا کر کہہ دے کہ صاحب تمھارے عشق مین ہمنے عجب عجب

صدمے اُٹھائے ہین اور اب دیکھیے کب تک مبتلائے قید رنج و محن اس زندان مین رہتی ہون بجز ضبط
چارہ شکوہ و شکایت تمھاری نہین کرتی ہون اکثر تمھارے واسطے دعا کرتی ہون تم میرے قید ہو جانے سے اور
میری جدائی سے رنج و غم نکرنا خواب و خور ترک نکر دینا زار زار بانداز ابر بہار اشکبار نہونا کثرت رنج و گریہ سے
جان اپنی نہ دینا ای شاہزادہ ذیوقار اب ہم زیادہ تر اُنکے حالات و تقریر درد آمیز کیا بیان کرین کہ
صدمہ شدید ہوتا ہی بے اختیار آنسو نکل آتے ہین آپ بھی زیادہ سننے کے متحمل نہونگے اتنے حالات اُنکے سننے
سے صدمہ آپ کو ہوا ہی کہ آپ بے اختیار رو رہے ہین رومال آنسوؤنسے بھگو رہے ہین ہم بھی اشکبار ہین
اب ضبط گریہ کیجیے ماحصل ہماری تقریر کا یہ ہے کہ ہم خیرخواہ ہون بے خیال ملکہ عالم کا کثرت رنج و عشق جنون
سے متغیر دیکھا موقع پاکے جملہ نگہبانون سے ڈر کے پوشیدہ طور سے قفل زندان وا کر کے ہنگام شب پاس
ملکہ کے گئے پہلے اُنکو بہت سمجھایا گریہ و زاری سے منع کیا بعدہ اُنسے عرض کیا کہ ہم نمک حلال و خیرخواہ
ہین جو کچھ حکم ہو ہم بجا لائین اُنھون نے ہمکو اپنا خیرخواہ اور دوست صادق جان کے بعد بہت آہ و زاری کے
اسقدر کہا کہ اگر ممکن ہو تو قلم و کاغذ و دوات ہمین لا دو ہم ایک رقعہ لکھدین وہ رقعہ تم پیر بخش جو بڑا
ہو اور اُسکو ہمراہ لیکے بہانے دریا کے لشکر کی طرف جاؤ اور کسی طرح سامنے محبوب کو ہم تک
لے آؤ تاکہ ہم اُسے ایک نظر اور دیکھ لین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی اسوقت زندہ ہین کل
زندہ رہین کہ نہ رہین یہ آخری حسرت اگر دل سے نکل جائے تو دل خوش ہو جائے اور عجب
نہین کہ دلربائے موصوف کے یہان آنے سے میری رہائی بھی ہو جائے کیونکہ بفضل خدا وہ صاحب
لوح طلسم صندل بھی ہین ہم لوگ اُن سے اُنکے حکم کی تعمیل کی یہان تک آئے اب آپکو مناسب و لازم ہے
کہ ملکہ کے پاس چلیے اور اپنے شربت دیدار سے اُس مریض درد ہجران کو صحت دیجیے بعد ازان اگر
ممکن ہو تو اُسے زندان سے رہا کیجیے شاہزادے نے اُنکی تقریر دلپذیر سنکے ملکہ کے حالات استماع کر کے بہت
آہ و بکا کی کثرت غم و الم سے بدحواس ہو گئے لوح طلسم پر نظر کر کے اُس سے پوچھا مین اُن تک کیونکر جاؤن
کیا تدبیر کرون دل میرا اُنکے فراق مین بیتاب و بیقرار ہی اُنسے زیادہ مجھے اُنکے دیکھنے کا اشتیاق ہی خدا
سے چاہتا ہون کہ اُن تک پہونچون اُنھین دیکھون ساحران نگہبانان در زندان کو قتل کرون اُنھین
زندان سے رہا کرون اُن عورتون نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیقدر ذیوقار اگر آپ ہمارے کہنے پر
عمل کرین تو ہم آپکو اندر زندان کے پاس ملکہ عالم کے پہونچا دین گو ہم عورتین ناقص العقل ہین لیکن
ایک تدبیر ایسی ذہن مین آئی ہی کہ اُس تدبیر کے کرنے سے ہم یقین کرتے ہین کہ آپ ملکہ عالم تک
پہونچ جائینگے اور وہ تدبیر یہ ہی کہ آپ یہ پوشاک مردانہ کو اُتار ڈالین لباس زنانہ کہ ہم اپنے ہمراہ
لیتے آئے ہین اُسے پہن لین اور ہم رنگ و روغن سے گو چارہ نہین ہین لیکن کچھ شکل آپکی تبدیل
کرین بعدہ ایک ڈولی مین بٹھلا کے سلاسل مین گرفتار کر کے تا در زندان آپکو لیچلین اور نگہبانان
در زندان سے کہین کہ آج یہ عورت کہ ملکہ عالم کی اُک مجلس و خیرخواہ تھی عتاب شاہ طلسم رنگین حصار
مین آئی ہی حکم شاہ ہوا ہی کہ اسکو لیجا کر پاس ہماری دختر کے قید کرو لہذا ہم بحکم شاہ اس خیرخواہ ملکہ کو
گرفتار کر کے لائے ہین اس نے عاجزی بہت کی ہی اور کچھ روپیہ ہمین دیا ہی اسوجہ سے اسے
ڈولی مین بٹھا کر لائے ہین ورنہ کشان کشان لاتے سر برہنہ تمام مرد و زن اُسکو سر سے پاؤن تک

دیکھتے جب ساحران نابکار ہماری یہ گفتار سُنکے کچھ نہ کہینگے قفل در زندان کھول دینگے ہم آپکو داخل قیدخانہ
کر دینگے آپ زندان مین جاکر زور کرکے سلاسل کو توڑ ڈالیےگا ملکۂ عالم سے گلے ملیے گا بعد ازان شمشیر
آبدار سے جس دن زندان آکے بہ ہدایت لوح ساحرون کو قتل کیجیے گا جب سب ساحر قتل ہو جائینگے
یا بھاگ جائینگے آپ اور ہم سب ملکہ کو سوار کرکے دُر مدعا پاکے ادھر چلے آئینگے ملکہ بھی حضور کی
بارگاہ مین درمیان لشکر کے رہین گی پھر عجائب جادو انھین گرفتار نہ کر سکے گا شاہزادے نے
جواب دیا تدبیر تو تمنے اچھی تجویز کی ہے مگر مجھے ایک عذر ہے اُنھون نے پوچھا وہ عذر کیا ہے ظاہر کیجیے شاہزادے
نے فرمایا مین شجاع و بہادر و مرد میدان نبرد ہون کپڑے عورتون کے نہ پہنون گا اور صورت مانند شکل
عورتون کے رنگ و روغن سے بنوا کر ڈولی مین سوار ہو کے زندان تک نہ جاؤنگا کیونکہ باعث میری ذلت
و بدنامی کا ہے ہان اسی لباس سے مرکب پہ سوار ہو کے ابھی تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون اُنھون نے عرض
کیا اے شاہزادۂ عالی منزلت و والا مرتبت جو کچھ آپ نے ارشاد کیا وہی درست و بجا ہے لیکن وقت
ضرورت و ہنگام حصول دُر مدعا تبدیل صورت و سواری اختیار کیجیے مصلحت وقت یہی ہے اسمین کچھ فرق
آپکی شجاعت و بہادری مین نہ آجائیگا مشہور ہے کہ سپاہی کے چھتیس فن ہین کسی فن و فریب سے دشمن کو
مار ڈالنا چاہیے مطلب اپنا نکالنا چاہیے یہ موقع مردانہ لباس و صورت اصلی و سواری مرکب سے
چلنے کا نہین ہے عاقل کو لازم ہے کہ جیسا وقت ہو ویسی ہی بات کرے ہر جگہ ایک طور اور ایک رنگ سے
جو پائے دُر مقصد ہو بقول شیخ سعدی شیرازی کے مصرع نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ◆
کہ جاہا سپر باید انداختن ◆ پس اگر رہائی و ملاقات ملکۂ عالم منظور ہے تو جو ہمنے عرض کیا ہے
اُسے منظور کیجیے انکار نہ کیجیے ورنہ آپکو اختیار ہے ہم رخصت ہوتے ہین ملکۂ عالم سے جا کے کہہ دینگے کہ ہمنے
لاکھ لاکھ شاہزادہ سے عرض کیا اُنھون نے ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا وہ اپنے لشکر مین رہے ہم چلے آئے
شاہزادہ رستم ثانی نے اُنکی تقریر سنکے اپنے دل مین کہا کہ اگر مین ان عورتون کے کہنے پہ عمل نہین کرتا
ہون تو جو کچھ انھون نے مجھسے کہا ہے یہی جاکے ملکۂ رنگین کاکل کشا سے کہہ دین گی اُسے بہت ملال ہوگا
امید اسکو یہ سنکے مجھ سے نہ رہے گی بجائے خود یہ ضرور کہے گی کہ ہمنے جس شخص کی محبت مین قید ہو کے سختیان
اٹھائین عاشق ہو کے بدنامی و ذلت گوارہ کی اُسنے ذرہ بھی اپنی ذلت ہماری محبت مین گوارہ نہ کی تھی
پوشاک و صورت و سواری اپنی تبدیل نہ کی ہمارے رہا کرنیکی تدبیر نہ کی ہمنے بیکار دیدہ نادیدہ ایسے شخص
سے محبت کی اور کیا عجب ہے کہ شعر کسی شاعر کا زبان پر جاری کرے شعر ◆ با وفا ہم جسے سمجھتے تھے ہا امتحان
مین وہ بے وفا نکلا ◆ یہ خیال کرکے اُن عورتون سے کہا ہرچند تبدیل پوشاک و صورت و سواری
خلاف طبع ہے لیکن بغرض خوشنودی ملکہ و رہائی ملکہ کے واسطے بدرجۂ مجبوری گوارہ کرتا ہون
اور تمھارے کہنے پہ عمل کرتا ہون پہلے تم میری صورت تبدیل کرو عورتون کی سی صورت بناؤ
بعد میں یہ پوشاک اُتار کے لباس زنانہ پہنونگا جو بات ذلت کی کبھی گوارہ نہ کی تھی آج بمصلحت وقت
گوارہ کرونگا اُن عورتون نے خوش ہو کے رنگ و روغن نکالکر عنقریب شاہزادے کے رنگ و روغن
سے شکل تبدیل کرنی شروع کی ہنوز اچھی طرح صورت تبدیل نہ ہوئی تھی یہ بوے رنگ و روغن بیہوشی آمیز
قوت شامہ سے دماغ شاہزادے مین پہونچی فوراً چھینک آئی شاہزادہ موصوف بیہوش ہو گئے

مسند پر گراں عورتوں نے خوش ہوکے مانند مردوں کے نعرہ کیا شمع مرقع وتصویر چنچل عیارہ
بلاے روزگار او طلسم کشا ہر چند تو بڑا عاقل وہوشیار مرد میدان نبرد تھا لیکن ہم عیار بچیوں
کے دام فریب ومکر میں پھنس گیا دیکھ یوں تجکو بیہوش کر لیا کیا نازک بے لاگ عیاری کی ہے کہ ذرا بھی
تجکو بہ گمان دشمنی کرنے کا نہوا تو ہمکو عیار بچیان نہ سمجھا یہ نعرہ کرکے جلد تر لوح طلسم صندل شاہزادے
کے گلے سے اتار کر ایک عیارہ نے اپنے قبضے میں کی پھر انھوں نے چوبدار مذکور کو آواز دی کہ
اری لو کیچل اب کیوں بصورت پیر مرد باہر کھڑی ہو خیمہ میں آؤ ہم کام اپنا کر چکے طلسم کشا کو بیہوش
کر چکے لوح طلسم لے چکے اب یہاں سے چلنے کا سامان کرو جلد یہاں سے نکل چلو مبادا کوئی ساحر یا غیر ساحر
لشکر طلسم کشا کا ادھر آجاے اور ہماری عیاری کرنے سے آگاہ ہوکے ہمیں گرفتار کرے تو غضب
ہوجاے ساری محنت ومشقت برباد ہوجاے بدنامی ہو طلسم کشا رہا ہوجاے لوح طلسم بھی چھن جاے
کیچل کہ بصورت چوبدار در خیمہ پر کھڑی تھی چار طرف دیکھ رہی تھی نگہبانی کر رہی تھی یہ خوشخبری سنکے
خوش ہوکے اندر خیمہ کے گئی پھر صورت اپنی تبدیل کرکے بشکل اصلی ہوکے چادر عیاری میں کہ عیارہ
طلسم کشا کا باندھ کے ڈھائی گرہ عیاری کی لگاکے پشتارہ مذکور دوش پر اٹھاکے سب کو ہمراہ لیکے راہ
صحرا کی جلد تر گذر کے راہ لشکر طلسم کشا چھوڑ کے بعجلت راہ طے کرکے دربار عجائب جادو میں گئی شاہ
مذکور کو سلام کیا اسنے پوچھا کیوں اری کیچل تو نے جاکے کیا کیا اس نے روبرو پشتارہ شاہزادہ رستم ثانی کا
رکھکر عرض کیا حضور کے اقبال سے ہم چاروں عیار بچیوں نے یہاں سے جاکے عیاری کرکے طلسم کشا
کو گرفتار کر لیا لوح طلسم صندل بھی لی دیکھیے یہ پشتارہ طلسم کشا ہی کا ہے ہمنے کار نمایاں کیا ہے امیدوار
انعام کثیر کی ہیں حضور قدر دان ہیں یہ کہکے لوح طلسم کو مرقع وتصویر و چنچل سے پوچھا کہ تم میں کس کے
پاس ہے چنچل نے کہا میرے قبضہ میں ہے میں ہی نے رستم ثانی کے گلے سے اتاری تھی یہ کہکے کیچل
کے حوالے کی اس نے رومال میں لپیٹ کر عجائب جادو کو دی وہ لوح طلسم صندل پاکے بہت
خوش ہوا اور صندوقچے میں اسے رکھکے کہنے لگا میں اس لوح کو اپنے پاس سے علیحدہ نہ رکھوں گا
مانند اپنے برادر صندلان شاہ کے عمل نہ کرونگا یہ کہکے حکم کیا پشتارہ طلسم کشا کا کھولو جب کیچل وچنچل
نے کھولا عجائب جادو نے دیکھا کہ رستم ثانی بیہوش ہے بس اسی عالم بیہوشی میں طوق وسلاسل میں
بخوبی تمام اپنے ملازموں سے گرفتار کرایا پھر بمقام مناسب قید کرنے کا حکم دیا عیار بچیان و دیگر
ملازموں نے حکم کی تعمیل کی جب عجائب جادو طلسم کشا کو قید کرا چکا لوح طلسم اپنے قبضے میں لا چکا
عیار بچیوں کو انعام کثیر دے چکا کثرت خوشی وفرط نخوت سے تاج کو سر پہ اپنے کج رکھ کے
بیٹھکے اہل دربار سے کہنے لگا ہمنے مثل ما بدولت کے کسی شاہ وشہریار کو خوش اقبال وعاقل نہ
دیکھا نہ سنا ہوگا دیکھو ہمنے کس حسن تدبیر سے طلسم کشا کو گرفتار کرا لیا لوح طلسم صندل اپنے قبضے
میں کی اب میں کل یہاں سے اپنے بھائی صندلان شاہ کے پاس جاونگا حال گرفتاری طلسم کشا
حصول لوح انسے بیان کرونگا یا بذریعہ کسی ساحر کے انھیں اس خوشخبری سے آگاہ کرونگا یا
ایک نامہ میں تمام حال گرفتاری طلسم کشا وحصول لوح تحریر کرکے بذریعہ طائر سحر انکے پاس روانہ کرونگا
اور کل ہی سے قتل وبربادی وتباہی لشکر طلسم کشا میں کوشش کرونگا لشکر ساحران ہمراہ لیکے جاونگا سب

گرفتار سحر کرکے قتل یا قید کرونگا کسی پر رحم نہ کرونگا اہل دربار نے عرض کیا بیشک حضور از حد عاقل و ہوشیار ہیں ہمنے کبھی کسی بادشاہ کو مثل حضور کے عاقل نہیں دیکھا اور نہ کسی سے سنا حضور کا مثل و نظیر نہیں ہے واقعی کس خوبی سے حضور نے طلسم کشا کو گرفتار سحر کرکے قید کیا ہے اور لوح طلسم اپنے قبضے میں کی ہے اب اگر مناسب ہو تو شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے برادر کلان صندل شاہ سے مشورہ کرکے قتل کرو ایسے قید نہ رکھیے مبادا پھر کسی طور سے قید سے رہا ہو جائے دشمن کو زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے عجائب جادو نے جواب دیا تم سچ کہتے ہو میں بھی اسی فکر میں ہوں پہلے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کروں بعد ازاں اپنے بھائی صاحب سے پوچھکر بعد گذرنے چالیس روز کے طلسم کشا کو بھی قتل کرونگا زندہ نہ رکھونگا ابھی قتل نہ کرونگا کہ میں طلسم میں فرق نہ ڈالونگا کیونکہ بانیان طلسم نے لکھا ہے کہ پہلے طلسم کشا کو گرفتار کرکے چالیس روز قید رکھنا بعد اسکے جب شہر طلسم میں آئے تب اسکے قتل کرنا چاہیے میں انھیں کے موافق تحریر عمل کرونگا خلاف انکے عمل نہ کرونگا ورنہ جس جگہ خون طلسم کشا کا گرے گا وہ زمین پھر آباد نہ ہوگی یہ کہکے حکم دیا کہ آج کی شب بزم عشرت نہایت خوبی و تکلف سے آراستہ کیجائے ارباب نشاط حاضر ہوکے رقص و نغمہ کریں ہمارے روبرو ناچیں گائیں کیونکہ آج مجکو از حد خوشی حاصل ہوئی ہے لوح طلسم صندل ہاتھ آئی ہے طلسم کشا کو گرفتار کرکے قید کیا ہے دل بہت خوش ہے بظاہر بھی خوشی کرنا ضرور ہے جسوقت عجائب جادو نے یہ حکم دیا ملازموں نے بزم عشرت آراستہ کی ارباب نشاط کو حکم شاہ مذکور سے طلب کیا وہ حاضر ہوئے پہلے حکم عجائب جادو سے ساقیان شوخ چشم کشتیاں شراب نام کی مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر بزم عشرت میں آئے عجائب جادو و دیگر اہل بزم عشرت کو شراب ناب جام و ساغر [illegible] بھر بھر کر دینے لگے شاہ مذکور و دیگر ساحران نابکار سرگرم خوشی ہوکے پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیاں شراب کی اٹھاکر بزم مذکور سے نکل گئے بعد انکے جانے کے حکم عجائب جادو ایک رقاصہ خوبرو خوش گلو نوجوان لباس و زیور معقول پہنے ہوئے ہمراہ اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں آئی بعد سلام کرنے اور درست ہونے ساز و تال روبرو عجائب جادو کے کھڑی ہوکے بعد ناز و ادا رقص کرنے لگی سازندے ساز بجانے لگے عجائب جادو وغیرہ عالم نشہ شراب میں ناچ اسکا دیکھنے لگے ہر ایک خوش ہوکے رقص دیکھنے لگا جب وہ رقاصہ تا دیر گت ناچ چکی بعد مبارکباد گانے کے یہ غزل گانے لگی غزل

باطن ہے اب کھلا کہ وہ ظاہر میں دور تھا
مردہ تھا جب جدا تھی جان مجھ سے دور تھا

بوسہ دیا نہ تم نے کہ میں نے نہ دل دیا
اس دین میں کہو کسکا قصور تھا

توڑا غرور ہی نے جو سر پر غرور تھا
دل اس صنم کو دیکے میں کیا خاک ہو رہا

اچھا ہوا کہ تیغ نے اسکی کیا شہید
آخر تو ایک دن ہمیں مرنا ضرور تھا

کیا ایسے قد راست پہ اسکو غرور تھا
کیا کا سبب تھا ہجر میں خوش حسن تجھ میں

ناداں تھا سقدر شب معراج کیوں نہ تھا
انجم جہاں میں کون تھا جو تجھسے دور تھا

پہلے فراق یار میں جسکا تصور تھا
بدتر سواد قبر سے آنکھوں کا نور تھا

ڈوبا میں خود ہوا نے سزا دی حباب کو
اک آئینہ سا سنگ کی چوٹوں سے چور تھا

وہ سرد کو جلا کے یہ کہتے ہیں باغ میں
سونے کے وقت خانہ خلوت ضرور تھا

اہل بزم عشرت سننے لگے یہاں تو

رقاصہ رقص کر رہی تھی غزل مندرجہ بالا گا رہی تھی عجائب جادو بیٹھا ہوا اشعار غزل سن رہا تھا خوش ہو رہا تھا وہاں شاہزادہ رستم ثانی کو ہوش آیا بیہوشی دفع ہوئی آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئیں

ایک زندان میں گرفتار طوق و زنجیر پایا بدرجۂ کمال حیرت ہوئی دل میں کہنے لگا تو کیونکر گرفتار ہوا کس نے مجھے
قید کیا بعد فکر بسیار کے سوچ کر یقین اسکا کیا کہ انھیں عورتوں نے بیہوش کر کے لوح طلسم گلے سے اُتار کے
مجھے گرفتار کیا ہے یقینا وہ عورتیں عیار تھیں میں نے نہ پہچانا یقین عجائب جادو نے انھیں واسطے میری گرفتاری کے بھیجا
تھا عجب عیاری انھوں نے میرے آگے کی کہ میں اُنکے دام فریب میں آگیا سمجھا کہ چوبدار تھے ملکہ رنگین کاکل کشا
کا لیکر آیا ہے ہمراہ اُن عورتوں کے ملکہ نے مجھے بلایا ہے ہائے افسوس کیا میں نے دھوکا کھایا حیف اپنے
رفقا و عیاران سے کسی کو ہمراہ نہ لیا اکیلا ہمراہ اُس چوبدار عیار کے سوئے حرم گیا داخل خیمہ ہوکے
عورتوں کے دام فریب میں پھنس گیا لوح بھی ہاتھ سے گئی خود بھی گرفتار ہوا اب دیکھیے رہا ہوتا ہوں یا
نہیں اور لوح طلسم اب پھر دستیاب ہوتی ہے یا نہیں ایک مرتبہ تو لوح میرے ہاتھ سے جا چکی تھی بڑی دشواری
سے دستیاب ہوئی تھی اب پھر لوح میں نے اپنے ہاتھ سے بوجہ نادانی و بیوقوفی کے گنوائی ہے دیکھیے
اب لوح کیونکر ملتی ہے اور رہائی میری کیونکر ہوتی ہے نہیں معلوم میرے اہل لشکر سے کسی کو میرے گرفتار
ہونے سے آگاہی ہوئی یا نہیں افسوس ہزار افسوس میں نے کیا دھوکا کھایا عورتوں کی باتوں میں آگیا
لوح کو نہ دکھایا سبب بدی مقدر کا تھا اور باعث جفائے فلک کا ورنہ یہ حال میرا ہوتا یہ کہکے بے اختیار
آبدیدہ ہو کر ملکہ رنگین کاکل کشا کو یاد کر کے اُسکی تصویر خیالی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے ملکہ اگر تم اسیر
ہوئیں تو میں بھی اسیر ہوا لابد تمھارے قید ہونے کے مجھے بھی ایکدم راحت نہ ملی نہیں معلوم تمکو خبر میری
اسیری کی ہوئی یا نہیں الغرض شاہزادۂ موصوف تو زندان میں یہ باتیں کرتا تھا اور اپنی بدقسمتی کا شاکی تھا
ادھر محفل میں عجائب جادو کے جو خبر پہنچی کہ آج حکم عجائب جادو سے عیاروں نے جا کر
عیاری کر کے طلسم کشا کو بیہوش کر کے لوح طلسم اُسکے گلے سے اُتار کے گرفتار کیا ہے اور عجائب جادو
نے طلسم کشا کو زندان میں قید کیا ہے اُسکے اسیر کرنے اور لوح طلسم صندل کے دستیاب ہونے کی خوشی کی کرکے
بزم عشرت آراستہ کی ہے شاہ طلسم رنگین حصار کو بہت خوشی ہے رقص ایک رقاصہ کا دیکھ رہا ہے گانا
سن رہا ہے جملہ مقربین خوش ہو رہے ہیں خصوص مادر ملکہ رنگین کاکل کشا شاد ہوئی اپنی ملازم عورتوں سے
کہنے لگی خوب ہوا کہ طلسم کشا اسیر ہوا میری دختر اب ہوش و حواس میں آجائیگی جب اُسکے ملنے سے ناامید
ہوگی یہ خبر محل سرا میں پہنچی اور عورتوں نے جابجا باہم ذکر طلسم کشا کی اسیری کا کیا ملکہ رنگین کاکل کشا
نے بھی سنا اسکو بدرجۂ کمال صدمہ ہوا اسی صدمے میں قصد کیا کہ جان اپنی دیدیجے سر دیوار سے
ٹکرا کے مر جائیے لیکن بحکم مادر ملکہ سے عورتوں نے اُسے سمجھایا خودکشی سے باز رکھا دربار میں عجائب جادو
نے تمام شب رقص رقاصان خوبرو کا دیکھا گانا اُنکا سنا جب صبح ہوئی عجائب جادو نے چاہا
کہ بزم عشرت موقوف کیجیے ارباب نشاط کو انعام دے کے رخصت کیجیے وزرا و دیگر اہل دربار نے
عرض کیا اے بادشاہ فلک جاہ حصول لوح طلسم صندل و اسیری طلسم کشا کی ایسی کم خوشی نہیں ہے کہ صرف
ایک ہی شب خوشی کیجائے کم سے کم سات روز تک تو جشن اس خوشی کا کرنا چاہیے دشمنوں کو بوجہ
اس خوشی کے رنج دینا چاہیے اب ہم اسوقت عرض کرتے ہیں کہ یہ امید کس کو تھی کہ لوح طلسم صندل
حضور کو ملجائیگی طلسم کشا اسیر ہو جائیگا یہ محض خداوند کی عنایت و حضور کے اقبال سے ہوا ہے ایسی
اس خوشی کے جشن میں کمی نہ ہونا چاہیے آئندہ حضور کو اختیار ہے عجائب جادو نے سبکے کہنے سے

کہا اچھا اور چند روز بزم عشرت آراستہ رہے اسی طرح جشن ہوا یل دربار یہ سُنکے خوش ہوئے بزم عشرت
آراستہ رہی بیان تو بزم عشرت آراستہ ہے جشن اسیری طلسم کشا کا ہو رہا ہے مگر اب احوال شاہ طلسم کشا
کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی اپنے رفقا جدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ سے رخصت ہوکے سبب
بارگاہ میں چھوڑ کے کسی کو ہمراہ لینے نکلے کے بیابان تک کسی عیار چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و
سیارہ ثانی سے بھی باوجود کہنے کے ساتھ نہ لیکر اکیلا ہمراہ چوبدار کے گیا تھا ہر ایک اعلےٰ ادنےٰ اپنی بارگاہ
و خیام میں بے فکر و تردد بیٹھا تھا مگر بعد شب گذرنے اور رستم ثانی کے نہ آنے سے ہر ایک کو تردد ہوا خصوص
سہراب بن لندھور و فیروزہ ماز مدرانی و گشتاسپ شاہ و جدید شاہ و سرشار شاہ و برق ثانی و
چالاک ثانی وغیرہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ کیا سبب ہوا جو شاہزادہ ذی جاہ وعدہ بعد تھوڑی دیر کے آنے کا کر گیا
تھا اور ابھی تک نہیں آیا ضرور کوئی وجہ ہوئی پس اب بیٹھے رہنا اور شاہزادے کے آنے کا انتظار کرنا مناسب
نہیں ہر طرف جاکے دریافت و تلاش حال شاہزادہ موصوف کرنا چاہئے یہ فکر و تجویز کرکے ہر ایک نے
سرداران سے ارادہ برائے تلاش شاہزادہ رستم ثانی سوئے صحرا جانیکا کیا تھا لشکر میں ایک تہلکہ پڑا تھا جملہ ساحر
وغیرہ ساحر متردد و متفکر تھے ہر ایک جدا جدا خیال کرتا تھا کوئی کہتا تھا جائے تردد و اندیشہ نہیں ہے اگر
شاہزادہ شب کو اپنے لشکر میں نہیں آیا شاید کسی نازنین نے رقعہ اپنے ملازم چوبدار کے ہاتھ ارسال کرکے
طلسم کشائے موصوف کو بلایا تھا شاہزادہ اُسی کے پاس گیا تھا اُس نے آنے نہ دیا ہوگا اب صبح ہوئی ہے عنقریب
آئے گا کوئی یہ کہتا تھا شاہزادہ کسی بلا میں مبتلا ہوگیا ورنہ اب تک ضرور اپنے لشکر میں آتا غرض کہ ہر ایک اعلیٰ
ادنےٰ موافق اپنی عقل و فہم کے خیال کرتا تھا دریائے لشکر میں شاہزادے کے نہ آنے سے ایک تلاطم
تھا ساحر وغیرہ ساحر ارادہ کر رہے تھے کہ برائے جستجوئے شاہزادہ چار طرف جائیں ہنوز لشکر سے
کوئی نہ گیا تھا کہ ناگاہ یک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا سب سوئے غبار دیکھنے لگے اکثر مردمان لشکر
سمت غبار دیکھکر خوش ہوکر کہنے لگے یقیناً شاہزادہ رستم ثانی اپنے مرکب کو دوڑاتا ہوا ادھر آتا ہے بعض
لوگ اس غبار کو دیکھکر کہنے لگے یہ صحرا ہے ہوائے تند چلی ہے یہ غبار جو اُٹھا ہے گردباد ہے دیکھو کس طرح مانند
ہولے کے آتا ہے کوئی جانب غبار مذکور دیکھکے کہتا تھا مجھے احتمال ہے کہ اس جانب سے پیادہ بعد عجلت
آتا ہے غرض ہر ایک موافق اپنے فہم کے اس غبار کو دیکھکر خیال جدا جدا کرتا تھا ناگاہ دست ہوائے
تند سے دامن غبار مذکور پارہ پارہ ہوا اور میان غبار سے ایک عیار تیز رفتار پیدا ہوا برق ثانی چالاک
ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی وغیرہ نے بغور دیکھکر پہچانا کہ خواجہ عمر ثانی ہزار تیزی رفتار ادھر
آتے ہیں یہ دیکھکر خوش ہوکے سب کہا خواجہ عمر ثانی ہمارے قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہیں ہم تو ہمراہ
استقبال جاتے ہیں یہ کہکے واسطے استقبال کے روانہ ہوئے انکے ہمراہ اور بھی کچھ لوگ گئے چالاک ثانی و
برق ثانی وغیرہ نے جاکے سلام و استقبال کیا بعدہ خواجہ کو لشکر میں لائے عمر ثانی نے پوچھا شاہزادہ
رستم ثانی کہاں ہے چالاک ثانی نے جواب دیا کل چوبدار ایک رقعہ کسی کا لیکر آیا ہے تھا اُس رقعہ کو شاہزادہ
موصوف پڑھ کے اُسی چوبدار کے ساتھ سوئے صحرا گیا تھا وعدہ کر گیا تھا کہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں تمام
شب گذری یہ وقت آیا ابھی تک نہیں آیا ہے اُنکے نہ آنے سے طرح طرح کا تردد و خیال ہے لشکر ایک تہلکہ
میں پڑا ہے ہر ایک کا ارادہ یہ ہے کہ واسطے اُسکی جستجو کے جانا چاہئے خواجہ نے برہم ہوکے کہا او نالائق

تو لشکر میں موجود تھا جو وقت شاہزادہ گیا تھا تو بھی اُسکے ہمراہ گیا ہوتا تنہا اُسے نہ جانے دیا ہوتا چالاک
ثانی نے عرض کیا میں اور دیگر اشخاص شاہزادے کے ہمراہ جانے پر موجود تھے شاہزادے نے قسم دیکر کہا
کوئی شخص میرے ساتھ نہ آئے میں مجبور ہو گیا سوا میرے سب قسم دینے سے لاچار ہوئے لشکر ہی میں
رہے شاہزادہ مرکب پر سوار ہوکے تنہا ہمراہ چوبدار کے سوئے صحرا لیکر گیا اُسوقت سے ابھی تک نہیں آیا
ہی اس باب میں میری کیا خطا ہے یہ کہکے پوچھا آپ کا یہاں آنا کیونکر ہوا کس واسطے آپ یہاں تشریف لائے ہیں
خواجہ نے جواب دیا مجکو امیر ثانی ادھر آئے ہوئے امیر ثانی نے مخفی مجھے اسواسطے روانہ کیا ہے کہ رستم ثانی کو
اُسکے دشمنوں سے بچاؤں شکر ہے خداوند عالم کا کہ شہر مہرانیہ سے تو یہاں تک آیا لیکن راہ میں بڑا نقصان
ہوا علاوہ تکلیف پیادہ روی کے کئی صندوقچے زر و جواہر کے اثنائے راہ میں گر گئے میں لٹ گیا تباہ و برباد
ہو گیا اول تو پہلے ہی مفلس و محتاج تھا اب اور بھی محتاج ہو گیا جواہر کے صندوقچے مہاجنوں اور
جوہریوں سے لیکر ادھر آیا تھا قصد کیا تھا کہ لشکر شاہزادہ رستم ثانی میں جاکر جواہر بیچونگا جو خرید کریگا اُسکے
ہاتھ فروخت کرونگا روپیہ جوہریوں کو دیدونگا جو نفع ہوگا وہ میں لونگا افسوس کہ نفع کے خیال میں نقصان
ہوا وہ صندوقچے ضائع و تلف ہو گئے اب جوہریوں کو کیا جواب دونگا چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ
عیاروں نے منہ پھیر کے مسکرا کے عرض کیا جناب والا ہمیشہ آپکا اسی طرح نقصان ہوا کرتا ہے ہماری سمجھ میں نہیں
آتا ہے کہ جواہر کے صندوقچے راہ میں کیونکر گر گئے خطا معاف ہو یہ سب آپکی باتیں ہیں ایک کوڑی بھی
آپکی راہ میں نہ گری ہوگی بلکہ راہ میں کچھ نفع ہوا ہوگا مسافروں کو لوٹا ہوگا مال و اسباب اُنکا لے لیا
ہوگا خواجہ نے ہر ایک عیار کو گھور کے دیکھا اور کہا ای نالائقوں تم مجھے جھوٹا جانتے ہو مجھے رنج ہے تم سنتے
ہو اگر تم سعادتمند ہوتے تو ایسا نہ کرتے میرے حال پر رحم کرتے اس لشکر میں آکے جو کچھ روپیہ جمع کیا تھا وہ
مجھے دیتے کچھ آنسو میرے پوچھتے دل میرا خوش ہوتا تم کو دعائے خیر دیتا چالاک ثانی نے کہا ہمنے اس
لشکر میں آکے کسی کو لوٹا نہیں کسی کا مال نہیں مارا پھر روپیہ کہاں سے جمع ہوتا ہم خود پریشان ہیں آپ ہمیں سعادتمند
نہ جانیں دعا نہ دیں ہم باز آئے ایسی دعا سے خواجہ نے کہا او ناخلف تو اسم بامسمےٰ ہے نہایت چالاک و
ہوشیار ہے خیر دیکھا جائے گا اسوقت یہاں آکے شاہزادہ رستم ثانی کا حال سنا ہے دل کو تردد ہے تلاش
شاہزادہ کی ضرور ہے یہ کہکے بلا توقف لشکر سے سوئے صحرا روانہ ہوئے چالاک ثانی و برق ثانی وغیرہ عیار و
ساحر بھی چاروں طرف تلاش شاہزادہ سوموں گئے یہ سب تو تلاش شاہزادہ رستم ثانی کے ہیں خواجہ
عمر ثانی بھی کچھ سوچ کے سوئے صحرا روانہ ہوئے ہیں لیکن اب حال بزم عشرت عجائب جادو کا
لکھا جاتا ہے کہ اسی طرح عجائب جادو خوش و خرم بزم عشرت میں بالائے تخت بیٹھا ہوا رقص و نغمہ
رقاصان خوبرو کا دیکھ اور سن رہا تھا وقت شب کا تھا جملہ اہل دربار حاضر بزم عشرت تھے حسب فرمائش
عجائب جادو ایک رقاصہ خوش گلو یہ غزل مع ساز و ہی گا رہی تھی غزل

آج آئینہ میں کوئی ستمگر ضرور تھا
ہم ان بتوں پہ مرتے ہیں ناصح تو کیا گناہ
سایہ تھا مرا ساتھ مگر دور دور تھا
ہو نکلے تو آئے چوک ہوئی ہم سے زاہدو

یہ اہتمام ہے کہ میں نشہ میں چور تھا
پیدا کیا تھا حق نے تو مرنا ضرور تھا
بگڑے وہ تیور چڑھا کے کیوں مجھے لات کو
کعبہ بتوں کے گھر سے کہو کتنی دور تھا

بدلا ہوا کچھ آپ کا رنگ حضور تھا
چلو بھر آج پی تھی ذرا سا سرور تھا
وحشت جنوں میں وہ اپنے بائیں رہا کیا
میں کیا کروں بغل میں دل ناصبور تھا
میں نالہ کش ہوا تو وہ بولے رقیب سے

وہ مرگیا دماغ میں جس کے فتور تھا
ظاہر ہوا اثر تیغ روشن سے عشق کا

خلوت میں کچھ گناہ کیا ہو تو کیا چھپے
مرنے کے بعد شوق کسی کے سے پر نور تھا

کوئی نہ تھا جو گھر میں خدا تھا ضرور تھا
عجائب جادو کس خوشی سے

سن رہا تھا عالم نشہ شراب میں بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا تعریف اشعار و خوش گلوئی رقاصہ مذکور کر رہا تھا جملہ اہل دربار بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی غزل مندرجہ بالا سن رہے تھے یکایک سوئے فلک ایک تخت بروے ہوا نظر آیا عجائب جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اس تخت پر ایک شخص فرشتہ صورت بیٹھا ہوا ہے لباس ایسا پہنے ہوئے ہے کہ بار بار رنگ مانند زمانہ کے بدلتا ہے چہرے سے اس شخص کے رعب آشکار ہے اہل جلسہ بھی طرف دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے دل میں کہتے تھے کہ نہیں معلوم یہ کون ہے ادھر کیوں آتا ہے ایسا شخص کبھی نہیں دیکھا ہے ضرور کوئی ذی عزت ذی لیاقت و صاحب کمال ہے یکایک وہ صاحب تخت تخت اپنا بلندی ہوا سے اتار کر بزم عشرت میں لایا اور بعضوں نے یوں بیان کیا ہے کہ شخص مذکور بالائے تخت نہیں آیا بلکہ عین بزم عشرت میں کہ سب اس رقاصہ کی طرف متوجہ تھے ایک جانب سے بلندی سے اتر کے اور حسب تحریر بزم میں آیا جامہ اسکا رنگ بدلتا ہوا دیکھ کر صورت پر اسکی نظر کر کے رعب سے سب خورد و کلاں برائے تعظیم کھڑے ہو گئے کچھ لوگ ڈر گئے رقاصہ بھی خوف سے سہم گئی ناچ گانا بھول گئی گھگھی بندھ گئی اکثر اہل بزم خوف کے سے کانپنے لگے سازندے رقاصہ مذکورہ کے ایسے ڈرے کہ ساز ان کو فرش پر گر کے خود بھی گر کے بیہوش ہو گئے عجائب جادو بھی گھبرا کے اپنے تخت سے اٹھا خوفناک ہو کے پوچھنے لگا آپ کون صاحب ہیں کہاں سے تشریف لائے ہیں سبب تشریف آوری کیا ہے شخص مذکور نے جواب دیا میں فرشتہ خداوند متعال آدمیت رد اے عجائب جادو کیا تو نے مجھے زیر عرش خداوند نہیں دیکھا تھا جب تو وہاں گیا تھا اور تو نے خداوند کو سجدہ کیا تھا اسوقت ناشناس ہو کے کیوں پوچھتا ہے اور اسقدر کیوں ڈرتا ہے میں فرشتہ عذاب نہیں ہوں بحکم خداوند برائے نزول عذاب نہیں آیا ہوں چونکہ خداوند کو ہر ایک امر نیک و بد سے خبر ہوتی ہے اسوجہ سے اک فرمان خداوند نے بدست میرے تجھے بھیجا ہے اور یہ فرمان خاص اپنے ہاتھ سے بحکم خود خاص اپنا جانکے لکھا ہے مہر بھی سرنامہ پر کر دی ہے عزت تیری بڑھائی ہے تجھے اپنا نیک بندہ جانکے فرمان تیرے نام مجھ ایسے فرشتہ ذیوقار کے ہاتھ بھیجا ہے لہذا تجھے لازم ہے کہ احترام اس فرمان کا کرے جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسپر عمل کر خلاف خداوند نکر ورنہ قہر خداوند تجھ پر نازل ہوگا عجائب جادو فرشتہ مذکور کی گفتگو سنکے خوش ہوا ایسا بالیدہ ہوا کہ اپنے جامے میں سما نہ سکا اور وہ خوف جو پہلے فرشتہ مذکور کے وقت آنے کے سے ہوا تھا دل سے دور ہوا اور اس نے بجا ہوے شکر کے فرشتہ مسطور سے مخاطب ہو کے کہنے لگا آپ تشریف لائیے جس جگہ مناسب ہو بیٹھیے میرے نہ پہچاننے کی خطا کو معاف فرمائیے واقعی آپ سچ کہتے ہیں جب میں زیر عرش خداوند گیا تھا اور خداوند کو سجدہ کیا تھا اب یاد آیا میں نے آپکو وہاں دیکھا تھا بیشک آپ فرشتہ مقرب درگاہ خداوند ہیں کیا عنایت و مہربانی میرے حال پر کی ہے کہ میں شکریہ آپکا ادا نہیں کرسکتا آپ اور مجھ ناچیز کے پاس نامہ لیکر آئیں اور نامہ بھی کیسا کہ خداوند کا ہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ خداوند مجکو اپنا بندہ خاص جانکے اپنے دست قدرت سے نامہ مجھے لکھیں اور آپ لائیں باعث میرے فخر و افتخار کا ہوا ہے مرتبہ میرا بڑھ گیا ہے جو کچھ فخر کروں بجا ہے فرشتہ مذکور یہ سنکے عقب تخت عجائب جادو ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھ گیا بعد بیٹھنے کے عجائب جادو و جملہ اہل بزم سے کہنے لگا کہ بس

اب بیٹھ جاؤ تعظیم ہماری ہو چکی اب عوض زیادہ تعظیم کرنے کے اور روبرو ہمارے کھڑے رہنے کے ہمیں
نذر دو جسکی جتنی لیاقت ہو حسب حیثیت ہر اک نذر دیکر جو حاجت ہو بیان کرے ہم خداوند سے کہ دینگے
کہ ای خداوند جن لوگوں کی حاجتیں تھیں بیان کی ہیں اُنکے مطالب دلی جلد بر لایئے کیونکہ وہ سب
دل سے آپکی پرستش کرتے ہیں اور سوا اُسکے جو کوئی ہمیں نذر میں زر و جواہر زیادہ دیگا اُسکی ثنا و تعریف پیش
خداوند ہم زیادہ کرینگے یقین ہے کہ ہمارے عرض کرنے سے خداوند ہر ایک کے مطالب دلی جلد بر لائینگے
عجائب جادو و جملہ اہل دربار و میر قبح و تصویر و کیمیل و چنچل عیار بہروپوں نے گفتگوے فرشتہ مذکور سنکے
دست بستہ عرض کیا جو آپنے فرمایا بسر و چشم منظور ہے باعث ہمارے فخر و بہبودی کا ہے لیکن ہم امیدوار ہیں کہ جو
تمنا ہے اُسے ہم بیان کریں اگر آپ اجازت دیں فرشتہ مذکور نے پوچھا وہ تمنا کیا ہے بیان کرو سبنے کہا گو آپ
خداوند نہیں ہیں فرشتہ مقرب درگاہ خداوند ہیں لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ آپکے آگے سر جھکائیں بوسے
دست و پا کے لیں خاک آپ کے زیر قدم کی اٹھا کے بجاے سرمہ آنکھوں میں لگائیں فرشتہ مذکور نے
سنکے جواب دیا معلوم ہوا تم سب خوش اعتقاد ہو اچھا ہے سجدہ تو نہ کرو لیکن دست و پا ہمارے چوم
لو یہ سنکے پہلے عجائب جادو نے بعد ادب اُسکے دست و پا چومے پھر ہر اک نے بعد اعتقاد و رغبت
دست و پاے فرشتہ مذکور پر بوسہ دیا خاک زیر قدم فرشتہ مذکور اٹھاکے سر و چشم پر لگائی عیار بہروپوں مذکورہ
نے بھی مانند اہل بزم عشرت کے دست و پابوسی کی فرشتہ مذکور نے بنظر رغبت چنچل کو دیکھکر بعض
اعضا پر اُسکے ہاتھ ڈالکر دبا کر کہا اسی لب قدم پر جھکی نہ جا سر اٹھا چنچل کہ نہایت شوخ و خوبرو عیارہ
کاملہ تھی پہلے تو اپنے سینہ دبنے سے جھجک کر علیحدہ ہٹ گئی دل میں کہنے لگی یہ کیسا فرشتہ ہے کہ میری چھاتیاں
اپنے ہاتھ سے ملتا ہے مساس کرتا ہے مانند تماش بینوں اور عیاشوں کے اسنے حرکت کی ہے ضرور ہے کہ یہ کوئی عیار ہے
فرشتہ خداوند بنکر آیا ہے بعدہ خود ہی دل میں کہنے لگی کہ اے چنچل تو اسوقت کیا خیال کر رہی ہے کیا بد اعتقاد
ہو گئی ہے فرشتہ خداوند کو عیار تصور کرتی ہے واری بیوقوف کہیں عیار ایسی صورت اپنی بنا سکتا ہے
اور ایسا لباس پہنکے بیخوف و خطر اُڑکے یہاں آسکتا ہے جسطرح یہ آیا ہے کیا مجال کسی عیار کی کہ اسطرح
آسکے اور ایسی صورت بنا سکے اور ایسا بیخوف آسکے اُسے ایسا لباس کہاں ممکن ہوگا ضرور ہے بلکہ یقین
ہے کہ یہ فرشتہ خداوند ہی ہے میرا سر اٹھانے میں ہاتھ اسکا میرے سینے سے مس ہو گیا ہے عمدا
ہاتھ اسنے میرے سینے پہ نہیں ڈالا ہے بھلا فرشتہ بے نفس ہے اسکو خواہش ایسے امر کی کہاں یہ خیال
کرکے خاموش ہو رہی جب سب خورد و کلاں دست و پابوسی سے فارغ ہوے ہر ایک نے موافق
اپنی لیاقت و حیثیت کے اشرفی زر و جواہر موافق قاعدہ نذر دینے کا ارادہ کیا عجائب جادو نے
بھی کئی کشتیاں زر و جواہر سے مملو واسطے نذر کے منگوائیں فرشتہ نے یہ حال دیکھکر کہا کہ تم سب
روپیہ و اشرفی و جواہر ایک کوٹھری میں جمع کرو ہم وہاں تنہا جاکے لے لینگے فردا فردا تم سب لوگ
مجھے کب تک نذر دوگے سب نے قبول کرکے زر و جواہر ایک کمرے میں جا کے جمع کیا جب سب خرد و کلاں
زر و جواہر بمد نذر جمع کر چکے عرض کیا کہ ہم تعمیل حکم کر چکے اب آپ وہاں تشریف لیجائیں نذر قبول فرمائیں
فرشتہ مذکور اس کمرے میں اٹھکر گیا اور تمام زر و جواہر نذر کو دیکھکر خوش ہوکے قبول کیا اور
لے لیا بعد قبول کرنے اور لینے زر و جواہر کے پھر اپنی جگہ پر بیٹھا عجائب جادو نے نار طلب کیا

آصف نے کہا پہلے اس نامے پر زر و جواہر کثیر نثار کرنا چاہیئے کیونکہ نامہ خداوندی ہے عجائب جادو نے یہ سنکے بہت سی کشتیاں زر و جواہر کی طلب کیں پھر نامے پر کشتیاں زر و جواہر کی نثار کرنے کا حکم دیا مگر ز ملازموں نے ایک ہی کشتی زر سرخ کی نامے پر نثار کی تھی کہ فرشتے نے کچھ سوچ کے کہا بس اب ہاتھ کو روکو پہلے ہمنے خیال نہ کیا تھا اب ذہن میں آیا کہ نامۂ خداوندی پر جو زر سرخ و جواہر نثار کیا ہے اور کیا جائیگا وہ سب زمین پر گریگا مقام ادب ہے اور جائے غور ہے کہ نامۂ خداوندی پر سے جو زر و جواہر نثار ہو وہ خاک پر گرے یہ بے ادبی ہے اور اک قسم کی توہین نامہ ہے پس بہتر یہ ہے کہ تمام کشتیاں زر و جواہر کی ہمارے حوالے کرو ہم خداوند کو جاکے دیدینگے اور کہدینگے کہ تمام کشتیاں زر و جواہر کی عجائب جادو نے واسطے نثار کرنے کے منگوائی تھیں موافق رسم قاعدہ ایک کشتی کا زر سرخ نامہ حضور پر سے نثار کر دیا گیا اور یہ سب کشتیاں ہم حضور کے روبرو لے آئے ہیں خداوند کشتیاں دیکھکر خوش ہونگے ان کشتیوں میں جسقدر زر و جواہر ہے اُس سے چند عطا کرینگے اور اگر اسوقت نثار کردوگے تو چنداں خداوند خوش نہونگے اور نہ بعوض اس زر و جواہر کے کچھ عطا کرینگے عجائب جادو تقریر فرشتہ مذکور سنکے خوش ہوکے کہنے لگا آپکی رائے خوب ہے یہ کہکے باہمراہے فرشتہ مذکور سب کشتیاں زر و جواہر کی اسی کمرے میں لگا دی گئیں بعد اسکے نامہ لیکر سر و چشم پر رکھکر از حد ادب کرکے اُسے کھولکے عجائب جادو نے خود پڑھا اسمین بخط جلی لکھا تھا کہ ای بندہ خاص ہمارے ای عجائب جادو ہمنے بچشم قدرت دیکھا کہ تو نے شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشا ہمارے ایک بندہ جاہل و منحرف کو قید کیا ہے اور اپنی دختر کو بھی اسیر کیا ہے لوح طلسم صندل طلسم کشا سے بمکر و فریب لیکر اپنے قبضے میں کی ہے ہمیں یہ سب افعال تیرے نیک معلوم ہوئے ہیں ہم تجھسے بہت خوش ہوئے ہیں بس بوجہ خوش ہونیکے ہماری مصلحت میں یہ گذرا ہے کہ اگر طلسم کشا زندان میں قید رہیگا تو ایک روز رہا ہوجائیگا اور اگر تیرے پاس لوح طلسم صندل رہیگی تو پھر کسی طور سے طلسم کشا لوح لے لیگا طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کو توڑے گا ہمارے بندگان خاص کو قتل کریگا چونکہ منظور ہوا کہ تو زندہ رہے طلسم رنگین حصار برقرار رہے طلسم صندل بھی نہ ٹوٹے صندلان شاہ بھی نہ قتل ہو ساحران طلسم دست طلسم کشا سے نہ مارے جائیں لہذا یہ فرمان ہمنے بنام تیرے اپنے اک فرشتہ مقرب کے ہاتھ روانہ کیا ہے تجکو لازم ہے کہ بمجرد اطلاع فرمان طلسم کشا اور اپنی دختر اور لوح طلسم صندل کو حوالے فرشتہ مذکور کے کردے ہم طلسم کشا کو صحرائے سرگردان میں ڈالدینگے کہ ہمیشہ وہ اسیمیں رہیگا وہاں سے کبھی نکل نسکیگا نہ کوئی علم اسکو وہاں سے لیجا سکیگا اور لوح کو ہم اپنے سنگ مصلحت سے توڑکر سرمہ سا کرکے خاک اُسکی بادِ فنا میں اڑا دینگے جب نہوگی اور طلسم کشا صحرائے سرگردان سے نکل نسکیگا پھر کیونکر طلسم رنگین حصار و طلسم صندل ٹوٹیگا اور تیری دختر کہ عشق میں طلسم کشا کے دیوانہ وار ہے ایسا اُسکے قلب کو پلٹ دینگے کہ طلسم کشا سے نفرت کریگی کبھی اسکو یاد نہ کریگی زیادہ کیا لکھا جائے اس تھوڑے لکھے کو بہت جان کیونکہ تاکید اکید تجھے لکھا ہے عجائب جادو یہ عبارت نامہ مذکورہ میں پڑھکر دریائے فکر میں غوطہ زن ہوا دلمیں کہنے لگا کہ یہ نامہ تو ضرور ہی خداوند کا ہے کیونکہ مہر خداوندی سر نامے پر موجود ہے لیکن کبھی خداوند نے اسطور سے کوئی نامہ مجھے نہیں لکھا ہے مجھے لوح دینے کا اسقدر مرتبہ نہیں بڑھایا تھا اسکی مرتبہ کیا سبب ہے کہ جو اسقدر میرے حال پر عنایت کی ہے دلمیں کہنے لگا

ذکر بسیار فرشتۂ مذکور سے مخاطب ہو کے کہنے لگا جو کچھ خداوند نے مجھے لکھا ہی مین اُس سے آگاہ ہوا کیا مجال میری کہ حکم خداوند
سے انحراف کرون طلسم کشا اور میری دختر کو تو آپ پیش خداوند لیجائین لیکن لوح طلسم صندل کی بابت یہ عذر
ہی کہ آپکو نہ دونگا خود لوح اُسکو لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا زیارت بھی جمال خداوندی کی کرونگا اور بدار خداوند
سے مشرف ہونگا لوح بھی پیش کرونگا اپنی دختر کو اپنے ہمراہ بھی لے آؤنگا سوا اسکے اور بھی کچھ خداوند
سے عرض کرنا منظور ہی لہذا مقدمہ لوح طلسم صندل آپ مجھ سے کچھ نہ کہیے گا جو مین نے عرض کیا ہے
خداوند سے کہدیجے گا یہ کہکے شاہزادہ رستم ثانی کو زندان سے طلب کیا اور دختر کے بلانے کے واسطے
بلکہ خود اُسے لانے کے واسطے ارادہ اُٹھنے کا کیا فرشتہ مذکور نے مقدمہ لوح طلسم صندل بوجہ منع
کرنے عجائب جادو کے کچھ تقریر نہ کرکے کہا ای عجائب جادو اپنی دختر کو سر دربار نہ لاؤ یہان لانا
اُسکا اچھا نہین ہی نوجوان دختر کا سب کے سامنے لانا صورت اُسکی سب کو دکھانا خوب نہین ہے
باعث ذلت کا ہی ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ طلسم کشا کو یہان سے اپنی دختر کے پاس لیچلو ہم وہان
جاکے دونون عاشق و معشوق کو وہان سے لیجائینگے عجائب جادو نے کہا بہتر ہی یہ کہکے طلسم کشا کو
لیکر فرشتہ مذکور کے ہمراہ محلسرا مین بعد پردہ کرانے کے گیا اور جس کمرے مین ملکہ رنگین کاکل کشا قید
تھی اُسی کمرے مین طلسم کشا کو بھی داخل کیا اُسوقت عاشق معشوق ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے بہت
روئے فرشتہ مذکور نے عجائب جادو سے کہا تم اس کمرے سے نکل جاؤ مین ان دونون کو انکے
رونے کی سزا دونگا عجائب جادو کمرے سے باہر آیا فرشتہ مذکور نے جاکے طلسم کشا و ملکہ رنگین
کاکل کشا کو بنظر قہر و غضب دیکھکر برہم ہو کے کہا ای نالائقو کیا روتے ہو خاموش رہو ابھی کیا روئے
ہو اس سے زیادہ روؤگے عتاب خداوند آئے گا تم مین سے ایک کہین ہوگا اور ایک کہین ہوگا
ایسی جدائی ہوگی کہ پھر وصل نہ ہوگا یہ کہکے ایک پھول گلاب کا بیہوشی آمیز نکالکر ملکہ رنگین کاکل کشا
و طلسم کشا کو سنگھا کے دونون کو بیہوش کیا اور آہستہ نعرہ کیا منم عمر ثانی یہ نعرہ کرکے دونون کو اٹھا کے
نذر زنبیل کیا پھر گلیم اوڑھ کے کمرے سے باہر نکل کر اس کمرے مین گیا جسمین عجائب جادو نے
کشتیان زر و جواہر کی رکھوائی تھین وہان جاکے تمام کشتیاں اٹھاکے نذر زنبیل کین اور سوا ان
کشتیون کے جو اسباب وہان اُس کمرے مین تھا وہ جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کرکے ایک پرچہ کاغذ
کا نکالکے اسپر یہ عبارت لکھی کہ ای عجائب جادو آگاہ ہو مین فرشتہ نہ تھا بلکہ عمر ثانی عیار امیر ثانی
کا تھا عیاری کرکے تیری دختر و طلسم کشا کو بالفعل قید سے رہا کرکے لے گیا ہون انشاء اللہ لوح طلسم
صندل بھی تجھ سے بمکر و فریب لے لونگا اب مین آیا ہون وہ عیاریان کرونگا کہ تجھکو اور سبکو حیرت ہوگی
تیری ملازم جو عیار بچیان ہین انکو بھی کمال حیرت ہوگی اُنھون نے طلسم کشا کو بیہودہ عیاری
کرکے اسیر کیا تھا عیاری اِسکو کہتے ہین جو مین نے انکے اور تیرے اور سب کے سامنے کی ہے
اور اپنا مطلب حاصل کیا ہی بعد لکھنے کے اُس پرچہ قرطاس کو اسی جگہ ڈال کے خواجہ وہان سے نکل کے
سوے کوہ و دشت روانہ ہوے کسی نے خواجہ کو جاتے نہ دیکھا کیونکہ خوف ساحران سے گلیم اوڑھلی
تھی بعد قطع راہ دور و دراز ایک درۂ کوہ مین جاکے چارطرف دیکھ کے زنبیل سے شاہزادہ رستم
ثانی کو نکالکر سفوف دافع بیہوشی سے ہوشیار کیا اور گلیم کو اتار کر شاہزادہ موصوف سے کہا او طلسم کشا

مین تجکو برائے قتل اس درہ کوہ مین بحکم خداوند تمثال آئینہ رو عجائب جادو کی مجلس سے لیکر آیا
ہون پہچان مجکو مین وہی فرشتہ فرستادۂ خداوند ہون کہ جس طرح تجھے قتل کرون تو نے طلسم رنگین حصار
مین آکے ارادہ برباد کرنے طلسم کا کیا تھا ملکہ رنگین کاکل کشا دختر عجائب جادو پر
مائل ہوکے اسے آوارہ کیا ساتھ اسکے باغ مین خوب عیش کیا ہی ایسے روز بد سے آگاہی نہ تھی ہر کوئی تیرا
معین و مددگار کہ اس وقت میرے ہاتھ سے تجھے بچائے گو مین تجھے واسطے قتل کے یہان لایا ہون لیکن
تیری جوانی و حسن پر مجھے رحم آتا ہی اگر تو خداوندی کا اعتقاد کرے اور ملکہ رنگین کاکل کشا کی
محبت و الفت سے باز آئے اور اس طلسم رنگین حصار و طلسم صندل کے توڑنے اور برباد کرنے سے دست
بردار ہو اور مجھے موافق اپنی لیاقت اور مرتبے کے جواہر بیش بہا کثرت سے دے تو البتہ مین تجکو قتل نہ
کرون زر و جواہر تجھ سے لیکر جسکو دینا منظور ہی اُسے دیکر تجھے رہا کرکے زندہ چھوڑ دون ابھی یہ ہتھکڑیان اور
بیڑیان وغیرہ تیرے اعضا سے جدا کر دون شاہزادے نے برہم ہوکے جواب دیا او فرشتہ خبیث ظالم
دنیا بکار کیا بکتا ہی بس خاموش رہ تو مجھے کیا قتل کریگا خداوند عالم تجکو تیرے شر و فساد سے بچائیگا مین
تمثال آئینہ رو مردود و مردود پر لعنت کرتا ہون ہرگز اسکی خداوندی کا اعتقاد نہ کرونگا طلسم کشائی سے
بھی باز نہ آؤنگا ملکہ رنگین کاکل کشا کی محبت سے دست بردار نہونگا تجھے زر و جواہر کچھ نہ دونگا تو میرے
حال پر رحم کیسا تو فرشتہ ہی کہ تجھے خواہش زر و جواہر کی ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی دنیادار و مکار و طماع
ہی فرشتہ مذکور یعنے عمرو ثانی نے برہم ہوکے جواب دیا تیری قضا ہی آئی ہی تو مجھ سے گفتگو سخت کرتا ہی میرے
کہنے پر عمل نہین کرتا ہی مگر اکڑتا ہی پچھتائے گا ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا یہ کہکے جانب شاہزادہ بڑھا
چونکہ شاہزادہ رستم ثانی صرف گرفتار سلاسل تھا مبتلائے سحر نہ تھا دست و پا قابو مین تھے اسوجہ سے
برہم ہوکے جوش شجاعت مین آکے زور کرکے سلاسل وغیرہ کو اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے جدا کرکے
ایک ٹکڑا زنجیر کا ہاتھ مین لیکے گردش دے کے بقصد ہلاک کرنے فرشتہ مذکور کے آگے بڑھا اور دم
فرشتہ مسطور نے اپنے دل مین کہا اگر یہ تجھپر زنجیر مارے گا تو ضرور ہی تو ہلاک ہوجائیگا یہ خیال کرکے
پیچھے ہٹ کے کہنے لگا او طلسم کشا تو نے کیا ارادہ کیا ہی تجھپر زنجیر سے وار کرتا ہی ذرا اپنے ہوش مین آ
ہاتھ کو روک دوست دشمن کو پہچان سمجھ عمرو ثانی ہون مین نیکی مجھ سے یہ پیش آتا ہی درپے میری
ہلاکت کا ہوتا ہی اپنے بزرگ و محسن پر غصہ کرکے کمر باندھ لینے کی کرتا ہی اقرار زر و جواہر کے دینے کا نہین
کرتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے جب یہ تقریر سنی خوش ہوکے ہاتھ روکا اور بعد ادب سلام
کرکے کہا مجھے معاف فرمایئے گا میری خطا عفو کیجیے گا مین نے آپکو نہین پہچانا تھا کیا مجال میری کہ مین
اب دیدہ و دانستہ آپکی ہلاکت کا درپے ہون آپ میرے بزرگ و محسن ہین آپ ہی کے سبب سے مین
قید سے رہا ہوا ہون یہ کہکے بڑھے معانقہ خواجہ آگے بڑھا خواجہ نے صورت اصلی اپنی دکھا کے کہا
اے فرزند اس چنین و چنان سے کیا ہوتا ہی میرا کیا بھلا ہوتا ہی اس سے کچھ مطلب کی حاصل نہین ہوتا
ہی وہ باتین کرو کہ جس سے ہمارا دل خوش ہو شاہزادہ رستم ثانی تقریر خواجہ کی سنکے سمجھ گیا کہ یہ
بڑے طماع ہین جسطرح انکے والد کو مال و دولت دنیا کی ہوا و ہوس تھی اُسی طرح انکو بھی ہی کیونکر انکو طمع
زر نہو آخر یہ کس کے فرزند ہین ارشد خواجہ عمرو والے کا ان مین ہر نامور دہی فرزند ہی جو بہر کہ اپنے آبا و

اجداد کے قدم بہ قدم ہوا در صورت و سیرت مین اگر بعینہٖ نہو تو کچھ تو ہوا اور یہ تو مشہور ہی الولد سر لابیہ یہ سمجھ کے شکر اسکے کہ ابتک آپکی خدمت عالی مین جواب عرض کرتا ہون بگوش سنیے خواجہ نے کہا کہو مین سنتا ہون رستم ثانی نے کہا مین بعد فتح طلسم صندل زر و جواہر کثیر آپکی نذر کرونگا مال و اسباب طلسم مذکور سے کچھ آپکی خدمت مین بھی ضرور حاضر کیا جاویگا علاوہ مال و اسباب طلسم کے یون بھی مین آپکو جو میرے امکان مین ہوگا دونگا آپ باطمینان تمام رہین کچھ اندیشہ و فکر نہ کرین خواجہ یہ سنکے خوش ہوے اور مسکرا کر کہنے لگے ای فرزند تو نہایت سعید و لائق ہی بہتر کیا کہنا مین تجھسے بہت خوش ہوا خداوند عالم تجکو جملہ بلاہاے ارضی و سماوی و شر دشمنان سے بچاے اعدا پر فتحیاب کرے یہ کہکے خواجہ خاموش ہوے شاہزادہ رستم ثانی نے پوچھا یہ تو فرمایے کہ اس طرف آپکا آنا کیونکر ہوا اور یہ بھی بتایے کہ صرف آپ مجھ ہی کو عیاری کرکے زندان سے بیان لاے ہین یا ملکہ رنگین کا کل کشا کو بھی لاے ہین خواجہ نے جواب دیا ای فرزند ملکہ رنگین کا کل کشا بھی میری زنبیل مین ہی اُسے بھی مجلس عجائب جادو سے بیہوش کرکے لے آیا ہون اور وجہ میرے ادھر آنے کی یہ ہوئی ہی کہ ایک تاجر سے حال تمھارا امیر ثانی نے سنا تھا سنتے ہی بیتاب ہوکے مجھسے فرمایا کہ تم جانب طلسم صندل جاو شاہزادہ رستم ثانی کی مدد کرو شر دشمنان سے اُسے بچاو بس مین حسب الارشاد شہر کہرانیہ سے کہ بالفعل امیر ثانی مع اپنے لشکر کے اسی جگہ فروکش ہین روانہ ہوا بعد بیہودی بسیار اثناے راہ مین اکثر جگہ تمکو ڈھونڈھتا ہوا لوگون سے حال تمھارا دریافت کرتا ہوا ادھر آیا تھا جب تمھارے لشکر مین پہونچا ہر اک خرد و کلان اعلےٰ و ادنےٰ کو متردد پاکر سبب تردد پوچھا تھا چالاک بیہودکرے تے اور دیگر اشخاص نے بیان کیا تھا کہ ایک چوبدار ایک رقعہ لیکر آیا تھا شاہزادہ رستم ثانی رقعہ کو پڑھکر ہمراہ چوبدار کے سب سوار روانہ ہوا تھا ابھی تک نہین آیا ہی یہ حال سنتے ہی مین نے بصورت فرشتہ دربار عجائب جادو مین جاکر عیاری کی الحمد للہ کہ تمکو اور ملکہ کو قیدخانہ سے لے آیا افسوس عجائب جادو نے لوح طلسم صندل نہ دی اُسکے دینے مین تامل کیا ورنہ وہ بھی اس سے لے آتا اب ای فرزند یہان سے اپنے لشکر مین چلو کیونکہ وہان سب متردد و متفکر ہونگے ہر سو تلاش تمھاری کرتے ہونگے اب مین لشکر ہی مین جاکر ملکہ رنگین کا کل کشا کو زنبیل سے نکالونگا یہان اُسکا نکالنا اچھا نہین ہی یہ کہکے خواجہ سمت لشکرگاہ روانہ ہوے شاہزادہ رستم ثانی بھی ہمراہ خواجہ چلا راہ مین شاہزادہ تعریف عیاری خواجہ کی کرتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچا سر شار شاہ و حدید شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ ماز ندرانی وغیرہ شاہزادے کو دیکھکر خوش ہوے شاہزادہ ہر ایک سے ملا حدید شاہ وغیرہ کے پوچھنے سے رستم ثانی نے کل حال اپنے قید ہونے کا اور خواجہ کے رہا کرنے کا بیان کیا ہر اک ادنےٰ اعلےٰ شاہزادے کے آنے سے خوش ہوا خصوص سر شار شاہ و حدید شاہ نے از حد خوش ہوکے پایاے اجازت شاہزادہ رستم ثانی اپنے ملازمون کو حکم آراستگی بزم عشرت کا دیا کیونکہ شاہزادے کے رہا ہوکے آنیکی خوشی بہت تھی ملازمون نے ایک بارگاہ فلک جاہ مین بعد تکلف بزم عشرت آراستہ کی اس بزم مین چند اشخاص چیدہ و منتخب جاکے بیٹھے از انجملہ اشخاص مذکورہ کے شاہزادہ فیروزہ ماز ندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لندھور و حدید شاہ و سر شار شاہ وغیرہ بیس دلیر شاہزادہ رستم ثانی عالی قدر مرا

بیٹھے خواجہ عمر و ثانی بھی ملکہ رنگین کاکل کشا کو زنبیل سے نکال کے سفوف دفع بیہوشی سے ہوشیار کرکے ایک بارگاہ میں عنقریب بزم عشرت داخل کرکے محفل عیش میں قریب سہراب بن لندھور وغیرہ کے ایک کرسی پر بیٹھے اسوقت پہلے بحکم شاہزادہ موصوف ساقیان گلرخ کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و جامہائے بلورین لیکر آئے اہل بزم کو شراب پلانے لگے بعد میکشی اور جانے ساقیان مذکور کے شاہزادہ رستم ثانی کے کہنے سے خواجہ عمر ثانی نے نے نوازی شروع کی اور بالحان داؤدی یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کچھ فکر گور نہ تھی شب اول مزار میں
تربت پہ بعد مرگ تو آنا ضرور تھا
افشا یہ راز عشق کیا جینے کیا کہیں
گلشن میں بلبلوں کا بھلا کیا قصور تھا
جوبن کے ڈھلتے ہی جو گیا کبر سر سے
انکا تھے بہت خفقان کا وفور تھا

دل سے کبھی جدا تھا نہ آنکھوں سے دور تھا
پھیلا ہوا یہ چہرۂ حیدر کا نور تھا
وہ میرا جان دینا تڑپ کر فراق میں
کمبخت وہ ہمارا دل ناصبور تھا
تم مسکرائے وصل کا سائل ہوا جو میں
کیا کیا نہ اپنے حسن پہ انکو غرور تھا

ہر دم خیال یار نگہ کے حضور تھا
پوچھا نہ وہ جو میری عیادت کو آئے تھے
کتنا وہ انکا ہائے کہ مشتاق حور تھا
بس تھے رخ سے پھول کیا دیا انکو کیوں
اب کیا کہیں یہ عفو کے قابل قصور تھا
تسلیم ایسے وقت غزل میں نے بھی کہی

اہل بزم عشرت سننے لگے تعریف خواجہ کی کرنے لگے اسوقت عجب سماں بندھا تھا خواجہ لحن داؤدی اشعار غزل مندرجہ گا رہے تھے ہر شخص بزم میں عالم وجد میں تھا بادۂ عشرت سے مست ہوکے جھوم رہا تھا لشکر میں قبل آنے شاہزادے کے اداسی تھی اب داخل ہونے سے شاہزادے کے رونق ہوئی تھی ہر ایک ساحر و غیر ساحر خوش تھا ادھر تو خواجہ نے نوازی کر رہے تھے ادھر بارگاہ میں روبروئے ملکہ رنگین کاکل کشا بھی ایک رقاصہ رقص و نغمہ کر رہی تھی تہنیت ہو رہی تھی وہان بھی بزم عشرت بخوبی آراستہ تھی ملکہ مذکور رہائی شاہزادہ و نیز اپنی رہائی سے ازحد خوش تھی عورتیں بارگاہ میں تمام بزم عشرت کی منتظر تھیں شور شادمانی و غلغلۂ تہنیت تا بہ فلک جاتا تھا ملکہ مذکور رقاصہ کو بار بار زر و جواہر خوش ہوکے انعام میں دیتی تھی رقاصہ بھی کمال اپنا دکھا رہی تھی اچھی طرح رقص و نغمہ کر رہی تھی اور یہ غزل بناز و ادا گا رہی تھی ۔ غزل

بدل جائے مرا طوق سلاسل تیغ و خنجر سے
ہوئی تر خون سے چوکھٹ بھی شاید سر مرا اگر سے
مری آہیں سنے یا اشکباری دیکھ لے میری
فلک کی گردشیں ہر روز کچھ بڑھتی ہی جاتی ہیں
ستون کا طعن غیروں کے سہونگا قلم دربان کے
کسی تدبیر سے اس بت کو ہم لائینگے قابو میں
جب آپس میں بگڑتی ہے تو پھر کچھ بن نہیں پڑتی
ذرا تیور بدل کر دیکھ ادھر ترچھی نگاہوں سے
اگر ہے سنگ اسود وجد کعبے میں تو ہونے دو

گلا کٹ جائے تب شاید جنون اترے مرے سر سے
یہ سب کچھ ہو گیا باہر مگر نکلے نہ وہ گھر سے
نہ پھر بادل کبھی گرجے نہ پھر بادل کبھی برسے
ہزاروں کھائے چکر پھر نہ پایا یہ چکر سے
نہ چھوڑونگا ترا کوچہ نہ اٹھونگا تیرے در سے
خوشامد سے عمل سے سحر سے جادو سے منتر سے
میں انکے خوف سے چپ ہوں وہ ساکت ہیں مرے ڈر سے
ہمارا امتحان ہو جائے قاتل تیغ و خنجر سے
ہم اپنے سر کو ٹکراتے ہیں انکے در کے پتھر سے

تمام عورتیں بیٹھی ہوئی سنتی تھیں خوش ہوتی تھیں خصوصاً ملکہ رنگین کاکل کشا تو شادمان ہوتی تھی اسطرح ہر ایک عورت خوش تھی کبھی خوش ہوئی تھی اس طرف مردانی بزم

عشرت مین خواجہ گا رہے تھے انسان کا تو کیا ذکر ہے وحش و طیور بھی نے نوازی خواجہ سے وحشت
و پرواز سے باز تھے ہنوز خواجہ گا رہے تھے سمان بندھا تھا کہ خورشید روشن دل ہمراہی چند
ساحران نامی کے ایک بارگاہ طلائی نہایت وسیع و بلند لیکر آیا شاہزادہ رستم ثانی سے ملا اور بعد تہنیت
دینے اور بارگاہ مذکور دینے کے بزم عشرت مین بیٹھا بعد ثنا کے نے نوازی خواجہ کے تعریف
عیاری خواجہ کی یون کرنے لگا کہ اے خواجہ مین اپنی جگہ آئینہ جمشیدی مین دیکھ رہا تھا کیا خوب آپنے
عیاری کی تھی عجب صورت فرشتہ کی بنائی تھی کیا دام مکر و فریب پھیلایا تھا سچ تو یہ ہے کہ آپکا مثل و نظیر
نہین ہے آپ ہمہ صفت موصوف ہین آپکی تعریف مین زبان قاصر ہے مین اسی وجہ سے برائے رہائی
شاہزادہ کے نہین آیا کہ آپ یہان آ گئے تھے اور واسطے عیاری کے بزم عشرت عجائب جادو
مین گئے تھے مجھے یقین تھا کہ آپ شاہزادے کو اور دختر عجائب جادو کو رہا کرینگے پس جو مجھے
خیال و یقین تھا وہی ہوا کس خوبی سے آپ نے عیاری کر کے گوہر مدعا حاصل کیا افسوس کہ لوح
طلسم عجائب جادو سے نہ ملی اگر آپ یہان نہ آتے تو مین باوجود اسکے کہ کچھ دن نہایت سخت تھے
ضرور برائے رہائی شاہزادہ و ملکہ آتا خواجہ نے جواب دیا مین اک بندۂ خاکسار پروردگار کا ہون
لائق تعریف نہین ہون آپ یہ تعریف میری محض واسطے میری عزت افزائی کے کرتے ہین خورشید
روشن دل بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے شاہزادۂ رستم ثانی سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے شاہزادہ
ذیوقار ہر چند کہ فی الحال چند دن مجھ پر بہت سخت ہین ستارے گرے ہین لیکن مین آپکی رہائی سے
ماہر ہو کے بہت خوش ہو کے واسطے تہنیت کے چلا آیا ہون اب زیادہ یہان ٹھہرنا میرا اچھا نہین ہے لہذا
رخصت ہوتا ہون اپنے ملک مین جاتا ہون وہان جا کے وقتاً فوقتاً تمہید خدمت آپکی کرتا رہونگا
یہ کہکے شاہزادے سے رخصت ہو کے تخت سحر پر سوار ہو کے ہمراہ انھین چند ساحران نامی کے
اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا یہان خواجہ عمر ذوفنانی پھر نے نوازی مین مصروف ہوئے اہل بزم عشرت
بگوش دل گانا سننے لگے یہان تو خواجہ گا رہے ہین اور نے بجا رہے ہین اہل بزم بیٹھے ہوئے
سن رہے ہین انکو اسی حال عیش و عشرت مین چھوڑا جاتا ہے اب احوال عجائب جادو کا لکھا جاتا ہے
کہ جب خواجہ بشکل اے عجائب جادو کے اس کمرے سے جسمین ملکہ رنگین کاکل کشا قید کی گئی تھی شاہزادہ
رستم ثانی اور دختر عجائب جادو کو عطر بیہوشی زبردستی سنگھا کے بیہوش کر کے زنبیل مین داخل کر کے
گلیم اوڑھ کے سوئے صحرا روانہ ہوئے عجائب جادو نے بعد انتظار کرنے دختر مذکورہ کے کمرے مین
جا کے جو دیکھا تو کسی کو نہ پایا بہت حیران ہو کے اپنی زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش عرف ملکہ نیرنگ جادو
سے کہا جائے حیرت ہے کہ ابھی فرشتۂ فرستادۂ خداوند اس کمرے مین گیا تھا نہ تو وہ ہے نہ طلسم کشا
ہے نہ میری دختر ہے وہ آبدیدہ ہو کے کہنے لگی صاحب یہ کیا غضب ہوا کسکو تم اپنے گھر مین لے آئے
تھے ہمکو معلوم ہے وہ میری بچی کو لے گیا ہے طلسم کشا کا چندان خیال نہین ہے اسکو آگ لگے تو لیگیا مین اب
اپنی بچی کو کہان پاؤنگی اسکی جدائی مین مر جاؤنگی عجائب جادو چونکہ زوجہ مذکورہ کو بہت چاہتا
تھا آتش کے شعلۂ حسن کا پروانہ تھا اسکے رونے اور بین کرنے سے خود بھی رونے لگا بعد اشکباری کے
اپنی زوجہ سے کہنے لگا اے جان من و اے مونس شب تنہائی کیون روتی ہو اور مجھے رو کر رلاتی ہو

خاموش رہو دختر تمھاری خدمت خداوند میں گئی ہی فرشتہ فرستادہ خداوند نے مجھ سے کہا تھا کہ
مین ملکہ رنگین کاکل کشا و طلسم کشا کو پیش خداوند لیجاونگا خداوند طلسم کشا کو بغیظ و غضب ہلاک
کر دینگے اور ملکہ رنگین کاکل کشا کے قلب کو الفت طلسم کشا سے بیزار و بیکارہ کر دینگے اور یہی خداوند نے
بھی مجھے اپنے ہاتھ سے فرمان مین لکھا تھا پس فرشتہ مسطور لے گیا ہی جاے اندیشہ و تردد نہین ہی
جب تمھاری دختر ہوش و حواس مین آجائیگی طلسم کشا سے نفرت کرنے لگے گی خداوند اسی فرشتہ
کی وساطت سے بیان بھید کینگے یا مین روبروے خداوند جا کے بعد سجدہ کرنے اور دیکھنے جمال خداوند
کے اپنی دختر کو صحیح و سالم وہان سے لے آؤنگا ملکہ ماہ سبز پوش اپنے شوہر سے یہ سنکے
گونہ مطمئن ہوئی عجائب جادو محلسرا سے باہر آیا دربار مین گیا اہل دربار برائے تعظیم کھڑے
ہوے جب شاہ مذکور تخت پر بیٹھا جملہ اہل دربار بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت وزرائے چہرۂ
عجائب جادو پر نظر کرکے آثار حزن و تردد پاکے دست بستہ پوچھا اے بادشاہ فلک بارگاہ کیا
باعث ہی کہ اسوقت چہرۂ حضور پر کچھ آثار فکر و تردد و ملال پائے جاتے ہین عجائب جادو نے
جواب دیا حالانکہ مقام فکر و ملال نہین ہی لیکن پھر بھی مقام حیرت و تردد یہ ہی کہ ابھی مین فرشتہ فرستادہ
خداوند کے کہنے سے طلسم کشا کو زندان سے طلب کرکے ساتھ اپنے لیکر ہمراہ فرشتہ مذکور کے
محلسرا مین گیا تھا فرشتہ اندر اس کمرے کے جسمین مین نے اپنی دختر کو قید کیا تھا طلسم کشا کو
لیگیا تھا مین باہر اس کمرے کے تھا وہان سے وہ غائب ہو گیا ہی طلسم کشا کو اور میری دختر کو لیگیا
زوجہ میری ملکہ ماہ سبز پوش اپنی دختر کی جدائی مین گریان ہی تم جانتے ہو کہ جیسی مجھے الفت زوجہ
مذکورہ سے ہی اسکے رونے سے مجھے بھی صدمہ ہی سوائے اسکے جدائی دختر کا بھی ملال ہی اور حیرت
یہ ہی کہ اس فرشتے کو مین نے جاتے ہوے نہین دیکھا ہی وزرا نے عرض کیا حضور کچھ فکر و ملال نہ کرین
حکم خداوند سے فرشتہ دونون کو لیگیا ہی آپ اُسے جاتے ہوے کیا دیکھتے کہ فرشتے جسم لطیف
رکھتے ہین اگر وہ چاہین تو اپنے تئین ظاہر کرین اور نہ چاہین تو کوئی اُنھین دیکھ نہین سکتا ہی لیکن
اسقدر جاے تردد ہی کہ وہ آپ سے رخصت ہوکے نہین گیا ہی یہ عرض کرکے وزرا تو خاموش ہوے
مگر دیگر اہل دربار نے دست بستہ کہا اے بادشاہ ہمین بھی تردد ہی کیونکہ کچھ حرکات ہمنے فرشتہ خداوند کے
ایسے سنے کہ جس سے احتمال ہوتا ہی کہ وہ فرشتہ خداوند نہ تھا حضور اوراق جمشیدی یا کتاب سامری
مین اس حال کو دریافت کرین چنچل عیارہ نے عرض کیا اے بادشاہ ذیجاہ مین بھی یہی کہتی ہون کہ وہ
فرشتہ نہ تھا کوئی عیار مکار تھا کیونکہ جب مین اُسکی قدم بوسی کو جھکی تھی تو اُسنے کیا کیون اے حضور کسطرف
ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور بنظر رغبت مجھے دیکھا تھا اُسکی باتون اور نظر سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عیار
ہی مین اسوقت کچھ نہ کہہ سکی اب حضور سے عرض کیا ہی تدبیر دریافت حال کی اول تو یہ ہی کہ کتاب سامری
مین دیکھ لیجیے دوسرے اس کمرے مین دیکھنا چاہیے کہ جسمین کشتیان زر سرخ و جواہرات رکھ
دی گئی تھین اگر وہ کشتیان اسی طور سے رکھی ہون تو خیر ورنہ جانیے کہ ضرور وہ کوئی عیار مکار تھا
کہ زر و جواہر بھی بکثرت لیگیا اور عیاری کرکے طلسم کشا اور ملکہ عالم کو یہان سے لیگیا عجائب جادو
اسکی گفتگو سنکے زیادہ تر متردد ہوا چنچل وغیرہ سے کہنے لگا چلو تو اُن کشتیون کو جاکے دیکھو [illegible]

خداوند سامری مین حال اُسکا دریافت کیا جائیگا چنچل و دیگر ساحران نابکار نے جب اس کرے مین
جاکے دیکھا زر و جواہر کا نام و نشان بھی نہ پایا وہان سے آگے سب نے عرض کیا اے بادشاہ وہان تودہ
کشتہان نہین ہین نقش کشتون کا بھی زمین پر نہین ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جال مارکے کوئی اُن
کشتیون کو لیگیا ہے زمین وہان کی اس امر کی گویا شہادت دیتی ہے عجائب جادو نے یہ سنکے بہت متردد
ہوکے کتاب سامری کو کھول کے ادب بوسہ دیکے حال فرشتہ مذکور جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ
فرشتہ نہ تھا ملکہ عمرو ثانی عیار امیر ثانی بصورت فرشتہ تمثال آئینہ رو بنکے آیا تھا عیاری کرکے
طلسم کشا اور ملکہ رنگین کاکل کشا اور زر و جواہر کو لیگیا اب وہ لشکر طلسم کشا مین ہے بزم عشرت
آراستہ ہے طلسم کشا بیٹھا ہوا ہے اور بھی کچھ لوگ ہین ویسا ہی رنگ کے بیٹھے ہین وہ مے نوازی مین مصروف
ہے اور قریب بارگاہ طلسم کشا ایک بارگاہ اور ہے کہ اُس بارگاہ مین ملکہ رنگین کاکل کشا ہے اُس کے
سامنے اک رقاصہ رقص کر رہی ہے عجائب جادو حال مندرجہ کتاب سامری سے دریافت کرکے
از حد غضبناک ہوا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کثرت غیظ و غضب سے آنکھین سرخ ہو گئین وزرا وغیرہ
نے یہ حال اُسکا دیکھکر پوچھا اے بادشاہ کیا حال دریافت ہوا عجائب جادو نے زانو پر ہاتھ مار
کے کہا غضب ہوا مجھ ایسے بادشاہ عاقل و ہوشیار کو اک عیار نے آنکے فریب دیا خیر کہان جاتا ہے
مین بھی بلائے بے درمان ہون صاحب حکومت و اختیار ہون سحر و ساحری مین مثل و نظیر اپنا سوا
اپنی زوجہ کے نہین رکھتا ہون ابھی جاتا ہون اُسکو اور طلسم کشا وغیرہ کو لاتا ہون یہ کہکے تخت سے
اُٹھا وزرا و جملہ ساحران نامی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم سب بھی ہمراہ حضور چلین تنہا جانا حضور کا
اچھا نہین ہے وہان لشکر طلسم کشا بھی ہے اُسمین بہت سے ساحران نامی ہین خصوص فرزند خورشید
روشن دل کا بھی ہے اگر لڑائی ہوئی تو اچھا نہوگا اکیلے حضور کس کس کے سحر کو رد کرینگے کس کس کو
سحر سے ہلاک کرینگے لہذا ہم نمکخوار دنکا ہمراہ حضور کے چلنا لازم ہے آخر ہم نمکخوار اسواسطے کس
روز کے ہین اول تو خود جانا حضور کا ہم پسند نہین کرتے ہین ہم مین سے جسے حکم ہو وہ مع لشکر
جائے اُس عیار کو اور طلسم کشا وغیرہ کو گرفتار کرکے لے آئے اور اگر یہ منظور طبع عالی نہو تو ہم سبکو
ہمراہ لیجیے لشکر ساحران بھی ساتھ لیجیے اکیلے نہ جایئے عجائب جادو نے جواب دیا مین جانتا
ہون کہ تم سب نمک حلال و خیرخواہ ہو سرفروشی و جان نثاری کو موجود ہو لیکن مین تنہا ہی
جاؤنگا تم سب مین سے کسی کو ہمراہ نہ لیجاؤنگا ہے تمہارے ساتھ لے جانیکی اور لشکر ساحران
کو ہمراہ لے جانیکی کیا ضرورت ہے مین کسی ساحر و غیر ساحر سے نہین ڈرتا اگر وہان لشکر طلسم کشا اترا
ہے تو کیا خوف ہے میرے ایک ادنے سحر مین سب تباہ ہو جائیگا کوئی مجھ سے مجادلہ و مقابلہ نہ کرسکے گا
مردمان لشکر طلسم کشا کو سوائے بھاگنے کے کچھ چارہ نہوگا فرزند خورشید روشن دل اور اُسکا
لشکر کیا ہے میرے نزدیک کسی کی کیا حقیقت ہے خورشید روشن دل بھی ہوتا تو مین اس سے بھی نہ
ڈرتا دلیرانہ اُس سے مقابلہ و مجادلہ کرتا آخر اُسکو بھی اسیر کرلیتا کیا تم سب میرے سحر و صاحب اختیار
ہونے سے بے خبر ہو کیا نہین جانتے ہو کہ اگر مین چاہون تو ایک دم مین اپنے سحر سے طبقے زمین کے
ملا دون تمام عالم اگر ایک طرف ہو تو سب کو بھگا دون حسب طبقۂ زمین پہ لشکر عدو اُس سب طبقے کو

بزور سحر اٹھا کر لے آؤن اک آن مین لاکھون ساحرون کو سحر کرکے مار ڈالون دریاے ذخار کو اپنے سحر سے
خشک کر دون صحرا کو دریا کر دون جسکو چاہون قتل کر دون جسکو چاہون اسیر کرلون آسمان کو زمین
بنا دون زمین کو آسمان کر دون سبھون نے عرض کیا جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہی آپ ایسے ہی
ساحر زبردست و صاحب اختیار ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین ہم خوب آگاہ ہین مگر دل یہ
چاہتا ہی کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب حضور چلین سحر و جنگ حضور دیکھین ایک مدت سے مشتاق دید
سحر حضور ہین عجائب جادو نے عالم غصہ مین ان سب سے کہا مین اسوقت تم مین سے کسی کو بھی
ہمراہ لینے نہ جاؤن گا تنہا ہی جاؤنگا ابھی جا کر چلا آؤن گا اگر تمکو میرے سحر و جنگ دیکھنے کا اشتیاق
ہی تو اسی جگہ سے دیکھنا انھون نے عرض کیا ای بادشاہ بھلا یہان سے ہم کیونکر دیکھ سکتے ہین عجائب جادو
نے کہا اچھی طرح دیکھ لوگے تمھین یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے سامنے ہوتا ہے عنقریب بادشاہ ہمارا لشکر
طلسم کشا سے لڑ رہا ہی اور سوا اسکے جو کچھ مین وہان جا کے کرونگا وہ سب تم دیکھ لوگے آئینہ سحر مین حاضر
کر لوگے یہ کہکے فی الفور اپنے سحر سے آتشی آئینہ کلان بنایا جملہ اہل دربار سے کہا تم اس آئینہ مین
دیکھنا مین جاتا ہون جو کچھ وہان جا کے کرونگا تمکو اس آئینہ مین نظر آئیگا سب اہل دربار مجبور ہو کے
دربار ہی مین بیٹھے رہے عجائب جادو نے سحر پڑھ کر سوے فلک پھونکا فی الفور ایک ٹکڑا ابر کا
ظاہر ہوا الغرض اسکے بعد تخت سحر پر سوار ہو کے بلند ہو کے اس لکہ ابر سحر مین جا کے نہان ہوا وہ ٹکڑا
ابر کا سمت لشکر طلسم کشا روانہ ہوا اور دربار مین جملہ اہل دربار سوے آئینہ سحر مذکور دیکھنے لگے
ادھر عجائب جادو اس صحرا مین پہنچا جس مین لشکر طلسم کشا کا اترا تھا خیام و بارگاہ مین تمام صحرا مین
روز رنگ برپا و استادہ تھین لشکر مانند کثرت مور و ملخ کے پڑا تھا ایک بارگاہ فلک فرسا مین بزم
عشرت آراستہ تھی اس مین قباد شہزادہ رستم ثانی وغیرہ ہمہ ترے آدمی چیدہ و منتخب بیٹھے تھے خواجہ
نوازی مین مصروف تھے کسی کو کچھ خیال دین و دنیا کا نہ تھا سب محو تھے عجائب جادو یہ دیکھکر ازحد
برہم ہوا دل مین کہنے لگا یہ لوگ کسقدر شادمان ہین کہ بزم عشرت آراستہ کی ہی طلسم کشا کی رہائی کا
جشن کیا ہی میرے قہر و غضب سے بیخبر ہین یہ باتین اپنے دل مین کرکے ابر سحر کو آگے بڑھایا اور کچھ اشارہ
کیا وہ ابر مانند لباس کے طویل و عریض ہبت ہوگیا اور بالاے بارگاہ طلسم کشا محیط ہوا اہل لشکر نے
اس ابر پر نظر کرکے احتمال مختلف کئے کسی نے کہا دیکھنا کیا ابر سیاہ اس طرف سے ادھر آیا ہی
کسقدر اس ابر مین برق کی چمک اور صداے رعد ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ ابر اسی صحرا مین خوب
ہی برسے گا کسی ساحر نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ابر بہار نہین ہی بلکہ ابر سحر ہی اکثر سواران لشکر شہر
شاہ نے اسے جواب دیا چونکہ تم ساحر ہو تمھین یہ ابر ابر سحر معلوم ہوتا ہی ہمارے نزدیک تو یہ اک ابر ہی
گھر کے آیا ہی خواہ یہان یا اور کہین اس ابر سے پانی برسے گا یا اولے گرینگے جو لوگ لشکر مین
بادہ خوار تھے وہ سوے ابر دیکھکر خوش ہو کے کہنے لگے اسوقت کیا ابر سیاہ آیا ہی کہ اسکے آنے
سے دل کو خوشی ہوئی ہی لطف بادہ کشی کا اسوقت زیادہ ہی بے خوف و خطر و رغبت تمام شراب پینا
چاہیے کیونکہ بقول کسی شاعر کے شعر کی فرشتون کی راہ ابر نے بند جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
یہ کہکے شراب پینے لگے عجائب جادو نے سب کو غافل دیکھکر بلندی پر سے ایسا سحر کیا کہ ہوا سے

تند و سرد چلی جو لوگ پاس شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے تھے وہ کثرت سردی سے کانپنے لگے خواجہ
عمر ثانی کو دفعتاً بے وقت و بے فصل ایسی سردی محسوس ہوئی کہ کچھ خیال و اندیشہ نہ کیا فوراً گوزنبیل
مین رکھکر گلیم زنبیل سے نکال کے اوڑھ لی اور کہا خداوندا شر دشمنان سے مجھے بچانا مین بے خطا
ہون جب سے یہان آیا ہون کسی کو مین نے قتل نہین کیا ہی نہ کسی کا مال و اسباب بے اجازت لیا ہی
مین تجکو سجدہ کرتا ہون نماز پڑھتا ہون افسوس بڑی شئ ہے جس سے میرے والد ہمیشہ ڈرا کئے ڈرتا ہون
ابھی میرا سن و سال ہی کیا ہی نہین چاہتا ہون کہ اس عمر مین باغ دنیا سے جانب عدم جاؤن سہراب
بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے تقریر خواجہ کی سنکے خوب ہنسکے
جواب دیا ای خواجہ آپ کیا کہتے ہین گلیم کیون اوڑھ لی بے وجہ کیون ڈرتے ہین نے نوازی کیون موقوف
کی ہی بے خوف و اندیشہ نہ کیجیے ڈریے نہین گلیم اتار دیجیے نے بجایئے کچھ خوف نہ کیجیے ایسا کیا ہی پہلے تند و سرد
چلتی ہی یہ میدان صحرا کا ہی اسوجہ سے سردی معلوم ہوتی ہی خواجہ نے جواب دیا مین تو اسوقت گلیم نہ اتارونگا
دانستہ مبتلاے سحر و بلا نہونگا مجھے ثابت ہوتا ہی کہ یہ ابر سحر کسی ساحر کا ہی کوئی ساحر ہماری اور تمھاری گرفتاری
کو آیا ہی ہوشیار ہو جاؤ دشمن سے جان بچاؤ سب نے کہا یہ محض آپ کا خیال خام ہی کوئی ساحر نہین
آیا ہی یہ ابر سحر نہین ہی ابر بہار ہی اسوقت آپکا نے بجانا گانا موقوف کرنا اک قیامت ہی اس وقت جین
تو ضرور گانا چاہیے ہنوز خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا سب شر و فساد عجائب جادو سے غافل و
بیخبر تھے کہ ناگاہ ابر سحر سے بارگاہ طلسم کشا و بارگاہ ملکہ رنگین کاکل کشا پر پانی برسنے لگا جس پر
ایک بھی قطرۂ آب سحر پڑا وہ مبتلاے سحر ہو گیا دست و پا بحس و حرکت ہو گئے زمین نے قدم پکڑ لیے
بلکہ بیہوش ہو کے زمین پر گرنے لگے تھوڑی ہی دیر مین وہ سب بیہوش ہو گئے ملکہ رنگین کاکل کشا
و رقاصہ وغیرہ جسقدر عورتین بارگاہ مین تھین وہ بھی آب سحر سے بھیگ کر بیہوش ہو گئین جب یہ
سب بیہوش ہو گئین اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ زور سے بجلی کڑکی ابر پھٹا تخت عجائب جادو
کا درمیان ابر سے نکلا یہ دیکھکر جملہ ساحر و غیر ساحر متردد ہوے ساحرون نے جلد جلد جھولیان اسباب
سحر کی اٹھا لین نارنج و ترنج گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر جھولیون سے نکالا ارادہ سحر پڑھنے اور لڑنے
کا کیا اسدم عجائب جادو نے نعرہ کیا کہ ای مردمان لشکر طلسم کشا و ای ساحران فوج خورشید روشن دل
کیون تمھاری شامت آئی ہی مجھ سے ارادہ لڑنے کا کرتے ہو مین عجائب جادو بادشاہ طلسم رنگین حصار
مین نے طلسم کشا و عمر ثانی وغیرہ کو اپنے سحر مین مبتلا کر لیا ہی اب سب کو لیکر جاؤنگا ہر ایک کو قتل
کرونگا یا قید کرونگا تم مجکو کیا روک ٹوک سکوگے تم سبکی کیا حقیقت ہی کہ مجھ سے لڑسکو بیکار مجھ سے
مقابلہ کرکے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے مین تم سے لڑنا ننگ و عار جانکر تمھارے حال پر رحم کرکے
کہتا ہون کہ میرے سامنے سے دور ہو یہان سے بھاگ جاؤ میرے ہاتھ سے جان اپنی بچاؤ
آمادۂ جنگ نہو تم مجھ سے مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکوگے مفت و بیکار اپنی جان دوگے ایک ادنے میرے
سحر مین مبتلا ہو جاؤگے بس بہتر و مناسب یہ ہی کہ بھاگ جاؤ مین تمھین نہ روکونگا تم سے نہ لڑونگا
ہان اگر خورشید روشن دل مددگار طلسم کشا کا ہوتا تو خیر اس سے مقابلہ کرتا وہ میرے خوف سے
یہان نہین آیا اگر آتا تو اسے بھی گرفتار کرتا پھر ایک ملک ہی مین یہان کا حاکم ہون میرے سحر کی پناہ نہین ہی

یہ نعرہ عجائب جادو کا سنکے جملہ ساحرون نے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی تو اکیلا ہی ہم ہزارون بلکہ لاکھون
ہین تجھے چارطرف سے گھیر کے اسقدر نارنج و ترنج سحر مارینگے کہ تو گھبرا کے دیوانہ ہو جائیگا کس کس سے
لڑےگا کس کس کا سحر دفع کریگا تجھے جان اپنی بچانی دشوار ہو جائیگی تو ہم سب کو کیا قتل و گرفتار کریگا
اگر تو یہان کا حاکم ہی تو ہو ہم تجھ سے نہین ڈرتے ہین حتی الامکان تجھ سے لڑینگے جان اپنی دینگے بے
لڑے تجھ سے ڈر کے نہ بھاگینگے ہان وقت مجبوری و لاچاری دیکھا جائیگا جو بن پڑے گا وہ کرینگے
ہم نمک حلال ملازم ہین نمک حرام نہین ہین کہ تجھ سے خوفناک ہو کے بے لڑے بھڑے بھاگ جائین کیا
مجال تیری کہ ہماری موجودگی مین تو شاہزادہ رستم ثانی و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کو یہان سے اسیر
کرکے لیجائے او نابکار بڑا تو نامرد و بزدل دغاباز و مکار ہی کہ غفلت مین ہم سبکی تو پوشیدہ طور سے
یہان آیا اگر مرد ہوتا تو ہوشیار و خبردار کرکے برائے جنگ سامنے دلیرون کے آتا بہادرانہ ہم سب سے
مقابلہ کرتا اسوقت ہم جانتے کہ تو بھی بہادر ہی خیر اگر تو نے پوشیدہ طور سے آ کے
شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہی تو کیا اندیشہ ہی ہم تیری سرکوبی کو موجود
ہین تجھے حتی الامکان زندہ یہان سے نہ جانے دینگے یہ کہکے ہر اک ساحر جلد جلد سحر کے جانورون
اور تخت سحر پر سوار ہوا پر بلند ہو کے عجائب جادو کے قریب جا کے سب نے اوسے چارطرف
سے گھیر کے لڑنا شروع کیا نارنج ترنج گولے فولادی گلدستے ناریل بوتی دار کار و سحر ہار فلفل ماش
کے دانے سرسون وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے عجائب جادو پر مارنے لگے وہ بھی لڑنے لگا
ہر ایک کے سحر کو دفع کرکے اپنے اونٹ لوٹے سحرون سے انھین ہلاک کرنے لگا لاش پر لاش
ساحرون کی گرانے لگا سامردست عجائب جادو سے قتل و ہلاک ہوکے مثل قطرہ آب
باران کے بلندی فلک سے زمین پر گرنے لگے زمین پر مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپ کر مرنے
لگے اونکے مرنے سے تاریکی ہونے لگی ہوائے تند چلنے لگی آندھیان آنے لگین برف باری و سنگباری
ہونے لگی ہر اونکے سحر کے اونکے نام سے آواز بلند خبر مرگ سنانے لگے وہ صحرا گویا اک صحرائے
محشر شور و غل سے ہو گیا غیر ساحر تلوارین علم کئے زمین پر مسلح کھڑے تھے سوے فلک دیکھ رہے
تھے کچھ بس نہ تھا کہ سوے فلک جا کے عجائب جادو کو تلوارون سے قتل کرین شاہ طلسم زنجین
حصار بروے ہوا ساحران لشکر طلسم کشا سے مصروف جنگ تھا جسکی طرف اشارہ انگشت کے
کر دیتا تھا وہ دو ٹکڑے ہو کے اسطرح خاک پر گرتا تھا کہ دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا اسکو کسی نے
تلوار سے قتل کیا ہی اور جسکی طرف کچھ سحر پڑھکر پھونک دیتا تھا وہ مانند آتشبازی کے پتلے کے جلتا
تھا ہر بن مو سے ایک شرارہ نکلتا تھا وہ شرارے جس جس ساحر پر گرتے تھے وہ بھی مانند اوسی کے جلتے
تھے اسی طرح بایما و اشارہ ہزارہا ساحرون سے مقابلہ کرتا تھا سبکے سحرون کو رد کرتا تھا ہزارہا ساحرون
کے نرغے مین باحواس تھا ہنس ہنسکر ساحرون سے کہتا تھا تم سب تو کیا ہو اگر تم ایسے دو چار سو اور
ساحر ہوتے تو بھی مین سب سے مقابلہ کرکے قتل کرتا راوی ناقل ہی کہ جب عجائب جادو نے بہت سے
ساحرون کو ہلاک کیا ساحران لشکر طلسم کشا و ساحران سپاہ خورشید روشن دل تاب
جنگ نہ لا کے سوے کوہ و دشت بھاگے عجائب جادو بلندی سے زمین پر آیا سواران لشکر اسیر

حملہ ور ہوئے عجائب جادو نے کچھ اُن بیچارے غیر ساحروں کو بھی ہلاک کیا آخر کار وہ بھی بوجہ کچھ
لڑنے اور قتل ہونے کے تاب جنگ سحر نلا کے بے اختیار ہوئے کوہ و صحرا میں وہ بھی بھاگے عجائب جادو
نے کسی کو نہ روکا بلکہ کہا انہی لاکو اگر پہلے ہی اسطرح بھاگ جاتے تو میں تم میں سے اسقدر جوانوں کو
کبھی قتل نہ کرتا یہ کہکے سوے بارگاہ طلسم کشا قدم بڑھایا جب اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا طلسم کشا
وغیرہ بیہوش پڑے ہیں عجائب جادو نے اُن سب کو دیکھکر خیال کیا کہ انھیں میں عمرو ثانی بھی ہونگا
چونکہ شکل وصورت عمرو ثانی سے آگاہ نہ تھا اسی وجہ سے اُسنے خیال مذکور کیا غرض بعد خوش ہونے
اور کلمات نخوت وغرور کہنے کے بارگاہ سے باہر آکے سوے ابر سحر اشارہ کیا وہ فی الفور بلندی سے
سوے پستی آیا اور مانند بساط کے زمین پر بچھ گیا عجائب جادو نے طلسم کشا وغیرہ کو جو اُس بارگاہ
میں بیہوش تھے سب کو بزور سحر اٹھا کے اس بساط پر ڈالا بعدہ اپنی دختر کو بھی بارگاہ دیگر سے اٹھا کے
اسی بساط مسطور پر ڈالکر ابر سحر کو اشارہ کیا وہ بصورت بساط بلند ہو کر بروے ہوا قائم ہوا جب
عجائب جادو سب بیہوشوں کو ابر سحر پر ڈال چکا اپنے تخت سحر پر کہ بالاے زمین اُسکے اشارے سے آگیا
تھا بیٹھنے لگا اُسوقت خواجہ عمرو ثانی نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ نابکار شاہزادہ رستم ثانی کو بیابان
لیے جاتا ہے تمام لشکر کو قتل وتباہ کر چکا ہے نہیں معلوم اب شاہزادہ رستم ثانی سے کسطرح پیش آئیگا
بہتر یہ ہے کہ تم بھی ساتھ ہی جاؤ اگر بن پڑے تو کوئی عیاری کرو ان سبکو رہا کرو اپنی جان کا کچھ خیال
نہ کرو امیر ثانی اگر سنینگے کہ عجائب جادو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے لشکر
کو قتل وتباہ کرکے لیگیا عمرو ثانی دیکھا کیا تو وہ بہت ناراض ہونگے یہ خیال کرکے ڈرتے ڈرتے
آہستہ گلیم اوڑھے ہوئے ایک گوشہ تخت سحر مذکور پر قریب عجائب جادو کے بیٹھ گئے عجائب جادو
نے تخت سحر بلند کیا پھر ابر سحر کو کہ بصورت بساط ہوا پر قائم تھا ہمراہ لیکے اپنے اہل دربار کی طرف روانہ
ہوا بعد قطع راہ اپنی مجلس کے متصل جو ایک قصر تھا اُس میں پہونچا تخت سحر سے اُترا خواجہ بھی
ساتھ ہی اُسکے تخت مذکور سے گلیم اوڑھے ہوئے اُترے عجائب جادو نے تخت سحر سے اُترکر ابر سحر کو
اشارہ کیا وہ سوے پستی آیا پھر اُسپر سے طلسم کشا وغیرہ کو بزور سحر اُتار کر اندر اس قصر کے ڈالدیا بعدہ
اپنے ابر سحر کو دفع کیا اُتنا سحر آپ ہی مٹایا بعدہ اُسکے خوش وخرم اپنی مجلس میں گیا اور اپنی زوجہ ملکہ ماہ
سبز پوش عرف ملکہ نیرنگ جادو سے کہنے لگا لو صاحب میں تمھاری دختر اور طلسم کشا
وغیرہ کو لشکر طلسم کشا میں جاکر لا حاضر کرے آیا لشکر طلسم کشا کو قتل وتباہ کردیا میں نے کتاب سامری
میں دیکھا تھا کہ عمرو ثانی میری دختر اور طلسم کشا کو عیاری کرکے لیگیا ہے میں برہم ہوکے گیا سب کو
مع عمرو ثانی کے مبتلاے سحر کرکے لے آیا اب خوش ہو اور رنج وملال نہ کرو اُس نے یہ خبر سنکے خوش ہوکے
کہا میں اپنی دختر کو دیکھونگی اُسکے دیکھنے کو دل چاہتا ہے عجائب جادو نے کہا چلو اپنی دختر کو بھی
دیکھو اور طلسم کشا وغیرہ کو بھی دیکھو کہ سب میرے سحر سے بیہوش پڑے ہیں وہ ہمراہ اپنے شوہر
کے قریب اُس قصر کے آئی دور سے اپنی دختر کو دیکھکر کچھ آبدیدہ اور کچھ خوش ہوئی اور طلسم کشا
وغیرہ کو دیکھکر کہنے لگی صاحب ابھی مرتبہ میں انکی حفاظت کرونگی انکو قید کرونگی یہ کہکر اندر قصر کے
گئی اپنی دختر سے لپٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی اے دختر تو نے طلسم کشا پر عاشق ہوکے کیا ہار سی

اور اپنی رسوائی کی ہنوز وہ اپنی دختر سے کہ بیہوش پڑی تھی حالت اضطراب مین کہہ رہی تھی اور
عجائب جادو باہر قصر کے تھا سو کچھون پیتا وتاؤ دے رہا تھا اپنے دل مین کہہ رہا تھا کہ اے عجائب جادو
آج تونے کیا کار نمایان کیا ہے کہ بڑے بڑے ساحرون سے بھی نہو سکتا تھا ایک لشکر گران دم بھر
مین بھگا دیا کہ خواجہ نے اپنی سوراخ بینی بند کرکے سفوف بیہوشی اڑایا جب سفوف مذکور تا
دماغ زوجہ عجائب جادو پہونچا چھینک آئی فوراً بیہوش ہوئی خواجہ نے جلد گلیم اتار کے اُسکی
زبان مین سوزن دیکے داخل زنبیل کیا اور معجزہ طلب کرکے بصورت ملکہ ماہ سبز پوش بنکے لباس
اُسکا پہنکے مسکراتے ہوے باہر قصر کے آئے عجائب جادو سے کہنے لگی ان مین جو ساحر ہین اُنکی زبان مین
سوزن دیکے جملہ ساحرون کو اپنا سحر ان پر سے دفع کرکے ہوشیار کرو مین انکو اپنے سحر مین مبتلا کرکے
سوا اپنی دختر کے سب کو قتل کرونگی خواجہ نے اسطرح اس تقریر کو ادا کیا کہ عجائب جادو کو کچھ
بن نہ پڑا اپنی زوجہ سمجھ کے کہنا ماننا پڑا جو کچھ اُسنے کہا وہی کیا ہر ایک پر سے سحر اپنا دفع کیا جو ساحر انمین
تھے اُنکی زبان مین سوزن دیدیا اور اختیار اُنکا دیکے اُس قصر سے تنہا اپنے اہل دربار مین گیا تخت
پر جاکے بیٹھا اہل دربار نے بعد اُسکی تعظیم کرنیکے اُسکی ازحد تعریف کی اور کہا اے بادشاہ جمجاہ واقعی تیرا
مثل و نظیر نہین ہے ہمنے اس آئینہ سحر مین تماشا حضور کا دیکھا کس دلاوری و خوبی سے آپ نے لشکر کو
بھگا دیا طلسم کشا وغیرہ کو مبتلائے سحر کیا عجائب جادو سب کی تعریف سنکے خوش ہوا تاج سر پر
کج رکھکے خود اپنی سحر و ساحری پر نازان ہوا اہل دربار سے کہنے لگا آج اگر خورشید روشن دل ہوتا
تو اُسے بھی مبتلائے سحر کرکے گرفتار کر لیتا سیمون نے کہا بیشک آپ ایسا ہی کرتے بیان تو عجائب جادو
اپنے اہل دربار سے ہم سخن تھا اُدھر خواجہ نے کہ بصورت ملکہ ماہ سبز پوش تھے
پہلے سب کو ڈرایا قتل کرنے سے دھمکایا بعدہ اُنکو آمادہ جنگ دیکھ کے تل اپنی آنکھ کا دکھا کے
عطر بیہوشی سیمون کو سنگھا کے بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا بعدہ خواجہ گلیم اوڑھ کے اُس قصر سے
سوئے صحرا روانہ ہوے اثنائے راہ مین دلمین کہتے جاتے تھے کہ ان سب کو تو مین نے رہا کرکے
داخل زنبیل کیا ہے مگر اب مردمان لشکر جو بھاگ گئے ہین اُنکو تلاش کرنا چاہیے اہل
لشکر کو جمع کرنا چاہیے غضب کیا تھا عجائب جادو نے غافل پاکے طلسم کشا وغیرہ پہ سحر
کیا تھا اگر مین یہان نہوتا تو رہائی طلسم کشا وغیرہ کی نہوتی ادھر خواجہ تو خوف عجائب جادو
سے دور تک گلیم اوڑھے ہوے گئے بعدہ بصورت اصلی ہوکے جانب صحرا تلاش مردمان لشکر
جاتے ہین لیکن اُدھر عجائب جادو نے بعد تھوڑی دیر سوچنے کے خیال کیا کہ زوجہ میری نہایت
غصہ ور ہے طلسم کشا سے ازحد دشمنی رکھتی ہے ایسا نہو کہ وہ طلسم کشا کو بعوض اسیری آج ہی قتل
کر ڈالے تو غضب ہو خلاف تحریر بانیان طلسم ہے یہ طلسم خونریزی طلسم کشا سے برباد ہوجائے
یہ خیال کرکے گھبرا کے تخت حکومت سے اُٹھا وزرا نے پوچھا خیر تو ہے اسوقت حضور گھبرا کے کہان جاتے
ہین عجائب جادو نے کہا کیا کہون کچھ خود بخود دل اسوقت گھبراتا ہے سوا اسکے مجھے یہ خیال ہوا کہ ملکہ ماہ
سبز پوش جانتی غیظ و غضب مین ایسا نہو کہ خیال تحریر بانیان طلسم کا نہ کرین اور طلسم کشا کو قبل
چالیس روز کے قتل کر ڈالین آج تو پہلا ہی روز ہے اُنکے غصے سے تم آگاہ ہو اُنھون نے عرض کیا

واقعی حضور ملکۂ عالم نہایت محزون و رنجور ہین طلسم کشا سے زیادہ تر آپ سے اُنھین کا دشمن ہی آپ
اُنکے حوالے طلسم کشا وغیرہ کو کیون کر آئے اُنکے عجب نہین کہ عالم غصے مین وہ طلسم کشا کو قتل کر ڈالین
یا اتنی دیر مین قتل کر ڈالا ہو جلد تشریف لیجائیے دیکھیے کیا واقعہ ہوا عجائب جادو دربار سے
جلد تر بیٹے محلسرا مین گیا جب وہان اپنی زوجہ کو نہ پایا سمجھا کہ ابھی تک وہ اُسی قصر مین ہے یہ سمجھکر
اُس قصر مین گیا جس قصر مین آئے اور طلسم کشا وغیرہ کو چھوڑ کر دربار مین گیا تھا وہان بھی اپنی
زوجہ و دختر وغیرہ کو نہ دیکھکر از حد متردد ہوا کیونکہ اپنی زوجہ سے بدرجہ کمال اُنس و الفت رکھتا تھا
اور اُسکے شمع حسن کا پروانہ تھا نہ دیکھنے سے اُسکے محزون و مغموم ہو گیا کثرت رنج سے از خود رفتہ ہوکے
مانند دیوانون کے در و دیوار قصر سے سر ٹکرانے لگا نالہ و فریاد و بکا کرنے لگا گاہ مختلف خیالات
کرنے لگا چنانچہ کبھی خیال کرتا تھا کہ زوجہ میرے سوا اپنی دختر کے کہ اُسکو کہین چھوڑ کے طلسم کشا وغیرہ
کو لیکر سوے صحرا براے قتل گئی ہو گی یا کسی دور کوہ مین سب کو لیگئی ہو گی وہان جاکر طلسم کشا وغیرہ
کو ہلاک کرے گی یا کوئی عیار اُسکو مع طلسم کشا وغیرہ کے یہان آکے لیگیا ہے یہ خیالات کرکے دیوانہ
وار و اشکبار دربار مین گیا اہل دربار نے پوچھا اے بادشاہ خیر تو ہے اُس نے تخت حکومت پر بیٹھکر
کہا اسوقت مجھے سخت تردد ہے زوجہ و دختر و طلسم کشا کو جہان مین چھوڑ کے یہان آیا تھا اب وہان
کوئی نہین ہے یہ کہکے کتاب سامری طلب کرکے بعد ادب و باقاعدہ اُسے کھول کے حال اپنی زوجہ و دختر
و طلسم کشا کا جو اس مین دریافت کیا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو ثانی عیار ان سب کو زنبیل مین
ڈالکر لیگیا ہے اب وہ سوے صحرا تنہا بے اہل لشکر بصورت اصلی جانب مشرق چلا جارہا ہے یہ
احوال کتاب سامری سے دیکھکر کثرت غصے سے کانپنے لگا چہرہ سرخ ہو گیا بے اختیار نالہ و فغان
کرنے لگا اہل دربار نے گھبرا کے پوچھا اے بادشاہ جمجاہ باعث آپکے نالہ و بکا کا کیا ہے اگر مناسب ہو تو ہم نمکخوارون
سے کہیے اور براے رفع رنج و غم کچھ فرمائیے کہ ہم اُس کام کا اقدام کرین عجائب جادو نے
ضبط گریہ کرکے جواب دیا مین اپنی زوجہ کے صدمۂ فراق مین نالہ و بکا کرتا ہون ہاے اُس آرام
جان کو عمرو ثانی عیار مکار نے بیہوش کرکے سوزن زبان مین دیکے داخل زنبیل کر لیا ہے وہ
زنبیل سے اب کاہیکو نکالے گا مجھ سے میری زوجہ خوبرو کیونکر ملے گی مین اُسکے صدمۂ فراق سے
جلد تر مر جاؤنگا اسقدر صدمہ مجکو جدائی دختر کا نہین ہے جسقدر کہ رنج مفارقت ملکہ ماہ سبز پوش کا
ہے تم سب میرے دفع غم کی تدبیر تجویز کرنی ہو گی اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور واقعی سچ
فرماتے ہین صدمۂ فراق ملکۂ عالم اک سخت صدمہ ہے نہین معلوم عمرو ثانی ملکۂ عالم وغیرہ کو کیونکر
لیگیا سُنا ہے کہ وہ زنبیل سے کسی کو اول تو نکالتا ہی نہین اور اگر نکالتا ہے تو ہدایت کرتا ہے اگر وہ
مسلمان ہوا تو خیر ورنہ وہ ظالم مار ڈالتا ہے اگر ملکہ ماہ سبز پوش کو اُس نے زنبیل سے
نکال کے مار ڈالا تو غضب ہوگا جلد تر کوئی تدبیر کرنا چاہیے عجائب جادو نے جواب دیا کیا مجال
اُس عیار کی جو میری زوجہ کو مار ڈالے مین محض بادشاہ طلسم رنگین حصار و ساحر نہین ہون
عیاری و مکاری مین بھی کمال رکھتا ہون ابھی جاتا ہون اُس عیار مکار کو گرفتار کرتا ہون اپنی
زوجہ حسینہ کو اس سے لیتا ہون یہ کہکے کچھ سحر آہستہ پڑھا اہل دربار نے دیکھا کہ دفعۃً بیٹھے بیٹھے

ہی تخت حکومت پر سے غائب ہوگیا عجائب جادو تو بڑے فکر گرفتاری خواجہ عمرو ثانی گیا ہو دیکھیے کیا تدبیر کرتا ہی
کیونکر خواجہ کو گرفتار کرتا ہو اور کس فریب و مکر سے ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل خواجہ سے نکلوا تا ہے احوال اسکا
آئندہ ناظرین با تمکین پر ظاہر ہوگا فی الحال حال عمرو ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ سوے دشت بصورت
اصلی گلیم اتارے ہوے چار طرف دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک درخت نہایت خوشنما
سرو کا ہے وہ لب نہر واقع ہے اُس درخت پر ایک بلبل یا کلدم بیٹھا ہوا ہے ڈورا اُس کے
پیٹی کا لٹک رہا ہے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے اُڑ کر اِس گھنے درخت پر آکے بیٹھا ہی چہک
رہا ہے نغمہ سرا ہے خواجہ اُس درخت و نہر کو دیکھ کے خوش ہوے اور نغمہ سرائی طائر مذکور سے متحیر
ہوے دل میں کہنے لگے کیا شان پروردگار رحمن کیا کیا انسان و حیوان اُس نے پیدا کیے
ہیں کہ جنکو دیکھکر اُسکی قدرت و صناعی ہویدا ہوتی ہے اور کیا کیا طائر خوش الحان اُس نے پیدا
کیے ہیں جنکی خوش الحانی سے دل خوش ہوتا ہے ابھی خواجہ اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے اور قریب
اُس درخت سرو کے لب نہر پہونچے تھے کہ ناگاہ اُس طائر نے بزبان فصیح کہا السلام علیک اے
خواجہ عمرو ثانی کیا خوب آپ نے عیاری کرکے ملکہ ماہ سبز پوش و طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا
وغیرہ کو داخل زنبیل کیا ہی شہنشاہ خورشید روشن دل آپ کے مداح ہیں اور نہایت مشتاق آپ کی
ملاقات کے ہیں میں اُنکا ادنیٰ ملازم ہوں مجھے محض اسواسطے یہاں بھیجا ہی کہ خواجہ کو ہمارا سلام
پہونچا کر اُن سے کہو کہ ہمارے پاس تشریف لائیے ہم سے ملاقات کیجیے ہم تو بوجہ اسکے کہ چند ستارے
ہمارے نحس ہیں آپکے پاس آ نہیں سکتے ہیں واسطے حفاظت جان کے گھر سے باہر نہیں نکلتے ہیں ورنہ
ہم خود آپ کے پاس آتے لہذا آپ ہی ہمارے پاس آئیے کچھ باتیں راز کی ہیں تنہائی میں انہیں کہنا ہی
سوا اسکے ہم ملاقات کے بھی بہت مشتاق ہیں خواجہ نے تقریر اُس طائر کی سنکے یقین کیا کہ یہ طائر ذی ساحر
ہی فرستادہ بادشاہ خورشید روشن دل ہی جو کچھ یہ کہتا ہی سچ ہی یہ یقین کامل کرکے جواب سلام دیکے
کہا میں بادشاہ خورشید روشن دل تک کیونکر جا سکتا ہوں کہاں وہ کہاں میں اُن سے اور مجھ سے
گویا بُعد المشرقین ہی وہ بزور سحر اگر چاہیں تو ایک لحمہ میں مجھ تک آ سکتے ہیں اور میں اسقدر جلد اُن
تک جا نہیں سکتا مجبور ہوں یہ عذر میرا بجا ہی اسمیں مطلق جھوٹ نہیں ہی تو یہی عذر میرا یہاں سے
جاکے روبرو اپنے بادشاہ کے کرنا اور میری طرف سے بعد سلام کہہ دینا کہ اگر آپ میری ملاقات کے
مشتاق ہیں تو میں بھی آپکی ملاقات کا مشتاق ہوں مگر مجبور ہوں جلد آپکے پاس آ نہیں سکتا بالفعل واسطے
تلاش لشکر فرار شدہ کے جاتا ہوں اُنکو اگر میری عیاری سے اطلاع ہوئی ہی و عجائب جادو کے
آنے سے اور تباہی لشکر سے بھی اطلاع ضرور ہوگی انشاءاللہ بعد تلاش لشکر فرار شدہ ہنگام فرصت
و مہلت اُنکے پاس آؤنگا جو کچھ کہیں گے سنونگا یہ کہکے پوچھا تیرا کیا نام ہی اسنے جواب دیا نام میرا
خوش آہنگ جادو ہی آپکو شہنشاہ نے طلب کیا ہی آپ جانے سے عذر کرتے ہیں میرے نزدیک
یہ عذر اچھا نہیں ہی شہنشاہ کو ملال ہوگا اگر آپ ارادہ اُن تک جانے کا کریں تو ایک چشم زدن
میں جا سکتے ہیں خواجہ نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی جس تدبیر سے میں اُنکے پاس ایک چشم زدن
میں پہونچ جاؤں اُس طائر یعنی خوش آہنگ جادو نے جواب دیا وہ تدبیر بہت

سہل ہے اس نہر مین غوطہ لگایئے ایک لمحہ مین شہنشاہ تک پہونچ جایئےگا کیا آپ شہنشاہ کو صاحب
اختیار و حکومت نہین جانتے ہین بیشتر اُنھون نے سب سامان آپ کے جلد بلانے کا اور آپکی دعوت ضیافت
کا کر لیا ہے جب مجھے اِس طرف روانہ کیا ہے خواجہ نے اُسکی تقریر سنکے پہلے تو خیال کیا کہ ایک روز کا زمانہ
گذرا ہے بلکہ کامل ایک روز بھی نہین گذرا ہے کہ شاہ خورشید روشن دل برائے تہنیت رہائی شاہزادہ
رستم ثانی یہان آیا تھا مجھ سے اور اُس سے ملاقات ہو چکی ہے وہ تعریف میری عیاری و فن نوازی کی کر چکا
ہے اب اسقدر اشتیاق اُسکا ظاہر کرنا کیا معنے کہین ایسا تو نہو کہ عجائب جادو اِس دھوکے سے مجھے گرفتار
کرے بعدہ یہ خیال کیا کہ خورشید روشن دل دوست ہے اگر آج اشتیاق ملاقات ظاہر کیا ہے تو کچھ جائے
فکر و تردد نہین ہے کیونکہ دوست اپنے دوست کا دمبدم باوجود دیکھنے کے مشتاق ملاقات ہوتا ہے یہ
خیال کرکے لباس اُتارنے کا ارادہ کیا خوش آہنگ جادو نے کہا آپ مع لباس اِس نہر مین غوطہ لگایئے
کپڑے آپ کے مطلق اِس پانی سے تر نہونگے خواجہ نے اُسکے کہنے سے مع لباس اُس نہر مین غوطہ لگایا سر کا
پانی مین ڈوبنا تھا اور پھر سر اُٹھا کر دیکھنا تھا کہ خواجہ نے اپنے تئین ایک باغ پُربہار و شاداب مین پایا
ثنا اُس باغ کے گلون کی بلبل زبان کر نہین سکتی عاجز و لال ہے اور تعریف و اُن کی تیاری و سامان کی
کلک دو زبان ذرا بھی کر نہین سکتا ہے کیونکہ ہر اک چمن اس باغ کا قابل دید تھا اور ہر ایک گل لائق
نظارہ تھا چار طرف اُس باغ پُربہار مین گروہ گروہ حقہ حقہ نازنیان خوبرو مہ جبینان خوش گلو جگاریان
رنگے بھرے ہوے کھڑی تھین باہم ہنسی دل لگی کر رہی تھین چلبلی پن مین چور ہی تھین جانب
در باغ نگران تھین کہتی جاتی تھین کہ بارہین ابھی تک خواجہ عمرو ثانی یہان نہین آئے شہنشاہ نے اُنکے استقبال
و خوشی خاطر کے واسطے ہم ایسی نازنینون کو یہان بھیجا ہے کیا خوش آہنگ جادو نے خواجہ سے ملاقات
ابھی تک نہین کی حکم ہمارے شہنشاہ کا اُن تک نہین پہونچا یا کیا سبب ہوا کہ اتنی دیر ہوئی خواجہ تشریف
نہین لائے ہم بھی اُنکے دیکھنے کے مشتاق ہین ذرا وہ یہان آئین تو رنگ مین نہلا دینگے اگر وہ پوچھینگے
کہ یہ رنگ کیسا ہے تو جواب دینگے کہ اول تو ایک رنگ خوشی کا ہے آپ کے تشریف لانے کا دوسرے زمانہ نوروز
کے آنیکا قریب ہے ہم قبل نوروز ہی آج رنگ کھیلتے ہین رنگ کھیلنا ہے کب ایسی بات سے باز آتے ہین
خواجہ اُس باغ رشک گلشن ارم کو دیکھکر سیر اُسکی کرکے اور تقریر اُن نازنینون کی سنکے صورتین اور کی
اُنکی دیکھکر لباس رنگارنگ زیور نقرئی و طلائی مرصع کار پہنے نظر کرکے بہت خوش ہوے
دل مین کہنے لگے کہ یہ باغ ہے کہ گلشن شداد ہے اور یہ نازنینان خوش جمال ہین کہ حورین ہین تکلف یہ ہے
کہ چار طرف چار چمن رنگارنگ پھولون کے ہین جس چمن کے پھولون کا جو رنگ ہے یہ نازنینان حور جمال
ویسا ہی لباس پہنے ہین عجب نہین کہ رنگ بھی گلکاریون مین مانند اُنکے لباس کے یہ مہ جبینان پری
پیکر وہ ہین کہ انکے دیکھنے سے دل مین بے اختیار شوق وصل پیدا ہوتا ہے خورشید روشن دل نے ایسی
نازنینون کو واسطے میرے استقبال کے روانہ کیا ہے بدرجہ کمال خیال اُسکو میری عزت افزائی کا ہے کیونکر
اُسے ایسا خیال نہو کہ دوست صادق ہے میرے مرتبے سے آگاہ ہے کہ مین برادر امیر ثانی کا ہون فرزند
خواجہ عمرو ادوے کا ہون صاحب ہفت معجزہ پیغمبران ہون بعد والد ماجد کے مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا
ہون فن عیاری مین اکمل ہون فن نوازی مین شہرہ آفاق ہون ہنوز خواجہ یہ دل مین کہہ رہے تھے

کہ اُن نازنینون نے خواجہ کو دیکھکر خوش ہو کے باہم کہا لو خواجہ عمر دنانی تشریف لائے مراد دید برآئی
یہ کہکر جانب خواجہ ہنستی ہوئین بصد ناز و ادا چلین جب قریب خواجہ پہونچین چاہا کہ رنگ پچکاریون سے
خواجہ پر ڈالین خواجہ نے بخیال اسکے کہ کپڑے میرے رنگ مختلف سے رنگین ہو جائینگے دُھلوانا
پڑینگے وہ دھلوائی دے گا مجھ مفلس کے پاس روپیے کہان جو اُسے دونگا یہ خیال کرکے رنگ ڈالنے سے
انھین منع کیا وہ سب خواجہ کے منع کرنے سے رنگ ڈالنے سے باز رہین خواجہ نے اُنسے پوچھا بادشاہ
ذیجاہ ہمارے دوست خورشید روشن دل کہان ہین انھون نے دست بستہ عرض کیا آپ ہمارے ہمراہ
تشریف لے چلین وہ سامنے بارہ دری ہے اُسمین تشریف رکھتے ہین آپ کے آنے کے منتظر ہین خوشا قدر و
منزلت آپکی کہ شہنشاہ ہمارے آپکی ملاقات کے مشتاق ہین وہ سامان آپکی دعوت و ضیافت کا کیا ہے کہ
اگر کسی بادشاہ کو بھی بلاتے تو ایسا سامان نہ کرتے اور تو تکلفات و سامان دعوت ہم کیا بیان کرین لیکن
ادنے یہ ہے کہ واسطے آپکی نذر کے کئی سو کشتیان کہ جنکے پر زر کشتی پوش ہین اور انمین زر سرخ و جواہر
بیش بہا بھرا ہوا ہے واسطے آپکی نذر کے رکھی ہین بارہ دری کو مانند عروس شب اول تکلفات سے
آراستہ کرایا ہے ساقیان خوبرو کشتیان شراب ناب کی لیے بیٹھے ہین رقاصان عہد واسطے رقص و نغمہ کے
طلب کیے گئے ہین بارہ دری مذکور مین بزم عشرت وہ آراستہ کی گئی ہے کہ پیر فلک نے بھی
کبھی نہ دیکھی ہوگی خواجہ یہ گفتگو اُنکی سُنکے خوش ہوے کشتیون کا ذکر سُنکے منہ مین پانی بھر آیا ہمراہ انکے
یا تو آہستہ آہستہ جاتے تھے یا جلد جلد قدم اُٹھانے لگے دل مین کہنے لگے آج کا دن نہایت مبارک تھا
کہ میرا یہان آنا ہوا اب کئی سو کشتیان زر سرخ و جواہرات سے مملو میرے ہاتھ آئینگی اگر روز اسیقدر
ملا کرے تو میری محتاجی و مفلسی دور ہو جائے یہ لباس ہزار ہا پیوند کا تن سے اُتر جائے قرض سے
ادا ہو جاؤن میرے اہل و عیال کی بھی بخوبی بسر ہو زنبیل جو زر و جواہر سے خالی ہو گئی ہے بھرنا تو اس کا
بالکل مشکل ہے لیکن کچھ کچھ بھر جائے یہ باتین اپنے دل مین کرتے ہوے خوش ہوتے ہوے ان سیکڑون
نازنینون کے درمیان مین راہ طے کرتے ہوے صورت ہر اک نازنین کی دیکھتے ہوے قریب بارہ دری
پہونچے وہان جاکے دیکھا کہ دروازے بارہ دری کے کھلے ہین بادشاہ خورشید روشن دل
تخت جواہر نگار پر لباس نفیس و نادر پہنے ہوے تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہوے بیٹھا ہے امرا وزرا سے
پاس اُسکے کوئی نہین ہے اکیلا بیٹھا ہے خواجہ اُسے تنہا بیٹھا دیکھکر سمجھے کہ خوش آہنگ جادو نے جو کہا
تھا سچ کہا تھا چونکہ کچھ باتین راز کی مجھسے کہنا منظور ہین اسی وجہ سے تنہا بیٹھا ہے تخلیہ ہے یہ سمجھکر خواجہ آگے
بڑھے دفعتًا دیکھا کہ پھولہاے رنگا رنگ اُس باغ کے چمنون کے خود بخود اپنے اپنے درخت کی شاخون سے
جدا ہوکے لعل و گوہر آبدار بنکے سر خواجہ پر آکے نثار ہوکے زمین پر گرے خواجہ نے اُن گوہرہاے
آبدار و کلان کو کہ برابر بیضۂ کبوتر و مرغ کے تھے اور لعل و فیروزہ کہ کم سے کم دو دو مثقال کے تھے
دیکھکر کثرت حرص و طمع سے بیلہ جھک کر اُٹھانا چاہا جسوقت انکو اُٹھایا دیکھا تو وہی پھول رنگارنگ
تھے خواجہ نے برہم ہوکے انھین ہاتھ سے ڈالدیا اُن نازنینون نے قہقہہ مارا خواجہ نے اپنی اس
حرکت سے نادم ہوکے اُن حسینون کے قہقہہ مارنے سے جھینپ کے جواب دیا یہ تم عبث خیال کرتی ہو
کہ مین نے لالچ سے انھین اُٹھایا تھا بلکہ واسطے سونگھنے کے اُٹھایا تھا پھولون کی بو مجھکو بُری معلوم ہوتی

مین نے چھینک دیے اُنھون نے بات بنا کے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہین ایسا ہی ہوگا ہم اس وقت یہ سوچ
رہے تھے کہ یہ پھول لعل و گوہر سحر شہنشاہ سے کس خوبی سے بنکے حضور کے سر پر سے نثار ہوئے
ہین عجب ہمارے شہنشاہ خورشید روشن دل صاحب اختیار ساحر زبردست ہین جو چاہتے ہین
بیٹھے بیٹھے بزور سحر عجائبات دکھاتے ہین اسوقت انکی طبع عالی مین یہی آیا کہ آپکے سر پر سے
لعل و گوہر نثار کرین آپکی عزت و حرمت افزائی کرین خواجہ یہ سنکے پاس دیوار بارہ دری کے پہونچے
یکایک نظر خواجہ کی خورشید روشن دل کے چہرے پر پڑی اور اُس نے خواجہ کو دیکھا ادھر خواجہ نے اُدھر
سے ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا ہنوز خواجہ دروازے مین داخل ہوے تھے زینون کو طے کر کے بالاے
قصر جاتے تھے کہ دیکھا خورشید روشن دل اپنے تخت سے اُٹھکر برائے استقبال تا زینۂ بام
بارہ دری آیا اور مسکرا کر کہا اے خواجہ آپ تشریف لائے مین نے آپکو یہان تک آنے کی تکلیف دی اپنے
سخت ستارون کے سبب سے خود آپکے پاس نہ آسکا اس میرے تکلیف دینے کو معاف کیجیے کہتا
یہ کہکے خواجہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر بعد خوشی بارہ دری مین لیجا کے قریب اپنے تخت کے ایک کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا اور اُن سب نازنینون کی طرف دیکھکر کہا تم یہان سے جاؤ ہمین کچھ باتین خواجہ سے
تخلیہ مین کرنا منظور ہین نازنینان مذکور بارہ دری سے اُتر کر باغ مین آئین خواجہ نے سر اُٹھا کر سقف
بارہ دری کو دیکھا در و دیوار و فرش پر نظر کی دیکھتے ہی آنکھین کھل گئین منھ مین پانی بھر آیا
حیرت سے سکتہ سا ہو گیا کیونکہ کروڑہا روپیہ کا شیشہ آلات اشیاے جواہر بیش بہا اُس
بارہ دری مین تھے اور مانند عروس شب اول کے آراستہ تھی خورشید روشن دل نے خواجہ کو
مانند آئینہ کے حیران دیکھکر مسکرا کر کہا اے خواجہ اس بارہ دری کی آراستگی کو کیا نظر حیرت سے
دیکھتے ہو یہ تو مین نے محض واسطے ایک لمحہ بیٹھنے کے آراستہ کی ہے اس بارہ دری کی کیا حقیقت ہے
جو اشیا اس بارہ دری مین پسند طبع ہون حاضر و موجود ہین بے تکلف اُنھین لے لیجیے ان
سب اشیا کو اپنا ہی تصور کیجیے خواجہ نے جواب دیا واقعی آپ سچ کہتے ہین خورشید روشن دل
نے یہ سنکر پکار کر کہا اے ساقیان خوبرو جلد کشتیان شراب کی مع ساغر بلورین لیکر آؤ اور اے نازنینان
پری تمثال وہ کئی سو کشتیان زر و جواہر سے مملو جو ہمنے برائے نذر خواجہ تمھارے حوالے کی ہین جلد
اُنھین لیکر یہان آؤ اُن سب نے عرض کیا حاضر ہوتے ہین خورشید روشن دل نے کچھ سوچکر خواجہ سے
کہا مجھے منظور ہے کہ جلد پہلے آپ سے کچھ باتین تخلیہ مین کر لون بعد اُسکے ساقی و نازنینان خوبرو یہان
کشتیان لیکر آئین اور رقاصہ بھی آ کے آپکے روبرو رقص و نغمہ کرے خواجہ نے کہا بہتر ہے پہلے
باتین ہی کر لیجیے بعدہ اُن سب کو یہان بلائیے یہ سنکے خورشید روشن دل نے پکار کے کہا خبردار
ابھی کوئی نہ آئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہم طلب کرین تو یہان آنا چونکہ نازنینان خوبرو کشتیان جواہرات
کی کنیزون کے سرون پر رکھکر قبل منع کرنے خورشید روشن دل کے بارہ دری کے زینون کو
طے کر کے روبرو شاہ مذکور کے جانے والی تھین اب منع کرنے سے شاہ مذکور کے پلٹ کر جانے
لگین خورشید روشن دل نے اُنھین دیکھکر کہا اگر کشتیان لے آئی ہو تو خیر روبرو خواجہ کے رکھ دو
اُنھون نے حکم کی تعمیل کی بعد ازان بارہ دری سے اُتر کر باغ مین گئین خواجہ کشتیون کو

دیکھکر از حد شادمان ہوئے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا یہ سب کشتیان مین نے واسطے آپکے
طلب کی ہین جب یہان سے جایئے گا لے لیجیے گا بالفعل رکھی رہنے دیجیے مین سوا ان کشتیون کے
اور بھی چند اشیائے جواہر اس بارہ دری کے آپکو دونگا یہ کہکے کہا اے خواجہ مین نے آئینہ سحر مین چال آپکی
عیاری کرنے کا بخوبی دیکھا کس خوبی سے آپنے عیاری کی ہے کہ مین از حد خوش ہوا ملکہ ماہ سبز پوش
زوجہ عجائب جادو ساحرہ زبردست کو عجب خوبی سے بیہوش کیا کیا تعریف آپکی کیجائے سچ تو یہ ہے کہ آپکا
مثل و نظیر نہین ہے اب یہ تو بتایئے کہ ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل سے نکال کے ہدایت کیجیے گا یا انہیں
یا ہمیشہ زنبیل ہی مین رکھیے گا خواجہ نے جواب دیا ابھی عیاری آپ نے میری کیا دیکھی ہے ابتو طلسم رنگین حصار
مین آیا ہون میری عیاریان دیکھیے گا آپ مجتانہ اور از راہ قدر دانی میری ایسی ثنا کرتے ہین ورنہ
مین لائق تعریف نہین ہون ایک بندہ گنہگار بیمقدار ہون بیقوت و بے ہنر ہون آپ محض میری عزت
افزائی کرتے ہین ملکہ ماہ سبز پوش کے باب مین جو آپ نے فرمایا ہے اسکے مقدمے مین صرف اسقدر
کہا جاتا ہے کہ مجھے حکم اسی قدر ہے کہ تین روز سے زیادہ کسی ساحر یا ساحرہ کو زنبیل مین قید نہ رکھون
پس مین موافق حکم عمل کرونگا اُسے زنبیل سے نکال کے ہدایت کرونگا اگر اُس نے میری ہدایت سے
دین اسلام اختیار کیا تو فبہا المراد ورنہ اُسے خنجر آبدار سے ضرور قتل کرونگا زنبیل مین نہ رکھونگا اسقدر
میرے پاس غلہ اور روپیہ کہان ہے جو اہل زنبیل کو طعام دیا جائے اگر آپ فرمایئن تو اُس ساحرہ کو اپنی
زنبیل سے نکال کے آپکے روبرو ہدایت کرون خورشید روشن دل نے کہا آپکو اختیار ہے جو مناسب
ہو کیجیے مگر مین یہ کہتا ہون کہ ملکہ ماہ سبز پوش ساحرہ نہایت زبردست ہے مانند آفات
جہار دست کے ہے کہ وادی افراسیاب جادو ملک طلسم ہوشربا کی تھی اسکا زنبیل مین رکھنا
اچھا نہین ہے کیونکہ عجائب جادو کی زوجہ ہے عجائب جادو اسکا عاشق ہے الفت و محبت اس سے
از حد رکھتا ہے جب تک اُسکو یہ معلوم ہوگا کہ زوجہ میری زنبیل مین خواجہ کی ہے آپکے قتل و گرفتاری
کی فکر مین کد و کوشش کریگا شب و روز آپکا در پے آزار رہے گا اور جب اُسکو کتاب سامری یا
اور کسی طرح سے ثابت ہو جائیگا کہ اب زوجہ میری خواجہ کی زنبیل مین نہین ہے تو چندان وہ آپکا
دشمن نہوگا لہذا اسوقت میرے سامنے اُسے نکالیئے یہان عجائب جادو نہ آئیگا اور اگر ابھی جائیگا
تو مین اُس سے سمجھ لونگا مقابلہ و مجادلہ اُس سے بخوبی کرونگا کیا مجال اُسکی کہ وہ اپنی زوجہ کو میرے
سامنے سے لیجائے اگر اسوقت ملکہ ماہ سبز پوش آپکی رہنمائی کرنے سے مشرف بدین اسلام ہوگئی تو
خیر یا مطیع اسلام ہوئی تو فبہا ورنہ اُسے میرے حوالے کیجیے گا مین اُسکو ایسی جگہ قید کرونگا کہ ابتک
کبھی رہا نہ کر سکیگا اور یہ مین محض آپکی دوستی و محبت سے کہتا ہون ورنہ آپکو اختیار
ہے اس تدبیر سے جان آپکی عجائب جادو سے بچ جائیگی خواجہ نے یہ تقریر سنکے ملکہ ماہ
سبز پوش کو زنبیل سے نکالا اور فتیلہ دافع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کرکے سوزن جو اُسکی زبان مین
دیا ہوا تھا ستون بارہ دری سے باندھ کرکے ہدایت کی اُس نے اشارہ سے کہا مین ہرگز مطیع اسلام
یا مسلمان نہونگی خواجہ اسکے اشارے کی تقریر سمجھ کے آمادہ اسکے قتل کرنے پر ہوئے خورشید
روشن دل نے گھبرا کے ہاتھ خواجہ کا پکڑ لیا خنجر خواجہ کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا

ای خواجہ اتنی بڑی ساحرہ کو قتل کرتے ہو کیا غضب کرتے ہو عجائب جادو بھلا آپ کو زندہ رکھے گا اگر آپ اسوقت اسے قتل کیجیے گا وہ کسی وقت قابو پاکے ضرور آپ کو مار ڈالے گا مین نہین چاہتا کہ دشمن آپ کے دست عجائب جادو سے قتل ہون پس مصلحت وقت یہ ہے کہ اسکو میرے حوالے کر دیجیے مین اسکو اپنی رائے کے موافق ایسی جگہ قید کرونگا کہ عجائب جادو بھی اسکو رہا نہ کر سکے گا خواجہ نے کہا آپکو اختیار ہے جو مناسب جانیے کیجیے خورشید روشن دل نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا ای پریزادان طلسم جلد تر وہ حباب طلسمی کہ خوبصورت مثل کاسئہ بادام کے ہے اور اس مین پانی چاہ سامری کا ہے اور ایک زمانہ دراز سے وہ تمھارے پاس ہے ہمارے روبرو لیکر آؤ بمجرد اس کہنے کے ایک جانب سے ہوائے تند و سرد آئی تھوڑی دیر مین چند پریزاد ایک تخت پر سوار ایک حباب پر آب لیے ہوے حاضر ہوئین خورشید روشن دل کو تخت سے اتر کر سلام کیا اور کہا حضور نے بعد ایک زمانہ دراز کے آج ہمکو کیون طلب کیا ہے کیا کسی کو زندان طلسمی مین قید کرنا منظور ہے یا آب چاہ سامری لینا ہے کسی پر سے سحر دفع کرنا ہے یا کسی بیمار و لاغر و کاہل کو واسطے شفا کے آب مذکور لیکر پلانا منظور ہے خورشید روشن دل نے جواب دیا مین نے تمکو محض اسواسطے طلب کیا ہے کہ ملکہ ماہ سبز پوش کو یہان سے لیجاؤ اسکی نگہداشت کرو بعد چند روز کے جو ہمین منظور ہوگا وہ اسکے بارے مین کرینگے یہ کہکے ملکہ مذکورہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھاکے اس کاسئہ حباب صورت مین اندر اس پانی کے ڈالدیا ملکہ ماہ سبز پوش جب اس حباب مین ڈالدی گئی پریزادان مذکور حباب مسطور لیکر رخصت ہوکے تخت پر سوار ہوکے جانے لگین خورشید روشن دل نے انکی طرف دیکھکر خواجہ کی آنکھ بچاکے کچھ اشارے سے کہا وہ مسکراکے جس طرف سے آئی تھین روانہ ہوئین خواجہ بیٹھے رہے خورشید روشن دل نے بعد جانے ان پریزادون کے سحر پڑھ کے زمین پر ہاتھ مارکے خواجہ سے ہنسکر کہا ای خواجہ ذرا اٹھو تو جاؤ وہ کشتیان زر و جواہر کی اٹھاکے نذر زنبیل کرو خواجہ نے چاہا اٹھون زمین سے اٹھا نہ گیا نہایت حیرت ہوئی خورشید روشن دل سے کہا اسوقت زمین نے مجھے پکڑ لیا ہے مجھ سے اٹھا نہین جاتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپنے از راہ مزاح سحر کرکے میرا یہ حال کیا ہے آپکو تو اسطرح مجھ سے ہنسنا لازم نہین ہے خورشید روشن دل نے جواب دیا او عیار مکار آگاہ و خبردار ہو کہ منم عجائب جادو دیکھ مین نے کس تدبیر و حکمت سے کہ عیار بھی ایسی مکاری نہ کر سکینگے تجھ ایسے ظالم و عیار بلائے روزگار سے برق و دارا پیش آکے اپنی زوجہ کو تیری زنبیل سے تجھ ہی سے نکلواکے پریزادون کے حوالے کردیا ہے دیکھ یون تجھ ایسے عیار سے عیاری کرکے زوجہ کو اپنی مین نے تیری زنبیل قید سے رہا کر لیا اور تجھکو قید کر لیا اب بتا کہ تجھکو کس طرح قتل کرون اسوقت ہے کوئی تیرا معین و مددگار کہ تجھکو میرے ہاتھ سے بچائے کہان ہے سب سے بڑا تیرا مددگار خورشید روشن دل کہ وہ یہان آکے تیری حمایت کرے او نابکار عیار غضب کیا تھا تو نے کہ علاوہ رہا کرنے طلسم کشا وغیرہ کے تو نے میری زوجہ کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا تھا مین ہی ایسا ساحر زبردست و مکار تھا کہ تجھکو دام مکر مین مبتلا کرکے باغ سبز دکھاکے ملکہ ماہ سبز پوش کو تیرے قبضے سے نکال لیا یہ کہکے خواجہ کا ہاتھ

پڑھکے مکر رمبتلاے سحر کرکے زمین سے اُٹھاکے بارہ دری سے اُتر کے کچھ سنگریزے زمین سے
اُٹھاکے سحر پڑھ کر دم کرکے جانب باغ و بارہ دری مارے خواجہ نے دیکھا کہ تھوڑی دیر مین وہ بارہ دری
و باغ و عملہ نازنینان خوبرو کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا جس جگہ کثرت گلہاے رنگا رنگ سے گویا
باغ خدا و نظر آتا تھا اُس جگہ کو خارستان پایا جس طرف نظر اُٹھاکے دیکھا صحرا ہی دکھائی
دیا گرد و غبار اُڑتا نظر آیا خواجہ یہ حال دیکھکر دم بکر دم عجائب جادو مین مبتلا ہوگئے دھوکا کھاکے
دنگ ہوگئے دل مین کہنے لگے مین تو عیار تھا ہی عجائب جادو بھی عجب مکار و عیار ہے
کس عنوان سے اِس نے مجھے گرفتار کیا اور اپنی زوجہ کو زنبیل سے نکلواکے حوالے پریزادون کے
کردیا ایسا دھوکا کبھی زندگی مین مین نے نہ کھایا تھا کیا بُری میری تقدیر ہے جو دوست صورت تھا وہ
بہ باطن دشمن تھا اسکی کیا خبر تھی بمصداق اِس شعر کے۔ شعر + واے تقدیر معین جو تھا وہ رہزن نکلا
دوست سمجھے تھے جسے ہم وہی دشمن نکلا + خیر اب تو دھوکے سے اِسکے دام فریب مین پھنس گئے ہو اب
کوئی ایسی تدبیر کرو کہ جان اپنی اِس مکار و جفاکار کے ہاتھ سے بچاؤ یہ تجویز کرکے عجائب جادو
سے کہا اے بادشاہ فلک بارگاہ سچ تو یہ ہے کہ تیرا مثل و نظیر روے زمین پر نہین ہے جیسا مین نے
سنا تھا ویسا ہی تجھے پایا اشتیاق تیری ملازمت کا مجکو میرے لشکر سے یہان تک لایا رسائی
تجھ ایسے بادشاہ تک میری دشوار تھی مین سوچا کہ ایسی کوئی تدبیر کرون کہ جسکے سبب عجائب جادو
تک میری رسائی ہو سوچتے سوچتے مین نے عیاری کرکے ملکہ ماہ سبز پوش کو بیہوش کرکے داخل
زنبیل کیا تھا ارادہ یہ تھا کہ ملکہ موصوفہ ملکہ رنگین کاکل کشا طلسم کشا وغیرہ کو حاضر خدمت
کرکے زنبیل سے نکال کے بطور نذر پیش کرونگا اور اپنی عیاری کے کمال و ہنر کو ظاہر کرکے
امیدوار ملازمت کا ہونگا بڑی مقدر سے جو دل مین آرزو تھی وہ بر آئی تجھ ایسے قدر دان
بادشاہ کو مین نے نہ پہچانا کیونکر پہچانتا کہ صورت تبدیل تھی اب تجھ ایسے بادشاہ نے خود اپنی شکل اصلی
دکھائی اپنے تئین ظاہر کیا لہذا امیدوار ہون کہ مجھے اپنے ملازمون مین آپ داخل کرین بصدق دل
تیری خیرخواہی کرونگا طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا و فرزند خورشید روشن دل حدید شاہ و سرشار
شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مار آبدار ثانی و سہراب جہان لند صورو گشتاسپ شاہ وغیرہ کو زنبیل سے
نکال کے تیرے حوالے کردونگا جسکو تو کہیگا اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا تمام زندگی تیری ملازمت
انکار نہ کرونگا اگر تو کہیگا تو امیر ثانی کو عیاری گرفتار کرکے تیرے حوالے کرونگا عجائب جادو نے
تقریر خواجہ کی سُنکے بعد قہر و غضب جواب دیا او عیار مکار تو مجھ ایسے ہوشیار سے باتین فریب
کی کرتا ہے مجکو دام مکر مین پھانسنا چاہتا ہے مین وہی ہون کہ تجھ ایسے عیار بلاے روزگار کو
فریب سے گرفتار کرچکا ہون بھلا تیرے دام مکر مین کب آؤنگا تو ایسی تقریر عبث کرتا ہے کچھ مجکو
نفع نہ دیگی اب تو میرے ہاتھ سے ہرگز جانبر نہوگا یہ کہکے کارد آبدار نکال کے کہا اگر تو میری دختر
کو زنبیل سے نکال دے اور میرے حوالے کرے تو خیر تجھے قتل نہ کرونگا ورنہ ابھی تجکو قتل
کرونگا خواجہ نے جواب دیا اے بادشاہ اگر تو سحر اپنا مجھ پر سے دفع کردے تو ابھی تیری دختر کو زنبیل
سے نکال دون عجائب جادو نے جواب دیا او مکار آگاہ ہو کہ مین نہایت ہوشیار اور تیرے

حال سے خبردار ہون تجھ پر سے اگر سحر دفع کر دونگا تو پھر تو ہاتھ نہ آئیگا خواجہ نے کہا اے بادشاہ
بھلا مین تجھ ایسے بادشاہ صاحب اختیار زبردست ساحر کے سامنے سے بھاگ سکتا ہون اگر بھاگو
تو تجھ سے کہان بھاگ کر جاؤنگا دو قدم بھی بھاگ نہ سکونگا تیرے سحر سے پاؤن میرے زمین
پکڑے گی عجائب جادو نے کہا مین ہرگز اپنا سحر تجھ پر سے دفع نہ کرونگا مین نے سُنا ہے کہ تیرے
پاس ایک ایسی گلیم ہی کہ جب تو اُسے اوڑھ لیتا ہی تو نظر سے غائب ہو جاتا ہی پس اگر رہائی اپنی
چاہتا ہی تو یہ ہی نا میری دختر کو زنبیل سے نکال دے خواجہ نے کہا ای بادشاہ یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی
مجھے گرفتار کرتا ہی تو زنبیل بند ہو جاتی ہی اسی کو بعض بعض لوگ ناواقف کہتے ہین کہ زنبیل غائب
ہو جاتی ہی حالانکہ غائب نہین ہوتی ہی مگر بند ہو جاتی ہی کوئی شی اُس سے نکال نہین سکتا ہون ہاتھ بھی
بھی میرا اُس تک پہونچ نہین سکتا ہی عجائب جادو نے کہا او مکار تو جھوٹ کہتا ہی اچھا تو میری
دختر وغیرہ کو زنبیل سے نہین نکالتا ہی مین روح تیری تیرے تن سے مانند ملک الموت کے نکالون گا
یہ کہکے ارادہ قتل کرنے کا کیا اُسوقت خواجہ نے رجوع قلب سے سوے فلک دیکھ کے درگاہ
خدا مین یہ دعا کی کہ خداوندا مجکو دست عجائب جادو سے بچا یہ نابکار مجھے ابھی قتل کیا
چاہتا ہے ہنوز خواجہ دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ زمین شق ہوئی عجائب جادو نے دیکھا کہ
ملکہ ماہ سبزپوش عرف شیر نگ جادو برہم و غضبناک گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی عجائب جادو
نے اُسے دیکھکر نہایت شادان و فرحان ہو کے پوچھا صاحب خیر تو ہی تم کیونکر یہان تک آئین گھبرائی
ہوئی کیون ہو اُس نے کہا مین حجاب طلسم سے صحیح و ہوشیار ہو کے مانند مچھلی کے تڑپ کر نکل آئی
پریزادون کو رخصت کر کے محض اسواسطے یہان آئی ہون کہ عمرو ثانی کو اپنے ہاتھ سے
قتل کرون اچھے وقت پر یہان آئی کہ تمنے اِس کو قتل نہین کیا تھا ارادہ قتل کرنے کا
تھا عجائب جادو نے کہا مین تو اب تک اسے قتل کر چکا ہوتا خود ہی اسکے قتل کیلے مین دیر کی صرف
اس خیال سے کہ اگر اسکو قتل کرونگا دختر تمہاری ملکہ رنگین کاکل کشا زنبیل ہی مین رہجائیگی پھر
کبھی تجھ سے نہ ملے گی یہ عیار مکار وہ بلائے بے درمان ہی کہ لاکھ مین نے اسکو دھمکایا ڈرایا
رہا کر دینے کا اس سے اقرار بھی کیا مگر یہ تمہاری دختر اور طلسم کشا وغیرہ کو کسی طرح زنبیل سے
نہین نکالتا ہی حیلہ و حوالہ کرتا ہی کہتا ہی کہ جب کوئی مجکو گرفتار کرتا ہی زنبیل بند ہو جاتی ہے پہلے مجکو
رہا کر دو پھر مین طلسم کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے حوالے کرونگا مجکو اس مکار کے کہنے کا یقین نہین ہی
اگر اس پر سے سحر دفع کر دونگا تو یہ ابھی گلیم اوڑھ کے نظر سے غائب ہو جائیگا کبھی تمہاری دختر
اور طلسم کشا کو مجھے نہ دیگا ملکہ ماہ سبزپوش نے کہا صاحب تم اسکو میرے حوالے کرو مین تو کسی
طور سے اپنی دختر کو اس سے لے لون گی پھر اسکو قتل کر ڈالونگی اس لیے مجکو بیہوش کر کے اسیر کیا تھا
کیا اب مین اسکو زندہ چھوڑونگی عجائب جادو نے مسکرا کر کہا صاحب تمکو اختیار ہے جو مناسب جانو
اسکے حق مین کرو ملکہ ماہ سبزپوش نے ایک رقعہ ملفوف عجائب جادو کو دیا اور کہا صاحب اس
رقعہ کو ابھی نہین کسی وقت دیکھ لینا اس مین کچھ میرا حال تحریر ہے جو راہ مین مجھ پر گذرا ہی بڑی
مشکل سے حجاب طلسمی سے نکل کر یہانتک آئی ہون یہ کہکے رقعۂ مذکور دیکے خواجہ کو لیکر بزور سحر

زمین مین غرق ہو کے جہان جانا منظور تھا چلی گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے عجائب جادو نے اُس
رقعہ کو کھول کر پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ ای عجائب جادو تم خواجہ کو اسیر کر کے بہت نازان اور خوش
ہوے تھے کلمات نخوت و غرور اپنی زبان پر جاری کرتے تھے خود ہی اپنے مکر و فریب کی ثنا کرتے تھے بار بار کہتے
تھے کہ اس عیار کو مین نے عجب عیاری سے گرفتار کیا ہی اگر غور و انصاف کرو تو تمنے کیا عیاری کی ہی عیاری
مین نے کی ہی منم خورشید روشن دل دیکھو تمھاری زوجہ کو مین نے راہ مین حباب طلسمی سے نکال کے
قید کر لیا ہی اور اُن پریزادون کو بھی اسیر کر لیا ہی اب یہان آ کے خواجہ کو بھی بے لڑے بھڑے تمسے لیگیا
ہون اب اپنے اہل دربار مین جاتا ہون تمھاری زوجہ ملکہ ماہ سبز پوش کو قید کرونگا بعزت و حرمت
زندان مین رکھونگا یہ خیال نہ کرنا کہ اُسے قتل کر ڈالونگا یا کسی طرح اُسکی ذلت و بے آبروئی گوارہ
کرونگا افسوس کرتا ہون کہ جسوقت تمنے خواجہ کو اسیر کیا تھا مین غافل تھا جب تم خواجہ کو اسیر کر چکے
اُسدم مین حال خواجہ سے آگاہ ہوا ورنہ خواجہ کو کیا اسیر کر سکتے مین برائے مدد خواجہ خود آتا یا کسی ساحر
زبردست کو روانہ کرتا یا تمھارے فریب دینے سے خواجہ کو آگاہ کر دیتا عجائب جادو یہ عبارت پڑھکر
نہایت ملول و غضبناک ہوا دل مین کہنے لگا ای عجائب جادو تو نے سخت دھوکا کھایا خورشید روشن دل
کارنمایان کر گیا اے تیری زوجہ کو مع پریزادون کے اسیر کر کے لے گیا خواجہ کو بھی رہا کر کے قتل کرنے
سے بچا کے ہمراہ اپنے لے گیا تو کچھ نہ سمجھا کہ ملکہ ماہ سبز پوش حباب طلسمی سے نکل کے کیونکر آئی گو وہ اس
رقعہ مین لکھتا ہی کہ مین ملکہ ماہ سبز پوش کو قتل نہ کرونگا بعزت و حرمت اسیر کرونگا لیکن مجھے اسکے اس
لکھنے کا کب اعتبار ہی وہ طلسم کشا کا شریک و دوست ہی دشمن کا دوست بھی ایک قسم کا دشمن ہی بھلا وہ مجھسے
ایسی دوستی کریگا یہ مجکو وہ دھوکا دیتا ہی مین کب آ کے اس لکھنے کا اعتبار کرونگا جس طرح ہو سکے گا اپنی
زوجہ کو جا کے رہا کر کے لاؤنگا اگر لڑائی ہوگی لڑونگا جان اپنی دونگا ناموس کی بے عزتی و اسیری گوارہ
نہ کرونگا اور قتل ہونا اُسکا اپنی آنکھون سے ہرگز ہرگز نہ دیکھونگا یہ باتین اپنے دل مین کر کے خیال زوجہ
مذکورہ مین آبدیدہ ہو کے دیوانہ وار اس صحرا سے روانہ ہو کے اپنے دربار مین جا کے تخت پر بیٹھا وزرا نے
اُسکے چہرے پر آثار رنج پا کے پوچھا ای بادشاہ خیر تو ہی اسوقت مزاج کیسا ہی کہان سے آپ
تشریف لائے ہین باعث اضطراب و ملال کیا ہی عجائب جادو نے آبدیدہ ہو کے تمام حال جو گذرا تھا
بیان کر کے کہا خورشید روشن دل میری زوجہ اور خواجہ کو لے گیا ہی مین بھی بلائے بیدرمان ہون
کوئی اور نہین عجائب جادو ہون خورشید روشن دل کو مار ہی ڈالونگا اسوقت میرے ہوش
و حواس بجا نہین ہین اسوجہ سے تم سے پوچھتا ہون کہ برائے رہائی ملکہ ماہ سبز پوش کیا تدبیر
کرون اُنھون نے عرض کیا حضور ہمارے نزدیک یہ تدبیر ہی کہ بالفعل طائران سحر روانہ کیجیے جب وہ
کوئی خبر دین اُسوقت جو مناسب ہو اُسپر عمل کیجیے عجائب جادو کو رائے اُنکی اچھی معلوم ہوئی اُسوقت
چند طائران سحر کو برائے دریافت خبر سوے دربار خورشید روشن دل روانہ کیا ادھر تو عجائب جادو
نے طائران سحر کو روانہ کیا اُدھر خورشید روشن دل بصد خوشی و شادی اپنے اہل دربار مین ہو پہنچا
تخت پر بیٹھکر سحر عجائب جادو خواجہ عمرو ثانی پر سے دفع کیا خواجہ اسکی دوستی و احسان کا شکر
تادیر ادا کر کے کرسی پر بیٹھے اور پھر خواجہ نے اہل دربار بادشاہ خورشید روشن دل سے مخاطب ہو کے

کہا آج اگر بادشاہ ذیجاہ تمھارے واسطے میری رہائی و مدد کے نہ جاتے اور مجھے یہاں اپنے ہمراہ نہ لاتے
تو عجائب جادو یا تو مجھے قتل کرتا یا اسیر کرتا اہل دربار خصوص وزرا نے جواب دیا ای خواجہ سچ تو یہ ہی
کہ جب سے ہمارے بادشاہ فلک بارگاہ طلسم کشا کے شریک ہوے ہیں ہر وقت و ہر ساعت طلسم کشا اور
آپ کا خیال رکھتے ہیں جان و مال و فوج سے شرکت اختیار کی ہر مانند انکے شجاع و بہادر و ہوشیار و دانا
کوئی بادشاہ روے زمین پر نہو گا اگر کوئی ہو گا بھی تو جسقدر اوصاف حمیدہ ان میں ہیں اس میں نہو نگے
خورشید روشن دل نے تقریر خواجہ اور اپنے وزرا وغیرہ کی سنکے کہا بس خاموش رہو اسقدر تعریف میری
نہ کرو میں ایک ادنے بادشاہ ہوں کیا میں نے ایسا کارنمایاں کیا ہی جسکی اسقدر تعریف کی گئی ہے یہ کہکے
حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کیجائے خواجہ دست عجائب جادو سے جانبر ہوے ہیں اسکی خوشی
کرنا ضرور ہی حسب الحکم ملازموں نے جلد تر بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ کی خورشید روشن دل
و خواجہ عمرو ثانی و جملہ اہل دربار بادشاہ موصوف الصدر بزم عشرت میں علی قدر مراتب بیٹھے اس وقت
حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ساقیان شوخ چشم و خوبرو کشتیان بادہ تند و مشکبو کی مع شیشہ
و جامہاے بلورین لیکر حاضر ہوے شاہ مسطور و خواجہ وغیرہ کو شراب ناب جام بلورین میں بھر بھر کے
دینے لگے جملہ اہل بزم عشرت شراب پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان گلچہرہ میں کشتیان
بادۂ تند تیز کی اٹھا لے گئے بعد جانے ساقیوں کے حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ
نہایت خوش گلو و خوبرو و نوجوان کہ علم موسیقی میں کامل تھی ہمراہ اپنے سازندوں کے بہ ناز و ادا
محفل عشرت میں حاضر ہوئی بعد سلام کرنے بادشاہ وغیرہ کے کھڑی ہوئی سازندے سازوں کو
درست کرکے گت بجانے لگے رقاصہ مذکورہ گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اسکا دیکھنے لگے اکثر اہل
بزم بجاے خود تعریف اسکے رقص کی کرنے لگے رقاصہ نے تادیر رقص کرکے بعد گلنے مبارکباد سے

یہ غزل شروع کی — غزل

وابستہ ہو کے سینے میں گو شمع نور تھا
ہونی تھی شرط باب اثر کتنی دور تھا
سمجھاتی ہجر یار میں کس کس کو چشم تر
آنکھوں تک کچھ خطا تھی نہ دل کا قصور تھا
نزدیک اس سے ہو کے ہوا سب مجکو بعید
غم ہجر یار میں بھی تھا یا سرور تھا

ہر قول شمع شہر یا مروت سے دور تھا
جلنے میں سوز شمع سے پر رشک طور تھا
ٹھہرا نہ آگے ضبط کے ای آہ بے گناہ
دل بیقرار تھا تو جگر ناصبور تھا
موسیٰ کو غش سے گر ہوا افاقہ تو میں کیوں
تھا میں قریب مرگ و محبت سے دور تھا

عاشق کی قبر پر آئے رونا ضرور تھا
ای دل دعائے آہ میں تجھ سے کمی ہوئی
دل تھا قصور وار جو میں بیقصور تھا
یا بزم ضبط تھے پر چین نہ اشک درد
جو جلکے خاک ہو گیا وحشی وہ طور تھا
روے بلسان شمع ہنسے یار رنگ گل

اہل بزم نے اشعار غزل سنکے تعریف کرکے بجاے خود کہا کیا اچھے اشعار
کسی شاعر نے کہے ہیں نہیں معلوم کس شاعر کی یہ غزل ہی اگر مقطع بھی اس غزل کا یہ رقاصہ گاتی
تو تخلص صاحب غزل سے اطلاع ہوتی رقاصہ مذکورہ غزل مندرجہ تمام کرکے
اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی خورشید روشن دل خوش ہو کے بار بار اسے انعام دینے لگا وہ
زر و جواہر لینے لگی جب تادیر رقص و نغمہ کرکے بزم عشرت سے مالا مال ہو کے ہمراہ اپنے سازندوں کے
چلی گئی بعد اسکے جانے کے بعد دیگرے کئی ارباب نشاط بزم عشرت میں آئے ناچنے گانے
اہل بزم انکے رقص و نغمہ سے خوش ہوے چار پہر تک اسی طرح رقص و نغمہ ارباب نشاط سے

اہل بزم لطف اٹھایا کیے بعد چار پہر کے کچھ سوچ کے خورشید روشن دل نے کہا کہ اب بزم عشرت آراستہ
دیکھنا خوب نہیں ہے سرشام سے اس وقت تک آراستہ رہ چکی اب رقص و نغمہ رقاصان موقوف
ہو جانا چاہیے خواجہ نے کہا یہ وقت نماز صبح کا ہی ضرور ہے کہ اب ناچ گانا موقوف ہو خورشید روشن دل
وغیرہ بزم سے اٹھے خواجہ نے نماز سحر پڑھی جب آفتاب ظاہر ہوا خورشید روشن دل تخت حکومت پر
رونق افروز ہوا جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہوئے خواجہ بھی بعد ادائے نماز سحر اور پڑھنے تعقیبات صبح
کے دربار میں شاہ موصوف کے جا کے کرسی پر بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے مخاطب
ہو کے کہا اب شاہزادہ رستم ثانی و ملکہ رنگین کاکل کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکالیے عمرو ثانی نے اسیوقت
ہر ایک کو زنبیل سے نکالا سب کو نقیلائے واقع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا سب نے آنکھیں کھولیں اپنے
تئیں دربار خورشید روشن دل میں پایا نہایت حیرت ہوئی خصوص طلسم کشا و ملکہ رنگین کاکل کشا
و فرزند خورشید روشن دل کو زیادہ تر حیرت ہوئی طلسم کشا نے بادشاہ موصوف سے ملکر ایک
دنگل پر بیٹھکر ملکہ رنگین کاکل کشا کو اندر محلسرا کے خورشید روشن دل کے بھیجکر پوچھا یہانتک
آنا کیونکر ہوا خورشید روشن دل نے مسکرا کر جواب دیا ای شاہزادہ ذیوقار اسکا احوال
خواجہ سے پوچھو شاہزادہ جانب خواجہ متوجہ ہوا عمرو ثانی نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا شاہزادہ
موصوف تمام حال سنکے خورشید روشن دل سے مخاطب ہو کے کہنے لگا عجب کار نمایان آپ نے کیا
خواجہ اور مجھ پر احسان کیا خورشید روشن دل نے جواب دیا کیا ایسا ہیچ کار نمایان کیا ہی کہ آپ
ایسا کہتے ہیں یہ کہکے ساقیوں کو طلب کیا وہ کشتیان شراب کی لیکر آئے طلسم کشا وغیرہ کو انھوں نے
شراب پلائی اور ایک راوی نے یوں بھی بیان کیا ہی کہ جب خورشید روشن دل خواجہ کو اپنے
دربار میں لایا اسیوقت خواجہ نے خورشید روشن دل کے کہنے سے بجز ملکہ ماہ سبز پوش کے
طلسم کشا وغیرہ کو زنبیل سے نکال کے ہوشیار کیا بعد اسکے بزم عشرت آراستہ ہوئی طلسم کشا
و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و فرزند خورشید روشن دل محمد شاہ و سر افشار
شاہ وغیرہ نے بزم میں جا کے رقاصان خوبرو کا رقص دیکھا گانا انکا سنا دوسرے روز دربار میں
جب سب علی قدر مراتب آ کے بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا میں حصار اپنے
سحر سے کروں تو آپ ملکہ ماہ سبز پوش کو زنبیل سے نکالیے خواجہ نے منظور کیا خورشید روشن
دل نے محض خیال عجائب جادو کے لیے دربار کی تمام زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ بلکہ فولادی
کر دیا اور گرد اپنے دربار کے تین حصار کیے ان حصاروں سے یہ صورت پیدا ہوئی کہ چہار طرف دربار کے
تین دیواریں فولادی دو آتشین نمایان ہوئیں اسی طرح سوئے فلک بھی ایسا سحر پڑھ کر خورشید
روشن دل نے پھونکا کہ زیر آسمان اک آسمان فولادی سحر کا پیدا ہوا جب اسی طرح تحت و فوق
و چہار طرف سمت سحر سے حصار کر چکا اور ہر سمت ساحروں کو مقرر کر چکا اور وہ سب حفاظت
و نگہبانی کرنے لگے خواجہ نے ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو کو زنبیل سے باہر نکالا
سب نے دیکھا کہ زبان میں اسکی سوزن دیا ہی منہ اسکا کھلا خورشید روشن دل نے خواجہ
سے کہا اب اسکو ہوشیار بھی کرو خواجہ نے بیہوشی اسپر سے دفع کی ہنوز اسنے اچھی طرح ہوشیار

ہوکے آنکھیں نہ کھولیں تھیں کہ خورشید روشن دل نے کچھ سوچ کر آہستہ ایسا سحر پڑھا کہ گرد ملکہ ماہ
سبز پوش کے ایسی تاریکی پیدا ہوئی کہ گویا ماہ چہار طرف سے گہن مین آگیا بعد ایک لمحے کے وہ سیاہی
و تاریکی دفع ہوئی ملکہ ماہ سبز پوش اُسی طرح سب کو نظر آئی کسی کو یہ بھی ثابت نہوا کہ خورشید
روشن دل نے کیا کیا غرض بعد دفع ہونے تاریکی مذکور کے خواجہ نے باشارۂ خورشید روشن دل
ملکہ ماہ سبز پوش کو بیچ دربار مین اندر اُسی حصار کے ایک ستون سے رسی سے مضبوط باندھا ملکہ ماہ
سبز پوش نے آنکھیں کھولیں چہار طرف بنظر حیرت دیکھا اُسوقت خواجہ نے اُسے ہدایت کی اُس نے
کچھ اشارے سے بھی نہ کہا خواجہ نے مکرر جب اُسے تا دیر ہدایت کی اُس نے اشارے سے کہا مین ہرگز مسلمان
نہ ہونگی کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر جاری نہ کرونگی نہ مطیع دین اسلام ہونگی خواجہ اور خورشید روشن دل
اُسکی تقریر اشارہ کی سمجھ کے برہم ہوے خورشید روشن دل نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد دار
استادہ کرو زیر دار اِسے بٹھاؤ اگرچہ یہ عورت ہی لیکن اسوقت ہماری یہی خواہش و مصلحت ہی ملازمون نے
حکم کی تعمیل کی خورشید روشن دل نے اُسکے ہلاک کرانے مین تامل کیا حکم دار پر کھینچنے کا نہ دیا یہان تو
جملہ اہل دربار اندر حصار سحر کے بیٹھے ہوے ہین ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو زیر دار ہی
خورشید روشن دل کو اسکے ہلاک کرانے مین کچھ تامل ہی کسی کا انتظار ہی لیکن اب حال اُن طائران سحر کا
لکھا جاتا ہی کہ جنکو عجائب جادو نے واسطے دریافت کرنے خبر کے روانہ کیا تھا جب وہ طائران سحر قریب
دربار خورشید روشن دل کے آئے دیوار ہاے حصار سحر دیکھکر ٹھہر گئے جو ساحر کہ بیرون دیوار حصار سحر
براے حفاظت معین تھے وہ باہم کہہ رہے تھے کہ ای بھائیو خوب ہوشیار و خبردار و نگران رہو بادشاہ
ہمارا اسوقت ملکہ ماہ سبز پوش کو ہلاک کراتا ہی ایسا نہو کہ عجائب جادو اپنی زوجہ کی جانبری و
رہائی کے واسطے یہان آئے اور ہمین اور تمھین غافل پاکے اندر حصار سحر کے جاکے اپنی زوجہ کو زیر دار سے
اُٹھا کے لیجائے اور اسکا ہمین یقین ہی کہ وہ ضرور اسوقت یہان آئیگا بادشاہ طلسم رنگین حصار
ہی قیامت بپا کرے گا لہذا اسباب اپنی جھولیون سے نکال کے موجود کرکے ہاتھون مین ناریل
چوبی دار و نارنج و ترنج وغیرہ لیئے رہو جسوقت عجائب جادو ادھر آئے فوراً اُسپر مارنا حتی الامکان
اُسے روکنا اندرون دیوار ہاے حصار سحر اُسے جانے نہ دینا وہ طائران سحر یہ تقریر ساحران مذکور کی سنکے
تمام حال سے آگاہ ہوکے بعجلت جانب طلسم رنگین حصار روانہ ہوے جہان دربار مین
عجائب جادو بالاے تخت حکومت محزون و مغموم تصور مین اپنی زوجہ کے بیٹھا تھا کبھی خیال زوجہ
مین آہ سرد کرتا تھا گاہ اپنے ناموس کی ذلت اور اپنی رسوائی کے خیال مین اشکبار و فریاد
کرتا تھا تمام اہل دربار اُسکے یہ حال اُسکا دیکھ کے اندوہناک تھے سر جھکائے بیٹھے تھے شاہ طلسم
رنگین حصار انتظار طائران سحر کا کرکے ارادہ کر رہا تھا کہ اوراق جمشیدی یا کتاب سامری مین حال اپنی
زوجہ کا دریافت کیجیے ہنوز کتاب سامری و اوراق جمشیدی کو نہ دیکھا تھا کہ ناگاہ طائران سحر
روبرو اُسکے آئے اور بزبان فصیح جو کچھ ساحرون سے سنا تھا بیان کیا عجائب جادو اُنکی تقریر
ملال اثر سنکے بیتاب و بیقرار ہوگیا غصے سے کانپنے لگا چہرہ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا اپنے اہل دربار
سے اُسی عالم غیظ مین کہنے لگا تمنے سنا جو ان طائران سحر نے مجھے خبر دی ہی کیا مجال خورشید روشن دل کا

کہ میری زندگی مین میری زوجہ حسینہ وخوبرو کو دار پر کھینچ سکے قیامت برپا کرونگا طبقے زمین کے
ہلا دون گا خورشید روشن دل کو سر دربار جاکر قتل کرونگا کسی کے روکنے سے نہ رکونگا مین کیا کوئی
ایسا ویسا ساحر ہون کہ دیوار حصار سحر کو توڑ نہ سکونگا قسم کھاتا ہون خداوند تمثال آئینہ رو و
خداوندان سامری وجمشید کی کہ اگر دریائے آتش درمیان مین حائل ہوگا تو اسمین اپنے تئین گرادونگا
اور اُسے طی کرکے جسطرح ممکن ہوگا اپنے تئین زیر دیوار پہونچا دونگا جو مجھ سے لڑیگا اُس سے لڑونگا
قتل کرنے سے اعدا کے منہ نہ موڑونگا دریا سے خون بہادونگا طبقہ زمین کا اُولٹ دونگا تمامی اہل
دربار اور خورشید روشن دل کو پیوند خاک کردونگا مین عاجز نہین ہون صاحب اختیار ہون مجھے
خورشید روشن دل پر اسوقت کمال غصہ ہے اُسکو بھی یہ لیاقت وجسارت ہوئی کہ وہ میری زوجہ کو
میری زندگی مین دار پر کھینچے کسی نے آج تک کسی عورت کو دار پر کھینچا ہے جو اس نے ایسا قصد کیا ہے
افسوس کچھ پاس ولحاظ اُس نے برادری وہم مذہب ہونیکا بھی نہ کیا مجھ سے ایسی دشمنی کرنیکا ارادہ کیا
خیر اب وہ ہے اور مین ہون یا وہ نہین یا مین نہین اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور اگر ہمکو حکم ہو
تو ہم سب ابھی جائین جسطرح ممکن ہو ملکہ عالم کو لیکر آئین عجائب جادو نے جواب دیا بھلا تم سب
حصار سحر خورشید روشن دل کو کیا دفع کرسکوگے مین ہی جاتا ہون تھوڑی دیر مین آتا ہون تم
سب اسی جگہ بیٹھے رہو یہ کہکے اشیائے طلسمی اور کچھ اسباب نادر طلسمی جلد تر لیکر سحر پڑھ کے
بیٹھے بیٹھے اپنے تخت پر سے غائب ہوگیا وہان خورشید روشن دل ملکہ ماہ سبز پوش کے ہلاک
کرانے مین تاخیر کررہا تھا خواجہ کہتے تھے کہ جلد اس ساحرہ کو دار پر کھنچوا دیجیے دیر نہ کیجیے گا ایسا نہو کہ
عجائب جادو آجائے خورشید روشن دل نے ہنسکر جواب دیا، خواجہ آپکو میری مصلحت مین دخل
نہین ہے نہین معلوم کیا سمجھ کے مین عمداً دیر کررہا ہون حال اس تاخیر کرنے کا آپ پر ظاہر ہوجائیگا
مجھے اپنے علم سے کچھ ایسا معلوم ہوا ہے کہ مجھے اسکا انتظار ہے اُسے اسوقت ظاہر نہین کرسکتا ہون،
خواجہ اُسکی تقریر سنکے کچھ چاہتے تھے کہ کچھ کہین ناگاہ شور وغل بیرون دیوار حصار ساحرون
مین ہوا کہ ہوشیار ہوجاؤ وہ عجائب جادو بصد قہر وغضب آتا ہے ابھی شور وغل ہو رہا تھا کہ
عجائب جادو آپہونچا اُن ساحرون نے ترنج ونارنج وغیرہ سحر کرکے اُسپر مارے کد وکوشش ازحد
اُسکے مبتلائے سحر کرنے مین اور روکنے مین کی لیکن وہ کسی ساحر کے سحر مین مبتلا نہوا کسی کے روکے
سے نہ رُکا جھپا ساحرون کو ہٹاکے مانند شیر غضبناک دیوار حصار سحر کے قریب آیا دیوار آتشین
سحر کو دیکھکر کچھ سوچکر سحر پڑھ کر پاؤن زمین پر مار کر غرق زمین ہوکر راہ زیر زمین طی کرکے
اُس جگہ پر پہونچا کہ اُوپر اُس زمین کے ملکہ ماہ سبز پوش زیر دار بیٹھی تھی تدبیر اُسکے دار پر کھینچنے کی
ہو رہی تھی عجائب جادو نے راہ زیر زمین سے اندر حصار سحر کے پہونچنا چاہا کہ اپنے سحر سے زمین کو
شق کرکے نکلے مگر ممکن نہوا کیونکہ خورشید روشن دل نے اپنے سحر سے زمین کو سنگ لاخ وفولادی
کردیا تھا عجائب جادو عاجز ہوکے وہان سے پلٹ کے اُسی جگہ آیا جس جگہ پاؤن مار کر
غرق زمین ہوا تھا بس زمین سے نکلکر خود بخود برہم ہوکے کہنے لگا کہ میرے روکنے کے
واسطے یہ دیوار حصار سحر گرد اپنے دربار کے حائل کی ہے کیا مین اس دیوار حصار کو

توڑکر اپنی زوجہ تک جا نہیں سکتا ہوں مجبور و لاچار ہوں کیا میں ساحر زبردست و حاکم طلسم رنگین حصار و صاحب اختیار نہیں ہوں کیا میرے پاس اشیائے نادرہ طلسمی نہیں ہیں جو اس دیوار حصار سحر سے خوفناک ہوں یہ کہکر ایک گولہ فولادی نکالکر سحر اس پر پڑھکر دیوار مذکور پہ مارا گولہ دیوار حصار سحر پہ پڑا دیوار مذکور کو جنبش تو ہوئی مگر در پیدا نہوا تھرا کے رہ گئی عجائب جادو نے اُن تحفہ جات طلسمی سے جو اپنے ساتھ لایا تھا ایک گوہر کلان مانند بیضۂ کبوتر کے نکالا اور خون اپنی پیشانی کا کارد کی سے نکال کے اُس پر ڈال کے یا سامری کہکر اُسی دیوار مذکور پر مارا اُس طلسمی گوہر کلان کے مارنے سے دیوار حصار سحر مذکور میں ایک در پیدا ہوا عجائب جادو اُس در سے گذر کر آگے بڑھا دیکھا دوسری دیوار حصار سحر ہے وہی گوہر کلان ہاتھ میں لیکر خون اپنی انگشت دست چپ کا اُس پر گرا کر سامری کو پکار کر اُسی دیوار پر مارا چونکہ وہ گوہر سحر سامری تھا بدستور اول اُس نے اس دیوار حصار سحر میں بھی در پیدا کیا عجائب جادو نے اندر اُس در کے قدم رکھا اُسوقت ایک شیر غضبناک نعرہ کر کے اُس پر حملہ آور ہوا عجائب جادو نے اُسے دیکھکر ٹھہر کر جلد تر ایک گولا فولادی نکال کے اُس پر سحر دم کر کے اپنے خون دست راس سے اُسے تر کر کے یا خداوند جمشید کہکے اُسی شیر سحر پر مارا شیر مذکور گولے کے پڑنے سے آہ و نالہ کر کے مجروح ہو کے گرا تو لیکن اُس نے تڑپ کر جست کر کے عجائب جادو کے پاس پہونچ کے طمانچہ مارنے کا ارادہ کیا عجائب جادو پیچھے ہٹا شیر نے پنجہ اپنا اُسکی کلائی پر مارا کلائی کو عجائب جادو کی زخمی کر کے زمین پر گر کے تڑپنے لگا پھر ایک شعلہ اُسکے تن سے ایسا نکلا کہ اُس شعلے سے وہ ہمہ تن جلکے خاک ہوگیا اُسکے خاک ہوتے ہی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی بعدہ آواز آئی افسوس مردیم و مطلب خود نرسیدیم یعنے افسوس کہ مرے اور ساتھ مطلب اپنے کے نہ پہونچے ہم نام ہمارا پیران جادو تھا بعد آنے اس آواز کے وہ تاریکی دفع ہوئی عجائب جادو اُسی دروازۂ دیوار حصار سحر کی راہ سے گذر کے آگے بڑھا دیکھا کہ ایک دیوار حصار سحر اور ہے وہ دیوار آتشیں تھی دمبدم شعلے اُس سے نکل کے سوے فلک جاتے تھے حرارت اُس دیوار آتش سحر کی ایسی ہے کہ قریب اُسکے جایا نہیں جاتا ہے یہ حرارت و گرمی اُس کی مشاہدہ کر کے عجائب جادو نے ایک شیشہ پُر آب نکالا اور تھوڑا پانی شیشۂ مذکور سے چلو میں لیکر سحر اُس پر دم کر کے یا سامری کہکے دیوار مذکور پر چھڑکا اُس آب چاہ سامری کے چھڑکنے سے وہ گرمی و حرارت و شعلہ فشانی اُس دیوار کی زائل ہوئی دھواں پیدا ہوا اُس دھوئیں سے ایک اژدر آتش فشاں دہن کھولے ہوئے پیدا ہوا عجائب جادو کو نگل جانیکا ارادہ کیا شاہ طلسم رنگین حصار نے بعد مشکل بزور سحر اُسے مارا اُسکے مرنے سے بھی تاریکی پیدا ہوئی بعدہ آواز آئی حیف قتل کیا مجھکو نام میرا آتشبار جادو تھا عجائب جادو آتشبار جادو کو بھی قتل کر کے اُسی گوہر سامری سے بدستور مذکور دیوار کو توڑ کے حصار سحر خورشید روشن دل کو مٹا کے دربار خورشید روشن دل میں گیا جملہ اہل دربار نے اُسے دیکھکر ارادہ لڑنے کا کیا خورشید روشن دل نے اشارے سے منع کیا اور آہستہ کہا کہ میں نے خود چاہا ہے کہ یہ اس جگہ آئے ورنہ یہ میرے حصار سحر میں اسکا تھا آتشبار جادو و پیران جادو کو اسنے قتل کیا میں بیٹھا رہا عمداً اسکو نہ روکا اس میں ایک

مصلحت ہے یہ باشارہ سب سے کہکے واسطے تعظیم عجائب جادو کے اپنے تخت سے اٹھا اور ہنسکر کہا
ای برادر عجائب جادو آؤ ہمارے پاس بیٹھو ہم تمہارے آنے کے منتظر تھے اس نے اپنی زوجہ کو
زیر دار دیکھکر کہا ای خورشید روشن دل دیکھا تمنے کہ مین کیونکر دلیرانہ اندر تمہارے حصار سحر کے
آیا کوئی ساحر تمہارے ملازمون سے مجھے روک نہ سکا جب مین یہان تک آچکا اب مجکو اپنے پاس
بلاتے ہو اور بھائی اپنی زبان سے کہتے ہو پہلے تمنے کچھ خیال برادری نہ کیا میری زوجہ کو اسیر کیا
یہان لاکے اُسے زیر دار بٹھایا تمام اپنے اہل دربار مین ناموس کو میرے بٹھایا زوجہ کو میری
بے پردہ کیا مجھے صدمہ دیا تم سے یہ امر بعید عجیب تھا جو تمنے کیا مجھے یہ امید تم سے ہرگز نہ تھی
گو تم طلسم کشا کے شریک ہوے تھے مگر مین تمکو ایسا اپنا دشمن عزت وآبرو نہ جانتا تھا اب کہو
تمہارے ساتھ کسطرح پیش آؤن خورشید روشن دل نے جواب دیا ای برادر اسقدر غصہ نہ کرو آؤ
ہمارے پاس بیٹھو زیادہ اپنی بہادری ظاہر نہ کرو مین نے خود تمہین نہ روکا تمہارے آنے کی خبر مین نے
سنی مگر بیٹھا رہا تم سے آمادہ جنگ نہوا اگر مین چاہتا تو ہرگز تم میرے دربار مین اندر میرے
حصار سحر کے نہ آسکتے مجھے خود ہی منظور ہوا کہ تم یہان تک آؤ مین تم سے برادرانہ دوستانہ
کچھ باتین کرون گو مین شریک طلسم کشا کا ہوا ہون مگر مین نے خیال تمہاری برادری کا اور ہم مذہب
ہونے کا کرکے تمہاری عزت وآبرو کا لحاظ کیا ہے ناموس کو تمہارے بے پردہ نہین کیا ہے یہ خیال تمہارا
غلط ہے اگر تمہین میرے کہنے کا یقین نہین ہوا ہے تو ابھی یقین ہو جائیگا ذرا غصے کو کم کرو دیکھو مین
تم سے بصلح وآشتی کلام کرتا ہون تم بھی غصے کو فرو کرو پھر بوجھکر سخن کرو یہ کہکے ملکہ ماہ سبز پوش
جو زیر دار بیٹھی تھی اسپر ایک نارنج سحر کرکے مارا فوراً وہ ایک پتلا آتش کے آنے کا ہو گئی خورشید
روشن دل نے کہا ای عجائب جادو دیکھا تمنے کیا یہی زوجہ تمہاری ہے اسنے اپنے غصے کو فرو کرکے
اپنی سخت کلامی سے نادم ہوکے سر جھکایا خورشید روشن دل نے بعد عزت اُسے اپنے برابر بٹھا کر
کہا زوجہ تمہاری میرے محلسرا مین ہے مین نے بعد عزت و حرمت وآبرو اُسے رکھا ہے اور دختر
بھی تمہاری اسی کے پاس ہے اگر تم کہو تو اب انکو یہان بلاؤن اور اسطرح وہ یہان آئین کہ میرے
اہل دربار سے کوئی اُنکو نہ دیکھ سکے عجائب جادو نے کہا کیا مضائقہ ہے اُنھین بلا کے مجھے دکھا دو
خورشید روشن دل نے زوجہ عجائب جادو اور ملکہ رنگین کاکل کشا کو اپنی محلسرا سے بلایا اور
ملکہ ماہ سبز پوش سے کہا کہو ای بہن ہم نے تمہین اپنی محلسرا مین کس راحت وآرام سے جگہ
دی تھی اس نے اشارے سے کہا بیشک تمنے مجھے راحت دی دختر کو بھی میری میرے ہی پاس رکھا
سوا نیکی کے کوئی بدی تمنے میرے ساتھ نہین کی مجھے یہ امید تمہاری ذات سے نہ تھی جو ظہور مین آئی
پہلے مین جانتی تھی کہ تم مجھ سے دشمنی کروگے لیکن تمنے نیکی و دوستی کی ہے عجائب جادو تقریر
باشارہ زوجہ کی سمجھ کے خورشید روشن دل سے خوش ہوا اُسوقت خورشید روشن دل وخواجہ
عمرو ثانی نے ملکہ ماہ سبز پوش کو اور عجائب جادو کو ہدایت کی ملکہ مذکور نے اشارے سے کہا
سوزن میری زبان سے نکال لو مین مطیع دین اسلام ہونگی خواجہ نے چاہا تھا کہ اسکی پیشانی
پر نظر کرکے سوزن اسکی زبان سے نکالین لیکن خورشید روشن دل نے خواجہ کو منع کرکے

عجائب جادو سے کہا ای برادر تم اپنی زوجہ کی زبان سے سوزن نکال لو مین نہین چاہتا کہ
خواجہ یا مین یا کوئی اور تمھاری زوجہ کے ہاتھ لگائے عجائب جادو نے یہ سنکے زیادہ تر خوش
ہوکے سوزن اپنی زوجہ کی زبان سے اپنے ہاتھ سے نکال لیا ملکہ نے بعد نکل جانے سوزن کے
تھوڑی دیر زبان کو دہن مین حرکت دیکے خورشید روشن دل سے کہا تمنے مجھ سے نیکی کرکے
اور مجھے ہدایت کرکے دوستی سے پیش آکے مجھے اپنا دوست کر لیا اب مین مطیع دین اسلام ہوگئی
خورشید روشن دل نے خوش ہوکے اُسے اُسکے شوہر کے پہلو مین بٹھایا پھر ملکہ نگین کل کشا
سے اشارہ کیا کہ اپنے والدین کے قدمون پر گر کے عفو خطا چاہ اُس نے ایسا ہی کیا اور کہا
ای مادر و پدر ذیوقار مین نے اتنک سوا الفت و محبت طلسم کشا سے کوئی فعل بد نہین کیا ہی
جیسی چاہو مجھ سے قسم لیلو یہ کہکے آبدیدہ ہوئی اُسوقت محبت مادری و پدری جوش مین
آئی ملکہ ماہ سبز پوش نے سر اُسکا اپنے قدم سے اٹھا کے اپنے سینے سے لگایا پھر
عجائب جادو نے بھی اُس سے خوش ہوکے اپنے سینے سے لگایا قریب اپنے بٹھایا بعد اس کے
خورشید روشن دل نے اوصاف طلسم کشا بیان کرکے شاہزادہ رستم ثانی سے اشارہ کیا کہ عجائب جادو
سے گلے ملجایئے ملکہ ماہ سبز پوش اور عجائب جادو سے کہا میری خوشی اس مین ہی کہ آپ دونون
صاحب اس شاہزادہ ذیوقار سے بھی صاف ہو جائین دل مین کدورت نہ رکھین بلکہ اپنا خورد
جان کر بزرگانہ گلے سے لگالین اسکے شریک ہون اسکی شراکت سے بہبودی کو پہنچ جائین یہ
شاہزادہ ضرور ہی طلسم کشا ہی زمانہ طلسم صندل کے ٹوٹنے کا عنقریب ہی جو اسکی اطاعت و
شراکت کریگا انجام اُس کا اچھا ہوگا اور جو شخص اسکا عدو ہوگا قتل ہوگا عاقل کو لازم ہے
کہ بذریعہ عقل ہر امر مین فکر و غور کرکے اپنی بہبودی کا خیال کرے اور اپنے مذہب کو دیکھے کہ اچھا
ہی یا بُرا ہے مین نے چشم غور سے جو دیکھا تو دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہ پایا اسی
سبب سے مطیع اسلام ہوگیا ہون لہذا ای برادر عجائب جادو میری طرح تم بھی مطیع دین
اسلام ہوکے شراکت طلسم کشائی کرو اور اپنی فرزندی مین اس شاہزادہ ذیوقار کو قبول کرو اگر
خدا چاہے گا تو بعد فتح طلسم صندل عقد اپنی دختر کا اس نامدار کے ساتھ ہوگا خوشا مقدر اُس
شخص کا جسکو ایسا عالی حسب والا نسب شجاع و بہادر داماد ملے آخر تمکو ایک روز اپنی دختر کی شادی
کرنا ہوگی کیونکہ ماشاءاللہ اب جوان ہی لائق شادی کے ہی چونکہ شیرین زبانی و نرمی عجب شی ہے
دشمن جانی کو انسان بوجہ شیرین زبانی و نرمی کے دوست بنالیتا ہے اسی کی وجہ سے
قاتل قتل کرنے سے باز رہتا ہی فتنہ و فساد اسی کے سبب سے فرو ہو جاتا ہی کیسی ہی لڑائی ہو صلح
ہو جاتی ہی اسی کے اختیار کرنے کی تاکید عاقل و ناصحان نے کی ہی چنانچہ سعدی شیرازی نے بھی
اسی مضمون کو بتاکید تمام مردمان غصہ ور و غضبناک سے گویا مخاطب ہوکے کہا ہی اور مضمون مذکور اپنے
اس شعر مین ادا کیا ہی شعر لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز * نبرد قز نرم را تیغ تیز عجائب جادو
باوجود سیاہ قلب و دشمن ہونے کے نیکی و شیرین زبانی و نرمی و خاطر داری و تعظیم
و تکریم کرنے خورشید روشن دل کے ایسا مجبور دشمنی کرنے سے ہوا کہ سرکشی کرنیکا انجام کار

خیال کرکے اور اپنی زوجہ کو مطیع دین اسلام پاکے خورشید روشن جمال سے کہنے لگا ای برادر دینی تمنے
مجھسے نیکی کی ہی مجکو بھی لازم ہوا کہ تمھارے کہنے پر عمل کرون اپنے برادر کلان صندلان شاہ
کا دشمن ہون طلسم کشا کا دوست ہون اپنی ملت سے کنارہ ہوکے مطیع دین اسلام ہون یہ کہکے اپنی
جگہ سے اُٹھکر سوے شاہزادہ رستم ثانی بڑھا اُدھر سے شاہزادہ اسکی جانب بڑھا آخر دونون
خوش ہوکے گلے ملے عجائب جادو نے زمانۂ ماضیہ کی دشمنی کرنے کا عذر کیا اور کہا اب مین آپ کا
مطیع ہون حتی الامکان دوستی کرونگا شاہزادہ اُسکی تقریر سے خوش ہوا بعد معانقہ کے دونون اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھے خورشید روشن دل نے خواجہ سے کہا آپ بھی بڑھیے عجائب جادو سے صاف
ہو جایئے خواجہ نے کہا بھلا مین اُنسے کیا صاف ہونگا انکی دشمنی سے میرا نقصان عظیم ہوا جب انھون نے
مجھے گرفتار کیا تھا اُسوقت میرے پاس کئی صندوقچے زر و جواہر کے تھے اِنکے گرفتار کرنے سے وہ
صندوقچے نہین معلوم کہان میری کمر سے کھل کے گر گئے ہین اُس مین لاکھون روپیہ کا جواہرات تھا اگر
وہ صندوقچے یہ مجھے لا کر دیدین تو البتہ مین ان سے صاف ہو جاؤن گلے ملونگا القصہ خورشید روشن دل
و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ تقریر خواجہ کی سُنکے مسکرائے بجاے خود سمجھے کہ خواجہ طماع
ہین چاہتے ہین کہ زر و جواہر عجائب جادو سے دستیاب ہو یہ سمجھکر خورشید روشن دل
نے سرگوشی مین عجائب جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو ثانی مانند اپنے والد کے طماع ہین جو کوئی
زر و جواہر انکو دیتا ہے اُس سے یہ بہت خوش ہوتے ہین اسوقت یہ کہنا انکا کہ میرے چند
صندوقچے جواہرات سے بھرے ہوے بوجہ تمھارے گرفتار کرنے کے گر گئے ہین صاف
دعاے دلی انکا یہ ہی کہ مجھے کچھ زر و جواہر دو لہذا انکو جو مناسب ہو دیدو یا دینے کا اقرار کرو
عجائب جادو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ای خواجہ یہ آپ غلط کہتے ہین کہ میرے صندوقچے گر گئے
ہین وہ زر و جواہر جو آپ میرے دربار اور گھر سے لے آئے ہین کہان ہے مجھے دیجیے خواجہ نے
کہا زنبیل کو دیکھ لو اگر مین لاتا تو اِس مین رکھتا مین کیا جانون زر و جواہر تمھارا کون لے گیا
مین نے تو تمھارے ساتھ نیکی کی ہے تمھاری زوجہ کو عیاری کرکے اسیر کرکے زندہ رکھا ہے اگر چاہتا
تو مار ڈالتا بعوض نیکی مذکور تم الزام دیتے ہو عجائب جادو نے کہا ای خواجہ مین مزاحاً کہتا ہون
جو کچھ آپنے لیا ہی اُسکا طالب نہین ہون اور اب جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا مین آپ کو دونگا بیشک
آپ نے یہ مجھ سے نیکی کی ہی کہ میری زوجہ کو قتل نہین کیا ہی خواجہ یہ سُنکے خوش ہوے اُسکی تعریف
بہت کرکے کہا دیکھیو جو اقرار کیا ہی اسکا خیال رکھنا بھول نہ جانا عمرو ثانی نے کہا آپ اطمینان رکھین اگر
بقول آپکے صندوقچے جواہرات سے بھرے ہوے آپکی کمر سے گر گئے ہین تو مین اُنکے عوض مین زر و
جواہر آپکو دونگا یہ کہتے عجائب جادو خاموش ہوا سب اعلی ادنے جو اُسوقت وہان موجود تھے
خواجہ کی تقریر سُنکے مسکراے چونکہ بے جنگ وجدال عجائب جادو اور زوجہ اُسکی مطیع دین
اسلام ہوئی تھی خورشید روشن دل کو خوشی ازحد ہوئی چاہا کہ اِس سے خوشی ظاہر کیجے بزم عشرت آراستہ
کیجے آخر یہی کیا اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ بزم عشرت بعد تکلف آراستہ کرو ارباب نشاط
کو طلب کرو بخوبی تیاری و سامان عیش و عشرت کا کرو ملازم کاربند ہوے جلد تر بزم عشرت آراستہ

کی خورشید روشن دل مع عجائب جادو و طلسم کشا و خواجہ جملہ اپنے اہل دربار کے بزم عشرت مین
بیٹھا ساقیان گلرخ کو طلب کیا وہ کشتیان شراب ناب کی مع ساغر بلورین لا کے باشارہ اسکے
بادشاہ کے اہل بزم عشرت کو شراب پلانے لگے ہر ایک جام بادۂ ناب ساقیان شوخ چشم سے لیکر
بعد خوشی پینے لگا دور جام مے گلرنگ کا ہونے لگا جب سب اہل بزم عشرت مے پی چکے اور کباب وغیرہ
گزک سے لطف اٹھا چکے کشتیان شراب کی ہمراہ لیکر بزم عشرت سے چلے گئے بعد جانے
ساقیان خوبرو کے حکم بادشاہ خورشید روشن دل سے ایک رقاصۂ ساز حد حسین و خوش گلو عیاری
پشواز پہنے ہوئے دریائے زیور جواہر کار مین غوطہ مارے ہوئے ہمراہ اپنے سازندون
کے بعد ناز و انداز بزم طرب مین حاضر ہوئی نیچی نظرون سے جملہ اہل دربار کو دیکھ خورشید
روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و خواجہ عمر ثانی
کو بناز و ادا سلام کرکے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کے کہنے لگی جلد تر سازون کو درست کرو
انھون نے حسب دلخواہ اپنے سازون کو درست کرکے بجانا شروع کیا رقاصہ کھڑی ہو کے روبرو
خورشید روشن دل و طلسم کشا و عجائب جادو و خواجہ عمر ثانی وغیرہ کے بعد غمزہ و کرشمہ رقص
کرنے لگی اہل بزم بنظر غور عالم نشۂ شراب مین رقص اسکا دیکھنے لگے ناچ اس دلربا کا قابل دید
تھا کیونکہ وہ رقاصہ کمال عجب ڈھنگ سے رقص کرتی تھی جب اُس نے ناچنے مین ہاتھ اپنا اٹھایا ساز
شرون مین اسکا ساتھ نبھایا ٹھوکرون سے جگر اہل بزم کے مانند سبزہ کے پامال کرنے لگی انعام مین
زر و جواہر بار بار لینے لگی جب توڑا اسنے لیا اہل بزم کو مانند مرغ بسمل بسمل کیا ہر اک نے مانند
فرش کے اسکے پاؤن کے نیچے اپنا دل رکھا تھا نظارہ اسکا آفت ہوش تھا گویا طرز رفتار طاؤس بوستان کا
تھا زیادہ تعریف اسکے رقص کی تو محال ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ بمصداق نظم۔ نظم

بزم بسمل تھے اہل محفل سب
سر سے پا تک تھی وہ گلابی پوش
دونون عارض سے غیرت مشعل

قتل گہ ہو گئی تھی بزم طرب
لیا توڑا تو کر دیا بسمل
کچھ نہ تھی اسکو حاجت مشعل

نظارہ تھا اس پری کا آفت ہوش
بچھ گیا پاؤن کے تلے ہر دل
جب وہ رقاصہ رقص کرنے لگی

نہایت خوبی سے یہ غزل ترنم کی گائی
مانا کہ تم نے انکی مذمت ہی کی مگر
اپنے جواب بھی یا نہیں کیا ضرور تھا
ساتھ غیر ہی کے گلو چھتے تو اسکا
پھر کہنا سبب جو آپکے دل مین ضرور تھا

کرنا ہی عرض حال مجھے کیا ضرور تھا
کیا ذکر غیر میرے ہی آگے ضرور تھا
مین اپنے ہاتھ سے وہ سزا اسکی دیدیا
ماتم مین غیر کے کیا دشمنی پر غرور تھا
مانا کہ زخم یار کو آتا نہ ای فروغ

اے یار تو تو عالم ما فی الصدور تھا
اچھا وہ حال دل تو ہمارا سنا کیے
جسکی خطا ہو کیا ہون میرا قصور تھا
سے مرے تو ورنہ تھے آپ میری جان
پر اپنا حال دل مجھی کہنا ضرور تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سننے لگے تعریف اسکے گانے کی کرنے لگے کیونکہ بمقتضائے۔ نظم

وہ تھا اس گل کا زمزمہ آہنگ
ہر لب اسکے کمال کو پہونچے
ہوگئی چشم صاد گوہر بار
ڈبڈبا آئی چشم ساغر بھی

نغمہ سنجان باغ خلد کے رنگ
بے سمان بندھ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آنسوؤن کے تار

یون تو گرچہ لاکھ دون کی لے
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
شیشہ ہی کو رنگ گئی ہچکی

جب اسنے غزل گاکے تمام کی خورشید روشن دل نے خوش

ہوکے انعام کثیر دے دلوا کے رخصت کیا بعد جانے اُس رقاصہ کے خورشید روشن دل نے خواجہ سے مخاطب ہوکے کہا ای خواجہ نہایت دل چاہتا ہی کہ اسوقت نَے بجایئے کوئی غزل گایئے ہم بہت مشتاق ہین آپکا گانا سننے کے خواجہ نے بعد انکار کے اصرار کرنے سے خورشید روشن دل کے زنبیل سے نَے نکالکر بمقام مناسب بیٹھکر نَے بجاکے یہ غزل گائی غزل

نہین امید آتی بھی ہمین اپنے مقدر سے
عیادت کو تو آنے پر سنے بیٹھے ہین بستر سے
تمنا ہی گلے ملنے کی قاتل تیرے خنجر سے
نہ جھپکی آنکھ میری حشر کو خورشید محشر سے
ابھی تک آ رہی ہی عطر کی بو میرے بستر سے
خدا محفوظ رکھے مجکو ساقی چشم ساغر سے
بکا کرتا ہی اب تک آئینہ نام سکندر سے
چراغ زندگانی بجھنے والا اب ہی صرصر سے
ہر اک داغ اپنے دل کا بڑھ کے ہی خورشید محشر سے
عیان ہی سخت جانی کا مرے حال اُسکے خنجر سے
دل بیتاب آنسو بنکے نکلا دیدۂ تر سے
صدا تکبیر کی آئی ہر اک دیوار اور در سے
بھلا غم نامہ لیجائے کہان ممکن کبوتر سے
ہوے ہین استخوان سارے مشابہ تار بستر سے
لب و دندان مین ہی خوبی زیادہ لعل و گوہر سے
خدا ہی جب بچائے تو بچے شیطان کے شر سے

کبھی تو جذب الفت کھینچ لائے یار کو گھر سے
غضب کا ہی اُنھین پرہیز مجھ بیمار والا غر سے
شہادت کا نہین ہی روز روز دن ہی عید قربان کا
جو تھا مین دیکھنے والا کسی کے روے تابان کا
ہوئی مدت تم الکدن ایک دم کو آکے بیٹھے تھے
مثل مشہور ہی جھپکے نہ جو اُس آنکھ سے ڈر ہے
جہان مین عزت صانع سے ہی مصنوع کی عزت
شب فرقت نور آہ سے موت آنے والی ہے
لحد مین شور شش دل سے ہمارے اک قیامت ہے
بنا آری کی صورت پڑگئے کثرت سے دندانے
تمھاری سوز فرقت سے نہ پایا چین سینے مین
ہمارے قتل پر قاتل ہوا جسوقت آمادہ
ہمارے سوز دل کا ہی رقم مضمون سراسر
تمھارے درد فرقت مین ہوا ہون زار اس درجہ
وہ رخسارے گل تر ہین تو آنکھین نرگس شہلا
ولیکن انسان کو اُسکے مکر سے پرہیز مشکل ہے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے تعریف خواجہ کی کرنے لگے اسوقت خواجہ کے گانے سے یہ حال ہوا کہ سب سامعین جھومنے لگے بقول نظم

نَے مرقد مین تانسین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دُھنے لگی
برق سان ہر ادنچ کا تھا انداز
لحن داؤد بسکہ تھا دمساز
ہوگئے مست سب در و دیوار

تڑپی مانند طائر نو لوح
ایسا باندھا تھا لیکہ سُر اونچا
شمع محفل تھا شعلۂ آواز
لب تصویر پر تھی شورش واہ
بُول اُٹھے ناظران نقش و نگار

ہمہ تن سب گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پر زہرا
ہی بجا گر کہین اُسے اعجاز
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ

راوی نے بیان کیا ہے کہ بعد نَے بجانے اور گانے خواجہ عمرو ثانی کے سب متفق اللفظ ہوکے خواجہ کی ثنا کی خورشید روشن دل و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے نذر وجواہر بطور نذر و تحفہ خواجہ کو دیا آٹھ پہر کامل بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ جلسۂ عشرت برخاست ہوا عجائب جادو نے خورشید روشن دل سے کہا چونکہ اب مین اور میری زوجہ دونون مطیع اسلام ہوچکے ہین لہذا مجھے لازم ہی کہ نیکی و شرکت طلسم کشا مین بخوبی سعی کرون اس سے دوستی کرون اپنے برادر کلان

ضدلان شاہ کا عدو ہون لوح طلسمی یعنی لوح طلسم صندل جو میرے پاس ہے طلسم رنگین حصار
مین جاکر لے آؤن سامان جنگ کردن خورشید روشن دل نے جواب دیا بہتر ہے مین راے تمھاری
پسند کرتا ہون شرط دوستی یہی ہے عجائب جادو یہ سنکے اپنی زوجہ اور دختر سے کہنے لگا
تم یہین رہو مین طلسم رنگین حصار مین جاتا ہون وہان سے جلد آؤنگا یہ کہکے تخت سحر پر بیٹھکر
سوے طلسم رنگین حصار خوش وخرم روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنی محلسرا مین پہونچا وزرا
وغیرہ کو عجائب جادو کے آنے سے اطلاع ہوئی سب اہل دربار حکم عجائب جادو سے
دربار مین آنکے علے قدر مراتب بیٹھے عجائب جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہوکے
دربار مین آکے بالاے تخت حکومت بیٹھا اور جملہ اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہنے لگا اسوقت
مین تمسے پوچھتا ہون کہ جس بات کو مین تمسے کہون آئسے قبول کروگے اس وقت مین بھی ساتھ
میرا دوگے حق نمکخواری ادا کروگے حاکم مجھے اپنا جان کے اطاعت و فرمانبرداری کروگے خلاف
میرے حکم کے تو نہ کروگے جملہ اہل دربار اور جادوان عیار پیچون نے عرض کیا ہم سب نمکخوار
مین بادشاہ اپنا حضور کو جانتے ہین جو حکم ہوگا بسر وچشم بجالائینگے خلاف حکم نہ کرینگے لیکن حضور
تفصیل فرمائین کس مقدمہ مین حضور ہم سے کچھ فرمائینگے عجائب جادو نے کہا مین ایسے بارے
مین کہونگا کہ جس کام کے اختیار کرنے سے واسطے تمھارے دین و دنیا مین نفع ہوگا اگر میرے کہنے پر
عمل کروگے تو تمکو بھی خوشی حاصل ہوگی مین تمسے بہت خوش ہونگا اور اگر خلاف میرے حکم کے
کروگے تو برہم ہوکے قتل کرونگا وہ بات یہ ہے کہ مین جو یہان سے بلے رہائی ملکہ ماہ سبز پوش
بعد غضب گیا تھا جب قریب دربار خورشید روشن دل کے پہونچا اکثر ساحرون نے مجھے روکا آمادہ
جنگ ہوئے مین کچھ ساحرون کو بھگاکے کچھ ساحرون کو ہنگام جنگ قتل کرکے آگے بڑھا خورشید
روشن دل نے جو تین دیوارین حصار سحر کی واسطے میرے روکنے کے پیدا کی تھین اور وہ ساحر
زبردست واسطے میرے روکنے کے مقرر کیے تھے دیوارہاے حصار سحر کو اپنے سحر سے مٹا کے ساحران
مذکور کو قتل کرکے دلیرانہ اس جگہ جہان دربار مین پہونچا کہ دار استادہ تھی زیر دار شہیدہ ملکہ ماہ سبز پوش
بیٹھی تھی مین نے اسکو زوجہ اپنی جان کے غضبناک ہوکے خورشید روشن دل سے شکایت کرکے کہا کہ تجھے
لاکھ میرے روکنے کی تدبیر کی لیکن مین یہان آپہونچا اب تمکو کس طرح تجھے پیش آؤن تمکو قتل کرون یا
اہل دربار کو تمھارے ہلاک کرون طلسم کشا کو ابھی تہ تیغ کرون اپنی دختر و زوجہ کو یہان سے لیجاؤن
تمام تمھارے ملک کو تباہ و برباد کر دون مین اور کوئی نہین ہون عجائب جادو ہون
صاحب ملک و صاحب اختیار ہون اشیاے نادرات طلسمی میرے پاس ہین کسی سے نہین
ڈرتا ہون جسکو کچھ حوصلہ ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے رنگ میری لڑائی کا دیکھے ابھی دریاے خون
اس دربار مین بہا دون نام و نشان ہر ایک کا صفحہ ہستی سے مٹا دون اعداے کسی کو زندہ
نچھوڑون خورشید روشن دل نے میری تقریر سنکے مجھے غصے مین پاکے بڑے تعظیم مع اپنے
اہل دربار کے اٹھکے مسکرا کے مجھ سے کہا اے برادر آؤ کیون اسقدر برہم ہو جاتے ہو پاس بیٹھو مین نے
جواب دیا اے خورشید روشن دل بسا عجب ہے کہ تنے میری زوجہ کو باوجود برادری ہونے کے

اسیر کیا زیر دار سر دربار بٹھایا میری ذلت اور میرے ناموس کی توہین کی ہی اسپر اسوقت میری
تعظیم کرکے کلمات صلح و آشتی و دوستی اپنی زبان پر جاری کرتے ہو اور باعث بر ہمی پوچھتے ہو اسکے
سننے کیلئے مجھے جواب دیا کہ اے برادر جو تم سمجھے ہو وہ فعل مین نے نہین کیا ہی یعنی تمھاری زوجہ کو سر دربار
زیر دار نہین بٹھایا ہی یہ ایک تیلا ماش کے آٹے کا ہی صرف اسکو زیر دار اسواسطے بٹھایا تھا کہ تم کو
خبر ہو تم یہان آؤ تم سے کچھ باتین کرون اور یہ دیوار حصار سحر بھی محض لوگون کے دکھانے کو واسطے
تمھارے روکنے کے ہویدا کی تھی مجھے تم سے لڑنا اور تمھارا روکنا اور تمھاری زوجہ کو قتل کرنا
منظور تھا نہ اب ہی تمھاری زوجہ و دختر میری مجلس امین مین براحت و آرام ہمراہ اُن پریزادون
مین جنکو مین نے مع حباب سحر کے اور تمھاری زوجہ کے اسیر کیا تھا اگر کچھ شک ہو تو دیکھ لو حال
ابھی ظاہر ہو جائیگا اور اگر مین تم سے آمادۂ فساد ہوتا اور روکنا تمھارا منظور ہوتا تو اس طرح
مین یہان بیٹھا رہتا اور تم چلے بھی آتے ہرگز ہرگز اس جگہ نہ آسکتے وہ انتظام کرتا کہ تمھارا
یہان کسی طرح گذر نہوتا اور وہ لڑائی ہوتی کہ چشم پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوتی یہ
کہکے اسنے شبہ ملکہ ماہ سبز پوش پر سحر کیا مین نے جو دیکھا تو واقعی وہ ایک تیلا ماش کے آٹے کا
تھا مین یہ حال دیکھکر اور اُسکی تقریر سنکے دل مین اپنے سمجھا کہ جو کچھ اسنے کہا سچ کہا میرے
اور میرے ناموس کی ذلت نہین کی آمادۂ جنگ و فساد نہین ہوا دوستی و تمنا رکھتا ہی میری عزت کا
کیا ہی اب اس سے اسوقت آمادۂ فساد نہونا چاہیے یہ سمجھ کر مین اُسکے قریب گیا غصہ تو فرو ہو چکا
تھا برابر اُسکے جا بیٹھا پہلے وہ بخلق و مروت و محبت و خاطرداری پیش آیا بعدہٗ میری اجازت سے
میری زوجہ و دختر کو اپنی مجلس سے بلوا کے میرے پاس بٹھا دیا مین نے اپنی زوجہ سے جو دریافت
کیا اس نے کہا خورشید روشن دل مجھ سے اور میری دختر سے نیکی پیش آیا اپنی مجلس مین براحت
و آرام مجھے مقیم کیا قید نہین کیا صرف زبان مین سوزن سے دیا میں تقریر اپنی زوجہ کی سنکے
زیادہ تر خوش ہوا اس اثنا مین خورشید روشن دل اور خواجہ عمر ثانی اور طلسم کشا نے مجھے
ہدایت کی چونکہ مین نے کتب دینیہ و مذاہب مین دیکھا اور پڑھا تھا کہ دین اسلام سے بہتر
کوئی دین نہین ہی اور یہ بھی یقین کامل تھا کہ زمانہ طلسم صندل کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے
شاہزادہ رستم ثانی بے شبہ طلسم کشا ہی جو شریک اسکا ہوگا واسطے اُسکے کونین مین بہبودی
ہوگی پس باین وجہ رہنمائی تمام بزرگان سے اور خورشید روشن دل کی محبت و مروت و دوستی
کرنے سے مجبور ہو گیا بجز مطیع دین اسلام ہونے کے کچھ چارہ نہوا پہلے زوجہ میری مطیع دین
اسلام ہوئی بعد مین مطیع دین اسلام ہوا بعدہٗ بزم عشرت مین کہ خورشید روشن دل نے محض
میرے اور میری زوجہ کے مطیع دین اسلام ہونیکی خوشی مین آراستہ کی تھی جا کے بیٹھا
رقص ارباب نشاط کا دیکھا گانا سنا خواجہ عمر ثانی نے بھی نے نوازی سے مجھے اور
تمام اہل بزم کو خوش کیا بعد ختم جلسۂ عشرت مین وہان سے یہان آیا ہون ارادہ ہے کہ لوح
طلسم صندل لیکر وہان جاؤن طلسم کشا کے حوالے کرون تم کہو کیا کہتے ہو مطیع دین اسلام
مانند میرے ہوگے یا نہوگے اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا جب حضور

مطیع دین اسلام ہوے تو ہم بھی مطیع دین اسلام ہونگے بلکہ اسی وقت سے ہوے عجائب جادو
نے تقریر انکی سنکے بہت توقف ہوکے چنچل وغیرہ عیار بچیون کی طرف دیکھا اور اشارے
سے پوچھا کہو تم کیا کہتی ہو چنچل نے جواب دیا مین سوال حضور کے جواب مین صرف اسقدر کہتی
ہون کہ الناس علی دین ملوکہم حضور سمجھ جائین عجائب جادو چنچل کی بھی گفتگو سنکے خوش
ہوا بعد اسکے ایک منادی کو حکم دیا کہ تمام ہماری عملداری مین جاکر یہ ندا کرے کہ شاہ طلسم رنگین
حصار مطیع دین اسلام ہوگیا ہے اب حکم اسکا یہ ہے کہ رعایا بھی ہماری تمثال آئینہ رو وغیرہ
خداوندون کی پرستش چھوڑ کے بالفعل مطیع دین اسلام ہو پھر کلمہ شہادتین زبان پر
جاری کرکے مسلمان ہونا ہوگا جو کوئی زن و مرد خلاف اس حکم کے کریگا قتل و اسیر کیا جائیگا اور
جو کوئی تصویرین خداوندون نالائقون کی اپنے گھرون مین یا اپنے گلون مین رکھے گا وہ بھی
ہلاک کیا جائیگا حسب الحکم منادی نے حکم عجائب جادو کی تعمیل کی جملہ ساکنان
طلسم رنگین حصار حکم حاکم سنکے مطیع دین اسلام ہوے عجائب جادو یہ خبر سنکے ازحد
شادمان ہوا پھر اپنی فوج ساحران کو کمربندی کا حکم دیا سامان جنگ بخوبی کیا جب تمام
سپاہ کہ قریب لاکھ ساحرون کے تھی حکم شاہ طلسم رنگین حصار سے کمربندی سے فارغ
ہوے عجائب جادو اپنے اہل دربار اور عیار بچیون کو اور تمام سپاہ مذکور ہمراہ لیکر
لوح طلسم صندل کو بھی لیکر جانب ملک بادشاہ خورشید روشن دل بعید جادو چشم رہ اہوا
ہر ایک ساحر سواری سحر پر سوار تھا کوئی فیل آتشین سحر کوئی اژدر آتش فشان سحر کوئی
ساحرہ طاؤس سحر کوئی لعبت سحر کوئی تخت پر سوار تھی جملہ ساحران خورد و کلان بلند ہوکے
لکہ ہاے ابر سحر مین مخفی ہوگئے سوے دربار خورشید روشن دل روانہ ہوے احوال ان
سب کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب احوال دربار خورشید روشن دل کا لکھا جاتا ہے کہ جب جلسہ
عیش و عشرت برخاست ہوا عجائب جادو اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا ملکہ ماہ سبز پوش
و ملکہ رنگین کاکل کشا و خدیو شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے خورشید روشن
دل سے کہا کہ اب تامل نہ کیجیے لشکر آراستہ کرکے سوے طلسم صندل چلیے خورشید روشن دل
نے سب کو جواب دیا ابھی تامل کرو کیونکہ ستارے میرے طالع کے نحوست مین ایام نحس گذر جائینگے
اور دن اچھے آجائین تو پھر مین یہان سے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے سوے طلسم صندل
مع لشکر روانہ ہون سوا عذر مذکور کے ابھی مجھو برادر عجائب جادو کے بھی آنے کا انتظار ہے وہ
لوح طلسم صندل لینے کو گئے ہین جب تک پاس طلسم کشا کے لوح طلسم صندل نہوگی طلسم کیونکر
فتح ہوگا سب نے کہا آپ سچ کہتے ہین مگر دل ہمارا گھبراتا ہے تاوقتیکہ یہان سے چلنا ہو کوئی
شغل ایسا کرنا ضرور ہے کہ جس سے دل بہلے خورشید روشن دل نے پوچھا کہ عش تمہاری خوشی
خاطر کا کیا شغل ہے سب نے متفق اللفظ کہا جب سے خواجہ نے بجائی ہے اور غزل بالحان داؤدی
گائی ہے اور سنے تھی ہے اسوقت سے کان ہمارے پھر مشتاق خواجہ کے گانے اور نے بجانے کے ہین
چلئے ہین کہ اسی طرح بزم عشرت آراستہ کرائیے ارباب نشاط کو طلب کیجیے چندے بزم عشرت

آراستہ رہے ہم سب رقص و نغمہ رقاصان خوبرو و نے نوازی خواجہ عمرو ثانی سے لطف اُٹھائین دل خوش
کرین جب بخت ستارے آپکے طالع کے گزر جائین ایام نیک آجائین اُسوقت بزم عشرت موقوف
کیجائے اور یہان سے سمت طلسم صندل کوچ کیا جائے خورشید روشن دل نے سب کے کہنے سے
مجبور ہو کے کہا کہ مین صحبت رقص و نغمہ سے گو بہت کنارہ ہون لیکن تم سب کے اشتیاق و اصرار
سے لاچار ہون اچھا تمھارے کہنے پر عمل کیا جائیگا یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اسی طرح سے
پھر بزم طرب آراستہ کرو سامان عیش و راحت کرو ارباب نشاط کو ہمارے حکم سے طلب کرو
ملازم کاربند ہوے بزم عشرت رشک بزم جمشید آراستہ کی خورشید روشن دل و شاہزادہ
رستم ثانی و جدید شاہ و سر شمار شاہ و شاہزادہ فیروز زندۂ مازندرانی و تیغ سیف شاہ و سہراب
بن لندھور و فرزند خورشید روشن دل و خواجہ عمرو ثانی و ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل کشاد
جملہ اہل دربار خورشید روشن دل علیٰ قدر مراتب بزم عشرت مین بیٹھے عورتین علیحدہ مردون سے
مقام محفوظ مین بعد پردہ داری بیٹھین اُسوقت حکم خورشید روشن دل سے ساقیان خوبرو
کشتیان بادۂ مشکبو کی لیکر بزم مذکور مین آئے جملہ اشخاص موجودہ بزم مذکور کو جامہائے
بلورین مین مے ناب مشکبو پلانے لگے ہر اک بعد خوشی شراب ناب پینے لگا جب سب اہل
بزم شراب پی چکے اور بالائے مے کباب گرما گرم و دیگر اشیائے گزک کہا چکے ساقیان گل پیرہن
نازنین کشتیان مل کی اٹھا کے لیگئے بعد اُنکے جانے کے حکم خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ
حسینہ خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے بزم طرب مین حاضر ہوئی بعد سلام
کرکے اور درست ہوکے سازون کے بعد انداز و ناز و ادا و عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی
سازندے ساز بجانے لگے وہ مہ لقا گت ناچنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھکر خوش ہونے
لگے بجائے خود تعریف اسکی کرنے لگے خواجہ عمرو ثانی اہل بزم کے خوش ہونے سے دل مین
اپنے سمجھنے لگے کہ یہ رقاصہ کیا خاک رقص کرتی ہے کہ جسکے رقص کو دیکھکر یہ لوگ اسقدر
شادمان ہو رہے ہین جب وہ غیرت زہرہ رقص کر چکی ایک لمحہ توقف کرکے رنگ بزم
دیکھ کے یہ غزل گانے لگی سازندے ساز بجانے لگے غزل

جس بام پر نگاہ پڑی کوہ طور تھا
دیدار کو کلیم آتجے جلنے کو طور تھا
اتنا لحاظ دختر رز کا ضرور تھا
ساقی مگر یہ جام شراب طہور تھا
دل سے تو تھا قریب جو آنکھوں سے دور تھا
آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا
گوشہ مزار کا مجھے آغوش حور تھا
قاتل کو تیغ ناز پہ کیا کیا غرور تھا

جب تک کہ چشم شوق مین وحدت کا نور تھا
اے برق حسن یار یہ اچھا ظہور تھا
واعظ وہی زبان سے کرتا تھا ذکر حور
ہم سے گناہگار جو محروم رہ گئے
یعقوب اور فرقت یوسف مین اضطراب
صورت تری دکھا کے کہونگا یہ روز حشر
اے صور حشر قہر کیا کیون جگا دیا
اک ہچکیان کا کام نہ پورا ہوا امیر

اہل بزم غزل مندرجہ کے اشعار کو سنکے
بجائے خود تعریف ہر اک شعر کی کرنے لگے اور اُس رقاصہ کی خوش گلوئی و کمال علم موسیقی کی ثنا

کرنے لگے خورشید روشن دل وغیرہ اہل بزم زر و جواہر اسے انعام مین دینے لگے خواجہ عمرو فانی یہ رنگ
دیکھکر دل مین کہنے لگے کہ یہ لوگ کیا بیوقوف ہین نہ تو کچھ سمجھتے ہین نہ جانتے ہین اس رقاصہ
کی گوری صورت دیکھکر مائل ہو کے بیہودہ رقص و نغمہ کرنے پر زر و جواہر ہوئی دریغ دیے رہے ہین
روبرو مجھ ایسے اکمل کے اس رقاصہ جاہلہ کی کیا قدر کرتے ہین اگر مجھ سے یہ لوگ کہتے تو مین
خوبی سے گھنگرو پاؤن مین باندھکر اہل بزم کو شراب پلاتا تاکہ دیکھکر ہر اک دنگ ہو جاتا قدم
اُٹھانے مین جو گھنگرو یہ لوگ کہتے اُتنی ہی آواز دیتے اور بعد شراب پلانے کے ایسی
نے بجاتا اور اس طرح خیال گاتا تاکہ ہر اک صوفی کو حال آجاتا اہل بزم عشرت کو سکتا ہو جاتا
چرند و پرند میرا گانا سنکے وحشت و پرواز سے باز رہتے سمان بندھ جاتا ابھی خواجہ اپنے
دل مین یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ شاہزادہ رستم ثانی نے جانب خواجہ دیکھکر عقل سے دریافت
کیا کہ اسوقت خواجہ برہم ہین آثار غصہ چہرے سے ہویدا ہین یہ دیکھ کے بنظر فراست دریافت کیا کہ
اسدم اس رقاصہ کی تعریف کرنے سے اور زر و جواہر اسے دینے سے خواجہ کو غصہ آیا ہی باین وجہ کہ
اسقدر زر و جواہر رقاصہ لیے جاتی ہی مجھکو کوئی گانے کو نہین کہتا ہی اگر مین نے بجاتا ہوتا تو مین
بھی زر و جواہر پاتا یہ سمجھکر شاہزادے نے خواجہ سے کہا اسوقت دل یہ چاہتا ہی کہ آپ نے بجایئے
کوئی غزل گایئے اہل بزم کو خوش کیجیے خواجہ نے جواب دیا رقاصہ تو رقص و نغمہ کر رہی ہے مین
نے کیا بجاؤن دل میرا متردد ہی فکر تنگدستی دامنگیر ہے شاہزادے نے زر و جواہر کے
دینے کا اقرار کیا عمرو ثانی نے کہا پہلے سب صاحب علے قدر مراتب زر و جواہر جمع کر دین مین
دیکھ لون کہ وہ کسقدر ہی موافق میری دفع تنگدستی کے ہی یا نہین ہی تمھارے اقرار کرنے سے
کیا ہوتا ہے شاہزادہ موصوف یہ سنکر مسکرایا اس اثنا مین رقاصہ مذکورہ نے غزل مندرجہ
تمام کی اور انعام لیکر بزم سے چلی گئی رستم ثانی نے خورشید روشن دل وغیرہ سے کہکے زر کثیر
اور تھوڑا جواہر ایک جگہ جمع کیا خواجہ نے اُسکی زر و جواہر کو اٹھاکر نذر زنبیل کرکے نے نگال کے ہونٹ سے
لگاکے بجائی اور یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

نہین لاتا کسی صورت لڑون کیونکر مقدر سے
نہ گل چھوٹے اپنی قبر پہ پھولون کی چادر سے
سفیدی رُخ کی رہ جائے بیاض صبح محشر سے
جواب نامہ قاتل نے لکھا خون کبوتر سے
تماشا دیکھنے چھپکر لگا پردے کے اندر سے
نسیم آہ مجنون بڑھ گئی تیزی مین صرصر سے
کہ شکوہ بار ہونے آخر کیا مر مر کے خنجر سے
دکھا صورت اُسے آنچل ہٹا کے رو کے اوڑھے سے

نہایت فکر کی نکلی نہ شکل تیغ و تبر سے
رقیبون کو جو گذرا خار آنکھ اُس گل تر سے
ترا وحشی جو آجائے قیامت مین قیامت ہو
خطا کیا مشت پر کی تھی مگر ہم پر چھری پھیری
نظارہ چہرہ جانان کا بیان کا نہ مشکل ہے
نہ پایا ساربان اتنا اُٹھایا پردہ محمل
کیا عاجز یہ وقت ذبح میری سخت جانی نے
بہت ہی تھم ترے عاووت کا فرخدا شاہد

اہل بزم اشعار غزل سننے لگے تعریف خواجہ کی
کرنے لگے چونکہ خواجہ بھی داد دی گار رہے تھے احسان کے دلون کا تو کیا ذکر ہی لوہا اور پتھر
نرم ہو گئے۔ تھے وحشی وطیر جست وخیز و پرواز سے باز تھے نو ازی خواجہ سے مست و مدہوش تھے

سمان بندھا تھا ہر ایک شخص کو سکتہ سا تھا ہوش کسی کے بجا نتھے ہنوز خواجہ نَے بجا رہے تھے
غزل مندرجہ گا رہے تھے اہل بزم کو اک سکتہ سا تھا سمان بندھا تھا گاہ سوے فلک لکہ ہاے ابر
رنگا رنگ نمایان ہوے اُن مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی کسی ابر سے بارش مروارید
ہوتی تھی کسی لکہ ابر سے پھول برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے انگارے آگ کے بجاے قطرہ
آب گرتے تھے جو لوگ بیرون بزم عشرت تھے اور اپنے ہوش و حواس مین تھے اُنھون نے
دیکھا کہ سوے فلک لکہ ہاے ابر پیدا ہوے ہین یہ دیکھکر اُنکو گمان ہوا کہ شاید صندلان شاہ
مع اپنے لشکر کے آیا ہے یہ گمان کرکے گھبرائے جلد جلد سامان جنگ مین مصروف ہوے اسباب
سحر مانند نارنج و ترنج و نارئیل چونی دار گلدستے وغیرہ ہاتھون مین لیکر سحر پڑھنے لگے ہنوز
وہ ساحر سحر پڑھ ہی رہے تھے ناگاہ وہ سب لکہ ابر سحر درمیان سے فتق ہوے دیکھنے والون نے
دیکھا کہ ایک تخت سحر پر عجائب جادو ایک صندوقچہ لیے ہوے بیٹھا ہے پس پشت اُسکے ہزارہا
ساحران نامی وغیرنامی سحر کی سواریون پر سوار ہین جھولیان اسباب سحر کی اُنکے دوش پر
ہین ہاتھون مین ترسول اور پیتسول لیے ہین یہ دیکھکر وہ سب خوش ہوے باہم کہنے لگے
خوب ہوا کہ ہمنے کوئی نارنج و ترنج سحر کرکے اِن لکہ ہاے ابر سحر پہ نہین مارا ورنہ آپس مین
لڑائی ہوتی ہزارہا ساحر کام آتے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوتے ابھی ساحران مذکور باہم
یہ تقریر کر رہے تھے کہ عجائب جادو بلندی سے مع تمامی اپنے لشکر کے سوے پستی آیا لشکر کو
بیرون بزم عشرت چھوڑکے ہمراہ اکثر ساحران نامی کے اندر محفل عیش و عشرت کے گیا
خواجہ کو نَے بجاتے دیکھا سب کو عالم وجد مین پایا یہ رنگ بزم دیکھکر پاس خورشید
روشن دل کے بیٹھ گیا ہمراہی اُسکے بھی علے قدر مراتب بزم مین بیٹھے ہر اک نَے نوازی خواجہ
خوش ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ نے غزل تمام کرکے نَے کو داخل زنبیل کیا
شاہزادہ رستم ثانی و خورشید روشن دل وغیرہ اہل بزم عجائب جادو سے ملے اُس نے
وہ صندوقچہ جس مین لوح طلسمی تھی سب کے روبرو طلسم کشا کو دیا اُس نے صندوقچہ کھولکر
لوح طلسم صندل نکال کر خوش ہوکے بطور ہیکل کے گلے مین ڈالی اور کہا اے عجائب جادو
تمنے لوح طلسم صندل دیکر مجھ پر احسان کیا اُس نے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ یہ آپ کیا کہتے ہین
جب مین آپکا شریک ہوکر مطیع دین اسلام ہوا تو لوح طلسمی اپنے پاس کیا رکھتا یہ تقریر اُسکی
سُنکے جملہ اہل بزم نے کہا اب خالق زمین و آسمان وہ روز مبارک دکھاے کہ طلسم صندل
فتح ہو مراد دلی بر آئے بعد اس تقریر کے ہر اک شخص تعریف نَے نوازی خواجہ کی کرنے لگا خواجہ
کلمات انکساری زبان پر جاری کرنے لگے اس اثنا مین حکم خورشید روشن دل سے ایک رقاصہ
سونی صورت نوجوان ہمراہ اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے
اپنے سازندون سے اشارے سے کہنے لگی جلد سازون کو درست کرو اُنھون نے ساز درست کرکے
بجانے رقاصہ رقص کرنے لگی اہل بزم تماشا دیکھنے لگے بعد رقص کرنے کے وہ رقاصہ غزل لین
عاشقانہ متواتر گانے لگی سب سننے لگے خواجہ بزم عشرت سے اُٹھکر باہر گئے دیکھا لشکر عجائب جادو

آتے رہا ہی زلزش بارگاہ و خیام برپا واستادہ کر رہے ہین ہنوز خواجہ جانب لشکر عجائب جادو دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے چالاک ثانی و سیارۂ ثانی و قران ثانی و برق ثانی چارون عیار پیدا ہوے اُنھون نے خواجہ کو دیکھکر بعد ادب سلام کیا خواجہ نے خوش ہوکے پوچھا تم کہان سے آتے ہو انھون نے جواب دیا کہ جب صحراے حوالی طلسم رنگین حصار مین عجائب جادو آیا تھا اُسنے شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو ابر سحر برسا کے بیہوش کیا تھا اور جملہ مردان سپاہ ساحر وغیر ساحر کو شکست دی تھی اور وہ سب مردان لشکر سوے دشت و کوہ بھاگ گئے تھے ہم بھی اُنھین کے ساتھ چلے گئے تھے عجائب جادو کے خوف سے نکل گئے تھے فی زمانہ سُنا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی رہا ہوا ہی اور اس جگہ ہی اسی وجہ سے ہم یہان آئے ہین لشکر ساحران و فوج غیر ساحران ابھی تک درہ ہاے کوہ مین پوشیدہ ہی آپ فرمائیے یہان کا کیا رنگ ہی عجائب جادو کی کیا کیفیت ہی خواجہ نے جو حال گذرا تھا مفصل بیان کیا چالاک ثانی وغیرہ حالات سے آگاہ ہوکے خوش ہوے اور کہا شکر ہی خدا کا کہ عجائب جادو وغیرہ مطیع دین اسلام ہوے شاہزادے کو لوح طلسم دستیاب ہوئی خواجہ یہ سنکے اُنکو اپنے ہمراہ لے گئے بزم عشرت مین۔ چالاک ثانی وغیرہ چارون عیارون نے شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کیا شاہزادے نے پوچھا تم کہان تھے اُنھون نے جواب دیا ہم درہ کوہ مین تھے وہین آپکا لشکر بھی ہی شاہزادے نے کہا جاؤ اہل لشکر کو تم مین کوئی جا کے یہان لے آئے بموجب حکم قران ثانی براے طلب سپاہ سوے دشت و درہ کوہ روانہ ہوا بعد قطع راہ مقام قیام سپاہ پر پہونچا جملہ ساحران وغیر ساحران سے کہا چلو تمکو شاہزادہ رستم ثانی نے بلایا ہی وہ سب خوش ہوکے وہان سے روانہ ہوکے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے طلسم کشا اپنے لشکر کے آنے سے اور مردان سپاہ خورشید روشن دل کے آنے سے خوش ہوا پھر حکم دیا کہ یہان بالفعل سب قیام پذیر ہون حسب الحکم فوراً اُنھون نے بارگاہین اور خیام استادہ کئے اہل لشکر فروکش ہوے اہل بزم عشرت مشغول عیش و عشرت رہے ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے محفل طرب مین بیٹھے ہوے رقص و نغمۂ رقاصان سے لطف اُٹھایا کئے

داستان عاشق ہونا خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کا چنچل وغیرہ عیار بچیون پر اور عیاری کرنا عیار بچیون کا اور قتل ہونا ابلیس خود پسند کا دست خورشید روشن دل سے اور لڑنا خورشید روشن دل کا ملکہ آتش افروز جادو سے اور قتل ہونا مردار خوار جادو کا دست ساحرۂ مذکور سے اور خود بھی اُسکا مرنا مع حال دیگر ساقی نامہ

ساقیا بھر دے ہمارے جام کو پھر	نشہ کا ہو چکا مزہ آخر	عشق ایسی بری بلا ہی آہ
کرتا ہی ذی شعورون کو وہ تباہ	ہوے دیوانے اسمین دانشمند	سیکڑون اسمین ہوگئے دل بند
سیکڑون اسمین ہوگئے مجنون	عاقل و ذوفنون ہوے مفتون	پر نہ اپنے کسی کا پاس کیا
ان عمونون پر بھی دل کو داغ دیا		

راویان عاشق خوش حاکیان عیار سیرت و مجوا اس داستان نادر کو یون بیان کرتے ہین کہ بدستور مرقوم الصدر بزم عشرت آراستہ تھی رقاصان خوبرو و ارباب نشاط خوش گلو یکے بعد دیگرے بزم طرب مین آکے روبرو اہل بزم کے رقص و نغمہ کر رہے

تھے طلسم کشا و عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ بزم مین بیٹھے تھے بادہ کشی و رقص
و نغمہ ارباب نشاط سے شادمان تھے طلسم کشا کو صرف اسقدر تامل تھا کہ ایام نحست خورشید
روشن دل کے گذر جائین کواکب نیک طالع کے آجائین تو یہان سے سوے طلسم صندل مع لشکر
کوچ کرون بہ ہدایت لوح در بند طلسم صندل فتح کرون صندلان شاہ کو مسلمان یا قتل
کرون طلسم صندل کو توڑون در مدعا حاصل کرون باوجودیکہ بزم عشرت آراستہ
تھی سامان عیش و راحت مہیا تھا مگر شاہزادہ موصوف لے بچیل لشکر کشی بیتاب و بیقرار ہو کے
خورشید روشن دل سے دریافت کیا کہ اب ایام نحست آپکے باقی ہین یا گذر گئے اُس نے
جواب دیا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ مجکو اپنے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ آج وقت شب نحس المنار
سے کواکب نحس میرے طالع کے مبدل بہ کواکب سعد ہو جاینگے کل یہان سے مین آپ کے ہمراہ
بیخوف و خطر مع لشکر جانب طلسم صندل چلونگا طلسم کشا یہ سنکے خوش ہوا پھر سوے رقاصہ
متوجہ ہو کے رقص اُسکا دیکھنے لگا خواجہ عمرو ثانی بزم عشرت مین بیٹھے تھے ناگاہ دل گھبرایا
بزم سے اُٹھکر بیرون بزم گئے لشکر عجائب جادو مین پہونچے دیکھا کہ ایک خیمہ مین چنچل عیار
بچی بصد ناز و ادا بیٹھی ہے چونکہ خواجہ دربار عجائب جادو مین جب بصورت زفتہ گئے تھے
اس عیارہ پر مائل ہوے تھے اب جو دوبارہ اُسکو دیکھا قریب جا کر اظہار عشق کرنے لگے وہ
کمبخت بناز و ادا کرنے لگی اِدھر تو خواجہ اپنی محبوبہ سے ہمسخن ہین لیکن اب احوال چالاک
ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب سے عجائب جادو عیار بچیون کو اپنے
ہمراہ لے کے ملک مین بادشاہ خورشید روشن دل کے آیا ہے چالاک ثانی مرقع عیارہ بچی پر
شیفتہ ہوا ہے اور برق ثانی تصور عیارہ پر مائل ہوا ہے سیارہ ثانی چنچل پر فریفتہ ہوا ہے یہ
تینون عیار ان تینون عیار بچیون پر عاشق ہو کے شب و روز فکر و خیال مین رہتے ہین مگر یہ عیار
بچیان اُنکے دام مین نہین پھنستی ہین راضی وصل پر نہین ہوتی ہین غرض آمدم بر سر مطلب
خواجہ اپنی معشوقہ چنچل سے گفتگو ر نیاز کرتے کرتے پاس اُسکے جا بیٹھے اشتیاق وصل ظاہر کرنے
لگے چونکہ چنچل وغیرہ بظاہر مطیع دین اسلام ہوئی تھین اور بباطن خداوند تعالیٰ آئینہ رو کو
اپنا خداوند جانتی تھی عجائب جادو سے بیزار تھین چاہتی تھین کہ کوئی کار نمایان کر کے لشکر
عجائب جادو سے خدمت صندلان شاہ مین جائین تمام حال عجائب جادو کا بیان کرین
پس باین وجہ چنچل نے خواجہ سے کہا کہ ای خواجہ مجھ سے ایسی واہیات باتین نہ کرو مجھے ان
باتون سے نفرت ہے کسی اور سے طالب وصل ہو اول تو یقین مجکو تمھارے عاشق ہونے کا نہین
ہے اور بالفرض و المحال تم مجھ پر عاشق بھی ہو تو مجھے تمسے واسطے دو چار روز کے رسم کرنا منظور
نہین ہے کیا میری شامت ہے کہ تمھاری چندروز کی زندگی ہی مین اِسوقت تمھاری منت عاجزی
پر نظر کر کے اقرار وصل کر لون یا آج کل مین ہمبستر ہون آبرو اپنی دیدون چار روز کے
واسطے تمسے نکاح کرون بعد ازان بیوہ ہو جاؤن خواجہ نے جواب دیا ای جان من یہ کیا کہتی ہو کہ
کسی کی حیات مستعار کا اعتبار نہین ہے لیکن بالفعل کون مجھے مارے ڈالتا ہے بظاہر تو زندگی میری

بہت ہی ضعیف بھی نہین ہون کہ کھون اجل قریب ہی یہ محض تمہارا خیال خام ہی کہ چارون کی میری
زندگی جانتی ہو نکاح کرنے سے انکار کرتی ہو ہم سمجھے تم ناز کرتی ہو اسنے جواب دیا ای خواجہ مین نے کہا
وہ تم بجز ملی نہین سمجھے خواجہ نے پوچھا کیا تمنے کہا مفصل کہو اس نے کہا مین ڈرتی ہون کہ صندلان شاہ
ابھی زندہ ہی طلسم اسکا باقی ہی وہ بادشاہ صاحب حکمت و اختیار ہی سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق ہے
تم شریک و معین طلسم کشا ہو ہمراہ شاہزادہ رستم ثانی کے ضرور جانب طلسم صندل جاوگے وہان
جاکے عیاری کروگے صندلان شاہ برہم ہوکے تمھین گرفتار کرکے مار ڈالیگا اسی سبب سے
مین نے کہا کہ واسطے چند روز کے نکاح کرنا تمسے بیکار ہی تم مارڈالے جاوگے مین بیوہ ہو جاونگی
تمہارا مین دیدہ و دانستہ ایسی بات کیون گوارا کرون کہ صدمہ بھی ہو اور آبرو بھی جاے لطف
زندگی باقی نہ رہے خواجہ نے سنکر جواب دیا صندلان شاہ کی کیا مجال کہ مجکو گرفتار کرکے قتل
کر سکے گو وہ ساحر زبردست ہی مگر مجکو قتل نہ کر سکے گا مین عیار بلاے روزگار ہون فرزند رشید
و جانشین خواجہ عمرو ادلے ہون مرنا جانتا ہی نہین جسطرح میرے والد بزرگوار کبھی یاد نہین کرتے
تھے اسی طرح مین بھی اس بری اور تلخ شی کو کبھی یاد نہین کرتا اور طالب نہین ہوتا جب تک تین
مرتبہ اس تلخ شی یعنے مرگ کا طالب خدا سے نہونگا ہرگز نہ مرونگا تین مرتبہ کا طالب ہونا تو کجا
مین کبھی ایک مرتبہ بھی تمناے اجل نہ کرونگا تم عبث ڈرتی ہو اسنے کہا ای خواجہ صندلان شاہ بلاے
بے درمان ہی تمنے اسے سحر کرتے نہین دیکھا ہی جو چاہتا ہی اپنے سحر سے عجائب غرائب دکھاتا
ہی اگر وہ برہم ہوکے سحر پڑھنے مین لب ہلاے تو قیامت برپا کرے مین نے بچشم خود دیکھا ہی کہ وہ
باشارہ چشم و ابرو ایسے ایسے امور عجائب و غرائب دکھاتا ہی کہ عقل حیران ہوتی ہی ایک روز
صندلان شاہ نے واسطے ایک کار دشوار کے مجھے طلسم رنگین حصار سے بلایا تھا مین نے
حسب الحکم اسکے ایک عیاری کی تھی اسنے خوش ہوکے علاوہ زر و جواہر دینے کے ایک صندوقچہ
مجھے دیا تھا اور کہا تھا ای چنچل یہ وہ صندوقچہ سحر ہی کہ جب تو اسکو کھولکر دیکھے گی ایسے ایسے امور
عجائب و غرائب مشاہدہ کرے گی کہ حیران ہو جائیگی کیسا ہی تجکو رنج و غم ہوگا سیر امور عجائب و غرائب
سے دفع ہو جائیگا غنچۂ دل کیسا ہی بستہ ہوگا مانند گل کے شگفتہ ہو جائیگا کبھی صحراے سبزہ زار کبھی باغ
پر بہار نگاہ کبھی ویرانہ کبھی بتخانہ کبھی میخانہ و ہجوم رندان بدمستانہ کبھی شہر آباد نگاہ معشوقان ستم ایجاد
کبھی کوئی بیشل بزم نگاہ صف آرائی دو لشکر و رزم کبھی بیابان وحشت ناک نگاہ اکثر عشاق
مانند قیس گریبان چاک تجھے نظر آئینگے سوا اسکے جسکو تو دیکھنا چاہے گی وہ اس صندوقچہ
طلسمی مین تجھے نظر آئیگا اور جب کوہ و دشت و دریا وغیرہ کے سیر کی نیت کرکے اس صندوقچہ
کھولے گی وہی تجکو ایک آئینہ مین اس صندوقچے کے دکھائی دیگا وہ صندوقچہ ابتک میرے
پاس ہے اسکی حفاظت ایسی کرتی ہون جیسے سب اپنی جان کی حفاظت کرتے ہین جب میرا دل
چاہتا ہی صندوقچہ مذکور کو کھولکر جو چاہتی ہون آئینہ مین معائنہ کرتی ہون جب اسکے ایک
صندوقچہ سحر کی یہ صورت ہی تو وہ خود کیسا ساحر ہوگا اسکے سحر سے کون جانبر ہو سکے گا تم کہتے ہو
کہ مین عیار بلاے روزگار ہون کیا مجال اسکی کہ مجھے قتل و گرفتار کر سکے اگر سامنا ہو جاے

تو معلوم ہو جائے یہ کہکے مسکرائی خواجہ نے کہا اچھا من فیاد وہ صندوقچہ لاؤ ہم بھی دیکھیں کہ کیا کیا اختیار کے
عجائب و غرائب نظر آتی ہیں چنچل فی الفور گوشہ خیمہ سے اٹھا کر لے آئی خواجہ کو دیا اور کلید بھی
دی خواجہ نے اسے کھولا جیسے ہی وا کیا ایسا غبار سوت بیہوشی اس میں سے نکلکر خواجہ کے
دماغ تک راہ سوراخہائے بینی سے پہونچا خواجہ کو چھینک آئی چھینک آتے ہی بیہوشی طاری
ہوئی چنچل نے خوش ہوکر کہا اچھا یہ ایک تحفہ بلے نذر صندلان شاہ ہاتھ آیا ہے اب لشکر سے
وقت رخصت نکلکر سوے طلسم صندل جاؤنگی اس نگوڑے کو اپنی عیاری و مکاری پر بہت ناز
تھا ابھی کہتا تھا کہ مجھ سے نکاح کرو میرے ساتھ ہمبستر ہو میں تم پر شیفتہ و فریفتہ ہوں جان
جاتی ہے مجھ سے کچھ اسکی عیاری و مکاری نہ چلی میرے دام میں آگیا اور کچھ نکر دام عیاری میں نہ
آتا کہ میں نے بے لاگ اور عجب نازک عیاری کی تھی میں جانتی تھی کہ یہ عیار بلائے روزگار ہے
ذرا سے شبہہ میں آگاہ ہو جائیگا ہوشیار ہوکر دام فریب میں نہ آئیگا اسی وجہ سے میں نے اسکو
شراب نہیں پلائی کہ اسکو گمان ہوگا کہ یہ شراب بیہوشی آمیز ہے یہ کہکے اکیلے خیمہ میں کہ سب کی نظر
سے پوشیدہ تھا خواجہ کو چادر عیاری میں باندھا دماغ پر خواجہ کے پٹی دارو بیہوشی کی رکھ
دی ابھی چنچل چادر عیاری میں خواجہ کو باندھ چکی تھی بقچہ خواجہ کا اٹھا رہی تھی کہ قصد
خیمہ میں رکھنے کا ارادہ کر رہی تھی کہ ناگاہ مرقع خیمے میں آئی اس نے پوچھا اے بوا یہ پشتارہ
کیسا ہے چنچل نے ہنسکر جواب دیا کہ اس لشکر میں ایک عیار آفت روزگار ہے خبردار کسی سے اسکا
ذکر نہ کرنا میں نے خواجہ عمرو ثانی کو ایک نازک عیاری کرکے بیہوش کیا ہے ارادہ ہے کہ بہنگام شب یا
جسوقت موقع ملے پشتارہ اسکا اٹھا کر سوے صندلان شاہ جاؤں یہ تحفہ اسکے نذر کروں تمام
حال عجائب جادو کا بیان کروں مرقع نے متحیر ہوکے جواب دیا بوا میں تو جب سنتی تھی کہ
تم مطیع دین اسلام ہوگئی ہو عجائب جادو و طلسم کشا جملہ متوسلان طلسم کشا کی
دوست و خیر خواہ ہوگئی ہو خواجہ کے گرفتار کرنے سے ظاہر ہوا کہ تم صندلان شاہ کی دوست
ہو طلسم کشا وغیرہ کی دشمن ہو اس نے اسے یہ جواب دیا کہ اے بوا میں نے بظاہر کہا تھا کہ مطیع دین
اسلام ہوں بباطن تمثال آئینہ رو کی پرستش کرتی تھی اسوقت قابو پاکے اسکو بیہوش کیا ہے
چاہتی ہوں کہ قبل جانے طلسم کشا کے اس جگہ سے میں صندلان شاہ کے پاس جاؤں تمام
حال سے اسے آگاہ کروں مرقع نے کہا میں بھی مثل تمہارے اپنے دین اصلی پر ہوں میں بھی
تمہارے ساتھ چلونگی اور چالاک ثانی کو کہ مجھ پر مرتا ہے بعیاری گرفتار کرونگی اگر تم خواجہ کو بطور
نذر دوگی تو میں صندلان شاہ کے روبرو جاکر چالاک ثانی کو بطور نذر دونگی چنچل نے کہا اگر یہ
ارادہ ہے تو عجلت کرکے آج ہی چالاک کو اسیر کرو اس نے کہا ابھی چلو میں اس موے کو اسیر کرلونگی گو وہ
اسم بامسمے ہے مگر مجکو دیکھکر وہ از خود رفتہ ہوجائیگا ساری ہوشیاری و چالاکی اس کی جاتی رہیگی
دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا میری طرف دوڑے گا آرزوے وصل ظاہر کریگا چنچل تقریر
مرقع کی سنکے رنگ و روغن سے بصورت خواجہ عمرو بنی اور مانند لباس عمرو ثانی کے پوشاک
پہنی پھر بیٹھکر آئینہ اٹھا کے صورت اپنی دیکھنے لگی ہنوز چنچل بصورت خواجہ عمرو ثانی

اور مرقع بصورت اصلی دونون خیمے مین بیٹھی تھین قنات خیمے کی ایک طرف کی ہٹادی تھی کہ اگر کوئی
عیار اسطرف آئے تو یہان چلا آئے ہم اُسے بعیاری گرفتار کرین ورنہ خود جاکر خیمہ چالاک
مین داخل ہوکے یا اپنی تدبیر سے اور کسی جگہ اُسے لیجاکے بیہوش کرین ناگاہ حسب اتفاق
اسطرف سے چالاک ثانی گذرا عمرو ثانی اور اپنی محبوبہ کو خیمے مین بیٹھا ہوا دیکھکر متردد ہوکے
ٹھہر گیا دل مین کہنے لگا آج عمرو ثانی میری معشوقہ کے پاس کیون تشریف رکھتے ہین کیا کچھ حضرت
بھی اس پہ مائل ہوے ہین ذرا دریافت کرنا اور رنگ دیکھنا چاہیے یہ باتین دل مین کرکے
قریب خواجہ نقلی کے جاکے بیٹھا اور پوچھا آپ یہان کیون تشریف رکھتے ہین خواجہ مذکور نے جواب دیا
مین اسطرف آیا تھا مرقع اس خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی مجھے دیکھکر بلاکے اپنے پاس بٹھایا ابھی ذکر
تمھارا کر رہی تھی پوچھتی تھی کہ اسوقت چالاک کہان ہے مین نے کہا کہ مجھے کچھ بھی نہین معلوم کہ وہ
کہان ہے یہی باتین ہو رہی تھین کہ تم ادھر آئے اب تم یہان بیٹھو مین واسطے ایک کار ضروری کے
جاتا ہون یہ کہکے خواجہ نقلی تو ایک طرف روانہ ہوے چالاک ثانی اپنی محبوبہ سے حال دل بیان
کرکے طالب وصل ہوا اُس نے برہم ہوکے ایک پھول بصورت و رنگ گلاب نکال کر کہا او چالاک
تو نہین مانتا ہر مرتبہ ایسی بیہودہ باتین مجھسے کرتا ہے یہ کہکے وہ پھول گلاب کا تاک کر
سینۂ چالاک ثانی پر مارا اور کہا سونگھ اسکی بو کو اور دیکھ اسکے رنگ کو یہ مشابہ میرے عارض سے
ہے چالاک ثانی نے یہ سمجھ کر کہ یہ پھول میری محبوبہ نے اپنے دست نازک سے میری
طرف پھینکا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ مشابہ میرے عارض رنگین سے ہے اس سے بچنا اور
ہٹ جانا مناسب نہین ہے خوشا مقدر میرا کہ آج پھول مجھکو عنایت کیا ہے کیا عجب ہے کہ کل
نخل عشق میرا بار ور ہو بثمر وصل یار دستیاب ہو پس گل کو شگفتہ خاطر ہوکے اپنے چہرے سے
قریب رکھنا چاہیے چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا جسوقت وہ پھول سوراخ بینی پہ پڑا پاش پاش ہوگیا
کچھ غبار مانند دھوئین کے اُس سے پیدا ہوا وہ دھوان باخبار بذریعہ قوت شامہ و لقمتا بدماغ
پہونچا چالاک کو چھینک آئی بیہوشی نے اثر کیا فی الفور بیہوش ہوکے گرا مرقع نے ایک
گوشۂ خیمہ مین اُسے لیجاکے پٹلی بیہوشی کی دماغ پر چڑھاکے چادر عیاری مین باندھا یہان تو
مرقع نے چالاک ثانی کو بیہوش کیا اُدھر خواجہ نقلی نے جاکر تصویر اور چیچل سے
اپنا ارادہ بیان کیا اور کہا مین نے خواجہ ثانی کو بیہوش کیا ہے مرقع نے چالاک ثانی کو
بیہوش کیا ہوگا اب تم دونون کسی عیاری سے برق ثانی و سیارۂ ثانی کو بیہوش کرکے
چادر عیاری مین تنہا لیے اُنکے باندھکے سوے صحرا جاکے درۂ کوہ مین ٹھہرنا مین بھی ہمراہ
مرقع کے وہان آؤنگی یا تم میرے ہی ہمراہ چلنا اُنھون نے کہا اچھا ہم تمھارے ہی ساتھ
چلین گے چیچل یہ سنکے اپنے خیمے مین آئی صورت اپنی جو تبدیل کی تھی بصورت اصلی ہوکے مرقع
سے پوچھنے لگی کہو بعد ہمارے جانے کے تمنے کیا کیا اُس نے کہا کہ مین نے بھی مانند تمھارے اپنے
شریف کو گل بیہوشی آمیز مارکے بیہوش کیا ہے دیکھو وہ چادر عیاری مین لپٹا ہوا ہے اُس کا باندھ کر
رکھا ہے چیچل یہ سنکے خوش ہوئی وہان تصویر اور چیچل اپنے خیمے سے نکلکر سوے صحرا باہم

ہنستی ہوئین اور باتین کرتی ہوئین اُسطرف سے چلین کہ جسطرف خیمہ برق ثانی و سیارۂ ثانی کا
تھا حسب اتفاق اُسوقت دونون خیمہ مین بیٹھے ہوے شراب پینے کی فکر مین تھے شیشۂ مئے اُٹھایا
تھا جام مین شراب اونڈیل کر چاہتے تھے کہ پئین ناگاہ اُنھون نے دیکھا کہ تصویر و کیچل سوے صحرا
جاتی ہین دونون عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ اسوقت یہان شراب پینا اچھا نہین ہے
بادہ کشی ہمراہ محبوب کے مناسب ہے لہذا ہم بھی عقب تصویر و کیچل چلین شیشۂ شراب و جام
اُٹھا لیں یہ مشورہ کرکے عقب اُنکے روانہ ہوے جلد راہ طے کرکے لشکر سے نکلکر قریب اُنکے پہونچکر
ہر ایک نے اپنی اپنی محبوبہ سے مخاطب ہوکے کہا اے جان جہان اسوقت کہان جاتی ہو اُنھون نے
بناز و ادا کلمات سخت و دشنام دیکے کہا جہان ہمارا دل چاہتا ہے ہم جاتے ہین تمھارا کچھ اجارا
ہے تم ہمارے ساتھ نہ آؤ برق ثانی نے تڑپکر اپنی محبوبہ سے کہا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا جہان
تم جاؤگی مین بھی جاؤنگا یہ کہکے اُسکے ساتھ ساتھ چلا اسی طرح سیارۂ ثانی نے بھی اپنی محبوبہ
سے کہا کہ مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا غرض دونون عاشق ہمراہ دونون معشوقون کے چلے
تھوڑی دور جاکے تصویر و کیچل نے کہا اے بوا اب تو ہم تھکگئے ذرا کہین دم لو آگے نہ جاؤ
بس یہین سے سیر صحراے سبزہ زار دیکھو تصویر کیچل کے کہنے سے ایک جگہ کچھ فرش بچھا کے بیٹھ گئی
کیچل بھی بیٹھی برق ثانی سیارۂ ثانی بھی قریب اُن کے بیٹھے ہر چند اُنھون نے منع کیا مگر وہین
بیٹھے اور جام بلورین مین شراب بھرکے کہنے لگے دل مین چاہتا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے تم جام لیکر
شراب پیو اور اپنے ہاتھ سے ہمین پلاؤ اُنھون نے جواب دیا ہمین کیا غرض کہ ہم تمھارے ہاتھ
سے شراب پیین اور تمھین اپنے ہاتھ سے پلائین برق ثانی و سیارۂ ثانی نے جب بہت اصرار کیا
اور لجاجت کیا اسوقت اُنھون نے کہا خیر تمھاری خاطر سے تمھین جام شراب دیدینگے مگر ذرا ہوشیاری
سے پینا کہ اس مین ہم تھوڑا کچھ مار ڈالدینگے شراب پیتے ہی مرجاؤگے سیارۂ ثانی و برق ثانی
نے جواب دیا اپنی محبوبہ کے ہاتھ سے زہر کا پینا بھی اچھا ہے ہمین منظور ہے تم ہمین زہر ہی پلا دو
یہ سنکے تصویر اور کیچل قہقہہ مارکر ہنسین یہ دونون سمجھے کہ از راہ مزاح ہے یہ ایسی تقریر کرتی
ہین بھلا یہ ہمکو کیا سفوف بیہوشی سے بیہوش کرینگی یہ کہکے وہ شیشہ و ساغر اُنکے روبرو رکھ دیا
پہلے تصویر نے جام شراب برق ثانی کو دیا پھر کیچل نے جام شراب سے بھرکے سیارۂ ثانی کو دیا
دونون نے شراب کو دیکھکر بیہوشی آمیز نہ پاکے جام منہ سے لگاکے شراب پی پھر اپنے ہاتھ سے
شراب جام مین بھرکے اُنسے کہا کہ ہمارے ہاتھ سے تم بھی شراب پیو اُنھون نے انکار کیا
آخر بعد اصرار کے ذرا ذرا سی شراب تصویر اور کیچل نے خوب دیکھ بھال کے پی جب دونون عیارون کو
نشۂ شراب کا ہوا برق ثانی اپنی محبوبہ سے سیارۂ ثانی اپنی معشوقہ سے لپٹنے لگا طالب وصل
ہونے لگا یہ دونون کو اپنے پاس سے ہٹانے لگین دشنام دینے لگین کلمات سخت و درشت
کہنے لگین عیاران مذکور عالم نشۂ شراب مین کب اُنکے ہٹانے سے ہٹتے تھے
اور اُن کے سخن ہاے سخت سنکے کب ناراض ہوتے تھے لپٹ ہی گئے چونکہ وہ
تو عیار بچیان اپنے لباس مین عطر بیہوشی آمیز ملے ہوے تھین اور اپنے

سورج بلائے بینی کو بینہ سے بند کیے تھین عیاران مسطور بوسے عطر مذکور سونگھتے ہی بیہوش ہوگئے دعائے دلی کچھ بھی دل سے نکال نہ سکے بوس وکنار سے محروم رہے عیار بچیون نے دونون عیارون کے دماغ پر پہنچ خوف بیہوشی کی پڑھا کے چادر عیاری مین انھین باندھا ڈھائی گرہ عیارون کی مانند ہر اک پشتارے کی لگا کے خوش ہو کے باہم کہا اب کیا تدبیر کیجائے تصویر نے کنچل سے کہا بہتر یہی ہے کہ تم چنچل اور مرقع کے پاس جاؤ اُن سے کہو کہ پشتارون کو لیکر سوے صحرا چلو تصویر تمھاری منتظر ہے کنچل بصورت اصلی اُس جگہ سے لشکر مین آئی مرقع اور چنچل سے کہا ہم نے اور تصویر نے برق ثانی و سیارہ ثانی کو بیہوش کر لیا ہے اب تم پشتارہ اُٹھا کے سوے صحرا آؤ چنچل اور مرقع یہ خبر سنکے خوش ہوئین اور اپنے خیمے کی اُس قنات کو خنجر سے چاک کیا کہ جس طرف ویرانہ تھا کوئی اُس جانب سے راہ نہ چلتا تھا بعد چاک کرنے قنات کے تینون عیار بچیان پشتارے دونون دوش پر اُٹھا کے اُسی طرف سے سوے صحرا روانہ ہوئین اثنائے راہ مین چند اہل لشکر نے اُنھین جاتے دیکھکر پوچھا کہان جاتی ہو یہ پشتارے کیسے ہین اُنھون نے جواب دیا ہم تمسے کیا کہین یہ اک راز ہے اسکو ظاہر نہ کرینگے کیونکہ یہ حکم ہمکو عجائب جادو کا ہے کہ اِس راز کو کسی سے بیان نہ کرنا اہل لشکر یہ سنکے خاموش ہو رہے عیار بچیان جلد تر راہ طے کر کے صحرا مین پہونچین دیکھا تصویر منتظر بیٹھی ہے اور دو پشتارے دونون عیارون کے پاس اُسکے رکھے ہین یہ دیکھکر چنچل و مرقع خوش ہوئین پھر چارون عیار بچیان چارون عیارون کے پشتارے اُٹھا کے راہ صحرا سے قریب شام سوے طلسم صندل روانہ ہوئین اور خوف سے خورشید روشن دل و عجائب جادو و طلسم کشا و عیار قران ثانی کے جلد تر راہ طے کرنے لگین یہ عیار بچیان تو ایک ایک پشتارہ اُٹھائے ہوے مانند باد تند کے سوے طلسم صندل پاس صندلان شاہ کے جاتی ہین جب راہ مین تھک جاتی ہین تھوڑی دیر قیام کرتی ہین اور اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوتی ہین حال اِنکا انشاء اللہ مولف جلد دوم تورج نامہ آئندہ لکھے گا مگر اب احوال بزم عشرت و طلسم کشا و خورشید روشن دل و قران ثانی کا درج کرتا ہے کہ بدستور مرقوم بزم عشرت آراستہ تھی رقاصان خوبرو و خوش گلو یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندون کے آکے بزم عشرت مین روبروے اہل بزم کے رقص و نغمہ کرتے تھے اہل بزم منتظر شراب ناب مین بعد خوشی بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے تھے گانا سن رہے تھے ناگاہ شاہزادہ رستم ثانی نے عین رقص و نغمہ رقاصہ مین خواجہ کا خیال کر کے قران ثانی سے کہ حاضر بزم تھا پوچھا خواجہ کہان ہین اُس نے عرض کیا تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ خواجہ یہان سے اُٹھکر باہر گئے تھے شاہزادہ موصوف نے کہا اُنکو بلا لاؤ کچھ مجھے اُنسے کہنا ہے قران ثانی بزم سے اُٹھکر باہر جا کر چار طرف جستجو خواجہ کی کرنے لگا لشکر مین بھی تلاش کرنے لگا ہرچند اُس نے بہت ڈھونڈا مگر خواجہ کو نہ پایا بلکہ چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی کو بھی نہ پایا نہایت متردد و پریشان خاطر ہوا دل مین سوچا کہ خواجہ و چالاک وغیرہ عیار بچیون نے

حائل ہین عجب نہین کہ خیمے مین عیار بچیون کے ہوگئے یہ سوچکر خیمۂ مرقع و تصویر وغیرہ عیار بچیون مین
گیا وہان بھی کسی کو نہ پایا اب اُسے تردد زیادہ ہوا خیمے سے نکلکر اہل لشکر سے پوچھا تمھین کچھ معلوم ہے
کہ خواجہ ثانی وچالاک ثانی وسیارۂ ثانی وبرق ثانی وبجلی چنچل ومرقع وتصویر
کہان ہین اہل لشکر سے چند شخصون نے کہا ہم اسقدر جانتے ہین کہ مرقع وچنچل وبجلی دو پنجارے
لیے ہوئے سوے صحرا گئی ہین ہم نے اُنسے پوچھا بھی تھا کہ یہ پنجارے کہان لیے جاتی ہو تو اُنھون نے
حال مفصل نہ کہا نہ ہم نے پوچھنے مین اصرار کیا قران ثانی یہ سنکے سمجھ گیا کہ چارون عیار بچیون نے
خواجہ ثانی وچالاک ثانی وغیرہ کو بعیاری بیہوش کیا ہے اور چادر عیاری مین پشتارے اُنکے
باندھ کے راہ صحراے کین لیگئی ہین عجب نہین کہ سوے طلسم صندل گئی ہون حیف کہ اُنھون نے
پیرایہ دوستی مین دشمنی کی یہ سمجھ کے جلد بزم عشرت مین جا کے شاہزادۂ رستم ثانی سے
جو کچھ سُنا تھا عرض کیا اور کہا یقین کامل ہے کہ چارون عیار بچیان خواجہ عمرو ثانی وچالاک
ثانی وغیرہ چارون عیارون کو بیہوش کرکے سوے طلسم صندل لیگئی ہین اگر حکم ہو تو مین جاکر
اُنکا سد راہ ہون یا اُن تک پہونچ کے عیاری کرکے پشتارے عیارون کے اُن سے
لیلون اور اُنھین اسیر کرون شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر قران ثانی کی سنکے متردد و ملول ہو کے سوے
خورشید روشن دل دیکھا اور پوچھا اس بارہ مین آپکی کیا راے ہے چونکہ ایام سخت خورشید روشن دل
کے گذر چکے تھے اور ستارے بدحالی کے مبدل بکواکب سعد ہو چکے تھے اسوجہ سے خورشید
روشن دل نے کہا اے شاہزادۂ ذیوقار اب بزم عشرت موقوف کیجیے سامان لشکر کشی کیجیے سوے
طلسم صندل آج ہی یا کل یہان سے روانہ ہوجیے قران ثانی کو واسطے اسیری عیار بچیون کے
اور عیاری کے روانہ نہ کیجیے کہ کچھ فائدہ نہوگا مین ابھی جاتا ہون عیار بچیون کو اسیر کرکے لاتا ہون خواجہ
عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو رہا کرتا ہون غضب کیا عیار بچیون نے کہ بے وجہ ایسی دشمنی کی شاہزادۂ رستم
ثانی کو تقریر خورشید روشن دل کی سنکے خاموش رہا مگر عجائب جادو نے کہا اے برادر تم کیون
جاؤ میری ملازم و ہمجنس عیار بچیون نے ساتھ خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کے دشمنی کی ہے مین جاکر اُنکو سزاے
سخت دونگا پشتارے عیارون کے اُن سے چھین لونگا اُنکو اسیر کرکے یہان لے آؤنگا خورشید
روشن دل نے جواب دیا اے برادر میری موجودگی مین تم اسقدر زحمت کیون گوارہ کرو خواجہ کو مین
رہا کرونگا اب مین کسی سے نہین ڈرتا ایام سخت میرے گذر گئے مین بالفعل جاتا ہون تم براہ طلسم کشا
کے آنا یہ کہکے آہستہ آہستہ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ خورشید روشن دل بیٹھے بیٹھے چشم زدن
مین غائب ہوگیا بعد جانے خورشید روشن دل کے بزم عشرت موقوف و برخاست ہوگئی
شاہزادے نے جملہ اعلے وادنی کو حکم دیا کہ سامان کوچ کا کرو یہان سے سوے طلسم صندل چلو جملہ
مردان لشکر کوچ کا سامان کرنے لگے ساحر وغیرہ سامان تیاری چلنے کی کرنے لگے اسی اثنا مین ہزار
خوار جادو کہ جسکا ذکر قبل اسکے کیا گیا ہے آیا شاہزادہ رستم ثانی کو سلام کرکے پوچھنے لگا اے شاہزادہ
ذیوقار کیا ارادہ یہان سے کوچ کرنے کا ہے اور کیا باعث ہے اسوقت چہرے پر آپکے آثار تردد مین
شاہزادے نے جواب دیا سبب تردد یہ ہے کہ چار عیار بچیان عجائب جادو کی ملازم باوجود الفت اتم

دینے اور قدر دانی و مہربانی کرنے کے نمک حرام بنکے دشمن میری ہو کے خواجہ عمر و ثانی اور تین اور عیارونکو
بیہوش کرکے چادر عیاری میں باندھ کے پشتارے انکے اٹھا کے مجھ سے پوشیدہ ہو کے
سوے طلسم صندل گئی ہیں خبر انکی عیاری کرنے کی اور جانب طلسم صندل جانے کی سنکے
بادشاہ خورشید روشن دل انکے اسیر کرنے کو اور خواجہ وغیرہ کے رہا کرنے کو بعد غضب یہاں سے
تنہا روانہ ہوے ہیں اب یہاں بھی مع تمامی سپاہ یہاں سے جانب طلسم صندل کوچ کرتا ہوں
اے مردار خوار جادو اول تو تردد مجکو خواجہ وغیرہ عیاروں کے مقدمے میں یہ ہے کہ
دیکھیے وہ رہا ہوتے ہیں زندہ و سلامت پھر مجھ سے ملتے ہیں یا نہیں عیار بچیان دشمن ہیں کہیں
ایسا نہو کہ عیاران مذکور کو قتل کر ڈالیں دوسرے تردد یہ ہے کہ خورشید روشن دل اکیلے
یہاں سے سوے طلسم صندل بغیر اسباب سحر و سامان جنگ گئے ہیں عیار بچیوں کی طرف سے
تو کچھ اندیشہ نہیں ہے مگر صندلان شاہ کی جانب سے البتہ اندیشہ ہے اگر وہ عیار بچیوں کی
حمایت و مدد کو مع لشکر کثیر آجائیگا تو غضب ہوگا خورشید روشن دل باوجودیکہ بادشاہ
و ساحر زبردست صاحب اختیار ہیں مگر کس کس سے لڑینگے کس کس کو قتل کرینگے خداوند
عالم انکو شر دشمنان سے بچائے وہ ہمارے دوست صادق اور معین و مددگار ہیں ہم ساحر
نہیں ہیں کہ بزور سحر جلد تر سوے طلسم صندل جائیں اپنے تئیں خورشید روشن دل تک
پہونچائیں ہاں ارادہ ہے کہ عجائب جادو اور دیگر ساحران نامی کو انکی اعانت کیواسطے روانہ کروں
مبادا صندلان شاہ سے اور انسے مقابلہ و مجادلہ ہو مردار خوار جادو نے عرض کیا
آپ کچھ تردد نہ کریں کسی ساحر نامی وغیرہ کو واسطے اعانت بادشاہ خورشید روشن دل
کے روانہ نہ کریں میں بھی جاتا ہوں جلد تر خدمت خورشید روشن دل میں اپنے تئیں پہونچاتا
ہوں حالانکہ میں ادنے ساحر ہوں لیکن کیا مجال صندلان شاہ کی میری موجودگی میں
خورشید روشن دل کو زخمی کر سکے یا اسکو کسی طرح کا ضرر پہونچا سکے گو کہ وہ نامدار بادشاہ
طلسم صندل ہے مگر خورشید روشن دل بھی کچھ اس سے پایہ کم نہیں رکھتا ہے کیونکہ یہ بھی
بادشاہ اپنے ملک کا ہے سحر میں بھی بے عدیل ہے صندلان شاہ اسے قتل و اسیر کسی طرح نہ کر سکیگا
اگرچہ خورشید روشن دل تنہا گیا ہے میں جاتا ہوں اگر ضرورت اعانت کرنے کی ہوگی تو کرونگا
ورنہ اعانت نہ کرونگا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا تم ابھی آئے ہو میں نہیں چاہتا کہ
ابھی جاؤ اور کسی ساحر کو یہاں سے روانہ نہ کرونگا تم میرے ساتھ چلنا اُس نے کہا اے
شاہزادہ ذیجاہ مجھے معذور کیجیے بے اختیار میرا دل چاہتا ہے کہ سوے طلسم صندل جاؤں
بادشاہ خورشید روشن دل تک اپنے تئیں پہونچاؤں دیکھوں وہاں کیا ہوا آخر شاہزادہ رستم
ثانی نے مردار خوار جادو کے اصرار کرنے سے مجبور ہو کے اجازت جانے کی دی وہ تخت پر سوار
ہو کے بعجلت جانب طلسم صندل روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے شاہزادہ بھی ہمراہ لشکر
کثیر ساحران وغیرہ ساحران کے جانب طلسم صندل روانہ ہوا طلسم کشا کو تو راہ میں چھوڑا جاتا
ہے مگر اب احوال صندلان شاہ بادشاہ طلسم صندل کا لکھا جاتا ہے کہ جس روز

پچپل وبخیل وتصویر ومرقع خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیاروں کو بیہوش کرکے چادر عیاری
مین باندھ کے پشتارے اُٹھا کے سوے طلسم صندل روانہ ہوئین قبین شاہ طلسم مذکور
حسب دستور بالاے تخت حکومت خوش وخرم بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے
صندلان شاہ اپنے وزرا سے مخاطب ہوکے کہہ رہا تھا کہ ما بدولت نے نانی صاحبہ کے برہم
ہونے سے ابلیس خودپسند کو برادر عجائب جادو کے پاس بھیجا تھا وہ گیا تھا حال طلسم کشا
دمشق ملکہ رنگین کاکل کشا سے اُسے آگاہ کر آیا تھا اب غالبًا برادر عجائب جادو نے
طلسم کشا کو اسیر کیا ہوگا لشکر کو اُسکے قتل کر ڈالا ہوگا لوح طلسمی لے لی ہوگی وزرا عرض کرتے
تھے کچھ عجب نہین کہ ایسا ہی ہوا ہو جیسا کہ حضور نے فرمایا ہو لیکن ہم خیر خواہوں کو یہ خیال ہے کہ
ابتک عجائب جادو نے کچھ بھی حضور کو امر نیک وبد سے اطلاع نہین دی ہی اسکا کیا سبب ہے
صندلان شاہ کہہ رہا تھا کہ اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی موافق ہمارے کہنے کے اُنھون نے عمل
کیا ہوگا ابھی باہم شاہ ووزرا ہم سخن تھے کہ ابلیس خودپسند آیا صندلان شاہ کو سلام
کیا شاہ طلسم اُسے ساحر معزز اور پہلوان نامی اور مقرب بارگاہ خداوند تمثال آئینہ رو
جانکے نیم قد اپنے تخت سے واسطے اُسکی تعظیم کے اُٹھا شاہ طلسم کے تعظیم کرنے سے جملہ اہل دربار
نے بھی سروقد اُسکی تعظیم کی ہر ایک ساحر اعلےٰ وادنےٰ اہل دربار سے واسطے اُسکی تعظیم کے اپنی جگہ سے
اُٹھا ابلیس خودپسند قریب تخت صندلان شاہ ایک دنگل پر بیٹھا اُسکے بیٹھنے سے شاہ طلسم
اور جملہ اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے شاہ مذکور نے بعد تھوڑی دیر کے اُس سے مخاطب
ہوکے پوچھا اسوقت کس وجہ سے تمھارا یہان آنا ہوا اُس نے جواب دیا اے صندلان شاہ کیا
کہون اسوقت بیٹھے بیٹھے کچھ دل ایسا گھبرایا کہ مین بے تامل یہان آیا کسی کام ضروری کو نہین
آیا ہون صندلان شاہ نے کہا اچھا کیا کہ یہان آئے ابھی صندلان شاہ ابلیس خودپسند
سے ہم سخن تھا ناگاہ سوے فلک دیکھ تکہ ابر کا نظر آیا اُس ابر سیاہ مین برق کی چمک اور
رعد کی سی آواز پیدا تھی کبھی اُس تکہ ابر سے بارش مروارید ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے
صندلان شاہ اُس ابر کے ٹکڑے کو دیکھکر ابلیس خودپسند واہل دربار سے کہنے لگا دیکھو
ہماری نانی صاحبہ تشریف لاتی ہین ابلیس خودپسند وجملہ اہل دربار جانب تکہ ابر مذکور
دیکھنے لگے جب وہ ٹکڑا ابر کا قریب آیا درمیان سے پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک تخت سحر پر کہ وہ
جواہر نگار ہے ملکہ آتش افروز جادو خشم آلودہ بیٹھی ہے گو چہرہ اُسکا مانند شب تاریک کے
سیاہ ہے مگر بوجہ قہر وغضب سے مائل سُرخی ہے آنکھین بھی سُرخ ہین صندلان شاہ نے
اپنی نانی کے رُخ پر نظر کرکے سب سے کہا آج بھی نانی صاحبہ غصہ مین ہین نہین معلوم سبب غصہ
کیا ہے ابھی صندلان شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ تخت سحر ساحرہ مذکورہ کا بلندی سے اُترکر مین فرش دربار
مین آیا صندلان شاہ واسطے تعظیم کے سروقد اُٹھا جملہ اہل دربار اور ابلیس خودپسند
بھی سب کے ساتھ اُٹھا ہر اک نے بصد ادب اُسے سلام کیا ساحرہ مسطورہ تخت سحر سے
اُترکر قریب تخت بلکہ متصل تخت صندلان شاہ ایک جواہر نگار چوکی پر بیٹھی بعد اُسکے

بیٹھنے کے صندلان شاہ اور جملہ مردمان اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے شاہ طلسم نے فی الفور ساقیون کو طلب کیا ساقیان خوبرو حسب الطلب کشتیان شراب ناب کی مع ساغر و جام بلورین لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی اشارۂ صندلان شاہ سے جام بلورین مین شراب ناب بھر کے بعد سلام کرنیکے جام مذکور روبرو ملکہ آتش افروز کے لے گیا اسنے عالم غصہ مین جانب ساقی شوخ چشم دیکھکر اشارے سے کہا جام منہ لیجاؤ مین شراب نہ پیونگی ساقی بیچارہ چاہتا تھا کہ جام منہ سے جلدی ہٹالے صندلان شاہ نے کہا نانی صاحبہ آج کیا باعث ہے کہ آپ شراب پینے سے انکار کرتی ہین مین قسم دیتا ہون اپنے سر کی آپ شراب پیجیے ملکہ آتش افروز نے بوجہ قسم دینے کے دست ساقی سے جام لیکر شراب پی ساقی نے مکرر جام مُنہ دیا اُس نے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح کئی جام لیکر شراب پی کر غصے مین بھری بیٹھی رہی جب ساقی ملکہ آتش افروز جادو کو شراب ناب پلا چکا صندلان شاہ کو اور دیگر اہل بزم کو جام مین کی تند بھر بھر کے دینے لگا صندلان شاہ وغیرہ بادۂ ناب پینے لگے جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان شراب کی اُٹھا کے دربار سے چلے گئے بعد جانے ساقیون کے عالم نشہ ہی مین صندلان شاہ نے اپنی نانی سے پوچھا آج آپ برہم کیون ہین کچھ سبب برہمی تو بیان کیجیے مین نے کیا امر خلاف طبع آپکے کیا ہے کہ جسکے سبب سے آپ مجھ سے ناراض و برہم ہین اُس نے جواب دیا او عیش پسند و غافل امور سلطنت مین کچھ تجکو خبر بھی ہے کہ طلسم رنگین حصار مین کیا ہوا صندلان شاہ نے کہا نانی جان مجکو تو کچھ بھی وہان کے حال سے خبر نہین ہے آپ اپنے کہانت کے علم سے وہان کے حال سے اطلاع دیجیے یا کتاب سامری مین ابھی دیکھے لیتا ہون یہ کہکر کتاب سامری طلب کرکے بادب تمام اُسے کھولکے بہ نیت ظاہر ہونے حالات طلسم رنگین حصار و کیفیت عجائب جادو و طلسم کشا و عیار بچون کے جو کتاب مذکور مین غور سے دیکھا تو یہ دریافت ہوا عجائب جادو مع اپنی زوجہ کے مطیع دین اسلام ہوکے شریک طلسم کشا ہوگیا ہے لوح طلسمی جو اُسکے ہاتھ آگئی تھی طلسم کشا کو دیدی ہے چچل و چنچل و مرقع و تصویر عیار بچیان خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی و برق ثانی و سیارۂ ثانی کو بیہوش کرکے لپٹائے اُٹھائے لیے ہوئے بہت ڈرتی ہوئین ادھر آتی ہین سوا اس حال کے اور کچھ حال دریافت نہوا کیونکہ صندلان شاہ نے صرف اسیقدر حالات کے دریافت کرنے کی نیت سے کتاب سامری کو طلب کیا تھا خورشید روشن دل و مردار خوار جادو کے بارے مین کچھ اظہار حال کی نیت نہ کی تھی الحاصل صندلان شاہ حالات مندرجہ کتاب سامری سے دریافت کرکے دنگ ہوگیا پھر اپنی نانی سے کہنے لگا مجکو کتاب سامری سے ایسا دریافت ہوا ہے یہ کہکے کہنے لگا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب عیار بچیونکی اعانت کو اور اُنکے بیان لے آنے کو کسی کو بھیجنا ضرور ہے مین تو نہ جاونگا کیونکہ اس اونے کام کے واسطے جانا میرا مناسب نہین سنے ملکہ آتش افروز جادو نے تمام تقریر صندلان شاہ کی سنکے کلمات سخت و درشت غصے مین اُسے کہکے شکایت اُسکی غفلت و عیش پسندی کی

کر کے کہا او چھو کرے مین بھی عیار بچون کے لے آنے کو جا نہین سکتی مجکو اپنی کہانت کے علم سے ثابت
ہوا ہے کہ چند روز مجھ پر ایسے سخت ہین کہ جانے کے جانیکا خوف ہے مجھے لازم تو یہی تھا کہ اس زمانہ
مین اپنے قصر سے باہر نہ نکلتی مگر تیری محبت سے مجبور ہو کر یہان آئی ہون ابلیس خودپسند نے
تمام تقریر صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز جادو کی سنکے کہا جاتا ہون ابھی عیار بچون کو لیکر
آتا ہون صندلان شاہ نے کہا آپ کیون یہ تکلیف جانے کی گوارہ کیجیے مین اپنے اہل دربار سے
کسی کو روانہ کرتا ہون اُسنے کہا نہین مین ہی خود جاتا ہون یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہو کے روانہ
ہوا بعد قطع راہ اُس صحرا مین پہونچا جس مین عیار بچیان تھک کر پشتارے دوش سے رکھکر بیٹھی تھین
چارطرف دیکھ رہی تھین خوف سے عجائب جادو کے کانپ رہی تھین چنچل اور تصویر چنچل
اور مرقع سے کہہ رہی تھین بوا تم ان عیارون کو بیہوش کرکے پشتارے انکے اُٹھا کے مجھکو
اپنے ساتھ لیکے ادھر آئی تو ہو دیکھین کیونکر خدمت شاہ طلسم مین پہونچتی ہو اتنی ہی راہ روی ہے
دیکھو تمھارا اور ہمارا کیا حال ہے پاؤن تھک گئے ہین کانٹے تلوؤن مین گڑ گئے ہین راہ زنی ہے
عاجز ہین ابھی یہان سے دولت سرائے شاہ طلسم دور ہے اگر ایسی حالت مین عجائب جادو
یا اور کوئی ساحر فرستادہ عجائب جادو واسطے ہماری گرفتاری کے آجائے تو کیا ہو تمھین
ایسی سرکشی و دشمنی اپنے بادشاہ سے مناسب نہ تھی اگر دشمنی کرتا تھا تو سمجھ بوجھکر کرتین
ہم بھی تمھارے کہنے مین آگئے انجام اس دشمنی کا نہ سوچے اب پچھتاتے ہین کوئی تدبیر ذہن مین
نہین آتی ہے اگر سوے طلسم صندل جاتے ہین تو جایا نہین جاتا ہے طاقت رفتار نہین ہوا بسے
پہلے ہی کانٹے تلوون مین گڑ گئے ہین اگر یہان سے بہزار دشواری و مشکل لشکر عجائب جادو مین جاتے
ہین تو بھی اچھا نہین ہے کیونکہ وہان ان عیارون کے نہونے سے اور ہم سب کے غائب ہونے سے
عجائب جادو وغیرہ آگاہ ہوگئے ہونگے کہ عیار بچیون نے عیاری کی
عیاران لشکر طلسم کشا کو اسیر کرکے لے گئی ہین غرض اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا
کرین کب تک اس صحرا مین ہم بیٹھے رہینگے یہان ہر طرح کا خوف ہے اول تو عجائب جادو
کے آنے کا یقین ہے دوسرے جانوران درندو گزندے سے جان کے جانے کا خطرہ ہے ہائے جان
ہماری دیکھیے کیونکر بچتی ہے چنچل و مرقع انکو جواب دیتی تھین ای بوا اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا کلمات
ہراس زبان پر جاری نہ کرو جسطرح ممکن ہو یہان سے سوے طلسم صندل چلو اس
صحرائے ہولناک مین نہ ٹھہرو ابھی کچھ دن ہے اس بیابان سے نکل چلو کہین آبادی مین جا کے
ہم شب بسر کرینگے رات کو یہان قیام نہ کرینگے ہر چند ہم سے اور تمسے اب راہ طے کی نہین جاتی
لیکن دل پر جبر کرکے یہان سے چلو آبادی مین اپنے تئین پہونچاؤ کیا عجب ہے کہ آبادی مین پہونچکر
کوئی ساحر ملازم و رعایاے شاہ طلسم صندل ہمین پہچانے اور ہمکو شاہ طلسم تک پہونچا دے تصویر
اور چنچل چنچل اور مرقع کے اسے کہنے سے چاہتی تھین کہ اُٹھکر وہان سے جانب دربار صندلان
شاہ روانہ ہون ناگاہ دیکھا کہ ابلیس خودپسند تخت سحر پر سوار ہماری ہی جانب آتا ہے
اسے آتے دیکھکر چنچل و تصویر خوش ہوئین چنچل اور مرقع سے کہنے لگین بوا

خوش ہوکر مراد دلی برآئی دیکھو نہ ابلیس خودپسند تخت سحر پر سوار ادھر آتا ہے شاید شاہ طلسم
نے اسکو واسطے ہمارے بلانے کے بھیجا ہے ابھی چنچل و مرقع نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابلیس خودپسند
تخت سحر کو اپنے بلندی سے زمین پر لایا اور عیار بچیون سے کہنے لگا اب تم پریشان نہو شاہ طلسم
نے حال تمہارے آنے کا کتاب سامری سے دریافت کرکے چاہا تھا کہ اپنے ملازمون سے
کسی ساحر کو واسطے تمہاری اعانت وطلب کے روانہ کرے مین اُس سے اصرار کرکے یہان
آیا ہون تم پشتارے عیارون کے میرے تخت سحر پر رکھ دو اور خود بھی بیٹھ جاؤ کہ
مین ایکدم مین تمھین خدمت شاہ طلسم مین پہونچا دونگا تمنے کار نمایان کیا ہے حتی الامکان
سفارش تمھاری کرکے شاہ مذکور سے تمھین انعام کثیر دلواؤنگا عیار بچیان تقریر
ابلیس خودپسند کی سنکے بہت خوش ہوئین کہنے لگین آپ نے ہمپر بہت بڑا احسان کیا کہ
آپ ہمارے لینے کو آئے یہانتک آنے کی تکلیف گوارا کی یہ کہکے چاہتی تھین کہ پشتارے عیارون
کے تخت سحر پر رکھین اور خود بھی تخت مذکور پر بیٹھکر ہمراہ ابلیس خودپسند کے دربار بادشاہ
طلسم مین جائین ناگاہ دیکھا کہ خورشید روشن دل غصے مین بھرا ہوا سامنے سے ایک تخت سحر پر
نمایان ہوا عیار بچیان اُسے دیکھتے ہی ڈرگئین خوف سے کانپنے لگین خورشید روشن دل نے
وہین سے نعرہ کیا کہ ای چنچل اور ای چنچل اور ای مرقع و تصویر ہوشیار ہو جاؤ کہ مین
آپہونچا تمنے از راہ دشمنی خواجہ وغیرہ عیارون کو بیہوش کرکے پشتارے اُنکے
اُٹھائے یہان تک آکے ارادہ کیا تھا کہ حضور کان شاہ تک جائین اب کہو مین تمھین کیا سزا دون
عیار بچیان یہ سنکے زیادہ تر خائف ہوکے کانپنے اور چیخنے اور رونے لگین ہرچند
ابلیس خودپسند نے خورشید روشن دل کو آتے دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ اے
ابلیس خودپسند آج دل تیرا جو بہت گھبرایا تھا اور تو ادھر آیا تھا سبب دل کے گھبرانے کا
پہلے اسکے کچھ معلوم نہوا تھا اب ظاہر ہوا کہ تجکو اجل تیری یہان لائی تھی مگر تو بھی ایک ساحر زبردست
ہے اگر خورشید روشن دل آیا ہے تو اس سے مقابلہ کر تیری پہلوانی و ساحری سے بھاگنا
بعید ہے یہ خیال کرکے دلیرانہ پکارا اے خورشید روشن دل بہتر تیرے حق مین یہی ہے کہ عیار
بچیون سے مزاحم نہو ورنہ تجھے اختیار ہے میری موجودگی مین کیا مجال تیری کہ تو انکو یہان سے
لیجائے یا سزا دے سکے ہنوز ابلیس نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ خورشید روشن دل قریب
آیا اور کہا او ابلیس خودپسند اگر زندگی اپنی چاہتا ہے تو یہان سے دور ہو شر و فساد سے
باز آ عیار بچیون کو میرے حوالے کر پشتارے عیارون کے بھی مجھے دیدے اُسنے جواب دیا
مین تو تیرے کہنے پر ہرگز ہرگز عمل نکرونگا خواہ زندہ رہون یا نہ رہون یہ کہکے ایک ناریل
چھٹی دار نکال کر سحر اُسپر دم کرکے کہا اے خورشید روشن دل اب بھی خیر ہے مجھے ان عیار بچیون
کو لیجانے دے میرا سد راہ نہو ورنہ یہ ناریل مارونگا کہ جانبر ہونا تجھے دشوار ہوگا خورشید
روشن دل نے جواب دیا او نابکار تامل کیون کرتا ہے دیکھون تو کہ تیرا ناریل سحر کا کیا کرتا ہے
ابلیس خودپسند نے برہم ہوکے تمثال آئینہ رو و سامری و جمشید کو پکار کے ناریل مذکور کو

خورشید روشن دل پر مارا ناریل سر پر خورشید روشن دل کے جا کے شق ہوا صد ہا
شعلے اُس سے پیدا ہوئے اور دھواں بھی بکثرت نکلا اُن شعلوں اور دھوئیں میں خورشید
روشن دل اسطرح نہاں ہوا جیسے آفتاب ابر میں یا گہن میں پوشیدہ ہوتا ہے ابلیس
خودپسند یہ سحر اپنا کرکے خود بھی خوش ہوا بے اختیار کہنے لگا ای مرقع و تصویر کیا حیران
و متحیر کھڑی ہو دیکھو خورشید روشن دل کو میں نے اپنے سحر میں مبتلا کر لیا ہے اس
سحر سے بچنا خورشید روشن دل کا مشکل ہے عیار بچیاں یہ تقریر ابلیس خودپسند
کی سنکے فی الجملہ خوش ہوئیں ہنوز عیار بچیاں اور ابلیس مذکور سب شادماں تھے ناگاہ خورشید
روشن دل اُس برج دخان اور شعلہ ہائے آتش سے بعد سرعت و تیزی آفتاب سے نکلے
نکلا وہ دھواں اور شعلے معدوم ہوگئے ابلیس خودپسند و عیار بچیاں یہ حال دیکھکر متحیر ہوئیں
خورشید روشن دل برج دود مذکور سے نکلکر سحر سے برق بنکر ابلیس خودپسند پر آگرا
وہ خوف سے بزور سحر غرق زمین ہوا ساتھ ہی اسکے خورشید روشن دل بھی بصورت
برق زمین میں در آیا جب دونوں ساحران مذکور زمین میں نہاں ہوئے عیار بچیوں نے
باہم کہا یہ وقت فرصت غنیمت جاننا چاہیئے پشتارے عیاروں کے اُٹھا کے بیاباں سے
سوئے طلسم صندل چلنا چاہیئے یہ مشورہ کرکے ارادہ پشتارے اُٹھا کے چلنے کا کیا
چونکہ قبل ہی اسکے خورشید روشن دل نے اُن پر ایسا سحر کر دیا تھا کہ زمین نے قدم
اُنکے پکڑ لیے تھے اس وجہ سے وہ اپنے ارادۂ مذکور سے باز رہیں اس جگہ سے حرکت
بھی نہ کر سکیں باہم کہنے لگیں ہائے ہم مبتلائے سحر خورشید روشن دل ہوگئے زمین نے
ہمارے پاؤں پکڑ لیے اب کیا کریں مجبور ہیں ابھی عیار بچیاں باہم اپنے حال زار پر افسوس
کر رہی تھیں ناگاہ ایک جگہ سے زمین شق ہوئی ابلیس خودپسند نہایت گھبرایا ہوا
پریشان خاطر گرد و غبار میں آلودہ نکلا اور سحر سے پر پرواز پیدا کرکے جرہ بن کے
سوئے فلک اُڑا اسی اثنا میں خورشید روشن دل بھی زمین سے نکلا اور سحر سے متشکل باز
ہوکے تعاقب میں ابلیس جادو کے جانب فلک گیا ابلیس خودپسند نے جنگ سے
عاجز ہوکے چاہا تھا کہ بھاگ کر صندلان شاہ تک جاؤں دشمن قوی سے اپنی جان
بچاؤں لیکن مدعائے دل اُسکا بر نہ آیا باز مذکور سد راہ ہوا ابلیس خودپسند کہ سحر سے
بصورت جرہ تھا مجبور ہوکے باز پر حملہ ور ہوا باز بھی آمادۂ جنگ ہوا پنجہ و منقار سے بروے
ہوا لڑائی ہونے لگی تا دیر جنگ ہوئی آخرکار باز نے جرہ کو زخمی کیا جرہ زخمی ہوکے باز سے
اپنے تئیں چھڑا کے سوئے زمین آکے سحر سے غرق زمین ہوا باز بھی ہمراہ اُسکے غرق زمین
ہوا بعد تھوڑی دیر کے عیار بچیوں نے دیکھا کہ صحرا میں ایک جگہ زمین شق ہوئی خورشید
روشن دل اس صورت سے نکلا کہ ایک ہاتھ میں شمشیر خون چکاں اور ایک ہاتھ میں اُسکی
آنکھیں کثرت غیظ سے مانند خون تازہ کے سرخ عیار بچیاں یہ حال دیکھکر اپنی جان کے جانے کا یقین
کرکے چلا کے رونے لگیں اور کہنے لگیں ای خورشید روشن دل ہم سے خطا ہوئی ہماری خطا کو معاف

کرو اب ایسی خطا مجھ سے نہو گی ابھی وہ یہ کہتی تھیں کہ تن ابلیس خودپسند بھی تڑپ کر اُسی جگہ سے
نکلا جس جگہ سے خورشید روشن دل زمین سے نکلا تھا بعد نکلنے تن بے سر ابلیس خودپسند کے
عیار بچیون نے دیکھا کہ وہ تن بے سر اُسکا زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپا آخر کار طائر روح
ابلیس خودپسند کا قفس تن سے نکلکر سوے عدم گیا اُسکے مرنے سے ہواے تند چلی آندھی سیاہ
آئی ابر سیاہ ہویدا ہوا برق چمکنے لگی صداے رعد آنے لگی سنگ باری ہونے لگی تاریکی
محیط عالم ہوئی گو کہ دن اُسوقت تھا مگر تاریکی سے گویا رات ہو گئی تھوڑی دیر یہی حال رہا
بعدہ وہ تاریکی دور ہوئی ابر دفع ہوا ہولے تند کا چلنا موقوف ہوا ابلیس خودپسند کے سحر کے
بیرون نے اُسکے نام سے اِسطرح پکار کر کہا افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجاو کر نام میرا ابلیس
خودپسند تھا بعد اس آواز دینے کے وہی بیر سحر کے بصورت گردباد ہو کے لاش ابلیس خودپسند
سے لپٹ کے زمین سے اُٹھا کے بلند ہو کے سوے دربار صندلان شاہ
روانہ ہوے اِدھر خورشید روشن دل نے ابلیس خودپسند کو شمشیر سحر سے قتل کرکے قریب
عیار بچیون کے آکے جو پشتارے عیاران مذکور الصدر کے رکھے تھے اُنھین دیکھکر اشارہ کیا
فی الفور چارون عیار چادر ہاے عیاری سے جدا ہوے یہ معلوم ہوا کہ کسی نے آنکو چادر ہاے
عیاری سے نکالا پھر خود بخود پٹیان بیہوشی کی اُنکے دماغون سے جدا ہوئین بعد اسکے
ہواے سرد چلی خواجہ عمرو ثانی وغیرہ چارون عیارون کی بیہوشی ہواے سرد سے دفع
ہوئی نہ سحر سے ہر ایک عیار نے ہوشیار ہو کے آنکھین کھولین اپنے تئین یکصحراے
وحشت ناک مین پایا سامنے خورشید روشن دل اور عیار بچیون کو دیکھا متحیر ہو کے خواجہ عمرو ثانی
نے خورشید روشن دل سے پوچھا مجکو یہان کون لایا آپ اِس صحرا مین کسواسطے آئے ہین
اور یہ عیار بچیان آبدیدہ ومغموم یہان کیون کھڑی ہین خورشید روشن دل نے مسکرا کر کہا
اے خواجہ عمرو ثانی آپکو اور ان عیارون کو انھین عیار بچیون نے بیہوش کرکے چادر عیاری
مین باندھکے ارادہ کیا تھا کہ صندلان شاہ کے پاس لے جائین مین نے یہان آکے آپکو اور
چالاک ثانی وغیرہ کو رہا کیا ہے ابلیس خودپسند کو شمشیر سحر سے قتل کیا ہے یہ سحر اس کا
موجود ہے اب آپ اور چالاک ثانی اور برق ثانی اور سیارہ ثانی ان عیار بچیون کو بیہوش
کرکے پشتارے اِنکے اُٹھا کے اپنے لشکر مین جائین مین بھی آؤنگا خواجہ عمرو ثانی یہ سنکے تعریف
وثنا خورشید روشن دل کی کرنے لگے بعدہ چنچل اپنی محبوبہ کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا کیون
ای جان جہان اپنے عاشق پر تمنے یہ جفا کی تھی یہ اشارہ کرکے حباب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش
کیا اسی طرح ہر اک عیار نے اپنی اپنی معشوقہ کو عطر بیہوشی وگل بیہوشی آمیز و تخم بیہوشی سنگھا
بیہوش کیا خورشید روشن دل نے عیار بچیون پر سے سحر اپنا دفع کیا
زمین نے پاؤن اُنکے چھوڑے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ نے چادر عیاری مین پشتارہ ہر اک عیارہ
کا باندھا اور ڈھائی گرہ عیاری کی لگا کے اک اک پشتارہ ہر اک عیار نے اُٹھا کے دوش پر
رکھا پھر بموجب کہنے خورشید روشن دل کے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے

بعد قطع راہ اثنائے راہ میں اپنے لشکر کو دیکھا طلسم کشا وغیرہ سے ملکر جو حال گذرا تھا بیان کیا سب
خوش ہوئے عجائب جادو نے کہا اے خواجہ بالفعل ان عیار بچون کو آپ اپنی حفاظت و حراست
مین رکھیے خواہ انکو بیہوش رکھیے یا ہوشیار کرکے اسیر کرکے انکی حراست و نگہبانی کیجیے مین
کسی روز انکو سزائے سخت دونگا خواجہ یہ سنکے خاموش رہے اور ہمراہ لشکر کے سوئے
طلسم صندل چلے چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی بھی ہمراہ لشکر غیر ساحران ہوکے
رہ نورد ہوئے شاہزادہ رستم ثانی تو ہمراہ اپنے لشکر کے جانب طلسم صندل جاتے ہیں
دیکھیے کب تک مرحلہ جات طلسم مذکور تک پہونچتا ہے مگر اب حال صندلان شاہ و ملکہ آتش
افروز جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب ابلیس خودپسند دربار صندلان شاہ سے روانہ ہوا تھا
شاہ طلسم صندل خوش ہوکے اپنی نانی ملکہ آتش افروز جادو سے کہتا تھا کہ ابلیس خودپسند
گیا ہے عیار بچون کو مع عیارون کے لیکر آئیگا مین عیار بچون کو انعام کثیر دونگا اور کہونگا
کہ خواجہ عمرو ثانی وغیرہ عیارون کو تو بیہوش کرکے لائی ہو اگر عیاری کرکے طلسم کشا اور خورشید
روشن دل اور عجائب جادو اور ملکہ ماہ سبزپوش کو بیہوش کرکے لاؤ اور لوح طلسم
صندل بھی مجھے لاکے دیدو مین تمکو اسقدر انعام کثیر دونگا کہ تم بہت خوش ہوگی عجب نہین
کہ بہ طمع انعام زر کثیر نامبردگان کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھ کے میرے پاس لے
آئین نانی جان مین آپ سے کہتا ہون آپکے سر کی قسم کھاتا ہون کہ جسوقت عیار بچیان نامبردگان
کو بعیاری بیہوش کرکے لے آئین گی اور لوح طلسم صندل بھی مجھے لاکے دیدینگی پہلے
مین لوح کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پیس سرمہ سا کرکے خاک اسکی دریا مین ڈالدونگا
نہ لوح باقی رہے گی نہ کبھی طلسم صندل کوئی توڑ سکے گا بعد نیست و نابود کرنے لوح طلسم صندل
کے طلسم کشا کو فی الفور بیرون طلسم لیجاکر اپنے سامنے جلاد سے قتل کرادونگا چالیس روز
تک ہرگز اُسے قید نہ رکھونگا گو آئین طلسم مین فرق پڑے گا اور خلاف تحریر بانیان
طلسم کے ہوگا مگر مین ایسا ہی کرونگا بعد قتل کرانے طلسم کشا کے خورشید روشن دل کو
یا قتل کرونگا یا اُسے اسیر کرونگا مدام قید ہی رکھونگا کبھی زندان سے رہا نہ کرونگا کیونکہ
اُس نے شرکت و اعانت طلسم کشا کی ہے اسکے شریک ہوجانے سے طلسم کشا کو جو حوصلہ
جرات طلسم کشائی کی ہوئی ہے بعد قتل یا اسیر کرنے خورشید روشن دل کے اُسکے ملک پر
قبضہ کرونگا اُسکے فرزند کو بھی قتل کرونگا برادر عجائب جادو اور ملکہ ماہ سبزپوش سے بہت
شکایت کرونگا اگر اُنھون نے عذر کیا اور طالب عفو جرم ہوئے اور میری اطاعت و فرمانبرداری
اختیار کی تو خیر اُنکو چھوڑدونگا قتل و اسیر نہ کرونگا ورنہ اُنھین بھی مدام زندان مین رکھونگا
اور خواجہ عمرو ثانی اور چالاک ثانی وغیرہ عیارون کو بھی قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا
بعد اسکے لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ کرونگا جب ان سب امور سے فراغت حاصل کرونگا
بےخوف و خطر سلطنت و حکومت کرونگا ملکہ آتش افروز جادو تقریر صندلان شاہ کی سنکے
بغور اُسکی طرف دیکھ کے برہم ہوکے جواب دیتی تھی کہ او چھوکرے عیش پسند

دیوقوف یہ کیا باتین فضول کر رہا ہی قبل از وقوع واقعہ خوش ہو رہا ہے ارے یہ امور
بہت مشکل ہین عیارون کا قتل کرنا تورج کا پھر ہاتھ آنا طلسم کشا و خورشید روشن دل کا
قتل کرنا کیا تو آسان سمجھا ہی میرے نزدیک امر اہم ہی بلکہ ممکن نہین ہی کیونکہ مین نے اپنے علم
کہانت سے دریافت کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی طلسم کشائے طلسم صندل ہی ضرور طلسم صندل
کو توڑیگا لوح طلسم صندل آپسے ہدایت کریگی سبکا اور سبھی مددگار رہینگے یہ لوگ یا
بڑھتے جائینگے دوست تیرے دشمن تیرے ہوئے شریک طلسم کشا ہونگے در پے تیرے قتل کے
ہونگے یاد رکھ آنسے جائین بعد تجھ پہ نہایت سخت ہین مجھے اندیشہ تیری جان جانے کا ہے
اور اپنی جان کا بھی خوف ہے بس اپنی جان کی دشمنون سے حفاظت کر دشمنون کی فکر کیا کرتا ہی اپنی
جان بچانے کی فکر کر عیارزادیون کی اعانت کا بھروسا نہ کر تدبیر کرنے سے غافل نہو مقدر مین جو تیرے
ہی وہ ضرور ہوگا او نادان نافہم کبر و نخوت و عجب و عیش پسندی چھوڑ دے دشمنون سے بخوف و
خطر ہو یہ خیال نہ کر کہ مین بادشاہ طلسم صندل ہون صاحب ملک و مال ہون جب اقبال
جاتا ہی اور زمانہ ادبار کا آتا ہی دوست دشمن ہو جاتے ہین عزیز قریب قاتل بنجاتے ہین
گھر سے آگ لگ جاتی ہی انواع واقسام کی خرابیان پیش آتی ہین نمکخوار قدیم نمکحرام ہو جاتے
ہین دشمنی پہ کمر باندھتے ہین دیکھ تیرا چھوٹا بھائی عجائب جادو تیرا دشمن جان ہو گیا ہی شریک
طلسم کشا ہو گیا ہی زوجہ بھی اسکی شریک شاہزادہ رستم ثانی ہو گئی ہی جن لوگون سے تجھے زیادہ
امید تھی انھین سے ناامیدی ظہور مین آئی ہی مین کب تک زندہ رہونگی اور تجھے سمجھایا کرونگی
اب میرا عالم پیری ہی چراغ سحری ہون زندگی کا کیا اعتبار ہی خصوص مجھ ایسی ضعیفہ کی حیات کا
اعتبار نہین ہی قوت اعضا جواب دے چکی ہی حواس خمسہ مین خلل آچکا ہے بینائی چشم مین
کمی ہی چونکہ مجکو تجھ سے محبت از حد ہی اسوجہ سے جب یہان آئی برہم ہو کے اور بہ شفقت
تجھے سمجھاتی ہون اگر میرے کہنے پہ عمل کریگا تو حق مین تیرے بہتر ہوگا ورنہ پچھتائیگا دشمنونکے
ہاتھ سے مارا جائیگا صندل شاہ تقریر اپنی نانی کی سنکے جواب دیتا تھا یہ آپ کیا کہتی ہین آپ کی
زندگی مین مجھے کون قتل کر سکتا ہی آپ وہ ساحرہ زبردست ہین کہ مانند آپ کے کوئی ساحر
و ساحرہ نہوگی آپ کرورہا ساحرون سے بہتر ہین اگر برادر عجائب جادو اور زوجہ اسکی اور
خورشید روشن دل وغیرہ شریک طلسم کشا ہوگئے ہین تو مجھے کیا غم ہی مطلق خوف و اندیشہ
نہین ہی آپ زندہ ہین مجھے آپکا بڑا بھروسا ہی جب آپ چاہیےگا ایک لحظہ مین تمام میرے
دشمنون کو قتل و تباہ کر دیجیےگا صرف آپکی ذات کے بھروسے پر مین بے فکر ہون ہر وقت
عیش و عشرت سے مجھے کام ہی رنج و غم و فکر کو پاس اپنے نہین آنے دیتا ہون خداوند آپکو
مدام زندہ سلامت رکھے اگر تمام ملازم میرے اور جملہ ساکنان طلسم صندل شاہزادہ رستم ثانی
سے ملجائینگے شریک اسکے ہو جائینگے اور میرے دشمن ہو جائینگے تو بھی مجکو کچھ خوف نہوگا
ملکہ آتش افروز جادو نے کہا او چھوکرے گو تو سچ کہتا ہی مگر مین اکیلی لاکھون دشمنون کو تیرے کیونکر
دفع کر سکونگی کس کس سے لڑونگی ہر چند کہ مین اپنے زمانہ کی آفات چیرہ دست

یا ملکہ ماہیان زمرد رنگ ہون او نادان لاکھون اگر ساحر ہون تو اُنسے مجھے کچھ بھی خوف نہین ہی
سب کو ایک اپنے سحر مین مبتلا کر کے ہلاک کر سکتی ہون لیکن چند شخصون کا البتہ مجھے خیال ہے اگر
اُنسے لڑونگی تو مشکل پڑے گی اول طلسم کشا سے کچھ میرا زور نہ چل سکے گا سحر اُسپر میرا اثر نہ کر سکے گا
کیونکہ وہ صاحب لوح طلسم صندل ہی دوسرے خورشید روشن دل سے اگر مجادلہ و مقابلہ کرونگی تو اُس سے
سخت لڑائی ہوگی کیونکہ بادشاہ ہی صاحب اختیار و حکومت ہی گو چھوکرا ہی مگر سحر و ساحری مین
مجھ سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی تیسرے تیرے برادر عجائب جادو اور اُسکی زوجہ سے اگر
لڑونگی تو سخت لڑائی ہوگی چوتھے مردار خوار جادو سے اگر لڑونگی تو جنگ عظیم اُس سے
ہوگی کیونکہ وہ اک ساحر زبردست ہی اُسکے پاس چند تحفہ جات طلسمی ہین پانچوین خواجہ عمرو
ثانی سے مجھے اندیشہ ہی کہ وہ عیار بلاے روزگار ہی بڑے بڑے ساحر و ساحرہ پر وہ عیاری
کر کے بیہوش کر کے داخل زنبیل کر لیتا ہی یا مار ڈالتا ہی حالانکہ اُسکو اور چالاک ثانی و برق
ثانی و سیارہ ثانی کو عیار بچیون نے بیہوش کر کے چادر عیاری مین باندھ لیا ہی مگر یہ
عیار جیتے رہا ہو جاتے ہین کوئی نہ کوئی مددگار اُنکا مدد کے واسطے آجاتا ہی اور اُنکو لڑ بھڑ کے
رہا کر کے لیجاتا ہی گو ابلیس خود پسند گیا ہی مگر مجھے بخوبی یقین نہین ہے کہ وہ خواجہ
وغیرہ کو یہان سے آئے ہنوز ملکہ آتش افروز یہ کہہ رہی تھی صندلان شاہ گوش
دل سے سن رہا تھا ناگاہ سوے فلک سے آواز نالہ و بکا کان مین آئی صندلان شاہ و ملکہ
آتش افروز جادو نے گھبرا کر سر اُٹھا کے سوے فلک دیکھا اہل دربار بھی متردد ہو کے
سوے چرخ دیکھنے لگے ابھی سب سمت فلک پیر دیکھ رہے تھے یکایک اک گرد باد سب کو نظر آیا
اُس گرد باد سے لاشہ ابلیس خود پسند کا عین دربار مین گرا صندلان شاہ و ملکہ آتش افروز
جادو و جملہ اہل دربار لاشہ مذکور دیکھکر تن بے سر ابلیس خود پسند کا خوب پہچان کے
دنگ ہو گئے اور از حد متحیر و متردد ہوے بخصوص صندلان شاہ اِس قدر متحیر ہوا کہ
بے اختیار افسوس کر کے کہنے لگا ہاے ابلیس خود پسند کو کس نے قتل کیا کون ایسا ساحر
زبردست تھا کہ جس نے اِس ایسے ساحر زبردست و پہلوان نامی کو قتل کیا یہ کہکے برہم
ڈانواڈول ہوا ملکہ آتش افروز جادو بھی لاشہ مذکور پر نظر کر کے نہایت حیران ہو کے متردد
ہوئی صندلان شاہ سے کہنے لگی یا تو کتاب سامری سے حال قتل ابلیس خود پسند
دریافت کر یا مین اپنے علم سے دریافت کرون معلوم تو ہو کہ اِسکو کس نے قتل کیا ہے
صندلان شاہ نے کتاب سامری مین جو دیکھا معلوم ہوا کہ ابلیس خود پسند کو بادشاہ خورشید
روشن دل نے کارد یا شمشیر سحر سے صحراے وحشت ناک مین قتل کیا ہی اور ابتک وہ اُسی
صحرا مین موجود ہی غصے مین مانند شیر غضبناک کے صحرا مین ٹہل رہا ہی یہ حال کتاب سامری سے
دریافت کر کے برہم ہو کے ارادہ کیا کہ صحراے مذکور مین جا کے خورشید روشن دل
سے مقابلہ و مجادلہ کرے ملکہ آتش افروز جادو نے قتل ابلیس خود پسند سے آگاہ
ہو کے صندلان شاہ کے قصد سے باخبر ہو کے کہا او چھوکرے تو کہان جاتا ہے

اپنے عزم سے باز آتو میری زندگی اور موجودگی مین ایسے دشمن قوی سے مقابلہ و مجادلہ کو نہ جا
چالیس دن تجھپر بہت سخت مین خوف مجکو تیری جان کے جانے کا ہر گو یہ دن مجھپر بھی سخت ہین لیکن
مین ابھی جاتی ہون اُس جیو کرے کو اُسکے قتل کرنے کی سزا سخت دیتی ہون یہ کلمے اُٹھنے
لگی صندلان شاہ نے کہا نانی جان آپ نہ جایئن آپ خود ہی کہتی ہین کہ یہ زمانہ مجھ پر سخت
ہی اور یہ دن کڑے ہین باوجود اِس علم رکھنے کے آپ جاتی ہین یا تو مجھے اجازت جانے کی دیجیے
یا مین اپنے اہل دربارے کسی ساحر زبردست کو برائے مجادلہ و مقابلہ خورشید روشن دل بھیجتا
ہون ملکہ آتش افروز جادو نے جواب دیا مین ہرگز تجکو اجازت جانے کی نہ دونگی اگر اہل
دربار سے تو کسی ساحر کو بھیجےگا تو وہ خورشید روشن دل سے کیا مقابلہ و مجادلہ کرے گا
وہ بادشاہ اپنے ملک کا ہی میری طرح صاحب حکومت و اختیار بھی ہی ساحر زبردست ہی یہ کہکے
احتیاطاً جھولی اسباب سحر کی لیکر بعد غضب تخت سحر پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ ہوئی بعد قطع
راہ جب اُس بیابان ہولناک مین پہونچی دیکھا خورشید روشن دل غصے مین بھرا ہوا ہے کثرت
غصے سے چہرہ سرخ ہے سر ابلیس خودپسند قریب اُسکے زمین پر پڑا ہوا ہی زبان پر یہ کلمات
جاری ہین کہ صندلان شاہ یہان خود نہین آیا ابلیس خودپسند کو عیار بچون کی حمایت کے
لیے روانہ کیا اگر وہ آتا تو اُسکو بھی ہلاک کرتا یا اپنے سحر مین مبتلا کرکے اسیر کرتا ملکہ آتش افروز
جادو نے کلمات مذکور خورشید روشن دل سے سُنکے ازحد برہم ہوکے نزد کیا او
جیو کرے خورشید روشن دل ابلیس خودپسند اک ساحر کو قتل کرکے کبر و نخوت سے
پہ نہیں رہا ہی بیہودہ بک رہا ہی ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچی تو کیا صندلان شاہ کو ہلاک کرتا مین
ابھی تجکو قتل کرتی ہون انتقام خون ابلیس خودپسند کا لیتی ہون خورشید روشن دل نے
اُدھر اُسکا سخنے مڑ کر دیکھا اور برہم ہوکے جواب دیا او بڑھیا کیا بکتی ہے حواس اپنے
درست کر میرے سامنے سے دور ہو تو عورت ہی تجھ سے کیا لڑون صندلان شاہ کو بھیج کہ وہ
مجھ سے مقابلہ و مجادلہ کرے اُس نے غضبناک ہوکے ایک گلدستے پر سحر کرکے خورشید روشن
دل پر مارا وہ سر پر خورشید روشن دل کے آکے بہت دھوان اور شعلے پیدا ہوے
اُن شعلون نے مجتمع ہوکے صورت برج کی پیدا کی خورشید روشن دل برج
مذکور مین آگیا ملکہ آتش افروز جادو یہ سمجھ کے خوش ہوئی کہ خورشید روشن دل
میرے سحر مین مبتلا ہوگیا ہی اب اس برج آتشین سحر سے نکلنا اُسکا دشوار ہی کیونکہ یہ جیو کرا آگے
میری سحر و ساحری کے ایک طفل مکتب ہی ابھی ساحرہ مذکور یہ خیال اپنے دل مین کرکے
خوش ہوکے تخت سحر سے اُترکے قریب اُس برج آتشین سحر کے اِس غرض سے آئی تھی کہ خورشید
روشن دل کو کہ مبتلائے سحر ہوچکا ہی قتل کرون یا اسیر کرکے پاس صندلان شاہ کے
لیجاؤن ناگاہ خورشید روشن دل اُس برج آتشین سے شرارہ بنکے نکلا اور بلند ہوکے
برق بنکے آتش افروز جادو پر گرا ساحرہ مذکورہ نے جلد سحر پڑھ کے پاؤن اپنے زمین پر
مارے زمین شق ہوئی آتش افروز جادو غرق زمین ہوئی بعد ایک لمحے کے ایک جگہ زمین سے

نکلکر دیکھنے لگی کہ خورشید روشن دل کہان ہی سوے فلک جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بصورت برق ابر سحر مین
ہو ابھی وہ دیکھ رہی تھی کہ خورشید روشن دل دوبارہ بصورت برق غضبناک ہوکے اُسپر گرا اُسنے ایک
شیشہ نکالکر پانی اسمین سے کہ چاہ سامری کا تھا چلو مین لیکر سحر اُسپر دم کرکے برق مذکور پر مارا خورشید
روشن دل بصورت اصلی ہوکے سامنے اُسکے زمین پر آیا آتش افروز جادو بزور سحر شیر نر بنکے حملہ آور
ہوئی خورشید روشن دل بھی جلد سحر سے شیر نر بنکے مقابل ہوا پنجہ و دندان تیز سے باہم دونون لڑنے
لگے اسد اصلی کے مانند نعرے کرنے لگے تا دیر لڑائی ہوئی دونون مین سے کوئی کسی پر غالب نہوا نہ کوئی
زخمی ہوا آخر کار دونون نے یکے بعد دیگرے صورتین بزور سحر تبدیل کین بشکل اصلی ہوے پھر باہم تاریخ
و ترنج وغیرہ پر سحر کرکے لڑنے لگے دونون نادر و عمدہ سحر کرنے لگے ادھر خورشید روشن دل ساحرہ
مذکورہ کے سحر و نکو دفع کرکے مگر خود سحر سخت کرنے مین کوشش کرنے لگا ادھر ساحرہ مذکورہ سحرہاے
خورشید روشن دل کو رد کرکے خود بھی لڑائی لڑنے مین سحر کرنے مین کوشش کرنے لگی چونکہ ان دونون
نامورون کی لڑائی قابل دید تھی پیر فلک بچشم غور دیکھ رہا تھا نیرنگی شعبدہ بازی و سحرہاے مختلف
اُنکے دیکھکر حیران تھا اپنی شعبدہ بازی بھی بھول گیا تھا جب دونون ساحران نامی مین کار و سحر سے
لڑائی ہوتی تھی ایسا خوفناک ہوتا تھا کہ سپر آفتاب سے اپنے تئین بچاتا تھا بجز پیر فلک کے اور
کوئی مخلوقات سے بیابان پُر ہول و وحشتناک مین ان دونون کی لڑائی کہ قابل دید تھی نہ دیکھتا تھا
وحش و طیر بھی خوف سے بھاگ گئے تھے گاؤ زمین ساحران مذکور کے سحرون سے ڈرکے کانپتی تھی گنبد
فلک تھرتھراتا تھا قیامت کی لڑائی ہوتی تھی عجب عجب سحر باہم ہوتے تھے اُنکے سحر اور اُنکی لڑائی تفصیل
کیا لکھی جاے خلاصہ یہ کہ اگر کوئی ساحر یا غیر ساحر اُس دشت مین موجود ہوتا اور جنگ مذکور
ان دونون ساحران نامی کی دیکھتا تو خیال کرتا بلکہ یقین کرتا کہ ملکہ ماہیان زمرد رنگ نانی افراسیاب
جادو کی خورشید روشن ضمیر سے لڑ رہی ہے سحر عجیب و غریب کر رہی ہی یا یہ جانتا
کہ ملکہ آفات جبار دست بادشاہ طلسم نور افشان سے معروف جنگ سحر ہو اور شاہ موصوف دلیرانہ
اُس سے نبرد آزما ہے سحرہاے سخت کو اُسکے دفع کرتا ہی اور خود بھی سحرہاے نادر اور جانستان اُس پر
کر رہا ہی ایما و اشارے سے سحر کرتا ہی گو اسباب سحر پاس اُسکے نہین ہین لیکن دلیرانہ بے خوف و خطر لڑ رہا ہے
گاہ برگ اشجار و سنگریزہ وغیرہ کو اُٹھاکے اسپر سحر دم کرکے اپنے حریف سے لڑتا ہی کبھی سحر پڑھ کے
دستک دیتا ہی کوئی ساحر یا کوئی ساحرہ اُسکے ملازمون سے پیدا ہوتی ہی اُس سے اسباب سحر لیتا ہی پھر
اُسے رخصت کرکے معروف جنگ ہوتا ہی بعد ہوشیاری و چالاکی لڑتا ہی گو ساحرہ مذکورہ سحر کرنے مین یکتاے
آفاق ہی مگر اُسکے سحرون سے بچتا ہی اگر اُسپر غالب نہین ہوتا ہی تو مغلوب بھی نہین ہوتا ہی ساحرہ مذکورہ بھی
سحر کرتے کرتے اور اُسکے سحرون سے بچتے بچتے پریشان و حیران ہی آثار حیرانی چہرے سے اُسکے ہویدا ہین
الحاصل بعد جنگ سحر بسیار کے جب کچھ اسباب سحر کے پاس خورشید روشن دل کے نہ رہا اور تھک بھی
گیا اور ساحرہ مذکورہ بھی لڑتے لڑتے عاجز ہوئی بوجہ پیری کے سانس پھول گئی از حد تھک گئی دل مین کہنے لگی کہ مین
اس چھوکرے کو ایسا پرکالۂ آفت نہ جانتی تھی صدہا سحر تو باہم ہو چکے اُسنے کچھ مطلب نکلا اب وہ سحر کرنا چاہیے کہ جس سحر سے
مجکو عیب و ننگ نہ ہو اگر اس سحر سے وہ ملے دل بر آیا یعنی یہ چھوکرا لاے بے درمان ہلاک ہوا تو نہوا مراد ورنہ تو

بیان سے اسوقت ٹل جاتا پھر کوئی سحر تیار کرکے اس سے لڑتا یہان تو سحر اہی کوئی قدردان دیکھنے والا اور
داد کا دینے والا نہین ہی جب دو لشکر مقابل ہون لاکھون ساحرون کا مجمع ہو اسوقت اُن سب کے سامنے اسکو
قتل کرنا جب یہ روبرو طلسم کشا کے اور جملہ ساحران نامی کے قتل ہوگا ہر ایک مجھ سے خائف ہوگا پھر کوئی ارادہ
سرکشی نہ کریگا دست بستہ ہر ایک عفو تقصیر چاہے گا خصوص طلسم کشا اسکے قتل ہونے سے بیدل ہو جائیگا کیا عجب
کہ خوف جان سے اور کثرت بیدلی سے ایسے وقت مین طلسم کشا طلسم کشائی طلسم صندل سے باز آئے
یہ باتین اپنے دل مین کرکے کارد اصلی جھولی سے نکال کے پیشانی میں کچھ کے خون پیشانی کا چلو مین لیکے
وہی سحر جسپر دعوے و ناز تھا خون مذکور پر دم کرکے خورشید روشن دل کو دھوکا دیکے یا سامری زبان پر
جاری کرکے سراپائے خورشید روشن دل پر پڑھکے ڈال دیا جب خون مذکور تمام تن پر جابجا پڑ گیا اسوقت
تن خورشید روشن دل کا یہ حال ہوا کہ سر سے پاؤن تک پُر آبلہ ہو گیا لاکھون پھپھولے پڑ گئے شرار آتش چھالے
سے کثرت سوزش سے گویا آگ نکلنے لگی خورشید روشن دل کی جان پر بنی روح فرط اذیت و تکلیف سے
لبون پر آنے لگی سر دست رد سحر مذکور ہو نہ سکا برداشت ان آبلون کی اذیت کی کر نہ سکا تحمل کسی طرح کھڑے
رہنے کا نہ ہو سکا مجبور ہوکے لڑکھڑا کر آہ کرکے زمین پر گرا اور مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگا ملکہ آتش افروز
جادو یہ حال اپنے حریف کا دیکھ کے ازحد شادمان ہوئی اپنی تعریف آپ ہی کرنے لگی دل مین کہنے لگی اے
آتش افروز جادو سچ کہا ہے کہنے والون نے کہ زن جنگ مکر و فریب بھی خوب کام نکلتا ہے اگر تو اسکو دھوکا نہ دیتی
اور یہ غافل نہ ہوتا تو کبھی یہ حال اسکا نہ ہوتا سحر سے غرق زمین ہو جاتا یا برق بنکے سوئے فلک چلا جاتا یا
کسی طرح سے اپنے تئین بچاتا یا رد سحر کرتا یا عاجز ہوکے بھاگ جاتا یا ایسا سحر کرتا کہ خون میرے چلو سے
غائب ہو جاتا یا چلو مین خشک ہو جاتا غرض ہر طور اگر یہ ہوشیار رہے اس سحر کرنے سے ہوتا تو ہرگز مبتلا
سحر نہ ہوتا یہ باتین اپنے دل مین کرکے تڑپنا اور آہ و نالہ خورشید روشن دل کا بنظر غور باطمینان تمام دیکھا کی کیونکہ
جانتی تھی کہ اب یہان اسکی حمایت و اعانت کو کون آئیگا تعجیل اسکے قتل کرنے مین کیا ضرور ہے پہلے اسکو تڑپتا
دیکھکر دل اپنا خوش کیجیے تا دیر اسکی روح کو ان آبلون کی سوزش سے تکلیف بیحد دیجیے بعدہ کارد سے سر
اسکا تن سے جدا کر دیجیے ہنوز ملکہ آتش افروز جادو قریب اپنے حریف کے کھڑی تھی اُسکے تڑپنے پر
نظر کر رہی تھی خوش ہوکے کہہ رہی تھی او خورشید روشن دل دیکھا تو نے کہ مین نے حال تیرا کیا کیا اب کوئی مددگار
تیرا یہان آکے تجھے میرے ہاتھ سے نہین بچاتا طلسم کشا روح طلسمی لیکے یہان نہین آتا مداوا تیرے
درد کا نہین کرتا اس وقت تکلیف روحانی و جسمانی و بیکسی مین کوئی تیری اعانت و مدد نہین کرتا ہے
دیکھ میرے ہاتھ مین یہ کارد آبدار ہے اسی سے تیرے سر کو تن سے جدا کرونگی تو شریک و دوست طلسم کشا
کا ہوا تھا دوستی و شرکت کا یہ پھل تجھکو ملا ہے کہ مانند مرغ بسمل کے خاک پر تڑپتا ہے آہ و نالہ کرتا ہے ابھی کیا کم
مین ثمر دوستی طلسم کشا یہ ملیگا کہ اس کارد سے سر تیرا جدا کیا جائیگا خورشید روشن دل اُس اذیت
اور بےچینی اور تڑپنے مین اچھی طرح تقریر ساحرہ مذکورہ کی نہ سن سکتا تھا نہ جواب دے سکتا تھا مبتلائے
سحر تھا اُسکے حواس و مہلت کہان تھی کہ رد سحر کرتا ہان اُسوقت بوجہ مطیع دین اسلام ہونیکے درگاہ خدا مین
یہ عرض کرتا تھا کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس و جان گو مین نے ابھی تک کلمۂ شہادتین اپنی زبان پر
جاری نہین کیا ہے لیکن مطیع دین اسلام ہو چکا ہون تجھ ہی کو اپنا معبود برحق جانتا ہون تو ہی برآرندۂ حاجات عاجزان

فریادرس غریبان ہر تجھپر روشن ہر کہ جو حال میرا اسوقت ہر سوا تیرے اسوقت کوئی معین و مددگار میرا یہاں نہیں ہر دشمن میری آتش افروز جادو میری بالین پہ کھڑی ارادہ رکھتی ہر کہ مجھے قتل کرے پس ایسے وقت ماندگی میں میرے حال زار پہ رحم کر واسطہ تجکو اپنے بندگان خاص کا کسی طور سے مجکو میرے اس دشمن سے بچا قدرت کاملہ اپنی دکھا غرض خورشید روشن دل اپنے دل میں دعا کر رہا تھا اور وفور ضعف سے مانند بسمل کے تڑپ رہا تھا اور مثل سیماب کے بیقرار تھا ملکہ آتش افروز جادو نے کارد ہاتھ میں لیکر ارادہ سر جدا کرنیکا کیا تھا بلکہ سوے بسمل مذکور قدم اٹھایا تھا ناگاہ ساحرۂ مذکورہ نے دیکھا کہ سامنے سے ایک شیر غضبناک پیدا ہوا اس شیر نے بزبان فصیح باواز بلند نعرہ کر کے کہا او آتش افروز جادو نالائق و نابکار خبردار قصد قتل خورشید روشن دل نکر سوے شاہ مذکور قدم نہ اٹھا ٹھہر جا کہ میں آپہونچا کیا مجال تجھ ضعیفہ ڈھڈھو کی کہ میرے سامنے بادشاہ خورشید روشن دل کو قتل کرے اگر تو نے ہاتھ بھی بخیال دشمنی لگایا تو ابھی ایک طمانچہ ایسا مارونگا کہ منہ تیرا گلشن ہستی سے سوے عدم آباد پھر جائیگا مرغ روح تیرا ابھی تیرے قفس تن سے نکلکر سوے آشیانۂ عدم پرواز کریگا گوشت و استخوان تیرے ابھی کھا جاؤنگا نام و نشان تیرا باقی نہ رکھونگا ساحرۂ مذکورہ بالا نعرہ شیر و تقریر اسد مسطور سنکے غضبناک ہوکے دل میں اپنے کہنے لگی پہلے اس شیر معین خورشید روشن دل کو ہلاک کرنا ضرور ہر بعدہ سر اس بیہوش کا کاٹا جائیگا کیا یہ یہاں سے کہیں چلا جائیگا یہ خیال کر کے جانب ضیغم بڑھی اور گولہ فولادی نکالکر سحر پڑھکر دم کرنے لگی ادھر شیر نے اسپر حملہ کیا ادھر اسنے وہی گولہ فولادی اسکے مارا گولہ سینۂ شیر کو توڑ کر نکل گیا وہ آہ کر کے زمین پر گرکے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مر گیا ساحرۂ مذکورہ نے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ شیر ایک ماش کے آٹے کا پتلا تھا ساحرۂ مذکورہ اسے دیکھکر سمجھی کہ یہ شیر کسی ساحر نے اپنے سحر کے زور سے پیدا کر کے واسطے اعانت خورشید روشن دل کے بھیجا تھا میرے خوف سے وہ ساحر میرے روبرو نہ آیا اگر آتا تو اسکو بھی اسیطرح معدوم کرتی یہ کہتی ہوئی سوے خورشید روشن دل چلی جب آگے بڑھی دیکھا کہ جس جگہ خورشید روشن دل لیٹا ہوا تھا وہاں نہیں ہر دیکھکر ازحد حیران ہوکے اپنے کہانت کے علم سے حال دریافت کرنے لگی بعد فکر بسیار اسکو علم مذکور سے دریافت ہوا سر دابہ وزیر زادی خورشید روشن دل کی کہ ساحرۂ زبردست اور کاہنہ کاملہ ہر خورشید روشن دل کو یہاں سے بزور سحر راہ زیر زمین سے لیگئی ہر اور اب دور تک نکل گئی ہر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہر یہ حال اپنے علم سے دریافت کر کے نہایت برہم ہوکے وزیر زادی مذکورہ کو کلمات سخت و درشت کہنے لگی اور قصد کرنے لگی کہ تعاقب میں اسکے جاؤں اسے ہلاک کروں سر خورشید روشن دل کا کاٹ لاؤں یہ ارادہ جانیکا کیا تھا ناگاہ سوے فلک ایک ابر کا ٹکڑا نمایاں ہوا اسمیں سے برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز پیدا تھی جب وہ ٹکڑا ابر کا قریب آیا آتش افروز جادو نے دیکھکر سمجھی کہ شاید یہ ابر سحر اسی ساحرہ کا ہر پھر وہ ادھر آئی ہر خوب ہوا وہ خود یہاں آئی قضا اسکی یہاں لائی مجکو اسکے تعاقب میں جانا بھی نہ پڑا یہ سمجھ کے تخت سحر پر بیٹھ کے سوے فلک بلند ہوکے قریب اس ابر کے جاکے ایک گولہ فولادی پر سحر دم کر کے ابر مذکور پر مارا اور کہا او نالائق تو نے مجھے دھوکا دیکے خورشید روشن دل کو لیگئی ہر میں تجکو اسکے عوض قتل کر دونگی غضب کیا تو نے کہ تو میرے شکار کو اس صحرا سے لیگئی میں نے کس مشکل سے اسکو مبتلاے سحر کیا تھا زمین پر گرایا تھا ارادہ کیا تھا کہ سر کاٹ لوں تو نے تمناے دلی بر آنے نہ دی خورشید روشن دل

سے دوستی کی مجھ سے دشمنی کی ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ وہ گولا ابر مذکور پر پڑا پڑتے ہی گولے کے ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا اُس ابر سے مردار خوار جادو تخت سحر پر سوار ہویدا ہوا چونکہ اُسنے تمام تقریر اس ساحرہ کی سنی تھی
برہم ہو کے جواب دیا او آتش افروز جادو آگاہ ہو کہ میں تو اس طرف برائے خبر و اعانت خورشید روشن دل
آیا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ بادشاہ خورشید روشن دل کو کون لیگیا تیری زبانی معلوم ہوا کہ تو نے اُس بادشاہ
جلیل کو اپنے سحر میں مبتلا کیا تھا اور ارادہ اُسکے قتل کا کیا تھا شکر ہی اُس خدا کا کہ جسنے اپنی قدرت سے کونین
کو خلق کیا ہی تو اُسے قتل نہ کر سکی وہ جس واسطے ادھر آیا تھا وہ کام کر کے تجھ سے مقابلہ کر کے مبتلائے سحر ہو کے
زندہ رہا کوئی اُسکو لیگیا تو نے میرے ابر سحر کو کیوں مٹایا میں نے کیا کیا تھا او ڈھٹ عورت تجکو اپنی سحر و ساحری
پر بڑا غرور ہی شرط کہ ابھی تجکو اسی جگہ قتل کر دوں ناک چوٹی تیری کاٹ لوں جسطرح تو نے بادشاہ خورشید
روشن دل کو مبتلائے سحر کیا تھا اُسی طرح تجکو بھی اپنے سحر میں مبتلا کروں زمین پر مانند مچھلی کے تڑپا دوں
کیا تو مجکو نہیں جانتی ہی کہ میں ساحر زبردست ہوں کیا تو میرے نام سے آگاہ نہیں کہ نام میرا مردار خوار جادو
ہی کیا تو نہیں جانتی ہی کہ پاس میرے چند تحفہ جات طلسمی ہیں بزرگوں سے دست بدست مجھ تک پہونچے ہیں
کیا میں رازدار طلسم صندل نہیں ہوں کیا صندلان شاہ اور تو نے مجھ سے دشمنی نہیں کی ہی دھوکے سے
قید مجھے نہیں کیا ہی کیا اب میں دوست بادشاہ خورشید روشن دل اور طلسم کشا کا نہیں ہوں آتش افروز
جادو نے جواب دیا او نابکار میں تجھے خوب جانتی ہوں تجھ سے مجھے اندیشہ تھا اسی وجہ سے تجکو دھوکے سے
میں نے قید کرا دیا تھا جو مجھے تجھ سے خوف تھا وہی ہوا تو نے طلسم کشا سے مگر تمام لوح تک اسے پہونچا دیا
آبشار جادو و ناظر جادو کو تو نے قتل کیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دلوا دینے کا تو ہی باعث ہوا تو وہ دشمن ہی کہ
کوئی دشمن مثل تیرے میرا اور میرے بچے صندلان شاہ کا کم ہوگا اگر میں نے سہواً یا عمداً تیرے ابر سحر کو
گولا فولادی مار کر مٹایا تو اچھا کیا اگر تو برسر فساد ہوگا تو ابھی تجکو بھی مبتلائے سحر کرونگی نام و نشان تیرا مانند حرف غلط کے
صفحۂ ہستی سے مٹا دونگی تو مجکو بھی جانتا ہی کہ میں کون ہوں اے میں وہ ہوں کہ یادگار ساحران نامی گذشتگان
ہوں گو رتبہ و مرتبہ میں کم ہوں مگر سحر میں خداوند سامری اور سامرن انکی زوجہ سے کچھ ایسی کم نہیں ہوں تو
اگر برہم ہوگا تو کیا کر لیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا او نابکار تو میری ناک چوٹی کیا کاٹیگا تیری بھی یہ مجال
ہی کہ تو میری چوٹی کو ہاتھ لگا سکے مردار خوار جادو نے تقریر ساحرہ مذکورہ کی سنکے جوابات سخت و درشت
دیے اُسنے کلمات نامناسب مردار خوار جادو کو کہے اس ہی گفتگوئے سخت سے انجام کار یہ ہوا کہ
دونوں آمادۂ جنگ ہوئے پہلے آتش افروز جادو نے چند بال اپنے سر کے نوچکے سحر اُنپر دم کر کے جانب
مردار خوار جادو پھینکے وہ بال بصورت مار سیاہ ہو کر واسطے ڈسنے کے ساحر مذکور کی طرف چلے اُسنے
فی الفور سحر پڑھکر دستک دی اور پکار کر کہا ای طاؤس زریں بال کہاں ہی جلد آ فوراً ہونے تند
چلی آندھی سیاہ آئی طاؤس مذکور پیدا ہو کے روبرو مردار خوار جادو کے آیا اور بزبان فصیح پکارا ای
مردار خوار جادو بعد ایک مدت مدید اور زمانہ بعید کے تو نے مجھے کیوں یاد کیا ہی کیا کام ہی بیان کر ساحر
مذکور نے کہا دیکھ وہ چند مار سیاہ میری جانب آتے ہیں انکو مار کے کھا لے اور اس ساحرہ میری دشمن
جان کو نگل جا چونکہ طاؤس کلان اور قوی الجثہ تھا یہ سنتے ہی ماران سیاہ مذکور کو کھا کر جانب ساحرہ
بڑھا ساحرہ مذکورہ نے پیچھے ہٹکر ایک ترنج جھولی سے نکالکر کارد سے خون اپنی انگشت کا بعد سحر دم کر کے

اسپر گرا کر نام سامری زبان پہ جاری کرکے وہی ترنج طاؤس پر مارا جب ترنج مذکور سینۂ طاؤس پر پڑا مانند
بندوق کی گولی کے سینہ کو توڑ کر پشت سے گذر گیا طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ وہ مانند طاؤس آتش بازی کے شعلہ فشان ہوکے
جلکے خاک ہوکے زمین پر گرا وہ کیا گرا خاک اُسکی زمین پر گری ساحرہ مندرجۂ بالا نے طاؤس مذکور کو جلاکر از راہ
نخوت کہا او مردار خوار جادو دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر اس طاؤس سحر کو تیرے معدوم کیا اسی طرح تجکو بھی عدم
کیے دیتی ہون یہ کہکے ایک گوہر کلان اپنے جوڑے سے نکالکر کہا او مردار خوار جادو خبردار ہو تیار ہوجا یہ
گوہر تیرے گوہر جان کو لے لیگا پہچانتا ہی تو کہ یہ گوہر کیسا ہی اور کیا کیا خاصیتین رکھتا ہی اُس نے جواب دیا ہان
مین اس گوہر سے خوب ماہر ہون خاصیتین اسکی مجھ پر روشن ہین جانتا ہون یہ گوہر طلسمی ہی حریف کے جس
عضو پہ پڑتا ہی توڑ کر نکل جاتا ہی اور پھر ہاتھ مین آجاتا ہی مگر مین اس سے نہین ڈرتا مجھ تک یہ آپ ہی نہ
آسکے گا اُس نے جواب دیا یہ تیرا خیال خام ہی ارے یہ وہ گوہر ہی کہ اگر پہلے مجکو یاد آتا تو اسی گوہر سے کام خورشید
روشن دل کا تمام کردیتی کوئی اور سحر اسپر نہ کرتی یہ کہکے نام جمشید اپنی زبان پر جاری کرکے سینہ پر ساحر غدار
کے مارا مردار خوار جادو نے مسکرا کر سنگ طلسمی اپنے پاس سے نکال کر تاک کر اُس گوہر پہ مارا گوہر و سنگ کہ
دونون طلسمی تھے باہم جو ٹپے اسنے اسکو اور اُسنے اسکو توڑا دونون شکستہ ہوکے خاک پر گرے
آتش افروز جادو گوہر طلسمی کے ضائع اور ٹوٹنے سے غضبناک ہوئی اور پکاری او مردار خوار جادو
غضب کیا تو نے کہ ایسے گوہر طلسمی کو تو نے شکستہ کیا مین نہ جانتی تھی کہ اسوقت پاس تیرے سنگ طلسمی
ہی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا مجھ ہی سے نادانی ہوئی کہ مین نے گوہر طلسمی تجھپر مارا اب افسوس کیا کرون صدمہ اسکے
ضائع و برباد ہونے کا عبث ہی لیکن یہ کہے دیتی ہون کہ جسطرح تو نے اس گوہر کو سنگ طلسمی سے توڑا ہی
اسی طرح تیرے استخوان کو توڑ دونگی یہ کہکے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے سینہ پر اپنے
حریف کے مارا ساحرہ مذکور نے کارد سحر گولے پر لگایا وہ درمیان سے دو ٹکڑے ہوکے بے اثر ہوکے خاک
پر گرا بعد رد کرنے سحر ساحرہ مذکورہ کے مردار خوار جادو نے ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکالکر
سحر اُسپر دم کرکے کارد سے خون اپنی پیشانی کا نکالکر اسپر گرا کر نام سامری زبان پر جاری کرکے سوے
صحرا پھینکا وہ دور جاکر شق ہوا دھوان اور شعلے بکثرت اُس مین سے نکلے مردار خوار جادو نے
ادھر دستک دیکے پکار کر کہا اے سوار سحر سامری جلد آ یہ کہتا تھا کہ اسی دھوین اور شعلون سے ایک
سوار شمشیر بکف زنگی صورت مرکب ابلق پر سوار نمایان ہوا وہ سوار و مرکب قد مین ایک ہاتھ سے بلند
زیادہ نہ تھا اور مرکب اُس سوار کا بروے ہوا اسطرح چلتا تھا گویا زمین پر قدم رکھکر دوڑتا تھا آتش افروز
جادو نے اُس سوار کو آتے دیکھکر جلد تر خود بھی ایک نارنج سحر کرکے اپنی پیشانی کے خون سے اُسے
رنگین کرکے نام جمشید اپنی زبان پر جاری کرکے ایک طرف صحرا کے پھینکا وہ دور جاکر پھٹا اسمین سے
بھی دھوان اور شعلے بہت نکلے پھر دھوان مجتمع ہوکے بصورت برج ہوگیا ساحرہ نے دستک دیکے
باواز بلند کہا اے سوار سحر جمشیدی بہت جلد آ دیر نہ لگا پھر دو دستک دیے اور طلب کرنے کے ایک سوار نیزہ
بکف خوش رو اُس برج دخان سے مانند بجلی کے تڑپکر نکلا قد و قامت اس سوار و مرکب کا بھی دو دو
وجب سے زیادہ نہ تھا جب تک سوار سامری قریب آئے یہ سوار روبرو آتش افروز جادو کے
آگیا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے ملکہ آتش افروز جادو کیا حکم ہی کیون مجھے طلب کیا ہی کس کو قتل

کرانا منظور ہی اُسنے کہا بالفعل اِس میرے دشمن مردار خوار جادو کو قتل کر سر اسکا کاٹ کر میرے حوالے کر
اُسنے کہا میری بھینٹ مجھے دیجیے پھر جو آپ کہا ہی اُسپر عمل کرونگا ساحرہ نے فی الفور کارد سے اُنگلی
اپنی زخمی کرکے چند قطرے اسکے دہن میں ڈالے وہ یہ بھینٹ اپنی لیکر خوش ہوکے سوے مردار
خوار جادو نیزہ بکف چلا اِدھر وہ سوار سحر سامری مردار خوار جادو کے پاس آیا اور پکارا ای
مردار خوار جادو خیر تو ہی اِسوقت مجھے کیوں بلایا ہی اُسنے جواب دیا ای سوار سحر سامری
سبب تیرے طلب کرنیکا یہ ہی کہ تجھ سے آتش افروز جادو کو قتل کرانا منظور ہی سوا اِسکے سوار سحر
جمشیدی سے مقابلہ کر دیکھ وہ آتا ہی اُسنے کہا جو حکم مجھ سے کیا ہی بجا لاؤنگا لیکن جو میری بھینٹ ہی وہ
مجھے دو مردار خوار جادو نے کارد سے گوشت اپنی ران کا کچھ کاٹ کر اُسکے دہن میں دیا وہ برغبت
تمام کھا گیا اتنی دیر میں سوار جمشیدی نے نزدیک آکے نیزہ کو اپنے گردش دیکے سنان نیزے کی
سینۂ مردار خوار جادو پر لگا نا چاہی مردار خوار جادو اُس کے ارادے سے باخبر ہوکے
خوف جان سے پیچھے ہٹا اور ایک گولا فولادی سحر کرکے اُسپر مارا اُسنے گولے کو اپنے سپر پر روکا گولا
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا سوار کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا اور بدستور روبرو ہوا مرکب بڑھاکر دوبارہ سوار نے
نیزہ سینہ پر مارنے کا قصد کیا مردار خوار جادو نے پھر پیچھے ہٹ کے کئی نارنج اور ترنج اور گولے سحر
کرکے اُسپر مارے اُسنے سب اشیاے سحر اپنے سینہ و سر پر روکے اور پھر قدم کو آگے بڑھایا مردار
خوار جادو نے پھر پیچھے ہٹ کے سوار سحر سامری سے مخاطب ہوکے کہا تو دیکھ رہا ہی کہ یہ سوار میری
ہلاکت کے ارادے سے میری طرف آتا ہی اور تو اُسے نہیں روکتا ہی اُسنے کہا میں گوشت کو چبا رہا
تھا لذت پا رہا تھا اس گوشت لذیذ سے بہت خوش ہوا اب میں اِس سوار نابکار کو روکتا ہوں اُس سے
مقابلہ کرتا ہوں گوشت کھا چکا ہوں خون اِسکا زمین پر ابھی گراتا ہوں کیا مجال اسکی جو اب
آپ تک آسکے یا کچھ ضرر پہونچا سکے یہ کہکے جانب سوار سحر جمشیدی شمشیر بکف بڑھا قریب جاکے اُسنے
اُسپر تلوار لگائی اُسنے اُسکے سینے پر نیزہ مارا اُدھر وہ اِدھر اسے زخمی ہوکے آہ کی اُدھر اُسکے زخم تن سے
اِدھر اِسکے سینۂ زخمی سے شعلے نکلے اُدھر وہ اِدھر یہ مانند شمع کافوری کے جلنے لگے بعد ایک لمحے کے دونوں
سوار مع مرکب جلکر معدوم ہوگئے آتش افروز جادو نے جب دیکھا کہ دونوں سوار برابر جلکر خاک
ہوگئے دل میں اپنے کہنے لگی کہ ای آتش افروز جادو یہ مردار خوار جادو ساحر نہایت
زبردست ہی تیرے سحر کو رد کردیتا ہی اور تو اسکے سحر کو دفع کرتی ہی دیر سے اِسی طور سے لڑائی
ہو رہی ہی کب تک اسی طور سے اس سے لڑے گی اب کوئی سحر نادر ایسا کر جس سے یہ ہلاک ہو یہ
باتیں دل میں کرکے ایک گلدستہ کہ جس میں سات رنگ کے پھول تھے اپنی جھولی سے نکالا اُسپر جلد
سحر پڑھکر پھونکا اور چند قطرے اپنی خون انگشت کے اُسپر ڈالکر نام سامری مردود کا اپنی زبان پر
جاری کرکے سوے زمین جاکے بالاے زمین گلدستۂ مذکور زور سے مارا وہ آشناے زمین ہوتے ہی
درمیان سے شق ہوا کلیاں اور پھول اُسکے متفرق ہوکے زمین پر گرے علاوہ اِسکے غبار اور
دھواں اُس میں سے بہت نکلا بعد ایک لمحے کے وہ دھواں اور غبار دور ہوا مردار خوار جادو نے
بلندی سے دیکھا کہ سات چمن طولانی سات رنگ کے گلوں کے عجب خوبی سے پیدا ہیں پھول شگفتہ

ہین بلبلین شاخہاے گل پر بیٹھی ہوئی نغمہ سرا ہین آتش افروز جادو درمیان مین اُن چمنون کے ایک
کرسی زرنگار پر بیٹھی ہو سیر چمنہاے رنگارنگ دیکھ رہی ہر وہ چمن میوون کے اور بہار انکے گلون کی
دیکھکر مردار خوار جادو بھی زمین پر آکے علیحدہ چمنہاے مذکور کے سیر کر دیکھنے لگا بوے چمنہاے
ہفت رنگ جو اُسکے مشام مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہوکے بے اختیار بڑھکر اُن چمنون مین گیا اور چند
گلہاے خوشبودار توڑکر سونگھنے لگا بو اُنکی سونگھتے ہی مانند مست کے جھوما اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا
دیوانہ وار اشعار پڑھتا ہوا جانب آتش افروز جادو چلا جب قریب اُسکے پہونچا مانند پری کے صاحب حسن و
جمال اُسے دیکھکر اظہار عشق کرنے لگا اُس نے مسکراکر پوچھا اے مردار خوار جادو تو میرا عاشق صادق ہر یا
کاذب ہر ساحر مذکور نے جواب دیا ای جان جہان آرام دل مشتاقان مین تیرا عاشق صادق ہون جسوقت سے
مین نے تیرے شمع جمال رخ کو دیکھا مانند پروانے کے فریفتہ ہوگیا ہون اُسنے کہا صداقت تیرے سخن کی کیونکر
ہو مردار خوار جادو نے کہا امتحان عاشقی و جان نثاری کر لو اُسنے مسکراکر کہا اگر تو میرا عاشق صادق ہر تو کارد
سے خود ہی گلا اپنا کاٹ ڈال ساحر مذکور نے یہ تقریر اُسکی سنکے کارد اپنی جھولی سے نکالکر اپنے گلے پر رکھکر
چاہا تھا کہ پھیرے گلا اپنا خود ہی کاٹے ناگاہ اُسکے بازو پر سے جو ایک پتلا سحر کا بندھا تھا بازو سے جدا
ہوکے چمنون سے علیحدہ جاکے زمین پر گرکے بشکل نازنین رنگین لباس ہوا مردار خوار جادو نے اُسی
عالم مین جو اُسکی طرف دیکھا اُسنے اشارے سے کہا اِدھر آ مردار خوار جادو اُسکی طرف ہاتھ اپنا روک
کر کارد گردن سے ہٹاکے چلا آتش افروز جادو کہ بصورت پری کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی کچھ بھڑکے
کہنے لگی ای مردار خوار جادو کہان جاتا ہر مین نے کیا کہا تھا تو نے اُسپر عمل نہ کیا روبرو میرے سے آ
اس خوبرو عورت پر مائل ہوکے میری عاشقی سے کنارہ کیا مردار خوار جادو نے جواب دیا ای ملکہ کیا مجال
میری کہ تیری اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی کرون لیکن تیرے پاس سے جاتا نہین ہون ابھی آتا ہون
یہ عورت مجھے بلاتی ہر نہین معلوم کیون طلب کرتی ہر آتش افروز جادو نے کہا اگر تو میرا عاشق ہر
اُسکے پاس نہ جا کارد سے ابھی اپنا گلا کاٹ مردار خوار جادو نے منظور کرکے پھر کارد کو اپنے گلے پر
رکھنا چاہا کہ ایک اُس نازنین رنگین لباس نے بڑھکر کہا ای مردار خوار جادو خبردار چھری اپنے
حلق پر ابھی نہ پھیر میری طرف آ ایک بات سن جا مردار خوار جادو نے ہاتھ روک کر قدم اپنا
اُسکی طرف بڑھایا آتش افروز جادو پھر مانع جانے کی ہوئی اُدھر وہ اپنے پاس بلاتی تھی اِدھر یہ
اُسطرف جانے کو مانع ہوتی تھی مردار خوار جادو دونون نازنینون کے درمیان کھڑا تھا کچھ اُسکو بن
نہ پڑتا تھا یہ روکتی تھی وہ بلاتی تھی چونکہ مردار خوار جادو ایک ساحر زبردست تھا گو مبتلاے سحر ہوگیا
تھا مگر ایسا ازخود رفتہ نہ تھا بس اُسی عالم مین سمجھا کہ ای مردار خوار جادو تو اس جگہ کیون کھڑا ہر بہار
ان گلہاے ہفت چمن کی کیون دیکھ رہا ہر یہ زن رنگین لباس بیوجہ تجھکو نہین بلاتی ہر شاید کوئی تیری دوست
ہر ذرا اُسکے پاس جاکے پوچھ تو کہ یہ کیا کہتی ہر یہ سمجھکے باوجود روکنے اور منع کرنے آتش افروز
جادو کے اُس نازنین رنگین پیرہن و شیشہ بدست قریب گیا اور پوچھا ای نازنین کیا کہتی ہر اُسنے
اُس شیشے سے تھوڑا پانی اپنے چلو مین نکالکر مردار خوار جادو کے منھ پر چھینٹا دیا آب مذکور کے منھ پر
پڑتے ہی مردار خوار جادو کو بخوبی ہوش آیا سحر برطرف ہوا اُس نازنین نے کہا ای مردار خوار جادو

تونے مجھے پہچانا یا نہیں مردار خوار جادو نے کہا کچھ پہچانا اور کچھ نہیں پہچانا چاہتا ہون کہ تو اپنے حال
سے آگاہ کر اُس نے کہا آگاہ ہو کہ نام میرا محافظ جادو ہے مین وہ مبتلاے سحر کا ہون کہ جسکو تو نے اپنے بازو پر
واسطے ایسے ہی روز بد کے باندھا تھا چونکہ تو مبتلاے سحر ملکہ آتش افروز جادو ہو کے دیوانہ وار ہو گیا
تھا کارد سے خود ہی گلا اپنا کاٹے ڈالتا تھا مین نے آب شیشۂ دافع سحر کا چھینٹا دے کے تجھے ہوشیار کیا
اب تجکو اختیار ہے مین جاتی ہون یہ کہکے غرق زمین ہو گئی مردار خوار جادو نے ہوشیار و خبردار ہو کے
ایک ناریل چوبی دار اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے خون اپنی پیشانی کا اُسپر ڈالکر نام سامری زبان
جاری کر کے ناریل مذکور کو اُن جمیون پر مارا ❊ جاکر درمیان جمیون کے پھٹا ہزارہا شعلے اُسمین سے نکلے کہ
شعلے جانب ملکہ آتش افروز جادو چلے بہت سے شعلون نے اُن جمیون کو مانند خار و خس کے جلادیا جمیہاے
سحر و گلہاے رنگارنگ سحر کو ساحرۂ مذکورہ نے اپنے سحر سے مٹادیا ساحرۂ مذکورہ نے اُن شعلون کو دیکھکر تھیلے
ہیبت کے روئی کا گالا اور ایک شیشہ پر آب جھولی سے نکالکر چند قطرہ آب اُس روئی کے گالے پر ڈالکر
سحر پڑھکر اُسپر دم کیا فی الفور وہ گالا روئی کا سوے فلک بلند ہو کے بصورت ابر سیاہ ہو کے اور طویل
و عریض ہو کے برسنے لگا جو قطرہ جس شعلۂ آتش سحر پر پڑا وہ بجھ گیا جب وہ تمام شعلے آپ ابر سحر سے
معدوم ہو گئے ساحرۂ مذکورہ نے اپنے ابر سحر کو خود ہی مٹادیا غرض تا دیر اسی طرح باہم لڑائی ہوئی
بعد ہا ملکہ آتش افروز جادو نے کے مردار خوار جادو نے اُنسے جان اپنی بچا کے رد اور
دفع کیا اسی طرح آتش افروز جادو نے سیکڑون سحرون کو مردار خوار جادو کے مٹادیا تا دیر لڑائی
ہوئی دونون مین کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہوا آخر کار آتش افروز جادو نے نہایت عاجز
ہو کے جان سے اپنی بیزار ہو کے اپنے دل مین کہا کہ اے آتش افروز جادو اب آخری وہ سحر کر
کہ جسکے سحر سے یہ تیرا حریف جانبر نہو سکے اگر اس سحر سے بھی یہ ہلاک نہو تو پھر اب سے تو مقابلہ
نہ کرنا بزور سحر غرق زمین ہو کے چلی جانا یہ باتین دل مین کر کے کارد آبدار جھولی سے نکالکر اپنے
حلق پر رکھی اور چاہا کہ قدرے اپنے حلق کو مجروح کر کے کچھ خون چلو مین لے کے سحر اُسپر دم کر کے
مردار خوار جادو کی آنکھ بچا کے اُسپر چھڑک دون جسطرح بگرد فریب خورشید روشن دل کو مبتلاے
سحر کیا ہے اُسی طرح اسکو بھی اپنے سحر مین مبتلا کر دون اور جلد کارد سے سر اسکا کاٹ لون مردار
خوار جادو نے کہ ساحران نامی سے تھا ارادہ سحر ساحرہ سے آگاہ ہو کے سحر پڑھ کے نظر آتش افروز
جادو کی بچا کے چند ماش کے دانون پر سحر دم کر کے کارد آتش افروز جادو پر وہ ماش مارے
وہ کارد از حد آبدار ہو گئی ساحرہ کو اس حال سے خبر نہوئی جب اُسنے چھری اپنے حلق پر پھیری
چونکہ ❊ بزور سحر ساحر مذکور بہت تیز و آبدار ہو گئی تھی نصف گردن تک اسطرح اُتر گئی جیسے تار
صابون کو کاٹ دیتا ہے اور کارد تیز خیار تر مین ذرا سے اشارے مین در آتی ہے آتش افروز جادو
ایسی حالت مین نہایت متحیر و متردد ہو کے اپنے ہاتھ کو روکا اور دل مین خیال کیا کہ اب اسقدر
حلق کے کٹ جانے سے جانبر ہونگی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ چھری میرے حلق کو اس قدر کاٹ گئی
مین نے تو آہستہ اپنے حلق پر پھیری تھی اب اپنے حریف کو جلد ہلاک کر کہ تھوڑی دیر مین تو بھی ہلاک
ہو جائیگی یہ خیال کر کے واسطے دھوکا دینے حریف کے رد کر دیا کہ خود بخود زمین پر گری مردار خوار جادو

اسکے گرنے سے خوش ہوا دل مین سوچا کہ اب یہ ساحرہ نوبت بہلاکت ہے ایسی حالت مین سحر کیا کریگی یہ سمجھ کر
بےخوف اسکے قریب گیا اور بالین سر پہ جھککر بیٹھ گیا دیکھا حال آتش افروز جادو کا متغیر ہے حلق بریدہ سے
خون بہ رہا ہے آنکھین نیم وا ہین لب پر یہ کلمات جاری ہین کہ افسوس مفت جان گئی تسلے دلی برنہ آئی یہ
کہکے خاموش ہوئی سانس کو روکا دست و پا کو حرکت دی مردار خوار جادو سمجھا کہ مر گئی یا روح اسکی اسکے
تن سے مفارقت کر رہی ہے یہ جان کے بہت خوش ہوا واسطے کارد نکالنے کے جھولی مین ہاتھ ڈالا ارادہ
کیا کہ اسی حال مین سر اسکا تن سے کاٹ لیجیے اور طلسم کشا اور عجائب جادو اور بادشاہ خورشید
روشن دل کے روبرو لیجائیے وہ اسکے سر کو دیکھکر بہت خوش ہونگے تیری تعریف از حد کرینگے زر و جواہر
کثیر تجھے انعام مین دینگے سوا اسکے تمام عالم مین تو قاتل ملکہ آتش افروز جادو مشہور ہوگا ساحرین
مین نامور ہوگا عزت و آبرو تیری شاہان جہان کرینگے پس تاخیر نکرنا چاہیے مبادا صندلان شاہ
اوراق جمشیدی یا کتاب سامری دیکھکر اسکے اس حال سے آگاہ ہوکے یہان آجائے تو غضب
ہو جائے یہ خیالات کرکے آتش افروز جادو کی طرف منھ موڑ کے جھولی کی طرف نظر کی اور کارد ڈھونڈنے
لگا اتنی دیر مین آتش افروز جادو نے خون اپنے گلے کا لیکر فولادی گولے پر لگا کے بخوبی اپنے خون لگو سے
اسے آلودہ کرکے وہ سحر کہ جسپر اسکو ناز تھا دم کرکے آہستہ نام سامری کا لیکر وہی گولا فولادی مردار
خوار جادو کے سینے پر مارا وہ سر اپنا جھکائے ہوئے تھا جھولی کی طرف نظر تھی کارد تلاش
کر رہا تھا تدبیر قتل ساحرہ مذکورہ مین تھا اپنی اجل کے آنے سے بےخبر تھا اور اس مصرع کے معنی
و مطالب سے آگاہی نہ رکھتا تھا۔ مصرع۔ کلوخ انداز را پاداش سنگ است + ناگاہ وہ گولا اسکے سینے پر بحالت
غفلت و بیخبری اس طرح پڑا کہ توڑ کر سینے کو پشت سے گذر گیا مردار خوار جادو آہ کرکے زمین پر لیٹ
گیا اور مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگا آتش افروز جادو نے خاک سے اٹھکے خوش ہوکے
کہا او مردار خوار جادو دیکھ کس دھوکے اور فریب سے مین نے تجکو مارا اسنے اس حالت کرب و
اضطرار مین اسکی تقریر سنکے جواب دیا او مکارہ اگر تو نے بمکر و فریب مجھے ہلاک کیا تو مین نے بھی
ساتھ تیرے فریب کیا تھا تیرے کارد پر سحر کیا تھا اسی وجہ سے گردن تیری آدھی کٹ گئی تھی مین تو
یقیناً جانبر نہوگا لیکن تو بھی نہ بچے گی بعد میرے مرنے کے تو بھی مر جائیگی شکر ہے خداوند عالم کا کہ مین دنیا سے
ساتھ اسلام و ایمان کے جاتا ہون مطیع دین اسلام ہوچکا ہون جو کلمہ اہل اسلام پڑھتے ہین سب مجھے
معلوم ہے اس وقت آخر مین اپنی زبان پر جاری کرونگا دنیا سے ساتھ تیرے سوے عدم جاونگا
تنہا نہ جاونگا یہ کہکے زیادہ تڑپنے لگا ملکہ آتش افروز جادو نے تقریر اسکی سنکے برہم ہوکے سر جدا ارادہ
کیا کہ چھری سے سر اسکا کاٹ لون وقت آخر مین اپنا دل خوش کرون لیکن ممکن نہوا کیونکہ نصف
گردن اسکی کٹی ہوئی تھی لہو بہت نکل چکا تھا باقی ماندہ بہ رہا تھا عالم ضعیفی مین اسقدر خون نکلنے سے
بدرجہا ضعف بڑھ گیا غش پر غش آتا تھا سر کو گردش تھی دست و پا تھرتھراتے تھے ہنوز ملکہ آتش افروز
جادو کا یہ حال تھا کہ ناگاہ مردار خوار جادو تڑپکر مر گیا اسکے مرتے ہی ہوائے تند و تیز چلی آندھی سیاہ
آئی ابر سیاہ بھی فلک پر آیا سنگ باری و برف باری ہونے لگی تاریکی محیط عالم ہوئی چونکہ مردار خوار جادو
اک ساحر نامی تھا اسوجہ سے اسکے مرنے کی علامت تا دیر رہی یعنی تاریکی اور برف باری وغیرہ ہوا کی

بیدہ اُسکے سحر کے بیرون لے اُسکے نامہ سے یون بآواز بلند پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو
آتش افروز جادو نے دنیا سے سوئے عدم پُر ارمان جاتا ہون تمنائے دل دل ہی مین لیئے جاتا
ہون یہ کہکے وہ سحر کے بیر خاموش ہوے اور گرد باد جنکے میت مردار خوار جادو کو زمین سے اُٹھا کے
بلند ہوکے سیوے لشکر طلسم کشا روانہ ہوے اور بعضون نے یہ کہا ہی کہ اہل و عیال مردار خوار جادو
کی طرف روانہ ہوے غرض بہر طور بیر سحر کے لاشہ ساحر مذکور کا اُٹھا کے بطریق مذکور نالان و گریان
ایک سمت روانہ ہوے اس جگہ پر یہ مولف بیچمدان قول اول کو پسند کرتا ہی کہ بیر سحر کے لاشہ مردار
خوار جادو کا اُٹھا کے سوے طلسم کشا گئے اب ان بیرون کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی دیکھیے یہ لشکر
طلسم کشا مین کب تک لاشہ مردار خوار جادو کو پہونچاتے ہین مگر اب حال ملکہ آتش افروز جادو کا
لکھا جاتا ہی کہ جب مردار خوار جادو مر گیا اور علامتین اُسکے مرنے کی زائل ہوچکین بیر سحر کے میت اُسکی
گرد باد جنکے اُٹھا کے لیگئے مطلع صاف ہوا آتش افروز جادو نے چاہا کہ تخت دود سحر پہ سوار
ہوکے اپنے مکان یا صندلان شاہ کے پاس جاؤن وہان پہونچکر اپنے زخم گلو کا چارہ کرون اور
اگر کوئی پوچھے تو حال اپنے لڑنے اور سحر کرنے کا بتفصیل بیان کرون سب کو اپنی جنگ کرنے سے
حیران کرون خصوص صندلان شاہ سے حال جنگ سحر خورشید روشن دل و مردار خوار جادو بیان
کرکے اُسکو شادان و فرحان کرون لیکن بوجہ زخم کاری گلو ضعف بیحد کے زمین سے اُٹھا
نہ گیا تخت سحر پر جاکے بیٹھنا ممکن نہوا سحر بھی پڑھ کے غرق زمین ہوکر جانا دشوار و گران معلوم ہوا
وہان خاک پر سر رکھ کے صحرا مین لیٹنا مرغوب طبع ہوا ہنوز ملکہ آتش افروز جادو چاہتی تھی کہ تھوڑی
دیر صحرا مین استراحت کرون حواس خمسہ درست ہولین اور ضعف کم ہولے تو یہان سے جاؤن ناگاہ
رشتہ حیات اسکا خیاط اجل مقراض فنا سے کاٹنے لگا اور جام عمر اسکا آب زندگی سے مملو ہوا وعدہ
برابر آ پہونچا وقت مرگ آگیا آثار غشی و کرب و تغیر حال نی الفور یون ہویدا و آشکار ہوے کہ دفعتاً وفرط ضعف
وقت بہت سے وہ بروے زمین گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی بعد ایک لمحے کے وہ تابعین ملک الموت جو کفار کی
روحون کو بشدائد تمام قبض کرتے ہین واسطے اُسکی قبض روح کے حکم خدا سے نازل زمین ہوے
اور قبض روح ساحرہ کافرہ مذکورہ مین مصروف ہوے حال اُسوقت کا کیا لکھا جاے وہ ساحرہ کا
زمین صحرا پر تڑپنا مرگ سے امان چاہنا زندگی کی خواہش کرنا ارمان و تمناے دلی کے نہ نکلنے کا
افسوس کرنا خاک صحرا پر تڑپنے کا الم کرنا کسی عزیز و دوست کے پاس نہونے کا غم کرنا تابعین ملک الموت
سے کچھ بس نہ چلنے کا رنج کرنا لاچار و مجبور ہوکر آہ آہ کرنا یہان تو ملکہ آتش افروز جادو
کی قبض روح ہورہی تھی لیکن اب حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے
لاشہ ابلیس خودپسند کا آیا تھا اور ملکہ آتش افروز جادو بقہر و غضب براے قتل و گرفتاری
خورشید روشن دل دربار صندلان شاہ سے روانہ ہوئی تھی اُسوقت سے صندلان شاہ
گاہ شادمان اور گاہ مغموم تھا گاہ اپنے اہل دربار سے کہتا تھا کہ خورشید روشن دل
ابلیس خودپسند کو تو ہلاک کیا ہی ہماری نانی صاحبہ بعد غضب و قہر گئی ہین اُس کو
یقیناً قتل کرین گی سر اُسکا کاٹ کے ضرور لاوینگی خورشید روشن دل بھلا اُنسے کیا مقابلہ

کر سکیگا وہ اُنکے نزدیک اک طفل مکتب ہی اہل دربار دست بستہ عرض کرتے تھے ای بادشاہ فلک جاہ
واقعی حضور سچ کہتے ہین آپکی نانی صاحبہ سحر و ساحری مین یکتائے روزگار ہین کوئی ساحر اور ساحرہ مثل
و نظیر اُنکا نہین ہی خورشید روشن دل کی اُنکے آگے کیا حقیقت ہی شاہ طلسم صندل تقریر اپنے
اہل دربار کی سنکے بہت خوش ہوکے کہتا تھا تم سب راست گو ہو بیشک میری نانی صاحبہ ایسی ہی ساحرہ
زبردست ہین کیا عجب کہ اُنھون نے یہان سے جاکر خورشید روشن دل سے مقابلہ و مجادلہ کرکے
اُسے قتل کیا ہو اُنکو گئے ہوے دیر ہوئی ہی اب یقین کامل ہی کہ وہ سر خورشید روشن دل تن سے
جدا کرکے لاتی ہونگی اثنائے راہ مین ہونگی لہذا بزم عشرت آراستہ کرو لاشہ ابلیس خود پسند کا یہان
اُٹھا کر لیجاو بدستور ہماری ملت کے آگ مین جلا دو مین اُسکے مرجانے کا غم و الم نکرونگا بعوض صدمہ
و اندوہ خورشید روشن دل کے قتل ہونے کا کثرت خوشی سے جشن کرونگا لہذا ارباب نشاط کو طلب کرو
ساقیون سے کہہ دیا جائے کہ کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ و ساغر تیار رکھین بزم عشرت مین یہان
آراستہ نکراؤنگا وہ بارگاہ ہماری جسکے بجواب الفلک ہی ہمارے باغ ہمیشہ بہار مین کہ ازحد وسیع ہی
برپا کی جائے فرش نفیس فراش بچھائین شیشہ آلات و دیگر اسباب ضروری مثل ڈنگل و کرسی و میز وغیرہ
آراستہ کیجائے اور یہ سامان آج ہی کیا جائے کیونکہ نانی صاحبہ آتی ہونگی سر خورشید روشن دل
لاتی ہون گی مین جشن قتل خورشید روشن دل کا سات روز تک شب و روز کرونگا اپنے دل کو
خوش کرکے قلوب اعدا کو صدمہ دونگا خصوص طلسم کشا کو یہ جشن کرکے جلاؤنگا اہل دربار
اُسکی تقریر سنکے عرض کرتے تھے حضور نے جو کچھ فرمایا ہی تعمیل ارشاد بجالائینگے مگر یہ سامان آج طرفۃ العین مین ہم
غلامون سے نہو سکے گا چند روز کی مہلت دیجائے تاکہ حسب دلخواہ حضور کے سامان جشن کیا جائے
صندلان شاہ تقریر اُنکی سنکے کہتا تھا اچھا مین نے دو روز کی مہلت دی واقعی تم سچ کہتے ہو ایسا سامان
فی البدیہہ کیونکر ہو سکیگا گاہ صندلان شاہ بوجہ نہ آنے اور تاخیر ہونے کے گھبراکے اپنے وزرا سے
کہتا تھا نہین معلوم دل میرا اسوقت کیون گھبراتا ہی ہجوم رنج و غم دل پر کیون ہی خود بخود اشک میری
آنکھون سے کیون نکلے آتے ہین بے اختیار دل چاہتا ہی کہ رؤن نالہ و فریاد کرون نہین معلوم اسوقت
میری نانی پر کیا گذرتی ہی ضرور ہی کہ اُنکو کچھ نہ کچھ صدمہ پہونچ رہا ہی یہ تو کہہ نہین سکتا ہون کہ خورشید
روشن دل اُنھین قتل کر رہا ہی کیونکہ اُسکی کیا حقیقت ہی مگر کوئی سبب ضرور ہی نانی صاحبہ میری
کسی بلائے سخت مین یقیناً اسوقت مبتلا ہین عجب نہین کہ ہنگام مقابلہ و مجادلہ خورشید روشن دل
طلسم کشا بھی مع اپنے لشکر کے آگیا ہو نانی جان سے اُسنے مقابلہ کیا ہو وہ بوجہ لوح طلسمی کے اُس سے
عاجز ہو گئی ہون یا دست طلسم کشا سے زخمی ہوئی ہون مین ایسی حالت مین یہان نہ ٹھہرونگا خاص
عام مجھے کیا کہین گے ضرور ہی کہ ہر اک یہی کہے گا نانی شاہ طلسم صندل کی دست طلسم کشا سے ہنگام
مقابلہ و مجادلہ زخمی ہوئی صندلان شاہ اپنے دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا رہا نواسے نے نانی کی
مدد نکی یہ کہکے تخت حکومت سے اُٹھنے لگا وزرا نے دست بستہ عرض کیا حضور یہ کیا خیالات فاسد
آپ کر رہے ہین کہان جاتے ہین بیٹھیے یہ بیتابی و بیقراری موقوف کیجیے کچھ تردد و اندیشہ نہ کیجیے
نانی جان آپکی مع الخیر ہونگی سر خورشید روشن دل لاتی ہونگی چونکہ آپ سے الفت و محبت بیحد ہی اور

انھین یہان آنے مین کسی قدر تاخیر ہوئی ہر اس وجہ سے یہ حال آپکا ہی ہمین یقین ہر اور آپ بھی یقین کیجیے کہ وہ زندہ وصحیح وسالم ہونگی زخمی نہوئی ہونگی کسی بلا مین مبتلا نہوئی ہونگی بھلا انسے کون ساحر لڑ سکتا ہر طلسم کشائی زمانہ مع اپنے لشکر کے طلسم رنگین حصار مین ہر وہ اسقدر جلد اس صحرا مین کہ جسمین خورشید روشن دل نے ابلیس خود پسند کو مارا ہر کیونکر آجائیگا وہ تو ساحر نہین ہر کہ بزور سحر آجائے اور آپکی نانی جان سے جنگ وجدال کرے اب وہ قریب تخت گاہ حضور اگر آئے تو ایک مدت مدید مین آئے کیونکہ محض اسکے لشکر مین ساحر ہی نہین ہین لاکھون غیر ساحر بھی ہین وہ اپنے اہل لشکر کو چھوڑکر ہرگز نہ آئیگا جملہ غیر ساحرون کے ساتھ ساتھ آئیگا بس اسکی طرف سے تو اطمینان رکھیے کہ وہ آپکی نانی جان کے مقابلے مین نہ آیا ہوگا ہان خورشید روشن دل سے آپکی نانی لڑی ہونگی یا انکے لڑ رہی ہونگی سحر جانبین سے چل رہا ہوگا صحرا مین لڑائی ہو رہی ہوگی صحرا نمونہ صحرائے محشر ہو گیا ہوگا ادھر نانی جان آپکی بے مثل ساحرہ ادھر خورشید روشن دل ساحر نامی دونون مین خوب لڑائی سحر کی ہوتی ہوگی زمین صحرا تھرا رہی ہوگی آسمان اس طبقے پر کانپ رہا ہوگا جانوران صحرا خوف سے بھاگ گئے ہونگے قیامت کی لڑائی ہوتی ہوگی یہ ممکن نہین کہ خورشید روشن دل انپر غالب ہوا ہو اسنے انکو مبتلائے سحر کر لیا ہو یا زخمی کیا ہو یا اسیر کیا ہو یا قتل کیا ہو کیونکہ آگے آپکی نانی جان کے اسکی کچھ بھی اصل وحقیقت نہین ہر لہذا آپ عزم جانیکا نہ کیجیے وہ مظفر ومنصور ہوکے تشریف لاتی ہونگی صندلان شاہ نے انکو جواب دیا ہرچند جو تم کہتے ہو سچ ہر مگر مین کیا کہون جو اس وقت حال میرے دل کا ہر تم لوگ مجھے نہ روکو اسوقت جانے دو مین جلد جاکے اپنی نانی جان کو ایک نظر دیکھ آؤن دل کو تسلی وتسکین ہو جائے مین وہان جاکے دیر نہ لگاؤنگا جلد وہان سے یہان آؤنگا تم سب اسی طرح یہان موجود رہو وزرا وغیرہ نے عرض کیا حضور اسوقت بلکہ چالیس روز تک گھر سے باہر نکلنا حضور کو نچاہیے نانی جان آپکی آج ہی آپ سے یہ کہہ چکی ہین کہ اے صندلان شاہ مین نے اپنے علم سے دریافت کیا ہر کہ چالیس دن تجھ پر بہت سخت ہین خوف جان کے جانے کا ہر کیا آپ انکے اس کہنے کو بھول گئے جو اسوقت بعزم جنگ دشمن قوی یہان سے جاتے ہین آپ لاکھ فرمائین کہ مین وہان جاکر نہ لڑونگا لیکن ہم نمکخوارون کو کب اسکا یقین ہر ممکن ہی نہین ہر کہ آپ وہان جاکے نہ لڑین دلیل ہماری صداقت قول کی یہ ہر کہ جب آپ یہان سے اس صحرا مین جائیے گا نانی صاحبہ کو اپنی خورشید روشن دل سے مقابلہ کرتے ہوے نہ دیکھ سکیے گا یقیناً انکو چھڑا کے آپ خورشید روشن دل سے لڑیے گا اور فی زمانہ لڑنا آپکا اعدا سے اچھا نہین ہر ہم جانتے ہین آگے آپکو اختیار ہر ہم سب نمکخوار حضور مین ازراہ نمک حلالی وخیرخواہی سمجھاتے ہین جانے سے مانع ہوتے ہین اگر ہم لوگ خیرخواہ نہوتے اور بدخواہ ہوتے تو اسطرح کبھی حضور سے نہ عرض کرتے جانے سے باز نہ رکھتے صندلان شاہ تقریر اپنے اہل دربار کی سنکے بجائے خود فکر کرکے دل مین کہنے لگا بیشک یہ سب لوگ میرے خیرخواہ ہین بدخواہ نہین ہین جو کچھ یہ کہتے ہین سچ ہر جانا یہان سے میرا اچھا نہین ہر نانی جان میری بخیر ہونگی یونہی دل میرا گھبراتا ہر وہ ساحرہ زبردست ہین انھین کسی طور سے کیا ضرر پہونچے گا یہ تو یہان یہ خیال کر رہا تھا وہان ملکہ آتش افروز جادو کی

قبض روح ہو رہی تھی جب قبض روح بخوبی ہو چکی ملکہ آتش افروز جادو مر چکی اسکے مرنے سے وہ صحرا صحرائے
بلاخیز ہو گیا ہوائے تند چلی آندھی بڑے زور و شور سے سیاہ آئی ایسی ہوائے تند چلی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اوکھڑ گئے دوڑ دوڑ ہوا کے زور سے جا گرے ابر سیاہ و تاریک فلک پر
نمودار ہو کر اس صحرا پر محیط ہوا ابر مذکور میں دمبدم زور و شور سے بجلی چمکنے اور کڑک کڑک کے گرنے لگی صدا
رعد کی ایسے بار بار آنے لگی سنگ باری و برف باری ہونے لگی زمین اس صحرا کی تھرانے لگی پیر فلک
بھی یہ ہنگامہ قیامت نما دیکھ کے خوف سے کانپنے لگا وہ صحرا ایسا تیرہ و تاریک ہو گیا کہ رشک ظلمت چشمہ
آب بقا ہو گیا بڑی دیر تک یہی حال رہا بعد ازاں وہ تاریکی و سنگ باری و برف باری و ہوائے
تند موقوف ہوئی مطلع صاف ہوا ساحرہ مقتولہ بدست خود کے سحر کے بیرون اسی کے نام سے نعرہ نالہ
بکا اسطرح پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس خود تنے اپنے گلے پر چھری پھیر کر اپنی جان دی نام ہمارا
ملکہ آتش افروز جادو تھا عمر ہماری کچھ ایسی زیادہ نہ تھی ساڑھے تین سو برس کا سن تھا ابھی طرح
باغ دنیا کی سیر بھی ابھی نہ کی تھی کہ یکایک باغبان قضا نے غنچہ حیات کو توڑ کر خاک میں ملا دیا یہ آواز
دیکے وہ سب سحر کے بیر بصورت گرد باد ہتے خاک صحرا سے لاشہ ساحرہ مذکورہ کا اٹھا کے بلند ہو کے سوے
دربار صندلان شاہ نالاں و گریاں روانہ ہوئے بعد قطع راہ قریب دربار صندلان شاہ
اسوقت پہونچے کہ صندلان شاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار تھے شاہ طلسم
گو اہل دربار کے سمجھانے سے بیٹھا ہوا تھا مگر بیتاب و بیقرار تھا اہل دربار اسکے دل کو بہلانے
کے ایسی باتیں کر رہے تھے کہ دل اسکا فی الجملہ خوش ہو سکے و بیتابی و بیقراری دفع ہو لیکن وہ کسی کے
سخن سے شگفتہ خاطر نہ ہوتا تھا ہنسی کا تو کیا ذکر ہے ذرا بھی نہ مسکراتا تھا اہل دربار سے کہتا تھا تم لوگ
عبث ایسی باتیں کرتے ہو کہ میرے غنچہ دل کو مانند گل شگفتہ کرو نہیں معلوم کیا وجہ ہے کہ اسوقت دل افسردہ ہے
رونے کو دل چاہتا ہے ہنسی نہیں آتی ہے ابھی صندلان شاہ اپنے اہل دربار سے یہ کہہ رہا تھا کہ ناگاہ
آواز نالہ و فغان کان میں آئی صندلان شاہ نے گھبرا کے سوے فلک دیکھا اور اپنے اہل دربار سے
کہا دیکھو تو یہ صدائے نالہ و فغان کہاں سے آتی ہے کون روتا ہے خداوند تمثال آئینہ رو خیر کریں
مجکو آثار بد معلوم ہوتے ہیں خیال بد دل میں آتا ہے کیا کہوں اپنی زبان سے جو اسوقت ذہن میں
آیا ہے اہل دربار نے پوچھا حضور کے دل میں اسوقت کیا خیال گذرا ہے ہم سے بھی بیان کیجیے اس نے
کہا مجھے یہ خیال ہے کہ میری نانی جان کو کسی نے قتل کیا ہے بیر اُنکے سحر کے لاشہ اُنکا بنالہ و فغان یہاں
لاتے ہیں اہل دربار نے عرض کیا نہیں حضور یہ بات عقل و فہم سے دور ہے اور کوئی ظلم رسیدہ روتا
ہوگا ابھی اہل دربار صندلان شاہ سے یہ کہہ رہے تھے کہ ناگاہ وہ گرد باد قریب تر آیا سحر کے
بیروں نے لاشہ ساحرہ مذکورہ کا عین دربار میں ڈالدیا بعد اسکے وہ سب نالہ و فغان کرکے
ہوئے آتش افروز جادو کو یاد کرتے ہوئے اسکی بھینٹ بار بار دینے کا خیال کرتے ہوئے
ایک طرف روانہ ہوئے صندلان شاہ لاشہ اپنی نانی کا دیکھکر پہلے تو دنگ ہو گیا سکتہ سا
ہو گیا اہل دربار بھی دریائے حیرت میں غرق ہوئے لیکن بعد حیرت بسیار صندلان شاہ
بیتاب و بیقرار ہو کے بے اختیار رو دیا اہل دربار بھی گریاں ہوئے الغرض حال گریہ و زاری صندلان شاہ

مفصل تحریر کیا جاوے تو بیجا طول ہوگا اور خلاف طبع ناظرین بھی ہوگا لہذا بنظر اختصار اسی قدر لکھا جاتا
ہے کہ صندلان شاہ صدمہ مرگ ملکہ آتش افروز جادو سے روتے روتے قریب ہلاکت ہوگیا
اُسوقت وزرا وغیرہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا حضور اب اس گریہ وزاری سے
کیا نفع ہوگا جو ہونا تھا وہ تو ہوا انکی حیات تو اتنی ہی تھی اب صبر کیجئے زیادہ گریہ وبکا نہ کیجئے
دیکھیے کثرت نالہ وبکا سے حال حضور کا کیا ہوگیا ہے صندلان شاہ نے ضبط گریہ کرکے اُنھیں جواب دیا
اب لطف میری زندگی کا باقی نہ رہا یہ بزرگ بھی میری تھیں شفقت بزرگانہ بھی کرتی تھیں اور کیا کہوں
کیا کیا باتیں مجھ سے کرتی تھیں کبھی کسی بارے میں مجھ سے عذر نہ کرتی تھیں مدام میری ترقی وزندگی و
صحت کی درپے وخواستگار رہتی تھیں آج ہی میں بڑے مقابلہ خورشید روشن دل جاتا تھا مجھے
کسی طرح جانے نہ دیا پھر بار یہی کہا کہ تو نہ جا تھیر چالیس روز بہت سخت ہیں خوف جان کے جانے کا ہے
گو مجھے بھی چند دن ازحد سخت ہیں لیکن میں جاتی ہوں عرض کیا محبت انکو میری تھی کہ مجھے جانے نہ دیا
خود جاکے جان اپنی دیدی انکے بعد مثل انکے کوئی دوست وخیرخواہ وشفیق وبزرگ وحاجت روا
ودلجو باقی نہیں رہا اب کسکی حمایت وغیرہ سے مدام عیش وراحت سے بسر کرونگا ہائے انکے مرجانے
سے زندگی میری بے لطف وخراب گذرے گی ایسی زندگی سے کیا فائدہ میں بھی جان اپنی دیدوں
تو بہتر ہے یہ کہکے کارد تیز اُٹھا کے قصد خودکشی کیا وزرا نے جسارت کرکے چھری اُسکے ہاتھ سے چھین
اور دست بستہ عرض کیا حضور یہ کیا ارادہ کرتے ہیں دانا ہوکے نادان بنتے ہیں خودکشی سے کیا
فائدہ ہوگا مفت جان حضور کے دشمنوں کی جائیگی اعدائے حضور یہ خبر سنکے خوش ہونگے دوستوں کو
رنج ہوگا برائے خداوند خودکشی سے باز آئیے گریہ وزاری موقوف کیجئے صبر کیجئے میت انکی اُٹھوائیے
کتاب سامری سے حال انکے قاتل کا دریافت کیجئے پھر جو مناسب ہو وہ کیجئے صندلان شاہ
انکی قسم دینے سے اور منت وخوشامد کرنے سے اپنے ارادے سے باز رہا گریہ وزاری فی الجملہ موقوف
کی میت اپنی نانی کی موافق اپنی ملت کے نہایت سامان وجلوس وتزک سے اُٹھوائی اور بطریق اپنے
مذہب کے ہیزم خشک پر رکھکر جلوائی بعدہ دربار میں آکے ازحد برہم ہوکے اپنے اہل دربار سے
کہا جلد کتاب سامری لاؤ حال اپنی نانی کے قاتل کا دریافت کروں بلکہ جسوقت سے وہ یہاں سے
گئیں تھیں اُسوقت سے اسوقت تک کا حال دریافت کروں کہ جسوقت تک لاشہ اُنکا یہاں آیا تھا
اہل دربار نے حسب الحکم کتاب مذکور پیش کی اُسنے بہ نیت مذکور کتاب کھول کے جو دیکھا صاف
اُس میں یہی لکھا پایا کہ اے صندلان شاہ آگاہ ہو کہ جب نانی تیری تیرے دربار سے سوئے
سحر اگئی پہلے خورشید روشن دل سے لڑی عجب عجب سحر اسپر کئے آخر کار اُسکو اپنے سحر میں مبتلا
کیا وہ زمین پر گرا اسوا بہ وزیرزادی اُسکو راہ زیر زمین سے لیگئی بعد اسکے مردار خوار جادو آیا
اُس سے تا دیر معروف جنگ رہی وہ بھی اس سے اسطرح لڑا کہ یہ عاجز ہوگئی آخر کار اسنے چاہا کہ
خون اپنے گلو کا لیکر ناریل یا ترنج ونارنج وغیرہ کو اسمیں تر کرکے سحر کرکے مردار خوار جادو کی نظر بچا کے
اُسکے سینے پر مار دوں وہ چونکہ ساحر زبردست اور بڑھا نہایت سن رسیدہ تھا بفہم وفراست
اسکے ارادے سے آگاہ ہوگیا جب تیری نانی نے اپنے حلق پر چھری رکھی اُسنے بھی اُسکی نظر

بچا کے اُسکی کارد پر ایسا سحر کیا کہ وہ نہایت آبدار ہو گئی بس ذرا سی حرکت دینے میں کارد مذکور
نصف گلو تک پہونچی نانی نے تیری حیران ہو کے ہاتھ اپنا روکا اور مردار خوار جادو کو دھوکا دیکے
غافل آے پاکے خون اپنے گلو کا لیکر وہی سحر جو تجویز کیا تھا پڑھ کر ناریل یا ترنج خون آلودہ پر دم کر کے
سینے پر مردار خوار جادو کے مارا وہ اسکے اس سحر سے بوجہ غافل ہونے کے ہلاک ہوا بیر اُسکے سحر کے
لاشہ اُسکا اُٹھا کے جانب لشکر طلسم کشا لیگئے تیری نانی بوجہ زخم گلو کے ہلاک ہو گئی بیرون نے اُسکے
سحر کے لاشہ اُسکا تجہ تک پہونچا دیا صندلان شاہ تمام حال سے آگاہ ہو کے اپنے اہل دربار سے
کہنے لگا کہ جلد سامان جنگ کرو سب لشکر ساحران تیار رہو میں آج ہی خورشید روشن دل اور تمام لشکر
طلسم کشا کو جا کر قتل کرونگا سب کو زندہ نچھوڑونگا عوض اپنی نانی کے خون کا لونگا حتی الامکان طلسم کشا
کو بھی کسی طرح لوح لیکر قتل کرونگا یا جان اپنی از جہد کر دیدونگا وزرا نے عرض کیا حضور کو اسوقت نہایت
غصہ ہے اگر حضور غصے کو کم کریں یا فرو کریں تو ہم کمترین از راہ خیر خواہی کچھ عرض کریں شاہ طلسم نے
کہا تمہیں جو کچھ عرض کرنا منظور ہی عرض کرو اُنھوں نے دست بستہ عرض کیا حضور سے بارے لیکن
نانی صاحبہ نے آپکی ارشاد فرمایا تھا کہ دن تیرے بہت سخت ہیں خوف جان کے جانیکا ہے حضور حکم
سامان جنگ کا دیتے ہیں لشکر ساحران ہمراہ لیکر برائے جنگ طلسم کشا وغیرہ جانے پر آمادہ ہیں ہم
خیر خواہوں کے نزدیک یہ عزم اچھا نہیں ہی مصلحت وقت یہ ہی کہ دو تین باتوں سے کسی بات کو
اختیار فرمایئے یا تو ساحران نامی سے کسی ساحر کو ہمراہ لیکر لشکر ساحران روانہ کیجیے کہ وہ طلسم کشا کو
مع لوح طلسم کسی مکر و فریب سے لے آئے خورشید روشن دل وغیرہ سے مجادلہ کرے
یا حضور قلعہ بند ہوں اُس زمانے تک کہ جب تک دن سخت ہیں اور ستارے حضور کے طالع کے
برے ہیں یا ہم خیر خواہوں کو حکم ہو کہ ہمراہ اپنے لشکر کثیر لیکر جائیں طلسم کشا کو روکیں خورشید
روشن دل وغیرہ سے لڑیں مرحلہ جات طلسم تک طلسم کشا وغیرہ کو حتی الامکان نجانے دیں
صندلان شاہ نے جواب دیا جو کچھ تمنے عرض کیا ہے اسکے سوا اور بھی کوئی راے دے سکتے ہو
اُنھوں نے عرض کیا ہاں ایک راے ہم خادموں کی یہ ہے کہ آپ بطور فال کتاب سامری سے
یہ دریافت کریں کہ فی زمانہ طلسم کشا و خورشید روشن دل سے مقابلہ و مجادلہ کیا جانا
ہمارے حق میں بہتر ہی یا نہیں جو حکم نیک و بد کتاب مذکور سے آپ کو ہو اُسپر عمل کیجیے
صندلان شاہ نے یہ راے پسند کی اور فی الفور کتاب کو کھول کے اپنے عزم جنگ کے مقدمہ
میں بطور فال کے دیکھا کتاب مذکور سے صاف صاف یہ ظاہر ہوا کہ فی زمانہ طلسم کشا اور اُسکے
لشکر کا سے خود جا کر لڑنا اچھا نہیں ہی صندلان شاہ یہ حال کتاب مسطور سے دریافت کر کے
اپنے عزم سے بمجبوری باز رہا لیکن مرحلہ جات طلسم پر باوجود مقرر و معین ہونے ساحروں کے
اور بھی ساحر اور فوج ساحران روانہ کی اور بخوبی تمام اپنی حفاظت اور طلسم صندل کی حفاظت
انتظام کیا یہاں تو صندلان شاہ نے موافق حکم کتاب سامری کے حسب دلخواہ سامان
حفاظت جان و مال و طلسم کا کیا ہی مگر اب حال خورشید روشن دل کا لکھا جاتا ہے
کہ جب سرداب وزیرزادی اُسکو سحر سے لیگئی اور محلسرا سے خورشید روشن دل تک پہونچی

اپنے دل میں بہت خوش ہوئی کہ مع الخیر یہاں تک پہونچی زندہ بادشاہ موصوف کو لے آئی چونکہ
اُسوقت ملکہ آتش بافروز جادو و مردار خوار جادو سے زخم کھا کر مرچکی تھی سحر اُسکا خورشید روشن دل
پر سے اُتر گیا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس ساحر کا سحر جس کسی پر ہوتا ہے بعد مرنے اُس ساحر کے سحر اُسپر سے دفع
ہوجاتا ہے پس باوجود دفع ہوجانے سحر کے خورشید روشن دل نے احتیاطاً برائے دفع باقی ماندہ
اثر سحر کے شیشہ آب دمیدہ سحر طلب کرکے پانی اُس سے لیکر غسل کیا تھا تن پر سے اُس پانی کی وجہ سے
گو دفع سحر تھا باقی ماندہ جو اثر سحر تھا وہ بھی دفع ہوگیا مطلق اثر سحر باقی نرہا طبیعت قبل سابق درست
وبحال ہوئی بعد درستی مزاج خورشید روشن دل نے سرو ابروز برنادی سے خوش ہوکے اُسکی
جانبازی وخیرخواہی کی تعریف کرکے کہا کہ تونے عجب کارنمایاں کیا اُسنے عرض کیا میں نے ایسا کیا کارنمایاں
کیا ہے کہ جسکے سبب سے آپ اسقدر میری تعریف کرتے ہیں خورشید روشن دل
نے اُسکی توقیر کرکے زر و جواہر اُسے بطور انعام وتحفہ دیا بعد اسکے وہاں سے مع اپنی سپاہ
کے سوے لشکر طلسم کشا تخت سحر پر بیٹھکر دم بھر بھی توقف نہ کرکے روانہ ہوا بعد قطع راہ ایک
صحرا میں پہونچا دیکھا طلسم کشا مع لشکر کے رونق افروز ہے خورشید روشن دل تخت سحر سے اُتر کر داخل
لشکر طلسم کشا ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے اُس جگہ قیام کیا خیام وبارگاہ میں استادہ وبرپا
ہوئیں ایک بارگاہ وسیع میں شاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو وحدید شاہ و سرشار
شاہ وشاہزادہ فیروزہ مازندرانی وگشتاسپ شاہ و سہراب بن لندھور و
خورشید روشن دل وغیرہ ساحران نامی ونامور وشاہان وسرداران سپاہ غیر ساحر علی قدر مراتب
تخت وکرسی اور دنگل پر بیٹھے اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے ساقیوں کو طلب کیا وہ حسب الطلب
کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ وجامہاے بلوریں لیکر حاضر ہوے اور باشارہ شاہزادۂ موصوف
ہراک کو جام مجراز شراب ناب دینے لگے ہراک شراب پینے لگا جب شراب پی چکے ساقیان خورد
کشتیاں مُشکبو کی اُٹھاکے لیگئے بعد ایک ساعت کے جب نشہ شراب کا ہوا طلسم کشا نے
جانب خورشید روشن دل متوجہ ہوکے پوچھا آپ گئے تھے وہاں کی کیفیت بیان کیجیے خورشید
روشن دل نے جو کچھ حال گذرا تھا مفصل بیان کیا طلسم کشا وجملہ اہل بارگاہ نے جرأت و
ہمت اور لڑائی کی اُسکی ثنا کی اور کہا آپنے بھی غضب کیا کہ اس طرح بے سامان وبے اسباب سحر
ہم جنگ یہان سے گئے خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کو رہا کیا عیار بچیون کو خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کے حوالے
کیا ابلیس خودپسند سے لڑکے اُسے قتل کیا ملکہ آتش افروز جادو ایسی ساحرہ بلاے بے درمان
سے مقابلہ ومجادلہ کیا کمال کیا جاے شکر ہے کہ اُس ساحرہ بدبلا سے آپ جانبر ہوے اگر اور کوئی
بجاے آپکے ساحر ہوتا تو اُس ساحرہ کے ہاتھ سے کسی طرح جانبر نہوتا کیونکہ وہ اپنے وقت وزمانہ کی
آفات جہاں روست ہے بعد اس گفتگو کے عجائب جادو نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا اے خواجہ عیار بچیونکو
ہوشیار کرو خواجہ عمرو ثانی وچالاک ثانی وغیرہ عیار ہتھیارے عیار بچیون کے لائے اور دارو دے
دفع بیہوشی سے اُنھیں ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئیں عجائب جادو نے برہم ہوکے اُنسے
کہا اے نالائقو کہو یہ کیا حرکت نامعقول کی تھی خواجہ عمرو ثانی وغیرہ کو بیہوش کرکے کیوں لے گئیں

اس تقصیر کرنے کی اب تمکو کیا سزا دون جو تم کو وہی سزا ئے سخت درین آنھون نے دست بستہ
تھرا کے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم بصدق دل مسلمان ہوتے ہین
ہماری خطا کو عفو کر اب ایسی تقصیر تا زندگی نہ کرینگے عجائب جادو نے یہ سنکے جانب طلسم کشا دیکھا
شاہزادہ ذیجاہ نے فرمایا اب یہ عذر و اقرار کرتی ہین خطا انکی عفو کیجائے آئندہ اگر کوئی خطا ایسی ہی
انسے سرزد ہوگی تو سزائے سخت انکو دینا عجائب جادو نے ارشاد شاہزادہ موصوف سے خطا انکی
معاف کی وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین اور بعضون نے یون بھی لکھا ہو کہ بصدق دل
مطیع دین اسلام ہوئین کلمۂ شہادتین زبان پر جاری نہین کیا غرض بہر طور مطیع و فرمانبردار ہوئین
اور بارگاہ سے جاکر لشکر مین داخل ہوئین ایک خیمہ مین قیام پذیر ہوئین اسی اثنا مین بیر سحر کے
لاشہ مردار خوار جادو کا لائے اور لشکر طلسم کشا مین ڈالکر ایک سمت نالہ کنان چلے گئے مردان
لشکر نے شور و غل کیا شاہزادہ رستم ثانی نے اسبب شور و غل دریافت کیا چالاک ثانی وغیرہ
عیارون نے جاکر حال دریافت کرکے شاہزادہ موصوف سے کہا اسوقت ایک بونڈا لا آیا تھا اس
مین سے لاشہ مردار خوار جادو کا لشکر مین گرا ہی یہ خبر سنکے طلسم کشا وغیرہ کو رنج ہوا اور متحیر ہو گئے
کہا نہین معلوم اسکو کس نے قتل کیا یہ نہایت زبردست ساحر تھا اور خیرخواہ تھا خورشید
روشن دل نے طلسم کشا سے کہا حال اسکے قاتل کا دریافت ہو سکتا ہی یا لوح طلسم سے
دریافت کیجیے یا مین بذریعہ علم اختر شناسی یا کہانت کے علم سے تبائے دیتا ہون یہ کہکے کچھ فکر
کرکے کہانت کے طریقے سے تمام حال دریافت کرکے کہا ای شاہزادہ ذیوقار اسکو آتش افروز جادو
نے ہلاک کیا ہی اور ایسا ثابت ہوتا ہی کہ وہ بھی درپی اسکی ہلاکت کی ہوکے ہلاک ہوئی ہی شاہزادہ
موصوف مردار خوار جادو کے ہلاک ہونے سے نور نجیدہ ہوا تھا مگر آتش افروز جادو کے ہلاک
ہو جانے سے از حد خوش ہوا پھر حکم اپنے ملازمون کو دیا کہ لاشہ مردار خوار جادو کا بطریق ہمارے
مذہب کے دفن کیا جاے ہم بھی اسکے دفن کرنے مین شرکت کرینگے کیونکہ اُسنے بھی ہماری
شرکت کی تھی اور بالفعل ایک ہمارے دشمن قوی سے لڑکے اپنی جان دی ہی بمجرد حکم ملازم
کار بند ہوے وقت دفن شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ سب یک ہوگئے

داستان جانا شاہزادہ رستم ثانی کا بہدایت لوح طلسم جانب مرحلہ جات طلسم مندل اور فتح کرنا مرحلون کا اور قتل کرنا ساحرون کا ساقی نامہ

ساقیا پھر مجھے ہی شوق شراب
خوب لکھون گا داستان طلسم
خامہ افسون طراز میرا ہی
در مضمون اسی سے وا سب ہین

نشے مین ہوگا وا طلسم کا باب
مین شہنشاہ ہون معانی کا
کار اعجاز صد مسیحا ہے

اب کرونگا عجب بیان طلسم
صفحہ لوح ہی طلسم مرا
اس عجائب سے آشنا سب ہین

کہ نوردان مراحل تقریر و محرران وقائع حیرت انگیز و بے نظیر
اس داستان بےمثال کو یون بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ شاہزادہ رستم ثانی نے بعد دفن کرنے
مردار خوار جادو کے شب اُسی صحرا مین بسر کی وقت سحر بعد نماز صبح ارادہ وہان سے کوچ کا کیا
عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ نے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ صحرا نوردی تھیر دیکھے

لوح کے خوب نہین ہی مناسب یہ ہی کہ لوح کو دیکھیے لوح طلسم جو ہدایت کرے اُسپر عمل کیجیے تاکہ
جلد تر زُود مدعا پائیے شاہزادہ موصوف نے اُنکی رائے پسند کرکے لوح کو دیکھا اُسمین ہدایت تھی کہ اے
طلسم کشا اپنے تمام لشکر کو اسی جگہ چھوڑ کے تنہا جانب دست چپ جا سیر دشت وکوہ کر بعدہ
جو کچھ نظر آئے اُسے دیکھ دیر نہ کر جلد جا کہ اُسطرف جانا تیرا ضرور ہی شاہزادۂ موصوف نے حکم
لوح سے آگاہ ہوکے عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسم مجھکو
یہان سے جانب دست چپ تنہا جانے کو ہدایت کرتی ہی سب نے کہا جو حکم لوح ہو ضرور اُسپر
عمل کیجیے شاہزادہ موصوف اُسی وقت سب سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکے مسلح ہوکے لوح
طلسم اپنے گلے مین ڈال کے جانب دست چپ روانہ ہوا بعد قطع راہ بسیار ایک صحرائے سبزہ زار
مین پہونچا وہ صحرا عجب فضا ایسا تھا کہ وہان کے سبزۂ شاداب کے دیکھنے سے دل کو فرحت ہوتی تھی ہوائے
سرد اُس سبزہ زار کی رشک نفس عیسی تھی تن بیجان مین وہان کی ہوا سے جان آتی تھی غنچۂ دل
پژمردہ کیسا ہی ہو وہان کی سرد ہوا سے مانند گل شگفتہ ہو جاتا تھا سبزہ اُس صحرا مین زمین پر گستردہ
نہ تھا بلکہ فرش مخمل سبز زمین پر بچھا تھا جہان تک نظر پہونچتی تھی فرش سبزہ شاداب ہی زمین پر
نظر آتا تھا نہرین جا بجا اُس صحرا مین جاری تھین طائران خوش الحان و آہوان شوخ چشم اُس
صحرا مین بکثرت تھے شاہزادہ رستم ثانی اُس صحرا مین پہونچکر سیر وہان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور
گروہ غزالان شوخ چشم و طائران رنگارنگ و خوش الحان دیکھکے بے اختیار چاہا کہ انکا شکار کیجیے پھر خیال
کیا کہ پہلے لوح کو دیکھ لینا چاہیے بعدہ شکار یہان کے چرند و پرند کا کرنا چاہیے مبادا ان جانورون کے
شکار کرنے سے کسی طرح ضرر ہو یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لوح مین یہ لکھا پایا کہ اے طلسم کشا خبردار یہان
کے چرند و پرند کا شکار نہ کرنا انکو جانور اصلی نہ جاننا کسی جانور کو یہان کے آزار نہ دینا کسی سے کچھ سخن بھی
نہ کرنا یہ طائر اور وحشی بزبان فصیح گفتگو کرتے ہین بظاہر جانور ہین بباطن سب ساحر ہین یہ صحرائے سبزہ زار
بظاہر پر بہار و فرحت افزا ہی بباطن خارستان سے بدتر ہی کیونکہ نمود اسکی بجز سحر جادو سے ہی
جلد اس صحرا سے نکل جانا چاہیے شاہزادۂ موصوف لوح کو دیکھکر عزم شکار سے باز رہکر آگے بڑھا بعد قطع
راہ دراز ایک کوہ سربلند نظر آیا راہ اُس کوہ کی مانند کوچہ کاکل کے تھی زیر کوہ یعنی دامن کوہ مین تختہ ہائے
گل خوش قطع دیر بہار تھے کوئی تختہ لالۂ نعمان کا تھا کہ سیر داغہائے لالۂ نعمان سے داغہائے
دلہائے عشاق یاد آتے تھے کوئی تختہ زعفران کا تھا کہ جسکو دیکھکر ہر اک افسردہ دل اور گریبان
چاک کو ہنسی آتی تھی کوئی تختہ گلاب کا تھا ہر اک گل سرخ اُس تختہ کا مانند عارض محبوب کے تھا
کوئی تختہ نرگس شہلا کا تھا ہر اک پھول نرگس کا گوئیا چشم منتظر تھا یا اک دیدۂ حیران تھا یہ چار
چمن دامن کوہ مین دیکھکر شاہزادہ خوش ہوا اُنکی سیر سے دل باغ باغ ہوا اُن چمنون مین ہزار
در ہزار طائران رنگارنگ و خوش الحان تھے ناگاہ وہ طائر اسطرح نغمہ سرا ہوتے تھے کہ صوت
بلبل بھی آگے اُنکے ہیچ تھی گاہ وہ طائران رنگارنگ باہم بزبان فصیح کہتے تھے دیکھو طلسم کشا آگیا
دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس پاس طلسم کشا کے لوح طلسمی ہی اور یہین حکم ہماری مالکہ کا نہین ہے
ورنہ ابھی اسکو گرفتار کر لیتے شاہزادہ کامگار رستم ثانی نے سیر تختہ ہائے گلہائے مذکور کرکے جانب

کوہ دیکھا بالاے کوہ سے آواز گانے کی اور صدا بجنے سازون کی آئی بے اختیار ارادہ کوہ پر جانے کا کیا کیونکہ وہ آواز رقاصہ ومطربہ ایسی دلکش تھی کہ تاب ضبط باقی نہ رہی شاہزادہ موصوف سیر چشمہ مذکور سے منھ موڑکر کوہ پر چڑھنے لگا راہ پُر پیچ اُسکی طی کرنے لگا گو کہ راہ کوہ مذکور سخت گذار تھی لیکن شوق سیر کوہ راہبر ہوکے بسہولت وہ طے کیا شاہزادے نے بالاے کوہ جاکر عجب قدرت حق دیکھی درختان الواع واقسام وہ ثمر پختہ وخام اُسکے وہ جھرنے جھرنا کوہ سے پانی کا نکلنا طایران خوش الحان کا چہکنا سوا اسکے جو غور سے دیکھا تو ایک طرف ایک باغ نظر آیا اور اُسی باغ کے اندر سے آواز گانے کی آئی شاہزادہ جانب باغ مذکور چلا جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا چاردیواری باغ کی نہایت خوب ہی دل کو مرغوب ہی دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی کوئی دربان نہین ہی یہ دیکھکر درباغ پر گیا در باغ سے اندرون باغ جو دیکھا سیر گلہاے رنگارنگ سے غنچۂ دل شگفتہ ہوا ہوا اُس باغ سے ایسی آئی گویا باغ ارم سے ہواے فرحت افزا آئی بوے گلہاے خوشبو سے دماغ معطر ہوگیا وہ باغ پُر بہار عجب باغ تھا تعریف مفصل اُسکی تو کیا رقم ہو الا مختصر یہ ہی کہ بمصداق نظم - نظم

وہ گلون کی بہار شادابی　　ابھی دکھلاتے تھے بہار شجر
شوق مین ہو نظر کو بیتابی　　باغ مین سب تھے میوہ دار شجر
جو دیکھے اشجار میوہ دار کھائے

بوقلمون کے شاہزادۂ رستم ثانی نے جو ایک طرف باغ مین دیکھا ایک بارہ دری نظر آئی شان اُس بارہ دری کی کیا لکھی جائے قلم عجوبی تو لکھ نہین سکتا لیکن اسقدر درج کرتا ہے کہ - نظم

تھی وہ بارہ دری زمرد کار　　سبزہ تھا فرش سبزے کا کیا رنگ
رنگ ہو جس سے چرخ مینا رنگ　　سالے مینا کے تھے در و دیوار

ابھی شاہزادہ موصوف جانب بارہ دری دیکھ رہا تھا ہر چند اشتیاق سیر باغ وبارہ دری بہت تھا لیکن شاہزادہ اندر باغ کے اس وجہ سے نہ جاتا تھا کہ نہین معلوم یہ باغ کس کا ہی عورتین اِس مین پائی جاتی ہین آواز اُنکی ہنسی اور باتون کی آتی ہے نامحرم عورتون مین بے اجازت جانا اچھا نہین ہی ناگاہ اُن مین سے کچھ عورتون نے شاہزادۂ رستم ثانی کو درباغ پر دیکھکر اور کمال رنگین اُنکی یہ کہا کہ نظم

آیا صد شکر وہ طلسم کشا　　اسی کی آرزو مین بیٹھے تھے　　ابھی کرتے تھے جس کا ہم چرچا
مدتون سے تھا انتظار اِس کا　　حسن ہی باعث بہار اسکا　　اسی کی جستجو مین بیٹھے تھے
اسی کی سیر کے شکار ہوے　　رشک ماہ فلک ہی یہ خورشید　　اسکے آنے پہ ہم نثار ہوے
　　　　ہوگئی چشم انتظار سفید

یہ کہکے وہ عورتین بصد شوق مسکراتی ہوئی سوے درباغ چلین اُنمین ہر ایک نوجوان وخوب رو وشوخ دیدہ تھی جب وہ چند عورتین درباغ پر ہوچین مسکراکر کہنے لگین اے شاہزادۂ ذیجاہ آپ درباغ پر کیون کھڑے ہین چلیئے ہماری ملکہ عالم آپکو بلاتی ہین چونکہ وہ مہمان نواز ہین عجب نہین کہ خود آپ کے لینے کو تھوڑی دور آئین آپکا استقبال کرین اُنھون نے خبر آپکی تشریف آوری کی سنی ہی اسی وجہ سے بزم عشرت آراستہ کی ہی دروازہ باغ کا کھلوادیا ہی وہ منتظر ہی آپکی تھین کہ آپ تشریف لائے ملکہ ہماری شاہزادی ہین ایک بادشاہ ذیجاہ کی دختر ہین بیشتر براے سیر ادھر آیا کرتی ہین خصوص آج تو محض خبر آپکے ادہر آنے کی سنکے تشریف لائی ہین غائبانہ آپ پر

عاشق ہوئی ہین یہ حال اُنسے نہ کہیےگا ورنہ وہ ہم کنیزون کو اور ملازمون کو سزاے سخت دین گی
نوکری سے بھی چھڑا دین گی شاہزادہ رستم ثانی گفتگو اُنکی سنکے اُنکے کہنے کا یقین کرکے حجّو تا ہمین
نہ جان کے مرکب سے اُترکے بہت خوش ہوکے ہمراہ اُنکے اندر باغ کے گیا دیکھا عجب باغ پُر بہار
و وسیع ہی نہایت سر سبز و شاداب ہی ابھی شاہزادہ مصروف سیر باغ تھا اور ہمراہ اُن عورتون
کے چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف سے باغ کے ایک غول نازنینون کا پیدا ہوا اُنکے درمیان
مین دیکھا ایک نازنین غیرت پری رشک حور حسن و جمال مین بے مثل و بے نظیر پوشاک رنگین و نادر زیور
طلائی جواہر نگار پہنے ہوے دوپٹے سے منھ چھپاے ہوے ہی کثرت شرم و حیا سے ہر اک قدم پر
رُکتی ہی اپنی ہمجلیسون سے آہستہ کہتی ہی بہنو ہمکو شرم آتی ہی قدم آگے نہین بڑھتا ہی شاہزادہ رستم ثانی
ادھر آتا ہی اب ہمسے آگے ایک قدم بھی اُٹھایا نہین جاتا ہی شرم و حیا سے عجب حال ہی وہ نامحرم ہی
مین اُس سے بات نہ کرونگی صورت اپنی نہ دکھاونگی مجھے اُس سے بات کرتے شرم آئیگی کثرت
حیا و شرم سے صورت دکھائی نہ جانے گی تمھین اُس سے بات چیت کرنا شراب اپنے
ہاتھ سے پلانا خاطر و مہانداری بخوبی کرنا مین ہرگز اُس سے نہ بولونگی شاہزادہ اُسکی تقریر سُنکے
اور چہرۂ زیبا اُسکا دیکھ کے بے اختیار اُسپر مائل ہوا نقد دل ایک نظر اُسکو دیکھ کے دیدیا اُس کے
عشق و الفت مین کچھ خیال طلسم کشائی کا نہ رہا مانند پروانہ کے اُس شمع جمال کی طرف چلا اُن
خوبرو کنیزون نے عرض کیا دیکھیے اے شاہزادہ سزاوار ملکہ عالم ہماری واسطے آپ کے استقبال
کے بارہ دری سے یہان تک تشریف لائی ہین خوشا مقدر آپ کا کہ آپ پر عاشق بھی ہوئی ہین
اور آپ کے استقبال کے لیے یہان تک آئین یہ مرتبہ آپ کا ہی آج تک اور کسی شاہ و شہریار
کو یہ رتبہ و مقدار حاصل نہین ہوا سیکڑون شاہان جلیل القدر خوبی اُنکے حسن و جمال کی سُنکے
عاشق ہوکے ہلاک ہوگئے ہزارون شاہزادگان نامور و خوبرو شہرہ اُنکے حسن دلفریب کا سُنکے
شیفتہ و فریفتہ اُنپر ہین مشتاق ایک نظر دیکھنے کے ہین بعضے لباس فقیری پہنے ہین اکثر مانند مفتون
دیوانے ہین یہ کسی پر نظر توجہ نہین کرتی ہین شاہزادہ رستم ثانی تقریر اُنکی سنتا ہوا اپنی
خوبی تقدیر پر فخر کرتا ناز کرتا ہوا شادمان ہوتا ہوا آگے بڑھا بعد قطع راہ عنقریب اُس رشک
پری کے پہونچا جملہ کنیزین اور انیسین اور جلیسین اُسکی شاہزادے کے قریب آنے سے خوش
ہوئین بعدہ ہر اک نے سلام کیا پس از سلام شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر ساتھ اپنی ملکہ
مذکورہ کے جانب بارہ دری چلین اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی گمان کرتا تھا کہ مین ہمراہ گروہ
پریزادون کے اک باغ مین پرستان کے مصروف گلگشت گلشن ہون یہ گمان کرکے بجاے خود
خوش ہوتا تھا لوح طلسم صندل کو کہ زیر قبا بالاے سینہ تھی خیال اُسکے دیکھنے کا ذرا بھی نہ کرتا تھا
بار بار اُس رشک حور کو جسپر مائل ہوا تھا دیکھتا جاتا تھا وہ بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھ لیتی تھی
اور اسقدر شرم و حیا و ناز و غرور حسن ظاہر کرتی تھی کہ شاہزادے کو حیرت ہوتی تھی انیسین اور جلیسین
اُسکی شاہزادے سے مخاطب ہوکے مسکرا مسکرا کے کہتی جاتی تھین کہ اے شاہزادہ عالی وقار آپ کے
تشریف لانے کا ہمنے اور ہماری اِن ملکہ عالم نے بہت انتظار کیا سوے در باغ دیکھتے دیکھتے گویا آنکھین سفید

ہو گئیں کوئی ایسا کسی کو انتظار کراتا ہے جب سے خبر آپکے ادھر آنے کی سنی تھی ہم سب اسی باغ مین منتظر آپ کے بیٹھے تھے خیر شکر ہے کہ آپ تشریف لائے مراد دل بر آئی شاہزادہ رستم ثانی اُنکے جواب مین یکتا ہوا جلا مین بھی تمھاری ملاقات کے شوق دیدار اور تمنائے وصل مین یہان تک آیا ہون یہ باتین کرتا ہوا اُس حور اجمال کی طرف دیکھتا ہوا اُس بارہ دری مین پہونچا دیکھا بارہ دری زمرد گون ہر قسم کے آلات و آئینہ جلی بقد آدم و فرش نفیس وغیرہ اسباب ضروری و تکلف سے بخوبی آراستہ ہے صدر بارہ دری مین ایک مسند جواہر نگار بچھی ہے انیسان ملکہ مذکورہ نے اُس مسند پر شاہزادے کو بٹھایا اور ملکہ سے بھی کہا کہ آپ بھی شاہزادے کے برابر بیٹھیے ماہ وہ ایک جا ہون تو خوب ہے اُس نے پہلوے شاہزادے مین بیٹھنے سے پہلے تو کثرت شرم و حیا کے سبب سے انکار کیا آخر کار شاہزادہ موصوف اور جملہ انیسون اور جلیسون کے کہنے سے مجبور ہو گئی کسی قدر شاہزادے سے ہٹ کے کچھ منھ بھی شاہزادہ کی طرف سے پھیر کے اُسی مسند پر بیٹھی پھر جملہ انیسین و جلیسین ملکہ مذکورہ کی دست راست و چپ اور کچھ رو برو بھی علی قدر مراتب بیٹھین اُسوقت شاہزادے نے اُس پری جمال و حور اخصال سے مخاطب ہو کے کہا اے ملکہ ہم اِسوقت تمھارے گھر مین آئے ہین پاس خاطر مہمان ضرور ہے کچھ باتین کرو منھ ادھر کرو گو شرم و حیا مانع بے حجابی ہے لیکن مروت سے بعید ہے کہ ایسی بے اعتنائی اختیار کرو دیکھو ہم راہ دور و دراز سے محض واسطے تمھارے یہان آئے ہین انیسون اور جلیسون نے بھی ملکہ سے کہا واقعی یہ محض آپکی الفت ہی سے یہان تک آئے ہین آپکو انکی خوشی کرنا چاہیے ملکہ نے بعد بہت انکار کے سب کے اصرار کرنے سے بعد حیا و شرم شاہزادے سے کلام کیا باتین باہم راز و نیاز کی ہونے لگین بعد اسکے انیسون نے باشارۂ ملکہ مذکورہ تماہ سے کہا تو خاموش کیون ہے رقص و نغمہ کیون نہین کرتی ہے ہمراہی عورتین اُسکی یہ سنکے ساز بجانے لگین وہ مبارکباد گانے لگی اہل بزم سننے لگے بعد گانے مبارکباد کے تماہ مذکورہ نے یہ غزل شروع کی۔ غزل

نزدیک تھا قریب تھا بندہ نہ دور تھا — طالب تمھاری دید کا ناظر ضرور تھا
مداح میرے شعر کی ساری خدائی تھی — سرگرم التفات جو قلب حضور تھا
مرنے کے بعد مرقد ہوے ہم سے مستفیض — شعلہ ہمارے قلب کا شمع قبور تھا
ہنگام جام مے تھا اگر عکس یار سے — شیشہ بھی عشق ساقی مہوش مین چور تھا
کیونکر نہ شاخ الفت حیدر کو دل سے — مقبول بارگاہ خدا از نور تھا
سبقت نبی پاک کو تھی سب سے بیشتر — حضرت کا قبل حضرت آدم کے نور تھا
پہلو مین اُنکے مین مرے پہلو مین تھا رقیب — جتنا کہ مین قریب تھا اُتنا وہ دور تھا
بیٹھے بٹھائے مفت مرا خون ہو گیا — مہندی لگانا انکو بھلا کیا ضرور تھا
موسےٰ کو اپنا جلوۂ وحدت دکھا دیا — سرمہ بنایا طور کو جس نے وہ نور تھا
آواز نالہ تھی کہ صدا صور حشر کی — میرا دہن تھا قبر مین یارب کہ صور تھا
ظالم کسی حسین کو نہ سمجھا حسین نہ شوخ — کیا کیا نہ اپنے حسن پہ اُسکو غرور تھا

اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے گانا سننے لگے جب اُسنے غزل مندرجہ گا کے تمام کی ملکہ مذکورہ

نے اپنی کنیزوں سے کشتی مے طلب کی رقاصہ مذکورہ پھر رقص کرنے لگی اور غزل دیگر گانے لگی اُسنے
شاہزادے کی طرف متوجہ ہوکے باتوں میں لگایا اور اچھی طرح اپنا چہرۂ روشن دکھایا راوی
بیان کرتا ہے کہ ہنوز رقاصہ گا رہی تھی کنیزیں کشتی مے لیکر نہ آئیں تھیں ملکہ بہار ہی تھی باتوں میں
بہلا رہی تھی پردۂ دوستی میں ارادہ دشمنی کا رکھتی تھی ناگاہ پاؤں شاہزادہ موصوف کے
بھاری مانند سنگ کے ہونے لگے اسوقت شاہزادے کو تردد ہوا اُس مہ عذار کی طرف سے
پھر کے لوح کو دیکھا اُس میں یہ عبارت پائی گئی کہ اے طلسم کشا تجھکو اس کوہ پہ نہ آنا تھا اگر آیا
تھا تو اندر اس باغ کے نہ آنا تھا اگر باغ میں آیا تھا تو اس زمردگون بارہ دری میں نہ آنا
تھا اگر یہاں بھی آیا تھا تو پہلو میں اس خوبرو کے نہ بیٹھنا تھا تجھسے نہایت نادانی ہوئی کہ
بے دیکھے لوح کے یہ تمام امور کیے اگر ایک ساعت اور تو لوح پر نظر نہ کرتا تو لوح سیاہ ہوجاتی
کچھ احکام سے اُسکے تجھے آگاہی نہوتی اور تو پتھر کا ہوجاتا خیر اب بھی تونے لوح کو دیکھا شر
دشمنی سے اس خوبرو کی اپنے تئیں بچا بظاہر یہ نوجوان دو صورت ہے باطن کی سو برس کی
ضعیفہ ہے اور صورت اسکی بری ہے کہ اگر دن کو کوئی ناشناس اسکو دیکھے تو خوف سے فی الفور ہلاک
ہوجائے بلکہ چڑیل اور خبیثات بھی تاب دید نہ سکیں فوراً دیکھکر خائف ہوکر بھاگ جائیں یا
ہلاک ہوجائیں نام اس ساحرہ کا مہوش خوار جادو ہے بڑی ساحرۂ زبردست ہے ملک مرحلۂ اول کہ
اُس صحرائے سبزہ زار سے جسے اثنائے راہ میں تونے دیکھا تھا یہاں تک اسکی حکومت ہے
صحرائے مذکور اور کوہ اور دامن کوہ اور یہ باغ و بارہ دری وغیرہ سب اسی کے سحر سے عیاں
ہیں یہ ساحرہ بد بلا ہے اسکو جلد اس طور سے قتل کرکہ موقع پاکے عکس لوح کا اسپر ڈالکے چوٹی اسکی
پکڑ کے تلوار پہ یہ اسم دم کرکے اسکے فرق پر لگا تاکہ دو ٹکڑے ہوجائے جب یہ قتل ہوجائیگی فی الفور
تلوار ہو یہ اسم پڑھکے چوٹی اسکی کاٹ لے کہ آئندہ تیرے بہت کام آئیگی اور اگر خلاف اسکے کریگا تو اچھا نہوگا
لوح بھی بیکار ہوجائیگی تو بھی پتھر کا ہوجائیگا شاہزادہ رستم ثانی یہ حکم لوح سے پاکے متحیر ہوکے
اپنے دل میں کہنے لگا کہ اے رستم ثانی تجھے تخت دھوکا کھایا تھا الحمد کہ لوح کو دیکھا حال سے
اسکے اطلاع ہوئی یہ باتیں اپنے دل میں کرکے اُس ساحرہ کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی سمجھ گئی کہ شاید
اسنے لوح کو دیکھکر میرے حال سے خبردار ہوکے ارادہ میرے قتل کا کیا ہے قبل اسکے میرے حال
سے غافل و بیخبر تھا اب آگاہ و ہوشیار ہوا ہے اس سے جان اپنی بچانا چاہیے یہاں سے ہٹ جانا
چاہیے یہ سمجھ کے پہلو سے شاہزادے کے اُٹھنے اور ہٹنے کا ارادہ کیا شاہزادے نے پوچھا اے
جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کیا ارادہ ہے کہاں جاتی ہو ہمیں چھوڑکے کس طرف جانے کا
ارادہ کیا ہے اُسنے مسکرا کے کہا کہیں جاتی نہیں ہوں ابھی آتی ہوں صرف کنیزوں کی سزا دینے کو
جاتی ہوں ان نالائقوں سے کشتی مے طلب کی تھی ابھی تک نہیں لائیں شاہزادے نے جواب دیا
اے ملکہ بیٹھو ابھی کنیزیں کشتی مے لیکر آتی ہونگی ہم تمھارے مہمان ہیں تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھو
جیسے دوستی کرو ہم بھی تمھارے دوست ہیں فریفتہ ہیں مشتاق تمھارے دیدار کے ہیں اُسنے
جواب دیا عاشق و دوست ہونا مشکل ہے مجھے امید تم سے دوستی کی نہیں ہے ضرور تم مجھسے دشمنی کروگے

شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو مین اور تم سے دشمنی کرونگا کدھر ہوتی تمھارا خیال ہے
بھلا تمنے مجھ سے کیا دشمنی کی ہے کہ مین تم سے دشمنی کرونگا تم ایسی پری جمال حور شکل سے عداوت کرونگا
مین تمھارا ممنون احسان ہون کہ تمنے مجھے یہان بلا یا پاس اپنے بٹھایا ساحرہ مذکورہ تقریر شاہزادہ
کی سنکے خیال کرنے لگی کہ مجکو شک ہوا لوح ابھی تک اس نے نہین دیکھی ہے میرے حال سے بیخبر ہے ورنہ
یہ ایسی باتین نہ کرتا اور اب تک حکم لوح پر عمل نہ کرتا یہ خیال کرکے اٹھنے سے باز رہی وہ کیا اس جگہ سے
نہ اٹھی اجل اسکی دامنگیر ہوئی قضا نے اس جگہ سے اسے اٹھنے نہ دیا طلسم کشا نے اسے غافل پا کے
پہلے عکس لوح کا اسپر ڈالا بعدہ بعجلت تمام ایک ہاتھ سے چوٹی اسکی پکڑکے دوسرے ہاتھ سے تلوار
نیام سے کھینچکر وہی اسم پاک جو لوح مین لکھا پایا تھا تلوار پر دم کرکے درمیان مین اسکی مانگ کے
تلوار لگائی بقدرت پروردگار عین فرق پر تلوار پڑی ساحرہ مذکورہ نے آہ کی اور کہا اے طلسم کشا
غضب کیا تو نے مین کہتی نہ تھی کہ تو مجھ سے دشمنی کریگا جو سمجھی تھی وہی تو نے کیا افسوس تیری
باتین سنکے مجھے خیال کچھ اور ہوا تھا کیا جانتی تھی کہ تو مجھ سے باتین مکر و فریب کی کرتا ہے
لوح کو دیکھ چکا ہے حکم لوح سے آگاہ ہو چکا ہے ہنوز وہ یہ باتین کر رہی تھی اور مجلسین اور انیسین
اور کنیزین اسکی اٹھکر گرد شاہزادے کے آگئی تھین ہجوم کرکے شور و غل کرکے کہتی تھین کہ اے
طلسم کشا اے کیا غضب کرتا ہے تلوار سے ہماری ملکہ کو کیون قتل کرتا ہے ہاتھ کو روک
اپنے ارادے سے باز آ ورنہ ہم تجکو حتی الامکان مار ڈالینگے یہ کہکر کچھ عورتین نارنج و ترنج
وغیرہ اسباب نکالکر سحر پڑھنے مین معروف ہوئی تھین ملکہ مذکورہ نے بھی برائے سحر خوانی
لبون کو جنبش دی تھی ارادہ کیا تھا کہ ہر چند تلوار سر پر پڑ چکی ہے لیکن سحر کرکے غرق زمین ہو جاؤن
مگر تلوار جو سر پر پڑی اک دم مین کاسہ سر سے گذر کر مانند قطرہ آب کے گلو مین آئی پھر صراحی گردن
سے آگے بڑھ کے صندوق سینہ مین پہنچی وہان سے سیر کرتی ہوئی کمر تک پہونچی پھر کمر
گذر کر سرین کے درمیان سے ہوکے بالائے فرش پہونچی ساحرہ دو ٹکڑے ہوکے فرش پر
گری دونون ٹکڑے اس لاشے کے تڑپنے لگے اتنی دیر مین ان عورتون نے نارنج و ترنج
پر سحر دم کرکے طلسم کشا پر دو ہی نارنج و ترنج مارے چونکہ لوح طلسم شاہزادے کے گلے
مین تھی اس وجہ سے کسی کے سحر نے کچھ بھی اثر نہ کیا یہ حال دیکھکر وہ سب زیادہ شور و غل
اور نالہ و بکا کرکے پکارین اے ناصر جادو جلد مع اپنے لشکر کے آ طلسم کشا کو چار طرف سے
گھیر کر قتل کر آگاہ ہو کہ اسنے ملکہ عالم کو قتل کر ڈالا ہے لاشہ انکا تڑپ رہا ہے یہی وقت تیرے
آنے اور مدد کرنے کا ہے صندلان شاہ نے محض واسطے اعانت ملکہ کی تجھے اس مرحلۂ اول
طلسم پر مقرر کیا ہے ادھر ناصر جادو تیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے فی الفور بعد تقریر کنیزون
کی سنکے اسی بارہ دری کے ایک گوشے سے پیدا ہوا ادھر شاہزادے نے وہ دوسرا اسم متبرک
ورد زبان کرکے چوٹی اس ساحرہ کی تلوار سے کاٹ لی ٹکڑے اسکے لاشے کے تڑپا کیے ابھی شاہزادہ
موصوف چوٹی اسکی کاٹ چکا تھا کہ ناصر جادو سیاہ رو مکروہ منظر مجوسی اسباب سحر کی دوش پر
رکھے ہوئے ہمراہ تیس ہزار ساحرون کے آ گیا ان سب کے پاس بھی جھولیان اسباب سحر سے

پھری تھیں بعد غضب قریب آیا اور پکارا او طلسم کشا غضب کیا تونے کہ سنہس خوار جادو کو
قتل کیا حتے الامکان میں بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ایک گولا فولادی نکال کے سحر
اُسپر دم کرکے مارا ساتھ ہی اُسکے تیئیس ہزار ساحرون نے اسباب سحر پر سحر دم کرکے نارنج
و ترنج و کارد سحر و گلدستے و ناریل چوبی وارد وغیرہ مارے گولا ناصر جادو کا سرپر طلسم کشا کے
آکے پھٹا شعلے پیدا ہوے دُھوان نکلا مگر کچھ اثر طلسم کشا پر نہ کیا کیونکہ لوح طلسم صندل
اُسکے پاس تھی اسی طرح جملہ سحر ساحرون کے تاثیر پذیر نہوے ہرچند ناصر جادو اور اُسکے ہمراہی
ساحرون نے طلسم کشا کو چارطرف سے گھیر کے بارش اسباب سحر کی اُسپر کرکے متواتر
سحر کرنے شروع کیا مگر کچھ شاہزادہ موصوف کو کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا ابھی جملہ ساحران
مذکور طلسم کشا سے لڑرہے تھے سحر کررہے تھے جو عورتین اصلی تھین وہ بھی سحر کررہی تھین کہ
ناگاہ سنہس خوار جادو تڑپ کر مرگئی اُسکے مرنے سے وہ تاریکی پیدا ہوئی اور وہ آندھی
سیاہ آئی کہ پناہ بذات خدا روز روشن مثل شب تار ہوگیا ابر سیاہ فلک پر آیا بارش
سنگ و برف ہونے لگی گاؤ زمین کانپنے لگی تھوڑی دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہ وہ تاریکی و بارش
و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ مین ایک
صحرائے پرخار مین کھڑا ہون نہ تو وہ بارہ دری ہے نہ باغ ہے نہ وہ کوہ ہے نہ دامن کوہ
ہیں وہ چار چمن ہین صرف دو چار کوٹھریان اور چھپریان خام و پختہ ایک طرف ہین ناصر جادو
مع اپنے ہمراہی ساحرون کے چہار طرف سے گھیرے ہوے ہے اور چند ساحرہ عورتین بھی
ہین وہ ناصر جادو کو آمادہ جنگ کررہی ہین بار بار رو رو کر کہتی ہین کہ اے ناصر جادو
کوئی تدبیر ایسی کر کہ طلسم کشا کو قتل کر یا اسیر کرے وہ اُنکو جواب دیتا تھا مین مجبور ہون سحر
کررہا ہون کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے سحر میرا اور میرے اہل لشکر کا طلسم کشا پر اثر نہین کرتا ہے
برکت لوح طلسم طلسم کشا مبتلائے سحر نہین ہوتا ہے تم عورتون نے کہا اگر سحر اثر نہین کرتا ہے تو سونٹے گرز
ترسول اور خپکل اور کارد وغیرہ لیکر طلسم کشا پر حملہ کرو اور چارطرف سے محاصرہ کرکے قابو
پاکے لوح طلسم صندل چھین لے پھر اُسے گرفتار کرلے اُس نے موافق اُنکے کہنے کے ارادہ کیا
تھا کہ یکایک ایک گرد باد صحرا سے پیدا ہوا اور لاشہ سنہس خوار جادو کا زمین سے اُٹھاکے سوے
صندلان شاہ روانہ ہوا یہان ناصر جادو وغیرہ ترسول و پنسول آلات آہنی ہاتھون مین
لیکر طلسم کشا پر یکبارگی حملہ آور ہوے چاہا کہ لوح لیکر گرفتار کرلین اُسوقت شاہزادے نے
تلوار علم کی ساحرون کو تیغ کرنا شروع کیا ہرچند سیکڑون کو قتل کیا مگر ہجوم ساحران کم نہوا
بلکہ بڑھتا گیا کیونکہ جو ساحر قتل ہوتا تھا جتنے قطرے اُسکے خون کے زمین پر گرتے تھے سحر ناصر جادو
سے وہ سب ساحر بنکر شریک جنگ ہوتے تھے شاہزادے نے یہ حال حیرت افزا دیکھکر
لوح کو دیکھا اُسمین ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اگر تو اسی طرح ایک زمانہ دراز اور
مدت مدید تک ان ساحرون سے لڑیگا تو اُنپر فتحیاب نہوگا یہ کم نہونگے بلکہ بڑھتے جاوینگے جب تو
تھک جائیگا شکست کھاکے گر پڑیگا یہ سب تجکو گرفتار کرلینگے لوح لے لینگے اگر تجکو جلد فتحیاب ہو

ہونا منظور ہو تو یہ اسم متبرک الٰہی اپنی تلوار پر دم کرکے عکس لوح کا ساحرون پر ڈال کے قتل کراؤ
جسطرح ہو سکے ناصر جادو کو ہلاک کرنا وقتیکہ ناصر نابکار قتل نہو گا یہ لڑائی سر نہو گی شاہزادے
نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے اپنے مرکب پر سوار ہوکے حکم لوح پر عمل کرنا شروع کیا ساحرون کو
قتل کرنا شروع کیا بعد جنگ بسیار طلسم کشا قریب ناصر جادو وارد ہوا پر بچا وہ سامنے سے
ہٹنے چاہتا تھا کہ جا لگے ناگاہ طلسم کشا نے بہدایت لوح تیغ آبدار لگائی سر اسکا مانند خیار کے
کٹ کر زمین پر گرا لاشہ اسکا خاک مذلت پر تڑپنے لگا اسکے خون کی دھارین جن جن ساحرون پر پڑین وہ سب
مانند شمع کافوری کے جلنے لگے ادھر شاہزادے نے سپاہ ناصر جادو پر سخت حملہ کیا ایسے وقت
مین وہ سب ساحر بیدل ہوکے پسپا ہونے لگے جب ناصر جادو تڑپ کر مر گیا اسکے مرنے سے
بھی اور دیگر ساحرون کے قتل ہونے سے بھی تاریکی پیدا ہوئی آندھیان آئین سوے فلک
بار بار ابر آیا سنگ باری ہوئی بعد مرنے ناصر جادو کے اور دفع ہونے تاریکی کے بوڑھا
گرد کا کہ بہ اسکے سحر کے تھے لاشہ اسکا اٹھا کے سوے صندلان شاہ روانہ ہوے ساحر مذکور
کے مرنے سے وہ انبوہ بہت کم ہو گیا جو ساحر زمین بزور سحر قطرہ ہاے خون ساحران کشتہ شدہ
سے پیدا ہوے تھے معدوم ہو گئے صرف اصلی ساحر باقی رہے شاہزادہ موصوف انکو بھی قتل
کرنے لگا انکے قتل ہونے سے اور مرنے سے تاریکی تو ہوتی تھی مگر اب انکے قطرہ خون سے ساحر
پیدا نہوتے تھے دمبدم ساحر قتل ہوکر کم ہوتے جاتے تھے اور پسپا ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ
جب بہت سے ساحر قتل ہو چکے اور تھوڑے ساحر باقی رہے تاب جنگ و مقابلہ نہ لا کے سوے
در بند دوم بھاگے طلسم کشا فتحیاب ہوا مرحلہ طلسم اول کہ جسے در بند طلسم کہتے ہین
فتح ہوا اس لڑائی مین کئی سو ساحر طالب امان ہوے شاہزادے نے انکو مطیع دین اسلام
کرکے امان دی یہان تو شاہزادہ رستم ثانی فتحیاب ہوا ہنس خوار جادو مالک در بند
اول و ناصر جادو و ہزارہا ساحران نابکار کو قتل کرکے تھوڑے ساحرون کو مطیع
دین اسلام کرکے باقی ساحران کو بھگا کے خوش ہوا وہان خورشید روشن دل و عجائب
جادو نے بذریعہ طائران سحر دریافت کیا کہ شاہزادہ فتحیاب ہوا مالک در بند اول کو قتل
کیا یہ خبر پاکے جملہ لشکر ساحران و غیر ساحران کو ہمراہ لیکے سوے شاہزادہ روانہ
ہوے بعد قطع راہ پاس شاہزادے کے پہونچے تہنیت فتحیابی کی دی اور پوچھا ای شہریار
کیونکر اس در بند کو فتح کیا شاہزادے نے جو کچھ گذرا تھا اور جو دیکھا تھا بیان کیا سب خوش
ہوے بعدہ اسی جگہ اس روز شاہزادے نے قیام کرنے کا ارادہ کیا فراشون نے باشارہ
شاہزادہ رستم ثانی بارگاہین اور خیام استادہ کیے لشکر اترا بارگاہ مین طلسم کشا داخل
ہوا ساتھ اسکے عجائب جادو و خورشید روشن دل و سرشار شاہ و حدید شاہ و
سہراب جنگ لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ مع کل
افسران و سرداران لشکر داخل ہوے اور سب علی قدر مراتب کرسیون اور
دنگلون پر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیار بھی داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو ثانی

کرسی پر جلوہ گر ہوئے چونکہ شاہزادۂ رستم ثانی کو دربند ادل کے فتح کرنے کی ازحد خوشی تھی اس وجہ سے شاہزادۂ رستم ثانی نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ کی جائے ملازمون نے حسب الحکم شاہزادہ ذیوقار بزم عشرت آراستہ کی جب سب بزم مین علیٰ قدر مراتب بیٹھے ساقی حسب الطلب کشتیان شراب کی مع شیشہ و ساغر لاکے حاضر اہل بزم کو شراب پلانے لگے ہر ایک ادنے و اعلےٰ خوش ہوکے شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان خوبرو کشتیان و مشکبو کی اُٹھاکے لے گئے بعد جانے ساقیون کے شاہزادۂ رستم ثانی نے رقاصہ کو طلب کیا ایک دیہاتی رقاصہ مع اپنے دیہاتی سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوئی پہلے سب اہل بزم کو سلام کیا پھر اپنے سازندون سے کہنے لگی جلد ساز درست کرو سازندے ساز درست کرکے بجانے لگے وہ رقاصہ دیہاتی بھونڈی صورت کی زبان بیہودہ طور سے گت ناچنے لگی اہل بزم اُسکی واہیات صورت دیکھکر اور رقص پر اُسکے نظر کرکے بے اختیار ہنسے رقاصہ سمجھی کہ میرے حسن رقص پر یہ سب خوش ہوے ہین وہ اور مٹک مٹک کر ناچنے لگی سازندے اُسکے اُسکا دل بڑھانے لگے بار بار کہنے لگے واہ صاحب جان تمھارا کیا کہنا اسوقت کس خوبی سے رقص کر رہی ہو کہ تعریف اِس تمھارے رقص کرنے کی ہم سے ہو نہین سکتی وہ اپنے اُستاد کی طرف دیکھکر خوش ہوکے مسکرا کے کہتی تھی وستاد جی یہ سب تمھاری جوتیون کا صدقہ ہے اُستاد بھی اُس بیہودہ رقاصہ کا یہ کلام سُنکے خوش ہوتا تھا اہل بزم رقاصہ کی اس گفتگو کو سُنکے بے اختیار ہنسے باہم سرگوشی مین کہنے لگے یہ رقاصہ دیہاتی ہے زبان اسکی کچی ہے صدقہ کو صدکا کہتی ہے بھلا یہ کیا گائیگی اِسکے گانے سے طبیعت پریشان ہوگی صورت تو اسکی دیکھکر اِس سے نفرت ہو چکی ہے کچھ اہل بزم اُنھین یہ جواب دیتے تھے کہ واقعی جو تم کہتے ہو سچ ہے لیکن یہ بزم عشرت ہی آراستہ واسطے اِسی کے کی گئی ہے کہ دل خوش ہو یہ رقاصہ ہنوز ناچ رہی ہے اِسکے بیہودہ طور کے ناچنے سے ہم تم کس قدر ہنس رہے ہین جب یہ کچھ گائیگی تو کس قدر ہنسی آئیگی وہ یہ جواب سُنکے خاموش رہے کچھ جواب نہ دے سکے رقاصہ مذکور نے بعد رقص کرنے کے یہ غزل شروع کی

غزل

توقع اِس رسائی کی نہین ہمکو کبوتر سے
وہ سوتے سوتے اُٹھے ہین ابھی شاید کہ بستر سے
نہین ہے بعد مردن غسل واجب آب کوثر سے
پس مردن خجل ہونگا سگان کوے دلبر سے
نہین تو کیا غرض مجھ رند کو صولے محشر سے
پھڑکتے ہونگے بسمل ہر طرف لوٹن کبوتر سے
مقابل تو کسی دن ہون ہاے قلب مضطر سے
ہمارا نامہ دیکھکر کچھ نہ کہے حال اُس ستمگر سے
پریشان بال زلفون کے مین بیٹھے ہین یکدر سے
ترے سلک دُر دندان پہ اپنی جان جاتی ہے
فلک نے جیتے ہی جی پیس ڈالین ہڈیان میری
ترے لطف و کرم کو دیکھنے آیا ہون ای مالک
ابھی تو ہے فقط ہلچل وہ آنے دیکھیے کیا ہو
بہت سیماب کو اور برق کو ای ہوش دعوی ہے

اہل بزم ہنسنے لگے اور اُسکے گانے اور کچی زبان پر بے اختیار ہنسنے اور مسکرانے لگے اکثر اہل بزم اُسکی بظاہر تعریف کرکے اُسے بنانے لگے جب وہ غزل مندرجہ تمام کرکے خاموش ہوئی شاہزادہ رستم ثانی نے اُسکی صورت اور رقص و نغمۂ بیہودہ سے اُسکے نفرت کرکے اشارے سے کہا تو جا اور ملازمون سے کہا اسکو موافق اسکی لیاقت

کے دید ور قاصہ بیرون بزم عشرت گئی ملازمون نے کچھ روپیہ اسے دیکے رخصت کیا بعد جانے رقاصہ
مذکورہ کے عجائب جادو و خورشید روشن دل و خانزادہ رستم ثانی و دیگر اہل بزم نے خواجہ عمرو ثانی
سے کہا ای خواجہ عمرو ثانی اسوقت رقاصہ نے ناچ اور گا کے طبیعت ہماری پریشان کر دی ہے
لہذا ہم چاہتے ہین کہ اسوقت آپ نے بجایے کچھ گایئے تا کہ لطف بیحد حاصل ہو آج آپکو گانا اور
نے بجانا لازم ہی کیونکہ ہم سب کو خوشی حاصل ہو گی ہر خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا ہان آپ صاحبونکو
تو ضرور خوشی حاصل ہو گی مگر دل میرا تنگدستی و محتاجی سے محزون ہر جو روپیہ مین نے مہاجنون
سے لیکر صرف کیا ہر اسکی ادائی کی فکر ہر ایسی صورت مین کیا نے بجاؤن کیا گاؤن طبیعت پریشان
ہر فرط فکر سے حواس درست نہین ہین اگر فکر مذکور دفع ہوجاے تو البتہ مین نے بجاؤن خوب
گاؤن یہ تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سنکے جملہ اہل بزم مسکراے سمجھے کہ خواجہ عمرو ثانی یہ چاہتے ہین
کہ پہلے ہمین زر و جواہر دیدو تو ہم نے بجا ئین طامع ہونے کے سبب سے محتاجی اپنی ظاہر
کر رہے ہین یہ سمجھ کے زر کثیر جمع کر کے خواجہ عمرو ثانی کو دیا گیا خواجہ عمرو ثانی زر مذکور لے کے
خوش ہو کے کہنے لگے کہ خیر بالفعل اسی قدر روپیہ مہاجنون کو دیدونگا اگرچہ اصل زر مین انکے
کچھ کمی ہوگی لیکن سود تو روپیہ کا انکو پہونچ جائیگا یہ کہکے زنبیر سے نے نکال کے بجانے لگے
اور بالحان داؤدی یہ غزل گانے لگے غزل

پیش از ظہور حسن کا تیرے ظہور تھا
گلدستۂ جنازہ مرا نخل طور تھا
جو جو حباب مے تھا وہ جام بلور تھا
شانہ تھا اور گیسوے مشکین حور تھا
جب قرب تھا تو نامراد و ر دور تھا
باقی جہان تک آنکھ مین تارون کے نور تھا
شمع جمال یار کا اک وہ بھی نور تھا
بجلی سے شرارہ آہ دل ناصبور تھا
عاشق بھی تیر اکیا ار نی گوے طور تھا
کمبخت دل لگا نا تجھے کیا ضرور تھا

رخسار پر جو حضرت آدم کے نور تھا
پرتو فگن جو بام سے وہ برق نور تھا
دیکھی صباحت رخ ساقی شب وصال
دل چاک چاک کب تھا شب ہجر یار مین
گمنام کر دیا تری فرقت مین ای حبیب
روئے ہین میرے ساتھ وہان تک شب فراق
ہمرو شئی برق یہ ناحق گمان برق
سوز نہان کی تھی یہ تجلی فراق مین
کل کیون سوال دید پہ تھین لن ترانیان
شکوہ کیا جفا کا مزا جب تو بولے وہ

اہل بزم سکتۂ دل سننے لگے اور تعریف
نے نوازی خواجہ عمرو ثانی کرنے لگے کچھ اہل بزم نے نوازی خواجہ عمرو ثانی سے وجد مین آ گئے
رونے لگے بہت سے صاحب سکتہ کی صورت ہوے سماں بندھ گیا انسان کا تو کیا ذکر وحش
و طیر صداے نے سنکے وحشت و پرواز سے باز ہے یہان تو خواجہ عمرو ثانی غزل مندرجہ بالا گا رہے
مین اہل بزم گویا عالم وجد مین ہین سب کو خوشی ہی لیکن اب حال صلصال شاہ کا لکھا جاتا ہی
کہ یہ شاہ عیش و عشرت پسند اپنے دربار مین بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار
یمین و یسار علے قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شاہ طلسم کو اپنی تانی کے ہلاک ہو جانے کا چندان
غم و ہم نہ تھا اہل دربار سے ہنس ہنس کے کہہ رہا تھا کہ اب کچھ ہی دن میرے سخت مین یہ دن

کہین جلدی گزر جائین تو مین لشکر کثیر ساحرون کا لیکر تم سب کو بھی ہمراہ لیکر بمقابلہ طلسم کشا جاؤن
دو چار ہی روز مین جملہ معین و مددگاران طلسم کشا کو قتل کر ڈالون لشکر طلسم کشا کو قتل و تباہ
کر دون طلسم کشا سے بمکر و فریب لوح طلسم لیکے اُسے بھی قتل کرون اس اندیشہ و فکر سے نجات
پاؤن اہل دربار اُس سے عرض کر رہے تھے حضور چند ہی روز اور باقی مین اُسکے زمانے مین البتہ
مقابلہ و مجادلہ کرنے سے حضور کو ایک طرح کا خیال ہے بعد ازان پھر دن اچھے آجائینگے خوف جان
باقی نہ رہیگا طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کو حضور قتل و تباہ کر ڈالینگے کون حضور سے لڑسکیگا
صندلان شاہ یہ تقریر اپنے اہل دربار کی سنکے مسکرا رہا تھا ناگاہ سوے فلک سے آواز رونے کی آئی
صندلان شاہ اور تمام اہل دربار اُسکے سوے فلک دیکھنے لگے اور دل مین کہنے لگے خیر ہو مگر خبر
معلوم نہین ہوتی ابھی سب جانب فلک دیکھ رہے تھے ناگاہ وہ بونڈلا جسکا ذکر قبل ازین کیا گیا
تھا سامنے آیا اور لاشہ ہنس خوار جادو کا درمیان دربار کے ڈالکر سوے صحرا چلا گیا صندلان
شاہ اور اُسکے جملہ اہل دربار لاشہ مذکور کو دیکھکر اور بخوبی پہچان کے دنگ ہوگئے ہر ایک کو
حیرت سے سکتا سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر دیکھنے کے اور حیرت تھے صندلان شاہ نے ہاتھ اپنا
اپنے زانو پر مارا اور کہا افسوس ہزار افسوس یہ لاشہ ہنس خوار جادو مالک مرحلۂ اول طلسم
صندل شاہی اسکو کس نے قتل کیا ہے یہ وہ ساحر زبردست تھا کہ ہر ایک ساحر اس سے
مقابلہ و مجادلہ نہ کر سکتا تھا میری نانی سے کچھ ہی سحر و ساحری مین یہ کم تھا گو مجکو یقین ہے کہ اس کو
طلسم کشا ہی نے بہدایت لوح قتل کیا ہے لیکن احتیاطاً کتاب سامری مین دیکھ لینا ضرور ہے
یہ کہکے کتاب مذکور کو کھول کے حال قتل ہنس خوار جادو کا جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
رستم ثانی طلسم کشا نے اس کو قتل کیا ہے صندلان شاہ نے کتاب کو بند کرکے محزون
ہوکے اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا ہاے مین اس زمانے مین کیا مجبور و لاچار ہون
کہ صدمے پر صدمے اٹھا رہا ہون لاشے ساحران نامی کے آتے ہین انھین دیکھ رہا ہون اور
لڑنے طلسم کشا سے جا نہین سکتا ہون کتاب سامری سے جانے کی ممانعت ہے نانی صاحبہ نے
بھی منع کیا تھا دیکھیے ان ایام سخت مین کیا کیا ہوتا ہے مرحلہ جات طلسم اور خود طلسم صندل
ٹوٹنے سے بچتا ہے یا نہین اہل دربار سے دو چار شخصون نے عرض کیا حضور خیال تردد نہ کیجیے
ممکن نہین کہ تھوڑے سے ان ایام سخت حضور مین مرحلہ جات طلسم اور خود طلسم صندل فتح
ہو جاے اگر ایک دو بند طلسم کشا نے فتح کیا اور ہنس خوار جادو کو قتل کیا تو اس سے کیا
ہوتا ہے ابھی بہت سے لشکر اور حضور زندہ مین ہم سب سرفروش موجود ہین طلسم صندل باقی ہے
مرحلہ جات طلسم بھی باقی ہین ایسے کلام ہراس و ناامیدی کا تباے طلسم کی بابت زبان پر جاری
نہ کرین صندلان شاہ نے انھین جواب دیا تم مرحلہ جات طلسم اور خاص طلسم صندل کے
بارے مین کہتے ہو مجھے اپنی جان سے ناامیدی ہے ہنوز طلسم کشائی کا ذکر تھا کہ دوبارہ سوے
فلک سے صداے گریہ کانون مین آئی صندلان شاہ وغیرہ جانب فلک دیکھنے لگے
ابھی سب دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک بونڈلا نظر آیا جب وہ قریب تر آیا اُس سے لاشہ

ناصر جادو کا عین دربار مین گرا وہ بو غلالعی پیر سحر کے تو سوے صحرا نالان وگریان چلے گئے
صندلان شاہ وغیرہ نے لاشہ ناصر جادو کا دیکھا ہنس خوار جادو کا تو صدمہ تھا اسکا بھی صدمہ
ہوا بعد صدمہ و فکر بسیار صندلان شاہ نے اپنے وزرا کی راے سے چند ساحران نامی مع فوج
ساحران سوے در بند دوم اسی وقت روانہ کیے اور دونون لاشے ساحران نامی کے
اپنے دربار سے اٹھوا کر موافق اپنے مذہب کے جلوا دیئے پھر دربار برخاست کیا اہل دربار
دربار سے گئے صندلان شاہ متردد و متفکر داخل محلسرا ہوا یہان تو شاہ طلسم اپنی محلسرا مین
داخل ہوا ہی مگر اب احوال لشکر طلسم کشا یعنی شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ بزم عشرت مین
خواجہ عمرو ثانی نے نوازی مین معروف تھے جملہ اہل بزم عشرت آگوش دل سنتے تھے راوی
ناقل ہے کہ یہ بزم عشرت تین شب و روز کامل آراستہ رہی خواجہ عمرو ثانی و ارباب نشاط کو
انعام دیے گئے بعد تین روز کے جلسہ عشرت مذکور موقوف کیا گیا خورشید روشن دل و
عجائب جادو وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ ہماری راے یہ ہے
کہ طلسم کشائی مین تامل و تساہل کرنا اچھا نہین ہے لہذا لوح طلسم کو دیکھیے اور حسب ہدایت لوح
عمل کیجیے نہین معلوم کیا سبب ہے کہ فی الحال صندلان شاہ دم بخود ہے لشکر لیکر بڑے مقابلہ نہین
آتا ہے ورنہ وہ سد راہ ہوتا جنگ عظیم ہوتی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار میدان کارزار
مین ہوتے در بند اول ابتک فتح نہو سکتا بلکہ در بند اول تک جانا بھی ممکن نہوتا شاہ طلسم مع
ساحران نامی کے سد راہ ہوتا ہمین اسکے نہ آنے سے طرح طرح کا خیال ہے عجب نہین کہ وہ کسی
فکر مین ہو اور بعد از فکر آگے آیگا اور ہم سب کا سد راہ ہو تو مشکل ہو طلسم کشائی مین دیر و
تامل ہو پس ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا میدان حریف سے خالی ہے سد راہ کوئی عدو نہین ہے
عجلت کرنا چاہیے سوے در بند دوم ضرور جانا چاہیے شاہزادہ موصوف نے انکی راے
کو پسند کرکے لوح کو دیکھا اس نے ہدایت کی کہ ای طلسم کشا اس جگہ سے جانب دست راست
روانہ ہو اور چونی ہنس خوار جادو کی ہمراہ لیجا اسکے راہ مین جو کچھ نظر آئے دیکھنا خبردار
کسی سے ہمسخن و مزاحم نہونا ورنہ باعث خرابی کا ہوگا جب در بند دوم پر پہونچنا اس وقت
اپنی راے پر عمل نہ کرنا لوح کو دیکھنا شاہزادہ موصوف نے عبارت لوح سے آگاہ ہو کے
خورشید روشن دل و عجائب جادو سے کہا لوح مجھکو حکم کرتی ہے کہ یہان سے جانب دست راست
جاؤن لہذا مین آپ صاحبون سے رخصت ہوتا ہون آپ بعد میرے جانے کے یہان سے
کوچ کیجیے گا در بند دوم تک مع تمامی لشکر کے آئیے گا اگر راہ پائیے گا یہ کہکر خواجہ عمرو ثانی و بدیع
شاہ و دستار شاہ و شاہزادہ فیروز مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ
وغیرہ سے بھی رخصت ہو کے مسلح ہو کے مرکب پر سوار ہوکے چونی ہنس خوار جادو کی لیکر
سوے دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ دشت پرخار ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا
اس صحرا مین عجائب و غرائب ایسے ایسے دیکھے کہ ہوش و حواس باختہ ہوئے کہین راہ مین انسان
خوبرو تا گلو اور گلو سے تا قدم خرس کی صورت کسی جگہ مرد طائر پیکر کہین پریزادون کا مجمع کہ جھکے

دیکھنے سے زاہد صد سالہ بھی اپنے زہد سے باز آئے عاشق ہو کے طالب وصل ہو کہیں غزالان
پری چہرہ کہیں دیوان فیل پیکر وغیرہ اگر ہر ایک جگہ اور ہر اک کا احوال بخوبی لکھا جاے تو سراسر
طول ہوگا تحریر حال در جلد دوم مین تامل ہوگا لہذا حالات راہ مذکور مجمل بیان کرکے اور تفصیل
انکی اور تقریر انکی اور سدراہ ہونا انکا اور دفع کرنا انکا بعنایت لوح چھوڑ کے مطلب اصلی
لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ جملہ بلاؤن کو دفع کرکے اور انسے جانبر ہوکے آگے بڑھا دیکھا تو ایک
میدان نہایت پاک وصاف وخوش قطع ہے اُس میدان مین فرش سبزۂ نوخیز کا بچھا ہے وہ سبزہ
شاداب ایسا ہے کہ رشک مخمل سبز کاشانی ہے اُسکی شادابی و نرمی وبہار کی کیا ثنا لکھی جاے کہ
قلم ذوزبان اُسکی ثنا مین عاجز ہے بخوبی اُسکی تعریف کر نہین سکتا ہے لیکن ایسے سبزۂ شاداب ونرم
کی تعریف وتوصیف بیکقلم موقوف کرنا یہ بھی بعید ہے لہذا بطرز اختصار لکھتا ہے کہ وہ سبزہ شاداب
ایسا تھا کہ اگر برسون کا بیمار جان بلب اُس سبزۂ جان بخش وفرحت افزا کو ایک نظر دیکھے
اور اُس میدان بے نظیر کی ہوا کھاے اور فرش سبزۂ مذکور پر سوے فی الفور صحیح ہو جاے
کوئی مرض باقی نرہے اور اگر عاشق دیوانہ کسی گلرو کا اتفاقاً اُس میدان مین آنکلے اور اُس سبزۂ
شاداب پر استراحت کرے عاشقی گلرخان بھول جاے بلکہ جب تک اُس سبزہ زار کی ہوا سے
خوشبو اُسکے دماغ مین رہے کوئی رنج وغم دل مین جاگزین نہو کیونکہ وہان کی ہوا گویا عیسی نفس
تھی اور سیر اُس سبزہ زار کی فرحت دل بیمار وغمگین تھی شاہزادہ اُس میدان پر بہار وفرحت
آثار کو دیکھ ہی رہا تھا کہ درمیان مین اُس میدان کے ایک تالاب پختہ آب صاف وشیرین سے
بھرا ہوا نظر آیا ثنا اُس تالاب کی کیا رقم کی جاے کہ دشوار ہے مگر مختصر درج کی جاتی ہے کہ وہ
تالاب پختہ نہایت وسیع وخوش قطع ومربع تھا بنانیوالون نے اُسکے عجب عجب اُس
مین صنعتین کی تھین تمام صناعی اپنی ختم کی تھی سیڑھیان اُسکی ایسی صاف وپاک وخوش قطع
تھین کہ دل کو مرغوب تھین پانی اُس تالاب کا ایسا صاف ولطیف وشیرین وخوشگوار باذائقہ تھا
کہ آب بقا نے غیرت سے بخیال اپنی آبروریزی کے اُس سے مقابلہ وہمسری سے کنارہ کرکے
ظلمات مین رہنا اختیار کیا تھا عجب وہ آب تھا کہ واسطے اپنے دوستون کے رشک آب بقا
تھا اور واسطے عدو کے غیرت سم قاتل تھا ہر موج اُسکی بہر گرفتاری اعدا اک زنجیر تھی
اور برائے محکومی دشمن گویا اک شمشیر تھی اور واسطے اپنے احباب کے فرحت بخش چادر
نور تھی پانی اُس مین اسقدر تھا اور ایسا وہ تالاب عمیق تھا کہ اگر غواص عقل ارسطو
وافلاطون ہزار سال بھی اُس مین غوطے متواتر لگاے تو بھی تھاہ اُس کی نہ پاے
اگر کوئی دشمن اُس تالاب مین جاکے نہاے فی الفور بحر جہان سے
سوے عدم جاے غرق دریاے فنا ہو جاے تا قیامت اُس تالاب سے
نہ نکلے کبھی مرکر بھی نہ اُبھرے اور اگر دوست ساحرون سے کوئی نہاے
کسی طرح کی زحمت نہ اُٹھاے بیمار ہو تو صحت پاے کیسا ہی کسلمند ہو جاتی
وحشت ہو جاے طبیعت کو فرحت ہو پژمردگی دل جاے حباب اُسکے بعینہ دیدۂ مردم تھے

دوست دشمن کو خوب پہچانتے تھے دوستون کو نظر الفت سے دیکھتے تھے اور دشمنون کو بنظر غضبناک
کی نظر سے دیکھتے تھے وہ گویا دیکھتے تھے تالاب دیدہ ہاے حباب سے دیکھتا تھا دمبدم حباب بنکے
ظاہر ہوکے ٹوٹتے تھے گویا اشارہ کرتے تھے کہ حیات کا کسی کی کچھ اعتبار نہین ہی کسی کو ثبات بر عالم
مین مطلق نہین ہی زندگی اس قلزم دہر مین بہت کم مانند ہماری حیات کے ہی بود و نبود مین
کچھ وقفہ ایسا نہین ہوتا ہی ہمارا ٹوٹنا بے سبب نہین ہی ہم مانند دل عاشق کے ٹوٹتے ہین پیہم
ہی کہ اب جلد طلسم صندل ٹوٹے گا گو کہ وہ تالاب تھا مگر مانند بحر زخار کے طوفان خیز تھا مثل سمندر
کے موج زن تھا ہزار ہا مچھلیان انواع و اقسام کی چھوٹی اور بڑی اچھل اچھل کے ظاہر ہوتی
تھین اور دیگر جانوران آبی مگر گھڑیال سوس وغیرہ بھی پے در پے پیدا ہوتے تھے اور
تمام جانوران آبی اُس تالاب کے پانی سے منہ نکال کے ہر طرف دیکھ کے اپنے ساتھیون سے
مخاطب ہوکے بزبان فصیح کہتے تھے خبردار ہوشیار رہو عدو کو دیکھتے رہو آج کچھ دل
بہت گھبراتا ہی نہین معلوم کیا سبب ہی شاید تمہارے دربند دوم کا روز آخر ہے طلسم کشا
آنے والا ہی اس دربند کو خاک مین ملانے والا ہی ہم سب کو قتل کرنے والا ہے یا اور کوئی
سبب ہی وہ جانوران آبی انکو جواب دیتے تھے واقعی تم سچ کہتے ہو زمانہ شکست طلسم
صندل کا قریب ہی خصوص اس دربند کا وقت بربادی آگیا ہی موافق لکھے بانیان طلسم صندل
کے آج وہ روز ہی کہ یہ دربند باقی نہ رہے گا دیکھیے ہم مین اور تم مین سے کوئی زندہ بھی بچتا
ہے یا نہین آجتک ہم نگہبانون نے خوب نگہبانی کی کسی کو اعدا سے اس تالاب پر
آنے نہین دیا اور اگر آگیا تو ہمارے دام سحر مین مبتلا ہوگیا اپنی جان سے گیا آج روز
آخری نگہبانی کا ہی بلکہ ہمارے نزدیک زندگانی کا ہی تمکو شک ہی کہ طلسم کشا شاید آئے گا
دیکھو وہ قریب اس تالاب کے طلسم کشا آپہونچا ہوشیار ہوجاؤ کنارے پر چل کے جمع ہوجاؤ
وقت کے منتظر رہو وہ جانوران آبی اپنے سرداروں کی یہ تقریر سنکے اور طلسم کشا کو اُدہر
آتے دیکھکر جان بلب ہوگئے سمجھے کہ اب طلسم کشا سے جانبر ہونا بہت دشوار ہی بلکہ ناممکن
ہی کیونکہ ہمارا سحر اُسپر بسبب لوح کے اثر نہ کرے گا ہم سب مفت ہلاک ہوجاینگے حسرت جی کی
دل مین رہ جائیگی یہ کہکے ہمراہ لیے سرداروں کے وہ تمام جانوران آبی یعنی ساحران نابکار سبکے
سب جمع ہوگئے اُسوقت تالاب مین از حد جوش و خروش پیدا ہوا پانی اُچھلنے لگا طوفان سا
آیا آب تالاب سے بلند ہوکے سوے فلک جانے لگا ہواے تند چلنے لگی ابر سیاہ سوے چرخ
بے مہر تابان ہوکر تالاب مذکور پر محیط ہوا شاہزادہ رستم ثانی تمام تقریر اُن جانوران آبی
کی سنکے اور جوش و خروش آب و طوفان بحد دیکھکر نہایت حیران ہوا اُسی عالم حیرانی مین
دیکھا ایک گوشہ تالاب پر ایک تخت سنگ مرمر کا نہایت سفید و صاف و دلکش قطع سے
کٹہرہ گرد اُسکے ہی اور ایک تصویر پتھر کی درمیان تخت مذکور باین طور عیان ہی کہ
سر پر اُسکے تاج ہی گرچہ سنگ مرمر کا ہی مگر رشک اکلیل جمشید ہی بر مین اُسکے لباس
نفیس ہی اگرچہ وہ بھی بجاے خود سنگ رنگین کا ہی مگر بظاہر پوشاک نادر و نفیس اصلی معلوم

ہوتی ہی اور تیغہ کمر میں ہی چہرہ تصویر مذکور کا مانند شاہ جلیل القدر کے پر رعب و داب آتش سے
ایسا ظاہر ہی کہ اگر کوئی اُس کے رخ کو دیکھے تو خوف سے زہرہ آب آب ہوجائے آنکھیں تصویر
مذکور کی گو بے نظر ہیں لیکن کوئی دیکھے تو ایسا معلوم ہو کہ یہ بادشاہ بچشم اصلی و بنظر قہر و
غضب مجھ ہی کو دیکھ رہا ہی طلسم کشا نے تصویر مذکور پر نظر کرکے دلیرانہ کچھ خوف نہ کر کے
جو دیکھا تو داہنے ہاتھ کی جانب اُسکے ایک شاہزادہ بیٹھا ہی اور بائیں ہاتھ کی طرف ایک
شاہزادی بیٹھی ہی یہ دونوں بھی سنگ مرمر کے تراشے ہوے بیٹھے ہیں کلاہ و قبا ہی و پوشاک نفیس
مردانی و زنانی پہنے ہیں جو شاہزادی ہی وہ بھی نظر کیے بیٹھی ہی اور شاہزادہ جانب صحرائے
سبزہ زار دیکھ رہا ہی اور یہیں و بسیار تصویرہائے مندرجۂ بالا کے دو کنیزیں دو گلدستے اپنے
ہاتھوں میں اپنے لیے کھڑی ہیں گویا ارادہ کر رہی ہیں کہ شاہ و شاہزادے کو وہ گلدستے
نذر دیں دیا تو دیکھا ہیں وہ کنیزیں بھی پتھر کی ہیں اور گلدستے بھی سنگ سرخ و سفید کے
ہیں اور سامنے تخت مذکور کے ایک سر بریدہ دیو کا رکھا ہی فقط استخوان اُسکے ہیں پوست
و گوشت کا نام و نشان بھی نہیں ہی غور و فکر کرنے سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ سر مذکور بہت بڑے
دیو کا ہی اور ایک مدت مدید اور زمانہ بعید سے رکھا ہوا ہے کہ چند استخوان باقی ہیں
اور خون و گوشت و پوست کچھ بھی نہیں ہی طلسم کشا اُن تصویروں اور سر مذکور کو دور
سے دیکھ کے بہادرانہ دہشت نہ کرکے آگے بڑھا بعدہ دیکھا کہ زیر تخت مذکور ایک سر
شیر کلاں کا تازہ کٹا ہوا رکھا ہی خون اُسکی رگ گلو سے بہتا ہی اور مقابل سر شیر
مذکور کے ایک سر آدم زاد ہی وہ بھی تازہ بریدہ ہی سراسر پرخون ہی اور قریب اُسکے
ایک سر بندر کا رکھا ہی اور مقابل سر میمون کے ایک سر خرس کا لگا ہی اور جملہ سروں کو حرکت
ہی مگر کوئی سر کسیکا سر سے لڑتا نہیں ہی شاہزادہ رستم ثانی نے بخیال اسکے کہ شاید یہ شاہ و شاہزادہ
شاہزادی جاندار ہیں اسوجہ سے بطریق اہل اسلام باواز بلند سلام کیا اُن میں سے کسی نے
جواب نہ دیا اب شاہزادۂ موصوف کو یقین کامل ہوا کہ یہ تصویریں پتھر کی ہیں جاندار نہیں ہیں
بعد اُسکے دل میں کہنے لگا کہ اُنکو عبث سلام کیا خیر جو ہوا سو ہوا اب اُنکے قریب تر جانا چاہیے
یہ کہکے آگے بڑھا مچھلیاں وغیرہ جانوران آبی تالاب سے نکل کر زمین پر تڑپکر بصورت ساحران ہوکے
سدراہ ہوے اور پکارے او طلسم کشا خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرو ورنہ بہت پچھتائیگا شاہزادے
نے کہا ای ساحرو تم بیکار کیا بکتے ہو دور ہو میں ضرور اِن تصویروں تک جاؤنگا جو سر زیر تخت
رکھے ہیں اُنھیں دیکھونگا اُنھوں نے کہا کیا مجال تیری کہ وہاں تک جاسکے جب تک ہم
زندہ ہیں ہرگز تجکو وہاں تک جانے نہ دینگے شاہزادۂ موصوف چاہتا تھا کہ اُنھیں کچھ
جواب دے ناگاہ ایک جانب سے چند ساحران نامی ہمراہ سپاہ کثیر ساحران نمایاں
ہوے اُنھوں نے اُن ساحروں سے کہا ہمکو شاہ طلسم نے واسطے مقابلہ و مجادلہ
کے یہاں بھیجا ہی تم طلسم کشا سے نہ لڑو ہم سمجھ لینگے وہ ساحر یہ سنکے زمین پر گر کے
مچھلیاں وغیرہ جانوران آبی بطریق اول ہو کے داخل تالاب ہوے ساحران تازہ وارد

نے چہار طرف سے شاہزادے کو گھیر لیا اور قصد جنگ کیا طلسم کشا نے یہ رنگ دیکھکر لوح کو
دیکھا لوح نے یون ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تو نے نادانی کی کہ قبل اسکے لوح نہ دیکھی اور ان
تصویرون اور سرون تک اپنے تئین نہ پہونچایا خیر اب بھی تو نے لوح کو دیکھا تجھے لازم ہے کہ جلد
ان ساحرون کو تیغ آبدار سے یا اسم الہی دم کرکے قتل کر اور قریب کٹہرہ کے جاکے چوٹی ہنس خوار
جادو کی درمیان سے کاٹ کے کئی ٹکڑے کرکے کچھ بال چوٹی کے اس تاجدار پر ڈالدے اور کچھ بال دلد
کے سر پہ ڈالدے پھر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے اور باقی ماندہ بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے آدم
زاد اور سر میمون وغیرہ پر ڈالدے اور اگر ان سرون پر موے مذکور تو نہ ڈالے گا تو بعد ایک ساعت
کے یہ تاجدار اور شاہزادہ وشاہزادی اور جلد سرا اور یہ کٹہرہ اور تالاب نظر سے نہان
ہو جائیگا اور فتح در بند دوم کی ممکن نہوگی بلکہ تو اسیر ہو جائیگا گو لوح تیرے پاس ایسی حالت
مین ہوگی مگر سیاہ ہوکے بیکار ہو جائیگی تاوقتیکہ بہزار دقت ودشواری قبل اسیری ایک
ساحرہ مسمے مروارید جادو کے خون سے تر نہوگی اور روشن نہوگی اسوقت
تک بیکار رہیگی اور اگر تو اسیر ہو گیا تو اور زیادہ باعث خرابی کا ہوگا لہذا حسب ہدایت مذکور
جلد عمل کر کہ تیری مراد دلی بر آئے اور یہان سے ادھر ایک تو پہونچے گر جاوے تو یکساقع قید
ہوکے جا بھی چکا ہے اور فی الحال بھی جاتا تیرا وہان ضرور ہے شاہزادہ رستم ثانی اس حکم
لوح سے ہنوز آگاہ ہوا تھا کہ ساحران مذکور نے اسباب سحر یعنی ناریل وترنج و نارنج
وگلدستے وگولے فولادی وغیرہ پر سحر کرکے چار طرف سے شاہزادے پر نارنج و ترنج وغیرہ
مارے چونکہ لوح طلسم صندلی پاس تھی ببرکت لوح مذکور کسی ساحر کے سحر نے اثر نہ کیا
ساحرون نے مجبور ہوکے اکثر سحر ہی دور کرکے کامیاب نہوکے ترسول اور زنبول
وغیرہ آلات آہنی ہاتھون مین لیکر طلسم کشا پر یکبارگی حملہ کیا ادھر شاہزادے نے اپنی
تلوار پر وہی اسم الہی جو لوح مین لکھا دیکھا تھا دم کرکے ساحرون کو بڑھ کے قتل کر نا شروع
کیا لاشے ساحرون کے زمین پر گرکے تڑپنے لگے اکثر زخمی تڑپ تڑپ کے مرنے لگے
تاریکی انکے مرنے سے ہونے لگی تھوڑی دیر خوب لڑائی رہی صدہا ساحر قتل ہوئے ازانجملہ
مروارید جادو ومیخوار جادو وخونریز جادو واخگر جادو کہ سرگروہ سپاہ ساحران
و نامی ساحر تھے قتل ہوئے انکے مرنے سے تاریکی بہت ہوئی ساحران ناکار بے سردار
ہوکے جنگ سے عاجز ہوکے بھاگے شاہزادہ موصوف انکو بھگا کے مرکب کو بڑھا کے قبل
ایک ساعت گذرنے کے متصل اس کٹہرے کے پہونچا وہ جانوران آبی کہ جملہ ساحر تھے
بیچ تالاب سے نکلنے لگے اسی اثنا مین شاہزادہ رستم ثانی نے چوٹی ہنس خوار جادو
کی نکال کے تلوار سے چند ٹکڑے اسکے کرکے چاہا کہ حسب ہدایت لوح عمل کیجے ناگاہ
وہ شاہزادی کہ پہلوے تاجدار مذکور الصدر مین بیٹھی تھی گویا ہوئی کہ طلسم کشا تیون ہماری
خرابی وبربادی وہلاکت کی فکر کرتا ہے کہ ہمنے تیرا قصور کیا ہے اگر مال دنیوی
کی خواہش ہے تو جسقدر چاہیے ہو ہم سے لے لے اور ہمین ہلاک وبرباد نہ کر

ہمارے ہلاک کرنے سے کیا تجکو نفع ہوگا یہ کہکے مانند برق تڑپ کے اس تالاب کے
پانی مین گری پانی مین اول تو پہلے ہی جوش و خروش تھا اب اور زیادہ ہوا اور دھوان
پیدا ہوا تالاب نظر سے نہان ہوا بعد ایک لمحہ کے وہ دھوان دفع ہوا طلسم کشا نے دیکھا
کہ چند کشتیان اُس تالاب مین ہین اُنپر بہت سی عورتین خوبرو نوجوان لباس نادر و رنگین
پہنے ہوئے سوار ہین اور ایک مورپنکھی پر وہ شاہزادی تنہا سوار ہی اور صدہا کشتیان مال
و اسباب بیش بہا سے بھری ہوئی عقب مورپنکھی کے ہین اور وہ شاہزادی کہتی ہی کہ ای طلسم
کشا لے یہ جملہ کشتیان زر و جواہر سے بھری ہوئی ہین اپنے ساتھ لیجا اور لوح اُتار کے اس مورپنکھی پر
آ سیر دیکھ بعدہ جملہ مال و اسباب لیکر جو چاہے کر یہ مال سب طلسم صندل کا ہی اب
طلسم صندل کا توڑنا عبث ہی کیونکہ طلسم مذکور مین قسم مال و اسباب سے اب کچھ نہین ہی
جو کچھ مال و اسباب طلسم مین تھا مین نے تجھے منگوا دیا ہی مین اس مال کی مالک ہون پدر میرا
بادشاہ سابق طلسم ہی شاہزادے نے اُسکے چہرۂ زیبا پہ نظر کر کے تقریر اُسکی سنکے چاہا کہ
اُسکے پاس جا کے مورپنکھی پر بیٹھے لوح گلے سے اُتار کے کنارے تالاب کے رکھ دیجیے
ہنوز لوح کو گلے سے اُتارا تھا دفعتاً دل مین کہا کہ لوح کو دیکھ لینا چاہیے بعدہ اُس
ماہرو کے کہنے پر عمل کرنا چاہیے مبادا باعث اپنی خرابی کا ہو یہ باتین دل مین کر کے
لوح کو دیکھا لوح مین یہ عبارت نظر آئی کہ ای طلسم کشا تو نے غضب کیا تھا کہ اس کی چکنی چپڑی
باتون مین آکے اُسکے کہنے پر عمل کرنا چاہا تھا اگر تو اس ماہرو کے پاس جاتا تو لوح بھی
ہاتھ سے جاتی اور تو بھی گرفتار ہو جاتا مال دنیا سے کچھ نہ ملتا یہ تجکو دھوکا دیتی ہی خبردار
اُسکے کہنے پر عمل نہ کرنا ورنہ پچتائیگا شاہزادۂ رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہو کے
اپنے ارادے سے باز رہا اس نازنین نے باتین لگاوٹ کی کر کے شاہزادے کو پاس اپنے
بلایا لیکن شاہزادہ اُسکے پاس نگیا اور بال اُسی ساحرہ کی چوٹی کے جو دربند مین
دستیاب ہوئے تھے چاہا کہ اس تاجدار اور سر دیو وغیرہ پر ڈالے یکایک شاہزادہ
گویا ہوا اور کہنے لگا ای طلسم کشا دست خود را نگاہدار از بیرحمی و جفا سرباز آ ای عاشق
جفا و ظلم نہ کر ہمنے تیرا کیا گناہ کیا ہی کیون ہمارے نیست و نابود کرنے کی فکر کرتا ہی
اگر قول شاہزادی کا تجھے باور نہین ہی تو مین تجھ سے سچ سچ کہتا ہون کہ مین تجھے زر و
جواہر سے اسقدر دونگا کہ تو دیکھ کے حیران ہوگا یہ بعد ہی عکس لیے ہی اگر دل کی تمنا ہی
تو ابھی جاتا ہون تجھے لاکے دیتا ہون یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھ کے کھڑے
سے خلل نظر نکل کر تالاب مین کودا اُسکے کودتے ہی تالاب مین اُسی طرح اندھیرا ہوا دھوان
اور جوش و خروش بعد آب تالاب مین پیدا ہوا بعد ایک لمحہ کے جو دیکھا تو وہ شاہزادہ
ایک کشتی پر سوار نظر آیا اور عقب اُسکے چند کشتیون پر بہت سے نوجوان خوبرو بیٹھے ہین اور
ہزارہا کشتیان زر و جواہر سے بھری ہوئی دکھائی دین اُس شاہزادے نے طلسم کشا سے
مخاطب ہو کے کہا ای جوان اگر یہ تمام زر و جواہر اور لوح طلسم مجھے دیدے اور کشتیان مال و

ز رکی یہ طلسم کشائی سے باز آ شاہزادۂ رستم ثانی نے بہدایت لوح اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا
اور چاہا کہ وہ چوٹی ہنس خوار جادو کی اُس بادشاہ تاجدار اور سر دیو پر ڈالے ناگاہ وہ
شیر کا سر باواز بلند پکارا ای ساکنان طلسم آگاہ ہو جاؤ کہ طلسم کشا آگیا ہی بربادی و خرابی و
ہلاکت ہم سب کی چاہتا ہی جلد آؤ دیر نہ لگاؤ یہ کہتے ہی اور تالاب مین گرتے ہی ہزارہا
شیر پیدا ہوے اور چار طرف سے آکے انہون نے طلسم کشا کو گھیر لیا اسی طرح سے
سر آدم نژاد اور سر میمون اور سر خرس نے بھی پکارا اور وہ تالاب مین گرے اور ہزارہا
بندر اور خرس اور آدم نژاد کر سکاران مسلح ستھے تلوارین اور نیزے ہاتھون مین لیے
ہوے پیدا ہوے اور بفاصلہ چہل قدم طلسم کشا کے گرد جمع ہوے اور دہمکانا اور ڈرانا
ہر ایک نے شروع کیا کبھی عجز و انکسار کرنا اختیار کیا یہ حال شاہزادہ دیکھکر مشوش ہوا کثرت
اسوقت کی دیکھکر حیران ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ سب لاکھون ہین مجھے گھیرے ہوے
ہین اپنے کب تک لڑونگا کس کس کو قتل کرونگا یہ لوگ عجز و انکسار کرتے ہین کشتیان
پُر از زر و جواہر کی ہزار ہا دیکر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرتے ہین ایسی حالت مین
لوح کو دیکھکر کوئی کام کرنا چاہیے اگر لوح اجازت دے تو بیکار انکو قتل کرون یہ کہکے لوح
کو دیکھا اُس مین یہ لکھا پایا کہ ای طلسم کشا انکے کہنے کا اعتبار نہ کر یہ سب تیرے دشمن
جان ہین جو کہتے ہین وہ نہ کر یہ کہکے لوح اسے بہت ہوشیار رہنا ہرگز ان مین سے کسی کو نہ
دینا زر و جواہر سے بھری ہوئی کشتیان جو نظر آتی ہین یہ نمود بے بود ہین یہ مال طلسمی ہی
ہرگز تو انکی طرف ... خوف و اندیشہ نہ کر جلد چوٹی ہنس خوار جادو کی سر دیو اور بادشاہ تاجدار پہ
ڈالدے اب اگر ایک لمحہ بھی تامل کریگا تو بہت پچھتائیگا شاہزادہ موصوف نے بحکم لوح چوٹی کو دو
ٹکڑے چوٹی کے کچھ سر پر اُس شاہ تاجدار کے اور کچھ اس دیو کے سر پر ڈالنا چاہے کہ دیو کا
پکارا ای لشکر دیوان جلد آؤ اور وہ دونون کنیزین گلدستے لیکر سوے شاہزادہ بڑھین اور
کہا ای شاہزادۂ ذیوقار آپ ان گلدستون کو لوح اپنے سے جدا کرکے سونگھیے آپ کے حق مین
سونگھنا ان پھولون کا بہت اچھا ہی ہم خیر خواہ ہین ابھی یہ سب جو آپ کو چار طرف سے
گھیرے ہوے ہین آمادۂ جنگ ہین مطیع آپکے ہو جائینگے اور اگر ان گلون کی سونگھ کر
پھول انکے ان سب پر ڈال دیجیے گا تو یہ سب آپس مین لڑکے ہلاک ہو جائینگے شاہزادہ موصوف
تقریر ان کنیزون کی سن رہا تھا جب بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے ڈالنا چاہتا تھا ایک
نہ ایکبار کسی نہ کسی طرح سے روکتا تھا ناگاہ لاکھون دیو دار شمشاد ہاتھون مین لیے ہوے
پیدا ہوے سر دیو اور تصویر شاہ تاجدار پر تاریکی سی ہونے لگی شاہزادۂ رستم ثانی نے منہ
اپنا کنیزون کی طرف سے پھیر کر انکے کہنے پر عمل نہ کرکے بال ہنس خوار جادو کی چوٹی کے
دو حصہ کرکے سر دیو اور اُس شاہ تاجدار پر ڈال دیے اُن بالون کا ڈالنا تھا کہ دنیا
بپا ہوئی وہ شور و غل اور فریاد و فغان اُن سب نے کی کہ بیان سے باہر ہی
اسوقت طلسم کشا نے دیکھا کہ سر دیو کا اپنی جگہ سے اٹھکر بلند ہوا اور سر شاہ تاجدار سے لڑنے لگے

رہا دھوان اور شعلے دونون سرون سے پیدا ہوے اور جانب اُن تمام مچھلیون کے چلے
جس کسی پر شعلہ گرا وہ جلنے لگا اور اُس سے شعلے نکل کر اوروں کو جلانے لگے اسی طرح وہ سب
جلنے لگے دھوان اور تاریکی محیط ہوئی زیاد و آہ شاہ تاجبار و سردیو سیاہ نے کی بعد تھوڑی
دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی طلسم کشا نے دیکھا کہ وہ کٹہرہ ہی نہ وہ دونون کنیزین گلدستہ
بدست ہین نہ وہ شاہ تاجدار اور سر دیو ہی نہ وہ ہجوم ساحران وخرس وسیمون ہی نہ وہ
کثرت شیرون کی ہی نہ وہ سپاہ و آدم زاد کی بھیڑ نہ وہ تالاب ہی نہ وہ سبزہ زار ہی نہ وہ کشتیان
ہین کوئی اُن مین سے نہین ہی بلکہ میدان دشت پُرخار ہی اور سامنے ایک دروہ کوہ ہی شاہزادہ
یہ حال حیرت افزا دیکھکر دنگ ہوگیا دل مین کہنے لگا ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا پھر خود ہی سمجھا کہ یہ
کارخانہ سحر کا تھا بوجہ سحر کے سب کی نمود تھی ابھی دل مین یہ کہہ رہا تھا آخر لاشے ساحران اصلی
کے زمین پر پڑے تھے اکھمرنے سے جو تاریکی ہوئی تھی وہ ہوا ہو چکی تھی ناگاہ اُن ساحرون
کے پیرون نے انھین کے نام سے اِس طرح بلند آواز سے کہا مین ارض وسما کہا قتل کیا
مجھکو کہ نام میرا سنگ لاخ جادو مالک در بند دوم تھا افسوس کہ تقصیر سنگ جگر بھی جہان
میری طلسم کشا سے نہ بچی گاہ اُن پیرون نے یون کہا کہ قتل کیا مجھکو کہ نام میرا اشرف جادو
فرزند سنگ لاخ جادو مالک در بند دوم طلسم صندل کا تھا کبھی یون پکار کر کہا کہ حیف قتل
کیا مجھکو کہ نام میرا فرتوت جادو تھا مین دختر مالک اور بند دوم کی تھی ابھی کہا ایسا سن بھی میرا
نہ تھا کل ساڑھے سات سو سال کی عمر تھی اسی طرح بہت سے ساحرون کے پیرون نے
انھین کے نام سے پکار پکار کر کہا میدان دہی پیر سحر کے گرد باد بنکے لاشہ سنگ لاخ جادو
ولاشہ اشرف جادو ولاشہ فرتوت جادو کو خاک سے اُٹھا کر بلند ہوکے بعد
نالہ کنان سوے شاہ طلسم روانہ ہوے بجز لاشہ ہاے مذکور کے اور تمام لاشین ساحران
اصلی کی صحرا مین پڑی رہین اور جو خرس وشیر وسیمون وغیرہ ہزار ہا پتلے سحر کے سے تھے
وہ شعلے ہاے سر سنگ لاخ جادو سے جلکر خاک ہو چکے تھے لاشین اُنکی نہ تھین ہنوز طلسم کشا
حیران کھڑا تھا منظر حیرت دیکھ رہا تھا دل مین شادمان تھا کہ الطاف خدا اور بحکم لوح طلسم
اِس در بند دوم کو فتح کیا ساحرون نے کیا کیا مکر وفریب سے لوح کو لینا چاہا مگر لے
نہ سکے مراد دلی اُنکی بر نہ آئی خود ہی میرے ہاتھ سے ہلاک ہوے ناگاہ ایک جانب سے
گرد وغبار عظیم بلند ہوا اور بہت سے ٹکڑے ابر سیاہ وسفید کے کہ جن مین برق کی چمک
اور رعد کی آواز تھی ہوے فلک نمایان ہوے طلسم کشا اِس غبار اور ٹکڑہاے ابر کو دیکھکر
دل مین کہنے لگا یقیناً یہ آثار آمد سپاہ کثیر ہی اور یہ ابر کے ٹکڑے بھی ابر اصلی نہین ہین ابر سحر
ہین ساحر آتے ہین نہین معلوم دوست ہین یا دشمن ہین عجب نہین کہ فرستادہ شاہ طلسم
ہون مجھسے لڑنے جنگ آئے ہون یہ باتین دل مین کر کے متردد ہوکے اُسی طرف نگران
رہا تھوڑی دیر مین وہ ابر کے ٹکڑے قریب آکے درمیان سے شق ہوے کسی ابر سے
خورشید روشن دل تخت سحر پر سوار مسکراتا ہوا ظاہر ہوا کسی ابر سے عجائب جادو

تخت سحر پر بیٹھا ہنستا ہوا عیان ہوا کسی ابر سے ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل کشا تخت
طاؤس سحر پہ سوار ہنستی ہوئی ظاہر ہوئین اسی طرح سے جملہ ساحران اعلےٰ وادنےٰ کہ لاکھون تھے
تکہ ہاے ابر سے مختلف سواریون پہ سحر کی سوار تکہ ہاے ابر سے پیدا ہوکے سوے زمین
آئے طلسم کشا اپنے لشکر کا اور اپنے خیر خواہون اور مطیعون کے آنے سے بہت خوش ہوا
خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ جملہ ساحران نامی نے قریب شاہزادے
کے پہونچ کے خوش ہوکے تہنیت فتح دربند دوم کی دی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا
ہان الطاف خدا اور آپ سب صاحبون کی برکت دعا سے فتح دربند دوم کی نصیب ہوئی
ایکی مرتبہ مجکو نہایت حیرت ہوئی ایسی حیرت دربند اول پر ہوئی تھی جیسی حیرت بیان دربند
دوم پہ ہوئی ہے اُنھون پوچھا کیا حیرت ہوئی بیان کیجئے آپ نے کیا دیکھا کیونکر دربند
یہ فتح ہوا طلسم کشا نے تمام حال جو گذرا تھا مفصل اُنسے کہا وہ سب سنکے خوش ہوے اور
ہمت و جرأت طلسم کشا کی ثنا کرنے لگے اتنی دیر مین حدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ
فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ ہمراہ سپاہ کثیر غیر
ساحران خرم و شادان آئے اُنھون نے بھی شاہزادے کو فتح دربند دوم کی تہنیت دی
شاہزادے نے خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ وغیرہ سے پوچھا
آپ صاحبون کو کیونکر معلوم ہوا تھا کہ بیابان مین نے دربند دوم فتح کیا اُنھون نے جواب دیا
ہمکو جب بذریعہ طائران سحر دریافت ہوا تھا کہ آپ بیابان آکے فتحیاب ہوے سوا اسکے
خبر اس فتحیابی کی مشہور ہوئی ہمنے اکثر شخصون سے سنی اسوجہ سے تاب ضبط عالم خوشی مین
نلاکے راہ خوف و خطر کو صاف و پاک پاکے اس طرف آئے شاہزادہ رستم ثانی
اُنکی تقریر سنکے خوش ہوا اور فراشون کو حکم دیا کہ اسی صحرا مین بمقام مناسب بارگاہین
اور خیام برپا و استادہ کرو حسب الحکم اُنھون نے جلد تر بارگاہین و خیام استادہ کیے
لشکر ساحران وغیر ساحران اُترا شاہزادہ رستم اپنی بارگاہ فلک جاہ مین ہمراہ خورشید
روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ اشخاص
نامی و نامور کے داخل ہوا اور ایک دنگل پر صدر بارگاہ مین بیٹھا اور جملہ اشخاص مذکور
علےٰ قدر مراتب تخت و کرسی اور دنگلون پر یمین و یسار و روبرو طلسم کشا کے
بیٹھے اُسوقت شاہزادہ موصوف نے ساقیون کو طلب کیا وہ جلد تر کشتیان شراب
ناب کی مع شیشہ و ساغر لیکر روبرو حاضر ہوے اور بقاعدہ سلام کرکے کھڑے رہے
شاہزادے نے باشارہ اُنسے کہا شراب پلاؤ وہ حسب الحکم شراب شیشون سے جام و
ساغر بلورین مین اونڈیل کر اہل بارگاہ کو پلانے لگے دور جام مے لالہ فام ہونے لگا جب
شاہزادہ رستم ثانی اور تمام اہل بارگاہ شراب بخوبی پی چکے اور بالاے شراب لطف
بعید اشتہاے گزک سے اُٹھا چکے ساقی کشتیان شراب کی اُٹھا کے لیگئے اور کچھ ملازم
ظروف چینی و نقرئی مانند قاب و پلیٹ و طشتریان جن مین کباب وغیرہ تھے لیکر آئے

تھے اٹھا لیگئے جسوقت خورشید روشن دل و عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ
وغیرہ کو نشہ شراب ناب کا ہوا شاہزادہ رستم ثانی سے کہنے لگے کا ای شاہزادہ ذیوقار
یہ روز فتح دربند دوم طلسم صندل ہی ہر چند بباطن فرط خوشی سے دل ہمارے شگفتہ ہین
لیکن خوشی اس فتحیابی کی بظاہر حسب دلخواہ نہین ہی لہذا اگر مناسب ہو تو اسی بارگاہ مین
ارباب نشاط طلب کیے جائین تاکہ وہ رقص و نغمہ کرین خواجہ عمرو ثانی بھی نَے بجائین کچھ
گائین گو کہ ہم گانا خواجہ عمرو ثانی کا سن چکے ہین مگر پھر دل چاہتا ہی کہ نَے نوازی خواجہ عمرو
ثانی سے لطف اٹھائین شاہزادہ رستم ثانی نے گفتگو سب کی سنکے کہا کہ اگر آپ صاحبونکی
یہی خوشی ہی تو بہتر یہ کہکے ارباب نشاط کو طلب کیا حسب الطلب ایک رقاصہ خوبرو و
خوش گلو ماہر علم موسیقی کہ ہمراہ لشکر کے تھی ساتھ اپنے سازندون کے
بارگاہ مین روبرو طلسم کشا کے بناز و ادا آئی اور سلام کرکے بعد درست ہونے سازون
کے آمادہ رقص کرنے پر ہوئی سازندے اسکے سازون کو بجانے لگے وہ بصد ادا
گت ناچنے لگے اہل بارگاہ رقص اسکا دیکھنے لگے اور بجاے خود تعریف اسکے رقص
کرنے کی کرنے لگے جب وہ خوب رقص کرچکی اور دلہاے اہل بارگاہ کو ہنگام رقص مانند
سبزہ یا مثل حنا پامال کرچکی اور بار بار طلسم کشا وغیرہ سے زر و جواہر انعام مین پاچکی
سب کو اپنا قدردان جانکر غزلین عاشقانہ گانے لگی دلہاے اہل بزم کو اپنے رقص و نغمے
خوش کرنے لگی جب تا دیر رقص و نغمہ کرچکی اہل بزم کو اپنی جانب متوجہ پاکر بصد
ناز و ادا و کرشمہ و عشوہ یہ غزل گانے لگی۔ غزل

غول کے غول چلے آتے ہین دیوانون کے
دن پھرے فصل جنون آتے ہی ویرانون کے

موسم گل مین اسیری کی جفا بھی ہی ستم
حال پوچھے یہ کوئی قلب سے دیوانون کے

اسکو کہتے ہین اثر الفت کامل یہ ہے
جل بجھی شمع بھی جل جانے سے پروانون کے

کیفیت رکھتی ہی میخانون کی ویرانی بھی
ٹوٹے شیشون کے ہین انبار ہین پیمانون کے

چاک ہون دامن گل بھی نہ گریبان کی طرح
ذکر گلشن نہ کرو سامنے دیوانون کے

ہوگیا رنگ فلک اور کچھ آتے ہی بہار
در مرے دل کی طرح کھل گئے میخانون کے

حال کھلتا نہین کچھ خاطر دل بستہ کا
ہوشیارون کے ہین انداز نہ دیوانون کے

جب رقاصہ یہ غزل گاچکی طلسم کشا نے
خوش ہوکے زر و جواہر اسے انعام مین دیکر رخصت کیا اور خواجہ عمرو ثانی سے باادب کہا
یہ سب حضرات اسوقت بھی آپکی نَے نوازی کے مشتاق ہین میری تمنا یہ ہی کہ آپ اسوقت
نَے بجائین کچھ گائین خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا کیا خاک اسوقت نَے بجاؤن اور گاؤن صدمے
مین ہون نقصان عظیم ہوگیا ہی شاہزادہ رستم ثانی و خورشید روشن دل نے متردد ہوکے
پوچھا کیا نقصان آپکا ہوا ہی خواجہ عمرو ثانی نے جواب دیا کیا یہون بیان کرنا اپنے نقصان کا
بے فائدہ ہی کسی کو میرے کہنے کا یقین نہوگا سوا اسکے کوئی بعوض نقصان مذکور کچھ بھی نہ دیگا
عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے کہا ای خواجہ عمرو ثانی آخر کہیے تو کیا نقصان

ہوا ہے خواجہ عمرو ثانی نے کہا جسوقت یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ رستم ثانی نے دربند دوم کو فتح کیا اور آپ سب صاحب خوش ہوکے دربند اول سے اسطرف چلے میں نے وہ کئی صندوقچے اسباب جواہر نگار کے جو ساحرون سے یہ وعدہ کرکے لیے تھے کہ یہ اسباب تمہارا بیکار رہیگا اسکا تمہین دیدونگا اونکو کمر مین رکھکر ایک کپڑے سے باندھ لیے تھے تعجیل و خوشی و راہروی مین وہ کہین کمر سے گر پڑے جب یہان آکے مجھے اُنکا خیال آیا ہے اب اگر انہین ڈھونڈنے یہان سے جاتا ہون تو وہ بھلا کیا ملینگے جن نے وہ صندوقچے لاکھون روپیے کے پائے ہونگے وہ کاہیکو دیگا اسی نقصان کے صدمے مین بیٹھا ہون طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ یہ تقریر خواجہ عمرو ثانی کی سنکے منہ خواجہ عمرو ثانی کی طرف سے پھیر کے مسکرائے اور ایک نے دوسرے سے کہا خواجہ عمرو ثانی طماع ہین چاہتے ہین کہ زر و جواہر ملے تو گاؤن تی بجاؤن صندوقچے کرے کبھی نہ گرے ہونگے اگر صندوقچے ہوتے تو یہ زنبیل مین رکھتے کمر سے نہ باندھتے یہ کہکے زر کثیر و جواہر کئی ہزار روپیے کا جمع کرکے خواجہ عمرو ثانی سے کہا لیجیے اسقدر زر و جواہر موجود ہے آپ صدمہ نہ کرین خواجہ عمرو ثانی نے وہ تمام زر و جواہر لیکے خوش ہوکے کہا تم سب نے میرے صدمے کو کچھ دور کیا ہے تو مین بھی تمہارے دلون کو خوش کرتا ہون یہ کہکے زنبیل سے تی نکالکر کرسی پر بیٹھکر بجانے لگے اور یہ غزل بالحان داؤدی بصد شوق گانے لگے

غزل

ہے زانوے یار اور سر ہے
ہو جس مین خصائل بہائم
قابو مین مرے وہ سیمبر ہے
کہتا ہون جب انسے ہون شب وصل
ساعت ہے چہ نہ بجی اک پہر ہے
بیتاب نہ ہو وصال ہوگا

لیتان نہین قامت صنم مین
انسان وہ نہین ہے جانور ہے
دل یار کو نے مری طرح سے
قطعہ اب سینے مین مضطرب جگر ہے
کہتا ہے وہ شوخ تھام دل کو
گھبرا نہ ابھی تو رات بھر ہے

اب اپنا دماغ عرش پر ہے
نخل شمشاد باردور ہے
اکسیر کی اب نہین تمنا
ایسا کسی غیبہ کا جگر ہے
یارا نہین ضبط کا ہے اب
تو تو بیتاب — ہے کس قدر ہے

جملہ اہل بزم بگوش دل سننے لگے اور تعریف خواجہ عمرو ثانی کی کرنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ اُس روز بھی خواجہ عمرو ثانی ایسا گانے کہ سمان بندھ گیا جب خواجہ عمرو ثانی اشعار غزل مذکور گا چکے تی کو ہاتھ سے رکھ کر کہنے لگے ای شاہزادہ رستم ثانی مین نے اسوقت تمہارے کہنے سے اور ان سب صاحبون کے اصرار سے تی بجائی اب اور کسی دن تی بجاؤنگا اسوقت طبیعت بے لطف ہے شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے کہا بہتر ہے بعد اسکے خواجہ عمرو ثانی کے سب بارگاہ مین بخوشی تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے وقت شام ہر ایک شاہ و شہریار و سردار بارگاہ سے اُٹھکر اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین گئے ادھر شاہزادہ رستم ثانی نماز سے فارغ ہوکے بوجہ خستہ و ماندہ ہونے کے فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا شب کو چند ساحرون اور کچھ غیر ساحرون نے طلسم کشا وغیرہ کی حفاظت و نگہبانی کی جب صبح ہوئی بعد ادائے نماز صبح طلسم کشا اپنی بارگاہ مین بیٹھا حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ بارگاہ شاہزادہ موعود

مین گئے اور حسب قاعدہ علےٰ قدر مراتب بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے خورشید روشن دل و
عجائب جادو و حدید شاہ و ہوشیار شاہ وغیرہ نے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا کہ ہمارے
نزدیک بہتر یہ ہی کہ اسوقت لوح کو دیکھیے اگر لوح ہدایت و حکم دربند سوم پر جانیکا کرے تو تامل نہ
کیجیے سوے دربند سوم جایئے جلد طلسم صندل کو فتح کیجیے شاہزادہ موصوف نے لوح کو دیکھا لوح
مین یہ لکھا پایا کہ طلسم کشا تیرا اقبال معین تیرا ہی اگر دربند سوم پر جانے کا ارادہ ہی تو جا مگر بہت
ہوشیار و خبردار رہنا کہ راہ دربند سوم کی اس درہ کوہ مین سے ہی شاہزادہ رستم ثانی
لوح کو دیکھکر سب سے رخصت ہوکے مسلح ہوا پھر مرکب پر سوار ہوکے تنہا سوے درۂ کوہ
روانہ ہوا اثناے راہ مین اکثر عجائب و غرائب اشیاء دیکھتا ہوا تا درہ کوہ پہنچا اور درہ
کوہ مذکور مین بسم اللہ کہکر قدم رکھا چند قدم آگے بڑھا تھا کہ بوجہ کثرت تاریکی درۂ کوہ سے
از حد گھبرایا کیونکہ وہ درہ کوہ اسقدر تیرہ و تاریک تھا کہ دن کو مطلق اُس مین کچھ دکھائی نہ دیتا
تھا اُس درہ کوہ کی تاریکی سے تیرگی شب ہجران عاشق بھی خجل تھی بلکہ تاریکی قبر گنہگار
و کفار بھی اُس سے مقابلہ سیاہی مین نہ کر سکتی تھی پردہ ظلمات کی تاریکی آگے اُس کے
اندھیرے کے گویا اک روشنی تھی اور سیاہی دل کافر کی آگے اُسکے اک قسم کی ضیا تھی
بس ایسی تاریکی سے گھبرا کر شاہزادہ رستم ثانی رہروی سے باز رہ کر جان بلب ہوکر
درۂ کوہ سے پلٹ آیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش و حواس درست کرکے اپنے دل مین کہنے
لگا کہ اس درۂ دشوار گذار سے گذرنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہی کیونکہ کچھ بھی دکھائی نہین دیتا
ہی یہ راہ درہ کوہ ہی کہ راہ ملک عدم ہی دیدہ و دانستہ ایسی راہ پر خطر و خوف ہلاکت جان
مین قدم رکھنا خلاف عقل ہی کوئی تدبیر ایسی کی جاتی کہ کچھ بھی راہ نظر آتی تو اس
راہ سے مین گذرتا اور منزل مقصد تک پہونچتا یہ باتین تھوڑی دیر کرکے سوچا کہ لوح کو دیکھنا
چاہیے کہ بمقدمہ راہ درہ کوہ کیا حکم کرتی ہے یہ سوچکر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ درہ کوہ سحر بند ہی لاکھون بلائین اس مین ہین جانب
شاہ طلسم سے مالک و حاکم اس درہ کوہ کی تاریک جادو ساحرہ زبردست ہے
اُسی کے سحر سے یہ تاریکی ہی اور بہت سی بلائین اس مین ہین چونکہ یہی راہ دربند سوم
تک جانیکی ہی اسی سبب سے یہ راہ سحر بند ہی کیا مجال کسی کی کہ اس راہ سے زندہ و سلامت
بیخوف و اندیشہ گذر جائے اگر تمکو اندھیرے کا خیال ہی تو اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کرتا ہوا
لوح کو دست راست مین لیکر تلوار علم کرکے اس درہ کوہ مین جا چنداں خوف و اندیشہ نہ کر
جو کوئی سد راہ ہو یہی اسم اعظم الٰہی تلوار پر دم کرکے اُسپر تلوار لگا اڑاتا ہوا درہ کوہ سے
گذر جا اگر تاریک جادو آکے سد راہ ہو اُس سے بھی مجادلہ کر اور لوح کو دیکھکر عمل کر شاہزادہ
رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہوکے حسب ہدایت لوح بسم اللہ کہکر پھر داخل درہ کوہ
مذکور ہوا لوح سے ایک روشنی مانند مشعل شب چراغ کے پیدا ہوئی اور نیز اسم اعظم الٰہی کے
پڑھنے سے اور اُسکی برکت سے کچھ روشنی ہوئی کسی قدر راہ معلوم ہونے لگی

طلسم کشا راہ طے کرنے لگا اپنے مرکب کو جلد بڑھانے لگا تا کہ بعجلت اِس درہ کوہ سے نکل جاوین
ہر چند ببرکت اسم الٰہی و لوح طلسمی کچھ روشنی ہوئی مگر پھر بھی اندھیرا بہت تھا گھوڑا چلنے سے
رکتا تھا جابجا ٹھہر جاتا تھا جو بلائیں اُس کوہ میں تھیں وہ طلسم کشا کے داخل درہ کوہ ہونے
سے آگاہ ہو کے نہایت اشکال مہیب دکھاتی تھیں سد راہ ہوتی تھیں اور ہاتھ واسطے لینے
لوح طلسم کے بڑھاتی تھیں شاہزادہ وہی اسم الٰہی تلوار پر دم کر کے شمشیر آبدار سے اُن پر
حملہ کرتا تھا وہ عکس لوح سے مجبور ہو کے ہٹ جاتی تھیں اور پھر سد راہ ہوتی تھیں شاہزادے
کو دو قدم راہ طے کرنا دشوار تھا کیونکہ ایک تو تاریکی تھی دوسرے وہ بلائیں ہر اک قدم پر
باشکال مختلف و ہیبت ناک سد راہ ہوتی تھیں تیسرے لوح کے لے لینے کو دمبدم ہاتھ
بڑھاتی تھیں لیکن عکس لوح سے مجبور ہو کے ہٹ جاتی تھیں شاہزادے کو بدرجہ کمال
ہر اک طرح کا تردد تھا خیال لوح کا بھی تھا اپنی جان کا بھی اندیشہ تھا تاریکی سے بھی تردد
تھا اُن بلاؤں سے مقابلہ و مجادلہ کا بھی خیال تھا اُنکے دمبدم ہاتھ جانب لوح بڑھتے سے
صد ہا ہاتھ معلوم ہوتے تھے وہ بلائیں مانند پروانوں کے شمع لوح مذکور پر نظر کر کے بدل
طالب ہو کے واسطے لے لینے لوح کے ہجوم کرتی تھیں کبھی صرف ہاتھ اُنکے کچھ ظاہر اور
کچھ محسوس ہوتے تھے اور کبھی مجسم ہو کے وہ سامنے آتی تھیں اور دھمکاتی اور
ڈراتی تھیں گاہ عکس لوح سے نظر سے نہاں ہو جاتی تھیں کچھ سوے پشت اکثر راست
و چپ بہت سی روبرو آتی تھیں ہر اک طرح سے اپنا مطلب یعنی لوح کا لے لینا طلسم کشا
کو گرفتار کرنا صورت عجیب و غریب دکھا دکھا کے ڈرانا چاہتی تھیں مگر ببرکت اُس اسم اعظم الٰہی
کے اور لوح کی چمک سے لاچار و مجبور ہو جاتی تھیں جب اسی طور سے شاہزادے نے نصف راہ
طے کی اور اُن بلاؤں کی تمنائے دلی بر نہ آئی یعنی لوح طلسم اُنکے ہاتھ نہ آئی مجبور ہو کے
وہ متشکل ہو کے اِس طور سے سامنے آ کے سد راہ ہونے لگیں کہ کبھی کوئی بصورت شیر
غضبناک سامنے آتی اور نعرہ کر کے حملہ کرتی شاہزادہ موصوف عکس لوح اُس پر ڈالکر وہی
اسم الٰہی تلوار پر دم کر کے اُس پر وار کرتا وہ بلا متشکل شیر دو ٹکڑے ہو کے گرتی اور شعلے اُسکے
تن سے پیدا ہو کے اُسے جلا کر خاک کرتے کبھی اُن میں سے کوئی بصورت اژدر آتشی سامنے آ کے
دہان سے شعلے نکال کے دم کھینچتی اور چاہتی کہ طلسم کشا کو نگل جاوے لیکن برکت لوح سے شاہزادہ
موصوف اُسکے شر سے محفوظ رہتا اور بہدایت لوح کے اُسے قتل کرتا شعلے اور دھواں پیدا ہوتا
فریاد و فغان کی صدا آ کے تاریکی زیادہ ہو جاتی گاہ گرگ تیز دندان کبھی خرس جانستان
کبھی فیل دمان گاہ بصورت خوفناک انسان کبھی بشکل پہلوان سامنے آتی تھیں طلسم کشا
اُنسے دلیرانہ مقابلہ کر کے ہلاک کرتا تھا اُنکے ہلاک ہونے سے شور و غل ہوتا تھا ہر اک بلا
قتل ہو کے دفعتاً جل کے خاکستر ہو جاتی تھی کہاں تک احوال اُن بلاؤں کا مفصل تحریر کیا جاوے
کہ طول ہو جانیکا خیال ہے خلاصہ یہ کہ جملہ بلاؤں سے جانبر ہو کے سب کو بہدایت لوح اور ببرکت
اُسی اسم اعظم کے ہلاک و دفع کر کے طلسم کشا آگے بڑھا قریب تھا کہ درہ کوہ مذکور سے

نکل جائے ناگاہ تاریک جادو سامنے سے بصورت مہیب پیدا ہوئی اُسکی صورت
ایسی سیاہ و بد ہئیت تھی کہ اگر اُسکو خبیث و شیاطین و دیگر بلائین دیکھ لیتین تو خوف سے بھاگ جاتین
یا خائف ہوکے ہلاک ہو جاتین وہ اُسکی شکل مہیب وہ اُسکے دندان دراز وہ آنکھین
اُسکی کوچک و زرد وہ لباس اُسکا متعفن وہ گلے مین اُسکے ماران سیاہ لپٹے ہوے
وہ چھپان اُسکے اعضاے بدنما پر بوجہ کبر سنی کے پڑی ہوئین وہ ناریل کا تیل بو دار اُسکے
سرکے بالون مین پڑا ہوا وہ جھولی اسباب سحر کی اُسکے دوش پر وہ اُسکا تخت پر بیٹھنا
اور چین بجبین ہونا وہ اُسکے دہن سے مانند سنڈاس کے بوے بد کا آنا پناہ بذات خدا
طلسم کشانے اُس تاریکی مین اس ساحرۂ سیاہ فام و تیرہ درون کو کچھ دیکھکر گو
بہادری و دلاوری مین یکتا تھا لیکن خائف ہوا مرکب کو روکا اور بار بار وہی اسم اعظم
الٰہی و دیگر ادعیہ حافظ جان آہستہ پڑھنے لگا ساحرۂ مذکورہ نے غضبناک ہوکے کہا
طلسم کشا غضب کیا تونے کہ یہان تک چلا آیا تمام بلاؤن سے جانبر ہوا کسی سے
نہ ڈرا سب کو ہلاک کیا آخرکار مجکو آنا پڑا تیرے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا ارے کیا مجال
تیری کہ میری زندگی مین تو یہان سے چلا جاے اور میرے ہاتھ سے اپنی جان بچاکر دربند
سوم تک گذر سکے مین کوئی ایسی ویسی ساحرہ نہین ہون کہ تیرے سامنے سے بھاگ جاؤنگی
مین تاریک جادو ہون مالک اس درۂ کوہ کی ہون سحر و ساحری مین ہزارہا ساحرون سے
بہتر ہون میرے سحر کی پناہ نہین ہے مین سحر و ساحری مین ملکہ ماہیان زمرد پوش و ملکہ
آفات چہار دست سے کچھ ہی کم ہون بلکہ اُنکی ہم پایہ ہون کیا مجال کسی جن و انس ساحر
غیر ساحر کی کہ مجھ سے مقابل ہو اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو لوح طلسم مجھے دیدے اور یہان سے
اپنے لشکر مین چلا جا مین قسم کھاتی ہون کہ تجھے گرفتار نہ کرونگی شاہ طلسم کے پاس
نہ لے جاؤنگی مجھے تیرے حال پر اور جوانی پر رحم آتا ہے کیا تجھپر سحر کرون اور تجھے ہلاک کرون
اگر بجاے تیرے تیری جگہ خورشید روشن دل و عجائب جادو ہوتا تو البتہ سحر کرتی یا تمام
لشکر تیرا اس جگہ موجود ہوتا تو ایک ناریل چوٹی دار سحر کرکے مارتی سب کو جلاکر خاک
کردیتی مین گو رتبے مین شاہ طلسم سے کم ہون کیونکہ اسکی نمکخوار ہون لیکن سحر مین کچھ
کم نہین ہون طلسم کشانے تقریر اُسکی سنکے پہلے تو کچھ خائف اُسکی صورت بد سے ہوگئے
جواب نہ دیا پھر جسارت کرکے پکار کر کہا او ساحرہ کیا بکتی ہے ہرگز ہرگز مین تیرے سمجھنے پر
عمل نہ کرونگا تو میرے حال پر رحم نہ کر جو کچھ تجھ سے ہوسکے فکر میری ہلاکت کی کر تجکو
دعوی اگر اپنی سحر و ساحری پر ہے تو سحر کر تیرے سحر سے مین نہین ڈرتا خداوند عالم نے مجھے صاحب
لوح طلسم صندل کیا ہے دیکھ یہ لوح میرے پاس رکھی ہے تیرا اور تیرے شاہ کا اور تمامی
ساحران طلسم صندل کا سحر مجھپر اثر ہی نہ کر سکا تو تو میرے حال پر رحم کرتی ہے اور مین تیرے
حال پر فی الحال رحم کرکے کہتا ہون کہ عبث تو میری سد راہ ہوتی ہے ارادہ دشمنی کا
رکھتی ہے ابھی میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگی جان تیری جائیگی سب تجھے لازم ہے کہ

مجھ سے عداوت نہ کر سد راہ میری نہ ہو مطیع دین اسلام ہو کے میری اطاعت و فرمانبرداری
اختیار کر او ساحرۂ نابکار آگاہ ہو کہ زمانہ طلسم صندل کا اب آخر ہے یہ طلسم اب جلد ٹوٹ
جائیگا میرے ہاتھ سے باقی نہ رہیگا تیری تو کیا حقیقت ہے جملہ ساحران طلسم صندل کو قتل
کرونگا اور شاہ طلسم کو بھی قتل کر کے قبضہ اُسکے ملک و مال پر کرونگا اور سوائے دوست
کے کسی ساحر دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا اُس نے جواب دیا اے طلسم کشا میں نمک حرام
نہیں ہوں کہ اپنے مالک سے پھر جاؤں تیری شریک ہو جاؤں اور نہ ایسی نادان و
بیوقوف ہوں کہ تیرے کہنے سے اپنا دین آبائی چھوڑ کر دین اسلام اختیار کر لوں اپنے
خداوندوں کو چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو سجدہ کروں طلسم صندل خواہ رہے یا نہ رہے
میں تیری اطاعت نہ کرونگی یہ کہکے ایک ناریل چوبی دار اپنی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کر کے
سامری و جمشید کو پکار کے بعد غضب طلسم کشا کو دیکھکر ناریل مذکور مارا وہ ناریل سر طلسم کشا پر
آکے شق ہوا دھواں اور شعلے پیدا ہوئے تاریکی زیادہ ہوئی ہر چند کہ اثر سحر بوجہ لوح ہونیکے
شاہزادے پر نہوا لیکن تاریکی زیادہ ہونے سے شاہزادہ رستم ثانی نے گھبرا کر فی الفور وہی
اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور لوح کو ہاتھ پر اپنے بلند کیا کچھ روشنی ہوئی ساحرہ وہ سحر
کر کے نظر سے غائب ہوئی طلسم کشا اُسے دیکھنے لگا ابھی شاہزادۂ موصوف تلاش ساحرہ
مذکورہ میں نگراں تھا کہ پس پشت آکے ساحرہ نے لوح پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ لوح طلسمی
دست شاہزادے سے لے جائے مگر ممکن نہوا طلسم کشا نے تلوار لگائی اور لوح کا
عکس ڈالنا چاہا وہ فی الفور نظر سے غائب ہو گئی اور سامنے آکے ایک ترنج جھولی سے
نکالکر سحر اُسپر دم کر کے اور کارد سے خون اپنی پیشانی کا اُسپر گرا کے نام سامری
زبان پر جاری کر کے بالائے زمین جانب صحرا وہی ترنج مارا وہ دور جا کر شق ہوا
دھواں اور شعلے پیدا ہوئے بعد ایک لمحے کے اُس دھوئیں سے ایک شیر نر پیدا ہو کے
روبرو اُسکے آیا اور بزبان فصیح گویا ہوا اے تاریک جادو کیا حکم ہے جلد کہہ کیوں مجھے
طلب کیا ہے اُس نے کہا اے شیر سحر سامری طلسم کشا پر حملہ کر حتی الامکان کام اِس کا تمام کر
اور چنگل اپنا دست طلسم کشا پر مار کر لوح طلسم لے آ شیر مذکور فی الفور طلسم کشا
پر حملہ آور ہوا ادھر شاہزادۂ رستم ثانی ہوشیار ہوا جب وہ قریب آیا وہی اسم اعظم
الٰہی تلوار پر دم کر کے عکس لوح کا اسد مذکور پر ڈال کے تلوار اُس پر لگائی وہ بقدرت
پروردگار دو ٹکڑے ہو کر گرا گرتے ہی اُسکے ایک شعلہ اُس کے تن سے
ایسا پیدا ہوا کہ اُسے جلا کر خاک کیا اسی طرح سے ساحرہ مذکورہ نے کبھی اپنے
سحر سے پتلے فولادی پیدا کیے گاہ سوار سحر پیدا کیا کبھی فیل مست بزور سحر پیدا
کیا شاہزادے نے ہر ایک کو قتل کیا سحر اُسکا یعنی تاریک جادو کا باطل کیا
تادیر وہ ساحرہ اسی طرح گرم پیکار رہی اور مانند ماکہ آتش افروز جادو صندل الحان
شاہ کی نانی کے پے در پے سحر کیا آخر کار طلسم کشا سے عاجز ہوئے اور عہدہ برائی دشوار

جان کے بزور سحر بیمہ بنکر برائے حصول لوح جھک کر شاہزادے پر گری ادھر شاہزادے نے
لوح کا اسپر عکس ڈالا وہ بصورت اصلی ہوکے سامنے شاہزادے کے گری اُسوقت طلسم کشا
نے چاہا تھا کہ تلوار لگا کر کام اُسکا تمام کرے اور زور اپنے دست و بازو کا تاریک جادو
کو دکھائے ناگاہ وہ ساحرۂ مذکورہ نظر سے غائب ہوگئی شاہزادہ حیران ہوا
بعد حیران ہونے کے غور سے جو دیکھا تو اُسے سامنے اپنے دُور تر دیکھا شاہزادۂ
رستم ثانی برہم ہوکر اُسکی طرف چلا اُس نے ایک گلدستہ اپنی جھولی سے نکالکر سحر
اُسپر کرکے ایک جانب پھینکا وہ دُور جا کر شق ہوا دُھوان اور شعلے بکثرت
پیدا ہوئے بعد تھوڑی دیر کے اژدرِ آتشین اُس مین سے نکل کر روبرو اُسکے
آیا اُس نے اشارہ کیا کہ جا طلسم کشا کو نگل جا اژدرِ سحر مذکور سوے شاہزادۂ رستم ثانی
چلا ادھر طلسم کشا نے ہدایت لوح اُسکے اُوپر عکس لوح کا ڈالکر آگے بڑھ کر تلوار لگائی وہ
دو نیم ہوکر زمین پر گرا شعلے اُسکے تن مجروح سے پیدا ہوے پھر ہمہ تن جل گیا ساحرہ
نے عاجز ہوکے پکار کر کہا ای طلسم کشا دیکھ ہوشیار و خبردار ہو جا ابکی مرتبہ وہ سحر کرونگی کہ
جس سحر پر مجکو ناز ہے یہ کہکے ایک گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اُسپر دم کرکے خون اپنی چھاتی
کا اُسپر ڈالکر سامری و جمشید کو پکار کے وہی گولا سوے صحرا مارا وہ دُور جا کر پھٹا ہزار
در ہزار شعلے اور دھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے چند سواران سیہ رو شمشیر
بکف اُس مین سے نکلے اور تاریک جادو کے پاس آکے بزبان فصیح گویا ہوئے
کہ ای تاریک جادو کیا حکم ہے ہمین کیون بلایا ہے آج تجکو ایسی کیا ضرورت ہے
کس دشمن قوی سے تجھے خوف ہے اُس نے کہا ای سواران سحر سامری و جمشید دیکھو سامنے
طلسم کشا موجود ہے کسی طرح مجھ سے قتل کیا نہین جاتا ہے بوجہ لوح کے ہراک سحر میرا باطل
ہو جاتا ہے تمہین محض اسواسطے طلب کیا ہے کہ چارطرف سے اُسکو گھیر کو قتل کرو انھون نے
کہا ہم تابع حکم ہین مگر بھینٹ ہماری نہین دی اُس نے کارد سے ہاتھ اپنا فگار کرکے خون
کے قطرے اُن کے حلق مین ٹپکائے جب ہراک خون چاٹ چکا خوش ہوکے جانب طلسم کشا
چلا اور قریب جاکے چہار طرف سے طلسم کشا کو گھیرکے وار تلوارون کے لگائے شاہزادہ
بے دیکھے لوح کے اُن سے لڑنے لگا جس پر حملہ کرکے تلوار لگائی وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر
گرا بعد ایک لمحے کے دو سوار شمشیر و سپر بدست شاہزادے پر حملہ آور ہوے اسی
طرح تا دیر جنگ رہی اگر شاہزادہ دو سوارون کو قتل کرتا تھا تو وہ چار ہو جاتے تھے
اور چار قتل ہوکے سحر تاریک جادو سے آٹھ ہو جاتے تھے وہ سحر ہی اسی قسم کا تھا
آناً فاناً سواران مذکور زیادہ ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ وہ قتل ہوکر اور بڑھ گئے
ہزار سوار ہوگئے شاہزادۂ رستم ثانی انکو قتل کرتے کرتے عاجز ہوگیا اور اُن سے
لڑتے لڑتے پریشان ہوا مجبور ہوکے اُس نے لوح پر نظر کی اُس مین یہ لکھا ہوا پایا کہ ای
طلسم کشا اگر ان سواران سحر سے تاحیات اپنی لڑے گا اور انکو قتل کیے جائیگا یہ کم

ہوکے بڑھتے ہی جاینگے اگر ان سواروں سے جنگ میں عاجز ہو اور تو چاہتا ہو کہ یہ سب
سوار نیست و نابود ہو جاینں لڑائی فتح ہو اور یہ تاریکی دفع ہو تو ہنگام جنگ یہ اسم متبرک
تیر پر دم کرکے پیشانی تاریک جادو پر نظر کرکہ ایک خال ہر اُسی خال پر تاک کر تیر مار
اگر تیر تیرا نشانۂ مذکور پر پڑیگا تو جو کچھ ہوگا تو دیکھ لے گا اور اگر تیر نے خطا کی تو خطاے
تیر باعث تیری گرفتاری کی ہوجائیگی لہذا خوب سمجھ کر تیر لگا شاہزادۂ موصوف حکم لوح سے
آگاہ ہوکے مصروف جنگ ہوا اُن سواروں کو قتل کرتا ہوا قریب تاریک جادو
کے پہونچا وہ سحر خوانی میں مصروف تھی سحر کو اپنے ترقی دے رہی تھی اسی سے جتنے
سوار قتل ہو ہوکے بڑھتے جاتے تھے شاہزادے نے اُسے غافل پاکے اسکے
خال پیشانی پر روشنی لوح سے نظر کرکے ترکش سے تیر اور دوش سے کمان لیکر عکس
لوح کا اُن سواروں پر ڈالا کہ وہ قریب سے ہٹے اتنی مہلت پاکے وہی اسم تیر پر دم کرکے
تیر کو چلۂ کمان میں رکھکر خال پیشانی تاریک جادو کو تاک کر تیر مارا بقدرت
پروردگار تیر نشانے پر پڑا اور پیشانی توڑ کر عقب سر سے گذرا ساحرہ چیل کر آہ کرکے
زمین پر گری اور مانند ماہی بے آب کے تڑپنے لگی بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئی
مرغ روح اسکے قفس تن سے نکل کے سوے عدم گیا اسکے مرتے ہی ہوا اُسکی تند
چلنے لگی آندھی سیاہ آئی ابر سوے فلک نمایاں ہوا سنگ باری و برف باری ہونے لگی
طلسم کشا اسکے مرنے سے خوش ہوا لیکن تاریکی سے بہت گھبرایا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی
دفع ہوئی درۂ کوہ روشن ہوا سواروں کا کہیں نام و نشان بھی نہ پایا لاشہ اُس
ساحرہ کا پڑا ہوا دیکھا اس اثنا میں ساحرہ مذکورہ کے سحر کے بیروں نے اُسکے نام سے
یوں پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو کہ نام میرا تاریک جادو
تھا میں مالک اس درۂ کوہ کی تھی یہ کہکے وہ گرد باد بنکر لاشۂ اُس ساحرۂ زبردست و نامی کا
اٹھا کر سوے شاہ طلسم روانہ ہوے شاہزادہ موصوف خدا کا شکر کرکے درۂ کوہ سے نکل کے
آگے روانہ ہوا میدان صحراے لق و دق طے کرنے لگا بعد قطع راہ بسیار جو دور سے دیکھا
تو ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آیا دروازہ قلعے کا کھلا دیکھا در قلعہ پر بہت سے ساحران
نابکار کو بیٹھے دیکھا اور بالاے قلعہ بھی ساحروں کو پایا شاہزادۂ رستم ثانی راہ طے
کرکے قریب در قلعہ کے پہونچا وہ ساحر طلسم کشا کو دیکھکر گھبرا کے اُٹھے اور نارنج و ترنج
وغیرہ پر سحر کرکے شاہزادہ رستم ثانی پر وہی نارنج و ترنج لگانے لگے اور گھبراہٹ میں پکارے
کہ ای ساکنان قلعہ آگاہ ہو جاو کہ طلسم کشا آ پہونچا ہمارے روکے سے نہیں رکتا ہے
صاحب لوح ہے سحر ہمارا اُس پر تاثیر نہیں کرتا ہے ہاے افسوس تاریک جادو شاید
قتل ہوگئی درۂ کوہ ویران ہو گیا راستہ کھل گیا اُن ساحروں کے اس کہنے سے اہل
قلعہ آگاہ ہوے طلسم کشا اُن ساحروں کو جو در قلعہ پر تھے اور سد راہ ہوکے سحر
کر رہے تھے بحکم لوح شمشیر آبدار سے قتل کرنے لگا تھوڑی دیر میں بہت سے ساحر

قتل ہوئے تھوڑے تاب جنگ مقابلہ نہ لا کے گریزان ہو کے اندر قلعے کے گئے اہل قلعہ نے چاہا
کہ دروازہ قلعے کا بند کرین لیکن طلسم کشا پہونچ گیا لڑائی ہوئی ساحرون کو شاہزادے
نے قتل کیا دروازہ بند نہ کرنے دیا بعدہ اندر قلعے کے گیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا یہ وہی
قلعہ ہے جس قلعے مین ایک مرتبہ قبل اسکے مین اسیر ہو کے آچکا تھا اور سردابہ وزیرزادی
مجھکو لیگئی تھی ہنوز شاہزادہ مبہوت یہ خیال کر رہا تھا سیر قلعہ کی دیکھ رہا تھا برج و بارہ
و فصیل قلعہ پر نظر کر رہا تھا کچھ ساحر خوف طلسم کشا سے بھاگے جاتے تھے کچھ ساحرون مین
مقام مخفی تجویز کرکے چھپ رہے تھے کہ طلسم کشا سے ہم مقابلہ نہین کر سکتے کس طور
سے اپنی اپنی جانین بچائین ناگاہ عقب قلعہ جا کر شاہزادے نے دیکھا کہ ایک حوض بہت بڑا ہے
پانی صاف و پاک اس مین بھرا ہوا لہرین مار رہا ہے اور قلعے پر ایک چرخی ہے اس مین
رسی اور ڈول ہے وہ ڈول درازی رسن سے حوض تک پہونچتا ہے پانی ڈول مین جب بھر جاتا
ہے چرخی پر سے کوئی کھینچتا ہے کھینچنے والا معلوم نہین ہوتا ہے خود بخود چرخی کو گردش ہے وہ پانی
ڈول کا تا چرخ پہونچکر نہین معلوم کہان جاتا ہے کسکے صرف مین آتا ہے جب ڈول خالی
ہو جاتا ہے پھر بذریعہ رسن و چرخی کے حوض تک پہونچتا ہے یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے
غرض بہت جلد جلد ڈول حوض تک آتا ہے اور جاتا ہے پانی حوض کا باوجود اس قدر
آب کشی کے کم نہین ہوتا ہے چرخی مانند چرخ کے گردش مین ہے طلسم کشا نے یہ دیکھ کر حیران
و پریشان ہو کے لوح کو دیکھا اسنے حکم دیا کہ اے طلسم کشا یہ جو اسم اعظم الٰہی کا گوشۂ
لوح پر مندرج ہے اسکو سات مرتبہ پڑھکر اپنی تلوار پر دم کرکے بعد عجلت و بلا توقف اس
رسن پر لگا اور فی الفور اس حوض مین کود پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھ کہ کیا پردۂ غیب سے
ظاہر و آشکار ہوتا ہے شاہزادہ رستم ثانی نے حسب ہدایت لوح عمل کیا ناگاہ ایک
دیو پیدا ہوا وہ بھی فوراً حوض مین کودا جب شاہزادہ رستم ثانی حوض مذکور مین کودا
آنکھین بند ہو گئین شاہزادہ غلطان و پیچان تہ آب تک چلا گیا جب تہ آب پر
پاؤن پہونچا گھبرا کر آنکھین کھول کر دیکھا تو ایک میدان وسیع و پرخار مین اپنے تئین
شاہزادے نے پایا کپڑے بالکل تمام و کمال خشک دیکھے تری کا نام و نشان بھی نہ تھا
نہ وہ قلعہ نہ وہ حوض نہ وہ رسن نہ وہ ڈول نظر آیا نہایت حیرت ہوئی اسی اثنا مین
دیکھا کہ ایک دیو سیاہ بصورت مہیب بعد قہر و غضب دار شمشاد اٹھائے ہوئے یہ کہتا
ہوا آتا ہے کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے ارے یہان بھی آیا رسی کو تلوار سے کاٹ ڈالا
سحر چرخ زن جادو کو مٹایا تو نے بہت سر اٹھایا ہے اب مین آپہونچا میرے ہاتھ سے
زندہ بچکر کہان جائے گا یہ کہتا ہوا قریب آیا اور بقہر و غضب دار شمشاد کو گردش دیکر خبردار
خبردار کہکر دار مذکور کو طلسم کشا پر مارا شاہزادے نے ضرب دار شمشاد کو خالی دیکر بعجلت
تمام لوح کو دیکھا لوح نے یہ حکم دیا کہ اے طلسم کشا اس دیو کی پیشانی پر ایک خط سبز ہے یہ اسم
اعظم الٰہی تین مرتبہ تلوار پر دم کرکے اسی خط سبز پر تلوار لگا اگر تلوار تیری خط مذکور پر

پڑی تو فہو المراد ورنہ لڑائی بڑھ جائیگی جانبری بیان سے اب نہو گی مثل سابق کے لڑائی مشکل
ہو شاہزادہ رستم ثانی نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے اُسی اسم اعظم الٰہی کو تین مرتبہ پڑھ کے
نوکوہ شگاف کرکے جو بعجلت اور گھبراہٹ اُسکے اوپر تلوار لگائی خط سبز مذکور پر نہ پڑی
علیحدہ اُسکے تلوار پڑی برکت سے اُس اسم متبرک کے دیو دو نیم تو ہوا لیکن دونوں
ٹکڑوں سے اُسکے فی الفور دو دیو پیدا ہوئے اور وار تمشاد اُٹھا کے دونوں طرف
سے حملہ آور ہوئے شاہزادہ رستم ثانی اُن سے لڑنے لگا واروں کو اُنکے کبھی
روکنے لگا گاہ خالی دینے لگا بعد تھوڑی دیر کے ایک دیو کی کمر پہ تلوار لگائی وہ بھی دو
ٹکڑے ہوکے خاک پر گرکے تڑپنے لگا اُسکے تڑپنے سے گرد و غبار بلند ہوا بعد ایک دم کے
اُسی غبار سے دو دیو وار لیے ہوئے پیدا ہوئے اور بقہر و غضب حملہ ور ہوئے اسی طرح
تا دیر لڑائی رہی شاہزادہ رستم ثانی ہنگام جنگ اُن دیووں کو قتل کرتا جاتا تھا اور وہ
بڑھتے جاتے تھے یہان تک تین سو دیووں کی جمعیت ہوئی تھی اور بعضوں نے کہا ہے تین
ہزار دیو ہوگئے تھے تمام صحرا ہولناک دیووں سے بھر گیا اُن سب دیووں نے چاروں طرف
سے گھیر لیا اور ارادہ گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے طلسم کشا کا کیا ادھر شاہزادہ
رستم ثانی لڑتے لڑتے تھک گیا قوت میں کمی ہوئی ضعف طاری ہوا مجبور ہوکے پھر
لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا بنظر غور دیکھ کہ دیووں میں وہ بھی
دیو ہے کہ جو پہلے تجھ سے مقابل ہوا تھا اور جسکی پیشانی پر خط سبز تھا جب تو اُسکو بخوبی پہچان
لے تو اب یہ اسم اعظم الٰہی تیر پر دم کرکے اسی تیر کو اُسکے خط سبز پیشانی پر بسم اللہ کہکر لگا
یہ دل میں خوب خیال کرے کہ اگر ابکی مرتبہ بھی خط مذکور پر تیر نہ پڑا تو یقین جان کہ تو
گرفتار ہوجائیگا لوح سیاہ ہوجائیگی مطلب دلی تیرا بر نہ آئیگا تو مفت میں قتل کیا
جائیگا حکم لوح سے آگاہ ہوکے حسب ہدایت لوح عمل کیا یعنی تیر اُس دیو کی پیشانی پر
تاک کے مارا برکت اسم اعظم الٰہی و بقدرت پروردگار تیر نشانے پر پڑا پیشانی کو توڑ
کے عقب سر سے نکل گیا دیو مذکور نالہ و آہ کرکے بالا سے خاک گرا اُسکے چیخنے سے اور
نالہ و آہ کرنے سے اور تڑپنے سے پہاڑ تھرانے لگا و زمین کانپی جملہ دیووں کے چہروں پر
کہ ہم صورت اُسکے تھے تغیر ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دیو تڑپ کر ہلاک ہوا چونکہ دیو
مذکور ایک دیو دربند طلسمی تھا طلسم اُسپر بندھا تھا ساحر نہ تھا تاریکی مانند مرگ ساحر
کے ہوئی الا اُسکی پیشانی مجروح سے کچھ شعلے ایسے نکلے کہ وہ جملہ دیووں پر گرے وہ
جلکر خاکستر ہوئے اور بعضوں نے یوں بھی لکھا ہے کہ دیو مذکور کے مرتے ہی جملہ دیووں پر
جلتے شعلے گرے وہ خود بخود معدوم و غائب ہوگئے اور لاشہ اُسکا دفعتاً ہوا سے
تند تیز بلند ہوکے سوئے شاہ طلسم گیا اور یہ انقلاب ہوا کہ وہ صحرا اپنی حالت پر قتل
ساحر سے نہ رہا طلسم کشا نے جو غور سے دیکھا تو ایسا کوہستان و خارستان و دشت
ویران و پُر خوف پایا کہ دیکھنے سے اُسکے پریشان خاطر ہوا کیونکہ وہ صحرا ہوا سے تند

سے وہان غبار بلند ہوتا تھا آفتاب کی تمازت سے زمین کوہستان وخارستان مانند
تانبا دامین گرم کے جلتی تھی ہوا مثل لون کے چلتی تھی وحش وطیر کہین نظر نہ آتے تھے
درخت تو کجا زمین پر گیاہ نہ تھی ہان ہر جا کانٹے خشک بکثرت تھے ابھی شاہزادہ رستم ثانی
ایسے صحراے پُرہول و وحشت ناک و پُرخطر مین حیران و پریشان کھڑا تھا دیو ستارہ پیشانی
کو تیرے ہلاک کر کے تیسرے در بند طلسم کو فتح کر کے خوش تھا ناگاہ ایک جانب سے غبار
عظیم پیدا ہوا اور بالاے فلک بہت سے لکہاے ابر زنگار رنگ نمودار ہوے تھوڑی ہی
دیر مین وہ دامن غبار بنجہ ہواے تند سے پارہ پارہ ہوا حدید شاہ و سرشار شاہ
و گشتاسپ شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ
ہمراہ فوج بے نظیر ساحران دُور سے نظر آئے اور وہ لکہاے ابر قریب آکے دفعتًا
درمیان سے پارہ پارہ ہوے ساحران نامی وغیر نامی سحر کی سواریون پر سوار لکہاے
ابر سے نمودار ہوے قریب شاہزادۂ رستم ثانی کے آئے اور یہ سب غیر ساحر جو لکہاے
ابر پر سوار تھے وجہ اسکی یہ ہی کہ خورشید روشن دل و عجائب جادو وغیرہ نے اپنے
اپنے سحر سے لکہاے ابر تیار کر کے ان سب غیر ساحرون کو خدمت شاہزادۂ رستم ثانی
مین روانہ کیا کہ جلد پہونچ جائین غرض خورشید روشن دل و عجائب جادو و جملہ
ساحران نامی نے فتح در بند سوم کی تہنیت دی شاہزادۂ رستم ثانی نے خوش
ہوکے پوچھا آپ صاحبون کو اس فتحیابی سے اطلاع کیونکر ہوئی اُن مین سے کچھ ساحرون
نے کہا جب آپ اِدھر واسطے فتح کرنے در بند سوم کے آئے تھے ہمنے طائران سحر براے دریافت
خبر روانہ کیے تھے اُنھین سے ہمکو خبر ملی کہ آپ فتحیاب ہوے در بند سوم طلسم صندل
کو فتح کیا راستہ کھل گیا تاریک جادو و دیو ستارہ پیشانی وغیرہ بہت سے دیو اور
ساحر مارے گئے یہ خبر پاکے بصد خوشی ہم سب وہان سے آپ کے پاس آئے شاہزادۂ
موصوف اُنکی تقریر سنکے اُن سے خوش ہوکے چاہتا تھا کہ کچھ کلام کرے کہ حدید شاہ
و سرشار شاہ و شاہزادۂ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ
وغیرہ سرداران نامی و شاہان گرامی قدر ہمراہ سپاہ کثیر آگے شاہزادۂ موصوف
کے بڑھکر آئے انھون نے تہنیت دربند سوم کی دی شاہزادۂ رستم ثانی نے اُن سے
اور جملہ ساحران نامی سے مخاطب ہوکے کہا پروردگار عالم نے مجکو اپنے فضل و کرم سے
اعدا پر فتحیاب کیا اُسکا شکر کس زبان سے ادا کرون مجھ تنہا کو ہزارہا ساحرون اور
بلاؤن اور دیوون پر غالب کیا یہ کہکے تمام حال دربند سوم کا جو کچھ گذرا تھا بیان کیا
سب سنکے متحیر ہوکے خوش ہوے اور تعریف و ثنا شاہزادہ موصوف کی دلاوری کی کی اور
کہا ای شاہزادۂ ذیوقار اس صحرا مین تمازت آفتاب بہت ہے یہ صحرا گویا نمونہ صحراے
محشر ہی بیابان ہے اور کہین قیام اگر ہوتا تو خوب ہوتا شاہزادۂ رستم ثانی نے بعد فکر کرنے کے
جواب دیا سامنے درہ ہاے کوہ ہین آج کے روز تو اسی جگہ اسی صحرا مین قیام کیا جائے گا

یہ کہکے حکم فراشون کو دیا کہ زیر کوہ اور در ہاے کوہ مین خیام و بارگاہین استادہ و برپا
کرو اُنھون نے حسب الحکم فی الفور جاکے جلد تر خیام استادہ کیے بارگاہین برپا کین شاہزادہ
رستم ثانی ہمراہ سب کے وہان گیا لشکر اُترا شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا
ساحران نامی مانند خورشید روشن دل و عجائب جادو و سرداران سپاہ غیر ساحران
مثل جدید شاہ و سرشار شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ نازندرانی
وغیرہ بھی داخل بارگاہ فلک جاہ شاہزادہ ذیوقار ہوے اور علے قدر مراتب تخت و
کرسی و دنگلون پر بیٹھے خواجہ عمرو ثانی و ہر چہار عیار بھی یعنی چالاک ثانی و برق ثانی و قران
ثانی و سیارہ ثانی داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو ثانی بھی کرسی پر بیٹھے ساقیان سیمین کشتیان
شراب ناب کی مع شیشہ و ساغرہاے بلورین بحکم شاہزادہ ذی عزت و با تمکین بارگاہ مذکور
مین لاکے باقاعدہ فدویان سلام کرکے طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب
جادو و جدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ نازندرانی و سہراب بن
لندھور و گشتاسپ شاہ و خواجہ عمرو ثانی وغیرہ جملہ اہل بارگاہ کو شراب ناب
ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک بصد خوشی شراب پینے لگا جب سب
میکشی سے فارغ ہوے اور ساقی کشتیان شراب ناب کی اُٹھاکے لیگئے اور ہر ایک کو
نشہ شراب کا ہوا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دل مین شوق دید رقص و اشتیاق استماع
نغمہ ارباب نشاط ہوا چنانچہ عجائب جادو و جدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے تاب
ضبط نہ لاکے طلسم کشا سے کہا ای شاہزادہ ذیوقار اول تو آج آپ نے دربند سوم طلسم
صندل کو فتح کیا ہی اُسکی خوشی کرنا ضرور ہی دوسرے اِسوقت شراب ناب ہم سب نے
پی ہی بے اختیار دل ہمارا یہی چاہتا ہی کہ رقص و نغمہ رقاصان خوبرو سے لطف اُٹھائین
عالم نشہ شراب مین ناچ گانے سے ارباب نشاط کے دل کو خوش کرین شاہزادہ رستم
ثانی نے اُنکے اِس کہنے سے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ دریافت کرو ہمارے لشکر کے ساتھ
کوئی رقاصہ بھی ہی اگر ہو تو اُس سے کہو کہ ہمارے روبرو آکے رقص و نغمہ کرے ملازمان مذکور
نے عرض کیا حضور کے لشکر مین کئی رقاصان خوبرو ہین شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا
اچھا اُن سے کہو کہ یکے بعد دیگرے یہان آکے رقص و نغمہ کرین ملازمون نے حکم سے
شاہزادہ موصوف کے اُنکو باخبر کیا پہلے اُن مین سے ایک رقاصہ خوبرو و حسینہ ہمراہ اپنے
سازندون کے زیور و لباس سے مزین ہوکے بڑے سج دھج کے ساتھ بارگاہ مین
روبرو طلسم کشا کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازندون کے
واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجاے رقاصہ مذکورہ بصد ادا و کرشمہ
رقص مین سرگرم ہوئی گت ناچنے لگی اہل بزم عالم نشہ مین ناچ دیکھنے لگے خوش ہونے
لگے جب وہ رقاصہ تھوڑی دیر ناچ چکی دل اہل بزم کے پامال کر چکی بعد مبارکباد گانے
فتح دربند سوم طلسم صندل کے یہ غزل بصد ناز و ادا خوش گلوئی کے ساتھ گانے لگی غزل

تیر نگہ یار کا اب تک یہ اثر ہی
دل کہتا ہے نادان ترا دھیان کدھر ہی
ہر لحظہ اٹھاتا ہی یہ بستر غم سے
کب تجکو مرے حال پریشان کی خبر ہی
ای شمع الفت مین نہ مفلس ہین سمجھو
رکھی ہوئی شمشیر یہ بالاے سپر ہی
آنکھون مین جگہ دیتے ہین ارباب بصیرت
اک عاشق صادق مرا دنیا مین بشر ہی

دل سینے مین زخمی ہی تو مجروح جگر ہی
ہین مظہر اسرار محبت یہی دونون
میرا شب فرقت مین عصا درد جگر ہی
مارا ہوا ہی کون شب غم کا ازل سے
پاس اپنے ازل سے دم و داغ جگر ہی
وہ پوچھتے ہین ہاتھ مرے سینے پہ رکھکر
میرا تن لاغر ہی کہ اک تار نظر ہے

جب عقل یہ کہتی ہی محبت مین ضرر ہی
اک میرا رخ زرد ہی اک دیدۂ تر ہی
کہتا ہی یہ دل گیسوے جانان مین الجھکر
کیون چاک ہمیشہ سے گریبان سحر ہی
خال سیہ یار نہین ہی سر ابرو
کیا اب بھی اسیطرح ترا درد جگر ہی
صد شکر وہ کہتے ہین یہی بزم مین اپنی

ارباب بزم اشعار غزل مندرجہ بالا کو بگوش دل سننے لگے اور کہنے لگے اس غزل مین اچھے اچھے شعر ہین اور یہ رقاصہ بھی بخوبی حسن سے گاتی ہی اور گویا ہر اک شعر کے مضمون کی صورت کھینچ دیتی ہی خوب بتاتی ہی علم موسیقی مین یکتاے زمان ہی اسکی ہر تان سے روح تان سین کی قبر مین بیچین ہوجاتی ہی بجو بورا حسرت کرتا ہی کہ افسوس اسکے زمانے مین مین زندہ نہوا کہ اسکا گانا سنتا حظ نفس اٹھاتا غرض جب وہ رقاصہ غزل مندرجہ کو بتمام وکمال گا چکی عجائب جادو نے اسی عالم نشہ مین رقاصہ مذکورہ سے فرمایش کی کہ ایک غزل اور ایسی ہی گا جسکے ہر اک شعر عشق وعاشقی مین بھرے ہون رقاصہ مذکور نے حسب فرمایش عجائب جادو غزل مندرجہ بعد عشوہ و ادا اونچے سرون مین عجائب جادو کے روبرو [illegible] تیرع کی غزل

کیا کرین ہجر مین ہم کچھ تو بتاتے جاؤ
کوئی پہلو ہمین تسکین کا سمجھاتے جاؤ

اس قدر سخت کلامی دم رخصت نہ کرو
جاتے ہو گر تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ

تمہین کہنے کو بنایا ہی ہمین سننے کو
دل مین جو آئے تمھارے وہ سناتے جاؤ

ہر دم نزع نہ تعجیل کرو جانے مین
ٹھہرو دم بھر مری میت بھی اٹھاتے جاؤ

کچھ تو میرے دل مایوس کو امید رہے
اب کب آؤگے مجھے یہ تو بتاتے جاؤ

ساتھ آکے ہو جنازے کے تو جاتے ہو کہان
اپنے ہی ہاتھ سے مٹی مین دباتے جاؤ

فاتحہ گر نہین پڑھتے ہو مری تربت پر
کوئی ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاؤ

طالب دید کا کچھ پاس نہین گر تم کو
دور ہی سے مری جان شکل دکھاتے جاؤ

چاند سی شکل دکھانی نہین منظور اگر
اپنی آواز ہی عاشق کو سناتے جاؤ

ای مسیحا تپ الفت سے ہی سرسام مجھے
لخلخہ گیسوے مشکین کا سنگھاتے جاؤ

روح کو تو نہ رہے دید کی حسرت باقی
دم آخر تو مجھے شکل دکھاتے جاؤ

جان خاطر بھی لیے جاؤ کہ آنا نہ پڑے
آج ای یار یہ جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ

جب رقاصہ مذکور غزل دیگر مندرجہ بالا بحسن خوبی گا چکی عجائب جادو و خورشید روشن دل و جدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ بہت خوش ہوے طلسم کشا نے بھی خوش ہوکے زر کثیر اسے انعام مین دیکے رخصت کیا بعد اسکے جانے کے اور ایک رقاصہ بزم مین ہمراہ اپنے سازندون کے آئی اور بطور رقاصہ اولے مذکورہ کے رقص و نغمہ اپنے

سے قلوب اہل بزم شادمان کرنے لگی غزلین عاشقانہ گانے لگی اہل بزم سننے لگے جب رقاصہ نے سب کو اپنی جانب متوجہ پاکر اور بعض کو سرمست دیکھکر یہ غزل شروع کی غزل

جو آنکھوں مین رہتے جان زار باقی ہی — ابھی کسی کا ہمین انتظار باقی ہی
جو رونے والا نہین ہی کوئی تو کیا پروا — ہمارے رونے کو شمع مزار باقی ہی
غلاف کر لیا خنجر کو کس لیے صاحب — ابھی تو آپ کا یہ جان نثار باقی ہی
عجب نہین جو فشار لحد بھی ہو نہ ہمین — کہ دل مین حسرت بوس و کنار باقی ہی
سحر کو رخ کا تصور تو شب کو گیسو کا — خیال آپ کا لیل و نہار باقی ہی
نہ اپنے ہاتھ سے دی خاکسار کو مٹی — ابھی حضور کے دل مین غبار باقی ہی
خیال یار کو میرا نہین نہو لیکن — دلون مین غیرون کے میرا وقار باقی ہی
کیا ہی آپ سے بے آپ لطف جانان نے — مے وصال کا اب تک خمار باقی ہی
کہان ہم اور کہان باغ جیسے کر لین — کہ چند روزہ یہ فصل بہار باقی ہی
مٹائے دیتا ہی وہ شوخ اور پاؤن سے — کہین جو میرا نشان مزار باقی ہی
نکل رہا ہی دم آنکھون سے میرا رک رک کے — دم فنا بھی ترا انتظار باقی ہی
خوشی ہی تم سے بہر حال خاطر محزون — جفا کرو کہ وفا اختیار باقی ہی

بیان تو اب رقاصہ رقص کر رہی ہی غزلین عاشقانہ گا رہی ہی طلسم کشا و عجائب جادو و خورشید روشن دل و حدید شاہ و سرشار شاہ وغیرہ بارگاہ مین بیٹھے ہین سب خوش و خرم ہین لشکر مانند مور و ملخ اُس صحرا مین پڑا ہی بارگاہ مین اور خیام دور تک استادہ ہین ان سب کو تو اسی صحرا مین چھوڑا جاتا ہی اور حال صندلان شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ شاہ مذکور اپنے دربار مین بالائے تخت حکومت متردد و متفکر بیٹھا تھا جملہ ارباب دربار حاضر دربار تھے علے قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے اپنے بادشاہ کو متردد دیکھکر خود بھی سر جھکائے ہوے خاموش تھے ناگاہ سوے فلک سے صدائے گریہ گوش زد ہوئی صندلان شاہ وغیرہ نے گھبرا کے جانب فلک دیکھا اور کہا آثار بد معلوم ہوتے ہین شاید پیر سحر کے کسی ساحر نامی کا لاشہ لاتے ہین بے سبب یہ آواز رونے کی جانب فلک سے نہین آتی ہی وہ سب اپنے دلون مین یہ کہ رہے تھے اور سوے فلک دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک بونڈلا گرد کا ظاہر ہوکے سر صندلان شاہ پر آیا اور لاشہ تاریک جادو کا قریب تخت شاہ طلسم ڈالکر سوے صحرا چلا گیا صندلان شاہ و جملہ اہل دربار لاشہ ساحرہ مذکورہ دیکھکر ملول و غمگین ہوے چہرے حیرت و غم سے فق اور زرد ہو گئے بخصوص صندلان شاہ کو تو حیرت سے سکتا سا ہو گیا رنگ چہرے کا اوڑ گیا صدمے سے اشک آنکھون مین بھر لایا ہاتھ اپنا اپنے زانو پر مارکر اپنے وزرا کی طرف دیکھکر کہنے لگا ہائے غضب تاریک جادو دایہ میری بھی قتل ہو گئی یہ مجھ سے بہت الفت رکھتی تھی علاوہ دودھ پلانے اور پرورش کرنے کے اس نے بہت سے سحر بھی مجھے سکھائے تھے یہ سحر و ساحری مین

میری نانی ملکہ آتش افروز جادو سے کچھ ہی کم تھی بوجہ اسکے حقوق اور ساحرۂ زبردست
ہونے کے مین نے اسکو راہ دربند طلسم سوم مین درمیان درۂ کوہ کے برائے سد راہ
دربند مذکور مقرر کیا تھا سوا اسکے صدہا بلائین اور شیاطین بھی اُس درہ مین واسطے اسکے
کہ اس درۂ کوہ سے کوئی دشمن جانب دربند سوم جانے نپائے معین کیے تھے وہ کیا قتل ہو گئے
مر گئی گویا میری مادر مرگئی جیسی یہ میری خیر خواہ تھی ویسی ہی میری نانی صاحبہ بھی تھین افسوس
ہزار افسوس مین نے اپنی آنکھون سے لاشہ اپنی دایہ کا دیکھا نہین معلوم اس کو کس نے
قتل کیا ہی یہ ساحرہ زبردست تھی ایسے ویسے ساحر نے تو اسے قتل نہ کیا ہو گا لیکن کسی
ساحر زبردست نے مانند عجائب جادو یا خورشید روشن دل کے اسے ہلاک کیا
ہوگا یا یہ دست طلسم کشا سے قتل ہوئی ہوگی وزرا نے بعد افسوس کرنے اور محزون ہونے
کے عرض کیا حضور حال قتل اسکا کتاب سامری سے تو دریافت کریں کہ آیا ایسی زبردست
ساحرہ کو کس نے قتل کیا ہی شاہ طلسم نے کتاب سامری مین دیکھکر وزرا سے کہا اسکو
طلسم کشا نے ہدایات لوح قتل کیا ہی یہ لوح طلسم کے سبب سے طلسم کشا پر غالب ہوئی
ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوئی اگر کوئی ساحر اس سے مقابلہ کرتا تو یہ قیامت برپا کرتی
یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا یہان سے اُٹھا کر لیجاؤ اور موافق ہمارے
دین کے اسے آگ مین جلاؤ حسب الحکم ملازم لاشہ اُسکا اُٹھا کر لے گئے ابھی لاشہ تاریک
جادو کا دربار سے ملازم اُٹھا لے گئے تھے کہ یکایک ایک بونڈلا گرد کا اور آیا اُس مین سے
لاشہ دیو ستارہ پیشانی کا کہ طلسم بند تھا عین دربار مین گرا صندلان شاہ وغیرہ
اسکے لاشے پر نظر کرکے از حد متحیر ہوئے صندلان شاہ افسوس کرکے کہنے لگا کیا زمانہ میرے
ادبار کا آیا ہی کہ ساکنان و حاکمان دربندہاے طلسم صندل قتل ہو رہے ہین لاشے انکے
پے در پے آرہے ہین مین دیکھ رہا ہون سوا غم و الم کے کچھ تدبیر کر نہین سکتا ہون دن میرے
ایسے بُرے ہین اور ستارے میرے طالع کے ایسے گرے ہین کہ مین واسطے مقابلہ طلسم
کشا کے لشکر لیکر جا نہین سکتا دربند طلسم صندل پے در پے ٹوٹ رہے ہین ساحران
نامی قتل ہو رہے ہین کیا کہون کتاب سامری میرے جانے کے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے کے
باب مین مانع ہی ورنہ طلسم کشا وغیرہ کو ہلاک کرتا مجبور ہون اپنے گھر سے نکل نہین سکتا
یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہا یہ لاشہ دربار سے اُٹھا لیجاؤ اور اسی طرح اسے بھی جلا دو
وہ اسی وقت اُٹھا لے گئے بعد اسکے اور بھی لاشے ساحرون کے آئے وہ بھی دربار سے
شاہ طلسم نے اُٹھوا کر جلوا دیئے بہت دیر سر بزانو شاہ طلسم بیٹھا رہا اور فکر کیا بعد فکر بسیار
اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھکر ملفوف کرکے مہر اپنی کرکے اپنے اہل دربار سے ایک ساحر
مسمے شہباز جادو سے اشارہ کیا کہ اس نامے کو مرات جادو کے پاس لیجا اور اسے
دے کے یہ کہنا کہ جو کچھ شاہ طلسم نے اس نامے مین تجکو لکھا ہی اگر تو اسپر عمل کریگی تو شاہ طلسم
تجکو اسقدر انعام کثیر دیگا کہ تو بہت خوش ہوگی یہ اُس سے کہیے تو چلا آ تا ساحر مذکور نامہ لیکر

لیکر جانب مرأت جادو روانہ ہوا اور در بند چہارم طلسم صندل مین جلد پہونچکر نامہ مالک
در بند چہارم مرأت جادو کو دیا اور جو کچھ شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی اُس سے کہا وہ
بھی تقریر شہباز جادو کی سنکے بہت خوش ہوئی نامہ کو سر پر رکھکر آداب و تعظیم
نامے کی کرکے شہباز جادو کو اپنے دربار مین بٹھا کے میر منشی کی طرف مخاطب ہو کے کہا
کہ یہ نامہ فیض شمامہ پڑھو اس نے لفافہ چاک کرکے نامہ کو نکال کے باواز بلند پڑھا
عبارت اُس نامے کی یہ تھی اور شاہ طلسم نے یہ لکھا تھا کہ اے مرأت جادو اگر تو کسی مکر و
فریب سے لوح طلسم طلسم کشا سے لیکر میرے پاس لے آئے اور شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار
کرکے تم اسکو بھی مجھ تک پہونچاے تو مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اس قدر انعام مین زر و
جواہر تجکو دونگا کہ تو مالامال ہو جائیگی بہت خوش ہوگی اور وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ ساکنان
طلسم صندل تیرے مرتبہ پر نظر کرتے رشک کرینگے طلسم کشا در بند سوم کو فتح کر چکا
ہے یقین ہے کہ امروز و فردا در بند چہارم تک آئیگا تجکو جو ساماں واسطے اُسکی گرفتاری کے
کرنا منظور ہو کرے اور جو کچھ تجکو درکار ہو وہ طلب کر مرأت جادو مالک در بند چہارم
طلسم صندل یہ عبارت نامۂ مذکور کی سنکے شہباز جادو سے مخاطب ہو کے کہنے لگی کہ اے
شہباز جادو تم یہان سے جاکر خدمت شاہ طلسم مین پہونچکر پہلے میری جانب سے
آداب و تسلیمات شاہ طلسم کی خدمت مین عرض کرنا بعدہ یہ کہنا کہ موافق حکم حضور یہ
کنیز لوح طلسم کے لینے اور طلسم کشا کو گرفتار کرنے کی فکر و تدبیر کریگی حتی الامکان اُسے
گرفتار کرکے لوح لے کے حاضر خدمت حضور ہوگی اور یہ بھی کہنا کہ بالفعل کسی شئی کی ضرورت
نہیں ہے اگر ضرورت اور حاجت کسی شئی کی ہوگی تو بذریعہ عرضی طلب کر لیگی یہ کہکے
ساقی کو طلب کیا وہ ساغر بلور و شیشہ بھی لایا اور باشارہ کہا کہ شہباز جادو کو شراب
پلا ساقی نے شراب سے بھر کر اُسے جام دیا وہ شراب پی کر اس سے رخصت ہو کر خدمت
شاہ طلسم مین گیا اور جو کچھ مرأت جادو نے کہا تھا شاہ طلسم سے عرض کیا صندلان شاہ
تمام تقریر سنکے کہنے لگا کہ مجھے یقین ہے کہ مرأت جادو علاوہ ساحرہ زبردست ہونے کے
مکر و فریب و شعبدہ و حیلہ سازی مین یگانۂ آفاق ہے ضرور وہ لوح طلسم طلسم کشا سے لیکر
اُسے گرفتار کریگی یہ کہکے خاموش ہوا بیان تو شاہ طلسم مرأت جادو کو نامہ روانہ کرکے
عرض اُسکی زبانی شہباز جادو کے سنکے خوش ہوکے بیٹھا ہے لیکن اب احوال لشکر طلسم
کشا و طلسم کشا کا لکھا جاتا ہے کہ لشکر طلسم کشا صحرا مین جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے
اُترا تھا شاہزادہ رستم ثانی بارگاہ مین بیٹھا تھا خورشید روشن دل و عجائب جادو
و جدید شاہ و سرشار شاہ و شاہزادہ فیروزہ ماہ تدرانی و سہراب بن لندھور
و گشتاسپ شاہ وغیرہ بھی یمین و یسار طلسم کشا کے بیٹھے تھے رقاصہ رقص کر رہی تھی
سب عالم نشۂ شراب مین بیٹھے ہوئے رقص و نغمۂ رقاصۂ مذکورہ سے خوش ہو رہے تھے
جب وہ رقاصہ اپنے رقص و نغمہ سے تا دیر قلوب ارباب بزم عشرت شادمان کر چکی ناچ

اورگانا اُس نے تھک کر خستگی آواز سے مجبور ہو کر موقوف کیا طلسم کشا نے اپنے ملازمون
سے باشارہ کہا اسے زر انعام حسب لیاقت اسکے دے کر اسے رخصت کرو اُنھون نے
فوراً حکم کی تعمیل کی بعد اُسکے جانے کے اور کئی رقاصان خوبرو نے روبرو طلسم کشا کے
آکے ناچ کر غزلین گائین اسوقت خورشید روشن دل نے اُن رقاصان خوبرو سے مخاطب
ہو کے کہا ہمارا دل یہ چاہتا ہی کہ تم سب برابر کھڑی ہو کر کوئی غزل شروع کرو اور ہر رقاصہ
علیحدہ علیحدہ تان لگائے اور آپس مین بحث و مباحثہ تانون مین ہو تا کہ ہم سب کو حظ ملے
رقاصان مذکورہ نے یہ تقریر خورشید روشن دل کی سنکر سب برابر پرا باندھ کر کھڑی ہوئین اور یہ غزل گانے لگین

مرحبا ای دل و دین لے کے مکرنے والے　　ہائے کانون پہ مرے نام سے دہرنے والے
یہ تو پوچھین مرے مرقد پہ گذرنے والے　　کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنے والے
بزم ماتم مین کبھی غیب ہی کو آجا چھپ کر　　او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے
داغ دل سے مرے کہتا ہی یہ اس کا جوبن　　دیکھ اس طرح ابھرتے ہین ابھرنے والے
قوفی لا ای نے رکھا ہمکو اسیر ای صیاد　　ہم سے اچھے رہے صدقے مین اترنے والے
داغ کھاتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین　　اپنی جان سے دور آپ پہ مرنے والے

جب رقاصان مذکور یہ غزل گا چکین سب اہل بزم بہت مسرور ہوے خصوص خورشید
روشن دل ہر ایک رقاصہ کی تان پر بیخود ہو جاتا تھا عجب سماجد ھا تھا ہر ایک
اہل بزم مدہوش تھا غرض وہ رقص اور نغمہ نصف شب تک بزم عشرت مین ارباب نشاط نے
دکھائے اہل بزم کو اپنے ناچنے اور گانے سے خوش کیا بعدہ اُنکو زر کثیر انعام مین دیکر
رخصت کیا جب وہ رقاصان سب جا چکین تب سب اہل بزم نے متفق ہو کر شاہزادہ رستم علی
سے عرض کیا کہ اسوقت دل ہمارا بہت چاہتا ہی کہ خواجہ عمرو ثانی ڈ بجائین اور گیت
گائین شاہزادہ رستم ثانی نے منظور کر کے خواجہ عمرو ثانی سے کہا کہ یہ سب آپکے ڈ بجانے
اور گانے کے بہت مشتاق ہین انکی خوشی کرنا آپکو بھی لازم ہی خواجہ عمرو ثانی نے بسبب
اصرار کرنے شاہزادہ رستم ثانی اور سب اہل بزم عشرت کے ڈ زنبیل سے نکالی اور اُس کے
پردون کو درست کر کے بجانی شروع کی اور یہ غزل بالحان داؤدی گانے لگے غزل

جتنا ہی چاہے ستا لے ستم ایجاد مجھے　　شکل تصویر ہون آتی نہین فریاد مجھے
اُسکے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے　　خاک ہونا ہے کرے گا ہی کیا برباد مجھے
آج کیون ہچکیان آتین دل ناشاد مجھے　　شاید اُس شوخ نے بھولے سے کیا یاد مجھے
ذبح کر باندھ کے منقار نہ صیاد مجھے　　دم گھٹا جاتا ہی کر لینے دے فریاد مجھے
کوئی خالی نہ اثر سے ہو مرا اشک سرشک　　تا قیامت لے مرے اللہ نہ او لاد مجھے
تیغ رکھ رکھ کے گلے پہ سے ہٹا لیتا ہی　　یہ لگاوٹ تری بھاتی نہین جلاد مجھے
تھا کسی وقت مین مجنون بھی مرا درد شریک　　اسکو دیوانہ کیا عشق نے برباد مجھے

خواجہ عمرو ثانی نے ایسی ڈ بجائی اور ایسا گایا کہ ہر ایک شخص آپ سے بے آپ ہو گیا

اپنے سر و پا کی خبر نہ رہی تب عمرو ثانی نے یہ حال دیکھکر کو نذر زنبیل کیا اور شاہزادہ رستم ثانی سے عرض کیا کہ اب مجکو نیند معلوم ہوتی ہے رات بہت آئی ہے قریب تین بجنے کے ہین کل پھر انشاء اللہ ذی بجا و ینگا شاہزادہ رستم ثانی نے عذر خواجہ عمرو ثانی قبول کیا اور بہت کچھ زر و جواہر انعام مین دیا سب اہل بزم بھی بہت خوش ہوے جلسہ عشرت برخاست ہوا ہر ایک شاہ و سردار لشکر بارگاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ و خیمہ مین گیا بستر خواب پر جا کے راحت پذیر ہوا شاہزادہ رستم ثانی اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر لیٹا خواجہ عمرو ثانی بھی اٹھکر اپنے خیمے مین گئے چالاک ثانی وغیرہ بھی اپنے خیمے مین گئے نقیب کو لشکر مین سے کئی سوار اور ایک سردار لے تمام لشکر کی حفاظت کی جب صبح ہوئی شاہزادہ رستم ثانی بعد ادائے نماز صبح اپنی بارگاہ مین دنگل پر بیٹھا سرداران لشکر و عجائب جادو و خورشید روشن دل و جدید شاہ و سرشار تجاہ و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور و گشتاسپ شاہ وغیرہ بارگاہ مین پاس شاہزادہ موصوف کے گئے اور علی قدر مراتب بیٹھے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے طلسم کشا نے عجائب جادو سے مخاطب ہوکے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ اسوقت لوح کو دیکھکر سوے در بند چہارم جاؤن اُس نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار جانا تو آپکا جانب در بند چہارم پر ضرور ہے لیکن یہ در بند بہ نسبت اُن تین در بندون کے سخت و دشوار گذار ہے مین خوب جانتا ہون کہ اس در بند کی جو کیفیت ہے اور جو بند و بست وہان کا ہے ہر ایک ساحر کو وہان کے جانتا ہون خصوص مرات جادو مالک در بند چہارم سے خوب آگاہ ہون وہ ساحرہ زبردست و فریب دہ از حد ہے مکر و حیلہ مین لاثانی ہے شیطان سے بھی کید و مکر و فریب مین کچھ بڑھی ہوئی ہے خدا آپ کو اُسکے شر و فساد سے بچائے کیونکہ وہ بلاے بے درمان ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آج جانب در بند چہارم نہ جایئے کسی روز وقت و ساعت نیک دیکھ کے جایئے گا اے شاہزادہ ذیجاہ مین آپ کو جانے کا مانع ہوتا مگر خود بخود دل میرا آپ کے اُدھر جانے سے دھڑکتا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے شاہزادہ رستم ثانی نے مسکراکر جواب دیا چونکہ ابھی تمنے حال مکر و فریب مرات جادو مالک در بند چہارم کا بیان کیا ہے اور مجھسے تم الفت قلبی رکھتے ہو میرے خیر خواہ و معاون ہو اس وجہ سے دل تمہارا میرے اُدھر جانے سے دھڑکتا ہے باین خیال کہ مبادا ساحرہ مذکورہ سے کچھ مجھے ضرر پہونچے اگر وہ ساحرہ زبردست ہے اور بقول تمہارے کیا دو مکار ہے تو کیا اندیشہ ہے مین صاحب لوح طلسم ہون مجھسے وہ کیا شر و فساد کر سکے گی کچھ بھی مجھے وہ ضرر نہ پہونچا سکے گی مین دلاور و بہادر ہون مجھے روز سعید و وقت و ساعت نیک مین اُدھر جانا کچھ ضرور نہین ہے مین آج ہی جاؤنگا عجائب جادو نے یہ تقریر سنکے جانب خورشید روشن دل دیکھا اُس نے بھی شاہزادہ رستم ثانی سے کہا کہ آج جانب در بند چہارم نہ جایئے عجائب جادو نے

کچھ سمجھ کے آپ سے کہا ہی اور مین بھی علم کہانت کے ذریعہ سے یہ کہتا ہون کہ مجھے اپنے علم کے
ذریعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جانا اسوقت آپکا اچھا نہین ہی طلسم کشا چونکہ ایک دست
جبی شعلہ خو آتش مزاج مشہور ہی جواب دہ ہوا کہ مین آج ضرور ہی جاؤنگا جو نصیب
نکلا ہی وہی کرونگا عجائب جادو و خورشید روشن دل یہ سنکے خاموش رہے
شاہزادہ موصوف مسلح ہوکے اُسی وقت مرکب پر سوار ہوکے ہر اک سے رخصت
ہوا بعدہ اُس نے لوح کو دیکھا لوح طلسم سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا اگر اسی وقت
عزم تیرا جانے کا ہی اور اپنے احباب کے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی تو اختیار ہی باہ
دربند چہارم بیان سے سیدہی ہی اور یہ دربند بقول عجائب جادو کے بڑا دشوار
گذار ہی فتح ہونا آج اسکا مشکل ہی ہان بعد چند روز کے آسان ہوگا شاہزادہ رستم ثانی
نے لوح کو دیکھکر دل مین اپنے خیال کیا کہ لوح مین یہی لکھا دیکھا ہی کہ آج فتح ہونا دربند
چہارم کا مشکل ہی پس اچھا مین بدشواری و مشکل اس دربند کو فتح کرونگا یہ خیال کرکے
محض اپنی تخمین پروری پر نظر کرکے شاہزادہ رستم ثانی روانہ ہوا ادہر عجائب جادو و
خورشید روشن دل نے باہم مشورہ کرکے طائران سحر کو اسیوقت برائے دریافت خبر
طلسم کشا روانہ کیا شاہزادہ رستم ثانی بعد قطع راہ بسیار قریب ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ
کے پہونچا دیکھا نہایت محکم قلعہ ہی چہار دیواری قلعہ کی سنگ سخت کی ہی خندق پُر آب ہے
پل تختہ نہین بجاے پل تختہ کاغذ کا پل ہی اسپر کئی تیلے مسلح کھڑے ہین دروازہ قلعہ کا
بند ہی بالاے قلعہ ہزار دو ہزار ساحران نابکار ہین مستعد جنگ و پیکار رہین نہایت
خبردار و ہوشیار ہین اور بجز در قلعہ کے اور کوئی راہ قلعہ مین جانے کی نہین ہی یہ دیکھکر
طلسم کشا نے اپنے دل مین کہا ہر چند کہ یہ قلعہ نہایت مضبوط ہی اور ہزارہا ساحر بالاے
قلعہ مین لیکن مین بضرب گران در قلعہ کو توڑکر اندر قلعے کے جاؤنگا اگر ساحران نابکار
آمادہ کارزار ہونگے اُن سے لڑونگا تیغ آبدار سے سب کو قتل کرونگا انکا سحر مجھپر اثر نہ کریگا
کیونکہ میرے پاس لوح طلسم صندل ہی یہ دل مین کہکر مرکب کو سوے در قلعہ بڑھایا
ناگاہ چند گھسیارے گھاس کے گٹھے سرون پر رکھے ہوے دور سے دکھائی دیے
اسوقت طلسم کشا نے بقصد دریافت حال قلعہ گیری لوح کو دیکھا لوح مین نکلا کہ اے
طلسم کشا یہ وہ قلعہ نہین ہی کہ جس کا در بضرب گرز گران ٹوٹ جاے اور تو داخل
قلعہ ہو لہذا اس خیال محال سے درگذر اگر بسہولت داخل قلعہ ہونا منظور ہے تو توقف
کر جب گھسیارے نزدیک تیرے آئین انکو بنظر غور دیکھ جس گھسیارے کی پشت پر
سنگ یشب ہو یہ اسم الٰہی پڑھ ورد زبان کرکے اُس گھسیارے کی جانب قدم بہ
قدم رکھکر سوے در قلعہ جا اس طرح قلعے مین جانے سے اہل قلعہ در قلعہ کھول دین گے
کاغذ کا پل جو دکھائی دیتا ہی یہ بمنزلہ پل تختے کے ہو جائیگا تیلے کاغذی اسکو اور اسکے ساتھ
والے گھسیارون کو نہ روکین گے نام اس گھسیارے کا سنگ پشت جادو ہی یہ ساحر

نہایت زبردست ہی اسی طور و وضع سے یہ رہتا ہی جائے عجب نہین ہی یہ طلسم ہی ہر کی ساحر
کو جدا جدا خدمت سپرد ہی اور جدا جدا اشکال و اوضاع سے رہتے ہین ہمراہی ساحر مذکور
کے بھی ساحر ہین اگر تو اس اسم اعظم الٰہی کو جو گوشۂ لوح پر لکھا ہوا ہی ورد زبان کرتا ہوا قدم
بقدم سنگ پشت جادو کے جائیگا تو ببرکت اسم اعظم الٰہی موصوف کے کوئی تجکو نہ
دیکھے گا جب دروازہ قلعے کا کھلے گا سب گھسیارون کے ساتھ تو بھی داخل قلعہ ہو جانا اور
یہی اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا جس طرف دل چاہے جانا کوئی تجھے نہ دیکھے گا اور جو کام کرنا
بغیر لوح دیکھے نہ کرنا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہو گا اس دربار کو مثل دربند اول و دوم
وسوم نہ سمجھنا اسمین جان کے لالے پڑ جائینگے فتح اسکی بہت دشواری سے ہوگی طلسم کشا
علم لوح سے آگاہ ہو کے اسم اعظم مذکور کو جو لوح مین دیکھا تھا ورد زبان کرنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے وہ سب گھسیارے گھانس کے گٹھے سرون پر رکھے ہوے قریب در
قلعہ آئے طلسم کشا نے غور سے دیکھا جس گھسیارے کو یہ منظر کی پشت پر نشان سنگ
پشت دیکھا اسی کی جائے قدم پر قدم رکھا اور ساتھ سب گھسیارون کے اسی طور سے
شاہزادہ رستم ثانی چلا یہان تک کہ اس کاغذ کے پُل پر قدم رکھا اور اسے طے کر کے متصل
در قلعہ پہونچا اس گھسیارے نے در قلعہ پر پہونچکر ہاتھ اپنا در قلعہ پر رکھا دروازہ
قلعے کا خود بخود کھل گیا اور کاغذ کے پتلون نے بزبان فصیح اس سے بعد ادب
سلام کیا اور کہا آج آپ کے ساتھ کوئی شخص غیر تو نہین ہی ہمین تردد ہے طلسم کشا
ادھر آنے والا ہی اس نے جواب دیا اے حافظان در قلعۂ طلسمی دیکھو بظاہر تو ہمارے
ساتھ کوئی غیر نہین ہی ہم حسب دستور آج بھی آئے ہین اور قلعے مین جاتے ہین اپنے کار
متعلقہ مین مصروف ہین اگر ہم کسی غیر یا طلسم کشا کو دیکھتے تو بھی اسکو اپنے ہمراہ یہان
تک نہ لاتے اور حتی الامکان اسے قتل و گرفتار کرتے کیا ہمین اطلاع نہین ہی کہ اسطرف
طلسم کشا آنے والا ہی مرآت جادو نے اہل قلعہ کو آمد طلسم کشا سے پہلے ہی آگاہ
کر دیا ہی جملہ ساحر ہوشیار و خبردار ہین سب اسکے آنے کے منتظر ہین سامان جنگ
کر چکے ہین یہ سنکے حافظان در قلعہ نے بغور سب گھسیارون کو دیکھ کے کہا آپ جایئے
وہ گھسیارا ہمراہ سب گھسیارون کے داخل قلعہ ہوا شاہزادہ رستم ثانی یعنی طلسم کشا
بھی اسکے ساتھ داخل قلعہ ہوا وہ پتلے کاغذ کے بطور قبل کھڑے رہے سنگ پشت جادو
نے جانب در قلعہ دیکھکر سحر پڑھ کر انگشت سے اشارہ کیا در قلعہ خود بخود بند ہو گیا
شاہزادہ رستم ثانی تقریر ان کاغذ کے پتلون کی اور سنگ پشت جادو کے ہاتھ لگانے
اور اشارہ کرنے سے در قلعہ کا کھلنا اور بند ہو جانا دیکھکر بہت حیران ہوا دل مین سمجھا
کہ سنگ پشت جادو کو در قلعہ کے بند کرنے کی اور خود ہی کھول کے روز آنے
اور جانے اور گھاس لانے کی خدمت شاید سپرد ہی یہ سمجھ کر خاموش رہا اور انھین گھسیارون
کے ہمراہ چلا تھوڑی دور جا کر وہ سب گھسیارے ایک طرف چلے گئے شاہزادہ

رستم ثانی ایک طرف وہی اسم اعظم آلہی ورد زبان کرتا ہوا چلا اور ہر چہار طرف دیکھتا اور
سیر کرتا ہوا ارہرو طلسم کشائی ہوا قلعے مین داخل ہوکے دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی
رعایا دل شاد ہی عمارتین بکثرت پختہ اور بلند ہین ہر درو دیوار پہ نقش و نگار بنے ہوے
ہین ہر مکان مانند دلہن کے آراستہ ہی دل یہ چاہتا ہی کہ اس مکان کی صفائی عمارت ونقش ونگار
کو دیکھا کرے سڑکین ہر طرف پختہ وصاف ہین صفائی سڑک کی کیا تعریف لکھی جاے مختصر یہ ہی
کہ اگر شب تاریک مین سوئی گر پڑے تو کور مادرزاد اسکو فوراً اٹھالے اسکے ڈھونڈھنے
مین اُسے ذرا بھی وقت نہو کرے اُس شہر مین جابجا خوشنما بنے ہین عمارتین اکثر مدور مانند
گنبد کے ہین جو بروج ہین وہ رشک بروج آسمان ہین ساکنان شہر ایسے حسین وخوبرو
وخوش قطع ہین کہ غیرت وہ سیارگان ہین یا مثل مہر وماہ ہین اگر حسینان چین وچگل
انھین دیکھین تو اپنے حسن کو بھول جائین رشک سے جل جائین بمصداق اس شعر کے شعر
دیکھکر انکو حسینان جہان یہ بولین + ایسے بے مثل طرحدار نہ دیکھے نہ سنے . دوکانین دو طرفہ سر کوچہ
وبازار مین پختہ ہین دوکاندار لباس پاکیزہ وصاف پہنے ہوے بیٹھے ہین اُن دوکانون پر
انواع واقسام کا اسباب رکھا ہی کسی طرف جوہری بازار ہی جوہری جواہر بیش بہا واسباب
طلائی جواہر نگار لئے بیٹھے ہین روپے اشرفیون کے ڈھیر انکے روبرو لگے ہین صندوقچے
جواہرات کے الماریون مین سجے ہوے ہین صندوقچے جواہرات کے دونون طرف پہلوون
مین رکھے ہوے ہین ساکنان شہر جواہرات اُن جوہریون سے خرید کر رہے ہین اور گوٹا
پٹھا تو اسقدر بکتا ہی کہ دوکانین گوٹے والون کی خالی ہوگئی ہین خریدار پھر پھر جاتے ہین گوٹے والے
کارخانہ دارون پہ تاکید شدید کر رہے ہین کہ روپیہ جس قدر تمکو درکار ہو پیشگی لے لو مگر بہت
جلد لچکہ گوٹا پٹھا وغیرہ کاری گرون سے بنوا کر لے آو کسی جانب کوٹھیان اور دوکانین
تاجرون کی کھلی ہوئی ہین اسباب طرح طرح کا انکی دوکانون پر اور کوٹھیون مین رکھا
اور بھرا ہی یہ تاجر و دوکاندار بھی لباس نفیس پہنے ہوے بیٹھے ہین خریدارون کا اس قدر ہجوم
ہی کہ تاجرون دوکاندارون کو بھی بسبب اسباب وغیرہ فروخت کرنے کے مہلت کھانے پینے
کی نہین ملتی ہی کسی طرف کنجڑنین جوان وحسین وخوبرو نارنگیان وانار مانند پستان خوشنما
کے چھاتیون مین خوشنمائی سے لگاے ہوے بیٹھی ہین سوا نارنگی وانار کے میوہ
فروشون کی دوکانون پر دیگر اشیاے خوب ومرغوب بھی ہین انکی دوکانون پر بھی
خریدارون کا ہجوم ہی بہت سے خریدار شریفہ وامرود ونارنگی وانار وسیب وبہی
وغیرہ اور بہت سے سیب ذقن اور نار پستان کے دستیاب کرنے کی فکر مین کھڑے
ہین بنظر حسرت ہم آغوشی اور بہ تمنائے ہم بستری انھین دیکھ رہے ہین وہ ناز وغمزہ
وعشوہ وکرشمہ وادا وغرور حسن وجمال اپنے سے انکی طرف دیکھتی بھی نہین ہین اگر کسی
عاشق جان نثار کی طرف ترچھی نظر سے دیکھ لیتی ہین وہ خوشی سے باغ باغ ہوجاتا ہی خوشی
سے نہال ہوجاتا ہی اپنی خوبی قسمت پر ناز کرتا ہی جامۂ کشادہ اسکا مارے خوشی کے

تنگ ہوا جاتا ہی کلاہ اپنے سر پر کج کرکے اکڑتا ہی جو رقیب اُسکے ہین وہ اُس سے جلتے ہین
آتش حسد سے جلکر کباب ہوے جاتے ہین وہ کنجڑنین خریدارون کے ہاتھ سودا کیا بیچتی
ہین گویا اُنپر احسان کرتی ہین جسکو کوئی شی مانند نارنگی یا امرود یا انار یا شریفہ یا ناشپاتی
وغیرہ کے اپنے ہاتھ سے دے دیتی ہین وہ یہ سمجھتا ہی کہ یہ نارنگی کیا ہاتھ آئی گویا پستان
اُسکے ہاتھ آئے ہین یہ سمجھکر خوش ہوتا تھا اور بعوض ایک نارنگی یا ایک امرود و شریفہ
و انار و ناشپاتی وغیرہ کی قیمت کے زر کثیر دیتا تھا کوئی عاشق ایک اشرفی کوئی دلدادہ
پانچ یا دس اشرفیان دیکر کوئی پھل یا کوئی میوہ اُس سے لے لیتا تھا اور بجاے خود
فخر کرتا تھا کہ آج ہماری محبوبہ کے ہاتھ سے ہمکو ایک انار شرین ملا اُسکے ہاتھ سے ہمارا
ہاتھ مس ہوگیا کیا دل افسردہ ہمارا خوش ہوا روح کو راحت ملی سوزش داغ جگر گویا
باقی نرہی برسون کی امید آج برآئی شاہزادہ رستم ثانی دوکانداران مذکور کو اور
کنجڑون کی دوکانون پر جماو عشاق کا دیکھتا ہوا اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا آگے
بڑھا وہان دیکھا کہ بالین جا بجا ساقنون کی پڑی ہین تحت اُنکے نیچے ہین حقے
مع نیچوان رکھے ہین ٹھیک مین لکڑیان جلتی ہین چرس کے قشقے بازی ہے ہین چلمین چرس
کی ہاتھون مین ہین نشہ باز کس کس کر دم لگا رہے ہین لو چلمون سے دمبدم نکل رہی ہی
ساقنین بناؤ سنگھار کیے بیٹھی ہین لباس رنگین و بھاری اور زیور نقرئی و طلائی پہنے
ہین سامنے اُنکے چھوٹی چھوٹی مٹکیان رکھی ہین اور حقے مرادآبادی بہت خوشنما برابر
لگے ہین نیچے اُنکے کلابتون سے بندھے ہوے نہایت نفیس ہین دیکھنے والے تعریف اُسکے بنانیوالے
کی کر رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ دیکھو کیا اچھا کاریگر تھا جسنے یہ نیچے عمدہ بناے
ہین آگے بی ساقن کے ایک صندوقچہ فیض آبادی بہت عمدہ رکھا ہوا ہی اسمین چرس بھری
ہوئی ہی عشاق اُنکے اُنکو چرس کے نشے مین گھور رہے ہین کوئی دائرہ بجا رہا ہی خیال
گا رہا ہی نشہ باز بگوش دل سن رہے ہین تعریف اُس خیال گانے والے کی کر رہے ہین
اشرفیان اور روپے دے دیکر ایک ایک چلم چرس کی ساقنون سے لیکر دم چرس پر
مار رہے ہین دھوان اُڑ رہا ہی کوئی نشہ باز اشرفی دیکر کہتا ہی کہ بی ساقن ایک چلم
جمال جہان کی بھر دو اور کوئی کہتا ہی کہ یہ پانچ اشرفیان لو اور اپنے بیٹر و بیر کی چرس کی
چلم ہمین بھر دو کچھ نشہ خوب ہو ساقنین اپنے حسن و غرور مین بیٹھی ہوئی چلمین آدمیون کو
دے رہی ہین وہ آگ اُسپر رکھکر نشہ بازون کو دے رہی ہین کچھ نشہ باز مفلس و نادار
بھی وہان کھڑے ہین بحسرت و یاس دیکھ رہے ہین ساقنون سے مخاطب ہوکے بحسرت
و یاس کہہ رہے ہین شعر۔ بی بی ساقن دمون کی خبر رہے ہم ہی محروم دم نفیر رہے
ساقنین اُنکی تقریر سنکے اُنکو غریب و نادار جانکے اُنھین کچھ جواب نہین دیتی ہین بلکہ از
غرور حسن سے اور بوجہ اُنکی بے زری کے منھ اُنکی طرف سے پھیر لیتی ہین کسی جانب کسی
کوچے مین دو طرفہ دوکانین بزازون کی ہین ہر طرح کا کپڑا سوتی اور ریشمی موٹا مہین

اُنکی دوکانون پر موجود ہی کیچلی کے تھان عمدہ عمدہ گٹھریون مین بندھے رکھے ہین
ایک سمت گٹھریان کمخواب وزربفت کی رکھی ہین ایک جانب طاقچے گرنٹ واطلس وساٹن لیٹ
کے المایون مین مزین ہین شربتی کے تھان بیحد رکھے ہوے ہین کچھ تھان گلبدن بد
مشروع کے بنارسی اور اعظم گڑھ کے ہر دوکان پر موجود ہین ساریان بنارسی بیش قیمتی
نہایت عمدہ رکھی ہوئی ہین اور انگریزی کپڑا تو اسقدر ہی کہ ہر دوکان پٹی پڑی ہے
دوکاندار بیٹھے ہوے ہین ہزار ہا مردمان شہر ہر قسم کا کپڑا خرید کر رہے ہین دلال
اپنی بولی مین بزازون سے کچھ کہہ رہے ہین خریدار اُنکی تقریر نہین سمجھتے ہین جو کپڑا
مثلاً روپے گز کا ہی دلال بزازون سے ڈیڑھ روپیہ یا دو روپیہ گز کا کہتے اور خریدار کو
دلوا رہے ہین خریدار دوکاندارون سے کچھ تکرار نہین کرتے ہین جو قیمت دوکاندار
کہتا ہی وہ فوراً دے دیتے ہین بازار گرماگرم ہی خریدار پر خریدار چلے آتے ہین ہر ایک دوکاندار
کی بکری ہر روز ہزار ہزار دو دو ہزار کی ہوتی ہے دلال بھی مالدار ہوگئے ہین کسی کوچے مین
کتب فروشون کی دوکانین ہین صدہا کتابین ہر ایک علم فن کی اُنکی دوکانون مین موجود
ہین اہل علم وطالب علم اُنکی دوکانون پر بیٹھے ہین کتابین حسب دلخواہ خرید کر رہے ہین
کوئی شخص فسانۂ عجائب خرید کر رہا ہی کوئی طلسم الفت کی قیمت پوچھ رہا ہی کوئی الف لیلے
کی جلدین مانگ رہا ہی کوئی قصۂ حاتم طائی طلب کر رہا ہی کوئی چہار درویش کے دام
دے رہا ہی خریدارون کا دوکانون پر اتنا مجمع ہی کہ کتب فروشون کو بیچنا دشوار ہی کسی
کوچے مین پتنگ فروش اپنی اپنی دوکانین آراستہ کیے ہین اکلائے دوتائے کنکوے
رنگ برنگی لٹکے ہوے ہین وہ بیل بوٹے اور نقاویر اُن مین بنی ہین کہ دیکھنے والون
کو حیرت ہوتی ہی کسی کنکوے مین پاون بھالی پریان ناچ رہی ہین کسی مین رستم وسہراب
کی کشتی ہو رہی ہی کسی مین گھڑ دوڑ ہو رہی ہی خریدارون مین بحث ہو رہی ہی کوئی کہتا ہی کہ یہ ہم
لین گے وہ کہتا ہی کہ ہم لینگے خریدار آپس مین کٹ رہے ہین دگنی چوگنی قیمت دیکر پتنگ خرید
کر رہے ہین دوکان دارون کا اُنکی خواہش سے زیادہ فائدہ ہو رہا ہی چرخیان بے شمار ڈوری
رکھی ہین کسی چرخی پر مسی کا مانجھا چڑھا ہی کسی پر سیندور کا مانجھا ہی کچھ چرخیان خالی بغیر ڈور
کی نقشی وسادی رکھی ہین گولے سادی ڈور کے بھی موجود ہین کچھ گولے تیلچہری کے ہین کچھ
زرد ہین کچھ سفید ہین طرح طرح کی ڈورین دوتاری سے لگاکے چالیس تاری تک کی موجود ہین
خریدار برابر چلے آتے ہین خرید کرکے لے جاتے ہین کسی جا پر کبابیون کی دوکانین لگی ہین
کوئی ماہی توے مین ٹکیا کے کباب لگا رہا ہی ادرک اور مرچین لال سبز کٹی ہوئی رکھی
ہین کھٹے اور چکوترے اور لیمو کٹے ہوے رکھے ہین کوئی سیخون مین کباب لگاکے یہ صدا دے رہا ہے
گرماگرم کباب لگے ہین مصالحہ دار - جو کوئی خریدار آتا ہی اور کباب خرید کرتا ہی کبابی دونا بناکے
کباب دونے مین رکھ کے لیمو وغیرہ نچوڑ کے مرچین اور ادرک اوپر سے چھڑک کر خریدار کو دیتا
ہی وہ اسکی بو سونگھ کے نہایت خوش ہوتے ہین لال سبز مرچین کٹی ہوئی بھلی معلوم ہوتی ہین دو

ڈھائی گھنٹہ مین سب کباب کبابیون کے بک جاتے ہین کسی مقام پر نان بائیون کی دوکانین ہین
ہر نان بائی خوش سلیقہ ہے شیرمال وکباب نان دنہاری ہمجان کی نعمت اس آبداری کی جسکی
بو باس سے دل طاقت پائے دماغ جان معطر ہو جائے اگر فرشتے کا اُس مقام پر گذر ہو اور خوشبو
اس طعام لذیذ کی آسکے دماغ مین جائے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو فوراً بھوک لگ آئے
وہ مُرغ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار شیرملی چھنکار شیرمال شگوفے کے رنگ کی خستہ جو پھیری
یکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہ جائے کسی جا تنبولیون کی دوکان
پر اہل شہر کا مجمع ہے گلوریان خرید کرکے کھا رہے ہین تنبولی سرخروئی سے یہ رمز وکنایہ کرتے ہین
بولی ٹھولی مین چبا چبا کر پھر دم یہ دم بھرتے ہین گیہے کا منھ کالا ہو باگرد کر ڈالا عبیر ہے گلال
ہے کتھے چونے سے ادھی مین کھٹرا لال ہے چوک مین اسقدر مجمع ہے کہ شانے سے شانہ چھلتا ہے نسیم و
صبا کو رستہ نہین ملتا ہے کسی جا پر خط تراش دوکانون پر بیٹھے ہین تماش بین آکے خط بنواتے
ہین خط تراش ایسا استاد ہے کہ جب خط بناتا ہے بارہ برس کے سن کا گانون سے مزہ آتا ہے چار
پھیر اگر ٹھوڑے ٹھوڑی کا پتہ نپائے کاتب قدرت کا لکھا مٹاتا ہے ایسا خط بناتا ہے کہین پر عطر فروشی کی
دوکانین ہین دضعدار جوان دوپیے مین بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ بپا کرنے والا لیا لیتے
ہین کہ سہاگ کا عطر گرد ہو جاتا ہے جو پھول سے دل سرد ہو جاتا ہے کسی کوچے مین افیونیون کی
دوکان پر سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگین نرالیان رکھی ہوئی ہین افیون تیغ ابرو کی
لالے کی وہ رنگین جسنے تریاک مصر کے نشے کرکرے کر دیئے زیادہ پی جانے والے سر جان سے
ہاتھ دھو بیٹھے ایسے متوالے ہو گئے جھکڑا بادۂ ارغوانی و زعفرانی کا پیدا ہوا تبدیل ذائقے کو
فرنی کے خوانچے نقرئی ورق جمے پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا جسنے چسکی پی ایک دم کے
بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور ہوا کسی جگہ حلوائیون کی دوکانین آراستہ ہین طرح طرح
کی مٹھائیان تھالیون مین چنی ہوئی ہین جس نے پیشخ کولی کی مٹھائی کھائی جہان کی شیرینی سے
دل کھٹا ہوا بنارس کا کھلا بھولا متھرا کے پیڑے کا ٹھٹھا ہوا برفی کی نفاست بو باس دیدۂ
ہین نقرئی ورق کا جوبن کسی اور شہر کا رکابدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو
ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے امرتی مسلسل کا سر پیچ ذائقے کو پیچ و تاب دیتا ہے یا قوتی مفرح کا مزہ
جب منھ مین رکھا اصل تو یہ ہے کہ عسل مصفےٰ جنت کی نہر کا خط ملا جیب حلق سے آنا کھجور سے
لذت ٹپکتی ہے ذائقے مین چور ہے از انگور ہے نہایت آب و تاب ہم خرما وہم ثواب کسی جا بالائی
والون کی دوکانین ہین دہی کے کونڈے جمے ہوئے رکھے ہین بالائی اُسپر جمی ہوئی ہے بالائی نہایت
عمدہ نفیس رکابیون مین چاندی کی اُتری ہوئی رکھی ہے جس کسی نے بالائی خرید کی بے قند
وشکر کرکے نور علیٰ نور رکھکر چھری سے کاٹ کر کھائی بعد تو ہین دوکانداری کی ہر جا سقاون
پر سقے مشکین کاندھون پر لئے ہوئے کٹورے بجا بجا کر پھرتے ہین پیاسون کو پانی پلاتے
ہین شاہزادہ رستم ثانی یہ حال وہان کا دیکھکر دل مین اپنے کہنے لگا کہ یہ شہر بہت آباد
ہے رعایا دل شاد ہے علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خداد ہے یہان ہر فن کا اُستاد ہے

کہکر آگے بڑھا تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہے چہار طرف
دیواریں مانند قلعے کے بلند ہیں ہوائے سرد اس میں سے آرہی ہے شاہزادہ رستم ثانی سمجھا
کہ یہ باغ ہے اس باغ کی سیر بھی ضرور کرنا چاہیے یہ سوچکر وہی اسم اعظم الٰہی ورد زبان کرتا ہوا
اندر باغ کے گیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی قطعۂ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پڑے خوش قطع
خوبصورت پھول روشیں صاف نہریں شفاف چشمے ہر سمت جاری نئی تیاری درختوں پر
جانوران خوش آہنگ نغمہ سرا برگ و بار گل سے تمام باغ بھرا شاخوں پر بلبلیں غزلخوان کسی جا
تختۂ گلاب کھلا ہوا نسیم بہار اور درخت گلزار سے میدان ختن و تاتار ہے نہ کہیں گرد ہے نہ
غبار ہے درختوں پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی اور چمک کا جوبن ہے گل خودرو کا تو وہاں نام و نشان
بھی نہیں ہے گل مہندی کے پھول سرخ و زرد دیدۂ افشان عباسی کے پھولوں سے قدرت حق نمایاں نرگس
دیدۂ منتظر کی شکل دکھاتی ہے گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی ہے میوہ دار درخت اک تخت جدا
بار کے بارسے ٹہنیاں جھکی ہیں درخت سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک قطعوں اور تختوں میں
باد بہاری موسم کی تاک میں تاک کا مستوں کی روش جھومنا غنچۂ سربستہ کا منھ
تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشوں میں دل آبلہ دار کا بنیاد زر بفت کی تھیلیاں چڑھی ہیں
نگہبانی کو گوشوں میں باغبانیاں الست کھڑی ہیں ہر تختہ ہرا بھرا روش کی پٹریوں پر چینی کے
ناروں میں درخت گلہائے معنبر و معطر بیلا و چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسترن
دانسیوتا کی ییرائی آن بان ایک تختہ میں لالۂ خونیں خزاں سے باد دل داغدار گردم تسکے نافرمانی
کی بہار سرو شمشاد لب نہر جو فاختہ اور قمری کی اسیر کوکو حق سبزۂ شاخ گل پہ بلبل شوریدہ
کا شور چمن میں رقصان مور کہیں خندۂ کبک کی آواز تدرو کی خرام ناز نہروں میں قاز بلند
آواز تیز پرواز ایک طرف قرقرے مرے پاستک درخت بارسے لدے سیب و بہی
ناشپاتی سے نیخ گلعذاروں کی کیفیت نظر آتی ہے سوسن کی اوداہٹ لب خوبرویوں کی مسی
کا جوبن دکھاتی ہے دو دو دی میں صنعت پروردگار عیاں ہے ہر برگ میں ہزار جلوے نہاں
ہیں آم کے درختوں میں کیریاں زمرد نگار لگی ہیں مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیاں
خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد انکے مددگار حور و غلمان کا عالم بیلچے کھرپیاں جواہر نگار
ہاتھوں میں باہم درخت اور روشوں کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چنتی گلابرگ سڑا
بار چھڑا پڑا خار و خس چمن سے نکالتی پھرتی تھیں بیچ میں بارہ دری پر شوکت و با رفعت
و شان پرستان کا مکان ہر کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے چبوترہ
سنگ مرمر کا حوض مصفا پانی سے چھلکتا فرش سب افشان تیمور کا شامیانہ تمامی کا تنا ہوا
سفید بادلے کی جھالر کلابتو کی ڈوریاں سراسر مشرق بنا ہوا سامان اس تکلف کا سبحان اللہ
فواروں کے خزانے میں بادلہ کتا پڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی کے ساتھ بادلے
کی چمک ہوا میں پھولوں کی مہک فواروں نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا ستاروں کے
بدلے بادلے کے تاروں کو بچھایا تھا غرض شاہزادہ رستم ثانی باغ کی سیر سے بہت خوش

ہوا دل سے کہا کہ یہان کی ہوا بہت خوب ہی کچھ دیر یہان استراحت کرنا چاہیے پھر کچھ
سوچکر وہی سم متبرک ورد زبان کرتا ہوا باغ سے باہر نکلا دل سے کہا کہ پھر چوک کی سیر
کرین بازار جس طرح دیکھین کوئی کوچہ دیکھنے سے چھوٹ نہ جائے یہ خیال کرکے پھر چوک
کی سیر مین مشغول ہوا مردون پر طوائفان شہر کو بناؤ سنگھار کیئے ہوئے بیٹھے دیکھا ہر ایک حسن و
خوبی مین یگانہ تھی کوئی طوائف بدشکل اُس شہر مین نظر نہ آئی غرض چوک مین اُس شہر کے
ہر کوچہ آبادی و رونق مین زیادہ تر اور شہر کے کوچون سے نظر آیا احوال ہر کوچے کا اور تمام
دوکانداروں کا کہان تک لکھا جائے خلاصہ یہ ہی کہ ہر اک کوچے مین اُس شہر کے اسقدر
آبادی اور ہجوم مردم ہی کہ گذرنا اُس کوچے سے نہایت دشوار ہی شاہزادہ رستم ثانی سیر
چند کوچہ ہائے مذکور کی کرکے آگے بڑھا ایک کوچے مین دیکھا کہ قریب قریب ایک ایک
مسجد ہی مسجدون مین فرش وغیرہ سے رونق ہی خیمے استادہ ہین نمازیون کا مجمع
ہی کسی مسجد مین کوئی عالم عمامۂ کلان سر پر رکھے ہوئے عبا و قبا پہنے ہوئے نمازیونکو
نماز جماعت پڑھا رہا ہی ماموم ہمراہ امام کے رکوع و سجود کرتے ہین کسی مسجد
مین موذن اذان دے رہا ہی نمازی جمع ہین کسی مسجد مین مردم ہمراہ کسی عالم کے
نماز جماعت پڑھ چکے ہین عالم مذکور بالائے منبر بیٹھا ہوا ہی وعظ و پند سے اسکی
سامعین مستفیض ہو رہے ہین اور بہت سے دوکاندار اپنی دوکانون پر نماز مین
مشغول ہین کوئی ذکر خدا کر رہا ہی کوئی تسبیح ہاتھ مین لیئے ہوئے جلد جلد دانے پر
دانہ گرا رہا ہی کوئی بعد نماز ہاتھون کو سوئے فلک اٹھائے ہوئے با خضوع و خشوع
دعا کر رہا ہی شاہزادۂ رستم ثانی یعنی طلسم کشا اُن سب نمازیون کو دیکھکر بہت خوش ہوا
دل مین کہنے لگا اس شہر مین جملہ مردمان شہر سے اس محلے کے لوگ اچھے ہین
اہل اسلام و عابد و زاہد خدا پرست ہین انکو سوائے ذکر خدا کے اور کوئی کام نہین
ہی سودا بیچنے مین بھی تسبیح ہاتھ سے نہین چھوٹتی ہی ایسے جوان صالح ہمنے بہت کم
دیکھے ہین انھین لوگون کے باعث سے اس شہر مین یہ رونق ہی ورنہ یہ رونق اس
شہر مین کبھی نہوتی ان سے چل کے ملاقات کرنا چاہیے اور حال اس طلسم کا ان سے
دریافت کرنا چاہیے کیونکہ یہ ساحر نہین ہین مرد مسلمان عابد و زاہد شب زندہ دار
ہین یہ کبھی جھوٹ نہ بولینگے صاف صاف مجھ سے کہہ دینگے یہ باتین دل مین کرکے طلسم کشا
اُنھین نماز گذارون مین سے ایک نماز گذار کے پاس گیا اور اُسکے قریب پہونچ کر اس
نماز گذار پر سلام کیا جیسے ہی شاہزادۂ موصوف بولا اور وہ اسم اعظم الٰہی نہ پڑھا
اُس شخص یعنی اسی نماز گذار نے دیکھ لیا اور جواب سلام دیکر پوچھا آپکا اس شہر
مین کہان سے آنا ہوا آپ تو اس شہر کے باشندے معلوم نہین ہوتے ہین طریقے سے
ایسا پایا جاتا ہی کہ آپ طلسم کشا ہین شاہزادۂ رستم ثانی نے بمصلحت وقت جواب دیا
کہ یہ تمھارا خیال خام ہی مین طلسم کشا نہین ہون ہان تازہ وارد ہون چاہتا ہون

کہ چند روز اس شہر مین رہون سیر اس شہر کی اچھی طرح سے کرون کیونکہ یہ شہر مجکو
نہایت پسند و مرغوب ہی اُس نے جواب دیا ہمین بلکہ جملہ اہل شہر کو یہان کے حاکم کا یہ حکم ہی
کہ خبردار تازہ وارد شخص کو اپنے گھر مین کوئی نہ رکھے اور جو کوئی شخص ادھر آجائے اُس کے
آنے کی فوراً خبر کرے اور جو کوئی اسکے خلاف کرے گا وہ مجرم سرکاری ہوگا لہذا مجکو
حاکم مین آپ کے یہان آنے کی خبر کراؤن آپ ٹھہر جایئے اور اگر چند روز ارادہ آپ کا
یہان توقف کرنے کا ہی تو اسی محلے مین کسی اور شخص سے واسطے اپنے رہنے کے
کہے مین اپنے گھر مین نہ رکھونگا یہ کہکر اُس دوکاندار یعنے حلوائی نے اور دوکاندارون
اور مردم بازاری سے بآواز بلند کہا یارو خبردار و ہوشیار ہوجاؤ یہ شخص
جو میرے سامنے کھڑا ہی تازہ وارد ہی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضرور یہ طلسم کشا
ہی برائے فتح در بندم چیار م آیا ہی مین تو اسوقت مٹھائی بناؤنگا اتنی مہلت
نہین ہی کہ اس شخص تازہ وارد کو گرفتار کرکے یہان کے حاکم کے پاس لیجاؤن
لیکن تم مین سے کوئی شخص اس نو وارد کو اسیر کرکے مرآت جادو کے پاس لے
جائے مگر یہ خوب دل مین سمجھ لے کہ اِسکا اسیر کرنا سہل نہین ہی لوح طلسمی
اس کے پاس ضرور ہوگی گو بظاہر ہم مین سے کسی کو نظر نہین آتی ہی لیکن اسکے زیر لباس
نہان ضرور ہوگی سحر کسی شخص کا اسپر کارگر نہوگا ہان اگر ایسا کرو تو بہتر ہے کہ تیغ و
تیر سے اس سے مقابلہ کرو اور یہ زخمی ہوکے گھوڑے سے گرے تو البتہ حالت
زخمداری اور غشی مین گرفتار ہوگا ورنہ اسکا گرفتار ہونا بہت دشوار ہی یہ
سنکے وہ سب دوکاندار جو عمامہ بر سر اور عبا و قبا در بر تسبیح بدست عبادت الٰہی کرتے
تھے مستعد پیکار ہوے اور جملہ مردمان بازاری بھی یکبارگی شور و غل کرکے جانب
شاہزادہ رستم ثانی دوڑے اسوقت اُنکی صورتین اور وضعین تبدیل ہوگئی یعنی
شاہزادہ رستم ثانی نے جو اُنکو دیکھا سب کو ساحر پایا اُنکے ہاتھون مین اور دوش پر
اسباب سحر کی جھولیان دیکھین دھوتیان بندھی ہوئی مرزائیان موٹے کپڑے
کی پہنے ہوے انگوچھے دوش پر ڈالے ہوے قشقہ سیندور کا پیشانیون پر کھینچے ہوے بعض
بعض ترسول اور پنسول ہاتھون مین لیے ہوے اکثر تاریخ و ترنج گولے فولادی اور
گلدستے اور ناریل چوبی دار ہاتھون مین لیے ہوے نظر آئے جب وہ نابکار قریب
شاہزادہ رستم ثانی کے آئے اُس حلوائی سے کہنے لگے تو بھی اس شخص کی گرفتاری مین ہمارا
شریک ہو حیلہ و حوالہ نہ کر ورنہ ہم سب مرآت جادو سے کہینگے کہ نبات جادو نے
گرفتاری طلسم کشا مین ہماری شرکت نہین کی وہ حلوائی یعنی نبات جادو یہ
تقریر ان لوگون کی سنکے بفخر اُن سے کہنے لگا کہ مین اُن بہادرون مین نہین ہون کہ
منھ چھپاکر گھر مین بیٹھ رہون مین ابھی تمہارے ساتھ اِس شخص کے گرفتار کرنے مین کوشش
کرتا ہون گو ضرورت شدید ہی لیکن مٹھائی نہ بناؤنگا یہ کہکے دوکان سے بصورت ساحر

ہوکے اُترا اور اُن ساحران نابکار کا شریک ہوکے جھولی سے تارنج نکال کر سحر اسپرم کرکے
پہلے اُس نے وہ ترنج سحر کردہ طلسم کشا پر مارا بعدہ اور ساحرون نے بھی تارنج و ترنج اور
گولے فولادی اور گلدستے اور کاردِ سحر وغیرہ جھولیون سے نکال کر سحر اشیاے مذکور پر
دم کرکے نام سامری اور جمشید کا زبانون پر جاری کرکے طلسم کشا پر مارے وہ سب اسباب
سحر طلسم کشا پر آکے گویا تصدق ہوکے گرے گو گلدستون اور گولون اور نارنج و ترنج
وغیرہ سے بعد شق ہونے کے شعلے اور دُھوان پیدا ہوا مگر کسی ساحر کے سحر نے
کچھ اثر نہ کیا کیونکہ طلسم کشا کے پاس لوح طلسمی تھی اُسکی برکت سے سحر ہراک ساحر کا
باطل ہوگیا شاہزادہ رستم ثانی نے اُن سب کو آمادہ پیکار و جنگ دیکھکر تلوار نیام سے
کھینچکر اور نعرہ کرکے بعد قہر و غضب اُن نابکارون پر حملہ کیا اُسوقت مردمان موجودہ
نابکار ساحران غدار بھی شور و غل کرنے لگے کسی نے کہا ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا
شمشیر بکف ادھر آتا ہے کسی نے جواب دیا آتا ہے تو آئے ہم ہزارون مین وہ تنہا ہے اگر سحر
کرنے سے کچھ فائدہ نہوا تو آہنی ترسولون اور پنسولون سے اُس سے لڑین گے
گھیر کر اُس کو زخمی کرین گے یہ اکیلا کب تک ہم سے لڑیگا آخر تھک کر بیہوش ہوکر مرکب سے گر پڑیگا
اُسوقت ہم اُسکو گرفتار کرین گے کسی ساحر نے کسی ساحر سے کہا جلد بزور سحر غرق زمین ہوجا
دست طلسم کشا سے جان اپنی بچا مین بھی غرق زمین ہوتا ہون سحر پڑھتا ہون کسی نے
کہا یارو تم مین سے کوئی جلد جاے طلسم کشا کے آنے کی مرات جادو کو اطلاع دے
ہم اُس سے مقابلہ و مجادلہ نہین کرسکتے ہین یہ سُنکے اُن ساحرون مین سے
ایک ساحر جانب مکان مرات جادو روانہ ہوا کسی نے اُن جملہ ساحرون مین سے
پکار کر کہا اے بھائیو دیکھو طلسم کشا اب ادھر تیغ بکف واسطے ہمارے اور تمھارے قتل
کے آتا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ وقت ضرورت سحر بھی کرو جان اپنی بچانے کی تدبیر بھی
کرو اور دلیرانہ ترسول و پنسول وغیرہ آلات آہنی و آبدار سے طلسم کشا سے لڑو قدم
اپنے میدان جنگ سے حتی الامکان نہ ہٹاؤ جسطرح سے ہوسکے طلسم کشا کو گھیر کر
زخمی کر و گھوڑے سے زمین پر گرا دو مِل کر ہجوم کرکے گرفتار کرلو لوح طلسمی گلے سے
اُتار لو جب تک مرات جادو خبر طلسم کشا کی سُنکے مع سپاہ ساحران یہان آئے
تمھین کام اُسکا تمام کردو یا اُس کو اسیر کرلو شاہ طلسم تم سے بہت خوش ہوگا اور وہ
جواہر ملک و مال اسقدر دیگا کہ تم سب ایسے مالا مال ہوجاؤ گے کہ پھر تمام عمر مال دنیا
کی طرف نظر خواہش نہ کروگے علاوہ زر و جواہر کے تم سب کے وہ عہدے
بڑھین گے کہ مصاحبان خاص شاہ طلسم کے اُن عہدۂ جلیلہ پر رشک کرین گے جملہ ساحران
موجودہ کہ پانچہزار تھے سب کے سب یہ سُنکے آمادہ گرفتاری طلسم کشا ہوے اور ساحر
بھی شور و غل سُنکے شہر سے جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے وہ ساحر اس طرح آتے تھے
گویا پڑ در پڑ دمبدم فوج ملخ آتی تھی اُس ساحر ترغیب جنگ دہندہ کی رائے کو سب ساحر بھی

پسند کر کے آلات حرب وضرب لیکے جانب طلسم کشا بڑھے شاہزادہ رستم ثانی نے قریب
اُن ساحران نابکار کے آکے تیغ آبدار سے اُنھین قتل کرنا شروع کیا وہ ساحر
بھی ترسول وپنسول سے لڑنے لگے وار کرنے لگے کبھی وقت ضرورت سحر بھی کرنے
لگے مگر شاہزادہ رستم ثانی بڑی بہادری ودلاوری وبیباکی سے اُن سب سے لڑتا
تھا اور ساحرون کے انبوہ سے کچھ اُسے ہراس نہ تھا غرض کہ بخوبی لڑائی ہونے لگی لاش پر
لاش ساحرون کی گرنے لگی لاشے اُنکے تڑپنے لگے زمین اُنکے خون نجس سے رنگین ہونے
لگی بلکہ جوے خون ساحران نابکار سر بازار بہنے لگی اُنھین سے جو ساحر مرتے تھے اُنکے
مرنے کی علامت ظاہر ہوتی تھی تاریکی ہوتی تھی آندھی سیاہ آتی تھی سنگ باری وبرف
باری ہوتی تھی پیر اُنکے سحر کے اُنھین کے نام سے پکار کر یون کہتے تھے کہ قتل کیا ہم کو
طلسم کشا نے نام ہمارے شمشاد جادو وشباک جادو وزہیر جادو وہزبر جادو
وعنقائے جادو وشہنواز جادو وطرار جادو وطناز جادو وممتاز جادو
وگلزار جادو ودشت خار جادو وکہسار جادو وشہسوار جادو تھے
اسی طرح ہر ایک ساحر کے پیر اُسکے مرنے کے بعد اُسکے نام سے صدا دیتے تھے گو جنگ
عظیم ہو رہی تھی ساحر قتل ہو رہے تھے لاشے پر لاشہ طلسم کشا گرا رہا تھا مگر ساحران
نابکار کسی طرح کم نہوتے تھے بلکہ اطراف وجوانب وکوچہ ہاے شہر سے آ آکے شریک جنگ
ہوتے تھے کثرت اُنکی آناً فاناً بڑھتی جاتی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ساحر
ایسے بدحواس تھے کہ کچھ اُنھین دکھائی نہ دیتا تھا باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو
نہین پہچانتا تھا سواے بھاگنے کے اور کوئی تدبیر جان بچنے کی دکھائی نہ دیتی
تھی طلسم کشا تیغ سب ساحرون کو کر رہا تھا آفت کی ہلچل تھی قیامت کی جنگ
تھی اگر کوئی ساحر اپنے سحر سے آگ برساتا تھا طلسم کشا توجہ کے عکس سے اُس
آگ کو سرد کر دیتا تھا کوئی ساحر اپنے سحر سے پتھر برساتا تھا کوئی برف
کے ٹکڑے اپنے سحر سے گراتا تھا کوئی گولے مارتا تھا کوئی نارنج وترنج مارتا تھا کوئی
گلدستے سحر کے پھینکتا تھا مگر طلسم کشا پر کوئی سحر کسی کا کارگر نہوتا تھا ساحر عاجز
وپریشان ہوکے قصد بھاگنے کا کر رہے تھے بعض ساحر سحر ترک کر کے ترسول وپنسول پکڑ
پکڑ کے شاہزادہ رستم ثانی پر ٹوٹ پڑے وہ سب کو شمشیر آبدار سے چورنگ کرنے
لگا ساحرون کا شکار کھیلنے لگا اگرچہ جنگ عظیم یہ مولف توزج نامہ جلد دوم بتفصیل
تحریر کرے تو کئی صفحۂ قرطاس سیاہ کرے اور ناظرین مختصر پسند کے دلون کو خوش
تو کیا بلکہ رنجیدہ کرے لہذا بخیال رنجیدگی ناظرین مختصر پسند طول تحریر سے دست بردار
ہوتا ہے اور بطرز اختصار حال اس لڑائی کا اس طرح لکھتا ہے کہ جب صدہا
ساحرون کو شاہزادہ رستم ثانی نے بضرب تیغ آبدار قتل کیا اور وہ کوچہ لاشون
سے اُن نابکارون کے بھر دیا اُس وقت اُن تمام ساحرون نے قصد بھاگنے کا کیا تھا

یکایک آسمان پر ابر دکھائی دیا اور اُس ابر سے برق چمکی اور یہ صدا اُس ابر سے پیدا ہوئی کہ
اے ساحران نامدار خبردار قصد بھاگنے کا نہ کرو ہم تمھاری مدد کو آ پہونچے یہ کہکر وہ ساحر
ابر سے اُترکر زمین پر آئے اور شاہزادہ رستم ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے طلسم کشا
ان اونے ساحرون کو قتل کرکے دل مین بہت خوش ہے اب بچکر ہمسے کہان جائیگا
ہم تیرے قتل کرنے کو آ پہونچے شاہزادہ رستم ثانی نے جو مڑکر دیکھا دو ساحر کریہ
منظر نظر آئے اُن سیاہ دو ساحرون کو دیکھکر شاہزادہ موصوف نے اپنا ہاتھ روک لیا
اور منتظر اُنکے آنے کے رہے وہ ساحر نابکار اپنے ساحرون مین گئے اُن سے پوچھا کہ اے
ہشیار جادو و تمار جادو آپ ادھر کہان تشریف لائے وہ بولے ہم پرے سیر بالائے ہوا
جاتے تھے یہان یہ حال دیکھکر چلے آئے اب تم نہ گھبراؤ ہم طلسم کشا کو اسیر کیے لیتے ہین یہ کہکر
جانب شاہزادہ رستم ثانی دونون نابکار بڑھے اور قریب شاہزادے کے پہونچکر نارنج و ترنج
جھولی سے نکالکر شاہزادہ رستم ثانی پر مارے مگر لوح کی برکت سے شاہزادے پر سحر نے
اثر نہ کیا دو چار سحر اُن نابکارون نے کیے مگر کسی سحر نے کچھ بھی اثر نہ کیا تب اُنھون نے
جھنجھلاکر دستک دی فوراً ایک پتلی گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوئے نکلی ہشیار جادو نے وہ گلدستہ
اُس سے لیکر کچھ سحر پڑھکر شاہزادے پر مارا اُس گلدستے سے چند شعلے پیدا ہوے جانب
طلسم کشا بڑھے شاہزادے نے لوح کا عکس ڈالا شعلے اُسکے سرد ہوگئے دونون ساحرون نے
جب دیکھا کہ ہمارا سحر اسپر اثر نہین کرتا ہے فوراً ترسول و پنسول لیکر شاہزادے پر ٹوٹ پڑے
شاہزادے نے جوانمردی سے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا ایسا مارا کہ دونون نابکارون کے چار ٹکڑے
ہوے اُنکے مرنے سے تاریکی ہوئی پھر اُنکے مرنے کی خبر لیکر روانہ ہوے شاہزادہ پھر قتل ساحرون مین
مشغول ہوا چونکہ شاہزادہ بضرب ترسول و پنسول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے زخمی بہت ہوا اور
ساحران نابکار تاب جنگ و ثبات قدمی نہ لاکر بھاگے اور بہت سے بزور تیغ غرق ہوگئے اور کچھ بزور سحر طائر
بلکہ پرواز پیدا کرکے بھاگ گئے طلسم کشا نے لڑائی فتح کرکے شکر خدا کا کیا پھر اپنی زخمداری پر نظر کرکے
خیال کیا کہ اب کسی ایسی جگہ جانا چاہیے کہ جہان دو چار روز براحت و آرام رہون یہ زخم تن
کچھ اچھے ہون اعدا وہان نہون یہ خیال کرکے خود ہی اپنے دل مین کہا ایسی جگہ اِس
شہر مین کہان ملیگی جہان دشمنون سے دل کو راحت ملیگی مین جنکو عابد و خداپرست و نماز گذار
سمجھا تھا بلکہ جنکو عبادت الٰہی مین مشغول دیکھا تھا وہ سب تو ایسے دشمن جان نکلے اورونکا تو
کیا ذکر ہے وہ اُنسے زیادہ تر میرے دشمن ہونگے کون مجھسے اِس شہر مین بدوستی پیش آئیگا
مجھے اپنے گھر مین جگہ دیگا افسوس حال میرا بسبب زخمہائے تن کے ابتر ہے گھوڑے پر
بیٹھا نہین جاتا ہے قریب ہے کہ مرکب سے گر پڑون فرط ضعف سے غش آجائے کوئی دوست
ہمراہ بھی نہین ہے کہ ایسے وقت مین مجھسے دوستی کریگا دشمنون سے حالت غشی مین بچائیگا
علاج میرے زخمون کا کریگا مین عجب ساعت بد مین اِدھر آیا تھا کہ یہان آکے اِس
حال کو پہونچا بُرا کیا مینے عجائب جادو و خورشید روشن دل کا کہنا نہ مانا وہ میرے

خیر خواہ و دوست مین ازراہ خیر خواہی اُنھون نے بالفعل اِدھر آنے کو مجھے منع کیا تھا مین نے اُنکی
رائے کے خلاف کیا خیر جیسا کیا ویسی سختی مین مبتلا ہوا یہ باتین دل سے کرکے سوچا کہ لوح کو دیکھنا
چاہیے یا نہین نیت کہ اسوقت کہان جاوٴن یہ تجویز کرکے جلد لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا
کہ ای طلسم کشا تو آپ ہی مبتلاے سختی و ایذا ہوا کیون تو نے وِرد اسم اعظم الٰہی مین کمی کی اور کیون
تو نے اُس حلوائی یعنی نبات جادو سے کلام کیا پہلے ہی تجکو ہدایت کی گئی تھی کہ جب تک اِس اسم
اعظم الٰہی کو ورد زبان کریگا اور کسی سے سخن نکریگا اُسوقت تک کوئی تجکو نہ دیکھے گا دشمنون کے شر سے
بچا رہیگا تو نے ہدایت مندرجہ پر عمل نہ کیا خیر جیسا کیا ویسا مبتلاے بلا ہوا اب بھی اُسی اسم اعظم الٰہی کو
ورد زبان کر جان اپنی دشمنون سے بچا برکت اُس اسم اعظم الٰہی کے سب کی نظر سے نہان ہو جا اور
اگر بمقدمہ راحت و آرام تجکو فکر ہو تو یہان سے جانب جنوب جا اثناے راہ مین ایک طلائی مینار بلند تر
تجھے ملیگا اُس مینار کے دست راست کی طرف ایک کوچہ ہے اُس کوچے مین جا اور دیکھنا جس
مکان کے دروازے پر ایک بزرگ باریش سفید نماز پڑھتا ہو وہان ٹھہر جانا جب وہ نماز پڑھ
چکے اُسپر سلام کرنا اور کہنا کہ مین اختر شمار و عابد شب زندہ دار کے پاس جانا چاہتا ہون راہ دور
سے آیا ہون وہ تجکو اُسی مکان مین لیجائیگا وہان راحت سے تیری بسر ہوگی اور جب تجھ سے
اُس اختر شمار سے ملاقات ہوگی وہ بھی تجھ سے بخلق و نیکی پیش آئیگا جو کچھ وہ تجھے دے
اُسے لے لینا اور جو وہ کہے اُسپر عمل کرنا کہ تیرے حق مین بہتر ہوگا ورنہ باعث خرابی و گرفتاری
کا ہوگا شاہزادہ رستم ثانی حکم لوح سے آگاہ ہو کے فوراً ورد کرتا اُس جگہ سے جانب جنوب وہی اسم
اعظم الٰہی پڑھتا ہوا چلا ہرچند کہ مرکب بھی زخمی اور تشنہ تھا مگر آہستہ آہستہ چلا بعد قطع راہ طلسم کشا
قریب اُس مینار طلائی کے پہونچا وہان پر دور رہا تھا طلسم کشا بہدایت لوح جانب دست راست
جو راہ تھی اُسیطرف چلا ایک کوچہ ملا تھوڑی دور جا کر اُسی کوچے مین شاہزادے نے دیکھا ایک
ایک شخص باریش سفید عمامہ برسر قبا دربر ایک دروازے پر بالاے فرش جانماز بچھائے ہوئے
برجوع قلب نماز مین مصروف ہے رکوع و سجود کر رہا ہے چہرہ اُسکا نورانی ہے نشان سجدے کا
اسکی پیشانی نورانی پر ہے شاہزادہ رستم ثانی اُس بزرگ کو محو طاعت باری دیکھکر
اُس جگہ ٹھہر گیا جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوا شاہزادے نے سلام کیا اُسنے بخندہ پیشانی
جواب سلام دیا شاہزادے نے اُس سے کہا مین راہ دور و دراز سے یہان تک آیا ہون
چاہتا ہون کہ اختر شمار جو عابد شب زندہ دار ہین اُن سے ملاقات کرون اُس نے
مسکرا کر جواب دیا آپ جنکی ملاقات کے طالب ہین اُنھون نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آج نماز
تم دروازے پر پڑھنا مجھے اپنے علم ستارہ شناسی سے معلوم ہوا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی
کہ طلسم کشاے طلسم صندل ہے واسطے میری ملاقات کے ساحرون سے ہنگام جنگ
زخمی ہو کر میرے مکان پر آئیگا پس جسوقت شاہزادہ موصوف آئے فی الفور اُسے
میرے مکان مین لے آنا دیر نہ لگانا مبادا کوئی ساحر دیکھ لے تو اچھا نہوگا مین اُنھین جناب کے
حکم سے یہان نماز پڑھ رہا تھا آپکے تشریف لانے کا منتظر تھا الحمد للہ والمنۃ کہ آپ تشریف لائے اب توقف

دیکھیے جلد اس مکان مین چلیے یہ کہکے فرش و جانماز وہان سے اٹھا کر شاہزادہ کو اور مرکب شاہزادہ کو
ہمراہ اپنے اس مکان مین لے گیا دروازہ بخیال شر و فساد دشمنان بند کر لیا شاہزادہ نے اُس مکان کو دیکھا بہت
بڑا مکان پختہ ہے نہایت وسیع ہے اگر دروازے بند کر لیے جائین تو اس مکان کے کئی قطع مکان مختصر
مختصر ہو جائین چنانچہ ایک مختصر قطعہ مکان مین دیکھا کہ فرش پاکیزہ بچھا ہوا ہے اُسپر بہت سے بزرگ
دیوان عمامہ بر سر عبا و قبا در بر نورانی چہرہ پیشانیون پر نشان سجدہ ہاتھون مین تسبیح خاک شفا و
زیتون کی لیے بیٹھے ہین کتابین علم نجوم کی اُنکے روبرو ہین مطالعہ اُنکا کر رہے ہین ہر ایک اُنمین بنظر
فکر و غور عبارت کتابکو دیکھ رہا ہے حصول معنی و مطلب عبارت کتاب مین فکر کامل کر رہا ہے اور ایسا مصروف
و مشغول و مستغرق دریاے فکر حصول مطلب و معنی عبارت کتاب اختر شناسی مین ہے کہ کچھ اُسکو خبر نہین ہے
کسی کی طرف کوئی نہین دیکھتا ہے سب خاموش بیٹھے ہین عبارت پر کتابون کی نظر کر رہے ہین سر
جھکائے ہین اُنکے رخون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شریف ہین شاہزادہ رستم ثانی نے اُن سبکے قریب
پہونچکر بآواز بلند اُنپر سلام کیا اُنھون نے صداے طلسم کشا سُنکے جواب سلام دینا واجب جان کے سر اٹھا کر شاہزادہ
موصوف کو دیکھا اور جواب سلام کا دیا بعدہ سب واسطے تعظیم کے کھڑے ہوئے شاہزادہ درمیان اُنکے
جاے صدر پر بیٹھا وہ سب بھی بصد ادب بیٹھے اور بعد ایک لحظہ کے مزاج پرسی سے فارغ ہوکے پوچھا آپکا
اسم شریف کیا ہے کہان سے آپ تشریف لائے ہین یہ زخم آپکے جسم پر کیسے ہین شاہزادہ نے اپنا نام بتاکر
تمام حال اپنا اور لڑائی کا خلاصہ طور سے بیان کیا بعدہ پوچھا وہ بزرگ اختر شناس عابد شب زندہ دار
جنکا مین مشتاق ملاقات ہوکے یہان آیا ہون کہان ہین اُنھون نے جواب دیا جنکی ملاقات کے آپ
مشتاق ہین وہ ہمارے اُستاد ہین ہین تو اسی مکان کے ایک قطعہ مین مگر عبادت الٰہی و عمل خوانی مین
مشغول ہین بعد تین روز کے وہ عمل خوانی سے فراغت پاکے یہان تشریف لائینگے جبتک وہ جناب یہان
تشریف لائین آپ [illegible] اور اُنسے ملاقات ہو آپ یہان بہ آرام تشریف رکھین ہم سب واسطے خدمتگذاری
کے موجود ہین یہ کہکر سامان راحت و استراحت شاہزادہ مہیا کیا اور مرہملون کو طلب کیا جراح حاضر ہوے
علاج زخمہاے تن رستم ثانی مین مصروف ہوے یہان تو علاج شاہزادہ موصوف کے زخمہاے تن کا
ہو رہا ہے شاگردان اختر شناس خدمت طلسم کشا کر رہے ہین غذاہاے لطیف و خوشگوار شاہزادہ موصوف
کو کھلا رہے ہین لیکن اب حال اُس ساحر کا لکھا جاتا ہے کہ جو لیے خبر رسانی جانب مرات جادو روانہ ہوا تھا لکھا
جاتا ہے کہ جب ساحر خدمت مرات جادو مین پہونچا بعد سلام کے عرض کیا حضور غضب ہوا طلسم کشا اندر قلعہ کے
آگیا ہے قریب دوکان نبات جادو جنگ عظیم ہو رہی ہے ہزارہا ہمراہیے زبانبردار حضور کے اُسکے گرد
ہین سحر تو اُسپر کسیکا اثر نہین کرتا ہے کہ اُسکے پاس لوح طلسم صندلی ہے مگر گرز و گول و منبول وغیرہ آلات
حرب و ضرب سے خادمان حضور لڑ رہے ہین طلسم کشا کو زخمی کر رہے ہین قصد کیا ہے کہ اُسکو قتل کرین اور
لوح طلسمی لے لین یا کسی طرح سے اُسے گرفتار کر لین طلسم کشا بھی دلیرانہ لڑ رہا ہے تلوار سے گنجوران حضور
شاہ طلسم کو قتل کر رہا ہے لاش پر لاش ساحرون کی گرا رہا ہے میدان کارزار دریاے خون بہا رہا ہے ہر چند خادمان
حضور کئی ہزار ہین مگر وہ مجروح ہوکے گھوڑے سے بالاے خاک نہین گرتا ہے مین واسطے خبر دینے کے حاضر
ہوا ہون مرات جادو کہ اپنے دربار مین بیٹھی تھی اہل دربار اس ساحرہ زبردست کے روبرو بیٹھے تھے

یہ خبر سُن کے دنگ ہو گئی کہنے لگی طلسم کشا قلعہ مین کیونکر داخل ہو گیا اُسکا قلعہ مین آنا تا حال بھی نہوا
ہان اس وقت تیری زبانی معلوم ہوا خیر اگر کسی طرح سے قلعہ مین آ گیا ہو تو دیکھا جائیگا وہ یہان آکے میرے
ہاتھ سے کہان بچ کے جائیگا یہ کہکے اُسی وقت اپنی جگہ سے اُٹھی اور بہت سے ساحران نامی اور
لشکر ساحران کو ہمراہ لیکر ساتھ اُسی ساحرہ کے بعد قہر و غضب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جب قریب دوکان
نبات جادو کے پہونچی دیکھا کہ صدہا لاشے ساحرون کے پڑے ہین طلسم کشا نہین ہے شہر مین تہلکہ پڑا ہے
یہ حال دیکھکر اکثر ساحران نابکار و اہل بازار سے پوچھنے لگی تمکو کچھ معلوم ہے کہ طلسم کشا یہان سے کہان گیا
انھون نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہان گیا مرآت جادو کہنے لگی ہر چند ممکن ہے کہ وہ جہان گیا ہے مین بزور
اوراق جمشیدی دریافت کر سکتی ہون مگر مجھے ایسی کیا ضرورت ہے کہ دریافت کرون وہی تدبیر کیون نہ کرون
کہ جس سے مدعائے دل بر آئے یہ کہکے اپنے ہمراہی ساحران نامی کے کانون مین کچھ آہستہ کہا انھون نے
عرض کیا بہت بہتر ہے جو حکم دیا ہے ہم یہی کرینگے حضور نے کیا خوب تدبیر گرفتاری طلسم کشا تجویز کی ہے
عقلمندی و کاربر آری مین مثل حضور کا نہین ہے وہ ہر ایک کی سنکے کہنے لگی دیکھو جو تدبیر گرفتاری طلسم کشا مین نے
تجویز کی ہے اگر تم بیچ مین پڑے تو ضرور ہے طلسم کشا کو اسیر کرتی ہون لوح طلسم متصل اُس سے لیتی ہون تم سے
جو کچھ کہا ہے تم اُسکے بارے مین کوشش کرو یہ کہکے وہ ساحرہ کئی سو برس کے سن کی اپنے ماتحتون سے
اور اپنے خادمون سے مخاطب ہو کے بولی کہ جلد لاشے ساحرون کے یہان سے اُٹھوا کر اہل بازار سے کہو
دوکانین بدستور کھولیں دوکانون پر بیٹھیں جو کچھ ہوا وہ ہوا آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اب طلسم کشا سے
چندان نہ ڈرین مین فکر اسیری اُسکی کر دونگی یہ حکم دے کر وہان سے اپنے دربار کی طرف روانہ ہوئی یہان اُسکے
ملازمون نے اُسکے حکم سے لاشے ساحرون کے بازار سے اُٹھوائے اہل بازار سے کہا اب چندان
خائف و ترسان طلسم کشا سے نہو یہ سنکے دوکاندارون نے مطمئن ہو کے اپنی دوکانون پر بیٹھ کے اپنا
کاروبار کیا پھر اسی طرح اس بازار مین خریدارون کا ہجوم ہوا دوکاندار اشیائے انواع و اقسام خریدارون
ہاتھ بیچنے لگے مرآت جادو نے اپنے مکان مین پہونچکر جو تدبیر اسیری طلسم کشا کی تجویز کی تھی اُسکی
فکر کی ساحرہ نے تو نہین معلوم کیا تدبیر اسیری طلسم کشا تجویز کی ہے اور کس کام مین مصروف ہوئی ہے آیندہ
ناظرین عالی مقام کو ساحرہ مذکور کی تدبیر سے آگاہی ہوگی لیکن اب حال شاہزادہ رستم ثانی کا لکھا
جاتا ہے کہ جب شاہزادہ موصوف دو تین روز تک مکان اختر شناس مین رہا جراحون کے علاج سے
زخم تن درد باصلاح ہوئے اور اختر شناس بھی بعد ختم عمل شاہزادہ کے پاس آیا ملاقات کی مزاج پوچھا
شاہزادہ نے بعد حال خیریت مزاج کہنے کے اور اُسکے خلق و مروت کی شکر کرکے اس سے کہا میرا اب دل
گھبراتا ہے چاہتا ہون اس مکان سے نکلکر باہر جاؤن شہر کی سیر کرون گو میرے پاس لوح طلسم موجود ہے لیکن وہ اسم اعظم
الٰہی بھول گیا ہون کہ جسکے پڑھنے کی برکت سے کوئی مجھے نہ دیکھتا تھا اور مین سبکو دیکھتا تھا خیال یہ ہے کہ اب
مجھکو جب اہل شہر دیکھین گے سیر شہر کی کرنے نہ دینگے آمادہ جنگ و جدال ہونگے ابھی مجھکو صحت کلی حاصل
نہین ہوئی ہے ایسی حالت مین اُنسے لڑنا پڑیگا اُس بزرگ و خدا شناس نے اول تو یہ جواب دیا کہ اے
شاہزادہ ذی وقار ابھی چندے یہان تشریف رکھیے گھر سے باہر نجائیے دشمن آپ کے ہزارون ہین
دوسرے اگر ہے سیر شہر بہت دل چاہتا ہے تو خیر جائیے مین ایک نقش لکھے دیتا ہون اُسے

اپنے بازو پر باندھ لیجے جنگ میں کسی سے کلام نکیجے گا کوئی آپ کو نہ دیکھے گا شاہزادہ موصوف اس نقش کا طالب
ہوا مرد پیر و خدا آشناس موصوف نے نقش لکھ کر دیا طلسم کشا نے اپنے بازو پر باندھ لیا اور لباس
پہن کے مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوکے برائے سیر شہر مکان مذکور سے گیا تا ناف شہر میں پہونچکر دیکھا کہ ہزار
مردم جوق جوق گروہ گروہ خیل خیل اندوہناک ایک طرف چلے جاتے ہیں باہم کہتے ہیں کہ عجب واقعہ ہوا ہے
افسوس عجب طرح موت آئی ایسا جلد مرنا بھی کسی کا اس عنوان سے کم سنا ہوگا ہائے غضب ہوا ہر چند
شاہزادہ نے آوازیں انکی سنیں مگر حال مفصل دریافت ہوا کہ کون مرگیا کیونکر مرگیا شاہزادہ انھیں کے ساتھ ساتھ
جس طرف وہ سب جاتے تھے چلا بعد تھوڑی دور جانے کے دیکھا کہ ایک ارتھی بالائے تخت جواہر نگار رکھی ہے
اس تخت پر ایک شاہزادی نہایت حسین و خوبرو رشک پری سر برہنہ غمگین و اندوہناک گیسوے مشکیں اپنے
پریشان کیے لباس اپنا جابجا سے ماتم میں اپنے شوہر کے چاک کیے ہوئے اشکبار بصورت سوگوار دو ماتم
بعد سر شوہر مذکور اپنے زانو پر رکھے ہوئے گاہ زیادہ بکا کرتی ہے کبھی اپنی زبان پر لفظ ست ست مکرر جاری
کرتی ہے گو وہ شاہزادی مبتلاے غم شوہر ہے کثرت الم سے رنگ رخ زرد ہے چہرہ متغیر ہے آنکھیں فرط
گریہ و اشکباری سے بشکل خون ہیں گیسوے عنبر سرشت پر خاک ہے لباس پارہ پارہ ہے مگر اسکے اس بگاڑ پر
بھی بوجہ کثرت حسن و جمال کے ہزار ہزار طرح کے بناؤ نظر ناظرین میں آتے اس حور لقا کے پاس سے
جاتے میں کچھ لوگ اشکبار و گریان وہ تخت مع ارتھی کے اپنے دوش پر رکھے ہیں موافق اپنے مذہب
کے کچھ کلمات زبان پر جاری کرتے جاتے ہیں ان کلمات میں گاہ سامری و جمشید کا نام آتا ہے کبھی مثل
آہلنہ رو کا نام آتا ہے غرض کلمات اعتقادیہ اپنی زبان پر جاری کیے ہوئے جاتے ہیں جیسے قوم ہنود وقت لیجانے
میت کے رام رام ست وغیرہ کلمات اپنی زبان پر جاری کرتے ہیں عقب ارتھی کے ہزارہا خاص و عام ہیں ہر ایک
اشکبار و غمگین ہے کوئی کسی سے کہتا ہے ایسا بھی کچھ جانگداز ہوا ہے وہ اسے جواب دیتا ہے قضا سے بس نہیں چلتا موت کو
کوئی ٹال نہیں سکتا زندگی جبتک ہوتی ہے انسان جیتا ہے بعدہ مرجاتا ہے خواہ عالم طفلی میں خواہ جوانی میں خواہ
پیری میں اسکی زندگی اتنی ہی تھی اور اس شاہزادی خورشید طلعت کی بھی حیات اتنی ہی ہے کیونکہ اپنے
شوہر شاہزادہ ماہ رخسار کے الم میں اور عشق میں ستی ہوگی دونوں جوان آج جلکر خاک ہوجائینگے
شاہزادہ تورج یہ اشخاص مذکور کی سنکے ہر جانب مجمع خاص و عام دیکھنے لگا بعد چند آدمیوں کے دیکھا کہ ایک
ضعیف تاجدار نہایت اشکبار و نالان باحال پریشان گریبان چاک سر پر خاک حلقۂ وزرا و امرا میں آتا ہے دو
شخص بازو اسکا پکڑے ہیں وہ تاجدار اپنے فرزند نوجوان کے غم میں نالہ و فغان کرتا ہے ارکین دولت اس سے
عرض کرتے ہیں کہ اے بادشاہ اسقدر نالہ و فغان نکیجیے صبر کیجیے جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس کثرت فریاد و فغان
سے کیا فائدہ ہوگا شاہزادہ زندہ ہوجائیگا وہ بادشاہ انکو جواب دیتا ہے اے خیرخواہان با دولت کیا کہتے
ہو صبر نہیں ہوسکتا فرزند مرگیا بہو بھی ستی ہوگی دو داغ دل پر ہیں شاہزادہ اس تاجدار کو دیکھکر ایک
شخص سے پوچھنے لگا یہ کون تاجدار ہے نام اسکا کیا ہے یہ سنتے نورو رستم ثانی کو دیکھکر لوح طلسم صندل کہ گلے میں
شاہزادے کے پڑی تھی اسکے عکس سے پکر لوح کو پہچان کے ایک اور شخص سے پہلے کچھ آہستہ کہا پھر شاہزادہ
سے مخاطب ہوکے کہنے لگا یہ بادشاہ اس ملک کا ہے نام اسکا کیومرث شاہ ہے فرزند اسکا مرگیا ہے شاید
تم اس شہر میں تازہ وارد ہو طلسم کشا نے جواب دیا ہاں میں اس ملک میں چند روز سے آیا ہوں یہ

یہ کہکے نیچے ایک درخت کے گیا وہ دونوں شخص باہم کچھ مشورہ کرکے نظر سے شاہزادہ کے غائب ہوئے
ہنوز طلسم کشا زیر درخت کھڑا تھا کہ یکایک دو طائر اُس درخت پر آکے بیٹھے ایک طائر نے دوسرے طائر سے
بہ آواز فصیح و بلند کہا کہ لبا عجب ہے ابھی تک طلسم کشا نیچے اس درخت کے نہین آیا اگر آتا ہمین نظر آتا
ہم اُسکے آنے کے سبب سے اپنے الم سے نجات پاتے اُس سے طالب مدد ہوتے یہ کہا بانیان طلسم نے
لکھا تھا کہ آج کی تاریخ طلسم کشا اس درخت کے نیچے ضرور آئیگا دوسرے طائر نے جواب دیا طلسم
کشا اس درخت کے نیچے ضرور آئے گا بانیان طلسم کی تحریر غلط نہیں تھوڑی دیر اُسکے آنے کا انتظار
کرو وہ آتا ہی ہوگا مین پہلے اُس سے اک راز مفید مطلب اُسکے کہونگا اگر وہ اُسپر عمل کریگا تو بہت جلد در
بند چہارم کو فتح کریگا بعدہ مین جس صدمہ مین ہون اُسکے بارے مین اُس سے اعانت چاہونگا
عجب نہین ہے کہ بعوض میرے احسان کرنے کے وہ بھی نیکی کرے مجھے اور تجھے قید الم سے آزاد کرے
طائر اول نے پوچھا وہ راز کیا ہے جو تو اُس سے کہے گا اُسنے کہا وہ راز یہ ہے کہ مین دوستانہ اور
از راہ خیر خواہی طلسم کشا سے کہونگا کہ ای شاہزادہ رستم ثانی اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ در بند چہارم
طلسم صندل جلد فتح ہو جائے تو لازم ہے اس شاہزادی حور طلعت پر عاشق ہوکے حال اپنا پریشان کیجے
عشق اپنا شاہزادی مذکورہ پر ظاہر کیجیے اور اُسے ہمراہ شاہزادہ کے جلنے نہ دیجیے جس طرح ہوسکے
اُسے زندہ رکھیے اور اپنے ہمراہ مرگھٹ سے لے جایئے پھر شاہزادی خورشید طلعت سے حال
دریافت کرکے ملک فتح در بند چہارم کیجیے طائر اول نے پوچھا اگر طلسم کشا تیری رائے پر عمل نکرے
تو کیا در بند چہارم فتح نکر سکیگا اُسنے جواب دیا ہان فتح کر سکیگا بشرکت شاہزادی خورشید طلعت
کے اگر لوح طلسم اُسکے پاس ہے تو ہوا کرے یہ در بند اسی قسم کا ہے یہ کہکے وہ طائر اُڑا ساتھ اُسکے
دوسرا طائر اُڑ گیا طلسم کشا نے تمام باتین دونون طائرون کی سنکے لوح کو نہ دیکھ کے اُنکو یقینی طائر
اور دوست اپنا تصور کرکے دشمن جان خیال نہ کرکے ان طائرون کی پسند کی اور اُس درخت کے
نیچے سے آگے بڑھ کے ہجوم خاص و عام سے نکل کے قریب اُس ارتھی کے جاکے اُس شاہزادی
سے مخاطب ہوکے کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ ارادہ کیا ہے ستی ہونے کا کیون
قصد کیا ہے بر خلاف حسینان جہان ارادہ جلنے کا کیون کیا ہے معشوقان خوبرو تو عشاق کے دلون کو
اپنی اس بے اعتنائی سے جلاتی ہین نہ اپنے شوہر کے الم مین تجھ ایسی حسین کو آگ مین جلنا مناسب
نہین ہے واسطے تجھکو اپنے دین و مذہب کا اس ارادہ سے باز آ مجھے اپنا شیفتہ و دیوانہ تصور کرکے
حال پر میرے نظر عنایت کر مین تیرے شوق وصل مین راہ دور و دراز سے آیا ہون اُس شاہزادی نے
تقریر شاہزادہ رستم ثانی کی سنکے اور بغور دیکھ کے منھ اپنا پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ موصوف
نے اور قریب اُسکے جاکے عشق اپنا اُسپر ظاہر کرنے کی نظر سے لباس اپنا پارہ پارہ کیا آنسو آنکھون سے
روان کیے خاص و عام نے شاہزادہ کی تقریر سن کے کہا کہ ای جوان کیا تو دیوانہ ہے جو ایسی باتین
کرتا ہے خاموش رہ یا یہان سے چلا جا شاہزادہ موصوف نے کسی کے کہنے پہ توجہ نکر کے پند پر
کسی کے عمل نکر کے اظہار عشق کے کلمات متواتر زبان پر جاری کیے جملہ خاص و عام شاکی کہ
کوئی متعرض نہوا جب وہ ارتھی دریا کے کنارے مرگھٹ مین پہونچی جہان کہ ایک انبار لکڑیون کا ہو گیا تھا

کچھ لوگ وہان بشکل پنڈتون کے بیٹھے ہوے پوتھیان ہاتھون مین لیے تھے شاہزادہ موصوف نے وہان
بھی بڑے اظہار عشق فرمایا دو نکر کے لباس اپنا پارہ پارہ کیا تو زعطیہ اختر شناس کا خیال نہ تھا اُس لباس
کے پارہ پارہ کرنے مین حرز مذکور بازوے کھل کے کہین گر پڑا ہنوز شاہزادہ اظہار عشق شاہزادی مذکورہ
کر رہا تھا کہ اُس تاجدار کے حکم سے کچھ لوگون نے ارتھی شاہزادہ کی تخت سے اُتار کر اُس لکڑی کے
انبار پر رکھی اور گرد اُس انبار ہیزم خشک کے گھی اور رال وغیرہ ڈالکر چاہا کہ آگ اُس انبار ہیزم مین لگا دین
ناگاہ شاہزادی خورشید طلعت اُس انبار ہیزم پر جانے لگی خاص و عام نے ہر چند روکا اور جلنے سے منع کیا
مگر اُسنے نمانا آخر کار سب اُسکے روکنے سے باز رہے اُسنے انبار ہیزم مذکور پر جا کر ست سنت کرکے سر اُس
شاہزادہ کا اپنے زانو پر رکھ لیا مردم نے بمجبوری آگ لکڑیون مین لگا دی لکڑیان سلگنے لگین دھوان اٹھنے
لگا اُس وقت شاہزادہ نے بیتابی و بیقراری اپنی بہت ظاہر کی اُس شاہزادی نے کچھ سمجھ کے رستم ثانی
کو دیکھکر کہا ای شخص سچ کہہ تو ہمارا عاشق صادق ہے یا عاشق کاذب اگر عاشق صادق ہے تو تجھے
تیری بیقراری پر اُس وقت رحم آئیگا کہ جب تو یہ لوح رومال مین لپیٹ کر میری طرف پھینکدیگا اور مین لوح
اپنے گلے مین ڈال لونگی اور تو اس انبار ہیزم پر شعلہ ہاے آتش سے خوف نکر کے میرے پاس آئیگا اور یہان
تجھکو کسی طور سے لیجائیگا شاہزادہ نے بیوقوفی سے خیال کیا کہ یہ نازنین میرا امتحان عشق کرتی ہے جس طرح
ہو سکے امتحان مین کامل اُترنا چاہیے مطلب اپنا نکالنا چاہیے یہ خیال کرکے بغیر دیکھے لوح کے لوح کو گلے
سے اُتار کر رومال مین باندھ کر یہ تصور کرکے کہ مین نازنین سے لوح پھیر لونگا اُسکی طرف پھینکدی اُس
نازنین نے خوش ہوکے مسکرا کر رومال مذکور کو لیکے اپنے قبضہ مین کیا اتنی دیر مین شاہزادہ اُس انبار ہیزم کی
کیا آگ بجھانے اور اُس نازنین کو انبار ہیزم سے اُتار لانے کی فکر کرنے لگا ناگاہ باشارہ نازنین مذکورہ
جو لکڑیان زیر قدم طلسم کشا تھین وہ اُٹھین طلسم کشا گر کے بیہوش ہوگیا مردم نے یہ شور وغل کیا کہ وہ
طلسم کشا اسیر ہوگیا مرات جادو نے کس مکر و فریب سے عجب عیاری کرکے لوح لیکر طلسم کشا کو اسیر
کرلیا یہ شور کرکے ہر ایک خوش ہوا کیونکہ وہ مجمع خاص و عام ساحران نابکار کا تھا بزور سحر ہر ایک اپنی
صورت تبدیل کیے تھا لباس نفیس پہنے تھا کوئی تاجدار کوئی وزیر کوئی امیر بنا تھا وہ طائر جو درخت پر
آکے بیٹھے تھے وہ بھی ساحر تھے اُنھون نے باشارہ مرات جادو طلسم کشا کو فریب دیا تھا غرضکہ جملہ
خاص و عام کہ ساحران نابکار تھے خوش ہوکے باہم گلے ملنے لگے اور کہنے لگے آج عید ہے مین ایسا خوشی کی
ہے کہ طلسم کشا اسیر ہوا ابھی سب ساحر شادمان تھے کہ شاہزادہ رستم ثانی کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا
تو ایک دیر مین قید ہون زنجیر و طوق وغیرہ مین اسیر ہون در پیر ایک ساحرہ از حد ضعیف و ناتوان
پوست و استخوان نہایت بصورت ایستادہ ہے گرد و پیش ہزارہا ساحران نابکار خوش و خرم کھڑے ہین ایک
دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین ساحران نامی گرامی اُس ساحرہ ضعیف و ناتوان کے ہین اس طرح تعریف اُسکی
کر رہے ہین کہ ای مرات جادو مالکہ ہماری ہم کیا آپ کی تعریف کرین زبان ہماری آپ کی ثنا مین قاصر
ہے کس خوبی سے یہ کار نمایان آپنے کیا ہے قدردانی آپکی شاہ طلسم کریگا جو کچھ آپکو انعام مین خوش ہو کے
بخشے وہ تھوڑا ہے ساحرہ مذکور بہ مانند بلاے جانستان ہنسکر اُنھین جواب دیتی تھی کہ اگر مین اس تدبیر اور
اس مکر و فریب سے لوح نہ لیتی کبھی طلسم کشا اسیر نہوتا یہ کہکے ایک عرضی لکھوا کر ایک ساحر کو دیکر کہا جلد

کے خدمت شاہ طلسم میں لیجا وہ ساحر عرضی لیکر فی الفور روانہ ہوا اور بعد قطع راہ اُس وقت وہاں پہونچا
کہ شاہ طلسم تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار حاضر تھے شاہ طلسم اپنے ارکان سلطنت کو
مخاطب ہو کے کہہ رہا تھا نہیں معلوم مرات جادو نے طلسم کشا کے بارے میں کیا کیا وزرا عرض کر رہے
تھے حضور مرات جادو نہایت عاقلہ ہے اُسنے ضرور ہی فکر اسیری طلسم کشا کی ہوگی ابھی وزرا شاہ طلسم سے
یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ ساحر مسمی خرم جادو دربار میں جا پہونچا شاہ طلسم کو سلام کیا شاہ نے پوچھا خیر تو ہے
تو کیوں آیا ہے اُسنے عرض کیا عرضی مرات جادو کی لیکر آیا ہوں شاہ مذکور نے اُس سے عرضی طلب کی اُسنے عرضی
دیدی شاہ نے عرضی منشی کو دیکر کہا پڑھو اس عرضی کو وہ عرضی لیکر پڑھنے لگا خرم جادو باشارہ شاہ طلسم سے
ایک جگہ موافق اپنی ادنی لیاقت کے بیٹھ گیا شاہ طلسم عبارت عرضی مذکور کی بگوش دل سننے لگا مرات جادو
نے بعد القاب کے یہ لکھا تھا کہ اے بادشاہ فلک جاہ میں نے حضور کے اقبال سے بعد کوشش و فکر و مکر طلسم کشا
کو اسیر کر لیا ہے لوح طلسم صندل اُس سے لے لی ہے اب جو کچھ حکم ہو یہ کنیز بجا لائے شاہ طلسم عبارت عرضی
مذکورہ کو سنکے از حد خوش ہوا خوشی سے اپنے تخت پر اچھل پڑا چہرہ پر آثار خوشی ظاہر ہوگئے اہل دربار
بھی خوش ہوئے اُس وقت شاہ طلسم نے تعریف مرات جادو کی کرکے بو تیمار جادو سے کہ ساحر نامی
و اہل دربار سے تھا کہا کہ تو جا کر لوح مرات جادو سے لے آ وہ ہنوز جانے نہ پایا تھا کہ شاہ طلسم نے ایک نامہ
بنام مرات جادو لکھوا کر خرم جادو کو دیا اور کہا یہ نامہ میرا مرات جادو کو دیدینا یہ کہکے اُسے خلعت دیا
وہ خلعت پہنکر نامہ لیکر قبل جانے بو تیمار جادو کے روانہ ہوا بعد قطع راہ سامنے مرات جادو کے پہونچا
نامہ اُسے دیا اُسنے نامہ کو آنکھوں سے لگا کے بہت تعظیم و تکریم کی مہر شاہ طلسم کی سر نامہ پر دیکھکر
لفافہ چاک کر کے نامہ نکالکر خود پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ اے مرات جادو تونے عجب کار نمایاں کیا جب طلسم کشا
کو اسیر کیا ہے ہم تجھ سے بہت خوش ہوے ہیں انعام کثیر تیرے دینے کیلئے تجویز کیا ہے تجھے لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے
اس نامہ کے طلسم کشا کو ہماری خدمت میں لیکر قلعہ طلسمی پر حاضر ہو اور بو تیمار جادو کو ہم روانہ
کرتے ہیں اسکو لوح طلسم دیدینا ہمکو خیال ہے کہ مبادا مددگاران و فرزندان طلسم کشا سے کوئی حال اسیری طلسم کشا سے
آگاہ ہو جائے اور راہ میں تیرا سد راہ ہو تو تجھ سے لوح نہ لیجا سکے کیونکہ تیرے پاس لوح نہ ہوگی تو وہ
لیجا سکیگا یہ عبارت نامہ منشی کی پڑھکے مرات جادو خوش ہوئی اور جانب طلسم کشا دیکھکر کہنے لگی اے طلسم کشا
اب تجھکو یہاں سے خدمت شاہ طلسم میں لیے جاتی ہوں یقین ہے کہ آج ہی شاہ طلسم تجھکو قتل کروائے اگر وہ
تیرے قتل کرنے میں تامل بھی کریگا تو میں اُس سے کہکر تجھے قتل کرا دونگی تجھکو اس روز بد کی خبر نہ تھی تو نے
توڑنا طلسم صندل کا آسان سمجھ لیا تھا اب اس وقت کوئی تیرا حمایتی مددگار یہاں نہیں آتا تجھے میری قید سے
نہیں چھڑاتا ادھر ساحرہ مذکورہ یہ کلمات شاہزادہ رستم ثانی سے کہہ رہی تھی شاہزادہ مغموم و ملول تھا بوجہ
قید ہونے کے کچھ اسکو منہ سے سکتا تھا الا زبان قابو میں تھی ساحرہ کو جواب دیتا تھا کہ او ساحرہ مکارہ
کیا بکتی ہے تو مجھے کیا قتل کرائے گی اور شاہ طلسم مجھے کیا قتل کریگا اگر میری زندگی ہے اور
فضل خدا شامل حال ہوگا تو پھر قید سے رہا ہو جاؤنگا تجھے قتل کر دونگا طلسم کو توڑ دونگا شاہ طلسم کو
قتل یا اسیر کرونگا تو مجھے جان جاتی ہے یہ چل ابتو میں قید ہوں دھوکے سے اسیر ہو گیا ہوں یہاں تک
شاہزادہ رستم ثانی ساحرہ سے ہم سخن تھا ادھر ان طائران سحر نے جنکو عجائب جادو اور خورشید سرد قد

برائے دریافت خبر طلسم کشا روانہ کیا تھا تمام حال ابتری طلسم کشا سے آگاہ ہو کے جلد جا کے عجائب جادو
و خورشید روشن دل سے کہا کہ مرات جادو نے طلسم کشا کو اسیر کر لیا ہے لوح طلسم صندل سے لی ہے اب
وہ ساحرہ طلسم کشا کو پاس شاہ طلسم کے لیجانے پر آمادہ ہے یہ خبر سنکے عجائب جادو و خورشید
روشن دل کو صدمہ ہوا اور کہا ہمنے منع کیا تھا کہ اس وقت برائے فتح دربند جادو نہ جائیں ساعت بنحوست شاہزادہ
رستم ثانی نے نہ مانا آخر انجام کہنا نہ سننے کا یہ ہوا کہ وہاں جا کے اسیر ہو گیا یہ کہکے جملہ اہل لشکر سے کہا کہ
شاہزادہ ذیجاہ اسیر ہو گیا تم سب اسی جگہ رہو ہم سوئے قلعۂ طلسمی صندلان شاہ یہاں سے روانہ ہوا بالفعل ہم
یہاں سے برائے تدبیر رہائی طلسم کشا جاتے ہیں یہ کہکے عجائب جادو و خورشید روشن دل بزور سحر
غرق زمین ہو کے جانب قلعہ طلسمی روانہ ہوئے خواجہ عمرو ثانی بھی یہ خبر وحشت اثر سن کے سراسیمہ
ایک طرف موافق اپنے طریقہ کے فال دیکھکر روانہ ہوئے چالاک ثانی و برق ثانی و سیارہ ثانی
و قران ثانی اور چار عیار ریحان بھی تیکر رہائی طلسم کشا ہر ایک سمت روانہ ہوئیں جدید شاہ و شمشاد شاہ
وغیرہ سپاہ ساحران وغیرہ ساحران کو ہمراہ لیکے جانب دربار شاہ طلسم روانہ ہوئے ابھی ان سبکو راہ میں چھوڑ کر
جاتا ہوں اور یہاں سے پھر حال مرات جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب نامہ شاہ طلسم کا اُسکو پہنچا لوح کو
جھولی میں ڈالکر شاہزادہ کو ایک قفس آہنی میں بزور سحر بند کر کے قفس کو اپنے تخت سحر پر رکھ کے اُس جگہ سے
بصد خوشی تمام روانہ ہوئی وہاں شاہ طلسم نے بوتیمار جادو کو روانہ کیا مرات جادو تخت سحر پر بیٹھی ہوئی
قفس کو روبرو اپنے رکھے ہوئے شاداں و فرحاں چلی جاتی ہے ناگاہ بعد قطع راہ ایک دوراہے پر پہونچی
کیونکہ ایک راہ تو قلعہ کی طرف جانے کی تھی اور دوسری راہ شاہ طلسم کے دربار کی طرف جانے کی تھی
ساحرہ مذکورہ نے رخ اپنا سوئے قلعہ طلسمی کیا تھا کہ ناگاہ جانب دربار شاہ طلسم سے ایک آفتاب پیدا
ہوا ساحرہ مذکورہ سمجھی کہ شاید خورشید روشن دل بایں صورت برائے رہائی طلسم کشا آتا ہے یہ سمجھکر
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ناریل چوبی دار نکالا سحر پڑھ کر اسپر دم کیا اور ارادہ کیا کہ جب یہ آفتاب یعنی
خورشید روشن دل قریب آئیگا یہی ناریل مار دونگی ابھی ساحرہ مذکورہ اپنے دل میں یہ کہہ رہی تھی اور
تخت سحر اُسکا ہوا پر قائم تھا کہ وہ آفتاب قریب آیا پس سامنے آتے ہی اُسکے ساحرہ نے وہ ناریل اٹھا کے
ارادہ اُس آفتاب پر مارنے کا کیا ناگاہ اُس آفتاب سے آواز آئی مرات جادو ذرا ہاتھ کو روکو دوست
و دشمن کو پہچانو کچھ اندیشہ نکرو مجھکو غیر نہ سمجھو مرات جادو نے پھر ہاتھ کو روکا اُدھر وہ آفتاب میان
سے شق ہوا اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بوتیمار جادو تخت سحر پر سوار ہے آفتاب سحر سے نکلتا ہے دیکھکر
مرات جادو بصورت آئینہ حیران ہوئی اور دل میں کہنے لگی کہ بوتیمار جادو کو میں ایسا ساحر زبردست
نجانتی تھی کہ آفتاب سحر میں نہاں ہو کے ادھر آئیگا خوب ہوا کہ میں نے ناریل نہیں مارا اور اسکی آواز
سننے سے میں نے ہاتھ کو روکا ابھی ساحرہ اپنے دل میں یہ کہہ رہی تھی کہ بوتیمار جادو قریب آیا بعد سلام
کہا اے مرات جادو واقعی تمنے کیا کار نمایاں کیا ہے کس طور سے طلسم کشا کو اسیر کیا ہے یہ کہکے لوح طلسمی
طلب کی مرات جادو نے بوتیمار جادو کو خوب پہچان کے جھولی سے لوح جو رومال میں لپٹی ہوئی
تھی نکال کے ساحر مذکور کے حوالے کی اُسنے لوح کو لیکر کہا اے مرات جادو میں اب راہ قسم اسے
سوئے شاہ طلسم جاؤنگا آبادی سے بچا رہونگا مبادا استماع حال گرفتاری طلسم کشا سے عجائب جادو

وخورشید روشن دل وغیرہ ساحران نامی وزیر دست روانہ ہوئے ہون اور مجھ سے مقابلہ کرکے لوح
طلسم مجھسے لے لین اُس نے جواب دیا تمھین اختیار ہی مجھے شاہ طلسم نے نامہ مین لکھا تھا کہ لوح طلسم ہوشیار
جادوگر کو دیدینا اس وجہ سے مین نے تمھین دیدی ہی اب تمکو جو مناسب ہو کرو اُسنے کہا میرے نزدیک بہتر
یہی ہی کہ آبادی کی راہ چھوڑکے راہ صحراے جاؤ تم جلد تر خدمت شاہ طلسم مین جاؤ کہ وہ تمھارا منتظر
ہی یہ کہکے ہوشیار جادو سوے صحرا اُسی آفتاب سحر مین نہان ہو کر روانہ ہوا ساحرہ مذکورہ سوے شاہ روانہ
ہوئی اثناے راہ مین شاہزادہ رستم ثانی نے درمیان قفس سے دیکھا کہ قلعہ طلسم صندل دور سے نظر آتا
ہی کئی برج اُسکے ٹوٹے ہین اور جا بجا سے منہدم ہو گیا ہی کچھ پائدار و سالم ہی یہ حال قلعہ طلسمی دیکھکر دل مین
کہا یقیناً یہی قلعہ طلسم صندل ہی جسقدر مین نے مرحلے اور دربند فتح کیے ہین اُسی قدر شکست ہوا ہی اور
جسقدر مرحلات دور بجد باقی ہین اُسی قدر قلعہ طلسمی بھی ٹوٹنے سے محفوظ ہی ہاے حسرت طلسم کشائی دل ہی
مین رہی اسیقدر قلعہ طلسم صندل ٹوٹ کر رہگیا مین اسیر ہو گیا دیکھیے اب کسی صورت سے رہائی بھی ہوتی ہی
یا نہین شاہزادہ اپنے دل مین یہ باتین کرتا تھا قید سحر و دیگر قید سلاسل مین مبتلا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا قفس
مین بیٹھا تھا مرات جادو تخت سحر پر بیٹھی ہوئی چار طرف دیکھتی ہوئی بعد ہوشیاری و چالاکی سوے قلعہ
طلسمی چلی جاتی تھی اسکو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال ہوشیار جادو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ نابکار
آفتاب سحر مین نہان راہ صحراے چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین پری جمال حور خصال لباس
رنگین در بر زیور نقرئی و طلائی پہنے ہوے ایک تھال برنجی مین کچھ ہار پھول اور ساغر بلورین و شیشہ پر از
شراب رکھے ہوے کچھ ہار پھولون کے خود بھی پہنے ہوے بناؤ سنگار کیے ہوے صدا ے خلخال پا کی سناتی
ہوئی مانند طاؤس طناز کے خرامان خرامان جاتی ہی اور خود بخود یہ کہتی ہی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی مجھے
وہان جانے مین دیر ہوئی ہی دیکھتے ہی نازنین مذکور کو عاشق ہو گیا اور تقریر اسکی سُن کے حیران و فریفتہ
ہوا فی الفور آفتاب سحر سے باہر آکے تخت سحر اپنا روبروے نازنین سوے زمین لایا اور رستہ روکا نازنین
مذکور کا ہوکے پوچھنے لگا کہ اے نازنین مہر جبین سچ کہو تم گل کس بوستان و خاندان کی ہو نام تمھارا کیا ہی
پیادہ پا اس صحراے پرخار و وحشت انگیز مین یہ تھال لیے ہوے کیون جاتی ہو اور کس کے پاس
جاتی ہو یہ شراب اپنے ہاتھ سے کسکو پلاؤ گی یہ پھول ہار کسکو پہناؤ گی کیا کوئی مجھسے بہتر ہی جس کے واسطے
لیے جاتی ہو مین تمپر شیفتہ ہون تمھاری شمشیر ابرو کا گھائل ہون دل مین اشتیاق بوس و کنار رکھتا
ہون یہ صحرا ہی یہان دیکھنے والا کون ہی سامنے درہ کوہ ہی اس درہ کوہ مین چلو مجھے شراب اپنے ہاتھ سے
پلاؤ میرے ہاتھ سے تم شراب پیو جب نشہ ہو اُس وقت وصل ہو نازنین مذکور نے بناز و ادا جواب دیا
کہ اے ساحر میرا سد راہ نہو واہیات و بیہودہ باتین مجھسے نکرو مجھے جانے دے مجھکو میرے نام و خاندان
کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ کہین جاتی ہون کیا بیان کرون کہ یہ ہار پھول اور شراب کسکے واسطے لیے
جاتی ہون اُسنے دریافت کرنے مین اصرار کیا نازنین مذکورہ نے اُسکے اصرار سے مجبور ہو کر کہا میرا نام
نسرین گلبدن ہی خاندان عالی سے ہون واسطے ایک جوگی کے یہ شراب لیے جاتی ہون جوگی کہ مین اُسپر
شیفتہ ہوئی تھی اور وہ بھی مجھے دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر اب اُسنے نہین معلوم کونسا سحر مجھپر کردیا ہی کہ بغیر
اُسکے مجھے قرار نہین ہی لہذا اسی طور سے اُسکے پاس جاتی ہون آج دیر ہو گئی ہی وہ منتظر ہو گا تو عجب

میرا سد راہ اگر حال اس سد راہ ہونے کا اُس جوگی پر ظاہر ہو جائیگا تو وہ مجھے مار ڈالیگا کیونکہ وہ ساحر
زبردست ہی بوتیمار جادو نے مسکرا کر جواب دیا اے جان من یہ کیا کہتی ہو اُس حرامزادے جوگی کی میرے
آگے کیا حقیقت ہی وہ نابکار بزور سحر مجھے کیا مار ڈالیگا کیا میں کوئی ایسا ویسا ساحر ہوں آگاہ ہو کہ نام
میرا بوتیمار جادو ہی مقرب بارگاہ شاہ طلسم ہوں ساحران نامی و زبردست سے ہوں ایسا معتمد و معتبر ہوں
کہ لوح طلسمی ایسی شے مرات جادو مالک دربند چہارم سے لیکر خدمت شاہ طلسم میں جاتا ہوں دیکھو اس
رومال میں لوح لپٹی ہی یہ لوح طلسم کشا کے پاس تھی اس وجہ سے طلسم کشا نے کئی دربند فتح کیے
تھے چوتھے دربند پر مالک دربند چہارم مرات جادو نے بمکر و فریب یہ لوح طلسم کشا سے
لیکے اُسے گرفتار کر لیا ہی اور بحکم شاہ طلسم شاہزادہ رستم ثانی کو جانب قلعہ طلسمی دو لیکر گئی ہی یقین
کامل ہی کہ آج طلسم کشا قتل ہو جائے کیونکہ شاہ طلسم کو بہت غصہ ہی پس مجھ ایسے ساحر سے وہ جوگی
نامعقول کیا مقابلہ کرے گا اگر میں اُس پر ایک دانہ ماش کا افسوں دم کر کے ماروں تو خاک سیاہ ہو جائے تم
اب اُس سے نہ ڈرو اور نہ اب کبھی اُسکے پاس جانا اب مجھ سے رسم ملاقات جاری کرو میرے ساتھ چلو
عیش و عشرت سے بسر کرو اپنے وصل سے دام مجھے شادکام کیا کرو یہ کہکے ہاتھ پکڑا اور جانب درہ
کوہ لیچلا نازنین مذکورہ نے لاکھ انکار کیا اور ڈرایا اور حیلہ و حوالہ کیا لیکن ساحر مذکور نے نمانا درہ کوہ
میں لے پہنچ گیا اور وہاں بیٹھکر نازنین مذکورہ کو بہ عجز و انکسار اپنے پاس بٹھا کر کہنے لگا اے جان من حسرت
دلی یہ ہی کہ اس وقت یہ شراب تو اپنے ہاتھ سے مجھے پلا اور میرے ہاتھ سے تو پی بعدہ اسی درہ
کوہ میں ہم بستر ہو تمنائے دلی بر لا نازنین نے جواب دیا اے بوتیمار جادو اس خیال محال سے باز آ
یہ شراب لائق تیرے پینے کے نہیں ہی ازحد تیز و تند ہی اس کا ایک قطرہ بھی تو پی نہیں سکتا ہی اگر
پیے گا تو ہلاک ہو جائیگا یا ازخود رفتہ ہو جائیگا یہ شراب وہی جوگی پیتا ہی کہ اسکا عادی ہی اور میں تجھسے
وصل پر راضی نہیں ہو سکتی کسی طرح وصل میرا تجھے میسر ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہی پیر
اسکے سحر اُسکو آگاہ کرینگے وہ ابھی یہاں آ کر تجھکو ہلاک کریگا ہر وقت پیر اُسکے سحر کے میرے ہمراہ رہتے
ہیں اور مجھکو بھی وہ قتل کریگا سوا اسکے ایک گوہر کلاں اُسنے مجھے دیا ہی وہ گوہر اس وقت بھی میرے
پاس ہی اس جوگی نے مجھسے کہدیا ہی کہ یہ گوہر وہ گوہر سحر ہی کہ خاصیت اسکی یہ ہی کہ جب تو کسی شخص سے
فعل بد کریگی اُس گوہر سحر پرور کی شکل بدل جائیگی اے بوتیمار جادو ہر روز وہ جوگی مجھسے وہ گوہر طلب
کرکے دیکھ لیتا ہی اور پھر مجھے دیدیتا ہی پس میں نہیں چاہتی ہوں کہ ایک دم کے مزے و لطف کے لیے
تیری جان جائے اور میری بھی جان جائے میں جاتی ہوں تو بھی جا بوتیمار جادو نے کثرت الفت میں
جانے نہ دیا اور کہا نسرین گلبدن تم کسی طرح کا اندیشہ نکرو اور وہ گوہر کلاں مجھے دکھاؤ میں بھی
دیکھوں کہ وہ گوہر سحر کیسا ہی نازنین مذکورہ نے وہ گوہر اپنی جانب سینہ سے نکال کے اُسے دیا وہ اُسکو اپنے
کف دست پر رکھ کے گردش دینے لگا اور کہنے لگا واقعی یہ موتی بہت بڑا ہی میں نے اتنا بڑا موتی کبھی نہیں
دیکھا ہی مانند بیضہ بط کے ہی ضرور ہی کہ اسمیں کچھ اثر بھی ہو گا ابھی ساحر مذکور یہ کہہ رہا تھا گوہر مذکور کو دو
چار بار گردش دے چکا تھا موتی ہاتھ کی گرمی سے گرم ہو چکا تھا کہ ناگاہ گوہر مسطور حالت گردش دینے میں
درمیان سے شق ہوا بوے خوش اور دھواں سا اُسمیں سے نکلا بوتیمار جادو بوے خوش سونگھتے ہی

اور دھوان اسکا اسکے دماغ تک پہونچتے ہی چھینک مارکر بیہوش ہوگیا وہ نازنین اسکے بیہوش ہوتے ہی خوش ہوکے اٹھی اور پکاری منم خواجہ عمرو ثانی او ساحرنابکار خوب تو میرے دام مکر مین پھنسا یہ کہکے لوح طلسمی مع رومال بیضے اسکے پاس سے لیکر اپنے قبضہ مین کی بعدہ اسکی زبان مین سوزن دیکر قتل کرنا اسکا مناسب نجانکر لباس اسکا اتارکر ایک لنگوٹی اسکے باندہ کر رنگ و روغن سے اسکی صورت بنکر اسے نذر زنبیل کیا اور اس نقالی اور شیشہ وساغر وغیرہ کو بھی نذر زنبیل کیا بعد اسکے عمرو ثانی درہ کوہ سے نکلکر جانب قلعہ طلسمی چلا ہنوز تھوڑی دور گیا تھا کہ سامنے دیکھا ایک پہلوان قوی ہیکل تخت سحر پر بیٹھا ہوا چلا آتا ہے اسنے بوتیمار جادو نقلی کو دیکھکر تخت سحر زمین پر لاکر کہا اے بوتیمار جادو تمہین شاہ طلسم نے واسطے لانے لوح طلسم کے بھیجا تھا ابتک یہان ہو جلد چلو یا لوح طلسم ہمکو دو کہ ہم جلد تر لے جاوین بوتیمار نقلی نے جواب دیا مین لوح طلسمی تمکو ہرگز نہ دونگا نہین معلوم تم کون ہو مین خود ہی لیکر جاؤنگا اسنے متحیر ہوکے کہا اے بوتیمار جادو کیا تم مجھے نہین پہچانتے ہو نام میرا نہین جانتے ہو مین ہومان کشاکیش جادو ہون تم بھی مقرب درگاہ شاہ ہو مین بھی مقرب شاہ طلسم ہون بوتیمار جادو نے جواب دیا مین نے جو کچھ کہا تھا تم اسے نہین سمجھے کیا مین تمھین نہین پہچانتا یا نام سے تمھارے واقف نہین ہون غرض میرے کہنے کی یہ ہے کہ یہ لوح طلسمی ہے اسلیے شاید کوئی عیار لشکر طلسم کشا کا تمھاری صورت پر متشکل ہوکے آیا ہو اور مجھسے لوح طلب کرتا ہو ہومان کشاکیش جادو نے کہا اگر تمھین یہ تردد ہو اور اسی سبب سے تمنے کہا تو خیر مجھے لوح طلسم صندل نہ دو لیکن جلد چلو شاہ طلسم نے طلب کیا ہے بوتیمار جادو نے کہ بظاہر بوتیمار جادو وہ باطن عمرو ثانی تھا جواب دیا کہ مین کیونکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا اور اب جاسکتا ہون کہ لوح طلسم میرے پاس ہے ایسی حالت مین سحر پڑھ نہین سکتا اور پڑھون بھی تو اثر اپنا نہ دیکھاینگا بوجہ لوح کے ہان تمھارے تخت سحر پر البتہ بیٹھکر جلد جاسکتا ہون ہومان کشاکیش جادو نے کہا اچھا میرے تخت سحر پر سوار ہوکر چلو خواجہ عمرو ثانی اسکے تخت سحر پر سوار ہوکے بسوے قلعہ طلسمی روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال مرات جادو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ یہ ساحرہ بعد قطع راہ در قلعہ طلسمی پر پہونچی شاہزادہ رستم ثانی نے دیکھا کہ در قلعہ پر صدہا خیام و بارگاہ ایستادہ ہین ہزارہا ساحرون کا مجمع ہے ہر ایک ساحر اسیری طلسم کشا سے خوش ہے اکثر ساحر باہم گلے مل رہے ہین صدہا ساحر حسب الطلب شاہ طلسم ہر ایک سمت سے چلے آتے ہین ابھی شاہزادہ موصوف جانب ساحران مذکور دیکھ رہا تھا کہ ان ساحرون نے مرات جادو پر نظر کرکے خوش ہوکے یہ شور و غل کیا کہ مرات جادو طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آئی ہے کیا کار نمایان کیا مرات جادو تقریر ساحرون کی سُن کے خوش ہوتی ہوئی آگے بڑھی انکو ساحران نامی پوچھنے لگی کہ شاہ طلسم کس بارگاہ مین ہین انھون نے کہا اس بارگاہ فلک فرسا مین مع جملہ اپنے اہل دربار و دیگر ساحران نامی و نامور طلسم صندل کے تشریف رکھتے ہین مرات جادو اسی بارگاہ کی طرف گئی قریب بارگاہ پہونچکر شاہ طلسم کو سلام کیا اور وہ قفس کہ جسمین طلسم کشا قید تھا روبروے شاہ طلسم رکھدیا چونکہ اس وقت روبرو صندلان شاہ ارباب نشاط رقص و نغمہ کر رہے تھے بزم عشرت نہایت خوشی سے آراستہ تھی ہزارہا ساحران نامی صندلیان کرسیون اور صندلون پر بیٹھے تھے ناچ اور گانا ارباب نشاط کا دیکھ رہے تھے اور سن رہے تھے شاہ طلسم نے مرات جادو کے آتے ہی ارباب نشاط سے بہ اشارہ کہا کہ بالفعل رقص و نغمہ موقوف کرو دیر جلد

شہر کے رقص و نغمہ سے باز رہے اُسوقت طلسم کشا نے سب بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا شاہ طلسم
سلام مرآت جادو کا۔ اشارہ بیکراز حد خوش ہوکے اشارہ بیٹھنے کا کیا وُو دوبارہ سلام کرکے موافق اپنی قدر کے
قریب تخت شاہ طلسم ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اُسوقت صندلان شاہ نے ساتھ ساقیون کو طلب کیا وہ کشتیاں ابنی
تند و تیز کی مع شیشہ و ساغر لائے اور بہ اشارہ بادشاہ مذکور جملہ اہل بزم کو شراب ساغرہاے بلورین مین بھر بھر کے
دینے لگے خصوص مرآت جادو کو جام مے متواتر دینے لگے وہ ساحرہ اور جملہ اہل بزم اور خود شاہ طلسم
بھی شراب پینے لگا جب سب شراب پی چکے ساقیان شوخ چشم کشتیان مے ناب کی اُٹھاکر بارگاہ سے
لے گئے بعد ازان شاہ طلسم نے مرآت جادو کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے مرآت جادو تو نے
عجب کام کیا طلسم کشا کو اسیر کیا ہم تجھسے خرسند ہوے یہ کہکے اپنے ملازمون سے کہا جلدی کشتی
خلعت کی واسطے مرآت جادو کے لاؤ ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی مرآت جادو خلعت فاخرہ
سے مخلع ہوکے بہت خوش ہوئی شاہ طلسم نے طلسم کشا سے از حد ناراض ہوکے کہا اے طلسم کشا پسح
کلمہ اس روز بد کی بھی مجھے خبر تھی گو کہ تو قید ہوکے رہا ہو چکا ہے مگر اب کی مرتبہ مین تجھے قید نکرون گا قتل
کر ڈالونگا تیرے یہان آنے سے طلسم مین تھلکہ پڑ گیا کئی دربند تو نے اور تو نے صدہا ساحرون کو
ہلاک کیا مین تجھکو بھی ہلاک کرونگا ہان اگر خداوند تمثال آئینہ رو کو بقلب صاف سجدہ کرا اور اب میری
اطاعت و فرمان برداری اختیار کر تو البتہ تجھے قتل نہ کرون شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا اے صندلان
شاہ تو کیا مجھے قتل کریگا اگر میری زندگی باقی ہے تو اب بھی قید سے رہا ہو جاؤنگا طلسم صندل آبقی کو
بھی توڑونگا تجھے قتل کرونگا جو سلام مسلمان نہوگا اُسکو بھی تہ تیغ کرونگا مجکو خداوند عالم و عالمیان کی اعانت
سے امید ہے کہ تمناے مذکور میری بر آئیگی شاہ طلسم یہ تقریر شاہزادہ موصوف کی سُنکے بہت برہم ہوا
ملازمون کو حکم کیا اسکو قتل کر دیا جلاد کو بلاؤ کہ وہ اسکو یہان سے لے جاے ہنوز جلاد کو ملازمان شاہ طلسم
بحکم شاہ طلب کیا تھا وہ آیا نہ تھا کہ ہومان کشا کیش جادو و بوتیمار جادو نقلی کے ہمراہ تخت سحر سے اتر کر
روبرو صندلان شاہ کے آیا اور دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ جم جاہ میں حکم حضور سے بوتیمار جادو
کو لے آیا شاہ نے بوتیمار جادو سے لوح طلب کی اُسنے ایک لوح بصورت لوح طلسمی اپنے پہلو کی
جانب ہاتھ بڑھا کے رومال مین لپٹی ہوئی نکالی اور موافق قاعدہ کے شاہ طلسم کو دی اُسنے رومال
کھولکر لوح کو نہ دیکھا کہ یہ لوح اصلی ہے یا نقلی ہے فی الفور لوح مذکور کو رومال ہی مین لپٹا رہنے دیا اور اُسکو
اپنے پاس رکھ لیا پھر بوتیمار و ہومان سے اشارہ کہا بیٹھ جاؤ دونون ساحر بیٹھ گئے بعد اُنکے
بیٹھنے کے پھر شاہ طلسم نے اپنے ملازمون سے دو کشتیان خلعت زرتار کی طلب کین ملازم لے الفور
لائے پہلے ایک خلعت بوتیمار جادو کو دیا گیا بعدہ دوسرا خلعت ہومان کشا کیش جادو کو دیا گیا دونون
نے خلعت پاکے خوش ہوکے شاہ طلسم کو علیہ خلعت کا سلام کیا بعدہ دونون ساحران مذکور اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے ابھی ساحران نابکار بیٹھے ہوے تھے بوتیمار جادو جینے خواجہ عمرو ثانی کو خلعت دیا گیا
تھا ہومان تجھے بھی خلعت پایا تھا کہ ناگاہ جلاد نابکار زشت خو سیہ درون سنگ دل بصورت تیغہ لنگر لئے
ہوے روبرو صندلان شاہ کے آیا بعد سلام کرنے کے دست بستہ عرض کرنے لگا اے بادشاہ فلک
جاہ کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے کون لایق کشتنی ہے کس اجل رسیدہ کے قتل کرنے کو مجھے طلب کیا ہے

صندلان شاہ نے باشارہ کہا جو شخص اس قفس مین ہو اسے لے جا زیر تیغ بٹھا جلاد قفس آہنی اٹھا کر
بیرون بارگاہ لیگیا اور قفس مذکور سے شاہزادہ رستم ثانی کو نکال کے بوریہ ہلاکت کا ریگ کے چبوترہ پر
بچھا کے نہایت بیرحمی سے شاہزادہ کو بوریہ مذکور پر بٹھایا پھر گردن پر کوئلہ سے خط دیکر تیغہ آبدار
جوہر انبار نیام سے کھینچکر کہا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ وقت قتل تیرا قریب آیا ہے جو کچھ کھانا ہو کھا لے پانی
پینا ہو پی لے کوئی دم مین تیرے سر و تن مین جدائی ہو جائیگی حسرت دل کی دل ہی مین رہیگی پھر آب و طعام
میسر نہوگا اور نہ تو سیر و سیراب ہو سکیگا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا او جلاد وبائی بیداد اس وقت
مجھکو آب طعام کی طرف رغبت نہین ہے خون جگر پی چکا ہون غم کھا چکا ہون اس وقت دل یہ چاہتا تھا
کہ وقت آخر حمزہ صاحبقران ثانی جنکو امیر ثانی کہتے ہین انہین دیکھ لون اور جملہ اپنے عزیز و احباب سے
مل لون اور ملکہ رنگین کاکل کشا دختر عجاتک جادو کو بھی دیکھ لون اپنی محبوبہ سے مل لون اور دیگر
اپنے سرداران لشکر سے وداع ہو لون جلاد یہ تقریر سنکے ہنسا اور پکارا اے طلسم کشا یہ تمنا تیری ہرگز
بر نہ آئیگی شاہزادہ موصوف گفتگو جلاد بیرحم سنکے سہ سے فلک سر اٹھا کے برجوع قلب اپنے معبود سے
واسطے اپنی رہائی کے دعا کرنے لگا ادھر جلاد تیغہ بدست قریب تر شاہزادہ کے کھڑا ارشاد حکم اول ثانی و ثالث
کا منتظر رہا ادھر بوتیمار جادو یعنی خواجہ عمرو ثانی نے بیتاب و بیقرار ہو کے اپنی جگہ سے اٹھ کے
صندلان شاہ سے کہا اے بادشاہ فلک جاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہے شاہ مذکور نے کہا کہ کیا کہتا
ہے اُسنے عرض کیا اے بادشاہ قتل کرنا طلسم کشا کا اچھا نہین ہے خونریزی طلسم کشا خوب نہین ہے جس جگہ خون
طلسم کشا کا گرے گا وہ زمین اور وہ طبقہ ارض ویران ہو جائیگا بانیان طلسم نے یہی لکھا ہے کہ
طلسم کشا کو بعد چالیس روز کے بیرون شہر و طلسم لے جا کے قتل کرنا چاہیے اور جہانتک ممکن ہو اسکو
پند و نصیحت کر کے اپنے مذہب مین لانا چاہیے لہذا پہلے طلسم کشا کو ہدایت کرنا مناسب ہے کہ ہمارے
خداوندون کو سجدہ کرے اگر وہ انکار کرے تو اسے چالیس روز تک قید رکھنا لازم ہے بعدہ بیرون شہر و
طلسم صحرا مین اُسے قتل کرانا چاہیے صندلال شاہ نے جواب دیا اے بوتیمار جادو ہمنے پہلے ہی طلسم کشا
سے کہا تھا کہ تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کر خصوص خداوند تمثال آئینہ روکی پرستش کر اُس نے
انکار کیا تھا اور بعوض عجز و انکسار کے کلمات سخت بھی کہے تھے ہمنے برہم ہو کے حکم قتل دیا ہے ہر چند جو تو کہتا
ہے سچ ہے کہ خونریزی طلسم کشا اندر شہر و طلسم کے اچھی نہین ہے لیکن ہم مجبور ہو کے اس فعل کو اختیار کرتے ہین
کیونکہ طلسم کشا جب قید کیا گیا رہا ہو گیا بوتیمار جادو نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین اُسے جا کر سمجھاؤن
خداوند تمثال آئینہ روکی پرستش کرنے پر راضی کرون شاید میرے کہنے سے وہ خداوند تمثال آئینہ
روکو سجدہ کرے صندلان شاہ نے اُسکی تقریر سنکے اُسے اجازت دی بوتیمار جادو نقلی بارگاہ سے
نکلکر پھر اُس جگہ گیا جس جگہ شاہزادہ بوریہ ہلاکت پر بیٹھا تھا و عاجزی سے آہستہ آہستہ کر رہا تھا اشک آنکھون میں
فرط غم سے بھرے تھے چہرہ کثرت رنج سے متغیر تھا جلاد سر پر سایہ تیغ لیے کھڑا تھا ہزارہا ساحرون کا
ہجوم تھا کوئی کہتا تھا گو طلسم کشا ہماری جان و ایمان کا دشمن ہے مگر ایسے نوجوان قتل ہونے کا صدمہ
ہوتا ہے اکثر ساحر کہتے تھے کہین جلد طلسم کشا قتل ہو جائے تو زیادہ دل کو خوشی ہو اسکی جانب سے
جو اندیشہ تھا اور ہے وہ دلون سے دور ہو جائے جلاد نے بوتیمار جادو کو دیکھکر پوچھا کیا حکم قتل

طلسم کشا لائے ہُوئے جواب دیا تو یہان سے ہٹ جا مین طلسم کشا سے کچھ باتین کرونگا بحکم شاہ طلسم آیا ہون
جلاد یہ سُنکے ہٹ گیا پھر بوتیمار جادو نے جملہ ساحرون سے کہا تم سب یہان کیون کھڑے ہو گرد و پیش
طلسم کشا سے ہٹ جاؤ خیام مین جاؤ مین طلسم کشا کو ہدایت پرستش خداوند کرونگا یہ سُن کے جملہ ساحر جو
وہان کھڑے تھے ہٹ گئے اُسوقت بوتیمار جادو نے طلسم کشا سے مخاطب ہو کے قریب اُسکے جا کے
کہا ای طلسم کشا سزا طلسم کشائی کی تو نے پائی اسیر ہو کے یہان آیا اب کوئی دم مین قتل ہوگا سر و تن
مین جدائی ہو جائیگی ہوس طلسم کشائی دل مین رہگئی اس وقت تیرا لشکر کہان ہی شہر کا تیرے کس جگہ ہین
کوئی تجھے آکے قتل سے نہین بچاتا اس وقت مجبوری و بیکسی مین مدد تیری کوئی نہین کرتا اشک آنکھون
مین کیون بھرے ہین کیا جان کے جانے کا غم ہی اگر صدمہ قتل ہونے کا ہی تو میری نصیحت پر عمل کر سرکشی
سے باز آ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کر مین اقرار کرتا ہون کہ پھر تو قتل نہوگا جان تیری بچ جائیگی
شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا او ساحر کیا بکتا ہی میرے سامنے سے دور ہو مین تمثال آئینہ رو پر کہ وہ اک
بندہ گنہگار خدا ہے دو جہان ہی مانند شیطان کے مردم کو گمراہ کرتا ہی لعنت کرتا ہون ہرگز اُسکو سجدہ
نکرونگا مجھے قتل ہونا اپنا گوارہ ہی اُس مردود کو سجدہ کرنا منظور نہین ہی مین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کرتا ہون وہ ایسا خالق ہی اگر چاہے تو ابھی اپنی قدرت سے رہا کرے دشمنون کو دوست کرکے مجھ مغلوب کو
اعدا پر غالب کرے ای ساحر کیا کہون کہ مبتلائے سحر ہون دست و پا قابو مین نہین ہین ورنہ
ابھی اس طوق و سلاسل کو بقوت بازو توڑ کر تجھکو ہلاک کرتا بوتیمار جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ اُسوقت
مین بھی تو گفتگو سخت کرتا ہی اگر تجھ سے کسی طرح سحر دفع ہو جائے تو کیا کریگا یہ طوق و سلاسل ہرگز نہ توڑ سکیگا
تجھ مین اتنی قوت بھی نہین ہی نہ ایسی ہمت ہی کہ زر کثیر و جواہر بافراط کسی کو دینے کا اقرار کرے شاید کوئی
لالطمع زر و جواہر تجھے قتل ہونے سے نجات دے شاہزادہ نے جواب دیا اگر سحر مجھ سے دفع ہو جائے
تو اپنی قوت دکھا دون سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدون اور صاحب ہمت وہ ہون کہ اگر
اس وقت کوئی مجھ سے نیکی کرے تو مال دنیا سے اُسے بہت خوش کر دون بوتیمار جادو نے کہا تو کیا
زر و جواہر دیگا تیرے قول کا کیا اعتبار ہان دیگا بھی تو اپنی جان تو دیگا شاہزادہ کو غصہ آیا نظر
قہر و غضب دیکھا بوتیمار جادو نے کہا او طلسم کشا کیون مجھے گھور کر دیکھتا ہی کیون اس قدر مجھ پر غصہ کرتا ہی
کسی کو پہچانتا بھی ہی شناخت دوست و دشمن بھی کچھ تجھے ہی اسے سُن عمرو ثانی ہون لوح طلسم صندل بہ
مکر و فریب عیاری کرکے لیکر آیا ہون یہ کہہ کے لوح طلسم صندل جلد گلے مین شاہزادہ رستم ثانی کے ڈال
دی اُسکی برکت سے سحرات جادو کا دفع ہو گیا دست و پا قابو مین آئے شاہزادہ نے زور کرکے
طوق و سلاسل کو کہ آہنی کار اصلی تھا سحر کا نہ تھا مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا اور شمشیر آبدار
نیام سے کھینچکر نعرہ کیا کہ ای ساحران نابکار اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے جملہ ساحر نعرہ
طلسم کشا سُن کے از حد حیران ہوئے خصوص صندلان شاہ بہت ہی حیران ہوا اپنے اہل دربار سے کہنے لگا
کہ تم نے سُنا ابھی نعرہ طلسم کشا نے کیا ہی ذرا جا کے دیکھو تو اسکو کسنے رہا کیا یہ کہکے خود بھی اُٹھا اور
سبکو ہمراہ لیکر بیرون بارگاہ گیا وہان دیکھا کہ لوح طلسم صندل گلے مین طلسم کشا کے پڑی ہی تلوار دست
طلسم کشا مین علم ہی اکثر ساحران نابکار خون سے بھاگے جاتے ہین صندلان شاہ نے کہا ای ہمنشینان

ما بدولت غضب ہوا کہ شاہزادہ رستم ثانی رہا ہو گیا لوح طلسم صندل بھی اسکے پاس پہونچ گئی مجھے سخت حیرت
ہے کہ اسکو کسنے رہا کیا لوح تو میرے پاس تھی اسکے گلے مین کیونکر پہونچ گئی کسنے اسکو دیدی تھی یہ کہکے اُس
لوح کو دیکھا اُسے مصنوعی پاکر برہم ہو کر سب سے کہا طلسم کشا کو گھیر کر پھر گرفتار کرو جملہ ساحر بڑھے نارنج
و ترنج گولے فولادی مارنے لگے پیادر پے سحر کرنے لگے بہت سے ترسول اور پنسول لیکے حملہ آور ہوئے مرآت
جادو نے رہائی طلسم کشا سے مثل آئینہ کے حیران ہو کے شاہ طلسم سے کہا اے بادشاہ سمجھ مین کچھ
نہین آتا کہ طلسم کشا کیونکر رہا ہوا مین نے بڑی مشکل سے اسے گرفتار کیا تھا لوح طلسم اس سے لے لی تھی
شاہ طلسم نے جواب دیا مین خود حیران ہون کہ طلسم کشا کیونکر رہا ہو گیا خیر اب پھر اسکو کسی تدبیر سے اسیر کر
دو یہ سنکے آگے بڑھنے نارنج و ترنج سحر کرکے مارنے لگی لڑائی ہونے لگی شاہزادہ رستم ثانی بھی شمشیر آبدار سے
ساحرون کو قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرانے لگا ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی ہوائے تند چلنے
لگی آوازین قتل ہونے کی اُنکے سحر کے بیر دینے لگے خواجہ عمر ثانی کہ بصورت بو تیمار جادو
تھے ہنگام جنگ گلیم اوڑھے کھڑے تھے جب ساحرونکا زیادہ ہجوم ہوتا تھا گولے اور بان بیہوشی آمیز
گلیم کو منہ سے ہٹا کر ساحرون پر مارتے تھے اور پھر گلیم اوڑھ لیتے تھے ساحران نابکار خواجہ کے گولون
اور بان کو کسی طرح دفع نہ کرسکتے تھے اُنکے شعلون سے جل جلکر ہلاک ہوتے تھے اکثر پسپا ہوتے
تھے ہنوز لڑائی قریب قلعہ طلسمی ہو رہی تھی طلسم کشا اور خواجہ ساحرون کو قتل کررہے تھے لاکھون ساحرون
کا مجمع تھا گو کہ ساحران نابکار دست طلسم کشا و خواجہ سے قتل ہو رہے تھے لیکن ہجوم ساحران کم ہوتا
تھا صندلان شاہ حلقہ وزرا و امرا مین گھرا ہوا تھا غصہ مین بھرا تھا بار بار خود ارادہ لڑنے کا کرتا تھا
امرا و وزرا روکتے تھے اور دست بستہ عرض کرتے تھے حضور کیون لڑنے کا ارادہ کرتے ہین تھوڑی دیر
مین طلسم کشا پھر گرفتار ہو جائیگا آخر کہانتک لڑے گا لڑتے لڑتے تلوارین لگاتے لگاتے تھک جائیگا
غش کھاکے زمین پر گر پڑے گا یہان سے نکلکر جا نہ سکیگا سوا اسکے ابھی آپ کے دن بڑے ہین
آپ کو لڑنا طلسم کشا سے نچاہیے دور سے لڑائی دیکھیے بعوض لڑنے کے اپنی سپاہ کو ترغیب
جنگ دیجیے امیدوار انعام کثیر کا کیجیے ساحران نامی و عیتنامی یکبارگی ہجوم کرکے طلسم کشا پر گر پڑینگے
ضروری اسکو گرفتار کرلینگے لوح طلسمی چھین لینگے طلسم کشا تنہا ہے لاکھون ساحرون کو روک نہ سکیگا
پارہ پارہ پامال سپاہ کثیر ہو جائیگا شاہ طلسم اپنے ارکان سلطنت و خیرخواہان دولت کے کہنے سے غصہ
کو ضبط کرکے جنگ سے باز رہکر ساحران نامی و سرداران سپاہ ساحران و پہلوانان قوی ہیکل کو ترغیب
جنگ دیتا تھا اور بآواز بلند کہتا تھا اے نمک خواران ما بدولت جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو اسیر کرو مین
انعام کثیر دونگا ساحران نابکار اُسکے کہنے سے فکر اسیری طلسم کشا کرتے تھے ترسول و پنسول وغیرہ آلات
حرب و ضرب سے لڑتے تھے کیونکہ بوجہ لوح پاس ہونے کے سحر کسی کا طلسم کشا پر اثر نہ کرتا تھا
ناگاہ نبردگاہ مین زمین شق ہوئی عجائب جادو و خورشید روشن دل مع دوتکہ طلسمی چھوڑکر راہ صحرا
سے جنگاہ مذکور مین آکے زمین سے نکلے چونکہ ہمراہ اپنے اسباب سحر لائے تھے بہ ارادہ جنگ آئے
تھے نعرہ کرکے سپاہ ساحران پر گرے متواتر سحر کرکے ساحرون کو ہلاک کرنے لگے اوس وقت ساحر سحر بلائے
عجائب جادو و خورشید روشن سے مانند شمع کافوری کے جلنے لگے ساحران نامی بجا دم سحر

اُنکے سے عاجز ہونے لگے لشکر صندلان شاہ میں ایک تہلکہ پڑ گیا یا قیامت برپا ہوگئی اکثر
ساحروں نے یہ شور کیا کہ خورشید روشن دل و عجائب جادو برائے اعانت طلسم کشا آگئے ہیں اُنکے
سحر و تیغ سے جانبر ہونا دشوار بلکہ امر محال ہے صندلان شاہ عجائب جادو و خورشید روشن دل کے آنے سے
از حد برہم ہوا لاکھ وزرا و امرا نے سمجھایا کہ حضور لڑائی میں ستارے حضور کے طالع کے گرتے ہیں صندلان شاہ
نے حال جنگ و بربادی و تباہی و قتل اپنے لشکر کا دیکھکر تاب ضبط نہ لا کر آگے بڑھ کے پکار کے کہا کہ ای
برادر عجائب جادو کیا حق برادری یہی ہے کہ جو تُنے کیا اور اس وقت ہمارے ساتھ کر رہے ہو اور
ای خورشید روشن دل تجھکو کچھ خیال ہم مذہب ہونے کا نہیں ہے شرکت طلسم کشا ایک غیر مذہب کی
اختیار کی ہے یہ کیا دل میں آئی ہے یہ فعل تمہارا عقل کے خلاف ہے خیر جو کچھ کیا وہ کیا اب بھی اعانت طلسم کشا
اور میری عداوت سے باز آؤ طلسم صندل کے مٹانے کی فکر نکرو یگانے اور دوست ہوکے بیگانے
اور دشمن میرے نہو ورنہ میں بھی فکر تمہاری ہلاکت کی کرونگا حتی الامکان زندہ نچھوڑونگا عجائب جادو
و خورشید روشن دل نے جواب دیا ای صندلان شاہ ہمنے شرکت طلسم کشا جو کی تھی کچھ سمجھ کے کی تھی
بہبودی اپنی تصور کرلی تھی یہ فعل ہمارا نہیں ہے گر تم اپنی زندگی اور بہتری چاہتے ہو تو اطاعت طلسم کشا
کرو ورنہ ہم تمسے ڈرتے نہیں ہیں جو تمسے ہوسکے ہمارے حق میں بدی کرو سامنے ہمارے آؤ یہی گوی ہے اور
یہی میدان ہے آج جسکو خدا فتح دیگا وہ فتحیاب ہوگا صندلان شاہ یہ سنکے غضبناک زیادہ ہوا جملہ ارکان
دولت کو ہمراہ لیکر اور آگے بڑھا عجائب جادو و خورشید روشن دل پر بڑے بڑے سخت سحر کرنے لگا
وہ بھی اُسکے سحروں کو رد کرکے اُسپر سحر کرنے لگے ارکان سلطنت و خیر خواہان دولت صندلان شاہ بھی لڑنے
لگے جنگ عظیم ہونے لگی اگرچہ جنگ عظیم اور جدال سحر صندلان شاہ و عجائب جادو و خورشید روشن دل
کے اور حال شمشیر زنی طلسم کشا و جنگ خواجہ عمرو ثانی بہ تفصیل تحریر کیجائے تو بہت طول ہوگا چونکہ طول
دینا اس خاکسار مولف کو منظور نہیں ہے لہذا بطرز اختصار احوال اس کارزار کا لکھتا ہے کہ لڑائی ہو رہی تھی شمشیر
زنی طلسم کشا و جنگ خواجہ و سحرہائے عجائب جادو و خورشید روشن دل و صندلان شاہ وغیرہ
ساحران نامی سے قیامت برپا تھی وہ میدان گویا عرصۂ محشر تھا شور و غل بلند تھا ساحران سپاہ صندلان شاہ
ہزارہا قتل ہو رہے تھے اُنکے مرنے سے تاریکی دمبدم ہوتی تھی اور اُنکے نام سے ہر اُنکے سحر کے
پکار رہے تھے اظہار ہلاکت کر رہے تھے جا بجا خون کے انبار لگے تھے صدہا ساحر بزور سحر پرندے
ہوا سحر کی سواریوں پہ سوار تھے اور مصروف و شریک جنگ تھے ہزارہا ساحر بالائے خاک جنگ آزما تھے
سحر کر رہے تھے جو طلسم کشا سے لڑتے تھے وہ ترسول اور چنبول وغیرہ آلات حرب و ضرب سے لڑتے
تھے ناگاہ سوئے فلک صدہا ٹکڑے ابر مختلف رنگ کے پیدا ہوئے اُنمیں برق کی سی چمک اور رعد کی سی
آواز تھی اور ایک سمت قلعہ طلسمی کی سرحد سے علیحدہ غبار عظیم بھی اُٹھا روئے آفتاب کثرت غبار سے
نہاں ہوا سب جانب فلک سوئے غبار دیکھنے لگے یکایک وہ ابر کے ٹکڑے درمیان سے شق ہوئے
فوج ساحران نامی سحر کی سواریوں پر سوار اُنمیں سے پیدا ہوئی اور نارنج و ترنج اور ناریل چوبی دار
اور کچھ پیکانوں کے اور گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر جھولیوں سے نکالکر سحر اُنپر دم کرکے اپنے حریفوں
کو پہچان کے اُنپر مارنے لگے ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو نے بھی ایسا سحر کرنا اور لڑنا

شروع کیا کہ صندلان شاہ وغیرہ دیکھکر دنگ ہوگئے اب لڑائی کو زیادہ قوت و ترقی ہوگئی ساحران لشکر
طلسم کشا اور لشکر خورشید روشن دل و عجائب جادو کا آگیا سپاہ صندلان شاہ بے دل ہو کے
پسپا ہونے لگی ایسی حالت میں سامنا مرآت جادو کا طلسم کشا سے ہوا شاہزادہ نے نعرہ کیا او ساحرہ نابکار
ہوشیار و خبردار ہو کہ میں اب تجھکو قتل کرتا ہوں ■ یہ سُن کے غضبناک ہو کے برق بنکے گری طلسم کشا نے
فی الفور عکس لوح کا ڈالا وہ بصورت اصلی ہو کے روبرو گری طلسم کشا نے بڑھ کے ایسی تلوار اسکے سر پہ
لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوگئی اس ساحرہ کے مرنے سے بہت تاریکی ہوئی جو بروج قلعہ طلسمی کے
باقی تھے ٹوٹ گئے کیونکہ چاروں دربند مالکان دربند کے قتل ہونے سے [illegible] ہوئے اور بروج قلعہ
جو دربندوں سے وابستہ تھے شکستہ ہوئے بیر سحر کے مرآت جادو کے نام سے پکارے افسوس قتل
کیا تجھکو کہ نام میرا مرات جادو تھا اب صرف قلعہ طلسمی جسکو طلسم صندل کہتے ہیں کچھ باقی رہگیا جو
باقی رہا وہ بھی گردش میں مقرر رہا تھا تھوڑی دیر بھی مرات جادو کے مرنے میں نگذری تھی کہ وہ
غبار جو اٹھا تھا ہوا سے پریشان ہوا لشکر طلسم کشا نے غیر ساحروں کا تھا پیدا ہوا حدید شاہ و سرشار شاہ
و دیگر سرداران لشکر ظاہر ہوئے اور نعرہ طلسم کشا کا سُن کے جنگ عظیم ہوتے دیکھکر و ورق مقام جنگ کے
ٹھہرے اور وہیں سے لشکر صندلان شاہ پر سب نے حملے کرنے شروع کیے ساحران لشکر صندلان شاہ
اب زیادہ ہلاک ہونے لگے اور بہت گھبرائے بے دل و سراسیمہ ہو کے پیچھے ہٹنے لگے پس پشت سے، تیغ
جہان ستان اُٹھا سامنے سے ساحران حریف نے سحر کرنا شروع کیا ایسی حالت میں درمیان دشمنوں کے
گھر گئے ہزارہا ساحر ہلاک ہونے لگے اکثر قابو پا کے بزور سحر پر پرواز پیدا کرکے باز یا عقاب
وغیرہ بنکر بھاگنے لگے لشکر عجائب جادو و خورشید روشن دل و سپاہ حدید شاہ و سرشار شاہ
نے یہ حال دیکھ کر آگے بڑھ بڑھ کر تیز حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ جملہ دشمنوں کو قتل کر ڈالے
کسیکو بھاگ کر جانے نہ دیجیے چنانچہ عجائب جادو و خورشید روشن دل و طلسم کشا و عنقا سے
بدطینت و طفیل جادو و وزراے عجائب جادو و ملکہ ماہ سبز پوش و عمرہ نے بھی وزیروں کو
صندلان شاہ کے قتل کیا اور بہت سے ساحران نامی کو ہلاک کیا صندلان شاہ یہ رنگ جنگ
دیکھکر غمگین ہوا دل میں کہنے لگا کہ لڑائی بگڑ گئی دشمن غالب ہوے سپاہ میری مغلوب و مقتول ہوئی
ہے جو سپاہ باقی تھی وہ بھی بے دل ہے کچھ ساحر بھاگے جاتے ہیں بہت سے بھاگنے پر آمادہ ہیں تاب
مقابلہ لا نہیں سکتے ہیں ایسے وقت میں ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ سپاہ باقی ماندہ بھاگنے نپائے اور اعدا
پسپا ہو جائیں جان میری بھی دست اعداے بچے یہ خیال اپنے دل میں کرکے بآواز بلند پکارا کہ اے
نمکخواران بادولت کیوں بیدل ہو کے پسپا ہوتے ہو ارادہ بھاگنے کا کرتے ہو کیسے مرد ہو کہ عورتوں کا
شعار اختیار کرتے ہو ابھی میں زندہ ہوں کیا میں قتل ہو گیا یا گرفتار ہو گیا ہوں جو بھاگے جاتے
ہو دیکھو نمک حرامی پر کمر نہ باندھو دلیرانہ دشمنوں سے لڑو میں اب وہ تجویز کرتا ہوں کہ دشمنوں کو جان
بچانا دشوار ہوگا یہ میدان جنگ لاشہ ہاے اعداے بھر جائیگا میں شاہ طلسم ہوں جبتک قدرت و اختیار ہوں
ابھی تک بخیال نحوست ایام کے اچھی طرح نہیں لڑا تھا اب اپنی جان کا خیال کرکے لڑتا ہوں دیکھو حال اعدا کا کیا کرتا ہوں
یہ کہکے سحر ہاے سخت کرنے لگا یمین و یسار و پشت و رو کی طرف اعدا پر آفت و بلا نازل کرنے لگا ساحروں

وغیرہ ساحروں کو ہلاک و مبتلائے سحر کرنے لگا لاشوں سے میدان جنگ بھرنے لگا کبھی برق بن کے گرنے لگا
خرمن اعدا کو جلانے لگا گاہ ابر سحر سے پانی برسانے لگا وہ پانی جس ادنیٰ و اعلیٰ ساحر وغیرہ پر برستا تھا فی الفور
بیہوش و ہلاک ہوتا تھا اسی طرح دمبدم سحر تازہ کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ صندلان شاہ نے ایسے ایسے
سحر کیے اور جم کر ایسا لڑا کہ ہزارہا لشکریان طلسم کشا کو جو اچھے ساحر وغیرہ ساحر تھے ہلاک کیا اور لشکر کو ہٹا دیا
صحرا لاشوں سے بھر دیا یہ حال دیکھکر باہم مشورہ کرکے طلسم کشا و خورشید روشن دل و عجائب جادو
و ملکہ ماہ سبز پوش زوجۂ عجائب جادو و خواجہ عمرو ثانی و دیگر ساحران نامی نے چار سمت سے صندلان
شاہ کو گھیرا عجائب جادو نے بزور سحر زمین کو سنگلاخ کیا خورشید روشن دل نے بردے ہوا بند و بست
کیا کہ صندلان شاہ سوئے فلک کسی طرح جانے نہ پائے ملکہ ماہ سبز پوش نے پس پشت اس کی سے
اسیر سحر سخت کیے خواجہ اور طلسم کشا اسکے روبرو خواہان اسکے قتل و گرفتاری کے ہوئے دیگر ساحران نے
یمین و یسار آسکے اوپر سحر کیے اس تدبیر سے صندلان شاہ گھبرا گیا حواس عمدہ بجا نہ رہے جس طرف ذرا بھی
غافل ہوا اس طرف سے کسی نہ کسی ساحر کا سحر چل گیا اسکے دفع کرنے میں شاہ طلسم معروف ہوا خود
سحر کرنے سے باز رہا ایسی حالت میں طلسم کشا نے سامنے اسکے ہوکر لوح کو دیکھکر نعرہ کیا کہ ای صندلان شاہ
ہوشیار و خبردار ہو کہ میں آپہونچا صندلان شاہ نے یہ بہت رو گئے اور اپنی جان بچانے کے لاچار و
مجبور ہوکر ارادہ کیا کہ بزور سحر غرق زمین ہوکر بھاگ جاؤں دشمنان قوی سے جان بچاؤں
مخصوص طلسم کشا سے اپنی جان کی حفاظت کروں یہ ارادہ کرکے سحر کرکے زمین پر قدم مارے زمین کو
سنگ پایا سوئے آسمان بزور سحر گیا مگر راہ کسی طرف جانے کی نہ پائی آسمان فولادی سحر کی ٹکر کھائی
سوئے یمین چاہا کہ بھاگے ساحران نامی نے روکا جانے نہ دیا جانب یسار رخ کیا عجائب جادو و ملکہ
ماہ سبز پوش سد راہ ہوئے آخر کار لاچار ہوکے قصد کیا کہ لڑ بھڑ کر جان دیجیے بھاگنا ممکن نہیں ہے
دشمن چہار سمت سے گھیر چکے ہیں کسی طرف سے بھاگنے نہیں دیتے ہیں کس کس سے لڑیے کس کس کو
دفع کیجیے خورشید روشن دل و عجائب جادو و ملکہ سبز پوش وغیرہ ساحران نامی و نامور کے سحرہا
سخت کیونکر بعجلت دفع کیجیے گھبراہٹ اور اضطراب میں کیا کیجیے کس کس سے مقابلہ کیجیے بہتر و مناسب
یہی ہے کہ لڑکر سر میدان مرجائیے نام دنیا میں کر جائیے یہ قصد کرکے جان دینے پر آمادہ ہوکے اپنی
نانی ملکہ آتش فروز جادو و اپنی دایہ تاریک جادو کے الطاف و اشفاق کو یاد کرکے انکے ہلاک ہو جانے
پر گریان ہوکے طلسم کشا سے کہا ای طلسم کشا گو تو صاحب لوح طلسم ہے مگر میں بھی وہ صاحب حکومت و اختیار ہوں
کہ مجھ ایسے دشمن جانی سے جنگ کرنے میں چنداں مجبور نہیں ہوں ہر چند عجائب جادو و خورشید روشن دل وغیرہ
میرے عدو ہیں لیکن سب سے زیادہ تر میرا دشمن جان تو ہے تجھی سے مقابلہ کرتا ہوں یا جان اپنی دیتا ہوں
یا تجھکو کسی طرح گرفتار کرتا ہوں طلسم کشا نے جواب دیا ای صندلان شاہ میں تیرے حال پر رحم کرکے کہتا
ہوں کہ اگر اس وقت بھی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کرنے کا وعدہ کرے تو میں تجھکو ہلاک
نہ کروں شاہ مذکور نے مسلمان ہونے اطاعت قبول کرنے سے انکار کرکے چند کلمات سخت و نامناسب کہکے
ایسا ایک سحر کیا کہ درمیان اپنے اور طلسم کشا کے ایک دریائے آتش پیدا کیا پھر
ایک سوار نیزہ بکف صحرا سے پیدا ہوکے مقابل طلسم کشا ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے بہ ہدایت

لوح اُس سوار سحر کو قتل و معدوم کر کے دریائے آتش سحر کو عکس لوح سے نابود کر کے صندلان شاہ پر
حملہ کیا خواجہ عمرو ثانی بھی گلیم اوڑھے ہوئے شاہزادہ رستم ثانی کے ساتھ ساتھ تھے موقع پا کر دشمنوں
سے لڑتے جاتے تھے طلسم کشا پیادہ تھا خواجہ نے کہا اے فرزند لشکر تمہارا آگیا ہے اپنے لشکر کے کسی
سوار کے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑو پیادہ پا نہ لڑو ابھی خواجہ یہ کہہ رہے تھے کہ ایک گھوڑا ایک سوار
مقتول کا قریب نظر آیا خواجہ اُس گھوڑے کو گلیم اوڑھے ہوئے لے آئے شاہزادہ نے اُس مرکب پر
سوار ہو کے پھر حملہ صندلان شاہ کی طرف کیا اُسنے شمشیر خون چکان دست شاہزادۂ ذی شان میں دیکھ کر
خائف ہو کے پیچھے ہٹ کے جلد ایک سحر ایسا کیا کہ سمت صحرا سے ایک شیر غضبناک و کلان پیدا ہوا
اور طلسم کشا کا سد راہ ہوا شاہزادہ نے بہ ہدایت لوح اُس شیر کو قتل و معدوم کیا یہ حال دیکھ کر صندلان شاہ
گھبرا کر اپنے سحر کے زور سے عقاب بنکر سوے فلک گیا خورشید روشن دل کے سحر سے جو ایک آسمان فولادی
محیط تھا پھر اُسی سے ٹکر کھائی لاکھ چاہا کہ اُسکو بعجلت توڑ کر نکل جائے مگر دیگر ساحران نامی نے
اور خود خورشید روشن دل نے ایسے ایسے آسیر سحر سخت کیے کہ وہ اُس آسمان سحر کو توڑ نہ سکا شکست
کھا کے سوے زمین آیا زمین پر مانند کلوخ کے گرا طلسم کشا لوح کر کے قریب اُسکے پہونچا چاہا کہ تلوار لگا کے
کام اُسکا تمام کرے صندلان شاہ نے بصورت اصلی ہو کر جلد سحر سے چند سپر اپنے سر اور دونوں بازوؤں کی
طرف پیدا کیں اور ایک سحر ایسا پڑھ کے سوے فلک پھونکا کہ تاریکی پیدا ہوئی طلسم کشا اور خواجہ
دونوں اسی حالت میں قریب تر صندلان شاہ کے پہونچے اسی تاریکی میں طلسم کشا نے بایماے
لوح کے صندلان شاہ پر تلوار لگائی خواجہ نے آگے بڑھ کر پڑی ڈری کی حباب بیہوشی مارے تلوار
تو طلسم کشا کی خالی گئی تاریکی کے سبب سے اُسکے سر پر نہ پڑی کچھ بگڑ تلوار پڑ جاتی اور وہ قتل ہو جاتا
کہ حیات اسکی باقی تھی لیکن ایک حباب بیہوشی آخر صندلان شاہ کے سوراخ ہائے بینی پر پڑ ہی گیا
اسکے ٹوٹنے سے اثر اسکا اُسکے دماغ تک پہونچا فی الفور صندلان شاہ کو چھینک آئی اور بیہوش
ہو کے زمین پر گرا خواجہ ساتھ شاہزادے کے تھے اس حال سے صندلان شاہ آگاہ نہ تھا کیونکہ
خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے تھے اس وجہ سے دھوکا کھا کے بدی مقدر کے سبب حباب بیہوشی آمیز سے بیہوش
ہو گیا خورشید روشن دل نے اسی وقت اپنے سحر سے اُس تاریکی کو دفع کیا طلسم کشا نے دیکھا
کہ صندلان شاہ بیہوش خاک پر پڑا ہے یہ دیکھتے ہی خوش ہو کے پھر تلوار لگانے کا قصد کیا یکایک
عجائب جادو نے کہا اے شاہزادہ ذی وقار بالفعل صندلان شاہ کو قتل نہ کیجیے گو یہ کافر ہے مگر میرا بڑا بھائی
ہے شاید ہدایت کرنے سے یہ دین اسلام قبول کرلے شاہزادہ نے ہاتھ اپنا روک کے جانب خواجہ عمرو
ثانی دیکھا اُس نے کہا میرے نزدیک بھی مناسب ہے کہ ایکبار صندلان شاہ کو اور ہدایت کیجائے
شاید ابکی مرتبہ دین اسلام قبول کرلے پس کے باشارہ شاہزادہ رستم ثانی فی الفور اسکی زبان میں سوزن
دیکر جال الیاسی مار کر میں کارزار میں کہ لڑائی ہو رہی تھی زمین تھرا رہی تھی لاش پر لاش لشکریان
ہر دو طرف کی گر رہی تھی قلعہ طلسمی بھی تھرا رہا تھا ساحروں کے مرنے سے تاریکی ہو رہی تھی کوئی معین و
مددگار صندلان شاہ کا آنے نہ پایا تھا کہ خواجہ نے اسکو تندرتہ نبیل کیا ساحران صندلان شاہ
طلسم کے اسیر ہوتے ہی بے دل ہو کے بھاگنے لگے اور ہزارہا ساحر طالب امان ہوئے طلسم کشا نے

اسنے کہا کہ اگر تم اقرار مسلمان ہونے کا کرو تو البتہ مین تمکو امان دون بہت سے ساحرون نے مسلمان
ہونیکا اقرار کیا تھوڑے ساحران سیہ قلب نے انکار کیا انمین سے بہت سے مارے گئے اور کچھ سوے صحرا
وکوہ بھاگ کر نکل گئے جب یہ جنگ عظیم فتح ہوئی طلسم کشا وجملہ دوستان طلسم کشا کو خوشی حاصل
ہوئی خورشید روشن دل وعجائب جادو وجملہ شہر کا وخیر خواہ نے کہا ای شہریار ہماری رائے یہ ہے کہ
جلد تر داخل قلعہ طلسمی ہو کے باقی طلسم صندل کو توڑیئے مبادا تاخیر کرنے مین معاملہ دگرگون ہو
شاہزادہ رستم ثانی نے انکی رائے کو پسند کیا اور بہ ہدایت لوح طلسم صندل وبخبر آگہی درویشان وکل
ساکنان طلسم قطب وابدال وراز داران طلسم صندل مانند وزراے شاہ طلسم وبزرگ ماخذ شناس
مذکور جنھے طلسم کشا کو نقش دیا تھا وبشراکت واعانت خورشید روشن دل وعجائب جادو وغیرہ
باقی طلسم صندل کو بھی جلد تر فتح کیا بعد فتح کرنے کے عجائب جادو کو حقدار حکومت شہر صندل کا
جان کے اور عوض نیکی کا بھی خیال کر کے طلسم کشا نے تخت حکومت شہر صندل پر اپنے ہاتھ سے جملہ سرداران
نامی وغیر نامی کو جمع کر کے بٹھا دیا ہر ایک نے علی قدر مراتب نذر دی عجائب جادو نے قبول کر کے
باجازت وباشارہ شاہزادہ ہر ایک کو انعام علی قدر مراتب دیا اور انکے عہدے بڑھائے طلسم کشا
یعنی شاہزادہ رستم ثانی نے بعد تخت نشین کرنے عجائب جادو کی رائے سے خورشید روشن دل کے
جملہ مال واسباب طلسم صندل کا نکلوایا شمار اس مال فراوان واسباب بیش بہا کا ناممکن تھا اور
تعداد زر وجواہر ومال واسباب کی بتفصیل تحریر کرنا دشوار ہی الا بطریق اختصار وبطریق مجمل لکھا جاتا
ہے کہ کئی سو چھکڑے بھرے ہوے روپیہ اور اشرفیون اور زر وجواہر واسباب جنسی قیمت سے بھرے قسم اجناس نادر
ونایاب سے خفتان وچار آئینہ وزرہ وتاجہاے جواہر نگار کہ جنمین لعل بیش بہا نصب تھے و دیگر اسباب
مانند پوشاک نفیس شاہان ولباس نادر تاجداران دربارگاہ صندلی ودیگر اشیاے نایاب آئین طلسم کشا کے
ہاتھ آئین اور بہت سے قیدیان طلسم کہ جو انسان گویا بصورت حیوان بوجہ ناخن وموے سر بڑھ جانے کے
تھے جا بجا قلعہ طلسمی سے نکلے شاہزادہ رستم ثانی نے ان سب قیدیون پر مہربانی والطاف بیحد کر کے اپنے ملازمون
سے کہا انکو حمام مین لیجاو ناخن وموے سر بڑھے ہوے انکے حجامون سے کٹوا کر لباس نفیس انکو
پہنا کے ہمارے پاس لے آو ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی جب سب قیدیان طلسم مذکور حمام مین نہا کر
کپڑے پہن کے خدمت شاہزادہ ذیجاہ مین آئے شاہزادہ انکو دیکھکر خوش ہوا پہلے سب نے شاہزادہ
کو سلام کیا تھا اب بھی پاس آکے سلام کیا اور کہا ای شاہزادہ ذیوقار ہم ایک مدت دراز سے اس
طلسم مین قید تھے حضور کے سبب سے قید سے رہا ہوے آپنے از حد ہمپر احسان کیا ہم شکریہ اس
احسان کا ادا نہین کر سکتے اگر تمامی عمر غلامی کریں تو بھی بار احسان ہمارے سر سے نہ اترے شاہزادہ
موصوف نے تقریر انکی سن کے عنایاتہ تبسم آمیز کر کے کہا یہ کیا کہتے ہو مین نے ایسا کیا احسان کیا ہے
تمہارے مقدر مین فی الحال رہا ہونا تھا رہا ہوے پھر ہر ایک کا نام پوچھا اور دریافت کیا تم سب
کہان کے رہنے والے ہو ہر ایک نے اپنا نام ومقام مسکن بتایا بعد اسکے قیدیون کو زر کثیر دیکے
کہا کہ تم اپنے وطن جاو وہ نہایت خوش ہوکے شاہزادہ سے رخصت ہوکے دعائین دیتے ہوے
اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوے بعد جانے قیدیان طلسم صندل کے حسب دستور قدیم شاہزادہ

رستم ثانی نے دسوان حصہ تمام مال و اسباب طلسم صندل کا خواجہ عمرو ثانی کے حوالے کیا خواجہ نے
خوش ہوکے داخل زنبیل کیا پھر اسباب و مال مذکور سے چالاک ثانی و برق ثانی و سیارۂ ثانی
و قران ثانی کو بھی موافق انکی لیاقت کے دیا بعد ازان حکم جشن دیا ملازمون نے بزم عشرت نہایت
تکلف و خوبی سے آراستہ کی اور یہ بزم عشرت بارگاہ صندلی مین جو طلسم صندل سے نکلی تھی اور بہت
وسیع نادر روزگار ہی آراستہ کی گئی تخت و کرسیان جواہر نگار و صد ہا دنگل نہایت عمدہ ساتھ قاعدہ و
طریقہ احسن کے بچھائے گئے گلدستے رنگا رنگ کے جا بجا رکھے گئے اور واسطے روشنی کے شیشہ آلات
مانند جھاڑ اور کنول وغیرہ کے بعید خوبی بڑے زیب و زینت بزم عیش و دیگر اسباب عیش و عشرت جو
ضروری و پُر تکلف تھے موجود کیے تفصیل ان سبکی اگر تحریر کی جائے تو محض طول ہوگا خلاصہ یہ کہ بزم
عیش مانند عروس نو کے آراستہ ہوئی ارباب نشاط حسب الطلب دور دور سے حاضر ہوے کیونکہ یہ
جشن دو سببون سے کیا گیا تھا اول تو خوشی فتح طلسم صندل کی کرنا منظور تھی دوسرے بڑے خورشید
روشن دل بسرت تخت نشینی عجائب جادو کی ظاہر کرنا تھا الحاصل جب بزم عیش بہزاران زیب و زینت
و بصد تکلف آراستہ ہو چکی اور ارباب نشاط حاضر ہو چکے شاہزادہ رستم ثانی و خورشید روشن دل و
عجائب جادو و جملہ اکابر ذیوقار و ذیعزت مانند خواجہ عمرو ثانی و شاہزادہ فیروز مازندرانی و سہراب
بن لندھور و گشتاسپ شاہ اور وزیران عجائب جادو مسمی عنقائے بد طینت و مقبل جادو
و رخائے خوک پیشانی و مفقود جادو و مرداریہ گلنار پوش و ملکہ ماہ سبز پوش و ملکہ رنگین کاکل
کیقباد اہل دربار صندلان شاہ و وزیران صندلان شاہ و ملکہ نوبہار گوہر پوش وغیرہ علی قدر مراتب
تخت اور کرسیون اور دنگلون پر بزم عشرت مین بیٹھے عورتین پردہ مین بمقام محفوظ بعید آرام و راحت
بیٹھین بعد بیٹھنے ارباب بزم عشرت کے بحکم شاہزادہ رستم ثانی ساقیان خوبرو خوش گلو کشتیان بادۂ
مشکبو کی مع شیشہ و ساغر بلورین لیکر بزم عشرت مین آئے اور اجازت شاہزادۂ موصوف سے حاصل
کرکے بادۂ ناب جامہاے بلورین مین بھر بھر کے بعید خوشی و انداز جملہ ارباب سرفراز و ممتاز کو پلانے لگے
ہر اک شخص جام انکے ہاتھ سے لیکر شراب پینے لگا اور اشیائے گزک سے لطف بعید اٹھانے لگا جب
تمام ارباب بزم عشرت بادہ نوشی اور گزک سے لطف اٹھا چکے ساقی کشتیان مے گلرنگ کی اٹھا
اٹھا کے بزم عشرت سے چلے گئے بعد جانے ساقیان گلچہرہ و غنچہ دہن کے حکم شاہزادہ رستم
ثانی سے ایک رقاصہ خوبرو و خجاۂ خوش گلو زیور مرصع طلا و نقرہ و لباس نفیس و رنگین پہنے ہوئے
ہمراہ لیے سازندون کے بصد ناز و انداز حاضر بزم عشرت ہوئی اور وہ زہرہ نگاہ ہر طرف سے جو یہان اہل
بزم کو دیکھکر دل مین کہنے لگی کہ کیا کیا جوانان خوبرو ہین اور کیا یہ بزم عشرت آراستہ کیگئی ہے کہ چشم پیر فلک نے
بھی کبھی نہ دیکھی ہوگی یہ باتین دل مین کرکے شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خورشید روشن دل کو
عجب انداز سے سلام کیا کہ شاہزادۂ موصوف وغیرہ اسکی ادا و ناز پر مسکرائے اور اسکے حسن دلفریب پر
نظر کرکے دل مین کہنے لگے کہ پروردگار عالم نے کیا اپنی قدرت کاملہ سے اسکو حسن و جمال دیا ہے اگر
اسکو رشک پری کہیے تو بجا ہے ہنوز شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نظارہ اسکے حسن دلفریب کا کر رہے تھے
اور وصف صنعت صناع عالم و عالمیان و تعریف و حمد خالق انس و جان کر رہے تھے کہ اس کا

خوبرو نے اپنے سازندون سے مخاطب ہو کے باشارہ کہا جلد سازون کو درست کرو اُنھون نے فی الفور سازون کو درست کیا اُس رقاصہ نے ارادۂ رقص کیا سازندے ساز بجانے لگے رقاصہ مذکورہ بناز و ادا روبرو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کے رقص کرنے لگی گت ناچنے لگی اہل بزم ناچ اُسکا بنظر غور دیکھنے لگے اور بجائے خود اُسکے ناچنے کی ثنا کرنے لگے کیونکہ وہ رقاصۂ خوش جمال ایسا رقص عدیم المثال کرتی تھی کہ اگر زہرہ و مشتری بھی بالائے فلک سے رقص اُسکا دیکھتین تو خجل ہوتین تعریف اسکے رقص و حسن کی بتحریر نظم

کیا دم رقص ٹھاٹھ تھا بانکا
طرز طاؤس بوستان کا تھا
دونون عارض تھے غیرت مشعل
کچھ نہ تھی اُسکو حاجت مشعل
نور کا وہ ہر ایک سازندہ
سحرکار ایک اک نوازندہ
وہ تمک بانہون کی وہ طبلے کی تھاپ
اور وہ سارنگیون کے سُر کا ملاپ
عجب انداز سے اُٹھائے ہاتھ
گردش چشم پھر اُسکے ساتھ
کھینچنے ہاتھ وہ نکالتی تھی
دل کو ہر بار پیچ ڈالتی تھی
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا
کبھی دامن سنبھالے جانا
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک
اُبھرے سینے کی بھی وہ تھر مسک
شکل طاؤس مست ایسی تھی
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اُسکی
حلقۂ دست جیب ہوا بالا
بن گیا گرد ماہ کے ہالہ
سر پہ رکھا اُلٹ کے جیب آنچل
ماہتابان پہ چھا گیا بادل
نازنین سر پہ جبکہ اُٹھ گیا ہاتھ
اہل محفل کو تھا سرو ہی کا ہاتھ
ہاتھ دونون جو تا کمر آئے
دو ہلال ایک جا نظر آئے
جنبش ابرو کی اک قیامت تھی
وہ پھڑک چتونین کی آفت تھی
چھپنین وہ حلال کرتی تھین
ٹھوکرین پائمال کرتی تھین
ڈورا گردن کا قتل کرتا تھا
صاف تیغ قضا کا ڈورا تھا
دیکھو اعجاز اُسکی ٹھوکر کا
مرتے ہوتے تھے فوراً ہی زندہ
جب چمک کر لیا کوئی توڑا
شعلہ جوالہ نے بھی جی چھوڑا
برق آسا نظر مین کوند گئی
جائے سبزہ دلون کو روند گئی

جب اس طور سے وہ رقاصہ کامل فن ناچ چکی اور اہل بزم عشرت کو اپنے ناچ سے بہت شادمان کر چکی ٹھہر کے یہ غزل گانے لگی غزل حسب مقام ہذا شروع کی

شب وصلت نہ وہ گر بے دغل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
عبث اے دوستو ماتم مین میرے آج روتے ہو
سوئے ملک عدم بالفرض کل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر تنہا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
نیا تا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت
کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھجک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہا او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پہ اچھو نہین کی یار نے لیکن
روا گر اُسکے منھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
گرایا کیون مری آنکھون سے اے دل اس طرح تو نے
جو طفل اشک دامن پر مچل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نکیون تجنے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
سر بزم اپنے عاشق سے نمین کیون گریبان تجنے
دل غیر آتش حسرت سے جل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت مین تجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتاؤ وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

پہنچ جاتے رواق شاہدین پاے تیر ہم بھی ۔ یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم یکیش دل اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اور خوش ہو کے بجائے خود اسکی خوش گلوئی وکمال علم موسیقی کی ثنا کرنے لگے کوئی شخص اُس بزم عیش مین ایسا نہ تھا کہ جو محو حیرت نہوا اور خوش و خرم نہو کیہ نہ عجب اُس وقت سما بندھا تھا ہر ایک مانند تصویر خاموش و متحیر تھا اُسکے گانے اور بجانے سے بشکل آئینہ حیران تھا تعریف اُسکے گانے کی مفصل تو کیا رقم کی جائے کہ قلم و دفتر رقم عاجز ہوگی لیکن مختصر یہ ہے کہ مصداق این نظم

تو لیے چرخ لالہ دوان کی لے
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
شیشۂ مے کو لگ گئی ہچکی
شعلۂ شمع کی زبان پر آہ

سکے اُس گل کا زمزمہ آہنگ
ہر کب اُسکے کمال کو پہونچے
ہوگئی چشم ساز گوہر بار تو
ڈبڈبا آئی چشم ساغر بھی

نغمہ سنجان باغ خلد تھے دنگ
یہ سما بندھ گیا یہ رنگ جما
بن گئے تار آنسووں کے تار
لب تصویر پر بھی شورش واہ

رقاصہ مذکورہ تادیر ناچ گا کے بخوبی اہل محفل کو خوش کر کے انعام کثیر لے کے باشارہ شاہزادہ رستم ثانی بزم عشرت سے چلی گئی بعد اُسکے جانے کے ایک اور رقاصہ کہ ناچنے اور گانے مین شہرۂ آفاق تھی حسب الطلب شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے سازندوں کے جلسۂ عشرت مین روبروے اہل بزم حاضر ہوئی چونکہ یہ رقاصہ بھی حسن وجمال مین بیعدیل و بیمثال تھی اور نوجوان بھی تھی اہل بزم اُسکے چہرۂ زیبا پر نظر کرنے لگے اور اُسکے ادا و انداز و خرام ناز پر نگاہ کر کے محو حیرت ہوے جوانان اہل بزم اُسپر مائل ہوے رقاصہ مہرو نے نیچی نظروں سے ہر ایک کو دیکھ کے بقاعدہ شاہزادہ رستم ثانی وعجائب جادو و خورشید روشن دل کو سلام کیا بعد درست ہونے سازوں کے وہ مہ لقا بصد عشوہ و ادا آمادہ ناچنے پر ہوئی سازندوں نے ساز بجائے رقاصہ رقص کرنے لگی اس عنوان سے گت ناچنے لگی کہ جملہ اہل بزم کو محو کردن سے دمبدم پامال کرنے لگی علاوہ اہل بزم کے ساکنان فلک و خلد رقص اسکا دیکھکے حیران تھے اور یہ کہتے تھے کہ بمصداق نظم

دیکھکر اُسکے ناچ کا عالم
شعلۂ برق طور رقصان ہر
ناچنے والوں کا ہوا توڑا
پر وہ چیتون کہاں سے لاے پری
ناچی اس طرح گت وہ ماہ لقا

ساکن خلد کہتے تھے باہم
واہ وا کیا ہے تھے ساکن عرش
مشتری نے بھی ناچنا چھوڑا
حور کو ایسی وہ مسک بھلے
وجد کرنے لگا تدرو ادا

بزم انسان مین حور رقصان ہے
ہوے بیتا تھا پاؤن کے نب عرش
ناچ اس گل کا لاکھ اڑاے پری
دامن صبر دل مسک جاے

بعد رقص کرنے کے وہ رقاصہ پری جمال کہ علم موسیقی مین ذی کمال تھی یہ غزل گانے لگی غزل

پڑی ہے گرد واماں قبا پر
فدا ہے دل مرا خاک شفا پر
مگر رکھتی تھی بیکس کی دعا پر
نظر نیچی ہے یون صبح شب وصل
نظر کرتے نہیں آب بقا پر
مکین سایۂ دیوار جانان

نہین ہے شیخ کو تکیہ خدا پر
ہوس خاک تیری کیمیا پر
وہ اک تم ہو کہ نا خوش ہو وفا پر
حیا خود ہے فدا اُنکی حیا پر
تب غم سے ہین نزار و زرد ایسے
نظر کرتے نہیں ظل ہما پر

سلا آئی گے خاک فنا پر
بھروسا ہم سکو رہتا ہے عصا پر
زمین سے جاتی تھی عرش علا پر
وہ اک ہم ہین کہ راضی ہین جفا پر
ہم ایسے تشنہ کام آب خنجر
نہین ہے فوق کاوہ و کہربا پر
طلا یہ اوج آخر لاغری ہے

اٹھی میت مری دوش ہوا پر	ہوئی مٹی ہے بر باد میری	اگر ہون خاک مین خاک شفا پر

اہل بزم بگوش دل اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اور تعریف اشعار و خوش گلوئی رقاصہ کی کرنے لگے شاہزادہ رستم ثانی بھی ثنا خوان ہوکر زر و جواہر اُسے انعام مین دینے لگا جب اُس زہرہ خصال نے غزل مرقومۂ بالا کو تمام و کمال گاکے فراغت حاصل کی شاہزادہ موصوف نے زر کثیر انعام مین اُسے دیکر رخصت کیا بعد اسکے جانے کے یکے بعد دیگرے ارباب نشاط نے بزم طرب مذکور مین آکر رقص و نغمہ کیا سات دن تک شب و روز بزم عشرت آراستہ رہی ہر ایک اہل بزم نے بعد خوشی رقص و نغمۂ ارباب نشاط دیکھا اور سنا اور بادہ خواری و غذاے لذیذ و خوش گوار سے لطف بیحد اُٹھایا سوا اہل بزم کے جملہ ساکنان شہر صندل کو خوشی تھی ہر ایک شخص اپنے اپنے گھر مین شادمان تھا کسی کو کچھ رنج نہ تھا سبھی علی قدر مراتب بحکم شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو سامان عیش مہیا کیا تھا خوشی فتح طلسم صندل و تخت نشینی عجائب جادو و حصول دولت دین اسلام کی تھی ہر طرف شور تہنیت تھا ہر کوچہ و بازار مین سامان عیش و سرور تھا راوی ناقل ہے کہ ساتوین روز کہ اختتام جشن کا تھا خورشید روشن دل و عجائب جادو و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا ہمارا بہت دل چاہتا ہے کہ آپ بھی کچھ گائیے فی بجائیے خواجہ نے پہلے تو انکار کیا لیکن اصرار کرنے اکثر اشخاص کے مجبور ہوکے کہا مین پریشان خاطر کیا گاؤن دل کو یہ تردد ہے کہ یہان سے جب اپنے لشکر مین جاؤنگا تو جن مہاجنون سے تین سو روپیہ قرض لیکر صرف کیا ہے وہ اپنے روپیہ کے طالب ہونگے میرے پاس اسقدر زر کثیر کہان ہے کہ ان سب کو اُنکا زر اصل و سود دونگا شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو و خورشید روشن دل و شاہزادہ فیروز ماہ ماز ندرانی و سہراب بن اللہ صوبدار وغیرہ گفتگوے خواجہ سنکے منہ پھیر کر مسکرائے چونکہ سیرت حرص ہواے خواجہ سے خوب ماہر تھے دل مین کہنے لگے کہ بغیر حصول زر سرخ و سفید کے خواجہ نے نوازی نہ کرین گے لہذا کچھ انکو دینا چاہیے یہ باتین دل مین کرکے زر کثیر جمع کرکے خواجہ کو دیا اور کہا لیجیے یہ زر کثیر مہاجنون کو دیجیے گا قرض ادا کیجیے گا خواجہ نے وہ روپیہ لیکر داخل زنبیل کرکے بہت خوش ہوکے کہا آپ صاحبون کی خوشی سے مین نے یہ روپیہ لے تو لیا ہے مگر اس قلیل روپیہ سے کچھ مطلب نہ نکلیگا کل قرضہ تمام مہاجنون کا ادا نہو سکیگا کیونکہ روپیہ اُنکا میرے ذمہ لاتعداد ہے جو کچھ مین نے یہان آکے زر و جواہر پایا ہے وہ سود اُن مہاجنون کے روپیہ کا ہے یہان سے جاتے ہی تمام زر و جواہر انھین دیدونگا زر اصل کی ادائی تو کجا ہان سود کی کچھ تھوڑی ادائی ہوجائیگی گو پریشان خاطری مین نہ بجانا اور کچھ گانا بے لطف ہے لیکن بپاس خاطر تم سبھون کے کچھ گاتا ہون خیر آج کل گانا میرا تا زندگی تم سبھون کو یاد رہیگا یہ کہکے زنبیل سے فی نکال کے حسب دلخواہ کے درست کرکے لبون سے لگاکے بجانے لگے اور یہ غزل لحن داؤدی مین گانے لگے غزل

لو امید وصال یار دامن گیر ہوتی ہے	جنون مین جیسے دیوانون کی جب تدبیر ہوتی ہے	ابھی اٹھنے کی اس کوچے سے کیا تدبیر ہوتی ہے
تمہیں اب یار کو اب وصل کا پیغام دیتے ہین	ولے مجبور ترے درد کی تدبیر ہوتی ہے	گلے مین طوق آہن پاؤن مین زنجیر ہوتی ہے
وہ دیوانے ہین جنکو الفت زنجیر ہوتی ہے	جنون مین شہر کی جانب مین کیا آؤن بیابان سے	رخ جانانہ کے عاشق چمن مین کیا زلف کے حلقے
		کہ وحشت خانۂ صحرا انکے دامنگیر ہوتی ہے

اٹھا کر بزم سے مجھکو وہ شوخ فتنہ گر بولا
شب وصل اُنسے بے پردہ عجب تقریر ہوتی ہے
کروں میں خستہ دل نالے نہ کیونکر ہجر جانان میں
ابھی گویا مسلسل سے تری تصویر ہوتی ہے

جو ہو عاشق ہمارا اُسکی یہ تعزیر ہوتی ہے
لگے نالو نسے دل اس سنگدل کا نرم ہو کیونکر
سنا ہے بیکسوں کی آہ میں تاثیر ہوتی ہے
بغیر آل محمد پاک ہیں ہر عیب عصیان سے

سوال بوسہ کرتا ہوں کبھی گر خواہش وصل
کراہوں کی کسی تقریر میں کب تاثیر ہوتی ہے
وہ بے علم ہیں وہ بھی کسی صورت چھپا لے
کہ دعوی پہ شاہد آیت تطہیر ہوتی ہے

جملہ اہل بزم اعلے ادنے سننے لگے اُس وقت عجب سمان بندھا تھا اور خوب رنگ جما تھا اہل محفل کو سکتا تھا جو صوفی اس بزم عشرت میں بیٹھے تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجۂ بالا کو سُن کے کچھ سمجھ کے بے اختیار لفظ حق حق مکرر زبان پر جاری کر کے عالم وجد میں تھے آنسو آنکھوں سے روان تھے وہ تو انسان تھے انکا کیا ذکر ہر ایک چشم ساز بعد سوز و گداز خواجہ کا گانا سُن کے گوہر بار تھی وہ تار ساز کے نہ تھے گویا آنسوؤں کے تار تھے شیشۂ مے کی ہچکی لگی تھی چشم ساغر ڈبڈبائی ہوئی تھی وحش و طیر بھی نغمۂ خواجہ سُن کے مست و از خود رفتہ تھے مفصل تعریف تو خواجہ کے گانے کی کیا لکھی جائے لیکن مختصر یہ ہے حسب مقام ہوا

نظم

بول اُٹھے طائران نقش و نگار
ہوگئے مست سب در و دیوار
نیم بسمل تھے اہل محفل سب
قتل گہ بن گئی تھی بزم طرب

جب خواجہ عمر و ثانی یہ غزل مرقومۂ بالا تمام و کمال گا چکے نے کو ہاتھ سے بالائے فرش رکھ کے جملہ اہل بزم کو چہار طرف دیکھنے لگے جسکو دیکھا اُسکو عالم وجد میں پایا کسی کے ہوش و حواس بجا نہ دیکھے سب کو مست و مدہوش دیکھا تا دیر خواجہ بیٹھے ہوئے دیکھا کیے بعد تھوڑی دیر کے حواس اہل بزم کے درست ہوئے وہ مستی و مدہوشی اور وہ حالت سکتے کی سی دفع ہوئی اُس وقت ہر ایکنے از حد خواجہ کی نے نوازی اور گانے کی تعریف کر کے کہا اے خواجہ غضب کیا کہ آپ نے ہاتھ سے نے رکھ دی ہم گستاخانہ کہتے ہیں معاف فرمائیگا ابھی تھوڑی دیر تو اور نے بجایئے اور چند غزلیں عاشقانہ گایئے قلوب ہمارے مشتاق ہیں کہ آپ اسی طور سے پھر کچھ گایئے خواجہ نے تقریر سُن کے مجبور اُنکے اصرار بیحد سے ہو کے نے بجانا شروع کی اور کئی غزلیں متواتر گائیں جب خواجہ نے دیکھا کہ حال اہل بزم کا کثرت خوشی و حظ استماع نے سے متغیر ہے قریب ہے کہ فرط خوشی و کثرت وجد و مستی سے ہلاک ہو جائیں یہ حال مشاہدہ کر کے نے کو داخل زنبیل کیا بعد تھوڑی دیر کے جب حواس درست ہوئے نشۂ بادۂ استماع غنا کہ ہوش ربا تھا کم ہوا اکثر اشخاص نے بہت تعریف خواجہ کی کر کے کہا اے خواجہ آپ خاموش کیوں ہوئے نے بجانا کیوں موقوف کیا دل چاہتا ہے کہ آپ نے بجائے جایئے اور اشعار غزل ہائے عاشقانہ گائے جایئے آپکی نے نوازی و نغمہ خوشی سے دل کو کسی طرح سیری نہیں ہوتی ہے قلب یہی چاہتا ہے کہ اسی طرح آپ گائے جایئے گوش ہمارے مشتاق صدائے نے ہیں گانا سننے کے مشتاق ہیں گوش چکے ہیں لیکن سیری حاصل نہیں ہوتی ہے یہ بزم عیش و عشرت اور زمانہ مسرت افزا غنیمت ہے خداوند عالم نے یہ دن دکھایا کہ طلسم صندل فتح ہوا اُسکے فتح ہونے اور عجائب جادو کے تحت نشین ہونے کے سبب سے یہ جشن ہوا ہے پیر فلک سب کا در پے آزار ہے خصوص ہم اہل اسلام سے اسکو بنات کا دشمن ہے خوشی ہماری اسکو منظور نہیں ہے طرح طرح تکدرات میں مبتلا کرتا ہے کبھی خوش ہم لوگوں کو دیکھ نہیں سکتا ہے سنگ جفا سے شیشۂ دل کو توڑتا ہے گاہ سنگ تفرقہ درمیان ہم احباب کے ڈالتا ہے ایک کو دوسرے سے

جدا

جدا کر دیتا ہی کبھی انواع و اقسام کے حوادث مین مبتلا کرتا ہی پس یہ جشن غنیمت ہی کہ ہم لوگ اپنے دلون کو خوش
کر لین آج تو لطف زندگی اُٹھالین بعد مدت ایسا موقع ملا ہی نہین معلوم ظالم فلک سے کل کیا اُمید پیش آئین ہم
کہان ہون اور آپ کہان ہون یقین ہی کہ آپ اب اپنے لشکر مین یہان سے جائیگا وہان سے پھر کبھی ادھر
کاہے کو آئیگا یہان آپکے آنے کا کیا کام ہی خواجہ نے جواب دیا اب مین ہرگز نہ بجاؤنگا و دیر تک گا چکا
ہون اب کچھ بھی نہ گاؤنگا تمھاری خاطر سے مین نے اتنی دیر تک بجائی ہی اور چند غزلین گائی ہین کبھی
اتنی دیر تک نہین گایا نہ زیادہ اس بارے مین مجھسے کہو مجھے ملال ہوتا ہی کیونکہ تم اس طرح کہتے ہو جیسے کوئی
کسی ڈوم ڈھاری سے گانے کو کہتا ہی مین ڈوم ڈھاری نہین ہون شکر ہی خدا کا کہ اہل عزت سے ہون
برادر امیر تازی ہون شاہزادۂ ولایت اول ہون چند عیاری سیکھے میری عزت مین کمی نہین ہوئی ہی
نافہم پیشہ ورون کو ذلیل و حقیر جانتے ہین اور انکو زمرۂ شرفا سے نہین جانتے ہین عقلا برعکس جہلا خیال
کرتے ہین مجھکو جاہلون کے کچھ کہنے سے غرض نہین ہی خردمندون سے مطلب ہی اور خوشنودی معبود کا
ہی کیونکہ حصول زر بوجہ حلال کرتا ہون شب و روز اطاعت خدا مین بسر کرتا ہون غرض الحمد و المنۃ ہین
اور ان بندگان خدا کے آگے ذی عزت و حرمت ہون کہ جو عاقل ہین یہ کہکے خواجہ خاموش ہوئے
عجائب جادو و خورشید روشن دل و سہراب بن جاند صورہ شہرہ و فیروزہ مازندرانی گنجاسب شاہ
وغیرہ نے چہرۂ خواجہ پر آثار برہمی پاکے کہا ای خواجہ آپ کے ذی عزت و لیاقت ہونے مین کسیکو کیا کلام ہی
جہلا اور کفار جو چاہین آپکی نسبت کہین ہمتو آپ کو خاصان خدا سے جانتے ہین اور اہل کمال شمار
کرتے ہین آپ کچھ ہمسے رنجیدہ نہون ہمنے محض ہمراز نوازی کا اسواسطے کیا تھا کہ قلوب ہمارے
خائف اور گوش ہمارے مشتاق آپ کی لَے و نغمہ کے تھے اگر آپ کو ملال ہوتا ہی تو خیر اب کچھ نہ گائیے
اور اس وقت کی ہماری گستاخی کو عفو کیجئے خواجہ نے جواب دیا مین تم صاحبون سے ناراض نہین
ہون تمنے میری ایسی کونسی خطاے بزرگ کی ہی کہ جسے مین عفو کرون شاہزادۂ رستم ثانی نے تمام حال
تقریر سبکی سنکے خواجہ کو زر و جواہر اس وقت بھی دیا اور حکم کیا کہ اب جشن موقوف ہو کیونکہ
ساتوان روز بھی جشن کا تمام ہو چکا بموجب حکم جشن موقوف ہوا اہل بزم عشرت سے بہت سے اشخاص
شاہزادہ رستم ثانی و عجائب جادو سے رخصت ہوے خصوص خورشید روشن دل اور اسکا فرزند
اور جمیلہ اُسکے ملازم اعلی و ادنی و دیگر اشخاص غیر ملازم خورشید روشن دل بھی ساتھ اُس بزرگ اعز اشخاص
کے کہ جسکا قبل اسکے ذکر کیا گیا ہی رخصت ہوئے اور اپنے مواطن و مساکن کی طرف روانہ ہوے اسوقت
ارباب نشاط زر کثیر انعام مین لیکر رخصت ہوے بعد جانے اشخاص مذکورہ کے ایک روز سر دربار عجائب جادو
شاہزادۂ رستم ثانی نے خواجہ عمرو ثانی سے کہا مین طلسم صندل کے فتح کرنے کی خوشی مین صندلان شاہ
و بو تیمار جادو کو بھول گیا اُنھین ہدایت نہین کی ابتک وہ دونون نابکار زنبیل مین ہین اس وقت انکو
زنبیل سے نکالیے اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیجے آپ بھی اُنکو ہدایت کیجئے اور مین بھی انکو
ہدایت کرون شاید ایکی مرتبہ کی ہدایت کرنے سے وہ راہ راست پر آئین دین اسلام اختیار کرین اگر
مسلمان ہو جائین تو فہو المراد صندلان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دیا جاے عجائب جادو کو اس تخت
حکومت سے اُتارا جاے ورنہ صندلان شاہ کو آج ہی قتل کیا جاے اور عجائب جادو کو یہان کی

حکومت حوالے کی جاے اور یہ تخت سلطنت تا حیات اُسکی بلکہ اُسکی اولاد کو بھی دیا جاے خواجہ عمرو
ثانی نے بہر دیکھنے شاہزادۂ موصوف کے صندلان شاہ کو اور بوتیمار جادو کو زنبیل سے نکالا اور ستون
بارگاہ سے دونون کو مضبوط باندھا چونکہ دونون ساحران مذکور کی زبانون مین سوزن تھا بخوف ہوکے
فتیلۂ دافع بیہوشی سے ساحران مذکور کو خواجہ نے ہوشیار کیا اُنھون نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ دربار
آراستہ ہی صدہا بلکہ ہزارہا اہل دربار دربار مین علی قدر مراتب بیٹھے ہین عجائب جادو تخت حکومت
پہ بیٹھا ہی شاہزادۂ رستم ثانی متصل تخت حکومت ایک دنگل پہ شیرانہ بیٹھا ہی خواجہ عمرو ثانی کوڑا
ہاتھ مین لیے سامنے موجود ہی پھر اپنے حال پر اُنھون نے نظر کی کہ دست و پا ہمارے ستون سے محکم بندھے
ہین زبان مین سوزن ہی یہ حال مشاہدہ کرکے دونون ساحران مذکور نے خیال کیا کہ اس وقت ہم خواب
پریشان دیکھ رہے ہین کہان ہم اور اسیری ہمین کون قید کرسکتا ہی اور ستون بارگاہ سے باندھ سکتا ہی
یہ خیال کرکے آنکھیں بند کرلیں خواجہ عمرو ثانی نے کہا اے صندلان شاہ و اے بوتیمار جادو آگاہ ہو کہ
مین نے اسیر کیا تھا اور بیہوش کیا تھا زنبیل مین ڈال لیا تھا اس وقت تمکو زنبیل سے نکالا ہی ستون
بارگاہ سے باندھا ہی اور فتیلۂ دافع بیہوشی سے تمھین ہوشیار کیا ہی تم یہ خیال نکرو کہ ہم سو رہے ہین
یا خواب پریشان دیکھ رہے ہین اس وقت تم ہوشیار و بیدار ہو جو کچھ ابھی تمنے آنکھیں کھولکر دیکھا ہی وہ عین
بیداری مین دیکھا ہی نہ خواب مین لہذا آنکھیں کھولو خواب کا خیال نکرو کبر و نخوت سے باز آؤ اپنے تئین
ساحران زبردست تصور کرکے یہ خیال نکرو کہ ہمکو کون شخص اسیر کریگا تم تو کیا ہو بڑے بڑے شاہان روے
زمین کے ایک طور سے بسر نہین کرتے ہین کبھی وہ حکمران ہوے ہین گاہ وہ قتل و اسیر ہوے ہین کبھی
وہ دست ظلم اعداے سے صحرا صحرا گریزان ہوتے ہین بعوض عیش و راحت کے ایذا و تکلیف انواع و
اقسام کی اُٹھاتے ہین سدا دن کسی کے یکسان نہین گذرے ہین صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے یہ تقریر
خواجہ کی سنکے پھر آنکھیں کھولیں اور یقین کیا کہ ہم اسیر ہوگئے ہین خواجہ نے ہمین ستون بارگاہ سے باندھا
ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے دونون ساحران نابکار محزون و مغموم ہوے اشک آنکھون مین بھر لائے
پھر غصہ مین آکے چاہا کہ کوئی سحر زبان پر جاری کرین قید سے رہا ہون دشمنون کو ہلاک کرین مگر سوزن
زبان مین پاکے اپنے ارادہ سے مجبور ہوے اور شرم و حیا سے سر جھکا کے سبکے سامنے بندھے ہوے
کھڑے رہے اور رو دیے ایسی حالت مین خواجہ نے کہا اے صندلان شاہ و اے بوتیمار جادو آگاہ ہو
کہ شاہزادۂ جوان بخت رستم ثانی نے بعنایت الٰہی و بہ ہدایت لوح طلسم صندل کو فتح کرلیا مال و اسباب
طلسم کا اپنے قبضہ مین کیا قیدیان طلسم کو رہا کیا شہر کو اہل اسلام سے آباد کیا کافرون کو قتل کیا سوا تم
دونون کے اب کوئی بیدین باقی اس شہر مین نہین رہا ہی اگر تمکو اپنی اسیری و قتل ہو جانے کا خیال ہی
اور رنج قید ہونے کا ہی تو ممکن ہی کہ رنج مذکور تمھارا مبدل بہ مسرت ہو جاے صورت رہائی یہ ہے
کہ اپنے دین سے تائب ہو خداوند تعالی آئندہ سامری و جمشید وغیرہ جملہ اپنے خداوندون پر لعنت
کرو کہ وہ سب مردود ہین مانند شیطان کے گمراہ خود بھی ہین اور تمکو بھی اُنھون نے گمراہ کیا ہی ایسے
گمراہ کنندون پر لعنت کرو سجدہ اُنکو نکرو اپنے معبود حقیقی کو پہچانو تم نادان نہین ہو دانا و عاقل ہو خیال
کرو کہ جسنے یہ آسمان و زمین اور شجر و حجر و بحر و بر انسان و حیوان وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی

وہی لائق سجدہ ہی ہم اہل اسلام اُسی کو سجدہ کرتے ہیں تم بھی اُسی کو سجدہ کرو کلمہ پڑھو مسلمان ہو عقاید
دین درست کرو اگر خلاف اسکے کروگے رہا ہوتا تو کجا اسی وقت قتل ہوگے مینے تمکو ہدایت کی ہی لازم
ہی کہ مسلمان ہونے سے انکار نہ کرو اگر کوئی عذر ہو اُسے باشارہ بیان کرو یہ کہکے خواجہ خاموش ہو رہے
صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے تقریر خواجہ کی سنکے از حد برہم ہوگے دونوں نے باشارہ جواب دیا ای خواجہ
عبث ہمکو ہدایت کی ہم ہرگز تمہارے خدا کو سجدہ نہ کرینگے کلمہ زبان پر جاری نہ کرینگے مسلمان نہونگے ہم
خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرتے ہیں اُسی کو سجدہ کیا ہی اور اسی کو تا زندگی سجدہ کرینگے خواجہ
عمرو ثانی اُنکے اشارہ چشم و ابرو کی تقریر سمجھ کے شاہزادہ رستم ثانی سے کہا میں تو انکو ہدایت کر چکا
یہ دونوں نابکار مسلمان ہونے سے انکار کرتے ہیں ابتہ انکو ہدایت کر دیا مگر و تعیین اختیار ہی
شاہزادہ موصوف نے گفتگوے خواجہ سنکے ہر چند صندلان شاہ و بوتیمار جادو کو تا دیر ہدایت کی
اور عجائب جادو نے بھی اپنے برادر کلان صندلان شاہ سے کہا ای برادر گو میں چھوٹا تیرے ہوں مگر تمکو
سمجھاتا ہوں کہ دین اسلام دین حق ہی سوا اس دین کے کوئی دین خوب نہیں ہی لہذا خداوند تمثال آئینہ رو کی
پرستش سے اجتناب کرو میری طرح تم بھی مسلمان ہو جاؤ یہ تخت و تاج تمہارا موجود ہی یہاں کی حکمرانی تمہیں
مبارک ہو لیکن صندلان شاہ و بوتیمار جادو نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا اشارے سے جواب دیا کہ ہم
مسلمان ہرگز نہونگے قتل ہو جانا ہمیں قبول ہی اس ذلت کی زندگی سے کہ مسلمان ہوں خدائے نادیدہ کو
سجدہ کریں کلمہ شہادتین زبان پر جاری کریں جب شاہزادہ رستم ثانی کو بہت غصہ آیا فی الفور ملازموں کو
حکم کیا کہ جلاد کو بلاؤ اُس سے کہو کہ اسی جگہ بوتیمار جادو اور صندلان شاہ کو قتل کرے کہ باعث عبرت
ساکنان شہر صندل ہو حسب الحکم ملازموں نے جلاد کو طلب کیا وہ تیغ بکف حاضر ہوا بعد سلام کرنے کے ہر چند
کہ ملازموں سے سن چکا تھا احتیاطاً پھر شاہزادہ رستم ثانی سے دست بستہ پوچھنے لگا کیا حکم ہی خادم کو
کیوں طلب کیا ہی کون شخص لائق کشتنی ہی کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی کون اجل رسیدہ ہی میں قوی بازو
ہوں سنگ دل از حد ہوں رحم مطلق میرے دل میں نہیں ہی قتل کرنا میرا کام ہی زندہ کرنا پروردگار کا
کام ہی ذرا سمجھ بوجھ کر کسی کے قتل کرنے کا حکم دیجیگا شاہزادہ رستم ثانی نے باشارہ کہا صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کو سر دربار قتل کر ہمارے سامنے سران دونوں کے تن سے جدا کر جلاد مذکور یہ سن کے
جانب صندلان شاہ و بوتیمار جادو چلا اس جگہ بعض داستان گویان خوش تقریر نے یوں بھی بیان کیا ہی کہ
بعد فتح طلسم صندل عین جشن میں کہ سات روز تک جشن خوشی فتح طلسم کا کیا گیا تھا حکم شاہزادہ رستم ثانی سے
عمرو ثانی نے صندلان شاہ کو اور بوتیمار جادو کو زنبیل سے نکالا اور شاہزادہ نے انکو ہدایت کی
اور انھوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا غرض ہر طور شاہزادہ کو غصہ آیا اور جلاد کو طلب کیا جیسا کہ
قبل اسکے اس کمترین نے لکھا ہی جب جلاد مذکور پاس ساحران مذکور کے پہونچا اور دو حکم قتل کرنے کے
شاہزادہ نے اُسے دیئے ہنوز تیسرا حکم نہ دیا تھا جلاد منتظر تیسرے حکم کا تھا تیغ بکف کھڑا ہوا تھا
صندلان شاہ و بوتیمار جادو سے کہہ رہا تھا کہ ای اجل رسیدگان کوئی دم میں تمہارے سر گردن میں جدائی ہو جائیگی
لہذا جو حسرت دل میں ہو اُسے نکال لو جو کچھ کھانا ہو کھا لو پینا ہو تو پانی پی لو جسے دیکھنا منظور ہو اُسے
دیکھ لو توقف نہ کرو اگر دیر کروگے اور نیز حکم تمہارے قتل کرنے کا آ جائیگا تو پھر پچھتاؤگے حسرت دل

نکال نہ سکوگے یہیں مہلت بھی نہ دونگا جلد قتل کرونگا صندلاں شاہ و بوتیمار جادو تقریر جلاد کی بغور سن رہے
تھے جواب کچھ دینے نپائے تھے قتل ہونے کے غم سے مغموم تھے اجل پیش نظر تھی جلاد تیغ بکف سر پر
موجود تھا اشک آنکھوں سے رواں تھے ناگاہ سوئے فلک ایک ٹکڑا ابر سیاہ کا پیدا ہوا اُس ابر میں
از حد برق چمکتی تھی اور نہایت آواز رعد کی تھی وہ بعجلت تمام آیا اور جس جگہ عجائب جادو بالائے تخت
حکومت بیٹھا ہوا تھا وہیں وہ ابر آکر ہوا پر قائم ہوا بعد ایک لمحے کے اُسی ابر سے پہلے ایسی ایک برق ظاہر
ہوئی کہ عجائب جادو و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کی آنکھیں جھپک گئیں بعدہ دو پنجے اُسی ابر سے پیدا
ہوکے مثل برق کے گرے ایک پنجہ نے صندلاں شاہ کو اٹھا لیا دوسرے نے بوتیمار جادو کو اٹھایا خواجہ
نے ہر چند ان دونوں ساحروں کو ستون سے محکم باندھا تھا مگر اُن پنجوں کے گرنے سے وہ ستون
سے نکل گئے خواجہ یا حفیظ و یا حافظ حقیقی زور سے کہہ کے بیٹھ گئے اور جلدی سے گلیم زنبیل سے
نکال کے اوڑھ لی خواجہ نے تو اپنے تئیں اس طرح بچایا جیسا کہ لکھا گیا لیکن جلاد مذکور کہ تیغ بکف
منتظر تیسرے حکم کا کھڑا تھا تیغہ چمکا رہا تھا اپنے زور بازو پر ناز کر رہا تھا وہ دفعتہ پنجۂ اجل میں
گرفتار ہو گیا یعنی وہ دو پنجے جو مانند برق اُس ابر سیاہ سے نکل کے گرے تھے اُنھوں نے جلاد کو ہلاک
کرکے صندلاں شاہ و بوتیمار جادو کو اٹھا لیا جیسا کہ لکھا گیا بعد اُٹھانے ساحران مذکور کے وہ پنجے
بلند ہوئے اور یہ آواز آئی کہ اے رستم ثانی آگاہ ہو کہ ہم اپنے بادشاہ و خداوند کے حکم سے صندلاں شاہ
و بوتیمار جادو کو لیے جاتے ہیں تجکو داغ اُنکے زندہ رہنے کا دیے جاتے ہیں اور اسی وقت انکو سوئے
طلسم آبگینہ پاس اپنے خداوند کے لیے جاتے ہیں ہر چند تو دلاور و بہادر ہے اور اپنے وقت کا رستم ہے
مگر تو جانب طلسم آبگینہ جا نہیں سکتا اگر متصل اُسکے کسی طرح سے جائیگا تو بہت پچھتائے گا ہمارے
مالک و خداوند کے قہر و غضب میں جلا ہوگا ایک دم میں خاک سیاہ جل کے ہو جائیگا یا اسیر ہوگا کوئی
تجکو رہا نکر سکیگا پس واسطے قتل کرنے صندلاں شاہ و بوتیمار جادو کے اور بربادی طلسم آبگینہ کے
ارادہ نکرنا اگر جسارت کرکے حد طلسم آبگینہ تک تو جائیگا تو بہت پچھتائیگا ان دونوں کا تو ہاتھ آنا
کجا تو اپنی جان گنوائے گا یا قید ہوگا ہم اس وقت تجکو قتل کرتے عجائب جادو اور جملہ اہل دربار کو
ہلاک کرتے کسی کا نام و نشان باقی نرکھتے مگر مجبور ہیں کہ ہمارے مالک و خداوند کا ہمیں حکم تم سبھوں کے
قتل کرنے کا نہیں ہے صرف جلاد کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اُسے ہمنے ہلاک کیا اور تمسے ہمنے دشمنی
نکی اگر ہمارے خداوند رحم دل نہوتے اور مانع تمھارے قتل کے نہوتے تو ابھی تم سبکو ہم ہلاک کرتے
یہ کہکے وہ پنجے اُس ابر سیاہ میں جاکر پنہاں ہوئے ابر طرف طلسم آبگینہ کے بصد سرعت روانہ ہوا
ادھر شاہزادۂ رستم ثانی و عجائب جادو و خواجہ عمرو ثانی و جملہ اہل دربار کو اُن پنجوں کے گرنے سے
اور صندلاں شاہ اور بوتیمار جادو کے لے جانے سے اور اُنکی تقریر سے بدرجۂ کمال حیرت ہوئی اور کسی کا
کچھ بس نچلا کہ ہاتھ سے ان پنجوں کے صندلاں شاہ و بوتیمار جادو کو جا کے چھین لے سب اشخاص
بیٹھے ہی رہے کچھ بھی اُن پنجوں سے زبردستی اور زور آزمائی کر نسکے اُنھیں زور بازو اپنا دکھا نسکے
وہ سب ساحران مذکور اٹھائے گئے یہاں تو مل کے رہ گئے کیونکہ سر دست جملہ اہل دربار عجائب جادو
مسلمان ہوئے تھے سحر سب لوگ بھول گئے تھے کیونکر اُنکو روک سکتے اور صندلاں شاہ اور بوتیمار جادو

کو ے جانے نہ دیتے غیر ساحر ہو کے ساحروں سے کہ بشکل پنجہ گرے تھے کیا مجادلہ و مقابلہ کر سکتے تھے
غرض آمدم بر سر مطلب جب نہ پہنچے ساحران مذکور کو اٹھانے گئے اور سب کو نہایت حیرت ہوئی
اسوقت خواجہ نے کلیم آہستہ کر شاہزادہ رستم ثانی سے کہا اے شاہزادہ ذیوقار کچھ رنج نکر صندلان شاہ
و بوتیمار جادو کو قتل نہونے کا بلکہ خوش ہو کر وہ چلے گئے تجھے اُنکو لے گئے تیری جان بچی ایک بلا آئی تھی خدا نے
اُسے دفع کیا اگر صندلان شاہ اور بوتیمار جادو قتل ہوجاتے تو کیا ہوتا اور اب وہ زندہ رہے تو کیا
غم ہے طلسم صندل فتح ہو چکا ہے مال و اسباب قبضہ میں آچکا ہے مدعائے دلی بر آچکا ہے شاہزادہ
رستم ثانی نے جواب دیا مجھکو رنج کچھ بھی نہیں ہے صرف اسقدر خیال ہے کہ ایک دشمن جان یعنی صندلان شاہ دوسرا
بوتیمار جادو دشمن آبرو یہ دونوں زندہ بچکر نکل گئے شاید تابو پاکے کسی وقت دشمنی کریں خواجہ نے جواب دیا
ہر فرد نہ قبل از وقوع واقعہ یہ خیال تیرا بیکار ہے جب وہ وقت آئیگا دیکھا جائیگا پیش از مرگ واویلا کرنا کام
خرد مندوں کا نہیں ہے یہ کہکے خواجہ ایسی باتیں کرنے لگے کہ سب ہنسنے لگے خصوص شاہزادہ عالی جاہ
رستم ثانی و عجائب جادو مسکرائے خیال صندلان شاہ و بوتیمار جادو کا دل سے دور ہوا جب وہ دن گزرا
دوسرے روز خواجہ نے رستم ثانی سے کہا اب میں اپنے لشکر میں جاؤنگا مجھے رخصت کرو امیر ثانی کو
تردد ہوگا شاہزادہ رستم ثانی نے ٹھہرانا مناسب نہ سمجھ کر کہا اچھا آپ تشریف لے جائیں اب
یہاں آپ کے تشریف رکھنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے میں ایک عرضی لکھتا ہوں وہ عرضی آپ لیتے جائیے
امیر ثانی کو دیجیے گا اور جو کچھ میں زبانی کہونگا وہ بھی کہدیجیے گا یہ کہکے میر منشی کو طلب کر کے بعد القاب
عرضی اس مضمون کی امیر ثانی کو لکھوائی کہ یہ خاکسار ذرہ بے مقدار از قدم میمنت لزوم حضور سے جدا ہو کے
یہاں تک با عنایت الٰہی اور برکت دعائے حضور سے اس کمترین نے طلسم صندل کو فتح کیا مردمان شہر کو
مسلمان کیا دیر و بتکدے منہدم کرائے مساجد جابجا بنوائیں سکہ بنام بادشاہ جمجاہ سکندر حشم فریدوں خدم
ظل اللہ جہاں پناہ خسرو عالی مقام حارث بن سعد بادشاہ لشکر اسلام دام اقبالہ و اجلالہ کا اس شہر میں
جاری کرایا خاص و عام اس شہر کے قدم بوسی جناب کے از حد مشتاق ہیں یہ دعا خدا سے شب و روز کرتے
ہیں کہ کوئی سبب ایسا ہو کہ ہم سب شرف قدمبوسی امیر ثانی ذیوقار بعنایت پروردگار حاصل کریں
کیا خوب ہوتا کہ اس طرف آپ تشریف لاتے یہاں کی سیر کرتے تمنائے اہل شہر آپ کی زیارت
و قدمبوسی سے بر آتی اور میں بھی زیارت مصحف رخ پر نور جناب سے مشرف ہوتا چونکہ شوق قدمبوسی
جناب بے حد ہے ارادہ ہے کہ بعد چند روز کے یہاں سے روانہ ہوں جلد تر خدمت عالی میں ہو پہونچوں یہ حقیر الا
بعد فتح طلسم صندل یہاں سے سوئے لشکر جناب کوچ کرتا لیکن عجائب جادو وغیرہ کے کہنے سے مجبور ہو چند
روز قیام کیا ہے بعد چند روز کے انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے کوچ کرونگا تمام مال و اسباب اور
سواران صندلی پوش کہ یہ سب طلسم صندل سے دستیاب ہوئے ہیں ہمراہ لیکر خدمت عالی میں آئونگا
بالفعل جناب بھی صاحب نامدار یعنی خواجہ عمرو ثانی ذیوقار یہاں سے روانہ ہوتے ہیں آپ کی
خدمت عالی منزلت میں آتے ہیں یہ خاکسار بدست انجناب چند در چند تحائف و ہدایا نادر و بے عدیل
و نظیر مانند بارگاہ صندلی و زرہ و خود و شمشیر و سپر و تاج ہائے مکلل بجواہر وغیرہ خدمت عالی میں ارسال
کرتا ہوں ہدایا و تحف میں سے کچھ بادشاہ اسلام کو دیجیے اور کچھ آپ قبول فرمائیے گا اور میری جانب سے

بصد ادب بادشاہ موصوف کی خدمت مین تسلیم کہدیجیے گا اور فرمایئے گا کہ رستم ثانی نے عرض کیا ہی کہ اگر
خدا نے چاہا تو مین جلد تر حاضر ہوتا ہون شرف چومنے پایہ تخت شاہی کا حاصل کرتا ہون اور میری طرف سے
شاہزادہ بدیع الملک کو بہت بہت بندگی کہدیجیے گا اور میرے والد ذیوقار ایرج نامدار کی خدمت والا
مین بھی بہت بہت آداب و تسلیم کہدیجیے گا جب سے مین نے اپنے برادر ذیقدر و ذیوقار یعنے شہریار کے
تشریف لانے کا احوال خواجہ سے سنا ہی دل بہت شادمان ہی اُنسے ملنے کا بھی مجھکو از حد اشتیاق ہی
انھین بھی میری طرف سے تسلیم پہونچے اور جملہ احباب و عزیزان و قریب و بعید کو بھی درجہ بدرجہ میری طرف سے
سلام و بندگی پہونچے جب میر منشی عرضی اس مضمون کی لکھ چکا سر نامہ عرضی لکھا گیا بعدہ سر نامہ عرضی پر شاہزادہ
رستم ثانی نے اپنی مہر کی پھر وہ عرضی لفافہ مین بند کرکے خواجہ کے حوالے کی اور بہت سے تحائف نادر زمانہ
کہ اُنمین بعض بعض کا ذکر کیا گیا ہی خواجہ عمرو ثانی کو دیکر کہا کہ ان تحف و ہدایا کو لے جایئے خدمت امیر ثانی
مین پہونچایئے گا مین نے اس عرضی مین تمام حال تحف و ہدایا کا درج کر دیا ہی سوا اسکے اور جو کچھ لکھنا منظور
تھا لکھدیا ہی آپ زبانی بھی جناب امیر ثانی و بادشاہ و لشکر اسلام و شاہزادہ بدیع الملک و شاہزادہ
ایرج ذیوقار کی خدمت مین میری جانب سے آداب و تسلیم کہدیجیے گا اور جو کچھ یہان کا حال آپنے دیکھا ہی
بیان کیجیے گا اور کہدیجیے گا کہ رستم ثانی اگر خدا نے چاہا تو جلد حاضر ہوگا خواجہ عمرو ثانی تمام تقریر شاہزادہ
رستم ثانی کی سُن کے برہم ہو کے کہنے لگے کہ اے رستم ثانی کیا تُنے مجھکو خائن تصور کیا ہی معتبر نہین سمجھا ہی
کہ اس عرضی مین تمام حال ان تحف و ہدایا کا لکھدیا ہی اگر اس عرضی مین سب ہدایا و تحف بتفصیل تحریر
نہ کرتے تو کیا مین کچھ ہدایا و تحائف انمین سے لے لیتا اور امیر کو جاکر نہ دیتا شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا کہ نہین
اس خیال سے کہ آپ کچھ تحف ان ہدایا مین سے نہ لے لین اس عرضی مین حال انکا درج نہین کیا ہی
بلکہ واسطے طول عبارت عرضی کے لکھوا دیا ہی آپ برہم نہون جو خیال آپنے کیا ہی اُسے اپنے دل سے
دور کرین شاہزادہ رستم ثانی نے زبان سے اس طرح مطمئن کیا مگر خواجہ سمجھ گئے کہ واقع مین اسی وجہ سے
تمام حال تحف و ہدایا کا عرضی مین لکھوایا ہی کیونکہ جناب طماع و حریص ہین مبادا راہ مین کچھ تغلب و تصرف
نہ کرین خواجہ نے جواب دیا او چھوکرے تیری باتین مین خوب سمجھتا ہون تو بالے بے درمان ہے
ہم ایسے اپنے بزرگون سے ایسی باتین کرتا ہی ہمکو معتبر نہین جانتا ہی شاہزادہ رستم ثانی نے جب
دیکھا کہ خواجہ برہم ہین غصہ مین بھرے ہین برائے دفع ملال خواجہ یہ تدبیر کی کہ ایک کشتی پر از زر و
جواہر اور ایک کشتی مین ایک خلعت فاخرہ اپنے ملازمون اور خیر خواہون سے طلب کرکے خواجہ کو دیا
اور دست بستہ عرض کیا اس ہدیہ مختصر کو اس وقت قبول کیجیے خواجہ نے دونون کشتیون سے کشتی پوش
اُٹھا کے جو دیکھا دیکھتے ہی خوش ہو گئے غصہ دور ہوا آثار خوشی و خندہ چہرے سے ظاہر ہوئے بے تامل کہنے لگے
اے فرزند تیرا کیا کہنا تیری ہمت و شجاعت مشہور ہی تو اپنے ہم چشمون مین بے مثل و بے نظیر ہی میرے برہم
ہونے کا ملال نہ کرنا مین یونہین برہم ہوا تھا یہ باتین میری ظاہری تھین دل سے مین تیرا دوست و خیرخواہ
و مداح ہون خصوصاً عجائب جادو ہمیشہ اس تخت حکومت پر حکمران ہے عجائب جادو نے یہ سُن کے
اپنے ملازمون سے اشارہ کیا وہ دو کشتیان لے آئے رو برو خواجہ کے رکھ دین خواجہ نے اُنکو دیکھا کہ زر و جواہر
و خلعت فاخرہ ہی مگر جو دو کشتیان شاہزادہ رستم ثانی نے منگوا کر مجھے دی تھین ویسی یہ کشتیان نہین ہین زر

جواہر اور خلعت مین کچھ کمی ہر خواجہ نے کشتیان دیکھکر کچھ اور عجائب جادو کی تعریف کی بعدہ چارون
کشتیان اُٹھاکر زنبیل کے پاس لے جاکر کہا بیچیے دادو جان ان چارون کشتیون کو انکو بہت حفاظت سے
رکھیے گا انہین سے کچھ تلف ہونے پائے مین بجنسہ آپ سے لے لونگا یہ کہکے نذر زنبیل کین پھر شاہزادہ رستم
ثانی اور عجائب جادو اور ملکہ رنگین کاکل کشا اور اُسکی مادر ملکہ ماہ سبز پوش زوجہ عجائب جادو
وغیرہ سے رخصت ہوے ہر ایک نے ہنگام رخصت علےٰ قدر اپنے رتبہ کے خواجہ کو دیا خواجہ نے
لینے سے انکار نہ کیا جو کچھ جس نے دیا لے لیا اور اُسکی تعریف کی بعد تعریف کرنے کے جو جو کچھ جس نے دیا
بمناسب نذر زنبیل کیا اور عرضی مذکور اور مرثیا و تحف مسطور لیکر چلے اُس وقت شاہزادہ رستم ثانی نے
ملکہ نوبہار گوہر پوش معشوقہ بدیع الملک کو طلب کرکے خواجہ کے سپرد کیا اور کہا آپ اُنکو ساتھ اپنے
لے جائیے بدیع الملک کو جاکر انکو اُنکے حوالے کر دیجیے گا خواجہ نے اس وقت چند سیب اپنی
زنبیل سے نکالے اور ملکہ نوبہار گوہر پوش سے مخاطب ہو کے کہا او ملکہ دیکھو سیب کیا اچھے ہین یہ سیب
عیوب سے بری ہین نہایت خوش ذائقہ ہین صورت دیکھو کیسے خوبصورت ہین کیونکہ خوبصورت
دیکھنے مین ہوون کہ پرستان کے ہین جب مین کوہ قاف کی طرف گیا تھا باغستان پرستان مین سے مین نے یہ سیب
توڑے تھے اور زنبیل مین رکھ لیے تھے اس وقت دل چاہا کہ ایک دو سیب تمھین کھلاؤن اُنکا مزہ
تمھین چکھاؤن گو یہ سیب وہ سیب ہین کہ سواے پرستان کے یہان کسی بادشاہ ہفت کشور کو بھی میسر نہین ہین
اور کوئی قیمت انکی دے نہین سکتا ہی اور مین تمسے انکی قیمت اس وقت طلب نہین کرتا ہون لشکر مین
جاکر دے دینا یہ کہکر زنبیل سے ایک سیب دیا ملکہ مذکورہ نے خواجہ کے اصرار کرنے سے کھایا کھاتے ہی
سر کو گردش ہوئی بیہوشی نے تاثیر کی چھینک آئی فی الفور بیہوش ہوئی خواجہ نے اسے نذر زنبیل کیا
اس جگہ بعض داستان گویان خوش تقریر نے یون بھی لکھا ہی کہ بیہوش نہین کیا ملکہ کو اپنے ہمراہ لیا غرض
بہرطور خواجہ ملکہ مذکورہ کو ہمراہ لیکر چلے شاہزادہ نے تھوڑے آدمی خواجہ کے ہمراہ کیے خواجہ نے کہا ان
لوگون کو میرے ہمراہ نکرو مین تنہا جاؤنگا چالاک و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ ثانی نے کہا
ہم بھی آپ کے ساتھ ہی چلتے ہین یہ کہکے شاہزادہ رستم ثانی سے طالب رخصت ہوے شاہزادہ نے
اُنسے کہا تم ہمارے ساتھ بعد چند روز کے یہان سے سوے لشکر اسلام چلنا عیاران مذکور مجبور ہوے
خواجہ انھین چھوڑکے تنہا روانہ ہوے جملہ اسباب و تحائف مذکورہ بالا کو زنبیل مین رکھکر رہ
نورد ہوے حال انکا بمقام مناسب لکھا جائے گا بیان حال شاہزادہ رستم ثانی کا بعد جانے خواجہ کے
گھبرایا ہر چند دل کو سیر و تماشون مین بہلاتا چاہا مگر نہ بہلا آخرکار ایک روز شاہزادہ نے عجائب جادو
سے کہا دل ہمارا بہت گھبراتا ہی یا تو ہمکو رخصت کرو کہ ہم بھی جانب لشکر اسلام جائین یا کسی ایسے
صحراے سبزہ زار مین ہمکو لے چلو کہ جسمین وحش و طیر بکثرت ہون تاکہ اُنکے شکار کرنے سے دل
ہمارا بہلے عجائب جادو نے عرض کیا مین ابھی آپکو آپکے لشکر مین جانے نہ دونگا ہان آپ شکار کے
واسطے چلیے مین سامان شکار کھیلنے کا کرتا ہون یہ کہکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد سامان شکار کھیلنے کا
کرو انھون نے حسب الحکم دو روز مین سامان کیا تیسرے روز شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ عجائب جادو
و سہراب بن لندھور و شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ چند اشخاص خاص کے گھوڑے

سواروں کو اور کچھ بیلیے اور قراول وغیرہ کو لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر ایک سمت روانہ ہوا ادھر تو
شاہزادہ سوے صحراے سبزہ زار براے شکار روانہ ہوا اُدھر وہ ساحران نابکار جو میدان کارزار سے
ہنگام جنگ عظیم بروقت اسیر ہونے صندلان شاہ کے مقام ورقلعہ طلسمی سے بھاگے تھے بعد قطع راہ دور و دراز
نالہ کنان و اشک ریزان اُس شہر میں پہونچے کہ جس شہر میں ممتثال آئینہ رو تھا اور خداوندی کے سجے کے زد
افلاک و عرش کہ وہ سب نمود بے بود تھے تیار کر کے بالاے عرش بیٹھا تھا جب ساحران مذکور نالہ کنان
قریب خداوند مذکور پہونچے شور و غل جو ہوا ممتثال آئینہ رو گھبرایا اپنے بندگان مقرب سے باشارہ پوچھنے
لگا کہ یہ شور و غل کیسا ہے کیا کوئی بندہ ہمارا ہمسے فریاد کرتا ہے یا کسی بندے کو ہمارے کسی ظالم نے ستایا
ہے ہر چند ہم جانتے ہیں مگر تم دریافت کر کے ہمسے بیان کرو اُنھوں نے بعد دریافت کرنے کے عرض کیا
اے خداوند تھوڑے ساحر ساکنان طلسم صندل نالان اشک ریزان آئے ہیں امید وار ہیں کہ جمال خداوند
کو دیکھیں سجدہ کریں جس درد و مصیبت میں مبتلا ہوے ہیں اُسے بیان کریں اپنی مراد کو پہونچیں خداوند نالایق
و مردود نے یہ سُن کے مسکرا کے کہا یہ تقدیر ہمنے تو دو سال قبل اس زمانہ کے کی تھی کہ چند در چند ساحران
آفت رسیدہ طلسم صندل کی طرف سے ہمارے زیر عرش فریاد کنان آئینگے ہمسے فریاد کرینگے اور ہم
رحم کھا کے اُنکی فریاد کو پہونچینگے ان بندگان مقرب نے عرض کیا خداوند نے بہت بجا ارشاد کیا یہ کہکے
وہ خاموش ہوے ادھر اُس خداوند شیطان خصال نے وریچۂ قدرت سے سر اپنا باہر نکالا اور ایسا ایک
سحر پڑھا کہ برق چمکی وہ ساحران نابکار جلوۂ خداوند و جان کے کچھ چہرۂ خداوند مردود پر نظر کر کے جلد
واسطے سجدے کے خاک پر جھکے پھر حکم خداوند سے سر اپنا خاک سے اُٹھا کے سب دست بستہ رو کے عرض
کیا کہ اے خداوند جو حال کہ طلسم صندل میں گذرا ہے وہ ہم کیا بیان کریں کیونکہ آپ خداوند ہیں خود ہی جانتے ہیں
یہ کہکے وہ خاموش ہوے خداوند نابکار نے بہ آواز بلند کہا گو ہم جانتے ہیں مگر تم اپنی زبان سے بیان کرو کہ اسی وقت
مصلحت ہماری یہی ہے اُنھوں نے یہ سُن کے عرض کیا اے خداوند شاہزادہ رستم ثانی نے دلیرانہ لوح طلسم
صندل بعد خرابی و مشکل حاصل کر کے مرحلات طلسم صندل کو توڑ کے در قلعۂ طلسمی پر آیا صندلان شاہ
سے اور اُس سے جنگ عظیم ہوئی انجام کار عین جنگ میں شاہ طلسم اسیر ہوگیا خواجہ عمرو ثانی نے
اُسے زنبیل میں داخل کر لیا لشکر شاہ طلسم بعد گرفتاری شاہ مذکور کے بیدل ہوکے پسپا ہوا بلا میدان
جنگ سے بھاگا ہنگام گریز بہت سے مردم قتل ہوے کچھ امان طلب ہوے ہم دشمنوں کے ہاتھ سے
جانبر ہوکے براے فریاد یہاں آئے ہیں جو حکم ہو بجا لائیں ممتثال آئینہ رو نے برہم ہوکے حکم دیا کہ اے
نالائقو تم یہاں بھاگ کر آنے ہو جاؤ دور ہو جو ہماری مصلحت میں ہوگا وہ ہوگا ساحران مذکور یہ سُن کے
اپنے مواکن کی طرف تو نہ گئے مگر ایک سمت روانہ ہوے

داستان نامہ روانہ کرنا ممتثال آئینہ رو کا جمہور تاجدار کو اور روانہ ہونا اُسکا مع سپاہ و پہلوانان
نامی و مہتر اسرار باد یا عیار بلاے روزگار کے سمت طلسم صندل اثناے راہ میں شکار کھیلنا رستم ثانی
سے گفتگوے سخت کرنا پھر متواتر طبل جنگ بجوا کر لڑنا مہتر اسرار باد و عیاران لشکر اسلام سکا
پے در پے عیاریان کرنا آخر کار شکست کھا کر سوے جمہوریہ بھاگنا رستم ثانی کا اُسکے تعاقب میں
جانا مع حالات دیگر۔ ساقی نامہ

جامی ز شراب ناب دادن
یعنی گزک و شراب دادن
یک ساغر مے بکف نہادن
کشتی حیا در آب دادن
سیف تو ہمین بہ عذر خواہد

نان پس ستقے کباب دادن
صدرہ ز ہمین کرم نمودن
زشتی مرا صواب دادن
ور بہر حریفے رساندن آبی
یک قصۂ لاجواب دادن

کار تو ہمین ست ساقیے من
ساغر ز مے گلاب دادن
بجدول من بجوش کردن
در ہر سخنے ست تاب دادن
زینت افزایان معشوقہ افسانہ گوی

ورونق وزیب دہندگان دلبر قصہ دیرینہ بوجہ احسن اس داستان نادر کو یون لکھتے ہین کہ جب شاہزادہ
رستم ثانی ہمراہ اپنے ہمراہیون کے بعد خوشی خرمی جابجا کوچ اور مقام کرتا ہوا باثناے راہ مین آبادی وکوہ
ودشت کی سیر کرتا ہوا ایک روز اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچا کہ جس صحرا مین شکار کھیلنے کا ارادہ کیے اتنی
صعوبت ورہروی اختیار کی تھی پہونچا دیکھا عجب صحراے سبزہ زار ہی کوسون تک فرش سبزۂ شاداب کا بحکم خالق
بحر و بر بچھا ہی وہ سبزہ شاداب ایسا مرغوب چشم وقلب ہی کہ فرش مخمل سبز سے کہین بہتر اور اچھا ہی دیکھنے سے اُسکے
آنکھون مین ٹھنڈک دل کو فرحت روح کو راحت حاصل ہوتی ہی طبیعت بے اختیار اُسپر استراحت کرنے پر مائل ہوتی ہی
وہ سبزہ سبز بختان دہر سے بہتر ہی دیدہ اُس سبزی کی آنکھون کو بصد رغبت منظور ہی روح تن مین اُسکی سیر سے
آرام پاتی ہی دیکھنے سے بے اختیار آنکھون مین نیند آتی ہی غنچہ دل پژمردہ مانند گل شگفتہ ہوتا ہی دیکھنا اُسکا
دل دردمند سے آرام وصدمات کھوتا ہی صحراے سبزہ زار لباس شبنم خضر کپہنے ہی انگشت جادہ سے مردمان راہ رو کو
راہ بتاتا ہی اور مریضون اور مردہ دلون کو مثل مسیحا کے ایک دم مین سیر اپنی دکھا کے شفا دیتا ہی اور گیا علاج
ہی ممکن نہین ہی کہ برسون کا بیمار اُس صحرا کے سبزہ زار کی سیر کرے اور صحت نپاے اور نہین ہو سکتا کہ کوئی افسردہ
دل اُس صحرا کی سیر کرے اور دل اُسکا شگفتہ نہو جاے ہوا اُس صحرا کی ایسی سرد ومعتدل ومسیحا نفس ہی
کہ اگر مردون کے بھی اجسام تک پہونچے تو عجب نہین کہ بقدرت خدا زندہ ہو جائین صحراے عدم سے گلشن
ہستی مین آئین وہ جا بجا صحرا مین نہرین ہین کہ جنکو دیکھکر تسنیم وسلسبیل بھی غیرت سے آب آب ہوجائین بلکہ
نہین کہ روانی اُنکی دیکھکر بحر ذخار بھی رشک سے مائل حجاب ہو پانی اُنکا نہایت صاف وپاک وسرد وشیرین
وخوشگوار جان بخش تشنہ کامان اور قلب بیتاب بیقرار خوشا آب نہرہاے مذکور کہ آب بقاے آبرو وخاصیت
وتاثیر مین بہتر عجیب پانی سرد وشیرین کہ بحر جہان مین مثل اُسکا کمتر نہین اگر وہ پانی حلق بیمار سے
اُتر جاے خاصیت تبریہ کی پیدا کرے تپ شدید اُتر جاے مریض آب وہوا سے فی الفور صحت پاے اگر
کوئی بدذہن اُس آب روان کو پی لے طبیعت اُسکی روان ہو جاے اور اگر آب بقا اُسکو دیکھے تو چادر سے
منھ اپنا چھپالے درخت اُس صحراے سبزہ زار کے رشک اشجار بوستان نظر آئے سب نہایت خوبی سے پھولے
پھلے ہاے سایہ اُن درختون کا رشک سایہ ہما تھا دل راحت طلب اُنکے سایۂ آرام رسان پر نہایت ہی
فدا تھا وہ برگ سبز وشاداب اُنکے وہ اصول وفروع اُن درختون کے کہ دراصل اُن سے قدرت خدا کا
ظہور تھا جو درخت تھا رتبہ تجلی مین گویا رشک درختان وادی ایمن وکوہ طور تھا ہر ایک درخت خلعت
برگ ہاے سبز سے خضر سبزپوش کی مثال تھا اور ہر شجر عطیہ خلعت سرکار باغبان جہان سے خوش اور نہال
تھا قدرت پروردگار صحراے سبزہ زار مین دیکھکر وجد مین آکے جھومتا تھا اے ہمرہ اُن درختون کو دیکھکر
کہتے تھے کہ یہ درخت ہوا سے ہلتے ہین اشجار اُن درختان صحراے سبزہ زار کے اشجار بوستان دیدہ دار

نخل سے کہیں رنگ و بو و ذائقہ میں بہتر تھے سیب و انار و دیگر اثمار درختان باغ ارم سے خوبی و مزہ میں
گوے سبقت لے گئے تھے کوئی شجر مثل سرو سرکش نہ تھا بسبب بار ور ہونے کے اور بوجہ فروتنی و تواضع کے
جھکا ہوا تھا اہل بصیرت انھیں دیکھکر کہتے تھے کہ ای بیہودہ زاہد چشم خود سے دیکھو یہ درخت سرسبز ہو کر بار بار
سجدہ شکر پروردگار کرتے ہیں جھک کر خاک پر سجدہ کرتے ہیں خدا نے بھی انکو گل و ثمر سے پھلا پھلایا پیدا کیا
غافلو تم تارک اطاعت خدا ہو نماز نہیں پڑھتے ہو رکوع و سجود نہیں کرتے ہو غرور کرتے ہو ڈرو کہیں تجھپر
غضب پروردگار سے نخل حیات تمھارا قطع نہ ہو جاوے یہ کہکے قدرت خدا مشاہدہ کرکے متواتر حق زبان پر
جاری کرتے تھے جہلا انکی باتوں پر ہنستے تھے اور کہتے تھے یہ دیوانے ہیں اس صحرا کی ہوا کھاکے بھی جنون انکا رفع
نہیں ہوا ہمارے نزدیک تو یہ سب درخت ہوا کے سبب جنبان ہیں انھیں درختوں پر جانوران خوش الحان
بیٹھے ہوے حمد خدا کرتے تھے اپنی زبان میں ذکر الٰہی میں معروف تھے کبھی کسی درخت پر سے اڑ کر دوسرے
درخت پر جاتے تھے گاہ وہاں سے اڑ کر تلاش آب و دانہ پرواز کرتے تھے غرض طائران رنگارنگ گروہ
گروہ اس صحرا میں تھے اسی طرح جانوران وحشی چرپاے مانند غزالان شوخ چشم و چالاک از حد نظر آتے
تھے غول کے غول ہر سمت دکھائی دیتے تھے اور مردم کو دیکھکر خوف جان سے بھاگتے تھے پس یہ سیر خوبی
صحراے سبزہ زار مذکور دیکھکر شاہزادہ رستم ثانی از حد خوش ہوا عجائب جادو و حدید شاہ وسنگ شاہ
وغیرہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا یہ عجب صحراے پربہار ہے کہ شائبہ بیابان کا رشک گل بوستان ہے میں نے ایسا صحراے
پر بہار کبھی نہیں دیکھا تھا دیکھو کیا کیا گل خودرو اس صحرا میں نظر آتے ہیں کہ جنکی صورت و رنگ کو دیکھکر
یہی جی چاہتا ہے کہ انکو دیکھا کیجیے کیا قدرت پروردگار ہے کیا کیا اسکی صنعت ہے عجب عجب چیزیں اسنے خلق کی
ہیں کیا مجال کسی کی کہ مانند ان گلوں اور ان درختوں اور دانے ثمروں کے کوئی کسی تدبیر سے بنا سکے اور کیا قدرت
کسی فراش کی کہ ایسا فرش سبز زمین پر بچھا سکے جل جلالہ و عز شانہ سبنے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہیں بجز
خداوند جلالہ کے کون ایسا ہے کہ اپنی قدرت سے ایسی مخلوقات کو پیدا کرسکے شاہزادہ موصوف نے انکی تقریر سنکے
ملازمین کو حکم دیا کہ جلد بمقام مناسب بارگاہ و خیام ایستادہ کرو فراشوں نے حسب الحکم بارگاہ و خیام
برپا و ایستادہ کیے فرش بچھایا اسوقت شاہزادہ رستم ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ مرکب سے اترکر واسطے
تھوڑی دیر کے داخل بارگاہ ہو جیسے کسل راہ دفع کیجیے بعدہ شکار وحش و طیر کا کیجیے کہ ناگاہ ہزارہا
غزالان شوخ و چالاک ایک سمت نظر آئے شاہزادہ انھیں دیکھکر بہت خوش ہوا اور عزم مذکور سے باز
رہکر سبسے کہا میرے ہمراہ آؤ ان غزالوں کا شکار کرو دیکھیں کون کون تم میں سے زیادہ ہرنوں کا شکار
کرتا ہے یہ کہکے ترکش سے تیر نکالکر اور دوش سے کمان لیکر چلہ کمان میں تیر کو جوڑکر مرکب کو طرف ان
غزالوں کے بڑھایا عجائب جادو و حدید شاہ و سہراب بن لندھور وغیرہ نے بھی تیروں کو چلہ کمان میں
جوڑا اور مرکبوں کو بڑھایا جب سب ہمراہی شاہزادے کے ان ہرنوں کے سامنے پہونچے تاک تاک کر
انھیں تیر لگانے لگے شاہزادہ رستم ثانی بھی متواتر تیر لگانے لگا ہرنوں کا شکار کرنے لگا ہرن
تیر کھاکھاکے زخمی ہوکے بھاگنے لگے ہر ایک اپنے شکار تیر خوردہ کا تعاقب کرنے لگا گھوڑا اسکے پیچھے
ڈالنے لگا راوی ناقل ہے کہ زمانہ دوپہر میں شاہزادہ رستم ثانی اور اسکے ہمراہیوں نے بہت سے
ہرن شکار کیے اور انھیں ذبح کیا اور ہزارہا طائران حلال کو تیروں سے گرایا انکو بھی بتکبیر پہونچایا بعد

اسقدر جانور شکار کرنے کے شاہزادہ موصوف نے فرمایا بس اب زیادہ شکار وحش وطیور کا کرنا اچھا
نہین یہ کہکے ہمراہ سب کے اپنی بارگاہ مین آیا اشخاص خاص پاس اسکے بیٹھے مردم عوام بھی خیام
مین گئے اور بحکم شاہزادہ موصوف ان وحش وطیور کو جنکو شکار کیا تھا پاک وصاف کرنے لگے اور کباب
انکے تیار کرنے لگے شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے بادۂ گلگون پینے لگا اور کباب وحش و
طیور کے کھانے لگا بالائے مرغزار کے لطف اٹھانے لگا اسی طرح دوسرے روز بھی وحش و
طیور کا شکار کیا گیا اور بعد میخواری کباب چرند و پرند حلال کے کھائے چونکہ شاہزادہ موصوف کو یہ
صحرائے سبزہ زار فرحت افزا وحش وطیور سے بھرا ہوا نہایت اچھا معلوم ہوا عجائب جادو و دیگر اپنے رفقا
و سرداران سپاہ سے کہا کہ ہم اس صحرائے سبزہ زار مین چندے قیام کرین کے علاوہ سیر کرنے کے شکار
وحش وطیور کا کرینگے سبھون نے عرض کیا بہت ہی بہتر و مناسب ہے یہ واقعی سبزہ زار قابل سیر و لایق شکار
وحش وطیور ہی ہمارا دل تو یہی چاہتا ہی کہ اسی صحرا مین ہمراہ آپکے شب و روز شکار کھیلین اور سیر صحرا مین
بسر کرین یہان سے کہین نہ جائین کیونکہ یہ صحرا عجب جائے راحت و آرام قلب و جان ہی شاہزادہ انکی
تقریر سنکے خوش ہوا غرض کہ قیام شاہزادہ عالی مرتبت نے برائے چندے اسی صحرا مین کیا اب یہ مولف
ہیچمدان شاہزادہ رستم ثانی کو اس صحرا مین مصروف سیر و شکار رکھتا ہی اور یہان سے کچھ حال تمثال آئینہ و
بجار مردود کا کہ جو اپنے تئین خداوند کہلاتا ہی تحریر کرتا ہی ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ جب وہ ساحران نابکار
بہ ہنگام جنگ میدان سبزہ سے بھاگ کر برائے جبر و فریادرسی روبرو تمثال آئینہ رو کے گئے اور تمام حال بیان
کیا اور خداوند نابکار مردود نے بہوش داورسی انپر غصہ کیا اور وہ سب صحرا چلے گئے بعد انکے جانے کے
خداوند شیطان خصال مذکورۂ بالا نے حال بربادی طلسم صندل زبانی ساحران مذکور کے سنکے شاہزادہ رستم
ثانی پر از حد غضبناک ہو کے ایک نامہ جمہور تاجدار حاکم شہر جمہوریہ کو اس مضمون کا لکھوایا کہ اے جمہور
بندہ خوش اعتقاد و خاص ہمارے آگاہ ہو کہ فی زمانہ شاہزادہ رستم ثانی ایک مسلمان نے کہ ہماری خداوندی
سے وہ منحرف ہی ہمکو اپنا خداوند نہین جانتا ہی از حد سرکشی کی ہی اور ہمکو ناخوش کیا ہی ابھی تک ہمنے اسپر
اپنا قہر و غضب نازل نہین کیا ہی رحم ہی کیا ہی باین خیال کہ بندہ جاہل شاید اب بھی راہ راست پر آئے
اور ہمین اپنا خداوند جانے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ کبھی راہ راست پر نہ آئیگا چونکہ ہم خداوند ہین ہمین رحم
کرنا چاہیے اپنے ہاتھ سے ایسے بندۂ نافرمان و جاہل کو غارت و تباہ کر دینا نہ چاہیے کہ خلاف رحمدلی اور
ہماری خداوندی کے ہی لہذا ہماری مصلحت یہ ہی کہ ہم خود تو اسے سزائے سخت نہ دین لیکن تیرے ہاتھ سے
اسے سزائے سخت دلائین عزت و حرمت تیری دنیا مین بڑھائین لہذا تجکو لازم ہی کہ بمجرد پڑھنے اس
نامہ کے بخوبی سامان جنگ کر کے عنقائے شیرصولت و قمہور ببر پرست کہ بندہ خاص ہمارے ہین
اور ہمنے انکی رگ و پے مین کوٹ کوٹ کے زور بھرا ہی از حد شجاع و بہادر انھین پیدا کیا ہی انھین ہمراہ
لینا اور مہتر اسرار باد پا کو بھی کہ عیار جرار ہی اور نہایت مکار و ہوشیار ہی اسے بھی ہمراہ لینا اور
تمامی اپنی سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر سوئے طلسم صندل کہ اب وہ لوٹ چکا ہی روانہ ہو تا جب وہان پہونچنا اپنے
افسران سپاہ خصوص عنقائے شیرصولت و قمہور ببر پرست سے کہنا کہ رستم ثانی کو قتل کر کے
سر اسکا اور سر تمام اسکے رفیقون کے اور سرداران لشکر کے کاٹ کر نیزہ و نیز علم کر کے خاص عام کو

دکھائیں تاکہ سب عبرت کریں اور کوئی پجاری خداوندی سے منحرف ہوکر ارادہ سرکشی کا نہ کرے سوا اسکے
اے جمہور لشکر طلسم کشا کا یعنی رستم ثانی کا وقت مقابلہ وجنگ تباہ و برباد کردینا کسی کو لشکر مسلمانان سے
زندہ نہ چھوڑنا عجائب جادو برادر صندلان شاہ کو بھی قتل کرنا کہ وہ تجھسے منحرف ہوگیا ہے کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوگیا ہے تخت حکومت پر بجاے صندلان شاہ کے بیٹھا ہے اور جو مال و اسباب شاہزادہ رستم ثانی نے بعد
توڑنے طلسم صندل کے طلسم مذکور سے نکالکر اپنے قبضہ مین کیا ہے اُسے ہمراہ اپنے لیتے آنا اور ہمارے
حاضر ہوکے جملہ سرکشان قوی بازو کے اور جملہ مال و اسباب مابدولت کی نذر کرنا اگر تونے ایسا کیا تو
ہم تجھسے بہت خوش ہونگے طرہ پیغمبری کا تجھکو عنایت کرینگے عمر بھی تیری بڑھادینگے زور و قوت بھی تیرا
زیادہ کردینگے اور بہت سی سپاہ تیرے ساتھ کرکے تجھکو سوے کہرانیہ روانہ کرینگے کیونکہ معلوم ہوا ہے
کہ امیر ثانی نے وہ ملک ہمارے آباد کیے ہوے فتح کرلیے ہین اور وہان کے حاکمون کو انھون نے اپنا مطیع
کیا ہے تو سر نکالا اور انکے بادشاہ لشکر کا اور تمام سر انکے سرداران سپاہ کے شمشیر آبدار سے قلم کرکے
مابدولت کی خدمت مین ارسال کرنا زیادہ کیا لکھا جاے جب منشی خداوند مذکور نے نامہ اسی مضمون کا
لکھکر تیار کیا سرنامہ لکھا اور نامہ کو لفافہ مین بند کیا پھر مُہر خداوندی سرنامہ پر کی گئی اور حکم خداوند نابکار
و مردود سے ایک ساحر نابکار مسمی صرصر جادو نامہ لیکر بعجلت مانند ہواے تند کے جانب شہر
جمہوریہ تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوا ادھر لاجورد شاہ وصلصال اور فرزند اُسکا اور بخشگان
ہمراہ تھوڑی سپاہ کے جو کہرانیہ سے بھاگے تھے بعد بہت راہ طے کرنے کے اور سختیان راہ کی
اُٹھانے کے شہر جمہوریہ مین پہونچے جمہور شاہ کو جب انکے آنے کی اطلاع ہوئی چند امرا و وزرا
کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا وہ گئے اور استقبال کرکے انکو دربار جمہور شاہ مین لاے
شاہ مذکور نے تخت سے اُترکر چند قدم آگے بڑھکر انکا استقبال کیا بعد برابر درجہ کے
سلام کرنے کے برابر اپنے تخت کے صلصال ولاجورد شاہ کو بٹھایا وزراے جمہور شاہ نے
باہم آہستہ بلکہ باشارہ کہا ہمارے بادشاہ فلک جاہ کو لازم نہ تھا کہ لاجورد شاہ اور صلصال
کہ ہر ایک ان مین دعواے خداوندی کرتا ہے ہمارے خداوند کا ثانی بنتا ہے اور دوسرا کہ ایک بادشاہ
ترکستان کا ہے بدمذہب انکی ایسی عزت و حرمت و تعظیم و تکریم کرین اور تخت سے اترکر انکا استقبال
کرین برابر اپنے تخت کے بٹھائیں جمہور شاہ نے انکی طرف دیکھکر باشارہ تقریر انکی سمجھ کے
خود ہی انکو سناکے درپردہ یون کہا اور انکو جواب دیا کہ جو لوگ صاحبان عزت ہین اگرچہ وہ
مبتلاے بلاے عسرت و غربت ہون انکی عزت و توقیر مین کمی نہین ہوتی ہے خواہ وہ کسی مذہب کے
ہون خوش خلق ہونا انسان کو لازم ہے بدخلق و بے مروت ہونا اچھا نہین ہے غرور و تکبر اپنی ثروت و
حکومت پر کرنا بھی خوب نہین ہے وزراے جمہور شاہ گفتگو اپنے شاہ کی سنکے دل مین کہنے لگے کہ ہمارا
بادشاہ کسقدر عاقل ہے کہ ہمارے اشارہ کی گفتگو سے آگاہ ہوکے یہ جواب ہمین دے کے ہمکو متنبہ کیا واقعی
جو اسنے کہا سچ کہا ہے ابھی وزراے شاہ مذکور اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے کہ جمہور شاہ نے بطرف
ایک جانب دیکھا فرزند صلصال اور بخشگان نے موافق قاعدہ سلام کیا جمہور شاہ نے بذریعہ
عقل ان دونون کو دیکھکر مراتب سے انکے آگاہ ہوکے ایک سمت اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق

اشارہ بیٹھے اور صلصال شاہ اور لاجورد شاہ اہل دربار جمہور شاہ پر نظر کرنے لگے اور باہم باشارہ
کہنے لگے کہ دربار میں اس شاہ کے کیا کیا چیدہ و منتخب اشخاص ہیں سوا امرا و وزرا و ندما و حکما
و منجمان کے سرداران سپاہ بہت ہیں اور کیا کیا جوان ہیں کہ لائق دید ہیں تمام دربار بہادروں سے بھرا ہوا ہے
اکثر ساحران نابکار بھی کہ نہایت زبردست ہیں پائے جاتے ہیں گو یہ ساحر ہوں صورت ساحروں کی سی
ہے ایسا دربار ہمنے کسی بادشاہ کا اس عنوان سے آراستہ نہیں دیکھا علاوہ دربار بادشاہ لشکر اسلام کے
ایسے سردار بہادر و نامدار کسی شاہ کے دربار میں نہیں دیکھے صدہا جوان اس دربار میں ایسے ہیں کہ رشک
سہراب و گیو ہیں چہروں سے آثار شجاعت و جوانمردی صاف ہویدا ہیں خصوص ان سب جوانوں میں
یہ دو جوان کہ جو یمین و یسار تخت کے بیٹھے ہیں نہایت ہی جری و بہادر معلوم ہوتے ہیں عجب نہیں کہ یہ
دونوں جوان اپنے وقت کے رشک رستم پیلتن اور غیرت اسفندیار رویین تن ہوں کیونکہ یہ دلیر
صورت شیر صولت فیل پیکر عفریت قامت ہیں جب یہ صورت و قامت ہے تو قوت بھی انہیں بکثرت ہوگی
ابھی لاجورد شاہ صلصال سے بہ اشارہ یہ کہہ رہا تھا اور وہ بہ ایما یہ جواب دے رہا تھا کہ واقعی یہ
دربار عجب نامیوں اور بہادروں سے بھرا ہے کیا کیا جوان دلاور اس دربار میں بیٹھے ہیں خصوص یہ دونوں
جوان تو سب جوانوں سے افضل و بہتر ہیں نہیں معلوم نام انکے کیا ہیں یہ سردار ایسے ہیں کہ اگر سرداران لشکر اسلام سے
لڑیں تو بہت جلد انکو ہنگام جنگ تہ تیغ کریں کاش ایسے سردار لشکر ہمکو میسر ہوے کہ اپنے دشمنوں اہل اسلام
کو انکے ہاتھ سے قتل و اسیر کراتے دل کو شاد کرتے یوں اعدا کے ہاتھ سے شکست کھا کر دربدر پریشان
خاطر نہ پھرتے لاجورد شاہ نے آہ کی اسی اثنا میں جمہور شاہ نے حکم کیا کہ جلد ساقیان خوبرو
کشتیاں مے مشکبو کی لیکر آئیں حسب الحکم ساقیان گلپیرہن غنچہ دہن کشتیاں شیشہ ہاے پر از
شراب مشکبو و ساغر بلوریں لیکر دربار میں آئے بعد سلام کرنے کے باشارہ جمہور شاہ لاجورد شاہ
و صلصال وغیرہ کو ساغر بلوریں میں شراب بھر بھر کے دینے لگے اور وہ شراب پینے لگے دور جام چلنے لگے
ہر ایک دربار میں جام پر جام لیکر شراب پینے لگا جب شراب ناب خوب پی چکے ساقیان شوخ چشم کشتیاں
شراب کی اٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ کو نشہ شراب کا
ہوا دماغ بادۂ تند و ناب سے گرم ہوا اسی عالم نشہ شراب میں لاجورد شاہ بیٹھے بیٹھے بے اختیار پکارا
منم خداوند لاجورد شاہ اے بندگان من بیائید و مرا سجدہ کنید جمہور شاہ تقریر لاجورد شاہ سنکے منہ
پھیرکے مسکرایا پھر لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہوکے کہا آپ حضرات خلاصۂ اپنے حالات سے مجھے
آگاہ کریں یہاں آنے کا کیونکر اتفاق ہوا ہے کس ارادہ سے آپ دونوں صاحب تشریف لائے ہیں کچھ کچھ
تو میں آپکے حالات سے آگاہ ہو چکا ہوں کچھ آپ بیان کیجیے صلصال و لاجورد شاہ نے جواب دیا ہم
کیا اپنے حالات مفصل بیان کریں کہ بیان کرنے کو انکے ایک زمانہ دراز چاہیے اگر ہمارے مصائب کوئی
منشی زود نویس تحریر کرے تو ایک دفتر ہو جاے اور مصائب ہمارے تمام و کمال تحریر نہ کر سکے فلک کے
ہاتھوں سے اور اپنی رحمدلی سے ہم اس حال خراب کو پہنچے ہیں وہ ذلتیں اٹھائی ہیں کہ شاید کسی
شخص نے دنیا میں نہ اٹھائی ہوں اور وہ صدمہ ذل پہنچے ہیں کہ اگر کوہ پر بھی پڑتے تو ٹکڑے ٹکڑے
ہو جاتا ہاے وہ ممالک زرریز کہ جو ہمارے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اعدا کے قبضہ میں

ہو گئے وہ لشکر و جاہ و حشم وہ طبل و علم وہ تخت و تاج ہمارا باقی نہ رہا محتاج و تباہ ہو کر در بدر پھرتے
ہیں کہیں اچھی طرح پناہ نہیں ملتی ہے اعدا تعاقب سے ہمارے باز نہیں آتے ہیں ملک و مال تو لے چکے اب
جان کے خواہان ہیں افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب جہان ہے ایک زمانہ میں وہ ہماری عزت و آبرو
تھی کہ لاکھوں آدمی سجدہ کرتے تھے سیکڑوں دست بستہ روبرو کھڑے رہتے تھے ہمارے اشارہ سے
شاہان جہان بعجز ہماری اطاعت و کارہائے نمایاں کرتے تھے نعلینوں کو ہمارے بہتر تاج جواہر نگار سے
جانکر اپنے سروں پر ارادہ رکھنے کا کرتے تھے اب وہ زمانہ ہے کہ ہم وہی ہیں مگر وہ حکومت و جاہ و حشم نہیں
ہے در بدر صحرا بصحرا شہر بشہر دست اعدا سے مارے مارے پھرتے ہیں جہان جاتے ہیں پناہ دست اعدا سے
بخوبی نہیں پاتے ہیں اب یہان آئے ہیں دیکھیے کیا ہوتا ہے آپ ہم سے ہمارے حالات دریافت نہ کیجیے
نہ ہم اُنکو مفصل بیان کر سکتے نہ آپ اُنہیں سن سکتے ہیں ہان ہمارے مصائب کا خلاصہ حال یہ ہے کہ جو شخص
بیٹھا ہے نام اسکا بختگان ہے سب حالات سے ہمارے آگاہ ہے دریافت کر لیجیے اور جو مناسب ہو ہمارے
حق میں کیجیے یا پناہ دیجیے یا پناہ دینے سے انکار کیجیے کہ ہم یہان سے اور کسی سمت روانہ ہوں
کیونکہ امیر ثانی وغیرہ دشمن جان و ایمان سے ہمکو از حد خوف ہے وہ تعاقب میں ہمارے آتے ہونگے اُنکی
جانب سے ہمکو نہایت خوف و خطر ہے ہمکو نہایت اندیشہ ہے بالکل اطمینان نہیں ہے سینہ میں قلب
بیتاب و مضطر ہے قتل و اسیری کا خیال ہے جمہور شاہ تمام و کمال تقریر لاجورد شاہ و صلصال کی
سنکے اور اُنکو آبدیدہ دیکھ کے محزون و حیران ہو کے کہنے لگا کہ مجھے نہایت تعجب ہے کہ آپ صاحبوں کا یہ حال ہوا
اہل اسلام سے کچھ بس نچلا یہ کہکے لاجورد شاہ سے مخاطب ہو کے کہا آپ کیسے خداوند ہیں کہ اتنی بھی قدرت
نہیں رکھتے ہیں کہ اپنے دشمنوں کو تباہ و غارت کر دیں دیکھیے ایک ہمارے خداوند تمثال آئینہ رو
ہیں کہ اُنکے قہر و غضب سے خاص و عام کانپتے ہیں لاجورد شاہ نے سر جھکا کے کہا میں رحم دل ہوں
حالات میری رحم دلی کے بختگان وزیر شیطان بارگاہ سے میرے دریافت کیجیے میں خداوند جابر نہیں
ہوں جمہور شاہ نے مسکرا کے بختگان کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا بیان کر اسنے اپنی جگہ سے
اُٹھ کے دستار اپنی سنبھال کے دست بستہ یوں عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ حالات مصائب
و حالات رحم دلی خداوند لاجورد شاہ کے لاتعد و لاتحصے ہیں میں نے ابھی فی الحال مفصل اُنکو بیان نہیں
کیا ہے کسی وقت کچھ کچھ عرض کرونگا ایک مدت میں تمام حالات سے باخبر کرونگا اس وقت خلاصہ حال
ہمارے خداوند لاجورد شاہ و شہنشاہ صلصال کا سنیے اور اب تھوڑے سے حال کو بہت جانیے
یہ کہکے خلاصہ حال لاجورد شاہ و صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا بیان کیا بعد بیان
کرنے کے کہا کہ فی الحال ہمارے خداوند اور شہنشاہ صلصال نہایت غمگین و حزین ہیں گھبرانیہ سے
پریشان حال و خستہ خراب یہانتک آئے ہیں اگر آپ کے امکان میں ہو تو اُنکے دفع الم و غم کی تدبیر کیجیے واسطے
اُنکے سامان راحت و آرام مہیا کیجیے اُنکو پناہ بھی دیجیے دل اُنکا خوش کیجیے مہمان نوازی کیجیے
یہ آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سن کے یہان آئے ہیں ایک مدت سے انھوں نے
شب و روز راحت سے بسر نہیں کیا ہے کسی دن اور کسی شب عیش و عشرت سے بسر نہیں کی ہے رقص
نغمہ ارباب نشاط بھی نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے نہ راحت سے کوئی گھڑی گذاری ہے جمہور شاہ نے تقریر بختگان

کی تھکے جواب دیا ہمنے تیری زبانی خلاصہ حال تیرے خداوند کا اور شہنشاہ صلصال کا سنا صدمہ ہوا
واقعی بڑے بڑے مصائب اٹھائے خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب دونوں صاحب یہان آئے ہین بالفعل
یہان تشریف رکھیں مین حتی الامکان واسطے اُنکے سامان عیش و راحت کا کرتا ہون اُنکے دلون کو
خوش کرتا ہون بعدہ ایک عریضہ خدمت مین اپنے خداوند کے اُنکے حالات اُسمین درج کرکے روانہ کرونگا
جو حکم خداوند دین گے اُسپر عمل کرونگا اگر خداوند یہ حکم دینگے کہ لاجورد شاہ اور صلصال اگر سجدہ
مابدولت کو کرین تو اُنکی حمایت کرکے اُنکے دشمنون کو قتل کرین حسب الحکم اُنکے اعدا کو تہ شمشیر کرونگا اور
اگر بجواب عریضہ مذکور خداوند یہ تحریر کرینگے کہ لاجورد شاہ ہمسے ہمسری کرتا ہے دعوائے خداوندی کرتا
ہے اسکو ہمارے قلمرو سے نکال دو تو مین اُنکو اپنی عملداری مین رہنے نہ دونگا خلاف حکم خداوند ہرگز نکرونگا
تھکے رخسارہ بیٹھنے کا کیا بخنگان اپنی جگہ پر سلام کرکے بیٹھ گیا دل مین کہنے لگا واہری تقدیر یہان آکے اطمینان
کچھ بھی نہوا دیکھیے اسکا خداوند اسکی عرضی کے جواب مین کیا لکھتا ہے محل تردد ہے اگر بخنگان کو نکے واسطے
اپنے تئین مبتلائے آفت و بلا کریگا پناہ بیکرہ امیر ثانی اور اُنکے سرداران سپاہ سے مجادلہ و مقاتلہ
کریگا ابھی بخنگان یہ باتین اپنے دل مین کررہا تھا اور لاجورد شاہ اور صلصال خاموش بیٹھے تھے
کہ ناگاہ جمہور شاہ نے اپنے ملازمون سے مخاطب ہوکے کہا جلد سامان عیش و عشرت مہیا کرو ارباب
نشاط کو طلب کرو اسی جگہ ہمارے دربار مین انہیں بلاؤ اور کہو رقص و نغمہ کرین لاجورد شاہ اور صلصال
کے روبرو اپنا کمال ظاہر کرین قلوب اُنکے خوش کرین سوا اسکے سامان دعوت و ضیافت واسطے
اُنکے اچھی طرح کیا جائے جسمین اُنکے دلکو خوش کیا جائے بعد مین عرضی خداوند کی خدمت مین روانہ
کرکے حکم خداوند سے آگاہ ہوکے اُنکے باب مین خواہ نیکی یا بدی کرونگا یعنے اُنکو پناہ دونگا یا اپنی
عملداری سے باہر کرونگا یہ کہکے شاہ مذکور خاموش ہوا اور وزرا وغیرہ نے حسب الحکم شاہ مذکور
ارباب نشاط کو طلب کیا عین دربار مین سامان بزم عشرت بخوبی کیا جب ارباب نشاط حاضر ہوے
انہین سے ایک رقاصہ مہرو و خوش گلو ہمراہ اپنے سازندون کے دربار مین بصد ادا و ناز حاضر
ہوئی جمہور شاہ وغیرہ کو سلام کرکے بعد درستی سازندون کے آمادہ رقص کرنے پر ہوئی سازندون نے
ساز بجائے وہ گت ناچنے لگی جملہ اہل دربار رقص اُسکا دیکھنے لگے جمہور شاہ و صلصال بدوال
بن دیو بن شامہ جادو و لاجورد شاہ و لیسر صلصال بخنگان بھی رقص اُس رقاصہ کا دیکھنے لگے
بجائے خود اسکے ناچنے کی تعریف کرنے لگے کیونکہ وہ رقاصہ اس طرح ناچتی تھی کہ ہنگام رقص اہل بزم کے
دلون کو مانند سبزہ کے پامال کرتی تھی اور اپنی تیغ ادا سے اہل دربار کو گھائل و زخمی کرتی تھی دیکھنے والے
اُسکے رقص کے اُسکی صورت زیبا کو بغور دیکھ رہے تھے مائل اُسپر ہوکے نقد دل اُسے دے رہے
تھے کوئی جوان اُسکے شوق وصال مین بیتاب تھا کوئی بار بار آہ سرد کرتا تھا کوئی کسی جوان سے باشارہ
کہتا تھا یہ نازنین کیا خوب رقص کررہی ہے ہمنے کسی رقاصہ کو اس خوبی سے ناچتے نہین دیکھا ہے یہ تو
دل کو اپنی ٹھوکرون سے ہنگام رقص پامال کررہی ہے عجب کافر ہے سن وسال بھی کم ہے ابھی اسکا آغاز شباب ہے
ایسا ناچتی ہے آیندہ کیا غضب کریگی دیکھنا قتال عالم ہوگی صورت سے اپنے ایک عالم کو فریفتہ کریگی ہمنے تو
اپنا دل اسے دیدیا تم کہو کس رنگ مین ہو وہ بار بار اسے جواب دیتا تھا تم سچ کہتے ہو یہ رقاصہ محبوب ہی

رقص کرتی ہے جو تمھارا حال ہے وہی حال ہمارا بھی ہے ہمنے بھی دل اسکو دے دیا ہے عاشق اسکے ہو گئے ہیں اب دیکھیں کہ کس طرح گاتی ہے بظاہر خوب گائیگی کیونکہ جب اس طرح ناچتی ہے تو اچھی طرح گائیگی آواز بھی اچھی ہوگی ہنوز اہل دربار کا یہ حال تھا کہ اس رقاصہ نے تادیر رقص کرکے اہل بزم کو اپنا دیوانہ کرکے ٹھہر کے اپنے استاد کی طرف دیکھ کے اسکی رائے سے یہ غزل شروع کی - غزل

ہمارا نامۂ تقدیر کچھ بے حال اس ستمگر سے
بنا کرتا ہے اب تک آئینہ نام سکندر سے
لحد میں موذی دل سے ہمارا کاک تیار ہے
عیاں ہے حرکت جانی کا مری حال اسکے خنجر سے
اثر ہے آسمان تک اپنی آہ شرار آ میوں کا
رفو ہو چاک دل تیر نگاہ چشم دلبر سے
یہ دل میں ہے نہ تکلیف کچھ بازوئے قاتل کو
ملا آرام تربت میں سدا آغوش مادر سے
فلک نے جیتے جی ہی ہمیں الٹا رنج دیا
نہیں تو کیا غرض کچھ روز محشر سے

توقع اس رسائی کی نہیں ہمکو کبوتر سے
شب فرقت وفور آہ سے موت آنیوالی تھی
ہر اک داغ اپنے دل کا بڑھ کے نکلا خنجر نیشتر سے
گذرتی ہے ہمیشہ صورت پرکار گردش میں
شب ہجراں آہ سوزاں کے چمکتے ہیں جو اختر سے
مال کار کو سوچا تمھے ہنگام خود بینی
گلا کاٹو نہیں اے شوق شہادت آپ خنجر سے
تری سلک دندان پہ اپنی جان جاتی ہے
پسینے میں خجل ہو نگا سگان کو نئے دل سے
بہت سا ب کو وہ برق کوئی دو شی ہو گا

جہاں میں حرمت صانع کرے مخلوق کی عزت
چراغ زندگانی بجھنے والا ہے
بنا آری کی صورت پڑے گزرتا ہے
زمین آسمان چکر میں ہے مقدر سے
یہ زخمی ہو گیا ہے نشتر مژگان جانان سے
مجھے حیرت ہے شکل آئینہ مثل سکندر سے
دہانے دست و پا جسکو فشار قبر کہتے ہیں
یہیں ہے بعد مردن غسل واجب آب کوثر سے
ترے لطف و کرم کو دیکھنے آیا ہوں
مقابل تو کسی کی ہوں ہمارے قلب مضطر سے

جملہ شاہ و اہل دربار بگوش دل سننے لگے اُسکی خوشی آوازی و اشعار غزل و خوبی و کمال علم موسیقی کی بہت تعریف کرنے لگے خصوص جمہور شاہ و لاجورد شاہ و صلصال اپنے اپنے دل میں اُس رقاصہ کے رقص و نغمہ کی صفت و ثنا زیادہ کرنے لگے رقاصہ جملہ خاص و عام کو اپنی طرف متوجہ دیکھکر ہر اک شعر کو بتا بتا کے صورت مضمون شعرین کے گانے لگی جمہور شاہ وغیرہ کو خوش کرنے لگی بار بار زر و جواہر ہر اشعار میں لینے لگی جب اُسنے تمام و کمال غزل مندرجہ گا کے دیکھا کہ اہل بزم کو میرے گانے سے اک وجد ہے اور اب قوت اور غزل گانے کی نہیں ہے آواز اسقدر گانے سے خستہ ہو گئی ہے بہتر یہ ہے کہ اب کوئی اور غزل وغیرہ نہ گاؤں اپنے رنگ کو اب اپنی خستگی آواز سے نہ مٹاؤں یہ خیال کرکے اُسنے جمہور شاہ سے حال اپنی خستگی آواز کا ظاہر کرکے اجازت رخصت ہونے کی چاہی شاہ مذکور نے اُسے زر کثیر دیکر رخصت کیا بعد اُسکے جانے کے حکم جمہور شاہ سے ایک رقاصہ سبزہ رنگ نوجوان نہایت شوخ و دلربائی میں یگانہ آفاق ناچنے اور گانے میں بہت طاق زیور و لباس نفیس سے آراستہ ناز و ادا کرتی ہوئی ہمراہ اپنے سازندوں کے روبرو جمہور شاہ کے حاضر ہوئی اور بعد ناز و ادا سلام کرکے اہل دربار پر نظر کرکے بعد درست ہونے سازوں کے ناچنے پر آمادہ ہوئی سازندوں نے اُسکے سازوں کو بجایا وہ گت ناچنے لگی لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ دیکھنے اور خوش ہونے لگے تادیر رقاصہ مذکورہ رقص کرکے جملہ اشخاص کو اپنے رقص سے خوش کرکے یہ غزل نہایت نزاکت کے ساتھ گانا شروع کی - غزل

وہ اسکا تور نا تھیں اب کیا ضرور تھا
پردہ اٹھا تو داغ دیدار نور تھا
غیروں نے یہ کہا مجھے اچھا کیا کہا

جو خود ازل سے نشۂ الفت میں چور تھا
قاتل کا رعب و داب جو یہ روز حشر تھی
لکو زبان سے کیا اسے کہنا ضرور تھا

دیکھا کبھی جو شعر ہوکے نے بھی
پر مستقیت خوف سے استاد دور تھا
اُنکے سنانے تک نے کیا راز آشکار

جو اُنکے دل مین تھا وہ جائے حضور تھا
وہ بیوفا اگر نہین آیا تھا میرے گھر
کہدونگا صاف حشر مین مین بےقصور تھا
اب کیا ہوا شباب تمھارا بتاؤ تو
تھا بتکدہ بعید نہ کعبہ ہی دور تھا
گو بعد سب نبیون کے پیدا ہوے یہان
صاحب زوال حسن کا باعث غرور تھا
مضطر خوشی شادی تھی وقت ہیچ کا

عاشق کی زندگی مین نہین آئے تھے اگر
ہو مرگ ہجر مین مجھے آنا ضرور تھا
مین کیا جلال پاک نبی کی ثنا کرون
وہ حسن اب کدھر ہے کہ جس پر غرور تھا
محفل سے کیون نکال دیا اسنے کیا کہین
آدم سے خلق پہلے محمدؐ کا نور تھا
گر بیٹھے جی تو اسکا گلا نہین
رنج و غم و الم کا جو دل پہ وفور تھا

بعد فنا تو لاش پر آنا ضرور تھا
جو کچھ کیا ہی اس دل ناشاد نے کیا
عقل علے ملک نے کہا ایسا تو نور تھا
کچھ تو سمجھ کے آئے ہین در پہ تمھارے لوگ
دیکھا تھا آنکھ بھر کے بس اتنا قصور تھا
اب صاف کہدیا نہ برا مانیے گا آپ
تمکو ہماری لاش پہ آنا ضرور تھا

لاجورد شاہ وصلصال وجمہور شاہ وجملہ اہل دربار سننے لگے اور ذکر خدا ورسول سے ناخوش ہونے لگے جب اُس نے غزل مندرجہ بالا تمام کی جمہور شاہ نے اشارہ سے کہا بس اب کچھ نہ گا یہ اشارہ کرکے اپنے ملازمون سے کہا کچھ اسکو دیکر کہو کہ ہمارے سامنے سے جاے ملازمان مذکور نے حکم کی تعمیل کی بعد اس رقاصہ کے جانے کے اور ایک رقاصہ خوبرو ہمراہ اپنے سازندون کے دربار مین حاضر ہوکے بعد رقص کرنے کے گانے لگی جمہور شاہ وغیرہ جسقدر اشخاص وہان موجود تھے سب رقص اُسکا دیکھ کے گانا اُسکا سننے لگے اور خوش ہونے لگے ہنوز سب گانا اُس رقاصہ کا سن رہے تھے کہ سوے فلک ایک لکہ ابر کا ظاہر ہوا اُس ابر سیاہ کے ٹکڑے مین برق کی سی چمک اور رعد کی سی آواز تھی جب وہ ابر مقابل دربار مذکور آیا درمیان سے شق ہوا سبنے دیکھا کہ ایک تخت ابر سے ظاہر ہوا اُسپر ایک شخص سیاہ رو قوی ہیکل ساحر وضع بیٹھا ہی کبر ونخوت وغرور اُسکے چہرہ سے ظاہر ہی ابھی سب مردم سوے ابر وتخت مذکور دیکھ رہے تھے رقاصہ گا رہی تھی کوئی شخص اُسکی طرف متوجہ نہ تھا کہ یکایک وہ صاحب تخت اپنے تخت کو بلندی سے سوے پستی لایا عین دربار مین آیا تخت سے اُترکر روبرو جمہور شاہ کے آکے بقاعدہ سلام کیا جمہور شاہ نے اُسے پہچان کر سلام لیکر خوش ہوکے ایک کرسی زرین پر قریب اپنے تخت کے اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اشارہ کرسی پر بیٹھا اور لاجورد شاہ وصلصال ولپسر صلصال وبختگان پر نظر کرکے دل مین کہنے لگا کہ یہ لوگ کون ہین جو پیشتر جب یہان آیا کبھی انکو نہین پایا آج یہ لوگ نئے نظر آتے ہین نہین معلوم کہان سے آئے ہین کون ہین بظاہر معزز معلوم ہوتے ہین ابھی صرصر جادو اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ جمہور شاہ نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی مع ساغر بلورین لیکر دربار مین آیا اور باشارہ جمہور شاہ ساغر بلورین شراب سے بھرکر روبرو اُسکے لیگیا اُسنے ساغر لیکر شراب پی ساقی نے پھر جام شراب بھرکے اُسے دیا اُسنے وہ بھی جام لیکر شراب پی اسی طرح پانچ چار جام پی لیکر اُسنے شراب پیکر ساقی سے کہا بس اب شراب نہ پیونگا ساقی نے ہاتھ روکا اُس وقت اشارہ جمہور شاہ سے ساقی مذکور جملہ اہل دربار کو شراب پلانے لگا جب سبکو شراب پلا چکا دربار سے کشتی مع اُٹھاکر چلا گیا بعد اُسکے جانے کے تشتریون مین کچھ ملازم کباب وغیرہ گزک لائے صرصر جادو وغیرہ نے اُس گزک سے بالاے مرطلق بعید اُٹھایا پھر سب اُس رقاصہ مذکورہ کی طرف مخاطب ہوکے گانا اُسکا

سننے لگا صرصر جادو بھی گانا اُس رقاصہ کا سننے لگا اور خوش ہونے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے
گرم ہوا بے اختیار پکارا مستم نامہ دار خداوند تمثال آئینہ رو جمہور شاہ نے اُس سے نامہ طلب کیا
اُسنے کہا مجھے نامہ دینے مین کوئی عذر نہین ہی الا اسقدر عذر ہی کہ موافق طریقے کے اور ساتھ عزت و آبرو
کے نامہ لیجیے پہلے کشتیان زر و جواہر کی واسطے نثار کرنے کے منگوائیے اور واسطے تعظیم نامہ کے تخت سے
اُٹھیے چند قدم بڑھ کے نامہ لیجیے سر پہ اور آنکھون پر رکھیے زر و جواہر اُسپر نثار کیجیے بعدہ مضمون نامہ سے
آگاہ ہوجیے یہ نامہ اور کسی شاہ و شہریار کا نہین ہی خداوند کا نامہ ہی زہے قسمت آپکی کہ خداوند نے آپکو
نامہ لکھا ہی اور میرے ہاتھ بھیجا ہی جمہور شاہ نے تقریر اُسکی سن کے کہا ای صرصر جادو تم سچ کہتے ہو
مجھسے عالم نشہ شراب مین غلطی ہوئی اس میری تقصیر کو روبرو خداوند کے ظاہر نہ کرنا یہ کہکر کشتیان زر و
جواہر کی طلب کین جب ملازم کشتیان لیکر لائے شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ کے تخت سے اُٹھکر چند قدم آگے
بڑھ کر نامہ دست صرصر جادو سے لیکر سر و چشم پر اپنے رکھکر زر و جواہر اُسپر نثار کرکے تخت پر بیٹھ کے
لفافہ کو نامہ سے دور کیے نامہ نکال کے خود بہ آواز بلند پڑھا جب تمام و کمال پڑھ چکا اور مضمون نامہ سے
بخوبی آگاہ ہوچکا عرضی لکھوانا مناسب نجانکر صرصر جادو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای صرصر جادو جو
کچھ خداوند نے اس نامہ مین مجھکو لکھا ہی مین حسب الحکم جلدتر کاربند ہونگا تم میری طرف سے موافق قاعدہ
خدمت خداوند مین جاکر عرض کر دینا کہ آپکا بندۂ خاص جمہور شاہ جلدتر سوے طلسم صندل جائیگا اور
جو کچھ حکم ہوا ہی بجا لائیگا یہ کہکے کشتی مین ایک خلعت سرتاپا اپنے ملازمون سے طلب کیا وہ فوراً
لائے شاہ مذکور نے صرصر جادو کو دیا وہ خلعت لیکر خوش ہوکے تخت سحر پر سوار ہوکے اُسی ابر
سحر مین غائب ہوکے جسطرح آیا تھا اسی طور سے سوے خداوند نابکار روانہ ہوا اور جاکر تمثال آئینہ رو
سے بذریعہ مقربان درگاہ خداوندی عرض کیا کہ یہ فدوی بندۂ درگاہ نامہ جمہور شاہ کو دے آیا اُسنے کما حقہ
نامہ کی تعظیم کی اور دست بستہ عرض کیا ہی کہ یہ عبد ذلیل جلدتر حسب الحکم کاربند ہوگا تمثال آئینہ رو
یہ سنکے خوش ہوا اور جمہور شاہ نے اپنے وزرا اور سرداران سپاہ کو حکم تیاری جنگ و سامان جدال دیا وزرا
و سرداران لشکر سامان جنگ مہیا کرنے مین مصروف ہوئے بعد چند روز کے کل سامان جنگ فراہم ہوا
جمہور شاہ نے بعد مہیا ہونے سامان جنگ کے لاجورد شاہ و صلصال سے مخاطب ہوکر کہا آپ نے
دیکھا کہ میرے پاس نامہ خداوند کا آیا اب مین حسب الحکم خداوند جانب طلسم صندل مع لشکر جاتا ہون
اگر دل چاہے آپکا یہین تشریف رکھیے یا خدمت خداوند مین جائیے بخچگان نے پوچھا آپ کی کیا راے
ہی جمہور نے جواب دیا میرے نزدیک تو بہتر یہی ہی کہ تم انکو ساتھ لیکر خدمت خداوند تمثال آئینہ رو
مین جاو وہان انکو انکے دشمنون سے کچھ خوف نہوگا کوئی دشمن انکا وہانتک جا نہ سکیگا اور اگر کوئی
عدو انکا وہانتک جائیگا تو ہمارے خداوند اپنے قہر و غضب سے اُسے ہلاک کرینگے یہان سے مین
جاتا ہون یہان انکا اب رہنا اچھا نہین ہی یا تو میرے ساتھ چلین یا خدمت خداوند مین جائین
جو منظور ہو وہ کرین بخچگان نے یہ سنکے سوے لاجورد شاہ دیکھا اور پوچھا ای خداوند فرمائیے
کیا تقدیر کیجیےگا خداوند تمثال آئینہ رو اپنے بڑے بھائی سے ملاقات کیجیےگا یا جمہور شاہ کے
ساتھ سوے طلسم صندل چلیےگا گرفتاری و جنگ شاہزادہ رستم ثانی دیکھیےگا شہر صندل کی سیر

کیجیے گا ہنگام جنگ خونریزی بہادرون کی ملاحظہ کیجیے گا میرے نزدیک تو بہتر یہی ہی کہ آپ جمہور شاہ
کی راے اول پر عمل کیجیے جانب خداوند تمثال آئینہ رو چلیے اُنسے ملاقات کیجیے چھوٹے بڑے
دو خداوند ایک جا ہون ہم بھی دیکھین کہ دو خداوندون مین کون خداوند کس خداوند پر غالب آتا ہی
کون کس کو سجدہ کرتا ہی یا باہم اتفاق ہو جاتا ہی درجہ بلندی کا ہوتا ہی اور دو خداوندون کی لڑائی سے تنقیح ہوکے کیا
ہوتا ہی صورت بیہودگی کی ہوتی ہی یا برائی کی دیکھین کہ آپ مغلوب ہوکے اُنکو سجدہ کرتے ہین یا آپ اُنپر غالب
ہوتے ہین اور وہ آپ کو سجدہ کرتے ہین یا دونون خداوندی مین برابر رہتے ہین اور دونون کے باتفاق
تقریر کرنے سے کیا نتیجہ ظہور مین آتا ہی لاجورد شاہ نے بختگان کی تقریر سُن کے برہم ہوکے جواب دیا
او نامعقول کیا بکتا ہی خاموش رہ مین بڑا خداوند ہون مجھکو چھوٹا خداوند بتاتا ہی سب مجھکو سجدہ کرتے
ہین مین اُسے کیا سجدہ کرونگا وہ ایک شخص سرکش ہی بجاے خود خداوند بن بیٹھا ہی مین واقعی خداوند
ہون کیا تو میرے مرتبہ سے آگاہ نہین ہی جو ایسی تقریر کرتا ہی ہم ابھی سوے تمثال آئینہ رو ہرگز نجائینگے
جلیل القدر ہوکے ذلت گوارہ نہ کرینگے ہان وقت ضرورت دیکھا جائیگا اگر وہان جانا ہوگا جو مناسب ہوگا کیا
جاے گا ہم اپنے آگے کسی خداوند کا چراغ نہ جلنے دینگے بالفعل سوے طلسم صندل چلین گے شہر صندل کو
دیکھین گے وہان کی سیر کرینگے اُسکو تباہ و برباد کرکے پھر جو مصلحت ہوگی وہ کرین گے ہمین شہر صندل
مین جانا ضرور ہی صندلان شاہ اور ابلیس خود پسند سے ہمنے وعدہ کیا تھا کہ ضرور آئینگے اب اگر
اُنسے ملاقات ہوگی تو ہو المراد ورنہ شہر ہی کو دیکھینگے علاوہ اسکے ہمکو ہمیشہ ایسی لڑائی دیکھنے کا شوق
ہی خونریزی مردم اچھی معلوم ہوتی ہی خصوص اہل اسلام کا قتل ہونا خون اُنکا زمین پر بہنا بہت
پسند طبع ہی ایسی باتون سے ہم بدولت نہایت شادمان ہوتے ہین یہ کہکے خاموش ہوا بختگان نے
خفا ہونے سے لاجورد شاہ کے خاموشی اختیار کی جمہور شاہ نے پہلے تو تقریر لاجورد شاہ کی سُنکے
چاہا کہ اسکو سزاے سخت دیجیے خداوند تمثال کے باب مین یہ واہیات باتین کرتا ہی اسکو قتل کیجیے سر
اسکا کاٹکر خدمت خداوند مین روانہ کر دیجیے مگر پھر غصہ کو ضبط کرکے خیال کیا کہ یہ مہمان ہی اسپر
ظلم و جفا کرنا خوب نہین ہی سوا اسکے شاید اسکا قتل کرنا ہمارے خداوند کو ناگوار ہو تو بڑی خرابی ہو
عتاب خداوند مین مبتلا ہونا ہو پس مصلحت وقت یہی ہی کہ غصہ کو ضبط کرنا چاہیے یہ اپنے منھ سے
بکتا ہی ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ دیوانہ ہی دماغ مین اسکے خلل بھی ہی اسکو کیون قتل کرون خداوند ہمارے خود ہی
اگر چاہین گے تو اسپر اپنا قہر و غضب نازل کرینگے یہ خیال کرکے قتل کرنے سے باز رہا اور اُسی وقت نو لاکھ سوار
آزمودہ کار کی جمعیت سے مع اپنے دونون سالار جمہور ہنر بر سیرت و عنقاے شیر صولت کہ یکتاے زمان زبردست
و عدیم النظیر تھے اور مہتر اسرار باد پا اپنے عیار کے جمہوریہ سے کوچ کیا لاجورد شاہ و صلصال
و بختگان و پسر صلصال بھی ہمراہ ہوے فوج لاجورد شاہ کی بھی اور سپاہ صلصال کی بھی ہمراہ تھی
جمہور شاہ نو لاکھ خاص اپنے سوارون کی جمعیت سے بہمراہی لاجورد شاہ و صلصال سوے شہر صندل
روانہ ہوا بعد قطع راہ چند روز و دراز کے ایک روز قریب شہر صندل و طلسم صندل کے ایسی صحراے
سبزہ زار مین کہ کئی منزل تک ہی اور شاہزادہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیل رہا ہے
فرو کش ہوا صحراے سبزہ زار کو دیکھکر اور کثرت وحش و طیور دیکھکر خوش ہوا چونکہ جمہور شاہ قوی

وجوان دلاور شکار دوست ہی اپنے رفقا سے کہنے لگا یہ صحراے سبزہ زار مجھے نہایت پسند ہی چاہتا
ہون کہ چند روز اسی صحرا مین قیام کرون کوچ موقوف کرون چند روز وحش وطیر کا شکار کرون بعد چند
روز کے یہان سے کوچ کرکے شہر صندل مین جاکے قیام کرونگا ہرکارون سے معلوم ہو چکا ہی کہ یہان سے
شہر صندل اور طلسم صندل چندان دور نہین ہی رفقا نے اُسکے عرض کیا بہت بہتر ہی یہ صحراے سبزہ زار
قابل سیر وشکار ہی جمہور شاہ نے اس روز تو بوجہ خستگی راہ اور بوجہ زمانہ خام ہونے کے شکار
وحش وطیور کا نہین کیا لیکن دوسرے روز وقت سحر مسلح ہوکے اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکے رفقا وغیرہ
کو ہمراہ لیکے شکار کھیلنے لگا وحش وطیور کو تیرون سے شکار کرنے لگا ملازم اُسکے وحش وطیور کے
کباب تیار کرنے لگے اِس اثنا مین چند ہرن اُسے دور سے نظر آئے اُنھین دیکھتے ہی خوش ہوا جب وہ نزدیک
تیر کے آئے ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہوکے جمہور شاہ نے ایک ہرن کے پیچھے پر تیر مارا ہرن زخمی ہوا
تیر کارگر ہوا غزال مذکور مجروح ہوکے جانب شاہزادہ رستم ثانی لنگڑاتا ہوا بھاگا جمہور شاہ
نے پیچھے اسکے گھوڑا دوڑایا رفقا بھی اُسکے ساتھ چلے اثناے راہ مین رفقاے مذکور پیچھے رہگئے
جمہور شاہ تنہا تعاقب آہوے مذکور مین آگے بڑھ آیا غزال مذکور بھاگتے بھاگتے حسب اتفاق خاص
اُس جگہ آیا جس جگہ رستم ثانی ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیل رہا تھا دیکھتے ہی اُس آہوے تیر خوردہ
کو خوش ہوا اور بڑھ کے ایک تیر اس طرح تاک کر اسکے سینے پر مارا کہ اسکے دل وجگر مین در آیا گویا
وہ تیر اسکے حق مین تیر قضا ہوا فی الفور تیر کھاکر زمین پر گرا ملازمان شاہزادہ موصوف نے حکم شاہزادہ سے
اُسے ذبح کیا ہنوز وہ آہوے مذبوح خاک پر تڑپ رہا تھا کہ جمہور شاہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
تلاش آہو مین آیا دیکھا کہ وہی آہو ذبح کیا ہوا پڑا ہی تڑپ رہا ہی شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ مردمان
خاص و عام قریب اُس آہو کے کھڑے ہین باہم خوش ہوکے کہتے ہین کہ یہ آہوے تیر خوردہ خوب آیا
کہ جسے شکار کیا نہین معلوم کسنے اُسکے پیچھے پر تیر مارا تھا ہنوز یہ باتین کر رہے تھے خوشی سے خندہ زن
تھے کہ جمہور شاہ نے غضبناک ہوکے سہراب بن لندھور سے مخاطب ہوکے پوچھا اے جوان سچ
کہہ اس آہو کو کسنے شکار کیا ہی یہ تو میرا شکار تھا مین نے تیر اسکو مارا تھا ابھی تک تیر میرا پیچھے
پر آہو کے لگا ہی اگر مجھکو معلوم ہو جاے تو جسنے اس آہو کو شکار کیا ہی مین اسکو مثل اسکے قتل کرون
سر اُسکا شمشیر آبدار سے جدا کرون خون اُسکا مانند خون اس آہوے مذبوح کے خاک پر گراؤن ہرگز اُسکو
زندہ نچھوڑون اُسنے میرے شکار کو شکار کیا ہی مین اُسکے سر و تن مین بضرب تیغ آبدار جدائی کرون
غضب کیا اُسنے کہ مجھ ایسے بہادر کے شکار کو شکار کیا میرے خوف سے نڈرا سہراب بن
لندھور نے بڑھ کے خندہ کیا اور کہا اے جوان کیا بیہودہ بکتا ہی بس خاموش رہ زیادہ گوئی اچھی نہین
ہی ایسا نہو کہ بعوض سخت کلامی تیری زبان قطع کیجاے اور تو بھی مانند اس آہوے مذبوح وبسمل کے
خاک وخون مین تڑپے اُسنے برہم ہوکے جواب دیا وہ کون ایسا قوی بازو ہی کہ جسکو مین نہین دیکھتا مین
وہ ہون کہ فیل دمان کو پشہ اور شیر ژیان کو مانند بز جانتا ہون خداوند نے میرے ساعد وبازو مین
وہ قوت دی ہی کہ کوہ کو ہنگام زورگاہ سمجھتا ہون بڑے بڑے بہادران جہان مجھسے ڈرتے ہین
دلاوران عالم میرے نام سے لرزتے ہین سرکشان دہر میرے خوف سے کوہ وصحرا مین گریزان

ہو کے پنہان ہوے ہین صدہا بلکہ ہزارہا بہادران عالم کو کہ جو اپنے تئین یکتاے روزگار جانتے تھے
مین نے انھین قتل کیا ہی ہزارہا نامی پہلوانون کو اسیر و زیر کیا ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی دیو بھی مجھسے مقابل
نہین ہو سکتا اگر ہنگام جنگ نعرہ کرون تو زہرۂ اسد آب ہو جائے اور اگر فیل مست کو للکارون تو خوف
سے دل کے مر جاے زیادہ ثنا اپنی کیا کرون کہ خوب نہین ہی میرے سرداران سپاہ ایسے ایسے بہادر
و دلاور ہین کہ جنکا ربع مسکون مین مثل و نظیر نہین ہی ایک ایک سردار میرے لشکر کا یکتاے روزگار
ہی یکتائی مین مشہور ہی ہر ایک لشکر گران کو ہنگام جنگ بھگا دیتا ہی پس مجھ ایسے بہادر و شاہ ذیوقار
و خداوند سپاہ کثیر سے کوئی رگ مقابلہ کر سکتا ہی جسکو دعواے مقابلہ ہو وہ آئے ابھی تو ہی ہی میدان ہی
حال میری بہادری و شجاعت کا اسپر ظاہر ہو جاے شاہزادے رستم ثانی نے تقریر اسکی سنکے از حد
برہم ہو کے گھوڑے کو بڑھا کے شیرانہ نعرہ کیا کہ او بدزبان زیادہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی تیری زیادہ
گوئی خود شاہد ہی کہ تو بزدل ہی کوئی بہادر اپنے منھ سے اپنی اسقدر ثنا کرتا ہی جیسی ثنا تو کرتا ہی او مغرور
آگاہ ہو کہ مین نے اس آہو کو شکار کیا ہی اگر کچھ اپنی قوت بازو پر بھروسا ہو تو اس آہو کو یہان سے لے جا
ادھر تو ہی ادھر مین ہون بیچ مین آہو پڑا ہی جو زبردست ہو وہ لے جاے اگر تو نے اس آہو پر
تیر لگایا تو کیا یہ آہو تیرا ہو گیا تو ایسا کم قوت و بزدل تھا کہ ایک وحشی کو شکار نہ کر سکا بھلا تو بہادران
سے کیا لڑے گا قوت تیری ہمپر ظاہر ہو گئی ہی جس طرح دل چاہے ہمسے سمجھ لے ہم موجود ہین اگر
لڑنا منظور ہی تو مقابلہ کر اور اگر از راہ عاجزی و انکساری اس آہو کو لینا منظور ہی تو لیجا بلکہ جسقدر
آہو اور طیور ہمنے آج شکار کیے ہین سب موجود ہین تو ہمارے حالات قہر و رحم سے اور ہماری قوت
اور زور سے اور نام و نسب و حسب سے آگاہ نہین ہی ہم واسطے اپنے دشمن کے گویا ملک الموت ہین
اور واسطے اپنے دوست اور عاجزی کنندہ کے جان و مال سے حاضر ہین جمہور شاہ نے غصہ کو
ضبط کر کے پوچھا ای جوان تندخو سچ کہہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی تیری جسارت و اس گفتگو سے
مجھے حیرت ہی کہ ایسے کلمات آج تک سوا اس وقت کے کسی نے مجھسے نہین کہے تجھے ظاہرا تو بہادر
معلوم ہوتا ہی پس چاہتا ہون کہ بغیر آگاہی نام کے تو میرے ہاتھ سے قتل نہو شاہزادہ رستم ثانی نے
جواب دیا ای جوان بدزبان آگاہ ہو کہ نام میرا رستم ثانی ہی فرزند شاہزادہ ذیوقار ایرج نامدار کا ہون لشکر
امیر ثانی سے اس جانب آنکلا تھا یہان آکے بعنایت الہی مین نے طلسم صندل کو توڑا مرحلات طلسم
فتح کیے شہر والون کو مسلمان کیا ہزارہا کافرون اور ساحرون کو تہ تیغ کیا مال و اسباب طلسم صندل کا
اپنے قبضہ و تصرف مین لایا چند روز سے اس صحرا مین مقیم ہون شکار کھیل رہا ہون بعد شکار کھیلنے کے
تمام مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر ہمراہ اپنے لشکر فراوان کے سوے لشکر اہل اسلام خدمت
نامدار شاہ نشکر و امیر ثانی عالی مقام مین جاونگا اگر تو مجھسے برسر جنگ ہوگا تو عزم جانے کا موقوف کرونگا
جبتک تجھکو قتل نہ کرلونگا یہان سے کہین نجاونگا مین نے اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا اب تو بھی
اپنے نام سے باخبر کر جمہور شاہ نے کہا ای رستم ثانی تمھاری تقریر سے ثابت ہوا کہ یقین فاتح
طلسم صندل ہو مین تمھارے واسطے بحکم خداوند تمثال آئینہ رو جمہوریہ سے آیا کیا اچھی
ساعت سے مین اس طرف روانہ ہوا تھا کہ اثناے راہ مین تمسے سامنا ہوا امید کرتا ہون اپنی مراد کو پہنچونگا

حکم خداوند بجالاؤنگا تمھین گرفتار کرکے تمام مال واسباب طلسم صندل کا لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا
یا تمھارا سر لیکے نیزہ پر علم کرکے یہان سے بفتح وفیروزی روانہ ہونگا نام میرا جمہور شاہ ہی شہر جمہوریہ
کا جانب خداوند سے حاکم ہون نولاکھ سوار اور بہت سے سرداران نامی اپنے ساتھ لایا ہون لشکر میرا
یہان سے چند فرسخ پر اترا ہی مین عاجزی وانکساری تجھسے نکرونگا کبھی ہیچ کسی سے عاجزی نہین
کی ہی واسطے ایک آہو کے تجھسے کیا عاجزی کرون اور اس وقت محض واسطے اس آہو کے تجھسے کیا
لڑون کہ مناسب وقت نہین ہی خیر دیکھا جائیگا مین تو اس آہو کو جس طرح ممکن ہوتا زبردستی یہان سے
لیجاتا مگر یہ آہو اب میرے کام کا نہین ہم تم سب مسلمان ہو تمنے اسکو ذبح کیا ہی ہاتھ اپنا اسمین لگایا
ہی یہ نجس وناپاک ہوگیا ہی گوشت اسکا اب مین کھا نہین سکتا نہ کسی اپنے ہم مذہب کو کھلا سکتا ہون
پس بیکار غش کا لیجانا اور اسکے واسطے لڑنا عقل کے خلاف ہی ہان بعد اسکے اگر تونے میرے
کہنے پر عمل نہ کیا تو ضرور لڑونگا ابھی مجھکو حجت تمام کرنا منظور ہی یہ کہکے بنظر غیظ وغضب رستم ثانی و
سہراب بن لندھور وغیرہ رفقاے شاہزادۂ موصوف کو دیکھکر آہوے مذکور سے دست بردار
ہوکے وہین اسے چھوڑ کے اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا یہان بعد جانے جمہور شاہ کے رفقاے
شاہزادۂ رستم ثانی نے خوب خندہ زن ہوکے باہم کہا کہ جمہور نابکار یقین ہی کہ ہم شیران صحراے
وغا سے ڈرگیا آہوے سے دست بردار ہوکے بہانہ کرکے جان اپنی بچاکے چلا گیا ہمیں ظاہر ہوگیا کہ
نامرد وبزدل ہی اگر بہادر ہوتا تو جب ایسے کلمات سخت درمیان مین آگئے تھے واسطے اس آہو کے
اپنی جان دیدیتا یا آہو کو یہان سے لیجاتا فرق اپنی جرأت مین نہ لاتا ذلیل ہوکے یہان سے نہ جاتا
شاہزادۂ رستم ثانی نے تقریر اپنے رفقا کی سنکے مسکراکے کہا واقعی تم سچ کہتے ہو کہ یہ نابکار
کوئی بہادر نہین ہی بظاہر قوی الجثہ ہی دل اسکا کچھ بھی نہین ہی دیکھا چاہیے اب اپنے لشکر مین
جاکے کیا کرتا ہی یہان سے غصہ مین بھرا ہوا تو گیا ہی عجب نہین کہ بہ سرپرخاش ہو بہتر ہم بھی اس امر کے
کہ ترقی دین اسلام کی ہو کفار ہدایت یا خوف قتل سے تصدیق دل مسلمان ہون سیاہ قلب نابود ہون
ہم اہل اسلام کی شمشیر آبدار سے قتل ہون لڑائی ہو خونریزی خوب ہو تلوار چلے یہ صحراے سبزہ زار
خون کفار سے گلنار ہو یہ کہکے ہمراہ اپنے رفقا کے آگے بڑھ کے مصروف شکار وحش وطیور ہوا بہان
تو شاہزادۂ موصوف شکار کھیل رہا ہی اسکو تو شکار کھیلنے مین مصروف رکھے اور اب احوال جمہور شاہ
سنیے کہ یہ نابکار جب اپنے لشکر مین پہونچا مرکب سے اترکر بارگاہ مین گیا تخت پر بیٹھا اور تمام اپنے
سرداران سپاہ کو طلب کرکے انسے کہنے لگا کہ مین جس آہو کے تعاقب مین گیا تھا اس آہو کو رستم
ثانی فتاح طلسم صندل نے شکار کیا تھا خاک پر ذبح کیا ہوا پڑا تھا مین نے وہان جاکر غضبناک
ہوکے پوچھا اس آہو کو کسنے شکار کیا ہی رستم ثانی اور اسکے رفقا نے نہایت عاجزی سے کہا
ہمنے نادانستہ اس آہو کو شکار کیا ہی ہم جانتے تھے کہ اس آہو پر آپ نے تیر لگایا ہی اگر یہ
جانتے تو کبھی ہم اسکو شکار نکرتے اب یہ آہو موجود ہی لیجائیے ہماری اس گستاخی کو معاف فرمائیے مین انکی
عاجزی کرنے سے برسر جنگ نہوا آہوے مذکور انھین کو دے کے چلا آیا مگر اب مین تم سب سے اس
باب مین مشورہ طلب ہون کہ ایسے شخص شیرین زبان وعاجزی کنندہ سے کیونکر مقابلہ ومجادلہ کرون

دیا تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے عین شکار گاہ مین کہ وہ مع اپنے تھوڑے رفقا کے موجود ہی شکار
کھیل رہا ہی حملہ آور ہون یا اسکو ایک نامہ لکھون اپنے خداوند کی پرستش و اطاعت کے واسطے اُسے
تاکید کرون ان دونون امور مین جو امر بہتر ہو بیان کرو سرداران سپاہ نے عرض کیا ای بادشاہ فلک
بارگاہ ہماری تو یہ رائے ہی کہ پہلے رستم ثانی کو ایک نامہ لکھوا کر روانہ کیجیے مضمون اسکا یہ ہو کہ ای رستم
ثانی اگر اپنی زندگی اور بہبودی چاہتے ہو تو دیکھتے ہی اس نامہ کے جو زرد جواہر تمنے طلسم صندل سے
نکال کے اپنے قبضہ مین کیا ہی بجنسہ اُسے ہمارے پاس لے آؤ اور پرستش ہمارے خداوند
کی کرو ہم اقرار کرتے ہین کہ یہ جرم تمھارا یعنے توڑنا طلسم صندل کا اور قتل کرنا ہزارہا ساحرون کا
اور تباہ کرنا شہر کا خداوند سے عفو کرا دینگے مرتبہ و رتبہ تمھارا زیادہ کرادینگے مقرب بارگاہ خداوند کرادینگے
اور اگر خلاف اسکے کروگے یعنی سرکشی اختیار کروگے تو پچھتاؤگے ہمارے ہاتھ سے سر میدان
جنگ مارے جاؤگے جواب سے اس نامہ کے جلد آگاہ کرو جو مناسب ہو جواب دو یا اطاعت
اختیار کرو یا آمادہ جنگ ہو سامان جنگ کرو جمہور شاہ نے تقریر انکی سن کے کہا مین تمھاری
رائے کو پسند کرتا ہون نامہ لکھنا ضرور ہی یہ کہکے خاموش ہوا ابھی جمہور شاہ نے میر منشی سے نامہ
تحریر نکرایا تھا کہ بختگان جو ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال کے آکے بارگاہ مین جمہور شاہ کے
بیٹھا تھا اور تمام گفتگو بیٹھا ہوا سن رہا تھا بے اختیار مسکرایا جمہور شاہ نے اسکی طرف دیکھ کے پوچھا
ای بختگان اس وقت تم بے محل کیون مسکرائے بیان کرو اُسنے کہا ای بادشاہ مین اس
وقت اس وجہ سے مسکرایا کہ تمام باتین مین نے آپکی دلاوری کی سُنین یعنی جانا آپکا تعاقب مین
اور شیرانہ رستم ثانی اور اُسکے رفقا سے بیخوف و خطر گفتگو کرنا اور انکا آپکے خوف سے
کلمات عاجزی زبان پر لانا آپکا تیر رحم کھا کے چلے آنا اور اب ارادہ نامہ لکھنے کا کرنا ایسا مضمون
سخت نامہ مین لکھوانا یہ آپ ہی کے شایان ہی اور لائق مدح و ثنا کے ہی باعث میری خوشی کا یہ
ہوا واقعی آپ بڑے بہادر ہین مین نے آپ کے مثل کوئی دلاور نہین دیکھا اسمین شک نہین ضرور آپسے
رستم ثانی اور اسکے رفقا ڈر گئے ہونگے اور عجز و عاجزی انھون نے کی ہوگی اور اب جو آپ نامہ لکھنے پر
آمادہ ہین یہ بھی مناسب ہی رائے آپکے سرداران سپاہ کی خوب ہی مضمون نامہ انھون نے کیا اچھا
بتایا ہی مجھے امید ہی کہ اگر آپ ایسے مضمون کا نامہ شاہزادہ رستم ثانی کو ارسال کیجیے گا تو وہ ضرور
ڈر جائیگا اطاعت آپکی اختیار کریگا لاجورد شاہ نے باشارہ کہا او شوخ طبع کیون ایسی باتین
کرتا ہی خاموش رہ جو کچھ ہوگا سیر دیکھینگے تو بھی سیر دیکھنا بختگان ایماے لاجورد شاہ سے
خاموش ہوا جمہور شاہ گفتگوے پیچیدہ بختگان کی نہ سمجھا بلکہ سمجھا کہ یہ میری تعریف کرتا ہی یہ سمجھ کے
خوش ہو کے میر منشی کو طلب کیا اور جو مضمون کہ اسکے سرداران سپاہ نے بتایا تھا بعینہ وہی مضمون
نامہ مین لکھوایا جب نامہ اور سرنامہ سب منشی نے لکھا جمہور شاہ نے سرنامہ پر مہر اپنی کر کے اپنے
سرداران سپاہ کی طرف دیکھ کر کہا ای بہادرو تم مین کون ایسا دلاور ہی کہ یہ نامہ میرا لیکر رستم ثانی کے پاس
جاے اور جواب اسکا اُس سے لیکر آئے اور وقت گفتگو اُس سے دلیرانہ کلام کرے دب کر خوف سے گفتگو
نکرے یہ کہکے خاموش ہوا اُس وقت سب کے پہلے عنقا سے شیر صولت کہ نہایت زبردست پہلوان

ہے اور قوت مین بھی صدہا پہلوانون سے زیادہ ہے اور بہادر بھی ہے اپنے دنگل سے اُٹھا اور دست بستہ
عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ انجم سپاہ یہ فدوی از نامہ لیکر جائیگا جواب نامہ لیکر آئیگا
حسب الارشاد وقت گفتگو سخت کلام بھی کریگا اور اگر ممکن ہوا تو سر رستم ثانی تیغ آبدار سے کاٹ کر
ہمراہ اپنے لائیگا جمہور شاہ نے تقریر اُسکی سن کے بہت خوش ہو کے کہا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ یہ
نامہ میرا تو ہی لیکر جائے یہ کہکے اُسے نامہ دیا اُسنے نامہ کو دو بلغے مین رکھکر باہر بارگاہ سے آ کے
چالیس ہزار سواران آزمودہ کار اور اور کئی سرداران نامی کو ہمراہ لیکر مرکب دور کا بر سوار ہو کر رخ جانب بارگاہ
شاہزادہ رستم ثانی کیا نہایت کبر و نخوت سے چلا اثنائے راہ مین اپنے دل مین کہتا تھا کہ ای عنقائے شیر صولت
اگر بنا پڑے تو گرو بروے رستم ثانی جا کر تلوار نیام سے نکال کے نعرہ کرکے شاہزادہ پر حملہ آور ہونا
کسی سے خوف نہ کرنا جو ائی جنگ ہو کے تیغ کرنا سر رستم ثانی کاتن سے جدا کرنا رفقا کو بھی اُسکے
قتل کرنا اس کار نمایان کرنے سے جمہور شاہ تجھسے بہت خوش ہوگا انعام کثیر دیگا سوا اسکے تجھسے
خداوند خوش ہونگے زندگی و زور بازو بھی بڑھا دین گے عجب نہین کہ انعام مین طرہ پیغمبری تجھکو عطا
کرین یا کسی ملک کا بادشاہ کردین غرضکہ ایسی ہی باتین اپنے دل مین کرتا ہوا راہ طی کرتا ہوا قریب غروب آفتاب
اس وقت قریب بارگاہ فلک جاہ شاہزادہ رستم ثانی کے پہونچا کہ شاہزادہ موصوف شکار وحش و طیور کا
کرکے اپنی بارگاہ مین آیا تھا مانند شیر نر کے اپنے دنگل پر بیٹھا تھا عجائب جادو و حدید شاہ و سرشار
شاہ و سہراب بن لندھور و شاہزادہ خیر فقا زند رانی و گشتاسپ شاہ وغیرہ علیٰ قدر مراتب یمین
و یسار بیٹھے تھے پر نے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثانی و سیارہ
ثانی و اکثر خدام دربارگاہ پر موجود تھے ساقیان خوبرو شاہزادہ موصوف اور اُسکے رفقا کو جامہائے
بلورین مین شراب ناب پلا رہے تھے قابون مین کباب وحش و طیور کے بھرے ہوئے روبرو
ہر ایک کے رکھے تھے ہر ایک بعد شراب پینے کے وہی کباب بعد خوشی کھاتا تھا غرض کہ معقول تنعم
لطف زندگی اٹھاتا تھا ▪ بارگاہ آسمان جاہ کو دیکھتے ہی اپنے مرکب سے اتر کر لشکر کو اپنے
ٹھہرا کر سوے بارگاہ مذکور چلا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے اُسکے آتے دیکھکر ارادہ کیا تھا
کہ واسطے اس بہادر کے استقبال کے دو چار سرداروں کو روانہ کیجے کہ وہ جلد تر راہ طی کر کے بارگاہ
مین آیا اور شاہزادہ کو سلام کیا رستم ثانی نے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ موافق اشارہ کے
ایک دنگل پر بیٹھ گیا اور بنظر غور جملہ اہل بارگاہ کو دیکھنے لگا اور شاہزادہ رستم ثانی کو بھی غور سے دیکھنے
لگا دل مین کہنے لگا یہ شاہزادہ رستم ثانی عجب شاہزادہ ہے حسن و جوانی مین لاجواب ہے چہرہ سے اُسکے
آثار شجاعت ظاہر ہوتے ہین رفقا بھی اُسکے بہادر معلوم ہوتے ہین مین جانتا تھا کہ یہ اہل اسلام
ایسے قوی نہونگے یہان آکے معلوم ہوا کہ جنکے چہرون سے آثار شجاعت ظاہر ہین وہ ضرور باطن قوی
و بہادر ہونگے ابھی عنقائے شیر صولت اپنے دل میں یہ باتین کر رہا تھا بنظر غور سے ہر ایک کو
دیکھ رہا تھا کہ اشارہ رستم ثانی سے ساقی نے جام شراب اُسے دیا اُسنے جام ساقی سے لیکر شراب
پی لی پھر ساقی نے ساغر شراب لبالب مملو کرکے اُسے دیا اُس دیو خصال نے وہ بھی جام لیکر شراب پی
اسی طرح چند جام شراب تند و تیز کے اُسنے پیے جب نشہ شراب کا زیادہ ہوا پکارا منم نامہ دار جمہور شاہ

شاہزادہ رستم ثانی نے نامہ اُس سے طلب کیا اُسنے نامہ نکالکر دیا شاہزادہ نے نامہ پڑھوا کر سُنا نہایت
غصہ آیا چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سُرخ ہوگیا آنکھیں جوش قہر سے سُرخ ہوگئیں رفقا بھی رستم ثانی
کے عبارت نامہ مذکور سُنکے برہم ہوئے ہر ایک کے چہرہ پر آثار برہمی ظاہر ہوئے خصوص شاہزادہ
رستم ثانی کے چہرہ پر تو وہ آثار غیظ و غضب ہویدا ہوئے کہ عنقائے شیر صولت متردد ہوا دل مین کہنے
لگا دیکھیے کیا ہوتا ہے شاہزادہ کو بدرجہ کمال غصہ ہے رفقائے شاہزادہ بھی برہم نظر آتے ہین ایسا نہو
کہ نامہ پھاڑ ڈالا جائے اور مجھسے سخنہائے سخت یہ شاہزادہ کرے اور مجھے غصہ آئے تو بڑا ہوگا اسی
بارگاہ مین تلوار چلیگی یہ فرش بارگاہ کا خون دلیران سے رنگین ہوگا کیونکہ مین کلمات سخت سُن نسکونگا تحمل
کلمات درشت سُننے کا نکرسکونگا ہنوز عنقائے شیر صولت اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ
شاہزادہ رستم ثانی نے بجبر اپنے غصہ کو ضبط کرکے حکم دیا کہ اِس نامہ کی پشت پر جواب نامہ ہماری طرف سے لکھدیا
جائے کہ ہمین اطاعت و پرستش تمثال آئینہ رو کی ہرگز منظور نہین ہے ہم خداپرست ہین سوائے پرستش
خداوند عالم کسی کو سجدہ نہین کرتے ہین اور بجز خالق کون و مکان کسی کے آگے سر نہین جھکاتے ہین ہم
جمہور شاہ جیسے اطاعت و پرستش خداوند ہرگز نہوگی کہ وہ ایک شیطان سیرت ہے تو مجھکو اُسکی پرستش
کے واسطے کیا کہتا ہے تو بھی اُس بے دین و بدآئین کی پرستش نکر راہ راست پر آ اپنے معبود حقیقی
کو پہچان کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر بصدق دل مسلمان ہو ظلمت کفر سے نکل جلوۂ نور ایمان دیکھ ہم
اہل اسلام ہین ہماری طرح تو بھی موجود ہو جا ہمارے ساتھ لشکر امیر ثانی مین چل بارگاہ سلیمانی مین درمیان
بہادران عالم کے دنگل پر بیٹھ اگر یہ منظور نہو تو خیر جو تیرے دل مین آئے ہمارے حق مین کر ہم لڑنے کو موجود
ہین یہ عبارت لکھوا کر نامہ مذکور عنقائے شیر صولت کے حوالے کیا اور ایک خلعت فاخرہ طلب کرکے
اُسے دیا عنقائے شیر صولت نے خلعت پاکے اپنے دل مین کہا یہ اہل اسلام کسقدر دشمن
دوست ہین کہ مجھ ایسے بدخواہ کو انھون نے خلعت دیا ہے اور مجھسے نہایت درجہ بخلق پیش آئے ہین
بھلا مین ایسی صورت مین انسے کیا بدی کرون اور اگر بدی کرون بھی تو کچھ فائدہ نہوگا مراد دلی بر نہ آئیگی یعنی
سر اس شاہزادہ ذیجاہ کا ہاتھ نہ آئیگا جنگ عظیم ہوگی فوج میری کام آئیگی مین بھی ان بہادرون کے
ہاتھ سے زخمی ہونگا یا مارا جاؤنگا یہ لوگ بڑے شجاع معلوم ہوتے ہین ایک ایک ان مین اپنے وقت کا
رستم جیلتن و اسفندیار رویین تن ہے انسے لڑنا کچھ آسان نہین ہے انھین قتل کرنا دشوار ہے
اگر ہنگام جنگ انکے ہاتھ سے جان اپنے حریف کی بچ جائے تو غنیمت جانیے پس ای عنقا تو انسے عزم
جنگ نکر ورنہ معدوم ہو جائیگا یہ خیال کرکے شاہزادہ رستم ثانی سے رخصت ہوکے مرکب پر سوار
ہوکے ہمراہ اپنی سپاہ کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچا مرکب سے
اُتر کر بارگاہ مین جاکے جمہور شاہ کو وہ نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا جمہور شاہ نے جواب
نامہ سے آگاہ ہوکے غصہ مین آکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر یہ
اہل اسلام ہین اور مین ہون دیکھنا میدان جنگ مین جاکے بعد صف آرائی لشکر کے ان اہل اسلام کو یون قتل
کرونگا کہ انکے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو رحم آئیگا اور مجھکو ذرا بھی رحم نہ آئیگا یہ لوگ لائق قتل ہین
علاوہ سرکش ہونے کے ہمارے خداوند کو بُرا کہتے ہین ہم خونریزی انکی واجب جانتے ہین

پہلے خاموش ہوا ملازمان مذکور نے حسب الحکم طبل جنگی لشکر ہزیمت اثر میں بجایا صدائے طبل رزمی
بلند ہوئی تمام مردمان سپاہ صدائے طبل دغا سُن کے باخبر ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو لڑائی ہوگی
میدان جنگ میں جانا ہوگا اہل اسلام سے سامنا ہوگا دیکھیں کل کون کون قتل و زخمی ہوتا ہے
کون کون جانبر ہوتا ہے اہل اسلام شمشیر زنی و دلاوری میں مشہور آفاق ہیں سنا ہے کہ انکی تلوار کی پیاد
ہیں ہر علاوہ شمشیر زنی کے جملہ فنون سپہگری سے آگاہ ہیں فن کشتی سے بھی ماہر ہیں لڑنے اور
مرنے سے یہ لوگ نہیں ڈرتے ہیں خداوندان لوگوں کے ہاتھ سے ہماری جان و عزت بچائے خیر
جان جائے تو جائے مگر عزت بچائے ایسا نہو کہ یہ لوگ ہنگام جنگ حلقہائے کمند میں ہمیں اسیر کر لیں
اور پکڑ کے جائیں قید کریں ہم سپاہی ہیں اسیر ہونا ہمارے واسطے بڑی قید ہونا ہمارے حق میں باعث
آبرو ریزی کا ہے سواران لشکر کفار تو اسی قسم کی باہم تقریر کر رہے تھے طبل جنگ بج رہا تھا برق ثانی
و سیاہ ثانی بصورت مبدل لشکر کفار میں موجود تھے تقریر سواران سپاہ کی سن رہے تھے کہ یکایک ہمراہ
لشکر عنقائے شیر صولت بڑے دریافت خبر لشکر گاہ سے لشکر جمہور شاہ کی طرف روانہ
ہوئے ہیں جب انھوں نے دیکھا کہ یہاں طبل جنگ بجا ہے باہم کہا اب یہاں ٹھہرنا بیکار ہے یہاں سے
جانا چاہیے خبر طبل جنگ بجنے کی شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچانا چاہیے یہ کہکے لشکر کفار سے
نکل گئے جلد راہ طے کر کے خدمت شاہزادہ رستم ثانی میں آئے اور دست بستہ یوں عرض کیا کہ اے
شاہزادۂ ذیوقار عدو شکار ہم ساتھ لشکر عنقائے شیر صولت نامہ دار جمہور شاہ کے بصورت
مبدل سپاہ جمہور شاہ میں گئے تھے حال وہاں کا یہ ہے کہ جمہور شاہ نابکار نے جواب نامہ سے برہم ہو کے
اپنے لشکر میں بعد غیظ و غضب طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ مصمم اسکا یہ ہے کہ وقت سحر ہمراہ فوج کثیر کے
میدان کارزار میں آئے اور خادمان حضور سے برسر جنگ ہو یہاں حضور بہ تن چند لے لشکر تشریف
لائے ہیں تمام لشکر حضور کا شہر صندل میں نزول کش ہے اگر مناسب ہو تو لشکر ظفر اثر کو یہاں طلب کیا
جائے شاہزادہ رستم ثانی نے یہ خبر سن کے برق ثانی سے فرمایا جلد اسی وقت ہمارے لشکر میں جا اور
تمام سرداران سپاہ اور جملہ سواروں کو اور سب پیادوں کو ہمراہ اپنے لے کے جلد یہاں آ ایسا نہو
کہ لشکر کے آنے میں تاخیر ہو آج کی شب لشکر کا یہاں آ جانا ضرور ہے برق ثانی یہ سنتے ہی بارگاہ سے
نکل کے برق آسا قریب کے سرے لشکر بصد عجلت چلا بعد قطع راہ لشکر میں پہونچا سرداران لشکر سے
کہا مع تمامی لشکر شاہزادہ رستم ثانی نے طلب کیا ہے جلد چلو انھوں نے جملہ سواروں اور پیادوں کو
حکم کمر بندی کا دیا اور کہا کہ چلو جلد چلو ہمارے مالک و آقا نے تمکو طلب کیا ہے لشکریوں نے اپنے
سرداروں سے پوچھا خیر تو ہے اسقدر جلد آپ کو اور ہمیں ہمارے مالک و آقا نے کیوں طلب کیا ہے
انھوں نے انکو جواب دیا ہمیں اسکی وجہ معلوم نہیں ہے برق ثانی ہمیں تمہیں بلانے کو آیا ہے اس سے
دریافت کرو لشکریوں نے عیار مذکور سے پوچھا کہ باعث طلب سپاہ کیا ہے برق ثانی نے کہا جمہور شاہ
بگم تمثال آئینہ رو لشکر کثیر لیکر آیا ہے طبل جنگ اُسنے بجوایا ہے صبح کو وہ نابکار میدان کارزار میں
بجمعیت فوج کثیر آئے گا باین وجہ شاہزادہ رستم ثانی نے تم سب کو طلب کیا ہے حالانکہ وہ شیر بیشۂ دلاوری
ایسا بہادر ہے کہ تنہا لاکھوں ہزاروں سے مقابلہ و مجادلہ کر سکتا ہے مگر احتیاطاً تمکو بھی طلب کیا ہے ان

سب نے یہ خبر سُن کے خوش ہو کے کہا الحمدللہ جمہور شاہ بقصد جنگ ادھر آیا طبل جنگ اُس نے
بجوایا دل ہمارا خوش ہوا کیونکہ ہم خدا سے دعا کرتے تھے کہ پھر کسی کافر سے لڑائی ہو ہم سب کفار سے
لڑیں اعدا کو قتل کریں خود بھی اُنکے ہاتھ سے ہلاک ہوں نمک آقا سے ادا ہوں اب امید دلی بر آئی
ہم سب ابھی تمھارے ساتھ چلتے ہیں یہ کہکے جملہ سوار اور پیادے جلد مسلح ہوئے پھر سب سوار اور
پیدل بعد عجلت ہمراہ برق ثانی کے تمام سامان جنگ لیکر روانہ ہوئے اور بہت جلد قطع راہ کرکے وقت نیم شب
خدمت شاہزادہ رستم ثانی میں پہونچے سرداران لشکر نے روبروے شاہزادہ جاکر بعد ادب سلام کیا شاہزادہ
نے جواب سلام دیکر کہا تم سب یہاں آگئے دل خوش ہوا اب اپنے خیام میں جاؤ وہ اپنے خیام میں
آئے ادھر حکم شاہزادہ سے چالاک ثانی نے لشکر میں نقارہ جنگی بجوایا صدا نقارہ ہاے طلسمی کی از طلسم
صندل سے دستیاب ہوئے تھے ایسی بلند ہوئی کہ تا گنبد فلک پہونچی ہر فلک اُنکی صداے مہیب سے دہل گیا
زمین تھرائی جوانان لشکر اسلام تیاری جنگ میں مصروف ہوئے کوئی دلاور اپنی شمشیر پہ صیقل کرنے لگا
کوئی قدر انداز اپنے تیر و کمان کی درستی میں مصروف ہوا نیزہ دار اپنے نیزوں کی درستی کرنے لگے
اسی طرح جملہ سوار و پیادہ اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی میں مصروف ہوئے راوی ناقل ہے کہ
لشکریان مذکور اس شب کو درستی آلات حرب و ضرب بھی کرتے جاتے تھے اور باہم یہ تقریر بھی کرتے تھے
کہ اے برادران دینی نصف شب گذر گئی ہے آدھی رات سے کم رات باقی ہے صبح کو لڑائی ہوگی کفار سے
سامنا ہوگا خدا سے دعا کرو کہ جنگاہ میں ہم سب ثابت قدم رہیں زخم شمشیر و تیر و خنجر و نیزہ قلب و جگر پر
کھائیں لہو میں نہائیں دنیا سے سوے عدم جائیں مگر قدم جنگاہ سے نہ ہٹائیں پروردگار ایسی ہمت
دے کہ اعداے دین سے بیخوف و خطر لڑیں شیرانہ اُنپر حملہ کریں پاؤں پیچھے نہ ہٹائیں جہانتک ممکن ہو
آگے ہی بڑھتے جائیں اکثر سواران شجاعت شعار باہم یہ کہتے تھے کہ اے بھائیو یہ شب جو کچھ باقی ہے
اسے غنیمت جانو آؤ معانقہ و مصافحہ کرو تم ہماری خطا و گناہ کو جو ہم سے عمداً یا سہواً ہوا ہو معاف ہمیں
عفو کرو اور ہم تمھاری خطائیں معاف کریں زندگی کا اعتبار نہیں ہے گناہوں سے بھی توبہ کرو جلدی
دعاے توبہ پڑھو کار خیر میں عجلت کرو صبح کو نہیں معلوم کیا ہو ہم میں سے نہیں معلوم کون زندہ رہے
کون قتل ہو سامنا دشمنوں سے ہے خدا آبرو رکھے سامنے سے دشمنوں کے نہ بھاگیں جانتے
بہادروں کے وقت بھاگنے کے ذلیل ہوں قتل ہو جانا ہمیشہ کو زندہ رہنے سے بہتر ہے بعضے
باہم کہتے تھے کہ یاد رہے وقت سحر کافروں سے لڑائی ہوگی یہ یقین نہیں ہے کہ زندہ رہینگے نہ یہ باور ہے
کہ ہر ور ہی قتل ہو جائینگے احتیاط مقتضی اسکے ہے کہ کفن پہن لیں اگر زندہ رہے تو نہوا لزام ورنہ
بعد قتل وہی کفن بر میں رہیگا اگر قبر مقدر میں ہوگی تو ملیگی ورنہ اسی صحرا میں لاشے زمین پر پڑے ہونگے
درندے اور پرندے اس صحرا کے گوشت و استخوان کھا جینگے ادھر تو جوانان لشکر اسلام شوق جنگ میں
تیاری لڑنے کی کر رہے ہیں آپس میں گلے مل رہے ہیں باہم تقریر کر رہے ہیں نقارہ جنگی بج رہا ہے
اُدھر لشکر کفار میں جبسے طبل جنگ بجایا گیا ہے یہ حال ہے کہ جو کفار شجاعت شعار ہیں وہ تو تیاری
جنگ میں مصروف ہیں اور جو نامرد و بزدل ہیں اُنکا یہ احوال ہے کہ خیال جنگ سے کانپ کانپ کے
باہم کہ رہے ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اہل اسلام سے سامنا ہے یہ لوگ بڑے بہادر ہیں قوم انکی

ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہی ہم چار روپیہ کے واسطے ہرگز جان اپنی نہ دینگے ذلت و رسوائی گوارہ کرینگے
لشکر سے نکل جاینگے ہمنے نوکری اسواسطے نہین کی ہی کہ اپنی جان دیدین اہل و عیال سے چھوٹ جائین
دنیا سے سوے عدم جائین یہ کہکے غول کے غول تاریکی شب مین لشکر سے نکل کے اپنے گھرون کی طرف
چلے جاتے ہین سواران شجاعت شعار رہے جاتے ہین بزدل بھاگے جاتے ہین راوی بیان کرتا ہی
کہ جب وہ شب بسر ہوئی پہلے اس طرف سے شاہزادہ رستم ثانی بعد اداے نماز صبح مسلح ہو کے مرکب
پر سوار ہو کے بارہ لاکھ سوار پیادہ کی جمعیت سے سوے لشکر کفار روانہ ہوا ادھر سے جمہور شاہ بھی
ہمراہ اپنی سپاہ کے لاجورد شاہ و صلصال کے ساتھ بعد غرور و نخوت آیا اثناے راہ مین
دونون لشکرون کا سامنا ہوا ادھر جمہور شاہ ٹھہرا ادھر رستم ثانی نے باگ اپنے گھوڑے کی روکی
دونون طرف پہلے بارگاہین اور خیام ایستادہ ہوے پھر دونون لشکرون سے بحکم شاہ و شاہزادہ
بیلدار و بیلچہ بردار نکلے انھون نے جلد میدان کارزار کی درستی کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کے دور
کیا پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے لشکرون سے نکل کے میدان کارزار مین پانی چھڑکا
گرد و غبار کو دفع کیا بعد اسکے بیلدار اور بیلچہ بردار اور سقے میدان نبرد سے ہٹ گئے دونون لشکر
صف آرا ہوے میمنہ میسرہ قلب ہر اک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا پھر لشکر اسلام سے نقباے
خوش تقریر اور سپاہ کفار سے کڑکیت نکلے درمیان لشکرون کے آگے ٹھہرے نقباے خوش آواز
و خوش تقریر جوانان لشکر اسلام سے مخاطب ہو کے اس طرح انکو آمادہ جنگ کرنے لگے کہ اے دلاوران یکتاے
روزگار و اے بہادران نامی و نامدار آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے بہادر تھے انھون نے اپنی
زندگی مین عجب عجب کار ہاے نمایان کیے تم انکے فرزند ہو مانند انکے شجاع و بہادر ہو تم بھی آج کے روز کار
نمایان کرنا حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی کیا معلوم کون آج زندہ ہے کسکی اجل آگئی کیونکہ سلطنت
کفار سے ہی جنگ عظیم ہو گی تلوار چلے گی اس میدان مین از حد کشت و خون ہو گا یہ صحراے سبزہ زار خون
کشتگان سے رنگین ہو گا لہذا قدم جنگاہ سے نہ ہٹانا سر میدان جنگ سامنے سے بہادرون کے نہ بھاگنا
اپنے اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا جہانتک ممکن ہو قدم اپنا آگے ہی بڑھانا پیچھے نہ ہٹانا
عزت و آبرو بڑھی ہوئی اپنی نہ گھٹانا دیکھو ایک دن مرنا ضرور ہی ہمیشہ کوئی شخص زندہ رہا ہی اور نہ رہیگا
خیال کرو اس وقت تمھارے آبا و اجداد کہان ہین اور وہ بادشاہان صاحب جاہ و حشم اور خداوندان
طبل و علم کہان ہین کہ جو اپنی سلطنت پر مغرور تھے ہاے اجل سے مجبور ہو کے دنیا سے سوے عدم
ملک و مال چھوڑ کے خالی ہاتھ دہر سے جانب عدم چلے گئے سواے اعمال نیک و بد کے کچھ اپنے ساتھ
نہ لے گئے بعد مرگ گوشہ ہاے قبور مین ساکن ہوے ہزار ہا من مٹی انپر ڈال دی گئی گوشت انکا
زمین کے کیڑے کھا گئے بلکہ ہڈیان بھی انکی باقی نہ رہین نشان انکی قبرون کا بھی باقی نہ رہا اس طرح
پیوند خاک ہوے کہ اب انکی قبور کا نام و نشان بھی نہ رہا وہ تو باقی نہ رہے مگر انکی نیکیان اور برائیان
آج تک کتابون مین درج کی ہوئی مردم دیکھتے ہین جو عادل و شجاع بادشاہ گذرے ہین انکو بہ نیکی
یاد کرتے ہین اور جو ظالم و جفاکار و بزدل گذرے ہین انکی برائیان زبان پر لاتے ہین پس مانند ان
گذشتگان کے ہم تم بھی ایک دن دنیا سے سوے عدم جاینگے کوئی بجز خداوند عالم کے باقی نہ رہیگا سبکو فنا ہی

بحفظ خداے دوجہان کو لقا ہی لازم ہی کہ وہ کار نیک اور وہ بہادری آج کرو کہ تمکو بھی اہل جہان بہ نیکی یاد
کرین تمہاری بہادری کی تعریف کرین یارو ایسا وقت حصول عزت و آبرو کا کم آئیگا اس روز کو غنیمت جانو
آج ہی حصول عزت سر میدان کرو یہ خیال نہ کرو کہ آج پر کیا موقوف ہی پھر کبھی بہادری کرینگے جوہر شمشیر دکھائینگے
کیا معلوم پھر زندہ رہو یا نہ رہو تم عاقل ہو تقاضاے عقل یہ ہی کہ کار نیک و خوب مین جلدی کی جاے
آج کا کام کل پر اٹھا نہ رکھا جاے ہماری راے یہی ہی کہ آج ہی نام پیدا کرو ان کافرون سے دلیرانہ
لڑو انکو جنگاہ سے بھگا دو انبار زخمی لاشون کے زمین پر لگا دو زخمی اور قتل ہونے سے نہ ڈرو حق
نمک آقا ادا کرو تم سب نمک حلال ہو طریق نمک حلالی دکھاؤ سامنے اپنے مالک و آقا کے بہادری
کرو اعداے دین کو قتل کرو دلیرانہ کفار سے مقابلہ کرو اپنے مالک و آقا کو خوش کرو اے یارو نصیحت
پر ہماری عمل کرو ہم دوستانہ تمکو نصیحت کرتے ہین تمہاری ترقی عزت و آبرو چاہتے ہین تمکو بھی لازم
ہی کہ وقت شمشیر زنی لڑائی مین جا کمی نہ کرنا حتی الامکان قدم اپنا آگے ہی بڑھانا جنگاہ سے پسپا ہونا
خیال بھی دل مین بھاگنے کا نہ لانا غور کرو کہ اگر قضا دامنگیر ہوگی تو بھاگنے سے نہ بچ جاؤ گے ضرور قتل ہوگے
اور اگر زندگی تمہاری باقی ہی تو بڑھ کے لڑنے سے قتل نہ ہو جاؤ گے ہمنے از راہ خیرخواہی تمکو نصیحت کی ہی
آگے تمکو اختیار ہی خواہ اپنی عزت چاہو خواہ اپنی ذلت چاہو یہ کہکے لقبا خاموش ہوے پھر اکیسانے اپنے
لشکر کے سوارون سے مخاطب ہو کے بہ آواز بلند کہنے لگے کہ اے دلیران نامدار و اے بہادران تہور
شعار آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک عبرت سرا ہی اور مقام گذرگاہ ہی چار روز کی زندگی مین عاقل کو خیال نیک
کرنا لازم ہی اعداے خونخوار و دشمنان جان و ایمان سے لڑنا اور انھین قتل کرنا یہی ایک فعل ہی تم خوب
جانتے ہو کہ یہ سب اہل اسلام صدمے جان و ایمان مین تمہارے اور تمہارے بادشاہ کے بدخواہ
ہین تمنے بادشاہ کا ایک مدت سے نمک کھایا ہی آج کے روز کے واسطے جمہور شاہ نے
تمکو دینا ملازم کیا ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ ان دشمنون سے اپنے مالک و آقا کو بچاؤ عوض اسکے ان
مسلمانون سے لڑو انکو قتل کرو دلیرانہ لڑے کرو تن پر زخم کھاؤ خون مین نہاؤ سر میدان بہادرون
کے آگے خصوص اپنے بادشاہ کے سامنے سرخرو ہو بڑھ بڑھ کر تلوارین ان مسلمانون پر لگاؤ خون
انکا زمین پر بہاؤ بہادری سب کو اپنی دکھاؤ دیکھو ہنگام جنگ قدم پیچھے نہ ہٹنے پاوے دل مین خیال
بھاگنے کا بھی نہ آنے پاوے تم بہادر ہو فرزند دلاورون کے ہو شجاعت دکھاؤ یارو میدان جنگ
واسطے سپاہی کے گویا محک امتحان ہی جس طرح سونا چاندی کسوٹی پر کسنے سے کھوٹا کھرا معلوم ہوجاتا
ہی اسی طرح سپاہی کی بہادری اور بزدلی میدان جنگ مین بوقت مقابلہ حریف ظاہر ہو جاتی ہی تمکو
مناسب ہی کہ یہ جنگاہ ہی اور سامنا حریفون کا ہی امتحان تمہارا لیا جاتا ہی امتحان مین پورے اترنا یعنی
ہنگام مقابلہ و مجادلہ حریفان جانستان بہادری کرنا بڑھ بڑھ کے نیزہ و شمشیر لگانا شیرانہ لڑے کرنا اعدا
کو ضرب نیزہ و تیر و شمشیر سے ہلاک کرنا لاشون کو دشمنون کے پامال سم اسپان کرنا خوف و خطر مطلق نہ کرنا
اگر زندگی تمہاری ہی تو کوئی دشمن تمکو قتل نکر سکیگا اور اگر اجل ہی تمہاری آئی ہی تو اگر بھاگے تو بھی ضرور
ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤ گے جان بھی جائیگی اور ذلت بھی ہوگی بادشاہ تمہارے ناخوش
ہوگا بلکہ سب بہادر تمسے بیزار ہو جائینگے اور کہین گے خوب ہوا ایسے نامرد و بزدل قتل ہوے کہ جو ہنگام

مقابلہ حریف جنگاہ سے بھاگے مالک و آقا کا اپنے ساتھ نہ دے سکے جان کا خیال کرکے پسپا ہوکے
بھاگنے پر آمادہ ہوئے بلکہ بھاگنے کے سوا بادشاہ اور جملہ بہادرون کے خداوند تعالیٰ آئندہ بعد
تم سے ناخوش ہوگے تمھارے بھاگنے سے از حد تمسے بیزار ہوگا اپنے قہر و غضب سے ان مسلمانون کو
تمپر مسلط کردینگے یہ گھیر کے تمکو قتل کر ڈالینگے بعد قتل خداوند موصوف تمکو نار دوزخ مین ڈال
دیگے ہمیشہ جلا کروگے پس ای جوانون وہ کام کیون کرو کہ دنیا و آخرت مین بہبودی نہو دنیا مین ذلت
و رسوائی ہو آخرت مین بھی مبتلائے عذاب ہو جان بھی جائے آبرو بھی تلف ہو اور کچھ فائدہ نہو عاقل
کو لازم ہے کہ وہ فعل نکرے جسمین ضرر ہو وہی کام کرے جسمین نفع ہو تم سب نادان نہین ہو دانا ہو
بجائے خود سمجھ لو کہ بھاگنے مین کیا کیا ضرر ہین اور دلیرانہ لڑنے اور جان دینے مین کیا کیا فوائد دنیا و آخرت مین
ہمنے اتنی دیر تک تمکو ہدایت امور نیک کی نصیحت کی ہے اگر ہمارے پند و نصایح پر عمل کروگے تو دنیا
و آخرت مین واسطے تمھارے بہتر ہوگا اور اگر خلاف ہمارے کہنے کے عمل کروگے تو حق مین تمھارے اچھا
نہوگا یہ کہکے کرکیت بھی چپ ہوئے اُس وقت جوانان ہر دو سپاہ کا یہ حال ہوا کہ تقریر نقبا اور باتین
پند آمیز کرکیتیون کی سنکے لڑنے اور مرنے پہ آمادہ ہوئے یہ حال دیکھکے اُدھر جمہور شاہ نے ادھر
شاہزادہ کہ رستم ثانی کے اشارہ سے علمداران لشکر نے علمونکو جلوہ دیا اور باجے جنگی بجائے گئے
دلاوران ہر دو سپاہ اول تو نقبا اور کرکیتیون ہی کی تقریر سن کے آمادہ جنگ ہوئے تھے اب آواز جنگی باجون
کی سنکے مست بادہ شجاعت ہوئے جھومنے لگے قبضہ شمشیر کو بار بار دیکھنے لگے اکثر دلاورون نے
باہم کہا کہ اگر زرہ پہنکے اور جوشن و چار آئینہ وغیرہ کی حفاظت کے بھروسے سے لڑے تو
کیا لڑے مرد وہ ہے جو بغیر زرہ وغیرہ لباس حفاظت جسم و جان کے دلیرانہ اعدا سے لڑے باریک
کپڑون پر مانند شیر بیچ اور تن زیب کے انگرکھون پر جو تلوار کھائے وہ بہادر ہے اور جو زخم سینہ
و سر پر کھائے اور مثل گل کے خندان ہو وہ دلاور ہے اور جو ہنگام جنگ وار اعدا کے سپر پر نہ روکے اور
سر و سینہ پر روکے اور منھ جنگ سے نہ موڑے وہ دلیر ہے یہ کہکے زرہ و جوشن و خود و مغفر و چار آئینہ
و سپر وغیرہ کو اپنے تن سے جدا کیا اور تلوارین کھینچ کے نیامون کو توڑ ڈالا بعض بعض نے اُنسے
کہا یہ تمنے کیا جہالت و نادانی کی ہنگام مجادلہ و قتال تمنے زرہ وغیرہ کو اپنے تن سے کیون دور کیا
اُنھون نے اُنکو جواب دیا اگر ہم تمھارے نزدیک نادان جاہل ہین تو اچھا بے وقوف و جاہل ہی سہی ہمتو
اپنے حریفون سے یونہین لڑینگے ہمین تو منظور ہے کہ بہادری اپنی جوانان ہر دو سپاہ کو دکھلا کے سیکڑون کو
قتل کرکے خود بھی قتل ہو جائین یا مثل رستم و زال و گیو و بیژن و فرامرز وغیرہ بہادرون کے نام کرکے
دنیا سے جائین آخر ایک روز مرنا ہے آج ہی ان کافرون سے مقابلہ و مجادلہ کرکے کیون نہ مر جائین کہ
بقول نقبا کے بہبودی کونین حاصل ہو جائے اکثر دلیران لشکر اسلام نے ارادہ کیا کہ صفوف لشکر سے
نکل کے میدان جنگ مین جائین اور مبارز طلب کرین اُدھر کفار نے بھی قصد کیا کہ یکبارگی صف
لشکر سے نکل کے اہل اسلام پر حملہ آور ہون دلاوری اپنی دکھائین لاکھون حریفون پر تیز گھوڑے
اُٹھائین نامی جوانون کو چن چن کے قتل کرین خصوص رستم ثانی و سہراب بن لندھور و شاہزادہ
فیروزہ مازندرانی وغیرہ کو قتل کرین تیغ آبدار سے سر انکے کاٹ لائین اپنے بادشاہ کو نذر دین خلعت و انعام

پاتین علاوہ اسکے اپنے خداوند کو خوش کرین راوی ناقل ہر کہ ابھی بہادران مذکور سے کوئی دلیر دونون
لشکرون سے نکل کے پرے برابر بیچ مین میدان جنگ کے نہ آیا تھا کہ ناگاہ ایک سردار لشکر کفار کا
مسمی خونریز کبود چشم مرکب کو بڑھا کر صف لشکر سے نکلا اور جمہور شاہ سے طالب اذن جنگ ہوا اُسنے
کہا اے خونریز تیرا جانا مناسب نہین ہر مین اور کسی زبردست سردار کو بڑے بہادر دلیران لشکر اسلام بھیجونگا
اُسنے عرض کیا حضور مجھے اجازت تو دین اقبال حضور سے دلیران نامی سے لڑونگا اگر رستم ثانی بھی مجھسے
لڑنے کو آئیگا تو اُس سے بھی لڑونگا حتی الامکان اُسے بھی قتل کرونگا جوہر شمشیر دکھاؤنگا مین
مین نے نمک حضور کھایا ہر آج حق نمک ادا کرونگا حضور کچھ اندیشہ نہ کرین مین ایسا کم قوت نہین ہون
کہ دلیران اہل اسلام سے ڈر جاؤن سکون جمہور شاہ نے اسکی تقریر سنکے خوش ہو کے اجازت دی وہ طرارانہ
میدان جنگ مین آیا اور درمیان ہر دو سپاہ کے مثل شیر کے پہونچ باواز بلند پکارا کہ اے فرقہ خدا پرستان
تم سب مین جسکو آرزوے مرگ زیادہ ہو وہ صف لشکر سے نکل کے میرے سامنے آئے مجھسے مقابلہ
و مجادلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے تقریر اُس کافر کی سنکے جانب سپر و اپنے
لشکر کے دیکھا فی الفور سرشار شاہ نے صف لشکر سے نکل کے شاہزادہ موصوف سے اجازت جنگ
چاہی شاہزادہ رستم نے فرمایا اے سرشار شاہ جاؤ اس کافر سے لڑو تمہین حافظ حقیقی کے سپرد کیا شاہ
مسطور اجازت لیکر شیرانہ روبرو اُس بد اندیش کے گیا اور مرکب کو روک کر کہا او بیدین مین تجھسے
لڑنے کو آیا ہون جو حوصلہ اپنے دل کا نکال نیزہ یا تلوار کا وار کر اُسے بغور دیکھ کے پوچھا اے جوان تیرا
کیا نام ہر بہت جلد تو لشکر سے نکل کے میرے سامنے آیا ہر ثابت ہوتا ہر کہ اجل تیری تجھکو سامنے
میرے کھینچ کر لائی ہر اُس بہادر نے جواب دیا او بدزبان کیا بیہودہ بکتا ہر تو کیا مجھے قتل کریگا مین بعنایت
الٰہی تجھی کو قتل کرونگا نام میرا سرشار شاہ ہر جلد کیونکر نہ آتا کہ اجل تیری قریب ہر مجھے تو ملک الموت
تصور کر تیری قبض روح کرونگا تن ناپاک تیرا خاک و خون مین بھرونگا تو اپنے نام سے آگاہ کر اُسنے
کہا خاص و عام مجھکو خونریز کبود چشم کہتے ہین بڑا بہادر ہون کہ ہنگامہ جنگ فیل کو پشہ اور شیر کو
روباہ جانتا ہون بارہا پہلوانان نامی کے سر اڑا چکا ہون سیکڑون بہادرون کو قتل کر چکا ہون تیری کیا
حقیقت ہر ابھی تجھکو قتل کرونگا میری روح تو کیا قبض کریگا مجھے خاک و خون مین کیا بھریگا خود ہی
ایکدم مین عدم کو جائیگا پس پہلے تو مجھپر وار کرلے تمناے جنگ نکال لے آخر کو میرے ہاتھ سے قتل
ہو جائیگا جو حوصلہ وار کرنے کا تو دل مین نہ رہیگا سرشار شاہ نے پہلے خود وار کرنے سے انکار کیا
اُسنے سبب پوچھا اس دلیر نے ظاہر کیا کہ اے جوان آگاہ ہو ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہر کہ پہلے اپنے
حریف پر نیزہ و تیغ و شمشیر نہین لگاتے ہین جب حریف وار اپنا کر لیتا ہر اور خداوند عالم اسکی ضرب سے
بچاتا ہر تو پھر ہم لوگ وار کرتے ہین مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہر کہ اس وقت میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیگا
اس وار فنا سے سوئے سقر جائیگا میرے نزدیک مناسب یہ ہر کہ جنگ سے باز آ کلمہ پڑھ کر مسلمان
ہو جا میرے ساتھ خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین چل وہ رتبہ و قدر تیرا بڑھا دینگے اپنے سرداران لشکر
مین محسوب کرینگے خونریز نابکار یہ سنکے برہم ہوا غصہ سے اپنے آنکھین سرخ ہوگئین چہرہ بھی کثرت غیظ سے
سرخ ہو گیا اسنے تال پکارا او اجل رسیدہ ہوشیار ہو جا کہ میرے اس آئینہ تیغ مین تجھکو چہرہ قضا نظر آئے گا

یہ کہکے تیغہ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر مرکب کو بقاعدہ فن سپہگری بڑھا کے سر پر سرشار شاہ کے وار
کیا ادھر اس بہادر نے تیغہ اُسکا اپنی سپر فراخ دامن پر اس طور سے روکا کہ پٹ پڑا کافر مذکور اس
دیندار کے مسکرانے سے خجل ہو کے کہنے لگا اتفاق سے تیغہ میرا پٹ پڑا ہے ہنسنا عبث ہے اب
تو مجھے وار کر مین تیرے وار کو روک کے ابھی رتبہ اسی طرح تیغہ لگا دکھا دونگا کہ تجھکو دو نیم کرونگا سرشار شاہ
نے تقریر اسکی سُن کے شمشیر آبدار نیام سے نکالکر نعرہ کر کے اُسکے سر پُر غرور پر لگائی اسنے بھی سپہ گری
بالاے سپر روکی پھر خود تیغہ آبدار خبردار خبردار کہکے کمر پر لگایا ادھر اس جوانمرد نے اسے خالی
دیکر تلوار اُسکی کمر پہ لگائی اُسنے تلوار کو آتے دیکھکر مرکب کو پیچھے ہٹایا وار خالی دیا اسی طور سے
تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخر کار سرشار شاہ نے بضرب شمشیر آبدار اُس نابکار کے دو ٹکڑے کئے
لاش اُسکا گھوڑے سے زمین پر گرا خاک پر تڑپنے لگا سرشار شاہ نے پکار کر کہا اے جمہور شاہ
خونریز کا تو خاک پر خون گرا بلکہ وہ خود بھی دو نیم ہو کے خاک پر تڑپا اب کسی اور دلاور کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کر شاہ مذکور نے اپنے میسرہ لشکر کی طرف دیکھکر ایک سردار سپاہ مسمی خونخوار کج
کلاہ سے کہا اے بہادر دیکھا تو نے کہ تیرے برادر یعنی خونریز کبود چشم کو سرشار شاہ نے قتل کیا
کیا تو انتقام اپنے برادر کے خون کا اس مسلمان سے جا کر نہ لیگا اُسنے فی الفور صف لشکر سے
گھوڑے کو نکال کے عرض کیا اے بادشاہ مین تو یہی قصد کر رہا تھا کہ لشکر سے نکل کے جاؤن اور سر اپنے
برادر کے قاتل کا تیغ سے کاٹ کے لے آؤن اسی اثنا مین حضور نے مجھسے فرمایا اب جاتا ہون اور
حضور کے اقبال عدو مال سے سر اس سفاک کا لاتا ہون جمہور شاہ نے کہا جلد جاؤ وہ مرکب کو جولان
کر کے سامنے سرشار شاہ کے آیا بعد جنگ بیشمار آخر کار مانند اپنے برادر کے ہاتھ سے سرشار شاہ کے
بضرب شمشیر مارا گیا اسکے قتل ہونے سے جمہور شاہ کو ملال ہوا عنقاے شیر صولت نے فی الفور
صف لشکر سے نکل کے عرض کیا کہ اے بادشاہ ذیجاہ مجھے اب اجازت کارزار دیجاے مین ابھی جاکے
قتل کر دونگا سر قاتل خونریز و خونخوار کا لا دونگا جمہور شاہ نے اجازت دی اب یہ سردار زبردست گینڈے
پر سوار ہو کے مانند فیل مست کے روبرو سرشار شاہ کے آیا اور بعد گفتگوے بسیار کے نیزہ سر تیز سے
زخمی کیا بعد زخمی کرنے کے چاہا کہ تیغ آبدار سے سر سرشار شاہ کو کاٹے یہ حال دیکھکر ایک سردار لشکر
سرشار شاہ مسمی فرخ قوی بازو بعد عجلت لشکر سے نکل کے اجازت حرب شاہزادہ رستم تنی
سے لے کے سامنے عنقاے شیر صولت کے گیا اور نعرہ کیا او نابکار دست خود را نگہدار اے کم
میری زندگی مین سرشار شاہ کے سر کاٹنے کا ارادہ کرتا ہے یہ کہکے شر سے اس بیدین کے سرشار شاہ
کو بچا کے جانب لشکر اسلام روانہ کر کے اُس کافر سے آمادہ جنگ ہوا اُسنے غضبناک ہو کے کہا
او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ میرے حریف کو تو نے میرے ہاتھ سے بچایا سر اُسکا مجھے کاٹنے
نہ دیا خیر اُسکے عوض تجھے ہلاک کرتا ہون یہ کہکے نیزہ اُٹھا کے گردش دے کے سینے پر فرخ کے
لگایا ادھر اس بہادر نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر بعد و کدر وکا اُس وقت دیکھنے والون
نے دیکھا کہ دو سنانون فولادی کے باہم لڑنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوتی ہین گویا
دو اژدر دہان کے دہن سے شعلے نکلے ابھی جوانان ہر دو لشکر یہ لڑائی دیکھ رہے تھے

اور تعریف فرخ کی کر رہے تھے کہ اتنے بڑے نامی و زبردست پہلوان و سردار کے نیزہ کو کس خوبی سے
اسنے روکا ہے کہ یکایک فرخ نے اسپر نیزہ کا وار کیا اُسنے بسہولیت روک کر از حد برہم ہوکے خبردار
خبردار مکرر کہکے اِس طرح نیزہ سینہ فرخ پر لگایا کہ پشت سے اُسکے گذر گیا روکے رُک نہ سکا عنقائے
شیر صولت نے یوں زخمی کرکے نیزہ تکان دے کے پشت زین سے اُٹھاکے اِس طرح خاک پر
ٹپکا کہ فرخ قوی بازو ہلاک ہوگیا بعد ہلاک کرنے اس دیندار کے عنقائے شیر صولت نے حریف
اپنا طلب کیا راوی ناقل ہے کہ چار سرداران لشکر سرشار شاہ یکے بعد دیگرے اُسکے سامنے گئے اُسنے
سبکو مانند فرخ قوی بازو کے نیزہ سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے سرداران مندرجۂ بالا کے عنقائے شیر صولت
نے پھر مبارز اپنا طلب کیا ابکی مرتبہ جدید شاہ اُسکے مقابلے کے واسطے گیا بعد جنگ بسیار اُس نامدار کو
بھی بیدین مذکور نے مانند سرشار شاہ کے زخمی کیا اور قصد کیا کہ سر کاٹ لیوے رستم ثانی نے یہ حال
دیکھکے چاہا تھا کہ آگے بڑھ کے عنقائے شیر صولت کے ہاتھ سے جدید شاہ کو بچا لیجے اور
خود اس سے لڑیے کہ ناگاہ گشتاسپ شاہ صف لشکر سے نکلا اور اجازت لیکے جلو ریز روبرو
عنقائے شیر صولت کے گیا اور اُسکے عزم سے نے بازرکھا جدید شاہ کو جانب لشکر روانہ کرکے
خود اُس سے ہم نبرد ہوا بعد جنگ بسیار یہ بہادر بھی اُسکے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا کہ تمام جسم اُسکا مثل لالہ
و اغدار کے ہوگیا بدن میں اُسکے زخم ہی زخم نظر آتے تھے زخموں سے بہت دردمند تھا عنقائے شیر صولت نے
ارادہ کیا تھا کہ بڑھ کر سر حریف مذکور کو تیغ سے جدا کرے ناگاہ رستم ثانی کو تاب ضبط باقی نہ رہی بے اختیار
مرکب کو اپنے جولان کرکے قریب اُس جفا جو کے جاکے یہ نعرہ کیا کہ او بیدین کیا کرتا ہے میں آپہنچا وہ نوداس
شیر بیشۂ صاحبقرانی کا سنکے اُسکا شاہزادہ رستم ثانی نے گشتاسپ شاہ کو اپنے لشکر میں بھیجکر رُخ اپنا
سوے عنقائے شیر صولت کیا اور کہا ای جوان مجھسے مقابلہ کر اُسنے کہا ای رستم ثانی مجھے تمھاری
جوانی پر رحم آتا ہے تم مجھسے نہ لڑو بہتر یہ ہے کہ تمام مال و اسباب جو تمنے طلسم صندل سے نکال کے اپنے
قبضہ میں کیا ہے میرے حوالے کرو اور میرے ہمراہ خدمت خداوند مقتال آئینہ رو میں چلو اُنکو
سجدہ کرو خداوند مرتبہ تمھارا بڑھا دینگے خطا تمھاری عفو کر دینگے کیا فائدہ اس سے کہ مجھسے لڑو
اور میرے ہاتھ سے قتل ہو ابھی تمنے دیکھا کہ جو تمھارے لشکر سے میرے سامنے آیا اُسے
مینے زخمی و ہلاک کیا اگر تم میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو پچھتاوگے میرے ہاتھ سے مارے
جاوگے شاہزادہ رستم ثانی نے جواب دیا ای عنقائے شیر صولت جنکو تمنے زخمی و قتل کیا اب
اُنکا ذکر کرنا عبث ہے میں تمھارے کہنے پر ہرگز عمل نکرونگا ایک شیطان خصال مردود بارگاہ خدا کو
ہرگز سجدہ نکرونگا ای بہادر لایق سجدہ وہ معبود برحق ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان
و ما فیہما کو پیدا کیا ہے تمکو چاہیے کہ اُسی خالق کون و مکان کو سجدہ کرو راہ راست پر آو کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوجاو دولت دین حاصل کرو مین تمکو محض اس واسطے سمجھاتا ہوں کہ تمھاری جوانی پر رحم آتا ہے کہ تم
ایسا جوان قوی بازو و قوی ہیکل میرے ہاتھ سے قتل نہو عنقائے شیر صولت نے تقریر شاہزادہ
موصوف کی سُنکے برہم ہوکے نیزہ اُٹھایا اور گردش دے کے خبردار خبردار کہکے نیزہ کو بڑھاکے سینہ پر وار کیا ادھر
شاہزادہ نے اُسکے سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا بطریق مذکور چنگاریاں پیدا ہوئیں نیزہ بازان ہر دو لشکر نے

بے اختیار تعریف کی کہ عجب حسن سے نیزے پر نیزہ روکا ہے مگر اس ضرب سے بچنا محال تھا مگر واہ کیا اچھی طرح
وار کو روکا ابھی نیزہ بازان ہر دو لشکر تماشا کر رہے تھے کہ رستم ثانی نے نیزہ اُسکے پہلو پر لگایا اُس نے
بھی چالاکی سے نیزہ کو نیزہ پر روکا اسی طرح تیس چالیس طعن نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی کوئی دونون دلاور
مین زخمی نہوا آخر کار شاہزادہ موصوف نے ایک ضرب نادر باندھ کر سنان نیزہ کی اُسکے چوب نیزہ سے نکالدی
سب نے دیکھا کہ وہ سنان مانند تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام نے شور احسنت و
مرحبا بلند کیا کفار کو حیرت ہوئی بلکہ ملال ہوا عنقائے شیر صولت نے خجل ہوکے سر جھکا لیا عرق انفعال
مین ہمہ تن نہا گیا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کے گویا ہوا کہ اے شاہزادہ رستم ثانی سنان نیزہ جو نکل گئی تو
یہ باعث بوسیدگی چوب نیزہ کا تھا میری کمی قوت اور قصور فن نیزہ کا سبب نہ تھا نیزہ بازی کوئی
فن عمدہ نہین ہے بلکہ یہ ایک فن ایسا نازک ہے کہ ذراسی بات مین عزت و آبرو مین نقصان ہوتا ہے جیسا کہ ابھی
مجھپر واقعہ گذرا مین نے غور کرکے جو دیکھا تو بجز جنگ شمشیر کوئی لڑائی اچھی نہین ہے تلوار سے برسون کا
جھگڑا ایک دم مین فیصلہ ہو جاتا ہے تیغ وہ منصف ہے کہ درمیان مین دو شخصون دشمنون کے پڑ کے
انصاف معقول کر دیتا ہے یہ کہکے تیغ آبدار نیام سے کھینچکر گینڈے کو آگے بڑھا کر خبردار کہکے
سر پر شاہزادہ موصوف کے وار کیا اور شاہزادہ نے دوش سے سپر لیکر ضرب تیغ تیز و گرانبار کو سپر
روکا پھر شمشیر علم کرکے اُسکے سر پر مغرور پر تلوار لگائی اُسنے بھی چالاکی سے تلوار سپر پر روکی کئی گھڑی تک
تا دیر لڑائی ہوئی جوانان ہر دو جانب یہ جنگ بنظر غور دیکھا کیے اور باہم کہا کیے کہ یہ دو دلاور کیا خوب
لڑ رہے ہین اگر رستم پیلتن اور اسفندیار روئین تن بھی لڑے ہونگے تو اسی طرح لڑے ہونگے
نہین نہین یہ اُنسے بھی لڑائی مین گوے سبقت لے گئے ہین ہنوز جوانان ہر دو لشکر تعریف کر رہے
تھے لڑائی ہو رہی تھی تلوار قابل دید چل رہی تھی گینڈے اور مرکب کی گردش سے غبار دمبدم
اُٹھ رہا تھا ناگاہ عنقائے شیر صولت نے غضبناک ہوکے کہا اے رستم ثانی اگر ابکی مرتبہ تم میرے تیغ کو
سپر پر روک لو تو مین جانون کہ بڑے بہادر ہو شاہزادہ نے فرمایا اچھا تیغ لگاؤ مین اعانت الٰہی سے روک لونگا
اُسنے بقوت تمام تر تیغ سر پر مارا شاہزادہ نے تیغ کی باڑھ پر نظر کی جب تیغ قریب سر آیا بائین ہاتھ مین
جسمین سپر ہے تلوار بھی لیکر دست راست اپنا اُسکے بند دست پر نہایت چالاکی سے ڈال دیا اور زور کرکے چاہا
کہ تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لیجیے اُسنے بھی زور کرنا شروع کیا اس زور آزمائی سے گینڈے اور مرکب کا عجب
حال ہوا دونون حیوان بے زبان تاب زور آزمائی نہ لاکر پسینے مین تر ہوکر زبانین دہن سے نکالکر ہانپنے
لگے اور بے اختیار زمین پر تڑپنے لگے اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ رستم ثانی نے زور کرکے کلائی
اُسکی درد مند کر کے تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اُسنے غضبناک ہوکے ارادہ کشتی ہاتھ ڈالکر شاہزادہ
مین ڈالکر قصد کیا کہ پشت فرس سے اُٹھا کر خاک پر پٹک دیجیے شاہزادہ موصوف نے اُس کے
عزم سے آگاہ ہوکے خود بھی اُسکے کمر بند آہنی مین ہاتھ ڈال دیا اور زور کرنا شروع کیا اتنے مین گینڈا اور
مرکب شاہزادہ کا قبل سے زیادہ ہانپنے لگے اور مجبور ہوکے زمین پر بیٹھنے لگے اُسی وقت دونون لشکرین کے
شاطرون نے نکل کے قریب آکے کہا اے جوانون اگر ارادہ تمہارا کشتی لڑنے کا ہے تو گینڈے اور مرکب سے
اُتر کر کشتی لڑو دیکھو یہ حیوان تمہاری زور آزمائی سے ہلاک ہوئے جاتے ہین یہ تقریر اُنکی سنکے بطیب خاطر

دونوں بہادر گینڈے اور مرکب سے اُتر کے دامن عبا و قبا کے لپیٹ اور گرد دنگے باہم لپٹ کے
کشتی لڑنے لگے داؤں پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے دیکھنے والے باہم کہنے لگے یہ دو دلاور اس طرح
کشتی لڑ رہے ہیں گویا دو شیر یا دو فیل مست باہم لڑتے ہیں انکی کشتی ایسی نہیں کہ تھوڑی دیر میں ختم
ہوجائے دیکھیے یہ کئی دن اور کئی پہر کشتی لڑتے ہیں دونوں جوان بے عدیل و بے نظیر ہیں دیکھیے ان میں
کون غالب ہوتا ہے اور کون مغلوب ہوتا ہے جمہور شاہ اور عجائب جادو نے بھی یہ ہی لیتے دل میں
خیال کرکے بارگاہیں اور خیام ایستادہ کرنے کا حکم دیا فراشوں نے بارگاہیں اور خیام قریب اکھاڑے کے
برپا کیں جب فرش اور تخت و کرسی اور دنگل سے زیب و زینت بارگاہ کی ہوگئی پردے بارگاہ کے
اٹھوائے جمہور شاہ اور اجود شاہ صلصال اور جملہ سرداران سپاہ علی قدر مراتب بیٹھے ادھر عجائب جادو
اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و سہراب بن لندھور وغیرہ علی قدر لیاقت و مرتبت تخت و کرسی اور
دنگل پر بیٹھے سواران بہر دو لشکر گھوڑوں سے اُتر کر زین پوش بچھا بچھا کے مسلح بیٹھے پیادے بھی تمام و
کمال فرش سبزہ پر بیٹھ گئے پھر جملہ خاص و عام بنظر غور کشتی دیکھنے لگے یہ کشتی دو پہر تک بجی ہوئی وقت شام
شاہزادہ رستم ثانی نے اسے زیر کیا اور بوجہ اسکے کہ عنقائے شیر صولت ایک سردار زبردست تھا خاکپر
بزور اسکو پٹک کر ہلاک کرنا مناسب نہ جانکر شاہزادہ رستم ثانی نے برق ثانی و چالاک ثانی کے
حوالے کیا اور کہا اس جوان کو لیجا کر ایک خیمہ میں اسیر کرو کسی روز اسکو ہدایت کرینگے اگر یہ مسلمان ہوگیا
تو فہو المراد ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے عیاران مذکور حسب الحکم اسے زنجیر و طوق میں گرفتار کرکے اپنے
لشکر میں لے چلے اس وقت جمہور شاہ کو بدرجہ کمال غصہ آیا اپنے تمام سواران سپاہ اور سواران جنگی سے
کہا اے بہادرو تم دیکھتے ہو کہ عنقائے شیر صولت گرفتار ہوکے جاتا ہے کیسے بہادر ہو کہ رستم ثانی
کو قتل نہیں کرتے ہو اور عنقائے شیر صولت کو رہا کرکے میرے پاس نہیں لاتے ہو میں تم سے
اقرار کرتا ہوں کہ اگر سر شاہزادہ رستم کا تن سے جدا کرکے میرے پاس لاؤگے اور عنقائے شیر صولت
کو حملہ کرکے عیاروں کے ہاتھ سے چھوڑا کے میرے پاس لے آؤگے تو میں تمکو بہت انعام دونگا
سیم و زر و جواہر سے بھر دونگا عہدے تمھارے بڑھاؤنگا یہ تقریر جمہور شاہ کی سنکے جملہ کفار
بطمع زر و جواہر اُٹھے گھوڑوں پر سوار ہوئے ہنوز جملہ اہل اسلام خوش ہو رہے تھے تعریف
شجاعت شاہزادہ رستم ثانی کی کر رہے تھے شور تحسین و آفرین بلند تھا ناگاہ سواران لشکر کفار نے
شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوئے ادھر عجائب جادو اور شاہزادہ فیروزہ تیغ زن اور سہراب
بن لندھور جملہ سواروں اور بہادروں کو ہمراہ لیکر ادھر سے بڑھے جب دونوں دریائے لشکر مل گئے لڑائی ہونے
لگی تلوار چلنے لگی کافر و دیندار قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی جابجا انبار لاشوں کے ہونے لگے
دریائے خون کافر و دیندار صحرائے سبزہ زار میں بہنے لگا پیر فلک اس جنگ عظیم کو بنظر رغبت دیکھنے
لگا جوانوں کی خونریزی پر شادمان ہونے لگا زمین کثرت بار سپاہ و فرط کشتگان سے تھرانے لگی
غبار عظیم گھوڑوں کی گشتن سے بلند ہونے لگا تاریکی شب و کثرت غبار سے زمانہ تیرہ و تار ہونے لگا
باوجود کثرت روشنی مشعل وغیرہ کے اچھی طرح کچھ کسیکو نظر نہ آتا تھا گھبراہٹ اور تاریکی کے سبب سے پدر
اپنے فرزند کو اپنا حریف جانکے قتل کرنے لگا دوست اپنے دوست کو عزیز اپنے عزیز کو فرزند اپنے پدر کو سامنے

اپنے آتے دیکھکر حریف اپنا خیال کرکے ہلاک کرنے لگا شاہزادہ رستم ثانی نے ایک سمت
سُہراب بن لعدھور ایک طرف شاہزادہ فیروزہ مازندرانی ایک جانب شیرانہ نعرہ کرکے کفار کو تہ تیغ
کرنے لگے انبار لاشون کے لگانے لگے گروہ اور مجمع کفار کو درہم وبرہم کرنے لگے نقیبان اور کڑکیت اپنی تقریر
سے اُس وقت دل جوانون کے بڑھانے لگے لیکن اُس شور گیرو دار میں کون اُنکی سنتا تھا ہنوز جنگ
عظیم ہو رہی تھی کہ لاجورد شاہ اور صلصال نے بھی قصد کیا کہ ہم بھی ہمراہ اپنے سپاہ کو لیکر اہل اسلام
پر حملہ ور ہوں حتی الامکان مسلمانون کو قتل کرین خصوص رستم ثانی کو ہلاک کرین عنقائے شیر صولت
کو قید سے رہا کرین بختگان آگے عزم سے باخبر ہوکے کہنے لگا اے خداوندوای شہنشاہ صلصال اپنے
ارادہ سے باز رہیے دور سے سیر لڑائی کی دیکھیے دل اپنے خوش کیجیے جب موقع بھاگنے کا ہو
بھاگیے اہل اسلام پر اس وقت حملہ کرنا انسے لڑنا محض بیکار ہے کیونکہ عنقائے شیر صولت
آپکی کدوکوشش سے قید سے رہا نہوگا اور نہ سر شاہزادہ رستم ثانی کا آپکے ہاتھ آئے گا آپ
حضرات کیا اُس بہادر کو قتل کرینگے خود ہی اُسکے روبرو جاکے یا اور کسی مسلمان کے ہاتھ سے قتل و زخمی
ہونگے لاجورد شاہ اور صلصال نے برہم ہوکے جواب دیا او نامعقول کبھی تو کلمہ نیک ومبارک اپنی زبان سے
جاری نہیں کرتا ہے جب تقریر کرتا ہے بد کی ہی کرتا ہے کیسا ہمارا بدخواہ ہے کہ مانند بدخواہوں کے تقریر کرتا ہے
بختگان نے کہا میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں عاقل و دانا ہوں صدہا لڑائیاں دیکھ چکا ہوں دیکھ
لیجیے گا جو کچھ میں نے کہا وہی ہوگا لاجورد شاہ و صلصال نے جواب دیا تو جھوٹا ہے تیری بات کا
کیا اعتبار ہے ہم تو اہل اسلام پر حملہ آور ہونگے کینہ اپنے دل سے نکالینگے انکو قتل کرینگے یہ کہکے لاجورد شاہ
اور صلصال نے بھی اپنے جوانان سپاہ کو حکم دیا کہ اہل اسلام پر حملہ آور ہو نیزہ و شمشیر وغیرہ
آلات حرب وضرب سے انکو قتل کرو عنقائے شیر صولت کو قید سے رہا کرو سر شاہزادہ رستم ثانی
کا تیغ سے جدا کرو ہم تمکو انعام کثیر دینگے جوانان سپاہ مذکور حسب الحکم اہل اسلام پر حملہ آور ہوئے اب
لڑائی کو اور طول ہوا راوی ناقل ہے کہ تمام شب جنگ مغلوبہ ہوئی لاکھون جوان لشکر جانبین کے
قتل ہوئے وقت طلوع آفتاب کفار شکست کھا کے پسپا ہوئے جمہور شاہ اور لاجورد شاہ اور صلصال
مجبور ہوکے تمنائے دلی سے محروم ہوکے طبل بازگشت بجوا کے رنجیدہ وملول مع سپاہ شکست خوردہ
اپنی فرودگاہ سپاہ پر گئے ادھر اہل اسلام فتحیاب ہوکے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی کے شاد و
خندان اپنی قیامگاہ لشکر کی طرف آئے شاہزادہ رستم ثانی بعد قطع راہ اپنی بارگاہ میں داخل
ہوا سرداران نامی بھی داخل بارگاہ شاہزادہ ہوکے کرسیون اور دنگلون پر بعد دور کرنے سلاح جنگ کے
علی قدر مراتب بعد ادب سامنے شاہزادہ رستم ثانی کے بیٹھے بیرون بارگاہ صحرائے سبزہ زار میں لشکر اترا
جوانون نے سلاح جنگ تنوں سے دور کیے خیمہ میں داخل ہوکے استراحت پذیر ہوئے شاہزادہ رستم ثانی
ہنوز اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ برق ثانی اور چالاک ثانی روبرو آئے شاہزادہ نے اُنسے پوچھا عنقائے
شیر صولت کہاں ہے اُنھون نے عرض کیا ہمنے حسب الحکم اُسکو ایک خیمہ میں اسیر کیا ہے گرد خیمہ مذکور
سوارون کا پہرا ہے قران ثانی اور سیارہ ثانی در خیمہ پر بیٹھے ہیں حفاظت کر رہے ہیں شاہزادہ موصوف
یہ سنکے مطمئن ہوا اور مسکرا کر عجائب جادو سے کہنے لگا شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج میں کفار پر غالب آیا

کفار مغلوب ہوئے یہ دیکھ کے اپنے ملازمون سے کہا ہمارے لشکر کے جسقدر سوار اور پیادے قتل ہوئے
ہیں انکو دفن کرو اور جو لوگ زخمی ہوئے ہیں اُنکا علاج کرو جراحون کو طلب کرو ملازمون نے حکم کی تعمیل
کی وقت دفن کشتگان شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ڈھائی لاکھ سوار اور پیادے کام آئے دو لاکھ کفار قتل
ہوئے اور پچاس ہزار اہل اسلام کام آئے یہ خبر اُن ملازمون نے شاہزادہ موصوف کو پہونچائی رستم ثانی
اپنی سپاہ کے کم جوانون کے قتل ہونے سے شادمان ہوا اُسی خوشی مین ساقیون کو طلب کیا ساقی گلفشان
شراب ناب کی لیکر حاضر ہوئے اور جام بلورین مین مے ناب شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو پلانے لگے یہان تو شاہزادہ
موصوف بادہ کشی مین معروف ہے لیکن اب حال جمہور شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ یہ جو طبل بازگشت بجا کے اپنی
نزدگاہ سپاہ پہونچا اور داخل بارگاہ ہو کر تخت پر بیٹھا لاجورد شاہ و جنگان و صلصال و سرداران
سپاہ بھی اُسکی بارگاہ مین آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے جمہور شاہ نے آبدیدہ ہو کے لاجورد شاہ
وغیرہ سے کہا آج مجکو صدمہ عظیم ہے کیونکہ دو سردار میری سپاہ کے مارے گئے عنقائے شیر صولت کہ
جو سردار میمنہ سپاہ کا تھا اور جسکی قوت و بہادری پر مجکو ناز تھا اسیر ہو گیا لشکر کو میرے ہنگام جنگ
مغلوب و شکست ہوئی جوانان سپاہ بہت سے قتل ہوئے صحرا لاشون سے بھر گیا ایسا صدمہ مجھے ہوا کہ
کیا کہوں قمہور نے کہ یہ سردار میسرہ سپاہ کا ہے عرض کیا ای شاہ اگر عنقائے شیر صولت اسیر ہو گیا اور فوج کو
شکست ہوئی تو اسکا کسقدر صدمہ ہوگا پھر صاحب عالم بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوا آج کے روز میرے نام پر طبل جنگ بجوایا
جائے صبح کو مین رستم ثانی سے مقابلہ و مجادلہ کر کے سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کر کے لے آؤن اور فوج لیکر اُسکے
لشکر پر ایسا حملہ کرون کہ اس کے لشکر کو بھگا دون ہزارہا مسلمانون کو قتل کر دون عنقائے شیر صولت
کو قید سے رہا کر کے لے آؤن سوا اسکے تمام مال و اسباب جو شاہزادہ رستم ثانی نے طلسم صندل سے نکال کے
اپنے قبضہ مین کیا ہے اُسکو بھی بجنسہ حاضر کرون جمہور شاہ نے تو بے اپنے سپہ سالار کی سن کے خوش ہو کے
اُسی وقت اُسکے نام پر طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی برق ثانی
و چالاک ثانی لشکر کفار مین گئے اور خبر دریافت کر کے خدمت شاہزادہ رستم ثانی مین آئے
عرض کیا ای شاہزادہ عالی مرتبت والا ہمت اس وقت جمہور شاہ بیدین نے اپنے سپہ سالار
قمہور حیز بر سیرت کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے کہ ہنگام شکست
سپاہ کثیر عرصہ نبرد مین آکے غلامان حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے سوا اس خبر وحشت اثر کے خیریت ہے
شاہزادہ نے فرمایا کہ مدد کہ ہمارے لشکر مین بعنایات الٰہی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے ہمکو اپنے
معبود کی اعانت پر بھروسہ ہے جسنے آج ہمکو کفار پر غالب کیا ہے وہی کل بھی ہماری مدد کریگا کفار پر ہمکو
فتحیاب کرے گا برق ثانی و چالاک ثانی نے حسب الحکم بیرون بارگاہ جا کے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا
جوانان ہر دو لشکر صدائے طبل و نقارہ سنکے باخبر ہوئے کہ صبح کو پھر لڑائی ہوگی اس آگاہی سے دونون
لشکر کے جوانون نے جنگ کی تیاری شروع کی ہر ایک جوان اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا
اہل اسلام تیاری لڑائی کی کرتے جاتے تھے اور باہم خوش ہو کے کہتے تھے انشاء اللہ تعالیٰ کل بھی
کفار پر فتحیاب ہونگے کافرون کو تہ تیغ کرینگے اُدھر کفار بیدلی سے تیاری جنگ کی کرتے جاتے تھے
اور باہم یہ تذکرہ کرتے تھے دیکھیے کل وقت سحر کیا ہوتا ہے آج تو ہم سب ہنگام جنگ اہل اسلام سے

مغلوب ہو چکے ہیں شکست کھا کے پسپا ہو چکے ہیں طبل بازگشت بجنے سے ہم سب کی جانیں بچ گئی ہیں
اگر طبل بازگشت نہ بجایا جاتا تو اہل اسلام ہرگز جنگ سے ہاتھ نہ روکتے ہم سب کو یقیناً تہ تیغ کرتے کسی کو
زندہ نہ چھوڑتے ہم سب کہاں تک پسپا ہو کے بھاگتے جانیں اپنی بچاتے کل بھی انھیں اہل اسلام سے
سامنا ہے دیکھیں انجام جنگ کیا ہوتا ہے الحاصل اہل اسلام کو امید فتح اور شوق جنگ میں اور
کفار کو بیدلی و تردد و فکر میں اور ناامیدی فتح میں سحر ہوئی لشکر اہل اسلام میں ہر اک نے بعد وضو
نماز سحر پڑھی ادھر کفار نے موافق اپنے مذہب کے اپنے خداوند کی پرستش کی ادھر اہل اسلام نے
واسطے حصول فتح و نصرت اپنے معبود حقیقی سے دعا کی ادھر کفار نے اپنے خداوند مردود نابکار سے
بہر ظفر اعانت چاہی بعد دعا پہنے جملہ اہل اسلام مسلح ہو کے مرکبوں پر سوار ہو کے ہمراہ رکاب شاہزادہ
رستم ثانی کے اسی صحرا میں رہ نورد ہوئے جانب نبرد گاہ چلے بعد قطع راہ اس جگہ سے جہاں دو لاکھ لاشیں
کافروں کی پڑی تھیں علاوہ صحرا میں زمین صاف و پاک پر توقف کناں ہوئے ادھر سے جمہور شاہ
بجمعیت سپاہ بمقابلہ لشکر اسلام آیا ہمراہ اسکے لاجورد شاہ اور صلصال اور جنگان بھی آیا بعد درستی
میدان کارزار اور آراستگی صفوف لشکر جانبین دونوں لشکروں سے نقیب اور کڑکیت نکلے انھوں نے
جوانان ہر دو سپاہ کو اپنی تقریر سے آمادہ جنگ کیا جب وہ جوانان لشکر کو آمادہ کارزار کر کے میدان
مصاف سے ہٹ گئے دونوں لشکروں میں جنگی باجے بجائے گئے علمداروں نے علموں کو جلوہ دیا
جوانان سپاہ ہر دو طرف نے قصد صفوف لشکر سے نکلنے اور ارادہ لڑنے کا کیا ہنوز انھوں سے
کوئی دلیر صفوف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ قمہور ہزبر سیرت نے صف لشکر سے نکل کے جمہور شاہ سے
اجازت جنگ کی لیکے مرکب دور رکاب پر سوار ہو کے گھوڑے کی سواری سے کارہ ہو کے بعد خود میدان کارزار
میں آیا بیچ میں دونوں لشکروں کے ٹھہر کر جوانان اہل اسلام کو بنظر غیظ و غضب دیکھ کے فنون نیزہ
بازی و دیگر فنون سپہگری دکھا کے عرق میں تر ہو کے نیزہ زمین پر گاڑ کے بہ آواز بلند پکارا کہ ای
شاہزادہ رستم ثانی کسی کو واسطے میرے مقابلہ و مجادلہ کے بھیج یہ کہہ کے خاموش ہوا شاہزادہ رستم ثانی نے
اپنے لشکر کے دست یمین کی طرف دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور نے لشکر سے نکل کے روبرو آیا اجازت
جنگ لیکے دلیرانہ سامنے قمہور ہزبر سیرت کے گیا مرکب کو روک کے کہنے لگا اے جوان میں واسطے تیرے
مقابلے کے آیا ہوں اب کیا تامل ہے مقاتلہ و مجادلہ کر فنون جنگ دکھا اسنے پوچھا نام تیرا کیا ہے اس بہادر نے
جواب دیا نام میرا سہراب ہے فرزند لندھور ثانی جانشین امیر با توقیر کا ہوں قمہور نے کہا مجھے تیری
جوانی پر رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے مارا جائے لہذا تو مجھ سے مقابلہ کر کے جان عزیز اپنی
نہ گنوا شراکت اہل اسلام سے دست بردار ہو میری ہمراہی اختیار کر میرے خداوند کو سجدہ کر مرتبہ
تیرا زیادہ ہوگا اور اگر یہ منظور نہ ہو تو اپنے لشکر میں جا رستم ثانی سے کہہ کہ ای شاہزادہ نخوت شعار آمادہ
کارزار نہ ہو اطاعت جمہور شاہ و پرستش خداوند تمثال آئینہ رو اختیار کر سہراب بن لندھور نے
جواب دیا ای قمہور کیا واہیات کلمات اپنی زبان پر جاری کرتا ہے خاموش رہ جو تو نے کہا ہے کچھ بھی نہ ہوگا
یہ میدان جنگ ہے تقریر سے کیا فائدہ فنون جنگ دکھا وار کر میں اور شاہزادہ رستم ثانی بھلا تیرے
کہنے پر کیا عمل کریں گے تمہارا بادشاہ کافر ہے خداوند تمہارا شیطان سیرت ہے اسیر ہم سب اہل اسلام

لعنت کرتے ہیں تمکو مناسب یہی ہے کہ تمثال آئینہ رو نابکار پر لعنت کرو راہ راست پر آؤ اپنے معبود حقیقی
کو پہچانو خالق کون و مکان کو سجدہ کرو اطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ رستم ثانی کی اختیار کرو جو کہ باعث
بہبودی کونین ہے قمہور ہزبر سیرت نے یہ سنکے برہم ہوکے مرکب اپنا بڑھا کے دور زور آزمائی بعد غضب بڑھایا یا ہاتھ
ہاتھ میں سپر کو محکم پکڑا ادھر سہراب بن لندھور بھی ہوشیار رہا جب ان دونوں بہادروں میں زور
آزمائی دنگا درشتی ہوئی سپر سے سپر لڑی زور ہوا سب نے دیکھا کہ تین قدم مرکب قمہور کا پسپا
ہوا اور قریب دو قدم گھوڑا سہراب بن لندھور کا پیچھے ہٹا اس زور آزمائی سے قمہور اپنے گھوڑے
کے بہت پیچھے ہٹ جانے سے برہم ہوا مرکب کو مہمیز کرکے آگے بڑھا کے کہنے لگا میں اپنی جگہ سے
نہیں ہٹا میری قوت میں کمی نہیں ہے گھوڑا میرا زیادہ پیچھے ہٹ گیا ہو جاوے کہ آج کل کم قوت ہے کچھ علیل
ہے سہراب نے مسکرا کر جواب دیا ای بہادر اگر مرکب تمہارا پیچھے ہٹا ہے تو اب تم پیچھے نہ بچانا یہ سن کے
قمہور نے نیزہ زمین سے اکھاڑ کے گرد سر کے مرکب کو کاوے پر ڈال کر خبردار نیزہ دار اسکے سینہ پر مارا
ادھر اس بہادر نے اسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا چنگاریاں دو سنانوں کے لڑنے سے پیدا
ہوئیں بعد نبود روکنے کے خود بھی نیزہ کا وار کیا اسنے بھی چالاکی سے روکا تھوڑی دیر اسی طرح
لڑائی ہوئی آخر کار سہراب نے ایک نبرد نادر نیزہ کا باندھ کر سنان نیزہ اسکے ہاتھ سے نکل دی وہ
مثل تیر شہاب چمکتی ہوئی دور جا کر گری قمہور نے غضبناک ہوکے ڈانڈ نیزہ کی مہر سہراب کے
لگائی اس جری نے اسکے نیزہ کی ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی ڈانڈ پہ یوں روکا کہ ڈانڈ قمہور کی کئی جگہ سے
شکستہ ہوئی سپہ سالار قمہور شاہ نے برہم و خجل ہوکے شکستہ ڈانڈ کو ہاتھ سے خاک پر ڈال کے
تیغ آبدار جگر افگار نیام سے کھینچکر مرکب کو بڑھا کر کہا ای سہراب بن لندھور ہوشیار و خبردار ہو جاؤ
یہ وہ تیغ ہے کہ جسنے پہلوانوں کو راہ عدم دکھائی ہے یہ کہکے بقوت تمام سر پر مارا ادھر سہراب بن
لندھور نے سپر اٹھائی چاہا کہ تیغ کو بالائے سپر روکوں ناگاہ حسب اتفاق پاؤں مرکب کا ایک غار موش
میں جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا جبتک یہ بہادر گھوڑے کو سنبھالے اور اپنے ہاتھ کو سیدھا کرے وار کو سپر پر لے
تیغ سر پہ پڑھی گیا تا دوابرو خود کو کاٹکر اتر گیا سہراب نے ایسی حالت میں دلیرانہ وار شانہ مارا تیغ تو سر سے
نکل گیا مگر خون کی چادر سے سراپا چھا گیا ضعف سے گھوڑے پہ غش آنے لگا قمہور نے زخمی کرکے بہت خوش
ہوکے چاہا کہ تیغ آبدار سے سر سہراب کاٹ کر نیزہ پر علم کیجیے کہ ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے مڑ کر جو
میمنہ لشکر دیکھا اس دیکھنے سے یہ اشارہ کیا کہ ہے کوئی ایسا بہادر کہ جلد جاکے سہراب بن لندھور کو شر
قمہور سے بچاکے لشکر میں بھیجے اور خود اس سے مقابلہ کرے شاہزادہ فیروزہ مازندرانی نے مطلب
شاہزادہ سے آگاہ ہوکے فی الفور مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور بعد عجلت رخصت ہوکے قریب قمہور کے
جاکے سہراب کو اسکی جبر سے بچاکے اپنے لشکر میں روانہ کرکے خود اس سے مقابلہ کیا اس جا پر بطریق اختصار
لکھا جاتا ہے کہ سپہ سالار قمہور شاہ نے اس شاہزادہ کو بھی مانند سہراب بن لندھور کے بعد جنگ عظیم کے
زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹے شاہزادہ رستم ثانی نے تاب ضبط نہ لاکر فی الفور مرکب کو جولان کرکے قریب قمہور
ہزبر سیرت کے پہونچکر نعرہ کیا ای جوان ہوشیار ہو جا کہ میں آپہونچا قمہور نعرہ کوہ شگاف شاہزادہ موصوف
سے دہل کے ہاتھ اپنا روکا قتل کرنے سے شاہزادہ مجروح کے باز آیا شاہزادہ رستم ثانی نے شاہزادہ

فیروزہ مازندرانی کو دست قمہور سے بچا کے اپنے لشکر مین بھیج دیا قمہور نے غضبناک ہوکے کہا
ای شاہزادہ رستم ثانی تمنے آکے میرے حریف کو میرے ہاتھ سے بچایا مجھے سر اسکا کاٹنے نہ دیا
پس اب اسکے عوض تمھارے سر کو تن سے جدا کرونگا اگر تمکو اپنی زندگی منظور ہی تو میرے خداوند کو
سجدہ کرو اطاعت میرے بادشاہ کی اختیار کرو عنقائے شیر صولت کو قید سے رہا کرکے اور
تمام مال و اسباب جو طلسم صندل سے تمنے پایا ہی وہ بھی روبرو جمہور شاہ کے پیش کرو بیان سے خدمت
خداوند تمثال آئینہ رو مین جلوہ جمال خداوندی دیکھو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ اس خونریزی مردمان سے
اجتناب کرو شاہزادہ رستم ثانی کو ہرچند تقریر اسکی سنکے بہت غصہ آیا لیکن کچھ غصہ کو ضبط
کرکے کہا ای جوان یہ کیا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کیے مین ہرگز اس تقریر کو پسند نہین کرتا کبھی خداوند
تمثال نابکار کو سجدہ نکرونگا اطاعت سوا خدا کے کسی کی اختیار نکرونگا اسنے کہا ای شاہزادہ انجام
اس سرکشی کا برا ہی میرے کہنے پر عمل کرو شاہزادہ نے جواب دیا ای قمہور تم عاقل و دانا ہوکے ایسی تقریر
کرتے ہو مجھسے اطاعت جمہور شاہ نہوسکیگی اور پرستش خداوند تمثال آئینہ رو کی بھی نہوگی مین اس
خدا کی پرستش کرتا ہون جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان مافیہا کو خلق کیا ہی تمکو بھی لازم ہی کہ اسی
معبود حقیقی کو سجدہ کرو راہ راست پر آؤ ظلمت کفر سے نکلو گلشن دین اسلام کی سیر کرو آمادہ جنگ نہو
مجھے تمھاری جوانی پر رحم آتا ہی کہ تم ایسا جوان زبردست میرے ہاتھ سے قتل ہو قمہور نے تمام تقریر
سنکے برہم ہوکے اپنے خادم سے نیزہ طلب کرکے نیزۂ سرتیز ہاتھ مین لیکے اسے اچھی طرح دیکھ بھال کے
زمین پر گاڑ کے گھوڑا اپنا برائے زور آزمائی بعد قہر و غضب بڑھایا ادھر شاہزادہ موصوف بھی
ہوشیار رہا جب نیزہ زنی و زور آزمائی باہم ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ پانچ قدم گھوڑا قمہور [illegible]
کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب شاہزادہ کا پسپا ہوا سپہ سالار جمہور شاہ کے اپنے گھوڑے کے اسقدر
پیچھے ہٹنے سے نہایت خجل و غضبناک ہوکے مرکب کو آگے بڑھا کے بعد گفتگوے سخت کے نیزہ زمین سے
اکھاڑ کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش دے کے سینہ شاہزادہ پر وار کیا ادھر شاہزادے نے
اسکے نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر روکا دونو نیزے فولادی و آبدار کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان
پیدا ہوئین نیزہ بازان ہر دو سپاہ نے بے اختیار بآواز بلند یہ تعریف کی کہ کیا اچھی طرح شاہزادہ
رستم ثانی نے نیزہ کو نیزہ پر روکا ہی ابھی نیزہ باز ہر دو سپاہ کے تعریف کنان تھے کہ شاہزادہ رستم ثانی کے
اسی پہلو پر نیزہ کا وار کیا اسنے بھی نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا اسی طرح تادیر لڑائی ہوئی آخر کار
قمہور نے عاجز ہوکے کہا ای شاہزادہ رستم ثانی ابکی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا وہ بند نیزہ کا باندھونگا کہ جسکا
کھلنا ممکن نہوگا اور ایسی دفعہ وہ نیزہ لگاؤنگا کہ تمھارا جانبر ہونا دشوار ہوگا شاہزادہ موصوف نے
جواب دیا مین ہوشیار ہون تم اپنے کام مین مصروف ہو اسنے حسب دلخواہ نیزہ کا وار کیا رستم ثانی نے اسکی
سنان نیزہ کو اپنے نیزہ کی سنان پر یون روکا کہ وہ گھبرا گیا اور وہ بند نیزہ کا باندھا کہ جو اس سے کھل نسکا
بعد بہت تدبیر و زور کے مجبور ہوا شاہزادہ موصوف نے سنان نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر
شہاب کے دور جا کر گری اہل اسلام نے شور احسنت و مرحبا بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا خصوصاً قمہور کو ملال ہوا
خجالت سے سر کو جھکا لیا عرق انفعال بہ گیا ہمہ تن تر ہوا گویا ایک نیزہ آب خجالت مین غرق ہوگیا بعد خجالت بسیار و جنگ

گرز شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر حملہ آور ہوا ادھر شاہزادہ رستم ثانی نے بھی تلوار علم کی لڑائی بجز نگی
جوانان ہر دو سپاہ یہ جنگ کہ لائق دید تھی دیکھنے لگے اہل اسلام واسطے نصرت شاہزادہ رستم ثانی کے دعا
خداوند کریم سے کرنے لگے اُدھر کفار اپنے خداوند نابکار سے طالب مدد برائے قمہور ہوئے ابھی دونوں لشکروں
کے سوار و پیادے وغیرہ لڑائی دیکھ رہے تھے کہ قمہور نے سر رستم ثانی پر تیغہ گرانبار و آبدار مارا
شاہزادہ موصوف نے بائیں ہاتھ میں تلوار لیکر بازو پہ تیغہ دشمن کے نظر کی جب وہ قریب سر کے آیا
دست راست اپنا چالاکی سے بڑھا کے پنجہ حریف مذکور پہ ڈال دیا اور اُسکے بند دست پہ ہاتھ ڈال کے
زور کیے چاہا کہ تیغہ ہاتھ سے چھین لیجے قمہور ارادہ حریف سے ماہر ہو کے زور کرنے لگا تاکہ تیغہ حریف
ہاتھ سے میرے چھین نہ لے ہر چند قمہور نے زور کیا مگر کچھ بس نہ چلا شاہزادہ موصوف نے
تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین ہی لیا اہل اسلام نے خوش ہو کے بآواز بلند شاہزادہ رستم ثانی کے قوت
بازو کی ثنا کی کفار کو صدمہ جانکاہ ہوا خصوص جمہور شاہ کو تیغہ اپنے سپہ سالار کے ہاتھ سے چھین
جانے کا بہت رنج ہوا قمہور کو بھی بدرجہ کمال ملال ہوا بعد صدمہ بسیار غضبناک ہو کے آمادہ کشتی ہوا
گھوڑے کو بڑھا کے ہاتھ اپنا کمربند فولادی شاہزادہ رستم ثانی میں ڈال دیا زور کر کے چاہا کہ پشت زین
سے اُٹھا کے خاک پر ٹپک دیجیے شاہزادہ نے بھی اُسکی کمر زنجیر میں ہاتھ اپنا ڈال دیا زور کرنا شروع
کیا اُس وقت ان دونوں بہادروں کے زور کرنے سے مرکبوں کا انکے عجز حال ہوا زبانیں دہن سے
نکال دیں پسینے میں تر ہو گئے تحمل زور آزمائی جوانان مذکور کا نہ لا کے زمین پر تڑپنے لگے اُسوقت
شاطروں نے دونوں لشکروں سے نکل کے قریب آ کے کہا اے بہادرو اگر تمہارا ارادہ کشتی کرنے کا
ہے تو مرکبوں سے اُتر کے کشتی لڑو دیکھو تمہاری زور آزمائی سے تمہارے مرکبوں کا کیا حال ہو جاتا
بلبلا رہے ہیں زبانیں دہن سے نکالے ہیں ہانپ رہے ہیں زمیں پر بیٹھے جاتے ہیں یہ تقریر شاطروں کی
سن کے قمہور اور رستم ثانی فی الفور مرکبوں سے کودے اور دامن عبا و قبا گرد اکر سلاح جنگ تن سے
دور کر کے باہم لپٹ کے کشتی لڑنے لگے اگر احوال مفصل اس کشتی کا لکھا جاوے تو نہایت طول ہو گا
خلاصہ یہ کہ جسطرح شاہزادہ رستم ثانی نے منقاے شیر صولت کو کشتی میں زیر کیا اسی طرح قمہور کو
بھی زیر کیا فرق اتنا ہوا کہ اُسکو دیر کی مدت میں زیر کیا اسکو جلد ہی کے زمانہ میں زیر کر کے چاہا کہ چرخ
دیکر سر سے بلند کر کے زمیں پر ٹپکیے کہ ہلاک ہو جاوے ناگاہ جمہور شاہ بیتاب و بیقرار ہو کے تاب ضبط نہ
لا کے اپنے تمام فوج کے سواروں کو ہمراہ لیکے بلکہ لاجورد شاہ اور صلصال اور اُسکی سپاہ کو بھی ساتھ
لے کے شاہزادہ رستم ثانی پر حملہ آور ہوا قصد کیا کہ شاہزادہ موصوف کو قتل کر کے اپنے سپہ سالار قمہور
بے بصیرت کو بچا لیجیے اہل اسلام یہ حال کفار کا مشاہدہ کر کے مترود ہوئے عجائب جادو تمام
فوج کو ہمراہ لیکے آگے بڑھا شاہزادہ رستم ثانی نے جمہور شاہ کو مع سپاہ گران آتے دیکھکر قمہور کو کہ
جوان خوبرو و پہلوان زبردست تھا اس طرح خاک پر ٹپکا کہ ہلاک نہ ہو جاوے بعجلت گرز چار سلاکل
کر کے برق ثانی و چالاک ثانی وغیرہ عیاروں کو اُسکے حوالے کیا وہ اُسکو کشاں کشاں جانب لشکرگاہ
سپاہ لے چلا اسی اثنا میں جمہور شاہ شاہزادہ رستم ثانی کے قریب پہنچا مردان سپاہ سے کہا اے
بہادرو تم سب لاکھوں ہو یہ بہادر بھی تنہا ہے لشکر اسکا اس تک آنے نہ پاوے کہ اسکو قتل کر ڈالو میں تم سب کو

انتقام کشیر دونگا جوانان لشکر نے پھینکے نیزے ہاتھون مین سنبھالے تلوارین نیامون سے کھینچکر دشمنان
پر حملہ کیا رستم ثانی اپنے مرکب پر سوار ہو کے شیرانہ اُنسے لڑنے لگا کافرون کو قتل کرنے لگا بلندی شون
تیغے لگانے لگا اسی اثنا مین عجائب جادو تمام لشکر لیکر پہونچا جس وقت دو دریاے لشکر مل گئے بڑے
زور و شور سے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی لاش پر لاش سوارون اور پیادون کی گرنے لگی
خونریزی مردم لاتعد و لاتحصے ہونے لگی صحراے سبزہ زار خون دلیران نامدار سے سرخ ہونے لگا بلکہ
صحرا مین جوے خون کشتگان جابجا جاری ہونے لگی دلاوران مانند رعد نعرے کرنے لگے برق شمشیر صحراے
سبزہ زار مین منزلون تک چمکنے لگی اگر مفصل حال اس جنگ مغلوبہ کا یہ مولف ہیچمدان اس جگہ سے لکھے
تو محض طول ہوگا لہذا بخیال ناظرین اختصار پسند خلاصہ حال اس جنگ کا لکھا جاتا ہے کہ بعد چند پہر تلوار چلنے کے
اور لاکھون جوانون کے قتل و زخمی ہونے کے فوج جمہور شاہ کو شکست ہوئی مردمان سپاہ بھاگنے لگے
اہل اسلام بڑھ بڑھ کے اُنھین گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے یہ حال خراب جمہور شاہ دیکھ کے مغموم و ملول
ہو کے بمجبوری ولاچاری خود بھی میدان جنگ سے ساتھ لاجورد شاہ و صلصال کے بھاگا اپنی
فرودگاہ سپاہ پر بھاگ کر آیا اہل اسلام نے زیادہ تعاقب کفار کا نہ کیا اسی کو غنیمت جانا کہ لشکر
کفار کو میدان جنگ سے بھگا دیا لاکھون کافرون کو قتل کیا خدا نے آبرو رکھی پس جملہ اہل اسلام مظفر و
منصور ہو کے ہمراہ رکاب شاہزادہ رستم ثانی خوش و خرم اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے مرکبون سے اُترے
سلاح جنگ تنون سے دور کیے داخل خیام ہوئے شاہزادہ رستم ثانی بھی اپنے مرکب سے اُترکر فی الفور
بارگاہ مین داخل ہوا جو سرداران سپاہ صحیح و سالم تھے زخمی نہوے تھے مانند عجائب جادو وہ بھی بارگاہ
مین شاہزادہ کے آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے شاہزادہ نے سلاح جنگ تن سے دور کر کے دنگل پر بیٹھ کے خوش ہو کے
عجائب جادو سے کہا شکر ہے کہ خداوند عالم نے آج بھی ہمکو کفار پر فتحیاب کیا یہ کہہ کے حال سہراب بن
لندھور اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی و قہور ہژبر سیرت کا اپنے ملازمون اور عیارون سے پوچھا اُنھون نے
عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار سہراب بن لندھور اور شاہزادہ فیروزہ مازندرانی کا علاج ہو رہا ہے
زخم سر پر بعد ٹانکے لگانے کے پھاے مرہم کے رکھے گئے ہین پٹیان باندھی گئین ہین گو ضعف
اُنکو بدرجہ کمال ہے لیکن امید ذات خداے قادر سے یہ ہے کہ اُنکو صحت ہوگی سوا اُنکے جسقدر کل اور
آج جوانان نامی وغیرہ نامی زخمی ہوے ہین سبکا علاج جراح کرتے ہین قہور ہژبر سیرت پاس
عنقاے شیر صولت کے خیمہ مین قیدی سواران لشکر گرد خیمہ کے اُنکی نگہبانی کو بیٹھے ہین یہ سنکے
شاہزادہ نے فرمایا جادو ہمارے لشکر کے جو لوگ آج کے دن قتل ہوے ہین اُنکو غسل و کفن دے کے
نماز میت پڑھ کے قبور مین دفن کرو کوئی لاش مسلمان کی باقی نرہنے پاے تلاش کر کے لاشے ہمارے لشکر کے
جوانان مقتول کے دفن کرو کفار کے لاشہ ہاے نجس کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ ملازمان مذکور حسب الحکم گئے اور جوانان مقتول
کو موافق حکم شریعت دفن کرنے لگے اُدھر تو شاہزادہ رستم ثانی اپنی بارگاہ مین زخمیون کا علاج ہو رہا لاشے جوانان
لشکر اسلام کے جو قتل ہوے ہین دفن کیے جاتے ہین قہور ہژبر سیرت و عنقاے شیر صولت سپہ سالار
جمہور شاہ قید ہین ابھی شاہزادہ نے اُنکو طلب کر کے ہدایت نہین کی ہے لیکن اب حال جمہور شاہ کا درج
کیا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو میدان کارزار سے بھاگ کر اپنی قیامگاہ لشکر پر گیا داخل بارگاہ ہو کے سیکو والاق

دربار تھے طلب کرکے اپنی بارگاہ مین بٹھا کے اُنسے مخاطب ہوکے آبدیدہ ہوکے کہنے لگا کہ آج کل سے
زیادہ مجھے ذلت ہوئی اور صدمہ کل سے زیادہ آج ہوا قمہور ہزبر سیرت زیر ہوکے اسیر ہوا مردان
سپاہ بہت کام آئے خداوند سے ہرچند اعانت چاہی مگر کسی مصلحت سے ہمارے خداوند نے ہماری مدد
نہ کی ابھی جمہور شاہ یہ کہہ رہا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ لاجورد شاہ اور صلصال اور زرند صلصال
اور بختگان کہ بھاگ کر میدان جنگ سے آئے تھے بارگاہ جمہور شاہ مین آئے اور علی قدر مراتب بیٹھے
اُس وقت جمہور شاہ نے لاجورد شاہ سے مخاطب ہوکے کہا آپ اپنے تئین خداوند کہلاتے ہین کوئی
تدبیر ایسی کیجیے کہ ملال میرا سب دل بخوشی ہوجائے مین بھی دیکھون کہ آپ کیسے خداوند ہین کچھ قدرت رکھتے
ہین یا نہین لاجورد شاہ نے جواب دیا تم مجھسے منحرف ہوا مین اپنا خداوند نہین جانتے ہو جسکو اپنا خداوند
اور مصیبت کیوقت اپنا مددگار و کارساز جانتے ہو اسی سے طالب ہو جو ہم تمھارے واسطے کیا تدبیر کرین
ہان ہمارے شیطان درگاہ بختگان سے کہو وہ جو کچھ بتاوے وہ کرو جمہور شاہ طرف بختگان کے متوجہ
ہوکر اسکا پوچھنے لگا کہ اے بختگان ایسے وقت مین کیا کرون کہ رنج میرا سب دل بخوشی ہو اُسنے کہا ہو سکتا ہے
کہ مدعاے دلی آپکا برآوے رنج دفع ہو خوشی حاصل ہو بشرطیکہ کارروائی کوئی معقول کرے جمہور
شاہ نے پوچھا وہ کارروائی کیا ہے بختگان نے کہا مہتر اسرار باد پیما نے عیار کو بلایئے طمع دیجیے
نذر کثیر دینے کی اگر وہ جاکر بعد ہوشیاری عیاری کرکے آپکے دونون سپہ سالارون کو اور شاہزادہ رستم ثانی
کو بیہوش کرکے یہان لے آئے تو رستم کو قتل کر ڈالیے اور اپنے سپہ سالارون کو ہمراہ لیکر وقت شب باقی ماندہ
سپاہ کو ساتھ لیکر لشکر اہل اسلام پر گرے حالت خواب و غفلت مین اہل اسلام کو قتل کیجیے کسی کو زندہ
نہ چھوڑیے پھر فتحیاب ہوکے مال و اسباب طلسم صندل کا لیکر سمت شہر تمثالیہ چلیے خدمت مین اپنے خداوند
کے جلیے اُسنے سرخرو ہوجیے جمہور شاہ کو راے بختگان کی بہت پسند آئی فی الفور مہتر اسرار باد پیما
کو طلب کیا جب وہ آیا اُس سے کہا تجھسے ہو سکتا ہے کہ میرے دونون سپہ سالارون کو قید سے چھڑا کے
لے آئے اور رستم ثانی کو بیہوش کرکے میرے پاس لے آئے اُسنے کہا ہرچند یہ کام بہت مشکل ہے مگر
کوشش اس امر مین کرونگا جمہور شاہ نے کہا اگر تو حسب دلخواہ میرے عیاری کریگا اور مدعاے مذکور میرا
تیری کارروائی سے برآئیگا مین تجھے اسقدر انعام کثیر دونگا کہ تو خوش ہو جائیگا عیار مذکور نے یہ سنکے
عرض کیا کہ آج کی شب ضرور لشکر اسلام مین جاکے عیاری کرونگا یہ کہکے بارگاہ سے باہر گیا اور وہ دن تدبیر و
سامان عیاری کرنے مین بسر کیا جب زمانہ شب کا آیا مہتر اسرار نے جمہور شاہ سے عرض کیا اے بادشاہ مین
تو واسطے عیاری کے لشکر اہل اسلام مین جاتا ہون لیکن آپ مجھسے غافل نہ رہیے گا اگر لشکر اسلام مین
جاکر نرغۂ اعدا مین گھر جاؤن تو میری مدد کو آئیگا دشمنون سے میری جان بچائیگا جمہور شاہ نے اقرار
کیا کہ تو جا مین بوقت ضرورت تیری مدد کو آؤنگا مہتر اسرار یہ سنکے وقت نصف شب بانے عیاری کے اپنے تن پر
آراستہ کرکے سیاہ کپڑے پہن کے چند اپنے شاگردون کو ہمراہ لیکے سوے لشکر اسلام روانہ ہوا جبکہ بیا لشکر مذکور
پہونچا ایک جھاڑی مین پوشیدہ ہوکے دیکھا کہ مردمان لشکر اسلام کچھ خیام مین اور بہت سے بیرون خیام غافل
سوتے ہین چوکی پہرا رہتا ہے مشعلین بکثرت روشن ہین ایک سردار کئی سو سوار کو ساتھ لشکر پر مامور ہے
سوار صدا ہوشیار باش و خبردار باش پکار رہے ہین بخوبی نگہبانی کر رہے ہین یہ رنگ دیکھکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ جری

ہوشیاری و نگہبانی سوار کررہے ہیں دیکھیے میرا مطلب دلی حاصل ہوتا ہے یا نہیں ابھی یہ عیار اپنے
دل میں کہہ رہا تھا کہ وہ سردار ہمراہ اپنے سواروں کے ایک سمت لشکر کے گیا قریب بارگاہ شاہزادہ رستم ثانی
کے جاکے ٹھہرا عیار مذکور نے موقع پاکے جھاڑی سے نکل کے شاگردوں کو ساتھ لے کے سوے لشکر اسلام قدم
بڑھایا بارگاہ شاہزادہ رستم ثانی میں خوف سے نہ گیا کہ وہاں وہ سردار ہمراہ سواروں کے موجود تھے لیکن اس
خیمہ کی طرف گیا جس میں عنقاے شیر صولت و تہمورس برق سیرت قید تھے اور ان کو بصورت مبدل
لشکر میں آگے دیکھ گیا تھا بعد ہوشیاری ڈرتا ہوا اسی خیمہ کی پشت کی طرف پہونچا وہاں جاکے دیکھا سب
سوار محافظ سرداران مذکور غافل سو رہے ہیں کوئی عیار بھی نہیں ہے۔ دیکھکر عیار مذکور بہت خوش ہوا جلد تر
آگے بڑھ کے خنجر سے قنات چاک کرکے اندر خیمہ کے پہونچا دیکھا کہ سرداران مذکور سو رہے ہیں بیدار کرنا
انکا مناسب نجانکر سفوف بیہوشی سے انھیں بیہوش کرکے قید انکی اسنکے تن سے دور کرکے چادر عیاری
میں باندھ کے اور پشتارہ اٹھا کے باہر خیمہ کے آیا اور اپنے ایک شاگرد مسمی مواج تیز رو سے کہا کہ
ایک پشتارہ تو اپنے دوش پر اٹھا اور ایک پشتارہ ایک عیار مسمی نہنگ گرگ رفتار کو دیکر کہا کہ تم جا
اس پشتارہ کو اپنے لشکر کی طرف لیجا جب وہ دونوں جانے لگے چند عیار انکے ساتھ کردیے وہ سب تو
ادھر روانہ ہوے لیکن آپ جانب بارگاہ رستم ثانی برائے عیاری ڈرتا ہوا چلا اسکو راہ میں چھوڑیے اور
اب حال مواج تیز رو و نہنگ گرگ رفتار وغیرہ کا سنیے کہ یہ سب خوش خوش چلے جاتے تھے اثناے
راہ میں انھوں نے دیکھا کہ مہتر اسرار باد پا کھڑا ہے اور ہمراہ اسکے ایک شاگرد اسکا منصور برق سیرت ہے
مواج تیز رو نے پہچانکر پوچھا استاد آپ کیا ہمسے پیشتر یہاں آئے دیکھیے ابھی تک تو ہم پشتارہ بحفاظت
لائے ہیں اب کچھ اندیشہ نہیں ہے لشکر اسلام سے نکل آئے ہیں آپ ہمارے سامنے جانب بارگاہ رستم
ثانی گئے تھے کیا وہاں قابو عیاری کرنے کا نہیں پایا استاد مذکور نے جواب دیا ہاں وہاں مردم ہوشیار
تھے عیار بھی موجود تھے ہم جلد وہاں سے واسطے تمھاری مدد کے چلے آئے اب تم یہاں پشتارے
رکھ دو اور خدمت میں جمہور شاہ کی جاؤ تمام حال عیاری کا بیان کرو انکے دل کو خوش کرو اور یہ پرچہ
کاغذ کا خود پڑھ کر اسے جا کر دیدو مگر ابھی نہ پڑھو یہاں اندھیرا ہے روشنی میں جاکر پڑھ لینا عیاران مذکور
پرچہ قرطاس لیکر جانب بارگاہ جمہور شاہ روانہ ہوے ادھر مہتر اسرار باد پا و منصور برق سیرت
کہ برق ثانی اور سیارہ ثانی تھے پشتارے اٹھا کے اپنے لشکر کی طرف آئے اور چالاک ثانی اور
قران ثانی سے تمام حال کہا انھوں نے خوش ہوکے مہتر اسرار باد پا کے گرفتار کرنے کی تدبیر کی کہ
مواج تیز رو و نہنگ گرگ رفتار کی صورت بنکر با آلات عیاری سے تمام و کمال آراستہ و پیراستہ
ہوکے ارادہ جانے کا جانب بارگاہ رستم ثانی کیا چند ساعت کے بعد جب قریب بارگاہ کے پہونچا
تو کیا دیکھتا ہے کہ مہتر اسرار باد پا بفکر عیاری کھڑا ہے کبھی ذرا کے بیٹھتا ہے کبھی بڑھتا ہے عیاران مذکور
نے اسے دیکھکر قریب اسکے جا کر دور سے کہا ہم پشتارے لیکے چلے آئے ہیں آپ کس فکر میں ہیں
اسنے کہا دیکھو عیاری کرتا ہوں یہ کہکے آگے بڑھا مواج تیز رو یعنی چالاک نے پیچھے سے اسکے اوپر
حلقہ ہاے کمند ڈالے نہنگ نے نیمچہ کمر سے کھینچکر نعرہ کیا او دغاباز مکار ہوشیار باش منم قران ثانی او نابکار تو
واسطے عیاری کی یہاں آیا ہے مہتر اسرار باد پا حلقہ ہاے کمند سے بچکر علحدہ ہوا اور خود نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا

وہ سردار جو تلا بیٹھا تھا اس واقعہ سے کچھ آگاہ ہو کے آگے بڑھا اور پکارا ای قران ثانی میں آتا ہوں
اسکے آواز دینے سے اہل لشکر جو سوتے تھے ہوشیار ہوئے شور و غل ہوا ادھر شاگردوں کے مہتر اسرار
نے وہ کاغذ پڑھا اسمین لکھا تھا منم برق ثانی و سیارہ ثانی دیکھو یوں عیاری کرکے قیدیاں لیتے ہین
اور اب یہاں سے جاکر تمھارے استاد کو گرفتار کرتے ہین وہ عبارت مذکور پڑھ کر خدمت جمہور شاہ میں پہونچے
تمام حال بیان کیا اس اثنا میں شور و غل جو ہوا جمہور شاہ سمجھ گیا کہ میرا عیار مبتلاے بلا ہوگیا چلنا
اسکی مدد کرنا چاہیے پس فی الفور تمام اپنی سپاہ کو لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا جب قریب آیا بے اختیار اہل اسلام
پر گرا مسلمانوں کو قتل کرنے لگا اہل اسلام جو ہوشیار تھے وہ مرکبوں پر مسلح سوار ہوکر لڑ رہے تھے اور
جو سوتے تھے وہ بیدار ہوکے مسلح ہوکے مرکبوں پر سوار ہوکے لڑنے لگے رستم ثانی بھی بیدار ہوکے
مسلح ہوکے مرکب پر سوار ہوکر شریک جنگ ہوا پھر خوب تلوار چلی آخر کار جمہور شاہ شکست فاش
کھاکر ہمراہ لاجورد شاہ و صلصال و فرزند صلصال و بچگان کے جمعیت سپاہ باقی ماندہ بھاگا اثنائے
راہ میں بوجہ تاریکی شب کے لاجورد شاہ و صلصال جدا ہوکے ایک سمت نکل گئے لاجورد شاہ و صلصال
بعد قطع راہ خداوند تمثال آئینہ رو کے پاس پہونچے یہاں مہتر اسرار گرفتار ہوا تھا و رینہ بصیرت و
عنقاے شیر صولت ہدایت کرنے سے مسلمان ہوئے بعد چند روز کے مہتر اسرار باد پا بھی دائرہ دین اسلام
میں آیا اور جو سردار اور غیر سردار زخمی تھے وہ اچھے بھی ہوئے عجائب جادو وغیرہ نے شاہزادہ سے
کہا ہماری راے یہ ہے کہ اب آپ شہر تمثالیہ کی طرف روانہ ہوجیے اسی طرف جمہور شاہ بھی بھاگ گیا
ہوگا اگر خداوند مذکور کو آپ نے مسلمان کیا تو کارنمایان کیا شاہزادہ نے انکی راے کو پسند کرکے اسی
روز مع اپنی تمام سپاہ کے وہاں سے سوے تمثالیہ کوچ کیا عجائب جادو کو ہمراہ لیا تنہا روانہ ہوا

داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان زینت بارگاہ سلیمانی یعنی جناب حمزہ ثانی

راوی خوش بیان یوں بیان کرتا ہے کہ بارگاہ فلک جاہ ایستادہ ہے سرداران نامی و پہلوانان گرامی گرد
پیش دنگلون کرسیوں پر متمکن ہین کہران شاہ حاضر ہے امیر کہران شاہ سے مخاطب ہین اور حال دربند
آخر کا پوچھ رہے ہین کہران شاہ بیان کرتا ہے کہ اب حضور کو ملک اردبانیہ ملیگا اردبان شاہ وہاں کا
بادشاہ ہے فوج کثیر رکھتا ہے مگر نہایت مرد معقول عجب نہیں ہے کہ وہ آپ سے نہ لڑے امیر یہ سنکر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کل ہم طرف شہر اردبانیہ کے کوچ کرینگے یہ فرما کر دربار برخاست کیا
حکمنامہ تمام لشکر میں بھیج گیا کوچ کی تیاری ہونے لگی خیمے خرگاہ میں بارگاہ اکھڑ گیا ہو ہین کچھ سامان
شب بسر کرلینے بکار تھے دیا گیا جس وقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا قریب تھا کہ لشکر کوچ کرے کہ
یکایک سامنے سے جو ڈھی سرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینہ میں عرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثناے شاہی
بجالانے کے عرض کی کہ اردبان شاہ مالک شہر اردبانیہ نہایت بے سر و سامانی سے چلا آتا ہے کہران
شاہ بھی بے سر و سامانی کی لفظ پر متعجب ہوا لیکن سابق کی دوستی کا خیال کرکے اور اس اشتیاق میں کہ کیا
وقت اسپر پڑا ہے جو اس طرح آتا ہے امیر با توقیر سے اجازت لیکر براے استقبال اردبان شاہ روانہ ہوا
اور بعد تھوڑی دیر کے اپنے ہمراہ لیکر پھرا جس وقت سامنے سے نمودار ہوا امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ کہران شاہ اس سے باتین
کرتا چلا آتا ہے جس سے باہمی ارتباط ظاہر ہوتا ہے میرے چند سرداروں کو بے استقبال روانہ فرمایا ہوگی اور کہران شاہ و

اردبان شاہ کو استقبال کرکے اپنے ہمراہ لے آئے امیر نے دنگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا اردبان شاہ سلام کرکے بیٹھ
گیا اور باخلاق صاحبقرانی حال و سبب آنے کا پوچھا اردبان شاہ نے عرض کیا کہ حضور جس وقت میں نے
سنا کہ شہر کہرانیہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا اور اب اردبانیہ کی طرف بڑھنے کا قصد ہے کیونکہ یہی راستہ ملک تمثالیہ کا
ہے اور مجھے حکم یہ حکم تمثال آئینہ رو کا پہونچا کہ خبردار اس طرف بڑھنے کو جگہ نہ دینا میں نے اپنے قلعہ کو نہایت
مستحکم کیا اور بڑے انتظام سے منتظر وقت ہو کر بیٹھا میرے دل میں جسقدر عداوتیں آپکی گھر کیے ہوئے
ہیں اسیقدر ہیں کہ جس سے زیادہ ہو نہیں سکتیں مگر یہ سب حالت دن بھر رہی جب میں شب کو سویا تو میں نے
عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ ارے اردبان شاہ تیرے
نصیب جاگے کہ اس طرف قدم اس شخص کا آنیوالا ہے جو پروردگار کے بندگان خاص میں شامل ہے لہذا تو
اس سے مجادلہ نہ کرنا بلکہ اطاعت اختیار کرکے ساتھ دینا ورنہ ابدالآباد تک دوزخ میں جلا کریگا یہ فرما کر
مجھے سیر دوزخ و بہشت کی کرائی میں جسوقت خواب سے بیدار ہوا تو میں دل سے اطاعت آپ کی اختیار
کرلی اور مطیع دین اسلام ہو کر حاضر خدمت ہوا ہوں کہ مجھے آئین مذہب اسلام تعلیم فرمایئے اور راہ ہدایت
بتایئے امیر ثانی یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور زبان مبارک سے کلمہ تلقین فرمایا اردبان شاہ از سر صدق
مسلمان ہوا امیر نے غسل دلوا کر خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا صاحبقران ثانی نے اس مسرت میں سفر کو
سردست معطل کر دیا اور جشن فرمایا بعد فراغت جشن اردبان شاہ نے عرض کی کہ اب دعوت غلام کی قبول
فرمایئے چونکہ ارادہ حضور کا شہر تمثالیہ پر لشکر کشی کرنے کا ہے لہذا راستہ میرے ہی شہر سے آسانی کے ساتھ طے ہو جائیگا
ہے اور ہر طرح کی آسایش کے سامان مہیا ہیں پس اگر اس خادم خانہ کو سرفراز فرمائیں تو بعید از
ذرہ پروری نہوگا۔ امیر ثانی نے درخواست اردبان شاہ کی منظور کر لی اور دوسرے روز چند سرداران
نامی کو ہمراہ لیکر مع اردبان شاہ طرف شہر اردبانیہ کے روانہ ہوئے بعد اسکے اور سردار بھی پیچھے بعد
آنے لگے لیکن چونکہ امیر کا کل لشکر شہر اردبانیہ میں نہ آسکتا تھا لہذا لشکر کا پڑاؤ گرد شہر ہوا اور
خود صاحبقران ثانی مع سرداران نامی وگرامی داخل قلعہ ہوئے اردبان شاہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی
شہر آئینہ بند ہوا مقامات عمدہ کی سیر کرائی تحفہ جات اپنے ملک کے دکھائے بتکدے منہدم کروا کر مسجدیں
بنوا ڈالی جب ان کاموں سے فراغت حاصل ہوئی امیر نے رخصت طلب کی اردبان شاہ نے عرض کی
کہ میرا جی چاہتا ہے ایک شب کا جشن حضور اور بیان کریں بعد اسکے پیش خیمہ طرف شہر تمثالیہ کے روانہ
ہو امیر نے قبول کیا واقعی آج کا جشن جشن جمشیدی سے بھی بہت بڑھا ہوا تھا تمام شہر میں چراغان کی
بہار تھی ہر گلی کوچہ رشک کہکشان اور زمین غیرت آسمان ہو رہی تھی جس بارگاہ میں سامان رقص و سرود
مہیا تھا اور خاص صحبت قرار پائی تھی عجب آراستگی تھی کہ تیشہ آلات کی سجاوٹ سے مثل عروس شب اول کے
معلوم ہوتی تھی اور طعام لذیذ و خوشگوار حاضر کیا گیا جب کھانے پینے سے فراغت ہو گئی رقاصان حور جمال نازنین
خصال حاضر ہوئیں اور ساز چھیڑنے لگے ایک بجمال نے یہ غزل شروع کی غزل طلب ہو جبکہ ناز و ادا کا شکار ہو

ایک دل ہے کس طرف مرے پروردگار ہو	قاتل کا بعد دفن بھی ظلم آشکار ہو	ہر عضو کا جو میرے جدا اک مزار ہو
انکی تسلیوں سے بھی جب بیقرار ہو	دل کا علاج کیا مرے پروردگار ہو	مجبور کوئی یوں بھی نہ پروردگار ہو
میں دل کے بس میں دل پہ انھیں اقتدار ہو	رکنے میں اضطراب یہ عاشق کے دم میں ہو	دل کو سنبھالے تو جگر بیقرار ہو

عاشق کے سوز دل کو جہنم میں ڈال دے
جو دفعہ ہوتا ہے کاش ایکبار ہو
رہنے کی اب خوشی ہو نجانے کا مجھ کو غم
اب عدہ یون کرو کہ مجھے اعتبار ہو
اینک نہیں اسیری وحشت سے ہم مرے
قاتل فریب دیجے کو جب سوگوار ہو
وقت سکون تسلی دل کا تھا کام کیا
آنکھیں وہ بند کرے جسے ناگوار ہو
دکھلا دی کوئی درد جگر ایسی شے نہیں
یون درد کو چھپا کہ خود آئے شکار ہو
زانو پہ رکھکے سر وہ سنگھاتے ہیں زلف
روز فراق ہو کہ شب انتظار ہو

انصاف حشر میں مرے پروردگار ہو
تسکین نے ہاتھ انھون نے اٹھا لیا
کس کام کا وہ دل ہے جو بے اختیار ہو
رہتا ہے دل ہی دل میں انھیں کا خیال [illegible]
کیون مشکل گرد باد نہ اپنا غبار ہو
فرقت میں دے فریب نہ دل کو چاندنی
شاید یہ مدعا تھا کہ پھر بیقرار ہو
ہان فرق تھا عاشق و معشوق میں صفت
میں تو کہون جب آپ کو بھی اعتبار ہو
کیتی ہر حشر میں مری سوا ان کی شرم
شامت ہے اسکی اب جو کوئی ہوشیار ہو

ہو ختم سلسلہ تو کہیں انکے ظلم کا
امید کیا رہی جو یہ اب بیقرار ہو
کب تم نے میرے سر کی قسم کا کیا لحاظ
سودا یہ وہ نہیں ہے جو سر پر سوار ہو
کس پر ہمارے خون کا دعویٰ کرے عزیز
یہ رات وہ نہیں کہ سحر [illegible] کار ہو
وہ دیکھتے ہیں غور سے عاشق کا اپنے حال
مجنون پیادہ پا ہے لیلیٰ سوار ہو
رہ جائے آن کو کہ نتیجہ ہے ایک ہی
ایسی جگہ سے اٹھ کہ جہاں جا مزار ہو
یکسان ہے نا امید نگاہون کو آرزو

یہ غزل وہ نازنین نے گائے کہ دانے سے گلی کہ عاشق مزاجون کے دل بھر آئے بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہر ایک اپنی اپنی گذشتہ معیتون کو یاد کرنے لگا سیکڑون معشوقان خیالی سامنے آکر ہولیان دکھانے لگے اسی ہنگام میں چوبدار نے آکر عرض کی کہ یہین سے اس جلسے کی خبر سنکر ایک کلاوت بچہ آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اردوان شاہ نے کہا بلالو چوبدار گیا اور کلاوت بچے کو ہمراہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو ایک شخص عجیب صورت ہے لباس کا انداز بھی دنیا بھر سے الگ سر پہ ایک سورنگے پرون کی بنی ہوئی ٹوپی پہنے جوڑی ذکی ہاتھ میں سامنے آتے ہی سلام کیا اشارہ پاکر بیٹھ گیا پہلا طائفہ برخاست ہوا اردوان شاہ نے کہا مسکن کس ملک میں ہے شہناز نے یہ شعر پڑھ دیا شعر

بگھم ختم نہ صحرا ہے نہ ہے موقوف * ہم خانہ بدوشونکا ہے گھر پاؤن کے نیچے *

اردوان شاہ نے کہا میں سمجھا کہ تمھیں مذاق سخن سنجی بھی ہے مگر آخر پیدا کہاں ہوئے پلے کہان باپ کا تھا کیا نام تھا عرض کی کہ حضور باپ نے صغر سنی میں انتقال کیا دو برس کا تھا کہ ماں بھی مرگئی میں بیغرت زندگی کا محتاج گیا لوگوں سے سنا ہے کہ نام اس شخص کے باپ کا دمساز ذی نوا لقب ہوا کوہ وصحرا کے اندر کوئی جائے سکونت نہیں ہاں لوگون سے سنا ہے کہ میں ملک باختر میں پیدا ہوا تھا اردوان شاہ نے کہا اچھا کچھ ہنر دکھاؤ خوش نصیب تھا کہ ایسے وقت میں تمھارا آنا ہوا ثانی سحبان کی زیارت تمھیں نصیب ہوئی شہناز نے سلام کرنیکے بعد جوڑی ذکی کی درست کرکے بجانا شروع کی امیر کے کان کھڑے ہوئے بدیع الملک سے فرمایا کہ یہ آواز اور یہ ترکیبین نئی سنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں بدیع الملک نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتے ہیں ایسا ہی مجھے بھی خیال ہے لیکن ان سر گوشیون پر شہناز کی نظر جو پڑی جوڑی ذکی ہاتھ سے رکھکر عرض کی کہ حضور نے کیا فرمایا میری نے نوازی پسند نہیں آئی امیر ثانی نے ارشاد کیا کہ نہیں تم اپنے فن میں بیشک کامل ہو مگر مجھے شبہہ ہوتا ہے کہ اس انداز کا گانا میں سن چکا ہوں شہناز ہنسا اور عرض کی کہ حضور بجا فرماتے ہیں یہ ترکیبیں ایسی ہیں کہ مشہور ہو چکی ہیں اے اب سنیے یہ رنگ نہ سنا ہوگا یہ کہکر اب جو بجانا شروع کیا تو دست ہیچ کر دیا اور عرض کی کہ حضور نے ایسا بھی سنا تھا امیر نے فرمایا بیشک ایسا گانا آجتک نہ سنا تھا اسکے بعد شہناز نے ایک غزل

شروع کی غزل یہ

ضبط کا علم جو دیتے ہیں نصیحت والے
زہر ہی کھاتے ہیں تنگ آ کے اذیت والے
مر کے بھی پائی نہ آس کو جو میں قبر کی
بال کھولے ہوئے پھرتے ہیں عبادت والے
ایک چپ میری وہ دیتی ہے جواب معقول
بات کرتے ہیں کبھی ناز و نزاکت والے
آرزو جنکی محبت کا ہوا انجام نکیر

کیوں چلیں تن کے جانی من صورت والے
تھام لیتے ہیں جگر درد محبت والے
دلفریبی کی صدا بھی نہ سنا دیکھا وقتا
کیوں نہ بہر شر ہے گر جا میں نجات والا
خواب میں آ کے انھیں کون سنا دیتا ہے
آپ ہو جاتے ہیں خانہ تمدن محبت والے
چشم پوشی کی کیونکر یہ جواب ہی تھر
وہی تقدیر کے اچھے وہی قسمت والے

نہ اٹھاتے ہیں بہت کچھ نئی دولت والے
دے نہ آزار کہ عاجز ہیں محبت والے
ذکر اللہ کا جو لیں نہ عبادت والے
تیرے بیمار پہ یہ رات نہیں کٹنے کی
چونک پڑتے ہیں جو بیساختہ غفلت والے
بت بنائے ہوئے سر کی انکو سجدے کے غرور
چار آنکھیں نہیں کرتے ہیں ندامت والے

جس وقت یہ غزل تمام ہوئی سفیدۂ سحری آشکار تھا شہناز کو بہت کچھ انعام و اکرام عطا ہوا ہر سردار نے اپنی حسب حیثیت عنایت فرمایا شہناز کو مالا مال کر دیا صاحبقران آنکھ کھڑے ہوئے صحبت جشن برخاست ہوئی وضو کر کے نماز سحری ادا کی امیر وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ شہناز ذی ناز پھر سامنے سے نمودار ہوا امیر نے اسے دیکھکر ایک آہ سرد کھینچی شہناز نے کہا کہ کیوں حضور یہ آہ سرد کھینچنے کا کیا سبب امیر نے اشک آنکھوں میں بھر کر فرمایا کہ اسوقت مجھے اپنا یار وفادار عمرو ثانی یاد آ گیا وہ بھی علم موسیقی میں کمال رکھتا ہے نہیں معلوم اسپر کیا گذر رہی ہے اور وہ کہاں ہے شہناز نے عرض کی کہ حضور کیا مجھسے اچھا وہ گاتے ہیں امیر نے فرمایا کہ اگر وہ ہوتا تو معلوم ہوتا یوں کہنا ایک فضول سی بات ہے اگر تم سنتے تو خود ہی کہدیتے شہناز نے پوچھا کتنا زمانہ انسے جدائی کو ہوا امیر نے فرمایا تھوڑا عرصہ گذرا ہے عرض کی کہ اب اگر حضور عمرو کو دیکھ لیں تو پہچان لینگے امیر نے فرمایا یہ تم کیسی باتیں کرتے ہو میرا کلیجے کا دست راست کا کھیلا ہوا ہے کیوں نہ پہچان لونگا بس یہ سننا تھا کہ شہناز بے اختیار ہو کر قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے شہریار تو نے اپنے غلام کو کہاں پہچانا میں عمرو ہی تو ہوں امیر نے متعجب ہو کر اسے اٹھا لیا اور کہا کہ کیوں او دزد ابن دزد تو اپنی طمع میں ہر جگہ مجھے ذلیل کرتا ہے جسوقت اردبان نے کہا کہ یہ بھائی حمزہ کا ہے وارث ہر کلاہ و تخت بنگر یا اور عجب انعام لیا عمرو نے کہا کہ واہ اے عرب تیری محبت دیکھ لی ابھی عمرو کے لیے رو رہا تھا ابھی دشمن یوں آنکھیں پھیرتے ہیں سچ کہا ہے کہ قدر نعمت بعد زوال کاش میں اپنے کو چھپائے رہتا تو بہت کچھ کما لیتا اور تجھے بھی میری قدر ہوتی اے عرب تو اپنے لالچ کو نہیں کہتا روپیہ مجھے ملا اور تو جل گیا کہ عمرو نے اسقدر روپیہ وصول کر لیا آخر میں نے محنت نہیں کی نہیں لالچ آتا ہے تم بھی سیکھ لو جب کیا کرو امیر نے فرمایا دور ہو مردود بیایان عمرو حجت کر کے الگ ہوا پھر قدموں کی طرف بڑھا اور لجاجت کر کے امیر کو راضی کر لیا صاحبقران عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ میں تشریف لائے دربار جمع ہے سرداران دست راست و چپ صف باندھے بیٹھے تھے اسطرف لندھور ثانی شاہزادہ بدیع الزمان نامور نور الدہر بن بدیع الزمان بدیع الملک بن نور الدہر شہنشاہ گوہر کلاہ داراب بن داراب سیمین ذرہ فرامرز عاد مغربی داراب کشور کشا نورنج یزدان پرست اہل سین کرب ولاور اکبر بیدق رود وغیرہ یہ سب سردار صفیں باندھے بیٹھے ہیں اسطرف مالک ثانی شہریار نامدار بیخبر ولاور ایرج نوجوان ہاشم تیغزن جمہور جانسوز تیز زبان تہمورد لیو بند خورشید وغیرہ سب بیٹھے ہیں لیکن دنگل شاہزادہ رستم ثانی کا خالی ہے امیر ثانی نے عمرو سے فرمایا کہ کیا خبر ہے کہ فرزند دلبند شاہزادہ رستم ثانی کی

عمرو نے کہا کہ طلسم صندل فتح ہوا اور صندلان شاہ کو شکست ہوئی اب اسطرف آنے کا ارادہ ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے امیر نہایت خوش
ہوئے لفافہ چاک کر کے پڑھا تو بعد ہزاران اشتیاق قدمبوسی ایک خوشخبری اور بھی تحریر تھی وہ یہ کہ ملکہ نوبہار کو بسر توقیر معشوقہ
بدیع الملک کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون یہ سنتے ہی بدیع الملک کے چہرہ پر سرخی آگئی اور بیساختہ جوش
محبت مین زبان سے نکل گیا کہ اسمین شک نہین یہ لوگ اک ذرا سی جہالت سے بری ہوتے تو انکا خلل تھا یہ ہماہمی
انھین کا کام ہے کہ تنہا جا کر اتنے بڑے طلسم کو فتح کیا حق یون ہے کہ ہماری سپہگری کی رونق بھی رستم ثانی سے
ہے نہ وہ ہر مقامات پر طعنہ دیکر غیرت دلاتے نہ مجھسے ایسے کام ہوتے جنسے ہماری ناموری ہوئی سب سردار
تو یقین رستم ثانی کی کر رہے تھے اور ایرج نوجوان تو قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اسی اثنا مین
امیر نے عدیل بن عادی سے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف شہر تمثالیہ کے روانہ ہو عدیل بن عادی
تو حکم پا کر انتظام سفر پر آمادہ ہوئے لیکن یہ سنتے ہی عمرو کی روح نکل گئی اور عرض کی کہ حمزہ تو
کیا میرے آنے کا راستہ ہی دیکھ رہا تھا جتا رہے مین نے سنا ہے کہ تمثال آئینہ رو بلاے بے درمان ہے خدا کے
لیے اس ارادہ سے باز آ اور جو کچھ مجھپر گذر چکی ہے کیا تجھے اسکی خبر نہین ایسا نہو وہان جا کر پھر مبتلاے
بلا ہون ارے دودھ کا جلا مٹھا بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے مجھپر تو گذر چکی ہے اسقدر ملک تو نے بزور شمشیر لیے لیکن
تیرا پیٹ ابھی نہین بھرا دو تین تو تم باپ بیٹون نے لین اور ہر نام آپکا ملک ہے وہان آپکا اسم اعظم بھی
کچھ نہ چلیگا اونکے اون ساحرون نے تو جب چاہا اسم اعظم بند کر دیا نہ کہ وہ شخص جس وقت خدا کو یاد
کر رہا ہو تم اسکے آگے کیا مشکل ہے امیر نے فرمایا اور دزد مکار اپنے ساتھ دوسرون کو بھی بودا بناتا ہے اگر تجھے
میرا ساتھ دینا ہے تو رہ ورنہ چلا جا مین تیرے بھروسے پر صاحبقرانی کرنے نہین چلا ہون عمرو خاموش
ہو رہا دوسرے روز عدیل بن عادی زنار بارگاہ سلیمانی و دیگر بارگاہون کو اپنے ہمراہ لیکر طرف شہر تمثالیہ کے
جانے لگے بعد عدیل کے اور سردار بھی پیچھے بعد دیگرے روانہ ہوئے لیکن جس وقت نوبت امیر با توقیر کی پہونچی
فرمایا عمرو کو تلاش کرو کہان ہے دیکھا تو سامنے سے لوٹا ڈوری کاندھے پر رکھے چادرے سے کمر باندھے
دو چار دن کے ماتھے پر ٹیکے لگے ہوئے امام ضامن کا پیسا بازو پر بندھا ہوا اس شان سے عمرو چلا آتا ہے
امیر نے فرمایا ارے کیا واقعی تو چلا جائیگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین تو تجھے منع کیا مگر تو نے نہ مانا آنکھون
سے دیکھکر تو مکھی نہین نگلی جاتی تجھپر ایک مرتبہ تو مصیبت پڑ چکی ہے اب اپنے ہاتھون گرفتار بلا ہونا منظور
نہین مجھے اسنگ طرح دامنگیر ہے تو جا مین ہرگز نہ جاؤنگا امیر نے دیکھا کہ در اصل تیور یہ معلوم ہوتے ہین امیر نے
ایک عرضی تحریر کر کے دی کہ یہ والد ماجد کو دے دینا عمرو نے کہا ضرور دیدونگا اور بلکہ زبانی بھی کہدونگا
کہ مین منع کیا کیا لیکن تیرا بیٹا اپنے پاؤن سے گور مین گیا مین مجبور ہون یہ کہکر عمرو نے رخصت کا سلام
کیا امیر نے فرمایا آؤ بھی گلے تو مل لو عمرو نے عرض کیا کہ گلے ملنے سے کیا فائدہ اور رنج زیادہ ہوگا
او حمزہ اب مجھے تیرے قریب آتے خوف معلوم ہوتا ہے ستارے اسقدر بد آگئے ہین کہ تجھے سیدھی کی
الٹی سوجھ رہی ہے ایسا نہو تیرا اثر مجھپر بھی پڑ جائے یہ کہکر عمرو روانہ ہو گیا امیر منھ دیکھکر رہ گئے ہر سردار یہی
کہتا ہے کہ ہمین امید نہ تھی کہ عمرو ایسے وقت مین ساتھ چھوڑ دیگا صاحبقران ثانی کو کمال صدمہ ہوا مگر
چارہ کیا تھا خضران بن عمرو کو عہدہ عمرو کا عنایت ہوا اور امیر بھی کوچ کر کے طرف شہر تمثالیہ کے
روانہ ہوئے اب انھین بھی راہ مین چھوڑتے لیکن یہان سے چند کلمے شہر تمثالیہ کے بیان ہوتے ہین کہ تمثال آئینہ رو

گنبد جہان نمان پر بیٹھا ہی دریچہ وا ہے تمام شہر تمثالیہ کی سیر کر رہا ہے زیر قبطول گرد اسکا لشکر پڑا ہوا ہے نقابداران
سفید پوش مشرقی و نقابداران سیہ پوش مغربی سامنے حاضر ہین منھ پر انکے لسبتی نقاب پڑی ہوئی
ہے لاجورد شاہ اور خاقان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن قمامہ جادو اور خلخال بن صلصال
اور دیگر سرداران لاجورد شاہ اور دلاوران شہر تمثالیہ حاضر ہین جنکا ذکر وقت پر ہوگا کہ دفعتہ تخیل
کتابدار نے عرض کی کہ یا خداوند آپکا بندہ خاص الخاص جسپر بہت کچھ بھروسا تھا یعنے اردمان شاہ آپ سے برگشتہ
ہوگیا خداپرستون کی دعوت کی اور انکو راہ دیدی قریب ہے کہ لشکر حمزہ کا داخل شہر تمثالیہ ہو یہ سنتے ہی
تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ اردمان شاہ مجھسے برگشتہ نہوا ہوگا اُسنے بمصلحت ایسا کیا ہوگا کیونکہ
اُسکے یہان اتنا لشکر نتھا کہ وہ حمزہ سے ہم نبرد ہوتا لہذا راستہ دیدیا خیر سمجھا جائیگا اور لشکر حمزہ اگر آتا ہے تو آنے دو
حمزہ یہان اکر اطاعت میری قبول کریگا اور مجھے سجدہ کریگا اور سب تو یہ سنکر خاموش ہو رہے صلصال و خلخال
کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا لاجورد شاہ کا چہرہ فق ہوگیا لیکن نقابداران سیہ پوش و سفید پوش
کہنے لگے کہ یا خداوند جب سے دونون بھائی ہمارے ہاتھ سے ان خداپرستون کے مارے گئے کمر ہماری ٹوٹ گئی تمثال
آئینہ رو نے کہا کہ گھبراؤ جس دن بیابان حشر مین سب کا فیصلہ کیا جائیگا اُسی دن تمھاری بھی داد ملیگی
خداوند اپنے بندگان خاص کو پھر زندہ کریگا اور تمسے ملائیگا یہان تو یہ انتظار ہے کہ دیکھین لشکر اسلام کس
شوکت و شان سے آتا ہے ادھر جوانان خداشناس حق اساس طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے آتے ہین ہرکارون
نے خبر دی کہ کل داخلہ لشکر اسلام کا سرحد شہر تمثالیہ پر ہوجائیگا تمثال آئینہ رو نے جاکر گنبد تمثالیہ پر قیام کیا کہ
اسی رخ سے لشکر صاحبقران ثانی کا گذرنے والا تھا صلصال و خلخال و لاجورد شاہ و تخیل کتابدار وغیرہ
اُسکے ہمراہ ہین شب وہین بسر کی جسوقت سفیدہ سحری نمودار ہوا تھا طیور نسیم بہار کے چلے طائر اپنے اپنے
آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر چہکنے لگے ہر سمت سے آواز یا خداوند تمثال آئینہ رو کی بلند ہوئی اس
ملعون نے دریچہ گنبد وا کیا اور نقاب چہرہ سے اُٹھی جسقدر سردار اور فوج اُسکے ساتھ تھی آتے ہی سب نے
سجدہ کیا اُسنے پھر نقاب چہرہ پر ڈال لی اب سبکی نگاہین بیابان کی جانب لگی ہوئی ہین کہ دیکھین لشکر اسلام
کس شان و شوکت کے ساتھ آتا ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد برخاست گرد تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ سر
گرد بر آسمان رسیدہ ریلے گرد و زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل
گرد سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمایان ہوا کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف الٰہی اور
نعت رسالت پناہی تحریر تھی بعد گذر جانے انکے دیکھا کہ چالیس ہزار عادی بیچ مین اثقال بارگاہون کا
بار کیے ہوئے ہر چہار سمت سے گھیرے ہوئے اور ایک شخص قوی الجثہ طویل القامت کرگدن پر سوار
برچھا ہاتھ مین توند بڑی سی نکلی ہوئی نہایت تند و مدے نمودار ہوا پوچھا تمثال آئینہ رو نے کہ یہ کون
شخص ہے لاجورد شاہ نے بیان کیا کہ یہ عدیل بن عادی داروغہ بارگاہ سلیمانی و خشای پیش خیمہ
امیر ثانی کا آگیا عدیل بن عادی نے جائے مناسب و صدر تجویز کرکے بارگاہ برپا کرنا شروع کی لیکن ساتھ ہی
دوسری گرد بلند ہوئی سب نگران ہوے کہ اب کون آتا ہے دیکھا تو گرد یہ آئی ادھر آئی قریب پہونچکر دامن گرد کا
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی لاکھ سوار کا لشکر نمودار ہوا لیکن سب کے آگے انکے ایک جوان مرکب پر
سوار بھوے بھورے بال سن قریب پچاس برس کے چالیس ہزار سوار عقب مین لوتین ہاتھ مین

لیے گھوڑے اُڑاتے چلے آتے ہیں اور ایک نوجوان لشکر کثیر پشت پر لیے ہوے انتظام کرتا ہوا آہستہ
آہستہ چلا آتا ہے تمثال آئینہ رو نے حال دریافت کیا صلصال نے کہا کہ یہ بھائی ہے داروغہ بارگاہ کا
اور بہنوئی ہے امیر ثانی کا اسکی زور و طاقت کی انتہا ہی نہیں ہے ثانی صاحبقران ہے لیکن کرب دلاور نے
جانب دست راست خیمہ اپنا برپا کیا کہ پھر گرد اُڑی اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گردے کئی سو
علم نشانہ کئی لاکھ سوار کا نمودار ہوا کہ پھریرے علموں کے سبز تھے جس وقت یہ سب نکل گئے اور فوج ظفر موج
بھی گذر گئی تو جلوس سواری گذرنا شروع ہوا خاص بردار برچھے بردار وغیرہ جب سب گذر گئے اور سقے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھاتے ہوے نکل گئے اُس وقت ایک پہلوان تہمتن مرکب پری پیکر پر سوار لباس
سبز زیب جسم کیے ہوے نمودار ہوا صلصال نے بیان کیا کہ یہ بھائی حمزہ ثانی کا ہے فرزند ملک باختر ہے
اسی تنہا نے ملک سنجان کو فتح کیا اور خداوند لقا کی بہو ملکہ گوہر ملک کو چھین کر قبضہ میں کیا اُسکے
بعد ملک سابل میں سو دو شب خون مار مار کر کئی کرور فوج کو تباہ و برباد کر دیا تمثال آئینہ رو نے کہا کہ
کیسا لشکر زمرد شاہ باختری نے جمع کیا تھا جسے ایک متنفس نے تباہ کر دیا صلصال نے دل میں
تو کہا کہ ایسا لشکر تھا کہ تمہارے خواب میں بھی کبھی نظر نہ آیا ہوگا مگر لفظاً ہے خوشامد تمثال آئینہ رو کی کی
غرضکہ بدیع الزمان بھی مع فوج ظفر موج برابر لشکر کرب دلاور کے خیمہ زن ہوے مگر آمد فوج
بدیع الزمان میں شام ہوگئی جب دوسری صبح ہوئی اور شفق نے چرخ نیلی کو لباس سُرخ پہنایا
مہر درخشاں علم زریں ہاتھ میں لیے ہوے میدان سپہر میں آیا فوج انجم گریزاں ہوئی دیکھا کہ پھر
ایک گرد اُڑی یہ معلوم ہوا کہ سُرخ آندھی آگئی تمام بیابان دشت چنار معلوم ہونے لگا جس وقت دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا دل گردے نو سو علم نشانہ نو لاکھ سوار کا پیدا ہوا انکے پھریروں پر بھی نعت الٰہی اور نعت
رسالت پناہی مرقوم تھی پھریرے علموں کے سُرخ تھے درمیان سواروں کی گلنار باجے بجتے ہوے
فرنگستانی فوج قواعد سے قدم اُٹھاتی ہوئی نمودار ہوئی جب یہ سب گذر گئے اور جلوس سواری بھی گذر گیا
تو دیکھا کہ جوان کوئی بیس برس کی عمر مرکب پری پیکر پر بیٹھا ہوا چہرے سے بانکپنا ٹپکتا ہوا تیوریاں
چڑھی ہوئی ہیں خود ترچھا رکھا ہوا برچھا ہاتھ میں صلصال نے بیان کیا کہ یہ تو تار ستم تہمتن علمدار
صف شکن کا ایسا زبردست و بہادر ہے کہ دنگل اپنے دادا کا اسنے لیا ہے بیٹا ہے ایرج نوجوان کا لیکن
لشکر شہریار کا جانب دست چپ خیمہ زن ہوا اُسکے بعد اور گرد عظیم بلند ہوئی جس وقت دامن گرد کا شگافتہ
ہوا تو گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوا یہ علم بھی سُرخ تھے اور ویسی ہی شان و تجمل
بھی تھی جس وقت جلوس سواری گذر گیا تو ایک اور جوان رعنا نمودار ہوا اسکا حال پوچھا صلصال نے
بیان کیا کہ یہ بیٹا ہے بادشاہ لشکر اسلام کا نام اسکا سنجر نامدار ہے اسنے جگہ اُس شخص کی پائی ہے جسکا
لقب لعل خفتگان خونریز خاوری تھا جسنے سابل میں شبخون مار کر لشکر لقا کو پراگندہ کر دیا تھا
اور نور چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو باغ شبستان سے نکال لے گیا اور کوچک باختر میں اپنے
پہنچا بدیع الزمان کے ساتھ کہ نجاب بن سنجر بن ملک حرمان دیوکش کا ناطقہ بند کر دیا غرضکہ لشکر
سنجر کا بھی متصل لشکر شہریار کے قیام ہوا اسکے بعد لیس بن قاسم اور حبش بن قاسم وغیرہ دو لاکھ کی جمعیت
سے آکر پہونچے اسکے بعد پھر شام ہوگئی جب تیسری صبح ہوئی اور تمثال آئینہ رو مع لاجورد شاہ

وصلصال ذخیرہ آکر گنبد پہ بیٹھا نگاہیں انتظار لشکر میں جانب شمال اٹھیں دیکھا کہ تتق گرد عظیم بلند ہوا
آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پندرہ سو علم افشانہ
پندرہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے علموں کے سبز تھے بعد جلوس سواری گذر جانے کے سواری
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی نمایاں ہوئی کشیدہ ابروؤں کا
لشکر اپنی ہیبت وجلالت دکھاتا ہوا آکر لشکر بدیع الزمان سے ملحق ہو صلصال نے کیفیت نورالدہر
کی بھی بیان کی کہ یہ نواسا ہے پیغمبر لقا یعنی گنجاب کا پوتا ہے امیر اول کا بیٹا ہے بدیع الزمان کا دوپہر تک
لشکر نورالدہر کا آیا کیا بعد اسکے دوسری گرد اڑی اور دل گرد سے گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا
نمودار ہوا اور سواری شاہزادہ ایرج نوجوان کی عجب عظم وشان سے دکھائی دی صلصال نے کہا یہ پوتا ہے
امیر اول کا پوتا ہے علم شاہ رومی کا بیٹا ہے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا نواسا ہے خداوند لقا کا لعل
ملکہ گیتی افروز کے نور نظر لشکر ایرج آکر لشکر گنجیہ و نامدارت ملحق ہوا اس لشکر کی آمد میں پھر شام ہوگئی جب
چوتھی صبح ہوئی پھر گرد اڑی جس وقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل سمندر کے موجیں
مارتا ہوا دکھائی دیا پندرہ لاکھ سوار کی جمعیت یہاں بھی تھی لیکن جس وقت جلوس سواری گذر چکا تو ایک
جوان کم سن اور ایک جوان کوئی بیس برس کی عمر کا نظر آیا صلصال نے بیان کیا کہ یہ جوان رعنا
عالم شباب میں پوری عظمت رکھتا ہے فرزند ہے نورالدہر بن بدیع الزمان کا زینت بارگاہ سلیمانی ہے
اب گویا صاحبقرانی اسی کی ہے امیر ثانی تو برائے نام صرف ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے ہیں اور یہ دوسرا نوجوان
فرزند ہے اس کا نام شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک ہے لشکر بدیع الملک جانب دست راست
متصل لشکر نورالدہر خیمہ زن ہوا ساتھ ہی دوسری گرد اڑی اور شاہزادہ بہارستان مغرب یعنی
فرامرز عاد مغربی بڑی شان وشوکت کے ساتھ آکر پہونچا اور لشکر بدیع الملک کے متصل خیمہ زن ہوا
پھر گرد اڑی اور اسد غازی مع اکبر برق رو اور غضنفر بن اسد وغیرہ مع اپنے تمام فرزندوں کے
پہونچکر جانب دست راست اترا پھر شام ہوگئی چوتھے روز پھر گرد اڑی اور شاہزادہ مططوس بہادر یعنی
جمہور جانسوز تبرزن لشکر کیفر سے پہونچا اور لشکر دست چپ سے ملحق ہوا پھر گرد اڑی اور تورج یزداں
پرست تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آکر پہونچا اور لشکر دست راست سے ملحق ہوا پھر گرد اڑی اور
خورشید وحالت کیفر میں ستارہ پرست کے لقب سے موسوم تھا فرزند امیر اول چار لاکھ سوار کی جمعیت
پہونچکر بمقابل لشکر تورج خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور قمہور دلیر دو سات لاکھ سوار سے پہونچکر جانب
دست راست اترا اور خیمہ برپا کیا پھر گرد اڑی اور داراب کشور کشا پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچکر بمقابل
قمہور خیمہ زن ہوا آج پھر شام ہوگئی الحاصل اسیطرح ۱۹ روز تک برابر لشکر امیر ثانی آتا رہا بیسویں روز صبح کو
تتق گرد عظیم بلند ہوا جس وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو تمام صحرا کجلی بن نظر آنے لگا گیارہ سو علم نشانہ گیارہ لاکھ سوار کا
نمودار ہوا جس وقت گیارہ سو فیل نکل گئے تو فوج فیلان نمودار ہوئی جھولیں کارچوبی ہندوستان کی بنی ہوئی سونہری
پر سیفین چڑھی ہوئی ہاتھی جھومتے ہوئے سامنے گذرے کہ جنگل دیکھکر زہرہ ان کا فرزوں کا آب
ہوگیا عجیب حال آئینہ رو سے پوچھا کہ یہ کون ہے صلصال نے بیان کیا کہ یہ سالار دست راست لندھور
خاقانی کا لشکر ہے اتنے میں لندھور ثانی کی پشت فیل پر سوار گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو برچھے کو

خواصی مین رکھا ہوا نمودار ہوے لشکر لندھور ثانی کا جانب دست راست سب کے بالا دست ٹھہرا دوپہر تک
یہ لشکر بھی آیا کیا بعد اسکے پھر گرد اڑی لیکن جس وقت ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا تو تمام صحرا نیستان معلوم ہونے لگا اور مالک ثانی اسی ہزار نیزہ بازون سے نمودار ہوے
اگرچہ مالک کی فوج بھی بہت چھوٹی ہے لیکن مشہور یہی ہے اسی ہزار نیزہ باز ہین غرضکہ مالک کی آمد مین شام ہوگئی
صلصال کی زبانی تمثال آئینہ رو کو حال مالک ثانی کا بھی معلوم ہوا کہ یہ سوار سپہ سالار دست چپ ہے
اب کیسوین جانب صبح ہی ہر ایک کی نگاہین لڑی ہوئی ہین آمد امیر ثانی کی دھوم مچی ہوئی ہے تمثال آئینہ رو بھی
گنبد پر بیٹھا ہے اسکو بھی نہایت اشتیاق ہے کہ دیکھا چاہیے جسکا لشکر اس عظم و شان کے ساتھ آیا ہے وہ کیسی
شوکت سے آئیگا اور جسنے ایسے ایسے بہادرون کو زیر کرکے محکوم کیا ہے وہ کیسا شخص ہوگا سب ہی اشتیاق
مین تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست عظیم گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے
گرد در زمین پیچیدہ لیکن گرد آندھی کی طرح چلی آتی ہے کہ یہ آئی اور یہ آئی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا
ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے اکیس سو علماے زرین نشانہ اکیس لاکھ سوار کا نمودار ہوا اور
ایک نوجوان معرکہ کا انتظام کرتا ہوا جس وقت بیس لاکھ زرین پوش گذرنے لگے تمام بیابان عجب لطف
دے رہا تھا وردیون کی چمک ستارہ ہاے آسمان پر چشمک کرتی تھی لیکن اس لشکر کی آمد مین دن تمام
ہوگیا اب تھوڑا سا وقت باقی ہے اور لشکر اکر صدر مین تمام ہوتا جاتا ہے اور جلوس سواری گذرنا شروع ہوا پس
یہ دیکھتے ہی تمام سرداران نامی و گرامی لینے پانچ ہزار پانچ سو پچپن تلوار لیے بلے استقبال بڑھے اتنے مین
سواری صاحبقران ثانی کی نمودار ہوئی کہ سر پر علم اژدہا پیکر سایہ افگن پھریرا اسکا کھلا ہوا ادھر نقارۂ
سلیمانی مین سے علیحدہ آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی اور ادھر علم کے پھریرے سے آواز یا صاحبقران چلی
آتی ہے امیر ثانی مرکب سہ چشمی پر سوار ہین ایک نوجوان ساتھ ساتھ اور چند سردار ہمراہ مقبول بن مقبل زنانی
سواریون کے انتظام مین مصروف چالیس ہزار تیر انداز محافظ ناموس کا گھیرے ہوے ادھر بادشاہ اسلام
حارث بن سعد تخت شاہی پر جلوہ افروز غرضکہ کہانتک بیان کیا جاے کہ سواری امیر ثانی کی باجاہ و جلال
صاحبقرانی صحراے شہر تمثالیہ مین آکر پہونچی امیر باتوقیر مع بادشاہ اسلام و جملہ سرداران عالی مقام داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے سلامی کی توپین چھوٹین چونکہ زحمت سفر اٹھاے ہوے تھے تھوڑی دیر دربار کیا بعد اسکے
اپنی اپنی آرام گاہون مین جاکر سو رہے لیکن تمثال آئینہ رو کو مارے خوف کے تمام رات نیند نہ آئی کروٹین لیتے
گذری ادھر صورت امیر ثانی کی دیکھکر زہرہ صلصال و خلخال کا آب ہوگیا ادھر لاجوردشاہ کا قابو نہ تھا
کہ کہان بھاگ جاؤن بیان تو یہ کیفیت ہے لیکن جس وقت رات گذر کر صبح ہوئی کفار مین شور ناقوس بلند ہوا
لشکر اسلام سے اذان کی آواز آئی ہر شخص اپنے اپنے دین و آئین کے موافق عبادت الہی مین مصروف ہوا
امیر کشورگیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سب سردار یکے بعد دیگرے حاضر ہو ہو کر مجراگاہ پر سے مجرا کرکے
اپنی اپنی جاے معین پر بیٹھنے لگے سات بجتے بجتے تمام دربار جوانان اسلام سے مملو ہوگیا امیر نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ ظل اللہ رسم نامہ داری ادا کرکے ان کفار سے حجت ختم کرلینا ضرور ہے بادشاہ
اسلام نے فرمایا جیسا راے عالی مین آے حسب الارشاد فیض بنیاد دبیر نے نامہ لکھکر تیار کیا بعد نظر ثانی کے
صاحبقران نے کچھ ترمیم کرکے پھر دیا مقبول بن مقبل نے چوب کی تختی لاکر رکھی اور جسام کلہ عفریت سیرہ

شمشیر نامہ یہ سب چیزین جا رکھکر چوکی وسط بارگاہ مین رکھدی اُس وقت صاحبقران ثانی نے آواز دی کہ
ایہا الناس مین چاہتا ہون کہ تم مین کوئی بہادر یہ نامہ لیکر جائے اور جواب با صواب اُس گبر نا ہنجار سے لائے امیر
یہکہکر خاموش ہوئے کچھ جواب کسی نے نہ دیا سبنے گردنین جھکالین ہر ایک کو یہ تردد تھا کہ عمرو ثانی سے ہوشیار آدمی
کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ سجدہ کر لیا ہماری کیا حقیقت ہے کیونکہ نہ ہم عیاری جانین نہ مکر و فریب ہمارا پیشہ
نہ سحر و ساحری جانتے ہین نہین معلوم وہان جاکر کیا گذرے سبسے زیادہ نامے کی حرمت برباد ہونیکا
خوف ہے جب امیر ثانی نے دیکھا کسی نے کچھ جواب نہین دیا پھر پکار کر فرمایا کہ ایہا الناس کیا نہین سنتے اور
نہین دیکھتے ہو کہ یہ نامہ بادشاہ اسلام کا لکھا ہوا ہے اسکے لیے ایلچی کی ضرورت ہے کیونکہ خط بغیر قاصد کے کیونکر
پہونچ سکتا ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی دلاور جائے اور جواب نامہ کا لیکر جلد آئے اور
شرائط نامہ کے اُس مردود سے ادا کرائے یہ سنکر پھر سبنے گردن نیچی کی نیچی ہی رکھی جیسے سُنا ہی نہین کیونکہ
یہی خیال تھا کہ اگر گئے بھی اور حرمت نامہ صاحبقران کی کھو کر آئے تو کیا منہ دکھائینگے لہذا اس جانے سے
نہ جانا بہتر ہے بعد تھوڑی دیر سکوت فرمانے کے امیر ثانی کو غصہ آگیا چہرہ سرخ ہوگیا اور دل مین تہیہ کر لیا
کہ اگر ابکی کوئی نہ گیا تو مین آپ نامہ لیکر جاؤنگا مگر پھر آواز دی کہ اے حامیان دین اسلام آگاہ ہو کہ یہ گوئے از امر کر
جسے نامہ داری کرکے سعادت کونین حصول کرنا ہو کرے ورنہ بعد اسکے یہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ آجائیگا کہ جو
اس وقت تک مخاطب نہین ہے اس رمز کو جس نے سبسے پہلے سمجھا وہ شاہزادہ دارا بن داراب سیمین تن
تھے یہ نوجوان دنگل پرسے کود پڑا اور دست ادب بستہ عرض کی کہ اس خدمت کو یہ خادم بجا لائیگا
امیر کو اس جرأت پر دارا کی جسقدر خوشی ہوئی اُسیقدر دلپر صدمہ بھی گذرا کیونکہ مرے ہوئے فرزند کی یہی
نشانی ہے آبدیدہ ہوکر خاموش ہو رہے کیونکہ صاحبقران کو دو خیال پیدا ہوئے کہ ایک تو میرے روکنے سے
یہ فرزند اب نہ رکیگا اسلیے کہ اپنی جگہ سے اُٹھ چکا ہے دوسرے یہ گمان ہوا کہ اگر مین اپنے پوتے کو روکونگا تو لوگ
طعنہ زن ہونگے کہ امیر کو اپنون کا زیادہ خیال ہے لیکن دارا بن داراب سیمین زرہ نے آتے ہی جام کلمہ
عفریت کو چکھا بیڑا اُٹھاکر کھا لیا سپر شمشیر زیب کمر کرکے نامہ سر سے باندھا اور امیر با توقیر سے رخصت ہوکر
بارگاہ سے نکلے یہ روز تیاری اور سامان مین گذرا دوسرے دن بڑے ہی عظم و شان سے طرف قیطول
تمثالیہ کے روانہ ہوئے لیکن جسوقت یہ خبر تمثال آئینہ رو کو پہونچی کہ پوتا حمزہ ثانی کا رسم ایلچی گری ادا کرنے کو
آتا ہے اپنے صلصال سے پوچھا کہ انکے یہان کا کیا طریقہ ہے صلصال نے بیان کیا کہ بہتر ہو اگر ایلچی راہ سے واپس کر دیا
جائے یا قتل ہو جائے کیونکہ اگر ایلچی یہانتک پہونچ گیا تو خداوند سے بجز اُٹھا بیٹھی کرانے نہ مانے گا تمثال
آئینہ رو نے کہا کہ یہ کیا صلصال نے جواب دیا ان لوگون کا قاعدہ ہی یہ ہے ایلچی گری برائے نام ہوتی
ہے دراصل آبرو ریزی کرنے آتے ہین لندھور نے ملک سبائل مین ایلچی گری کی تھی لقا سے وہ قصہ
لیا کہ ساری خداوندی ایلچی گری ہی مین بھلادی خداوند کو پچھاڑ دیا تو ندپر چڑھ بیٹھا کٹار سینے مین بھونکے ہی
دیتا تھا ویسا ہی کچھ بیان ابھی ہوتا ہے تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ کیا تم ایسی ہی ایلچی خداوندی ہماری بھی سمجھتے ہو
یہ خیال دل سے دور رکھو تم دیکھ لینا کہ ایلچی خود مجھے سجدہ کرکے مطیع ہو جائیگا اور نقابدار سیہ پوش و سفید
پوش کو حکم دیا کہ منع کردو جاکے لشکر مین کہ کوئی ایلچی کو نہ روکے ورنہ خداوند بہت ناراض ہونگے یہ سنتے ہی
نقابداران سیہ پوش و سفید پوش تو اُسطرف روانہ ہوئے اور یہان تمثال آئینہ رو نے دربار کو ترتیب دیا آپ تخت

خداوندی پر بیٹھا صلصال کو وزیر قدرت اور لاجورد شاہ کو نائب قدرت بنکر بیٹھنے کا حکم دیا لیکن دونون نے
انکار کیا کہ اگر یونہین جان بچ جائے تو بڑی بات قدرت کے شریک ہوکر اپنے کو غضب مین کون ڈالے لیکن تمثال
آئینہ رو نے اپنے سرداران فوج کو طلب کیا سب حاضر ہوے کچھ سردار دست راست کی طرف کچھ دست چپ کی
جانب بیٹھے آپ نقاب چہرے پر ڈالے ہوے تخت پر بیٹھا داہنی جانب گوشۂ تخت پر لاجورد شاہ
بائین جانب صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو ہی اور وزرا امرا اپنے اپنے عہدے کے موافق
بیٹھے بعد تجمل کی کا بدار نشست پر کھڑا ہوا عکس رانی کرتا ہی بیان تو اسطرح دربار آراستہ ہی سرداران دست
راست مین سب سے بالادست تمک قہقر پیل زور اپنے دنگل شوکت پر بیٹھا ہوا مثل ہاتھی کے جھوم رہا
ہی بعد اسکے تر فیل کوہ پیکر قہرم زرہ پوش اخلاق آہن کلاہ الکی رو مین تن وغیرہ یہ سب سردار
نہایت زبردست بیٹھے ہین بائین جانب سب سے بالادست قاشان گراز دندان مانند ایک کوہ کے اپنے
دنگل پر معلوم ہوتا ہی اسکے بعد زنجیل زحل پیشانی ارقم جوشن پوش اشفاق کج کلاہ ملکی رو مین تن وغیرہ یہ سب
اپنی اپنی جگہ اکڑے ہوے ہین اور بل کر رہے ہین آنکھین سب کی لگی ہوئی ہین کہ دیکھا چاہیے ایلچی کیسی شوکت کے
ساتھ آتا ہی کہ یکایک سامنے سے تتق گرد بلند ہوا اور قریب پہونچتے ہی دامنۂ گرد کا شگافتہ ہوا دل
گرد سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوا سب زرین پوش تھے آگے آگے ان کے اک جوان
زرین زرہ پہنے ہوے خود سر پہ کج رکھا ہوا چہرے سے شان شاہی و شہریاری نمودار دکھائی دیا
صلصال نے کہا کہ یا خداوند یہ بیٹا ہی داراب سیمین زلف کا پوتا ہی حمزہ ثانی کا وہان نقابداروں نے
لشکر کو دو راستہ کرکے پہلے سے راہ دے رکھی تھی دار آے بن داراب سیمین زرہ مرکب کو اڑاتے ہوے
لشکر کی راہ طے کرنے لگے لیکن قہقر پیل زور نے جو چہرہ دارا ے بن داراب کا دیکھا کہ یہ کمسنی اور یہ
جرات دل سے غلام ہوگیا اور کہا کہ یا خداوند اگر یہ بندہ تیری راہ پر آجاے تو مجھے سوال تھا کہ مین اسکو
اپنے لشکر کا سپہ سالار بادشاہ بناؤنگا تمثال آئینہ رو نے کہا جب وہ اطاعت اختیار کریگا اس وقت
دیکھا جائیگا اگر اسنے خداوند کو اپنے پہچانا اور یہ تمنا بیان کی کہ مین ہر وقت کے تقرب کا امیدوار ہون
تو مین کبھی تجھے نہ دونگا قہقر تو خاموش ہوگیا اور سردار کہنے لگے کہ خداوند کو ایسا ہی عادل ہونا چاہیے
لیکن صلصال و لاجورد شاہ نے دل مین کہا کہ تم خیالی پلاؤ پکایا کرو وہ یہان آتے ہی دیکھو کس کسکو خود
لقمہ کر جاتا ہی لیکن قہقر پیل زور نے عرض کی کہ یا خداوند اگر مناسب ہو تو اسکا استقبال کرنا چاہیے
کیونکہ خیال تو فرمایے کہ کتنے بڑے شخص کا پوتا ہی تمثال کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ تیرا جی چاہے تو جا اور
تو کسی کو مین نہ بھیجونگا خداوند کی شان کے خلاف ہی کہ اپنے ایک بندے کے ایلچی کا استقبال کرائے
یون جسکا جی چاہے چلا جائے مین منع بھی نہین کرتا نہ خود سے بھیجتا ہون بعضون نے کہا کہ خداوند بجا فرماتے ہین
پھر ہمین کیا ضرورت ہی جو استقبال کو جائین لیکن قہقر پیل زور اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کی کہ یا خداوند اگر کوئی
گناہ نہ ہو تو مجھے اجازت ملے کہ مین جاکر ایلچی کی تکریم کرون مجھے یہی مناسب وقت معلوم ہوتا ہی تمثال نے
کہا جا تجھکو اختیار ہی قہقر پیل زور سلام کرکے چلا چند روز سے اسکو سجدہ معاف ہوگیا ہی بظاہر تو یہ
مطیع ہی تمثال آئینہ رو کا لیکن بہ باطن اسکے دل مین شک پڑ چکا تھا کہ یہ کیسا خداوند ہی کہ ہماری طرح
کھاتا پیتا ہی باتین کرتا ہی اور کے جنواتا ہی پھر ہم مین اور اسمین سوا چند اختیارات کے اور کیا فرق ہی اسکے دل سے

نہ مانا اور قیطول کے نیچے اتر کر بڑے استقبال ایلچی روانہ ہوا آئے زیادہ ترکہ ایسی بات کی تھی کہ اگر
خداوندی اسکی باطل ہے تو یہ ضرور خدا پرستون کے ہاتھ سے برباد ہوگا کیونکہ اُنھون نے ہزارون خداوندنیان
برباد کر دی ہین اس وقت مین اہل اسلام کی نگاہون مین سُبک ٹھہرونگا وہ امیر ثانی فرمائینگے کہ تمثال
آئینہ رو کی خداوندی مین سب بے تہذیب و نالائق بھرے تھے کیسکو اتنا سلیقہ نہوا کہ ایلچی کی تعظیم تو
کرتا یہ سوچ کر آگے بڑھا ہی تھا کہ سامنے سے دارائے بن داراب کو آتے دیکھا لیکن جسوقت دارائے
بن داراب لشکر کے پیچھے ہو کر گذرنے لگے تو عقب مین لشکر نے بھی چلنے کا قصد کیا ساتھ ہی سالار طلایہ فغفور کرگدن
سوار نے بڑھ کر ان لوگون کو روکا کہ تم کہان جاتے ہو دارائے بن داراب نے پلٹ کر آواز دی کہ او گبر بیا
لوگ تیرے روکے نہین رکنے والے ہین جب ہم منع کرینگے تو رکینگے تو ہٹ جا فغفور یہ سنکر نہایت برہم
ہوا اور پکارا کہ تو ایلچی ہو کر ہملوگون سے گستاخی کرتا ہے ایسا نہو کہ تجھے خداوند تک پہونچنا بھی نصیب نہو دارا
کو غصہ آیا اور پکار کر آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی دیکھون تو کہ تو کیسا ہے فغفور نے جھپٹ کر تیغہ مارا ادھر
قمقر پیل زور نے جو یہ معرکہ دیکھا دوڑ پڑا اور آواز دی کہ او فغفور یہ کیا کرتا ہے ایلچی پر ہاتھ اٹھاتا ہے کیا
خداوند کو بدنام کریگا لیکن وہان دارائے بن داراب نے وار فغفور کا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا
تلوار دیا تو سر پر جھکی تھی یا زمین مین دکھائی دی مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے تھا جدا کہ جو قریب تھے
تماشا دیکھ رہے تھے ہٹ گئے قمقر جب قریب پہونچا تو لاش فغفور کی مع مرکب زمین پر پھڑکتی تھی دانتون
مین انگلی دبائی اور زور و جرأت پر دارائے بن داراب کے آفرین کہی دارائے نے کہا کہ کیا تمھارا بھی کچھ قصد
ہے قمقر نے عرض کی کہ مین یون نہین لڑتا جب وقت آئیگا تو باہر بھی نہین ہون ضرور مقابلہ کرونگا مگر اسوقت
نہین دارائے نے کہا پھر کس واسطے آئے ہو قمقر نے عرض کی کہ صرف برائے استقبال دارا کا غصہ کم ہوا قمقر بھی
جوان حسین و زبردست ہے اور اسکے خلق پر دارا کی طبیعت بھی مائل ہوئی فرمایا کہ میرے ذہن مین یہ بات
نہین آتی کہ میرے ساقہ کے سوار کس غرض سے روکے جاتے ہین کیا ان لوگون سے اہل لشکر کو خوف ہے قمقر ہنسا
اور کہا کہ چالیس ہزار کا خوف کرو ڑ کی فوج پر کیونکر غالب ہو سکتا ہے یہ اُسکی حماقت تھی جو اُسنے روکا
آخر سبزا پہونچا وہان بالائے قیطول آپکو تنہا جانا پڑے گا دارا ہنسے اور کہا کہ مین حمایت کے واسطے
ان لوگون کو ساتھ نہین لایا ہون بلکہ یہ لوگ محض آرائشی ہین لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ خداوند تمھارا ڈرپوک ہے ورنہ
تنہا نہ بلاتا اگرچہ وہ روک ٹوک نہ بھی کرتا جب بھی ہم خود ہی اُن لوگون کو ساتھ نہ لیجاتے خیر بہتر ہوا کہ
اب مفصل معلوم ہو گیا الحاصل قمقر پیل زور دارائے بن داراب کو ہمراہ لیے ہوئے زیر قیطول پہونچا
اجازت تو پہلے ہی ہو چکی تھی شاہزادہ دارائے بن داراب زینے طے کرتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک گبر
نابکار تخت پر بیٹھا ہے اور داہنے بائین برابر کرسیان ڈنگل بچھے ہوئے ہین سرداران زبردست جلوہ افگن
ہین دارائے بن داراب نے پہونچتے ہی سلام کیا اور آواز دی کہ سلام ہے میرا اُس شخص پر جو خداوند کریم
کو برحق جانے اور محمد مصطفیٰ کی رسالت کو مانے کسی نے کچھ جواب نہ دیا تمثال آئینہ رو ہنسا پکارا ای شہ
گم کردہ راہ تو نے ابھی اپنے خداوند کو نہین پہچانا جو خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے بیان کر کہ کس واسطے
آیا ہے دارائے بن داراب نے جواب دیا کہ مین بیٹھ تو لون تو بیان کرونگا یہ کہکر ادھر اُدھر دیکھا تو ایک ڈنگل خالی تھا ساتھ
ہی یہ خیال ہوا کہ اسی جوان کا ڈنگل ہوگا جو میرے ہمراہ ہے لہذا اسکے مقام پر بیٹھنا مناسب نہین خلاف مروت

وحشت ہر لیکن اسی دنگل کے مقابلہ جانب دست چپ ایک ہیوان زبردست بیٹھا ہوا تھا اُس سے ارشاد فرمایا
کہ ذرا تو اپنے دنگل سے علیحدہ ہو جا کہ مین رسوم نامہ داری ادا کرکے چلا جاؤن اُسنے آواز دی کہ ای شخص تیری نگاہ مین ہو
زمین مین سب سے زیادہ حقیر معلوم ہوا دارانے بڑھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ کر پھر کہا کہ یہ کوئی حقارت کی بات نہین ہی مین تیرا
مہمان ہون دو باتین کرکے ابھی چلا جاونگا اُسنے گھونسا مارا دارانے کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا تڑاق سے آواز آئی منکا ڈھلک
گیا وہ سردار چرخ کھا کر زمین پر گرا اور منھ سے خون اُگلنے لگا یہانتک کہ دم بھر مین پھڑک کر تمام ہو گیا یہ زور
دیکھکر تمام اہل دربار تھرتھرا اُٹھے ہاتھون مین رعشہ پڑ گیا تمثال آئینہ رو نے دل مین کہا کہ اللہ رے زور ایک ایک دلاور
ایسا ہی تو حقیقت مین حمزہ نہین معلوم کیسا زبردست ہوگا پھر کیونکر دوگے اُسکی اطاعت نہ قبول کرتے لیکن اپنے تحمل کیا
اور کہا کہ ای ایلچی تو بڑی زیادتی کرتا ہی مین بسبب اسکے کہ تو مہمان ہی دخل نہین دیتا ہون لا نامہ مجھے دے دارانے
جواب دیا کہ پہلے تو اپنے گریبان مین منھ ڈال تو دعوے خداوندی کا کرتا ہی اور اتنا بڑا بے تہذیب ہی کہ یہ بھی خیال
نہ آیا کہ ذرا لرزہ قاف ثانی سلیمان کا نامہ دار آیا ہی تو نیچے گا کہان جواب دیا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا بس زیادہ
گستاخی مت کر نامہ مجھے دے دارانے جواب دیا کہ پہلے شرطین نامہ کی ادا کر کہا وہ شرطین کیا ہین کہا دس کشتیان زر و جواہر
کی نامہ پر سے نثار کر اور سات کشتیان مجھپر سے اور دس قدم نامہ کا استقبال کر اور سات قدم میرا یہ سنتے ہی تمثال کو
نہایت غصہ آیا اور برہم ہو کر جواب دیا کہ او بندہ بے ادب تو جاہ و جلال قدرت سے بھی آگاہ نہین ہی جو اپنے خداوند کی
اپنی تعظیم اور کاغذ کا استقبال چاہتا ہی ادھر دیکھ دانا اور آگاہ ہو کہ مین خداوند تمثال آئینہ رو ہی جان اپنے خداوند
خاص کو تجھے مثل زمرد شاہ باختری وغیرہ کے خیال نکرنا یہ کہتے ہی اُس بجیلانے چہرے سے نقاب دور کی
اور روے نحس دکھائی دیا دارای بن داراب پایا تو غصہ کرکے اُٹھا تھا کہ اس ملعون کو سزا پہونچاؤن لیکن
نظر جو پڑتی ہی بس ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا تمثال آئینہ رو نے نامہ لیکر پڑھا بعد تعریف الٰہی
اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھا کہ ای تمثال آئینہ رو بادشاہی بھی خدائی سے کم نہین لہذا تو اپنی خود پرستی
سے باز آ اور ابد الاباد تک کے واسطے جہنم مین اپنا گھر نہ بنا اور دونون وزیر تیرے صلصال اور لاجورد شاہ تیرے
یہان بھاگ کر چھپے ہین اُنھین میرے سپرد کر نامہ پڑھ کر یہ ملعون بہت ہنسا اور جواب تحریر کرکے نقابدار سیہ پوش
کو دیا اور کہا کہ تو جا کر حمزہ کو دے آ اور کہدینا کہ تونے تیرے اپنے خداوند کو پہچان لیا اب اُسکی بزرگی تجھسے
زیادہ ہی کیونکہ پہلے وہ ایمان لایا ہی مگر خیر اب بھی تو اُسکی تاسی کریگا تو انجام بخیر ہوگا ورنہ یہ عظمت و شان
جو ہیچ تجھکو عنایت کی ہی دو پہر مین فنا کر دونگا نقابدار سیہ پوش تو نامہ کا جواب لیکر اُس طرف روانہ ہوا یہان جیسے ہی
دارائے بن داراب کو ہوش آیا اس ملعون کو دارانے سجدہ کیا اور کہا واقعی مین گمراہ تھا مگر اب راہ پر آگیا
تمثال آئینہ رو نے کہا کہ ای بندہ خاص الخاص اپنے ساتھ والون کو بھی سمجھا کر اپنا ہم مذہب بنا کہ وہ سب
ابھی تک گمراہ ہین دارانے یہ سنکر اُس وقت زیر قیطول آکر اپنے ساتھ والون سے کہا کہ مین آجتک گمراہ تھا
خداے نادیدہ کو سجدہ کرتا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا کہ اصل خداوند تمثال آئینہ رو ہی اور سب باتین
ہین لہذا تم سب بھی اطاعت خداوند کی اختیار کرو اور دین خدا پرستی سے ہاتھ اُٹھاؤ یہ سنکر سبکے سب دارا کا منھ
تکنے لگے کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین یکایک وہی آفت ان سب پر بھی نازل ہوئی اور تمثال آئینہ رو نے دریچہ سے
سر نکالکر آواز دی کہ ای بندگان گم کردہ تمھارا سردار سچ کہتا ہی پہچانو اپنے خداوند کو اور ترک کرو اپنے دین قدیم کو یہ
کہتے ہی اس ملعون نے چہرہ سے نقاب اُٹھا دی اور کہا کہ ادھر دیکھو بس دیکھنا تھا کہ سبکے سبنے سجدہ کیا اور

اطاعت اختیاری تمثال آئینہ روئے دارے بن داراب کو طرف بیابان حشر کے روانہ کیا

لیکن اب چند کلمہ داستان خیر عنوان زینت بارگاہ سلیمانی جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے بیان ہوتے ہیں

کہ بعد روانہ ہونے دارائے بن داراب کے امیر منتظر جواب بیٹھے ہیں سرداروں کا مجمع ہے کہ یکایک ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ نقابدار سیاہ پوش جانب تمثال آئینہ روئے آتا ہے فرمایا آنے دو اسی وقت نقابدار داخل بارگاہ ہوا بطور کفار کے سلام کیا کسی نے جواب تو نہ دیا لیکن مہمان سمجھکر امیر ثانی نے دنگل پر بیٹھنے کو اشارہ فرمایا ساقی نے دو ایک جام دیے جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ میں نامہ دار امیر نے فرمایا لا نامہ مجھے دے نقابدار نے نامہ پیش کیا جسوقت امیر نے نامہ پڑھا اور حال مرتد ہو جانے دارائے بن داراب کا معلوم ہوا غصے سے آگ ہو گئے اور فرمایا خیر کچھ پروا نہیں خدائے ما بزرگ است جاؤ ای نقابدار کہدینا اپنے خداوند مردود سے کہ ابتو ہم ہی سے تیری خداوندی کی قلعی کھلی اور یا تو نے ہمیں مارا بجوا طبل جنگ کل سمجھا جائیگا نقابدار اس طرف روانہ ہوا یہاں ہر سردار کو حیرت ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے جو جاتا ہے مرتد ہو جاتا ہے سب حالت پر دارا کی افسوس کر رہے تھے ناگاہ لیلی شب نے اپنی زلف دراز کو بکھرایا اور صورت سوگواروں کی بنائی شفق شام نے میدان خونین کا رنگ دکھایا مہتاب جہانتاب سپر سیمین سنبھالے ہوئے چرخ نیلی پر نمودار ہوا لشکر کفار میں سنکھ پھکنے لگے فوج اسلام میں آواز اذان بلند ہوئی ہر شخص اپنے اپنے طریقے کے موافق طاعت الٰہی میں مصروف ہوا کہ یکایک آواز طبل جنگ کان میں آئی امیر کشور گیر نے بھی بحمایت رب قدیر کوس حربی بجنے کو حکم فرمایا یہاں نقارخانہ سلیمانی نوازش میں آیا تیاری حرب و پیکار ہونے لگی جوانان آزمودہ کار سلاح سپہ گری درست کرنے لگے کوئی تلوار پر صیقل کرتا تھا کوئی خنجر کو زہر آلود کر رہا تھا کوئی تیروں کو سیدھا کر رہا تھا کہ نشانہ پھینک بیٹھیں خطا نہ کریں کوئی سنان نیزہ کی آب بڑھا رہا تھا طلایہ کا گشت پھر رہا تھا ہر طرف آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی اہل اسلام نمازوں سے فراغ حاصل کرکے عازم میدان کارزار ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا ادھر بادشاہ لشکر لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ سالار لشکر صلصال بن دلل بن دیو بن شمامہ جادو میمنہ پر نقابدار سیہ پوش میسرہ پر نقابدار سفید پوش ادھر داہنی جانب لندھور ثانی بائیں جانب مالک ثانی حارث بن سعد بادشاہ لشکر امیر بمرتبہا آفتاب صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے ناگاہ بتر دار نکلے جہالی حبشی کا لکڑی شہادی لیتی و بلندی بجد تر دستی برابر ہوئی سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقباء بلند آواز ہر صف کے قریب قریب آئے نقابت کرکے نکل گئے کہ ای بہادرو یہی روز نام و ننگ ہے عرصہ حیات تنگ ہے مرنا ہر طرح برحق ہے جیسے آج ویسے کل مگر خیال کرو شعر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ؛ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہگیا ؛

جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے بہادروں کی رگوں میں خون نے جوش مارا تلواریں میانوں سے اگلی پڑتی تھیں بعضوں کے قدم صفوں سے آگے بڑھ آتے تھے افسروں نے پھر ان سب کو دبا دیا تھا ناگاہ لشکر کفار سے ہاروت تیر زن نے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی لاجورد شاہ نے تحسین مرحمت پشت پر تھاپی اور کہا جا تجھے سپرد کیا خداوند تمثال آئینہ روئے ہاروت بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آیا

سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت یہ پسینے مین عرق ہوگیا زمین پر نیزے کو گاڑ دیا دم کو
آراستہ کرکے آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے
مقابلے کو یہ تیر میرا نخل حیات کو ہر شخص کے قطع کرتا ہے یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ جمہور جہان سوز نے مرکب اپنا پرے سے
نکالا سامنے تخت شاہی کے آئے اجازت حرب مانگی بادشاہ نے فرمایا جاؤ حوالے خدا کے کیا جمہور مرکب
جھکا کر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی جمہور نے چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے ہارودت
کے ہوائی کیا ہارودت نے غصہ مین آکر تیر کا وار کیا جمہور نے ولا اسکا رد کرکے جو ہاتھ مارا تیغ کمر پر پڑا ہارودت
کے دو ٹکڑے ہوے تمام فوج کفار تھرا گئی جمہور مظفر و منصور میدان سے پھرے لیکن یہ حال دیکھکر بھائی ہارودت
کا ماروت میدان مین آیا اسکو گرز پر ناز تھا آتے ہی مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ بہار نشان مغرب
یعنی فرامرز عاد مغربی نے نکلکر مقابلہ کیا ماروت نے گرز کو سر پر چرخ دیکر فرامرز پر وار کیا فرامرز نے
وار اسکا سر عمود پر روک کر جو گرز مارا تو ماروت کو مع مرکب پیوند خاک کر دیا غرضکہ آج کی میدان داری
مین بارہ سردار لشکر کفار کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اہل اسلام نہایت شاد و خرسند نقارہ شادمانی
بجاتے ہوے میدان سے پھرے کفار نہایت محزون و غمگین اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نے مع سرداران اسلام
و بادشاہ عالی مقام لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنی اور بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوے وہان
لاجورد شاہ روتا پیٹتا سامنے تمثال آئینہ رو کے پہونچا تمام سرگذشت بیان کی تمثال آئینہ رو نے
حکم دیا کہ خیر لاشین ان سرکشون کی دریاے رحمت مین پھینک دو بروز حشر سمجھا جائیگا ہم پھر انھین زندہ کرینگے
کیونکہ انھین نے غرور کیا جو انکی یہ حالت ہوئی مگر ہم حکم دیتے ہین کہ کل کے روز روئین تن مقابلہ کرین اور
بجے طبل قہاری یہ سنتے ہی نقارے پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرمی پر تیاری جنگ ہونے لگی ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت مین جناب حمزہ صاحبقران ثانی کے آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجا لا کے
عرض کی کہ گروہ کفار مین طبل بجا ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ کل روئین تنون سے سامنا کرنا ہوگا امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا یہانتک
کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی امیر کشور گیر فوج و لشکر نماز سحری سے
فراغ حاصل کرکے میدان کارزار مین تشریف لائے لیکن بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب و نیب دیگر
نکل گئے تھے کہ لشکر کفار سے ایک گبر بہت بڑے قد کا کرگدن سیاہ پر سوار مرکب کو جھکا کر سامنے تخت لاجورد
شاہ کے آیا اجازت حرب مانگی لاجورد شاہ نے کہا اے غضب خداوند ملک محروس روئین تن جاؤ جعلین
خداوند کے بہ قدرت کے سپرد کیا ان مسلمانون کو غارت و تاراج کرو محروس روئین تن سلام رخصت کرکے
میدان مین آیا نیزہ زمین پر گاڑ کر نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خدا پرستان آگاہ ہو و ہوشیار رہو جاد ہر کہ داند
داند وہر کہ نداند بشناسد کہ منم قہر خداوند تمثال آئینہ رو یعنی ملک محروس روئین تن جسکو تمناے مرگ آرزوے
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو یہ سنتا تھا کہ عدیل بن عادی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آئے اجازت حرب مانگی بادشاہ انکے توند کی طرف دیکھکر کچھ مسکرائے اور فرمایا کہ لڑنے
والے بہت ہین آپکے جانے کی کیا ضرورت ہے آپ تو داروغہ بارگاہ ہین لڑنے بھڑنے کا آپکے وہی وقت ہے
جب کوئی حریف بارگاہ چھینے کو آئے عدیل نے عرض کی کہ جہاں پناہ اسی روز کے واسطے ہوتے ہین پر اگر

مین واپس جاؤنگا اور مقابلہ نہ کرونگا تو لوگ مجھے ہنسینگے لہذا اب اجازت عنایت ہو بادشاہ اسلام نے مجبوری
اجازت حرب و پیکار عنایت فرمائی عدیل بن عادی سلام کرکے اور بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آئے
اول تگاور چلی بعد اُسکے نیزہ بازی ہوئی عدیل نے نیزہ ہاتھ سے محردس کے ہوائی کیا محردس غصہ سے لال
ہوگیا اور پکارا کہ واقع بیشی تم خدا پرستون نے نیزہ بازی کرنا تو بالکل ہی بیکار ہے نیزہ بازی غلال بازی گرز بازی
جلل بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہتے ہی تلوار نیام سے کھینچ لی اور سر
عدیل پر وار کیا عدیل نے وار اسکا سپر پر روکا لیکن تلوار اسکی نہایت عمدہ تھی اور محردس جوان بھی
زبردست تھا تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کیا اور خود کو بھی مثل کاسہ حباب کے کاٹا چار انگل زخم پیشانی پر آیا
عدیل نے سر پیچھے کھینچا مگر توند کو نہ سمیٹ سکے تیغ لنگر دار تھا سر سے نکل کر جو توند پر گرتا ہے معلوم ہوا کہ شہیدی
زیرہ مین تانکے ٹک گئے ہیں ورنہ کھل گیا یہ دیکھتے ہی بھائی انکے دوڑ پڑے اور عدیل کو میدان سے پھیر لائے
محردس نے نعرہ کیا کہ پھر کوئی بہادر جو نکلے یہ سنتے ہی کرب غازی جھپٹ پڑے اور بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر میدان کارزار کا رخ کیا محردس کرب کو آتے دیکھکر بعزم تگاور زنی جھپٹا مگر چونکہ گردن و اسپ مین تگاور
نہین چل سکتی لہذا کرب نے خالی دیا اور پھر باگون کو موڑ موڑ کر ایکنے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار نوبت
شمشیر زنی کی آئی آخر کار کرب دلاور بھی ہاتھ سے محردس کے زخمی ہوئے اسیطرح شام تک سترہ جوانان اسلام
محردس نے زخمی کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے آج کفار نہایت شاد اور
اہل اسلام غمگین واپس آئے دوسرے دن جب صبح ہوئی اور دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئے
نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ پھر محردس میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ یکایک لشکر اسلام مین علم کے
سبز جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ انجم گروہ نے مرکب گلگون باختری کی باگ لی سامنے تخت بادشاہ اسلام
کے آئے مرکب سے اتر کر مجرا کیا اجازت جنگ چاہی فرمایا جاؤ سپرد بہ وردگار کیا بدیع الزمان بار دگر
مرکب پر سوار ہوے اور قصد میدان کارزار کا کیا تیغ زنی ہونے لگی لڑتے لڑتے حسب اتفاق گھوڑے نے
بدیع الزمان کے ٹھوکر لی خود سر سے نیچے گرا تیغہ محردس کا سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر گیا بدیع الزمان نے
دستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا محردس نے نعرہ کیا
کہ زدم و شکست کردم لوگ دوڑ پڑے اور بدیع الزمان کو پھیر لائے بعد بدیع الزمان کے شاہزادہ
نور الدہر نے مقابلہ کیا لیکن یہ بھی زخمی ہوے اب پرا بند ہوگیا دست راستیون کی صف سے جتنے
نامی تھے سب زخمی ہوے شام کو محردس طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھر گیا اہل اسلام نہایت محزون
و غمگین واپس ہوے زخمیون کا علاج ہونے لگا لیکن محردس نے جاتے ہی پھر طبل بجوا دیا تیاری جنگ ہونے
لگی جسوقت صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ہوے محردس میدان مین آیا اور پکارا کہ باش اے گروہ
خدا پرستان دیکھا تمنے کہ دو روز مین کیا حال کیا تمہارے جتنے زور دار تھے سبکو زخمی کیا لشکر حمزہ کا ایک بازو
تھا جو زبردست تھا اسکو توڑ دیا بہتر و مناسب یہ ہے کہ ابھی تم لوگ سرکشی سے باز آؤ اور اطاعت خداوند تقال
آئینہ رو کی منظور کرو ورنہ یقین جانو کہ اس سے بدتر حال کرونگا یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الملک نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور سامنے تخت شاہی کے آکر آستان عبودیت کو بوسہ دیا اور اجازت حرب مانگی بادشاہ نے
فرمایا کہ حافظ حقیقی نگہبان ہے جاؤ بدیع الملک سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھے اور رخ میدان کارزار کا کیا

محروس نے کہا او اجل رسیدہ تو کیا کریگا جو میرے مقابلے کو آیا ہی جا پھر جا کیونکہ مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی
بدیع الملک نے جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہی لا ضرب بہادری کی یہ میدان جنگ ہی نہ کہ صحبت وعظ
و پند یہ سنتے ہی محروس کو غیظ آگیا اور وہی تیغہ جس سے دو روز تک برابر صبح سے تا شام اہل اسلام کا
خون بہا ہی نیام سے کھینچ لیا اور سر بدیع الملک پر وار کیا بدیع الملک نے مرکب کو اشارہ کیا اور
آئی تلوار کو خالی میں کرکے دھار بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور
بند کمر پکڑ کر زور کیا محروس نے بھی ہاتھ گریبان میں ڈال دیا زور کشمکش کے ہونے لگے یہانتک کہ گھوڑے لنگر دن
کی تاب نہ لا سکے آخر بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کیا اور مصروف تلاش ہوے جب ڈاکا کشتی کا بندھا
افسران فوج آگے بڑھ آئے قریب تماشاے جنگ و جدال دیکھنے لگے یہانتک کہ تمام دن کشتی رہی محروس بھی
صرف روئین تن نہیں ہی بلکہ شہزور بھی ہی جب بدیع الملک اسے نیچے پکڑ لاتے ہیں ہاتھ چیر کر صاف نکل جاتا ہی
اور جب محروس بدیع الملک کو پکڑ لاتا ہی یہ بھی نکل جاتے ہیں دیکھنے والے داد مردی و مردانگی دے رہے
ہیں کہانتک گذارش کیا جاے کہ قریب شام بدیع الملک نے لنگر محروس کا توڑا سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا کود کر چھاتی پہ آ دازدی کہ باش او گبر نابکار اب کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم میں محروس ہنسا
اور کہا کہ او بیوقوف اس سے کیا ہوتا ہی کہ تو نے زور میں مجھے پست کیا خداوند تمثال آئینہ رو نے موت تو میری
بنائی نہیں ہی تلوار مجھپر اثر نہیں کرتی خنجر میرے جسم کو کاٹ نہیں سکتا پھر تو میرا کیا کریگا یہ سننا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک کو غصہ آگیا اور سر گردن سے کھینچ کر پھینک دیا لاشہ محروس کا پھڑک کر رہگیا کفار میں ایک خروش بلند
ہوا کہ غضب کیا اس خدا پرست نے ارے یارو جانے نپاے اسنے قہر خداوند کو ڈھا دیا محروس ایسے شخص کو
مار ڈالا یہ سننا تھا کہ کئی کرور کی فوج یورش کرکے چلی اور بدیع الملک کو گھیر لیا شاہزادہ نے جلدی سے
مرکب پر بیٹھکر لڑنا شروع کیا جسے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب اسکے چار ٹکڑے کیے جسکو چورنگ ہوائی کاٹا
کسی کا سر تن سے صاف قلم کر دیا جب ہاتھ کی صفائی اور برش شمشیر صاعقہ بار کی دیکھی بادشاہ
اسلام نے بھی فوج کو حکم دیا سرداران دست راست و دست چپ دوڑ پڑے عقب سے اور فوج آ پہنچی
تلوار چلنے لگی اتنے اتنے بڑے دو لشکروں میں جنگ مغلوبہ کا ہونا تھا کہ قیامت کبرا برپا تھی ہر طرف تلوار چلتی
بجلیاں چمک رہی تھیں بارش خون ہو رہی تھی ڈھالوں کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی تھی تیروں کی بوچھار تھی
کمانیں کڑک رہی تھیں سر دریاے خون میں مانند حبابوں کے تیر رہے تھے جہاں بازو زرہ پوشوں کے
کٹکر گرے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی دام بلا میں پھنسکر پھڑک رہی ہی اس غضب کی تلوار چلی کہ آن واحد میں
کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو گئے صلصال نے دیکھا کہ اہل اسلام لشکر کو پامال کرکے آج ہی خاتمہ کر دینگے
لاجوردشاہ سے کہا کہ جلد طبل امان بجوا دیجیے لاجوردشاہ نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر علیحدہ ہو
امیر ثانی بدیع الملک پر سے زر نثار کرتے ہوے میدان سے پھرے زخمیوں کا علاج ہونے لگا
لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنی کہ یکا یک جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق نمودار ہوئی اور
بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ خر پیس روئین تن بھائی محروس کا ابھی شہر خروسیہ سے آیا ہی اور حال
قتل اپنے بھائی کا سنکر نہایت برہم ہوا اور طبل جنگ بجوا دیا ہی امیر نے فرمایا کچھ پروا نہیں ہی ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و
بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی نقارخانہ سلیمانی لوازش میں آیا تھا تک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا ہر طرف

اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی دونوں لشکر معرکہ آرائے میدان قتال ہوئے جس وقت صفین آراستہ ہوئیں نقیب
نقیب دیگر نکل گئے خرلیس مرکب کو جھکا کر سامنے تخت لاجورد شاہ کے آیا اجازت جنگ مانگی کہا جاؤ تمہیں سپرد کیا
خداوند متعال کے خرلیس میدان میں آیا بعد سلح شوری بسیار نعرہ کیا کہ کہاں ہے وہ شخص جسنے کل میرے بھائی کو مارا یہ
سنتے ہی بدیع الملک شمر کیا اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان میں آئے اول نیزہ بازی ہوئی
بدیع الملک نے نیزہ ہاتھ سے خرلیس کے ہوائی کیا بس زمانہ نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گیا اور کھینچکر تیغہ آبدار کا جو ہاتھ
مارنا چاہا بدیع الملک نے بھی چاہا کہ بند دست پر ہاتھ ڈالدوں ناگہاں پاؤں گھوڑے کا موش خانہ میں جا رہا تیغہ سر پر
بیٹھا خرلیس نے جھٹکا مارا تھا دو ابرو اتر گیا دا ستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی غش
طاری ہوا اتنا خرلیس نے چاہا کہ سر بدیع الملک کا کاٹ لوں کہ شاہزادہ کیخسرو دوڑ پڑے بدیع الملک کو
ہٹا کر مقابلہ کیا لیکن ہاتھ سے خرلیس کے زخمی ہوئے بعد کیخسرو کے ایرج نوجوان میدان میں آئے یہ بھی زخمی
ہوئے شام تک چندہ سردار زخمی ہوئے جب رات ہوئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے کفار
نہایت شاد و بشاش اہل اسلام غمگین و پریشان کہاں تک گذارش کیا جائے کہ تین دن کے میدان داری میں
خرلیس نے بھی باہم صف خالی کردی دست چیمپیون میں جتنے نامے تھے سوا شہریار نامدار کے سب زخمی ہوئے
لیکن چوتھے روز خرلیس نعرے کر رہا تھا اور پرا بند تھا کوئی مقابلے کو اسکے نہ نکلتا تھا کہ یکایک لشکر شہریار
کے علم جلوہ گری پر آگئے اور شہریار نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت شاہی کے جاکر اجازت مانگی
بادشاہ اسلام نے آستین رحمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرنا جاؤ پروردگار عالم نگہبان
ہے شہریار سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے خرلیس کے آیا بعد گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئی شہریار نے
چند طعن میں نیزہ ہاتھ سے خرلیس کے ہوائی کیا خرلیس نے تلوار ماری شہریار نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ
کیا لیکن تلوار جو پڑی سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیے شہریار نے سر کھینچے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر پہنچی
گردن مرکب شہریار کی قلم ہوئی شہریار نے جو دیکھا کہ مرکب میرا مارا گیا گھوڑے سے کود پڑا مرکب تو مرکب آتشبازی
ہوکر تمام ہو گیا لیکن شہریار نے سر پیٹ میں کر گردن خرلیس کے اڑا کر چاروں پاؤں مضبوط تھام کر جو ہکا مارا سر سے
بلند کر لیا اور دم اٹھا کر ایک نشیب کی طرف پھینکا اس زور پر شہریار کے کفار میں ایک خروش بلند ہوا اہل اسلام آواز
مرحبا دینے لگے خرلیس نے دیکھا کہ اب جان بچے نہیں معلوم ہوتی کہ گردن پر سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر شہریار پر
دوڑا شہریار نے کہ گردن خرلیس پر کھینچ مارا خرلیس نے خالی دیا اور قریب شہریار کے پہنچکر وار کیا شہریار نے
جھکیلی دی کہ تلوار سٹ پڑی بند دست پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ شہریار نے لنگر
خرلیس کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور کود کر چھاتی پر بیٹھے اور تلقین دین اسلام کی خرلیس نے مثل طوطے
کے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوا سب نہایت خوش ہوئے کفار غمگین میدان سے پھرے بادشاہ اسلام شہریار پر سے
زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے خرلیس کے مسلمان ہو جانے سے سبکو اطمینان ہو گیا تھا قید نہ کیا بلکہ
شہریار نے اپنے خیمے کے برابر اسکا خیمہ بھی برپا کیا لیکن طیفور شیر دل عیار شہریار کو اطمینان نہوا شہریار سے
کہا مجھے یقین نہیں کہ خرلیس مسلمان ہوا ہے کیونکہ اسکے چہرہ پر سیاہی کفر ہنوز باقی ہے شہریار نے کہا یہ اثر تجھ میں
تیرے دادا کا ہے اسے بھی یونہیں وحشت ہوا کرتی تھی شہریار کے خیمے سے طیفور آگاہ تھا اسوقت تو خاموش ہو رہا لیکن
جسوقت شب ہوئی اور شہریار آرام گاہ میں گیا نیند خواب بلند ہوئی طیفور نے آکر شہریار کو بیہوش کیا اور ایک دوسرے

خیمہ مین پہونچا دیا اور بجاے شہریار ایک کافر کو کہ یہ لشکر کفار سے گرفتار کر لایا تھا شہریار کی صورت بنا کر پلنگ پر
لٹا دیا اور آپ ایک گوشہ مین چھپ رہا جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص سیاہ پوش
نگاہین پھیلاتا ہوا داخل خیمہ شہریار ہوا تلوار برہنہ ہاتھ مین کھینچی ہوئی تھی قریب پلنگ کے پہونچتے ہی ایک
ہاتھ مارا کہ شہریار نقلی کا سر علیحدہ ہو گیا اور یہ سیاہ پوش نکلکر بھاگا طیفور نے اُس خیمہ مین جہان یہ شہریار کو لیگیا
تھا آکر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کر کے لاش دکھائی بس یہ دیکھتے ہی شہریار اُسی وقت مرکب پر بیٹھ کر طرف
بارگاہ لاجورد شاہ کے روانہ ہوا قریب زیر قیطول پہونچے یہ وقت وہ تھا کہ مثقال آئینہ رو دریچے سے سر
نکالے تھا کہ تمام خلقت اُسکو سجدہ کرتی ہے کہ یکایک خرلیس خرم و شادمان پہونچا آواز دی کہ یا خداوند مین اپنے
دشمن کو ہلاک کر کے آیا ہون اس اثنا مین شہریار بلاے بیدرمان کی طرح سر پر پہونچا خرلیس نے پلٹ کر
تلوار ماری اور کہا تجھے تو مین قتل کر آیا تھا کیا خداوند نے پھر تجھ مین روح پھونک دی شہریار نے کہا بچایا مجھکو
تیرے شر سے پروردگار عالم نے اور بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جھکا مارا سر زمین سے
بلند کر کے زمین پر مارا اور چیر کر پھینک دیا اُس وقت تمام لشکر کے سامنے شہریار نے اس جرات و بہادری سے
خرلیس کو مارا کہ سب تھرا گئے بعد ہلاک کرنے خرلیس روئین تن کے شہریار ذیوقار نے اپنے دل مین
کہا کہ یہان تک تو آیا ہون مثقال آئینہ رو نابکار کو بھی قتل کرون یہ وہ نابکار ہے کہ جس نے اپنی صورت
نحس و سحر آگین دکھا کے دارا بن داراب کو مسخر کر لیا دیکھتے ہی اس نالائق کی صورت کو اُس
موحد بہادر نے اُسکو سجدہ کیا پس ایسے مردود کو ضرور قتل کرنا چاہیے اور انتقام دارا بن داراب کے
سجدہ کرانے کا لیجیے یہ باتین اپنے دل مین کر کے قدم اپنا در بند نسیم بہار کی طرف بڑھایا یہ در بند نسیم بہار
ایک باغ پر بہار کا نام ہے جو مانند گلشن شداد کے ہے اور اسی باغ سے راستہ قیطول پر جانے کا ہے الحاصل جب شاہزادہ
شہریار راہ طے کر کے قریب در باغ پہونچا نطاق آدم خوار کہ ایک سردار زبردست بلاے بیدرمان ہے حکم مثقال
آئینہ رو کے در باغ پر لاکھ سوارون کی جماعت سے فروکش تھا دیکھتے ہی شاہزادہ شہریار کو اپنے مردان
سپاہ سے کہنے لگا ہوشیار ہو جاؤ کہ شہریار اس طرف آتا ہے سواران سپاہ جلد مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہوے
نطاق آدم خوار بھی فوراً مسلح ہو کے گینڈے پر سوار ہو کے جملہ سوارون کو ساتھ لیکے آگے بڑھا اور نعرہ کیا کہ اے
شہریار خبردار ادھر آنیکا ارادہ نکر اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو یہان سے چلا جا ورنہ پچھتائیگا میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا اول تو مین وہ بہادر ہون کہ میرا ثانی کوئی قوت مین نہو گا دوسرے میرے ہمراہ ایک لاکھ سواران نبرد
کار ہین تو اکیلا ہے کیا کریگا ضرور مارا جائیگا شاہزادہ موصوف نے جواب دیا او بیدین تو مجھے عبث ڈراتا ہے
مین ضرور در بند نسیم بہار سے قیطول پر جاؤنگا تیرے خداوند نابکار کو تہ تیغ کرونگا اگر تو سد راہ ہوگا تو پچھتائیگا
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری کیا حقیقت ہے مین نے جو تجھ سے زیادہ شجاع تھے اُنھین قتل کیا ہے اور یہ تیرے
ہمراہ لاکھ سوار کیا ہین مین ان سے نہین ڈرتا جس وقت میری برق شمشیر چمک کر گریگی خرمن حیات ان
سبکا باقی نرہیگا نطاق آدم خوار نے یہ سنکے برہم ہو کے تیغ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچکر جملہ سوارون کو
ہمراہ لیکر شاہزادہ پر حملہ کیا ادھر شاہزادہ نے بھی تلوار علم کی جب کفار نے چار طرف سے گھیر کر تیرون پر تیر اور نیزون پر
نیزے لگائے شہریار بھی اُنسے لڑنے لگا کفار کو شمشیر آبدار سے قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرنے لگا یہان تو
شہریار مصروف کارزار ہے لیکن احوال لندھور جانشین حمزہ صاحبقران مالک اژدر کا لکھا جاتا ہے

کہ یہ دونون بہادر واسطے شکار کے صحرا مین گئے تھے وحش وطیور کا شکار کر رہے تھے ناگاہ عین شکارگاہ مین ایک
شخص سے یہ خبر سُنی کہ شاہزادہ شہریار تمہارے قتل تمثال آئینہ رو جانب قیطول گیا ہی وہان نہ طاق آدم
خوار سے کہ ایک لاکھ سوار اُسکے ساتھ مین لڑ رہا ہی سواران نابکار چہار جانب سے اُسے گھیرے ہین ارادہ
قتل کرنے کا رکھتے ہین بس یہ خبر وحشت اثر سُنکے شکارگاہ سے لبصد عجلت اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جانب دربند
نسیم بہار چلے بعد قطع راہ قریب دربند مذکور پہنچے دیکھا لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی شہریار قتو آتر نعرے
کر رہا ہی کفار کو قتل کر رہا ہی ہر چند سواران نابکار کو قتل کرتا ہی مگر ہجوم کافران چندان کم نہین ہوتا ہی یہ جنگ
دیکھ کے دونون بہادرون نے بیچے لبد دیگرے نعرے کیے بعدہ لندھور جانب دست راست اور مالک بطرف دست
چپ لشکر کفار پر حملہ آور ہوے سواران نابکار کو بضرب شمشیر و نیزہ قتل و ہلاک کرنے لگے شہریار نعرہ
لندھور و مالک کا سنکے خوش ہوا نہ طاق اور اُسکے ماتحت جملہ سوار پریشان خاطر ہوکے دل مین کہنے لگے
بُرا ہوا کہ شہریار کی مدد کو یہ دو بہادر آئے ہم شہریار ہی کو قتل نہ کر سکتے تھے اسکے ہاتھ سے عاجز تھے
اب لندھور و مالک بھی آگئے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ باتین دل مین کرکے دلیرانہ مصروف جنگ ہوے
لندھور و مالک سے بھی لڑنے لگے لندھور و مالک سواران بیدین کو پے در پے قتل کرنے لگے انبار لاشون کے
لگانے لگے ادھر تو یہ دونون بہادر علیحدہ علیحدہ لڑ رہے تھے اور شہریار اُنسے لڑ رہا تھا کہ ناگاہ نہ طاق آدم خوار
لڑتا ہوا سامنے شہریار کے آیا اور نعرہ کرکے تیغہ آبدار سر پر شاہزادہ موصوف کے مارا شاہزادہ صافی
دقار نے تیغہ اُسکا سپر پہ روک کے نعرہ کرکے شمشیر آبدار اُسکے سر پر غزور پر اسطرح لگائی کہ خود کو کاٹتا کمر
اُتر آئی بیدین مذکور دو ٹکڑے ہوکے خاک پر گرا اُسکے قتل ہونے سے اُس سمت جو سوار تھے وہ پسپا ہوے
شہریار آگے بڑھا سواران بیدین کو قتل کرکے بمشکل تمام در باغ پر پہونچ کے اندر باغ کے گیا سواران
نابکار روک نہ سکے یہ دلیرانہ آگے بڑھا لندھور و مالک سواران مذکور سے لڑ رہے تھے کہ صلصال بن دال
بن دیو بن شمامہ جادو کہ ہمراہ لاجورد شاہ کے حال کر بیان آیا ہی اور قبل اسکے آنا اس نابکار کا لکھا
گیا ہی ہمراہ اپنی سپاہ کے لاجورد شاہ کو بھی مع فوج ساتھ لیکے خداوند تمثال آئینہ رو کی خیر خواہی
و مددگاری لازم جان کے خبر شہریار کے آنے کی سنکے جلد تر آکے دربند نسیم بہار پر پہونچ کے سواران کفار
شریک ہوکے لندھور اور مالک سے لڑنے لگا اول تو پہلے ہی لڑائی ہو رہی تھی اب لاجورد شاہ اور صلصال
کے جمعیت آنے سے زیادہ لڑائی ہونے لگی یہان تو جملہ کفاران مذکور لندھور اور مالک کا سر کاٹنا
چاہتے ہین تیر و نیزہ و شمشیر لگا رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال شاہزادہ شہریار کا
درج کیا جاتا ہی کہ جب یہ بہادر اندر باغ مذکور کے پہونچا تمثال آئینہ رو گھبرایا افسران سپاہ و پہلوانان زبردست
جو اُسکی خدمت مین حاضر تھے اور مقرب بارگاہ اُسکے تھے اُنسے کہنے لگا کہ اے بندگان خاص مین آگاہ ہوں کہ ایک
بندہ جاہل و سرکش میرا اسقدر مجھسے منحرف ہوگیا ہی کہ اندر نسیم بہار کے آگیا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ تیغ بکف بالاے
قیطول آکے مجھے ایذا دے چونکہ مین خداوند رحیم المزاج ہون اپنے ہاتھ سے اپنے ایک بندہ جاہل کو غارت
و ہلاک و تباہ و برباد کرنے مین تامل کرتا ہون لہذا تم لوگ فرداً فرداً جاکے اُسے روکو آخر باغ سے چلا جاے
تو خیر ورنہ سر اُسکا تیغ سے کاٹ لو یہ سُنکے اول ستج خضرلان دیو بند کہ ایک سردار نہایت زبردست ہے
قیطول پر سے اُتر کر کنیدے پر سوار ہوکے سامنے شہریار کے آیا اور نعرہ کیا اے شہریار ہوشیار ہو جا کہ مین آپہنچا

غضب کیا تو نے کہ اس جگہ آیا غضب خداوند سے نہ ڈرا یہ کہکے تیغہ گرانبار آبدار نیام سے کھینچکر سر پر شاہزادہ
موصوف کے لگایا شہریار نے چاہا تھا کہ ضرب تیغہ مذکور سپر پر روکے ابھی سپر اُٹھائی تھی کہ یکایک گھوڑے نے
سکندری کھائی جبتک شاہزادہ گھوڑے کو سنبھالے اور بائیں ہاتھ کو واسطے ضرب تیغ روکنے کے سیدھا
کرے کہ دفعتاً تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور خود کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آیا اُس وقت شاہزادہ شجاعت شعار نے
بکمال جرات و ہمت دلیرانہ جھٹکا مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن خون زخم سر سے اسقدر بہا کہ سراپا تر ہو گیا ضعف سے
مرکب پر غش آنے لگا آنکھیں بند ہونے لگیں مانند بادہ خواروں کے زخم کاری کھا کے جھومنے لگا خضران نابکار
نے چاہا کہ سر شاہزادہ موصوف کا تیغ سے جدا کرے اور خداوند کے پاس لے جاوے یکایک شہریار نے آنکھیں کھولیں
حریف کو آمادہ قتل دیکھ کے غصہ آیا اُسی حالت زخمداری میں تلوار اُسکے سر پر لگائی اُس نے پشت زین سے
ہٹ کے سر اپنا بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی وہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرنے لگا ساتھ اُسکے
خضران نابکار بھی گھبرا کے زمین پر گرنے لگا اسی حالت میں شہریار نے مرکب اپنا بڑھا کے اس طرح اُسپر
تلوار لگائی کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہوا اب راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرے شہریار اُسکو قتل
کرکے خوش ہوا دل میں کہنے لگا کہ اگر اس نابکار نے مجھے زخمی کیا تو میں نے بھی اُسکو قتل کیا اب خواہ میں زندہ
رہوں یا نہ رہوں دشمن سے عوض بخوبی لے لیا ہنوز شاہزادہ موصوف اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا اور زخم سر سے
لہو بہہ رہا تھا دمبدم ضعف بڑھتا جاتا تھا گھوڑے پر بیٹھنا دشوار تھا کہ یکایک خرلیس یک چشم و فیل
گردن نے خضران کو دو پرکالہ دیکھکر بعد غضب مرکب پر سوار ہو کے قریب شہریار کے آ کے یہ نعرہ کیا
کہ او خداپرست کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کرکے تیغ علم کرکے چاہا کہ سر تن سے
جدا کرے ناگاہ شہریار نے پھر آنکھیں کھولیں حریف کو قریب اپنے دیکھا پھر غصہ آیا تلوار کے قبضہ کو محکم ہاتھ میں
لیا اور کہا او نابکار گو میں زخمی ہوں مگر تجھسے لڑونگا کیا مجال تیری کہ تو سر میرا کاٹ سکے خرلیس یک چشم نے
غضبناک ہو کے تیغہ کا وار کیا شاہزادہ نے خالی دیا پھر اُسپر تلوار لگائی اُسنے بھی اپنے تئیں بچایا یہاں تو
شہریار حالت زخمداری میں خرلیس نابکار سے لڑ رہا ہے لیکن اب حال دیگر لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ خضران
بن عمرو نے کسی سے حال شہریار کا سنکے لشکر اسلام میں جا کے پہلے خدمت بدیع الملک میں گیا اور عرض کیا
کہ اے شاہزادہ ذیوقار آپکو معلوم ہو کہ شب گذشتہ خرلیس روئین تن نے یہ طریقہ دشمنی کا کیا تھا کہ اپنے
دانست میں شہریار کو قتل کر کے جانب قیطول روانہ ہوا تھا شہریار اُسکی دشمنی سے آگاہ ہو کے اب
اُسکے تعاقب میں گیا ہے میں نے سنا ہے کہ دربند نسیم بہار میں پہونچا ہے وہاں کفار سے لڑ رہا ہے کافروں کا ہجوم ہے
وہ تنہا ہے لہذا اُسکی مدد کے واسطے آپکا جانا ضرور ہے بدیع الملک یہ خبر سنکے مرکب پر سوار ہو کے تنہا جانب
دربند نسیم بہار روانہ ہوا بعد قطع راہ در باغ پر پہونچکے نعرہ کرکے کفار پر گرا صدہا کافروں کو قتل کرکے
اندر باغ کے چلا گیا حسب اتفاق اُس وقت پہونچا کہ خرلیس یک چشم و فیل گردن شہریار کو حالت زخمداری
میں قتل کیا چاہتا تھا کہ بدیع الملک نے نعرہ کیا کہ او کافر خبردار ہو میں آ پہونچا یہ کہکے آگے بڑھ کے
شہریار کو ہٹا کے خود کافر مذکور سے سامنا کیا اُس نے برہم ہو کے کہا او خداپرست غضب کیا تو نے کہ میرے
حریف مجروح کو میرے ہاتھ سے بچایا اندر اس باغ کے چلا آیا خبر کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت
روی یہ کہکے تیغہ آبدار سر پر شاہزادہ بدیع الملک کے لگایا ادھر شاہزادہ موصوف نے وار اُسکا سپر پر روک کے

ایسی شمشیر اُسکی کمر پر لگائی کہ وہ نابکار دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا بدیع الملک اُسے قتل کرکے خوش ہوا ہنوز
شاہزادہ بدیع الملک نے خرلیس ملعون کو قتل کیا تھا کہ شہریار بوجہ زخم کاری اور کثرت ضعف سے
گھوڑے سے زمین پر گرا بدیع الملک کو رنج ہوا فی الفور بالین پر اُسکے آیا مزاج پوچھا پھر ارادہ کیا کہ زمین
سے اٹھائے یکایک قیماس تیغ زن کہ ایک سردار و پہلوان زبردست ہے بالاے فیطول سے اتر کر گینڈے
پر سوار ہوکے اندر باغ مذکور کے آیا اور نعرہ کیا اے خدا پرستان وای بے لاابالی تم ایسے مقام متبرک بہشت
خداوند میں چلے آئے غضب کیا نکل جاؤ یہاں سے ورنہ پچھتاؤ گے میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے
تمکو کچھ خوف قہر خداوند سے نہیں ہے بدیع الملک نے دلیرانہ جواب دیا ارے بے دین کیا بیہودہ بکتا ہے اب تو
ہم اس باغ میں آئے میں تجھکو قتل کرکے فیطول پر جا بیٹھینگے تیرے خداوند نابکار کو قتل کرینگے تیرا خداوند نابکار
کیا ہے کہ جس سے ہم ڈریں ہم وہ بہادر ہیں کہ سوا اپنے معبود کے کسی سے نہیں ڈرتے ہیں قیماس تیغ زن نے
یہ کلمات زشت سُنکے برہم ہوکے تیغہ بدیع الملک کے سر پہ لگایا اُس بہادر نے سپر آڑ کی چاہا کہ تیغہ
حریف کو سپر پہ رد کیجئے چونکہ تقدیر میں زخمی ہونا تھا دفعتاً پاؤں مرکب کا ایک موش خانہ میں جا رہا
گھوڑا گرنے لگا ہاتھ بدیع الملک کا کج ہوا جبتک شاہزادہ گھوڑے کو سنبھالے اور دست چپ کو جبین پر تلے
بچا بچا اپنے سر کے بیدھا کرے تیغہ حریف مذکور کا سر پہ پڑ ہی گیا خود کاٹ کے تا دو ابرو اُترا یا جب بدیع الملک نے
سنبھل کے دانستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن زخم سے خون مانند آب پرنالہ کے بہنے لگا سراپا خون میں
سنا گیا قیماس زخمی کرکے خوش ہوا ہنوز کافر مذکور زخمی کرکے خوش ہوا تھا کہ بدیع الملک نے بھی اُسی
زخمداری میں جسارت کرکے یوں شمشیر اُسکے سر پر لگائی کہ خود کو اُسکے کاٹ کر تلوار سر میں در آئی پھر مانند
قطرہ آب کے صراحی گردن میں آئی وہاں سے صندوق سینہ کو دیکھ بھال کے خم شکم پر شراب سے گذر کر
کمر کو کاٹکر پشت سے گینڈے کے گذر کر زمین پر آئی اور ایک وجب زمین میں در آئی قیماس تیغ زن مع گینڈے کے
چار ٹکڑے ہوکے خاک پر گرا گاؤ زمین تھرا گئی کیونکہ یہ ملعون نہایت جسیم تھا مانند کوہ کے تھا شاہزادہ بدیع الملک
ہرچند حریف مذکور کو قتل کرکے شادمان ہوا لیکن زخم کاری سے اور بکثرت خون نکل جانے سے ضعیف و ناتوان
ہوگئے آنکھیں بند کرنے لگا مرکب پر جھومنے لگا جب یہ بہادر آنکھیں کھولتا شہریار سے مخاطب ہوکے کہتا
کہ اے برادر ہم تمہارے اسوقت کیا خبر لیں دیکھو ہم بھی زخمی ہوئے ہیں قریب ہے کہ مرکب سے تمہارے پاس
گر پڑیں اب ضعف سے مرکب پر بیٹھا نہیں جاتا ہے شہریار بیہوش تھا اس بہادر کو کیا جواب دیتا بدیع الملک
یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ناگاہ فیطول پر سے عنقاے فیل سر کہ یہ بھی نہایت ہی زبردست و قوی ہیکل سردار
ہے اُترا اور گینڈے پر سوار ہوکے گرز گران سر ہاتھ میں لیکے نعرہ کرکے قریب شاہزادہ موصوف کے آیا ہنوز
اس نابکار نے گرز بالاے سر بدیع الملک نہیں مارا تھا کہ اس لڑائی کی خبر ہرکاروں سے امیر تاتانی شہ کو
فی الفور جملہ سرداران موجودہ اور تمامی اپنی سپاہ کو ہمراہ لیکے اپنے لشکرگاہ سے جانب دربند نسیم بہار
روانہ ہوئے یہاں عنقاے فیل سر نے چاہا تھا کہ گرز گران سر کو گردش دے کے سر بدیع الملک پر
لگائے پیوند خاک کیجئے پھر سر بدیع الملک اور فرق شہریار کو تیغ سے کاٹ لیجئے کہ ناگاہ لندھور بن
سعدان ز رماں روا ہے ہند وحلان گنوار کو تہ تیغ کرکے راہ پاکے اندر دربند نسیم بہار کے گیا وہاں جاکے دیکھا کہ
عنقاے فیل سر بدیع الملک پر گرز لگایا چاہتا ہے یہ حال دیکھکر نعرہ کیا او نابکار کیا کرتا ہے دست خود را

نگہدار کر باہم بیدم عنقاے فیل سر نیزہ لندھور سے دل کر تھا پھر پکارا او لندھور مجھے ثابت ہوتا ہی
کہ یہاں تجھکو تیری قضا لیکر آئی ہی اسوقت میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا لندھور نے جواب دیا او نابکار اگر میری زندگی
باقی ہی تو مجھے اندیشہ نہیں تو مجھکو ہرگز ہلاک نہ کر سکیگا انشاء اللہ میں ہی تجھکو قتل کرونگا عنقاے فیل سر نے مثل
فیل مست کے جھوم کے اور منہ کھاڑ کے چند کلمات سخت زبان پر جاری کر کے گرز گرانبار سر پر لندھور کے
مارا ادھر اس بہادر نے ضرب اُسکی بالاے سر گرز روک کے خود بھی اُسپر بقوت تمام گرز مارا وہ ملعون ضرب
گرز روک نہ سکا ہاتھ جو اُسکا کچھ ہوا گرز لندھور کا اُسکے سر پر ضرور اس طرح پڑا کہ وہ اور گھوڑا اُسکا دونوں
باہم مثل گوشت کا لوتھڑا ہو کے خاک پر گرے بدیع الملک نے تعریف ضرب مذکور کی لندھور نے کہا
یہ نابکار کیا تھا اگر ضرب گرز میری سبہ کوہ پر پڑتی تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ابھی لندھور یہ کہہ رہا تھا
کہ بدیع الملک اپنے مرکب سے بوجہ ضعف و زخم کاری کے خاک پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا لندھور کو
صدمہ ہوا دل میں کہنے لگا کیا کروں کیونکر بدیع الملک و شہریار کو خاک سے اٹھاؤں ہوش میں لاؤں اُن کا
علاج کروں یہاں اس وقت اعدا کا سامنا ہی مرہم موجود نہیں ہی رشتہ و سوزن بھی پاس نہیں ہے کہ زخم سر کے
ٹانکے لگاؤں ابھی لندھور اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نقیباے خرس پیشانی کہ پہلوان
زبردست ہی پیدا ہوا قریب آکے اُسنے کہا او لندھور غضب کیا تو نے کہ درزمین بہار زمین اپنا قدم
نحس رکھا عنقاے فیل سر کو ہلاک کیا ہوشیار ہو جا کہ اب میں آپہونچا میرے ہاتھ سے تو جانبر نہوگا میں
وہ شجاع و بہادر ہوں کہ مثل اپنا نہیں رکھتا ہوں ہنگام جنگ قہر خداوند ہوں لندھور نے دلیرانہ جواب دیا
او کافر و بد زبان کیا بیہودہ بکتا ہی خاموش رہ تو مجھکو کیا قتل کریگا اگر چاہا میرے معبود نے تو ابھی میں تجھکو
مانند عنقاے نابکار کے ہلاک کرتا ہوں اسقدر گھبراتا کیوں ہی پاس عنقاے فیل سر کے تجھے بھی بھیجے دیتا
ہوں وہ دوزخ میں تیرا منتظر ہوگا تو اُس سے جا کے مل نقیباے خرس پیشانی نے تقریر اس بہادر کی سنکے
نہایت برہم ہو کے تیغ گرانبار و آبدار نیام سے کھینچ کے جزدار جزدار نعرہ کر کے سر پر مارا ادھر لندھور نے
سپر اُٹھائی ناگاہ مرکب لندھور نے کہ اس وقت مرکب پر سوار تھا سکندری کھائی ہاتھ کچھ ہوا تیغ سر پر
پڑ گیا خود کا ٹکڑا جا پڑا انگل سے کچھ زیادہ سر میں در آیا لندھور نے سنبھل کے اسی حالت میں دستانہ
مارا تیغ تو اسکا سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے بہہ تن یہ بہادر رہا گیا نقیباے خرس پیشانی زخمی کر کے
خوش ہو کے ہنسا پھر بڑھ کے چاہا کہ سر کاٹ لیجیے تامل نہ کیجیے کافر مذکور واسطے سر کاٹنے کے بڑھا ہی تھا
کہ لندھور نے اسی عالم زخمداری میں اُسپر تلوار لگائی اُسنے اپنے تئیں تو پیچھے ہٹا کے بچایا لیکن مرکب
پاک نژاد اسکا مارا گیا ام سخ زمین پر کود کر ارادہ کیا کہ نیزہ سے اب اُس دلاور کو ہلاک کیجے ہنوز نیزہ اٹھایا
تھا کہ مالک اژدر در باغ پر کفار کو قتل کر کے راہ پا کے اندر باغ کے آیا اور لندھور کو زخمی دیکھکر اور نقیباے
خرس پیشانی کو آمادہ اسکے قتل کرنے پر پا کے نعرہ کیا کہ او نابکار کیا کرتا ہی میرے سامنے لندھور کو
قتل کیا چاہتا ہی او نامرد کیا مجروح سے لڑتا ہی اگر کچھ دعواے بہادری ہی تو مجھسے مقابلہ کر اسنے جواب دیا او خدا
پرست آگاہ ہو کہ میں تو لندھور ہی کو قتل کرتا پھر تجھسے لڑتا مگر تو نے ایک کلمہ ایسا کہا ہی کہ اب مجھکو لازم ہوا
پہلے تجھسے لڑوں خیر اب تجھکو قتل کروں تو بعد تیرے لندھور کو ہلاک کروں یہ کہکے نیزہ سینہ مالک اژدر پر
لگایا چونکہ مالک اژدر وہ بہادر ہی کہ صاحب نیزہ دوسرے نیزہ بازی میں مشہور آفاق ہی اُسکے نیزہ لگانے سے سکرا

بعد مسکرانیکے اپنے نیزہ پر اسکے نیزہ کو بسہولت روکا پھر نیزہ سے اُسکو ہلاک کیا اور ارادہ قیطول پر
جانیکا کیا بلکہ چند قدم جانب قیطول بڑھا ہنوز مالک اژدر سمت قیطول جاتا تھا لندھور بسبب زخم کاری
کے مرکب پر جھوم رہا تھا کہ سامنے سے بہرام شیر سوار پیدا ہوا اُسنے مالک کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ او
خدا پرست بے ادب کہاں آیا ہے مقام ادب ہے خداوند بالاے قیطول ہین تو سمت خداوند نیزہ ملک جاتا ہے خبردار
آگے قدم نہ بڑھا مین آپہونچا تجھے سزاے سخت دونگا سر ترا تیغ سے کاٹونگا یہ نعرہ کرکے قریب مالک کے تیغ کا
وار کیا مالک نے سپر دوش سے لیکر چاہا کہ ضرب تیغ بھی سپر پر روکیے چونکہ ستارہ طالع ان بہادرون کا
جبکہ مقدر مین بالفعل زخمی ہونا اور قید ہونا ہے اسی سبب سے سرداران لشکر اہل اسلام پہلوانان زبردست
کفار کے ہاتھ سے زخمی ہوے جیسا کہ لکھا گیا ہے مانند انکے مالک بھی اسطرح زخمی ہوا کہ وقت سپر اٹھانے
کے گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کج ہوا جبتک گھوڑے کو سنبھالے اور ہاتھ سیدھا کرے تیغ حریف کا سر پر پڑ ہی گیا
اور خود وغیرہ کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آیا بہادر مذکور نے اُسی حالت مین بصد دلاوری و استادہ مارا تیغ تو
سر سے نکل گیا مگر زخم سر سے بکثرت خون جاری ہوا ہوا جو زخم مین لگی اور طبیعت بے لطف ہوئی ضعف سے
طاقت گھوڑے پر بیٹھنے کی نہ رہی غش سا آنے لگا ابھی مالک کا یہ حال تھا کہ لندھور اپنے مرکب سے بالاے
خاک گرا مالک اژدر پشت زین پر ابھی بیٹھا تھا حال ابتر تھا کہ بہرام شیر شکار واسطے سر کاٹنے مالک
اژدر کے بڑھا اسی اثنا مین صاحبقران اعظم یعنی برادر امیر ثانی کہ صلب سے صاحبقران اول کے
ہین اور بطن سے ملکہ آسمان پری کے ہین اور نہایت شجاع و بہادر ہین اور حال انکا مولف نے بتفصیل مناسب
دفاتر مین لکھا ہے لشکر سے آگے بڑھ کے در بند نسیم بہار پر آے اور جو کفار سد راہ تھے اُنکو قتل کرکے
اور ساتھ کے اندر باغ کے در آے باغ مین جاتے ہی دیکھا کہ شہریار اور بدیع الملک اور لندھور زخمی
پڑے ہین مالک بھی زخمی ہے بہرام شیر سوار اُنہیں قتل کیا چاہتا ہے یہ حال دیکھکر غیظ آیا نعرہ کیا اور للکار
خبردار مالک اژدر پر تلوار نہ لگانا مین آپہونچا مجھسے مقابلہ کر اُسنے کہا او خدا پرست اگر تو آیا ہے تو خیر ہے مین
تجھکو قتل کرکے اس اپنے حریف کو قتل کرونگا یہ کہکے وہی تیغ نو نیکان پر صاحبقران اعظم پر لگایا اس
شجاعت شعار نے بازو پر اُسکے تیغ کی نظر کرکے تامل کیا جب تیغ قریب سر کے آیا چالاکی سے اُسکے بند دست
پر ہاتھ ڈال دیا پھر اُسکے ہاتھ کو مروڑ کے تیغ چھین کے اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے
پشت زین سے اٹھا کے گردش دیکے سر سے بلند کرکے پوچھا او نابکار حالا در شناختن معبود حقیقی چہ میگوئی
اُسنے جواب دیا ہزار جانین میری ہون تو خداوند تمثال آئینہ رو پر فدا کردون مین سوا خداوند کے تمھارے
خدا کو سجدہ نکرونگا صاحبقران اعظم نے یہ سنکے غضبناک ہوکے اُس طرح بزور اُسکو خاک پر پٹکا کہ وہ
پیوند خاک ہوگیا استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے روح جانب سقر پرواز کر گئی صاحبقران اعظم اُسکو
قتل و ہلاک کرکے شکر خدا کا کرکے آگے بڑھے کہ سامنے سے ایک سردار نہایت زبردست مسمی مبہوت
دیو بند گینڈے پر سوار پیدا ہوا اُس کے بعد گفتگوے بسیار صاحبقران اعظم سے مقابلہ کیا
وقت جنگ صاحبقران اعظم اسی طور سے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے جسطور سے لندھور اور مالک
وغیرہ زخمی ہوے ہین بعد انکے زخمی ہونے کے داخلہ بدیع الزمان کا در بند نسیم بہار مین بطریق مذکور
ہوا بعد جنگ بدیع الزمان نے مبہوت دیو بند کو قتل کیا پھر قیطول پر سے بہرام شتر خوار نامی

ایک سردار زبردست آیا اُسنے بدیع الزمان کو زخمی کیا القصہ یہ جنگ عظیم مفصل تحریر کی جائے کہ طول کا
خیال ہے خلاصہ اس جنگ کا یہ ہے کہ سوا سو سرداران نامی و نامور لشکر اسلام کے یکے بعد دیگرے اندر دربند
نسیم بہار کے گئے اور بہت سے سرداران لشکر کفار کو قتل کرکے زخمی ہوکے گھوڑون سے گر کے بیہوش ہوئے
اندر باغ مذکور کے مگر سوا سو سرداران لشکر اسلام زخمی ہوئے تو کئی سو سرداران لشکر تمثال آئینہ
قتل ہوئے جب اس لڑائی کو اسقدر طول ہوا اور امیر ثانی بعد قطع راہ بجمعیت سپاہ دربند نسیم بہار پر
پہونچے اور لاجوردشاہ اور صلصال و خلخال اور انکی سپاہ و دیگر سواران کفار سے لڑنے لگے بیدین
و نابکارون کو قتل کرنے لگے لاش پر لاش میدان جنگ میں گرنے لگی ڈھیر سرون کے انبار لاشون کے
ہونے لگے جوے خون کافران بہنے لگی لاجوردشاہ و صلصال و خلخال و بختگان کی رائے سے پیچھے ہٹنے
لگے ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے جوانان اہل اسلام دلیرانہ بڑھنے لگے حتی کہ دربند نسیم بہار تک اہل اسلام
لڑتے ہوئے پہونچے اُس وقت جوانان لشکر اسلام نے چاہا تھا کہ یکبارگی اندر باغ مذکور کے
جائیں پھر قیطول پر پہونچ کے تمثال آئینہ رو کو قتل کرین کہ ناگاہ ایک جانب سے آندھی سیاہ
ایسی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تاریکی محیط عالم ہوئی آفتاب عالمتاب نے اُس تاریکی میں ڈر کے منہ اپنا
چادر ابر سے چھپایا ہوائے تند ایسی چلی کہ انسان و حیوان حرکت میں آئے بلکہ بعض بعض جگہ باد تند
کے جھونکون سے مردم و وحشی اُڑ اُڑ گئے بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ گئے بلکہ کوہ کثرت باد تند سے
حرکت میں آئے غبار از حد بلند ہوا روز روشن رشک شب دیجور ہو گیا وہ اندھیرا اُس سیاہ آندھی کا
ایسا تھا کہ شاید تاریکی قبر کافران سے زیادہ تھا اور پردۂ ظلمات کے اندھیرے سے بڑھا ہوا تھا یا سیاہی
دل کافران سے سوا تھا جوانان عشاق کو وہ تاریکی بدتر از سیاہی شب فرقت معلوم ہونے لگی گو اُس آندھی
اور اندھیرے میں اکثر اہل اسلام نے واسطے دفع ہونے آندھی کے بآواز بلند اذان کہی اور کفار نے
اپنے خداوند کو پکارا اُس سے اعانت چاہی مگر وہ آندھی دفع نہوئی بلکہ کچھ بھی کمی نہوئی اُسوقت
خضران بن عمرو نے کہ رکاب مرکب امیر ثانی کی پکڑے ہوئے تھا امیر ثانی سے عرض کیا کہ ای امیر باتوقیر
مجھکو یہ آندھی اصلی معلوم نہیں ہوتی کبھی میں نے اپنی زندگی میں ایسی آندھی آتے نہیں دیکھی ہے
نہ کسی بزرگ سے سنی ہے یقیناً یہ کسی ساحر کی آمد ہے یا کسی ساحر زبردست کا سحر ہے لہذا آپ واسطے دفع
ہونے اس تاریکی سحر کے اسم اعظم پڑھیے امیر ثانی نے عیار مذکور کے عرض کرنے سے کچھ سنگریزون
اور خاک پر اسم اعظم الٰہی دم کر کے وہ خاک اور سنگریزے سوے فلک پھینکے فی الفور ببرکت و تاثیر اسم اعظم
الٰہی وہ تاریکی دفع ہوئی ہوائے تند موقوف ہوئی روشنی ہوئی امیر ثانی وغیرہ جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ لشکر
ہمارا علحدہ ہے اور سپاہ لاجوردشاہ و صلصال و سواران سپاہ تمثال آئینہ رو جو دربند نسیم بہار پر تھے
اور وہ سب بھی علحدہ ہیں درمیان میں ایک دیوار سربفلک کشیدہ ہے دروازہ باغ یعنی دربند نسیم بہار کا
ایسا بند ہو گیا ہے کہ کھولنا اُسکا ممکن نہیں ہے بلکہ کوئی اُسکے پاس جا نہیں سکتا ہے خضران بن عمرو
نے یہ حالات دیکھ کے امیر ثانی سے عرض کیا ای امیر باتوقیر جو میں نے عرض کیا تھا وہ خالی نہ تھا آپکے
اسم پڑھنے سے تاریکی دفع ہو گئی یہ دیوار پہلے حائل نہ تھی اب نظر آتی ہے یقیناً یہ دیوار بھی سحر سے نمایان ہوئی
ہے اس دیوار پر بھی چند سنگریزے اسم اعظم دم کر کے لگائیے امیر ثانی نے اُسکے کہنے پر عمل کیا دیوار

مذکور دفعتاً نظر سے معدوم ہوگئی اب جو مردمان لشکر اسلام نے دیکھا تو سپاہ کفار نظر آئی اُس وقت امیر ثانی
تمام اپنے لشکر کو لیکر سوے کفار مذکور بڑھے لاجورد شاہ وصلصل ڈھلڈال ونجگان و دیگر کفار سے
تاب جنگ نہ لاکر نہایت خائف وترسان ہوگئے یہ تدبیر اپنی جان بچانے کی کی کہ یکبارگی بآواز بلند امان
طلب ہوئے اُنکے امان طلب ہونے سے موافق قاعدہ لشکر اسلام امیر ثانی عالی مقام نے اپنے مرکب کو روکا اور
جملہ اہل اسلام نے اپنے اپنے ہمراہیون سے فرمایا کہ اب قدم آگے نہ بڑھانا یہ لوگ طالب امان ہوئے ہیں
مجھے انکو اس وقت امان دی ہے یہ ارشاد امیر ثانی سُن کے سب جوانان لشکر اسلام رُکے کوئی آگے نہ بڑھا
بیان کا تو یہ حال تھا جو درج کیا گیا مگر اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ سبب آنے آندھی سیاہ کا یہ ہوا تھا کہ
ہاروت جادو جو معتقد وخیرخواہ ومعاون تمثال آئینہ رو کا ہے اور داروغہ بیابان حشر کا تمثال آئینہ رو
کی طرف سے ہے وقت جنگ مذکور آیا تھا اُسنے اپنے سحر سے اہل اسلام کو کفار سے علیحدہ کر دیا تھا
اور در باغ کو اپنے سحر سے محکم بند کر دیا تھا اور درمیان میں اہل اسلام وکفار کے ایک دیوار سر
بفلک کشیدہ حائل کر دی تھی جسکا حال لکھا گیا جب ساحر مذکور بزور سحر امور مذکور کر چکا در بند نسیم بہار میں
گیا سوا سو سرداران نامی ونامور لشکر اسلام کے جو وہان زخمی بیہوش پڑے تھے اُنکو بزور سحر ابر سحر یا تخت سحر
پر ڈالکر سوے فلک بلند ہوا بعد اسکے ایک پرچہ قرطاس وقلم ودوات نکالی اور بعد القاب خداوند
تمثال آئینہ رو کے یہ عبارت درج کی کہ اے خداوند آپ کو معلوم ہو کہ حال اس جنگ عظیم کا جیسا مجھے معلوم ہوا
میں اپنے مسکن سے بصد عجلت یہان آیا اور آپ کے معتقدون کو اور لاجورد شاہ وصلصال کو بزور سحر
اہل اسلام سے علیحدہ کر دیا در باغ کو اپنے سحر سے بند کیا لاشے اہل اسلام کے بزور سحر اُٹھا کے سوے بیابان حشر
جاتا ہون وہان پہونچکر ان سب زخمیون کو قید کرونگا اطلاعاً عرض کیا گیا اب آپ کچھ تردد وفکر کسی طرح کی
نکیجیے گا باطمینان تمام قیطول پر تشریف رکھیگا اہل اسلام کی طرف سے خاطر اسوقت کچھ اندیشہ نکیجیے گا میں نے
بخوبی بند دست اپنے سحر سے کر دیا ہے اور یہ جملہ امور میں نے عجلت میں کیے ہیں اگر جلدی یہ امور نہ کرتا تو
اچھا نہوتا اہل اسلام قیطول تک آجاتے آپ کو ایذا پہونچاتے تلوار یا تیر لگاتے خیر اس وقت تو جلدی میں
یہ امور کیے گئے ہیں آیندہ اہل اسلام کے قتل کے لیے کوئی تدبیر معقول کیجائیگی زیادہ کیا عرض
کیا جائے یہ عبارت پرچۂ قرطاس پر جب لکھ چکا سحر پڑھا فوراً ایک پنجہ سحر کا پیدا ہوا اس پنجہ سحر کو ساحر
مذکور نے وہی پرچہ دیا اور کہا اے پنجہ بسرعت تو یہ کام کر کہ اس عرضی کو میری خداوند تمثال آئینہ رو تک
پہونچا دے پنجہ مذکور عرضی مسطور لیکر ادھر روانہ ہوا ادھر ہاروت جادو سوے بیابان حشر کہ جسے قیدخانہ
کہتے ہیں روانہ ہوا چونکہ قیطول کے دریچہ میں تمثال آئینہ رو از حد متردد ومتفکر بیٹھا تھا اہل اسلام سے
خوف جان کا تھا چہرہ منحوس اُسکا متغیر تھا کہ پنجہ ہاروت جادو نے قیطول پر جاکے عرضی مذکور آغوش تمثال
آئینہ رو میں ڈال دی اور خود ایک سمت جاکے غائب ہوا تمثال آئینہ رو نابکار نے اس عرضی کو اُٹھا کر پڑھا ہاروت
جادو سے بہت خوش ہوا وہ تردد جو تھا دفع ہوا اور اپنے کشتگان کے باب میں اپنے معتقدون سے کہا کہ
ان سب کو ہمارے دریاے رحمت میں ڈال دو ابھی دیوالی اور جگجھوت کے روز ہم ان سبکو زندہ
کرینگے معتقد اسکے حسب الحکم اُسکے کاربند ہوئے ادھر امیر ثانی بعد امان طلب کرنے لاجورد شاہ وغیرہ
کے در بند نسیم بہار سے اپنی فرودگاہ سپاہ پر آئے لبیہ داخل ہونے امیر کے بادشاہ لشکر اسلام

بھی بارگاہ مین داخل ہوے سرور رونق افزاے تخت حکومت ہوے سرداران لشکر موجود تھے وہ بھی بیسار
بارگاہ مین بیٹھے اُس وقت امیر ثانی نے بابا ے بادشاہ لشکر اسلام اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ آج در شبا
نیم بہار پر جسقدر مردمان سپاہ ہمارے لشکر کے قتل ہوے ہین اُنکو وہان سے اٹھا کے بمقام مناسب
موافق شریعت ابراہیمی دفن کرو اور شمار اُنکا کرو ہم بھی اُنکے دفن کرنے مین شریک ہونگے
ملازم مذکور حسب الحکم امیر ثانی دفن و کفن نماز و غسل کشتگان مین سرگرم ہوے جب سبکو دفن
کر چکے امیر ثانی ہر ایک کی قبر پر روے سورۂ فاتحہ قبرون پر پڑھا ثواب اُسکا اُنکی روحون کو بخشا اور کہا
اے بہادر دلیر تم تو اس دار فنا سے سوے عدم روانہ ہوے شداے جان کندنی و قبر کی ایذاے فشار سے
نجات حاصل کر چکے ہم ابھی زندہ ہین ہمکو جو تکلیفین تمپر گذر گئین ہین اپنے اوپر اٹھانی ہین تم جنان مین
داخل ہو کر ہماری فرقت مین نہ گھبرانا جلد تر ہم بھی تمسے آ کے ملینگے کیونکہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہے
کیا معلوم کب اجل آئے اسکا یقین نہین ہے کہ سو پچاس برس تک ابھی زندہ رہین گے ہنوز امیر ثانی یہ فرما رہے
تھے اور ہر ایک قبر پر رو رہے تھے آنسو بہا رہے تھے اکثر قبور سے لپٹ لپٹ کے نالہ کر رہے تھے کہ
ملازمون نے بڑھ کے دست بستہ عرض کیا حضور اب گریہ وزاری موقوف کرین ان جانبازون
کے واسطے اسقدر رنج و محن نہ کرین صبر کرین کہ صابرون کا بڑا مرتبہ ہے امیر ثانی اُن لوگون کے سمجھانے سے
قبور سے اُٹھے اور قطع راہ کر کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے پھر حکم دیا کہ آج جو لوگ ہمارے لشکر مین زخمی
ہوے ہین اُنکا علاج کیا جاے حسب الحکم جراح علاج اُنکا کرنے لگے یہان تو امیر ثانی بارگاہ سلیمانی مین
بیٹھے ہین علاج زخمیون کا ہو رہا ہے مگر اب حال ہاروت جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ نابکار بیابان حشر مین
پہونچا ابر سحر یا تخت سحر لینے سے زخمیون کو اُتار کر دیکھا سبکو مجروح بہت پا کے جراحون کو طلب کر کے کہا کہ یہ
اہل اسلام اور ہمارے دشمن جان ہین لیکن یہ حال اُنکا ہمسے دیکھا نہین جاتا ہے لہذا انکے زخمون مین
ٹانکے لگاؤ اور پٹیان مرہم کی انکے زخمون پر چڑھاؤ جس وقت یہ اچھے ہونگے انکے باب مین جو حکم خداوند
کرینگے وہ کیا جائیگا جراحون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا جب سب بہادرون کے زخم سیئے گئے اور
پھاہے پٹیان مرہم کی زخمون پر چڑھا دی گئین ہاروت جادو نے سبکو میدان حشر مین کہ مراد بیابان
حشر سے قیدخانہ ہے ڈال دیا حال ان بہادرون کا بمقام مناسب لکھا جائیگا مگر اب حال تمثال آئینہ رو کا
لکھا جاتا ہے کہ جب یہ نابکار اپنی فوج کے کشتون کو دریاے رحمت مین ڈال چکا اہل اسلام کی سرکشی پر برہم ہو کے
اپنے مقربان بارگاہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا آج کی شب ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجواؤ اور حمق کی
سمجھا اب ہمکو بھی ان بندگان جاہل پر غصہ آیا ہے انکو غارت و معدوم کر دینگے یہ سنکے مقربان بارگاہ مذکور
لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے
وہ صداے طبل جنگی لشکر کفار مین سن کے جلد تر بارگاہ سلیمانی مین گئے اور موافق قاعدہ بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی عالی مقام کو مجرا و سلام کر کے ثنا و دعا زبان پر جاری کر کے یون عرض کرنے لگے کہ اے
بادشاہ دین پناہ و اے امیر ذیجاہ اس وقت تمثال آئینہ رو نے برہم ہو کے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا
ہے ارادہ اسکا یہ بدی پیش آنے کا ہے عجب نہین کہ وقت صبح لشکر اسکا میدان کارزار مین آئے امیر ثانی نے
بابا ے بادشاہ لشکر اسلام فرمایا کہدو کہ نقارہ نواز ہمارے لشکر مین بھی بجائیں اتنی چوب نقارہ رزمی

پہ لگائیں صبح کو جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ہر کاروغ نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازون نے نقارہ جنگی پر
چوب لگائی غرض ادھر اور اُدھر نقارہ وطبل جنگی بجایا گیا جوانان ہر دو سپاہ آگاہ ہوئے کہ صبح کو میدان
جنگ مین لڑائی ہوگی پس حال جنگ سے باخبر ہوکے درستی آلات حرب وضرب مین معروف ہوئے کفار کچھ سمجھ کے
نہایت شاد و خرم تھے کبھی آلات حرب وضرب کی درستی کرتے تھے گاہ آلات حرب وضرب کی درستی سے
دست بردار ہوکے باہم کہتے تھے ہمین درستی آلات حرب وضرب سے کیا غرض ہے صرف میدان جنگ مین
جانا ہی اور چلے آنا ہے ہمسے کوئی نہ لڑے گا نہ ہم کسی سے لڑینگے فقط میدان جنگ مین جاکے سیر
لڑائی کی بلکہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھینگے کبھی کفاروف وغیرہ حالت نشہ مین خوش ہوکے بجاتے تھے
اور جو ذہن مین آتا تھا گاتے تھے کسی کا فکر کچھ اندیشہ نہ تھا ذرا بھی طبل جنگ بجنے اور میدان جنگ مین
صبح کو جانے کا خیال وملال نہ تھا جو نامرد و بزدل تھے وہ بھی طبل جنگ بجنے سے بہت خوش تھے باہم کہتے
تھے کہ جلدی یہ رات کہین بسر ہو صبح کو ہم میدان جنگ مین جائین وہ سیر جنگ دیکھین کہ کبھی کسی نے
شاید نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسی کوئی سیر کبھی دیکھے گا ایسی لڑائی اور تباہی و بربادی اہل اسلام کی ہوگی کہ جو
دیکھین گے انھین حیرت ہوگی اہل اسلام کو تردد تھا درستی آلات حرب وضرب کرتے جاتے تھے اور باہم کہتے
جاتے تھے دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے سامنا کفار سے ہوگا نہین معلوم کیا باعث ہے کہ خود بخود دل پر ہجوم ملال
ہے جب ذکر جنگ ان کفار کا کرتے ہین دل دھڑکتا ہے خدا خیر کرے آثار اس جنگ آیندہ کے بظاہر اچھے
معلوم نہین ہوتے ہین ہم کسی لڑائی مین ایسے ہراسان اور پریشان خاطر نہین ہوے ہین جیسے آج کی
شب ہوے ہین سواران لشکر اسلام و پیادے تو باہم ایسی ہی تقریر کرتے تھے اور ایک دوسرے سے اٹھ
اٹھ کے آبدیدہ ہوکے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا یہ شب غنیمت ہے جو باتین کرنا ہو کرلو جو راز دل کہنا ہو کہہ لو
جو نصیحت و وصیت کرنا ہو کرلو خطا وقصور ہمارا عفو کرو زندگی کا اعتبار نہین ہے خدا معلوم کل کیا ہو
میدان جنگ سے زندہ فرودگاہ سپاہ پر پھر کے آئین یا نہ آئین جنگاہ مین قتل ہو جائین لازم ہے کہ ہم تم اس وقت
غسل سنت کرکے دعائے توبہ پڑھ لین نیز بجائے لباس کفن پہن لین باین خیال کہ مبادا غسل و کفن
میسر ہو یا نہ ہو لیکن امیر ثانی نے جوہر کاروغ کی زبانی یہ سنا تھا کہ صبح کو تمثال آئینہ رو لشکر اپنا ہمراہ دو
نقابداروں سیاہ و سفید کے میدان کارزار مین بھیجے گا اور وہ دونون بلائے بیدرمان ہین اس سبب سے
امیر ثانی کو بھی تردد تھا دل مین کہتے تھے خدا خیر کرے جو خبر تو سننے مین آئی ہے دیکھیے نقابداران سے کیا فعل
ظہور مین آتا ہے غرض اسی تردد وتفکر مین اہل اسلام نے وہ شب بسر کی جب صبح ہوئی امیر ثانی و جملہ اہل اسلام
نے نماز سحر پڑھی بعد نماز دعا خدا سے کی پھر سب مسلح ہوکے مرکبوں پر سوار ہوئے پیادوں نے کوچ باندھیں
بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوئے امیر ثانی و جملہ سرداران سپاہ موجودہ نے بعد ادب سلام کیا
شاہ موصوف نے سلام ہر ایک کا لیکر رخ سوئے میدان نبرد کیا سواری بادشاہ موصوف کی جانب
میدان مصاف چلی امیر ثانی وغیرہ سردار وغیر سردار ہمراہ رکاب ہوئے لشکر بانغمہ بجز خار کے طرف عرصہ کارزار
روانہ ہوا اس وقت لشکر کا ہمراہ بادشاہ موصوف کے آہستہ آہستہ جانا صحرا مین سبزہ کا لہلہانا ستارون کا
نہان ہونا آفتاب کا برآمد ہونا قابل دید تھا گو اہل اسلام سوئے میدان نبرد چلے جاتے تھے لیکن متردد تھے
جب شاہ موصوف میدان کارزار مین پہونچے سواری رکی جملہ خاص عام بھی ٹھہرے امیر ثانی انتظار خروج کفار

کے آنے کا کرنے لگے ہنوز تھوڑی دیر نگذری تھی کہ ایک طرف سے سیاہی لشکر کفار کے عیان ہوے آمد آمد
فوج کفار ظاہر ہوئی جب سپاہ کفار قریب آئی جملہ اہل اسلام نے دیکھا کہ آگے آگے لشکر کے دو نقابدار
ہین ایک نقابدار سیاہ پوش ہی اور دوسرا نقابدار سفید پوش ہی پیچھے انکے ساٹھ لاکھ کا لشکر ہی علم اُسے
لشکر سپاہ مین علامت ونشان سپاہ کافران کی ہی ہنوز جملہ مسلمان دیکھ رہے تھے کہ نقابداران مذکور مع لشکر
لشکر اسلام آکے ٹھہرے بعد درستی میدان جنگ وصف آرائی ہر دو لشکر اس وقت بایمائے نقابداران گرد
و بادشاہ لشکر اہل اسلام سے نقبا اور کرکٹیت دونون لشکرون سے نکل کے بیچ مین دونون لشکرون کے
آئے پہلے نقبا نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کے کہا ای جوانان تہور شعار و ای دلیران نامدار
آگاہ ہو کر آج کے دن تمھاری عزت وبہادری کا اس میدان کارزار مین امتحان ہوگا گمکوان کافرون سے لڑنا ہوگا
دیکھو وقت جنگ قدم پیچھے ہٹنے نپائے آبرو بڑہ کے گھٹنے نپائے تم بہادر و شریف ہو آبا و اجداد
بھی تمھارے جری وبہادر تھے ذرا اپنی عزت وآبرو کا خیال کرنا بزدلی سے باز رہنا خوف جان سے کہین نہ
بھاگنا سر میدان جنگ عزت اپنی اور اپنے بزرگون کی نگنوا دینا یہ دنیاے دو روزہ ہے حیات بھی
اہل دنیا کی چند روزہ ہی کچھ ہماری اور تمھاری زندگی کا اعتبار نہین ہی یہ حیات وہ ایک حباب ہے کہ
جسکو قیام وثبات ایک مدت تک یقینی نہین ہی بس ایسی زندگی بے ثبات مین وہ کارنمایان کرو کہ بعد مرگ
جس سے نام تمھارا اور تمھارے بزرگون کا دنیا مین باقی رہے چرچا تمھاری شجاعت کا زبان زد خلق رہے
یہ کہکے نقبا خاموش ہوے کرکٹیت نے اپنے لشکر کے جوانون کی طرف دیکھ کے انسے مخاطب ہو کے بآواز
بلند کہا ای دلاوران بے نظیر و ای بہادران قلعہ گیر دیکھو آج سامنا اہل اسلام سے ہی یہ لوگ وہ ہین کہ ہمارے
اور تمھارے دشمن جان ہین بلکہ تمھارے خداوند کے دشمن ہین قتل کرنا انکا ہمارے نزدیک واجب ہی
لہذا وقت جنگ جنگاہ سے نبھاگنا منھ لڑائی سے نپھیرنا بڑہ بڑہ کے ان لوگون کو قتل کرنا سر میدان جنگ
نام پیدا کرنا ہر چند کہ تمھارے لڑنے کی ضرورت نہوگی صرف یہ نقابدار ہی اہل اسلام سے لڑین گے تمسے
احتیاطاً یہ کہا گیا ہی کہ شاید جنگ مغلوبہ ہو تو بہادری کرنا دلیرانہ لشکر اسلام سے لڑنا بزدلی ونامردی سے
عزت وآبرو اپنی نکھونا یہ کہکے کرکٹیت اپنی جگہ سے ہٹ گئے نقبا نے خوش تقریر بھی جنگاہ سے سرک گئے
جوانان ہر دو لشکر نقبا اور کرکٹیت کے آمادہ جنگ کرنے سے شوق جنگ مین بیتاب تھے صفوف لشکر سے
براے جنگ نکلا ہی چاہتے تھے کہ ناگاہ نقابدار سیاہ پوش سیاہ نقاب منھ پر ڈالے سب کے پہلے صف لشکر سے
نکلا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ یہ نقابدار سیہ پوش اور نقابدار سفید پوش وہ نقابدار ہین کہ جنکی آنکھونکو
نقیبان جادو و مالک طلسم آبگینہ نے بہزار فکر وتردد خاص اپنے سحر و دیگر ساحران نامی کے سحر کی شرکت
وتدبیر و راے حکماے حاذق سے براے ہلاکت دشمنان سحر بند و فسون ساز ایسا کیا ہی کہ بینا صفات
آلہی اور جو نقاب ہین انکے رخون پر پڑی ہین وہ بھی سحر بند ہین آنکھون مین انکے یہ اثر ہی کہ جسکو نقاب اٹھاکے
دیکھ لیتے ہین اور وہ انھین انکے کہنے سے چہرہ انکا دیکھ لیتا ہی اور آنکھ سے آنکھ چار کرتا ہی فی الفور اُسے
ایسی گرمی معلوم ہوتی ہی کہ پسینہ اسکے تن سے بحد جاری ہوتا ہی یہانتک کہ گوشت تمامی تن کا بہت جلد پسینہ
سیاہ یا سفید ہو کے بہجاتا ہی استخوان باقی رہجاتے ہین نظر نقابداران مذکور مین عجب طرح کی سمیت ہی کہ
سیاہ سانپ سے بھی بڑھی ہوئی ہی کیونکہ سانپ انسان کے پاؤن کے جسکا کاٹتا ہی تو زہر تن مین چٹک جاتا ہے

اور باعث ہلاکت انسان و حیوان ہوتا ہے یہ نقابدار فقط ایک نظر حریف کو دیکھکر اور اپنے تیغ کو دکھا کر
آنکھ سے حریف کے آنکھ ملا کر ہلاک کر دیتے ہین کوئی تدبیر جانبری کی ہو نہین سکتی ہے انکی آنکھ کیا ہے گویا چہرہ
اجل ہے جو شخص انکی آنکھون سے اپنی آنکھین لڑاتا ہے یا نظر بھر کے انکی آنکھون اور رخون پر نظر کرتا ہے وہ گویا
تیغ قضا مشاہدہ کرتا ہے ہی زمانہ تمثال آئینہ رو نے اہل اسلام سے عاجز ہو کے برائے بربادی و ہلاکت
اہل اسلام لقبائے جادو کو نامہ لکھ کے انکو طلب کیا ہے القصہ نقابدار مذکور صف لشکر سے نکل کے بیچ مین
دونون لشکرون کے آیا مرکب کو روک کر بہ آواز بلند پکارا اے امیر ثانی کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے
مقابلے کے بھیجو امیر ثانی نے تقریر نقابدار کی سنکے مڑکر اپنے لشکر کی طرف دیکھا فی الفور بہرام گرد بن خاقان
چین نے صف لشکر سے نکل کے روبرو امیر ثانی کے جاکے اجازت جنگ چاہی لعمیر باتوقیر نے فرمایا آپ اس نقابدار
بلائے بیدرمان کے سامنے نجائیے اس سے مقابلہ و مجادلہ نکیجیے آپ ہمارے والد ماجد کے رفقا سے ہین
ہم آپ کو بجائے امیر تصور کرتے ہین پس لشکر مین جا بیٹھیے اور کوئی بہادر فوج سے نکل کے اس
نقابدار سے مقابلہ کریگا خاقان موصوف نے کہا اب تو مین صف لشکر سے نکل آیا اگر اس نقابدار سے
لڑنے کو نجاؤنگا تو باعث میری بیعزتی و کم ہمتی کا ہوگا آپ کچھ تردد نکرین اگر میری زندگی باقی ہے تو ابھی
اس نقابدار کو قتل کر کے واپس آتا ہون امیر ثانی نے یہ سنکے مجبور ہو کے اجازت دی خاقان موصوف
مرکب پر سوار ہو کے اپنے احباب و اعزہ سے مل کے دلیرانہ گھوڑے کو جولان کر کے سامنے نقابدار مذکور
کے گئے مرکب کو روک کے طالب ضرب ہوے نقابدار مذکور نے بغیر رجز پڑھنے اور نام اپنا ظاہر کرنے اور نام حریف
دریافت کرنے کے نیزہ اٹھا کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ کو گردش دے کے غرو دالکے نیزہ
سینہ بہرام گرد بن خاقان چین پر لگایا اس بہادر نے اگرچہ بوجہ پیری کے دست و پا مین قوت نہ تھی مگر
نیزہ حریف کو نہایت چالاکی سے اپنے نیزہ پر روکا پھر اسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ کا وار کیا اسنے بھی پھرتی سے
وار رد کا اسیطرح تھوڑی دیر باہم لڑائی ہوئی آخر کار خاقان نے ایک بند نادر نیزہ کا باندھ کے سنان
نیزہ کی اسکے چوب نیزہ سے نکال دی وہ چمکتی ہوئی دور جا کر گری اہل اسلام خوش ہوے کفار کو اس
سنان نیزہ کے نکل جانے کا ذرا بھی رنج نہوا خصوص نقابدار سیاہ پوش کو مطلق ملال نہوا ندامت و شرمندگی
ذرا بھی نہوئی بلکہ بجیومن خجالت و غصہ کے مسکرا کے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کے پکار کر کہا اے پیر زمین گیر
میرے چہرہ پر نظر کر میری آنکھ سے آنکھ ملا پہچان مجھکو کہ مین کون ہون خاقان موصوف نے کہ پیمانہ اجل
انکا لبریز ہو گیا تھا بے تامل اسکے چہرہ پر نظر کی اسکی آنکھون سے آنکھین ملائین دیکھتے ہی اسکو حال
متغیر ہوا آگ دل و جگر بلکہ تمامی اعضائے تن مین گویا لگ گئی گرمی اسقدر معلوم ہونے لگی کہ مرغ روح
قفس تن مین بیتاب ہونے لگا بہادر موصوف بے اختیار نالہ و آہ کرنے لگا گوشت لپسینہ سیاہ ہو کر بکھوٹ ٹنے
بہنے لگا ادھر نقابدار سیاہ پوش نے حریف کو صورت اپنی دکھلا کے نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی ادھر امیر ثانی
نے حال زار خاقان پر نظر کر کے چند سرداروں اور کچھ ملازمون سے کہا جلد جاکر خاقان کو میدان جنگ سے
لے آؤ حسب الحکم سردار وغیرہ گئے خاقان کو جنگاہ سے لشکر مین لائے بمشکل مرکب سے اتار کر بارگاہ مین
لیجا کر مسہری پر لٹایا حکمانے بحکم امیر ثانی جا کر ہر چند برائے صحت تدبیر کی چند در چند علاج کیے لیکن خاقان چین کو
کچھ نفع نہوا دم بدم حال متغیر ہوتا گیا یہانتک تغیر حال ہوا کہ قبل ایک ساعت کے انتقال کیا

اس ذیجاہ کے مرنے سے جملہ خاص و عام لشکر اسلام کو صدمہ و ملال ہوا ہر ایک آبدیدہ ہوا امیر ثانی نے بعد صدمہ
بسیار کے اکثر اشخاص کو حکم تجہیز و تکفین کا دیا ہنوز ابھی مردان لشکر خاقان چین پر گریہ کناں تھے اور سامان اسکے
دفن و کفن کا کر رہے تھے کہ ناگاہ نقابدار سیاہ پوش مذکور نے بآواز بلند امیر ثانی سے کہا کہ اے امیر ثانی کبتک
بہرام بن گرد خاقان چین کو روئیے گا اسکے مرنے کا صدمہ کیجیے گا یہ جنگاہ ہے جلسہ گریہ و بکا نہیں ہے میں دیر سے
منتظر اپنے حریف کے آنے کا ہوں لہذا اور کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے مقابلہ کے روانہ کیجیے امیر ثانی نے
منتظر یہ سنکر کے مڑ کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا فی الفور بہرام شترخوار نے صف لشکر سے نکلکر امیر ثانی کو
کہا کہ بعہدۂ سپہ سالاری زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اجازت جنگ طلب کی امیر نے اجازت دی نامبردہ
گھوڑے پر سوار ہو کے مرکب کو جولان کر کے سامنے نقابدار سیاہ پوش کے گیا اس نے
دوسرا نیزہ اپنے خادم سے طلب کر کے بہرام شترخوار کے سینہ پر مارا اس دلاور نے اسکی سنان نیزہ کو
اپنی سنان نیزہ پر روک کر خود اسکے پہلو پر نیزہ مارا اسنے بھی نیزے کو نیزے پر روکا اسی طرح چند طعن
نیزہ کی رد و بدل ہوئی انجام کار بہرام شترخوار نے سنان نیزہ اسکی اسکے نیزہ سے نکال دی نقابدار نے
ڈانڈ نیزہ اس بہادر کے سر پر لگائی اسنے اسطرح ڈانڈ کو ڈانڈ پر روکا کہ ڈانڈ نیزہ نقابدار کی ٹوٹ
گئی جس وقت ڈانڈ ٹوٹ گئی نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھائی کہ حریف سے اپنے مخاطب
ہو کر کہا اے جوان برہمن مگر برہمن شاید کہ شناسائی مرا کو بہرام شترخوار نے بے توقف اسکے کہنے سے اسکے
چہرہ و چشم پر نظر کی نقابدار نے تو نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی لیکن بہرام شترخوار کا وہی حال ہوا جو حال
بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا تھا حکم امیر سے اس بہادر کو بھی میدان جنگ سے فرودگاہ پر لائے ہر چند
اسکا بھی علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تھوڑی دیر میں مر گیا بعد اسکے مرنے کے حسب الطلب حریف بہرام شیر خوار
واسطے مقابلہ کے گیا بعد عادلہ صورت نقابدار کی دیکھکر اسکا بھی وہی حال ہوا جو حال بہرام شترخوار
کا ہوا تھا بعد اس جری کے دیوانہ ہژدم بردعی واسطے مقابلہ و مجادلہ کے گیا نقابدار نے بعد جنگ نیزہ اس
دیوانہ کو بھی صورت اپنی دکھلا کے وہی حال کیا جو حال تین دلاوروں لشکر اسلام کا کر چکا تھا
بعد اسکے تتقیح دیوانہ برائے مقابلہ و مجادلہ نقابدار مذکور گیا بعد لڑائی کے صورت اپنی نقابدار نے دکھا کے
آنکھ سے آنکھ ملا کے وہی حال اسکا کیا جو ہژدم بردعی کا کیا تھا مردان لشکر اسلام اس بہادر کو بھی
جنگاہ سے جا کر لے آئے اسنے بھی مانند ان سبکے رحلت کی بعد اس مرحوم کے دیوانہ سلطان سر برہنہ
صف لشکر سے نکلکر اجازت امیر سے لیکر واسطے مقابلہ نقابدار کے گیا نقابدار نے بعد جنگ نیزہ سے
صورت دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے وہی حال اسکا بھی کیا جو چند بہادران لشکر اسلام کا کیا تھا
غرض یہ جنگ عظیم اسی طور سے تا شام ہوئی نقابدار سیاہ پوش ایک سو سرداران لشکر و رفقائے حمزہ
صاحبقران اول کو بطریق مذکورۂ بالا اپنی صورت دکھا کے آنکھ سے آنکھ ملا کے ہلاک کر کے طبل بازگشت بجوا
کے جنگاہ سے فرودگاہ سیاہ پر گیا امیر ثانی بصد صدمہ و ملال و غم و الم میدان کارزار سے قیامگاہ سپاہ پر آئے
سرداران ہلاک شدہ جو دفن نہیں ہوئے تھے انکے دفن کرنے میں شریک ہوئے ہر ایک کی قبر پر سورۂ
فاتحہ پڑھا اور لپٹ کے ہر ایک کی قبر سے جا کے کہا اے رہروان منزل عدم ہم بھی تمہارے بعد آتے
ہیں جبتک حکم خدا ہے دنیا میں ہیں جب اس طرح بگریہ و زاری قبروں سے لپٹ لپٹ کر امیر ثانی

نے گفتگو کی سرداران سپاہ موجودہ نے عرض کی اے امیر ثانی صبر کیجیے جو منظور خدا تھا وہ ہوا ان بہادرون کی
اسی طرح اجل آئی تھی کہا نمک انکے واسطے روئیے گا اب بارگاہ مین چلیے آپکے رونے سے بادشاہ لشکر
اسلام وجملہ اہل اسلام کو صدمہ ہے امیر انکے سمجھانے سے قبرون سے اُٹھے اور داخل بارگاہ ہوکے
دربار مین بادشاہ لشکر اسلام کے غمگین بیٹھے اُدھر نقابدار سیاہ پوش نے بخوشی وخورمی اپنی بارگاہ مین
داخل ہوکے ہمراہ نقابدار سفید پوش ولاجوردشاہ وصلصال وخلخال ونجنگان نے شراب
پی کے لاجوردشاہ سے مخاطب ہوکے کہا دیکھا آپ نے کہ آج مین نے سو دلاورون لشکر اسلام کو کیونکر
ہلاک کیا اپنی تلوار کو انکے خون مین تر بھی نہ کیا خون انکا اپنی گردن پر بھی نہ لیا حالانکہ بہادرون کو خیال کبھی
قتل کرنے کا خصوص حریف کے قتل کرنے کا اور اسکی خونریزی کا نہین ہوتا ہے مگر مین نے اسکا خیال کیا
لاجوردشاہ نے اسکی تعریف بہت کی نجنگان نے کہا اگر چندے آپ اسی طرح اہل اسلام سے لڑیے تو مجھے
امید ہے کہ آپ خاتمہ لشکر امیر ثانی کا کردیجیے اور اگر اہل اسلام کے خدا نے اہل اسلام کی گریہ وزاری پر رحم
کیا اور دعا انکی مستجاب کی تو خلاف اسکے ہوگا نقابدار نے جواب دیا اے نجنگان یہ کیا
کہتے ہو ہمین ضرور لشکر اسلام کا خاتمہ کردینگے وہ بھلا ہمارا اور ہمارے لشکر کا کیا خاتمہ کرینگے ہمین
کوئی قتل جنگاہ مین کر نہین سکتا ہے نہ ہمارے برادر نقابدار سفید پوش کو کوئی ہلاک کرسکتا ہے ہان ایک
وجہ سے البتہ ہم دونون بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہے وہ وجہ کسی کو نہین معلوم ہے نجنگان نے جواب دیا مین نے
اکثر دیکھا ہے کہ جب اہل اسلام مبتلا کسی رنج وبلا مین ہوے ہین غیب سے انکی مدد ہوئی ہے ابھی آپنے خود ہی
کہا ہے کہ ایک سبب سے البتہ ہم دونون بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہے ایسا نہو کہ اسی سبب سے اہل اسلام
آپکو آزار پہونچائین کسی طرح آپ کی ضرر پہونچانے والی بات سے آگاہ ہوجائین نقابدار مذکور نے ہنسکر جواب
دیا آگاہ ہونا اُس امر ضرر رسانندہ سے ممکن ہی نہین یہ باتین کرکے عالم نشہ شراب مین نقابدار سیاہ پوش
نے چاہا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجواوے نقابدار سفید پوش نے اسکے ارادہ سے باہر ہوکے کہا آج آپ اہل اسلام سے
لڑ چکے ہین کل مین اُنسے لڑونگا میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے نقابدار سیاہ پوش نے کہا بہتر ہے یہ کہکے
بنام نقابدار سفید پوش اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا عجب صداے طبل رزمی لشکر کفار مین
بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر رسانی مقرر تھے وہ خبر نواخت طبل رزمی لیکر بارگاہ سلیمانی
مین گئے بعد بجالانے تسلیم کے دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر ثانی اس وقت نقابدار سفید پوش نے اپنے
نام پر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ صبح کو مع فوج جنگاہ مین آئے اور خدام سے
مقاتلہ ومحاربہ کرے امیر ثانی نے یہ خبر سنکے فرمایا کہ مدد ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے
جو منظور خدا تھا وہ تو آج ہوا اور جو مصلحت خدا کل ہوگی اسکا ظہور کل ہوگا مین ہر حال مین راضی برضاے الٰہی
ہون وہ جو چاہے میرے حق مین کرے چاہے مجھے کفار پر فتحیاب کرے چاہے کفار کو مجھ پر غالب کرے
ہرکارون نے یہ سنکے بارگاہ سلیمانی کے باہر آکے نقارخانہ سلیمانی مین جاکے نقارہ نوازون کو حکم امیر سے
آگاہ کیا انھون نے حسب الحکم چوب اُٹھاکے نقارہ جنگی پر لگائی عجب صداے طبل ونقارہ دونون لشکر مین
بلند ہوئی جوانان ہر دو سپاہ آگاہ ہوے کہ صبح کو پھر لڑائی ہوگی کفار تو اس سبب سے شادمان
ہوے کہ جس طرح آج اہل اسلام دست نقابدار سیاہ پوش سے ہلاک ہوے ہین کل ہاتھ سے

نقابدار سفید پوش کے ہلاک ہو گئے لیکن اہل اسلام کو رنج ہوا ایک نے دوسرے سے کہا ای برادر آج
پھر نقارہ جنگی بجایا گیا ہی کل صبح کو پھر نقابدارون سے سامنا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی خداوند عالم ان نقابدارون
کے شر و فساد سے ہم سبکو بچاے اور کمین جلدی ان فسون سازون کو کہ بلاے بے درمان ہین دنیا سے
اُٹھالے تمنے دیکھا کہ یہ نابکار عجب طور سے لڑتے ہین نقاب اُٹھا کے صورت منحوس اپنی دکھا کے اپنے
حریف کا کام تمام کر دیتے ہین نہین معلوم انکی صورت و چشم پر فن مین کس سبب سے یہ اثر ہی کہ جو کوئی بہادر
و دلاور ہم اہل اسلام سے انکے مقابلہ کو گیا زندہ نہ رہا پانی زہر آلود ہو کے بہ گیا دیکھیے کل نقابدار سفید
پوش کیا رنگ دکھاتا ہی یقین تو یہی ہی کہ وہ بھی مانند نقابدار سیاہ پوش کے ہوگا شخص دیگر اس سے کہتا
تھا ای برادر درواقع مین یہ نقابدار بلاے عظیم و بے درمان ہین اچھا اگر انھین کے ہاتھ سے ہم سبکی قضا ہی تو کیا
چارہ ہی ہم خوف جان سے نہ بھاگین گے انکے ہاتھ سے مرجانا قبول کرینگے ایسے وقت مین ساتھ اپنے
مالک و آقا کا چھوڑین گے نمک حرامی ہرگز نہ کرینگے بادشاہ و لشکر اسلام و امیر نامی عالی مقام کی اطاعت
و رفاقت و ہمراہی سے منھ نہ موڑینگے غرض ایسی ہی باتین کرکے جملہ اہل اسلام معروف درستی آلات حرب
و ضرب ہوے وہ شب بسر ہوئی حسب دستور دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بعد درستی میدان جنگ
و صف آرائی ہر دو سپاہ لشکر نقابدار کو ہیبت دونون لشکرون سے نکل کے بیچ مین میدان جنگ کے آئے پہلے
نقابدار نے اپنے لشکر کے جوانان اہل اسلام کو یون آمادہ جنگ کیا کہ ای بہادران نامدار و ای دلیران تہور شعار
آگاہ ہو کہ یہ دنیا جاے عبرت سرای اور ایک مقام گذرگاہ ہی ہمیشہ یہان نہ کوئی رہا ہی نہ رہے گا
خیال کرو کہ وہ شاہان صاحب ملک و مالک تخت و تاج کہان ہین کہ جنکے حکم سے کوئی سرکشی نکر سکتا تھا اور وہ
پہلوان قوی بازو اب کہان ہین کہ جنکے خوف سے شاہان روے زمین ڈرتے تھے مانند رستم پیلتن و
سہراب بن رستم وغیرہ کے اب کہان ہین وہ شمشیر زن کہ جو فنون جنگ مین کامل تھے ہاے گوشت ان گذشتگان
کا کیڑے قبر کے کھا گئے اور مٹی مین لحد کی خاک انکی ملگئی کہین قبرون کے نشان بھی ان کے
باقی نہ رہے صرف نام انکا باقی رہگیا جس بادشاہ یا جس پہلوان نے دنیا مین نیکی و کار نمایان
کیا ہی اہل دنیا اسکو بہ نیکی یاد کرتے ہین اور جن بادشاہون یا پہلوانون نے ظلم و بدعت کی ہی لوگ انکو
بہ بدی یاد کرتے ہین انکو جانے دو ابھی کل کا ذکر ہی کہ جو سرداران لشکر نامی و گرامی رفقاے صاحبقران اول
تھے وہ آج کہان ہین صورتین انکی پیش نظر ہین وہ قبر مین خاک پہ سوتے ہین تمھارے سامنے وہ اس
دنیاے دنی سے بجز کفن کے کیا لے گئے لیکن افسوس ہاے افسوس خالی ہاتھ دنیا مین آئے تھے خالی ہاتھ
چلے گئے سوا نیکی و بدی کے کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے نیکیان انکی ظاہر ہین بدیون سے ہم انکے
آگاہ نہین پس مانند گذشتگان مذکور کے ایک روز ہم بھی اس دار فنا سے سوے عدم ضرور جائینگے
پس لازم ہوا کہ اس دنیا مین تخم نیکی ایسا بو جاو کہ بعد مرنے کے اس شجر نیکی سے ثمر نیک حاصل ہو تخم
یہ ہو کہ آج ان کفار کو دلیرانہ قتل کرو بہادری اپنی سر میدان جملہ جوانان لشکر کو دکھاو نعرہ کرکے اعدا پر
حملہ شیرانہ کرو تیغ آبدار سے انکو قتل کر دو دیکھو قدم ہرگز جنگ سے پیچھے ہٹنے نپاے آبرو تمھاری گھٹ جائیگی
بھاگنے سے نقصان عزت و آبرو ہوگا سوا اسکے بھاگنے مین ضرور خیال جان کے جانے کا متصور ہے
اگر عاقل ہو تو سمجھ جاو کہ جان بچانے کے واسطے بھاگنا باعث جان جانے کا بارہا ہو جاتا ہی اعدا دلیر ہو کے

تعاقب کرکے قتل کرڈالتے ہین عزت وآبرو بھی جاتی ہے اہل جہان بھی بھاگنے والون کو بزدل ونامرد کہتے ہین
نقبا یہ کہکے خاموش ہوے کرکیت اپنے جوانان سپاہ کی طرف دیکھکر پکارے اے بہادرو آگاہ ہوکہ
یہ اہل اسلام لائق قتل ہین دشمن جان وایمان ہین انکے آبا واجداد نے تمھارے آبا واجداد کو قتل
کیا ہے آج تم عوض وانتقام اپنے جد وآبا کا انسے لو دیکھو ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا فی زمانہ اہل اسلام
مجبور ہین ان نقابداران ذیقدر وذیوقار شجاع وبہادر سے لڑنے مین لاچار ہین تم بھی جوہر شمشیر دکھاؤ
اگر جنگ مغلوبہ ہو تو بہادرانہ بڑھ بڑھ کر انکو قتل کرو نام ونشان انکا صفحۂ روزگار سے مٹا دو خداوند
تمسے بہت خوش ہوگا یہ کہکے خاموش ہوے پھر کرکیت اور نقبا درمیان سے دونون لشکرون کے
ہٹ گئے اُس وقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ اہل اسلام تقریر نقبا کی سنکے مرنے اور جان دینے پر
آمادہ ہوکے چاہتے تھے کہ صفوف لشکر سے نکلین کفار پر خلاف قاعدۂ لشکر اسلام حملہ کرین ناگاہ جانب لشکر
کفار سے نقابدار سفید پوش مرکب کو جولان کرکے بیچ مین میدان کارزار کے آیا گھوڑے کو روک کر پکارا
ای امیر ثانی واسطے میرے مقابلہ ومجادلہ کے کسی شخص کو روانہ کرو امیر ثانی نے اپنے لشکر کی طرف مڑکے
دیکھا فی الفور نہنگ بچہ دریائی صف لشکر سے نکل کے روبرو امیر ثانی کے آیا اذن جنگ کا طالب
ہوا امیر موصوف نے اُسکو اجازت دی بہادر مذکور دلیرانہ مرکب کو جولان کرکے سامنے نقابدار مذکور کے
گیا اسکے بعد گفتگوے بسیار نیزہ کو گردش دے کے گھوڑے کو کاوے پر ڈال کے وار نیزہ کا سینہ پر کیا
ادھر نہنگ بچہ دریائی نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا پھر خود اُسکے سینہ پر کینہ پر نیزہ لگایا اُس نے
بھی نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا تھوڑی دیر باہم اسی طرح لڑائی ہوئی آخرکار نہنگ بچہ دریائی نے ایک بند نادر
باندھ کر سنان نیزہ نقابدار سفید کے ہاتھ سے نکال دی اہل اسلام گونہ خوش ہوے کفار کو مطلق ملال
نہوا خصوص نقابدار کو ذرا بھی صدمہ نہوا سنان نیزہ کے نکلتے ہی ڈھال بھی ہاتھ سے خاک پر ڈال کے نقاب
سفید اپنے چہرہ سے اُٹھا کے نہنگ بچہ دریائی سے کہا اے جوان دیکھ میری صورت کو اور ملا میری آنکھ سے
آنکھ اپنی تاکہ تو مجھے پہچانے اور جانے کہ مین کون ہون چونکہ قضا اس بہادر کی بھی آئی تھی بے تامل
اُسکے کہنے پر عمل کیا نقابدار مذکور نے تو نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لی مگر یہ بہادر آہ کرکے پکارا یارو
دل وجگر جلا جاتا ہے ایسی گرمی معلوم ہوتی ہے کہ روح جسم سے نکلی جاتی ہے میرے ہر بن مو سے گویا
ایک شعلہ نکلتا ہے ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ پسینہ سفید تن سے نکلنے لگا گوشت تمام جسم کا پسینہ ہوکے بہنے لگا ادھر
امیر ثانی کے اشارہ سے کچھ سوار گئے اور اُس بہادر کو اُسی حالت مین جنگگاہ سے لشکر مین لائے بمشکل
گھوڑے سے اُتار مسہری پر لٹایا آب سرد سے نہلایا اور دیگر تدبیرین کین مگر کچھ کسی تدبیر سے تشفی نہوئی
انجام کار یہ ہوا کہ نہنگ بچہ دریائی مانند مچھلی کے تڑپ کر مرگیا کفار کو ادھر خوشی ہوئی ادھر اہل اسلام کو
صدمہ شدید ہوا بعد رحلت کرنے اس نامور کے نقابدار سفید پوش نے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے متواتر
سرداران لشکر زمانہ صاحبقران اول کے واسطے مقابلہ ومجادلہ کے جانے لگے اور مانند نہنگ بچہ دریائی
کے انجام کار انکا ہونے لگا تا شام سو سردارون کو اس نقابدار نے بھی ہلاک کیا وقت شام بصد
خوشی طبل بازگشت بجواکے اپنی سپاہ کو ہمراہ نقابدار سیاہ پوش ولاجورد شاہ وصلصال کے
لیکر اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا ادھر امیر ثانی رنجیدہ وملول مع لشکر ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام

۲۸

اپنی قیام گاہ سپاہ پر آکے سرداران ہلاک شدہ کو دفن کرایا بلکہ خود اُنکو دفن کیا اور ہرایک کی قبر پر فاتحہ
پڑھ کے روئے اگرچہ مؤلف تورج نامہ جلد دوم اس داستان کو مفصل تحریر کرے اور نام بنام ہرایک
سردار کی لڑائی تحریر کرے تو از حد طول ہوگا کئی جزون مین یہ جنگ عظیم لکھی جائیگی پس بخیال طول باختصار
وخلاصہ یون درج کرتا ہے کہ سات روز برابر نقابداران مذکور نے طبل جنگ بجوایا کبھی نقابدار سیہ پوش نے
مقابلہ کیا گاہ نقابدار سفید پوش نے مقابلہ کیا اور اس سات روز کی مدت مین سات سو نفر سرداران
حمزۂ صاحبقران اول کو ہلاک کیا امیر ثانی ہر روز غم سرداران مین رو لیکیے اور جملہ لشکریان اہل اسلام
بھی اشکبار ہوئے ساتوین روز جب نقابداران مذکور میدان جنگ سے طبل بازگشت بجوا کے فرودگاہ سپاہ پر
مع اپنی سپاہ کے داخل بارگاہ ہوئے ادھر امیر ثانی میدان جنگ سے با اشک فشانی نہایت رنجیدہ و
غمگین اپنے قیام گاہ لشکر کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع راہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ سلیمانی
ہوئے بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہوئے امیر ثانی بعد دفن کرنے سرداران ہلاک شدہ کے اپنے دنگل پر بیٹھے
سرداران لشکر موجودہ بھی علی قدر مراتب اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے مگر نہایت سب محزون و مغموم ناگاہ
خضران بن عمرو بارگاہ سلیمانی مین آیا اور سلام کرکے اپنی کرسی پر جو پہلو بچا کے کہ بالفعل جانشین عمرو ثانی
ہو بیٹھا اس وقت امیر ثانی نے اکثر سرداران لشکر سے جو قریب بیٹھے ہوئے تھے فرمایا افسوس ایکنو تے
سے خواجہ عمرو ثانی کے ہم عجب رنج وغم مین مبتلا ہوگئے ہین سرداران لشکر ہر روز ایک سو ہلاک ہوتے ہین
آج ساتوان روز ہے اس جنگ کو سات سو سرداران نامی وگرامی ہلاک ہوچکے ہین اگر عمرو ثانی لشکر مین
موجود ہوتا تو ضرور کوئی عیاری ایسی کرتا کہ ان نقابداران سیاہ پوش وسفید پوش کو قتل یا اسیر کرتا
ہمکو قید صدمۂ وغم سے رہا کرتا ہنوز سرداران مذکور نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ خضران نے عرض کیا اے
امیر ثانی اگر خواجہ عمرو ثانی یہان تشریف نہین رکھتے ہین تو یہ فرزند اُنکا موجود ہے آپ زیادہ صدمہ وملال
نکرین جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا اب اگر خدا نے چاہا تو آج دونون نقابدارون کا خاتمہ کردونگا دنیا سے انکو سوے
عدم روانہ کردونگا امیر ثانی نے فرمایا کہ جو تو نے کہا ہے اگر ایسا ہی کیا تو انعام کثیر دونگا خضران یہ سُن کے
بارگاہ سلیمانی سے برائے تدبیر وفکر عیاری کے باہر گیا یہان کا تو حال تحریر کیا گیا اب حال لشکر کفار و
تمثال آئینہ رو کا لکھا جاتا ہے کہ جب دونون نقابدار مع چند اشخاص کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے اُس وقت
دونون کفارون نے باہم یہ گفتگو کی جبکہ ہم یہان آئے ہین اور جو کچھ ہمنے یہان آکے کیا ہے گو خداوند
تمثال آئینہ رو کو ضرور ہمارے کار نمایان سے آگاہی ہوتی ہوگی مگر خود بھی اُنھین اپنے کار نمایان سے
آگاہ کرنا چاہیے یہ مشورہ باہم کرکے ایک عریضہ اس مضمون کا لکھوایا کہ ای خداوند ہمنے سات روز کی مدت مین
سات سو سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کیا ہے جملہ اہل اسلام کو صدمہ دیا ہے سب مردمان لشکر اہل اسلام
نالہ وبکا کررہے ہین لشکر اسلام مین شور نالہ وفغان بلند ہے آج کی شب پھر ہم طبل جنگ بجواتے
ہین چند روز کے بعد ہم لشکر اسلام کا اسی طور سے خاتمہ کردینگے اور طلسم آبگینہ کی طرف اپنے مالک وحاکم
نقاب جادو کی خدمت مین چلے جائینگے باوجودیکہ آپ خداوند ہین لیکن اہل اسلام کو تباہ وبرباد کرینگے
ہمین نے یہان آکے اہل اسلام کو عاجز وہلاک کیا جب عریضہ اس مضمون کا لکھ گیا ملفوف کرکے مہر لبِ
پر دونون نقابدارون نے اپنی کرکے ایک شخص کے ہاتھ وہی عریضہ خدمت تمثال آئینہ رو مین روانہ کیا اس نے

جاکر عریضہ مذکور تمثال آئینہ رو تک بھجوایا خداوند نابکار عبارت عریضہ پڑھ کر بہت خوش ہوا پھر اس عریضہ
کے جواب مین یہ عبارت لکھوائی کہ اے نقابداران سیاہ و سفید پوش تمنے یہی تقدیر کی تھی کہ تمہارے ہاتھ سے
خاتمہ اہل اسلام کا کرین قبل تمہارے عریضہ آنے کے ہمکو تمہارے اس کار نمایان کرنے سے آگاہی ہوئی ہے ہم تمسے
بہت خوش ہین جہان تک ممکن ہو جلد تمامی لشکر اسلام کا خاتمہ کرو وہ بعد لکھوانے کے اسی شخص کے ہاتھ جواب
عریضہ روانہ کیا شخص مذکور پاس نقابدارون کے آیا جواب عریضہ اُنھین دیا وہ پڑھ کر خوش ہوے
پھر اُسی عالم خوشی مین حکم کیا ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ
بجایا جب صداے طبل رزمی لشکر کفار مین بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو واسطے خبر رسانی کے
مقرر تھے جلد تر خبر طبل جنگ بجنے کی لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے مجرا گاہ سے مجرا کرکے دست بستہ یون
عرض کرنے لگے کہ اے امیر باتوقیر کشورگیر اس وقت پھر نقابداران سیاہ و سفید پوش نے اپنے لشکر مین طبل
جنگ بجوایا ہے ارادہ اُن نابکارون کا یہ ہے ہنگام صبح جمعیت سپاہ میدان کارزار مین آئین آتش جنگ و جدال
کو روشن کرین امیر نے یہ خبر سنکے اک آہ سرد کی باین خیال کہ دیکھیے صبح کو سرداران لشکر سے کس کس کی
ہاتھ نقابدارون کے اجل آئیگی بعد آہ سرد کرنے کے بدل مغموم و محزون فرمایا کہدو کہ ہمارے
لشکر مین بھی نقارہ نواز نقارہ جنگی مانند کوس رحلت کے بجائین ہرکارے یہ سنکے آبدیدہ ہوکر بارگاہ
سلیمانی سے باہر آکے نقارخانہ سلیمانی مین گئے اور حکم امیر سے اُنھین آگاہ کیا اُنھون نے بھی آبدیدہ ہوکے
بسم اللہ کہکر نقارہ جنگی پر چوب لگائی جس وقت دونون لشکرون مین طبل جنگی و نقارہ رزمی بجائے گئے
نقابدار ازحد شادمان ہوے لیکن اہل اسلام بے اختیار روئے اور باہم کہنے لگے اے بھائیو یہ نقارہ
جنگی نہین بجا ہے ہمارے نزدیک کوس رحلت بجا ہے خبر مرگ سنائی گئی ہے دیکھیے صبح کو کون کون بہادر دست
نقابداران سیاہ و سفید پوش سے ہلاک ہوتا ہے اب تو یہ دل چاہتا ہے کہ بعوض ورزش آلات حرب و ضرب کی بے اختیار
روئین خدا سے واسطے ہلاکت ان نقابدارون کے دعا کرین غسل کرکے باہم گلے مل کے رخصت ہوکے دعائے
توبہ پڑھ کے کفن پہن لین کیونکہ اجل عنقریب ہے یقین ہے کہ دست نقابداران سے جانبر نہونگے ہان اگر
خدا نے فضل و کرم اپنا کیا اور نقابدار کسی تدبیر سے قتل و ہلاک ہوے تو البتہ زندہ رہین گے یہ کہکے ہر ایک
غسل کرنے اور دعاے توبہ پڑھنے اور اعزہ و احباب سے رخصت و وداع ہونے اور بگریہ و زاری خدا سے دعا
کرنے مین مصروف و مشغول ہوا لشکر اہل اسلام مین تو گریہ و زاری سے اک قیامت کا سامان ہے
کفار نالہ و فغان سواران لشکر اسلام کی سن کے خوش ہو رہے ہین خصوص نقابداران سیاہ و سفید پوش
خبر گریہ و زاری لشکریان اہل اسلام سن کے خندان ہین لاجورد شاہ و صلصال سے ہنس ہنس کے کہہ رہے
ہین ابھی یہ مسلمان کیا روئے ہین اس سے زیادہ روئینگے انکے رونے سے انکو کچھ فائدہ نہوگا اگر انکو اپنی جان
جانے کا خیال و ملال ہے تو خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرین ہمارے ہاتھ سے جانبر ہون بخشگان نے
جواب دیا یہ اہل اسلام اب بہت آپ کے ہاتھ سے مغموم ہوکے فریاد و فغان کرتے ہین انکا اس طرح
رونا اچھا نہین مجھے انجام اسکا یہ معلوم ہوتا ہے عجب نہین کہ یہ رونا انکو ہنسائے نقابدارون نے
پوچھا اے بخشگان یہ تونے کیا کہا اُسنے جواب دیا جو مین نے کہا وہ کہا آپ صاف صاف مجھسے نہ پوچھیے مین نے
بہت سی ایسی لڑائیان دیکھی ہین بنتے بگڑتے اکثر اُمور کو بھی دیکھا ہے ان اہل اسلام کے عادات

وافعال سے بھی خوب آگاہ ہون انکے خدا کی مہربانی انپر اسی وقت زیادہ تر ہوتی ہے جب یہ لوگ بہت صدمہ دالم مین مبتلا ہوتے ہین یہ کہکر خاموش ہوا جب نقابداران مذکور تقریر بجتیارک کی اچھی طرح نہ سمجھے کہنے لگے ملک جی تمھاری باتین عجب پیچیدہ ہین ذرا صاف صاف تقریر کرو اُسنے جواب دیا بس خلاصہ میری تقریر کا یہ ہی کہ آج کی شب بیدار رہیے ذرا بھی نہ سوئیے کہ جاگنا آپکا آپکے حق مین اچھا ہی اور سونا بہت برا ہی آگے آپ کو اختیار ہی نقابداروں نے پوچھا یہ تمنے کس وجہ سے کہا ہی کہ بیداری اچھی ہی اور خواب برا ہی ملک جی نے جواب دیا اسکو مجھسے دریافت نہ کیجیے مین ہرگز سبب اسکا بیان نہ کرونگا نقابداروں نے کہا بے شغل جاگنا مشکل ہی کیا تدبیر کی جائے کہ نیند نہ آئے بجتیارک نے کہا تدبیر جاگنے کی یہ ہے کہ ارباب نشاط کو طلب کیجیے رقص اُنکا دیکھیے گانا اُنکا سنیے نقابداروں نے موافق اُسکی رائے کے اُسی وقت ارباب نشاط کو طلب کیا فی الفور ایک رقاصہ کہ لشکر کفار مین تھی مع اپنے سازندوں کے بارگاہ نقابداران سیاہ وسفید پوش مین گئی بعد سلام کرنے کے اور درست ہونے سازوں کے روبرو نقابداروں کے رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھنے لگے جب وہ تا دیر رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل

لڑائی کے نظر آتے ہین سامان اُنکے تیور سے　　جو چھپ چھپ آج کچھ گم صم بنے بیٹھے ہین تیور سے
جو دیکھین گے کبھی سبزہ ترے چاہ زنخدان کا　　چھپا لین گے خضر شرما کے منھ پانی کی چادر سے
اگر وہ گلبدن گلشن مین بہر سیر جب نکلے　　عروسان چمن منھ ڈھانپ لین پھولون کی چادر سے
پتا ملنا دل لاغر کا یون تو غیر ممکن ہے　　گھنگھو لا کیجیے سینہ کو پہلے نوک خنجر سے
فرشتے ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھبرائے ہوے ہر سو　　نکل بھاگے ہین دیوانے ترے صحرائے محشر سے
خدا کو چھوڑ کر عشق بتان ہی عین نادانی　　بگاڑون کس لیے بندون کی خاطر بندہ پرور سے
ابھی تو ہے فقط ہلچل وہ آئین دیکھیے کیا ہو　　پھڑکتے ہونگے بسمل ہر طرف لوٹین کبوتر سے
جناب خضر بھی اللہ اکبر کہتے مرشد سے　　کہان کا آب حیوان دل لگی کی تھی سکندر سے
مبارک مژدہ فصل بہاری ہو تجھین یوسف　　صدا گانے کی پھر آنے لگی کانون مین گھر گھر سے

اہل بزم گانا اسکا سننے لگے نقابداران سیاہ پوش وسفید پوش خوش ہوکے اسکے رقص ونغمہ کی ثنا کرنے لگے بیان تو یہ تا مدگار ہی ہے دونون نقابدار وغیرہ گانا اسکا سن رہے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال خضران بن عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو بارگاہ سلیمانی سے نکل کے تاریکی شب مین اک طرف روانہ ہوا تھا جاتے جاتے صحرا مین اک شجر سایہ دار کے نیچے پہونچا ہوا اُس درخت کی سرا وخوش معلوم ہوئی بے اختیار بیٹھ گیا اور یہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ اے خضران تو نے بے سمجھے امیر ثانی سے یہ کہدیا کہ آج کی شب دونون نقابداروں کا خاتمہ کر دونگا زندہ نہ رکھونگا لیکن یہ نہ سمجھا کہ اُنکے سامنے کیونکر جائیگا اور اُنکے پاس سے زندہ بچکر کیونکر آئیگا کیونکہ جب وہ تجھے دیکھ لین گے تو فوراً تو مر جائیگا ہائے اے خضران کیا تو نے نادانی کی عبث امیر ثانی سے وعدہ عیاری کرنے کا کیا اب کیا تدبیر کرون کیونکر در مطلب حاصل کرون یہ باتین اپنے دل مین کرکے دریائے فکر مین غوطہ زن ہوا تا دیر ایسی عیاری کی فکر کرتا رہا کہ جس سے مطلب دلی حاصل ہو ہر چند بہت فکر کی مگر کوئی عیاری مرغوب طبع ذہن مین نہ آئی کہ جس سے جان بھی بچے اور مقصد دل بھی بر آئے راوی ناقل ہی

کہ عیار مذکور فکر عیاری کرتے کرتے زیر شجر لیٹ کر ہواے سرد سے راحت پاکے سو گیا عالم خواب میں
دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ لباس نفیس و پاکیزہ پہنے ہوے قریب آئے اور بہ مہربانی و عنایت پوچھا
ای خضران بن عمرو کیوں متفکر و تردد کرتا ہے اور کیوں اشکبار ہوتا ہے خضران نے عالم خواب میں جواب دیا
ای بزرگ ذیوقار کیونکر اس فکر میں غمگین ہوں کہ کچھ مجھسے بن نہیں پڑتا ہے اگر بارگاہ نقابداران سیاہ و سفید
میں براے عیاری جاتا ہوں تو جب وہ مجھے دیکھیں گے حال میرا ابتر ہو جائیگا ہمہ تن پسینہ ہو کے بہجاؤں گا
روح تن سے نکل جائیگی اگر نہیں جاتا ہوں تو امیر ثانی سے شرمندہ ہونگا وہ کہیں گے کہ جو تو نے کہا
تھا وہ نہ کیا بزرگ موصوف نے جواب دیا ای خضران آگاہ ہو کہ نالہ و فغان مردمان لشکر اہل اسلام
اور انکی دعا سے اور تیرے زار زار رونے سے پروردگار عالم کو رحم آیا ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تجھے حالات
نقابداران سے آگاہ کر دوں اور دیگر باتیں بھی بتاؤں پس بگوش ہوش سن کہ یہ نقابدار سیاہ و سفید پوش
بلاے عظیم ہیں ہر چند انکی آنکھیں اور نظر انکی بلا ہے لیکن ہر وقت نہیں ہے جس وقت یہ کسی سے مقابلہ و
مقاتلہ کرتے ہیں اس وقت چہرہ و چشم و نظر کی اور تاثیر ہوتی ہے اور جب یہ دونوں کسی اپنے حریف سے
نہیں لڑتے ہیں اس وقت اور طرح کا شکل و چشم و نظر میں اثر ہوتا ہے اور باعث اسکا انکی نقابیں ہیں اگر
نقابیں انکی انکے منہ پر پڑی رہیں تو جو اثر قبل بیان کیا ہے وہی ہوتا ہے اور اگر نقابیں انکے رخوں سے کسی تدبیر سے
لے لی جائیں تو یہ اثر انکے چہرہ و چشم و نظر میں پیدا ہو جائے کہ ایک نقابدار جب دوسرے نقابدار کو دیکھیگا
اور دوسرا نقابدار نقابدار اول کو دیکھے گا دونوں مانند سرداران ہلاک شدہ لشکر اسلام کے ہلاک ہو جائینگے
نظر ہو آگئیں ان دونوں کی دونوں پر اثر کریگی غرض جبتک نقابیں انکے رخوں پر رہینگی نہ ہلاک ہونگے پس تو جا کر
عیاری کر اور نقابیں نقابدار سیاہ پوش کی لے آ پھر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے یہ فرما کر وہ بزرگ نظر سے غائب
ہوے خضران بن عمرو خواب سے بیدار ہوا آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو اس بزرگ کو نہ پایا فی الفور زیر شجر سے
اٹھا جو اس بزرگ نے فرمایا تھا وہ بخوبی یاد تھا خضران بن عمرو شادمان ہو کے وہاں سے جانب
بارگاہ نقابداران مذکور روانہ ہوا اثناے راہ میں دل میں کہتا تھا کہ خداوند عالم نے اپنا فضل و کرم کیا ایک
بندہ برگزیدہ اپنے کو بھیجکر عالم خواب میں حالات سے مجھے آگاہ کرایا یہ باتیں کرتا ہوا بصورت مبدل لشکر
کفار میں گیا اس وقت وہی نازنین رقاصہ رقص کر رہی تھی اور غزل گا رہی تھی کہ یکایک نقابداران سیاہ
و سفید پوش نے ساقی گلرخ کو طلب کیا حسب الطلب ساقی کشتی مے لیکر لشکر سے سوے بارگاہ مذکور چلا راہ میں
خضران بن عمرو نے کہ وہاں گرد و پیش کوئی نہ تھا قریب اسکے جاکے حباب بیہوشی اسے مار کے بیہوش کیا
پھر لباس اسکا اتار کر لنگوٹی اسکے باندھ کر پٹی بیہوشی کی دماغ پر اسکے رکھ کے خس و خاشاک میں اسے دبا دیا
اور رنگ و روغن سے اسکی صورت بنکر پوشاک اسکی پہنکر کشتی مے اٹھا کر اندر بارگاہ مذکور کے گیا پہلے نقابداروں
وغیرہ کو سلام کیا پھر بہانہ نقابداران مذکور شیشہ مے اٹھا کر سفوف بیہوشی سبکی نظر سے بچا کر شراب میں ملا کر
مے گلرنگ جام بلوریں میں انڈیل کر ساغر بطریق ساقیوں کے ہاتھ پر رکھکر روبرو نقابدار سیاہ پوش
کے لیگیا اس نے ساغر لیکر دہن سے لگا کر شراب پی پھر ساقی مذکور نے دوسرا ساغر شراب سے بھر کر نقابدار سفید پوش
کو دیا اس نے بھی شراب پی بعد اسکے لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و نجنگان کو جام کر
دیا سب نے شراب پی مگر نجنگان نے کچھ خضران کو پہچانا خضران نے اشارہ سے کہا ملک جی

بہتر تمھارے حق مین یہی ہی کہ جام لیکر شراب پی لو اور کچھ منھ سے نہ کہو اگر میرے حال سے بیان کسی کو آگاہ
کروگے تو قسم ہی اپنے والد ماجد کے سر کی مین تمھیں مار ڈالونگا بختگان تقریر خضران بن عمرو کی پاکے
چشم و ابرو کے کنکی بھی سمجھ کے خوف جان سے کچھ نہ بولا اشارہ سے کہنے لگا مین آپ کو مانند اپنے مالک و جان
بخش خواجہ عمرو ثانی کے جانتا ہون آپکا حکم بجا لاتا ہون یہ شراب بیہوشی آمیز ہی مین جانتا ہون مگر
آپ خفا ہون جس طرح آپ فرمائین گے یہ فرمانبردار عمل کریگا یہ کہکے شراب پی گیا جب سب اہل بزم شراب
پی چکے پیالہ تنک کہ ساقی مذکور نے تھوڑی تھوڑی شراب اُس رقاصہ اور اُسکے سازندون کو بھی پلائی جب سبکو
نشہ شراب کا ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی گرمی معلوم ہوئی اُس وقت نقابدار سیاہ پوش نے نقابدار سفید
پوش سے کہا ای برادر اسقدر بدرجہ کمال گرمی معلوم ہوتی ہی سر کو گردش ہی اسکا کیا سبب ہی اُس نے
کہا میرا بھی یہی حال ہی ساقی نے عرض کیا حضور کچھ تردد نہ کرین جو شراب آپنے اس وقت پی ہی از حد تیز و تند
ہی ضرور اُسنے گرمی پیدا کی ہوگی ذرا اُٹھکے ٹہلیے ہوا کھایے نقابدار سیاہ پوش اُٹھا اُٹھتے ہی قدم
لڑکھڑاے سر کو زیادہ گردش ہوئی بے اختیار لڑکھڑا کے فرش پر گرا اُسکے گرتے ہی نقابدار سفید پوش و
لاجورد شاہ و صلصال وغیرہ متردد ہوکے اُسکے اُٹھانے کو اُٹھے یہ سب بھی مع بختگان فرش پر گرکے بیہوش
ہوے پھر ارباب نشاط بھی بیہوش ہوے جب سب بیہوش ہوگئے خضران بن عمرو نے جلد دونون نقابدارون
کی نقابین اُنکے رخون سے منھ اپنا پھیر کے لیکر سب کے جھٹ پٹ کپڑے اُتار کر پرانی لنگوٹیان اور
لنگیان اُنکے باندھ کر سراچہ بارگاہ کا خنجر سے چاک کرکے بارگاہ سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف روانہ
ہوا یہان سب بیہوش پڑے تھے کہ ایک سردار لشکر کفار کا بارگاہ مین آیا اُنکا حال سب کا عجیب و غریب
دیکھ کے ہر ایک کو بیہوش پا کے متردد ہوکے باہر بارگاہ کے جا کے اکثر لوگون سے کہا آج نہین معلوم
کیا ہوا ہی نقابدار وغیرہ سب بارگاہ مین لنگیان لنگوٹیان باندھے ہوے بیہوش پڑے ہین اُنھون نے
کہا یقیناً کوئی عیار لشکر اسلام کا آیا ہوگا اُسنے عیاری کی ہوگی جلد اُنکو چلکے ہوشیار کرین یہ کہکے
وہ سب اندر بارگاہ کے آئے پھر چند تدبیرین ایسی کین کہ سب کو ہوش آیا نقابدار سیاہ پوش نے اپنی
برہنگی پر نظر کرکے اپنے برادر نقابدار سفید پوش کو دیکھا اُسنے بنظر حیرت نقابدار سیاہ پوش کو دیکھا دونو
کا باہم دیکھنا تھا کہ غضب ہوا اسکی نظر نے اُسپر اُسکی نظر سحر آگین نے اُسپر اپنا اثر کیا فی الفور دونون نے
آہ کی پھر نالہ بلند کیا اور کہا ہاے موت آئی کون ہمارے حال سے آگاہ ہوگیا کسنے نقابین ہمارے
رخون سے اُتار لین کسنے ہمکو ننگا کردیا کس دشمن جانی نے ہماری ہلاکت چاہی حیف کیا جلد ہماری قضا
آئی ہماری نقابون کی تاثیر سے کون آگاہ ہوگیا کس نے ہمارا یہ حال کیا ای لاجورد شاہ و ای صلصال کچھ
تمکو معلوم ہی کہ ہماری نقابین کون لے گیا اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم ہم بھی مانند آپ کے بیہوش تھے
بختگان نے کہا مرشدزادے کا یہ کام ہی جو ابھی تشریف لائے تھے ابھی بختگان یہ کہہ رہا تھا کہ دونون
نقابدارون کو بحدی گرمی معلوم ہوئی گوشت اُنکے تن کا پسینہ ہو ہوکے بہنے لگا لشکر مین خبر ہوئی تہلکہ
پڑ گیا جملہ کفار کو حیرت ہوئی خوشی آن کفار کی مبدل بغم و الم ہوئی تھوڑی دیر مین دونون نقابدار نالہ و فریاد
کرکے ہلاک ہوے لاجورد شاہ و صلصال و خلخل و بختگان نے پوشاک و لباس دیگر طلب کرکے پہنا
اور پھر اُس بارگاہ سے اُٹھ کے اپنی بارگاہ مین گئے وہ شب کفار نے بعوض خوشی و شادمانی و ورد کی

الآت حرب و ضرب کے رونے اور نالہ و فغان کرنے مین بسر کی صبح کو کسیکو جرأت نہوئی کہ میدان جنگ مین آتیٔ
اور مقابلہ و مجادلہ امیر ثانی و لشکریان امیر سے کرے وقت تحریہ خبر ہلاکت نقابداروں کی تمثال آئینہ رو کو
پہونچی اسکو نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار و صدمہ بعید حکم دیا کہ بالفعل طبل جنگ بجایا نجاے یہ حکم
دیکر محض استخوان دونون نقابداروں کے مع ایک رقعہ کہ جسمین حال ہلاکت نقابداران مذکور کا درج تھا چندلیے
چند ساحروں اور کچھ سواروں کے ساتھ طلسم آبگینہ پاس نقیبان جادو حاکم طلسم مذکور کے روانہ کیے
ادھر خضران بن عمرو وقت سحر اپنے لشکر مین آیا تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اس اثنا مین چند ہرکارے
نہایت خرم و خندان خدمت امیر ثانی مین آئے اور دست بستہ عرض کیا مبارک ہو کہ نقابدار سیاہ پوش
و سفید پوش بوجہ عیاری کرنے خضران بن عمرو کے ابھی ہلاک ہوئے ہین استخوان انکے تمثال آئینہ رو نے
جانب طلسم آبگینہ روانہ کیے ہین مردمان لشکر کفار کو صدمہ بعید ہے خصوص تمثال آئینہ رو کو بدرجۂ کمال
ملال ہے یہ فدوی خوب دریافت حال کر کے آئے ہین تمثال آئینہ رو نے یہ حکم دیا ہے کہ بالفعل لڑائی موقوف ہے
جملہ مردمان لشکر اہل اسلام اس خبر خوش کے سننے سے نہایت شادمان ہوے اکثر نے خاک پر سجدہ شکر
کیا کسی نے کسی سے کہا دیکھو دعا ہماری کیا جلد خداوند عالم نے قبول کی خبر مرگ دشمنان سننے مین آئی خصوص
امیر ثانی ہرکاروں سے حال ہلاکت نقابداران مذکور سن کے بہت خوش ہوے خدا کی حمد و ثنا کی بعد سجدہ شکر ادا
کیا بعد اسکے تعریف عیاری خضران بن عمرو کی بہت کی بعد تعریف زر و جواہر کثیر خضران بن عمرو کو انعام مین
دیا اور جنگاہ مین جانے کا قصد ملتوی کیا اُس وقت چند سرداران لشکر امیر ثانی نے عرض کیا کہ نقابداروں
کی ہلاکت کی خوشی بہت ہے دل چاہتا ہے کہ اس خوشی کا جشن ہو امیر ثانی نے فرمایا ابھی چند روز مین سات سو سردار
لشکر ہلاک ہوے غم انکا تازہ ہے خوشی انتقال دشمنان کی ایسی صورت مین مناسب نہین ہے سوا اسکے ہلاکت
دشمنان کی خوشی مین جشن کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہے وہ ہلاک ہوے ہمکو بھی ایک دن مرنا ہے دنیا سے سوے
عدم جانا ہے اگر اسکا یقین ہوتا کہ ہم سب تا قیامت زندہ رہینگے تو البتہ ان نقابداروں کے مرجانے سے
خوش ہوکے جشن کرتے سرداران مذکور نے بجواب امیر ثانی عرض کیا مرجانا تو ایک دن ہر ایک کا ضرور
ہے مگر قاعدہ اہل جہان کا یہی ہے کہ زمانۂ صدمہ و الم مین غم کرتے ہین اور بوقت شادمانی خوشی کرتے ہین پس
فی الحال ایسے دشمنان جان عیاری خضران بن عمرو سے ہلاک ہوے ہین خدا نے ہم سب پر فضل و کرم
اپنا کیا ہے اس خوشی مین جشن کرنا ضرور ہے جب امیر ثانی نے انکی تقریر سنی اور دیکھا کہ یہ سب اصرار
کرتے ہین مجبور ہوکے کہا اچھا خوشی تمھاری جشن کرو مگر آج ہی کی شب یہ فرما کے حکم ملازموں کو دیا کہ سامان
جشن مہیا کرو ملازموں نے حکم کی تعمیل کی ایک بارگاہ نہایت بلند الستادہ کی گئی فرش و کرسی و تخت زرنگار
اور دیگر اشیاے زیب و زینت سے اُسے آراستہ کیا ارباب نشاط کو طلب کیا وقت شام بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی و جملہ سرداران موجود اُس بارگاہ مین جاکے علی قدر مراتب بیٹھے بعد پیشکشی حسب الحکم امیر ثانی
ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندوں کے بارگاہ مین روبرو امیر ثانی کے حاضر ہوئی بعد سلام کرنے کے اور درست
ہونے سازوں کے وہ رقص کرنے لگی جملہ اہل بزم رقص اُسکا دیکھنے لگے بعد رقص کرنے کے رقاصہ
مذکور یہ غزل گانے لگی

غزل

میرا زنا انکو یاد آیا وہ فوراً رو دیے

سب تو خوش ہوتے ہین آئینہ مقابل دیکھکر	آپکو کیون غیظ آتا ہے مرا دل دیکھکر
نقش پروانہ حضور شمع محفل دیکھکر	تشنۂ جام شہادت ایک مدت سے ہون مین

کیون نہ دل لوٹے آب تیغ قاتل دیکھکر
شوق ایسا قتل کا ہی خنجر کلے دیتا ہون
کیجیے میری مذمت رنگ محفل دیکھکر
حال غیرونکی زبانی شکے سنتے ہین ابھی
عید ہوتی ہی ہلال تیغ قاتل دیکھکر

اپنی زلف الجھی ہوئی سلجھاؤ کنگھی سے مگر
ان حسینون مین کوئی اچھا سا قاتل دیکھکر
حسن وہ دلکش ہی انکا رخ سے گر اٹھین نقاب
پھر وہ رو رو مین گے مری جیتا ہے دل دیکھکر

اک ذرا عشاق کے رکھتے ہو دل دیکھکر
سب ہین رند لاؤ بالی انجمن مین شیخ جی
تھام لیں دل اپنے اپنے اہل محفل دیکھکر
فرط شادی سے گلے ملتے ہین ہم جان نثار

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ بگوش دل سننے لگے تعریف اُسکے گانے کی اور تنا اشعار کی کرنے لگے بیان تو بزم عیش مین رقاصہ گاری ہی سب بیٹھے ہوے سُن رہے ہین لاجورد شاہ و صلصال وجملہ کفار روتمثال آئینہ رو کو ملال ہی قتل ہوجانے کا کفار کو خیال ہی کیونکہ جب نقابداران سیاہ وسفید کو عیار نے عیاری کرکے ہلاک کیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہی تمثال آئینہ رو مانند آئینہ کے ہلاکت نقابداران مذکور سے حیران ہے حال ان کفار و دیندار کا آیندہ بخدمت ناظرین عرض کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو ثانی کا واسطے رہائی درویش ذوکمال وریاضت گزین مسمے رضوان بوریہ نشین کے اور عیاری کرنا۔ ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقیے باکرم
کرم جسمین ہومے بھری نور کی
عنایت سے تیری جو مسرور ہون
کہ خوش ہووے جسمے دل دوستان

ہی مشہور عالم مین تیرا کرم
نیا شیشہ لا قلب مسرور کا
ترے لطف سے نشہ مین چور ہون
نئے طرز سے آج تحریر ہو

صراحی بنا گردن حور کی لو
پیالہ بنا چشم مخمور کا
سنا دون پھر آگے کوئی داستان
فصاحت سے معمور تقریر ہو

بیت۔ گہر سنجان دریائے معانی ٭ چنین آرد متاع نکتہ دانی ٭ قبل اسکے اسی ہیچمدان خاکپائے داستان گویان ومترجمان نے لکھا ہی کہ خواجہ عمرو ثانی امیر ثانی سے رخصت ہوکر سوے خانہ کعبہ چلے تھے ارادہ دل مین یہ تھا کہ بیت اللہ مین جاکر حمزہ صاحبقران اول اور اپنے والد ماجد خواجہ عمرو سے ملونگا بیان کے حالات کنسے کہونگا شکایت نافہمی اور کہنا نہ ماننے امیر ثانی کی حمزہ صاحبقران اول سے کرونگا چنانچہ عمرو ثانی کہ بعد عمرو کے عیاری مین لاثانی ہی لشکر اہل اسلام سے نکل کے چلا جاتا تھا ہر روز راہ دشت وصحرا طی کرتا تھا ایک روز وقت شام صحرا مین نیچے ایک درخت سایہ دار کے پہونچا دیکھا سامنے ایک کوہ ہی درخت انواع واقسام کے اُس کوہ پر نظر آتے ہین پانی اُس کوہ سے جاری ہی صحرا کو دیکھا کہ نہایت لق ودق ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی بجز صحرا کے اور کچھ نظر نہین آتا ہی درندے اور گزندے اُس صحرا ے مہیب ودہشت افزا مین بہت ہین شیرون کے گونج کی آواز آتی ہی ہر جانب سے سانپ اور دیگر گزندون اور درندون کی صدا آتی ہی خواجہ عمرو ثانی نے اُس صحرا کوہ کو دیکھکر ہنوز خیال کیا تھا کہ آج کی شب اسی درخت پر چڑھ کر بسر کرنا چاہیے آگے جانے اس تاریکی شب مین نجانا چاہیے کیونکہ درندون اور گزندون سے خوف جان ہی ناگاہ سامنے سے ایک فقیر پیدا ہوا خواجہ نے اُسے اپنے سمت آتے دیکھکر دل مین کہا شکر ہی خدا کا کہ تنہائی میری مبدل بہ ہمنشینی درویش ہوئی آج کی شب اسی درویش سے ہم سخن ہونگا اسکی جھولی مین ٹکڑے روٹیون کے ضرور ہونگے وہی لیکر کھاؤنگا نان خشک پر قناعت کرونگا زنبیل سے کوئی شی کھانے کی قسم طعام سے نہ نکالونگا اگر یہ فقیر مجھے اپنی جھولی سے قسم طعام سے کچھ نہ دیگا تو بیہوش اسکو کرکے جو کچھ اسکے

پاس ہر سبب چھین لونگا ابھی خواجہ اپنے دل میں یہ تجویز کر رہے تھے کہ وہ فقیر قریب تر آیا خواجہ کو دیکھکر
سلام کیا عمرو ثانی نے جواب سلام دیکر پوچھا تم کہاں سے آتے ہو کہاں جاؤ گے اُس نے کہا بابا یہ فقیر عدم آباد
اور عدم کے جانے کی فکر میں پھر رہا ہے ماہ دو ماہ بلکہ دو چار روز بھی قیام کہیں نہیں کرتا ہے چار
چند روزہ سیاحی میں بسر کرلیا ہے ہر روزہ راہ شہر و دشت طی کرتا ہے ایک روز منزل عدم تک ضرور پہونچ
جائیگا خواجہ نے جواب دیا اے درویش جو کچھ اظہار کیا سچ ہے لیکن صاف صاف کہو کس شہر سے ادہر آتے ہو کہاں جاؤ گے
اُس نے کہا فی الحال شہر تمثالیہ سے آتا ہوں خواجہ نے پوچھا اُس شہر کا کچھ حال بیان کرو اُس نے کہا بابا آج کل اُس شہر میں
ایک تہلکہ پڑا ہوا ہے لڑائی ہو رہی ہے کفار جانب تمثال آئینہ روے اہل اسلام سے لڑ رہے ہیں جانب کفار
دو نقابدار سیاہ و سفید پوش ایسے بلا کے ہیں کہ جب وہ ہمراہ لشکر کے میدان جنگ میں جاتے ہیں اور مبارز
طلب کرتے ہیں لشکر امیر ثانی سے جو پہلوان یا سردار سپاہ انکے سامنے آتا ہے پہلے تو باہم نیزہ سے لڑائی
ہوتی ہے پھر نقابدار نقاب اپنے رخ سے اٹھا کے اپنے حریف کو صورت اپنی دکھاتا ہے اُسکی آنکھ سے
آنکھ اپنی ملاتا ہے پھر نقاب اپنے چہرہ پر ڈال لیتا ہے حریف مذکور کو گرمی معلوم ہوتی ہے یہانتک پسینا
آتا ہے کہ تمام گوشت تن کا پسینہ ہو کے بہ جاتا ہے ہڈیان تک بھی باقی نہیں رہتی ہیں اس صورت میں
حریف نقابدار جلد ہلاک ہو جاتا ہے دنیا سے سوے عدم جاتا ہے اہل اسلام غمگین ہوتے ہیں کفار
خوش ہوتے ہیں میرے سامنے چھ روز میں چھ سو سرداران لشکر اسلام دست نقابداران سے
ہلاک ہو چکے تھے اور سوا سو سرداران نامی دگرامی لشکر امیر ثانی کے در بند نسیم بہار میں جا کے زخمی ہو کے
اسیر ہو چکے تھے لاکھوں سوار و پیادے لشکر جانبین کے کام آچکے تھے کفار بہت خوش تھے خصوص
تمثال آئینہ رو جو اپنے تئیں خداوند کہلواتا ہے شادمان تھا اور امیر ثانی وغیرہ جملہ سرداران لشکر
اسلام حزین و غمگین تھے صداے نالہ و فریاد و فغان لشکر اسلام میں بلند تھی میں یہ خونریزی دیکھنے کی تاب
نہ لا یا دونوں لشکروں اور شہر کی سیر کر کے وہاں سے ادہر آیا خواجہ یہ حال سُنکے نہایت ملول و حزین ہوے
کچھ خیال اکل و شرب اس رنج و ملال میں نہ کیا ٹکڑے روٹیوں کے فقیر سے نہ لیے نہ اُسے لوٹا نہ بیہوش
کیا فقیر مذکور تو خواجہ سے رخصت ہو کر سوے کوہ گیا خواجہ اُسی درخت کے نیچے بیٹھ گئے خیال امیر ثانی
و ہلاکت و اسیری سرداران لشکر میں رونے لگے منہ آب اشک سے بھگونے لگے دل میں کہنے لگے کہ اے
خواجہ شرط محبت و دوستی و ملازمت و نمک حلالی سے یہ بعید ہے کہ تم ایسے وقت بد میں رفاقت امیر
ثانی سے دست بردار ہو کے سوے خانہ کعبہ جاؤ تمہاری بے اعتنائی و بے مروتی و ترک رفاقت سے
اہل جہان آگاہ ہو کے کیا کہیں گے خصوص حمزہ صاحبقران اول و حمزہ صاحبقران ثانی کیا فرمائینگے
تمہارے والد نے حمزہ صاحبقران اول کے ساتھ طفلی سے تا پیری کیا کیا رفاقت کے امور کیے ہیں کہ
تا قیامت اہل جہان کو یاد رہیں گے تم انھیں کے فرزند ہو تمکو بھی لازم ہے کہ ترک رفاقت امیر ثانی سے
باز آؤ سوے خانہ کعبہ نہ جاؤ یہاں سے پھر اپنے لشکر میں چلو یا اسی جگہ سے کوئی فکر و تدبیر ایسی کرو کہ در
مقصد ہاتھ آئے یعنے تمثال آئینہ رو مارا جائے خداوندی اسکی باقی نہ رہے شہر تمثالیہ اہل اسلام سے
آباد ہو کفار کا نام و نشان باقی نہ رہے یہ باتیں کر کے خود ہی یہ خیال کیا کہ اے عمرو ثانی نزدیک خداوند عالم
و عالمیان کی قدرت کے تو یہ امر بہت سہل ہے کہ تمثال آئینہ رو تیری فکر و تدبیر سے ہلاک ہو مگر محض تو اپنی

عیاری و مکاری کے ذریعہ سے کیا اُسکو قتل کریگے کا خداوندی اُسکی کیا بگاڑ سکیگا اس وقت وہ صاحب حکومت ہے لاکھوں بیدین اُسے سجدہ کرتے ہیں یعنی اُسکے تابع حکم ہیں چند شہر کا فرمانروا ہے بھلا اُس پر تو اکیلا ایک مشت استخوان کیا غالب آئیگا اگر جرأت کرکے سامنے اُسکے جائیگا عوض قتل کرنے کے اُسکے چہرہ کو دیکھ کے فوراً اُسے سجدہ کریگا دین اسلام سے نکل جائیگا حالانکہ دین اسلام سے نکلنا نہیں بعد سجدہ کرنے کے کلام ہے کیونکہ مسحور بسحر ہو کے یا تاثیر نقوش و عمل سے اگر کوئی کسی کو سجدہ کرے تو وہ لائق اعتبار نہیں ہے ایسے سجدہ کرنے سے اُسکے اسلام میں خلل نہیں آتا ہے ہاں اپنے ہوش و حواس میں ہو کے دیدہ و دانستہ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو البتہ دین اسلام سے خارج ہو جائیگا خواجہ باتیں کرکے اور خیالات مندرجہ کرکے بے اختیار یاد امیر ثانی و صدمۂ ہلاکت و اسیری سرداران لشکر اسلام میں زار زار روئے اور ایسا گریہ کیا کہ کبھی اس طرح بیقرار ہو کے نہ روئے تھے اُسی حالت گریہ و زاری و نالہ و بیقراری میں سوئے فلک سر اُٹھا کے دل کو رجوع بہ پروردگار عالم کرکے اس مناجات کو ورد زبان کیا **مناجات لطیف**

الٰہی تو ہر اک کا ہے کارساز　　تری ذات بیشک ہے بندہ نواز
تو ہی بس ہر اک کا ہے حاجت روا　　اگرچہ میں ہوں عاصی و پُرخطا
مرے دل کی امید بر لا شتاب　　کہ دل ہے مرا سوز غم سے کباب
تو ہی بیکسوں کا ہے مشکل کشا　　مگر رحم کر مجھ پہ اب اے خدا

خواجہ مناجات مندرجہ زبان پر جاری کرتے ہوئے جاتے تھے اور بصد بیقراری روتے جاتے تھے اُسی گریہ و زاری میں خواب راحت تو کجا غش آگیا عالم غفلت میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش مقطع وضع کے ایک تخت نور پر سوار جانب فلک بالین سر شریف فرما ہوئے چہرہ اُنکا نورانی لباس پاکیزہ و سفید در بر ہے عطر مجموعہ سے بسا ہوا عمامہ بر سر ہے ریش سفید موافق شرع کے آنجناب نے متبسم ہو کے فرمایا اے قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ زنگ و ننده بمثال عیار ذی کمال سر برندہ ساحران درِش تراشندۂ کافران غرق دریائے فکر و حیرانی خواجہ عمرو ثانی کیوں اسقدر غمگین ہے خوش ہو کہ خداوند کریم نے تیری دعا مستجاب کی حال زار پہ تیرے رحم کیا گریہ و زاری سے تیری دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا تھوڑے زمانہ میں دردعا تیرا تیرے ہاتھ آئیگا جو مراد ہے وہ پائیگا لیکن حصول در مقصد دلی میں کوشش و فکر کرنا تجھے ضرور ہے بغیر فکر و کوشش بلیغ فتحیاب ہونا اور ہلاک کرنا ممثال آئینہ رو کا مشکل ہے کیونکہ چند چیزیں اُسکے پاس ایسی ہیں کہ وہ باعث اُسکے فروغ اور اسکی حفاظت کی ہیں تاوقتیکہ جس شخص سے وہ اشیاء اُسکو دستیاب ہوئی ہیں وہی اُنکو نہ مٹائیگا ممثال آئینہ رو مارا نجائیگا حالانکہ خداوند عالم قادر و توانا ہے ہر شے پہ اُسے قدرت ہے جو چاہے کرے جسکو چاہے بنائے جسکو چاہے بگاڑے گو خداوند عالم اسپر بھی قادر ہے کہ ایک چشم زدن میں **ممثال آئینہ رو** کو تیرے ہاتھ سے یا اور کسی طور سے یوں قتل و ہلاک کرائے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جائے مگر حکمت و مشیت الٰہی یہی ہے کہ تو کوشش و فکر کرکے مراد دلی حاصل کر المدعا تجھکو معلوم ہو کہ ایک درویش صاحب کمال کہ نام اُسکا رضوان بوریا نشین ہے ممثال آئینہ رو نے ایک زمانہ میں وعدہ اُسے زر و جواہر کثیر دینے کا کرکے کہا تھا کہ کچھ نقش وغیرہ مجھے ایسے دو کہ خلائق مجھے دیکھتے ہی سجدہ کرے اور جو میری صورت پر نظر کرے وہ از خود رفتہ ہو جائے بلکہ اُسکو غش آجائے تاب نظارہ جمال نہ لاسکے فقیر مذکور نے بطمع زر و جواہر کثیر شیطان کے

بہکانے سے راضی ہو کے اقرار کیا تھا اور اپنے عمل دریافت کشی سے بعد دشواری و مشکل ایک تختی اور چند نقوش تیار کر کے اُس نابکار کو دیئے تھے اُنکو تمثال آئینہ رو نے لیکر اپنے پاس رکھا چنانچہ وہی نقوش اور تختی ابتک اُسکے سر و پیشانی پہ آویزان ہین اُنھین کی تاثیر سے ہر ایک پیر و شیطان اُس نابکار کو سجدہ کرتا ہی اور اُنھین نقشون کی وجہ سے اور آئینہ مقابل کے عکس وغیرہ کے باعث سے چہرہ اُس کا ضو افگن ہی اور باعث تسخیر قلوب مردم ہی غرضکہ جب تمثال آئینہ رو درویش مسطور سے نقوش وغیرہ پا چکا اور حسب عدہ نذر جواہر اُسے دے چکا دل مین سوچا کہ اس درویش کامل نے جب مجھکو ایسے نقوش اور تختی دی ہی کہ جسکی وجہ سے مین نے اپنے تئین خداوند مشہور کیا ہی اور مردم نے مجھے سجدہ کیا ہی وہ قادر اس امر پر بھی ضرور ہو گا کہ وقت دشمنی مجھسے یہ نقوش اور تختی لے لے یا اپنے عمل سے تاثیر اُن نقوش کی زائل کرے یا کسی میرے دشمن جان کا شریک ہو کے باعث میری تخریب کا ہو پس حفظ ماتقدم ضرور ہے کسی دوست پر اسکا یقین نچاہیے کرنا کہ یہ ہمیشہ دوست رہیگا کبھی دشمنی نکریگا یہ سوچ کے اُس کو بمکر و حیلہ گرفتار کیا اور ایک صحرا مین اُسے قید کیا بعد قید کرنے کے تین در بند درمیان راہ کے قائم کیے بہت سے ساحرون کو محافظ اُسکا کیا تاکہ کوئی شخص اُس تک پہونچنے نپائے اور اُسے قید سے رہا نکرنے پائے پس وہ درویش اُس زمانہ سے اب تک اُسی صحراے پرخطر مین کہ ایک حجرہ وسیع ہی درمیان اُسکے قید ہی گرد اُس حجرہ کے صدہا ساحران نابکار بیٹھے ہین نگہبانی کرتے ہین تمثال آئینہ رو نے تو واسطے اپنی بہبودی کے یہ تدبیر کی کہ جو بیان کی گئی لیکن وہ اس بات سے بےخبر رہا کہ جب خدا چاہیگا درویش رہا ہو جائیگا دربند ٹوٹ جاوینگے خداوندی جاتی رہیگی بلکہ جان بھی جائیگی خداوند عالم کسی اپنے بندہ کے ذریعہ سے درویش مذکور کو قید سے رہا کرا دیگا وہ قید سے چھوٹکے شریک اپنے محسن کا ہو کے باعث تخریب ہو گا اے خواجہ وہ وقت اب آیا ہی منظور خدا یہ ہی کہ تمھارے ہاتھ سے اور تمھاری کوشش سے دربند مذکور ٹوٹین اور وہ درویش قید سے رہا ہو تمھارا بھی اُس سے مطلب دلی برآئے یعنی وہ شریک تمھارا ہو کے تمثال آئینہ رو کی خداوندی کو اور جو دُسکو مٹائے پس تم وقت سحر یہان سے داہنی جانب روانہ ہو تا بعد قطع راہ تخمین ایک دریاے زخار نہایت مہیب و پرخطر ملیگا جب اُس دریا کے کنارے بیٹھو گے اور نے بجاؤ گے ایک دوست تمھارا ظاہر ہو گا اُسکی وجہ سے راہ بھی طے ہو گی اور دربند اول بھی فتح ہو گا بالفعل تمکو اسقدر حال دربند اول کا بتایا گیا ہی آیندہ وقت ضرورت کچھ اور بھی بتایا جائیگا یہ فرما کے وہ بزرگ نظر سے نہان ہوے عمرو ثانی خواب سے بیدار ہوا آنکھیں کھولکر دیکھا وقت صبح کا ہر چہار بالین سر دیکھا اُس بزرگ کو نپایا لیکن جو کچھ اُنھون نے ارشاد کیا تھا وہ یاد تھا الغرض عمرو ثانی وقت شب خواب دیکھکر صبح کو بیدار ہو کے بہت خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ فضل خدا شامل حال ہوا بشارت ہوئی اب موافق ارشاد اُس بزرگ کے عمل کرنا چاہیے یہ باتین دل مین کر کے اُٹھا اور بسم اللہ کہکر جانب دست راست روانہ ہوا بعد قطع راہ بسیار قریب شام کہ دو ساعت دن باقی تھا کنارے ایک دریاے زخار کے پہونچا حال مفصل تو اُس دریا کا کیا لکھا جائے الا مختصر یہ ہی کہ مضمون ابیات

پاٹ دریا کا حد سے افزون تھا	بادبان جہاز گردون تھا	اوج مین کم نتھا وہ جیحون سے
لب بلب تھا محیط گردون سے	دیکھکر آب ہمعنان فلک	ڈر کے کہتے تھے ساکنان فلک

گرہی آب کی ہر طغیانی
برج آبی بنا تھا برج حباب
کہکشان فلک بسان نہنگ
سر طائر کو صید کرتی تھی
زورق چرخ ہو نہ طوفانی
آتی تھی قدسیونکی صاف صدا
ہر بھنور غیرت دہان نہنگ
آسمان سے ہم اوج تھا ہر آب
باتین سنتے تھے ساکن دریا
خنجری موج جب ابھرتی تھی

عمرو ثانی دریا کی روانی اور زور و شور اور دریا شور اسکا دیکھکر خائف ہوا کیونکہ عمرو ثانی دریاے مذکور کو دیکھکر نہ ڈرتا کہ وہ دریا ہی خطرناک تھا سوا اسکے الولد سر لابیہ مشہور ہے عمرو بھی دریا سے ڈرا کیا یہ فرزند اسکا ہے یہ بھی مانند اپنے پدر کے دریاے مذکور سے خائف ہوکر دل مین کہنے لگا عجب یہ دریا ہے کہ جسمین نہ کوئی کشتی ہے نہ جہاز ہے پاٹ اسکا ایسا ہے کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہے عبور اس دریاسے کیونکر کرونگا ہنوز یہ کہہ رہا تھا کہ ارشاد اُس بزرگ کا یاد آیا فی الفور صورت اپنی رنگ و روغن سے ایک نہایت خوبصورت کلانوت بچے کی بنکر عنقریب ساحل دریا ایک درخت سایہ دار کے نیچے فرش مخمل کا بچھا کے اُسی فرش پر بیٹھ کے زنبیل سے نے نکال کے دہن سے نے کو ملا کے بجانے لگا اور لحن داؤدی مین یہ غزل گانے لگا غزل

سر جھکایا آرزوے دلکو حاصل دیکھکر
ہوگیا چین دل مقتل کو جاتے ہی مرا
جیسے مجنون خوش ہوا لیلیٰ کا محمل دیکھکر
دست حسرت ملنے سے مقتانے کیا حاصل ہوا
تیر ع دلکو ہے شکار ناوک مژگان کیا
بڑھ گیا شوق شہادت تیغ قاتل دیکھکر
شمع جلتی ہے تو پروانہ بھی ہو جاتا ہے فدا
چشم تر سے دلکو کھویا تھا مائل دیکھکر
بڑھ گیا شوق شہادت تیغ قاتل دیکھکر
دام گیسو مین کسے پھانستا ہے غافل دیکھکر
دیکھکر اسکی سواری یون ہوا مین شادمان
گل بھی مائل ہوتا ہے بلبل کو مائل دیکھکر

چرند و پرند و جانوران دریائی گانا عمرو ثانی کا سنکے مست و مدہوش ہوکے قریب آکے جمع ہوے اُس وقت وہ ہواے سرد کا چلنا وہ کنارہ دریا سبزہ شاداب کا فرش وہ لب دریا کی کیفیت وہ صحرا کا سنسنانا وہ لحن داؤدی عمرو ثانی کا گانا وہ سماں کا بندھنا وہ وحش و طیور و جانوران دریائی کا مست و مدہوش ہوکے قریب عمرو ثانی کے جمع ہونا قابل دید تھا ابھی عمرو ثانی نے بجا رہا تھا غزل مندرجہ بالا لحن داؤدی گا رہا تھا کہ ناگاہ اُسی دریا مین سے دور ایک کشتی مانند ہلال شب اول کے عمرو کو نظر آئی جب وہ نزدیک آئی عمرو ثانی نے دیکھا کہ ایک کشتی نہایت خوشنما ہے اسپر مگیرہ زربفتی مختصر ایستادہ ہے زیر مگیرہ فرش مقول بچھا ہے کرسیان و تپائیان عمدہ عمدہ بچھی ہوئی ہین انپر گدے پڑے ہین ان کرسیون پر نوجوان نوجوان عورتین خوبرو بیٹھی ہین آگے انکے ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہے اور انھین نازنینون کو بتا بتا کے رجھا رہی ہے غزل

سر سوداے گیسوے بتان جاتا نہین سر سے
ارادہ ہے کہ رگڑون خوب پیشانی کو چوکھٹ سے
تمھارے سوز فرقت سے نہ پایا چین شب بھر نے
دل بیتاب تو نکلے نکلا دیدۂ تر سے
ہمارے قتل پر قاتل ہوا جس وقت آمادہ
صدا تکبیر کی آئی ہر اک دیوار اور در سے
ہمارے سوز دل کا ہے رقم مضمون سراسر
بھلا غم نامہ لیجائے کہان ممکن کبوتر سے
تمھارے رنج فرقت مین ہوا ہون زار اس درجہ
ہوے ہین استخوان سلکے مثال بیتار بستر سے
تپ ہجران نے اس درجہ کیا ہے ناتوان مجھکو
کہ اُٹھ سکتا نہین مین درد کے ہمراہ بستر سے
گدا ہون یا تو نگر جتنے ہین سب تجھسے سائل ہین
ترا سائل بتا تو ہی کہان جائے ترے در سے
برہمن نے دعا بتخانے مین مانگی تو مین بولا
خداوندا مرادین کس طرح ملتی ہین پتھر سے

گوارہ دور بے دلدار اک ساعت نہتی ہمکو | مگر اے اشرفی مجبور ہین اپنے مقدر سے

نازنینان خوبرو سن رہی ہین اشعار غزل سن سنکے مطلب ہر شعر کا کچھ سمجھ کے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس رہی ہین ایک دو عورتین تھا پیون سے کشتی کو کھیتی ہوئی لاتی ہین جو عورتین کرسیون پر بیٹھی ہین انمین چار عورتین تو چوکی کرسیون پر ہین دلیار بیٹھی ہین حسن و خوبی مین مانند کوکب ہین اور درمیان انکے مثل جوہری جواہر نگار ہر ایک شاہزادی نہایت خوبصورت پری سیرت حور جمال رشک ماہ کمال بعد ناز بیٹھی ہے

سراپا اسکا یہ ہے سدا پا
زلف کا الف وہ قد ہے گویا
قمری ہے اسکا تا ابد سرو
جنجال ہے پیچ زلف یا جال
جالا نگس نظر کا ہے زلف
دل مانگنے مین وہ مانگ ہے فرد
خط نصف النہار کہیے
زلف ابر سیاہ ہے تو رخ بدر
یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ چشمۂ خضر ہے وہ ظلمات
یہ سن ہے وہ افعی سیہ کار
یہ تاریکی ہے وہ اجالا
یہ خانۂ حق وہ کافرستان
ماتھا سر لوح صفا ہے
یہ شرق ہے اور وہ نیر شرق
ابرو کہیے کہ طاق کعبہ
یہ جفت تو ابروے دگر جفت
پلکین ہین وہ پوست آنکھین بادام
کہیے اسے نشتر رگ جان
نیرنگ کرشمہ کا اسم کہیے
شوخی غصہ حیا غضب قہر
نظرون مین مئے حیا بھری ہے
دست بیمار مین عصا ہے
ترکش سے نکل پڑا ہے یہ تیر
تشبیہ یہ عمدہ ہاتھ آئی
آنکھین دونون کٹوریان ہین

قامت ملح عاشقان ہے
بالائے برکت کی مد ہے گویا
شمشاد قدم پکڑ کے رہجائے
یا مار ہے دل کو ہے مہا جال
زلف الجبد لوح حسن کا لام
دیکھے تو ہو رنگ کہکشان زرد
کلک دو زبان صفت بہم کر
یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
یہ دل ہے تو وہ سیاہی دل
یہ وصل کے دن وہ ہجر کی رات
یہ آگ وہ آگ کا دھوان ہے
یہ سنبل باغ ہے وہ لالا
یہ کعبہ وہ جامہ کعبہ کا ہے
پیشانی نسخہ وفا ہے
تاج ہوا جب کیا نظارہ
محراب در رواق کعبہ
گردیدہ مست بحر مل ہے
یا مار ہے چشم کے لیے دام
آنکھین ہم چشم ہاے ہوز
جادو افسون طلسم کہیے
پیدا چتون سے سحر و اعجاز
پتلی ہے کہ شیشہ مین پری ہے
سنتے ہین یہ تار کر نظر باز
یا میان سے نکلی نوک شمشیر
ٹیکا چشم و سیاہ ابرو کا
تار نظر اسکی ڈوریان ہین

یا آمد حشر کا نشان ہے
تعظیم کو اٹھے سرو قد سرو
خجلت سے زمین مین گڑ کے رہجائے
ڈورا ہے چشم تر کا ہے زلف
جوڑا نہین فوج کا بندھا لام
بحر ظلمت کی دھار کہیے
وصف رخ و زلف ساقی نام کر
یہ ظلمت کفر ہے وہ اسلام
یہ گل ہے تو وہ چراغ محفل
یہ کافر زشت خو وہ دیندار
یہ دھوپ وہ سایہ بیگیان ہے
تفسیر جو یہ تو وہ ہے قرآن
یہ قہر وہ رحمت خدا ہے
کوندا رخسار ہین جبین برق
یہ شب کا وہ صبح کا ہے تارا
اس طاق کا ہے نہین مگر جفت
ابرو محراب وار پل ہے
نوک خنجر ہے نوک مژگان
تل داد کا دائرہ ہے مرکز
آنکھون مین بھرا ہے شربت زہر
غمزہ عشوہ چمک ادا ناز
دنبالۂ چشم سرمہ سا ہے
پر کھولے پری نے ہے بیداد
کی خامہ نے طبع آزمائی کو
کھاتا ہے کر حسن کی ترازو
تل ہے پچے وزن ماشہ لوار

ماشاء اللہ چشم بد دور
کیا ناک مین ہے وہ خوشنما کیل
مینائے گلو کی قیمت ہے کان
بالا مہتاب کا ہے بالا
صدقے کرین شاہد چمن پھول
کیونکر کہون مہر کہ لالۂ باغ
یا جلوۂ حق مین شرک باطل
برج مہر شرف دہن ہے
یاقوت ابھی ہے رگ کی کنی کھائے
دندانے ہین سین کے وہ دندان
منھ کی کھائی جہان چلی عقل
فوارۂ نور ہے وہ گردن
نور حق کا نشان کہیے
بازو نازک کلائیان نرم
نسرین و گل سمن نہ پہونچی
کف مہر ہے انگلیان کرن ہین
گنجینۂ الفت و وفا ہے
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین
محرم انگور کی پٹاری
دو لعل ہین یا کہ واژگون درج
زنبور کنول کے پھول پر ہے
ہے پیٹ کہ نور کا ہے تختہ
عنقائے کمر کے باندھیے پر
ہین ناف و کمر جو دونون باہم
یا تار خیال کا ہے پھندا
عقدہ ہے یہ رشتۂ نظر کا
گویا پشت و پناہ خوبی
اب تاب رقم نہین ہے ہمکو
راز مخفی کا کھولنا کیا
ہے قمر و ستارہ کہیے
ساق سیمین ہین شمع کا نور

حسن و خوبی کی ناک ہے ناک
مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
لو کان کی گوشہ مہ نو
بجلی ہے چمک دمک مین بالا
ہین گال کہ وہ گلاب کے پھول
اسمین دھبا ہے اسمین ہے داغ
باب صفت دہن جو کھولون
موتی دندان صدف دہن ہے
قند و شکر و نبات ہے بات
منھ کھولین صفت مین کیا سخندان
یوسف گرے جس مین ہے یہ وہ چاہ
برق سر طور ہے وہ گردن
بل زلف سے جب کھائے شانہ
شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
رنگین وہ ہتھیلیان وہ پنجہ
برگ گل ریاض تن ہین
گر دیکھ لیا کسی نے سینا
ہین سیب کہ ناشپاتیان ہین
روشن ہین گلاس یا کنول ہین
یا قلعۂ رنگ حسن کے برج
بیٹھا سر قلعہ پہ عسس ہے
شفاف بلور کا ہے تختہ
ذی عقل سخنورون کے نزدیک
مضمون کے پیچ مین جیسے ہم
بس غور طلب یہی جگہ ہے
سکتا ہے یہ مصرعۂ کمر کا
ہین کوہ سرین وہ پیکر حق
آتی ہین پھریریان قلم کو
کافی ہے یہ وصف یہ سخن ہے
شکل صدف دو پارہ کہیے
زانو آئینہ طلب ہین

اک شعلۂ تابناک ہے ناک
کان گہر لطیف ہے کان
لو جس سے لگائے شمع کی لو
محو سرگوشی ہین کرن پھول
نخل چمن شباب کے پھول
چشم مردم کا تل وہ ہے تل
پہلے کوثر مین منھ کو دھولون
لعل لب سرخ اگر نظر آئے
مجموعۂ معجزات ہے بات
ہے چاہ ذقن مین باولی عقل
ملتی نہین غوطہ خور کو تھاہ
شانون کو خدا کی شان کہیے
کب شانے کا بار اٹھائے شانہ
اس پہونچی کو نسترن نہ پہونچی
مٹھی ہے کہ حبس دل شکنجہ
سینہ آئینۂ صفا ہے
مشکل ہوا زخم دل کا سینا
پستان ہین جو میوۂ بہاری
پھولے دریا مین کیا کنول ہین
جنتی پستان پہ جلوہ گر ہے
یا شہد کے شیشہ پر مگس ہے
صید مضمون ہوا اس جگہ پر
ہے تار نظر سے بھی وہ باریک
یہ بال وہ بال کا ہے پھندا
سب کہتے ہین بال مین گرہ ہے
ہے پشت وہ تکیہ گاہ خوبی
یا بالش شاہ کشور حسن
ہے موقع شرم بولنا کیا
نقش شکم آہوے ختن ہے
رانین برق تجلی طور
تابش مین بلور مین یشب ہین

ایڑی نازک ہے اُس قمر کی
ایڑی چوٹی پہ اپنے وارے
مہر و مہ آسمان پہ تلوے
حورین آنکھون سے تلوین سہلائین
اعجاز ہے گردش قدم مین
بھولین اعجاز کلمے قسم

کچھ اصل نہین گل شکر کی
برگِ گل نسترن کف پا
آئینہ قدسیان مین تلوے
سایہ ہے کہ سایۂ پری ہے
ٹھوکر مردے جلائے دم مین

رخسار تبان پہ لات مارے
شفاف و منور و مصفا
پائے نازک جو دیکھے پائین
ہمراز وجود دلبری ہے
عیسیٰ کے حواس گم ہون ہوش گم

اُس نازنین موصوفہ کو عمرو ثانی نے دیکھکر بے اختیار آہ کی نظر سے نظر ملتے ہی تیر مژگان نازنین سینے کے پار ہوا مبتلائے عشق ہوا نقد دل ضبط جس دیکھتی ہی رونمائی مین دیدیا شوقِ وصل مین دل بیتاب مانند سیماب کے تڑپا اُس مہ پارہ نے بھی عمرو ثانی کو بنظر غور دیکھکر مائل و فریفتہ ہوکے آہستہ آہستہ آہ کی کیونکر وہ نازنین دیکھکر شیفتہ نہ ہوتی صورت دلربائی ہی خواجہ نے ایسی بنائی تھی کہ بقول ؎ نظم

ہوئے سرو رشک دود شعلۂ طور
جوش پر تھا بہارِ حسن شباب
گل گلزار کامرانی تھا

صفت شعلہ تھا سراپا نور
گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
خوبرو نوجوان کمال حسین

تھی جبین آفتاب صبح ظہور
شمع قامت مین بھی تجلی طور
شجر باغ نوجوانی تھا
چاند چہرہ تھا آفتاب جبین

القصہ نازنین مذکور نے عمرو ثانی پر نظر کرکے عاشق ہوکے اپنی ایک وزیر زادی سے کہا ذرا اس کلاونت نغمے سے پوچھو کہ تو کہان رہتا ہے نام تیرا کیا ہے دیکھو صورت اسکی کیا اچھی ہے گاتا بھی خوب ہے ہم اسکا گانا سنینگے اس رقاصہ کا رقص دیکھین گے ہمکو اسکا نے بجانا اور گانا پسند آیا ہے ہنوز ملکہ اپنی وزیر زادی سے یہ باتین کر رہی تھی کہ کشتی کنارے پر آئی اُس وزیر زادی نے حسب الحکم اپنی شاہزادی کے مسکراکر پوچھا اے شخص کہہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے مجھے کئی احتمال ہین یا آسیب ہے کہ اس صورت پہ بنکر اس صحرائے ہول خیز مین کنارے دریا کے زیر شجر بیٹھا ہے نے بجاتا ہے اور گاتا ہے تاکہ کوئی نے سنکے قریب آئے اور تو اُسے ضرر پہونچائے یا تو جن ہے یا مین صورت دلربا اس یہان بیٹھا ہے یا کوئی اس درخت پر بلا ہے عمرو ثانی نے ہنسکر جواب دیا مثل مشہور ہے جو کوئی جیسا ہوتا ہے وہ دوسرے کو بھی ویسا ہی جانتا ہے مجھے معلوم ہوا کہ تم دریائی چڑیل ہو اس ٹھنڈے وقت مین دریا کی سیر کو یا جن صورت آئی ہو اگر بشر ہوتین تو مجھکو بھی انسان جانتین یہ تو مین نے تمہارے اُس کلمہ کا جواب دیا کہ تمنے مجھے آسیب جانا تھا اب سچ سچ کہتا ہون کہ آدم زاد ہون نام میرا کلاونت ویران ہے ہمیشہ صحرا مین رہا کرتا ہون طبع ویران پسند ہے مردم سے اور اہل شہر سے نفرت ہے اسی سبب سے خاص و عام مجھے ملتے ہین کلاونت ویران کہتے ہین صحرا نوردی سے تھک کے اس وقت یہان بیٹھ گیا ہون نے بجا رہا ہون دل اپنا بہلا رہا ہون تم اپنا مطلب ظاہر کرو میرے نام دریافت کرنے سے کیا مقصد ہے اُسنے قہقہہ مارکر کہا واہ کیا اچھا تمہارا نام ہے اور کیا سیرت ہے الو کی صورت و سیرت ہے ویران نام ہے ویرانے مین رہتے ہو عمرو نے جواب دیا تمہاری بھونڈی شکل سے میری صورت اچھی ہے تم مجھے الو کہتی ہو بڑی بیوقوف ہو ملکہ یہ تمام تقریر عمرو ثانی کی سن کے منہ پھیر کر ہنسی دل مین خوش ہوئی کہ یہ جوان شوخ طبع ہے بعد ہنسی کے خواجہ کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے شخص ہمارے پاس آ کشتی پہ سوار ہوکر ہمارے ساتھ چل

ہمین گانا تیرا پسند آیا ہی تجھے اپنے باغ مین لیجا کے تیرا گانا سنکے تجھے انعام کثیر دینگے عمرو نے جواب دیا اے ملکہ معلوم ہوا کہ تم قدر دان مردم اہل کمال ہو پہلے اپنے نام نامی سے آگاہ کرو پھر تمھارے ساتھ جانے یا نجانے کے بارے مین کہونگا ملکہ مذکورہ نے کہا اے کلاونت دیران آگاہ ہو کہ نام ہمارا ناز پرور ہی خاص و عام ہمکو ملکہ ناز پرور کہتے مین ہم دختر ہین ارغوان شاہ دریا باری کی پدر ہمارا جانب خداوند تمثال آئینہ رو سے شہر ارغوانیہ کا بادشاہ ہی یہ دریا ہمارے والد ہی کی عملداری مین ہی سرحد حکومت والد کی ہی اگر تم میرے ساتھ چلکے گانا اپنا سناوگے تو بہت انعام پاوگے عمرو ثانی نے تقریر اسکی سنکے عقل سے دریافت کیا کہ ملکہ ناز پرور بھی مجھپر شیفتہ ہوگئی ہی اسکی گفتگو و نظر سے ظاہر ہوتا ہی لہذا ایسی صورت مین بظاہر ساتھ اسکے جانے سے انکار کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ انکار کرنے سے کیا ہوتا ہی یہ نازنین مصر ہوتی ہی یا برہم ہوکے چلی جاتی ہی یہ تجویز کرکے کہا اے ملکہ مین اس صحراے سوے شہر نجاونگا بہتیرے مردم سے مجھے صدمہ پہونچا ہی اس وجہ سے مسکن اپنا صحرا اختیار کیا ہی احتمال ہی کہ اگر ہمراہ تمھارے جاونگا تو مردم سے کوئی نہ کوئی ضرر ضرور پہونچیگا مجھے میرے باب مین کچھ لوگ ایسا کہینگے کہ تم میری دشمن ہو جاوگی مجھے قید یا قتل کروگی ملکہ نے جواب دیا اے کلاونت دیران یہ کیا خیالات کرتے ہو کیا مجال کسی کی کہ تمھین ضرر پہونچا سکے اگر کوئی تمھارے مقدمہ مین کچھ کہیگا تو مین باور نکرونگی خواجہ یہ تقریر ملکہ کی سنکے کشتی پر سوار ہوے ملکہ اپنی کشتی پر ایک جگہ بٹھا کے بیٹھی ملکہ نے کہا اے کلاونت دیران عجب تم آدم بیزار ہو دور سے کیون بیٹھے ہو بلا اے فرش قریب ہمارے آکے بیٹھو عمرو ثانی نے جواب دیا اے ملکہ عالم مین ایک ادنے شخص ہون موافق اپنی لیاقت کے کملی پر بیٹھا ہون فقیرون اور محتاجون کو فرش نفیس نرم سے کیا غرض چار دن کی زندگی ہی بہر طور بسر ہو جائیگی شاہون کی زندگی عیش و عشرت مین غربا کی حیات تکلیف و مصیبت مین کٹ جائیگی انجام کار شاہ و گدا دونون دنیا سے سوے عدم جائینگے قبر مین ایک روز سوئینگے وہان کہان فرش نفیس ہوگا بجز فرش زمین کے اور کچھ نہوگا زندگی مین فرق گدا و شاہ مین ہی بعد مرگ کچھ بھی فرق نہ رہیگا ملکہ یہ باتین سنکے کہنے لگی ہماری خوشی یہی ہی کہ ہمارے قریب آکے بیٹھو پیش از مرگ خیال موت نکرو یہ تو سچ ہی کہ ایک روز مرنا ضرور ہی خاک مین ملنا ضرور ہی مگر فی الحال راحت ممکن و میسر ہی کیون تکلیف اٹھاؤ یہ کہکے اپنے پاس فرش پر بٹھایا پھر حکم کیا کشتی یہان سے ہمارے باغ کی طرف لیچلو اب ہم سیر دریا کی نکرینگے وہ دونون عورتین تھا پیون سے کشتی کو کھیتی ہوئی لے چلین بعد قطع راہ جب کشتی کنارے پر پہونچی ملکہ مع اپنے ہمراہیون کے کشتی سے اترکر کلاونت دیران کو ساتھ لیکر اپنے باغ مین گئی یہ باغ ملکہ کا بیرون شہر ارغوانیہ کنارے دریا پر واقع ہی نہایت سرسبز و شاداب ہی عمرو ثانی نے باغ مین جاکے چارسمت باغ کو دیکھا دل مین کہا واہ کیا اچھا باغ ہی اگر اسکو گلشن ارم کہیے تو بجا ہی خواجہ ایسی تعریف اس باغ کی کیونکر نکرے در اصل وہ باغ پربہار ایسا تھا بمصداق نظم

مثل باغ ارم تھا بس وہ باغ
الغرض تھے سرو سوے گرفت
باغ وہ گلشن تجلی تھا
جس طرح سے گھر میان بدن

دیکھیے رضوان کھانے سینہ پہ داغ
تاک انگور ون کی تھی ایسی خوب
ہر چمن مین تجلی تھا
نہرین اس طرح کی بنائی تھین

تھے مین انواع قسم کے تھے درخت
جنکے سایہ مین عشق ہو مرغوب
یون شگفتہ تھا سو تنے کا چمن
دل میتا تھون مین جو سمائی تھین

بجلی دل کو بہ زبان ہو رہے — تاب نظارہ کی کہاں ہو ئے — دے رہی تھی ہر ایک چشم حباب

شوخ جیسے چشم گلرخان جواب

ابھی عمرو ثانی سیر باغ کی دیکھتا جاتا تھا کہ ملکہ مذکور قطع راہ کر کے بارہ دری میں اس شان کے پہونچی بالائے مسند زرین بیٹھی انیسیں جلیسیں اور وزیرزادی اسکی حسب قدر و مراتب اپنی اپنی جگہ بیٹھیں کلاونت ویران بھی ملکہ کے کہنے سے ایک جگہ موافق اپنی لیاقت کے بیٹھا بارہ دری کی زیب و زینت کو دیکھنے لگا عجب وہ بارہ دری تھی کہ جسکی مختصر شان یہ ہے نظم

تھا سر قصر در بیضا تھی ہر
در فردوس سے بھی خوشتر در
بیضہ بیضہ تھا بیضۂ خورشید
آئینہ ایک ایک برق نسب
موج آئینہ موج شعلۂ طور
آئینے سنگ کوہ طور کے سے
ہر بشیا ماہ پارہ برق تنغیر
تھا مرقع تمام حور نژاد
آئینہ سان ہوں دیکھ کر اسے دنگ
وہ منبت تمام مینا کار
دنگ ہوں آنکھیں جہت سے لگا ہیں
پردے زربفت کے بہت بھاری

ساق سیمین حور سب تھے ستون
رشک آغوش حور عین ہر در
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
رشک رخسار شاہدان حلب
بیش قیمت تھے اسقدر وہ سب
جھاڑ سب ایک ڈال ڈھے کے تھے
رنگ تصویر رنگ روئے بہار
رشک اثر زنگ مانی و بہزاد
وہ منقش تمام سقف و جدار
لاجوردی و دھر در و دیوار
دیکھکر وہ بہار گلکاری
تیر ماہی کی وہ چقین سا سکا

کاخ گردون سے بھی وہ اعلی تھی
بغیرت شمع طور سب تھے ستون
شمسہ شمسہ تھا قمسۂ خورشید
صبح جنت بھی جس سے نور لے دام
خانہ آئینہ تھا مظہر نور
جسکا بیعانہ تھا خراج حلب
در و دیوار کی چہرہ ایک اک تصویر
رشک گلگونۂ گل رخسار
چہرہ پرداز روم و چین و فرنگ
وہ بہار طلسم نقش و نگار
سقف نقاش چین اگر دیکھیں
عقل نقاش فکر ہو عاری

ابھی کلاونت ویران زیب و زینت بارہ دری کو دیکھ رہا تھا کہ فرش پر سیر فرش چار جانب یاقوت کے رکھے تھے نظر آئے جو میر فرش قریب تھا رکھا تھا اسے کلاونت ویران نے سبکی نظر بچا کے جلدی سے اٹھا کے داخل زنبیل کیا اس اثنا میں خیانت کنیزون نے جو عہدے لیے ہوئے ہاتھون میں روبرو ملکہ کے کھڑی تھیں اس میر فرش کو بالائے فرش نہ دیکھ کر باہم کہا آج تین میر فرش تو دکھائی دیتے ہیں جو تھا میر فرش نظر نہیں آتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسی کلاونت بچے نے چرا لیا ہے کیونکہ بمقام میر فرش یہ کلاونت بچہ بیٹھا ہے جب کنیزون نے چپکے چپکے باہم یہ تقریر کی ملکہ نے پوچھا اے کمبختو آج چپکے چپکے کیا باتیں کر رہی ہو مجھے تو کہو کیا ہوا ہے انھون نے عرض کیا حضور جو تھا میر فرش معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کہاں گیا ہے کلاونت بچہ بیٹھا ہے میر فرش اسی جگہ پر رکھا تھا ہنوز ملکہ نے کچھ نہ کہا تھا کہ عمرو ثانی جو بصورت مبدل کلاونت بچہ کی شکل بنا ہوا بیٹھا تھا ملکہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا اے ملکہ عالم دیکھیے میں اسی وجہ سے آپ کے ساتھ نہ آتا تھا سنا آپ نے کہ یہ کنیزیں کیا کہتی ہیں چور میر فرش کا مجھے کہتی ہیں اگر میں آپکے ساتھ یہاں نہ آتا تو چور میر فرش کا کیوں بنتا یہ کہکے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا اے ملکہ پاس سے میر فرش کہاں ہے اتنا بڑا میر فرش اگر میں لیتا تو آخر کہاں چھپاتا کمر میں باندھ نہ سکتا دس بارہ سیر سے وزن میں یہ میر فرش کم نہ ہونگے اتنا وزنی میر فرش میں اٹھا کر کہاں رکھتا اگر چرایا تو میرے پاس ہوتا یہ میر فرش چھپانے کی کوئی چیز نہیں ہے کہ میں چھپا لیا یہ کہکے کمل اور لباس اپنا جھاڑنے لگا چونکہ ملکہ مذکور عمرو ثانی کی نقلی صورت اور گانے پر عاشق ہوئی ہے کنیزون پر خفا ہوئی اور کلاونت بچہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگی

تم وہاں سے چلے آؤ ہمارے قریب بیٹھو ان نالائقوں کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرو مجھے یقین انکے کہنے کا
نہیں ہے خود انھوں نے میر فرش چرایا ہوگا یہ کہکے کلاونت ویران کو قریب اپنے بٹھاکے کنیزوں سے
پوچھا سچ کہو میر فرش کیا ہوا اگر سچ نہ کہوگی تو سزاے سخت پاؤگی سبھوں نے کہا حضور ہم حال سے میر فرش کے
آگاہ نہیں ہیں کلاونت نے کہا اے ملکہ انھوں نے میر فرش ضرور چرایا ہے بتاتی نہیں ہیں انکی پشت پر چند
کوڑے اگر لگائے جائیں تو ابھی یہ بتادیں ملکہ نے کوڑا طلب کرکے ایک اپنی ہمجلیس کو دیا اور کہا ان نالائقوں کو
مارو اسنے چند کنیزوں کو چند کوڑے مارے اور پوچھا کہو میر فرش کیا ہوا سبھوں نے کوڑے کھاکے اشکبار
ہوکے کہا ہمیں میر فرش سے آگاہی نہیں ہے تم حکم ملکہ عالم سے جسقدر دل چاہے کوڑے اور لگاؤ ہم حاضر ہیں
جو کہا ہے وہی کہے جائینگے جب ملکہ نازپرور نے دیکھا کہ اتنے کوڑے کھاکے بھی کنیزوں نے حال میر فرش کا نہ
بتایا اس ہمجلیس سے کہا اب ان نالائقوں کو کوڑے نہ مارو اگر میر فرش گم ہوگیا تو جانے دو مگر کسی نے لیا ہوگا اب
ملکہ نے کلاونت بچہ سے مخاطب ہوکے کہا کہ اب تم کچھ بجاکر گاؤ عمرو ثانی ترنگانکر بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

مکان سے نہ مکیں سے ہمکو ہے لامکاں سے غرض
زمیں سے کام نہ کچھ ہمکو آسماں سے غرض
ہر ایک فصل میں مانند سرو یکرنگ ہیں
اسیر ہے کہ مجھے شیریں لساں سے غرض

جہاں حضور رہیں ہمکو ہے وہاں سے غرض
تمہاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا کا
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزاں سے غرض

تمہارے جلوے کے مشتاق ہیں جہاں ہو نصیب
نہ کچھ بیان سے غرض ہے نہ کچھ زباں سے غرض
لکھے ہے نکہ مضامین تازہ کی وسعت

اہل بزم سننے لگے خصوص ملکہ نازپرور بگوش دل سننے لگی نہایت خوش
ہوکے تعریف کرنے لگی بلکہ اسی عالم خوشی میں چاہتی تھی کہ اسکو اپنے پہلو میں بٹھالیجیے یا دوڑکر اس سے لپٹ
جائیے ابھی ملکہ و دیگر عورتیں بیٹھی ہوئی اشعار غزل مندرجہ بالا سن رہی تھیں خوش ہوکے تعریف کر رہی
تھیں کہ عمرو ثانی نے غزل مذکور تمام کرکے نے ہاتھ سے رکھکے انگڑائی لیکے جمائی لی ملکہ نے پوچھا اے کلاونت کیوں
مزاج کیسا ہے انگڑائی اور جمائی کیوں لی کیا کچھ نشہ پیتے ہو یہ وقت خمار ہے کلاونت مذکور نے کہا اے ملکہ عالم
میں بادہ کش ہوں اسوقت شراب کا نشہ اتر گیا ہے کیا کہوں جو اعضا شکنی اور بے چینی ہے زبانی نہیں آتی ہے
مطلق گایا بھی نہیں جاتا ہے حال اچھا نہیں ہے ملکہ نے یہ سنکے اپنی کنیزوں سے کہا جلد کشتی شراب کی لاکر
شراب ناب ہمکو بھی پلاؤ اور کلاونت ویران کو بھی پلاؤ حسب الحکم کنیزیں گئیں جلد کشتی مے لیکر آئیں ایک کنیز نے
ارادہ شراب پلانے کا کیا کلاونت ویران نے ملکہ سے کہا اے ملکہ عالم سوا علم موسیقی کے مجھکو ساقی گری
میں بھی کمال حاصل ہے کہیے سر پر جام لبریز شراب رکھکر گھنگرو پاؤں میں باندھکر رقص کروں پھر سے
شراب آپکو پلاؤں کیا مجال کہ ایک قطرہ بھی ہنگام رقص فرش پر گرے کہیے رقص کرنے میں پاؤں کے
گھنگرو سب بولیں کہیے فقط ایک پاؤں کے بولیں کہیے کچھ ایک پاؤں کے بولیں کچھ نہ بولیں کہیے ایک گھنگرو
دونوں پاؤں کا بولے اور کوئی گھنگرو نہ بولے کہیے کف دست پر ساغر رکھکر رقص کروں اور شراب
نہ چھلکے غرض جس طرح کہیے شراب پلاؤں کمال اپنا دکھاؤں گھنگرو پاؤں میں اپنے باندھکر شیشہ ساغر
اٹھاکر شراب میں چالاکی سے بیہوشی آمیز کرکے ساغر میں ڈالی شراب سے ساغر سر پر رکھکے رقص کرنے لگا
گھنگرو پاؤں کے حسب دلخواہ بجانے لگا ملکہ رقص اسکا دیکھنے لگی گھنگروں پر نظر کرنے لگی دیکھنے سے
ظاہر ہونے لگا کہ گاہ ایک پاؤں کے گھنگرو بولتے ہیں کبھی آدھے آدھے دونوں پاؤں کے بولتے ہیں
کبھی کوئی گھنگرو بحالت رقص میں نہیں بولتا ہے غرض یہ کمال دیکھکر سب نے بہت تعریف کی خصوص ملکہ نازپرور نے

ازحد تعریف کی جب عمرو ثانی کمال اپنا دکھا چکا قریب ملکہ کے گیا سر جھکایا ملکہ نے جام مے لیکر جو دیکھا تو شراب اسمین
لبالب بھری تھی یہ دیکھکر نہایت حیرت ہوئی بعد حیرت بسیار بہت صفت و ثنا عمرو ثانی کی کرکے جام کو دہن سے
ملاکے چاہتی تھی کہ شراب پیے ناگاہ اُسی بارہ دری مین جو تصویرین دیوارون پر لگی تھین انمین سے دو
تصویرون مین ایک تراقا ہوا ملکہ اور عمرو ثانی وغیرہ سب اُن تصویرون کی طرف دیکھنے لگے ابھی سب نے
انکی جانب دیکھا تھا عمرو نے کچھ سمجھ کے خوف سے ارادہ گلیم اوڑھنے کا کیا تھا کہ ان تصویرون مین سے ایک
تصویر نے دوسری تصویر سے کہا بوا تم جانتی ہو کہ یہ کلاونت جو ابھی گاتا تھا اور جس نے ابھی رقص کرکے
جام ملکہ کو دیا ہے کون ہے اُسنے جواب دیا اے بہن مین خوب جانتی ہون یہ وہ موا موذی کا نطفہ ہے کہ جو قاتل ساحران
و کافران ہے اسکا نام عمرو ثانی ہے یہ فرزند خواجہ عمرو کا ہے عیار طرار روزگار ہے شراب بیہوشی آمیز اسنے ملکہ کو
دی ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ عیاری کرکے ملکہ کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لون اس بارہ دری مین جو اسباب
ہے وہ لوٹ لون پھر داخل شہر ہوکر ارغوان شاہ کو بعیاری گرفتار کرون یا قتل کرون یہ در بند فتح کرون
اُسنے کہا ہان بوا تم سچ کہتی ہو مین بھی اسیقدر جانتی ہون یہ کہکے اُس تصویر نے بہ آواز بلند کہا اے ملکہ
نازپرور خبردار و ہوشیار یہ عیار عمرو ثانی ہے اسکو کلاونت ویران نہ جانو جو شراب اسنے تمکو جام مین بھر
دی ہے اُسمین بیہوشی آمیز ہے اگر شراب پی لوگی بیہوش ہو جاؤگی یہ عیار تمکو اپنی زنبیل مین ڈال لیگا بارہ دری
کو لوٹ لیگا تمھاری صورت بنکر تمھارے باپ کو پکڑ لیگا پھر اُنکو قتل کر ڈالنے گا یہ کہکے خاموش ہوئی
دوسری تصویر نے فی الفور پکار کر کہا اے طاؤس شعلہ زن کہان ہو جلد آؤ عمرو ثانی یہان آگیا ارغوان شاہ
کے محض جسکی گرفتاری کے واسطے ہمین اور تمھین یہان مقرر کیا ہے وہ شخص یہان موجود ہے عیاری کرتا ہے جلد
آکے گرفتار کرو ملکہ وغیرہ یہ گفتگو دونون تصویرون کی سنکے حیران و پریشان خاطر ہوئی عمرو نے پہلے
بھی ارادہ کیا اب بھی قصد کیا کہ زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لون جان اپنی بچاؤن گرفتاری سے باز رہون
ہنوز خواجہ نے گلیم زنبیل سے نکالی نہ تھی کہ بارہ دری ایک جگہ دفعتاً شق ہوئی ایک ساحر مہیب اندام
نہایت مہیب شکل اسباب سحر کی جھولی دوش پر رکھے ہوئے بجمعیت تھوڑے ساحرون کے پیدا ہوا
اسنے آتے ہی خواجہ پر چند دانے ماش کے سحر دم کرکے مارے دست و پا خواجہ کے بیکار ہوے طاؤس
شعلہ زن خواجہ کو گرفتار کرکے جس وقت لیچلا خواجہ نے فریاد کی اے ملکہ ہم انھین خیالات سے تمھارے
ہمراہ نہ آتا یہان جو آیا پہلے تہمت چوری کی کنیزون نے لگائی پھر ان تصویرون نے مجھے عیار مکار بنایا
پھر اس ساحر نے آکے مجھے گرفتار کیا اب یہ گرفتار کیے لیے جاتا ہے کیون ملکہ اپنے مہمان سے ایسی ہی بدی
کرتے ہین اور جسکو اپنے گھر لاتے ہین اُس سے ایسا ہی سلوک کرتے ہین یہ شرط مروت و دوستی نہین ہے کیا
ستم ہے اُٹھکر مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے چھڑاؤ مین اب ایک لحظہ بھی یہان نہ ٹھہرونگا کشتی پر سوار
کرکے مجھے اُسی صحرا مین پہونچا دو وہ صحراے پرخار مجھے اس باغ پر بہار سے بہتر ہے ملکہ یہ سنکے محبت
خواجہ مین جلد تر مسند زرین سے اُٹھی اور طاؤس شعلہ زن سے کہنے لگی اے طاؤس اس کلاونت کو
یہان سے نہ لیجا اُسنے کہا اے ملکہ عالم آپ اس عیار مکار کے بارے مین کچھ نہ کہین مین ہرگز اسے آپکے
حوالے نکرونگا ابھی اسکو ارغوان شاہ دریا بار کی آپ کے والد کے پاس لیجاؤنگا دیکھیے آپ
بھر سحر نکیجیے گا سحر آپکا بیپرواز نکریگا ابھی آپ طفل مکتب ہین اگرچہ مین ایک ذرہ مرہون کا سحر پڑھ کر

آپ پر مار دون تو آپ ابھی دیوانی ہوجائین بلکہ ہلاک ہوجائیے گا اطلاعاً مین نے عرض کیا آگے آپکو
اختیار ہے مجھے نزدیک اس عیار کو لے جانے دیجیے ملکہ نازیرو نے بدرجا سحر مین اُس سے اپنے تئین کم
پاکے کچھ سوچ کے طاؤس شعلہ زن سے لڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کیا طاؤس جادو
عمرو ثانی کو مبتلائے سحر مکرر کرکے تخت سحر پر ڈالکر اسی تخت پر سوار ہوکے سوے ارغوان شاہ دریا
باری روانہ ہوا بعد قطع راہ اُس وقت پہونچا تھا کہ شاہ مذکور دربار مین بالاے تخت بیٹھا ہوا تھا امرا وزرا
سرداران سپاہ و ساحران نابکار مین دلیسار علی قدر مراتب دربار مین بیٹھے ہوے تھے دربار خوب آراستہ تھا
شاہ مذکور معلم کتابدار سے کہہ رہا تھا تونے حکم لگایا تھا کہ آج کے روز فتاح ہرسہ دربندیان قید ہوکے
آئیگا تیرا حکم سچا نہوا ابھی تک فتاح ہرسہ دربند نہین آیا وہ عرض کررہا تھا کہ ابھی تو کچھ دن باقی ہے جب
آفتاب پنہان ہوجائیگا اُس وقت آپ میرے قول کو جھوٹا جانیے گا ابھی معلم کتابدار یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے
ایک ٹکڑا ابر کا عیان ہوا اُس ابر کے ٹکڑے مین برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی جملہ اہل دربار ارغوان شاہ
دریا باری جانب ابر سیاہ مذکور دیکھنے لگے معلم کتابدار نے عرض کیا ای بادشاہ عالی جاہ جو مین نے عرض کیا تھا
اُسکا ظہور ہوا فتاح ہرسہ دربند گرفتار ہوکے آتا ہے طاؤس جادو لاتا ہے ابھی معلم مذکور یہ کہہ رہا تھا کہ وہ
ٹکڑا ابر کا قریب تر آکے درمیان سے شق ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت سحر پر سوار ہے تخت
اُسکا بلندی سے اُترتا ہوا سوے پستی آتا ہے ہنوز سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ طاؤس شعلہ زن
جادو تخت سحر سے اُترکر عمرو ثانی کو لیکر دربار مین آیا ارغوان شاہ کو سلام کیا پھر عرض کیا کہ فدوی کو
حضور نے جس کام کے واسطے ملکہ نازیرو کے باغ مین زیر زمین مقرر کیا تھا آج کا وہ کام بخوبی تمام کرکے آیا
فتاح ہرسہ دربند کو گرفتار کرکے لے آیا ملاحظہ ہو یہ وہی شخص ہے اسی کا نام عمرو ثانی ہے یہ عیار نہایت مکار
ہے چونکہ خواجہ اُس وقت اپنے ہوش و حواس مین تھا صرف سحر سے دست و پا قابو مین نہ تھے اس وجہ سے
جملہ اہل دربار و ارغوان شاہ کو دیکھکر شاہ مذکور کو سلام کیا بعدہ کہا اے بادشاہ فلک جاہ سامری و جمشید
و خداوند مقبال آئینہ رو وغیرہ جملہ خداوند تجھپر مدام مہربان رہین یہ تخت و تاج و حکومت ہمیشہ تجکو حاصل رہے
یہ ساحر جو کہتا ہے سراسر جھوٹ ہے مین عمرو ثانی عیار نہین ہون مین تو ایک کلاونت بچہ ہون صحرا مین چلا جا
رہا تھا یہ ساحر مجھے اپنے سحر مین گرفتار کرکے لے آیا ہے امیدوار ہون کہ تجھے قید سے رہائی ملے مجھکو میرے
بزرگون نے گانا سکھایا ہے کچھ بڑا اچھا گانا جانتا ہون اگر حکم ہوگا تو بعد رہائی کے روبرو تیرے کچھ گاؤنگا
کمال اپنا دکھاؤنگا معلم کتابدار و طاؤس جادو نے عرض کیا ای بادشاہ یہ عیار نہایت مکار ہے اُس کی تقریر
باور نکی جاے ہرگز رہا نکیا جاے ارغوان شاہ نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ دشمن سخت ہے یہ کیسے
طاؤس جادو سے کہا آج کی شب تو اسکو زندان مین رکھ صبح کو مین اسے خدمت خداوند مین روانہ کرونگا
یا جو حکم خداوند کا ہوگا اُسپر عمل کرونگا طاؤس شعلہ زن جادو خواجہ کو تخت سحر پر ڈالکر خود بھی تخت
سحر پر سوار ہوکے سمت زندان روانہ ہوا بعد قطع راہ در قید خانہ پر پہونچا خواجہ کو اندر زندان کے
بند کیا ساحران نگہبانان زندان سے کہا مین تو جاتا ہون شب بھر تم سب اس عیار کی نہایت حفاظت کرنا
غافل نہونا مبادا کوئی اسکا مددگار اسکا یہان سے اسکو لیجائے ہنگام سحر مین آؤنگا اسکے بارے مین جو حکم
بادشاہ ہوگا وہ کرونگا عجب نہین کہ بادشاہ حکم خداوند سے سر اسکا کاٹ کے تن بے سر اسکا دریا مین یا آگ مین

ڈال دے ساحران محافظ زندان مذکور نے کہا اے طاؤس جادو آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے ہم خوب حفاظت کرینگے
کیا مجال کسی کی کہ جو یہان سے اسکو لیجائے اور یہ خود تو کسی طرح سے قید خانہ سے نکلکر جا نہین سکتا کہ
آپ کے سحر مین مبتلا ہے دست و پا قابو مین نہین ہین طاؤس جادو تقریر انکی سنکے ایک سمت چلا گیا بعد جانے
طاؤس جادو کے خواجہ نے بہت سی باتین ساحران محافظ زندان سے مکر و فریب آمیز کین مگر کوئی ساحر
خواجہ کے دام مکر مین نہ آیا یہان تو خواجہ عمرو ثانی مجبور و لاچار ہوکے زندان مین بیٹھے ہین روکر درگاہ خدا
مین واسطے اپنی رہائی کے مناجات کر رہے ہین ساحران نابکار گرد زندان کے ہوشیار و خبردار بیٹھے ہین ان
سبکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب احوال ملکہ ناز پرور کا لکھا جاتا ہے کہ بعد گرفتار ہونے عمرو ثانی کے
اور لیجانے طاؤس جادو کے ملکہ ناز پرور کو رنج ہوا اپنی ہمجلیسون سے کہنے لگی افسوس کلاونت ویران کو
طاؤس جادو یہان سے لیگیا مین بمصلحت وقت اُسے روک نہ سکی بیچارہ کلاونت ویران مفت مین
گرفتار ہوا مین عبث زبردستی اُسے یہان لائی وہ میرے ساتھ آنے سے انکار کرتا تھا جوان خوبصورت
تھا گاتا اچھا تھا ساقی گری خوب کرتا تھا مجھے اُسکا گانا بہت پسند تھا اب وہ زندہ کاہیکو بچیگا باپ میرا طاؤس
جادو کے کہنے سے اُسے قتل کریگا مجھے اُس کلاونت بچہ سے اور تو کوئی غرض نہین ہے الا اسقدر ضرور خیال
ہے کہ اُسکو مین اپنے ساتھ یہان لائی تھی وہ مہمان تھا گاتا بھی خوب تھا اُسکے گانے سے دل میرا خوش ہوتا تھا
اگر وہ مار ڈالا گیا تو یاد رکھو مین بھی اپنی جان دیدونگی ہمجلیسون نے دست بستہ عرض کی حضور آپ یہ کیا کہتی
ہین ایک ادنے شخص کے واسطے جان دینا اچھا نہین ہے اسمین ضرور بدنامی ہوگی دشمن حضور کے ہرگز جان
دینے پر آمادہ نہون اُسکے گرفتار ہو جانے کا رنج مطلق نہ کیجیے بلکہ خوش ہون کہ دشمن آپ کے والد اور
خداوند تمثال آئینہ رو کا گرفتار ہوا اُسکے ہاتھ سے جان حضور کی بھی بچی ضرور وہ عیار مکار عمرو ثانی تھا دلیل
ہمارے صداقت قول کی یہ ہے کہ اول تو اُسنے یہان آتے ہی میز زرنگار یاقوت کا چرایا دوسرے ان دونون
تصویرون نے سحر کی رو سے پہچانا طاؤس جادو کو بلایا تیسرے اگر وہ عیار نہوتا تو کبھی طاؤس جادو
اُسے گرفتار کرکے نہ لیجاتا آپ ابھی نادان ہین گو زمانہ شباب کا ہے وہ کلاونت نہ تھا صورت اپنی تبدیل
کرکے صحرا مین بیٹھا تھا دھوکے سے حضور اُسے یہان لے آئین تعجب ہے ہم سبکو بھی اُسے نہ پہچانا تھا کیونکہ کبھی
اُسکی صورت و سیرت و حالات سے آگاہی نہ تھی چونکہ ملکہ ناز پرور عمرو ثانی کی نقلی صورت اور فن بجانے
اور گانے پر عاشق ہوئی تھی تقریر اپنی ہمجلیسون کی سنکے برہم ہوکے کہنے لگی تم کیا جانو کہ وہ عیار ہی تھا
کلاونت ویران نہ تھا ایک بیچارہ کو تہمت دزدی کی لگاتی ہو وہ چور عیار مکار نہ تھا ان نالائق تصویرون
کے کہنے کا کیا اعتبار ہے مجھے یہی حیرت ہے کہ یہ تصویرین گویا کیونکر ہوئین انکو خاموش ہونا چاہیے تھا
کہ تصویرین تصویر کبھی گویا نہین ہوتی ہے خصوص عکس خیالی ہان جو تصویرین جاندار ہوتی ہین مانند تصویر مردم زندہ
و تصویر وحش و طیور زندہ وہ البتہ اپنی اپنی زبان مین بولتی ہین جیسے اس وقت ہم تم باتین کر رہے ہین ہمجلیسون
نے عرض کیا حضور جو تصویرین سحری ہوتی ہین وہ بھی کلام کرتی ہین اسمین شک نہین ہے ہمین بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ اس عیار کے یہان داخل ہونے کا آپ کے والد کو شاید اندیشہ تھا بلکہ یقین اسکے آنے کا
تھا اسی سبب سے یہ دو تصویرین سحری حضور کی بارہ دری مین درمیان صد ہا تصویرون کے لگا دی تھین
اور زیرزمین طاؤس جادو کو مقرر کیا تھا کہ جب عمرو ثانی عیار اس باغ پر بہار مین آئے یہ تصویرین اُسے

پہچان لیں پھر طاؤس جادو کو طلب کریں وہ زیر زمین سے باہر آکے عیار مذکور کو گرفتار کرے ملکہ نے جواب دیا تم سب دیوانی ہو نہیں معلوم کیا بکتی ہو میری سمجھ مین گفتگوے مہمل تمھاری نہیں آتی ہر اب تم سے بات کون کرے یہ کہکے خاموش ہوکے زمزمۂ عشق و الفت کلاونت دیران مین رونے لگی اُسکی جدائی سے اشکبار ہونے لگی ہنوز ملکہ ناز پرور رو رہی تھی کنیزین اور ہم جلیسین خاموش بیٹھی ہین باہم اشارہ سے کہتی تھین ملکہ کے رونے سے اور باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہر کہ یہ اسیر عاشق ہین جدائی اُسکی انکو ناگوار ہوئی ہر ابھی دہان مذکور یا یا و اشارہ سخنان مسطور کر رہی تھین ملکہ ناز پرور زاق و اسیری کلاونت دیران مین بیقرار و اشکبار رہتی کہ ناگاہ قمقام جادو کو کا ملکہ ناز پرور کا آیا ملکہ کو غمگین و اشکریزان دیکھکر بیتاب ہوکے پوچھنے لگا کیون اے ملکہ خیر تو ہر باعث رنج و ملال کیا ہر ملکہ ناز پرور نے تمام حال کلاونت دیران کے لانے کا اور اسکے گانے کا اور پھر طاؤس شعلہ زن کے لیجانے کا بیان کرکے کہا مجھکو اُسکے گرفتار ہو جانے کا نہایت صدمہ ہر سبب میرے رونے کا یہی ہر کون ایسا ہر جو اُسکو رہا کرکے میرے پاس لے آئے میرے دل کو خوش کرے اس نے کہا اے ملکہ صرف اسیواسطے اسقدر روتی ہو مین تو سمجھا تھا کوئی واقعہ سخت گذرا ہر لواب خوش و خرم ہو گریہ و زاری موقوف کرو مین ابھی جاتا ہون اگر ممکن ہوا تو کلاونت دیران کو رہا کرکے لاتا ہون یہ کہکے اوراق جمشیدی نکال کے بہ نیت دریافت حال کلاونت دیران کے اُنھین دیکھا اوراق مذکور سے ظاہر ہوا کہ وہ اسوقت درمیان صحراے غبار انگیز کے جو زندان ہر اُسمین قید ہر قمقام جادو حال سے کلاونت دیران کے بذریعۂ اوراق جمشیدی آگاہ ہوکے اسباب سحر سے جھولی بھر کے دوش پر رکھ کے تخت سحر پر سوار ہوکے سوے میدان صحراے غبار انگیز مانند شمشیر آبدار کے تیز تر روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب زندان کے پہونچا بلندی سے دیکھا صدہا ساحران نابکار گرد زندان کے ہوشیار و خبردار بیٹھے ہین بے محافظت و نگہبانی اسیران مین معروف ہین جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی اُنکے دوش پر ہین ہاتھون مین ناریل پھونی دار گولے فولادی ناچخ و ترنج وغیرہ لیے ہین باہم بآواز بلند کہتے ہین اے برادران بہت ہوشیار خبردار رہو کیسی ہی نیند آئے نہ سوو ایسا نہو کہ تمھاری غفلت سے عمرو ثانی کو کوئی زندان سے لیجاے قمقام جادو گفتگو اُنکی سُن کے دل مین اپنے کہنے لگا کہ اگر ان ساحرون کے سامنے جاتا ہون اور اُنسے لڑتا ہون تو کچھ فائدہ نہو گا مراد دلی بر نہ آئیگی لہذا ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ بے مدعاے جنگ و جدال دستیاب ہو یہ باتین اپنے دل مین کرکے ابر سحر پیدا کرکے آسی ابر سے اونپر پانی برسایا جس ساحر پر ایک قطرہ بھی پڑا وہ مبتلا سے سحر ہوکے بیہوش ہوا جب سب ساحر بیہوش ہوگئے قمقام بلندی سے در زندان پر آیا اور بزور سحر قفل در زندان توڑکے اندر زندان کے گیا کلاونت دیران کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا رو رہا ہر قمقام جادو نے کہا اے کلاونت دیران کیون صدمہ اسیری کرتا ہر مین واسطے تیری رہائی کے آیا ہون تجھے پاس ملکہ ناز پرور کے لیے چلتا ہون یہ کہکے کلاونت مذکور کو زندان سے باہر لاکے جلد تخت سحر پر ڈالکر خود بھی تخت سحر پر سوار ہوکے سوے باغ ملکہ موصوف روانہ ہوا ادھر ملکہ ناز پرور بہت متردد بیٹھی تھی کبھی دل مین کہتی تھی دیکھیے انجام اس محبت کا کیا ہوتا ہر جان میری بچتی ہر یا نہین کلاونت دیران مجھے آکے ملتا ہر یا نہین گاہ کہتی ہر کہ میرا کوکا قمقام جادو واسطے رہائی کلاونت دیران کے گیا ہر دیکھیے اسکو رہا کرکے آتا ہر یا وہان مارا جاتا ہر ابھی ملکہ مذکورہ یہ خیالات کر رہی تھی گاہ روتی تھی گاہ امید رہائی محبوب سے

مسکرا دیتی تھی کہ یکایک قمقام جادو آیا کلاونت ویران کو تخت سحر سے اُتار کر روبرو ملکہ ناز پرور کے لا کر
کہا ای ملکہ لو مین اسکو لے آیا ملکہ جو خوش ہو اُس نے خوش ہوکر کہا ای بھائی تمنے مجھپر بڑا احسان کیا جبتک زندہ رہونگی
یہ احسان تمھارا نہ بھولونگی تم یہ خیال نکرنا کہ اس کلاونت بچہ سے مجھے الفت ہے مین فقط اس وجہ سے روتی تھی کہ
اسکو مین لائی تھی یہ مہمان میرا تھا گانا اسکا مجھے پسند آیا تھا میرے ہی روبرو سے میری ہی بارہ دری سے طاؤس جادو
اسکو لے گیا تھا چاہتی تھی کہ یہ بیچارہ کسی طرح رہا ہو جاے قمقام جادو نے کہا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اگر طاؤس جادو
لیگیا تھا تو مین لے آیا کیا ایسا کار نمایان مین نے کیا ہے کہ جسکے کرنے سے تم ایسے کلمات احسانمند ہونے کے
جاری کرتی ہو اور یہ عبث مجھسے کہتی ہو کہ مجھے اس سے اور کسی طرح کی الفت نہین ہے مین خوب جانتا
ہون کہ تمھاری طبیعت مانند آوارہ عورتون کے نہین ہے یہ کہکے سحر طاؤس جادو کا کلاونت ویران پر سے دفع
کیا دست و پا عمرو ثانی کے قابو مین آئے خواجہ نے قمقام جادو کی تعریف کی اور ملکہ ناز پرور کی یہ تمنا کی کہ
آپکی محبت و عنایت سے مین رہا ہوا قمقام جادو نے آپ کے کہنے سے مجھے رہا کیا انکا اور آپکا مجھپر احسان ہوا
اب مجھے رخصت کیجیے ایسا نہو کہ پھر کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤن ابھی تو ان تصویرون اور طاؤس جادو اور ان کنیزون
نے مجھے عمرو ثانی عیار اور دزد کہا ہے بے خطا قید ہو چکا ہون دیکھیے انجام یہان آنے کا آیندہ کیا ہوتا ہے اب مین یہان
ایک دم نہ ہونگا تقدیر میری ہے بیشتر مردم سے مجھکو رنج پہونچا ہے قبل اسکے بھی مین کہہ چکا ہون کہ مردم
سے مجھے نفرت ہے اسی وجہ سے صحرا نشینی اختیار کی ہے ملکہ ناز پرور چونکہ عاشق ہو چکی ہے خواجہ کی اس تقریر
کے سننے سے بیتاب ہوکے کہنے لگی ای کلاونت ویران کوئی تمکو کچھ کہے مین تو تمھین کچھ نہین کہتی ہون جو ہونا تھا
وہ ہو چکا اب کیون ڈرتے ہو ابھی یہان سے کیون جاتے ہو چندے یہان رہو قمقام جادو نے بھی کہا ای کلاونت
ویران ملکہ جو کہتی ہے اُسپر عمل کرو خلاف انکی خوشی کے کوئی امر نکرو چونکہ عمرو ثانی ظاہر ایسی باتین کرتا
تھا باطن کب چاہتا تھا کہ اس باغ سے اُس گھر مین کنارہ دریا جاؤن لہذا ملکہ اور قمقام جادو کے کہنے
سے کہا اچھا جو آپ صاحبون کی خوشی بالفعل یہان سے نجاؤنگا قمقام جادو تو تھوڑی دیر بیٹھکر اپنے گھر گیا
اور ملکہ نے کہا ای کلاونت ویران تھوڑی رات باقی ہے ابر فلک پر عیان ہے برق چمک رہی ہے ہوا سرد چل
رہی ہے دل چاہتا ہے کہ اس وقت کچھ گاؤ کلاونت ویران نے بعد انکار کرنے کے اصرار کرنے سے ملکہ کے
نے زنبیل سے نکالکر دہن سے ملا کر بجانے لگے اور ایک غزل عاشقانہ بھیرویں مین گانے لگے ملکہ سننے کی خوش
ہونے لگی یہان خواجہ عمرو ثانی بشکل مذکورہ بالا بیٹھے ہوے گا رہے ہین وقت صبح کاذب کا ہے دمبدم روشنی
سحر زیادہ ہوتی جاتی ترقی پذیر ہے صبح صادق نمود ہوتی جاتی ہے لیکن اب حال طاؤس سحر ساز کا لکھا جاتا ہے کہ ساحر مذکور
اول وقت سحر اپنے مسکن سے جانب زندان روانہ ہوا جب در زندان پر پہونچا دیکھا تمام ساحر بیہوش پڑے ہین دروازہ
وا ہے طاؤس متردد و پریشان خاطر ہوکے اندر زندان کے گیا وہان کلاونت ویران کو نپایا اور متردد ہوا
دل مین کہنے لگا ای طاؤس کوئی موذی عمرو ثانی کو یہان سے لیگیا اُسکو تلاش کرنا چاہیے اور عمرو ثانی کو
گرفتار کرنا چاہیے اگر تونے خواجہ کو اسیر بار دیگر نکیا تو ارغوان شاہ تجھسے بہت ناراض ہوگا عجب نہین
کہ تجھے قتل کرے یہ باتین دل مین کرکے زندان سے باہر آیا اور تھوڑا آٹا جھولی سے نکالکر آب چاہ سامری سے
اُسے گوندھ کر ایک پتلا بنایا اُسپر تادیر سحر پڑھ پڑھ کر دم کیا اُس نے جماہی لیکر بزبان فصیح کہا ای طاؤس
جادو جلد میری بھینٹ مجھے دے الغرض طاؤس جادو نے کارد نکالکر ران اپنی شگافتہ کرکے تھوڑا خون

لیکے اُسکے منہ مین ڈالا آ بنے خون پیکر پوچھا طاؤس جادو اب جو پوچھتا ہو پوچھ طاؤس جادو نے کہا ای پتلی سحر سامری
کی یہ بتا کہ عمرو کو اس زندان سے کون لیگیا ہی اُسنے کہا قمقام جادو کو ملکہ نازپرور جادو کا بیانسے عمرو ثانی کو لیگیا
ہی اور اسوقت عمرو ثانی کلاونت کی صورت بنا ہوا روبرو ملکہ نازپرور جادو کے بیٹھا ہوا ساز بجا رہا ہی یہ کہکر پتلی
خاموش ہو رہا اور فی الفور جلکر خاک ہو گیا طاؤس جادو نے تمام حال سے آگاہ ہو کے جب ساحران نگہبانان اہل زندان پر سے
سحر کو دفع کیا سبکو ہوش آیا طاؤس جادو نے پوچھا عمرو ثانی کہان ہی قفل در زندان کیون کھلا ہوا ہی تم بیہوش
کیون پڑے تھے سبھون نے کہا ہمین نہین معلوم کیا ہوا ہمتو سو رہے تھے طاؤس نے کہا تم بتلاتے ہو قمقام جادو
اس حجرے سے بیہوش تھے مین نے ابھی تیرے سحر دفع کیا ہی دیکھو زندان مین عمرو ثانی نہین ہی قمقام جادو یہان آکے
اُسے لے گیا ہی در زندان ابتک کھلا ہی سب نے یہ سنکے شرم سے سر جھکایا طاؤس نے بے تامل وہان سے بعد غضب
تخت سحر پر سوار ہو کے راہ طی کر کے اندر باغ کے آیا دور سے پکارا ای ملکہ نازپرور تمنے اچھا نہ کیا کہ قمقام جادو کو
روانہ کر کے اس عیار بلاے روزگار کو رہا کرا کے اپنے پاس بلایا کیسی تم بے شرم و بیحیا ہو کہ اپنا اور اپنے پدر کے
دشمن کو اپنے پاس بٹھاتی ہو اسکا انجام برا معلوم ہوتا ہی تمہین باعث بربادی ملک و مال ہوگی ورنہ اول تمھاری ذات
تنج ہو جائیگی خیر جو ہوگا وہ ہوگا اب مین آپہونچا یا تم آ تھکر مجھے روکو یا اپنے کوکا نالائق کو بلاؤ کہ وہ مجھسے مقابلہ
و مجادلہ کرے عمرو ثانی کو نہ لیجانے دے یہ کہکر آگے بڑھا ادھر خواجہ نے زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھ لی ملکہ
نازپرور نے اس گھبراہٹ مین کلاونت دیران سے بیخبر ہو کے پوچھا او طاؤس شعلہ زن تو او نے ملازم
ہو کر مجکو ایسے کلمات واہیات خلاف میری شان کے کہتا ہی دیکھ تو سہی کہ مین اپنے والد سے تیرے بارے
مین کیا کہتی ہون اگر تجکو قتل نہ کراؤن تو اپنا نام نازپرور نہ رکھون او نابکار تجکو عورت جان کے دھمکاتا ہی
ذرا سامنے تو آ یہ کہکر چند بال اپنے گیسوے مشکین کے توڑ کر سحر پڑھکر دم کرنے لگی اتنی دیر مین طاؤس جادو بھی
آگیا کنیزین اور ہم جلیسین ملکہ کی بھی لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوئین ہر کوئی سحر کو سینے لگا لیان طاؤس جادو کو
دینے لگین نارنج و ترنج پر سحر دم کر کے طاؤس شعلہ زن پر مارنے لگین طاؤس جادو کہ ساحر زبردست
ہی ہر ایک کے سحر کو یون دفع کرنے لگا کہ جب کسی ساحرہ کا ترنج یا نارنج قریب آیا منتر اپنے پڑھا اور کچھ پڑھکر
اُسکی طرف پھونکا وہ جلکر گر پڑا یا انگشت سے اشارہ کیا وہ ٹکڑے ہو گیا ہنوز طاؤس جادو سحر ہر ایک ساحرہ کا
اسیطور سے دفع و باطل کر رہا تھا کہ ملکہ نازپرور نے وہ موے مشکین اپنے گیسو کے بخوبی سحر کر کے سوے طاؤس
جادو پھینکے وہ بصورت ماران سیاہ ہو کے اُسکی طرف چلے طاؤس جادو نے بزور سحر طاؤس بنکر اُن سانپون کو
نگل کر پھر بصورت اصلی ہو کر کہا ای ملکہ مین تیر کیا سحر کرون تمھارے باپ کا مجھے خیال ہی ورنہ ایک ادنے سحر
کر کے ابھی تجکو ہلاک کرتا یا اسیر کرتا یہ کہکر عمرو ثانی کو ڈھونڈھنے لگا اور اُن تصویرون سے یہ پوچھنے
لگا کہ ای تصویر سحر سامری وای تصویر سحر جمشیدی بتاؤ مجکو کہ یہانسے عمرو ثانی کہان گیا اُنھون نے جواب دیا
ابھی تو یہان بیٹھا تھا دفعتہً غائب ہو گیا ہی طاؤس نے کہا وہ یہان بیٹھا رہا اور تم نے دیکھا کیون تصویرون
نے جواب دیا ہم جس کام کیواسطے مقرر ہین وہ کرتے ہین بغیر تمھارے ہم کس سے کہتے کہ عمرو ثانی کو گرفتار
کرو اب تم یہان آئے ہو اگر عمرو ثانی ہمین دکھائی دیگا تو ہم کہدینگے کہ یہی عمرو ہی اسکو گرفتار کرو ابھی
طاؤس جادو تصویرون سے ہم کلام تھا ملکہ نازپرور جادو متواتر جداگانہ سحر طاؤس جادو
پر کر رہی تھی وہ صرف اُسکے سحرون کو دفع کر رہا تھا خود سحر نہ کرتا تھا اسیطرح کنیزون اور ہم جلیسون ملکہ کے

سحروں کو بھی ذبح کرتا تھا گھبرایا ہوا تھا کنیزیں وغیرہ عورتیں پڑھ پڑھ کر سحر کرتی تھیں گاہ اُسکے خوف سے
بارہ دری کے گوشوں میں نہاں ہوتی تھیں ناگاہ قمقام جادو آ گیا وہ یہ جنگ دیکھکر برہم ہوکے پکارا کہ او
طاؤس جادو کیا غضب کرتا ہے ملکہ ناز پرور جادو سے لڑتا ہے کچھ دیوانہ ہوا ہے قہر ارغوان شاہ سے نہیں
ڈرتا ہے کیسا مرد ہے کہ عورتوں سے لڑتا ہے ادھر آ مجھ سے مقابلہ کر یہ کہکر ایک گولا فولادی نکالکر سحر اُس پہ
دم کرکے طاؤس پر مارا طاؤس نے کارد سحر نکالکر طرف گولے کے پھینکی کارد مذکور گولے پر پڑی گولا دو
ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا بعد دور کرنے فولادی گولے کے طاؤس جادو نے بھی اسپر ناریل چوبی دار سحر
کرکے مارا وہ جاکر اُسکے سر پر پھٹا دھواں اور شعلے پیدا ہوئے تھوڑی دیر میں وہ دھواں اور شعلے برطرف
ہوئے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ درمیان ایک برج آہنی کے قمقام قید ہے ابھی سب دیکھ رہے تھے
اور رو رہے تھے کہ قمقام جادو بزور اپنے سحر کے اُس برج کو توڑ کر نکلا اور سوئے فلک وہاں سے برق
بنکر چلا طاؤس جادو تلاش خواجہ میں بارہ دری سے نکلکر باغ میں آیا تھا کہ قمقام بصورت برق اُسپر
گرا شانہ طاؤس کا زخمی ہوا اگر طاؤس جادو ساحر زبردست ہوتا اور اپنے تئیں نہ بچاتا تو برق مذکور سے
جانبر نہوتا دو ٹکڑے ہوتا جب طاؤس زخمی ہوا نہایت برہم ہوکے کہنے لگا کہ اے قمقام تو مرد ہے تو سامنے
آ مجھ سے مقابلہ کر قمقام بصورت اصلی سامنے آیا طاؤس جادو نے گولا فولادی جھولی سے نکالکر سحر اسپر
دم کرکے خون اپنے انگشت کا اُسپر گرا کر سامری کو پکار کر سینہ پر حریف مذکور کے مارا ہر چند قمقام جادو
نے دفع کرنا اسکا چاہا مگر ممکن نہوا سینہ پر جو پڑا پشت سے گذر گیا ساحر مذکور خاک پر گر کے تڑپ کے مر گیا اُسکے
مرنے سے کچھ تاریکی ہوئی کچھ ہولے تند چلی غبار بلند ہوا بعد ایک لمحہ کے آواز اُسکے سحر کے پروں نے یہ دی کہ افسوس قتل
کیا مجھکو کہ نام میرا قمقام جادو تھا۔ لشکر بر سحر کے چلے گئے طاؤس جادو قمقام کو قتل کرکے پھر بارہ دری میں آیا ملکہ
وغیرہ عورتوں نے پھر اُس سے اسیطرح لڑنا شروع کیا ابھی سب عورتیں لڑ رہی تھیں کہ ایک طرف سے ایک کنیز وضع
عورت ایک نارنج ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوئی انہیں دو تصویروں نے باواز بلند کہا اے طاؤس جادو آگاہ ہو کہ یہ عورت جو
آتی ہے یہی عمرو دستانی ہے رنگ و روغن و لباس سے کنیز کی صورت بناکے آیا ہے طاؤس جادو اُس طرف متوجہ ہوا
عمرو دستانی گلیم اوڑھکر ایک گوشہ میں گیا پھر جلد تر اور قطع کی عورت بنکر گلیم اتار کر یہ کہتا ہوا اُسکی طرف
باہر نکلا کہ اے طاؤس جادو دیکھو وہ سانولی عورت جو بھاگی جاتی ہے یہی عمرو دستانی ہے اب طاؤس اُس
عورت کیطرف چلا تصویروں نے پکار کے کہا اے طاؤس جادو کہاں جاتے ہو دیکھو یہ سامنے تمہارے
عمرو دستانی کھڑا ہے یہ تمکو بہکاتا ہے طاؤس نارنج سحر ہاتھ میں لیے ہوئے اُسکی سمت چلا عمرو دستانی پھر
گلیم اوڑھکر گوشہ میں چلا گیا اور ابکی مرتبہ ایک نوجوان گورے رنگ کی عورت بنکر یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہ اے
طاؤس جادو دیکھو وہ عورت نوجوان بنا ہوا عمرو دستانی کھڑا ہے میں نے تمکو بتادیا ہے جاؤ اُسکو گرفتار
کرکے خوب مارو اب اس احسان کے عوض میں مجھپر سحر نکرنا طاؤس نے جانا یہ عورت سچ کہتی ہے جاتے ہی اُسپر
سحر کیا اور پکڑ کر دو چار طمانچے مار کر کہا او عمرو دستانی تو نے اسوقت مجھے اِدھر اُدھر دوڑا دوڑا کے دیوانہ
کر دیا تھا اب تو میں نے تجھے گرفتار کیا کہ کیا سزا دوں ابھی سحر سے تجھے ہلاک کر دوں یا ارغوان شاہ کی خدمت
میں سر تیرا کاٹکر لیجاؤں یا زندہ گرفتار کرکے تجھے ارغوان شاہ کے پاس کشاں کشاں لیجاؤں اُس عورت نے
گرفتہ خوف سے اشکبار ہوکے بعد عاجزی کہا اے طاؤس جادو میں عمرو دستانی نہیں ہوں نام میرا شوخ چشم ہے

مین کنیز ملکہ ناز پرور کی ہون مجھے قتل نکرنا ابھی وہ عورت یہ کہتی ہی کہ طاؤس جادو گھبرایا ہوا متردد تھا
کہ عمرو ثانی کا پتہ نہین ملتا ہی اس عورت نے کہا تھا یہ عمرو ثانی ہے یہ کہتی ہی کہ مین عمرو ثانی نہین ہون مین
کسکی بات کا اعتبار کرون ناگاہ اُن دونون تصویرون نے پکارکے کہا ای طاؤس جادو یہ عورت سچ کہتی
ہی اسے چھوڑدو عمرو ثانی وہی تھا جس نے کہا تھا کہ یہ عورت عمرو ثانی ہے طاؤس جادو نے
اُس عورت کو چھوڑ دیا بلکہ اُسپرسے اپنا سحر بھی اُتار لیا غرض اسیطرح عمرو ثانی نے تا دیر طاؤس جادو کو دھوکے
دیے اور ہر طرف بارہ دری مین دوڑایا بعد ازان عمرو ثانی نے خیال کیا کہ دل لگی ہو چکی اب عیاری
ایسی کرو کہ جس سے مطلب نکلے اور طاؤس جادو کو ہلاک و قتل نکرو آیندہ جب چاہنا اِسے قتل
کرنا اسکا قتل کرنا کچھ دشوار نہین ہی یہ باتین اپنے دل مین کرکے پھر ایک عورت کی صورت بنکے سامنے طاؤس
جادو کے آکے کہا ای طاؤس جادو دیکھو وہ عورت جو بارہ دری سے اُترکر بھاگتی ہوئی باغ مین جاتی
ہی یہی عمرو ثانی ہی جلد جاکے اُسے گرفتار کرو مجھے چھوڑ نا نہ جانو طاؤس اُسکے کہنے سے بارہ دری سے
اُتر کر باغ مین گیا دیکھا تمام انیسین اور کنیزین ملکہ ناز پرور کی ہمراہ ملکہ کے نہین ہین ملکہ کو کہین چھوڑ کے
باغ مین درختون کی آڑ مین چھپی ہین اُن مین وہ عورت بھی ہی طاؤس للکار کر اُسی عورت مشتبہ کیطرف
بڑھا ادھر خواجہ نے بارہ دری مین کسیکو نہ دیکھکر اُنھین دونون تصویرون پر جال الیاسی مار مارکر تمام مال و اسباب
اور شیشہ آلات لاکھون بلکہ کرورون روپیہ کا نذر زنبیل کیا فرش تک نہ چھوڑا ہان نشان فرش زمین پر چھوڑ
دیا بعدہ خواجہ بارہ دری مین ہرطرف دیکھنے لگے باین خیال کہ کوئی شے باقی تو نہین ہی ابھی دیکھ ہی رہے
تھے کہ سامنے سے ملکہ ناز پرور گھبرائی ہوئی بے حواس پیدا ہوئی دیکھتے ہی خواجہ کو کہ عورت بنے ہوے تھے پوچھنے
لگی کہ ای گل چہرہ تجھے معلوم ہی کہ طاؤس شعلہ زن ہیانسے کہان گیا ہی کیا کلاوت دیران کو عمرو ثانی جلاکر
پھر گرفتار کرکے لیگیا ہی اُنسے عرض کیا ای ملکہ آپ کہان تشریف رکھتی تھین طاؤس جادو نے کلاوت دیران
کو گرفتار کر لیا اپنے سحر سے تمام مال و اسباب اس بارہ دری کا جلاکر خاک کر دیا بلکہ خاک بھی اب مال و اسباب
کی معلوم نہین ہوتی ہی دیکھیے طاؤس ادھر گیا ہی یہ کہکے ہاتھ اپنا ہلایا جو حباب بیہوشی لگا ہوا انگلیون مین
پہلے تھے وہ ملکہ کے سوراخ بینی پر پڑے اور ٹوٹے اُسکے دو چار قطرے ملکہ کے سانس لینے مین دماغ
تک پہونچے اور بسبب بیہوشی بھی دماغ تک پہونچا فی الفور ملکہ کو چھینک آئی بیہوش ہوکے زمین پر گرگئی
عمرو ثانی نے جلد تر اُسکو اُٹھاکر نذر زنبیل کیا اور موجود زنبیل سے طلب کرکے بصورت ملکہ ناز پرور ہوکے
ویسا ہی لباس ملکہ کا زنبیل سے نکال کے اور بارہ دری کے زینے سے اُترکر باغ مین گیا دیکھا کہ طاؤس جادو
ایک کنیز کی طرف چلا جاتا ہی وہ بھاگی جاتی ہی یہ دیکھکر پکارکر کہا ای طاؤس جادو ادھر آؤ مین کچھ تجھسے کہنا
ہی طاؤس پلٹ کر آیا ملکہ نے کہا ای طاؤس واقعی تم سچ کہتے تھے کہ وہ کلاوت دیران عمرو ثانی ہی دیکھ تمام
مال و اسباب بارہ دری کا کس حکمت و تدبیر سے لیگیا کچھ بھی نہ چھوڑ گیا اب تم ہمارے والد کے پاس جاؤ
اُنسے جو بیان گذرا ہی بیان کرو بلکہ مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو مین آپ اپنے والد سے جو مناسب جانون گی
کہونگی تم کچھ بھی نہ کہنا اُسنے عرض کیا ای ملکہ مین تابع فرمان ہون مگر آپ مجھ سے آمادہ شر و فساد نہو مین نے کبھی
بھی آپکو کلمات نامناسب نہ کہتا اب عذر کرتا ہون میری خطا عفو کیجیے شکایت میری اپنے والد سے جاکر
نہ کیجیے گا مین بھی اُنسے کچھ عرض نہ کرونگا جو مناسب آپکو ہوگا وہی اُنسے کہیے گا ملکہ نے کہا مجھے تیری خطا

عفو کی طاؤس جادو نے خوش ہو کے اپنے تخت سحر پر ملکہ کو بٹھا کے خود معہ ب رو برو ملکہ کے بیٹھ کر تخت سحر کو بلند کیا کنیزوں اور ہم جلیسوں کو باغ ہی میں چھوڑا جب تخت سحر بلند ہوا اشارہ تخت مذکور کو جانب دربار ارغوان شاہ کیا تخت اسیطرف روانہ ہوا بالفعل خواجہ ہر بہ طاؤس جادو کے جانب ارغوان شاہ جاتے ہیں حال انکا آئندہ اگر خدا نے چاہا تو کہا جائیگا

داستان حسب الحکم تمثال آئینہ رو عیاری کرنا اسود تیز پا عیار کا اور جنگ ہونا کفار واہل اسلام کا قتل ہونا اور آنا شاہزادہ رستم ثانی کا

راوی خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یوں بیان کرتا ہے کہ جب نقابداران سفید وسیاہ پوش بعیاری عمرو ثانی ہلاک ہو چکے اور لاکھوں کفار دست اہل اسلام سے قتل ہو چکے لشکر کفار کو شکست ہو چکی ہر ایک کا ز نقابداران سفید وسیاہ پوش کے ہلاک ہونے سے صدمہ و رنج کر چکا خصوصًا لاجورد شاہ وصلصال و خلخال و بجنگان غم نقابداران مذکور میں محزون ہو چکا اور دست عمرو ثانی سے شراب بیہوشی آمیز پیکے بیہوش ہو کے کپڑے کپے تنکے اتروا کے ذلیل ہو چکے اور تمثال آئینہ رو حال عیاری عمرو ثانی سے آگاہ بھی ہو چکا اسدم تمثال آئینہ رو نے اپنے عیار اسود تیز پا کو طلب کر کے اُس سے کہا اے اسود تو ہر چند ایک زمانہ دراز سے ہماری پرستش کرتا ہے ہمارے الطاف و عنایات سے سرفراز ہے ہماری سرکار سے رزق پاتا ہے لیکن آجتک تو نے کوئی عیاری ایسی نہیں کی کہ جس سے ہم تجھ سے بہت خوش ہوتے دیکھ خواجہ عمرو ثانی عیار حمزہ ثانی کو کہ وہ کیسی کیسی عیاری کرتا ہے ابھی اُسنے نقابداران سفید وسیاہ پوش کو کس طرح ہلاک کیا ہے اپنے مالک و آقا کو خوش کیا ہے ہمیں صدمہ دیا ہے اور بعضے داستان گویان خوش بیان نے یوں بھی ظاہر کیا ہے کہ تمثال آئینہ رو نے ایک عبارت مندرجۂ بالا لکھوا کے اسود تیز پا کو مع نامہ مذکور روانہ کیا غرض بہر طور اسود تیز پا نے خواہ بذریعہ عرضی خواہ رو برو جا کے عرض کیا کہ اے خداوند جو حکم ہو بجالاؤں جسکو حکم ہو گرفتار کر کے لے آؤں عیاری ایسی کروں کہ جو سنے میری تعریف کرے بلکہ مجکو استاد عیاران جہان جانتے ہیں وہ عیار نادر و کامل ہوں کہ ہمتا میرا کوئی نہیں ہے آپ نے کسی عیار کو یہ عقل و فہم دی نہیں ہے جو مجھے دی ہے عمرو ثانی میرے آگے ایک طفل مکتب ہے وہ ابھی عیاری کرنا کیا جانے عجب تعریف آپ نے اسقدر کی ہے اس سے تو میرے ہزار ہا شاگرد بہتر ہیں آپ نے کب حکم کیا خیر اب جو حکم ہو اُسے بجالاؤں تمثال آئینہ رو نے کہا اے اسود گو ہم اتنی بلکہ اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں کہ عمرو ثانی کو گرفتار کریں لیکن چاہتے ہیں کہ تو بعیاری و مکاری اُسے گرفتار کر کے اسکے لشکر سے لے آ اُسنے ہمکو صدمہ دیا ہے نقابداروں کو ہلاک کیا ہے ہم اُس سے ناخوش ہیں چاہتے ہیں کہ وہ قتل ہو جائے پس تو اُسے بعیاری گرفتار کر کے لاجورد شاہ وصلصال کے پاس لیجا کر ہماری طرف سے کہنا کہ خداوند کا حکم ہے اُسے قتل کرا دُ اسود نے کہا اے خداوند ایسا ہی ہوگا یہ تو کوئی بڑی مشکل نہیں ہے اگر اپنے کسی شاگرد سے کہوں تو وہ جا کر عمرو ثانی کو بیہوش کر کے گٹھا رہ اُسکا اُٹھا کے لے آئے سوا اُسکے اور جس سردار یا عیار کے واسطے کہوں اُسے بھی ابھی جا کے لے آئے ویرزنگا نے تمثال آئینہ رو نے خوش ہو کے کہا آجکی شب ضرور عمرو ثانی کو بیہوش کر کے لے آنا کیونکہ خواجہ عمرو ثانی نے بڑا سر اُٹھایا ہے اور ما بدولت کو بڑے بڑے صدمۂ جانکاہ دیے ہیں بس تو کسیطور سے گرفتار کر لا

اور جہانتک ممکن ہو عیارون کو قتل کرتا ہو اہل اسلام کے عیارون سے نفرت کلی ہو چاہتے ہین سب کو
غارت وہلاک کر ڈالیں اسود تیز پا یہ سنکے وعدہ خضران بن عمر سے کے آنیکا کرکے اپنے خیمہ مین آیا جب وہ
دن گذر کر وقت نصف شب کا ہوا اپنے لشکر سے یعنی لشکر لاجوردشاہ و سپاہ تمثال آئینہ رو سے
نکلکر جانب لشکر اہل اسلام تنہا روانہ ہوا یہ عیار نابکار تو بڑے عیاری جانتا ہو دیکھیے کیا عیاری کرتا ہی
لیکن اب حال لشکر اسلام و عیاران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے خضران بن عمر نے نقابداران مندرجہ
بالا کو ہلاک کیا ہی اہل اسلام تو شادمان ہین چاہتے ہین کہ لشکر تمثال آئینہ رو مین طبل جنگ بجایا
جائے تاکہ یہان بھی نقارہ جنگی بجے لڑائی ہو لیکن تمثال آئینہ رو طبل جنگ نہین بجواتا ہی اسوجہ سے
لشکریان اہل اسلام مصروف جشن ہین شب و روز عیش و عشرت کرتے ہین لڑائی موقوف ہی لشکر پڑا ہوا ہی حملہ
عیاران لشکر اسلام بھی خوش ہین اب ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قاعدہ عیاران لشکر اسلام کا یہ ہی
کہ بیشتر خیمہ اپنا اپنے لشکر سے آگے استادہ کرتے ہین تمام شب بیدار رہتے ہین نگہبانی اپنے مردان
لشکر کی کرتے ہین لشکر حریف کی طرف سے ہنگام شب کسی کو آنے نہین دیتے ہین اگر کوئی آتا ہے تو اسے
روکتے ہین یا اسیر کرتے ہین غرض حسب قاعدہ مذکور خضران بن عمر نے اپنے لشکر سے کچھ آگے بڑھ کے
ایک خیمہ استادہ کرایا تھا اور اسکو توالی چوتہ قرار دیا تھا بیشتر ہمراہ اکثر عیارون کے دن کو یا شب کو
اسی خیمہ مین بیٹھتا تھا ایک شب کا ذکر ہی کہ خضران بن عمر حسب قاعدہ اپنے خیمہ مین پاس ساتھ عیارون کے
ساتھ بیٹھا تھا بادہ خواری مین مصروف تھا عیار خوش و خرم بیٹھے ہوے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص ایک
ہانڈی مین شہد لیے ہوے بیچتا ہوا جاتا ہی بار بار کہتا ہی کیا شہد خالص سارنگ مکھی کا ہی سستا بیچتا ہون
جسکو لینا ہو لے ایسا شہد خالص ارزان پھر دستیاب نہوگا عیاران لشکر اسلام کہ نشۂ شراب مین مست
بیٹھے تھے خضران بن عمر نے اُنسے کہا اس شہد فروش کو بلاؤ شہد اس سے لیلو قیمت کچھ بھی نہ دو اس وقت عالم
نشۂ شراب مین بجائے گزک کے کھاؤ مین بھی کھاؤنگا کیونکہ دل میرا بھی شہد کے کھانے کو بہت چاہتا
ہی عیاران مذکور نے اُسے طلب کیا جب وہ آیا شہد کی ہانڈی اُس سے لے کے کہا دور ہو او نابکار
قیمت اسکی تجھے نہ ملیگی اُس نے بفریاد و بکا کہا حضور مین غریب آدمی ہون آپ مجھپر ایسی بدعت کیجیے
زبردستی شہد مجھسے چھین نہ لیجیے غریب آزاری اچھی نہین ہی مفت شہد نہ لیجیے قیمت اسکی ضرور
دیجیے مین بمحنت و مشقت اس شہد کو دور سے لایا ہون باین غرض کہ اسکو بیچ کر دام اسکے لے کے صرف اہل
و عیال کرونگا خود بھی اپنے صرف مین لاؤنگا خضران بن عمر نے جواب دیا او نالائق قیمت اسکی یہ کیا کم ہی کہ
ہمنے تجھکو زندہ چھوڑ دیا گرفتار نکیا حال پر تیرے رحم کیا کیونکہ تو ہمارے لشکر کی طرف اس شب تیرہ و تار مین
کہ نصف شب کا زمانہ ہے آیا ہی ایسے وقت مین آنا تیرا محل تردد ہی خیر ابتو جو منہ سے کہا وہ کہا کہ
چلا جا ورنہ تجھے گرفتار کرینگے اُس نے کہا اچھا قصور ہوا مجھپر ظلم کیجیے شہد چھین کر قیمت نہ دیجیے مین جاتا ہون
یہ کہکے وہ شہد فروش تھوڑی دور وہان سے جا کے جہاڑی جھنڈیون کی آڑ مین غائب ہو گیا یہان خضران بن عمر اور
جملہ عیاران لشکر اسلام نے کہ جو اس وقت خضران بن عمر کے پاس بیٹھے تھے بے تردد وہ شہد کھایا عالم نشۂ
شراب مین کچھ اندیشہ نہ کیا بعد کھانے شہد مذکور کے بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک عیار کو گرمی معلوم ہونے لگی
جو واسطے ہوا کھانے کے اُٹھا وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا جو عیار اسکے اُٹھانے کو اُٹھا وہ بھی زمین پر گر کے

بیہوش ہوا غرض اسی طرح سے تھوڑی دیر مین خضران بن عمر اور چند عیاران مذکور بیہوش ہوے شہد فروش مذکور
کہ اسود تیز پا عیار تھا جھاڑی جھنڈیون سے نکلکر چند شاگردون کو کہ انھین جھاڑیون مین نہان تھے
ہمراہ لیکر خیمہ خضران بن عمر مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین آتے ہی اور دیکھتے ہی عیار مذکور نے آہستہ نعرہ
کیا کہ منم اسود تیز پا عیار رضوان مثال آئینہ رو اور خضران بن عمر سی نادان کو سمجھو وہ ہوے عیاری کا ہے
ایک ادنی میری عیاری سے تو آگاہ ہوا شہد بیہوشی آمیز بے فکر و تردد کھا لیا کچھ خیال نہ کیا اور پوچھو کرسے
شہد کے کھانے کا رنگ دیکھا کہ کیا ہوا اور مزہ شہد کا چکھا کہ کیسا شیرین تھا اب یہ شہد شیرین تو نے
کھایا ہے اسکے کھانے سے جان شیرین تیری جائیگی تلخی مرگ کا ذائقہ زبان پر آئیگا زیر تیغ قاتل بٹھایا جائیگا
قتل کیا جائیگا شہد کا کھانا مفت چین لینے کا نتیجہ دیکھا ہے اور اب آئینہ دیکھے گا مین تو سنتا تھا کہ تو
عیار کامل ہے مگر دراصل محض نادان و ناواقف کوچہ عیاری ہے کہ ادنی میرے دام مکر مین گرفتار ہو گیا
یہ کہکے اور جسقدر عیار بیہوش پڑے تھے انکو بھی دیکھا اور کہا او نالائق تم بھی مانند خضران بن عمر کے احمق ہو کچھ
عیاری سے ناآشنا تھے یہ نہ سمجھے کہ آدھی رات کے وقت شہد فروش کا آنا کیا اور آیا ہے تو کچھ اسمین بھید ہے
اس شہد کو دیکھ بھال کے کھائین شہد فروش کے حالات سے آگاہ ہون گرفتار کرکے کیفیت ادھر آنے کی
دریافت کرین چھوڑ دین یہ کہکے پہلے خضران بن عمر کو چادر عیاری مین باندھا ڈھائی گز عیاری کی لگائی
پشتارہ اُٹھا کے دوش پر رکھا پھر اپنے شاگردون سے کہا ان عیارون کو تم سب چادر عیاری مین باندھو
پشتارے انکے اُٹھا کے اپنے لشکر مین پاس لاجورد شاہ کے لاؤ مین جاتا ہون انھون نے کہا اوستاد
یہ پچاس ساٹھ عیار ہین انکا یہان سے لیجانا دشوار ہے ہم دس شاگرد اس وقت یہان موجود ہین دس
عیارون کو چادر عیاری مین باندھ کر ایک ساتھ لے چلین بعدہ پھر یہان ہمارا آنا اچھا نہین ہے لشکر اسلام
قریب تر پڑا ہے دیکھیے وہ ایک سردار کئی ہزار سوارون کے ہمراہ حفاظت لشکر کی کر رہا ہے اگر اس
سردار یا اسکے ہمراہی سوارون مین سے کسی نے ہمکو دیکھ لیا تو اچھا نہوگا ہمکو یہ لوگ گرفتار کر لینگے
پس ہماری راے یہ ہے کہ ان عیارون کو یہان سے نہ لیجائین ابھی انکے سامنے خنجر اور تیغے سے
انھین یہان قتل کرین مطلب تو خاص یہی ہے کہ یہ عیار قتل ہون پس جیسے وہان قتل ہوتے ویسے
یہان قتل ہوے اسود تیز پا نے کہا مین تمھاری راے کو پسند کرتا ہون تم ابھی ان کو قتل کرو
انھون نے تیغے اور خنجر کمر سے کھینچکر عیارون کو قتل کرنا شروع کیا اُنسٹھ عیارون کو قتل کیا خون
انکا خاک پر گرا جب وہ نابکار عیاران لشکر اسلام کو قتل کر چکے اسود تیز پا پشتارہ خضران بن عمر کا لیکر
شاگردون کو ہمراہ لیکر خیمہ مذکور سے نکلکر سوے لشکر لاجورد شاہ اسی تیرگی شب مین روانہ ہوا کسی اہل اسلام
نے اُسے نہ دیکھا بعد قطع راہ عیار مذکور پشتارہ بردوش نہایت شادمان لشکر لاجورد شاہ مین پہونچا اس وقت
لاجورد شاہ اپنی بارگاہ مین مع صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و خلخال و جنگان کے
بیٹھا ہوا تھا عالم نشہ شراب مین یہ تقریر کر رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے لقا بداران پیادہ و ہیفہ کو تو خضران بن عمر
نے عیاری کرکے ہلاک کیا اب کس دلاور کو تمثال آئینہ رو واسطے اپنی اعانت کے طلب کرتا ہے کون حسب الطلب
آسکے یہان آکے اہل اسلام سے لڑتا ہے کئی روز گذرے ہین کہ طبل جنگی نہین بجا ہے
دونون لشکر مقابلہ مین پڑے ہین لڑائی موقوف ہے ہمارا دل گھبراتا ہے صلصال درجواب اسکے کہتا تھا

تمثال آئینہ رو غافل نہو گا کیونکہ وہ بڑا عاقل و ہوشیار ہے کسی پہلوان یا سردار کو کسی ملک سے اپنے
واسطے اپنی مدد کے نامہ روانہ کرکے ضرور بالضرور طلب کیا ہوگا عجب نہیں کہ بعد اُس کے آنے
کے اس مقام پر بھی بہت جلد طبل جنگ بجایا جائے لڑائی ہو بختگان دونوں کی گفتگو سُن کے اپنے
دل میں کہتا تھا بیشک کوئی نہ کوئی فکر تمثال آئینہ رو ضرور ضرور کرے گا بالفعل نقابداران سیاہ پوش
و سفید پوش کا ہلاک ہو جانے سے بالکل گھبرا گیا ہے اور تمام اہل اسلام سے بھی ڈر گیا ہے ابھی یہ سب کفار باہم
یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اسود تیز پا پشتارہ بردوش اندر بارگاہ کے آیا لاجورد شاہ وغیرہ کو
سلام کرکے پشتارہ روبرو رکھ کے عرض کیا کہ میں بحکم خداوند تمثال آئینہ رو خضران بن عمر کو
بیہوش کرکے پچاس ساٹھ عیاروں کو قتل کرکے پشتارہ خضران بن عمر کا لیکر آیا ہوں حکم خداوند کا ہے کہ یہ
عیار مکار بہت جلد قتل کیا جائے اگر اُسکے قتل میں کچھ بھی تاخیر واقع ہوگی تو بہت برا کوئی ہوگا مجھے خداوند
نے یہ فرمایا تھا کہ لاجورد شاہ سے ہماری طرف سے کہنا کہ بہت جلد اس عیار نالائق کو تہ تیغ کرنا گرفتار ہرگز ہرگز
نہ رکھنا لہذا آپ موافق حکم خداوند عالم کے اسکو قتل کرایئے واصل جہنم کیجیے یا جو آپ کو مناسب دانسب
معلوم ہو وہ کیجیے جو میرا کام کرنے کا تھا اسے میں کر چکا اور جو خداوند نے فرمایا تھا اُسکو میں آپ کے
گوش گذار کر چکا لاجورد شاہ نے یہ تقریر عیار مذکور کی بگوش ہوش سُن کے نہایت خوش
ہو کے صلصال و بختگان کی طرف دیکھکر پوچھا کیا رائے ہے اُن دونوں نے کہا کہ ابھی اسکو قتل کرایئے
تمثال آئینہ رو نے جو کہا ہے اسی پر عمل کیجیے اس تاریکی شب میں کہ آدھی رات کا زمانہ ہے
عالم تیرہ و تاریک ہے اور لشکر بھی امیر ثانی کا غافل ہے جملہ اہل اسلام بے خبر سوئے ہیں خراٹے اڑا رہے
ہیں ایسے عمدہ موقع میں اس عیار کا قتل ہونا بہت سہل ہے صبح کو قتل کرنا اسکا ایک امر دشوار ہو گا جنگ
عظیم ہوگی اہل اسلام اس عیار نابکار کو ہرگز ہرگز قتل ہونے نہ دینگے لاجورد شاہ نے یہ سنتے ہی فوراً
جلاد کو طلب کیا جلاد نابکار تیغ بکف آیا بعد سلام کرنے کے مودب ہاتھ باندھ کے بہ آواز ملائم عرض کیا کہ
حضور اقدس نے اس ذرہ بیمقدار کو اس وقت کیوں یاد کیا ہے یہ فرمانبردار سرکار دولتمدار قدیم حاضر حضور ہے
جو کچھ حکم جناب والا ہو بجا لاؤں لاجورد شاہ نے اُس جلاد تیغ بکف سے کہا کہ میں نے تجھکو اس وقت اس
واسطے طلب کیا ہے کہ خضران بن عمر عیار امیر ثانی کو اسی وقت نہایت بیدردی سے قتل کر اُس نے عرض کیا اس
تابعدار کو کیا عذر ہے میرا تو کام ہی یہی ہے اسی واسطے تو میں ملازم ہوں جسے حکم ہوئے ابھی قتل کروں ذرا بھی
تامل و رحم نہ کروں لاجورد شاہ نے یہ سن کے اسود تیز پا سے کہا یہ پشتارہ یہاں سے اٹھا کر ساتھ
لیکے جا خضران بن عمر کو بعد ہوشیار کر لینے کے اسکے حوالے کر دینا ہے جملہ سرداران سپاہ وغیرہ کو خواب غفلت
بیدار کرکے آئے ہماری جانب سے کہدے کہ مع جملہ لشکریان ہوشیار و مسلح ہو ہوکے آئیں اسود تیز پا یہ
سنکے پشتارہ اٹھا کے ساتھ اُس قاتل کے بارگاہ سے نکل کے ایک طرف گیا جس جگہ قتل خضران بن عمر
منظور تھا وہاں پہونچکر پشتارے سے خضران بن عمر کو نکالکر طوق و زنجیر وغیرہ میں بخوبی گرفتار کرکے
فتیلہ دفع بیہوشی سنگھا کے خضران بن عمر کو ہوشیار کیا پھر قاتل کے حوالے کیا قاتل نے چبوترہ ریگ کا
بنایا اسیر بیچارہ ہلاکت کا بچھا کے خضران بن عمر کو اُسپر بٹھا کے گردن پر کوئلہ کا خط دیا پھر تیغ علم کرکے
سر پر کھڑا ہوا منتظر حکم قتل ہوا خضران بن عمر نے ہوشیار ہو کے اپنے تئیں گرفتار پایا اسود تیز پا

عیار اور قاتل کو دیکھ دل مین کہا کہ ای خضران یہ عالم خواب ہی یا بیداری کہان تم اپنے خیمہ مین ہمراہ عیارون کے
بیٹھے تھے کہان یہ سامان تمھارے قتل و گرفتاری کے لیے آنکھین ملنے لگا اسود تیز پا نے کہا اسے
خضران بن عمر کیا آنکھین مل رہے ہو خواب کا خیال کر رہے ہو یہ عین بیداری ہی مین عیاری کر کے تمھین
بیہوش کر کے لایا ہون ہوشیار ہو کہ اب تم قتل ہوا چاہتے ہو کیون تم نے ہانڈی کا جرا ہوا شہد خوب
کھایا کچھ اندیشہ نہ کیا اسی بیوقوفی و نادانی پر تم کو دعوے عیاری تھا کہ ادنے سی میری عیاری مین
تم دھوکا کھا گئے خضران بن عمر یہ تقریر اسکی سنکے سمجھا کہ ای خضران بن عمر یہ خواب نہین ہی تو بیدار ہی افسوس
عالم نشہ خراب مین تو نے اس نابکار سے شہد چھین کے کھا لیا کچھ خیال نہ کیا نادانی کی انجام نادانی
و غفلت کا یہ ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی جان بچتی ہی یا نہین یہ باتین اپنے دل مین کر کے رو بقبلہ ہو کے
دونون ہاتھ کہ جھکڑی مین تھے پھیلا کے فلک اٹھا کے آبدیدہ ہو کے واسطے اپنی رہائی اور
جان بچنے کے خداوند عالم سے اسطرح دعا کرنے لگا

مناجات

تجھی نے ہی قائم یہ ارض و سما
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا
کہ تجھ سے وہ شیر کے بچ گیا
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا
لکھا جسکی ہی شان مین ہل اتے
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا
زمانے کا ہی تو مجیب الدعا
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا
روا کر مرے مدعا کو شتاب
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا
اسی فکر مین ہو رہا ہون ملول
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا

رہے تیرے محتاج سب انبیا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
ترے ابر رحمت کا تھا معجزا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
مرے کبریا ای مرے کبریا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
مگر ہی یہ مجھکو تعجب بڑا تو
درین عاجزی چون نخوانم ترا
تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا
بحق حسن اور بحق رسول
درین عاجزی چون نخوانم ترا

ترا نام ہی خالق کبریا
توقع ہی سبکو تری ذات کا
یہ سلمان پہ تیرا ترحم ہوا
کہ یوسف کنوئین مین بھی زندہ رہا
مین دنیا اسی کا ہون اب واسطا
سوا تیرے اب مین کہون کس سے جا
صحیفون سے مجکو یہ ثابت ہوا
نہ بر آیا ابتک مرا مدعا
خدایا بہت مین ہوا ہون خراب
دعائے کنند من کنم مستجاب
جو مطلب ہی میرا وہ اب ہو حصول
دعا مجھ گنہگار کی کر قبول

بعد ختم کرنے مناجات کے خضران بن عمر یہ شعر خواندہ
ستم سے پیر فلک کے میٹے جوان کیا کیا
رہا نہ نام کو صبر و قرار عیش و سرور گیا
ہوئے رقیب ہمارے بھی مہربان کیا کیا

ہوئے ہین خاک کے پیوند مہربان کیا کیا
چھپے تلاش میں جن سی کہان کہان کیا کیا
سوا فلک کے شکایت کرین تو کس سے کرین

شعبدہ بازی فلک کے پڑھنے لگا
عدم مین دہر مین کیسے مین در در گھر گھر
لٹے ہین راہ محبت مین کاروان کیا کیا

ادھر تو خضران بن عمر مناجات ختم کر کے اشعار شعبدہ بازی فلک کے پڑھ رہا تھا ادھر لاجورد شاہ دو گھڑی واسطے قتل
خضران بن عمر کے قاتل کو دے چکا تھا اسود تیز پا نے جملہ کفار کو حکم لاجورد شاہ سے آگاہ کیا تھا سب کفار
بیدار و مسلح ہو کے مرکبون پر سوار ہوے ادھر وہ سردار لشکر جو حفاظت لشکر اسلام کی رہا تھا گرد لشکر کے پھرتے پھرتے
حسب اتفاق خیمہ خضران بن عمر تک آیا پکار کے پوچھا ای خواجہ سوتے ہو یا جاگتے ہو جب کچھ آواز نہ آئی سردار نہ کور متردد
ہو دل مین کہنے لگا کیا سبب ہی کہ خواجہ نے جواب نہیں دیا خیمہ مین سناٹا ہی اندر خیمے کے گیا دیکھا الٹے عیار قتل کیے
ہوے پڑے ہین خضران بن عمر زندہ خیمہ مین نہین ہی نہ لاشہ اسکا ہی یہ حال دیکھکر سردار مذکور متعجب ہوا دل مین کہنے لگا یہ واقعہ عجیب ہوا

نہین معلوم ان عیارون کو کس نے قتل کیا ہے خضران بن عمرو پر کیا واقعہ گذرا ہے کہ وہ یہان نہین ہے یہ باتین اپنے دل مین کر کے خیمہ سے نکل کے لشکر مین آکے اکثر سرداران سپاہ کو بیدار کر کے حال مذکور بیان کیا پھر کچھ عیارون سے کہا جلد لشکر حریف مین جا کر دریافت کرو کہ یہان آکے کس نے عیارون کو قتل کیا ہے اور خضران بن عمرو کہان ہے اسپر کیا واقعہ گذرا ہے عیاران مذکور فی الفور بصورت مبدل جانب لشکر کفار روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر کفار مین پہونچے وہان دیکھا کہ خضران بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا ہے جلاد تیغ بکف آمادہ قتل کرنے پر کھڑا ہوا ہے لاکھون کفار مسلح مرکبون پر سوار ہین باہم خوش ہوکے کہہ رہے ہین آج اسود قمر پا عیار خداوند نے کیا کار نمایان کیا ہے خضران بن عمرو کو عیاری کر کے بیہوش کر کے لے آیا ہے اور تنہا عیارون کو قتل کر آیا ہے عیاران لشکر اسلام نے ان کافرون سے حال مذکور سنکے چاہا کہ خضران بن عمرو کو چھڑائین اور کل و دیگر کفار کو قتل کرین مگر خیال کیا کہ ہم چند عیار ہین یہان لاکھون کفار ہین ایسے لڑنا خوب نہین ہے پہلے یہان سے چل کے امیر ثانی کو اس حال سے اطلاع دینا چاہیے یہ تجویز کر کے جلد تر لشکر کفار سے نکل کے اپنے لشکر مین آئے یہان شور و غل سے امیر ثانی بیدار ہو چکے تھے حال قتل عیاران مسطور سن چکے تھے افسوس کر رہے تھے گاہ برہم ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ عیارون کو فلان شخص نے قتل کیا ہے تو مین بھی ان عیارون کے خون کا اسکے انتقام حتی الامکان لون اور اسکے معاونون کو بھی قتل کرون ابھی امیر ثانی یہ فرما رہے تھے سرداران لشکر عرض کر رہے تھے حضور یہ کام انہین کفار سے کسی کافر کا ہے عیاران لشکر واسطے دریافت کرنے اس حال کے گئے ہین ناگاہ عیاران مذکور نے خدمت امیر ثانی مین حاضر ہوکے تمام حال جو دیکھا تھا اور سنا تھا عرض کیا امیر ثانی کو غصہ آیا حکم اہل لشکر کو کمربندی کا دیا اور فرمایا کہ اگر ان کافرون نے خضران بن عمرو کو قتل کر ڈالا تو عہد کرتا ہون کہ ان کافرون مین سے کسی کافر کو تو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا یہ فرما کے خود بھی سلاح جنگ تن پر آراست کرنے لگے ابھی امیر ثانی وغیرہ مسلح ہو رہے تھے کہ یہ عیاران لشکر اہل اسلام بصورت مبدل برائے رہائی خضران بن عمرو اپنے لشکر سے جانب لشکر کفار روانہ ہوے بعد طی کرنے راہ کے سپاہ کفار مین پہونچکر اس جگہ گئے جس جگہ خضران بن عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا مناجات بدرگاہ کبریا کر رہا تھا قاتل تیغ علم کیے کھڑا تھا خضران بن عمرو سے کہہ رہا تھا کہ ای عیند بلاے روزگار سوے فلک کیا دیکھ رہا ہے اپنے خدا سے عبث دعا کر رہا ہے جانبر ہونا تیرا ممکن نہین اب کوئی دم مین تیرا حکم منجانب خداوند قتال آئینہ رو اور لاجورد شاہ کہ وہ بھی دعواے خداوندی کرتا ہے تیرے قتل کرنے کے واسطے مجھے دیگا مین اسی تیغ آبدار سے تجھے قتل کرونگا سر و تن مین جدائی کرونگا واسطے نذر خداوند کے سر تیرا روانہ کرونگا بس ایسے وقت مین جو کھانا ہو کھالے پیا سا ہو تو پانی پی لے کر دنیا سے تشنہ و گرسنہ سوے عدم نہ جانا ہے خضران اسکے جواب مین کہہ رہا تھا ای جلاد کیا کھاؤن کہ غم سے سیر ہون اور پانی کیا پیون کہ خون جگر اچھا پی چکا ہون خواہش اب و غذا نہین ہے ہان یہ آرزو ہے کہ ایک نظر

واضح ہو کہ خضران زندہ گرفتار ... اور ... اہل بی شخص ... کریں

امیر ثانی کو کہ وہ میرے آقا و مالک مین دیکھ لون جو کچھ اُنسے عرض کرتا ہو کر لون اور اپنے احباب و
اعزا سے وداع ہو لون قاتل کہہ رہا تھا ای خضران جو تمنائے دل تو نے ظاہر کی ہر ہرگز نہ بر آئیگی
ابھی جلاد نا بکار خضران بن عمرو سے یہ کہہ رہا تھا کہ لاجورد شاہ نے تیرا حکم واسطے قتل
کرنے خضران کے دیا جلاد نے حکم پاکر ارادہ قتل کرنے کا کیا تھا تیغہ لگانے کا قصد کیا
تھا کہ ایک طرف سے ایک سنگ خراشیدہ و تراشیدہ آکے اس طرح جلاد کے سر پہ پڑا کہ سر اسکا
شق ہوا تیورا کے زمین پر گرا کفار نے شور و غل کیا کہ جلاد کو کسی نے سنگ گران مار کر ہلاک
کیا شاید عیاران لشکر اسلام یہان آگئے ہین یہ کام انھین کا ہر جب یہ شور و غل لاجورد شاہ نے
سنا پوچھا یہ شور و غل کیسا ہر اُسکے ملازمون نے اس سے عرض کیا اسوقت جلاد کو کسی نے پتھر مار کر
ہلاک کیا ہر سب اسی وجہ سے شور و غل کر رہے ہین لاجورد شاہ نے یہ سنکے برہم ہو کے کہا جلد
دوسرے جلاد کو بلاؤ کہ وہ جاکے خضران کو قتل کرے ملازمان مذکور واسطے طلب جلاد کے
گئے جنگان نے عرض کیا آپ بکار قتل خضران مین کد و کوشش کرتے ہین وہ اب قتل نہوگا
عیاران لشکر اسلام یہان آگئے ہین وہ ہرگز خضران کو قتل نہونے دینگے سوا اسکے اب امیر ثانی
وغیرہ بجمعیت سپاہ کثیر آتے ہونگے ہوشیار ہو جایے اپنی جان بچانے کی فکر کیجیے خضران کے ہلاک
کرانے سے باز آئیے مین نے بارہا ایسے واقعات دیکھے ہین جو مین کہتا ہون سچ ہی جانیے گا
آئندہ آپ کو اختیار ہر لاجورد شاہ نے جواب دیا او بزدل و بیہودہ گو کیا واہیات کلمات
زبان پر جاری کرتا ہر اپنے ساتھ دوسرون کو بھی بزدل بنانا چاہتا ہے اس وقت
ہم ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرینگے ابھی لاجورد شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ جلاد آیا بعد سلام کرنے کے
پوچھنے لگا حضور مجھے کیون یاد کیا ہر لاجورد شاہ نے کہا او نابکار تو ہمکو فقط حضور کہتا ہر
خداوند نہین کہتا ہر کیا تو ہمسے منحرف ہر ہماری پرستش نہین کرتا ہر جلاد نے یہ سنکے سر جھکایا کچھ
جواب نہ دے سکا اُسوقت صلصال بن دال نے جلاد سے کہا کیا سر جھکائے کھڑا ہر جلد جاکر
خضران بن عمرو کو قتل کر جلاد نے لاجورد شاہ کیطرف دیکھا اُسنے بھی اشارہ سے کہا جلد جا
خضران کے قتل کرنے مین دیر نہ کر جلاد مذکور یہ حکم پاکر قریب خضران کے گیا ہنوز جلاد
خضران کو قتل کرنے نہ پایا تھا کہ امیر ثانی نے اپنے سرداران سپاہ سے فرمایا تم سب مین کون
ایسا بہادر ہر کہ یہان سے جاکر خضران بن عمرو کو قید سے رہا کرے بمجرد اس کہنے کے
سلطان گوہر کلاہ دو لاکھ سوارون کی جمعیت سے جانب لشکر کفار بعد عجلت روانہ ہوا
جب قریب سپاہ کفار پہونچا نعرہ کیا ای کافران نابکار غضب کیا تمنے کہ عیاران لشکر اہل اسلام
کو قتل کیا بمکر و دغا خضران کو اسیر کیا خبردار خضران کو قتل نہ کرنا یہ نعرہ سنتے کفار انبوہ
واسطے روکنے سلطان گوہر کلاہ کے بڑھے لاجورد شاہ و صلصال کو بھی اس شاہزادۂ ذیقدر
کے آنے کی اطلاع ہوئی نی الفور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہوکے اپنی اپنی سپاہ اور
سپاہ تمثال آئینہ رو کو کہ مجملہ بارہ لاکھ سے کم نہ تھی ہمراہ لے کر آگے بڑھے ہنوز یہ دونون نابکار
راہ ہی مین تھے کہ سلطان گوہر کلاہ نے ان کافرون کو جو سد راہ ہوئے تھے بعد جنگ

و خونریزی بسیار کرکے راہ پاکے آگے بڑھ کے نعرۂ شیرانہ کرکے خضران بن عمرو تک جاکے ارادہ جلاد کے
ہلاک کرنے کا کیا وہ خوف سے تیغ زمین پر پھینک کر بھاگا سلطان گوہر کلاہ نے بڑھکر
ایسی شمشیر آبدار اُس پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل کرنے جلاد مذکور کے
شاہزادۂ موصوف نے خضران بن عمرو کو قید سے رہا کیا خضران رہا ہوکے اپنے لشکر کی طرف
شکر خدا کا کرتا ہوا روانہ ہوا ابھی لڑائی ہو رہی تھی خضران بن عمرو رہا ہوا تھا کفار بسیار ہوکر
قتل ہو رہے تھے اہل اسلام کو بھی قتل کر رہے تھے کہ لاجورد شاہ اور صلصال و
غلغال بارہ لاکھ سپاہ کی جمعیت سے جنگگاہ میں پہونچے شریک جنگ ہوئے اب کفار کو
قوت حاصل ہوئی جم کر لڑنے لگے تلوار چلنے لگی لاش پہ لاش گرنے لگی کافر و دیندار قتل
ہونے لگے ہرچند تاریکی شب میں یہ جنگ واقع ہوئی تھی لیکن دونوں سپاہوں میں اسقدر
سامان روشنی کا کیا گیا تھا کہ وہ شب تاریک کثرت روشنی سے بہ از روز روشن ہوگئی تھی اُسی
روشنی میں لڑائی ہونے لگی سلطان گوہر کلاہ دلیرانہ نعرے شیرانہ کرکے بڑھ بڑھ کے کافروں کو
قتل کرنے لگا اسی اثنا میں نصیر ابن طوس کہ منجانب تمثال آئینہ رو حاکم ایک جزیرے کا تھا
حسب الطلب تمثال آئینہ رو ایک لاکھ سواران آزمودہ کار سے آیا اور لاجورد شاہ سے
ملکر پوچھنے لگا یہ کون سردار لشکر اہل اسلام کا لڑ رہا ہے اُس نے کہا حالانکہ میں بھی جانتا ہوں
مگر بختگان سے پوچھو یہ خوب ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام سے آگاہ ہے اُس نے پوچھا بختگان
کہاں ہے لاجورد شاہ نے جانب بختگان اشارہ کیا نصیر ابن طوس نے پوچھا اے
بختگان بتا یہ کون سردار ہے اسکا کیا نام ہے میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑی فوج سے اس لشکر کثیر
سے دلیرانہ لڑ رہا ہے اُس نے جواب دیا نام اس شاہزادے کا سلطان گوہر کلاہ ہے یہ فرزند
شاہزادۂ بدیع الملک کا ہے بڑا بہادر ہے اسکی تلوار کی پناہ نہیں ہے اس بہادر سے وہ شخص
مقابلہ و مجادلہ کرے جسکو سوئے عدم جانا منظور ہو نصیر یہ سنکے برہم ہوکے کہنے لگا ای بختگان
یہ تو کیا کہتا ہے میں وہ بہادر ہوں کہ اگر چاہوں تو سر اسکا ابھی تیغ سے کاٹ لاؤں مجھسے بڑھکے
کوئی بہادر نہیں ہے بختگان نے جواب دیا کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے زیادہ کیا کہوں
نصیر یہ سنکے زیادہ برہم ہوا کہنے لگا ابھی جاتا ہوں سلطان گوہر کلاہ سے لڑتا ہوں
تیغ سے سر اسکا کاٹ کے لاتا ہوں جرأت اپنی دکھاتا ہوں یہ کہکے مرکب دوڑا کے اپنا آگے
بڑھایا اور تلوار علم کرکے سپاہ کو ساتھ لیکے شریک جنگ ہوکے لڑتا ہوا سامنے شاہزادۂ
سلطان گوہر کلاہ کے پہونچکر نعرہ کیا کہ ای سلطان گوہر کلاہ ہوشیار ہو جاؤ کہ میں آپہونچا میں
کیا آیا گویا تمہاری موت کا پیام آیا تمنے چار روبہ کے پیادوں کو لڑائی میں قتل کیا ہوگا کبھی
مجھ ایسے بہادر سے سامنا نہوا ہوگا میں شجاع ہوں کہ ہنگام جنگ فیل کو پشہ جانتا ہوں قوی بازو
ایسا ہوں کہ شیر کو روباہ سمجھتا ہوں تم مجھ ایسے بہادر سے کیا لڑوگے ایک ضرب تیغ بھی نہ روک
سکوگے بہتر یہ ہے کہ جنگ و جدال سے باز آؤ خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرو میری اطاعت
اختیار کرو میں تمکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کردونگا سلطان گوہر کلاہ نے جواب دیا او کافر اسقدر

جھوٹ بولتا ہی کہ کسی کو تیرے اس قول کا یقین نہوگا تو مجھے کیا قتل کریگا اور مجھے دام تزویر
مین کیا گرفتار کریگا مین وہ نہین ہون کہ تیرے کہنے پر عمل کرون تیرے خداوند شیطان خصال کو
سجدہ کرون مین اس خدا کو سجدہ کرتا ہون کہ جو خالق کون و مکان ہی اگر تو اپنی بہبودی دو جہان چاہتا
ہی تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجا ورنہ انجام تیرا یہ ہوگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا نصیر ابن طوس نے
یہ سنتے برہم ہوکے خبردار خبردار مکرر کہکے تیغہ آبدار و گرانبار مرکب کو بڑھا کے سر شاہزادہ
موصوف پر مارا ادھر شاہزادے نے ضرب تیغہ تیز اپنی سپر پر روکی پھر خود اسکی کمر پر تلوار
لگائی اسنے بھی چالاکی سے روکی اسی طرح تھوڑی دیر لڑائی ہوئی آخرکار سلطان گوہر کلاہ نے
کافر مذکور کو بضرب شمشیر آبدار مع مرکب چار ٹکڑے کیا کفار نصیر کے قتل ہونے سے دنگ
ہوگئے اہل اسلام خوش ہوے عیاران لشکر اسلام نے یہ جنگ دیکھکر خدمت امیر ثانی مین
جاکے دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر سلطان گوہر کلاہ نے جانب لشکر کفار جاکے
عجب کارنمایان کیا ہی اول خضران بن عمرو کو قید سے رہا کیا قاتل کو ہلاک کیا سیکڑون
بلکہ ہزارون کافرون کو تہ تیغ کیا نصیر ابن طوس کہ ایک بہادران عالم سے تھا آج بھی اسطرح
قتل کیا کہ جملہ کفار کو حیرت ہے ہی مگر اے امیر ثانی کثرت کفار کی ہی سلطان گوہر کلاہ کل دولاکھ
سوارون سے لڑ رہا ہی شجاعت اپنی شاہزادہ موصوف دکھا رہا ہی ایسے وقت مین واسطے
اسکی اعانت کے کسی سردار کو روانہ کرنا مناسب ہی امیر ثانی نے یہ خبر سنکے خوش ہوکے فرمایا
جو انتظار تشریف آوری بادشاہ لشکر اسلام کر رہے ہین ابھی شاہ موصوف بارگاہ سے
برآمد نہین ہوے ہین سوا اسکے اکثر سردار اور لاکھون سوار خواب سے بیدار ہوکے مسلح ہو
رہے ہین باین وجہ ہم اعانت سلطان گوہر کلاہ سے قاصر ہین مگر کسی سردار زبردست
کو ابھی روانہ کرتے ہین یہ فرماکے جانب لندھور ثانی دیکھکر ارشاد کیا کہ تمہارا جانا مناسب
ہی جلد جاکے شریک جنگ ہو سلطان گوہر کلاہ کی مدد کرو لندھور ثانی اسوقت جلدی مین
مرکب دورکابہ پر سوار ہوکے اپنے لشکر کے تین لاکھ سوارون کو کہ مسلح ہو چکے تھے ہمراہ
لیکے سمت میدان کارزار روانہ ہوا اس بہادر کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی احوال اس بہادر کا
بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا

لیکن اب احوال جنگ مغلوبہ کا لکھا جاتا ہی

کہ جب سلطان گوہر کلاہ نصیر بن طوس کو قتل کر چکا جانب سواران نابکار متوجہ ہوا تیغ خونچکان
سے خونریزی اونکی کرنے لگا ابھی شاہزادہ موصوف مصروف جنگ تھا کہ عنقاے بن طرطوس حاکم جزیرہ
تاما حسب الطلب ممتثال آئینہ رو کے دو لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے آیا اور پھر یکبار
جنگ ہوا اسکے آنے سے اور حملہ آور ہونے سے سواران لشکر سلطان گوہر کلاہ بیدل
ہوے کفار خوش ہوے پھر بڑھ بڑھ کے لڑنے لگے خصوصاً عنقاے بن طرطوس کہ
نہایت زبردست و قوی بازو تھا اہل اسلام کو قتل کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا یہانتک آگے بڑھا
کہ جس طرف سلطان گوہر کلاہ لڑ رہا تھا گیا جاتے ہی نعرہ کرکے تیغہ آبدار سر پر شاہزادے

سے لگایا سلطان گوہر کلاہ نے وار اسکا سپر پہ روک کے شمشیر تیز اسکے پہلو پر لگائی اُسنے وار خالی دے کے
پھر تیغہ سر پہ لگایا شاہزادۂ موصوف نے پھر اُسکی ضرب تیغہ آبدار کو سپر پہ روکا غرض تا دیر
یونہیں باہم لڑائی ہوئی انجام کار سلطان گوہر کلاہ نے نعرۂ اللہ اکبر کرکے شمشیر برق نظیر اسطرح اُسکی
کمر پر لگائی کہ وہ نابکار مرکب سے دو ٹکڑے ہوکے بالائے خاک گرا گاو زمین بار سے اُس کے لاشہ کے
تھرا گئی اکثر اہل اسلام اس بدانجام کے قتل ہونے سے شادمان ہوکر تعریف و ثنائے شاہزادۂ
موصوف کرنے لگے کفار کو صدمہ ہوا خصوصًا لاجورد شاہ و صلصال کو رنج زیادہ ہوا کیونکہ
ایسا زبردست سردار مارا گیا عین صدمہ و رنج و جنگ مغلوبہ میں ایک بلندی پر جاکے پکارا
کہ ای بندگان من تم سب تو بہ نسبت ان میرے بندگان جاہل و منحرف یعنے اہل اسلام سے زیادہ تر
ہو مگر عجیب ہے کہ اہل اسلام کو جنگاہ سے بھگا نہیں دیتے ہو یا ان سب کو گھیر کے قتل نہیں کرتے ہو خصوصًا سلطان
گوہر کلاہ کو تہ تیغ نہیں کرتے ہو کیسے مرد ہو لازم ہے کہ دلیرانہ بڑھ کے سر سلطان گوہر کلاہ تیغ سے
کاٹ لو متردد و خائف نہو میںنے اسوقت یہی تقدیر کی ہے کہ تم سب اہل اسلام پر اسوقت کامیاب
ہوگے یہ کلام لاجورد شاہ اسکے پرستش کنندے بے تامل یکبارگی آگے بڑھے انکے ساتھ سپاہ
صلصال و تمثال آئینہ رو بھی آگے بڑھی جملہ کفار نے بڑھ کے سخت حملہ کیا اس حملہ میں اہل
اسلام بہت زخمی ہوئے اکثر قتل ہوئے باقی ماندہ پسپا ہونے لگے سلطان گوہر کلاہ یہ رنگ
جنگ دیکھ کے مستعد ہوا اپنے لشکر کے جوانوں سے باواز بلند کہنے لگا ای بہادرو ثبات قدمی اختیار
کرو جنگاہ سے پاؤں نہ ہٹاؤ سر میدان مصاف ذلت گوارا نہ کرو یہ تقریر شاہزادہ
کی سنکے اکثر جوانان لشکر نے ثبات قدمی اختیار کی جم کر کفار سے لڑنے لگے خود بھی انکے ہاتھ سے
قتل و زخمی ہونے لگے ایسے وقت سخت میں لندھور ثانی نے لاکھ سواروں کی جمعیت سے
راہ طی کرکے جلد پہونچکر جنگ میں شراکت کی سلطان گوہر کلاہ و جملہ مردان سپاہ شاہزادۂ موصوف
جو کہ سخت کفار سے پسپا ہو رہے تھے خوش ہوئے لندھور ثانی نے بڑھ کے تیغہ علم کرکے نعرہ کیا
کہ ای کافران بیحیا آگاہ ہو کہ میں آپہونچا حتے الامکان آج کی شب تم سب کو قتل کردونگا کسی کو
زندہ نہ چھوڑونگا یہ نعرہ کرکے قتل کرنے لگا کفار تاب مقابلہ و مجادلہ لندھور ثانی نہ لاکے یا تو
بڑھتے تھے یا پسپا ہونے لگے سیکڑوں تیغ تیز لندھور سے قتل ہو کے مانند مرغ بسمل زمین پہ
لوٹنے لگے لاجورد شاہ یہ طور جنگ دیکھکر نعرۂ لندھور ثانی سنکے گھبرایا بے اختیار کہنے لگا حالا چہ
تقدیر کنم بخشگان نے جواب دیا بہتر یہی ہے کہ تقدیر گریز کیجیے یا طبل بازگشت بجوائیے قبل
اسکے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اب تو عمل کیجیے جان اپنی بچائیے ابھی تو دو ہی سردار لشکر اہل اسلام
کے ادھر آئے ہیں تھوڑی دیر میں دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے تمام سلسلہ سرداروں کے آنے کا بندھے گا
ہر ایک سردار کے ساتھ سپاہ کثیر ہوگی خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام و امیر ثانی کے ساتھ تو سپاہ
مانند مور و ملخ کے ہوگی یہ فوج آگئی اور سپاہ صلصال و تمثال آئینہ رو کی بھلا جملہ سرداروں
اور امیر ثانی کو کیا روک سکیں گے یا انسے لڑ سکیں گے میرے نزدیک تو سب قتل ہوجائینگے
بلکہ پامال سم اسپان سواران لشکر اسلام ہوجائینگے جان آپکی بھی مفت جائیگی

شکارِ نہی خداوندی تشریف لیجائیگی سر دتن مین آپ کے جدائی ہوجائیگی لاجورد شاہ نے گفتگوے
تجبگان سنکے ارادہ کیا تھا کہ طبل بازگشت بجوایئے ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا
گھوڑون کی تاپون کی صدا کان مین آئی گھبرا کے اُسی طرف دیکھنے لگا ہنوز لاجورد شاہ دیکھ رہا تھا
کہ یکایک تجیل چرخ زن کہ فرمانرواے کوہستان وغیرہ کا تھا ڈیڑھ لاکھ سواران جنگی کی جمعیت سے
حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے آیا لاجورد شاہ وصلصال سے ملکر پوچھنے لگا اسوقت یہ
جنگ عظیم کس سے ہورہی تھی لاجورد شاہ نے جواب دیا اہل اسلام سے لڑائی ہورہی ہی
تھوڑی دیر ہوئی سلطان گوہر کلاہ فرزند بدیع الملک نے نصیر ابن طوس وعنقاے بن
طرطوس کو قتل کیا ہی سوا انکے ہزارہا مردم سیاہ کو قتل وزخمی کرچکا ہی کسی طرح قتل نہیں ہوتا ہی نہ
پسپا ہوتا ہی اب اُسکی مدد کے واسطے لندھور ثانی ایک نامی وگرامی سردار تین لاکھ سوارون کی جمعیت
سے آگیا ہی ہماری فوج پسپا ہورہی ہی دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی اُسنے جواب دیا آپ کچھ اندیشہ
نہ کیجیے اب مین یہان آگیا ہون ابھی لندھور ثانی اور سلطان گوہر کلاہ کو قتل کرکے سر اُن کے
تیغ سے جدا کرکے لاتا ہون مگر خطا معاف ہو کیسے آپ خداوند ہین کہ عاجز ہین کچھ قدرت نہیں دکھاتے
ہین اگر آپ مین قدرت نہیں ہی تو پھر دعواے خداوندی کیون کیا ہی لاجورد شاہ نے چین
بہ جبین ہوکے جواب دیا ہم خداوند رحیم المزاج ہین اپنے بندگان جاہل کی جفائین اُٹھاتے ہین اور
قہر وغضب سے انھین تباہ وبرباد نہیں کرتے ہین تجیل چرخ زن نے جواب دیا یہ جواب آپ کا
عجز ومجبوری ظاہر کرتا ہی یہ جو آپ نے کہا ہی خیر مجھے اس سے کیا غرض ہی کہ آپ خداوند ہین
یا نہیں ہین مین تو خداوند تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتا ہون سوا اُنکے کسی کی پرستش نہیں کرتا
یہ کہکے مرکب کو اپنے جولان کرکے فوج اپنی اپنے ہمراہ لے کے آگے بڑھا پھر تیغ آبدار نیام سے
کھینچکر شریک جنگ ہوکے اہل اسلام کو قتل کرنے لگا مردم سیاہ بھی اُسکے اہل اسلام سے
لڑنے لگے راوی ناقل ہی کہ تجیل چرخ زن لڑتا ہوا سواران لشکر اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا اور
بے دردی کرتا ہوا سامنے لندھور ثانی کے پہونچا دیکھا کہ وہ بہادر شیرانہ دشمنون کو ہلاک کر رہا ہی
یہ دیکھکر غضبناک ہوکے نعرہ کرکے کہا او صوف خداوند تمثال آئینہ رو ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچا
کیا ان ناتوان سوارون کے قتل کرنے سے فائدہ ہی اور کیا ان بہادرون کے ہلاک کرنے سے باعث
ناموری ہی اگر مرد ہی تو مجھ سے مقابلہ ومجادلہ کر میری ضرب شمشیر کو روک تو جانون کہ بہادر
ہی مین وہ شجاع ہون کہ ثانی اپنا شجاعت مین نہیں رکھتا ہنگام جنگ شیر کو روباہ فیل کو
پشہ جانتا ہون ہزارہا پہلوانون اور بہادرون کو مین نے تہ تیغ کیا ہی لندھور ثانی نے
تقریر اُس نابکار مردود کی سنکے برہم ہوکے جواب دیا او کافر اگر تجکو دعواے بہادری ہی تو وار
کر شجاعت اپنی دکھا تیری تو کیا حقیقت ہی اگر دیو اور جن بھی مجھ سے مقابلہ کرے تو بھی اُس سے
انکار لڑنے سے نہ کرون مجکو تیری تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تو بہادر نہیں ہی یا وہ گو ہی اجل
تیری تجکو کشان کشان یہانتک لائی ہی مگر مجکو یہ افسوس ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے قتل ہوجائیگا
تجھے میرا نام بھی نہیں معلوم کہ تو کون ہی اُسنے جواب دیا نام میرا تجیل چرخ زن ہی حاکم ہنجانب

خداوند کوہستان وغیرہ کا ہون بیشتر شیران صحرا کو ٹک ٹک کے ہلاک کرتا ہون تو مجھے کیا قتل کرے گا
یہ کہکے غضبناک ہوکے گرز گرانبار اٹھا کے موافق قاعدۂ دلاوران سر لندھور ثانی پر ملا ادھر اس بہادر
نے اُس ضرب گرز کو سر کر کے اپنے گرز پر روکا پھر کہا او نابکار اب میری ضرب
گرز کو روک یہ کہکے لبعد غضب ضرب گرز اُسکے سر پر غرور پر لگائی ہر چند اُس نے چاہا کہ اپنے گرز پر
ضرب گرز حریف کو روکون مگر ممکن نہوا کیونکہ وقت روکنے ضرب گرز کے ہاتھ اسکا کج ہوگیا ضرب
بخوبی رک نہ سکی گرز لندھور ثانی سر پر جو اُسکے پڑا کاسۂ سر چور چور ہوگیا گینڈا یا مرکب بھی اُسکا
مرگیا فی الفور زمین پر گر کے ہلاک ہوا اُسکے مرنے سے سرداران سپاہ اُسکے اور جملہ لشکر بیدل ہوکے
پسپا ہونے لگے کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ بڑھ کے لندھور ثانی سے مقاتلہ و مجادلہ کرے
لندھور ثانی یہ حال دشمنان مذکور کا دیکھکر نعرۂ کوہ شگاف کر کے آگے بڑھا کفار کو گاہ ضرب گرز گاہ
تیغ آبدار سے قتل کرنے لگا کفار تاب تحمل جنگ و ثبات قدمی نہ لا کے دمبدم لندھور ثانی
کے سامنے سے پسپا ہونے لگے ایسی حالت مین لاجورد شاہ کو بذریعہ ہرکارون کے خبر قتل تجیل
چرخ زن پہونچی یہ خبر سنتے ہی بختگان وغیرہ سے مخاطب ہوکے کہنے لگا دیکھا تمنے کہ ہمنے تقدیر
کر کے تجیل چرخ زن نابکار کو دست لندھور ثانی سے قتل کرا دیا یہ ملعون ہمسے بے ادبانہ
کلام کرتا تھا ہمکو اپنا خداوند نہ جانتا تھا نہایت مغرور و متکبر تھا بختگان نے عرض کیا اے
خداوند اسوقت تو یہ تقدیر آپ نے اچھی نہ کی میرے نزدیک بہتر یہی لازم تو یہ تھا کہ بدست
تجیل سے لندھور ثانی کو قتل کرا یا ہوتا امیر ثانی کو مغموم کیا ہوتا سوا اُسکے حملہ لشکریان امیر
ثانی کو صدمۂ جانکاہ دیا ہوتا عجب نہ تھا کہ اگر لندھور ثانی ہلاک ہوجاتا تو یہ لڑائی فتح ہوجاتی اہل
اسلام شکست کھاتے لاجورد شاہ نے جواب دیا تجھے ہماری مصلحت مین کیا دخل ہے جو کچھ ہمنے
کیا وہ خوب کیا بختگان یہ سنکے برہم ہوکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ لاجورد شاہ بیہودہ ہے
قدرت اسمین کچھ بھی نہین ہے دعوائے خداوندی عبث کرتا ہے اب بھی دعوائے خداوندی سے باز
نہین آتا ہے گو ذلیل و خوار بارہا ہوچکا ہے اہل اسلام کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہوکے بھاگتے
بھاگتے یہانتک آیا ہے بختگان تو اپنے دل مین ایسی باتین کر رہا تھا لڑائی ہو رہی تھی جنگ مغلوبہ
ہو رہی تھی اہل اسلام دلیرانہ بڑھتے جاتے تھے کفار پسپا ہو رہے تھے کہ یکایک خونخوار سپہگردان
ایک سردار نہایت بہادر حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے ایک لاکھ سوارون کی
جمعیت سے اپنے ملک سے آیا جب نبردگاہ مین پہونچا لاجورد شاہ اُسکے آنے سے
باخبر ہوا کچھ لوگ واسطے استقبال کے بھیجے وہ سب اُسکو روبرو لاجورد شاہ کے لائے اُسنے سلام کیا
پھر پوچھا یہ لڑائی کس سے ہو رہی ہے بڑی خونریزی ہو رہی ہے لاجورد شاہ نے تمام حال لڑائی کا بیان
کیا اُسنے کہا مین یہان نہ تھا ورنہ اسقدر طول اس لڑائی کو بھی نہوتا چیدہ چیدہ سرداران لشکر اہل اسلام کو
قتل کر کے مردان لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا بختگان نے کہا اب سہی جلدی بڑھکر دلیرانہ اہل اسلام
کو قتل کیجیے لشکر کو شکست دیجیے معنے بہادری کے یہی ہین کہ جو منہ سے کہا ہے وہی اب کیجیے وہ یکمان سنکے
تاب ضبط نہ لاکے اپنی فوج کو اپنے ساتھ لیکے تیغ علم کر کے آگے بڑھ کے لشکر اسلام پر گرا چونکہ تازہ دم تھا

اہل اسلام سے لڑکر انھین قتل کرنے لگا فوج بھی اُسکی کہ آزمودہ کار تھی اہل اسلام سے خوب لڑنے
لگی اِس نابکار کے آنے سے اور شریک جنگ ہونے سے یا تو اہل اسلام بڑھ بڑھ کے لڑ رہے تھے
یا ارادہ پیچھے ہٹنے کا کرنے لگے خصوصًا سواران لشکر کا یہ حال دیکھکر لندھور ثانی و سلطان
گوہر کلاہ متردد ہوے ہنوز یہ دونون بہادر متفکر تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی سواران بخون
قتل ہو رہے تھے خونخوار بیلگردان بڑھتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر اسلام سے مالک ثانی
امیر ثانی سے اجازت لیکر مع اپنی تھوڑی فوج کے کہ جو اُسوقت مسلح ہو چکی تھی سوے جنگاہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ جنگاہ مین پہونچکر شریک جنگ ہوے خود اور ہمراہی کفار سے لڑنے لگے
اس بہادر کے آنے سے سواران لشکر اسلام کو قوت حاصل ہوئی جم کر لڑنے لگے عین جنگ مین
خونخوار بیلگردان دلیرانہ لڑتا ہوا نیزے سے اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا سامنے مالک ثانی کے
آیا اور نعرہ کرکے نیزے کا وار کیا مالک ثانی نے اُسکی سنان نیزے کو اپنے نیزے کی سنان
پر روک کے خود بھی اُسکے سینہ بے کینہ پر نیزہ مارا اُسنے بھی چالاکی سے اپنے تئین بچایا بعد
چند طعنہاے نیزے کے مالک ثانی نے نیزے سے اُسے پشت فرس سے اٹھا کے خاک پر اسطرح
ٹپکا کہ وہ گویا پیوند خاک ہوگیا جب خونخوار بیلگردان اسطرح دست مالک سے ہلاک ہوا سرداران
سپاہ خونخوار بیلگردان اپنے سردار کے قتل ہونے سے برہم ہوکے آگے بڑھکر مالک ثانی پر حملہ آور
ہوے سخت لڑائی ہوئی آخر کار مردان لشکر خونخوار تاب جنگ نہ لاکر پسپا ہونے لگے ایک طرف سے مالک
دوسری جانب سے لندھور ثانی تیسری جانب سے سلطان گوہر کلاہ مع سپاہ بڑھے حملہ کفار سے پیچھے
ہٹنے لگے لاجورد شاہ و صلصال متردد ہوے حین تردد و فکر مین لاجوت بیلگردان جمشید
ابن طوفان حریص برق انداز حریق بن ساریق یکے بعد دیگرے بجمعیت فوج کثیر
آکے شریک جنگ ہوے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہوکہ یہ چارون کفار کہ جنکے اسما لکھے گئے
ہین جزائر و ممالک کے جانب تمثال آئینہ رو سے حاکم ہین حسب الطلب تمثال آئینہ رو کے
آئے ہین الحاصل جب لاجوت بیلگردان و جمشید ابن طوفان و حریص برق انداز و حریق
بن ساریق دو دو ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکے شریک جنگ ہوے
کفار خوش ہوے خصوصًا لاجورد شاہ و صلصال نہایت شادمان ہوے اب جنگ مغلوبہ
بہ نسبت قبل زیادہ تر ہونے لگی لاش پر لاش مردان ہر دو سپاہ کی گرنے لگی پہلے کفار ایسی
دلاوری سے بڑھ بڑھ کے لڑے کہ سواران لشکر اسلام بہت قتل و زخمی ہوتے بعدہ لندھور
ثانی و مالک ثانی و سلطان گوہر کلاہ کے آگے بڑھنے سے اور دلیرانہ لڑنے سے کفار بھی
بہت قتل ہوے ہزارہا زخمی ہوے ہرچند اسوقت مین کفار آگے بڑھ نہ سکے لیکن بوجہ
کثرت کے پیچھے نہ ہٹے بہ نیزہ و تیر و شمشیر و گرز معروف جنگ رہے راوی ناقل ہے کہ ابھی یہ جنگ
مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار خوب چل رہی تھی کمانین کڑک رہی تھین بارش باران تیر علی الاتصال
ہو رہی تھی جوے خون کشتگان میدان مصاف مین ہر سو رواں تھی لاشے تڑپ رہے تھے
زخمی گھوڑون سے زمین پر گرکے کراہ رہے تھے دلاوران ہر دو لشکر رعد آسا نعرہ ہاے

کوہ شگاف کر رہے تھے کافر و دیندار لڑ رہے تھے سواران لشکر جانبین قتل ہو رہے تھے شور بگیر
و بزن بلند تھا کہ یکایک ایک جانب سے اسقدر غبار بلند ہوا اور سوے فلک زمین سے گیا
کہ اس شب کو حملہ کافر و دیندار کو اُس غبار کے دیکھنے سے یقین کامل ہوا کہ آندھی نہایت سیاہ
زور و شور سے آتی ہے بس کافر و دیندار متردد ہوے کہ اگر یہ آندھی اسوقت عین جنگ مغلوبہ مین آ گئی
تو اچھا ہو گا روشنی ہوا سے نہ رہیگی تاریکی ہو جائیگی اندھیرے مین شناخت دوست و دشمن کی نہو سکیگی
سوا اسکے کثرت ہواے تند سے اس میدان جنگ مین ٹھہرنا دشوار ہو گا لڑنا محال ہو گا ابھی سب یہ
خیال کر رہے تھے کہ وہ غبار جو بلند ہوا تھا قریب آنے لگا تھوڑی دیر مین ہوا سے دامن گرد پارہ
پارہ ہوا دیکھنے والون نے دیکھا کہ بہت سے نشان سرخ رنگ فیلان سربلند پر پیدا ہوے بعد ازان
آمد سپاہ کثیر معلوم ہوئی لاکھون سوار اور پیادے مسلح و مکمل نظر آنے لگے کفار سمجھے کہ ہماری جانب کوئی
شاہ یا سردار زبردست بجمعیت فوج کثیر آتا ہے یہ سمجھ کے کفار بہت خوش ہوے خصوصاً
لاجوردشاہ و صلصال و خلخال و بختگان از حد شادمان ہوے اور فوراً ہرکارون کو براے
دریافت خبر روانہ کیا ادہر جو اہل اسلام مصروف جنگ کفار سے تھے اُنھون نے خیال کیا کہ ایسے
وقت مین کوئی ہماری مدد کے واسطے آتا ہے یہ خیال کرکے اکثر خوش ہوے اکثر سوار اپنے
دل مین کہنے لگے کہ دیکھیے یہ کون آتا ہے بظاہر تو کوئی ہم اہل اسلام سے ایسا صاحب فوج و
سپاہ ہمارے لشکر سے جدا نہیں ہوا ہے کہ ہم اُسکے آنے کا خیال کرین غرضکہ تمامی کافر و دیندار
جداگانہ خیالات کر رہے تھے کہ اُدھر ہرکارے لشکر کفار کے قریب اُس فوج ظفر موج کے پہونچے جب
اُنھون نے سوارون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر گران کسی کافر کا نہیں ہے وہ یہ خبر دریافت
کرکے چلے اور اپنے لشکر مین آکے جو کچھ دریافت ہوا تھا لاجوردشاہ و صلصال سے آکر بیان کیا
لاجوردشاہ و صلصال کو سخت تردد ہوا بختگان نے کہا اے خداوند عبث اسقدر آپکو تردد ہے جو آتا ہے
اُسے آنے دیجیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے واسطے اپنے اور تمامی اپنے جانب کے لشکریون کی حفاظت
جان کے طبل بازگشت بجوا دیجیے جب صداے طبل بازگشت بلند ہو گی اہل اسلام ہرگز اسوقت
نہ لڑینگے جو کوئی یہ فوج کثیر ہمراہ لیے آتا ہے وہ بھی اسوقت نہ لڑیگا لاجوردشاہ نے جواب دیا
طبل بازگشت کا ایسے وقت مین بجوانا گویا عاجزی لڑنے سے ظاہر کرنا ہے اور مجبوری بجاے مقاتلہ سے
ثابت کرنا ہے بس مین تو یہ ننگ ہرگز گوارا نہ کرونگا چاہے کچھ بھی ہو خواہ جان رہے یا نہ رہے
بختگان نے کہا دیکھیے پچھتایئے گا اگر یہ صاحب فوج آکے ایکبارگی آپ کے لشکر پر گر پڑے گا
تو خطا معاف ہو آپ کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا آپ کے ساتھ سب کی جانین جائینگی لاجوردشاہ نے
جواب دیا اچھا آج مجھے یہی منظور ہے بختگان تو خاموش ہوا مگر اُس صاحب لشکر کثیر نے
دور سے یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر ہرکارون کو واسطے خبر لانے کے روانہ کیا اُنھون نے جنگاہ مین
آکے سوارون سے تمام حال دریافت کرکے جلد جا کر اپنے لشکر مین پہونچ کے سردار لشکر سے
جو کچھ سنا تھا بیان کیا وہ یہ خبر سنکے نہایت برہم ہوا پھر حملہ لیے ہمراہیون سے کہا مین لشکر کفار
پر اسوقت حملہ آور ہونگا حتے الامکان کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑونگا سب نے عرض کیا بہتر ہے ہم سب

بھی لڑنے اور جان دینے پر آمادہ ہین اُس سردار نے یہ سنکے باشتیاق جنگ مرکب کو جولان کیا
جملہ ہمراہی اُسکے ہمراہ اُسکے بعد عجلت چلے جب وہ سردار قریب لشکر کفار آیا نعرہ کیا منم شاہزادہ
رستم ثانی ای کفاران نابکار کی گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت روی یہ نعرہ کرکے مع اپنی تمامی
سپاہ کے کفار پر گرا تیغ آبدار سے بیدینون کو قتل کرنے لگا سرداران لشکر بھی اُسکے مانند حدید
شاہ وسرشار شاہ وغیرہ کفار کو تہ تیغ کرنے لگے شاہزادہ فیروزہ مازندرانی اور گشتاسپ
شاہ وسہراب بن لندھور وغیرہ بھی تیغ ونیزہ وتیر سے بیدینون کو قتل کرنے لگے جملہ سوار اور پیادے
بھی اُس شاہزادہ تہور شعار کے اعدا کو خاک وخون مین ملانے لگے جنگ عظیم ہونے لگی لاش پر لاش
ہر طرف کافرون کی گرنے لگی دریاے خون کا فوران میدان جنگ مین ہر سو روان ہونے لگا برق شمشیر
میدان مین چمکنے لگی دلاور مانند رعد کے نعرے کرنے لگے بوچھار تیرون کی بکثرت ہونے لگی دریا
دریاے خون کشتگان مین سر مقتولان مثل حباب کے نظر آنے لگے اور تن کافران مانند کشتی کے
کوچک کے بہتے ہوے دکھائی دینے لگے ازبس بارش باران تیر مین ہزارہا قصر تن بیدر پا
دو مبدوم زمین پر گرنے لگے اہل اسلام آناً فاناً آگے بڑھنے لگے کفار پیچھے ہٹنے لگے اکثر کفار
خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے ایسی جنگ عظیم سے تدبیر جانبری کی کرنے لگے یہان کا
تو یہ حال ہی جو لکھا گیا مگر اب حال عیاران لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جسوقت یہ جنگ عظیم
ہو رہی تھی شاہزادہ رستم ثانی مانند شیر غضبناک کے اعدا کو ہلاک کر رہا تھا چند عیار اپنے لشکر کے
واسطے خبر دریافت کرنے کے جنگاہ مین آئے میدان صاف مین آکے عجب لڑائی دیکھی کہ کبھی
ایسی جنگ نہ دیکھی تھی اور کبھی شاہزادہ رستم ثانی کو اسطور سے لڑتے نہ دیکھا تھا ایس
تمام رنگ جنگ دیکھکر اور خوب خبر دریافت کرکے لشکر سے نکل کے جلد تر خدمت امیر ثانی
مین اُسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوے تھے امیر ثانی ودیگر
سرداران لشکر نے باادب تمام سلام کیا تھا بادشاہ اپنے مرکب پر سوار ہو رہے تھے اور جو
سردار خواب سے بیدار ہوکے مسلح ہو چکے تھے وہ جوق جوق گروہ گروہ اپنے اپنے مالک و
آقا کے پس پشت کھڑے تھے امیدوار اسکے تھے کہ ہمارے آقا ومالک سوے جنگاہ یہانسے
چلین تو ہم بھی اُنکے ہمراہ رکاب جا کے اعدا کو تہ تیغ کرین ناگاہ اُنھین ہرکارون نے امیر ثانی
سے دست بستہ عرض کیا حضور مبارک ہو کہ اسوقت شاہزادہ رستم ثانی فوج بجدسے اور نہایت
خدم وحشم سے تشریف لائے ہین کفار سے اسطرح لڑ رہے ہین کہ ہمسے ثنا اُنکے لڑنے کی مطلق
ہو نہین سکتی ہی کفار کو اسقدر قتل کیا ہی کہ جنگاہ مین ذرا بھی خالی جگہ نہین ہی لاشے کفار کے
زمین پر پڑے ہین جو کفار زندہ ہین اُنکو اہل اسلام چارطرف سے گھیرے ہوے ہین راہ بھاگنے
کی بیدینون کی نہین ملتی ہی لاجورد شاہ صلصال نہایت پریشان خاطر ہین کیونکہ اُنکو صورت
اپنی اجل کی نظر آرہی ہی ہرچند ارادہ بھاگنے کا کرتے ہین مگر بھاگ نہین سکتے ہین باربار کہتے ہین کہ
دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ رات کیونکر گذرتی ہی صبح دیکھنی نصیب ہوتی ہی یا نہین ہاے ہم کیا جانتے تھے
کہ اس جنگ کا یہ انجام ہوگا نجگان اُنکی تقریر سنکے کہتا تھا مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ طبل بازگشت

بجوا دیجیے آپ نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اب بھی طبل بازگشت بجوا دیجیے جان اپنی ان
اہل اسلام سے بچایئے وہ دونون اُسے جواب دیتے تھے کہ ہمتو طبل بازگشت اسوقت تیرے
کہنے سے بجوا دین مگر خداوند تمثال آئینہ رو کے خلاف ہوگا سوا اسکے واسطے ہمارے بھی ایک
طرح کی ذلت و باعث بدنامی کا ہے علاوہ اسکے اگر تمثال آئینہ رو اور اپنی ذلت کا بھی کچھ خیال
نہ کرکے طبل بازگشت بجوایا جائے تو کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ اس شور و غل مین کون صدائے طبل
بازگشت سنے گا امیر ثانی خبر رستم ثانی کے آنے کی باین جاہ و حشم سنکے بہت خوش ہوے فرمایا کہ
ہمین اسکے دیکھنے کا نہایت اشتیاق تھا جب سے وہ لشکر سے گیا تھا بیشتر ہمین اسکا خیال رہتا تھا
خواجہ عمرو ثانی سے کچھ حال اُسکا سنا تھا شکر ہے خدا کا کہ مع الخیر با خدم و حشم طلسم صندل کو توڑ کے
یہان آیا بدرجہ کمال دل شاد ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی یہ خبر سنکے خوش ہوکے امیر ثانی و شہزادہ
ایرج نوجوان سے فرمایا کہ للہ الحمد کہ شاہزادہ رستم ثانی بخیر و عافیت بجمعیت لشکر کثیر یہان
آیا ایرج نے عرض کیا اے ظل اللہ واقعی رستم ثانی کے آنے کی بہت خوشی ہوئی ہے دل چاہتا
کہ جلد یہان سے چل کے اُسے دیکھون اپنے پارۂ جگر کو دوڑ کے سینے سے لگاؤن بادشاہ لشکر
اسلام و امیر ثانی عالی مقام نے فرمایا بہتر ہے جلد چلو شریک جنگ بھی ہو اور رستم ثانی کو بھی
دیکھو یہ فرماکے بادشاہ لشکر اسلام درست ہوکے مرکب پر بیٹھے پھر گھوڑا اپنا سوے رزمگاہ
بڑھایا امیر ثانی و جملہ سرداران لشکر جو اسوقت مسلح ہوچکے تھے وہ سب بھی مرکبون پر
سوار ہوکے ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف چلے اثنائے راہ مین امیر ثانی اپنے دل مین کہتے
تھے کہ مین رستم ثانی کو دیکھتے ہی اپنے سینہ سے لگا لونگا الطاف و عنایت اُسپر بہت کرونگا
بادشاہ موصوف دل مین اپنے کہتے تھے کہ جسوقت مین شاہزادہ رستم ثانی کو دیکھونگا اور وہ
باادب مجھے سلام کریگا اور سر اپنا میرے قدم پر رکھے گا مین بعد مہربانی سر اُسکا اپنے سینے سے
لگاؤنگا نہایت شفقت اسپر کرونگا شاہزادہ ایرج نوجوان یہ خیال کرتا تھا کہ بعد ایک
زمانے کے فرزند دلبند میرا آیا ہے مین اُسکی دید سے اپنی آنکھون کو روشن کرونگا سینہ سے اُسے لگاؤنگا
بار بار اُسے الفت پدری سے پیار کرونگا حالات دریافت کرونگا اسی طرح شاہزادہ قاسم بھی
اپنے پوتے کی دید مین بیقرار تھا دل مین کہتا تھا کہ بفضل خدا سے مراد دلی بر آئی رستم ثانی بعد
ایک عرصے کے یہان آیا ہے اسکے دیکھنے سے نور آنکھون مین زیادہ آئیگا غنچۂ دل پژمردہ میرا
ہوائے مسرت سے شاداب و شگفتہ ہوجائیگا جسوقت اُسے اپنے سینے سے لگاؤنگا روح کو
راحت قلب کو آرام حاصل ہوگا شہریار برادر رستم ثانی شوق دید برادر مین نہایت بیقرار تھا
دمبدم اُسکے دل مین یہی آتا تھا کہ لشکر سے بڑھ کے جلد سوے جنگاہ جاکے اپنے بھائی کو دیکھون
گلے سے ملون حالات پوچھون لیکن رعب و داب بادشاہ لشکر و امیر ثانی عالی مقام سے
بمجبوری آگے نہ بڑھ سکتا تھا کیونکہ خلاف داب تھا علاوہ ان سب صاحبون کے جملہ سرداران
لشکر جو دست چپ تھے اُنکا عجب حال تھا اشتیاق قدمبوسی مین بیقرار تھے کوئی دست چپ کسی
دست چپ سے کہتا تھا خدا نے یہ دن دکھایا کہ ہمارا مالک و آقا بخدم و حشم بجمعیت سپاہ کثیر یہان آیا

کیا دل خوش ہوا اگر ہمکو سلطنت ہفت اقلیم کی بھی ملجاتی تو اس طرح دل ہمارا شادمان نہوتا
جس طرح اسوقت شاہزادہ رستم ثانی کے آنے سے دل خوش ہوا ہی وہ اسکو جواب دیتا تھا
واقعی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی قول ہی ہمکو بھی ازحد خوشی حاصل ہوئی ہی کہیں جلد یہ راہ
طی ہو میدان نبرد میں پہونچیں اپنے آقا و مالک کو دیکھیں تسلیم کریں شان و شوکت پر اسکی نظر
کریں خدا کا شکر کریں کہ بعد ایک مدت کے زیارت چہرۂ پرنور آقا میسر ہوئی کوئی دست چپی
سردار کسی سردار دست چپی سے مسکرا مسکرا کے آہستہ آہستہ یون کہتا ہوا جاتا تھا کہ جب سے
ہمارے آقا و مالک لشکر سے سوے طلسم صندل گئے تھے لشکر میں ہمیں رہنا ناگوار تھا ہر وقت
دل میں یہی آتا تھا کہ لشکر سے جدا ہو کے اپنے آقا کی تلاش میں چلے جہان انکا کسی سے
نشان ملے وہیں پہنچیے وجہ اس ارادہ کرنے کی یہ تھی کہ جب ہم بارگاہ آقا کو اور دنگل کو اپنے
مالک کے خالی دیکھتے تھے صدمہ ہوتا تھا گو لشکر میں جملہ سردار نظر آتے تھے مگر صرف انہیں کے
نہونے سے لشکر میں رونق نہ تھی زینت بارگاہ سلیمانی کی ذرا بھی نہ تھی ہان اب زیب و زینت
لشکر و بارگاہ سلیمانی کی ہوگی شاہزادہ رستم ثانی تشریف لائے ہیں وہ دست چپی اس سے
کہتا تھا جو کچھ تمنے کہا بیشک سچ ہی سر مو فرق نہیں ہی اسوقت جسقدر ہم تم اور تمام
سرداران دست چپی خوش ہیں اُسقدر سرداران دست راست کو ہمارے آقا کے بایں خدم
وحشم آنے سے ملال ہوگا دل سب کا آتش رشک سے جل گیا ہوگا بظاہر چاہے وہ کچھ نہ کہیں
بباطن ضرور انکو رنج و صدمہ ہوگا اور یہ صدمہ کرنا انکا محض بیفائدہ ہی اور آتش رشک سے
جلنا بے سود ہی کیونکہ خداوند عالم و عالمیان جسکو چاہے اپنے فضل و کرم سے سربلند و ممتاز کرے
جسکو چاہے عزت و لیاقت و شجاعت و ہمت دے جسکو چاہے کچھ بھی نہ دے ہمارے آقا کو
خداوند کریم نے کیا کچھ نہیں دیا ہی شجاعت دی ہی تو ایسی ہی دی ہی کہ ہمسرون میں کوئی انکا
ہمنام نہیں ہی بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سوا امیر ثانی کے اب کوئی سردار لشکر قوت و شجاعت و ہمت
و داب و لیاقت میں انسے بڑھ کے نہیں ہی اگر کوئی معترض یہ کہے کہ شاہزادہ رستم
ثانی کو جملہ سرداران لشکر اسلام سے رتبہ میں بڑھا دیا خصوصاً اسکو اسکے جد و آبا سے بھی
شجاعت میں رتبت شان بڑھا دیا تو اُس معترض کو یہ جواب دینگے کہ فرزند اپنے جد و آبا سے
واقعی نہیں بڑھ سکتا ہی مگر وہ فرزند کہ جسپر خداوند عالم مہربان ہو ضرور اپنے جد و آبا سے مراتب
عالیہ میں بڑھ جاتا ہی سوا اس جواب کے ایک جواب یہ بھی ہی کہ اب شاہزادہ قاسم اور
شاہزادہ ایرج ضعیف و ناتوان ہوے وہ قوت و شجاعت جو قبل اسکے انمین تھی اب
نہیں ہی بس اب شجاعت و قوت میں مقابلہ وہ شاہزادہ رستم ثانی سے کر نہیں سکتے ہیں ہان
بزرگی و خوردی دوسری بات ہی وہ اُسے جواب دیتا تھا تقریر تمہاری مدلل ہی جو کچھ تمنے کہا
سچ کہا بیشک شاہزادہ رستم ثانی مثل اپنا نہیں رکھتا ہی جو کچھ ہم اسکی ثنا کریں وہ کم ہی اسی طور کی
اسوقت جتنے دست چپی ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام چلے جاتے تھے باہم چپکے چپکے باتیں کرتے
جاتے تھے اور بدرجۂ کمال شادمان تھے اسدم جاتا بادشاہ موصوف کا ہمراہ اکثر سرداران

لشکر و سواران سپاہ کے قابل دید تھا کیونکہ اُسوقت جوانون کا خواب سے بیدار ہوکے اُٹھنا
اور مسلح ہوکے مرکبون پر سوار ہوکے بجنبدہ پیشانی ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف جانب نبردگاہ
جانا وہ اُنکے تنون پر زیور جنگی کی پھبن وہ شوق جنگ اُنکے چہرون سے ظاہر ہونا وہ گروہ گروہ
اُنکا بصد ادب سمت میدان نبرد ہمراہ بادشاہ موصوف جانا سوا اسکے وہ اُسوقت ہوا ے
سرد کا چلنا ستارون کا دمبدم نہان ہونا سفیدۂ صبح کا آنًا فانًا آسمان پر زیادہ ہونا تاریکی
شب کا گھٹنا نور سحر کا دمبدم بڑھنا اہل نصرت کو وجد مین لاتا تھا شان و قدرت الٰہی ظاہر ہوتی تھی
القصہ بادشاہ لشکر اسلام بعد قطع رہ ہمراہ اپنے ہمراہیون کے قریب جنگاہ اُسوقت پہونچے کہ زمانہ
صبح صادق کا تھا کفار اول تو پہلے ہی سے بیدل و آمادہ گریز تھے اب جو بادشاہ لشکر اسلام
و امیر ثانی عالی مقام کو بجمعیت سرداران نامی و ناموران سپاہ کثیر اپنی طرف آتے دیکھا بہت
پریشان خاطر ہوے دل مین کہنے لگے کہ اب ہرگز ہم زندہ نہ رہینگے یہ سب اہل اسلام
ہمکو قتل کر ڈالینگے کسی کو بھاگنے بھی نہ دینگے یہ خیال کرکے اپنی موت کا یقین کرکے اپنے
اہل و عیال کو یاد کرکے آبدیدہ ہوے بے اختیار ارادہ بھاگنے کا کیا اُسوقت لاجورد
شاہ و صلصال بن طوفان و حریق بن ساریق وغیرہ کے غیرت دلانے سے اور کڑکیتون کے
آمادۂ جنگ کرنے سے سواران لشکر بھاگنے سے بازرہے بمجبوری بیدلی سے اہل اسلام
لڑنے لگے ہنوز امیر ثانی راہ ہی مین تھے شریک جنگ نہ ہوے تھے دور سے
سلطان گوہر کلاہ و لندھور ثانی و مالک ثانی کو لڑتے ہوے دیکھ رہے تھے شاہزادہ
رستم ثانی کو اُس لاکھون سوارون کے انبوہ مین ہرچند دیکھ رہے ہین مگر وہ بہادر ایسا
دریائے لشکر حریف مین غوطہ زن تھا کہ نظر نہ آتا تھا ہان نعرہ اُسکا سنائی دیتا تھا ناگاہ ایک
جانب سے ایک آندھی سیاہ ایسی پیدا ہوئی کہ جسکے دیکھنے سے سواران لشکر کو خوف ہوا کوئی
کسی سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ آندھی کیسی سیاہ آتی ہے اور کتنی جلد آتی ہے وہ اُس سے کہنے لگا
یہ آندھی سیاہ ہے یا کوئی بلاے آسمانی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اس آندھی سے جان بچتی ہے یا نہین
ابھی سواران ہر دو لشکر جانب فلک اُس آندھی کو دیکھ رہے تھے اور معروف جنگ تھے ناگاہ
وہ آندھی بصد عجلت آکے میدان نبرد مین محیط ہوئی مفصل حال اُس سیاہ آندھی کا قلم کیا لکھے
کہ خوف سے سینہ شق ہوا الا کچھ حال منظر اختصار تحریر کرتا ہے کہ وہ آندھی سیاہ ایسی تھی کہ اُس کی
تاریکی سے ظلمت کی حقیقت نہ تھی اگر ظلمت پردہ ظلمات اُس آندھی سیاہ کے رو برو آتی
تو سیاہی اُسکی سامنے اُس آندھی کی سیاہی کے سفیدی و روشنی معلوم ہوتی تھی اگر سیاہ دل کفار
کی مجتمع ہوکے اُس آندھی کی سیاہی کے مقابل ہوتی تو بھی مقابلہ کر نہ سکتی غرضکہ تاریکی قبر کافران
و سیاہی شب فرقت جانان سے بھی وہ تاریکی بہت زیادہ تھی ہوا تند ایسی چلتی تھی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کے مانند خس و خاشاک کے کوسون بلکہ منزلون اُڑ اُڑ کے
جاتے تھے سواران ہر دو لشکر نے اُس آندھی کے آنے سے اور کثرت تاریکی سے لڑنا موقوف
کرکے اپنے مرکبون سے لپٹنا شروع کیا تھا گھوڑے بھی کثرت باد تند سے زمین سے اونچے

ہو جاتے تھے سوار انکو بزور زمین پر قائم کرتے تھے اکثر سواروں کو یہ خوف تھا کہ کہین ایسا نہو ہم
مع مرکب اِس ہوائے تند سے اُڑ جائین جان سے جائین اسوجہ سے کفار اپنے خداوندون کو
پکارتے تھے اُنسے طلب مدد کرتے تھے اور کہتے تھے اے خداوندون اِس باد کو جلد دفع کرو
خصوصًا وہ کفار جو لاجورد شاہ اور تمثال آئینہ رو کو سجدہ کرتے تھے وہ بہت ہی پریشان
خاطر تھے باربار اپنے خداوند سے برائے دفع تاریکی مذکور التجا کرتے تھے اہل اسلام اپنے
معبود حقیقی سے دفع تاریکی و آندھی کیواسطے دعا کرتے تھے اُس تاریکی مین کچھ کسی کو دکھائی
نہ دیتا تھا راوی ناقل ہے کہ تھوڑی دیر تک وہ آندھی اُسی طور سے رہی اور وہ تاریکی بھی
اُسی طرح سے رہی مطلق کمی نہوئی ہرچند اہل اسلام نے بآواز بلند برائے دفع تاریکی اور آندھی
کے اذان کہی لیکن وہ آندھی برطرف نہوئی اُسوقت خضران بن عمرو بہزار جستجو پاس امیر ثانی
کے آیا اور عرض کیا اے امیر ثانی مجکو عقل کے ذریعہ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ تاریکی اور
آندھی اصلی منجانب الٰہی نہین ہے کسی ساحر نابکار کا سحر ہے لہذا واسطے اسکے دفع کرنے کے
اسم اعظم الٰہی پڑھیے امیر ثانی نے تقریر خضران بن عمرو کی سنکے فی الفور مرکب سے اُتر کر
کچھ خاک اور سنگریزے اُٹھا کر اسم اعظم الٰہی اُسپر دم کرکے سوئے فلک وہ سنگریزے پھینکے
بقدرت پروردگار اور ببرکت اسم اعظم وہ ہوائے تیز و تاریکی دفع ہوئی روشنی ہوئی ایکنے
دوسرے شخص کو دیکھا مگر اہل اسلام نے بعد روشنی ہونے کے یہ امر عجیب و واقعۂ غریب
دیکھا کہ ہم سب علیحدہ ہین کفار ہمسے دور تر ہین اور شاہزادہ رستم ثانی اور اسکے سرداران
سپاہ مانند سرشار شاہ و حدید شاہ وغیرہ اور شاہزادہ فیروزہ ماژندرانی اور لندھور
یعنے سہراب اور گشتاشب شاہ نہین ہین اور بعضون نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ لندھور اور
مالک ثانی اور سلطان گوہر کلاہ بھی نہ تھے ہرچند امیر ثانی کے حکم سے ملازمون نے لاشون
مین نامبردگان کو ڈھونڈھا مگر رستم ثانی وغیرہ کو لاشون مین بھی نہ پایا اسوقت امیر ثانی
اور جملہ خاص و عام اہل لشکر کو رنج و تردد ہوا ہر شخص موافق اپنی فہم کے تقریر کرنے لگا لیکن
خضران بن عمرو نے امیر ثانی سے عرض کیا حضور کچھ غم و الم نکرین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ
سرداران نامی و گرامی عنایت الٰہی سے زندہ ہین عقلاً کہتا ہون کہ جانب تمثال آئینہ رو سے
کوئی ساحر زبردست بزور اپنے سحر کے اُٹھا کر لیگیا ہے امیر ثانی نے جواب دیا شاید ایسا ہی ہوا
ہو یا اور کوئی واقعہ ہوا ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے اور کسی بات کا باعث گم ہونے ان سردارون
کے یقین نہین آتا ہے یہ فرما کے آبدیدہ ہوگئے ارشاد فرمایا کہ افسوس شاہزادہ رستم ثانی بعد
ایک زمانہ کے یہان بعزم و حشم آیا ہم اُسے اچھی طرح دیکھنے اور اُس سے ہم سخن ہونے
بھی نہ پائے اسی طرح قاسم اور ایرج اور شہریار وغیرہ مغموم و حزین ہو کے کلمات زبان
پر لانے لگے اور آبدیدہ ہوئے کہ بیان تو جملہ لشکریان اہل اسلام کو صدمہ ہے اور گم ہو جانے
نامداران مندرجہ بالا کا تردد بیحد ہوا کانہ ہر ایک کو خیال ہے لیکن قول خضران کا سب سے بہتر
ہے کیونکہ جو اُسنے کہا تھا وہی ہوا تھا یعنے جسوقت رستم ثانی دلیرانہ و شیرانہ کفار سے لڑ رہا

تھا اور لندھور ثانی اور مالک ثانی اور سلطان گوہر کلاہ وغیرہ لڑ رہے تھے اور کفار دمبدم
پسپا ہو رہے تھے لاکھون قتل ہو چکے تھے اور قتل ہو رہے تھے لاجورد شاہ وصلصال سراسان
وپریشان خاطر تھے اسوقت ہاروت جادو مالک بیابان حشر کہ جسکا ذکر قبل اسکے کیا گیا
ہر اتفاق سے ادھر آتا تھا یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر بے اختیار برہم ہو کے اپنے سحر سے ابر سیاہ
وہوائے تند وتاریکی پیدا کر کے اسی تاریکی مین بزور سحر دلاوران مذکور الصدر کو لشکر اسلام سے
لیگیا تھا اور جاتے وقت ایک پرچۂ قرطاس پر یہ عبارت لکھکر کنار لاجورد شاہ مین ڈال
دیا تھا کہ ای لاجورد شاہ آپکو معلوم ہو کہ مین رستم ثانی اور لندھور ثانی اور مالک ثانی اور
سلطان گوہر کلاہ وغیرہ کو مبتلائے سحر کر کے لیے جاتا ہون پہلے خدمت خداوند مین جاؤن گا
بعد ازان بیابان حشر مین جا کر ان سب کو بھی جہان اور سرداران لشکر اسلام قید ہین اسیر کرونگا
اب آپ نہ لڑیے گا طبل بازگشت بجوا دیجیے گا اول تو اب طبل بازگشت کے بجوانے کی ضرورت
چندان نہین ہے کیونکہ مین نے اپنے سحر سے اہل اسلام کو بندگان خداوند سے علیحدہ کر دیا ہے
لاجورد شاہ نے جب پرچۂ قرطاس مذکور کو اٹھا کر پڑھا خوش ہو کر تختگان وغیرہ سے کہنے
لگا ہمنے آخر کو تقدیر معقول کی رستم ثانی وغیرہ کو اسیر کرا دیا اہل اسلام بیکار محزون وغمگین
مین اس انکے رنج وغم سے کیا فائدہ ہوگا ہمکو جو تقدیر کرنا تھا کر چکے سرکشی کی تھوڑی سی سزا
دے چکے اب ہم حکم دیتے ہین کہ طبل بازگشت پہ چوب لگائی جائے اسوقت لشکر امیر ثانی سے
مقابلہ نہ کرینگے آیندہ دیکھا جائیگا امیر ثانی نے ہمکو بہت پریشان کیا ہے اسوقت ہمنے بھی کچھ
انھین صدمہ دیا ہے اگر وہ اب بھی ہمسے منحرف ہون ہمین اپنا خداوند جانین تو انکے حق مین اور
تمام انکے مردمان لشکر کے حق مین بہتر ہوگا ورنہ ہم چلتے چلتے ایسی ہی تقدیرین کر کے تمام
انکے لشکر کو قید اور قتل کرا دینگے سب نے اسکی تقریر سنکے جواب دیا خوب کیا آپ نے کہ
رستم ثانی وغیرہ کو قید کرا دیا مگر ہمنے نہین دیکھا کہ آپ نے کسوقت تقدیر کی اور کیونکر کی لاجورد
شاہ نے جواب دیا کہ کیا کوئی محنت ہمین تقدیر کرنے کی کرنی پڑتی ہے جو دل مین ہمارے آجاتا
ہے وہی گویا تقدیر ہو جاتی ہے اسے کون دیکھ سکتا ہے یہ سنکے ان نابکارون نے طبل بازگشت
بجوا دیا پھر جملہ کفار جنگاہ سے ہمراہ لاجورد شاہ وصلصال کے فرودگاہ سپاہ پر گئے اور امیر ثانی
بعد بجنے طبل بازگشت کے مغموم ومحزون اپنے قیامگاہ لشکر پر آئے ہاروت جادو جنگاہ
سے خدمت مین اپنے خداوند مثال آئینہ رو کے گیا اور تمام حال لڑائی کا بیان کر کے کہنے
لگا ای خداوند اگر مین سحر کر کے ان اہل اسلام کو اسیر نہ کر لیتا اور تمام لشکریان اہل اسلام کو جو
اسوقت لڑ رہے تھے آپ کے بندون سے علیحدہ نہ کر دیتا تو آج ہی خاتمہ ہو جاتا اہل اسلام
آپکے بندون کو قتل کر کے قبیول پر چلے آتے آپکے ہلاک کرنے کے درپے ہوتے یہ سنکر مثال
آئینہ رو نے اس سے بہت خوش ہو کے جواب دیا ای بندۂ خاص مین ہمنے ہی تقدیر کی تھی
جو امر تجھ سے ظہور مین آیا بھلا یہ اہل اسلام ہمین کیا ہلاک کرتے خود ہی بیان آکے ہمارے
قہر وغضب سے ہلاک ہوتے یا ہمین سجدہ کرتے خیر بالفعل ہمنے بھی یہی تقدیر کی ہے آیندہ ان

معروف بندون کے حق مین اور کوئی تدبیر و تقدیر کیجائیگی تو انکو لیجا کر بیابان حشر مین کہ جو زندان ہے
قید کر ہاروت جادو حسب الحکم اپنے خداوند کے اُسی وقت جانب بیابان حشر گیا ور شاہزادہ
رستم ثانی وغیرہ کو بھی اُسی قید خانہ مین قید کیا جسمین قبل ازین سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا ہے اب ہاروت
بیابان حشر مین ہے مثال آئینہ رو خوش ہے لاجورد شاہ و صلصال بھی شادمان ہین لشکر
کفار رزمگاہ سپاہ پر فروکش ہے امیر ثانی اپنی قیامگاہ سپاہ پر ہین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ
سرداران اسیر شدہ کے خیال والم مین مغموم ہین لاجورد شاہ نے طبل جنگ بجوانا موقوف کیا ہے دیکھیے
کب طبل جنگ بجواتا ہے آئندہ جو واقعہ ہوگا درج کیا جائیگا

داستان لیجانا طاؤس شعلہ زن کا ملکہ ناز پرور نقلی کو روبروے پدر ملکہ ناز پرور و عیاری عمرو ثانی وغیرہ - ساقی نامہ

بیا ساقی ای دلبر جان من
کہ ظاہر کنم بر تو انجام عشق
بدہ جام می جلد ای سیمبر

حکایت زسن دین وایمان من
بگویم ز تو داستان عجیب
مباش از من بادہ کش بیخبر

بنوشان مرا جرعۂ از جام عشق
کہ آن خوش بود قصہ‌ای غریب
ہر ہفت سالان شاہد سخن

آرایش کنندگان معشوقۂ این داستان کہن اس طرح زینت اس عروس داستان کی ساتھ
نثر و نظم کی کرتے ہین کہ جب طاؤس شعلہ زن جادو ملکہ ناز پرور کو ہمراہ اپنے لے کے وہان سے
روانہ ہوکے بعد قطع راہ ارغوان شاہ دریا باری کے دربار مین پہونچا دیکھا دربار
آراستہ ہے اراکین سلطنت مدبران مملکت وغیرہ دربار مین علی قدر مراتب حاضر ہین اپنے
عہدے کے موافق بیٹھے ہین دربار خوب آراستہ ہے ارغوان شاہ نشۂ بادۂ قوت نے مست
بالاے تخت بیٹھا ہے یہ دیکھکر پہلے ساحر مذکور نے تخت سے اُترکر باادب تمام شاہ مذکور کو
سلام کیا بعدہ ملکہ ناز پرور نے بعد شرم و حجاب تخت سے اُترکر ارغوان شاہ کو بعجب شرم و
انفعال سے سر جھکا کے سلام کیا ارغوان شاہ نے ساحر و ملکہ مذکور کا سلام لے کے متعجب ہوکے
پوچھا ای طاؤس شعلہ زن جادو خیر تو ہے اسوقت ہمراہ میری دختر کے کیون آیا ہے بیان کر
اس نے دست بستہ عرض کیا اگر خلاف طبع بادشاہ نہو تو سر دربار جو عرض کرنا ہے کرون
ورنہ تخلیہ مین عرض کرون شاہ مذکور نے جواب دیا تخلیہ کی ضرورت نہین سر دربار جو کچھ
کہنا ہے کہہ ہان میری دختر کو سر دربار تو لے آیا ہے یہ اچھا نہ کیا باعث میری توہین کا ہوا خراب آپ کا
سر دربار ٹھہرنا اچھا نہین ہے اور نا محرمون مین بیٹھنا خوب نہین ہے اس سے کہو کہ محلسرا مین جائے
یہ کہکے خاموش ہوا ناز پرور نقلی سوے اہل دربار وارغوان شاہ دیکھ رہی تھی نقاب
منھ پر پڑی تھی چادر سے سراپا اپنا چھپاے تھی کہ طاؤس شعلہ زن نے کہا ای ملکہ آپکے والد
نہین چاہتے ہین کہ تم یہان توقف کرو لہذا اب محلسرا مین حسب الحکم اپنے پدر کے جاؤ مین تمام حال جو گذرا
ہے کہدونگا ملکہ نے جواب دیا مین ابھی محلسرا مین نہ جاؤنگی کچھ مین ابھی کہونگی سوا اسکے اکیلی سوے محلسرا نہ جاؤنگی
خلاف میری شان کے ہے طاؤس جادو تو یہ سنکے خاموش رہا لیکن شاہ مذکور نے جواب دیا ای ناز پرور
جلد محلسرا مین جا مین وہان آکر جو کچھ تو کہیگی سنونگا یہان تیرا ٹھہرنا خوب نہین ہے اگر تنہا جاتے ہین

کلام ہے تو مین ابھی ملازم عورتون کو اور کنیزون کو تا در مجلس را طلب کرتا ہون یہ کہکے بادشاہ نے ملازمون
کنیزون وغیرہ عورتون ملازم کو بہرے استقبال ملکہ تا در مجلس را طلب کیا عورتین خبر آمد ملکہ سنکے
قریب دربار تک شوق خدمت گزاری مین چلی آئین پھر ملکہ مذکورہ کو ہمراہ اپنے لیکر مجلس را مین
گئین یہان دربار مین ارغوان شاہ نے طاؤس شعلہ زن کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ساحر مذکور
موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھا شاہ نے بعد میکشی اُس سے پوچھا کیا تجھے عرض کرنا
ہے جلد عرض کر اُسنے دست بستہ یون عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک جاہ ایک زمانہ سے حضور نے مجکو باغ
و بارہ دری مین واسطے گرفتاری عمرو ثانی کے مقرر کیا تھا اور دو تصویرین سحر سامری و
جمشید کی بارہ دری مین درمیان صد ہا تصویرون کے رکھی تھیں ایک مدت تک مین اپنی
جگہ پر رہا کوئی کھٹکا نہین ہوا عمرو ثانی باغ مین نہین آیا تصویر ہاے مذکور نے مجکو طلب
نہین کیا کل وقت شب گذر عمرو ثانی کا باغ مین ہوا سحر کی تصویرون نے مجھے طلب کیا مین
فی الفور زمین سے نکلا دیکھا کہ عمرو ثانی ساغر بدست ہے ملکہ ناز پرور بالاے مسند بیٹھی ہے
ہم جلیسین اور انیسین بھی بیٹھی ہین کنیزین عمدہ ہاتھون مین لیے استادہ ہین ملکہ ناز پرور
دست عمرو ثانی سے جام پر کرکے شراب پیا چاہتی ہے یہ حال مین نے دیکھکر موافق کہنے
تصویر ہاے سحر سامری و جمشید کے جلد سحر پڑھکے عمرو ثانی کو گرفتار کیا یعنے مبتلاے
سحر کیا اس میرے فعل سے ملکہ کو گونہ صدمہ ہوا اور کہا تو نے اس غریب کو کیون مبتلاے
سحر کیا یعنے تیری کیا خطا کی تھی مین نے جواب دیا اے ملکہ اگر مین اسکو گرفتار نہ کرتا تو یہ آپ کو
گرفتار کرتا وہی یہ شراب بیہوشی آمیز آپ کو پلاتا آپ بیہوش ہو جاتین یہ شخص بڑا غدار اور مکار
ہے نام اسکا عمرو ثانی ہے کاہنون نے لکھدیا ہے کہ عمرو ثانی ضرور ایک روز اس باغ مین
آئیگا اور رضوان بوریہ نشین کو محلات توڑکے رہا کریگا اور وہ رہا ہوکے باعث ہلاکت
خداوند تمثال آئینہ رو ہوگا بس اسی وجہ سے بحکم تمثال آئینہ رو آپ کے والد نے مجھے یہان
مقرر کیا ہے آج خوبی مقدر سے مین نے اسکو گرفتار کیا ہے ملکہ نے کہا یہ تو کلاونت ویران ہے
عمرو ثانی نہین ہے اسکو گرفتار نہ کر مین نے نہ مانا آخر مین نے عمرو ثانی کو گرفتار کرکے لیجا کے
قید کیا شب کو ممقامہ جادو کو کہ ملکہ ناز پرور کا عمرو ثانی کو زندان سے رہا کرکے ملکہ ناز پرور
کے پاس لیگیا مین در زندان پر موجود نہ تھا جب صبح کو مین در زندان پر گیا خواجہ عمرو ثانی
کو زندان مین نہ دیکھا بہت تردد ہوا بعد تردد و فکر بسیار بزور سحر ایک پتلہ سے مین نے
حال عمرو ثانی دریافت کیا اُسنے کہا اسوقت عمرو ثانی ملکہ ناز پرور کے باغ مین بیٹھا
ہوا گا رہا ہے یہ حال پتلہ سے سنکے مین بصد غضب باغ مین گیا بعد جنگ عظیم ممقام جادو کو قتل
کرکے انیسون اور جلیسون کے سحر کو دفع کرکے مین نے موافق کہنے اُن دونون تصویرون
عمرو ثانی کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ ایسا چالاک و مکار تھا کہ جا بجا نئی صورتین بدل کر میرے
سامنے آیا اور اُسنے مجھے بہکایا چند بار اور عورتون کو دکھا کر کہا وہ عمرو ثانی ہے مین اُسطرف
اُسکے گرفتار کرنے کو گیا وہ غائب ہو گیا پھر اور طرح کی صورت بدل کے میرے سامنے آیا

اور بطور قبل مجھے بہکایا جب اُن تصویرون نے مجھ سے کہا کہ یہی عمرو ثانی ہی جو تجھ سے ہم سخن
ہی مین نے ارادہ سحر کرنے کا کیا وہ دفعتاً نظر سے غائب ہوگیا ای بادشاہ کہانتک اِس قصہ کو
بیان کرون الحاصل ملکہ تو داخل محل کردی گئی اور طاؤس آتش زن بادشاہ سے رخصت ہوکر
چلا گیا لیکن جب وقت شب کا ہوا ارغوان شاہ دریا باری داخل محل ہوا پاس اپنی دختر
نیک اختر ملکہ ماہ ناز پرور کے آیا ملکہ تعظیم بجا لائی اور عرض کی کہ ای پدر بزرگوار ارشاد تو فرمائیے
کہ کچھ پتہ اُس سارباں بچہ کا بھی لگا یا نہین ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ کہین اُس کا
پتہ نہین ہرچند کہ ساحر ہر چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین ہیرون سے خبر منگائی لیکن جسے شبہ مین
قتل کرڈالتے ہین وہ عمرو نہین ہوتا اور ای فرزند تمنے بہت برا کیا جو تم اُسکو اِس سرحد مین لے
آئین ورنہ اگر وہ سر پھوڑ پھوڑ کر مرجاتا تو قیامت تک یہان نہ آسکتا اور اب اُسکے آنے سے
کھٹکا پیدا ہوگیا ہی کہ مبادا بس اتنا کہکر ارغوان شاہ خاموش ہوا تھا کہ ملکہ ماہ ناز پرور
نے کہا کہ ہان مبادا کہکر آپ خاموش کیون ہوگئے ہین ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ اے
فرزند اسمین ایک راز خداوندی ہی جسے مین بیان نہین کرسکتا ہون ملکہ نے اشک آنکھون مین
بھر کر کہا کہ واہ وہ ایسی کونسی بات ہی جسکا مجھسے بھی پردا ہو اگر اُسکے ظاہر ہونے مین کسی قسم کا
اندیشہ ہی تو کیا ہم دشمن ہین جو ہر ایک سے بیان کرتے پھرینگے ہرچند ملکہ نے اصرار کیا لیکن
ارغوان شاہ دریا باری نے کچھ نہ بیان کیا ملکہ کبیدہ خاطر ہوکے اُسی وقت اُٹھی اور
اپنی خوابگاہ مین آکر دوپٹہ تان کر لیٹ رہی وہان خاصہ کا وقت آیا اور ارغوان شاہ
دریا باری نے طلب کیا دایہ آئی دیکھا کہ ملکہ دوپٹہ تانے پڑی ہوئی ہی پاؤن آہستہ سے
دبا کر جگانا چاہا ملکہ تو در اصل جاگ ہی رہی تھی جھٹ جھڑک دیا کہ دور ہو یہان سے مجھے مت ستا
دایہ نے عرض کی کہ واری جاؤن آپ کے ابا جان بلاتے ہین دسترخوان بچھا ہوا ہی عالیجاہ ہاتھ دوکے
ہوئے بیٹھے ہین تم جانتی ہو کہ بھلا وہ کبھی بغیر تمھارے کھانا کھاتے ہین ملکہ نے کہا کبھی کی
بات کبھی کے ساتھ ابھی کمو اُسنے کہا آخر ہوا کیا مجھ سے تو بیان کرو کس بات پر خفا ہوگئی ہو
یون کوئی علم غیب تو پڑھا نہین ہی بیان کرو تو معلوم ہو جسکا ایسا چاہنے والا باپ ہو
وہ اُس سے دل ہی دل مین آزردہ ہوکر بیٹھ رہے یہ بھی کوئی عقل کی بات ہی اب ماشاء اللہ
تم جوان ہوئین شادی بیاہ کے قابل ہوئین ابھی بیاہ ہوگیا ہوتا تو ایک بچہ کی مان ہوگئی ہوتین
سلامتی سے چودھوان سال ہی اب کوئی ایسی ناسمجھ نہین ہو اور وہ تو بات دوسری ہی کہ ہمارے
سامنے بوڑھی بھی ہوجاؤگی تو دہی ہو ملکہ نے کہا دایہ مین تمسے کیا کہون الٹے دنیا کا لہو سفید ہوگیا
ہی شام کو آپ ہی باوا جان صاحب کچھ بیان کرنے کو تھے آپ ہی کہتے کہتے خاموش ہوگئے
پھر مین نے بغیرتی لاد کر پوچھا بھی تو کچھ بیان نہ کیا اور راز خداوندی کہکر ٹالدیا بھلا
سنو تو سہی جب ہم دشمن ٹھہرے تو ہمارا کیا کام ہی ہمارے ساتھ کھانے پینے سے بھی
باتون مین خوش ہی تو مین نہ جاؤنگی یہ کہکر رونا شروع کیا دایہ سمجھا رہی ہی بلائین لے رہی ہی
لیکن ملکہ کی یہ حالت ہی تار رونے کا نہین ٹوٹتا بلکہ ترقی ہوتی چلی جاتی ہی ہچکیان بندھی

ہوئی مین آخرکو دایہ عاجز ہوکر چلی آئی اور سب کیفیت ارغوان شاہ سے بیان کی ارغوان شاہ نے سر پکڑ لیا اور کہا کہ یہ اس چھوکری نے بڑے فیل مچائے نہ کہتے بنتی ہے نہ کہتے بنتی ہے اس راز کے افشا ہو جانے مین بھی جان و آبرو ملک و مال دین و ایمان سب کا کھٹکا لگا ہوا ہے اور چھپانے مین عمر بھر کی کمائی ہاتھ سے جاتی ہے چھوکری نہ سمجھتی ہے نہ بوجھتی ہے مثل مشہور ہے کہ تریا ہٹ یا بالک ہٹ چاروناچار اپنے مقام سے اٹھا اور خوابگاہ مین ملکہ ماہ ناز پرور کے آیا ہر چند کہ ملکہ کو آمد اپنے باپ کی محسوس ہوئی لیکن برائے تعظیم تک نہ اٹھی جسوقت ارغوان شاہ دریا بار کی قریب مسہری کے پہونچا اور آواز دی ملکہ گھبرا کر اٹھی سلام کیا ارغوان شاہ نے کہا کہ بابا تم اتنی سی بات پر مجھسے روٹھ گئین تم نادان ہو ایسی باتین پوچھتی ہو جنکے منھ سے نکالنے مین ہر طرح کا خوف ہے اور تمکو اگر معلوم ہو بھی گیا تو کوئی نتیجہ نہین مگر خیر تمھاری خاطر ہر طرح منظور ہے مگر خبردار خبردار یہ حال کسی کے سامنے بیان نہ کرنا ملکہ نے کہا کہ اگر آپ مجھکو بے اعتبار سمجھتے ہین تو نہ بیان کیجیے تو مین پوچھتی بھی نہین اور ہان سچ ہے اگر ایسا نہ سمجھتے تو مجھسے پوشیدہ کیون کرتے بادا جان یہ آپکی خطا نہین ہے دنیا کا خون سفید ہو گیا ہے یہ کہکر پھر رونے لگی ارغوان شاہ نے رومال سے آنسو پونچھے بہت کچھ سمجھایا اپنے سر کی قسم دی جب رونا ملکہ کا موقوف ہوا لیکن جواب دیا کہ جبتک بیان نہ کریجیے گا مین کھانا نہ کھاؤنگی ارغوان شاہ نے جو لوگ وہان موجود تھے اُن سب کو ہٹا دیا جب تخلیہ کامل ہو گیا اُسوقت کہا کہ بابا راز اسمین یہ ہے کہ عمرو تلاش خضران صحرانشین آیا ہے خضران صحرانشین وہ درویش کامل ہے جسکی ادنی کرامت کا نمونہ خداوندی ہے خدا و ند تمثال آئینہ رو کی کہ ایک زمانے مین بہت سے مکر و فریب دیکر تمثال نے ایک تختی اور روغن خضران سے تیار کروا یا وہ تختی اُسکے زیر تاج رہتی ہے اور روغن منھ پر مل لینے سے یہ اثر پیدا ہو گیا ہے کہ بمجرد اُسکی صورت نحس دیکھنے کے ہر شخص اپنے پروردگار حقیقی کو بھول کر از خود رفتہ و شیفتہ تمثال آئینہ رو کا ہو جاتا ہے جسوقت یہ تختی اور روغن تیار ہو گیا تو تمثال آئینہ رو کو خیال گذرا کہ مبادا یہ کوئی اور خداوند بنالے جسے اُسے ایسی ایسی کرامتین آتی ہین تو مجھ ایسے جتنے خداوند چاہے بنالے یہی خیال کرکے تمثال آئینہ رو نے عالم خواب کے وقت اُسے گرفتار سحر کرکے گنبد نا پدید مین قید کر دیا ہے اور ایک شاگرد بھی اُسکا مطیع ہو گیا ہے کیونکہ وہ اس قابل نہ تھا کہ سحر تمثال آئینہ رو کو رد کرسکے یا اُستاد کو اپنے چھڑا سکے اب عمرو اسی کی تلاش مین یہان آیا ہے ملکہ نے کہا تو کیا وہ گنبد ناپدید ہمارے ہی ملک کی سرحد مین ہے ارغوان شاہ نے کہا ہان اشارون مین بات کرو ممہ ہو ایسا نہو کوئی سنتا ہو ملکہ نے کہا خلاف ادب ہے کیا عرض کرون آپ تو کسقدر گھبرائے ہوے ہین جیسے کسی چور کو کھٹکا ہوتا ہے ارغوان شاہ نے کہا بات ہی کھٹکے کی ہے ملکہ نے کہا اگر کوئی پہونچنا چاہے خضران کے پاس تو کیونکر پہونچ سکتا ہے ارغوان شاہ نے کہا کہ اتنا تو مین جانتا ہون کہ میرے شہر سے شمال کی طرف بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک کوہ ہے کرا سے کوہ تاریک کہتے

ہین سبب اُسکا یہ ہی کہ وہان دن رات ایک حالت پر تاریکی رہتی ہی اور راستہ گنبد ناپدید
کا درہ کوہ مین سے ہی مالک اُس درے کا مردار خوار جادو ہی کہ وہ سیکڑون برس سے بھوکا
بیٹھا ہی جو کوئی وہان تک پہونچے گا مردار خوار اُسکو کھا لیگا کیونکہ زندے مردے کا اُسے
کچھ پرہیز نہین ہی اُسکے آگے کچھ غول ملین گے وہ اُسکو کھا لین گے اگر اُن سے بھی بچگیا تو کچھ
ہرن کچھ تیتر کچھ چیتے کچھ پاڑھے وغیرہ صحرا مین دوڑتے نظر آئین گے وہ سب در اصل
انسان ہین جانور نہین ہین بادشاہ اُنکا مروارید کوہی ہی اُسکو ذوالخمار میکش جادو نے
تورج بزور سحر بہائم بنا دیا ہی کہ وہ سب صحرا مین دوڑتے پھرتے ہین اگر کوئی شخص ذوالخمار
میکش جادو کو مارے اور مروارید کوہی کو اُسکے پنجے سے چھڑالے تو بیشک پتا گنبد ناپدید
کا مل سکتا ہی کیونکہ وہ بھی اس راز سے آگاہ ہی اور اس سے زیادہ قسم ہی روح خداوند
سامری کی کہ مین بھی نہین جانتا یہ سنکر ملکہ بولی کہ اتنے بڑے انتظامات اور اُس پر
ایک موے عمرو کا خوف ایسا غالب ہی کہ وہ بھی چھپایا جاتا ہی اے کیا کہون مجھے تو پہلے سے
نہین معلوم تھا نہین تو مین سب پتا عمرو کو بتا دیتی اور اب ملجائے تو اب بتا دون وہان جانے گا
سب ساحر اُسے نوچ کے کھا جائین گے ارغوان شاہ کانپ گیا اور کہا بس اسی مارے تو
مین تمسے بیان نہین کرتا تھا آخر وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو نا خبردار خبردار کسی کے سامنے
منھ سے نہ نکالنا تم یہ نہ سمجھو کہ عمرو ساحر نہین ہی عمرو وہ چیز ہی کہ جسنے سیکڑون خداوندیان
برباد کردین ساحرون کی بستیان ویران کردین بڑے بڑے جادوگر جنکو خداوندی کے
دعوی تھے آن واحد مین پیوند خاک ہوگئے کوئی سحر عمرو پر نہ چل سکا اگر اُسنے سن لیا تو وہ ضرور
کوہ کا راستہ لے گا اور وہانکے ساحرون کو مارتا پیٹتا گنبد ناپدید تک پہونچکر خضران کو چھڑا
لیگا بس اگر خضران چھوٹ گیا تو اُسی روز خداوند تمثال آئینہ رو کی سلطنت برباد ہو جائیگی
ملکہ یہ سنکر اور سب باتین پوچھکر خاموش ہو رہی الحاصل ارغوان شاہ دریا باری ملکہ کو
ہمراہ لیکر دسترخوان پر آیا کھانا کھایا کچھ دیر باتین رہین ارغوان شاہ پھر سمجھایا کیا کہ دیکھو
بیٹا یہ وہ زمانہ ہی جسکی خبر نجومیون نے دی تھی کہ عمرو تاتی آئیگا اور خضران کو چھڑا لیجائے گا
اب ایک ہی آدھ روز اور باقی ہی اگر یہ زمانہ خیر و عافیت سے ٹل گیا تو خضران خود اُس
گنبد مین ہلاک ہو جائیگا پھر کوئی خوف نہین ہی اور اگر عمرو وہان تک پہونچ گیا اور خضران
کو چھڑا لیا تو خداوندی تمثال آئینہ رو کی برباد ہو جائیگی دیکھو خبردار کسی کے سامنے
اس بات کو منھ سے نہ نکالنا کیونکہ عمرو ہزارون صورتین ایسی بدل لیتا ہی کہ کوئی دیکھے تو نہ
پہچان سکے دشمن اپنی تاک مین ہی مبادا تم کسیدی ہو اور وہ کہین کسی کی صورت بنا ہوا پوشیدہ
طور سے سنتا ہو اور جبتک وہ سنے گا نہین اُسوقت تک وہان جا نہین سکتا دل مین تو عمرو نے
کہا کہ او حرامزادے کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے نکلا سر گردن نیچی کرکے سراپا اطاعت کے
پہلو دکھا دیے اور وہانسے رخصت ہو کر اپنی آرامگاہ کا رستہ لیا اور آتے ہی خلوت کر لیا جو جو
انیسین جلیسین مصاحبین پیش خدمتین وغیرہ بیٹھی تھین سب کو رخصت کر دیا اور کہا کہ مجھے نیند آئی ہی

تم لوگ بھی جاؤ کاہے کو تکلیف اُٹھاؤ وہ سب بھی خوشی خوشی دعائین دیتی ہوئی چلین کہ ایسی بی بی کو
خدا ہزار دن برس زندہ رکھے جسکو اپنی کنیزون تک کی تکلیف کا خیال ہے ایک آدھ نے کہا
بھی کہ بی بی آپ تنہا رہی جاتی ہین ملکہ نے کہا ہان آج میرا تنہائی کو جی چاہتا ہے زیادہ شور وغل سے
میرا جی گھبراتا ہے غرضکہ سب بالکل تخلیہ ہوگیا اُسوقت خواجہ عمرو ثانی نے جو بصورت ملکہ
ماہ ناز پرور بنا ہوا تھا اور ماہ ناز پرور کو اپنے زنبیل مین ڈال لیا تھا تخلیہ ہین ملکہ اصلی
کو زنبیل سے نکالا ملکہ اُسوقت بیہوش تھی اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ ای جان جہان ای
آرام دل مشتاقان تم اس مقام پر اپنے کو دیکھکر حیرت وتحیر مین نہ آنا یہ کام تمھارے عاشق
صادق کا ہے اور اگر تمھارا باپ تم سے کچھ پوچھے کہ مین نے کوئی راز تم سے بیان کیا تھا تو کہنا جی ہان
مجھے یاد ہے مگر آپ ہی کے ارشاد کے موافق زبان پر لانا مناسب نہین جانتی ہون اور اب ہم
فکر مین رہائی لشکر اسلام اور بربادی تمثال آئینہ رو کی طرف گئے نا پید بد جاسکے
ہین انشاء اللہ بہت جلد پھر تم سے آکر ملاقات کرینگے نامہ اس مضمون کا لکھکر اس مقام سے
نکلکر روانہ ہوئے یہان جسوقت ملکہ کو ہوش آیا چارون طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتی تھی
کہ مین ہون کہان ہر بار یہ خیال کرکے کہ شاید خواب ہے آنکھین بند کر لیتی تھی کہان وہ باغ اور
کہان یہ محل شاہی مین آرامگاہ اور پھر وہان کوئی نہین ایکبار نظر اسکی اس رقعہ پر پڑی جو اسکی
محرم مین عمرو ثانی نے رکھ دیا تھا رقعہ محرم سے نکالکر دیکھا مضمون سے آگاہی ہوئی دل مین
بہت خوش ہوئی ساتھ ہی حیا نے دامن پکڑا یہ خیال گذرا کہ ای ماہ ناز پرور خدا جانے اس
چھٹے نے کیا کیا دست اندازیان کی ہونگی پسینے مین غرق ہوگئی ادہر اُدہر دزدیدہ نگاہون
سے دیکھنے لگی کہ اسوقت یہان کوئی چھپا ہوا میری یہ حالت تو نہین دیکھ رہا ہے اور عمرو ثانی
کی بیجا دست اندازیون اور گستاخیون کی تصویر اسکی نگاہون کے آگے پھرنے لگی اب ادھر تو
منتظر وقت بیٹھی ہے کہ احوال اسکا پھر ذکر کیا جائیگا

لیکن اب چند کلمے داستان شوکت بیان جانشین خواجہ عمرو نامدار پیک طرار ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران کے بیان ہوتے ہین

کہ شب کے وقت جب یہ خوابگاہ سے ملکہ ماہ ناز پرور کے نکلے چورون کی طرح نگاہون سے
بچتے ہوئے صحن مین پہونچے کہ اُسطرف ایک کہاری لہنگا پھڑکاتی ہوئی چلی آتی تھی عمرو ثانی نے
حباب بیہوشی مارا کہ وہ تو اُسی جگہ ڈھیر ہوگئی عمرو نے اُسکو اُٹھا کر کونے مین ڈالدیا اور تمام
گہنا پاتا اُسکا اُتار کر داخل زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر چلے دربانون نے جو دیکھا کہ
ابھی تو کہاری اندر گئی تھی ابھی پھر آئی بارہ بج چکے ہین پھاٹک بند کر لینے کا وقت ہے انھون نے
کہا بی نصیبن تمھارے مارے تو ناک مین دم ہے جو وقت نوکری کے برخاست کا ہے اس کے
بعد سے تمھاری نوکری بجانا پڑتی ہے آخر ہم بھی آدمی ہین یا نہین جب دوپہر بھی نہ سوئینگے تو نوکری
کیسے برتنے پر کرینگے ابھی سویرے پھر اٹھنا ہے نصیبن نے کہا حرامزادو ابھی جاکے ملکہ سے کہدونگی
لو اور سنو سرکاری کام کو ہم نہ جائین یہ نوکر ہین اور ہم جیسے کوئی لونڈی غلام ہین دربانون

نے کہا کہ ہمین حکم ہے کہ بارہ بجے کواڑے بند کر لیا کرو چاہے کوئی آئے یا جائے پھر نہ کھولنا آخر اسوقت
سرکاری کیا کام ہے کسی اپنے کام کو رفع کرنے جاتی ہوگی بس یہ سننا تھا کہ لعین بہت بگڑی اور کہا
اچھا صبح ہونے تو دو سمجھا جائیگا یہ کہکر ایک چھلانگ مین پھاٹک کے باہر تھی وہانسے گلیون کوچون کو
طے کرتی ہوئی آگے روانہ ہوگئی یہان دربانون نے جھلا کر پھاٹک بند کر لیا کہ اب اگر آئیگی بھی تو
ہم نہ کھولینگے ایسی تو مستی سوار ہے خدا جانے کہان کہان ہنڈاتی پھرتی ہے یہ تو یہان بک جھک کر
بیٹھ رہے لیکن وہان عمرو ثانی صورتین تبدیل کرتے ہوے پاے شاطری مارتے ہوے چلے
جاتے ہین جاتے جاتے سرحد شہر سے باہر نکلے صبح ہوگئی تھی عجب وقت تھا نسیم بہار کے جھونکے
روح کو فرحت بخش رہے تھے مرغان سحر کی زمزمہ سنجی کانون کو عجب دل آویزی دکھا رہی تھی
سامنے ایک صحراے سبز و خرم تھا کہ گویا کوسون تک پھیلا ہوا تھا زمین سفید نظر آتی تھی کسی جگہ سبزۂ
خوابیدہ نے فرش مخمل بچھا کر آرامگاہ تیار کی تھی درخت جھوم رہے تھے ایک جانب ایک چشمہ لہرین
مار رہا تھا عمرو ثانی قریب اس چشمہ کے آئے وضو کیا فریضۂ سحری بجا لاکر دعا کی کہ اے
رب کارساز واے مالک بے نیاز تو اہل اسلام پر رحم کر اور اپنا فضل شامل حال کر کہ مجھے اس
کافر مرتد لیعنی تمثال آئینہ رو کے سبب محفوظ رہین بعد دعا کے سجدۂ شکر بجا لائے اور انگلیون کا
استخارہ مثل اپنے باپ کے دیکھکر ایک جانب کو روانہ ہوے وہ بیابان اور تنہائی ہر مقام پر درندون
اور گزندون کا خوف لیکن عمرو پروردگار پر تکیہ کرکے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب پہر چڑھے
اس بیابان مین آوارہ و سرگردان رہے یکایک ایک جانب کچھ سیاہی سی محسوس ہوئی عمرو اسی
جانب چل نکلا جسوقت قریب پہونچا دیکھا کہ ایک کوہ بزرگ ہے سر بفلک کشیدہ جسوقت اور قریب
پہونچا دیکھا کہ ایک مرغابی برابر فیل کے تمام کوہ پر بیٹھی ہے عمرو اسی جگہ ٹھٹکا اور سوچنا
شروع کیا کہ اتنی بڑی مرغابی یہ ایک خلاف قیاس چیز ہے اسمین کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہے ایسا نہو کہ ازعوان
شاہ دریا باری نے یہ راز پوشیدہ رکھا ہو اور کوئی افتاد پڑے تو یہان سواے پروردگار کے اور
کون ہے بھلا امیر تک کون اسکی خبر کریگا اول تو یہ کہ انھین گمان ہوگا کہ عمرو خانۂ کعبہ مین ہے
ماسوا اسکے بالفرض امیر کو اطلاع بھی ہو تو وہ آپ مصیبت مین گرفتار ہین اور فرض کیا کہ وہ چھڑانے
آئے بھی تو وہی مثل ہے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود یہ اسی فکر مین کھڑے
تھے کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ دیکھا سامنے سے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا سر پر رکھے نہین معلوم
کہان کا مارا ہارا چلا آتا ہے عمرو نے گھسیارے کو دیکھتے ہی آواز دی کہ ادھر آ تا جب وہ قریب
آیا عمرو نے کہا تو کتنے روز کی مزدوری کرتا ہے اُسنے کہا میان جب دن بھر گھاس چھیلتا ہون تو دو
مین آنے کی بیچ لیتا ہون اسی سے پیٹ پالتا ہون عمرو نے کہا کہ اگر ہم اس سے زیادہ روز دین
تو تو نوکری کریگا اُس نے کہا اس سے بہتر کیا بات ہے مگر کام کیا لیجیے گا عمرو ثانی نے کہا کہ وہ سامنے
جو کوہ پر مرغابی بیٹھی ہوئی ہے اسے کھانا پہونچانا ہوگا گھسیارے نے کہا بس اتنی سی بات ہے
عمرو نے کہا کہ ہان اُسنے کہا مجھے منظور ہے عمرو نے ایک اشرفی نکالکر دی اور کچھ روٹیان اُسکے
ہاتھ مین دیکر ایک شیشی روغن کی نکالی پہلے تو تمام جسم پر اسکے ملا بعد اسکے ایک پھول دیا

کہ تو اسے سونگھتا ہوا چلا جاتا اور جسوقت یہ لقمہ لینے کو مرغابی تیری جانب بڑھے تو اس پھول کو
پھینک دینا اور خوف نہ کرنا یہ روٹیان مرغابی کے منھ مین دیدینا مین اسے روز اسی طرح کھلایا
کرتا ہون وہ گھسیارا بیچارہ اجل رسیدہ جس نے کبھی اشرفی کی شکل بھی نہ دیکھی تھی گھاس دن بھر چھیلتا
تھا تو دو آنے کی شکل نظر آتی تھی روپیہ تک کبھی ہاتھ مین اسکے نہ آیا تھا اشرفی دیکھتے ہی الو ہوگیا
منھ مین پانی بھر آیا یہ نہ سمجھا کہ یہ پیتل کی اشرفی نقد جان کا نقصان کریگی وہانسے روٹیان لیکے ہوے
سیدھا اجل کے منھ مین چلنے کو جانب کوہ روانہ ہوا جس وقت قریب کوہ کے پہونچا مرغابی نے
منقار سیدھی کی گھسیارا جلدی جلدی کوہ پر چڑھنے لگا ادھر مرغابی چیختی اور غل مچاتی ہوئی گھسیارے
کیطرف دوڑی گھسیارا سمجھا کہ اپنی عادت کے موافق کھانا مانگتی ہے یہ نہ معلوم تھا کہ وہ
مجھی کو لقمہ کرنے کی غرض سے آتی ہے غرضکہ جیسے ہی مرغابی قریب پہونچی اسنے منقار کشادہ کی
گھسیارے نے جلدی سے ہاتھ آگے بڑھاکر روٹیان اُسکے منھ مین دینے کا قصد کیا مرغابی
نے جو منقار ماری تو گھسیارا اسکے پیٹ مین اُتار گئی عمرو دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا تھرا گیا کہ
غضب ہی ہوا تھا اگر تو گیا ہوتا تو یہ مجھے بھی اسی طرح نوش جان کر جاتی لیکن وہان مرغابی گھسیارے
کو کھا پی کر اڑی چشمہ پر آکر پانی پیا بس پانی کا پینا تھا کہ چکر کھا کر گری اُڑنے کے ساتھ ہی بیہوشی
نے طمانچہ مارا اور ہوا سے چرخ کھاتی ہوئی زمین پر آئی عمرو نے گھسیارے کے جسم مین بیہوشی ملدی تھی
اور روٹیان بھی بیہوشی آمیز تھین اور وہ پھول رفع بیہوشی کا تھا جو گھسیارے کو چلتے وقت
دیا تھا اور پھینکدینے کی نصیحت کردی تھی جیسا کہ گھسیارے سے ظہور مین آیا اُسی کا اثر یہ تھا کہ
مرغابی بیہوش ہوئی بس عمرو ثانی دوڑ کر قریب آئے پہلے تو قصد کیا کہ اسے ذبح کیجے پھر خیال ہوا
کہ یہ ضرور کوئی ساحر یا ساحرہ ہے جسوقت روح اسکی جسم نجس سے نکلیگی تو بہت شور و غل
مچائینگے اور لوگ ہوشیار ہوجائینگے اس سے مناسب نہین معلوم ہوتا کہ ذبح کیجے یہ خیال کرکے
عمرو نے ایک گڑھا نہایت عمیق کھودا اور مرغابی کو اُسی گڑھے مین زندہ توپ دیا بعد اسکے اور
آگے روانہ ہوئے جسوقت درہ کوہ کے قریب پہونچے دیکھا درہ نہایت تنگ و تاریک ہے پہلے
تو عمرو کو خوف معلوم ہوا لیکن پروردگار عالم پر بھروسا کرکے بسم اللہ کہکر درے مین قدم رکھا
لیکن کچھ اور بڑھجانے کے بعد دیکھا کہ اب بالکل کچھ نظر نہین آتا ہے یہ درہ بھی دوسرا پردۂ ظلمات
معلوم ہوتا ہے بس فوراً زنبیل سے ایک لعل شب چراغ نکالا اور ہتھیلی پر رکھکر اُسی کی روشنی مین
آگے بڑھنے لگے جاتے جاتے دیکھا کہ اندر ایک صحراے وسیع معلوم ہوتا ہے اور قریب ایک درخت برگد کا
بہت بڑا سایہ کیے ہوے ہے غور سے جو دیکھا تو ایک انسان دیو صورت ابلیس سیرت
تمام جسم پر اُسکے بال جلد اور بالون مین بسبب سیاہی کے سر مو فرق نہ معلوم ہوتا تھا دو دانت بڑے
بڑے باہر نکلے ہوے نیچے اُس درخت کے بیٹھا دکھائی دیا عمرو اُسے دیکھکر جھجکا لیکن اُسکی
نظر جو عمرو پر پڑی پکارا اے شخص تو آج ہزارون برس کے بعد یہان کیونکر نکل آیا ارے مارے
بھوک کے میرے دم پر بنی ہے کیا کرون کہ اس جگہ سے اُٹھنے کا مجھے حکم نہین فقط اتنی ہی اجازت
ہے کہ جو تیری حد مین آجاے اُسے تو کھا لینا تو اس طرف کسی کی شامت ہے جو آئیگا آج نہین معلوم مجھکو

شیطان نے کیونکر اس غرض سے بھگا کر ادھر بھیجا ہو آمیرے منھ مین کود پڑ عمرو دل مین تو یہ
سنکر بہت ہی پریشان ہوا لیکن بظاہر جی کڑا کرکے کہا کہ مجکو خداوند سامری نے اسی لیے بھیجا
ہو کہ مین تجھے سیر کردون خداوند کا حکم ہوا کہ ہمارا بندہ خاص الخاص یعنے مردارخوار جادو بہت زمانے
سے ہماری اطاعت کا پابند ہو تو جا اور اسکو سیر کر کہ اسکے بعد کبھی کھانے کی حاجت نہوگی۔
سے یہ مین تیرے واسطے بہشت کے اونٹ ذبح کرکے انکا گوشت لایا ہون یہ فرماکر زنبیل سے
پارچہ بڑے بڑے نکالکر سامنے مردارخوار جادو کے پھینکنا شروع کیے وہ برسون کا
بھوکا تھا جلدی جلدی کھانے لگا تعریف کرتا جاتا تھا کہ کس مزے کا گوشت ہو واقعی مین نے
ایسا گوشت کبھی نہ کھایا تھا عمرو نے کہا بھلا ایسا گوشت کہین نصیب ہوتا ہو یہ خاص اہل بہشت
کی خوراک ہو۔ تم ایسے ہی بندۂ مقبول ہو جو مجھے حکم ہوا کہ جاکر ہمارے بندے کو بہشت کی نعمت سے
سیر کرو اور ایک صفت اسکی ابھی تمھین نہین معلوم ہو تھوڑی ہی دیر مین تم پر ظاہر ہو جائیگی۔ جو
مردارخوار جادو نے کہا وہ کیا صفت ہو عمرو نے بیان کیا کہ جس نے یہ نعمت کھائی اسکو نعمت
دنیا کی پھر خواہش نہین رہتی ہو گویا دنیا مین یہ آخری غذا اسکی ہوتی ہے اسکے بعد نہ بھوک لگے نہ
پیاس مردارخوار نے کہا یہ تو اور عمدہ بات ہو یہ غذا خداوند نے ہمین ایسون کے واسطے پیدا
کی ہو جو عمدی ہون اپنی جگہ سے ہل نہ سکتے ہون جسطرح دنیا مین آب حیات مشہور ہو اسی طرح
اسکو لحم حیات کہنا چاہیے عمرو نے کہا ہان ایسا ہی ہو اب مردارخوار نے پیاس کی شکایت کی
عمرو نے اسکو پانی بھی پلایا بس پانی کا پینا تھا کہ نہایت گرمی معلوم ہوئی عمرو نے ایک
پنکھا زنبیل سے نکالکر جھلنا شروع کیا کیونکہ مردارخوار اپنی جگہ سے اُٹھ نہین سکتا تھا
بس ہوا لگتے ہی غفلت طاری ہوئی اور مردارخوار بیہوش ہوگیا بس عمرو نے فوراً خنجر
مارا لیکن کچھ اثر نہوا معلوم ہوا کہ یہ آہنی بدن بھی ہو بس خواجہ ابن خواجہ نے ہتوڑا حضرت
داؤد علیہ السلام کا نکالا اور سر پر مردارخوار کے مارا کہ ایک سر کے ہزار سر ہوگئے دماغ نتھنون کے
رستے بہ گیا لاشہ مردارخوار کا زمین پر پھڑکنے لگا آندھی چلی خاک اُڑی درخت برگد جڑ سے
اکھڑکر گر پڑا اور ایک شور وغوغا ہوا کہ مارا جوان کشتی یعنے نام من مردارخوار جادو بود حیف
مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ہنوز علامات برطرف ہونے پائے تھے کہ ہر چار طرف
سے صدہا غول نظر آئے کہ سروپا برہنہ دوڑے چلے آتے ہین عمرو نے انکو دیکھکر کچھ پارچے
گوشت کے اور زنبیل سے نکالکر پھینک دیے اور آپ گلیم اوڑھ لی لیکن وہ غول جو دوڑتے
پہنچے آئے افسر کو اپنے دیکھا کہ مرا پڑا ہو ادھر اُدھر دیکھا کسی کو نہ پایا سب نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہو کہ کھانا زیادہ کھا گئے چکر آیا سر درخت پر پڑا اسی سے سر بھی پھٹا اور درخت بھی جڑ سے
اکھڑ کر گر پڑا چلو جی خوب ہوا اب ہم آزاد ہوگئے جسے پائین گے کھا جائین گے یہ حرامزادہ
اپنی جگہ بیٹھا رہتا تھا اور ہم جو شکار کرتے تھے حصہ بٹا دینا پڑتا تھا ایسے کافر کا مر جانا بہتر ہو
دیکھو یہ عمدہ گوشت جواب بھی بچا پڑا ہو نہین معلوم کہان سے اسکے ہاتھ لگ گیا تھا ہم لوگون کی
صلاح بھی نہ لی اور اکیلے اکیلے کھانے کو بیٹھ گیا اُسی کا یہ نتیجہ ہوا۔ خیر جی آپ زندہ جہان زندہ

آپ مردہ جہان مردہ یہ کہکر ان سب نے جو بچے ہوئے پارچون کا حصہ بانٹ کرلیا تو یقین کرتے
جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے جو وقت بیہوشی نے گرمی کی سب کے سب ناچنے کودنے اچھلنے لگے
آخر کار جسکو ہوا کا تھپیڑا لگا چھینک آئی سر نیچے ٹانگین اوپر یہ ادھر گرا وہ اُدھر گرا جو جس کو
سنبھالنے دوڑا وہ وہین ڈھیر ہوا آن واحد مین سب کے سب بیہوش ہوئے عمرو نے ظاہر ہوکر
سب کے سر کاٹے لاشین ان کافرون کی وہین چھوڑین اور آگے کو روانہ ہوئے عمرو
جانے کو تو چلے جاتے ہین لیکن اب ہر قدم پہ نہایت ہوشیار چارون طرف دیکھتے ہوئے کہ کسی
اور بلا کا سامنا نہو جائے اسی طرح افتان وخیزان کچھ دور پہونچے تھے کہ کسی عورت کے رونے کی
آواز کان مین آئی عمرو نے گھبرا کر چارون طرف دیکھنا شروع کیا تو دیکھا ایک زن سفید پوش
ایک چاہ پر بیٹھی ہوئی ہے عمرو اس طرف بڑھنے لگا جاتے جاتے جب قریب پہونچا چہرے کیطرف
غور کیا تو آثار حزن وملال نمایان تھے اور بشرہ نہایت روشن تھا عمرو نے دل مین کہا کہ یہ
ساحرہ تو نہیں معلوم ہوتی مگر ہیبتناک مقام پر کہان سے آئی لیکن اس عورت کی نظر جو خواجہ
پر پڑی پکارنے لگی اے شخص اگر تو عمرو ثانی ہے تو ہرگز آپ کو مجھ سے پوشیدہ نہ کرنا کیونکہ مین نے
رات کو خواب دیکھا کہ کل ایک شخص آئیگا کہ نام اُسکا یہ اور صورت اُسکی ایسی ہوگی وہ تیری سبھی
مصیبتون کو آسان کریگا اور مجھ سے آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجیے مین قسم کھاتی ہون اپنے دین
ومذہب کی کہ مین کوئی ساحرہ یا دشمن آپ کی نہیں ہون عمرو نے کہا اے (بی بی) جان بھی میرا نام ہے
سی جناب سلیمان علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے نشار ہے جسکا تو نام لے رہی ہے وہ مین ہی
عمرو ثانی ہون مطلب اپنا بیان کر عمرو نے دیکھا کہ عورت بہت اچھی ہے لیکن سن کوئی بیس
برس کا معلوم ہوتا ہے پوری عورت ہے دل مین یہ خیال کرکے کہ یہ کسی کا ناموس ہو گردن نیچی
کرلی اور کچھ دور ہٹ گئے اس حرکت پر یہ عورت خواجہ سے اور بھی خوش ہوئی کہ حقیقت مین
یہ عجب باخدا مرد ہے کہ مثل عورتون کے عورتون سے حجاب کرتا ہے اور ماجرا اپنا دوہرانا شروع
کیا کہ وہ عورت زوجہ ہے ملک مروارید گوہر بار کی کہ جو ایک زمانہ مین اسی کوہ کا بادشاہ
کہلاتا تھا افسوس کہ گردش زمانہ سے وہ وقت آگیا کہ ملک خضران صحرانشین اپنی غفلت شعاری کے
سبب اسیر پنجہ تقدیر ہوگئے تمثال آئینہ رو کی خداوندی ظہور مین آئی خدا پرست قتل کیے
جانے لگے چونکہ میرا شوہر بہت بڑا رازدار تھا خضران صحرانشین کا اس بنا پر تمثال
آئینہ رو کی جانب سے ذوالخمار میکش آیا اور اُسنے بزور سحر میرے شوہر کو مع اراکین دولت
واعیان مملکت سب کو بہائم کی شکلون مین کردیا ہے کہ وہ سب صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین
لیکن مجکو اُس نے رونے اسی حالت پر رہنے دیا ہے دوسرے تیسرے روز میرے پاس آتا
ہے کچھ پھل صحرائی لیتا آتا ہے مین وہی کھاکر اپنی بسر کرتی ہون اور کوئی شے اُسکے ہاتھ کی نہین لیتی
ہون کیونکہ وہ کافر ہے مین مسلمان ہون غرضکہ جب وہ یہان آتا ہے مجھ سے سائل وصل ہوتا ہے
مین اس سے انکار کرتی ہون وہ اسی وادی پر ہول وہیبت مین مجھے تنہا چھوڑکر چلا جاتا ہے
حافظ حقیقی میری نگہبانی کرتا ہے اسی نے اب تک جان وآبرو دونون کو بچایا ہے عمرو نے کہا کہ

افسوس تم پر بہت ظلم ہوا خدا تمھارے حال پر رحم کرے اگر تم بھوکی ہو تو مین کھانے کو دون یہ کہکر
جیب سے دو روٹیان نکالین پانی دیا اُس زن پارسا نے کھا پی کر عمرو کو بہت سی دعائین
دین لیکن عمرو نے بمصلحت آخری جام اسے بھی بیہوشی آمیز دیدیا تھا کہ سوا اسکے تدبیر میکش جادو
کے مارنے کی نہ تھی یہ بیچاری تھوڑی دیر مین بیہوش ہوگئی عمرو نے اسکو تو اٹھا کر زنبیل مین
ڈال لیا اور آپ اسکی صورت بنکر بیٹھ رہا اتنے مین شام ہوگئی عمرو نے نماز پڑھی پروردگار کو یاد
کیا اور اُسی جگت پر کنوئین کی شب بسر کردی صبح کے وقت دیکھا کہ آندھی چلی ایک لکہ ابر سیاہ
نمودار ہوا جسوقت وہ لکہ ابر کا قریب آکر اُترا اُسمین سے ایک ساحر کریہ منظر سیاہ فام جھولی
کھاروے کی لگی ہوئی نمودار ہوا اور پکارا اے جان من دیکھو اب بھی وصل میرا قبول کرو ورنہ بہت
پچھتاؤگی اسے یہ بیابان لق و دق اور تم ایسی نازنین اسمین یون تنہا بیٹھی رہے جسدن
کوئی درندہ نکلے گا تمھین کھا لیگا یا گزندہ کاٹ لیگا تو یہان سوتی کی سوتی رہجاؤگی اور
اگر وصل میرا قبول کرو تو یہ سب بلائین آن واحد مین دفع ہوتی ہین اور کبھی تم تنہا نہین رہ سکتین
ہر وقت مین تمھارے ساتھ رہونگا کیون جوانی کو یونہی مفت برباد کرتی ہو اپنے حال زار پر رحم کرو
اگر تمھین یہ انکار ہے کہ میرا شوہر ہے تو کہو ابھی جاکر اُسے مار ڈالون نازنین نے سر جھکا لیا
اور کہا اے ذوالخمار میکش جادو دراصل تو مین تمھین کسی طرح قبول نہ کرتی مگر اب چار و ناچار
منظور کرنا پڑا کیونکہ قتل شوہر ہو رہا کیا نہ کرتا مگر مین چاہتی ہون کہ پہلے تم ایک نظر میرے
عزیز و اقارب اور میرے شوہر کو سب مجھے دکھا دو پھر تمھین اختیار ہے اُسوقت مین جیسا
مناسب جانو تمھی دنیا سے کھو مگر پھر تم اُسے زندہ رکھنا یا قتل کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا
سمجھا جائیگا ذوالخمار میکش ان باتون سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اسی لکہ ابر پر بیٹھو مین تمھین
اُس صحرا مین لیچلون جہان وہ سب قید ہین نازنین نے کہا اچھا بھیا چلتی ہون ابر کو زور سے نہ چلیئے
کیونکہ مجھ مین فاقے کرتے کرتے طاقت نہین رہی ہے یہ سنکر ذوالخمار میکش پہلے تو برہم ہوا کہ یہ
کیسا لیکن نازنین نے کہا کہ مین نے اپنے شوہر کے سوا آجتک کسی غیر مرد سے سوا بھیا کے
میان کہکر بات نہین کی اسی عادت کے موافق اسوقت بھی میرے منھ سے یہ کلمہ نکل گیا
مجھے معاف کرنا ذوالخمار کا دل اسکی باتون پر لگیا اور یہ ملعون سوچا کہ درحقیقت جس پر
ایسے ایسے ظلم ہون کہان ہوش اسکے ٹھکانے رہ سکتے ہین غرضکہ نازنین کو لکہ ابر پر بٹھایا
اور آپ بھی یہ ملعون سوار ہوا اور ایک اسم سحر پڑھکر دم کیا تھا وہ لکہ ابر سیاہ اُڑکر بلند ہونے لگا
نازنین نے جو دراصل عمرو تھا نہایت واویلا مچانا شروع کی کہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے ذوالخمار میکش
نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین غرضکہ وہ لکہ ابر بلند ہونے کے بعد ایک جانب نہایت تیزی کے
ساتھ روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرائے پر فضا مین پہونچا ذوالخمار میکش نے کچھ اسم
سحر دم کرکے نیچے کو اشارہ کیا لکہ ابر نیچے اُترنے لگا یہانتک کہ آن واحد مین زمین پر
پہونچگیا ذوالخمار میکش جادو نے پہلے ایک گنڈا کھینچا اور کچھ اور اسم سحر پڑھکر دم کیا بعد
اسکے نفیر سحر بجائی دیکھا کہ چار جانب سے جادوان صحرائی آنا شروع ہوے اور آکر چار جانب

سے گھیر لیا انسمین بہت سے ہرن تھے کچھ گائین کچھ بھینسین سب کے آخر مین ایک شیر ڈکارتا ہوا
نمودار ہوا اسکو دیکھکر نازنین بہت ڈری اور ذوالخمار میکش سے کہا کہ خدا کے واسطے اس کو جلدی
بھگاؤ ایسا نہو یہ مجھے تیرے پہلو مین بیٹھے دیکھکر کھالے ذوالخمار نے کہا گھبراتی کیون ہو مجنے
یہ حصار کس لیے کھینچ دیا ہر کیا مجال ہر جو کوئی یہان تک آسکے اور واقعی وہی کیفیت ہوئی
کہ شیر اس نازنین کو اپنی بی بی سمجھکر غصہ کرکے چلا تھا گنڈلے کے قریب آنے سے یہ معلوم
ہوا کہ کسی نے اسے پیچھے ڈھکیل دیا اب نازنین کو اطمینان ہوا شیر کی جانب مخاطب ہوکر
کہا کہ چھیا اتو مجھپر کیون حملہ کرتا ہر میرے تیرے کیا واسطہ رہا تو جا تو صحرائی ہوگیا
مین انسان کے لباس مین ہون لہذا تو مجھ سے دست بردار ہو اب مین ذوالخمار میکش
جادو کا ساتھ دونگی بس میرے تیرے ساتھ کا وقت گذر گیا یہ کلمات سنکر شیر کو نہایت غصہ
آیا اور پیچ وتاب کھاکر چلا اور جانور بھی چارون طرف سے جو عزیز اسکے تھے کہ کوئی بھائی
کوئی بیٹا کوئی بھتیجا تھا غیرت دامنگیر ہوئی قصد کیا کہ حملہ کرکے ان دونون کا کام تمام کردین
لیکن حصار سحر سے مجبور ہوگئے آگے نہ بڑھ سکے راستہ نہ سوجھا بری سر ٹپکا سکیے
ذوالخمار میکش نے کہا کہ اب تم ان سب تو بخوف رہو اب اطمینان کے ساتھ کچھ کھاو پیو
کیونکہ برسون سے تنے کچھ کھایا پیا نہو گا نازنین یہ سنکر رونے لگی اور کہا کہ تمھین اس ظلم کو اپنے
دیکھو ذوالخمار میکش نے کہا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ بغیر ایسی ایسی تکلیفین دینے کے تم مجھ سے
راضی ہو جاوگی تو مین ضرور بالضرور تمھاری راحت رسانی کرتا اور اب مین تمسے بہت شرمندہ و
پشیمان ہون غرضکہ بعد گفتگوے بسیار ذوالخمار میکش نے کچھ بوتلین شراب کی جھولی سے
نکالکر باہر رکھین کچھ پھل صحرائی درختون کے اور کچھ کھانا حاضر کیا اور نازنین سے کہا کہ نے کھاؤ
نازنین نے وہی پھل دو تین کھالیے اور دل مین شکر خدا بجالائی لیکن ذوالخمار میکش نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہر ابتک تمھین اس شراب وکباب سے اجتناب ہر اور تم مجھے کافر سمجھتی ہو نازنین
نے کہا یہ بات نہین ہر بلکہ برسون سے تو مین عادی ہو رہی ہون انھین پھلون پر اوقات بسر کرنے
کی اب جو مین شراب وکباب کا استعمال کرونگی تو یقین ہر کہ مرجاونگی اور نہین تو بیمار پڑجانے
مین تو کوئی شک نہین ہر نازنین نے یہ ایسی بات کہی کہ ذوالخمار میکش دل مین قائل ہوکر
خاموش ہورہا اب نازنین نے ایک ہاتھ مین جام لیا دوسرے ہاتھ سے صراحی اٹھائی اور
ساغر پیش کیا ذوالخمار میکش نے خوشی خوشی وہ جام بے اندیشۂ انجام منھ سے لگایا عمرو
نے چالاکی کے ساتھ ساڑھے تین ماشہ بیہوشی آمیز کردی تھی ساتھ ہی دوسرا جام بھی لبریز
کرکے دیا وہ بھی میکش جادو پی گیا یہانتک کہ تین چار جام پیتے ہی اسکی کیفیت بدلی آنکھون
کے ڈورے سرخ ہوگئے اور ہاتھ نازنین کیطرف پھیلائے عاشقانہ اشعار پڑھنے لگا وہان
وہ جانور صحرائی یہ رنگ دیکھکر جل رہے تھے بس نہین تھا کہ ان دونون کو مارڈالین یا اپنی جان
دیدین لپک لپک کر قریب حصار کے آتے تھے اور اندھے ہوکر پھر پیچھے سرک جاتے
تھے لیکن جیسے ہی زیادہ بیتابی کے ساتھ ذوالخمار میکش جادو نازنین کی طرف

بڑھا نازنین پیچھے سرکی ذوالخمار اور آگے بڑھا نازنین اُٹھکر بھاگی یہ ساحر پیچھے دوڑا کہ واہ ری
جان جہان تڑپاتی ہو وقت پڑھا دیتی ہو اُٹھنا تھا کہ تھپیڑا ہوا کا لگا بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک
مارکر بیہوش ہوا سر تلے ٹانگیں اوپر نازنین نے نعرہ کیا کہ باش او قزاق منم عمرو ثانی کی
گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت روی اور جھپٹ کر خنجر مارا کہ جگر کو اُس کے چاک کر ڈالا اتنے میں
ذوالخمار میکش کا سارا نشہ ہرن ہوگیا پھڑکنے لگا پھر خاک اُڑانے لگے آوازیں آئے نگین کہ مارا
جوان کشتی یعنے نام من ذوالخمار میکش جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم
جب علامات سحر برطرف ہوئے دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام زشت رو کی زمین پر پڑی
ہوئی ہے وہ جلاوران صحرائی مثل انسانوں کے سکتے میں کھڑے ہیں ایک دوسرے کو نہایت تعجب سے
دیکھ رہا ہے بلکہ باہم پوچھ رہے ہیں ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بھئی تم تو اپنی اصلی ہیئت پر
نظر آتے ہو لیکن ہماری صورت کیا ہے ہم بھی آدمی ہوئے یا نہیں وہ شیر جو ہیک ہیک کر آتا
تھا دیکھا ایک جوان خوش رو کیطرح استادہ ہے چہرے سے شان شاہی وشہریاری نمودار
ہے ادھر عمرو نے سلام کرکے اپنی صورت اصلی دکھائی وہ جوان یعنے ملک مروارید گوہر بار کوہی
عمرو سے ملاقی ہوا اور نہایت شکریہ ادا کیا کہ آپ نے وہ احسان کیا ہے کہ تا زندگی سر
نہیں اُٹھ سکتا نہ یہ ملعون مارا جاتا نہ ہم قید سے چھوٹتے غضب کیا تھا اُس کافر نے کہ آدمی
حیوان بنا دیا تھا لیکن برا ہے خدا یہ تو فرمایئے کہ زوجہ اُس شخص کی کہاں ہے عمرو نے کہا نہ
گھبراؤ اور بہت تعریف کی کہ عورت تمھاری نہایت پارسا ہے ایسی پاکدامن عورتیں کہیں
ہوتی ہیں یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا اور زنبیل سے نکالکر اسکی زوجہ کو اُسکے سپرد کیا وہ زن
پارسا بھی اپنے شوہر کو دیکھکر پہلے تو حیرت کے عالم میں کھڑی رہی بعد اُسکے عمرو کا شکریہ
ادا کیا خواجہ کو نہایت غصہ آیا اور فرمانے لگے کہ عجب دستور یہاں کا میں دیکھتا ہوں کہ جو ہے
زبانی شکریہ بہت کچھ ادا کرتا ہے آپکی تعریفوں کو لیکر اوڑھیں بچھائیں کیا کریں ہمنے اچھا نہیں
کیا بلکہ بہت برا کیا جو ذوالخمار کو مارکر آپ لوگوں کو چھڑایا مروارید کچھ مسکرایا کیونکہ افسانہ
گویوں سے اکثر اسنے تعریف عمرو کے طامع ہونے کی سنی تھی مطلب سمجھ کے عرض کیا کہ خواجہ
آپنے جان وآبرو دونوں چیزیں بچائیں اسکا عوض کوئی دنیا میں نہیں کرسکتا سوا اسکے
کہ یہ جان آپ پر نثار کردیں جسے آپ نے بچایا ہے عمرو نے کہا تمھاری جان تمھیں مبارک
رہے نازنین نے کہا میں کنیز ہوں اور یہ سب بندہ بے دام عمرو نے کہا کیا خوب بندہ بے دام
کی ایک ہی کہی سب کو کھانا کھلانے کی فکر ہوئی میں باز آیا اگر ایسی باتیں کروگے تو میں بھاگ جاؤنگا
مروارید نے کہا خواجہ سلامت آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم کیسی سخت بلا میں مبتلا تھے آپ ہی نے
ہمیں بچایا اب جسوقت اپنے تخت سلطنت پر قابض ہونگا مال ودولت زر وجواہر سب کچھ
حاضر کردونگا بلکہ ساری سلطنت حاضر ہے عمرو نے کہا تمھاری سلطنت تمھیں مبارک رہے مجھے تم سے
ایک بات بھی دریافت کرنا ہے مروارید گوہر بار نے کہا ارشاد فرمایئے کہا انشاء اللہ
کہونگا ابھی تم ذرا راحت سے تو بیٹھ لو غرضکہ مروارید شاہ کو ہی سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے

اپنے تختگاہ مین آیا رعایا خوش ہوئی تو مین سلامی کی چھوٹین مروارید شاہ کو ہی نے غسل کیا لباس نوزیب جسم کرکے تاج مرصع سر پر رکھا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور سامان جشن مہیا کیا جسوقت نیر اعظم یعنے آفتاب تابان مسافت دن بھر کی اُٹھاتے ہوے تمام دشت آسمان کی خاک اڑاے ہوے افتان وخیزان خوابگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور نیر کوچک یعنے ماہ درخشان مع انجم تابان باعلم کہکشان و فوج فراوان تخت نیلی فلک پر جلوہ افروز ہوا تمام کوہ پر چراغان کیا گیا اور درختون مین قندیلیں آویزان ہوئین قریب قریب کے نخل تمامی سے منڈھے گئے اندرون شہر ہر سٹرک پر دورستہ تتر بندی تھی ایک بارگاہ آسمان جاہ استادہ تھی اسمین مروارید شاہ گوہر بار مسند عزت پر جلوہ افروز تھا پہلو مین شاہ عیاران عیار بیک طرار قوت صاحبقرانی یعنے عمرو ثانی جلوہ افروز تھے ساقیان سیمین ساق صراحی جواہر نگار و جام مرصع کار ہاتھون مین لیے ہوے حاضر تھے آواز نوشا نوش و نوشا نوش بلند تھی جام چل رہا تھا بموجب شعر بار آئی پہ بھرے بادہ گلگون سے پیمانہ ہو رہے لاکھین برس ساقی ترا آباد میخانہ + کسی کی زبان پر یہ فقرہ تھا شعر ترک مے کرتے ہی گھنگور گھٹا مین آئین + یہ بھی پھر سر تو بہ بلا مین آئین + کوئی زاہد خشک جو اتفاق سے صحبت کا یہ رنگ دیکھکر آ نکلا گیا تھا تو رندان بادہ نوش ہنس ہنس کر آپسمین کہہ رہے تھے شعر ساقیا حضرت واعظ کی تواضع تھی ضرور + وہ نہ پیتے نہ سہی منھ سے لگا دینا تھا + غرضکہ تا دیر محفل کا عجب رنگ رہا کسی کو غم دنیا دامنگیر نہ تھا بعد اسکے طوائفین حاضر ہوئین صحبت رقص وسرود گرم ہوئی ایک نازنین پری جمال وحور اخصال نے یہ غزل بلحن داؤدی گانا شروع کی غزل

اس ادا سے میرے بانکے کی کیا بسمل ہے مجھے
کھینچکر تلوار کہتا ہے کہ دیدو دل مجھے

دوستی مین ہوگا آگے بڑھکے کیا حاصل ہے مجھے
مین تو اسکو یاد رکھون بھول جائے دل مجھے

لے چلے ہین کوے الفت مین جناب دل مجھے
راستہ بتلاتے ہین یہ مرشد کامل مجھے

ظلم سے بڑھکر ہے مجکو تیری غفلت کا گلہ
ہاے اس نے تو نہین سمجھا کسی قابل مجھے

صورت تصویر بے حس کردیا ہے ضعف نے
اب کوئی پہلو بتا اے اضطراب دل مجھے

اپنے سر کی جب قسم دین وہ تو کیونکر کھاؤن زہر
بڑھکے مشکل سے ہوا ب اسانی مشکل مجھے

شان اُسکی دوست جبکر وہ دفا دشمن کرے
جی پہ اب کھیلے تو بس پھر جاننا قاتل مجھے

کیا ہے اُس قتال عالم کو ضرورت تیغ کی
ہاے جسکی سادگی نے کردیا بسمل مجھے

جوش طوفان خود ہے رہبر ناتوان کا مثل کاہ
موجین ہے بچاے کو آئین تا لب ساحل مجھے

یون ملا قاتل نے دل میرا کہ چلائی حنا
او ستمگر خون ناحق مین نہ کر شامل مجھے

بے بسی مین آدمی مرغ قفس سے کم نہین
ضبط پر بستہ کرے پھر کاٹے شوق دل مجھے

حال پروانے کا کیا ہوتا ہے قرب شمع سے
جلنے والا ہون سمجھ لے گرمی محفل مجھے

یہ طریق پردہ داری راز خود کرتا ہے فاش
روکتے ہو تم نالون سے سر محفل مجھے

اشک حسرت ہون سفر میرا عدم کا ہے سفر
قبر کی منزل بنے گی پہلی ہی منزل مجھے

شوق تنہائی مین اپنے سایہ سے لڑتا ہون روز
ایک دن اُس نے کہا تھا تو اکیلا مل مجھے

میں جفا کو جان لوں تمکو وفا کی قدر ہو
حالِ دل وہ پوچھتے ہیں چپ ہو میں اسوقت میں
تا در جاناں پہونچ لوں پھر کہونگا ضعف سے
ضعف نے بازو میں ہیں خستگیں خود گلا کیونکر کٹے
آرزو نادان تھا قاتل نے نہ مارا بڑھ کے ہاتھ

لیکے میرا دل ذرا تو دیدے اپنا دل مجھے
راز کہنے کو تو کہدوں پر یہ تو مشکل ہے مجھے
تیرا احسان اب نہ لکھ اُٹھنے کے بھی قابل ہے مجھے
کیا بُرے وقت آزماتا ہے مرا قاتل مجھے
یہ نہ سمجھا دیکھتا ہے کیوں مرا بسمل مجھے

جسوقت وہ نازنین ماہ جبین نے یہ غزل گائی سُننے والے جھومنے لگے عمرو کو ملکہ ماہ ناز پرور یاد آئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے گوہر شاہ کو ہی نے خواجہ کی طرف دیکھا چہرۂ زرد دل کے درد کا پتا دے رہا تھا اور اشک رواں حالِ گریان کی خبر دے رہے تھے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اگر نظر توجہ میرے شہر میں کسی طرح ہوئی ہو تو ابھی پکڑوا بلواؤن عمرو رونا بھول گیا بے اختیار ہنسی آگئی اور کہا اے گوہر شاہ یہ امر نہیں ہے میں جسکے واسطے روتا ہوں اُس کا ملنا امکان سے باہر نہیں بلکہ اپنے قبضے ہی میں سمجھنا چاہیے لیکن یہ غلط کی لغزش پرداز ہے کہ وہ کہیں ہے اور میں کہیں ہوں اگر اسوقت میں عشق و عاشقی کو دیکھتا تو خدا کو کیا منھ دکھاتا کہ تمام لشکر اسلام آفت میں پھنسا ہوا ہے بیٹے پوتے امیر کے اور سرداران نامی وگرامی جنہوں نے صورت مجسّم تمثال آئینہ رو کی دیکھ لی ہے وہ مرتد ہو گیا ہے سب گرفتار بلا ہیں مجھے خواب ہوا تھا کہ اُس طرف جاؤ اور خضران صحرا نشین کو چھڑاؤ تو تمثال آئینہ رو کا علاج معقول ہو لہٰذا اسی فکر میں یہاں تک پہونچا تمکو ہاتھ سے ذوالخمار سیکش کے نجات دی اب تم کوئی تدبیر بتاؤ کہ میں کیونکر گنبد ناپدید تک پہونچوں پھر خضران کو چھڑا لینا تو میرا کام ہے گوہر بار نے کہا خواجہ سلامت ایک شاگرد خضران کا ہے کہ نام اُسکا مقام صحرا نشین ہے وہ بھی اپنے اُستاد سے خلاف ہو کر تمثال آئینہ رو کا شریک ہو گیا ہے اُسکے پاس ایک غالیچہ ہے اگر کسی تدبیر سے آپ غالیچہ اُس سے لیں اور اُس غالیچہ پر بیٹھکر اُڑیں تو وہ آپ کو گنبد تک پہونچا دیگا باقی نہ میں اُس سے لڑ سکتا ہوں نہ چھین سکتا ہوں وہ بغیر عیاری کے غالیچہ ملنا دشوار ہے عمرو نے کہا کہ تم کسی طرح مجھے مقام تک پہونچوا دو پھر میں سمجھ لونگا گوہر بار نے کہا میں پہونچا تو دوں لیکن کس بہانے سے اور کیا کہکر عمرو نے کہا آپ ایک رقعہ اس مضمون کا لکھ دیجیے کہ یہ گویا فلان ملک سے ادھر نکل آیا تھا اور علم موسیقی میں نہایت کمال رکھتا ہے لہٰذا میں آپکی خدمت میں بھی روانہ کرتا ہوں یہ سن رکھنے کے لوگ ہیں مروارید شاہ نے کہا کہ کیا آپ علم موسیقی خوب جانتے ہیں عمرو نے کہا کہ ہاں کچھ تھوڑا بہت گاتا تو کیا ہوں رو لیتا ہوں مروارید شاہ نے کہا کہ اگرچہ گستاخی ہے مگر معاف فرمائیے گا اُس گاز کو تو اپنا گانا سنائیں اور ہمیں محروم رکھیں عمرو نے کہا کہ نہیں میں تمہیں بھی سنانے کو موجود ہوں مگر یہ سمجھ لو کہ میں جسوقت جیسا کام کرتا ہوں ویسا ہی ہو بھی جاتا ہوں اگر مثل گویوں کے کچھ انعام ملتا جائیگا تو میرا دل لگے گا اور خوب گاؤنگا اور نہیں تو خیر تمہاری خوشی کر دونگا مروارید شاہ نے کہا کہ بھلا ہم میں سے کوئی آپکے دینے کے قابل ہے ہاں جو کچھ ہو سکے گا نذر کرینگے عمرو نے کہا کہ آپ لوگ تکلف آمیز باتیں کرتے

ہیں اور میں تو ایک صاف گو آدمی ہوں مجھے چنیں چنان نہیں آتی الحاصل خواجہ عمرو نے جوڑی
ہفت پیوندی نکالی یہ وہی جوڑی ہے جسے خواجہ عمرو اول یعنے باپ انکے بجایا کرتے تھے
قفلیاں درست کرکے عمرو نے بجانا شروع کیا در و دیوار سے آوازیں آنے لگیں تمام بارگاہ کو
سروں سے بھر دیا جس راگنی کو بجایا تصویر سامنے کھڑی کر دی کبھی رلا دیا کبھی ہنسا دیا گویا
ساری محفل قابو میں تھی جسوقت عمرو خاموش ہوے بارگاہ میں سناٹا پڑ گیا ہر شخص بیٹھا جھوم
رہا تھا بعد کچھ دیر کے خواجہ عمرو ثانی یہ غزل بحسن داؤدی اس طرح گانے لگے

غزل

فریب او بت تری باتوں میں کھا کے
کسی نے مارا اتارہو رلا کے
یہ قسمت بھی نرالے ہیں جفا کے
وہ کمسن طوق منت کے بڑھا کے
پھنسا کر دل تری زلفوں نے ہالا
چلے جاتا وہ انکا منہ پھرا کے
چراغ صبحگاہی ہے میری زیست
کوئی کچھ کہہ رہا ہے ہاتھ اٹھا کے
کسی بیمار غم کی لے گئے جان
ہنسانے کا نہیں ہرگز رلا کے
اٹھا ای آرزو جب ورد دلمیں

خدا سے پھر گئے بندے خدا کے
جفا میں تم نے کیوں بدلے وفا کے
بگڑ جاتے ہیں وہ تہمت لگا کے
علاج سوز دل کو بھیدینا
تم تیچے تھے یہ نکلے ہیں قضا کے
وہ بت زنار پہنتا ہے جسکو
نفس رقت میں جھونکے ہیں ہوا کے
وہ میری چھیڑ اشاروں میں سپرز
کھلے بالوں سر بالیں وہ آگے
تڑپتا ہے کوئی تھامے کلیجا
تو ہم رہ رہ گئے پہلو دبا کے

لیا تھا دل کو جس نے مسکرا کے
ہم اب پچھتا رہے ہیں دل لگا کے
کسی کو آج پہنائے کا بیڑی
حنائی ہاتھ سے اپنے چھڑا کے
وہ میری منتیں دم بھر ٹھہر جاؤ
ستم ہے واسطے دیکر خدا کے
مرے حق میں جو کچھ ہو سو ہے یارب
وہ رہجاتا ترا تیوری چڑھا کے
رلاتا ہے ہنسا کر چرخ اکثر
الٹے او جانے والے منہ پھرا کے

غرضکہ عمرو ثانی نے ایسا گایا کہ گویے تک کان پکڑتے تھے کہ ہمنے ایسا کسی کلاونت بچہ کو بھی نہیں سنا جیسا یہ عطائی ہے اسی
ہنگامے میں پوپھٹی آثار سحر نمایاں ہوے چراغ بھڑک بھڑک کر خاموش ہو گئے شمعیں جھلملا
جھلملا کر ٹھنڈی ہو گئیں آسمان پر سپیدۂ سحری نمودار ہوا تیرگی شب دفع ہونے لگی مرغان باغ کی
چہکنے کی صدائیں آنے لگیں وہ صحبت برخاست ہوئی ہر ایک خدا پرست نے وضو کیا نماز سحری بجا
لایا جب نماز سے فرصت ہوئی رات بھر کے جاگے ہوے تھے آرام کیا قریب سہ پہر کے سو کر اٹھے
ہاتھ منھ دھویا کھانا کھایا عمرو نے مروارید گوہر بار سے کہا کہ اب مجھے رخصت کرو مروارید
شاہ نے کہا کہ آپ نے بہت زحمت اٹھائی ہے ابھی دو چار روز اور قیام کیجیے کہ تھکن دور ہو
عمرو ثانی نے کہا کہ اب اپنی راحت کو دیکھوں یا امیر ثانی کے آرام کا خیال کروں اور اے
مروارید شاہ انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو جب ان آفتوں سے نجات ہوگی تو میں
تمھاری ملاقات امیر سے کراؤنگا خلق صاحبقرانی مشہور خلائق ہے تم نہایت خوش ہوگے اور
انشاء اللہ بعد فتح جنگ تمکو جشن صاحبقرانی میں شریک کرکے اپنا گانا سناؤنگا دیکھنا زینت اس
بارگاہ کی جہاں اسوقت پانچ ہزار پانچسو پچیس تلور لیے بیٹھے ہیں جنمیں سے ہر ایک رستم وقت
و افراسیاب زمانہ ہے بس اب رقعہ لکھنے میں عجلت کرو اور بنام قمقام صحرا نشین جلد رقعہ لکھدو
مروارید شاہ کو بھی نے قلم دوات طلب کیا اور ایک رقعہ شوقیہ بنام قمقام صحرا نشین

اس مضمون کا ترجمہ کیا کہ ای برادر بجان برابر یہ کلاونت نہایت اعلیٰ درجہ کا علم موسیقی کا جاننے
والا ہے حسب اتفاق اس طرف بھی نکل آیا مین نے سنا واقعی مین آجتک ایسا گانا نہ سنا تھا لہذا
اسکو مین تمھارے پاس روانہ کرتا ہون اگر سنوگے تو بہت خوش ہوگے ایسا گویا تمنے بھی کبھی نہ
سنا ہوگا جسوقت نامہ تمام ہوا عمرو ثانی نے رقعہ اپنے پاس رکھا اور رخصت طلب کی مروارید شاہ
نے بہت کچھ دیکر خواجہ کو رخصت کیا عمرو ثانی رقعہ لیتے ہوے کوہ تاریک سے اُترکر جانب
صحراے قمقامیہ روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل جسوقت صحراے قمقامیہ
مین گذر ہوا دیکھا کہ صحراے پر بہار ہر انواع و اقسام کے درخت لگے ہوے ہین طائران
مختلف اللون زمزمہ کر رہے ہین وسط صحرا مین ایک بنگلہ نہایت عظم و شان کا معلوم ہوتا ہے
اُسکی چوٹی پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی عمرو قریب اُس بنگلہ کے پہونچا طائر
اُڑ گیا لیکن عمرو نے اُس طائر کو اُڑتے ہوے نہ دیکھا تھا جسوقت دروازہ پہ پہونچا دربان سے
کہا کہ اطلاع کرو کہ فرستادہ ملک مروارید کوہی حاضر ہے دربان نے جاکر عرض کی قمقام
صحرا نشین نے کہا بلاؤ جب عمرو سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک مرد معقول مرگ چھالا بچھاے
بیٹھا کچھ پڑھ رہا ہے عمرو کو دیکھتے ہی اُسنے پڑھنا موقوف کیا عمرو نے سلام کیا دعا دی کہ اعلیٰ
اعلیٰ مراتب رہین قمقام کچھ مسکرایا اور پوچھا کہ آپ کون ہین کہان سے آنا ہوا اور یہانتک آنے کی
کیا وجہ ہوئی عمرو نے کہا یہ کچھ نہ پوچھیے کہ کہانسے اور کیونکر آنا ہوا تباہی کا مارا فلک کا ستایا ہون
قوم کا گویا ہون میرے بزرگ اس علم کو خوب جانتے تھے چنر تھوڑا بہت پیٹ پال لینے بھر کا
مین نے بھی حاصل کر لیا ہے اُسی سے لوگون کو رجھا کر آپ ایسے امیرون سے کچھ نہ کچھ لے مرتا ہون
اُسیمین بسر اوقات ہوتی ہے ایک زمانے مین ملک سبا نگل نہایت آباد تھا لقا کی خداوندی تھی
میرے بزرگ وہین رہتے تھے خدا برا کرے اِن خدا پرستون کا کہ جب اِنکا قدم نامبارک وہان
پہونچا خاک اُڑنے لگی خداوند کو ایسا ستایا کہ وہ عاجز ہو کر آسمان پر جا بیٹھے وہ تو اچھے رہے
بندون پر تباہی آئی کچھ تو مارے گئے کتنون نے تبدیل مذہب کر لیا کتنے ہم ایسے تباہ ہو گئے
جب اس طرح بسر ہوتی تھی کہ ہم لوگ نہ جانتے تھے کہ خشکے کا پیڑ کیسا ہوتا ہے اب اس گت کو پہونچے کہ
ملک ملک صحرا صحرا کی خاک چھانتے پھرتے ہین اب اگر ہمسے پوچھیے تو دہقانی بھی وہ باتین نہ جانتے ہونگے
جو ہمین معلوم ہین اُنھون نے کبھی وہ درخت خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے جنکے پھل کھا کر ہمنے
برسون زندگی گذاری ہے اِسی تباہی مین اِس غلام کا اس طرف نکل آنا ہوا پہلے مروارید شاہ
نے میری قدر و منزلت میری لیاقت سے زیادہ کی اور بہت کچھ دیا کیا اچھا رئیس ہے ایسے ہی امیرون
کی بدولت ہم ایسے غریب پرورش پاتے ہین کہ بیٹھے خود بخود کچھ دیا اب ایک رقعہ حضور کے
نام لکھکر بیان مجکو روانہ کیا ہے کہ یہانسے بھی کچھ مجکو ملجائے قمقام نے کہا وہ رقعہ کہان ہے
عمرو نے رقعہ نکالکر پیش کیا قمقام نے رقعہ پڑھا ہنوز رقعہ ہاتھ ہی مین تھا کہ ایک طائر
ہفت رنگ جسے عمرو نے بنگلے پر بیٹھا دیکھا تھا زفیلتا ہوا آیا اور ایک دوسرا رقعہ ہاتھ مین
ملک قمقام صحرا نشین کے دیا عمرو اس طائر کو دیکھکر سمجھا کہ خدا خیر کرے لیکن یہ کارخانہ سحر

کا تو نہین ہے ایسا نہو اس طلا نے میری پوری پوری خبر دی ہو اور قمقام ہوشیار ہوجائے تو پھر کچھ نہ بنے گی
انھون نے گلیم اوڑھنے کا قصد کیا تھا کہ قمقام نے ہنسکر کہا اے خواجہ عمرو ثانی آپ خوف نہ کریں
مین دشمن نہین بلکہ دوست ہون مین تو اسی وقت کا منتظر تھا کہ کسی طرح آپ تشریف لائیں استاد نے
یہی زمانہ آپ کی تشریف آوری کا مجھ سے بتایا تھا اور مجکو آپ کمثال آئینہ رو کا دوست نہ سمجھیں
مین نے استاد خضران صحرا نشین ہی کی صلاح سے اپنا ظاہر بدل دیا تھا بھلا یہ کوئی عقل کی بات تھی
کہ مین اپنے محسن کو چھوڑ کر اسکے دشمن کا شریک ہوتا مگر مجبوری یہ تھی کہ بغیر اسکے چارہ نہ تھا مین
مسلمان ہون کافر نہین ہون کیا آپ کو وہ حدیث نہین یاد ہے کہ کل امور ہونگے باوقاتہا لہذا وہ
وقت آگیا یہ باتیں سنکر عمرو کو سکتا ہو گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے ایسا نہو یہ دغا کرے پھر بشرہ پر جو قمقام
کے خیال کیا تو روشن پایا دل سے کہا کہ نہین ایسا تو معلوم نہین ہوتا کہ یہ دغا کرے اور اگر بالفرض
دغا کریگا بھی تو یہ اسکا ایمان آواز دی کہ اے قمقام اگر تم یہ باتیں سچے دل سے کہتے ہو تو فہو المراد اور اگر
تمھارے دل مین دغا ہی ہوگی تو دوسرا کلام الہی مین بھی تمھین سنائے دیتا ہون کہ لا تتحرک ذرۃ الا
باذن اللہ جس پروردگار عالم نے ہزار بلاؤن سے بچا کر یہان تک پہونچایا اور ہر وقت سخت مین کام
آیا وہی اب بھی بچانے والا ہے یہ کہکر پاس قمقام صحرا نشین کے بیٹھ گئے قمقام نے جرأت
عمرو ثانی پر آفرین کہی اور کہا کہ ابھی کچھ ساعتون مین وقفہ ہے اگر آپ اسوقت تشریف لیجائینگے
تو مبادا کوئی افتاد پڑے لہذا شب کو آپ یہین استراحت فرمایئے مین آپکی نگہبانی کرونگا
جسوقت صبح ہوگی تو غالیچہ حاضر کرونگا آپ اسپر سوار ہوکر جائیے گا اور استاد خضران
صحرا نشین کو چھڑا لایئے گا عمرو نے دعوت اسکی قبول کی آج شب بھر عمرو ثانی قمقام کے مہمان
رہے جب صبح ہوئی نماز سحری سے فراغت حاصل کی قمقام سے کہا کہ اب دیر مناسب نہین ہے
قمقام نے اسی وقت غالیچہ صندوق سے نکالا اور سامنے عمرو ثانی کے لاکر رکھا عمرو نے
غور سے دیکھا تو حاشیہ پر دو اسم لکھے ہوے ہین قمقام سے پوچھا کہ یہ کیا اسرار ہے قمقام نے
عرض کی کہ خواجہ یہ اسم جو داہنی جانب لکھا ہوا ہے اور یہ بسم اللہ تحریر ہے جسوقت
آپ غالیچہ پر بیٹھکر اسے تین مرتبہ پڑھیے گا تو یہ اپنی جگہ سے بلند ہوگا اور جس طرف کا اشارہ کیجیے گا
ادھر روانہ ہوگا اور یہ غالیچہ مانند بساط کے ہو جائیگا اور جس مقام پر گنبد ناپدید ہے
وہان پہونچکر قائم ہو جائے گا پس جب آپ یہ دوسرا اسم پڑھیے گا اسوقت گنبد ظاہر ہو جائیگا اور
دریچہ گنبد کا کھلا ہوا نظر آئیگا بلکہ وہ درویش کامل یعنی خضران صحرا نشین آپکو ایک تخت پر لیٹا ہوا
دکھائی دیگا اسکے بعد جو آپ سے بن پڑے وہ کیجیے گا عمرو نے کہا بہتر اور جلدی سے غالیچہ بچھا کر
اسپر بیٹھ گئے اور کہا کہ لے اب ہمتو رخصت ہوتے ہین اگر بن پڑا تو انشاء اللہ تمھارے استاد کو
چھڑا کر لاتے ہین اور وہ اسم پڑھنا شروع کیا جیسے ہی تین مرتبہ پڑھکر اس اسم کو تمام کیا
غالیچہ اپنے مقام سے اڑا اور مانند بساط سلیمانی کے ایک جانب سن سن روانہ ہوا عمرو کو اسوقت
عجیب لطف حاصل ہو رہا تھا کہ تمام دنیا زیر نگاہ تھی علاوہ اسکے منزل مقصود پر پہونچنے کی
خوشی سب سے بڑھی ہوئی تھی کہ اب بہت جلد خضران صحرا نشین کو چھڑا لائینگے لشکر اسلام کو

شہر تمثال آئینہ رو سے بچائین گے الحاصل ایک مقام پر پہونچکر وہ غالیچہ جسپر عمرو سوار تھے قائم
ہوا جس سے یہ ظاہر تھا کہ مقام گنبد کا یہی ہے لیکن گنبد نظر نہ آتا تھا ساتھ ہی عمرو ثانی کو خیال
ہوا کہ جلد وہ اسم پڑھ تا کہ گنبد دکھائی دے فوراً اسم ثانی جو حاشیہ پر تحریر تھا پڑھنا شروع
کیا جیسے ہی وہ اسم تمام ہوا تمام پردے جو آنکھوں پر نظر بندی کے پڑے ہوئے تھے دفعۃً اٹھ گئے
اور ایک گنبد بلا نظر آیا کہ دریچہ اسکا بھی پہلے بند تھا مگر اب خود بخود کھل گیا دیکھا عمرو نے کہ
ایک مرد پیر با چادر سفید ناتوان ولاغر پلنگ پر پڑا ہوا ہے فقط نفس کا شمار یہ بتا رہا ہے
کہ ابھی زندہ ہے ورنہ اس مین اور مردے مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا ایکبار اس پیر مرد نے
آنکھ کھولی اور طرف عمرو ثانی کے دیکھا عمرو ثانی نے کہا السلام علیک ای درویش کامل
یعنی خضران صحرا نشین ہوشیار ہو جاؤ کہ تمھاری رہائی کا وقت قریب آگیا ہے بڑے افسوس کی
بات ہے کہ تم ایسا مرد باخدا اور ایسے کافر مرتد کو اس طرح کی تسی بنائے کہ وہ تمام زمانے
مین کفر کو پھیلائے ہوئے ہے اور دعوی خداوندی کا کر رہا ہے اور علاوہ اسکے آپ نے بھی کوئی
ہوشیاری نہ کی کہ اس طرح گرفتار پڑے ہوئے ہو کچھ کر نہین سکتے ہو یہ اسی کیے کے
اعمال تم بھگت رہے ہو جسکی بدولت لشکر امیر بلکہ سرداران فرزندان صاحبقران ہاتھ سے
تمثال آئینہ رو کے دروازہ دوزخ تک پہونچ گئے لاکھون نے سجدہ کیا اور کافر ہو گئے
خضران صحرا نشین یہ سنکر رونے لگا کہا ای خواجہ سلامت خدا تمکو یہان تک لایا بیشک جو کچھ تمنے
کہا سب بجا ہے بلکہ مین اس سے زیادہ عذاب کا مستحق تھا یہ تو اس رحیم و غفار نے کچھ بھی معاوضہ نہین
کیا اب ان باتون کو تو خیر جانے دیجیے جسکی پشیمانی تا عمر رہیگی اسکی سزا آپ پھر مجھے دے لیجیےگا
برائے خدا جلد مجھے اس قید سے رہا کیجیے کہ اس ملعون کی کوئی فکر کیجائے عمرو نے کہا دریچہ کھلا
ہوا ہے نکل آؤ مین تو سامنے کھڑا ہون جو کوئی تمھارے قریب آنے کا قصد کرے گا حقہ آتشبازی
مارکر زندہ پھونک دونگا درویش ہنسنے لگا اور کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین مین یہان سے قدم تو
اٹھا نہین سکتا جبتک اس گنبد کے اندر ہون بیکار ہون یہ خاص سحر ہے تمثال آئینہ رو کا جیسے
عالم خواب و غفلت مین مجھپر اثر کیا اور مین گرفتار بلا ہو گیا یہ بھی عنایت پروردگار سے تھا کہ
نہ وہ مجھے قتل کر سکا نہ میرے جسم کو کوئی صدمہ پہونچا سکا عمرو نے کہا یہ سب صحیح ہے لیکن تم ایسے کامل
کے لیے اتنی ہی گرفتاری کیا کم ہے جس نے مرنے سے بدتر کر دیا درویش نے عرض کی کہ اسکا سبب
مین عرض نہین کر سکتا بس اسکی مثال یہی ہے کہ امر کا اسم اعظم کیونکر بند ہو جاتا ہے وہی حالت بلا تشبیہ
میری بھی سمجھ لیجیے اور اب باتون مین دیر نہ کیجیے جلد غالیچہ سمیت کھڑکی کے اندر آجایئے اور مجکو
اٹھا کر اسی غالیچہ پر ڈال کر باہر نکل چلیے کہ سوا اسکے میری رہائی کی دوسری صورت نہین ہے
اور یون اگر یہ دریچہ ہزار برس بھی کھلا رہے تو مین نہین نکل سکتا نہ کوئی دوسرا مجھے نکال سکتا
ہے پھر گنبد سے باہر نکلکر ابھی اس گنبد کو آپ کے سامنے دیکھیے گا کہ کسطرح مٹا دیتا ہون یہ سنکر
عمرو نے غالیچہ کو اشارہ کیا غالیچہ مثل مرکب حرکت کرکے برابر پلنگ کے پہونچگیا عمرو نے دونون
ہاتھون سے بسم اللہ کہکر درویش کو اٹھایا اور غالیچہ پر ڈال لیا اور جس طرح داخل ہوئے تھے اسیطرح

واپس آئے درویش کو زمین پر لاکر بٹھایا اور پوچھا کہ کچھ بھوک پیاس تو نہیں ہے خضر ان نے
کہا کہ بھوک بھی ہے مگر اس صحرا میں ممکن کیا ہو سکتا ہے اور اگر ممکن بھی ہے تو میں بغیر نہائے کچھ کھا نہیں
سکتا اور پانی بھی یہاں کہیں نہیں ملیگا عمرو ثانی نے کہا کہ یہیں سب کچھ مہیا ہو جائیگا درویش نے
حیرت سے عمرو کی جانب دیکھا عمرو کو اسکے حیرت کرنے پر غصہ آیا اور زنبیل میں ہاتھ ڈال کر
چار راوٹیاں اور خیمہ نکالکر رکھا اور کچھ لوگ نکالنا شروع کیے کہ سب کے سب کاغذی ٹوپیاں
پہنے ہوئے تھے اُنھوں نے وہ راوٹیاں استادہ کرنا شروع کیں آن واحد میں خیمہ اور راوٹیاں
کھڑی ہو گئیں اب عمرو نے اُسکا سامان مثل شیشہ آلات وغیرہ اور ظروف ضروری نکالے اور
انھیں آدمیوں نے سب کو قرینے سے سجا اسکے بعد عمرو نے جال مارکر اُن سب آدمیوں کو تو پکڑ کر داخل
زنبیل کر لیا اور اب کچھ حمامی نکالے کہ کھیسے اور کنگھی اور کسوت وغیرہ سب سامان حمام کا لیے
ہوئے تھے اُن سب کو ایک راوٹی کے اندر بھیجدیا اور درویش سے کہا کہ لے نہائیے ابتو خضران
صحرا نشین کے ہوش اُڑے کہ اللہ اکبر عمرو بڑے پایہ کا شخص ہے ہم اسے ایسا نہ جانتے
تھے یہ اتنا بڑا سامان ایک چھوٹی سی تھیلی میں سے نکل آیا کیا خداوند کریم نے اسے
صاحب معجزات وکرامات کر دیا ہے عمرو نے کہا آپ متحیر نہوں اگر کہیے تو ایک بارگاہ اسی وقت
اتنی بڑی برپا کر دوں کہ تمام صحرا مملو ہو جائے اور جگہ باقی نہ رہے غرضکہ بعد تعجب بسیار کے
درویش داخل حمام ہوا اُن حمامیوں نے خوب مل مل کر نہلایا عمرو زنبیل سے پانی کے گھڑے
نکالکر دیتا جاتا تھا اور وہ حمامی درویش کو نہلاتے جاتے تھے جب غسل سے فراغت ہوئی
تو خاص تراش حاضر ہو گیا اُسنے خط بنایا ناخون بھی تراشے کہ برسوں میں مثل ریچھ کے بال
اور ناخن بڑھ گئے تھے جب ان سب کاموں سے فراغت ہوئی عمرو نے حمامیوں کو بھی پکڑ پکڑ کر
داخل زنبیل کر لیا اور درویش کو ہمراہ لیے ہوئے دوسری راوٹی میں چلے گئے وہاں دیکھا تو
پیشتر سے کھانا ہر قسم کا چنا ہوا ہے درویش نے دل میں کہا کہ واقعی میں عمرو بہت بڑا شخص ہے
اسکا مثل ونظیر نہیں ہے اسی مقام پر سب چیزیں مہیا کر دیں جسکو یہ سامان بہم ہو جائیں اُسکے آگے
بادشاہی کی بھی حقیقت نہیں ہے کیونکہ اس محل پر بادشاہ کی حکومت بھی کس کام آسکتی ہے جب
کھانے سے بھی فرصت ہو گئی تو عمرو درویش کو تیسری راوٹی کی طرف لیگیا دیکھا درویش نے
کہ سجادہ بچھا ہے آفتابہ وضو کے واسطے تیار ہے درویش نے جلدی سے وضو کرکے دو رکعت نماز شکر
پڑھی توبہ و استغفار کیا بعد اسکے عمرو درویش کو لیے ہوئے چوتھی راوٹی میں گیا آسے خالی
چھنکا دیا اور دونوں مسکراتے ہوئے بیٹھے درویش نے کہا واہ خواجہ تمھارا مثل وجواب نہیں
ہے اس جنگل میں منگل یہ خداوند کریم وقدیر نے تمھارے ہی واسطے یہ بات عطا فرمائی ہے جب
چاروں راوٹیوں سے ہو لیے کہ یہ چوتھی راوٹی پاخانہ کی تھی مطلب عمرو کا یہ تھا کہ اگر
ضرورت ہو تو ہر قسم کا سامان راحت مہیا ہے غرضکہ اب عمرو درویش کو خیمہ میں لایا دیکھا درویش
نے کہ ایک مسند جواہر نگار صدر میں بچھی ہے اسپر ایک چھوٹا شامیانہ کھچا ہوا ہے آلات جواہر نگار نصب ہیں
کل سامان شاہانہ موجود ہیں درویش نے عمرو کی بہت تعریف کی اور کہا کہ میں آپکی اس دعوت

کا ممنون ہوا انشاء اللہ جب خدا چاہیگا تو مین بھی نان ونمک حاضر کرونگا لیکن ابھی مجبوری ہے
یہ کہکر کہا کہ اب اِس سب سامان کو آپ جس مقام سے آیا ہو مین پہونچا دیجے اور مین اِس
گنبد کو مٹا لون تو یہان سے چلنے کی تیاری کرنا چاہیے کیونکہ وہان ایسا نہو کہ امیر یا تو قید بھی گرفتار
بلا ہو جائین یہ کہکر درویش کچھ دور صحرا مین چلا گیا اور تھوڑی سی زمین کھودی اسمین سے ایک
صندوقچہ اور ایک آئینہ نکالا اور پاس عمرو کے آکر صندوقچہ نذر دیا عمرو نے کہا کہ اسمین کیا ہی
درویش نے کہا یہی کچھ کنکر پتھر جو کچھ مجھے نصیب تھا آپ کے واسطے جمع کر رکھا تھا وہی حاضر
کیا ہے اگر قبول افتد زہے عز و شرف عمرو نے کہا بھئی تمھاری عنایت سر آنکھون پر بھلا مین انکار
کر سکتا ہون تم ابھی مجھے جانتے نہین ہو مین تو آزاد اور بے تکلف دوست ہون جو شی جسکی
پسند آگئی وہ مانگ لی لیلی بشرطیکہ اُسکو سمجھ لیا کہ دیدیگا ورنہ خدا کی عنایت سے مین خود بھی محتاج
نہین ہون ہان ایک لت پڑ گئی ہی مجھے بھی شوق ہو گیا ہی کہ جو مال اچھا دیکھا اُسے اپنے قبضہ
مین کیا غرضکہ عمرو نے صندوقچہ درویش سے لیکر کھولا دیکھا کہ جواہر بیش بہا سے مملو ہی جگ جگ
کر رہا ہی آنکھون کو چکاچوند ہوتی ہی عمرو نے جلدی سے بند کر کے داخل زنبیل کر لیا اب درویش
نے غلاف آئینہ پر سے اُتارا اور عمرو سے کہا کہ آئیے تماشا دیکھیے کہکر گنبد نا پیدا طلسم
باسمے ہوتا ہی عمرو ہمراہ درویش کے قریب گنبد آیا درویش نے کچھ پڑھکر عکس آئینہ کا
گنبد پر ڈالا کہ تڑاکے کی صدا آئی تمام صحرا تھرا گیا اور سارا گنبد دھوان ہو کر نیست و نابود
ہو گیا عمرو نے درویش کی نہایت تعریف کی اور پوچھا کہ اب کہان چلین درویش نے کہا اب
وہان چلیے جہان سے آپ اِس غالیچہ پر بیٹھکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ بہتر غرضکہ پھر دونون
آدمی غالیچے پر بیٹھے اور اسم پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا غالیچہ بدستور سابق اپنی جگہ سے
بلند ہوا اور طرف صحرائے قمقامیہ کے روانہ ہوا وہان قمقام صحر النشین اپنے بنگلے سے نکلا
ہوا منتظر بیٹھا تھا آنکھین آسمان کی جانب لڑی ہوئی تھین کہ دیکھیے خواجہ سلامت اُستاد کو لیکر
کب آتے ہین کہ یکایک جانب شمال سے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اور اُسپر دو آدمی نظر آئے قمقام
برائے تعظیم کھڑا ہو گیا بلکہ خوشی کے مارے اُچھلنے اور کودنے لگا کہ اُستاد آگئے اور یہ ٹکڑا ابر
وہی غالیچہ تھا غرضکہ غالیچہ بروے زمین اُترا قمقام صحر النشین اُستاد کے گرد پھرا قدمبوسی
کی خضران نے کہا اے قمقام تو نے حق دوستی و شاگردی ادا کیا جو اسوقت تک اِس غالیچہ کو
اُس دشمن کی نظر سے بچا کے رکھا جسکی بدولت آج رہائی نصیب ہوئی ورنہ اگر خواجہ
عمرو یا تنگ آتے بھی تو بظاہر چھوٹنے کی کوئی تدبیر نہ تھی اور یون تو پروردگار عالم کی قدرت
خلاف قیاس ہوا کرتی ہی غرضکہ ایک روز قمقام کی دعوت مین صرف ہوا اب بصلاح خواجہ
عمرو ثانی خضران صحر النشین و قمقام درویش یہ تینون آدمی طرف کوہ تاریک کے روانہ
ہوے وہان ہرکارون نے خبر ملک مروارید شاہ کو سہر بار کوہی کو پہونچائی کہ خواجہ عمرو ثانی
نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ خضران صحر النشین کو چھڑایا اور قمقام درویش کو بھی اپنا
مطیع بنایا اب تینون آدمی اِس طرف آتے ہین یہ خبر سنکر مروارید شاہ بہت خوش ہوا اور مع امراء

وزرا برائے استقبال خواجہ عمرو ثانی روانہ ہوا راہ میں ملاقات ہوئی مروارید عمرو ثانی پر سے
زر نثار کرتا ہوا اپنے ملک میں لایا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا یہ تینوں آدمی ہمراہ
مروارید شاہ کے آکر بارگاہ میں بیٹھے باتیں اِدھر اُدھر کی ہونے لگیں اتنے میں خضران فصیح التبیین نے
کچھ دیر سکوت کیا ہر شخص خضران کے سکوت کی طرف متوجہ تھا کہ کیا امر ہے اتنے بڑے
دور اندیش شخص کا سکوت خالی از علت ہو نہیں سکتا جسقدر ہر شخص کو خضران کی رہائی کی
خوشی ہوئی وہ سب عالم محویت سے مبدل ہوگئی بعد کچھ دیر کے خضران نے زانوے تفکر سے
سر اٹھایا اور کہا اے خواجہ عمرو ثانی افسوس ہے کہ مجھے بڑی تمنا تھی قدمبوسی امیر ثانی کی مگر میرے
مقدر میں نہ تھا کہ وہ شہریار عالی وقار میری نماز جنازہ پڑھاتے اب وقت میری زندگی کا
قریب ختم ہے یقین ہے کہ کل نماز ظہر کے وقت تک میں اور زندہ رہوں لہذا میں چند وصیتیں کرتا ہوں
انھیں سب صاحب ذرا غور سے سنکر یاد رکھیں اور اسپر عمل کریں اول تو یہ کہ میں توبہ کرتا ہوں
اپنے ان اعمال زشت سے جنکا ظہور مجھے لایعقل ہونے کے درجہ تک پہونچائے دیتا ہے یعنے تمثال
آئینہ رو ایسے کافر مرتد کو میں نے ایسے اسمائے بزرگ کیوں دیدیے جنکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے
ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر کے اپنا مطیع قرار دیا آپ جناب میری توبہ کے شاہد رہیے گا
دوسرے یہ کہ جب میں مرجاؤں تو مجکو اسی ملک مروارید میں دفن کرا دیجیے گا تیسرے یہ کہ
قمقام درویش یہ شاگرد میرا ہے اسے میں اپنا سجادہ نشین کرتا ہوں چوتھی یہ وصیت آخری
خواجہ عمرو ثانی آپسے ہے کہ امیر ہاتو قمر سے میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ میری مغفرت
کی دعا کریں اور اگر شاید کبھی اس کوہ کی جانب نکل آتا ہو تو قبر پر مجھ گنہگار کی فاتحہ پڑھ دیں کہ
مجھ سے عذاب برزخ کم ہو اور اے خواجہ عمرو ثانی اگر انسان ہزار برس جیے تو انجام یہی ہے اگر
کروڑ برس جیے تو یہی نتیجہ ہوتا ہے افسوس کہ انسان اپنے انجام پر مطلق نظر نہیں کرتا اور حیات
مستعار پر بھروسا کرکے اس تھوڑی زندگی کو راحت سے بسر کرنے کے لیے تمام زمانے کی پریشانی
لیتا ہے ہزاروں کے گلے کٹ جاتے ہیں سیکڑوں کے خون ناحق ہو جاتے ہیں کتنوں پر ظلم
ہو جاتے ہیں آہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تھوڑی زندگی اگر راحت ہوگی تو بسر ہو جائیگی اور تکلیف ہوگی
تو گذر جائیگی اور وقت گذر جانے کے بعد نہ راحت کی لذت باقی رہتی ہے نہ مصیبت کی تکلیف نظر
آتی ہے مگر انسان چند روزہ راحت کی فکر میں ابد الآباد کے عیش سے دست بردار ہو جاتا ہے شعر

پاؤں تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے
کاسہ سر انکے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوے

اے خواجہ فلاں فلاں مقام پر میرا مال اسقدر گڑا ہوا ہے اسمیں آپ ایک تو یہ کام کیجیے گا کہ جو کچھ
میری تجہیز و تکفین میں صرف ہو وہ صرف کیجیے گا اور ایک مقبرہ تیار کروا دیجیے گا باقی جو کچھ بچے
وہ آپ کا حق ہے خواہ غربا و مساکین کو تقسیم کر دیجیے گا یا جس کام میں چاہیے صرف کیجیے گا آپ
اسکے مالک ہیں اور تمثال آئینہ رو کی بس یہی حقیقت ہے کہ جبتک وہ تختی اسکے پاس ہے اسوقت تک
جو شخص اسکی صورت دیکھے گا اپنے پروردگار حقیقی کو ایسا بھولیگا کہ تا زندگی ہوش میں نہیں آئیگا
یہ آپ سن رکھیے کہ جو لوگ برگشتہ ہو چکے ہیں وہ اگر تمثال اب بھی مارا جائیگا تو ہوش میں نہ آئیں گے

اُنکا علاج یہ ہے کہ فلان مقام پر جو ایک درخت ہے اُسکی جڑ میں ایک صندوقچہ آہنی گڑا ہوا ہے اُسمین
ایک کاسۂ چہل کلید ہے جب اُسکا پانی اُن بیکے ہوے لوگون پر چھڑکا جائے اور پلایا جائے تو ہوش
مین آئینگے ورنہ ممکن نہین اور یہ تعویذ جسکے بازو پر بندھا ہوگا تمثال آئینہ رو ہزار تقاضے
اُلٹ اُلٹ کر اپنی شکل تجس دکھائے لیکن کوئی اثر نہوگا اور یہ غالیچۂ سلیمانی جس مقام پر تم
کہوگے وہان تمکو پہونچا دیگا بس یہ سامان قتل تمثال کے واسطے کافی ہے جسوقت خضران کی نصیحتین
تمام ہوئین خوشی ان سب کی مبدل بہ غم ہوگئی سب رونے لگے مروارید شاہ کی آخری دعوت
خضران نے قبول کی سب نے کھانا ساتھ کھایا شب عجب عبرت کے ساتھ بسر کی جب
صبح کے آثار نمایان ہوے عمرو نے مع خضران صحرا نشین و ممقام درویش و مروارید شاہ
کے نماز صبح پڑھی خضران نے اپنے دفن کی جگہ تجویز کرکے قبر کھودنے کا حکم دیا قبر کھدنے
لگی ادھر خواجہ عمرو بتلاش مال و متاع خضران روانہ ہوے اول اُسی درخت پاس پہونچے
جہان صندوقچہ کاسۂ چہل کلید کا دفن تھا اُسے نکالکر قبضے مین کیا وہانسے اُس دفینہ پر پہونچے
جہان خضران صحرا نشین کی کمائی جمع تھی اُسے کھود کر اپنے قبضے مین کرکے قریب نماز ظہر کے
واپس آئے تو یہان قبر بھی خضران کی تیار پائی اب یہ نماز پھر سبنے ساتھ پڑھی اور سب
تو نماز سے فارغ کرکے اُٹھ کھڑے ہوے لیکن خضران وظیفہ مین مصروف رہے بعد کچھ دیر کے
اُسی سجادے پر لیٹ رہے اور روح جسم سے مفارقت کر گئی یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کب
اور کیونکر مرگئے لیکن بسبب اِسکے کہ سب کو معلوم تھا کہ یہ آج مرجائینگے اِس بنا پر جیسے ہی
حرکت لبون کی جو وظیفہ خوانی کے سبب تھی موقوف ہوئی ہر ایک کو یقین ہوگیا کہ درویش نے
انتقال کیا سب رونے لگے سامان تو پیشتر ہی سے ہوچکا تھا جلدی سے غسل دیا نماز جنازہ پڑھی
اور خضران کو دفن کر دیا سیوم تک خواجہ عمرو وہین رہے روز سیوم ممقام کو سجادہ نشین کیا اور
ملک مروارید سے کہا کہ اب مین تو واسطے علاج تمثال آئینہ رو کے جاتا ہون کیونکہ لشکر
اسیر گرفتار بلا ہو رہا ہے لیکن تم میرا کام بجا لانا وہ یہ کہ مقبرہ خضران کا بنوا دینا اور ایک نقشہ
کھینچکر دیا کہ اِس صورت کا بنے مروارید نے اِس خدمت کو بسر و چشم قبول کیا لیکن چلتے وقت
خواجہ کو بہت کچھ نذر دیا اور کہا کہ دربند ارغوانیہ سے بہت ہوشیاری کے ساتھ گذریے گا
کیونکہ ساحر اِس راز سے بھی باخبر ہوگئے ہونگے کہ طلسم کوہ تاریک ٹوٹا اور خضران
صحرا نشین چھوٹا عمرو آتا ہوگا ضرور آپکی گرفتاری کے سامان ہوگئے ہونگے عمرو نے
کہا خدائے ما بزرگ است کیا پرواہ ہے جس خدا نے اُنکے مکر و فریب سے بچا کر یہانتک پہونچا
دیا تھا وہی پھر پہونچا دیگا یہ کہکر عمرو ثانی سب سے رخصت ہوے اور جانب صحرا
بارادۂ دربند ارغوانیہ روانہ ہوے راہ مین یہ فکر خیال ہوا کہ اے عمرو اگر تبرکات کے
ذریعے سے کوئی کام کیا تو یہ کچھ لطف نہین اور یون صاف نکل جانا ممکن نہین کیونکہ بعد ویران
ہونے کوہ تاریک اور شکستہ ہونے مرحلون کے ضرور ساحر تیرے عقب مین چلے ہون گے
یہ خیال کرکے صورت اپنی ایک پری زادگی بنائی اور ایک نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے ہاتھ

مین لیا اور جانب درۂ تاریک کہ جس طرف سے داخل کوہ ہوئے تھے روانہ ہوئے کہ اب
انکا حال بروقت تحریر ہوگا

لیکن اب یہانسے چند کلمے داستان شہر ارغوانیہ کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد جانے خواجہ عمرو ثانی کے جب صبح ہوئی اور ملکہ ماہ نازپرور بیدار ہوئی اور سینے پر اپنے
رقعہ دیکھا حال سے خواجہ عمرو کے ایک گونہ اطمینان ہونے کے ساتھ ہی یہ خیال اسکے دل کو بیچین
کرنے لگا کہ دیکھیے ساحرون کے ہاتھ سے عمرو کی جان کیونکر بچتی ہے یہ اسی تردد مین بیٹھی تھی
کہ یکایک ایک کہاری دوڑی ہوئی آئی اور کہا مین واری مبارک ہو آپ جسکی منگیتر ہین ملک
خونخوار اژدرگیر جادو بادشاہ طلسم فصل بہاری آنے والے ہین یہ سنتے ہی ملکہ کے چہرے کا
رنگ متغیر ہوگیا لیکن ضبط کیا وہان ملک ارغوان شاہ دریا باری مع اراکین دولت
برائے استقبال روانہ ہوا اور خونخوار اژدرگیر جادو کو استقبال کرکے لایا تمام شہر آئینہ بند
ہوا نہایت خوشی ہوئی دونون بادشاہ ایک ہی مسند پر جلوہ افروز ہوے خونخوار اژدرگیر
جادو نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ آپ کے ملک مین کوئی عیار لشکر اسلام کا نکل آیا ہے اور وہ
ابھی تک گرفتار نہین ہوا ہے آپ نہایت تردد مین ہین نام اُسکا عمرو ثانی ہے ارغوان شاہ
نے کہا کہ ان ای فرزند یہ بلا عجیب عنوان سے نازل ہوئی تم جانتے ہو کہ عیاران اسلام
ساحر نہین ہین اور یہانتک بغیر میرے حکم کے ساحر بھی نہین آسکتا بھلا کیا حقیقت تھی عمرو کی
کہ جو وہ یہانتک پہونچ سکتا مگر یہ امر میری دختر بلند اختر کی نادانی سے ہوا یہ سیر دریا مین مصروف
تھی اور وہان وہ عیار مکار کنارے دریا کے کلاونت بنا ہوا گا رہا تھا یہ اُسے گویا سمجھکر لے آئی اپنے
باغ مین جگہ دی گانا اُسکا سنا مین نے قبل سے طاؤس آتش زبان جادو کو تصویرین سحر کی
بنا کر دی تھین کہ جب عمرو یہان آئیگا تو وہ مجھے خبر دینگی تو اُسے گرفتار کر لینا اور طاؤس کو
پوشیدہ طور سے محافظ معین کر دیا تھا کہ وہ زیر زمین رہتا تھا جس وقت یہ سانحہ گذرا طاؤس نے
عمرو کو گرفتار کیا ملکہ ماہ نازپرور نے بیہوش کرکے چھڑوا لیا اُسکے بعد سے ہرچند تلاش کیا لیکن
اسکا پتہ نہ لگا ملکہ کو مین نے مثل قیدیون کے گھر مین رکھا ہے کہین نکلنے نہین دیتا ہون اب
بڑا خوف یہ ہے کہ عمرو کوہ تاریک تک پہونچ گیا اور اُسنے خضران صحرا نشین کو قید سے
چھڑا لیا تو ہم سب کی موت آجائیگی اور خداوندی تمثال آئینہ رو کی برباد ہو جائیگی اب یہ سنکر
خونخوار اژدرگیر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہے کہ مین ملکہ کو اپنے طلسم مین
لیجا کر رکھون کیونکہ حالت اس ملک کی مخدوش ہو رہی ہے اور اب آپ میری امانت میرے سپرد
کر دیجیے یہ سنکر ارغوان شاہ دریا باری نے سکوت اختیار کیا تھا کہ دفعتہً نظر اُسکی اُس
گلدستہ منقش پر پڑی جو ہر وقت سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا یکایک اُسمین آگ لگ
گئی اُدھر پھول اُسکا مانند چراغ سحری کے بھڑک کر گل ہوگیا بس ارغوان شاہ نے
سر پیٹ لیا اور کہا بڑا غضب ہوا مردار خوار جادو مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دزد مکار کوہ
تاریک مین داخل ہوگیا یہ گلدستہ حیات مردار خوار کا تھا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے

یہ ہنوز سر زانو تفکر پر رکھے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایکبار طاؤس آتش زن آیا ارغوان شاہ نے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے عمرو کوہ تاریک تک پہونچ گیا اور مردار خوار جادو مارا گیا لہذا تو جا اور
کوہ تاریک کی خبر لا کہ آگے مرحلہ ذو الخمار جادو کا ہے وہان گیا انجام ہوا اور حتے الامکان
گرفتاری عمرو مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھنا مجھے بڑا تردد ہے کہ یہ کیونکر وہان تک پہونچ گیا اور
کس طرح اسنے مردار خوار جادو کو مارا کیونکہ وہ روئین تن بھی تھا طاؤس آتش زن تو اُس
طرف روانہ ہوا یہان ارغوان شاہ داخل محل ہوا اور ملکہ کی ماں سے کہا کہ صاحب حالت یہان کی
متوحش ہو رہی ہے لہذا جسکی امانت ہے اُسکے سپرد کر دو یہ لڑکی کا مقدمہ ہے اُسنے بھی کہا کہ ہان مناسب
یہی معلوم ہوتا ہے غرضکہ اُسی وقت سامان عروسی ہونے لگا جس وقت عورتین ملکہ ماہ ناز پرور کے
پاس آئین اور اُسکو دولھن بنانے لگین ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے آج تو میری سالگرہ کا دن
نہین ہے لوگون نے کہا کہ شوہر تمھارا آیا ہے آج تم بیاہ دیجاؤ گی مبارک ہو کہ اس دن کیلیے
تو منتین مانی تھین یہ سنتے ہی ملکہ کو نوبت غش کی طاری ہوئی روتے روتے آنکھین سوجائین
کانون مین تو عمرو کی بانسری کی صدا نے گھر کر لیا تھا وہ دوسرے کا نام سنکر کیونکر خوش
ہوتی اُسنے بہت فیل مچائے کہ مین اپنے ماں باپ کی جدائی کبھی پسند نہین کرتی پھر مجھے
کیون نکالے دیتے ہین کیا خدانخواستہ مینے کوئی بدچلنی کی مین ہرگز نہ جاؤنگی اور اپنی جان
دیدونگی ہرچند ملکہ نے اپنی حالت تغیر کی لیکن ارغوان شاہ دریا باری نے اور ملکہ کی
ماں نے بہت کچھ سمجھایا کہ ہم پھر تمھین بلا لینگے آجکل یہان کا رنگ بگڑا ہوا ہے اور وہ طلسم
نہایت مستحکم ہے اِسوجہ سے تمھین بھیجے دیتے ہین کہ تم حفاظت سے رہوگی غرضکہ ملکہ کو بہت سمجھا
بجھا کر ہمراہ خواجہ ازدر گیسے کے روانہ کیا ملکہ روتی پیٹتی اُس طرف روانہ ہوئی ایک آدھ سہیلی
ملکہ کے ساتھ ہے وہ دلجوئی کرتی جاتی ہے ملکہ کہتی ہے کہ مین اپنی جان دیدونگی اگر اُس بدکردار موذی
نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو یہی ہیرے کی انگوٹھی جو میرے ہاتھ مین ہے چبا لونگی ساتھ
والیان سمجھاتی ہین کہ کیا مجال ہے کہین کوئی بات دنیا مین بے رضامندی بھی ہوتی ہے غرضکہ
بعد طے مراحل و قطع منازل یہ تو داخل طلسم ہوتے ہین کہ احوال ان سبھون کا بمقام مناسب
تحریر کیا جائیگا

لیکن اب پھر حال خواجہ عمرو ثانی اور طاؤس آتش زن کا بیان ہوتا ہے کہ

طاؤس آتش زن جو ارغوان شاہ دریا باری سے رخصت ہوا قریب کوہ تاریک
پہونچکر قیام پذیر ہوا وہین ایک بنگلہ سحر کا تیار کر کے رہنا اختیار کیا اور ایک پتلہ سحر کا مقرر
کیا کہ اگر کوئی دور سے آئے جائے تو ہمین اطلاع کرنا یہ انتظام کر کے منتظر وقت بیٹھا
کہ عمرو اِسی راستے سے آئیگا ایک روز صبح کا وقت ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے کرن آفتاب
کی درختون پر پڑ کر عجب لطف دے رہی ہے کہ ہر نخل طلائی معلوم ہوتا ہے چوپائے مصروف
چرا ہین جانوران صحرائی اِدھر سے اُدھر اُڑتے پھرتے ہین کہ یکایک دوسرے کی طرف سے
ایک برق سی چمکی کہ آنکھین طاؤس کی جھپک گئین اور دیکھا کہ ایک پری نزاد

آفت ہوش بلاے جان چودہ پندرہ برس کا سن زیور مرصع کار سے آراستہ وپیراستہ چھم چھم کرتی
چلی آتی ہے طاؤس اُس پریزاد کو دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگیا اور آواز دی کہ اے جان جہان
واے آرام دل مشتاقان یہ کوہ بلاخیز کہان اور تم کہان کدھر سے آنا ہوا کہان جانے کا قصد ہے
یہ کہتا ہوا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا دوڑا پریزاد دیکھتے ہی اس ساحر کے جھجکی ساتھ ہی اُسکے
طاؤس کو یہ خیال ہوا کہ کہین اُڑ کر چلی نہ جائے کچھ اسم سحر پڑھکر جو دو تین ٹھوکر مارا زمین نے پاؤن
پکڑ لیے پریزاد چارون طرف مایوسی کی نگاہون سے دیکھنے لگی طاؤس نے کہا اے جان جان وآرام
دل نہ گھبراؤ مین تمھارا دشمن نہین ہون پریزاد نے کہا کہ واہ رے تیری عاشقی کہ مجھے گرفتار بلا
کیا زمین نے میرے پاؤن پکڑ لیے ہاے مین یہ کس بلا مین پھنس گئی کہان تو مین پرستان سے
خداوند کے دیدار کی مشتاق ہوکر یہان آئی سنا کہ خداوند ملک تمثالیہ مین ہے مین نے مروارید شاہ سے
نامہ سعی کا لکھوایا ہرچند کہ مین پری ہون مجکو اختیار تھا کہ چاہے اُڑ کر جاتی مگر بسبب ادب خداوند
کے پیدل چلنا اختیار کیا یہ نہ معلوم تھا کہ مین ایسی آفت مین پھنس جاؤنگی ورنہ یون کاہے کو
آتی بلا سے ثواب پیادہ پائی کا نہ ملتا طاؤس قریب پہونچتے ہی منتین کرنے لگا کہ مین نہ جانتا
تھا کہ تم دیدار جمال خداوندی کے اشتیاق مین جاتی ہو ورنہ ہرگز نہ روکتا مگر خیر اب میرے روکنے
کی شرم کرو خطا میری معاف کرو دیکھو خداوند سے میری شکایت نہ کرنا ایسا نہو کہ مین عتاب
خداوندی مین مبتلا ہوجاؤن آجکی شب استراحت کرو دعوت کو اس غریب کی قبول کرو تم خداوند
کی خاص بندی ہو مین تمکو سہل راہ بتادونگا اور ملک ارغوان شاہ دریاباری سے بھی تمھاری
سعی کرونگا کہ اسی رستے سے تمکو جانا ہوگا پریزاد نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ تم میری سعی کیا کروگے
میرے پاس نامہ ملک مروارید کا موجود ہے اُسمین سب کچھ لکھا ہوا ہے خداوند تک سے سعی کی ہے
بس اب بہتر ومناسب یہی ہے کہ مجھے اس قید سے نجات دو زمین میرے پاؤن چھوڑے مین
یونہین چلی جاؤنگی مجھے نہ تمھاری دعوت کھانے کی ضرورت ہے نہ راہ بتلانے کی فکر ہے جسکی
راہ پر گھر سے چلی وہ منزل مقصود تک پہونچا دیگا طاؤس نے جب منت وسماجت کی اور
پاؤن پریزاد کے کھولے اور رد سحر پڑھا پاؤن پر گر پڑا کہ اتنی عرض اس غلام کی قبول ہو
پریزاد نے سر جھکا لیا کہ خیر جو تمھاری خوشی مگر دیکھو مجھ سے الگ رہو کہین میرے جسم مین ہاتھ
نہ لگا دینا اول تو مین اور جنس اور تم غیر جنس علاوہ اسکے میرا کورا بنڈا ہے اگرچہ نکاح میرا ہوچکا ہے
مگر ابھی مین شوہر کے گھر مین نہین گئی ہون جو جو پریزاد یہ باتین کرتی تھی طاؤس کا دل پیسا
جاتا تھا کبھی تو دل مین خوف کرتا تھا کہ یہ خداوند کی خاص بندی ہے اس سے بولنا اور اسکو ستانا
اچھا نہین ہے اگر یہ ناراض ہوگئی تو خداوند سے فریاد کریگی اور اگر اسے یونہین نکل جانے دیتا ہون
تو بغیر اسکا وصل ہوے زندگی ناممکن ہے یہ باتین دل سے کرتا ہوا اپنے خیمہ سحر کیطرف لیے ہوے چلا
آتا ہے جسوقت دونون خیمہ مین داخل ہوے پریزاد بہت گھبرائی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی طاؤس
نے پوچھا کہ تم کیا گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہو پریزاد نے کہا کہ خیمہ تنہا ہے نہ کوئی آدمی نہ آدمزاد مین تو غیر
مرد کے ساتھ تنہائی مین نہ بیٹھونگی اور بھاگنے کا قصد کیا طاؤس منتین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے

پریزاد میں غلام ہوں تو نے جب خداوند کا عشق ظاہر کیا تو مجال ہے کسی کی جو تیری طرف نگاہ بد سے
دیکھے آنکھیں سے کور ہو جائینگی غرضکہ طاؤس نے ایسی باتیں کیں کہ پریزاد آکر بیٹھی طاؤس نے
سامان ضیافت مہیا کیا پریزاد نے کھانا کھایا شراب سے انکار کیا کہ میں شراب نہیں پیتی ہوں
طاؤس نے تبرک سمجھکر پریزاد کے آگے کا کھانا کھایا شراب پی پریزاد نے کہا کہ کبھی تم نے پرستان کے
سیب تو کاہیکو کھائے ہونگے طاؤس نے کہا بھلا مجھے کہاں نصیب پریزاد نے ایک سیب نکالکر
دیا طاؤس نے آنکھوں سے لگایا اور قاشیں تراش کر کھائیں بس کھاتے ہی گرمی معلوم
ہوئی طاؤس نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ سیب سے تفریح ہوتی ہے یہاں معاملہ بالعکس ہے کہ
سیب کھاتے ہی مجھے گرمی معلوم ہونے لگی پریزاد نے کہا پرستان کا میوہ قوی بہت ہوتا ہے
تم اسکے عادی نہیں ہو اسی سبب سے گرمی معلوم ہوئی ذرا اٹھو ادھر ادھر ٹہلو ہوا کھاؤ
طاؤس آتش زن اپنی جگہ سے اٹھا بس اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگیں اوپر
دھم سے گرا بس گرنا تھا کہ پریزاد نے نعرہ کیا ہات او قرمساق منم عمرو بن عمرو بن امیہ ضمری
اور تمام کپڑے طاؤس کے اتار کر آپ پہنے اور طاؤس کو اپنی شکل بنایا اور آپ طاؤس کی
شکل بنکر خیمہ سے نکلا جس وقت طاؤس آتش زن پریزاد کو لیکر خیمہ میں آیا تھا تو دو ایک
ملازموں کو اپنے جو اسکے ہمراہ رہا کرتے تھے پوشیدہ طور سے درے کی حفاظت کے واسطے چھوڑ دیا
تھا حسب اتفاق ادھر تو عمرو خیمہ سے نکلے ادھر سے وہ لوگ آتے دکھائی دیے پوچھا کہ تم
سب کیوں چلے آئے انھوں نے کہا کہ ایک شخص کو ہم دیں چھوڑ آئے ہیں ہم کچھ کھانے
پینے کی غرض سے چلے آئے ہیں عمرو نے کہ بصورت طاؤس بنا ہوا تھا ان سب سے کہا کہ
بڑا غضب ہوا ہوتا وہ پریزاد نہ تھی عمرو تھا میں نے اسکو گرفتار کیا اب تم سب چلے آؤ جو
کھٹکا تھا وہ مٹ گیا وہ ایک جو تمھارے ساتھ والا وہاں ہے اسے بھی بلاؤ سب نے بڑی
تعریف کی کہ آپکا سحر و ساحری میں مثل نہیں ہے بھلا کسکی تاب تھی جو ایسے مکار کو گرفتار
کرتا یہ پریزاد کیونکر بن گیا عمرو بھی سحر جانتا ہے طاؤس نقلی نے کہا کہ عمرو ساحر نہیں ہے عیار ہے
کیا تم جانتے نہیں کہ عیار جسکی شکل چاہتے ہیں بناتے ہیں غرضکہ طاؤس نقلی نے سب کو ساتھ
لیا اور قید عمرو ثانی کی ہمراہ لیکر طرف شہر ارغوانیہ کے روانہ ہوا وہاں ارغوان شاہ دریا باری
متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ طاؤس آتش زن جادو مع قید عمرو ثانی کے پہونچا اور عمرو ثانی کو
سامنے ارغوان شاہ دریا باری کے ڈالدیا لیکن اب طاؤس آتش زن اصلی کو جو بصورت عمرو ثانی
بنا ہوا تھا ہوش آیا تو عجب رنگ دیکھا کہ ایک دوسرا طاؤس سامنے ارغوان شاہ کے بیٹھا ہوا ہے
اور تو گرفتار بلا ہے دل میں سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پری نہ تھی بلکہ عمرو تھا چاہا پکارے ممکن نہوا کیونکہ
عمرو نے پہلے ہی سے گیند عیاری کا اسکے منہ میں ٹھونس دیا تھا طاؤس حسرت سے ایک ایک کے منہ کو تکتا تھا اور رہجاتا تھا
بار بار ساحر اٹھتے تھے اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کو کوئی گھونسے مارتا تھا کوئی منہ پر تھوک دیتا تھا اور مجبور و
معذور ہر ایک کو دیکھکے رہجاتا تھا جب اشارہ کرتا تھا کہ میں عمرو نہیں ہوں کسیکی سمجھ میں نہ آتا تھا ارغوان
شاہ نہایت خوش تھا طاؤس آتش زن کیواسطے سات پارچہ کا خلعت منگایا گیا اور طاؤس کو عطا ہوا طاؤس

نے کہا کہ ای بادشاہ یہ مین نے کیسا کام کیا ارغوان شاہ دریا باری نے کہا کہ تو نے وہ کام کیا کہ
خداوند پہ احسان کیا بلکہ اُسکی تمام رعایا پر احسان کیا طاؤس نے کہا بس یہی میرا مطلب بھی
تھا خداوند تک تو جب پہونچین گے جب پہونچین گے اب آپ اپنی شہر کی رعایا سے جان کا خراج
حسب حیثیت لے کر مجھے عنایت کیجے یا مجھے اجازت دیجے کہ مین خود وصول کرون ملک
ارغوان شاہ دریا باری اس خوشی مین ایسا مبہوت ہو رہا تھا کہ اسنے کہا تمھین اختیار ہی
تم آپ وصول کرو طاؤس نے کہا کہ پھر عام حکمنامہ تحریر فرما دیجے اور کوئی تعداد نہ معین فرمایے گا
مین حسب حیثیت وصول کرون گا ارغوان شاہ دریا باری نے اُسی وقت ایک حکمنامہ لکھوا دے
کیا اور عمر و کو زندانخانے بھیجدیا اور حکم دیا کہ چارجی چارج دے کہ آج کے تیسرے روز دشمن
خداوند قتل ہوگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے اِدھر تو چارجی چارج دینے لگا تمام شہر مین ہر جا
جابجا خوشیون کے جلسے ہونے لگے دن عید رات شب برات نظر آتی تھی ہر ایک شخص کی زبان
پہ یہی کلمہ جاری تھا کہ کیا قدرت کی خداوندنے کہ یہ دزد مکار گرفتار ہو گیا ورنہ وہ لوگ جو بڑے
بڑے خداوند کہلاتے تھے اُنکے بنائے کچھ نہ بنی یتنے ساحر مشمش سا شخص جو خداوند ساحران کہلاتا
تھا اسی شخص کے باپ نے اُسے دریا مین گھسکر گرفتار کیا اور کتے کی موت مارا اور نہ کہ ایک
طاؤس آتش زن اُسے گرفتار کرے یہ محض شان خداوندی ہی اسکے سوا اور کیا کہنا چاہیے
اِدھر تو تمام شہر مین یہ چرچے ہین اُدھر طاؤس آتش زن نے ایک سرے سے روپیہ
تحصیلنا شروع کیا امیر غریب فقیر کسی کو نہ چھوڑا اور حیثیت سے زیادہ لیا دن بھر کی تحصیل
مین کئی لاکھ روپیہ داخل زنبیل ہوا دوسرے روز ہلڑ ہو گیا کہ طاؤس تمام شہر کو لوٹے لیتا ہے
ارغوان شاہ ایک کی سماعت نہین کرتا جو فریادی آتا ہی اسے یہی جواب دیتا ہی کہ اگر جیتے رہوگے
تو بہت کچھ پیدا کر لوگے اور اگر مرگئے ہوتے تو کون پیدا کرتا یہ مال و زر جو تمھارے پاس
باقی ہی یہ بھی لُٹ جاتا جب نقد جان کا نقصان ہو جاتا تو اس مال و زر کی کیا حقیقت ہے تم سب
بلکہ خداوند تک پر طاؤس کا احسان ہی مین اس درمیان مین ہرگز دخل نہ دونگا دوسرے روز
بھی عمرو نے یہ کیفیت کردی کہ جسکے پاس کچھ نہ تھا مکان تک نیلام کروا لیے فقیرون تک سے لیا
کہ جنھون نے بہت کچھ مانگ کر جمع کیا ہی لاؤ کوڑیان پیسے سوکھے ٹکڑے تک لیے آج
شام کو پھر ارغوان شاہ کو یہ پرچہ لگا بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ طاؤس اسقدر طماع
کیون ہو گیا پہلے تو اسکی یہ حالت نہ تھی آج شب کو جو دربار ہوا اور فریادی زیادہ آئے بادشاہ نے
طاؤس کو بلوا بھیجا طاؤس آتش زن نے کہلا بھیجا کہ مجھے فرصت نہین ہی مین نے تو پہلے ہی
آپ سے کہدیا تھا کہ اپنی تحصیل کے زمانے تک دربار مین آنے سے معاف رکھا جاؤن یہ سنکر
ارغوان شاہ نے وزیر کیطرف دیکھا اور کہا کہ واقعی مین یہ شرط تو پہلے ہی ہو چکی ہی اُسنے کہدیا
تھا کہ مین تین روز نہ آؤنگا اُدھر تمام شہر فریاد کر رہا ہی کہ طاؤس لوٹے لیتا ہی یہ کمبخت اسقدر مال
کیا کریگا وزیر نے عرض کی کہ آپ ایک مقدار معین فرما کر لکھ بھیجیے کہ اسقدر امیرون سے
اور اسقدر متوسط لوگون سے اور اتنا غریبون سے لیا کرو اس سے زیادہ ہرگز نہ لینا کیا رعایا کو تباہ

کر دو گے ارغوان شاہ کو یہ رائے پسند آئی اور ایک مقدار معین کر کے پاس طاؤس
کے کہلا بھیجا کہ اگر تم نہیں آتے ہو تو اسی فرد کے موافق تحصیلو خبردار اس سے زیادہ کسی سے نہ لینا
اور جس سے جو کچھ لینا رقم لکھ کر اُسکے نیچے دستخط کروا لینا کہ سند رہے طاؤس نے اُس پرچہ کو تو اپنے
پاس رکھ لیا کہ جس پر مہر شاہی بنی ہوئی تھی اور ایک ویسا ہی پرچہ تیار کر کے پانچ کی جگہ پچاس
ایک کی جگہ دس سو کی جگہ ہزار ہزار کی جگہ لاکھ اسی طور سے ہر رقم کو دس گنا بیس گنا کر کے
تحصیلنا شروع کیا جو نہیں دیتا تھا اُسے مہر شاہی اور حکم نامہ دکھا دیتا تھا سب نے مارے خوف کے دیا کہ
ایسا نہو بادشاہ کے خلاف گذرے اور اب کچھ کہہ بھی نہیں سکتے کیونکہ پروانۂ شاہی مع تفصیل
موجود ہے الحاصل تین روز میں طاؤس آتش زن نے تمام شہر ارغوانیہ کو لوٹ لیا امیر وزیر غریب
فقیر ہر قسم کے لوگوں سے حسب حیثیت لے لیا بلکہ جو اُدھر بار گذرتا تھا اُتنا اُٹھا لیا جب چوتھا
روز ہوا میدان خونی تیار ہوا اور آج کے دن حکم ہوا ہے کہ سب اپنے اپنے مکانوں میں چراغان
کریں اور سامان عیش و طرب مہیا رکھیں کیونکہ بڑی خوشی کا روز ہے گھر گھر جشن کی تیاری ہے
یہاں میدان خونی آراستہ کیا گیا ہے ریت کا چبوترہ بنا ہے داریں استادہ ہوئی ہیں جلاد پوشاک
خونی پہنے ہوئے بیٹھے ہیں لوگ جوق جوق گروہ گروہ چلے آتے ہیں شہر والوں کا تو ذکر ہی کیا
ہے بیرون جات سے دیہاتی اور قصباتی کاندھوں پر لٹھ رکھے ہوئے دھوتیاں بندھی ہوئیں مرزئیاں
پہنے ہوئے چادرہ گاڑھے کا بغل میں دبا ہوا پاؤں میں چمروادا جوتا جس میں ڈیڑھ سیر کڑوا
تیل دیا ہوا چلنے میں چار چار اُنگل خاک اُس پر جم گئی ہے چر مر کرتے چلے آتے ہیں غرضکہ دن بھر
لوگ آیا کیے قیدی کو بھی ایک جا پر لا کر بٹھا دیا کہ تیرے قتل کے یہ سامان ہو رہے ہیں
وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے حسرت سے چاروں طرف دیکھتا ہے اور رہ جاتا ہے چاہتا ہے کہ کچھ زبان سے
کہے زبان یارا نہیں دیتی ہے گلے پر تعویذ عیاری چڑھا ہے وہاں یہ کیفیت ہے کہ میلا جما ہوا ہے
ہر راستے پر دو رستہ دکاندار دوکانیں لگائے ہوئے بیٹھے ہیں جا بجا چرخ پونجے گڑے ہوئے
ہیں لوگ جھول رہے ہیں تمام نشیب و فراز و گردش زمانہ نظر آ رہی ہے کہیں ساقنوں کی دوکان
پر مجمع لگا ہوا ہے دھوئیں اُڑ رہے ہیں جن لوگوں کو نشہ ہو گیا ہے اپنے رنگ میں ملاریں گا رہے ہیں
ڈھولک پٹ رہی ہے پنجرے جانوران خوش الحان کے لٹکے ہوئے ہیں چہکنے کی صدائیں بلند ہیں
کسی مقام پر تثنیاں ناچ رہی ہیں تو ایک ہجوم لگا ہوا ہے شہر بھر کے گنڈے اور بدمعاش وہاں
جمع ہیں آوازے کسے جا رہے ہیں چشمکیں ہو رہی ہیں کہیں تلوار چل رہی کہیں چاقو کھنچ گئے
ایک طرف شرابیوں کی دوکانیں تو علی العموم کھلی ہوئی ہیں کتنے پی کے چلے گئے ہیں کتنے پی پی کر
ڈھیر ہو گئے ہیں کوئی موری میں گر پڑا ہے کوئی کیچڑ میں لوٹ رہا ہے جو ساتھ والا کوئی ہوشیار
ہے وہ سنبھال رہا ہے بعضے زچ ہو ہو کر کہتے ہیں کہ عجب طرح کا کم ظرف ہے کہ ایک ہی گچی میں یہ حال
ہو گیا ہمکو دیکھو کہ دو دو بوتلیں چڑھائے ہوئے ہیں مگر کوئی یہ تک نہیں کہہ سکتا کہ یہ شرابی ہے یہ
کہتے جاتے ہیں اور پاؤں لڑکھڑا رہے ہیں ایک عجب رنگ ہے کسی جگہ فن سپہ گری کی آن بان دکھائی
جا رہی ہے پٹا بانک بانا کشتی وغیرہ سب کسرتیں ہو رہی ہیں کہیں تنبولنوں کے تختے برابر سے

گئے ہوئے ہین شہر کے خوشرو نوجوانون سے نگاہین لڑا رہی ہین تماش بینون کی نگاہین پڑ رہی
ہین ہر طرف کٹورا کھنک رہا ہی بالاے ہوا ایلبے خاقلت ساحر تھا میانہ ابر کھینچے ہوئے کھڑے
ہین برقین چمک رہی ہین یہ انتظام احتیاطاً کیا گیا ہی کہ اکثر موقعون پر نیچے لیجاتے ہین تو شاید
کوئی چھڑانے والا آجاے تو اُسے بھی گرفتار کرلین قیدی کو بھی لیجا نہ سکے غرضکہ اب ساعت
قتل آگئی قیدی کو چبوترے پر بٹھایا جلاد تیغ بکف سر پر آکر کھڑا ہوا حکم طلب کیا اسوقت میلے
کی گھما گھمی موقوف ہی سوانگ تھک برابر سے تخت لگائے ہوئے تماشاے قتل دیکھنے کی غرض سے
کھڑے ہین یہان ارغوان شاہ دریاباری تخت پر بیٹھا ہی آج اُس نے تاج مکلل زیب
سر کیا ہی یہ روز اُنکا فزون کو عید سے زیادہ ہوگیا ہی بلکہ اعلان ہوا تھا کہ جو شخص قتل دیکھنے آئے وہ ایک کلاہ
جش قیمتی حسب حیثیت پہن کر آئے اور یہ صلاح طاؤس آتش زن کی ہوئی تھی بادشاہ
اِس طرح خاطر مین کر رہا ہی آنکھین بچھا رہا ہی طاؤس نے جو غرض اسمین رکھی تھی وہ تو یہی ہے
بظاہر یہ کہدیا تھا کہ آج روز سرفرازی ہی لہذا کلاہ عزت سر پر رکھنا چاہیے ہر ایک نے تعمیل
ارشاد کی تھی غرضکہ طاؤس آتش زن پاس بادشاہ کے بیٹھا ہی امرا وزرا سب جمع ہین جلاد نے
پہلا حکم پاکر خط گردن پر کھینچ دیا ہی دوسرا حکم مانگا یا تک کہ تیسرا حکم پاتے ہی تول کر جو ہاتھ مارا
سر تن سے اڑ گیا بس سر کا کٹنا تھا کہ ایکبار قیامت برپا ہوئی تمام زمین کو زلزلہ آیا آندھی چلی
خاک اڑی پھر شور مچانے لگے کہ مارا جوان کشتی لیجئے نام من طاؤس آتش زن جادو بود حیف
بردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ حالت دیکھکر ارغوان شاہ نے کہا کہ ارے
یہ کیا غضب ہوا یہ عمرو قتل ہوا یا طاؤس مارا گیا طاؤس نقلی جو پہلو مین بیٹھا تھا نعرہ کر کے
اٹھا بات سن ای گروہ کفار خبردار ہوشیار باشید کہ منم عمرو ثانی دیکھ عیاری اسکا نام ہی کہ تیرے
ملازم خاص کو تجھی سے قتل کروایا اسنا انعام لیا تمام شہر کو لوٹ کھایا اور دیکھ پھر لوٹے
مین ارغوان شاہ نے چاہا کہ کچھ سحر کرے کہ عمرو نے جست کی اور تاج اسکا چپت مار کر چھین لیا
اور نظرون سے غائب ہوگیا کوئی کہتا تھا عمرو ادھر گیا کوئی کہتا تھا ادھر آیا ہی اسی طرح
مین آپ نے صورت اپنی بدل کے ایک جانب کھڑے ہوکے جال الیاسی جو مارا سب شکے
سمیٹے تو یہان لے گئے یہان سے جست کی وہان وہان سے جست کی یہان ہر جست مین
گلیم اوڑھ لیتے ہین صورت اپنی تبدیل کر ڈالتے ہین کوئی پہچان نہین سکتا دھوکے مین
لوگ قتل ہو رہے ہین قیامت کبری برپا ہی ایکبار جو نظر کی تو تمام خلق برہنہ سر نظر آرہی ہی کہ
سب کی ٹوپیان جال مار کر اتار لیگئے پھر ایک گوشے سے آواز دی کہ تم لوگ بڑے بے حمیت
تھے کہ اتنا بڑا رفیق تمھارا مارا گیا اور تمنے کچھ اُسکا غم نہ کیا اسی سے مین نے تم سب کو سر برہنہ
کرکے ماتمدارون کی صورت بنادی تاکہ روح طاؤس جادو کی تمسے ناراض نہو یہ کہتے ہی
پھر غائب اب میلے کی دوکانین پھر لوٹنا شروع کردین اس جنونین کی تھالیان غائب ہوگئین
آتش خوانچہ والے کا خوانچہ مٹھائی سمیت آنکھ کے آگے سے پوشیدہ ہوگیا حقہ والا کھڑا سر پیٹ رہا ہی
کہ ارے ابھی کسی نے میرے ہاتھ سے حقہ لیا مینے گاہک سمجھکر دیا تھا وہ تو یہین کا یہین غائب ہوگیا اور

رنڈیون کے زیور اُتر گئے بوچے بوچے کان لیے بیٹھی ہین میلے مین آنے کی اچھی گوشمالی ہوئی
آج سے کان ہوگئے کہ اب ایسی خطا نہو گی انتہا یہ ہی کہ وہ گھوڑے تک جو کوتل کھڑے تھے
پتا نہین لگتا کہ کیا ہوے آپا تو میلے کو لوٹ لاٹ کے چلدیے لیکن یہان ارغوان شاہ دریا
باری نہایت حیران و پریشان تھے سر گردن جھکائے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا جو
لوگ شہدے تھے سر بازار ہنستے تھے کہ واہ ری سلطنت اندھی نگری چوپٹ راج اسی کا نام
ہی کہ اتنی تمیز نہوئی کہ یہ ہمارا ملازم قتل ہوتا ہی دشمن بغل مین اور دوست زیر تیغ واہ کیا اُلٹی
گنگا بہی ہی یہی علامتین ادبار کی ہین کہ بادشاہ کی عقل پر زوال آ گیا جہان جہان سامان رقص
وغنا ہوا تھا طائفے پہلے سے مقرر کر لیے گئے تھے وہ عوض مجرا کرنے کے طاؤس کا پرسلے دیکر
چلے گئے جہان جہان فرش شادی و سرور بچھا تھا صف ماتم ہو گیا لوگ پھر عمرو کی تلاش مین
روانہ ہوے ہین یہان ارغوان شاہ پریشان بیٹھا ہی ایک ساحر کو تمام کیفیت تحریر کر کے پاس
خونخوار اژدر گیر کے طرف طلسم فصل بہار کے روانہ کر دیا کہ عمرو نے یہان آکر آفت برپا کی
طاؤس مارا گیا تمام شہر کو لوٹ لے گیا کوہ تاریک مین اندھیر برپا ہو گیا مردار خوار جادو ماری
گئی آگے حال نہین معلوم کہ کیا ہوا نامہ بر نامہ لیکر طرف طلسم فصل بہار کے روانہ ہوا یہان
ارغوان شاہ خیمے سے باہر ٹہل رہا ہی کہ یکایک آسمان پر ہزار در ہزار برقین چمکتی ہوئی نمودار
ہوئین رعد کی گڑگڑاہٹ ابر کی سیاہی یہ سب سامان ایسے تھے جیسے آمد فوج ساحران ظاہر
ہوتی تھی ارغوان شاہ دریا باری دیکھنے لگا کہ یکایک وہ ابر نیچے اُترنا شروع ہوا
قریب پہونچتے ہی ابر شق ہوا اور ایک ساحر تخت جواہر نگار پر تاج بر سر چار قب شاہنشاہی
در بر جھولی سحر کی لگی ہوئی ہاتھ پر ایک مینا بیٹھی ہوئی نمودار ہوا اور تخت بالائے ہوا سے نیچے اُترا
اُس ساحر نے نعرہ کیا کہ منم خداوند سرخیل بن جمشید یہ دیکھتے ہی ارغوان شاہ سجدے کو
جانب زمین جھکا عقب مین سرخیل جادو کے چالیس ہزار ساحران بدکردار بلاے بد آفت
کے پرکالے جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون پر تختے کھینچے ہوے گلون مین زنار
پڑے ہوے ڈیرو بجتے ہوے ترسول پنج سول بلند سنکھ پھنکتا ہوا لشکر کے پھریرون پر
تصویر سامری و جمشید بنی ہوئی سب کے سب زمین پر اُترے ارغوان شاہ دریا باری
نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کس ارادے سے اِس طرف تشریف لانا ہوا کیا میرے
دن پھرے کہ خداوند نے اپنے ایک بندۂ ذلیل کو سرفراز فرمایا سرخیل نے کہا کہ اے
ارغوان شاہ تو نے ایسی اطاعت تمثال آئینہ رو کی اختیار کی کہ خداوندان قدیم کو اپنے کہ
جنھون نے تمثال آئینہ رو ایسے سیکڑون بنا بنا کر بگاڑ ڈالے ایسا چھوڑ دیا کہ کبھی یاد بھی نہین
کرتے ہو یہی سبب ہی کہ انواع اقسام کی بلاؤن مین مبتلا رہا کرتے ہو ارغوان شاہ نے عرض کی کہ
یا خداوند جس خداوند کو نہین مانتے ہین یا اُسکی اطاعت مین کمی کرتے ہین وہی جان مارنے
کو موجود ہو جاتا ہی اگر ہم تمثال آئینہ رو کی اطاعت مین کمی کرتے ہین تو ہمین سزا پہونچاتا
ہی ہم کیا اُس سے مقابلہ کرتے اور لڑتے اور ایسا کرتے بھی تو مارے جاتے

اسکا کیا بنا سکتے تھے اب آپ تشریف لائے ہین آپکی اطاعت کرین گے لیکن آپ ہی باہم فیصلہ
کر لیجیے تاکہ ہمین معلوم ہو جائے کہ کون خداوند زبردست ہی کہ ہم اسی کی اطاعت کرین سرخیل نے
کہا مین اسی غرض سے نکلا ہون کہ دین سامری و جمشید کو کہ جو جہان مین رائج ہی رائج کرون
مگر دوسرے خداوندون کی شرکت ہو گئی ہی اُس سے خالص کرون اور جن بندون نے
کمالات سیکھ کر دعوئی خداوندی کے کر لیے ہین اُنکو سزائے مقتول دون جو قائل ہو جائین اُنکو
نائب قدرت مقرر کرون ورنہ قتل کرون یہ سُنکر ارغوان شاہ نے عرض کیا کہ نہایت مناسب
یہ کہکر سرخیل کو ایوان شاہی مین لایا تخت پر جگہ دی سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا
جب ایک روز گذر گیا تو دوسرے دن سرخیل جادو تخت پر بیٹھا ہی اور ارغوان شاہ مثل
غلامون کے ہاتھ باندھے سامنے استادہ ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایک کاغذ ہوا مین
اُڑتا ہوا ہمارے ہاتھ لگا ہی وہ دست عمرو ثانی کا لکھا ہوا ہی دستخط بھی بنا ہوا ہے وہ
حاضر ہی باقی عمرو کا کہین پتا نہین لگتا ارغوان شاہ نے وہ کاغذ لیا اور پڑھنے لگا سرخیل
نے کہا باواز بلند پڑھو تاکہ مین بھی سنون ارغوان شاہ نے باواز بلند پڑھنا شروع کیا
اسمین لکھا تھا کہ اے ارغوان شاہ دریا باری خبردار ہو ہوشیار باش کہ منم عمرو ثانی مین
تجھے آگاہ کرتا ہون کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو منت کرتا ہون یہ قبول کر دین اسلام کو ورنہ
یہ یاد رہے کہ تجکو اور تیرے خداوند بھڑوے کو بھی اتنی پاپوشین لگاؤنگا کہ منھ سجا دونگا
دیکھ ایک روز مین مین نے تیرے تمام شہر کو لوٹا تیرے رفیق کو تیرے ہاتھ سے قتل کروایا اور
تیرے بنائے کچھ نہ بنی اور اگر تجکو کچھ سہارا تمثال آئینہ رو کا ہو تو وہ بھی اب چراغ سحری
ہو رہا ہی اور اسکی خداوندی بھی تمام ہونے کو ہی مین نے نصران درویش کو چھڑا لیا اور
قتل تمثال کا اسباب مجھے مہیا ہو چکا اب جانا اور مار ڈالنا ہی اور کچھ زیادہ وقت
نہین ہی مگر واہ کیا اچھی خداوندی ہی یہ کرائے کی خداوندی بھی نئی خداوندی ہے جس نے
اُسے بجا دیا تھا اسی نے بگاڑ کا سامان بھی دیدیا ہی یہ مضمون پڑھتے ہی تو ارغوان شاہ
مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگا لیکن سرخیل بہت ہنسا اور کہا کہ قلعی کھل گئی ساری
خداوندی معلوم ہو گئی ارغوان شاہ نے عرض کی کہ آپ تو خداوندزادے ہین اور اس
عیار مکار کی آجتک کوئی فکر نہ کی جب تک اسکا باپ امیر اول کے ساتھ رہا اُس سے
ہزارون خداوندیان بگاڑ دین صدہا ساحر مار ڈالے جب سے اُس نے گوشہ نشینی اختیار کی اور
اس نے خروج کیا ہی اسنے بھی وہی حالت کر رکھی ہی بلکہ یہ اُس سے زیادہ مکار ہی کیونکہ سنا ہی
مین نے کہ پہلی ملاقات مین جبکہ چہرے پر اسکے نقاب پڑی ہوئی تھی اور عمرو کو حال سے
اسکے آگاہی نہ تھی اس نے مصافحہ کر کے انگوٹھیان اُتار لی تھین یہ چور کا چور ہی سرخیل نے
کہا کہ اگر ہم ایسے بندون کو نہ پیدا کرتے تو ان سرکشون کا کون چلتا کہ جنکو خداوندی کے
دعوی ہو رہے ہین مگر خیر جو تم اُس سے ڈرتے ہو تو مین اُسے سردست گرفتار کیے لیتا
ہون یا اپنے پاس قید رکھونگا یا تمہاری سرحد کے باہر پھکوا دونگا تاکہ تمھین اذیت نہ دے

اور ابھی اُسکا مار ڈالنا مناسب نہین ہی کیونکہ خداوند طول حیات کا اُس سے وعدہ کر چکے
ہین اور خداوند سے وعدہ خلافی کبھی نہوگی دیکھو وہ ابھی گرفتار ہوکر آتا ہی ارغوان شاہ نے
کہا اُسکا تو کہین پتا ہی نہین لگتا وہ گرفتار کیونکر ہوگا سرخیل کو غصہ آگیا اور پکارا کہ خداوند سے
چھپ کر وہ کہان جا سکتا ہی اسی کج اعتقادیون نے تم لوگون کو برباد کر رکھا ہی دیکھو یہین بیٹھے
بیٹھے عمرو آیا جاتا ہی یہ کہتے ہی اُس مینا کیطرف جو ہاتھ پر اُسکے بیٹھی ہوئی تھی دیکھا اور چمکاری
دیکر پوچھا کہ بتا عمرو کہان ہی یہ سنتے ہی مینا نے چارطرف گردن پھرا پھرا کر دیکھا اور چہکار کر مثل
انسانون کے گویا ہوئی کہ یا خداوند عمرو اسوقت صحرائے شمالیہ مین ہی اور گھسیارا بنا کھڑا ہی
کسی کی کھرپی چرالی ہی کسی کی گھانس کم کرکے دوسرے مین ملادی ہی کسی کا بندھا بندھایا گٹھا
غائب کردیا ہی وہ ایک دوسرے کو گالیان دے رہے ہین آپسمین لڑ رہے ہین کلو نے
ہماری کھرپی لی ہی وہ کہتا ہی تونے میری گھاس چرا کر اپنے یہان ملالی ہی گھسیارون
مین جوتا چل رہا ہی یہ سنکر سرخیل بہت ہنسا تمام اہل دربار اور ارغوان شاہ وغیرہ
اُنکو تو کرامت خداوند سرخیل پر وجد کر رہے تھے کچھ عمرو کا حال سنکر اور بھی مسکرانے لگے
سرخیل نے کہا دیکھو کیا شوخ بندہ پیدا کیا ہی سب کہہ رہے ہین کہ معاذ اللہ طفیل
الکفر بنا شد ✚ خدا کی باتین خدا ہی جانے الحاصل سرخیل نے قصد کسی ساحر کے بھیجنے کا کیا
ساتھ ہی اُسکے یہ خیال ہوا کہ مبادا کوئی اُفتاد پڑے تو بیوقوف کہا جائیگا لہذا سحر کو بھیجنا
چاہیے بس ایک صندوقچہ نکالا کہ یہی اُسکے عمر بھر کا ریاض تھا اُسکے سحر کا جواب دینے والا
عالم مین دوسرا نظر نہ آتا تھا بس کلید سحر لگا کر اُسے کھولا تو چار خانے نظر آئے سرخیل نے
ایک خانے کا ڈھکنا اُٹھایا اور ایک تیلی کوئی ڈھائی تولے کی طلائی خانہ مین سے نکالی
اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اُس نے پر پرواز پیدا کیے اور سر پر سرخیل کے ساتھ چکر
لگاکر بالائے ہوا قائم ہوئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ کیا ارشاد ہوتا ہی سرخیل نے کہا کہ عمرو
اسوقت کہان ہی اور کیا کر رہا ہی تیلی مثل برق کے چمکی اور آواز دی کہ یا خداوند وہ گھڑی گا
ایک چھوٹے پتیلے مین بیٹھا سالن گرم کر رہا ہی آگ پھونک رہا ہی سرخیل نے کہا کہ اللہ رے
اُسکے اطمینان اور تیلی سے کہا کہ جا اُٹھا لا عمرو کو تیلی بہت خوب بہت خوب کہتی ہوئی
وہانسے اُڑی اور جانب صحرائے شمالیہ روانہ ہوئی بیان خواجہ عمرو ثانی جب
گھسیارون کو لڑوا چکے گھر بیان وجالیان انکی چرا چکے تو خیال ہوا کہ اے عمرو ملک بیگانہ
عالم تیرا دشمن اگر تو یونہین پھرا کریگا تو یقینی پھر گرفتار ہوجائیگا اور تبرکات کس وقت کیلیے
ہوتے ہین یہ خیال کرتے اسی وقت زنبیل سے مڈھی حضرت داؤد علیہ السلام کی نکالی
اور وہین برپا کی اُسمین بیٹھکر یہ خیال کیا کہ تو بہت دنون سے بھوکا ہی کہین کچھ بیٹھکر کھالی
یہ سوچ ساچ کر کچھ سوکھے ٹکڑے نکالے پانی مین توڑ توڑ کر ڈال دیے ہین کچھ باسی سالن
جو نان بائی کی دوکان پر سے چرایا تھا زنبیل مین امانت رکھا ہوا تھا اُسے مجبور ہوکر نکال
لیا ہی کہ سڑ جائیگا اُس سے سوارت کرلینا بہتر ہی یہ سوچکر کچھ کوے کھاکر وہ بھی رکھ دیا ہی وہ الگ

گرم ہو رہا ہی یہ بالکل سرخیل جادو سے بیخبر بیٹھے ہوے ہین کہ یکایک کڑے سے بجلی کڑکی اور ایک بالشت
بھر کی پتلی طلائی جس کے پر زمرد کے آنکھیں یاقوت کی چمک رہی ہین سامنے سے چلائی کہ کیون منڈکل
تو اس جھپڑیا مین چھپ کر بیٹھا ہے چل تجھے خداوند نے یاد کیا ہی عمرو نے اُسکی طرف
غور سے دیکھا اور کہا کہ اتنے سے قد پر یہ زبان درازی دور ہو قطامہ نہیں تو ناتگین چیر کر
پھینک دون گا وہ خداوند تیرا کون ہی جس نے تجھے بلایا ہی مین اُسکے باپ کا نوکر نہین ہون جو چلون
یا تیری دھمکیون مین آجاؤن جا کہدینا اسی طرح پتلی گالون پر طمانچے مارنے لگی کہ ہی ہی خداوند
کی شان مین بے ادبی کرتا ہی موا بڑا ڈھیٹ ہی اور چلائی کہ اگر تو نہ چلے گا تو تجھے باندھکر لیجاؤنگی
تو مجھے نہیں جانتا کہ مین کون ہون میرا نام تصویر قدرت ہی اور خداوند ہمارا ایسا
ویسا خداوند نہین ہی تو نے سنا ہوگا نام سامری وجمشید کا ہمارا مالک وخداوند بیٹا ہے
خداوند جمشید کا سرخیل جادو نام ہی عمرو کو اسکی باتون پر کچھ تو ہنسی آتی ہی اور باتین اس کی
اچھی بھی معلوم ہوتی ہین کہ بالشت بھر کی طلائی پتلی کیا باتین بنا رہی ہی کیا چمک رہی ہی لیکن سمجھ
لیا ہی دل مین کہ یہ اصلی نہین ہی بلکہ سحر کا کارخانہ ہی ورنہ مین اسے ایک پنجرے مین بند کر کے پالتا
اور ایسی گالیان دینا سکھاتا اور اسکو حمزہ پاس لیچل کر باتین سنواتا الحاصل عمرو نے ایسا
سخت سست کہا کہ پتلی کو غصہ آیا اور تاؤ کر کے اپنے مقام سے مثل بجلی کے تڑپی اور چلی کہ
گھس کر منڈھی مین پکڑ لون اسنے بس جیسے ہی چاہا کہ داخل ہو منڈھی مین عمرو نے ہاتھ سے اشارہ
کیا کہ لیجیے گا اسکو جانے نہ پائے تمہری گستاخیان کر رہی تھی پتلی سر تلے تاتگین اور لٹک کر رہ گئی
عمرو نے اُسے پکڑا تو مردہ صد سالہ تھی نہ بات کرتی تھی نہ سانس لیتی تھی دیکھا کہ سونے کی پتلی
کوئی کڑھائی تولے کی ہوگی یاقوت کی آنکھیں چمک رہی ہین اب کبھی تو یہ قصد کرتے ہین کہ اسے
پگھل ڈالنا چاہیے اور کبھی کہتے ہین کہ نہین یون ہی اچھی ہی اسے یون ہی رہنے دو لیکن حال
وہان کا سنیے کہ بعد روانہ ہونے پتلی کے جب معمول سے زیادہ عرصہ ہوا تب ارغوان شاہ
نے کہا یا خداوند عمرو لالچی بڑا ہی اور پتلی سونے کی ہی ایسا نہو کہ اُس نے پکڑ لیا ہو
اُسکو یہ سنکر سرخیل جادو بہت ہنسا اور کہا بیوقوف سونے کی پتلی تو ہی مگر عمرو اسے پکڑیگا
کیونکہ اگر قلعۂ آہنی بھی ہو تو اُسکو روک نہین سکتا پتلی دیوار کو توڑ کر نکل آئیگی اور عمرو ایسے
دس ہونگے تو اُنکو باندھ لائیگی دیکھو مین اُسکی بہن کو روانہ کرتا ہون یہ کہتے ہی صندوقچہ کا دوسرا
خانہ کھولا اور ایک اور پتلی ویسی ہی نکالی اور ایک ڈوری ریشم کی اُسکے ہاتھ مین دی اور کہا
کہ جا عمرو کو باندھ لا اور اپنی بہن کو بھی پکڑ لانا اور کہنا کہ حرامزادی یہان آکر مر رہی اور خداوند
کے کام مین عرصہ لگا دیا پتلی بہت خوب بہت خوب کہتی ہوئی روانہ ہوئی اُسوقت سامنے
منڈھی کے پہونچی کہ عمرو نے دونون آنکھین اُسکی پھوڑ کر یاقوت نکال لیے تھے اور پر زمرد کے
اکھڑ چکے تھے سو نابھی کس کر دیکھ لیا تھا اب بیٹھے ہوے جواہر کو پرکھ رہے تھے اور خدا کا
شکر کر رہے تھے کہ خیر صبح صبح دو چار لاکھ کی بھنی تو ہوئی آج کسی اچھے کا منھ دیکھا تھا
یہ حال دیکھتے ہی پتلی نے چیخ ماری اور پکاری کہ او موے ہاے یہ تو نے میری بہن

کا کیا حال کیا ارے کیا تو غضب خداوندے سے آگاہ نہیں ہے اور ریشم کی ڈوری دکھا کر کہا کہ دیکھ
اسی رسی سے تجکو باندھ کر لیجاؤنگی ہاے تو نے میری بہن کو مار ڈالا غیر خداوند تجھ سے سمجھ لینگے
اور اب مین کسی انعام کے بدلے خداوند سے اپنی بہن کو زندہ کروالونگی ایک مرتبہ اچکی آمد دیکھکر
عمرو ثانی چونک پڑے اور آواز دی کہ ہائین چتلیون کا ڈربہ کھل گیا اری مردار تو کہان سے
آئی تم سب کتنی ہو چتلی نے آواز دی کہ ہم سب چار بہنین تھے مگر اب تین ہی رہ گئین ایک کو
تو نے مار ڈالا ہم سب اُسے یاد کر کے تجھکو سار کر بیٹھے ہوے تو نے بڑا غضب کیا عمرو نے
اُسکو دکھا کر چتلی کو تھوڑی سی کھیل ڈالا بس یہ دیکھنا تھا کہ ملک کر اور بیتاب ہو کر چتلی چلی
جیسے ہی منڈھی مین گھسنے کا قصد کیا سر تلے ٹانگین اوپر لٹک کر رہگئی عمرو نے جلدی سے اسکو
بھی پکڑ کے پر نوچ ڈالے آنکھین نکال لین سونا کھیل ڈالا کانٹا بانٹ نکالکر تولنے لگے وہان جب
دوسری چتلی کو بھی آنے مین دیر ہوئی تو سرخیل کو نہایت غصہ آیا اور تیسرا خانہ کھولکر تیسری
چتلی کو بھی تاکید کر کے روانہ کیا یہ اُسوقت پہونچی کہ عمرو کانٹے مین تول کر سونے کو پرکھ رہے
تھے کسوٹی پر کس رہے تھے کہ کیسا ہے کھرا ہے یا کھوٹا دیکھا بہت ہی عمدہ کندن ہے
چتلی یہ حال دیکھکر چلائی کہ او موے تیرا ستیا ناس جائے ارے تو نے میری دونون بہنون
کو مار ڈالا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون عمرو نے کہا تو بھی آ تیرا بھی یہی حال ہوگا یہ سننا تھا
کہ چتلی تڑپ کر جو چلی ہے جیسے ہی منڈھی مین چلی اُلٹی ہو کر لٹک گئی عمرو نے اُسکو بھی قبضہ مین
کیا شکر خدا بجا لاے کہ صبح صبح ابھی کھانا بھی نہین کھا چکے تھے کہ تو لے اتنے کی مزدوری کرادی
لیکن وہان سرخیل نے غصہ مین آکر چوتھی چتلی کو بھی روانہ کیا اور کہدیا کہ رسن مین ایک طرف
تو اپنی تینون بہنون کو اور دوسری جانب اُس دزد مکار یعنے عمرو عیار کو باندھکر لے آ چتلی
اُسی وقت چمک کر اڑی اور مانند تیر شہاب کے روانہ ہوئی اور سامنے منڈھی کے پہونچتے ہی
ایک چیخ ماری کہ دل عمرو کا ہل گیا زمین جا بجا سے شق ہو گئی عمرو یا تو سونے کو دیکھ دیکھ کر
خوش ہو رہے تھے یا اُچھل پڑے اور آواز دی کہ او مردار اتنے سے قد پہ یہ آواز خدا تیرا
حلق ٹھکانے لگاے چتلی نے کہا کہ بتا موے کہ میری تینون بہنین کہان ہین عمرو نے وہ چھلی ہوئی
چتلی اُٹھا کر دکھا دی چتلی نے کہا ہاے تو نے اِنکا یہ حال کیا جب ہی یہ بیچ رہین اور مجھ تک
نہ آسکین دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہتے ہی اب جو تڑپتی ہے زن سے منڈھی کے اندر
لیکن دیکھا تو اُلٹی لٹکی ہوئی ہے عمرو نے ہتھوڑی سے اِسکا بھی سر کچلا پر نوچے آنکھین
نکالین اب اِن چارون کو تو داخل زنبیل کیا اور آپ کھانا کھانے مین معروف ہوے
وہان سرخیل کو پھر خلجان ہوا اور اُسنے کہا کہ مین خود جاتا ہون بغیر میرے جائے کام
نہ چلے گا یہ کہتے ہی زمین پر غلطک ماری اور پرواز پیدا کر کے چلا مینا ہاتھ پر بیٹھی ہوئی اُسوقت
پہونچا کہ عمرو کھانا کھا چکے تھے ہاتھ منھ دھو کر رومال سے منھ پونچھ رہے تھے کہ سرخیل نے
نعرہ کیا باش اے دزد مکار منم خداوند سرخیل جادو کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی
ارے غضب کیا تو نے کہ میرے سحر کو گرفتار کیا اب مین تجھے گرفتار کرونگا کہان جائے گا

بلکہ میرے ہاتھ سے یہ کہتے ہی غصہ کرکے کچھ اسم سحر پڑھکر مینا پر دم کیا اور کہا اُڑجا لا پنجرہ میں
اسکو یہ سنتے ہی مینا ہاتھ پر سے اُڑی اور عمرو کی طرف چلی ہنوز منڈھی کے اندر بھی نہ آنے
پائی تھی کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور مینا کو پکڑ لیا ہر چند وہ چیخا کی آپ نے کچھ سماعت نہ کی
اور جال مینا سمیت داخل زنبیل کر لیا سرخیل جادو کو نہایت غصہ آیا پانچ سحر اس کے خالی
جا چکے ہیں اب جھنجھلا کر یہ آپ چلا ادھر عمرو نے ڈانٹا کہا تو سہی دیکھ تیری بھی یہی حالت کرونگا
عمرو نے اور تاؤ دلا کر اسکی عقل کو کھو دیا ورنہ شاید یہ خیال کرکے رک جاتا کہ جب تیرے
سحر خالی گئے تو تو کیا کر سکتا ہے بس ویسے ہی جھپٹ کر چلا عمرو نے آواز دی کہ لیجیئے گا اسکو
ساتھ ہی آواز کے دیکھا تو سر نیچے ٹانگیں اوپر لٹک کر رہگیا عمرو نے اسکو بھی گرفتار کیا اور
کہا کیا کہتا ہے مذہب کے بارے میں سرخیل جادو نے انکار کیا اسلام سے عمرو نے
ہر چند سمجھایا مگر قلب اسکا سیاہ تھا یہ ملعون کب مانتا تھا عمرو نے گنبد عیاری کا نکالا اور
منہ میں کمانی چڑھا کر گنبد حلق میں ٹھونس دیا کہ کوئی بات نہ کر سکے اور رنگ و روغن عیاری
لگا کر صورت اسکی اپنی بنائی اور آپ سرخیل کی شکل بنکر بیٹھے ایک پہاڑی مینا ہاتھ پر سنبھال
لی اور منڈھی کو حکم کیا کہ بالائے ہوا طرف شہر ارغوانیہ کے اُڑ کر چلے فوراً منڈھی اُڑ کر روانہ
ہوئی وہاں کا حال سنیئے کہ ساحر منتظر بیٹھے ہیں کہ خداوندزادہ ہمارا عمرو کو گرفتار کرکے لاتا
ہوگا کہ یکایک بالائے ہوا سے ایک لکہ ابر کا معلوم ہوا جس وقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ
ایک منڈھی اُڑتی چلی آتی ہے اور سرخیل جادو منڈھی میں بیٹھا ہے عمرو مقید آگے بیٹھا ہوا
ہے لوگ خوشی میں سنکھ پھونکنے لگے ناقوس بجانے لگے آوازیں یا سامری یا جمشید کی
بلند ہوئیں ارغوان شاہ کے چہرے پر سرخی آئی آثار مسرت نمودار ہوئے اچھل پڑا
کہ یہ کام آپ ہی کا تھا ورنہ یہ مکار کسی کے دام میں نہ آتا بعضوں نے شک دلا دیا تھا کہ کہیں
طاؤس کا ایسا معاملہ نہو کہ عمرو سرخیل بنکر سرخیل ہی کو قتل کروا ڈالے تو بڑا غضب ہو
لیکن ارغوان شاہ نے اُن لوگوں پر تنبیہ کی اور کہا کہ توبہ کرو بھلا اسکی مجال ہے کہ خداوندزادے
کو گرفتار کرے اور بفرض محال اگر ایسا ہو بھی تو کہیں خداوند کو بندے قتل کر سکتے ہیں اور
اگر ایسی ہی خداوندی ہے کہ خداوند بندے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو ہم ایسے خداوند سے
باز آئے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ عمرو ساحر نہیں پھر بالائے ہوا اُڑ کر کس طرح آ سکتا تھا
غرضکہ سب کو اطمینان ہوا کہ واقعی میں خیال ہمارا غلطی پر تھا یہ سرخیل اصلی ہے نقلی نہیں ہے
الحاصل سرخیل نے منڈھی کو زمین پر اتارا اور میدان خونی کی تیاری کا حکم دیا اور کہا کاش
مینا نے جو کچھ کام کیا ہے وہ کیا ہے ورنہ یہ دزد کسی طرح گرفتار نہو تا چاروں پتلیاں تو خدا جانے
بہک کر کہاں سے کہاں چلی گئیں ہر مرتبہ یہ صورتیں بدل لیتا ہے وہ دھوکے میں اسے چھوڑ کر اور کسی طرف
چلی گئی تھیں آخرکار میں نے غصہ میں چاروں کو جلا دیا میں پھر تیار کرونگا غرضکہ ارغوان شاہ
نہایت شاد و بشاش ہے پھر ڈھنڈھورا پٹ دیا گیا ہے قتل عمرو کا سامان ہے لوگ جمع ہو رہے
ہیں آپس میں چرچے ہوتے ہیں کہ بھئی ایک دفعہ تو اتنا بڑا دھوکا ہو چکا ہے ابھی دیکھیے کیا

ہوتا ہی بعض کہتے ہین کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہی بھلا کہین ہر مرتبہ ایسا ہو سکتا
ہی دوسرے یہ بھی کوئی طاؤس جادو ہی یہ خداوند زادہ ہے بھلا کب دھوکے مین آنیوالا
ہی بعض بگڑے دلون نے کہدیا کہ اگر ابکی بھی ویسا ہی دھوکا ہوا تو ہم مذہب اسلام کو
برحق سمجھین گے وہ بھی کوئی خداوند ہی جو بندے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے غرض یہان تو یہ چرچے
ہین اور قریب قریب تمام شہر یکدل ہو گیا ہی کہ اگر خداوند زادہ قتل ہوا
تو ہم مسلمان ہو جائین گے وہان سرخیل نقلی نے مینا بادشاہ کے ہاتھ ایک لاکھ روپیہ کو
بیچی اور کہا کہ یہ تمھارے کام آئیگی مین تو اور بھی بنا سکتا ہون اور قیمت مینے صرف اس وجہ سے
لے لی کہ مصلحت خداوندی مین نہ گذرا کہ یہ شی تکو مفت دیجائے کیونکہ تم محتاج نہین
ہو ایسی مصلحت خداوند کی غریبون پر ہوا کرتی ہی ایسی کچھ باتین بنانا شروع کین ہین کہ
سب کو یقین ہی کہ یہ سرخیل جادو ہی الغرض جب دوسرا دن ہوا اور میدان خونی کی
تیاری ہوئی لوگ جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اگر اسکا سامان پورے طور سے بیان کیا
جائے تو داستان کو طول ہوتا ہی بس اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ جیسا سامان ایک میدان خونی کا ہم
لکھ چکے ہین جب عمرو طاؤس آتش زن کی صورت بنکر آئے تھے اور طاؤس اصلی کو
اپنی شکل بنا کر قتل کروایا تھا اُس سے کچھ زیادہ تیاری اس میدان کی ہوئی ہی جب تمام
عالم جمع ہو چکا تخت ارغوان شاہ کا صدر مین قائم ہوا ارغوان شاہ دربار ی [illegible]
سامنے بیٹھا ہی اور سرخیل جادو کا علم جاری ہی کیونکہ اول تو یہ لوگ اپنا خداوند زادہ خدا کو
سمجھتے ہین دوم یہ کہ سرخیل نے اتنا بڑا کام کیا ہی وہان عمرو نقلی زیر تیغ بٹھایا گیا ہے
جلاد حکم پوچھ رہا ہی جیسے ہی تیسرا حکم پہونچا جلاد نے ہاتھ مارا کہ سرخیل کا سر تن پر سے اڑ کر
دھڑ سے زمین پر گرا لاشہ تڑپنے لگا اسکا قتل ہونا تھا کہ خون نجس سے اسکے شعلے نکل نکل کر
ہر چہار جانب فوج پر اسکی گرنے لگے ساحر جلنے لگے ہر چند سحر پڑھکر رد سحر کرتے تھے مگر کچھ نہوتا تھا سب
حیرت مین تھے کہ یہ مکر کیا ہی سرخیل نقلی کہہ رہے تھے کہ آج ہمین معلوم ہوا عمرو بڑا ساحر زبردست
تھا جسنے مرنے کے بعد بھی اتنون کو مارا اور کسی سے رد سحر نہین ہو سکتا اسوقت تک بیرون سے
شور نہین کیا تھا جبتک یہ ملعون تڑپتا رہا ایک قیامت کبریٰ برپا رہی آخر ہاتھ پاؤن مارکر سرد
ہو گیا بس اسکا مرنا تھا کہ زمین کو زلزلہ ہوا آسمان سے آتشبازی ہوئی سیکڑون جل گئے کتنے ہی
سرد ہو گئے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرخیل جادو بن جمشید جادو بود حیف مردیم
وجا ندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اس آواز کے آتے ہی سرخیل نقلی نے نعرہ کیا منم جانشین مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن عمرو بن امیہ
نامدار ای کافران بدکردار دیکھا تمنے کہ جسے تم خداوند سمجھتے تھے کیا حال کیا مین نے اسکا یہ کہتے ہی تاج
ارغوان شاہ کا لیا اور لوٹ مین لگا دیا تمام میلے کو آج پھر لوٹ لیا سرخیل کے لشکر کے ساحر جو بعد
مرنے اپنے سردار کے اسی کے خون سے جل جلکر خاک ہو چکے تھے انکا تو سوائے عمرو کے وارث ہی
کون تھا اور جو لوگ زندہ تھے انمین بھی بھگدڑ مچی تھی جانون کو غنیمت جان کر بچا سے تھے مال و زر چھوڑ کر

بھاگے جاتے تھے عمرو نے آج بھی خوب لوٹ مچائی اور چلتے ہوئے یہاں بعد عذر موقوف ہونے کے
ارغوان شاہ دریا باری کا اعتقاد برگشتہ ہوا اور طبیعت دین اسلام کی طرف مائل
ہوئی خیال گذرا کہ ایک عیار لشکر اسلام کا اور خداوند زادے کو مار ڈالے یہ کیسا خداوند زادہ
تھا کہ بندے کے ہاتھ سے قتل ہوگیا لعنت ہے ایسے خداوند مسخرے پر شب کو اسی طرح بستر خواب پر
آرام کیا جس وقت صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے دربار میں آیا اسی وقت
حکم کیا کہ اشتہار جاری کرو ہماری طرف سے کہ میں نے دین خدا پرستی کو اختیار کیا اور ہوئے دو سو
خداوندوں پر لعنت کی جسے اس دین برحق کو اختیار کرنا ہو وہ رہے ورنہ ہمارا ملک خالی کردے
اور دوسرا اشتہار اس مضمون کا جابجا چسپاں کیا جائے کہ ای رائج دین برحق ای شناسندۂ رب
مطلق ای مہر سپہر عیاری میں نے توبہ کی اپنے افعال سے اور لعنت کی تمثال آئینہ رو پر لہٰذا اگر آپکو
یہ ثواب بےحساب لینا ہو تو ظاہر ہو کر بےخوف تشریف لائیے یہ سنتے ہی اشتہار تحریر ہونے لگے اور تمام
شہر میں جابجا گذرگاہ عام پر چسپاں کر دیے گئے دوسرے ہی روز ارغوان شاہ دربار میں
بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص تو سامنے سے نمودار ہوا اور سلام وعلیک کی ارغوان شاہ نے
صورت پہچانی تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا جواب سلام دیا اور عرض کیا کہ بیشک دین آپکا برحق
ہے لیکن جو آپ کے دین میں آئے وہ کیا کہے عمرو نے کلمہ طیبہ تلقین کیا ارغوان شاہ اسی وقت
کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اراکین دولت و مشیران مملکت بھی مسلمان ہوئے تمام شہر
میں مسجدوں کی بنا پڑی مندر کھدوا ڈالے گئے ہر طرف شور اللہ اکبر بلند ہوا دل ہر ایک کافر کا
دردمند ہوا جنکے قلب سیاہ تھے وہ ملک کو چھوڑ کر نکل گئے باقی سب نے دین اسلام قبول
کیا تمام شہر ارغوانیہ اسلام آباد ہوا لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ارغوان شاہ کو بوقت
شب خواب ہوا اور سیر بہشت و دوزخ کی دکھائی گئی اور کسی بزرگ نے ترغیب دین اسلام کی
دلوائی یہ سبب اسکے اسلام لانے کا ہوا بہرکیف جب تمام شہر اسلام آباد ہو چکا عمرو کو بہت کچھ
نذریں گذریں دعوت و ضیافت ہوئی جشن ہوا اسی جشن میں انکو خیال ملکہ ماہ ناز پرور کا ہوا
روح بےچین ہوگئی ابھی تک عمرو کو یہ معلوم نہ تھا کہ ماہ ناز پرور کو اسکے شوہر کے گھر بھیج دیا اس وقت
کے جلسہ میں ملکہ کا خیال عمرو کو بےچین کر رہا تھا اور دل پر آثار غم و الم طاری تھے چہرے کا رنگ
متغیر ہوتا جاتا تھا اور ارغوان شاہ کے چہرے پر بھی ایک کلفت تھی بجا بجا نہ تھی عمرو نے سبب
دریافت کیا ارغوان شاہ نے گردن جھکالی جب عمرو نے اصرار کیا تو ارغوان شاہ نے عرض کی
کہ مجھسے وہ حماقت ہوئی ہے کہ جسکی پشیمانی تمام عمر رہیگی عمرو نے کہا کہ آخر کچھ بیان تو کرو
اسنے کہا کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے خونخوار اژدر گیر جادو مالک طلسم فصل بہار اس
طرف نکل آیا اور اسنے درخواست کی ملکہ ماہ ناز پرور کی چونکہ وہ وقت کہ اسوقت تک میں
عالم کفر میں تھا میرے لیے نازک ضرور تھا بنابر اسکے مناسب وقت سمجھکر ملکہ کو اسکے ہمراہ
کردیا کیونکہ پیشتر سے وہ اسکی منگیتر بھی تھی اب پشیمانی ہے کہ یہ میں نے کیا کیا کہ اپنی دختر کو ایک
کافر مرتد کے حوالے کردیا بس یہ سننا تھا کہ عمرو کے دل پر ایک تیر لگا اور کہا اے ارغوان شاہ

بڑا غضب کیا تونے بس اب ایک پل یہان ٹھہرنا میرے لیے حرام ہی مین ضرور جاؤنگا طرف
طلسم بہار کے اور مار کر خونخوار کو لاؤنگا ملکہ کو یا اپنی جان ہی دونگا اور ای ارغوان شاہ بس
اتنا کام اور تجھ سے لینا چاہتا ہون کسی رہ بتلانے والے کو میرے ہمراہ کر تاکہ مین سرحد طلسم تک
جلد اور باسانی پہونچ جاؤن پھر مین سمجھ لونگا یہ سنکر ارغوان شاہ نے اُسی وقت ایک ساحر
کو ہمراہ کیا چونکہ بعض ساحرون نے مطیع اسلام ہونا قبول کیا اور ابھی سحر سے توبہ نہین کی تھی اسی
سبب سے اس ساحر نے لوٹ پوٹ کر صورت اپنی ایک مرکب ہوا ان کی بنائی اور عمرو کو پشت
پر سوار کرکے طرف طلسم فصل بہار کے روانہ ہوا اب دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے۔ لیکن

اب چند کلمے داستان عفت نشان ملکہ ماہ ناز پرور کے بیان ہوتے ہین

کہ کس مشکل سے بمجبوری یہ شہر ارغوانیہ سے آئی یہان تک پہونچتے پہونچتے اپنی وہ حالت کر دی
کہ جیسے کوئی چھ مہینے کا بیمار ہوتا ہی چہرہ زرد دل مین درد ہاتھ پاؤن لاغر بال پریشان آنکھین
مثل نرگس حیران بیمار گرچہ اسکے رہنے کو بہت بڑا محل ملا تھا لیکن بے محل تھا وہ مکان قبر کو اس محل سے
زیادہ پسند کرتی تھی باغ کا ہر گل خار حسرت دیتا تھا آنکھون مین کھٹکتا تھا سبزے کو دیکھکر عوض
تفریح کے اختلاج ہوتا تھا نرگس کو دیکھکر آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوتے تھے سنبل کے
پیچ کھائے ہوئے گیسوؤن پر جو نظر پڑتی تھی اور دل اُلجھتا تھا طبیعت پریشان ہوتی تھی سرو شمشاد
سولی کی شکل نظر آتے تھے نغمہ طائران چمن شور زاغ و زغن سے زیادہ کانون کو ناگوار گذرتا تھا
ہر وقت بستر بیماری پر پڑی رہتی تھی ان بہ دن طاقت طاق ہوتی چلی جاتی تھی خونخوار اژدر گیر ایسی حالت
مین رسوم عروسی کیونکر ادا کرتا جب حالت دیکھتا تھا رو تا ہوا نکل جاتا تھا چند ہی دن مین وہ صورت
ہو گئی کہ پہچانی نہ جاتی تھی کبھی یہ غزل ورد زبان ہوتی تھی

غزل

سبزہ تربت مرقد وقف عزا الان ہی رہا
پشت قمری پر کلام غیر مین وہ لعل لب
ہاتھ پاؤن فکر مین زینہ تجدال ہی رہا
کب لباس تنگ کی مین چھپتے ہین دشمن
کتنا لوٹے کو بڑھایا پردہ حیوان ہی رہا
حلقہ گیسو مین دیکھی کسنے رخسارے کی تاب
آخر شیدا دل بہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا
آگے زلفین دیکھین لیتی تھین اور اب آنکھین تھکی
وہ رہا آغوش مین لیکن مگر یزدان ہی رہا

مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
بعد عشق مین تو سگ نیرہ زندان ہی رہا
پاؤن کب نکلے رکاب حلقہ زنجیر سے
جامہ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
جلوہ ای قاتل اگر تیرا نہین حیرت فزا
شب بہ بالا نشین سرو گریبان ہی رہا
سکو دیکھا اُس نے اور اسکو نہ دیکھا ہون نگاہ
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
دیر کعبہ یار ڈھونڈھتا ذوق کیا تو رقیب

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
خاک پر دوندہ کیے عشق بیجان ہی
بند سکا ہے نہ عقدہ مشکل
تو سہی وحشت بہار اگر م جولان ہی رہا
آدمیت اور فشرے ہم ہر کہ ہر قسم
دیدہ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا
مرکون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا
کھینچے اس مین ربط ہر گو یارانہ
اب کچھ دن ہی رہا باقی نہ ارمان ہی رہا

ایسی ایسی عاشقانہ غزلین چپکے چپکے گاتی تھی اور اشک بہاتی تھی امصاحبین جلیسین سمجھاتی تھین کہ ملکہ یہ آپ
اپنی کیا حالت کی ہی خدا کے لیے ذرا اپنے کو سنبھالیے اگر آپکو خونخوار سے بچنا منظور ہی تو اُس سے کہان تک
بچ سکیئے گا سوا اسکے کہ دشمنون کی جان جائیگی پھر اس جان دینے سے فائدہ جان ہے تو جہان ہے
آپ نہین سمجھتی ہین کہ ذات ان مردون کی بیوفا ہوتی ہی یہ بھلا کسکے ہوے ہین آپ جیسے غرمین

اپنی یہ حالت بنا رہی ہین وہ نہین معلوم کس رنگ مین ہوگا کونسی محبت ہوگی ایسا ہر دل عزیز شخص
سبھی اُسکے خواہشمند رہتے ہین پھر نے بھی آپکی پروا کیون رہنے لگی ملکہ کہتی تھی بہین اس سے
کیا کلام وہ کہین ہون بموجب شعر تو جہان چاہے رہے خوش رہے آباد رہے + ہمکو بھی بھول نہ
جانا یہ ذرا یاد رہے + محبت تو ہمکو ہے اُسے ہو تو ہماری خوش نصیبی نہو تو ہمین شکایت نہین کیا
اُسنے یہ کہدیا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرو اول تو وہ ایسے مقام سخت پر گیا ہی کہ بچ سکا زندہ آنا ممکن
نہین ہی اگر پروردگار عالم نے اُسے بچایا تو وہ ضرور مجھ تک پہونچیگا مگر ہائے بڑی خرابی کی
بات تو یہ ہی کہ جب وہ سنیگا کہ ملکہ بیاہ گئی تو یہ کیا اُسے خبر کہ بخوشی یا بجبر اور دوسرے ان
مسلمانون مین یہ بات بھی ہی کہ زن شوہر دار کیطرف آنکھ اُٹھا کر نگاہ بد سے نہین دیکھتے مجھے زیادہ
کھٹکا اسی بات کا ہی کہ ایسا نہو وہ شہر ارغوانیہ مین پلٹ کر آیا ہو اور میرا حال سنکر واپس
گیا ہو ہائے یہ اُلجھن مجھے دیوانہ کیے دیتی ہی خداوندا کیا ہوتا ہی ایسی ایسی باتین روز رہتی تھین اور
روز ایک وقت خونخوار اژدر گیر جادو مزاج پرسی کیواسطے آیا کرتا تھا اسوقت ملکہ پر نہایت
تعب مین گذرتا تھا اسی طرح چند روز گذرنے کے بعد ایک روز ملکہ نے انیسون جلیسون سے کہا
کہ تم سب کو اس وقت مصیبت کا گواہ کرتی ہون کہ یہان کوئی غسل و کفن دینے والا نہین ہی افسوس
مسلمان کی میت بھی کفار کے ہاتھ پڑیگی مثل مشہور ہی کہ مردہ بدست زندہ وہ اپنے طور پر گاڑ توپ
دینگے مگر مجھکو اب سوا خودکشی کے دوسرا پہلو اپنی عصمت کے بچاؤ کا نظر نہین آتا تم سب گواہ
رہنا کہ مین مسلمان ہو چکی تھی تا کہ عاقبت میری مثل دنیا کے برباد نہو یہ کہتے ہی زار زار مثل ابر نوبہار
کے رونے لگی گالون کی رنگت جوش گریہ کے سبب سے سرخ ہو گئی تھی اسپر آنسوؤن کے
قطرے شفق مین ستارون کا جوبن دکھا رہے تھے سہیلیون نے کہا ملکہ آپ اپنے کو سنبھالین یہ کیسی
باتین فرما رہی ہین کیا خودکشی گناہ نہین ہی ملکہ نے کہا کہ اس گناہ مین آبرو تو بچتی ہی انھون نے
جواب دیا کہ آبرو خدا بچاتا ہی تو بچتی ہی ورنہ ممکن نہین آپ نے جس مذہب کو اختیار کیا ہی اُسکے موافق
خدا سے دعا کیجیے اگر خدا اُن لوگون کا برحق ہی اور طاقت و قدرت رکھتا ہی تو آپ کو اس بلا سے
نجات دیگا ورنہ ایسے مذہب کی پابندی بیکار ہی جب خدا ہماری وقت مصیبت مین نہ کام آیا اور
ایمان و آبرو مین فرق آیا تو بیکار ہی ملکہ کو یہ رائے پسند آئی کچھ سوچی اور کہا کہ اچھا بالاخانے پر جو وہ
حجرہ بنا ہوا ہی اُسے خوب صاف کر رکھو آج شب کو ہم اپنے خدا سے دعا کرینگے حسب الحکم حجرہ
صاف کر دیا گیا ملکہ شام کو حجرے مین داخل ہوئی اور وضو کرکے دو رکعت نماز جیسی کچھ آتی تھی پڑھی
کیونکہ یہ صحبت مین عمرو کے مسلمان ہو چکی تھی اور تھوڑے بہت طریقے بھی آگئے تھے الحاصل بعد
فراغت ہونے نماز کے اسنے درگاہ احدیت مین دعا کرنا شروع کی کہ ای رب پاک ذات اپنی اس
تازہ کنیز کو اس دام بلا سے نجات دے کیونکہ اسوقت مین اس قید سے باآبرو نجات پانا
عقل بشری سے دور ہی ہر شخص مجبور ہی اگر کوئی صورت میری رہائی کی نکل آئے تو یہ تیری قدرت
نمائی سمجھی جائیگی اور میرا عقیدہ اور پختہ ہوتا جائیگا یہ دعا کرتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی
خدا کو اسکی بیکسی و عاجزی پر رحم آگیا ملکہ اُسی بجائے پر سو گئی عالم رویا مین دیکھا اسنے کہ تمام حجرہ

نورانی ہوگیا ہو خوشبوے عود و عنبر چلی آتی ہو اور ایک بزرگ با چہرہ تابان و ریش سفید عصا ہاتھ
مین تاج مرصع بر سر چار قب شاہنشاہی در بر تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین ای کنیز خدا تو پریشان
نہو کہ آج کے چالیسوین روز تو چھوٹ جائیگی اور تجھے عمرو ثانی خود آکر رہا کر لیجائیگا اور جبکہ تو آکر کے
تو مذہب باطل کو چھوڑ کر دین حق سے مشرف ہوئی اور تیرا تمام شہر اور تیرا باپ بھی مسلمان ہوجائیگا
نہ گھبرا اور نہ پریشان ہو کہ اتنا ہی زمانہ تجکو اور باستقلال بسر کرنا چاہیے یہ کہتے ہی حضرت نظرون سے
غائب ہوگئے ملکہ عالم سکوت مین رہگئی جسوقت آنکھ اسکی کھلی تو تمام حجرہ خوشبوے بسا ہوا تھا
اسنے دو رکعت نماز شکر پڑھی اور فریضہ سحری کو ادا کیا اسکے بعد خواب اپنا اُنھین رازدارون سے
بیان کیا جنکا مشورہ پہلے سے شریک ہوچکا تھا سب نے کہا کہ بس اب آپ پریشان نہون بیشک
یہ مذہب برحق ہے اور پہلے تو ہم آپکی خاطر اور محبت سے مسلمان بن گئے تھے مگر اب ہمین بھی
تصدیق ہوگئی اور اُسوقت اور زیادہ ہوجائیگی جبکہ ظہور خواب کا ہوگا اب آپ نہائین دھوین
لینے کو پریشان نہ کرین ملکہ ماہ ناز پرور نے کہا کہ جب صورت میری بحال ہوگی اور
لباس و حیثیت درست ہوگی تو خونخوار سے جان بچانا دشوار ہوگی مین عجب مصیبت مین ہون
کہ خوشی کے وقت بھی ہنس نہین سکتی اُن سب نے جواب دیا کہ بی بی آپ کیا فرماتی ہین اگر عورت
راضی نہو تو مرد وہ کیا کر سکتا ہو چاہے بادشاہ کیون نہو اور عورت چماری کیون نہو نہ کہ آپ تو خود
بھی بادشاہزادی ہین دوسرے ٹالنے کے ہزار بہانے ہین اگر ہم لوگ چاہین تو زندگی بھر امیدوار
بنائے رکھین اور کچھ نہو ملکہ کچھ مسکرائی اور خاموش ہورہی القصہ اب ملکہ نہائی دھوئی کپڑے
بدلے زیور پہنا بن سنور کر بیٹھی یہ خبر خونخوار اژدر گیر کو ہوئی کہ آج ملکہ نے غسل صحت کیا ہو بس یہ سننا
تھا کہ خوشی خوشی اسیوقت چلا یہان محلدار نے پیشتر سے آکر اطلاع کی کہ قربان جاؤن جہان پناہ
تشریف لاتے ہین ملکہ نے کہا آنے دو اور سہیلیون کی طرف دیکھا ایک نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ
اسی حجرے مین چلی جایئے ملکہ اس فقرے کو سمجھکر مسکراتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی یہان خونخوار
اژدر گیر جادو داخل محل ہوا گھبرا گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھتا ہوا ایک ایک سے پوچھنے لگا کہ ملکہ کہان
ہین اُنھون نے جواب دیا کہ ملکہ بالاخانے کے شمالی حجرے مین تنہا ہین خونخوار نے کہا تنہا ہونیکا
کیا سبب مردار و تم کسواسطے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم کیا کرین ہمین ممانعت ہو کہ خبردار اس حجرے
مین کوئی نہ آئے خواہ مین ہون یا نہون خونخوار نے کہا آخر وہان ہو کون سب نے کہا کہ یہ کوئی
کیا جانے جایئے آپ خود دیکھ آیئے یہ سنتے ہی خونخوار بالاخانے پر گیا ملکہ نے جیسے ہی پاؤن
کی چاپ پائی اُلٹی ہوئی زمین پر بیٹھکر کچھ بڑبڑ کرنے لگی خونخوار جیسے ہی سامنے پہونچا اور ملکہ
نے جھلک دیکھی ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کو منع کیا خونخوار واپس آیا اور آپ منتظر
ہوکر بیٹھا بہت دیر کے بعد ملکہ نیچے اُتری اور خونخوار پر بہت خفا ہوئی کہ تم کیا سمجھکر وہان سے گئے
تھے معلوم ہوتا ہو کہ شاید تم میری طرف سے بدگمان ہوئے بس اگر مین ایسی ہون تو ابھی میرے
میکے بھیجدو مین ہرگز یہان نہ رہونگی مین اب تمھارے کام کی نہین ہون لو اور سنو ایسے ہی مردوے
حق ناحق عورتون کو بدنام کرتے ہین تمسے خدا بچائے خونخوار نے کہا کہ نہین یہ بات نہین تھی بلکہ مین نے

سُنا کہ طبیعت تمھاری اچھی ہی اسوجہ سے مین بھی دیکھنے چلا آیا تھا کہ بسبب شوق کے تاب نہوئی اور
انتظار نہو سکا ملکہ نے کہا اے کیون نہو تم ایسے ہی تو میرے چاہنے والے ہو خیر اب ان باتون کو تو رہنے
دیجیے کیا کہون بس اب یہی خوب بات ہی کہ آپ اسوقت تشریف لیجائیے کیا فائدہ جو ملال بڑھے
ادھر ایک آدھ کنیز نے خونخوار سے اشارہ کیا کہ ہان مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہے اسوقت
ملکہ کو غصہ ہی خیر پھر ہم سمجھا لین گے آج کا دن تو یون ٹلا خونخوار منہ کی کھا کر چلا گیا یہان پھر
ہنسی قہقہے ہونے لگے ملکہ کی یہ کیفیت کہ کبھی خوش کبھی غمگین جب دوسرا روز ہوا اور خونخوار
جادو پھر آیا ملکہ کی وہی تیوریان بدلی ہوئی تھین آتے ہی کہا کہ آپ کیون یہان تشریف لاتے ہین
سرفراز فرماتے ہین آپ اپنی مہربانی کو رہنے دیجیے کبھی کبھی آنے مین تو آپکی یہ کیفیت ہی آگے بڑھکر
کیا ہوتا ہی زندگی بھر کس طرح نباہ ہوگا خونخوار ہاتھ جوڑنے لگا کہ ملکہ مجھ سے قصور ہوا معاف کرو
آیندہ ایسی خطا نہوگی مین ہرگز کسی اور خیال سے نہین گیا تھا القصہ بمصلحت ظاہری صفائی بھی
ہوگئی اب خونخوار نے سوال وصل کیا ملکہ نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا بعد اسکے ایک کنیز کی طرف دیکھکر
کہا کہ کیون مردار تونے ابتک بیان نہ کر دیا کہ ہم کس سبب سے بیمار پڑے کیونکر اچھے ہوے اُسی نے
کہا کہ بیوی ہان قصور تو ہوا ملکہ نے کہا ہی کیا تھا جو وہ کہتی سب جنگ زدگی تھی القصہ خونخوار
نے کہا کہ اچھا آپ خود بیان نہ کریجیے ملکہ نے کہا کہ جسوقت تم میرے ملک مین گئے ہو تو مین چلی
آئی مین نے باپ سے چھپ کر ایک عمل شروع کیا تھا ہنوز وہ ناتمام تھا کہ وہان سے یہان آنا ہوا
جگہ بدلی ناغہ ہوئی یہ اُسی کا سبب تھا کہ مین بیمار تھی اور دن پہ دن حالت میری سقیم ہوتی جاتی تھی
جب مجھے خیال آیا کہ کہین اس سبب سے نہو تو مین نے چلہ شروع کیا اب بفضل خدا اچھی ہون مگر چلے
تک بیکار ہون بعد چلے کے دیکھا جائیگا خونخوار یہ سنکر چپ ہوا کچھ تو یہ خیال ہوا کہ یہ انتظار کا زمانہ
کیونکر گذریگا کچھ یہ دھیان ہوا کہ خیر امید تو ہوئی القصہ ملکہ نے ممانعت کر دی کہ اب اس چلہ کے
زمانہ تک میرے یہان کم آیا کرو اب ادھر تو یہ دن گذار رہی ہی اور دل مین دعا کر رہی ہی کہ پروردگار اب
جلد وہ وقت آئے کہ وہ بلبل باغ محبوبی پھر اپنا نغمہ سنائے

لیکن اب چند کلمے داستان محبت نشان خواجہ عمرو ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ ہمراہ نوسن جادو کے چلے ہین واضح رائے ناظرین رہے کہ اثنائے جلسہ مین حال ملکہ کا عمرو
کو معلوم ہوا تھا کہ کوئی پہر رات رہے سے یہ چلے تھے صبح کو نوسن نے ایک صحرائے پر بہار مین لاکر
اُتارا کہ اس صحرا مین جنوب کی طرف ایک پہاڑی سی معلوم ہوتی تھی اُسی طرف اشارہ کیا کہ وہ
سرحد ہی طلسم فصل بہاری کی یہ کہکر وہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمرو ثانی تلاش آب مین روانہ
ہوے جاتے جاتے قریب ایک چشمے کے پہونچے وضو کیا نماز پڑھ چکے ہین اور اس فکر مین بیٹھے
ہین کہ اے پروردگار کیونکر مین اس طلسم کے اندر پہونچون اور خونخوار کو مار کر ملکہ کو چھڑا دون یہی
خیال ہوتا ہی کہ اے عمرو عورت کی ذات بیوفا اور ناقص العقل ہوتی ہی کیا اعتبار اُسکا مثلاً بہتیری لڑائی
لڑی جانفشانی کی اور اگر مارے گئے تو کچھ بھی نہین اور بالفرض پہونچے اور دشمن پہ فتحیاب بھی
ہوے اور ملکہ کو اپنے سے برخلاف پایا دشمن کا ملیح دیکھا اول تو وہ دشمن ہوئی دوسرے پھر تھا

کس کام کی ہمنے مانا کہ وہ بڑی پاک طینت سہی مگر لوگون کا سمجھانا بجھانا طبیعت پھیر دینے کو ایسے شخص کی
بہت ہوتا ہے جو مجبور بھی ہوا اور پھر ہماری امید بھی اسکو نہین ہے وہ کس آسرے پر بیٹھی ہوگی کہ بموجب
مصرع ع این خیال است و محال است و جنون ❁ اور اے عمرو اگر اسکے خلاف نکلا اور اُس نے اپنی عصمت
کو بچایا ہو اور آخر مین عاجز آکر جان دیدی ہو تو کیا ہوگا ہر کیف چلنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے
اب جو ہو اگر وہ پاک نکلی تو سبحان اللہ فہو المراد اور اگر اسکے خلاف بھی ہوا تو کافر کشی کے ثواب کو
کیون ہاتھ سے کھوؤن یہ خیال کرکے کمر ہمت کو چست باندھا اور ارادہ طلسم فصل بہار کا دل مین مصمم
کرکے چلنے ہی کو تھے کہ پر طائر کی آواز گوش زد ہوئی اور ایک پرند عجیب الخلقت زمین پر اترا اور
غلطک مارکر بصورت انسان ہوگیا عمرو نے کہا یار تم بڑی صنعت کے آدمی ہو کہ ابھی تو جانور تھے
اور ابھی آدمی بنگئے وہ ہنسنے لگا اور اُس نے کہا شاید تم نے کسی ساحر سے ملاقات نہین کی ہے عمرو نے کہا
ہان بھائی نام تو سنتا ہون کہ دنیا مین ساحر بھی ہوتے ہین مگر آجتک دیکھا نہ تھا تو کیا تم ساحر ہو
اُس نے کہا کہ ہان مین ساحر ہون نام میرا عنقاے جادو ہے پیامبر ہون خداوند تمثال آئینہ رو
کا عمرو نے کہا کہ کہان جاتے ہو اُس نے کہا کہ خونخوار اژدر گیر ملک طلسم فصل بہار کے پاس عمرو نے
پوچھا کیا کام ہے اُس نے کہا خداوند پر خدا پرستون نے جو چڑھائی کی تھی خداوند نے ایسی قدرت دکھائی
کی کہ وہ سب اسیر پنجہ تقدیر ہوے اب خالی حمزہ باقی ہے اُسے خداوند نے اس سے گرفتار نہین
کیا ہے کہ سنا ہے وہ بڑا مشہور شخص ہے اُس نے ہزارون خداوندیان برباد کردی ہین تو خداوندکی یہ
مرضی ہوئی کہ جب مین اپنے تمام بندون کو جمع کرلون تو اُنکے سامنے حمزہ کو گرفتار کرون کہ دیکھنے
والون کو قدرت میری معلوم ہو کہ مین ساحر نہین ہون دیکھون حمزہ کا اسم اعظم زبردست ہے یا میری
قدرت زبردست ہے عمرو نے کہا ہان ان مسلمانون پر تباہی آئی لشکر ہزار لشکر انھون نے بڑا
سر اُٹھایا تھا اور ہان ایک بات اور میری سمجھ مین نہین آتی کبھی آنکھ سے تو دیکھا نہین کانون سے
البتہ سنا کیے ہین اسی سے طبیعت مین شک پڑتا ہے وہ یہ کہ طلسم مین کوئی جا بھی نہین سکتا ہے
اور پہونچ بھی جاتا ہے تو پھر آ نہین سکتا وہ ہنسا اور کہا اے شخص تو نے دنیا ابھی نہین دیکھی یہ بیشک سچ ہے
کہ طلسم مین کوئی نہین جا سکتا مگر مین تو فرستادہ خداوند ہون بھلا مجھے کون روک سکتا ہے یہ بات
عام بندون کے واسطے ہے ہمارے لیے نہین ہے عمرو نے کہا آخر کوئی کرامات کوئی تبرک تمھارے
پاس ہے جسکی وجہ سے تمھین راہ مل جاتی ہے اُس نے کہا کہ یہ انگوٹھی جو مین پہنے ہوے ہون یہ عطاے
خداوندی ہے اسی کی برکت سے مجھپر سحر کسی دوسرے کا اثر نہین کر سکتا بلکہ اگر کوئی سحر کرے
اور مین اُسکے سحر کو رد کرکے باطل کرنا چاہون تو ممکن ہے جب عکس اسکے نگینے کا پڑیگا تو سحر باطل
ہو جائیگا عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی صنعت ہے اچھا خیر جہان جاتے ہو خدا مبارک کرے لیکن چونکہ تم فرستادہ
خداوند ہو بڑے متبرک شخص ہو لہذا تمھاری دعوت کرنا بڑا ثواب ہے لیکن مین مرد فقیر بیابان گرد
ہون مجھے معاف کرنا جو کچھ مجھے میسر ہے اُسے قبول کرنا یہ کہکر بہت ہی عمدہ مزے کے ستو نکالے
اور کٹھری مین اسی چشمے سے پانی لیکر گھولے اور عنقاے جادو کے آگے رکھدیے. اب تو
عنقاے جادو نے ستو بہت تعریف کرکے کھائے پانی پیا اب غلطک مار کر پھر وہی طائر

عجیب بنگر اُڑنے ہی کو تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا تلے ٹانگیں اوپر دھم سے گرا عمرو نے نکال خنجر
ذبح کر ڈالا بس اُسکا مرنا تھا کہ آتشباری بر نیازی ہوئی بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر کچھ نہیں پڑی
بیر خاک اُڑا کر چلے گئے آخر میں آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنقا سے جادو بود اب جو دیکھا تو مرتے
ہی پھر اپنی اصلی ہیئت پر آ گیا ہے عمرو نے انگشتری اُتار لی اور صورت اپنی عنقا کی بنائی لفافہ
خط کا کمر میں رکھا اسے وہیں کسی گڈھے میں ٹانگ کھینچ کر ڈال دیا اور آپ طرف اُسی سیاہی کے
روانہ ہوئے جو شمال کی طرف نظر آ رہی ہے جس وقت قریب پہنچے دیکھا کہ ایک ابر چھایا ہوا ہے
ہوا سرد چل رہی ہے بوندیاں ہلکی ہلکی پڑ رہی ہیں عمرو بے پس و پیش زیر ابر ہو کر چلے اب عمرو
جوں جوں آگے بڑھتا جاتا ہے راستہ ملتا جاتا ہے تھوڑی ہی دیر میں ایک دروازے پر پہونچا
دیکھا کہ پھاٹک بہت بڑا ہے عمرو نے غل مچایا کہ دروازہ کھولدو اندر سے آواز آئی کہ دروازہ
کھل نہیں سکتا ہمارے مالک کا حکم نہیں ہے عمرو نے کہا کہ تمہارے مالک کی شامتیں آگئی ہیں
فرستادہ خداوند ہے اس طرح کی گفتگو ایک آدمی نے جا کر اطلاع کی کہ کوئی شخص فرستادہ خداوند
آیا ہے نامہ لایا ہے وہ کہتا ہے کہ پھاٹک کھولدو خونخوار جادو نے کہا کہ اس سے نامہ لے آؤ یہیں سے
جواب لیجاوے پھاٹک کھولنا مناسب نہیں مجھے شک ہوتا ہے کیونکہ قاعدہ نجوم سے اب بہار
اس طلسم کی خزان معلوم ہوتی ہے وہ لوگ واپس آئے ایک شخص نے آواز دی کہ آپ نامہ ہمیں
عنایت کیجیے ہم پہونچا کر جواب لا دیں کہا کہ بہتر نامہ لیجے کیونکر اُس نے دروازے کی کھڑکی
کھولکر ہاتھ باہر نکالا سونے کا کڑا بہت وزنی اُسکے ہاتھ میں پڑا ہوا تھا آپ نے خنجر مار کر
ہاتھ کاٹ لیا اور دھکا دیکر اندر پھاٹک کے گھس گئے دربانوں نے چار طرف سے ہجوم
کیا آپ نے حقہائے آتشبازی مارنا شروع کیے دھواں ہوا کتنوں کو مارا کتنوں کو بیہوش
چھوڑا آگے بڑھے اب جو دیکھا تو چار چمن لگے ہوئے ہیں کہ چمن بہشت معلوم ہوتے ہیں قدرت
خدا نظر آ رہی ہے ایک چمن لالہ زار کا ہے اور اُسمیں کچھ طائران سرخ رنگ چہچہہ زن
ہیں دوسرا چمن سبزہ زار کا ہے اُس میں طوطیان شیرین بیان محو نغمہ سرائی ہیں تیسرا چمن
سنبلستان ہے وہاں طائران سیاہ مثل بلبلوں کے چہک رہے ہیں چوتھا چمن نرگستان کا ہے
اس چمن میں جانوران ابلق رنگ عجیب الخلقت نظر آتے ہیں کہ آوازیں انکی نہایت دلفریب
ہیں بس عمرو کا قریب چمنستان کے پہونچا تھا کہ وسط چمن میں ایک بنگلہ تھا اُسمیں خونخوار
جادو بیٹھا تھا اور بنگلہ پر بھی ایک طائر چہار رنگ بیٹھا تھا کہ وہ افسر تھا ان طائروں کا اور سامنے
خونخوار کے ایک گلدستہ رکھا تھا کہ سبز شاخیں سرخ برگ زرد پھول سیاہ پھل اُسمیں لگے ہوئے
تھے خونخوار جادو نے وہ گلدستہ عمرو پر کھینچ مارا اور اُسمیں سے شعلے بھڑک بھڑک کر چلے عمرو
نے انگشتری کا عکس ڈالا اور وہ شعلے پلٹے اور ایک ایک شعلہ چاروں چمنوں پر گرا کہ سب جلکر
خاکستر ہو گئے خونخوار جادو بھاگا اور وہ جانور اُڑ کر چلا تھا عمرو نے انگشتری کا عکس ڈالا اور
سب طائر شور مچانے لگے کہ عمرو آیا عمرو آیا بس عکس انگشتری کے پڑتے ہی اُس طائر کے پروں سے شرارے
نکلے اور سب طائروں کو جلا کر خاک کیا وہ طائر چہار رنگ بھی جلکر خاک ہو گیا لیکن اب

خونخوار جادو فوج لیکر طرف عمرو کے چلا عمرو نے یہ بلا جو آتے دیکھی گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے
وہ لوگ ہر چند ڈھونڈھا کیے مگر کہین عمرو کا پتا نہ پایا لیکن کھٹکا لگا ہوا ہے یہان وہ داخل شہر
واضح رہے ناظرین ہو کہ بعد مرحلۂ طلسمی کے شکستہ ہو جانے کے معلوم ہوا کہ یہ ایک مختصر سا
شہر ہے اور بستی ہے عمرو مختلف شکلون مین کوچہ و بازار مین پھرا کرتا تھا کہ کسی طرح پتہ لگے
حسب اتفاق فقیر کی صورت بنے ہوئے ایک کنوئین کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک بہشتی زربفت کی
لنگی باندھے ہوئے پانی بھر رہا ہے عمرو نے خیال کیا کہ ہو نہو یہ بادشاہی بہشتی ہو اُس سے کہا کہ بابا بھلا
ہو تھوڑا سا پانی پلا دے بہشتی نے پانی پلایا اور کہا کیا کہین شاہ صاحب آپکا کمال کسدن کی
کام آئیگا شاہ صاحب نے کہا کیون بابا کیا ہے بہشتی نے بیان کیا کہ ہمارے مالک جب سے
دولھن بیاہ کر لائے مین پہلے تو وہ بیمار رہی اب اچھی ہے تو باتے باز یان کرتی ہے اور مالک
ہے کوئی ایسا تعویذ دیجیے کہ وہ رضامند ہو جائے فقیر نے کہا ہم تو بابا ایسے ویسے تعویذ لکھتے
نہین مگر خیر تو نے ہمارا دل ٹھنڈھا کیا ہے پانی پلایا ہے اسکا عوض کچھ کرنا ضرور چاہیے یہ کہکر قلم
دوات نکالی لوبان نکالا آگ سلگائی بہشتی کو برابر بٹھا لیا اور آپ تعویذ لکھنے لگے اور کہا کہ تو
لوبان سلگاتا جا اُس نے کہا کہ بہت خوب غرض لوبان سلگاتے سلگاتے دھوان جو لگتا ہے بیہوشی
نے طمانچہ مارا اور بہشتی چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے نعرہ کیا اور ادھر اُدھر دیکھکر بہشتی کو تو
ٹانگ پکڑ کر کنوئین مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر وہی زربفتی لنگی لپیٹ کر طرف قصر ملکہ کے
روانہ ہوئے کیونکہ عمرو نے ایک آدھ روز پھر کر خوب ہر گلی کوچہ کو دیکھ بھال لیا تھا اور مکان
کا پتہ لگایا تھا الغرض مشک اٹھائے ہوئے دروازے پر پہونچے اور دروازے سے داخل محل
ہوئے پانی بھرنے لگے منہ پر اندھیری پڑی ہوئی تھی آوازین کان مین آکر دیکھے ہو سکے
آدمیون کی شناخت کروا رہی تھین کوئی نازنین کہہ رہی تھی کہ افسوس یہی چالیسوان دن ہے اور
ابتک وہ ظالم نہ آیا ہائے کیا خواب میرا غلط ہوگا افسوس ابتک تو مین نے جان و آبرو دونو
کو بچایا اب جان بچتی نہین معلوم ہوتی آبرو تو اپنے ہاتھ ہے جب جان پر کھیل جائینگے پردہ
رہجائیگا [illegible] سہیلیان سمجھا رہی ہین کہ اے ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائین خدا چاہیگا تو خواب آپکا سچا ہوگا
ابھی تو تمام دن پڑا ہوا ہے ملکہ نے کہا کہ ہان کچھ ہے تو مین سنتی ہون کہ طلسم فصل بہار پر خزان آئی چاہدن
چمن جل گئے خونخوار جادو بھاگ کر بچا عمرو کا داخلہ طلسم مین ہو گیا ہے مگر مجھے ڈر یہ ہے کہ ایسا نہو
کہین وہ گرفتار ہو جائے ایک آدھ نے کہا ملکہ وہ ایسا شخص نہین ہے کہ کوئی اُسے گرفتار کر سکے
ہان خدا ساعت بد نہ لائے ملکہ نے کہا کہ اس بہشتی سے پوچھو کہ تو نے تو نہین سنا کہ عمرو گرفتار ہو گیا
بہشتی نے جواب دیا کہ عمرو گرفتار ہو کر قتل بھی ہو گیا اور مین جا کر تم لوگون کی سب باتین بادشاہ سے
بیان کرونگا ابھی تم راضی نہوتی تھین معلوم ہوا کہ عمرو پر عاشق ہو خیر بھلا جائیگا اُسکا تو خاتمہ ہو ہی چکا مگر اب
تمہاری سزا باقی ہے سچ کہا ہے کہ عورت کی ذات بڑی بیوفا ہوتی ہے ملکہ نے کہا کہ اسے مار لو اسکو جانے نہ پائے
ورنہ راز فاش ہوگا رسوائی و بدنامی کے علاوہ اب عصمت بچانا بھی دشوار ہو جائیگی جلد پھاٹک بند
کرکے مارو موئے کو یہ سنتا تھا کہ جتنین دوڑین پھاٹک بند کر لیا عورتون نے جلی ہوئی لکڑیون

کے سوختے اٹھا لیے اور بہشتی کیطرف چلین اب عمرو نے دیکھا کہ مفت مین پٹا جاتے ہو وہین سے
اندھیری اُلٹ کر جو تلا کرتے ہین تو ہیئت اصلی نظر آئی اور آواز دی کہ منم عمرو کیا کرتے ہو تم
لوگ اب ملکہ نے دیکھتے ہی تمام عورتون کو منع کیا کہ خبردار اسے نہ مارو یہ تو وہی شخص ہے جسکی ہم
باتین کر رہے تھے الغرض ہمکو انتظار تھا عورتین کھسکین ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر بارہ دری
کے آئی مسند پر بٹھایا کہا غضب کیا تمنے یہ کیا حرکت تھی کہ ایک تو بہشتی بنکر آئے دوسرے زبان سے
بدشگنی کے کلمات نکالے عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھے امید نہ تھی کہ اتنک تم میری آس پر اپنی عصمت بچائے
بیٹھی ہوگی مگر شکر ہے خدا کا کہ جیسا تمھین سمجھا تھا تم ویسی ہی نکلین ملکہ نے اسیوقت سامان ضیافت
مہیا کیا عاشق و معشوق نے ساتھ ملکر کھانا کھایا پہلے شکوے شکایات کے دفتر کھلتے رہے
بعد اسکے عمرو نے اپنی سرگزشت جانا طرف کوہ تاریک کے اور مارنا مردار نجوار جادو
وغیرہ کو پہونچنا حضرت خضر ان صحرانشین تک ملنا تبرکات کا پھر واپس آنا اور پری بنکر مارنا طاؤس
کو پھر قتل کرنا سرخیل بن جمشید کا مسلمان ہونا ارغوان شاہ کا بیان کیا ملکہ بہت خوش
ہوئی الحمد للہ کہ باپ بھی اُس شخص کا مسلمان ہوگیا پھر ملکہ نے حال اپنا دہرایا الحاصل ان سب
باتون کے بعد ملکہ نے کہا کہ اب یہانسے نکل چلنے کی کیا صورت ہے عمرو نے کہا یہ تو بہت سہل
ہے کہ مین تمھین زنبیل مین ڈال لون مگر یہ واہیات بات ہے چھوڑنا اس کافر کا اچھا نہین
دوسرے بدنامی ہے کہ عمرو فلان کی عورت کو بھگا لے گیا لہذا تم اُسکو بلا بھیجو کہ آج چلہ میرا ختم
ہوگیا لہذا تم مع اپنے عزیزون کے دولھا بنکر آؤ اور آج یہین شب باش ہو ملکہ نے کہا کہ بہتر بس
اُسی وقت ایک رقعہ شوقیہ بنام خونخوار اژدر گیر لکھکر روانہ کیا کہ چونکہ آج چلہ میرا ختم ہوگیا اور
زمانہ نازک ہے لہذا تمکو اختیار ہے کہ آج دولھا بنکر مع اپنے عزیزون کے آؤ مجھے منظور ہے جسوقت
یہ رقعہ خونخوار جادو کو پہونچا بہت خوش ہوا اور کنیز کو خلعت دیا اور کہا ہماری طرف سے کہدینا
کہ ہم آج شام کو آٹھ بجے آئینگے الحاصل تیاری ہونے لگی شام کو چراغان کی روشنی سے زمین
رشک آسمان ہو رہی تھی ہر گلی کوچے مین ٹٹر بندی تھی اور مکان عروس تو مثل عروس شب اول
کے سجا ہوا تھا جب شام ہوئی تو عمرو مخلدار کی صورت بنکر اندر باہر دوڑنے لگے اتنے مین
برات آکر اتری براتی باہر بیٹھے نوبت سلامی کی چھوٹین دولھا اندر داخل محل ہوا مخلدار دولھا کو
سنبھالے ہوئے لیے چلی آتی ہے دولھا کو لاکر قریب دولھن کے مسند پر بٹھالا اور دولھن بھی اصل
ملکہ کو نہین بنایا ہے بلکہ ایک کنیز کو ملکہ کی صورت بناکر بٹھا دیا ہے ملکہ خود ایک گوشے سے کھڑی یہ
سب تماشہ دیکھ رہی ہے اور ہنس رہی ہے الحاصل اب کھانا نکل نکل کر براتیون کے واسطے جانے لگا کیونکہ
ملکہ نے قبل سے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ آج کھانا سب یہین کھائین غرضکہ جب سب کھانا کھا چکے تو یہان
ریت رسم شروع ہوئی اور وہان براتی فرش پر لیٹ لیٹ کر سو رہے یہان مخلدار نے ترنج خوشبودار
سینے پر دولھا کے مارا یہ علامت عقد ہو جانے کی تھی لیکن ترنج لگتے ہی کہ وہ لقمۂ بیہوشی اثر کر گئی
خونخوار کو چکر آیا مخلدار نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ باخبر اے قرمساق ہوشیار ہو کہ منم عمرو دیکھو کیسی
معشوق کولے بھاگنے کا نتیجہ ہوتا ہے خونخوار چاہتا ہے کہ سنبھلے بھلا بیہوشی اسے کب سنبھلنے دیتی ہے جیسے ہی اٹھا

رٹا کھڑا کے پیچھے سے گرا گرتے ہی عمرو نے خنجر مار کر سر کاٹ ڈالا لاشہ اسکا پھڑکنے لگا زمین کو زلزلہ ہوا
برفباری آتشباری ہونے لگی اور عمرو جھپٹ کر باہر آیا دیکھا کہ براتی سب خواب مرگ میں ہیں
باطمینان تمام سب کو خنجر سے ذبح کر ڈالا کیونکہ بیہوشی آمیز کھانا انکو بھی بھیجا تھا کیا تک گزارش
کیا جائے کہ تا دیر قیامت کبریٰ برپا رہی آتشباری و برفباری ہوا کی لاشیں سب ساحروں کے زمین پر
تڑپ رہے تھے اور بر خاک اڑاتے پھر رہے تھے آوازیں آ رہی تھیں کہ کشتی مرا نام من
فلان جادو بود سب سے آخر میں آواز آئی کہ مارا جوان کشتی لیتے نام من خونخوار اژدر گیر جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم جب روشنی ہوئی تو عمرو نے سر کٹے ہوئے ان
سب کے مع سر خونخوار اژدر گیر لیجا کر اہل فوج کے آگے ڈالدیئے اور کہا کہ اگر تمھیں سیدھی
طرح اطاعت میری کرنا منظور ہو تو ویسی کہو اور اگر نہ منظور ہو تو ویسی کہو میں ہر طرح موجود ہوں
بھلا اسکی مجال تھی جو مقابلے پر آمادہ ہوتا سب نے اطاعت قبول کی عمرو آ کر تخت حکومت پر بیٹھا
تاج سر پر رکھا اسی وقت جو پہلا حکم جاری ہوا وہ مندروں کے انہدام اور مسجدوں کی بنا کا
تھا آن واحد میں تمام شہر سے مندر نیست و نابود ہو گئے مسجدیں بن گئیں تعلیم دین اسلام
ہونے لگی سکہ بنام شاہ اسلام جاری ہوا دو چار ہی روز میں ہر طرف سے آواز اذان آنے لگی
اب عمرو نے خونخوار کے چھوٹے بھائی کو کہ سن اسکا کوئی سات برس کا تھا اور اصل سلطنت
پر اسی کے باپ کی بعد خونخوار جادو کو کا اسکا تھا مگر بزور سحر حاکم بن بیٹھا تھا اسے قید کر لیا
تھا جس وقت خونخوار مارا گیا اور یہ راز فاش ہوا عمرو نے اسے بھی قید سے رہا کر کے ترغیب
دین اسلام کی دی اس نے قبول کیا عمرو نے نام پوچھا اس نے نام اپنا برجیس جادو بتلایا
عمرو نے اسے اس تخت کا مالک کیا اور تاج شاہی اپنے ہاتھ سے سر پر رکھ کے برجیس شاہ
نام مشہور کرا کے خراج معین کیا اور آپ مع ملکہ ماہ ناز پرور طرف شہر ارغوانیہ کے روانہ ہوئے
قبل اسکے عمرو ہمراہ توسن جادو کے آئے تھے اور اب محافہ ملکہ کا ساتھ ہے اور عمرو پیادہ
جاتے ہیں تیسرے روز قریب شہر ارغوانیہ کے پہونچے لیکن عمرو نے احتیاطاً صورت اپنی
تبدیل کر ڈالی تھی عمرو صحرا میں اترے ہوئے ہیں شام ہو چکی ہے قصد ہے کہ صبح کو داخل شہر ہونگے
اور اس بات کی حیرت ہے کہ ابتک کوئی پیشوائی کو بھی نہ آیا بڑے تعجب کی بات
ہے کہ ارغوان شاہ اسقدر غفلت شعاری کرے بلکہ عمرو نے ملکہ سے بھی اس بات کو بیان کیا
ملکہ نے کہا کہ آجکل زمانہ نازک ہو رہا ہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ بابا جان اسقدر غفلت میرے
ساتھ کرتے کیونکہ وہ مجھ سے بے انتہا انس رکھتے ہیں عمرو نے کہا کہ شاید یہ سمجھے ہوں کہ عمرو
وہاں جا کر مار ڈالا گیا ہوگا اسی سے باطمینان بیٹھے ہیں ہنوز یہی باتیں تھیں کہ دیکھا سامنے سے
کچھ لوگ بھاگے چلے آتے ہیں عمرو نے آگے بڑھ کر اُنسے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے قریب جانے سے
معلوم ہوا کہ کوئی اسباب خانہ داری لیے ہوئے ہے کوئی گٹھڑی بغل میں دبائے کوئی بقچی سر پر
رکھے ہے کسی کے بغل میں بچہ ہے اسباب سر پر ہے اس شان سے چلے آتے ہیں عمرو نے پوچھا تو انھوں نے
بیان کیا کہ آج تین روز سے تمام شہر ارغوانیہ کو آ کر ایک ابر سیاہ نے گھیر لیا ہے اور اس ابر

سے پانی کے بدلے خنجر نیزے تیر و تفنگ چھریان کٹاریان برستی ہین اور لوگ ہلاک ہوتے
ہین خدا بھلا کرے عمرو عیار کا کہ اُسکی بدولت ہم اِس بلا مین پھنسے ہین سبنے دین اسلام
اختیار کرکے سحر سے توبہ کر لی وہ دو چار آدمی جنھون نے سحر سے توبہ نہین کی تھی وہ سحر بھولے
ہوے ہین اور ہر چہار طرف سے وہ ابر گھیرے ہوے ہے کیا کرین کیا نہ کرین مجبور ہوکر شہر سے
کنارہ کشی اختیار کرکے بچون کو لیکر نکل بھاگے کہ جان ہے تو جہان ہے کسی جھونپڑے مین بسر
کرینگے صحرا اِس شہر سے بہتر ہے عمرو نے اُن سب سے کہا کہ آؤ تم ہمارے ساتھ چلو اور سب کو
لیے ہوے قریب خیمہ ملکہ کے آئے اور سب کو وہین ٹھہرا کر آپ داخل خیمہ ہوے اور تمام
ماجرا ملکہ سے بیان کیا اور کہا کہ اب تم یہین صبر کرو یہ لوگ تمھاری حفاظت کرینگے مین جاکر
شہر کی خبر لیتا ہون کہ یہ کیا معاملہ ہے ملکہ نے ہر چند روکا مگر عمرو نے نہ مانا اور کہا کہ تمھارے باپ
پر یہ وقت سخت پڑا ہے اور اب وہ میرے بھی بزرگ ہو چکے مجھپر مدد اُنکی واجب ہے علاوہ اسکے
ہزارہا مسلمانون کا خون ہو رہا ہے یہ کہکر عمرو رخصت ہوے ملکہ کو روتے ہوے چھوڑا اور ایک
جانب روانہ ہوے اور چلتے وقت کہتے گئے تھے کہ اور جو لوگ شہر سے بھاگے ہوے
آئین اُنھین یہین ٹھہرالینا الغرض عمرو چلتے جاتے قریب شہر پہونچے اور گلیم اوڑھکر داخل
شہر ہوے کہ مبادا کچھ معاملہ سحر کا ہو تو اُس سے محفوظ رہون اور تمام شہر مین پھرنا شروع کیا
جسوقت گوشہ مغرب کی طرف پہونچے تو دیکھا کہ بستی سے الگ ایک مکان بہت بلند بنا ہوا ہے اس مین سے
دھوان نکل رہا ہے اور وہی دھوان بلند ہو ہوکر ابر بنتا ہے اور پھیل پھیل کر تمام شہر کو گھیر لیتا ہے
عمرو نے ہر چہار طرف پھرنا شروع کیا مگر کسی طرف سے راستہ نہ پایا اسوقت خواجہ کو نہایت تشویش
ہوئی اور زیر درخت بیٹھ رہے کہ جسوقت کوئی اِس مکان سے نکلیگا تو دیکھا جائیگا کوئی
دو پہر دن گذرا ہوگا کہ دروازہ کھلا اور ایک شخص سیاہ فام دراز قد جوگیون کی سی وضع دست بیلچہ
ہاتھ مین گھر سے نکلا اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا صحرا مین چلا اور لکڑیان توڑنے لگا عمرو سمجھ گیا کہ معلوم
ہوتا ہے لکڑی ہو چکی ہے بس اسی وقت راہ مین کمند بچھائی اور خاک سے پوشیدہ کر دیا اور اوپر سے
کچھ بیہوشی چھڑک کر دو چار لکڑیان درخت سے توڑکر وہین ڈالدین اور سرا کمند کا پکڑ کر تنہ
درخت کے پیچھے کھڑے ہو رہے جسوقت وہ جوگی لکڑیان توڑکر پلٹا اور وہان تک پہونچا
دیکھا اُسنے کہ کچھ لکڑیان اور پڑی ہین دل مین کہا کہ یہ بھی اٹھالو بس جیسے ہی جھکتا ہے عمرو نے
کمند کو جھٹکا دیا اُدھر تو حلقے کمند کے دست و پا مین الجھے اِدھر بیہوشی اُڑی وہ جوگی جھوم کر
وہین رہگیا عمرو نے پہلے ہی قتل کرنے کا قصد کیا پھر خیال ہوا کہ مبادا کوئی آفت اور اِس
مکان کے اندر ہوگی یہ سوچکر اُسے تو گڑھا کھودکر وہین زندہ توپ دیا کہ مریگا تو پھر اسکے شور
کرینگے اور آپ اُسکی صورت بنکر مکان مین داخل ہوے دیکھا کہ ایک جوگی بڈھا بیٹھا ہوا آگیاری
روشن کیے ہوے کچھ اسم سحر پڑھ پڑھکر لکڑیان سلگا رہا ہے عمرو نے قریب پہونچکر لکڑیان رکھدین
اُسنے اشارے سے کہا کہ لکڑیان توڑ توڑ کر آگ مین ڈالے جاؤ عمرو نے لکڑیان آگ مین
ڈالنا شروع کین اور ساتھ ہی لکڑیون کے ایک آدھ سرکاری سوختہ بھی ڈال دیا

اور اپنی ناک پر فتیلہ دفع بیہوشی چڑھا لیا اب جو دھواں پیچیدہ ہوکر جلتا ہی جوگی کو چکر آیا اور چرخ
مار کر دھم سے گرا عمرو نے خنجر سے ذبح کرڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ تمام مکان دھواں ہوکر اُڑ گیا
ایک قیامت برپا ہوئی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مرجان جادو بود اب جو دیکھا
عمرو نے تو آسمان پر نہ کہیں ابر معلوم ہوتا ہی نہ دھوئیں کا پتہ ہی مطلع صاف ہی اور مکان کے
عوض دو چار سرکنڈے گڑے ہوے ہین اُنپر نیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہے اور لاش
ایک چمرگدھ کی پڑی ہوئی ہی عمرو نے سر کاٹ کر ہاتھ مین لیا اور طرف قصر شاہی کے روانہ ہو
وہاں ارغوان شاہ تین روز سے مصیبت مین مبتلا تھا تو سن جادو سے کہہ رہا تھا کہ اس وقت
مین اگر خواجہ عمرو ہوتے تو مجھپر سے یہ بلا فوراً دفع کردیتے وہ خود نہین معلوم کس آفت مین
پھنسے ہوے ہین یقینی یہ سحر ہی مرجان جادو کا کہ وہ ایک مدت سے میرا دشمن تھا اور قابو
نہین پاتا تھا اب اُسے موقع ملا اور اُسنے دھوکے مین اسیر بلا کرلیا یہ سحر اُسکا سات روز کا ہی
ساتوین روز بیمار پر شعلے بنکر گریگا اور تمام شہر جلکر خاک ہو جائیگا ہنوز یہی باتین تھین کہ ایک ہوا
تند چلی اور وہ ابر دھواں بنکر منتشر ہوگیا مطلع صاف نکل آیا سب نے سجدہ شکر ادا کیے
ہر ایک کہتا تھا کہ خدا نے اس بلا سے نجات دی تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا کہ ایک غل ہوا کہ خواجہ عمرو ثانی
آتے ہین بادشاہ بیساختہ کہہ اُٹھا کہ یہ اُنھین کا کام ہی کہ جو یہ بلا ہمپر سے دفع ہوئی اتنے مین
عمرو داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ سر مرجان جادو کا ہاتھ مین ہی ارغوان شاہ نے کہا کہ وقت
پر آپ پہونچے ہین نہین تو یہان لشکر کا خاتمہ ہی ہو چکا تھا ہم مین سے کوئی نہ بچتا عمرو نے کہا
کہ اس سے اور آپ سے کیا عداوت تھی ارغوان شاہ نے کہا کہ یہ مختلف البطن بھائی میرا تھا
جسوقت مین مہر ناز پرور مادر ماہ ناز پرور کو بیاہ کر لایا تو یہ اسکو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا
پہلے یون طالب وصل ہوا جب اُسنے مجھسے کہدیا تو مین نے اپنے شہر سے نکلوا دیا یہ صحرا
در صحرا پھرا کرتا تھا علم ساحری کے حاصل کرنے مین اس نے بڑی کوشش کی کئی حملے مجھپر کیے مگر خدا میرا
مجھے بچاتا رہا اسوقت مین سب توتمن میری لوٹ چکی ہین آپ بھی یہان نہ تھے یہ موقع پاکر آپڑا اور
غفلت مین اپنے حصار کھینچ دیا کہ ہم سب سحر بھول گئے مگر خیر پروردگار نے آپ کو بروقت
پہونچا یا نہین تو یہان خاتمہ ہی ہو چکا تھا ان طلسم فصل بہار کی کیا خبر ہی عمرو نے کہا کہ بقوت
پروردگار عالم مار امین نے خونخوار جادو کو اور طلسم فصل بہار پر خزاں آگئی بلکہ مین ملکہ کو اپنے
ہمراہ لیے ہوے آتا تھا قریب نا کے کے پہونچا تھا کہ لوگ شہر کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگے ہوے
چلے جاتے تھے مین پہلے تو یہ متحیر تھا کہ اب تک کوئی لینے نہ آیا پھر مجھے خیال گذرا کہ یہ کیا معاملہ
ہی جسوقت اُن لوگون سے دریافت کیا تو اسی مصیبت گذشتہ کی خبر ملی مین نے اُن سبکو
تو ملکہ کے خیمے کے گرد برائے حفاظت چھوڑا اور آپ داخل شہر ہوا جسوقت اس مکان کے
قریب پہونچا جو شہر سے کسیقدر فاصلے پر تھا تو دھواں سب سے بلند دیکھا الغرض مرجان
کو مارا آپ چلیے کہ ملکہ وہاں منتظر ہوگی ارغوان شاہ بیٹی کے آنے کی خبر سنکر نہایت خوش ہوا
اور امرا و وزرا کو ہمراہ لے استقبال لیا وہاں ملکہ منتظر بیٹھی تھی دعائین مانگ رہی تھی بال

کے کھولدیئے تھے اور سب عجائبین آئین کر رہی تھیں کہ سامنے سے گرد اڑی اور امرا و وزرا تخت ارغوانیہ برائے استقبال پہونچے باادب تسلیمیں کیں اور ملکہ کو لیکر داخل شہر ارغوانیہ ہوئے ملکہ بھی محل میں داخل ہوئی وہ لڑکیاں جو ملکہ کے ساتھ کی کھیلی ہوئی تھیں دوڑیں قدموں سے لپٹیں مہر ناز پرور نے ملکہ کی بلائیں لیں تمام عورتیں محل کی صدقے قربان گئیں ارغوان شاہ نے بیٹی کو گلے سے لگایا پیشانی پہ بوسہ دیا اور مہر ناز پرور سے کہا کہ میرے نزدیک ملکہ کا عقد خواجہ عمرو کے ساتھ کر دینا چاہیے کہ ہمارے واسطے باعث افتخار ہے علاوہ اسکے انکے احسانات کا کوئی تو عوض ایسا ہو کہ جس سے وہ بھی خوش ہوں مہر ناز پرور نے پسند کیا اور کہا بہت مناسب ہے غرضکہ ارغوان شاہ باہر آیا اور عمرو سے کہا کہ میں ایک شئے آپکی نذر کرتا ہوں سو اگر قبول افتد زہے عز و شرف ◆ عمرو نے کہا واہ کیا نیکی اور پوچھ پوچھ ارغوان شاہ نے گردن نیچی کر کے کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ ماہ ناز پرور کو اپنی کنیزی میں قبول فرمائیں عمرو نے کہا مجھے بخوشی منظور ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی اس عقد کو ملتوی رکھو کیونکہ میں سخت انتشار میں ہوں کہ لشکر اسلام بلا میں پھنسا ہوا ہے جسوقت امیر تانی ملک تمثالیہ کو فتح کر لیں گے اسوقت انکے سامنے یہ عقد ہو تو بہتر ہے ارغوان شاہ نے کہا کہ یہیں جہاں آپ نے ایک عرض قبول کی وہاں دوسری التجا بھی منظور کیجیے کہ زمانہ برا ہے جب یہ آپ کی نامزد ہو جائیگی پھر کوئی خوف نہیں ہے عمرو نے بھی کچھ سوچکر منظور کیا اسیوقت سامان ہونے لگا آدھے لوگ ادھر آدھے لوگ ادھر ہو گئے سامان شادی ہونے لگا آج مانجھا کل ساچق پرسوں مہندی ترسوں برات جلدی جلدی سب رسمیں پوری کر دی گئیں واجب ادا کر دیا آج عمرو کو اور ملکہ کو خلوت خاص میسر ہوئی ہے اور مہینوں کی تمنائیں مدتوں کی آرزوئیں جو زمانے نے دل میں قید کیں نکلا چاہتی ہیں اسی شب ملکہ حاملہ ہوئی ہے اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ ذکر اسکا لعل نامہ میں آئیگا الغرض بعد تین چار روز کے عمرو نے سامان سفر درست کیا اور ملکہ سے کہا کہ اب تم اپنے ماں باپ پاس رہو ہم انشاء اللہ بعد فتح ملک تمثالیہ یا تمکو تمھارے باپ سمیت وہیں بلالیں گے اور داخل ناموس کرینگے یا خود یہاں آئیں گے ملکہ رونے لگی اور یہ شعر پڑھکر چپ ہو رہی کہ سچ کسی نے کہا ہے ◆ شعر ◆ مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پریت ◆ مثل ہے یہ جوگی ہوئے کسکے میت ◆ افسوس کیا فلک کی تفرقہ پردازی ہے الحاصل عمرو رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا انکو تو اس طرف جانے دیجیے کہ احوال انکا پھر تحریر کیا جائیگا اور چند کلمے داستان خواجہ نسیم طلاقی اور شہر فریبیہ کے سماعت فرمایئے

داستان آنا خواجہ نسیم طلاقی تاجر کا شہر فریبیہ سے اور بیان کرنا اسکا وہاں کی حالت اور روانہ کرنا امیر تانی کا اکبر برق رو کو اور قتل ہونا اسکا پھر جانا امیر تانی کا مع حالات دیگر متضمن داستان مزا ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
کہ اب بیٹھنا ہے بے موقوف جنگ
پلا دے اگر بادۂ لاجواب
کریں درج اک قصۂ انتخاب
محرران اخبار حیرت شعار و کاتبان واقعہ عجائب روزگار اس داستان کو اس طرح لکھتے ہیں کہ جب امیر تانی جنگاہ سے بہ رنج و حیرانی فرودگاہ سپاہ پر آکے داخل

بارگاه سلیمانی ہوے دربار دُربار بادشاه لشکر اہل اسلام مین اپنے دنگل پر بیٹھے سرداران سپاه موجود
سے فرمانے لگے کہ آج بھی صدمۂ سخت دلپر اُٹھایا رستم ثانی وغیره کو میدان جنگ مین نہ پایا نہین
معلوم کون اُنکو لیگیا سردارون نے عرض کیا واقعی جائے حیرت ہو کہ شاہزادۂ رستم ثانی وغیره تاریکی
مین آندھی سیاه کی غائب ہوگئے کچھ حال ابتک اُنکا معلوم ہوا گویا ایسے بہادرون کے گم ہوجانے کا
اور اُنکی مفارقت کا صدمۂ جانکاه ہو مگر چندان رنج وغم نکیجیے حق تعالی چاہے گا تو پھر وه سب بہادر
آپ سے ملین گے ابھی سرداران لشکر امیر ثانی سے یہ عرض کررہے تھے امیر ثانی اشکبار تھے
بادشاه لشکر اسلام بھی محزون تھے ناگاه عدیل بن عادی نے روبرو آکے عرض کیا کہ ای
امیر باتوقیر اسوقت خواجہ نسیم ظلماتی کہ تاجر ہو اور اکثر حضور کی خدمت مین حاضر ہوا ہو در بارگاه
پر آیا ہو امیدوار باریابی ہو امیر ثانی نے باشارۂ بادشاه لشکر اسلام ارشاد کیا کہ اگر خواجہ نسیم
ظلماتی آیا ہو تو اسے ہمارے روبرو لاؤ وه مرد معقول ہو عدیل نے یہ سنکے در بارگاه پر جاکے خواجہ
مذکور سے کہا چلو امیر ثانی تمکو بلاتے ہین وه ہمراه عدیل بن عادی کے روبرو بادشاه موصوف
و امیر ثانی کے گیا موافق قاعده آداب و تسلیم بجالایا امیر ثانی و بادشاه ذیجاه نے سلام
اُسکا لیکے اشاره بیٹھنے کا کیا وه موافق اپنی لیاقت کے ایک جگہ بیٹھا بعد ایک لمحہ کے غور کرکے
جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بارگاه سلیمانی مین بہت سے دنگل خالی ہین غاشیے اُنپر پڑے ہین صاحبان
قوت و زور اُنپر بیٹھے ہوے نہین ہین امیر ثانی و بادشاه لشکر اسلام و سرداران باقی مانده جو دربار
مین بیٹھے ہین سب محزون و غمگین ہین ہر ایک سردار صدمے و آداب بادشاه سے سر جھکائے بیٹھا
ہو یہ حال دیکھکر متردد ہو کر پوچھا ای امیر عالی جاه فلک بارگاه باعث آپ کے محزون ہونیکا کیا
ہو اور اسقدر دنگل خالی کیون ہین صاحب ان دنگلون کے کہان ہین اگر مناسب ہو تو بیان
کیجیے امیر ثانی نے آه سرد کرکے کہا ای خواجہ نسیم ظلماتی آگاه ہو کہ فی زمانہ ہم یہان برائے مقابلہ
دشمنان دل تمثال آئینہ رو کے آئے ہین لڑائیان ہوچکی ہین ہزار ہا بندگان خدا قتل ہوچکے ہین
مالک و صاحب ان دنگلون کے یہین لڑائیون مین ہنگام جنگ غائب ہوگئے ہین فی الحال
شاہزادۂ رستم ثانی اور مالک ثانی اور لندھور ثانی اور سلطان گوہر کلاه وغیره لڑائی مین
غائب ہوگئے ہین نہین معلوم کونسا عدو اُنکو لیگیا ہو یہ بھی نہین معلوم کہان لیگیا ہو قید کیا ہو یا قتل کیا
ہو یہی سبب ہم سبکے محزون و غمگین ہونے کا ہو آجکل کفار جو ہمسے لڑتے ہین شادمان ہین ہمکو صدمۂ
تمثال آئینہ رو نہین معلوم کس فکر مین ہو طبل جنگ نہین بجواتا ہو لاجورد شاه و صلصال بھی
خوش ہین یہ بھی آماده جنگ نہین ہوتے ہین طبل جنگ نہین بجواتے ہین ہم نہایت متردد و پریشان
خاطر و غمگین ہین ایسے حال مین تم یہان آئے ہو مال و اسباب تمسے کیا خریدین یہ کہکے کہا ای خواجہ
نسیم اسوقت طبیعت ہماری ملول ہو جو کچھ تمنے اپنے سفر مین عجائب و غرائب دیکھے ہون اُنھین بیان
کرو اُسنے عرض کیا ای امیر ثانی مین ابکی مرتبہ راه دریا سے شہر فریبیہ مین مال و اسباب بہت
لیکر برائے تجارت گیا تھا جب اُس شہر مین پہونچا اہل شہر سے معلوم ہوا کہ نام بہسان کے
بادشاه کا فریب دانا ہو اور وزیر اعظم بادشاه مذکور کا مسمی بہ تجسس ہو ابھی یہ خاکسار اہل شہر سے

تمام شاہ و وزیر کے دریافت کر رہا تھا کہ فریب دانا نے میرے آنے سے باخبر ہو کے اپنے
وزیر اعظم شمس کو بھیجا وہ بخدم و حشم آ کے مجکو ہمراہ لیئے ایک مکان وسیع مین لیگیا اور بخاطر و مدارات
پیش آیا شب کو یہ کمترین اُس مکان وسیع مین بصد راحت رہا صبح کو فریب دانا نے مجکو اپنے
دربار مین طلب کیا وزیر شمس مجکو روبرو بادشاہ مذکور کے لیگیا مین نے دربار مین جا کے پہلے اُس
دربار کو دیکھا آراستگی دربار پر نظر کی واقعی دربار کو خوب آراستہ پایا بادشاہ کو بالائے تخت دیکھکر
مین نے سلام کیا اُس نے سلام لیکر ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کیا مین حسب الحکم شاہ مذکور بیٹھ گیا
بعد تھوڑی دیر کے کئی سو کشتیان جو ہمراہ اپنے لیگیا تھا روبرو بادشاہ کے پیش کین اُس نے
تمام جواہرات و مال و اسباب جو اُن کشتیون مین تھا دیکھکر پسند کر کے کہا یہ سب مال و اسباب
ہمنے پسند کیا ہے فرد موافق قیمت مال و اسباب کے دیجائیگی یہ سنکے مین خوش ہوا شاہ نے
وہ کشتیان کوٹھے مین داخل کرائین مین تھوڑی دیر تک دربار مین بیٹھکر شاہ سے رخصت ہو کر
اُسی مکان مین آیا جسمین فرودکش تھا بعد کئی روز کے یوم پنجشنبہ دیکھا مین نے کہ خاص و عام گروہ
گروہ لباس نفیس و صاف پہنے ہوئے ایک جانب چلے جاتے ہین سواری بادشاہ کی بھی بخدم
و حشم اُسی سمت جاتی ہے غرضکہ جملہ اعلے و ادنی اُس شہر کے گروہ گروہ اُسی طرف بصد شوق
شادان و خندان چلے جاتے ہین مین نے متحیر و متعجب ہو کے ایک شخص سے پوچھا کہ آج کیا
کوئی عید ہے یا کوئی میلہ ہے یا کوئی جلسہ ہے کہ جملہ خاص و عام اُس جانب چلے جاتے ہین اُس نے
مجھسے کہا شاید تم اس شہر مین تازہ وارد ہو یہان کی حالت سے آگاہ نہین ہو یہان کے لوگ
مذاہب مختلف رکھتے ہین لوگ ہمیشہ ہر ایک مذہب کے آدمی گروہ گروہ واسطے پرستش اور زیارت
اور طلب حاجت کے واسطے سوے قبرستان مجمع الزوار جاتے ہین اور جو گروہ جس قبر کی
پرستش کرتا ہے وہ اُسی کی قبر پر جاتا ہے بعد پرستش حاجت اپنی طلب کرتا ہے صبح سے
تا شام قبرستان مذکور مین مجمع خاص و عام رہتا ہے وقت شب تمام مردم قبرستان سے اپنے
مکانون مین آتے ہین بہت سے آدمیون کی مرادین آتی ہین اکثر کی حاجتین بر نہین آتی ہین
اس شہر مین ساٹھ مذہب کے لوگ رہتے ہین اُس قبرستان مین بھی علیحدہ علیحدہ ساٹھ ہی قبرین
ہین اگر تمہارا دل چاہے تو اُسی قبرستان مین جا کے اپنی آنکھون سے جو مینے کہا ہے دیکھ لو مگر کوئی
کلمہ خلاف طبع کسی گروہ کے اپنی زبان پر جاری نہ کرنا کیونکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم مذہب اسلام
رکھتے ہو یہ کہکے وہ شخص خاموش ہوا مینے اُس سے تمام حال سنکے کہا نہایت اشتیاق ہے کہ اُس
قبرستان کی سیر کرون تمہارے ساتھ چلون اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے ای امیر ہا تو تیرے فدوی اُسی وقت
اُس شخص کے ساتھ جانب قبرستان مجمع الزوار روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب تر اُس گورستان
کے پہونچا دیکھا قبرستان مین بڑی تیاری ہے نہایت تکلف سے قبرستان کو آراستہ کیا ہے وہ قبرستان
کیا ہے گویا ایک باغ پر بہار ہے ہزارہا طرح کے گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین مولسری کے درخت
بہ نسبت اشجار میوہ دار کے زیادہ ہین چونکہ وہ قبرستان نہایت وسیع ہے بہت سے جا بجا انواع
و اقسام کے پھولوں کے چمن گرداگرد قبور کے ہین ہر ایک قبر پر علاوہ چادر گل کے انواع و اقسام کے

پارچہ نفیس وگران قیمت کی چادرین پڑی ہین اور بالاے قبور ہمگیرہ زنگارنگ بصد تکلف
استادہ ہین کسی قبر پر اگر سوز رکھے ہین کہین اگر سوزان ہی دھوان اٹھ رہا ہی خوشبو اسکی تمام
قبرستان مین پھیلی ہی کہین لوبان سلگتا ہی اسی طرح ہر ایک قبر کی جداگانہ تیاری ہی اور جداگانہ مجمرین
کسی خوشبودار شی کا بخور ہو رہا ہی شامیانے اُن قبور کے جداگانہ ہین کوئی طلائی کوئی نقرئی کوئی مسی کوئی
آہنی کوئی بچوبی وغیرہ ہی اور اب ہر ایک قبر پہ سامان روشنی کا بھی ہی جھاڑ کنول وغیرہ زنگارنگ
ہین بتیان مومی وکافوری اُنمین ہین زیر ہمگیرہ ہر ایک قبر پہ مردم کا جماؤ ہی کوئی شخص کسی قبر کو سجدہ
کرکے کہتا ہی کہ میری حاجت یہ ہی کہ اسی سال مین فرزند نرینہ پیدا ہو نسل میری اُس سے بڑھے
کوئی طلب رزق کے واسطے قریب کسی قبر کے گر رہا ہی کوئی نوجوان واسطے وصل اپنی محبوبہ کے
کسی قبر سے لپٹ کے دعا کرتا ہی کوئی عورت کسی قبر سے شکم اپنا مس کرکے کہتی ہی میری آرزو یہ
ہی کہ اسی سال مین میرے یہان لڑکا خوبصورت پیدا ہو کر زندہ رہے عمر اسکی دراز ہو کوئی
عورت کسی قبر کو بادب چوم کے رو کر کہتی ہی اے پیرو بزرگ ہمارے تم آپ خوب آگاہ ہین کہ شوہر
میرا مجھے منھ نہین لگاتا ہے اپنے وصل سے ترساتا ہی زندگی بے لطف رنج مین بسر
ہوتی ہی آپ اسکے دل کو میری طرف متوجہ کر دیجیے مجھے وہ پیار کرنے لگے عاشق میرا
ہوجائے سوا میرے کسی عورت سے بات نہ کرے غرضکہ اسی طرح ہر ایک مرد اور عورت
اپنی اپنی حاجت اور مراد ہر ایک قبر پہ جسے صاحب قبر کو مانتے ہین طلب کر رہے ہین ہزارہا
آدمی قبرستان مین بعد گرد پھرنے اور نذر دینے اور سجدہ کرنے اور مراد مانگنے کے قبرستان سے
نکل کے آتے ہین اور صدہا جاتے ہین باہر اُس قبرستان کے میدان لق ودق مین کثرت مردم
بیحد ہی ہر قسم کے دوکاندار موجود ہین دوکانین لگائے بیٹھے ہین خریدارون کا ہجوم ہی لاکھون
روپیہ کا مال و اسباب واشیاے خوردنی ونوشیدنی بک رہے ہین ایک میلہ بہت بڑا ہی کوسون
آدمی ہی آدمی نظر آتے ہین بعد دیکھنے اس سیر کے مین بھی داخل قبرستان ہوا تا دیر قبرستان مین
رہا ہر ایک قبر کے قریب گیا اُن قبر پوجنے والون کی حالت دیکھی اور گفتگو سنی از حد حیرت ہوئی
پھر مین اُس شخص کے ہمراہ وہان سے اپنی قیامگاہ پر آیا بعد کئی روز کے حسب الطلب دربار بادشاہ
مین گیا قیمت اسباب مال وجواہرات کی شاہ مذکور نے عنایت کی بعدہ مجھ سے پوچھا کہ قبل ہمارے
ملک کے تو نے اور بھی کوئی ملک آباد دیکھا ہی اور جو عجائب وغرائب تو نے ہمارے ملک مین
دیکھے ہین ایسے اور بھی کہین دیکھے ہین مین نے عرض کیا فدوی نے تمام زندگی اپنی تجارت
دریا ہی مین بسر کی ہی ہزارہا ملک و جزائر مین اتفاق جانے کا ہوا ہی برخلاف آبادی
کے حضور کے ملک مین قبرستان مجمع الانوار مین قبور کی پرستش کرتے مردم کو جسطرح دیکھا ہی
اسطرح کہین نہین دیکھا اور جسقدر مذاہب کے آدمی حضور کے ملک مین نظر آئے کہین نہین دیکھے
یہ کیفیت فدوی نے کہین بھی دیکھی نہین ہی عجب مذہب ہی کہ مردم حضور کے ملک مین ہین کہ قبور کی
پرستش کرتے ہین حضور کے باب مین کچھ عرض نہین کرتا ہون شاہ نے جواب دیا ہم متلاشی ایسے
عالم کے ہین کہ جو بدلائل قوی ہمکو قائل کرکے ہدایت دین حق کرکے راہ راست ہمین دکھائے اسوقت

سے اپنے ساکنان شہر فریبیہ سے پرستش تیمور کی ترک کریں یہ سنکے رخصت ہوکے روانہ ہوا بعد قطع راہ
دور و دراز یہاں آیا اگر حضور وہاں جائیں اور وہانکے بادشاہ وغیرہ کو ہدایت کریں تو یقین ہے کہ سب راہ
راست پر آئیں امیر ثانی نے جواب دیا ہم واسطے ہدایت کے وہاں ضرور جائینگے مگر یہاں شمشال آئینہ رو سے
مقابلہ و مجادلہ ہے مجبوری سے جا نہیں سکتے ہیں ابھی امیر ثانی یہ کہہ رہے تھے کہ یکایک اکبر برق رو پسر
اسد غازی نے اپنے دنگل سے اٹھکے دست بستہ امیر ثانی سے عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ فدوی شہر فریبیہ
میں جاکے فریب دانا و وہاں کے بادشاہ کو ہدایت کرکے مسلمان کرے امیر ثانی نے اس کو اس کار خیر کے
کرنے پر آمادہ دیکھکر مانع ہونا مناسب نہ جان کر اجازت جانے کی دی وہ بہادر سب سے رخصت
ہوکر ہمراہ چند آدمیوں کے جانب شہر فریبیہ روانہ ہوا بعد جانے پسر اسد غازی کے خواجہ نسیم ظلماتی بھی
امیر ثانی سے رخصت ہوکے ایک جانب گیا اکبر برق رو بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب
شہر فریبیہ پہونچا ہرکاروں نے خدمت میں فریب دانا کے جاکے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ ایک
نوجوان خوبصورت مسلمان ہمراہ چند اشخاص کے راہ دور و دراز سے ادھر آتا ہے ہم خواروں کو معلوم
ہوا ہے کہ وہ واسطے ہدایت کرنے کے یہاں آتا ہے شاہ مذکور نے یہ خبر سنکے اپنے وزیر اعظم مسمی شمس کو
واسطے اسکے استقبال کے روانہ کیا وزیر ہمراہ بہت سے امرا کے گیا اور دروازہ شہر سے اکبر برق رو
کو بصد تعظیم و شوق دربار بادشاہ میں لایا بہادر موصوف نے آکے دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہے صدہا
امرا و حکما و ندما پہلوان و سرداران لشکر عالی قدر مراتب دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے
یہ دیکھکر باواز بلند جملہ اہل دربار پر سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر بادشاہ نے نیم قد تخت سے اٹھکر تعظیم
کی کے قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر اکبر برق رو کو بٹھایا اور اسکے ہمراہیوں کو بھی دربار میں بیٹھنے
کی اجازت دی وہ بھی عالی قدر مراتب بیٹھے اسوقت شاہ مذکور نے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب کی مع
شیشہ و ساغر لایا شیشہ سے شراب جام بلورین میں بھرکے موافق اشارۂ بادشاہ روبرو اکبر برق رو کے پیالہ
جام می دینے لگا اکبر برق رو نے کہا میں ابھی شراب نہ پیونگا تاوقتیکہ یہاں کے تمام آدمیوں کو مسلمان نہ کرونگا ساقی
یہ سنکے بادشاہ کیطرف دیکھنے لگا شاہ نے کہا اگر یہ جوان شراب سے انکار کرتا ہے تو نہ پلاؤ ہمکو اسکی خوشی خاطر
منظور ہے اب ہمکو اور ہمارے اہل دربار کو شراب پلا ساقی کاربند ہوا جب سبکو شراب پلا چکا کشتی اٹھا کے
دربار سے چلا گیا بعد جانے ساقی مذکور کے وقت برخاست دربار اپنے وزیر اعظم شمس سے کہا اس جوان
کو ہمراہ اپنے لیجا ہمارے مکانات سے ایک مکان میں اسکو لیجاکے دعوت و ضیافت اس کی
کر خاطرداری و مہمان نوازی سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر وزیر نے حسب ارشاد بادشاہ عمل کیا
بعد کئی روز کے ایک روز اپنے دربار میں اپنے تمامی شہر کے علما و اکابرین کو طلب کیا بعد انکے آچکے
اکبر برق رو کو بلا کر قریب اپنے تخت کے بٹھا کر کہا ہمنے سنا ہے کہ تم واسطے ہماری ہدایت کے یہاں آئے
ہو ہم بھی چاہتے ہیں کہ آج اس منبر پر جاکر وعظ و پند سے راہ دین حق دکھاؤ اور ہمارے علما اور جیسے
بحث کرکے اپنی تقریر دلپذیر سے ہمیں قائل کرو اگر ہم اور علمائے دین ہمارے قائل ہو جائینگے دین تمہارا
اختیار کرینگے ورنہ اپنے ہی دین پر ثابت قدم رہیں گے اکبر برق رو نے جواب دیا ہمیں وعظ و پند و رہنمائی
میں کوئی عذر نہیں ہے ہم محض اسیواسطے یہاں آئے ہیں شاہ نے یہ سنکے کہا اچھا اس منبر پر جاؤ اور ہم سب کو

بدلائل و براہین راہ دین حق دکھاؤ اکبر برق رو نے الفور بالاے منبر گیا وعظ و پند و رہنمائی و بحث سے شاہ
مذکور وغیرہ کو قائل کر کے کلمہ پڑھا کے مسلمان کیا پھر منبر پر سے اتر کے دنگل پر بیٹھا بادشاہ بہت خوش ہو کر
اکبر برق رو سے کہنے لگا قبل اسکے میں گمراہ تھا آج تمھاری رہنمائی سے راہ راست پر آیا تم نے بڑا
احسان کیا اب عقائد دین اور مسائل شرعیہ بھی تعلیم کرو اکبر برق رو نے موافق ضرورت مسائل دین تعلیم
کیے اور کہا کہ گو ابتک شریعت ابراہیمی پر ہم ثابت قدم ہیں اور آپ کو بھی ہدایت کرتے ہیں کہ بعد قائل ہونے
وحدانیت خدا کے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا نبی جانیے لیکن اب شریعت ابراہیمی موقوف و ختم ہونے
والی ہے پیغمبر آخر الزمان پیدا ہونے والے ہیں کتب سماوی و اکثر صحف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان فخر
انبیا ہونگے اور جامع معجزات ہونگے معجزہ شق القمر بھی وہی جناب دکھائینگے نام انکا محمدؐ ہوگا رسالت و
نبوت اوپر انکے ختم ہوگی لہذا جب وہ جناب پیدا ہوں کے ہدایت دین حق کریں تو ان کی نبوت و رسالت
پر شک ہرگز نہ کرنا اپنا نبی اور رسول خدا انکو جاننا اسی طرح اور بھی کچھ باتیں ہدایت آمیز کہیں بادشاہ نے بعد
تشویق مصافحہ کیا ہاتھ اکبر برق رو کے چھو کر اپنی آنکھوں سے لگائے پھر سب نے بعد مصافحہ و دست بوسی اکبر
برق رو کے رتبہ اپنا بڑھایا اسی روز فریب دانا نے منادی کو حکم دیا کہ ہمارے شہر کے ہر کوچہ و بازار
میں جا کے خاص و عام کو اس ہمارے حکم سے اطلاع دے کہ اب سب بت پرستی چھوڑ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں
جو کوئی مسلمان نہ ہوگا وہ قتل کیا جائے گا منادی نے تعمیل حکم بادشاہ کی ہر ایک مرد و زن نے
کلمہ پڑھا سب خاص و عام مسلمان ہوئے حکم بادشاہ سے مساجد بنوانے لگے جب تمام مرد و زن
مسلمان ہو چکے اور چند روز گذر چکے اکبر برق کہنے فریب دانا سے کہا اب میں اپنے لشکر میں جاؤں گا
لہذا مجھکو رخصت کیجیے شاہ نے جواب دیا ابھی میں آپ کو رخصت نہ کرونگا ہاں بعد دو چار روز کے جو منظور
ہے کیا جائیگا یا تو آپ کو رخصت کرونگا یا رخصت نہ کرونگا اکبر برق رو یہ سنکر خاموش ہو رہا شاہ
مذکور نے روز دیگر تخلیہ میں جملہ اکابرین شہر کو بلا کے اُن سے کہا کہ اکبر برق رو جسنے ہمکو مسلمان کیا اور ہمکو راہ
دین حق دکھائی ہے جانیوالا ہے مجھ سے رخصت طلب ہے میں نے تمکو محض اسواسطے طلب کیا ہے کہ در باب
اکبر برق رو مشورہ کروں اور تم سے پوچھوں کہ آیا ایسے شخص کو جسنے ہم سب کو مسلمان کیا ہے اپنے پاس
سے جدا کریں یا نہ جدا کریں سبنے بعد فکر و غور کے عرض کیا اے بادشاہ ایسے شخص جنتی کو رخصت کرنا
اچھا نہیں ہے ہمارے نزدیک وہ برکت کا باعث ہے اور وہ اہل بہشت سے ہے اور متبرک ہے
گوشت و پوست ایسے برگزیدہ باری کا لائق اسکے ہے کہ تبرک جان کے ہم سب کھا جائیں تاکہ وہ جزو تن
ہو جائے اور اسکے جزو تن ہونے سے ہم سب پر آتش دوزخ حرام ہو جائے یقینی جنتی ہو جائیں اگر
اے بادشاہ ہماری راے پر عمل کرنا منظور ہو تو اکبر برق رو کو بیہوش کرا گرفتار کر کے قتل کرا
بعد ازاں گوشت اسکا ذرا ذرا سا تمامی شہر کے مرد و زن پر تقسیم کر تاکہ سب گوشت اسکا کھا کے یقینی
جنتی ہو جائیں بعد مرگ سیدھے بہشت میں جائیں بادشاہ مذکور نے انکی تقریر سنکے نادانی و جہالت
سے ان کی راے کو بہت پسند کیا اور کہا تم لوگ سچ کہتے ہو یہ شخص اہل بہشت سے ہے جو گوشت
اسکا کھائے گا وہ بھی اہل جنت سے ضرور ہو جائیگا یہ کہکے سب کو رخصت کیا اور اکبر برق رو کو طلب کر کے
کہا آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ طعام ہمارے ساتھ تناول کرو دعوت قبول کرو اکبر برق رو نے قبول کیا

دعوت سے انکار نہ کیا نہ کچھ اندیشہ کیا چونکہ زمانۂ اجل قریب آگیا تھا کچھ بھی اس بارے مین فکر نہ کی
کہ بعد اتنے دنون کے آج بادشاہ اپنے ساتھ مجھے کھانا کھلانے کیون کہتا ہے اسکا کیا سبب ہے
غرضکہ بہادر مذکور نے نزدیکی اجل کے سبب سے نادان ہوکے اقرار کیا کہ مین آپ ہی کے ساتھ آج
کھانا کھاؤنگا دعوت قبول کی بادشاہ نے بعد تھوڑی دیر کے وقت شام خاصہ طلب کیا جب طعام لذیذ
وخوش ذائقہ ظروف مین دسترخوان پر رکھا گیا اور اکبر برق رو بھی دسترخوان پر بیٹھا بادشاہ نے وہ طعام
جو بیہوشی آمیز تھا روبرو اُسکے رکھا وہ طعام بیہوشی آمیز کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہوا اسوقت
حکم بادشاہ سے ملازمون نے طوق وزنجیر مین اُسے گرفتار کیا تاکہ یہ جوان قوی بازو حالت گرفتاری
مین مجبور ہوکے قتل ہوجائے بعد گرفتار ہونے اکبر برق رو کے وقت سحر شاہ نے جلاد کو طلب کرکے
کہا کہ اکبر برق رو کو لیجاکر قتل کرو وہ نابکار بہادر مذکور کو کشان کشان لیچلا اسوقت خبر قتل اکبر برق رو کے
سنتے تمامی مرد و زن شہر کے جمع ہوے بادشاہ بھی بمقام قتل گیا وہ لوگ جو ساتھ اکبر برق رو کے آئے تھے
وہ بھی نالان و گریان ساتھ ساتھ اکبر برق رو کے چلے اور رو رو کر اکبر برق رو سے کہنے لگے کہ ہم چند
آدمی بادشاہ اور اُسکے لشکر گران سے کیا رہ سکتے ہین آپکو رہا کر سکتے ہین مجبور ہین کچھ بس ہمارا اس
نہین چلتا ہے اکبر برق رو نے انھین روکے جواب دیا کہ تم میری اعانت و حمایت نہ کرو واقعی تمہاری
اعانت سے کیا ہوگا تم مجکو رہا نہ کرسکوگے ضرور قتل ہوجاؤگے مین چاہتا ہون کہ تم سب بعد میرے قتل
ہونے کے خدمت امیر ثانی مین جاکے میرے حال سے انھین آگاہ کرنا اور میرے بزرگون اور
دوستون کو میری جانب سے تسلیم وسلام کہدینا اور یہ بھی ضرور کہنا کہ اکبر برق رو عجب بیکسی سے
قتل ہوا آپ سب صاحبون کی حسرت دید دل مین لیکر دنیا سے گیا آپ حضرات کچھ رنج و ملال نہ کیجئے
بعوض اسکے مدام گاہ گاہ ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ سے میری روح کو شادمان کیا کیجئے گا اور اگر کبھی اسطرف
آنیکا اتفاق ہو تو میری قبر پر ضرور آئیے گا بالین قبر بیٹھکر سورۂ فاتحہ پڑھکر ثواب اسکا مجھے بخشئے گا کیونکہ تنہا
عاصی ہون طالب ثواب و حسنات ہون افسوس کیا مقدر نے بدی کی کہ فریب دانا کے ساتھ مین نے
نیکی کی حمایت کرکے اُسے مسلمان کیا اُسنے بعوض نیکی بدی کی یہ امید دشمنی اُس سے نہ تھی اور میرے والد
ماجد کو جاکے امر بعبر کرنا اُنسے میری جانب سے کہنا کہ اس خادم و فدوی کے الم مین زیادہ نالہ و بکا نہ کیجئے گا
الحاصل اکبر برق رو ایسی ہی تقریر اپنے ہمراہیان مذکور سے کرتا ہوا جانب قتلگاہ جاتا تھا ہمراہیان مذکور
اُسکی تقریر کو سنکے بے اختیار روتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ جو کچھ آپنے کہا ہے ہم حرف بحرف امیر
ثانی اور آپکے والد وغیرہ سے جاکے کہدینگے اور ایک راوی نے یون بھی بیان کیا ہے کہ
فریب دانا نے طعام بیہوشی اکبر برق رو اور اُسکے ہمراہیون کو کھلاکے سبکو بیہوش کیا تھا اور اسواسطے
قتل کے بھیجا تھا لیکن کچھ خیال کرکے فقط اکبر برق رو کو قتل کیا اسلیے حکم دیا تھا اور اسکے ہمراہیونکو
طوق و زنجیر مین گرفتار کیا تھا اور وقت قتل اکبر برق رو ہمراہی اسکے سامنے تھے غرض جلاد اکبر برق رو
کو بمقام قتل لیگیا اور جب حکم بادشاہ کے واسطے قتل کرنیکے آپہنچے اسوقت اُنسے موافق [illegible] جلادون نے
قتل کیا بادشاہ شہر اور تمامی رعایا قتل بہادر مذکور سے خوش ہوے کسیکو ملال نہوا جب اکبر برق رو قتل ہوچکا
بادشاہ نے گوشت اپنے محسن کا خود بھی کھایا اور تمامی مرد و زن کو قدر قدر دیا جو یہان ایک جگہ

دفن کرادین تربت پختہ بنوادی گنبد بھی بالاے قبر بنوادیا اور معمول اپنا بروز پنجشنبہ فاتحہ خوانی کا کیا بعدہ
ہمراہیان اکبر برق رو کو قید سے رہا کیا وہ نالان و گریان جانب لشکر امیر ثانی روانہ ہوے بعد
قطع راہ لشکر امیر ثانی مین آے امیر ثانی اور اسد غازی اور تمامی سرداران لشکر سے جو کچھ اکبر برق رو نے
وقت قتل کہا تھا بیان کیا سب کو از حد صدمہ ہوا ہر ایک شخص گریان ہوا خصوصا بادشاہ لشکر اسلام اور
امیر ثانی و اسد غازی کو صدمہ بہت ہوا راوی ناقل ہے کہ جسوقت ہمراہیان اکبر برق رو نے بارگاہ
سلیمانی مین آکے رو رو کے تمام حال قتل ہونے اکبر برق رو کا بیان کیا جملہ اہل بارگاہ کو غم و الم ہوا اور
اسی عالم الم مین ہر ایک سردار قبضہ تلوار کا پکڑ کے کثرت غیظ سے اپنے دنگل سے باین خیال اُٹھنے لگا
کہ اگر امیر ثانی ہمکو اجازت جانے کی دین تو ہم جاکے شاہ شہر فریبیہ کو اور اُسکے تمامی رعایا کو تہ تیغ کرین
خصوصا اسد غازی کا عجب حال تھا کبھی تو غم فرزند نوجوان مین ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا کرتا تھا
سرداران لشکر سمجھا کے منع کرتے تھے گاہ تلوار پکڑ کے اپنے دنگل سے ارادہ اُٹھنے کا کرتا تھا اور
امیر ثانی سے رو کر کہتا تھا اے امیر با توقیر فرزند میرا فریب دانا بادشاہ شہر فریبیہ کے حکم
سے قتل ہوا اب مجھے زندہ رہنا بعد اُسکے ناگوار ہے امیدوار ہون کہ اجازت جانے کی دیجیے تاکہ وہان جاکے
شاہ مذکور وغیرہ کو قتل کرون انتقام خون ناحق اپنے فرزند کا لون بادشاہ مذکور سے ہو کر مر جاؤن قبر
میری بھی میرے پسر کے برابر بنے امیر ثانی نے فرمایا اے اسد غازی صبر کرو جو ہونیوالا تھا وہ
ہوا جانا تمھارا وہان اچھا نہین ہے ہم تمھین اجازت جانے کی نہ دون گا بلکہ کسی سردار لشکر کو اس طرف
جانے نہ دون گا خود ہی جاؤنگا یہ سنکے اسد غازی وغیرہ جملہ سرداران سپاہ جو اسوقت بارگاہ سلیمانی
مین بیٹھے تھے تقریر امیر ثانی کو سنکے مجبور ہوکے اپنے عزم سے باز رہے امیر ثانی اسی وقت اجازت
بادشاہ لشکر اسلام سے یکرو کب پہ سوار ہوے صرف خضران بن عمر کو ہمراہ لے کے
جانب شہر فریبیہ کے بعد قطع راہ جب در شہر فریبیہ پر پہونچے کثرت غیظ سے نعرہ کرکے
تلوار علم کی بادشاہ شہر کو خبر امیر ثانی کے آنے کی معلوم ہوئی فی الفور ہمراہ اپنے ارکان سلطنت کے
واسطے استقبال کے آیا اور باادب تمام امیر ثانی کو سلام کرکے دست بستہ کہنے لگا اے امیر ثانی
آپ نے تلوار کیون علم کی ہے مجھ سے کیا خطا ہوئی اگر بے قصور قتل کرنے کا قصد ہے تو یہ سر حاضر ہے
بسم اللہ تلوار لگائیے مجھے قتل کیجیے امیر ثانی نے اس کی اس تقریر سے ہاتھ کو روک کر کہا کہ اے
فریب دانا تم نے یہ کیا مکر و فریب کیا کہ اکبر برق رو سے اپنے محسن کو بمکر طعام بیہوشی آمیز کھلا کے
بیہوش کرکے بیخطا قتل کیا ہم عوض اُسکے خون ناحق کا لینے کو آے ہین ہمین جواب صاف ہمارے سوال
کا دو اُسنے عرض کیا اے امیر ثانی مین نے اکبر برق رو کو از راہ دشمنی قتل نہین کیا ہے بلکہ واسطے اپنی
بخشش کے قتل کیا ہے اور گوشت اُسکا کھایا ہے تاکہ گوشت ایسے شخص متبرک کا داخل جنت کا میرے جزو
تن ہو جاے اور مین بھی اہل جنت سے ہو جاؤن مجھے منظور ہوا اور اہل شہر کو بھی یہ ناگوار ہوا کہ جو شخص
ہدایت کیطرف مسلمان کرے وہ ہمارے شہر سے چلا جاے ایک برکت شہر فریبیہ سے چلی جاے اسی
وجہ سے قتل کرکے گوشت اس متبرک کا کھایا اور استخوان اسکے دفن کرکے قبر بنوادی ہے فاتحہ خوانی
کیا کرتا ہون ہمیشہ واسطے زیارت تربت اکبر برق رو کے مزار پر جاتا ہون اب مین کافر نہین ہون

اہل اسلام سے ہوں اور تمامی رعایا میری سب مسلمان ہیں جو امر واقعی و صحیح تھا میں نے عرض کیا ہے اب
آپ کو اختیار ہے میرے حق میں جو چاہے کیجیے امیر ثانی نے جواب دیا تم نے نہایت نادانی و بے وقوفی کی
اہل جنت ہونے کے خیال سے اکبر برق رو کو قتل کر کے گوشت اسکا کھایا سخت نادانی اور جہالت
کی کوئی بیوقوف بھی ایسی حرکت نامعقول اور ایسا گناہ کبیرہ نہیں کرتا ہے افسوس مجبور ہوں کہ تم اب
اہل اسلام ہو اور جہالت سے تم سے یہ فعل سرزد ہوا ہے اگر تم کافر ہوتے اور ازراہ دشمنی اکبر برق رو
کو قتل کرتے تو ابھی ہم تم کو تہ تیغ کرتے شہر کو تمہارے تباہ و برباد کرتے کسی کو اہل شہر سے زندہ نہ رکھتے
یہ کہکے یاد اکبر برق رو مین آبدیدہ ہوے پھر پوچھا قبر اسکی کہاں ہے اس نے عرض کیا میں نے
قریب اپنے قصر کے قبر اس محسن کی بنوائی ہے اب ایک باغ گرد قبر ہے چلیے دیکھیے سورۂ فاتحہ
قبر پر پڑھیے یہ کہکے امیر ثانی کو اپنے ہمراہ لیکے چلا بعد قطع راہ اس باغ پُر تعمیر میں پہونچا امیر ثانی
نے دیکھا کہ باغ پر بہار ہے ہر طرف چمن گلہاے رنگا رنگ کے ہیں درختان میوہ دار بھی اکثر ہیں کہ درمیان
چمنہاے رنگا رنگ کے مقبرہ ہے اندر مقبرہ کے قبر اکبر برق رو کی ہے امیر ثانی نے قبر کو
دیکھتے ہی بے اختیار روئے پھر بیٹھکر سورۂ فاتحہ قبر پر پڑھا فریب دانا نے بھی اور اس کے
ارکان دولت نے بھی سورۂ فاتحہ بالاے قبر پڑھا بعد فاتحہ خوانی اور گریہ و بکا کے شاہ مذکور امیر ثانی
کو بعد تعظیم و تکریم اپنے دربار میں لایا اور عرض کیا آپ تخت پر بیٹھیں امیر ثانی نے قبول نہ کرکے جواب
دیا یہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک ہو ہم متمنی و حریص تخت و تاج و حکومت نہیں ہیں فقط ترقی و فروغ
دین اسلام کے واسطے کد و کوشش کرتے ہیں یہ کہکے اسے تخت پر بٹھا کے ایک دنگل پر کہ
متصل تخت تھا بیٹھے بعد بیٹھنے کے اہل دربار کو بغور دیکھا سب کو بظاہر اچھا پایا ابھی امیر ثانی
اہل دربار کو دیکھ رہے تھے اور خضران بن عمرو ثانی بھی کہ دربار میں موجود تھا
اہل دربار کو دیکھ رہا تھا یکایک فریب دانا نے ساقیان گل رخسار کو طلب کیا وہ حسب الطلب
کشتیاں شراب ناب کی مع شیشہ و جامہاے بلورین لے کر حاضر دربار ہوے اور بعد سلام حسب ارشاد
شاہ مذکور کے قصد شراب پلانے کا کرنے لگے اس وقت ایک ساقی خورد جام شراب سے
بھرکے روبرو امیر ثانی کے لے گیا امیر ثانی نے فریب دانا سے مخاطب ہو کے فرمایا ہمکو
صدمہ اکبر برق رو کے قتل ہونے کا ہے شراب نہ پیں گے کیونکہ بادہ کشی وقت خوشی ہوتی ہے
نہ ہنگام ملال ہم اسوقت خون جگر اپنا پی رہے ہیں اور پی چکے ہیں حاجت بادہ خواری نہیں ہے
فریب دانا نے عرض کیا واقعی آپ کو صدمہ شدید ہوا ہے مجھ سے نادانی و جہالت میں بڑی
خطا سرزد ہوئی ہے نہایت نادم و منفعل ہوں خود مقر ہوں کہ میں نے اکبر برق رو کو ناحق
قتل کیا مجھے اکابر شہر کے کہنے پر عمل نہ کرنا تھا انکی راے سے اپنے ایسے محسن کو جس نے راہ
دین حق دکھائی جہالت و نادانی سے قتل نہ کرنا تھا امیدوار ہوں کہ میری خطا معاف فرمایے
امیر ثانی نے جواب دیا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کبھی ایسی خطا نہ کرنا کسی اپنے محسن کو قتل
نہ کرنا مبتلاے خون ناحق نہ ہونا اسنے عرض کیا کیا مجال جو اب ایسی تقصیر کروں یہ کہہ ساقیوں
سے کہا کشتیاں شراب کی اٹھا کے لیجاؤ ہم بھی شراب نہ پیں گے ساقیان غنچہ دہن کشتیاں

شراب کی دربار سے لے گئے فریب دانا امیر ثانی کی ثنا کرتا رہا اہل دربار خصوصًا وزیر اعظم
مسمی بہ شمس شاہ مذکور سے یہ عرض کرتا رہا کہ واقعی ای بادشاہ امیر ثانی لائق مدح وثنا
ہین جو کچھ آپ کی تعریف کیجائے وہ کم ہے امیر ثانی نے یہ تقریر سنکے ارشاد کیا کہ مین ایک بندہ
گنہگار وحقیر رب جلیل کا ہون لائق مدح وثنا نہین بعد کئی ساعت کے فریب دانا نے
بادشاہ سے اپنے وزیر اعظم سے کچھ کہا اُسنے بایما عرض کیا فدوی حکم تعمیل کرے گا اس ارشاد و
ایمای شاہ وہ وزیر کو امیر ثانی اور خضران بن عمرو ثانی نے دیکھا وزیر مذکور بعد ایک
لمحے کے دربار سے چلا گیا اور بعد ساعت کے دربار مین آیا فریب دانا سے باشارہ عرض کیا
فدوی تعمیل حکم حضور کر آیا بادشاہ مذکور نے اسکے ارشادہ کی تقریر سے آگاہ ہوکے باواز بلند
شمس سے کہا ای وزیر خوش تدبیر سامان دعوت وضیافت امیر ثانی کا کر اُسنے عرض کیا بہت
بہتر یہ کہکے دربار برخاست کیا شمس امیر ثانی کو ہمراہ اپنے ایک قصر عالیشان شاہی مین
کہ نہایت فرش وشیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ تھا لے گیا ہمراہ امیر ثانی کے خضران
بن عمرو بھی تھا جب امیر ثانی اور خضران بن عمرو اس قصر عالیشان مین پہونچے شمس
مذکور نے کہ سامان دعوت امیر ثانی کیا تھا غذا ہاے لطیف وخوش ذائقہ بکاول سے
طلب کرکے دسترخوان بچھواکے ظروف پر از طعام رنگارنگ دسترخوان پر رکھواکے دست بستہ
عرض کیا امیدوار ہون کہ کچھ تناول کیجے امیر ثانی نے فرمایا ہم صدمۂ اکبر برق رد
مین ہین عیش وراحت سے اور طعام لذیذ کھانے سے فی الحال کارہ ہین اُس نے عرض کیا کچھ تو
تناول کیجیے اُسکے کہنے سے امیر ثانی نے چند لقمہ اس غذا کے کھائے جو اسوقت دسترخوان
پر سب غذا ان مین لذیذ وخوش ذائقہ نہ تھے بعد تناول غذاے مذکور کے امیر ثانی نے شراب
بھی نہ پی شمس نے اس قصر مین چارطرف ہار گلہاے خوشبو کے اپنے ملازمان ونمک خواران
شاہ سے سابق طریقے سے آویزان کرائے سقف ودرودیوار کو ہارون سے گل پوش
کرادیا قصر کو خوشبو نہایت کرادیا خوب بسا دیا پھر امیر ثانی سے عرض کیا آپ آرام فرمائین
سہری پر تشریف لیجائین یہ شب براحت وآرام بسر کرین مین جاتا ہون یہ کہکے امیر ثانی سے
رخصت ہوکے چلا گیا امیر ثانی اور خضران بن عمرو اسی قصر مین رہے چونکہ شمس مذکور
نے روئی اپنی سوراخہاے بینی مین رکھ کے اور تمام اُسکے ملازمون اور نوکرون فریب دانا
نے بھی پنبہ بینی مین رکھ کے عطر بیہوشی آمیز اُن ہار پھولون پر بکثرت لگادیا تھا بعد جانے اُن
سب کے امیر ثانی اور خضران بن عمرو بوے عطر بیہوشی آمیز سے تھوڑی ہی دیر مین بیہوش
ہوے صبح کو وزیر شمس نے سوراخہاے بینی مین روئی رکھکے اپنے ملازمون سے امیر ثانی و
خضران بن عمرو ثانی کو طوق وزنجیر مین گرفتار کرایا بعد بیہوشی ہوشیار کراکے روبرو سے
فریب دانا دربار مین لایا بادشاہ مذکور امیر ثانی کو اسیر دیکھکر خوش ہوا اور جلاد کو طلب
کرکے حکم دیا کہ امیر ثانی اور خضران بن عمرو ثانی کو لیجاکر قتل کر سر انکے کاٹ کر میرے
روبرو لے آ جلاد کے آگے بڑھکر چاہا کہ بازو امیر ثانی کا پکڑے اور کشان کشان لیجائے

اسوقت امیر ثانی اور خضران بن عمرو ثانی نے فریب دانا سے کہا اور محسن کش کیا
عوض نیکی تیرے نزدیک بدی ہے جو تونے حکم ہمارے قتل کا دیا ہے ہم نے تیرے ساتھ
کیا دشمنی کی ہے کہ تو ہمسے عوض اس عداوت کا لیتا ہے او ظالم قہر و غضب خدا سے ڈر اس
اس ظلم و بدعت سے باز آ ہمین قتل نکر اس نے جواب دیا اے امیر ثانی تمھارا قتل کرانا ہی
میرے نزدیک مناسب ہے ہر چند تمنے کوئی خطا اور کسی طرح کی کوئی دشمنی نہین کی ہے لیکن مین
تمسے خائف ہون اکبر بدق رد کو قتل کرکے تکو صدمہ دے چکا ہون یہ صدمہ تمھارے دل سے
تا زندگی دور نہو گا جب تم مجھے دیکھوگے یا میرا خیال کروگے کہ اس نے ہمارے لشکر
کے ایک سردار اکبر بدق رد کو ناحق قتل کرایا ہے گوشت اسکا کھایا ہے اس سے بھی بدتمنی
پیش آنا چاہیے اور جب مین تمھین دیکھونگا یا تمھارا خیال کرونگا یہ اندیشہ ضرور ہوگا کہ ایک
روز امیر ثانی مجھسے عوض خون اکبر بدق رد کا لینگے اور مجھے بھی ضرور قتل
کرینگے لہذا اے امیر ثانی تمھارا قتل کرنا ہی میرے نزدیک بہتر و لازم ہے اور دشمنی
تم سے کرکے امید نیکی کی تمسے رکھنا خلاف عقل ہے تمنے وہ حکایت شاید نہین سنی جو عوض
دوستی دشمنی پر دال ہے امیر ثانی نے پوچھا وہ حکایت کیا ہے بیان کر اسنے کہا اے امیر
ثانی کسی زمانے مین ایک سازندہ مجیرہ بجانے والا استاد اور کامل اپنے فن مین مشہور تھا
اور ایک فرزند اسکا نوجوان تھا وہ بھی مجیرہ خوب بجاتا تھا ایک روز حسب اتفاق وہ
سازندہ جو استاد اپنے فن مین مشہور تھا قریب اپنے مکان کے ایک باغ پر بہار مین بیٹھا
ہوا تنہا مجیرہ بجا رہا تھا ناگاہ گوشۂ باغ سے ایک مار سیاہ گنجہ دار صدا مجیرے
کی سنکے نہایت بیتاب ہوکے اپنے مسکن سے نکل کے قریب اس سازندہ کے آیا اور
آواز مجیرے کی سنکے کہ بہتر از بین تھی بگوش سننے لگا سازندہ اس مار سیاہ کو دیکھ کر مشتاق
صدائے ساز جان سے بے خوف ہوکے ساز نوازی مین زیادہ کوشش کرنے لگا
مار سیاہ صدائے ساز سن کے اور نہایت خوش ہو ہوکے عالم وجد مین جھومنے لگا
اور گویا مانند صوفی کے حال لانے لگا سازندۂ مذکور نے تا دیر ساز بجاکے ساز نوازی
موقوف کی اسوقت وہ مار سیاہ جلد اپنے مسکن مین گیا اور ایک اشرفی اپنے منھ مین دبا کے
مسکن سے اپنے نکل کے سامنے اس سازندے کے آکے اشرفی روبرو اس سازندہ
کے رکھ کے اپنے مسکن کی طرف چلا گیا سازندے نے خوش ہوکے وہ اشرفی اٹھا کر
اپنی جیب مین رکھ لی اور کہا علم موسیقی مین بھی عجب اثر ہے کہ انسان تو اشرف المخلوقات
اور صاحب فہم و ادراک ہے حیوان یعنے سانپ تک اس علم موسیقی کو دوست رکھتے
ہین دل سے گانا سننا پسند کرتے ہین اور بے اختیار ہوکے عالم وجد مین جھومتے ہین اور
انسان تو اس علم کی قدر کرتے ہی ہین لیکن حیوان بھی قدر کرتے ہین جس طرح کہ قدر دانی
اس مار سیاہ نے اس علم کی کی ہے اور ایک اشرفی تھوڑی دیر گانا سنکے دی ہے یہ باتین
کرکے باغ سے نکل کر اپنے گھر مین آیا اور اس اشرفی کو اپنے صرف مین لایا دوسرے

روز اسی وقت اسی باغ مین گیا اور مجیرہ اسی طور سے بجانے لگا وہ سانپ آواز ساز مذکور کی سنکے
بصد شوق اپنے مسکن سے نکل کے سامنے اس سازندے کے آکے بیٹھا گانا سننے لگا
اور خوش ہو کے وجد مین آکے زمین پر لوٹنے لگا جب وہ سازندہ ساز بجا چکا اور
ساز مین کئی غزلین گا چکا مجیرہ ساز کو ہاتھ سے رکھکر قصد جانے کا کرنے لگا وہ سانپ
حسب قاعدہ روز اول اپنے مسکن سے ایک اشرفی لایا اور اس اشرفی کو سازندے
کے آگے رکھکر چلا گیا سازندے نے خوش ہو کے اشرفی اٹھالی اور اپنے گھر آیا چونکہ
لالچ بہت ہی بڑی بلا ہوتا ہے سازندہ حسب دستور روز اس باغ مین جانے لگا کئی سال
تک اسی طرح سازندہ مذکور باغ مسطور مین جایا کیا اور مار سیاہ مذکور بعد گانا سننے کے
ایک اشرفی اسے دیا کیا قضائے کار ایک روز اس سازندے کو اپنی برادری مین جانا
ضرور تھا کیونکہ اسکی برادری مین کسی شخص کی شادی تھی اسوجہ سے اس نے اپنے فرزند
سے کہا کہ اے نور نظر مین تو حسب الطلب شادی مین جاتا ہون تو ضرور اس باغ مین جانا اور
مجیرہ زیر درخت تمر ہندی بیٹھکر بجانا ایک مار سیاہ آویگا وہ سامنے تیرے بیٹھے گا اور گانا
سننے لگیگا تو اس سے خوف نہ کرنا جب تو ساز بجا چکیگا وہ سانپ اپنے مسکن سے ایک
اشرفی لاکر تجھے دیگا تو اس اشرفی کو لے لیجیو اور اپنے صرف مین لائیو مجکو وہ سانپ
کئی سال سے ہر روز ایک اشرفی دیتا ہے فرزند مذکور نے کہا اچھا مین جاؤنگا تم شادی
مین جاؤ سازندہ مسطور بہ تقید اپنے فرزند کی سنکے اپنی برادری مین یا کسی اہل زر کی شادی
مین گیا بیان اس لڑکے نے اس باغ مین جاکے املی کے درخت کے نیچے بیٹھکر مجیرہ
بجایا وہ سانپ حسب دستور اپنے مسکن سے نکل کر زیر درخت تمر ہندی آیا دیکھا
کہ ایک نوجوان ساز بجا رہا ہے وہ بڈھا جو روز ساز بجاتا تھا نہین ہے یہ دیکھکر مار سیاہ اپنے
دل مین کہنے لگا مجھے جوان ضعیف سے کیا غرض مطلب گانا سننے سے ہے اور ایک اشرفی دینے
سے ہے یہ دل مین کہہ کے گانا سننے لگا اور عالم وجد مین زمین پر لوٹنے لگا جب وہ نوجوان ساز
بجا چکا سانپ اپنے مسکن مین گیا اور ایک اشرفی اپنے منھ مین دبا کے لایا اور سامنے اس
نوجوان سازندے کے رکھکر ارادہ اپنے مسکن مین جانے کا کیا اسوقت سازندہ مذکور
نے اپنے دل مین خیال کیا کہ باپ میرا چونکہ بڈھا ہوگیا ہے عقل بھی اس کی ضعیف ہوگئی ہے کئی سال
سے یہ سانپ ایک اشرفی روز دیا کرتا ہے پھر دل مین خیال نہ کیا کہ یہ اشرفی کہانسے لاتا ہے یقینی ہے زیر زمین
کوئی خزانہ ہوگا اسی خزانہ سے یہ اشرفی لاتا ہے شاید اسکا مالک محافظ ہے پس ہر روز ایک اشرفی
لینے سے کیا فائدہ کوئی کام مانند شادی یا تعمیر مکان کے ایک اشرفی سے نہین نکلتا ہے یکبارگی
کل خزانہ لینا چاہیے اور اس سانپ کو مارنا چاہیے مین مثل اسکے خارج از عقل و فہم نہین
ہون نوجوان ہون عقل بھی میری نوجوان ہے مین آج ہی اس سانپ کو مارکر اسکے مسکن سے خزانہ
نکالکر مکان مین اپنے لیجاؤنگا حسب دلخواہ عیش و راحت کرونگا بس یہ خیال بیہودہ کرکے
ایک لکڑی موٹی سی لیکر اس سانپ کو ماری وہ اسکی دم پر پڑی مار سیاہ نے برہم ہو کے جھپٹ کے

اُس نوجوان سازندے کی پنڈلی مین کاٹا بعد کاٹنے کے اپنے مسکن مین چلا گیا دُم کے
ٹوٹ جانے کا اور ضرب چوب کا صدمہ اُٹھایا ادھر یہ نوجوان سازندہ مارسیاہ مذکور کے کاٹنے اور
اثر زہر سے زمین پر گرا چونکہ وہ باغ ویران تھا مالک باغ فکر شادابی و درستی باغ نکرتا تھا اسوجہ
سے کوئی آدمی بھی اُس باغ مین براے نگہبانی نہ تھا خبر جوان مذکور کی کون لیتا تھوڑی دیر مین
کثرت سم مارسیاہ سے وہ جوان حریف زرد تڑپ کے مرگیا گوشت اسکا پانی ہو کے بہنے لگا کسی کو
اس کے حال سے خبر بھی نہ ہوئی جب وہ جوان گئی بہر گھر مین اپنے نہ آیا اسکے عزیزون کو تردد ہوا
واسطے تلاش کے گھر سے نکلے جا بجا اُسے ڈھونڈنے لگے تلاش کنان اس باغ مین بھی گئے
دیکھا کہ وہ جوان زیر شجر پڑا ہی گوشت اُسکا فرط زہر مارسیاہ سے پانی ہوکر بہ رہا ہی کھوپری
اشق ہو گئی ہی ہمہ تن نیلگون ہو گیا ہی یہ حال اس کا دیکھ کر سب رونے لگے اور کہنے لگے مقرر اسکو
کسی مارسیاہ نے کاٹا ہی اب اس کا زندہ ہونا محال ہی بلکہ ناممکن ہی کیونکہ استخوان باقی رہ گئے
ہین گوشت بہت سا پانی ہو کے بہ گیا ہی کہ باتین کرتے کچھ لوگ تو وہین کھڑے رو رہے کچھ عزیز اس
نوجوان کے جلد اسکے باپ کے پاس گئے اور تمام حال اُس کے فرزند کا اُس سے کہا وہ روتا
پیٹتا وہان سے باغ مین آیا دیکھا عجب حال فرزند کا ہی سرشق ہی تمام تن نیلگون ہی گوشت تن
کثرت زہر مارسیاہ سے مانند آب کے بہ رہا ہی مرا ہوا پڑا ہی یہ حال دیکھ کر بے اختیار بہت
رویا پھر دل مین خیال کیا یقیناً میرے فرزند کو اُسی مارسیاہ نے کاٹا ہی جو مجھے ہر روز ایک اشرفی
دیا کرتا ہی سنا ہی کہ جو سانپ جس کسی کو کاٹے اگر کوئی شخص منتر کے زور سے اُسی سانپ
کو بلائے اور وہ سانپ زہر چوس لے تو وہ شخص زندہ ہو جاتا ہی پس اس وقت کسی منتر جاننے
والے کی کچھ ضرورت نہین ہی خود ہی ساز بجانا چاہیے وہ مارسیاہ میری آواز ساز کا
عاشق ہی صداے ساز سنتے ہی ضرور آئیگا پہلے مین اُس سے شکایت کرونگا پھر کہونگا میرے
فرزند کو اگر کاٹا ہی تو اب زہر چوس لے تا کہ یہ زندہ ہو کر اٹھ بیٹھے یقین ہی کہ میرے اس کہنے
سے وہ مارسیاہ میرے کہنے پر عمل کریگا لڑکا میرا زندہ ہو جائیگا یہ خیال کر کے اُسی صدمہ و
غم مین ساز اپنے فرزند کا اٹھا کے بجانے لگا وہ مارسیاہ صداے ساز سنتے ہی اپنے مسکن سے
نکل کر بشکل سانپ اُس سازندے کے آیا اُس نے اُسے دیکھتے ہی رو کر کہا اے مارسیاہ یہ تو
معلوم ہو کہ میرے فرزند نے کیا خطا کی تھی کہ تو نے کاٹ کر ہلاک کیا اب بہتر و مناسب یہ
ہی کہ میرے فرزند کی صحت و سلامتی کی فکر کر یعنی جس جگہ تو نے کاٹا ہی اُسی جگہ منھ رکھ کے تمام
زہر چوس لے وہ سانپ تمام تقریر سازندہ مذکور کی سُنکے اپنے مسکن مین گیا اور ایک
اشرفی حسب معمول لا کے اُس سازندے کے روبرو رکھ کے خدا سے یون دعا کرنے لگا کہ اے
خالق انسان و حیوان تو ہر اک شی پر قادر ہی چاہتا ہون کہ اپنی قدرت کاملہ سے مجھے
گویائی ایسی عطا کر کہ اس سازندے سے اسی کی زبان مین کلام کرون اس کے سوالات کا
جواب دون چونکہ وہ زمانہ اور وقت سچا تھا حق تعالی کو قدرت نمائی اپنی منظور ہوئی دعا
اس مارسیاہ کی فی الفور قبول ہوئی گویائی اُسے عطا ہوئی سانپ نے بزبان فصیح اُس سازندے

سے کہا ای شیخ آگاہ ہو کہ آج یہ فرزند تیرا یہان آکے ساز بجانے لگا مین صداے ساز سنکے
اپنے مسکن سے اسی شجر کے نیچے آیا دیکھا کہ یہ نوجوان ساز بجا رہا ہی پہلے مین نے تمھین دیکھ کر
مسکن مین اپنے جانے کا ارادہ کیا بعدہ آواز ساز کی جو مرغوب زیادہ ہوئی سننے لگا جب
پسر تیرا ساز بجا چکا حسب معمول مین نے ایک اشرفی اُسے لاکے دی پھر اپنے مسکن مین
جانے کا ارادہ کیا تمھارے فرزند نے مجھے ایک لکڑی زور سے ایسی ماری کہ جسکے ضرب
سے دیکھو دم میری ٹوٹ گئی مین نے برہم ہو کے اُس کے پاؤن مین کاٹا یہ میرے زہر سے مرگیا
اب یہ میرے زہر چوسنے سے ہرگز جانبر نہوگا کیونکہ گوشت اسکا بوجہ میرے زہر کے بہ گیا ہی
فقط ہڈیان رہ گئی ہین ہان اگر فی الفور تم یہان آتے اور مجھ سے کہتے تو البتہ مین زہر
چوس لیتا یہ اچھا ہو جاتا رونا تمھارا اور شکایت تمھاری بیکار و عبث ہی اسنے مجھ سے دشمنی
کی مین نے اسکے ساتھ عداوت کی جاؤ اسکو یہان سے اٹھا کے دفن کرو اور اب تم یہان کبھی
ساز بجانے نہ آنا مین ہرگز تمھارے ساز کی صدا نہ سنونگا نہ اشرفی دونگا اگر تم اب یہان
آؤگے تو اچھا نہو گا میرے اور تمھارے محبت نہوگی بلکہ ایک نہ ایک روز دشمنی ہوگی کیونکہ جب
تم مجکو دیکھوگے یہ فرزند تم کو یاد آئیگا خیال کروگے کہ اسی مار سیاہ نے میرے فرزند کو کاٹا
تھا اس کو بھی کسی طور سے مارنا چاہیے عوض اپنے فرزند کے ہلاک کرنیکا اس سے لینا
چاہیے یہ خیال کر کے ضرور تم مجکو کسی طور سے مار ڈالوگے اور مین تمکو جب دیکھونگا تمسے
خائف ہونگا یہ خیال ضرور کرونگا کہ اس کے فرزند کو مین نے کاٹا ہی یہ بھی دشمن جان میرے
ہین ان سے بھاگنا چاہیے غرض باہم میرے اور تمھارے عداوت قلبی رہے گی کبھی صفائی
نہوگی تمھارے دل سے عداوت نہ جائیگی مجھے تم سے اطمینان نہوگا خوف دشمنی کا ہوگا یہ
کہکے مار سیاہ اپنے مسکن مین چلا گیا سازندے نے قائل ہوکے فرزند کو اپنے کلمات
سخت کہکے استخوان اُسکے اُٹھا کے قبرستان مین لیجا کے دفن کیے پس ای امیر تانی اگر مین تم کو
اسوقت قابو پا کے قتل نہ کرون اور چھوڑ دون اول تو تم اسی وقت مجھ کو قتل کر دوگے
اگر بخیال تنہائی اسوقت قتل نہ کروگے تو جب قابو پاؤگے اور جب اکبر برق رو کو یاد کروگے
مجھے بقول اسی مار سیاہ کے مار ڈالوگے عوض خون اکبر برق رو کا مجھ سے لوگے اور مین مثل
اسی مار سیاہ کے تم سے مدام ڈرونگا لہذا تمھارا قتل کرانا ہی میرے حق مین بہتر ہی اور مصلحت
وقت یہی ہی کہ تمھین قتل کراؤن کیونکہ تم اسوقت میرے قابو مین ہو تمھارے قتل
کرانے سے خوف و اندیشہ میرے دل سے دفع ہو جائے گا امیر تانی تقریر اسکی سنکے مجبور
ہوکے خاموش رہے سمجھے کہ یہ ظالم رحم نہ کریگا ضرور قتل کریگا ہر چند مین قبل ازین انتقام
خون اکبر برق رو اس سے نہ لیتا مگر اب نابکار نے خوف جان سے مجھے بمکر و فریب گرفتار کر کے
ارادہ قتل کرانے کا کیا ہی خیر جو خواہش تقدیر افسوس کہان سے کہان قضا نے کر آئی حسرتین
دل ہی مین رہین تمثال آئینہ رو و لاجورد شاہ وغیرہ کفار کو مسلمان یا تہ تیغ نہ کیا وقت
قتل اپنے عزیزون اور دوستون کو نہ دیکھا لشکر مین اپنے اجل نہ آئی ابھی امیر تانی اپنے

دل مین یہ کہ رہے تھے کہ فریب دانا نے جلاد سے کہا جلد لیجا کر امیر ثانی اور خضران کو
تہ تیغ کردہ نابکار بحکم بادشاہ ستمگار امیر ثانی وخضران بن عمرو ثانی کو کشان کشان
اُس جگہ لے گیا کہ جہان اُس کو قتل کرنا منظور تھا اِدھر فریب دانا نے منادی کو حکم دیا
کہ تو جلد جاکر تمامی شہر و قریہ کے خاص و عام کو قتل ہونے امیر ثانی وخضران
سے آگاہ کر وہ حسب الحکم گیا تعمیل حکم کی کی خاص و عام کو قتل امیر ثانی وخضران
سے جو اطلاع ہوئی جوق جوق گروہ گروہ ہر ایک کوچہ و بازار سے بصد اشتیاق سیر
و دید قتل امیر ثانی آنے لگے اور جہان امیر ثانی کو جلاد براے قتل لے گیا تھا وہان
جمع ہونے لگے باہم خوش ہونے لگے اور کہنے لگے آج گوشت ان دو دون مسلمانون کا
بھی کھائینگے ہم لوگون کو اہل اسلام سے عداوت قلبی ہر بظاہر مسلمان ہوے ہین
باطن اپنے مذہب و طریقۂ قدیم پر ہین بادشاہ ہمارا اور وزیر تس وغیرہ جملہ کبار
و صغار شہر بدستور اپنے مذہب پر ہین اگرچہ بظاہر کلمہ پڑھتے اکمیر برق رو کو قتل کرکے
گوشت اسکا کیونکر کھاتے اور اب امیر ثانی وخضران کیونکر گرفتار ہوئے قتل کیے جاتے
وہ لوگ باہم یہ باتین کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے امیر ثانی وخضران سنتے تھے
ابھی مردمان شہر جمع ہو رہے تھے اور گفتگوے مندرجہ باہم کر رہے تھے کہ جلاد نے ریت
کا چبوترہ بنایا اسپر بوریہ ہلاکت کا بچھایا امیر ثانی وخضران کو اس بوریہ پر بٹھا کے گردن
پر کوئلہ کا خط دیا اور کہا اے امیر ثانی و اے خضران تھوڑی دیر مین تم دونون کے سر و
گردن مین جدائی ہو جائیگی حسرتین دل کی دل ہی مین رہ جائینگی لہذا جو گرسنہ ہو تو جس طعام
پر رغبت ہو کھا لو اگر پیاسے ہو تو پانی پی لو جو کچھ کہنا ہو کہو یا کسیکو دیکھنا ہو یہان دیکھ لو
پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا رشتۂ حیات قطع ہو جائیگا امیر ثانی وخضران بن عمرو ثانی
نے اُسکو جواب دیا او جلاد اسوقت آب و طعام کی خواہش نہین ہر غم سے سیر ہین خون جگر پی
رہے ہین تجھ سے وصیت کرتے ہین کہ خبر ہمارے قتل ہونے کی ہمارے لشکر مین جاکے بادشاہ
لشکر اسلام وغیرہ سے کر دینا مرکب ہمارا اور سلاح جنگ اور یہ باسنے عیاری کے ہمراہ اپنے لیجانا
بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیدینا اور تمام حال ہمارے قتل ہونے کا مفصل کہنا اسوقت
دل چاہتا ہے کہ اپنے اعزہ و احبا کو دیکھین اُن سے کچھ باتین کرین جلاد نے ہنس کر
جواب دیا سوا آب و طعام اور کوئی حسرت تمھاری نہ نکلے گی جو تم نے مجھ سے کہا ہر ہرگز مین
تمھاری وصیت پر عمل نہ کرونگا ہنوز جلاد نابکار یہ کہ رہا تھا کہ حکم قتل فریب دانا نے دیا جلاد
نے قتل کرنے مین تامل کیا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا حکم شاہ مذکور نے واسطے قتل
کرنے کے دیا پھر جلاد نے تامل کیا قتل نہ کیا تیغہ علم کیے سر پر کھڑا رہا ایسے وقت مشکل
مین امیر ثانی وخضران نے خدا سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر ہو چکا دفعتًا جانب صحرا
سے غبار بلند ہوا سب جانب غبار دیکھنے لگے جلاد بھی دیکھنے لگا ابھی وقت فریب دانا نے
تیسرا حکم واسطے قتل کرنے امیر ثانی وخضران کے دیا جلاد نے ارادہ قتل کرنیکا کیا ناگاہ

پیدا ہوا سے دامن غبار پارہ پارہ ہوا ایک نقابدار گوہر پوش چالیس ہزار سوار دن کی جمعیت
سے پیدا ہوا اور دور ہی سے اس نقابدار نے نعرہ کیا اور کہا اے جلاد خبردار خبردار امیر
ثانی اور خضران کو قتل نہ کرنا جلاد نعرۂ نقابدار سے گھبرایا فریب دانا نے بجمعیت سپاہ
کثیر آکے جلاد سے کہا جلد ان دونوں کا کام تمام کر مددگار امیر ثانی کا آپہونچا جلاد نے
قصد قتل کیا ناگاہ نقابدار گوہر پوش نے ایک تیر ایسا مارا کہ جلاد کے سینہ پر کینہ میں پڑا
اور پشت سے گذر گیا وہ فی الفور زمین پر گر کے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا ارادہ قتل امیر
ثانی و خضران پر تھا خود ہی ہلاک ہوا فریب دانا نے یہ حال دیکھ کر متردد ہو کے جلد
دوسرے جلاد کو طلب کیا جب تک جلاد دیگر آئے امیر ثانی نے جوش شجاعت میں آکے
نعرۂ نقابدار گوہر پوش کا سنکے زور کرکے ہتکڑیاں اور بیڑیاں اور طوق آہنی کو اپنے تن سے
مانند تار عنکبوت کے توڑ کر جدا کیا اور تیغ جلاد مقتول کا اٹھا کے خضران کی ہتکڑیوں
کو کاٹ سلاسل کو اُس کے تن سے جدا کیا اس اثنا میں نقابدار گوہر پوش بھی قریب
آگیا امیر ثانی نے تیغ پکڑ کر نعرہ کر کے فریب دانا پر حملہ کیا خضران ابن عمرو ثانی کی
قید سے رہا ہو کے بیچ ایک سوار سے جھین لے اُسے تیر مار کے ہلاک کرکے ہمراہ امیر ثانی
کے کفار پر حملہ آور ہوا اس اثنا میں نقابدار گوہر پوش بھی آپہونچا فریب دانا
یہ رنگ دیکھ کر مع اپنی سپاہ کے آگے بڑھا اور اپنے مردمان سپاہ سے کہا امیر ثانی اور
خضران کو جلد قتل کرو اور اس نقابدار گوہر پوش کو بھی تہ تیغ کرو کفار بہ تیغ و سپر وغیرہ
دیگر زرہ کرنے لگے نقابدار بھی شریک جنگ ہوا لڑائی ہونے لگی امیر ثانی اور نقابدار کفار کو تہ
تیغ کرنے لگے کفار قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی تین ساعت خوب لڑائی ہوئی
بعد ازاں کفار بیدل ہو کے بھاگنے لگے نقابدار گوہر پوش نے بڑھ کر فریب دانا
کو تہ تیغ کیا سر اسکا شمشیر آبدار سے جدا کیا امیر ثانی نے وزیر اعظم سے بہ تمیس کو بعد جنگ
قتل کیا کفار شاہ و وزیر کے قتل ہو جانے سے بے اختیار بھاگے امیر ثانی اور نقابدار
گوہر پوش نے برہم ہو کے اُن کا تعاقب کیا کسیکو بھاگنے نہ دیا سب کو گھیر کر قتل کیا
پھر اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا کہ وہ سب کافر تھے بظاہر مسلمان تھے جب وہ امان طلب
ہوے اور بصدق دل مسلمان ہوے امیر ثانی نے انکو امان دی اور فرزند فریب دانا کو
کہ نام اسکا فہیم تھا مسلمان کرکے تخت نشین کیا پھر نقابدار گوہر پوش سے مخاطب ہو کے
پوچھا اے نقابدار تمھارا کیا نام ہے تم نے ہماری اعانت کی ہر وقت بد میں مردکی ہر جا چاہتے
ہیں ہم کہ تمھارے نام سے آگاہ ہوں تم سے بھی نیکی کریں اُسنے جواب دیا اے امیر ثانی بہادر دون
کا نام دریافت کرنے سے کیا فائدہ میں نام اپنا نہ بتاؤنگا اگر مجھ سے نیکی کرنا منظور ہے تو باسے
صاحبقرانی کے ابھی میرے حوالے کر دیجیے اب میں صاحبقرانی کرونگا زمانہ بہت ہوا کہ آپ
آپ صاحبقرانی کر رہے ہیں اگر آپ بخوشی باے صاحبقرانی کے نہ دیجیے گا تو بزور شمشیر
ایک روز آپ سے لے لونگا اسی روز نام بھی اپنا بتاؤنگا امیر ثانی نے فرمایا اگر تم کو اپنی

قوت بازو پر ناز ہو تو بزور شمشیر مجھ سے بانے صاحبقرانی کے یہ لینا تھا بدالیہ کہکے ہمراہ اپنی سپاہ
کے یہ کہکے جانب صحرا چلا گیا کہا اے امیر ثانی اسوقت تو مین جاتا ہون ایک نہ ایک روز
آکے آپ سے بانے صاحبقرانی کے بزور شمشیر ضرور لے لونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون
مجھے بانے صاحبقرانی کے چاہیے ہین امیر ثانی اُس کی تقریر سنکے مسکرائے وہ تو سوے صحرا گیا
امیر ثانی فہیم پسر فریب دانا سے رخصت ہوکے خضران بن عمرو ثانی کو ہمراہ لیکر مرکب بنایا اور
سلاح جنگ طلب کرکے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے لشکر کی طرف
روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طے کرنیکے ایک صحرا مین پہونچے ہنوز اُس صحرا سے آگے بڑھنے تھے کہ دفعتاً
مانند برق کے ایک پنجہ جانب فلک سے گرا امیر ثانی کو پشت فرس سے اٹھا کر لیگیا سوے فلک جاکر
غائب ہوا خضران بن عمرو ثانی متحیر ہوکے محزون و مغموم ہوا بعدہ مجبور و ناچار ہوکے کچھ نشان
امیر ثانی کا نہ پاکے اشک ریزان مرکب امیر ثانی کا لیکر وہان سے چلا بعد قطع راہ اپنے لشکر
مین آیا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو باقاعدہ سلام کیا پھر تمام حال فریب دانا کے مکر و فریب
کا اور حال لڑائی کا اور احوال نقابدار گوہر پوش کا اور تباہی شہر فریبیہ کا اور حال
پنجے کے گرنیکا اور امیر ثانی کو لیجانے کا مفصل بیان کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حال
امیر ثانی سُن کے صدمہ ہوا فرمایا افسوس ایسے وقت مین امیر ثانی کو پنجہ اٹھا کے لے گیا کہ
جس زمانے مین تمثال آئینہ رو سے مقابلہ و مجادلہ ہے سردار نامی لشکر مین نہین ہین یہ
فرماکے افسردہ خاطر ہوے سرداران لشکر موجودہ بھی حالات امیر ثانی سُن کے غمگین و محزون
ہوے جملہ صغار و کبار کو صدمہ و الم ہوا وہ خوشی و شادمانی جو دلون مین تھی سب کے
دلون سے امیر ثانی کے حالات سنکے دور ہوئی لشکر مین فقط امیر ثانی کے ہونے سے سناٹا سا
ہوگیا اکثر سواران لشکر باہم کہنے لگے امیر ثانی کے دم سے بڑی قوت تھی گو سرداران نامی
لشکر مین نہ تھے امیر ثانی تو تھے فقط انھین کی وجہ سے دل کو ہر طرح تقویت تھی اب دیکھیے کیا
ہوتا ہے تمثال آئینہ رو وغیرہ دشمن قوی ہیت فی زمانہ لڑتے ہین یا نہین غالباً وہ ایسے
زمانے مین طبل جنگ بجوائینگے قتل و بربادی و تباہی لشکر اہل اسلام چاہینگے بعض
بعض سوارون نے انکو جواب دیا اے برادران یہ کیا کلمات بیدلی و یاس و خوف دشمن اپنی
زبان پر جاری کرتے ہو نظر اعانت خدا پر رکھو اگر امیر ثانی کو پنجہ اٹھا کے لے گیا ہے اوسکے
واسطے ہم سب کی اعانت کے نہین ہین تو خدا تو ہے غرض اسی طرح لشکر اہل اسلام مین صغار
و کبار کو تردد و فکر ہے ہر ایک خیالات جداگانہ کرتا ہے سب کو صدمہ ہے سپاہ اہل اسلام کا تو
یہ حال ہے جو لکھا گیا مگر اب احوال تمثال آئینہ رو و لاجور دشاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
سے شاہزادہ رستم ثانی و لندھور ثانی و مالک ثانی و سلطان گوہر کلاہ و سہراب مین
لندھور و شاہزادہ فیروزہ شیرعن و جدید شاہ و سرشار شاہ کو جنگ مغلوبہ
مین بقوت جادو نے بزور سحر اسیر کرکے قید کیا ہے اور لاجور دشاہ نے طبل
آسا نفش مچوا دیا ہے ہنوز طبل جنگ نہین بجوایا ہے تمثال آئینہ رو نے ایک نامہ

قرناے قوق بن کرناے کوک اژدر چشم کو کہ نہایت زبردست و نامی سردار ہی لکھا ہی
اُسکے آنے کا منتظر ہو ابھی وہ سردار نابکار نہ آیا تھا کہ ہرکارون نے لشکر کفار کے حال امیر
ثانی سے آگاہ ہوکے تمثال آئینہ رو و لاجورد شاہ کے پاس جاکے عرض کیا کہ اے خداوند
فی زمانہ امیر ثانی جانب شہر فریبہ گئے تھے وہان جاکے فریب دا کا وہان کے بادشاہ کو
بعد گرفتاری و رہائی قتل کرکے اس طرف کے عازم ہوے تھے کہ اثناے راہ مین ایک
پنجہ انھین اُٹھا کے لے گیا خضران بن عمر و ثانی مرکب امیر ثانی کا لایا ہی لشکر اسلام مین
ہر اک محزون و غمگین ہی ادھر تمثال آئینہ رو نے یہ خبر ہرکارون سے سنکے مسکرا کے کہا
تم ہم سے یہ خبر کیا بیان کرتے ہو ہمارے فعل کی ہمین کو خبر دیتے ہو ہمین نے امیر ثانی پر
اپنا قہر و غضب نازل کیا ہی ایک فرشتۂ عذاب کو حکم دیا ہی کہ اُسے اُٹھا کے ہمارے بنائے ہوے
جہنم مین ڈالدے اور ہمیشہ اُسی جہنم مین رکھے کبھی نار شعلہ ور سے باہر نہ نکالے پس وہ
پنجہ وہی ملک عذاب تھا جو امیر ثانی کو اُٹھا لے گیا ہی یہ تقریر معقول ہمین نبی کی ہے ہرزہ رسے
تو یہ سنکے چلے آئے مگر وہ لوگ مقرب بارگاہ تمثال آئینہ رو تھے اور سامنے اُسکے موجود تھے
اُنھون نے عرض کیا بیشک آپ خداوند ہین آپ ہی نے امیر ثانی کو بذریعہ فرشتہ عذاب داخل
نار دوزخ کیا ہی تمثال آئینہ رو تقریر اپنے مقربان درگاہ کی سن رہا ہی نقاب منھ پر ڈالے
تخت پر بالاے قیطول بیٹھا ہوا ہی ریش دراز پر خوش ہو کے ہاتھ پھیر رہا ہی گاہ اپنی مونچھون
کو درست کرتا ہی اور کلمات کبر و نخوت زبان پر جاری کرتا ہی ادھر لاجورد شاہ حال
امیر ثانی سے باخبر ہو کے اپنے دربار مین اپنے ہوا خواہون سے مخاطب ہو کے کہنے لگا
منم خداوند لاجورد شاہ سناتے کہ مین نے جنکے جنکے کیا تقدیر برجستہ کی کہ امیر ثانی کو کو ہجر
لشکر سے جدا کرکے مبتلاے بلا کیا بخنگان وغیرہ کہنے لگے اگر ایسی ہی تقدیرین متواتر کر دیجیے تو
خوب ہو کوئی لشکر امیر ثانی سے زندہ باقی نہ رہے لاجورد شاہ نے جواب دیا اب ایسا ہی کیا جائیگا

داستان آنا قرناے قوق بن کرناے کوک اژدر چشم کا اور لڑنا اُسکا لشکر امیر ثانی سے و حال جنگ امیر ثانی و ذکر نقابدار گو ہر پوش ساقی نامہ

اے ساقی مہربان کدھر ہے
مشتاق ہون دختر عنب کا
دے جام شراب ناب دو چار
خاطر کا کھلے کنول وہ دے پھول
نظرون مین ہون نور کے فضا مین
طوطی کبک دری نظر آئے
چہرہ پہ آنکھون کے شیشے پر آئے
یا ... فصل گل کی آمد
گلدستہ گل مہک رہے ہین

رندون کی بھی کچھ تجھے خبر ہے
مستی ہے خمار کا اثر ہے
دور ساغر کا باندھ دے تار
گر مو ہو تو جام سنگ دے دے
سوجھین مجھے نور کے مضامین
صورت دکھلائے خوش بیانی
مثل تصویر عکس اتر آئے
آراستگی ہے کیون چمن مین
مرغان چمن چہک رہے ہین

آ جلد کہ منتظر ہون کب کا
اعضا شکنی ہے درد سر ہے
حاصل ہو خوشی کا پھل وہ دے پھول
معشوقہ شہرہ رنگ دید سے
جو شئے ہو ہری ہری نظر آئے
دل پہ کھنچے نقشہ معانی
ہر کس [illegible] رل کی آمد
پیراستگی ہے انجمن مین
کچھ فکر نہ رخ زمین کو ہو ناز

سبزے کی روشنی ہے سبزہ آغاز
شبنم کرتی ہے آب پاشی
سنگریزہ ابر دوش پہ ہے
بلبل کی زبان پہ ہے ترانہ
ہر غنچہ ہے مسکرا رہا ہے
سنبل بھی خوشی کے ذکر میں ہے
نرگس آئینہ دکھا رہی ہے
شمشاد عصا لیے کھڑا ہے
ذیجاموں کے داخلے کی ہے دھوم

مطلق نہیں صحن میں خس و پر
گل ہے محو گلاب پاشی
ہر پھول سنگار کر رہا ہے
بلبل کا کھنچا ہے شامیانہ
کھیتی کی زمین سبز تر زمین ہے
کنگھی چوٹی کی فکر میں ہے
مہندی ہے کھڑی قطار باندھے
خم پشت ادب کیے کھڑا ہے

جاروب کش چمن ہے صرصر
سقائے سپہر جوش پہ ہے
ہر نخل نکھار کر رہا ہے
جو پھول ہے کھلکھلا رہا ہے
سبزہ خط عارض حسین ہے
مسی سوسن لگا رہی ہے
صف بستہ لب جوئبار باندھے
دل کو ہے اتصل سے یہ معلوم

کاتبان واقعات بے نظیر و محرران حالات دلپذیر اس داستان بے عدیل و نظیر کو یوں لکھتے ہیں کہ تمثال آئینہ رو کر بعد لکھنے نامے کے اور ارسال کرنے نامے کے منتظر اپنے پرستش کنندہ و تابع فرمان قرنائے قوق سردار زبردست کا تھا ایک روز بالائے قیطول بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارے سے خبر آمد قرنائے قوق سنکے بندۂ خاص و مغرز پہنچا جانکے اپنے مقربان درگاہ کو واسطے اس کے استقبال کے روانہ کیا وہ کافران نابکار حسب الحکم تمثال آئینہ رو برائے استقبال قرنائے قوق روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز استقبال اسکا کر کے بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے جانب تمثال آئینہ رو لیکے چلے اثنائے راہ میں ان مقربان بارگاہ تمثال آئینہ رو سے قرنائے قوق نے پوچھا کہ خداوند میری نسبت کچھ فرماتے تھے انہوں نے جواب دیا بیشتر خداوند آپکو یاد کر کے فرماتے تھے کہ ہمارا بندہ خاص و مغرز قرنائے قوق ہے ہم نے اس کے ہر رگ و پے میں قوت و طاقت بجد گویا کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے شجاعت و بہادری و دلاوری میں اسکو سرفراز کیا ہے شجاعان جہان سے اسے ممتاز کیا ہے کیا مجال کسی کی جو اسے قتل یا زیر کر سکے یا اسیر فتحیاب ہو ہم نے اپنی قدرت سے اسے روئین تن کیا ہے تاکہ کوئی حربہ کسی حریف کا اس کے تن پر کارگر نہ ہو وہ جس کسی سے لڑے اسے قتل و زخمی کرے خود قتل و زخمی کسی کے ہاتھ سے نہو سوا اسکے اور بھی آپ کی خوش اعتقادی کی ثنا خداوند کرتے تھے آج ہمکو واسطے آپکے استقبال کے روانہ کیا ہے خوشا قسمت آپکی کہ یہ مرتبہ و عزت و قوت خداوند نے آپکو عطا کی ہے اور ہمیں آپ کے استقبال کے لیے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے بندۂ خاص قرنائے قوق کو بعزت و حرمت ہمارے روبرو لاؤ ہم اسکے منتظر آنے کے ہیں قرنائے قوق یہ تقریر انکی سنکے بہت خوش ہوا دل میں کہنے لگا خداوند تعریف میری بہت کرتے ہیں اپنا بندۂ خاص جانتے ہیں یہ سمجھ کے خوشی سے ایسا پھول گیا کہ اپنے جامے میں نہ سما سکا بعد خوشی بسیار کے باتیں کرتا ہوا آہستہ آہستہ قریب لشکرگاہ لاجورد شاہ آیا لاجورد شاہ نے بھی چند سرداروں کو واسطے اس کے استقبال کے روانہ کیا قرنائے قوق پہلے ہمراہ سرداران لشکر لاجورد شاہ کے بارگاہ لاجورد شاہ میں آیا بعد تحیت و غرور و کراہت صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو اور

لاجورد شاہ کو سلام کیا پھر برابر صلصال کے ایک دنگل پر بیٹھا لاجورد شاہ نے ساقیان
گلرخ کو طلب کیا بختگان نے جو دیکھا کہ یہ سردار عجیب زبردست آیا ہے غور سے سراپا پر نظر کرنے
لگا دل میں کہنے لگا سر اس سردار کا ہے کہ سر کوہ یا خم شراب یا سر فیل مست یا سر دیو ہے مگر گرد
غرور سے بھرا ہوا ہے لوح پیشانی ہے کہ سنگ سیاہ کی بہت بڑی اک چٹان ہے سیاہی بخت و تاریکی کفر
اس سے عیاں ہے بال ایسے سر پہ ہیں کہ جنکو دیکھکر دل کو پریشانی ہو دیو کو دیکھنے سے انکے زندگی اپنی
وبال ہو آنکھیں ایسی کہ مانند دو مشعلوں روشن کے ہیں قہر و غضب سے مثل خون کبوتر سرخ ہیں
پر قہر و مہیب و بدنما ایسی ہیں کہ اگر دن کو جنیات تمامی عالم ایک نظر انکو دیکھیں خوف سے دفعتاً
ہلاک ہو جائیں یا کثرت خوف سے بھاگ جائیں یا گر پڑیں غش آجائے بینی وہ دراز کہ اگر ابنوس
کا لٹھا اُسے کہیے تو ہو سکتا ہے اور اگر خرطوم فیل سے مثال دیجے تو بجا ہے ابروے کشیدہ و دراز
اُسکے مانند ابر پشت سنگ کے ہیں عارض سیاہ و بدنما و خوفناک اُس کے ایسے ہیں کہ اگر آفتاب
ایک نظر اُن کو دیکھ لے اُنکی سیاہی سے روشنی اُسکی کم ہو جائے ابر میں پناہ مانگ کے نہاں ہو
دہن وہ دراز کہ الحفیظ لب سیاہ و دبیز مانند گردہ فیل دندان دراز بشکل دندان پیل مست
دہن سے اکثر باہر نکلے ہوئے ریش دراز دبیز تا سینہ گوش باطول پوش مانند گوش فیل
دراز گردن وہ گردن کہ قرابہ شراب یا خم شراب ہے سینہ ایسا چوڑا ہے کہ اگر اُسکو باب قلعہ خیبر یا در
حصن دفینہ یا صندوق بعض اہل اسلام کہیں بجا ہے شانے دو قبہ کوہ یا دو برج بلند ساعد
وہ قوی کہ جنکے سبب سے پشت کفر قوی اور دین اسلام کو خوف ضعف رفق ایسی پھر قوت کہ پنجہ
شیر کبھی اُسکے زور کے برابر نہ ہو پنجہ دراز ایسا کہ مثل بیلچے پنجہ شیر سے قوت میں زیادہ
اگر شیر و عفریت اُس سے ہم پنجہ ہوں تو کم قوتی سے پنجہ انکا اتر جائے قوت اُنکی اُنکے دیکھنے سے
آشکار سر دست بربادی و زوال دین اسلام پر تیار ناخن وہ دراز و تیز کہ ناخن شیر ژیان سے
شرمائے غیرت سے کٹ جائے شکم کلان ایسا کہ خم بڑے شراب بھی آگے اُسکے خورد تر لگے میں غلہ اور
گوشت وغیرہ اگر اُس میں بھرا جائے تو بھی نہ معلوم ہو گرسنگی صاحب شکم بجائے اگر کتنی ہی غذا
کھا جائے کمر وہ کمر کہ جس کے شکست و تباہ ہونے سے پشت کا فراق و شکست کفر قوی ہے پاؤں
وہ ستون محکم کہ مانند کوہ نہ اپنی جگہ سے نہ سرکیں اور جن سے پامالی سبزۂ باغ دین اسلام
کا خوف و خطر ایسی راہ کفر چلنے پر مشتاق کہ الحذر قد ایسا بلند کہ کوہ بلند سامنے اُسکی درازی
کے نسبت عوج بن عنق کے قد سے بھی کچھ بڑھا ہوا آواز اُس کی وہ مہیب و بلند کہ جس آواز سے
جگر کوہ تھرا جائے پردہ گوشہائے فیل و شیر پھٹ جائیں رعد دہل جائے رنگ رخ وہ سیاہ
کہ تاریکی پردۂ ظلمات میں بھی آگے اُسکے روشنی پائی جائے اور اگر کفر کی سیاہی مجسم ہو کے روبرو
اُسکے آئے تو بھی اُسکے چہرۂ تاریک تر سے سیاہی میں گھٹ کے منفعل ہو اور اگر اندھیرا شب
و قتیہ کا اکٹھا ہو کر واسطے مقابلے کے آئے تو بھی اُسکے چہرۂ سیاہ سے خجل ہو اور اگر تاریکی قبور
یکجا ہو [illegible] مجتمع ہو کے سامنے اُس سیاہ و مجسم کے واسطے مقابلے کے آئے
تو ہنگام مقابلہ [illegible] ہو جائے بعد نظر کرنے سراپا [illegible] بختگان نے [illegible] دل میں

کہنے لگا ہاں یہ سردار نہایت زبردست آیا ہے عجب نہیں کہ فی الحال عدم موجودگی امیر ثانی
مین خاتمہ لشکر اہل اسلام کا اسی کے ہاتھ سے ہو جائے مردمان لشکر اہل اسلام کو قتل کرے
کسی کو زندہ نہ چھوڑے اس کے قد و قامت چہرۂ غضبناک و قوت اعضاے بظاہر ثابت ہوتا ہے
کہ یہ از حد شجاع و قوی ہے مین نے بہت سے سرداران نامی دیکھے ہین اور لڑائیان انکی مشاہدہ
کی ہین مانند اسکے کسی سردار کو قوی الجثہ نہین دیکھا ہے از حد جسیم ہے اسکے بوجھ سے عجب نہین
کہ گاو زمین نالان ہو یہ باتین اپنے دل مین کر کے خوش ہوا تھا کہ ساقیان خوبرو حسب الطلب
لاجورد شاہ کشتیان شراب ناب کی مع جامہاے بلورین لیکر روبرو آئے بعد بجا لانے
تسلیم کے اشارۂ لاجورد شاہ سے شراب ناب جام بلورین مین بھر کے ایک ساقی روبرو
قرناے قوق کے لے گیا اُسنے جام ساقی کے ہاتھ سے لیکے دہن سے ملاکے شراب پی پھر اسی
ساقی نے دوسرا جام شراب سے مملو کر کے اُسے دیا اُس نے وہ جام بھی لیکر شراب پی لی اسیطرح
بہت جام اُس بد انجام نے لیکر شراب پی کئی خم شراب کے بادہ کشی مین خالی کر دیئے اہل بزم
دیکھکر حیران ہوے صلصال بھی اپنے دل مین کہنے لگا یہ انسان ہے یا کوئی بلاے عظیم ہے
لاجورد شاہ بھی بنظر حیرت اُسے دیکھنے لگا جب وہ شراب پی چکا اور جملہ اہل بزم ایک
ایک دو دو جام ساقی گلفام سے لیکر شراب پی چکے اور ساقیان خوبرو کشتیان شراب کی
کی اُٹھا کے لے گئے اور تمام اہل بزم کو نشہ شراب کا ہوا خصوص قرناے قوق کو نشہ شراب
بہت ہوا اُسی نشے مین لاجورد شاہ نے اس سے پوچھا گو ہم خداوند ہونے کے سبب سے
سب کچھ جانتے ہین کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہین ہے مگر واسطے آگاہ ہو جانے اہل
بزم کے تم سے پوچھتے ہین بتاؤ تمھارا نام کیا ہے کس ارادے سے آئے ہو اُسنے جواب دیا مین حسب الطلب
خداوند تمثال آئینہ رو آیا ہون نام میرا مشہور جہان ہے جملہ کبار و صغار جانتے ہین قرناے
قوق مجکو کہتے ہین بسا عجب ہے کہ سامنے ہمارے خداوند کے آپ بھی دعواے خداوندی
کرتے ہین آپکو مناسب نہین ہے خیر مجھے زیادہ اس باب مین بحث کرنا مقصود نہین ہے اگر آپ
خداوند ہین یا نہین ہین مجھے کیا مین تو اپنے خداوند کی پرستش کرتا ہون نہین معلوم خداوند
نے مجھے کیون طلب کیا ہے کیا کار ضروری ہے آپ اپنے نام نامی سے بھی آگاہ کیجئے اور یہ
بتائیے کہ یہ لشکر سامنے کس کا پڑا ہے کیا آج کل کسی دشمن سے مقابلہ و مجادلہ ہے لاجورد شاہ
نے جواب دیا ہم خداوند اصلی ہین لاکھون بندے ہمارے پرستش کرتے ہین سب ہمکو لاجورد
شاہ کہتے ہین تم بھی ہمارے ایک بندۂ قوی بازو ہو خواہ ہمکو سجدہ کرو یا نہ کرو اور تم جو
تمنے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ لشکر کثیر امیر ثانی کا ہے جو ہماری خداوندی اور تمھارے
خداوند کی خداوندی کے قائل نہین ہین جہالت و شجاعت کے سبب سے منحرف ہین خداے
نادیدہ کو سجدہ کرتے ہین اپنے تئین اہل اسلام کہتے ہین بڑے سرکش و جاہل یہ لوگ ہین
کسی طرح راہ راست پر نہین آتے ہین اپنے خداوند سے لڑتے ہین ذرا بھی نہین ڈرتے ہین
انکے حالات سے بختگان خوب آگاہ ہے یہ کہکے بختگان کی طرف اشارہ کر کے قرناے قوق

سے کہا کہ اسی شخص کا نام تجگان ہو کسی وقت اس سے پوچھنا یہ تمام حال ان اہل اسلام کا
ابتدا سے اب تک مفصل بیان کرے گا اور تمام لڑائیان اور انداز انکے اور سرکشی انکی اور
رحم دلی ہماری تم سے بیان کرے گا فی زمانہ یہ لوگ ہمارے تعاقب مین یہان تک آئے ہین
تمھارے خداوند سے بےخوف و خطر لڑتے ہین ہزارہا بندون کو قتل کرنے مین شجاعت مین
بے مثال ہین فنون جنگ سے خوب آگاہ ہین ہنگام جنگ میدان مصاف سے بھاگنا ننگ
جانتے ہین حتی الامکان پسپا ہوتے ہی نہین ہان دھوکے سے یا امیر ثانی جو صاحب اسم
اعظم ہین انکے اسم اعظم نہ پڑھنے اور نہ ہونے سے سحر مین ساحرون کے گرفتار ہوکے مجبور و لاچار
ہو جاتے ہین ایسی صورت مین اسیر و قتل کرنا انکا ممکن ہوتا ہو چند روز کا زمانہ گذرا ہو کہ
ہاروت جادو مالک بیابان حشر نے بہت سے سرداران نامی و گرامی لشکر امیر
ثانی کے ہنگام جنگ بزور سحر اسیر کیے ہین بہت سے تو دربند لیسم بہار مین جو زخمی ہوے
ہین انکو مبتلاے سحر کرکے بیابان حشر مین لیجاکے قید کیا ہو اور تھوڑے سردارون کو
یہین آکے وقت جنگ مغلوب سحر کے زور سے اسیر اس نے کیا ہو تمھارے خداوند نے اس
کارگذاری اور تدبیر سے خوش ہوکے اسکی تعریف کی ہو کئی روز سے طبل جنگ نہین
بجا ہو دونون لشکر پڑے ہین آج کل امیر ثانی اپنے لشکر مین نہین ہین ایک بچہ انکو اٹھا
لے گیا ہو ہمنے واسطے انکے یہی تقدیر کی تھی کہ بچہ انھین اٹھا لیجائے وہ لشکر مین اپنے
نہ آنے پائین اگر اس زمانے مین طبل جنگ بجوایا جائے اور کوئی بہادران اہل اسلام سے
لڑے تو عجب نہین کہ فتحیاب ہو کیونکہ امیر ثانی لشکر مین نہین ہین اور جو سرداران نامی
تھے وہ بھی نہین ہین صرف بادشاہ لشکر اہل اسلام اور چھوٹے چھوٹے اور اوسط درجہ
کے سردار ہین ہر چند کہ یہ سردار بھی شجاعت و جوانمردی مین مشہور آفاق ہین مگر مانند ان
اسیر شدہ کے نہین ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سرداران اسیر شدہ اور امیر ثانی کا صدمہ
ہو علاوہ ان کے تمامی مردان سپاہ کو رنج ہو یقین کامل ہو کہ تم کو تمھارے خداوند
نے واسطے انھین اہل اسلام کے قتل و اسیری کے لیے طلب کیا ہو تم انسے مقابلہ کرسکوگے ہمنے
نے اپنے فہم و فراست و شجاعت سے نقابدار روئین تن و سحر بند کو ہلاک کیا ہو یہ ایسے بندہ
شجاع ہین کہ مثل و نظیر انکا شجاعت مین نہین ہو اسی وجہ سے ہم انکو غارت و تباہ نہین کرتے
ہین ایسے بہادر بندے پیدا کرنا اور ان کو نابود کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہو انکے
حال پر رحم آجاتا ہو دن کو یہ لوگ سرکشی کرتے ہین رات کو ہماری پرستش کرتے ہین دل
کو ہماری طرف رجوع کرتے ہین توبہ کرتے ہین ہمین رحم آتا ہو قرنابے قوق تمام تقریر سنکے
کہنے لگا اب تو مین آیا ہون دیکھا جاے گا اگر خداوند ہمارے حکم دینگے تو ان سب کو قتل
کیا جاے گا یا اس جگہ سے بھگا دیا جاے گا کوئی انمین سے باقی نہ بچے گا مجھ سے یہ لوگ کیا
لڑسکین گے کیا انکی حقیقت ہو کہ یہ مجھ سے لڑسکین مین وہ بہادر ہون کہ تنہا لشکر کو بھگا دیتا
ہون بڑے بڑے نامی پہلوانان جہان کی یہ مجال نہین کہ مجھ سے لڑسکین ہنگام جنگ ایک

ضرب کو میری روک سکین گرز میرا ستره سے من کا ہی اگر سر کوہ پر ماروں تو وہ بھی ریزہ ریزہ
ہو جائے نیزہ میرا وہ نیزہ ہی کہ سینہ کوہ میں در آتا ہی تلوار میری سنگ خارا کو
کاٹتی ہی مجھ پر کسی انسان وجن وعفریت کا حربہ کارگر ہوتا ہی نہیں کیونکہ خداوند نے
میرے مجکو روئین تن پیدا کیا ہی یہ لشکر میرے آگے کیا ہی اگر چاہوں تو ایک روز میں اس
لشکر کا خاتمہ کر دوں خیام و بارگاہ کو چھین لوں اگر ارادہ کروں سب کو گھیر کر قتل کروں
یا اسیر کروں میری سپاہ بھی بہت ہی تعداد جمعیت فوج کی دس لاکھ ہی ہر ایک سردار میری
سپاہ کا مانند رستم ملتن و زال و سام و سہراب دگیو ہی ہر اک سوار میرے لشکر کا فنون
جنگ سے آگاہ ہی کوئی میرے لشکر میں بزدل نہیں ہی سب بہادر ہیں لڑے بھڑے ہوئے آزمودہ
کار ہیں باوجود ایسے مردان سپاہ کے مجھے ہنگام جنگ اپنے لشکر کے اعانت کی ضرورت نہیں
ہی میں تنہا ہی لشکر حریف پر حملہ کرتا ہوں اکیلا ہی حریف سے لڑتا ہوں اسوقت حضرت خداوند
میں جاتا ہوں اگر حکم خداوند ہوگا تو ان اہل اسلام کو نیست و نابود کر دوں گا بختگان
تقریر قرنامے فوق سنکے کہنے لگا آپ بجا فرماتے ہیں مجھے یقین ہی کہ جو کچھ آپ نے کہا ہی ایسا
ہی کیجیے گا اک زمانۂ دراز سے کسی سردار زبردست نے ان سب کو نیست و نابود
ابتک نہیں کیا تھا آپ البتہ ان کو راہ عدم دکھا دیجیے گا قرنامے فوق نے چین بجبین
ہو کے پوچھا کیا میں جھوٹ کہتا ہوں بختگان نے جواب دیا یہ کون نہیں کہتا کہ آپ جھوٹ
کہتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سب مسلمان بڑے بہادر ہیں آج تک کسی کے ہاتھ سے تمام
وکمال قتل نہیں ہوے ہیں آپ انکو ضرور قتل کر ڈالیے گا جو آپ نے کہا ہی وہی کیجیے گا
قرنامے فوق نے لاجورد شاہ سے کہا یہ پستہ قد تنگ پیشانی حرامزادے کی نشانی ایسی
تقریر کرتا ہی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ از راہ طعن و تشنیع مجھ سے ایسے کلمات کہتا ہی کاذب
مجکو جانتا ہی دل چاہتا ہی کہ اسکو کچھ سزا دوں دو انگلیوں سے لیے اٹھا کر دور تر پھینک دوں کچھ
قوت اپنی اسے دکھا دوں لاجورد شاہ نے کہا اسکی باتوں کا کچھ خیال نکرو یہ مسخرہ ہی جو دل چاہتا ہی
وہ کہتا ہی تم تو ایک سردار ہو یہ ہم ایسے خداوند کو کلمات سخت بارہا کہتا ہی ایسے دیوانے
مسخرے کو سزا دینا اور اُس کی بات کا برا ماننا خلاف عقل ہی قرنامے فوق یہ سن کے
غصے کو ضبط کر کے فی الفور اٹھا پھر ہمراہ اپنے سرداران سپاہ کے بارگاہ لاجورد شاہ
سے نکل کے گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ مقربان بارگاہ خداوند تمثال آئینہ رو کے
جانب قیطول روانہ ہوا بعد قطع راہ قریب قیطول پہونچا مقربان درگاہ تمثال آئینہ رو نے جلد
جا کر بقاعدہ خداوند کو اطلاع حاضر ہونے قرنامے فوق مذکور الصدر کی کرائی
اور با ستدعاے سردار مذکور یہ بھی عرض کرایا کہ قرنامے فوق امیدوار باریابی و دید
جمال خداوندی ہی تمثال آئینہ رو نے خبر آمد سردار مذکور سنکے بہت خوش ہو کے بالاے قیطول
طلب کیا جب وہ بصد شوق و بہزار ادب بالاے قیطول جا کے روبروے تمثال آئینہ رو
پہونچکے بعد تسلیم بجا لانے کے سجدہ کنان ہوا خداوند نابکار نے شادمان ہو کے کہا اے بندہ

خاص من سر خود را از سجدہ بردار کہ من از تو خوشنود شدم و عمر تو دراز کردم قرنلے قوق
نے یہ سنتے ہی خوش ہو کے سر سجدے سے اٹھایا تمثال آئینہ رو نے نقاب اپنے چہرہ مجسم سے
اٹھا کے رخ پر ضو و سحر آگین اپنا اُسے دکھایا دیکھتے ہی بوجہ چمک اور کثرت ضیائے سحر بند چہرۂ
بدنما کے غش آیا تمثال آئینہ رو نے نقاب چہرے پر ڈال کے کہا یہ بندۂ خاص میرا اشتیاق
میرے جمال دیکھنے کا تھا دیکھتے ہی میرا چہرۂ پر نور تاب ضبط و تحمل نہ لا سکا غش کر گیا اچھی طرح
نظارہ میرے چہرے کا نہ کر سکا گر کے بیہوش ہو گیا اسکو ہوشیار کرنا لازم ہی مقربان بارگاہ
نے حسب الحکم خداوند مذکور قریب آ کے اُسے ہوشیار کیا وہ ہوش مین آ کے بحکم اپنے
خداوند کے روبروے خداوند مذکور بصد ادب بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے دست بستہ عرض کیا
ای خداوند آپ نے اس بندۂ کمترین کو کیون طلب کیا ہی جو حکم ہو یہ بندۂ خوش اعتقاد بجا لائے
تمثال آئینہ رو نے جواب دیا ای بندۂ خاص من مین نے محض اس مصلحت سے تجھ کو طلب
کیا ہی کہ تیرے ہاتھ سے ہم اپنے بندگان جاہل و منحرف کو کہ یہ اہل اسلام ہین قتل کرائین
سب کو نیست و نابود کرائین قدرت اپنی دکھائین تیری عزت و حرمت بڑھائین نامور دنیا
مین کرین سب بندون کو تیری ناموری و عزت افزائی پر رشک ہو یہی تقدیر مین لکھی ہی
کہ ان سب اہل اسلام کو تیرے ہی ہاتھ سے قتل و زخمی کراؤن خود اپنے دست زبردست
سے انھین ہلاک نہ کرون کیونکہ انکو خود ہلاک کرتے شرم آتی ہی رحم دل نہین چاہتی ہی کہ
جنکو خود پیدا کرون انھین خود ہی غضبناک ہو کے نابود کرون یہ بندگان جاہل و سرکش
مجھ سے ایسے منحرف ہین کہ مجھے اپنا خداوند ہی نہین جانتے ہین مجھے کلمات بیہودہ کہتے ہین
خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین میری ایذا رسانی پر کمر باندھے ہین میرے قہر و غضب
سے نہین ڈرتے ہین مجھ سے لڑتے ہین انھون نے مجھے بھی کیا لاجوردشاہ کہ خداوند نقلی
و صنعی ہی سمجھا ہی مین خداوند اصلی ہون قدرت رکھتا ہون مانند لاجوردشاہ کے
بے قدرت نہین ہون کہ ڈر کے شہر بہ شہر بھاگون سلاطین جہان سے طالب امان کا
ہون مین ایسا صاحب اختیار ہون کہ اگر شرم و رحم نہ کرون تو ایک دم مین ان سب کو
راہ عدم دکھا دون سرکشی و منحرف ہونے کی خود ہی انکو سزا سخت دون چونکہ شان
خداوندی و رحم سے اپنے یہ امر بعید ہی اسوجہ سے مین نے یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے
ان سب کا خاتمہ کراؤن قرناے قوق نے عرض کیا ای خداوند آپ کے خداوند ہونے
مین اور قدرت رکھنے مین کچھ شک نہین ہی آپ جو چاہین کرین اگر آپ نے یہ تقدیر کی ہی
کہ میرے ہاتھ سے یہ سب اہل اسلام نیست و نابود ہو جائین تو مجھے کیا عذر ہی بندۂ فرمان بردار
ہون جو حکم ہوا ابھی بسر و چشم بجا لاؤن ان مسلمانون کو سزاے سرکشی خوب دونگا امیدوار
اسکا ہون کہ بالاے فنطول سے آپ اپنے اس بندۂ ناچیز کی لڑائی دیکھین میری جنگ
ملاحظہ فرمائین مین روز جنگ ان سرکشون کو خاک و خون مین ملا دونگا کسی کو میدان مین
ثابت قدم نہ رکھونگا یہ بندے آپ کے سخت جاہل و سرکش ہین کہ آپ سے لڑنے مین آپ کی

ایذا رسانی پر کمر باندھے ہین دیدہ و دانستہ آپ ایسے خداوند کو سجدہ نہین کرتے ہین جب الحکم انکو
قتل وتباہ کرونگا تعمیل حکم خداوند سے عزت و حرمت زیادہ حاصل ہوگی باعث نامورئ بھی
ہوگا یہ سنکے قرناے فوق نے عرض کیا ای خداوند مین نے سنا ہی کہ ہاروت جادو آپکے بندۂ
مطیع نے سرداران نامی لشکر امیر ثانی کو بزور سحر گرفتار کرکے قید کیا ہی کیا یہ فعل اوس نے
اجازت حاصل کرکے کیا ہی یا آپ کی بے اجازت کیا ہی اگر حکم سے آپکے اوسنے ایسا کیا ہی تو خیر ورنہ
اوسنے بہت برا کیا سحر کے زور سے بہادرون کو اسیر کیا مرد وہ ہی کہ جو مردانہ بہ تیغ تیز و نیزہ و گرز
لڑے شجاع و دلیر کبھی ایسا نہین کرتے ہین جیسا کہ ہاروت جادو نے کیا تمثال آئینہ رو نے
جواب دیا ای بندۂ خاص من میری اجازت سے اوسنے فعل مذکور نہین کیا ہی خود ہی از راہ
خیرخواہی و بہبودی ہماری سپاہ کے کیا ہی کیونکہ سرداران اسیر شدہ میری فوج کو ہنگام جنگ
مغلوب و قتل کیے ڈالتے تھے قرناے فوق نے یہ سنکے عرض کیا ہاروت جادو نے
بہادران لشکر اہل اسلام کو بزور سحر اسیر کرکے کچھ بھی عزت حاصل نہ کی بلکہ مجھ ایسے بہادرون
کے نزدیک اوسنے نامردی و بزدلی کی یہ فعل خوب نہ کیا واسطے اپنے ذلت چاہی خیر جو کچھ ہوئے
کیا وہ کیا آئندہ ہاروت جادو جوانان جنگ آزما کو جنگاہ مین بزور سحر اسیر نہ کرے مین اگر
بغیر سحر اہل اسلام کو قتل و زخمی و برباد و تباہ نہ کرون تو وہ بزور سحر اہل اسلام کو اسیر
کرے تمثال آئینہ رو نے کہا اب ہاروت جادو سے کہدیا جائیگا کہ لڑائی مین دخل نہ دیکر
اہل اسلام پر سحر نہ پھینکے قرناے فوق نے یہ سنکے تمثال آئینہ رو سے پوچھا اے
خداوند کیا لاجورد شاہ بھی خداوند ہی سنا ہی کہ وہ دعوای خداوندی کرتا ہی تمثال آئینہ رو
نے مسکراکے جواب دیا ای بندۂ خوش اعتقاد من وہ ایک نالائق ہی خداوند نہین ہی اوس مین
کسی طرح کی قدرت نہین ہی مجھ سے ہمسری کرتا ہی اپنے تئین خداوند کہلاتا ہی اصل مین یہ ایک
بندہ میرا اجل دیدہ مغرور ہی بوجہ حکومت و ثروت کے مجھ سے منحرف ہوکے اس نے دعوای
خداوندی کا کیا تھا ہم نے تقدیر کرکے ایسا اوسے دست اہل اسلام سے برباد و تباہ کرایا
کہ وہ عاجز و مجبور ہوکے خوف اہل اسلام سے بھاگتا ہوا یہان تک آیا ہی مجھ سے طالب
پناہ ہوا ہی میری پرستش کریگا اقرار کرتا ہی مین تجھ سے کہے دیتا ہون یاد رکھنا کہ اگر
لاجورد شاہ و صلصال و خلخال و جنگان نے مجھے بصدق دل سجدہ کیا تو خیر ورنہ
بعد فراغ جنگ ان اہل اسلام کے ان سب کو سزاے سخت دونگا یا اپنے قلم و سے
نکلوا دونگا بالفعل اشخاص مذکور سے کچھ تعرض نہین کرتا ہون خصوص لاجورد شاہ
سے کہ وہ دعوی میری ہمسری کا کرتا ہی یہ کہکے کہا ای بندۂ خاص من اب ہمارے لشکر مین
مع اپنی سپاہ کے شامل ہوکے قیام پذیر ہو اور وقت مناسب طبل جنگ بجوا اہل اسلام
سے مجادلہ و مقابلہ کر ہم لڑائی تیری فیطوس پر سے دیکھین گے لاجورد شاہ و صلصال سے
کچھ غرض و مطلب نہ رکھنا اگر وہ ہنگام مقابلہ و مقاتلہ اہل اسلام ہمراہ سپاہ جنگاور مین
آئین تو مزاحم ہو نا انکے کہنے پر عمل نہ کرنا جو تیرے دل مین آئے وہ کرنا یا ہم سے ہر ایک

کام کی اجازت حاصل کرکے کرنا لاجوردشاہ سے بظاہر میل رکھنا بات اس سے ہرگز نہ بدلی
اس سے نہ ملنا کہ وہ ہمسے منحرف ہی قرنامے قوق تقریباً خداوند کی سنکے قیطول سے اتر
کر سوے جنگاہ روانہ ہوا اس جگہ بعض بعض داستان گویان شیرین بیان کا یہ بھی قول
ہی کہ قرنامے قوق جب دس لاکھ سوارون کی جمعیت سے زیر قیطول آیا تمثال آئینہ رو
نے خوش ہوکے اس کی استدعا سے نقاب چہرے سے اٹھاکے دریچے مین بیٹھ کے چہرہ اپنا اسے
دکھایا وہ جمال تمثال آئینہ رو دیکھتے ہی تاب نہ لایا زمین پر گر کے بیہوش ہوا جب اس کو
ہوش آیا تمثال آئینہ رو نے اس کے حال پر از حد عنایت و مہربانی کرکے کہا ای بندۂ
خاص مین تو میرا بندہ خوش اعتقاد ہی ہم نے تیری عمر بڑھادی اور تجھے جلاد و قاتل اہل اسلام
قرار دیا اپنی مصلحت سے یہ تقدیر کی ہی کہ تیرے ہاتھ سے خاتمہ ان سب اہل اسلام کا کرائین
تیری عزت بڑھائین جا شریک ہمارے لشکر کا ہوکے طبل جنگ بجوا ان سب اہل اسلام کو کہ
نہایت سرکش اور ہمسے منحرف ہین قتل کرکے خیام انکے اور بارگاہین انکی انکو بھگاکے چھین
لائیو قرنامے قوق نے عرض کیا ای خداوند یہ بندہ آپکا آپکے حکم کی تعمیل کریگا یہ عرض کرکے
لشکرگاہ پر ہمراہ اپنی سپاہ کے آیا لاجوردشاہ کی بارگاہ سے کچھ دور اپنی بارگاہ برپا کرا کے
خیام برائے لشکریان استادہ کراکے فروکش ہوا بعد ایک روز کے قریب شام اسنے لشکر مین
طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اہل اسلام کے جو برائے
خبر رسانی متعین تھے ان مین سے چند ہرکارے تمام خبر دریافت کرکے جلد اسوقت بارگاہ
سلیمانی مین متردد و متفکر و پریشان خاطر آئے بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت پر جلوہ گر تھے
سرداران لشکر موجود تھے وہ بصد ادب اپنے دنگلون پر خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھے
تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نعمان بن منظر شاہ دارا بن داراب سمتین زرہ فرخ
بخت سلطان وغیرہ سے مخاطب ہوکے یہ کہہ رہے تھے کہ اب تک کچھ حال امیر ثانی کا معلوم
نہین ہوا کچھ کہان اٹھا کے انھین لے گیا نہین معلوم وہ کچھ کوئی ساحر تھا کہ جسکے سحر
بن کے گرا تھا یا کوئی جن وعفریت سے تھا نہین معلوم وہ از راہ عداوت لے گیا ہی یا کوئی
دوست ہی کہ بضرورت ان کو لے گیا ہی ہر طور جائے فکر و اندیشہ ہی انکے نہونے سے بارگاہ
سلیمانی مین سناٹا سا ہی حق تعالے اپنے لطف و کرم سے انکو ہر بلا و آفت سے اور شر
دشمنان سے بچائے جلد ان کو یہان لائے کیونکہ لشکر مقابلت لشکر تمثال آئینہ رو و سپاہ لاجورد
شاہ و صلصال بن وائل جن و بوبن تمامہ جادو پڑا ہی شکر ہی خدا کا کہ عدم موجودگی
امیر ثانی مین لشکر کفار مین طبل جنگ نہین بجایا گیا ہی فی الحال ہرکارون سے سنا گیا ہی
کہ ایک سردار نہایت زبردست و قوی ہیکل حسب الطلب تمثال آئینہ رو آیا ہی خداوند
عالم انکے شر و فساد سے بچائے سرداران نامدار دست بستہ عرض کر رہے ہین کہ واقعی امیر
ثانی کے یہان تشریف نہ رکھنے سے رونق لشکر نہین ہی ہر چند دل کو تردد ہی کچھ انکو اٹھا لیگیا ہی
مگر امید خدا سے ہی کہ وہ مع الخیر جلد تشریف لائینگے سرداران بدست حسب الطلب تمثال آئینہ رو

آیا ہو واقعی بہت نامی و زبردست سردار ہو اپنے زمانے کا گویا عوج ابن عنق ہو قد و قامت
و قوت میں ہمسر اسکا ہو ایسا عظیم الجثہ ہمنے کسی سردار کو نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو حق تعالیٰ اسکے
شر سے بچائے گا آیا ہو تو کیا اندیشہ ہو ہنوز سرداران موصوف بادشاہ سے عرض کر رہے
تھے کہ ناگاہ ہرکاروں نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بقاعدہ مجرا و سلام کیا اور ثنا و
دعا کے بعد یون عرض کیا کہ ای بادشاہ دین پناہ قرنائے قوق نابکار نے اس وقت
اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا ہو ارادہ اسکا ہو کہ ہنگام صبح میدان نبرد میں جمعیت سیاہ
آ کے معرکہ آرا ہو خدام حضور پر نور سے مقابلہ و جدال کرے یہ کافر ظاہر از حد قوی ہو اگر
کسی سے کچھ سخن کرتا ہو تو آواز سے اسکی سامعین کو صدمہ پہونچتا ہو پردہ ہائے گوش پھٹے جاتے
ہین قد و قامت میں بہت دراز ہو دست و بازو قوی ہین صورت نہایت مہیب ہو انسان کاہے
کو ہو گویا اک دیو سیاہ ہو بلکہ دیو سیاہ سے بھی قوت و بد روئی و قامت میں بڑھا ہوا ہو
دل کو صورت اسکی دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہو اک بلائے عظیم ہو خداوند عالم اسکے شر
سے جملہ اہل اسلام کو خصوص حضور لامع النور کو بچائے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے
خبر نواخت طبل رزمی سنکے انھین ہرکاروں سے فرمایا کہ اگر قرنائے قوق نابکار نے
طبل رزمی بجوایا ہو تو ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجواو نقارچیوں سے جاکے کہو
کہ چوب نقارہ جنگی پر لگائین جو منظور خدا ہوگا اسکا ظہور ہوگا اگر یہ سردار نہایت زبردست
ہو تو کیا اندیشہ ہو بقول مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست * ہرکاروں نے ہمراہ خضران
بن عمرو ثانی کے نقارخانہ سلیمانی میں جاکے نقارچیوں کو حکم بادشاہ موصوف سے آگاہ
کیا انھون نے خضران کو چند اشرفیان نذر دیکے عرض کیا کہ ہم موافق قاعدہ قائم یہ نذر
دیتے ہین آپ کو بجائے عمرو ثانی کے جانتے ہین کہ وہ اس زمانے میں لشکر میں نہین ہین
مگر آپ تو انکے قائم مقام ہین بس یہ نذر قبول کیجیے خواہ خود یہ اشرفیان اپنے صرف میں لائیے
یا اپنے والد ماجد کو دیدیجیے گا آپ کو اختیار ہو خضران نے نذر مذکور قبول کرکے کہا عمرو جوگی
میں یہ اشرفیان نذر کی انھین نہ دیجائین گی نقارچیوں نے یہ سنکے عرض کیا آپکو اختیار حاصل ہو
یہ کہکے چوب اٹھاکے نقارہ جنگی پر لگائی آواز نقارہ رزمی کی ایسی بلند ہوئی کہ تا قصر فلک
پہونچی فرشتوں نے سنی چرخ پیر صدائے نقارہ سے دہل گیا گاو زمین تھرا گئی وحوش و
طیور خوف سے اپنے مسکنوں سے نکل کر بھاگے شیران صحرا پر خوف طاری ہوا اجھار سے
نکل کے سوے صحرا بے اختیار رخ کیا مردان لشکر اہل اسلام نے صدائے نقارہ سلیمانی
و جنگی سنکے و آواز شناگوش زد کرکے باہم کہا آج نقارہ جنگی ہمارا پھر بجا ہو صبحکو میدان جنگ
میں جانا ہوگا دیکھیے کیا ہوتا ہو قرنائے قوق سے مقابلہ ہو سنا ہو کہ وہ کافر از حد زبردست
ہو قوت و طاقت میں دیو سے سوا ہو دعوے اسنے کیا ہو کہ میں جملہ مردان لشکر اہل اسلام کو
قتل و زخمی کرونگا لشکر پر حملہ کرکے مردان سپاہ کو تہ شمشیر کرونگا دیکھیے ہنگام صبح کیا ہوتا ہو
مہیائے مرگ و قضا ہو جانا چاہیے زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے عجب نہین کہ جو قرنائے قوق

نابکار کہتا ہو وہی کرے کیونکہ بظاہر سردار نہایت قوی بازو ہو ہم مرنے اور قتل ہونے سے
نہین ڈرتے ہین اچھا اگر قضا ہماری اسی کے ہاتھ سے ہو تو کیا چارہ ساحتی برضاے الٰہی
ہین خوف جان سے ہرگز نہ بھاگین گے لڑ بھڑ کے جائین اپنی دیدینگے حق نمک اپنے آقا و مالک
کا ادا کرکے دنیا سے جائینگے نمک حرامی و بیوفائی اپنے آقا سے کبھی نہ کرینگے قتل ہو جانا گوارہ کرینگے
بھاگنا اختیار نہ کرینگے ذلت و رسوائی اپنی اور اپنے جد و آبا کی قبول نہ کرین گے آخر ایک روز
مرنا ضرور ہی کل ہی صبح کو جنگاہ مین قرتاے قوق نابکار سے لڑکے مرجائینگے دنیا سے باعزت
و آبرو سوے عدم جائین گے یہ شب غنیمت ہی اس شب مین جو امور ضروری ہین وہ کرلینا چاہیے
مبادا کل زندہ رہین یا نہ رہین یہ باتین باہم کرکے کوئی نوجوان کسی عزیز و دوست سے وداع
ہونے لگا کوئی کسی سے اپنے عفو خطا کا طالب ہوا کسی نے دعاے توبہ پڑھی پھر خدا سے عفو
عصیان کا امیدوار ہوا کسی نے اپنا قرضہ ادا کیا کسی نے احباب و اعزہ سے کہا کل روز
جنگ ہی نہین معلوم ہم لڑائی مین قتل ہون یا زندہ رہین لہذا ہم یہ چند وصیتین کرتے ہین
انپر عمل کرنا اول تو یہ وصیت ہی کہ جب ہم قتل ہو جائین اور لڑائی موقوف ہو تو میت
ہماری اٹھاکے تم اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دیکے دفن کرنا دوسرے جب تک زندہ رہنا
ہمارے واسطے کار خیر کرنا صحیفۂ ابراہیمی پڑھنا ثواب اسکا ہمین بخشنا ہمارے واسطے
آمرزش خدا سے طلب کرنا تیسرے دس ہزار روپیہ یہ موجود ہی اسے اپنے پاس رکھو بعد
ہمارے قتل کے اس روپیے کو ہمارے اہل و عیال کو جاکے دیدینا اور ہمارے قتل
کی خبر انھین دیکے امر بصبر کرنا ہمارے فرزندون اور زوجہ سے کہنا کہ زیادہ گریہ و بکا
نہ کرین عوض آہ و زاری ہمارے واسطے یہ دعا کرین کہ خداوند کریم ہمارے جملہ گناہان
کبیرہ و صغیرہ کو عفو کردے کیونکہ اس تھوڑی عمر مین ہمسے بہت سے گناہ ہوئے ہین چوتھے
کہدینا کہ کبھی کبھی ہماری قبر پہ آنا ثواب سورہ فاتحہ سے محروم نہ رکھنا اور یہ وصیت
ہمارے بڑے فرزند سے کرنا کہ وہ سب لڑکون مین ہمارے نیک و لئیق ہی پانچوین یہ سلاح
جنگ اور یہ مرکب ہمارا اور یہ اسباب ہمارا خواہ تم لینا خواہ ہمارے اہل و عیال کے
سپرد کر دینا وہ انکی تقریر سنکے رودے انسے کہنے لگے یہ کیا کلمات زبان پر جاری کرتے
ہو حقتعالی تمکو زندہ و سلامت رکھے لیکن اپنے قتل ہو جانے کا عبث کرتے ہو کیونکر معلوم
ہوا کہ ضروری تم قتل ہو جاؤ گے اور یہ کیونکر ثابت ہوا کہ ہم سب زندہ رہین گے کہ تمھاری
وصیتون پر عمل کرینگے کیا معلوم کل کیا ہوگا ہم مین سے کون زندہ رہیگا کون کون قتل
ہوگا پس یہ وصیتین جو تمنے کی ہین بشرط اپنی حیات کے ہم البتہ انپر عمل کرین گے ورنہ مجبور
ہین ہم بھی تو ہمراہ تمھارے میدان جنگ مین جائینگے کفار سے لڑینگے خصوص قرتاے
قوق سے ارادہ لڑنے کا ہی اگر لڑائی مین تم قتل نہوئے تو فہو المراد ورنہ تم ہمارے
واسطے بشرط حیات کار خیر کرنا واسطے ہماری مغفرت کے دعا خدا سے کرنا کوئی جوان عاقل
و انجام بین صداے نقارہ جنگی سنکے اپنے قتل ہو جانیکے خیال سے بعد غسل کرینگے اور دعاے

تو بڑھنے کے احباب سے ملکے اپنی خطائین عفو کراکے کفن پہننے لگا کوئی سوار کسی سوار سے
کہنے لگا کل لڑائی سخت ہوگی قرناسے قوق جوان زبردست ہی دعوی بربادی و تباہی و قتل
ہم سب اہل اسلام کا کرچکا ہی مناسب ہی کہ آجکی شب خدا سے دعاے فتح و ظفر بھی کرین
اور آلات حرب و ضرب کی بھی ایسی درستی کرین کہ کبھی نہ کی ہو کیونکہ ہنگام جنگ تلوار اور
نیزہ و تیر خطا نہ کرین سینہ و سر دشمن کی ضرور خرابی چاہئین تلوار سر اعدا پر جب مارین تو خود وغیرہ
سے زین کے سر و سینہ و شکم و کمر سے گذر کر پشت زین پر ٹھہرے نیزہ جب سینۂ حریف پر لگا مین
پشت دشمن سے گذر جائے تیر جب تاک کر کسی دشمن پر لگا مینگی وہ جانبر ہوا ایسا اسکے جگر پر بیٹھ کر
زندگی سے ناامید ہو غرض اسی طرح لشکر مین ہر اک سوار و پیادہ اپنے دوستون اور عزیزون
سے تقریر کرنے لگا اور درستی سلاح جنگ مین مصروف ہوا کوئی تلوار اپنی نیام سے نکال کر
صیقل اسیر کرنے لگا کوئی تیرانداز کمان کو دیکھنے بھالنے لگا تیرون کو درست کرکے ترکش
مین بھرنے لگا ہر شخص لشکر مین درستی آلات جنگ مین مشغول ہوا لشکر مین تو مردمان سپاہ تیاری
جنگ مین مصروف ہوئے مگر بعد بجنے نقارہ جنگی کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار
برخاست کیا بارگاہ سلیمانی سے اٹھکے اپنی بارگاہ مین تشریف لیگئے سرداران سپاہ بھی
بعد جانے بادشاہ موصوف کے اپنے خیام و بارگاہ مین جاکے مصروف درستی آلات
حرب و ضرب ہوئے تمام شب دعاے فتح و نصرت و درستی آلات حرب و ضرب مین ہر ایک
نے بسر کرنا چاہی بیان تو جملہ اہل اسلام درستی آلات حرب و ضرب مین اور دعا و استغفار
مین مصروف ہین لیکن اب حال مردمان لشکر کفار کا لکھا جاتا ہی کہ جب طبل جنگ بجا جو جو سوار
اور پیادے بہادر و جری تھے وہ تو بسبب شوق خیال جنگ سنکے بہ درستی اپنے آلات
حرب و ضرب کی کرنے لگے اور جو نامرد تھے وہ ارادہ لشکر سے نکل کے بھاگنے کا کرنے لگے
بعد موقع پانے کے اکثر بزدل لشکر سے نکل کے اپنے مواکن کی طرف روانہ ہوئے جب
وہ شب بسر ہوئی اس طرف سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اہل اسلام جملہ سرداران موجودہ
و تمامی سوار و پیادے بعد ادائے نماز سحر سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے سوار مرکبون پر
بجواب ہوسکے بعد ادب سوے جنگاہ روانہ ہوئے اسوقت جملہ اہل لشکر کا ہمراہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کے جانب نبردگاہ جانا قابل دید تھا جب سواری بادشاہ کی جنگاہ پر پہونچی سب
ٹھہرے بادشاہ موصوف انتظار قرناسے قوق کے آنے کا کرنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے قرناسے قوق نابکار بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے گینڈے پر سوار ہو کے دس لاکھ
سورمان آزمودہ کار کہ ان مین سے تھوڑے نامرد رات ہی کو بھاگ گئے تھے اپنے ہمراہ
لیکے بصد نخوت و غرور میدان کارزار مین سامنے لشکر اہل اسلام کے آیا اور گینڈے کو
روک کے کھڑا ہوا لاجورد شاہ اور صلصال و خلخال و جنگان ابھی میدان نبرد مین
آئے لاجورد شاہ اور صلصال اپنی سپاہ مین ٹھہرے مگر عنقریب سپاہ قرناسے
قوق باین خیال کہ سیر لڑائی کی دیکھین اور وقت جنگ مغلوبہ شریک جنگ ہون اہل اسلام

کو قتل کرین اور جب غلبہ اہل اسلام کا ہو تو پسپا ہو کے بھاگ جائین اپنی دست اہل اسلام
سے بچائین ادھر تو سب کفار و اہل اسلام میدان جنگ مین آئے اُدھر تمثال آئینہ رو
بالاے قیطول دریچہ وا کرکے بیٹھا جانب جنگگاہ دیکھنے لگا باین خیال کہ دیکھون غرق
اہل اسلام تے کیونکر لڑتا ہے لڑائی کیسی ہوتی ہے الحاصل جب تمثال آئینہ رو دریچہ
مذکور مین بیٹھ چکا اور دونون لشکر جنگگاہ پر آچکے اُسوقت دونون لشکرون سے باشارہ مالک
و حاکمان لشکر بیلدارون اور بیلچہ بردارون نے تکل کے درمیان مین دونون فوجون کے
آکے درستی میدان کارزار کی خوب سی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کے دور کیا پست و بلند زمین
کو ہموار کیا سقون نے تکل کے لشکرون سے میدان کارزار مین خوب چھڑکاؤ کیا گرد و غبار کو
دفع کیا جب اسطرح درستی میدان مصاف کی ہو چکی بیلدار اور سقے وغیرہ جنگگاہ سے
ہٹ گئے ادھر اہل اسلام اُدھر کفار صف آرائی مین مصروف ہوئے میمنہ و میسرہ و قلب
ہر ایک لشکر کا جوانان صف شکن سے حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا کچھ کچھ سپاہ دونون جانب
کمین گاہ پر کھیچی گئی جب اس طرح درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر ہو چکی
لشکر کفار سے کرو کیت اور سپاہ اہل اسلام سے نقیبان خوش آواز باہمپاے مالکان ہر دو
لشکر نکل کے درمیان مین دونون لشکرون کے آگے گئے پہلے نقیبان خوش تقریر نے اپنے
لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہا کہ اے دلاوران بیمثال و اے بہادران
خوشخصال آگاہ ہو کہ حیات کا کچھ اعتبار نہین ہے اجل کا آنا ضرور ہے ہر شئے کے واسطے فنا ہے
فقط خدا کو بقا ہے نہ کوئی سدا رہا ہے نہ رہیگا خیال تو کرو کہ وہ شاہان اولوالعزم اب کہان ہین
جنکے روبرو کوئی رُعب و خوف سے بخوف ہو کے بجا سکتا تھا کلام بھی نہ کر سکتا تھا اور وہ بہادران
نامی و نامور اب کہان ہین کہ جن سے کوئی مقابلہ و مجادلہ کر نہ سکتا تھا اور اگر کوئی اجل رسیدہ
اُن سے لڑتا تھا تو جانبر ہوتا تھا سوا اُنکے اپنے آباد اجداد کو یاد کرو کہ وہ اب کہان ہین ہاے
وہ سب اجل سے مجبور ہو کے اس گلشن دنیا سے ملک و مال و اہل و عیال کو چھوڑ کے خالی
ہاتھ سوے عدم گئے بجز اعمال نیک و بد و کفن کچھ ساتھ اپنے نہ لے گئے فی الحال وہ سب زیر
زمین ہین قبور مین ایسے سو رہے ہین کہ بیدار ہی نہین ہوتے ہین لاکھ کوئی بگریہ و زاری
اُنکو پکارے وہ جواب ہی نہین دیتے ہین ہزارہا من مٹی کے نیچے دبے پڑے ہین زندگی
مین جو کسی دشمن سے نہ دبے تھے وہ خاک سے دب گئے ہین حیات مین گرد و غبار سے
بھاگتے تھے قریب آنے نہ دیتے تھے حشرات الارض کی گزند سے بچے رہتے تھے خوگر عیش و
راحت تھے اب وہی مقابر مین مٹی مین آلودہ عجب لاچاری و مجبوری سے پڑے ہین اتنی بھی
قدرت نہین رکھتے ہین کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کفن پر سے گرد و غبار کو دفع کرین ایک کروٹ
سے دوسری کروٹ لین جو کیڑے گوشت انکا کھا رہے ہین اُنہین دفع کرین خود ہی خاک
مین خاک کو اپنے اوپر سے کہان ہٹائین پس جو حال انکا ہے وہی حال ایک روز جو زندہ
ہین انکا بھی ہوگا یعنے جو زندہ ہین وہ بھی مرینگے زیر زمین جائینگے ساکن قبور تا قیامت

ہونگے قبور مین بوجہ اپنے اپنے اعمال راحت یا تکلیف اٹھائینگے جو کوئی خوش اعمال ہوگا وہ اپنی
قبر مین راحت سے سوئیگا اور جو بد اعمال ہوگا وہ اپنی تربت مین راحت سے ہرگز بسر نکریگا
خدا کے حکم سے فرشتے اُس پر عذاب کرینگے لہذا اے جوانان ستور شعار ذرا خواب غفلت سے
بیدار ہو ہوشیار ہو اعمال خیر کرو افعال بد سے اجتناب کرو تاکہ بعد مرگ قبر مین راحت سے سوؤ
اعمال خیر سے ایک یہ بھی عمل نیک ہی کہ اپنے مالک و آقا سے نیکی پیش آنا دشمنون سے اُسکو
بچانا خود اُس کی طرف سے اُس کے اعدا سے بہ تیغ و تیر وغیرہ لڑنا اعدائے آقا کو قتل کرنا یا اُنکے
ہاتھ سے زخمی و قتل ہونا نمک حلالی کرنا وفاداری پر کمر باندھنا نمک حرامی و بیوفائی سے اجتناب
کرنا چونکہ آج قرناے قوق عازم جنگ و جدال ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ مطلق خوف قتل و مرگ
نہ کرنا کفار سے دلیرانہ لڑنا شیرانہ اعدا پر حملے کرنا تمھارے آبا و اجداد بہادر تھے تم بھی دلاوری
کرنا بڑھ بڑھ کر اعدا سے لڑنا پیچھے قدم نہ ہٹانا سینے پر ضرب شمشیر و نیزہ و تیر روکنا بہادرون
کو اپنی شجاعت سر میدان جنگ دکھانا بڑھ بڑھ کے لڑنے سے بے اجل قتل نہو جاؤگے اور اگر
قضا آئی ہی تو بھاگنے سے بچ نہ جاؤگے اجل زنجیر پا ہو جائیگی بھاگ نہ سکوگے کسی دشمن کے
ہاتھ سے ہنگام فرار ضرور مارے جاؤگے بھاگنے سے کچھ فائدہ نہوگا بلکہ عزت و آبرو کا ضرر
ہوگا جملہ بہادران عالم کی نظر سے گر جاؤگے سب بہادر بزدل و نامرد کہینگے قیامت تک
تمھارے بھاگنے سے تم کو اہل جہان بودا اور ہیز کہا کرینگے تمھارا آقا و مالک جس کا تم نمک
کھاتے ہو وہ بھی ایسی صورت مین تم سے ناخوش ہوگا بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ بیوفائی آقا سے
خدا بھی ناخوش ہوگا ہمنے تم کو دوستانہ سمجھایا ہی راہ نیک و بد دکھائی ہی اب تمکو اختیار ہی جو راہ
چاہو اختیار کرو چاہو خوشنودی آقا و رضامندی خدا اختیار کرو خواہ برعکس اسکے کرو یہ کہکے
نقیب خاموش ہوئے کرکیتون نے اپنے لشکر کے سوارون اور سردارون سے مخاطب
ہوکے یون بآواز بلند کہا کہ اے جوانان نامی و نامدارو اے دلاوران ستور شعار آگاہ ہو کہ
دنیا ایک سرا ہی اس سرا مین کسی کو ہمیشہ قیام نہین ہی اہل دنیا اور خود دنیا کو ایک روز
فنا ہی جب شاہان صاحب تخت و تاج و سپاہ و قران باوجود کثرت زر کے صاحب اختیار
و حکومت تھے زندہ نرہ سکے اور دفع اجل کی تدبیر نہ کر سکے تو ہم اور تم کہان ہین ضرور
ایک روز دنیا سے جائینگے اجل سے پناہ نپاسکینگے دفع اجل کی کوئی تدبیر نکر سکینگے بس
جب مرنا ضرور ہی تو لازم ہوا کہ اپنے مذہب کے موافق اعمال نیک کرین اپنے ہم مذہبون سے نیکی
پیش آئین اعدائے دین یعنی اہل اسلام سے بہ دشمنی پیش آئین یہ لوگ وہ ہین نکہ تمھارے
عدو ہے جان و ایمان ہین بلکہ تمھارے خداوند کے دشمن ہین چاہتے ہین کہ خداوند کو ہلاک
کرین خداوندی خداوندی مٹادین ایسے دشمنون سے دشمنی کرنا باعث خوشنودی خداوند ہی
اور تمھاری خوش اعتقادی قوت مذہبی کا باعث ہی لہذا آج کے دن مطلق ان اہل اسلام پر
رحم نکرنا دیکھو وہ سامنے خداوند بالائے فیطول دریچے مین بیٹھے ہین ادھر بنظر غور تم
سب کو دیکھ رہے ہین سامنے خداوند کے دلیرانہ ان اہل اسلام کو بہ تیغ و نیزہ وغیرہ

تبر و گرز و خنجر قتل کرنا وقت جنگ مغلوبہ بڑھ بڑھ کے نعرۂ شیرانہ کرکے ان خرفان خداوند کو
قتل کرنا خوف جان سے پیچھے قدم نہ ہٹانا خلاف بہادری عمل نہ کرنا اپنے خداوند کو اپنے
سے ناراض نہ کرنا ساتھ اپنے آقائے قدرشناس کے یعنی قرنائے قوق بہادر بے مثل
کے بہ یکجہتی پیش آنا ہمراہ آقائے موصوف کے اہل اسلام سے لڑنا نمک حلالی کرنا نمکحرامی پر کمر
نہ باندھنا ہمارے کہنے پر عمل کرنا ورنہ پچھتاؤگے پس اہو کے اگر بھاگوگے اہل اسلام کے
ہاتھ سے مارے جاؤگے آقا تمھارا تم سے ناخوش ہوگا خداوند تمثال آئینہ بد بھی تجھسے ناراض
ہوجائیگے یہ کہکے کرڈکیت خاموش ہوئے پھر نقیب اور کرڈکیت درمیان سے دونون لشکرون
کے چلے گئے ادھر اہل اسلام اُدھر کفار نقیبون اور کرڈکیتون کی تقریر سنکے ایسے آمادۂ جنگ
ہوئے کہ تلوارین نیام سے کھینچ کر نیام توڑ ڈالے اور کہا کہ اگر بعد فتح کرنے ہیں جنگ کے زندہ
رہے تو یہ تلوارین نیام مین رکھینگے ورنہ دشمنون سے لڑ بھڑکر مر جائینگے اسوقت جوانان ہر دو
سپاہ کو عجب جوش شجاعت تھا صفوف لشکر مین حال انکا قابل دید تھا ہر دم ہر ایک سوار و سردار
لشکر یہ چاہتا تھا کہ صف لشکر سے مرکب کو نکال کر اعدا پر حملہ کیجیے دلیرانہ لڑیئے دلاوری اپنی دکھایئے
علاوہ سوارون اور سرداران سپاہ کے علمداران لشکر کو بھی کمال درجہ جوش شجاعت تھا
علمون کو جلوہ دیکے ارادہ کرتے تھے کہ آگے بڑھین ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلاور
برائے جنگ نکلا نہ تھا تمثال آئینہ رو قیطول سے اور لاجورد شاہ قریب سے دیکھ رہا تھا
کہ ناگاہ قرنائے قوق نے بصد کبر و نخوت گینڈے کو اپنے صف لشکر سے نکالا لاجورد شاہ
نے نجتگان وصلصال سے مخاطب ہوکے کہا قرنائے قوق واسطے جنگ کے لشکر سے نکلا ہی
اگر یہ غرور کریگا تو ہم تقدیر کرکے اسکو اہل اسلام پر غالب کرینگے تو یہ ہم سے منحرف ہی ہین
سجدہ نہین کرتا ہی نجتگان نے عرض کیا ای خداوند آپ کچھ بھی تقدیر نہ کیجیے صرف سیر دیکھیے گا
مجھے آپکی تقدیر کرنے سے خوف معلوم ہوتا ہی جب آپ سیدھی تقدیر کرتے ہین وہ الٹی ہو جاتی
ہی نجتگان تو لاجورد شاہ سے یہ عرض کر رہا تھا قرنائے قوق مانند دیو سیاہ یا بلائے
بے درمان یا فیل دمان بصد غرور بیچ مین دونون لشکرون کے آیا گینڈے کو روککر جانب
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھنے لگا اہل اسلام نے بھی اُس نابکار کو غور سے دیکھکر باہم کہا کہ
یہ نابکار انسان ہی یا اک دیو سیاہ ہی خداوند عالم اس کے شر سے ہم سب کو بچائے بظاہر
ایسا زبردست سردار لشکر کفار مین کبھی نظر سے نہین گذرا ہی ابھی اہل اسلام اپنے دل مین
یہی تقریر جو لکھی گئی کر رہے تھے کہ قرنائے قوق نے وہ ارابہ جسپر گرز اسکا سترہ من یا سترہ سو
من کا رکھا تھا طلب کیا جب ملازم اُس کے ارابۂ مذکور ہزار محنت و زور آوری پاس اُس کے
لاکے لشکر مین چلے گئے اسوقت قرنائے قوق نے اپنے گینڈے کو بطور مرکب کے کاوے
پر ڈالا اور فنون جنگ خصوصاً فن نیزہ بازی تا دیر سب کو دکھائے خوب گرما
کے پسینے مین سراپا تر ہوکے گینڈے کو روک کے ذرا دم راست کرکے اہل اسلام
کی طرف بصد قہر و غضب دیکھ کے باواز بلند یون کہا کہ ای اہل اسلام تجھے بوجہ

جہالت کے خداوند سے منحرف ہو کے کمر سرکشی و آزار رسانی خداوند پر باندھی ہی نہایت نادانی
کی ہو دیکھو پچھتاؤ گے قہر خداوند قدیر نازل ہوگا میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤ گے بہتر و مناسب
یہ ہو کہ جانین اپنی میرے ہاتھ سے بچاؤ خداوند تمثال آئینہ رو کی پرستش کرو سرکشی چھوڑ دو اگر
یہ منظور نہین ہی تو جو تم سب مین جان سے بیزار ہو وہ صف لشکر سے نکل کے میرے سامنے
آئے مجھ سے مقابلہ و مقاتلہ کرے یہ کہ کے خاموش ہوا اس کی آواز مہیب و بلند سے پردہ ہاے
گوش کو صدمہ پہونچا شاید بوجہ ایسی آواز کے نام اسکا قرنامے قوق رکھا گیا ہی کیونکہ قرنا کی
صدا سے بھی گونہ پردۂ گوش کو صدمہ پہونچتا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے تقریر سردار نابکار
مذکور کی سن کے تمثال آئینہ رو پر اور اسپر بھی لعنت کرکے برہم ہو کے اپنے دست راست
کی طرف دیکھا فی الفور رستم خو جن کرب نے مرکب کو چھیڑا صف لشکر سے نکل کے سامنے بادشاہ
لشکر اسلام کے جا کے مرکب سے اتر کے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ کمترین اس
کافر سے لڑنے کو جائے شاہ موصوف نے اجازت جانے کی دی رستم خو اجازت جنگ لے کے
خوش ہو کے تسلیم بجا لا کے مرکب پر سوار ہو کے دلیرانہ گھوڑے کو جولان کر کے سامنے
قرنامے قوق کے گیا قرنامے قوق نے بنظر حقارت دیکھ کر کہا اے جوان نادان نام تیرا کیا
ہی تو سودائی و دیوانہ ہی کہ مجھ ایسے بہادر سے لڑنے کو آیا ہی تجھے اپنی جان کا کچھ خوف
نہین ہی مین وہ ہون کہ دیوؤن کی حقیقت نہین جانتا ہنگام جنگ شیران نر کو روباہ
جانتا ہون فیلان مست کو پشہ خیال کرتا ہون میدان جنگ مین جس جگہ پاؤن جماتا ہون
کیا مجال کسی حریف کی کہ قدم میرا وہان سے سرکا دے مین گویا ایک کوہ گران ہون
ہنگام جنگ حریف اپنی جگہ سے نہین سرکتا اور اگر بضرورت سرکتا ہون تو آگے
بڑھتا ہون پیچھے نہین ہٹتا ہون جب تلوار کھینچ کر نعرہ کرکے بڑھتا ہون ہزار ہا دشمنون کو
قتل کر کے لشکر کو بھگا دیتا ہون مجھ پر حربہ کسی قسم کا کارگر نہین ہوتا ہی کیونکہ روئین تن ہون
مین اعدا کو قتل کرتا ہون دشمن مجھے قتل کر نہین سکتے ہین مین نے ہزارون بلکہ لاکھون
بہادرون کو تہ تیغ کیا ہی شجاعت و قوت و بہادری مین بے عدیل ہون بھلا تو مجھ سے کیا
لڑ سکے گا ایک وار بھی میرا روک نہ سکے گا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی پس
میرے سامنے سے چلا جا اپنے بادشاہ لشکر سے جا کے کہہ کہ قرنامے قوق کے مقابلے کو
کسی زبردست سردار کو بھیجو رستم خو نے برہم ہو کے جواب دیا او نابکار تو نے اپنی بڑی
تعریف کی اپنے ہی منھ سے اپنی آپ ہی ثنا کی اور ثنا بھی ایسی کی کہ جو ذہن مین نہین آتی سراسر
خلاف معلوم ہوتی ہی پس تیری ہی تقریر سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تو جھوٹا ہی دعوے تیرے
سب لغو ہین مین تجھ سے نہین ڈرتا دیوانہ تو ہوگا مین دیوانہ نہین ہون ہان ہنگام
جنگ حریف سے ایسا لڑتا ہون کہ وہ خوف جان سے دیوانہ ہو جاتا ہی تو میرے حال پر
رحم نہ کر مجھ سے مقابلہ کر اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجھ کو قتل کرون گا اگرچہ تو روئین تن ہی تلوار
بھی میری خارا شگاف ہی او بے دین مجھے خود تیرے اوپر رحم آتا ہی کہ تجھ ایسا جوان میرے

ہاتھ سے مارا جائیگا اگر تو دین اسلام کو اختیار کرے تو مین تجھے قتل نکرون قرنامے قوق تقریر
اس بہادر کی سنکے نہایت برہم ہوا عالم غصہ مین نیزہ اٹھا کر گھنیڈے کو کاوے پر ڈال کے نیزہ
سینۂ رستم خو پر لگایا ادھر اس بہادر نے اُس کے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر
روکا دونون فولادی سنانون کے باہم رُکنے سے چنگاریان پیدا ہوئین جو لوگ کہ دیکھ
رہے تھے انھون نے بے اختیار تعریف کی ثنا رستم خو کی ہمت کی کہ اس جوان نے کیا خوب
نیزے کو روکا ہو فن نیزہ بازی مین کامل معلوم ہوتا ہو ابھی کفار تعریف کر رہے
تھے اہل اسلام بھی ثنا کر رہے تھے کہ رستم خو نے خود بھی اس پر نیزہ لگایا اُس نے بھی نیزہ
نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی لیکن قرنامے قوق نے ہنگام ضرب
نیزۂ حریف نیزے کو اپنے پہلو مین رکھ کر سینہ اپنا آگے بڑھا دیا نیزہ سینے پر پڑا اکارگر
نہ ہوا آخر کار بعد جنگ بسیار رستم خو نے نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالدیا سنان نیزہ چوب
نیزہ سے نکل کے دور جا کے گری کفار کو حیرت ہوئی بدرجۂ کمال ملال ہوا اہل اسلام
نے خوش ہو کے شور بالفاظ احسنت و آفرین و مرحبا بلند کیا قرنامے قوق کو
سخت صدمہ ہوا شرمائے سر جھکا لیا غیرت سے پسینہ آگیا تمثال آئینہ رو نے یہ
حال قیطول پر سے دیکھا اسے بھی حیرت ہوئی لاجورد شاہ نے بختگان سے کہا دیکھ
ہم نے تقدیر کرکے سنان نیزہ قرنامے قوق کے ہاتھ سے نکلوادی یہ نالائق ہم سے
منحرف تھا ہمین خداوند اپنا نجانتا تھا نہایت مغرور و متکبر تھا ہمنے سر میدان جنگ
اسکو ذلیل کیا ابھی تو ذلیل ہی کیا ہو آیندہ دیکھنا کہ ہم کیا کرتے ہین اگر یہ ہماری
طرف متوجہ ہوا تو خیر ہم بھی اس کے ساتھ نیکی کرینگے بختگان نے جواب دیا ای خداوند
یہ آپ نے کیا تقدیر کی کوئی تقدیر معقول کی ہوتی ایسی تقدیر سے کیا ہوتا ہو لاجورد شاہ
نے کہا خیر دیکھا جاوے گا ابھی لاجورد شاہ بختگان سے ہم سخن تھا کہ یکایک قرنامے قوق
نے بعد انفعال سر اٹھا کے تیغ نہایت گران وبران کمر سے کھینچ کر نہایت غضبناک
ہو کے گھینڈے کو بڑھا کے خبردار خبردار کہہ کے ضرب تیغ تیز سر رستم خو پر لگائی ادھر اس
بہادر نے واسطے روکنے ضرب مذکور کے سپر اٹھائی تیغ زار مذکور سپر کو کاٹ کے خود سے گذر
کے چار انگل سر رستم خو مین در آیا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ رستم خو نے دستانہ مارا تیغ
تو سر سے نکل گیا لیکن رستم خو خون زخم سر سے بہت بہا گیا کفار خوش ہوئے ادھر
تمثال آئینہ رو بھی شادمان ہوا ادھر لاجورد شاہ نے بختگان سے کہا دیکھو قرنامے
قوق کے ہاتھ سے ہمنے رستم خو کو زخمی کرا دیا اسنے دل ہماری پرستش کا خیال کیا ہمنے بھی
تقدیر معقول کردی بختگان نے یہ سنکے اپنے دل مین کہا کیا بیہودہ کا ذب ہو کبھی کچھ کہتا
ہو کبھی کچھ کہتا ہو جیسا رنگ دیکھتا ہو ویسی بات کرتا ہو تقدیر نیک و بد کچھ بھی کر نہین سکتا ہو
خود ہی گردش تقدیر سے پریشان و سرگردان ہو کے یہان تک آیا ہو ابھی بختگان دل
مین اپنے یہ کہہ رہا تھا کفار خوش ہو رہے تھے کہ قرنامے قوق نے چاہا کہ بڑھ کے سر حریف

تیغ آبدار سے جدا کیجیے ناگاہ بادشاہ لشکر اسلام نے مڑ کر جانب دست راست دیکھا
فی الفور ہاشم تیغ زن صف لشکر سے نکل کے جلد تر اجازت لے کے مرکب کو جولان کر کے
قریب جا کر نعرہ کشان ہوا کہ او نابکار دست خود را نگہدار کیا زخمی کے سر کو کاٹنا چاہتا ہے کیا
نامرد و بزدل ہے اسی بزدلی پر اپنے تئیں بہادر جانتا ہے اگر بہادر ہے تو مجھ سے مقابلہ کر
قرناے قوق نعرۂ ہاشم تیغ زن سن کے ایسا خائف ہوا کہ رستم خو کے سر کو کاٹ نہ سکا ہاشم
نے رستم خو کو جانب لشکر روانہ کر کے قرناے قوق سے مقابلہ کیا کافر مذکور نے تیغ آبدار
سے ہاشم تیغ زن کو بھی مانند رستم خو کے زخمی کیا بادشاہ لشکر اسلام نے پھر مڑ کر دیکھا آصف
انجم طلعت نے لشکر سے نکل کے بعد حصول اجازت جلد جا کے ہاشم تیغ زن کو قرناے
قوق کے شر سے بچا کے اپنے لشکر کی طرف روانہ کر کے خود اس بیدین سے مقابلہ کیا
اسنے برہم ہو کے کہا او جوان خوبرو تو نے بھی غضب کیا کہ میرے حریف کو میرے ہاتھ
سے بچایا خیر حریفان مجروح کے عوض تجھے قتل کرونگا یہ کہہ کے خبردار خبردار کہہ کے گھوڑے
کو بڑھا کے وار تیغ کا سر پر کیا ادھر آصف انجم طلعت نے سپر اٹھا لی ناگاہ گھوڑے
نے سکندری کھائی تیغ سپر کو کاٹ کر خود سے گذر کر جا بجا گل سر میں در آیا آصف انجم طلعت
نے اسی حالت میں دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر خون زخم سر سے ہمہ تن تر ہو گیا
اسی عالم زخمداری میں تلوار قرناے قوق پر لگائی اسنے بجائے سپر سر اپنا آگے بڑھا دیا
تلوار سر پر پڑی مگر بے سود کارگر نہوئی بلکہ خط بھی سر پر نہ پڑا تلوار اچٹ گئی قرناے قوق
نے ہنسکر کہا اے جوان مجروح تلوار پھر لگا حوصلہ اپنے دل کا نکال لے آصف انجم طلعت
تلوار کیا لگاتا زخم سر سے حال اسکا عجب تھا کثرت سے خون جو بہا تھا ضعف بدرجۂ کمال تھا
آنکھیں بند تھیں غش آتا تھا ایسی صورت میں پھر قرناے قوق نے چاہا کہ اپنے گھوڑے
کو بڑھا کے تیغ آبدار سے سر آصف انجم طلعت کا کاٹ لیجیے ہنوز گھوڑے کو ارادۂ
مذکور بڑھایا ہی تھا اور کفار خوش ہو رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اسلام نے پلٹ کر دیکھا
فوراً داراب یمین زرہ نے صف لشکر سے نکل کے اجازت حاصل کر کے
گھوڑے کو دوڑا کے قریب قرناے قوق کے جا کے نعرہ کیا او بیدین کیا قصد ہے کیا
میرے سامنے سر آصف انجم طلعت کا جدا کریگا او نابکار کیا مجال تیری کہ میرے سامنے
تو اس بہادر کے سر کو کاٹ سکے قرناے قوق نعرۂ دلاور موصوف سے گھبرا کے اپنے
ارادے سے باز رہ کے برہم ہو کے کہنے لگا تم سب اہل اسلام کیسے نا منصف ہو اور کیسے
طریق جنگ سے ناواقف ہو کہ میرے حریف کا مجھے سر نہیں کاٹنے دیتے ہو جب میں ارادہ سر
کاٹنے کا کرتا ہوں اک نہ اک جوان آ کے حریف مجروح کو بچا کے لیجاتا ہے اب کی مرتبہ تو آیا ہے دارا
ین داراب نے جواب دیا او بیوقوف ہم لوگ ایسے بہادر ہیں کہ حریف کی آرزوے دل
پوری ہونے نہیں دیتے ہیں ایسے زبردست ہیں کہ سر اپنے اہل لشکر کا کاٹنے نہیں دیتے
ہیں تو ایسا نامرد و بزدل ہے کہ ہم دلاوروں سے ڈر جاتا ہے سر اپنے حریف مجروح کا کاٹ

نہین سکتا ہو اگر بہادری کا دعویٰ ہو تو سر اب اس جری کا تیغ سے جدا کر دیکھون تو کیونکر سر
کاٹ لیتا ہو یہ کہکے آصف انجم طلعت کو اپنے لشکر کی طرف روانہ کرکے اس سے نبرد آزما
ہوا بعد جنگ بسیار قرنا ے قوق نے وہی تیغ خونچکان سر دارا ے بن داراب
سیمین زرہ پر لگایا ادھر اس بہادر نے سر اٹھایا ناگاہ پاؤن مرکب کا موش خانہ
مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا جب تک دارا ے بن داراب مرکب سنبھالے اور اپنے
ہاتھ کو سیدھا کرے تیغ حریف کا سر پر پڑ ہی گیا خود کو کاٹ کے تا بہ جبین اتر آیا ہنوز
پیشانی سے آگے نہ بڑھا تھا کہ دارا ے بن داراب نے دستانہ مارا بقدرت خدا اور
بزور قوت بازو ے دارا ے بن داراب تیغ تو سر سے نکل گیا مگر بوجہ زخم کاری اور
خون جاری ہونے کے دلاور کو غش آنے لگا کفار خوش ہونے لگے لاجورد شاہ بار بار
کہنے لگا مین تقدیر معقول کر چکا ہون اب قرنا ے قوق جلد اہل اسلام کو زخمی کرے گا
بختگان اس سے عرض کرنے لگا اے خداوند اب تقدیر پلٹ نہ دیجیے گا لاجورد شاہ
نے جواب دیا ہمین اختیار ہو جب یہ ہم سے منحرف ہوگا تقدیر پلٹ دینگے ہنوز لاجورد
شاہ اور بختگان مین تقریر ہو رہی تھی کفار شادمان تھے اہل اسلام کو نہایت صدمہ ہو
رہا تھا تمثال آئینہ رو فیلقوس کی بے سے لڑائی قرنا ے قوق کی دیکھ رہا تھا خوش ہو ہو کے
اپنے مقربان بارگاہ سے کہہ رہا تھا کہ اسی طرح ہم تمام اہل اسلام کو زخمی و ہلاک دست
قرنا ے قوق سے کرا دینگے مقربان بارگاہ اس سے عرض کرتے تھے بہت مناسب ہو ناگاہ
قرنا ے قوق واسطے قتل دارا ے بن داراب کے بڑھا ادھر اشارۂ بادشاہ لشکر
اہل اسلام سے فرخ بخت سلطان مغربی مرکب کو جولان کرکے جلد گیا دارا ے بن داراب
کو دست قرنا ے قوق سے بچا کے جانب لشکر روانہ کرکے خود اس سے مقابلہ کیا بعد جنگ
بسیار قرنا ے قوق نے اس شاہ ذیوقار کو بھی بطریق دارا ے بن داراب سیمین زرہ
زخمی کیا اسی طرح سلطان بخت مغربی و نعمان بن منذر شاہ یمنی و مقبول بن مقبل
و سلیمان ثانی و کیخسرو و ابراہیم بن مالک و معروف بن اسد و فرہاد خان تکزلی
و ارشیون پریزاد و سکندر فرخ لقا و شیر افگن و معظم خان بن بہرام وغیرہ سو
سواران لشکر اہل اسلام کو صبح سے تا شام زخمی کیا اگرچہ مؤلف تورج نامہ جلد دوم
جنگ جملہ بہادران مذکور کی مفصل تحریر کرتا تو بہت طول ہوتا پس بوجہ طول کے اختصار
اختیار کیا الحاصل جب قرنا ے قوق سو سرداران لشکر اسلام کو زخمی کر چکا وقت شام
جنگ سے دست بردار ہو کے بآواز بلند بادشاہ لشکر اسلام سے کہنے لگا کہ اے
بادشاہ لشکر اسلام آج تو مین نے تمہارے لشکر کے سو سرداروں کو زخمی کیا ہو
اور اب شام بھی ہو گئی ہو اس وجہ سے جنگاہ سے جاتا ہون تمھین لازم ہو کہ خداوند
تمثال آئینہ رو کی طرف توجہ کرو سرکشی سے باز آؤ اگر میرے کہنے پر عمل کروگے
تو حق مین تمہارے بہتر ہوگا یہ کہہ کے ہمراہ اپنی سپاہ کے جنگاہ سے فرودگاہ سپاہ پر

آیا گنبد سے اُتر کر خوش و خرم داخل بارگاہ ہوا لاجورد شاہ اور صلصال بھی اُسوقت
میدان کارزار سے آ کے اپنی اپنی بارگاہ مین داخل ہوے سرداران لشکر کفار بھی
مرکبون سے اُتر کر داخل خیام ہوئے ادھر بادشاہ لشکر اسلام سرداران سپاہ کے زخمی
ہونے سے اندوہگین و افسردہ خاطر ہمراہ جملہ مردمان لشکر اسلام کے اپنی فرودگاہ پہ
پر آئے تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سرداران سپاہ موجودہ بھی ہمراہ
بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین گئے بادشاہ موصوف بالاے تخت جلوہ گر ہوے سرداران
سپاہ دنگلون پر بیٹھے شاہ موصوف نے حال سرداران مجروح کا دریافت کر کے حکم اُنکے
علاج کا دیا جراح علاج اُنکا کرنے لگے اُدھر قرناے قوق اپنی بارگاہ مین جا کے سلاح
جنگ تن سے جدا کر کے بارگاہ مین بیٹھا پھر اپنے ملازمون سے کہنے لگا لاجوردشاہ
وصلصال و بجنگان سے جا کر کہو کہ اگر خلاف طبع نہ ہو تو یہان تشریف لایئے تھوڑی
دیر بیٹھے لطف بادہ کشی اُٹھایئے ملازمون نے جا کے لاجورد شاہ وصلصال سے
جو کچھ قرناے قوق نے کہا تھا عرض کیا لاجورد شاہ وصلصال و بجنگان و
غلغال اُس کی بارگاہ مین گئے بمقام صدر لاجوردشاہ وصلصال بیٹھے غلغال و
بجنگان بھی ایک جگہ بیٹھے بعد ایک لمحہ کے صلصال نے تعریف شجاعت و بہادری قرناے
قوق کی کی اُس نے کہا یہ کیا بہادری مین نے کی ہے جس کی تعریف آپ نے کی ہان اگر جنگ
مغلوبہ ہوتی یا کوئی سردار زبردست سے مانند امیر ثانی کے مین لڑتا اور اُنھین قتل
و زخمی کرتا تو البتہ تعریف آپ میری کرتے آج تو مین نے کل سو سرداران لشکر اسلام
کو زخمی کیا ہے ابکی مرتبہ طبل جنگ بجوا کے دیکھیے گا کہ کیا کرتا ہون بجنگان نے اُس کے
سخن کو سن کے کہا آپ نے سرداران لشکر اسلام کو زخمی تو کیا ہے صدمہ اہل اسلام کو دیا ہے
مگر ہوشیار رہیے گا عیاران لشکر اسلام ضرور آئین گے عیاری کر کے آپ کو مار ڈالین گے
قرناے قوق نے ہنس کر کہا عیارون کی کیا مجال جو میری بارگاہ مین قدم رکھ سکین
بجنگان نے کہا آپ یہ نہ فرمایئے عیار بلاے بے درمان ہین اُنکو کوئی روک نہین سکتا ہے
وہ اس طور سے آئین گے کہ آپ اُنکو پہچان نہ سکین گے اگر زندگی اپنی منظور ہے تو شب کو
جاگیے ارباب نشاط کو طلب کیجیے رقص و نغمہ اُنکا دیکھیے اور سنیے قرناے قوق نے
جواب دیا مین عیارون سے نہین ڈرتا ہون اُن کے خوف سے شب بھر بیدار نہ رہونگا
ہان مجکو شوق رقص دیکھنے کا ہے ارباب نشاط کو طلب کر کے ناچ گانا ان کا دیکھ کر اور سنکے
خوش ہونگا یہ کہکے ارباب نشاط کو طلب کیا فی الفور ایک رقاصہ کہ لشکر مین قرناے قوق
کے تھی ہمراہ اپنے سازندون کے بارگاہ مین روبرو قرناے قوق کے حاضر ہوئی بعد سلام
کرنے اور درست ہونے سازون کے واسطے رقص کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجائے
وہ رقص بناز و ادا کرنے لگی قرناے قوق ولاجوردشاہ وغیرہ ناچ دیکھنے لگے جب وہ
رقص کر چکی یہ غزل گانے لگی غزل | کو کسی کی خطا بتا اے شوخ | کیون ہوا مجھ سے تو خفا اے شوخ

آرزوے وصال پوری کر
ہنس کے مجھ سے بھی اب گلا ای شوخ
نہ سنا گر سوال وصلت کا
غیر کا تو ہی آشنا ای شوخ
نیم بسمل نہ چھوڑ عاشق کو
مین پریشان بہت ہوا ای شوخ

میرے دل کی لگی بجھا ای شوخ
یاد کر دل مین وعدۂ وصلت
ایک بوسہ ہی کر عطا ای شوخ
باغ کو تو نے کر دیا پامال
مجھ پہ تلوار پھر لگا ای شوخ
شب فرقت بہت تڑپتا ہی

مجکو رگڑوا کے کر دیا طوفان
کیون فراموش کر دیا ای شوخ
تجکو اپنا مین کس طرح جانون
بس گئی تجھ پہ خود ہنا ای شوخ
تیری زلفون کا ہو کے سودائی
پاس اپنے آ کے بلا ای شوخ

اہل بزم سننے لگے خوش ہو کے تعریف رقاصہ کے رقص و نغمہ کی کرنے لگے ہنوز رقاصہ رقص کر رہی تھی کہ ساقیان بیدین و نابکار کشتیان شراب گلنار کی مع جامہاے بلورین لے کر حاضر بزم ہوے قرناے فوق کو سلام کر کے اس بیدین کے اشارے سے جامہاے بلورین مین اہل بزم کو شراب ناب پلانے لگے قرناے فوق دلاجور شاہ وصلصال وخلخال وجنگان وغیرہ شراب تند پینے لگے جب سب حسب دلخواہ شراب پی چکے اور رقاصہ غزل مندرجہ بالا گا کر تمام کر چکی دونون بزم سے چلے گئے بعد جانے ساقیان بیدین و رقاصۂ مذکورہ کے اور ایک رقاصہ ہمراہ اپنے سازندون کے حسب الطلب حاضر ہو کے ناچنے گانے لگی قرناے فوق وغیرہ عالم نشۂ شراب مین گانا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے خوش ہونے لگے ہنوز قرناے فوق بیٹھا ہوا ناچ رقاصہ کا دیکھ رہا تھا کہ تمثال آئینہ روئے اسے طلب کیا قرناے فوق حسب الطلب بزم سے اٹھ کر ہمراہ اسی مقرب بارگاہ تمثال آئینہ رو کے جو اسے بلانے کو آیا تھا جانب قیطول چلا بعد قطع راہ روبروے تمثال آئینہ رو گیا سجدہ کیا اس نے خوش ہو کے کہا ای بندۂ مطیع وقوی میرے سر اپنا سجدے سے اٹھا قرناے فوق نے سر سجدے سے اٹھایا تمثال آئینہ رو نے کہا اے بندہ برگزیدہ میری راے یہ ہی کہ ایک نامہ اس مضمون کا بادشاہ لشکر اسلام کو ہم روانہ کرین کہ اگر اب بھی تم ہماری طرف توجہ کرو ہماری پرستش اختیار کرو تو ہم اپنے بندۂ خاص قرناے فوق سے تم سب کو قتل و زخمی نہ کرائین اس باب مین تیری کیا راے ہی اس نے عرض کیا جو مصلحت خداوندی میری راے کیا بہتر تو یہی کہ یہ سب اہل اسلام سرکشی سے اجتناب کر کے آپ کی پرستش کرین یہ جنگ و جدال و خونریزی مردم موقوف ہو حضور خداوند نامہ روانہ کرین تمثال آئینہ رو نے اس سے راے لیکر رخصت کر کے نامے مین یہ عبارت بعد القاب لکھوائی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام واے بندۂ سرکش سرکشی سے باز آ ہماری طرف متوجہ ہو ہمارے قہر و غضب سے ڈر مبتلاے بلا مانند امیر ثانی کے ہو دیکھتے ہی اس نامے کے مع اپنے تمامی مردمان سپاہ کے ہمارے روبرو آ کے عفو تقصیر چاہ کے ہمین سجدہ کر ہم تجھ سے خوش ہون گے خطائین تیری عفو کر دین گے عنایت و مہربانی بجد تجھ پر کرینگے اپنے بندگان خاص مین تجھے بھی محسوب کرین گے اور اگر خلاف ہمارے حکم کے کرے گا تو مثل اپنے امیر ثانی پر غضب

اپنا نازل کیا ہی پنجہ تُسے اٹھالے گیا ہو اسیطور سے تجھ پر اور تیرے کل ہمرہان سپاہ پر قہر و عذاب
نازل کرینگے تین روز کی مہلت تجھے دیجاتی ہی اس تین روز کی مدت مین جو مناسب ہو تجھ کو
عمل کر بہتر تو یہی ہوگا کہ ہماری طرف توجہ کر جنگ سے باز آ یہ نامہ اس مضمون کا لکھوا کر
ایک اپنے مقرب بارگاہ کے ہاتھ روانہ کیا اور بعضے راوی نے یون لکھا ہی کہ بدست
قرنا سے قوق ارسال کیا غرض بہر طور کوئی نامہ لے کر دربارگاہ سلیمانی تک جب
پہونچا بادشاہ لشکر اسلام کو اُس کے آنے کی خبر ہوئی بارگاہ خاصی مین تشریف مع
اپنے سرداروں کے لیجا کر اُسے طلب کیا ایک راوی نے یون بھی لکھا ہی کہ بارگاہ سلیمانی
مین طلب کیا غرض بہر طور نامہ بر نے روبروے شاہ موصوف جا کے سلام کیا بعد بیٹھنے
کے نامۂ مذکور دیا شاہ نے اس نامے کو پڑھوا کر سنا بدرجۂ کمال غصہ آیا فرمایا کہ پشت نامہ
پر یہ جواب لکھ دیا جاے کہ اے تمثال آئینہ رو عبث ہمکو قتل و گرفتاری سے ڈراتا ہی ہم ہرگز
تجھ شیطان سیرت کی طرف توجہ نہ کرینگے کبھی تجکو سجدہ نہ کرینگے قتل ہوجانا گوارہ کرین گے ہم
اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرتے ہین وہی لائق سجدہ ہی تو گمراہ ہی اور گمراہ کنندہ ہو ہم تجھ کو
ہدایت کرتے ہین کہ گمراہی سے باز آ اگر اپنی بہتری و زندگی چاہتا ہی تو مسلمان ہو ورنہ پچھتائیگا
ساری خداوندی تیری مٹ جاے گی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا شاہ موصوف یہ فرما کے خاموش
ہوے ملازموں نے حکم بادشاہ موصوف کی تعمیل کی یعنی جو عبارت بادشاہ موصوف نے ارشاد
کی وہ جواب نامہ مین پشت نامہ پر لکھ دی پھر نامہ حوالہ نامہ بر کیا قرنا سے قوق یا کسی
دیگر وہی نامہ لے کر جانب تمثال آئینہ رو روانہ ہوا اب اس نامہ بر کو اثناے راہ مین
چھوڑا جاتا ہی اور ریسان سے احوال امیر ثانی کا لکھا جاتا ہی کہ وہ پنجہ جو امیر ثانی کو مرکب
پر سے اٹھا کر سوے فلک بلند ہوا تھا بعد قطع راہ پرستان مین گیا اور روبروے آسمان
پری جا کے بصورت اصلی ہو کے یعنی دیو ہو کے عرض کیا اے ملکہ عالم اے حاکم پردہ قاف
آپکے حکم سے یہ فدوی امیر ثانی کو اٹھا لایا ہی دیکھیے یہ موجود ہین موج ہوا سے انھین
غش آگیا ہی ملکہ آسمان پری نے اس سے خوش ہو کے کہا جلد امیر ثانی کو ہوشیار کر اُس نے
اور دیگر پریزادوں نے کچھ تدبیرین ایسی کین کہ امیر ثانی کو ہوش آیا آنکھین کھولین
دیکھا کہ دربار آراستہ ہی ہزار ہا پریزاد موجود ہین ملکہ آسمان پری بالاے تخت جلوہ گر
ہین یہ دیکھ کر فی الفور اٹھ کے باادب ملکہ آسمان پری کو بزرگ اپنا جانکے سلام کیا اور کہا
آپنے مجھے کیون بیان دیو کے ذریعہ سے طلب کیا یہ دیو مجھے کیون پنجہ میں اٹھا لایا مین سوے
لشکر جاتا تھا فی زمانہ لشکر میرا بمقابلہ لشکر تمثال آئینہ رو پڑا ہی لڑائیان آگ سے ہو رہی
ہین ملکہ آسمان پری نے بعد سلام لینے اور قریب اپنے بٹھانے کے اور بہت عنایت و
مہربانی کرنے کے کہا اے برخوردار خوش کردار اول تو میرا دل چاہتا تھا کہ تم کو دیکھون دوسرے
فی زمانہ ایک دیو نہایت زبردست کہ مسمی سمر بن قہقہہ ہم سے آمادۂ شر و فساد ہوا ہی کئی
لاکھ دیووں کی جمعیت سے ہم سے لڑنے آیا ہی کئی لڑائیان لڑ چکا ہی بہت سے پریزادوں

کو قتل کرچکا ہو قریشہ ثانی کو زخمی کرچکا ہو چونکہ پریزاد ملازم ہمارے اس دیو قوی سے قوت
مین کم ہین مقابلہ اس سے کر نہین سکتے ہین اس وجہ سے ہمنے تم کو طلب کیا اس دیو کو روانہ کرکے
تمھین یہان بلایا یہ میرے حکم سے تمکو اُٹھا لایا ہو چاہتی ہون کہ تم سریر بن قہقہ سے مقابلہ
کرکے اُسے قتل کرو تا کہ ہمارے دل کو خوشی و راحت ہو دیو مذکور کے شر و فساد کا تردد دل
سے دفع ہو ماشا اللہ تم مانند اپنے والد کے شجاع و بہادر ہو اور اب مثل اپنے پدر کے
صاحبقران ہو بجز تمھارے کوئی انسان و پریزاد اس دیو سے سر بر نہوگا امیر ثانی نے تمام
تقریر ملکہ آسمان پری کی سنکے کہا جو آپ نے فرمایا ہو انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا مین بقوت الٰہی اور
بمدد خدا سریر بن قہقہ کو قتل و ہلاک کرونگا آپ کچھ تردد نہ کرین طبل و نقارہ جنگی بجوائین ملکہ
آسمان پری نے خوش ہوکے کہا ابھی تو تم یہان آئے ہو چندے یہان کی سیر کرو باغستان
پرستان مین جاؤ سیر سے لطف اُٹھاؤ بزم عشرت مین رقص و نغمہ پریزادان دیکھو اور
سنو بعد ازان سریر بن قہقہ سے لڑنا ابھی کیا ضرور ہو کہ اس سے لڑو یہ کہکے حکم آراستگی
بزم عشرت کا دیا پریزادون نے حکم کی تعمیل کی پھر پریزادان خوبرو و خوش گلو روبرو
امیر ثانی کے رقص و نغمہ کرنے لگین اُنکے ناچنے اور گانے کی کیا ثنا کی جاے زبان راقم مولف
کی عاجز ہو تعریف انکے ناچنے گانے کی ہو نہین سکتی ہو امیر ثانی ناچ ان کا دیکھنے لگے گانا
ان کا سننے لگے ہر روز بعیش و عشرت بسر کرنے لگے ملکہ آسمان پری دعوت و ضیافت
کرنے لگی امیر ثانی اغذیہ لذیذ و خوشگوار اور میوہ خوش ذائقہ پرستان کھانے لگے لطف زندگی
اُٹھانے لگے بادہ گلگون پرستان کی پینے لگے آرام و راحت سے شب و روز بسر کرنے
لگے باغستان پرستان کی سیر کرنے لگے غنچہ دل کو شگفتہ کرنے لگے پرستان کے باغون
کی بھلا کیا تعریف لکھی جاے یہان کے باغون کی اُن باغون سے کیا مثال دیجاے وہان
کے پھول یہان کے کانٹے سے کہین بدتر یہان کا کانٹا وہان کے پھول سے از حد بہتر یہان کے
گلہاے رنگارنگ کے سامنے وہان کے پھولون کی کیا حقیقت اگر وہان کے پھول یہان کے
گلون کو دیکھ لین غیرت سے مرجھا جائین اپنی شادابی و شگفتگی و رنگ و بو سے خوش نہ ہو ں ازان
نہون بلکہ فرط شرمساری و انفعال سے سر نہ اُٹھائین اپنے تئین یہان کے سخت کانٹے سے بھی بدتر
جانین اور وہان کے درختان میوہ دار یہان کے اشجار پر اثمار کو ایک نظر دیکھ لین غیرت
سے خشک ہو جائین اپنے غرور سرکشی کا پھل پائین اگر وہان کے طائران خوش الحان خصوص
بلبل ہزار داستان یہان کے کسی ادنے طائر پر نغمہ کی صدا سنے تو اپنی خوش الحانی پر غرور
نہ کرے بلکہ غیرت سے چہکنا چھوڑ دے اپنی خوش الحانی کے آگے اسکی صدا کی کچھ بھی حقیقت
نجانے آواز اُس کی سنکے غیرت سے دم بخود ہو جاے مہر خاموشی دہن پر ثبت ہو جاے تمام
نغمہ سرائی بھول جاے ہزار جان سے اُسپر قربان ہو امیر ثانی ایسے باغہاے پرستان کی سیر کرتے
تھے نہرون کی روانی دیکھتے تھے ایک روز وقت سحر بزم عشرت مین بیٹھے پریزادان نوجوان
عدیم المثال کا نغمہ سنتے تھے ناچ اُنکا دیکھ رہے تھے لطف زندگی اُٹھا رہے تھے ناگاہ قریشہ

ثانی آئی امیر ثانی اُسے دیکھ کر خوش ہوئے مگر زخمی اُسے دیکھ کر ملال بھی ہوا ابھی زندہ بچی تھی
امیر ثانی اس سے ہم سخن تھے پریزاد گا رہے تھے رقص کر رہے تھے یکایک سربریں قہقہہ کو خبر امیر
ثانی کے آنے کی معلوم ہوئی وہ نابکار کئی لاکھ دیوؤں کی جمعیت سے آیا اور بقریب امیر ثانی آ کے
ہو کے پکارا او آدم زاد میں نے اپنے لشکر کے ایک دیو سے سنا ہے کہ تجھکو آسمان پری نے واسطے
اپنی اعانت و مدد کے پردۂ دنیا سے بلایا ہے اور تو نے دعویٰ کیا ہے کہ میں سربریں قہقہہ سے
لڑونگا پس اگر دعوائے شجاعت و جوانمردی کا ہے تو مجھ سے لڑ مجھے حیرت ہے کہ تو انسان ضعیف البنیان
ہے مجھ ایسے دیو قوی سے کیا لڑے گا ایک ضرب دار شمشاد بھی نہ روک سکیگا بہتر یہ ہے کہ اپنے
ارادے سے باز آ جان اپنی مجھ سے لڑ کے نہ دے آ میرے منھ میں چلا آ میں آہستہ سے تجھے کھاؤن
تیرا گوشت لذیذ ہوگا سنا ہے کہ گوشت آدم زاد کا لذیذ و نمکین ہوتا ہے بعد تیرے کھا لینے کے
آسمان پری کو ہلاک کر دونگا آج کسی پریزاد کو زندہ نہ چھوڑونگا قلعۂ بلور کے لونگا امیر ثانی
نے تقریر اُس دیو بد خصال کی سنکے غضبناک ہوکے بزم عشرت سے اٹھکر ایسا نعرہ کیا کہ وہ دیو
کانپ گیا بلکہ تمام دیو اُس کے لشکر کے خوف سے تھرا گئے ملکہ آسمان پری نے گھبرا کے دیو کے
آنے سے پریشان خاطر ہوکے فی الفور اپنے لشکر کو طلب کیا لشکر پریزاد مسلح ہوکے آیا
امیر ثانی نے بعد نعرۂ کوہ شگاف کرنے کے اُس دیو سے کہا او نابکار کیا بیہودہ کلمات تو نے
زبان پر جاری کیے او مغرور دیکھ تو کس طرح سے تجھے ہلاک کرتا ہوں اور تیرے لشکر کو
کیونکر تباہ و قتل کرتا ہوں یہ کہکے اُس کی طرف بڑھے دیو خوف سے پیچھے ہٹکے میدان جنگ میں
آیا جب امیر ثانی اُسکے قریب پہونچے وہ غضبناک ہوکے دار شمشاد کو کہ وہ نہایت گران
اور دراز تھی اور حربہ سخت تھا متحمل اُس کے روکنے کا کوئی نہ تھا اُسکی ضرب سے کوئی
جانبر ہوتا تھا گردش دے کے اور نعرہ کر کے سر امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے ضرب اُس کی
خالی دی اور کہا او نابکار میں عمداً بالفعل تیرے ہلاک کرنے سے دست بردار ہو کے
تجھے اجازت دیتا ہوں کہ پھر مجھ پر ضرب دار شمشاد لگا اُس نے بصد قوت پھر ضرب
دار شمشاد سر امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے پھر ضرب اُسکی خالی دی دار شمشاد بطریق ضرب
اول زمین پر پڑی اُس کی گرانی سے زمین شق ہو گئی گاؤ زمین تھرا گئی دیو خود منھ کے بھل
زمین پر گرنے لگا امیر ثانی نے کہا او نابکار کیسا قوی ہے کہ وقت وار کرنے کے گرا پڑتا ہے
وار تیرا خالی جاتا ہے کیوں اس قدر گھبراتا ہے سنبھل کر وار کر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے
دیو نے موافق کہنے امیر ثانی کے کئی وار کیے امیر ثانی نے خالی دیئے آخر سربریں
قہقہہ برہم ہوکے پسینے میں تر ہوکے تھک کے کہنے لگا او آدم زاد یہ کس طرح مجھ سے
لڑتا ہے جب میں دار شمشاد تجھ پر لگاتا ہوں تو خالی دیتا ہے ایک جگہ ٹھہرا نہیں رہتا ہے کہ
دار شمشاد میری تیرے سر پر پڑے ادھر اُدھر کیوں بھاگتا ہے چوٹ کیوں بچاتا ہے اگر مرد
ہے تو میری ضرب کو دلیرانہ روک وار کو خالی نہ دے امیر ثانی نے اُس سے کہا او
نابکار اگر تجھ کو یہ منظور ہے کہ میں وار کو خالی نہ دوں ضرب تیری رد نہ کروں تو تجھکو تیری

خوشی خاطر سے کیا غرض مجھے تو یہ منظور ہی کہ تجھے تھکا کے ہلاک کرون مین تو نہین بھاگتا دیکھ
تیرے سامنے موجود ہون ہان وقت ضرب جانب دست راست یا چپ ہٹ جاتا ہون
دار تیرا خالی جاتا ہی تجھ کو غصہ آتا ہی او نا بکار تو نادان ہی اس طور سے کیون وار کرتا ہی کہ وار
تیرا خالی جاتا ہی سریر بن قہقہہ تقریر امیر ثانی کی سُن کے دل مین اپنے قائل ہو کے پکارا
او آدم زاد اب کی مرتبہ بہت ہوشیار رہنا کیونکہ اس مرتبہ ایسی ضرب لگاؤنگا کہ تو
جانبر نہ ہوگا پیوند خاک ہو جاے گا آسمان پری کے دل کو صدمہ ہوگا استخوان تیرے تو کجا
خاک تک تیری ڈھونڈھے نہ ملے گی ہوا سے تند سے اُڑ جاے گی یہ کہکے برہم ہو کے نہایت زور سے
دار شمشاد کو گردش دے کے ضرب اُسکی امیر ثانی پر لگائی امیر ثانی نے عمداً پھر وار کو خالی دیا اور بو
اختیار روک لینے کے ضرب مذکور کو نہ روکا دار شمشاد بطریق مذکور زمین پر پڑی بسبب
سنے جانا کہ ایک کوہ گران بالاے زمین گرا غبار از حد بلند ہوا زمین کانپ گئی بلکہ
شق ہو گئی بہت بڑا غار ہو گیا دیو مذکور دار کے خالی جانے سے منھ کے بل زمین پر
گرنے لگا ہر چند دیوؤن نے غرض کیا دیکھیے سنبھل جاییے زمین پر نہ گریے یہ کہہ کے
خاموش ہوے سریر بن قہقہہ اُن کے کہنے سے سنبھل کر قہقہہ مار کر از حد خوش ہو کے
دار شمشاد کو خاک سے نہ اُٹھا کے آواز بلند و مہیب پکارا کہ اے ملکہ آسمان پری آؤ
اس آدم زاد کی خبر لو دیکھو کہ استخوان بھی اس کے تمھین ملتے ہین یا نہین مین نے ایکی ایسی ضرب
لگائی کہ پیوند خاک کر دیا اب اور کسی آدم زاد کو پردۂ دنیا سے واسطے اپنی مدد کے بلاؤ کام
اس کا تو تمام ہو گیا خاک مین خاک اسکی ملگئی کچھ خاک ہو ہین اُڑ گئی اس کے مرنے کے
سبب سے زیادہ ملال نہ کرے مجھ سے خود لڑو یا کسی پریزاد کو واسطے میرے مقابلے کے
روانہ کرو یا اپنے لشکر کے کسی دیو کو واسطے جنگ کے سامنے میرے بھیجو اگر کسی جن یا دیو
کے بھیجنے مین تامل کرو گی تو مین جمعیت اپنی سپاہ کے یکبارگی حملہ کرونگا قلعۂ بلور لے لونگا
تمھین گھیر کے گرفتار کرونگا تمھارے لشکر کو قتل کرونگا تم نے میرے کہنے پر عمل نہین
کیا میرے دل کو جلایا کلمات بیہودہ کہے ہین مین بھی تمھین زندہ نہ چھوڑونگا ہنوز دیو
مذکور لاف و گزاف سے باز نہ آیا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا تھا ملکہ آسمان
پری اسکی تقریر سنکے متردد تھی دل کو صدمہ تھا چاہتی تھی کہ گریان و نالان آگے بڑھ کے
امیر ثانی کو دیکھے استخوان اُنکے تلاش کرے ناگاہ وہ غبار دفع ہوا امیر ثانی نے غبار
کے دفع ہونے سے خوش ہو کے سریر بن قہقہہ کی تقریر کا یہ جواب دیا او نا بکار کس کو
تو نے ہلاک کیا کہ اس قدر خوش ہو رہا ہی کلمات بیہودہ زبان پر جاری کر رہا ہی مین فضل
خداے صحیح و سالم ہون یہ کہہ کے دار شمشاد پر اُسی دیو کے ہاتھ ڈالا دیو نے چاہا کہ مین
اپنا حربہ اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑون دشمن کو نہ دون یہ سمجھ کے زور کرنے لگا ادھر
امیر ثانی زور کرنے لگے دیو اور مجمع زور آزمائی امیر ثانی و سریر بن قہقہہ کی
دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کیا کہین کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی یہ آدم زاد عجب قوت رکھتا ہی

کہ ایسے دیو زبردست و قوی سے زور کر رہا ہے ایسا زور کہاں سے لایا ہے کس نے اسکو دیا ہے
ابھی دیو اور جن یہ باتیں اپنے دل میں کر رہے تھے اور حیرت سے دیکھ رہے تھے سربرین
قہقہہ بھی اپنے دل میں کہتا تھا کہ یہ آدم زاد عجب پرقوت ہے میری دار شمشاد کو مجھ سے
چھینے لیتا ہے کسی طرح اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتا ہے ناگاہ امیر ثانی نے بزور بازو اس
دیو سے دار شمشاد کو چھین کے دور تر اُسے اٹھا کے پھینکدیا سربرین قہقہہ کو بدرجہ کمال
غصہ آیا ملکہ آسمان پری خوش ہوئی جملہ ملازم دیو اور جن اُسکے بھی شادمان ہوئے سب
نے خوش ہو کے باواز بلند تعریف امیر ثانی کے زور و قوت کی کی سربرین قہقہہ کو اور
بھی غصہ آیا اسی عالم غصہ میں تاب ضبط نہ لا کے جھپٹ کے کمر سے امیر ثانی کی لپٹ گیا اور
چاہا کہ زمین سے اٹھا کے زمین پر پٹکدیجیے یا اٹھا جائے ادھر امیر ثانی نے لنگر اپنا زمین
پر قائم کیا قدم اپنے مانند کوہ گران کے زمین پر رکھے پھر ہاتھ اپنا بھی دیو کی کمر میں ڈالا
دیو نے ہر چند بقوت تمام تر زور کیا مگر زمین سے امیر ثانی کو اٹھا نہ سکا نہ زمین پر گرا سکا
مجبور ہو کے کشتی لڑنے لگا امیر ثانی بھی دامن اپنی قبا کے گردان کے کشتی اُس سے
لڑنے لگے دیکھنے والے دیکھنے لگے یہ کشتی اگر بتفصیل لکھی جائے تو باعث طول ہوگا ناظرین
اختصار پسند کو ایسا طول ناگوار ہوگا اس غرض سے مناسب ہوا کہ خلاصہ حال کشتی
درج کیا جائے الغرض دوسری صبح سے قریب شام امیر ثانی سے لڑا آخرکار تھک گیا
امیر ثانی نے اُسے زیر کر کے زمین سے اُسے اٹھا کے چرخ دیکے پوچھا حالا در شناخت حق
پروردگار چہ می گوئی دیو بے دین نے مذہب اسلام قبول نہ کیا امیر ثانی نے اُسے خاک
پر پٹک کے سینے پر اُس کے سوار ہو کے ایک ہاتھ سے ایک شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے اور
اور دوسرے ہاتھ سے دوسری شاخ پر اس کی ہاتھ ڈال کے ایسا زور کیا کہ دیو
سربرین قہقہہ کثرت صدمہ سے چیخنے لگا امیر ثانی نے مطلق اُس پر رحم نہ کیا شاخیں اُس کے
سر کی توڑ کر جان سے اُسے ہلاک کیا یہ حال دیکھ کر تمام دیو اسکے لشکر کے غضبناک ہوئے امیر
ثانی پر حملہ آور ہوئے ادھر امیر ثانی بھی اپنے مرکب پر سوار ہوئے کیونکہ امیر ثانی کے
کہنے سے آسمان پری نے دیو کو روانہ کر کے گھوڑا امیر ثانی کا منگوا دیا تھا بعد سوار
ہونے کے تلوار نیام سے کھینچ کر دیوؤں پر حملہ کیا پھر نعرہ کر کے انھیں قتل کرنا شروع
کیا ادھر ملکہ آسمان پری نے اپنے تمام لشکر کو اشارہ کیا کہ ان دیوؤں پر حملہ کرو امیر
ثانی کو انکے شر سے بچاؤ دشمنوں کو قتل کرو دیو اور جن حسب الحکم بڑھے دار شمشاد و سیل
فولادی وغیرہ جو حربے دیو اور جن کے ہیں اٹھا اٹھا کے لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی
لاش پر لاش گرنے لگی خونریزی دیو و جن ہونے لگی وہ دیو اور جنوں کا لڑنا دہ غریو
الٰہی کا پناہ بذات خداوند دار شمشاد و سیل فولادی وغیرہ حربہ ہائے گران سے باہم دگر
لڑنا الحفیظ و الامان یہ مولف ہیچمدان اس جنگ عظیم کو بھی بخیال طول مختصر لکھتا ہے
خلاصہ اس جنگ کا یہ ہوا کہ امیر ثانی نے بضرب شمشیر آبدار ہزاروں دیوؤں کو قتل

و زخمی کیا دیو لشکر سریرین قہقہہ کے تاب جنگ و ثبات قدمی نہ لا کے پسپا ہو کے لاشہ سریر بن قہقہہ کا اُٹھا کے بے اختیار ایک جانب بھاگے امیر ثانی و ملکہ آسمان پری نے مع اپنی فوج کے انکا تعاقب کیا بہت سے دیو قتل کیے جب باقی ماندہ دُور بھاگ گئے امیر ثانی اور ملکہ آسمان پری مع فوج ظفر موج کے خوش و خرم فتحیاب ہو کے دونوں پھرے ملکہ موصوفہ امیر ثانی پر زر و جواہر نثار کرتی ہوئی اپنے قصر میں آئی چونکہ سریر بن قہقہہ کے ہلاک ہونے اور فتحیاب ہونے کی خوشی از حد تھی اس وجہ سے اپنے غلام و ملازموں کو حکم دیا کہ بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ کیجائے حسب الحکم خدام نے بزم عشرت ایک باغ میں نہایت خوبی سے آراستہ کی اس بزم عیش کی ثنا کیا لکھی جائے جو ملکہ آسمان پری کے حکم سے نہایت تکلف سے آراستہ کی گئی مثال اُس بزم عشرت سے محفل عیش شاہان دنیا کے دینا خوب نہیں ہے شاہان دنیا کو مال و اسباب و اشیائے نادر پرستان و پردہ قاف کہاں ممکن وہ بارگاہ وسیع و بلند عدیم المثال کا برپا ہونا وہ فرش نفیس و نادر زر دوز کا رکا بچھنا وہ کرسی و تخت اور دنگل اور میز وغیرہ نقرئی و طلائی و جواہر نگار کا ساتھ طریقۂ احسن کے بچھانا گلدستہ ہائے زنگار رنگ پرستان کا جا بجا ساتھ خوبی کے رکھنا جھاڑ کنول مردنگ و فانوس میں جا بجا شمعہائے موی و کافوری کا روشن کرنا پریزادوں کا انبوہ لباس فاخرہ پہنکے آنا بزم مذکور میں علے قدر مراتب بصد خوشی بیٹھنا خصوص ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی کا بجذم و حشم آنا اور بمقام صدر تخت و کرسی جواہر نگار پر بیٹھنا امیر ثانی کا بھی بصد خوشی دنگل بیعدیل و نظیر پر بیٹھنا نازنینان پریزاد کا گروہ گروہ آنا بزم مسطور میں خوش ہو کے بیٹھنا نازنینان پریزاد کا یکے بعد دیگرے روبرو امیر ثانی و ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی وغیرہ کے رقص و نغمۂ دلفریب کرنا اہل بزم کا خوش ہو کے سننا کثرت خوشی سے مسکرانا وہ باغ پرستان کے گلوں کی بہار وہ شب ماہ وہ روشنی جھاڑ اور کنول وغیرہ کی وہ پریزادوں کا ٹھاٹھ وہ بناؤ سنگار انکا وہ مسکرانا اُنکا قیامت وہ ہنس دینا اُنکا غضب وہ برق دندان نمایان ستم اگر عشاق کشکے اُنکو بزم میں دیکھتے یا بنی آدم عاشق طبع اُس بزم میں ہوتے تو تبسم و خندۂ دندان نمائی برق سے خرمن حیات کو اپنی گنواتے چونکہ وہ بزم عشرت سب خورد و کلاں پاک دامن کی تھی کوئی کسی کو نظر بد سے نہ دیکھتا تھا وہ بزم عیش ایسی حسن دربائے حسینان و نازنینان پریزاد سے مملو تھی کہ نور افگن تھی ماہ شب چہاردہ اپنے حسن رخ کی آگے اُن پریزادان خوبرو کے چہرہ ہائے نورانی کے کچھ بھی حقیقت وصل نہ جانتا تھا اُنکے حسن دلفریب کو دیکھ کر شرمندہ و خجل ہو کے بار بار پردۂ ابر میں چھپ جاتا تھا پیر فلک گاہ چشمۂ قمر سے کبھی چشمان کواکب کی روشنی کے ذریعہ سے بنظر حیرت بزم مذکور کو دیکھتا تھا نوجوان نوجوان حسینوں کو دیکھکر رشک کرتا تھا سامان عیش و راحت و خوشی مشاہدہ کر کے آتش بغض سے جلتا تھا سامان دعوت و ضیافت امیر ثانی پر حسد کرتا تھا جب ایک پریزاد نے اپنی زبان میں یہ غزل بصد خوش الحانی گائی — غزل

خاک جلکر نہ کبھی خاطر غبار ہوا
تر بتر آنسوؤں سے دامن کہسار ہوا
اک دم بھی نہ دیا ساتھ میں تھا دل
رشتہ سبحہ مجھے رشتۂ زنار ہوا
اے تپ خاک نہ کچھ فیض کسی کو پہونچا

کچھ نہ ظاہر اثر اے آہ شرر بار ہوا
اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبوں سے علاج
گو کہ اکسیر ہے تو خلق میں نمودار ہوا
دشت میں کون اٹھیگا یہ مرے بعد الم
مثل غنچہ جو کوئی خلق میں بیدار ہوا

دشت گردی میں جو رہ پائی میں قتل سے جا
عشق کہتے ہیں جسے وہ مجھے آزار ہوا
عشق میں اپنی منزل یاد آتی ہے موقوف
سرکشی فرق کف پا سے سر ہر خار ہوا

سب سنتے لگے خصوص امیر ثانی

ہر ایک اشعار غزل سنکے خوش ہوگئے ملکہ آسمان پری و قریشہ ثانی بھی شادمان ہوئے اور تحسین
پریزاد مذکور کو انعام میں زر و جواہر دینے لگیں راوی بیان کرتا ہے کہ سات روز برابر صبح
و شام بزم عشرت مذکور آراستہ رہی نازنینان پریزاد بصد ادا و ناز و کرشمہ رقص و نغمہ
کیا کیں اہل بزم اُنکے ناچ گانے سے خوش ہوئے لطف زندگی اُنکے رقص و نغمہ خوش سے
شادمان ہو گئے اٹھایا کیے بعد سات روز کے وہ جشن ملکہ آسمان پری کے حکم سے موقوف
ہوا امیر ثانی نے ملکہ موصوف سے باادب کہا اب مجھکو رخصت کیجیے دو وجہ سے زیادہ یہاں
مقام میرا خوب نہیں ہے اول تو حال میرا میرے اہل لشکر زبانی خضران بن عمر و ثانی
کے سنکے متردد و محزون ہو گئے ہونگے ہر ایک کو یہ رنج ہوگا کہ افسوس پنجہ امیر ثانی کو اٹھا لے گیا
نہیں معلوم کہاں لیکر گیا امیر ثانی کو آگ نے نے ایذا دیا یا قید کیا کیا عجب ہے وہ سب بھی
کہتے ہوں کہ نہیں معلوم وہ پنجہ جو امیر ثانی کو اُٹھا کے لے گیا ہے کوئی ساحر تھا یا کوئی دیو تھا
یا جن تھا دوست تھا یا کہ دشمن تھا یہ باہم کہتے ہونگے اور غمگین ہونگے عجب نہیں کہ حکم بادشاہ لشکر
اسلام سے اکثر ہرکارے چہار طرف واسطے میری تلاش کے روانہ ہوئے ہوں کوہ کوہ صحرا
صحرا میری جستجو کرتے ہوں کسی کو کیا معلوم کہ آپ نے مجکو ایک دیو کے ذریعے سے کہ پنجہ بنکر گرا تھا
مجھے یہاں بلوایا دوسرے یہ کہ لشکر میرا بمقابلہ لشکر قتال آئینہ رو پڑا ہے لاجورد شاہ و صلصال
بن دال بن دیو بن شامہ جادو و تجگان و ظلمال نابکار بھی کہ یہ سب میرے اور میرے جملہ
مردمان سپاہ کے دشمن جانی ہیں وہیں موجود ہیں آمادۂ شر و فساد کفار ہیں بلکہ میری
وہاں موجودگی میں لڑائیاں ہوئیں بھی ہیں بہت کشت و خون گبر و مسلمان کا ہوا تھا بہت سے
سرداران نامی میرے لشکر کے عین جنگ میں پے در پے غائب بھی ہوئے ہیں نہیں معلوم انہیں
کون لے گیا عقاب تک وہ سرداران نامی و نامور نہیں معلوم داخل لشکر ہوئے یا نہیں نہ
معلوم اُنپر کیا گذری مجھکو ان سب کے گم ہو جانے کا سخت رنج و ملال ہے ہر چند یہاں آکے
بزم عشرت میں رقص و نغمہ نازنینان پریزاد کا سنا اور دیکھا اور انواع و اقسام کے عیش
و راحت موجود و مہیا ہوئے لیکن میرا غنچۂ دل افسردہ بخوبی شگفتہ نہ ہوا جب سے میں یہاں
آیا ہوں ہر وقت مجھے اُن سرداروں کا تصور رہتا ہے اور دشمنان مذکور کا خیال رہتا ہے
اُن کے شر و فساد کے خیالات سے دل کو تردد رہتا ہے کفاران مذکور میرے اور میرے
اُن سرداران لشکر کے وہاں موجودگی میں چنداں خائف و ترساں نہ تھے شر و فساد کرنے سے
باز نہ آتے تھے جنگ و جدال کرتے تھے مگر حکم اپنی لڑائی پر باندھے تھے اب تو اور بھی دلیر ہو

ہوں گے بیخوف وخطر لڑے ہونگے کیونکہ جب انکو معلوم ہوا ہوگا کہ فی زمانہ میر ثانی اپنے لشکر
مین نہین ہین بیچہ ان کو اٹھالے گیا ہی اور سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین تو ضرور ہی
انھون نے بربادی وتباہی لشکر اسلام کا ارادہ کیا ہوگا لڑے ہونگے میرے لشکریون کو
قتل وزخمی کیا ہوگا پس مجھ کو انھین وجوہ سے سخت تردد ہی چاہتا ہون کہ اب یہان سے
اپنے لشکر مین جاؤن حالات سے وہان کے آگاہ ہون لہذا مجھے اجازت جانے کی دیجیے بذریعہ
چند دیو مجھ کو میرے لشکر مین بمقام شہر تمثالیہ پہونچادیجیے گو مین یہان بیٹھا ہون مگر دل
میرا وہین ہی ملکہ آسمان پری نے جواب دیا ابھی تو تمھین یہان آئے چند روز ہوئے ہین
اس قدر پریشان خاطر کیون ہو چلے جانا مین جلد تر دیوؤن کے ساتھ تم کو تمھارے لشکر
کی جانب روانہ کرون گی دیو بآرام وراحت جلد تم کو تمھارے لشکر مین پہونچادینگے کچھ اندیشہ
کفار کے شر وفساد سے نہ کرو ان الطاف وعنایت خدا سے خیریت ہوگی اگر تم وہان نہین
ہو اور کچھ سرداران نامی لشکر مین نہین ہین تو اور تو سب موجود ہین دشمنون سے
اپنے لڑین گے انھین قتل کرین گے مین ابھی تمکو جانے نہ دونگی بعد ایک مدت کے مین نے تمھین
دیکھا ہی اور بضرورت تمھین بلایا ہی چندے یہان رہو پرستان کی سیر کرو باغستان
پرستان مین جاؤ محل اپنا ہملاؤ مین چند دیوؤن کو تمھارے لشکر مین روانہ کرکے وہانکی
خبر منگواتی ہون جو کچھ حال وہان کا ہوگا معلوم ہو جائے گا امیر ثانی نے بصد ادب
کہا کہ آپ بجا فرماتی ہین از راہ شفقت والفت سے مجھے جانے نہین دیتی ہین مین آپکی
ان عنایتون کا کیا شکریہ ادا کرون زبان میری ادائے شکر مین قاصر ہی لیکن میرا یہان
توقف کرنا اچھا نہین ہی باعث بربادی وتباہی میرے لشکر کا ہی اگر مجھ کو وجوہ مذکور
کا خیال نہوتا تو ہرگز بعجلت آپکی خدمت عالی سے نہ جاتا دو چار مہینے آپکی خدمت مین رہتا
بکر بطالب رخصت نہوتا یہان چندے بعیش وعشرت بسر کرتا کیا عرض کرون وجوہ
مذکورہ سے مجبور ہوکے رخصت طلب ہون بخوشی میر اکب دل چاہتا ہی کہ آپ سے جدا ہون
لاچاری سے جاتا ہون فی الحال کوئی کام میرا یہان رہنے سے نہین نکلتا ہی اور نہ نکلے کا کیونکہ
سریر بن قہقہہ کو ہلاک کر چکا ہون لشکر انکا قتل وتباہ ہو چکا ہی آپ کو اب کسی دشمن سے
بھی اندیشہ نہین ہی بیخوف وخطر براحت وآرام شب وروز بسر کیجیے مین انشاء اللہ بعد قتل
یا مسلمان کرنے تمثال آئینہ رود ولاجورد شاہ وصلصال وتختگان وغیرہ کے
یہان آؤنگا دیوؤن کو روانہ کیجیے گا وہ مجھے لے آئین گے مین یہان آکے پھر باطمینان
خاطر جب تک آپ کیجیے گا رہون گا شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون گا بالفعل وجوہ
مذکورہ سے زیادہ یہان رہ نہین سکتا ہون امیدوار ہون کہ آپ مجھے اجازت بخوشی
جانے کی دیدین ملکہ آسمان پری نے کہا ہر چند ہمارا دل نہین چاہتا ہی کہ تم کو اپنے پاس سے جدا
کرین لیکن تم نے وجوہ ایسے بیان کیے ہین اور اصرار اس قدر جانے پر کرتے ہو کہ مین تمھین
روک نہین سکتی لاچاری سے تمھین اجازت جانے کی دیتی ہون ہم سے اقرار کرو کہ

کہ

اب کب آؤ گے ہم کب دیوؤن کو واسطے تمھارے لے آنے کے روانہ کرین امیر ثانی نے بعد ادب کہا مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون کہ بعد فراغ جنگ انشاء اللہ حسب الطلب آؤن گا حاضر ہونے مین کوئی عذر نہ کرون گا ملکہ آسمان پری نے یہ سنکے اجازت جانے کی دیکے چار دیوؤن کو طلب کرکے تخت منگوایا جب وہ تخت لائے ملکہ آسمان پری نے اُن دیوؤن سے کہا تم امیر ثانی کو شہر تمثالیہ مین جہان ان کا لشکر پڑا ہے بآرام وراحت انکو پہونچا دو رسیدان کے پہونچنے کی ضرور لیتے آنا اثناے راہ مین ذرا بھی انھین تکلیف نہ دینا مثل میرے انکی خدمت کرنا انکے حکم کو ہمارا حکم جاننا اگر خلاف اس کے کروگے تو ایسی سزاے سخت تم کو دونگی کہ تم بھی یاد کروگے دیوؤن نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہماری کہ ہم خلاف حکم حضور کرین بآرام وراحت انھین ان کے لشکر مین پہونچا دینگے رسید انکے پہونچنے کی لاکے حضور کو دے دینگے ملکہ آسمان پری نے کہا ہان ایسا ہی کرنا خبردار خلاف اس کے نہ کرنا دیو یہ سُن کے تخت مذکور روبرو امیر ثانی کے لائے امیر ثانی ملکہ آسمان پری کو سلام کرکے قرلیشہ ثانی وغیرہ سے ملکے وداع ہوکے تخت پر بیٹھے ملکہ آسمان پری نے کچھ تحف پرستان اور میوہ تر وخشک دیا اور آبدیدہ ہوکے کہا جاؤ خدا حافظ وناصر امیر ثانی بھی شفقت والفت وصدمہ جدائی ملکہ آسمان پری پر نظر کرکے آبدیدہ ہوے دیو تخت اُٹھاکے اپنے کاندھون پر رکھ کر سوے فلک اُڑکر بلند ہوکر شہر تمثالیہ کی طرف چلے اب امیر ثانی تو اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین دیکھیے کب پہونچتے ہین بالفعل انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب حال اس نامہ بر کا لکھا جاتا ہے جو نامہ تمثال آئینہ رو لیکر بارگاہ سلیمانی مین روبرو بادشاہ لشکر اسلام آیا تھا اور جواب نامہ مذکور لے کر روانہ ہوا تھا وہ بعد قطع راہ روبرو تمثال آئینہ رو گیا جو کچھ بارگاہ سلیمانی مین جاکے دیکھا تھا اور سنا تھا عرض کرکے جواب نامہ پیش کیا تمثال آئینہ رو جواب نامہ سے آگاہ ہوکے ازحد برہم ہوکے کہنے لگا یہ بندے ازحد سرکش ہین مین ہر چند چاہتا ہون کہ راہ راست پر آئین مگر کسی طرح نہین آتے مین خراب انکو سزاے سخت دینا ضرور ہوا یہ کہکے حکم دیا اسی وقت ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بنام قرناے قوق میرے بندۂ خاص کے ملازمون اور معتقدون نے تعمیل اُسکے حکم کی کی جب صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو بجاے خبر رسانی مقرر تھے خبر نواخت طبل ونقارۂ جنگی لے کر بصد عجلت بارگاہ سلیمانی مین اُسوقت گئے کہ بادشاہ لشکر اسلام وجملہ سرداران موجودہ دربار بادشاہ موصوف مین بیٹھے تھے وقت شب کا تھا ایک پاس شب بھی نہ گذری تھی بادشاہ موصوف سرداران سپاہ موجودہ سے مخاطب ہوکے فرمارہے تھے کہ نامہ تمثال آئینہ رو کا آیا تھا جواب سخت لکھا گیا تھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ ابھی تک تمثال آئینہ رو نے طبل جنگ نہین بجوایا ہے سرداران سپاہ عرض کررہے تھے کہ اے بادشاہ دین پناہ تمثال آئینہ رو جواب نامہ سے آگاہ ہوکے رعب وخوف حضور سے ڈر گیا

ہوگا یا کوئی اور سبب ہوگا کہ اُسنے طبل جنگ نہین بجوایا ہی ابھی سرداران لشکر بادشاہ موصوف
سے بصد ادب دست بستہ عرض کر رہے تھے کہ ہرکارون نے حسب دستور مجرا گاہ پر سے
بصد ادب فدویانہ مجرا کرکے ثنا و دعاے بادشاہ لشکر اسلام بخوبی تمام کرکے دست بستہ
یون عرض کیا کہ ای بادشاہ ذیوقار و نامدار اسوقت تمثال آئینہ رو نے بنام قرنامے قوق
طبل جنگ نہایت بر ہم ہوکے بجوایا ہی ارادہ قرنامے قوق نابکار کا یہ ہی کہ وقت سحر
میدان کارزار مین آئے خدام حضور سے بر سر جنگ ہوئے اس خبر وحشت اثر کو سنکے عرض
حضور کیا باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے حکم دیا جاؤ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ
جنگی بجواؤ جو کچھ ہونے والا ہی ہوگا حال تقدیر سے انسان بیخبر ہی ہرکارے حسب الحکم
بادشاہ موصوف ہمراہ خضران بن عمر و ثانی کے گئے نقارخانۂ سلیمانی مین پہونچے نقارچیون
سے حکم بادشاہ بیان کیا انھون نے چند اشرفیان خضران کو بطور نذر دے کر چوب اٹھا کر
نقارۂ جنگی پر لگائی آواز نقارۂ جنگی و سلیمانی کی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے نقارۂ
رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ یقینی صبحکو پھر میدان جنگ مین جانا ہوگا قرنامے قوق سے لڑائی ہوگی
یہ سمجھ کے نہایت متردد ہوگئے ہر اک سوار و پیادہ جدا جدا تقریر کرنے لگا کوئی سوار کسی سے
کہنے لگا اسوقت یہ نقارۂ جنگی کیا بجا ہی گویا صداے کوس رحلت بجتے سنی ہی ہم تو آمادۂ مرگ
ہوگئے ہین راضی برضاے الٰہی ہین اس شب کو شب آخر حیات جانتے ہین کل صبح کو اپنا دنیا سے
سوے عدم کوچ ہوگا خداوند عالم ہم کو جنگاہ سے جانب عدم سرخرو طلب کرے یعنی ہم رہا جلد
کر دنیا سے سوے عدم جائین جنگاہ سے پیچھے پاؤن نہ ہٹائین میدان جنگ سے نہ بھاگین
ہاتھ سے کفار کے وقت بھاگنے کے نہ قتل ہون ہم سپاہی ہین ایک مدت سے سوارون
مین ملازمت کی ہی تلوار باندھی ہی نمک اپنے آقا و مالک کا کھایا ہی بہت سی لڑائیان لڑے
ہین اتنک میدان جنگ سے نہین بھاگے ہین کل بھی خدا ثابت قدم رکھے میدان جنگ سے
پاؤن ہمارا پیچھے نہ ہٹے یہ سر ہمارا تن سے جدا ہو جائے کچھ غم نہین مگر پاؤن عرصۂ میدان سے
پیچھے نہ ہٹے عزت و جوانمردی مین فرق نہ آئے بلا سے جان جائے وہ اُس سوار سے
کہنے لگا ای برادر یہ ہین کیونکر ثابت ہوا کہ یہ شب آخر حیات ہی وقت مرگ ضرور ہی قتل ہوگے
سوار مذکور نے جواب دیا ای برادر کچھ خود بخود دل کو ہمارے قتل ہو جانیکی خبر ہوتی ہی
وہ سردار زبردست ہی کہ جسکے ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہی کوئی پیادہ کسی پیادے سے کہنے
لگا آج آواز نقارۂ جنگی کیا مہیب ہی کہ پناہ بخدا اللہ خیر کرے نوبت قتل اہل اسلام نہ آئے پروردگار
عالم ہاتھ سے کفار کے بچاے سوار مذکور نکی سے کہنے لگا مرنے اور قتل ہونے کے کیا اندیشہ
جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا پیارے ہر اک واسطے مرنے کے ہی ابدی کوئی ہمیشہ بجز خدا کے نہ رہے گا
سب کو ایک روز فنا ہی بس قرنامے قوق کے ہاتھ اجل آئے یا اور کسی حیلے سے موت آئے
تو آہی گئے کیا چارہ تھا بے گریز ممکن نہین جنگ حریف سے ڈرنا اور ایسے کلمات زبان پر
جاری کرنا کہ جنھین سنکے اشخاص دیگر بھی بیدل ہون تم کو نہ چاہیے کیونکہ تمکو ہم خوب جانتے ہین

اکثر لڑائیاں لڑے ہو کوئی سوار کسی سوار سے گلے ملکے کہنے لگا کہ ای برادر ہم تم سے یہ وصیت
کرتے ہین ذرا غور سے بگوش دل سنو یاد رکھو صبح کو جب ہم دست کفار سے قتل ہو جائین تو ہمین
اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دے کے دفن کر دینا گھوڑا ہمارا اور سلاح جنگ لے لینا لاشہ ہمارا
تا دیر میدان جنگ مین پڑا نہ رہنے دینا پامال سم اسپان ہونے دینا وہ اُس سے کہنے لگا ای برادر
کیا کہتے ہو خدا وہ ساعت بد نہ دکھائے کہ ہم تمکو اپنے ہاتھ سے دفن کرین اللہ ہمکو قتل تمہارے
دنیا سے اٹھائے لاشہ تمہارا ہمین نہ دکھائے تم نے یہ وصیت کر کے ہمین رلا دیا ہم اقرار
کرتے ہین کہ اس تمہاری وصیت پر عمل کرینگے کیونکہ ہمکو اپنے زندہ رہنے کا کب یقین ہی غرض کہ
اسی طرح جملہ لشکریان اہل اسلام یاس و حسرت کے کلام کرنے لگے قرتاے قوق کے لڑنے سے
اور اُس کے شر و فساد سے تردد کرنے لگے بہت دلاورون نے غسل کر کے دعاے توبہ پڑھ
کے کفن پہن لیے اکثر دلاور اپنے احباب و اعزہ سے گلے ملکر وصیتین کرنے لگے لشکر مین
تہلکہ پڑ گیا ہر اک کی زبان پر یہی جاری ہوا کہ خدا خیر کرے کل قرتاے قوق کے سامنے
جانا ہی مقابلہ کرنا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی جان بچتی ہی یا نہین یہ کافر نہایت زبردست ہی کوئی حربہ
اسپر کارگر نہین ہوتا ہی روئین تن ہی سوا اسکے نہایت قوی ہی سو سرداران لشکر کو زخمی کر چکا ہی
راوی بیان کرتا ہی کہ جب نقارۂ جنگی بجایا گیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا
سرداران لشکر بارگاہ سلیمانی سے اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جا کے درستی آلات حرب و ضرب مین
مصروف ہوے سوار و پیادہ بھی باوجود بیدل ہونے کے یقین اپنے قتل ہو جانے کا
کر کے سامان جنگ کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے اُدھر قرتاے قوق اپنی
بارگاہ مین بیٹھا تھا اپنے سرداران سپاہ سے یون ہمسخن ہوا کہ صبح کو مین ہون اور یہ اہل اسلام
ہین دیکھنا کیسا لڑتا ہون کیونکر مسلمانون کو قتل کرتا ہون تو سہی کہ انکو شکست نہ دون میدان
جنگ سے بھگا نہ دون میدان جنگ کو لاشون سے بھر نہ دون بیزار ہون گا مین صبح تو ہو میدان
جنگ مین جاؤن تو جس عنوان سے اُس روز مین لڑا تھا اس طریقے سے کل نہ لڑونگا اور ہی
طرز سے لڑونگا جو سوچا ہون وہی کرونگا یہ کہکے ساقیان شوخ چشم کو طلب کر کے اُنکے ہاتھ سے
جام ہاے مے لے کر پی در پی شراب پینے لگا اہل بزم بھی اُسکے شراب پینے لگے بعد میکشی عالم
نشہ شراب مین زیادہ تر کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرنے لگا لاجورد شاہ و صلصال و
بجتگان وغیرہ سے مخاطب ہو کے کہنے لگا آپ صاحبون نے اکثر لڑائیاں دیکھی ہون گی بہت
سے سردارون کو لڑتے دیکھا ہو گا کل وقت سحر میری لڑائی بھی دیکھیے گا ایسا اہل اسلام سے
لڑونگا کہ کوئی بھی اُن سے یون نہ لڑا ہو گا لاجورد شاہ و صلصال و بجتگان تعریف اسکی جنگ کی
اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ عالم نشہ شراب مین بکتا ہی جو کہتا ہی کیا کر لیگا گو کہ سردار زبردست
ہی مگر جو دعوے کرتا ہی کر نہ سکیگا کیونکہ اہل اسلام وہ بہادر و دلاور ہین کہ مشہور جہان
ہین بھلا ایسے دلاورون کو یہ کیا تہ تیغ کریگا ممکن نہین کہ جملہ لشکر اسلام کو قتل کرے ہان
ہنگام جنگ کچھ اہل اسلام کو قتل و زخمی کریگا بہادر ہی دلاوری اپنی دکھائے گا آخر کار

ایک نہ ایک روز دست اہل اسلام سے مارا جائیگا اور بظاہر اُس سے یون کہنے لگے کہ بیشک
جو کہتے ہو وہی کروگے کیونکہ شجاع و بہادر ہو خاتمہ لشکر اسلام کا کردوگے کسی کو ان اہل اسلام
سے زندہ نہ چھوڑوگے کل ہی سب کا خاتمہ کردوگے فرمانے قوق یہ سنکے خوش ہونے لگا
اور کہنے لگا آپ حضرات نے میری تعریف واقعی کی ہی خداوند تمثال آئینہ رو نے مجھے ایسی
ہی شجاعت و قوت دی ہی مثل و نظیر میرا دنیا مین کوئی نہین ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی مین
دیو اور جن سے لڑ سکتا ہون انھین قتل کر سکتا ہون بذریعہ اخبار آپ صاحبون نے کیفیت
میری جنگ و جدال کی معلوم کی ہوگی مین وہ بہادر ہون کہ ہنگام جنگ شیر کو روباہ
جانتا ہون اور فیل مست کو پشہ تصور کرتا ہون کوہ کو کاہ خیال کرتا ہون صفوف لشکر دشمن
کو قطار چیونٹیون کی جانتا ہون تنہا لشکر گران سے بارہا لڑ چکا ہون لاکھون دشمنون کو
قتل و زخمی کر چکا ہون لشکرون کو میدان جنگ سے بھگا چکا ہون بڑے بڑے نامی و نامور
بہادرون کو قتل و زخمی کر چکا ہون سرکشان دہر و پہلوانان نامی میرے خوف سے تھراتے
ہین میرا نام سنتے ہی ڈر جاتے ہین اکثر بہادر میرے خوف سے دشت و کوہ مین مسکن
گزین ہین شاہان اولو العزم مجھ سے ڈرتے ہین بلکہ میرے مطیع ہین اگرچہ خراج نہین دیتے
مین کیا کہون اس زمانے مین رستم پیلتن اور اسفندیار روئین تن نہین ہین اگر وہ
ہوتے تو ان سے ضرور لڑتا ہنگام جنگ دونون نامردہ کو ہلاک کرتا جسطرح وہ مجھ سے
لڑتے مین اُن سے لڑتا رستم پیلتن اگر کشتی لڑتا تو مین بھی اُس سے کشتی لڑتا تھوڑی
دیر مین اُسے زیر کرکے سینے پر اُس کے سوار ہوتا خنجر اُس کے گلو پر رکھتا ارادہ اُس کے
ہلاک کرنیکا کرتا اگر وہ میری اطاعت اختیار کرتا تو اُسے قتل نہ کرتا چھوڑ دیتا اور اگر میری اطاعت
سے انکار کرتا تو سر اُسکا دھڑ سے علیحدہ کرتا اسی طرح اسفندیار روئین تن و سہراب و گیو و
برزو و فرامرز وغیرہ جوانان جنگی کو قتل کرتا افسوس اس زمانے مین کوئی ایسا بہادر نہین
ہی کہ جس سے مین لڑون اور مجھے لطف جنگ اُس سے حاصل ہو مانند میرے بہادر و شجاع
ہو مثل میری قوت کے وہ بھی طاقت دار ہو مانند میرے وہ بھی فنون جنگ سے ماہر ہو
دنیا ایسے شخص سے خالی ہی بجز میرے کوئی قاف سے قاف تک ہمثل و شجاع و بہادر
نہین ہی ہان مین نے سنا تھا کہ امیر ثانی کو اپنی شجاعت و بہادری پر ناز ہی فی زمانہ وہ بھی
اپنے لشکر مین نہین ہین مبتلائے غضب خداوند ہو گئے ہین کوئی پیچہ انھین اٹھالے گیا ہی اگر
وہ اپنے لشکر مین ہوتے تو اُن سے ضرور لڑتا اور ایک لمحہ مین انھین زیر کرکے اسیر کرکے واسطے
پرستش خداوند اور اپنی اطاعت کے اُن سے کہتا اگر وہ منظور کرتے تو فہو المراد ورنہ
اُسی طور سے انھین قتل کرتا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا اُنکے حال خراب پر نظر کرکے
افسوس کرتے مگر ذرا بھی رحم نہ آتا لاجور و شاہ و صلصال و بخنگان و خلخال تقریر اس
نابکار کی سن کے دل مین کہنے لگے نہایت یاوہ گو ہی بڑا دروغ گو ہی خلاف عقل گفتگو
کرتا ہی از حد کلمات کبر و نخوت و تعلی زبان پر جاری کرتا ہی ہنوز لاجور و شاہ و بخنگان

وغیرہ حسب الطلب بارگاہ قرتماسے قوق مین بیٹھے ہوے تھے شراب پی رہے تھے خیالات مذکور
کر رہے تھے جملہ کافران نابکار درستی آلات حرب وضرب مین مشغول تھے اودھر کفار اودھر اہل اسلام
درستی سامان جنگ کر رہے تھے کفار خوش تھے اہل اسلام کو بہت تردد تھا اکثر اہل اسلام دعائین
کر رہے تھے یہ گیر اور اہل اسلام انتظار صبح مین تھے ناگاہ سفیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا روے ماہ پر زردی
ظاہر ہوئی روشنی کم ہوئی ستارے بھی دریاے فلک مین ڈوب کے غائب ہونے لگے جو عیان تھے وہ مانند
چراغ سحری کے جھلملانے لگے خوف آمد شاہ خاور سے چھپنے لگے شاہ انجم بھی گریزان ہو کے چھپنے کی
فکر کرنے لگا نسیم سحر چلنے لگی طائران خوش الحان بولنے لگے موذن اذان سے بہرہ ور ہونے لگے
کفار موافق اپنے مذہب کے گھنٹ اور ناقوس بجانے لگے تاثیر نسیم سحر سے غنچے اغوش مین گل ہونے لگے
گل خودرو بھی دشت وصحرا مین شگفتہ ہونے لگے اہل اسلام نے آثار سحر فلک پر پا کے وضو کر کے
برجوع قلب نماز سحر پڑھی سجدہ اپنے معبود حقیقی کو کیا حمد خدا مین زبان کو متحرک کیا فریضۂ سحری
ادا کیا دعاے ترقی دین وایمان کی گناہون پر نظر کر کے ہاتھ سوے فلک اٹھا کے درگاہ خدا مین
آبدیدہ ہو کے عرض کیا کہ اے غفار الذنوب ہم گنہگار ہین توبہ اپنے گناہون سے کرتے ہین تو اپنے کرم
رحمت سے ہمارے گناہون سے درگذر توبہ ہماری قبول کر مقاصد دینی ودنیوی بھی ہمارے برلا
بعد ادا ے نماز جملہ اہل اسلام نے اپنے تن پر سلاح جنگ آراستہ کیے اسی اثنا مین بادشاہ لشکر
اسلام اپنی بارگاہ فلک جاہ سے مانند آفتاب عالمتاب برآمد ہوے سب نے خصوص سرداران
لشکر نے بقصد ادب مجرا وتسلیم بجالا کے شرف دید جمال بادشاہ دین پناہ بخوبی حاصل کیا بادشاہ
موصوف نے سلام سب کا لیکر اشارہ جانب جنگاہ چلنے کا کیا سب فی الفور مرکبون پہ سوار
ہو کے یمین ویسار بادشاہ کے ہوے سواری بادشاہ جانب نبرد گاہ چلی طبل خاص وعام اہل
لشکر ہمراہ رکاب ہوے اس وقت وہ نسیم سحر کا چلنا وہ صحرا کی فضا وہ سبزۂ شاداب کی
لہک وہ سواری بادشاہ کا جانا وہ لاکھون سوارون اور پیادون کا مانند مور وملخ کی جمعیت
سے باادب تمام ہمراہ سواری بادشاہ موصوف جانا قابل دید تھا جب سواری بادشاہ موصوف
کی میدان کارزار مین پہونچی سواری کے رکتے ہی سب ٹھہر گئے بادشاہ جہان پناہ انتظار آمد
لشکر کفار کرنے لگے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اس طرف سے آثار آمد لشکر کفار ظاہر ہوے گرد غبار
عظیم نمایان ہوا بعد تھوڑی دیر کے قرتماسے قوق ہمراہ لاجورد شاہ وصلصال وطلخان
نجتگان واپنے سرداران نامی کے جمعیت سپاہ کثیر میدان دار وگیر مین گینڈے پہ سوار
ہو کے بقصد کبر وغرور آیا سامنے لشکر اسلام کو دیکھ کر لاجورد شاہ وغیرہ سے ہنسکر کہنے لگا
شاید یہ اہل اسلام متمنی اپنے قتل وہلاکت کے بہت ہین کہ قبل میرے آنے کے میدان
کارزار مین آگئے ہین کوئی ان سے کہدے کہ گھبراو نہین امید تمھاری برآئی تم مین سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکے خاموش ہوا لاجورد شاہ نے کچھ جواب
نہ دیا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے حسب قاعدہ دستور پہلے درستی میدان
کارزار کی ہوئی پھر دونون لشکر عظیم کی حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی جب میمنہ ومیسرہ

قلب وجناح وکمین گاہ ہر اک سپاہ کا آراستہ ہوا لعب بازان دونوں لشکروں سے نقیب اور
اور کرشکیت مکمل کر میدان کارزار میں درمیان دونوں لشکر کے آئے پہلے نقیب نے جوانان لشکر اہل
اسلام سے مخاطب ہو کے یوں بآواز بلند کہا کہ اے دلاورو آگاہ ہو کہ یہ سرائے فانی لائق الفت
ومحبت نہیں ہے خاصان خدا نے بیشتر دنیا سے کراہت کی ہے عبادت الٰہی اختیار کی ہے دنیا چند
روزہ ہے اس کو بقا نہیں ہے اہل دنیا کبھی فانی ہیں کسی کو ثبات نہیں ہے اپنی حیات کا کسی
کو اعتبار نہیں ہے خاصان خدا نے موافق اپنے قدر و مراتب کے اطاعت خدا کی ہے اور
عبادت پروردگار شب و روز کی ہے تم موافق اپنی لیاقت کے اس دنیا میں کار خیر کرو
عاقبت کو اپنی درست کرو دنیا میں ایسے کام کر جاؤ کہ بعد تمھارے تم کو اہل جہان بہ نیکی یاد
کریں جو جو دلاور و بہادر ہوں وہ تمھاری دلاوری و جوانمردی کی ثنا کریں شجاعت کا تمھاری
ہر اک جلسہ و محفل میں ذکر کریں اہل اخبار اپنے اخبار میں حال تمھاری بہادری کا لکھیں ہم
جانتے ہیں کہ تم سب بہادر و دلاور ہو تمھارے جد و آبا بھی نہایت شجاع تھے آج کے روز
کہ مقابلہ کفار نابکار سے ہے ضرور بدلیرانہ اعدا سے لڑو گے میدان جنگ سے نہ ہٹو گے شجاعت
اپنی بہادران ہر دو سپاہ کو دکھاؤ گے بڑھ بڑھ کر لڑو گے شیرانہ نعرے کرو گے پیچھے
قدم نہ ہٹاؤ گے بڑھ کے تلواریں سر پر سینہ پر کھاؤ گے جرأت دکھاؤ گے حق
نمک آقا کا خیال رکھو گے بھاگنے سے مرجانے کو بہتر جانو گے یارو ثبات قدمی خوب ہے بھاگنا
سامنے سے حریفوں کے بہت برا ہے باعث ذلت و بدنامی ہے دیکھو قدم پیچھے نہ ہٹانا اپنی عزت
وآبرو کو بڑھانا گھٹانا نہ قتل ہو جانا گوارا کرنا یہ کہکے نقیب خاموش ہوئے کیکوس
نے لشکر کے جوانوں سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہا اے دلاوران ذی وقار و اے
بہادران نامدار آگاہ ہو کہ یہ سب اہل اسلام قابل قتل ہیں کیونکہ ہمارے اور تمھارے
خداوندوں سے منحرف ہیں خداوند کو برا کہتے ہیں شان میں خداوند کی کلمات بیہودہ
نامناسب اپنی زبان پر جاری کرتے ہیں نہایت یہ لوگ سرکش ہیں خداوند کو ستاتے ہیں ایذا رسانی
پر کمر باندھے ہوئے ہیں خداوندان سے نہایت آزردہ ہیں کہتے ہیں کہ ہم انکو غارت و برباد کرینگے
کسی کو ہاتھ سے دست قہرنا سے سوا اپنے بندۂ خاص کے زندہ نہ رکھینگے سب کو قتل کرائینگے لہذا
تم بھی ان لوگوں سے بیزاری اختیار کر کے ہنگام جنگ مطلق رحم انپر نہ کرنا بڑھ بڑھ کر تیغ
کرنا خونریزی انکی باعث ثواب عظیم جاننا جہانتک ممکن ہو کسی مسلمان کو ان میں سے زندہ
نہ چھوڑنا اگر کوئی مسلمان زخمی ہو کے زمین پر گرے اُسے بھی نیم جان نہ چھوڑنا گھوڑے اُس پر
دوڑا دینا تا کہ مرجائے گوشت استخوان ریزہ ریزہ ہو جائے اس فعل سے تمھیں ثواب بہت
ملے گا خداوند تم سے خوش ہونگے عمر و دولت تمھاری جسقدر ہے اس سے کئی حصے بڑھا دینگے
دیکھو جوانمردی کرنا جان کے خوف سے نہ بھاگنا خداوند کو ناخوش نہ کرنا ورنہ خداوند تم کو
اپنے قہر و غضب میں مبتلا کرینگے آگے تم کو اختیار ہے سامنے خداوند بالائے قسطیل دریچے میں
آج پھر تشریف رکھتے ہیں دیکھو وہ سامنے بیٹھے ہوئے اسی طرف دیکھ رہے ہیں نقاب

مجھ پر پڑی ہو اسی سبب سے ہم انکو دیکھ رہے ہین اگر نقاب مجھ پر نہوتی تو کبھی نہ دیکھ سکتے فی الفور
غش آجاتا پس خداوند کے سامنے ایسے افعال نیک کرنا کہ خداوند دیکھکر خوش ہون افعال نیک
سے مراد یہان یہ ہو کہ دلیرانہ اہل اسلام سے لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا اہل اسلام پر رحم نکرنا اسی طرح
بہت سے ہین تم خود عاقل ہوجانتے ہو تمھین سمجھانا ایسا ہو جیسے لقمان کو حکمت کا سکھانا اسوقت
جو تم سے یہ کہا گیا اور ہدایت لڑنے کی کی گئی یہ احتیاطاً کی گئی ہو کہ ہم اسی کام پر تعین ہین یہ کہکے
کوکیت درمیان سے دونون لشکرون کے چلے گئے نقیب بھی درمیان سے دونون سپاہ
کے ہٹ گئے دلاوران ہردو سپاہ اول تو پہلے ہی سے آمادۂ جنگ وجدال تھے نقیب اور
کوکیتون کے آمادۂ جنگ کرنے سے اور انکی تقریر سننے سے اور بھی زندگی سے بیزار ہوئے لڑنے
اور مرنے پر تیار ہوے تیغ زنون نے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے کمانداروں نے
دوش سے کمان لی ترکش سے تیر نکالے تیر اندازی پر لیس ہوے علمدارون نے علمون کو جلوہ
دیا باجے جنگی لشکرون مین بجے ان باجون کی آواز سنکے دلاور دست ہوگئے کچھ ہوش سوا لڑنے کے
نرہا ہنوز یہ حال جوانان ہردو لشکر کا تھا کوئی صف لشکر سے باہر نکلا تھا ناگاہ قرناے قوق
گیسنڈے کو بڑھاکے اپنے لشکر سے نکلا بصد کبر و غرور مانند فیل مست کے جھومتا ہوا
درمیان دونون لشکرون کے آیا گینڈے کو روک کے فنون جنگ سب کو دکھاکے نیزہ اٹھا
کے گینڈے کو روک کے باواز بلند کہنے لگا کہ اے گروہ اہل اسلام تمکو بہت ہدایت کی گئی تھی ہدایت
قبول نہ کی سرکشی سے باز نہ آئے خیر تمنے اپنے حق مین اچھا نہ کیا اپنی قضا کے خود طالب ہوے
تم مین کون ایسا جان سے عاجز ہو کہ اکیدم زندہ رہنا اختیار نہ کرے اور مجھسے آکے لڑے مین
اُسے راہ عدم بتا دون وہ جلد سوے عدم چلا جاے ذرا بھی دیر نہ لگائے یہ کہکے خاموش
ہوا ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے مڑکر دیکھا فی الفور غضنفر نامی ایک سردار نامی صف لشکر
سے نکل کر مرکب سے اترکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور دست بستہ طالب اجازت
جنگ ہوا بادشاہ موصوف نے اجازت حرب دے کر فرمایا اے غضنفر گو کہ تم شیر بیشۂ جرأت
وشجاعت ہو لیکن حریف تمھارا قرناے قوق ازحد زبردست ہے بہت ہوشیاری سے
مقابلہ و مجادلہ کرنا اُس نے عرض کیا خداوند عالم حافظ حقیقی ہے حریف سے مجھے بچائیگا
بعد خداوند عالم کے حضور کا اقبال میرا معین ومددگار رہیگا حتی الامکان حریف سے لڑونگا
اور اُسے قتل کرونگا سر تن سے جدا کرکے براے نذر حضور لاؤنگا بادشاہ موصوف گفتگوے
غضنفر سے کہ نہایت شیرین زبان تھا بہت خوش ہوے پھر اشارے سے کہا بسم اللہ
جاؤ حریف منتظر ہے غضنفر سلام کرکے جلد مرکب پر سوار ہوکے شیرانہ روبرو اسکے گیا اور طالب
ضرب ہوا اُسنے پوچھا اے جوان تیرا نام کیا ہے تجھے کچھ اندیشہ اپنی جان کا نہوا مجھسے لڑنے کے
واسطے چلا آیا غضنفر نے جوابدیا اے قرناے قوق آگاہ ہو کہ میرا نام غضنفر ہے شیر بیشۂ
جرأت ہون شجاعت سے میری خاص وعام واقف ہین مین ہنگام جنگ شیرون کو زیر کیا
جانتا ہون ہیبت سے بہادر مین نے تیغ کئے ہین تیری کیا حقیقت ہے تمکو ایسے بزدل سے

کیا ڈرتا اپنی جان کا کیا اندیشہ کرتا مین اسواسطے آیا ہون کہ تجھ سے مقابلہ کرکے سر تیرا شمشیر آبدار
سے کاٹ کے نیزے پر بلند کرکے واسطے نذر اپنے بادشاہ لشکر کے لیجاؤن دلاوری میری بے
وقت جنگ تجھ پر ظاہر ہو جاوے گی او کافر بس فیروزہ کر نیزہ جو تیرے ہاتھ مین ہے مجھے لگا فن
نیزہ بازی دکھا جنگ آغاز کر یہ میدان نبرد ہے یہان لڑنا چاہیے بزم نہین ہے کہ باہم تا دیر
گفتگو کرنا چاہیے قرناے قوق نے یہ سنکے نہایت برہم ہوکے خبردار خبردار کہہ کے گھوڑے
کو بڑھا کے فن نیزہ بازی دکھاے وار نیزے کا سینے پر کیا ادھر اس بہادر نے اس کی
سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا دونون سنانون کے رگڑنے اور رگڑنے سے
شعلے پیدا ہوئے دیکھنے والون نے تعریف کی بعد روکنے ضرب نیزہ کے غضنفر نے خود بھی نیزے
کا وار کیا اُس نے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوئی انجام کار اس
بہادر نے ایک سیند نادر بابندہ کر سنان نیزہ حریف کی نکالدی وہ مانند تیر شہاب چمکتی ہوئی
دور جا کے گری اہل اسلام نے خوش ہوکے باواز بلند تعریف کی کفار کو صدمہ ہوا خصوص قرناے قوق
کو بہت صدمہ ہوا خجالت سے سر جھکا لیا دل مین کہا یہ اہل اسلام فن نیزہ بازی سے
خوب ماہر ہین اب کبھی انسے نیزے سے نہ لڑون گا سر میدان ذلت گوارہ نہ کرون گا یہ کہہ
کے سر اٹھا کے نہایت برہم ہوکے قبضہ تیغہ گران پر ہاتھ ڈال کے تیغہ تیز و گران کو نیام سے کھینچا
اور غضنفر سے مخاطب ہوکے کہا ای جوان نیزہ میرا بوسیدہ تھا اس وجہ سے سنان نکل گئی
میری قوت مین کمی نہین ہے اگر تو نے میرے ہاتھ سے سنان نیزہ نکال دی ہے تو مین بھی تیرے
تن سے تیری روح نکالے دیتا ہون ہوشیار ہوجا وار اس تیغہ آبدار و گرانبار کا کرتا ہون
یہ کہکے ضرب تیغہ گران سر پر لگائی ادھر اس بہادر نے سپر اٹھائی اتفاق سے اُسی وقت
پاؤن گھوڑے کا ایک موش خانے مین جا رہا گھوڑا گرنے لگا جب تک غضنفر مرکب
کو سنبھالے ہاتھ کو اپنے جس مین سپر تھی سیدھا رکھے سپر بالاے سر لائے تیغہ سر پر پڑ ہی گیا
اور تا جبین خود وغیرہ کو کاٹ کر اتر آیا غضنفر نے اُسی حالت مین دستانہ مارا تیغہ تو سر
سے نکل گیا لیکن زخم سر سے خون اس قدر نکلا کہ سراپا نہا گیا ضعف سے غش آنے لگا باگ
مرکب کی ہاتھ سے چھوٹنے لگی اُسوقت قرناے قوق نے گھوڑے کو بڑھا کے چاہا کہ سر
حریف تن سے جدا کیجیے ناگاہ باشارۂ بادشاہ لشکر اسلام سے کیخسرو واسطے مدد غضنفر
کے گیا اور قرناے قوق کے شر سے اُسے بچانے لگا قرناے قوق نے اپنے سرداران
لشکر کی طرف دیکھ کر اشارے سے کہا تم مع سپاہ بڑھ کر یہ جوان جو اب آیا
ہے اسے گھیر کے قتل یا اسیر کرو مین غضنفر کو تیغ کرون سرداران نابکار اسکے اشارے
سے بجمعیت سپاہ کثیر بڑھے کیخسرو کو چار طرف سے گھیر کر نیزہ و تیر و شمشیر لگانے لگے
وہ بھی شیرانہ و دلیرانہ ان سے لڑنے لگا بادشاہ لشکر اسلام نے جب دیکھا کہ ان کافرون
نے بجمعیت سپاہ کثیر کیخسرو کو گھیرا ہے ارادہ قتل کیخسرو و غضنفر کا کیا ہے تاب تحمل
نہ لا کر اپنے لشکر کے سرداران سے اشارہ بڑھنے کا کیا بمجرد اشارہ جملہ سرداران

سپاہ مع لشکر آگے بڑھے جب دو دریائے لشکر باہم مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا
سیاہ سپرون کی اُٹھی بہادران ہر دو لشکر مانند رعد کے آواز بلند نعرے کرنے لگے بارش تیر
ہونے لگی قصرہائے تن اُس بارش باران تیر مین برابر گرنے لگے دریائے خون کافر و اہل
اسلام میدان کارزار مین جاری ہوا لاشے پر لاشہ گرنے لگا جا بجا ڈھیر سرون کے انبار
لاشون کے ہونے لگے دلاور بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی دلاوران
ہر دو سپاہ قتل و زخمی ہونے لگے گھوڑے سواران مقتول کے لئیے سوارون سے جدا ہو کے
عرصۂ جنگ مین دوڑنے لگے سوا اُن مرکبون کے اہل لشکر کے مرکبون کی دوڑ دھوپ سے
ایسا غبار بلند ہوا کہ میدان کارزار نظر سے گویا پنہان ہو گیا اُس تاریکی غبار مین دوست اپنے
دوست کو اپنا حریف جان کے قتل کرنے لگے عزیز اپنے عزیز کو اپنا دشمن خیال کرکے ہلاک کرنے لگے
فرزند کو پدر پدر کو فرزند قتل و زخمی کرنے لگا ایسے وقت مین لاجورد شاہ اور صلصال کو
بھی شوق جنگ ہوا باہم کہا اگر اسوقت اہل اسلام پر اس پہلو کی طرف سے حملہ کیا جائے تو خوب
ہو ضرور پاؤن اہل اسلام کے اُکھڑ جائینگے ہزارہا مسلمان قتل بھی ہونگے یہ مشورہ کرکے
جنگان سے پوچھا کہ ہماری یہ راے ہے تو کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا راے آپ کی اچھی ہے
مین پسند کرتا ہون تامل نہ کیجیے بجمعیت سپاہ اس جانب سے حملہ کیجیے اہل اسلام غافل ہین اس
پہلو کی جانب سے شاید شبخون مین مجھے یقین ہے کہ اگر اسی جانب سے اہل اسلام پر حملہ کیا
جائے گا تو ضرور فتح حاصل ہوگی لشکر اسلام کو شکست ہوگی ہزارہا اہل اسلام کام آئینگے
درمیان سے دونون لشکرون کے نکل کر کہان جائینگے لاجورد شاہ و صلصال
جنگان سے راے لے کر بجمعیت فوج کثیر اُسی پہلو کی طرف سے اہل اسلام پر عالم غفلت مین
حملہ آور ہوے اہل اسلام فوج قرناے قوق سے لڑ رہے تھے اُنکو قتل کر رہے تھے خود بھی
زخمی ہو رہے تھے کثرت غبار سے گھبرائے ہوے تھے اپنی پشت و پہلو کی جانب سے غافل تھے
یہ خیال نہ تھا کہ لاجورد شاہ و صلصال پشت و پہلو کی جانب سے حملہ آور ہونگے مکر و فریب
رچینگے عوض کسی زمانے کی ایذا رسانی کا لینگے دیرینہ عداوت کو ظاہر کرینگے یہی
غفلت حق مین انکے مضر ہوئی یعنی باعث قتل و شکست ہونے کا ہوئی کہ جب لاجورد شاہ
و صلصال نے پہلو و پشت کی جانب سے حملہ کیا اہل اسلام کو تردد ہوا الیقین اپنے قتل کا ہوا
درمیان مین دونون لشکرون کے آگئے لاجورد شاہ و صلصال ہمراہ اپنی سپاہ کے اُنھین
قتل کرنے لگے کچھ اہل اسلام نے رخ اُنکی طرف کیا کچھ اہل اسلام قرناے قوق سے لڑا کیے
قرناے قوق نے اس لڑائی مین ہزارہا اہل اسلام کو قتل و زخمی کیا راوی ناقل
ہے کہ جب اہل اسلام بہت مضطر ہوے یکبارگی لاجورد شاہ و صلصال پر حملہ آور ہوے
بعد جنگ عظیم لاجورد شاہ و صلصال کو ہٹا کے شکست دے کے ہزارہا کافرون کو قتل
کرکے متوجہ جانب قرناے قوق ہوے تا دیر اُس نابکار سے اور اُس کی سپاہ سے
لڑا کیے شجاعت و جوانمردی دکھایا کیے ثبات قدمی اختیار کیا کیے سپاہ تو سے قتال آئینہ رو

نے قیطول پر سے جنگ دیکھکر نہایت برہم ہو کے چند سرداروں کو جمعیت دس لاکھ سواروں کے
روانہ کیا وہ جلد آکے شریک قرنامے قوق ہوئے اور اہل اسلام کو تازہ دم آکے قتل کرنے لگے اب
اہل اسلام پسپا ہونے لگے یہانتک پسپا ہوئے کہ میدان جنگ کے قریب جو ایک پہاڑی
تھی اُس پر برائے حفاظت جان چڑھ گئے قرنامے قوق نے چاہا تو اُس پہاڑی پر جانے
کا ارادہ کیا جب اہل اسلام نے بارش تیر سے ہزاروں کافروں کو ہلاک کیا اور مردمان سپاہ
کفار کو پہاڑی پر نہ آنے دیا قرنامے قوق نے قریب شام اپنے دل مین کہا کہ آج بارگاہ
وخیام اہل اسلام کے لوٹ لینا چاہیے اور انکو اسی پہاڑی پر رہنے دینا چاہیے یہ اس پہاڑی
سے کہان جاینگے آج صبح سے اسوقت تک لڑتے لڑتے تھک گیا ہون کل اس پہاڑی پر حملہ کرکے
جملہ اہل اسلام باقی ماندہ کو قتل کرونگا یہ خیال کرکے اپنے افسران فوج سے کہا بارگاہ سلیمانی
وتمامی خیام وبارگاہ وجملہ مال واسباب اہل اسلام پر قبضہ کرلو جبتک تم مال واسباب
کو غارت کرو مین اہل اسلام سے لڑتا ہون افسران سپاہ نے تو اُسکے حکم کی تعمیل کی لیکن
یہ نابکار مصروف جنگ رہا ارادہ پہاڑی پر جانے کا کرتا رہا اُس وقت اہل اسلام
نے دعای تیر دعاے اہل اسلام اسطرح ہدف مراد پر بیٹھا کہ قرنامے قوق مع اپنی
تمامی سپاہ کے اُس پہاڑی کے گرد سے ہٹکے قسیم بن قہقہہ بیک حبشی اپنے ایک سردار سپاہ
کو چالیس ہزار سوار دیکر بارگاہ سلیمانی وغیرہ اسباب ومال اہل اسلام کے لے لینے پر مقرر کرکے
جانب قیطول روانہ ہوا اہل اسلام خوش ہوے سجدہ شکر خدا کیا ادھر قسیم بن قہقہہ
بیک حبشی بارگاہ سلیمانی وجملہ خیام وبارگاہ ومال واسباب اُٹھالون پر بار کرا کے نہایت
شاد وخرم آہستہ آہستہ سوے قیطول چلا اُس وقت اہل اسلام نے پہاڑی سے اُترنے
کا ارادہ کیا تھا بادشاہ لشکر اسلام کے حکم سے قصد کیا تھا کہ قسیم بن قہقہہ بیک حبشی
سے لڑ بھڑکر بارگاہ سلیمانی وغیرہ مال واسباب کو چھین لین ہنوز پہاڑی سے
نہ اُترے تھے فقط ارادہ اُترنے کا کیا تھا ناگاہ جانب صحراے غبار بلند ہوا اہل اسلام اور
قسیم بن قہقہہ بیک حبشی وغیرہ تمامی کفار جانب غبار دیکھنے لگے اہل اسلام سمجھے کہ لشکر کفار
آتا ہے کفار نے خیال کیا کہ یا تو آندھی اس طرف سے آتی ہے یا کوئی معین ومددگاران
مسلمانون کا آتا ہے لہذا جلد راہ طے کرکے زیر قیطول پہنچ جانا چاہیے یہ تجویز کرکے سب
کفار ساتھ قسیم بن قہقہہ بیک حبشی سردار اپنے کے جلد تر جانب قیطول چلے ہنوز تھوڑی
دور گئے تھے کہ غبار ہوا سے دفع ہوا اہل اسلام نے دیکھا کہ ایک نقابدار گوہرپوش
چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے آتا ہے اس کے جلد آنے سے ثابت ہوتا ہے کہ نہایت
برہم ہے بادشاہ لشکر اسلام بھی اُس نقابدار کو دیکھنے لگے کفار بھی نقابدار کو دیکھکر
حیران ہوے فکر وتردد کرنے لگے باہم کہنے لگے یہ نقابدار گوہرپوش نہیں معلوم کون
ہے نہایت جلد آتا ہے کفار یہ کہہ رہے تھے کہ نقابدار مذکور نے دور سے یہ نعرہ کیا کہ اے
کافران بیحیا کہان جاتے ہو کہ مین آپہونچا مین نے تمھارے شر وفساد کی خبر سُنی

تھی الحمدللہ کہ وقت یہ آیا تم کو یہان پایا بارگاہ سلیمانی و دساویہ ... انی کو تم لیجانے نہ پاؤ بہتر
یہ ہی کہ تمام مال و اسباب میرے حوالے کردو ورنہ پچتاؤ گے قسیم بن قہقہہ ... حبشی کہ سردار زبردست
تھا نعرہ نقابدار کا سنکے برہم ہوکے پکارا او نقابدار تو کیا بیہودہ بکتا ہی اگر ... گی چاہتا ہی تو اس
خیال محال سے باز آجس طرف سے آیا ہی پلٹ جا ارادہ مجھسے لڑنے کا ... گز یہ اسباب
و مال تجھے نہ دونگا خدمت خداوندی مین لیجاؤنگا نقابدار موصوف یہ سنکے ... ار قریب
اسکے آکے سد راہ ہوا قسیم بن قہقہہ یک حبشی نے بڑھکے نیزہ مارا نقابدار نے چالاکی ... نیزہ
اسکے ہاتھ سے چھین کے اسکی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر کرکے پشت زین سے ...
اٹھا لیا فوج اسکی واسطے بچانے کے بڑھی ادھر سے سواران لشکر نقابدار بڑھے لڑائی ہونے لگی تلوار
چلنے لگی سواران لشکر نقابدار کفار کو قتل کرنے لگے نقابدار نے قسیم بن قہقہہ یک حبشی کو اسکے
سر سے بلند کرکے گردش دیکے پوچھا او گبر کیا کہتا ہی اطاعت میری اختیار کریگا اسنے انکار کیا
نقابدار نے اسے اس طرح خاک پر پٹکا کہ وہ پیوند خاک ہوگیا بعدہ لشکر کفار پر حملہ کیا بیدینون
کو قتل کرنا شروع کیا اہل اسلام نے اس پہاڑی پر سے دیکھا کہ یہ نقابدار اس طرح
لشکر کفار پر حملہ کرتا ہی کہ جیسے شیر گرسنہ گلۂ گوسفند پر حملہ کرتا ہو ابھی اہل اسلام دیکھ رہے تھے
اور تعریف شجاعت نقابدار کی کر رہے تھے کہ نقابدار نے بہت سے کفار تہ تیغ کیے تھوڑے
کا فر تاب جنگ نہ لاکے بے اختیار بھاگے نقابدار نے انکا تعاقب نہ کرکے بارگاہ سلیمانی و دیگر
اساسۂ صاحبقرانی کو لیکر قریب پہاڑی کے آکے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام اس مال و اسباب
کو لیجیے یہ میری امانت ہی اپنے پاس رکھیے وقت پر مجھے دیدیجیے گا مین اسکا مالک و مختار ہون
اب یہ تمام مال و اسباب میرا ہی چونکہ فی زمانہ امیر ثانی لشکر مین نہین ہین مین اس اسباب کو
اپنے ہمراہ نہین لیے جاتا ہون انکی موجودگی مین کسی روز آکے لیجاؤنگا مکرر کہتا ہون کہ یہ
اسباب میرا ہی مین نے کفار سے بزور شمشیر و بقوت بازو چھینا ہی اس کو اپنے قبضے مین رکھیے گا
کسی کو نہ دیجیے گا بادشاہ لشکر اسلام نے پوچھا اے نقابدار گوہر پوش تم نے اس طرف
آکے کار نمایان کیا ہی اپنے نام سے آگاہ کرو نقابدار نے جواب دیا مین ابھی اپنے نام سے
آگاہ نہ کرونگا آپ اس اسباب کو منگوا لیجیے یا پہاڑی سے اترکر اس اسباب پر قبضہ کیجیے بادشاہ
موصوف نے پہاڑی سے مع سپاہ اترکر اس اسباب پر قبضہ کیا نقابدار گوہر پوش اسباب مذکور
سپرد کرکے سوئے صحرا روانہ ہوا تھوڑی دیر مین نظر سے غائب ہوا اہل اسلام نے تمام اسباب
پاکے شکر خدا کا کیا ادھر وہ کفار جو بھاگے تھے قریب قرناسو قوق کے پہونچے قرنابن کوکب
عقرب چشم با فتح و فیروزی خوش و خورم چلا آتا ہی کہ یکایک کچھ لوگ سامنے سے بھاگے ہوئے
آئے اس طرح کہ سانسین پھولی ہوئین ہانپتے ہوئے پسینے مین غرق خاک مین آلودہ سپرین
پشت پر لیے ہوئے سب علامات لشکر ہزیمت یافتہ کے پائے جاتے ہین قرنابن کوکب عقرب
چشم نے غور سے جو دیکھا تو اسی کے لشکر کے لوگ تھے قرناسو قوق نے گھبرا کر پوچھا کہ خیر تو ہے
اس طرح بدحواس تم لوگ کیون بھاگے چلے آتے ہو انھون نے بیان کیا کہ ہم لوگ بارگاہ مین لیے

ہوئے چلے آتے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اوڑی اور ایک نقابدار گوہر پوش پیدا ہوا ہمارے
سردار کوتو کا مقابلہ ہوا افسر ہمارا مارا گیا نقابدار نے بارگاہیں چھین لیں اور کوہ پر چلا گیا لشکر
اسلام کے سپرد کر دیا یہ سنا تھا کہ قرنامے فوق کو نہایت طیش آیا اور اسی وقت باگ گھوڑے
کی پھیری لیکن یہ حال جس وقت بختکان نے سنا صلواۃ پڑھی اور کہا کہ ان کے مددگار
ایسے ایسے بہادر بہت سے پڑے ہیں انکا کوئی کیا کر سکتا ہے اور انکی شکست تو فتح کی نشانی ہے
ادھر کوئی آفت انگیز پڑی اور بظاہر بے دست نظر آتے کوئی نہ کوئی آسمان سے پیدا ہو جاتا ہے
زمین سے نکل آتا ہے یہ بات تمثال آئینہ رو کے خلاف گذری اور اسی وقت حکم دیا صلصال
کو کل لشکر جائے اور کوہ کا محاصرہ کرکے کل سب کو قتل کر ڈالو اس کے بعد پرسوں بیابان
حشر میں قیدیوں کا انصاف بھی ہو جائے گا لاجوردشاہ کو سالار لشکر کرکے طرف کوہ کے
روانہ کیا اب قیطول پر سوا تمثال آئینہ رو کے اور وزیر قیطول بجز رعایا کے کوئی نظر نہیں آتا
کئی کروڑ کی جمعیت جانب کوہ چلی ہے لیکن سب کے آگے آگے قرنامے کوک عقرب چشم جاتا ہے
جس وقت قریب کوہ پہونچا حکم دیا کہ محاصرہ کر لو ایک لاکھ سوار کی جمعیت اس کے ساتھ
بھی ہے سب نے کوہ کا محاصرہ کر لیا ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ
خدا پرستان خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ میں وہی شخص ہوں جو ابھی سب کو زخمی
کرکے بارگاہیں چھین لے گیا تھا مگر نہیں معلوم کہ یہ نقابدار گوہر پوش اجل رسیدہ کہاں سے
آیا تھا جو میرے سردار کو قتل کرکے بارگاہیں چھین لے گیا بھیجو اسکو کہ میرا مقابلہ کرے ورنہ میں خود
آتا ہوں لوگوں نے جواب دیا کہ نقابدار بہادر تو چلا گیا جس وقت وہ ہوگا اس وقت تو یہ
کلام کرنا دیکھ لینا کہ تیرے کیسے پھاڑ کے رکھ دیگا تو اس شیر بیشۂ شجاعت کا نام اس بے ادبی سے
لیتا ہے قرنامے فوق نے یہ سنکر جواب دیا کہ خیر آج کی شب میں تمھیں اور مہلت دیتا ہوں
کہ اپنے نشیب و فراز کو خوب سمجھ لو یا تو کل صبح تک سجدہ کرو خداوند تمثال آئینہ رو کو ورنہ
خداوند تمھارے حق میں تقدیر موت کر چکا ہے کل سب کو قتل کر ڈالونگا کیونکہ ملک الموت
قدرت میں ہوں اور اتنی مہلت اس وجہ سے اور بھی دیجاتی ہے کہ شاید وہ نقابدار کل پھر
تمھاری مدد کے واسطے آئے تو اسے قتل کروں اپنے سردار لشکر کا بدلا لوں لوگوں نے کوہ پر
سے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے تیرا جی چاہے ابھی آ جا ہے کل آنا جس وقت تو آئیگا ہم
تیرا سامنا کرنے کو موجود ہیں اور نشیب و فراز کو تو دیکھ کہ ہم اب بھی تجھ سے بلندتر ہیں کہ کوہ
پر ہیں اور تو ہم سے پست ہے اسی طرح انشاء اللہ تیرے حوصلوں کو بھی پست کر دیں گے قرنامے
فوق تو میدان جنگ سے واپس ہو کر داخل بارگاہ ہوا اس کے بعد لشکر تمثال آئینہ رو آ کر
اترنے لگا ہنوز رسد لگی ہوئی ہے تانتا بندھا ہوا ہے غول کے غول غٹ کے غٹ پرے کے
پرے قشونوں کے قشون دستے کے دستے شام تک آیا کیے شب کو یہ حالت تھی کہ صحرا ایک ہول خیز
غولوں کا جنگل معلوم ہوتا تھا ہر چہار جانب مشعل جلتے تھے اور مشعلوں کی روشنی سے ایک آگ لگی ہوئی
تھی لشکر برابر چلا آتا تھا اور خیمہ زن ہو رہا تھا یہاں تک کہ لاجوردشاہ بڑے سامان سے

ساتھ اس کے صلصال بن دوال بن دیو بن شامہ جادو بھی آگر اترا خیمہ برپا ہوا لاجورد شاہ
تخت پر آکر بیٹھا گرد سرداروں کا ہجوم ہوا قرنا بن کوک عقرب چشم سب سے بالا دست بیٹھا
ہوا تھا تکبر و نخوت سے مست و بیخود ہو رہا تھا یکایک جام بادۂ ناب گردش میں آیا قرنا ے
فوق نے دو چار جام پیئے جس وقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
کل اس کو صاف کرکے قصہ ان مسلمانوں کا پاک کردوں اسی وقت حکم کے موافق نقارۂ رزمی
پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی وہاں بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہیں زخم سر پر پٹی چڑھی
ہوئی ہے تاج کا بار شاق گذر رہا ہے چہرہ اداس طبیعت متفکر کبھی ان سرداروں کا خیال آتا ہے
جو قید ہیں کبھی امیر کشور گیر کے واسطے دل گھبراتا ہے کہ نہیں معلوم کس حالت میں ہیں
اور کہاں ہیں چند سردار جو باقی رہ گئے تھے ان میں سے اکثر زخمی ہیں جو دو ایک باقی
بھی ہیں وہ قرنا ے فوق کے ہم نبرد نہیں ہیں اُدھر لشکر کفار کا ہجوم ہے اگرچہ رات ہوگئی ہے
مگر لوگ چلے ہی آتے ہیں آج کل فوج کو مثال آئینہ روئے حکم دیا ہے کہ اسی اثنا میں آواز
طبل بلند ہو کر قلۂ کوہ تک پہونچی اور بادشاہ اسلام کے گوش زد ہوئی فرمایا خیر
ہرچہ باداباد شعر سر نہ پیچم زنیشتر حبیب * ہرچہ آید بر سر من یا نصیب * خود حق
پروردگار تقدیر میں یہی تھا کہ اس طرح کی موت ہو کہ غسل و کفن دینے والا بھی کوئی
نظر نہیں آتا کفار کے ہاتھ سے دیکھیے مرنے کے بعد بھی کیا کیا ایذائیں ہوتی ہیں ملعین کیا
بجی ہے کہ وہ کسی مسلمان سے غسل و کفن دلوا کر دفن کرینگے مثل مشہور ہے کہ مردہ بدست
زندہ وہ مسلمان کے نام کے دشمن ہیں کسی کو باقی ہی کیوں رکھنے لگے خیر کچھ پروا نہیں
ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت نقارخانۂ سلیمانی
نوازش میں آیا بادشاہ اہل اسلام امیر با توقیر کو یاد کرکے بہت روئے لیکن سرداروں
نے عرض کی کہ ظل اللہ پریشان نہ ہوں ہم جان نثار تو موجود ہیں جب تک دم میں دم باقی ہے
کیا تاب و طاقت ہے اس مردود قرنا ے فوق کی کہ یہاں تک پہونچ بھی سکے ہم گھاٹیوں کا انتظام
کرتے ہیں جب کفار یورش کرینگے پتھروں پر رکھ لینگے انھیں راستہ ہی ملنا مشکل ہے بھلا یہاں تک
آنے کا کیا ذکر ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میں مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں مجھے خیال ناموس
کا ہے کہ ان پر بعد ہمارے کیا گذرے گی خیر تم سے جو کچھ ہو سکے وہ کرو تم میرے بدلے
ناموس کی حفاظت کرنا سب نے عرض کی کہ ہم جانیں لڑا دینگے غرض اب دربار تو برخاست
ہوا بادشاہ اسلام یعنی حارث بن سعد داخل خوابگاہ ہوئے یہاں غازیان اسلام نے
گھاٹیوں کا بندوبست کیا ہر ہر گھاٹی پر ایک ایک سردار تعین ہوا سامان جنگ ہونے لگا اِدھر
طرف اور اُس طرف برابر دونوں جانب طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آواز بیدار باش
ہوشیار باش بلند تھی لوگ اسلحہ جنگ درست کر رہے تھے کوئی بیٹھا ہوا تیروں کو آگ دکھا
دکھا کر سیدھا کر رہا تھا کہ نشانہ خطا نہ کرے کوئی نیزے کی سنان کو آبدار کرکے زہر میں بجھا رہا
تھا کسی نے تلوار پر صیقل کرنا شروع کی تھی کہ اسقدر چمکے کہ دشمن کی نگاہ نہ قائم رہ سکے یک

جھپک جائے تلوار اپنا کام کرے کوئی نشۂ شجاعت سے جھوم رہا تھا تلوار کے قبضے کو چوم رہا تھا
اشتیاق جنگ میں دل بیتاب تھا کہ کیونکر صبح ہو اور جنگ آغاز ہو کہ جرأت و بہادری کے جوہر
کھلیں کہ کسکی آنکھ جھپک گئی کس کے تیور بگڑ گئے کون زخم کھا کر جھجکا کسکے قدم پیچھے ہٹ گئے کس نے
زخمی ہونے کے بعد بڑھ کے بڑے بڑے پہلوانوں کو مار کر بھگا دیا یہ سب کچھ تھا مگر ایک دوسرے سے گلے مل
رہے تھے کہ بھائیو جنگ دو سردار دکیا معلوم کسکی فتح ہو کس کو شکست ہو کون زندہ بچے کون مارا
جائے لہذا اگر تم بچ جاؤ تو وطن جاکر ہمارے دوستوں کو سلام کہہ دینا اہل و عیال سب خدا کے سپرد
ہیں جسنے پیدا کیا ہے وہی رزق کا دینے والا بھی ہے ہر طرح انسان کو ایک دن مرنا ہے جیسے آج
ویسے کل پھر اپنے مالک کے نمک سے ادا ہونے کی فکر نہ کریں زندگی بھر عیش کیا ہو راحت اٹھائی
ہو اب اک وقت آپڑا ہے تو کیا سر فروشی نہ کریں جسنے نوکری کی ہے اس لعر کی کا ہے سر تو پہلے ہی بک
چکا ہے باقی رہے تو مالک کا ہے قلم ہو جائے تو حق سے ادا ہو گئے لیکن جو بزدلے تھے انکی یہ کیفیت
تھی کہ رات بھر میں دس دس بارہ بارہ مرتبہ لوٹا لیے ہوے بیت الخلا جاتے تھے مگر پیٹ خالی ہوتا
تھا ہول و ہیبت کے سبب سیکڑوں دست آگئے ہاتھ پاؤں میں سنسنی دل بیٹھا ہوا ہمت لخت
یہ سوچ کر دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے چاہے موت کیسی ہو مرنے کا ارادہ ہی نہیں مگر اپنے ہی قضا
کے سامان نظر آتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقط انھیں پھانسی دیجائے گی اگر موقع پاتے تو
یقین تھا بھاگ جاتے جو باہم ایک طبیعت کے دو بھی باہم ہو گئے ہیں تو یہی چرچا ہے کہ میاں آپ
زندہ جہاں زندہ آپ مردہ جہاں مردہ جب ہم نہیں تو کچھ بھی نہیں کیا کہیں موقع ہو تو اسی وقت
چلے چلیں مگر طلایہ کے گشت والے روکیں گے جانے کا ہیکو دینگے خیر صبح کو سمجھا جائیگا جسوقت جنگ مغلوبہ
شروع ہو گھوڑوں کی باگیں جس طرف اٹھا دینا یہی چرچے یہی باتیں شب بھر رہیں کفار ریا کار
مسلمان کوہ پر گویا تمام زمانے کا نشیب و فراز ایک جگہ جمع ہو گیا تھا اسی ہنگام میں وہ وقت
آیا کہ شاہ خاور بصد کر و فر جانب مشرق آسمان سے فوج شعاع ہمراہ لیے ہوے علم نصرت
اٹھائے ہوئے شمشیر خط شعاع برہنہ کیے ہوے نمودار ہوا اور مہتاب جہانتاب کے چہرے کی
رنگت فق ہوئی علم نور سرنگون ہوا افواج انجم شکست خوردہ گوشۂ مغرب میں جاکر پوشیدہ
ہو رہا مرغان باغ آشیانوں سے نکل نکل کر شاخہائے درخت پر نغمہ سرائی کرنے لگے باد صبا نے
سبزۂ خوابیدہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی نخل جھوم رہے تھے ڈالیاں وجد کے عالم میں جھک کر زمین
سے لپٹاتی تھیں اور جب بلند ہوتی تھیں تو آسمان سے باتیں کرنے لگتی تھیں وقت نماز سحر کا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عابد مصروف نماز ہے قیام و رکوع و سجود کی حالتیں پیدا تھیں کوہ پر ہر طرف
کوڑیالے کی بہار سے تمام پہاڑ سنگ مرمر کا معلوم ہوتا تھا دشت میں سبزۂ نوخیز نے فرش
زمردی بچھا دیا تھا عجب وقت اور طرفہ سماں تھا لشکر اسلام میں غازیان دیندار مصروف
عبادت پروردگار تھے ہر طرف شور اللہ اکبر بلند تھا کسی نے نماز ابھی شروع کی تھی کوئی
ختم کرکے سجدۂ شکر میں جاچکا تھا کوئی وظیفہ پڑھ رہا تھا جو سو گئے تھے دیر کر آنکھ
کھلی تھی وہ جلد جلد وضو کر رہے تھے اور بار بار آسمان کی جانب دیکھتے جاتے تھے کہ کہیں وقت

تو نہین نکل گیا ادھر لشکر کفار مین سنکھ بج رہا تھا یونے دو سو خداوندون کے نام پکارے جا رہے
تھے کوئی سامری کوئی جمشید کوئی فرعون کوئی لقا کوئی زبرجد شاہ کوئی نمرود کوئی ہامان
کوئی شداد کوئی شمشمس کوئی تمثال آئینہ رو وغیرہ کو کہ آج روز امداد ہے اہل اسلام
سے سامنا ہے اور مذہب کی لڑائی ہے تو جاری مدد کرنا کچھ لوگ تھنک تھنک تو تک تو تما
تھو تک تھو تا دم خینہ کے نام لے رہے تھے ہر ایک محو تھا یہان تک کہ آفتاب بلند ہوا آیا
سب نے عبادت سے فرصت کر کے آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کیے مردان جنگی سنور سنور
کر عروس اجل کی مشتاقی مین گویا دولھا بن بنکر عازم میدان مصاف ہوئے تھوڑی ہی دیر مین
تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا صحرائے مردم معلوم ہوتا تھا ہر چہار جانب کو ڈھالون کی گھٹا
چھائی ہوئی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی گھوڑون کے سمون پر آواز رعد کا دھوکا ہوتا تھا بیچ
مین تخت لاجورد شاہ وصلصال بہر بتہ سپہ سالاری وطلخال علمدار لشکر اور تمام سردار
اپنے اپنے لشکر کو قاعدے سے بڑھاتے ہوئے جانب کوہ چلے اور قرنا بن کوک عقرب چشم
کرگدن سیاہ پر سوار تیغہ ہاتھ مین سپر دوش پر اس شان وشوکت کے ساتھ چلا
اس قدر کثرت فوج تھی کہ کوہ بیچ مین اس کے اسطرح معلوم ہوتا تھا کہ جیسے دریا مین
ناؤ یہان چند جوانان دل شکستہ کسی کا بھائی قید کسی کا بیٹا کسی کا بھتیجا کوئی خود مجروح
ہونے سے معذور کوئی بظاہر اچھا مگر دل مین زخم عجب طرح کی حالت تھی مگر دلون کو قوی
کیے ہوئے بادشاہ اسلام کے تخت کو بیچ مین مانند قلب کے لیے ہوئے اور صدمات تیر ونیزہ
وتفنگ سے بچائے ہوئے اپنے اپنے سینون کو سپر کیے ہوئے گھاٹیون سے ہوشیار پروردگار
عالم پر تکیہ کہ اگر انتون سے سامنا ہے تو کیا ہے لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ یہ کفار ہمارا کیا
کر سکتے ہین اور اگر قضا ہے تو انکی بھی کچھ حاجت نہین ایک ٹھوکر جان لینے کو کافی ہو سکتی ہے
بیجا یک قرنلے قوق نے زیر کوہ سے نعرہ کیا کہ باش ای گروہ خداپرستان خبردار وہوشیار
باشید کہ منم قرنا بن کوک عقرب چشم جسے تمنائے مرگ دارد روبروے قضا ہے وہ آئے
اور جسے اپنی جان پیاری ہو وہ وہین رہے کہ کوئی مرکر پھر زندہ نہین ہوتا بموجب شعر
غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ کہ گل تا بیج روز است در بوستان ۔ مین پھر آگاہ کرتا ہون کہ ایسا
خداوند کہ خود تمھارے عزیز واقارب اس کے مطیع وفرمانبردار ہوگئے سجدے کیے اپنا دین ناقص
سمجھ کر ترک کیا اسی کی اطاعت تم بھی اختیار کرو ورنہ مجھے ملک الموت اپنا سمجھے رہو مین وہ شخص ہون
کہ جسے خداوند تمثال آئینہ رو نے تمھاری قبض روح کے واسطے روانہ کیا ہے اور ہم لوگ
ہمیشہ خداوندون کی بارگاہ ہون مین باریاب رہے ہین باپ اس شخص کا زمانہ خداوند باختر یعنی
زمرد شاہ باختری مین افسر فوج دست چپ تھا افسوس کہ جب قاسم اس کی دختر کو نکال
لے گیا تو اس نے غیرت مین گلا کاٹ کر خود جان دیدی ورنہ اگر مقابلہ پڑتا تو لشکر حمزہ اول
اسی طرح تباہ وبرباد ہوتا جس طرح مین نے تمھاری حالت کی ہے اور کب کا تم سب کا خاتمہ
ہوگیا ہوتا یہ نوبت بھی نہ ہوتی کہ تم لوگون سے مجھے سامنا کرنا پڑتا جب ہی پیوند زمین ہوگئے

ہوتے مگر بموجب مثل۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند لے خبر دارو ہوشیار ہو جاؤ اور سمجھ بوجھ لو اپنے
انجام کو اسی واسطے مین نے تمھین ایک شب کی مہلت دی تھی اور اب بھی کچھ دیر سوچ سمجھ لو یہ
سنکر جوانان دیندار وغازیان تہور شعار نے قبضون پر ہاتھ رکھ رکھ کر جواب دیا کہ تو کیا
جھک مارتا ہی اور کیا تو گو کھاتا ہی ارے اپنے باپ کی غیرت اپنے منھ سے بیان کرتا ہی کہ
یون جان دیدی جب اس نے دیکھا کہ میرا قابو ہی کیا چل سکتا ہی مین ان لوگون کے
پیش نہ پاؤنگا تو خودکشی اختیار کی ورنہ لڑتا ضرور خود جان دینا عاجزی کی دلیل ہی خیر وہ
تو جو کچھ ہوا وہ ہوا تو ایسا بے غیرت ہی کہ باپ کے واقعے سے خود آگاہ کرنے آیا ہی اور اپنی
بیحیائی پر پشیمانی مطلق نہین کیا اس کی بیٹی تیری بہن نہ تھی بس یہ طعنہ سنتے ہی قرناے قوق
غرق عرق ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا تلوار نیام سے کھینچ لی گردہ سپر کا پشت سے لیا اور ایک
راہ تجویز کرکے چلا ساتھ اس کے ایک لاکھ جوان اسکی فوج کے چلے یہان بھی سردارون نے میدان
جنگ پر غور کرکے یہ بات تجویز کی کہ تیرون پر رکھ لو ہر چہار جانب کمانین کھنچ گئین تیرون کا
مینہ برسنے لگا سنسناے چلنے لگے لوگ نشانہ ہونے لگے اسکا بازو چھد گیا اس کا شانہ نشانہ ہوا
اس کی گردن چھدی اسکے سینے کو توڑتا خوب بارش تیر ہو رہی ہی مگر کفار بھی چلے ہی آتے ہین اور قرناے
قوق کی تو یہ کیفیت ہی کہ گردہ سپر کا ہاتھ مین لیے ہوے گردن کو بچا رہا ہی اور تلوار سے تیرون کو
قلم کرتا چلا آتا ہی یہان سے تیر پہ تیر چل رہا ہی کئی کئی آدمی ایک اس مردود کو نشانہ کیے ہوے
ہین مگر یہ تیرون کو قلم کرتا ہوا چلا ہی آتا ہی اب کچھ لوگ اس کی فوج کے زیادہ جو مارے
گئے ہین تو ہر ایک آگے بڑھنے مین پس وپیش کرنے لگا ہی بعضے سہم سہم کر وہین رہ گئے ہین کتنے
گوشہ امان ڈھونڈھتے پھرتے ہین لیکن جو بعضے پیچھے ہین وہ اب بھی چلے ہی آتے ہین کوئی
یہان گر گیا کوئی وہان کچھ پروا نہین اگر باپ مارا گیا تو بیٹے نے پھر کر بھی نہ دیکھا بیٹا مارا گیا تو
باپ نے یہ بھی نہ جانا کہ یہ کوئی اپنا تھا یا بیگانہ بھائی کو بھائی کا خیال نہین اسی ہنگام مین قرنا
بن کوک عقرب چشم قریب پہلی گھاٹی کے پہونچ گیا اور آواز دی کہ آ ہو کہان چھوڑ کر
راہ اس گھاٹی پر طور سرکن رفیق وندیم حمزہ صاحبقران اول مامور تھا جواب دیا کہ یہی
کو ہی یہی میدان جو تجھ کو بتانا ہو بتلا کیون یاوہ گوئی کرتا ہی مین بھی بارگاہ لقا مین تھا
اور تیرے باپ سے مجھ سے بہت دوستی تھی مگر جب مین نے اس دین کو برحق پایا تو دین زمرد
پرستی کو ترک کیا قرناے قوق نے کہا تو تیرا قتل سب کے پہلے مجھ پر واجب ہی اور جھپٹ کر
تیغہ مارا طور سرکن نے سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغہ تھا لگ گیا اب جو پڑتا ہی سپر کے
مانند قرص پنیر دو ٹکڑے ہو گئے خود کو کاٹتا جھٹکا جو مارا اتنا دو ابرو آ گیا طور سرکن نے دو شانہ
مارا تیغہ تو جھٹکا کر سر سے نکالا مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہی غش طاری ہونے لگا
لیکن ایسی حالت مین اس ملعون نے ایک ہاتھ اور کمر کا مارا کہ طور سرکن کے دو ٹکڑے ہوے
لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا اور لوگ ٹوٹ پڑے لاش اٹھا یا ہر چند چاہا کہ قرناے قوق کو روکین
ممکن نہ ہوا یہ ملعون اور آگے بڑھا دوسری گھاٹی کی طرف بعجلت چلا جاتا ہی لوگ سد راہ ہین مگر

یہ کس کو مانتا ہو وہان بادشاہ اسلام نے طور سیرکن کا بڑا صدمہ کیا کہ یہ تسلی تھے رفقائے
امیر کی دوسرے یہ خسر تھے امیر اول کے نانا تھے کہور دیو ربیرو رہے وہان قرنا بن
کوک عقرب چشم قریب دوسری گھاٹی کے پہونچ گیا ہو اس گھاٹی پر عین الزمان و
نورالزمان دونوں فرزند بدیع الزمان کے ہین جیسے ہی قرنائے قوق نے بڑھنے
کا قصد کیا عین الزمان نے آواز دی کہ کہان جاتا ہو ادھر آکہ حریف تیرا مین موجود ہون
قرنائے قوق نے جھپٹ کر وہی تیغ خون آلود مارا عین الزمان نے اٹھا کر سپر کو چہرے کی
پناہ کیا بھلا یہ تیغ سپر سے کب رک سکتا ہو سپر کو کاٹ کر خود کو دو کرکے سر پر بیٹھا جب تک
دستانہ ماریں مارین اس ملعون نے جھٹکا جو مارا تیغہ تا جگرگاہ اتر گیا نورالزمان جھپٹ کر
سامنے آیا اسنے پلٹ کر وہی تیغ مارا یہ بھی زخمی ہوے دوسری گھاٹی بھی فتح ہو گئی راہ ملی
قرنائے قوق اور آگے بڑھا لوگ لاشہ عین الزمان کا اور نورالزمان کو زخمی لے کر
روانہ ہوے بادشاہ اسلام نے یہ رنگ دیکھ کر مرکب طلب کیا لباس شاہی بدلکر پوشاک
رزم زیب جسم کرنے لگے کہ بعد تیسری گھاٹی کے تمام کفار کوہ پر آجائین گے اس ملعون یعنے
قرنائے قوق کو اتنا بڑا الطف اس کی ہمت کا دیا گیا ناموس کی ہمراہی ہو نہین معلوم کیا قیامت
برپا ہو اس سے مرجانا بہتر ہو پھر ہمارے بعد ہماری عزت کا خدا نگہبان ہو لوگ کس مایوسی کے
ساتھ بادشاہ اسلام کا مرکب لیکر آگئے ہین مگر حکم سے مجبور ہین چارہ کیا ہو عبرت کا مقام ہو کہ جسکی
بارگاہ مین پانچ ہزار پانچسو کمین تلوار بانیٹھا ہو وہ اسوقت مجبور ہو کر خود آمادۂ مرگ و ہبائے
قضا ہو تاج سر سے اتار کر خود زیب سر کیا ہو چارقب شاہنشاہی دور کرکے چار آئینے اور جوشن
پہنے مین دستانے ہاتھون پر چڑھائے ہین صرف تیغ و سپر ہاتھ مین لی ہو مرکب پر سوار ہوتے ہین
بادشاہ اسلام اسوقت اک سپاہی کی حیثیت مین نظر آرہا ہو ناموس مین اک کہرام ہو بیبیان
بال سر کے کھولے ہوے خالق سے اپنی حفظ آبرو کی دعا کر رہی ہین وہان قرنا بن کوک
عقرب چشم صفون کو توڑتا ہوا لوگون کو قتل کرتا ہوا برابر چلا جاتا ہو کہین مڑ کر تکتا نہین
اب اسکے عقب مین راہ پا کر فوج بھی آتی جاتی ہو وہان فوجون مین بھی تلوار شروع ہو گئی ہو
لاشے جابجا پڑے ہوے ہین کوئی پھڑک رہا ہو کوئی سرد ہو گیا ہو سر لوٹتے پھرتے ہین وہ
سپاہی جن کی گردن کبھی خم نہوئی تھی ان کی یہ حالت ہو کہ زمین پر پڑے ہوے ہین گھوڑے لاشین
کچلتے ہوئے چلے جاتے ہین بمصداق اس شعر کے شعر یاد ان عزاتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے
کافر سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے پھرے ۔ یہان قرنا بن کوک عقرب چشم تیسری گھاٹی پر پہونچ گیا
اس مقام پر بھی دو شاہزادے یادگار شاہنشاہ خاور سیاہ یعنی ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاوری تلوارین برہنہ کیے ہوے موجود تھے کہ لیس بن قاسم نے آواز دی ادھر دو
کدھر آتا ہو کیا ارادہ رکھتا ہو پہلا آگے بڑھنے کا قصد نہ کر بھلا یہ کسکی سنتا ہو بڑھتا چلا ہی آتا ہو
اثنائے راہ مین سامنا ہوا لیس بن قاسم نے تلوار قرنائے قوق کی رد کرکے جو ہاتھ مارا تلوار
چار انگل سپر مین در آئی قرنائے قوق نے بلچک دی تلوار ٹوٹ گئی قرنائے قوق

نے تیغہ مارا الیس بن قاسم نے سپر اٹھائی لیکن اس ملعون نے عجب طرح کی حرکت کی کہ سر تا کر جو
کمر کا وار کیا دو ٹکڑے ہوئے الیس بن قاسم نے شہادت پائی قیس بن قاسم جھپٹ پڑے
اسنے وہی تیغہ خون آلودہ جو مارا انکا بھی شانہ تا نشانہ چیرا لوگ انکو لیکر علیحدہ ہوئے اور قرناسے قوق
نے پوچھا کہ خیمۂ ناموس کدھر ہے اسیوقت جاکر سبکو اپنی قتل کرونگا اور اُسکے ساتھ اور بھی عورتون
کو قتل کرونگا جب بیداغ مٹے گا یہ رنگ ملعون کا دیکھتے ہی بادشاہ اسلام نے مرکب اپنا بڑھایا
اور سامنے آکر آواز دی کہ باش او بیحیا کدھر جاتا ہے قرناسے قوق نے کہا اور بہتر ہوا کہ تو خود
اپنے پاؤن سے وہان گور مین چلا آیا کہ بعد تیرے خاتمہ ہو فوجکے پاؤن خود ہی اٹھ جاینگے یہ سنتے
ہی بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ وار کر اپنا قرناسے قوق نے کہا کہ پہلے تو حوصلہ اپنا نکال لے یعنی
کہ دل کی دل ہی مین نہ رہ جائے بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ تو نہین جانتا کہ آئین ہمارے
بیان کا پیش دستی نہین ہے قرناسے قوق نے جھنجھلا کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا بادشاہ اسلام نے
وار قرناسے قوق کا پشت شمشیر سے رد کرکے اپنا وار کیا اسنے بھی رد کیا تین چار ضربون کی
نوبت آئی تھی کہ قضائے کار اتفاقات روزگار تلوار بادشاہ اسلام کی ٹوٹ گئی اور قرناسے
قوق نے وار کیا پھر اس کا تیغہ سپر سے تھوڑی رکتا ہے ہر چند بادشاہ اسلام نے اپنے کو بچایا
مگر ممکن نہ ہوا سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے اور چار انگل کا زخم سر مین بھی
آیا دستانہ مارا تیغہ تو جھنا کر سر سے نکلا مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے غش طاری ہوا
لوگ بادشاہ کو غول مین لیکر علحدہ ہوئے اسوقت ضرور لشکر کے پاؤن اٹھ جاتے مگر ہر چہار
جانب سے تو گھیرے ہوئے ہین جائین کدھر سے اور اب قرناسے قوق نے خیمۂ ناموس کا رخ
کیا لوگ جانین لڑائے ہوئے ہین مگر یہ نہین رکتا برابر قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے قریب خیمہ
ناموس صاحبقرانی کے پہونچ چکا ہے عورتون مین تلاطم ہو گیا ملکہ زبیدہ شیرگیر و گردیہ
بانو وغیرہ نے جو عورتین زبردست ہین اور فن سپہ گری سے خوب ماہر ہین آلات حرب و
ضرب تن پہ آراستہ کیے ہین دروازۂ بارگاہ پر نقابین چہرون پر ڈالے خاموش کھڑی
ہین کہ ادھر اسنے قدم آگے بڑھانے کا قصد کیا اور پاؤن قلم کر دیے اور وہ عورتین جو نازک
اندام ہین بال سرون کے کھولے ہوئے اپنے اپنے وارثون کو یاد کر کرکے رو رہی ہین لب پر یہی
دعا ہے کہ بارالہا تو عزت کا ہماری نگہبان ہے ہمین گناہ خودکشی سے بچانا جام زہر سب کے
آگے بھرے رکھے ہین انتظار اس امر کا ہے کہ مبادا یہ ملعون سب کو زخمی و قتل کرکے یہان تک آ گیا
تو اپنی اپنی عزتین جانون کو کھو کر بچائینگے بادشاہ کے زخمی ہونے سے اور بھی ہراس طاری ہے کہ
یکایک از پردۂ بیابان گردے بر خاست گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پایہ
گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہے کجکلان تو پہلے ہی سے صلوات پڑھنے
لگا کہ یہ زور و شور کے ساتھ آمد انھین مخبلون کی ہے گرد کو دیکھو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آندھی چلی
آتی ہے لاجورد شاہ نے اس کے کان لیے اور کہا کہ ملعون مثل اپنے باپ کے تجھ کو بھی غار تیسہ
مین گوہر بے بہا نظر آتے ہین اگر انھین کی کمک آئی ہوگی تو کیا ہوگا وہان بادشاہ

لشکر تنگ کا خاتمہ ہو چکا ہو جو آئیگا دل شکستہ آئے گا جنگان نے کہا اگر خیریت چاہتے ہو تو
بھاگنے کا سامان درست کر لو جس قدر لشکر اسلام تباہ ہوتا جاتا ہو اسی قدر جلد ساعت
گریز آتی جاتی ہو لاجورد شاہ نے کہا کیوں فال بد زبان سے نکالتا ہو چپکا بیٹھا ہوا تماشا دیکھے جا
کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار
سوار نقابدار پیدا ہوے کہ سب کے سب گھوڑوں پہ کوڑے توڑتے چلے آتے ہیں اور آگے آگے ایک
نقابدار گوہر پوش اس تیزی سے گھوڑا پھینکتا ہوا چلا آتا ہو کہ ستر اسی قدم سب سے آگے ہی
لیکن میدان میں پہونچتے ہی نقابدار نے عجب رنگ دیکھا کہ کوہ بیچ میں مثل حلب کے معلوم ہوتا ہو
ہر چہار جانب سے کفار کا ہجوم ہو بلکہ کافر کوہ پر چڑھ گئے ہیں تلوار چل رہی ہو آواز تکبیر و بزن بلند
ہو اور قرنابن کوک عقرب چشم کرگدن سیاہ مست پر سوار نعرے کرتا ہوا طرف خیمۂ ناموس کے
بے محابا چلا جاتا ہو نقابدار نے اول تو وہیں سے نعرہ کیا کہ باش اے قرساق کہاں جاتا ہو خبردار
ہوشیار باشید کہ منم نقابدار گوہر پوش کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی ادھر
کو قرنابے قوق نے پھر کر دیکھا کہ یہ کون سی بلا آگئی ادھر نقابدار نے اس بیچ آن میں گھوڑا
ڈالدیا اور دو بارا آب تیغ کا کاٹنا شروع کیا ساتھ ہی نقابدار کے چالیس ہزار سواروں نے ملکر
ایک ہی جانب سے جو یورش کیا فوج کفار مثل کائی کے پھٹنے لگی یہ نقابدار آفت روزگار تلواروں
سے خون برساتے ہوے چلے جاتے ہیں جو سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے جو بھاگ کر
چلا اُسے چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گئے یہاں تو مطلب یہ ہو کسی طرح کوہ تک پہونچ جائیں پھر دیکھا
جائیگا دو رستہ برابر لاشوں کے انبار کشتوں کے پشتے بندھ گئے ہیں اور نقابدار کی تو یہ حالت
ہو کہ مثل تیر شہاب کے جاتا ہو یہ ڈوبا اور وہ نکلا وہاں قرنابے قوق نے بھی گینڈا روک لیا
ہو تلوار تولے ہوے منتظر کھڑا ہو دیکھ رہا ہو کہ نقابدار فوج کا ستھراؤ کرتا چلا آتا ہو یہانتک کہ
تھوڑے ہی عرصے میں اتنے بڑے لشکر کو طے کر کے زیر کوہ پہونچ گیا کسی سے خون ٹپکتا ہو لوگ اب خود
راستہ دیئے دیتے ہیں کہ کون اس سے سامنا کرے جان بچی لاکھوں پائے جو بڑے بڑے عہدوں پر ہیں
وہ جانیں انکا کام جانے ہیں کیا ضرورت ہو کہ ایسے سے لڑکر جان دیں جس سے امید سر بر ہونے کی
نہیں ادھر نقابدار نے کوہ پر پہونچکر قرنابے قوق کا سامنا کیا اور پھر اسہان نقابدار نے خیمۂ ناموس
کو گھیر لیا لڑنا شروع کیا ادھر ان نقابداروں کے آجانے سے اہل اسلام بھی تازہ دم ہوگئے ہیں
سنبھل سنبھل کر لڑ رہے ہیں وہاں ناموس امیر سجدۂ شکر ادا کرنے لگے اور نقابدار کے حق میں
دعاے خیر کرنے لگے یہاں نقابدار اور قرنابے قوق سے سامنا ہوا قرنابے قوق نے آواز دی
کہ او اجل رسیدہ تیرے ہاتھ سے میں بہت تنگ آیا ہوں ایک مرتبہ تو میری محنت خاک میں ملا
چکا اب پھر آیا ہو کس مشقت سے میں نے بارگاہیں چھینی تھیں تو نے میرے سردار کو بھی مارا
اور پھر بارگاہیں چھین کر لے گیا مجھے بھی تیری تلاش تھی خیر اب کہاں جائے گا بچکر میرے ہاتھ
سے اور تجھے قتل کرنے کے بعد پھر دیکھوں کہ مجھے کون روکتا ہو لا ضرب بہادری کی نقابدار
نے نعرہ کیا کہ ملعون کیا جھک مارتا ہو کہیں اہل اسلام پیش دستی کرتے ہیں قرنابے قوق نے جھنجلا کر

ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا نقابدار نے گروہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا گھوڑے کو داہنی جانب دبا کر چاہتے
تھے کہ قبضے پر ہاتھ ڈالدین کہ قضاے کار اتفاقات روزگار یا دکن گھوڑے کا ایک سوار کے کٹتے
ہوے سر پر پڑا اور گھوڑے نے سکندری کھائی تیغ خود پر بیٹھا بس یہ ملعون جھٹکا جو مارتا ہی
تا دو ابرو اُتر گیا نقابدار نے دستانہ مارا تیغ تو جھٹکا کر سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی
مگر واہ ری جرأت نقابدار کی کہ اسی عالم زخمداری میں پلٹ کر جو ہاتھ تیغ کا مارا اگر قرنامے قوق
خالی نہ دے اور پیچھے سرک کر پٹھے پر گر گردن کے وجا رہے تو تیغ نقابدار کا کمر پر بیٹھے مرطولیے کی بالا نبد
کے سر آ پڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی قرنامے قوق نہایت چالاکی کے ساتھ کر گردن سے کودا
یہاں نقابدار پر غشی طاری ہونے لگا لوگون نے نقابدار سے کہا کہ اب راز فاش ہوا چاہتا ہی لہذا
نکل چلیے نقابدار نے کہا کہ اس حالت میں ناموس کو چھوڑ کر کیونکر جاؤن ورنہ مجھکو کیا کہیں گے
اچھے بھلے تو سب ہی لڑتے ہیں یہی تو سخت وقت ہی کہنے کو تو نقابدار نے یہ کہہ دیا مگر غش طاری تھا
سنبھلنے کی طاقت نہ رہی باہین گھوڑے کی گردن میں ڈالدین لوگ نقابدار کے حلقے میں
اپنے سردار کو لیے ہوے ایک جانب سے لشکر کفار کو دباتے ہوے صاف نکلے چلے گئے یہاں پھر
وہی قیامت برپا ہوئی کہ قرنامے قوق دوسرے گینڈے پر سوار ہو کر خیمۂ ناموس کی
طرف چلا وہان بادشاہ اسلام نے زخم سر باندھا بار دیگر مرکب پر سوار ہوے اور بمقابلہ
قرنامے قوق چلے ادھر یہ سنکر کہ بادشاہ حالت زخمداری میں پھر مقابلے کو چلے ہیں مخدرات
عصمت اپنے سر پیٹنے لگیں پروردگار عالم کی جناب میں عرض کرنے لگیں کہ ای بیکسان
داد رس والی غریبان ای داد رس ای فریاد رس اسوقت مصیبت میں سوا تیرے کوئی جان و آبرو کا
بچانے والا نظر نہیں آتا وہان بادشاہ اسلام قریب قرنامے قوق کے پہونچ چکے ہین ادھر
نجنگان نے پھر لاجورد شاہ سے کہا کہ بھاگنے کا سامان مہیا رکھو مسلمانون کی مصیبت کی
انتہا ہو چکی بس اب انکی فتح اور تمھاری شکست کا وقت قریب ہی نہایت ہوشیار رہو
لاجورد شاہ نے کہا تو کیا جھک مارا کرتا ہی اب کیا مردے اٹھکر مدد کو آئینگے نجنگان خاموش ہو رہا
کہ یہین کیا ہی کہ یکایک جانب بیابان سے تق گرد خفیف بلند ہوا اس طرح کہ جیسے یک سوار آتا ہی بس ایک
بگولا گرد کا تھا کہ زمین سے پیچیدہ چلا آتا تھا کہ یکایک قریب پہونچتے ہی وہ گردش ہوئی اور دل گرد
سے نعرۂ شیرانہ ہوا کہ نعرۂ امیر ثانی ست منم امیر عرب زینت جہانبانی :: فروغ نیر اقبال حمزۂ ثانی
باش ای گروہ کفار بدکردار خبردار و ہوشیار باشید کہ مین آپہونچا بڑا ظلم کیا ہی تم لوگون نے لیکن
اب جو نظر پڑتی ہی تو بادشاہ اسلام زخمی سر سے پٹی باندھے ہوے قرنامے قوق کے مقابلہ
کو چلے جاتے ہین وہین سے امیر ثانی نے دوسرا نعرہ کیا کہ باش او قرساق کہان بے ادبی
کرنے جاتا ہی بادشاہ سے خبردار و ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا نعرۂ امیر ثانی کی آواز جس وقت کان
مین ان پردہ نشینون کے پہونچی جن کو ابھی دعا مانگنے سے فرصت نہین ملی تھی جان سے زیادہ آبرو کا
خیال تھا جلدی سے سجدۂ شکر مین گریں اور دعا کی کہ خداوندا اگر تو نے امیر ثانی کو برائے مدد
بھیجا ہی تو بچانا بھی ایسا نہو کہ مثل نقابدار گوہر پوش اور بادشاہ اسلام کے یہ بھی زخمی ہو جائیں

تو پھر کوئی چارہ نہ ہو سکیگا وہاں امیر کشور گیر نے تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرتے ہوئے کوہ کی طرف
متوجہ ہوئے اس وقت مرکب امیر ثانی کا سب مرکبوں سے بلند اور عجیب طرح کا مرکب معلوم ہوتا
ہے کہ تمام جسم پر مختلف رنگ کے گل بنے ہوئے ہیں اور آنکھیں چار ہیں جس وقت پکار کر تا ہے
گھوڑے خوف کرکے بھاگنے لگتے ہیں اور سب گھوڑا نیا دیکھکر خاموش ہو رہے ہیں کہ مرکب نئے
قسم کا ہے لیکن بختگان کی نگاہ اسی جانب لڑی ہوئی ہے غور سے دیکھ رہا ہے جس وقت
نعرہ امیر ثانی کا ہوا تھا تو لاجورد شاہ کو ایک ٹھوکا دیا تھا کہ اب تو بھاگو گے یا نہیں دیکھو
وہ آ پہونچے لیکن آپ ایسے کچھ محو ہو رہے ہیں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور امیر ثانی اعداؤں کو
دباتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے دریا میں شیر جاتا ہے جلدی ہے کہ کسی طرح کوہ تک پہونچ جاؤں
لشکر ہوا سے شمشیر آبدار سے ابر کی طرح پھٹ پھٹ کر علیحدہ ہوتا جاتا ہے شمشیر خونچکان مانند برق
کے ہر جانب کوندرہی ہے بختگان ایک بار گھبرا کر کہنے لگا کہ اللہ بھاگو نہیں تو مجھے اجازت دو یہ
مرکب امیر ثانی کا خدا جانے کون بلا ہے لاجورد شاہ نے کہا کچھ تو سہی کہ امیر ثانی ہزاروں
کو قتل کرتے چلے جاتے ہیں مگر لاشہ ایک بھی زمین پر نظر نہیں آتا ہے جانے دیجیے بلکہ وہ لاشے جو
جو پیشتر کے پڑے ہوئے تھے وہ بھی غائب ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا زمین نگلے
جاتی ہے لاجورد شاہ وغیرہ نے اب جو خیال کیا تو واقع میں جہان لاشہ گراکرتے تو معلوم ہوا زمین
تک پہونچتے ہی پھر پتا نہ چلا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اصلیت اسکی یہ ہے کہ جس وقت امیر
ثانی کوہ قاف سے چلے تو ایک دیو کی گردن پر سوار تھے قریب ملک تمثالیہ کے پہونچتے ہی اب
جو دیکھا کہ تلوار چل رہی ہے قیامت کبرے برپا ہے اتنی فرصت نہ پائی کہ گھوڑا منگاتے دیو سے
کہا کہ جلد بصورت مرکب بنجا دیو حسب ایمائے صاحبقران ثانی مرکب بنا امیر ثانی اس پر سوار
ہوئے اور اجازت دیدی کہ لاشوں سے پیٹ اپنا بھر لے خبردار کسی زندہ کو نہ کھانا یہی وجہ ہے
کہ جو قتل ہوتا ہے لاش اسکی دیو کے پیٹ میں چلی جاتی ہے اور اسی سبب سے یہ مرکب بھی عجیب الخلقت
معلوم ہوتا ہے الحاصل امیر ثانی لڑتے بھڑتے قریب پہونچے بادشاہ کو علیحدہ کیا اور کہا کہ آپ تخت پر
جلوہ افروز ہوں ورنہ لشکر بیدل ہو کر تباہ ہو جائیگا قدم اکھڑ جائینگے تو کچھ بنائے نہ بنے گی اور وزرا بھی
قرناین گوگ عقرب چشم سے کہ یہ کون سی مردانگی ہے کہ تو فوج بے سردار سے لڑ رہا ہے قرنائے
فوق نے کہا کہ میں تمہاری سپہگری کو اپنی جنگ میں نہیں مانتا ہوں اور جب خداوند نے
مجھکو ملک الموت سب کا قرار دیا تو پھر ان باتوں پر نظر کرنے کی سب مجھے کیا ضرورت ہے یہ کہتے ہی تیغ
مارا صاحبقران ثانی نے وہ وار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ قرنائے فوق گردن کے بل
پر آرہا ہے چلنے لگے امیر ثانی نے بایاں ہاتھ دراز کرکے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر ہکا مارا کہ قرنائے
فوق ہاتھ پر بلند ہوا بس اسے لیے ہوئے زمین پر کودے زور ہونے لگے اسوقت صاحبقران
ثانی کو غصہ ہے بال ریش کے کھڑے ہو گئے ہیں زور ہو رہے ہیں تھوڑی ہی دیر میں سر سے بلند
کرکے زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا آواز دی کہ کیا کہتا ہے مذہب کے بارے میں
قرنائے فوق پکارا کہ ہزار جان ہوں تو خداوند تمثال آئینہ رو پر سے نثار ہیں تو آج

مار ڈالیگا کل خداوند اس سے زیادہ قوت عطا کرے کہ مجھے پیدا کریگا اُسوقت مین تیرا انکا مُہرا توڑ دونگا
دیکھا امیر ثانی نے کہ قلب اسکا سیاہ ہی یہ راہ پہ آتے نہین معلوم ہوتا بس ایک پاؤن اسکا زیر قدم
دبا لیا اور دوسرا پاؤن ہاتھ مین پکڑ کے جو زور کیا چیر کر پھینک دیا گروہ اہل اسلام مین تکبیر کے
نعرے بلند ہوئے جنگان تو چیخنے لگا کہ سبحان اللہ کیا یہ جیتا ہی اس زور کا ماشاءاللہ چشم بد دور
اور لاجوردشاہ سے کہا کہ بھاگنے کی فکر رکھو اُسنے کہا کیا خاک مارتا ہی ایک قرنلے فوق کے
مرنے سے کیا ہوتا ہی فوجین ہین کہ سمندر کی موجین لاکھون قتل ہوتے ہین مگر کمی نظر نہین آتی چلے
ہی آتے ہین امیر ثانی لڑ رہے ہین قیامت کی تلوار چل رہی ہی ہر سردار کے آجانے سے فوج کو بھی قوت حاصل
ہو گئی ہی تیغ صاعقہ بار چل رہی ہی کہ بجلیان چمک کر گر رہی ہین سر کٹ کٹ کر گر رہے ہین نہرین خون کی
جاری ہو گئی ہین لاشین تیرتی نظر آتی ہین اب کوئی پہر بھر دن باقی رہ گیا ہی صلصال اور لاجوردشاہ
لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ لیکا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا مارلو مسلمانون کو ایک امیر ثانی کیا کر لینگے
پانچ ہزار یا پچیس تلوار سہئے جو زور صاحبقرانی تھے وہ تو قید مین جو دو ایک باقی ہین وہ زخمی ہین
کیا کر سکتے ہین امیر ثانی کہان تک لڑین گے آخر تھک کر بیٹھ رہین گے یا مارے جائینگے ادھر مسلمانون
مین شور ہی کہ اس وقت جانبازی یہی ہی آج حق نمک ادا ہو جائے آج کام نام آبرو کی موت
ہی زندگی بھر نمک کھایا ہی اُس کے ادا کرنے کی فکر کرو جام شہادت پیا اگر مر گئے تو شہید زندہ بچے تو
غازی کہلاؤ گے اس روز تمام دنگل یہی ہی امیر ثانی کی لڑتے لڑتے یہ کیفیت ہوتی ہی کہ تلوار کا قبضہ
گرد بیٹھا ہی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی تمام لباس افشان ہو رہا ہی ہاتھ گرمی جنگ مین چلا جاتا ہی
کہ یکایک اک ابر سیاہ نمودار ہوا کہ پہ قوت کی چمک آنکھین جھپکانے لگی اور سیاہی نے اُسکی دن کو رات
کر دیا اور آن واحد مین وہ ابر پھیل کر تمام کوہ پر چھا گیا ہوا نے تند چلی خیمون کی طنابین ٹوٹنے
لگین درخت اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے اب جو خیال کیا تو ہر چہار جانب برقین گر رہی ہین امیر ثانی
مطمئن تھے کہ جو بلا ہی دونون کے واسطے ہی کوئی ہماری تخصیص تھوڑی ہی مگر یہ نہ معلوم تھا
کہ یہ بلا خاص ہی عام نہین ہی وہ بجلیان دراصل بجلیان نہ تھین بلکہ سیخے تھے کہ جو گرے وہ ایک ایک
سردار کو اٹھا لے گئے اسی گرمی جنگ مین صلصال بن دال بن دیو بن شما مہر جادو سے سامنا
ہوا صلصال نے تلوار ماری امیر نے بند دست پکڑ کر مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
سر سے اٹھا لیا یہ حال دیکھ کر ظلماش بن صلصال قریب آیا اور اس نے تیغ مارا امیر ثانی نے
صلصال کو سامنے کر دیا اپنے ہاتھ روکا بس دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کر دوسرے
ہاتھ ہوا سے بلند کر لیا یہ رنگ دیکھ کر کفار نے طبل امان بجوا دیا ادھر خضران بن عمرو ثانی
نے آواز دی کہ یا صاحبقران ثانی یہ ابر آثار سحر معلوم ہوتا ہی جلد اسم اعظم پڑھیے صاحبقران
ثانی اُدھر متوجہ ہوئے اُدھر ان دونون کی کمر زنجیر کے بند ٹوٹے اور گر کر بھاگے وہان
صاحبقران ثانی نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اب جو دیکھا ابر پھٹنے لگا دم بھر مین مطلع صاف
ہو گیا نہ گرج تھی نہ کڑک تھی نہ ابر تھا مگر غور سے جو دیکھتے ہین تو جو چند سردار زخمی باقی تھے
اُن کا بھی پتا نہین بادشاہ اسلام کا تخت خالی نظر آتا ہی بالائے آسمان سے آواز آئی کہ تم

ہاویل جادو فرستادہ خداوند تمثال آئینہ رو اے حمزہ ثانی اب تو اسم اعظم پڑھ پڑھ کے اپنے
اوپر دم کر کے سو جا مین اپنا کام کر چلا کہ بادشاہ کو بھی مین نے اسیر کیا کل سب قتل ہو جاینگے سب کا حشر
بیابان حشر مین ہو جائیگا اسے تیرا مارنا ہی کیا تو بے موت مر جائیگا جب تیرے بھائی بھتیجے بیٹے پوتے
سب قتل ہو جائین گے تو مارے صدمے کے مر جائیگا نہین تو توبہ کر کے خداوند کو سجدہ کریگا یہ سنکر
امیر کشور گیر نے جواب دیا کہ او ہاویل جادو کیا جھک مارتا ہے حمزہ کی زندگی مین کون ان سب کو
قتل کر سکتا ہے انشا اللہ مشکل بیابان حشر مین گھس کر قیامت برپا کر دونگا دیکھنا کیا حال کرتا ہون
ہاویل جادو تو اس طرف روانہ ہوا فوج کفار بحکم تمثال آئینہ رو میدان سے واپس ہو کر
زیر قیطول پہونچ گئی صلصال وخلخال گرد جھاڑتے ہوئے لاجورد شاہ کے ساتھ ہوئے یہان
امیر ثانی نہایت محزون وغمگین پلٹ کر بارگاہ مین آئے شام تک لاشین بھی نہ اٹھ سکین تمام
کوہ خون سے لالہ گون ہو کر کوہ یاقوت معلوم ہوتا تھا عجب اوداسی لشکر اسلام پر برس
رہی تھی وہ لٹا ہوا لشکر امیر ثانی کے سہارے پر رکا تھا ورنہ سب تباہ ہو جاتے یہ خبر
ناموس صاحبقران مین پہونچی کہ کل سردار مع بادشاہ قید ہو گئے اب فقط امیر ثانی باقی
ہین خدا انکو بچائے اور کل سب کے قتل کا سامان ہے عورتون نے رونا پیٹنا شروع کیا
صاحبقران ثانی کے سمجھ مین کیا کرین عورتون کی دلجوئی کرین یا سرداران کے چھڑانے
کی فکر کرین یا اتنے بڑے لشکر کا بندوبست کرین عہدہ دار سب قید ہو گئے اب خود ہی بادشاہ
لشکر مین خود ہی داروغہ بارگاہ ہین ہر کام اپنے ہی ہاتھ ہے بار رسد تقسیم کرائین عجب سخت
وقت صاحبقران ثانی پر آ پڑا ہے کہ کچھ بنائے نہین بنتی ہے یہان تو یہ حالت ہے اور وہان
تمثال آئینہ رو بالائے قیطول بیٹھا ہے خبرین دمبدم کی پہونچ رہی ہین جب کل لشکر زیر
قیطول آگیا اور ہاویل جادو نے آکر عرض کی کہ اب سوا حمزۂ ثانی کے اور کوئی باقی نہین
ہے کیونکہ حمزۂ ثانی باقل اسم ہے مین آج شب کو اسکی بھی فکر کرونگا لیکن ابھی کچھ نہین
سکتا ہون کیونکہ حفاظت قیدیون کی بھی واجب ہے ورنہ ان لوگون کے مددگار زمین و آسمان
سے پیدا ہو جاتے ہین تمثال آئینہ رو نے حکم دیا کہ جارچی جارچ دے کہ کل اہل اسلام قتل
ہونگے جسے تماشا دیکھنا ہو یا حاجت کر کے چھڑاتا ہو وہ بیابان محشر مین آئے اور تماشا ہماری
قدرت کا دیکھے یہ وہ لوگ ہین کہ جہان گئے خداوندیان کا ہے جارچی نے حسب الحکم جارچ
دیا اور اسی وقت دم بھی نہ لینے دیا کل لشکر کو طرف بیابان محشر کے روانہ کیا اور تیاری قتل
ہونے لگی آج ہی سے میدان خونی کا بندوبست شروع ہو گیا اور ہاویل جادو نے
قندیل جادو سے حکم دیا کہ تو جا اور اسم اعظم امیر ثانی کو بند کر لا قندیل جادو دختر ہاویل
جادو طرف کوہ کے روانہ ہوئی اب وہ وقت ہے کہ شام ہو چکی ہے بلکہ کچھ تھوڑی سی رات بھی
آگئی ہے اور رات بھی اندھیری ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا امیر ثانی بارگاہ سلیمانی مین تشریف
فرما ہین کل دنگل اور تخت خالی نظر آ رہے ہین عیارون مین عمرو ثانی کی جگہ فقط خضران بیٹھا
عمرو ثانی بیٹھا ہوا ہے امیر ثانی عمرو ثانی کو یاد کر کے رو رہے ہین اور خضران سے فرمارہے ہین

کہ اگر وہ دوست قدیم اسوقت ہوتا تو یہ نوبت نہ ہوتی باقی ساحرون کا علاج اُنھی کے پاس ہی
خضران عرض کر رہا ہی کہ آج شب بھر حضور بارگاہ سے باہر نکلنے کا قصد نہ فرمائین جادوگر آپکی
فکر مین ضرور آئے ہونگے امیر ثانی مسکرانے لگے اور فرمایا ای خضران حافظ حقیقی نگہبان ہی
بارگاہ سے کب تک نہ نکلون یہ کہان ممکن ہی کہ مین چھپا بیٹھا رہون حوائج ضروری کو کیا کیا جائے
خضران نے عرض کی تو اسم اعظم پڑھتے ہوے نکلے تھا امیر ثانی نے اس رائے کو پسند کیا
وہان قندیل جادو نے آکر اک گوشہ تجویز اور چھکر دیا ایک بچہ خوک کو جھٹکا کرکے رکھا خون خوک
سے بنائی اور ایک طائر ملش کے آگے کا بنا رکھا اور کچھ اسم سحر نیلوپر پڑھکر دانے رائی وسرسون کے
مارنا شروع کیے کہ یکایک اس مرغ نے غلطک ماری اور پر و بال پیدا کیے اور جھکارا قندیل
جادو نے ایک شیشہ اپنے ہاتھ مین لیا اور طائر کو کاندھے پر بٹھا لیا اور پر پرواز پیدا کرکے
اوڑی اور دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آکر قندیل جادو بالائے ہوا قائم ہوئی کہ جس وقت امیر
ثانی بارگاہ کے باہر آئینگے تو مین اپنا کام کرونگی وہان حسب اتفاق صاحبقران ثانی کو
پیشاب معلوم ہوا اور چلے خضران نے کہا یا امیر ثانی اسم اعظم پڑھتے ہوے جائیے امیر ثانی
اسم اعظم پڑھتے ہوے نکلے قندیل جادو نے دیکھا کہ امیر ثانی بہت ہوشیار ہین یون کام
نہ چلے گا زمین پر اتری اور غلطک مارکر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور سامنے ہنستی ہوئی آئی
امیر ثانی کو سلام کیا امیر ثانی دوڑکر لپٹ گئے کہ بھائی کہان تھے ہمپر یہ مصیبت گذر گئی ان ان بلاؤن
مین پھنسے ہوے ہین اور تم اتنک نہ آئے اس وقت مین آئے ہو عمرو ثانی نے کہا کہ بھلا مین تجھے
کب چھوڑکر جا سکتا تھا ایسے وقت مصیبت مین مصلحت نکل جانے کی تھی کہ مین ایک مرتبہ کیسی
بلائے عظیم مین پھنسکر تیرا دشمن ہوگیا تھا مبادا پھر کوئی افتاد پڑتی تو تیری مصیبت میری
ذات سے اور بڑھ جاتی مین کفار کو تدبیرین بتاتا امیر ثانی نے فرمایا آخر اب بھی کوئی تدبیر سوچے
ہو کہ ان سردارون کی نجات کیونکر ہو کل تو سب قتل ہو جانے والے ہین عمرو نقلی نے
کچھ دیر سکوت کیا اور کہا ہان ایک تدبیر ہی میرے ساتھ علیحدہ صحرا مین نکل چلو تو مین بتاؤن
امیر ثانی عمرو ثانی کے ہمراہ ہوے خضران بھی ساتھ ہی مگر حیرت سے عمرو نقلی کی جانب دیکھ رہا ہی مگر ہی
یون کہ زیادہ پریشانی مین عقل ٹھکانے نہین رہتی ہی کچھ شبہ سا ہوتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی یہانتک
کہ عمرو نقلی امیر ثانی کو لیکر کوہ کے نیچے اترکر ایک درخت کے نیچے لیگیا اور کہا کہ اسی درخت کے نیچے سے سرنگ
لگی ہوئی ہی زندان جانے تک اسمین اگر تم داخل ہو تو زندانخانے ہی مین نکلو گے اسیوقت چلکر سب کو
رہا کرلاؤ امیر ثانی نے کہا کہ تدبیر تو اچھی ہی اور درخت کی طرف بڑھے ہی تھے کہ عمرو نقلی نے کہا کہ
وہ سب تو اسیر سحر ہین چھڑا لاؤگے کیونکر اسم اعظم بھی یاد ہی امیر ثانی نے فرمایا ہان اور پڑھنا شروع
کیا جیسے ہی امیر ثانی نے اسم اعظم ختم کیا درخت سے اک طائر اوڑکر آیا اور ساتھ ہی سر صاحبقران ثانی
لگا کر پھر درخت پر جا بیٹھا عمرو نقلی نے چمکارا وہ طائر ہاتھ پر آبیٹھا امیر ثانی نے فرمایا یہ جانور تو تمنے خوب
سدھایا ہی عمرو نقلی نے کہا یہ تو جانور ہی مین دم بھر مین آدمی کو سدھا لیتا ہون یہ کہکر جانور کو شیشہ مین بند کیا
امیر ثانی نے فرمایا یہ تو نے کیا کیا عمرو نقلی نے کہا اسے حضور کے تو دوست دشمن کو نہ پہچانتے اور یہانتک

میرے ساتھ چلے آتے امیر ثانی نے فرمایا مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب تو دشمن ہو کر آیا ہی اور اگر تو دشمن
بھی ہوگا تو میرا کیا کرے گا عمرو نقلی نے آواز دی کہ کر لیتا یہ ہی کہ تمھیں کسی کام کا نہ رکھا جس وقت
جس کا جی چاہے پکڑ لیجائے امیر ثانی نے فرمایا کیا جھک مارتا ہی زیادہ گستاخی اچھی نہیں ہوتی اس وقت
دیکھا تو عمرو نقلی کے دفعتاً پر نکل آئے اور نعرہ کیا کہ او نادان اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی کیھ
یوں بدی بڑا اسم اعظم بند کر لیجاتے ہیں سوچ تو سہی کچھ یاد بھی ہی میں ملکہ قندیل جادو دختر ہاویل
جادو اب جو خیال کرتے ہیں صاحبقران ثانی تو کچھ یاد نہیں امیر ثانی نہایت پریشان ہوئے تیر
چلہ کمان میں پیوستہ کر کے چاہا کہ ماریں قندیل جادو سحر کر کے زمین نظروں سے غائب ہو گئی
اور کہتی گئی کہ حکم خداوند نہیں ہی کہ حمزہ ثانی کو گرفتار کرو فقط اسم اعظم بند کرنے کو فرمایا
تھا کہ تو بیکار ہو جائے ورنہ ابھی چاہتی قتل کر ڈالتی چاہتی قید کر لے جاتی منظور یہ ہی کہ
تو مارے رنج کے اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹے یہ سنکر امیر ثانی کو انتہا کا ملال ہوا خضران
بن عمرو ثانی نے بھی گردن نیچی کر لی امیر ثانی حیران و پریشان واپس ہوئے داخل بارگاہ کیانی
ہوئے اس وقت کے اس تازہ صدمے نے اور دل امیر ثانی کا توڑ دیا ہی خنجر کھینچ کر کئی
بار چاہا کہ جان دیدیں خضران نے ہاتھ پکڑ لیا لیکن مہتر شاپور شیر دل بھی بعد گرفتاری
بدیع الملک صحرا نورد ہو گیا تھا ہر وقت اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح ہاویل جادو کو ماروں
اور سب کو چھڑاؤں کوئی قابو نہ چلتا تھا آج شب کو شب آخر سنکر نہایت کوشش کر رہا ہی لیکن ہاویل
جادو نے وہ بند و بست کیا ہی کہ ایک گنبد بالائے ہوا قائم کر کے اس میں تو آپ بیٹھا ہی
اور زندانخانہ سحر میں سب سردار قید ہیں زمین اور دیواریں اس نے بزور سحر آہنی کر دی
ہیں کسی طرح کا قابو نہیں ہی لیکن سامنے گنبد کے اک نخل ہی کہ اس پر بہت سے جگنو
آشیانہ کیئے ہوئے ہیں تمام پتے نخل کے چراغاں کا سماں دکھا رہے ہیں وہ درخت سرو
چراغاں معلوم ہوتا ہی قریب اسی کے اک جھاڑی ہی شاپور شیر بنا ہوا اسی جھاڑی میں
بیٹھا ہی کہ کوئی قابو پاؤں اور اپنا کام کروں حسب اتفاق قندیل جادو اڑتی ہوئی آئی
داخل گنبد ہوئی شیشہ سامنے ہاویل جادو کے رکھ دیا ہاویل جادو نے دختر کو گلے سے لگا لیا
پیار کیا اور کہا کہ سامنے جو نخل معلوم ہوتا ہی اسے اس کے نیچے دفن کر کے آ کہ میں بھی
تیری طبیعت کو خوش کر دوں جیسے تو نے میرے دل کو شاد کیا ہی قندیل جادو گنبد سے
نکل کر زیر نخل آئی اور تھوڑی سی زمین کھود کو شیشے کو دفن کیا اور دفن کر کے پتھر رکھ دیا
اور پھر واپس گئی شاپور جو شیر بنا ہوا جھاڑی میں بیٹھا تھا اس کا دل کھٹکا کہ اسمیں
کچھ بھید ضرور ہی مگر قریب درخت کے جا بھی نہیں سکتا کہ سامنے گنبد کا دروازہ کھلا ہوا ہی
اور ہاویل جادو بیٹھا ہوا ہی شاپور شیر دل کو یہ انتظار ہی کہ ہاویل جادو کی نگاہ چوکے
تو میں دیکھوں کہ یہ کیا شے ہی کچھ تامل ہی اسباب ہی کیا ہی لیکن وہاں قندیل جادو شیشہ
دفن کر کے جو ہاویل جادو کے پاس پہونچی ہاویل جادو نے پہلو میں بٹھا لیا جام شراب
لبریز کر کے دیا اور کہا کہ آج سے زیادہ خوشی کی کوئی شب ہوگی کہ کل دشمن اپنے

قبضے میں ایسے بے بس ہیں کہ قتل ہو جائینگے لہذا ہمکو کوئی نہ کوئی خوشی منانا چاہیے قندیل جادو نے کہا کہ آپ کو برسوں کے بعد بھی کبھی خیال اس بات کا ہوتا ہے ہاویل جادو نے کہا زیادتی کسی شے کی اچھی نہیں ہوتی ہے یہ کہکر دوسرا جام بھر کر دیا کئی جام قندیل جادو کو پلائے پھر قندیل جادو نے کئی ساغر بھر کر ہاویل جادو کو پلائے باتیں مزے مزے کی ہوتی جاتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ عاشق و معشوق میں تخلیہ ہوا چاہتا ہے ان کفار میں عجب عجب طرح کی بدکرداریاں رائج تھیں کہ سب عورتیں حلال کر لی تھیں پہلے ہاویل جادو نے اسکی شادی کر دی تھی جب یہ جوان ہوئی اور زوجہ ہاویل جادو کی مر گئی تو اس نے اپنے داماد کو قتل کر کے بیٹی پر تصرف شروع کر دیا دیکھا شاپور شیر دل نے کہ باہم اختلاط شروع ہو گیا ہے شاپور لاحول پڑھنے لگا یہاں تک کہ دیکھا دونوں کو خوب نشہ ہوا اور وہ دونوں جامے سے باہر ہو گئے اس طرف کی سدھ نہ رہی شاپور شیر دل اپنے مقام سے اُٹھا اور یہ خیال کر کے کہ ہیئت بدلنے میں عرصہ ہوگا وہی شیر کی صورت بنے پنجوں سے زمین کھودی اور شیشہ نکالا ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس شیشے میں کیا ہے وہاں ہاویل جادو و قندیل جادو مصروف عیش ہیں دونوں پر شیطان سوار ہے شاپور شیر دل کو خیال پیدا ہوا کہ اسمیں کچھ مال ضرور ہوگا جب تو اس حفاظت سے رکھا ہے شیشہ منھ میں دبایا اور جانب صحرا روانہ ہوا وہاں خضران بن عمرو ثانی بھی فکر میں چل چکا تھا کہ بن پڑے تو ماروں قندیل جادو کو اور لاؤں شیشہ اسم اعظم کو ادھر سے یہ آتا ہے اور اس طرف سے شاپور شیر بنا ہوا بھاگا چلا جاتا ہے دیکھا خضران بن عمرو ثانی نے کہ شیر کے منھ میں کوئی شے دبی ہوئی ہے اور اسی طرف چلا آتا ہے خیال پیدا ہوا کہ مبادا حملہ کر بیٹھے منجنیق میں پتھر رکھ کے گھمایا چاہتا تھا کہ سر پر شیر کے مارے شاپور شیر دل نے خضران بن عمرو کو پہچان لیا کیونکہ یہ ہیئت اصلی پر ہے گھبرا کر پکارا کہ ارے خضران کیا کرتا ہے ارے میں ہوں یہ شیر صحرائی نہیں ہے خضران بن عمرو ثانی نے ہاتھ روکا مگر اتنی بات کہنے میں شیشہ منھ سے نکل پڑا وہیں اک پتھر پڑا تھا گرتا جو ہے تھن سے گر کے ٹوٹ گیا شاپور تو آہ کر کے رہ گیا لیکن خضران بن عمرو آواز شاپور شیر دل کی سنکر قریب آیا کہ یہ معاملہ کیا ہے دیکھا کہ اک شیشہ ٹوٹا پڑا ہے شاپور شیر دل نے بھی کھال اتاری اور ہیئت اصلی پر آئے خضران بن عمرو نے کہا کیوں چچا یہ شیشہ کیسا تھا شاپور شیر دل نے کہا اے فرزند کچھ عجب معاملہ گذرا اور ساری کیفیت قندیل جادو کی ساتھ ہاویل جادو کے بیان کی خضران بن عمرو ثانی لاحول پڑھنے لگا اور کہا کہ ایک مبارکباد میں آپ کو دیتا ہوں کہ اس شیشے میں اسم اعظم صاحبقران ثانی بند تھا یہ نیکنامی آپ کے مقدر کی تھی جو بغیر کے حاصل ہو گئی اب آپ زیادہ پریشان بھی نہ ہوں کیونکہ جب اسم اعظم امیر ثانی کا کھل گیا تو امیر ثانی خود آ کر سب سرداروں کو رہا کر لیجائینگے اب چلیے اور امیر ثانی کو خوشخبری دیجیے شاپور شیر دل کو بھی انتہا کی خوشی ہوئی اور ہمراہ خضران بن عمرو ثانی

کے خدمت صاحبقران ثانی مین روانہ ہوے بیان امیر بانوقیر صاحب عیار شمشیر زینت بارگاہ
سلیمانی یعنی جناب حمزہ ثانی تخت خسروانی پر بیٹھے تھے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہو کہ یکایک سامنے
سے خضران بن عمرو ثانی و شاپور شیر دل نمودار ہوے امیر ثانی کو شاپور شیر دل نے سلام
کیا صاحبقران ثانی نے فرمایا ای شاپور شیر دل اس وقت مین اور یہ غفلت تم کہان تھے
شاپور شیر دل نے عرض کی کہ حضور غلام اس فکر مین تھا کہ کسی طرح قیدیون کو رہا کرون مگر اس
وقت تک کوئی قابو نہ پایا کیونکہ درودیوار و سقف و زمین زندانخانے کی سب آہنی ہین اور آہن
بھی آہن سحر ہو بعد اسکے تمام ماجرا گذشتہ بیان کیا خضران بن عمرو ثانی نے عرض کی کہ حضور یہ
بھی اتفاقی وقت تھا کہ چچا صاحب وہان دوسری فکر مین بیٹھے ہوے تھے شیشہ اسم اعظم رکھے
ہوے دیکھکر کسی دوسرے شبہ سے شیشہ لیکر بھاگے وہ صحرا مین پتھر پر گر کر ٹوٹ گیا آپ خیال تو
فرمائین اسم اعظم یاد ہو امیر ثانی نے جو غور فرمایا تو اسم اعظم حرف بحرف یاد تھا کہا ای شاپور
شیر دل بڑا کام کیا تم نے اگر انشاء اللہ کل کے معرکہ مین خدا نے فتح دی اور قیدی چھوٹ گئے تو
تجھے مالامال کر دونگا اور اگر قضا آگئی ہو اور مدت عمر کی تمام ہو چکی ہو تو مجبوری ہو اب امیر
ثانی تو خوش و خرم بیٹھے ہوے ہین شاپور شیر دل اور خضران بن عمرو ثانی سامنے حاضر ہین
اسوقت یہی مصاحب ہین یہی عیار یہی سردار جو کچھ سمجھیے صاحبقران ثانی پر ایسی سخت رات
کبھی کوئی نہ گذری ہوگی خضران بن عمرو بار بار یاد دلاتا جاتا ہو کہ چپکے چپکے اسم اعظم پڑھتے
جایئے ایسا نہ ہو پھر کوئی افتاد پڑے اگرچہ وہ ملعونہ قندیل جادو خود بے خبر ہو کہ کیا ہو گیا
تاہم احتیاط مقدم ہو شاید گرفتاری کی غرض سے پھر آ جائے سبب اس کا یہ ہو کہ بسبب
شدت گرمی کے امیر ثانی بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے ہین اور کوہ پر بیٹھے ہوے ہین
کوئی تین بج چکے ہین اب ماہتاب طلوع ہو چلا ہو بلند درختون کی چوٹیون پر سے چاندنی
اتر رہی ہو جانوران صحرائی صبح کے دھوکے مین چہکارنے لگے ہین ہوائے سرد چل رہی ہو کوہ پر
تو بسبب بلند ہونے کے چاندنی ہی چاندنی نظر آتی ہو اور کوہ پر پالا جو پھیلا ہوا ہو تو یہ معلوم ہوتا
ہو کہ اک فرش سفید بچھا ہوا ہو لالہ کوہی اس چاندنی مین داغ بدل نظر آتا ہوا ہو وہ ساری بہار
حشم صاحبقران ثانی مین خزان سے بدتر معلوم ہوتی ہو جسکا خیال آ جاتا ہو دل خون ہو جاتا ہو کبھی
فرماتے ہین کہ افسوس دارائے بن سعد اب ایک نشانی مرے ہوے فرزند کی تھی وہ
بھی قید مین گرفتار ہو اور کل قتل ہو جائیگا رستم ثانی یا تو طلسم مین تھا یا موت اُسے بھی
بروقت بیان کھینچ لائی کاش چندے اور نہ آتا کبھی بدیع الملک کا ذکر کرتے تھے کہ کاش
مین قتل ہو جاتا اور وہ زندہ رہتا کہ رونق صاحبقرانی و زور صاحبقرانی تھا آنکھون سے
برابر آنسو جاری ہین عجب حال ہو کبھی ناموس کا خیال ہوتا ہو کہ انکے بعد ہمارے کیا گذریگی
خود آمادہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے ہوے ہین اب صبح قریب ہوئی جاتی ہو شاپور شیر دل
سے فرما رہے ہین کہ ای شاپور شیر دل شاید مین مارا جاؤن اور کوئی خبر لینے والا
نہ ہو تو تم ان دست و پا شکستہ عورتون کو سبطرح بنے خانہ کعبہ تک پہونچا دینا اور جناب والد

ماجد مدظلہ کے سپرد کر کے عرض کر دینا کہ سب فرزند آپ کے راہ خدا مین کام آئے بعد آپکے تشریف
لیجانے کے بڑی بڑی مصیبتون کا سامنا ہوا سب خدا نے آسان کین مگر سرزمین تمثالیہ پر موت
نے مہلت نہ دی شاپور شیر دل عرض کر رہا ہی کہ حضور یہ کیا ارشاد فرماتے ہین خدا
وہ وقت نہ لائے کہ آپ تو دنیا مین نہ ہون اور ہم زندہ رہین خاک ہی ایسے جینے پر
اول تو خدا پر بھروسا رکھنا چاہیئے وہ مسبب الاسباب ہی ہم اس سے زیادہ تھوڑی جانتے
ہین آپ کے والد ماجد پر کیسی کیسی مصیبتین پڑین مگر سب خدا نے آسان کردین بعد تکلیف کے راحت
ضرور ہوتی ہی خدا کو یاد کیجیے وہ سب اسیر سحر ہین آپ صاحب اسم اعظم ہین کیا تاب و طاقت ہی
کسی کی جو قتل کر سکے امیر ثانی فرماتے ہین کہ ہان اُسی پر توکل کیئے بیٹھے ہین اگر حیات باقی ہی
پروردگار کو عزت رکھنا منظور رہی تو وہ کوئی نہ کوئی صورت نکال ہی دیگا ورنہ مثل اس مصرعہ کے
مصرعہ: چہ باد آباد ما کشتی در آب انداختیم - امیر ثانی تو صبح کے منتظر بیٹھے ہین لیکن اب حال سنیئے
قندیل جادو کا کہ جب یہ بادیل جادو سے منہ کالا کر واچکی تو بادیل جادو نے کہا کہ اب
تو جا کر خداوند سے عرض کر کہ مین اسم اعظم صاحبقران ثانی بند کر آئی اب کیا حکم ہوتا ہی حمزہ
ثانی کو بھی قید کر لاؤن یا قتل کراؤن یا رہنے دون جیسا حکم ہو ویسا عمل مین لاؤن اور
اب اُن کا مار لینا کوئی بڑی بات نہین ہی جیسے مجھ کو مار ڈالا جب اسم اعظم بند ہو گیا تو
امیر ثانی بھی مثل دیگران ہین کیا کر سکتے ہین قندیل جادو یہ سنتے ہی فوراً پرواز بیدا کر کے
اوڑی اور قریب گنبد جہان نما کے پہونچی اور آواز دی کہ یا خداوند لونڈی حاضر ہی تمثال
آئینہ رو نے آج دہی کی شب سے جشن شروع کر دیا ہی لیکن ابھی جشن خاص ہی عام نہین ہی
اُسے یقین ہی کہ کل کل حضرات قتل ہو جائینگے یہ عجب طرح کا جشن ہی کہ بالائے قیطول چند
نازنین آفت ہوش گیارہ گیارہ بارہ بارہ برس کے سن کی ابھی اچھی طرح جوان بھی نہین
ہوئی ہین برابر سے بیٹھا جائے بیٹھی ہین ساز چھڑ رہا ہی شغل رقص و غنا ہی جب طبیعت اسکی زیادہ
بیچین ہوتی ہی خلوت برابر ہی ہوتی ہی اسمین چلا جاتا ہی وہان اک زن خوش جمال لیکن کرائے کا
حسن ہی کہ بزور سحر تمثال آئینہ رو نے اسکو حسین بنا لیا ہی پلنگ پر لیٹی ہی یہ راز دار ہی تمثال
آئینہ رو کی خداوندی کی اور دباؤ بھی ہی کہ یہ دوسری عورت کی طرف ملتفت نہین ہو سکتا کہ اُسنے
کہہ دیا ہی کہ مین راز تیرا فاش کر دونگی پہلے تو تمثال آئینہ رو نے بمصلحت دباؤ کھایا تھا کہ
کہ موقع پا کر اسے قتل کر ڈالونگا مگر اب مجھ اُسنے اس کو ایسا اپنے قبضے مین کر لیا ہی کہ وہ خود
مانوس ہو گیا ہی اس وقت تمثال آئینہ رو مصروف بزم رقص و سرود تھا قندیل جادو
کی آواز جو سنی اندر بلا لیا کہا اسوقت تو کہان آئی ہی قندیل جادو نے عرض کیا کہ مین نے
اسم اعظم حمزۂ ثانی بند کر لیا اب کیا حکم ہوتا ہی مجھے آیا گرفتار کر لاؤن یا مین قتل کر ڈالون
تمثال آئینہ رو ہنسا اور کہا کہ اب وہ خود اپنا گلا کاٹ کر جان دیدیگا بے موت مر جائیگا تم بہین
بیٹھو بڑا کام کیا تمنے حسب اتفاق معشوقۂ تمثال آئینہ رو کی درد سر سے پریشان ہو کر اپنے
رہنے کے خاص مکان مین چلی گئی خلوت بھی خالی تھی اور اس وقت قندیل جادو

پر اک عالم نظر آرہا ہو اسنے بھی کسی ضرورت سے اپنے کو بزور سحر آراستہ کیا اور خدا جانے اسے
کیا کیا خیال آرہے ہین جبکا حال انشاء اللہ بر وقت معلوم ہوگا تمثال آئینہ رو کی طبیعت اس کی
جانب مائل ہوئی اور کہا تجھ سے اک ضروری بات کہنا ہے اس بہانے سے تخلیہ مین لے گیا اور اپنا
کام کر کے کہا کہ اب تو جا اور میدان خونی کا بند و بست کر کیونکہ صبح قریب ہے قندیل جادو
رخصت ہو کر چلی راہ مین اسے یہ پس و پیش ہو کہ وقت کم ہے کام زیادہ کیا کرون کیا نہ کرون آخر
دل نے نہ مانا اور اول طرف کوہ کے روانہ ہوئی اب یہ صورت ایک پری کی بنی ہوئی ہے پرواز
کرتی چلی جاتی ہے جب اوڑتی ہوئی بالائے کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر ثانی قلۂ کوہ پر تشریف فرما ہین
اور دو عیار سامنے حاضر ہین چند خدمتگار کھڑے ہین اور کوئی نہین ہے یہ نیچے اُتری اور سامنے
پہونچ کر اک ادا کے ساتھ کھڑی ہوئی امیر ثانی اسے دیکھ کر حیران ہوے کہ اسوقت یہ پری
کہان سے آگئی خیال آیا کہ شاید ملکہ آسمان پری نے کسی کو بھیجا ہو ساتھ ہی اسکے امیر ثانی نے
اس خیال کو غلط ٹھہرایا کہ وہان سے ہمیشہ دیو آیا کئے ہین پری کبھی نہین آئی پھر یہ کہان سے
آئی ہے اور کیا معاملہ ہے یہ سوچ کر اس کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ تو کون ہے اور کہان سے
آئی ہے اسنے جواب دیا کہ تمھاری عاشق ہون اور پرستان سے چلی آئی ہون جب سے تمھین
قاف مین دیکھا تھا روح بے چین تھی تم ایسے جلد وہان سے چلے آئے کہ مجھے خبر بھی نہوئی آخر کار
خاک چھانتی ہوئی بیابان تک اکیلی سرگردان و پریشان تمھارے عشق مین پہونچی مان باپ
بھائی بہن سب کو چھوڑا دوسرے وہان ان لوگون کے خوف سے تم سے نہ مل سکی بموجب شعر
یاری تجھ سے کیا کی پیدا ہر اک سے یارانہ چھوٹا * احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا
اسطرح کے عاشقانہ شعر پڑھنے لگی امیر ثانی حیرت سے صورت اسکی دیکھ رہے ہین کہ سن تو تیرہ
برس سے زیادہ نہین معلوم ہوتا اور یہ بیباکی اور بیحیائی کہ دو عیار بیٹھے ہین خدمتگار
کھڑے ہین اور یہ عورت ہو کر عشق اپنا بتاتی ہے فرمایا کہ اسوقت مین اپنی مصیبت مین مبتلا
ہون مجھے عشق و عاشقی کی فرصت کہان اچھا آئی ہو تو قیام کرو اگر خداوند کریم کل کی آفت
سے نجات دیگا تو دیکھا جائیگا اسنے کہا کہ اچھا میرے ساتھ ذرا علیحدہ چلیے یا ان لوگونکو یہان
سے ہٹا دیجیے تو ایک بات ضروری کہنا ہے وہ عرض کرون امیر ثانی نے سب سے کہا کہ ذرا ہٹ جاؤ
سنون کہ یہ کیا کہتی ہے خدمتگار فوراً ہٹ گئے لیکن شاپور شیر دل و خضران بن عمرو ثانی
کو کچھ شبہ پیدا ہوا پاس آکر چپکے سے کان مین امیر ثانی کے کہا کہ کوئی ساحرہ نہ ہو ہوشیار
رہیے گا امیر ثانی نے چپکے چپکے باطل السحر پڑھنا شروع کیا لیکن جسوقت تنہائی ہوئی تو یہ پری
اور قریب آئی حسن اسکا برابر فریب دے رہا تھا مگر امیر ثانی اسوقت اُس تردد مین ہین کہ کچھ
ہوش نہین پھر فرمایا کہ کیا کہتی ہے اسنے بڑھتے ہی باہین گلے مین ڈال دین اور کہا کہ مین
اتنی دور سے آئی ہون تھوڑی دیر کا تخلیہ چاہتی ہون تم پر جو مصیبت ہے اسکا حال مجھے معلوم
ہے اصل یہ ہے کہ مین قندیل جادو ہون جسنے اسم اعظم بند کر کے تمھین بیکار کر دیا ہے بہتر یہ ہے
کہ وصل میرا قبول کرو ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور اگر کہنا میرا کروگے تو مین خداوند

تمثال آمیز روسے سی کرکے تمھارے دو چار بھائی بندون کو بچا دونگی بس یہ سنا تھا کہ امیر ثانی نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور فرمایا کب چھوڑتا ہون مجکو تو یہی تنکر فریب دینے آئی ہو اسوقت اگر مثل حور جنت بھی آئے تو چڑیل سے بدتر ہو مجھے دنیا اندھیر ہو رہی ہو نہ کہ تجھ ایسی قحبہ کو کب چھوڑتا ہون قندیل جادو ہنسی اور کہا کہ بے قابو ہو چکے ہو مگر اپنی ہٹ سے باز نہین آتے وہی مثل ہو کہ رسی جل گئی اور بل نہ جلا یہ کہکر امیر ثانی کے بند کمر پہ ہاتھ ڈالا اور قصد کیا کہ لے اوڑون مگر ہر چند سحر پڑھتی ہو کوئی اثر ظاہر نہین ہوتا سبب یہ تھا کہ امیر ثانی چپکے چپکے اسم باطل السحر پڑھے جاتے تھے آخر عاجز آکر قندیل جادو نے قصد کیا کہ جان بچا کر بھاگ جاؤن امیر ثانی کب ہاتھ چھوڑتے ہین بس یون ہی داہنے ہاتھ سے تو ہاتھ قندیل جادو کا پکڑے ہوے تھے بائین ہاتھ سے اب جو گھونسا مارا سر دھڑ سے اوڑ گیا قندیل جادو کی شمع حیات لہرا کر گل ہو گئی بس مرنا تھا اس کا کہ آندھی چلی خاک اوڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بود حیف قردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو لاش اک ساحر سیاہ فام کریہ منظر کی پڑی ہوئی ہو دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوے ہین سن کوئی بولے تین سو برس کا معلوم ہوتا تھا اتنے مین شاپور شیر دل و خضران بن عمرو بھی آگئے یہ حال دیکھ کر بہت خوش ہوے خضران نے عرض کی کہ اے شہریار خدا نے بڑی خیر کی نہین تو اس مکارہ نے غضب کا فریب کیا تھا غرضکہ اب وقت نماز صبح کا آچکا تھا امیر ثانی نے وضو کے لیے پانی طلب کیا اور فریضہ سحری ادا کرنے لگے جب نماز و وظائف سے فراغ حاصل ہوا مرکب طلب کیا اور خود داخل ناموس ہوے سب سے اس طرح رخصت ہوے جیسے کوئی مرنے کو جاتا ہو اب امیر ثانی باہر نکلکر مرکب پہ سوار ہوے خضران بن عمرو ثانی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہو جب اور لوگون نے ہمراہ چلنے کا قصد کیا صاحبقران ثانی نے قسم کھائی کہ واللہ مین اُسے قتل کرونگا جو میرے ساتھ چلنے کا ارادہ کریگا بس مجھے تنہا جانے دو بس تمھاری خیر خواہی اسی قدر بہت ہو کہ تا واپسی تم نے میرے یا میری لاش کے ناموس کی حفاظت کرو اگر مین زندہ پھرا تو کچھ پروا نہین اور اگر مارا گیا تو ان سب کو خانہ کعبہ پاس والد ماجد کے پہونچا دینا یہ فرما کر تنہا جانب بیابان محشر روانہ ہوے دل مین یہ ٹھنیہ کیا کہ اے امیر ثانی ان لوگون کے قتل کروانے سے کیا فائدہ اپنی بلا اپنے ہی سر لینا چاہیے یہان کا کارخانہ سحر و ساحری کا ہو یہ بیچارے جاکر کیا کر لین گے اور اگر مجھ سے یہ کام بن آیا تو ہفت کشور مین دھوم ہو جائیگی کہ حمزہ ثانی نے تنہا اتنی بڑی جنگ کو فتح کیا جنگل مین پانچ ہزار پانچسو چھین تلوار سے زیر دار بیٹھے ہوے تھے وہ عجب وقت اور عجب سمان تھا کہ صاحبقران ثانی نگاہ یاس سے ہر چہار جانب دیکھتے جاتے تھے اس صبح کی بہار کو دنیا کی بہار آخر تصور کر رہے تھے جان اپنے دوستون عزیزون مین لگی ہوئی تھی ہر غنچہ و گل کی طرف دیکھکر فرماتے تھے کہ مجھے تیری شگفتگی سے کچھ بھی فرحت نہین ہو کچھ اپنے پژمردہ دل

کو اپنا باغ تمنا خزان ہوتا نظر آرہا ہے کبھی لالہ کی جانب دیکھکر شاد کرتے تھے کہ کیا تو میرے
پیاروں کے غم میں ابھی سے داغ بر دل ہے نرگس کے پھول مانند چشم گریان بے قطرات
شبنم سے پر آب معلوم ہوتے تھے سنبل پر کسی سوگوار کا دھوکا ہوتا تھا ہر نخل نخل ماتم
اور ہر گل داغ جگر معلوم ہوتا تھا نسیم سحری کے جھونکے نفس واپسین کی طرح آتے جاتے
تھے اب انھیں تو راہ میں چھوڑیے دیکھیے کہ کسوقت پہونچتے ہیں لیکن اب حال بیان کیا
جاتا ہے تمثال آئینہ رو کا کہ جسوقت صبح ہوئی ستارے ڈوبنے لگے سفیدہ پھیل گیا شفق کی
سرخی نے خونی اطلس فرش زرنگاری سپہر پر بچھائی جس سے غم و شادی دونوں سامان نظر
آرہے تھے بموجب شعر شادی و غم کی دو رنگی ہے نمایاں باہمیں * گل تو ہنستے ہیں مگر بلبل ہے نالان
باہمیں * شاہ خاور تاج پر سر نیزہ ہائے خطوط شعاع لیے ہوے میدان آسمان پر بصد کر و فر نمایان
ہوا تیرگی شب کو مانند سپر کے نیزہ نورانی کی قوت سے چیر کر پھینک دیا فوج انجم شکست کھا کر نظروں
سے روپوش ہو گئی بیان اس مردود درگاہ ازلی رانده بارگاہ ایزدی بوم خرابہ سحر و جادو
یعنی تمثال آئینہ رو نے فوج تو ایک روز پیشتر ہی روانہ کر دی تھی اب خود بھی اک
بساط پر بیٹھا اور وہ بساط بزور سحر اوڑکر چلا آج اسنے وہ سامان کیا ہے کہ پہلے نہ کیا
تھا لباس سرخ پہنے ہوے نقاب زرین چہرے پر ڈالے ہوے تاج مرصع بر سر چار گلدستے
چہار جانب جواہر کے لگے ہوے شمشیر برہنہ ہاتھ میں ایک ابر سرخ رنگ سر پر سایہ فگن
اسمین سے برقین چمکتی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک ٹکڑا شفق کا آسمان سے علیحدہ ہو کر
ہوا پر جا رہا ہے یہ سب رنگ خونی سامان قتل مسلمانان کا تھا اب حال بیابان محشر کا سنیے
کہ ہاویل جادو نے بموجب حکم تمثال آئینہ رو پانچ ہزار یا پچیس چمین دار بین استادہ
کی ہین اور ہر دار کے نیچے ایک ایک سردار کو بٹھایا ہے اور پاس ایک ایک جلاد شمشیر برہنہ ہاتھ
میں لیے سر پر کھڑا ہے فقط انتظار ہے تمثال آئینہ رو کا اور گرداگرد تمام داروں کے اول
فوج ساحرون کی اسکے بعد کل لشکر ہے یہ سب انتظام اس لیے ہے کہ مبادا کوئی رہا کر لیجانے
والا نہ آجائے اسوقت سرداران لشکر اسلام ایک دوسرے کو بنظر حسرت و عبرت دیکھ رہے
تھے درحقیقت اگر غور سے دیکھیے تو نہین کون کون ہے کہ جنمین سے ہر ایک صاحبقران ثانی ہے
ایک ایک نے تنہا صدہا ملک فتح کیے جنکی تلوار کی دھاک سے پیدا ہے بہرام گور نیزہ زنی ہے کوئی
بلبیع الملک کوئی رستم ثانی کوئی نور الدہر کوئی ایرج کہین قہرود دیو پیرور کہین فیرام ابہ
کشور کشا کہین تور ح یزدان پرست کہین خورشید تاجدار کسی طرف کند ہور ثانی کہین
مالک ثانی کہین شہریار عالی وقار کہین کرب نامدار کسی طرف فرامرز عاد مغربی کسی طرف
جمہور جہانسوز تیر زن کسی سمت شہنشاہ گوہر کلاہ کسی جانب دارا بے جن داراب
سیمین زرہ کہین سنجر و نامداران سب کے علاوہ اسوقت بادشاہ اسلام بھی اُسی
حالت مین ہین جو ان سرداروں کی کیفیت ہے مثل دیگران زیر دار تہ تیغ بیٹھے ہین بادشاہ
و رعایا مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا عبرت کا مقام ہے کہ ابھی دو چار روز ادھر تک

انکی تلوار سے خون ٹپکتا تھا آتے ہی لشکر تمثال آئینہ رو کو درہم و برہم کر دیا تھا کیسے کیسے
پہلوانان نامی و گردن کشان گرامی کو سر میدان چیر کر پھینکدیا آج کیسے مجبور زیر دار
بیٹھے ہین ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر سر جھکا لیتا ہے مگر چہرون پر کوئی علامت خوف
و ہراس نہین بلکہ جناب باری مین عرض کر رہے ہین کہ پروردگارا شکر ہے تیرا کہ زندگی مین
ساتھ رہا مرنے پر بھی ساتھ رہے گا واقع مین کہ مرگ انبوہ جشنے دارد مگر خیال انجام ہو تو اتنا
ہے کہ بعد مرگ کوئی غسل و کفن کا دینے والا بھی نظر نہین آتا ایک صاحبقران ثانی باقی
ہین خدا انھین کو ساتھ عافیت کے زندہ و سالم رکھے اگر آسرا ہے تو انھین کا ہے کہ شاید آجاو
یا کر لاشے دفن کرادین فاتحہ پڑھ دیا کرین ورنہ اور تو کوئی امید نہین معلوم ہوتی مگر جائے
حیرت ہے کہ صاحبقران ثانی اسوقت تک تشریف نہین لائے کیا وقت آخر یہ تمنا بھی
دل کی دل ہی مین رہے گی اور دیدار سے بھی محروم رہین گے خیر یہی بھی قبول
مگر حافظ حقیقی اُس شہریار عالی وقار کو سلامت باکرامت رکھے ورنہ ناموس کی
کون سرپرستی کریگا یہی ذکر تھا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکہ ابر سرخ رنگ نمودار ہوا
اور مانند شعلہ جوالہ زمین کی طرف متوجہ ہوا کفار مین اک خروش بلند ہوا سب کے سب
برائے سجدہ جھکے کہ خداوند آپہونچا لیکن وہ شعلہ زمین سے چالیس گز بلند بالائے ہوا قائم ہوا
تو دیکھا کہ اک گبر ناہنجار چہرے پر نقاب ڈالے ہوے تاج مرصع بر سر تخت پر بیٹھا ہے چار گلدستے
چارون طرف رکھے ہوے ہین سر پر اک چھوٹا سا شامیانہ کھنچا ہوا ہے ہنوز یہ اچھی طرح قائم
نہین ہونے پایا تھا کہ ساتھ ہی دوسرا اترتا ہوا اور سامنے سے اک غالیچہ اڑتا ہوا متصل
تخت کے دکھائی دیا اور دیکھا کہ طرف تخت تمثال آئینہ رو کے آتا ہے ساتھ ہی بیابان سے
گرد اوڑی سب اُدھر متوجہ ہوے دیکھا کہ بگولے مین سے امیر ثانی تنہا مرکب پر سوار دوش پر
سپر ہاتھ مین تیغہ آبدار دہین سے برہنہ کیے ہوے نمودار ہوے اور ایک جانب آکر
قائم ہوے یہان کفار مصروف سجدہ تھے صاحبقران ثانی کو گوارہ نہ ہوا کہ غفلت مین
اُنپر تلوار کھینچین لیکن وہان وہ غالیچہ اوڑتا ہوا متصل تخت تمثال آئینہ رو کے ہو پہونچا دیکھا
کہ اک شخص مہیب سیاہ رنگ کچھ عجب طرح کا چہرہ بال سر کے بڑے بڑے شانون پر دو سر اور نمودار ہین
کہ انکے دہن کھلے ہوے ہین اور مانند اژدر دہن سے شعلے باہر نکل رہے ہین تمثال آئینہ رو
نے نعرہ کیا کہ او بے ادب تو کون ہے کہ نہین پہچانتا اور خداوند کے منھ پر چڑھا آتا ہے اُسنے جوابدیا
کہ مین فرستادہ خداوندان قدیم یعنی تہیل رعد آواز تمثال آئینہ رو نے جوابدیا کہ پھر کس لیے
آیا ہے تہیل رعد آواز نے جوابدیا کہ تیری تنبیہ کو آیا ہون کہ تو مسلمانون کو نہ قتل کر کیونکہ
یہ ہمارے پیارے بندے ہین تو نہین دیکھتا کہ ہمنے انکو کیسے کیسے عروج دیئے کیسی کیسی
طاقتین عنایت کی ہین اگرچہ یہ گمراہ ہین تو بھی ہین انکی حرکتین اچھی معلوم ہوتی ہین تو کون انکا
قتل کرنے والا تمثال آئینہ رو نے جوابدیا کہ اب اُن خداوندون کا زمانہ باقی نہین ہے کہ انکا حکم
چل سکے یہ زمانہ ہمارا ہے ہمارا جو جی چاہیگا وہ کرینگے میری خداوندی کا تجھے کچھ نہین ہے کہ مین نے

فعل میں دوسرے کی رائے شریک کروں جاؤ کہ دو اُن پونے دو سو خداوندوں سے کہ اب
ایسی گستاخی کبھی نہ کریں ورنہ جتنے منھ ہیں سب کھدوائے پھینک دونگا تم نہیں جانتے ہو
کہ اب وقت میرا ہے تم بھی شل اور مخلوق کے ہو کے رہ گئے ہو یہ سنکر مہیل رعد آواز بھی پکارا
کہ قمساق تو پونے دو سو خداوندوں کو کمزور بتا کر آپ شہزور بنا ہے اور کہتا ہے کہ انکا زمانہ
گذر گیا میں ایک ادنے بندہ ہوں مگر چاہوں تو ساری خداوندی تیری خاک میں ملا دوں
بس یہ سننا تھا کہ تمثال آئینہ رو کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہیں دیکھا تو نے میری قدرت
کو دیکھ یہ کہہ کے چہرہ نحس کی نقاب دور کی بس نقاب اٹھانا تھی کہ امیر ثانی نے تو پہلے ہی سے
منھ ادھر سے پھیر لیا تھا کیونکہ سب کیفیت سن چکے تھے لیکن اور جتنے تھے مع صلصال و
خلخال و جنگان و لاجورد شاہ اور کل سرداران لشکر سجدے میں گئے اور کہا کہ بیشک تو خداوند
برحق ہے اور اب سب امیر ثانی سے پھر گئے صاحبقران ثانی کو دفعتاً برا بھلا کہنے لگے امیر بڑی
حیرت سے اُن لوگوں کو دیکھتے ہیں اور رہ جاتے ہیں لیکن مہیل رعد آواز پر کوئی اثر
نہ ہوا اور پکار کر کہا کہ ایسی ایسی قدرتیں میں گھڑی بھر میں خود سیکڑوں بنا دیتا ہوں یہ کہتے
ہی جیب سے اک شیشہ نکالکر دکھایا تمثال آئینہ رو اُس کو دیکھتے ہی آئینہ دار حیرت میں آکر
سجدہ جھکا مہیل رعد آواز نے ہاتھ پکڑ کے تخت پر سے کھینچ لیا اور اپنے قالیچے پر بٹھا لیا
اس کے سجدہ کرنے سے لوگوں کو حیرت ہو گئی کہ یہ کیا آفت ہوئی کہ خداوند خود سجدہ
کرنے لگے وہاں عمرو ثانی نے منع کیا کہ کیا کرتا ہے سجدہ جسکے واسطے ہے اسی کے واسطے ہے میں تو خود
اک بندہ ذلیل ہوں مگر میں نے تجھ کو دکھا دیا کہ ایک ادنے تحفہ ہمارے خداوند کے بندوں کے
پاس بھی ایسا ہے کہ خداوندوں کی خداوندی ڈبا دیتا ہے بس بنے ہوئے خداوند اور
اصلی خداوند میں اتنا ہی فرق ہے اُدھر ہاویل جادو سے پکار کر کہا کہ یہاں آؤ ہاویل جادو
بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہے صورت دیکھ کر ڈر معلوم ہوتا ہے اور ابھی یہ بھی دیکھ چکا ہے کہ
تمثال آئینہ رو نے سجدہ کیا ہاویل جادو قریب آیا مہیل رعد آواز نے اُسے بھی اپنے
پاس بٹھا لیا اب یہ رنگ جو جنگان نے دیکھا لاجورد شاہ و صلصال سے کہا جو کچھ
مال لوٹنا ہو لوٹ لو ورنہ سب نذر خداپرستان تو ہو ہی چکا ہے اس میں شک نہیں کہ یہی
مرشد ہیں تھوڑی ہی دیر کے یہ خداوند صاحب جہان نظر آتے ہیں ورنہ ان میں کچھ
بھی نہیں لاجورد شاہ پہلے تو اس پر بہت خفا ہوا بعد اُسکے کہا کہ اچھا سواریاں تیار ہیں
جو کچھ مال و اسباب تمثال آئینہ رو کا تھا اس میں سے بہت کچھ جنگان نے اونٹوں پر بار کرا لیا
لیکن یہاں دیکھنے والے اسی حیرت میں ہیں امیر ثانی بھی متعجب ہیں کہ یہ کون بلائے آسمانی الٰہی یہ
تین سر کا آدمی یہ ہیبت یوں ہوا پر اڑتے ہوئے نظر آنا سب کو تعجب تھا اور تمثال آئینہ رو
کا تو دم نکلا ہوا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے سر میدان حشر اتنی بڑی ذلت ہوئی کہ خداوند
نے خود سجدہ کیا اور ایسے شخص کو جانے کو بندہ ناچیز بتلا رہا ہے مہیل رعد آواز نے کہا کہ مجھے
ہر سردار کے قریب لیچلو اور سب کا پتا و نشان بتاؤ تاکہ میں خطائیں ان سب کی پوتے دو سو

خداوندون کے سامنے عرض کرون اور سب خداوندون مین بحث ہو کر جو راے قرار پاے
اُس سے مین تمھین اطلاع دون تم اُسپر کاربند ہونا اگر قتل کا حکم ملے قتل کر ڈالنا اگر قید کا حکم
ہو قید رکھنا اگر رہائی کا حکم ہو رہا کر دینا خبردار تامل نہو ممثال آئینہ رو کہتا ہی کہ مین نے
آپکو پہچان لیا لیکن اب آپ مجھے ذلیل نہ کرین کہا نہین نہین تم گھبراؤ نہین مین تمھارے واسطے
عہدۂ نیابت انھی خداوندون سے لیتا آؤنگا اس اس طرح کی باتین ہونے کے بعد ابر غالیچہ اپنی
جگہ سے متحرک ہوا اور تہمیل رعد آواز نے جسطرف کا اشارہ کیا اُسی جانب روانہ ہوا اوّل
سب سے غالیچہ قریب اس دار کے آیا جہان بادشاہ اسلام ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین
بیڑیان گلے مین طوق کمر مین زنجیر اس حالت سے مسلسل بیٹھے ہوے تھے تہمیل رعد آواز نے
یہ حال دیکھکر ممثال آئینہ رو پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ تم نے انکو قید کیون کیا اور قید کیا
تو اسطرح کہ کوئی امتیاز نہ رکھا چھوڑ دو انکو یہ بیچارے اک مٹی کے بورے کی طرح تخت پر
بیٹھے رہتے ہین ان سے کیا خطا سرزد ہوئی ممثال آئینہ رو نے کہا کہ میرے ملک پر لشکر لیکر
چڑھ آئے تھے تہمیل رعد آواز نے کہا نہین انکی کوئی خطا نہین یہ سب باتین حمزۂ ثانی
کی ہین اسکو چھوڑکر اسکے عوض اُسے قید کرو اور بادشاہ اسلام کی طرف دیکھ کر کہا کہ اگر تم
کوئی شے ہماری نذر کرو تو خیر ہم تمھین چھوڑ دین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہی
اگر پروردگار عالم کو ہماری حیات منظور رہی تو وہ ہمین بچا لیگا ورنہ مر جانا قبول ہی اور یہ
رہائی نہین منظور ہی اسکے بعد قریب ہر ایک سردار کے اسی طرح گئے اور اُس کی حالت دریافت
کرنے کے بعد کسی سے کچھ کہا کسی سے کچھ کہا بعد سب کے امیر ثانی کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ کیون
اے حمزۂ ثانی تو نے بیشتر سب خداوندون کو برا کہا اور آزار پہنچائے آخر ان سب نے
پردۂ دنیا پر رہنا گوارا نہ کیا اور نگاہون سے پوشیدہ ہو گئے مگر انھین اب بھی تیرا اسقدر
خیال ہی کہ مجھے برائے سعی بھیجا اور کہا کہ منع کرو ممثال آئینہ رو کو یہ ہمارے پیارے
بندے ہین خبردار انکو قتل نہ کرنا اور یہ نوبت تیری نہوتی اگر تو غرور نہ کرتا بس بہتر و لازم
یہ ہی کہ خیر آج تک جو کچھ تو نے کیا وہ بہتر کیا اب اپنے گناہون سے توبہ کر تو خداوندون کا
ارادہ ہی کہ تجھے نائب اپنا قرار دین اور تیرے سپرد تمام دنیا کا انتظام کر دین ورنہ بہت
ذلیل و خوار ہوگا جنھون نے تجھے عزت عطا کی وہ آبرو لے بھی سکتے ہین امیر ثانی نے فرمایا
کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تو کیا ہی اور تیرے خداوند مسخرے کیا ہین افسوس کہ اسوقت میرا دوست
صادق یار موافق نہوا ورنہ یہ ساری قلعی تیری کھل جاتی اور حقیقت تیری دریافت ہو جاتی
کہ تو کون ہی وہ ایسا شخص تھا جسنے سیکڑون خداوندون کی قلعی کھولدی ہزارہا ساحرون
کو جنھین دعوی خداوندی تھا مار کر خاک مین ملا دیا مگر نہین معلوم اُسے کیا جنون ہوا کہ
وہ مجھے ایسی حالت مین چھوڑکر چلا گیا شاید اُسے ان حالتون کی خبر نہ تھی ورنہ وہ ایسا کبھی
نہ کرتا اور تو کیون تامل کرتا ہی حکم قتل کیون نہین دیتا دیکھو تو ابھی کیا ہوتا ہی شاید دو اک
قتل ہو جائین تو ہو جائین ورنہ یہ تمام میدان لاشون سے پاٹ کر وادی برہوت بنا دونگا

اور ابھی سب کو چھڑا لیجاؤنگا یا قضا آگئی ہی تو خود بھی مارا جاؤنگا نہیل رعد آواز نے کہا کہ اگر دست
تمہارا عمرو ثانی اس مصیبت سے نہین رہا کرتا تو اُسے کیا دیتے مین نے سنا ہو کہ وہ طماع بہت ہو امیر
ثانی نے فرمایا کہ وہ میری جان ومال کا مالک تھا جو کچھ وہ چاہتا لے لیتا مین تو سب ملک اُسی کو
دیدیتا مگر وہ کمبخت تو ایسا ہو کہ جو کچھ ملا اسکو سوا زنبیل مین رکھ چھوڑنے کے صرف کرنا چاہتا ہی
نہین اس سبب سے مین بھی اسکو بھی اسقدر نہین دیتا کہ خلق خدا پریشان ہو اور زنبیل بھری
رہے نہیل رعد آواز نے کہا کہ اگر وہ کہتا نصف ملک مین لونگا امیر ثانی نے فرمایا کہ بیشک
مین دیدیتا پس یہ سنتے ہی نہیل رعد آواز نے آواز دی کہ باش اے گروہ کفار و اے مسلمانان ہو
شیار آگاہ اور ہوشیار رہو ہر کہ داند و اند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم گوہر تاج عیاری وگلمت بستان
خنجر گذاری طرۂ دستار طراری مالک اقلیم ہشیاری خنجر گذار دیا ور غدار یعنی عمرو بن عمرو بن امیہ
نامدار بس یہ سنا تھا کہ کافرون کے ہوش اوڑے اہل اسلام متعجب ہوے صاحبقران ثانی غور
سے دیکھنے لگے مثال آئینہ رو لے اُٹھ کر بھاگنے کا قصد کیا دیکھا تو چوتڑ تھالیچے مین بیٹھے ہوے ہین
ادھر ہاویل جادو نے سحر کرنے کا قصد کیا دیکھا تو سحر فراموش ہو کچھ یاد ہی نہین پس عمرو ثانی
نے جلد ہی سے دونون کی مشکین کمند اصفاے باصفاے کسین اور امیر ثانی کو آواز دی کہ حمزۂ
ثانی کیا دیکھتا ہو ارے مارے ان کافرون کو اور رہا کر سردارون کو صاحبقران ثانی نعرہ
کرکے چلے تلوار کھینچی ادھر سردارون نے قیدین توڑنا شروع کین جلادون کو ابھی حکم ملنے
نہین پایا تھا کہ وہ کسی کو قتل کرسکتے یہان آن واحد مین عجب انقلاب پیش آگیا اب کیسے قتل کرین
اپنی ہی جان بچتی نظر نہین آتی اس حیرت وعبرت مین تلوارین چھوٹ پڑین وہان جس سردار
نے قید توڑی وار پکڑ لی اور فوج پر حملہ کیا ادھر صاحبقران ثانی نے قتل کرنا شروع کیا
ساحرون نے سحر شروع کیا خضران بن عمرو ثانی نے کہا یا امیر ثانی اسم اعظم پڑھیے صاحبقران
ثانی نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا سحر ردہوا ساحر تہ تیغ ہوے ترنج ونارنج گھاپیکا زن کا
گچھا سوئیان کا گولا فولادی سب حربے بیکار ہو گئے اہل اسلام نے قتل کرنا شروع کیا کل
چالیس ہزار ساحر تھے آن واحد مین شکار ہو گئے اب لشکر سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرون کے
مرنے سے جو آندھی چلی خاک اوڑی تاریکی پھیلی ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا جوانان اسلام اپنی
آزمودہ کاری سے جگہ پکڑ کر کھڑے ہو رہے لیکن کفار آپسین لڑنے لگے باپ بیٹے کو قتل کیے
ڈالتا تھا بھائی بھائی کو نہ پہچانتا تھا اپنا بیگانہ کچھ نہ سوجھتا تھا اندھیر پڑا تھا ہر طرف آواز گیر وبزن
بلند تھی کوندا برق شمشیر کا چمک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی سیلاب خون جاری ہوا تھا
کشتی عمر طوفانی نظر آتی تھی وہان ہرکارون نے یہ خبر لشکر مین کردی کہ سردار قید سے چھوٹے
صاحبقران ثانی سے تلوار چل رہی ہی اور جوانان اسلام بے سروسامانی سے لڑ رہے ہین کہ نہ
مرکب مین نہ خود نہ زرہ نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ تلوار نہ سپر عمرو ثانی نے عیاری کرکے مثال
آئینہ رو کو گرفتار کر لیا خیمہ مین تاموس کے اک خوشی ہوئی سجدے شکر کے ادا ہونے لگے
فوج اسلام کوہ سے اُتر کر چلی عیارون نے اپنے اپنے سردارون کے لیے گھوڑے لیے

اور مانند ریگ صبا کے اسی گرمی جنگ مین بیو نجادیے اتنے مین لشکر اسلام بھی آپڑا قیامت کا رن پڑا
عقنب کی تلوار چل رہی تھی کا نشہ سراہش میدان مین مثل ڈھیلون کے لڑھکتے پھرتے تھے دوسری
روایت یہ ہو کہ سرورتن نے کفار کے مرکب چھینے سوار کو قتل کیا گھوڑا اپنے قبضے مین ہوا شمشیر
و سپر بھی اسی طرح لی لیکن یہ رنگ جنگان نے جو دیکھا آواز بلند اذان کہنے لگا اور کہا واہ محمد
کیا کہنا ہو اگر آپ دعوی خداوندی کا کرین زیبا بجا و درست ہو اور صلصال ولاجورد شاہ
وغیرہ سے کہا کہ بجا گو اسی وقت کو ہمنے کہا تھا اور اسی لیے پیشتر سے بند و بست کر لیا تھا ورنہ
اسوقت بڑی بنتی یہان کا تو خاتمہ ہوا اب کوئی اور گھر دیکھنا چاہیے یہ سب تو ایک طرف سے راہی
ہوے میان غازیان دیندار نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے مگر کفار کی یہ کیفیت ہو
کہ کسی طرح کم نہین ہوتے ہر چند کہ فوج بے سردار کیا لڑ سکتی ہو مگر ایک تو یہ کہ وہ اس جنگ کو
مذہبی جنگ تصور کیے ہوے جانین نثار بنے ہین کہ رہے ہین کہ خداوند کو گرفتار کر لیا ہو پھر اور
جانین لڑاو اگر اسوقت کمی کروگے تو بخشش نہ ہوگی خداوند ناراض ہوجائینگے دوسرے یہ
لوگ کچھ اس طرح گھر گئے ہین کہ نکلنے کی راہ نہین ملتی کوئی چارہ نہین ہو تلوار چل رہی ہو خون برس
رہا ہو زمین خون سے لالہ گون ہو گئی ہو کسی طرف تیر چل رہے ہین کہین نیزون کی جنگ ہو
برچھیان بلند ہین اتنا صحرا نیستان معلوم ہوتا ہو پھریرے علمون کے خون سے رنگین ہو گئے ہین
قبضے تلوارون کے ہاتھون مین گر گئے ہین کہنیون سے خون ٹپک رہا ہو غازیان اسلام کفار
کو گھیرے ہوے قتل کر رہے ہین ہر طرف شور ہو کہ ہان مار لو جانے نہ پائین ان ملعونون نے بڑے
بڑے ظلم کیے ہین اب یہ کیفیت ہو کہ شام قریب ہو سیاہی مثل کاجل کے دیدہ عالم مین پھیلتی جاتی
ہو ماہتاب بدر مہتاب روشن کر رہا ہو چراغان کو اک سطح ارض کو بہ تو فلک ہو ہو کر نور آتی کرہے
ہین لیکن میان وہی کیفیت ہو کہ تلوار چل رہی ہو خون برس رہا ہو دونون طرف ان مہتابیان روشن
ہو گئی ہین اہل اسلام نے یہ انتظام کیا ہو کہ بادشاہ اسلام کو حلقے مین لیکر ایک طرف سے مارتے ہوے
نکل گئے اور تخت و تاج منگوا کر بادشاہ کو تخت پر سوار کیا اور جم کر لڑنے لگے عین گرمی جنگ مین جالوت
کج گردن سے اور لندھور ثانی سے سامنا ہوا جالوت کج گردن نے جو بہت ماری لندھور
نے چوب سر گرز پر روک کر جو عمود گران سنگ کا وار کیا اسنے بھی چو بہت کو چوبے کی پناہ کیا لیکن
یہ ستر و سو من کی ضرب کب رکتی ہو دونون ہاتھ تھرائے چوب مع گرز سر پہ گری سر گردن مین گردن
سینے مین سینہ شکم مین شکم کمر مین کمر گھٹنون مین جا کر گھٹنہ زمین مین اک خون کا تعلقہ بنکر رہ گیا
ادھر مالک ثانی سے اور تفیر نیزہ باز سے سامنا ہوا دو چار طعنین چلی ہو تھی کہ مالک ثانی
نے ایسا نیزہ مارا کہ توڑ کر سینہ تفیر نیزہ باز کو نکل گیا مالک ثانی نے نیزے سے سر بلند کر کے زمین پر
مارا کہ استخوان پارہ پارہ ہو گئے ادھر بدیع الملک سے اور قطوبل بلند بالا سے
مقابلہ ہوا قطوبل بلند بالا نے تیغہ مارا بدیع الملک نے دو وار کرکے جو ہاتھ مارا ایک
و مرکب چار ٹکڑے ہوے رستم ثانی سے اور مبہوت تیغ زن سے سامنا ہوا مبہوت تیغ زن
نے وار کیا رستم ثانی نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اچھال دیا گر تھا سے جو زنگ

ہوائی کا ٹاکرب دلاور سے اور محراب زنگی سے مقابلہ ہوا محراب زنگی نے ارہ پشت
ہنگ مارا کرب نے ارہ قلم کر کے جو ہاتھ دوال کمر پہ مارا دو ٹکڑے ہوئے فولاد شست
زن سے اور شہریار سے سامنا ہوا اس کا یہی حربہ ہے کہ ہاتھوں پہ اس کے فولادی پنجے
چڑھے ہوئے ہیں جیسے اپنے گھونسا مار دیا پھڑک کر رہ گیا اپنے شہریار پر بھی ہاتھ اٹھایا شہریار
نامدار نے کلائی پکڑ لی اور ایک گھونسا مارا کہ پھڑک کر مر گیا بدیع الزمان سے اور عزاب کوہ پیکر
سے مقابلہ ہوا عزاب کوہ پیکر نے تلوار ماری بدیع الزمان نے وار اسکا رد کر کے جو
ہاتھ جنیو کا مارا اسکا بھی کام تمام ہوا ببر بربری سے اور تیغ زن نامدار سے مقابلہ ہوا
ببر بربری نے تلوار ماری تیغ زن نے وار اسکا سپر سے رد کر کے جو تلوار ماری مع راکب و
مرکب چار ٹکڑے ہوئے طیران آدم خوار سے اور نور الدہر سے مقابلہ ہوا طیران آدم
خوار نے ارہ پشت ہنگ مارا نور الدہر نے ارے کو قلم کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا طیران
آدم خوار کے دو ٹکڑے ہوئے مربوط زنگی سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا
مربوط زنگی نے ساطور مارا ایرج نے ساطور چھین کر پھینک دیا اور مربوط زنگی کو یک رنگ ہوائی کیا
الحاق سیر گردان سے اور فرامرز عاد مغربی سے مقابلہ ہوا فرامرز عاد مغربی نے
تلوار الحاق سیر گردان کی چھین کر پھینک دی اور زین سے اٹھا کر زمین پہ مارا
اور پامال کر دیا ملحوق سیر گردان سے اور جمہور سے مقابلہ ہوا ملحوق سیر گردان
نے تلوار ماری جمہور نے وار اسکا پشت تبر پہ روک کر جو ہاتھ مارا نخل حیات ملحوق
سیر گردان کو قلم کیا قمہور دیو پرور سے اور نہال روئین تن سے مقابلہ ہوا
کئی وار چلے قمہور دیو پرور زخمی ہوئے مگر نہال روئین تن کے جسم پر کچھ اثر نہ ہوا
اسوقت قمہور دیو پرور نے عقب میں آ کر بند دست پکڑ لیا اور زین سے کھینچ اچھال کر
زمین پر مارا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا داراب کشور کشا سے اور سیلاب اژدر گیر
سے مقابلہ ہوا سیلاب اژدر گیر نے تلوار حوالے کی داراب نے وار اسکا تیغ خنجر سے
رو کر کے جو تلوار ماری سیلاب اژدر گیر کے دو ٹکڑے ہوئے مردود کوہی سے اور شہنشاہ
گوہر کلاہ سے تلوار چلی شہنشاہ گوہر کلاہ نے مردود کوہی کے وار کو رد کر کے ایک
ضرب شمشیر میں وارد دار البوار کر دیا محیط فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم سے
اور امیر ثانی سے مقابلہ ہوا محیط فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم کے نے
ساریق ماری امیر ثانی نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونوں ٹکڑے ساریق کے علیحدہ جا پڑے محیط
فیل گردن تنگ پیشانی عقرب چشم نے خالی زنجیر کھینچ ماری امیر ثانی نے زنجیر بھی رد
کر کے ایک ہاتھ ستیزہ عقرب سلیمانی کا ایسا مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر
ہاشم تیغ زن نے علم لشکر مصر نگون کر دیا اب وقت صبح کا قریب آ گیا ہے لیکن کفار کی یہ حالت
ہے کہ قتل ہو رہے ہیں مگر امان نہیں مانگتے بسبب کثرت کے اگر لوگ قتل بھی ہوتے ہیں تو پروا
نہیں کرتے انھیں بھی خیال ہے کہ مسلمان ہم کو قتل کرتے کرتے بھاگ جائینگے مگر یہ غازیان

دیندار اگر سر بھی قلم ہو تو قدم پیچھے ہٹانے والے نہیں ہیں اتنے میں خواجہ عمرو ثانی نے جو بصورت
مہیل رعد آواز بنکر آئے ہیں اور تمثال آئینہ رو اور باویل جادو کو گرفتار کرکے
زنبیل میں ڈال لیا ہے آکر امیر ثانی سے عرض کی کہ اگر منظور ہے کہ یہ جنگ جلد سر ہو جائے تو اس
سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے کہ تمثال آئینہ رو کو دار پر کھینچیں بہتر یاران کرو امیر ثانی نے حکم دیا کہ بہتر
عمرو ثانی نے ایک بلند دار استادہ کی اور تمثال آئینہ رو کو بالائے دار کھینچ دیا اور باویل جادو
کو زیر دار بٹھا کر قتل کر ڈالا بس اسکا مرنا تھا کہ علامات سحر ظاہر ہوئیں آندھی چلی خاک اڑی
آتشبازی و برف باری کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من باویل جادو بود و حیف مردیم و جان دادم
و مطلب خود نرسیدم بعد اسکے تمثال آئینہ رو پر تیر چلنے لگے کفار یہ حال دیکھ کر نہایت مضطرب
بیتاب ہو کر چلے تھے کہ کسی طرح اپنے خداوند کو چھڑا لیں مگر اہل اسلام نے سب کو تیروں پر
رکھ لیا قدم آگے نہ بڑھنے دیئے جو آگے بڑھا اجل کا شکار ہوا یہاں بالائے دار تمثال آئینہ رو
مردود جہنم واصل ہوا ایک راوی یہ بیان کرتا ہے کہ عمرو ثانی نے جب ان دونوں کو غائب پر بلایا تھا
اسیوقت قتل کر ڈالا تھا اور باقی کا فرحیل کلید کا سب سرداروں پر چھڑک دیا تھا ورنہ یہ سب ہوش
میں نہ آتے بہر کیف اب دل کفار کے شکستہ ہوئے اور چہار جانب جس سے جدھر بن پڑی وہ بھاگ
نکلا جو گھوڑے ہوئے تھے انھوں نے چادر ہلانا شروع کی امیر ثانی نے حکم دیا کہ اب خبردار کسی کو قتل
نہ کرو دوسرا جھنڈا علامت صلح کا بلند ہوا جو جہاں تھا وہیں ختم کیا تلوار رک گئی ہر طرف
امن ہوا امیر با توقیر مظفر و منصور مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی واپس ہوئے
طبل شادمانی بجتا ہوا داخل شہر تمثالیہ ہوئے اور کرب ولاور کو بارگاہ میں لیتے گئے واسطے
اور وار ابن داراب و بدیع الملک و رستم ثانی کو ناموس کے لینے کے لیے روانہ کیا
اور آپ داخل شہر تمثالیہ ہوئے عمرو ثانی سب سے پہلے طرف قیطول کے چلا دیکھا تو وہاں نہ
قیطول ہے نہ کچھ ہے دو چار سرکندے گڑے ہوئے ہیں ابتر نیلا زرد و نگاری سوت
لپٹا ہوا ہے اب جس طرف گلستان ارم تھا وہاں پہنچے یہاں البتہ وہ نازنینیں جو حوران
جنت سے تعبیر کی جاتی تھیں درحقیقت نہایت حسین و کمسن لڑکیاں تھیں عمرو ثانی نے ان کا
زر و زیور خوب لوٹا اور چال مار مار کر پکڑنے لگا کہ انکو بیچ لینے میں بھی بہت کچھ ملجائیگا لیکن کسی نے
یہ خبر امیر ثانی سے کردی وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک نازنین پر برق ثانی عاشق ہوا تھا اسے بھی آپنے
داخل زنبیل کر لیا ہر چند اسنے منت سماجت کی آپ نے نہ مانا اور اس سے روپیہ طلب کیا
برق ثانی نے امیر ثانی سے اس امر کی اطلاع کی صاحبقران ثانی نے قران ثانی اور شاپور
شیر دل کو روانہ کیا اور کہلا کہ دنیا اس دنیو مکار سے کہ مال جس قدر چاہے لوٹ لینا مگر خبردار
کسی آدمی پر قبضہ کرنے کا قصد نہ کرنا سب کو حفاظت رکھو اور کچھ سرداروں کو برائے حفاظت
روانہ کیا یہاں بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہیں نذریں گذر رہی ہیں امرا و شہر حاضر ہو رہے
ہیں مال غنیمت غازیوں کا حق کر دیا گیا ہے اسیوقت سے سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہو گیا
بتکدے منہدم کر دیئے گئے مسجدوں کی بنا ڈالدی گئی شام تک یہ سب بندوبست ہوا اور بشام

کرب دلاور بارگاہ سلیمانی وخشای وغیرہ لیے ہوے آئے سب بارگاہ میں قرینے سے استادہ
ہوئیں لیکن وہان رستم ثانی و بدیع الملک ودارا لے بن داراب سیمین زرہ جو کوہ پر
پہونچے تو جو عورتیں بزرگ تھیں وہ بلا گردان ہوئیں صدقے جانے قربان ہونے لگے خیر و عافیت سب
کی معلوم ہوگئی مگر ہر عورت اپنے اپنے وارث کے واسطے بیتاب تھی جابجا نذرین نیازین ہو
رہی ہین ہر چند کہ ان شاہزادون نے بہت تاکید کی کہ صاحبقران ثانی نے طلب فرمایا ہے
مگر عورتون سے کس کا بس چلتا ہے کسی نے ٹکڑے جیر کا دونا مانا تھا کسی نے بی تحرت
بچھڑت کی پڑیا مانی تھی علاوہ ازین مرادین ادا کیے بغیر اپنی جگہ سے کب ہلتی ہین الحاصل صبح
کو ناموس صاحبقرانی کو یہ تینون شاہزادے اپنے ہمراہ لیکر شہر ختالیہ میں پہونچے ہر بی بی اپنے
اپنے وارث سے ملی کسی نے اپنے فرزند کو گلے سے لگایا بلا گردان ہوئی کوئی اپنے بھائی سے
لپٹی ہوئی تھی شادی مرگ کا عالم تھا اس وقت کی امید گئے تھی کہ پھر زندگی میں دیدار نصیب
ہوگا مارے خوشی کے کسی کو ہوش نہیں ہے جوش شادیانون کے ہر طرف رونے کی دھوم ہے
بمصداق اس شعر حبیب کے شعر خوشی کے جوش میں بھی رنج کا پہلو نکلتے ہین - زیادہ جب خوشی آجاتی ہے
آنسو نکلتے ہین ٭ تین روز تک عجب ہنگامہ برپا رہا وہ زنان باعصمت و حیا جنکو اپنے اپنے شوہرون کے
آنیکی خوشی ہوئی ہے اپنے دلی ولولونکو دبائے ہوے دور سے انکھیون سے دیکھ رہی ہین حیا بات کرنے کو
مانع ہے بموجب اس شعر کے - شعر ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا - کنکھیون سے انکو مگر دیکھ لینا
کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہے ٭ ادھر جانے والے ادھر دیکھ لینا ٭ مگر ہر ایک نے اپنے کو سنوارا
ہے آراستہ کیا ہے تیسرے روز امیر ثانی نے ان لڑکیون کو طلب کیا جنکو عمرو ثانی نے پکڑ پکڑ کے
زنبیل میں ڈال لیا تھا عمرو ثانی نے سب کو زنبیل سے نکالا مگر اس شرط پر کہ انکا عقد جس کے
ساتھ کیا جائے وہ بعوض محافظت جتنے پر مہر باندھے اسی قدر روپیہ مجکو بھی دے سب نے
مجبوری منظور کیا کیونکہ اگر منظور نہ کرتے تو کسی کو تعداد نہ معلوم تھی دو چار کو نکال کر
کہدیتا کہ بس اتنی ہی تھین اور سب موقع اور محل سے بیک بجا تھین ہان وہ عورتین جو
باقی رہ گئی تھین اور سردارون نے جا کر انھین اپنی حفاظت میں لے لیا تھا وہ موجود
تھین الحاصل امیر ثانی نے چالیس روز کا جشن قرار دیا اور پہلے جشن میں ان
لڑکیون کے عقد کے واسطے نوجوان سردار لشکر سے ڈھائی ہزار چھانٹے اور سب کو سب
کا عقد کر دیا گیا یہ سب حاملہ ہوئیں انسے لڑکے پیدا ہوے ہین کہ جن کا ذکر لعل نامہ وغیرہ
میں آتا ہے لیکن کچھ حال جشن کا لکھا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا جشن کیا ہے امیر ثانی نے تمام طوائفان شہر
کو طلب کیا ہے آج کا جلسہ عام ہے اجازت ہے کہ جسکا جی چاہے آکر تماشا دیکھے شام کے ہوتے ہی ادھر
تو آسمان پر چراغان کواکب کی روشنی ہوئی مشعل ماہ روشنی بخش عالم ہوئی زہرہ فلک چنگ
ہاتھ میں لیے ہوے داخل بزم انجم ہوئی اور قاضی شرع کی قاضی فلک عقد پڑھنے
کے لیے آموجود ہوا کشتی ثریا نقلون سے پر کر کے رکھ دی گئی کہکشان کی مانگ ستارون
سے بھری گئی اور مانند عروس آراستہ کی گئی یہان بارگاہ خشای و بارگاہ سلیمانی میں چہار

کنول مردنگ فانوس جھاڑ پانڈیان کل شیشہ آلات روشن ہوا تمام شہر کے بہ ساتے میں چکا چوند ہوئی ملکہ حکم عام دیدیا گیا کہ ہر شخص حسب لیاقت و حیثیت اپنے اپنے گھر کو سجے اور دروازون کو آراستہ کرے دوکانداروں نے بھی بڑی تیاری کی تھی کوئی مقام ایسا نہ تھا جو خانہ شادی نہ معلوم ہوتا ہو بلکہ یون کہیے کہ جیسے ہندوستان میں دیوالی کے روز ہوتی ہے اور امرا کے مکانون کی تیاری کا تو کیا مذکور ہے کہ سب ہی سامان ہم تھے فرش نہایت تکلف کے بچھے ہوے مسندین زرنگار لگی ہوئین طائفے حاضر غرباتک نے اپنی اپنی ہمتون کو حد اعتدال سے بڑھا دیا تھا جسے کچھ نہین نصیب تھا اُس کے دروازے پر بھی ایک ہی گھی کا چراغ ہی کا سہی جلولی ہی روشن تھی اگر بڑے طائفون کے بلانے کی حیثیت نہ تھی تو شتیان ہی ناچ رہی تھین کہین یہ بھی ممکن نہ تھا تو سب دس پانچ بے فکرے ڈھولک لیکر بیٹھ گئے تھے اور گا رہے تھے کچھ عجیب سمان تھا اور بارگاہ شاہی کی تیاری تو بیان سے باہر تھی اک دوسرا آسمان زمین پر نصب معلوم ہوتا تھا بارگاہ سلیمانی میں کل عروسین جمع تھین اور بارگاہ شاہی میں سب دولھا بھلا کیا پوچھنا اُس جشن کا اور اس جلسے کا جسمین ڈھائی ہزار دولھا ہون رستم ثانی کی معشوقہ ملکہ صنم بادلہ پوش جس کو طلسم صندل سے لائے تھے ابھی تک عقد نہین ہوا تھا یہ عقد بھی آج ہی ہوا الغرض آٹھ بجے رات کو اول تو سب نے کھانا کھایا لیکن یہ دعوت ایرج نوجوان نے کل لشکر کی ہے ایک تو اپنے فرزند کے ملنے کی خوشی دوسرے اُس کی شادی کی مسرت اب سب کے سب داخل بارگاہ شاہی ہوے اور صحبت رقص شروع ہوئی نازنینان حور جمال پری تمثال مصروف رقص و غنا ہوئین اک ماہ پارہ نے یہ غزل بصد ادا شروع کی غزل

بچارا بے بلا سے اضطراب دل کہ جی آیا
نہ گھبرانا ہم آئے وہ پیام بیکسی آیا
گئے تھے وہ اسے دے کر تسلی میں ابھی آیا
کوئی اتنا نہ ہم سے پوچھنے کو جیتے جی آیا
کہ کیوں کچھ آپ میں کوئی ترے جانے سے بھی آیا
خبر کو میری کب اُس بیخبر کا آدمی آیا
پشیمان ہو گئے پھر تم ذکر پھر وہ کچھ وہی آیا
مرا سرمایۂ عیش و نشاط زندگی آیا
اِدھر گھبرا کے جا نکلا اُدھر مضطر کبھی آیا
نہ تھا جب تک نہ تھا جب کچھ خیال آیا ابھی آیا
خبر دیتی ہے بیتابی مرے دل میں کوئی آیا
کوئی دم بیٹھتا بھی ہے کبھی گھر جب آ بھی آیا
تڑپتے چھوڑ جاتا بس جلال اُنکو نہی آیا

یہ کیوں ہو جان بیچین آج کس پر اپنا جی آیا
رہے بیکس نوازی تیری او تنہا پئے فرقت
دل بیتاب کو کیا کہکے سمجھائے کوئی کب تک
کہو کیا حال ہے کیسے ہو جیتے ہو کہ مرتے ہو
کسی کا ہائے وہ پیغام پر سے پوچھنا اپنے
نہیں کچھ مجھ کو یون گذرا ہوا جون اُن دنون سے
جفا بھی ساتھ عاشق کی وفا کے یاد آئے گی
غم دلدار جب آتا ہے دل خوش ہو کے کہتا ہے
سنبھالا درد نے فرقت میں دل کو بھی جگر کو بھی
جہان عاشق ز خود رفتہ ہوا پھر کب سنبھلتا ہے
اُٹھا درد جگر کس کے بٹھانے کو خدا جانے
جو آ نکلے ہو گھر دو دیکھ لو میری تڑپ کو تو
تسلی کچھ نہ تسکین آ کے دنیا بیقرار دن کو

لیجا سکے اور طائفہ بدلا گیا پھر اسنے گایا بجایا پھر اور طائفہ بدلا گیا کسی نے ایک غزل سے زیادہ نہیں گانے کا موقع پایا اسپر

بھی صبح قریب آگئی اور بہت تھوڑا وقت باقی رہ گئے قریب صبح کے سب نے لباس نوشاہی زیب جسم کیا اور پہلے محفل میں آکے بیٹھے اُن کے جلوس کے ساتھ تمام دولہا آگے پیچھے ہاتھیوں پر بیٹھے ہوئے اور سب کے آگے ہاتھی شاہزادہ رستم ثانی کا اس سامان سے شہر کی گشت لگا کر پھر واپس آئے کیونکہ دولہا وہین دلہن وہین اب پھر سے محفل جمع ہوئی اور مجرے ہونے لگے ایرج نوجوان کی یہ کیفیت ہو کہ خزانوں کے خزانے لدے میں جو لگا کر اُٹھا اُسے مالا مال کر دیا واقع میں عجب لطف تھا کہ جہاں ایک صحبت میں ڈھائی ہزار دولہا بیٹھے ہوں اور صدر میں شاہزادہ رستم ثانی سب میں کا یہ تھا کہ اور سردار انکے ہمپایہ نہ تھے انکے مقابل شاہزادہ بدیع الملک ٹھہرے انھون نے کسی کے ساتھ عقد منظور نہین کیا کیونکہ انکا دل ملکہ نوبہار گوہر پوش میں لگا ہوا ہو جس کا ذکر طلسم صندل کے بیان مین آچکا ہو الغرض سب کا عقد اُن کے بزرگون نے پڑھا ورنہ اتنے قاضی کہان سے آتے اور دو چار قاضی کہان تک عقد پڑھتے اور ہونا عقد کا ایک ہی روز پر موقوف تھا سب سے پہلے عقد شاہزادہ رستم ثانی کا امیر ثانی نے ملکہ صنم بادلہ پوش کے ساتھ پڑھا بعد اس کے اور سردارون کے عقد پڑھے گئے جب اس زملت ہو چکی تو ہر ایک اپنی اپنی عروس کو لیکر اپنے خیمہ میں داخل ہوا یہ شب بآسائش گذاری اب دوسرے روز پھر سامان جشن درست ہو رہا ہو کہ دفعتًا وقت صبح کچھ لوگ روتے پیٹتے ہوئے آئے اور انھون نے بیان کیا کہ شب کو بستر خواب سے شاہزادہ رستم ثانی غائب ہو گئے یہ سنتے ہی ایرج نوجوان نے گریبان چاک کیا امیر ثانی کو نہایت تردد ہوا کہ یہ کونسی آفت آئی عیارون پر تاکید فرمائی کہ آخر کل صبح تک اس کا پتا نہ لگا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا عیار ہر چہار جانب روانہ ہوئے تلاش ہونے لگی دوسرے روز صبح کو ملازمان بدیع الملک روتے پیٹتے آئے اور بیان کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک بستر پر سے غائب ہو گئے شاپور شیر دل نے عرض کی کہ یا امیر ثانی یہ کام کسی ساحر کا معلوم ہوتا ہو عیار کا نہین ہو ورنہ میرا ضرور پتا ہوتا اب صاحبقران ثانی کو اور زیادہ تردد ہوا اور نور الدہر نے اپنا گریبان چاک کیا تیسری صبح کو خبر پہونچی کہ ایرج نوجوان کا بھی پتا نہین چوتھی صبح کو نور الدہر کے غائب ہو جانے کا حال معلوم ہوا یہان تک کہ ہر روز ایک سردار غائب ہوتا تھا بعد آٹھ روز گذر جانے کے دو دو سردار غائب ہونے لگے یہان تک کہ تیس یا تیس روز مین چالیس پچاس سرداران نامی غائب ہو گئے امیر ثانی عیارون پر تاکید کر رہے مین عیار روز جاتے ہین اور چہار جانب صحرا اور کوہ میں ہر جگہ تلاش کرتے ہین مگر پتا نہین چلتا آخر کار چار عیارون نے یہ مشورہ کیا کہ رہنا لشکر مین مناسب نہین معلوم ہوتا ورنہ پتا لگنا مشکل ہو جائے گا یہ سوچ کر قران ثانی رخیر تگ بن عمرو و شاپور شیر دل اور برق ثانی یہ چار عیار جانب صحرا روانہ ہوئے اور صحرا مین رہنا اختیار کیا ہر چہار جانب تلاش کرتے ہین شب کو اک درخت پر مچان باندھ لیا ہو اسی پر بسر کرتے ہین آنکھ بھی لگی روز

گذر گئے آپ یہ راے قرار پائی کہ دن کو چوپائے بنکر گشت لگایا کریں اب یہ کیفیت ہوئی کہ قران ثانی نے اپنے جسم پر کھال کرگدن سیاہ کی چڑھائی اور برق ثانی آہو بنا اور شبرنگ بن عمرو نے ہیئت اپنی اک تیندوے کی بنائی شاپور شیردل نے ببر کی کھال پہنی اور ہر ایک جھاڑی جھنڈی کو دیکھنا شروع کیا حسب اتفاق یہ سب علیحدہ علیحدہ پھر رہے ہیں کہ اک جھاڑی میں سے اک آدمی نے سر نکالکر ادھر اُدھر دیکھا اور آواز دی کہ کوئی نہیں ہے یہ کہکر وہ تو غائب ہو گیا لیکن ایک اور ساحر سیاہ فام جوگیوں کی سی ہیئت بنائے ہوئے دونوں شانوں پر دو پر نکلے چشمے پر آیا نہایا جب شام کا وقت ہوا غلغلہ مارکر ہیئت اپنی اک عقاب کی بنائی اور اوڑکر چلا گیا یہ رنگ چاروں عیار مختلف مقامات سے دیکھ رہے تھے اب یہ منتظر بیٹھے تھے کہ دیکھیے آج کس کو گرفتار کرکے لاتا ہے اور قیدیوں کو رکھتا کہاں ہے کہ اب رات ہو گئی شب ماہ ہے تارے چھٹکے ہوئے ہیں جس وقت آدھی رات گذری بالاے آسمان اک لکہ ابر حقیقت نمودار ہوا جسوقت زمین پر آیا دیکھا کہ وہی عقاب اک شخص کو پنجے میں دبائے ہوئے آیا اور زمین پر اُترکر ہیئت اصلی پیدا کی اور جس کو گرفتار کرکے لایا تھا اُس سے کہا کہ کیوں تیرا ہی نام قہور دیو پرور ہے اُس نے کہا ہاں میں ہی ہوں کہا چل تجھے تیرے عزیزوں پاس پہونچا دوں اب جس روز حمزۂ ثانی کو گرفتار کرکے لاؤنگا اُس روز تم سب کو قتل کرونگا یہ کہتے ہی قہور دیو پرور کو اپنے ساتھ لیے ہوئے جو اک تختہ سنبل سامنے لگا ہوا تھا اُسمیں داخل ہو کر غائب ہو گیا صبح کو عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے برق ثانی کی یہ صلاح ٹھہری کہ میں ہرن بنکر بھاگونگا اور شاپور شیردل سے کہا کہ آپ شیر بنکر میرا تعاقب کیجیے گا میں اسی تختہ سنبل میں پوشیدہ ہو جاؤنگا آپ پلٹ جائیے گا پھر وہاں پہونچکر دیکھا جائیگا سب نے اس راے کو پسند کیا اور صبح کے وقت برق ثانی آہو بنکر بھاگا اور شاپور شیردل نے شیر بنکر اسکا پیچھا کیا جاتے جاتے جسوقت برق ثانی قریب تختہ سنبل کے پہونچا کچھ کوے اوڑے اور انھوں نے آواز دی کہ عیاران اسلام جانور بنے ہوئے آتے ہیں اس آواز کے ساتھ ہی دو پنجے گرے اور دونوں کو لے گئے یہ حال دیکھکر قران ثانی اور شبرنگ بن عمرو نے کہا کہ اب یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ جسوقت یہ ساحر نہانے کو چشمے پر جائے اُسوقت کوئی عیاری کرنا چاہیے شبرنگ بن عمرو نے کہا کہ وہ جو نکلکر آواز دیتا ہے پہلے اُسکی خبر لینا مناسب ہے قران ثانی نے کہا کہ میں چشمے پر جاتا ہوں تم جھاڑی پاس رہو اب ساتھ ساتھ رہنا ٹھیک نہیں ہے ورنہ ہم تم دونوں گرفتار ہو جائینگے شبرنگ بن عمرو نے یہ راے پسند کی اور بصورت گرگ بنکر جھاڑی کے پاس بیٹھ رہا اور قران ثانی نے صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی اور کچھ دیر پہلے سے جاکر کنارے چشمے کے بیٹھ رہے یہاں حال بہتر شاپور شیردل و برق ثانی کا سنیے کہ جسوقت انکی آنکھ کھلی تو اپنے کو اک صحرا میں دیکھا کہ ہزارہا نخل ارنڈ کے لگے ہوئے ہیں اور ہر ایک سردار ایک ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے نہ ہاتھوں میں ہتکڑیاں ہیں نہ پاؤں میں بیڑیاں ہیں ایک جانب اک بنگلہ بنا ہوا ہے اُس میں چار ساحر

بیٹھے ہوئے ہین اور باہم باتین کر رہے ہین اپنے کو بھی ایک ایک درخت کے نیچے دیکھا اٹھکر چلنے
کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوئے ہی مجبور ہو کر بیٹھے رہے جب دوسرا دن ہوا اور شام
کا وقت قریب پہونچا تو ان ساحرون مین باتین ہونے لگین کہ اب کس کو لانا چاہیے ایک نے کہا کہ
بادشاہ اسلام اور امیر ثانی کو لے آؤ کہ فرصت ہو جائے یہ سب بے موت مرجائینگے نہین تو
آتشباری برف باری کرکے کام انکا تمام کردینگے ورنہ یہ سمجھ لو کہ سب گرفتار ہوگئے اور حمزہ ثانی
نہ گرفتار رہا جب بھی کھٹکا لگا ہوا ہی کیونکہ حمزہ ثانی مالک باطل السحر ہی اگر یہان تک کسی صورت
سے آگیا تو یہ طلسمی کارخانہ بگڑ جائے گا اور اسی وقت سب چھوٹ جائینگے ہر چند کہ ہم نے اس کے
اخفا کی کوشش بہت کچھ کی ہی مگر شاید نکلتے وقت کوئی عیار پوشیدہ ہو جیسے یہ دونون شیر آدم
بنکر آئے تھے غرض کہ یہی رائے ٹھہری کہ آج بادشاہ اسلام اور امیر ثانی کو لانا چاہیئے یہ
صلاح کرکے دو ساحر اٹھے اور ایک جانب ایک دوسری جانب دوسرا روانہ ہوئے یہان یہ
دونون عیار مضطرب ہین دل مین کہتے ہین کہ بڑے پھنسے عیاری نہین بڑی بھید کھل گیا لیکن
وہان شبرنگ بن عمرو گرگ بنا ہوا مچھاڑی تھا جیسے ہی حسب عادت اس ساحر نے جھاڑی مین
سے سر نکالکر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا گرگ کھڑے ہو کر خاک اڑانے لگا اسنے آواز دی کہ کوئی
نہین ہی جانیے مگر اک جانور ہی آؤ مین دیکھے لیتا ہون یہ کہکر کچھ رائی سرسون کے دانے ہاتھ مین
لیکر بڑھنے لگا گرگ نے اک بقہ گرد کا منھ پر کھینچ مارا بس گرد دماغ تک سرایت کرگئی اور یہ چھینک
مارکر گرا شبرنگ بن عمرو نے جلدی سے خنجر مار دیا بس اسکا مرنا تھا کہ تمام جھاڑی مین آگ
لگ گئی اور آندھی چلی خاک اوڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام حن صرصر جادو
بود بس اسکے مرتے ہی صفیر جادو کو خبر ہوگئی لیکن گرگ بھاگا جوگی نے نکلکر گرگ کو بھاگتے دیکھکر
گیر کی آواز دی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے بس آواز دی کہ اب تو بھی صحرا مین اسی طرح بیچارہ
یا تو کوئی درندہ آکر تجھ سے سمجھ لے گا یا تو بھوکون کے مارے مرجائیگا بعد اسکے نہانے کی غرض سے
طرف چشمے کے روانہ ہوا حسب اتفاق ادھر عمرو ثانی کا گذر ہوا گرگ کو دیکھکر کچھ آپ بچکے تھے
کہ گرگ نے آواز دی کہ یہان آئیے مین آدمی ہون عمرو ثانی آواز شبرنگ کی پہچان کر قریب
آئے اور کہا کہ یہی مسکن ان ساحرون کا ہی جو گرفتار کرلاتے ہین سردارون کو شبرنگ
نے کہا کہ ان ایک کو مین نے مارا ہی اور ایک چشمے کی جانب گیا ہی وہان بھائی قران ثانی ہین
دیکھیے اگر عیاری بن پڑی تو اسے بھی مارا ورنہ جو کچھ ہو عمرو ثانی نے کہا کہ اچھا تو مین جاتا ہون
میرا یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا یہ کہکر ایک جانب روانہ ہوئے اور اک گوشے مین
گھات سے کھڑے ہو رہے یہان جیسے ہی یہ جوگی چشمے پر پہونچا دیکھا کہ اک اور بھی شخص نہا رہا ہی
اسنے بطور کفار سلام کرکے پوچھا کہ تم کون ہو اسنے جواب دیا کہ میرا نام عفریت جادو ہی تمھارا نام
کیا ہی اسنے کہا کہ مجھکو صفیر جادو کہتے ہین عفریت جادو نے کہا کہ تمھارے ہاتھ پاؤن
تو بہت تیار ہین کچھ کشتی وغیرہ کا بھی شوق ہی صفیر جادو ہنسا اور کہا کہ ہان ہم چار
بھائی تھے جنمین ایک آج مارا گیا خدا برا کرے عیاران اسلام کا کہ انھون نے اسکو مارا

اب دو اور ہیں اور میں ہوں سب کو کشتی کا شوق ہے لیکن میں سب سے زبردست ہوں اور اکیلا ان
سب کو زور دلاتا ہوں اور تمام حالات اُنکے گرفتاری سرداران اسلام کے بیان کئے عفریت
جادو اُٹھکر گلے ملا اور کہا کہ کیا دل ٹھنڈا کیا ہے تمنے میں بھی انھیں سب کا ستایا ہوا ہوں
تمھارے تو باپ ماویل جادو کو فقط مارا امیر نے تو تمام گھر انھوں نے تاراج کر دیا شمس
جادو کو جو خداوند ساحران اور میرے ماموں ہوتے تھے انکو مارا اب میں نے ایک جگہ کا
قیام ترک کر دیا اور صحرا بصحرا پھرا کرتا ہوں لیکن اب جی یہ چاہتا ہے کہ ہم تم ایک جگہ رہ کر
ان خدا پرستوں کا کام تمام کریں جوگی نے کہا کہ بہتر ہے اور نہانے میں مشغول ہوا بس جیسے
ہی صفیر جادو نے غوطہ لگا کر ابھرنے کا ارادہ کیا عفریت جادو نے نعرہ کیا کہ منم قران
ثانی اور ابھرنے وقت لغدہ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا تھا کہ پانی میں تلاطم ہوا
بیروں نے خاک اوڑا کر شور کیا کہ کشتی مرا نام من صفیر جادو بود قران ثانی کو معلوم تھا کہ
اس کے مرتے ہی دونوں بھائی اسکے ضرور آپہنچینگے بھاگا لیکن وہاں اسکے مرتے ہی جنگلستان
میں آگ لگ گئی اور صحرا کو جسقدر بند کر دیا تھا سب معلوم ہونے لگا شبرنگ بن عمرو کے
پاؤں زمین نے چھوڑے یہ دونوں بھاگے لیکن حریر جادو محریر جادو نے دیکھا کہ
دونوں بھائی مارے گئے اور دونوں عیار بھاگے ہوے چلے جاتے ہیں یہ دونوں اُٹھکر
دوڑے اور قریب پہونچتے ہی گیر کی آواز دیکر دونوں کو پکڑ لیا اور سلا کر انکی طرح قید کیا اب
باہم یہ مشورہ ہوا کہ انتظار کرنا اچھا نہیں جسکو پاؤ قتل کر ڈالو بہتر یہ ہے کہ ان سب کو مار کر طرف
لشکر اسلام کے چلو اور خالصہ مقابلہ کرو یہ ارادہ کر کے ایک تلوار کھینچ کر شاپور شیر دل کے
سر پر آیا چاہتا ہے کہ ہاتھ مارے شاپور شیر دل نے بلک کر دعا کی بس اک تیر آ کر کلائی پر پڑا
کہ ہاتھ سے خنجر گر پڑا اگرہ ٹوٹ گیا اور یہ چونکا کر آگے شاپور شیر دل کے گر اسکا
گرنا تھا کہ شاپور شیر دل نے جلدی سے وہی خنجر اسکی گردن میں مار دیا حریر جادو پھڑکنے لگا
محریر جادو جسکی قید میں سب تھے اسنے دیکھا کہ یہ تو آفت آسمانی معلوم ہوتی ہے اسنے پر پرواز
پیدا کرکے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ اک پتھر اسکے سر پر پڑا یہ تیورا کر زمین پر گرا گرتا تھا کہ پہلو سے
نکل کے عمرو ثانی نے نعرہ کیا اور آ کر اسے بھی ذبح کر ڈالا یہ دونوں پھڑکنے لگے ارندون
میں آگ لگ گئی سب سردار قید سے چھوٹے چاروں ساحر مارے گئے جب یہ دونوں بھی
پھڑکتے پھڑکتے سرد ہو گئے آوازیں پیدا ہوئیں کہ حیف مردیم وجان دادیم و مطلب خود نہ
رسیدیم کشتی مرا نام من حریر جادو و محریر جادو بود عمرو ثانی سب عیاروں اور سرداروں
کو ہمراہ لیکر جانب لشکر روانہ ہوے جہاں امیر ثانی منتظر تھے اور سوگوار رہتے تھے کہ جب سے
عیار گئے ہیں آج کئی روز ہوے کہ کسی کا پتا نہیں خدا جانے انپر کیا گذری شب ہوئی کوئی
دس بجے ہونگے کہ عمرو ثانی مع سب سرداروں اور عیاروں کے سر جادوگروں کے لیے
ہوے پہونچے صاحبقران ثانی نے سب کو گلے سے لگایا عمرو ثانی کو اور ان ہمراہی عیاروں
کو بہت کچھ انعام و اکرام مرحمت فرما کر پھر جشن کا حکم دیا اور تیاری ہونے لگی تیسرے روز سے

پھر جشن شروع ہوا ایسا کہ چالیس روز تک برابر جشن رہا آخر روز بہت بڑا جشن ہوا اور اس
جشن میں امیر ثانی نے عمرو ثانی سے فرمایا کہ آج تمھارا گانا سننے کو جی چاہتا ہے عمرو ثانی حسب
ارشاد گانے کو بیٹھے جوڑی ہفت پیوندی ترکی زنبیل سے نکال کر بجانا شروع کی ایسی ایسی چیزیں
بجائیں کہ سب جھومنے لگے گویوں نے کان پکڑے کہ ہمنے ایسے عطائی نہیں دیکھے کہ ہم لوگوں پر
بھی فوق رکھتے ہیں ہر در و دیوار سے مرحبا کی آواز آتی تھی بعد اسکے امیر ثانی کی فرمایش سے
عمرو ثانی نے گانا شروع کیا اور نے ہاتھ سے رشک لحن داؤدی یہ غزل بذوق و شوق شروع کی

غزل

کلیجہ دل میں کھنچا کیا کوئی بے درد ملتا ہے — نکل کر دیکھ لے کیونکر ہمارا دم نکلتا ہے
اکیلے کا کہیں دو دو سرکشوں سے زور چلتا ہے — دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے
خفا ہو کر ترے بچھ بیٹھنے پہ دم نکلتا ہے — ہمارا گردش تقدیر ہی سے کام چلتا ہے
طریق دلبری پردہ نشینوں کا الگ ہے یا — فقط اک ہاتھ دل لینے کو پردے سے نکلتا ہے
عدو آسائش عشاق کا ہے رشک ہے اسکا — کلیجہ ہے اگر عشق جلا تو دل کمبخت جلتا ہے
کسی حسرت بھرے دل کو مقرر تم مل گئے لا — کہ منھ سے کچھ نہیں کہتا وہ جسکا ہاتھ ملتا ہے
ادا سے سامنے آنکھو دم آخر ہی آتا تھا — قضا کا وقت جب آتا ہے کب ٹالے سے ٹلتا ہے
کہے وہ دلربا کمبخت ہم کہلائیں خوش قسمت — بدلجاتے ہیں یوں پہلو مقدر جب بدلتا ہے
میں سہلاتا ہوں تلوے دل کو وہ پامال کرتے ہیں — کسی کا ہاتھ چلتا ہے کسی کا پاؤں چلتا ہے
وہ ہمکو جھڑک پہلو میں بھی کب چین دیتے ہیں — پھڑکتا ہے کلیجہ ہے ادھر اُدھر دم نکلتا ہے
مبادا اف ہی کر بیٹھے تو او ظالم غضب ہوگا — بہت چپ رہ چکے ہم اب تو کچھ منھ سے نکلتا ہے
وہ دل بیتاب کر دے جسکو شوخی آج کا ہو تمہی — کہیں رونے سے رکتا ہے سنبھالے سے سنبھلتا ہے
جلال اچھا وہ دل میں چٹکیاں لیتا ہے بیٹھے تو — ہمارا غم [illegible] ہوتا ہے اُس کا جی بہلتا ہے

اسکے بعد یہ حالت تھی کہ ہر شخص کی آنکھ سے آنسو جاری تھے اور کوئی اپنے ہوش میں نہ تھا
الغرض صبح کو جشن تمام ہوا جلسہ برخاست ہوا نماز صبح کی پڑھ کر سو رہے دوسرے
روز صاحبقران ثانی نے فرمایا کہ سامان سفر درست کرو اور ریحان کا بادشاہ ارغوان شاہ
دریا باری کو کیا اور عیاروں کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ لاجورد شاہ و صلصال
بھاگ کر کسطرف گئے ہیں اسی جگہ دفتر تورج نامہ تمام ہوتا ہے واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ
قبل لکھے جانے اس جلد کے چونکہ ارادہ نہ تھا کہ دوسری جلد بھی تحریر کیجائیگی بنا بر اسکے جلد
اول کا جوڑ طلسم نامہ سے ملا دیا گیا تھا مگر ازبسکہ آپنے قدردانی فرمائی اور دوسری جلد بھی
طلب کی لہذا حسب الحکم ہم نے اس جلد کو بھی ختم کیا اب ناظرین اس جوڑ کو جو تورج نامہ جلد
اول میں تحریر ہے اسی کا جوڑ سمجھیں کہ بعد جشن امیر ثانی کو خبر معلوم ہوئی کہ لاجورد شاہ اور
صلصال وغیرہ بھاگ کر طرف سباتل کے گئے ہیں اور زمرد ثانی نے خروج کیا ہے سباتل
پر لشکر کشی کی ہے اور جدائل خان ہندی نواسا لندھور کا ساتھ ہے لہذا اسلئے بیان سے
لندھور روانہ ہوئے ہیں اور بعد تشریف لیجانے لندھور بن سعدان گرد کے پیش خیمہ

امیر ثانی کا روانہ ہوتا ہی اور خود بھی مع سرداران لشکر اسلام طرف سبابل کے روانہ ہوتے
ہین اور حال نقابدار گوہر پوش کا طلسم آبگینہ سلیمانی مین معلوم ہوگا جو بعد لعل نامے
کے ہو اگر ناظرین باتمکین قدردانی فرمائینگے تو ہم اُس طلسم کو بھی جو شکل دفتر کے ہو اسی
وجہ سے دوسرا نام اُس کا آفتاب شجاعت رکھ دیا ہو تحریر کرینگے لڑائیان اُسکی اور طلسم
قابل دید ہین ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الملک بن نورالدہر بن بدیع الزمان بن امیر
حمزۂ عالیشان طلسم آبگینہ پر پہونچے ہین اور ایک دربند اسکا فتح کرکے ملکہ ناوک فگن مالک
دربند سے کہ نام اُس دربند کا صنم کدۂ آذری تھا عقد کیا ملکہ برائے فاتحہ اپنے باپ کی قبر پر لائی وہان
سے بدیع الملک کو ایک لوح اور اسم اعظم حاصل ہوا اور ایک وصیت نامہ ملا جس مین لکھا
ہوا تھا کہ اے بدیع الملک آگاہ ہو کہ ابعد فتح کرنے صنم کدۂ آذری کے آگے بڑھنے کا
قصد نہ کرنا کیونکہ فتاح اسکا وہ لڑکا ہوگا جو ملکہ کے بطن سے پیدا ہوگا وہی میرے خون کا بدلا
لیگا نام اسکا رفیع البخت رکھنا چاہیے بدیع الملک ان اشیاء کے ملنے سے بہت خوش
ہوے اور ہمراہ ملکہ ناوک فگن کے واپس آئے اور آگے بڑھنے کا قصد نہ کیا
انشاء اللہ یہ دفتر جس وقت ناظرین ملاحظہ فرمائینگے لطف نو اٹھائینگے اور اس دفتر مین
شاہزادہ بدیع الملک کی صاحبقرانی ہو والسلام ۔ دفتر تورج نامہ جلد دوم بھی بفضل خدا سے
حسب قدردانی ناظرین باتمکین تمام ہوا

تمّت

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین کتاب تورج نامہ جلد دوم کہ داستانہائے رنگین
اور مضامین دلچسپ و خاطر نشین سے آراستہ و پیراستہ ہو جسمین فصاحت و بلاغت کا دریا بہا دیا ہو
اور تناسب الفاظ و عیاریہائے دلپسند و فرحت بخش نے دلون پر اپنے حسن قبول کا رنگ جما دیا ہو
از تالیفات قصہ خوان بذلہ سنج فصیح البیان و داستان گوئی شیوا زبان شیخ تصدق حسین صاحب
و تصحیح و ترتیب مولوی محمد اسمعیل صاحب مرحوم بماہ جون ۱۹۲۷ء بار دوم بسرپرستی و
حسب ایماے عالیجناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع ہذا باہتمام سیٹھ کیسری داس سپرنٹنڈنٹ
مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین زیور طبع سے آراستہ ہوکر روشنی بخش چشم نظارگیان قدر
و نقل محفل نازکخیالان و نور افزاے دیدۂ منتظران ہوئی فقط